مکمل ناول

جنونِ الفت S 2

Mehwish Ali

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آآ۔۔ آپ شش۔۔ شاہو۔۔ ماما سے بات کیوں نہیں کرتے وہ رو رہی ہیں" آپکے لئے۔ "خوف سے زرد پڑتی ہاتھ مسلتی ہوئی وہ روتی جانے کیسے ڈرتے اسکے روم میں قدم رکھتی خا منے بیڈ پر بیٹھے ساحل شاہ کو دیکھتی منت بھرے لہجے میں گویا ہوا۔

اپنے روم میں اچانک سے سسکتی آواز پر اسنے سرخ غصے سے لہو ہوتی آنکھیں اس سمیت اٹھائیں جہاں سے یہ آواز ابھری تھی۔ پر

دوسرے پل سامنے کھڑے وجود کو دیکھتے اسکی آنکھوں میں جیسے دنیا جہاں کی نفرت کا ابال امڈ آیا۔

"شاہو۔۔۔"

وہ شاکڈ کیفیت میں اس چھوٹی کانپتی تیز تیز سانسیں لیتی لڑکی کو دیکھتا بڑبڑایا۔

لبوں سے نام ادا ہوتے ہی سامنے چھناکے سے مہکار کا سراپا لہرایا، ساتھ ایک پرانی یاد جب وہ کبھی موڈ میں ہوتی اسے "شاہو" کہہ کر بلاتی تھی۔

اور آج اسکی ہی پالی ہوئی بیٹی اسکے سامنے کھڑی اسے شاہو بلا رہی تھی یہ جانے بنا کہ اسے کس قدم نفرت ہے اس نام سے اور ان دونوں کے وجود سے۔

اسکا بس چلے تو بھڑ کی بھٹی نذر کر دے انکے وجود کو اور یہ لڑکی التجائیں کرنے آئی تھی کہ "اسکی مام کو بچا لو۔۔۔"

اس ساحل شاہ سے جسکی اول و آخر خواہش تھی کہ وہ عورت تڑپے تاکہ اسکے وجود کو اسکی روح کو سکون ملے۔ جس طرح وہ تڑپا تھا پل پل اسکے لئے پر وہ نفس کی پوجارن، کبھی اسکی طرف پلٹ کر نہیں دیکھتی تھی آج اسکی زندگی کی بھیک کیلئے سب بار بار اسکے در پر آرہے تھے تو کیا ساحل شاہ یہ موقعہ جانے دیتا۔

دفع ہو جاؤ مریضہ!" دفعتاً اسے دیکھتے اسکا ضبط جواب دے گیا وہ" غصے حقارت سے غرایا ساتھ ہی سائیڈ ٹیبل پر رکھا ٹائم پیس اٹھا کر ٹھاکے ساتھ ہی دیوار پر دے مارا۔۔
وہ جو پہلے ہی اس کے خوف سے تھر تھر کانپ رہی تھی دیوار پر اس اچانک حملے سے اٹھتی ٹھاہ کی آواز سے اسکی چیخ وحشتناک تھی۔۔۔

ماما۔۔۔!!!" وہ روتی چیختی سہم کر دروازے سے لگی۔"
جاؤ دفع ہو جاؤ ورنہ یہ اب ٹیبل اٹھا کر تمہارے سر پر" دے ماروں گا۔۔ شکل دفع کرو اپنی نفرت ہے مجھے تم دونوں ماں بیٹی سے۔"
بیڈ سے اتر کر وہ اسکی طرف بڑھتا ساتھ آپے سے باہر غرا رہا تھا۔

حقیقت یہی تھی کہ انکے بارے میں سوچتے سنتے وہ آپے سے باہر ہو جاتا تھا۔ اسکا غصہ اسکی نفرت اسکے کنٹرول سے باہر ہو جاتی تھی۔ اور اب تو وہ بالکل سامنے آکر اس وجود کی اس سے بھیک مانگ رہی تھی جو کہ دنیا کا سب سے ناگوار وجود تھا اسکے لئے۔

"

مم۔۔ ممیں۔۔ جا۔ جاتی۔۔ ہوں۔۔ شش۔ شاہو۔۔ م۔ مجھے۔۔ مت۔ ۔ما۔ مارو۔۔۔" اسکی سانسیں پھولنے لگیں حد سے زیادہ اسکا نازک سراپا لرزتا ہوا ابھی زمین بوس ہونے لگا تھا۔

جیسے جیسے اسکے قدم اپنی طرف بڑھتے دیکھ رہی تھی ویسے ہی اسے اپنی موت اپنی سمیت چلتی ہوئی نظر آرہی تھی۔ اسے اندازہ ہو گیا کہ اسنے کتنی بڑی غلطی کر دی اسکے روم میں اسکے پیچھے آکر۔۔

پر وہ تو اسے بتانا چاہتی تھی کہ مام ہم دونوں سے بہت پیار کرتی ہیں بلکہ روحا سے زیادہ وہ ساحل شاہ سے پیار کرتی ہیں۔ اپنے شاہو کو وہ نہیں بھول پا رہی۔ پر مقابل چلتا آرہا اسکی مام کے "شاہو" کا انداز دیکھتے اسکی آنکھوں کے سامنے موت ناچ رہی تھی۔

مم۔۔ میں۔۔ نہیں۔ کہتی۔۔ کچھ۔۔"
وو۔۔وہ۔۔ص۔۔صرف۔۔ آپکی۔۔ ہیں۔۔ مم۔۔مام۔۔۔"اسنے روتے اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر نفی کرتی سامنے ہاتھ جوڑ گئی۔۔

نفرت کرتا ہوں میں تم سے سمجھی بے تحاشہ نفرت کرتا ہوں" بے انتہا تم دونوں سے۔۔"وہ اسکے سر پر پہنچ کر حلق کے بل غرایا۔۔
آہ۔۔۔مام۔۔۔"اسکی غراہٹ پر روحا چیخ کر اچھل پڑی"

شٹ اپ نہیں وہ تمہاری مام سمجھی۔۔"اسکا منہ دبوچ کر وہ چیخا" اس پر۔
وہ۔۔۔وہ۔۔ہماری۔۔مام۔۔ ہیں۔۔"اسنے روتے اپنا چہرہ چھڑوانے کی" کوشش کرتے نڈھال ہو کر سمجھانا چاہا۔
چٹاخ۔۔۔اچانک اسکے گال پر پڑنے والا تھپڑ اس قدر زوردار تھا کہ اسے لگا اسکا دماغ گھوم گیا ہے۔۔پل کیلئے آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔

سینت سینت مہکار شاہ کی آغوش میں پلتی آئی وہ نازک کمزور سی روحا شاہ آج انکے پے ھر دل بیٹے کی نفرت کی آگ میں جل رہی تھی۔

نہیں وہ ہماری مام! نا میری نا ہی تمہاری۔۔ اگر تمنے آئندہ اسے مام کہا تو" میں تمہاری جان لے لوں گا۔۔ مٹھی میں تہاری زبان نوچ لوں گا۔ دور رہو اس سے۔ تڑپنے دو اسے مرنے دو اسے جس طرح اسنے مجھے مارا ہے۔۔۔" وہ زور سے اسے دروازے سے لگا تا پاگل بنا غرا رہا تھا۔۔۔

نہیں۔۔ وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ میری مام۔۔ ہیں۔۔۔ شاہو۔۔۔" وہ خوف سے" تھر تھر کانپنے کے باوجود اس پر چیخی جس سے مقابل کی آنکھوں خون اتر آیا۔
اسکی دہشت کے خوف سے اس چھوٹی سی لڑکی کا استھما بڑھ گیا اور وہ بری طرح کھانستی اسکی پکڑ میں مچلتی اپنی مام کو چیخ چیخ کر بلانے لگی۔

ممم۔۔ مم۔۔ میرا۔۔ انہیلر۔۔۔۔" اسنے ہاتھ دروازے پر مارے اسکے" کندھوں پر مارے۔۔

اسے بری طرح انہیلر کیلئے تڑپتے مچلتے دیکھ کر مقابل کے لبوں پر گہری مسکراہٹ بکھر گئی۔

پر اس حالت کے باوجود اسے پھر سے مام کی رٹ لگاتے، اپنے حکم کی نفی کرتے دیکھ کر بالکل پاگل ہوتا اسکی پتلی سی گردن کو دبوچ گیا۔۔

"اگر آج تم مر گئی تو تمہارے ساتھ وہ بھی ہمیشہ کیلئے اس اذیت میں دبوچ لی جائے گی ایسے تڑپے گی جس طرح میں تڑپا ہوں جس طرح مجھے تکلیف ہوتی تھی۔" اسکی پکڑ مضبوط ہو گئی اسکے نازک سی گردن پر۔۔

"تمنے اپنی موت خود چنی ہے میرے راستے آکر۔ تمہیں موت بھی میں اپنی مرضی کی دوں گا روحا حیدر شاہ۔۔"

"میں شاہو نہیں تمہارا دشمن ہوں۔۔"

اسکے کان میں سرگوشی کے انداز میں سور پھونکتے اسنے ہاتھ کا دباؤ بری طرح سے بڑھا دیا اسکی گردن پر کہ وہ پھڑ پھڑا اٹھی کسی ذبح بے قصور ہرنی کی مانند۔

نن۔۔ نہیں۔۔ شش۔۔ شاہو۔۔ نن۔ نہیں۔۔" پھولتی دبتی ہوئی سانس، " اسکے منہ سے سفید جاگ کے ساتھ جانے کیسے یہ التجا لبوں سے آزاد ہوئی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

کہاں لے جا رہے ہو مجھے؟؟" زخموں سے چور بدن لیے وہ بازو میں سخت " گرفت ہونے کی وجہ سے مزاحمت کے سارے راستے بند دیکھ کر مقابل کے ساتھ تقریباً گھسیٹتا ہوا جا رہا تھا۔
اسکے سوجے حلق سے بمشکل نکلے سوال کو بری طرح نظر انداز کیا گیا تھا۔

کہاں لے جا رہے ہو۔۔ چھ۔۔ چھوڑو۔۔ مجھے۔۔ جانے۔۔ دو۔۔ "وہ"
سخت مزاحمت کی کوشش کرنے لگا پر اسے بازو کو زوردار جھٹکا دیا گیا جسکے
ساتھ ہی اسکے وجود میں درد کی ایک خطرناک لہر اٹھی جو پورے
وجود کو اپنی لپیٹ میں لے چکی تھی۔ ساتھ ہی حلق سے ایک
دلخراش چیخ ابل پڑی۔۔

چپ کر کے چلو ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔ "مقابل اسکی مزاحمت"
دیکھا ایک زوردار تھپڑ اسکے پہلے سے زخمی پھٹے گال پر مارتے ہوئے جھٹکا
دیکر بولا۔۔
آہہہ۔۔ "اسکی درد بھری سسکی فضا میں گونج اٹھی۔ سب نے اپنی"
سانسیں حلق میں دبالی کہیں انکی موجودگی کا احساس کرتے اس کو
چھوڑ کر انہیں نا اٹھالیں۔۔

پر یہ بھی جانتے تھے اسکے ساتھ کوئی دشمنی ضرور تھی جسکی بنا پر وہ
اس پر اس قدر بے رحمانہ تشدد کر رہے تھے۔ وہ جانے کیسے
برداشت کر رہا تھا اگر اسکی جگہ کوئی اور ہوتا تو کب کا اپنی سانسیں ہار
چکا ہوتا۔

افسوس یہ کہ وہ یتیم تھا اسکے اپنوں میں کوئی نہیں تھا نا ہی اسے یہاں جہنم سے بچانے والے تھے۔ سیکنڈ سیکنڈ میں اسکے وجود کو بڑی طرح زخمی کیا جاتا، جگہ جگہ سے چیر کر اس میں نمک مرچ بھرتے اسے اذیت سے چیختے دیکھ کر اسکی ویڈیو بنائی جاتی۔ وہ جانے کس روح کو سکون پہنچا رہے تھے۔

جانے کیسی دشمنی تھی اس معصوم کے ساتھ کہ اسکا پور پور لہولہان کر دیا تھا۔ اسکے منہ پر مکے مارنے سے اب مسلسل تھوک کی جگہ لہو ٹپک رہا تھا۔ ناک سے بھی ٹپک ٹپک کر بہہ رہا تھا۔ وجود پر ایک لہو سے نم پھٹی شرٹ پہنی ہوئی تھی اور آنکھیں مسلسل درد پر رونے سے دھندلی ہو چکی تھیں کہ اسے احساس نہیں تھا رات ہے یا صبح۔۔

کچھ دیر پہلے وہ اس اندھیرے میں ڈوبے روم میں پڑے کراہ رہا تھا جہاں سے اب اسے نکال کر باہر گھسیٹتے ہوئے کسی اور جگہ منتقل کرنے کیلئے جا رہے تھے۔

اسکی مزاحمت بے کار تھی کیونکہ اب اس میں اتنی سکت نہیں تھی کہ وہ کسی بچے سے بھی لڑ سکے۔ اسکا پور پور لہو سے نہایا ہوا درد سے سن تھا۔

اسکا دماغ کام کرنے سے انکاری تھا وہ جتنی اذیت برداشت کر چکا تھا وہ بھی اسکے لئے داد کی بات تھی۔ پر اب وہ ناکام تھا۔ اپنے وجود کے ہر عضوے سے۔ وہ کسی بھی طرح کی مزاحمت نہیں کر پا رہا تھا۔

جانے کتنی مسافت طے کر کے آیا تھا پر اسے احساس نہیں تھا۔

اسے لا کر ایک جگہ ہر بری طرح زور سے زمین پر مارا گیا۔

آہہہ۔۔۔۔ "ایکدم سریخ بستہ فرش پر لگنے سے وہ خود میں سمٹ کر" زوردار چیخ مارنے لگا۔

چپ کر **** ورنہ ابھی ہاتھ منہ میں ڈال کر حلق نوچ لیں گے۔""

اسکی چیخ پر ایک زوردار بوٹ میں مقید پاؤن کی بھاری ٹھوکر مارتے وہ آدمی غرایا۔

پر فرش پر بہتے خون، سر کو گھومتے زوں زوں کی آواز کانوں میں محسوس کرتے وہ چیخنے رونے لگا زمین پر ایسے جیسے کوئی بن پانی کی مچھلی تڑپے۔

تجھے سمجھ نہیں آئی *** چپ کر ورنہ گلا ابھی کاٹ دوں گا۔" اپنی"
عزاہٹ کا اس پر اثر نا دیکھتے مقابل نے غیظ و غضب میں اسکے وجود
پر درپے درلاتیں ٹھوکریں مارنا شروع کر دی۔
ساتھ ہی غلیظ گالیاں بکتے اسکے پھٹے خون سے نم بالوں کو مٹھی میں
جکڑ لیا۔
درد ہو رہا؟؟؟ بہت درد ہو رہا ہے نا تمہیں؟؟ پر درد اسے نہیں کہتے۔۔۔ درد سے"
"تو تجھے اب روشناکروائیں گے کہ درد اصل میں ہوتا کیا ہے۔۔۔
وہ اسکے مٹھی میں جکڑے بالوں سے اسے گھسیٹ کر کچھ آگے آئے۔۔۔
فضا میں اسکے ساتھ ہی دردناک چیخیں بلند ہو گئیں، اسکے وجود
کی ساری رگیں درد سے سکڑ گئی تھیں جس سے اسے بے حد تکلیف
ہو رہی تھی۔ ناصرف ہاتھوں پاؤں کی رگیں بلکہ چہرے ماتھے سر کی رگیں بھی
درد سے اسکی روح کو نوچنے لگی۔۔

ماما۔۔۔ مم۔۔۔ ما۔۔ ماما۔۔۔ "فرش کو نوچنے کی کوشش کرتا وہ چیخ کر"
مدد کیلئے اپنی ماں کو بلانے لگا۔۔ "پپ۔۔۔ پاپا۔۔۔" اسکی دردناک چیخیں
مزید بلند ہوئیں ساتھ مقابل کے قہقہے بھی۔

کوئی نہیں آئے گا نا ماما نا ہی پاپا۔۔ تجھ جیسے حیوان وحشی سے وہ رشتہ ختم کر چکے"
ہیں۔ تجھے ہمارے حوالے کر دیا ہے۔۔۔ انہوں نے تجھ سے جڑے ہر انسان نے
رشتہ ختم کر دیا ہے بلکہ تجھے ایسی موت مارنے کا حکم دیا ہے تمہارے
باپ نے کہ وہ آنے والی نسل کیلئے ایک عبرتناک مثال بن
"جائے۔۔

پیشانے سے اوپر اسکے بال مٹھی میں جکڑ کر جھٹکا دیتے سر اونچا کیا
اور بڑے خوفناک انداز میں قہقہہ لگاتے اسکے کانوں میں سور
پھونکا۔۔

جسے سنتے ہی وہ وجود درد کراہ آہ سب بھول کر خاموش ہو گیا۔۔

تجھے مار کر تمہارے وجود کو ٹکڑوں میں کاٹ کر کتوں کے حوالے کریں گے۔"
یا تجھے پاگل کر کے ایسی موت دیں گے جس سے ہم پر کوئی الزام نا آئے بلکہ یہ
"خودکشی قرار دی جائے ہاہاہاہا۔۔

وہ اسے اپنے ارادوں سے آگاہ کرنے لگا۔۔

جھوٹ بولتے ہو تم بکواس کرتے ہو تم میرا باپ ایسا نہیں کر سکتا"
میری ماں مجھ سے بہت پیار کرتی ہے۔۔"وہ حلق پھاڑ چلایا۔۔بس
نہیں تھا ساری دنیا تہس نہس کر دیتا۔

بھلا کوئی ماں باپ کیسے اپنے ہاتھوں سے اپنی اولاد کو جہنم میں پھینک
سکتے ہیں۔ماں باپ تو وہ ہوتے ہیں جو اپنی اولاد کی غلطی کے باوجود اسے
سات پردوں کے پیچھے چھپا لیتے ہیں تو بھلا کیسے ممکن تھا اسکے ماں
باپ خود اجازت دیتے کے اسکے وجود کا پور پور کاٹ کر اس میں
کانچ کے ٹکڑے بھرے جائیں۔۔
ایک معصوم کم سن دماغ رکھنے والے کو ٹارچر کیا جائے۔اسکے زخموں
پر نمک مرچیں ڈال دی جائیں اسکے اوپر کبھی گرم تو کبھی یخ پانی ڈالا
جائے۔اسے دنیا کی ہر اذیت دینے کی بھرپور کوشش کی جائے بھلا
یہ کیسے ممکن تھا کہ کوئی ماں باپ ایسے کریں۔۔

حیوان****وحشی تجھے ابھی امید ہے تمہارے ساتھ ایسا نہیں"
کر سکتے؟؟"زوردار بوٹ کی ٹھوکر اسکے دائیں سائیڈ مارتے اس وجود کو
زندہ قیامت کی سیر کروا کر آئے۔۔

"تجھ میں رحم ہے جو تو رحم کی بھیک مانگ رہا ہے؟؟؟"

آہہہہ۔۔۔"ایک درد میں ڈوبی دھاڑ اس زیرو پاور بلب کی روشنی والی" کوٹھڑی کے در دیوار سے ٹکرا کر پورے روم میں گونجتی دم توڑ گئیں۔۔

چیخے گا؟؟ اور چیخ دیکھتا ہوں کتنا چیخ سکتا ہے۔۔"مسلسل اسے غلیظ گالیوں" سے نوازتے وہ بھاری بوٹ سیدھا اسکے چہرے پر رکھتے اسے زور دیکر کچلنے مسلنے لگا۔اور اس بوٹ کی بے دردی تلے وہ نیچے اپنے پورے وجود سمیت تڑپنے لگا چیخنے لگا تھا۔

میرے ماں بات ایسا نہیں کر سکتے بکواس کر رہے ہو تم۔۔"وہ اٹکتے" درد کرتے گلے کے ساتھ مشکل سے یہ الفاظ ادا کر پایا۔۔۔

بکواس بند کرو**** تمنے جو کیا ہے اس معصوم کے ساتھ اسکی" سزا تمہارے لئے بھیانک ہو گی بہت بھیانک کہ آئندہ کوئی یہ سوچے تو اسکی روح کانپ جائے گی۔۔

یقین نہیں نا تمہیں کہ تمہارے ماں باپ نے تمہیں اس جہنم میں بھیجا ہے تو سنو اپنے کانوں سے۔" اسے غلیظ گالے دیتے ایک دماغ والی ٹھوکر رسید کرتے ہوئے وہ پوری کوشش میں تھا کہ دماغی توازن بگڑ جائے اسکا تاکہ اسے مارنا آسان ہو جائے۔۔

ایک نہیں بہت سے لوگوں کا پریشر تھا اس پر کہ ایسی سزا ملنی چاہیے اسے کہ وہ زندہ ہو کر بھی زندہ نا رہے بار بار موت کی دہلیز سے لوٹ کر آئے۔ اور ایسی ایسی اذیتیں ملنی چاہیے کہ انکے دیئے ہوئے پیسے فضول ضائع نا ہوں۔

وہ کراہیں آہیں بھر رہا تھا کہ دفعتاً موبائل سے گونجتی اس بھاری آواز کو پہچان کر تھم گیا سانس بھی مٹھی میں جکڑ لیں۔۔ "ہیلو"!

آپکا بیٹا آپ سے ملنا چاہتا ہے۔" زمین پر پڑا اپنی کراہیں گھونٹ" کر، سانسیں دبائے بے حس و حرکت پڑا اپنے تمام کمزور حواسات، موبائل کے اس پار بیٹھے شخص کی چلتی سانسوں سے جوڑ چکا تھا۔ اسکے اگلے جواب سے جوڑ چکا تھا۔

ناجینے کی چاہ تھی نا مرنے کی بیچ میں سولی پر لٹکا وہ وجود ابھی ایک آس میں تھا۔ اس ممتا بھری چھاؤں کی آس میں تھا جسے سوچتے گزرے وقت اسکے آنچل میں منہ چھپائے سوتے یاد کر کے وہ بے آواز بے حرکت رونے لگا۔۔

وہ بے تحاشہ رونے لگا، جب خود کو اس مضبوط حصار گھنے درخت کی چھاؤں کے بجائے ممتا کی چھاؤں رحمتوں کے بجائے یخ بستہ فرش پر پھٹے کپڑوں لہولہان وجود سمیت پایا۔۔۔

دل کیا دھاڑیں مارے چیخے اتنا چیخے کہ اسکا حلق پھٹ جائے پر اسکی دھاڑے عرش الٰہی تک جا پہنچیں۔۔۔

کس بیٹے کی بات کر رہے ہو؟" دوسری طرف سپاٹ سرد" انداز میں انجان ہو کر پوچھا گیا۔ زمین پر اس وجود کے سینے میں جیسے خنجر پیوست ہو گیا۔ زخم گہرا پڑا تھا ادا ہوئے الفاظ سے پر نہیں ابھی ہمت نہیں ہارنی تھی۔ کیونکہ ابھی تو وہ استفسار کر رہا تھا۔

ضرور وہ اسے پہچان جائے گا۔

وہ آپکا بیٹا جو ہمارے پاس ہے۔۔"مقابل نے نام لیکر اس سے آگاہ" کیا۔۔

معذرت آپ لوگوں کو غلط فہمی ہو گئی ہے میرا اس نام سے کوئی بیٹا" نہیں۔"دوسری طرف نام سن کر بھی صاف اور بری طرح جھڑک کر انکار کر دیا گیا جیسے حقیقت میں وہ اس سے واقف نا تھے۔

کیسے واقف ناہوں گے وہ انکی بانہوں انکے کندھوں پر کھیلا ہے۔سالوں ساتھ گزارے ہیں، اپنوں نے ہی تو نام رکھا تھا پسند سے آج اسی نام کو پہچاننے سے وہ انکاری تھے۔۔

سر پلیز وہ آپ سے بات کرنا چاہتا ہے وہ پاگل ہو رہا ہے اپنے ماں" باپ کیلئے مسلسل چیخ چلا رہا ہے۔سب کو پیٹ مار رہا ہے۔۔زخمی ہو گیا ہے۔۔اپنے ماں باپ سے بات کرنے کیلئے تڑپ رہا ہے ہمیں ہماری ڈیوٹی نہیں کرنے دے رہا"وہ آدمی اسکے پاس بیٹھا ہر ممکن کوشش کرتا کہہ رہا تھا جس سے ممکن ہو مقابل اس سے بات کر لے۔

یہ تم لوگوں کا سر درد ہے جب میں کہہ رہا ہوں میرا اس نام" سے کوئی بیٹا نہیں تو کیوں تنگ کر رہے ہو؟ ہم دونوں میاں بیوی اس نام کے کسی بیٹے کو نہیں جانتے نا ہی ہمارا اس نام سے کوئی بیٹا تھا یا ہے۔
اب اگر ہمیں دوبارہ کال کر کے ڈسٹرب کیا گیا یا میری غیر موجودگی میری بیوی کو تنگ کیا تو اگلی بار میں کال لگاؤں اور ایسی جگہ لگاؤں گا کہ تمہیں دوبارہ یہ ایرے غیرے کی ہمدردی کا بخار نہیں چڑھے گا۔"
غراتے نفرت سے کہہ کر ٹوں ٹوں کرتی آواز سے موبائل آف ہو گیا تھا۔

موبائل آف ہوتے ہی کوٹھڑی میں گہرا سکوت چھا گیا۔
"ناماں نا باپ، نا اپنے نا ہی پرائے ہاہاہا۔۔۔"
ایک زوردار مکروہ قہقہہ فضا میں گونجا اور اسکے ساتھ ہی اسکے بال مٹھی میں جکڑ لیے گئے۔۔

"اب تمہیں معلوم ہو گی اذیت کیا ہوتی ہے۔"
دفعتاً کسی جنگلی جانور کی طرح غراتے ہوئے بالوں کو جھٹکا دیا ساتھ کوئی سخت چیز اسکے منہ میں ڈال کر اسکی آواز کو حلق میں دبا دیا

گیا۔ اور اسکے ساتھ ہاتھ باندھتے ہوئے اسکے وجود پر قہری ستم برپا کیا گیا کہ کوٹھڑی کے یخ بستہ فرش پر وہ کسی بن پانی کی مچھلی کی طرف تڑپتا اس زیادتی پر چیختا چلاتا کی مزاحمت کر رہا تھا۔
اسکی روح کانپ رہی تھی اسکا وجود نوچا جا رہا تھا کیا ظلم کیا ستم تھا اپنے ہو کر بھی کوئی اپنا نہیں تھا۔ وہ تن تنہا حیوانوں کے بیچ آ گیا تھا۔ جہاں اس سے اذیت پر چیخ چلانے کا بھی حق چھین لیا گیا تھا۔

وہ نوچا جا رہا تھا، اسکا پور پور جیسے کتوں کے منہ میں تھا، نا کوئی اپنا تھا نا ہی اسے بچانے کیلئے پرایا۔
اسکی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا پر اس اندھیرے میں جانے سے پہلے اسکے سامنے ایک ایک کر کے سارے چہرے لہراتے گئے۔

جو کہ اس سے اپنے ہونے کا احساس منٹوں سیکنڈوں پلوں میں چھین کر اس پر ہر قسم کے ظلم کی اجازت دے چکے تھے۔
درندہ اپنی درد نگی میں لگا ہوا تھا، دیکھتے دیکھتے اسکے حلق کی غوں غر دب گئی اور مزاحمت بے دم ہو کر دم توڑ چکی تھی۔

ہر سوں مکمل اندھیرا چھا گیا۔ اسکی زندگی میں بھی اور آنکھوں میں بھی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

"کیا ہوا طبیعت ٹھیک ہے سائیں کی جان؟" تلاوت کے بعد اسے واپس بیڈ پر لیٹتے دیکھ کر صائم پریشان اسکے پاس آ گئے۔ عموماً وہ تلاوت کرنے کے بعد ناشتہ تیار کرنے چلی جاتی تھیں۔

"جی ٹھیک ہوں سائیں آپ پریشان نا ہوں۔ بس کل ایک سیریئس کیس میں ساری رات دن جاگنے سے ہلکا سا سر درد ہو رہا ہے۔" لبوں پر مسکراہٹ سجاتے سامنے پریشان کھڑے اپنے شریک حیات کو مطمئن کرنا چاہا۔۔

پر جانتی تھیں سامنے کوئی عام نہیں جسے ٹالا جا سکے بلکہ اسکا سائیں تھا جو اسکی رگ روح سے واقف تھا۔

"تمہیں یہ ہلکا سر درد ہے تمہاری آنکھیں پوری سرخ ہو رہی ہیں! اتنا تیز سر درد ہے اور تمنے مجھے بتانا ضروری نہیں سمجھا تقویٰ؟؟؟"

اسکی لاپرواہی پر وہ غصے سے بولتے سر سے ٹوپی اتار کر ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتے فوراً سے پاس آکر بیٹھ گئے۔

آپ خوامخواہ پریشان ہو رہے ہیں سائیں میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔" آپ کو خود ابھی ہاسپٹل جانا ہے میں ٹھیک ہوں جاتی ہوں ناشتہ ت۔۔۔۔"وہ ابھی کہہ ہی رہی تھیں کہ ایکدم صائم نے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

تم زیادہ نہیں بولنے لگی مولانی؟جب کہہ رہا ہوں چپ تو کیوں مزید " بحث کر رہی ہو؟خاموش رہو اور مجھے اپنا کام کرنے دو اگر ذرا سی مزاحمت کی تو مجھے سے سائیں کے روپ کی توقع مت رکھنا۔"انہوں نے غصے سے وارن کرتے تقویٰ کا سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھ دیا۔

شدید سر درد ہونے کے باوجود اپنا سر انکی گود میں دیکھ کر شروع کے دنوں کی طرح آج بھی تقویٰ کے چہرے کے خدوخال میں سرخی دوڑ گئی۔

جسے چھپانا اسکے لئے بے حد مشکل تھا۔ "آپ تو ایسے ری ایکٹ کر رہے ہیں سائیں جیسے جوان ہوں۔" وہ کہہ کر منہ بنا گئی۔
بھول رہے ہیں آپ کے بچے جوان ہیں یہ انکی عمر ہے اپنی بیویوں کے لاڈ"
"اٹھانے کی ناکہ آپکی۔۔

سر دباتے صائم نے گھور کر اسکی بھوری آنکھوں میں دیکھا۔ یہ کیا بونگا لاجیک تھا۔

تم یہ جو مجھے بڑھاپے کے طعنے دینے لگی ہو میں بتا رہا ہوں مولانی سر"
پھر اسا آدمی ہوں اسکاری ایکشن دیکھو گی تو منہ چھپاتی اس عمر
میں پھرو گی۔" وہ غصہ دباتے بولے۔

ویٹ ویٹ آپکا "اس عمر" سے کیا مراد ہے؟ اور یہ میں"
کیوں منہ چھپانے لگی؟" وہ اٹھنے لگیں پر صائم نے اسکی کوشش ناکام کر دی
واپس گرا لیا سر گود میں۔

انکے لبوں پر گہری مسکراہٹ آ گئی جسے دیکھتے تقویٰ الجھی۔

اس عمر سے مراد یہی ہے کہ تم ابھی وہ پہلے والی مولانی تو نہیں رہی نا"
میرے ساتھ تو تمہاری بھی عمر بڑھ رہی ہے۔ اور منہ چھپانے کا
مطلب یہ ہے کہ میں اپنی جوانی کا ثبوت دوں گا تمہیں تو ضرور نتیجہ
بھی نکلے گا نا منے منی کی روپ میں سائیں کی جان۔" انکی وضاحت نے
تقویٰ کا حیا سے چہرہ سرخ کر دیا۔

وہ دراصل مجھے ایسا فیل ہو رہا ہے تو قسیع کافی اکیلی ہو گئی ہے۔ اب دیکھ"
لو ہم دونوں کبھی گاؤں چلے جاتے ہیں جاب کیلئے تو کبھی ادھر ہاسپٹل
میں، صام کو تو فرصت نہیں اپنی میٹنگز بزنس سے، کبھی ایک
سٹی تو کبھی ایک کنٹری۔
صارم تو ہی ہے تمہاری کاپی اگر جاب نہیں تو کتاب میں منہ
گھسائے بیٹھا ہوتا ہے ایسے میں میری پرنسس بالکل تنہا ہو گئی ہے۔
میں چاہتا ہوں اسے اسکی کوئی دوست ایزاے گفٹ دی جائے۔
تمہارا کیا خیال ہے اس بارے میں؟؟" بڑی سی تمہید باندھتے ہوئے وہ
آخر میں معصومیت سے اپنے مطلب پر آیا۔

دور رہیں نہیں چاہیے کیئر۔۔ کوئی نہیں وہ اکیلی عرشیہ ہے اسے "
ساتھ آپکو تو بس موقعہ چاہیے نا عمر کا لحاظ نا ہی وقت کا۔" وہ
شرم خفگی سے جھڑکتی انہیں پیچھے دھکیلنے لگیں جس پر صائم کا قہقہہ
زوردار تھا۔

کیوں یار؟؟ میں کون سا ابھی ہی ثبوت دے رہا ہوں جو تم یوں بھاگ "
رہی ہو ابھی تو میں اپنی جان کا سر دبا رہا ہوں۔ کوئی جلدی نہیں
فرصت سے سوچ کر جواب دینا۔۔ پر اس پہر کوئی بہانہ کیا تو
ڈبل ثبوت دوں گا پھر دیتی رہنا اپنے بچوں کو جواب۔" وہ اپنی نیلی پر شوق
شرارت بھری نظریں اسکے اناری رنگ چہرے پر ٹکائے بولتے
لب دبا گئے۔

سائیں قسم سے بہت۔۔۔۔۔" وہ کہتی کہتی خاموش ہو گئیں اور اپنے ہاتھ "
کا مکا سیدھا صائم کے سینے پر مارا جس سے ایک بار پھر جاندار
قہقہہ روم کی فضا میں گونج اٹھا۔

عمر کے ساتھ ہی وہ کافی شریر ہو گئے تھے، جس سے تقویٰ کی جان ہلکان رہتی چوبیس گھنٹے۔ ہاسپٹل میں تنہائی ملتی تو وہاں چھیڑ چھاڑ اگر گھر میں ہوتے تو یہاں بھی۔

اور موقعہ پاتے ہی بس اس اسرار میں ہوتے کہ "کچھ غور و فکر کرو "تو قسیع اکیلی ہو گئی ہے کافی

یہی کہنا چاہتی ہو نا سائیں قسم سے بہت رومینٹک ہیں۔" انہوں نے کہنے " کے ساتھ جھک کر اسکے ماتھے پر لب رکھے جنکی نرماہٹ تقویٰ کی رگ و روح میں سکون بن کر اتر گئی۔
وہی اسکے بے باک جملے سے وہ جھینپ گئی۔

نہیں یہ کہہ رہی تھی کہ صمصام کی شادی کروادیں اسکے بچے آئیں گے تو" سب کا اکیلا پن ختم ہو جائے گا۔" وہ ہنس کر بولیں۔ صائم کا اسکے مشورے پر منہ اتر گیا۔

یار میں اتنی جلدی داد نہیں بننا چاہتا ابھی تو مجھے باپ کی بڑی"
منزلیں طے کرنی ہیں۔" انہوں نے جھٹ سے انکار کر دیا۔ جو کہ تقویٰ کیلئے کسی
شاک سے کم نہیں تھا۔

سائیں؟؟؟" اسنے صدمے سے پکارا۔۔۔"
سائیں کی جان اپنی بات کرو!" انہوں نے نثار ہوتی نظروں سے اسکے"
چہرے کو حصار میں لیتے کہا کہ وہ پور پور سرخ ہو گئی۔

وہ خوش بخت عورت تھی جو تلاوت اللہ کی رحمت کے بعد اپنے شوہر
کی محبت پاتی تھی۔ اس پر اللہ کی رحمت اور اسکے شریک حیات
کی عنایتیں تھیں۔ وہ خود پر جتنا ناز کرتی کم تھا۔ اللہ سے ہمہ وقت
دعا گو تھیں کہ انکی اولاد کے ہمسفر بھی یونہی چاہنے والے ہوں
جیسے ابھی وہ تقویٰ کا سر گود میں رکھے تیل میں انگلیاں ڈبو کر اسکے
بالوں کی جڑوں میں مالش کر کے اسے سکون پہنچا رہے تھے۔

اسکی ذراسی تکلیف پر آج بھی خود بے چین و بے قرار ہو جاتے تھے۔ وہ اپنی مولانی، سائیں کی جان سے خود سے زیادہ محبت کرتے تھے۔ اسے یوں لگتا یہ دنیا کم پڑ جائے گی اگر تقویٰ کیلئے اسکی محبت کو ماپا جائے۔

بس کریں سائیں بچے آجائیں گے کیا کہیں گے۔" تقویٰ کو"
شرمندگی ہونے لگی۔
کیا مطلب کیا کہیں گے؟ کیا انہیں معلوم نہیں انکا ڈیڈ انکی مام سے "
کتنا پیار کرتا ہے؟" انہوں نے خوشمگیں نظروں سے تقویٰ کو گھورا وہ سٹپٹا
گئیں۔

معلوم ہے انہیں بلکہ سب کو معلوم ہے آپکا۔ بس اب چھوڑیں مجھے "
"ناشتہ بنانا ہے۔
کوئی ضرورت نہیں ناشتہ بنانے کی صارم آنے ہی والا ہو گا آکر بنا لے "
گا۔ تم یہاں آرام کرو خبردار ایک بھی قدم نیچے رکھا پھر مجھ سے برا
کوئی نہیں ہو گا۔" اسے بال بنا کر اٹھتے دیکھتے ہی صائم نے غصے سے پھر وارن
کرتے اسکا سر واپس اپنی گود میں گرا لیا اور سختی سے کہنے لگے پر اس
پر الٹا ہی اثر ہوا وہ ڈرنے کے بجائے انہیں گھورنے لگیں۔۔

کیا ہوا؟ بلی جیسی آنکھوں سے کیوں ایسے گھور کر دیکھ رہی ہو؟" اسکی سکڑی آنکھیں دیکھ کر انہوں نے ابرو اچکائی

آپ یہ جو میرے سر درد سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اسکا خوب" معلوم ہے مجھے ہٹیں پیچھیں۔۔" اسنے بار بار اسکے قریب آنے اور سر گود میں رکھ کر ماتھا چومنے پر چوٹ کی۔
اور صائم اپنی چوری پکڑنے پر شرمندہ ہوئے بغیر قہقہہ لگاتے ایک بار پھر اسکا ماتھا چومتے اسکے گرد حصار باندھ گئے۔۔

غلط سمجھ رہی ہو سائیں کی جان میں تو بس اپنی مولانی کو سکون دینا" چاہتا ہوں۔" انہوں نے ہنستے ہوئے کہا تقویٰ نے بھی مسکراہٹ چھپائی۔

یہ کون سا طریقہ ہے سائیں سکون دینے کا؟ یہ سکون دے" رہے ہیں یا لے رہے ہیں؟" اپنا اسے انکے سینے پر رکھے ہونے کی طرف اشارہ دیتیں وہ ابرو اچکا گئیں۔

یار تم خوامخواہ شک کر رہی ہو تم جانتی ہو ہم دونوں کا سکون ایک دوسرے سے جڑا ہوا ہے۔۔ بس چھوڑو سب کچھ اور آنکھیں موند لو ورنہ میں نے اپنے طریقے سے سلایا تو پریشانی ہو جائے گی تمہارے لئے۔۔"

انکی دھمکی کارآمد ثابت ہوئی بوکھلا کر تقویٰ فوراً سے آنکھیں میچ گئیں جسے دیکھتے صائم کا قہقہہ زوردار تھا۔

ایسے ہی تو یہ سائیں اب تک تمہارا دیوانہ نہیں۔" اسکی" فرمانبرداری پر وہ نثار ہوئے اور حصار تنگ کرتے خود بھی لیٹ گئے۔

ناشتہ؟؟؟" تقویٰ منمنائی۔"

وہ دیکھ لیں گے۔۔ بلکہ بوڑھے ماں باپ کو بھی کھلا دیں گے اگر نیک صالح" اولاد ہوئی تو۔" وہ مسکینی چہرے پر طاری کر کے بولے تقویٰ کو ہنسی آ گئی اسنے ہنستے انکے کندھے پر مکا مارا۔

بہت ناانصافی کر رہے ہیں سائیں۔ صارم بالکل تھکا ہوا ہو گا۔ میرا بچہ "
ساری ساری رات جاب کر کے آیا ہے۔" اسے نیند نہیں آ رہی تھی
ایسے پریشانی ممتا سے بے چین ہو گئیں۔

چپ کرو مولانی مجھے غصہ مت دلاؤ! یہ جو اپنے بچوں کی فکر میں لگتی "
رہتی ہو اٹھا کر پھر سے یہاں سے بھاگ جاؤں بعد میں روتی
رہنا۔" انکی غصے بھری دھمکی اس عمر میں تقویٰ کا منہ کھول گئی۔
آپ مجھے اغوا کریں گے سائیں؟؟؟ حالاں کہ میں تو اپنے بچے کا صرف "
تھکے ہونے کا احساس کر رہی ہوں۔۔۔" شاک ہی شاک تھا۔۔

اغوا کرے گا اسے اس عمر میں جہاں اسکی اولاد شادی کی لائق فائق
تھی۔" کچھ زیادہ ہی جوان نہیں ہو گئے تھے" وہ انہیں شرم دلانے کیلئے گھورنے
لگی۔
پر وہ صائم زیدی ہی کیا جسے شرم آ جائے۔

ہاں تو ہوں گے تھکے ہوئے میری بیوی خود تھکی ہوئی ہے اور میں یہ "
گوارہ نہیں کرتا اس حالت میں میری بیوی خدمت میں لگی
ہو۔
اور اغوا کرنا کوئی بڑی بات نہیں تمہیں۔ یہاں سے ہاسپٹل جاتی ہو بس
اپنے جوانی کے یاروں کو بلا کر ایک بار پھر یہ کارنامہ انجام دیں گے
پھر سکون ہی سکون ہو گا ہماری لائیف میں۔ بچوں کا خیال میں رکھ لوں گا
اور وہاں تم صرف میرا خیال رکھنا اور میں تمہارا" خوبصورت خیالی
دنیا میں وہ اپنی بیوی کے پاس اکیلا تھا۔ نا اسے جلانے کیلئے اسکی
اولاد پاس تھی نا ہی اسکی بیوی کی توجہ اس سے ہٹ کر کہیں اور
جا سکتی تھی۔

تقویٰ حیرت سکتے میں انہیں دیکھتی رہ گئیں جانتی تھیں کہ وہ کسی
طور بھی اسے جانے نہیں دیں گے اس حالت میں۔ اور اسکے
ساتھ لیٹنا بھی انہیں کا ایک پلان تھا تاکہ وہ بھاگ نا سکے۔
اوپر سے اس عمر میں اسکے نادر خیالات اگر کسی کو معلوم پڑ گئے تو
بڑی درگت بنتی اسکی عائشہ اور زریش کے ہاتھوں۔۔

مجبوراً وہ خاموش پڑی اپنے بچوں کا سوچنے لگی پر بالوں میں
سرسراہتی ہوئی انگلیوں نے اسکے وجود میں تھکن بیدار کر دی اور وہ
جمائی روکتی کسمسا کر انکے کندھے پر سر رکھتے آنکھیں موند گئیں۔

صائم دیکھتے مسکرائے اپنے پلان کی کامیابی پر۔
وہ سو گئی تھی اور جب اٹھے گی تو قدرے بہتر ہو گی تب وہ اسے دوائی دیں
گے۔ ابھی سکون دینا چاہتے تھے جسکی اسے ضرورت تھی۔

اپنی مولانی کے سامنے تو ویسے بھی کسی کی نہیں سنتے تھے۔ اب جبکہ وہ بیمار
تھیں انکی نظر میں تو کہاں اسے بیڈ سے ہلنے بھی دیتے۔ جب تک
وہ پوری نیند کر کے نا اٹھے۔
☆☆☆☆☆☆☆

گڈ مارننگ بیوٹیفل لیڈی۔ "کچن میں قدم رکھتے اسنے سامنے "
کھڑی ناشتہ بناتی اپنی ماں کو محبت کے حصار میں لیتے سر پر بوسہ
دیتے کہا۔

عائشہ کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔
"اٹھ گئے نواب! ہو گئی نیند پوری تمہاری؟" انہوں نے کلائی میں وقت دیکھتے طنزیہ کہا تو وہ کھل کر ہنس پڑا۔

"جی اٹھ گیا آپکا نواب۔ اب جلدی سے گرما گرم ناشتہ دیں پر اس سے پہلے ہلکی پھلکی گھر کی تازہ باسی نیوز بھی سنا دیں کیا حال ہے؟ ڈیڈ کہاں ہیں اور عشی آ گئی؟" وہ وہیں کچن میں رکھی چیئر کھسکا کر ٹیبل کے پاس بیٹھ گیا۔

"تمہارے ڈیڈ ابھی ناشتہ کر کے آفس کیلئے نکلے ہیں اور تمہیں بھی جلدی پہنچنے کا آرڈر ہے۔ پر عرشیہ کا مجھ سے مت پوچھو۔" وہ کہتیں آگے غصے سے خاموش ہو گئیں دریاب ٹھٹھکا۔

"کیوں کیا ہوا خیریت؟ اسکی طبیعت ٹھیک ہے؟" وہ پریشان ہو گیا۔
"خاک معلوم ہو گا جب وہ ہو گی یہاں یا اسکا حال احوال معلوم ہو گا" تب نا" ناشتہ ٹیبل پر رکھتے انہوں نے غصے سے دریاب کو گھورا۔

اوہ گاڈ میںنز وہ ابھی دبئ سے نہیں آئی؟" وہ حیرت کے جھٹکے سے سیدھا"
"ہوا۔ "وہ تو کل شام کو آنے والی تھی نا؟

اتنا حیران کیوں ہو رہے ہو؟ کیا تمہیں نہیں معلوم تھا وہ ضدی" لڑکی اپنی مرضی ہی کرے گی ہماری سنتی کب ہے اور تمنے اسکی بے جا ضد مانتے اسے بھیج دیا اکیلے ہی۔ تمہارے ڈیڈ سخت خفا ہیں تم سے اگر اسے کچھ ہوا تو اسکے ذمہ دار وہ تمہیں ٹھہرائیں گے۔ "انہیں سخت غصہ تھا اپنی نافرمان بچی پر۔

ڈونٹ وری مام میں آج ہی جاتا ہوں بلکہ ناشتے کے بعد میں فوراً سے" جاتا ہوں اسے لینے بس بہت ہو گئی اسکی برتھ ڈے پارٹی۔۔ "ناشتے کے بعد وہ فوراً سے دبئ کی فلائیٹ بک کروانے کا سوچ رہا تھا۔

ہونہہ! تم کہہ تو ایسے رہے ہو جیسے وہ آجائے گی تمہارے ساتھ۔ ناوہ" اپنے ڈیڈ کی کال اٹھا رہی ہے نا ہی میری۔۔ میں رات سے ٹرائی کر رہی ہوں بلکہ اب تو تمہارے ڈیڈ سخت غصے میں ہیں۔۔

وہ کہہ رہے تھے جب صمصام نے توقیع کو جانے نہیں دیا تو کیا ضرورت تھی دریاب کو اسکی اتنی فیور کرنے کی۔ اب دیکھ لو پرسوں سے گئی ہے ایک کال کے علاوہ نا میسج نا حال احوال۔۔
مجھے سخت تنگ کر دیا ہے اس لڑکی نے۔۔ بار بار خان کے سامنے شرمندہ ہونا پڑتا ہے اسکے کرتوت کی وجہ سے۔" وہ پریشانی سے سر تھام کر چیئر پر بیٹھ گئی۔۔

"مام!! میری بیوٹیفل مام پلیز کول ڈاؤن!! میں پکا اسے لے آؤں گا بلکہ آئندہ اسے اجازت نہیں دیں گے اس طرح کی، بس آپ پریشان نا ہوں میں ابھی ناشتہ بھی کیئے بغیر جا رہا ہوں اور اسے لے آکر ہی ناشتہ کروں گا۔" وہ چیئر کھسکا کر انکے پاس آگیا۔

"اور آپ پلیز صمصام سے ہر بات نا جوڑا کریں مام اسکی لائیف اسکا رہن سہن الگ ہے ہمارا الگ۔ وہ اپنی بہن پر بے جا اپنی ضد پابندیاں لگاتا ہے میں ایسے گھٹن زدہ ماحول اپنی بہن کو نہیں دینا چاہتا وہ ایک آزاد خیال لڑکی ہے میں چاہتا ہوں وہ اپنی زندگی جیئے کھل کر سانس لے، یہ اتنی پراپرٹی پیسہ ہے سب اسکے لئے اور اسکا استعمال کرے نا

کہ اتنی امیر کبیر ہونے کے بعد بھی ایک تھرڈ کلاس زندگی جیئے۔
اور ایسا قدم اٹھالے جس سے ہمیں آخر میں پچھتاوے ہوں۔"
اسنے عاجزانہ اپنا نظریہ خیال پیش کیا اور اپنی ماں کو
دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھیں

تمہیں کیوں لگتا ہے دریاب کہ توقیع گھٹن زدہ ماحول میں رہتی ہے؟ یا"
"صمصام کی ضد پابندیاں ہیں اس پر؟

کیوں مام آپکو نہیں دکھ رہا یہ سب؟ جس طرح عشی کی دوست تھی"
ماہین جسکی برتھڈے پارٹی اسنے دبئ میں اپنے کاٹیج میں اریج کی تھی
صمصام سے توقیع کے اجازت لینے پر ہی اسنے سخت پابندی لگادی
کہ کوئی ضرورت نہیں اکیلی اتنا دور نکلنے کی۔ شاپنگ پر جائے تو
بھائیوں کے ساتھ یونی جائے تو گاڑی بالکل لاک اور کہیں اپنے کیلئے بھی
رکنے کی اجازت نہیں اسے۔
اب آپ ہی بتائیں کہ یہ پابندیاں نہیں؟ خود بزنس مین ہے،
چھوٹا بھائی ماں باپ ڈاکٹر ہیں اتنی اعلیٰ پڑھی لکھی فیملی کی وہ واحد بیٹی
ہے۔۔۔۔۔

بس کرو دریاب بہت ہو گیا ایک کے میں آزاد خیال کا نتیجہ"
بھگت چکی ہوں اب تم شروع ہو جاؤ۔"اچانک بیچ میں ہی
عائشہ غصے سے چیخ اٹھی جس پر دریاب کے لبوں پر قفل پڑ گئے۔۔
کیونکہ سامنے ہی وہ بے آواز رو رہی تھیں۔

س۔۔سوری مام میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا پلیز میں آپکو ہرٹ"
نہیں کرنا چاہتا تھا مجھے تو بس توقیع کا رہن سہن اچھا نہیں
لگتا۔۔۔"وہ چل کر شرمندہ لب بھینچے انکی چیئر اپنی طرف
گھماتے انکے قدموں میں آکر بیٹھ گیا۔
آپ جانتی ہیں آپکا بیٹا آپکو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا پلیز مام روئیں"
نا۔"وہ انکے ہاتھ تھام کر لبوں سے لگاتا انہیں چپ کروانے لگا۔

دریاب!ہمارے جو بے جا آزاد خیال ہیں نا اسنے ہمیں برباد کر دیا ہے۔"
تمہارے ڈیڈ کا رویہ مجھ سے بدل گیا۔وہ جب اپنی بہن کے بچے دیکھتے پھر

اپنے بچوں کو پر نظر ثانی کرتے ہیں تو انکی سوالیہ نظریں مجھ پر آکر رکتی ہیں کہ یہ میں نے پرورش کی ہے انکی اولاد کی۔ ہماری اپنی اولاد کی وجہ سے ہماری نظریں جھکی ہوتی ہیں۔

اور میں جانتی ہوں بلکہ قصوروار ہی میں ہوں اس سب کی کیونکہ نا میں ایک اچھی بیٹی تھی نا بیوی نا ہی ماں۔" وہ تڑپ کر اٹھا اور انکا سر سینے سے لگائے سر پہ بوسے دیتا انہیں خاموش کروانے لگا جو کہ ہچکیاں بھر رہی تھیں۔

نہیں مام اس میں آپکا قصور نہیں مام آپ تو ورلڈ بیسٹ مام ہیں ڈیڈ" نے ہر طرح سے آپکو غلط قرار دیا ہے پھر چاہے آپ کتنا اچھا کیوں نا کر لیں انکے لئے پر وہ ہمیشہ آپ کے ہر کام میں نقص عیب نکالتا ہے۔" وہ افسوس سے اپنے ڈیڈ کا سخت رویہ اپنی پیاری سے مام کے ساتھ یاد کرتے بولا۔۔

نہیں دریاب وہ نقص نہیں نکالتے میرے کام میں۔ وہ جو کہتے ہیں حق پر" ہیں، میں آج تک ان سے چھیننے کے سواء انہیں دیا کیا ہے؟ کوئی سکھ نہیں دے سکی میں انہیں اپنی زندگی میں ہمیشہ مشکلات ہی

مشکلات انکی راہ میں حائل کیئے۔" وہ اپنے بیٹے کی سوچ کو غلط ثابت کرنے لگیں۔

"مام پلیز! ڈیڈ ہر بات کا آپکو قصوروار ٹھہراتے ہیں میں اندھا نہیں ہوں مجھے دکھتا ہے۔ کیا آپ نے خود کیا تھا وہ سب؟؟ ڈیڈ کس بات پر غصہ ہیں آپ سے؟ جتنی اولاد کی پرورش میں حق ماں کا ہوتا ہے اتنا ہی باپ کا بھی تو ڈیڈ اپنا کیوں نہیں دیکھتے۔۔
آپ انکے غلط رویے پر پردے ڈالنا بند کریں مام میں سب جانتا ہوں۔۔"

"انف دریاب! بہت ہو گیا تمہیں ہوا کیا ہے سب سے بدگمان ہو کر چلے ہو؟ کبھی صمصام کبھی اپنے ڈیڈ۔۔ کبھی کسی سے تو کبھی کسی سے۔۔۔" وہ اسے غصے میں بیچ میں ٹوک کر اسے خاموش کروا گئیں۔

دریاب نے سختی سے اپنا نچلہ لب دانتوں تلے دبا لیا۔ شہد رنگ آنکھوں میں سرخی کو امڈنے سے اسنے بمشکل روکا۔۔

اوکے کچھ نہیں کہتا سوری! اب آپ پریشان مت ہوں میں ابھی ہوا"
کے گھوڑے پر گیا اور اسے لیکر یوں آیا۔ "خود کو ریلیکس کرتے اپنے
اعصاب پر سکون کیے، اپنی ماں کی آنکھیں صاف کرتا وہ بولا۔

نہیں رک جاؤ!" اسکے ایک قدم بڑھانے سے پہلے ہی انہوں نے"
پیچھے سے روک لیا۔
کیوں؟؟ اسے لانا نہیں کیا؟" وہ حیرت سے پلٹا۔ ابھی تو اتنی پریشان رو"
رہی تھیں اور اب سے روک رہی ہیں۔
تم ناشتہ کرو میں نے تم سے پہلے صمصام کو کہہ دیا ہے وہ آتے ہوئے"
ساتھ اسے بھی لائے گا۔" سپاٹ آواز میں کہتی اٹھیں اور سنک کی
طرف ہاتھ دھونے چلی گئیں۔

جس تیز قدموں سے وہ دہلیز پار کرنے کیلئے بڑھا تھا انہیں
قدموں سے شاکڈ پلٹا۔۔
واٹ۔۔ٹ!!!!" خاموش فضا میں اسکی حیرت بے یقین"
سی آواز گونجی۔

آپ نے عرشیہ کیلئے صمصام کو کیوں لانے کا کہا ہے؟؟؟ کیا اسکا" بھائی مر گیا تھا مام؟" اسے سن کر جتنا غصہ آیا تھا ابھی جانے کیا کر دیتا۔

شٹ اپ دریاب کیا فضول ہانک رہے ہو؟ کیا خباط ہے اگر" میں نے اسے کہہ دیا؟؟" عائشہ غصے سے پلٹ کر بولیں۔

برا نہیں بہت برا ناگوار ہے کہ وہ شخص میری بہن کو لینے جائے۔ آپ" ہوش میں ہیں مام کہ عرشیہ کے بھائی کے زندہ ہوتے آپ ایک غیر کو کیوں کہہ رہی ہیں اسے لینے جائے؟؟" وہ اپنا غصہ بہت مشکل سے دبائے واپس اندر آ گیا۔

مہربانی ہو گی دریاب کوئی تماشا مت بنانا۔ تمہاری بہن الریڈی" غیروں میں ہے جسکی اجازت تم اسے دے چکے ہو۔ صمصام وہیں ہے دبئ میں ایک میٹنگ کے سلسلے میں گیا ہوا ہے کل رات سے تو میں نے اسے کہہ دیا کہ آتے ہوئے وہاں سے ساتھ عرشیہ کو لانا اور اسکی خیر خبر لو کہ کیوں کال اٹینڈ نہیں کر رہی۔" انہوں نے بغیر اسکے غصے کو نظر انداز کرتے کہا جسے سن کر دریاب کچھ کہہ تو نا پایا البتہ اپنے ہاتھ کی مٹھی بنا کر لبوں پر رکھ دی۔

وہ معغرور انسان جو ان سے ٹھیک منہ بات تک نہیں کرتا تھا انہیں کوئی نیچ ذات سمجھتا تھا اس انسان کو کہہ دیا تھا کہ اسکی بہن کو ساتھ لائے تاکہ اس انسان کو مزید لگے کہ اسکی بہن کوئی ایسے ویسی لڑکی ہے یا اسکا بھائی کوئی آوارہ لوفر ہے جسکی غیر موجودگی میں اسکی بیچاری ماں کو مجبوراً اسے یہ ذمہ داری سونپنی پڑی ہے۔

وہ اپنی بہن کو زیادہ عرشیہ سے گھلنے ملنے نہیں دیتا تھا۔ اس سے ہمیشہ دور رکھتا تھا وہ کیا اسکی بہن کی رکھوالی کرے گا۔ الٹا وہ کوئی ایسی اذیت دیگا اسکی بہن کو جس سے وہ مزید ٹوٹ جائے گی۔

کیا کر رہے ہو؟" دریاب کو موبائل پر مصروف دیکھتے عائشہ اسکے پاس آگئیں

میں اسے کال کر کے انکار کر رہا ہوں کہ میں خود آرہا ہوں اپنی بہن کو لینے اسکی ضرورت نہیں۔" وہ کہہ کر موبائل کان سے لگانے ہی والا تھا کہ بات کے اختتام ہوتے ہی عائشہ نے جھپٹ کر اس سے موبائل لیتے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔

خبردار دریاب ایسی کوئی حرکت کی تمنے۔ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا"
میں بتا رہی ہوں۔۔ بس کرو تم سب میرے لئے اذیت بڑھانا
قصور کیا ہے میرا؟؟" انگلی اٹھا کر وارن کرتی وہ ہذیانی انداز میں چیخ
اٹھیں۔

مام!!" دریاب سکتے میں بولا۔"
بس کہا نا میں نے تو بس!!! اتنا اوور ری ایکٹ کر رہے ہو تم۔۔ مجھے"
سمجھ نہیں آ رہی آخر کار تم لوگوں کو چڑ کیا ہے اس سے؟ یہی تم
سب سے ہضم نہیں ہوتا کہ وہ تم سب سے آگے کیوں ہے؟ اتنا اچھا
پرفیکٹ کیوں ہے وہ۔۔۔
تمہیں میں بس اتنا بتانا چاہوں گی نا کہ تم جس طرح اپنی بہن کو
سیکیور رکھتے ہو۔ رکھو ایسے ہی رکھو جس طرح تمہاری بہن کے لچھن ہیں نا بیٹھی
ہو گی یہیں۔" انکے انداز لہجے الفاظ پر دریاب شاکڈ انہیں بے یقینی سے
دیکھتا رہا۔

اور مجھے ایک بات بتاؤ جس طرح تم صمصام سے چڑتے اسے"
ناپسند کرتے ہو کس منہ سے ہم تمہارے لیے توقیع کے رشتے کی
بات کرنے جائیں گے؟

کیا صائم بھائی راضی ہوں گے اسکے باوجود کے انکا ہونے والا داماد انکی لاڈلی بیٹی کا شوہر اپنے بڑے سالے سے بے انتہا نفرت کرے یا اسے ناپسند کرتا ہے۔۔"وہ اسے گنگ کر گئی۔

کیا اسکی ماں جانتی تھی اسکی پسندگی توقیع کیلئے۔

ابھی وہ کچھ کہتا اس سے پہلے عائشہ کے ہاتھ میں موجود دریاب کا موبائل بج اٹھا۔جسے انہوں نے دیکھا تو صمصام کا نمبر تھا۔

اتنی بھی کیا ناپسندگی کہ دریاب نے صمصام کا نمبر بھی اپنی موبائل میں" سیو نہیں کیا تھا۔"عائشہ تاسف سے اسے چہرے کو دیکھتی رہ گئیں۔

لو اگر اتنا ہی مغرور انا پرست ہوتا تو کبھی تمہاری کال پر بیک کال نا کرتا۔""

وہ اسے موبائل تھما کر خود ملازمہ کو صفائی کی ہدایات دینے چلی گئیں۔

پیچھے انکی پشت کو دیکھتے دریاب نے موبائل کو دیکھا۔دل کیا ابھی دیوار میں لگا کر موبائل کے چودہ ٹکڑے کر دے پر۔۔۔۔

ہیلو!"بیزاریت سے اسنے اوکے کرتے موبائل کان سے لگایا۔۔"

صمصام زیدی اسپیکنگ!"دوسری طرف اسکی بھاری مگر" سپاٹ آواز گونجی۔

ساتھ تعارف بھی کروا چکا تھا کہ اب بولو کام کیا ہے۔

عرشیہ سے ملے؟"بغیر حال احوال کے بد دلی سے وہ چیئر کھسکا کر"
بیٹھتا ہوا ڈاریکٹ پوائنٹ پر آیا۔
دوسری طرف لمحے کیلئے خاموشی چھائی۔
نہیں!" اسکا سرد لہجے میں انکار دریاب کو کسی طمانچے سے کم نا لگا۔وہ"
سختی سے مٹھی میں موبائل بھینچ گیا۔
میرے پاس اسکا نمبر نہیں، اگر تکلیف نا ہو تو سینڈ کر دو میں"
کوشش کرتا ہوں میٹنگ کے بعد اسکی لوکیشن ٹریک کرنے کی۔" وہ
مزید بولا اور ساتھ ہی کال ڈسکنیکٹ کر گیا۔۔
دریاب نے اس قدر انسلٹ پر اپنے موبائل کی اسکرین ٹھا کے ساتھ
ٹیبل پر ماری۔اسکا بس نہیں تھا کہ وہ کچھ کر دے۔وہ خان کی اولاد تھا۔
رگوں میں جوش مارتا خون تھا۔اسکا غصہ قہر اسکے کنٹرول سے
باہر تھا۔اسکی انا کہاں گوارہ کرتی تھی کسی کے سامنے جھکنے یا کسی کو اپنا کام
نام یاد کروانے کی۔
"!اسے اپنی بہن کا نمبر دوں"
اوہ تو اس نواب کے پاس اپنی کزن تک کا نمبر نہیں۔واہ اور میری"
"بھولی ماں داپر فیکٹ مین کو ذمہ داری دے چکی ہیں۔

اگر میری بہن کا مسئلہ نا ہوتا تو آج مام آپکو دیکھا دیتا اس لاپرواہ مغرور"
"انسان کی پرفیکٹگری
سر جھٹک کر نمبر دینے کیلئے جیسے موبائل کو سیدھا کیا اسکی
اسکرین ڈیمج دیکھ کر وہ لب آپس میں پیوست کر گیا۔

تم نے ابھی ناشتہ نہیں کیا دریاب جلدی کرو خان کی دوسری کال"
آچکی ہے اہم میٹنگ میں جانا ہے انہیں تمہیں بلا رہے ہیں آفس۔"
عائشہ وہاں داخل ہوتی اسے خاموش بیٹھا دیکھ کر بولیں۔
بہانے ہیں آپکے خان صاحب کے، ہر دو منٹ میں آپکی آواز سننے"
کیلئے کال کر رہے ہیں۔" وہ ہنستا ہوا اٹھا۔
دریاب!" عائشہ اسکی بات پر جھینپ کر غصے سے جھڑک"
گئیں

جا رہا ہوں! آپ مہربانی کر کے اپنے داپرفیکٹ مین کو عرشیہ کا"
نمبر یا لوکیشن سینڈ کر دیں اسکے پاس نمبر نہیں ہم نیچ ذات کے
افراد کا۔" کڑوے کسیلے لہجے میں گویا ہوتا وہ بغیر ناشتے کے وہاں سے نکلا۔

اور ہاں مجھے پسند تو قسیع ہے اسکا بھائی نہیں اسلئے شادی بھی میں" تو قسیع سے کروں گا اسکے بھائی سے نہیں۔ اسلئے میرا اسے پسند کرنا نا کرنا اہم نہیں۔ اہم تو یہ ہے کہ میں اسکی بہن کو کتنا پسند کرتا ہوں۔۔

اور آپ بس اب جلدی سے بہولانے کی تیاری کریں۔ رہی بات میری بہن کی تو یہ آپکی غلط فہمی ہے مام کہ میری بہن کیلئے کوئی رشتہ نہیں ملے گا۔

یہ آپکو وقت ثابت کر کے دکھائے گا کہ میں اپنی بہن کیلئے اس "مسٹر پرفیکٹ سے بھی پرفیکٹ اچھا انسان لاؤں گا۔

کچن کی دہلیز پر وہ رک کر سنجیدگی سے گویا ہوتا عائشہ کو حیرت میں دیکھ کر پاس آیا۔۔

پریشان مت ہوں اللہ سب اچھا کرے گا۔" انکے بائیں رخسار پر الوداعی" کس کرتے وہ مڑا اور وہاں سے نکل گیا۔۔

اسکے جاتے ہی عائشہ نے گہرا سانس بھر کر آنسوؤں کا گولا حلق سے نیچے اتارا اور سامنے ٹوٹی ہوئی موبائل کو دیکھتیں اپنے بائیں ویران گال پر ہاتھ پھیر کر رہ گئیں۔۔

بیگم صاحبہ عرشیہ بے بی کا روم کلین کر دوں؟" ملازمہ ہاتھ میں"
صفائی کا کپڑا اٹھائے کچن میں آئی جسکی آواز پر عائشہ ہوش کی دنیا
میں لوٹی اور نامحسوس طریقے سے اپنی آنکھوں کے کنارے صاف
کیے۔
نہیں رہنے دو میں کر لوں گی، اسکی ذرا سی چیز یہاں وہاں ہوتی ہے تو"
سارا گھر سر پر اٹھا لیتی ہے۔" اس نے انکار کے ساتھ وجوہات
پیش کیئے جس پر ملازمہ "جی بہتر" کہہ کر صفائی کی نیت سے
دوسرے روم کی طرف مڑ گئی۔۔
وہ جس کام کیلئے آئی تھیں وہ تو اسے بھول ہی گیا تھا البتہ تھکے تھکے
قدموں سے اب عرشیہ کے روم کی طرف جا رہی تھیں تاکہ
خود کو مصروف رکھ کر "اسکی" یاد سے چھٹکارا پا لے۔
جو کہ بہت مشکل تھا۔ ہر بار کی طرح اسے پھر سے آج خود کو مارنا پڑ رہا تھا۔
آنسوں جانے کب آنکھوں کی دہلیز پار کر کے رخساروں کو بھگونے لگے
اسے ہوش نہیں تھا۔ قدم جانے کیسے پلٹ کر عرشیہ کے روم
کے بجائے اس شاندار روم کے سامنے آ کر رک گئے

جس کے دروازے پر لگا قفل بھی اب زنگ آلود ہو رہا تھا۔ نا اس میں طاقت تھی اس قفل کو توڑنے کی نا ہی اسکا "خان" اسے یہ اجازت دے رہا تھا کہ وہ اسکے لئے آنسو بہائے۔

اسلئے ہی تو وہ اپنے مجازی خدا کے حکم کی پیروی کرتی بے حس ہو جاتی تھیں۔ کہ اسے احساس محسوس نہیں ہوتے اسکے آنسوں گر رہے ہیں یا برس۔

بیگم صاحبہ صاحب کی کال ہے آپکے لئے۔" نیچے سے ریسور تھامے " ملازمہ نے پکار لگائی۔

بند دروازے کے سامنے کھڑی عائشہ چونک گئیں۔۔

خ۔خان!" وہ بڑبڑا کر پلٹیں۔۔"

آ رہی ہوں۔۔" الٹے قدموں سے وہ واپس نیچے کی طرف بھاگ " آئیں۔

تم جاؤ!" ملازمہ جو حیرت سے انکے بھیگے سپید گال دیکھ رہی تھی " عائشہ نے سختی سے کہا وہ ہڑبڑا کر جی جی کہتی وہاں سے چلی گئی۔۔

ج۔جی خان! دریاب یہاں سے نکل چکا ہے۔" ریسور کان سے لگائے " اسنے ہچکاتے بتایا۔

شکر تمہارے سپوت کو ہوش آیا۔ خیر میں میٹنگ کے بعد" لنچ گھر پر کروں گا یہی بتانے کیلئے کال کی ہے۔" انکے لہجے میں جو طنز تھا عائشہ اسی پر ہی لب دبائے خاموش کھڑی تھیں۔

دوائی لی؟" کال ڈسکنیکٹ کرنے سے پہلے انہوں نے پوچھا۔"
جی لے لی!" اسنے مدہم آواز میں جواب دیا۔"
ٹھیک ہے میں آکر دیکھ لوں گا۔" انہوں نے کہنے کے ساتھ کال ڈسکنیکٹ" کر دی۔

عائشہ کچھ دیر رسیور کو دیکھتی رہیں اسکے بعد رکھ کر اپنے روم میں آگئیں اور جلدی سے سائیڈ ٹیبل دراز سے اپنی دوائی نکال کر آج کے ایک وزن کے حساب سے نکالتی ہتھیلی میں لیکر باتھ روم میں آئیں اور سنک میں ڈال کر اوپر سے پانی ڈال دیا۔

اس کاروائی کے دوران چہرہ بالکل سپاٹ تھا، ناکیفیت عیاں نا ہی احساسات زندہ۔

وہ دوائی واپس اپنی جگہ رکھ کر عرشیہ کے روم کی طرف چل پڑیں۔ ساتھ موبائل سے صمصام کو اسکا نمبر بھی سینڈ کر دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

ملازمہ سے اسے معلوم ہوا کہ بڑی بیگم کی طبیعت ٹھیک نہیں اسلئے انکے باپ کا کہنا ہے ناشتہ خود بنالے اپنے اور توقیع کیلئے بلکہ اپنے ماں باپ پر بھی ترس کھالے۔

جسے سن کر وہ ابھی نائیٹ ڈیوٹی سے آیا، فریش ہو کر بیلو شرٹ اور بلیک ٹراوزر میں ملبوس ایپرن باندھے کچھ یوٹیوب تو کچھ ملازمہ سے پوچھ گچھ کر کے ناشتہ تیار کر چکا تھا۔ جس میں آملیٹ اور پراٹھے سب سے آگے تھے اپنی اعلیٰ شکلوں کی وجہ سے۔

ملازمہ نے جب دیکھا تو اسکا ہنس ہنس کر برا حال ہو گیا جسے دیکھتے صارم خجل سا ہو گیا۔۔

اسنے ابھی اپنی ہاؤس جاب کمپلیٹ کی تھی اور اب اپنے ہاسپٹل میں جاب کرتا تھا۔

صرف وہ نہیں بلکہ اسکے مام ڈیڈ بھی وہیں جاب کرتے تھے۔ وہ ہاسپٹل چھوٹا نہیں تھا شہر کا سب سے بڑا ہاسپٹل تھا۔ جس میں غریبوں کیلئے فری علاج تھا۔

یہ "توقیع" نام سے مشہور ہاسپٹل کو اس مقام پر لانے میں صرف اسکے ماں باپ کی جان توڑ کوششیں تھیں۔

اسکے باپ کا بزنس صمصام سنبھال رہا تھا جبکہ صارم کو ڈاکٹری کی فیلڈ میں انٹرسٹ تھا تو وہ ڈاکٹر ہی بنا۔

جہاں ملازم صمصام کے سامنے افف تک نہیں کرتے خاموش مؤدب، سنجیدہ پرفیکٹ ہونے کی کوشش میں ہلکان ہوتے تھے وہیں صارم کی فرینڈلی نیچر کے سامنے ہنستے مذاق مستی کر لیتے تھے۔

صارم نرم گو، ملنسار تھا۔ وہیں صمصام خاموش، سخت مزاج، لیے دیئے انداز کا مالک تھا۔ اسکی شخصیت میں ایک روعب تھا جو مقابل کو اسکے سامنے افف کرنے سے باز رکھتا تھا۔

اسکی اپنے باپ جیسی اوشن نیلی آنکھیں کی ایک سخت گھوری ہی مقابل کی رنگت اڑانے کیلئے کافی تھی۔ وہ زیادہ بحث و مباحثے کرنے کا عادی نہیں تھا۔ نا ہی اپنے فیصلوں میں کسی کی رائے لیتا تھا۔ وہ اپنی زندگی اپنے فیصلوں اپنے رولز پر جیتا تھا جبکہ صارم کے ہر کام میں اپنے ماں باپ بہن کی رضا اول ہوتی تھی

ایک جگہ ایسی تھی جہاں صمصام بھی صارم کی طرح مجبور ہوتا تھا "تو وہ تھی انکی لاڈلی بہن انکی دلوں کی اکلوتی مالک "توقیع

ناصرف ان دونوں بھائیوں کی اس میں جان تھی بلکہ حویلی والوں، ہارون شاہ کے گھر کے افراد، دانیال خان کے گھر کے افراد کی بھی اس نیلی آنکھوں والی گڑیا میں جان بستی تھی۔

ایک انجانی سی کشش تھی اس میں خوبصورتی کے ساتھ کہ مقابل کو خود بخود اپنی طرف کھینچتی تھی۔

کم توعمر شیہ بھی نہیں تھی وہ بھی نازک سی سنہری آنکھوں کی مالک اپنی ماں کی کاپی تھی کافی حسین پر سب کی لاڈلی توقیع کے سامنے وہ بھی دوسرے نمبر پر تھی۔

اسکی نیلی آنکھیں لہجے کی معصومیت شرارت نرمی سب کو اپنی طرف کھینچتی تھی۔ناصرف اپنے بھائیوں بلکہ صائم زیدی کی بھی اپنی اکلوتی بیٹی میں سانسیں تھیں

اور یہ تقویٰ کی پرورش تھی کہ خاندان کی اس قدر محبت چاہ کے باوجود بھی وہ نہیں بگڑی تھی بلکہ بہت سلجھی ہوئی تھی۔

صمصام کی محبت کے ساتھ اپنی بہن پر کافی توجہ بھی تھی، کہ کچھ اسکی وجہ سے بھی اس میں زیادہ بڑھنے کی ہمت نہیں تھی ناہی وہ اسکی

حدود پھلانگنے کی جرات کر سکتی تھی۔ البتہ صارم کے ساتھ ملکر ہلکی پھلکی شرارتیں انجام دے دیتی تھی۔

جیسے کہ صمصام کی فائل گم کرنا اسکی چیزیں ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ منتقل کر دینا۔۔ جو کہ کسی جرات سے کم نہیں ہوتا تھا۔ اور وہ دونوں بہن بھائی اسے غصہ دلا کر اسکی سرخ سپید دہکتی رنگت پر چھپ کر قہقہ لگاتے تھے۔ پر جلد ہی توقیع پارٹی بدل لیتی تھی کیونکہ۔ کچھ بھی تھا وہ صمصام کی بلی تھی اسکی پاس ہی جا پہنچتی تھی۔

شرمندہ ناہوں بہت اچھا بنایا ہے ناشتہ۔ "ملازمہ نے اسکی" حوصلہ افزائی کی جس پر وہ ہنس پڑا۔۔
آپ ہمیشہ ایسے ہی کہتی ہیں۔ "وہ منہ بنا گیا۔"

اندازہ ہو جائے گا کچھ دیر میں جب ڈیڈ کے طنز برسیں گے۔ "انکی بڑھتی" تعریف پر وہ جتاتا ہوا توقیع کیلئے بیڈ ٹی تیار کرنے لگا۔
ملازمہ بڑے صاحب کے طنز یاد کرتی صارم کی بے بسی پر کھلکھلا اٹھی۔
جو پر صارم گھورتا ہوا بعد میں خود بھی ہنس پڑا۔

اچھا آپ یہ ڈائننگ ٹیبل پر سیٹ کریں ناشتہ میں توقیع کو" جگ کر آتا ہوں وہ نماز کے بعد ہمیشہ سو جاتی ہے۔" اسنے ناشتے کی طرف اشارہ دیا اور خود ٹرے میں کپ رکھ کر کچن سے باہر نکل گیا۔ ملازمہ نے مسکراتے ہوئے اس سانولے سے پر کشش نوجوان کو دیکھا۔ لمبا چوڑا دراز قد کا مالک وہ اپنی ماں کی کاپی تھا۔ البتہ باقی کی بچے اپنے باپ پر گئے تھے انتہا کے حسین۔

صرف صارم ہی ان میں سانولا تھا، اسے کبھی احساس کمتری میں گھرا نہیں دیکھا تھا۔ وہ خوش تھا جیسا بھی تھا کیونکہ اسکی ماں بھی کم سنہ ں تھی اسکی نظر میں۔ سیرت اچھی ہونی چاہیے رنگت کا کیا ہے سیاہ تو غلاف بھی ہے پر حسن کتنا ہے لوگ دیوانے ہیں اس کے۔

اسے اپنی سیاہ سانولی سی رنگت سے کوئی شکوہ نہیں تھا کیونکہ اسے پسند تھی اپنی رنگت۔ وہ خوش ہوتا تھا جب قرآن کے الفاظ کا رنگ، غلاف کا مبارک رنگ سیاہ دیکھا تھا۔

سب سے بڑھ کر وہ اپنی آئیڈل ماں کے جیسا تھا، وہی بھوری آنکھیں وہی سانولی رنگت، کھڑی ناک بھرے بھرے ہونٹ اور انکے اوپر پرکشش بناتی اسکی مونچھیں۔

بے شک صمصام حسین ترین مرد تھا پر صارم زیدی بھی کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا اپنی جامت اور پرکشش نقوش کی وجہ سے۔ ہمہ وقت متبسم اسکی بھوری آنکھیں کافی کشش رکھتی تھیں اگلے بندے کو مسمرائز کرنے کیلئے۔

اسکی فرنڈلی نیچر کی وجہ سے وہ نا صرف توقیع کا دوست تھا بلکہ عرشیہ کا بھی ویسا ہی دوست تھا جیسا اپنی بہن کا۔

توقیع!!"ڈورناک کرتا وہ کچھ منٹ ٹھہر کر آہستہ سے اندر دھکیلتا ہوا" داخل ہوا۔ سامنے ہی وہ کمبل میں دبکی ہوئی میٹھی نیند کے ابھی بھی مزے لوٹ رہی تھی۔ "توقیع اٹھو بیٹا کافی دیر ہو چکی ہے۔ یونی بھی جانا ہے شاباش "ٹرے ٹیبل پر رکھتے ہوئے اسنے پردے برابر کیے۔

سورج کی سنہری روشنی گلاس ونڈو سے چھنا کر اندر داخل ہوتی روم کا کونا کونا روشن کر گئی تھی۔ "توقیع اٹھو اب بہت ہوا یار بہت دیر ہو چکی

ہے آج مام منتیں کر کے تمہیں نہیں اٹھائیں گی نا ہی صبح صبح تم ڈیڈ بھائی "تمہارے آج لاڈ اٹھا سکتے ہیں۔۔

تمام ونڈو اوپن کر کے پرے گلاس وال سے ہٹائے وہ اسکے سر پر آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ پر وہ ٹس سے مس نا ہوئی۔

نہیں۔۔ ماما مجھے ابھی سونا ہے۔۔ "وہ منہ پھیر کر انکار میں سر ہلاتی" پھر سے سونے لگی۔ صارم کے لبوں پر گہری مسکراہٹ بکھر گئی۔
بھائی کی جان ماما نہیں میں ہوں تمہارا بھورا بلا اٹھو شاباش جلدی" تمہاری پہلی کلاس تو مس ہو جائے گی" وہ اپنا تعارف کرواتا اسکے پاس بیٹھ کر اسکے سر کے بال سنوارنے لگا۔

پر ابھی جواب دینے یا اٹھنے کے موڈ میں وہ بالکل بھی نہیں تھی الٹا اسکا ہاتھ پکڑ کر گال کے نیچے رکھتی وہ پھر سے سو گئی۔ اسکی اس معصومانہ حرکت پر صارم کو ٹوٹ کر اپنی بلی پر پیار آیا۔

میاؤں!!" وہ اسکا گال اسی ہاتھ سے ہلاتا ہوا اسے جگانے کی اپنی سی کوشش کرنے لگا پر وہ اسکے بلے کے انداز والے خلل کو محسوس کرتی گال سے ہاتھ پرے جھٹک گئی۔

صارم ابکی بار اسکی چالاکی پر ہنسا۔ "توقیع!!" ایک اور کوشش کرتے محبت سے پکارا۔

نہیں جانا مجھے آج عشی بھی نہیں ہے آج میں کل چلی جاؤں گی پکا آج" نہیں آج مجھے سونا ہے۔" صارم اسکے ارادے مضبوط دیکھ کر پریشان ہوا۔

پر توقی بیٹا رات تم اسائنمنٹ بناتی رہی اور آج تمہیں جمع کروانی ہے اگر" نہیں گئی تو ساری محنت ضائع ہو جائے گی۔" وہ اسکی چادر چہرے سے ہٹانے لگا جس پر غصہ ہوتی توقیع پوری چادر مضبوطی سے سر کے نیچے دبا کر اسکی کوشش ناکام کر گئی۔

ہو جائے صام بھائی بات کر لیں گے سر سے میں نے نہیں جانا" آج۔۔" وہ ضدی لہجے میں بولی۔ کرتی بھی کیوں نا ضد، دو جوان مضبوط دراز قامت بھائیوں کی لاڈلی چھوٹی سی بہن تھی جو کہ ماں باپ کے پالنے سے زیادہ اسکی پرورش ان بھائیوں نے کی تھی۔

اسکی چھوٹی بڑی خواہش کو پوری کرنا صمصام صارم کا اولین فرض تھا۔ وہ دو چٹانوں کی طرح مضبوط بھائیوں کی بہن تھی۔ ضدی ہوتی بھی کیون نا ان سے۔ انہوں نے پالا ہی ایسے نازو سے تھا کہ کسی پھول کی طرح سب سے چھپا کر ہتھیلی پر رکھ کر سینے سے لگاتے تھے اسے۔

وہ اور عرشیہ بی اے کے سیکنڈ سمسٹر میں سائیکالوجی سبجیکٹ پڑھ رہی تھیں۔ عرشیہ تو یونی کی دوست ماہین کی برتھ ڈے پر دبئ چلی گئ تھی البتہ صمصام نے اسے اتنی دور جانے کی اجازت نہیں دی جس وجہ سے وہ یہیں ہی تھی۔
پر عرشیہ کے بغیر یونی جانے کا اسکا دل بالکل نہیں تھا۔ تبھی بہانے تراش رہی تھی پر سامنے بھی اسکے بھائی تھی۔۔

لو دیکھو صمام بھائی کی کال بھی آ گئی۔۔" اسنے موبائل کی سکرین دیکھتے اس" سے کہا۔

تو قسیم پور پور سماعت بن گئی۔ پر چہرے سے چادر نہیں ہٹائی۔ دوسری طرف صارم موبائل کان سے لگائے اپنے بڑے بھائی پر سنجیدہ ہو کر سلامتی بھیج رہا تھا۔

"گڑیا ابھی تک گھر میں ہے؟ یونی نہیں گئی اسکی لوکیشن کیوں گھر میں شو ہو رہی ہے؟"

اسکی بات سنتے صارم نے مسکراہٹ ضبط کی۔ دیار غیر میں ہوتے بھی وہ سب سے پہلا اپنا یہی کام انجام دے رہا تھا۔

"جی بھائی ابھی تک نہیں اٹھ رہی، مام کو سر میں درد ہے اور ڈیڈ انکے پاس ہیں تو باقی بچا میں مجھ سے یہ نیلی بلی نہیں اٹھ رہی۔۔" اسنے شکایتی انداز میں کہا جسے سنتے صمصام کا حکم صادر ہوا۔

اور صارم نے اسپیکر موبائل کا آن کیا۔

"تو قی میرا بچہ اٹھو شاباش میں پرنسل سے بات کرتا ہوں تب تک تمہارے پاس بیٹا دس منٹ ہیں جلدی فریش ہو کر

تیار ہو، پانچ منٹ تمہارے ناشتہ کیلئے کافی ہیں پانچ منٹ کی ڈرائیونگ پورے بیس منٹ کے بعد مجھے تمہاری لوکیشن یونی میں شو ہونی چاہیے شاباش!"لاڈ محبت سے پچکارنے کے ساتھ وہ خوبصورتی سے بغیر محسوس کیے اسے حکم بھی دے چکا تھا۔بات ختم ہونے کے ساتھ کال ڈسکنیکٹ کر دی گئی۔

اور جہاں صارم کے لبوں پر گہری مسکراہٹ تھی وہیں توقیع صمصام کی سننے کے بعد بے دم ہو کر گر گئی۔۔۔

میاؤں!ہوش ٹھکانے آئے میرا تپر؟"وہ اسے چھیڑنے لگا جس پر" توقیع دانت بھینچ گئی۔۔۔

تمہارے پاس صرف دس منٹ ہیں تیار ہونے کے نیلی بلی اگر تم" نے ایک منٹ سے پہلے بیڈ نہیں چھوڑا تو میں پانی کی بالٹی اٹھا کر تمہارے اوپر ڈالوں گا۔۔"وہ اسے دھمکی دیتا اسکے بکھری ہوئی کتابیں سمیٹنے لگا۔

مسئلہ کیا ہے بھورے بلے سونے نہیں دیتے ابھی تو آنکھ لگی تھی اور ابھی ہی اپنی " خوفناک آواز سے جگا دیا۔" وہ جھلا کر اپنی نیلی بڑی بڑی سی خوبصورت آنکھوں سے پنک کلر کی چادر ہٹا کر پھولے منہ کے ساتھ غصے سے بولی۔

یہ سچ تھا کہ اسے مردوں کی بھاری آواز سے کبھی خوف بھی آتا تھا اور کچھ ناپسند بھی تھی۔ بھاری سرگوشیوں سے تو اسکی جان جاتی تھی۔ یوں لگتا جیسے کسی ہارر مووی کا سین ہو۔۔

وہ اسکے بارے میں بھول کر بھی نہیں سوچتی تھی کہ کبھی اسکے ساتھ ایسا ہو گا۔۔

ہاہاہا ویسے کافی کیوٹ لگ رہی ہو شاباش اٹھو ساری رات دل نہیں " بھرا سوتے نماز پڑھ کر سونے والی بچیاں اللہ کو اچھی نہیں لگتیں بے وقوف اسلئے نماز کے بعد مت سویا کرو۔۔" اسنے اسکا پھولے منہ والا ری ایکشن دیکھتے قہقہ لگایا ساتھ ہی آگے بڑھتے اسکی خوبصورت آنکھوں پر شفقت بھرا بوسہ دیا۔

یہ رہی تمہاری ٹی۔ جلدی سے فریش ہو کر باہر آؤ میں نے ناشتہ " ٹیبل پر لگا دیا ہے ہری اپ !لیٹ ہو گی تو پہلی سائیکالوجی کی کلاس مس

ہو جائے گی میری جان اٹھو۔۔" وہ پیار کرتا ساتھ اسرار بھی کر رہا تھا۔۔

پر توقیع پر سستی سوار تھی وہ اسکی باتوں کو جہاز کی طرح اڑاتی ہوئی کروٹ بدل گئی۔۔ وہیں کانوں میں صمصام کی باتیں بھی گردش کر رہی تھیں جو اسے بے بس کر گئیں۔

نہیں بھورے بلے آج جانے کیلئے دل نہیں کرتا۔" اسنے کسمساتے ہوئے" کہا۔

اٹھو ابھی اٹھو بڑی آئی دل کی سننے والی ابھی بھائی کو پھر سے کال ملاؤں گا پھر" کوستی ہوئی روتی رہو گی۔" اسکی جھڑک پر توقیع حیرت سے اسکی سمیت مڑی۔۔

کچھ زیادہ نہیں بول رہے بھائی کی غیر موجودگی میں؟" وہ اٹھ کر بیٹھتی" ابرو اچکا گئی۔ صارم نے مسکراہٹ چھپائی۔" کیوں میں کون سا "تمہارے بھائی سے ڈرتا ہوں نیلی بلی؟

اب وہ اسکی سٹڈی ٹیبل پر بکس سنوار رہا تھا اور توقیع نے دیکھ کر مسکراہٹ ضبط کی۔ اسکی عادت تھی وہ کوئی بھی بکھیرا پسند نہیں کرتے تھے۔ اپنے روم یا کہیں کھڑا ہو تو وہاں گند بکھیرا دیکھا فی الفور خود ہی ہر چیز سنوارنے لگتا تھا اور اسکی اس حرکت پر توقیع کافی اسے چھیڑتی تھی کہ آپکی بیوی کے تو مزے ہوں گے انکا شوہر ہی ایسا صفائی پسند ہے کہ بکھیرا دیکھ کر خود ہی صفائی کرنے لگ جاتا ہے۔

صارم اسکی چھیڑ چھاڑ پر قہقہہ لگا اٹھتا تھا اور بڑے فخر سے کہتا کہ اسکی بیوی بھی اسکے جیسے نفیس صفائی پسند ہو گی بالکل نرم گو صوبر طبیعت کی مالک اپنوں سے بے تحاشہ محبت کرنے والی۔
تب توقیع کا اشارہ اسکے لئے گاؤں کی طرف ہی ہوتا تھا۔

میں باہر ناشتے کی ٹیبل پر انتظار کر رہا ہوں جلد آنا۔" اسنے زمین سے " دوپٹہ اٹھا کر توقیع کے سر پر ڈالتے ماتھا چوم کر کہا۔

کیوں مام کہاں ہیں؟ ڈیڈ؟؟"ٹی کے سپ لیتی ہوئی وہ بولی۔"

مام کی طبیعت ٹھیک نہیں ڈیڈ انکے پاس ہی ہیں مجبوراً مجھے ناشتہ" بنانا۔۔۔

اوہ مائی گاڈ پلیز بھائی نہیں مجھے فوت نہیں ہونا آپکے جرمن اٹالین" پراٹھے آملیٹ کو دیکھ کر مجھے ہارٹ اٹیک آنے لگتا ہے۔۔نو نو۔۔۔"وہ بوکھلائی گھبرا کر جلدی سے بولی۔۔

اسکی اچانک چیخ کر احتجاج پر صارم کے بڑھتے ہوئے قدم تھم گئے اسنے حیرت سے پلٹ کر اسے دیکھا۔ گولڈن دراز بالوں کے ہالے میں اسکا گلابی معصوم چہرہ دمک رہا تھا۔
اس گلابی چہرے پر راج کرتی وہ نیلی بڑی سی خوبصورت آنکھیں کسی کو بھی ایک نظر پر گھائل کر سکتی تھیں۔ اسکے معصوم نین ونقوش مقابل کو اپنے سحر میں جکڑ لیتے تھے۔
وہ اس قدر پیاری سپید گلابی گڑیا تھی کہ ان دونوں بھائیوں کو ڈر تھا کہ چھونے سے وہ میلی نا ہو جائے۔ وہ بہت سینٹ سینٹ کر رکھتے آئے تھے۔ اور وہ تھی بھی کسی پاک مہکتے پھول کی طرح۔۔

مانا کہ بھائی جیسا پرفیکٹ نہیں بنا سکتا پر بلی تمہارا ایسا ری ایکٹ کافی اوور "
تھا ایک دنیا مرتی ہے میرے ہاتھوں کے کھانے کیلئے۔۔ اگر
میں یہ نقشے حکومت کو دیتا تو آج میں ایک بڑا انجینئر ہوتا یا کوئی
سیکرٹ ایجنٹ یا سائنسدان تو ضرور پر اس گھر میں میری
کوئی ویلیو نہیں ہے۔۔" وہ جتاتا تا کڑھتا ہوا بولا
دفعتاً توقیع کی کھکھلاہٹ پورے روم گونج اٹھی۔۔
گستاخی معاف ڈاکٹر صاحب پر دنیا آپکے کھانے کی نہیں دوا کی "
دیوانی ہے۔ ہاں البتہ کوئی دعا آئی تو وہ آپکے ان حکومتی نقشوں کی دیوانی
ہو سکتی ہے پر مجھے ابھی اتنی سی عمر میں پاگل نہیں ہونا۔۔" اسنے ہنستے
ہوئے تصحیح کی۔

صارم اپنی بے قدری پر اسے خفگی سے گھورنے لگا۔" تمہیں میری قدر
نہیں نیلی بلی دیکھنا جب میری بیوی آئے گی تو ترسو گی میرے ہاتھ کے
" کھانے کیلئے۔

دیکھا دیکھا مجھے پہلے ہی آپ سے غداری کی بو آتی تھی بھائی کو آنے دیں "
میں انہیں بتاؤں گی کہ آپ کیا سوچ کر بیٹھے ہیں فار کائنڈ یور

انفارمیشن میرے پاس صمصام بھائی موجود ہیں جو کہ دنیا کے پرفیکٹ مین ہیں۔۔

ایک سیکنڈ میں ڈیڈ سے کہہ کر آپکو گاؤں میں پھینکوا دوں گی وہیں رہیے گا اور وہاں سے ہی کوئی بی بی نوراں سے شادی کر لیجئے گا۔" وہ جھپاک کر بیڈ سے اتری۔۔

واہ میری جان میری شہزادی میری بلی دل کی بات کر دی۔ ویسے" میں بھی یہی سوچ رہا تھا کیا رکھا ہے ان شہری لڑکیوں میں۔۔

میک اپ کی دکان غصیلی، نک چڑھی، پاپا کی پری، اماں کی نکمی۔

مجھے امن سکون چاہیے اسلئے میں تو شادی کسی گاؤں والی سے ہی کروں گا جسٹ ویٹ اینڈ واچ۔" اسنے چٹکی بجا کر فوراً سے اپنے ارادوں سے آگاہ کیا۔

آں۔ں۔۔" توقیع اسکے ارادے سن کر منہ کھولے حیرت سے" دیکھ رہی تھی۔ "تو کیا میری چھوٹی بھابھی گاؤں سے ہو گی؟؟" اسے شاکڈ لگا ان شاءاللہ!" صارم نے کالر جھٹکے سامنے آئینے میں اپنے سیاہ گھنے" بالوں میں انگلیاں پھیریں۔۔

میں ماما کو بتاتی ہوں وہ آپکے لئے چاچو کی بیٹی کا رشتہ لے آئیں حویلی"
سے۔۔"اسنے فوراً سے دروازے کی سمیت دوڑ لگائی صارم اسکی پھرتی پر
قہقہہ لگا اٹھا۔

میرا بیٹا اتنی جلدی کیا ہے ابھی اپنے بھائی کو سیٹل تو ہونے دو۔""
اسنے ہنستے ہوئے اسے پکڑ کر سینے سے لگایا۔
نہیں میں مام کو بتاتی ہوں آپ یہ سب سوچتے رہتے ہیں۔۔ آپکے "
خیالات یہ ہیں اسلئے آپ کسی پیشنٹ کا ٹھیک سے علاج نہیں
کر سکتے میں صام بھائی کو بتاؤں گی عرشیہ کو بتائوں گی"اسکی
بلیوں جیسی مزاحمت دیکھتے اسکے ارادے بھانپ کر صارم کے قہقہے
زوردار تھے۔

تم ساری دنیا کو بتانا پر پہلے ہم دونوں اپنی بلی کے گلابی ہاتھوں کو مہندی سے "
لال کریں گے اسکے سر پر سرخ دوپٹہ ڈالیں گے اور اسے ایک
شہزادے کے ساتھ رخصت کریں گے پھر تمہاری بھابھی کو لائیں
گے۔۔۔"وہ اسے آئینے کے سامنے لاتے اسکے سر پر دوپٹہ پہناتے

اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھتا دل میں ہی اسکے صدقے اتارنے لگا۔

وہ کسی طرح سے گلابی گڑیا نیلی آنکھوں والی پری کا بھائی نہیں لگ رہا تھا بلکہ اسکے ساتھ کھڑا ہمیشہ صمصام ہی اسکا بھائی لگتا تھا۔
پر اس پل اسکی متغیر ہوتی رنگت دیکھتا صارم چونکنا ہو گیا۔

آپ دونوں مجھے نکال کر پیچھے اپنی بیوی کے ساتھ اس گھر پر راج کرنا" چاہتے ہیں۔۔"اچانک وہ چیختی بلی جیسے پنجے بنا کر اسکی طرف لپکی۔۔
صارم بوکھلا کر قہقہہ لگاتا ہوا الٹے قدموں سے اسکے روم سے بھاگا۔۔۔
اب تو صمصام کا حکم آچکا تھا جسکی نفی کرنے کی اس میں جرات ہرگز نہیں تھی۔اسکی بعد میں خبر لینے کا سوچتی وہ منہ بسورے غصے سے ناراض کپڑے نکالنے لگی۔

صمصام کی موبائل سے کنیکٹ اسکی موبائل ٹائم گزرنے پر وہاں سے سیٹ کیئے ہوئے الرٹ سے ٹون بجاتی اسے اچانک بوکھلا گئی۔۔

جسکے ساتھ ہی توقیع نے باتھ روم کی طرف دوڑ لگائی۔

★☆☆☆☆☆★

مجھے دیں مجھے کھانا ہے۔۔"وہ روتی ہوئی ٹیبل پر چمچ مارنے لگی جس سے ماحول" میں ٹک ٹک کی آواز زور و شور سے گونج اٹھی تھی۔
میں ہر گز نہیں دوں گی ثمن ضد چھوڑو چپ چاپ یہ کھاؤ!""
زریش نے اسے غصے سے ڈانٹا اور اسکا پرے کھسکایا ہوا ویجیٹبل سوپ پھر سے اسکے قریب کر دیا۔
جس پر ثمن کی موٹی موٹی آنکھوں میں آنسوں تیر گئے۔
آپکو تکلیف کیا ہے ماما اگر میں موٹی ہوں تو یہ میری پرابلم ہے مجھے" کھانا چاہیے۔ میں مر کر بھی یہ زہریلا ہر اپانی نہیں پیوں گی۔۔"وہ چیختی پھر سے سوپ کا پیالہ دور کر چکی تھی۔
زریش نے اسکی بے جا ضد پر غصے سے دیکھا۔

ارے کیا ہوا بھئی اتنا شور کیوں ہے ڈائننگ ٹیبل پر؟"ڈنر کیلئے ڈائننگ "
حال میں داخل ہوتے وہاں اپنی بیٹی کی چیخیں گونجتے دیکھ کر ہارون شاہ نے
فکر مند ہو کر استفسار کیا

زریش ثمن نے بیک وقت انکی طرف دیکھا۔
شاہ آپ بات کریں اس نالائق لڑکی سے ڈاکٹر نے ڈائٹنگ کا کہا"
ہے پر مجال ہے یہ لڑکی میری سنے۔ میں اتنی محنت سے یہ
سوپ بنا کر لائی ہوں پر اسے وہی کھانا ہے جس سے ڈاکٹر کی منع ہے
میں ہر گز نہیں دوں گی اسے۔ آپ اسے سمجھائیں یا میں یہ گھر
چھوڑ کر جاؤں۔۔
نہیں رہا جاتا مجھ سے یہاں جہاں میری بے قدری ہو۔۔"وہ ہارون
شاہ کو دیکھتی آؤٹ آف کنٹرول ہوتیں غصے سے بولیں۔

ثمن انکی بلیک میلنگ پر گلاسز کے پیچھے پانیوں سے لبالب آنکھیں
اٹھا کر اپنے باپ کو دیکھنے لگی۔
سرخ و سپید رنگت والی، موٹی موٹی سیاہ آنکھوں پر گلاسس لگائے منہ
پھولائے بیٹھی انکی اکلوتی بیٹی جامت کے لحاظ سے کچھ ہیلتھی تھی جس

وجہ سے زریش کا سارا سر درد ہی یہی تھا کہ ابھی تو انکی نظر میں چھوٹی تھی ابھی سے اسکی ہیلتھ ماشاءاللہ سے کافی صحتمند تھی اگر ایج بڑھے گی تو اسکے مستقبل کیلئے مسئلہ ہو جائے گا۔

ظاہر ہے بڑھتی ایج کے ساتھ جامت بھی تو بڑھے گی۔ کیا آجکل موٹی لڑکیوں کے رشتے آتے ہیں؟ یا انہیں کوئی قبولنے کیلئے تیار ہوتا ہے؟ لوگ تو یہی کہتے ہیں کہ یہ خود کو سنبھال لے وہی کافی ہے ہمارا گھر خاک سنبھالے گی؟ یا یہ کیا ہمارے بیٹے کی زندگی سنوارے گی جسے کھانے یا پھیلنے سے فرصت ملے۔ لوگوں کی زبان نہیں نظر بھی سانپ کی ہو گئی تھی پر اسکی بیٹی پاگل ایسی بیوقوفی کر کے اپنے مستقبل پر کلہاڑی مار رہی تھی۔

اسکول کالج تک وہ جلتی کڑھتی رہیں تھیں کیونکہ سب اسے "ڈبل بیٹری" کہتے تھے، ایک صحت کی وجہ سے دوسرا آنکھوں پر لگے گلاسسز کی وجہ سے۔

آس پاس کی سوسائٹی میں انہوں نے کتنے ایسے واقعات دیکھے تھے جن میں لڑکی موٹی یا زیادہ صحتمند ہونے سے رشتہ تو ٹوٹ جاتا تھا، وہ ویسی ہی بیٹھی بیٹھی بوڑھی ہو جایا کرتیں تھیں۔

اور زریش اپنی بیٹی کا ایسا مستقبل تو ہر گز نہیں چاہتی تھیں اسلئے انہوں نے پرسوں ہی ڈاکٹر سے رجوع کیا تھا اور کل وہ ثمن کو لیکر بھی گئیں تھیں۔

ڈاکٹر نے چیک اپ کے بعد اسے امید دلائی تھی کہ چند ایک ایکسرسائز، اور اوئلی ہیوی کھانوں سے مکمل پرہیز کے ساتھ اسے ویجیٹبل سوپ بغیر اوئل والا سالن دیا جائے تاکہ اسکا مستقبل سیکیور ہو سکے۔

پر ہمیشہ کی ہیوی کھانو کی شوقین ثمن یہ تشدد کہاں خود پر برداشت کر سکتی تھی۔

وہ پیزا چاکلیٹ سموسے پکوڑے چٹ پٹے کھانوں کی شوقین انہیں ہی اپنی زندگی سمجھتی تھی۔ ابھی اسے ایسی ہوا کہاں لگی تھی کہ وہ آنکھوں میں خواب سجائے یا محبت کی تتلی اسکی دھڑکنوں کو چھو کر ان میں ہلچل مچا دے۔

کل سے اسکی ماں اسے جانے کون سے بدذائقہ کھانے کھلانا چاہتی تھیں جو اسنے بھی ایک دو نوالوں کے بعد چیخنا چلانا ان پر شروع کر دیا تھا۔

تب تو اسکی چیخوں آہوں نے اثر دکھایا کہ اسے اسکا روز مرہ کا کھانا مل گیا تھا۔ پر اب کافی سخت موڈ میں پیاری ماں سے ظالم اسکے کھانوں کی دشمن بن کر آ گئی تھیں۔ جو کسی طرح بھی ثمن کو سوپ پلانا چاہتی تھیں جو کہ ناممکن میں سے تھا کیونکہ آگے بھی اپنے بھیو کی لاڈلی ثمن تھی جو اپنا حلق تو پھاڑ دے گی پر یہ ہر اسانپوں کا جمع ہوا زہر ہر گز حلق سے نیچے نہیں اتارے گی۔

"یار ایک تو تم گھر کے معمولی مسئلے میں بھی مجھے ٹارچر کر کے گھر چھوڑنے کی دھمکی دیتی ہو یہ کہاں کا انصاف ہے۔" ہارون شاہ نے اسکی دھمکی کو سنتے باقی سب نظر انداز کیا اور فوراً سے احتجاج کیا۔ ثمن کی انکی صورت پر ہنسی نکل آئی، مسکراہٹ تو زریش کو بھی آئی تھی پر وہ خوبصورتی سے ضبط کر گئیں۔

"تو آپ بتائیں شاہ میں کیا کروں آپکی بیٹی کا حال دیکھیں یہ میری اولاد ہو کر میری ایک بھی بات ماننے پر راضی نہیں کیا اتنی توہین پر مجھے یہاں رہنا چاہیے؟" انہوں نے ثمن کی طرف اشارہ دیتے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

ہارون شاہ نے حیرت سے اپنی بیٹی کو دیکھا جو کہ آنکھیں پٹپٹاتی ہوئی انہیں دیکھتی کندھے اچکا گئی کہ دکھائیں اور بتائیں کہاں میں نے انکی توہین کی ہے؟

زریار کچھ عقل سے کام لو ہماری ایک ہی بیٹی ہے ابھی اسکی عمر کیا ہے" محض ننھی سی بچی ہے میری اٹھارہ سال! اٹھارہ سال بھی کوئی ایج ہوتی ہے؟ یہی تو وہ مرہے اسکی کھانے پینے کی۔" وہ انگلیوں کا ذرا سا فاصلہ بنا کر انکے سامنے کرتے بتانے لگے کہ اتنی سی تو ہے۔

معاف کیجئے گا شاہ صاحب پر اس دن جو پارٹی دی تھی آپ دونوں" باپ بیٹے نے وہ میرے برتھڈے کی نہیں آپکی لاڈلی کے برتھ ڈے کی تھی جو کہ "شادی کی الحمدللہ سے ہو گئی ہے۔

شادی کا سنتے ثمن کا منہ پھول گیا۔ اسکا ابھی کوئی ارادہ نہیں تھا شادی کا۔ نا ہی وہ اسکے بارے میں سوچنا چاہتی تھی۔ کم از کم تیس یا ستائیس سے پہلے وہ شادی کے بارے میں سوچنا تک نہیں چاہتی تھی۔

اب اسکا کیا قصور تھا کہ توقیع عشی اس سے آگے نکل گئیں تھیں۔ اسکی جب ایڈمشن ہوا اسنے بھی تو اپنی طرف سے بیسٹ دیا تھا۔

اگر آپ لوگ اسکا وقت پر اسکول میں ایڈمشن کروا دیتے تو یہ " آج سب سے آگے ہوتی۔ پر نا آپ دونوں باپ بیٹے کو اسکے نخرے اٹھانے سے فرصت ملتی تھی، نا ہی اسے کھانے سے۔ اس سے چھوٹی لڑکیاں آگے نکل چکی ہیں یہ ابھی ننھی کا کی بنی ہوئی ہے۔۔" انکا دبا دبا غصہ عورج پر تھا۔

ہارون شاہ کہنا چاہتے تھے کہ ایک ہی تو بیٹی بیٹا ہے۔ وہ تو لاڈ اٹھانے نہیں دیتا کیا وہ بیٹی کے لاڈ بھی نا اٹھائیں پڑھائی کا کیا ہے وہ تو ہوتی رہے گی ساری زندگی۔۔۔

چاہنے کے باوجود وہ کچھ کہہ نہیں پائے۔ کیونکہ اپنی بیگم کو بھڑکانا سراسر بیوقوفی اور اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مارنے کی مثال تھی۔ وہ لب پیوست ہو گئے۔

ثمن پر پہلے کبھی فرق پڑا تھا جو آج پڑتا۔۔

بیچ میں ہی ٹوک کر معذرت کے ساتھ وہ چبا کر بولیں۔ بس نہیں تھا کہ کچھ کر دے وہ آکر بھی اپنی بیٹی کی سائیڈ لینے لگ گئے تھے۔
اس گھر میں وہ ہی پاگل ہو جائے گی کبھی اسکے لئے پریشان تو کبھی کسکے لئے۔

اوہو میری پٹھانی کیوں اپنا خون جلا رہی ہو یہاں آؤ میں تمہیں ہوا" کروں کچھ شانت ہو بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں نا آؤ یہاں شاباش۔" وہ نا محسوس طریقے سے اپنی رونی صورت لیے بیٹھی بیٹی کے سامنے اسکے من چاہے کھانے کرتے زریش کو محبت سے پاس بلانے لگے۔

زریش جوان بیٹی کے سامنے انکے پیار بھرے لہجے پر سٹپٹا کر متغیر ہوتیں انہیں آنکھیں دکھانے لگی۔ پر شاہ صاحب کو تو جیسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

وہ چپکے سے اسے ساتھ والی چیئر پر بیٹھنے کا اشارہ دے رہے تھے جس سے زریش کا چہرہ لال ہو گیا۔ یہ بھی رب کی غنیمت تھی کہ اسکی بیٹی کا سر کھانے پر جھکا ہوا تھا۔

مم۔۔ میں ساحل کو بلا کر لاتی ہوں۔۔" وہ ایک غصے بھری نظر"
ثمن کے جھکے سر پر ڈالتی وہاں سے غائب ہوئیں۔۔
انکے منظر سے غائب ہوتے ہی ثمن اور ہارون شاہ کے قہقہے جاندار تھے۔
چھا گئے آپ شاہ صاحب ہاہاہا۔۔" وہ مزے سے کھانا کھاتی"
بھرے منہ کے ساتھ انہیں سراہنے لگی پر خود کو ڈیڈ کے بجائے
شاہ صاحب مخاطب ہوتے دیکھ کر ہارون شاہ نے اسے آنکھیں
دکھائیں وہ اثر لیے بغیر پھر سے کھکھلائی۔

مجھے لگتا ہے ماما روحا جیسا بنانا چاہتی ہیں کہ میں سانیں بھی گن"
گن کر کھینچ کھینچ کر لوں۔" اسنے منہ بناتے ہوئے کہا۔

نہیں بیٹا ایسے نہیں کہتے روحا اپنی جگہ اچھی ہے تم اپنی جگہ۔ اسے"
سانس کی پرابلم ہے۔۔۔۔
سوری ڈیڈ میں مذاق نہیں بنا رہی اسکا میں تو بس یہ کہنا"
چاہتی ہوں کہ وہ مجھ سے بڑی ہے پر اتنی سی نازک چڑیا جیسی ہے کیا ماما
مجھے بھی ویسا بنانا چاہتی ہیں۔" اسنے شرمندہ ہوتے صفائی دی۔۔

آں میرا ببر شیر مجھے معلوم ہے میرا شہزادہ بیٹا کبھی کسی کو" غلط نہیں کہتا۔۔"ہارون شاہ کو ٹوٹ کر اپنی بیٹی پر پیار آیا جو کہ زریش سے اسکے پیار کا پہلا ثبوت تھا۔۔

انکے بانہیں پھیلانے پر وہ اپنی چیئر چھوڑ کر بھاگتی ہوئی انکی بانہوں میں سما گئی۔

خوامخواہ تمہاری ماں کو پریشانیاں ہوتی رہتی ہیں کبھی تمہاری تو کبھی ساحل" کی حالاں کہ انہیں تو یہ کہنا چاہیے تھا کہ انکا جگر کھاتے پیتے گھر کا شیر ہے سو کھا سڑا ہوا تو نہیں ہوگا۔۔۔"وہ اپنی بیٹی کا سر تھپکتے ہوئے بولے ثمن دل سیکوڑ کر رہ گئی کہ انکی ماں کو گھلنے سوچنے کے علاوہ اتنی عقل کہاں۔۔۔

ڈیڈ میں تو یہ شکر کرتی ہوں کہ ماما نے آپ سے شادی کر کے ایک" تو عقل والا کام کیا۔"وہ منہ بسورے بولی اور اسکا پھولا منہ بسورتا ہوا دیکھ کر ہارون شاہ قہقہہ لگا اٹھے۔

بیٹا آپ نہیں جانتے کتنی ظالم ہیں بہت پاپر بیلنے پڑے مجھے انہیں" صرف منانے کیلئے۔ یہ بھی شکر تمہارے بھیو کا جسنے آدھا کام تو خود کر دیا تھا ورنہ اگر وہ نا ہوتا تو شاید ہی تمہاری ماں یہ پٹھانی ہوتی۔" انہوں نے اپنا گزرا ہوا دکھ رویا۔۔

"جہاں ساحل شاہ ہوں وہاں ٹینشن کیسی؟؟"

آہ کاش بھیو کے ساتھ میں بھی ہوتی تو ایک دن میں 'میں آپکی" شادی کروادیتی۔۔" اسنے افسردہ لہجے میں کہتے چٹکی بجائی۔

پھر تو میری شادی ہوتی سو ہوتی۔" ہارون شاہ اسکے گلابی پھولے ہاتھوں کی" چھوٹی انگلیاں دیکھتے تھام کے ہاتھ کی پشت پر بوسے دیتے سر ہلا گئے

پر انکی بات پر کا پس مطلب سمجھتے ثمن نے سخت گھوری ڈالی ان پر، ہارون شاہ قہقہہ لگا اٹھے۔۔

ساتھ ہی گلاسز اتار کر اسکی کچھ دیر پہلے کی بھیگی آنکھوں صاف کیں۔۔

رویانا کرو میرا ببر شیر تم یہاں کی بادشاہ ہو۔۔"وہ اسے حوصلہ دلاتے" ہوئے بولے۔۔

اتنا تو مجھے پہلے شک تھا کہ یہ گھر نہیں پورا جنگل ہے پر اب آپکی" بات نے تصدیق بھی کر دی۔"ہارون شاہ اسکی ہنس مزاجی سے قہقہہ لگا اٹھے

جانے کیوں زریش پریشان ہو رہی تھیں اتنی پیاری تو بیٹی تھی انکی کیوٹ سی گولو مولو سی۔ سپید گلابی موٹی سی آنکھوں پر چشمہ لگائے مزے سے کھانا کھاتی کتنی خوش لگ رہی تھی۔

اسے خوش دیکھ کر ہارون شاہ خوش ہو گئے۔"ڈیڈ! ماما بھیو کو نہیں "کہتیں وہ تو اتنے بڑے بڑے پھولے بازو والے اتنے موٹے ہیں؟

ہارون شاہ ان دونوں ماں بیٹے کا انتظار کرتے اب اسے کھاتے دیکھتے ساتھ اسکے بچکانہ سوالات کے جوابات بھی دے رہے تھے تو کبھی اسکی بسوری صورت پر قہقہہ لگا اٹھتے۔

★☆☆☆☆☆★

"وائنڈ اپ"

اسنے ٹھہر کر لفظ دہرایا

یس سر ایسا ہی ہے۔ حیدر شاہ کا اپنی بڑی بیٹی کو بزنس ڈگری دلوانے کا" ارادہ ہے۔ اور چھوٹی پر بھی اسرار کر رہے ہیں پر وہ نہیں مان رہی۔ انہوں نے یونیورسٹی میں ایڈمیشن لینے نہیں دیا اپنی بیٹیوں کو۔ شاید وہ پاکستان واپس لوٹ رہے ہیں۔" اسکے آدمی نے اسے ساری بات سے آگاہ کیا جسے سنتے ہی ساحل شاہ کے لبوں پر خود بخود گہری مسکراہٹ آ گئی۔

وہ سامنے لیپ ٹاپ کی ٹچ اسکرین پر تصوریں اسکرول کر رہا تھا جہاں ایسی کوئی تصویر اسکی اکیلی نہیں تھی جو کہ اسکے کام آسکے۔

اسکے آدمی نے یہ تصویریں لیتے معذرت کرتے بتایا تھا کہ وہ ایک پل بھی اپنی "مام" سے الگ نہیں ہوتی۔ اسکا کھانا پینا رہنا سہنا سب اس عورت کے ساتھ تھا۔

جیسے جڑی ہوئی ہے اسکے ساتھ یہ سنتے صرف کوئی ساحل شاہ کے تاثرات ہی دیکھ لیتا تو کانپ جاتا کہ کتنی نفرت بڑھی تھی اس

سب کو سنتے۔ مزید اسنے سننے سے انکار کر دیا تھا پر جو بنائی گئی تصویریں تھیں انہیں ضرور دیکھنا چاہا تھا۔

سامنے ہی سکرین پر وہ نازک سی تتلی جیسی زندگی سے کچھ تھکی، کھکھلاتی ہوئی لڑکی تھی۔ وہ بغور اسے دیکھنے لگا۔۔ اسکے سراپے کے خدوخال کو، اتنی نازک لگی کہ انگلی لگانے سے ہی ٹوٹنے کا خدشہ ہو۔
کال ڈسکنیکٹ کرتے ساحل شاہ فرصت سے اسے دیکھتا، جو سوچ رہا تھا آئندہ کے بابت اس لڑکی کو دیکھتے شاید ہی کوئی سوچے یا سوچنے سے پہلے ایک مرڈر کیلئے ضرور خود کو تیار کر لے۔
وہ تو شاید ہی "شاہو" کا نام سنتے زندہ رہے کجا کہ اسکے ساتھ۔۔
اس نام سے جڑی وحشت آج بھی اسکے ننھے دل میں زندہ تھی۔ وہ جانتی تھی کہ وہ اسکی سانسوں کا اسکی زندگی کا پیاسا ہے۔ اسکے بعد بھی وہ چاہ کر اپنی مام سے الگ نہیں ہو رہی تھی البتہ "شاہو" کو ضرور بھول بیٹھی تھی۔

پر اسکی زندگی کی سب سے بڑی غلطی ہی اسکی "بھول" تھی۔

نادان تھی دماغ میں یہ سوچ تھی کہ کبھی اس کی راہ میں نہیں آئے گی۔ پر وہ کیا جانے کہ ساحل شاہ کی راہ ہی وہی تھی۔ وہی راہ بن بیٹھی تھی اسکے انتقام کی۔

جو اسکے بارے میں سوچ رہا تھا اسے سوچتے کسی قسم کا بھی اسے ترس نہیں آرہا تھا۔ اس نام "روحا شاہ" سے جوڑے سارے احساسات کو وہ کب کا ختم کر چکا تھا۔۔
صرف ایک احساس اسکے ساتھ چلتا آرہا تھا اور وہ تھا
"نفرت" کا۔۔ محبت میں لوگ سب جائز کر چکے تھے۔ پر ساحل شاہ کی ڈکشنری میں "نفرت" میں سب جائز ہو چکا تھا۔

شام کے سنہری سورج کی روشنی میں پارک کے سرسبز زمین پر بیٹھی وہ کسی بات پر کھلکھلا رہی تھی آس پاس بچوں کے ساتھ وہ عورت بھی بیٹھی اسے پیار بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔
وہ استہزائیہ مسکراہٹ کے ساتھ کافی دلچسپی سے یہ منظر دیکھنے لگا۔

اسکا بس نہیں تھا اس پیار کو نوچ کر نکال دے دونوں کی آنکھوں سے اور بیچ میں ایسا زہر گھول دے کہ انکی زندگی سیاہ پڑ جائے۔

معاً خوشیوں کی مدت دیکھتے اسکی گھنی مونچھوں تلے عنابی لبوں پر گہری مسکراہٹ آ گئی۔۔
انگلی میں دبا سگریٹ اسنے لبوں میں دبایا اور گہرا کش لیتے دھواں سیدھا اسکرین پر چھوڑا جسنے لیپ ٹاپ کی سکرین کو پورا دھندلا کر دیا۔ منظر صاف ہوتے وہ پھر سے زیرک نگاہوں سے دیکھتا اسکرین کو زوم کر کے اس چہرے کو فوکس کرنے لگا جو نہایت معصوم اور نوخیز سی کلی تھی۔ اسکی زرد رنگت بتا رہی تھی کہ کافی کمزور تھی۔

وہ تو ابھی نکھر کر گلاب بھی نہیں بنی تھی ابھی تو شاید کلی کا روپ اختیار کیا تھا اسنے۔
کم سن سی تھی بیچاری۔ پر افسوس دیو کی آنکھوں میں سالوں سے چبھ رہی تھی۔ یہ چبھن اب کی نہیں یہ انتظار تو کتنے سالوں کا تھا کہ وہ کب کلی کا روپ لے گی اور وہ کب مٹھی میں دبوچ کر اسے کچلے گا۔

کب وہ اس تتلی کو پکڑ کر سیاہ کوٹھڑی میں قید کرے گا جو کہ کب کا اسکے انتظار میں ویران پڑی تھی۔ کب کی کوٹھڑی سجا کر اسنے رکھی تھی تا کہ وہ آئے اور اسکی ویرانی ختم کر سکے۔

اسکا طویل انتظار ختم تھا انقریب۔

"بہت وقت لیا ہے میرا روحا شاہ"

حاب بھی ویسے ہی دو گی۔۔ اپنے شاہو کو۔۔" اس پر سرخ کلر سے" کر اس کا نشان بنا تا وہ دوسری تصویر پر آ گیا تھا۔

جہاں وہ نازک سے پتلے لبوں میں انہیلر دبائے ایک گہرا سانس کھینچ رہی تھی اور یہی منظر سکرین میں قید تھا۔

وہ بغور اسکی گردن کو دیکھنے لگا جہاں سے سانسیں کھینچی گئیں تھیں، اسکی سیاہ مڑی ہوئی پلکیں جھکی ہوئی تھیں جبکہ تیلی چھوٹی سی ناک میں چمکتا وہ چھوٹا سا ہیرا اس بات کی گواہی تھا کہ مغربی ملک میں اس عورت نے اسے مشرقی بنا کر رکھا ہوا تھا۔

کتنے جتن کرتی ہو سانسوں لینے کیلئے تب کیا ہو گا جب تمہارے"
"ہاتھ پاؤں میرے قید میں ہوں گے۔
وہ زوم اسکے سراپے کو فوکس میں لیتا دیکھنے لگا جو کہ اسکی ذرا سی پکڑ میں بھی شاید ٹکڑوں میں تقسیم ہو جاتی۔
پر اسکی پرواہ کس کو تھی؟؟
یہاں تو انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی سینے میں۔
جہاں ایک گہرا سیاہ جال تیار ہونے والا تھا اس معصوم سی پری کیلئے اس دیو کا۔۔

"کس سے مخاطب ہو؟؟؟"
دفعتاً زریش اسکی آواز پر حیرت سے اندر داخل ہوئیں کیونکہ اسکے کان میں نا بلوٹوتھ نا ہی موبائل جس سے اندازہ لگا پاتیں وہ کسی سے مخاطب ہے

ساحل نے آواز پر سکرین نیچے کی جب سامنے ہی اپنی ماں کو کھڑا پایا۔
انکی مشکوک آنکھیں دیکھتے اسکے لبوں کی مسکراہٹ معنی خیز ہوئی۔۔

آپکی بہو سے۔ "لیپ ٹاپ شٹ ڈاؤن کرتے اسنے سائیڈ رکھا اور "
بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا
کاش ایسا ہوئی جائے کہ تم کبھی کسی لڑکی سے بات کرلو خدا کی رحمت "
ہو گی مجھ پر۔" اسکی بات سنتے زریش نے ناک سے مکھی کی طرح اڑائی
اور ایک سرد آہ بھری۔

ساحل انہیں دیکھتا رہ گیا۔
غالباً یہ کیا میں آپکو پوسٹ مین دکھتا ہوں جو ہر ہفتے ماہ "
میری ٹیبل پر لفافہ سجا دیتی ہیں؟" اسنے پھر آج سائیڈ ٹیبل پر
لفافہ دیکھتے اکتا کر کہا۔

ساحل دماغ خراب مت کرنا میرا اب جلد سے آج رات "
ہی ڈنر کے بعد ان میں کوئی لڑکی پسند کرو تا کہ میں بات فائنل
کروں بہت مشکل سے چن چن کر سات آٹھ سلیکٹ کی ہیں تمہاری نیچر
کے حساب سے۔ تم سے بعد کے تمہارے قد کے ہو گئے ہیں بلکہ تقویٰ
عائشہ تو اب اپنے بیٹوں کیلئے دلہن دیکھ رہی ہیں ایک میں ہوں

بے بس اور میرے پاس تم! جسے اتنے سالوں میں نا کوئی لڑکی پسند آئی ہے نا ہی تمہارا انتظار۔

پتا نہیں کس دوشیزہ کیلئے ختم نہیں ہوا۔" اسکی غصے بھری ڈانٹ سنتا وہ مسکراتا ہوا ایش ٹرے میں سگریٹ ملنے لگا جو کہ زریش کو بہت ناگوار گزرتا تھا اسکا سگریٹ پینا۔۔

میں تو اسے تھوڑا وقت اور دینا چاہتا تھا پر اب جب آپکو اتنی" جلدی ہے تو ٹھیک ہے کر لیتے ہیں انتظار ختم۔" وہ سنجیدہ بولتا واش روم کی طرف بڑھ گیا۔

پیچھے کھڑی زریش ٹھٹھک گئیں

یہ کس کا انتظار تھا تمہیں ساحل شاہ جو کہ سالوں بعد آج" ختم ہوا ہے؟" انہوں نے حیرت سے دیکھتے فوراً سے پیچھے کہا پر جواب ندارد۔۔

مزید دل انکا تب سکڑا جب انہوں نے وہ حنا کی لفافہ اسکے پاؤں تلے روندا ہوا پایا۔

پر وہ جلدی خود کو سنبھال چکی تھیں کیونکہ انہیں بہت ہمت حوصلے سے کام لینا تھا اور مہکار شاہ کے پاکستان شفٹ ہونے سے پہلے ہارون زریش شاہ ساحل شاہ کو اپنی زندگی میں مصروف کرنا چاہتے تھے۔
مصروف تو وہ بھی ہونا چاہتا تھا پر بہت کچھ تباہ کر کے کسی کا سکون تو کسی کی روح کے بعد۔۔۔

...

★☆☆☆☆☆★

کیا ہوا؟"رات کے پہر اسے اکیلا ٹیرس پر کھڑا دیکھ کر دانیال" آکر اسکے پیچھے کھڑے ہو گئے اور اسکے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔

نن۔۔ نہیں کچھ نہیں بس ایسے ہی آسمان کی سیاہی کی گہرائی کو دیکھ رہی" ہوں۔"وہ انکی اچانک آمد سے ہڑبڑا کر ہوش میں آتی بمشکل مسکرائیں۔

آسمان کی گہرائی کو دیکھ کر کیا معلوم کرنا چاہتی ہو؟" اسکے کندھوں کے گرد حصار ڈالتے انہوں نے بے لچک لہجے میں پوچھا۔ عائشہ کی آنکھوں میں نمی تیر گئی۔

کچھ نہیں بس ایسے ہی دیکھ کر سوچ رہی ہوں کہ زندگی زیادہ گہری ہوتی ہے یا" سیاہی۔" اسنے تھک کر اپنا سر انکے کندھے پر رکھا۔

انہوں نے اسکے سپید پڑتے چہرے کو بغور دیکھا۔ بلاشبہ وہ آج بھی کافی حسین تھی، بڑھتی عمر نے بھی اسکے حسن میں کوئی فرق نہیں ڈالا تھا۔ شاید وہ ان میں سے تھی جو کہ ہمیشہ جوان رہتے ہیں۔۔ اور عائشہ خان بھی دانیال خان کے سامنے ایک لڑکی لگتی تھی۔ اپنے بچوں کے ساتھ کھڑے رہتے کوئی انہیں ماں نہیں بلکہ کافی دفعہ دریاب کو اسکی بہن کہہ کر مخاطب کر چکے تھے۔ جو کہ دریاب کے نزدیک کافی لطف انگیز تھا البتہ عائشہ شرمندہ ہو جاتیں خود بخود کہ وہ تین جوان بچوں کی ماں ہے انکی بہن نہیں۔۔۔

دوائی کیوں نہیں لی؟" اسکے سر دہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامتے ہوئے انہوں" نے خامقشی کے طویل وقفے بعد استفسار کیا۔ عائشہ لب دانتوں میں دبا کر گہرا سانس بھر گئی۔۔

تو گویا انہیں معلوم پڑ گیا۔۔

"ل۔۔لی تھی میں نے خان۔۔"

ہاتھ میں لی تھی یا منہ میں؟" ابھی ایک سوال کا وہ مشکل سے جواب" دے پائی تھی کہ اوپر دوسرا سوال تیار تھا۔ ایکبار عائشہ کی جان ہاتھوں میں آ گئی۔

اس سے کوئی جواب نہیں بن پڑا جس سے وہ انہیں مطمئن کر سکے۔

جانتی بھی تھی کہ وہ اسکے ہر انداز سے اندازہ لگا لیتے ہیں کہ وہ کیا سوچتی کیا کرتی ہے پھر بھی جانے کیوں وہ ہر بار زندگی کو ختم کرنے کی ایک بچکانہ حرکت ضرور انجام دے پاتی ہیں تاکہ کوئی تو پایہ تکمیل پہنچے۔

تمہیں کب سمجھ آئی گی خانم کہ زندگی کسی ایک پر ختم نہیں ہوتی!" کیا میرے مرنے کے بعد سمجھو گی یا مجھے مار کر پھر اندازہ لگاؤ گی؟؟" دفعتاً وہ غصے سے بھڑک اٹھے۔۔

عائشہ کے آنسوؤں گالوں پر لڑھک گئے۔۔

"مجھ۔۔سے نہیں جیا جاتا خان۔۔مجھے یہ زندگی نہیں چاہیے جسنے ہمیشہ مجھے ناسور دیئے ہیں۔۔کبھی کسی راہ میں تو کبھی کسی۔۔میں ہمیشہ آپکو تکلیف دینے کا باعث بنی ہوں مجھے سے یہ زندگی نہیں گزاری جاتی۔۔"انکی بات سنتے ہی وہ اچانک ہذیانی انداز میں چیخ پڑی۔۔

پر بروقت دانیال خان نے اسے حصار میں لیکر اسکی جنونی کیفیت پر اپنے حصار تنگ کرتے اسکے منہ پر ہاتھ رکھتے اسکی چیخیں دبادیں۔۔

"شش!"وہ سرخ آنکھوں سے اپنی قوت کا استعمال کرتے اسے کنٹرول کر رہے تھے جبکہ انکے حصار میں وہ ہمیشہ کی طرح دبکی چھپی بن پانی کی مچھلی کی مانند تڑپ رہی تھی۔۔

"مم۔۔مجھے و۔۔وہ۔۔چاہیے۔۔خان۔۔۔مجھے۔۔وہ چاہیے۔۔مجھے میرا دلآور خان لادیں۔۔خان۔۔مجھ پر زندگی تنگ ہو رہی ہے مجھے سانسیں نہیں آتیں اسکے بغیر مجھے۔۔میرا دلآور لادیں۔۔خان"انکے

سینے پر وحشت میں گھری مکے برساتی وہ رات کے اندھیرے میں پوری قوت سے چیخیں مار رہی تھی۔۔

دانیال خان آس پاس کوارٹر میں ملازمین کا خیال کرتے اسے زبردستی لیکر روم میں آ گئے ساتھ ہی گلاس وال بند کرتے پردے برابر کر دیئے جس سے روم کی چیخیں روم میں ہی گونجتی ہوئی رہ گئیں۔۔

"یہ سب دوائی نا لینے کا نتیجا ہے کتنا کہا ہے دوائی وقت پر لیا کرو پر تم سمجھتی ہو کبھی مجھے۔۔" اسے بے آواز تڑپتے بیڈ پر سسکیاں بھرتے دیکھ کر وہ جلدی سے دوائی نکالتے پانی کا گلاس بھر کر سرہانے آ گئے۔۔

"

خ۔۔خان۔۔مم۔۔میرا۔۔دلآور۔۔نہیں۔۔مر سکتا۔خان۔۔و۔وہ زندہ ہے یہ ایک ماں کا دل کہتا ہے وہ زندہ ہے۔۔۔آپ۔۔اسے ڈھونڈے خان۔۔۔" وہ مسلسل بڑبڑا رہی تھی دانیال خان نے زبردستی اسے دوائی کھلائی اور پانی پلاتے اسکا سر واپس تکیے پر رکھ دیا۔۔۔

اور اب اسکے ہاتھ سہلانے لگے۔۔جبکہ انکے ایک بھی سوال کا وہ کوئی جواب نہیں دے رہے تھے خاموش تھے لب پیوست۔
وہ کیسے بتائیں اسے کہ وہ ڈھونڈنا ہی نہیں چاہتے اس نام کے وجود کو۔۔اور ڈھونڈ بھی کیسے سکتے تھے جسنے انکی ہنستی مسکراتی ہوئی زندگی تباہ کر دی۔۔
ان سے انکا غرور وقار فخر سب چھین لیا۔ایک ہنستے مسکراتے ہوئے دانیال خان کو پتھر کا بت بنا دیا۔

"عرشیہ آئی؟؟"
کچھ دیر بعد اسکے کروٹ بدلنے پر انہوں نے پوچھا۔۔۔
نہیں!میں نے صمصام کو کہا تھا،وہ اسے لیکر آرہا ہے صبح"
تک۔۔"اپنا چہرہ صاف کرتی وہ تکیے پر گال ٹکا کر بولی۔۔

یہ صرف تمہاری اور اس نالائق کی بے جا سپورٹ کی وجہ"
سے میں نے اسے یہ اجازت دی تھی ورنہ وہ جانتی نہیں ابھی اپنے باپ کو ٹانگیں توڑ کر گھر میں بٹھا دوں گا۔سمجھ کیا رکھا ہے اس اولاد نے مجھے۔ابھی خاموش ہوں تو اسکا غلط فائدہ اٹھا رہے ہیں۔۔"وہ غصے غضب سے دھاڑ اٹھے۔

مجھے معلوم نہیں تھا وہ مجھ سے محض ایک دن کی پرمیشن لیکر گئی تھی کہ "
شام کو آجائے گی۔۔"عائشہ نے کہتے لب دبالیا۔۔۔
دانیال خان نے افسوس سے انکی پشت کو دیکھا۔
ہماری اولاد ہماری تھی ہی کب جو تم اسکی باتوں میں آگئی؟وہ بس چاہتے "
ہیں کسی طرح بھی یہ دونوں مریں تاکہ ہم اپنی زندگی اپنے انداز سے گزار
سکیں۔"وہ سخت لہجے میں بولتے پاس پڑی کتاب کھول چلے تھے۔

عائشہ نے آہستہ سے اسکی جانب کروٹ لی اور انکے سخت
پتھریلے تاثرات کو دیکھا۔
خان وہ نادان ہے بس آپکو غصہ دلانہ چاہتی ہے معصوم ہے۔۔"وہ ماں "
تھی بچوں کیلئے ایسی بدگمانی برداشت نہیں کرپائی تبھی تڑپ کر ان سے بولی۔
دانیال خان نے کتاب سے نظریں اٹھا کر انکے بھیگے سرخ
چہرے کو دیکھا۔
میں نادانی کی کوئی تحریر دوبارہ دہرانا نہیں چاہتا خانم!اسلئے کل وہ "
آئے اسے صاف سمجھادو کہ اگر اسے باپ کے سائے تلے رہنا ہے تو
اسکے اصول کو ماننا ہوگا ان چار دیواریوں کو قید نہیں اپنا تحفظ سمجھنا ہوگا

ورنہ مجھے ویسے بھی اس اولاد سے کوئی امید نہیں کہ آگے جا کر میرا نام روشن کریں گے۔ دیگر صورت خود کو ابھی سے شادی کیلئے تیار کر دے۔"
وہ کہہ کر اٹھے اور سامنے ادھ کھلے ڈور کو بند کرنے کیلئے بڑھے۔

جبکہ راہ داری سے گزرتے دریاب انکے آخری فقرے سنتے سختی سے اپنے لب آپس میں پیوست کر چکے تھے کہ ماتھے کی رگیں ابھر آئیں۔۔

معاف کیجئے گا ڈیڈ! پر ابھی میری بہن اتنی بڑی نہیں ہوئی کہ اسکی شادی" کر دیں۔۔ اور رہی اسکے باہر رہنے کی بات تو کبھی بھول کر کچھ یقین کر لیا کریں اپنی اولاد کے کردار پر کیونکہ وہ آپکا ہی خون ہیں۔۔" دریاب انہیں ڈور بند کرتے دیکھ کر کہہ بنا نہیں رہ پایا۔۔

اسکی بات سن کر دانیال خان کے لبوں پر جو مسکراہٹ آئی تھی اسے دیکھتے دریاب کی نظریں خود بخود جھک آئیں۔۔
ڈبل ڈی کے لاکیٹ پر پڑی۔۔ "DD" اور جھکتے ہی سیدھا
وہ اپنی ہی بات پر مزید دلیل دینے کیلئے لاجواب ہو گیا۔

یہ فائل آج مکمل کر کے صمصام کو دیکر پھر آفس آنا کل۔" انہوں نے "
کہتے ڈور بن کر دیا۔
دریاب گہرا سانس بھرتے اس لاکیٹ کو چھو کر رہ گیا۔
سوری ڈیڈ پر ایک کی غلطی کا خمیازہ میں اپنی بہن کو بھگتنے نہیں دوں گا۔""
وہ ڈور پر ایک نظر ڈالے آگے بڑھ گیا۔۔

البتہ ایک خوشی ابھی جو دل میں جاگ کر دھڑکنوں میں
سرگوشیاں کرنے لگی تھی۔۔
وہ تھی، اس کرسٹل کے شیشے میں قید دو مضبوط گارڈز کے حصار میں
کرسٹل کی شہزادی کی۔

کیا ہوتا پھوپھا اگر اس نیلے گوڈزیلا کو پینڈنگ میں چھوڑ دیتے تو آج"
میرے راستے کتنے آسان ہوتے اپنی الفت کی ملکہ تک پہنچنے کیلئے۔ پر
ہائے وہ آپکا ڈیول بیٹا سالا دو دلوں کا دشمن بس نہیں چلتا کسی لڑکی سے پھنسا
کر ایسا خوار کروں کہ آئندہ کسی کے پیار کی راہ میں ڈیول نا بنے۔۔" وہ اپنا
جلتا سینا مسلتا ہوا روم میں آگیا۔۔

اس بیچارے کو بھی صمصام پر حنا رکیوں نا آتے۔ وہ بالکل چھپائے بیٹھا تھا اس کرسٹل کی نیلی گڑیا کو جسکی ایک جھلک ہی دریاب خان کا چین سکون لوٹ لیتی تھی۔۔

بس نہیں چلتا کہ ساری پابندیاں توڑ کر اس پر اپنے نام کی مہر لگائے بانہوں میں بھینچ کر چھپا دے۔

پر ڈرتا تھا کہ خیالوں میں بھی اتنی شدتوں سے وہ ٹوٹ نا جائے۔۔ وہ ڈرتا تھا کہ وہ ریشم بن کر ریت کی طرح بانہوں سے پھسل نا جائے۔۔
کتنا دل تھا ان نیلی بڑی بڑی سی ساحرہ آنکھوں کو اسکے نام کی حیا سے جھکتے پلکوں کو لرزتے دیکھنے کی۔۔ پر دل چاہتا تھا جب یہ منظر آئے تب وہ مکمل اسکے دسترس میں ہو نا کوئی پابندی ہو نا ہی کوئی پیار کرنے والوں کا دشمن۔۔۔

تمہیں تو قید کرنے کی جرات نہیں کر سکتا کہیں تم ٹوٹ نا جاؤ" اپنے دیوانے کے ہاتھوں۔" وہ بیڈ پر پڑا چھت کو گھورتا ہوا اسکے نام کی سوچوں میں گم تھا۔

وہ کہنی بیڈ پر ٹکا کر سر ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھتے کروٹ بل پڑا اپنے بیڈ کو دیکھنے لگا۔

جہازی سائیز بیڈ سفید بیڈ شیٹ بغیر سلوٹوں والا وہ بیڈ اسکی ملکیت تھا اور وہ آنکھوں میں شریر خواب سجائے دیکھ رہا تھا کہ کب اسکی حصہ دار آئے گی۔ اس سے یہ اتنا بڑا بیڈ تنہا نہیں سنبھالا جا رہا۔۔۔

پر توقیع کا نازک سا سراپا یاد کر کے خود ہی اپنی سوچ پر قہقہہ لگا اٹھا کہ وہ آئے گی بھی حصہ لینے تو لے گی کتنا۔۔

بس تم آجاؤ جنونِ الفت! یہ بیڈ خود کور ہو جائے گا۔۔ "ہنس کر" سر جھٹکتے ہوئے وہ بیڈ سے اٹھا اور فریش ہونے کیلئے باتھ روم میں بڑھ گیا۔۔

اسے کہتے ہیں شدید سنگل۔۔ "دفعتاً وہ اپنی حالت پر خود قہقہہ لگا" اٹھا۔

رب کرے تجھ پر میری نظر کے علاوہ کسی کی نظر نا پڑے توقیع" ورنہ تیرا یہ پاگل عاشق تباہی مچا دیگا۔۔ اگر تم میری

دسترس میں نا آئی تو۔۔۔" چہرے سے پانی سمیٹتے وہ اپنی سرخ ہوتی آنکھیں آئینے میں دیکھتا خود سے ہم کلام تھا
ساتھ ہی پھر شاور کھول دیا۔

★☆☆☆☆☆★

"!بہت خوشی ہوئی ہمیں آپکے ساتھ کام کر کے مسٹر زیدی"
برج العرب ہوٹل کے سیکنڈ فلور کی راہداری سے گزرتے ہوئے دبئی پارٹی نے ساتھ چلتے صمصام زیدی سے اپنی فیلنگز کا اظہار کیا۔
صمصام کے لبوں پر مبہم سی مسکراہٹ جبکہ اسکے ساتھ چلتا اسکا کزن زیاف کھل کر خوشی سے مسکرایا۔
ان شاءاللہ آپکو آئندہ بھی اس سے بڑھ کر خوشی ہو گی۔" صمام کے کچھ کہنے سے پہلے زیاف نے خوشی سے کہا وہ مسکرا دیئے۔

کیوں نہیں مسٹر صمصام سے کام کر کے کس کو ناخوشی ہو سکتی ہے۔نا" صرف خوشی ہے بلکہ آنے والے وقت میں مسٹر زیدی کے ساتھ

بزنس کی دنیا کے بادشاہ ہم ہوں گے۔" انہوں نے کہا سب نے گاڈ کی حامی چاہی

جبکہ ساتھ چلتا صام ان شاء اللہ کہہ کر رہ گیا کیونکہ باقی کی فارملٹیز زیادہ ہی پوری کر رہا تھا۔

تو اب آپکے کیا ارادے ہیں مسٹر زیدی؟" ساتھ چلتے مقابل پارٹی کی سی نیک (v) مسکرا کر صام کو مخاطب کرنے لگی۔ سلیولیس وی (CO) او شارٹ میکسی میں برج العرب ہوٹل کی سنہری روشنیوں میں اسکا سراپا مبہوت کرنے والا بہکا دینے والا تھا۔

گورے وجود کے خدوخال کو وہ شارٹ میکسی کہاں ڈھانپ پا رہی تھی۔ اسکی ناکامی کا فائدہ اٹھاتے کئی وہاں سے گزرتے منچلے اس منظر سے لطف اندوز ہوتے جا رہے تھے۔

اور یہ سراہتی حوس میں ڈوبی نظریں آجکل کئی خواتین کیلئے خراج تحسین تھیں انکے بے انتہا حسن کی۔ اپنے محرم کیلئے خود کو چھپا کر رکھنا ایک جاہل سوچ بن چکی تھی۔ جس طرح سے کوئی نئی چیز کوئی کوئی نیا شاہکار لوگ بناتے لوگوں میں لا کر تعریف بٹورتے اپنے اسکیلز کو

مزید پاور فل کرتے ہیں ویسے ہی دنیا کی 50% عورتیں اپنے وجود کی نمائش کروا کر لوگوں سے تعریف پا کر خود کو مزید جوان محسوس کرتی ہیں۔۔
پر وہ مقابل کو نہیں جانتی تھی کہ وہ کس ماں کا بیٹا ہے اور اسے ایسی عورتوں سے سخت گھن آتی تھی۔ جو کہ دعوت نامہ بن کر چلیں۔۔
اب بھی سامنے کھڑی وہ عورت اسکی آنکھوں میں جھانکتی اپنے حسن میں جکڑنا چاہتی تھی پر وہ انجان تھی کہ اپنی جوانی کی دہیلز تک آتے صمصام زیدی اس سے بڑے غضب کے حسن کے شاہکار ٹھکرا کر آیا تھا۔۔

صامے مجھے باجی کی نیت نیک نہیں لگ رہی آگے تو سنبھال لے"
یارے ایسا نا ہو لینے کے دینے پڑ جائیں۔۔"پاس کھڑا زیاف اس عورت کی بہکی نگاہیں دیکھتا منہ پر ہاتھ پھیرتے اوپر جاتی لفٹ کو دیکھتا پھسپھسایا۔۔

"aishrah biwuduhi? madha turid 'an tas'al?"
(واضح طور بتائیں؟ کیا پوچھنا چاہتی ہیں؟)
وہ مقامی زبان میں بولا سی او گہری مسکراہٹ سے باقی کو دیکھنے لگی۔

"'iidha kunt la tumanie , tanawul aleasha' maeana?"

(اگر آپکو برا نا لگے تو ایک ڈنر ہمارے ساتھ ہو جائے۔)

اسکی آفر سنتے صام نے زیاف کی طرف دیکھا پر اسکی سیکڑی آنکھوں کو پا کر اسنے ٹھٹھک کر اسکی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا۔

صمصام وہ کہیں تمہاری کزن۔۔۔۔۔۔"

"aetidharatun! waqt akhar"

(معذرت کسی اور وقت)

"زیاف تم انہیں لیکر نیچے ہال میں چلو میں وہی ملتا ہوں تمہیں۔" اور احتیاط سے میری ذاتیات کو زیر بحث بنانے سے پرہیز کرنا۔" وہ" جانے سے پہلے ٹھہر کر اس سے بولا۔۔۔

باقیوں سے بیک وقت مخاطب ہوتا ہوا اس گلاس وال والی لفٹ میں موجود وجود کو اپنی نظروں کے حصار میں رکھتا ہوا اوپر جاتی سیڑھیاں کی طرف بھاگا۔

وہ گرے کلر کے فور پیس سوٹ میں ملبوس سیاہ مہنگے شوز میں اپنے حلیے سے ہی کوئی بڑی شخصیت لگ رہا تھا اور اسکا اچانک یوں اندھا دھند سیڑھیوں سے بھاگنا آس پاس کے کتنے لوگ اسے دیکھتے بوکھلاتے سائیڈ ہو رہے تھے۔

"ان سب ٹھیک ہے مسٹر زیدی کیوں اچانک ایسے بھاگے ہیں؟" لوگوں نے صام کے اچانک ری ایکشن پر گھبراتے زیاف سے دریافت کیا۔

"وہ انہیں مطمئن کیئے سب آپ نیچے چلیں وہ وہیں آئے گا۔" ٹھیک ہے نیچے لے جانے لگا۔
"سی او کافی پر پھر بھی کچھ تو ہوا ہوگا انہوں نے اچانک ڈنر سے کیوں انکار کر دیا؟" پریشان تھی۔۔

"اپنی وہ دراصل آپ کو سن کر عجیب لگے گا بٹ ہی از ویمن الرجک داڑھی پر ہاتھ پھیرتے اسنے بمشکل یہ الفاظ ادا کیے۔۔
"ساتھ چلتی اس عورت کو جانے کتنے وولٹ کا جھٹکا لگا۔۔ واٹ؟"

یاہ وہ نامحرم عورتوں سے الرجک ہے، اسکی سانس پھول جاتی ہے"
اسے سمجھ کچھ نہیں آتا رنگت سرخ ہو جاتی ہے۔ آپ سمجھ نہیں
پائیں گی پر وہ آپے سے باہر ہو کر اگلے انسان پر اٹیک کر سکتا ہے اس
حالت میں۔۔"زیاف صرف اسے رازداری سے بتا رہا تھا۔
پر صام کی منع کے بعد بھی اسکی ذاتیات کو زیر بحث لا رہا تھا۔ وہ
زیاف ہی کیا جو صام کے کہنے پر مان جائے۔
اسکی گوہر فشاں سے اس عورت کی حالت دیکھنے والی تھی اسے یقین
نہیں آ رہا تھا کہ اتنا پڑھا لکھا لڑکا ایک کامیاب مشہور
معروف بزنس مین صمصام زیدی ایسے ٹیپکل سوچ کا مالک ہو گا۔

سیریئسلی؟؟؟"اسکا دل بجھ گیا ایک موم سی امید پر وہ بار بار پوچھ رہی تھی۔"
یاہ ڈارلنگ سیریئسلی! میں کیوں اتنی حسین نوخیز لڑکی کا نازک دل"
توڑوں گا۔"اس اچھی خاصی عورت کو دیکھتا زیاف کمینے پن لگاوٹ سے
بولا۔

اوہ مائی گاڈ۔۔۔"اسکا سکتا طویل تھا جبکہ اسکے قریب اب گرمی کو"
محسوس کرتے زیاف سیدھا ہوتا نعوذ باللہ پڑھتا آگے بڑھ گیا۔

★☆☆☆☆☆★

کون ہو راستے سے ہٹو!" ٹیٹو میں سر سے پیر رنگے اس لڑکے نے "
شرٹ کے بٹن سے ہاتھ ہٹا کر اچانک مقابل آتے اس
دراز قامت وجود کو دیکھتے ناگواری سے کہا۔

صام چلتا ہوا اس لڑکے پاس آکر کھڑا ہوا جسکے کندھے پر سر
رکھے بلاشبہ وہ عرشیہ ہی تھی۔
شانوں سے لڑکھتے دوپٹے، شارٹ بیلو فراک میں ننگے پاؤں
بکھرے سنہری بالوں والی ہوش و حواس سے غافل لگ رہی تھی
تبھی تو اتنی جرات سے کسی غیر محرم کے کندھے پر سر رکھے پڑی
تھی۔۔
پر مقابل کی آنکھوں میں لہو اتر آیا تھا یہ سب دیکھتے۔ ہاتھوں کی مٹھیاں
بھینچنے سے نا صرف پھولے بازوؤں کی رگیں پھول چکی تھیں بلکہ ماتھے پر کتنی ہی
سلوٹیں نمودار ہوتیں دماغ کی نسیں ابھر آئیں۔۔

سامنے روم میں چلو۔۔"وہ ایک جھٹکے سے عرشیہ کے لڑکھتے بازو"
کو جکڑ کر اپنی طرف کھینچتا اسکے ٹیٹو سے رنگے بازو کو پکڑ کر سامنے
اپنے روم کی طرف دھکیل چکا تھا۔
اسکے اچانک حملے تیوروں سے وہ لڑکا گھبرا گیا۔۔
کون ہو تم اور اسے کیوں لے لیا ہے یہ کیا بدتمیزی ہے میں تم پر"
ہراسمنٹ کا کیس کروادوں گا۔"اسنے بگڑ کر صمصام سے کہا پر اس سے
پہلے صام ایک بازو ارشیہ کی نازک کمر میں ڈالے اسے سنبھالتا
ہوا اس لڑکے کے کالر کو مٹھی میں دبوچے ہوئے اپنے روم میں گھسیٹ
لایا۔۔

یہ کیا بدتمیزی ہے سر میں اسے ماہین کے کہنے پر روم میں"
چھوڑنے لایا تھا، پر روم نمبر بھول گیا ہوں اسلئے یہاں لیکر آرہا تھا
"آپ کچھ زیادہ اوورری ایکٹ کر رہے ہیں بغیر سچ جانے۔۔
صام کے تیوروں سے وہ سمجھ چکا تھا ضرور اس لڑکی کا کوئی اپنا ہوگا اسلئے ہی
ایسا خطرناک ری ایکشن ہے وہ سیدھا ہوتا غصے جھنجھلاہٹ سے
بولا۔۔

صمصام نے ایک سرد تند نظر اسکے چہرے پر ڈالتے ہاتھ پیچھے کر کے دروازہ بند کیا اور پھر اسی ہاتھ سے عرشیہ کی ٹھوڑی دبوچ کر اسکا لال لپسٹک سے رنگین منہ اپنی ناک کے قریب کیا جہاں سے صاف الکوحل کی بو آرہی تھی۔

شدید ناگواریت کی ایک لہر صمصام کے وجود میں دوڑ گئی۔ جبکہ اسکے ٹھوڑی دبوچنے پر عرشیہ نے کراہ کر اپنی موندیں آنکھیں کھولیں۔ اور سامنے دھندلا سا صمام کا عکس دیکھتے وہ کھکھلا اٹھی۔۔۔

کنگ۔۔ ککک۔۔ کانگ۔۔۔ ہاہاہا۔۔ "کھکھلاتے ہوئے وہ کہتی دوسرے پل" اپنا پنجا صمام کے چہرے پر مار چکی تھی۔۔

تم۔۔ نہیں۔۔۔ ہونا۔۔۔ کن۔۔ کن۔۔ کنگ۔۔ کانگ۔۔۔ "وہ اپنی لڑکھڑائی" آواز میں ہنستی ہوئی اسکے چہرے کو ہاتھ سے محسوس کرتی یقین دہانی کر رہی تھی کہ وہ حقیقت ہے یا محض اسکی نظروں کا دھوکہ۔۔

چار چار ککک۔۔ کنگ کانگ۔۔ "اسکا قہقہہ کھکھلاہٹ" فضا میں گونجی۔

اسنے شراب اپنی خوشی سے پی ہو گی یقیناً؟" وہ عرشیہ کا ہاتھ چہرے سے ہٹا کر اسے دیوار کے سہارے کھڑا کر چکا تھا۔ پر وہ لڑکھ کر نیچے بیٹھتی ہوئی چلی گئی۔۔

اور عجیب بہکے لہجے میں اسے گالیوں سے بھی نواز رہی تھی یقیناً جو کہ اسے سامنے پا کر تو کبھی یہ جرات انجام نہیں دے سکتی تھی پر ہوش میں نا ہوتے وہ اپنے دل کی ساری بھڑاس نکال رہی تھی۔

تم۔۔ تم۔۔ ایک۔۔ نمبر کے۔۔ کمینے۔۔ انسان۔۔ ہو۔۔۔ میری" سینڈلز کی ایڑی سے۔۔ سخت۔۔۔ آئی۔ ہیٹ۔۔ یو۔۔۔" وہ اپنے پاؤں کو ہاتھ لگاتی اپنے سینڈلز ڈھونڈنے کی کوشش میں تھی تا کہ سامنے کھڑے اس کنگ کانگ کے عکس کو دیکھا دے کہ تم کتنے برے ہو میری نظر میں۔۔

مم۔۔ مجھے کیا پتا میں تو بس اسے چھوڑنے آیا تھا آپ ماہین سے" پوچھ لیں یہ اسکی ذمہ داری تھی اسکی پارٹی میں آئی تھی اور ہو سکتا ہے اسنے اپنی خوشی سے پی ہو گی۔۔ میں تو بس اسے رونے چیخنے پر ماہین کے کہنے

سپہ اسے ہوٹل چھوڑنے آیا ہوں۔" اس لڑکے نے عرشیہ کی حالت دیکھتے گڑبڑا کر صفائی دی اور ساتھ ہی بند دروازے کی سمیت بڑھا پر اس سے پہلے سینے پر ہاتھ رکھ کر صام اسے پیچھے دھکیل چکا تھا۔۔

بہت کول! کافی ایمپریسو بہانہ تھا۔۔ مے بی اسے چھوڑنے کے بعد" تم باتھ لینے والے تھے اور تمہیں اتنی جلدی تھی کہ تم دور سے ہی اپنی شرٹ کے بٹن ساتھ کھولتے آرہے تھے۔۔
مجھے شک نہیں کہ بہت ترقی یافتہ ملک کے رہائشی ہو پر اتنی بھی کیا جلد بازی۔۔" وہ اپنے مخصوص سرد لہجے میں گویا ہوتا ابرو اچکا کر اسکی سمیت بڑھا۔۔

غغ۔۔ غلط فہمی۔۔۔ ہے۔۔۔ مجھے۔۔ سینے پر خارش ہو رہی تھی اسلئے میں" وو۔۔ وہاں۔۔۔ بٹن۔۔ کھول کر دیکھ رہا تھا۔۔" اسکی ہوائیاں اڑ گئیں اور وہ گھبراتا ہوا بولا ساتھ ہی پیچھے ہوا۔۔۔

کوئی بات نہیں ہوتا ہے! آؤ میں تمہیں کھجا دیتا ہوں۔۔" اسنے
مائنڈ نہیں کیا تاہی اسکے ایسے تاثرات تھے کہ اسکے بٹن کھولنے پر اسنے
مائنڈ کیا ہو۔۔
اس لڑکے نے الجھ کر اسے دیکھا۔۔۔ بھلا وہ کیوں کھجائے گا اسکا سینا۔۔
پر اسکے سمجھنے سے پہلے ہی آگے بڑھتے اس لڑکے کو حواس باختہ دیکھ کر
در پہ در منہ پر مکے مارنے شروع کر دیئے۔۔

شٹ *** چھوڑو!!" اچانک اس حملے پر اس لڑکے کی چیخیں بلند"
ہوئیں۔۔

بہت کھجلی ہو رہی تھی تمہیں سینے میں۔۔ اب کھجا رہا ہوں تو چیخ"
کیوں رہے ہو۔۔" اسنے سینے پر لات مارتے اسے پیچھے صوفے پر گرا دیا جس
سے اسکی کراہ گونج گئی۔۔

میری کیا غلطی تھی؟؟؟ پی تو اسنے تھی میں تو اسے چھوڑنے آیا"
تھا۔۔" وہ لڑکا غصے سے چیختا اپنے منہ سے خون صاف کرتے اٹھا۔

تمہاری غلطی یہ تھی کہ تمہاری ہمت کیسی ہوئی ہماری عزت کی" طرف غلیظ نظر اٹھانے کی۔۔"وہ اسے منہ پر ٹھاکر ساتھ مکا جڑتا ہوا دھاڑا۔۔

وہ لڑکا بلبلا کر پیچھے واپس جا گرا۔۔اور بری طرح کراہنے لگا۔۔

میں نے کوئی نظر نہیں رکھی اس پر یہ خود میرے گلے۔۔۔وہ غصے" سے چیختا پر اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی صام کی لات اسکے منہ پر پڑی۔۔

خبردار ایک بھی لفظ ہماری عزت کے خلاف اٹھایا۔۔"اسکا" منہ مٹھی میں دبوچتے ہوئے اسنے جھٹکے سے اسے کھڑا کیا اور زوردار تھپڑ اسکے گال پر مارتے ہوئے اسے دروازے کی طرف دھکیل دیا۔۔

زیدی ہیں اپنے کردار سے زیادہ اپنی عزت کے کردار پر یقین رکھتے ہیں۔۔" تمہاری ایسی بکواس پر تمہارا سر کاٹ دوں گا۔۔۔"ایک لات اسکی پشت پر مارتے اسے روم سے دھڑام کے ساتھ باہر پھینک چکا تھا۔۔

جو کہ سیدھا روم سے باہر منہ بل گرتا ہوا چیخ اٹھا۔لوگ اچانک اس افتاد پر گھبرائے کچھ چیخ کر سائیڈ ہوئے۔۔

جا کر اب اپنے باپ پر ہراسمنٹ کا کیس کروانا جس نے تجھے زنانوں کی" طرح پالا۔۔اب اگر آئندہ مجھے کہیں نظر آئے تو ایسی جگہ کھجاؤں گانا دکھا سکو گے ناچھپا۔۔۔"اسنے سرد لہجے میں کہتے ٹھاکے ساتھ دروازہ بند کیا۔۔

پر اسکے آخری جملے کو جسنے سنا قہقہوں کا طوفان مچ اٹھا راہ داری میں۔۔وہ لڑکا گالیاں بکتا اپنا سر جھکائے ہوئے وہاں سے بھاگا۔۔پر جانے سے پہلے اسے روایتی دھمکیوں سے نوازنہ نہیں بھولا۔۔

کچھ لوگ نظر انداز کر رہے تھے تو کچھ معاملہ سمجھنے کی کوشش کرتے اس لڑکے کی اینجرڈ حالت کو دیکھ رہے تھے جو کہ کچھ دیر پہلے لڑکھائی عرشیہ کو ساتھ لا رہا تھا اور اب لڑکھاتا ہوا خود کو سنبھال کر وہاں سے بھاگ رہا تھا۔۔

★☆☆☆☆☆★

"کہاں ہو تم؟"

دروازہ ٹھاکے ساتھ بند کرتے وہ روم میں داخل ہوتا عرشیہ کو اپنی جگہ پر ناپا کر غصے سے پاگل ہوتے دھاڑا۔۔
پر وہ اسے روم میں کہیں نظر نہیں آئی۔

کہیں وہ اسٹوپڈ لڑکی باہر تو نہیں چلی گئی؟؟"اسنے پریشانی سے سوچا۔باہر" زیاف موجود تھا کیا سوچے گا یہ شراب کے نشے میں ٹن اسکی کزن تھی۔۔اور کچھ دیر پہلے جو لڑکے کے کندھے پر سر رکھے آرہی تھی وہ عرشیہ تھی واقعی میں۔۔

وہ کیا سوچے گا دوسری کی عورتوں کو ایسی حالت میں گھن بھری نظروں سے دیکھنے والے صمصام زیدی کے خاندان کی عورتوں کا یہ حال ہے۔۔
کیا عزت رہ جائے گی اسکے ماموں کی۔

اگر ایسا کچھ تمہاری وجہ سے ہوا عرشیہ خان تو میں تمہاری" لاش کو اسی ہوٹل کی دہلیز پر گاڑھ کر واپس جاؤں گا۔"وہ اپنے خطرناک تیوروں سے جان لینے کے در پر پہنچتا دروازہ کھول کر باہر

نکلتا۔۔ دفعتاً اسے ٹھٹھکنا پڑا۔۔ کچھ آوازوں پر اسکی نظریں دروازے سے ہٹیں۔۔۔۔

اور اگلے پل اسکا سر گھوم گیا۔۔ کیونکہ نگاہوں کے سامنے ہی باتھ کے اندر سے گنگنانے کے ساتھ شاور کی آواز بھی ساتھ آرہی تھی۔۔۔

عرشیہ!!!" کوئی شک شبہ تک نہیں تھا کہ وہ پشتو سونگ گانے" والی عرشیہ ہی تھی۔۔

پر وہ اندر شاور تلے کیا کر رہی تھی۔ سوچ کر صمصام کی رگیں ایک بار پھر پھول گئیں دل کیا ابھی اس لڑکی کا گلا دبا کر اسکا قصہ یہیں ختم کر کے جائے۔۔

عرشیہ کیا کر رہی ہو اندر سٹوپڈ!!!" ٹھاکے ساتھ اسنے دروازے پر" ہاتھ مارا اور غیظ و غضب میں غرا کر پوچھا۔۔۔

بھیگی۔۔ بھیگی سڑکوں پر میں تیرا انتظار کروں۔۔" جواب کے" بجائے معاً دروازے کے قریب اسکی بھیگی آواز گونجی۔۔۔

صام کی سرخ رنگت مزید دہک اٹھی۔ اور اسنے گہرا سانس بھرتے خود کو اپنے اعصاب کو پر سکون کیا ورنہ بس نہیں تھا اب اسے شوٹ کر دے۔۔۔

"!!صام"

باتھ رقم کے دروازے کے قریب کھڑا وہ ابھی اسکا حل سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک ہی اندر موجود دروازے کے قریب مشین سے زیاف کی شکل کے ساتھ آواز گونجی۔

وہ گھبرایا ہوا اسکے ڈور پر موجود ناک کر رہا تھا۔۔

اسکے برعکس صام بکھرے روم کی چیزوں اور باتھ روم میں گنگناتی عرشیہ کو دیکھتا چکرا گیا۔۔

کس مصیبت کو گلے ڈال دیا۔۔ "اسنے منہ پر ہاتھ پھیرتے بالوں کو مٹھی" "میں جکڑا۔ "وہ کیا سوچے گا کہ یہ ہے میری ماموں زاد؟؟؟

شٹ اپ جسٹ شٹ اپ!" وہ مسلسل آتی آوازوں پر بپھر کر چیخا۔" پر مجال ہو اس پر اثر پڑے۔ وہ آج سالوں کی بھڑاس نکالنے والی تھی اور بڑے غصیلی انداز میں گانا گا کر اسے پاگل کر رہی تھی۔

یو شٹ اپ یور منہ شٹ اپ یور خاندان شٹ اپ یور باڈی"
ون ون پارٹ شٹ اپ۔۔۔۔۔"اسکی غصے بھری آواز سن کر وہ
شیمپو کی بوتل پھینکتی غصے سے اس پر چلائی اور چلاتی گئی۔وہ نشے میں
کیا اول فول بک رہی تھی اسے اندازہ نہیں تھا کہ اگلے بندے کے
تاثرات کس حد تک خطرناک ہو چکے تھے۔

اگر ابھی باہر ہوتی تو وہ اسکا تھپڑوں سے منہ سرخ کر دیتا اس طرح
بدلحاظی پر۔اسنے آج تک کسی کی افف تک نہیں برداشت کی تھی اور
آج اسکی اس طرح کی بکواس۔۔
چاہتا تو ابھی دروازہ دھکیل کر اسکا منہ سوجا سکتا تھا پر اتنا گیا گرا
نہیں تھا،وہ اسکی ماموں زاد تھی اسکا لحاظ اسے تھا۔بس وہ نیچر ہی
اس طرح کا تھا کہ کسی سے نافرینک ہوتا تھا نا ہی کسی کو فرینک
ہونے دیتا تھا۔اسکی سوچیں اسکی زندگی ایک محدود دخول تک کور
تھی۔

عرشیہ کی بلاوجہ کی دخل اندازی اسے حد سے زیادہ ناگوار گزر رہی تھی۔وہ اسے ہمیشہ سے ہی ایک نظر بھولی بھٹکی دیکھنے پر ہی بیوقوف لگتی تھی۔جو کسی بھی وقت کسی کو چاہے نقصان پہچا دے اپنی بیوقوفی میں یا نادانی کی بھیس سے گھائل کر دے۔۔

اسکے پاس بہن ہی ایک تھی جو اسے اپنی سانسوں سے زیادہ پیاری تھی۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ کسی کی بیوقوفی یا نادانی کا شکار بنے اسکی بہن۔اسلئے ہی وہ ایک بھائی ہونے کے ناطے اپنی پرنسس بہن کو سکیور رکھتا تھا اس سے۔بلکہ ہر خطرے سے۔

اب کی بار جو حالت عرشیہ کی اسکے سامنے آگئی تھی اسکی غصیلی طبیعت پر کافی ناگوار گزری تھی۔وہ کوئی جاہل سوچ یا گھمنڈی قسم کا شخص نہیں تھا۔اپنے خول میں رہنے والا شخص تھا۔

بس وہ ایسی لڑکی کو قابل قبول سمجھتا تھا جو کہ ہر کسی کی آنکھوں کی تسکین نا ہو۔

اگر لڑکی تمنے اپنے کپڑے بھگوئے تو یاد رکھنا پاس جو باتھ ٹب موجود اس" میں تمہیں ڈبو کر نا مارا تو میرا صمصام زیدی نہیں۔۔" اسنے سرد لہجے میں اسے ڈرانے کیلئے دھمکی آمیز کہا۔

معاً دوسری جانب شاید اثر ہوا صام کی سانس پر سکون ہوئی کیونکہ اندر یتیم مچھروں کی رونے جیسی آواز بند ہو گئی تھی۔
پر اگلے ہی پل وہ ہستی سمیت ہل گیا جب دروازہ کھلا اور اسکے ساتھ ہی اسکا پہنا ہوا لباس اب بھیگا پھسل کر باہر آیا۔

یہ۔۔ یہ۔۔۔؟؟؟" وہ کچھ بول نہیں سکا حیرت سے دروازے کی" طرف دیکھا جہاں زیاف ابھی پریشان کھڑا بار بار صام تم ٹھیک ہو کا میسج دے رہا تھا۔
یہ کیا کیا تمنے؟؟؟ تمہیں اندازہ ہے پاگل لڑکی یہ تمہارے باپ کا" گھر نہیں۔۔ تم ایک غیر کے پاس ہو اسکے روم میں موجود ہے ایڈیٹ سٹوپڈ جلدی سے پہنو اسے واپس۔۔۔" وہ اس پر غرا اٹھا۔

شٹ اپ یور ماؤتھ ورنہ بلیٹ سے زبان کاٹ دوں گی کھڑوس" کنگ کانگ۔۔۔ کپڑے بھیگ گئے ہیں مم۔۔ مجھے۔۔ دوسرے" دو۔۔۔

وہ الٹا اس پر چلاتی آخر میں تحکمانہ بولی

زبان میں تمہاری کاٹ دوں گا اگر آگے ایک بھی بکواس کی تو! یہاں" تمہارے بھائی کا بوتیک نہیں جہاں سے اٹھا کر کپڑے لاؤں کہ اسکی بہن میرے باتھ روم میں۔۔۔" وہ غصے میں تیز کہہ تو رہا تھا پر آگے حقیقت بیان کرتے اسکا منہ خود بخود بند ہو گیا۔

چپ چاپ یہ ڈریس اٹھا کر واپس پہنوں اور باتھ روب" اوپر پہن کر باہر آئو ابھی اور اسی وقت!" اسنے کرخت لہجے میں حکم صادر لیا۔
کہہ تو ایسے رہے ہو جیسے میں ابھی تمہاری گوبر والی سمیل والا باتھ روب پہن" کر باہر آجاؤں گی۔۔" اسنے برجستہ سنتے ہی چنگارتی آواز میں کہا وہیں صام خود کے بارے میں گوبر جیسی سمیل سنتا ہوا ٹھٹھک گیا۔

دل تو کر رہا ہے تمہارا اگلا گھونٹ دوں۔۔" دروازے پر ٹھالے ساتھ دوبارہ" ہاتھ مارتے وہ دہکتی صورت سے بولا۔

ہاہاہاہا نہیں آسکتے کیونکہ میں باتھ روم میں ہوں۔۔۔اب تم نا مجھے مار" سکتے ہو ناہی ڈانٹ ہاہاہاہا۔۔۔" بالآخر اسنے اپنے باتھ روم میں جانے کے راز سے پردہ اٹھایا کہ حقیقت میں صام جیسا بندہ بھی کتنی دیر خاموش رہ گیا۔۔۔

یہ لڑکی نشے میں تھی؟؟؟؟"وہ اپنی سوچوں میں خود سے استفسار کرنے" لگا۔" جسے یہ معلوم ہے کہ اگلے سے کیسے بچا جا سکتا ہے؟ کیسے اسے "گالیاں، برا بھلا کہا جا سکتا ہے۔۔

اسکی برداشت ختم تھی جانتا تھا باہر کھڑے زیاف کی بھی ختم ہو چکی ہو گی۔۔

روم کہاں ہے تمہارا؟؟؟"معاً وہ بے لچک سرد آواز میں پوچھنے" لگا۔۔عرشیہ دروازے سے ٹک لگائے ہینڈ شاور پکڑ کر اسکے سوال پر سوچوں میں کھڑی تھی۔

میں نے تم سے کچھ پوچھا ہے ایڈیٹ خاموش کیوں ہو؟" وہ جھلا کر" بولا۔ اور اپنی چوڑی کلائی میں موجود گھڑی میں وقت دیکھنے لگا جو کہ کافی زیادہ ہو گیا تھا۔

وہ میٹنگ ختم کر کے ماہین کے کاٹیج سے اسے لینے جانے والا تھا کہ سیدھا پھر بک فلائٹ میں جائیں پر اتفاقاً وہ بھی وہیں آ پہنچی اور جس حالت میں آئی تھی اس میں تو وہ سفر کرنے سے رہا۔

آں یاد آیا!" اسکے غصے سے وہ بوکھلا کر ہوش میں آئی اور چٹکی بجا کر" بولی۔۔ "ڈیڈ کے گھر میں۔۔" وہ چہک کر بولی۔

صام سن کر یہاں وہاں دیکھنے لگا کہ کہیں اسکی اس طرح کی بے عزتی کسی نے سن تو نہیں لی۔

جاہل لڑکی تمہارے باپ کے گھر کا نہیں یہاں ہوٹل کے روم کا پوچھ رہا" ہوں تاکہ تمہیں وہاں دفع کر آؤں بتاؤ کیا نمبر ہے روم کا؟؟" اگر ذرا سا بھی جائز رشتہ ہوتا اسکے بیچ تو آج اسکی چمڑی اڈھیر دیتا پر خدا نا کرے اسکے ساتھ اسکا کوئی جائز رشتہ ہو۔۔

وہ اپنے غصے کے ابال کو دبانے لگا۔
پہلے گھر اب روم نمبر۔۔ہاہاہاویٹ ڈیڈ کو کال کر کے پوچھتی ہوں۔۔"وہ"
کھکھلاتی ہوئی شاور کو کان سے لگانے لگی پر اس میں سے نکلتے پانی کے کان
میں جاتے ہی وہ بری طرح چیخ۔۔
صام اسکی اچانک کی چیخوں پر گھبرایا۔"کیا ہوا؟؟"کہیں پھسل تو
نہیں گئی؟اسکی حالت غصے سے بری ہو گئی۔۔
وہ اندر موجود کس حلیے میں تھی اسے کچھ اندازہ نہیں تھا اگر پھسل گئی تو؟؟
پھر اسے کسی سرونٹ کی مدد لینے پڑی گی۔۔

میرے کان میں سانپ گھس گیا ص۔۔صام۔۔۔"معاً اسکی"
بھیگی روتی ہوئی آواز اندر سے گونجی۔۔

واٹ!!!!"صام چیخ اٹھا۔کان میں سانپ؟اور اس بڑی سی"
ہوٹل میں سانپ کہاں سے آیا؟

شٹ!!!!گھس گیا کان میں میں ڈیڈ کو کال کر رہی تھی کہ اچانک"
شاور سے نکل کر کان میں گھس کر سرسر کرتا اندر چلا گیا۔۔اور

اب میرے دماغ میں ہے۔وہ اب مجھے مار دیگا ڈیڈ۔۔۔"وہ بری طرح اچانک روتی شاور پٹخ کر چیخنے لگی پر اسکی بات سن کر صام کو ضرور لگا کہ آج قیامت ضرور آئے گی یا وہ ضرور پاگل ہو گا۔۔

اسے یاد نہیں تھا کہ آج سے پہلے اسنے اتنی بکواس کی ہو گی یا اس لڑکی نے کبھی اس سے بکواس کی ہو گی فضول۔۔وہ تو اسکے سائے میں آنے کیلئے تیار نہیں تھا پھر اچانک۔۔۔
اسنے مٹھی بنا کر اپنے ضبط کا برا امتحان لیتے دیوار پر مارا۔۔کہ ہاتھ کی رگیں پھول اٹھیں ساتھ وہ گہرا سانس بھرنے لگا۔

اسکے دماغ میں یا کان میں سانپ جائے یا نا جائے اس میں جن ضرور آجائے گا۔کیونکہ اسکی آنکھیں ضبط سے لال ہو چکی تھیں اور نیلی آنکھوں میں غصے کی سرخی عجیب سا خوف برپا کر رہی تھیں۔۔
روم نمبر بتاؤ بعد میں آپریشن کروالوں گا تمہارے دماغ کا یہیں" ہاسپٹل قریب ہے۔۔مجھے بس کسی بھی حال میں روم نمبر "بتاؤ؟

دوسری بات کانوں میں ٹھونس لو تم خود ہی ایک سانپ ہو اچھا"
"داری سانپ بننے کی کوشش مت کرو

تم اپنی بکواس بند رکھ سکتے ہو؟؟؟"
میں مر رہی ہوں پلیز میرے ڈیڈ سے سوری کر دینا۔۔اور میرے روم میں مت جانا روم نمبر گیارہ بارہ پندرہ دو تین چار آٹھ دس انیس بیس چالیس۔۔۔"وہ اپنے دکھ میں نیچے بیٹھتی ہوئی جانے کیا کچھ کہتی ہوئی جا رہی تھی۔۔

صمصام ایک گہرا سانس بھر کر دیوار پر لات مارتا بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا دروازے کی سمیت بڑھا۔۔

اتنی دیر لگا دی یار تو خیریت تو ہے کیا ہوا ہے؟ سب ٹھیک ہے نا"
اندر؟؟" دروازہ کھول کر صمام کے ماتھے پر تیوروں کے ساتھ پسینا دیکھتے زیاف پریشانی سے بولا۔
اور اندر جھانکنے لگا پر آگے اسکا پھیلا وجود دیکھ کر ناکام ہو گیا۔۔

ٹھیک ہے سب۔ کیا ہوا تم بتاؤ؟" اسنے اکتائے لہجے میں کہا۔"
پر مجھے ٹھیک نہیں لگ رہا کچھ! کہاں ہے وہ تمہاری کزن خیریت"
"سے مل تو گئی نا؟ یا کوئی چھوری کا چکر ہے؟

دیکھ یارے مجھ سے کچھ مت چھپا ہم بچپن سے یاری نبھا آرہے ہیں ایک"
ساتھ بڑے بڑے راز سینے میں دفن کر سکتا ہوں یہ تو چھوٹا سا ہے۔ خود کو
ہلکا کر دیکھ کیسے ٹماٹر جیسا ہو رہا ہے اتنے تو سرخ ٹماٹر ہمارے کھیتوں میں
نہیں آتے جتنا تیرا چہرا غصے سے لال ہے۔۔۔
اگر لڑکی کی بات ہے تو مجھے بتا اس باجی کے خیالات بھی پاک کر آیا
ہوں اب وہ بھول کر تیری طرف نہیں دیکھے گی۔" وہ ہمدردی میں
اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتا اسے پر سکون کر کے پوچھنے لگا پر اسکی بات
سن کر صام ٹھٹھک گیا۔۔۔

ایسا کیا کیا تمنے؟" اسنے مشکوک نگاہوں سے گھورا۔"
ارے فکر نہیں کر یار تیرا کردار پاک دھودھ جیسا رکھا ہے صرف"
تھوڑا سا خود کو مشکوک کر لیا ہے۔" اسنے یاری پر کردار قربان کرنے کا
کارنامہ فخریہ بیان کیا۔۔

جیسے سنتے ہی صام اسے ہار پہنائے گا۔۔
ایسی بھی کیا بکواس کی ہے تمنے کہ بات میری تھی کردار تمہارا"
مشکوک ہو گیا؟؟ اسٹوپڈ کہیں تمنے ہمارے آپس۔۔۔۔"اسکے
کندھے کو ہاتھ میں جکڑے غصے سے پوچھا۔

اسکی بات کا مطلب سمجھ کر زیاف کے کانوں سے دھواں نکل گیا۔۔
کیا اول فول بکلک۔۔۔بول رہا ہے میں تجھے ایسا دکھتا ہوں صامے کیوں"
غریبوں کے دلوں پر ظلم ڈھا رہا ہے۔۔
لاحول ولاقوت کچھ خدا کا خوف کرو مانا کہ تم حسین ترین مرد ہو پر میں
بھی کوئی اس قسم کا بندہ نہیں یارے تم گواہ ہو میرے کردار کے آج تک
کبھی ایک آنکھ بھر کر تجھے دیکھا ہے؟
فرشتوں جیسا معصوم ہوں گاؤں میں کبھی لائیٹ جاتی ہے تو اماں جان
میرا چہرہ سامنے کر کے چلتی ہیں۔۔"اسکی دہائیاں بلند تھیں وہ بار
بار سوچ کر جھرجھری لے رہا تھا۔

جبکہ صام جو پہلے سے تپا ہوا تھا اسکی بے تکی باتوں سے مزید بھڑک کر اسے جھڑک اٹھا۔

"تو ایسی کون سی بکواس کی ہے جس سے میری بات میں تمہارا کردار مشکوک ہو گیا؟"

"تو ثابت ہوا تجھے تیرے یار کے ٹینلٹ پر شک ہے؟ تو بس اس باجی کا نام بتا تیرے سامنے دیکھ کیسے تجھے بھائی نا کہا نا تو تیرا جوتا میری جوتی۔" اب وہ منہ تو کہنے سے رہا بوکھلا کر اپنی جوتی ہی کہہ اٹھا ایٹلیسٹ دونوں کی جوڑی تو بن ہی جاتی۔

"زیادہ بکواس مت کرو ایسا کچھ نہیں ہے تم جاؤ باقی کا سب فائنل کرو میں تمہیں کل صبح آفس میں ملوں گا۔ مجھے ابھی عرشیہ کو بھی لینے جانا ہے اسکی دوست کے پاس سے۔ وہ لڑکی عرشیہ نہیں تھی۔۔" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر کافی صفائی سے جھوٹ بول رہا تھا جو کہ پہلا تجربہ تھا اور وہ بھی اس لڑکی وجہ سے جس سے وہ دو منٹ طویل بات کرنا بھی پسند نا کرے۔۔

پر مجھے تو کچھ مشکوک لگ رہا ہے؟" وہ ہٹنے کیلئے تیار نہیں تھا گڑبڑ تو" اسے لگ رہی تھی۔۔ "اتنی دیر کیوں لگائی ڈور کھولنے میں؟ اور یہ سامنے کیوں پھیلا کھڑا ہے مانا کہ تیری باڈی سکس پیک ہے پر اسکا مطلب یہ بھی نہیں کہ تو۔۔۔۔۔

زیاف میرا دماغ کافی گرم ہے ابھی تم جاؤ صبح بات کرتے ہیں۔ اور" یہاں سے جاتے ہوئے کسی سرونٹ کو بھی بھیج دینا خیال سے پر وہ کوئی خاتون ہونی چاہیے۔۔۔ "اسنے مٹھی بھینچ کر کہا۔
خاتون سن کر زیاف کو چار سو وولٹ کا جھٹکا لگا۔ اور وہ حیرت سے صام کو دیکھنے لگا کہ اسنے غلط سنا ہے یا اسکے منہ سے مرد نکلنے کے بجائے خاتون نکل گیا ہے۔۔

صام نے اکتا کر اسکی ہونقوں والی شکل دیکھی۔ "دماغ خراب کر رہے ہو زیاف ایسی کوئی بکواس میرے خلاف سوچی تو منہ توڑ دوں گا۔۔۔" اسنے جبڑا بھینچ کر کہا۔

کمال ہے بھئی یہاں تو معاملہ الٹ ہے مولوی نے پاسا پلٹا ہے اور ہم "
مشکوک بھی نا ہوں۔۔" وہ بڑبڑاتا اسکے تیوروں کو کھوجتی نگاہوں سے جانچتے
ہوئے پیچھے ہوا۔۔
پر اسکی کمینی حرکت سے صام مٹھیاں بھینچے بغیر رہ نا پایا۔۔۔
جا رہا ہوں پر یاد رکھنا جو کرو گے راز دار رہیں گے۔ کوئی غلطی و لطی ہو جائے اپنے "
یارے کو یاد رکھنا۔۔" وہ اسکی پہنچ سے دور ہو کر الٹے پاؤں سے جاتا سینے پر ہاتھ
مار کر اسے حوصلہ بھی دیتے جا رہا تھا۔۔۔

میں اس بکواس پر تمہارا منہ توڑوں گا زرافہ!" وہ اس پر غرا"
اٹھا پر اسے قہقہہ لگا کر وہاں سے دور جاتے دیکھ کر آس پاس کے لوگوں
کے حیرت تجسس پر اسنے اپنا شوز اتارنے کا ارادہ مبدل لیا۔
اور ساتھ ہی ٹھاکی آواز سے پھر دروازہ بند کیا پر جونہی پلٹا سامنے
دیکھتے لمحے کیلئے وہ ساکن ہو گیا۔
وہ باتھ روب میں بالکل چھپی اسکے بیڈ پر منہ بل پڑی شاید اب
تک سو بھی چکی تھی۔۔ صام کی نظریں اس پر پڑتے ہی اسنے سختی سے
نچلہ لب دانتوں تلے دبا لیا اور ساتھ ہی ڈور سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔

اسکی دماغی شریانیں پھول کر پھٹنے کے قریب ہو گئی تھیں معاً اسنے ٹھٹھک کر دروازے کی طرف دیکھا اور وہاں سے اسکا لباس غائب دیکھ کر شکر بھرا بھاری سانس فضا کے سپرد کیا۔
وقت دیکھ کر اسنے موبائل پر اپنی مامی کو کال کی جو کہ شاید ابھی پریشانی سے نڈھال ہو چکی ہوں گی۔

کال اوکے ہوتے انکی سہمی آواز گونجی جس پر صمام کو ترس آگیا۔۔۔وہ چاہ کر انہیں انکی بیٹی کا کارنامہ نہیں بتا سکا۔پر دل تو چاہ تھا کہ اس بھائی کو دکھائے اسکی بہن کی حالت پھر پوچھے کہ بتاؤ اتنی آزادی سے دل بھر گیا یا ابھی اور دینا چاہتے ہو۔۔۔
عورت نازک سا آبگینہ محرم کے سائے ٹھنڈی چھاؤں میں ہی محفوظ ہوتی ہے۔اسے تپتی دھوپ سرد ہواؤں کے سپرد کر دینے سے وہ ٹوٹ جائے گی یا بکھر۔۔۔پر محفوظ نہیں رہ پائے گا۔
وہ کچھ کہہ نہیں پایا محض اتنا کہہ دیا کہ وہ ٹھیک سلامت ہے صبح تک پہنچ جائے گی۔
انہوں نے کافی بار اس چھوٹے سے وقفے میں معذرت کر لی صمصام سے وہ شرمندہ ہو گیا ان سے۔۔ساتھ خود بھی مزید جھوٹ بولنے سے

پر ہیز کرتے اتنا کہہ دیا کہ فلائیٹ کینسل ہو گئی تھی انکی اسلیئے کل صبح پہنچ جائیں گے۔۔

ڈھیروں دعاؤں سے نوازتے عائشہ نے کال ڈسکنیکٹ کر دی پر صام یہ نہیں جانتا تھا کہ اس ذمہ داری کو نبھاتے وہ اپنے گلے میں مزید پھندا تنگ کر چکا تھا۔

اب تھا وہ اکیلا اور سامنے پڑی نیند کے نشے میں پوری طرح سے غرق بیڈ پر عرشیہ۔۔ پہلے تو دل چاہا کہ اٹھا کر باہر پھینک دے اسے اپنے روم سے ہی، پر اسکے قریب جانا بھی قیامت سے کم نہیں تھا وہ ایک سرسری نظر اسکے پشت پر بھیگے چپکے بالوں اور سرخ گلابی ایڑیوں پر ڈالتا خود کو ہی کوستا ہوا ڈریسنگ روم میں غصے سے بند ہو گیا۔۔

ایک بار ہوش میں آجائے منہ توڑ کر رکھ دوں گا اسکا۔۔ "وہ خود" سے کلام کرتا وہاں چہل قدمی کر رہا تھا۔ جب کچھ سمجھ نا آیا تو تھک کر ایک سائیڈ بیٹھ گیا اور جیب سے موبائل نکال کر زیاف کی

دھمکیوں تازہ سین کے بابت استفسار کرتے میسج پڑھتے زیر لب مسکرا دیا۔

سین تو ایسا بنا تھا کہ صمصام کی ہستی اس چٹکی بھر لڑکی نے ہلا دی تھی اور وہ توزیاف کو بتا بھی نہیں سکتا تھا کہ اسکے روم میں اسکے بیڈ پر اسکی ماموں زاد پڑی ہے۔۔
خود سے اپنے بے پنہا حسن سے غافل۔۔

★☆☆☆☆☆★

تم سارا دن کہاں تھی؟؟"لان میں چہل قدمی کرتی وہ اسکی سیٹی کی" دھن کو سنتی گھبرا کر اسکی جانب لپک آئی اور خوف سے گھبرا کر پوچھا۔

دوست کے ساتھ!"اسنے اپنے بوب کٹ بال جھٹکے ہوئے آنکھ دبا کر" کہا۔۔

تم پاگل تو نہیں ہو گئی تمہیں جب ڈیڈ نے کہا تھا کہ وہ لنچ پر آکر ہم سے کچھ " ڈسکس کرنا چاہتے ہیں پھر تم کیوں نہیں آئی باذل کیا ڈیڈ کے حکم سے زیادہ تمہیں دوست عزیز تھی؟" اسنے افسوس سے پوچھا۔

باذل نے ہنس کر اسکی ڈبڈبائی آنکھوں میں دیکھا۔
ایک تو تمہیں رو تو گرل صرف موقعہ ملنا چاہیے رونے کیلئے۔"
پھوپھو کو تمہارے منہ میں فیڈر ڈال دینا چاہیے قسم سے۔۔ کہیں نہیں مری تھی یہیں تھی پاس والے کلب میں پارٹی تھی کیٹی کی۔۔
اور ڈیڈ کے فیصلے سے میں واقف ہوں وہ یہی کہنا چاہتے ہیں کہ بیٹا دیکھو بہت وقت دیار غیر میں گزار لیا اب ہمیں لوٹ کر چلنا چاہیے اپنے وطن اپنی مٹی پر۔۔
بات صاف ہے میری! میں ڈیڈ کی عزت کرتی ہوں انکے فیصلے کا احترام کرتی ہوں دنیا میں سب سے بڑھ کر مجھے اپنی فیملی ہے پر سوری سسٹو میں انکے اس فیصلے میں انکے ساتھ نہیں ہوں۔۔
میں یہیں رہنا چاہتی ہوں۔۔ آئی نو وہ یہاں سے جا کر وہاں بہانے سے بلیک میل کر کے اپنے ٹپیکل مردوں سے ہمارا پلو باندھ دیں گے۔۔" وہ اسکے گال ہاتھوں میں پکڑتی سر یہاں وہاں ہلاتی ہوئی بولی۔۔۔

عمر میں تو روحا اس سے بڑی تھی پر مقابل کھڑی اپنی صحت کے لحاظ سے باذل اسکی بڑی بہن لگ رہی تھی اور روحا چھوٹی۔۔

باذل کئی بار اس پر جتا بھی چکی تھی کہ وہ یعنی باذل اسکی بڑی بہن ہے اور روحا چھوٹی اسلئے کبھی سیڈ نا ہو چھوٹے بڑے میں اتنا تو فرق چلتا ہے۔

پر روحا بچی نہیں تھی جو بہل جائے وہ جانتی تھی وہ باذل سے بڑی ہے۔۔پر اپنی کمزور صحت کی وجہ سے وہ باذل سے چھوٹی لگتی ہے بلکہ اپنی سبھی کزنوں میں سب سے چھوٹی لگتی ہے۔۔

وہ اتنی چھوٹی بھی نہیں تھی اٹھارہ سال سے بڑے تھی کچھ سال،، پر ایک احساس کمتری دوسرا صحت نے اسے دبا دیا تھا وہ اٹھارہ کی لڑکی لگتی تھی اسکا نازک دبلا سراپا اسے چھوٹا بنا دیتا تھا۔

زندگی کی رنگینوں میں تو اسے کوئی دلچسپی نہیں تھی بس کالج مام ڈیڈ ماما باذل ہی کل کائنات تھی۔ اللہ سے اسکی دوستی قائم دائم تھی بچپن سے لیکر، مہکار نے ہی کبھی اسکا تارب سے کمزور پڑنے نہیں دیا تھا۔ وہ اپنے جگر کے ٹکڑے کو سینے سے لگائے رکھتی خوبصورت دینی باتوں سے روشناس کرواتی رہتی تھیں۔

انہوں نے اپنی زندگی سے جو سبق سیکھا تھا وہ سب اپنے جگر کے ٹکڑے یعنی روحاشاہ کو حرف حرف پڑھایا تھا۔ باذل کو بھی پڑھانا چاہتی تھیں پر وہ کچھ موڈی غصیلی نخریلی لڑکی تھی اسے لاڈ پیار سے سخت کوفت ہوتی تھی۔

پر زیادہ وہ بھی نہیں بڑھی تھی ناہی اس بولڈ ماحول کا حصہ بنی تھی محض چھوٹی چھوٹی شرارتیں کرتی تھی پر حد کبھی نہیں پھلانگیں البتہ اسکی سوچ وچار روحا سے مختلف تھیں۔ وہ اس ملک کو چھوڑ کر کبھی پاکستان کی تنگ گلیوں ٹوٹی سڑکوں پر نہیں جانا چاہتی تھی۔

آر یو کریزی باذل؟؟ ڈیڈ ماما نے ہم پر کبھی کسی چیز کی پابندی نہیں لگائی ناہی" ہمارے ساتھ ایسا برا سلوک رکھا ہے۔۔ تمہاری سوچیں کافی غلط ہوتی جارہی ہیں باذل۔۔" اسنے ناراض ہوتے خفگی سے کہا۔

باذل نے ہنستے ہوئے اسے جھٹکے سے گھما کر اپنے حصار میں لیتے جھک کر اسکا گال چوم لیا۔ اور وہ بے بس سی مزاحمت بھی غصے خفت سے نا کر سکی۔۔

پر اسکی پتلی حالت سے وہ لطف لیتی قہقہہ لگا اٹھی۔

مزاحمت چھوڑ دو میری نازک حسینہ! ہمارے بازوؤں کا مقابلہ نہیں" کر سکو گی۔۔۔" اسنے محبت سے اسکے گرد حصار تنگ کرتے کہا اسے تنگ کرنے میں مزا لیا۔۔۔

میں ماما کو بتاؤں گی باذل چھوڑو مجھے درد ہو رہا ہے۔۔" وہ غصے سے بھیگی آواز" میں بولی۔۔

تمہارا بھی جانے کیا حال ہو گا۔ ویسے میں سوچ رہی ہوں کیوں ناڈیڈ سے" کہہ کر تمہیں تمہاری صحت کے حساب سے مجازی خدا دیا جائے تا کہ دونوں خود کو سنبھالنے گھسیٹنے میں مصروف ہو جاؤ نا بچوں کا جھنجھٹ ناہی کسی کے چونچلے۔۔" وہ اسے آزاد کرتی اسکی سرخ رنگت دیکھ کر مسکرا کر مشورہ دیتے رائے کے انتظار کرنے لگی۔۔

پر اگلے پل روحا کا روہانسی لال بھگولہ چہرہ دیکھتی قہقہہ لگا کر اپنی بات خود ہی انجوائے کرنے لگی۔۔

کتنی بد تمیز ہو باذل میں آئندہ تم سے بات ہی نہیں کروں گی دفع"
ہو جاؤ!" وہ کانوں کی لو حیں تک سرخ پڑتی اسے غصے سے بولی۔۔
پر اتنے میں ہی اسکی حالت نازک ہو چکی تھی جسے دیکھتے باذل نے
اسے حصار میں لے لیا محبت سے۔۔

ڈونٹ وری بے بی گرل ڈیڈ ماما پھوپھو ہمیشہ تمہیں اپنے پروں میں چھپا کر"
رکھیں گے۔ کوئی تمہارے لئے ایسا بنا ہی نہیں جو ہماری بے بی کو سنبھال
سکے۔۔
سارے جاہل مطلب پرست مرد ہیں تمہیں کہاں ہم انکے حوالے
کریں گے ڈیڈ مام نے کہا تو ہے جب تک تم ٹھیک نہیں ہو جاتی تب
تک تمہاری شادی کے بارے میں کوئی بات نہیں کرے گا سو
بے فکر رہو تم آزاد ہو پر تمہاری جگہ اب وہ چھری مجھے اپنی گردن پر
پھرتی نظر آرہی ہے اسلئے میں پاکستان جانے کی غلطی ہر گز
نہیں کروں گی بلکہ یہیں اسٹڈی کمپلیٹ کر کے کسی اچھے سے پرفیکٹ مین
سے باقی کا سفر جوڑ لوں گی۔۔" وہ بے فکرا اس تک اپنے خیالات
پہنچا رہی تھی۔۔

پہنچاتی بھی کیوں نا وہ دونوں بہنوں کے ساتھ گہری دوستیں بھی تھیں۔۔ روحا تو پھر بھی اپنا سب کچھ اپنی مام کے ساتھ شیئر کرتی تھی پر باذل اپنی روحا سے ہی شیئر کرتی تھی جو ہوتا اسکے دل میں۔۔

باذل باقی ساری باتیں اپنی جگہ پر ڈیڈ کو تم ہرٹ نہیں کر سکتی یار۔۔ پلیز" چل کر دیکھتے ہیں نا پاکستان اگر وہاں اچھا نہیں لگا تو ڈیڈ کو کہہ کر کہیں اور شفٹ ہو جائیں گے پر پلیز باذل۔۔۔" وہ اس سے منت بھرے لہجے میں بولی۔۔

باذل ایک ہاتھ اسکی کمر میں تو دوسرا اپنی پینٹ کی جیب میں ڈالے بوائز اسٹائل میں اسے لیکر اندر داخل ہوئی۔

نو وے ڈارلنگ میں تمہاری ہر بات مان سکتی ہوں بیب پر یہ" ہرگز نہیں۔۔ مجھے اپنا فیوچر سیکور کرنا ہے اسلئے آئی کانٹ!" اسنے صاف ہری جھنڈی دکھائی۔

مام کہاں ہیں؟" وہ گھر میں داخل ہوتی بولی۔"
ماماروم میں ہیں ڈیڈ کے پاس مام بھی وہیں ہیں البتہ میں تمہارا انتظار"
کر رہی تھی تاکہ تم سے پوچھ سکوں تمہاری رائے۔۔" اسنے افسردگی سے
بتایا۔۔

باذل کی رائے جان کر اسے سخت مایوس ہوئی تھی۔ اسکے ماں باپ مام روم
میں بیٹھے پاکستان جانے کے بابت ڈسکس کر رہے تھے جہاں موبائل پر
ہارون انکل بھی موجود تھے۔

وہ اپنے باپ کو مایوس کرنے سے پہلے باذل کو کنوینس کرنا چاہتی تھی پر
اسکی رائے جان کر اب اس حساس سی لڑکی کے دل کو ٹھیس پہنچی تھی
کہ جس باپ نے انکی خوشی کیلئے اپنے دن رات گنوا دیئے اب انہیں
موٹ میں یہ مل رہا تھا کہ انکی زندگی میں پہلی خواہش کو باذل
یوں ٹھکرا رہی تھی۔۔
پر وہ ایسا ہرگز باذل کو نہیں کرنے دینے والی تھی۔ اسے مدھم سیٹی کی دھن پر
ہیلز ایک طرف پھینکتے، کچن کی سمیت بڑھتے دیکھ کر روحا بھی ہاتھ ملتی
اسکے پیچھے ہوئی۔۔

"باذل۔۔۔۔۔"

اسٹاپ روحا! میں جو کچھ تھا وہ کہہ چکی ہوں۔ تمہیں معلوم" ہے مجھے اپنی باتیں دہرانا پسند نہیں۔۔ مام ڈیڈ بات کریں گے تو میں ان سے خود بات کرلوں گی تم خود کو ہلکان مت کرو۔۔۔

دوسری بات تمہارے فائدے کی ہے غور کرنا وہ تمہاری مام کا بیٹا ابھی کنوارہ ہے ساحل شاہ تو زیادہ پاکستان جانے کیلئے اچھلنا بند کرو۔۔" وہ جتا کر بولی۔۔

پُر اسکے برعکس روحا کی حالت اس نام سے اندر ہی اندر بری ہو گئی۔۔ اسکی بات کے مطلب اور اس نام سے ہی وجود میں سنسنی دوڑ گئی۔ اسے اپنے گلے میں گھٹن سی محسوس ہوئی۔۔

تت۔۔ تو میں۔۔ کیا کروں باذل وہ مجھ سے بڑا ہے ایسا تو نا کہو۔۔۔" اسکا" حلق نم ہو گیا۔ وہ نمی تیرتی آنکھوں سے زمین کو گھورتی ہوئی بولی۔۔

اسکا نام ہی اسکے لئے کسی وحشت سے کم نہیں تھا کجا کہ یہ سوچنا جو باذل دکھا رہی تھی۔۔۔اب تو نام لیتے خوف آتا تھا اسے کہیں سے وہ پھر ناحاضر ہو جائے اپنی بے پناہ نفرت کے ساتھ۔۔

فول بے بی!جانتی نہیں ہو پاکستانی جاہل لوگوں کو عمر انکے سامنے" اہمیت نہیں رکھتی بس رشتوں کی ڈوری مضبوط کرنے کیلئے وہ تم تو کیا تم سے نازک مریض لڑکی کو بھی اٹھا کر چار بچوں کے باپ کو دے سکتے ہیں۔۔
بس انکے رشتوں کمزور نا پڑیں۔۔بلکہ دیکھنا یہی ڈیڈ آئیں گے تم سے کہنے کہ انکی بہن کو بیٹے کا سکون دینا روحا اب تمہارے ہاتھ میں ہے۔۔
اور تم سدا کی بیوقوف احساسات کی کمزور لڑکی فوراً سے آگے پیچھے کا سمجھے سوچے بغیر فوراً سے آئی ایم ہنڈریڈ پرسنٹ شیور ہاں کر دو گی اور جب اس دیو کو دیکھو گی تو وہاں تمہیں یہ سب بچانے نہیں آئیں گے۔۔۔
کیونکہ آگے تو شوہر اور اسکے حقوق چالیس پچاس بچے شرعی لحاظ سے نیک بختی کا نام ہے۔۔"وہ جل کر چباتی تیز تیز بولتی فریج سے دوپہر کا کھانا نکال کر گرم کر رہی تھی۔

جبکہ دیوار کے سہارے کھڑی روحا کی رنگت اس حقیقت سے سپید ہو چکی تھی۔۔

ت۔ تم غلط سمجھ رہی ہو باذل ڈیڈ ایسے بالکل نہیں۔۔ مام نے "
ککک۔۔ کہا ہے وہ میری شادی ابھی نہیں کروائیں گے۔۔ ہہ۔۔ ہم ابھی چھوٹی ہیں اسٹوپڈ۔۔" اسنے زبردستی مسکراتے ہوئے لڑکھڑاتی آواز میں دلیل دی البتہ اسنے ہاتھوں کی کپکپاہٹ کو دوپٹے تلے چھپا لیا تھا۔۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔ کتنی بیوقوف ہو تم۔۔" باذل کا ایک دم کھکھلاتا ہوا قہقہہ کچن کی " فضا میں گونجا۔۔
اسے ہنستے دیکھ کر روحا کے آنسوں لڑھک کر گالوں پر پھسلے جنہیں وہ فوراً پونچھ کر چھپا گئی۔۔

باذل جو چاہتی تھی وہ روحا تو مر کر بھی سوچ نہیں سکتی تھی۔ وہ کچھ دیر پہلے کا اچانک اپنا بیان بدل چکی تھی۔
اسے ڈر تھا پاکستان جانے کا پر وہ تو اپنی مام کے آغوش میں چھپی ہوتی ہے کیسے شاہوا اس تک پہنچ سکتے ہیں۔۔۔

اور شاہو بھی تو بچا چھوٹا نہیں رہا تھا جو جذبات میں آکر ایسا کچھ کرے۔۔

اور یہ سراسر جانتی تھی غلط بیانی کر رہی ہے ایسا تو ہرگز نہیں ہوتا ڈیڈ نے اسے خود بتایا تھا کہ اب پہلے والا جاہل زمانہ نہیں پاکستان کا۔
وہ بھی ترقی یافتہ ممالک میں شامل ہو چکا ہے۔ حیدر اپنی لاڈلی بیٹی کو سب بتا چکے تھے اسلئے یاد کر کے روحا کی سانسیں جو تھوڑی بہت پھولی تھیں معمول پر آچکی تھیں۔۔

بہت چھوٹی ہیں ہم۔۔۔ہاہاہا" اسنے انجوائے کرتے قہقہہ لگایا۔۔"
بھئی میں تو چھوٹی نہیں ہوں ہاں تم ہو سکتی ہو۔۔ مجھے ابھی اپنا پرفیکٹ "
مین ملا تو فوراً سے انگیجمنٹ کر لوں گی۔۔ تمہاری خیر ہے اگر یہاں رہی تو بچی رہو گی اگر ڈیڈ کی یا پھپھو کی باتوں میں آگئی تو پہلے وارن کر رہی ہوں بہت پچھتانے والی ہو۔۔
اگر یقین نہیں آتا تو گوگل پر جا کر اپنی مام کے بیٹے کی بزنس سائیٹ دیکھ لو وہاں اسکی کچھ تصاویر مل جائیں گی تمہیں۔۔

اتنا تو شیور ہوں کہ ایک تصویر تمہیں اسکی باڈی کی مل گئی فوراً بغیر ٹکٹ کے اوپر پہنچ جاؤ گی اسلئے جینا ہے تو شرافت سے یہی رہو کھاؤ پیو موج مستی کرو مائی سوئیٹ کیوٹ سسٹو" وہ پاس سے گزرتی پانی کی بوتل لبوں سے لگائے ایک ہاتھ سے اسکے گال چھو کر آنکھ دباتی نکل گئی۔۔

ایک باذل کا بولڈ لہجہ دوسرا معنی خیز باتیں اور اس فرد کی طرف اشارہ جس کے سائے سے بھی وہ چیخیں مار کر بھاگ جائے۔۔

وہ روتی نہیں تو اور کیا کرتی۔۔ آہستہ سے کچن میں آکر سنک پر جھکی چہرہ واش کرنے کے ساتھ بے آواز آنسوں بہا رہی تھی۔۔۔

مجھے نہیں ڈرنا چاہیے میں کیسے شادی کر سکتی ہوں اا۔۔ان۔ان سے۔۔" وہ کافی بڑے ہیں۔۔ہہ۔۔ہم۔۔سے نفرت کرتے ہیں۔۔" اسنے ہکلاتے اپنے سوکھے پتے کی مانند کانپتے دل کو پر سکون کیا۔۔۔

تم صرف مجھے ڈراتی ہو باذل اب ڈیڈ خود تم سے بات کریں گے۔۔۔"ناک "
پونچھ کر اسنے کہا اور دوپٹے سے چہرہ صاف کرتی ہوئی اسکے پیچھے کچن سے
نکلی۔۔

جبکہ سامنے سے آتیں اسکی ماما کی نظر اس پر پڑتے ہی اسکے لبوں پر
گہری مسکراہٹ چھا گئی۔۔

کیا ہوا میرے خرگوش کا چہرہ سرخ کیوں ہے؟"حجاب "
نے اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر اوہ منمنا گئی۔۔

باذل کہہ رہی ہے آپ وہاں جا کر میری شادی کروا دیں گے۔۔۔""
اسنے پھوٹ پھوٹ کر روتے شکایتی انداز میں اپنی ماما کو بتایا۔۔
حجاب سن کر حیران رہ گئیں۔۔
"یہ باذل نے تم سے کب کہا؟کیا وہ آ گئی ہے؟ِ"

جی ماما وہ اپنے روم کی طرف ہے۔۔کہہ رہی اسے نہیں چلنا۔۔"اسنے "
آنسوں صاف کرتے بتایا۔

اس لڑکی کا دماغ خراب ہے ایسے کیسے وہ تمہیں ہراساں کر سکتی"
ہے۔۔
باذل!!!" انہوں نے غصے سے پکارا پر ڈور بند تھا وہ وہ تھکی بیڈ پر پڑی تکیے
میں منہ چھپائے خواب و خرگوش کے مزے لوٹ رہی
تھی۔۔

اسکے جواب نا دینے پر حجاب نے روحا کو سینے سے لگایا۔۔
نہیں بیٹا ایسا کچھ نہیں ہے ہماری بیٹی ابھی ہے ہی اتنی سی اسکی شادی کیسے"
کروا سکتے ہیں۔۔ وہ آئے باہر اسکے کان مروڑتی ہوں بد تمیز کے تم جاؤ مام
کے پاس وہ تمہیں یاد کر رہی تھیں۔۔" وہ اسکے گال تھپک کر بولی روحا
نے مسکراہٹ لبوں پر سجا کر سر ہلایا۔۔۔

گڈ گرل! اس بد تمیز کی باتوں پر دھیان مت دیا کرو اسے صرف تمہیں"
تنگ کرنے میں مزہ آتا ہے اور ایسا ویسا کچھ نہیں۔۔
بلکہ پاکستان میں تو ہمارے سب اپنے ہیں تمہارے کزن ہیں عرشیہ
توقیع ثمن سب بے چینی سے تم دونوں کے انتظار میں ہیں اور دیکھنا اپنے
ملک کی کشش ہی اپنی ہوتی ہے وہاں کا سکون دل بہار کر لیتا ہے تم فوراً سے وہاں

کی زندگی سے خوش اور ٹھیک ہو جاؤ گی کیونکہ وہاں کی فضائیں پاک
"فریش کھلی ہوئی ہیں۔۔۔

وہ اسے اچھے سے سمجھانے لگی روحا سوچ کر گہری مسکراہٹ لبوں
میں چھپانے لگی۔۔
یہاں تو اتنے پاس پاس گھر بنے ہوئے تھے کہ اسے سانسیں لینے
میں دقت ہوتی تھی اور وہاں کی کھلی فضاؤں کو سوچتے اسکا دل خوشی سے
دھڑک رہا تھا۔۔

اپنوں کی خوشی ہی الگ سرور پیدا کر رہی تھی وجود دل سے باذل کی باتیں شاہو
کا خوف زائل ہو چکا تھا وہ خوشی سے ہنستی ہوئی اپنی مام کی طرف بھاگی۔۔

اسے ہنستا ہوا وہاں سے جاتے دیکھ کر اپنے جوتے کو ہاتھ میں تھامے اسکا رخ
باذل کے روم کی طرف تھا۔۔ اسکی نافرمانیاں دن بدن بڑھتی ہی
جا رہی تھیں۔۔ آج ٹھیک سے اسکی کلاس لینے کا موقعہ ملا تھا
کیونکہ آج وہ کچھ جلدی ہی گھر میں داخل ہو چکی تھی۔۔

★☆☆☆☆☆★

گاڑی گیٹ کے سامنے لاتے اسنے ہارن بجایا جس کی آواز سن کر گارڈ نے الرٹ ہوتے اسے پہچانتے ہوئے فوراً سے گیٹ وا کر دیا۔
اور دریاب کی گاڑی سفید ماربل کی روش پر چلتی ہوئی سیدھا زیدی ہاؤس کے پورچ میں دوسری گاڑیوں کے ساتھ آکر کھڑی ہوئی۔۔۔
اسے معلوم تھا صام ابھی نہیں آیا بلکہ کچھ وقت ہے اسے آنے میں وہ جان بوجھ کر کچھ جلدی آگیا تھا تاکہ اس جل پری کا دیدار ہو سکے۔۔
عرشیہ کا وہ معلوم کر چکا تھا۔۔
اسکی دوست ماہین کا نمبر حاصل کر کے اس سے رابطہ کیا تھا جسنے اسے بتایا تھا کہ عرشیہ ٹھیک ہے اور اپنے کزن کے ساتھ نکل رہی پاکستان کیلئے۔۔
وہ مطمئن ہو کر اب فائل زیدی ہاؤس دینے آیا تھا۔ ابھی اسکے قدم دہلیز پر ہی تھے کہ دفعتاً اسکے کانوں سے ایک کھنکتے ہوئے قہقہے کی کھکھلاتی آواز ٹکرائی۔

دریاب کے لبوں پر گہری مسکراہٹ خود بخود رقصاں ہو گئی۔۔

وہ لاکھوں میں بھی پہچان سکتا تھا کہ وہ کوئی اور نہیں بلکہ توقیع ہے۔۔۔
مطلب وہ یہیں کہیں موجود تھی۔

اسنے اندر راہ داری سے گزرتے دیکھا پر وہ اسے کہیں نہیں ملی۔۔ وہ دائیں بائیں راہ داری کو ڈھونڈتا ہوا واپس باہر آگیا کہ معاً وہ ٹھٹھکا اور احساس ہوا کہ وہ کہاں ہو سکتی ہے۔۔

مسکراہٹ لبوں میں دبا کر سامنے دائیں طرف کے لان کے قدم اٹھائے۔۔ اور کچھ ہی قدم آگے بڑھتے ہوئے وہ رک گیا۔۔ سامنے منظر کو دیکھتے اسکی دھڑکنوں میں رقص شروع ہو گیا۔۔
فرصت سے وہ منظر صبح کی روشن کرنوں میں سرسبز گھاس پر کھڑے دیکھتے ایک ہاتھ میں فائل تھامے دوسرا ہاتھ پاکیٹ میں پھنسالیا۔۔۔
سامنے وہ اپنی جوجو کے پاس کھڑی اسے غصہ دلا کر اسکی ناراضگی پر قہقہہ لگا رہی تھی۔
جوجو اسکی بندری کا نام تھا جو کہ صارم کی گفٹ کی گئی تھی۔ اور اب تو وہ توقیع سے مانوس بھی ہو چکی تھی بلکہ دونوں میں گہری دوستی تھی۔

اس وقت بھی وہ اسے تنگ کر رہی تھی کیونکہ جوجو کو غصہ بہت آتا تھا اور اسے غصہ دلا کر توقیع کو بہت مزہ آتا تھا اسلئے ہی وہ صبح صبح اسے تنگ کرنے کیلئے یہاں پہنچ گئی تھی۔

جوجو اس پر چیختی ہاتھ اٹھائے غصے سے جانے کیا کچھ کہہ رہی تھی اور توقیع سر اٹھائے قہقہہ لگا رہی تھی جبکہ اسے دیکھتا دریاب جیسے غافل سا ہو گیا تھا خود سے ہی۔۔

ڈیپ ریڈ رنگ کے گھیر دار فراک میں ملبوس بالوں کی پونی باندھے، ننگے پاؤں شبنمی گھاس پر رکھے وہ شاید کسی کی موجودگی ناپا کر اسلئے ہی شانوں پر بے ترتیبی سے دوپٹہ سجائے بے تکلیفی سے کھڑی تھی۔۔

صبح کی ہلکی ہلکی سی ہواؤں کی لہروں پر اڑتے اسکے بالوں کی لٹیں گالوں کو چومتی شریر حرکتیں کر کے جھوم رہی تھیں۔

اے میلا جو جو بیٹا یہ کھانا چاہتا ہے؟" وہ دوپٹے میں چھپا ہوا پاپر" نکال کر اب اسے منانے کی کوشش کرنے لگی۔ کیونکہ پاپر اسکا پسندیدہ تھا۔

شاید ہنس کر وہ بھی تھک چکی تھی اسکے دہکتے گال اس بات کی گواہی تھے۔۔۔

اسنے مسکراتے گہرا سانس خارج کر کے اسکے سامنے پاپر کیا پر اس سے پہلے وہ خود کو گہری نظروں کی تپش کے حصار میں پا کر کچھ ٹھٹھکی۔۔

ایک ہاتھ سے اپنے رخسار سے بال سمیٹ کر اسنے کانوں میں لگائے اور ذرا سی نظریں ترچھی کر کے اسنے اس طرف دیکھا جہاں دریاب لبوں پر تبسم سجائے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

وہ جو اس تپش کو اپنا وہم سمجھ رہی تھی اچانک دریاب خان آنکھوں میں ہزاروں رنگ سجائے تکتا پا کر ایک دم بوکھلا کر سیدھی ہوئی پر اس سے زیادہ پھرتی دکھاتی جو جو اسکے دوپٹے سمیت پاپر جھپٹ کر بھاگی وہاں سے۔۔۔۔

جوجو۔۔۔!!!!!" توقیع اچانک دریاب کو سامنے پاکر دوسرا جوجو کی" حرکت سے خوفزدہ ہوتی چیخی۔۔

وہی اس افتاد پر دریاب فوراً سنبھالا اسکی حیرت بھری نظریں چیختی بائیں طرف دوپٹہ لیے بھاگتی جوجو کی طرف اٹھیں اور توقیع کی پھیلی ہوئی دریاب کی طرف۔۔۔

تم رکو میں لاکر دیتا ہوں۔۔" دریاب اسکے قریب آتا ہوا اس سے" بولا۔ توقیع بغیر اسکی آنکھوں میں دیکھتی ناگواریت سے رخ موڑتی اندر سے سخت گھبرائی ہوئی تھی۔ حیا شرم سے اسکا چہرہ مزید دہک کر تپنے لگا تھا۔

دریاب خان کی نظریں بھی اسے الجھانے لگی تھیں، وہ کیوں اسے آج اس طرح سے دیکھ رہا ہے اتنی فرصت سے۔۔ اسنے مزید سختی سے پل کیلئے آنکھیں میچیں۔ اسکی نظروں کی تپش اسے اپنی پشت پر محسوس ہونے لگی توقیع کا وجود جیسے دہکتی آگ میں جل اٹھا۔ اسکا

دل خود کو ہی جیسے جلانے کیلئے کہہ رہا تھا۔ وہ کیسے بغیر دوپٹے کے اسکے سامنے کھڑی ہے۔ اسکا دل چاہا اندر گھر میں بھاگ جائے پر جائے کیسے اسکے سامنے سے گزرنا پڑے گا۔۔ وہ اسکا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی کسی قیمت پر بھی نہیں۔۔

پیچھے بیک سائیڈ سے جاتی تو مالی کھڑا تھا۔ اسنے دل میں جوجو کو کوسنا شروع کر دیا۔

جبکہ دریاب کی نظریں اب اسکی کمر کو چومتے ہوئے گولڈن بالوں پر تھیں۔

"یہ جارت تو میں نے نہیں کی جوجو نے کی ہے پھر خفا یوں مجھ سے ہو رہی ہو" اسکی ناگواریت وہ دیکھ چکا تھا۔ شکایتی لہجے میں بولا۔

"تو آپ کو کیا ضرورت تھی یوں اچانک آنے کی؟ بتا کر بھی تو آسکتے تھے گھر میں ابھی کوئی نہیں سواء مام کے۔ آپ جائیں ابھی۔" اسنے رخ موڑتے ہوئے ہی کہا اور قدم جوجو کی سمیت بڑھا لیے۔۔

توقی یہ کیا بات ہوئی؟ ناراض کیوں ہو رہی ہو؟ میں ہارن دیکر آیا تبھی تو گارڈ" نے ڈور اوپن کیا ہے ورنہ تم بتاؤ کسی دوسرے کو آنے کی اجازت ہے بغیر انفام کے یار تمہارے بھائی۔۔۔۔

نہیں دریاب بھائی! میرے بھائی کے بارے میں کچھ مت کہیے گا۔" رہی بات گھر میں کسی کے آنے کی تو اچھی بات ہے نا یہ کوئی مردان خانہ نہیں نا ہی کوئی بیٹھک ہے۔ یہ گھر ہے جہاں زیدی خاندان کی عزتیں رہتی ہیں۔۔
آپکی پھوپھو وہاں ہیں اندر آپ جائیں وہاں۔۔" اسنے بغیر ناگواری چھپائے اسے اپنے پیچھے آتے دیکھ کر ٹوکتے ہوئے کہا۔

پر اسکی خفگی بھری معصوم باتوں پر دریاب قہقہہ لگا اٹھا۔ جس پر توقیع جھنجھلا گئی۔

تم بڑی ہو گئی ہو توقی۔۔ صام کا رنگ تم پر بھی چڑھ گیا ہے خیر۔۔۔!نا" صرف پھوپھو ہیں یہاں بلکہ پھوپھو کی بیٹی آئی ہیں کہ انکے بچے بھی تو میرے "کچھ لگتے ہیں ایسے تو نہیں ہوتا نا یار۔۔۔

پھوپھو کی بیٹی کہنے پر جہاں توقیع ٹھٹھک گئی تھی وہیں وقت سے پہلے خلاصے پر دریاب نے بھی فوراً بات کو سنبھال لیا۔

بھائی پلیز مجھے یار نا کہا کریں آپ تو واقف ہیں مجھے ایسے القاب بالکل" پسند نہیں ہے۔۔"اسنے غصہ دباتے منمنا کر کہا۔
دریاب نے سن کر گہرا سانس بھرا"چلیں جو تمہیں پسند ہم تو اسی میں خوش ہیں خشک لڑکی۔"اسنے ہتھیار ڈالے۔۔

یہیں رکو!"اسے فائل تھماتے ہوئے سامنے کھڑے مالی کو دیکھتے اسے کچھ" سخت لہجے میں اس سے کہا خود جا کر پھولوں کے بیچ بیٹھی جوجو کو دیکھا جو کہ پاپر کھانے کے ساتھ دوپٹہ بھی سر پر ڈالے بیٹھی تھی۔۔

اسے دیکھ کر اسکی حرکت پر دریاب کو ہنسی آ گئی۔۔"تمہاری جوجو بھی تمہاری طرح نک چڑھی ہے"وہ بڑبڑاتا ہوا جوجو کے پاس آیا اور وہ دریاب کو دیکھ کر چیخ کر بھاگنے لگی تھی کہ ایکدم جھپٹ کر دریاب نے اسکی اس سے دوپٹہ چھین لیا۔۔

جسکے بعد مٹھی میں لپیٹتے ہوئے وہ قہقہہ لگا کر جوجو کو دیکھنے لگا جو شاید اب غصے میں اسے گالیوں سے ہی نواز رہی تھی دور کھڑی چیختی۔۔۔

کرتی رہو غصہ بی بی جو جو مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا یہی غنیمت ہے۔۔"اسنے" کہتے اپنے قدم واپس دور کھڑی توقیع کی طرح بڑھا لیے۔

جو کہ اسکی فائل سینے سے لگائے کھڑی تھی پر دریاب اسے دیکھتا مبہوت سا تھا۔وہ دور کھڑی کسی خواب نگر کی شہزادی سے کم نہیں تھی۔
ایک حسن بے تحاشا حیا سے سرخ چہرہ دوسرا نخرہ بھی غضب کا۔ایسے میں بندہ جائے تو کہاں؟اسے لگ رہا تھا کہ اب مام سے سیریئس میں بات کرنی چاہیے۔وہ اب بچی نہیں تھی شادی جیسی ذمہ داری سنبھال ہی سکتی تھی۔۔
اسکے قریب پہنچتے توقیع نے بغیر اسکی طرف دیکھے اپنا ہاتھ بڑھا کر دوپٹہ لینا چاہا پر اگلے پل ششدر سا کڑ رہ گئی جب دریاب نے دینے کے بجائے اسکے سر پر اوڑھایا۔۔

بہت حسین ہو تم جیسے کوئی کانچ کی گڑیا۔۔ دیکھنا جلد ہی اس کرسٹل کے "
قید محل کی چار دیواریوں سے تمہیں یہ شہزادہ چرا کر لے
جائے گا۔" اسکی سرگوشی نما آواز پر توقیع کا وجود ہی سن پڑ گیا۔۔

اسنے حیرت کے جھٹکے سے سر اٹھا کر دریاب کی پُر شوق آنکھوں
میں دیکھا جہاں یہ رنگ وہ آج سے نہیں کافی وقت پہلے سے
محسوس کرتی آئی تھی پر ہمیشہ ہی اپنی آنکھوں کا دھوکہ سمجھا تھا پر آج اسکا
اظہار؟؟

توقیع کو لگا اچانک ہی ساتوں آسمان اسکے سر پر ٹوٹے ہیں۔۔
اسے حسن پرست لوگوں سے بہت نفرت تھی اتنی کہ وہ اپنے الفاظ
میں بیان نہیں کر سکتی تھی۔۔

میں حسین ہوں یا بدصورت یہ آپکا سر درد نہیں بھائی، نا ہی میں "
نے آپ سے پوچھا میں کانچ کی ہوں یا پتھر کی۔۔ اللہ نے سب کو مٹی
"سے بنایا ہے اسلئے میں مٹی کی ہی ہوں۔۔

جو چہرا کر لے جائے ان بزدل انسانوں سے مجھے سخت نفرت ہے"

دریاب بھائی۔۔۔ دوسری بات اس طرح کے اظہار پر میں سخت ری ایکشن دے سکتی ہوں آپکو پر آپکی عزت کرتی ہوں اور آپ سے بھی امید کرتی ہوں بدلے میں میری عزت کریں۔ میں شوپیس نہیں ہوں جس بابت اپنے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں۔۔ آپ کو کچھ ہے دل میں تو جا کر میرے باپ بھائیوں سے باپ کریں مجھ سے آکر میرے متعلق ایسے خیالات کا اظہار میں برداشت نہیں کرتی اسلئے بہتر ہوگا آئندہ احتیاط کریں گے اور میرے بھائی کے ہاتھوں اپنی درگت بنانا پسند نہیں کریں گے۔۔" تلخ مگر تند و تیز لہجے میں وہ کہہ کر رکی نہیں دریاب کو حیرت میں غوطہ زن دیکھ کر فی الفور وہاں سے بھاگ گئی ساتھ اسکی فائل بھی اسکی طرف پھینک دی۔۔

اسکے کان سائیں سائیں کر رہے تھے کہ دریاب بھائی نے سیدھا ہی تو اظہار کر دیا تھا یوں اچانک۔۔ اسکا دل کانپ رہا تھا وہ جانتی تھی صام بھائی کبھی راضی نہیں ہوں گے انکے لئے پھر دریاب بھائی کیسے سوچ سکتے ہیں اسکے بارے میں ایسا۔۔

کبھی مامی یا مام نے بھی تو انکی ایسی کوئی بات نہیں چھیڑی جس سے وہ سمجھ سکے کہ دریاب کے خیالات اسکے بارے میں ایسے پیدا ہو سکتے ہیں۔۔یا اسکے دل میں بھی کچھ ہو۔۔۔

نہیں ہرگز نہیں اسکے لئے تو یہ اچانک شاکڈ سے کم نہیں تھا انکا اظہار ہے۔وہ جتنا سوچتی اتنا ہی دل ڈوبتا جا رہا تھا۔وہ ڈر بھی رہی تھی کہ جانے کیا کچھ جذبات میں آکر کہہ آئی اور شاکڈ بھی تھی۔۔

جانے صام بھائی کو معلوم ہو تو کیا ہو گا" ایک سنسنی خیز سرد" لہر اسکے وجود میں دوڑ گئی۔

دریاب تو سکتے میں تھا کہ ایسا بھی کیا کہہ دیا جس پر اسکا ری ایکشن اس قدر سرد ملا تھا۔ محض گڑیا ہی تو کہا تھا کانچ کی اور شہزادہ لیکر جائے گا۔۔

یہ تو صاف سائن تھا کہ وہ اسکی ہے وہ ہی لے جائے گا تو اسے دل میں رکھنے کے بجائے وہ ایسا سخت اوور ری ایکشن کیوں دینے لگی اسے۔۔

بہت خطرناک ہو تم تو یار۔۔۔" بالوں میں ہاتھ پھیرتے اسنے" مڑ کر خود سے دور بھاگتی ہوئی توقیع کی پشت کو دیکھا۔اسے ابھی یقین

نہیں آرہا تھا کہ یہ سب کہنے والی انکی معصوم سی توقیع ہے۔۔ پر اسے اب ٹھیک سے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ اب چھوٹی شرارتی غصیلی اپنے بھائی جیسی توقیع نہیں رہی تھی بلکہ اب تو الفاظ سے ہی منہ توڑنے والی بن چکی تھی۔

پر اسکے بعد بھی دریاب کی نظروں میں کچھ دیر پہلے کا منظر لہرا رہا تھا جو کہ دنیا کا حسین ترین ڈگمگانے والا منظر تھا۔ وہ گہرا سانس بھر کر سر جھٹک گیا۔۔
شاید اچانک اسنے یوں کہہ دیا تھا، اسے اس سب کی توقع نہیں ہو گی دریاب سے اسلئے اتنا سخت خوفزدہ ری ایکشن تھا اسکا۔۔

تمہارا قصور نہیں تم پرورش کرتی ہو جس بھائی کے پاس اسکا اتنا تو" اثر ہو گا ہی ہے۔۔
کیا کہا تھا میں نے صرف چھوٹی سی تعریف کر دی اس میں بھی یوں بھڑکنا کہاں کی شرافت ہے۔۔
ابھی تو تم میری تعریفیں سنو گی تو کیا حال ہو گا تمہارا مجھے تو لگتا ہے میرا قتل کرنے میں بھی دیر نہیں کرو گی

اور شو پیس نہیں تم تو ہیرا ہو وہ ہیرا جو کروڑوں میں نایاب ہوتا ہے۔۔
اور اسکا صرف جوہری کو ہی فن ہوتا ہے کس طرح اسے مزید نکھارنا ہے۔۔
میں بھی تمہیں نکھاروں گا۔۔۔اپنے لمس محبت جنون سے۔۔
ابھی تمہیں ان احساسات نے چھوا کہاں ہیں جو مجھے ساری ساری رات تڑپاتے رہتے ہیں۔یا تم میری تعریف کو سمجھ سکو پر ڈونٹ وری جلد ہی تمہیں قدر ہو گی اور تم بے چین ہو گی بلکہ اپنے دریات کی اف کیلئے بھی تڑپو گی۔۔پھر کروں گا بڑی فرصت سے تمہاری تعریفیں وتھ معنی۔۔۔۔"وہ خود سے ہی ہم کلام تھا۔۔
اسکی باتیں ساری معنی خیز تھیں۔وہ اسے پسند کرتا تھا کوئی گناہ نہیں۔۔بس اسے شاید توقیع سے کہنے کے بجائے سیدھا رشتہ بھیجنا چاہیے تھا۔
معاً اسے خوشگوار حیرت نے چھوا جب اسکے الفاظ کانوں میں گونجے۔وہ کہہ کر گئی تھی کہ اسکے باپ بھائیوں سے کہے۔۔

وہ ابھی حیرت خوشگواریت کے احساس سے آزاد بھی نہیں ہوا تھا اچانک ہی آہ کی آواز سے کراہ اٹھا۔۔

جوجو۔۔۔"اسکے منہ سے غصے بھری جھڑک نکلی۔۔"
سامنے ہی نیچے بیٹھی جوجو جانے کب سے جمع کرتی پتھروں کا ڈھیر لگا چکی تھی اسے شہید کرنے کیلئے۔۔۔

اب ایک کے بعد دوسرا اس پر بری طرح غصے سے پھینکتی اپنا غصہ ٹھنڈا کر رہی تھی۔

ظالم جوجو مار دو گی کیا ہاہاہا۔۔"سینے پر زور سے پتھر لگنے پر وہ قہقہہ لگا کر" پیچھے ہوا پر جوجو بھی پتھریں سمیٹتی ہوئی اسکے پیچھے بھاگنے لگی۔۔۔

دریاب کو احساس ہوا کہ آج وہ اسے مار کر ہی چھوڑے گی اتنے بڑے پتھر جمع کیے تھے جن کے ایک وار سے ہی وہ زخمی ہو جاتا۔۔۔
ہاہاہا کیا سیکورٹی ہے تمہاری صام۔۔۔"اسنے استہزائیہ قہقہہ" لگاتے جوجو کو دیکھا۔۔
جب پورچ میں گاڑی روکتے صارم کی نظریں بھی اس منظر کی طرف اٹھیں۔وہ حیران ہوا صبح صبح دریاب خان کو اپنے گھر

دیکھ کر اور سب سے زیادہ حیرانی اسے جوجو کے ری ایکشن پر تھی کہ وہ کیوں اسے پتھر مار رہی تھی۔۔

جوجو!!!" وہ دور سے ہی اسے جھڑکتا گاڑی پورچ میں روک کر نکلتے انکی طرف بھاگ آیا۔۔
صارم کو غصے سے پاس آتے دیکھ کر جوجو ایک آخری پتھر دریاب کو مارتی ہوئی وہاں سے بھاگی۔۔
اور وہیں دریاب قہقہہ لگا رہا تھا اس چھوٹی سی بندری کی حالت پر۔۔
مالکن اور بندری دونوں کی آتش فشاں تھیں۔۔کتنے معصوم احساسات لیکر آیا تھا دونوں نے ہی زخمی کر دیا اسے۔۔

معذرت دریاب بھائی آپ یہاں اس وقت خیریت ہے نا؟" پاس پہنچ کر اسنے پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔جبکہ دریاب اب سنجیدہ ہوتا اپنا کوٹ صاف کر رہا تھا۔

ہاں آنا پڑا یہ فائل دینے آیا تھا کہ اچانک توقیع کی ہنسی کی آواز سنی" پھر اس طرف آگیا ابھی پہنچا ہی تھا کہ جوجو پہلے ناراض تھی اس

سے اسی غصے میں دوپٹہ چھین کر اسکا بھاگ گئی اور میں نے وہ دوپٹہ ہی لیکر دیا اسے شاید اسی کا غصہ نکال رہی ہے۔۔" دریاب نے مختصر بات اسکے گوش گزاری صارم جو جو کی حرکت پر غصہ ہوا تھا پر دریاب کا خیال کیے خاموش رہ گیا۔۔

کہاں گئی توقیع؟" اسنے آس پاس دیکھا۔"
وہ چلی گئی۔۔" دریاب نے سرسری سا بتایا سن کر صارم سر"
ہلا گیا۔۔
آئیں آپ بیٹھیں۔ بھائی کچھ دیر میں پہنچ رہے ہیں۔۔" وہ اپنے مخصوص نرم"
لہجے میں گویا ہوا۔
نہیں یار اب جا رہا ہوں بس یہ صمصام تک پہنچا دینا اور پھوپھو"
کو سلام کہنا۔" وہ فائل اسکے حوالے کرتا ہوا بولا۔۔۔

میں معذرت کرتا ہوں اس بیوقوف جوجو نے آپکو اتنا پریشان"
کیا۔۔" صارم پشیمان ہو گیا جسے دیکھتے دریاب مسکرایا اسے یہ اپنا
کزن کافی پسند تھا۔۔
سیدھا سا بندہ تھا نرم گو۔۔

ارے نہیں یار معذرت کی بات نہیں جو جو اپنی ہی ہے بس توقی کو کہو" اسے غصہ کم ڈلائے اور اپنے جیسا ناہی بنائے تو اچھا ہے۔" اسکے کہنے پر صارم قہقہہ لگا اٹھا۔

نہیں میری بہن معصوم ہے اور ہماری جو جو بھی ضرور تمہاری اچانک آمد" سے غصہ ہو گی۔۔" اسنے مسکراتے کہا

معصوم!!" اسنے لفظ کو دہرایا کر جیسے لبوں سے اسکا ذائقہ معلوم کیا تھا۔" تو قسیع کی کچھ دیر کی باتیں یاد کر کے اسے کہیں سے نہیں لگا کہ وہ چنگاری اب معصوم ہے۔۔

نہیں ایسا نہیں مجھے معلوم ہے وہ کیوں ایسا کرنے لگی۔۔" دریاب نے" مسکراہٹ دبا کر کہا۔ صارم نے تجسس سے پوچھا کیوں۔۔
اسلئے ہی کہ میں نے اس سے دوپٹہ چھینا تو قسیع کا۔ وہ خود اوڑھ کر" پھولوں کے بیچ بیٹھ گئی تھی ہاہاہا۔" وہ منظر یاد کرتے دریاب کا قہقہہ جاندار تھا۔

تصور کرتے صارم بھی ہنس پڑا۔۔
اچھا چلتا ہوں کافی لیٹ ہو گیا ہوں۔ آفس جانا ہے میٹنگ بھی"
ایک اٹینڈ کرنی ہے۔" وہ صارم سے الوداعی مصافحہ کرتے مزید
بولا۔۔۔

کبھی گھر آیا کرو مامی کو لیکر کافی وقت ہو گیا ہے آئے پاس ہونے کے"
باوجود ماہ سال لگا دیتے ہیں آنے میں۔۔ جلد ڈنر پر انوائیٹ کروں گا۔۔" وہ
صارم کے کندھے کو تھپک کر کہتا اسکا اثبات میں جواب دیکھ
کر اپنی گاڑی میں بیٹھ کر زیدی ہاؤس سے نکل گیا۔۔

جو جو نے جتنے پتھر مارے تھے پر اس سے بڑھ کر جو دیا تھا وہ دریاب
خان کی بے چینی بے قراری میں اضافہ کر گیا تھا۔ گاڑی ڈرائیو
کرنے کے باوجود اسکی نظروں میں صرف وہی تھی۔۔

ڈیپ ریڈ رنگ فراک میں ننگے پاؤں اڑتی شریر لٹوں کے ساتھ
بغیر دوپٹے میں شاکڈ اپنی نیلی آنکھیں پھیلائے کھڑی توقیع کا

یہ حسین منظر اسکے دماغ و دل کے خانوں میں جیسے چمٹ گیا تھا۔

سوچیں بھٹکتی اسکے چہرے سے سراپے کا سفر طے کرتیں اسنے سوچوں کی ہاتھوں سے بھٹکتی ڈوری کو مضبوطی سے تھام لیا اور خود پر کنٹرول کیا کہ کیوں اتنا بے چین ہو رہا تھا آنا تو اسے اسکے پاس ہی تھا دیر یا سویر۔۔۔۔

وہ آفس کیلئے روانہ ہو گیا جبکہ توقیع تو پریشان ہو گئی تھی دریاب کے اظہار پر۔ پر صارم بھائی کو دیکھتے اسنے جلدی سے خود کو پر سکون کیا اور ان فضول سوچوں کو سر سے جھٹک دیا کیونکہ اسکے سر پرست بیٹھے تھے۔

اسکے پاس تین مضبوط کندھے تھے۔ اور زیاف بھائی بھی تو تھا اسکے ساتھ۔ وہ سب ملکر فیصلہ کر لیتے اسکے بارے میں۔۔ اسے پریشان نہیں ہونا چاہیے یہ فضول حرکت تھی۔۔

تم کم از کم مجھے تو بتا دیتے دریاب آیا ہے ایسے ہی بھیج دیا اسے صارم مجھ تم سے" ایسی امید نہیں تھی کتنے وقت بعد اسنے ہمارے گھر میں قدم

رکھا تھا۔۔" تقویٰ دریاب کی آمد کا سن کر اور اپنے بیٹے کے کارنامے پر افسوس سے بولی۔

مام میں نے کہا تھا یار وہ خود چلا گیا اور جو جو بھی کیا بد تمیز" حرکات کرنے لگی ہے۔ توقیع خیال کیا کرو بیٹا۔۔" اسنے اپنی ماں سے کہتے ساتھ سیڑھیاں اترتی توقیع کو پیار سے سمجھایا۔۔

وہ شرم سے پانی پانی ہو گئی۔۔

بھائی اسنے اچانک۔۔۔" اسنے منمنا کر کہا پر سارا قصہ جان" کر تقویٰ نے اسے خاموش کروادیا کہ غلطی توقیع کی تھی وہ جانور تو معصوم ہے جو ری ایکشن تم سکھائو گے وہی ظہار کرے گی۔۔

توقیع نے سن کر اپنی غلطی مانتے ہوئے سر جھکالیا پر پاس بیٹھا بھائی کہاں اسکا جھکا سر دیکھ سکتا تھا اسنے پاس بیٹھا کر سر سینے سے لگاتے اپنا سر صوفے کی پشت سے ٹکا دیا۔۔۔

سکون ہمارا غرور ہو جھکا کے سر مت بات کرو۔۔" اسکے الفاظ پر" توقیع کے لبوں پر آسودہ مسکراہٹ آ گئی

تقویٰ ایک نظر انہیں دیکھتی دونوں کا ناشتہ ٹیبل پر لگانے چلی گئی۔۔

وہ صام ابھی تک نہیں پہنچا؟؟ اس لڑکے کی سمجھ نہیں آتی مجھے اتنا"
"بزنس میں گھس گیا ہے کہ اب کھینچنا مشکل ہے اسے باہر۔۔

جاؤ صارم فریش ہو جاؤ اور توقیع یہاں آؤ کچھ ہیلپ کروادو۔۔""
اپنی ماں کی پکار پر توقیع اپنے بھائی کی پیشانی پر بوسہ دیتی اٹھ کر بھاگ گئی
پیچھے وہ ہنستا ہوا اپنے روم کی طرف بڑھ گیا۔

★☆☆☆☆☆★

جب اسکی آنکھ کھلی سر جانے کیوں بھاری ہو رہا تھا۔۔ پور پور تھکان
سے ٹوٹ رہا تھا۔ اسے یوں لگا بخار ہو گیا ہے اسے۔ وہ ایک توبہ
شکن انگڑائی لیتی ہوئی پورا منہ کھولے جمائی لیتی اٹھی۔
مام ٹی دیں سر درد کر رہا ہے۔۔" اسنے تکلیف سے کراہتے کہا۔۔"
مام!!!!" اسکی آنکھیں نہیں کھل رہی تھیں پر اسکے باوجود اسے"
احساس تھا کوئی روم میں موجود ہے جو اسے ہی تک رہا ہے۔۔
اور ایسے تو لیٹ اٹھنے پر مام ہی گھورتی ہے۔۔ اسے غصہ آیا اور وہ غصے سے حلق
بل چیختی اپنی آنکھیں ملتی ہوئی منہ بل واپس گر پڑی۔

کچھ وقت یونہی سرک گیا خاموشی سے نامام کی غصے بھری آواز آئی نا ہی ٹی۔وہ کچھ ٹھٹھکی۔۔ سر درد سے پھٹ رہا تھا اور کسی کو قدر نہیں اسکی۔۔

اسنے ذرا سی گردن گھما کر وہیں پڑے پڑے سامنے دیکھا۔۔

جہاں اور کوئی نہیں البتہ اسے کنگ کونگ کی شکل ضرور نظر آ گئی جو کہ سامنے ہی صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے ایک ہاتھ میں کپ تھامے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے خاموشی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

کاپی کاسپ لیتے اسکی نیلی اوشن آنکھیں اسکی ایک ایک حرکات پر ٹکی ہوئی تھیں انگڑائی لینے سے لیکر جمائی لینے تک۔۔

صبح صبح شیطان کا چہرہ دیکھ کر منحوس دن ہی سارا خراب جائے گا۔۔"اسنے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے گردن گھما دی۔۔

یہ حیرت کی بات تھی زندگی میں پہلی بار وہ شیطانی آنکھوں والا کنگ کونگ اسکی صبح خراب کرنے پہنچ گیا تھا۔اور وہ جانتی تھی یہ دن یتیم اور سب سے بڑا منحوس گزرے گا۔

مام چائے دوورنہ میں قسم سے سب کچھ تہس نہس کر دوں گی"
ایک اس منحوس کنگ کونگ کی شکل دیکھ لی ہے میرا غصہ ڈبل
"(آؤٹ آف کنٹرول) ہے۔۔۔ OOC اوسی

وہ بلینکٹ کشنز ہاتھ مار کر بیڈ سے نیچے پھینکتی ہوئی غرائی۔۔اسکی باتیں
خیالات کا اظہار سامنے بیٹھا وہ شخص خاموشی سے سن رہا تھا۔
عرشیہ کا پارہ ہائی ہونے لگا۔۔وہ چیخنے چھوڑ کر اٹھ بیٹھی۔۔پر سامنے ابھی بھی
وہی شکل تھی جسے وہ اپنا خیال سمجھ رہی تھی۔

یہ کیا سین ہے؟؟"اسنے سرخ سنہری آنکھیں مل کر"
سامنے پھر سے دیکھا اور اسکی پوزشن میں فرق آیا جب
سامنے بیٹھے وجود نے کافی کا کپ ختم کرتے ہوئے آگے جھکتے کپ میز
پر رکھا۔۔۔

ہیں یہ موو کیوں کر رہا ہے؟"اسے کچھ سمجھ نہیں آیا صام کی حرکت"
کرنا خیال میں اسے عجیب لگا۔۔

وہ آہستہ سے بیڈ سے اتری۔۔ اور اپنا وہم دور کرنے کیلئے صمام کی طرف بڑھی بغیر اپنے حلیے پر دھیان دیئے۔۔

جبکہ صمصام اسے اپنی طرف آتا دیکھ کر واپس صوفے کی پشت سے ٹیک لگا چکا تھا۔۔
عرشیہ حیرت بے یقینی سے اسے دیکھتی اسکے قریب پہنچی۔
اسکے کلون کی خوشبو بھی اسے محسوس ہوئی۔ وہ حیران ہوئی دل ہلکا سا خوف سے کانپا۔۔
وہ اسکے روم میں اسکے پاس اتنی صبح کیسے آسکتا ہے۔ اور یہ سب تو دور جائے، صمصام زیدی اسے کیوں اتنی دیر تک دیکھ رہا ہے اس مصروف بندے کے پاس سر کھجانے کیلئے وقت نہیں ہوتا آج اسے یوں گھور رہا تھا۔ کہیں یہ ڈراؤنا خواب تو نہیں۔۔

صص۔۔ صام۔۔۔ کک۔ کنگ کون۔ گ "الفاظ ٹوٹ کر اسکے منہ" سے نکلے ذرا سا ہاتھ بڑھا کر اسنے اسے چھونا چاہا پر ہاتھ سفید لمبی آستیں کے اندر دیکھتے غصے سے جلدی آستیں سے ہاتھ نکالا اور پھر سے اسکے چھونے لگی۔۔۔

لرزتی ہوئی انگلیاں سیدھا صمصام کے ماتھے کے بلوں پر آئیں۔ اور اسکی لرزتی سرد انگلیاں اس سے مس ہوئیں۔۔

"آآآآ۔۔۔ آآآ۔۔ آآہہہ۔۔۔۔۔"
جیسے اسکی انگلیاں صمصام سے ٹچ ہوئیں۔ اسے یقین ہوا وہ خواب نہیں حقیقت ہے۔
اسکی چیخوں سے پورا روم ہی گونج اٹھا۔۔ وہ چیخیں مار کر پیچھے واپس بیڈ کی سمیت بھاگتی جب اچانک پاؤں سے صام کی لمبی پینٹ میں الجھنے سے "آآآآماممم۔۔۔" کی چیخوں سے اگلے پل ہی اچانک لہرا کر صوفے پر بیٹھے صمصام کی گود میں دھڑام سے آگری۔۔

ناصرف عرشیہ اس افتاد پر فوت ہونے کو آئی تھی پوری بلکہ اس نازک نرم ملائم پیکر کے اچانک آغوش میں آنے پر صمصام بھی بوکھلا گیا۔
شٹ اپ!!" اسکی مسلسل بلند چیخیں گونجتے دیکھ کر وہ اچانک " دھاڑا اس پر غصے سے۔۔

عرشیہ کی سانس اچانک اسکی دھاڑ سے جیسے رک گئی۔
اسکے شانوں کو جکڑے اسکی گود میں پڑی وہ پوری آنکھیں پھیلا کر زندگی میں پہلی بار ان نیلی آنکھوں کو اتنا قریب سے دیکھ رہی تھی۔۔نا صرف وہ بلکہ صام بھی اسکی سرخ سنہری آنکھوں کو دیکھا لب بھینچ گیا۔

تتم۔۔۔تم۔۔۔؟؟؟"وہ اچانک پھر سے چیخی۔"
واٹ!!!!"وہ خود کو تم مخاطب سن کر گرج پڑا۔۔۔"
عرشیہ کو لگا اسکی سانسیں بند ہو جائیں گی اسے اتنا قریب سے گرجتے دیکھ کر۔وہ زرد پڑ گئی اس حد تک صام کو لگا بیہوش ہو جائے گی۔۔

اٹھو!!"بغیر اسے چھوئے وہ غصے ناگواریت سے بولا۔"
پر اسے تو جیسے سمجھ نہیں نہیں آیا ناہی سنا ہو بس حیرت سے پھٹی پھٹی آنکھوں سے صام کو تک رہی تھی۔۔

تمنے سنا نہیں اٹھو یہاں سے یہ تمہاری ماں کی گود نہیں۔۔"وہ غصہ" بمشکل دبا کر بولا۔

ورنہ رات جتنا اسکا ضبط آزما چکی تھی اسکا دل کیا ابھی یہیں ہوش میں آنے پر گلا گھونٹ دے اسکا۔پر اسکی رنگت دیکھتے اسے اندازہ تھا وہ کسی بھی تگ ودو کے خود ہی فوت ہو جائے گی۔۔

معاً وہ اٹھنے کے بجائے اچانک پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی صام حیران ہو گیا کہ اسنے تو ابھی کچھ نہیں کہا اسے۔۔

یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے مام۔۔۔"اسنے چیختے ہوئے اپنی ماں کو بلانا" چاہا کہ یہ کنگ کونگ میرے روم میں کیا کر رہا ہے۔

بند کرو تماشا!!یہ ایکٹنگ دیکھنے کیلئے میرے پاس فالتو کا" وقت نہیں۔۔جاؤ دفع ہو کر چینک کر کے آؤ۔۔

مجھے آفس بھی جانا ہے۔۔"اچانک اسے خود سے دور دھکیل کر وہ کھڑا ہو گیا۔۔عرشیہ سنبھلنے کے بجائے سیدھا دور قالین پر گری۔

جبکہ صام کی رنگت سرخ ہو رہی تھی۔اپنی ماں کو ایسے یاد کر رہی تھی جیسے ماں کو ساتھ لائی تھی۔یا اسنے سامنے بیٹھا کر پی تھی شراب۔۔

کیا بکواس کر رہے ہیں؟؟ کیا تماشا اور یہ میرے روم میں" کیوں آئے ہیں آپ ؟؟؟" اپنی اتنی تذلیل اسکی حقارت پر عرشیہ پھنکار کر کھڑی ہوئی جس پر صام نے ایک ناگوار نظر اسے پر ڈالی۔۔۔

اپنی آواز نیچے رکھ کر بات کیا کرو مجھ سے عرشیہ خان! میں تمہارا" غلام نہیں نا ہی نوکر ہوں یہ سوالات جا کر ان سے پوچھنا جن کے ساتھ بیٹھ کر یہ نشہ بازی کھیلی تھی۔
جاؤ وہ ڈریس اٹھاؤ اور چینج کر کے فٹافٹ سامنے آؤ" وہ سامنے آئرن اسٹینڈ کے پاس ہینگ اسکے ڈریس کی جانب دھکیلتے ہوئے بولا۔۔۔

سعی معنوں میں آسمان کسے ٹوٹ کر سر پر برسنا کہتے ہیں وہ آج عرشیہ کو معلوم ہوا۔ مقابل کی نیلی آنکھوں سے نکلتی حقارت غصے کی چنگاریاں اسکا وجود جلا کر بھسم کر رہی تھیں۔۔
اسکی بات پر نا سمجھتے ہوئے اسنے اپنے کپڑوں کی طرف دیکھا جو کہ رات لیڈی سرونٹ صمصام کا ایک ڈریس اسے پہنا کر اسکے کپڑے آئرن کر کے گئی تھی۔

عرشیہ کی نظریں اپنے سراپے پر تھیں جہاں اوپری بٹن کھلا تھا بڑی سی سفید شرٹ، کھلی لمبی آستینیں، سیاہ لمبی پینٹ میں چھپے پاؤں کھلے بال۔۔

اسکی آنکھوں میں وہ پل لہرایا جب اسنے اٹھ کر ایک انگڑائی لی تھی جو کہ سارے وجود کی تھکن نکالنے کیلئے تھی ساتھ ہی اسے یاد آیا کہ کیا وہ تب اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

کیا گھٹیا الزام لگا رہے ہیں آپ مجھ پر صمصام زیدی؟؟؟اور یہ۔۔یہ "
"میرے کپڑے؟؟؟
"آپکی ہمت کیسے ہوئی مجھے چھونے کی۔۔۔"
اچانک غرا کر وہ اس پر جھپٹی کہ اس سے پہلے ہی صمصام نے ایک جھٹکے سے اسکی کلائیاں پکڑ کر موڑتے پشت پر باندھ کر مٹھی میں ٹھوڑی دبوچ لی۔۔۔

خوش فہمی ہے تمہاری کہ میں نے صمصام زیدی نے تمہیں چھوا ہے۔۔"
تم دنیا کی آخری لڑکی ہوتی تب بھی میں تمہاری شکل دیکھنا گوارہ نا کرتا ناہی میرے پاس ایسے چونچلوں کیلئے فضول وقت ہے جو میں

فضول لوگوں پر برباد کروں۔" تضحیک آمیز لہجے میں کہتے اسنے جھٹکے سے اسے خود سے کئی قدم دور کر دیا تھا۔

تمہارا قصور نہیں دلاور خان کی بہن ہو رنگ اپنے کیوں نہیں دکھاؤ" گی۔۔"وہ اسے دیکھتا نفرت کے جنون میں جکڑا اسکے کانوں میں سیسہ انڈیل گیا۔

جسے سن کر اسے سب کچھ بھول گیا سوا ہ آخری جملے کے۔وہ سن اعصاب سن دماغ سن وجود سے کھڑی جہاں تھی وہیں رہ گئی۔

وہ اسکے بارے میں کیا سوچتا تھا کیا نہیں اس سے عرشیہ کو کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔۔

!!!!پر اسکی آخری بات

اسنے اسے کیسے کہہ دی۔۔۔

وہ ایک نظر اسکے سپید پڑے چہرے پر ڈال کر کوٹ کندھے پر ڈالتا ہوا بیگ تھام کر وہاں سے نکلا۔۔

میں دس منٹ ویٹ کروں گا تمہارا اگر تم دس منٹ نیچے ہال" میں نہیں آئی تو جیسے یہاں پہنچی ہو ویسے ہی گھر پہنچ جانا۔۔۔"دروازے پر

رک کر اسنے سرد لہجے میں کہا اس سے اور پھر باہر نکلتا غائب ہو گیا۔۔۔

عرشیہ وہیں چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر روتی ہوئی نیچے بیٹھتی چلی گئی۔۔
تو مطلب ماہین نے اپنی شرط جیت لی تھی اسے پلا کر۔۔اور اسکے کپڑے، اسے یہاں کون لایا وہ ساری رات کیا اسکے ساتھ؟؟؟
اگر ڈیڈ بھائی مام کو معلوم پڑ گیا تو؟؟؟

اسکی ابھی سوچیں یہیں تھیں کہ اچانک دروازہ کھلا اور وہاں ایک جوان خوبصورت سی لڑکی داخل ہوئی۔

میم اٹھیں آپ جلدی چینج کر لیں۔۔"وہ لڑکی اسکے پاس آکر اسے بازو سے" تھام کر اٹھاتی ڈریس دوسرے ہاتھ میں لیکر اسے باتھ روم میں بند کر چکی تھی۔۔

عرشیہ تو ہکا بکا اسکی حرکت پر کھڑی رہی۔۔

میم جلدی کریں یہاں دوسرے کپل آنے والے ہیں آپکے ہسبینڈ نیچے "
کھڑے ہیں انتظار میں۔۔"وہ اسلے سر پر دھماکہ کرتی عرشیہ کے
ہوش اڑا چکی تھی۔۔۔

اسکی شادی کب ہوئی اس شیطان سے ؟کیا وہ مجھ سے رات ؟؟؟؟""
آگے تو اسکا سر ہی گھوم گیا وہ نفی کرتی اس سے حساب کتاب لینے
کیلئے جلدی چینج کر کے اپنا رات والا فراک پہن کر روم سے ننگے پاؤں
ہی نکل کر بھاگی۔

★☆☆☆☆☆★

اس جلتے کاٹھ کو یہاں بھی مت چھوڑنا تم!"آفس ڈور ناک کر کے اندر "
داخل ہوتے ہارون شاہ اسکے عنابی لبوں میں دبا سگریٹ دیکھتے غصے
سے بولے۔
ساحل نے انکی آواز پر لیپ ٹاپ سے نظریں اٹھا کر انہیں دیکھا
جبکہ لبوں میں ویسے ہی سگریٹ دبا ہوا تھا جہاں ایک طرف
سے دھواں بھی ساتھ خارج ہو رہا تھا۔

کوئی کام تھا مجھے بلا لیتے آپ!" انکی بات کو نظر انداز کرتے اسنے
سگریٹ منہ سے نکال کر پوچھا۔ ہارون شاہ کو برا لگا وہ اس پر ایک
غصے بھری نظر ڈالتے سامنے چیئر پر آکر بیٹھ گئے۔
وہ الگ زمانہ تھا جہاں لڑکیاں سگریٹ پینے والوں کی دیوانی"
تھیں یہ الگ دور ہے یہاں نفیس نازک مزاج لڑکیاں ایسی
بھاری دھواں دار بدبو برداشت نہیں کرتیں منہ سے۔۔" وہ اسے غصے سے
بتانے لگے ساحل کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی

میں کون سا لڑکیوں کی فیکٹری لگا کر بیٹھا ہوں؟" اسنے ابرو اچکا کر اپنے"
باپ سے پوچھا اور لیپ ٹاپ سائیڈ کر دیا ساتھ ہی سگریٹ
ایش ٹرے میں مسل دیا جہاں پہلے سے کافی سگریٹ کی راکھ کے
ساتھ ٹکڑے جمع تھے۔
اور وہ سب ہارون شاہ کا ضبط آزمانے کیلئے کافی تھے۔

آئے گی کیسے لڑکی؟ جب تم کچھ جواب دو تب نا! تمہارا کوئی شادی کا پلان"
بھی ہے یا ساری زندگی یہ شعلہ جلاتے ہی رہنا ہے سینے میں؟ مجھے

بچپن میں تم جتنے معصوم لگتے ہو اب اتنے ہی کوئی۔۔۔۔" وہ کہتے کہتے غصے سے لب دبا گئے۔ پر انکے تاثرات حالت پر ساحل کا قہقہہ زوردار تھا۔

آپ کہہ تو ایسے رہے ہیں جیسے کبھی آپ نے پیا ہی نا ہو۔۔۔ میں بھولا" نہیں ہوں جب کبھی مام نہیں آتی تھیں تب رات آپکی یہی سگریٹ پر گزرتی تھی۔۔" اسنے ہارون شاہ کی زندگی وہ حسین مگر تڑپا دینے والے پل یاد دلائے۔۔

وہ مسکراتے ہوئے چیئر سے پشت ٹکا گئے۔۔
کہا تو ہے تب کا زمانہ اور تھے تمہاری ماں سگریٹ یا کسی"
سگریٹ کی دوران محبت پر احتجاج نہیں کرتی تھیں پر آجکل کی لڑکیاں بہت نازک مزاج ہیں، وہ اپنے ہمسفر کے منہ میں یہ بدبودار دھواں "برداشت نہیں کرتیں۔
ہارون شاہ مسکراتے ہوئے کہنے لگے انہیں وہ پل یاد آئے جب کبھی وہ ساحل کو سلا کر لیٹ روم میں آتی تھی تو وہ اسکے انتظار میں سگریٹ جلاتے رہتے تھے اور لیٹ ہونے کی صورت میں اسے

سگریٹ پینے کے دوران ہی سزائیں دیتے تھے جن سے وہ حیا سے لال تو ہو جاتی تھی پر احتجاج نزاحمت نہیں کرتی تھی۔۔

ساحل مسکراتا انکے چہرے کے خوش رنگ دیکھنے لگا۔ اسکا دل تو چاہ رہا تھا دوسرا سگریٹ پینے کیلئے پر سامنے باپ کو بیٹھے دیکھ کر ایسی گستاخی نہیں کر پا رہا تھا۔
انہیں معلوم تھا وہ اسموکنگ کرتا ہے بلکہ شدت سے کرتا ہے پر انہیں دیکھ کر سامنے فوراً سے چھوڑ دیتا تھا

تو پھر تمنے بتایا نہیں؟" حال میں قدم رکھتے انہوں نے سامنے " خوبرو باوقار خود سے کچھ زیادہ ہی مردانہ وجاہت کے شاہکار بیٹے کو دیکھا۔ جو کہ انکا غرور فخر تھا۔
اسنے بچپن سے لیکر جوانی ایک گہری خاموشی سے گزاری تھی۔ کبھی نا فرمائش کی نا ہی کبھی دوست دیکھے اسکے نا ہی کوئی ایسی ایکٹیویٹی جو عام بچوں جیسی ہو۔۔
اسنے ساری زندگی تنہائی سے گزاری تھی۔ واحد اپنی ماں بہن سے کچھ وقت ہنستا مسکراتا تھا پر محض کچھ وقت۔۔ اسکے بعد اسکی لائیف میں ایسا

بھی وقت آتا تھا جہاں وہ ایک سخت خول میں بند ہو جاتا تھا جس سے اسے ہارون شاہ بھی چھٹکارہ یا آزاد نہیں کروا پائے۔
پر اب یہ سال انکے لئے کافی خوشگوار ثابت ہوا تھا کہ انکا ساحل ہنستا مسکراتا ہوا باتیں کرتا تھا جبکہ پہلے کوئی سڑا ہوا بچا لگتا انہیں اپنا ساحل معصوم تو لگتا نہیں تھا۔

کس بابت ؟" وہ پوچھتا سامنے گلاس الماری سے کچھ فائل نکالنے " کیلئے اٹھ گیا۔ ہارون شاہ نے اسکے چوڑے کندھوں اور وسیع مضبوط سینے کو دیکھا اسکے دراز قامت پر اسکا مضبوط وجود کسی ہالی ووڈ کے فائٹر ہیرو سے کم نہیں تھا۔

گھنے سیاہ بال، گرے سلور رنگ آنکھیں گھنی مونچوں تلے لب کثرت سے سگریٹ نوشی سے کچھ عنابی پڑ گئے تھے۔ وہ دعوے سے کہہ سکتے تھے اگر انکا جگر ساحل شاہ کا ایک پنجہ ہی کسی کے منہ پر پڑ جائے تو وہ سات دن اٹھنے کیلئے لائق نا رہے۔
باپ کم وہ دوست زیادہ تھے تبھی انکی کبھی چھیڑ چھاڑ بھی ہوتی رہتی تھی کہ اتنا قد اور باڈی بنالی ہے کچھ اپنی بیوی پر رحم کھاؤ۔۔

وہ تو قہقہہ لگا کر ٹال دیتا تھا کہ "ایسی نازک سے کریں گے نہیں جو ساحل شاہ کی گرفت کو نا جھیل سکے۔" دونوں باپ بیٹے میں کبھی کبھار شریر معنی خیز بات ہو جایا کرتی تھیں جہاں ساحل قہقہہ لگا کر جان چھڑواتا تھا کہ اتنا سنائیں جتنا وہ برداشت کر سکے۔

کس بابت سے کیا مراد ہے ساحل؟ شادی کس سے کرنی ہے" کوئی پسند ہے تو بتاؤ ورنہ مجھے بتاؤ تمہیں توقیع کیسی لگتی ہے؟" اپنے باپ کے سوال پر ساحل حیرت کے جھٹکے سے مڑا اور اپنے باپ کو دیکھنے لگا کہیں نام لینے میں غلطی تو نہیں کر دی انہوں۔۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟ پسند ہے مجھے وہ تمہارے ساتھ کافی سوٹ کرے" گی اگر پھر بھی تمہیں نہیں اچھی لگی تو عرشیہ؟ وہ تو میرے یار دانی کے دل کا ٹکڑا ہے اگر تمہیں ان دونوں میں کوئی پسند ہے تو رات تک مجھے جواب دے دینا تاکہ کل یا پرسوں میں جاؤں تمہاری مام کے ساتھ بات پکی کرنے۔۔" انہوں نے بیٹھے بیٹھے سارا قصہ سرسری سا اسے سناڈالا جسے سننے کے بعد ساحل کچھ دیر تو انہیں دیکھتا رہا اسکے بعد سر اثبات میں ہلا کر اپنی فائلز لیکر واپس اپنی جگہ پر آبیٹھا۔۔

اسکی نظروں کے سامنے شریر عرشیہ اور اور اس حسین بلا کا چہرہ لہرا گیا۔ ساتھ ہی ایک اور چہرہ بھی اسکی نظروں میں گھوما جسے یاد کرتے ساحل شاہ کے لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ چھا گئی۔

"اتنی جلدی۔۔۔۔"
کوئی جلدی نہیں ہے کافی وقت گزار لیا تمنے اب اپنی ماں کو سکون دو اور" بس جلدی سے کوئی ان دونوں میں پسند کر لو یا میں خاندان میں کسی اور کو دیکھوں۔۔ پر میرا دل ہے یا تو قسیع کو پسند کرو یا عرشیہ کو۔۔۔"
وہ بات کاٹ کر سختی سے گویا ہوئے آخر میں خود ہی نرم پڑ گئے۔۔
کیا یہاں میری الگ سے پسند کیلئے آپشن ہے؟؟" جلتے سینے" میں پانی کا گلاس انڈیلتے ہوئے اسنے اپنے باپ سے پوچھا۔ ورنہ دل چاہ صاف کہہ دے۔

آفکورس! بالکل میرے شیر تم جو پسند کرو گے وہ ہمیں جی جان سے" پسند ہو گی۔ مجھے خوشی ہو گی اگر تمہارے اندر بھی کوئی ایسے جراثیم پائے گئے۔۔۔ کچھ تو عام انسانوں کی طرح مجھے ملے گا میرے بیٹے سے ورنہ تو صرف

شعلہ بھڑکانے والی مشین بن گئے ہو۔" انہوں پہلے خوشی سے بعد میں سگریٹ کے پیکٹ کو دیکھتے جل کر کہا ساحل قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔

اگر میں نارمل ہو گیا تو مشکل آپکے لئے کھڑی ہو جائے گی اسلئے" ابنارمل ہی رہنے دو۔" وہ مبہم مسکراہٹ سے بولا۔ہارون شاہ نے غصے سے اسکی گھنی مونچھوں تلے چھپی مسکراہٹ کو دیکھا۔

منظور ہو گی میرے باپ سب منظور ہو گی مشکلات ایک بار تم کہہ دو" ڈیڈ مجھے یہ پسند ہے یا پاپا مجھے وہ پسند ہے کان ترس گئے ہیں میرے کوئی فرمائش کو سننے کیلئے۔۔۔" انہوں نے ایک دم ہاتھ جوڑ کر کہا ساحل کا قہقہہ بلند و بانگ تھا۔

جانے دیں شاہ صاحب اتنی بڑی باتیں مت کریں بعد میں جو پوری" نا کر سکیں۔۔ جس دن میں نے فرمائش کر دی اس دن آپکی ہی طرف سے پہلا انکار ہو گا۔۔" وہ جھٹلا کر بولا۔۔

تم مجھے آزما کر دیکھ لینا، ہمیشہ سب سے پہلے اپنے باپ کو اپنے ساتھ پاؤ"
گے اور ایک بات یاد رکھنا ہارون شاہ ساحل شاہ کی خوشیوں کیلئے
کچھ بھی کر سکتا ہے۔۔" وہ اٹل مضبوط لہجے میں گویا ہوئے ساحل ہلکا سا
مسکرایا کہ وقت بتائے گا۔۔

چھوڑو ان باتوں کو یہ تمہیں وقت بتا دے گا پر میں یہاں تم سے کچھ "
اہم ڈسکس کرنے آیا تھا۔" دفعتاً کچھ وقفے بعد انہوں نے اسے مخاطب
کیا۔ ساحل نے فائل سے ذرا سی نظریں اٹھا کر انکے چہرے کو
دیکھتے استفسار کیا۔

دیکھو تم واقف ہو گے انجان نہیں بزنس کی دنیا میں تمہارا ایک "
شاہ، خان، ساحل، نامی اس انڈسٹری کا دنیا "SKS" نام ہے
میں ایک نام ہے۔
یہ میرے اور خان کی کڑی محنت جدوجہد سے اٹھائی گئی ایک
شاخ تھی جسے تمنے دریاب نے اس بلندیوں پر پہنچایا ہے جو کہ آج دنیا
کی بڑی انڈسٹریوں میں سے ایک ہو چکی ہے۔" انہوں نے تمہید
باندھی۔ ساحل ہمہ تن گوش تھا

تمہیں معلوم ہو گا حیدر شاہ واپس آ رہا ہے۔" کھوجتی نظروں سے "
ساحل کے تاثرات دیکھے۔ ایک دھڑکا بھی تھا۔۔ پر وہ اگلے پل
ٹھٹھک گئے جب وہ نارملی ری ایکشن دیتا سر ہلا گیا۔

جی معلوم پڑ گیا تھا۔۔" ساحل نے سر ہلا کر جواب دیا اور انکی "
موجودگی کے باوجود زندگی میں پہلی بار سگریٹ سلگانے لگا۔۔

ہارون شاہ اسے دیکھتے لب بھینچ گئے۔۔۔
سوری مجھے ضرورت تھی۔۔" اسنے شرمندگی سے معذرت کی۔ کیسے "
انہیں بتائے کہ لہجے میں اٹھتی چنگاریوں، سینے کی بھڑکتی آگ کو دبانے
کیلئے یہ دھواں اسکا ساتھی رہا ہے۔ جو اسے کچھ وقت کیلئے ریلیکس
کر دیتا ہے۔

ہمم! وہ آ رہے ہیں پاکستان تو میں چاہتا ہوں تم سب کچھ بھول کر ایک "
نئی شروعات کرو۔۔ شاہو مجھے تم سے کافی امیدیں ہیں میرے بیٹے

میں تمہیں ساری زندگی ایک نفرت کی آگ میں جلتا ہوا نہیں دیکھ سکتا۔۔

بھول جاؤ پاسٹ کو۔۔ ان دکھوں کے بدلے میں رب نے تمہیں زریش جیسی خوبصورت پیاری ممتا کے احساس سے لبریز ماں دی ایک پیاری نٹ کھٹ بہن دی کیا یہ کم ہیں؟ کیا ان دونوں وجود کیلئے تم ایک پاسٹ کو نہیں بھولا سکتے۔۔۔" وہ بے بسی سے بولے۔۔۔

ساحل گہرا سانس بھر کر اپنی چیئر سے اٹھ کر ونڈو کے پاس آگیا اور نیچے کیڑے مکوڑے کی طرح چلتی بھاگتی گاڑیوں کو دیکھنے لگا۔

بھلانا یا پیچھے ہٹ جانا بزدل کا کام ہوتا ہے اور ساحل شاہ ان میں سے نہیں۔۔ میرا اس عورت سے کوئی تعلق نہیں جسے لیکر آپ وہم زدہ ہو گئے ہیں۔ رہی گزرے وقت کی بات تو ناسور کبھی ٹھیک نہیں ہوتے ڈیڈ اور میں سینے پر ناسور سے بڑھ کر ایک معاملہ ہے جسے ساحل شاہ بھول نہیں سکتا نا ہی بھلانے دیگا۔" وہ دھواں باہر فضا کے سپرد کرتا سپاٹ لہجے میں گویا ہوا۔۔

ہارون شاہ کی رنگت پھیکی پڑ گئی۔۔

وہ حیدر شاہ کو یقین دلا چکے تھے کہ ساحل شاہ کی طرف سے انہیں کوئی پرابلم نہیں ہو گی پر ساحل شاہ کی باتیں؟؟ان سے تو ایسے نہیں لگتا تھا کہ ساحل شاہ بدلا ہے۔۔۔
یا خول کے اوپر اسنے ایک اور خول چڑھایا ہے؟؟

بے فکر رہیں ڈیڈ آپکی اس فیملی کو کوئی تکلیف نہیں دوں گا۔۔ناہی اپنے ڈیڈ" کو۔۔"سگریٹ ونڈو کے پٹ پر ملتے اسنے اپنا رخ اپنے پریشان متفکر بیٹھے باپ کی طرف کیا اور مسکرا کر بولتا انہیں شاکڈ کر دیا۔۔۔

تم سچ کہہ رہے ہو ساحل؟؟؟"وہ خوشی سے اٹھ کر اسکے مقابل آ گئے اور" اسکی گرے مسکراتی آنکھوں میں دیکھنے لگے۔

ہمم!"وہ اثبات میں سر ہلا گیا۔ایک کی گرے آنکھیں گمراہ" کرنے والی تھیں تو دوسرے کی آنکھوں میں خوشی بے انتہا تھی۔۔انہوں نے ایکدم اسے سینے سے لگایا۔۔

آئی ایم پراؤڈ آف یو مائی سن!" اسکے فراخ دلی سے سب کچھ بھولنے پر" ہارون شاہ خوشی سے بے قابو ہوتے اسے بھینچ گئے پر خود ہی احساس ہوا کہ بیٹا کچھ زیادہ ہی طاقتور ہے کہیں وہ ہی ناہڈی پسلی ایک کر دے۔

ہاہاہا۔۔بے فکر رہیں کچھ نہیں کرتا۔۔" ساحل نے سمجھ کر قہقہہ" لگایا۔۔۔
اب بس کرو کچھ کم کرو باڈی کو میری بہو پر رحم کھاؤ!" انکی چھیڑتی ہوئی" بات پر ساحل پھر سے قہقہ لگا اٹھا۔

اس میں ہی تو سکون ہے۔۔۔" وہ آنکھ دبا کر کہتا سیدھا جا کر اپنی" چیئر پر بیٹھ گیا۔ پر سکون آسودہ سے ہارون شاہ بھی آکر بیٹھ گئے۔

بہت خوش کیا ہے تمنے مجھے آج ساحل! اب جب تم پاسٹ کو" نظر انداز کر چکے ہو پاسٹ سمجھ چکے ہو اور فیوچر کے لئے قدم اٹھا رہے ہو تو میری تم سے ریکویسٹ ہے جلدی سے مجھے اپنی اس بہو کا نام بتا دو۔۔

اور ساتھ ہی آج اپنی ماں کو لیکر آفس کے بعد شاہ ہاؤس جاؤ اور انہیں وہیں چھوڑ کر بعد میں جہاں چاہو چلے جاؤ!" ساری بات سنتے آخری بات پر ساحل نے استفہامیہ نگاہوں سے دیکھا۔

"شاہ ہاؤس کی سٹینگ ہو رہی ہے اور ساتھ روم بھی صاف ہو رہے ہیں تمہاری ماں صرف جا کر دیکھے گی اور روحابیٹا کے حساب سے اسکے لئے کوئی اچھا کھلی فضا والا روم سلیکٹ کرے گیں باقی چند عدد ملازمین کو ہدایات کے بعد آجائے گی۔۔" انہوں نے تفصیل بتائی۔۔

"تو مما کو جانے کی کیا ضرورت ہے میں خود جا کر یہ دیکھ لیتا ہوں۔۔" اسنے بغیر تاثرات کے ایسی بات کر دی کے ہارون شاہ پورے حیرت کے جھٹکے سے ہل گئے۔

"تم جاؤ گے؟؟ شاہ ہاؤس؟؟؟" انہوں نے بے یقینی خوشگوار حیرت سے استفسار کیا انہیں یقین نہیں آرہا تھا اچانک اتنی مثبت تبدیلی انکے بیٹے میں۔

آفکورس جانا ضروری ہے آفٹر آل وہ "میری" کزن ہے۔" اسنے
پر سکون لہجے میں کہتے سر سیٹ کی پشت سے ٹکایا۔۔

ہاہاہاہا اچھا مذاق تھا۔" اسکے میری پر زور دینے پہ وہ قہقہ لگا اٹھے اتنی
تبدیلی ان سے ہضم نہیں ہوئی۔۔
مجھے بھی اچھا لگا۔۔" ساحل ہنس کر بولا ہارون شاہ غصے سے گھور کر رہ
گئے۔۔۔
اچھا ٹھیک ہے جو بھی جائے پر یہ ذمہ داری مکمل کر آئے۔۔ میں
ذرا دانی کی طرف سے چکر لگا کر آتا ہوں کافی دن ہو گئے گیا نہیں وہ ناراض
ہو گا۔" ہارون شاہ کہہ کر اٹھے اور کوٹ کے بٹن بند کر کے ایک نظر
خاموش بیٹھے ساحل شاہ کے چہرے پر ڈال کر وہاں سے نکل گئے۔۔

انکے احترام میں کھڑے ہوتا ساحل انکے جانے پر چیئر پر
بیٹھ گیا اور اب چیئر پہ جھولتے اسنے ایک انگلی سے لیپ
ٹاپ کی سکرین کو روشن کرتے ایک فولڈر اوپن کیا اور وہاں سے وہ
چہرہ سامنے آیا جسکے چہرے پر کراس کے نشان تھے۔

ہوں! تو ہونے والی مسز شاہ کیا روم ہونا چاہیے تمہارے لئے۔۔ تمہیں"
سانس لینے کی پرابلم ہے اور مجھے تمہاری سانس چلنے کی۔۔
پر افسوس یہاں میری مجبوری ہو گئی ہے کہ تمہاری سانس چلنا
بھی ضروری ہے اور روکنا بھی۔۔" وہ ماؤس پر انگلی پھیرتے ہوئے ایروا اسکے
انہیلر پر گھما رہا تھا۔۔

ساتھ وہ ضبط آزمانے والا چہرہ سامنے سے دفع کرتے وہ اپنے کام میں
مصروف ہو گیا۔ اسکے بعد اسے حیدر شاہ کی لاڈلی بیٹی مہکار شاہ کے
سینے کے ٹکڑے کیلئے روم سلیکٹ کرنے جانا تھا۔۔ اپنی پسند کا۔۔
عجیب کھیل تھا ساحل شاہ خود جا رہا تھا روحا شاہ کیلئے روم
سلیکٹ کرنے۔ اس روحا شاہ کیلئے جسے وہ مارنے کی ایک کوشش
کر چکا تھا۔۔۔۔

اور اب کیا دوسری۔۔۔۔؟؟؟

★☆☆☆☆☆★

گاڑی ایئر پورٹ کی حدود سے نکلتی کراچی شہر کی سڑکوں پر تیزی سے بھاگتی ہوئی جا رہی تھی۔ پاس بیٹھا وہ مغرور گھمنڈی شخص اپنی نیلی سرد تاثرات والی آنکھیں سامنے سڑک پر ٹکائے بیٹھا تھا۔۔ سفر دوران سارے راستے بہتے اسکے آنسوؤں کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

کونگ۔۔۔!!" اسنے تڑپتے ہوئے پکارا۔۔"

میں واقعی سچ کہہ رہی ہوں مجھے نہیں تھا معلوم اس پارٹی میں کوئی" ایسی چیز شامل ہے۔۔ ڈیڈ نے ہمیشہ ہمیں ایسی چیزوں سے دور رکھا ہے۔۔ بھائی کتنا بولڈ کیوں نہیں ہیں پر وہ نا شراب کو ہاتھ لگاتے ہیں نا ہی سگریٹ کو۔۔

میں صرف ڈیڈ کو غصہ دلانے کیلئے وہاں گئی تھی موبائل اسلئے آف کی تھی کہ وہ غصہ کریں گے مجھ پر۔۔ مجھے لینے خود آئیں گے ماریں گے پیٹے گے کچھ بھی کریں گے پر ہمارے ڈیڈ تو ہوں گے نا۔۔۔

میں سچ میں نہیں جانتی میں نے کیا کچھ کیا رات۔۔

بھائی یہی چاہتے ہیں وہ ہم سے کچھ کہیں کچھ اپنا احساس دلانے والا۔۔

میں یہ صرف آپکو بتا رہی ہوں۔۔ ہمارے مقصد صرف ان کے اندر

وہی احساسات جگانے کا ہے انہیں اپنی طرف توجہ دلانے کا ہے۔۔

اور ہم کچھ نہیں چاہتے ان سے۔۔

یہ شش۔۔ شراب ماہین کا کزن لایا تھا وہاں اچانک کاٹیج میں۔۔ میں شراب دیکھ کر ہوٹل کیلئے رات ہی نکل رہی تھی پر میری گاڑی کے ٹائر پنچر ڈ تھے۔ میں کسی کو کہہ بھی نہیں پائی ہیلپ کیلئے۔۔

میری نفرت دیکھ کر ماہین نے ضد میں شرط رکھی کہ وہ مجھے پلا کر دم لے گی اور میں نے اس سے غصہ کیا لڑی جھگڑی تو اسنے کہا تھا وہ ایسا کچھ نہیں کرے گی۔۔

آپ بتائیں میں نے کبھی شراب قریب سے دیکھی یا سونگھی ہے جو مجھے معلوم ہوتی۔۔۔ اسنے جانے کس چیز میں ملا کر پلا دی۔۔۔

میں نے صرف وہاں ڈنر کیا تھا بس اور اس میں ہی اسنے ایسا کیا باقی میں نے کچھ نہیں کیا نا ہی مجھے کچھ یاد ہے پر آپنے مجھے مار۔۔۔۔۔

آآ۔۔۔" اسکی ابھی بات بھی مکمل نہیں ہوئی تھی کہ اچانک ایک جھٹکے سے گاڑی رکی۔۔

عرشیہ اس اچانک افتاد پر خوف سے چیخ پڑی۔۔

وہ اس سے کچھ کہے بغیر باہر نکلا اور ایک طرف چلا گیا۔۔
عرشیہ کھلے ڈور سے دھڑکتے دل کے ساتھ خاموش لب کچلتی
"!اسکے آنے کا انتظار کرنے لگی۔"آخر وہ کرنے کیا والا تھا

اچانک اسکے پاس کاونڈونا ک ہوا وہ اچھل پڑی۔۔
ج۔۔جی۔۔۔"ہڑبڑاتے اسنے ڈور اوپن کیا تو سامنے ہی اپنے دراز قد کے"
ساتھ وہی کھڑا تھا۔

میرا کام تھا تمہیں کراچی لانا۔۔اب یہ سامنے ٹیکسی ہے اس"
میں بیٹھو اور نکلو۔۔"اسکا سامان نکال کر باہر سڑک کے کنارے
رکھتے وہ واپس اسکے پاس آگیا۔۔

پپ۔۔پاگل تو نہیں ہو گئے م۔۔مم۔۔میں اکیلی یوں"
سڑک۔۔پر۔۔۔"وہ بوکھلا کر گھبراتی اسکی سیٹ کی طرف
کھسک گئی پر اس سے پہلے ایک ناگوار نظر اسکے ہوائیاں اڑتے
چہرے پر ڈال کر ایک جھٹکے سے اندر جھکتے اسکے بازو کو جکڑ کر باہر نکال
لایا۔۔۔

اپنے مطلب کیلئے جو غلط صحیح جائز ناجائز کو بھول جائیں ان سے "
میں رابطہ رکھنا تو دور ایک غلط نگاہ ڈالنا بھی اپنی توہین سمجھتا ہوں۔" وہ
اسے وہیں ساکت وجامد چھوڑ کر اپنی سیٹ کی طرف گھوم آیا اور
سامنے دیکھتے اندر بیٹھ گیا۔

جاؤ گاڑی میں بیٹھو!!" اسے وہی کنارے پر بت بنا دیکھ کر وہ"
گرجا۔۔
آؤ بیٹا۔۔" وہ بوڑھا آدمی شفقت سے اس سے کہتا سامان لیکر گاڑی"
میں رکھتے بیٹھا پر عرشیہ ٹس سے مس نہیں ہوئی۔۔
اور یہ کیا کم تھا صام کی توہین کیلئے کہ اسکے حکم کو یوں اگنور کر رہی
تھی۔۔۔

تمہیں ایسے نہیں سمجھ آئے گی۔۔۔" وہ غصے سے کہتا واپس باہر آیا اور"
ایک جھٹکے سے اسکے بازو کو اپنی پکڑ میں لیتا ہوا جھٹکا دیکر ٹیکسی کی
طرف بڑھا۔۔
وہ بھی اسکے ساتھ گھسیٹ آئی۔۔

اسکی پکڑ اس قدر ظالمانہ تھی کہ عرشیہ کے منہ سے ناچاہتے سسکی نکل گئی۔"چچ۔۔ چھوڑو مجھے۔۔"اسنے غصے سے مزاحمت کی پر اسنے ڈور کھول کر اسے اندر دھکیل دیا۔۔۔

جو ایڈریس میں نے بتایا ہے اسے وہی چھوڑیئے گا اس سے نا ایک انچ" دور یا پیچھے۔۔ آگے اگر میرے احکام کے خلاف گئے کسی اور کی سنی تو انجام کے ذمہ دار آپ ہوں گے۔"ڈور ٹھا کے ساتھ بند کرتے وہ ڈرائیور کی ونڈو پر جھکا سرد لہجے میں کہتا ایک غلط نگاہ بھی اس پر ڈالے بغیر اپنی گاڑی میں جا کر بیٹھ گیا۔۔

وہ روتی اپنا بازو سہلاتی اسکی پشت دیکھ کر اب چلا رہی تھی ڈرائیور پر جو کہ بے بس ہو چکا تھا۔
مجھے معاف کر دیں بیٹا میں غریب ہوں۔۔ کوئی انجام نہیں" بھگت سکتا۔۔"اس بوڑھے ڈرائیور نے معذرت کر دی۔۔

عرشیہ ایک غضب بھری نظر اس بوڑھے پر ڈال کر اپنا بازو دیکھنے لگی جہاں اسکا ایک بے رحمانہ لمس موجود تھا۔۔

آیا بڑا ناچھونے والا کمینہ *** "ناک دوپٹے سے صاف کرتے وہ ہچکیاں" بھرنے لگی۔۔۔

آپ بتائیں میری کہاں غلطی تھی وہ کمینہ کنگ کونگ مجھے" اتنی سزا دے گیا۔۔ کیا میرا حق نہیں ہے گھومنے پھرنے کا۔۔ مجھے ڈیڈ کا پیار نہیں چاہیے مجھے مام کے فکر مند ہونے کے بجائے انکا پیار نہیں چاہیے۔۔۔ مجھے بھائی کی آزادی کی بجائے انکا پیار نہیں چاہیے۔۔۔۔

سب کو میں بری لگتی ہوں دعا کریں ایک دن مر جاؤں پھر قدر ہو گی ان سب کو میری۔۔ "گاڑی اسٹارٹ ہو کر سڑک پر آ گئی وہ اپنی ایک ایک چیز باہر پھینکتی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔

اس بات سے انجان کسی کی آنکھوں میں لہو اتر آیا اسکا چہرہ دیکھتے۔ سامنے شیشے سے نظریں اسکی سڑک کے بیچوں بیچ اس چمکتی چیز پر گئی۔

جھٹکے سے گاڑی روکتے وہ ہڈی میں چھپا چہرہ، چہرے پر سیاہ ماسک کا تین "DAD" لگے، گاڑی سے نکل کر بیچ سڑک سے اسکی پھینکے ہوئے حرف کا وہ لاکیٹ اٹھا کر اپنی آنکھوں کے سامنے لٹکاتا ہوا دیکھنے لگا۔۔

اوئے چھوڑ اسے یہ میرا ہے۔۔۔"معاً فضا میں ایک غصیلی" چنگارتی ہوئی چیخ گونجی۔۔

کراچی کی مین سڑک کے بیچ آتی جاتی رکی گاڑیوں کے تیز ہارن میں گونجتی اس چیخ پر کتنی ہی گردن اس ٹیکسی کے ونڈو سے سر نکالتی اس سنہری دوشیزہ لڑکی کی طرف اٹھی تھیں۔۔

وہ، گاڑیوں کی رکاوٹ کا سبب اس سڑک کے بیچ کھڑے سیاہ لبادے میں ملبوس وجود کو کہہ رہی تھی۔ جس کا ہڈی میں چہرہ دیکھنا ناممکن میں سے تھا۔

جبکہ اس چیخ پر وہ سرد ٹھٹھرا دینے والی آنکھیں بھی اسکی سمیت اٹھیں۔۔

گاڑی روکو انکل پلیز گاڑی روکو وہ چور میرا لاکیٹ لے جائے گا انکل"
پلیز۔۔۔"عرشیہ پاگل ہوتی اس آدمی سے مسلسل دور جاتی خوف
غصے منتوں سے چیخنے لگی۔۔

معاف کیجئے گا بیٹا میں ایسا نہیں کر سکتا۔۔"کراچی کی کیڑے"
مکوڑے کی مانند گاڑیوں کے بیچ اپنی ٹیکسی روکنا سراسر موت تھی۔
خود بھی جان سے جاتے اور اس لڑکی کو بھی۔۔
اس لڑکے کی وارننگ اسے یاد تھی اگر اسے کچھ ہوا تو اسکی نسل مٹا دے
گا۔۔
شٹ اپ جسٹ شٹ اپ۔۔۔"وہ چیختی پھوٹ پھوٹ کر رونے"
لگی جب اس چور کو وہ لاکیٹ مٹھی میں بھینچتے اپنی گاڑی میں جا کر
بیٹھتے ہوئے دیکھا۔۔۔

میں کبھی معاف نہیں کروں گی آپکو صمصام۔۔۔"وہ پھوٹ پھوٹ"
کر ہاتھوں میں چہرہ چھپائے رونے لگی جب اچانک سے کسی ہوا کے
سرد جھونکے کی مانند پاس سے گزرتی اسی گاڑی میں بیٹھے شخص نے اس

سسکتے وجود پر ایک نظر ڈالتے کچھ اندر پھینکا جو کہ سیدھا عرشیہ کی گود میں جا گرا۔۔۔

وہ چونک اٹھی گھبرا تو ڈرائیور بھی اس غیر معمولی حرکت پر گئے تھے پر عرشیہ کے ہاتھ میں وہ لاکیٹ دیکھ کر انہوں نے سکون بھرا سانس خارج کیا۔

اور سیکنڈ کے وقفے میں اس گاڑی کو کئی میل دور دیکھتے رہ گئے۔۔۔

دیکھا ٹوٹ گیا نا۔۔۔" اسنے سسکتے ہوئے کہا۔۔"

جہاں سنہری بھیگی تکلیف سے سرخ آنکھوں کے سامنے انگلی میں کے مختصر اور ادھوڑے AD حرف کا لاکیٹ DAD لٹکتا ہوا وہ حرف میں رہ جانے والے لاکیٹ کو دیکھا۔۔

وہ تکلیف سے مزید رونے لگی۔۔

اس لاکیٹ کے نام کا پہلا حرف تو ٹوٹ چکا تھا۔۔ پیچھے آدھارہ گیا تھا۔۔ جس سے نا "ڈیڈ" مکمل ہو سکتا تھا۔ نا ہی "دلاور، عرشیہ، "دریاب

ڈرائیور خاموشی سے اس روتی نازک سی لڑکی کو دیکھتا رہ گیا۔۔ اسکے رونے کی شدت کو دیکھتے وہ اندازہ لگا چکے تھے کہ یہ لاکیٹ اسکے لئے شاید بڑی اہمت رکھتا تھا۔

پر وہ اسے نہیں چھوڑ سکتے تھے بیچ سڑک پر۔۔ وہ دیکھنے میں ایسی تو نہیں تھی کہ اکیلی سفر کرے۔ حیوان بڑھ رہے تھے ملک میں ایسے میں کیسے اس معصوم سی لڑکی کو چھوڑ دیتے۔۔

ٹیکسی سیدھا اسکے گھر کے سامنے رکی وہ اپنا سامان وہیں چھوڑ کر روتی ہوئی بھاگتی گھر میں داخل ہوئی۔۔

اور آس پاس دیکھے بغیر سیدھا سیڑھیاں پھلانگتی ہوئی اپنے روم میں آئی اور ڈور لاک کرتے منہ کے بل بیڈ پر گر کر سسکنے لگی۔

"آئی ہیٹ یو صام آئی ہیٹ یو۔۔۔"

★☆☆☆☆☆★

ٹریفک لائیٹ دیکھتے اسنے پھر اپنی کلائی میں بندھی گھڑی کو دیکھا۔

اور آس پاس ایک سرسری سی نظر اسنے ڈالی۔

سیاہ گلاسس والی بند بُلٹ پروف اے سی والی گاڑی میں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی وہ کوئی اور نہیں صمصام زیدی کی لاڈلی بہن توقیع صائم زیدی تھی۔

عموماً تو اسکے ساتھ یہاں تک سفر ہمیشہ اسکے ڈیڈ اپنی گاڑی میں ساتھ چلتے ہوئے کرتے تھے پر انہیں کل سے گاؤں اپنی ماں کی جگہ ہاسپٹل جانے کی وجہ سے وہ آج اکیلی یونی جا رہی تھی۔
اسکے علاوہ سنیچر کو اسکی کوئی کلاس نہیں ہوتی تھی اور اتوار تو ویسے ہی چھٹی ہوتی تھی ساتھ ہی ان دو دنوں میں اسکے مام ڈیڈ بھی گاؤں ہوتے تھے۔۔
لائیٹ کے جلتے ہی اسے سگنل ملا اور اسکی گاڑی دوسری گاڑیوں کے ساتھ ہی آگے بڑھ گئی۔۔
باقی کا راستہ اسنے اپنی پڑھائی کے بابت سوچتے ہی گزار دیا۔یونی کے قریب پہنچتے اسنے پارکنگ ایریا میں اپنی مخصوص جگہ پر گاڑی روکی اور ڈور اوپن کر کے بیگ کندھے پر ڈال کر فائل تھامے وہ باہر آئی۔۔
سر پر نیوی بیلو اسکارف باندھے، نیوی بیلو گھٹنوں سے نیچے آتے فراک پر وائیٹ کیپری پہنے شانوں پر وائیٹ ہی دوپٹہ پھیلائے ہوئے

وہ بیگ کندھے پر ڈال کر جیسے اسنے گاڑی سے باہر قدم رکھا اسکے ساتھ ہی بیگ میں موجود اسکا موبائل بج اٹھا۔۔
آس پاس کتنی گردنیں اسکی سمیت اٹھی تھیں ساتھ کتنی آنکھوں میں حسد کے ساتھ تپش اتر آئی تھی۔۔۔
وہ ان سب پر دھیان دیئے بغیر اپنے ازلی انداز میں سب کو نظر انداز کرتی بیگ سے موبائل نکال کر دیکھنے لگی جہاں صمصام زیدی کا نام دیکھتے اسکے سرخ گلاب کی پتیوں جیسے لب مسکرا اٹھے۔۔۔

اسکے ان گلاب کی پتیوں کے نکھرنے مہکنے پر کتنے دلوں کی دھڑکنیں ابتر ہوئی تھیں اسکا اندازہ اسے نہیں تھا نا ہی وہ ان فضول غلط سوچوں کی طرف دھیان دیتی تھی۔

وہ صمصام کو زندگی میں پہلی دفع لیٹ دیکھ کر خوشی سے چہک اٹھی۔
السلام علیکم صبح بخیر! زندگی میں "توقیع صائم زیدی" کی پہلی صبح" ہے جہاں وہ صمصام زیدی سے فرسٹ ہے۔" اسنے اپنی کھکھلاہٹ لوگوں کے احساس سے ضبط کرتے چہک کر پُرجوش ہوتے کہا۔۔

پر اسکے تعارف "توقیع صائم زیدی" فضا میں گونجتے ہی اسکے پاس ہی کھڑی سیاہ گاڑی میں موجود اپنے شکار کا انتظار کرتے وجود نے آہستہ سے نظریں بائیں سے ہٹا کر دائیں گھمائیں۔۔

اسکا سائیڈ فیس، آدھے لبوں پر گہری مسکراہٹ اس ہڈی میں موجود وجود کے ماسک تلے دبے لبوں پر بھی ایک پر اسرار سی مسکراہٹ بکھیر گئی۔۔

میں کچھ نہیں سنوں گی مجھے لنچ آپکے ساتھ کرنا ہے۔۔"اسکی منمناتی" آواز آہستہ سے سرگوشی میں گونجی۔

اور وہ اب آگے بڑھنے لگی تھی کہ ایکدم بیچ میں اچانک ہی دوسری گاڑی آکر پارک ہوئی۔۔

توقیع اس لڑکی کی اس اچانک حرکت پر ناگوار نظر ڈالتی ایک دم پیچھے ہو گئی مبادا اسے ہی ناٹھوک دے۔

اس پر ٹکی ان نظروں کے بیچ رکاوٹ بنتی ہوئی وہ گاڑی کھڑی ہو گئی تھی اور توقیع کو معلوم بھی نا ہوا وہ کسی کی نظروں کے حصار میں تھی اور کسنے اسے محفوظ کیا تھا۔۔

وہ تو اپنی دھن میں اپنے بھائی سے ضد لگا کر بیٹھی تھی۔ جو کہ اسکی غیر موجودگی میں گھر آکر واپس آفس کیلئے روانہ بھی ہو گئے تھے۔

میں ڈیڈ سے شکایت لگاؤں گی آپکی بھائی مجھے آپ ٹائم نہیں" دیتے۔۔۔"اسنے منہ بسورتے ہوئے کہا۔۔۔
اس منظر کو دیکھتا وہ نقاب پوش گاڑی سے نکل آیا۔۔

اسٹوڈنٹ آہستہ آہستہ گیٹ کی طرف بڑھ رہے تھے وہ بھی اندر کی سمیت بڑھی۔۔ لبوں پر گہری مسکراہٹ چھائی ہوئی تھی کیونکہ اسکا بھائی مان چکا تھا۔۔۔
سارا دن اسکے نام کر کے۔۔

"کک۔۔۔ کون۔۔ ہو۔۔۔ چچھ۔۔ چھوڑو مجھے۔۔۔"
موبائل بیگ میں رکھتے اسنے ابھی دو ہی قدم اٹھائے تھے کہ ایکدم فضا میں خوف کے حصار میں جکڑی دہشت سے سرسراتی کسی لڑکی کی وحشت بھری آواز گونجی۔۔۔

اور وہ توقیع کے اس قدر پاس تھی کہ اسکے رگ و پے میں خود وحشت سی برپا ہو گئی۔۔۔

شششش!" اسکے لبوں پر گلوز میں مقید ہاتھ رکھتے کان میں کہا "تمہاری" موت!!" ایک بھاری سرد سرگوشی اسے جیسے اپنی پشت پر سنائی دی۔۔۔

یہ سب کیا تھا؟؟ دن دھارے کس کی موت؟؟؟

★☆☆☆☆☆★

اسے جانے کیا خوف محسوس ہوا۔" کہیں کوئی پرانک تو نہیں کر رہا؟" ایک دوسری سوچ بھی دماغ میں آئی۔ اسنے کانپتے دل کے ساتھ آہستہ سے پاؤں میں حرکت کی اور رخ موڑا۔۔

اگلے ہی پل اسکا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔۔ وہ بالکل زرد پڑ گئی جبکہ اس صورتحال پر اسکی آواز حلق میں ہی دب گئی کہ نا وہ چیخ مار سکی نا ہی چلا۔۔۔

اسکی نیلی حد سے بڑی ہوتی پھیلی آنکھوں میں ایک وحشت کا جہاں آباد ہوتے دیکھتے مقابل کے لبوں پر گہری مسکراہٹ آئی جو کہ ایک پراسرار سی مبہم تھی۔

وہ اس سے چند فاصلے پر کھڑا انکی یونی کی لڑکی کے منہ پر ہاتھ رکھے سرد نظروں سے توقیع کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔
"بب۔۔بھ۔۔۔۔وہ اس سیاہ نقاب پوش کو دیکھ کر چیخنا چاہتی تھی پر اس سے پہلے اسکے ارادے بھانپتے ہوئے مقابل نے سیاہ گلووز میں مقید انگلی اٹھا کر اپنے لبوں پر رکھتے شش کے ساتھ اسے خاموش رہنے کی تلقین کی۔

"شش!!!ڈرتے نہیں بہادر بنو" وہ سرزنشی انداز میں سرد لہجے سے کہتا ماسک کے اوپر لبوں پر انگلی رکھے اسکی سانسیں سینے سے نوچ گیا۔۔۔
"ہوں۔۔آآ۔۔اوں۔۔۔۔جبکہ اسکے حصار میں قید وہ لڑکی ہاتھ پاؤں مارتی چیخنے کی مزاحمت کرتی توقیع سے مدد مانگ رہی تھی پر اسکی

سانسیں خود ہی خوف سے سینے میں دب گئی تھیں وہ کیا اسکی مدد کرتی۔۔

دونوں گاڑیوں کے بیچ کھڑی وہ اس نقاب پوش کو دیکھ رہی تھی جسنے اسے خاموش دیکھ کر اپنی ہڈی کے اندر ہاتھ ڈال کر اسکی آنکھوں کے سامنے سائیلنسر لگی گن نکالی۔۔

اسکے گلووز پہنے ہاتھوں میں گن دیکھتے وہ پتھر کی بت بن گئی جب اسکی پکڑ میں موجود وہ لڑکی پوری مزاحمت کرتی چیخیں مارنے کی پوری کوشش میں تھی تاکہ کوئی ان تک پہنچ جائے۔۔

اس نقاب پوش کی گن کا منہ اس لڑکی کے دماغ پر ٹکا، وہ خوف دہشت سے سپید پڑ گئی۔۔

چھوڑو مجھے چھوڑوو۔۔۔" وہ اندر ہی اندر چلاتی چیخیں مارتی آنکھوں کے سامنے " موت دیکھ کر اسکا منہ نوچنے کی کوشش میں تو کبھی اسکا ہاتھ منہ سے ہٹانے کے ساتھ اسے ککس بھی مار رہی تھی۔ پر اسکی اس سخت مزاحمت کا اس پر کوئی اثر نہیں تھا۔

وہ کوئی موم کا یا جذبات کا وجود نہیں پتھر سے مضبوط بھڑکتی آگ
بے حس و بے رحم وجود تھا،، جسکی آنکھیں ہمہ وقت لہو ٹپکاتی رہتی
تھیں۔۔
توقیع جیسی مضبوط اعصاب کی مالک بھی اسکی آنکھوں کے خوف
.اسکے انداز اسکے وجود کی وحشت سے سن پڑی رہ گئی
دونوں لڑکیوں کی آنکھوں میں موت کا سایہ اتر آیا تھا جس طرح
اچانک حیوان انکے بیچ آگیا تھا۔ اور وہ دیکھنے میں تو ایسا تھا پورا
سیاہ نقاب میں چھپا صرف اسکی آنکھیں ہی تو ظاہر تھیں
جیسے کسی حیوان کی دہکتی ہوئی آنکھیں ہڈی سے نکلی آگ کی مانند محسوس
ہو رہی تھیں۔۔

توقیع نے آہستہ سے ان آنکھوں کو دیکھتے حلق تر کیا اور آہستہ نفی میں
سر ہلایا کہ یہ ٹھیک نہیں۔۔ وہ جو سب کچھ کسی آفت سائے کسی
برے خواب کی طرح سامنے آیا تھا منظر وہ سچ نہیں۔۔
وہ سامنے کھڑا نقاب پوش اسے نہیں مار سکتا۔۔

نن۔۔۔نن۔۔ نہیں۔۔"اسکے حلق سے بہت مشکل دقت سے یہ ٹوٹا" لفظ نکلا اور یوں محسوس ہوا جیسے پورے وجود کی قوت چھین کر نکلا ہے منہ سے۔۔

دن دھارے کوئی وحشی کیسے کسی کی جان لے سکتا ہے۔ یہ ضرور کوئی مذاق ہو گا اسکے ساتھ۔ ضرور عرشیہ کی شرارت ہو گی اسکے ساتھ۔۔

پپ۔۔۔پلیز۔۔نن۔۔ نہیں۔۔"وہ آہستہ سے لرزنے لگی اسکی حالت" خوف وحشت سے بری ہونے لگی جانے کیسے اسکے کندھے سے بے جان بیگ لڑھک کر اسکے قدموں میں گرا اسے احساس نہیں تھا۔۔

وہ تو صرف پھیلی آنکھوں سے بے تحاشہ روتی لڑکی اور اسے جکڑے کھڑے وحشی کو دیکھ رہی تھی۔

ناصرف وہ لڑکی رو رہی تھی بلکہ اسے دیکھتے توقیع کی آنکھیں خوف سے برسنے لگیں۔ اسکا وجود مقابل کی آنکھوں سے نکلتی انجان سی نفرت آگ سے جلنے لگا اسکے ہاتھ پاؤں بالکل سرد پڑ گئے۔

اسے لگا وہ ابھی لہرا کر گر جائے گی اور وہ بے گناہ ابھی ہی اسکی آنکھوں کے سامنے ہی ماری جائے گی۔

رکو!" اچانک فضا میں بھاری آواز گونجی۔۔"
وہ اسکے قدم کو پیچھے اٹھتے دیکھ کر غصے سے نیچی سرد آواز میں غرا کر بولا۔۔ اسکا لہجہ اس قدر خوفناک سرد تھا کہ اسکی بچی کچی سانسیں بھی جیسے نوچنے لگا۔۔۔

ککک۔۔ کون۔۔ ہوتت۔۔۔ تم۔۔؟؟؟" اسنے روتے ہوئے پوچھا۔"
اس میں اتنی طاقت نہیں بچی تھی کہ ایک چیخ ہی مار سکے۔

" See baby! I'am Your Evil, and You are mine"

اسکے دلچسپ سوال سے بھی زیادہ اسے دیکھتے ہوئے اسنے کافی پر اسرار انداز میں سرگوشی اسکے گوش گزاری۔۔۔

جہاں وہ سرگوشی توقیع کے کانوں سے ٹکرائی اسکے ساتھ ہی اس لڑکی کے دماغ پر رکھی گن کی طرف اسے اشارہ دیتے، ٹریگر پر جمی انگلی پہ دباؤ دیتے واپس نظریں کا مرکز اسکے وجود کو بنا لیا۔۔

اور بڑے غور سے اسے سر سے پاؤں تک دیکھنے لگا۔
اسکے قید میں مچھلی کی طرح تڑپتی لڑکی کے دماغ میں ایک سوئی گرم چبھن گھستی ہوئی سیدھا دوسری طرف نکلتی ناصرف توقیع کی ہولناک چیخوں کو بلند کر گئی بلکہ اس لڑکی کی ساری مزاحمت قوت سانسیں اپنے ساتھ نوچ سرخ لہوں کی چھینٹیں سامنے گاڑی کے ونڈو پر بکھیر گئی۔

تت۔۔۔تم۔۔۔"نقاب پوش کے حصار سے نکل کر زمین پر" لہرا کر گرتی اس لڑکی کی انگلی توقیع کی طرف اٹھی۔۔۔

"آآآ۔۔۔آآآ۔۔۔ہہہ۔۔۔آآآہہہ خون خون۔۔۔"
گھومتے دماغ کو ہاتھوں میں تھامے توقیع کی چیخیں ساکن فضا میں وحشت برپا کر گئیں۔

"خون نہیں دہشت۔۔۔"

جانے سے پہلے وہ اسکی تصحیح کرتا ہوا پلٹا اور دائیں ہاتھ کی بیچ کی انگلی بلنڈنگ میں نصب کیمرہ کے سامنے بلند کرتے دوسرے پل گن آنکھوں کے سامنے کرتے اس کیمرہ پر سیدھا فائر کیا۔۔

فضا توقیع کی چیخوں سے گونج رہی تھی۔ وہ گاڑیوں کے بیچ سے نکلتی پیچھے بھاگتی وحشزدہ تھی اسکی مسلسل چیخوں سے یونی سے کتنے لوگ بھاگتے اسکی طرف آرہے تھے جبکہ وہ صرف ایک نظر اسکی حالت پر ڈالتا ہوا چلتا اپنی گاڑی میں بیٹھا دوسرے پل گاڑی انکے بیچ سے نکالتا ہوا اپنا شکار کرکے جہاز کی اسپیڈ سے گاڑی اڑاتا ہوا وہاں سے نکلا۔۔۔

وحشی حیوان۔۔۔ مرڈر۔۔۔۔ "وہ حواس باختہ بدحواس اندھا دھند" بھاگتی پاگلوں کی طرح چیختی نڈھال سی انکے قریب پہنچنے پر بدحال ہوتی لہرا کر سیدھا دھڑام سے نیچے فرش پر گری۔۔

بھائی۔۔!!!" ہوش سے بے ہوش ہوتے اسکے خشک لبوں سے ایک" وحشت بھری سرسراتی ہوئی سرگوشی آزاد ہوئی۔۔ دوسرے پل اسکی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔۔

گارڈ اسٹوڈنٹس کے قریب پہنچتے ہی وہاں کی صورتحال کو سمجھتے،، گاڑیوں کے بیچ پڑی انکی یونی کی لڑکی کی بے جان لاش کچھ دور پڑی توقیع کا بیہوش وجود دیکھتے ایک وحشت کا جہاں برپا ہو گیا۔۔

صبح کے وقت لوگوں کے چلتے یونیورسٹی کے اسٹوڈنٹ کا مرڈر ہونا کوئی عام بات نہیں تھی۔۔ اسٹوڈنٹس کا کہرام مچ اٹھا۔
دیکھتے ہی دیکھتے کھٹ کھٹ ویڈیوز تصاویر شوشل میڈیا کی زینت بننے لگی شاگردوں کا احتجاج آگ شعلے پولیس کا ہارن وحشت ہی وحشت برپا ہو گئی تھی۔۔

داکٹر صائم زیدی، صمصام زیدی، ڈاکٹر صارم زیدی کے نمبر دھڑ دھڑ کالز جاتیں رہیں توقیع کے وجود اٹھا کر امبولنس میں ڈالے وہاں سے روانہ ہوئے۔۔
گاڑیوں کو لگی آگ کو بجھاتے فائر بریگیڈ، لاش کی تفتیش کرتی پولیس، سیکیورٹی فورسز سب کچھ سنبھالنے میں لگی ہوئی تھی۔۔

صبح کا پر سکون ماحول، دوپہر کا کہرام میں مچ اٹھا تھا۔۔ انصاف کا احتجاج کرتے وہ اسٹوڈنٹس نعارے لگا رہے تھے۔ اور ان میں کچھ شر پسند لوگ مزید وحشت برپا کرتے موقع ملتے ہی شعلے بھڑکا دیتے۔۔

نیوز چینل رپورٹر اینکر ساری صورتحال کیمرہ میں قید کرتے سب سے پہلے اپنے چینل پر سنسنی خیز نیوز پہچانے کیلئے فل فارم میں آچکے تھے۔۔

ناظرین جیسا کہ آپ دیکھ رہے آج صبح کراچی یونیورسٹی کی ایک "
طالبہ کی آنکھوں کے سامنے ایک دہشتگرد نے دوسری طالبہ کے دماغ پر گن رکھ کر سائلنس فائر۔۔
طالبہ موقع واردات پر جان بحق دوسری طالبہ اس دہشت گرد کو دیکھتے دہشتزدہ ہو کر چیختی بیہوش ہو گئی جنہیں ابھی ہاسپٹل لے جائے گیا ہے۔ واردات کی اکلوتی گواہ اس وقت ہاسپٹل کے بیڈ پر بیہوشی کے زیر اثر ہے۔

انکے ہوش میں آتے ہم آپکو مزید اس دیشتگرد کے بابت ساری صورتحال سے آگاہ کریں گے۔ناظرین ہر طرف شعلے بھڑک رہے ہیں طالبات کا احتجاج عروج پر ہیں"

اینکر رپورٹر مائیک پکڑے کیمرہ کے سامنے کھڑے طلبات کے چیئرز ٹیبلوں کو آگ لگاتے دکھاتے ہوئے ایک دوسرے کو دھکیل رہے تھے۔

جانے کون تھا کہاں سے آیا تھا اچانک کہ اسکی اتنی دیدہ دلیری وہ دن کے وقت آکر یونیورسٹی کے طالبہ کو گولی مار کر جا بھی چکا تھا۔۔

طالبات احتجاج تھا ہر طرف ہر کسی کی جنگ میں ان بے گناہ کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔وہ آگ شعلے جلاتے انصاف کی دھاڑے نعرے لگا رہے تھے۔فورسز بمشکل انہیں سنبھالنے کی کوشش میں تھی پولیس تفتیش میں لگی ہوئی تھی۔

اسکا قدم پڑتے ہی ہر طرف دہشت برپا تھی۔آگ شعلے آسمان کی بلندیوں کو چھونے کی کوششوں میں تھے۔

وہ چیئر پر بیٹھا ٹیبل پر دونوں پاؤں رکھے سامنے لگی ایل ای ڈی میں ساری صورتحال دیکھ رہا تھا۔ اسکے سامنے وہ وجود بھی اٹھایا گیا تھا جو کہ اسکا واحد اکلوتا گواہ تھا۔

"کیا بتاؤ گی کہ دلاور خان ازبیک ؟؟؟"
استہزائیہ مسکراہٹ لبوں پر سجا اسنے اسکرین کو دیکھا پر وہاں بار بار ایک ہی پڑی لاش کو دکھاتے اسے سخت بدمزہ کر دیا،، اسنے بور ہوتے چینل بدلا۔
اور سامنے رکھا بھانپ اڑاتا ہوا کپ اٹھا کر لبوں سے لگاتے نیم دراز دیکھ رہا تھا۔ "Tom and jerry"

★☆☆☆☆☆★

کیا ہوا ہے اسے ؟؟" تقویٰ نے پریشانی سے استفسار کیا۔۔"
ہونا کیا ہے ضد کر کے دوستی کی پارٹی میں گئی تھی اب آکر بخار" میں پھینک رہی ہے۔۔"عائشہ نے دبے لہجے میں کہا۔۔

مجھے بہت پریشان کر دیا ہے اسنے تقویٰ۔۔ حنان بہت پریشان رہتے ہیں" اسکے لئے۔۔" وہ بے بسی سے بتانے لگیں۔۔

بھائی تو خوام خواہ پریشان ہوتے ہیں جب میں نے انہیں کہا ہے کہ" میری بیٹی ہے عرشیہ پھر کیوں وہ پریشان ہو رہے ہیں۔۔" تقویٰ نے اسکے ہاتھ کو اپنے حوصلہ دیتے ہاتھوں کی گرفت میں لیکر محبت سے کہا۔

وہ تو بے شک ہے تقویٰ پر حنان اسکے رشتے کیلئے پریشان ہیں شاید۔"" وہ افسردگی سے بولی۔
ہاہاہاہا۔۔" معاً اسکی بات سن کر پاس بیٹھی زریش کا قہقہ زوردار" تھا۔
ابھی تک وہی ڈفر رہنا تم قسم سے یہ کبھی نہیں بدلے گی۔" وہ ہنستی ہوئی" بولیں تقویٰ کو بھی ہسنی لگیں۔۔

بھائی پریشان نہیں۔ یہ بے عقل صرف میری دوست ہی" پریشان ہو سکتی ہے۔" انہوں نے ہنستے ہوئے عائشہ کو ساتھ لگایا۔۔

وہ ناسمجھی خفا انہیں دیکھنے لگی۔

تقویٰ واضح بتاؤ اسے۔ بچے جوان ہو گئے پر اسکی عقل ابھی وہی گھٹنوں میں" ہے۔۔"زریش مسکراتے چھیڑتی ہوئے بولیں۔

آپی مجھے سچ میں نہیں معلوم کیوں مجھ پر ہنس رہی ہیں آپ۔۔"اسنے" الجھتے ہوئے پوچھا جب تقویٰ نے ہاتھ کی پشت تھپک کر اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔

ہم اسلئے ہنس رہے ہیں کہ میرا مطلب عرشیہ کو اپنی بیٹی کہنے کا یہ" تھا کہ وہ میں نے بھائی کو شروع میں ہی بتا دیا تھا عرشیہ صرف میرے صمصام کی ہے۔۔اسکی فکر مت کرو جیسے ہی اسکی تعلیم کمپلیٹ ہو گی میں سائیں آکر باقاعدہ رسم ادا کر جائیں گے۔ یہ میں نے بس صائم جی سے رضا لیکر بھائی کو کہا تھا انہوں نے شاید یاد نہیں رکھی ہو گی یا بچوں کی رضا پر چھوڑ دیا ہو گا۔ پر میں واضح بتا چکی ہوں میری عائشہ کی بیٹی میری ہی بہو ہو گی۔۔"اسنے صاف گوئی سے واضح بتا دیا اسے کہ عائشہ کتنی دیر تک کچھ بول ہی نہیں سکی۔۔

صمصام کیلئے؟؟؟؟" اسے جیسے یقین نہیں آرہا تھا اسکی لاابالی سی لڑکی اس"
لڑکے کیلئے جو اپنے وقت سے ایک منٹ نا پیچھے ہوتا تھا نا ہی آگے۔۔

ہاں صمصام کیلئے مجھے معلوم ہے تمہیں میرا نیلا بلا پسند ہے۔۔""
اسنے ہنس کر کہا پر وہ اس اچانک رب کی رحمت پر گنگ تھی۔
شاید تقویٰ تمنے بچی کو ساکت کر دیا ہے اچانک دھماکے سے۔ اسکا"
منہ میٹھا کرواؤ وہ ہوش میں آئے۔۔" اسے گنگ بیٹھے لب پیوست
دیکھ کر زریش نے ہنستے ہوئے کہا۔

ہاں ثمن کہاں ہے اسکے پاس ہوگا نا چاکلیٹ اسے کہو سب کا منہ"
میٹھا کروائے۔۔" وہ بھی انکی شرارت میں ہنستی ہوئی گویا ہوئیں۔
جبکہ عائشہ کی کیفیت سے دونوں انجان تھیں۔۔
نہیں اسکا اب چاکلیٹ کھانا میں بند کر چکی ہوں۔۔""
زریش نے اسے بتایا۔ تقویٰ بھی اسکی ڈائیٹ سے واقف تھی۔

تم یار اس پر ظلم کر رہی ہو آپی وہ ابھی بچی ہے اسکے کھانے پینے کا ٹائم ہے"
یہ فگر ڈائیٹ کیلئے تو پوری زندگی پڑی ہے۔
اور دنیا کی بیسٹ ایکسرسائز تو نماز ہے جسے بڑے سے بڑے
سائنسدان بھی مان چکے ہیں۔وہ تو میری شہزادی پڑھتی ہے پھر تم کیوں
"اتنی متفکر ہو کر خود کو خوام خواہ ہلکان کر رہی ہو۔۔
اسکی بات سن کر زریش کچھ کہتی پر نظریں جب عائشہ کے جھکے
سر بہتے آنسوؤں پر پڑی تقویٰ کا دل کانپ گیا۔

عاشو!!"وہ تڑپ کر ایک قدم کا فاصلہ مٹاتی ہوئی اسکے پاس"
آکر بیٹھی۔
میں تمہارا شکریہ کیسے ادا کروں تقویٰ تم نے میری نالائق بیٹی کو اتنا"
سمجھا کہ اپنے قابل بیٹے کیلئے منتخب کر لیا جسے تو بیٹی دینا ہر ماں کا خواب
آرزو ہو گی۔۔"وہ ایکدم اسکے گلے لگتیں پھوٹ پھوٹ کر روتی ہوئی کہنے لگی۔۔

خبردار عاشی اسے نالائق کہا۔وہ میرے لائق بھائی کی لائق اولاد ہیں"
میری جان سے عزیز تھوڑی سی کم عقل دوست کی معصوم سی بیٹی
ہے۔۔"وہ اسے ساتھ لگاتی بولیں۔۔

نہیں تقویٰ اس پر پردے مت ڈالو اپنے باپ پر کوئی بھی نہیں گیا"
"سب مجھ پر گئے ہیں میں نے ہمیشہ دکھ دیئے ایسے کرتوت۔۔۔۔

بس کرو عائشی کیا اول فول بک رہی ہو کیا ہوا تمہارے کرتوت کو؟؟"
آزمائشی کس کی زندگی میں نہیں آتیں؟ ہر کسی کی زندگی میں آتی ہیں اور انکا صبر ضبط آزما کر چلی جاتی ہیں پر اسکا مطلب یہ نہیں کہ ہم اس گزری آزمائش سے سبق لیکر آگے خود کو سنوارے بلکہ اس گزرے وقت کا رونا ہمیشہ ہر وقت ہر دم جاری رکھیں۔۔" اسکی بات بیچ میں کاٹ کر وہ سنجیدگی سے بولیں۔۔

ٹھیک کہہ رہی ہے تقویٰ تمہیں عائشہ اب بھول جاؤ گزرا وقت"
یار میں مانتی ہوں بہت برا ہوا ہے پاسٹ میں پر اللہ فیوچر میں بھی تو اتنا دیتا ہے کہ جولیاں تنگ پڑ جاتی ہیں۔
رہی تمہاری اولاد کی بات تو یار سمجھو انہیں عائشہ ہر وقت ان میں کینے پرورتی مت رہا کرو، انہیں پیار دو سمجھاؤ، جس طرح باغ میں

پھول مالی کی توجہ مانگتے ہیں ویسے ہی بچے بھی اپنے پیرنٹس کی توجہ چاہ محبت سے بڑھے ہوتے ہیں نا کہ صرف فکر مندی غصے سے۔۔۔

یہ تمہاری عادت انہیں زندگی سے چڑچڑا کر سکتی ہے میری جان کچھ سمجھنے کی کوشش کرو۔ وہ برے نہیں انہیں پیار دو محبت سے سمیٹو پھر دیکھنا اپنے بچوں پر فخر کرو گی کیونکہ سب سے پیارے ہیں بہت شریر کھکھلاتے ہوئے۔۔

پر تمنے انہیں وہ نہیں دیا ناہی دانیال نے جو وہ چاہتے ہیں۔

تمنے بس یہی سوچا کہ وہ میرے جیسے نا ہو جائیں ان سے میری جیسی غلطی نا ہو جائے۔ ہمیشہ اس بات پر ٹوکنا انہیں لیکر اس طرح پریشان ہونا اُس طرح۔۔ یہ سب انکے ذہن کیلئے ٹھیک نہیں۔ ایک تو اتنا برا وقت برداشت کیا انہوں نے مزید انہیں محبت دینے کے بجائے ہر طرح سے ترسانا کہاں کی عقلمندی ہے یار۔ اللہ پاک نے صرف ماں باپ کے حقوق کو نہیں اولاد کے حقوق کو جائز ادا قرار دیا ہے۔۔" زریش نے انکی حالت دیکھتے آج ساری دل کی بھڑاس نکال دی

میری طرف دیکھو!مانتی ہوں تم بہت حاس ہو بہت "
برداشت کیا ہے تمنے تمہاری اولاد نے بھائی نے بھی۔۔پر دیکھو جب تم
اللہ کے آگے معافی مانگ چکی ہو تو ایسی دوبارہ نا غلطی کرنے کا سبق لو
اور محتات ہو جاؤ۔ اللہ پر کامل یقین رکھو معافی مانگتے کہ وہ رحمٰن
رحیم ہے بندے کے سچے دل سے معافی مانگنے پر معاف کر دیتا ہے تو وہ
معاف کر دیتا ہے اپنے بندے کو۔
پھر اس بندے کو چاہیے کہ ساری زندگی اس غلطی کے رونے کو
لیکر نا بیٹھ جائے اسی پر اٹکا خوفزدہ نا رہے بلکہ اس سے سبق
حاصل کر کے رب پر کامل یقین رکھ کر آگے بڑھ جائے۔۔ تم بھی آگے
بڑھو اپنے بچوں کو سمیٹ لو خود میں عائشہ۔۔
دانیال بھائی صرف تم سے شدت سے محبت کرتے ہیں انہوں نے
تمہاری یہ حالت دیکھی ہے اسلئے ہی انہیں اپنے بچے ناگوار لگنے لگے
ہیں کہ انہوں نے اسکی خانم کو تڑپایا ہے اگر تم مثبت رہو گی اپنے بچوں کو چاہو
گی تو دیکھنا انکا رویہ خود بخود ٹھیک ہو جائے گا۔۔ انہیں غصہ تمہاری
وجہ سے ہے کہ تمہیں کوئی تکلیف کیوں دیتا ہے۔۔پاگل میرا بھائی
عشق کرتا ہے تم سے۔۔"چپت سر پر اسکے لگاتے ہنس کر آخری

بات شرارت سے کہی کہ روتی ہوئی عائشہ اسے بھیگی آنکھوں والی گھوری ڈال کر جھینپ گئی۔
اسے جھینپتے دیکھ کر زریش اور تقویٰ کا قہقہہ بے ساختہ تھا

اچھا آپ باتیں کریں میں اپنی بیٹی کو دیکھ کر آتی ہوں اسنے کچھ کھایا بھی ہے" یا نہیں۔۔" تقویٰ اسکے پاس سے اٹھتی گویا ہوئی۔
کچھ معلوم نہیں روم میں نہیں آنے دے رہی۔۔"عائشہ نے" نظریں چرا کر کہا۔
اچھا کوئی بات نہیں میں اپنی بیٹی کو اپنے ہاتھوں کا آج ناشتہ کروں گی۔۔""
اسنے مسکرا کر کہا اور وہاں سے چلی گئیں۔۔
اب وہاں عائشہ اور زریش موجود تھیں جو کہ اب دونوں یہاں وہاں کی باتیں کرنے لگیں۔۔وہ کچھ دیر پہلے ہی تقویٰ کے ساتھ آئی تھیں عائشہ کی طبیعت کے بابت دریافت کرنے۔کیونکہ وہ اکثر بیمار رہتی تھی۔
وہ دونوں پلان بنا کر ساتھ آئی تھیں اور اب اسکے پاس تھیں جنہیں اچانک دیکھتے سامنے عائشہ بے تحاشہ خوش ہوئی تھی خاص طور پر تقویٰ کو دیکھتے۔اور پھر اوپر سے صمصام سے اپنی بیٹی کا جوڑ سوچتے ہوئے وہ فوراً سے پہلے اللہ کے شکر ادا کرنے والی تھی۔۔

جنہوں نے انکی سب سے بڑی پریشانی دور کر دی اور اسکی بیٹی کو ملا بھی وہی جسکے بارے میں اکثر وہ سوچتی رہتی تھیں۔ صمصام زیدی اگر اسکی بیٹی کی زندگی میں آگیا وہ جانتی تھیں کہ جس طرح وہ شخص اپنے ہر کام میں شدت دکھاتا ہے اسی طرح اسکی بیٹی سے رشتے میں بھی اتنا ہی پازیسو کیئرنگ لوونگ ہوگا۔

اور ایک ماں کو اسکے علاوہ اپنی اولاد کیلئے اور کیا چاہیے۔۔

★☆☆☆☆☆★

بھاؤ!" اسنے اچانک آکر اپنے خیالوں میں کھوئے بیٹھے وجود کو پیچھے سے بھاؤ کیا وہ ایکدم اس آواز پر چیخ اٹھی۔۔

آآہہ۔مم۔۔ میں۔۔ نہیں کھا رہی تھی۔۔۔" ثمن ایکدم چیخ کر پلٹی ہوئی ہراساں بولی پر سامنے کھڑے آنکھوں میں شرارت لئے وجود کو دیکھ کر غصے سے بھڑک اٹھی۔۔

جبکہ دریاب اسکے اچانک خطرناک ہوتے تاثرات دیکھتا قہقہہ لگا اٹھا۔

کیا ہوا ڈبل بیٹری کو غصہ آرہا ہے۔" وہ اسکی پھولی گال کو انگلی سے چھو کر "
ہنستے ہوئے بولا۔۔

نہیں۔۔" وہ جھڑک کر غصے سے بولی۔۔" دریاب بھائی ایسے ڈرایا مت "
کریں مجھے ڈر لگتا ہے میرا دل معلوم تو ہے کتنا تیز بھاگتا ہے۔۔" وہ
ناک منہ چڑھا کر بولی

ہاہاہا بھئی مجھے کیسے معلوم تمہارا دل کتنا تیز بھاگتا ہے اور تمہاری "
اطلاع کیلئے عرض ہے بیٹری میں ہمیشہ ایسا کروں گا۔" اسنے
ہنس کر معاً اسکے بگڑے زواریے دیکھتے روعب سے کہہ کر اچکتے اسکی
آنکھوں سے گلاسز اتار کر خود پہن لیے ساتھ ہی چاکلیٹ بھی چھین لیا
جس سے ثمن کی چیخ گونج اٹھی۔۔

یہ مجھے کچھ دکھائی کیوں نہیں دے رہا۔۔" دریاب سب دھندلا دیکھتے "
سامنے اندھوں کی طرح ہاتھ پھیلائے راہ تلاش کرنے کی ایکٹنگ کرنے
لگا۔۔
ثمن کا چہرہ انکے مذاق پر سرخ پڑ گیا

کیونکہ آپ ہیں ہی اندھے اسلئے۔۔"وہ غصے سے بھڑک کر بولتی روہانسی"
اپنا چاکلیٹ گلاسز چھیننے کیلئے مچلی۔

اوں ہوں! بچے بڑوں سے ایسے ضد نہیں کرتے بیٹری اسکول میں ٹیچر"
نے پڑھایا نہیں تمہیں مینرز کہ بڑوں سے ادب سے پیش آتے ہیں۔۔"وہ
کہہ کر اسکے موٹے گلاسز شہد رنگ آنکھوں پر لگائے چاکلیٹ کا
بائیٹ لیتا اسکے کیوٹ پھولے چہرے کو دیکھنے کا۔۔

پلیز بھائی مام نہیں کھانے دیتی دوسرے یہ بھیو نے چھپا"
کر دیئے ہیں میرے پاس یہ لاسٹ ہے پلیز مت کھائیں
پلیز۔۔۔دیں مجھے۔۔"وہ منت سماجت کرتی اس سے چھیننے کیلئے
جھپٹ لگانے لگی۔۔
دریاب بائیٹ لیتا اسکی منتیں کرتی یتیم صورت کو دیکھتا ہنستا ہوا پیچھے
ہو گیا۔
کوئی نہیں بھیو نہیں لا کر دیں گے تو کیا ہوا دوسرے بھیو دریاب"
خان تو لا کر دیں گے تمہیں۔۔اور دیکھنا سیلری ملتے ہیں سب سے پہلے بڑا

پیکٹ تمہیں چاکلیٹ کالا کر دوں گا۔" اسکی چھوٹی ناک کو انگلی سے چھوتے وہ پچکارتے ہوئے بولا۔۔

ثمن نے غصے سے کمر پر ہاتھ رکھ کر سخت گھوری سے نوازہ۔
تب تک میں کیا کروں گی؟؟ سیلری میں تو ابھی کتنا وقت ہے" کیا تب تک میں بھیک مانگوں؟؟" وہ غصے سے چیخی۔۔

ہاہاہا نہیں اب ہماری کیوٹ سی بے بی کو بھیک تو مانگنے نہیں دے سکتے" آفٹر آل تم ہمارے چاچو ہارون کی ڈبل بیٹری ہو۔۔ تم ایسا کرو تب تک مجھے کھاتی دیکھتی رہو۔۔ قسم سے افف کیا مزہ ہے۔۔" وہ مزے سے چسکے لیتا اسکے منہ میں پانی لا گیا۔ ساتھ ہی آنکھوں میں آنسوں بھی امڈ آئے۔

جبکہ دریاب اس نوٹنکی کی ایکٹنگ دیکھتا محض اسے تنگ کرنے کیلئے چاکلیٹ کھاتا ہوا آگے بڑھا۔

آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے دریاب بھائی۔ میں"
آپ سب کی چھوٹی بہن ہوں۔۔۔ چھوٹو کے ساتھ کوئی ایسا کرتا ہے کیا۔۔"
اسنے منہ بسورتے ہوئے بھیگی آواز میں کہا۔۔۔

ہاہاہا اصلی مزہ ہی چھوٹو کے کھانے میں ہے۔" اسنے دل جلانے والا"
قہقہہ لگاتے ایک بڑا سا بائیٹ لیا جسے دیکھتے ثمن کا دل ڈوب گیا اور
دوسرے ہی پل وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور اسے روتے دیکھتا
دریاب قہقہے لگا رہا تھا۔

ارے ڈبل بیٹری میں تو مذاق کر رہا تھا تم تو رونے لگ گئی یہ لو بھئی"
تمہارا چاکلیٹ اور یہ چشمہ۔۔" اسے روتے دیکھ کر گڑبڑاتے دریاب
نے فوراً آنکھوں سے گلاسز اتارتے اور چاکلیٹ اسکے سامنے کیا۔۔

ثمن نے بھیگی آنکھوں سے ہاتھ ہٹا کر اسکے ہاتھ میں گلاسز کے ساتھ
چاکلیٹ دیکھا۔ پر اسے آدھا دیکھ کر اسکے رونے میں اضافہ
آ گیا۔

اب میں کیا کروں سارا تو اپنے مگر مچھ جیسے منہ میں ہڑپ "
لیا یہ دو بائیٹ کا میں کیا کروں اچار ڈالوں۔۔" وہ غصے سے روتی ہوئی
چیخی۔۔

دریاب کیلئے اسکا شدت سے رونا مسئلہ بن گیا۔۔۔وہ تو محض اسے کتنے
دنوں بعد اچانک اپنے گھر کے لان میں چھپ کر چاکلیٹ
کھاتے دیکھتے تنگ کر رہا تھا اسے کیا معلوم وہ پہلے سے اتنا ترسی ہوئی
ہے چاکلیٹ کیلئے۔۔

پہلے اکثر موڈ میں ہوتا اس سے چھین کر کھا لیتا تھا پر اسکاری ایکشن
ایسا تو نہیں یوتا تھا۔

خاموش!" اسنے دفعتاً روعب سے اسے جھڑکا۔ ثمن نے اسکی "
جھڑک پر حیرت سے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔ ایک تو چھین
کر چاکلیٹ کھا گئے اوپر سے روعب کر رہے تھے اب۔۔

پکڑو اسے کھاؤ ورنہ ابھی جا کر آنٹی کو بتاؤں گا تم ان سے چھپ کر "
یہاں بیٹھی چاکلیٹ کھا رہی تھی۔ حالت دیکھی ہے اپنی اس
عمر میں لڑکیاں سمارٹ خود پر توجہ دیتی ہیں اور نے اتنی ہیوی

چیزیں کھا کر خود کو پھیلا دیا ہے۔۔وہ اسکے پھیلے سراپے کی طرف اشارہ دیتا غصے سے بولا۔
ثمن نے ڈبڈباتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔

چپ!!بھائی ہوں تمہارا بڑا بھائی اگر میں نہیں کھاؤں گا تمہاری" چیزیں تو کون کھائے گا پاگل۔۔"سر پر ہلکی سی چپت لگا کر وہ بولا اور اسکے پھولے ہاتھ پکڑ کر ان میں چاکلیٹ رکھ دیا ساتھ ہی چشمہ اسکی آنکھوں پر لگا دیا۔۔

شاباش اچھا بچہ اب جاؤ اور وہاں بیٹھ کر کھاؤ سیلری ملتے ہی" لا کر دوں گا۔"اسنے گال تھپتھپا کر بچوں کی طرح اسے پچکارتے ہوئے سامنے درخت تلے رکھی ٹیبل چیئرز کی طرف رخ گھما دیا۔۔

اور خود اچانک آنے والی کال کی طرف متوجہ ہوا۔۔

اللہ کرے ہضم نا ہو آپکو پیٹ میں درد ہو موشن ہو جائیں۔۔"وہ رازداری" سے اسے بد دعائیں دیتی گھورنے لگی اسکے چہرے کو جس پر سورج کی کرنیں پڑنے سے دہک رہا تھا۔

خان تو وہ پہلے تھا سرخ سپید رنگ انکی پہچان تھی۔اور وہ بھی شہد رنگ آنکھوں والا اپنی خوبرو پرسنالٹی سے ماحول پر چھایا ہوا لگ رہا تھا پر اگر دیکھنے والی کی نظروں میں ہوش ہوتا۔

اسے بد دعائیں دینے سے فرصت نہیں تھی۔۔

اگر میری بہن کی تصویر کسی ایک نیوز چینل اخبار پر بھی مجھے دکھی تو یہ" "صمصام زیدی ان وجود سمیت ہر چیز کو آگ لگا دوں گا۔

اسکی موبائل اسپیکر سے صمصام کی بپھری غراتی ہوئی دھاڑ جیسے آسمانوں پر گونج اٹھی تھی۔

توقیع کی تصویر؟؟؟؟"دریاب سن کر سکتے کے عالم میں بڑبڑایا۔۔" تم جلدی پہنچو آفس میں یہاں ہاسپٹل میں ہوں صمصام صارم" کے پاس ہارون شاہ بھی یہیں ہے صائم پہنچنے والا ہے۔۔"دوسری طرف موبائل پر دانیال خان تھے۔۔

توقسیع ہاسپٹل میں ڈیڈ مگر کیوں کیا ہوا آپ مجھے پوری بات تو"
بتائیں۔۔۔"وہ جیسے سن کر پاگل سا ہو گیا بے چین ہو کر اپنے باپ
سے بولا۔

آج صبح یونی جاتے وہ جب پارکنگ میں گاڑی روک کر اب یونی"
کے اندر جا رہی تھی تب اچانک سے کوئی نقاب پوش دہشتگرد وہاں
پہلے سے چھپا بیٹھا تھا ایک لڑکی کے دماغ پر گولی چلا کر اسے مار دیا ہے
اور کیمرہ کے سامنے بیچ کی انگلی دکھاتے اسنے کیمرہ پر بھی گولی چلائی
ہے۔۔اس سب سے لگ رہا ہے پوری پلاننگ تھی جس بھی دہشت
گرد کی تھی۔. دہشت پھیلانے آئے تھے۔۔
توقسیع اکیلی وہیں تھی اسنے وہ منظر دیکھ لیا تھا دہشت سے بیہوش
ہو گئی ہے اور اب تک ہوش میں نہیں آئی صارم خود اسکے پاس
ہے صمصام یہاں میڈیا پولیس کو سنبھال رہا ہے۔۔ کمشنر بھی یہیں ہیں
اسنے آئی جی تک کال ملا ڈالی ہے۔۔۔اب دیکھتے ہیں ابھی صائم آئے گا کیا
ہوتا ہے۔۔

تم کسی کو پریشان مت کرنا سیدھا آفس پہنچو۔۔" انہوں نے بتاتے ہاسٹل کی دیوار میں نصب ایل ای ڈی کی اسکرین کو دیکھا جہاں سامنے وہ سیاہ نقاب پوش اپنی بیچ کی انگلی دکھاتا سب کو صبح کے اجالے میں دہشت برپا کر گیا تھا پر ابھی تک اسکے خلاف کوئی ثبوت نہیں تھا۔

منظر زوم ہوتا تو اسکی آنکھوں کے سامنے گلوزز میں مقید ہاتھ کی انگلی ہوتی بلند۔۔ منظر دور ہوتا تو انہیں آنکھوں کے سامنے رکھی گن اور اس سے سرسراہتی ہوئی نکلتی گولی سیدھا جیسے انہیں کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔

یوں معلوم ہوتا جیسے ایل ای ڈی کی اسکرین سے نکل کر سیدھا انکے سینے میں کھپ جائے گی۔

توقیع ہاسپٹل میں ہے؟؟؟" ثمن حیرت میں کانپتے لہجے میں" بولی۔۔۔ پر ساکت سن اعصاب سے کھڑے دریاب کی اسکی طرف توجہ ہی نہیں گئی جبکہ وہ چیختی اب اندر بھاگ گئی تھی۔

اور وہ کتنا بے بس تھا کہ باپ کے حکم سے انکار نہیں کر سکتا تھا نا ہی بھاگ کر اسکے پاس جا سکتا تھا۔

★☆☆☆☆☆★

اسے ہوش آیا؟؟؟"صارم کو جیسے دوسرے ڈاکٹرز کے ساتھ "
ہاسپٹل روم سے باہر نکلتے دیکھتا صمصام نے اسکی جانب لپک کر بے چینی دبے غصے سے پوچھا۔
کچھ دیر کی گئی کالز پر وہ اپنی امپورٹنٹ میٹنگ سب کچھ وہیں چھوڑ کر بھاگ آئے تھے۔یہی حال صارم کا تھا پر شکر تھا اسکی بہن کو اسکے ہاسپٹل ہی لایا گیا تھا۔جسے امبولنس سے اترتے دیکھ کر وہ غصے سے پاگل ہو گیا تھا۔اور اسے لے جا کر فوراً اسپیشل وارڈ میں شفٹ کیا۔

نہیں بھائی خوف کے زیر اثر ہے اسلئے بہتر ہے وہ اس صورتحال "
میں بیہوش ہی رہے جب تک یہ سب کچھ نارمل نہیں

ہو جاتا۔۔"صارم اسکی بکھری حالت لہو آنکھوں کو دیکھتا کندھے پر ہاتھ رکھ کر ریلیکس کرنے لگا۔

"یہ اب اتنی جلدی نارمل نہیں ہو گا صارم وہ انگلی دکھا کر گیا ہے سب کو کیمرہ میں اس کا یہ ریکارڈ سین بار بار دکھا رہے ہیں۔ وقت لگے گا،، اس سب کو۔۔ اسلئے ٹھیک سے بہن کا علاوج کرو بعد میں ملکر اسے سنبھال لیں گے۔۔" دانیال خان آکر اس سے بولے جنکی بات سے صمصام متفق تھا وہ کسی بھی طرح اپنی بہن کو ہوش میں صحیح سلامت دیکھنا چاہتا تھا۔

"اوکے میں ڈاکٹرز سے مشورہ کر کے بتاتا ہوں کیا صحیح رہے گا۔" کچھ توفیق بعد سوچتے ہوئے بولا۔۔

"وہ میری بہن ہے میں اسکی لائیف میں کسی کے مشورے برداشت نہیں کرتا اگر تم سے نہیں ہوتا تو چھوڑ دو ڈیڈ خود آکر دیکھ لیں گے۔" صمام اسکی بات سن کر ایکدم غصے سے غرا کر بولا۔ جس پر صارم ٹھٹھک گیا۔۔

بھائی میرا ایسا مطلب نہیں تھا جیسا آپ سمجھ رہے ہیں۔ ہم" بس توقیع کی مینٹلی بیلنس کو ڈسکس کر کے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرتے۔۔"صارم نے جلدی سے صفائی۔۔

ریلیکس رہو صام بیٹا سب ٹھیک ہو جائے گا۔"سب جانتے تھے کہ" وہ اپنی بہن کے معاملے میں کافی حساس ہے۔وہ صارم یا کسی کزن کو بھی زیادہ فری ہونے تنگ کرنے تکلیف دینے نہیں دیتا تھا۔اسکا بس چلتا تو اپنی بہن کو سینا چیر کر اندر چھپا دیتا۔اسے سرد ہوا کو چھونے نہیں دیتا۔۔۔

پر ہوا کیا اسکی آنکھوں کے سامنے بار بار وہ منظر گھوم رہا تھا جہاں اسکی شہزادیوں کے تخت پر سونے والی بہن لاوارثوں کی طرح زمین پر طالبات کی لاتوں میں پڑی تھی۔۔

اگر وہ انگلی کرواتا ہوا وجود اسکے سامنے آجاتا تو صمصام زیدی اسے لہولہان کر کے ٹکڑے کر دیتا۔اسکی بوٹی بوٹی کتوں کو کھلا دیتا پر وہ۔۔۔۔

سوری۔۔۔!"معاً وہ صارم کا سرخ چہرہ دیکھتے اسے کھینچ کر ساتھ لگاتے"
ہوئے سر پر بوسہ دیتا بولا۔۔وہ دونوں بھائی بہن جتنے بھی بڑے کیوں نا
ہو جاتے اسکے لئے وہی چھوٹے سے اسکے بچے تھے۔
وہ بڑا بھائی انکے لئے باپ کی حیثیت پر تھا۔اس گھمبیر خوفناک
صورتحال جہاں ہر جگہ آتش برپا تھا وہیں اسکے ساتھ لگتے صارم
کے لبوں پر گہری مسکراہٹ آ گئی۔۔

آپ کے ہوتے ہوئے ہماری نیلی بلی کو کچھ نہیں ہو سکتا بھائی ڈونٹ وری وہ"
جلد ٹھیک ہو جائے گی۔۔"اسکی پشت تھپتھپاتے ہوئے کہا۔
ہارون شاہ دانیال انکی بانڈنگ پر مسکرا دیئے۔
وہ صرف تم دونوں کی نہیں سب کی شہزادی ہے بے فکر رہو اسے کچھ"
نہیں ہو سکتا۔"دانیال انکے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔

کیا ہوا میری توقیع کو وہ ٹھیک تو ہے۔۔"ابھی وہ مزید کوئی بات"
کرتے اسی اثنا میں تقویٰ بھاگتی پریشان خواس باختہ اپنی بیٹی اپنے جگر
کے ٹکڑے کے بارے میں ثمن سے سنتی اور نیوز پر ساری صورتحال دیکھتی
یہاں بھاگ آئی تھی۔۔

پلیز سنبھالیں آپ پھوپھو سب ٹھیک ہو گا کچھ نہیں ہو گا توقیع کو۔۔""
انہیں اچانک گرنے سے بچاتی اسکے پیچھے سرخ تپتے چہرے والی عرشیہ نمودار ہوئی جو کہ سن کر تقویٰ کے ساتھ ہی بھاگ آئی تھی۔
توقیع اسکی جان تھی اسکی بچپن کی دوست۔ صمصام چاہے اسے جتنا دور کرے اسکی بہن سے پر توقیع سے اسکا قلب کا رشتہ تھا وہ کیسے اس سے دور ہو سکتی تھی۔
اسکی آنکھیں آنسوؤں سے نم تھیں لہجہ بھاری دبا ہوا تھا۔ بکھرے سلوٹیں پڑے ڈریس میں سلیپر پاؤں میں پہنے، الٹا سیدھا دوپٹہ سر پر ڈالے وہاں تھی۔
صمصام اس پر ایک غلط نگاہ ڈالے بغیر اپنی ماں کی جانب لپکا جبکہ جانے کیسے گارڈز میڈیا والوں کو روکے کھڑے تھے جو ہاسپٹل کا گیٹ جیسے توڑنے پر آ گئے تھے محض زیدی خاندان کے خیالات آئندہ اس دہشتگردی پر ایکشن لینے کو جاننے کیلئے۔۔

مام ریلیکس توقیع ٹھیک ہے۔۔"صارم صام نے انہیں دائیں بائیں" حصار میں لیتے ریلیکس کیا پر وہ کہاں ریلیکس ہو سکتی تھیں

اسکی اکلوتی لاڈو پلی بیٹی کی یہ حالات تھی کہ اسکرین پر دیکھتے انکی چیخیں گونج اٹھیں تھیں۔۔

زریش عائشہ کے پاس تھیں دریاب انہیں ابھی یہاں چھوڑ کر گیا تھا۔۔

"صمصام توقیع کہاں ہے؟؟؟"

ابھی وہ بات کر رہے تھے کہ انکے پیچھے صائم زیدی بھی آپہنچا جو کہ کسی کی سنے بغیر سیدھا وارڈ میں داخل ہوتے اپنی بیٹی کو دیکھنے لگا کہیں اسے خراش تو نہیں آئی۔۔

سائیں!!" تقویٰ نے بمشکل اپنی ہچکیاں دبائیں اپنے مزاجی خدا کو دیکھا" جنکی حالت سے لگ رہا تھا وہ سب جان چکے دیکھ چکے ہیں۔۔

دونوں بات بیٹے کی حالت بپھری ہوئی تھی اپنوں کے معاملے میں وہ کافی خطرناک ثابت ہوتے تھے جبکہ صارم اپنی ماں کو سنبھالے کھڑا تھا۔۔

ڈاکٹر آپ اسے ہوش میں لائیں ہم ان سے بیان لینا ہے۔۔""
ایس پی نے پاس آکر کہا اسکے پاس ہی صائم زیدی ہارون دانیال کے ساتھ کمشنر کھڑے تھے۔۔۔

اسکا دماغ جب ریلیکس ہوگا وہ تب ہوش میں آکر گواہی دے گی ایسے" اس پر کوئی دباؤ نہیں ڈال سکتا۔۔"صائم سے پہلے صام ہی غرا کر بولا۔۔

ریلیکس جوان وہ اپنی ڈیوٹی کر رہے ہیں۔زور زبردستی نہیں ہمیں احساس" ہے پیشنٹ کا۔۔"کمشنر نے صمصام کو ریلیکس کیا۔

صائم نے بھی اپنے بیٹے کو سمجھایا اور ساتھ خاموشی سے توقیع کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنے لگے۔۔
کچھ دیر میں وہاں ساحل شاہ بھی موجود تھا اور اب زریش عائشہ ثمن دریاب کو چھوڑ کر باقی سب اپنی نیلی بلی کیلئے موجود تھے۔۔
انکی سب کی موجودگی، انکے پریشان چہرے بتا رہے تھے کہ بیڈ پر بیہوش پڑا وہ وجود انکے لئے کتنی اہمیت رکھتا ہے۔جیسے سب کی سانسیں اس سے جڑی ہوئی تھیں۔۔

خوف ایک الگ تھا ڈاکٹرز کی سرگوشیاں بھی تھیں کہ دہشت سے کوما میں بھی جا سکتی ہے اگر اسکے حواس جکڑ لیئے گئے۔

صائم زیدی اسکے دونوں جوان بیٹے صام صارم پریشانی سے بے چین بے قرار تھے جیسے سب کی سانسیں توقیع کی مٹھی میں آ گئی تھیں۔۔ "پریشان مت ہو کچھ نہیں ہو گا ہماری بلی کو۔۔" ساحل نے صام کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے حوصلہ دیا جو دیوار سے ٹیک لگائے سرخ دہکتے چہرے سے زمین کو گھور رہا تھا۔

اسکے حوصلے پر لہو ہوتی آنکھیں اٹھا کر ساحل کو دیکھا۔
"آپکو معلوم ہے بھائی اسکے بغیر میں ادھورا ہوں۔۔" اسکی آنکھیں نم ہو گئیں۔۔

"یار تم جیسا مضبوط بندہ رو رہا ہے صام مجھے یقین نہیں ہو رہا۔۔ دیکھو وہ بھی تم سے اتنا ہی پیار کرتی ہے جتنا تم پھر وہ کیسے تمہیں اتنا تکلیف میں

دیکھ سکتی ہے اسکے خاطر خود کو سنبھالو۔۔"انکی بات سنتے وہ سر ہلا گیا۔۔

بلی نا کہیں اسے۔۔"دفعتاً اسنے ناپسندگی سے کہا۔۔"
اس سیریئس سچویشن میں بھی ساحل کا دل چاہا قہقہہ لگائے۔۔
کیوں تمہاری آنکھیں نیلی ہیں اسلئے۔۔"مسکراہٹ دباتے پوچھا"
صام نے خفا غصے والی نظروں سے اسے دیکھا ابکی بار ساحل ہنس پڑا۔

بلی ایک جانور ہے اور مجھے اپنی بہن کیلئے یہ لفظ پسند نہیں۔۔"وہ جتا" کر بولا۔۔ساحل اسکی پازیسونیس پر مسکراہٹ چھپائی۔
پر اسنے خود تو کہا تھا کہ وہ بلی جیسی ہے۔۔"ساحل نے اسے بچپن کا" وہ منظر یاد دلایا جب صام اسکے لئے نیلی آنکھوں والی بلی لایا تھا اور توقیع اسے دیکھ کر رو پڑی تھی کہ وہ بلی جیسی لگتی اسے بلی نہیں چاہیے۔۔
اسنے کتنا شور مچایا تھا کہ وہ اس نیلی بلی جیسی لگتی ہے۔اسکے دن کے بعد صارم نے اسکا نام ہی نیلی بلی رکھ دیا جبکہ صام نے غصے سے اس بلی کو واپس بھیج دیا۔۔

البتہ آہستہ آہستہ یہ قصہ جیسے سب کو معلوم ہوا اسے چھیڑنے کیلئے نیلی بلی کا ہی خطاب دینے لگے تھے۔ اور ایک یہ بھی خوبی اس میں دیکھی گئی تھی کہ وہ جھگڑے غصے میں بلیوں جیسے ناخوں مارتی تھی۔۔

وہ سب کیا کہتے اسنے خود ہی خود کو نیلی بلی کہا تھا۔

سواء بڑوں کے نوجوان سب ہی اسے چھیڑنے کیلئے اس نام کا سہارہ لیتے تھے جس سے وہ نیلی پیلی ہو جاتی تھی غصے سے۔۔

اسے یاد کر کے صام کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ اور ساحل دیکھتے مطمئن ہو گیا۔۔

عرشیہ صارم کے پاس کھڑی اسے حوصلہ دیتی ساتھ ساتھ توقیع کے بابت استفسار بھی کر رہی تھی۔ اور پچھتا رہی تھی کہ وہ کیوں گئی دبئ۔۔

اتنی بدنام بھی ہو گئی، اور اس گھمنڈی انسان کی نظروں میں مزید گر بھی گئی تھی۔ جو کسی بھی بات پر کوئی نا کوئی اپنی مثبت بات نکال کر نفرت کا اظہار کرنے میں دیر نہیں لگاتا تھا۔۔

ارے تمہیں تو اتنا تیز بخار ہے۔۔"صارم اسکے ہاتھ کو تھام کر"
بخار کی حدت محسوس کرتا پریشانی حیرت سے بولا۔۔
نہیں زیادہ نہیں بس تھوڑا ہے۔۔"عرشیہ نے خجل ہو کر ہاتھ اسکی"
گرفت سے نکالا۔۔

تھوڑا نہیں پاگل بہت ہے تم کیوں آئی اس حالت میں یہاں گھر"
آجاتی پھر مل لیتی۔۔ چلو آئو تمہیں دوائی دوں۔۔"وہ اس سے
کہتا آگے بڑھا۔۔

نہیں صارم میں ٹھیک ہوں پریشان مت ہو پلیز میں سچ میں"
ٹھیک ہوں۔۔"راہ داری میں کھڑے سب کے بیچ عرشیہ اسکی
اچانک کیئر اور سب کی توجہ کا مرکز بنتے دیکھ سٹپٹا گئی۔

نہیں ہو ٹھیک جاؤ بھائی کے ساتھ دوائی لے لو۔صارم اسے دوائی سے"
"پہلے کچھ کھلا دینا۔۔

دانیال ہارون صائم زیدی کچھ آفیسرز کے ساتھ دور کھڑے تھے۔ جبکہ ساحل صام صارم یہیں پاس تھے اور تقویٰ کی آواز پر سب انکی جانب متوجہ ہوئے تھے۔

جی مام بہتر،، آؤ" وہ اثبات میں سر ہلاتا ہوا عرشیہ سے بولا۔ جسکا" چہرہ بخار سے سرخ تھا۔
وہ سامنے کھڑے ساحل اور اس مغرور گھمنڈی انسان کی نظریں خود پر پا کر جھجھک گئی۔ آہستہ سے بخار سے سرخ مخمور آنکھیں اٹھائیں جو کہ سیدھا ہی ان نیلی آنکھوں سے ٹکرا گئیں۔۔
پر جیسے ہی نین چار ہوئے صمصام نے ناگواری سے نظروں کا اتکاز بدل لیا بلکہ چہرے کا رخ دوسری طرف کر دیا اور اپنے باپ کو دیکھنے لگا۔

تم ابھی وہیں کھڑی ہو آؤ!" صارم اسے وہیں بت بنے کھڑا دیکھ کر بازو سے" تھامتا ہوا وہاں سے لے جانے لگا۔
پر عرشیہ کا دل چاہ پوری ہاسپٹل کی بلڈنگ اٹھا کر اس مغرور انا پرست گھمنڈی شخص کر سر پر دے مارے جانے سمجھتا کیا تھا خود کو۔۔

وہ مٹھیاں بھینچے صارم کے ساتھ روانہ ہوئی۔

سامنے کھڑے وجود کی نظریں کتنی دور تک انکا پیچھا کرتی رہیں۔ نظروں کا مرکز صارم زیدی کی گرفت پر تھا جو کہ عرشیہ کے بازو پر تھیں۔۔ صاف ظاہر تھا وہ بڑے استحقاق سے اسے زبردستی غصے سے جھڑکتا ہوا لے جا رہا تھا۔

ڈاکٹر تقویٰ آپکی بیٹی کو ہوش آچکا ہے اور وہ بری طرح چیخ رہی ہے۔۔""
نرس ڈور اوپن کر کے باہر آتی پاس کھڑیں تقویٰ سے بولی۔
پر ان سے پہلے سنتے ہی صام اسکی جانب لپکتا ہوا اندر داخل ہوا
. جہاں وہ مام ڈیڈ کی چیخیں مارتی بیڈ کو نوچ رہی تھی
تو قیع میرا بچہ !!"صام نے تڑپ کر ایکدم آگے بڑھتے اسے اپنی مضبوط" بازوؤں میں چھپا لیا۔

اور وہ کسی چڑیا کے سہمے بچے کی مانند اسکے پروں میں سمٹ کر ہچکیاں
. بھرتی لرزتی خوف سے کانپ رہی تھی

اسکے پاس اسکی ماں دروازے کے قریب ساحل کھڑا اسکی بکھڑی حالت دیکھ رہا تھا۔ ساتھ ہی جیسے جیسے سب کو معلوم ہوا آہستہ آہستہ یہیں آنے لگے۔۔

صائم زیدی اپنی بیٹی کے ہوش میں آنے کا سنتے ہی بھاگ آئے اور وہ ڈیڈ کہتی روتی انکے سینے میں چھپ گئی۔۔

ڈیڈو۔۔وہ۔۔وہ اسے مم۔۔مار گیا ڈیڈ۔۔۔"لڑکھڑاتی خوفزدہ آواز" میں وہ بولی حواس باختہ سہمے خرگوش کی مانند تھی۔۔

کچھ نہیں ہوا وہ ٹھیک ہے چپ۔۔۔چپ۔۔۔"صائم زیدی اسے سینے" میں بھینچیں تکلیف سے آنکھیں میچ کر اسے کسی معصوم چھوٹے بچے کی طرح تھپکنے لگے۔

پاس اسکی ماں بیٹھی بھیگی آنکھوں سے اسے کانپتے دیکھ رہی تھی جبکہ سب کو اس نقاب پوش پر اس قدر غصہ تھا کہ بس نہیں تھا اسکے ٹکڑے کر دیتے۔

معذرت وہ اس وقت کسی کو کوئی بیان نہیں دے گی۔ کچھ وقت لگے"
گا اسے ٹھیک ہونے میں اسلئے کوئی ڈسٹرب نا کرے اسے ابھی۔۔"
صام اٹھ کر سرد لہجے میں سامنے کھڑے پولیس والوں سے بولا۔۔

دیکھیں ہمیں ہماری ڈیوٹی کرنے دیں انہیں ابھی عدالت میں گواہی دینی"
"ہو گی یہ چشم دید گواہ ہے ہماری۔۔

تو اسکا کیا مطلب ہے تم لوگوں کے کیس کیلئے میں اپنی بہن کو پاگل"
کر دوں ہراساں کر دوں مزید؟؟" وہ غرا اٹھا پولیس والے پر ابھی وہ بھی غصے
سے کچھ کہتے کمشنر نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں خاموش کروا دیا۔۔

ٹھیک مسٹر صمصام زیدی ہم آپکی بات مانتے ہیں اور ابھی نہیں جب"
یہ ٹھیک ہوں گی پھر آئیں گے پر ہمیں امید ہے آپ سب ہمارے
ساتھ تعاون کریں گے تاکہ اس دہشتگرد کو پکڑا جا سکے۔۔" کمشنر نے
اس سے کہا صائم زیدی نے اقرار میں سر ہلا کر اپنے بیٹے کو
خاموش رہنے کا اشارہ دیا۔۔

مزید ساحل نے بھی اسے خاموش کروادیا ورنہ اسکے تیور کافی خطرناک تھے۔ توقیع کی حالت اسے پاگل بنانے کیلئے کافی تھی۔۔

کچھ دیر بعد وہاں صارم کے ساتھ عرشیہ بھی آگئی اور سہمی ہرنی کی مانند اپنی بہادر دوست کو باپ کے سینے میں چھپتے دیکھ کر اسکا دل جیسے کسی نے نوچ لیا۔۔

صارم لپک کر اپنی بہن کے پاس آیا اور اسکے ہاتھ پاؤں کو دیکھنے لگا کہیں چوٹ تو نہیں آئی۔
پر توقیع روتی اپنے باپ میں مزید سمٹ گئی۔ یہ اسکی حالت دونوں بھائیوں کی جان نکالنے کیلئے کافی تھی۔۔

وہ کہہ رہی تھی اسے آج ہونی نہیں جانا۔۔ کاش میں اسے بھیجنے کی" ضد نا کرتا۔۔" صارم افسوس سے بولا۔۔ عرشیہ نے روتے ہوئے اسے حوصلہ دیا۔۔

وہ تینوں بیسٹ فرینڈ تھے ایک دوسرے کے دکھ سکھ کے ساتھی اس وقت میں اپنی ایک ساتھی کی حالت انہیں تڑپا گئی۔۔

بخار اتارا۔۔" دانیال نے آہستہ اپنی بیٹی کو اپنے پاس کر لیا۔۔وہ نفی میں" سر ہلاتی انکے ساتھ کھڑی ہو گئی۔۔

رو نہیں سب ٹھیک ہے۔۔" اپنے رومال سے اسکے آنسوں صاف" کرتے انہوں نے اپنی بیٹی کے گرد بازو حائل کیے۔

ڈیڈ پر توقیع کی حالت۔۔" وہ دکھ سے کہتی انکے سینے میں چہرہ چھپا" گئی۔ دانیال خان نے کچھ نہیں کہا سواء اسکا سر تھپکنے کے۔۔

★☆☆☆☆☆★

اپنے بیٹے کو ریلیکس کرتے کچھ تقویٰ کچھ صائم کی ملی جلی توجہ مضبوط حصار سے وہ نارمل ہوئی پر انکے سینے میں چھپی ہوئی تھی اور اسی دوران اس سے اس دہشتگرد کے بابت پوچھا گیا۔۔

جسے سنتے وہ بری طرح رونے لگی کہ اسکی آنکھوں کے سامنے اس لڑکی کو مارا گیا اور وہ کچھ بھی نہیں کر سکی۔

اس لڑکی نے اسکی طرف مدد کیلئے ہاتھ بڑھایا تھا پر اس نقاب پوش نے انگلی منہ پر رکھ کر "شش" کی آواز سے اسے خاموش کروادیا۔

اور پھر اچانک اس لڑکی کے سر پر فائر کر دیا۔ بتاتے ہوئے اسکی حالت بری تھی۔ ویڈیو کی صورت کے علاوہ اسکا بیان لکھا بھی جا رہا تھا۔

جب اس سے اس دہشتگرد کے حولیے کے بابت پوچھا گیا تو وہ بالکل خاموش ہو گئی ہے۔۔ اسکے سینے میں سہما دل پھڑ پھڑا رہا تھا۔ خوف سے کانپ رہا تھا۔

اس خونی قاتل کیلئے نفرت کا شدید طوفان برپا تھا رگ وپے میں۔ جب دوسری بار اس سے استفسار کیا گیا تو صمصام بھڑک اٹھا پر صارم اور ساحل نے نے اسے تھام لیا۔۔

صائم نے بھی ہاتھ کے اشارے سے اسے دور رہنے خاموش ہونے کا اشارہ دیا۔ بہر حال بیٹی کو خاموش رکھ کر وہ جرم کا ساتھ نہیں دے سکتے تھے۔

"مجھے نہیں معلوم وہ دکھنے میں کیسا ہے۔۔"

وہ سیاہ لباس میں فل کور تھا ہاتھ منہ تک۔۔۔ہڈی سے "

صرف اسکی آنکھیں ظاہر تھیں۔۔۔جن میں ایک۔۔ایک

عجیب سی ننن۔۔نفرت تھی ایک سس۔۔سرد پن

تھا۔۔بب۔۔برف سے۔۔سرد کسی جنگلی بھیڑیے کی طرح تھیں

اسکی آنکھیں جو شکار کو دیکھ کر چمک رہی تھیں۔۔وہ۔۔وہ مجھے غصے سے

دیکھ رہا تھا۔۔او۔۔ا۔۔اور دیکھتے۔دیکھتے۔۔اس لڑکی کو مار دیا۔۔"اسنے روتے

ہچکیاں بھرتے ہوئے بتایا اور ساتھ ہی اپنے باپ کے بازوؤں میں

چھپ گئی۔

صمصام نے غصے سے سخت مٹھیاں بھینچ لیں کہ ماتھے کے ساتھ بازوؤں کی

رگیں پھول کر ابھر آئیں باہر۔۔۔

اسکے بیان کو سنتے لکھتے انہیں سخت قسم کی مایوسی ہوئی۔۔ایک آخری

گواہ تھی اور وہ بھی اسے دیکھنے میں ناکام۔۔۔

زیدی ہاؤس کے مرد حضرات نے ویڈیو ریکارڈ کرنے کی اجازت

دیتے سخت وارننگ دی تھی کہ اگر ٹی وی نیوز یا کہیں انکی بیٹی بہن کا چہرہ شو ہوا تو

اچھا نہیں ہوگا۔۔

صام نے تو صاف کہہ دیا تھا کہ وہ اینٹ سے اینٹ بجا دے گا اگر اسکی بہن کیلئے کوئی مسئلہ بنا۔۔
پولیس آفیسرز نے انہیں بے فکر رہنے کیلئے کہا تھا کہ گواہ کا چہرہ شو نہیں کیا جائے گا سواء ریکارڈ وائیس کے۔

وہ چوبیس گھنٹے اسکے ساتھ تھے صارفین اینکر رپورٹرس گیٹ پر کھڑے رہے سارا دن پر توقیع کو باہر نہیں پایا، دوسری رات کو گیارہ بجے وہ تھک کر وہاں سے روانہ ہوئے کہ شاید کل ڈسچارج ہو۔۔
اور انہوں نے کل آنے کا پلان بناتے وہاں سے رخصت ہو گئے۔۔

وہ لوگ توقیع کو اس صورتحال سے ڈرانا نہیں چاہتے تھے اسلئے ہی راستہ صاف ہوتے ہی رات کے تقریباً دو بجے وہ لوگ توقیع کو لیکر اپنی اپنی گاڑیوں میں اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔
اکا دکا گاڑیاں تھیں راستہ پر سکون تھا اور انہیں سفر دوران کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔
ہارون ساحل کی گاڑی اپنے گھر کی طرف تو، دانیال کی گاڑی اپنے راستے تھی۔ دریاب شام کے وقت آیا تھا پر توقیع کو سویا ہوا پا کر

مایوس دلبرداشتہ عرشیہ کو لیکر وہاں سے چلا گیا۔ کیونکہ اسکی بہن کی حالت ناساز تھی۔
گھر آکر بھی توقیع صائم تقویٰ سے لپٹی رہی، دونوں بھائی اسکے پاس بیڈ پر ساری رات بیٹھے اسکے ہاتھ سہلاتے اسے حوصلہ ہمت والے قصے سنا رہے تھے۔

صبح آٹھ سات نو کی ہیڈلائنز پر توقیع کا بیان تھا۔ احتجاج پھر سے شروع ہو گیا تھا۔ تفتیش سے معلوم ہوا کہ وہ لڑکی جسکا مرڈر ہوا تھا وہ لاوارث تھی۔ گھر میں اکیلی رہتی تھی ہاف ٹائم جاب کے ساتھ یونی کی سٹڈی بھی کمپلیٹ کر رہی تھی۔
سوچنے والی بات یہ تھی کہ اتنی لڑکیوں کو چھوڑ کر اس دہشتگرد نے اس یتیم لڑکی کو ہی کیوں شکار بنایا۔ اس سے بھلا انکی کیا دشمن ہو سکتی تھی۔۔

کیس کی فائل تو ہرگز بند نہیں ہو سکتی تھی البتہ شور شرابا اپنے عروج پر تھا۔ اس سب سے لاعلم توقیع اب اپنے روم میں

خاموش گم صم بیٹھی عرشیہ کی باتوں پر ہوں ہاں کر رہی تھی۔ کچھ فاصلے پر عائشہ بھی موجود تھیں اور اسکے ساتھ زریش ثمن بھی۔

سب یہیں آئے تھے دریاب کو اپنی قسمت پر سخت غصہ تھا کہ وہ اس وقت بھی میٹنگ میں سر کھپا رہا تھا جب کہ اسے اس وقت اسکے پاس ہونا چاہیے تھا۔۔

تو قسیع کچھ بات کرونا۔۔"عرشیہ اسکے بیڈ پر چڑھ کر اسکے کمبل میں گھستی ہوئی اسکے ساتھ لیٹتی بولی۔۔
کیا بولوں۔۔؟؟"اسنے بھی اسکی سمیت کروٹ لی۔اور عرشیہ کا سرخ چہرہ دیکھنے لگی۔

تمہیں کیا ہوا ہے؟؟"اسنے پوچھنے کے ساتھ اسکے ماتھے کا ٹمپریچر چیک کیا۔۔ تو اسے اپنا ہاتھ جیسے جلتا ہوا محسوس ہوا۔۔
یا اللہ یہ سب کیا ہے؟ عشی تمہیں بخار ہے اتنا۔۔"وہ آنکھیں پھیلا کر بولی رونے سے اسکا گلا بیٹھ گیا تھا۔

تمہیں بھی تو بخار ہے۔۔"اسکی گردن میں بازو ڈالتے اسنے پیار سے"
کہا۔۔
پاگل تو میری طبیعت ٹھیک نہیں نا۔۔"اسکے سر پر چپت مارتے"
توقیع نے گھورا وہ کھکھلا اٹھی۔
بیوقوف تو میری بھی طبیعت ٹھیک نہیں نا۔۔۔"اسنے ہنستے ہوئے کہا"
تبھی ہی روم کے قریب انہیں بھاری قدموں کی آواز سنائی دی۔۔
اپنی پوزیشن دیکھتے عرشیہ کا دل دھڑکا۔ابھی وہ سنبھلتی یا کچھ دور ہوتی کہ اسی پل
ناک کے ساتھ آہستہ سے ڈور دھکیل کر صمصام رفلیے میں نیند
سے جاگتے سیدھا توقیع کو دیکھنے کیلئے اسکے روم میں آیا تھا۔۔

مم۔میں بعد میں آتی ہوں۔۔"عرشیہ خفت زدہ ہو کر اٹھنے لگی"
کہ توقیع نے کھینچ کر واپس گرا لیا۔۔
اس انسان کے سامنے اسکے گھر میں اسکی بہن کے ساتھ لپیٹ
کر سونا اسکے لئے جیسے قیامت کا دن بن گیا۔
آواز پر صمام نے جیسے حیرت سے نظریں اٹھائیں سامنے آنکھیں
میچیں پڑی عرشیہ کو اسکی بہن کے بیڈ میں اسکے ساتھ ایک
کمبل میں پڑے دیکھ کر اسکے ماتھے پر سلوٹیں پڑ گئیں۔۔

پر جلدی ہی اپنی بہن کے مسکراتے ہوئے چہرے کو دیکھ کر اسنے چہرہ
بے تاثر کرتے اسکے سرخ چہرے میچیں آنکھوں سے نظریں
پھیر لیں۔۔
عرشیہ کو سانسیں روکے ساکت پڑے میچیں آنکھوں کے یوں
دیکھتے توقیع کا دل چاہا قہقہہ لگائے۔
وہ تھی کتنی کیوٹ پیاری سی اسکا بھائی ایویں اس سے چڑتا تھا۔۔
جی بھائی۔۔!!"اسنے لیٹے لیٹے پوچھا۔"
بس تمہیں دیکھنے آیا تھا طبیعت ٹھیک ہے نا۔۔؟"پاس آکر اسنے"
محبت سے پوچھا
جی بھائی میں تو ٹھیک ہوں بس عشی کو تیز بخار ہے آپ انہیں"
دوائی دے دیں۔۔"اسنے مسکراہٹ لبوں میں دبا کر کہا۔۔

صام کے ماتھے پر ایکدم اس کام پر بل آ گئے۔۔۔
اسنے سانسیں روکے پڑی عرشیہ کے چہرے پر ایک نظر ڈالی۔

اسے سونے دو صارم آئے گا خود دیکھ لے گا۔ میں ڈاکٹر نہیں۔۔"وہ
بے لچک لہجے میں کہتا اسے سونے کی تلقین کر کے جیسے آیا تھا ویسے ہی ضبط
سے نکل گیا۔
پر اسکے لہجے کا چھپا طنز، ناگواری عرشیہ کے قلب سے روح تک کو
محسوس ہوئی تھی۔ وہ پور پور جل اٹھی۔۔

کیا ضرورت تھی تو قی تمہیں میری انسلٹ کروانے کی۔۔"صام کے"
جاتے ہی عرشیہ غصہ دبائے اٹھ بیٹھی اور سخت خفا ہوتی توقیع
بولی۔۔

چپ کرو وہ ہمارے بڑے بھائی ہیں نخرے مت کرو وہ سچ میں کون سے"
ڈاکٹر ہیں۔ بلکہ دیکھنا خود صارم بھائی کو بھیجیں گے۔۔ابھی آجاؤ
سو جائیں مجھے سخت نیند آرہی ہے میں رات سے نہیں سوئی۔۔"وہ
سب کچھ بھولنے جھٹلانے کی کوشش میں عرشیہ کے گال پر ہاتھ رکھ کر
بولی۔۔

اسنے منہ بسورتے ہوئے سر واپس بیڈ پر رکھا تو صرف توقیع کیلئے ورنہ اسکی بھی انا تھی۔ جسے وہ بار بار قدموں تلے روند رہا تھا۔ اگر توقیع صارم پھوپھو پھوپھا نہیں ہوتے اس گھر میں تو کبھی مر کر اس گھر میں قدم نا رکھتی۔۔

سب باہر لاؤنج میں بیٹھے تھے عرشیہ صبح سے آئی اسکے ساتھ تھی توقیع تو آنکھیں موند چکی تھی البتہ عرشیہ کی آنکھوں میں نیند ہونے کے باوجود کوسو دور تھی۔
وجہ صرف ان نیلی آنکھوں کی دن بدن بڑھتی ہوئی ناپسندگی۔۔ناگواری، نفرت حقارت۔۔۔

اسکی سنہری آنکھوں میں نمی تیر گئی۔ وہ توقیع کی بند آنکھیں عارضوں پر سجدہ زیر گھنی پلکوں کو دیکھتی مسکرائی اور آگے بڑھتے اسکے ماتھے پر بوسہ دیا ساتھ ہی گردن میں بازو حائل کر دیا۔

کاش میں لڑکا ہوتا اور تم ایسے ہی میرے بازوؤں میں ہوتی۔۔۔""
عرشیہ نے شریر لہجے میں سرگوشی کی پر اگلے ہی پل کراہ اٹھی جب دھپ سے اسکی کمر پر اسنے مکہ جڑا۔۔
آہ ظالم مار دیا کمینی۔۔۔۔"اسکی چیخ نکلی اور توقیع کی کھکھلاہٹ۔۔۔"

میری جگہ اگر تم کسی میرے جیسے بندے کی بانہوں میں ہوتی اس وقت تو۔۔"وہ کہاں پیچھے رہنے والی تھی چٹکی کاٹ کر بولی۔۔"
"تو پھر یہ ہوتا۔۔۔"
ہائے عشی کے مجے۔۔۔۔۔!!"اسنے شرماتے ہوئے محض اسکی طبیعت بحال کرنے کیلئے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور ساتھ دونوں کھکھلا اٹھیں۔۔

اچھا سو جاؤ اگر بخار اتار تو قسم سے صارم بھائی انجکشن لگائیں گے اگر بخار رہا تو محض دوائی ملے گی اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے میں تو چلی سونے۔۔"اسنے کہتے ہوئے منہ پر کمبل ڈالا۔۔
انجکشن کو یاد کرتے عرشیہ کا دل ڈوب گیا۔۔
مجھے بھی سونا ہے۔۔"وہ کمبل میں گھس کر سہمی بولی۔۔"

توقیع ہنس پڑی۔۔

اسکی بند آنکھوں میں اس مغرور گھمنڈی انسان کو چہرہ لہرایا جسکی انسلٹ نے اسے شدید بخار میں مبتلا کر دیا تھا۔
کچھ دیر پہلے کا وہ منظر تھا جہاں اسکے ہر دم سیٹ بال کچھ بکھرے ماتھے پر پڑے تھے۔ کہنیوں تک فولڈ شرٹ، بلیک ٹراوزر پر وائیٹ شرٹ یاد کرتے معاً وہ اپنی دل و دماغ سے کانپ گئی۔۔

یی۔۔ یہ وہی تو ڈریس نہیں جو میں نے۔۔۔۔ "اسنے ڈرتے کانپتے دل" سے سوچا۔
پر اچانک اسکی سوچوں پر اوس پڑ گئی جب یاد آیا کہ وہ تو وہیں رہ گئے تھے باتھروم میں اسکے کپڑے۔ اسکے اعصاب پر سکون ہوئے۔ بھلا کتنی بیوقوف تھی وہ نواب خود کو اعلیٰ ذات ٹوپ چیز سمجھنے والا اسکے پہنے کپڑے پہن سکتا تھا؟
ہونہہ!" کے ساتھ اسنے سر جھٹکا۔"
اپنی ہی خیالوں سوچوں میں کھوئی تھی یہ جانے بغیر پاس پڑا وجود ان نفرت سے سرخ آنکھوں کو یاد کرتے رو رہا تھا۔۔

اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اگلا شکار اسکا ہو گا اب۔۔

★☆☆☆☆☆★

اس دن روحا سے بات کرنے کے بعد اسکی مام نے آکر کافی چھیتر ول کی تھی پر اسکے بعد بھی اسنے کافی واضح چیخ کر کہا تھا کہ وہ ہر گز پاک نہیں جائے گی۔۔
اسکے سارے خیالات جو کہ روحا کو بتائے تھے اسنے بغیر ہچکچائے اپنی ماں کو سناڈالے۔ اور حجاب نے سنتے اپنی بیٹی کے نادر خیالات اپنے شوہر کو چیدہ چیدہ بتائے۔

اسکے بعد حیدر شاہ باذل سے بات کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہے تھے پر وہ ہاتھ آنے کیلئے تیار نہیں تھی۔ پر آج طے تھا وہ کیسے بھی کر کے اس سے بات کر کے ہی رہیں گے۔ جسکے لئے وہ روم کے بجائے اب تک لان میں بیٹھے اسکے انتظار میں تھے۔

رات کے دس بجے اپنی دوستوں کو الوداع کہتی باذل کی گاڑی آکر پورچ میں روکی اور اس سے وہ گنگناتی انگلی میں کیز گھماتی اندر کی طرف بڑھ رہی تھی کہ ایکدم اپنے باپ کی آواز پر اسکے قدم جیسے زمین نے جکڑ لیے۔۔

باذل بیٹا یہاں آؤ مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔" وہ دور بیٹھے اسے دیکھتے" بولے۔

اسنے بے بسی سے لب چبا لیے۔ مرتی کیا نا کرتی۔ انکار کی تو جرات نہیں تھی خاموشی سے چلتی ہوئی انکے پاس آ گئی۔

دھانی رنگ اسکرٹ پر بلیک ٹاپ پہ اوپر بلیک جیکٹ پہنے بوب کٹ بال پاؤں میں اونچی ہیل وہ انکی بڑی بیٹی سے یکسر مختلف تھی۔

یس ڈیڈ!" اسنے پاس آکر کہا۔"

بیٹھو!" حیدر شاہ نے اسے سامنے چیئر کی طرف اشارہ دیا جسے" دیکھتی وہ کچھ سوچ کر سر ہلاتی بیٹھ گئی۔

کہاں سے آرہی ہو؟" انہوں نے سرسری سا پوچھا۔"
یہیں تھی دوستوں کے ساتھ۔" باذل نے بھی اسی انداز میں جواب دیا اور"
اپنے باپ کے باوقار خوبرو چہرے کو دیکھنے لگی۔
بے شک وہ اسکے آئیڈل تھے۔ انکی سپید رنگ گھنی مونچھیں دراز قد
چوڑے کندھے۔ وہ ایک مکمل خوبصورت مرد تھے۔ جو کہ باذل کو
بے انتہا پسند تھے۔

بہن کو نہیں لے جاتی؟" انکے دوسرے سوال پر وہ چونکی۔۔"
آپکو معلوم ہے وہ اپنی مام کا پلو چھوڑے تب نا اسے کتنی دفعہ کہا ہے آؤ باہر"
چلیں یہاں چلیں پر اسکا ہمیشہ انکار کہ مجھے مام کے پاس رہنا ہے
سو۔۔" ساری بات بتاتے وہ کندھے اچکا گئی۔۔

ہمم! عادت ہو گئی ہے اسے۔۔" حیدر شاہ کے لبوں پر یاد کر کے"
مسکراہٹ آئی۔
آپکو کچھ خاص بات کرنی ہے ڈیڈ؟" اسنے پوچھا۔"
کیوں اپنے ڈیڈ کے ساتھ بیٹھنا اچھا نہیں لگ رہا کیا؟" وہ مسکراتے"
بولے باذل سٹپٹا گئی۔

ایسا کب کہا میں نے ڈیڈ!" وہ منہ بنا کر کہتی چیئر سے اٹھ کر انکے صوفے پر آتی سینے پر سر ٹکا گئی۔۔

اگر بیٹھنا ہے تو ساری رات بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں میں روحا نہیں" ڈیڈ کہ آٹھ بجے آپکو کمبل میں دبکی ہوئی ملوں۔۔" وہ ہنستی گویا ہوئی۔۔
حیدر شاہ سن کر مسکراتے اسکا سر تھپک گئے۔
وہ کچھ صحت لحاظ سے کمزور ہے اسلئے جلدی سو جاتی ہے۔ پر میں" چاہتا ہوں باذل تم سمجھدار عقلمند بہادر بھی ہو تو بہن کا خیال رکھو اسے " بھی سوسائٹی میں موو کرنے میں دلچسپی دلاؤ۔۔
جی ڈیڈ کوشش تو کرتی ہوں بہت۔۔ خیر پھر سے کروں گی۔۔" اسنے" کہا۔۔
یہاں تو نہیں بیٹا پر پاک چل رہے ہیں وہاں مجھے کچھ کھٹک ہے کہ وہاں" چل کر دب نا جائے ماحول میں زیادہ،، اسلئے تم اسکی مدد کرنا۔۔" انکی بات پر باذل نے جھٹکے سے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔۔

پاک ؟؟؟ کب ؟؟؟" وہ حیرت کے شدید شاک سے بولی۔۔"

کیوں تمہیں تمہاری ماں نے نہیں بتایا؟ ٹکٹ سب کچھ آچکے ہیں"
رہائشی گھر سب کچھ کا انتظام ہو چکا ہے کل شام کی ٹکٹ بک ہے
ہماری۔۔"انہوں نے مسکراتے اسکے سر پر جیسے بم پھوڑا۔۔

واٹ !!!!"جانے کیسے اسنے اپنی چیخ دبائی۔۔"
یس!اور ہمیں امید ہے ہمیں ہمارا بیٹا انکار نہیں کرے گا۔یہاں ہم کچھ پرابلم"
کی وجہ سے آئے تھے۔پر اب اپنی بہن کی دن بدن گرتی حالت دیکھ کر ہم
مجبور ہیں کہ انہیں انکے بیٹے کے پاس لے چلیں۔اور تمہیں مزید
بتاؤں ساحل شاہ نے خود اپنی نگرانی میں شاہ ہاؤس ملازمین
سے صاف کروایا بلکہ روم سیٹ کروائے ہیں۔۔
اس سب سے تم خود سوچو کتنی مثبت تبدیلی آئی ہے اس میں۔دیکھنا
کچھ وقت میں جب اپنی ماں کو سامنے دیکھے گا تو سب کچھ پاسٹ کا بھول
جائے گا۔"وہ اسے سینے سے لگائے بول رہے تھے۔۔
باذل کہنا چاہتی تھی کہ اپنی بہن کے سکون کیلئے اپنی بیٹیوں کا سکون چھین
رہے ہیں پر وہ لب بھینچ گئی ساتھ ضبط بے بسی سے آنکھوں میں آنسوں
آ گئے۔

کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم پھوپھو کو پاک بھیج دیں۔۔"کافی توقف بعد وہ" بولی۔

حیدر شاہ نے نظریں اسکے سر پر ٹکائیں۔

ایسا کیسے ممکن ہے باذل؟ اگر ایسا ہوا تو روحا کو بھی بھیجنا پڑے گا انکے" ساتھ کیا اپنی بہن کے بغیر یہاں رہ لو گی؟؟"ابکی بار وہ لاجواب ہو گئی۔۔

وہ اپنے باپ کے سامنے چیخ چلا نہیں سکتی تھی نا ہی ضد پہ اڑ سکتی تھی کچھ بھی تھا پر وہ اتنی جرات نہیں پا رہی تھی خود میں چاہے کتنے ہی دعوے کر لے۔

ہمیں امید ہے ہمارا بیٹا ہمیں سمجھے گا!اگر وہاں کچھ مشکل ہوا تمہیں جگہ نا" پسند آئی تو ضرور ہم جگہ بدل لیں گے اپنے بچے کیلئے۔"وہ مزید بولے پر باذل آنسوں پینے میں مصروف تھی۔۔

وہ ہر گز پاک نہیں جانا چاہتی تھی اور اسکے لئے اب اسکی سخت احتجاج صرف اسکی ماں کے سامنے چل سکتی تھی اور وہ کرے گی بلکہ زور سے کرے گی۔کیونکہ کل ہی تو انکی فلائیٹ تھی۔۔

مجھے سونے جانا ہے گڈ نائیٹ!" وہ بمشکل لہجے کو بھیگنے سے بچاتی انکے گال پر "
کس کر کے اٹھی اور وہاں سے بھاگتی ہوئی چلی گئی۔۔
حیدر شاہ اسکے نم لہجے کو محسوس کر چکے تھے بے بسی سے سر صوفے سے
ٹکا دیا۔۔
کیا ہوا کیا کہا اسنے؟" باذل کو وہاں سے بھاگتے دیکھ کر کب سے انتظار "
میں کھڑی حجاب چل کر انکے پاس آ گئیں۔۔
کچھ نہیں کہا سن کر لہجہ نم ہو گیا شاید ہم سے ایسی توقع نہیں تھی "
اسے۔۔" وہ گہرا سانس بھرتے ہوئے بولے۔۔

آپ اداس نا ہوں جانتے ہیں اسکی ضد کو۔ ویسے بھی مجھے سچ میں "
یہاں کا ماحول نہیں پسند! صرف آپی کیلئے نہیں ہم اپنی بیٹی کیلئے بھی
جا رہے ہیں روحا کیلئے۔
یہاں کے ماحول سے وہ اکتا گئی ہے اسے یہاں کا بے باک ماحول نہیں
پسند اسلئے ہمیں سچ میں یہاں سے جانا چاہیے۔۔" انکے ہاتھ کو ہاتھ
میں لیکر وہ حوصلہ دیتی بولیں۔۔
ہمم!! سمجھ سکتا ہوں میں چیونٹی۔" ہمیشہ کی طرح ہر قدم پر اسکے "
ساتھ پر وہ مسکرا دیئے۔

پر انکے چیونٹی کہنے پر حجاب نے غصے خفگی سے گھورا۔

دیکھیں آپ خود اب باز نہیں آرہے پھر کہتے ہیں جوان بچیوں کے سامنے ہاتھی کہتی ہوں۔۔"اسنے غصے ناراضگی سے کہا۔۔

بچیوں کے سامنے منع کیا ہے اکیلے میں تو نہیں۔۔ویسے یہاں آخری رات ہے کچھ نیا کرتے ہیں یادگار۔۔"وہ اسکے ناسمجھ تاثرات دیکھتے بولے۔۔
ساتھ بازو اسکے کندھوں کے گرد رکھ دیا۔۔
کیا مطلب ؟کیا یادگار کرنا چاہتے ہیں؟"وہ الجھی۔"

ہاہاہا سمجھا دیتا ہوں۔۔سب کچھ میں ہی تو سمجھاتا آرہا ہوں تمہیں چاہے میتھ ہو یا یونی کی اسٹڈی یا کچھ اور۔۔"قہقہہ لگاتے انہوں نے کہا۔پر انکی معنی خیز بات کو اب سمجھتے وہ سرخ پڑ گئیں۔۔

ہاتھی۔!!"اسنے خفگی حیا شرم سے کہا"

حیدر شاہ نے اسے ساتھ لگا کر آسمان کے چاند کی روشنی میں سنہری ستاروں کو دیکھا۔۔

تمہیں پا کر مجھے احساس ہوا ہے اگر تمہیں نا پاتا تو کچھ نا پاتا۔۔۔"وہ انکی سنگت میں بیٹھا دل سے گویا ہوا۔

حجاب انہیں دیکھتی آسودہ مسکرا دی۔

بس دعا کریں ہماری بیٹیوں کا مستقبل آگے خوبصورت ہو۔۔۔"انکے ہاتھ کی پشت پر بوسہ دینے کیلئے جھکی پر"اوں ہوں!"کہتے حیدر شاہ نے اسکا چہرہ اوپر کر لیا۔۔

وہ انکی پیش قدمی پر حیا سے سرخ ہوتی ہنستی سینے پر مکا مار کر سر ٹکا گئیں۔

تم سے شادی کرنے کے بہت سے فائدے ہوئے ہیں چیونٹی۔"وہ بولے"

"تب اسنے الجھ کر دیکھا"مثلاً؟؟

"مثلاً تمہیں جوان دیکھ کر خود کو بھی جوان محسوس کرتا ہوں ہاہاہا۔۔۔"

شاہ!!!!"وہ چیخ پڑیں انہیں قہقہہ لگاتے دیکھ کر۔۔۔یقیناً ابھی"

سرانجام دی ہوئی اپنی گستاخی کا حوالہ دے رہے تھے۔

★☆☆☆☆☆★

★☆☆☆☆☆★

فلائیٹ سیدھا کراچی ایئرپورٹ پر لینڈ ہوئی۔ چیکنگ کے بعد وہ اپنے بیگز لیکر ایئرپورٹ کے احاطے سے نکل کر باہر آئے جہاں انکے انتظار میں ہارون شاہ اپنی بیوی بیٹی، عائشہ اپنی بیٹی، اور تقویٰ اپنے بیٹے کے ساتھ انکے استقبال کیلئے بے صبری سے انتظار کر رہے تھے۔
ویلکم ٹو اور لینڈ!" انہیں سامنے آتا دیکھ کر ثمن نے خوشی سے بے حال" ہوتے دونوں بانہیں پھیلا کر چیختے انکا استقبال کیا۔۔ اسکی حرکت پر حجاب مہکار کے ساتھ سب کے لبوں پر گہری مسکراہٹ چھا گئی۔

بلیک جینز پر ریڈ ٹاپ پہنے، اونچی ہیل، بوب کٹ بالوں، گرے آنکھوں والی باذل نظروں میں سخت ناپسندگی بیزاریت سجائے ہوئے اسے دیکھنے لگی۔

اسکے برعکس، دمکتی رنگت پر نیلے رنگ پر سنہری کڑھائی والے لانگ فراک، بالوں کی سائیڈ فرنچ اسٹائل لمبی سیاہ موٹی چوٹی بنا کر سامنے رکھے سر پر سلیقے سے دوپٹہ سجائے، پاؤں میں نفیس سینڈلز پہنے وہ نازک سے سراپے کی مالک، کالی سیاہ آنکھوں میں اشتقاق لیے انہیں دیکھتی سرخ لبوں پر مسکراہٹ چھپائے اپنی مام کا ہاتھ تھامے چلتی آرہی روحا کی آنکھوں میں اپنوں کے پاس کھلی پاک فضا میں آکر دنیا بھر کی خوشی لوٹ آئی تھی۔۔

جبکہ مہکار شاہ کی ترستی بوڑھی آنکھیں اسے ان سب میں ڈھونڈ کر ناکام ہوتی نم ہو کر لوٹ آئیں۔ کتنی امید سے آئی تھیں وہ کہ سب کہہ رہے تھے وہ بدل گیا ہے اسکے لئے گھر سجائے اپنی ماں کا انتظار کر رہا ہے۔
پر ایسا تو کچھ نہیں لگ رہا تھا سب آئے تھے سواء اسکے۔۔ انکا دل دکھنے لگا۔ آنکھیں چھلکنے کیلئے بے چین تھیں۔ پر وہ خود پر ضبط کے پہر بٹھائے اپنی ساتھ چلتی بیٹی کو دیکھنے لگی۔۔

سب کتنا اچھا ہے نا یہاں کا مام۔۔" وہ اپنی مام کے دیکھنے پر انکا ہاتھ نرمی سے" دبائے خوشی سے چہکتی آواز میں بولی۔۔

ہوں تمہیں اچھا لگ رہا ہے نا۔۔" انہوں نے اسکے چہرے کو چھوا۔۔
"بہت بہت مام ڈیڈ کا یہ فیصلہ مجھے بہت پسند آیا۔۔" وہ انکے ساتھ لگتی سرگوشی میں بولی۔۔

اسٹوپڈ گرل!" ساتھ چلتی باذل اسکی سرگوشی سن کر بڑبڑائی۔ اسے" اس روحا پر بھی سخت غصہ تھا۔ اسنے ہمیشہ اسکا ساتھ دیا جب اسکی باری آئی تو طوطے کی طرح آنکھیں پھیر گئی۔

اس دن اسکے باپ کے کہنے کے بعد اسنے صبح اپنی ماں کے پاس پہنچ کر کافی احتجاج کیا تھا۔ اور اس قدر سخت تھا کہ اسکے باپ کو مجبور فلائیٹ ٹکٹ کینسل کروانی پڑیں۔۔
وہ ابھی ٹھیک سے خوش بھی نہیں ہوئی تھی کہ اسے معلوم ہوا شاپنگ دوران کہ اسکے سارے اکاؤنٹس بلاک ہو گئے ہیں۔ جو اسکے تھے وہ خالی پڑے تھے۔ وہ شدید غمزدہ ہو کر اپنے باپ کے پاس پہنچی تو یہ انکشاف ہوا کہ یہ سب اسکے باپ نے خود کروائے ہیں۔

اور اسے صاف کہہ دیا کہ اگر وہ پاک نہیں جا رہی انکی نہیں سن رہی تو جائے اپنا کمائے اور اپنا پیٹ بھرے۔

اب باذل کیا کرتی۔۔ کوئی راہ فرار نہیں تھی بچی۔ دوستوں کے ساتھ پارٹی شاپنگ اس سب کیلئے اسے پیسے تو چاہیے تھے اور وہ پیسے خرچ کرے یا کمائے۔۔

کتنی منتیں کتنی التجائیں کی اپنے باپ ماں بہن پھوپھو کو۔۔ پر کسی نے اسکی نہیں سنی اور سب کا یہی جواب تھا کہ پہلے دو ماہ کیلئے چلے پاک اگر اسے وہاں پھر بھی کچھ پسند نہیں آیا تو بے شک وہ جگہ بدل لے۔

مجبوراً اسے حامی بھرنی پڑی جسکے ساتھ اسکے پاک میں اکاؤنٹ فل کر دیئے گئے پیسوں سے۔ وہ روتی کیا کرتی۔۔ دوستوں کے سر پر اچانک بم پھوڑا کہ وہ پاک جا رہی ہے دو ماہ کی ویکیشن پر۔

اسکی دوستیں سخت خفا تھیں کہ اسنے اچانک بتایا تھا اگر پہلے بتاتی وہ بھی اسکے ساتھ پروگرام سیٹ کر لیتیں۔۔

اب انہیں باذل کیا جواب دیتی۔۔ اسکے باپ نے تو خود اسکے سر پر دھماکے کیے تھے۔

پر ایک دھماکہ وہ بھی انکے سر پر کر آئی تھی کہ وہ شادی کرے گی تو امریکہ میں اپنے فرینڈ میں سے کسی ایک کے ساتھ۔

اور دوماہ میں وہ اپنے کسی دوست کے ساتھ انگیجمنٹ کرلے گی اسٹڈی کمپلیٹ کے بعد وہ نکاح کرلیں گے۔

وہ اپنے باپ کو سکتے میں چھوڑ کر مزید اپنی ماں بہن کو حیران کرتی انتہائی بولڈ لباس پہن کر آئی تھی۔۔

باپ کے سامنے تو اسنے جیکٹ پہن لیا تھا پر جہاز کے لینڈ ہوتے ہی اسنے بالوں میں سیاہ گلاسس ٹکا کر جیکٹ ہاتھ پر ڈالتے جینز ٹاپ میں انکے سنگ تھی۔

اسکا یہ مستقل ٹھکانہ نہیں محض دوماہ کا ایڈونچر تھا. رہیں اسکی ماں بہن باپ یہاں وہ ہرگز ان کے ساتھ یہاں نہیں رہ سکتی تھی۔

وہ اس قدر آگئی کہ آنے سے پہلے ایک ہفتے میں وہ آگے اسٹڈی کی ایڈمیشن لیکر اپنے دوستوں کو واپس آنے کا ثبوت دیکر آئی تھی

انکے ڈیڈ دو دن بعد آنے والے تھے ابھی وہ ایک ملازمہ کے ساتھ آئیں تھیں۔۔

خوش آمدید!" انکے پاس پہنچتے سب نے آہستہ آہستہ گلے ملکر انکا ویلکم " خوش دلی سے کیا۔ جبکہ اکیس سالہ باذل منہ پھیر کر ان سے دور کھڑی ہوگئی جیسے انہیں چھونے سے اسے کراہت آرہی ہو۔۔۔

وہ سب اسکے انداز پر حیران تھے۔ چھوٹی تھی تب گئی تھی معصوم سی اور اب آئی تھی۔۔

کسی نے اسکے لباس پر توجہ نہیں دی جان بوجھ کر۔ ثمن گھور گھور کر پاپ کان کھاتی اسکی کمر کو دیکھ رہی تھی جو کسی ہرنی کی مانند ناگن جیسی تھی۔ وہ اس سے ایک سال ہی بڑی تھی پر ایک تو قد چھوٹا، اور وزن زیادہ ہونے کی وجہ سے دب گئی تھی۔

اسنے ٹھوکہ مار کر عرشیہ کو اسکی کمر کی طرف توجہ دلائی۔۔

عرشیہ کی آنکھیں پھیل گئی۔"یی۔۔ یہ باذل ہے؟؟"اسنے کمر سہلاتے ڈوبتے دل سے پوچھا۔ پر دوسرے پل اپنی ماں کی گھوری سے گڑبڑا کر خاموش ہو گئی۔۔

عشی۔۔۔!"سب سے ملنے کے بعد روحا نے اپنے ہاتھ عرشیہ کے " سامنے کیا۔

تم تو بہت کیوٹ ہو گئی ہو یار۔۔"بے بی پنک کلر کے سوٹ میں" ملبوس عرشیہ روحا کے گال چوم کر بولی وہ سرخ پڑ گئی۔

وہ یہاں لڑکیوں میں سب سے بڑی تھی پر ہوا الٹ سب سے چھوٹی لگ رہی تھی۔

ہارون شاہ زریش ثمن نے بھی انہیں ویلکم کیا۔

آئیں آپ سب کا انتظار ہو رہا ہے۔۔"ہارون شاہ مہکار شاہ کی نظروں" میں ساحل کی غیر موجودگی کا سوال دیکھتے نظریں چرا کر بولے۔

مہکار شاہ کے برعکس روحا وہاں انکے بیٹے کو کہیں ناپا کر سکون بھرا گہرا سانس کھلی فضا میں لیتی مسکرائی۔۔

باذل کا موڈ مزید بگڑ گیا جب ان میں کسی نے بھی اسے طنزیہ نظروں سے نہیں دیکھا تھا جسکا وہ شور مچا سکے۔۔
وہ ان سب کے ویلکم کو نظر انداز کرتی سخت بگڑے تیوروں سے کھڑی آس پاس کو دیکھ رہی تھی۔

جب حجاب سے ملنے کے بعد اچانک ہی صارم کی نظریں سب سے ہٹ کر اس پر پڑیں اور پھر شاکڈ ہوتی اسکے بالوں کے بعد نیچے آئیں۔۔

دوسرے ہی پل وہ گڑبڑا کر اپنی ماں کو دیکھنے لگا جو اسے ڈیوٹی سے یہاں لیکر آ گئیں تھیں۔۔

"یہ کون ہیں؟" اسنے پاس کھڑی اپنی ماں سے آہستہ سے پوچھا۔
جنہوں نے حجاب سے بات کرتے اسکے سوال کو شاید سنا نہیں تھا پر اسکے پاس کھڑی روحا سن چکی تھی وہ ابھی اس سے ہاتھ ملا کر کھڑی تھی۔۔

"یہ میری چھوٹی بہن ہے صارم بھائی باذل!" روحا نے آہستہ سے انہیں
جواب دیا صارم نے چونک کر حیرت سے روحا کو دیکھا کہیں اسے سننے میں غلطی تو نہیں ہو گئی۔

"باذل!" وہ بڑبڑایا نام جیسے سنا ہوا سا لگ رہا تھا۔ روحا کے مشرقی
لباس کو دیکھتے اسنے چند قدموں کے مفاصلے پر کھڑی مغربی لباس والی لڑکی کو دیکھا۔ جو کہ لباس کے علاوہ بھی مغربی لگ رہی تھی۔ دکھنے میں تو وہ روحا سے کافی بڑی لگ رہی تھی۔ اکیس سالہ تھی وہ اسکے اندازے سے۔

ایسا ڈریس تو انکی شرارتی کزن عرشیہ نے بھی نہیں پہنا تھا جس سے ہر بات کی توقع کی جا سکتی تھی۔

آر یو سیریئس؟" اسنے جانے کیوں یقین نہیں آیا وہ آہستہ سے روحا" سے بولا۔

یاہ آئی ایم سیریئس۔۔" وہ ہنس کر بولی اب اپنی بہن کا تعارف کروانے" میں کیا سیریئس۔۔

وہ ایکدم باذل کی طرف پلٹی تا کہ اسے یہاں لا کر صارم بھائی سے تعارف کروا سکے۔ ویسے بھی وہ کسی سے نہیں ملی تھی خفا سی دور کھڑی تھی۔۔

باذل یہاں آؤ!" ایکدم باذل کا ہاتھ تھام کر اسے صارم کے پاس کھینچ آئی۔۔" صارم روحا کی اس حرکت پر ٹھٹھک کر سیدھا ہوا۔ اسے اس لڑکی کے تیور اچھے نہیں لگ رہے تھے ناگواریت ہی چہرے پر چھائی تھی۔

شاید یہاں آنا نہیں چاہتی ہو گی. اسنے سوچا اور اپنی ماں والوں کی طرف دیکھا

باذل ان سے ملو یہ ہمارے کزن ہی سمجھ لو ڈاکٹر صارم زیدی۔۔" روحا" خوشی سے ان دونوں کا تعارف کروانے لگی۔

حجاب اپنی بیٹی کا خوشی سے سرخ چہرہ دیکھتیں مسکرا رہی تھیں انکا یہ قدم بہت اچھا رہا تھا پاکستان آنے کا۔

باذل جوروحا کی اس حرکت پر اسے غصے سے گھور رہی تھی۔ اسکے تعارف کروانے پر اسنے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا۔

گرے پینٹ شرٹ میں ملبوس، سانولی رنگت کھڑے نقوش بھوری آنکھوں والے صارم زیدی پر اسنے ایک سرسری سی نظر سر سے پیر تک ڈالی۔۔

یہ تو شکل سے ہی ہمارا کزن نہیں لگ رہا ہاہاہا میں کیسے سمجھ لو بھئی؟"" اسے جوروحا کی حرکت پر غصہ آیا تھا وہ طنز کر کے صارم پر اتارنے لگی

بائے داوے ڈاکٹری کی ہارڈ سٹڈی نے کالا کیا ہے منہ یا پہلے سے ہی ایسے ہو؟" وہ ہاتھ بڑھا کر اسکا مضبوط ہاتھ اپنے نازک سفید گلابی ہاتھوں میں تھامتی اسکی رنگت دیکھتی ہنستی ہوئی بولی۔۔

صارم کے لبوں پر نرم سی رسمی جو مسکراہٹ آئی تھی یہ سوچتے ہوئے کہ مغربی ملک میں رہی ہے شاید کچھ اثر ہو گیا ہو گا۔ پر وہ اسکے نقوش میں معصومیت دیکھتا نرمی سے مسکرا کر ہاتھ تھام چکا تھا اسکی بات سنتے لبوں پر مسکراہٹ کیا چہرے سے جیسے رنگت اڑ گئی تھی۔۔

باذل!!!"ناصرف روحانے حیرت بھری نظروں سے اپنی بہن کو" دیکھا تھا بلکہ پاس کھڑی تقویٰ حجاب عرشیہ نے بھی سن کر باذل کے ہنستے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا۔

ارے کیا ہوا بھئی؟ ایسے شاکڈ کیوں ہو گئے میں تو جسٹ ایسے ہی پوچھا" کیونکہ سب یہاں سرخ سفید رنگت والے ہیں سواء اسکے۔۔"وہ اپنے ہاتھ میں دبا صارم کا سانولا ہاتھ سامنے کرتی ہوئی بولی۔

چلیں۔۔"ہارون شاہ نے خاموشی سے انہیں کہا۔"
حجاب کا شرم سے چہرہ سرخ پڑ گیا تقویٰ کے سامنے۔جو کہ اپنے بیٹے کو دیکھ رہی تھیں۔

نہیں بچپن سے ایسا ہوں۔۔"صارم نے بغیر تاثرات کے اسکے سفید ہاتھ کو دیکھتے اپنا ہاتھ اسکے نرم ملائم سپید ہاتھ سے نکالا۔۔

کیوں سانو الا ہونے میں گناہ ہے کیا؟؟"عرشیہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس مغرور لڑکی کا سر پھاڑ دے جسنے اسکے دوست کی رنگت کو نشانہ بنایا تھا۔۔

نہیں گناہ کیوں لگے گا۔۔میں نے تو جسٹ فار انٹرٹیمنٹ کیلئے" پوچھا کیوں ڈاکٹر آپ برا لگا؟
بھئی ایسے اوور جاہلوں کی طرح ری ایکشن دینے کی کیا ضرورت ہے گنوار نہیں ہیں آپ شکلوں سے سب بارہ کلاس تو پڑھے ہی لگ رہے ہیں۔
انسان کو اتنی اسپیس دینی چاہیے کہ وہ اپنا سوال آزادی سے پوچھ سکے پر آپ سب کو دیکھ کر ایسا لگ رہا ہے جیسے میں نے اس انکل سے پوچھ کر گناہ کر دیا ہو۔۔اگر اتنے ہی احساس کمتری کے شکار ہیں تو باہر نکلتے کیوں ہیں ایسے لوگ۔۔"

ہونہہ!"وہ غصے ناپسندگی سے کہہ کر سیدھا جا کر اپنی گاڑی میں بیٹھی گئی۔۔"

روحانے پانیوں بھری نظروں سے خاموش کھڑے صارم کو دیکھا۔ جسکی آنکھوں میں زندگی میں پہلی بار غصے کی سرخی آئی تھی۔۔ تقویٰ نے اپنے بیٹے کے چہرے کو دیکھا۔ اسکا کیا قصور تھا اگر وہ اسکے جیسا ہوا تھا۔ وہ چھوٹی سی لڑکی اس قدر انسلٹ کر کے نکل چکی تھی۔

صارم!!" عرشیہ باذل کو دل ہی دل میں گالیاں دیتی صارم کے پاس" آئی دفعتاً وہ مسکرا دیا۔
کوئی بات نہیں چھوٹی ہے اور شاید یہاں آنے پر غصہ لگ رہی" ہے۔۔" اسکی زبردستی کی مسکراہٹ کوئی سمجھے یا نا سمجھے پر اسکی ماں اور دوست سمجھ گئی تھیں کہ وہ زبردستی مسکرا رہا ہے۔۔

چلیں۔۔" اسنے ایک نظر اپنے ماں کو دیکھا اور حجاب والوں سے" کہتے اپنی گاڑی کی طرف آگے بڑھ گیا۔

آئی ایم سوری تقویٰ آپی اسکی طرف سے میں معافی مانگتی ہوں دراصل" وہ آنا نہیں چاہتی تھی اسلئے صرف جھگڑا کرنے کیلئے۔۔۔" حجاب نے آہستہ سے تقویٰ سے کہا۔

کوئی بات نہیں میں سمجھ سکتی ہوں صارم بچہ نہیں جو اسکی" باتوں سے ہرٹ ہو۔ آپ بے فکر رہیں۔ آئیں خوشی کا دن ہے خوشی سے ویلکم کرتے ہیں۔۔" وہ مسکرا کر کہتی مہکار شاہ اسے دیکھتی رہیں۔۔

کاش اسکے بیٹے کا دل تقویٰ یا صارم جیسا بڑا ہوتا۔۔" وہ دل مسوس کر" سوچتی رہ گئیں۔۔

چھوڑو بچی ہے ابھی نادان! آؤ چلیں پہلے ہمارے ساتھ چلنا ہے وہاں ڈنر کے" بعد آپکو شاہ ہاؤس چھوڑ دیا جائے گا۔" ہارون شاہ نے ماحول کی گھمبیرتا ختم کرتے انہیں متوجہ کیا۔۔

مجھے کہیں نہیں جانا مجھے اپنے گھر جانا ہے۔۔" اندر بیٹھی باذل کی غصے" سے چنگارتی ہوئی آواز آئی

آپ چلیں ہم چل رہے ہیں۔۔" حجاب اس پر آتا غصہ دباتی" بولیں۔

زریش سر ہلا کر مہکار کو آنے کا کہتی گاڑیوں کی سمیت بڑھی تقویٰ ان سے پھر ملنے کا کہتی اپنے بیٹے کی گاڑی کی طرف بڑھ گئیں جو سامنے دیکھتا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا۔

عرشیہ ایک خونخوار نظر باذل کے سامنے سے گزرتی اس پر ڈال کر اپنی ماں کے ساتھ گاڑی میں جا بیٹھی۔۔

باذل نے اچھا نہیں کیا۔۔"عائشہ تاسف سے بولیں۔"
بے شک انہیں صمصام پسند تھا پر صارم کو وہ کبھی نظر انداز نہیں کیا تھا۔وہ تو تھا ہی نرم گو معصوم سا اتنا پیارا سب سے پیار کرنے والا۔۔
اسکا دل دکھا کر باذل نے جیسے انکا دل دکھا دیا تھا۔
مام میرا دل کرتا گاڑی اسکے بوتھے پر چڑھا دوں سمجھتی کیا ہے خود کو"
صارم کے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں ایسے دیکھ رہی تھی جیسے خود کوئی حسن کی ملکہ ہو۔۔۔"غصے کی زیادتی سے عرشیہ کا لہجہ نم ہو گیا تھا۔۔
بس نہیں تھا گاڑی سے نکل کر چیختے باذل کی آنکھیں نوچ لے جسکی اتنی بری نظر تھی۔۔

ایسے نہیں کہتے عشی!"عائشہ اسکے سخت ری ایکشن کو دیکھتیں سرزشی" انداز میں بولیں۔۔

مام۔۔۔!!"وہ بے بسی سے لب بھینچ گئی۔"

ہوں!وہ صرف زیادہ غصہ تھی شاید اسلئے ایسا کہہ دیا ہوگا خیر چھوڑو" " ہمارا صارم کافی سمجھدار ہے۔

قسم سے کہتی ہوں مام اگر صارم کی جگہ وہ کنگ کونگ ہوتا نا تو منہ توڑ" دیتا اس نک چڑھی کا یہ تو ہمارا معصوم سا صارم تھا جو کہ اسکی کینچی جیسی زبان کو نظر انداز کر گیا۔۔زندگی میں پہلی بار میں صمصام کی کمی محسوس ہوئی۔اگر وہ اپنے بھائی کیلئے اسکے خیالات سن لے نا۔۔۔

سمجھتی کیا تھی آپنے اسکے کپڑے دیکھے۔۔۔بال۔۔حجاب آنٹی کی بیٹی تو لگتی نہیں ناہی روحا کی بہن۔۔

وہ کتنی معصوم شرمیلی پیاری سے ہی اور یہ اسکے ایکدم الٹ۔۔بدتمیز نک چڑھی خود کو جانے کیا سمجھنے والی۔۔پوری اس کنگ کونگ جیسی ہے۔۔۔"وہ روٹ پر گاڑی چلاتی اپنی رو میں غصے میں جو منہ میں آتا کہتی جا رہی تھی۔۔

عائشہ اسکے سرخ چہرے کو دیکھتی باہر دیکھنے لگی۔۔

★★★

مام۔۔باذل کا تعارف میں نے کروایا صارم بھائی سے وہ تو الگ "
کھڑی تھی یہ سب میری وجہ سے ہوا۔۔"گاڑی کی پچھلی سیٹ پر
بیٹھی روحانے پشیمان اپنی مام سے سرگوشی میں کہا۔

کیونکہ اپنی ماما کا غصے سے سرخ چہرہ وہ دیکھ چکی تھی۔
تم پریشان مت ہو میری جان! اسکے تیور ہی گھر سے ایسے تھے اگر تم کچھ "
نا بھی کہتی تو وہ کسی نا کسی سے ضرور ایسا کہہ دیتی۔۔دیکھا ہے جان بوجھ کر
ایسا لباس پہن کر آئی ہے۔"مہکار شاہ اسے اپنے حصار میں لیتیں
آہستہ سے بولیں۔۔

پر مام وہ ایسا کیوں کر رہی ہے سب اتنے اچھے تو ہیں اتنا پیار کر رہے تھے "
ہمیں اور صارم بھائی تو اتنے نرم مزاج کے تھے انہوں نے مجھے گڑیا کہا۔۔۔"
اسکی نظروں کے سامنے بار بار وہی منظر لہرا رہا تھا جب صارم

زیدی نے اسکی بہن سے ہاتھ ملایا تھا اور دوسرے ہی پل اسکے لبوں سے مسکراہٹ غائب ہو گئی تھی.

مہکار نے افسوس سے سامنے بیٹھی باذل کو دیکھتے روحا کا سر سینے سے لگا کر تھپکنے لگیں۔ اور روحا شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں یہ بھی جان نہیں پا رہی تھی کہ اس کے سفر کی منزل کیا ہے؟؟ وہ کہاں جا رہی ہے۔۔

اگر اسے معلوم پڑ جائے کہ وہ اس انسان کے پاس پہنچ رہی ہے جو پاسٹ سے اسکی سانسیں نوچنے کیلئے جنونی بن چکا تھا۔ تو یہیں سے چیخ چلا کر گاڑی روک دیتی۔۔

ساتھ بیٹھیں مہکار شاہ سالوں بعد پھر سے ہارون شاہ کے گھر جاتی ایک موم سی امید باندھ رہی تھی کہ کاش اسکا شاہو سامنے آجائے۔ تو وہ ترستی ممتا اسکے نقش نقش کو چوم لے۔۔

تمہارے ڈیڈ آکر اسے سمجھا دیں گے تم پریشان مت ہو۔۔" انہوں نے" اسکے سر پر بوسہ دیا۔ روحا انکے سینے پر سر ٹکائے آنکھیں موند گئی سکون سے۔۔۔

★☆★

صارم!" ساتھ بیٹھی فرنٹ سیٹ پر تقویٰ نے خاموش بیٹھے "
بیٹے کے چوڑے بازو پر ہاتھ رکھا۔
آئی ایم او کے مام! مجھے معلوم ہے وہ بچی ہے۔ اور اسکے تیور بتا رہے تھے کہ وہ "
صرف اپنا شکار ڈھونڈ رہی تھی تو بس میں ہاتھ آ گیا۔۔" صارم اپنی
ماں کو متفکر دیکھ کر ہنس کر بولا۔۔

تم پکا کہہ رہے ہو!" انہوں نے مشکوک نظروں سے دیکھا۔"
جی بالکل ڈاکٹر صاحبہ چاہیں تو آپ میرے دل کا چیک اپ "
کر لیں نکال کر دوں؟" اسنے شرارت سے کہا تقویٰ کے لبوں پر
مسکراہٹ آ گئی۔۔
نہیں وہ تم اپنی بیوی کو دیکھانا میں اپنے شوہر کا دیکھتے ہوئے خوش ہوں۔۔""
ہنستے ہوئے کہا۔

آہ! یہ توقع ہمیں آپ سے نہیں تھی سچی نا صحیح جھوٹی ہی مروت "
دکھا دیتی اس معصوم کا دل رکھ لیتی پر ایسی بے قدری اتنا پیارا

ہینڈسم منڈا اپنا دل دے رہا ہے اور آپ کو قدر ہی نہیں۔۔" اسنے کراہتے ہوئے دہائی دی تقویٰ کا قہقہہ اسکی ایکٹنگ پر گونج اٹھا۔۔

نہیں ڈاکٹر صاحب آپ کا دل لیکر میں کیا کروں مجھے اپنے شوہر" مزاجی خدا نے دل دیا ہے وہی کافی ہے۔" انہوں نے ابکی بار شرارتی لہجے میں کہا اور قہقہہ لگایا۔۔

منہ بناتے صارم نے شکایتی نظروں سے دیکھا انہیں ہنسانے پر مجبور کر گیا۔۔۔
نہیں بیٹا آپکی التجائیں کام نہیں آئیں گی یہ دل میری بہو کو دینا۔۔۔" جلد ہی۔۔۔" انہوں نے کہتے سامنے دیکھا۔
صارم "اوہ الحمدللہ شکر اللہ" کہتا ہنسا
شریر پہلے بھائی کی پھر تمہاری۔۔" اچانک انہوں نے تمام دیئے" بھجا دیئے جن سے صارم کو ہر طرف اندھیرا محسوس ہوا وہ دل مسوس کر رہ گیا۔۔
تقویٰ اسکے تاثرات دیکھتیں قہقہہ لگا رہی تھیں۔۔

جبکہ صارم زیدی کی نگاہیں اسٹیئرنگ وہیل کو تھامے اپنے ہاتھ پر تھی
جہاں ایک انجان سا تضحیک آمیز لمس موجود تھا۔۔۔
وہ گہرا سانس بھر کر اندر کی گھٹن کو باہر فضا کے سپرد کرتے
فریش فضا کو سانسوں میں کھینچنے لگا۔

بائے داوے ڈاکٹری کی ہارڈ سٹڈی نے کالا کیا ہے منہ یا پہلے سے ہی ایسے"
"ہو؟

وہ جان بوجھ کر تمہیں نشانہ بنا رہی تھی حالاں کہ تمہاری ماں بھی"
وہاں موجود تھی اسکی بھی رنگت سپید سرخ نہیں تمہاری طرح
سانولی ہے۔۔" تقویٰ اسکے ہاتھ پر اپنا سانولا ہاتھ رکھتی مسکرانے لگی۔۔۔
صارم انہیں دیکھتے مسکرایا۔۔
مجھے پسند ہے مام آپ اور اپکی یہ رنگت میں اس لڑکی کو نہیں"
سوچ رہا۔۔" انکے ہاتھ کی پشت پر بوسہ دیتے اسنے کہا۔
تقویٰ نے پر سکون ہوتے اسکے گال پر ہاتھ پھیرا۔۔

معلوم ہے سانولے لڑکوں کے نقوش میں کتنی کشش ہوتی ہے۔۔""
انکے پوچھنے پر صارم نے شرارت آنکھوں میں سجا کر نفی میں سر ہلایا۔وہ ہنس پڑیں۔۔
کبھی فرصت میں آئینہ دیکھنا وہ خود تمہیں بتائے گا۔"صارم" خاموشی سے سر ہلا گیا۔۔

★☆☆☆☆☆★

ڈی کے! آپ نے یہ ڈیل کتنے کی فائنل کی تھی؟"بلیک بریفکیس ہاتھ" میں تھامے تیز تیز چلتا پریشان فلیٹ کے اندرونی حصے میں داخل ہوتے سیدھا اس آفس کے سیاہ شیشے کے ڈور کو دھکیل کر اندر داخل ہوتے پوچھا۔

اسکی آواز پر سامنے ریوالنگ چیئر پر بیٹھے لیپ ٹاپ پر بزی شخص نے متوجہ ہو کر ایک سرد نظر سے اسکی جانب دیکھا جس میں واضح لاسٹ وارننگ تھی۔
وہ گڑبڑا گیا۔۔۔

سس۔۔ سوری۔۔!" اسے اپنی غلطی کا احساس ہوتے وہ فوراً سے پیشتر باہر نکلا اور ایٹیکیٹس کا خیال کرتے دروازہ ناک کیا۔ جسکے بعد اسے بھاری آواز میں اندر بیٹھے وجود کی اجازت ملی۔

بولو!" لیٹ ٹاپ دور کھسکاتے ہوئے اسکے بولنے کے منتظر ہوا"

آپ نے کتنے کی ڈیل کی تھی ڈیلر سے؟" سیاہ بریف کیس سامنے رکھتے" ہوئے اسنے دوبارہ استفسار کیا پر اس بار لہجے میں جلد بازی یا کسی قسم کی پریشانی نہیں تھی لہجہ کچھ مؤدب سا تھا۔

کیوں؟ پانچ کی۔" اسنے اسکے چہرے کو دیکھتے بریف کیس کھسکالیا۔" خیری نے جلدی سے کوڈ کی چٹ حوالے کی۔

سے خود (DK) یہ ابھی اسکا آدمی تین دیکر گیا ہے۔ کہہ رہے ڈی کے" بات کریں گے۔۔" اسنے کہہ کر لب بھینچ لئے سامنے بیٹھے وجود کے ماتھے پر بل پڑ گئے.

بات کریں گے۔۔" اسنے دہرایا اور ایک نظر بریفکیس میں موجود تین" لاکھ پر ڈال کر اپنا موبائل اٹھالیا۔۔

ڈی کے اسپیکنگ!" دوسری طرف ہیلو کو سنتے اسنے کہا۔۔"
تعارف کی ضرورت نہیں ہم جانتے ہیں تمہیں۔۔"دوسری"
طرف اُستائش سے بولا۔

اگر تم جانتے ہوتے تو یہ جرات نا کرتے بہر حال یہ تین رکھ"
کر لو آئندہ خاتمے فاتحہ خوانی کیلئے کام آجائیں گے آجکل مرنا بھی
مہنگا ہے اسلئے شاید تمہارے یہ کام آجائیں۔۔"اسنے سرد لہجے
میں کہا۔
مقابل گھبرائے۔۔
تم غصہ ہو رہے ہو۔۔"اسنے جلدی سے کہا۔"

نہیں میں تو ہنس رہا ہوں تمہیں میری ہنسنے کی آواز نہیں آئی؟"اسنے"
فوراً ہنس کر طنز کیا خیری نے لبوں میں مسکراہٹ چھپائی۔
پیسے میں واپس بھیج رہا ہوں آئندہ یہاں کسی کیس کو لیکر مت آنا"
ورنہ وہ کیس تم پر آجائے گا۔"اسکی دھمکی خطرناک تھی اور یہ
صرف دھمکی نہیں تھی وہ جانتا تھا۔۔

اس انسان سے کسی بھی بات کی توقع نہیں رکھی جا سکتی تھی کچھ بھی کر سکتا تھا۔

دیکھو ڈی کے تم غلط سمجھ رہے ہو ہماری ڈیل ہوئی تھی پانچ لاکھ کی۔۔۔"

پھر تمنے کس جرات سے مجھ سے کی ڈیل میں یہ غداری" میں داخل ہوتے اسکے رول نہیں پڑھے تھے یا P.C.S دکھائی؟ کیا تمہاری آنکھیں ان رولز تک نہیں پہنچی؟" ابکی بار وہ سرد لہجے میں پوچھتا اُس طرف موجود فرد کے ماتھا ملنے پر مجبور کر گیا

تم ناراض نا ہو میں جانتا ہوں سارے رولز پر دیکھو ڈی کے ہماری ڈیل پانچ" لاکھ کی ہوئی تھی۔۔۔
تو میرے سامنے تین کیوں ہیں؟" اسنے ایک نظر بریفکیس پر ڈالی"
وہ اسلئے ہیں کیونکہ تم نے کیس بڑھا دیا ہے۔ اس لڑکی کو مارنا نہیں تھا۔"
" کیس سولو کرنا تھا جرم میں انوول وجود کو زندہ دینا تھا۔۔۔

سارے طالبات احتجاج شور مچا رہے ہیں ہفتہ بھر سے "
یونیورسٹیز بند پڑی ہیں۔وہ دہشتگرد کو پکڑنے کا شور مچا رہے ہیں۔۔" اسنے
صورتحال اسکی غلطی کا احساس دلایا۔۔

خیری فائل لاؤ اور ابھی اسے پڑھو۔۔" اسنے سامنے کھڑے خیری پر "
حکم صادر کیا وہ فوراً سے پچھلے کیس کی فائل الماری سے نکال کر اسکے
پاس پہنچا۔۔۔

اور اس کیس کو پڑھنے لگا جس میں ڈی کے کو کیس دیتے یہ کہیں
نہیں تھا کہ ان میں سے کسی کو مارنا نہیں۔۔
اسٹاپ !" پوائنٹ کلیئر ہوتے اسنے خیری کو چپ کروادیا اور خود "
اب موبائل کی طرف متوجہ ہوا۔۔

میرے پاس کیس لانے سے پہلے اس کیس کو اچھی طرح ریڈ "
کر کے آیا کرو دوسری بات ڈی کے سے کی گئی ڈیل ایک بار فائنل
ہو جائے تو وہ "فائنل" کہلاتی ہے اسکے بعد نا کیس ایک بار پیچھے
ہوتا ہے نا آگے۔" وہ باور کرواتا ہوا بولا۔۔

اسنے ایک گہرا سانس بھرتے موبائل کو دیکھا۔
دیکھو ڈی کے تمہارا کام تھا کیس سولو کرنا نا کہ اس لڑکی مارنا وہ بھی پبلک"
پلیس میں۔۔"اسنے اعتراضی پوائنٹ سامنے رکھی۔۔۔

جس لڑکی نے تمہیں دیکھا تھا اسکی گواہی آچکی ہفتہ پہلے۔"اسنے"
جتانا ضروری سمجھا۔

!پہلے کافی گواہیاں آچکی ہیں مجھے پر"
میرے پاس آئے تمام کیس میں یہ واضح لکھا ہوتا ہے کیس
دیتے اگلے سارے اختیارات میرے پاس ہوتے ہیں میں کیس
کس طرح سولو کرتا ہوں۔
تم نئے ہو اسلئے تمہیں معلوم نہیں۔۔
ڈی کے پاس آئے تمام کیس میں یہ واضح لکھا ہوتا ہے کہ اس
کیس کے سارے اختیارات میرے پاس ہیں۔۔
میں کیس کس طرح سولو کرتا ہوں یہ مجھ پر ڈیپینڈ کرتا ہے۔بات
بڑھی نہیں ہے یہ بیوقوف عوام کی بیوقوفری ایکشن ہے،باقی سارا کام

شوشل میڈیا کا ہے۔ اس پر کس طرح خود کو رہنما ہمدرد دکھانا ہے اور بڑھا چڑھا کر سنانا ہے۔ یہ انہیں تم سے زیادہ آتا ہے۔

!ناؤ کم آن ٹو دا پوائنٹ

آ کر اپنی فائل لے جاؤ اور ساتھ اس کی قیمت دو تھی تو وہ میں تمہیں دے دوں گا اپنا کیس خود سولو کرو آئندہ یہاں آس پاس نظر مت آنا۔۔۔" وہ سرد لہجے میں کہتا اسے بوکھلا کر رکھ گیا۔۔

نن۔ نہیں ڈی کے میرا ایسا مطلب نہیں تھا مجھے یہ کیس سولو" "چاہیے۔۔۔

"میں تین بھیج رہا ہوں پانچ بھیج کر کیس کی تفصیل گواہ ثبوت لے جاؤ۔۔" اور نئے ہو اسلئے مفت کا مشورہ تمہیں خیری دے دیگا۔۔" اسنے بات" ختم کرتے موبائل خیری کے حوالے کیا وہ لیکر ایک سائیڈ آ گیا۔

دیکھو ایس پی! خوش نصیب ہو جو ڈی کے نے تمہارا کیس واپس رکھ" لیا ہے شاید اچھے موڈ میں ہے اسلئے ورنہ آج سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا۔

بہر حال مشورہ یہ ہے کہ گھبراؤ نہیں صورتحال کنٹرول کرو جب کیس سامنے رکھو گے میڈیا سچ جانے گی بات خود بخود ختم ہو گی۔۔

رہی پبلک میں دہشتگردی کی تو صاف کہہ دینا اسے پکڑنے والے تھے پر وہ اس لڑکی پر اٹیک کرنے لگی تھی اسلئے ایسا ایکشن لینا پڑا۔۔" اسنے مشورہ دیا ایس پی سوچ میں چلا گیا۔

ٹھیک ہے خیری پیسے میرے آدمی کو دے دینا میں پورے دیتا" "ہوں۔

ٹھیک سولو کیس کی فائل تم تک پہنچ جائے گی" خیری نے الوداعی کلمات پڑھتے کال ڈسکنیکٹ کی۔

اور خود پر دلاور کی گھوری دیکھ کر خجل ہو گیا۔

مجھے لگا ایس پی دھوکہ کر رہا ہے۔" اسنے سر کھجاتے ہوئے کہا"

وہ سر جھٹک کر واپس لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہوا۔

ویسے لڑکی کو مارنے کا تو کہیں پلان نہیں تھا پھر اچانک؟" خیری" اسکے پاس والی چیئر پر بیٹھتا ہوا الجھ کر پوچھنے لگا۔

ضروری تھا۔" اسنے دو لفظی جواب دیا۔"

احپانک ؟" اسنے پھر سے پوچھا پر ایک تیز گھوری پر گڑبڑایا۔"

نہیں میرا مطلب ہے احپانک کیس میں یہ پوانٹ آیا" تھا؟ کیونکہ اس دن جب آپنے سولو کیا تھا تب تو یہ ضرورت کہیں نہیں پڑی تھی کہ اس لڑکی کو مارنا ہے۔" ہمیشہ سے اسکے سولو کیئے کیس وہ آسانی سے اسے دیکھتے سمجھ جاتا تھا پر اس ان*ین لڑکی والے کیس پر وہ الجھ گیا تھا۔

ایک تیر سے دو نشانے !" وہ مصروف بولا۔ یک وقت اسکا" دماغ دونوں طرف حاضر تھا۔

اچھا تو یہ دو نشانے کے بیچ میں ہوئی گڑبڑ وہ بیہوش ہوئی لڑکی تھی یا" طالبات ؟" وہ پھر سے بولا اسکی نظریں الجھی سوالیہ تھیں۔۔

دلاور نے اسے دیکھتے لیپ ٹاپ بند کیا خیری اندر سے گھبرایا کہیں کچھ غلط تو نہیں پوچھ لیا۔

وہ اٹھ کھڑا ہوا جسے دیکھتے خیری بھی کسی ٹرانس میں کھڑا ہوا۔ جواب کے منتظر تھا۔

"!تم۔۔۔"

دلاور سپاٹ لہجے میں کہتا آفس سے باہر نکل گیا اور پیچھے خیری ہکا بکا رہ گیا۔

مم۔۔ میں؟؟؟ میں گڑبڑ؟؟؟" اسکی سانس جیسے سینے میں" اٹک گئی

دلاور ممم۔ میں کیسے گڑبڑ میں تو گھر میں تھا۔۔۔" اسے لگا اسنے" چیخ لگا کر پوچھا ہے پر اسکی آواز سرگوشی کی مانند اسکے حلق تک ہی گونجتی رہ گئی۔

PCS اسکی نظریں لیپ ٹاپ پر گئی جسکی ونڈو پر بولڈ حرف میں لکھا ہوا تھا۔ DK کے ساتھ نیچے

وہ ایک خفیہ پرائیوٹ کیس سولر کا آفس تھا۔ جس کا مالک ڈی کے تھا۔ یہاں پاک سے لیکر دو تین اور ممالک کے ادارے بھی اس سے کانٹیکٹ کر کے اسے اپنے کیس دیتے تھے اور بدلے میں اسکی فیس اسے مہیا کرتے تھے۔

جبکہ ڈی کے انہیں کیس سولو کر کے دیتا تھا جو انکی بس سے باہر ہوتے تھے۔ اسکے لئے اسے دوسرے ممالک میں بھی جانا پڑتا تھا۔ اور یہ ایک خفیہ ادارہ تھا جسے ڈی کے چلا رہا تھا۔

ایسے آفیسرز جن سے جو کیس سولو نہیں کر پاتے تھے وہ سیدھا خفیہ طور ڈی کے سے ہی رابطہ کرتے تھے۔
جسے کیس کی ساری تفصیلات دینے کے بعد اسے اختیارات بھی دیتے تھے ساتھ سائن بھی کر کے۔

کچھ وقت پہلے ہی مسلسل ہوتی تین چار جوان لڑکیوں اور لڑکوں کی خودکشی کے کیس کو سولو نا کر پاتے ایس پی نے ڈی کے سے رابطہ کیا تھا۔
اسے اپنے دوست سے ڈی کے کا معلوم پڑا تھا اور اسنے بغیر وقت لیے رابطہ کیا۔ انکی تمام کوششیں تفتیش ناکام ہو چکی تھیں جبکہ آہستہ آہستہ یونی کالجز کے طالبات کی خودکشی کا ریشہ بڑھتا جا رہا تھا۔
ایسے میں صرف کراچی نہیں اس کا شکار اسلام آباد لاہور بھی تھا۔

پی سی ایس رابطہ کرتے اسے خیری سے ساری ڈیٹیل مل گئی تھی کچھ دن سوچ وچار کے بعد اسنے فیصلہ لیا اور ڈی کے سے سیدھا رابطہ بحال کرواتے کیس اسکے حوالے کر دیا تھا۔

اسے اس دوران یہ بھی معلوم پڑ گیا تھا کہ کیس چاہے کسی بھی قسم کا ہو۔ انڈر پاکستان ہو یا آؤٹ کنٹری کیس دینے کے بعد ڈیل فائنل کرتے وہ اسکی ذمہ داری تھی کہ وہ کسی بھی حال میں کیس سولو کر کے انہیں دیتا تھا پھر چاہے کتنا نقصان دہ کیوں نا ہو اور سامنے پارٹی کتنی ہی چالاک درندہ صفت ہو۔۔

پر انکا ٹکراؤ ڈی کے سے ہوتا تھا، جسکے مائنڈ کا مقابلہ کرنا انکے بس کی بات نہیں تھی۔

یہ کیس بھی ڈی کے کو دیتے اسکی فیس پانچ لاکھ فائنل ہوئی تھی۔ کیونکہ کیس سولو کرنے کے بعد انہیں حکومت سے ایوارڈ پروموشن ملتے تھے۔ جسکے لئے ڈی کے کی ایکسپینسیو فیس انہیں دینی ہی پڑتی تھی۔ اور یہ راز ڈی کے اور مقابل کے بیچ رہتا تھا جو کہ کیس ختم ہوتے ہی دفن ہو جاتا تھا۔ نا وہ ڈی کے کو شو کر سکتے تھے نا ڈی کے انہیں۔ وکیل سے لیکر پولیس تک کے وہ کیس سولو کر چکا تھا اور کرتا آرہا تھا

کیس دلاور خان کے ہاتھ میں آتے اسکی اصلی تفتیش شروع ہوئی جو تفتیش کے ت کو نچوڑ کر رکھ گئی۔

جس سے اصلیت سامنے آئی جو لڑکی کی اسنے ہفتہ پہلے جان لی تھی وہ کوئی معمولی نہیں تھی بلکہ ان * یا کی یوٹیوبر تھی۔

جسکی ٹیم کو کچھ عرصہ پہلے ہی یوٹیوب پر فحاش مواد اپلوڈ کرنے پر پکڑا گیا تھا ان * یا کے شہر ک * کتہ میں۔ جس کی تحقیق کے بعد سچ سامنے آیا تھا کہ وہ لڑکیوں سے دوستی کرنے بعد انہیں اپنے گھر لے جاتی ہے اور ہلکی پھلکی پارٹی میں ان کا کوئی ایسی کلپ بنا لیتی ہے جس سے انہیں بلیک میل کر کے بعد میں انہیں خفیہ جگہوں پر بلا کر ان سے بری طرح سے زیادتی کی جاتی ہے جنکا بنتا خفیہ ویڈیو وہ اپنی مختلف ویب سائیٹس اور چینلز پر اپلوڈ کرتے تھے۔

لوگوں کا نیوجنریشن کا رغبت انہیں مواد کی طرف زیادہ تھا، بچے بڑے اس مواد کے شوقین، ویوز بڑھتے گئے جس سے انکا کاروبار ٹھیک ٹھاک چل رہا تھا اور وہ ٹیم میں بڑھتے دن بدن معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو شکار کرتے گئے۔

پر ان * یا میں پکڑنے کے بعد انکی آدھی ٹیم تو حراست میں تھی باقی آدھی فرار ہوتی دوسرے ممالک شفٹ ہو گئی تھی۔

اور وہیں سے یہ کام سرانجام دے رہے تھے۔ انہیں ان سب لت لگ گئی تھی، وہ لڑکیوں سے دوستیاں کر کے انہیں بے بس بلیک میل کر کے انکی پو*ن ویڈیو بناتے اور انہیں اپنے دوسری ٹیم جو کہ فحا*ی کے شوقین مم* الک میں بیٹھی ہوتی تھی انہیں بھیجتے اور وہیں سے یہ چینلز ویب سائٹس پر اپلوڈ ہوتیں۔۔

حال ہی میں ہوئی خودکشیاں بھی انہیں کی بلیک میلنگ تھی۔ جو خوار ہونے کے بعد کچھ نا سمجھتے ایک آخری راہ خودکشی ہی کو منتخب کرتیں۔ انکا شکار نا صرف لڑکیاں بلکہ جوان لڑکے بھی تھے۔ اور لڑکوں سے دوستیاں بڑھا کر ان سے بھی اسی قسم کا تشدد کیا جاتا۔۔

اس لڑکی کا نام پوجا تھا جسے کڈنیپ کرنے والا تھا ڈی کے، پر اہم وقت پر اسے اپنا پلان بدلنا پڑا۔
البتہ پوجا نامی وہ لڑکی جو کہ پاکستان دو سال پہلے آئی اپنی ایک پہچان "فاطمہ اشفاق" پاک نیشنلٹی بنا کر ایک یتیم بے سہارہ ہو کر زندگی

بسر کر رہی تھی۔ اسے دیکھ کر اسکی افسوسناک کہانی سنتے اس پر ترس کھاتے کئی لڑکیاں دوستی کی ڈور گانٹھ باندھ دیتی تھیں۔
پر برا ہوا اسکا جسکا کیس ڈی کے' کے ہاتھ لگ گیا۔ وہ تو اسکی گواہ تھی پر اہم وقت پر اسے آسان موت دینی پڑی۔
اگر گواہ سے سچ اگلوانے کا طریقہ وہ دیکھ لیتی تو کبھی زندگی میں پاک آنے کی جرات نا کرتی۔۔۔

پاک میں انکی ٹوٹل پانچ لوگوں کی تعداد میں ٹیم تھی۔ جن میں سے ایک تو دہشتگرد ڈی کے' کے ہاتھ لگ چکی تھی باقی چار دوسرے اس وقت گواہ کی صورت بیان ریکارڈ کروا کر نیم مردہ پڑے تھے۔

آپنے لڑکی کا بیان سنا؟" آفس سے باہر اسکے پیچھتے آتے خیری"
مسکراہٹ چھپاتا اسکے پاس آکر بیٹھا جو کہ ٹوم اور جیری کو بیٹھا خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔
ہمیشہ کسی چیز سے بدمزہ ہو کر وہ یہی دیکھتا تھا۔ اور اب بھی دیکھ رہا تھا۔

کیا فائدہ جب اس نے دنیا کو بتایا ہی نہیں کہ میں کون ہوں!" وہ سر جھٹکتا ہوا بولا خیری کی آنکھیں پھیل گئی۔

آپنے اسے بتا دیا تھا کہ آپ کون ہیں؟" وہ اچھل کر بولا۔"

ہمم!" اسنے سر ہلایا جب نظروں کے سامنے وہ منظر لہرایا۔۔"

ککک۔۔ کون۔۔ ہو تت۔۔۔ تم۔۔؟؟؟" اسنے روتے ہوئے پوچھا۔)
") اس میں اتنی طاقت نہیں بچی تھی کہ ایک چیخ ہی مار سکے۔

See baby! I'am Your Evil, and You are mine

کیا کہا آپ نے کون ہو؟" خیری کا حلق جیسے خشک ہوا سالوں اپنی شخصیت خفیہ رکھتے اسنے اچانک ایک لڑکی کو اپنی اصلیت بتا دی۔۔

"اور اسنے کیوں نہیں بتائی پولیس کو؟

"Evil"

اسکے محض لب بڑبڑائے۔۔"اٹھو جاؤ لنچ کی تیاری کرو مجھے ڈسٹرب مت کرو۔۔"اسنے اسے وہاں سے نکلنے کا اشارہ دیا خیری آنکھیں پھیلائے تجسس سے بیٹھا اسکے بھگانے پر مایوس ہو گیا۔

صبح ناشتہ میں نے بنایا تھا ابھی آپکی باری ہے میں تو چلا سونے بڑا" تھک گیا ہوں۔۔"وہ انگڑائی لیکر صوفے سے اٹھا دلاور اسکی طرف دیکھتا ابرو اچکا گیا کہ کیا سچ میں تم تھک گئے ہو۔۔۔

ہمم! کچھ مدد کرتا ہوں تمہاری تھکن اتارنے میں۔۔"ہنکارہ بھرتے" اسنے اپنی بیلٹ میں لگی پیچھے گن کی طرف ہاتھ بڑھایا۔۔

خیری دیکھ کر چیختا صوفے سے دور بھاگا مبادا اسکا نشانہ اسکا دماغ ہی نا ہو۔۔۔۔۔

آپ غلط سمجھ رہے ہیں دلاور میں تو کہہ رہا تھا کہ آپ کافی" تھک گئے ہوں گے آرام کریں میں کھانے کے بعد برتن دھوؤں گا اسکے بعد آپکے کچھ کپڑے ہیں انہیں بھی آج دھوؤں گا ساتھ سوچ رہا تھا آئرن بھی کر دوں۔۔

ارے ہاں آپکے وہ شوز بھی تو میلے ہو گئے تھے سوچ رہا تھا بعد میں انہیں پالیش کر دوں۔ ساتھ میں روم کی ڈسٹنگ کا بھی پلان کچھ دیر پہلے بنا رہا تھا۔ پردے کور بیڈ شیٹ کافی میلے ہو گئے ہیں آپکے۔۔ اور۔۔ اور رات کو کھانے میں کیا لیں گے آپ ؟؟؟" وہ دور کھڑا ہڑبڑایا ہوا ایک ہی سانس میں کہتا اب اسکی رائے پوچھ رہا تھا۔۔

سائیکو انسان تھا، اس پر کیا بھروسہ کوئی بھی پرزہ زخمی کر دے۔
ایک کھانا بنانے کے بہانے سے نوالہ نصیب نا ہو۔۔۔

کیا بات ہے تمہاری خیری! پارٹنر ہو تو تمہارے جیسا۔۔" اسنے" ایمپریس ہوتے اسکی فرمانبرداری کو سراہا۔۔
خیری نے دانت پیسنے کے انداز میں بتیسی دکھائی۔۔
"بس آپکی کرم نوازی ہے۔"

ساتھ میں زیادہ ٹھنڈا رکھنا اس وقت میرا دل گرم ہے۔۔۔ اور یہ" تھکن تب تک نہیں اترنے والی جب تک وہ آکرنا اتارے۔۔" وہ کہہ کر صوفے پر نیم دراز ہوتا اسکرین کو دیکھ رہا تھا۔

جبکہ اسکی آنکھوں کے سامنے وہ ہراساں پھیلی نیلی آنکھیں تھیں۔۔۔

خیری اسکی بات نا سمجھتے اپنے ہی دکھ پر رونے لگا تھا. زخم سے بچنے کیلئے اسنے اس انسان کے سامنے لمبی کاموں کی لائن تو بیان کر دی تھی پر اب دیکھتے اسکا سانس رک رہا تھا کہ وہ کیسے کرے گا اتنے کام۔۔

مجھے شادی کرنی ہے دلاور کسی بھی حال میں آج رات ہی۔۔۔"وہ چیخ" دبا کر التجائیہ بولا۔۔۔

ہوں سوچوں گا پہلے پیدا ہو جا۔۔۔"اسکا سپاٹ سا جواب اس" بات کی گواہی تھا کہ اب اسے ڈسٹرب نا کیا جائے۔۔

یہ ٹوم جیری کام نہیں آئیں گے دلاور خان یا میری شادی کروا دیں یا" اپنی کم از کم کوئی کام تو آئے گی میری توہڈیاں بوڑھی ہونے لگی ہیں اب۔۔۔"برتن پٹخنے کے ساتھ اسکی دہائیاں بھی ساتھ شور مچا رہی تھیں۔۔

اب اگر خیری تمہاری ایک بھی آواز یہاں تک پہنچی منہ سے زبان" نکال کر باہر رکھ دوں گا۔" دلاور نے اکتا کر غصے سے کہا اور اگلے پل اثر دکھاتی اسکی دھمکی اسکی آواز حلق میں دبا چکی تھی۔۔

آپکو بیٹی دے گا کون جو تو شادی کرے منہ سے تو چوبیس گھنٹے انگارے اگلتا" رہتا ہے۔لڑکیاں تو میرے جیسے رومینٹک بندے کے خواب دیکھتی ہیں جو انکی پنکھڑیوں۔۔۔" آگے کا جملہ وہ خیالوں کو میں کھویا ہوا سوچنے لگا۔۔۔

یہ تو ایک وسیلہ تھا کہ وہ کھلی آنکھوں سے مسکراتے گنگناتے خیال دیکھتا کام ساتھ کرتے جاتا تھا اور اسے اندازہ نہیں ہوتا کب کام ختم ہو جاتے۔۔
بس پھر وہ ہوتا اور اسکی دن بدن بڑھتی پریم کہانیاں۔۔۔

افف دلاور ے میری شادی پر بارات گھوڑے پر لیکر جائے گا یا" جہاز میں۔۔۔"وہ مسکراتا اپنے خیالوں میں اس سے پوچھنے لگا ساتھ روٹیاں بھی بنا رہا تھا۔

دلاور نے سامنے اوپن کچن میں کھڑے سترہ سالہ اپنے ملازم خیری کو دیکھا۔

"فلائنگ چھیتر پر۔۔اگر تمہارے مارکس اچھے نہیں آئے تو کندھے پر جائے گی۔۔" وہ غصے سے جھڑک کر بولا۔خیری سٹپٹا گیا۔

"قدر نہیں میری جانے کب آئے گی میری قدرہ۔۔۔" دلاور کی موت مار دھمکی پر اسنے دکھ سے آہ بھری۔۔

★☆☆☆☆☆★

★☆☆☆☆☆★

آدھے گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد گاڑی سفید روش پر پھسلتی ہوئی سیدھا ہارون شاہ کے بنگلے کے پورچ میں آکر رکی۔

باذل کے چہرے پر بیزاریت تو روحا کے چہرے پر سچی مسرتیں تھیں۔"آئیں!"زریش ڈور کھول کر باہر آتی مہکار کی سائیڈ کا ڈور اوپن کیا اور اسے ہاتھ تھام کر باہر نکالا۔

خوش رہو سدا!"مہکار اسکے چہرے کو دیکھتی مسکرائیں۔"

یہ وہ انجان سی عورت تھی جسنے اسکی گمراہی میں اسکی اولاد کو بغیر کسی رشتے کے سینے سے لگا کر سنبھالا تھا۔

اگر آج یہ نا ہوتی تو اسکا شاہو بھی شاید گمراہ ہو چکا ہوتا اب تک۔ پر شکر ہو اس عورت کا جسنے اسے بکھرنے سے پہلے سمیٹ لیا۔ اور وہ جانتی تھی اسکا شاہو صرف اتنا غصہ ہے کہ اسنے اسکی جگہ اسکے بھائی کی بیٹی کو دی۔
اور اپنے وجود کے حصے کو یوں ٹھکرا کر چلی گئی۔ جب اسنے روحا پر اٹیک کیا تھا وہ تب ہی سمجھ گئی تھی اسکی آنکھوں میں غصہ نفرت روحا کیلئے دیکھ کر۔۔

وہ اپنی ماں کو چاہتا تھا، وہ چاہتا تھا کہ وہ اکیلی ہو تا کہ اسے ساحل شاہ کی کمی ستائے، اور وہ اسے منا کر اسکی ضد ختم کر کے اسے اپنی بانہوں میں سمیٹ کر ممتا سے اپنے آغوش میں سمیٹ لے۔
دوسری ماں کی محبت ممتا چاہت توجہ زخم تو بھر لیتی ہے پر ایک تشنگی ہوتی ہے جو اندر ہی اندر جلتی سسکتی سوکھتی، ویران خالی

سمندر کی مانند پھیلتی ہوئی جاتی ہے۔ ساحل شاہ کے زخم تو زریش شاہ نے بھر دیئے پر اصلی ماں کی ممتا اسکے سینے سے لگ کر بچے کا سونا اسکے آغوش میں ڈر کر سمیٹنا، بے جھجھک اس سے پیار محبت کرنا اس سے ضد کرنا، کسی چیز کے نا ملنے پر احتجاج کر کے اسے ستانا تنگ کرنا وہ تو صرف حقیقی ماں سے اچھا لگتا اس سے سکون دیتا ہے۔

اسکے سینے میں بھی یہی تشنگی تھی مہکار شاہ کو لیکر جو آہستہ آہستہ بڑھتی ریگستانی ریت کی مانند ہو گئی تھی جسکی تشنگی سمندر بھی نا مٹا سکے۔۔ سواء اس وجود کے جسکے نام کی تشنگی ہے۔

وہ آگئیں تھیں اور اب جانتی تھی وہ اپنے ساحل کی نفرت غصہ سب کچھ خود میں سمیٹ لے گی۔ اور اسکے شاہو کو اپنے آغوش میں چھپا کر سینے سے لگا لے گی۔

اس تڑپتی ممتا کو سکون دے گی۔ اسے بتائے گی کہ نا صرف وہ تڑپا ہے بلکہ اسکے لئے مہکار شاہ بھی کتنی تڑپی ہے۔ اسے ضد جنون کی پٹی آنکھوں سے ہٹا کر مہکار شاہ کو دیکھنا ہو گا۔ کہ وہ لوٹ کر صرف ساحل شاہ کیلئے آئی ہے۔ تشنگی جب بڑھ جائے تو جنون روپ لے لیتی ہے اور اسی جنون کو

ساحل شاہ نے نفرت کا لبادہ پہنا دیا تھا جس سے وہ خود بھی ناواقف تھا سواء مہکار شاہ کہ یہ اسکی نفرت نہیں جنون ہے۔ جو روحا شاہ کو مہکار شاہ کے قریب برداشت نہیں کر سکتی۔ اسے زریش کی تربیت پر کوئی شک نہیں تھا کہ اسنے اچھی نہیں کی ہو گی۔

بے شک بہت اچھی کی تھی جسکی مثال اسکے سامنے تھی کہ وہ آج کامیاب اچھا بزنس مین تھا بلکہ ایک ہمدرد بھی تھا۔ اسکے کمائے پیسوں سے جاتے فنڈز کا اسے معلوم تھا جو کہ وہ ہر ماہ یتیم بچوں کے ادارے کو دیتا تھا۔

سب کی عزت کرتا تھا احترام سے پیش آتا تھا تو یہ اسکی تربیت ہی تھی ورنہ وہ اپنی ماں سے نفرت میں جانے کیا کچھ کر چکا ہوتا

پر اب وہ آئیں تھیں اپنی پاسٹ کی غلطیاں سنوارنے اور ساحل شاہ کے اندر محبت کے جذبات کو انبھارنے کیلئے۔ وہ اپنے شاہو کو واپس پہلے جیسا نرم بنا دے گی انہیں یقین تھا۔

"یہ ہم کہاں آئے ہیں؟؟" روحا گاڑی سے اتر کر اپنی مام کے پاس آتی انسے بولی۔۔ اسکا سوال سن کر حجاب نے نقاب اتارتے پریشانی سے اپنی بیٹی کو دیکھا۔

"یہ اپنے انکل کے گھر آئی ہیں ہماری بیٹی!" ہارون شاہ اسکا ڈر بھانپتے ہوئے آگے بڑھ کر اسے اپنے ساتھ لگاتے اندر کی سمیت بڑھے۔۔

روحا کے قدموں سے جیسے جان نکل گئی۔۔

"انکل کے گھر؟؟؟" اسنے حیرت سے گردن موڑ کر اپنی ماما حجاب کو بے یقینی سے دیکھا کہ وہ اسے یہاں لائی تھیں۔۔

"ڈرو نہیں روحی بھیو اب بڑے ہو گئے ہیں یار وہ تمہیں نہیں ماریں گے وہ اب کافی سوئیٹ ہیں۔۔" ساتھ چلتی ثمن اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے حوصلہ دیتی بولی۔۔

ثمن کی آواز نے اسے حیرت کے زد میں ڈال دیا۔۔

"تو اسکا مطلب وہ حقیقت میں ایک بار پھر اسکے سامنے جا رہی تھی؟" اس سوچ نے ہی اسکا سانس بھری طرح پھولا دیا۔۔

وہ گھبرائی سپید تڑپے چہرے سے اپنی مام کو دیکھنے کی کوشش کرنے لگی جو کہ مسز زریش شاہ کے ساتھ آ رہی تھیں۔۔

مم۔۔ میں مام کے ساتھ آ۔۔ آتی ہوں۔۔" اسنے حوصلے کیلئے اپنی مام کا" ساتھ چاہا۔ تاکہ اگر وہ سامنے بھی آئے وہ چھپ تو جائے اپنی مام کے آغوش میں۔۔

اسکی سہمی ڈبڈبائی آنکھوں کے سامنے آج سے کچھ سال پہلے کا منظر گھوم رہا تھا جب اسنے اسے مارنے کی کوشش کی تھی۔ روحا کا پور پور کانپ گیا یاد کر کے۔۔

کیسے اسکی سانسیں بند ہوئیں تھیں اسکے گلا گھونٹنے پر۔۔۔ کیسے وہ تڑپی تھی پر اسے احساس نہیں آیا۔۔

آہستہ آہستہ سوچتے گزرے ماضی کی چند نفرت میں ڈوبے فقرے یاد کرتے اسکے وجود میں سنسنی خیز لہر اٹھی جو کے دروازے کے قریب پہنچتے پورے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے گئی۔۔

ڈرو نہیں روحا بیٹا۔۔" اسکے ہاتھوں کی کپکپاہٹ دیکھتے ہارون شاہ نے" کہا۔

پر اسے تو لگ رہا تھا وہ ابھی سامنے آکر اسے دھکا دیکر نکال دے گا۔ وہ اس پر نفرت بھرے زہریلے فقرے اچھالے گا اسکا وجود زخم زخم کر دیگا۔۔

اسکی حالت یوں ہو گئی کہ ابھی رونے بیٹھ جائے گی۔ نا اسکی منمناہٹ کام آرہی تھی نا ہی اپنی ماں بہن تک آواز پہنچ پارہی تھی۔

"رکیں شاہ۔۔۔" انہیں آگے دیکھتے زریش نے گھبراتے ہوئے پکارا پر انہوں نے شاید سنا نہیں تھا۔ حجاب باذل کے بگڑے ہوئے زاویئے دیکھتیں سخت متفکر تھیں کہ پھر سے وہ کوئی ہنگامہ ناپیدا کر لے۔

"ہہ۔۔ہم۔مام کے ساتھ۔۔۔" اسکے ابھی الفاظ منہ میں ہی تھا جب دہلیز ہارون شاہ کے ساتھ پار کرتی ایک قدم ہی رکھا تھا کہ اچانک اوپر سے برستے ہوئے پھولوں نے اسکا سانس روک دیا۔ برستے ہوئے پھولوں کی تپتوں کے نیچے کھڑی روحا سانس روکے آنکھیں موند گئی۔ پتی پتی گلاب کی اسکے وجود کو چھو کر سیراب ہوتی نیچے پھسل جاتی۔

اسکے وجود کے لمس سے گلاب کی پتیاں جیسے مہک اٹھیں تھیں۔۔ ناک کی نتھنوں سے گھستی ہوئی انکی ہوش اڑاتی خوشبو اسکے حواس جکڑ گئی۔۔

آہ۔۔ڈیڈ! بھائی کا پلان؟؟؟" احپانک ثمن کی چیخ گونجی زریش اپنے شوہر "
کے بھول جانے پر سرپیٹ کر رہ گئی وہیں ہارون شاہ خود پر روحا ثمن پر
برستی گلاب کی پتیوں کو دیکھتے احپانک اپنے بیٹے کا پلان یاد آنے پر
افسوس بیچارگی سے سامنے دیکھنے لگے۔۔۔
.حجاب بھی پریشانی سے دیکھ رہی تھی مہکار نے زریش کو دیکھا
کیا ہوا احپانک کیوں رک گئے؟" مہکار شاہ نے پوچھا۔"
وہ دراصل آپکے بیٹے نے آپکے استقبال کیلئے پھول برسانے تھے پر آپکی"
جگہ شاہ اور روحا آگئے۔۔" زریش نے کہہ کر اپنے شوہر کی پشت
دیکھی
حجاب مہکار حیرت بے یقینی سے زریش کا چہرہ تکنے لگیں۔۔
ساحل شاہ نے میرے استقبال کیلئے؟؟؟" حیرت کے پہاڑ"
جیسے ٹوٹ پڑے ان پر یقین کرنا مشکل تھا ساحل شاہ نے اپنی ماں کے
استقبال کیلئے پھول برسائے تھے؟؟؟

انہوں نے کہا تھا نا وہ بدل گیا ہے۔۔ آپکی خوشیوں کے دن آگئے ہیں۔۔""
حجاب نے پاس کھڑے ہونے کی وجہ سے انکا چہرہ دیکھتے
کندھے پر ہاتھ رکھ کر مسکراتے کہا۔

مہکار شاہ کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔ "کیا سچ میں اسکا
"ساحل بدل گیا تھا؟؟؟؟ اسے معاف کر چکا تھا؟؟؟
باذل بڑے غور سے یہ تماشا ملاحظہ کر رہی تھی۔

یہ کیا ہے؟؟؟" بھاری گھمبیر آواز روحا کے آس پاس گونجی۔"
اسنے آہستہ سے اپنی لرزتی ہوئی پلکیں اٹھائیں۔۔۔
کیا وہ سچ میں بدل گیا ہے؟؟؟" اسکی دھڑکنیں ابتر ہوئیں۔۔"
پتیاں اسکے ناک لبوں سے شرارتیں کرتی گرتی اسے سرخ کر گئیں۔۔
اسنے سر سیدھا اوپر اٹھایا اور اوپر لگی گلاب کی پتیاں برساتی مشین
کو دیکھتے مسکرائی جب ایک گلاب کی گلابی پتی لہراتی ہوئی سیدھا
اسکے گلابی پتلے سے لبوں پر آکر ٹھہر گئی۔۔
روحا کے لبوں پر اس شرارت سے گہری مسکراہٹ بکھر گئی۔
جب اسکی پتی کے لمس کا اسکے لبوں کو چومنا اسے گلاب سے سرخ
کر گیا۔۔
اسنے آہستہ سے اس گلاب کی پتی کو دونوں لبوں کے بیچ دباتے ہوئے مسکراتے
سر نیچے کیا ہی تھا جب نظریں سیدھا خود کو تکتی ہوئی سامنے
کھڑے اس لمبے چوڑے وجود کی آنکھوں سے ٹکراتی

اسکی گرے آنکھوں سے ہوتی، اسکی کھڑی مغرور ناک پر آئیں اور وہاں سے آہستہ سے سرک کر گھنی مونچھوں تلے دبے اسکے لبوں پر آئیں۔۔۔
ہلکی بڑھی ہوئی شیو کو دیکھتے روحا شاہ کی اچانک دھڑکنیں اتھل پتھل ہوئیں۔ وہاں سے سرکتی اسکی گردن سے ہوتی اسکے چوڑے کندھوں کو دیکھا اور پھر اسکے پھیلے مضبوط و وسیع سینے کو دیکھتے اسکی سانسیں جیسے سینے میں اٹک گئیں۔۔
سامنے کھڑا الجھی استہفامیہ نظروں سے دیکھتے اس وجود، دیو قامت کو روحا شاہ دیکھتی آہستہ سے لرزتی پلکوں سے پاس کھڑے مسکراتے ہارون شاہ کی طرف نظریں اٹھائیں۔۔

جبکہ ساحل شاہ کو نا پہچانتے اسکے لبوں سے آہستہ سے سرکتی ہوئی پتی اسکی ٹھوڑی کو چوم کر لہراتی آکر زمین پر اسکے قدموں میں گری۔۔

ساحل شاہ کی نظریں اسکے لبوں سے ہوتی ہوئیں اس پتی پر ٹھہر گئی جو کہ ابھی اسکی عنایتوں سے سیراب ہو کر اچانک ٹھکرانے پر قدموں میں گری تھی۔۔

سوری بیٹا میں بھول گیا تھا۔۔ یہ ڈر رہی تھی تو میں اسکا جلد"
یہ ڈر ختم کرنے کے چکر میں تمہارا پلان تو بھول ہی گیا۔۔"ہارون
شاہ اپنے بیٹے کی اتنی محنت ضائع دیکھتے معذرت کی۔۔
ساحل شاہ نے اپنی نظریں سامنے نازک سے سراپے والی اس
لڑکی کی پھیلی آنکھوں سے ہٹا کر اپنے باپ کو دیکھا۔

شش۔۔ شاہو۔۔۔"ہارون شاہ سے اسکا تعارف سنتے اسکے لبوں"
سے مدھم سی سرگوشی نکلی۔۔
بھیو یہ روحا ہے حیدر انکل کی بڑی بیٹی۔۔"پاس کھڑی ثمن نے"
جلدی سے چہک کر اسے بتایا۔
روحا کی دھڑکنیں سست پڑ گئیں۔ اسنے جھٹکے سے نظریں اٹھا
کر مقابل کی آنکھوں میں خوف سے دیکھا۔
نظر مت آنا مجھے کبھی ورنہ سانسیں لے لوں گا۔۔"اسکے کان میں"
ایک خوفناک سرد سرگوشی گونجی۔۔

پر وہ نظریں اٹھائے اسے دیکھنے لگی تھی جو کہ بالکل ایک بدلہ ہوا انسان لگ
رہا تھا۔ وہ تو ماضی کا شاہو لگ نہیں رہا تھا۔ یہ تو کوئی اور ہی تھا۔۔

اسکے کانوں میں باذل کی اس دن کی باتیں گونجی۔اسکی دھڑکنوں نے بلند با آواز شور مچانا شروع کر دیا۔

روحا نے اسے دیکھتے آہستہ سے لب دانتوں تلے دبالیا۔۔"تو کیا وہ سچ میں بدل گیا تھا؟اسکی مام کا شاہو بدل گیا تھا ایک اچھے انسان کے روپ میں۔۔"

ساحل نے ناراضگی سے اپنے باپ کا چہرہ دیکھتے خود کو تکتی روحا شاہ کی آنکھوں میں متبسم ہوتے مسکرا کر دیکھا۔

چلو ماں نا صحیح ماں کی بیٹی ہی صحیح۔۔"

ویلکم۔۔۔"اسنے مسکراتے ہوئے روحا سے کہا۔۔

اسے لگا وہ ابھی غش کھا کر گرے گی۔"وہ اسے ویلکم کر رہا تھا؟؟؟"روحا کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔۔

یا خدا یہ کیا کرشمہ تھا؟؟ساحل شاہ اس سے ٹوٹ کر نفرت کرنے والا اسکے اتنے پاس آنے پر متبسم سا اسے ویلکم کر رہا تھا۔۔؟؟"

وہ جیسے چکرا کر گرنے والی ہو گئی تھی اور بے یقینی سے ساحل شاہ کی آنکھوں میں دیکھنے لگی جسکے لئے اسے اپنا سر اٹھانا پڑا۔

ساحل اسے ششدر دیکھتا معاً خوبصورت بھاری قہقہہ لگا اٹھا۔

یقین کر لو لٹل گرل یہ تمہارا سوری تمہاری مام کا شاہوہے۔۔"اپنی مضبوط" انگلی سے اسکی چھوٹی ناک چھو کر وہ اسے اپنے قہقہے سے مبہوت کر گیا تھا۔

چونکی تو باذل بھی تھی اسے دیکھ کر۔ گوگل یا شوشل میڈیا پر اسکے آئے دن مختلف پارٹیز کے ساتھ تصاویر دیکھتی رہتی تھی پر سامنے ہونے کا سحر ہی کچھ اور تھا۔

روحا کو بھی یقین نہیں آرہا تھا کہ جس کے خوف سے وہ نام سن کر سانسیں مشکل سے لیتی تھی۔ وہ آج اسکے مقابل کھڑا تھا پر اسکی دھڑکنیں خوف سے نہیں الگ انداز سے دھڑک رہی تھیں۔۔ اسکا ناک کو چھونا۔۔ وہ بچپن سے اسکی توجہ کی طلبگار تھی دوست کے روپ میں۔۔ اسکے مام کے بیٹے کے روپ میں۔ پر اسکے ہمیشہ سے بڑھے ہوئے ہاتھ کو اسنے نفرت سے جھٹکا تھا، اسکے حوصلوں کو بری طرح توڑا تھا، اس ہنستی مسکراتی لڑکی کو اپنے نام سے دہشت میں مبتلا کرنے والا آج اسکے سامنے قہقہہ لگا رہا تھا۔۔

روحا نے آہستہ سے بھاری ہوتی سانس خارج کی اور اسکی مسلسل نظریں اپنے چہرے پر دیکھتے آہستہ سے بھاری پلکیں جھکا دیں۔۔

بھائی بہت پیاری ہو گئی نا۔۔ اسے میں چٹکی سے اڑا دوں۔۔" ثمن اپنے" بھائی کو مسکراتے ہنستے دیکھ کر خوش ہوتی اپنی طاقت دکھانے لگی۔۔

ہارون شاہ اپنی بیٹی کے بات پر ہنسنے لگے۔ ہنسا تو ساحل بھی تھا پر اسکی مسکراہٹ روحا کو جانے کیوں عجیب لگی۔ اسنے سر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔ تب ہی ساحل شاہ کے آپس میں پیوست لبوں نے اسکے لبوں کو دیکھتے حرکت کی۔۔

"بہت۔۔"

روحا کا دل بے ساختہ اسکی نظروں سے دھڑکا۔ وہ جھجھک کر اسکے سامنے سے ہٹتی ہوئی ایک طرف ہو گئی۔۔

ارے بیوقوف اب مت ڈرو اب تو بھیو کو ہماری دوستی پر بھی کوئی" اعتراض نہیں ہو گا۔۔" ثمن اسے پیچھے سرکتے ہوئے دیکھ کر بازو پکڑتی آگے کھڑا رہنے کیلئے کھینچنے لگی۔۔

آہ ثمن۔۔"وہ نازک سے سراپے والی دبلی پتلی سی روحا اسکے"
اچانک جھٹکا دینے پر لڑکھڑا کر سیدھا مقابل کے سینے سے سب
کی موجود میں ٹکراتی اسی پل ہی شاید اس تصادم کو بھانپتے ہوئے
ساحل شاہ سائیڈ ہوتا اسکے پاس سے گزر کر اپنی ماں کی طرف
آگیا۔۔۔

پر اسکے پاس سے گزرنے پر جو اسکی خوشبو روحا کے حواسات پر
چھائی تھی اسے جھرجھری لینے پر مجبور کر گئی۔

میں وہ خوش نصیب بندہ ہوں جسکے پاس دو دو مائیں رب کی"
رحمت جنتیں ہیں۔۔"وہ اپنی دونوں ماؤں کے سامنے آتا دونوں کو ساتھ
کھڑا دیکھ کر بولا۔۔

ہارون شاہ زریش شاہ جو کہ ساحل سے بات کر کے جان چکے تھے کہ
وہ ماضی بھول چکا ہے۔وہ اب اپنی ماں کو معاف کر چکا ہے۔اسکے
اچانک اس فیصلے پر وہ جتنا خوش ہوتے اتنے ہی حیران تھے پر
ساحل نے انہیں یقین دلا دیا تھا۔

پر حجاب خاص کر کے مہکار شاہ کیلئے یہ بڑا سرپرائز تھا دنیا کا سب سے بڑا۔ اور ایک ماں کا سکون اسے لوٹ کر مل رہا تھا۔
مقابل کھڑا خوبرو سا جوان لڑکا اسکا ساحل تھا۔ مہکار شاہ کیسے یقین کر لیتیں۔۔
وہ چھوٹا نفرت سے منہ پھیرتا ساحل کہیں نہیں تھا البتہ اسکی جگہ ایک محبت پاش نظروں سے انکے چہرے کو تکتے بڑے جوان لڑکے کو دیکھ کر انکی آنکھوں میں آنسوؤں کی برسات شروع ہو گئی۔

وہ رونے لگیں بری طرح رونے لگی اپنے بیٹے کو دیکھتے۔۔
ماما۔۔۔!" ساحل نے انہیں پکارتے سرخ آنکھوں پل کو میچ کر آہستے سے " انہیں بازوؤں میں لے لیا۔۔

میرا ساحل۔۔۔ "مہکار شاہ سسکتی روتی اسے محسوس کر رہی تھی۔"
"میرا بیٹا میرا ساحل میرے جگر کا ٹکڑا۔۔ مجھ سے ناراض تھا۔۔ اپنی ماں سے ناراض تھا۔۔۔" وہ رو رہی تھیں۔۔

سالوں بعد انکا انتظار ختم ہوتے دیکھ کر حجاب جو کہ انکے حال سے واقف تھیں نم آنکھوں سے مسکرانے لگیں۔ مسکرا تو زریش رہی تھی ایک ماں کو اسکا بیٹا لوٹاتے۔۔

ساحل خاموش انہیں بانہوں میں لیکر اپنی ماں زریش کا چہرہ دیکھ رہا تھا جنکی آنکھوں میں اسکے لئے بے انتہا محبت تھی اپنے بھالو کیلئے۔
دوسری ماں اسکے بازوؤں میں سسک رہی تھیں۔۔
ساحل نے آہستہ مہکار شاہ کے سر پر بوسہ دیا۔۔"روکیوں رہی ہیں۔۔؟؟ اب آگئی ہیں نا اپنے بیٹے کے پاس تو خوش ہوں۔۔"وہ انہیں چپ کروانے لگا پر مہکار اسکے ایک ایک نقوش کو چھو کر اسکا ماتھا چومتی رو رہی تھیں۔۔

انہیں روتے دیکھ کر سب کی آنکھیں نم ہو گئیں سواء وہاں کھڑے ساحل شاہ اور باذل کے۔

باذل کو اپنا دکھ تھا وہ سب کچھ چھوڑ کر یہاں بہت رسک لیکر آئی تھی۔
اسکا باپ جانے اپنا وعدہ پورا بھی کرے گا یا اس سے محض جھوٹ بولا تھا۔ وہ اپنی پریشانی اضطرابی کیفیت میں تھی۔۔
رہا ساحل شاہ تو وہ محض اپنی ماں کو خاموش کروا رہا تھا اور انہیں روتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ خود اسنے رونا تو کب کا چھوڑ دیا تھا۔
وہ اس قدر تڑپ کر اپنے بیٹے کو پکار کر رونے لگیں کہ انکی حالت غیر ہو گئی۔
سب اچانک چونک گئے۔ "روحا بیٹا جاؤ جلدی مام کیلئے پانی لاؤ!" حجاب نے جلدی سے سامنے کھڑی اپنی بیٹی سے کہا جسکے ہاتھ پاؤں اپنی مام کی حالت پر پھول چکے تھے۔

جج۔۔جی۔۔۔۔ "روحا کہتی ایکدم اپنے بیگ سے پانی کی بوتل ڈھونڈنے کیلئے" بڑھی گاڑی کی طرف۔۔۔
کوئی ضرورت نہیں روحا شاہ میں دیکھ لیتا ہوں اپنی ماں کو۔۔ "اسکی" پشت پر ساحل شاہ کے بھاری لہجے میں الفاظ گونجتے روحا کو ٹھٹھکا گئے۔۔

اپنی ماں؟؟؟" اسکے کانوں میں خطرے کی گھنٹیاں بجیں۔۔"
باذل سارا ماجرہ سمجھتی اپنی بہن کی اڑی رنگت دیکھتی مسکرا اٹھی۔۔
بے بی اب تمہیں سمجھ آئی گئی پاک آنے کی ضد کا نتیجہ۔۔۔" باذل"
اسکے قریب ہوتی معنی خیزی سے بولی۔۔
کک۔۔۔کیا مطلب؟؟" روحا کی انکی طرف پشت تھی جبکہ باذل"
نے مسکراتے اسے گھمایا۔۔
بہت غلطی کر دی تمنے۔۔یہاں آکر اپنا سب کچھ کھو دیا ڈارلنگ!"
اب جلدی ہی تمہیں "اپنی ماں" کا مطلب بھی سمجھ آئے گا۔اور
ساحل شاہ یعنی کہ تمہارے شاہو کے سر پرائزلی بدلاؤ کو بھی سمجھ
جاؤ گی۔" باذل نے جھک کر اسکے زرد پڑتے گال چومے اور اسکی کمر
میں ہاتھ ڈال کر اندر بڑھی۔۔

جبکہ اسے تنہا چھوڑ کر وہیں ساحل شاہ اسے انکار کرتا اپنی مام کی مدد سے
خود اپنی بازوؤں میں مہکار شاہ کو بھر کر لے جا چکا تھا۔
وہ جیسے باذل کے ساتھ باہر خالی ہاتھ رہ گئی تھی۔اور اسکے استقبال میں
برستے پھولوں کو ان بھاری بوٹوں تلے بری طرح روندا ہوا پایا جنہوں نے بڑی

خوبصورتی دل موہ لینے والے انداز میں اسکے تن من سے شریر جارتیں کی تھیں۔۔

نہیں مام مجھے اکیلا کیسے کر سکتی ہیں وہ میرے بغیر ایک پل بھی رہ" نہیں پاتیں۔۔"روحانے کانپتے دل سے سوچا کہ انکی طبیعت خراب تھی انکی مرضی کے بغیر ساحل شاہ انہیں اس سے دور لے جا چکا تھا۔

وہ انہیں ملے ہوئے پھولوں کو دیکھتی اندر بڑھ آئی۔جانے کیوں ایک بار پھر اسکا دل خوف سے دھڑکنے لگا تھا۔کچھ دیر کی دھڑکنوں کی انگڑائیاں خوف سے سست پڑ گئی تھیں۔۔

وہ اندر آئی روحا کے ساتھ۔اسکا ارادہ جا کر اپنی مام کے ساتھ بیٹھنے کا تھا پر سامنے دیکھتے اسکی آنکھیں ساکت پڑ گئیں۔۔

لاؤنج کی وسط میں رکھے صوفوں پر سب کے ساتھ وہ لمبا چوڑا وجود بھی اسکی مام کے ساتھ بیٹھا انہیں پانی اپنے ہاتھوں سے پلا رہا تھا۔

"یہ سب کیا تھا اچانک ؟؟؟"
کیا اسنے سچ میں پاک آکر غلطی کر دی تھی؟ یا ساحل شاہ نے"
سب کی نظروں میں برا بننے سے انکار کر دیا تھا۔
اسکا ننھا دماغ اسکی چال کو سمجھنے سے عاری تھا۔

ارے روحا باذل یہاں آؤ اندر بیٹا آکر بیٹھو تھک گئیں ہوں گی۔""
زریش ان دونوں کو دور کھڑا دیکھ کر بولیں۔۔

روحا یہاں آؤ۔۔۔"معاً مہکار شاہ کی نفیس سی آواز گونجی۔ جسنے سنتے"
روحا کے وجود میں جیسے ایک بار پھر نئی جان پھونکی گئی۔
جب تک اسکی مام اسکے ساتھ تھی تب تک ساحل شاہ"
"اسکا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا چاہ کر بھی۔۔
افف جڑیں لگ گئی کیا؟؟" ثمن ماتھا پیٹتی ہوئی اپنی نمونیوں کزنوں"
کے پاس آتی باذل کو نظر انداز کرتی روحا کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لے آئی۔۔۔

تم بھی آؤ باذل!" ثمن نے رسمی سا کہا۔ باذل کو اسکا انداز برا تو بہت لگا وہ "
اس موٹی کا منہ توڑ سکتی تھی پر اسکے گھر میں اسکے ماں باپ کی
موجودگی میں وہ خون کا گھونٹ بھر کر رہ گئی
ماما جلدی چلیں پھر گھر میں تھک گئی ہوں۔۔"سب سے "
الگ تھلگ بیٹھتے اسنے ناگواری سے کہا۔
زریش نے اسے دیکھا جو کہ چہرے پر سخت بیزاریت سجائے
آس پاس کو دیکھ رہی تھی۔ یہ غنیمت تھی اسنے اپنے لباس کے اوپر
کوٹ پہن لیا تھا۔
تمہیں معلوم ہے اب میں تمہیں اپنی دوست بناؤں گی کیونکہ "
اب بھیو کو کوئی اعتراض نہیں تم سے بات کرنے یا دوستی کرنے پر
انہوں نے کل میرے پوچھنے پر اجازت دے دی تھی آئی ایم سو
ایکسائیٹڈ۔۔"روحا نے خالی نظروں سے ثمن کو دیکھا۔

تو مطلب کل اسے اجازت ملی تھی روحا شاہ سے دوستی کرنے کی؟"
آخر ساحل شاہ تمہارے ارادے کیا ہیں؟؟؟"وہ اسکے خوبرو ہنستے
ہوئے چہرے کو دیکھتی سوچنے لگی۔

یہ شاید اسکی نظروں کی تپش تھی کہ اسی لمحے اس کی آنکھوں نے بھی رخ اسکے چہرے کا کیا تھا۔

اور ایک سیکنڈ میں اسکے چہرے کے تمام خدوخال پڑھ لیئے۔

روحا کا دل اچھل کر حلق میں آگیا جب اسکے ایک ہلکی مسکراہٹ اسے پاس کی۔۔

وہ اسکی گھنی مونچھوں تلے لب دیکھ رہی تھی جن سے اسکی سانسیں تیز مدھم ہو رہی تھی جیسے کوئی تڑپتی ہوئی مچھلی۔۔

آپ کو یقین کر لینا چاہیے کیونکہ اب آپکے بیٹے کے بازوؤں میں اتنی" طاقت ضرور آگئی ہے کہ وہ کما کر آپکو ایک چھت دے اور بھائی کے در سے لے آئے۔۔"وہ جھک کر مہکار شاہ کی طرف اسکی بات پر نا یقین کرنے پر مسکرا کر بولا۔۔

انہوں نے اسکا ماتھا چوم لیا اور رونے لگی۔جبکہ ان ماں بیٹے کے پیارے پر سب مسکرائے سواء روحا اور باذل کے۔۔

روحا کی سانسیں ہی جیسے ساحل شاہ کی مٹھیں میں آگئیں۔۔

وہ کہنا کیا چاہتا تھا؟؟! اسکی بات کا مطلب کیا تھا؟؟؟ کیا"
وہ اس سے اسکی مام چھین رہا تھا؟؟؟"روحا شاہ کی ہستی زندگی میں
پہلی بار طوفانی جھٹکوں میں آ گئی تھی۔۔
اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ اتنے بڑے آدمی سے کیسے لڑے۔۔پر اسے یوں
لگ رہا تھا وہ اس سے اسکی ماں چھین لے گا۔۔
"روحا کیسے رہے گی مہکار شاہ کے بغیر؟؟؟"

★☆☆☆☆☆★

وہ بیڈ پر پڑا چھت کو گھور رہا تھا۔
اسکے الفاظ حقارت تضحیک کرتے اسکی صورت کا مذاق اڑا رہے تھے۔وہ
سب کے سامنے مکر اکر انکار تو کر آیا تھا پر اسے تکلیف ہوئی تھی کافی
بھرے مجمع میں اس چھوٹی سی لڑکی نے اسے زور کا منہ پر طمانچہ
مار دیا تھا۔

اسکے زہریلے الفاظ اسکے کانوں میں جیسے چیختے چلاتے ہوئے گونج رہے تھے۔وہ
سوچنا نہیں چاہتا تھا اسکے الفاظ اسکے غرور تکبر کو۔

وہ اپنے انداز آنکھوں سے ہی کوئی حسن پرست حسینہ تھی۔ اسکا حسن بتا رہا تھا کہ اسے کتنا غرور ہے اس پر، اسکا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ کتنی سنگدل ہے۔ اسکی باتیں بتا رہی تھی کہ باغی ہے۔۔

اسکے لہجے سے اسے وفا کی خوشبو نہیں آئی۔ بلکہ مطلب پرست کی بو آنے لگی۔

اسنے اپنے مطلب کیلئے بھرے مجمع میں اسکی ذات کو نشانہ بنا ڈالا تھا۔ وہ تو ایک نظر دیکھ کر ہی اسے اگنور کر گیا تھا پھر کیسے اسنے اسکی ذات کا تماشا بنا ڈالا۔۔

وہاں سے آنے کے بعد ڈیوٹی پر بھی وہ کافی ڈسٹرب رہا بار بار اسکی باتیں دماغ میں آجاتیں اور اسکی توجہ بٹ جاتی۔ وہ پھر خود کی ذات کو سوچتا رہتا کہ کیا حسن ہونا جینے کیلئے اتنا ضروری ہے؟ سیرت اخلاق اہمیت نہیں رکھتا؟

جانے کافی دیر سوچتا رہا دفعتاً اسکا موبائیل بج اٹھا۔ صارم نے چونک کر موبائل کو اٹھایا، دیکھا تو سامنے عشی کا نام جگمگا رہا تھا۔

اسکے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

تم ٹھیک ہو؟؟" اسکے سلام دعا سے پہلے ہی وہ بے چینی سے بول اٹھی۔"

نہیں۔۔۔"اسنے شرارت سے مایوس انداز میں کہا۔"
دیکھا میرے وہم نہیں تھے میرا دل گھبرا رہا تھا تم سچ میں اداس"
ہونا؟ قسم سے صارم اگر تم اسی طرح اداس رہے تو میں اس ناگن کا
منہ نوچ آؤں گی جانے حجاب آنٹی کہاں سے اٹھا کر اس کمینی کو
لائی ہے نخرہ تو بی بی کا دیکھو جیسے امریکہ سے نہیں دوسرے سیارے
سے آئی ہے۔
ہمیں جاہل بول رہی تھی خود تو میرے انگوٹھے جتنی نہیں۔۔۔۔

ارے ارے بس بس ہماری خونخوار بلی ہاہاہا۔۔۔"صارم کا صرف ہاں کرنا تھا"
وہ غصے سے جانے کیا کچھ کہہ گئی جس پر صارم پہلے تو حیران ہوا
پھر چونک کر قہقہہ لگا اٹھا۔

تم ہنس رہے ہو؟؟"اسنے چونک کر پوچھا۔"

تو ظاہر ہے یار ہنسوں گا نہیں تمہاری باتوں پر تو کیا روئوں گا۔"اسنے ہنستے"
کہا۔

تو میں یہاں خوامخواہ پریشان ہو رہی تھی مجھے قسم سے نیند نہیں آ رہی تھی" دل اتنا پشیمان تھا کہ میرے سامنے میرے دوست کی وہ چٹکی بھر لڑکی انسلٹ کر گئی اور میں صرف اسکا منہ تکتی رہ گئی دل چاہ رہا ہے خود کو جوتے ماروں۔" اسنے ضبط سے کہا لہجہ بھیگ گیا

ریلیکس یار وہ چھوٹی تھی بھول جاؤ سب اور ریلیکس ہو کر سو جاؤ میں" یہاں بالکل ٹھیک ہوں بلکہ اسے بھول چکا ہوں۔۔" اسنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اسکی اضطرابی کیفیت بھانپتے ہوئے کہا۔
ہونہہ! کہہ تو ایسے رہے ہو جیسے تمہیں جانتی نہیں میں۔ معلوم" ہے ہمیشہ ہمیں بے فکر رہنے کا کہتے خود پھر اداس رہتے ہو۔۔" وہ منہ بنا گئی۔

پر اس بار اداس نہیں ہوں تم اچھی بچی کی طرح سو جاؤ شاباش بارہ بج" رہے ہیں بہت ٹائم ہو گیا ہے چلو۔۔" اسنے پچکارہ عشی نے منہ بسورا۔۔

میرا دل نہیں مان رہا تمہیں معلوم ہے میرا دل جب تک توقیع" سے سب کچھ شیئر نا کر لے اسے سکون نہیں آتا۔۔" اسنے اپنی مشکل بتائی صارم جان کر قہقہہ لگا اٹھا۔۔

تو یہ کہو نا کہ تمہارے پیٹ میں بات نہیں ٹک پا رہی۔۔" اسنے" طنز کیا وہ جھینپ گئی
اب ایسی بات نہیں تمنے جب سے منع کیا ہے توقیع کو نا بتانے کا" میں نے اس سے اف بھی نہیں کہا۔" اسنے فخریہ جتایا۔۔

بہت بہت شکریہ مادام! اب ایسا کریں اپنے دل کو منائیں اور سو" جائیں اگر نہیں مانا تو واٹس اپ کر دیں میں منا کر شرافت سے دے دوں گا۔۔" اسنے شرارت سے کہتے لب دبایا۔۔
عرشیہ کا قہقہہ گونج اٹھا جو کہ موبائل اسپیکر بند ہونے کے باوجود روم میں سنائی دینے لگا۔

صارم!" معاً اسی وقت دروازہ ناک کر کے صام نے اندر قدم رکھے۔۔"

جی بھائی۔۔"صارم انہیں روم میں دیکھ کر اٹھ بیٹھا۔اور عرشیہ"
اسکی بھاری آواز سن کر یوں منہ بنایا جیسے منہ میں کڑوا بادام آگیا
ہو۔۔

اچھا عشی تم سو جاؤ اب اور پلیز پریشان مت ہو میں ٹھیک"
ہوں۔۔صبح بات کرتے ہیں شب بخیر!"اسنے بات ختم کرنے کے
ساتھ اسکی فی امان اللہ سنتے کال ڈسکنیکٹ کی۔

کون تھی؟"صمصام چیئر کھسکا کر اسکے بیڈ کے قریب کرتے اس پر"
بیٹھا اور سرسری سا پوچھا۔
ساتھ اسکی نظریں ٹائم پیس پر بھی گئیں تھیں۔۔

عرشیہ تھی پریشان ہو رہی تھی میرے لئے کہہ رہی تھی مجھے اداس"
لگے۔۔
بہت شرارتی ہے کہہ رہی میرا دل گھبرا رہا تھا مجھے نیند نہیں
آرہی تھی اسلئے میں نے اسے بے فکر رہنے کا کہا اور سو جانے

کیلئے۔۔"صارم نے مسکراتے انہیں بتایااور موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔

صام نے سنتے کوئی تاثرات نہیں دیئے سواء ماتھے پر سلوٹوں کے۔حالاں کہ آخری بات وہ سن چکا تھا۔صارم کا اس سے اس قدر بے تکلف ہونا اسے ذرا نہیں بھایا۔۔

اتنا بے تکلف اچھی بات نہیں وہ بھی غیر لڑکیوں سے۔۔"صام نے" سمجھانے والے انداز میں کہا۔صارم نے چونکتے انہیں دیکھا پر انکے سپاٹ تاثرات دیکھتے بحث کے بجائے محض سر ہلا گیا۔۔

آپکو کام تھا مجھے بلا لیتے بھائی!"اسنے بات بدلنے کیلئے کہا"
ہمم!کام نہیں تھا بس یہی پوچھنے آیا تھا کہ۔۔۔اداس کیوں ہو؟؟"اسے" یہ سوال پوچھتے عرشیہ پر سخت غصہ آیا کہ وہ اسکے بھائی بہنوں سے اس قدر فرینک ہو گئی ہے کہ انکے۔۔۔احساس جذبات جاننے لگی ہے۔

وہ اپنے بھائی بہن کیلئے پازیسیو بنداسے گوارا نہیں کر پا رہا تھا کہ اسکے سواء کوئی اور انکی لائیف میں دخل اندازی کرے۔

ایک بار اس لڑکی کو خبردار کرنا ہی پڑے گا وہ بھی صمصام کے انداز میں تاکہ اسے احساس ہو صمصام کی فیملی میں گھسنے کی اسکی اتنی اہمیت ہی نہیں۔۔۔

"نہیں بھائی میں ٹھیک ہوں اداس نہیں بس ایک کیس کے بابت سوچ رہا تھا تو شاید سب کو یہی احساس ہوا کہ میں پریشان ہوں۔۔" صارم نے نظریں جھکاتے کہا۔۔

"تو خیال کرو تمہیں کہا بھی ہے اپنے باہری کیس وہیں چھوڑ آیا کرو یہ وقت فیملی کیلئے ہوتا ہے اگر تم پریشان رہو گے تو توقیع پریشان ہو گی، اور مام ڈیڈ بھی پریشان ہوں گے۔" اسنے سمجھایا کچھ جتایا بھی جس پر صارم خجل ہوتا سر ہلا گیا۔۔

"میں خیال کروں گا بھائی آپ بے فکر رہیں میں سچ میں اداس نہیں۔۔" پاس آکر اسکے ہاتھ کو تھامتے ہوئے اسکی کھوجتی نظریں دیکھ کر کہا۔

صمصام سر ہلا کر کھڑا ہوا اور آگے بڑھتے اسکے سر پر بوسہ دیا۔ "تم جانتے ہو تم دونوں میرے لئے کتنے اہم ہو۔ اگر کوئی پریشانی ہو تو بے جھجک اپنے بھائی سے شیئر کرنا" وہ بولا صارم کے لبوں پر گہری مسکراہٹ آئی۔

وہ آج بھی انہیں چھوٹے بچوں کی طرح چاہتا تھا۔ "جی بھائی آپ سے ہی تو سارے مسائل ڈسکس کرتا ہوں ڈونٹ وری میں ٹھیک ہوں" اسنے ہاتھ تھام کر یقین دلایا۔۔

ہمم! موبائل آف کر کے سو جاؤ باقی کا صبح دیکھنا۔ "ایک نظر موبائل پر" آتے میسج کو دیکھتے اسنے ناگواری سے کہا اور گڈ نائیٹ کہتے وہاں سے چلا گیا۔

صارم نے ہنستے موبائل کو دیکھا جہاں عرشیہ کال ڈسکنیکٹ کرنے پر اسے بھاری بھاری القاب سے نواز رہی تھی۔

اسنے چمشے والا ایموجی سینڈ کرتے اٹھا اور دروازہ لاک کر کے آئینے کے سامنے خود کو دیکھا۔

جس طرح اسنے کالا کہا تھا، اتنا کالا تو نہیں تھا صرف سانولا ہی تھا۔ پھر اسکے نین و نقوش کافی جاذب تھے۔ پر سنالٹی بھی کافی خوبصورت تھی

ایسا نہیں تھا کہ لڑکیاں سے نظر انداز کر دیتیں۔۔

سب سے بڑھ کر اسے خود میں اپنی ماں کے نقوش کی جھلک محسوس ہوتی تھی۔ اسکی بھوری آنکھیں اپنی ماں جیسی تھیں

اور اسکی ماں اسکی آئیڈل۔۔۔

واقعی مام میں دنیا کا حسین مرد ہوں کیونکہ مجھ میں آپ بستی" ہیں۔۔"وہ مسکراتا غرور گھمنڈی لڑکی کی باتوں کا اثر خود سے جھٹکتا ہوا مسکرا کر بیڈ پر آیا۔

اور لائیٹ آف کرتے موبائل دیکھا جہاں کوئی میسج نہیں تھا وہ ہنستے گڈ نائیٹ لکھتے موبائل رکھ کر آنکھیں موند گیا۔

★☆☆☆☆☆★

اسکی آنکھوں کے سامنے دبئ کے وہ گزرے پل گھوم رہے تھے ساتھ۔ اسکی نیلی آنکھیں بھی ٹکٹی باندھے خود پر ٹکی یاد کر کے وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھی۔۔

ایسا کیا تھا کہ وہ مجھے ایسے دیکھ رہا تھا۔۔۔"عرشیہ نے پریشانی سے" چہرے پر ہاتھ پھیرے۔۔
اسنے کچھ سوچتے ایک انگڑائی لی۔۔ اور خود کو دیکھنا چاہا پر ناکام ہو گئی۔ کچھ سوچتے وہ ایک دم بیڈ سے اتر کر آئینے کے سامنے آ گئی۔

پنک نائیٹ ڈریس میں وہ کھلے بال ویسی ہی تھی جیسی اس رات۔
اسنے اپنی شرٹ کو دیکھا۔ اور کچھ یاد کرتے سوچتے آہستہ سے ایک بٹن شرٹ کا سامنے والا کھول دیا۔ جس سے اسکی سفید گردن نمایا ہو گئی تھی۔

اسکی دھڑکنیں اتھل پتھل ہوئیں۔ گھبرا کر دروازے کی سمیت دیکھا. پر دروازہ بند تھا جسے دیکھتے اسنے سکون بھرا سانس لیا۔۔
کچھ دیر کھڑی وہ لب دانتوں میں دبائے سوچتی رہی کہ کرے ایسا یا نہیں۔

پر میں بھی تو دیکھو وہ کمینہ مجھے کیوں گھور کر دیکھ رہا تھا اپنی شیطانی آنکھوں "
"سے۔۔
اسنے حتمی فیصلہ لیتے آئینے کو دیکھا۔ چہرے پر شرمندگی سے
سرخی چھا رہی تھی۔ دل بھی اپنی لے بدلے جانے کیا چاہا رہا تھا اس
سے۔۔۔
آہستہ سے دونوں ہاتھ بلند کر کے اسنے وہی انگڑائی لی جو اسنے دبئ کی اس صبح
اس کنگ کانگ کے سامنے لی تھی۔۔

اس صبح اسکی آنکھیں بند تھیں پر اس بار کھلی ہوئی۔۔ اس صبح
وہ نیلا بلا سامنے تھا تو اس بار آئینہ۔۔
اسکے ہاتھ بلند تھے اور وہ اسی انداز میں انگڑائی لیکر خود کو دیکھ رہی تھی۔۔
پر انگڑائی لیتے آئینے میں منظر دیکھ کر اسکا دل دھک دھک کرتا
تیزی سے دھڑک اٹھا۔۔ اسکے سراپے کے دلکش
خدوخال، اسکے حسن کو نمایا کر گئی تھی یہ انگڑائی۔۔
وہ گھبرا کر سامنے ہاتھ باندھ گئی۔۔۔

یااللہ۔۔۔!!" اسنے ایکدم آئینے سے قدم پیچھے لئے۔اور نفی میں سر ہلاتی"
گزرے پلوں اسکی خود پر ٹکی آنکھوں کو یاد کر کے اسکی سانسیں بکھر
گئیں۔۔۔

"وہ مجھے کیوں دیکھ رہا تھا۔۔؟؟؟"
شاید اسنے نظریں پھیریں ہوں۔۔ یہ میرا وہم ہو۔۔۔"بیڈ پر"
چڑھتے دھڑکتے سینے سے تکیہ لگا کر وہ لب دانتوں میں دبائے ماتھے
پر چمکتے پسینے سے کچھ کانپ بھی رہی تھی۔۔۔

ہائے وہ کیا سوچتا ہو گا کتنی بری ہے میری انگڑائی بھی لینا۔۔۔"روہانسی ہو کر"
اسنے سوچا اور لب کچلتی چہرہ تکیے میں گھسا گئی۔۔۔

وہ یہی سوچتا ہو گا نا کہ میں کتنی بری بچوں کی طرح انگڑائی لیتی ہوں۔۔ مجھ
میں انگڑائی لینے کے میزز نہیں۔۔

میرا دل کرتا ہے صام تمہیں کہیں ڈبو کر ختم کر آؤں اللہ کرے"
"تمہیں بھی ایسی بیوی ملے جو مجھ سے بھی زیادہ بری ہو۔۔

وہ تمہارے آگے چوبیسوں گھنٹے انگڑائیاں لے جمائیاں لے، تمہیں گالیاں دے۔ تمہارے بچے تمہاری عزت نا کریں۔ تمہیں تمہاری بیوی کھانا نا دے۔۔" اپنی بے بسی پر وہ اسے کوسنے لگ گئی تھی۔
ساتھ حیا سے چہرہ بھی اسکا سرخ تھا۔ یہ تو شکر تھا کہ توقیع کے حادثے کی وجہ سے اسکا معاملہ دب گیا تھا ورنہ اسکا باپ اس سے بڑی کلاس لیتا۔۔

★☆☆☆☆☆★

کتنا مزے والا کھانا بنایا نا کیوں بھیو؟" ثمن ابھی تک پلیٹ ہاتھ میں تھامے مزے سے پراٹھا کھاتی بولی۔
کافی پیتے ساحل نے مسکرا کر اسے دیکھا۔ مہکار بھی مسکرا دیں اسکے چہکنے پر۔

تمہیں کیسا لگا؟" انہوں نے اپنے بیٹے سے پوچھا۔"
ساحل نے انکے مخاطب کرنے پر چونک کر دیکھا۔" آپ کیسا بھی بناتی اچھا ہی ہونا تھا۔ ماؤں کے ہاتھ میں جو ذائقہ ہوتا ہے وہ کہیں اور کہاں۔" کپ میز پر جھک کر رکھتے وہ سیدھا ہوا اور انکے ہاتھ تھام کر انکی پشت پر بوسہ دیتا بولا۔

مہکار شاہ رب کے شکرانے ادا کرتی اسکا ماتھا چوم گئی۔" مجھے معلوم ہوتا کہ میرا بیٹا مجھے دیکھ کر مان جائے گا تو میں کب کی آجاتی تمہارے پاس۔" انکی آواز بھیگ گئی ساحل مسکرا کر ہاتھ سہلانے لگا۔
دیر آئے درست آئے۔" اسنے چار الفاظ میں بات ختم کر دی۔ مہکار تو" اپنے خوبرو بیٹے کے چہرے کے صدقے اتاری رہیں۔۔

روحا نے ناشتہ کیا ہوگا کہ نہیں۔۔" معاً انہیں روحا کا احساس ہوا" جو اسکے بغیر ایک نوالہ منہ میں نہیں لیتی تھی۔ وہ سوچ کر بے چین ہو گئیں۔
ساحل نے غور سے انکے چہرے کو دیکھا۔
.یاد آرہی ہے؟" اسنے سرسری سے لہجے میں پوچھا"

ہاں بیٹا کبھی اس بغیر رہی نہیں ہوں نا اسلئے۔ ایسا کرتے تم اسے بھی"
ساتھ لے آتے اچھا رہتا دونوں میرے بچے پاس رہتے
میرے۔۔۔" وہ پریشان سی بولیں ساحل انکی مضطرب حالت
دیکھ رہا تھا۔۔

کیا میں جب وہاں اتنے سال نہیں تھا آپکے پاس تب بھی آپکی"
یہی حالت ہوتی تھی؟" اچانک اسکے بے تاثر سوال پر مہکار چونکیں۔۔
وہ ڈھونڈنے سے بھی اسکے چہرے پہ ناگواری نہیں ڈھونڈ پائی۔ وہ کافی ماہر
تھا تاثرات چھپانے میں۔۔
کیا تمہیں برا لگا میرا اسے یاد کرنا؟" اسنے مسکراتے ہوئے پوچھا۔"
نہیں لگنا چاہیے؟ ابھی ٹھیک سے آپکو میرے ساتھ گزارے"
چوبیس گھنٹے نہیں ہوئے اور آپکو آپکے بھائی کی بیٹی کی یاد آرہی ہے۔ اپنے بیٹے کی
ایسے کبھی یاد آئی؟" معاً وہ دبے دبے لہجے میں ناپسندگی سے پوچھنے لگا۔

تمہیں برا لگا ساحل تو بیٹا میں اسے نہیں یاد کروں گی۔۔ اگر ملنا ہوا تو"
وہیں جاؤں گی۔۔" وہ اسے شانت کروانے لگی ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی
سالوں بعد تو مانا تھا۔ کیسے خفا کرتیں اسے۔

تمہیں میں نے جنم دیا ہے اور اسے پالا ہے۔ تم دونوں کی ماں ہوں"
میں۔۔ جس طرح تم سے محبت کرتی ہوں بیٹا اسی طرح اس سے
"بھی کرتی وہ بہت معصوم ہے اس سے خفا مت ہو۔۔

ہاں بھیو آپ نے تو اب اجازت دے دی نا روحا سے دوستی"
کرنے کی۔ اب آپ ناراض نہیں ہیں نا تو کیوں نا روحا بے بی کو بھی یہاں
لائیں۔۔
وہ یہاں آنٹی کے ساتھ رہیں گی اور آپکے آفس جانے پر آنٹی کو اکیلا پن
محسوس بھی نہیں ہوگا کیوں آنٹی میں نے ٹھیک کہا نا؟" ثمن بیچ میں
اپنے مشورے دیتی ہوئی بولی۔

کیا تم سے میں نے پوچھا؟ یا تمہیں میں نے اجازت دی ثمن کہ"
بولو بڑوں کے بیچ میں؟" ساحل اس پر غصہ ہوا اور تیز لہجے میں
بولا کہ ثمن اپنے بیڈ مینرز پر سوری کرتی شرمندہ ہو کر سر جھکا گئی۔

ثمن کچھ غلط نہیں کہہ رہی ساحل وہ تمہارے ماموں کی بیٹی ہے چھوٹی" ہے اگر یہاں تمہاری غیر موجودگی میں آکر رہے گی تو اس میں برا کیا ہے بیٹے۔" وہ اسے پیار سے سمجھانے لگی۔
ساحل کے لبوں پر تلخ مسکراہٹ آگئی۔

یہ کہیں نا کہ آپ اسکے بغیر رہ نہیں سکتیں۔ بہانے بنانے کی" ضرورت نہیں اگر آپ کو جانا ہے جائیں میرے گھر کے دروازے کھلے ہیں۔۔
پر میں اپنی موجودگی میں ایک جوان لڑکی کو اکیلے گھر میں برداشت نہیں کر سکتا۔ تاکہ کل کلاں وہ اٹھ کر اپنی نفرت کا اظہار کسی بھی الزام کے صورت میں کرے۔ سوری مما! آپ کو جانا ہے جائیں مجھے اپنا کردار عزیز ہے آپکی روحا سے۔" وہ معذرت کرتا چبا کر الفاظ ادا کر کے ایک منٹ بھی لاؤنج میں مزید رکے بغیر اپنے روم کی طرف بڑھ گیا۔

اسکے انتہائی حد تک سنجیدہ تاثرات نے مہکار شاہ کو سخت پریشان پشیمان کر دیا کہ اسکے سامنے نام ہی کیوں لیا روحا کا شاید اسے برا لگ گیا تھا۔۔۔

لگتا ہے ناراض ہو گئے۔۔" ثمن نے افسردگی سے کہا۔"
ہاں مجھے بھی لگتا ہے۔ پر میں منالوں گی اسے۔ ابھی تو روم سیٹ کرنے"
ہیں۔۔ رات کہہ رہا تھا ملازمہ آئے گی سب کچھ وہی کرے گی مجھے
صرف اسے سمجھانا ہے۔" وہ خود کلامی سے بولیں۔

ہاں بس بھیو نے کہا ہے ملازمہ کو وہ دس بجے تک آجائیں گی"
آپ کے پاس۔۔" ثمن نے سنتے ہوئے تاکید کی۔ مہکار شاہ سر
ہلا گئیں اور کپ اٹھا کر کچن میں دھو کر رکھ آئیں۔۔

یہاں بیٹا کوئی فون نہیں ہے میں روحا بے بی کو کال کر سکوں۔" اپنی"
مضطرب حالت کو چھپاتیں وہ ثمن سے آہستہ سے مخاطب
ہوئیں۔۔

کیا کرتیں حقیقی کی ماں کی طرح اسے پالا تھا ایک پل سینے سے الگ نہیں کیا تھا۔ رات اس سے دور رہ کر اسکے بارے میں سوچتے انہیں ساری رات نیند نہیں آئی۔

البتہ اسکے دائیں ساحل شاہ توبائیں ثمن سوئی ہوئے تھے۔

اور وہ اپنے بیٹے کے نقوش کو ساری رات دیکھتی کبھی چومتی تو کبھی بالوں میں انگلیاں گھماتی رہیں۔۔

صبح اٹھ کر نماز کے بعد اسنے فون اسٹینڈ ڈھونڈا تھا پر انہیں نہیں ملا۔ ساحل کے رکھے پاس ٹیبل پر موبائل پر بھی کال کرنے کی کوشش کی پر لاک لگا دیکھ کر موبائل ہی آف ہو گئی بار بار رانگ پاسورڈ پر۔

وہ اسکے اٹھنے کا انتظار کرتیں اسکے لئے ناشتہ بنانے چلیں گئیں۔

رات بغیر کچھ بتائے کسی کو وہ سیدھا انہیں یہی لایا تھا۔ یہ تو اتفاق سے ثمن بھی ساتھ آگئی تھی۔

پر وہ بہت متفکر تھیں روحا کیلئے جانے انہیں ناپا کر اسکی رات کیسی گزری ہو گی یا وہ کیا سوچتی ہو گی بیٹا ملنے پر بیٹی کو بھول گئیں۔۔

نہیں شاید ابھی فون اسٹیڈ ہے ہی نہیں گھر میں ناہی رابطے کیلئے کوئی"
سروس آپ بھیو سے کہیں وہ آپکو کال لگا کر دیں گے۔۔"اسنے
بتانے کے ساتھ فری مشورہ بھی دے دیا پر مہکار شاہ جانتی تھیں اگر
ساحل سے کہا تو وہ مزید ناراض ہو جائے گا۔۔

اچھا جب اسکا موڈ ٹھیک ہو گا تو میں کہہ دوں گی۔۔ابھی تو گھر"
صاف کروانا ہے جانے کب آئے گی ملازمہ۔۔"وہ اس سے
کہتیں چلی گئیں۔۔
ثمن نے کندھے اچکا گئی۔مہکار شاہ متفکر مضطرب اپنی بیٹی کیلئے
خاموشی تھیں بہت پر بیٹے کو ناراض نا کرتے اسکے روم میں آئیں جہاں وہ
آفس جانے کی تیاری کر رہا تھا۔

تم مجھے یہاں لے تو آئے ہو ساحل پر تم تو جا رہے ہو میں اکیلی کیسے"
رہوں گی یہاں۔۔"اسکے روم میں داخل ہوتیں وہ اداسی سے گویا ہوئیں۔۔

ٹائی باندھتے ساحل نے مرر سے انکے اداس چہرے کو دیکھا۔لبوں
پر گہری مسکراہٹ آ گئی اسکے۔

تو کیا ہوا ماما اپنے بیٹے کے گھر میں ہیں۔ کیا ماں اپنے بیٹے کے گھروں" میں اکیلی نہیں رہتیں؟ ملازمہ ہو گی آپ کے ساتھ اور میں بھی دیکھوں جلدی لوٹ کر آؤں گا پھر سارا وقت ساتھ گزارے گے ماں بیٹے۔۔" وہ چلتا انکے پاس آیا اور انکے کندھوں کو تھام کر کہتے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔

موبائل نہیں گھر میں؟" اسے مسکراتے دیکھ کر انہوں نے سکون بھرا" سانس لیا اور پوچھا۔ کیونکہ وہ اسکے مزاج کو ابھی جانتی ہی کہاں تھیں۔ کہ وہ کیسے مزاج کا ہے کیا اسے پسند ہے کیا نہیں۔۔

نہیں ابھی تو نہیں، کچھ کرتا ہوں اسکے لئے۔" اسنے کہتے اپنے قدم الماری" کی سمیت اٹھائے اور کوٹ ہینگر سے نکال کر پہنا۔

کیا ثمن یہاں نہیں رہ سکتی؟" وہ پھر بولیں۔۔"
رہ جاتیں ماما پر اسے کالج جانا ہے رات بھی جانے کیسے لایا تھا۔ اسکے" ایگزام سر پر ہیں اسلئے۔۔۔" اسنے مجبوری بتائی۔
مہکار شاہ سر ہلا گئیں۔۔

وہ تو بالکل اکیلی ہو گئیں تھیں اور وہاں انکی بیٹی۔۔
روحانے دوائی لی بھی ہو گی یا نہیں۔۔۔"تھک کر سر اثبات میں"
ہلاتیں وہ روم سے باہر نکل گئیں۔۔

ساحل انکی دعا کیلئے کھڑا وہیں کھڑا رہ گیا۔۔
انکی جگہ اگر زریش ہوتیں تو اسکے سر کے صدقے لے لیتیں۔۔
پر انہیں اپنی روحا سے ہوش ملے تو۔۔
تنفر سے سر جھٹکتے ہوئے وہ روم سے باہر نکلا۔۔۔

چلو!"باہر لاؤنج میں صرف ثمن کو بیٹھا دیکھ کر اسنے گھر پر میں"
ایک نظر گھمائی۔۔ تین رومز پر مشتمل یہ فلیٹ اسکی اپنی
ملکیت میں تھا۔کافی وقت پہلے لیا تھا پر کبھی زیر استعمال نہیں لایا۔
پر اچانک اپنی ماما کی آمد پاکستان میں سنتے اسے یہ فلیٹ ہی کام
آگیا جہاں وہ انہیں رات لے آیا تھا۔

وہ ملازمہ آئی ہیں نا انکے ساتھ روم میں چلی گئیں ہیں آپ کو کہا" ہے بھیو تھوڑا انتظار کریں۔۔" ثمن اسکی کھوجتی نظریں دیکھ کر جلدی سے بولی۔۔

تم چلو!" وہ اسے ساتھ لیکر فلیٹ سے باہر آگیا۔"
اسکے لبوں پر گہری مسکراہٹ تھی۔۔

روحا بے بی سکون میں ہو یا بے سکون پر آپکا ساحل شاہ کافی سکون" میں ہے دونوں کو بے سکون دیکھ کر۔۔" کوٹ کے بٹن کھولتے ہوئے وہ گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر آیا۔۔
ڈور کھول کر ثمن فرنٹ سیٹ پر آگئی۔۔
کیا اب آپ یہیں رہیں گے بھیو؟" اسنے کچھ سوچتے اداسی سے" پوچھا۔

دونوں طرف۔۔" ساحل اسکے پھولے گال چھو کر شفقت سے بولا۔ وہ" بھائی کے جواب پر مطمئن ہو گئی۔۔

ویسے بھیو آپ نے آنٹی کو منع کر دیا روحا بے بی سے ملنے سے پر میں نے"
تو اس سے دوستی کر لی اب۔۔۔؟" دفعتاً اپنے دماغ میں گھومتی بات کو
لبوں پر لائی۔

تم کرو تمہارے اب پابندگی کے دن ختم۔" ساحل شاہ گاڑی کا ٹرن"
موڑتے اسے اپنے فلیٹ سے باہر نکالتے ہوئے ساتھ کہا۔

روحا شاہ کے ذکر آتے اسکی نظروں کے سامنے وہ منظر لہرایا
جب وہ پتی اپنے پتلے سرخ لبوں میں دبائے اسے دیکھنے لگی تھی۔
وہ منظر اچھے خاصے زاہد بندے کا بھی ایمان ڈگمگا سکتا تھا۔ اسکا بھی دل
چاہ کہ آگے بڑھ کر لبوں کی اس ادا پر اسکے ہونٹوں سے وہ پتی اپنے دانتوں میں
لیکر اسکے ہوش ٹھکانے لگا دے۔
بہت کوئی بچی بنتی ہو ایک بار میری دسترس میں آجاؤ"
سارے کس بل نکال دوں گا تمہارے بے بی۔۔ پر پہلے تمہیں تڑپ کے
احساس سے واقف کروانا ہے کہ تڑپ کیا ہے۔

میرے حکم کی نافرمانی کرنے کی سزا کیا ہے۔ اب میں بھی دیکھتا ہوں تم دونوں کیسے مل پاتی ہوں۔۔ تمہارے پاس سواء میرے آگے گڑگڑانے کے اور کوئی چارہ نہیں روحا شاہ۔۔

کبھی میں تمہیں کہا کرتا تھا کہ اس سے دور رہو۔ پر تم مجھ پر جتا کر کہتی تھی "وہ میری مام ہیں آپ ہوتے کون ہیں مجھے اس سے دور رہنے کا کہنے والے۔"

اب تمہیں احساس ہو گا بلکہ ہو گیا ہو گا کہ ساحل شاہ کون ہے۔۔۔"

سوچتا، وہ زیر لب مسکراتا گاڑی سیدھا ہارون شاہ کے بنگلے کے پورچ میں روکی۔۔

وہ اپنی ماں سے دعا لینے آیا تھا۔ اس ماں کو تو اپنی بیٹی کی پریشانی سے فرصت ہی نہیں تھی۔ شاید بیٹے کے معاف کرتے ہی سارا بھوج ہلکا ہو گیا تھا۔۔

اور اب انہیں اپنی بیٹی کا احساس ہو رہا تھا۔۔

★☆☆☆☆☆★

اسکی حالت رو رو کر بری ہو چکی تھی۔ ناحجاب کے سنبھالنے سے سنبھل پا رہی تھی نا ہی باذل کے۔

اسکی بس ایک ہی چیخ تھی کہ وہ اسکی مام کو اس سے چھین گیا۔ اسے اسکی مام چاہیے کسی بھی حال میں واپس چاہیے یا کوئی اسے اسکی مام کے پاس چھوڑ آئے۔

حالت بگڑنے اور کھانس کھانس کر سانس بند ہونے پر آ گئی تھیں پر اسنے انہیلز نہیں لیا منہ میں۔

یہ تو بعد میں باذل نے زبردستی اسکے منہ میں ڈال کر اسے موت سے بچایا تھا۔ وہ سنبھل تو گئی تھی پر نا کچھ کھا رہی تھی نا پی۔

باذل اپنی ماما پر ناراض تھی کہ ضرورت کیا تھی ایک بیٹا ہونے کے باوجود پھوپھو کو اپنی بیٹی دینے کی۔ آج وہ چلی گئیں اپنے بیٹے کے پاس وہ لیکر گیا اسے اب اس کا کیا کریں گی جو آپکو اپنی ماں ماننے کیلئے تیار نہیں۔۔ اٹھا کر دے دیں اسکے عورت کو جو کہ ایک جوان بیٹے کی ماں ہے تینوں ساتھ ملکر ہیپی فیملی رہیں گے۔

اسنے اپنے دل کی بھڑاس نکالی۔ کیونکہ باذل کو غصہ تھا وہ عورت جو اسکی پھوپھو تھیں اس سے اسکی بہن چھین چکی تھی۔ اسکی بہن اس

سے زیادہ اسکی ماں سے زیادہ اپنی پھوپھو کو ٹائم دیتی تھی اسکے ساتھ اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا سب مہکار شاہ۔

اب حجاب شاہ کیا کرتیں اسکے پاس کوئی راہ نہیں تھی اپنی بیٹی کو سنبھالنی کی مجبوراً سلیپنگ پلز دینی پڑیں۔ جنکے زیر اثر وہ اس وقت پڑی تھی۔

ایک رات نے ہی اسکی بیٹی سے اسکا سب کچھ چھین لیا۔ کتنی خوش چہکتی ہوئی آئی تھی پاک کی فضاؤں میں کھلی سانس لینے پر یہاں آکر تو اس سے اسکی سانسیں چھین لی گئیں تھیں۔۔

حجاب شاہ بیڈ پر پڑی بھیگے سرخ چہرے والی روحا کے ماتھے سے بکھرے بال سنوار کر بوسہ دیتی اٹھیں۔

ابھی کچھ دیر پہلے ہی اپنی شوہر کو وہ ساری صورتحال سے آگاہ کر چکیں تھیں کہ کس طرح رات ساحل شاہ اپنی ماں کو اپنی گاڑی میں لیکر جانے کہاں چلا گیا تھا۔

کہ ایک بجے تک اسکا انتظار کرتی روحا کو جب اندازہ ہوا کہ وہ اب نہیں آئے گی تو چیخ چیخ کر سارا گھر سر پر اٹھا لیا تھا۔ وہ کہہ رہی تھی کہ اسنے ساحل شاہ کی آنکھوں میں عجیب سی مسکراہٹ دیکھی۔

جیسے وہ اسکی مام کو چھیننے والا تھا اور وہ سچ میں چھین کر لے گیا تھا۔

ساحل شاہ کے یوں اس طرح معاف کر کے انکی بہن کو لے جانے پر جہاں خوشگوار حیرت ہوئی تھی وہ خوش ہوئے تھے بہت وہیں اپنی بیٹی کا حال جان کر اتنا ہی اداس ہوئے۔

انہوں نے کل ہی اپنے آنے کی ڈیٹ دی اور انہیں روحا کو سنبھالنے کا کہا۔ یہ بھی ساتھ کہا کہ وہ اپنی بیٹی کیلئے بہن کا سنوارہ گھر نہیں بکھیر سکتے۔

اگر ساحل شاہ مہکار شاہ کو لیکر گیا تھا اپنے ساتھ تو یہ خوشی کی بات تھی رہی اسکی بیٹی کی بات تو اسے وہ خود آکر سنبھال لیں گے۔

روحا کے اوپر کمبل ڈال کر وہ نیچے آئیں۔۔

باذل کہاں ہے؟" باذل کو نیچے نا پا کر انہوں نے کچن میں آکر پریشانی سے " ملازمہ سے پوچھا۔۔

میم وہ تو ابھی باہر نکل گئیں کافی غصے میں لگ رہی تھیں۔" انکے متفکر " چہرے کو دیکھ کر ملازمہ نے بتایا۔

حجاب سن کر دہل گئیں

یا خدا اس لڑکی کو تو یہاں کو معلوم نہیں کچھ وہ کیسے اکیلی نکل گئی یہاں"
"سے۔۔ یہ دونوں ملکر مجھے پاگل کر دیں گی۔۔
گئی کہاں یہ لڑکی صبح صبح پرائی گاڑی لیکر۔۔"کچھ ناسوجھتے انہوں نے"
ہارون شاہ کے گھر کال ملانی شروع کر دی۔ انہیں ہی بتا سکے تا کہ وہ
اس لڑکی کو کہیں سے واپس لا سکیں۔۔

★☆☆☆☆☆★

گاڑی وہ کراچی کی سڑکوں پر گھماتی گھر میں چلتے اس عذاب سے
نکل آئی تھی۔ کتنی پر سکون تھی وہاں انکی زندگی اچانک اسکے ڈیڈ کو جانے
کیا ہوا کہ یہاں اس عذاب میں انہیں پھینک دیا جہاں آتے
ہی اسکی چڑیا کی طرح چہکتی بہن سسکنے لگی تھی

ایک رات میں ہی اس ملک نے اسکی بہن کی مسکراہٹ چھین
لے تھی۔ اسے لگ رہا تھا اسکا یہاں ایک دن رہنا مشکل ہے کجا کہ دو
ماہ رہنا۔۔

ایک تو اتنے امیر ہو کر جاہل لوگ گلاس بھر کر جیسے گاڑی میں" پیٹرول ڈالتے ہیں۔۔"وہ گاڑی کا پیٹرول ختم ہوتے دیکھ کر واپس جانے کی پریشانی سے انہیں کوسنے لگی۔

گھر میں جس طرح کا ماحول تھا وہ یہاں صبح ہی نکل آئی تھی پر باہر نکلتے زیادہ تر لوگوں کو منہ سے سرخ مادہ تھوکتے راستے پر پھینکتے دیکھ کر اسے گھن آ گئی۔

اسنے کراہت سے منہ پھیرا۔

پر عجیب جاہلوں جیسے زیادہ تر لوگ دیکھ کر اس دل خراب ہو گیا۔

موڈ تو پہلے ہی مہکار شاہ کے اپنی بہن سے دھوکے پر خراب تھا مزید قصر یہاں کے ماحول نے نکال دی۔

اکا دکا ہی گاڑیاں اور لوگ ایسے تھے جو ایجوکیٹڈ تھے اچھے مینرز والے لگے اسے پر زیادہ تر غریب مزدور یہاں وہاں کھجاتے ہوئے لوگ اسکی نازک نفیس سی طبیعت پر پہاڑ نما بھار بن کر گرے

جانے کیسے اسکے باپ نے سوچ لیا کہ وہ ایسے ماحول میں رہے گی۔

اسنے ساری زندگی امریکہ جیسے صاف ستھرے پڑھے لکھے آزاد ملک میں گزاری تھی پر یہاں کا ماحول اسے سخت عذاب لگا۔۔

بس جیسے تیسے اسے یہ وقت گزارنا تھا اور جلد از جلد یونی اوپن ہوتے اپنے باپ کے سر پر دھماکہ کرنا تھا وہیں ایڈمیشن کا اور یہاں سے چلے جانا تھا۔۔

اسکا پلان پہلے سے سیٹ تھا بس اب اسے یہاں سے جلدی نکلنا تھا۔ صرف اسکے ڈیڈ کے آنے کی دیر تھی۔

گاڑی پیٹرول پمپ احاطے میں روک کر اسنے سامنے کھڑے لڑکے کو اشارہ دیا۔ اور خود بھی گاڑی سے نکل آئی۔

بیلو پینٹ، ٹی پنک شرٹ جسکا آدھا حصہ سامنے پینٹ میں لگا ہوا تھا، کہنیوں تک فولڈ آستیں بغیر دوپٹے بوب کٹ بالوں والی وہ بالکل کوئی انگریز لگ رہی تھی۔

اپنی آنکھوں سے گلاسز اتار کر اسنے نظروں میں ناگواریت سجائے سامنے خود کو ہونقوں کی طرح تکتے لڑکے پر تیز گرے آنکھوں والی نظر ڈالی جس سے وہ ہڑبڑا کر نظریں پھیر گیا۔

باسٹرڈ!" منہ میں ہی بڑبڑاتی ہوئی وہ سامنے آکر کھڑی ہوئی۔"

سب کی نظریں اس مغربی دوشیزہ پر ٹکی ہوئی تھیں۔
سامنے کھڑا وجود بھی اسے ایک نظر میں پہچان تاریخ پھیر چکا تھا۔

میم کارڈ!" لڑکا کام نمٹا کر اسکے پاس آیا۔"
باذل آس پاس کو دیکھتی اسکی آواز پر چونکی اور پھر سر ہلاتے ہوئے گاڑی کی پاس آئی معاً اسے یاد آیا کہ وہ تو ایسے ہی غصے میں نکل آئی تھی کلچ تو لیا ہی نہیں تھا۔

شٹ۔۔۔!!" سیدھی ہو کر اس لڑکے کو دیکھتے لب دانتوں میں دبایا۔۔"
کیا ہوا میم؟" اسکے لبوں کو دیکھتے لڑکے نے اس سے استفسار کیا۔ جبکہ "
وہ سامنے کھڑا وجود باذل کی لب دبانے والی حرکت پر پیچ تاپ کھاتا رہ گیا۔ غصہ تو اسے اس لڑکے پر آرہا تھا جو کہ مسلسل اسکی خدوخال کو ہوس بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

میں اپنا کارڈ گھر بھول آئی۔ اب سن لیا مل گیا سکون؟""
سخت غصے سے اس لڑکے کو جھڑکا وہ سٹپٹا گیا۔۔۔

جتنی حسین تھی اتنا ہی نخرہ تھا۔ اسنے سامنے دوسرے کھڑے اپنے دوستوں کو دیکھا جو نظروں میں ہی اسے سراہنے لگے۔۔

کوئی بات نہیں ایسا کریں اپنا موبائل نمبر دے دیں بعد میں رابطہ کر کے دے دیجئے گا۔۔" اسنے چالاکی سے کہا۔۔
سب کی للچاتی نظریں باذل کے سراپے پر تھیں۔ جس کے سفید گلابی رنگت پر ٹی پنک ٹی شرٹ آتش برپا کر دیا تھا۔

سچ میں یا کوئی پرانک ہے؟ میں یہاں نئی ضرور آئی ہوں پر تم جاہلوں" کے بارے میں سنا بہت ہے۔ اسلئے مجھ سے کسی قسم کی چالاکی کرنے کے بارے میں سوچنا بھی مت۔" انگلی اٹھا کر وارن کرتی "جاہل" لفظ پر اسنے سیکنڈ میں لڑکے کی رنگت متغیر کر دی۔

نہیں سچ آپ بے فکر ہو کر دیں۔۔" اسنے یقین دلایا۔"
باذل کچھ سوچتے سر ہلا گئی۔ "ٹھیک ہے لکھو پر یاد رہے فالتو کال نہیں آنی چاہیے اگر میں یاد کر پائی تو اس نمبر پر کال کر کے آجانا لینے۔۔"

اسنے کہتے اسے نمبر نوٹ کروایا ہی تھا جب اسکی بیوقوفی کو سنتے صارم سے مزید برداشت نا ہوا وہ مٹھیاں بھینچ کر اسکے پاس آیا۔۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟؟"
ایک سخت گھوری لڑکے پر ڈالی وہ گھبرا گیا۔ باذل نے غصے بھری آواز پر چونک کر دیکھا۔
اور سامنے صارم کو دیکھ کر پہلے تو پہچان نا پائی کہ کون ہے پر اسکی رنگت کو دیکھتے اسے فوراً یاد آیا کہ تو ایئر پورٹ والا ہی ڈاکٹر زیدی تھا

ارے بلیک مین تم! شکر تم آ گئے۔۔۔" اسے خوش ہوتے یاد آنے" پہ چہک کر شکر ادا کیا۔
پر اسکے بلیک مین کہنے پر جہاں صارم کی رنگت متغیر ہوئی تھی وہیں اس لڑکے نے مسکراہٹ چھپائی کہ آیا بڑا ہیرو بننے۔۔۔

کیا تم ایسے ہی سب کو نمبر دیتی ہو؟" ایک قہر بھری نظر اس" لڑکے پر ڈال کر اسنے بھینچی آواز میں باذل سے پوچھا۔

نو! یہاں تو آئے ابھی ایک رات محض ہوئی ہے میں کسے نمبر دوں گی"
ہاہاہا۔۔ ویسے اچھے وقت پر آئے ہو میں اپنا پرس گھر بھول آئی ہوں کیا
تم پیمنٹ کر دو گے؟
ویسے تو میں کسی کا احسان نہیں لیتی پر تم مجھے سیدھے بھی لگے اور کچھ
بیوقوف بھی۔ اسلئے چاہتی ہوں نمبر دینے کے بجائے تم اسے پیمنٹ کر دو
بعد میں تمہیں ٹپ کے ساتھ پیسے بھی لوٹا دوں گی۔" بال جھٹکتے اسنے
کہا۔

اسکی بات پر توجہ دیئے بغیر صارم حیدر انکل سے اسکے ماں باپ
کے اچھے ٹرمز یاد کر کے خود ہی پیمنٹ کرنے لگا۔

اب آپ جائیں واپس گھر۔۔ اور۔۔۔ "وہ کہنا تو چاہتا تھا"
ہو سکے تو کپڑے بدل لینا پر اسے کیا ضرورت پڑی تھی اپنی بے عزتی
پبلک پلیس میں کروانے کی اسلئے سر جھٹک گیا۔

اور؟" گاڑی کی طرف مڑتی باذل ٹھٹھک کر رکی۔"

کچھ نہیں۔۔ آپ جائیں سیدھا گھر!" اسکی گرے ترچھی نظروں" سے وہ آنکھیں پھیرتا ہوا نرمی سے بولا۔۔

کل کی اتنی انسلٹ کے باوجود بھی وہ اسکی مدد کیلئے آگیا تھا۔ اس بیوقوف کو دیکھتے باذل نے مسکراہٹ چھپائی۔

ویسے کہاں جارہے ہو؟" وہ اسکے مقابل آگئی۔ اسکا نظریں چرانا" اسے مزہ دینے لگا۔ اپنے حسن سے وہ واقف تھی کہ وہ کسی کو بھی بہکا سکتا تھا پر اس دبو سے لڑکے کا یوں بار بار اس سے کترانا نظریں پھیرنا الگ ہی لطف دے رہا تھا۔

ہاسپٹل!" صارم نے گہرا سانس بھرتے سامنے کھڑے" انہیں تکتے لڑکوں پر بھوری آنکھوں کی غیظ غضب بھری نظر ڈالی جو کہ ابھی تو باذل نے دیکھی نہیں تھی۔۔

گاڑی کہاں ہے تمہاری؟" وہ اسکے ساتھ چلتی ہوئی بولی"

صارم اب اسے اپنے ساتھ چلتا پا کر پریشان ہوا۔۔

دیکھیں آپ جائیں گھر ابھی نیو ہیں یہاں کسی کو نہیں جانتی۔۔۔"
شٹ اپ باشن دینے والوں سے مجھے سخت نفرت ہے جو میں"
نے پوچھا ہے اسکا جواب دو گاڑی کہاں ہے تمہاری؟" اسکی بات
کاٹ کر وہ غرائی۔

صارم نے حیرت سے اسے دیکھا کہ اسنے کون سا باشن دیا ہے۔۔
سامنے ہے۔۔" اسنے سامنے اپنی گاڑی کی طرف اشارہ دیا۔"
جسکے تعاقب میں باذل نے دیکھا اور اگلے پل دیکھتی رہ گئی۔۔

واؤ بلیک مین یہ تمہاری گاڑی ہے؟" وہ پرجوش ہو کر بولی۔ حسن"
اسے ہمیشہ متوجہ مائل کرتا تھا۔ وہ خود حسین تھی اور حسن کی دیوانی۔
جی۔۔" صارم کو اسکا بلیک مین کہنا ناگوار تو لگا تھا پر وہ لب بھینچے"
کھڑا تھا۔
ایکسکیوزمی مجھے دیر ہو رہی ہے۔" اسنے باذل کو متوجہ کیا جو کہ گاڑی کو دیکھ رہی"
تھی۔
کس کی چوائس ہے؟ کیا تمنے خود پسند کی ہے؟" اسکی بات کو"
نظر انداز کرتی بولی

نہیں میرے بھائی کی ہے۔"صارم نے بیزاریت چھپاتے ہوئے" کہا۔۔

ہاہاہاہا مجھے معلوم تھا تمہاری یہ ہو ہی نہیں سکتی "معاً اسنے" استہزائیہ قہقہہ لگایا۔

ویسے تمہارا بھائی بھی ہے کیا؟ کیا نام ہے؟ ہوگا ضرور تمہارے جیسا" سیاہ فارم۔۔۔"وہ کہہ کر اپنی بات ہی انجوائے کرتی کھکھلا رہی تھی۔۔

جانے کتنی ہی نظریں اس پر تھیں۔اور اسکا لہجہ آگ بھڑکاتا تذلیل آمیز تھا۔صارم لب بھینچے اسکی سننے لگا۔وہ اس سے کچھ کہہ بھی نہیں پا رہا تھا۔

کیز دو!"معاً اسنے اپنی سفید ہتھیلی اسکے سامنے کی۔"

صارم نے چونکتے استہفامیہ نظروں سے دیکھا۔

بھئی دو تو لیکر نہیں بھاگ رہی۔۔"اسنے جھڑکتے ہوئے کہا۔اور" آگے بڑھتے خود ہی اسکے ہاتھ کو تھام کر اسکی ہتھیلی سے نکال لیں۔۔

اسکا اس قدر بے تکلف بلا جھجک کسی حیا کے بغیر اسے چھونا، اسکے قریب آنا، کہ اسکی سانسوں کی مہک تک صارم زیدی نے محسوس کرلی۔۔اسکے وجود کی مہک تو ویسے ہی ماحول پر چھائی ہوئی تھی۔۔

اسے کچھ ہوا یا نہیں پر صارم زیدی کی دھڑکنیں ضرور ایکدم تیز ہوئی تھیں۔

وہ اسے دیکھتا رہا جب اسنے گاڑی میں بیٹھ کر اچانک اسکی فائل اوور آل سب کچھ نکال کر ونڈو سے اسکی طرف پھینکا ساتھ اس گاڑی کی کیز بھی۔۔۔

کچھ بھی ہے پر اس سیاہ فارم کی چوائس اے ون ہے۔ اسلئے میری" ایک لانگ ڈرائیونگ تو بنتی ہے۔ کیونکہ خوبصورت چیزیں صرف باذل شاہ کیلئے بنی ہیں بلیک مین۔ شام کو شاہ ہاؤس آکر لے جانا اپنی گاڑی۔۔

بائے بائے۔۔۔" آنکھ دبا کر اسے سکتے میں چھوڑتی آنکھوں پر گلاسز لگا کر، ساتھ گاڑی کا شیشہ اوپر کر کے،، اسے وہیں چھوڑ کر گاڑی فراٹے بھرتی وہاں سے لیکر چلی گئی۔

معاً اسے اپنے پیچھے قہقہوں کا طوفان سنائی دیا۔

اسنے پلیٹ کر دیکھا تو وہی لڑکے تھے۔ اسے دیکھتے ہاتھ پر ہاتھ مار کر قہقہے لگا رہے تھے۔

شاید یہ سوچتے کہ فراڈی تھی اسے چکمہ دے گئی۔

اسنے ان پر ایک غصے بھری نظر ڈالتے اپنے قدم ہارون شاہ کی گاڑی کی طرف اٹھائے۔جیب میں بجتی موبائل کو نکال کر دیکھا تو ڈاکٹر کی کال تھی۔۔اسنے اوکے کر کے کان سے لگائی۔۔

ڈاکٹر صارم جلدی آئیں یہاں پلیز ایک ایمرجنسی کیس"
ہے۔"دوسری طرف سے پریشان اسکے ساتھ جاب کرنے والی ڈاکٹر انوشہ تھی۔
اوکے میں پہنچ رہا ہوں دس منٹ!"اسنے جلدی سے کہتے ڈرائیونگ"
سیٹ سنبھالی اور گاڑی وہاں سے لیکر نکل گیا۔

اسکے بارے میں کچھ بھی کہتی پر اسکے بھائی کیلئے اسکے الفاظ۔۔اگر پبلک پلیس نا ہوتی تو دو تھپڑوں سے اسکا منہ سوجا دیتا آئندہ غلطی سے بھی صمصام زیدی کی شان میں گستاخی نا کرتی۔۔۔

★☆☆☆☆☆★

کب سے انتظار کر رہا ہوں۔۔" اسکے بھاری قدموں کی آہٹ سنتے وہ" صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

تو پھر تجھے کسنے کہا بیویوں کی طرح رات کے دوسرے پہر میرا" انتظار کر؟" دروازہ بند کرتے اسنے ابرو اچکائی۔

کرنی پڑتی ہے دلاور ے !جب دل لگائے گا تو معلوم ہو گا میرا تو مائی باپ" سب تُو ہی ہے جب تک وہ گھر میں نا آئے مجھے کیسے نیند آ سکتی ہے؟" اسنے مسکراتے ہوئے کہا دلاور اسکا چہرہ دیکھتے سر جھٹک گیا

کھانا لاؤں؟" اسنے پوچھا۔"

نہیں چاقو گرم کر کے لا" اسنے کہتے زمین پر سرخ دھبے چھوڑتے ہوئے" قدم اسکی سمیت بڑھائے۔

خیری گرم چاقو کا سنتے چونک گیا۔ اسکا کام تو اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ وہ گرم چاقو کو کیا کرے گا۔ اسکا ننھا سا دل ڈوب گیا۔

اور نظرے اسے سیاہ لبادے میں چھپے چوڑے وسیع پورے وجود سے ہوتی نیچے سرک گئیں۔۔

"یی۔۔ یہ کیا ہوا آپکو؟؟"
پورے وجود کو نظروں سے ہی ٹٹولنے کے بعد جب اسکی ٹانگ کی سمیت اٹھی منہ سے چیخ نکل گئی۔ سرخ لہو ابل ابل کر پیچھے ٹانگ سے بہہ رہا تھا..
اسکی چیخ پر دلاور نے سخت گھوری ڈالی اس پر۔۔

کچھ نہیں ایک کیس کے دوران اچانک اٹیک سے گولی سیدھا" ٹانگ میں لگ گئی۔" اس سے کہتا سر جھٹک کر سیدھا صوفے پر گر کے گہرا سانس بھرتا سر صوفے کی پشت سے ٹکا گیا تھا۔

کس کیس کی تفتیش کر رہا ہے دلاور ے؟؟"خیری بھاگ کر اسکے" پاس آیا۔ دلاور اسکی پریشانی گھبراہٹ میں ڈوبی آواز سنتے اپنے چہرے سے ہڈی ہٹا کر منہ سے ماسک اتارہ۔۔

کتنی دفعہ کہا ہے یوں عورتوں کی طرح گھبرایا مت کرو! ناہی مجھ سے "
ایسی تفتیش کیا کر۔۔ مرا نہیں ہوں ابھی۔۔" سرخ لہو آنکھیں اسکے
ہراساں چہرے پر ڈالتے وہ اسے غصے سے جھڑک کر بولا خیری نم
آنکھوں والی نظر اس پر ڈال کر سر جھکا گیا۔۔

خدا سائیں نا کرے کیا بے رحم ہے تو! میرے پاس تیرے "
علاوہ کچھ نہیں دلاورے۔ تمہیں کچھ ہو جائے گا پھر میں اسی طرح
دربدر دلدل کا شکار ہو جاؤں گا۔ میرا اماں باپ تو آپ ہیں کیا ماں
باپ کو اس حال میں دیکھ کر بچہ نہیں گھبراتا؟" اپنے آنسوں پیسے
سترہ اٹھارہ سالہ خیری درد سے بولا۔
پر اسکی بات سن کر دلاور قہقہہ لگا اٹھا۔

"!اجنبی بول لے یاد شمن"
اپنا بنائے گا تو ایسی جگہ ماروں گا جس سے وہ دلدل تجھے بہتر لگے گی۔""
معاً قہقہہ لگانے کے بعد اچانک خاموش ہوتے ہی وہ اس پر
دھاڑ اٹھا۔۔

خیری کی سانس ہی سینے میں دب گئی اسے لگا جیسے کوئی بپھر خونخوار جانور اس پر حملہ آور ہو گیا ہے۔
وہ کانپ کر اس سے دور ہوا۔

ایسا کیوں کر رہے ہیں۔۔۔۔"
شٹ اپ جاؤ شکل دفع کرو چاقو دے جاؤ پہلے۔"وہ درد کے بڑھنے" پر اس کی بکواس مزید نا سنتے غصے سے بولا۔

خیری نے اسکے ماتھے پر لاتعداد بل اور پسینے کی چمک دیکھی۔وہ سمجھ گیا گولی اپنا اثر دکھا رہی ہے۔
"کک۔۔کہاں لگی ہے؟؟"
سب کچھ نظر انداز کرتے خیری گھبرایا ہوا اچانک اسکے قدموں میں بیٹھ کر ٹانگوں کا معائنہ کرنے لگا۔۔

پر یہ دیکھ کر ہول اٹھا کہ گولی بائیں ٹانگ کے پیچھے گوشت والے حصے میں ہے۔۔اندر ہول کر گئی تھی۔۔

بہتا سرخ لہو اسکی ٹانگ نم دیکھتے خیری کی آنکھیں خوف سے پھیل گئیں۔۔

نن۔۔ نہیں دلاور یہ تو نہیں نکال سکتا اسکے لئے تجھے ڈاکٹر کے پاس" جانا پڑے گا۔یا کسی بڑے آدمی کے پاس۔۔"خون تیزی سے بہتا دیکھ کر خیری ہانپتا کانپتا کھڑا ہوا۔
دلاور نے اسکے گھبرائے پریشان خوفزدہ چہرہ دیکھتے اپنی ٹانگ کو دیکھا۔گولی واقعی پیچھے لگی تھی۔جسے وہ نہیں نکال سکتا تھا۔پر اس وقت رات کے تقریباً دو بجے کسی ہاسپٹل جانا بھی خطرے سے خالی نہیں تھا۔

ہاسپٹل میں تیرے عزیز بیٹھے ہوں گے جن کے پاس جاؤں؟ دماغ" مت خراب نا ہی فالتو کے مشورے دے جا کر چاقو لیکر آ۔۔" اسنے غصے سے کہا۔

خیری مضطرب، حیران، سراسیمہ ہو کر اسکا چہرہ تکنے لگا جو آنکھیں موندیں صوفے سے سر ٹکائے نڈھال پڑا تھا۔

ایسے شیر دل لوگوں کا کوئی اپنا کیوں نہیں ہوتا۔۔"خیری اسے دیکھتا" تکلیف سے سوچنے لگا۔
دلاور کوئی تیرا دوست یا کوئی ایسا جو ہمدرد ہو۔۔اسکے پاس نہیں" جا سکتا؟"اچانک اسکے دماغ میں خیال آیا۔

خیری خود نکال سکتا تھا پر وہ کمزور دل لڑکا تھا ڈرتا تھا یہ سب کرنے سے۔اور دلاور نے بھی تو آج تک ایسے کبھی یہ سب نہیں کروایا تھا وہ خود ہی اپنی مرہم پٹی کرتا تھا۔خیری صرف اسکے پاس اسکے کام کرتا تھا۔جسکے بدلے دلاور نے اسے کھانا کپڑے اور چھت دی تھی۔
ساتھ اسے پڑھا بھی رہا تھا، کیونکہ اسکی جاب ایسی تھی کہ کسی بھی وقت کوئی بھی انکاؤنٹر کر سکتا تھا۔یا کسی کیس میں بھی وہ جان بحق ہو سکتا تھا۔پر خیری کیلئے نا چاہتے ہوئے بھی اتنا کر کے جانا چاہتا تھا کہ پیچھے کوئی دوسرا دلاور نا ہو۔۔۔

کوئی نہیں ہے یتیم ہوں۔ اب تو زیادہ بکواس مت کر کہا نہ جا کر لے آ۔۔۔" اسنے سرد غیصلی لہجے میں کہتے اسے سرخ لہو آنکھوں سے گھورا خیری کا دل سہم گیا۔

وہ اسکے لہجے انداز سے کبھی کبھی ڈرتا بھی تھا۔ پر وہ ہمت نہیں ہارنا چاہتا تھا۔

تجھے کچھ ہو گیا تو؟ کسی کے پاس جانا دلاور ایسے نا کرا گر ایسا ہوا تو پھر" میرے پاؤں کی طرح تیری ٹانگ بھی ڈاکٹر کاٹ دیں گے۔ آج کر لے آئندہ مت کرنا۔۔

میں جلدی ڈاکٹر بن جاؤں پھر کروں گا تیرا علاج خود، پر ابھی جا نا کسی ڈاکٹر کے پاس دلاور میری قسم تجھے جانا۔۔" اچانک وہ روتا ہوا اسکے قدموں میں بیٹھ گیا۔

اگر ٹانگ پر زہر پھیل گیا گولی کا تو ڈاکٹر کاٹ دیں گے۔۔" اسنے" روتے ہوئے اسکے سامنے ہاتھ جوڑے۔۔

دلاور نے اسکے بھیگے چہرے سے نظریں ہٹا کر اسکے پاؤں کو دیکھا جہاں ایک پاؤں تین سال پہلے بری بیماری کے پھیلنے کی وجہ سے ڈاکٹر کاٹ چکے تھے۔ اسکی جگہ نقلی پاؤں لگا ہوا تھا۔
وہ اپنے دلاور اپنی کل کائنات کو محتاج نہیں دیکھ سکتا تھا تبھی اسکی قدموں میں بیٹھ کر التجائیں کرتا سسکنے لگا۔۔

"دماغ تو نہیں خراب ہوا تیرے جب بتا چکا ہوں کوئی نہیں میرا تو کس کے پاس جاؤں؟؟" اسکی ضد دیکھتے ضبط کھو کر وہ ایکدم اس پر غصے سے چیخا۔۔ خیری کو لگا اسکے کان کے پردے پھٹ گئے ہوں گے اسنے آہ کے ساتھ کانوں پر ہاتھ رکھ دیئے۔

"اسلئے تو کہتا ہوں شادی کر لے اگر تو گھر سے باہر جائے گا بھی تو تیرے لئے پیچھے دعا کرنے والی ہو گی۔۔ میری تو دعائیں قبول ہی نہیں ہوتیں۔۔"
کچھ توقف بعد جب دلاور کی مکمل خاموشی کا احساس ہوا تب وہ پھر سے ہمت کر کے گویا ہوا۔۔۔

بکواس مت کرو ابھی خیری اور جاؤ سو جاؤ مجھے صبح یہ گھر پورا" صاف چاہیے نکلو ابھی۔۔" اسنے کندھے کو دبوچ کر اسے کھڑا کیا اور دور کیا خود سے۔۔

میں کرلوں گا سب کچھ کرلوں گا پر ابھی تو جا کسی کے پاس اور یہ گولی" نکلو۔۔ کوئی تو ہوگا نا تیرے لئے۔۔ کوئی دوستی کا خواہش مند تو ہوگا۔۔۔ اسکے پاس چلا جا۔۔ یا کسی ڈاکٹر کو اغوا کر کے لے آ صبح اسکے گھر چھوڑ دیں گے۔۔۔" وہ اپنے دلاور کو تکلیف میں دیکھ کر حد درجہ مطلبی ہو چکا تھا اسکا بس نہیں چل رہا تھا خود ہی کسی ڈاکٹر کو اغوا کر کے لے آئے۔۔۔

دلاور نے غیظ و غضب بھری نظروں سے اسکی ہٹ دھرمی کو دیکھا جو ضد باندھ چکا تھا کسی کے پاس بھی چلا جاؤں۔۔

اگر مر گیا تو بھی تیرے پاس اتنا چھوڑا ہے کہ تو ٹھونس سکتا ہے" بے فکر ہو کر۔۔ اب اف مت کرنا ورنہ چاقو میں اٹھا کر "تیری زبان کاٹ دوں گا۔۔

اسنے غصہ پیتے کہا۔
نہیں ٹھیک ہے جب تجھے اپنی زندگی کی ہر واہ نہیں تو تُو میرا کیسے ہو سکتا"
ہے؟ میں جا رہا ہوں اپنے راستے جہاں بھی جاؤں پر تیرے جیسے
بے حس آدمی کے ساتھ نہیں رہوں گا۔۔" اسے اپنے ضد پر دیکھ کر ایکدم
خیری نے آپے سے باہر ہوتے روتے غصے سے کہا۔۔

اگر تمنے ایک بھی قدم گھر سے باہر نکالا خیری تو ٹانگیں کاٹ کر ہاتھ"
میں رکھ دوں گا۔۔ روم میں جاؤ واپس۔۔۔" اسے دروازے کی
طرف بڑھتا دیکھ کر پیچھے دلاور اس پر غرایا۔۔

میرے متھے نا لگ دلاور خان۔۔ میں تیرا کچھ نہیں لگتا ناہی تجھے"
میری فکر ہے میرے راستے مت آ۔۔ میں جانو میرا خدا۔
اگر کسی نے باہر مار نوچ دیا تجھ سے شکایت نہیں کروں گا کیونکہ تیرا' تو میں
کچھ نہیں نا۔۔۔" وہ الٹا اس پر چیختا ہوا وہاں سے روتا ہوا جانے لگا کہ اسکے
تیور دیکھتے دلاور نے دانت پیس کر ایکدم اٹھتے اسکا بازو دبوچ کر گھسیٹتے ہوئے اسے
صوفے پر دھکیل دیا۔۔
آآہ۔۔۔" خیری اس اچانک افتاد پر کراہایا۔۔۔"

میرے اتنے سالوں کا تیرے پر کیا ہوا خرچہ تیرا باپ "
اتارے گا؟ یہ پیر کا آپریشن یہ کپڑے پڑھائی کھانا اس
سب کا حساب تیرا وہ موالی باپ نہیں آکر دے گا۔۔
جسنے تجھے لڑکی سمجھ کر بھیج دیا تھا۔ یہ سارا قرضہ اتار پھر جہاں
چاہے چلا جا۔۔۔" وہ اس کے سر پر کھڑا ہوتا دھاڑا۔
خیری بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھتا غصے ناراضگی سے نظریں پھیر
گیا۔
جانتا تھا احسان جتانے کے صرف بہانے تھے، اسکے بغیر وہ خود
بھی نہیں رہ سکتا۔۔
کچھ ناسوجھتے ہوئے خیری نے اپنے ہاتھوں میں چہرہ چھپایا اور پھوٹ
پھوٹ کر رونے لگا جس سے دلاور کو مزید چڑ ہونے لگی۔ وہ اسکے سر
پر مٹھیاں بھینچے کھڑا تھا۔ اور لہو آنکھوں سے اسکے وجود کو ہچکیاں بھرتے
دیکھنے لگا۔

منہ کیوں بنا رہا ہے؟ اگر بھیجنا ہے تو بتا کس ماں کے پاس جاؤں؟"
"کون ہے یہاں دہشتگرد کے انتظار میں بیٹھنے والی؟

ہتھیار ڈالتے اسکی ضد کے سامنے وہ چبا کر غصے سے لفظ ادا کیئے جب اسکے الفاظ سنتے خیری کے دماغ کی بتی روشن ہوئی۔۔
وہ خوش ہوا کہ دلاور کے ماننے کے ساتھ اسے ڈاکٹرنی بھی مل گئی۔۔

تو اسکے پاس جانا جسکے ماں باپ ڈاکٹر ہیں۔۔"اسنے اچانک" چہکتے خوشی سے بتایا۔"اسے تو سب معلوم ہوگا گولی کیسے نکالتے ہیں۔بڑی "یونیورسٹی میں پڑھتی ہے۔۔ماں باپ بھی ڈاکٹر ہیں۔۔

دلاور اپنی ٹانگ سے نکلتے خون کو برابر صوفے پر بیٹھ کر بند کرتے اسکے اچانک بات سنکر چونکتے اسکی طرف دیکھا."وہ کون؟"دنیا میں ہزاروں لوگوں کے ماں باپ ڈاکٹر ہیں اب اسے کیسے پتا یہ اسکا نمونہ اسے کس کے پاس بھیجنا چاہتا ہے۔۔

وہی جسے تونے پچھلے کیس میں ڈرا دیا تھا۔اب جا کر معافی بھی" مانگ کر آ اور اسے سچ بھی بتا دے کہ وہ لڑکی اچھی نہیں تھی۔تمہارا اسے مارنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔بس اچانک مجبوری میں ہو گیا۔ پھر اس سے کہنا وہ اپنے ماں باپ سے کہہ کر تمہاری ٹانگ سے

گولی نکال دے گی۔۔" وہ ایکدم اٹھ کر اسکی ٹانگوں کے پاس نیچے بیٹھتے ہوئے التجائیہ بولا۔

دلاور اسکی بات سن کر اسکا بھیگا چہرہ دیکھنے لگا۔ آنکھوں کے سامنے وہ خوفزدہ سہمی دوشیزہ کی نیلی آنکھیں گھوم رہی تھیں۔۔
اگر اسنے الٹا مار دیا؟ یا زخمی کر دیا مزید تو؟؟؟" وہ کچھ سوچنے کے بعد ٹھہر" کر مخصوص سنجیدہ سپاٹ بولا۔۔ اور خیری کو اسکے لہجے میں غصہ قہر نا محسوس کرتے حوصلہ ہوا۔
کچھ نہیں کرے گی۔۔ میں نے دیکھا تھا وہ صرف خوفزدہ تھی اور کچھ" نہیں۔۔ تو جانا بھائی اپنے خیری کیلئے۔" وہ نیوز پر اسے امبولنس میں لے جاتے ہوئے دیکھ چکا تھا۔
حسن پر مت فدا ہوا کر بیوقوف اسکے پیچھے بھیانک چہرے" ہوتے ہیں۔۔" دلاور نے اسکی ٹی شرٹ اس سے اتروا کر اپنی ٹانگ پر کھینچ کر باندھ لی۔
تو پھر تیرے چہرے کے پیچھے کون سا بھیانک روپ ہے؟" وہ" اسکے سامنے نیچے اب بغیر شرٹ کے بیٹھا پوچھ رہا تھا۔

دلاور مسکراتا اسکے بالوں میں ہاتھ پھیر کر اٹھا۔

"بتایا نہیں تو نے دلاور؟" وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا اور اسکے منہ پر سیاہ ماسک لگاتے دیکھنے لگا۔

"یہ جو بار بار تُو کہہ کر مخاطب کر رہا ہے اپنی زبان کو سنبھال خیری وہ میں نے سنبھالی تو ڈھونڈے سے بھی نظر نہیں آئے گی۔"

اسکی غصے بھری سرد آواز پر خیری سٹپٹا گیا۔

"اچھا اچھا مارنے پر ہی آجاتے ہیں۔۔ اب بتا دیں سر کہ آپکے اس حسین چاند سے مکھڑے کے پیچھے کون سا بھیانک روپ ہے؟"

تمیز کے لبادے میں آکر اسنے بڑے احترام سے پوچھا کہ ناچاہتے دلاور کے لبوں پر مبہم سی ماسک کے پیچھے مسکراہٹ آئی۔۔۔

"ایول کا" ایک متبسم نگاہ اسکے حوالے کر کے وہ کچن میں آیا اور چاقو ڈھونڈ کر پیچھے بیلٹ میں لگاتے اسنے گن کو دیکھا جو کہ موجود تھی۔۔

"گیٹ بند کرنا اور ہاں! اگر کچھ الٹا سیدھا ہوا تو اسکے ذمہ دار تم ہو گے۔" کچن سے نکلتے اسنے اس پر جتایا۔۔

ہاں بس تُو۔۔ مطلب کہ آپ معافی مانگنا اور یہ دماغ میں رکھنا کہ "
مدد کیلئے جا رہا ہے اسلئے تھوڑا عاجزی سے پیش آنا۔ ایسا نا ہو اس
پر بھی دھاڑ کر اسے بیچاری کو فوت کر کے آ کر ٹام جیری دیکھنے بیٹھ
جاؤ۔۔" وہ اسکے پیچھے چلتا اسے بڑے بوڑھے کی طرف سمجھا بجھا رہا
تھا جو کہ دلاور کو کافی ناگوار گزرہ اس چوزہ کا یہ انداز۔۔۔

پلٹ کر اسکی چلتی زبان پر ایک سخت گھوری ڈالی۔۔ خیری ہڑبڑا کر زبان
دانتوں تلے دبا گیا۔۔
کچھ زیادہ ہی بول جاتا ہوں۔۔ "معصوم صورت بنا کر اسنے دانت "
دکھاتے ہوئے کہا

کچھ نہیں،، بہت۔۔ "دلاور بھنا گیا اور آ کر اپنی سیاہ گاڑی میں بیٹھا۔ "
اچھا اچھا ایک آخری بات۔ "وہ اسکی گاڑی کے ونڈو کے پاس "
آیا۔۔۔
دلاور نے ضبط سے دانت پیسے۔۔

ہاں بس جلدی جا اور اگر معافی کی بات بنے تو وہاں سے رشتہ بھی لگے "
ہاتھوں پکا کر آنا۔۔ اب جا جلدی جا زہر پھیل جائے گا۔" وہ گاڑی پر ہاتھ
مار کر اسے وہاں سے جانے کا اشارہ دیتے۔ اسکا ضبط آزما گیا۔۔۔۔
دلاور اسکے چہرے کو دیکھتے غصے سے گاڑی اسٹارٹ کر کے وہاں سے
نکلا۔۔۔
اچھا خاصا خود کر رہا تھا تم جانے کیوں اسکے دشمن بن بیٹھے۔۔""
اسنے بڑبڑاتے ہوئے گاڑی وہاں سے تیزی سے نکالی۔۔ اسکے گاڑی لیکر نکلتے ہی
پیچھے وہ دعائیں کرتا اللہ سے، گیٹ لاک کر کے اندر آ گیا۔۔

افف جس بات کیلئے روکا تھا وہ تو کہنا ہی بھول گیا۔۔ "معاً اسکے "
جاتے وہ افسوس کرتا بند گیٹ کو دیکھتا رہ گیا۔۔

وہ اس سے کہنا چاہتا تھا کہ "اگر لڑکی کی چھوٹی بہن ہو تو اسکے ساتھ
" لگے ہاتھوں اسکی بھی بات پکی کر آئے پر۔۔۔

کوئی بات نہیں دلاور اپنا کر آئے بعد میں دیکھ بھال کر میں بھی اپنی "
کر لوں گا۔۔ "وہ خود کو تسلی دیتا پوچا گیلا کر کے بالٹی پانی کی آدھی بھر کر لایا

اور باہر سے لیکر اندر تک پھیلے اسکے خون بھرے دھبوں کو صاف کرنے لگا۔۔

یہ تو معمول کی بات تھی۔ ہمیشہ اسے یہ سب صاف کرنا پڑتا تھا پر آج پہلے کی نسبت اسے جہاں گولی لگی تھی خیری ہرگز اسے خود نکالنے کی اجازت نہیں دے رہا تھا۔

وہ جانتا تھا اسکا ہاتھ کافی صفائی سے نکال لے گا پر پیچھے گولی ہونے کی وجہ سے اگر کچھ الٹا سیدھا ہوا تو۔۔۔۔

وہ سوچ کر جھرجھری لے اٹھا اور اپنا کام ختم کرکے وہ پوچا دھو کر سکھایا ساتھ خود ہاتھ منہ دھوتے لائونج میں صوفے پر لیٹ گیا۔

اسکے لبوں پر بس ایک ہی دعا تھی کہ "اللہ کی رضا سے وہ اسکے دلاور کو معاف کرکے اسکی گولی نکال دے ٹانگ سے۔۔"

★☆☆☆☆☆★

★☆☆☆☆☆★

راستہ چھوڑیں!" وہ خفگی سے منہ بنا کر بولی۔"
ہر وقت اس باگڑ بلے کی طرح منہ میں انگارے چباتی رہنا۔"
خاموش سے بیٹھو ایک مزے والی بات سنانی ہے تمہیں
بلی۔" وہ اسے جھڑکتا ہاتھ پکڑ کر بینچ پر لے آیا۔ "معلوم ہے کتنے رسک سے
"آیا ہوں صرف تمہیں یہ بات بتانے۔

تو آپ کو کس نے کہا آئیں؟ مجھے نہیں بیٹھنا آپ کے ساتھ آپ"
چھوڑیں میرا ہاتھ۔" اسنے منمناتے ہوئے کہا جس پر اسنے آنکھیں
دکھائیں وہ مرعوب ہو کر منہ پھولائے بیٹھ گئی۔

تمہیں معلوم ہے آج میں نے کیا سنا!" اسکے پھولے منہ پر"
مسکراہٹ چھپاتے اسنے کالر جھٹکا۔ جس سے ڈبل ڈی لہرا کر باہر نکلا۔
آپ تو چار و وقت عورتوں کی طرح کان لگائے دیواروں سے بیٹھے ہوتے"
ہیں اب مجھے کیا پتا کیا سن لیا ہے۔ مجھے کلاس میں جانا ہے
میم ناراض ہوں گی۔" وہ پھر سے پریشانی سے اٹھنے لگی پر اسنے ابکی بار اسکا ہاتھ
تھام لیا۔

ابھی لنچ ٹائم ہے بیوقوف مت بناؤ! اگر تم نے اب جانے کی ضد کی تو"
میں اس میم کا سر پھاڑ آؤں گا جسکی وجہ سے تم میری بات
سننے سے انکاری ہو۔" اسے سن کے بے حد غصہ آیا تبھی اس پر نیچی آواز
میں روعب سے بولا
.اس نے آنکھیں پھیلا کر اسکی بھوری آنکھوں میں دیکھا
میں بھائی کو بتاؤں گی آپ مجھے ڈرا رہے ہیں۔" اسکے روعب سے وہ"
فوراً رونے کیلئے تیار بیٹھی تھی مجبوراً اسے اپنے لہجے میں لچک لانی
پڑی۔

اچھا نہیں مارتا بس تم میری بات سن لو پھر چلی جانا،"
بیوقوف ہم دونوں کی بات ہے۔ دیکھو کتنی دور سے آیا ہوں صرف تمہیں
بات بتانا۔ بات ہی کچھ ایسی ہے کہ کسی کو بتا نہیں سکتا۔" اسنے بیچارگی
سے کہا۔
وہ جانتی تھی کہ اگر بتائی نہیں کسی کو تو اسکے پیٹ میں بھی نہیں ٹکے گی
بات۔ توقیع ہنسنے لگی
تم ہنس رہی ہو۔۔" اسکا یوں ہنسنا اسے سراسر اپنی توہین لگی۔"

نہیں میں تو رو رہی ہوں۔۔" وہ منہ بنا کر بولی ابکی بار وہ ہنس پڑا۔"
اچھا جلدی بتائیں کیسی بات ہے پھر مجھے جانا ہے بھائی کو معلوم"
پڑا ڈانٹیں گے۔" اسنے جلدی سے ٹفن باکس گود میں رکھتے پوری اسکی
طرف متوجہ ہو گئی۔

تمہیں معلوم ہے کل میں نے سنا ڈیڈ مام کہہ رہے تھے کہ جب ہم"
سب بڑے ہو جائیں گے تو تم میری دلہن بن کر میرے گھر آؤ گی، اور
عرشیہ اس بار گڑبلے کی۔" اسنے جوش سے بتایا اور اسکی نیلی
آنکھوں میں دیکھا۔

وہ کیا ہوتا ہے؟؟" وہ جتنا خوش تھا اسے بتاتے ہوئے، پر اس بیوقوف"
کا سوال سن کر وہ اتنا ہی اندر سے جل گیا۔ "وہ کیا؟" اسنے کڑے
تیروں سے پوچھا۔

ارے وہی نا دلہن جو آپ نے ابھی کہا میں دلہن بنوں گی اسکا مطلب"
کیا ہوتا ہے میں دلہن کیوں بنوں گی؟" اسنے نا سمجھی سے پوچھا۔ حالاں

کہ اسکی عمر کی لڑکیوں کو دلہن کا تو معلوم ہی ہوتا ہے پر وہ اس سب سے ابھی لاعلم تھی۔

میری بننے کیلئے تم دلہن بنو گی۔" اسنے خوشی سے دہکتے چہرے سے " بتایا۔ "ہیں؟؟؟ آپکی کیوں؟؟ دلہن کیا ہے؟؟" اسنے چونک کر الجھتے ہوئے پوچھا
اسکے ہونقوں والے تاثرات سے اسکا دل اداس ہو گیا۔

سٹوپڈ! دلہن کا مطلب ہے ایک اچھی دوست۔ اور دوست کا مطلب " ہوتا ہے ایک مخلص سچا اچھا ساتھی، جو کہ دکھ سکھ میں ساتھ دیتا ہے، کبھی اکیلا نہیں کرتا۔ مطلب تم جب بڑی ہو جاؤ گی تو تمہیں میں اپنی دوست بنا کر اپنے گھر لاؤں گا۔ اور ہم پکی والی دوستی کر لیں گے۔" اسنے اپنی سمجھ کے حساب سے اسے بتایا۔

اوہ اچھا اچھا جس طرح ڈبل ڈی ہیں ساتھ ساتھ اسی طرح؟؟" وہ " ننھا ہاتھ اٹھا کر اسکے گلے میں پہنے لاکیٹ کو چھو کر بولی۔۔ اسکا قہقہہ گونج اٹھا۔۔

ارے نہیں کسی کی طرح نہیں بلکہ پھوپھو پھوپھا، اور مام ڈیڈ کی طرح۔۔ ہم" ایک روم میں رہیں گے کھیلیں گے ساتھ کھانا کھائیں گے۔" وہ اسے بتاتے ہوئے بہت ایکسائیٹڈ تھا

ہیں! مجھے نہیں آنا آپ صرف مجھے ڈانٹتے ہیں روعب ڈالتے ہیں میں" بھائی، صارم کے ساتھ رہوں گی۔" وہ فوراً سے کچھ سوچ کر انکار کر گئی۔
سامنے بیٹھا وجود جو مستقبل کی خوشی سے سرخ پڑ رہا تھا اسکے
اچانک انکار پر ایکدم اسکی مسکراہٹ لبوں پہ ہی دم توڑ گئی۔
ارے پھر ہم بڑے ہو جائیں گے تو قی پھر میں نہیں ڈانٹوں گا تمہیں۔" ہم تمہارے اس بھائی باگڑ بلے تو عشی دوست دیں گے نا۔" اسنے مچل کر کہا۔

وہ اسے بتا نہیں پا رہا تھا کہ وہ اس سے دوستی کا کتنا خواہش مند تھا اس سے کھیلنے کا اس سے ڈھیر ساری باتیں کرنے کا۔ اسلئے تو کلاس بینک کر کے یہاں آیا تھا سب سے چھپ کر۔۔
ورنہ گھر میں وہ نیلا بلا کہاں اسے انکے آس پاس چھوڑتا تھا۔

نہیں اسے عشی نہیں پسند اور آپ بھی صام کو نہیں پسند نا ہی صام "
آپکو پسند ہے میں نہیں آؤں گی آپ کوئی دوسری دوست بنالیں۔"
اسنے اپنے سر نفی میں ہلایا جس سے اسکے بھورے بالوں کی پونیاں
یہاں وہاں لہرانے لگی۔۔۔

برابر بیٹھے شخص کے دل میں ڈھیروں اداسیاں آگئیں۔۔
میں تو صام کو پسند کرتا ہوں توقی، وہ مجھے پسند نہیں کرتا۔ میں تو اسے "
مذاق میں چڑاتا ہوں کیونکہ وہ ہنستا ہی نہیں۔ ایسے تو بری عادت
ہو جائے گی اسکی۔ اور وہ سب سے الگ ہو جائے گا، وہ میری پھوپھو
جان کا بیٹا ہے اور ہم سے ہی دور بھاگتا ہے۔ کیا تم چاہتی ہو صام ہم
سب کزن سے دور ہو جائے؟ نہیں نا۔ اسلئے تم فکر مت کرو ہم جب
بڑے ہو جائیں گے میں صام سے پکی دوستی کرلوں گا۔" اسکا ننھا
سرخ ہاتھ تھام کر اسنے یقین دلایا۔۔
نہیں! آپ برے ہیں مجھے نہیں رکھنی آپ سے دوستی آپ سب کو "
تنگ کرتے ہیں۔۔" وہ ایکدم اس سے اپنا ہاتھ چھڑوا کر وہاں سے
بھاگی۔۔

تو قسیع رکو میری بات تو سنو میں برا نہیں توقی۔۔۔"وہ ایکدم بوکھلا" کر کھڑا ہوتا اسے خود سے دور بھاگتے دیکھ کر مچل کر بولا۔پر سامنے سے آتے گارڈ کو دیکھ کر وہ فوراً سے اس دیوار کی طرف بھاگا جہاں سے کود کر آیا تھا۔

ہونہہ!تم برے نہیں۔۔تمہیں وقت نے ثابت کر دیا کہ تم سے زیادہ کوئی" برا نہیں۔۔"وہ ساری سوچیں سر سے جھٹکتی نفرت سے بولی شکر تھا کہ میں نادان تھی پر پھر بھی رب نے مجھے اتنی عقل دی کہ" تمہارے جیسے حیوان کو میں نے ہاں نہیں کی۔۔اگر کر دیتی تو آج میں یہاں کھڑی اپنا گلا دبا رہی ہوتی۔"وہ کھڑکی میں کھڑی رات کے دوسرے پہر سیاہ آسمان پر ستاروں کے جگمگ کرتے ہالے میں چاند پر آنکھیں ٹکا کر خود کلامی سے گویا ہوئی۔

دو گھنٹے پہلے اسکا بھائی اسے دیکھنے آیا تھا تب وہ سوتی بن گئی تھی اور وہ چلے گئے۔پر وہ انہیں کیسے بتاتی کہ اسے نیند ہی نہیں آتی۔

اس انجان وحشی نے جس طرح اس معصوم کی اسکی آنکھوں کے سامنے جان لی تھی وہ جب جب آنکھیں موندتی اسکا مدد کیلئے اٹھا ہاتھ،،اسکی انگلی اسے قصوروار ٹھہراتی۔۔۔

جانے کیا ہوا لڑکی کے ماں باپ پر کیا بیتی اسے کچھ بھی معلوم نہیں تھا،، پولیس یا کسی نے اسے پکڑوایا کہ نہیں۔۔ماسواء اسکے کہ اسکے بھائی نے کہا تھا سب کچھ ٹھیک ہو گیا ہے۔

ایک ماہ بعد اسے یونی جانے کی اجازت بھی مل جائے گی۔

جب تک یہ بات بھی دم توڑ جائے گی۔

پر وہ کیا پہلے کی طرح موو کر سکے گی۔سب کیسی نظروں سے دیکھیں گے اسے۔کیا کیا کہیں گے اسے۔یہ سماج تو بہت ظالم تھا، ایسا نا ہو اس پر کوئی ظلم ڈھایا جائے۔

وہ جیسے جیسے سوچتی ویسے ویسے اسکی روح کانپ جاتی۔

اسنے نوٹ کیا تھا سب نے آکر اسکی خیر خیریت معلوم کی تھی سواء دریاب کے۔

وہ اس دن سے جیسے گیا تھا ایک دفع پلٹ کر نہیں دیکھا تھا اسکی طرف۔۔ایک طرح سے اسے صحیح لگا کہ اسنے وقت پر ہی ٹھیک جواب دے دیا اسے۔کیونکہ اسے معلوم تھا کہ صام بھائی انہیں پسند نہیں کرتے،، کہاں اپنی بہن دیتے انہیں۔

دوسری طرف کبھی کبھی صام بھائی کی ڈیڈ کے سامنے بھی نہیں چلتی تھی اور دریاب تھا بھی اسکے ماموں کا بیٹا۔ اور ماموں بھی ایک جس سے اسکی مام جان سے بڑھ کر محبت کرتی تھی۔

جانے کیا صحیح ہوگا کیا غلط پر مجھے جو ٹھیک لگا کہہ دیا اگر اس پر" ناراض ہوتے ہیں تو ہوتے رہیں۔ میں کیسے انکا یوں بڑھا ہوا اچانک ہاتھ تھام لوں۔

اگر انہیں میں پسند ہی ہوں تو ڈیڈ سے یا ماموں سے بات کر لیں مجھ سے کیوں کہہ رہے ہیں۔۔" وہ منہ بنا کر بڑبڑاتی ہوئی گہری ہوتی رات کا احساس کر کے پلٹی ہی تھی کہ اچانک اسے لگا کچھ گرا ہے لان میں۔۔

مدھم دھڑام کی آواز اسکے کانوں میں پڑی تھی وہ چونک کر کھڑکی کے قریب آتی نیچے لان میں دیکھنے لگی جہاں صرف اندھیرہ ہی اندھیرا چھایا ہوا تھا۔

دفعتاً ایک جگہ سے دوسرے درخت کی طرف بھاگتی جوجو کی آواز سنتے توقیع کی سانس میں سانس آئی ورنہ اسے لگا کوئی گھر میں کود کر آیا ہے۔

گارڈ کو تو ہوش نہیں ہوگا، تب تک ہوتا ہے جب تک صمصام بیدار ہوتے ہے انکے روم میں جاتے ہی گارڈ بھی گہری نیند میں چلا جاتا ہے۔ کیونکہ گھر میں ایک واحد وہی شخص تھا جس سے ملازمین ڈرتے تھے کیونکہ وہ بغیر لحاظ کے غلط بات پر بری طرح جھڑک کر نکال دیتے تھا۔

اور اسی کے خوف سے وہ الرٹ ہوتے تھے پر اسکے یہاں وہاں ہوتے ہی وہ بے فکر ہو جاتے کیونکہ باقی سب کچھ سمجھا بجھا کر آئندہ کا خیال کرنے کا کہتے در گزر کر دیتے تھے۔

"یہ ابھی تک نہیں سوئی۔۔"

وہ افسوس سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اندر بڑھ گئی۔ اور الماری سے نائیٹ ڈریس نکال کر باتھ روم میں بند ہوئی۔۔۔

کچھ دیر پہلے جو غیر معمولی آواز پر اسکی دھڑکنیں اتھل پتھل ہوئی تھیں، پر کسی چور لوفر کے بجائے جوجو کو دیکھتے اسنے سانس بحال ہوا اور دھڑکنیں معمول پر آئیں تھیں اب وہ باتھ روم میں کھڑی اپنا نائیٹ ڈریس چینج کرنے سے پہلے باتھ لے رہی تھی۔۔۔

تبھی نیچے وہ اندھیرے میں دیواروں سائے تلے سیاہ پرچھائی میں چلتا سامنے اندرونی دروازے کی طرف بڑھا پر اندرونی ڈور بند دیکھ کر وہ درخت کی آڑ میں ہو گیا۔۔

وہ اسے کھڑی میں کھڑے دیکھ چکا تھا تبھی لبوں پر گہری مسکراہٹ سجائے ابھی تک اسے اسی روم میں پا کر اسکی کھڑکی کی سمیت بڑھا۔

اسکے ساتھ والا روم وہ جانتا تھا کس کا ہے۔ دائیں بائیں بھائیوں کے بیچ والے روم میں وہ اکیلی تھی اور اکیلی رہتی تھی۔

کب کی سن ٹانگ، اب وقت گزرنے کے ساتھ بری طرح درد کرنے لگی تھی، جس احساس سے اسکا توانا وجود اکڑنے لگا تھا۔ وہ جانتا تھا کچھ دیر مزید گزری تو وہ چند قدم لینے سے بھی محتاج ہو جائے گا۔

ایک تو خون اتنا بہہ چکا تھا دوسرا گھنٹے سے زیادہ وقت ہو چکا تھا گولی کو اندر ہی پڑے ہوئے درد تو کرتی ہی۔۔

سیاہ گہرے اندھیرے میں وہ خود سیاہ ہڈی میں بالکل کور کیے سیاہی کا ایک اہم حصہ لگ رہا تھا۔ یہ اسکا مخصوص لباس تھا، اسنے بغیر مزید وقت ضائع کیے قدم سیدھا سامنے کھلی کھڑکی کی طرف اٹھائے۔

لگتا ہے اسے بھی میرا انتظار تھا۔" روم کی مدھم روشنی کو دیکھتے وہ کچھ "
دیر پہلے کا منظر یاد کر کے بڑبڑایا اور کھڑکی عین سامنے آ گیا۔
سر اٹھا کر اسے دیکھا، وہاں تک پہنچنا اس کنڈیشن میں مشکل
تھا پر ناممکن نہیں۔ کچھ تگ و دو کے بعد وہ اسکے باتھ روم کی سائیڈ آیا
اور پائیپ کے وسیلے وہ اس پر چڑھتا ہوا اسکی بالکنی میں آ گیا جسکا ڈور
اس نے بند کی ہوا تھا۔

دلاور کو دیکھ کر غصہ تو بہت آیا، اس تک پہنچنے کیلئے اتنی تگ و دو وہ بھی
اس حالت میں۔ پر ضروری تھا تکلیف دیکر علاج بھی تو اسی نے ہی
کرنا تھا۔
وہ سوچ کر پراسرار سا مسکرایا اور دبے پاؤں بالکنی سے نکل کھڑکی کی
طرف جاتی چھوٹی سی باہر نکلی دیوار پر آیا۔ اسنے احتیاط کیا ہوا تھا کہ
کہیں بھی اسکے خون کے نشان نا لگیں۔۔
چھوٹی سی دیوار پر گولی لگی ٹانگ سے چلتے اسکے چہرے پر پسینے آ گئے۔
اعصاب سن ہونے لگے۔ یوں لگا جیسے ابھی ابھی پھر سے گولی لگی ہے اور
اسکے کانوں سے دھویں نکل رہے ہیں۔

باقی دو تین قدموں کا فاصلہ تھا اسنے گہرا سانس بھرا اور پھر سے آگے ختم کیا

ان کاموں میں تو وہ ماسٹر تھا، کیس کی تفتیش دوران اسے بہت بار ایسا کرنا پڑتا تھا کسی انجان کے گھر میں گھستے۔ یونہی ثبوت کیلئے چور راستے سے جاتا تھا۔ پر اس بار اس حالت میں خیری نے جو اس پر ظلم ڈھایا تھا وہ بڑا تھا۔

اسکی کھڑکی کے پٹ پر ہاتھ رکھتے اسنے اپنی درد کرتی ٹانگ اندر رکھی اور اسکے ساتھ ہی دوسرا پاؤں اندر رکھتے ہی کھڑکی بند کر دی اور نڈھال ہو کر گہرا سانس بھرا۔

وہ پورا پسینے سے نہایا ہوا تھا، گہرے سانس بھرتے اے سی کی کولنگ نے اسکے وجود میں جیسے سانسیں بھریں۔

سر دائیں بائیں جھٹکتے ہوئے اسے سامنے دیکھا۔

بے بی پنک کلر کا یہ ماسٹر بیڈروم، ہر آسائشوں سے بھرا کونا کونا سجا ہوا تھا۔ ایک تو بے بی کلر اوپر سے شیشے کا کام زیادہ دیکھتے وہ ہنسا۔

ٹھیک وقت پر شادی کروادیتے تو آج دو تین بچے ہوتے۔ پر ابھی بے بی بنا" کرر کھا ہوا ہے۔" وہ طنزیہ سر جھٹکا ہوا اور روم میں ایک زیرک نگاہ دوڑاہے دبے پاؤں دروازے کی سمیت آیا۔

باتھ روم سے پانی کے گرنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ شاید وہ اس وقت رات کے باتھ لے رہی تھی دلاور دیکھتا مٹھیاں بھینچ گیا۔

دروازہ اچھی طرح اندر سے لاک کرتے اسنے اپنی ٹانگ کی طرف دیکھا۔ خیری کی شرٹ اسکے خون سے بھیگ کر بھاری ہوتی زخم پر بھوج بنتی جارہی تھی۔
وہ اسے باتھ روم کے بند دروازے کو دیکھتا مٹھیاں بھینچ گیا، رات کو اس پہر نہانے کی کیا تک تھی پر ان امیروں کے بھی اپنے ہی چونچلے تھے۔
وہ سخت غصہ ہو چکا تھا۔ بس نہیں تھا ابھی اسے کھینچ کر باہر نکال لائے۔
ایسا کر بھی دیتا اگر اچانک شاور بند ہونے کی آواز نا آتی۔

وہ الرٹ ہوا، ساتھ ہی دروازہ کھول کر نائیٹ ڈریس میں توقیع باہر آئی۔
پرپل کلر کی گھٹنوں کے تھوڑا اوپر شرٹ، اور گھیر دار سفید شلوار میں
ملبوس اسنے جڑے میں بندا اپنے بالوں کو باہر آتے ہی کھولا۔۔
وہ لہرا کر اسکی نازک سی کمر پر بکھر گئے۔ کچھ شریر لٹیں اسکے
بھیگے چہرے، بھیگی گردن سے چپک کر اپنی پیاس بجھاتی
سیراب ہونے لگیں۔۔
روم میں قدم رکھتے اسے کچھ غیر معمولی پن سا محسوس ہوا۔ اسنے
کمرے میں نگاہ دوڑائی۔ کچھ بھی نہیں تھا۔

کھڑکی تو میں نے کھلی چھوڑی تھی؟" اسکی نظریں کونے کونے سے "
ہوتیں جب کھڑکی کے بند پٹ پر پڑیں تو وہ ٹھٹھک گئی
کسی انہونی سے اسکا دل دھڑکا۔ اسنے ایک نظر پھر روم پر ڈالی۔ دروازہ
لاک تھا اگر کھڑکی لاک تھی تو گھر میں کون ہو سکتا تھا
کہیں سچ میں تو چور نہیں آگیا گھر میں؟" رات کے اس پہر "
کسی کی موجودگی کا سوچنا بھی ہولناک تھا وہ سوچ کر کانپ گئی۔

نہیں وہ تو جوجو تھی چور کیسے ہمارے گھر آسکتا ہے۔ اسنے نفی میں سر ہلایا اور ایک نظر بیڈ کو دیکھتی واپس کھڑکی کے پاس آئی۔
ننگے پاؤں سفید دبیز قالین میں رکھتے اندر دھنس رہے تھے۔ ویسے ہی اسکا دل اس غیر معمولی احساس سے مسلسل دھڑک رہا تھا۔
"کک۔۔ کوئی ہے۔۔۔؟؟؟" اسنے پھنسی پھنسی آواز میں پوچھتے کھڑکی کے پٹ وا کرنے لگی۔ اسکا ارادہ یہاں سے بھاگ کر نیچے جانے کا تھا۔
اچانک اسے اپنے روم سے انجانہ سا خوف آرہا تھا۔

وہ جلد از جلد یہاں سے نکلنا چاہتی اور جا کر گیسٹ روم میں سونے والی تھی۔ کھڑکی کھول کر اسنے باہر دیکھا۔ سیاہ سنسان رات کے علاوہ ہر سو اندھیرا گہری خاموشی تھی۔ وہ کچھ سہم گئی۔
شاید یونی والے حادثے کا اثر تھا یا کچھ اور وجود میں سرد سنسنی خیز لہریں اٹھ رہی تھیں۔
ان وہموں سے میں ہی پاگل ہو جاؤں گی۔" ایک گہرا سانس" بھرتی ہوئی وہ سر جھٹکتی کسی کی موجودگی کو اپنا وہم جان کر کھڑکی بند کر دی۔

کھلا رہنے دو زیادہ گھٹن نہیں ہو گی تمہیں۔۔" وہ جیسے ہی پلٹی اس سے پہلے "
ہی وہ گلاس وال کے لٹکے پردوں کے پیچھے سے نکلتا ایکدم اسکے سامنے آکر
اسکے منہ پر ہاتھ رکھتے گلے پر چاقو رکھ دیا۔
ہششش!!!!" اسنے ایک لمبی سرگوشی میں اسکی آنکھوں میں دیکھتے "
کہا۔۔

توقیع تو کچھ سمجھ ہی نہیں پا رہی تھی کہ یہ سب کیا ہے؟ وہ
اچانک سامنے والا کون ہے؟ اسکے روم میں ہے؟
اسکے حواس ہی جیسے سن پڑ گئے تھے وہ کچھ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ یہ
منہ پر پڑنے والا بھاری ہاتھ گلے پر رکھا چاقو قریب کھڑا وہی
دہشتگرد سچ میں اسکے روم میں ہے؟؟

ہوں۔۔۔!!" پھولتے سانس، خوف سے سپید پڑتے اسنے خود کو جھنجھورنا، "
وجود کو ہلانا چاہا۔۔
کہ یہ سب سچ ہے یا محض اسکا خواب۔۔۔

ڈیڈ۔۔!!" وہ ایک زوردار چیخ مارنے والی تھی کہ اسکے ڈیڈ کے ساتھ"
اسکے بھائی ماں سب بھاگ آئیں پر وہ صرف سوچ ہی سکی۔
وہ صرف سوچ ہی سکی کہ وہ خود کو بچا لے گی
وہ بری طرح رونے لگی وہ سب اسکے وہم نہیں تھے روم میں سچ میں وہ
آگیا تھا۔ اسکے وہم وہ ڈر وہ سب حقیقت تھے۔ وہ اسے دیکھ چکا تھا اور کچھ
محض ایک ہفتے کے بعد اسکے سامنے موجود تھا
اسکی گردن پر چاقو رکھے وہ اسے مارنے آیا۔ توقع کی حالت غیر
ہونے لگی موت اسکے سامنے کھڑی تھی اس دہشتگرد کے روپ میں
وہ کسی کو چیخ کر بلا بھی نہیں سکتی تھی۔

پپ۔۔پلیز۔۔۔" اسنے بھیگی آنکھوں سے مقابل سے زندگی کی بھیک"
مانگی۔ جسے دیکھتے وہ ہنس پڑا۔

شش! مارنے نہیں آیا تمہیں۔۔" ہنسنے کے بعد اسکی مرنے جیسی"
حالت دیکھتے وہ اس سے دور ہوا۔۔
بھ۔۔۔۔۔ ابھی اسکے منہ سے ہاتھ ہٹتے وہ چیخ مار کر بھاگنے لگی تھی کہ ایکدم"
اسے ٹھاکے ساتھ کھڑکی سے لگاتے اسکے منہ پر بھاری ہاتھ اس

قدم بے رحمی سے رکھا کہ توقیع کی سانس حلق میں تو دماغ درد سے سنسنا اٹھا

آاہ۔۔"وہ اسکے ہاتھوں کے پیچھے دبے لبوں سے بمشکل سسکیاں نکال کر رو رہی تھی۔۔

اسکے دباؤ میں اس قدر بے رحمی تھی توقیع کو اپنے کانوں منہ سے لہو ابل کر نکلنے کا خدشہ ہوا۔ دماغ کی رگیں درد کرنے لگیں

ایک بھی سسکی یا اف منہ سے نکالی یہی گردن کاٹ کر ٹکڑے کر کے" بوری میں ڈال کر جانوروں کے حوالے کر دوں گا۔ بعد میں یہ تیرے بھائی باپ صرف ڈھونڈتے ہی رہ جائیں گے تمہیں۔۔"وہ سرد لہجے، نیچی آواز میں کسی خونخوار جانور کی طرح اس پر غرایا ساتھ ہی لبوں سے ہاتھ ہٹایا۔

توقیع نے روتے اپنے چہرے کو ہاتھوں میں تھاما۔۔

کس قدر ظالم پکڑ تھی اسکی۔۔۔

اسکی بھاری آواز اسکی سرگوشیاں اسکی غراہٹ اسکا سایہ ہی خوفناک تھا۔۔۔ توقیع رونے لگی۔

ککک۔۔ کون۔۔ ہو۔۔۔" وہ اپنی ہچکیاں دبائے بے آواز روتی اس قریب"
کھڑے اپنے چہرے سے دو انگلیوں کے فاصلے پر وجود سے پوچھنے لگی۔
منہ بند کر!" اسکے سوال کا جواب دینے کے بجائے وہ غصے سے بولا وہ"
ایکدم ہچکی بھرتی لب پیوست کر گئی۔
دلاور گہرا سانس بھرتا اسے دیکھتا آس پاس دیکھنے لگا۔
بھائی جاگ رہا ہے تمہارا؟" اسکی حیرت سے پھیلی آنکھوں کو"
نظر انداز کرتے اسنے پوچھا۔

توقیع کی سانس ہی جیسے بند ہو گئی۔ اسے کیسے معلوم اسکے بھائیوں کے
بارے میں۔۔
دہشتگرد ٹی وی نہیں دیکھتے جاہل عورت؟" اسکی آنکھوں سوال پڑھتے اسنا"
چبا کر کہا۔

وہ اسکی آنکھوں کی لہو رنگ خوف سے فوراً سر ہلانے لگی۔ لمحے میں کیا
سے کیا ہو گیا تھا۔ وہ ٹی وی نیوز سے اسکے بھائیوں کو دیکھ چکا تھا۔
اپنے بھائیوں پر اسکے برے سائے کو دیکھتی وہ تکلیف سے رونے لگی۔۔

جسے پولیس ڈھونڈ رہی تھی، جسکے خون کے طالبات پیاسے بن چکے تھے۔ وہ اسکے سامنے رات کے اس پہر اچانک آکر کھڑا ہو گیا تھا۔
وہ روتی چیختی چلاتی کیا کرتی اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔ آنکھوں کے سامنے وہی منظر لہرانے لگا جب اسنے لڑکی کے دماغ پر گولی چلائی تھی
دوسرے پل لہو دوسری طرف سے نکلا تھا۔
نئے سرے سے اسکے وجود کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ وہ پور پور کانپنے لگی۔
پپ۔۔پلیز۔۔۔مم۔۔مجھے۔۔۔مت۔۔۔"وہ سسکیاں بھرتی"
رونے لگی اسکے ہاتھ میں موجود چاقو سے وہ بری طرح دہشتزدہ ہو گئی تھی
اسکے چہرے کی رنگت سرخ گلابی سے سپید میدے جیسی ہو گئی تھی، اور آنکھوں میں دہشت کا ایک جہاں آباد تھا۔۔وہ بس انتظار میں تھی کہ اچانک وہ اسکے گلے پر ہاتھ ڈالے گا اور ایک ہی وار میں اپنی اس حیوان جیسی طاقت کا استعمال کرتے اسکا گلا کاٹ دے گا۔

پھر وہ اسکے ٹکڑے کرے اسے نوچے کوئی نہیں بچا سکے گا۔ سوچ سوچ کر اسکی جان آدھی ہو گئی۔۔وہ سامنے کھڑا کچھ سوچ رہا تھا

مزید ایک لفظ بکواس میں مت بولنا! دماغ پہلے ہی گرم ہے"
ساری گولیاں سینے میں اتار دوں گا۔" ایک ہاتھ میں اسکی ٹھوڑی
دبوچ کر اسنے سرد آواز میں کہا۔ توقیع نے سنتے ہی خوف سے
آنکھیں میچ لیں۔

"کیا پڑھ رہی ہو؟"

معاً اسکے قریب سے اسکے چہرے کے نقوش دیکھتے، بھاری
آواز میں اسکا سوال اسکے بہرے ہوتی سماعتوں میں مشکل سے
گونجا۔

توقیع نے چونک کر ہراساں سہمی ہرنی کی مانند بھگی پلکوں والی نیلی
آنکھیں اسکی طرف اٹھائیں۔
اسکی خوف بھیگی آنکھوں میں دیکھتے وہ پل کیلئے خاموش ہو گیا۔ وہ
منظر اس قدر حواس جھنجھورنے والا تھا یہ کوئی ڈی کے سے پوچھتا۔
وہ بہت پاس سے اسکے ایک ایک نقوش کو جانچ رہا تھا جس
سے توقیع کی سانسیں بھاری ہونے لگیں تھیں

منہ میں زبان نہیں ہے کیا؟؟؟" اسے مسلسل خاموش روتے پا کر"
اسنے اسکے چہرے کو تیز جھٹکا دیا وہ آہ کرتی روتی
"بولی۔۔" سس۔۔ سائیکالوجی۔۔

ہمم! تو تم ڈاکٹر نہیں ہو؟" اسکے اگلے سوال پر توقیع نے حیرت سے"
دیکھا اسے۔
ایک بار پھر اسکی پھیلی آنکھیں سامنے پا کر وہ لب دانتوں تلے دبا
گیا۔
لگتا ہے تمہیں اپنی جان پیاری نہیں؟" اسنے استہزائیہ کہا۔"
نن۔ نہیں۔۔ پپ۔۔ پلیزم۔ مجھے مت مارو۔۔" وہ سن کر بری طرح"
کانپتی اسکے سامنے ہاتھ جوڑ گئی۔

یہ تمہارے ہاتھ میرے ارادوں کو نہیں روک سکتے بیوقوف! ناہی"
یہ بہتے آنسوں، کیا تمہیں نہیں معلوم روتی عورت کے آنسوں مرد
کو اپنی طرف ننانوے پرسنٹ مائل کرتے ہیں۔ اور ہم تو ہیں ہی دہشتگرد،
ہمارے اندر رحم نہیں حیوان کی دہشت ہوتی ہے۔۔۔ اگر جان پیاری ہے
تو خاموشی سے جو پوچھتا ہوں اسکے جواب دیتی جاؤ ورنہ سیکنڈ لگے گا

مجھے تمہارا وہ حال کروں گا ساری زندگی تڑپتی رہو گی۔" وہ اسکے منہ کو پکڑے دبے غصے سے سرد لہجے میں کہہ رہا تھا۔ توقیع کی روح فنا ہو گئی۔

گولی نکالنا آتی ہے؟" اسکے خوفزدہ چہرے کو نظروں کے حصار" میں لیکر استفسار کرنے لگا۔
وہ پہلے اسکے سوال پر چونکی۔ معاً گولی لفظ پر اسے خون کی مدھم سی بو بھی محسوس ہوئی۔۔ وہ دھکا دیتی اسے یا کوئی مزاحمت کرتی پر اسکے بڑے چاقو کو دیکھتے، وہ بے حسی و حشی دھمکی کو یاد کر کے فوراً سے نفی میں سر ہلایا۔
مم۔۔ مام۔۔ بھائی۔۔ ڈیڈ کو۔۔ بب۔ بلاتی ہوں۔۔" اسنے اپنی ہچکیاں" دباتے چھوٹی سی کوشش کی۔

دلاور نے حیرت سے اسکے چہرے کو دیکھا۔ کیا وہ اسے اتنا بیوقوف سمجھتی تھی؟؟؟
ہڈی سے اسکی آنکھوں کے تاثرات دیکھتے توقیع نے فی الفور آنکھیں بند کر لیں۔

اسکے اس حرکت پر دلاور نے ٹھہر کر اسکے دبوچی ٹھوڑی اور سرخ لبوں کو دیکھا۔ اسکی بند آنکھوں کو دیکھتے اسنے گلووز میں مقید انگوٹھا اسکے لبوں پر پھیرا۔۔

وہ اچھل کر اسکے لمس پر دہشتزدہ ہو کر اسے دیکھنے لگی۔ اسکے ارادوں سے اچانک اسے اپنی سانسیں خطرے میں محسوس ہونے لگی۔

"تمہیں سمجھ نہیں آرہے یا تم اس لڑکی کا حال بھول گئی ہو۔" وہ اسکی ٹھوڑی کو جھٹکے سے چھوڑ کر وہی ہاتھ اسکی کمر پر پیچھے ٹکاتے اچانک ہی اسے اپنی طرف جھٹکے سے کھینچ چکا تھا۔۔

"پپ۔۔پلیز۔۔ایسا مت کرو پلیز تم جیسا کہو گے میں کروں گی" پلیز یہ مت کرو۔۔۔"اچانک اپنی کمر پر سرکتے رینگتے ہوئے اسکے کسی سانپ کی مانند ہاتھ کو محسوس کرتی وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی گڑگڑانے لگی۔۔

"آواز نہیں!" اسنے غصے سے نیچی آواز میں اس پر غراتے ہوئے کہا۔ وہ جیسے سانس لینا بھول گئی۔

اسکے چوڑے سینے پر دونوں اپنے ہاتھ ٹکائے فاصلہ بناتی وہ اسے التجائی نظروں سے دیکھ کر ایسا نا کرنے کی منت سماجت کر رہی تھی۔

آنسوں تر اتر گالوں پر بہتے اسکا چہرہ بھیگو چکے تھے۔ ایک اس قاتل دہشتگرد کی دہشت، دوسرا اس وحشی کی مکروہ نظریں اپنی آبرو پر۔۔۔

وہ ناچیخ پا رہی تھی نا ہی تڑپنے کی وہ اجازت دے رہا تھا۔

رات کا تیسرا پہر شروع ہونے والا تھا، ہر طرف جہاں گہرا سکوت خاموشی چھائی ہوئی تھی، ہر کوئی خواب و خرگوش کے مزے لوٹ رہا تھا ایسے میں اسکے کمرے میں اس قاتل کا اچانک گھس آنا۔۔

اور لیمپ کی مدھم سنہری روشنی میں اسکے اتنے قریب کھڑے ہونا۔۔ یہ شکر تھا کہ اسکا چہرہ ماسک میں چھپا ہوا تھا ورنہ شاید آج وہ کوئی جارتیں بھی انجام دے دیتا۔

اسکے ہاتھ کی انگلیوں کو پشت پر اوپر جاتے محسوس کرتی وہ درد شرمندگی خوف سے آنسوں بہاتی لب سختی سے دانتوں تلے دبا گئی۔

وہ اسکی بل کھاتی کمر پر گلووز میں مقید ہاتھ پھیرتا اسکے بالوں پر آگیا۔ اسکے ریشمی سلکی بال اسے گلووز میں بھی محسوس ہو رہے تھے۔

ایک لٹ کو سامنے تھامتے ہوئے اسنے اچانک جھٹکہ دیا اور اسے مزید اپنے قریب کھینچ لیا.

آآہ۔۔۔"وہ تھر تھر کانپتی اسکے اچانک حملے سے ڈر کر اسکے کندھوں سے شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچ گئی"

برے لوگوں سے ملاقات بھی بری ہی ہوتی ہے۔اور جینا سا یہ تو مزید برا،، اسکا اندازہ تمہیں اب ہو گیا ہو گا، کیا تم چاہتی ہوں میرا ہاتھ تمہارے پور پور سے سیراب ہو جائے؟"وہ اس سے تنفر میں پوچھنے لگا مسلسل روتی توقیع میچی آنکھوں سے نفی کرنے لگی۔

پلیز۔۔مم۔۔میں سب۔۔سب۔۔کروں گی جو چاہتے ہو"

"پپ۔۔پلیز ایسا مت کرو۔۔۔

وہ اسکے اتنے قریب تھی کہ اسے لگا اسکی آنکھیں کھلیں اور سیدھا اس حیوان کی آنکھوں سے ٹکرائیں، اسے لگا وہ اسکی آگ نفرت کے شعلوں سے نابینا ہو جائے گی۔پور پور بھسم ہو جائے گی۔

گڈ گرل! تم مجھے دکھنے میں ہی سمجھدار لگتی ہو۔" اسکے بھورے بالوں کے ہالے" میں سرخ بھیگا چہرہ، لرزتے کانپتے گلابی پنکھڑیوں سے ہونٹ، چھوٹی سی بھیگی ناک کہ اسے صاف کرنے کا ہوش نہیں تھا۔

وہ دیکھتے مسکرایا۔

میری نظریں چوبیس گھنٹے تم پر ہی ہوتی ہے۔ اسلئے کوئی بھی بکواس گوئی" کی تو نا صرف اپنی موت کی خود ذمہ دار ہو گی بلکہ اپنوں کی بھی۔

اور میری دی ہوئی موت سے موت بھی گھبراتی ہے۔ اسلئے بلبل خیال کرنا پھڑ پھڑاؤ صرف میرے آگے،، باقی کے سامنے۔۔۔

ششش۔۔۔" اسکے کان میں جھکتے ہوئے بھاری سرگوشی میں کہتا" اسکے سخت خوفزدہ کر گیا۔

اسے اپنے بھائی کی یاد آنے لگی جسے معلوم ہی نہیں تھا اسکی بہن پر کون سی قیامت ٹوٹ پڑی ہے۔ اگر وہ آجاتے تو اس حیوان کے وہ ٹکڑے کر کے یہیں گاڑھ کر قصہ یہی دفنا دیتے، پر وہ ان تک اپنی افف بھی نہیں پہنچا پا رہی تھی۔۔۔۔

اسکے لبوں پر انگلی رکھتے اسنے خاموش رہنے کی تلقین کی تھی۔

وہ کچھ نہیں بولی جب اسنے دور ہوتے اسکے لرزتی انگلیوں میں چاقو تھمایا اور ساتھ ہی پیچھے سے گن نکال لی۔

اسکے دور جاتے جہاں توقیع نے گہرا سانس بھرتے رب کا شکریہ کیا تھا وہیں دوسرے لمحے بڑا سا چاقو پا کر اسکی سانسیں واپس سینے میں دب گئیں۔۔

ڈاکٹر نہیں ہو پر گولی تو نکالنا آتی ہی ہو گی۔ اب زیادہ بکواس کی یا مزید" کوئی میلو ڈرامہ رچایا تو سیدھا وہ سب ہو گا جسکے بارے میں تمنے خواب میں بھی نہیں سوچا ہو گا۔" گن کا منہ اسکی ٹھوڑی تلے رکھ کر چہرہ اونچا کرتے وہ سرد آواز میں بولتا ہوا اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ دیتے خود جا کر اس بڑے بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔۔

توقیع نے خود کو رونے سے روکتے لرزتے ہاتھ میں چاقو دیکھا اور سامنے اس لمبے چوڑے وجود کو۔
اسنے تو کبھی چیونٹی نہیں ماری تھی وہ اسکی گولی کیسے نکالے۔۔ اسکا حال سمندر کے باہر تڑپتی مچھلی سے بھی زیادہ برا تھا۔

کھڑی کھڑی فوت ہو گئی ہو؟" اسے وہیں کھڑکی کے پاس کھڑا دیکھ" کر وہ دبے ہوئے غصے سے بولا۔

وہ ایک سرخ بھیگی آنکھوں والی نظر اس پر ڈالتی دروازے کو دیکھنے لگی۔ اگر وہ بھاگنے کی کوشش کرتی تو لازماً وہ اسے بیچ میں ہی دبوچ لیتا۔ اسکی پھرتی اسکا حیوانی روپ وہ یونی میں دیکھ چکی تھی۔

بے بسی ہی بے بسی تھی۔ جسکے پیچھے پولیس جانے کون کون تھا وہ اسکے سامنے بیٹھا اس سے اپنا علاج کروانے آیا تھا، بے خوف نڈر ہو کر۔۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ اسکے بارے میں الف سے ی تک جانتا ہو۔ حالاں کہ سب سے زیادہ نفرت وہی اس سے کرنے لگی تھی۔ معصوم پھولوں کو نوچنے والے ان حیوانوں سے اسے بے انتہا نفرت تھی۔ اور اسکا تو عمل وہ آنکھوں سے دیکھ چکی تھی۔ اسکی غصے بھری آواز سے وہ آستیں پر ناک صاف کرتی کانپتے لڑکھراتے قدم اسکی طرف اٹھانے لگی۔

دونوں ہاتھوں میں چاقو تھامے وہ جس طرح سے اسکی طرف بڑھ رہی تھی ماسک تلے اسکے لبوں پر مبہم مسکراہٹ آ گئی۔

چھرا پیٹ میں گھسانے کا ارادہ ہے کیا؟ بیوقوف جاؤ فرسٹ ایڈ باکس لاؤ اور ساتھ چاقو کو بھی گرم کر دو ایسے تکلیف کم ہو گی۔" وہ اس سے کہتا اپنے پاؤں سے شوز اتارنے لگا۔

توقیع نے نفرت آلود نظر اس پر ڈالی۔ سب کو تکلیف دینے نوچنے والا اپنی باری تکلیف سے ڈر رہا تھا۔
گگ۔۔ گرم کرنے کیلئے باہر جانا ہو گا" وہ اپنی بے بسی سے بولی۔ شوز اتارتے دلاور نے سر اٹھا کر اسکے چہرے کو دیکھا۔ اور زیر لب مسکرایا۔

کوئی بات نہیں آگ کیلئے تم کافی ہو لے آؤ فرسٹ ایڈ باکس، اور یاد رہے ذرا سی چالاکی کی۔۔۔ ابھی تو چلا جاؤں گا پر تم سے جڑے ہر شخص کا وہ حال کروں گا جسکے بارے میں تم سوچ نہیں سکتی۔ مجھے چیلنج کرنے کی کوشش مت کرنا توقیع صائم زیدی صرف دو منٹ لگے گیں مجھے تمہاری ہستی مٹانے میں۔۔" اسکا لہجہ وارن کرتا بلا کا برفیلا سرد تھا یا توقیع کو ہی لگا جیسے اسکا وجود سن پڑ گیا اس کے منہ سے پورا تعارف سن کر۔۔۔

ایک نظر وہ روم پر ڈال کر کھڑکی دروازے لاک دیکھتا تکیہ بازو میں دبوچ کر منہ کے بل بیڈ پر گر گیا۔۔

وہ صرف اسکے سر پر کھڑی اس چوڑے وجود کو اپنی جگہ پر پھیلتے دیکھتی رہی۔

دل اسے کسی قسم کی مدد سے باز رکھ رہا تھا، پر دماغی خانوں پر اپنوں کے چہرے دیکھتی وہ لب دانتوں میں دبائے مجبور ہو گئی اسکی مدد کرنے کیلئے۔۔۔

اسنے ہر احساس سے خود کو بے حس کرتے، خود کو کافی مشکل سے اس دہشتگرد کی مدد کیلئے آمدہ کیا۔ اور چلتی ہوئی وارڈروب کے پاس آتی وہاں سے فرسٹ ایڈ باکس نکالنے لگی۔۔

وہ ہڈی ماسک میں پورا چہرہ کور کیے ماسواء دو آنکھوں کے۔ تکیے پر گال ٹکا کر اسکے نرم ملائم بیڈ پر پڑا، بیس سالہ توقیع کی پشت پر بکھرے بالوں کو دیکھ رہا تھا جنہوں نے پوری طرح اسکی نازک کمر کو دھانپ رکھا تھا۔

وہ دیکھنے میں کافی نرم ریشم جیسی تھی، کافی توجہ اہمیت محبتوں میں پلی تھی ایسی ہوتی کیوں نا۔۔

وہ جونہی پلٹی سامنے سرخ شہد رنگ آنکھوں کو خود پر ٹکا پا کر سانس روک گئی۔ فرسٹ ایڈ باکس کو تھامے اسکے ہاتھ کانپنے لگے تھے۔ وہ

نظریں پھیرے جلد از جلد جان چھڑوانے کیلئے اسکی سمیت آئی۔

اسے یہ بھی معلوم نہیں تھا اسے گولی کہاں لگی، اور وہ چاقو سے نکالے کیسے۔ وہ صرف ڈاکٹر کی بیٹی تھی اور بہن۔ خود تو ڈاکٹر نہیں تھی جو یہ اسکے پاس آگیا تھا۔

پر اسکی آنکھوں سے ہی اسے معلوم ہو رہا تھا جیسے اگلی موت اسکی ہے۔

دلاور کی پر تپش نظریں اسکے دوپٹے سے عاری وجود پر تھیں۔ اسکے خوف سے خود سے بھی غافل ہو گئی تھی۔

گ۔۔۔ گولی؟؟؟" پھنسی آواز میں اسنے پوچھا۔"

بیٹھو!" اسنے اشارہ دیا وہ نا چاہتے ہوئے بھی ذرا سی جگہ پر بیٹھ گئی۔"

وجود میں جان نہیں ہے کیا جو مر مر کر ہر کام کر رہی ہو؟" اسکی"

سست قدمی کو دیکھتے وہ غصے سے بولا۔ توقیع بغیر جواب دیئے خون کا گھونٹ بھر کر رہ گئی۔۔

یہاں سے صاف کرو پہلے خون اسکے بعد ٹھیک سے معائنہ"
کر کے گولی نکالنا اور پٹی کر دینا اچھے سے۔"وہ اسکے سامنے اپنی ٹانگ کرتا
اسے اشارہ دیکر بولا۔۔
اور جلدو کرو میں تمہارے باپ کا نوکر نہیں ہوں اتنی دیر بیٹھا رہوں"
جلدی ہاتھ چلاؤ۔"ساتھ ہی اسے جھڑکتا ہوا بولا اور چہرہ تکیے میں
چھپا دیا۔۔
توقیع نے اپنے کانپتے ہاتھوں سے اسکی ٹانگ پر بندھی شرٹ کو آہستہ
سے کھولا۔اور اسکی چوڑی پشت کو دیکھا۔دل تو چاہا کہ یہاں سے ہی چاقو
سیدھا اسکی پشت پر دے مارے پر اسکے قد کاٹھ فولادی وجود نے اسے
سہما کر رکھ دیا تھا۔

مم۔۔میں یہ کیسے کروں دکھائی نہیں دے رہا۔۔"وہ اسکی سیاہ"
پینٹ میں ٹانگ کو دیکھتی بے بسی سے گویا ہوئی۔۔

اندھی ہو؟ہاتھ نہیں ہیں تمہارے پاس اٹھاؤ کینچی اس میں سے یا"
چاہتی ہوں میں تمہارے سامنے۔۔۔"اسنے جو بات کہی اس سے
توقیع کا چہرہ سرخ تمتما اٹھا۔۔

وہ دل سے بد دعائیں دیتی اسے کینچی اٹھا کر اسکی پینٹ کاٹنے لگی۔ اسکی ٹانگ کو چھوتے ہی انگلیاں سرخ لہو آلودہ ہو گئیں تھیں۔

پینٹ کاٹ کر اسنے جو منظر دیکھا اس سے اسکا دل کانپ گیا۔ خوف سے جیسے زرد پڑ گئی۔۔ پر بیڈ پر وہ پڑا اسے واپس ساکت دیکھتے بھنا گیا۔۔۔

پھر سے مر گئی کیا؟ قسطوں پر چلتی ہو یا لائیٹ پر؟" اسنے چبا کر کہتے" اسے ہوش دلایا وہ کانپتے ہاتھوں سے اسکے سر کو دیکھتی آس پاس اسکی سفید ٹانگ کے سے روئی سے خون صاف کرنے لگی۔ شاید کافی دیر سے نکل رہا تھا جو اب جم گیا تھا آس پاس۔۔۔

گولی والی زخمی جگہ مشکل دیکھتے اسنے اسکے سر کو دیکھا اور پھر آہستہ سے کینچی اٹھا کر نیچے پاؤں سے کاٹتی ہوئی پینٹ کو اس زخم سے تھوڑا سا اوپر آ کر رکی۔

کینچی رکھتے اسنے اسکی ٹانگ سے پینٹ ہٹائی جس میں سے بالوں والی مردانہ ٹانگ اسکے سامنے آ گئی۔

شرم غصے بے بسی نفرت، یک بیک اتنی کیفیت سے اسکا حال برا تھا۔ وہ چاہ کر کوئی ایکشن نہیں لے پا رہی تھی۔ اسکی موٹی ٹانگ کو دیکھتی خون صاف کر کے اب چاقو اٹھایا۔۔۔

اسنے محسوس کیا وہ خاموش پڑا تھا ایک افف بھی نہیں کی تھی اسکے زخم چھونے پر۔ شاید عادی تھا یا بے حس۔۔ پر درد جیسے اسے محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

توقیع نے بھیگی آنکھیں پونچھتے اسکے سر کو دیکھا۔ اسے خوف آرہا تھا زندہ انسان کے گوشت میں چاقو گھسانے سے۔

پر اسی اچانک خود پر لہو آنکھیں محسوس کر کے اسنے ایک گہرا سانس بھرا اور خود کو تیار کیا کچھ بھی تھا کرنا تو تھا ہی۔۔

اس حیوان کے تیور اسے خطرناک لگ رہے تھے۔ جس طرح سے اسنے کچھ لمحات پہلے اسے چھوا تھا۔ وہ ایسا کوئی موقعہ نہیں دینا چاہتی تھی جس سے اسکی آبرو روند جائے۔

ایک ہاتھ میں روئی اٹھا کر دوسرے سے چاقو تھامے اسنے بسم اللہ پڑھا اور اللہ سے معافی مانگی کہ اپنی آبرو کیلئے وہ اس درندے کی مدد کر رہی ہے۔ اسے تو چاہیے تھا ایسے ہی چھوڑ دیتی تاکہ تڑپ تڑپ کر مرے۔

اپنی انگلیاں جب اسکی ٹانگ پر رکھی دلاور اس لرزتے لمس سے لب مسکرائے۔ جتنا گوشت میں گھسا اسکا اناری پن سے نکالتے گولی سے درد نہیں مل پارہا تھا اتنا ہی سکون اسکے چھونے سے محسوس ہورہا تھا۔

وہ سر گھوما کر اسکے جھکے چہرے کو دیکھنے لگا۔

وہ محویت سے اسکی ٹانگ سے گولی نکال رہی تھی۔ آہستہ سے بالوں کے سامنے آنے پر پیچھے کر دیتی۔

اسکے گوشت میں اندر چاقو گھمانے سے دلاور نے ایک پل کیلئے سختی سے آنکھیں میچ کر دانتوں میں لب دیالیا۔

اسکا سانس پھول رہا تھا۔ وہی توقیع کو بھی اللہ اللہ کر کے اسکے گوشت میں پڑی گولی مل گئی۔ وہ ابلتے خون سے پریشان خوفزدہ بری طرح الجھی گولی نکالنے لگی۔

اسکی بیڈ شیٹ کے ساتھ اسکے ہاتھ شلوار پر بھی خون کے نشان لگ چکے تھے۔

آہ۔۔"اسنے جھٹکے سے گولی باہر نکالی دلاور اسکی بیوقوفی پر تڑپ اٹھا۔"

اندھی آہستہ نہیں کر سکتی!" انگارہ آنکھوں سے اسنے غصے سے کہا۔ جہاں "
توقیع نے گولی باہر دیکھ کر اسکے نکلتے خون پر اپنی ہتھیلی جمادی تھی وہیں اسکی
جھڑک آہ پر وہ سہم گئی۔
پٹی کرو جلدی بیوقوف عورت!" اسنے غصے سے کہتے نڈھال ہو کر سر "
تکیے پر پٹخ دیا۔ اسکا سانس پھول چکا تھا ساتھ وجود میں بھی اکڑ آ گئی۔
توقیع سخت ہراساں اپنے ہاتھ کپڑے بیڈ شیٹ خون آلودہ دیکھ کر
اسے دیکھنے لگی۔
وہ کوئی پچیس یا تیس سالہ عورت نہیں تھی جو ایسی سچویشن کو آرام سے
ہینڈل کر لیتی۔۔
لاڈو پلی اکلوتی بہن تھی۔ جس پر آئی خروش سے بھی اسکے بھائی سر پر
آسمان اٹھا لیتے تھے۔ اس طرح کسی بلیڈنگ کا نکلنا گولی نکالنا
اسنے تو خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔ وہ بے آواز روتی اسکا خون
بند کرنے کی جدوجہد جاری رکھتی پٹی کرنے لگی۔

جانے کون تھا کیوں حیوان بن کر معصوموں کی جان لیتا، ایسی اذیت
برداشت کر رہا تھا۔۔

شاید نفسیاتی ہیں۔۔"اسنے خوف سے سوچا اور جلدی اسکی پٹی کرنے لگی۔وہ پھر ٹس سے مس نا ہوا۔

ایک ہاتھ اسکی ٹانگ کے نیچے دیکر اسنے اوپر اٹھانا چاہا پر بھاری ہونے کی وجہ سے وہ ناکام ہوتی سانس بھرتے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

شاید اسے بھی احساس ہو گیا تھا اسکی اگلی کوشش کا اسلئے خود ہی اپنا پاؤں اٹھاتے اسکی گود میں رکھ دیا۔اسکے اچانک عمل سے توقیع سانس سینے میں روک گئی۔

یی۔۔ی۔یہ۔۔۔"اسنے گھبراتے ہوئے بھاری پاؤں اپنی گود دیکھتے کہا" دلاور نے اسکی طرف سر اٹھایا۔"کھا نہیں جائے گا تمہیں چپ کر کے کام کرو۔"سرد لہجے میں کہتے اپنا سر پھر تکیے پر گرا لیا۔

لب دانتوں میں دبا کر اسنے بغیر بحث کے مجبوراً اسکی پٹی کرنی شروع کر دی۔

ہہ۔۔ہو گیا۔۔۔"وہ اسکی ٹانگ کو جلدی سے اٹھا کر بیڈ پر رکھتی بیڈ سے اٹھ کر دو قدم فاصلے پر ہو گئی جیسے کام ہوتے ہی وہ اسے دبوچ لے گا۔۔

یہاں آؤ!" وہیں سر ٹکائے اسنے ہاتھ میں گن پکڑے اسکی طرف "
گن کا منہ کرتے اسے اپنے برابر بیڈ کی طرف اشارہ دیا۔
تو قیع کی آنکھیں پھیل گئیں۔۔۔
تمنے سنا نہیں یہاں آؤ!" اسنے غصے سے کہا۔"
پپ۔۔۔پر پٹی تو ہو گئی۔۔۔" اپنی آنکھیں ملتے دھک دھک کرتے دل "
کے ساتھ سسک کر بولی۔
آؤ بتاؤں! اگر ذرا ہوشیاری دکھائی میرا کام ہو گیا ہے اب تمہارا کام "
تمام کر دوں گا۔۔" اسکی دھمکی میں کچھ ایسا تھا کہ وہ نا چاہتے اپنے
بھاری ہوتے قدم اٹھا کر بیڈ کی دوسری طرف آئی۔

بیٹھو!" اسے دیکھتے اسنے بیٹھنے کا اشارہ دیا۔ وہ پسٹل دیکھتی بیڈ کنارے "
پر بیٹھ گئی۔
پر اگلے ہی پل وہ لہرا کر بیڈ پر گری۔۔
آہ۔۔۔" ابھی چیخ حلق میں ہی تھی پر اسکے بھاری ہاتھ نے ایک بار "
پھر اسکے منہ میں ہی دبا دی۔
آواز نہیں!!!" وہ مدھم آواز میں سرزش کی"
وہ روتی سر اثبات میں ہلا کر آنکھیں میچ گئی۔

اس بار تو اس بے دردی پر معاف کر دیا ہے اگلی بار اگر اس طرح گولی
نکالی۔ وہ حال کروں گا کہ خود کو پہچاننے سے انکار کر دو گی۔۔" وہ گن کا منہ
اسکے گال پر ٹکا کر چہرے کا رخ اپنی طرف کرتے بولا۔

پر اسکی بات سن کر توقیع کی پوری آنکھیں وا ہو گئیں۔ وہ ششدر
"حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔ "کیا وہ پھر اسکے پاس آئے گا؟

آفکورس بلبل اب تو شطرنج کی رانی ہی تم ہو۔۔ تمہارے پاس نہیں"
آؤں گا تو کس کے پاس جاؤں گا دوسرا ہے کون میرا؟" وہ اسکے
چہرے سے اسکی لٹیں سپٹل سے سمیٹ کر ایک طرف کرتا
مسکرا کر بول رہا تھا۔
توقیع کو اسکا لہجہ ہی مسکراتا ہوا معنی خیز لگا۔

تمہارا ڈر اپنی جگہ پر تمہاری آنکھیں تمہارے اندر کی نفرت"
بھری داستان ساری بیان کر رہی ہیں۔" وہ مسکراتے کہا۔

توقیع نے کچھ نا کہتے خاموشی سے سر موڑنا چاہا پر اسنے کوشش ناکام کر دی۔۔

سیدھی ہو کر برابر میں لیٹو۔۔"اسنے سرد لہجے میں حکم دیا وہ نا" چاہتے ہوئے بھی وہی کرنے لگی۔اسنے ہاتھ کپڑے خون آلودہ تھے اسے واش کرنے کی اجازت بھی نہیں دی۔۔

اسے خود سے ہی گھن محسوس ہو رہی تھی۔اسکے ہاتھوں پر ایک حیوان کا خون تھا۔وہ اسکی مدد کر کے بیٹھی اب خود کو گنہگار محسوس کر رہی تھی۔بے بسی سے اسے رونا آنے لگا پر اسنے رونے کی اجازت نہیں دی تھی۔

اسکے کانوں میں الفاظ گونجتے اسے رونے سے باز رکھے تھے کہ روتی لڑکیاں مردوں کو زیادہ اپنی طرف مائل کرتی ہیں۔

اور وہ اس حیوان درندے کو خود کی طرف مائل نہیں کرنا چاہتی تھی۔

پر شاید بھول گئی تھی، دنیا کو چھوڑ کر اسکے روم میں آنے والا ڈی کے کب کا اسکی طرف مائل ہو چکا تھا۔وہی اسکا مہرہ تھی۔جتنا اسنے زیدی خان شاہ سب کی حالت دیکھی تھی، اسکے صرف بیہوش ہونے پر۔۔

وہ اسکی گردن پر سپٹل والا ہاتھ رکھے،، خود شاید گولی نکلنے کے درد سے نڈھال بیڈ پر منہ تکیے میں چھپائے کافی دیر ایسے ہی پڑا تھا۔۔
توقیع کو وہم ہوا کے وہ اسکے برابر میں لیٹا کر خود سو گیا ہے تاکہ وہ بھاگ نا سکے۔۔

کیا کھاتی ہو؟"معاً ساکت روم کی فضا میں اسکی بھاری آواز" گونجی۔
ابھی وہ بھاگنے کا کوئی پلان تیار کرتی کہ ایکدم وہ سر اٹھا کر اسنے دیکھنے لگا۔
توقیع نے چونک کر دیکھا۔
وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ اسنے گھبرا کر کمبل کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا پر دوسرے پل اسے پھر سے بیڈ پر دھکیل کر،، دوسرے پاؤں کی مدد سے کمبل زمین پر پھینک چکا تھا۔
اسکی اس رفتاری پر وہ تو ساکت رہ گئی تھی۔۔

انسانوں کا خون پیتی ہو گی؟"اسنے پھر سے اسے مخاطب کیا جیسے کچھ" ہوا ہی نا ہو۔
جواب کون دیگا میرا باپ ؟؟؟"وہ غصے سے بولا۔"

توقیع نے نفرت سے اسے دیکھا دلاور ہنس پڑا۔ "جواب دو یا میں خود ہی دیکھ لوں؟" اسکی نظریں وہیں لبوں پر ٹکی تھیں۔ کام نکلوا کر وہ اب اسکی طرف متوجہ ہو گیا تھا

نہیں۔۔ "مٹھیاں بھینچ کر وہ سرخ چہرے سے بولی۔ اور بے بسی سے" سیدھی پڑی رہی البتہ اپنے آگے بال پھیلا لئے۔ جسے دیکھتے وہ مسکرائے بنا نہیں رہ پایا۔

پھر اتنے گلابی سرخ کیوں ہیں؟" اسنے کہنے کے ساتھ پسٹل اسکے ہونٹوں پر" رکھی۔ دہشت سے توقیع کا اگلا سانس سینے میں ہی دب گیا۔ وہ سختی سے آنکھیں میچ گئی۔

دلاور نے زیر لب مسکراتے وہ گن اسکے لبوں سے گھما کر ماسک کے اوپر اپنے لبوں پر رکھی۔۔

یونی کیوں نہیں جا رہی؟" وہ ایسے پوچھ رہا تھا جیسے اسکا کوئی اپنا ہو یا اسکی" اسے کافی فکر ہو۔۔

پر اسکے گن والی حرکت سے وہ کافی خوفزدہ ہو چکی تھی گن کے پیچھے ہوتے ہی وہ ایکدم اٹھ کر وہاں سے بھاگنے لگی پر دوسرے ہی پل وہ اسکے بازو کو پکڑ کر کھینچتا بیڈ پر گرا کر ایک ہاتھ میں اسکی کلائیاں تھامی دوسرا ہاتھ اسکے منہ پر جما لیا ساتھ اسکے چہرے پر جھک آیا۔۔

وہ نا چیخ سکی نا رونا ہی گڑ گڑا۔۔۔ ایسی کوئی مہلت ہی نا دی اسنے۔ بلکل قید کر لیا آہنی شکنجے میں۔۔
لگتا ہے کافی ٹیڑھی پسلی ہو۔ سیدھی بات سمجھ نہیں آتی تمہیں۔""
اسکے چہرے پر جھکا وہ غصے سے بول رہا تھا۔

تو قیع سخت مزاحمت کرتی رونے لگی۔

کچھ نہیں کر رہا بیوقوف ! سنبھال کر رکھو خود کو سمیٹ کر، چھپا کر، بہت" فرصت سے تمہیں سراہوں گا۔ راتیں جاگ کر گزاریں گے۔ یہ چند پل کے نذر تمہیں نہیں کر سکتا تم تو پل پل تڑپنے کے چاہنے کے لائق ہو۔۔ شدت جنون کے قابل ہو، اور وہ جنون صرف میں تم پر لٹا سکتا

ہوں، تمہارے لئے پل پل مشکل کر سکتا ہوں، تمہیں تنہا ویران بے بس کرنے والا ہوں۔۔

"ویٹ کرو کچھ۔۔۔ تمہارے لئے سزا الگ ہو گی۔۔

وہ سن اعصاب، سرد پڑتی کان میں اسکی سرگوشیوں سے وحشت زدہ پڑی تھی۔

اسکی مزاحمت ٹوٹ چکی تھی، وہ سائیں سائیں کرتے کانوں سے اسکی سرگوشیاں سننے لگی۔ وہ چیخنا چلانا چاہتی تھی پر اسکی باتوں کے معنی اسکے ارادوں، اسکے لہجے کی نفرت سرد پن نے اسے بھی سن ساکت پتھر کا کر دیا۔

وہ آہستہ سے اس سے دور ہوا، اسنے اپنا سانس روکا ہوا تھا۔ دلاور پر اسرار سی مسکراہٹ کے ساتھ اس پر ایک نظر ڈالتا۔۔ اپنا چاقو گن اٹھا کر بیلٹ میں لگانے لگا اور گولی پینٹ کے پاکیٹ میں ڈال دی۔۔۔

اٹھو ابھی ایسا کچھ نہیں کیا جس سے یوں مرنے کی ایکٹنگ کر رہی ہوں۔"
چلو صاف کرو یہ ورنہ کسی نے دیکھ لیا تو ساری زندگی روتی رہو
گی۔۔۔"معنی خیزی سے کہتا وہ ہنس کر کھڑکی کی سمیت بڑھ گیا۔۔

توقیع پھوٹ پھوٹ کر روتی پلٹ کر چہرہ بیڈ میں چھپا گئی۔اور وہ
ایک سرسری نظر اسکے ہچکیاں بھرتے وجود پر ڈال کر وہ کھڑکی
کھول کر وہاں سے نکل گیا۔

وہ کتنی دیر روتی رہی اسے احساس نہیں ہوا تھا، اسکی باتیں تو سرگوشیوں
کے خوف سے سمجھ نہیں پائی۔پر اسکے ارادوں سے وہ سہم چکی تھی۔
معاً اسے کچھ احساس ہوا۔۔سر اٹھا کر دیکھا پورا روم خالی تھا۔
اسکی دھڑکنوں میں سستی آئی۔فوراً سے اٹھ کر ڈرتے ہوئے کھڑکی کے
پاس بھاگ آئی۔اور لرزتے ہاتھ سے پٹ وا کر کے دیکھا تو باہر کوئی بھی
نہیں تھا۔۔

کچھ دیر پہلے جوجو کی آوازیں تھیں جسے وہ نظر انداز کر گئی تھی پر اس بار جوجو کی
آوازیں سنتی وہ کھڑکی بند کر کے اسکے ساتھ پشت ٹکا کر رونے لگی۔۔

ٹھیک اشارہ اٹھا تھا، میں ہی ہوں تمہاری موت کی وجہ۔۔"
سامنے دیکھتے ہوئے بھی میں تمہیں نہیں بچا پائی اور اب تمہارے
مجرم کو پولیس کے حوالے کرنے کے بجائے اپنی آبرو کے خیال سے
بے بس ہو کر اس کی ہی مدد کر دی۔۔۔"وہ خود سے کلامی کرتی خود کو مجرم
قرار دینے لگی۔۔

اسکی حالت غیر تھی، نازک سراپا ہولے ہولے کانپ رہا تھا پر
سامنے پڑی اسکی خون آلودہ بیڈ شیٹ پھر اپنے ہاتھ دیکھتے اسکی بات کا
مطلب سمجھتی وہ گھبرا کر اٹھی اور فوراً سے باتھ روم میں بھاگی جلدی
سے اپنے ہاتھ واش کرنے لگی۔۔

خون آلودہ روئی بھی دھونچوڑ کر ڈسٹبن میں پھینکی اور بیڈ شیٹ کا وہ خون والا
حصہ واش کر کے ایک کونے میں باتھ روم میں رکھ کر وہ باہر آئی
ساتھ دوسری بیڈ شیٹ نکال کر جلدی جلدی وہ پورے بیڈ پر پھیلا
دی۔۔

کمبل اٹھا کر اسنے بیڈ پر رکھا اور فرسٹ ایڈ باکس اٹھا کر وارڈروپ کے دراز میں رکھتے ساتھ ہی ایک ڈریس نکال کر باتھ روم میں بھاگ گئی۔۔

کپڑوں سمیت شاور کے نیچے کھڑی ہوتی وہ روتی ہوئی اپنی پشت دھونے لگی۔ جس پر اسکا لمس کسی رینگتے بچھو کی طرح محسوس ہو رہا تھا۔

اسنے روم سے چھوٹے سے چھوٹا نشان اس خوف سے مٹا دیئے تھے کہیں وہ جو کہہ کر گیا تھا سچ ثابت نا ہو جائے۔۔

اسکے آنسوں رک نہیں رہے تھے۔ اسنے وہ کر دیا تھا جو اسے مر کر نہیں کرنا چاہیے تھا۔ ایک مجرم کو پناہ دیکر اسکا زخم ٹھیک کرنا مجرم کا ہمراز ساتھی ہی ہوا۔

اگر پولیس کو معلوم پڑ گیا کہ اسنے ایک دہشتگرد کو آدھی رات پناہ دی تھی تو انکے ماں باپ بھائیوں کی کتنی بدنامی ہو گی۔۔

ایک خوف کے حصار سے ابھی آزاد نہیں ہوئی تھی کہ دوسرے خوف نے فوراً سے اسکے دل کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔۔

وہ نہیں سوچنا چاہتی تھی کچھ کہ وہ کون تھا، وہ بس یہی دعا کر رہی تھی کہ اسکے بھائیوں ماں باپ کو اسکے اس قدم کا معلوم نا ہو، نا ہی وہ وحشی درندہ کبھی اسکے سامنے دوبارہ آئے۔۔۔

سوچتے دعائیں مانگتے ہوئے جانے کب اسکی آنکھ لگی کب وہ نیند کے آغوش میں چلی گئی اسے احساس نہیں ہوا۔ کمبل میں دبکا اسکا لرزتا وجود آہستہ سے ریلیکس ہو گیا۔ اور خوف بھی ختم ہوا نیند کی پری اسے تھپکتی ہوئی اپنے آغوش میں بھر چکی تھی۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

یونی کب جا رہی ہو؟؟" ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے دانیال خان نے " سامنے بیٹھی اکیس سالہ اپنی بیٹی سے پوچھا۔ جسنے توقیع کے ساتھ کیلئے ایک سال اپنا ضائع کر دیا تھا۔

صبح میں نے پوچھا تھا توقیع سے کال کر کے پھوپھو جان نے بتایا کہ " اسے بخار ہے بہت اسلئے میں جا رہی ہوں اسے دیکھنے وہ ٹھیک ہو گی

تو اسکے ساتھ جاؤں گی۔" سر پلیٹ پر جھکائے اسنے سرسری لہجے میں جواب دیا۔۔

صائم کا ابھی کوئی ارادہ نہیں اسے یونی بھیجنے کا، وہ بہت خوفزدہ ہے ابھی" اسلئے بہتر ہے تم چلی جاؤ معاملہ تو کلیئر ہو چکا ہے یونی بھی کھل گئیں ہیں۔۔" انکے کہنے پر عرشیہ نے سر اٹھا کر انکی طرف دیکھا۔۔

میں چلی جاؤں گی توقیع کے ساتھ اکیلی میں نہیں" جاتی۔۔۔" وہ انکے اسرار پر ضد میں آہستہ سے کہتی چیئر کھسکا کر اٹھی اور ایک نظر خاموش بیٹھیں اپنی ماں پر ڈالی۔۔

مام میں توقیع کی طرف جا رہی ہوں پھوپھو جان نے بتایا" بہت بخار ہے اسے۔ میں اسے دیکھ کر آتی ہوں۔" اسنے بتاتے ہوئے ڈائننگ ہال سے اپنے قدم باہر نکال لیئے۔۔۔

یونی کب جانا ہے۔۔۔۔"

یہ نہیں تھوڑا پیار محبت سے پوچھ لے، "بیٹا یونی کب جانا ہے۔۔۔"
غصے سے بڑبڑاتی اپنے روم میں آئی۔۔

اسے اپنے باپ اور صمصام کا مزاج ایک جیسا لگا۔ جس طرح اسکی ماں خاموش خاموش ہوتی تھی۔ اسے امید تھی صمصام کی بیوی کا بھی یہی برا حال ہو گا۔
اسکی ماں کی تو بہانے بہانے سے اسکا باپ کال کر کے خیر خبر پوچھتے رہتے تھے پر صمصام تو ایک نمبر کا جلا ہوا سڑا ہوا انسان تھا۔ اسے نہیں لگتا تھا کہ وہ اپنی بیوی سے محبت بھی کر سکے گا۔۔
اسکی بیوی روتی رہے گی اس قدر ان رومینٹک بندہ ہے۔ ایک بار" میرا شوہر آنے دو اس سے اتنے خوبصورت سین بنا کر اسکی بیوی کو بتاؤں گی بھلے سڑ مر کر دونوں میاں بیوی خاکسار ہو جائیں۔۔"
اسکا غصہ پلٹ کر صمام پر آ چکا تھا اور اب وہ اسے کوس رہی تھی۔ کیونکہ اسے یقین تھا اسکی طرح اسکی بیوی بھی آسمانوں پر چڑھی ہوئی کوئی اعلیٰ مخلوق خود کو سمجھے گی۔۔ جیسے وہ صمصام۔۔ "اگر انگوٹھا منہ میں ڈالکر بھی چوسے نا تو لوگ کہیں گے واہ واہ کیا پرفیکٹ چوسا ہے۔۔۔"
اسنے غصے اپنے پاؤں میں سینڈلز کی سٹریپس پہنی۔

سب کہتے ہیں پرفیکٹ کوئی نہیں ہوتا ہر کسی میں کوئی نا کوئی نقص ہے پھر"
"اس میں کسی کو کیوں نظر نہیں آتا۔۔

اگر غصہ کرے بھی تو یہ کہہ دیتے ہیں جوان ہے اس عمر میں"
ہمیں بھی بلا کا غصہ آتا تھا۔ پر اسکا غصہ کرنا بھی پرفیکٹ ہے۔۔۔ مطلب کچھ بھی۔۔۔" وہ منہ بگاڑ کر بولی۔
اور آئینے کے سامنے آکر اپنے لبوں پر بے بی پنک لپگلوز لگائی۔۔
دونوں لبوں کو آپس میں ملا کر اسنے یکجا کیا۔
اور ایک سرسری نظر خود پر ڈال کر گہرا سانس بھرتی ہوئی،
کھلے بالوں کو ٹیل پونی میں جکڑنے لگی۔
گولڈن کلر کے فراک میں اسکی رنگ میں سہنرا پن دمکنے لگا تھا۔
بالوں کی چمک مزید بڑھ گئی وہ دوپٹا پہن کر موبائل گاڑی کی کیز اٹھائے روم سے نکلی۔۔۔

مام میں جا رہی ہوں دو گھنٹوں میں آجاؤں گی اللہ حافظ ڈیڈ"
بھائی۔۔ "ڈائننگ ہال میں آکر اسنے اپنے بھائی باپ ماں سے کہا۔

تینوں کی بیک وقت نظریں اسکی طرف اٹھیں۔
عائشہ نے دیکھتے نظریں اتاریں۔۔
دانیال خان کو اس میں اپنی بیوی کی پرچھائی محسوس ہوئی۔ ویسی ہی تو تھی بالکل۔۔

عشی میں چلتا ہوں ساتھ۔ "کب سے سن کر بے چین بیٹھا" دریاب اٹھ کھڑا ہوا۔
دانیال خان نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔

تم کہاں؟ میٹنگ میں کون جائے گا؟" انہوں نے سخت تند لہجے" میں پوچھا۔
ڈیڈ میں ہی اٹینڈ کرتا ہوں آکر صرف دو پل کھڑے اسکا پوچھوں گا۔"
سب دوبار ہو کر آئے میں کزن ہو کر ایک بار بھی نہیں گیا کیا سوچیں گے۔۔" ایک نظر اپنی ماں پر ڈالکر اسنے آہستہ سے کہا۔
کوئی ضرورت نہیں جہاں اتنا ویٹ کیا ہے وہاں تھوڑا اور کر لو۔ ابھی" میٹنگ میں صرف آدھا گھنٹہ ہے تمہیں یہاں سے نکلنا ہے۔۔۔ کچھ دیر میں میٹنگ اٹینڈ کرنی ہے۔ وقت کتنا ہے ابھی تم

جاؤ گے خیر خیریت پوچھو گے اسکے بعد آؤ گے۔ معلوم ہے
آدھا گھنٹہ تو انکا سفر ہے ہماری آفس تک کا۔" انہوں نے
جھڑک دیا اسے۔۔۔

دریاب کہنا چاہتا تھا کہ صرف کام ہی تو کر رہا ہوں دن رات کون سی
فرصت دی ہوئی ہے۔ پر وہ لب پیوست کیے خاموشی سے بیٹھ
گیا۔

کوئی بات نہیں بھائی ڈیڈ ٹھیک کہہ رہے ہیں شام کو ساتھ چلیں"
گے۔۔" عرشیہ اپنے بڑے بھائی کی رنگت متغیر دیکھ کر مسکرائی۔
دریاب ایک پیار بھری نظر اس پر ڈال کر سر ہلا گیا۔
"خیال سے جانا اور سیدھا گھر آنا۔"

اس سے بھی کہو اب ٹک کر بیٹھے گھر میں چھوٹی نہیں جو بار بار وہاں"
کھڑی ہے۔" عشی کے وہاں سے غائب ہوتے دانیال خان نے اپنی بیوی
سے کہا۔۔۔

آپ ریلیکس رہیں خان میں کہہ دوں گی۔۔"وہ انکی آنکھوں میں تلخ" کانچ کی کرچیاں دیکھتیں اپنی نم آنکھوں کو چھپاتی آہستہ سے بولیں۔۔

ہمم!بات کی تمنے تقویٰ سے؟"سر اثبات میں ہلا کر انہوں نے گہرا" سانس بھرا۔۔
خاموشی سے ناشتہ کرتا اس بات پر دریاب پورا انکی طرف متوجہ ہوا پر اپنے باپ کو محسوس ہونے نہیں دیا۔۔۔

جی کی تھی۔۔۔"اسنے مدھم آواز میں کہتے پراٹھا انکی پلیٹ میں" رکھا۔۔وہ چونکیں۔۔انکے لئے خاص بنایا تھا دانیال کے دیکھنے پر آہستہ سے مسکرائی۔۔

ہوں!رات کو بات کریں گے اس بابت۔۔"وہ خاموش ہو گئے۔۔" دریاب کچھ کچھ تو سمجھ گیا تھا۔۔۔لبوں پر چھپی مسکراہٹ تھی وہ اپنی ماں کے دیکھنے کے انتظار میں تھا پر وہ بھی اسے ستا رہی تھیں۔
لبوں کے گوشوں میں مسکراہٹ دبا کر جان بوجھ کر اسے نظر انداز کر رہی تھیں۔۔

میں بھی آکر رات کو پوچھوں گا۔۔" ہاتھ نیپکن سے صاف کر کے وہ" اٹھا اور اپنی ماں کی چیئر کے پیچھے جھک کر سرچومتے اسنے کان میں سرگوشی سے کہا۔۔

باپ کے متوجہ ہونے سے پہلے وہاں سے نکل گیا۔ پر اسکی سرگوشی سے عائشہ کا قہقہہ ڈائننگ روم میں گونج اٹھا۔۔

انکے ہنستے ہی دانیال خان متوجہ ہوئے وہ جھینپ گئیں۔۔

ڈیڈ میں نکل رہا ہوں مام کو پلیز دوائی دے کر آیئے گا وہ چیٹ کرتی ہیں۔۔" کل وہ" اپنی ماں کو رنگے ہاتھوں پکڑ چکا تھا۔ بریف کیس تھامے وہ کف کے بٹن مشکل سے لگاتا ہوا ہال میں آیا اور اپنے باپ سے کہتے ہوئے وہاں سے نکل گیا۔۔
پر اسکی غداری پر عائشہ اپنے شوہر کی نظروں سے سٹپٹا گئیں۔۔

ویسے مجھے لگتا ہے یہی عمر ہے بچوں کی شادی کی۔ دریاب الحمدللہ سے "
انیتس کا ہے اگلا سال تیس کا ہو جائے گا، عرشیہ بھی اکیس کی ہو گئی
ہے۔۔"عائشہ نے بات گھمانے کیلئے موضوع بدلہ۔۔

ہمم! لگتا تو مجھے بھی ہے پر ایک بار میں کھل کر صائم تقویٰ سے بات "
کرلوں اچھا رہے گا۔ ویسے مجھے معلوم ہے میری بہن کبھی مجھے انکار نہیں
"کرے گی۔ نا پہلے کیا تھا نا ہی اب۔۔۔
انکی بات سنتے عائشہ کی آنکھوں میں نمی پھر سے پھیل گئی۔۔

میں نے ہمیشہ توقیع اپنے دلاور کیلئے سوچا تھا، اور ثمن کو دریاب "
کیلئے۔۔"وہ انکے سامنے کہہ تو نہیں پائی پر اندر ہی سوچتی ضبط سے بیٹھیں
اپنے آنسوں پینے لگی۔۔

وہ ماں تھیں تو سامنے بیٹھا وجود بھی باپ کا درجہ رکھتا تھا سوچیں
انکی بھی مختلف نہیں تھیں سواء ایک روسکتا تھا وجود تو دوسرا
بے حس۔۔۔۔
★☆☆☆☆☆★

★☆☆☆☆☆★

توقیع!!! توقی!!!" گھر میں قدم رکھتے ہی اسنے پکارنا شروع کر دیا۔۔"
توقیع کے روم سے ابھی نکلا صمصام سیڑھیاں اترتا صبح صبح اسے اپنے گھر میں یوں جاہلوں کی طرح چلاتے ہوئے دیکھ کر ایک پل کیلئے ٹھٹھکا دوسرے ہی پل ماتھے پر بل پڑ گئے۔۔۔

یہ کون سا طریقہ کسی کے گھر میں داخل ہونے کا؟" وہ لاؤنج" میں آتے ہوئے غصے سے دبے لہجے میں بولا۔۔
اسکی اچانک آواز پر وہ بھی چونک اٹھی اور سامنے ہی بلیک فور پیس سوٹ میں، میرون ٹائی لگائے، بالوں کو اپنے اسٹائل میں جیل سے جمائے، اسے دیکھتے ہی کڑخت لہجہ، نیلی آنکھوں میں ناگواری سمائے بلیک شوز میں نک سک سے تیار کھڑا وہ مغرور صمصام کو مبہوت ہو کر ایک پل کیلئے دیکھنے لگی۔۔

یہ میرا طریقہ ہے آیا سمجھ؟ میں اپنی پھوپھو کے گھر میں"
آئی ہوں میرے منہ مت لگیں ورنہ ابھی سب کو جا کر بتا دوں گی
دبئی کی ہوٹل میں مجھے انگڑائی لیتے یوں گھور گھور کر دیکھ رہے تھے۔۔۔"اسکی
سحر انگیز پرسنالٹی سے جلدی خود کو آزاد کروا کر وہ کہہ کر صمصام کو
حیرت زدہ چھوڑ کر وہاں سے جانے لگی۔۔۔
صارم!"وہ اسے بری طرح نظر انداز کرتی ہوئی آگے بڑھی۔"
صام اسکی پکار پر ہوش میں آیا احساس ہوا اسکے نخرے کا۔داد
میں ابرو اچکالی۔۔۔
رکو!"وہ غصے سے کہتا ایکدم اسکے سامنے آیا۔۔"
کیا بکواس کی تھی ابھی۔۔۔ذرا پھر سے کہنا۔۔۔"اسکی غصے بھری آواز"
پر وہ بوکھلا کر پیچھے ہوئی۔
ورنہ آج زور کا تصادم ہو جاتا،اور غلطی پھر اسکی ہوتی کہ اسکے مینرز
اچھے نہیں وہ ایسی ہے ویسی ہے۔۔

ی۔۔یہ کیا بدتمیزی ہے مسٹر صام۔۔صم۔۔آئی مین مسٹر"
صمصام۔۔"وہ آج الگ ہی ایٹیٹیوڈ میں بات کر رہی تھی۔۔
یہ اکڑ صام کو سمجھ نہیں آئی اسکی۔۔

میں نے کہا ہے ابھی جو بکواس کی اسکا مطلب کیا تھا؟ بلیک میل کر رہی ہو مجھے ؟" ماتھے پر لاتعداد بل ڈال کر اسنے کڑخت لہجے میں پوچھا

عرشیہ بری طرح گھبرائی۔۔

تیور تو مار لیے تھے پر اب اسکے تیوروں نے جان لے لینی تھی۔۔

اسنے آس پاس گھر میں نظریں دہرائیں۔۔ پر کوئی مدد کو نا ملا۔۔

آپ مجھے دیکھ رہے تھے انگڑائی لیتے و۔۔ وہاں ہوٹل میں۔۔ اب اگر مجھے ٹوکا" یا غصے سے بات کی تو۔۔۔" اسے سمجھ نہیں آیا کیا کہے۔۔

تو؟؟؟" ماتھے پر بل ڈالے وہ ایک قدم اسکی سمیت اٹھاتا ابرو اچکا گیا کہ" کیا کرو گی پھر؟

اسے معلوم تھا وہ بیوقوف ہی ہے۔۔ پر اسکے اور خود کے کردار کو اس طرح مشکوک کروائے گی اسے امید نہیں تھی۔۔

تو میں سب کو بتاؤں گی آپ نے دیکھا۔۔" دانت کچکچا کر اسنے" بے بسی سے کہا اسے اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر خود پیچھے ہوئی۔۔۔

کیا دیکھا؟" اسنے نیلی آنکھیں اسکی سنہری آنکھوں میں گاڑ کر "
پوچھا۔
وو۔وہ۔۔انگڑائی۔۔۔" اسنے منمناتے کہا"
تو کیا تھا اس میں؟" اسنے پھر سے پوچھا۔۔"
ن۔نہیں دیکھتے۔۔۔" عرشیہ نے اس نیلے بلے کو گھور کر غصے سے "
دیکھا جو ایک بات پر اب اسکے گلے پڑ گیا تھا
کیا نہیں دیکھتے؟" وہ اسکے اچانک یوں سوالات کی بوچھاڑ پر "
عرشیہ زچ ہو گئی
انگڑائی۔۔" وہ غصے سے زچ ہوئی بولی۔۔"
تو لی کیوں؟؟" اسنے ابکی بار غصے سے پوچھا"
"عرشیہ حیران ہوئی۔۔" سس۔۔سب تو لیتے ہیں۔۔۔
پھر تو سب دیکھتے ہوں گے۔۔۔" وہ طنزیہ چبا کر گویا ہوا۔۔"
شٹ اپ کیا بکواس کر رہے ہیں۔۔" عرشیہ نے غصے سے کہا۔"
وہ بے ساختہ اسکے تپنے پر زیر لب مسکرایا۔۔
وہ غصے سے کھڑی اسکے اچانک مسکرانے پر چونکی۔۔
پر دوسرے پل وہ سنجیدہ ہوا۔۔

تمہیں معلوم ہے پھر میں کیا کہوں گا؟" صمصام نے الٹا سوال "
کیا۔ عشی کو لگا اسکی چال خود پر الٹنے لگی ہے۔۔

ککک۔۔ کیا؟؟" اسنے ہراساں ہو کر پوچھا"
یہی کہ اسی وقت میں تمہیں شوٹ کر دوں گا۔" اسنے مٹھیاں بھینچ کر "
کہا۔ عرشیہ کی آنکھیں پھیل گئیں۔۔۔
ہاں دیکھا تھا تمہیں سوتے بھی انگڑائیاں، کروٹیں بدلتے۔۔ شراب "
کے نشے میں ٹن ہو کر سونے والی لڑکیوں کو اپنی آبرو کی پرواہ نہیں ہوتی تم۔۔۔۔۔
مجھ سے آئندہ کبھی اسے طرح بات کی منہ سوجھا دوں گا تھپڑوں سے
اور ہاں۔۔
آج کے بعد اگر لیٹ نائیٹ تم مجھے آن لائن دکھی یا کسی کو بھی لیٹ نائیٹ کال کی تو
میں خود جا کر تمہارا یہ چہرہ ماموں جان کو دکھاؤں گا اور نہیں
یہ بھی بتاؤں تم اپنی خوشی سے ساری رات وہاں میرے سامنے بھی
شراب پیتی رہی۔۔ اور میرے روم میں میرے ساتھ وہاں
رہی۔۔

یہ بھی کہنے سے باز نہیں آؤں گا کہ تمہیں اس لڑکے سے زبردستی الگ کیا تھا۔۔" اسکے سر پر کھڑے ہوتے اسنے سرد لہجے میں وارن کیا۔

عرشیہ پھیلی آنکھوں سے ساکت اسے دیکھتی رہی۔۔

وہ اسکے سامنے کھڑا کس قدر غصے سے جھوٹ بول رہا تھا جیسے سچ ہو۔۔۔

یہ پکڑو اور صاف کرو پھوپھو کے گھر آئی ہو تو ویسی بن کر آؤ۔۔" جیب میں ہاتھ ڈال کر اسنے رومال نکال اسکے ہاتھ میں تھماتے ہوئے وہ ڈائننگ ہال کی طرف بڑھ گیا۔۔

عرشیہ حیران پریشان اپنے ہاتھ کو تو کبھی اسکی پشت کو دیکھتی وہیں جم گئی۔۔

عرشیہ بیٹا جاؤ بیٹا اوپر توقیع کے پاس اسے تمہاری ضرورت ہو گی۔۔" تقویٰ پاس آکر اسے حیران ساکن وہی دیکھتیں کندھے پر ہاتھ کر اسے متوجہ کیا۔

عرشیہ واقعی انکی آمد پر چونکی۔۔" ج۔جی پھوپھو جان میں انکے لئے ہی آئی ہوں۔۔" وہ اپنے ہاتھ میں رومال دیکھ کر سکتے میں تھی۔۔

وہ کیسے یقین کرلے اسنے اپنی جیب سے رومال نکال کر اسکا ہاتھ تھامتے اس میں تھمادیا تھا۔۔۔

رومال تو تقویٰ بھی دیکھ چکی تھیں۔اب تک کی عمر میں پہلی بار اپنے بیٹے کی عرشیہ پر عنایت دیکھتے وہ چونکی خود بھی تھیں پر مسکراہٹ دبا گئیں۔۔

اچھا جاؤ میں ناشتہ دونوں کا اوپر بھیجتی ہوں۔۔"اسکا ماتھا چوم کر وہ وہاں سے صمصام کے پیچھے چلی گئیں

جانتی تھیں کچھ الٹا سیدھا ملازمین نے کیا وہ غصہ ہو جائے گا۔۔۔

زہے نصیب! آج تو چودوی کا چاند ہمارے آنگن آیا ہے۔۔"اسی پل صارم" سٹیتھواسکوپ گلے میں ڈالے اوور آل بازو پر لٹائے ہمیشہ کی طرح صوبر ڈیسنٹ ڈریسنگ میں سیڑھیاں اترتا ہوا بولا۔۔

وہ توقیع کا چیک اپ کر کے باہر آیا تھا۔اور نیچے ناشتے کیلئے آتے لاؤنج کے بیچوں بیچ عرشیہ کو خاموش کھڑا دیکھ کر بولا۔۔

ہاہاہا بس خوش قسمتی سمجھ لو۔۔ پر میں اپنی جاناں کیلئے آئی ہوں۔۔" وہ" کھکھلائی اسے معلوم تھا اسکے گولڈن کلر کپڑوں بالوں، سنہری آنکھوں پر چوٹ کر رہا ہے۔۔

جاؤ جاؤ! بے شک۔۔" صارم نے اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے" کہا۔ اور ڈائننگ ٹیبل کی طرف بڑھ گیا۔۔۔
آپ دونوں اسے توقیع کی طرف بھیج رہے ہیں معلوم بھی ہے کتنی" مشکل سے سلایا ہے اسے وہ پھر خوف کے زیر اثر آ گئی ہے۔۔۔" صمصام کو اپنی ماں بھائی کا یہ قدم اچھا نہیں لگا اسلئے اظہار کیے بغیر نا رہ سکا۔

ریلیکس بھائی۔۔ توقیع عشو سے زیادہ اٹیچ ہے اچھے سے اس سے اپنے چھپے" ڈر کا اظہار کر دے گی۔۔ ڈیڈ بھی تو وہیں توقیع کے پاس بیٹھے ہیں۔" صارم مسکرا کر انہیں ریلیکس کرنے لگا۔
عرشیہ صمام کی اور صارم کی گفتگو سنتی اپنے ہاتھ میں موجود میرون رومال کو دیکھنے لگی۔۔۔
صمصام نے زیادہ بحث نہیں کی وہ خاموشی سے ناشتہ کر کے ٹیبل سے اٹھا اور اپنی ماں کا پیار لیکر صارم کی طرف متوجہ ہوا۔۔

تمہاری گاڑی شاہ ہاؤس میں کھڑی ہے ڈرائیور کو بول کر بلوا لینا۔۔""

اسنے یاد دلایا اور وہاں سے نکلا۔۔

صارم پیچھے اپنی ماں کی استفہامیہ نگاہیں دیکھتا انہیں سرسری سا بتانے لگا کہ باذل کو ضرورت پڑ گئی تھی۔۔

رکیں ذرا مسٹر صمصام!"صمصام کو گاڑی کی طرف بڑھتے پیچھے ملازم کو" بریف کیس تھامے جاتے دیکھ کر وہ اسکے پیچھے آ کر بولی۔۔

صام اس جانی پہچانی آواز پر ٹھٹھک گیا۔

اسکے قدم رکے اور حیرت سے ابرو اوپر اٹھی۔۔

عرشیہ مضبوط قدم اٹھاتی اسکے سامنے آ گئی۔۔

اسکے چہرے پر نظریں ڈالتے لبوں کی طرف دیکھتے اسکے ماتھے پر بل پڑ گئے۔۔

مطلب اسنے اسکا حکم نہیں مانا تھا۔۔۔

جی ٹھیک سمجھے میں نے آپکا حکم نہیں مانا۔۔"اسکی نگاہوں کی ناگواریت سمجھتے وہ دلکشی سے مسکرائی۔

وہ پل میں تولا پل میں ماشہ تھی۔اسے اپنے ہی قدم کا معلوم نہیں ہوتا تھا کہ وہ کیا ہے۔پر اس پل صمصام کے الفاظ صارم اور پھوپھو کے سامنے اسکے وجود میں زہر بن کر پھیلے تھے۔خاموش تو رہنے سے رہی

"یہ لیں اپنا سونے کا پرفیکٹ رومال!اور ہاں جب میں آپکو اتنی ہی ناگوار گزرتی ہوں تو پلیز مجھ پر اپنے یہ تھرڈ کلاس ہیرو کے حکم مت چلایا کریں۔۔
میں ان میں سے نہیں جو آپکو مسٹر پرفیکٹ سمجھتی، آپکے سامنے بچھ جاتی ہیں!میں ان میں سے ہوں جو آپکو اپنے مقابل زیرو سمجھتی ہیں۔۔
دنیا کے آخری مرد بھی ہوتے پھر بھی آپکو نا دیکھتی آپکو۔۔
میں یہاں آتی ہوں اپنی پھوپھو پھوپھا، دوستوں کیلئے۔میں توقیع سے ملوں گی اور بار بار!اگر یہ آپکا اپنا گھر ہوتا تو میں پلٹ کر دیکھنا گوارہ تو دور تھوکنا گوارہ نا کرتی انڈرسٹینڈ!

دوسری بات !میں کس سے بات کرتی ہوں رات دیر تک، کیوں آن لائن رہتی ہوں یہ آپکا سر درد نہیں، جس طرح آپکو آپکی بہن کا خیال ہے میرے پاس بھی میرا بھائی موجود ہے۔۔

اور وہ اچھی طرح مجھے سنبھالتا ہے بلکہ اسے اپنی بہن کے کردار پر خود سے بڑھ کر یقین ہے آپ اپنے منہ سے کچھ بھی کہہ دیں وہ یقین نہیں کریں گے۔۔

میں ہوں،، برے وحشی درندے بھائی کی بری بہن! آپکو یہ حق نہیں مجھ پر حکم چلائیں یا مجھے ایسا ویسا کہیں۔۔اس دن آپکے سڑک پر اتار کر جانا نفرت سے منہ پھیرنے سے سمجھ گئی کہ آپکی نظر میں میری ویلیو کیا ہے سو۔۔۔

آئندہ یہ حکم مجھ پر مت چلائیں جو مجھے آپ سمجھتے ہیں میں اس سے بھی سو گنا زیادہ آپکو سمجھتی ہوں۔۔

میں شراب پیتی ہوں، چرس یا ڈرگز آپکی ملکیت نہیں ہوں، جس سے آپکو تکلیف ہو! آپ یہ کھڑوس گھمنڈی مغرور پن جا کر اپنی آنے والی ہوتی سوتی کو دکھایئے گا مجھے نہیں سو نیکسٹ ٹائم بی کیئر فل!۔۔" وہ اسکے ہاتھ میں رومال دباتی لفظ لفظ چبا کر اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہتی پیچھے کھڑے زیاف کو انگشت بدنداں کر گئی۔

صمصام نے بغیر تاثرات کے چپ چاپ اسکی بات سنی تھی۔۔

عرشیہ اسکے بغیر تاثرات کے چہرے کو دیکھتی ہنس کر انگلی سے گال پر آئی لٹ کو کان کے پیچھے کرتی آنکھیں پٹپٹا کر سائیڈ سے نکلی۔۔۔

شریفو ذرا اپنے صاحب کو لے جا کر گاڑی میں تو بٹھاؤ بیچارے"

پرفیکٹ مین کافی پرفیکٹ انداز میں جم گئے ہیں چہ چہ ہاہاہا" وہ افسوس سے گھبرائے کھڑے شریف نامی ملازم سے کہتی استہزائیہ کھکھلا اندر کی سمیت بڑھ گئی۔۔۔

افف افف صمام یہ کون تھی؟؟ کیا شراب چرس ڈرگز" لیتی ہے؟" زیاف اسکا چہرہ دیکھ نہیں پایا۔ حیرت زدہ صمام کے پاس آتا سامنے جاتی لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔

پر صمام پر نظریں پڑتے اسکے چہرے کے تاثرات دیکھتا لب دانتوں تلے دبا لیا۔

سوری۔۔۔" وہ سر کھجا کر بولا۔۔"

اسے اندازہ ہو گیا کہ وہ مسٹر صمصام کی اسکے گھر میں ہی بے عزتی کر کے نکلی ہے۔۔

آئی گیس! یہ تمہاری کزن ہے رائیٹ؟ دانیال خان کی بیٹی؟ عرشیہ"
خان؟؟؟" وہ اس سے کہہ تو ناپاتا پر بڑبڑاتا ہوا مسکرایا۔۔۔
صمصام کچھ کہے بغیر ملازم سے بریف کیس لیکر وہاں سے نکلا۔۔۔ اسکی
مٹھی میں رومال بھینچا ہوا تھا۔

صامے وہ تمہیں دے کیا رہی تھی؟ میں تو کہتا ہوں تمہارے ٹکر کی"
ہے سوچ لو فرصت سے ایسا ناہو میری نظر پڑ جا۔۔۔۔۔ وہ
بھاگتا ہوا اسکی گاڑی کے ونڈو پر بازو ٹکا کر جھکتے ہوئے بولا پر اگلے پل اسکی
سرخ نیلی آنکھوں والی گھوری پر لب دبا کر دور ہوا۔۔۔
اچھا اچھا مجھے معلوم ہے منہ چلاتی لڑکیاں تمہیں پسند نہیں۔۔۔"
صرف مجھے پسند ہیں۔۔" دوسرا جملہ اسنے صرف سوچا۔۔

اسکے دور ہوتے ہی گاڑی فراٹے بھرتی ہوئی وہاں سے نکلی۔
پیچھے اسکی سرخ رنگت یاد کرتے زیاف قہقہہ لگا اٹھا۔

اچھا میں تو ذرہ دیدار کر آؤں کافی وقت ہو گیا ہے۔۔۔" وہ بالوں میں"
ہاتھ پھیر کر اندر کی طرف مڑا۔۔۔

.....★☆☆☆☆☆★.....

★☆☆☆☆☆★

تمنے میری بہن کو معاف کر دیا اسکی خوشی مجھے بہت ہے ساحل"
بیٹے،، پر تم اسے یہاں سے الگ لیکر چلے گئے۔۔ میں خوش تو ہوں پر
یہ بھی تمہارا ہی گھر ہے۔ تم یہاں بھی رہ سکتے تھے اپنا گھر سمجھ کر
"پر لگتا ہے تم نے مجھے اپنا ماموں ماننے سے بھی انکار دیا ہے۔
صبح کی فلائیٹ سے آئے حیدر شاہ اپنی بیٹی کو خاموش کروا کر سمجھا
بجھا کر اس وقت روم میں ساحل شاہ کے سامنے بیٹھے
مخاطب تھے۔
انکا لہجہ افسردہ تھا، کچھ بھی تھا کتنا بھی ناراض تھا ساحل پر اپنے
ماموں سے اسے آج بھی محبت تھی جس طرح بچپن میں تھی۔ انکی زندگی

کی مایوس اداس پل اسکے سامنے تھے۔ انکا لاحاصل عشق اس سے جڑی تڑپتی راتیں اور یادیں ساحل شاہ کو آج بھی یاد تھیں۔۔

"آپ ایسا کیوں سوچ رہیں ماموں جان! آپکا ساحل دنیا کو تو پرایا کر سکتا ہے پر ایک زریش خان، تقویٰ آپی اور آپ کو کبھی خود سے الگ نہیں کر سکتا۔۔

اپنے رشتوں سے کسی کو عشق ہوتا ہے تو مجھے ہے اپنی ماں زریش سے اور اپنے ماموں جان سے۔ میں نے کبھی آپکو پرایا نہیں کیا، میں وہی ہوں آپ کا چھوٹا چیمپئن۔" ساحل نے اٹھ کر انکے ہاتھ تھام لیے اور برابر میں بیٹھ گیا۔

حیدر شاہ نے مسکراتے اسکے سر پر بوسہ دیا۔

"مجھے یاد ہے تم وہی چھوٹے سے چیمپئن ہو جو ہمیشہ مجھے پھنسا کر خود بھاگ جایا کرتے تھے۔" حیدر شاہ نے ہنستے ہوئے کہا۔۔ لہجے میں ماضی کی کرچیاں تھیں۔۔

ساحل وہ باتیں یاد کر کے ٹھیک سے ہنس نا سکے۔۔

"اسے یاد تھا وہ انکے کان میں کہہ رہا تھا" تقویٰ اچھی مامی ہے

اور پھر اسکے باپ کی اچانک آمد پر فیوچر مامی کا کہتے وہاں سے بھاگ گیا تھا، کتنی ہی دیر پھر اسکا باپ حیدر شاہ کو چھیڑتا رہا تھا

"میں ماضی کو یاد نہیں کرنا چاہتا ساحل شاہ، جو میں کھویا اپنی شریک حیات کے روپ میں بڑھ کر پایا ہے۔" وہ کہہ کر خاموش ہوئے ساحل نے انکے جھکے سر کو دیکھا۔

"تمہیں معلوم ہے ساحل! روحا یہاں سب سے بڑی ہے لڑکیوں میں، وہ تئیس سال کی لڑکی ہے پر دکھنے میں آج بھی اٹھارہ سال کی لگتی ہے۔" انکا لہجہ نم ہونے لگا۔۔

"بیٹا میں نے تو صرف کھویا ہے، پر میری اس بیٹی نے کافی کچھ جھیلا ہے۔۔ کھونے سے زیادہ جھیلنا مشکل ہوتا ہے۔ لوگوں کی زبانیں زندہ مارتی ہیں، سانپ سے خطرناک زہر ہوتا ہے انکی زبان میں۔ جیتے جی مار ڈالتی ہیں۔ اور میری اس بیٹی نے وہ زہر جھیلا ہے ایک بار نہیں بار بار!

دوسری بچیوں کے نسبت وہ کافی کمزور تھی، میں نے کافی علاج کروایا اسکا، ٹیسٹس ہوئے اس دوران معلوم ہوا اسے دم کی بیماری ہے۔ اسکے علاوہ کچھ نہیں۔۔

وہ باہر نہیں نکلتی، کیونکہ لوگ اسے دیکھتے ہیں اسے کہتے ہیں کہ وہ کھاتی نہیں ہے کیا۔ اتنی کمزور ہے۔۔

لوگوں کا مذاق بنانا میری بیٹی کو احساس کمتری کا شکار کر گیا ہے۔

اسکا جہاں جانا اور لوگوں کو معلوم ہونا کہ وہ حیدر شاہ کی بڑی بیٹی ہے تو اسے مختلف مشورے دینا اس پر طنز کرنا، اسکی جامت کو نشانے میں لینا۔

اور اس کا چھپ چھپ کر رونا کسی سے اپنی تکلیف بیان نا کرنا لوگوں سے کٹ جانا، اکیلی اکیلی رہنا مجھے بہت تکلیف دیتا ہے۔ وہ کسی سے کھل کر بات نہیں کرتی کیونکہ لوگوں کا اگلا موضوع پھر اسکی شخصیت پر آجاتا ہے اور اسے ہزاروں باتیں سننی پڑتی ہیں۔۔

باذل کے لئے رشتے آنا اور میری بڑی بیٹی کو بری طرح نظر انداز کرنا۔۔ مجھے معلوم ہے اسکی ابھی اتنی ایج نہیں کہ اسکی شادی کی فکر کی جائے۔

پر لڑکیاں اس معاملے میں کافی حاس ہوتی ہیں جب انکے بڑے ہوتے ہوئے لوگ اسے نظر انداز کر کے اس سے چھوٹی کے رشتے لائیں کافی تکلیف دیتا ہے۔

اسلئے وہ سب سے کٹ گئی، اگر وہ کبھی کھیلتی بھی ہے تو بچوں کے ساتھ ہوتی ہے یا اپنی مام یعنی پھوپھو کے ساتھ۔

وہ اپنی بہن کے ساتھ نہیں جاتی کیونکہ اسے جاننے والے دیکھ کر ہنستے ہیں اس پر طنز کرتے ہیں۔۔

وہ بہت جھیل کر بیٹھی ہے، اس حد تک کہ کبھی کبھی خود کو گھر میں بند کر دیتی ہے۔ اپنی ماں سے نہیں سنبھلتی آپی ہیں جو اسے سنبھال سکتی ہیں۔

اسے دم کے علاوہ کوئی بیماری نہیں بس وہ گروہ کافی مشکل سے کرتی ہے۔

اسنے علاج کروانا تو کب کا بند کر دیا ہے۔ کیونکہ دوائیاں کھا کر وہ تھک چکی ہے۔

وہ ہر طرف سے نظر انداز کی گئی ہے۔ اسٹڈی کے دوران بڑی بڑی لڑکیوں میں خود کو پا کر وہ کافی شرمندہ ہوتی ہے کافی بار ریگنگ کا شکار ہوئی ہے۔

اس سب نے میری بیٹی کی شخصیت کو تہس نہس کر دیا ہے۔۔

وہ اپنی ماں سے زیادہ صرف واحد اپنی پھوپھو سے اٹیچ ہے۔ وہ خواب دیکھنا کچھ سوچنا سب کچھ چھوڑ چکی ہے، وہ امید چھوڑ چکی ہے کیونکہ اب تک جو اسے نظر انداز کیا گیا ہے اس سے اسکی شخصیت اسکے خوابوں اسکی خواہشات کو بری طرح ٹھیس پہنچی ہے۔

ایسے میں صرف واحد ایک اپنی پھوپھو کا سہارہ ہے اسے اور ہماری ذات جسکے گرد وہ گھومتی ہے۔ جس طرح تم زریش بھابھی سے اٹیچ ہو اسی طرح وہ آپی سے اٹیچ ہے۔

ہمنے اسے آپی کی تنہائی کے خاطر اسکے حوالے کیا تھا، اور ہمیشہ اسے یہی کہا کہ وہ اسکی ہی بیٹی ہے۔ روحانے سوچا نہیں کہ یہ اسکی ماں ہے یا نہیں۔۔

تمہاری طرح ساحل شاہ وہ بھی اس عورت کے ساتھ اٹیچ ہو گئی بقول تمہارے رشتوں سے جب عشق ہوتا ہے تو تمہیں تمہاری ماں سے، ویسے ہی میری بیٹی کو اپنی پھوپھو سے ہے۔۔ وہ اسکے حوصلہ بڑھاتی اسے جینے کی امگ دیتی ہے۔ ورنہ تو کب کی میری بیٹی میرے ہاتھوں سے نکل جاتی۔۔۔

تم سوچ سکتے ہو! جب ایک وجود کی سانسیں مشکل سے آتی ہوں اسکے پاس جینے کی کوئی امگ نا ہو، اسے یہاں وہاں سے نظر اندازی ملی ہو تو اسکے لئے مشکل نہیں ہوتا خود کو مٹانا۔۔

لوگ نہیں سوچتے بیٹا انکے الفاظ کسی پر کیا اثر کر رہے ہیں، وہ شغل میلا لگا کر سب کو ہنسا کر کسی ایک کی ذات روند کر چلے جاتے ہیں، پیچھے وہ ایک اور اسکے ساتھ چار و طرف اپنی ذات پر قہقہے ہوتے ہیں۔
یہاں سماج میں نا زیادہ حسین کو سکھ کا سانس لینے دیا جاتا ہے، نا ہی کمتر کو۔۔ یہ سماج کسی حال میں کسی کو خوش نہیں رہنے دے سکتا۔
تم نے معاف کیا یا نہیں پر اس رب نے آپی کو معاف کر دیا ساحل اسلئے ہی اسکی تنہائی کو دیکھتے اسے روحا دی۔

اگر آپی نا ہوتی تو ہم کب کا کھو دیتے اپنی بیٹی کو،، وہ کسی سے زیادہ گھلتی ملتی نہیں تھی۔ حجاب گھر سنبھالتی یا اپنی بیٹی سے اس طرح کلوز ہو کر اسکے غم درد سنتی، جبکہ وہ چھپانے کی ماہر ہے۔۔

یہ آپی ہیں جنہوں نے میری بیٹی کو لوگوں کے زہر سے چھپا کر رکھا ہوا ہے۔ مجھے معلوم نہیں، روحا شاہ کو کبھی کوئی قبول لے گا یا نہیں پر میں بس اتنا چاہتا ہوں کہ میری بیٹی کسی وقت مایوس ہو کر اپنی زندگی سے ہاتھ نا کھینچ لے۔۔

کیونکہ بہت آسان ہے اسکے لئے موت، وہ ہر دم تاک میں بیٹھی ہوئی ہے۔ یہ ہمنے اسے چھپایا ہوا ہے۔ میں نہیں چاہتا ساحل وہ ہم سے ہمارا جگر کا ٹکڑا چھین جائے۔۔

مجھے باذل سے بہت محبت ہے۔ پر میری مسکراہٹ میرے جینے کی وجہ صرف میری روحا ہے۔۔ اگر اسے کچھ ہوا اس دن حیدر شاہ بھی نہیں رہے گا۔" وہ رومال نکال کر آنکھیں صاف کرنے لگے۔۔۔

ساحل خاموشی سے سنتا انکے آنکھوں میں آنسوں دیکھ کر ساکت بیٹھا وہیں بیٹھتا ہی رہ گیا۔

تم نہیں جانتے ساحل وہ کس طرح اٹیچ ہے۔۔ ویسے ہی جس طرح تم زریش بھابھی سے تھے۔ انکے ایک دن نا آنے سے تمہاری کیا حالت ہو جاتی تھی؟ ویسے ہی وہ آپی کے دور جانے سے خود کو ختم کرنے کی کوشش کرتی ہے۔۔

اسکی کوئی دوستیں، ہمدرد، ساتھی جو آجکل کی لڑکیوں کے ہوتے ہیں وہ نہیں، سواء آپی کے اسکے پاس کچھ نہیں ہے۔ اپنی ماں کی بے انتہا کوششوں سے بھی ان سے اٹیچ نہیں ہوپائی۔۔۔

اگر تمہیں برا نا لگے تو کیا تم آپی کو یہاں چھوڑ سکتے ہو؟؟؟" ساری بات خاموشی سے سنتے حیدر شاہ کی اگلی بات پر وہ حیران ہوتے انہیں دیکھنے لگا۔۔

مجھے ساحل شاہ مطلبی سمجھ سکتے ہو! اولاد نعمت ہی ایسی ہے کہ اسکے " لئے اگر والدین کو خود کو بیچنا، مارنا پڑے تو وہ اس سے بھی گریز نا کرتے۔

یہ دروازہ میں نے کبھی تمہارے لئے بند نہیں کیے۔ تمنے خود ہی آپی کی وجہ سے مجھ سے دوریاں بنالیں حالانکہ میں نے ہمیشہ تمہیں چاہا ہے۔ میں کچھ مزید نہیں کہوں گا۔ پر اگر تم دونوں کو جدا کر کے سزا دینا چاہتے ہو معاف نہیں کرنا چاہتے تو تم سے یہی پوچھوں گا کیا تقویٰ کے پاس پڑھتے اسکا شاگردرہ کر تم سے اس سے معاف کرنا بھی نہیں سیکھ سکے؟

میری بہن نے تو اسے کہیں کا نہیں چھوڑا تھا، اسکے کردار سے لیکر نصیب تک کو مٹانا چاہا، اسکی شخصیت اسکی ذات کو تماشا بن

ڈالا پر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ اسنے رب سے صائم زیدی جیسا ہمسفر پا کر سب کو معاف کر دیا۔۔

پھر کیسے تم زریش خان کو پا کر مہکار کو معاف نا کر سکے؟

میں تم پر دباؤ نہیں ڈالوں گا بیٹا، یہ تمہارا گھر ہے یہاں آؤ یا نا آؤ پر اپنے ماموں کو اپنے ہر فیصلے میں ہمیشہ ساتھ کھڑا پاؤ گے۔ اگر تمہاری تکلیف ایسے کم ہوتی ہے تو ٹھیک ہے میں کچھ نہیں کہوں گا۔ مجھے تمہاری خوشی بھی اسی طرح عزیز ہے جس طرح سے اپنی اولاد کی۔۔

ہمیشہ خوش رہو اپنے ماموں کی ایک پکار پر آنے کیلئے بہت شکریہ۔" وہ ساحل کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیکر تھپتھپاتے ہوئے بولے۔۔

وہ ساحل شاہ کو اچھی طرح سمجھتے تھے اب سے نہیں شورع سے ہی۔ وہ انکے بیچ پلا بڑا ہوا تھا۔ یہ الگ بات تھی کہ اپنی بہن کو یہاں کی تکلیف سے دور لے جانے کیلئے وہ دیار غیر میں لیکر چلے گئے تھے۔

پر جہاں اپنی بہن کو زندگی کی طرف کھینچ لائے وہی اپنی چھوٹی بیٹی کو کافی سمجھانے کے بعد بھی اتنا نہیں سنبھال پائے دونوں میاں بیوی جتنا وہ چاہتے تھے۔۔

اسنے وہاں ماحول کے رنگ کو جلدی ہی خود پر رنگ لیا تھا، آس پاس سے تعریفیں سراہنا اسے کچھ مغرور بناڈالا تھا حیدر شاہ جانتے تھے۔۔

وہ یہ بھی جانتے تھے کہ وہ امریکہ میں ایڈمیشن لیکر پھر یہاں آئی ہے، مطلب وہ کسی طرح بھی یہاں سیٹل ہونا نہیں چاہتی تھی۔۔۔

اسے نفیس خوبصورتی کی عادت ہو گئی تھی، اور وہ اپنی زندگی میں کوئی بدلاؤ نہیں چاہتی تھی بلکہ اسنے تو صاف کہہ دیا تھا کہ وہ امریکہ میں ہی اپنے کسی دوست سے شادی کرے گی۔

یہاں حیدر شاہ کے آنے کے دو مقاصد تھے ایک تو اپنی بہن کو انکے بیٹے کے قریب لانا، اپنی بیٹی روحا کو اپنوں کے قریب رکھنا غیروں کے درد سے دور رکھنا۔ دوسرا باذل کو دن بدن بدلتے ہوئے دیکھ کر انہیں اب کوئی حتمی فیصلہ لیکر وقت سے پہلے اپنی بیٹی کو غلط راہوں سے بچانا تھا، وہ نا دوسری نادان عائشہ چاہتے تھے نا ہی مہکار۔۔۔

پر یہاں آتے ہی اپنوں نے ہی اسکی بیٹی کی مسکراہٹ چھین لی تھی۔ یہ حیدر شاہ گوارہ نہیں کر سکتے تھے۔۔۔

معاً وہ ابھی کچھ اس سے کہتے کہ اسی پل مینجر کی کال آئی حیدر شاہ کو۔۔

وہ ایکسکیوز کرتے ہوئے اٹھے۔۔

بیٹھو میں دو منٹ میں آتا ہوں پھر ساتھ چائے پیتے ہیں" میری بیٹی نے اسپیشل بنائی ہے۔۔" وہ شفقت سے کہہ کر روم سے نکل گئے۔

شاہ کہاں گئے؟" حجاب چائے کی ٹرے تھام کر روم میں آتیں" وہاں محض ساحل کو اکیلا بیٹھا دیکھ کر حیران ہوئیں۔۔

ایک کال آئی تھیں انہیں ایکسکیوز کر کے باہر نکلے ہیں۔۔ اور معذرت مجھے" بھی ایک اہم میٹنگ میں جانا ہے چائے ادھار رہی آپ دونوں پر۔۔" وہ بتاتے ہوئے ساتھ معذرت کرتا ہوا اٹھا۔۔

ارے ساحل بیٹا دو منٹ چائے پینے میں کتنا وقت لگتا" ہے۔۔" حجاب پریشان ہو کر خفا ہوتی بولیں۔۔

بے شک وقت تو کم لگتا ہے پر اس وقت اتنا بھی وقت نہیں کہ" کھڑے سانس لے سکوں۔ بہت اہم میٹنگ ہے ان شاءاللہ اگلی

بار فرصت میں بیٹھ کر چائے پیئے گے۔۔"وہ مسکراتے ہوئے مزید بولا۔۔

اب تو سب ساتھ ہیں آنا جانا لگا رہے گا۔ مل کر کبھی محفل سجا کر" پیئے گے۔۔"وہ اپنی مامی سے کہتا مسکراتا ہوا کوٹ کے بٹن بند کرتا وہاں سے نکلا۔۔

حجاب وہیں مایوس کھڑی رہ گئیں۔ اسے شک تھا ضرور شاہ نے اس سے کچھ کہا ہو گا۔ پہلی بار آیا تھا دو گھڑی بات بھی کیئے بغیر چلا گیا۔۔

وہ جیب میں ہاتھ ڈال کر لمحہ کو رکا اور گہری سوچ میں کھڑا سگریٹ کا پاکیٹ نکال کر اس میں سے ایک منہ میں دبائے لائٹر کا شعلہ بھڑکا کر سلگانے لگا تھا۔۔

معاً اسے خود پر کسی کی نظروں کا احساس ہوا۔ لائٹر جیب میں رکھتے اسنے گہرا کش لیکر نظریں جونہی اٹھائیں سامنے کھڑے ششدر تاثرات کے ساتھ وجود کو دیکھتے وہ بھی خاموش ہو گیا۔۔۔

کچن کے ڈور کے پاس کھڑی وہ کوئی اور نہیں وہی دشمن تھی۔۔ اسے دیکھتے حیدر شاہ کی ساری باتیں اسکے دماغ میں گردش کرنے لگیں۔۔
ساحل سگریٹ منہ میں دبائے ایک نظر اسکے سراپے کو دیکھنے لگا۔ وہ واقعی اپنی ایج سے کم عمر لگ رہی تھی۔
اسکی آنکھیں متورم چہرہ سرخ تھا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ وہ اسکی لگائی صرف چوبیس گھنٹوں کی چوٹ سے ہی نچوڑ کر رکھ دی گئی ہے۔ اسکی کلائیاں سفید دبلی سی نازک تھیں۔

کچھ سوچ کر شاہو کے قدم اسکی سمیت اٹھے اور اسکے قدم اپنی طرف دیکھتے روحا جھجک کر پیچھے ہوئی۔ ساتھ ہی نظریں خفگی سے پھیر لیں۔۔

آئی ایم سوری۔۔" اسکے پاس پہنچتے اسنے آہستہ آواز میں کہا۔ وہ چونکا۔۔"
جب روحا نے کہنے کے ساتھ اپنے ناک منہ پر دوپٹہ رکھ لیا۔۔
کس لئے؟" ساحل نے ناچاہتے ہوئے بھی پوچھا۔۔"
اسی کے لئے جس سے آپ مجھ سے ہمیشہ سے ناراض ہوتے آئے ہیں۔۔۔"

میں نہیں جانتی شاہو آپ مجھ سے شروع سے لیکر کیوں ناراض ہیں۔ پر صرف آپ اتنا بتائیں کیا آپ کو بچپن میں کسی کی گود میں ڈالا جائے، اور وہی آپکو پالے۔ بچپن سے جوانی تک، اور اچانک وہ آپ سے الگ ہو جائے تو کیا آپ رہ لیں گے اس کے بغیر؟ آپ رہ سکتے ہیں کیونکہ آپ مجھے رہنے کا کہہ رہے ہیں تو ظاہر ہے آپ کے دل بھی اتنا ہی مضبوط ہو گا۔ پر میرا نہیں ہے۔ میں مام کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ جب انکا کوئی نہیں بچا تھا یہاں تو صرف میں تھی انکے پاس اب آپ آکر مجھ سے چھین کر جا رہے ہیں پلیز۔۔

میری جو بھی غلطی ہے اسے معاف کر دیں اور مجھے مام کو لوٹا دیں میں۔۔ وہ آپکی مام ہے بے شک پر آپ یہاں بھی آکر مل سکتے ہیں ناں؟ یا مجھے وہاں آنے دیں میں آپکو تنگ نہیں کروں گی صرف مام سے بات کروں گی۔۔

اور ایک بات۔۔" ایک سانس میں کہتی وہ رکی اور گہرا سانس کھینچا۔۔

شاہو! ہم کون ہوتے ہیں کسی کو سزا دینے والے، ہم تو اسکے بندے ہیں۔"
سزا جزا کا حق تو صرف اس رب کے پاس ہے۔۔"وہ آہستہ آواز میں اسے مخاطب کرتی نظریں جھکائے بول رہی تھی۔
ساحل اسے دیکھتے آہستہ سے اسکا مومی ہاتھ تھام لیا۔اور اپنی ہتھیلی میں رکھ کر دیکھا۔
اسکے اچانک اس عمل سے روحا چونک اٹھی اور حیرت سے گنگ اسکے چہرے اور پھر پھیلی ہتھیلی میں اپنا چھوٹا سا ہاتھ دیکھنے لگی۔۔
اسکی مضبوط ہتھیلی میں رکھا وہ پتلی سی سفید انگلیاں، ہاتھ کی پشت پر ابھری ہری نسیں اسکی سفید اسکن پر واضح دکھائی دے رہی تھیں۔۔

وہ اسے ہاتھ میں پکڑے دوسرے میں جلتا سگریٹ تھامے۔
انگوٹھا اسکی نسوں پر پھیرنے لگا۔اسکے اچانک لمس پر روحا کے وجود میں سرسراہٹ سی دوڑ گئی۔
یی۔۔یہ کیا کر رہے ہیں۔"اسنے نا سمجھتے اسکے ہاتھ سے اپنی ہاتھ نکالنا چاہا پر ناممکن ثابت ہوا۔

دوستی کیوں کرنا چاہتی تھی مجھ سے؟" وہ سگریٹ کا کش لیکر دھواں"
ایک طرف چھوڑتا پوچھنے لگا۔
روحانے سر اٹھا کر اسکی گرے آنکھوں میں دیکھا۔ آج بھی اسکا
کمزور سا دل زور سے دھڑکا۔
آپ ناراض تھ۔۔تھے اسلئے۔۔" اپنی پھولتی سانس بحال کرتی وہ نظریں"
جھکا کر بولی۔
میرے ناراض ہونے سے تمہیں کیا فرق پڑتا تھا؟" وہ سمجیدہ"
سپاٹ لہجے میں پوچھ رہا تھا۔ اسکے بھاری مردانہ آواز میں
کسی قسم کی لچک نہیں تھی۔
آ۔ آپ مام کے بیٹے ہیں۔۔ا۔ اور میں انکی بیٹی۔۔ تو ہم دونوں ب۔ب۔ بھائی"
بہن ہوئے ناں۔۔" اسنے ہچکچا کر کہتے نچلہ ہونٹ دانتوں میں دبا کر پل کیلئے
اپنی آنکھیں میچ لیں۔۔
اسکی طرف سے چند منٹ تک کوئی رسپانس نہیں آیا۔ وہ
سر اٹھا کر دیکھنے لگی۔ تبھی دونوں کی نظروں کا ایکبار پھر تصادم ہوا۔
پر میں تو تمہیں بہن نہیں مانتا۔" اسنے سرد لہجے میں کہا جیسے"
اسکی بات اسکے کافی ناگوار گزری ہو۔ پر اسکے برعکس روحانے تڑپ کر
اسے دیکھا۔

کیوں؟ پھ۔۔ پھر کسے مانتے ہیں؟" اسکی آنکھوں میں نمی آ گئی۔ لہجہ "
میں بلا کی اداسی۔ وہ پہلی بار بغیر خوف کے برائے راست اس سے
بات کر رہی تھی۔ اس میں اپنے باپ کی موجودگی تحفظ تھا یا اسکے لہجے کا
بدلاؤ۔۔۔

. پر وہ بے تاثر نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا بجائے نفرت یا غصے کے
سب کو۔۔ مثلاً باذل، توقیع، عرشیہ اور بھی بہت سی ہیں۔۔" وہ بولا"
روحا کا آنسوں لڑھک کر گال پر پھسلا۔۔ سے جلدی ہی اسنے دائیں ہاتھ سے رگڑ دیا۔
اچھا!" وہ آہستہ سے کہہ کر اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالنے لگی مطلب وہ "
اسے کبھی معاف نہیں کر سکتا تھا۔

شاہو کیوں کہتی ہو؟" ساحل نے اسکی کوشش پھر سے ناکام کر دی وہ "
چڑ گئی۔ کہ جب اسکی بہن نہیں بن سکتی تو کیوں اسکا ہاتھ پکڑا تھا۔
مام کہتی ہیں اسلئے۔۔" اسنے غصہ دباتے ہوئے کہا۔"
اگر تمہاری مام نا کہتی تو تم کیا کہتی مجھے؟" اسکے چھوٹے پتلے سے ہاتھ کو "
اسنے اپنی ہتھلی میں دبایا۔۔
ساتھ سگریٹ کو نیچے پھینک کر اپنے سیاہ شوز میں مقید بھاری
پاؤں سے مسل دیا۔

"شاہو۔۔" وہ خفگی سے بولی۔۔۔ "چھوڑیں میرا ہاتھ۔۔"

میں پھر جواب پوچھوں گا کیوں مجھے شاہو کہو گی؟ سب کی طرح بڑا بھائی کیوں نہیں کہو گی؟ حالاں کہ تم سے کافی بڑا ہوں۔
سوچنے کیلئے وقت ہے اچھا سا جواب سوچ کر دینا۔۔۔ "
تب تک کیلئے یہ لو یہاں آنے کا گفٹ!" وہ پینٹ پاکیٹ میں ہاتھ ڈال کر وہاں سے کیز نکال کر اسکی نازک سی ہتھیلی پر رکھتے ایک نظر اسے پر ڈال کر ہاتھ بڑھایا اور آہستہ سے اسکے گال چھو کر انگوٹھے سے سہلایا۔۔۔

جواب مختلف منفرد ہونا چاہیے تمہاری طرح!" اسنے اسکے " نچلے ہونٹ کو دانت سے آزاد کرواتے اسکے بھیگے ہونٹ پر انگوٹھا پھیرا اور ایک متبسم نظر ڈال کر وہاں سے نکلا۔۔۔

اسے نہیں معلوم تھا کہ وہ کیا کر کے جا رہا ہے پر پیچھے کھڑی روحا ایکدم سے کچن میں بھاگی اور اپنا انہیلر لیکر منہ میں ڈال کر ایک سانس کھینچا۔۔

اسکا دل اچھل کر اسکے انداز سے حلق میں آگیا تھا۔ وہ ایک منٹ کیلئے سانس روکے پھر اپنا سانس نارمل کرتی اپنے ہونٹ پر اسکے لمس، اپنے گال پر اسکے سہلانے کا انداز اپنے ہاتھ کی پشت کی نسوں پر اسکا لمس محسوس کرتے وہ متغیر ہو گئی۔۔

اسے معلوم نہیں تھا نا ہی اسے احساس سمجھ آرہا تھا کہ یہ اچانک انہیں کیا ہو گیا۔۔
وہ اپنے ہاتھ کی ہتھیلی پر کیز دیکھتی الجھی۔

کیا کہہ رہا تھا ساحل تم سے؟؟" حجاب کچن میں آکر اپنی بیٹی" سے پوچھنے لگی۔
روحا نے چونک کر انہیں دیکھا۔ اور اپنی ہتھیلی انکے سامنے کر دی۔۔
کیز؟؟ یہ کس کی ہیں؟" وہ حیران ہوئیں۔۔"
شاید مام کے گھر کی ہیں۔۔" اپنی خوشی سے چیخیں دباتی ہوئی وہ لب دبا کر" بولی۔۔
ارے ہاں اسنے تمہارے ڈیڈ کو ایڈریس بھی دیا ہے۔۔۔" حجاب نے" مسکراتے ہوئے بتایا۔۔ روحا کی دھڑکنوں نے لے بدلی۔۔

یہ انہیں اچانک کیا ہوا ڈیول سے انسان کیسے بن گئے۔۔اور۔۔"
اور انہیں میں کیا جواب دوں۔۔"وہ سوچ کر پریشان ہوئی۔۔

ماما!"اچانک خیال آنے پر وہ اپنی کوپشت سے حصار میں لیکر"
سر ٹکائے بولی۔۔
ہوں!"حجاب اسکے آگے رکھے ہاتھ چومتی ہوئی بولی۔۔"

ماما جب کوئی ایک دوسرے کو بھائی بہن نا بولیں تو وہ کون سا رشتہ"
ہوتا ہے؟"اسکے اچانک بچکانہ سوال پر حجاب چونکیں۔۔
کیوں بیٹا یہ آپکو کیوں پوچھنا پڑا معلوم تو ہے آپکو صرف شوہر بیوی نہیں"
بول سکتے۔۔"وہ کہہ کر اسکے نا عقلی پر ہنسیں۔۔

ماما یہ تو مجھے معلوم ہے۔۔دوسرا کوئی ایسا رشتہ نہیں۔۔"وہ منہ"
بنا کر بولی۔۔
ہاہاہا بیٹا پھر تو یہ وہ رشتہ ہے جو آپس کو پسند کرتے ہیں وہ بھائی بہن"
نہیں بولتے باقی سب تو بولتے ہیں۔۔"حجاب ہنستی ہوئی گویا ہوئیں۔۔

انکی پشت سے چہرہ ٹکائے کھڑی روحاوہیں کھڑی رہ گئی۔۔
ایسا کیسے ممکن تھا اسے اچانک کیسے؟؟؟اور وہ بھی مجھ سے؟؟؟ضرور"
یہ انکی چال ہو گی اب مجھے سزا دینے کی۔۔۔"یک بیک کتنی ہی باتیں خدشات گونجنے لگے۔۔

★☆☆☆☆☆★

شام کا سنہری پہر تھا، آج صائم زیدی نے اپنا پورا وقت اپنی بیٹی کو دیا ہوا تھا جسکی وجہ سے وہ عشی اسے لے کر لان میں آئے تھے۔اور کچھ دیر ٹی پارٹی کے بعد انکا پلان بیٹ بال کھیلنے کا ہوا۔۔۔
بیٹنگ صائم زیدی کر رہے تھے جب کہ ساتھ کھکھلاتی ہوئی توقیع عرشیہ باری باری بالنگ کر رہے تھے۔جو جو ایک جگہ بیٹھی سر پر کیپ پہنے انہیں دیکھ رہی تھی۔

چھکا ہاہاہا۔۔۔"توقیع نے گیند پھینک کر چھکا مارتے قہقہہ لگایا۔"

بھئی میں نہیں مانتا تم دونوں مجھے اکیلا کر کے چیٹنگ کر رہی ہو۔۔"وہ" بیٹ پھینک کر مصنوعی غصے سے کہتے سامنے ٹیبل کی طرف جانے لگے۔۔

جبکہ انہیں میدان چھوڑ کر جاتے دیکھتیں وہ دونوں ہاتھ پر ہاتھ مار کر قہقہہ لگا اٹھیں۔۔بلکہ ساتھ جو جو بھی ہنستی اپنے انداز میں صائم زیدی کا مذاق بنانے لگی۔۔

پھوپھا جان لگتا ہے میدان چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں۔۔"عشی ہنستی" ہوئی پاس آئی۔۔

میں تم دونوں جیسی چوزیوں سے ڈروں گا؟صائم زیدی کو جانتی کہاں" ہوں دونوں!میں تو اپنی مولانی کے دیدار کیلئے یہاں بیٹھا ہوں۔۔۔"مطالعے کیلئے کتاب لیکر وہاں آتیں تقویٰ کو دیکھ کر وہ محبت سے بولے جہاں سن کر تقویٰ بیٹیوں کے سنے سٹپٹائی تھیں وہیں توقیع عرشیہ قہقہہ لگا اٹھیں۔۔

تم دونوں کو نہیں پتا اپنی مولانی کو دیکھتے مجھ میں نئے سرے سے توانائی" آجاتی ہے۔۔"وہ مزید بولے پر اپنی ماں کی سرخ رنگت سخت گھوری باپ پر دیکھتیں وہ ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہونے لگی۔۔

چلو توقی پھوپھا ابھی پھوپھو جان کو پٹانے کے موڈ میں ہیں۔۔""" عرشیہ توقیع کا ہاتھ تھام کر وہاں سے جانے لگی ابکی بار صائم زیدی اسکی بات پر قہقہ لگا اٹھے۔۔

یہ بھی خوب کہی! پٹی ہوئی کو کیا پٹانا کیوں مولانی؟"انکے جاتے وہ تقویٰ" سے بک چھین کر آنکھ دباتے بولے۔۔

کیا بدتمیزی ہے سائیں جوان بیٹیاں کھڑی ہیں کچھ احساس کریں۔""" وہ غصے سے گھور کر ان سے بک لینے کی کوشش کرتی پاس دوسرے صوفے پر بیٹھی۔۔

احساس ہی تو کر رہا ہوں تبھی یہاں بیٹھا ہوں ورنہ کب کے وہاں" ہوتے۔۔"بک اسکے حوالے کرتے وہ مسکرا کر بولے۔

کہاں؟" تقویٰ حیران ہوئیں۔۔"

جہاں ہمیشہ ہوتے ہیں ہمارے بیڈ روم میں۔۔" صوفے سے پشت ٹکا کر"
وہ آرام دہ ہوتے بولے۔ پر انکے بر عکس وہ خفت سے سرخ پڑ گئی۔۔

آپکو تو کسی بھی عمر میں شرم نہیں آنی۔۔" وہ سخت کچھ کہنا چاہتی"
تھیں پر انکے لبوں پر ہنسی دیکھ کر اپنی مسکراہٹ دباتیں غصے سے بولیں اور بک
کھول کر خود مطالعے کی طرف متوجہ ہوئیں۔۔۔

کیا بورنگ ہو گئی ہو۔۔ اتنا ہینڈسم بندہ پاس بیٹھا ہے کچھ جوانی کی"
یادیں تازہ کرو یہ تو ہر وقت پڑھتی رہتی ہو۔۔" وہ اچانک اس سے بک
چھین کر بد مزہ ہوتے بولے۔

کیسی یادیں؟" وہ انہیں دیکھتی ابرو اچکا گئیں۔۔"
وہی بتا دو پہلی پہلی بار میرے قریب آتے کیا فیل ہوا"
تھا۔۔" وہ اب خود کتاب کی طرف متوجہ ہوئے ساتھ اس سے

پوچھنے بھی لگے پر انکے معنی خیز بات پر وہ زچ ہوتی انہیں گھورنے لگی وہ قہقہہ لگا اٹھے۔۔۔

اچھا تم چھوڑو میں تمہیں بتاتا ہوں مجھے کیا لگا۔۔"وہ تیار ہوا پر تقویٰ" کان کی لو تک سرخ ہوئیں۔۔
مہربانی کریں مجھے کچھ نا بتائیں مجھے رٹو طوطے کی طرح رٹ چکا ہے کہ " کیا لگا تھا آپکو۔۔"انہوں نے ہاتھ جوڑ دیئے صائم زیدی کا قہقہ زوردار تھا تبھی گیٹ کھلا اور ایک ساتھ دانیال خان اور دریاب خان کی گاڑیاں آگے پیچھے اندر داخل ہوئیں۔۔۔

وہ چاروچونک اٹھے۔۔
مام ڈیڈ؟؟"اپنے ماں باپ کو گاڑی سے اترتے دیکھ کر عرشیہ خوشی سے " چہکی۔۔
تقویٰ خوشی سے مسکراتی اپنی دوست بھائی کو سامنے پا کر انکی طرف بڑھی صائم زیدی بھی مسکراتا ہوا کھڑا ہوا۔

جبکہ توقیع اپنی طرف دریاب خان کو بڑھتے دیکھ کر کچھ پریشان ہوئی۔۔۔

"کیسی ہو توقیع؟؟" وہ اپنی شاندار پرسنالٹی کے ساتھ اسکے سامنے کھڑا پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالے دوسرے ہاتھ کا بکے اسکے حوالے کیا۔

عرشیہ اپنے بھائی کی آنکھوں میں دیکھتی چونکی۔۔
وہیں توقیع بھی حیرت سے اسکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ جہاں اسے کچھ احساس ہوا۔۔

"اگر یہ آنکھیں ذرا سی سرخ نفرت کے احساس سرد تاثرات سے لبریز ہوتیں تو؟" اسنے حیرت سے سوچا۔

عرشیہ کا دل بھاری ہو گیا۔۔۔

وہ سر جھکائے آہستہ قدم ان سے دور لے جاتی اپنے ماں باپ کی طرف جانے لگی۔ اور اب وہاں سے صرف توقیع اور دریاب کھڑے تھے۔

کسی کو شک نا ہو جائے کل رات والے واقعے کا،، اسلئے توقیع سب سے نارمل بیہیو کر رہی تھی پر اس وقت اپنے سامنے پھول دیکھ کر اسکی نظریں جھک گئیں۔۔

تھینکس دریاب بھائی اسکی ضرورت نہیں تھی میں ٹھیک ہوں۔۔""
اسنے رسمی مسکرا کر کہا۔

کیسے ضرورت نہیں ہے؟ تم میری کزن ہو تمہاری طبیعت ٹھیک "
نہیں کیا مجھے پھول دیکر تمہاری طبیعت میں کچھ تازگی نہیں لانی
چاہیے۔۔"وہ اسکے ہاتھ میں پھول تھام چکا تھا۔۔
تھینکس!"توقیع سرخ پھولوں کو دیکھتی اسکے شوز کو دیکھنے لگی۔۔"
اب صرف کچھ دن ہیں اسکے بعد تمہاری یہ مجھ سے جھجھک اور"
ناگواریت ختم ہو جائے گی۔بلکہ میں تمہارے کہے پر عمل کیا ہے
اور آج صبح ڈیڈ سے بات بھی کر لی۔۔"وہ اس سے کہہ رہا تھا۔۔

اور توقیع حیرت سے اسے دیکھنے لگی اسکے کانوں میں اس دہشتگرد کے
الفاظ گونجنے لگے تھے۔وہ بھی تو اسے اپنی بنانے کے خواب دیکھ رہا تھا۔

مم۔مجھے کچھ نہیں معلوم نا میں آپ سے ناگواریت برتی ہے کبھی۔"
آپ میرے بھائی ہیں جس طرح صام بھائی ہیں آپ بلکہ ان سے
دو تین سال بڑے ہیں میں آپکی عزت کرتی ہوں۔۔"وہ کہہ کر رکی
نہیں سامنے بیٹھے دانیال عاشہ تقویٰ صائم زیدی کی طرف بڑھ گئی۔۔

دریاب مسکراتا ہوا اسکی پشت دیکھنے لگا تھا دفعتاً اچانک اسکی
مدھم کراہ گونجی۔
افف!"وہ کراہ کر پلٹا جب دیکھا تو جو جو ایک گیند مار کر باقی کی پکڑے"
بیٹھی تھی۔۔
ہاہاہا بھئی ہو گئی ہے غلطی اب بس کر دو!تم تو میری دشمن جان بن گئی"
ہو۔"قہقہہ لگا کر کہتا وہ سامنے توقیع کو مسکرانے پر مجبور کر گیا۔۔

لگتا ہے جو جو کو آپ پسند نہیں آئے۔۔۔"توقیع مسکراتی چھیڑتی ہوئی"
بولی۔۔
تمہیں آجاؤں وہی کافی ہے جو جو کو سائیڈ پر رکھو۔۔"اسنے معنی خیزی"
سے کہا جسے سنتے وہ سرخ پڑتی وہاں سے آگے بڑھ گئی۔۔

دریاب پیچھے ہنستا رہا اسکی سرخ رنگت پر۔۔۔

★☆☆☆☆☆★

....★☆☆☆☆☆★....

روم کی فضا میں گہرا سکوت چھایا ہوا تھا، دریاب بیٹھا نیچے قالین کو گھور رہا تھا۔ کچھ دیر پہلے آیا صمصام بھی ان کی ساری باتیں سن چکا تھا۔ اسکا چہرہ ضبط سے سرخ تھا۔
بس نہیں تھا ابھی خود ہی اٹھ کر انہیں خالی ہاتھ لوٹا دے۔۔

تقویٰ نے خاموش بیٹھے اپنے شوہر کو دیکھا۔ وہ لبوں پر قفل لگائے بیٹھے تھے کیونکہ اپنا پچھلا فیصلہ انہیں یاد تھا۔ وہ اس بار لب پیوست تھے۔
اب انہیں کچھ بولنا تھا۔۔

بھائی! میں پہلے آپکو اپنی بیٹی دے چکی تھی۔۔ پر اس بار ہمیں کچھ وقت "
چاہیے سوچنے کیلئے آپ سمجھ سکتے ہیں ایکدم سے فیصلہ کرنا بہت
مشکل ہے۔
مجھے توقیع کی رائے لینی ہو گی، دریاب میرا بیٹا ہے میں جانتی ہوں
اس میں کوئی نقص عیب نہیں، نا ہی اسے نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔
پر آپ ایک بیٹی کے باپ ہیں سمجھ سکتے ہیں ایسے فیصلے لینے میں
"فوراً طور جلدی بازی نہیں دکھائی جاتی۔ پہلے ہمنے ایسا کیا تھا۔۔۔

تم بے فکر رہو تقویٰ تمہارا جو بھی فیصلہ ہو گا مجھے اپنی جان سے عزیز ہو گا۔"
مجھے معلوم ہے میری بہن قطعی غلط فیصلہ نہیں لے سکتی۔ جو بھی
تمہارا فیصلہ ہو گا صائم کا فیصلہ ہو گا مجھے دل سے منظور ہو گا ان
شاءاللہ۔۔۔۔
یہ سوچ کر مت فیصلہ کرنا کہ انکار پر بھائی روٹھ جائے گا یا رشتوں
میں دوریاں آئیں گی۔ نہیں! ہر گز نہیں ایسا نہیں ہو گا تمہیں معلوم ہے
میں اپنی بہن سے کتنا پیار کرتا ہوں۔ وہی پیار مجھے تمہارے ہر فیصلے
"سے ہے۔۔

تقویٰ کی بات ختم ہوتے دانیال خان نے انکا ہاتھ تھام کر شفقت سے کہا۔ صائم زیدی انکی بات سن کر ہلکے پھلکے ہو گئے۔
تقویٰ نے مسکرا کر انکے کندھے سے سر ٹکایا۔۔

بھائی مجھے آج بھی آپکی محبت پر کوئی شک نہیں ہے۔ میں جانتی ہوں" جس طرح آپ عاشی کا خیال رکھتے محبت کرتے ایک بہترین ہم سفر ہیں۔۔
اس میں کوئی شک نہیں کہ دریاب اس سے مختلف ہو گا۔ ماں باپ چاہتے ہیں کہ انکی بیٹی کو عزت اچھا مقام، ٹھنڈی چھاؤں پیار محبت سے رکھا جائے، اور کوئی شک نہیں میری بیٹی کو آپ کے گھر وہ سب کچھ ملے گا۔" تقویٰ نے سر جھکائے بیٹھے دیارب کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔

اسنے سر اٹھایا اور اپنی پھوپھو کو دیکھتے مسکرا دیا۔۔
اسکی آنکھیں اس سے زیادہ محبت کی داستان بیان کر رہی تھیں۔۔
صمصام نے جانے کیسے خود پر ضبط کیا۔

یہ نہیں تھا کہ وہ اپنی ماموں جان مامی جان کو پسند نہیں کرتا تھا۔ وہ بہت پسند کرتا تھا انہیں۔۔۔
اسکی مامی اسے بہت پسند تھی،، آج تک ہے۔۔
پر وہ تاریخ دوبارہ نہیں دہرانا چاہتا تھا۔ نہیں اپنی بہن کو پھر سے اذیت کی دلدل میں دھکیلنا چاہتا تھا۔۔۔

اسے صرف اپنے مامی ماموں کے جانے کا انتظار تھا اسکے بعد وہ کھل کر بات کرنے والا تھا اپنے مام ڈیڈ سے۔ اسکا سر جھکا ہوا تھا جس سے اسکے چہرے کے تاثرات جاننا مشکل تھے۔ پر اسکی آنکھیں ضبط سے لہو تھیں۔

اور آپ جانتے ہیں عشی کو اب سے نہیں بچپن سے میں نے اپنے" صام کے لئے سوچا ہے۔ اسکے لئے آپکو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں بس اب جلدی سے تیاریاں کریں گے اور میں اپنی عشی بیٹی کو لینے "گھر آؤں گی آپکے۔۔
تقویٰ کے کہنے پر عائشہ دانیال صائم زیدی مسکرا دیئے وہیں دریاب اور صمصام نے جس قدر چونک کر دیکھا انہیں۔۔

دونوں کو لگا غلط سن لیا ہے۔۔۔

صام تو حیرت سے اپنی ماں اپنے ڈیڈ کو دیکھ رہا تھا۔ بے یقینی سے کہ جو اسنے سنا وہ واقعی صحیح تھا؟

صام یا صارم کہا انہوں نے؟؟" وہ شاکڈ کی کیفیت میں تھا۔ اسکے" ماں باپ نے اتنا بڑا فیصلہ لے لیا اور اس سے ایک دفعہ پوچھنا تک گوارہ نہیں کیا؟؟؟

کیا اتنی اہمیت نہیں تھی اسکی انکی نظروں میں کہ وہ اس سے اسکی رضا ہی پوچھ لیتے۔ کیسے؟؟؟ کیسے انہوں نے اس بیوقوف کو اس سے جوڑ لیا۔۔
جو اس صبح ہی اسکی زیاف کے سامنے اس قدر انسلٹ کر چکی تھی۔
کسی کی افف تک نا سننے والے صمصام زیدی کے منہ پر اسکا دیا ہوا رومال مار کر اسے کیا کچھ تک کہہ چکی تھی۔۔۔

اسے دنیا کا آخری مرد کہا تھا پھر کس طرح وہ اس کیلئے ہاں کر سکتی تھی؟ اسکے ماں باپ کہہ رہے تھے تو ضرور وہ بھی جانتی ہو گی اس بات کو۔۔

ضبط سے اسکی مٹھیاں بھینچ گئیں۔۔

وہ اب جانے کیسے خود کو کنٹرول کر کے بیٹھا تھا۔ یہ تو طے تھا وہ کسی قیمت پر بھی یہ سب ہونے نہیں دے گا۔۔

کیا عرشیہ اسکے ساتھ چلنے اسکے ہمسفر کیلئے لائق تھی۔۔ اسکے خیالات وہ صبح ہی سن چکا تھا۔ اور سن کر وہ تنفر سے سر پھیر گیا۔

یہ الگ بات تھی کہ بعد میں دوست کے ہی ناطے زیاف نے خوب ریکارڈ لگایا تھا پر اس میں بھی صمصام کو اپنے بری طرح کیے ریجیکشن کا احساس ہوا تھا۔

وہ سمجھتی کیا تھی خود کہ وہ کوئی مر رہا ہے اسکے لئے؟ یا صمصام زیدی کیلئے لڑکیوں کی کمی ہے؟ یا وہی بچی ہے اسکے لئے۔۔۔

میں ڈنر کا اہتمام کرتی ہوں۔" تقویٰ مسکرا کر اٹھیں۔۔"

نہیں تقویٰ مجھے تمہاری بھابھی کو لیکر ابھی ٹیسٹس کیلئے جانا ہے۔۔"

ڈنر پھر ساتھ کریں گے ان شاءاللہ اس بار میں تم تک یہ بات پہچانے آیا تھا کہ اگر تم مناسب سمجھو تو ہم ایک نئی شروعات کر سکتے ہیں رشتوں کی۔۔"وہ کہہ کر اٹھے۔۔۔

عائشہ اس دوران خاموش ہی بیٹھی رہیں۔انہیں بری طرح اپنے دلاور کی یاد آرہی تھی پر کندھا میسر نہیں تھا ابھی جس پر سر رکھ کر وہ بلک بلک کر اپنے دل کا غبار نکال سکے۔۔

ایسا نہیں تھا کہ وہ اپنے دریاب کیلئے خوشی نہیں تھی۔وہ بہت خوش تھی دریاب کیلئے، کیونکہ ایک بار پھر وہ توقیع اسکی بیٹی بن جائے گی۔۔ پر اسکا دلاور۔۔۔جسکی آنکھوں کی چمک،اسکی بچپن کی پسند ندگی انہیں یاد تھی۔۔۔
انکا دل پھٹنے لگا، آنکھیں آنسوؤں سے نم ہونے لگیں وہ بغیر کسی کو دیکھے خان کے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئیں۔۔

اچھا ٹھیک ہے۔اگر مناسب لگے تو کوشش کیجئے گا ڈاکٹر سے ہو کر ڈنر" یہاں آکر کیجئے گا۔۔"وہ ان سے ملتی ہوئی بولی۔۔

انہیں کھڑا دیکھ کر صائم زیدی بھی دانیال خان سے ملنے لگے۔۔
آپ بے فکر رہیں بھائی جو بھی فیصلہ ہوگا اچھے کیلئے ہی ہوگا۔"صائم نے"
ان سے کہا وہ مسکرا دیئے۔۔

مجھے یقین ہے تم دونوں پر۔۔"وہ انکی پشت پر ہاتھ رکھے بولے۔۔اور پھر تقویٰ"
عائشہ سے ملی پر انکی آنکھیں نم دیکھ کر وہ سمجھ گئی کہ اس پر کیا بیت
رہی ہے۔۔

میں کچھ نہیں کہہ سکتی عاشی میں خود ایک ماں ہوں اور تمہارا"
غم محسوس کر سکتی ہوں اللہ سلامت رکھے ہمارے بچوں کو۔۔
پر اسکا ساتھ بس اتنا ہی تھا، تم سنبھالو خود کو جانے والوں کو نہیں روکا
جا سکتا۔۔ میں یہ نہیں کہوں گی دلاور نے کیا کیا، کیا نہیں۔۔
وہ اسکا اور رب کے بیچ کا معاملہ ہے۔ میں کوئی نہیں ہوتی اس پر باتیں
کرنے والی، رب جانے کیا سچ ہے کیا جھوٹ پر بس اتنا کہوں گی تم
ماں ہو اسکے لئے دعا کیا کرو تاکہ اسکے لئے آسانیاں ہوں آگے۔
رو کر اسے تکلیفیں مت دو،، بھول جاؤ اسکا کیا گیا ماضی تھا، اسکی
سزا اسے دنیا میں بہت ملی، بس اسے اپنی دعاؤں میں یاد رکھو

تمہاری دعائیں اسکے لئے بہت ضروری ہیں۔۔ اسکی اچھی اچھی باتیں یاد کرو، کتنا شرارتی تھا اسکی شرارتیں یاد کرو، وہ سب کو ہنساتا تھا، سب کو مسکرانے کی کوشش کرتا تھا۔۔۔

نہیں تقویٰ بس کرو میں ماں ہوں میں اسکا ماضی یاد کر کے اسکے ہنستے" چہرے کو یاد کر کے میرا دل پھٹ جاتا ہے۔۔
اسے یاد مت کرنے دو میرا دل ساکت ہو جاتا ہے۔۔۔" وہ اسکے لبوں پر ہاتھ رکھ کر بے آواز رونے لگی۔۔

اسکی تکلیف اسکی تڑپ اسکے حالت کو دیکھتے تقویٰ نے آہستہ اسے سینے سے لگا لیا۔۔
بس کرو عاشی۔۔ تم رو کر اسے تکلیف دے رہی ہو۔۔ اسے دعاؤں میں" یاد رکھو میری جان۔۔" تقویٰ اسکی پشت سہلاتی اسے خاموش کروانے لگیں۔۔
اسنے بمشکل مسکراتے اپنا سر ہلایا اور اس سے الگ ہو کر اپنا چہرہ صاف کیا۔

وہ میری نمازوں میری دعاؤں میرے سجدوں، تہجدوں میں"
یاد رہتا ہے۔ میں اسے ہر سانس کے ساتھ یاد کرتی ہوں۔۔ میرا دل تو
یہ بھی کہتا ہے وہ جیسے میرے آس پاس سانسیں لیتا ہے۔۔۔ پر
کاش ایسا ہوتا۔۔۔

کاش تقویٰ وہ سب نا ہوتا تو میں آج اپنی بیٹی کو رخصت کروا کر لے
جاتی۔۔۔ پر جانے کیوں وہ ایسے راستوں پر آ گیا۔۔ ناصرف اپنی زندگی بلکہ
سب کی خوشیاں اپنے باپ کی مسکراہٹ قہقہے، گھر کی رونق سب
اپنے ساتھ نوچ گیا۔۔

میرا گھر ویران ہوتا ہے تقویٰ۔۔

اسلئے میں اپنے دل پر پتھر رکھ کر آئی تھی۔ تمہارے در پر۔۔ میرا دلاور تو
مجھے نہیں مل سکا پر میں چاہتی ہوں دریاب کا کوئی بیٹا ہو تو اس
میں اپنا دلاور دیکھوں۔۔

میں جب تک اپنے دلاور کو اپنی آنکھوں کے سامنے چلتے پھرتے
نہیں دیکھ لوں گی تقویٰ مجھے چین نہیں آئے گا۔۔

میں نے اپنے ماں باپ کو تڑپایا تھا، اپنے باپ کو تڑپایا تھا خود کیلئے آج
میں اپنے بیٹے کیلئے تڑپ رہی ہوں۔۔

مکافاتِ عمل ہے یہاں تقویٰ۔۔

میں اپنا کیا تو بھگت رہی ہوں پر ساتھ تمہارے بھائی کو بھی تڑپا رہی ہوں۔ کاش وہ مجھے چھوڑ دیتے تب ہی،، تو آج انہیں اتنی تکلیف نا دیکھنی پڑتی۔۔" وہ روتی ہوئی کہہ رہی تھیں پیچھے کھڑے دانیال خان سنتے اسکے منہ سے باتیں لب آپس میں پیوست کر گئے۔۔

جاؤ بہن کو لے آؤ!" صائم زیدی صام سے ملتے دریاب سے انہوں نے" کہا وہ جی کہتا ہوا وہاں سے نکلا۔۔

چلو بہت رہ لیا یہاں اب گھر چلیں۔۔" توقیع کیلئے پانی لیتے" جاتی عرشیہ کو دیکھتے دریاب نے کہا۔۔
وہ پہلے اندر سے افسردہ تھا، صام کو مٹھیاں بھینچے دیکھ چکا تھا۔ اور اپنے پھپھو پھوپھا جان کے کھل کر جواب نا دینا بھی اسے مایوس کر گیا تھا۔۔۔
پر میں تو ق۔۔۔"
خاموشی سے چلو اب۔۔۔" اسے غصہ تھا اس پر۔۔"
وہ آگے بڑھتے اسکے بازو کا تھام کر وہاں سے باہر کی طرف لے جانے لگے۔۔۔

ارے بھائی ہوا کیا پر میری بات تو سنیں۔۔"عرشیہ حیران" بوکھلاتی اسکے ساتھ جاتی پریشان ہوئی سخت۔

اپنے کول نیچر بھائی کا چہرہ اس قدر سرخ اسکی سمجھ سے باہر تھا۔۔

بیٹھو اپنی گاڑی میں۔۔"اسنے غصے سے اسے آنکھیں دکھاتے" کہا۔۔۔

پر مام ڈیڈ!"عشی اسکے اچانک بگڑے تیور دیکھتی پریشان گاڑی کی ڈرائیونگ" سیٹ پر بیٹھ گئی۔۔

دریاب کو اپنی گاڑی کی طرف بڑھتے دیکھ کر اسکا دل دھڑکا کہیں انکار تو نہیں کر دیا؟؟

وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ سامنے سے اسے اپنے ماں باپ بھی گھر سے نکلتے ہوئے ملے۔وہ ٹھیک سے توقیع کو بائے بھی نا بول پائی۔۔جانے کیا جلدی بازی ہوئی تھی اسکے بھائی کو۔۔

اسنے سوچ کر منہ پھولا لیا اور سامنے دیکھنے لگی جہاں اسکی نظریں سیدھا شیشے سے سامنے کھڑے صمصام زیدی پر پڑی۔۔اپنی کی ہوئی دو ٹوک باتیں اسے یاد آگئیں۔۔

وہ بھی اسے دیکھ چکا تھا گاڑی سے۔ اسکے مام ڈیڈ سے ملتا اسکی لہو آلودہ نظریں عرشیہ پر ہی تھیں۔۔

اسنے صاف اسکی آنکھوں میں ناگواریت غصہ نفرت کا ایک جہاں آباد دیکھا۔ اسے مزید جلانے کیلئے لبوں پر گہری مسکراہٹ آ گئی۔ ساتھ ہی اسے جلانے کیلئے اسنے سامنے رکھا سیاہ گلاسس اٹھا کر اپنی آنکھوں پر پہنے اور بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔

وہ تو اسے چھیڑ رہی تھی اپنی لگائی آگ میں مزید پیٹرول ڈالنے کا کام کر رہی تھی پر سامنے کھڑا وجود کچھ اور ہی سوچتا اسے غصے سے دیکھ رہا تھا۔۔

تقویٰ صائم زیدی صمصام زیدی وہیں کھڑے رہے عرشیہ تقویٰ کی ارے سنتے کھکھلاتی ہوئی انہیں اچانک جانے کا سرپرائز دیتی اپنے ماں باپ کے پیچھے اپنی گاڑی نکال کر جا چکی تھی۔۔

پیچھے بس گھر کے افراد ہی رہ گئے۔۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

ہاں نظیرہ بتایا نہیں کیا کہا لڑکے والوں نے؟؟" ایک نظر "
دروازے پر ڈال کر زریش نے دوسری طرف موجود وجود کو مخاطب
کیا۔

بتانا کیا ہے تم جو پوچھو وہ بتاؤں!" وہ منہ بنا کر بولی۔"
اسکے تیوروں پر زریش کو غصہ تو بہت آیا پر وہ دبا گئیں اور گہرا
سانس بھر کر بیڈ پر بیٹھتی ہوئیں بے چینی سے بولی۔۔

آپ شاید بھول گئی ہیں نظیرہ میں نے دس ہزار دیئے ہیں آپکو! ساتھ "
ثمن کی تصویریں بھی دی تھیں۔۔" وہ غصے سے جتا کر بولیں۔۔
اسے تیور دیکھتی نظیرہ فوراً سنبھلی۔۔" ہاں تو میں نے کب انکار کیا ہے
مسز شاہ! میں تو کہہ رہی ہوں پوچھو وہ بتاؤں،، یہ تو نہیں کہا نا کہ
" مجھے یاد نہیں۔۔

زریش نے موبائل کو گھورا۔۔
یہ اتنے تیور کیوں دکھا رہی تھی اس دن تو اسکے سامنے جیسے گڑگڑا رہی تھی
اتنی منتیں اتنی تعریفیں اور آج۔۔۔

آپ ثمن کی تصویویں لیکر گئی تھیں نا کسی رشتے کیلئے پھر کیا ہوا؟"
آپ تو لیکر ایسی غائب ہوئی ہیں تین ہفتے ہونے کو آئے ہیں، آپ نے تو محض ایک ہفتے میں خوش خبری سنانے کا وعدہ کیا اور ایڈوانس دس ہزار روپے لئے تھے مجھ سے کیا بھول گئی ہیں۔۔"کچھ سخت لہجے میں زریش نے کہا۔

پر اگلے پل کچھ چونکی جب وہ قہقہہ لگا کر ہنسی۔۔
کیا ہوا میں نے کوئی جوک سنا دیا ہے؟؟"وہ ناگوار سے بولیں۔۔"
معاف کیجئے گا مسز شاہ! پر مجھے لگا تھا اسلئے محض ایسی لمبی باتیں کر دیں پر"
جب میں آپکی بیٹی کی تصویریں لیکر گئی تو اصلی مشکلات تب پیش آئی اس میں تین چار ہفتے کوئی بڑی بات نہیں بلکہ سال لگ جانا تھا۔۔"وہ ہنستی ہوئی بولیں۔۔

کیا مطلب ہے آپکا ٹھیک سے بات کریں کہنا کیا چاہتی ہیں"
آپ؟؟"زریش سے غصہ ضبط نا ہوا، اسکی استہزائیہ ہنسی دیکھ کر وہ غصے سے گویا ہوئیں۔۔

معاف کیجئے گا مسز شاہ! میں آپکا دل نہیں دکھانا چاہتی پر حقیقت "
ہی اتنی کڑوی ہے۔ میرے پاس جتنے رشتے تھے میں انکے پاس آپکی
بیٹی کی تصویریں لیکر گئی پر ہر طرف سے انکار ہو جاتا۔۔
برا مت مایئے گا۔ آپ جانتی ہیں مسز شاہ! میں آپکی بہت
عزت کرتی ہوں ماشاءاللہ بڑی فیملی کے لوگ ہیں اونچے خاندان
والے ہیں آپ کے پیر میں پیر نہیں ڈال سکتی۔ امیر لوگوں کی
بیٹیاں ایسی ہو جاتی ہیں پر پھر انکے لئے رشتے مشکل سے مل پاتے ہیں۔۔
اب خود دیکھ لیں میں جس کے پاس بھی لیکر گئی کچھ نے تو دیکھ کر ہی
دوسری نظر دیکھنا نہیں چاہا۔ ماڈرن زمانہ ہے لوگ پڑھی لکھی
سمارٹ لڑکی چاہتے ہیں۔۔
چند ایک بڑے عمر کے لوگوں نے اور کچھ نے آپ کی ذات سے
متاثر ہوتے ہوئے پوچھ گچھ کی بھی تو جب میں انہیں بتایا لڑکی کالج میں
ہے اور ایج پوچھی تو بائیس سال بتائی پہلی فرصت میں انکار
کر دیا۔۔
انکا کہنا ہے ہم ایسی چاہیے جو پڑھی لکھی ہو اور ایٹلیسٹ خود کو سنبھالنے کے
ساتھ گھر داری کے ساتھ گھر سنبھالنا، اپنے شوہر کے کام کاج کرے،

کچھ تلخ زبان منہ پھٹ عورتوں نے کہہ دیا کہ یہ تو خود کو سنبھال لے وہی کافی ہے کہاں آکر ہمارا گھر سنبھالے گی۔

صورت کا کیا ہے، آج ہے کل ڈھل جائے گی، بات گھر داری اور سگھڑاپے کے ساتھ سمارٹنیس کی ہے۔ اتنی سی ایج میں یہ ماشاءاللہ موٹی ہے آگے چل کر تو اور ہو جائے گی۔

دوسرا اسکی آئی سائیٹ ویک، چشمے کے بہت نقص نکالے گئے۔۔

بھئی مجھ سے تو مزید برداشت نہیں ہوا، میں نہیں سن سکی اسلئے خاموش بیٹھ گئی، آپ نے دس ہزار دیئے میں پندرہ گھروں کو رل چکی ہوں۔۔

اب اتنی سی بچی ہارون شاہ کی لاڈلی بیٹی کیلئے کسی بڈھے بوڑھے کا رشتہ تولانے سے رہی۔۔ اسلئے ہی تو آپ سے کہا تھا لڑکی کے ویٹ کی طرف خیال کریں۔ پہلے کا زمانہ اور تھا، کر لیتے تھے رشتے۔۔

کچھ لے دے کے پر اب،، لڑکی سمارٹ پڑھی لکھی، ماڈرن انٹیلیجنٹ چاہیے انہیں۔۔

یہ تو سماج کی تلخ حقیقت ہے، المیہ ہے،، گوری ہے تو بد کردار، موٹی ہے تو دھتکار دینا، کالی ہے تو نقص نکالنا، پتلی ہے تو سڑا کانٹا کہنا۔۔

میری تو بس ہے۔ اگر آپ راضی ہوں تو میں کچھ رشتے والوں کو بھیجوں؟
پر صاف بتا رہی ہوں وہ لوگ آپکی ذات سے کچھ کم ہیں، آپ شاہ
پیر سید لوگ اور وہ۔۔۔
خیر اتنا کہوں گی کہ لڑکوں کی عمر بڑی ہے تو ان میں کسی کی طلاق
ہو چکی ہے۔۔
اگر نہیں تو میں معذرت چاہتی ہوں میری نظر میں دو ایک
اور ہیں رشتے کروانے والی ہیں انہیں آپکا نمبر سے دوں؟
پیسے آپ کہیں تو آپ کو بھیج دیتی ہوں۔۔۔" اسنے اپنی بات ختم کرتے
آخر میں مشورہ بھی دیا اور پیسے بھی لوٹانے کیلئے کہا۔۔
زریش جہاں کی تھیں وہی بیٹھی رہ گئیں۔۔

لگتا ہے آپ پریشان ہو گئیں مسز شاہ؟ اسلئے میں آپکو بتانا نہیں"
چاہتی تھی۔۔ آپ سے کہا بھی تھا کہ ابھی اتنی ایج نہیں اسکی تعلیم
پھر بھی قابل قبول کر لیں گے پر جسم کا موٹاپا بہت کم ہی ایسے دل کے ہوتے
ہیں جو قبولیں۔۔
آپ کے پاس وقت ہے ثمن بیٹی کو ڈائٹ کروائیں سوپ شوپ پلائیں
ہیوی کھانوں سے پرہیز کروائیں ورنہ آگے اسے بہت مشکل ہو گی زمانہ

برا ہے۔۔۔" اسکی مزید تلخ باتیں نا سنتے زریش نے اپنی آنکھیں پونچھ کر اللہ حافظ کہتے رابطہ منقطع کرنے کے بعد وہ اپنا سر ہاتھوں میں تھام گئیں۔۔

انہوں نے اسلئے ہی اپنی بیٹی بیٹے کو بچپن میں کسی سے منسوب نہیں کیا تھا، کیونکہ انکی مثال انکے سامنے تھی۔ نصیب پر کوئی بھروسہ نہیں جانے کہاں کس سے جڑے۔۔
وہ اپنی زندگی کی تحریر دوبارہ نہیں دہرانا چاہتی تھیں، وہ دانیال خان سے منسوب تھی بچپن سے، پھر نصیب جا کر ہارون شاہ سے جڑا جنہیں تو انہوں نے کبھی سنا تک نہیں تھا نا ہی انکے بارے میں جانا تھا۔
اچانک کیسے انہیں وہ پسند آگئی اور کیسے انکار شتہ ہوا کہ وہ ایک بار رضا کے نام کی ہوتے ہوتے پھر ہارون شاہ کی ہو گئی۔ جسکا ایک بیٹا بھی تھا۔۔

وہ سخت پریشان تھیں، اب تو جانے کیسے ہول اٹھ رہے تھے دل میں۔۔ بائیس سال کی عمر تھی اسکی پر ساحل ہارون شاہ نے بچی بنا کر رکھا تھا۔

جانے کیوں وہ لڑکیوں والی سوچوں سے دور تھی۔ وہ کیوں نہیں سوچ رہی تھی اپنے متعلق، سب کی شادیاں ہو جائیں گی اور وہ کیا سب کی خالہ پھپھو بننے کیلئے تھی بیوقوف۔۔۔

کچھ نا سوچتے ہوئے وہ رب سے دعائیں مانگنے لگیں،، اور اس پر بھی کمر کس لی کہ وہ اپنی بیٹی کو توجہ دلائے گی اپنی صحت مستقبل کی طرف۔۔۔

"مام!!" اچانک ساحل کی بھاری تھکی تھکی سی آواز گونجی اور قدموں کی بھاری چاپ بھی اسکے روم کی طرف آتی سنائی دی۔۔
زریش شاہ نے فوراً اپنے تاثرات چھپائے۔ اور خود کو نارمل کیا۔۔
"میں یہاں ہوں ساحل!" انہوں نے جواب دیا تبھی وہ اپنے دراز قامت کے ساتھ روم میں داخل ہوا۔۔

"کیا ہوا سب ٹھیک ہے؟ ساحل؟؟؟" اسکے تھکے تھکے قدموں کو دیکھتیں وہ تڑپ کر بے چین ہوئیں۔۔

آپ کی ضرورت تھی۔۔ سکون نہیں آرہا کہیں تو گھر آگیا۔۔ مجھے سونا ہے۔۔" وہ رک رک کر کہتا انکے پاس بیڈ پر بیٹھ کر بولا۔

"کیا ساحل میرے بچے ٹھیک ہے سب؟ کیا تمہارے ڈیڈ نے کچھ کہا ہے کیا؟ یا کوئی بزنس کی پرابلم ہے؟؟" وہ متفکر ہو کر بولیں۔۔

"نہیں ایسا کچھ نہیں بس تھکن محسوس ہو رہی ہے اعصابی تھکن۔۔۔ غیر اعصابی۔۔" اپنے پاؤں سے شوز نکالتا وہ بھاری گھمبیر لہجے میں کہتا انکی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا۔۔

اپنے جان سے عزیز بھالو کی یہ حالت دیکھتے زریش شاہ کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔۔

"کیا ہوا ساحل مجھے پریشان کر رہے ہو بتاؤ کیا ہوا کوئی ٹینشن ہے یا کہیں تکلیف کیا ہوا ہے میرے بیٹے؟؟" اپنے دوپٹے کی مدد سے وہ اسکے ماتھے سے پسینے صاف کرتیں بولیں۔۔

"کچھ نہیں ہوا ماما بس تھک گیا ہوں۔۔۔" انکے ہاتھ چومتا ہوا وہ مسکرا کر بولا۔۔

کیوں ایسے اچانک تھکے ہو کوئی وجہ تو ہو گی مجھے بتاؤ کیا بات ہے" پوری؟ دیکھو ساحل میں تمہیں اچھی طرح جانتی ہوں تمہاری مسکراہٹ سے لیکر تمہارے غم تک پڑھ لیتی ہوں اب میں اپنا اخذ کیا ہوا سمجھ لوں یا تم مجھے بتاؤ گے؟؟" وہ غصے ناراضگی سے بولیں۔۔

ساحل ہنس پڑا۔۔"کوئی بڑی بات نہیں۔۔بس ماموں سے بات کی تھی آج انہوں نے بلایا، اور روحا کے بارے میں جان کر میں نے اپنے اندر کے سارے احساسات کو مار دیا۔۔۔ہے شاید نفرت کی نبض کاٹنے پر تکلیف ہوئی ہے مجھے اور آپ کو معلوم ہے آپکا بیٹا صرف آپ سے ہی سکون حاصل کرتا ہے میں چاہتا ہوں سلا دیں مجھے۔۔" وہ ہلکے پھلکے انداز میں کہتا انہیں حیران کر گیا۔۔۔

مہکار؟؟؟ پھر وہ کہاں ہے؟ مجھے کال آئی تھی حجاب کی وہ کہہ رہی" تھیں انہیں تم آپنے ساتھ لیکر گئے ہو۔۔"کچھ دیر بعد وہ بولیں۔۔

ساحل نے انہیں دیکھا۔۔۔

بھیج دیا انہیں اپنی بیٹی کے پاس اور میں اپنی ماں کے پاس آ گیا۔۔۔""
اسکی آنکھیں بتاتے ہوئے سرخ تھیں۔۔

کچھ دیر پہلے اسے ملازمہ نے کال کر کے بتایا تھا کہ شاہ ہاؤس سے گاڑی آئی تھی مہکار شاہ کو لینے،، اور وہ اسکا انتظار کرتی کافی دیر سے آخر کار تھک کر چلی گئیں۔۔

تب وہ کتنی دیر خاموش بیٹھا رہا، بہت دل لگایا کام میں خود کو سمجھایا کہ وہ اسکی تھی ہی نہیں کبھی، اسکی صرف ایک ماں تھی وہ زریش خان۔۔
مہکار شاہ نے تو صرف جنم دیا تھا، ممتا کسی اور پر لٹائی۔
پر زریش شاہ نے اسے سمیٹ لیا اسے ممتا دی اچھی تربیت کی اچھا انسان بنایا، پڑھایا لکھایا، قابل فخر بنایا۔۔۔
اسنے بغیر روک ٹوک کے ہی انہیں جانے دیا، ایک دن میں ہی وہ سمجھ گیا کہ چھین لینے سے کوئی اپنا نہیں ہو جاتا، اپنا ہونے کیلئے احساس چاہیے جو شاید تا قیامت ساحل شاہ کیلئے مہکار شاہ کے دل میں نا آئیں۔۔

اسکی تکلیف سمجھتی زریش جھک کر اسکی سرخ دہکتی آگ سے جلتی آنکھیں چومنے لگیں۔۔

وہ تمہاری بھی ماں ہے ساحل ایسے مت کہو میرے بچے ہم دونوں" تمہاری مائیں ہیں۔۔" وہ اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتی ہوئیں بولیں۔۔

میں آپکی بات سے متفق نہیں ماما! بس اس قصے کو یہیں ختم کریں" میں نے آزمالیا سب کو۔۔۔

رب نے مجھ سے کچھ لیا تو بدلے میں آپکو دے دیا مجھے کوئی شکوہ نہیں کسی سے۔ میں خوش ہوں اور مہکار شاہ کو معاف کر چکا ہوں دل سے۔۔ وہ جانے انکی بیٹی کی خوشیاں میں اب اپنی ماں کے ساتھ خوش ہوں۔۔" وہ حتمی بات کرتا اس بات کو یہیں ختم کر گیا۔۔

زریش نے اسے سمجھانا چاہا پر وہ سننے کیلئے تیار نہیں تھا۔

اچھا چلو یہ بتاؤ پھر شادی کے بارے میں کیا سوچا؟ میں" اب تھک گئی ہوں بھئی مجھے آرام دو بہو کا سکون دو ساحل۔۔ کب بتا رہے ہو اپنی فیوچر بیوی کا نام؟" انہوں نے ماتھے پر بوسہ دیتے اسکی تکلیف کم کرنے کیلئے بات بدلی۔۔

انکی پر شکوہ ناراض باتیں سن کر وہ ہنسا۔۔
اچھا آپ کو کیسی بہو چاہیے؟" وہ سر سیدھا کر کے انکے چہرے"
کو دیکھتا مسکرایا۔۔
جو تمہیں اچھی لگے گی وہی ہمیں پسند آئے گی۔۔ ہماری کوئی ڈیمانڈ نہیں۔۔"
بس تمہارے دل کی ڈیمانڈ پر ہیں ہم۔۔۔" انہوں نے پیار سے کہا
ساحل کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔۔

تو اب بتاؤ کون پسند ہے تمہیں۔۔؟؟" شرارت آنکھوں میں"
سجا کر پوچھا۔۔
ابھی بتا دوں یا کچھ ویٹ کروں؟" کچھ سوچتے ہوئے وہ بولا"

تمہیں اندازہ ہے ہم سب کتنے بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں؟ سب کے"
بڑے بھائی کا عہدہ سنبھالا ہوا ہے اور سب بہت بے چینی سے تمہاری
شادی کے انتظار میں ہیں۔۔

بہت ارمان ہیں سب کے تمہیں لیکر۔۔ اب جلدی بتاؤ مجھے تاکہ میں کل ہی شاہ کے ساتھ جا کر بات پکی کر آؤں!" انہیں بہت جلد بازی تھی ساحل دیکھ کر قہقہہ لگا اٹھا۔

ہنسوں مت ساحل! سیریئس ہو جاؤ بیٹے ایج بڑی ہو جائے گی تو کوئی اپنی بیٹیاں نہیں دیتا۔۔" وہ فکر مند تھیں

بے فکر رہیں اگر آپ کا بیٹا چالیس کا ہو گیا تو بھی آپکو ایک اچھی پیاری سی بہو مل جائے گی۔۔

پھر بھی آپکا دل رکھنے کیلئے میں ایک کا نام لے رہا ہوں پہلے وعدہ کریں لا کر دیں گی اپنے ساحل کو؟" اسنے ہاتھ سامنے کیا۔۔

زریش کھلکھلا کر ہنسی۔۔ "لا کر کیا میری جان؟ سیدھا بیاہ کر لاؤں گی، چٹ منگنی پٹ بیاہ ہو گا، سارے ارمانوں سے۔۔ تم بس نام بتاؤ اسکا۔۔" وہ خوش تھیں بے انتہا خوش کہ بالآخر اسکا ساحل مان تو گیا۔

وہ بہت زیادہ خوش تھیں پہلے جو اداسی دل میں ویرانی پریشانی چھائی تھی اسکی جگہ خوشیوں نے لے لی تھی۔۔

اچھا چلیں اتنی ایکسائیٹڈ ہوتے منتیں کر رہی ہیں تو میں ایک "
احسان کر ہی لیتا ہوں آپ پر۔" اسنے احسان کرنے والے انداز میں
کہا۔۔
زریش کا اسکے انداز پر قہقہہ جاندار تھا۔" اب بتاؤ بھی!" انہوں نے
مصنوعی گھوری سے نوازتے ہوئے اسرار کیا۔۔

ساحل نے انہیں دیکھتے اس نام کیلئے اپنے لب وا کیے
"روحاشاہ"
دوسرے لمحے زریش کے سر پر جیسے دھماکہ کر دیا۔۔
کیا؟؟؟" انہوں نے نا سمجھی سے اسے دیکھا جیسے غلط سنا ہو۔۔۔"
جی۔۔ روحاشاہ۔ اب بتائیں کیسی لگی آپکو؟ اور کب لا کر دے رہی ہیں،"
آئی مین کہ بیاہ کر لا رہی ہیں میرے لئے؟" اسنے ٹھہر ٹھہر کر کہتے
ابرو اچکائی۔۔
جبکہ اسکا نام لیتے نظروں میں وہ منظر گھوم گیا جب اسنے
اسکے گال کو سہلایا تھا اور وہ ہراساں سمٹ گئی تھی
اسکا وہ منظر آنکھوں میں گھوما جب وہ سرخ پتی کو اپنے شنگرفی لبوں
کے قید میں دبائے کھڑی تھی اسکے سامنے۔۔۔

اسے نہیں معلوم تھا وہ آکر اس پر ایسا کوئی قہر برپا کرے گی۔ وہ چھوٹی تھی پر اسکا ڈرنا، اسکی ادائیں، اسکا سہمنا، ہچکچانا کر جھجھکنا جان لیوا تھا۔۔ وہ کافی قریب سے یہ سب دیکھنا چاہتا تھا بغیر روک ٹوک کے۔۔

کیا ہوا آپ نے جواب نہیں دیا؟" مسلسل خاموش دیکھتے اپنی ماں" کو اسنے پوچھا۔

س۔۔۔ ساحل روحا تو چھوٹی ہے اور اسکی طبیعت بھی ٹھیک "

نہیں حجاب کا کوئی ارادہ نہیں اسکی شادی کروانے کا۔۔" کچھ لمحوں بعد بیٹے کے اس فیصلے کو بالکل نا سمجھتے ہوئے وہ بولیں۔۔

تب انہیں احساس ہوا کہ دوسرے لوگ کیوں اسکی بیٹی سے انکار کر رہے ہیں۔ وہ بھی تو یہی سوچ رہی تھی کہ وہ نازک جان خود کو سنبھالے گی یا اسکے بیٹے کو۔۔۔

ہر ماں یہی تو سوچ رکھتی ہے کہ اسکی بہو ایسی ہو جو کہ گھر کے ساتھ افراد کو ایک ساتھ باندھ کر رکھے محبت سے اور اسکے بیٹے کا خیال رکھے ایک مخلص ہمسفر کی طرح۔۔

آپ ڈیڈ کو بتا دیجئے گا میری پسند آگے آپ لوگوں کی مرضی اگر نا" پسند آئی تو کوئی بھی بیاہ لائیں مجھے زندگی گزارنی فار ملٹیز نبھانی ہیں نبھا دوں گا اچھے سے۔۔" وہ اپنی ماں کے ماتھے پر بوسہ دیتا انکے سر پر سوچوں کا انبار چھوڑ کر وہاں سے نکل گیا۔۔۔

زریش ہکا بکا بیٹھیں اسے سگریٹ سلگاتے وہاں سے جاتے ہوئے دیکھتی رہ گئیں۔۔

کیسے مانیں گے وہ تمہارے لئے ساحل! ایج ڈیفرینس کتنا ہے تم" دونوں کے بیچ اور وہ نازک سی جان کہاں اتنی بڑی ذمہ داری شادی کی نبھا سکے گی۔۔" وہ خود کلامی سے بولیں۔۔

جبکہ وہ اپنے روم میں آکر خاموشی سے لیٹ گیا تھا، اور چھت کو گھورتے ساتھ گہرے کش لگا رہا تھا۔۔

اسکا دل خالی ویران تھا، جانے کیسی کیفیت اس پر حملہ آور ہوئی تھی کہ اسکا پورا وجود بے حس لگ رہا تھا جیسے کچھ بچا نا ہو۔۔۔

وہ جانتا تھا اسکی ماں اسکی پسند کا سن کر شاکڈ ہوئی بیٹھی ہوں گی۔ اور یہ بھی اندازہ تھا کہ اسکی پسند کے بابت جان کر ہارون شاہ پر بھی دھماکہ ہو گا۔۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

"دریاب اچھا ہے۔۔ آپ ایک بار سوچ لیجئے گا۔۔"
وہ سب لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے تب متفکر بیٹھے صائم زیدی سے تقویٰ نے پاس بیٹھ کر کہا۔۔۔

وہ ہو گا اچھا اپنے لئے یہ یاد رکھیں مام اس بار میں یہ سب ہونے" نہیں دوں گا! اور معاف کیجئے گا آپ نے اس بیوقوف لڑکی سے میری بات کیوں طے کی؟ بغیر مجھے بتائے جانے آپ سب نے اتنا بڑا فیصلہ لے لیا مجھ سے پوچھنا گوارہ نہیں کیا کیوں؟؟؟؟" تقویٰ کی بات سن کر زندگی میں پہلی بار بری طرح اختلاف کرتے صمصام زیدی سرخ چہرے غصے سے کھڑا ہو گیا۔۔۔

صام یہ کس طرح اپنے کزن کے بارے میں بات کر رہے ہو؟؟""
تقویٰ کو اسکا لہجہ ناگوار گزرہ وہ ٹوکے بغیر رہ نا پائیں۔۔

یہ لہجہ اپنانے کیلئے مجھے انہوں نے مجبور کیا ہے ایک بار"
میری بہن آپ سب کے فیصلوں کی وجہ سے بہت کچھ جھیل
چکی ہے پر اس بار نہیں۔۔
آپ کہیں اور کر دیں اسکی شادی میں ایک بار بھی بیچ میں نہیں
آؤں گا۔۔پر یہ یاد رکھیں میں پھر ان سے رشتہ اپنی بہن کا ہر گز جوڑنے
نہیں دوں گا۔۔"وہ غصے سے دبے لہجے میں غرا اٹھا۔۔
اسکا غصہ ساتوں آسمانوں پر تھا صائم تقویٰ دونوں اسکے تیوروں پر
حیران ہوئے۔کچن میں کھڑی چائے بناتی توقیع کا دل دھڑکا
اٹھا۔

بھائی آہستہ بیٹھ کر ٹھنڈے دماغ سے بات کرتے ہیں آپ اس"
طرح غصہ نا ہوں۔۔"صارم اپنی ماں باپ کے چہرے پر تکلیف کے
آثار دیکھتے اپنے بھائی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر انہیں ریلیکس کرنے لگا۔۔

کیسے چپ ہو جاؤں میں ؟؟؟ تمہیں اندازہ ہے آج سے کچھ سال پہلے "
انہوں نے یہی فیصلہ لیا تھا نا؟ جانے کس بات کی جلدی تھی ڈیڈ کو اپنی
لاڈلی بیٹی کا نکاح اس وحشی سے کروا دیا۔۔
کیا دیا اسنے؟ منہ دکھانے کے لائق نا چھوڑا کسی کو۔۔ چھپ کر جانا پڑا
ماموں کو راتوں رات۔۔۔
پھر کس طرح آسکتے ہیں یہ پھر ہماری بہن کیلئے؟ کیسے بھول سکتے
ہیں اسکے بیٹے کا کیا دھڑا؟" وہ دھاڑ اٹھا۔۔

بس کرو صام!!" کب سے سنتے صائم زیدی اسے حد سے بڑھتے "
گستاخ لہجے کو دیکھتے گرج پڑے۔۔

صام نے لہوں نظروں سے سر جھٹکا۔۔ اور گہرا سانس بھرا۔۔

خاموش رہو صام وہ میری بیٹی ہے اسکا فیصلہ کرنے والی میں ہوں "
اور میرا شوہر! سائیں نے جو فیصلہ لیا تھا تو قسیع کیلئے تو وہ رب سے
پوچھ کر نہیں آئے تھے نا ہی وہ قسمت پڑھنا جانتے تھے کہ آگے وہ جا کر ایسا
کرے گا۔۔

یا تو قسیع کے ساتھ ایسا ہو گا۔۔
جو کیا وہ دلاور نے کیا اسکی سزا تم دریاب عرشیہ کو کیوں دے رہے ہو؟؟؟ انکا کیا قصور ہے؟" تقویٰ نے غصے سے اپنے بیٹے کے سامنے آتے پوچھا۔۔

وہ اپنی ماں کو دیکھ کر استہزائیہ ہنسا۔۔
ہونہہ! کیا فرق ہے دونوں میں؟؟ اگر اس دن دبئی ہوٹل میں" زیاف زیدی کی نظر آپکے بھائی کی بیٹی پر نا پڑتی تو آج وہ یوں سر اٹھا کر نا چل رہی ہوتی۔۔" تلخ آگ برساتے لہجے میں اسنے جیسے سب پر بم گرا دیا۔۔

کیا بکواس کر رہے ہو؟؟؟" صائم زیدی غرا اٹھے اس پر اگر بڑا بیٹا نا" ہوتا تو ایک زوردار تھپڑ اسے مار دیتے۔۔۔

مجھے معلوم تھا بکواس ہی لگے گا آپکو۔۔۔" وہ ہنسا۔"
صارم تو سرخ چہرے سے کھڑا اپنے بھائی کو دیکھ رہا تھا۔۔

جب صام زیدی نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر اپنا موبائل نکالا اور اس پر کچھ انگلیاں گھماتے ہوئے دو منٹ کے بعد اسکرین انکے سامنے کر دی۔۔۔

صائم تقویٰ صارم شا کی نظروں سے سامنے کا منظر دیکھ رہے تھے جہاں برج العرب ہوٹل کی لفٹ سے نکل کر وہ باہر آئے تھے۔۔

بلاشبہ وہ کوئی اور نہیں عرشیہ ہی تھی۔۔۔

تقویٰ نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ دیئے۔۔ صائم زیدی صارم نے نظریں پھیر دیں۔۔ وہ غیرت مند لوگ تھے اپنی عزت کو دوسروں کے بازوؤں میں کیسے دیکھ لیں۔۔

کچھ سوچتے ہی تقویٰ نے صام سے موبائل جھپٹ کر اسکا وہ ویڈیو ڈیلیٹ کر دیا کہ کہیں اسکے بھائی کو نا دیدے۔۔

"یہ سب دکھانے کا کیا مطلب ہے تمہارا؟ اسکے پیچھے کوئی وجہ بھی ہو سکتی ہے۔ میں اپنی عرشیہ کو جانتی ہوں وہ معصوم ہے۔۔۔

میرا یہ دکھانے کا مطلب یہی ہے کہ نا یہ لڑکی کسی بھی طرح"
میرے لائق ہے جس سے آپ مجھ باندھ رہی ہیں اسے اپنی کردار آبرو کا
ہوش نہیں۔۔
ناہی اسکا بھائی میری بہن کے لائق ہے۔۔کیونکہ ایک کے نام کر کے
میں انجام دیکھ چکا ہوں۔۔دوسری بار اپنی بہن کے ساتھ وہ سب ہوتے
نہیں دیکھ سکتا۔۔"وہ سخت سرد لہجے میں گویا ہوا۔۔

صائم زیدی جس گرج سے اٹھے تھے اتنی ہی خاموشی سے بیٹھ گئے۔۔انہوں
نے توقیع کا نکاح دلاور سے بچپن میں اسلئے کر دیا تھا کیونکہ وہ مکافات
عمل سے ڈرتے تھے۔اپنے معصوم پھول کے ساتھ وہ سب نہیں ہوتے دیکھ
سکتے تھے جو انہوں نے اپنی ہمسفر کے ساتھ کیا۔
جسکے لئے وہ آج تک خود کو معاف نہیں کر پا رہے تھے۔۔
پر دلاور کے غلط راہوں اٹھائے قدموں نے جو انجام دکھایا نا صرف وہ اپنی
جان سے ہاتھ دھو بیٹھا بلکہ انکی بیٹی کے ساتھ وہ ہوا جو وہ نہیں چاہتے تھے۔۔
وہ اس سے منسوب تھا۔کیا کچھ نہیں جھیلنا پڑا تھا انہیں۔۔۔

تو تم کس کو دو گے اپنی بہن؟ کیا ساری زندگی ایسے بٹھائے رکھو گے؟؟""
گہرا سانس بھر کر تقویٰ نے اس سے پوچھا۔

جسے بھی دوں گا وہ کم از کم دریاب خان سے اچھا ہی ہو گا۔ اور میری بھی فکر"
مت کریں میں اپنے لئے اپنی ہمسفر خود تلاش کروں گا۔" اسنے اپنے ماں
باپ کو حتمی فیصلہ سنایا۔۔

صارم بھائی کو دیکھتا باپ کے پاس بیٹھ گیا۔۔
ڈیڈ پریشان مت ہوں پلیز" وہ انہیں حوصلہ دینے لگا صائم نے"
مسکراتے اپنے اس بیٹے کو دیکھا۔۔

تو تم کیا چاہتے ہو صمصام کہ میں اپنے بھائی سے رشتہ توڑ دوں؟"
ایک کی غلطی کی سزا میں دوسروں کو دوں؟ وہ پہلے سے اتنی
تکلیف میں ہیں محض تمہاری ناپسندگی کی وجہ سے میں انہیں اور
تکلیف دوں؟؟؟" تقویٰ نے بمشکل بھرائی آواز دبا کر کہا۔۔

وہ دیکھ چکی تھی اسکا بھائی رشتہ مانگتے اسکی آنکھوں میں نہیں دیکھ رہے تھے، نا ہی وہ سر اٹھا رہے تھے۔ وہ انہیں جواب دے کر کیا توڑ دے دانیال خان کو؟؟؟؟

اسکا ہنستا قہقہہ لگاتا بھائی تو کہیں کھو گیا تھا، ایک معمولی سی امنگ کے سہارے جی رہا تھا، کیا انہیں ٹھکرا کر وہ انہیں خود سے جدا کر دے۔۔

صائم اپنی بیوی کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر غصے سے جیسے پاگل ہو گئے۔۔

تم ہوتے کون ہو میری بیٹی کا فیصلہ کرنے والے؟؟؟ میں ابھی زندہ ہوں" صمصام زیدی۔۔ میں نے صرف تمہیں تمہاری زندگی کے اختیارات دیئے ہیں اپنی بیٹی کے نہیں۔۔

میں باپ ہوں اسکا اور میں فیصلہ کروں گا کہ وہ کس کو دوں، اسکا ہمسفر کس کو چنوں گا۔۔ تم جاؤ اپنے اسٹینڈرڈ کے حساب سے اپنی بیوی لے آؤ۔۔

میں دریاب خان کو اپنے داماد کے روپ میں قبول کرتا ہوں اگر تمہیں کوئی تکلیف یا آبجکشن ہے تو وہ تمہارا سر درد ہے۔۔" ایک بازو اپنی بیوی کے کندھوں کے گرد ڈالے انہوں نے اٹل فیصلہ سنایا۔۔۔

آپ کے کہنے سے ڈیڈ میں اپنے بڑے بھائی کے عہدے سے "
دستبردار نہیں ہوں گا۔۔ میں نے اسے اپنی بیٹی کی طرح پالا ہے سینے سے
لگا کر۔۔ ایسے اٹھا کر کسی بھی ایرے غیرے کے حوالے نہیں کروں گا۔۔
اگر یہاں سے اسکی بارات جائے گی تو دوسری آئے گی۔۔
اور وہ بارات دریاب خان کے گھر سے آئے گی محض میری بہن کی
خوشیوں کی ضمانت بن کر۔
اگر آپ دیں گے دریاب خان کو رشتہ تو مجھے عرشیہ خان کا رشتہ
چاہیے بطور ضمانت اور یہ میرا بھی آخری فیصلہ ہے۔۔"وہ
آگ برساتے لہجے ضدی اٹل جنونی انداز میں کہتا وہاں سے لمبے
ڈگ بھرتا ہوا نکل گیا۔۔۔
پیچھے سب کو سن کر گیا۔۔۔

یہ پاگل تو نہیں ہو گیا میں اپنے بھائی کی بیٹی اسے ضمامت بنا کر "
دوں؟" تقویٰ کی سرسراتی ہوئی آواز گونجی۔۔

صارم سکتے میں تھے صائم زیدی اپنی بیوی کو سنبھال کر ابھی کچھ کہتے تبھی لاؤنج میں توقیع داخل ہوئی۔۔

مام ابھی حجاب آنٹی کی طرف سے کال آئی ہے،، کل انکے گھر" قرآن خوانی ہے ہم سب کو بلایا ہے۔۔ کہہ رہی ہیں سب آئیں وہ ملنا چاہتی ہیں سب سے۔۔" توقیع کے لہجے کے بھاری پن سے لگ رہا تھا کہ وہ کافی رو چکی ہے۔۔

چائے کی ٹرے رکھتے اسنے جھکی آنکھوں سے کہا۔۔
ابھی وہاں سے بھاگ کر نکلتی اس سے پہلے ہی صارم نے ایکدم اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔۔
بھائی مجھے جانا ہے نیند لگی ہے۔۔" اسکی آواز پھر بھر آئی۔۔"

صائم نے آہستہ سے صارم سے اسکا ہاتھ لیکر اپنی گرفت میں لیا اور اسے قریب بلا کر اپنے آغوش میں چھپا لیا۔۔
جہاں انکے سینے سے لگتے وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔۔

ڈیڈ پپ۔۔پلیز بھائی کو ہرٹ نا کریں پلیز۔۔"وہ انہیں دیکھتی ہوئی"
بولی۔۔
تو کیا تمہاری مام کو بھلے ہرٹ کریں؟؟"صائم زیدی نے اسکے آنسوؤں"
صاف کرتے سر چوم کر پوچھا۔۔
نہیں مام کو بھی نہیں، کسی کو بھی ہرٹ نا کریں مجھے چھپا دیں کہیں مجھے"
نہیں شادی کرنی کسی سے۔۔"وہ روتی ہوئی بولی صائم زیدی نے اپنے جگر گوشے
کو سینے سے لگا لیا۔۔۔

روتے نہیں میری بلی کچھ نہیں ہوگا۔۔۔ان شاءاللہ اللہ پر یقین رکھو"
سب بہتر ہوگا۔۔"صارم اسکے قدموں میں آکر بیٹھتا پیار سے
بولا۔۔ تقویٰ نے بھی اسکے سر پر بوسہ دیا تو وہ اپنی مام کے سینے سے لگ گئی۔

آئی ایم سوری مام میری وجہ سے بھائی نے آپ سب سے ایسے"
بات کی۔۔"وہ خود اپنے بھائی کی طرف سے معذرت کرنے لگی۔۔

ڈیڈ یہ بلیلاں غدار ہوتی ہیں۔۔مجھ سے تو کوئی پیار ہی نہیں کرتا۔۔""
صارم مصنوعی ناراضگی سے کہتا منہ موڑ گیا۔

اسکی بات سنتے انداز کو دیکھتی تو قسیع ناچاہتے ہوئے بھی ہنس پڑی۔۔
البتہ تقویٰ کا دماغ عرشیہ کی کلپ پر الجھا ہوا تھا۔

"اتنی نفرت تمہیں مجھ سے صمصام زیدی کہ میں تمہاری نظر
میں صرف تمہاری بہن کی خوشیوں کی ضمانت کی حیثیت رکھتی
ہوں؟؟؟؟"
اپنے موبائل پر سس کیلئے بیچ سے گاڑی موڑ کر واپس آئی عرشیہ گھر کی
کوریڈور میں پہنچ کر ابھی لاؤنج میں قدم رکھنے والی ہی تھی کہ صمصام زیدی
کے نفرت و حقارت میں ڈوبے الفاظ سنتی وہ کب کی بت ہو گئی
تھی۔۔

ہوش تو اسے اب آیا تھا جب چاروطرف اندھیرا پھیل چکا
تھا نا صرف آس پاس بلکہ اسکی ذات کے گرد بھی۔۔
اسکے رومال تھمانے پر جو خوش فہمی سے دل دھڑکا تھا۔۔
بہت بری طرح نوچ کر سینے سے صمصام زیدی نے اسے اپنے بھاری بوٹوں
تلے کچل دیا تھا۔۔

ناصرف عرشیہ کا دل بلکہ اسکی ذات وہستی۔۔

اسے اپنی پھپھو پھوپھا کی نظروں میں گرادیا، اسکے دوستوں کی نظروں میں گرادیا۔۔حالاں کہ سچ وہ بتا چکی تھی اسے سچ میں حقیقت کا نہیں معلوم تھا۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

وہ گھر آئی کتنا روئی اسے اندازہ نہیں تھا، دریاب اسے کھانے کیلئے بار بار بلا چکا تھا پر اسنے انکار کر دیا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ابھی جائے اور صمصام زیدی کا منہ نوچ کر شوٹ کر دے۔
وہ اتنی گولیاں اسکے سینے میں مارے اتنے تھپڑ مارے اسکے منہ پر جتنے اسکے آنسوؤں گرے تھے۔ وہ اپنی تڑپ اپنی بے چینی اپنی اذیت کا پورا حساب لے۔

عائشہ کھانا لیکر اندر آئیں اور اسے ماں بیٹے نے زبردستی کھلایا۔۔
اسکا چہرہ بے تحاشہ سرخ تھا، اور اسے جب اندرونی تکلیف پہنچتی تھی وہ فوراً سے بخار میں آجاتی تھی۔ اس وقت بھی وہ تپ رہی تھی۔۔
دریاب عائشہ متفکر ہو گئے۔ دریاب ڈاکٹر کو لینے چلا گیا تھا۔
عائشہ اسے پاس بیٹھی تھیں۔
ڈاکٹر آئی اسکا چیک اپ ہوا، اور اسے اسٹریس ٹینشن فری رکھنے کی ہدایت کرتے دوائی دیکر چلی گئیں۔

عائشہ دریاب دونوں سخت پریشان ہوئے، انہوں نے پوچھا تو اسنے "بھائی کی یاد آرہی ہے" کہہ کر ٹال دیا۔ دریاب نے کتنی دیر اسے سینے سے لگائے رکھا کتنی دیر اسے چپ کرواتا رہا، پر اسکے اندر صمصام زیدی کا جو زخم لگایا تھا مزید رسنے لگا تھا۔ نا وہ اپنا درد بیان کر سکتی تھی نا ہی تکلیف۔۔

وہ کیسے خوش فہم ہو کر اس انسان کے بارے میں یہ سوچ کر بیٹھ گئی کہ وہ اسکا راز 'راز ہی رکھے گا۔ اسکی غلطی کو معاف کر دے گا۔ وہ اسکی

اتنے دن کی خاموشی کسی کو نا بتانے پر جتنی خوش تھی پر آج اسکا سارا بھرم ٹوٹ گیا۔۔

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کچھ کر دے صام کی اس حرکت پر۔۔
کیا میری ویلیو میری اہمیت میری ذات اسکی نظر میں "
صرف ایک ضمانت کی ہے؟؟" وہ جتنا سوچتی اتنی ہی تکلیف ہوتی اسے۔۔۔

عشی بیٹا بس کرو میری جان،، تم تو اپنی ماں کو حوصلہ دیتی ہو، آج پھر "
خود یوں ٹوٹ کر مجھے تکلیف دے رہی ہو۔۔" عائشہ اسکے آنسوں صاف کرتی اسکا سر اپنی گود میں رکھ کر ماتھا دبانے لگی۔۔
عرشیہ کو واقعی اس پل سر میں شدید درد ہو رہا تھا۔ دریاب دوائی لینے چلا گیا تھا۔

مام کیا ہر بار لازمی ہے لوگ ہمیں اذیت دیں؟" چہرہ اپنی ماں کی گود "
میں صاف کرتی وہ بھاری بھیگی آواز میں بولی۔

عائشہ چونکیں۔۔"کیا ہوا عشی بیٹا سب ٹھیک ہے نا؟ کسی نے کچھ کہا ہے؟ اپنی مام سے چھپا رہی ہو عشی؟"وہ بے چین ہوا ٹھیں۔۔

کچھ نہیں کہا کسی نے بس میرا دل درد کر رہا ہے۔۔"اسنے ہچکی دبائی۔" مام کیا میں بری ہوں؟؟"وہ پھر سوال کرتی اپنی ماں کا چہرہ دیکھنے لگیں جنکا چہرہ اسکے سوال پر ایکدم فق پڑ گیا تھا۔۔

دماغ ٹھیک ہے تمہارا عشی کیوں تم بری ہو گی؟ دانیال خان کی بیٹی ہو تم،،" تمہارے باپ کی گاؤں میں اسکے علاوہ شہر میں بھی کتنی عزت ہے۔۔"اسکا ماتھا چومتے سر پر ہلکی چپت مار کر انہوں نے گھورا۔

ہونہہ!مام ہوا کرتی تھی ڈیڈ کی عزت،، پر وہ گیا سب کچھ چھین کر لے" گیا۔ بلکہ اسکے نام کے حوالے سے تو لوگ ہم سے نفرت کرتے ہیں۔ آپ نہیں جانتی یہ منہ پر میٹھے بول بولنے والے اندر کے سیاہ سانپ ہوتے ہیں۔۔"وہ کہہ کر پھر سے سسک اٹھی۔

عرشیہ کیا ہوا میری بچی؟؟ کسنے تمہیں دلاور کے حوالے سے سنایا" ہے مجھے بتاؤ۔۔"عائشہ بہت مشکل سے اسے سنبھالنے لگیں پر وہ سنبھلنے کے بجائے مزید بکھر رہی تھی۔۔

کون نہیں کہہ سکتا؟؟؟ سب کو تو معلوم ہے دلاور خان میرا بھائی" ہے دانیال خان کا بیٹا ہے۔۔۔"وہ تلخ ہوئی۔

عرشیہ بس کرو بیٹا اس بات کو ختم کرو! بتاؤ کس نے کچھ " کہا ہے؟ مجھے بتاؤ؟؟؟"وہ اسے سنبھالنے لگی پر عرشیہ خاموش ہو کر تکیے پر سر رکھ کر کروٹ بدل گئی۔۔

عائشہ اسکی پشت دیکھتیں اسکے پاس آکر بالوں میں انگلیاں پھیرتیں اسے آرام دینے لگی۔ پر اسے کیسے آرام آسکتا تھا جب تک وہ صمصام زیدی کو بے سکون نا کر دے۔۔

مام!!!"چند ثانیے بعد وہ انہیں پکارنے لگی۔۔"

ہوں!!"عائشہ تو چاہتیں تھیں کہ وہ کچھ بولے کچھ درد ہلکا کرے، وہ ہمہ تن گوش تھیں۔ پور پور بیٹی کی تکلیف پر سماعت بن گئیں تھیں۔۔ "جلدی سے جواب دیا اسے۔۔"بولو میں سن رہی ہوں۔۔

مام آپ لوگ کیوں گئے تھے پھپھو والوں کے پاس آج؟"وہ سوال کر کے اپنی ماں کا چہرہ دیکھنے لگیں جن کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔۔
تمہیں معلوم ہے نادر یاب توقیع کو پسند کرتا ہے اسلئے تمہارے بھائی کی خوشی کے لئے تقویٰ سے بات کرنے گئے تھے۔۔"وہ خوشی سے بتانے لگیں۔۔

عرشیہ نے انکا چہرہ جانچا۔۔
کیا بس یہی؟؟؟"اسنے سوال کیا۔"
مسکراتی عائشہ نے اسکا چہرہ غور سے دیکھا۔"ہاں ہم تو اسلئے گئے تھے پر۔۔"۔
پر؟؟؟"اپنی ماں کی بات ادھوری چھوڑنے پر عرشیہ نے پوچھا ساتھ ہی اٹھ کر بیٹھی۔

انہوں نے کہہ دیا کہ تمہارے لئے صمصام کو انہوں نے بچپن سے سوچا ہے۔۔اور تمہیں معلوم تو ہے کتنا چاہتی ہیں تمہیں تمہاری پھپھو! یہ

بھی تو طے ہوا تھا پہلے دلاور کے نکاح کے ساتھ کہ تم صمصام کی دلہن بنوں گی اسلئے وہ اپنی بات پر قائم ہیں آج بھی۔۔"عائشہ نے اسے ساری بات بتائی۔

جسے سن کر عرشیہ نے گہرا سانس اپنے اندر کھینچا۔
کیا تمہیں تکلیف ہوئی ہے عشی اس سے؟؟؟"عائشہ نے اپنی بیٹی کا" پیارا سا چہرہ ہاتھوں میں بھرا جو رو کر سرخ بھیگا ہوا تھا۔۔۔
کیوں؟ نہیں ہونی چاہیے؟؟؟"اسنے چبھتے لہجے میں پوچھا"
عرشیہ!!"عائشہ نے اسکے چہرے کا رخ اپنی طرف کیا۔"
بیٹا کیا خرابی ہے صمصام میں؟ اتنا اچھا ویل ایجوکیٹڈ، سنجیدہ" بااخلاق ہے۔۔"انکا دل دھڑکا۔۔

واؤ مام! یہ گریٹ ہے۔۔ آپکا وہ پرفیکٹ مین اگر بااخلاق باتمیز باکردار" ایجوکیٹڈ ہے تو میں کیا ہوں؟؟؟ میری رضا میری خوشی کہاں ہے؟؟ کیا آپ نے ایک بار بھی اس سے پوچھا کہ وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے یا نہیں۔
یا یہ پوچھا اس سے کہ میں اسکی بیوی کے قابل ہوں یا نہیں؟؟

اسے چھوڑیں کیا میں آپکو بکری یا گائے دکھتی ہوں جو آپ مجھے اٹھا کر اس سے باندھ دیں گی جسکی صورت دیکھنا گوارہ نہیں کرتی۔۔

آپ لوگوں نے فیصلہ تو کر لیا پر جنہیں زندگی گزارنی ہے کیا ان سے پوچھا؟؟؟

میں اتنی گئی گزری ہوں کہ اٹھا کر اس ایڈیٹ سائیکو مین کے حوالے مجھے کر دیا۔۔

وہ ایک نفسیاتی ہے اپنی ذات کی نفسیات میں گھرا ہوا شخص ہے۔۔اسے اپنے علاوہ سب نیچ گرے ہوئے لگتے ہیں اور ایسے نفسیاتی انسان سے آپ نے سوچ بھی کیسے لیا میں شادی کروں گی؟؟؟

اگر آپ اسکی جگہ اپنے کسی کمتر کزن کے بیٹے سے مجھے باندھ دیتں تو میں افف تک نا کرتی پر آپ نے مجھے دو کوڑی کا کر دیا اس شخص کے سامنے جو بے انتہا نفرت کرتا ہے مجھ سے۔۔۔

مجھے ضمانت بنا رہی ہیں توقیع کی خوشیوں کی؟ یا توقیع کو ضمانت بنا کر لا رہے ہیں میری خوشیوں کی؟ پہلے آپ یہ کلیئر کر دیں۔۔

وٹہ سٹہ اس شخص کے ساتھ جو ذرا سی چوٹ بہن پر آئے تو آسمان ایک کر دیتا ہے اس شخص سے کون سی امید رکھ کر آپ اپنی بیٹی دے رہی ہیں اسے؟" وہ رونے لگی پر بری طرح برستے آنسوں رگڑ کر پھر سے بولی۔۔۔

ہمارا قصور یہ ہے مام کہ ہم سب سے ہنس کر بات کرتے ہیں۔ ہم اگر ایسے " ایٹیٹیوڈ رکھتے ایسے ہی سب کو جوتی کی نوک پر رکھتے تو آج ہم پر بھی ایسے الفاظ نا اٹھتے۔۔

پر ہم نے ساری زندگی ہنسی خوشی سے گزاری سب کو مسکرانے کی کوشش کی۔۔

پر ایک تلخ حقیقت یہ ہے کہ لوگ ہمیں کوئی گرا ہوا، کوئی عام چٹکیوں میں اڑانے والا، بدکردار جانے کیا کیا سمجھنے لگتے ہیں۔۔

اگر میرے بھائی نے ایسا کیا تو اس میں ہم دونوں کی کیا غلطی ہے۔۔؟؟ ہم کہاں سے بدکردار ہو گئے؟ ایک کی سزا سب کو کیوں؟ وہ سزا بھگت چکا، مر کھپ گیا ابھی تک کیوں اسے معاف نہیں کر رہے یہ لوگ؟ اگر معاف نہیں کر رہے تو یہ انکا انکے رب کا معاملہ ہے ہمیں کیوں بیچ میں گھسیٹ رہے ہیں؟ کیا ہمنے دلاور سے کہا تھا یہ سب کرنے کیلئے؟" چیخ کر بات ختم کرنے کے ساتھ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔

عائشہ سکتے میں بیٹھی تھیں۔ "کیا صمصام نے تم سے کچھ کہا ہے؟" اپنی بیٹی کا رخ اپنی جانب موڑتے اسکا چہرہ اوپر اٹھایا۔۔

عرشیہ انکی آنکھوں میں دیکھتی اپنا چہرہ صاف کرنے لگی۔۔
صرف اتنا کہنا چاہتی ہوں کہ میں قربانی کی بکری نہیں بنوں گی۔۔۔"
اگر آپ دریاب کیلئے توقیع کو لانا چاہتی ہیں تو عرشیہ اس گھر میں نہیں جائے گی بس۔۔۔"وہ کہہ کر بات ختم کرتی بلینکٹ سر تک اوڑھ کر آنکھیں تکلیف سے میچ گئی۔۔

عائشہ تو جہاں تھیں وہیں بیٹھی کی بیٹھی رہ گئیں۔۔ان میں اتنی ہمت نہیں بچی تھی کہ وہ اپنی بیٹی کو اٹھا کر سینے میں بھینچ لیں۔۔
ہر بات کا اختتامی موضوع اور تکلیف دہ قصوروار پہلو "دلاور خان" تک ہی آکر رکتی تھی۔۔
دریاب دوائی لیکر آیا تب تک وہ سو چکی تھی پر اسکے تپتے بخار میں پھینکتے وجود کو دیکھتے دانیال خان خود آکر اسکے پاس بیٹھے اور اسکے ماتھے پر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھنے لگے۔۔
عائشہ خاموش لب بیوست تھیں، دریاب پاس بیٹھا اسکے ہاتھ سہلاتا تو کبھی سر سہلا کر اسکے چہرے کو دیکھتا۔

وہ تینوں کے تینوں بے چین تھے اسکے لئے۔۔اور وہ اس بدگمانی میں تھی کہ اسے کوئی پیار نہیں کرتا۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

"میم!! میم رکیں کہاں جارہی ہیں میم۔۔"
اچانک غصے سے گلاس ڈور دھکیل کر سیاہ پاجامے پر لانگ بلڈ ریڈ ٹخنوں کو چھوتی شرٹ گلے میں پہنے دوپٹے، سنہری بالوں کی پونی ٹیل، اونچی ہیل والی وہ خوبصورت سنہری گڑیا اپنے غصے سے رکھے پہلے قدم سے ہی سب کو اپنی طرف متوجہ کر چکی تھی۔۔

ریسیپشن پر کھڑی لڑکی بوکھلا کر خوفزدہ ہوتی اسکے پیچھے بھاگی۔۔
وہیں رکو!" اسے اپنے پیچھے آتے دیکھ کر وہ اس پر چلائی۔ وہ لڑکی اسکے چلانے" پر ڈر گئی۔
دیکھیں سر اہم میٹنگ میں ہیں آپ ابھی ویٹنگ روم میں"
جائیں میں سر کو انفوم کرتی ہوں وہ ہمیں اجازت دیں گے تو میں آپکو بھیج دوں گی پر پلیز اس وقت شور مت مچائیں ابرو ڈیم وزٹ پہ

ہے۔۔"وہ اس سے پروفیشنل مگر منت بھرے لہجے میں بولی۔جسے دیکھ کر عرشیہ ہنسی۔۔

اسنے اسکی ساڑھی کے سامنے لگے نام پلیٹ کو دیکھا۔
یہ صمصام زیدی کا آفس سے نا؟؟"اسنے سرسری سی نظر نیچے" فرسٹ ہال پر ڈالی۔اسکے مغرور انداز کی طرح اسکی بلنڈنگ اسکا آفس کی سجاوٹ بھی کافی مغرور اور لوگوں کے ہوتے ہوئے بھی سناٹا چھایا ہوا تھا۔

اسنے نوٹ کیا تھا،صرف اسکی آواز کے علاوہ اس لڑکی آواز بھی سرگوشی نما تھی۔
سامنے لائن میں کتنی ہی لفٹ موجود تھیں،جنکے اوپر بورڈ لگا ہوا تھا کہ کون کس فلور پر جائے گی۔انکے بیچ والی اسپیشل لفٹ تھی جسکے اوپر باس آفس بورڈ لگا ہوا تھا وہ دیکھ کر سمجھ گئی کہ وہ لفٹ صمصام زیدی کی آفس تک جاتی ہے۔۔

تائشہ! تم صمصام زیدی کی آفس کی ریسیپشن گرل ہو کیا تم پر سوٹ کر رہا" ہے یہ منت بھرا لہجہ؟" اسنے تھوڑا ناک سکوڑنا سپند گی کا اظہار کرتے کہا۔

اوکے میم آپ مائنڈ نا کریں میں اپنا رویہ چینج کرتی ہوں آپ بس" ویٹنگ روم میں تھوڑا انتظار کر لیں سر سے پرمیشن لیکر آپ کو اندر بھیج دیا جائے گا۔" اب کی بار وہ معذرت خواہانہ انداز میں کہتی پروفیشنل ہو گئی۔

اور اسے ایک جانب ویٹنگ روم کا اشارہ دیا۔۔
میں اسکی کزن ہوں!" وہ ناگوارتی سے بولی جیسے یہ حوالہ پسند نہیں تھا پر" مجبوری۔
سوری میم پر! یہاں سر کے برادر بھی آتے ہیں تو سر کی پرمیشن پر آپ کو" تعارف کی ضرورت نہیں ہم جانتے ہیں۔۔ پر سر اپنے کام میں اپنوں کی مداخلت برداشت نہیں کرتے۔۔" اس لڑکی نے ہری جھنڈی دکھائی۔۔

شٹ اپ سمجھی بھاڑ میں جائیں تمہارے صاحب کے رولز"
اور کام۔۔۔"جانے کب سے ضبط کیا ہوا غصہ ایک دم عود آیا وہ غصے سے
چیخی۔۔

ی۔۔یہ کیا ہو رہا ہے۔۔"عرشیہ کی چیخ و دھاڑ سنتی مینجر ایکدم"
بوکھلا کر وہاں پہنچی۔
عرشیہ نے پینٹ کوٹ میں اس مرد نما عورت کو دیکھا۔
میم یہ سر کی کزن ہیں اور ان سے ملنا چاہتی ہیں پر نا سر کی پرمیشن"
ہے نا ہی وہ اس وقت فری ہیں انکا آرڈر ہے انہیں ڈسٹرب نا کیا
جائے میں ان سے کہہ رہی ہوں یہ تھوڑا۔۔

اومائی گاڈ!!!"عرشیہ کو ایکدم آفس کی طرف جاتی لفٹ میں"
داخل ہوتے دیکھ کر وہ دونوں خوف سے بوکھلا گئیں۔۔

پر تب تک وہ جا چکی تھی اور لفٹ بھی بند۔۔انہوں نے ایک
دوسرے کو گھبراتے ہوئے دیکھا۔۔

مینجر جو کہ ایک لیڈی تھی اسکا بی پی ہائے ہو گیا، پر وہ پھر بھی خود کو سنبھالنے لگیں۔۔ جانتی تھیں اپنے کام سے لاپرواہی پر صمصام زیدی سیدھا فارغ کرتا تھا کوئی ایکسکیوز نہیں سنتا تھا۔

وہ سب سے الگ اور سخت تھا کام کے معاملے میں، اسے کام سے مطلب تھا انکے ایکسکیوز سے نہیں۔۔

اب وہ دونوں پریشان تھیں۔۔ گارڈ کو اسلئے نہیں بلایا تھا کیونکہ اس وقت آفس میں وزٹنگ ٹیم موجود تھی جو کہ ورکر کو دیکھ رہی تھی ماحول جانچ رہی تھی۔ ایک کے ساتھ صمصام زیدی میٹنگ میں تھا۔۔ ایسے میں اگر وہ گارڈ بلا کر لڑکی کو باہر نکالتی تو تماشا ہو جاتا اور وہ پہلی فرصت میں نوکری سے فارغ۔۔

اس لڑکی کا ایٹیٹیوڈ بھی تو بہت تھا اور تیور خطرناک۔۔۔

مسٹر صمصام زیدی!" آفس روم میں بیٹھے وہ آمنے سامنے میٹنگ " میں مصروف کچھ پراجیکٹ پر اہم ڈسکس کر رہے تھے اسی وقت عرشیہ ڈور دھکیل کر طنزیہ اسکا نام پکارتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔۔

ناصرف صمصام زیدی نے چونک کر حیرت سے اپنی نیلی اوشن آنکھیں سامنے اٹھائی تھیں بلکہ اسکے ساتھ وہاں موجود باقی ہستیوں نے بھی اسکی سمیت گردن موڑی۔۔

آں ہاں شکر آپ یہاں موجود ہیں مجھے آپ تک پہنچنے میں زیادہ" تگ ودو نہیں کرنی پڑی۔۔
معلوم ہے ساری رات نیند نہیں آئی دل بس حساب بے باک کرنے کیلئے چاہ رہا تھا۔ سو مجھ سے رہا نہیں گیا کلاس بینک کر کے گاڑی لیکر یہاں پہنچ گئی آپکو سرپرائز کرنے۔۔" وہ اپنی ازلی انداز میں سنہری بالوں کی لٹ کو ملائم سرخ و سپید کان کے پیچھے اڑستی ہوئی مدھم مسکراہٹ کے ساتھ اردو میں بولتی اندر داخل ہوئی۔
جبکہ سامنے بیٹھے وجود اٹالین، انگلش فرنچ لینگویج سے واقفیت رکھتے تھے۔۔اس سنہری گڑیا کی زبان سمجھنے سے قاصر تھے البتہ اسے سر سے پاؤں تک ضرور دیکھا تھا۔

اور پاکستانی بیوٹی کو دیکھتے وہ ششدر بھی ہوئے تھے۔ کیونکہ سامنے موجود لڑکی ہوش اڑانے کیلئے کافی تھی۔۔

ایکسکیوز میں جینٹلمینز! کیا آپ ہمیں دو منٹ کا وقت دینا پسند کریں" گے اسکے بعد میں چلی جاؤں آپ اپنی میٹنگ کنٹینیو رکھیئے گا۔" وہ صام کی سرخ ہوتی آنکھوں ماتھے پر نمودار ہوئے بل کو نظر انداز کرتی ان لوگوں سے انگلش میں مخاطب ہوئی بولی۔۔

نو پرابلم۔۔ وائی ناٹ!" وہ صمصام سے کہتے خوش دلی سے مسکرا کر وہاں سے" ایک منٹ میں نکل گئے۔۔۔
صام سرد تند نگاہیں سامنے کھڑے وجود پر گاڑھے موبائل اٹھا کر دوسری طرف اپنی مینجر کو ہدایات دینے لگا انہیں ویٹنگ روم میں بٹھانے کیلئے۔۔

یہ کیا حرکت تھی عرشیہ دانیال خان اسکا جواب دو گی" مجھے؟؟؟" موبائل رکھتے وہ اپنی چیئر چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔

بھڑک کیوں رہے ہیں؟ اس میں ایسی تو کوئی بات نہیں ہوئی شاہ"
جہان جس سے آپکی شان، عزت ایٹیٹیوڈ اسٹینڈرڈ کمی آگئی ہے؟" وہ
طنزیہ بولی۔۔
صام نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔

یہاں آنے کی وجہ ؟؟؟ یہ تمہاری پھپھو کا گھر نہیں ایٹلیسٹ اس"
بات کو اپنے دماغ رکھ کر پھر اس عمارت میں قدم رکھتی! کہ
یہ صمصام زیدی کا آفس ہے۔۔" ڈارک میرون پینٹ کوٹ پر
بلیک شرٹ، بلیک ٹائی لگائے وہ اسکے مقابل آکر کھڑا ہو گیا
تھا۔۔۔

کیا سمجھتے ہو تم خود کو صمصام زیدی ؟؟؟ کیا لگتا ہے تمہیں کہ میں"
یعنی عرشیہ خان تم پر مرتی ہے؟؟
یہی خوش فہمی ہے نا آپکو ہاہاہا۔۔" وہ استفسار کرنے کے ساتھ قہقہہ لگا اٹھی۔۔

میں ایسی خوش فہمیاں نہیں پالتا۔۔" وہ سرد سپاٹ انداز"
میں بولا۔

پھر کس وجہ سے تمنے میرے خلاف وہ سب بکواس کی؟؟؟؟"
ہو کیا تم؟؟؟ میں بتاتی ہوں تم کیا ہو۔۔۔
میں جو یہ جوتا پھینکتی ہوں اسکی خاک برابر نہیں ہو۔۔ تھوکتی ہوں
میں تم پر تمہاری ہستی پر۔۔
ہاں میں ہوں بدکردار لڑکی، گری ہوئی لڑکی۔۔ وہ ساری میری پلاننگ تھی
اس لڑکے کی بانہوں میں جانے کی۔۔ پر تم ہوتے کون ہو مجھ پر باتیں کرنے
والے میرے کردار کی دھجیاں بکھیرنے والے۔۔
تمہیں کیا لگتا ہے تمہارے ساتھ رشتے کا مجھے معلوم پڑتا تو میں
خوشی سے پاگل ہو جاتی کہ ایک اپنی ذات کے نفسیات میں پاگل شخص
ایک سائیکو مین سے شادی کر کے میں خوش ہوتی۔۔" وہ اس
پر اچانک حلق کے بل چلائی کہ اپنے بارے میں اسکی اچانک
بکواس سنتے صمصام زیدی کا دماغ گھوم گیا۔۔

شٹ اپ !!!!!" وہ بپھر کر ایکدم غرایا۔۔ اسکے دماغ کی رگیں پھول گئی، خون"
غصے میں جوش میں آتا رگوں میں ٹھوکریں مارنے لگا۔۔

یو جسٹ شٹ اپ !!!حقیقت کڑوی ہی ہوتی ہے صمصام زیدی پر"
حقیقت یہی ہے کہ تم ایک نفسیاتی انسان ہو تمہیں نفسیات کے ماہر کو
دکھانا چاہیے تا کہ وہ تمہاری آنکھوں سے خوش فہمی کی پٹی اتارے۔۔
تمہاری ذات سے اونچی ذاتیں ہیں۔۔ صمصام زیدی سے بڑھ کر موجود ہیں۔۔
دنیا صمصام زیدی تک ختم نہیں ہوتی۔۔
تم کیا مجھے ٹھکراتے ہو۔۔ میں خود اس رشتے پر تھوکتی ہوں۔۔ میں
اب نہیں پہلے بتا چکی ہوں۔۔ تم سے رشتہ کر کے میں یہی سمجھتی
کہ میں نے کوئی بڑا گناہ کیا ہے جسکی سزا کے عوض مجھے رب نے تم
سے جوڑا۔۔

ضمانت رکھو گے مجھے ؟؟عرشیہ دانیال خان کو ضمانت میں
رکھو گے صمصام زیدی ہاہاہا" وہ اس پر دھاڑتی اچانک آخر میں
تمسخرہ اڑاتی قہقہہ لگا اٹھی۔۔۔

ایک حقیقت بتاؤں صمصام زیدی!!تمہاری اوقات نہیں خان"
کی بیٹی عرشیہ خان کو ضمانت میں لینے کی۔۔

تمہارے جیسے دن میں ہزار راہ چلتے نظر آتے ہیں اور تمہیں معلوم ہے میں ان پر تھوکنا گوارہ نہیں کرتی۔۔

میری وہ ویڈیو بنا کر اپنی فیملی کو دکھانے سے کیا سمجھتے ہو تم مجھے ان کی نظروں میں گرا کر تم ہمیشہ سے سب کی نظروں میں مسٹر پرفیکٹ بن جاؤ گے؟؟

غلط سوچ ہے تمہاری۔۔

تم پرفیکٹ نہیں زیرو ہو!!زیرو ہی رہو گے۔۔ تمہیں معلوم ہے جب سے رات معلوم پڑا کہ مجھے تم سے جوڑا جا رہا ہے تب سے میں خود میں وہ عیب جانچنے کی کوشش میں ہوں، میں جاننا چاہتی ہوں کہ مجھے میں ایسا کون سا عیب نقص خرابی ہے جس کی وجہ سے مجھے تمہیں سونپا جا رہا ہے۔۔

پرفیکٹ بننے کیلئے تمہیں ایک وجود کا بتاتی ہوں جاؤ اسکے پاس اس میں دیکھو اور اس سے سیکھو پرفیکٹ ہونا۔۔

تمہارے پاس صرف صورت اور یہ پیسے کا زور ہے۔۔

پر اسکے پاس سیرت عزت کردار کا ثبوت ہے۔۔وہ مکروہ نہیں وہ جیسا ہے سامنے ہے۔۔

اسے معلوم ہے عورت کی عزت کیسے کرتے ہیں، اسے معلوم ہے بڑوں چھوٹوں سے بات کیسے کرتے ہیں۔۔ وہ واحد وجود ہے جو کمتر اور برتر میں فرق نہیں رکھتا۔۔

جس طرح رب نے اسکی صورت حسین سیرت پاک بنائی ہے اس قدر وہ خوبصورت دل کا مالک ہے۔۔ جاؤ اور سیکھو "صارم زیدی" سے۔۔

میری چوائس ہو گی تو تم نہیں صمصام زیدی! بلکہ صارم زیدی ہو گا میری "اول پسند گی

وہ چبا چبا کر جتا کر اس پر سب کہتی اپنے دل کا غبار ہلکا کر چکی تھی جسنے اسے آگ میں ساری رات بھڑکائے رکھا تھا۔

اسکے آخری الفاظ کے بعد روم کی فضا میں گہرا سکوت چھایا ہوا تھا جیسے کسی کی موت ہوئی ہو۔۔

ماتم کہرام کے بعد کا جو سکوت چھاتا ہے وہی چھایا ہوا تھا صمصام زیدی کے آفس روم میں۔۔

اسکے برعکس عرشیہ اب گہرا سانس بھر کر اپنے اندر کے سکون کو اپنی رگوں تک پہنچا رہی تھی۔۔

وہ صبح اپنے ماں باپ کے منع کے بعد بھی یونی آ گئی تھی اور وہاں بھی سکون ناپا کر اسے اسکی اوقات دکھانے اسے یہاں آنا ہی پڑا۔۔

بخار تو اسے ابھی بھی تھا، اور یہ تب تک رہے گا جب تک اسکی ذات کی ہوئی کرچیاں سمٹ کر جڑ نا جائیں۔۔ پر اب اسے سکون آ گیا تھا۔۔۔

وہ اپنی بکھری ہستی کو بھی سمیٹ لے گی کیونکہ وہ کوئی دبو یا ڈرپوک یا کوئی مظلوم لڑکی نہیں تھی۔۔

امید ہے آپکے لئے بہت یادگار رہے گی ہماری آخری ملاقات!"

انجوائے یور لائیف وتھ یور سائیکو مائنڈڈ ٹیک کیئر یور سیلف۔۔" وہ ایک تلخ مسکراہٹ اسکے طرف پاس کر کے جانے کیلئے پلٹی۔۔

پر اسکا کوئی ری ایکشن نہیں ملا۔۔۔

وہ حیران تھی صمصام زیدی اس حد تک خاموش کیسے ہو سکتا ہے؟؟ پر وہ خوش تھی کہ وہ خاموش نہیں بیٹھی اپنی تذلیل پر۔۔ بلکہ ڈبل سنا دی تھی اسنے۔۔۔

ابھی اسنے ہاتھ ڈور کے ہینڈل پر رکھا ہی تھا کہ اچانک ہی ایک سخت آہنی گرفت اسکے ہاتھ پر آئی اور دوسرے ہی پل ایک جھٹکے سے اسے بری طرح کھینچا گیا کہ اس اچانک افتاد پر عرشیہ کے حلق سے چیخ بے ساختہ تھی۔۔۔

آہہہ۔۔۔"وہ چیخی خوفزدہ ہو کر درد سے چلائی کیونکہ بہت ہی بے رحمی،" صمصام زیدی نے جس قدر اچانک اسے کھینچا تھا اپنی طرف اس سے زیادہ تیزی سے اسکی وہی کلائی اسکی پشت پر موڑ کر لگادی۔۔۔

عرشیہ کی درد سے چیخ نکلی۔۔پر وہ کسی بپھرے خونخوار شیر کی مانند سرخ انگارہ آنکھوں سے آگ برساتی سانسیں بھر رہا تھا۔۔ ہراساں سہم کر عرشیہ نے نظریں اٹھائیں تو سیدھا نیلی مگر بے حد سرخ انگارہ ابلتی ہوئی آنکھیں سے ٹکرائیں۔۔

ان سے نکلتے آگ جیسے شعلے سے عرشیہ کو اپنا چہرہ جلتا ہوا محسوس ہوا۔ صمصام زیدی کی دھڑکنیں اسے اپنی دھڑکنوں سے یک جان ہوئی محسوس ہوئیں۔۔

اسکے لبوں میں اور عرشیہ کے ماتھے میں صرف ایک انگلی کا فرق رہا تھا پر اسکی دہکتی تیز تیز سانسیں وہ اپنے چہرے پر محسوس کر سکتی تھی۔۔۔

ناچاہتے ہوئے بھی اسکے تیوروں سے عرشی کا خوف آنے لگا۔وہ جھرجھری لے اٹھی۔۔

یہ کیا گھٹیا حرکت ہے چھوڑو مجھے صمصام زیدی۔۔۔"وہ" سراسیمگی سے چیخی۔

گھٹیا بکواس تم نے کی ہے عرشیہ خان۔وہ بھی مجھ سے صمصام زیدی" سے۔۔!!!"اسکے نام کی گونج گرج جیسے آسمانوں پر اٹھی۔۔

.وہ اپنی قوت سے اس پر دھاڑا تھا۔۔جیسے پاگل ہو رہا تھا۔

سائیکو ہوں میں؟؟؟؟ تھوکنا گوارہ نہیں کرتی مجھ پر؟؟؟ مجھ سے رشتہ" اپنی تذلیل سمجھتی ہو؟؟؟"وہ باری باری سوال کرتا غرا رہا تھا اس پر۔۔ جھٹکے سے دوسرا ہاتھ اسکی گردن میں ڈالا۔۔

عرشیہ کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔زندگی میں اسے کسی سے اتنا خوف نہیں ہوا جتنا اس پل اسکی گرفت میں ہوتے ہوئے آیا تھا۔۔

یوں لگ رہا تھا جیسی اسکی بگڑی ہوئی حالت تھی وہ ابھی اسے کاٹ کر رکھ دیگا۔۔

"تکلیف کیوں ہو رہی ہے تمہیں صمصام زیدی؟؟؟ کل میری ذات کا بھی تو یہی تماشا بنایا تھا اپنی فیملی کے سامنے۔۔۔ میری انا میرے وقار کو تو یونہی کچلا تھا۔۔

میری لات تمہاری دم پر آتے ہی چلانا شورع کر دیا۔۔۔"اپنا خوف ڈر سائیڈ رکھ کر حاب بے باک کرنے کیلئے وہ موت کی پرواہ کیئے بغیر چلائی۔۔

"ہاں کرتی ہوں میں نفرت۔۔۔ سمجھی ہوں میں تذلیل جب سوچتی ہوں اپنی ذات کے سامنے تمہارا حوالہ۔۔۔۔

تو تیار ہو جاؤ اس تذلیل کو ساری زندگی جھیلنے کیلئے۔۔ سائیکو"
ہوں نا میں۔۔۔ تیار رہنا میری سائیکی برداشت کرنے کیلئے۔۔
گھن آتی ہے نا تمہیں مجھ سے۔۔
وہی گھن تمہیں اپنے انگ انگ سے آئے گی۔۔ کیونکہ تمہیں ہر جگہ
صمصام زیدی کی نفرت کی مہر لگی نظر آئے گی۔۔" وہ برفیلے سرد
انداز میں بولتا اسکے پور پور میں خوف کی لہریں دوڑا گیا۔۔۔

عرشیہ اسکی آنکھوں میں جنون کی سرخی دیکھ کر کانپ گئی۔۔۔ اسکے
وجود میں سنسنی خیز لہر اٹھی۔۔

مر کر نہیں کروں گی تم سے شادی۔۔۔۔" اچانک وہ حلق بل"
دھاڑی جب صمصام نے اسکا جبڑا مٹھی میں دبوچ لیا۔۔۔

!!! تم کرو گی مجھ سے شادی۔۔"
یہاں آکر تمنے عرشیہ خان صمصام زیدی کی انا کو للکارا ہے۔ اسکی
مردانگی پر کاری وار کیا ہے۔۔

تمہاری آخری سانسیں بھی میری دسترس میں ہوں گی اور وہ صرف نفرت ہی ہوں گی۔۔

تم کیا سمجھتی ہو؟ یہاں آکر تمنے اپنے قلب کو سکون پہنچا لیا ہے؟؟؟؟" وہ چیخا اس پر۔۔

عرشیہ کی آنکھیں پھیلیں۔۔۔

زندگی کی سنگین غلطی کی ہے تمنے۔۔ صمصام کو ڈسٹرب کر کے اپنی زندگی" داباؤ پر لگائی ہے۔۔ اسکا انجام تمہیں بھگتنا پڑے گا۔۔

جاؤ اور سارے دنیا کے مردوں کے خواب دیکھ لو پر یہ اپنے دماغ میں بٹھا دو تم پر مہر صرف ایک نام کی لگے گی اور وہ ہو گی صمصام زیدی کی۔۔

جاؤ اور تیاری کرو خود کو میرے حوالے کرنے کی۔۔۔ بہت جلد تمہیں لینے آؤں گا۔۔ بہت جلد۔۔۔۔" وہ اسکے کان میں سرد بھاری سرگوشی سے کہتا ایک نظر اسکے آنسوؤں سے تر چہرے پر ڈال کر اسے جھٹکے سے خود سے دور دھکیلا۔۔

مرد تب تک رکھوالا رہے گا جب عورت اسے رکھوالا محافظ سمجھے "
گی۔۔ پر جس دن اسنے اسے جابر سائیکو سمجھا اس دن اسے محافظ
" سے وحشی بننے میں دیر نہیں لگتی۔۔۔
وہ اسکے قریب سے جاتے ہوئے اچانک رک کر اسے آگاہ
کیا۔۔

یہاں آنے کی غلطی پر تم ساری زندگی روتی رہو گی۔۔"
تم عورت ہو چار دیواریوں کا زیور۔۔۔ اگر تمہیں زیور ہونے کا لقب راس
نہیں، مرد سے کندھا ملانے کا شوق ہوا ہے تو کندھا ملاؤ زبان نا
لڑاؤ۔۔
جاؤ گھر فریش ہو اور سوچو جتنا سوچنا ہے۔۔ ساری دنیا کے بابت
سوچو پر تمہاری سوچ کا اختتامی موضوع صمصام زیدی ہو گا۔۔۔
"پہلے ضمانت تھی اب جنونِ ضد ہو۔۔۔
ناصارم زیدی نا ایکس وائی زی۔۔۔ صرف صمصام زیدی۔۔۔" اسکے کان"
میں جھک کر کہتے وہ پیچھے ہوا اور نفرت میں ڈوبے الفاظ چبا کر ادا
کرتا ہوا اسکی ٹھوڑی پر موجود سرخ انگلیوں کے نشان دوسرے طرف
کلائی پر نشانہ۔۔

وہ ایک نظر اس پر ڈال کر ڈور کھول کر وہاں سے نکل گیا۔۔۔

پر جاتے جاتے ایک بار پھر اس پر قیامت توڑ گیا۔۔
وہ بت بنی کبھی اپنے چہرے پر اسکی دہکتی سانسیں محسوس کر کے
کانپ جاتی تو کبھی اس بے رحم پکڑ سے کراہ جاتی۔۔۔

وہ یہاں سے بھاگ جائے پر اسکی آنکھوں کی سرخیاں۔۔۔۔؟؟
جب اسنے کہہ دیا ہے اسکی اولین پسند صارم زیدی ہے پھر کیوں وہ بپھر گیا؟؟
وہ تو اسکے دل میں کوئی فیلنگز ناجان کر تو شرمندہ ہوتے پیچھے ہو جانا چاہیے تھا۔۔ پر وہ تو جنون سے اب پاگل لگ رہا تھا؟؟؟ یہ صمصام زیدی تو نہیں تھا۔۔
جس بے دردی سے کھینچا تھا جس بے دردی سے جکڑ کر دبوچا تھا،
جس طرح اسکی کلائی کو اچانک موڑا تھا کہ اسکی چیخ نکل گئی درد سے۔۔
اسکے منہ کو دبوچنا اسنے اپنا جبڑا سن ٹوٹا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔۔

یہ صمصام زیدی تو بالکل نہیں تھا۔۔ اسکی آنکھیں اسکا چہرا" اسکیا لہجہ سب کچھ بدل کر انجان بن گیا تھا۔۔ اور اس سے "ضد۔۔۔۔؟؟؟؟

اس سے پہلے وہ قدم اٹھائے مجھے ہی صارم زیدی کا انتخاب کر لینا" چاہیے۔۔۔ "اسنے حتمی فیصلہ لیا۔۔
معاف کرنا صارم تمہاری دوست کے پاس اسکے علاوہ کوئی" چارہ نہیں تھا۔۔ "وہ اپنی آنکھیں صاف کرتی اپنا دوپٹہ سر پر اوڑھ لیا۔۔

میم سر کا حکم ہے کہ نکل جائیں انکے آفس سے۔۔ "معاً وہ ابھی خود کو" چھپا کر باہر جانے لگی تھی اسی سمے لڑکی اندر داخل ہوتی اس سے بولی۔۔۔
عرشیہ نے سرخ آنکھیں اسکی طرف اٹھائیں پر اسکا سر مؤدب جھکا ہوا تھا۔۔

تھوکتی ہوں تمہارے سر اور اسکے آفس پر۔۔۔"وہ غرا کر کہتی وہاں سے نکلی۔بلو توتھ سے سنتے صمصام زیدی نے سختی سے مٹھیاں بھینچ کر لب آپس میں پیوست کر لئے سختی سے۔۔

دل چاہ رہا تھا ابھی جائے اور ایسا حال کرے کہ آئندہ وہ منہ ہی نا رہے جس سے وہ صمصام زیدی کی ذات پر تھوک سکے۔۔
پر سامنے بیٹھی پارٹی کا خیال کرتے وہ زہر کا گھونٹ بھر گیا۔
یہ تو طے تھا کہ وہ اسے دن کو تارے ضرور دکھائے گا۔اسے بتائے گا کہ اسنے کس سے ٹکرانے کی جرات کی ہے۔اسنے شاید اسے بھی صارم سمجھ لیا تھا جسے جو آئے کہہ دو ہنس کر ٹال دیگا۔۔
وہ صمصام زیدی تھا جس کی ذات کا غرور ان سب سے برداشت نہیں ہوتا تھا۔
وہ پہلے اسے معاف کر کے چھوڑ بھی دیتا پر اس وقت اسنے یہاں آکر سوئے ہوئے شیر کو چھیڑ دیا تھا،اسکی انا اسکی غیرت پر لات رکھی تھی۔۔

ابھی وہ مزید کچھ سوچتا تبھی موبائل پر ٹون ہوئی، اسنے دیکھا تو اسکی ماں کا میسج تھا، صارم ایک اہم کیس میں بزی تھا، اور تقویٰ کا میسج اسے آیا تھا کہ وہ کچھ منٹوں میں "شاہ ہاؤس" پہنچ جائے۔۔

انکا غصے سے لکھا یہ پیغام پڑھ کر اسکے لبوں پر مبہم سی مسکراہٹ آئی۔ اگر نہیں گیا تو وہ مزید اس سے خفا ہوتیں۔۔ اسلئے جانا تو ضروری تھا، آخر کار انکے بھائی کی بیٹی کو بھی جولانا تھا ماں باپ کو منا کر۔۔

"یہ عرشی یہاں کیوں آئی تھی؟" زیاف عرشیہ کو جاتے ہوئے دیکھتا، میٹنگ ہال میں معذرت کے ساتھ آتا اپنی چیئر سنبھال کر صمصام سے بولا۔

پر دوسرے پل خود پر اٹھتی اوشن نیلی آنکھوں میں سرخی دیکھ کر ایسے لگا جیسے اوشن میں کسی نے لال رنگ ملایا ہو۔۔

"لگتا ہے تم غصہ ہو۔۔" زیاف اسکی حالت سے یہی اخذ کرتا خاموش ہو گیا۔ پر اسکا دل اداس ہو گیا۔۔ وہ پہلی بار انکے آفس آئی وہ بھی اسکی غیر موجودگی میں۔۔

تینوں کی سوچیں الگ الگ تھیں، الگ الگ عزم تھے۔ اور الگ الگ راستے۔۔

اگر صمصام زیدی تم نے مجبور مجھے اپنی زندگی میں شامل کیا تو" میری تمہاری زندگی کی جو کھڑی مغرور عمارت ہے اسکی بنیادیں ہلادوں گی۔۔
خود سے انتقام ہوگا تمہارا اگر عرشیہ خان کو اپنی زندگی میں شامل کیا۔۔۔" کچھ دور گاڑی سائیڈ روکے وہ اپنے سن جبڑے کو ہلانے کی کوشش کرتی درد سے آنکھیں میچ گئی۔۔

وہ پریشان تھی کہ اس نفسیاتی انسان کی انگلیوں کے نشان کے ساتھ وہ یونی کیسے جائے،، اسکی دوستیں تو دیکھ کر اس سے پوچھیں گی کہ یہ کس نے کیا۔۔
کیا بتائے کہ صمصام زیدی نے جبڑا پکڑ کر اسے شادی کی لئے وارن کر رہا تھا۔۔

اسنے سر سیٹ کی پشت سے تھک کر لگا دیا، اسے اپنی دھڑکنوں میں ابھی تک اسکی دھڑکنوں کا رقص محسوس ہونے لگا، عرشیہ کو گھبراہٹ ہونے لگی۔ اگر اسکی جگہ صمصام زیدی کی دھڑکنوں سے کوئی اپنی دھڑکنوں کا میلاپ کرلے تو وہ خود کو دنیا کی خوش نصیب لڑکی سمجھتی۔۔

پر عرشیہ خان کو اپنی دھڑکنوں میں رچی اسکی دھڑکنوں سے وحشت ہونے لگی، اسکی بند آنکھوں کے پیچھے وہ پل گھومے جب اچانک کسی آسیب کی طرح اسنے اسے پکڑا اور کھینچا تھا۔۔
وہ گھوم کر لہراتی سیدھا اسکے چوڑے وسیع سینے سے جا ٹکرائی،، جس سے لگنے کی ہزاروں کی خواہش تھی۔۔ پر انکے برعکس وہ غصے سے پھنکار اٹھی تھی جب ایک سیکنڈ میں جانے کتنی سانسیں وہ اسکے چہرے پر چھوڑ چکا تھا۔۔

اسکی تیز دہکتی آگ کی مانند سانسیں اسے اپنے چہرے کے نقش نقش پر محسوس ہو رہی تھیں۔۔
اسکے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے، اسنے گھبرا کر سست ہوتی دھڑکنوں پر ہاتھ رکھا۔ اسے محسوس ہوا وہ ہولے ہولے کانپ رہی تھی۔۔

معاً اسے احساس ہوا اسنے یہاں آکر بڑی غلطی کر دی ہے، صمصام زیدی کی ضد سے کون ناواقف تھا، وہ جو چاہتا تھا اسے پالیتا تھا۔۔۔ کاش وہ اسکے ارادوں کا دریاب کو بتا دیتی، تو وہ اپنی عشی کیلئے بپھر کر میدان میں آجاتا۔ پر کیا وہ دریاب سے اسکی خوشیاں چھین سکتی تھی۔۔۔ دلاور کی ڈیتھ کے بعد دریاب کو جو ترس آتا تھا توقیع کے نصیب پر وہ جانے کب محبت میں بدلہ اسے احساس نا ہوا۔ توقیع پسند تو اسے تھی، پر وہ اسکے بھائی کے نصیب میں تھی، پر قسمت نے پلٹا کھایا وہ گھوم کر دریاب کا نصیب بن گئی۔۔

وہ کسی کو نہیں بتا سکتی تھی کہ وہ صمصام زیدی کی آفس میں آکر اسکے غرور کو توڑنا چاہتی تھی، پر الٹا وہ اپنے قدموں میں خوف کی زنجیریں پھنسا بیٹھی تھی۔

تو کیا اب وہ اسکے ساتھ۔۔۔۔"اسکی گاڑی آہستہ سے حدود توڑنے" لگی۔ اور سست رویے سے چلنے لگی۔

پر اسکا دماغ تو صمصام کی سرخ لہو آنکھوں سے چپکا ہوا تھا۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

ہارون شاہ کو جب اپنے بیٹے کی بتائی پسند کا معلوم ہوا وہ سکتے میں آ گئے۔ انہوں نے سوچا تک نہیں تھا کہ ساحل شاہ روحا کو اپنی شرک حیات کے طور پسند کرے گا۔۔

انہوں نے ساحل سے بات کی پر وہ کندھے اچکا گیا۔ اسے جو پسند تھی وہ بیان کر بیٹھا تھا آگے انکی مرضی وہ کیا کرتے ہیں۔۔۔

اسنے صاف کہا تھا "ڈیڈ اگر یہ نہیں پسند تھی تو آپ دونوں اپنی پسند سے کروا سکتے ہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا"
پر ہارون شاہ ایسے کیسے کر سکتے تھے، ماں باپ کی زبردستی سے وہ اپنا انجام دیکھ چکے تھے جسکا نتیجہ اسکا بیٹا اتنی ایج میں آکر بھی بھگت رہا تھا۔ زبردستی سمجھوتے کے رشتے کبھی کامیاب نہیں جاتے۔ انکے ساتھ بھی تو یہی ہوا تھا، کتنا وقت وہ سمجھوتے سے اسے گزارنے لگے، پر مہکار شاہ کا بخار محبت جلد ہی اتر گیا اور سمجھوتا وہیں دم توڑ گیا۔۔

تو کیا وہ اب ساحل شاہ کے ساتھ ایسا کریں؟؟ ہر گز نہیں۔۔ انہوں نے تو کہا تھا کہ اسے چھوڑ کر باذل کے بارے سوچ کر بتاؤ تب وہ بولا تھا کیا بتاؤں اسے سوچ کر بہن والی فیلنگز آتی ہیں۔۔

وہ کہتے قہقہہ لگا اٹھا تبھی ہارون شاہ نے اسے مکا مارا کہ "پھر اس معصوم کو دیکھ کر کیوں نہیں آتیں؟؟"

کیا کروں جب نہیں آتیں ایسی فیلنگز! اس میں اس کا قصور ہے وہ کبھی" بھائی بولتی ہی نہیں۔۔ اور اسکا دل بھی اسے دیکھ کر محسوس کرنے کیلئے اکساتا ہے نا کہ بھائی کا ورد سننے کیلئے۔۔

اور ویسے بھی وہ اسکی فرسٹ کزن ہے تیئس سال کی ہے اور کیا چاہیے۔ رہی اسکی صحت کی بات تو دنیا اس سے بھی زیادہ کمزور اور دم توڑتی لڑکیاں شادی کرتی ہیں یہ تو پھر بھی قابل قبول ہے۔۔" وہ قہقہہ لگاتے بے باکی سے بولا تھا.

پر ہارون شاہ نے ہنستے ہاتھ جوڑ دیئے کہ اسے تو شرم آ رہی ہے اپنے سانڈ کیلئے اس معصوم کا رشتہ مانگتے۔۔

اس پر ساحل کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ یہ بھی سوچتے ہوئے عجیب تھا کہ من جسکی ضد باندھ رہا تھا وہ تو اسکی گرفت میں ہی آدھی ہو جائے گی۔۔

کیا وہ اسکی محبت کی ایک آنچ خود پر جھیل سکے گی؟ یا وہ اسکے حصار میں سانس لے پائے گی؟

اسنے تو صرف گال چھوا تھا وہ سہم کر سمٹنے لگی تھی، جب وہ اسکی دسترس میں ہو گی اس پر ساحل شاہ کی مہر ثبت ہو گی، وہ اس کے پور پور پر شدت جذبات کی صرف آنچ چھوڑے گا تب اسکا حال کیا ہو گا۔۔

آگے سوچنا ناممکن میں سے تھا، پر یہ طے تھا کہ جب پہلی بار وہ اسکے پاس آئے گی تو وہ ضرور حواس کھو دے گی۔۔ یہ پل ساحل شاہ کیلئے متفکر تھے، پر اسے یقین تھا کہ وہ اسے آغوش میں سمیٹ کر آبگینے کی طرح اس پر رفتہ رفتہ بوند بوند بن کر جب بارش برسائے گا تب اسکے لئے کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔

وہ خواہش مند تھا اسکی سنگت میں چلنے، اور اس نازک سی تتلی کو محسوس کرنے کا۔۔

اور ہارون شاہ نے بھی اسے مایوس نہیں کیا تھا، البتہ آج زریش کو قرآن خوانی میں جانے سے پہلے ضرور سمجھایا تھا کہ وہاں جاتے مہکار سے ذرا اسکے بابت صلاح مشورہ ضرور کرے۔

وہ کیا سوچتی ہے اپنے بیٹے کے مستقبل کے بارے میں۔ یہ انہوں نے زریش سے اکیلے میں کہا تھا، ساحل کو بے خبر رکھتے ہوئے۔
زریش نے بھی سن کر حامی تو بھر لی تھی پر اب متفکر کچھ جھجھکی ہوئی تھی کہ مہکار کیا سوچے گی کہ وہ کون ہوتی ہے اسکے بیٹے کے بابت پریشان ہونے والی۔۔۔
وہ تیار ہونے کیلئے جاتیں، سمن کو بھی تیار ہونے کا کہہ دیا تھا۔
ساحل فی الوقت تو خاموش تھا۔ اپنے باپ سے کہہ دیا تھا، اور اسے کوئی زوروں کا عشق شروع نہیں ہوا تھا،، بس وہ کچھ احساسات سے مجبور تھا۔

....★☆☆☆☆☆★....

میں نے نوٹ کیا ہے آپ جب سے آئیں ہیں خاموش ہیں"
کیا بات ہے؟؟"خیری اسے خاموشی سے کھانا کھا کر اٹھتے دیکھتے پیچھے
آتا ہوا بولا۔۔

نہیں۔۔"اسنے یک لفظی جواب دیکر اسے ٹالنا چاہا۔۔۔"
مجھے ٹال رہے ہیں آپ !بتایا بھی نہیں کہ اس ڈاکٹرانی نے اپنی بیٹی کا"
رشتہ دیا کہ نہیں؟"وہ پیچھے آتا اپنا تجسس اب زیادہ دن نا دبا سکا اسلئے بول
اٹھا۔

دلاور نے اسے رک کر دیکھا۔"پیپرز کی تیاری ہے؟"اسکے طسوال کو اگنور
کرتے وہ بولا۔۔
پر اسکے سوال پہ وہ بوکھلایا۔۔
وہ ماسترانی کہہ رہی تھی کہ ٹیوشن کی ضرورت ہے مجھے۔۔"اسنے فوراً"
سے سر کھجاتے ہوئے کہا۔
کس کی ٹیوشن؟شادی کی یا پڑھائی کی؟"وہ ابرو اٹھا کر تیکھے لہجے میں"
گویا ہوتا خیری کو سٹپٹا کر رہ گیا۔۔

نہیں شادی میں ٹیوشن کی کیا ضرورت ہے۔۔مجھے تو پڑھائی"
میں ٹیوشن چاہیے۔۔اگر آج وہ بھابھی آجاتی تو مجھے پڑھا
لیتی۔۔"اسنے اداسی سے کہا دلاور سمجھا نہیں۔

کون سی بھابھی؟؟"وہ الجھ کر پوچھتا سینٹر ٹیبل سے فائل اٹھا کر"
سرسری نظر دیکھنے لگا۔

مرڈر کیس کی ہے،،سات قتل ہوئے ہیں بیس تیس عمر کے"
دو بھائیوں کے ساتھ باقی باقی بچوں کے ہیں۔۔
عضوے نکال کر خالی ڈھانچہ پھیک دیتے ہیں،بچوں سمیت بڑوں کے
بھی۔۔"وہ جو کچھ دیر پہلے خود فائل ریڈ کر کے بیٹھا تھا ڈی کے کے نظریں
دہرانے پر خود ہی بول اٹھا۔۔

تیرا تو کام نہیں یہ؟؟"دلاور نے مشکوک ہو کر ابرو اچکائی۔"
خیری کا سانس حلق میں اٹک گیا۔۔"خدا خدا کر دلاور ے
میں تجھے ایسا وحشی لگتا ہوں؟میرے تو سوچتے رونگٹے کھڑے ہو گئے
ہیں اور آپ یہ کہہ رہے ہیں۔۔

میرا نہیں البتہ آپکا کام نا ہو۔۔ ایسے بے دردی سے تو آپ اڑا دیتے ہیں لوگوں کو۔۔۔" وہ منہ بنا کر بولا۔۔

ڈی کے اسکی اڑی رنگت پر مسکراتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گیا۔۔ ساتھ لفافے سے تصاویر نکال کر دیکھنے لگا ان لاشوں کی۔۔

"میرا دل چاہ رہا ہے جس نے یہ کیا ہے ان میں سے ایک کے ساتھ میں بھی یہ شغل انجام دوں تمہارا کیا خیال ہے۔۔"
ایک بچے کے کھلے خالی اَعضا سے پیٹ دیکھ کر وہ بولا۔۔

"اللہ سے پناہ مانگ ڈی کے ایسا مت کرنا، تو بس کیس سولو کریا"
اس کیس کو ہاتھ ہی نا لگا۔۔ یہ کسی حیوانوں کا کام ہے شاید اعضا بیچنے والے وہ درندے ہیں جو کھلے عام اب نکل پڑے ہیں۔۔
انکی ٹیم بڑی تعداد میں ہوتی ہے کیونکہ انکے زبان کو پیسوں کے گندنے چھو لیا ہے، یہ عام کلر نہیں ہوں گے بڑے شاطر ہوں گے اگر انہیں معلوم پڑا وہ تیرے کو مارنے سے گریز نہیں کریں گے۔۔۔" وہ ہول اٹھا ڈی کے' کے ارادے دیکھ کر فوراً اسکے پاس بیٹھا منتیں صلاح مشورہ دیتا ہوا بولا۔۔

تجھے میں نے اپنے صلاح مشورے کیلئے نہیں رکھا" دلاور نے جتاتے "
ہوئے ایک تیز گھوری اس پر ڈالی۔۔

مجھے معلوم ہے تیرے جیسے سانڈ صرف بیوی کے قبضے میں آسکتے "
ہیں، تو ایسے خطرناک کیس اسلئے لیتا ہے کہ کسی میں مارا جائے۔۔
تجھے معلوم ہے تیرے آگے پیچھے کوئی نہیں مارا گیا تو آسانی سے ایک
ہی نیند آجائے گی۔۔پر جب تیری بیوی ہو گی بچے ہوں گے پھر تجھے
زندگی کی ضرورت محسوس ہو گی۔۔
بس مجھے بھابھی چاہیے دلاور۔۔۔اب تو کرے شادی یا ڈی کے کرے پر
"مجھے بھابھی کسی بھی حال میں چاہیے۔۔
اگر تو نے کوئی قدم نہیں اٹھایا تو میں ہی جا کر کسی کو اٹھا لاؤں گا پھر "
تجھے اس سے کسی بھی حال میں شادی کرنی پڑے گی۔۔"وہ ضدی لہجے
میں کہہ کر اٹھا اور تن فن کرتا وہاں سے نکلا۔۔

پاگل ہو گیا ہے۔۔چوزہ لڑکی کڈنیپ کرے گا۔۔"

وہاں وہ دیکھتے مر رہی ہے اور اسے بھا بھی چاہیے ہو نہہ!" استہزائیہ اسنے سر جھٹکتے کیس کی فائل اٹھا کر آفس کی طرف بڑھنے لگا۔
سینے پر تو وہ نرم ملائم لمس اسے آج بھی نئے سر سے محسوس ہونے لگا تھا۔

اتنی آسانی سے لیکر آجاؤں تمہیں پھر فائدہ اتنے صبر کا۔۔لاؤں گا"
تمہیں اپنے اس چھوٹے سے قید خانے میں، جب تمہارا پور پور سجایا جائے گا، اور اس پر حق میرا ہو گا۔۔
تمہارے پہلے شوہر کا۔۔
"بغیر تڑپائے لے آؤں۔۔نا دھماکہ ناڈھول۔۔۔؟
جس طرح وہ خود قیامت تھی، ایک قیامت برپا کرنا تو بنتی تھی۔۔
اسکے لبوں پر ایک پراسرار سی مسکراہٹ تھی۔۔

خوف یہ نہیں تھا توقیع زیدی، جو تمنے دہشتگرد کو سامنے پاکر محسوس" کیا تھا، خوف تو وہ ہو گا جب دلاور خان کا سایہ اپنی دہشت سے "تمہیں جکڑے گا۔۔

☆★....

تمہیں برا تو نہیں لگانا میرا مہکار شاہ سے پوچھنا؟" وہ آئینے کے سامنے "
کھڑی بالوں کی چوٹی بنا رہی تھیں تبھی روم میں داخل ہوتے ہارون شاہ
انکے پیچھے آکر کندھوں سے تھامتے استفسار کیا۔
زریش نے چونک کر انہیں دیکھا" مجھے بھلا کیوں برا لگے گا؟ اور کس
بات کا شاہ؟" وہ سمجھی نہیں۔۔
میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کا ساحل کی شادی کے بابت مہکار "
سے پوچھنا تمہیں برا تو نہیں لگانا کہ ساری زندگی پرورش تمنے کی اور شادی
کی بات آئی تو رضا اسکی۔۔" وہ کچھ متفکر ہوئے۔
زریش نے سن کر شکوہ کن نظروں سے انہیں دیکھا۔" کیا میں
" آپکو ایسی لگتی ہوں شاہ؟ یا مجھے آپ کبھی پہچان ہی نا پائے؟

ایسی بات نہیں میری جان،، میں تمہیں اچھی طرح سے "
جانتا ہوں تمہاری سوچ تمہارے دل تک کو پڑھ لیتا ہوں،، پھر بھی
میں پوچھنا چاہتا ہوں تم سے" وہ انکے سر پر بوسہ دیتے محبت سے گویا
ہوئے۔

اگر آپ مجھے جانتے ہیں شاہ تو یہ سوال ہی بیکار ہے،، میں جانتی" ہوں آپ بس مجھے ہرٹ نہیں کرنا چاہتے کسی بھی طرح مجھے احساس ہے آپکی فیلنگز کا میں قدر کرتی ہوں، اور رہی مہکار سے پوچھنے کی بات۔۔ جہاں بھالو جتنا میرا ہے اتنا ہی انکا بھی ہے میں نے اسکی پرورش کی اسے پال پوس کر بڑا کیا ہے تو انہوں نے جنم دیا ہے، اور جتنی تکلیفیں انہوں نے جھیلیں ہیں ایک ماں جب بچے کو جنم دیتی ہیں کتنی تکلیفیں اٹھاتی ہے یہ مجھے احساس ہے میں خود ماں ہوں، اس حساب سے مجھ سے پہلے ہی ان سے پوچھ لینا چاہیے تھا۔" انکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر مسکرائے بولیں۔۔

نہیں اب ایسا تو ہم دونوں باپ بیٹے نہیں ہونے دے سکتے کہ اپنی پٹھانی" کو پیچھے رکھیں۔۔ سب سے پہلے تم ہو بعد میں کوئی۔۔ اور یہ تمہارا بیٹا ہے جتنی تمنے اس سے جڑ کر تکلیفیں اسکی اٹھائیں ہیں کوئی بھی ماں ایسا نہیں کرپاتی۔۔" وہ زریش کے ہاتھ سے نیکلس اٹھا کر خود انکی گردن میں پہنانے لگے۔۔۔

زریش نے نیکلس کو دیکھا جو انہوں نے ہنی مون کی فرسٹ نائیٹ پہنایا تھا اور آج تک انکے گلے میں تھا۔ ہیک بند کرتے ہارون شاہ نے وہاں اپنے لب رکھ لیے اور پھر ماتھے پر بوسہ دیا۔۔

جو بھی ہے جانم! وقت جیسے جیسے گزر رہا ہے میری محبتیں بڑھ رہی ہیں" تمہارے لئے، جو بھی ہوا بہتر ہوا میرے حق میں۔۔ اللہ نے بہتر کر کے دکھایا مجھے۔۔

اگر آج میں کسی اور کا حق ہوتا، تو کیسے تمہیں پاتا، کیا تم کر لیتی برداشت پہلی بیوی کی موجودگی؟ جس طرح میں شدت سے چاہتا ہوں مجھے احساس ہے تم بھی بڑھ کر چاہتی ہو۔۔ تمہیں معلوم ہے اگر تم نا ملتی تو مجھے مجبوراً تمہیں اغوا کرنا پڑتا ہاہاہا۔۔" وہ اپنے پاسٹ کے خطرناک ارادے بتاتے ہوئے قہقہہ لگا اٹھے۔۔

زریش نے شرم سے سرخ ہو کر خجالت سے انکے کندھے پر ہاتھ مارا۔۔

آپ تو وہی ہیں ناجو کہ مایوس ہو کر بیٹھ گئے تھے آئے بڑے اغوا کرنے۔۔""

انہوں نے نقل اتارتے ہوئے کہا اور خود پر پرفیوم اسپرے کرنے لگیں۔۔

ہارون شاہ قہقہہ لگا اٹھے۔۔

میرے قدم پیچھے ہوتے دیکھ کر حالت تو تمہاری بھی خراب "
ہو گئی تھی۔" وہ محظوظ ہوتے چھیڑنے لگے۔
خوش فہمی ہے آپکی میں تو اپنے بھالو کیلئے اداس تھی آپ کے لئے "
نہیں۔۔ آپ تو بڑے بے باک ہوا کرتے تھے باتوں سے ہی ڈرا دیتے تھے۔" وہ
خفگی سے بولیں ہارون شاہ مسلسل ہنسنے لگے۔۔

میں تو ابھی بھی ویسا ہی بے باک ہوں۔۔" انہوں نے مسکراتے لب "
دبایا۔۔
شاہ خبردار پیچھے ہو جائیں مجھے دیر ہو رہی ہے۔۔ ابھی آپکی اس لاڈلی کو "
دیکھنا ہے کپڑے پھیلا کر بیٹھی ہو گی۔۔" وہ انہیں پیچھے کرتیں پریشانی
سے بولتی ہوئیں روم سے نکل گئیں۔۔ انہیں اس قدر جلد بازی سے نکلتے
دیکھ کر ہارون شاہ ہنستے ہوئے رہ گئے۔
ساتھ کوٹ پہن کر بریفکیس اٹھائے، اپنی گاڑی میں بیٹھتے ہوئے گھر
سے نکل گئے۔۔

حسب معمول سمن آج بھی کپڑے پھیلائے بیٹھی تھی زریش نے دو چار سر پر چپت مارتے ہوئے اسے ایک سوٹ اٹھا کر تھمایا وہ سر سہلاتی اپنی ماں کو دیکھتی باتھروم میں گھس گئی۔۔
پیچھے زریش اسے سناتی بڑبڑاتی سخت غصے غم سے اسکا بکھیرا سمیٹنے لگی تھیں۔۔

پونی باندھ کر اسکارف پہن لو جلدی کرو۔۔" کپڑوں سے میچ بیلو"
اسکارف اسے تھماتیں دوپٹا دیتیں ہوئی بولیں۔۔

سمن اپنے ماں کے رویے پر اداس سی منہ پھیلائے جیا وہ کہہ رہی تھیں ویا ویا کرنے لگیں۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

کافی وقت بعد آپکو دیکھ رہی ہوں ماشاءاللہ کتنی پیاری ہیں آپ۔۔۔""
روحا گھر میں داخل ہوتیں تقویٰ کے ساتھ آئی توقیع کو دیکھتی مبہوت سے بولی۔۔

ہاں آپ لوگ آتے ہی نہیں تھے یہاں یہ بھی جانے کیسے انکل نے "
اتنا اچھا فیصلہ لیا ہے۔ میں تو شکر گزار ہوں انکی،، کہ انکے اس
فیصلے سے ہمیں دو پیاری دوستیں مل گئیں ہیں۔" روحا سے گلے ملتے
ہوئے وہ مسکرا کر خوشدلی سے گویا ہوئی۔۔

قرآن خوانی کے ساتھ ہی وہ سب ایک دوسرے سے مل جل
بھی رہے تھے۔ تقویٰ والوں کی گاڑی کے پیچھے ہی دانیال خان کے گھر سے گاڑی
شاہ ہاؤس کے پورچ میں آرکی۔
حجاب مہکار روحا، تقویٰ توقیع سے مل کر انہیں اندر لیکر آئیں
جہاں پہلے سے شاہ خاندان کی کچھ عورتیں بیٹھی گفتگو کر رہی تھیں۔۔
وہ بھی انکے ساتھ آکر ایک صوفے پر بیٹھ گئیں۔
توقیع کو دیکھتے روحا نے اپنے ہاتھ میں انہیلر کو دیکھا، جو کہ کچھ دیر پہلے ہی
اسے ضرورت پڑی تھی، اور مہکار مام نے اسکے ہاتھ میں تھما دیا تھا۔۔
اسنے خود پر کافی ترس کھاتی رحم کھاتی نظریں محسوس کیں
تھیں۔۔ اور اب توقیع کو دیکھتے اسنے نچلہ لب دانتوں میں دبا کر
ماشاءاللہ کہا تھا۔۔

اسکا دل کیا خود جا کر اندر روم میں بیٹھ جائے، اور جب تک گھر خالی نا ہو جائے باہر نا آئے۔ پر اس درد کو وہ دبائے بیٹھی تھی، کیونکہ اگر ایسا کرتی تو اسکی دونوں مائوں کو تکلیف ہوتی۔۔ جو وہ ہر گز نہیں چاہتی تھی۔۔

توقیع نے اسے پاس بیٹھنے کا اشارہ دیا وہ مسکراتی ہوئی اسکے ساتھ بیٹھ گئی۔

اور سناؤ ایڈمیشن کب لے رہی ہو؟" اسنے اسکا نازک ہاتھ تھام کر" پوچھا۔

میرا دل کرتا ہے نا ایڈمیشن نا لوں اور آہستہ سے چھپ کر کسی فیری ٹیل" کی دنیا میں چلی جاؤں یار مجھے وہاں مزہ آتا ہے،، پڑھ پڑھ کر میرا موڈ خراب ہو جاتا ہے۔۔" توقیع کے پوچھنے پر روحا نے فوراً رازداری سے اسے اپنا دکھڑا سنایا جسے سن کر توقیع نے بے ساختہ امڈنے والا اپنا قہقہہ بہت مشکل سے دبایا۔۔

سیریئسلی تمہیں پڑھنا نہیں پسند؟ تم اتنے بڑے ملک سے آئی ہو وہاں تو" سارے ایجوکیٹڈ لوگ ہوتے ہیں۔۔" وہ حیرت سے بولی۔

روحا نے منہ بسورا۔۔ "مجھے تو وہ لوگ بالکل نہیں پسند تھے یار۔۔ ایسے، ان میں کشش نہیں ہوتی تھی دیکھنے سے ایسا لگتا جیسے بغیر مصالحہ جات کا سالن۔۔ صرف اس میں مرچ ڈال دیں بس وہی حال ہے انکا۔۔" اسنے ناپسندگی سے بتایا۔۔
پر توقیع اسکی مثال سن کر ہنسی اور ہنستی چلی گئی۔

تم تو کمال ہو یار کیا نقشہ کھینچا ہے ہاہاہا۔۔" اسنے سراہا یار روحا" جھینپ گئی۔۔
نہیں سچی یہی حال ہے انکا۔۔ ابھی میں نے یہاں زیادہ کسی کو دیکھا نہیں" ہے پھر بھی اس دن شاہو آئے تھے نا انہیں دیکھ کر احساس ہوا کہ یہاں ہمارے دیکھو مرد حضرات خواتین کیسی پیاری پیاری سلیقے سگھڑ نفیس پرکشش ہوتی ہیں اور مرد ان میں کتنی پیاری کشش ہوتی ہے، بلکہ ڈیڈ کو دیکھ لو، وہ رہے تو امریکہ میں ہیں ساری زندگی بٹ وہ کتنے پیارے ہیں سب سے مختلف اور صارم بھائی کو ہی دیکھ لو کتنے پرکشش ہیں۔" وہ معصومیت سے اسے اپنی فیلنگز سے آگاہ کرنے لگی توقیع کو وہ کافی صاف گو پیاری لگی۔۔

ویسے کوئی پسند آیا پرکشش سا پاکستانی؟" اسکی سمیت جھک کر"
سرگوشی میں معنی خیزی سے پوچھا۔ روحا نے ہونقوں کی طرح اسے
دیکھا۔

ہاں سب ہی بہت پسند آئے۔۔" اسنے اپنی سوچ مطابق سمجھ کر"
آنکھیں جھپکاتے ہوئے کہا۔
ہاہاہاہا استغفراللہ پڑھو لڑکی ایک کو پسند کرو،، بہت کا کیا کرو گی۔۔ کسی اچھے"
کو پسند کرو وہ تمہیں فیری ٹیل لے جائے گا چھپا کر چپکے سے۔۔" وہ
آنکھ دبا کر شریر پن سے بولی۔۔
اور اب روحا اسکی بات کا مطلب سمجھ کر کانوں تک سرخ پڑ گئی۔
اسنے بوکھلا کر ہاتھ کھینچا۔۔
اُس فیری ٹیل میں نہیں جانا۔۔" وہ گھبرائی سی بولی اور توقیع کو"
مزا دے گئی وہ بے ساختہ ہنسی۔۔
اسے شدت سے عرشیہ کی کمی محسوس ہوئی ورنہ ملکر روحا کو
تنگ کرتیں۔۔

یہ اُس فیری ٹیل کا کیا مطلب ہے؟؟" اسنے نا سمجھی سے "
آنکھیں پٹپٹا کر پوچھا حالانکہ اسکی سرخ رنگت سے وہ سمجھ گئی تھی
اسکا مطلب بھی یہی تھا۔
پیچھے ہو جاؤ توقیع تم کافی بد تمیز ہو۔۔" وہ اسے پیچھے کرتی ہوئی اٹھی توقیع "
نے ہنستے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے واپس کھینچ کر بیٹھا دیا۔۔

ایسے کیسے ابھی تو جواب دو مجھے کہ اُس فیری ٹیل کا مطلب کیا ہے؟"
مجھے بھی سننا ہے اور جانا بھی ہے بعد میں اپنے ان کے ساتھ۔۔"
اسنے آنکھیں نچا کر کہا۔۔

روحا کا تو منہ کھل گیا اسکی بے باکی پر۔۔۔
توقی یہ ت۔۔ تم بول رہی ہو۔۔" اسنے حیرت سے پوچھا۔"
اسکی پھیلی آنکھوں پر توقیع کو ٹوٹ کر پیار آیا وہ بہت مشکل سے
قہقہہ دبائے بیٹھی تھی۔۔

ہاں میں ہی ہوں یار، پر تم بتاؤ نا وہ کون سی فیری ٹیل ہوتی جہاں انکے "
ساتھ جایا جاتا ہے۔۔ دراصل مجھے بھی بہت شوق ہے فیری ٹیل کا

دل میرا بھی بھر گیا ہے اسٹڈی سے، مجھے بھی فیری ٹیل جانا ہے نا اسلئے معلوم ہونا چاہیے کون سا کیسا ہے۔۔" اسنے آنکھیں پٹپٹا کر کہا۔

روحا کو احساس ہوا وہ بری طرح پھنسی ہے۔۔ اسنے حلق تر کیا۔ اور بیچارگی سے دیکھا۔۔ توقیع قہقہہ دباتی گلابی ہو گئی تھی۔۔۔

"یار وہ جو ہوتے نا سونگ میں یا موووی میں جہاں لڑکیاں اپنے شوہر یا بی ایف کے ساتھ جاتی ہیں فیری ٹیل کی دنیا میں پھر وہاں وہ کمینا پن کرتے ہیں۔۔" اسنے بے ساختہ جان چھڑوانے کیلئے چڑ کر بتایا تو توقیع کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

"ہاہاہاہا روحا!" وہ ہنستی ہوئی اسے ساتھ لگا چکی تھی۔۔ روحا کا چہرہ اسے ہنستے دیکھ کر سرخ ہو گیا تھا۔۔

"ہوں توقی!!" کچھ فاصلے پر بیٹھی مہکار حجاب سے باتیں کرتیں تقویٰ اپنی بیٹی کے قہقہہ پر سرزنشی انداز میں بولیں۔۔

توقیع سوری کرتی بہت مشکل سے خود کو سنبھالنے لگی۔۔

"اچھا باذل کہاں ہے؟؟" اسنے ہنسی دباتے ہوئے کہا۔۔

وہ تو سو رہی ہے شاید ابھی یاماما کچھ دیر پہلے جگہ چکی تھیں تیار ہو رہی"
ہو گی۔۔" اسنے بتایا۔۔ ابھی مزید توقیع کچھ پوچھتی تبھی ہی لائونج میں
آواز گونجی

"!!السلام علیکم"
عائشہ عرشیہ والوں کے ساتھ زریش بھی اندر داخل ہوئیں۔۔
اس بار انکے استقبال کیلئے تقویٰ توقیع مہکار حجاب روحا بھی اٹھ آئیں
وہ انہیں سلام کا جواب دیتی گلے ملکر باری باری اندر لے آئیں۔۔

تمہیں پھر سے بخار ہے؟؟" توقیع عرشیہ سے ملتی ہوئی بولی۔۔" اور"
تم اس دن اچانک چلی گئی تمہارا پرس موبائل سب کچھ میرے
"روم میں پڑے ہیں۔۔ آئو نا گھر۔۔

ہاں تھوڑا ہے بس۔" عشی نے مدھم مسکراہٹ کے ساتھ جواب"
دیتے، اسکی باقی کی باتیں نظر انداز کرتی روحا کی طرف بڑھ گئی۔۔

توقیع کو اسکا نظر انداز کرنا کچھ مایوس کن تو لگا پر اسکے پھیکے سے عمل کو دیکھا۔ وہ کچھ چونکی تھی پر اسکی طبیعت کا سوچ کر خاموش ہو گئی تھی۔۔

روحا جاؤ ملازمہ کے ساتھ چائے بنانے میں مدد کرواؤ" ڈائننگ روم میں بھیج دینا پھر۔۔" مہکار شاہ، مردان میں چائے کی طلب کا پیغام ملازمہ سے سنتی ہوئی روحا سے بولی۔۔

جی مام۔۔" وہ سر ہلاتی اپنا دوپٹہ ٹھیک کر کے وہاں سے چلی گئی۔ توقیع" عرشیہ کے ساتھ اسی صوفے پر آ گئیں۔۔
کچھ دور وہ سب بیٹھی تھیں اور کچھ ہی وقت میں قرآن خوانی شروع ہونے والی تھی۔۔

مجھے لگتا ہے وہ لڑکی پھر سے سو گئی ہے۔" حجاب متفکر سی مہکار سے" بولیں۔۔
تمہیں کہا تھا سر پر کھڑی ہو کر جب تک اسے تیار کر کے" ساتھ باہر نا لاؤ وہ نہیں آئے گی، ساری رات تو اپنے دوستوں سے چیٹنگ

کرتی رہتی ہے" مہکار شاہ کو اپنی اس بھتیجی کے طور طریقے اچھے نہیں لگتے تھے۔ وہ ناپسندگی سے بولیں۔۔

میں کیا کروں آپی آپکے سامنے ہے اتنا سمجھاتی ہوں پھر وہی دودھ پانی" والا کام۔۔" انہوں نے پریشانی اداسی سے کہا۔۔
اچھا آجائے گی پریشان مت ہو۔۔" مہکار اسے متفکر دیکھ کر ریلیکس" کرنے لگیں۔۔
پر وہ ماں تھیں کیسے ریلیکس ہو جاتیں۔۔
انہیں لگتا تھا اب سنجیدہ ہو کر باذل کے بابت شاہ سے بات کرنی ہی پڑے گی۔۔

ساحل نہیں آیا؟" بیٹھنے کے ساتھ مہکار نے زریش سے پوچھا۔"
ارے نہیں وہ آیا ہے ڈائننگ روم میں باقی سب کے ساتھ ہے""
زریش نے انکا پریشان چہرہ دیکھتے مسکرا کر کہا۔

وہ بھی سن کر پر سکون ہوتیں مسکرا دیں۔۔

وہ آئے تو یہاں مجھے اس سے بات کرنی ہے کچھ۔۔"اسنے خوشی سے کہا"
زریش سر ہلا کر جی بہتر کہہ کر انکے ساتھ اندر آئیں۔
جبکہ حجاب تقویٰ عائشہ پر ناراض تھیں کہ وہ اپنے بیٹوں کو نہیں لائی تھی۔ تقویٰ نے صارم کی طرف سے تو معذرت کر لی تھی کہ اسکی چوبیس گھنٹوں کی ڈیوٹی ہے کچھ سیریس کیس ہے، اور صمصام انہیں لینے آئے گا تو وہ آپ سب سے مل لے گا۔۔"وہ ان سے کہتی ہوئیں سب ساتھ جا کر بیٹھ گئیں۔۔

توقیع خاموش بیٹھی عرشیہ کو بات کرنے کیلئے اکسانے لگی پر وہ محض مسکرا دیتی۔
کیا ہوا تم اتنی خاموش کیوں ہو یار کتنی بور لگ رہی ہو۔"سمن"
عرشیہ کو دیکھتی منہ بنا کر بولی۔۔
کچھ نہیں دونوں خوامخواہ پریشان ہو رہی ہو دونوں میں بالکل ٹھیک ہوں"
چشمش۔۔"وہ اسکی آنکھوں پر پہنا چشمہ انگلی سے چھو کر بولی۔۔
سمن نے گہرا سانس بھر کر سر ہلایا۔پر توقی مطمئن نہیں ہوئی۔
اچھا سنو مجھے پانی لا دو حلق سوکھ رہا ہے۔۔"کچھ دیر بعد اسنے توقی کو"
مخاطب کیا وہ مسکرا کر اٹھی۔۔

دو منٹ ابھی لائی۔" وہ کہتی ہوئی کچن کا پوچھتی حجاب شاہ سے اسکی" سمیت بڑھ گئی۔

وہاں وہ سب اٹھ کر قرآن پڑھنے کیلئے ایک روم میں چلے گئے، سمن بھی اپنی ماں کے ساتھ اٹھ گئی،، پر وہاں آئی لڑکیوں کو خود کو دیکھ کر سرگوشیوں سے مسکراتے دیکھتے اسے عجیب سا لگا۔ پر وہ نظریں پھیر گئی۔۔

عرشیہ اپنی ماں سے پانی پینے کا اشارہ کرتی آنے کا کہہ رہی تھی وہ سر ہلا گئیں۔

ارے واہ تمہیں دیکھ کر تو لگتا ہے تم ککنگ کی شوقین ہو۔۔" کچن میں" قدم رکھتے سامنے کھڑی ملازمہ کے ساتھ مصروفیت سے چائے بناتی روحا سے بولی۔

ارے توقیع یہاں کیوں مجھ سے کہہ دیتی میں لا دیتی۔۔" روحا اسکی" آواز پر متوجہ ہوتی پریشانی سے بولی۔۔

تم تو پرایوں والا بیہیو کر رہی ہو حالاں کہ میں تمہیں دوست بنا چکی" ہوں۔" توقیع نے شکوہ کن نظروں سے دیکھا۔

روحا سٹپٹا گئی۔ "نہیں یار یہ تمہارا گھر ہے جہاں چاہو چلی جاؤ میں تو بس ایسے ہی کہہ رہی تھی۔ اور تم نا بھی بناتی تو بھی میں بن ہی جاتی تمہاری عشی کی دوست۔۔ سمن تو پہلے ہی میری دوست ہے۔۔"

اسنے جتایا وہ ہنس پڑی اور فریج سے پانی نکالنے لگی۔۔

ویسے جواب نہیں دیا؟" اسے پھر چائے کی طرف متوجہ ہوتے" دیکھ کر پوچھا۔ روحا نے اسے دیکھا اور مسکرائی

ہاں پسند ہے ککنگ میں اپنے فری وقت میں مام یا ماما سے ککنگ ہی" سیکھتی تھی۔۔" اسنے بتایا تو قسیع مسکرائی۔۔

واؤ تم تو کافی انٹرسٹنگ ہو، مینز سیدھا مجازی خدا کے پیٹ سے" ہو کر دل پر اٹیک کرو گی۔۔" اسنے پھر سے چھیڑا پر اسکی صورت پر خود ہی ہنسی۔۔

اچھا باذل کو کیا پسند ہے؟" اسنے پانی کا گلاس ملازمہ کے ہاتھوں" عرشیہ کی طرف بھیجا اور اسے یہاں بھی بلایا۔۔

باذل کو تو کچن کا کچھ نہیں آتا، اسے تو ٹھیک سے یہ بھی نہیں معلوم" چائے میں کیا ڈالتے ہیں۔۔ ایک دفع ماما کے زور ڈالنے پر بنائی تھی تو اس میں پسی کالی مرچ ڈال دی۔" اسنے بتایا اور دونوں ہی ہنسنے لگیں۔۔

ویسے مجھے کافی تجسس ہے اسے دیکھنے کا، اس دن صارم بھائی سے بھی پوچھا" تمہارا بتایا کہ تم بہت کیوٹ اور سوئیٹ ہو اسکا پوچھا تو سر ہلا گئے کہ اچھی ہے۔۔ اب میں دیکھنا چاہتی ہوں یہ صرف اچھی کتنی اچھی ہے۔۔" اسنے آنکھیں نچائیں۔۔

روحا کی مسکراہٹ، اس واقعے کو یاد کر کے سمٹ گئی وہ صرف اسکی نیلی آنکھوں کی ہیر پھیر کو دیکھتی رہ گئی۔

بھائی آپ۔۔!!" اچانک کچن میں داخل ہوتے ساحل شاہ" کو دیکھتی تو قسیع چونکی۔
چونک کر متوجہ تو روحا بھی ہوئی پر سامنے کھڑے وجود کو دیکھ کر اسکا دل دھڑکنا جیسے بند ہو گیا۔

بلیک فورپیس سوٹ میں ملبوس ایسا لگ رہا تھا کہ وہ کافی تھکا ہوا ہے اور آفس سے سیدھا یہی آیا ہے۔

ساحل کی نظریں سامنے عنابی رنگ کے شلوار قمیض سر پر سلیقے سے دوپٹہ لیے کھڑی روحا پر پڑی اور اس سے ہوتی توقیع پر۔

"ہاں چائے لینے آیا تھا، وہاں کچھ دوسرے غیر لوگ ہیں اچھا نہیں لگا ملازمہ یا کسی کا آنا۔" ساحل نے آہستہ سے کہا۔

"اور تم بتاؤ! کیسی طبیعت ہے اب تمہاری؟ یونی کب اسٹارٹ کر رہی ہو؟ میں مصروف کافی تھا پھر آ نہیں سکا اپنی گڑیا کی طبیعت کا پوچھنے۔" اسکے سر پر ہاتھ رکھتے اسنے شفقت سے کہا۔۔
روحا حیرانی سے سنتی اسکا شفقت بھرا لہجہ، ساتھ مصروف شوکرتی ملازمہ کی غیر موجودگی کی وجہ سے خود ہی ٹرے میں کپ رکھ رہی تھی

میں بالکل ٹھیک ہوں، میں سمجھ سکتی ہوں آپکی مصروفیت"
بھائی بھی کافی مصروف ہوتے ہیں،، اور رہی یونی تو وہ جب ڈیڈ اجازت
دیں گے تب اسٹارٹ کروں گی۔" اسنے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔
اسے یہ بات کافی پسند آئی انکی کہ وہ ملازمہ کو بھی غیر مردوں کے
سامنے لانا نہیں چاہتے تھے۔
اور تم کیسی ہو روحا؟" اسنے اب سیدھا اسے مخاطب کیا وہ اندر"
سے کانپ گئی اسکی پچھلی بات اسے یاد تھی۔۔
چہرے پر جانے کتنے رنگ آئے گئے۔۔
میں بھی ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں؟" جواب دیکر اسنے رسمی سا"
پوچھا، توقیع کی موجودگی کا بھی خاص خیال رکھا۔

ویسے ایک مزے کی بات بتاؤں۔۔۔" انکے بیچ میں توقیع نے"
مسکرا کر شرارت سے کہا دونوں اسکی طرف چونکے۔۔

ہاں کہو میرا بھی موڈ خوشگوار ہے۔۔" وہ ایک مسکراتی نظر روحا کی"
آنکھوں سے ٹکراتا ہوا توقی سے بولا۔۔

وہ ہنسی "ضرور۔۔۔ویسے آپکو معلوم ہے روحا بے بی کو کیا پسند ہے؟" اسنے شرارت سے پوچھا ساحل نے نا سمجھی سے دیکھا روحا کے ہاتھ کانپے۔۔

توقیع۔۔!!!" اسنے بوکھلا کر اسے خاموش کروانا چاہا پر ساحل کی" ایک سخت گھوری اسکی مداخلت پر، اسکے قدم وہی تھم گئے۔
وہ منمنا کر توقیع کو گھورنے لگی پر اسکی صورت سے وہ مزہ لے رہی تھی، یہ جانے بغیر کے ان دونوں کی دھڑکنیں کیسی سرگوشیاں کر رہی تھیں۔۔

کیا پسند ہے اسے بھئی ہمیں بھی تو معلوم ہے فرسٹ کزن ہے کیوں" بے بی؟" اسنے روحا سے پوچھا اسکے لہجے کی گھمبیرتا پر وہ گھبرا کر پلکیں جھکاتی رخ پھیر گئی۔۔

ہاہاہا۔۔۔یہ چاہتی ہے کہ اسے پڑھنا نہیں بلکہ فیری ٹیل جانا ہے" بے بی کے خواب بے بی جیسے۔۔" توقیع نے ہنستے ہوئے کہتی روحا کے اٹیک سے پہلے ہی وہاں سے بھاگی۔۔

کمینی۔۔۔" وہ بڑبڑائی اور فوراً پلٹ کر لب دانتوں میں دبا گئی۔۔"
یہ لے جائیں۔۔" اسنے ٹرے انکی طرف کھسکائی۔"
فیری ٹیل میں کیوں جانا چاہتی ہو؟ وہاں کیا ہوتا ہے؟" وہ اسکی"
.بات کو نظر انداز کرتا اس سے سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔
روحاجی بھر کر توقیع کو گالیاں دینے لگی۔ بغیر اس انسان کو جانے
وہ اسکے سامنے کہہ کر گئی تھی۔۔
جی کچھ نہیں ہوتا صرف عام سی دنیا ہوتی ہے اور یہ صرف فرضی" "
ہے میں تو بس ایسے ہی توقیع کو ہنسانے کیلئے کہہ رہی تھی مجھے سٹڈی
پسند ہے۔۔" اسنے مشکل سے مسکرانے کی کوشش کرتے اپنی پسند سے خود
ہی اختلاف کر لیا۔۔

مجھے جھوٹ بولنے والی کا چہرہ سچ بتا دیتا ہے، اسلئے آئندہ جھوٹ "
بولنے سے پہلے سوچ لینا۔ اور تمہاری یہ عمر نہیں کہ تم فیری ٹیل
کے خواب دیکھو۔۔" وہ اسکے چہرے کو دیکھتا بولا۔۔

روحا نے حیرت سے دیکھا۔"پر آپ مجھ سے ایسے کیوں کہہ رہے ہیں؟"وہ حیران ہوئی۔جب اسکے سوال پر ابرو اچکاتے ساحل نے بھاری قدم اسکی سمیت اٹھایا وہ جھجھک کر پیچھے ہوئی۔۔

شاہو۔۔۔"اسکا اندازہ کچھ اور لگا اسے وہ ناراض ہوئی۔۔"

برا لگا میرا انداز؟؟؟"وہ سخت لہجے میں بولا روحا کیلئے حیرانی ہی" حیرانی تھی کہ کل پرسوں تک تو ٹھیک تھے پھر آج کیا ہوا۔۔
مجھے کیوں لگے گا برا۔۔"وہ خفگی سے کہہ کر جلدی سے رخ موڑ گئی۔۔اسکی" آنکھوں کا مقابلہ یا اسکی شخصیت روعب کا مقابلہ اس سے نہیں ہو پا رہا تھا۔

یہ میرے خواب نہیں ہیں، میرا دل بس چاہتا ہے۔۔""" روحا نے آہستہ سے کہا جانتی تھی جب تک جواب نا دیدے گی وہ نہیں جائے گا شاید۔۔۔۔

تو خواب کیا ہیں تمہارے ؟" وہ پاس آ گیا روحانے سانس "
روک لی۔ اور نظریں اسکے پاؤں پر ٹکائیں جو صرف آدھے قدم دور تھے
اس سے۔۔
یہ انہیں ہوا کیا ہے یہ اچانک سے اپنا بیہیو کیوں بدل گئے "
ہیں۔۔؟؟" اسنے فکر مندی سے سوچا۔۔ اور کچھ الجھتے اندر سے سہمتے
نظروں کو اٹھایا پر سیاہ آنکھوں کا ٹکراؤ سیدھا گرے آنکھوں سے ہوتے
ہی وہ سٹپٹا کر دھڑکتے دل سے نظریں جھکا گئی۔۔
ساحل کے عنابی لبوں پر تبسم بکھرا۔۔
دل چاہا اسے ساری شدتوں سے ابھی اپنی دسترس میں لے لے۔۔

اسے یہ بھی ڈر تھا وہ اتنا پاس تھا کہ اسکے ملبوس سے نکلتی ہوش
اڑاتی وہ خوشبو بھی محسوس کر رہی تھی اگر کوئی آ گیا تو کیا سوچے گا۔
اگر باذل ہی آ گئی تو ضرور اپنا کہا سچ سمجھے گی۔۔

نہیں ہیں کوئی خواب۔۔" اسنے تلخ لہجے میں کہا۔ ارادہ جان "
چھڑوانے کا تھا۔۔ کسی سائے کی طرح اسے اپنے پیچھے محسوس ہو رہا
تھا۔

تو دیکھو خواب۔۔ فیری ٹیل کو چھوڑ کر آج سے فرسٹ نائیٹ کے "
خواب دیکھو۔۔۔ وہ زیادہ خوبصورت ہوتے ہیں تمہاری فیری ٹیل سے
بھی۔۔" وہ بڑے سکون سے اسے حکم دینے لگا۔۔
وہ اتنی بچی نہیں تھی کہ فرسٹ نائیٹ کو نا سمجھتی یا اسکی معنی سے انجان
ہوتی۔۔

حیرت کے جھٹکے سے مڑی۔۔۔ "کک۔۔۔ کیا؟؟؟" اسے زور کا جھٹکا
لگا تھا سا حل شاہ کی باتوں سے۔ اسکا چہرہ سرخ ہو کر تپ اٹھا
تھا۔۔ بھلا وہ اسے کیسے ایسا کہہ سکتا تھا۔۔

ہمم! اگر تمہارے پاس خواب نہیں کوئی دیکھنے کیلئے تو یہی دیکھ لو۔۔ ""
اسکے گال کو چھوتے دوپٹے کے موتی کو اسنے آہستہ سے پیچھے کیا پر وہ بدک کر
پیچھے ہو گئی اسکے لمس سے۔۔

مم۔ میں کیوں دیکھوں گی ای۔۔ س ایسے خواب۔۔۔ "بہت مشکل سے "
اسنے کہا۔ چہرہ جیسے آگ کی تپش چھوڑنے لگا تھا۔ وہ اسکی پُر تپش

نظروں سے گھبراتی ناگوار تاثرات چہرے پر سجاتی اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگی۔۔

کیونکہ میں چاہتا ہوں تم دیکھو!! تمہیں تمہاری لمیٹ بتا دیتا ہوں۔۔" کیا دیکھنا ہے خواب میں۔۔" اسنے کہنے کے ساتھ بازو سے پکڑ کر اسکا رخ اپنی جانب موڑ لیا۔۔۔
روحا کے حواس جھنجھلا اٹھے۔۔ اگر اسے معلوم ہوتا کہ وہ یہاں آنے والا ہے کبھی نا آتی اسکے سامنے۔۔

اپنے بازو پر اسکا لمس محسوس کرتے اسکے پورے وجود میں سنسنی خیز لہر دوڑ گئی۔۔
اس کی آنکھیں حد سے پھیلیں جبکہ دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے لگا تھا۔ اسنے کسمسا کر بازو چھڑوانا چاہا پر مقابل کی گرفت ایسی نہیں تھی جس سے وہ جان چھڑوا پاتی۔۔

یہ آپ کیا کر رہے ہیں کک۔۔ کوئی آ گیا تو۔۔" اسنے خوف " شرم حیا سے سرخ ہوتے احساس دلایا۔۔

آلینے دو تم میری بات پر توجہ دو!وہ تحکم بھرے لہجے میں" بولتا سب کچھ جیسے نظر انداز کر گیا۔ پر روحا کا دل اسکے کانوں میں دھڑک رہا تھا۔۔

اسنے کبھی کسی لڑکے کا ایسا انداز نہیں دیکھا تھا۔ زندگی میں پہلی بار وہ ساحل شاہ کو اس روپ میں دیکھتی حقیقت میں گھبرائی تھی بلکہ اسکے ارادوں سے اندر سے سہم بھی گئی تھی۔۔

اس رات بھی اتنی پریشانی سے اسکی مہربانی پر نیند آئی تھی، اسکے سوالات کا سوچ سوچ کر بھی اسکے پاس کوئی جواب نہیں بن پڑا تھا۔ نا مام سے ٹھیک سے پوچھ سکتی تھی نا باذل ماما سے۔۔

مجھے نہیں دیکھنے خواب۔۔"وہ ناپسندگی سے کہتی جھٹکے سے بازو چھڑوا کر" دور ہوئی۔۔"آپ پلیز یہ لے جائیں شاہو مجھے جانا ہے ہٹیں پیچھے۔۔"وہ راستے پر اسکے چوڑے وجود کو دیکھتی بولی۔۔

پر میں چاہتا ہوں تم دیکھو!اور ہر رات تم دیکھو یہی کہ تم ساری زندگی" میری بانہوں میں سکون سے پڑی رہو۔۔ تمہاری لمیٹ یہی تک ہے اسکے آگے یہاں سے شروع سفر کے خواب میں خود دیکھ لوں گا۔۔"

اسکے انکار کرنے پر ساحل کو کافی غصہ آیا پر وہ ضبط کرتا اسکا چہرہ ہاتھ میں تھام کر غصے بھرے لہجے میں حکم دیتا اپنے انگوٹھے سے اسکے نچلے گلابی ہونٹ پر پھیرا۔۔
وہ اسکا مطلب سمجھ کر مرنے جیسی ہو گئی۔۔

یی۔ یہ آپ مجھ سے کک۔۔ کیسی باتیں کر رہے ہیں شاہو۔۔"وہ فق" چہرے سے اپنا نچلہ لب سمیٹ کر منہ میں لیتی اسکی پہنچ سے دور کر چکی تھی۔۔
اسکی حرکت پر ساحل شاہ کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔۔
اسکی انہیں اداؤں نے تو اسے فوراً طور متوجہ کیا تھا۔۔
"میں اس گستاخی سزا دینا چاہوں گا تمہیں پر کچھ صبر کر لو۔۔"

آ۔ آپ ایسی بری باتیں کیس کر رہے ہیں شاہو میرے ساتھ کیا یہ" سزا دینے کا نیا طریقہ ہے؟؟"وہ رو دینے کو دیکھی۔ کتنی بے باک باتیں تھی اسکی روحا کے کانوں سے دھویں نکل گئے۔۔

ہاہاہاہا۔۔"ساحل کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔"سزا دینا کانیا"
طریقہ۔۔"اسنے اسکی بات کو دہرایا۔۔
انٹرسٹنگ!"اور بے ساختہ سراہا اٹھا اسے۔۔"

اگر یہ سزا ہوئی تمہارے لئے تو گھبراؤ نہیں بہت پُرلطف ہو گی"
فیری ٹیل کی طرح۔۔"اسنے محظوظ ہوتے کہا۔
وہ پور پور سرخ ہو گئی۔

بس کریں آپ میں مام سے آپکی شکایت کر دوں گی۔۔"اسنے روہانسی"
لہجے میں کہتے منت کی۔
کیا شکایت میں کہو گی کہ ساحل شاہ تمہیں خواب"
دکھانے پر اکسا رہا ہے؟"وہ سپاٹ آواز میں پوچھنے لگا روحا
بے بس ہو گئی۔۔

پر مجھے ایسے خواب نہیں دیکھنے آپ کیوں نہیں سمجھ رہے۔۔"وہ غصے"
سے منمنائی۔۔

مجھے نا سننے کی عادت نہیں روحا شاہ! جتنا کہا ہے اتنا کرو، اور" ساحل شاہ سے دھوکہ مت کرنا یہ یاد رکھو اگر ایسا کچھ کیا تو وہ حال کروں گا جسے سوچ کر تمہاری روح کانپ جائے گی۔۔
میں کہہ رہا ہوں کہ خواب دیکھو میرے، تو دیکھو گی۔۔ اور جتنی لمیٹ میں نے دی ہے اس حساب سے دیکھو گی۔۔" وہ غصے سرد لہجے میں حکم دیتا ٹرے اٹھا کر اسے ہکا بکا چھوڑے وہاں سے لمبے ڈگ بھرتا چلا گیا۔۔

روحا کا جیسے مچھلی کی طرح ادھ منہ کھلا ہوا تھا۔۔
حیرت ہی حیرت تھی بھلا وہ کیوں اسکے خواب دیکھے؟ یہ کیسی زبردستی تھی؟ اور اسے کس طرح وہ ایسی باتیں کر سکتے تھے۔۔

کیا ہوا تمہارا منہ کیوں سرخ ہے؟" باذل ساحل شاہ کو وہاں سے" جاتے اور کو ساکت کھڑا دیکھ کر اسکا چہرہ جانچتی ہوئی بولی۔۔

ککک۔۔کچھ نہیں وہ شاید آگ کی تپش سے چہرہ سرخ"
ہو گیا۔۔"وہ بوکھلا کر باذل کی آواز پر ہوش میں آتی اسے سامنے پا کر
جلدی سے بولی۔۔۔
تمہیں کب سے چولہے کی تپش سرخ کرنے لگی؟ہر تین ماہ بعد تو ڈیڈ"
تمہیں خون دیتے ہیں اپنا،اس آگ نے ایسا کمال دکھایا کہ
سارے وجود کا خون سمٹ کر چہرے پر آگیا۔۔"وہ تفتیشی انداز میں
بولتی اسکے تاثرات جانچنے لگی۔۔

تم کیا بال کی خال اتارنے لگی ہو۔۔طنز کر رہی ہو مجھ پر؟"روحا ایکدم"
بات گول کرتی منہ پھولا کر بولی۔۔

اچھا اب منہ مت پھولا کوئی طنز نہیں کر رہی وہ تمہاری مام کا شاہو"
ابھی یہاں سے نکلا تو مجھے لگا۔۔چل دفع کر تو بس مجھے میرا بے بی کڑک
کافی بنا کر دے۔۔"وہ محبت سے اسے حصار میں لیکر گال چومتی گویا
ہوئی۔۔

روحا خدا کا شکر ادا کرتی مسکرائی۔۔

دل تو نہیں کر رہا پھر بھی بنا کر دے رہی ہوں۔ اور تم اتنا لیٹ کیوں نکلی"
ہو۔۔ یہ چینج بھی نہیں کیا مام دیکھ کر کتنا ناراض ہوں گی۔۔" وہ اسے
شارٹ شرٹ جینز میں دیکھتی ہوئی بولی۔
افف! قسم سے پھپھو کے ساتھ رہ کر پوری دادی بن گئی ہو تم۔۔ مجھے الجھن ہو رہی"
تھی ان کپڑوں میں اسلئے یہ پہن لیے۔۔" اسنے کہا۔۔

پر باذل قرآن خوانی کے بعد تقویٰ آنٹی کا بیٹا، عائشہ آنٹی کا بیٹا اور"
شاہو بھی یہیں آئیں گے گھر میں ڈیڈ بھی ہوں گے کیا اچھا لگے گا یہ
ڈریس پہن کر سب کے سامنے جاتے ہوئے۔" روحا نے احساس
دلایا وہ منہ بنا گئی اکتاہٹ سے۔۔

کیا یار اس بلیک میں نے مجھے دیکھا ہے سارے کپڑوں میں"
"اور وہ ہوتا کون ہے مجھے جج کرنے والا۔۔

تو پھر تم کون ہوتی ہو اسکی رنگت کو جج کرنے والی؟ اسکی رنگت رب"
نے دی ہے جبکہ یہ لباس تم خود منتخب کر کے پہن آئی ہو، جج کرنا تم پر

بنتا ہے اسکی رنگت پر نہیں، اور آئندہ اگر تمنے اسے ایسے بکواس نام سے بلایا باذل پھر دیکھنا آئی ول کل یو!" وہ ایکدم غصے سے بھڑک اٹھی۔۔
اسکی چھوٹی ناک کی نتھنیں پھول رہی تھیں۔۔

اسکے غصے کو دیکھ کر باذل کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔
اوکے بیب مارو مت مجھے نہیں کہتی پر اسکے بھائی کو تو سیاہ مین" کہہ سکتی ہوں نا؟؟" اسنے اجازت چاہی روحا چونکی۔۔

آر یو کریزی باذل؟ تم ہوتی کون ہو یار کسی کو طنز کرنے والی؟؟؟" وہ ایکدم غصے سے" چیخی۔۔
کیونکہ اسکی مام نے اسے اپنے بارے میں سب بتایا تھا کہ اسنے کیسے تقویٰ کو رنگت کا نشانہ بنایا تھا۔۔
وہ دونوں ایک دوسرے کی ہمراز تھیں۔ روحا کو سب معلوم تھا اپنی مام کے بارے میں اور وہ نہیں چاہتی تھی اسکی بہن ان راستوں پر چلے۔۔

تم نے تقویٰ آنٹی کی بیٹی دیکھی ہے تو قسیع؟" وہ باذل کے بگڑے تیور دیکھتی خود کول" ہو گئی۔

نہیں! ہاں شاید دیکھی ہو گی پر مجھے کوئی یاد نہیں تمہیں معلوم ہے مجھے زیادہ" دیر کچھ یاد نہیں رہتا نا ہی میں یاد رکھنا چاہتی ہوں کچھ۔۔

کیوں؟؟ وہ بھی بلیک گرل ہے کیا ہاہاہاہا؟؟" اسنے شرارت سے آنکھ دبا کر کہا۔۔

روحا کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ آئی۔۔ "میں چاہتی ہوں تم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ کر احساس کرو اپنا۔۔ پر خیال کرنا پھر تم خود کو میری طرح نا سمجھنے لگ جانا۔۔" وہ ہنس کر کہتی کافی بنانے لگ گئی۔۔

مجھے اندازہ ہے روحا کہ میری معصوم بہن کے منہ میں پہلے پھپھو کی" زبان ہوتی تھی اب ان جاہل لوگوں کی آ گئی ہے۔۔ تھینکس سو مچ پر مجھے نہیں "چاہیے کافی۔۔

باذل اسکے انداز بدلے تیور منہ میں چلتی زبان کو دیکھ کر بھڑک گئی۔

وہ اپنی باذل پر طنز کر رہی تھی اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔ وہ ایکدم ہاتھ مار کر چولہے پر رکھا دودھ پھینک کر وہاں سے نکلی۔۔

روحابدک کر جو پیچھے ہوئی تھی اسکی چیخ نکلتی نکلتی بچی۔۔یہ تو شکر تھا اسنے دودھ کو پیچھے پھینکا تھا۔۔اگر آج اس پر آجاتا تو؟؟؟

اپنی بہن کی پشت کو دیکھتی اسکی آنکھوں میں آنسوں آگئے۔۔
دیکھتی ہوں کیسے بات کرتی ہو مجھ سے اب تم۔۔"ساحل شاہ کی باتیں"
بھولا کر وہ اب اپنی بہن سے سخت ناراض ہو گئی تھی۔
کچن صاف کرنے کا ملازمہ کو بلا کر کہتی خود خاموشی سے باہر آگئی۔۔لاؤنج سنسان تھا جسے دیکھنے کے بعد وہ بھی وضو کر کے انکے ساتھ جا کر بیٹھ گئی۔۔

مہکار شاہ نے اسے اپنے ساتھ بٹھا کر ماتھا چوما۔۔
یہ لو باہر صوفے پر پڑا تھا اگر گم ہو جاتا تو کیسے ملتا اہم وقت پر۔۔"وہ"
آہستہ سے اسے کہتی انہیلر اسے تھما گئی۔۔
روحا جسے تھام کر ایک مایوس نظر دیکھنے لگی کہ جانے کب یہ ساتھ چھوڑے گا، کسی برے سائے کی طرح اس سے چمٹ گیا تھا۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

قرآن خوانی کے بعد سب کے ایک دوسرے سے باتوں میں مصروف ہوتے زریش کو صحیح موقعہ مل گیا تھا مہکار سے بات کرنے کا۔ وہ انہیں سائیڈ لے جا کر ہارون شاہ کو پیغام دینے لگی۔ کیونکہ وہ پہلے مہکار شاہ کی رائے جاننا چاہتے تھے کہ وہ کیا کہتی ہے ساحل روحا کے بابت۔۔

ہاں بولو زر سب ٹھیک ہے؟" مہکار نے انکا متفکر چہرہ دیکھتے استفسار" کیا۔

جی سب ٹھیک ہے میں آپکے پاس ہارون شاہ کا پیغام دینے آئی ہوں" یہاں۔۔" اسنے تمہید باندھی۔ مہکار شاہ نے سر ہلا دیا۔۔

ہاں بولو میں سن رہی ہوں۔" اسنے مسکراتے ہوئے کہا۔"

وہ دراصل ہارون شاہ اور میں اب چاہتے ہیں کہ ساحل کی" شادی کر دیں کافی بڑی عمر ہو گئی ہے آپ جانتی ہوں گی ماں ہیں اسکی۔ تو اس بابت ہمنے کچھ سوچا اور آپ سے رائے لینا چاہا آپ کیا کہتی ہیں؟" اسنے بات مکمل کی مہکار کے لبوں پر خوبصورت مسکان آ گئی۔۔

"یہ تو بہت اچھا سوچا ہے میں بھی اب دادی کی خواہش رکھنے لگی"
ہوں تمہاری بھی ضرور ہو گی یہ خواہش، مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے تم
دونوں کا فیصلہ مجھے سر آنکھوں پر ہو گا میں جانتی ہوں میرے
ساحل کیلئے تم دونوں سے زیادہ بہتر فیصلہ وہ خود بھی اپنے لئے نہیں کر سکتا
۔"اسنے فوراً زریش کے ہاتھ تھام کر خوش سے کہا۔
پورے مان سے حق زریش شاہ کو سونپ دیا تھا اپنا۔پر انکے چہرے کی
چمک بتا رہی تھی وہ اچانک یہ سن کر کتنی زیادہ خوش ہیں۔

جی ہمنے سوچا ہے وہی ایک بار پھر آپ سے پوچھ لینا چاہتی ہوں۔۔""
اسنے ہچکچاتے ہوئے کہا۔
مجھے سے پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں، تم دونوں کی پسند مجھے بند آنکھوں"
سے پسند ہو گی۔"اسنے یقین سے کہا۔

رو۔۔روحا ساحل کیلئے کیسی ہو گی؟"زریش نے سر ہلاتے ہوئے ایکدم"
مہکار شاہ کے سر پر جیسے بم پھوڑا۔۔
انکے ہاتھ کی گرفت زریش کے ہاتھوں پر کمزور پڑ گئیں۔۔

وہ حیرت سے زریش شاہ کا چہرہ دیکھنے لگی کہیں غلط تو نہیں سن لیا۔

آپ غلط مت سمجھیئے گا، وہ دونوں آپکے ہیں اگر دونوں اس" خوبصورت۔۔۔

خیال اچھا ہے زر پر حیدر شاہ کبھی نہیں مانیں گے۔ بلکہ میں ہی نہیں" مان سکتی بیٹا وہ ابھی شادی کیلئے کسی بھی طرح لائق نہیں تم سمجھ سکتی ہو، ماں ہو تم روحا کو دیکھو۔۔ اسے استھما ہے، ہر تین ماہ بعد حیدر شاہ اسے اپنا خون دیتے ہیں، وہ نازک سی ہے۔ اگر باذل جیسی ہوتی تو بھی ہمیں کوئی اعتراض نا ہوتا میری جان، ساحل میرا خون میرے وجود کا ایک اہم حصہ ہے۔

پر روحا کی کنڈیشن کو میں نظر انداز نہیں کر سکتی۔ اچھا ہوگا اگر ہم روحا کے بجائے کسی اور لڑکی کے بارے میں سوچیں۔۔ بھائی کبھی نہیں مانیں گے زریش اسلئے روحا کے بارے میں اس بات کو یہیں دبا دو۔۔

ساحل شاہ میچور لڑکا ہے اسکے لئے لڑکی بھی اس حساب سے ہونی چاہیے۔۔ اگر ہم ہاں بھی کر دیں تو بھی روحا کی شادی کا تین چار سال تو کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔

تب تک ساحل کی ایج سینتیس اڑتیس ہو جائی گی۔۔"زر کی بات کا مفہوم سمجھتے ہی مہکار شاہ نے اسے بیچ میں ہی ٹوک کر بات کاٹ دی اور ساری بات کھل کر اسے بتا دی جس کا زریش کو پہلے ہی اندازہ تھا۔

وہ خاموشی سے سر ہلا گئی۔۔"ٹھیک ہے میں شاہ کو بتا دوں گی۔۔" بغیر بحث و مباحثے کے وہ سر ہلاتیں انکے ساتھ باقیوں کے بیچ آ کر بیٹھ گئیں خاموشی سے۔۔

انہیں ہارون شاہ تک مہکار کا انکار پہنچانا تھا۔۔

انہیں ڈر تھا یہ پیغام اگر ساحل شاہ کو معلوم پڑ گیا تو وہ مہکار سے پھر سے بدگمان نا ہو جائے۔

اسلئے اب وہ سوچ رہی تھی تھیں کہ صرف ہارون شاہ تک یہ بات پہنچا کر اسے وہیں دفن کر دیں گے اور ایک بار ساحل سے پوچھ کر کسی اچھی لڑکی کے ساتھ اسکا نکاح کروا دیں گی۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

واؤوہ کون ہیں؟؟" اسکا منہ کھل گیا سامنے کھڑی دونوں لڑکیوں کو" دیکھتے ہوئے۔۔

ایک سنہری بالوں والی لڑکی تھی تو دوسرے بھی اسکی جیسی مگر اسکی آنکھوں کا رنگ نیلا تھا۔۔۔

وہ سامنے عرشیہ توقیع پر نظریں جمائے بے ساختہ بولی۔وہ ابھی قرآن پڑھ کر روم سے نکل کر اب لاؤنج میں آئیں تھیں روحا ملازمہ کے ساتھ سب کو فریش جوس سرو کر رہی تھی جبکہ اور باذل موبائل پر دوست سے مسکرا کر بات کرتی انہیں یہاں کی صورتحال سے آگاہ کر رہی تھی اور بتا رہی تھی کہ اسنے اپنا ٹور شارٹ کر لیا ہے وہ جلدی ہی اپنے ملک لوٹے گی۔

پر نظریں جیسے ہی اٹھیں سامنے صوفے پر بیٹھی لڑکیوں میں سے ان دونوں پر پڑتے ہی اسکا منہ بے ساختہ کھل گیا تھا جسے روحا نے طنزیہ نظروں سے دیکھا اور اسے کافی تھمائی۔

جا کر پوچھ لو وہ کون ہے پر خیال سے اسکے سامنے بلیک مین کا حوالہ" مت دینا ورنہ وہ بھی ڈاکٹرز کی بیٹی، بزنس مین کی لاڈلی بہن ہے۔۔

انگلش ہم سے زیادہ آتی ہے اسے۔ سوبی کیئر فل،، بے بی ہونے کی وجہ سے میرا فرض ہے آگاہ کر دینا اپنی کیوٹی پائی کو۔۔" اسکا گال چھو کر وہ وہاں سے جانے لگی تھی۔۔

سرو کرنے کے ساتھ سب کی محبتیں دعائیں لیتے ہوئے اسے بہت خوشی ہو رہی تھی، اسکی نظر میں وہ سب مائیں جنت تھیں اور انکی دعائیں اسکے لئے بہت ضروری تھیں۔۔

کیا مطلب ؟؟ میں سمجھی نہیں ؟" باذل کے ماتھے پر بل آ گئے اسنے ابرو اچکا کر اس سے پوچھا۔۔

روحا نے لبوں میں عنابی رنگ دوپٹے کا موتی دباتے اسے نظروں سے ہی توقیع کی جانب اشارہ دیا۔۔

باذل نے دیکھا جہاں وہی عورت کھڑی تھی جو کہ اس دن ڈاکٹر صارم کے ساتھ تھی۔۔

اسکی آنکھیں پھیل گئی تو کیا وہ اس بلیک مین کی بہن تھی؟؟؟" وہ سچ میں اس بلیک مین اور اس عورت کی بیٹی تھی؟ ہاؤ پاسیبل ؟" اسے

جاننے کا تجسس ہوا وہ اپنے دوستوں کو کال بیک کرنے کا کہتی خود اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

اسنے اس وقت مفلر اسٹائل دوپٹہ پہنا ہوا تھا اور بوب کٹ بال اسکے کندھوں کو چھونے لگے تھے۔۔

وہ خود کانچ جیسی تیکھی سلور گرے آنکھوں والی خوبصورت لڑکی تھی،
اسکے کالج سے لیکر یونی تک کتنے چاہنے والے سراہنے والے طلب گار تھے، پر وہ کچھ بھی تھا حیدر شاہ کی بیٹی تھی اور کچھ ماں کی تربیت کا بھی اثر تھا کہ اسکے قدم کبھی نہیں بڑھے ان ناجائز رشتوں کی طرف۔۔
اسے خود گھن آتی تھی لڑکیوں کو بغیر نکاح بغیر میرج کرنے کے ایک دوسرے کی بانہوں میں ایک دوسرے میں کھوئے دیکھ کر۔۔
اسنے تعریفیں سنی تھیں بہت زیادہ، دھتکارہ بھی تھا کافیوں کو۔۔ پر کبھی ایک ناجائز نظر بھی کسی کی طرف خود نہیں اٹھائی

وہ خوبصورت لوگوں چیزوں کی طرف اٹریکٹیو ہوتی تھی تو وہ اسکی فطرف تھی، ہوس یا نفسیات جیسی کوئی بیماری نہیں۔۔

بس ایسی چیز جو خود میں بے پناہ حسن رکھے اسے چھیننے کو دل کرتا تھا باذل شاہ کا۔

اسے پانے کا جنون ہوتا تھا اسے۔۔

اس وقت بھی وہ متوجہ ہوئی تھی، اور اسکی فطرت اسے خود کھینچ کر لائی اسے ان دونوں لڑکیوں کے پاس۔۔

کیسی ہو باذل؟" اسے سامنے پا کر سمن نے خوش دلی سے اٹھ کر اس سے " ہاتھ ملایا کچھ بھی تھا وہ اسکی کزن تھی

پر اسکا چہرہ تب سرخ پڑا جب باذل نے بری طرح سمن کو نظر انداز کرتے عرشیہ اور توقیع کی طرف ہاتھ بڑھایا۔۔

ہائے آئی ایم باذل فرام یوکے!" اسنے ہاتھ انکی طرف بڑھایا۔ اسکی " آواز پر دونوں متوجہ ہوئیں۔۔

توقی کی سنائی بات پر ہنستی عشی کی نظریں جب اس سامنے موجود ہاتھ سے ہوتی اس لڑکی پر آئی ماتھے پر بل اور چہرے پر شدید قسم کی ناگواریت پھیل گئی۔

توقیع صائم زیدی!" توقیع نے خوشدلی سے اسے دیکھتے ہوئے اسکا ہاتھ "
تھاما، جینز شارٹ شرٹ گلے میں مفلر سٹائل دوپٹہ،
بوب کٹ بال، سلور آنکھوں والی وہ سچ میں انگریز لگ رہی تھی۔
وہ اسے دیکھ رہی تھی جبکہ باذل کی اسکے چہرے سے نظریں ہٹ ہی
نہیں رہی تھیں، پاس کھڑی سمن لب بھینچے یہاں وہاں دیکھ رہی تھی،
جس طرح اسے باذل نے اگنور کیا، جس طرح یہاں آئی خاندان کی
لڑکیاں اسکے متعلق جانے کون سی سرگوشیاں کر کے ہنس رہی
تھیں، سمن کا دل خراب ہونے لگا۔۔

اسے خود کا یہاں آنا فضول لگا، وہ نظریں نہیں اٹھا پا رہی تھی کسی طرف
کیونکہ پھر سے اسے دیکھ کر سامنے لڑکیاں کھسر پھسر کرنے لگ جاتیں۔
اسنے نم حلق تر کیا، اور اپنا چشمہ درست کرتے آنکھیں صاف
کرنی چاہیں بٹ سب کی موجودگی میں ناممکن سا لگا اسلئے
خاموش ہی رہی۔۔
اسکا دل چاہا پوچھا "کیا حسن اتنا ضروری ہے جینے کیلئے؟ کیا زندگی
"گزارنے کیلئے عزت حاصل کرنے لئے حسین ہونا ضروری ہے؟

نوٹ تو توقیع عرشیہ نے بھی کیا سمن کو نظر انداز کرنا باذل کا، اسلئے ہی عرشیہ نے اپنی طرف بڑھا اسکا ہاتھ بھی نظر انداز کر دیا۔

ہائے آپکی تعریف ؟" اسنے عرشی کو مخاطب کیا۔"

السلام علیکم سوری ڈونٹ مائنڈ باذل فرام یو کے !جہاں تک میں" نے سنا ہے اور جہاں تک مجھے یاد ہے، کہیں سے نہیں لگتا تم فارمی ہو. آئی تھنک تمہارے ڈیڈ بھی پاکستانی ہیں کیونکہ انہوں نے یہیں جنم لیا ہے، تمہاری مام تو شد پاکستانی ہے پھپھو بلکہ سسٹر اور پورا خاندان، صرف واحد تم ہی ان میں فارمی مرغی ہو۔ حلیہ بدلنے سے تم یو کے کی نہیں ہو سکتی ل، اور اگر مے بی تم ہو تو ہم پاکستانیوں سی نہیں ہو کستی نا ہی تمہارا دل ہمارے جیسا ہو سکتا ہے سو ڈومنٹ مائنڈ یو کے بے بی آئی ایم ناٹ "!انٹر سٹڈ یو کے مرغیز

کب کی دبی ہوئی پچھلا حساب بے باک کرنے کی تمنا، آج موقعہ ملتے ہی انسے سارا حساب بے باک کر دیا۔

وہ معذرت کرتی رسانیت سے کہتے دوسری طرف دیکھنے لگی۔

اسکی ہمت بھی کیسے ہوئی تھی اسکے دوستوں کو بے عزت کر کے پھر سمن کو نظر انداز کر کے اسکے پاس آنے کی۔

منہ نا توڑ دے وہ فرام یو کے کا۔۔
توقیع سمن بہت مشکل سے مسکراہٹ چھپائی، توقی کچھ ناواقف تھی اس قصے سے اسلئے عرشی کا بیہیو کچھ سمجھ نہیں آیا البتہ پسند بھی نہیں آیا اسے۔۔
وہ جیسی بھی تھی چل کر انکے پاس آئی تھی ایسے اگنور نہیں کرنا چاہیے تھا عرشی کو۔۔ پر وہ کیا جانے سامنے کھڑی لڑکی نا صرف اسکے پیارے بھائی بلکہ پاس کھڑی دوست کو بھی بری طرح اگنور کر چکی تھی۔
ایئر پورٹ پر آئے لوگوں میں سے صارم زیدی تقویٰ سمن اور چند لوگوں کو وہ اچھی طرح یاد رکھے ہوئے تھی، پر عرشیہ اسے یاد نہیں تھی اسے لگ رہا تھا وہ ابھی ملی ہے۔

واٹ ؟؟؟ واٹ مینز فارمی مرغیز؟؟" وہ اردو کچھ کم ہی سمجھ پاتی تھی" اسلئے نا سمجھی سے مرغیز کا ہو چھنے لگی۔

پر شرمندگی سے نا توقیع نے جواب دیا ناہی عرشیہ اسے مزید منہ لگانے کی تمنا کر سکتی تھی البتہ سمن کو اسنے لفٹ نہیں کرائی وہ ویسے ہی خاموش تھی۔۔

ٹیپیکل پاکستانی" باذل نظریں پھیر کر ناپسندگی سے بولی۔۔۔"
ہاں جی خالص پاکستانی! سوری ہم تمہاری معیار کے فارمی مرعیاں"
نہیں۔" اسنے تلخ مگر تمسخرہ اڑاتے ہوئے کہتے توقیع کی طرح گردن کی جو کہ حیران احچانک اپنی دوست کے بدلے رویے کو دیکھ رہی تھی۔۔

میں مام کے پاس جارہی ہوں تم مجھے میرا سامان ڈرائیور کے ہاتھوں"
"بھیج دینا
وہ کہہ کر جانے لگی تبھی پیچھے اسکا ہاتھ تھام کر توقیع مسلسل حیران
"ہوتی بولی۔. "تم گھر نہیں آؤ گی؟ میں ویٹ کروں گی تمہارا۔
نہیں ویٹ مت کرنا میں سچی نہیں آسکتی تم تو چھٹیوں میں ہو پر"
مجھے اسائمنٹ کمپلیٹ کرنی ہیں اور پھر کل جمع بھی سو نہیں آسکتی
وقت ہی نہیں ہے۔۔ اسلئے پیاری بہن ہونا بھیج دینا بلکہ تم آجانا کیوں

صرف مینے ٹھیکا لے رکھا ہے آنے کا تم کہیں کی بی بی ہو؟" وہ نرمی سے کہتی کہتی تلخ ہوئی۔۔

کیسی باتیں کر رہی ہو؟ ٹھیک ہے میں ہی آجاؤں گی کل اوکے ڈونٹ "

"وری۔۔

یہ ہوئی نا بات میں انتظار کروں گی، سمن تم بھی آنا ملکر تینوں "

دوستیں مزے کریں گے بلکہ ساتھ روحا کو بھی لانا پھر آؤٹنگ پر چلیں گے۔۔" اسنے جھٹ سے پلان بنایا پاس آتی روحا نے بھی سنا وہ خوش ہو گئی۔۔

یہ تو بہت زبردست ہے باذل تم بھی چلو گی؟" روحا نے خوشی سے "

کہا عرشی کے چہرے پر تو سنجیدگی چھا گئی البتہ توقیع اسے

دعوت دے دی۔۔

اوکے ٹھیک ہے پھر آج سے ہم پانچ دوستیں ٹھیک؟" توقیع کے پھیلے "

ہاتھ پر سب سے پہلے عرشی نے ہاتھ رکھا پھر سمن اسکے بعد روحا اور روحا کے بعد کچھ سوچتے مسکرا کر باذل نے بھی رکھ دیا۔

میں بھائی کی گاڑی لاؤں گی صام بھائی کی گاڑی بڑی ہے اور ابھی انکے زیر"
استعمال بھی نہیں اسلئے وہ اجازت دے دیں گے پھر ساتھ چلیں
گے اس میں۔۔"توقیع کی بات پر عرشیہ سر ہلا کر چلی گئی۔۔
جبکہ باذل ٹھٹھک گئی۔۔"صام کون ہے؟ڈاکٹر صارم؟"اسنے توقیع
سے پوچھا۔۔
نہیں ڈاکٹر صارم میرا چھوٹا بھائی ہے، صمصام زیدی بڑا بھائی ہے۔"
دراصل صمصام بھائی کو ہم پیار سے صام کہتے ہیں انکے نام کے لاسٹ
ورڈز"صام"۔۔"توقیع نے مسکراتے ہوئے کہا۔

باذل نے نام کو اپنے لبوں میں دہرایا۔۔
"واؤ نام تو کافی یونیک ہے۔"
اور چوائس بھی۔۔پھر وہ کیسا ہوگا۔۔؟"وہ سر اہے بغیر نارہ سکی۔۔پر"
دل میں یہ سوچ بھی ساتھ آئی تھیں سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھ کر۔۔
یونیک کیوں نہیں ہوگا وہ میرے کرش ہیں۔۔"سمن نے مسکراتے"
ہوئے خوشی سے کہا۔۔باذل کا ایکدم زوردار قہقہہ لگا۔۔
ہاہاہا۔۔۔پھر تو وہ تمہاری طرح ہی ہوں گے گولو مولو سے موٹو صام ہاہاہا۔۔""
وہ تصور میں ایک سیاہ لڑکے کو مٹا دیکھ کر قہقہہ لگا اٹھی۔

ویسے مجھے حیرت ہے سمن پلیز ڈونٹ مائنڈ کیا تم جیسی لڑکی" کے بھی کرش ہوتے ہیں؟ آئی مین کہ تم لوگوں کو خود کو سنبھالنا مشکل ہوتا ہوگا نا۔۔"وہ ہنسی ساتھ بولی۔

توقیع کو حیرت کا جھٹکا لگا۔۔۔"یہ کیا بات کر رہی ہو تم باذل؟؟؟؟"وہ سن کر شدید غصہ ہوئی اس پر۔۔

جبکہ اب ایک پل بھی وہاں مزید سمن سے کھڑا رہنا مشکل ہو گیا۔۔

سمن۔۔"اسے ایکدم باہر کی طرف بھاگتے دیکھ کر توقیع بوکھلا کر" اسکی طرف بھاگی۔۔۔

اسکے آنسوں اسکے چہشے سے نکل کر گالوں ہر برسنے لگے۔وہ کب سے لڑکیوں کو اپنے متعلق باتیں کرتے دیکھ چکی تھی، کتنی دبی سبی ہنسی تھیں اسکے اوپر اسکا سل وہاں گھبرا رہا تھا اور اب ایکدم سے یوں باذل کا طنز کرنا اسکا معصوم سا دل جیسے اتھاہ گہرائیوں میں دوب گیا۔۔۔

وہ اپنی ہچکیاں دبائے سیدھا سامنے گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔

پلیز کیا آپ مجھے گھر چھوڑ دیں گے۔۔"وہ ہچکیاں گھونٹ کر اپنے"
پھوٹ پھوٹ کر رونے کی خواہش کو دبا کر سامنے ڈرائیونگ سیٹ پر
بیٹھے وجود کو بغیر دیکھے چشمہ آنکھوں سے اتار کر سسکنے لگی۔۔۔
زیاف اس انجان کو اچانک گاڑی میں بیٹھا دیکھ کر کچھ گڑبڑا گیا۔
وہ صمصام کے ساتھ آیا تھا یہاں پر ابھی گاڑی سے اترا نہیں تھا کہ
اچانک اس لڑکی کو اندھا دھند گاڑی میں بیٹھ کر ٹھاکے ساتھ
دراوزہ بند کرتے ساتھ ہی ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر سسکتے دیکھتے اسکے
ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔۔۔

پر۔۔پر آپ ہیں کون اور میں کس گھر لے چلوں؟یہاں تو بہت"
سے گھر ہیں آپ کو کون سے کلر والے میں جانا ہے؟"زیاف کچھ
سنبھل کر بولا۔۔۔
سفید کلر والے میں۔۔"سمن نے ہچکی دباتے ہوئے کہا۔"
اوہ اسلئے اتنی سفید ہو گھر کا سارا رنگ خود پر چڑھا لیا ہے۔۔"وہ"
ہنس کر بولتا مجبوری میں گاڑی اسٹارٹ کر چکا تھا۔۔

پیچھے اچانک غائب ہوتی سمن کو توقیع ڈھونڈتی پریشان ہوتی رہ گئی اسے شدید غصہ آیا باذل پر وہ خود کو سمجھتی کیا تھی اسکی ہمت کیسے ہوئی سمن پر طنز کرنے کی۔

وہ اسکی بے عزتی کرنے کیلئے گھر کے اندر آئی پر روحا سے معلوم ہوا وہ چینج کرنے گھر میں چلی گئی ہے۔۔
توقیع ضبط سے مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی۔۔

کافی دیر ہو گئی ہے توقیع رات ہونے والی ہے کچھ دیر میں ہی صام آنے والا" ہے چادر لے لو اپنی اب نکل رہے ہیں۔۔" تقویٰ پاس آکر اپنی بیٹی سے بولی۔۔

توقیع کی سانسیں حلق میں اٹک گئیں۔۔

وہ زریش آنٹی کو دیکھنے لگیں جو کہ پریشان تھیں شاید سمن کے متعلق۔۔
توقیع کچھ نا سمجھتے خود ہی گھر سے باہر نکل گئی اسے ڈھونڈنے کیلئے کہیں وہ بیک سائیڈ تو نہیں چلی گئی۔۔۔

پورچ میں صمصام کی گاڑی ساحل دریاب کی گاڑیاں دیکھتے وہ مزید حواس باختہ ہو گئی اور تیزی سے اسے ڈھونڈنے کیلئے بیک سائیڈ بھاگی۔۔

اب دیکھو کون سا ہے ان میں تمہارا سفید گھر؟"زیاف گاڑی" وائیٹ بنگلوں کے بیچ سڑک پر روک کر مسکراہٹ دباتا ہوا اس سے بولا۔۔

مسلسل پیچھے بیٹھی روتی ہوئی سمن نے اسکی آواز پر بھیگا تر چہرہ اٹھا۔۔ اسکی سرخ آنکھیں سیدھا سامنے بیک ویو مرر سے دیکھتے زیاف زیدی کی آنکھوں سے ٹکرائیں اور وہاں سے ہوتی ہوئی ونڈو کے باہر آئیں۔۔ وہ ڈور اوپن کر کے باہر آئی جسکے ساتھ ہی گلاس اسکے قدموں میں گر گئے۔۔۔

اسنے حلق تر کرتے ہر سوں پھیلا دھندلا سا اندھیرا دیکھا اور آس پاس سفید قطار میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر بنے بنگلوں کو۔۔ وہ کہاں آ گئی تھی اسے کچھ نہیں تھا معلوم اسکی خوف سے آنکھیں پھیل گئیں دوسرے لمحے آہستہ سے گاڑی کا ڈور کھول کر اس لمبے چوڑے وجود کو باہر آتے دیکھ کر اسکے حلق میں جیسے کانٹے چبھ گئے۔۔

ککک۔۔ کون ہہ۔۔ ہو اور مجھے کک۔۔ کیوں کڈنیپ کیا ہے؟؟"اس" انجان خوبرو لڑکے کو سامنے دیکھتے وہ قدم پیچھے لیتی سب سے پہلے جو سوچ دماغ آئی اسنے نا صرف سمن کو خوف زدہ کیا بلکہ زیاف کو حیرتوں کے زد میں پٹخ دیا۔۔

کیا مطلب ہے بی بی؟؟؟ میں تمہیں کوئی شکل سے موالی غنڈہ یا" کنڈ نیپر لگتا ہوں؟ بلکہ تمہیں دیکھ کر مجھے یہ اندازہ ضرور ہو رہا ہے کہیں "تت۔ تمنے مجھے تو کڈنیپ نہیں کر لیا؟؟؟

دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے مشکوک ہو گئے۔ سمن تو اسکی بکواس ہر ہل گئی۔
جسٹ شٹ اپ !! مجھے پورا یقین ہے تم مجھے کڈنیپ کر کے لائے ہو۔۔۔" بتائو کون سی جگہ ہے یہ کہاں ہیں تمہارے پارٹنر؟؟ منہ کھولو ورنہ ایی رکھ کر دوں گی دو دن نیند نہیں آئے گی۔۔" وہ ایکدم بپھر کر اسکے کالر کو جکڑتی غرائی۔۔۔

زیاف کی آنکھوں کے سامنے حقیقت میں تارے ناچ گئے۔۔۔
ککک۔کیا ہانک رہی ہو؟ تمنے مجھے نہیں کہا تھا سفید کلر کے گھر" میں جانا ہے؟" اسنے بوکھلاتے ہوئے کہا

واٹ ؟؟؟ سفید کلر کے گھر میں؟ ابے میں تجھے شکل سے پاگل لگتی" ہوں؟ یا تو میرے چہرے کی معصومیت سے دھوکہ کھا گیا ہے؟" وہ اسے جھنجھور کر چلائی۔

زیاف کے کان سائیں سائیں کرنے لگے تھے۔
اسے عرشیہ پسند تھی پر اسکے بارے میں بھی کبھی ایسا ویسا نہیں سوچا تھا۔۔
ایسے گھناؤنا کام تو اسنے آج تک انجام نہیں دنیا تو دور کبھی بھول بھٹک کر سوچا تک نہیں تھا کہ کسی لڑکی کو بھی ایسی نظروں سے دیکھ کر کڈنیپ کرلائے۔۔
سامنے کھڑی محترمہ تو خود کڈنیپ کرنے والوں میں سے لگتی تھی کیا معلوم اسکی نورانی شکل دیکھ کر کڈنیپ کر کے اب اسے ٹارچر کر کے اسکے چہرے کی رونق ختم کرنا چاہتی ہو؟؟؟

پہلے وہ چشمہ اٹھا کر آنکھوں پر پہنوں اور دیکھو میری شکل کو کیا"
میں تمہیں کہیں سے ایالوفر لگتا ہوں؟" زیاف نے سنبھل کر
رسانیت سے کہتے سامنے چشمے کی طرف اشارہ دیا۔۔

چپ!! یہاں انجان جگہ لا کر تم مجھے بیوقوف بنا رہے ہو اور تمہیں"
کیا لگتا ہے میرے پاس دماغ نہیں جو میں تمہارے کہنے پر
چشمہ اٹھاؤں اور تم مجھے باندھ لو۔۔" وہ غصے سے بولی۔۔۔

اسکے دماغ کی سوچوں پر زیاف جھرجھری لے اٹھا۔
چابی نکالو گاڑی کی ورنہ ایک پنچ سے منہ توڑ دوں گی۔۔" اسنے اپنی چھوٹی"
سے پھولی ہتھیلی اسکے سامنے کی۔۔

زیاف نے اسکی ہتھیلی کو دیکھا۔۔
جسے دیکھتے مونچھوں تلے اسکے لبوں کے گوشوں میں مسکراہٹ آ گئی۔۔
وہ اسکے وجود کو دیکھنے لگا۔

ہاں میں ہوں غنڈہ بلکہ لوفر آوارہ جنونی اب سیدھے طریقے سے "
بتاؤ گھر کہاں ہے تمہارا؟" اسنے آہستہ سے مسکراہٹ دبا کر اپنے
پیچھے بیلٹ میں لگی گن کو نکالا۔۔
جسے دیکھتے سمن کے ہاتھوں سے جیسے جان نکل گئی۔۔۔ اسنے کانپتے ہوئے اپنے
قدموں کو پیچھے لیا۔۔
اور فوراً شرافت سے اسکے کالر کو صاف کرتی دور ہو گئی۔ لبوں پر ایک
اچھی سی بااخلاقی مسکینی مسکراہٹ تھی۔ چہرے پر وہی معصومیت۔۔

آں ہاں بھاگنے کی کوشش مت کرنا واپس پکڑوں میرے کالر کو۔۔۔"
اسنے گن سے سمن کو اپنے کالر کی طرف اشارہ دیا۔۔ سمن کی
آنکھیں پھیل گئیں۔۔

پپ۔۔پر۔۔۔۔"حواس باختہ سمن کو کچھ سمجھ نہیں آیا وہ کیا"
کرے وہ سچ میں کسی غنڈے کے ہاتھ چڑھ گئی تھی۔
کیا پر پر؟؟؟"زیاف ایکدم روعب میں آگیا شیرنی کو بھیگی بلی کے"
روپ میں دیکھتے۔۔

پر مجھے کچھ دکھائی نہیں دے رہا۔۔" کچھ سوچتے ہوئے وہ فوراً سے اپنے ہاتھ فضا" میں پھیلا کر اندھی ہوتی راستہ ٹٹولنے لگی۔۔۔

اسکے اچانک بدلے طور تہوار پر زیاف کا قہقہہ سنسان سڑک پر جاندار تھا۔

....★☆☆☆☆☆

اوکے یہی رکو! ہلنا مت ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔۔" وہ اسے گن دکھا کر" اسکا چشمہ اٹھانے کیلئے نیچے جھکا اور وہی وہ لمحہ تھا کہ اچانک ہی سمن نے پلٹ کر ایکدم اپنا بھاری مکا ٹھا کے ساتھ جھکے ہوئے زیاف کی گردن پر مارا اسکی کراہ گونج اٹھی۔۔

آہ اماں مار ڈالا۔۔۔ میری گردن توڑ دی۔۔" اسکی تکلیفدہ دہائی عروج پر تھی" جب دوسرا پنچ منہ پر مارتے ہی سمن نے اس سے جھپٹ کر ایکدم سے گن چھین لی۔۔

اماں کی اولاد سیدھے ہو جاؤ!!" وہ خود ہی اسکے ہاتھ سے چشمہ لیکر پہنتی" ہوئی گن ہاتھ میں تھامے ایک سٹائل سے اسے سیدھا ہونے کا اشارہ دیا۔۔

اسنے غرا کر کہا زیاف اپنا جبڑا سیدھا کرتا مسکینی صورت کے ساتھ سیدھا ہوا۔۔

کچھ خدا کا خوف کرو لڑکی میں کہاں سے تمہیں لوفر غنڈہ لگتا" ہوں؟" گن ہاتھ سے جاتے ہی اسنے دکھ سے کہا۔

لڑکیاں اس چہرے پر مرتی ہیں یہ الگ بات ہے بریانی کسی کی" نصیب نہیں ہوتی۔۔ پھر بھی اللہ کا شکر ہے اچھا خاصا رعب ہے گاؤں میں تمہیں کیا میں ایسا لگتا ہوں؟" اسنے دکھ سے استفسار کیا۔۔ جس صورت پر اسے غرور تھا سامنے کھڑی اس موٹی سی لڑکی نے جھٹ میں چکنا چور کر دیا۔۔

بکواس مت کرو جانتی ہوں میں تم جیسوں کو لڑکی دیکھی نہیں فضول" ہانکنا شروع کر دیتے ہو۔۔ اگر تم لوفر غنڈے نہیں ہو تو یہ کیا میرا چاچا لایا ہے گن؟" اسنے تیکھے چتون سے پوچھا زیاف سٹپٹا گیا۔۔

یی۔ یہ تو مجھے ابھی یہاں سے ملی۔۔"اسنے جلدی سے کہا مبادا"
دوسرا ہی مکانا پڑے۔۔پر وہ تو ویسے ہی پڑنے والا تھا۔۔

تمہیں شرم نہیں آتی بڑے ہو کر چھوٹو سے جھوٹ بولتے؟"ایک اور مکا"
مارتے اسنے اسکا چہرہ سرخ کر دیا۔
اسکے بھاری ہاتھ کا مکا زیاف کا جبڑا دکھا گیا۔۔

افف لڑکی مار دیا ظالم ہاتھ تو دیکھو اپنا۔۔۔تجھے کڈنیپ کرے گا کون؟ کسے"
اپنی زندگی ناپسند ہو گی۔۔"اسنے کراہتے اپنا جبڑا سہلاتے ہوئے کہا پر
ایک بار پھر اپنی طرف بڑھتے اسے پا کر وہ بوکھلایا ہوا پیچھے ہوا۔۔

سمن کو اس ہٹے کٹے نوجوان کا ڈرنا مزہ دے گیا۔وہ بھی فل روعب
میں تھی اب۔۔
جیب میں جو کچھ بھی ہے نکالو ابھی۔۔"اسنے اشارہ اسکی جیب کی"
طرف دیا۔۔زیاف حیران ہوا۔۔۔
پر چور تو میں تھا؟؟؟"اسنے شدت احتجاج سے کہا۔۔"

شٹ اپ !! شرم نہیں آتی ایسے جرم قبول کرتے ؟ مجھے معلوم "
ہے تم چور ہو مجھے بتاؤ مت بس جتنا کہا ہے وہ نکالو۔۔" وہ غصے سے ڈپٹتی
ہوئی تحکم بھرے لہجے میں بولی۔

زیاف اسے دیکھتا دانت پیس کر جیب سے والٹ نکال کر اسکے حوالے
کر گیا۔۔
بس یہی ہے میرے پاس۔۔" منہ بنا کر وہ بولا۔۔ سمن نے گھور کر "
اسے دیکھا اور پھر مہنگے والٹ کو۔۔

شکل سے ہی کوئی موالی لگ رہے تھے پر اب مجھے یقین ہو گیا۔۔ انتہائی "
کے ڈھیٹ ہو، کہاں سے چوری کیا ہے سچ بتاؤ ورنہ ابھی کال کر کے
پولیس کو بلاؤں گی اور اسکے حوالے کر دوں گی۔۔ بچوں والا والٹ رکھتے شرم
" نہیں آتی ہاں ؟؟؟ پکڑوا سے۔۔
اسنے دھمکی کے ساتھ شرم دلاتے ہوئے گن اسے پکڑائی۔ زیاف کو سو
وولٹ کا جھٹکا لگا اس بیوقوف پر۔۔ "گگ۔۔ گن ؟؟" اسنے ہکلانے کی
ایکٹنگ کی جیسے ڈر گیا ہو۔۔

سمن نے ایک خطرناک گھوری سے نوازہ، موٹے چشمے کے پیچھے اسکی آنکھوں کو دیکھتے اسنے بمشکل مسکراہٹ روکی۔۔

"خبردار اپنی ان چھوٹی چوزوں جیسی آنکھوں سے بری نیت ڈالی گن پر امانت ہے میری سنبھال کر رکھو پھر لے رہی ہوں۔۔" وہ اسکی ہونقوں والی صورت دیکھتی معاملہ سمجھ کر غصے سے بولی۔۔

زیاف نے ایمانداری سے سر ہلایا۔ یہ سوچ ضرور آئی تھی کہ ایک طرف چور کہہ رہی ہے دوسری طرف گن سنبھالنے کی دی ہے۔ یہ خود عقل سے پیدل تھی یا اسے بنا رہی تھی۔۔

وہ اسکے جھکے سر کو دیکھنے لگا تھا اور سمن اسکی نظروں سے انجان والٹ کے اندر اتنے سارے پیسے کارڈز دیکھتی حیرت سے ششدر تھی۔۔

اسنے ایکدم والٹ مٹھی میں دبوچ لیا۔۔۔

"اچھا بتاؤ کس کا والٹ اور یہ گاڑی کپڑے ہیں مجھے ٹھیک سے بتاؤ، میں کسی کو نہیں بتاؤں گی۔۔" وہ اسکے پاس رازداری سے آ گئی۔۔

اسکے چہرے کو دیکھتے جانے کیوں زیاف کو دھڑکنیں سست محسوس ہوئیں۔۔ پر دوسرے پل اسکے موٹے سر اپنے کو دیکھتا دل اداس ہو جاتا۔۔

چوری کیے ہیں۔۔"اسنے منہ بناتے خفگی سے بتایا پر دوسرے ہی پل"
ایک اور پڑنے والے مکے نے اسکے ہوش ٹھکانے لگا دیئے۔۔
وہ جتنی پاس تھی اتنا ہی زور کا مکا مارا تھا اپنے بھاری ہاتھ کا۔۔

شرم نہیں آتی؟ارے شرم کرو شرم اتنے بڑے لامبوں اونٹ جتنے"
ہو چوری کرتے کسی کی محنت رزق کو چراتے تمہیں شرم نہیں آئی؟
تمہیں اندازہ ہے اللہ تمہیں کیسی سزائیں دے گا پھر؟تمہیں یہ
اندازہ ہے تمہارے چوری کرنے کے بعد انہوں نے ٹھیک سے وقت کا
کھانا بھی کھایا ہوگا کہ نہیں؟
تم رکو دو دن بغیر کھانے پانی کے باندھ کر رکھتی ہوں دیکھوں کیاری ایکٹ
کرتے ہو۔۔"وہ اسے شرم دلانے سمجھانے لگی۔
زیاف نے سر جھکا کر مسکراہٹ ضبط سے دبائی۔

میں آئندہ نہیں کروں گا۔۔۔"اسنے پشیمان ہو کر کہا۔۔"
کچھ دیر اسے سکیڑی آنکھوں سے جانچتے ہوئے سمن کو خود پر فخر ہونے لگا۔۔

بہت خوب ! مجھے اچھا لگا کہ تم میں ابھی شرم باقی ہے۔۔ اب بتاؤ" یہ کپڑے اور یہ گاڑی کہاں سے لی تھی؟ اور مجھے کہاں لیکر جا رہے تھے۔۔" اسنے کچھ سوچتے اسنے گن لے لی جو وہ ہتھیلی پر رکھے کسی مؤدب ملازمہ کی طرح کھڑا تھا۔

اور سمن یہ نہیں جانتی تھی کہ اسکے سامنے گاؤں کا حویلی کا لاڈلا کھڑا تھا جسکے اشارے پر کئی ملازمین سر جھکائے مؤبانہ ہو کر کھڑے ہو جاتے تھے۔۔

اسے چوری کرنے کی کیا ضرورت جسکی اپنی ہی نا جانے کتنی زمینیں، تالاب، فارمز تھے۔۔ اسکا باپ سیاست کی ایک مین پارٹی کا سربراہ تھا۔

اور بیٹا شوقیہ صرف دوست کے ساتھ اسکے بزنس میں ہاتھ بٹا رہا تھا،، اپنا گاؤں چھوڑ کر صرف صمصام کیلئے شہر آیا ہوا تھا۔ ورنہ اسکا باپ اسے اپنی جگہ دینے کیلئے کب کا گاؤں بلا کر اسرار کر رہے تھے۔ پر زیاف کا ابھی ایسا کوئی موڈ ہی نہیں تھا۔۔

کپڑے تو ایک بوتیک سے چرائے ہیں، اور گاڑی لاہور سے چرائی" تھی ایک آدمی چھوڑ کر چلا گیا تو میں نے اس سے چابی آہستہ سے

نکال کر گاڑی اسٹارٹ کی اور یہاں کراچی آ گیا، پھر یہاں آتے ہی اسکے رنگ روپ چینج کیے اور گاڑی کا نمبر بدلہ اسلئے ابھی یہ کسی کی نہیں سوائے میری۔۔"وہ کھڑے کھڑے کہانی بناتا ہوا بولا۔۔

سمن کی پھیلی آنکھیں پوری کھل گئیں اس قدر شاطر چور۔۔ مم۔۔مجھے کیوں لائے ہو؟"اسنے اب ہکلاتے ہوئے پوچھا۔"

تمہیں ظاہر ہے جب اغوا کیا ہے تو کچھ سوچ کر ہی کیا ہوگا۔۔"وہ یہاں" وہاں دیکھتے مسکراہٹ ضبط کرتا بولا۔

کیا سوچ کر؟؟؟"اسنے تیکھے چتون سے پوچھا. اسے احساس ہوا گن" اسکے ہاتھ میں ہے ڈرنا اسے نہیں بلکہ سامنے والے کو چاہیے۔
یہی سوچ کر کہ دکھنے میں ہی کسی کھاتے پیتے گھر کی لگتی ہو اسلئے اٹھالایا" کہ کچھ پیسے مل جائیں گے۔۔ بھوک بہت لگی تھی ان میں سے کچھ کھالوں گا یہ تو دوستوں کو بھی دینے ہے۔۔۔"اسنے مسکینی صورت بنا کر سر جھکاتے ہوئے کہا۔۔۔

ایک تو اسکے کھاتے پیتے گھر کا کہنے پر سمن کو بے انتہا خوشی ہوئی تھی تو وہی اسکے بھوک کا سن کر اسکا دل دکھا۔

کیا تمہیں میں موٹی نہیں لگی؟" اسنے خوشی سے پوچھا۔"

زیاف اسکا معاملہ کب کا سمجھ چکا تھا آہستہ سے نفی میں سر ہلایا۔

کیوں تمہیں کیوں لگا تم موٹی ہو؟" وہ آہستہ سے اس سے پوچھا گاڑی سے ٹیک "

لگائے کھڑا ہو گیا۔۔

سمن اس پر دھیان دیئے بغیر باذل اور باقی لڑکیوں کا رویہ یاد کرتی اپنی نم ہوتی آنکھیں چشمہ اتار کر دوپٹے سے صاف کرنے لگی۔۔

زیاف خاموشی سے اسے دیکھنے لگا۔۔ اسے وہ کافی معصوم نادان لگی، شاید محبتوں نے اسے ایسا بنایا تھا ورنہ اسکی ایج اسے بیس تو لگی ہی۔۔

بتاؤ شاید میں تمہاری کچھ مدد کر سکوں۔۔" وہ اس کے پاس آکر "

بولا۔۔

نہیں مدد کی ضرورت نہیں ہے۔۔" اسنے نفی میں سر ہلایا۔۔ اسکی "

آنکھوں سے آنسوں پھر سے بہنے لگے۔۔

پھر بھی ایسے رو کر تو خود کو کمزور ثابت کر رہی ہو مجھ سے شیئر کر لو ہو سکتا" ہے درد کم ہو جائے۔۔ اور مجھے دیکھ لو میں بھی تو اپنے دکھ اپنے دوستوں سے شیئر کرتا ہوں۔۔" اسنے پچکارہ۔۔

سمن نے ایک تیز نظر اس پر ڈالی زیاف اس تیکھی مرچی کی نظر سے سٹپٹا گیا پہلے ہی جبڑا دکھ رہا تھا کافی۔

تم میرے دوست نہیں ہو،، اور خبردار کسی لڑکی کو ایسی ٹھرکیوں والی" پیشکش کی۔۔ جانتی ہوں میں تم جیسوں کو۔۔ پہلے دوستی کرتے ہو بعد میں سارے گھر کا ایڈریس لیتے ہو پھر گھر پہ نظر رکھتے سارا کچھ معلوم کر کے ایک رات سارے گھر کا صفایا کر جاتے ہو۔۔ مجھے سے ایسی ہوشیاری مت کرنا ورنہ ابھی دماغ ہی اڑا دوں گی۔۔" وہ اسکے ہاتھ سے جھپٹ کر گن لیتی اسکے سینے پر رکھ کر غرائی۔۔

زیاف نے ڈرتے سانس ہی روک لی۔۔

دد۔۔ دماغ اوپر ہے یہاں تو دل ہے اس معصوم کا کیا قصور؟؟" زیاف نے" اسکے گن والے ہاتھ کو تھام کر اپنے دماغ پر رکھ کر اسے ٹھیک جگہ بتائی۔۔

ہائیں یہ بیوقوف ہے کیا خود موت کو دعوت دے رہا ہے؟" سمن"
نے حیرت سے سوچا۔۔
شاید تیرے پاس بھیجا ہی نہیں جس کے اڑنے کا ڈر ہو ہاہاہا۔۔" وہ"
قہقہہ لگا کر اسکے دماغ پر چیت مارتی ہوئی بولی۔۔

کوئی بات نہیں ہم دونوں ایک جیسے ہیں۔۔" اسنے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔۔ پر"
اسکے بھیگے گالوں کے ساتھ ہنستے دیکھتے اسنے اسکے گال میں نمودار ہوتے
ڈمپلز دیکھے۔۔
اسکا دل جیسے دھڑکنا بھول گیا۔۔۔

واؤ تمہارے پاس تو ڈمپلز بھی ہیں۔۔" اسنے سراہ کر کہا سمن کی"
مسکراہٹ سمٹ گئی۔
ہاں یہ میری مام کو ٹھوڑی پر تھا اور مجھے گالوں پر آ گیا۔۔۔" زیاف نے"
حیرت سے دیکھا۔۔
موٹی آنکھوں پر چشمہ لگائے وہ سرخ سپید پھولے گالوں والی، چھوٹی سی ناک
گلابی شنگرفی لبوں والی لڑکی کو کون رلا سکتا تھا۔۔

وہ تو پوری کسی موٹی گڑیا جیسی تھی۔ اس کے ساتھ تو بات کرتے اتنا مزا آرہا تھا بلا اسے رلا کون سکتا تھا بے حس انسان۔

تمہیں میں موٹی نہیں لگتی؟" وہ اسکی طرف پلٹ۔"
نہیں مجھے تو نہیں لگتی بلکہ کھاتے پیتے گھر کی لگتی ہو لگتا ہے بہت "
امیر ہو نا؟" وہ آنکھوں میں چمک لیکر بولا۔۔

سمن خوشی سے سرخ پڑ گئی۔۔۔
ہاں ہارون شاہ کی لاڈلی بیٹی ساحل شاہ کی چھوٹی اکلوتی لاڈلی بہن ہوں تمہیں "
معلوم ہے لالا، جان سے زیادہ پیار کرتے ہیں مجھ سے۔۔ اگر تم مجھے کڈنیپ
"کر لو وہ تمہیں منہ مانگی رقم دے دیں پھر چاہے کروڑ کیوں نا۔۔
اسکی بات سے زیاف نے یہی اخذ کیا کہ اسکا دماغ شاید گھٹنوں
میں تھا ورنہ ایک طرف اس پر طرح طرح کے نام رکھتی
چور لوفر آوارہ کڈنیپر دوسری طرف، اتنا بھروسہ کرتی اسے گن تھما
کر اپنے متعلق باتیں بھی بتا رہی تھی۔۔

اگر آج کوئی سچ میں اس بیوقوف کو کڈنیپ کر جاتا اسکی تو عید ہو جاتی۔۔

اچھا یہ بتاؤ ہماری جیسی مینز کہ میری جیسی موٹی لڑکیوں کے کرش" ہوتے ہیں؟" وہ بھی اسکے ساتھ آکر گاڑی سے ٹیک لگائے جیب سے چاکلیٹ نکالتی آدھا اسے اور آدھا خود کھانے کیلئے رکھتی پوچھنے لگی۔۔
زیاف نے ایک ہاتھ سے منہ میں۔ چاکلیٹ ڈالتے دوسرے ہاتھ کی کہنی اپنی گاڑی کی چھت پر ٹکا دی۔۔
پہلی بات تو تم موٹی نہیں ہو یہ دماغ میں اگر تم رکھ لو گی تو کوئی تمہارا" اعتماد نہیں توڑ سکتا۔
دوسری بات یہ کہ کرش ہر انسان کے ہو سکتے ہیں جن جن کے پاس دل ہوتا ہے انکے پاس ہوتے ہیں۔۔
کسی کو اپنے رسول ﷺ پر، کسی کو اپنے باپ پر، کسی کا ماں کسی کو بہن کسی کو بھائی، شوہر کسی پر بھی کرش آسکتا ہے اسکے لئے انسان کا وجود یا صورت دیکھنا لازمی نہیں اس میں دل کی بات ہوتی ہے ساری۔۔" وہ اسے سمجھانے لگا سمن نے حیرت سے دیکھا اسے۔

ارے واہ تم تو پڑھے لکھے بھی لگتے ہو" اسکے لب و لہجے کو دیکھتی سمن چہک "
کر بولی۔۔
یاہ انگلش کم ٹو می۔۔" اسنے فخریہ کالر جھڑکا سمن اپنی مسکراہٹ "
ضبط کر گئی۔ اسکا کانفیڈنس توڑنا نہیں چاہتی تھی۔۔
ٹھیک کہتے ہو میں بھی کہاں اس بندری کی بات پر آ گئی خود تو دیکھو"
سوکھی سڑی ہوئی کانٹا لگتی ہے۔ میں مکھی کی طرح اڑا دوں۔۔" اسنے بھی
کچھ دیر پہلے زیاف کی طرح اپنے کالر کو جھڑکا۔
رات کافی ہو گئی ہے چلو تمہیں تمہارے گھر چھوڑ دوں!" وہ آیا تو"
عرشیہ کو دیکھنے کیلئے تھا پر آج بھی وہ ناکام ہو گیا تھا۔
اسنے گہرا سانس بھرتے گاڑی کا ڈور اوپن کیا۔ سمن نے
حیرت سے اسکے اچانک سنجیدہ تاثرات دیکھے۔۔

کیا ہوا؟ میں کیسے چلو تمنے مجھے کڈنیپ کر لیا تو؟" وہ خوف سے "
بولی۔۔
یہ لو گن پکڑو اگر میں نے کہیں غلط جگہ گاڑی روکی تو بن کچھ کہے ہی"
ایک گولی ٹھوک دینا۔۔" اسنے کچھ سوچتے سمن کے ہاتھ میں پھر
سے گن دے دی اور اسکے لئے بیک ڈور اوپن کیا۔

ویسے تمہاری بھوک ختم ہو گئی؟" وہ اس پر یقین رکھتی ہوئی واپس گاڑی میں بیٹھی۔

ہاں تمنے چاکلیٹ دیئے تھے نا۔۔" اسنے اسکی عنایت یاد دلائی "سمن ایک بار پھر گہری مسکرائی۔۔

زیاف نے مسکراتے ہوئے اسکے گال کے ڈمپل دیکھے۔۔

اچھا رکو!" اسے جاتے دیکھ کر سمن نے اسے روکا اور وہ سن کر مڑا۔" سمن جلدی سے اپنے فراک کی سائیڈ جیب میں چھپا کر رکھے چاکلیٹس نکالنے لگی۔۔

یہ لو کھالو پھر ساری رات بھوک نہیں لگے گی۔۔۔" اسنے دو موٹے چاکلیٹ زیاف کی پھیلی ونڈو سے اندر آتی ہتھلی پر رکھے۔۔۔

اب چوری مت کرنا، نا ہی ایسے برے کام۔ جب انگلش کم ٹو یو تو جا کر کسی اچھے سے شاپ پر جاب کر لو نا گناہ ہو گا نا ہی مرنے سے پہلے بے چینی۔ اچھے بنو گے تو اچھے دوست ملے گے برے بنوں گے تو برے دوست۔۔

اب ڈیپینڈ تم پر کرتا ہے، برائی میں لذت تو بہت ہے پر صرف وقتی، یہ انسان کی جڑیں کھاتی ہے اسے کھوکھلا ویران کر دیتی ہے کسی برے مرض کی طرح۔۔

اگر اچھے کام کروگے تو اچھائی چاند کی طرح تمہیں ہزاروں ستاروں میں نمایاں کر دے گی بلکہ تمہیں مضبوط جڑیں مہیا کرے گی اب تمہارے ہاتھ میں ہے کہ تم کیا منتخب کرتے ہو۔۔

یہ بات بتا دوں اچھائی کو چننے سے پہلے تمہیں بے سکون کشمکش وسوسے لاتعداد مسائل سامنے آئیں گے پر جب ایک بار تم منتخب کر لو گے تو پھر سکون ہی سکون ہو گا تمہاری زندگی میں۔۔"

زیاف اسکی باتیں سنتا مسکرا کر سر ہلاتا ہوا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اور ایک نظر بیک ویو مرر میں دیکھا جہاں اب وہ سر جھکائے خود چاکلیٹ کی ریپر کھولنے میں مصروف تھی۔۔۔

اسنے سر جھٹکا اور گاڑی اسٹارٹ کی۔

ویسے کرش کون ہے تمہارا؟" کچھ سوچتے ہوئے اسنے پوچھا۔"

سمن چونک کر متوجہ ہوئی اور گود میں رکھی گن کو پکڑ لیا۔

"!صمصام زیدی"

اوہ!" وہ لبوں کو گول اسٹائل شیپ دیتا سر ہلا گیا۔۔"
یقیناً وہ تم جیسی ٹیڈی گرل کو اپنا فین پسند کرے گا۔" وہ محض بڑبڑا کر"
گاڑی کو ریورس بیک لیتے موڑ گیا۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

اسے ڈھونڈنے سے بھی کہیں بیک سائیڈ سمن نہیں ملی۔ جتنا شاہ ہاؤس بڑا تھا اس قدر ہی وسیع اور خوبصورت بیک سائیڈ تھی۔ قد آور لمبے گھنے درخت، دیواروں پر خوبصورت بچھی ہوئی پھولو والی بیل، پھول پھول کی ذات کے ساتھ بیچ میں گہرا بڑا سوئمنگ پول۔۔
اس جگہ کی مسمرائز کرتی خوبصورتی ایک پل کیلئے تو قیع کو بھی مبہوت کر گئی۔ پر اسے سے زیادہ خوبصورت تو اسکا اپنا گھر تھا، جہاں اسکے بھائی نے غیر ممالک سے بھی طرح طرح کے رنگین پھول منگوائے ہوئے تھے۔۔
وہ سر جھٹک گئی۔ صاف لگ رہا تھا کہ حیدر شاہ کی غیر موجودگی میں بھی اس گھر کا بھرپور خیال رکھا گیا ہے۔۔ جس کی وجہ سے وہ کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔۔

سمن دیکھو اگر تم یہاں ہو ڈارلنگ تو باہر آؤ دفع کرو اس کی باتوں کو یار تم"
حسین ہو بہت زیادہ۔۔ کیوں نہیں کرش ہو سکتا بھائی تمہارا دیکھنا بھائی
خود تمہارا فین ہو گا میں ان سے بات کروں گی۔۔" وہ اسے آواز دیتی یہاں
وہاں ڈھونڈ رہی تھی۔۔
وہاں کچھ چھوٹے چھوٹے سے گھر تھے جو کہ شاید وہاں موجود خرگوش کے
تھے۔
سمن دیکھو یار باہر آؤ آنٹی کتنی پریشان ہو رہی ہوں گی سمن ٹرائی ٹو انڈر سٹنڈ یار"
"بندے کو اپنی نظروں میں خوبصورت ہونا چاہیے دنیا کی نہیں۔۔
دنیا کی نظروں سے جینا شروع کیا تو کبھی جی نہیں پاؤ گی۔۔" وہ اسے"
سمجھا رہی تھی کیونکہ اسے یہاں کسی کی موجودگی کا احساس ہو رہا تھا اور
معلوم بھی تھا کہ کوئی ہے اور وہ ہنڈریڈ پرسنٹ سمن ہی ہو گی کیونکہ وہاں
سے غائب ہو کر وہ باہر بھاگنے سے تو رہی ہے ضرور یہیں چھپ کر رونے
ہی آئی ہو گی۔۔
اسکی اتنی منت سماجت سے بھی وہ باہر نہیں آئی تو توقیع کو غصہ آنے
لگا۔

وہ چلتی ہوئی سوئمنگ پول کے پاس آ گئی اور گہرا سانس بھر کر یہاں وہاں دیکھتی پانی کو دیکھنے لگی۔
اندھیرہ چاروطرف سے گھیر چکا تھا، وہ کب کا اسکا انتظار کر رہی تھی اب تو شاید سب جانے کی تیاری میں ہوں گے۔۔

دفع ہو جاؤ اگر تم ایک منٹ میں باہر نہیں آئی سمن تو میں" تمہیں جان سے مار دوں گی۔۔ اسٹوپڈ گرل اگر ایک سیکنڈ میں باہر نہیں آئی تو میں ساحل بھائی کو لیکر آؤں گی۔۔"
وہ یہاں وہاں دیکھتی ان درخت کی سمیت بڑھنے لگی ہی تھی کہ پول کے قریب ہونے کی وجہ سے پانی میں لہر پیدا ہوئی۔۔ جو کہ توقیع کو با آسانی سے محسوس ہوئی۔۔
توقیع نے چونک کر دیکھا، پر دوسرے پل سب کچھ جیسے ساکت ہو گیا۔ اسے اپنا وہم محسوس ہوا۔۔
وہ گہرا سانس بھرتی ابھی پر سکون ہو کر پلٹی ہی تھی کہ اگلے ہی پل کنارے کے قریب پول سے باہر آتا مضبوط ہاتھ اسکے پاؤں کو جکڑا اور جھٹکا دیکر اسکے چیخنے چلانے سے پہلے ہی دھڑام کے ساتھ اسے پانی میں اندر کھینچ لیا۔۔

اوں ہو۔۔۔"توقیع چلانے کی کوشش کرتی ہاتھ پاؤں مارتی گہرے پانی" میں ڈوبنے تیرنے لگی۔۔

"بب۔۔بھائی۔۔۔ڈیڈ۔۔۔۔"

اس اچانک حملے سے اسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا وہ چیخنے کی کوششوں میں نڈھال پانی کی گہرائی میں اترتی جارہی تھی۔موت اسکی آنکھوں کے سامنے تھی وہ پول کے کنارے کی طرف تیرتی ہوئی جانے لگی معاً اسکی ٹانگیں کسی چیز سے ٹکرائیں۔۔

ساتھ ہی کوئی اسے گھسیٹ کر کنارے سے پھر دور لیکر آگیا۔۔وہ ہاتھ پاؤں مار کر پانی کو مٹھیوں میں نوچنے اسے پکڑنے اٹھنے لگی۔

اور وہ اسکے پیچھے کھڑا اس پر لطف شو سے محظوظ ہونے لگا۔۔

توقیع یقین ہوا اندر جیسے کوئی پڑا ہوا ہے۔

"!!!سمن۔۔۔"

وہ پاؤں سے چھو کر احساس کرتی خوفزدہ ہو گئی۔۔وہ کوئی انسانی وجود پڑا ہے پانی میں۔

بمشکل خود کو سنبھالتی ہوئی مزید پائوں سے ٹٹولنے لگی تھی، یقین پختا ہوتے کسی بیہوش یا بے جان وجود کا، دلخراش چیخ حلق سے نکلتی اس سے پہلے ہی ایکدم اسکے کھلے منہ پر مضبوط ہاتھ آگیا۔۔

"شش بے بی! ڈرو نہیں میں پاس ہوں بہت۔۔"
اسکے بھیگے کان پر بھیگے نم لب رکھتے ایک گھمبیر سرگوشی اسکا دماغ سن کر گئی۔ دوسرا مضبوط ہاتھ آگے سے اسکے پیٹ پر رینگتے ہوئے اسکی کمر کے گرد کسی حصار کی طرح آگیا۔۔۔

"سنا ہے سب آئے ہوئے ہیں یہاں،، دیکھو قدرت مجھے خود کھینچ لائی۔"
وہ اسکی نازک کمر اپنے سینے سے لگاتا اپنے چہرے سے نقاب کب کا ہٹا چکا تھا۔
توقیع کی سانسیں سینے میں پھولنے لگی،، وہ بھینگی نم اسکے بازوؤں میں بے حس و بے حرکت ہو گئی تھی۔

سرگوشی کانوں میں گونجتے ہی اسکے ہاتھ پاؤں بے جان ہو گئے تھے۔۔ سیاہ ہوتی رات، ٹھنڈے پول کے پانی، انجان کے گھر میں۔۔۔

وہ اسے برے خیال کی طرح بھولنے لگی تھی پر۔۔۔کیا وہ اسے بھولنے دیگا۔۔

اسے بے حس مزاحمت نا کرتے دیکھ کر وہ اسکے نازک کمر کو اپنے انگلیوں پر محسوس کرتا گہری مسکراہٹ سے مسکراتے اپنے بھیگے لب اسکے شولڈر پر رکھتے اسے خود میں بھینچ گیا۔۔

تمہیں کیا میرے ہاتھوں شہید ہونا ہے جو بار بار سامنے آجاتی ہو؟"وہ" اپنے مضبوط انگوٹھے سے اسکی کمر کو سہلاتا ہوا انگلیاں کھب چکا تھا۔۔

اسکا بے درد بے رحم لمس اپنی کمر پر پاتے ہی وہ غصے سے چیختی بھرپور مزاحمت پر اتر آئی وہ ہنس کر اسے ایک ٹانگ اسکی ٹانگوں میں لپیٹ کر، دوسرے بازو سے ایکدم اسے اپنی طرف موڑ دیا۔۔

وہ پلٹ اسکے سینے سے ٹکراتی، ابھی چیخ کر پورا شاہ ہاؤس سر پر اٹھا لیتی کہ ایک دم ہی اپنے لبوں کو کسی آگ کی بھٹکی کی طرح سخت گرفت میں محسوس کیا کہ وہ ہل بھی نا سکی۔۔

ایک ہاتھ کی پکڑ میں اسکی کمر جکڑے، دوسرے میں اسکی گردن دبوچے، اسکی ٹانگوں کو اپنی گرفت میں لیکر وہ اسکے نازک سرخ ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں کی بے درد سخت پکڑ میں لیے کھڑا تھا۔۔

اسکی آنکھوں میں آنسوں نکل کر گرنے لگے، وہ بیہوش ہونے لگی تھی
خوف سے اسکا انگ انگ کانپ رہا تھا۔۔ وجود میں سرد
لہرے اٹھ رہی تھیں۔۔
وہ آہستہ سے نیچے بیٹھنے لگا تو قسیع پانی پر روتی ہاتھ نارنے لگی۔۔
کوئی حیوان جیسے کوئی جانور اسے دبوچے پانی میں اتر گیا تھا۔۔ تو قسیع تڑپتی
سانسیں بند ہونے پر اس وجود کے کندھوں کو تھام کر نوچتی اسے
خود سے دور کرنے لگی۔
اسنے نیلے پانی کو اپنی آنکھوں میں دیکھتے سختی سے آنکھیں میچلیں۔۔

ناکام ہو کر وہ اسکی پشت پر مکے مارتی اسکی گردن کو نوچنے لگی لگی بری طرح جتنی
اس میں طاقت تھی وہ اسے نوچ رہی تھی۔۔۔
اسے اپنا سینا کسی آگ سے دہکتا جلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

اس حسین رات کا حسین لمحہ مجھے دینے کیلئے میں شکریہ"
نہیں کروں گا۔۔ کیونکہ جتنا حسن تم خود میں سما کر بیٹھی ہو وہ سارا
میرا ہی تو ہے۔۔
"یہاں سے لیکر یہاں تک اور اس سے آگے۔۔۔

ایک جھٹکے سے پانی سے باہر آیا، وہ اس سرگوشیانہ لمحے کیلئے اسکے لبوں کو آزاد کرتا اسے اپنی بانہوں میں بری طرح تڑپ کر سانسیں کھینچتے دیکھ کر کان کے پاس آیا اور سرگوشی کرتے اسنے اسکی گردن پر اپنے دانت آہستہ سے رکھتے انہیں دبایا۔۔

"صرف تمہارا دہشتگرد"

وہ سسکی بھر کر رونے لگی۔۔تب ہی مسکراتے اسے تڑپتے دیکھ کر اسنے اسے دوسرا اشارہ دیتے اسکے لبوں پر بھی وہی عمل دہرایا۔۔۔

وہ رونے لگی اسے مارتی نوچتی رونے لگی جب ڈی کے نے آہستہ سے اسکے وجود کو بانہوں میں بھر کر پول کے باہر پھینک دیا۔۔۔

آئندہ میری دہشت کے بیچ آکر ڈسٹرب کرنے سے پہلے ہزار بار"

"سوچنا

ڈیڈ!!!!" توقیع نے جیسے ہی خود کو باہر فرش پر محسوس کیا گرتی پڑتی" دلخراش چیخ کے ساتھ ہی اٹھ کر اندھا دھند ہی بھاگی۔۔

وہ نفی میں سر ہلاتا، اپنے جلتی گردن کو چھو کر منہ پر نقاب پہنتے ہوئے بیہوش پڑی پانی میں لاش کو اٹھا کر وہاں سے کر جانے لگا۔۔ معاً کچھ سوچ کر وہ رکا۔۔
اور پھر پانی کو دیکھتے اسنے خرگوش کے بنے گھروں کو دیکھا۔۔۔

"توقیع!!!!" ڈرائنگ روم کے ڈور سے نکل کر اندر کی طرف جاتے صمصام توقیع کی چیخ سنتا بوکھلا کر ایکدم اسکی طرف بھاگا۔۔

تبھی ہی اچانک سے کوئی وجود اس سے ٹکرا کر گر پڑتا کہ صام نے ایک دم اسے بانہوں میں بھر لیا۔۔

"وہ روتی حواس باختہ کچھ بولنے کیلئے بھ۔۔ بھائی سس۔۔ سمن۔۔۔ قابل نہیں رہی تھی۔ اس نے بری طرح اسکی سانسیں جکڑی تھیں کہ وہ ابھی تک اپنی روانی پر نہیں آرہی تھیں۔۔۔

"توقیع۔۔ توقیع کیا ہوا میرا بیٹا کیا ہوا۔۔" صام اپنے بانہوں میں وجود حقیقت میں اپنی بہن پاکر غضبناک ہو گیا۔۔

بب۔۔ بھائی وہ۔۔ وہ وہاں ہے۔۔۔ بھائی سمن۔۔۔ "وہ پھوٹ پھوٹ "
کر روتی اپنے بھائی کو دیکھ کر اسکی بانہوں میں سما گئی۔

کون کون ہے وہاں کیا ہوا بیٹا کھل کر بتاؤ کیا ہوا ہے؟؟ "وہ مدھم "
لائیٹ میں اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھر کر بولا معاً اسے احساس
ساتھ ہی ہوا کہ وہ بری طرح کپکپا رہی تھی شاید سخت خوفزدہ بھی تھی
کسی چیز سے۔۔۔

ریلیکس ریلیکس میں دیکھتا ہوں ریلیکس یہاں آؤ۔۔۔ "اپنا کوٹ "
اتار کر اسکے بھیگے شانوں کر گرد ڈالتے اسے اس میں سمیٹ لیا۔۔
توقیع کی ہچکیاں بلند ہونے لگی خود کو سہی سلامت اپنے بھائی کے
پاس پا کر۔۔ پر سمن۔۔؟؟؟
بب۔۔ بھائی سمن کو بچا لیں بھائی وہ مار دے گا بھائی۔۔ "صام "
جب اسے اپنی گاڑی کی طرف لے جانے لگا تب وہ بری طرح چیختی
مچلی کہ صمصام نے لوگوں کا خیال کرتے اسکا چہرہ اپنے سینے میں
چھپا دیا۔۔۔

توقیع میں دیکھتا ہوں ریلیکس تمہارا بھائی آگیا ہے نا میں"
دیکھتا ہوں کسی کی ہمت نہیں تمہیں کچھ کرنے یا سمن کو مارنے کی۔۔"وہ
غصہ ضبط کرتا بولا۔۔

توقی!!صام بھائی؟؟"سمن توقیع کی آواز سنتی گھر کے اندر جانے کا"
ارادہ ترک کر کے وہاں بھاگ آئی۔۔
سمن؟؟"صام نے اپنے بازوؤں میں کانپتی اپنی بہن کو دیکھتے پھر"
سامنے آکر رکتی سمن کو دیکھا۔۔

سس۔۔ سمن تم۔۔ تم یہاں ہو تو وہ۔۔وہاں پول میں کس کی"
لاش۔۔۔"وہ پھیلی آنکھوں سے سمن کو سلامت زندہ سامنے دیکھتی
اسے لرزتی انگلیوں سے چھو کر یقین کرتی خوف سے سہم کر بولی۔۔

پول میں لاش؟؟؟"صام کو حیرت کا جھٹکا لگا۔۔"

ہہ۔۔ہاں بھائی ہاں میں جب گری تب میرے پاؤں سے لاش ٹکرائی"
اا۔۔اور وو۔۔وہ بولا۔۔کہ اسکا شکار ہے۔۔۔"اسنے یاد کرتے وہ خوفناک
لرزہ خیز لمحات سسکتے ہوئے کہا۔۔

اچھا اچھا یہاں آؤ گاڑی میں بیٹھوں میں دیکھتا ہوں۔۔"وہ اسے"
زبردستی کچھ فاصلے پر کھڑی اپنی گاڑی میں لے آیا۔۔۔
اور کسی کے دیکھنے سے پہلے اسے گاڑی کا ڈور کھول کر اندر بٹھا دیا۔۔
تم یہاں ریلیکس ہو کر بیٹھو میں اسے دیکھتا ہوں۔"وہ اس سے کہتا"
منہ کھولے سارا کچھ دیکھتی سمن کو اندر توقیع کے پاس بیٹھا کر خود
جانے لگا کہ اچانک توتیق نے تڑپ کر اسکا ہاتھ تھاما۔۔۔
بب۔۔بھائی آپ اکیلے مت جائیں بھائی وہ آپکو نقصان پہنچائے"
گا آپ کسی کو لیکر جائیں اور اسے پولیس کے حوالے کر دیں اسے مار دیں
بھائی وہ ب۔۔ب۔۔بہت برا ہے۔۔"وہ روتی سسکتی ہوئی التجائیں
کرنے بولی۔۔

صام سمجھ گیا وہ اس نقاب پوش کے بارے میں ہے۔۔

وہ گاڑی کی لائیٹ میں اسکا سرخ بھیگا چہرہ دیکھتا لرزتا ہاتھ سہلانے لگا۔

"ہاں ہاں میں لیکر جاتا ہوں سب کو سمن بہن کا خیال رکھو اسے اکیلا مت کرنا جب تک میں آنا جاؤں۔۔" اسکا گال سہلا کر وہ بولا۔۔ ساتھ ہی گاڑی کو لاک لگا کر وہاں سے نکلا۔۔

اسنے موبائل نکال کر اسکی ٹارچ آن کر دی۔۔

"سمن جو کہ توقیع کے منہ سے پول" کس کی لاش تھی توقیع؟؟؟ میں لاش سن کر خود خوفزدہ ہو گئی تھی آہستہ سے پوچھنے لگی۔۔۔

مگر اسکے سوال کا جواب دینے کے بجائے توقیع ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رونے لگی۔۔۔

اسکی دھڑکنیں خوف سے بند ہو رہی تھیں، اسکے لبوں کی سخت گرفت اسکے اپنے ہونٹوں پر رینگتی سرکتی محسوس کی تھی۔۔

اسکی گردن کو کاٹنا، وہ کوئی درندہ صفت تھا۔۔

"پلیز توقیع ایسے مت رو ہو سکتا ہے تم خوفزدہ ہو اور وہ سب تمہارا وہم ہو۔۔" سمن نے نم آنکھوں سے اسکے گرد بازو ڈال کر کہا۔۔

وہم نہیں وہ میرا،، میں نے محسوس کیا ہے اسے یوں قریب "
سے۔۔"وہ سمن کے چہرے کو سرخ نیلی آنکھوں سے دیکھتی دونوں
ہاتھوں کو آپس میں جوڑ کر چیخی۔۔

"وہ مجھے پانی میں لے گیا گہرے میں مجھے ڈبوئے"

مجھے معاف کر دو توقیع میں۔۔۔"اب وہ اسے کیسے بتائے کہ اسے "
وہ چور لے گیا تھا۔۔اور ابھی ہی اسے گیٹ پر اتار کر خود جانے کہاں چلا
گیا واپس۔۔
وہ اندر بڑھ رہی تھی کہ اسنے اچانک توقیع کی چیخ سنی اور پھر دوبارہ
سنتی وہ صمصام کی آواز پر بھاگ آئی یہاں۔۔

پر یہاں معاملہ کسی ہارر موووی کی طرح دیکھ کر اسکے خود کے ہاتھ پاؤں پھول
چکے تھے۔۔
توقیع نے آنسوں برساتے سر سیٹ کی پشت سے ٹکایا۔۔اسے اپنے
حلق میں اسکی دہکتی سانسیں محسوس ہوئی اسنے بند آنکھوں سے ہی
جھرجھری لی۔۔

اسکے مضبوط ہاتھ کا اسکی پشت پر دوسری بار رینگنا، سانسوں کا سانسوں میں اترنا، اسکی گردن کو دبوچ لینا، ٹانگوں کو جکڑنا۔۔۔

وہ کیسے سمجھے وہ وہم تھا۔۔ وہ بالکل اسکے سامنے آگیا تھا۔ پہلے اسکی پشت پھر اسکے سامنے۔۔۔

"تم میری تکلیف نہیں سمجھ سکتی سمن میں کیا کروں تمہاری معافی کا؟؟" اسنے اپنی ہچکی دبائی۔۔

"سوری پلیز سوری تو قسیع میں زیادہ ہرٹ نا ہوتی اگر وہ۔۔ وہ بہت بری ہے سب اسکی وجہ سے ہوا، تمہیں معلوم ہے صارم بھائی کیوں نہیں آئے؟" اچانک اسکا ہاتھ تھام کر اسنے کہا۔

"وہ بزی ہیں۔۔" بھاری آواز میں اسنے آہستہ جواب دیا۔۔

"بزی نہیں ہیں وہ یار، یہ لڑکی اتنی بدتمیز ہے اس دن اسنے ایئرپورٹ پر سب لوگوں کے موجودگی میں صارم بھائی کو اسکی رنگت کا نشانہ بنایا بہت برا سلوک کیا تھا۔۔

اور آج اسنے مجھے نشانہ بنایا۔۔ بھائی اسلئے ہی نہیں آئے۔۔ کیونکہ مجھے یہ بھی معلوم پڑا کہ صارم بھائی سے اس دن صبح پیٹرول پمپ پر گاڑی بھی چھین کر بھاگی تھی۔۔

اسنے روحا سے صارم کی بزدلی کا قصہ ہنستے ہوئے شیئر کیا تھا،، وہ بیوقوف ابھی اسکے غصے کو دیکھ کہاں پائی ہے، اسے بزدل کہہ رہی ہے اگر ایک تھپڑ پڑے سات دن ہوش نا آئے،،

روحا مجھ سے بات کرتے کافی پشیمان تھی کہ وہ صارم بھائی سے سوری کیسے کریں باذل کی طرف سے۔۔

مجھے اسلئے برا بھی لگا کہ وہ میری کزن ہے حجاب آنٹی حیدر انکل اتنے پیارے ہیں روحا اتنی پیاری ہے پھر یہ ایسی کیوں ہے۔۔"

میں نے ڈیڈ کو اسکی بدتمیزی کا بتایا تھا، اور پوچھا بھی تھا کہ یہ کس پر گئی ہے انکل آنٹی روحا تو اتنے اچھے ہیں۔۔

تبھی ڈیڈ نے بتایا کہ انکی پرورش میں کمی نہیں بلکہ اسکی پھپھو کی نیچر بھی بچپن میں ایسی تھی۔ وہ کافی خود پسند ہوا کرتی تھیں۔۔"

سمن نے سر جھکائے اسے ساری بات بتائی توقیع بے یقینی سے سن رہی تھی۔۔

اسنے یہ سب صارم بھائی سے کہا؟" وہ شاکڈ کانپتے لہجے میں"
بولی۔
ہاں۔۔۔" سمن نے کسی مجرم کی طرح سر جھکائے اثبات میں"
ہلا دیا۔۔
توقیع لب دانتوں میں دبا کر مٹھیاں غصے سے بھینچ گئی۔۔

اسکی ہمت بھی کیسے ہوئی میرے بھائی کو اپنی گھٹیا زبان کا نشانہ"
بنانے کی۔۔" اچانک وہ چیخ اٹھی۔۔
توقیع۔۔۔!!" سمن نے گھبرا کر اسے دیکھا جسکا چہرہ لہو ٹپکانے لگا"
تھا۔۔
شٹ اپ تم لوگوں نے مجھے وہاں کیوں نہیں بتایا میں اسکا منہ نوچ"
لیتی اسکی ہمت کیسے ہوئی میرے بھائی کو تکلیف دینے کی۔۔" غصہ
اسکے دماغ پر چڑھ گیا وہ غصے سے پاگل کانپنے لگی تھی۔۔ وہ بالکل جنونی ہو گئی تھی،
پہلے وحشتزدہ تھی اور اب جنونی حالت میں باذل کو جیسے مارنے جا رہی
تھی۔

ریلیکس توقیع کہاں جارہی ہو تمہارا حلیہ دیکھو۔۔" اسے ڈور کھولنے کی کوشش کرتے باہر جانے کی کوشش میں دیکھتے سمن بوکھلا کر بولی اور اسکا بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔۔

پر اچانک دونوں پر احساس ہوا گاڑی لاکڈ ہے۔۔

سمن نے سکون بھرا سانس لیا۔۔

تو اب آیا ہے مجھے عرشیہ کا رویہ سمجھ۔۔۔ اگر مجھے معلوم ہوتا تو" میں اسکا منہ نوچ لیتی وہ ہوتی کون ہے میرے بھائی کو برا کالا کہنے والی۔۔ کالی تو اسکی سیرت ہے حسن پرست جاہل لڑکی۔۔۔

اسکا اندر ہی کالا ہے اسلئے اسے کبھی ایسے انسان میں خوبصورتی نہیں دکھ سکے گی۔۔" وہ اپنے بال نوچنے پر آگئی تھی۔

جس قدر بہن بھائی ایک دوسرے کیلئے پازیسیو تھے توقیع کا بس چلتا جس طرح اسنے اسکے بھائی کو پورے ایئر پورٹ کے بیچ نشانہ بنایا وہ دنیا کے سامنے اسکا منہ سرخ کر دے۔۔

توقیع اپنے ہاتھ دکھاؤ!" اچانک صام کی آواز پر وہ دونوں ہی چونک کر" متوجہ ہوئیں جسنے ونڈو کھول کر توقیع کو مخاطب کیا تھا۔۔

توقیع نے انہیں دیکھتے اپنے ہاتھ انکی طرف کیے۔۔
اور صام اسکے ناخون میں لگا خون دیکھتے لب بھینچ گیا۔۔

وہ گیا پول کے پاس پر اسے ڈھونڈنے سے بھی کہیں لاش نہیں ملی البتہ اسکی جگہ بھیگے بھاگتے ہوئے خرگوش کے ساتھ ایک زخمی خرگوش ملا تھا جسے شاید اسکی بہن خوف وحشت میں نوچ آئی تھی۔۔

اور اب اسکا شک یقین میں بدل چکا تھا، توقیع کے ناخون خون نوچے گوشت سے بھرے ہوئے تھے۔۔
وہ ابھی اسی خوف کے زیر اثر تھی، صمصام معاملے کی زیر تک پہنچ گیا۔ اور گہرا سانس بھر کر اسنے اپنا رومال نکالتے اسکے ناخون صاف کرنے شروع کر دیئے تاکہ اسکی توجہ ان پر نا آئے۔۔۔
بھائی آپ۔۔ آپ نے پکڑ لیا؟؟" اسکی وحشت میں ڈوبی آواز" گاڑی کی فضا میں گونجی۔۔

صمصام اسکا ایک ہاتھ صاف کرتا اس پر لب رکھتے ہوئے دوسرا بھی صاف کر کے دونوں ہاتھ چوم لیے۔۔

پکڑ لیا ہے ڈونٹ وری اب وہ کبھی تمہارے پاس نہیں آسکے گا۔۔"

ساحل بھائی اسے پولیس کے پاس چھوڑنے گئے ہیں تم ڈرو نہیں وہ لاش نہیں تھی۔۔"اپنا رومال جیب میں رکھتے صام نے محبت سے کہا۔۔

سمن تم بہن کے پاس رہو میں مام کو لیکر آتا ہوں۔۔"وہ جانے لگا کہ" تو قسیع نے انکی انگلیاں تھام لیں۔۔

آپ۔۔ آپنے اسے مارا؟؟"وہ مشکوک نظروں سے دیکھنے لگی۔۔"

وہ چاہتی تھی اسکا بھائی اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔۔وہ کیسے بتائے اپنے بھائی کو کہ اس وحشی دہشتگرد نے اسکی لاڈلی بہن کو کہاں کہاں چھوا۔۔

کون کون سے حق جتائے۔ کس استحقاق سے چھوا تھا اسے۔۔

بھائی پولیس کو کہیں اسے مار دیں پلیز۔۔۔"وہ روتی بولی۔۔"

صام نے پاس آکر اسکی انگلیاں لبوں سے لگائیں۔۔

اسنے میری بہن کو خوفزدہ کیا تھا کیا میں اسے چھوڑ دیتا؟"
اس سے بری سزا دیں گے اسے۔" وہ بولا جس پر توقیع ان پر یقین کرتی
مسکرا دی۔۔

لو یو بھائی۔۔" وہ خوشی سے بولی۔۔ پر صام کے اندر اداسی چھا گئی۔ اسکی بہن"
ابھی تک اسی حادثے کے زیر اثر تھی اور اتنی خوفزدہ تھی کہ اسنے معصوم
خرگوش کی جان لیتے لیتے چھوڑی تھی۔۔
لو یو ٹو بھائی کی جان" وہ محبت سے کہہ کر اندر کی طرف بڑھ گیا۔۔"
وہ نہیں جانتا تھا اسکی بہن کے اوپر جس کا سایہ تھا اسکے جنون
نے ہی سب کو گمراہ کیا ہوا تھا۔

....★☆☆☆☆☆★....

جانے دونوں کہاں رہ گئیں۔۔" یہاں تقویٰ زریش دونوں پریشان"
تھیں توقیع سمن کیلئے۔۔
انہوں نے سب سے پوچھا تھا پر عرشیہ روحا دونوں نے لاعملی کا
اظہار کیا وہ مزید پریشان ہو گئیں۔۔

مام چلیں؟" دریاب حجاب روحامہکار سے سلام دعا کرتا کچھ دیر ان" سے چھوٹی موٹی باتوں کے بعد چلتا ہوا اپنی ماں کے پاس آگیا تھا۔۔

بیلو تھری پیس سوٹ میں ملبوس، شہد رنگ بال، شہد رنگ ہی آنکھیں، سرخ سپید رنگت والا وہ لمبا چوڑا وسیع سینے والا دریاب خان بہت پسند آیا تھا حجاب کو۔۔
واقعی اسے دیکھتے لگتا تھا کہ وہ کئی لڑکیوں کے دلوں پر سلطنت کرتا ہوگا، پر اسکی آنکھیں ایک ہی ساکن دھڑکنوں کی داستان بتا رہی تھیں۔۔

بھائی رکیں توقیع سمن جانے کہاں چلی گئیں ہیں وہ آجائیں" پھر چلتے ہیں۔۔"عرشی رونے والی ہو گئی۔۔اسے رہ رہ کر اپنے خفا ورید کا احساس ہوا۔۔
بھلا اس شیطان کی غلطی میں توقیع کا کیا قصور تھا، وہ تو اپنے بھائی کی سخت مخالف کے بعد بھی اس سے دوستی نبھا رہی تھی، دلاور کے اتنے بڑے قدم کے بعد بھی اسنے نا پہلے اس سے دوستی توڑی نا ہی آج۔۔

پھر وہ کیوں اس سے دوستی توڑنے کا سوچنے لگی تھی۔ اسکا دل چاہا اس خیال پر وہ خود کو کھینچ کر تھپڑیں مارے یا صمصام کو شوٹ کر دے۔۔

تو قسیع؟؟؟ کیا ہوا تو قسیع کو؟؟؟" دریاب سن کر بے چین ہو گیا۔۔" معلوم نہیں ابھی دونوں یہاں تھیں کہ اچانک پھر جانے" کہاں چلی گئیں ہیں۔۔" عرشیہ نے اسے بتایا۔۔

اچھا تم پریشان مت ہو تمہاری حالت ویسے بھی خراب ہے۔۔" یہیں کہیں ہوں گی میں ڈھونڈتا ہوں انہیں آنٹی سے پوچھتا ہوں۔۔" وہ اسے بے فکر رہنے کا کہتے وہاں سے جانے لگا عرشیہ نے سر ہلا دیا۔۔ ہاں اپنی پھپھو کو دلاسہ دو وہ سخت پریشان ہیں۔۔" عائشہ نے اپنے بیٹے سے" کہا وہ جی مام کہتا تقویٰ کی طرف بڑھ گیا۔۔

صام جانے کہاں رہ گیا شکر تم آ گئے دریاب بیٹے تم نے کہیں باہر" تو قسیع سمن کو دیکھا؟" تقویٰ سامنے دریاب کو پا کر بولیں

آپ بے فکر رہیں پھپھو وہ یہیں کہیں ہوں گی دونوں میں ڈھونڈتا ہوں"
انہیں۔۔"دریاب انہیں ریلیکس کرتا وہاں سے جلدی بھاگنے گا باہر کہ تبھی
ہی مین ڈور سے صمصام زیدی داخل ہوا۔۔۔
پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، وہ ٹھیک ہے دونوں باہر گاڑی میں موجود"
ہیں۔۔"اسکی سنجیدہ بھاری آواز پر سب نے گردن گھما کر دروازے کی
طرف دیکھا۔۔
ڈارک میرون فور پیس سوٹ میں ملبوس تھا، پر اس وقت
اسکے چوڑے کندھے کوٹ کے بھوج سے آزاد تھے۔
وہ بلیک شوز میں مقید بھاری قدم اندر رکھتا کئی دل ساکت
کر گیا تھا۔ اسے دیکھتے یوں لگ رہا تھا سامنے اوشن نیلی آنکھوں والا
جیسے غصیلہ وہ صائم زیدی اندر قدم رکھ رہا ہو۔۔
پر وہ صائم زیدی نہیں اسکا مغرور سنجیدہ بیٹا اسکی کاپی صمصام زیدی
تھا۔
یہ کون ہیں مام؟؟؟"روحا نے پاس کھڑی اپنی مام سے پوچھا۔ مہکار"
کے دماغ پر ایک بھولی بھٹکی سی یاد لہرائی۔
وہ اس سے ملی تھی تقویٰ کے خلاف ورغلانے کیلئے۔۔

صائم زیدی کا بیٹا ہو گا۔۔" انہوں نے آہستہ سے کہا۔۔۔"
روحا کی دھڑکنیں ساکن ہوئیں۔۔
تو کیا باذل اسے سیاہ مین کہہ رہی تھی؟" اسکی آنکھیں لمحے کیلئے"
پھیل گئیں کہ وہ سامنے آتا وجاہت کا شاہکار کہاں سے سیاہ
مین لگتا تھا۔۔ اسکے سرخ سپید چہرے پر تو سیاہ تل بھی
ڈھونڈنے سے نہیں مل رہا تھا۔

وہ تو دلوں کو بادشاہ لگ رہا تھا۔۔ روحا کو حقیقت میں ڈر لگنے لگا کہ اگر
باذل نے انہیں دیکھ لیا تو۔۔
وہ معصوم سے دل کی مالک ایک نظر دیکھ کر دوسری دیکھنے کیلئے تیار
نہیں تھی۔۔
حجاب بھی صائم زیدی کو دیکھ چکی تھی اور اب اسکے بیٹے کو دیکھ کر
مسکرائی۔۔ اسکی آنکھوں میں پسندیدگی کے تمام رنگ موجود تھے۔
مکمل حسن دیکھ کر کون متوجہ نہیں ہوتا، اور اگر مکمل حسن کسی مرد کی
صورت میں تو وہ اپنی وجاہت خوبصورتی سے تمام دل سیکنڈ میں
مٹھی میں کر سکتا تھا۔
سامنے آتے وجود کی آنکھوں میں سیکنڈ کیلئے بغور دیکھنا مشکل تھا۔

شاہ خاندان کی تمام عورتیں جا چکی تھیں اس وقت صرف ، عائشہ زریش تقویٰ کی فیملی موجود تھیں وہ بھی جانے والی تھیں پر اچانک توقیع سمن کی غیر موجودگی کا احساس کر کے وہ بوکھلا گئیں

پر اچانک صمصام کے قدم رکھنے کے ساتھ انکی خبر دینے سے انکے دلوں میں سکون نا صرف آیا تھا بلکہ وہ سامنے وجود کو دیکھتی مسکرائی تھیں۔۔

یہ آپکا بڑا بیٹا ہے نا؟"حجاب نے تقویٰ سے پوچھا۔"

جی یہ میرا بڑا بیٹا صمصام ہے اپنے ڈیڈ کی کاربن کاپی۔۔"وہ کہہ کر خود ہی ہنس پڑیں۔۔

شادی شدہ ہے؟"حجاب نے مزید پوچھا تقویٰ ہنس پڑیں۔۔"

ارے نہیں ابھی تک تو ایسی کوئی بات نہیں۔۔"وہ گویا ہوئیں اور اپنے بیٹے کو دیکھنے لگیں۔۔

حجاب کے ساتھ مہکار کی نظریں بھی اس پر تھیں۔۔

کوئی پسند نہیں آئی یا بات پکی ہے کہیں؟" انہوں نے کچھ وقفے بعد" پوچھا۔ تقویٰ یہ سوال سن کر صمام کا پچھلا واقعہ یاد کرتی اندر سے جیسے ٹوٹ گئیں۔۔۔

ہوں!! ابھی تک کوئی پسند نہیں اسے۔۔" وہ اداسی سے بولیں حالاں کہ انکا بڑا" دل تھا بچپن سے صمصام کو دیکھتے انہوں نے یہی سوچا تھا وہ اپنے بھائی کی بیٹی کو گھر لائیں گیں۔۔

پر اسکا رویہ اسکے طنز اسکا وہ ویڈیو یاد کرتے وہ اب ایسا کچھ نہیں سوچنا چاہتی تھیں نا ہی اپنے بھائی کی اکلوتی بیٹی کو ضمانت میں لے سکتی تھیں۔۔

حجاب سامنے کھڑے وجود کو دیکھتی تصور میں ہی اسکے ساتھ باذل کو سوچنے لگیں۔۔
انہیں ایک مکمل کپل نظر آیا۔۔ اور یقین تھا باذل کو ضرور پسند آئے گا صمصام زیدی، اور صمصام زیدی کو باذل۔۔۔

دریاب نے بھی صمصام کو دیکھا اور وہاں پیچھے داخل ہوتے حیدر شاہ کے ساتھ ساحل شاہ نے بھی۔۔

وہ ان سے پہلے مل چکا تھا، حیدر شاہ نے دیکھتے ہی یہی کہا تھا کہ واہ جوان تم تو بالکل اپنے باپ پر گئے ہو۔ پر تمہاری آنکھیں بتا رہی ہیں تم ان سے زیادہ غصیلے ہو۔۔

انکی اس بات پر وہ قہقہہ لگا اٹھا۔

وہ اقرار کیسے کرتا اپنے متعلق پر ساتھ کھڑے ساحل شاہ دریاب خان قہقہہ لگاتے حیدر شاہ کی بات سے متفق ہوئے تھے۔

صام صرف انہیں گھور کر رہ گیا تھا۔۔

"یہ ظلم ہے صمصام زیدی لوگ تمہیں دیکھ کر ہم سے نظریں چرا رہے ہیں۔۔" ساحل شاہ روحا کو خود سے نظریں چراتے دیکھ چکا تھا تبھی با آواز بلند کہتا وہاں موجود نفوسوں کو قہقہہ لگانے پر مجبور کر گیا۔۔

وہ اس کا اشارہ نہیں سمجھے تھے پر روحا سمجھ گئی تھی اسکا دل تیزی دھڑک اٹھا اسکے انداز سے۔۔

میں مام باذل کو بلا کر لاتی ہوں۔۔" وہ وہاں سے فرار ہونے کا بہانہ "
ڈھونڈتی خواتین سے معذرت کر کے بھاگی۔۔

تقویٰ کو وہ معصوم سی بے ضرر لڑکی کافی بھائی تھی۔۔
یہ تو سراسر الزام ہے مجھے دیکھ کر لوگ آپ سے نظریں نہیں "
چراتے بلکہ شرما جاتے ہیں۔۔" وہ موقعہ دیکھ کر خلاف
عادت ہنستے ہوئے بولا۔۔

عرشیہ جو اسے یہاں پا کر غصے سے سرخ ہوئی تھی وہ اسکی نیلی ترچھی آنکھوں کا اشارہ سمجھ چکی تھی، سمجھ تو ساحل بھی گیا تھا اور اس خوشگوار تبدیلی پر اسکا خوش ہونا بنتا تھا۔
وہ مریضہ تو اچانک اسے سامنے پا کر ہی وہاں سے بھاگ گئی تھی اسکا دل چاہا واپس اسے کھینچ لے آئے پر اپنے ماموں کو دیکھتے وہ خاموش رہا۔۔

کیسی ہیں ہونے والی ساسو ماں!" وہ عائشہ کے پاس آتا ان سے آہستہ آواز "
میں مخاطب ہو کر بولا۔۔

جہاں اس کے خطاب پر عائشہ کو حیرت کو جھٹکا لگا وہیں صام کی نیلی جتاتی نظریں خود پر پاتے عرشیہ کے دل میں جیسے ہزاروں نیلے کانچ چبھ گئے۔۔

رات انکی بیٹی تو کچھ اور ہی کہہ رہی تھی اور اب اپنی نند دوست کے بیٹے کے منہ سے یہ بات سن کر انکا چونکنا بنتا تھا۔۔

کیا ہوا پسند نہیں آیا آپکو آپکا نیلا بلا؟؟"صام نے انتہائی محبت سے " پوچھا۔۔

مام چلیں۔۔"عرشیہ کا بس چلے وہ اس ایکٹر کمینے انسان کی" آنکھیں پھوڑ دے۔۔ اسکی ماں کو قبضے میں کر رہا تھا۔۔۔ اپنی ماں کا بازو تھامے وہ وہاں سے جانے لگی۔

مجھے کیوں پسند نہیں آئے گا اپنا بلا۔۔"عائشہ نے اسکے چہرے کو" محبت سے چھوا۔ عرشیہ کے گرد خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔۔

تو کیا صرف اپنی بلی کیلئے پسند نہیں آیا؟"وہ معصومیت سے بولا۔۔" عائشہ حیران ہوئی یوں سب کے بیچ وہ اچانک کیا پوچھ رہا تھا۔ پر انہیں جلد ہی احساس ہوا کہ وہ بہت مدھم بول رہا تھا کہ انکے اور انکی بیٹی کے سواء کوئی نہیں سن سکتا تھا۔۔

پسند مائی فٹ چلو مام!!"عائشہ کے کچھ پہلے پھولتی نتھنوں کے ساتھ "
اس شاطر انسان کی بات کاٹ کر وہ غصے سے بولی اور اپنی ماں کا بازو
تھام کر بولیں۔۔
عائشہ نے حیرت سے اپنی بیٹی کے رویے کو دیکھا۔

یہ کیا طریقہ ہے عشی صام سے بات کرنے کا وہ تم سے بڑا"
ہے۔۔"عائشہ اپنی بیٹی کے رویے پر سخت پشیمان ہوئیں۔۔

کوئی بات نہیں ڈارلنگ! یہ شروع سے ہی ایسے مجھے ناپسند کرتی آئی"
ہے۔"وہ اپنی مامی سے کہتا گہرا سانس بھر کر بے بسی سے عرشیہ
کو دیکھتا اپنی مام کی طرف بڑھ گیا۔۔

پر وہ ان نیلی مکروہ آنکھوں کی ساری چال سمجھ گئی تھی۔۔
کیا ہوا؟"بہن کو غصہ کرتے اور ماں کو مسکراتے ہوئے دریاب دیکھ چکا تھا"
تبھی صمصام کے ہٹتے ہی وہ پاس آگیا۔۔

کچھ نہیں! وہ مجھ سے بات کر رہا تمہاری بہن کو ہی نہیں ہضم ہوتا اور قصور" اس کا کہتی ہے۔۔"ناپسندگی سے کہتیں حجاب مہکار شاہ کی طرف بڑھ گئیں۔۔

عرشیہ ضبط سے سرخ چہرہ لیے منہ پھیر کر رہ گئیں۔۔

کوئی بات نہیں میری جان ریلیکس ہو جاؤ!" دریاب اسے ساتھ" لگا کر پیار سے بولا۔۔

اور اپنے بھائی کا پیار دیکھتی وہ انکے سینے کے ساتھ لگ گئی۔۔۔

وہ حجاب شاہ مہکار شاہ کو سلام کرتا اپنی ماں کی طرف آ گیا۔

چلیں اب گھر آپکے وہ دونوں ڈاکٹرز ملکر کچن کا آپریشن کر رہے ہیں۔۔""

کچھ دیر پہلے صارم اسے ویڈیو کال پر اپنے ڈیڈ کی حالت دیکھا چکا تھا جو کہ کچن میں کھڑے صارم کو ساتھ گھسیٹتے ہوئے دونوں ہنستے قہقہہ لگاتے ہوئے ملازمہ کو دور رکھے خود ہی رات کا ڈنر اسپیشل بنا رہے تھے۔۔۔

اللہ اللہ میرے کچن کا ستیاناس کر دیا ہو گا دونوں نے۔۔" تقویٰ سن کر" ہول اٹھیں۔۔ یہ ایک بار نہیں بہت بار ہوا تھا جب بھی وہ دونوں ماں بیٹی باہر نکلتی تھیں پیچھے اسکے شوہر اور بیٹے کا یہی حال ہوتا۔۔

صام ہوتا تو کم ہی بکھیرا کرنے دیتا پر اگر وہ دونوں ہوتے تو کچن کا حقیقی آپریشن ہو جاتا تھا۔

اسلئے تو کہہ رہا ہوں چلیں۔۔" وہ مسکرا کر بولا ارادہ اپنی بہن کو یہاں سے جلدی لے جانے کا تھا۔۔

ساحل جاؤ بہن کو صام کی گاڑی سے لیکر آؤ!" زریش نے ساحل سے کہا وہ سر ہلاتا ہوا انہیں مطمئن کرتا وہاں سے نکلا۔

اچھا میں چلتی ہوں اب کافی رات ہو گئی ہے۔۔" تقویٰ ان کے پاس آکر اجازت لیتی بولیں۔

تو قسیع کو بلا لو اندر ابھی میں نے ان سے ٹھیک سے بات تک نہیں کی" اگر آج رات کا ڈنر سب یہی کر لیتے تو کتنا اچھا ہوتا۔" تقویٰ حجاب کی ہمیشہ پسندیدہ شخصیت رہی تھیں اور اب اسکا بیٹا اسے پہلی نظر میں اپنی باذل کیلئے پسند آگیا تھا وہ چاہتی تھیں کچھ وقت ساتھ رہ کر تقویٰ باذل کو جان سکے کہ اس دن اسکا رویہ صرف یہاں آنے کا غصہ تھا ورنہ وہ دل کی کافی اچھی ہے۔

معذرت چاہتے ہیں اس وقت مام کبھی دوسرے وقت "
آجائیں گی۔۔" تقویٰ کے کچھ کہنے سے پہلے صام آہستہ سنجیدگی سے بولا۔۔
ہاں حجاب پھر کبھی اب تو آپ سب یہیں ہیں آنا جانا لگا رہے گا"
وقت نکال کر ہمارے گھر چکر لگا کر جایئے گا ضرور۔۔" وہ بھی معذرت
کرتی ساتھ انوائیٹ بھی کر کے مہکار حجاب سے گلے ملیں۔۔
ساتھ حیدر شاہ کو بھی مسکرا کر سلام کیا۔ جسکا جواب انہوں نے
سر ہلاتے ہوئے دیا۔

صمصام نے عرشیہ کیلئے ایک نظر وہاں ہال میں پھیری پر وہ تو
کہیں نہیں ملی شاید جا چکی تھی اسکی جگہ البتہ سیڑھیوں پر
سلور گرے آنکھوں والے اس وجود کو ساکت ضرور پایا تھا۔۔۔
وہ سرسری سپاٹ نظر سامنے وجود پر ڈالتا موبائل پر آئی کال کو
دیکھتا کان سے لگائے اپنی ماں کو پیچھے آنے کا اشارہ دیتا انہیں سلام کر کے
وہاں سے نکلا۔۔۔

کب سے سیڑھیوں پر کھڑی ساکت سی باذل اسے اچانک دور
جاتے دیکھتی بوکھلا کر نیچے کی طرف بھاگ آئی۔

مم۔۔مام یہ۔۔ یہ کون تھا؟؟" اسکا لہجہ بری طرف کپکپا رہا"
تھا جس طرح اسکا دل۔۔
مہکار اس پر ایک نظر ڈالتی گہرا سانس بھر کر ساحل سے
بات کرنے کیلئے اسکی طرف بڑھ گئیں۔۔۔

بیٹا وہ تمہاری تقویٰ آنٹی کا بڑا بیٹا ہے صمصام زیدی ڈاکٹر صائم زیدی کا"
"بیٹا اور صارم زیدی کا بڑا بھائی۔۔
حجاب اسکا گال چھو کر محبت سے بتاتیں اسکی آنکھوں کے رنگوں سے
مطمئن ہو کر زریش والوں کی طرف بڑھ گئیں۔۔

صم۔۔۔صام۔۔۔۔" جس طرح اسنے نام توڑ کر لیا تھا ویسے ہی"
اسکی دھڑکنیں بھی ٹوٹ کر دھڑکنے لگیں۔۔
تنفس کو معمول سے ہٹ کر چلتے دیکھ کر اسنے اپنی دھڑکنوں پر ہاتھ رکھا۔ وہ
وہاں کے ماحول سے غافل ہو گئی۔ اسکی آنکھوں صرف اس چہرہ کو
سوچنے لگیں جس کے حسین چہرے پر بیزاریت واضح نمایا تھی۔۔

نیلی آنکھوں کو چاروں طرف سے گھومتے محسوس کرتے اچانک ہوئے اپنی آنکھوں سے تصادم پر اسے اپنا وجود ہارتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔
اسنے حسن دنیا کا دیکھا تھا پر صمصام زیدی کے سامنے وہ جیسے گھٹنے ٹیک گئی تھی۔۔

اسے یوں لگ رہا تھا کہ یہاں آنا اسکا اسے دیکھنا سارا پلان ہو۔۔ وہ اسکے لئے یہاں لائی گئی تھی۔ اور وہ مکمل اسکے لئے بنایا گیا تھا۔
اس قدر حسین اسکی ایک جھلک اسے ساکت کر گئی تھی، وہ جیسے ہوا کے جھونکے کی طرح آیا اسے چھوئے بغیر گزر گیا پر اسکے باوجود اسکے قدم سے ہی اسکے وجود کا انگ انگ کانپ اٹھا تھا۔۔
رب نے اسکی پسند کے مطابق اسے بنایا تھا، یا صمصام زیدی کیلئے اسے بنایا تھا۔۔ وہاں موجود سب وجود کو نظر انداز کر گئی۔۔ جس طرح آئی تھی خاموشی سے اسی طرح وہ دبے پاؤں چلی گئی۔۔
نیچے آتی روحا نے اس سے پوچھا پر وہ نفی کرتی مسکراتی اوپر بھاگ گئی۔
باذل آنٹی زریش تقویٰ آنٹی سے تو مل لو۔۔۔ "روحا نے اسے پیچھے سے ٹوکا۔۔"
باذل ہنستی ہوئی رو کی۔۔

جس سے ملنا ہے اب سیدھا اسی سے ملوں گی۔۔" وہ کھکھلا کر بولی"
روحا کچھ سمجھی یا نا پر اسے حیرت سے ضرور دیکھا۔

اسکے ایک لفظ مزید کہنے سے پہلے وہ صمصام زیدی کے بارے میں
مزید جاننے کیلئے اپنے روم میں آتی لیپ ٹاپ گود میں لیکر
اپنا نچلہ لب دانتوں تلے دبائے اسے تلاشنے کیلئے کچھ سوچنے لگی۔۔
اسنے جسے دیکھا تھا اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔
تو بلیک مین یہ ہے تمہارا بڑا بھائی؟" وہ خیالوں میں صارم"
سے مخاطب ہوئی۔۔
کئی قدم دور دیکھتے باذل شاہ کی حالت وہ غیر کر چکا تھا اگر وہ اسے
پاس سے دیکھے تو۔۔۔
آگے وہ سوچ نہیں سکتی تھی۔۔ اسکی سوچ اسے سرخ کرنے لگی تھی پر
صرف اسکی دل ساکت کرنے والی تصاویر کے علاوہ اور کچھ بھی نا ملا
اسکے بارے میں۔۔

وہ ایسے ناکام نہیں ہو سکتی تھی اسکے بارے میں جاننا تھا تو تھا ہی اور
وہ اسے صرف ایک ہی وجود انفارمیشن دے سکتا تھا۔

"اور وہ کوئی اور نہیں "بلیک مین

اتنا تو وہ جان گئی تھی کہ وہ اسکے ڈیڈ کی طرح بزنس کی دنیا سے جڑا ہوا ہے پر یہ جاننا ضروری تھا کہ اسکی نیچر کیسی ہے۔۔

اسے تو وہ بات کرتے کافی نرم گو لگا تھا۔۔

اور اسکا اندازہ اسے اپنی ماں سے بولتے دیکھ کر باقی کا اندازہ اسنے توقیع تقویٰ صارم کے لہجے انداز سے لگا لیا تھا۔

اسکی نظر میں صمصام زیدی تک پہنچنا کوئی بڑی بات نہیں تھی۔

کیونکہ اسے خود پر بھی کافی غرور تھا وہ کہیں سے ریجیکٹ کرنے کے لائق نہیں تھی۔۔

یوں لگ رہا تھا جیسے دونوں ایک دوسرے کیلئے بنے ہوں۔۔

میں بھی کتنی بیوقوف ہوں، اس بلیک مین کو دیکھ کر اندازہ لگا لیا کہ "

"اسکا بھائی بھی ایسا ہی ہوگا۔۔

"اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ صمصام زیدی کو "ہارٹ ہیکر" کہے یا "ہارٹ کلر مجھے معلوم ہے صمصام زیدی مجھ پر ایک سرسری نظر ڈال کر "

"نیند تمہاری بھی اڑ گئی ہوگی۔۔

باذل شاہ اپنی خوش فہمیوں میں مبتلا تھی یہ جانے بغیر کہ صمصام زیدی نے تو کچھ اور ہی ٹھان لیا تھا۔ وہ تو کسی اور کی نیند اڑانے پر قدم جمع چکا تھا۔۔
جس سے اب وہ خود سے خود کو نہیں روک سکتا تھا۔۔

باذل شاہ تو صمصام زیدی کی پسند کے ابھی "پ" سے بھی ناواقف تھی۔۔
نیندوں تک پہنچنا تو دور کی بات تھی۔۔
وہ ابھی جانتی کہاں تھی اسے کہ سرسری سی اسکی نظر مقابل کی روح تک کو پڑھ لیتی ہے۔ پر وہ معمولی سی لڑکی اسکے سامنے خود کو ابھی چھپا کہاں پائی تھی۔

چھپا لیتی تو شاید آنے والے وقت کیلئے اچھا ہوتا۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

صمصام اسے اپنی گاڑی میں لایا تھا جبکہ تقویٰ اپنی گاڑی میں تھیں جن میں وہ دونوں گئی ہوئی تھیں۔

گاڑی گھر کے پورچ میں رکتے ہی توقیع سب سے پہلے ڈور کھول کر گاڑی سے نکل کر گھر میں بھاگ گئی۔۔

"توقیع؟" صمصام نے پریشان ہو کر پوچھا تب تک تقویٰ بھی گاڑی سے نکل کر آ گئیں۔۔

"کیا ہوا اسے یوں بھاگ کیوں گئی؟؟" وہ پریشان اپنی بیٹی کے رویے پر صمصام کے پاس آ گئیں۔۔

"کچھ نہیں مام بس رات کا اندھیرا تھا وہ سمن کو ڈھونڈ رہی تھی ایسے میں وہاں کوئی خرگوش رہتے ہیں شاید ان سے ڈر گئی اور پول میں شاید گر گئی تھی۔ وہ کافی خوفزدہ ہے، اسلئے بھاگ گئی ہے۔۔۔

آپ ان سے پوچھیئے گا نہیں میں اس سے بات کرتا ہوں، پلیز اس واقعی کو اس سے ڈسکس مت کیجئے گا وہ ڈری ہوئی ہے۔۔" صمصام نے مختصراً بتاتے ہوئے انہیں ریکویسٹ بھی کر دی۔

"اچھا ٹھیک ہے میں کچھ نہیں کہتی تم بات کر لینا اس سے" وہ کہہ کر اندر بڑھ گئیں صمام کو انکے انداز سے احساس ہو گیا وہ ناراض تھیں۔۔

پر وہ سوچ بیٹھا تھا انکی ناراضگی ضرور دور کرے گا۔ اسنے موبائل نکالا اور ایک نمبر ڈائل کرتے کان سے لگایا۔ دوسری طرف اسکا نمبر دیکھتے بوکھلا کر کال اوکے کی مبادا دیر نا ہو جائے۔۔

ویڈیو بن گیا؟" اسنے سرد لہجے میں پوچھا لہجے میں ایک " روعب تھا اسکی شخصیت کا کہ مقابل نے اسے سامنے نا پا کر بھی جھرجھری لی۔۔

جی سر بن گیا آپ حکم کریں ہم بھیج دیں؟" وہ مؤدبانہ ہوئے۔" اوکے بھیج دو اور اسے سیف اسکے گھر تک پہنچا دو!" وہ حکم دیتا بولا" ساتھ کال ڈسکینٹ کر دی اور کچھ سوچتے لبوں پر مسکراہٹ سجائی۔

عرشیہ خان بہت غرور ہے نا تمہیں خود پر، صمصام زیدی پر" تھوکنا گوارہ نہیں کرتی۔ اب تم بچاؤ خود کو جتنا بچا سکتی ہو۔۔" ہاتھ میں موبائل گول گھماتے اسنے جیب میں رکھ دی اور اپنے قدم اندر کی طرف اٹھا لیے۔

وہ اس وقت مسکرا رہا تھا، اور اگر اسے گہری مسکراہٹ ساتھ مسکراتے ہوئے عرشیہ دیکھتی تو کب کا غش کھا کر بیہوش ہو چکی ہوتی۔۔

اسنے اندر قدم رکھا تو وہ دونوں شیف ڈائننگ ٹیبل پر کھانا سجا رہے تھے، اور اسکی ماں کی غصے بھری آوازیں کچن سے آرہی تھیں جبکہ ملازمہ کچن کے باہر دہلیز پر ٹوٹے ہوئے کانچ کے جگ کے ٹکڑے سمیٹ رہی تھی۔

تمہارا تو کیس تھا نا؟ چوبیس گھنٹوں کی ڈیوٹی تھی تمہاری پھر کیا ہوا؟"" آئسکریم کے بھرے گلاس سے چمچ بھر کر منہ میں ڈالتے ہوئے صارم کے سامنے وہ آگیا جسکا قہقہہ اسکے سوال پر زوردار تھا۔۔

سوری۔ نہیں میں نے ڈیڈ سے ملکر پلان بنایا تھا کنگ کا اسلئے نہیں آنا" چاہتا تھا۔۔"وہ جھوٹ کیلئے معذرت کرتا مسکرا کر بولا۔
ایک اور جھوٹ !!"صائم زیدی نے سن کر بیچ میں ٹوکا وہ سٹپٹا گیا" جس پر اپنے چھوٹے بیٹے کی حالت سے وہ محظوظ ہو رہے تھے۔۔
ڈیڈ آپ ہمیشہ مجھ سے بے وفائی کر لیتے ہیں۔۔"صارم نے منہ" بسورتے ہوئے دہائی دی۔
کرنا پڑتی ہے کیونکہ تم ہمیشہ اپنی ماں کی سائیڈ لیتے ہو۔"صائم نے جتایا" اپنے بیٹے کو وہ ہنس پڑا۔۔

ایسی گھٹی ہی نہیں ڈالی مام نے جس کے اثر غلط کا ساتھ دیں۔۔"وہ باور کرواتا" بولا۔۔

تمہاری اس بات سے کیا مراد ہے کہ میں ہمیشہ غلط ہوتا" ہوں؟"صائم نے اپنے بیٹے کو خشمگین نظروں سے گھوراوہ ہنسا۔جبکہ سامنے کھڑا صمصام اب محظوظ ہو رہا تھا۔

بس اسی سمجھداری سے اندازہ ہوتا ہے مام نے کیوں چنا آپکو ہاہاہا۔۔"صارم" نے بلند قہقہہ لگایا صائم زیدی غصے سے سرخ ہو گئے

خوش فہمی ہے تمہاری یونی میں ٹاپر تھا ٹیچرز کا فیورٹ شاگرد" ہوتا تھا۔۔"وہ اپنے پچھلے کارنامے چھپائے فخریہ بولا تبھی نظریں جب سامنے اٹھیں کمر پر ہاتھ ٹکائے کھڑی تقویٰ کو دیکھتے وہ ایکدم سٹپٹا گئے۔۔

خلاف عادت انکی حالت پہ صارم کے ساتھ صمصام زیدی کا بھی قہقہہ ساتھ گونجا تھا۔۔

بس یہی وجہ ہے اسلئے ہی کہتا ہوں کبھی یونی فیلو سے شادی نہیں" کرنی چاہیے"وہ منہ بناتے ہوئے بولے۔

تقویٰ نے بہت مشکل سے ہنسی ضبط کی۔۔

میرے بچوں میں جھوٹ کی عادت مت ڈالیں سائیں میں" یہ ہرگز برداشت نہیں کروں گی۔۔" وہ غصے سے بولیں صائم اس طرح بیٹوں کے سامنے شرمندہ ہونے پر تقویٰ کی نقل اتارنے لگے۔۔۔
کہہ تو ایسے رہی ہو جیسے کہ تمہارے بیٹے صلواتی مولوی ہوں۔۔" وہ منہ" بنائے بولے۔۔
میں تم دونوں کو بتاتا ہوں حقیقت! یہ ہمیشہ سے جلتی تھی میرے" ٹیلنٹ سے۔۔ مجھے آگے آنے نہیں دیتی قسم لے لو اپنی ماں سے ہر اسٹوڈنٹ کے لبوں پر میرا نام ہوتا تھا ٹیچرز پرنسپل ڈیم بیٹھ کر مجھے ڈسکس کرتے تھے۔۔" وہ فخریہ بتانے لگا اور تقویٰ تو حیرت سے انہیں دیکھنے لگیں۔

حقیقت تو وہ بتانے سے رہیں اب انکی بھڑکیں ہی سننے لگی تھیں۔
نو ڈاؤٹ ڈیڈ آپ کے ٹیلنٹ پر شک نہیں کیا جا سکتا۔ اسلئے تو" آپ ہارٹ اسپیشلسٹ ہیں۔۔" صارم نے کہتے صمصام کے ساتھ ہاتھ ملایا اور دونوں قہقہہ لگا اٹھے۔

صائم زیدی کی رنگت بیٹوں کی مینسی حرکت پر سرخ تھی جبکہ دبی دبی ہنسی تقویٰ کے لبوں پر بھی چھپی ہوئی تھی۔۔

وہ نظروں سے ہی آئندہ کے خطرناک اشارے دینے لگے انہیں تقویٰ نے ہنس کر نظر انداز کر دیئے۔
"پانچ وقت نمازی صلواتیں الحمدللہ ہیں اللہ کو یاد کرنے کیلئے لازمی نہیں مولوی بن جائیں یا چوبیس گھنٹے جائے نماز پر بیٹھے رہیں،، انکا دل سے ایک وقت نام لینا بھی انکی نعمت ہے۔" وہ مسکرا کر بولیں۔۔
"اور الحمدللہ میرے تینوں بچے ہی اس نعمت رحمت سے فیض یاب ہیں۔" اپنی ماں کی باتیں سن کر ان دونوں نے اپنی ماں کے گرد بازو حائل کر لیئے۔ اور ان کے سر کو چوما۔

"توقیع میرا جانو بیٹا۔۔" صائم انہیں دیکھتا منہ پھیر کر اپنی بیٹی کو بلانے لگا جبکہ ان کے جیلس تاثرات دیکھتے وہ سب ہنسنے لگے۔
"اس کھانے کی طرف تم تینوں میں سے کوئی نہیں آئے گا یہ صرف میری بیٹی کیلئے ہے۔۔" صائم نے آگے بڑھتے ہوئے صارم سے

آئسکریم کا گلاس بھی چھین لیا اور ٹیبل پر رکھتے غصے بھری گھوری ڈالتے سب کو وارن کیا۔۔

دور رہو! جاؤ اپنا کرو بھئی ہم بے وفاؤں سے وفا نہیں نبھاتے۔۔"وہ" انہیں کہتے اپنی بیٹی کو بلانے چلے گئے۔۔

پیچھے صارم صام کے قہقہے تھے۔۔۔
ناراض کر دیا میرے شوہر کو جاؤ مناؤ انہیں۔۔"انکے جاتے تقویٰ نے" غصے سے کہا۔۔
ہمیں معلوم تھا آپ دونوں ایک دوسرے کے علاوہ کسی کے نہیں" ہو سکتے۔۔"وہ قہقہ لگائے بولے اور صام ایکسکیوز کرتا چینج کرنے چلا گیا جبکہ صارم پھر سے گلاس اٹھائے اپنے بھائی کے سوالات سے بچتا ہوا سکون کا سانس بھرے اپنے باپ کے پیچھے چلا گیا۔۔

وہ کیسے انہیں بتاتا کہ وہ اس لڑکی کو دوبارہ دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔۔ اسکی زبان ایسی تھی کہ صارم زیدی بمشکل خود کو کول رکھ پاتا تھا۔۔

انہیں جاتے دیکھ کر پیچھے ملازمہ کو ہدایات دیتیں تقویٰ بھی اپنی بیٹی کو دیکھنے کیلئے آ گئیں۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

روم میں داخل ہوتے ہی اسنے ڈور لاک کیا اور اپنے آنسوں رگڑ ڈالے گالوں سے۔۔ کوٹ اپنے بھائی کا اتار کر بیڈ پر رکھتی وہ خود سے دوپٹہ اتارنے سے پہلے کھڑکی کو خوفزدہ ہو کر دیکھنے لگی۔ پر اسنے اس سے جو لاک لگایا تھا ابھی بھی ویسے ہی قفل لگے ہوئے اسکے اندر آنے کے تماموں راستوں پر۔۔

ایک سانس بھر کر اسنے اپنے بھیگے وجود سے دوپٹہ جدا کیا، اور روتی باتھ روم میں آ کر شاور کے نیچے کھڑی ہو گئی۔۔

اسے رہ رہ خود پر اسکی تنگ گرفت محسوس ہو رہی تھی، وہ کیسے بتائے کسی کو اسنے کس طرح اسے چھوا تھا۔ اسنے تو کبھی غیر مردوں سے آنکھیں بھی چار نہیں کی تھیں کجا کہ اس طرح۔۔۔

اپنی کمر پر اسکے ہاتھ کا رینگنا جکڑنا، اسے خود میں بھینچ کر سمیٹ لینا۔۔۔وہ کس طرح اسے مارتی اسکا دل چاہ رہا تھا اگر سامنے ہوتا تو وہ اسکے ٹکڑے کر دیتی۔۔

اسنے اپنے روتے اپنے ہونٹوں کے ہاتھ کی پشت سے رگڑ ڈالا۔۔۔وہ اپنا کندھا گردن شاور کے پانی سے دھونے لگی جیسے کسی ناپاک چیز نے اسے چھو لیا تھا۔وہ خود کو رب کی نظروں میں گنہگار سمجھنے لگی۔
جیسے سب اسنے کیا تھا، ہاں اسکا ہی تو کیا ہوا تھا اگر وہ اپنے بھائی کو اس دن بتا دیتی تو آج یہ سب نا ہوتا۔۔

اور وہ لاش؟؟؟ سوچ کر اسکا وجود خوف کے حصار میں آگیا۔اسنے خود ڈیڈ باڈی محسوس کی تھی پاؤں وہ تو اسکے پیچھے تھا۔نیچے فرش پر وہی ڈیڈ باڈی پڑی ہوئی تھی۔

میں کہاں جاؤں۔۔۔"وہ اپنے جذبات سے پاگل ہو رہی تھی دل چاہ" رہا تھا کہ وہ خود اسے جائے گولیوں سے چھلنی کر دے۔۔
اسکے جیسے حیوان بے بس معصوم لوگوں کو نوچ مار رہے تھے اور وہ دیکھتے ہوئے بھی خاموش تھیں۔۔

اسکی ماں نے اسے بتایا تھا کہ گناہ دیکھ کر خاموش رہنے والا خود گناہ میں شریکدار ہو جاتا ہے۔۔

اور وہ اس میں شریک دار تھی جب وہ اسکے پاس گولی نکلوانے آیا تھا۔ اسنے کیسے اپنے ہاتھوں سے زندگی میں وہ پہلا کام کیا تھا اور زندہ انسان کے وجود سے گولی نکالی تھی۔۔

آنسوں شاور کے پانی کے ساتھ اسکے نیچے بہہ رہے تھے، اسکی حالت غیر تھی اور نیلی آنکھیں انتہائی سرخ۔۔

وہ چلتی ہوئی آئینے کے سامنے آئی۔۔

اسنے نظریں اٹھائیں ایک پل کو یوں لگا جیسے حقیقت میں وہ ابھی بھی اسے حصار میں لیکر کسی دیو کی طرح کھڑا ہو۔۔

آہہ۔۔"اسکی بے ساختہ چیخ نکل گئی ایکدم پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہاں" کوئی نہیں تھا۔ اسکا دل دھک دھک کرتا فضا میں گونجتا ہوا محسوس ہوا۔

تنفس بری طرح بگڑ چکا تھا۔ اسنے اپنا گھومتا ہوا سر تھاما۔۔ اور پل کیلئے آنکھیں موند کر گہرا سانس بھرا کہ وہ ابھی اپنے ماں باپ بھائیوں کے حصار میں ہے وہ اسکا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اب۔۔۔
اسنے پھر ڈرتے ڈرتے بھیگی گھنی پلکیں اٹھا کر آئینے میں دیکھا تو صرف اسکا بھیگا سراپا اور ڈرا سہما سا چہرا ہی نظر آیا۔۔
وہ سکون بھرا سانس کھینچ گئی۔"وہ صرف وہم تھا کہ اس وقت وہ میرے پیچھے ہے۔۔"اپنی دھڑکنوں کو نارمل کرتی وہ آئینے کے سامنے آ گئی۔۔

کندھے گردن چہرے پر چپکے اپنے بھیگے بالوں کو آہستہ سے اسنے سمیٹ لیا۔۔وہ لب دانتوں میں دبائے کھڑی تھی۔۔

اسکی نظریں سامنے آئینے پر تھیں اور جو منظر اسنے دیکھا دوسرے ہی پل سختی سے آنکھیں میچلیں۔۔

اسکی سفید شفاف بے داغ صراحی دار گردن پر اسکے دانتوں کے سرخ نشان واضح دکھائی دے رہے تھے۔۔

جنہیں دیکھتی وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر رونے لگی۔۔

وحشی حیوان درندہ تمہیں ہزار گولیاں لگے گیں سینے میں، ایسی دردناک موت آئے گی کہ مرنے کے بعد تمہاری روح کو سکون نصیب نہیں ہوگا۔۔" وہ روتی ہوئی بولی۔۔
اور کانپتی انگلیوں سے ان نشانوں کو چھوا۔۔۔

وجود میں یوں محسوس ہوا ایک سرد سنسنی خیز لہر دوڑ گئی ہو۔
دھڑکنیں ساکن ہو گئیں۔۔
اسنے لبوں کی طرف دیکھا، وہاں بھی تو اسنے یہی بے دردی درندگی دیکھائی تھی۔۔
پر اسے محسوس ہوا تھا کہ وہ نرم پڑ گیا تھا، اسنے وہ عمل دہرایا ضرور تھا پر گردن پر دکھائی ہوئی دردنگی جیسا عمل نہیں کیا۔۔
توقیع نے روتے اپنے چہرے کو پانی سے صاف کیا۔۔ اور پھر کھلے شاور تلے آ گئی۔۔

اسنے ایک پھر اپنی کمر کو بھی دیکھا آئینے میں جہاں اسکی چار انگلیوں کو مضبوط نشان تھے۔۔ انگوٹھے کا سہلانے والا لمس یاد کر کے وہ جھرجھری لے اٹھی۔۔

کچھ نا سمجھتے ہوئے وہ شاور تلے بیٹھ کر گھٹنوں میں سر دبائے رونے لگی تھی کہ ایکدم گھر کے باہر سے اسے اپنے باپ کی پکار سنائی دی۔۔

ڈیڈ!!!" توقیع نے سسکی بھر کر ہوش کیا۔۔"

اسے جیسے چھپنے کیلئے ایک مضبوط سینا میسر آگیا تھا۔ وہ جلدی سے آنکھیں پونچھ کر اٹھی۔ وہ جلدی سے باہر آئی اپنے کپڑے نکال کر ڈریسنگ روم میں لیکر گئی۔۔

اس دہشتگرد کی پکڑ اتنی سخت تھی کہ اسکا وجود ابھی اسکے حصار میں جیسے جکڑا محسوس ہو رہا تھا۔

ائینے میں اپنے ہونٹوں کو حد سے زیادہ سرخ دیکھ کر اسے یاد آیا کیسے اسنے اسکی سانسیں کھینچی تھیں۔

اور اپنی سانسیں اسکے اندر منتقل کر کے وہ جانے کیا جتانا چاہتا تھا اس پر۔۔

ایک وحشت زدہ جھرجھری لیکر اسنے خود کو دہشت کے حصار سے نکالنا چاہا پر وہ چاہ کر خود کو آزاد نہیں کر پائی۔۔۔
اپنے بالوں کو تولیے سے رگڑ کر اسنے تھوڑے سے خشک کیے کہ وہ بوندیں ٹپکانا چھوڑ چکے تھے۔
حجاب کی اسٹائل میں دوپٹہ چہرے کے گرد لپیٹ کر اسنے شال اٹھائی اور اپنے کپکپاتے ہوئے وجود کے گرد لپیٹ لی۔۔

وہ ڈور کے پاس آئی اور دروازہ کھولا تو سامنے ہی مسکراتی نیلی آنکھیں دو بھوری آنکھیں اسکے سامنے تھیں۔۔
توقیع کی آنکھوں میں نمی تو لبوں پر خود بخود مسکراہٹ بکھر گئی۔۔

ہاں بس یہی ایک شہزادی میرے جگر کا گوشہ میری وفادار بیٹی ہے۔۔۔"صائم زیدی اسے دیکھتے ہی بانہیں پھیلا کر بولے۔۔
تب تک صام بھی چینج کر کے وہیں آ گئے تھے۔۔۔

ڈیڈ!!!"وہ جبراً مسکراتی ہوئی انکی پھیلی بانہوں میں آ کر سما گئی۔۔"

لگتا ہے ہماری بلی کی طبیعت ناساز ہے۔" صارم اسکا پھیکا انداز ہ نوٹ
کر کے متفکر ہوا ساتھ چمچ بھر کر آئسکریم کا اسکے منہ کے قریب
کیا جسے وہ منہ بسور کر منہ میں لے گئی تھی۔۔
کھا بھی رہی ہے اور نخرے بھی دکھا رہی ہے یہ لڑکیوں کا ازلی انداز
ہے۔۔" صارم نے اسکے نخرے کو دیکھا وہ ہنسا کر بولا صام نے گھورا۔۔
یہ نخرہ نہیں حق ہے اسکا۔۔" صام نے آستینیں کہنیوں تک فولڈ
کرتے ہوئے کہا
واہ پھر تو میں اپنی بیوی کے نخرے خوب اٹھاؤں گا۔۔" وہ پُرجوش
ہو کر بولا۔۔ صام نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا صائم زیدی تقویٰ اسکے جوش پر
ہنس پڑے۔۔

. البتہ توقیع صام کے گھورنے پر وہ معصومیت سے آنکھیں جھپکائے بولا
بھئی ایسے کیوں گھور رہے ہو وہ بھی تو کسی کی بہن ہو گی نا؟" اسنے کہنے کے ساتھ
قہقہہ لگایا۔۔
تقویٰ نے اسکے شریر پن پر اسکے سر پر چپت لگائی۔

چلو آجاؤ!کافی لیٹ ہو گئے ہیں ڈنر کیلئے۔۔"وہ آگے بڑھ کر اپنی بیٹی کا ماتھا" چومتی ہوئی بولیں۔۔

ہمم!ابھی ایشاء کی نماز میں کچھ وقت ہے ڈنر ہو سکتا ہے۔۔"صام" گھڑی میں وقت دیکھتا ہوا بولا۔

آجاؤ میرا شیر سب میں نے اسپیشل تمہارے لئے بنایا ہے" کھانا۔"وہ اسے لیکر آگے بڑھے۔۔

صام نے اسکے سر پر بوسہ دیا۔۔

اسنے سوچ لیا تھا اب اپنے ڈیڈ مام سے سیریس ہو کر توقیع کے بارے میں بات کرنی تھی، گھر میں بیٹھ کر وہ شاید زیادہ وحشتزدہ ہو گئی تھی۔

عموماً لوگ جو ایسے حادثات میں ذہنی طور وحشت کا شکار ہوتے ہیں، شاید اسکی بہن بھی اب ہونے لگی تھی۔اس سے پہلے اسکا کیس پیچیدہ ہوا انہیں اسے احساس دلانا تھا کہ ایسا کچھ نہیں سب کچھ نارمل ہے۔۔

سب سے پہلے تو اسکے باپ سے اسکی یونی کی پرمیشن لینی تھی اب اسے جانا چاہیے تھا اسکی سٹڈی کا لاس ہو رہا تھا۔

وہ انکے پیچھے جا رہا تھا تبھی اسے موبائل پر مخصوص ٹون ہوئی اسنے جیب سے نکال کر دیکھا تو سامنے ہی مطلوبہ ویڈیو تھا۔
وہ موبائل کان سے لگائے ایک سائیڈ آ گیا۔۔
یہ اسکی لیڈی مینجر کا نمبر تھا۔۔۔

سر اب اسکا کیا کرنا ہے؟؟" دوسری طرف آفس، لیڈی" مینجر کی آواز تھی۔
مسز کپریاٹی!! آپ انہیں اب انکے گھر چھوڑ دیں۔۔" وہ وقت دیکھتا ہوا" بولا۔
ٹھیک ہے سر تھینکس! ڈسٹرب کرنے کیلئے معذرت!" وہ مسکرا" کر بولتیں صام کے کام ڈسکنیکٹ کرنے کا انتظار کرنے لگی۔۔

اور صام کے کال ڈسکنیکٹ کرنے کے ساتھ وہ چیئر پر بیٹھے وجود کی طرف بڑھ گئے۔۔

اٹھو!!" وہ روعب دار لہجے میں بولی۔۔۔"

اور اسکے روعب دار غصیلی آواز سے وہ وجود کانپتا روتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

بند کرو یہ ناٹک!!! تم نے صمصام زیدی کی ہونے والی دلہن کے ساتھ " ایسا گھناؤنا عمل کیا تھا اگر ہمیں تمہیں زندہ چھوڑنے کا حکم نا ہوتا تو کب کا تم دونوں کے وجود کو کاٹ کر ٹکڑے کر چکے ہوتے۔۔" اسکے بالوں کو پکڑ کر وہ اسے لے جانے لگی۔

اسکے اشارے پر اسکے پیچھے دوسرے وجود کو بھی آگے کی طرف دھکیلا۔۔۔

بھائی آجائیں پھر ساتھ چلیں گے نماز کیلئے ڈیڈ بھی ساتھ ہیں۔۔"" صارم کی پیچھے سے آتی آواز پر وہ سر اثبات میں ہلاتا ہوا موبائل جیب میں رکھ کر ڈائننگ ہال کی سمیت اپنے مضبوط قدم اٹھائے بڑھ گیا۔۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

"یہ کیا طریقہ تھا تمہارا اس سے بات کرنے کا تم مجھے جواب دو گی عشی کیا یہ تربیت کی تھی میں نے تمہاری کہ بڑوں کو اپنا جوتا سمجھ کر چلو؟؟؟" گھر آکر چینج کرنے ڈنر کے بعد جب عائشہ اسکے بالوں میں تیل لگانے آئیں تبھی غصے سے بولیں۔۔

"مام آپ نہیں جانتی اسے اسلئے میں نہیں چاہتی اس موضوع پر بحث کرنا۔۔" وہ اپنا غصہ دباتی ہوئی بولی عائشہ کو اپنی بیٹی کے رویے پر حیرت ہوئی۔۔

"کل رات جب تم رو رہی تھی تو مجھے احساس ہوا تھا کہ جس نے تمہیں غلط کہا ہوگا بہت برا کیا ہوگا پر اب تمہارے رویے کو دیکھ کر میں تمہارا قصور سمجھوں یا اسکا؟؟
آخر تمہاری پرابلم کیا صام سے؟؟" اپنی بیٹی کے اس قدر ہرش رویے پر وہ دکھی دل سے بولیں۔۔

عرشیہ نے اپنی مام کو افسوس سے دیکھا کہ کس قدر سختی سے اس کمینے نے انکی آنکھوں پر پٹی باندھی تھی۔

بے شک پہلے اپنے ایٹیٹیوڈ کی وجہ سے وہ ہمیں نہیں پسند تھا پر اب "
اسے ہم سے پرابلم ہے اسلئے ہی وہ مجھے سخت ناپسند ہے اور اگر آپ یہ
خواب دیکھ کر بیٹھی ہیں کہ میں ان کے گھر بیاہ کر جاؤں تو مہربانی
کسی چور کے ساتھ باندھ دیں مجھے پر اس ذلیل شخص کے ساتھ نہیں۔۔"وہ
اٹل تلخ لہجے میں بولی۔۔

مطلب تمہاری بات کا کہنا یہی ہے کہ تم لوگ کرو تو وہ ٹھیک اگر یہی وہ "
کرے تو تکلیف ہو رہی ہے؟تمہارے سینے میں دل ہے تمہیں
احساس ہوتا ہے اسکی ناپسندگی کا کیا اسکے سینے میں دل نہیں
تھا؟جب تم تینوں بہن بھائی اسے اگنور کرتے اسے برا بھلا کہتے تھے
تب تم سب کو اسکا احساس کیوں نہیں تھا عشی؟
میں نے تمہیں سینٹ سینٹ کر پالا تمہاری بہت اچھے طریقے سے
ہم دونوں میاں بیوی نے تربیت کی اسکا مطلب صرف نماز قرآن
پڑھنا نہیں بلکہ احساس کرنا بھی سکھایا تھا بیٹے۔۔موٹ میں یہ
دے رہی ہو۔۔

تمہیں معلوم ہے جب تمنے اسے مائی فٹ کہا میری نظریں
احساس شرمندگی سے جھک گئیں، میرا ضمیر مجھ سے کہنے لگا
کہ دیکھو یہ تمہاری بیٹی ہے جس کی تمنے جان سے بڑھ کر برے تلخ وقت
"میں بھی تربیت محبت دی اسکا نتیجہ صلاح یہ ہے۔۔۔
وہ تو نظر انداز کر کے چلا گیا پر تمنے مجھے اپنی نظروں میں گرا لیا،
معلوم ہے اگر تمہارے باپ کو معلوم ہو تمہاری زبان کا کہ تم اس
طرح انکے بہن کے بڑے بیٹے سے پیش آتی ہو، وہ جو تھوڑا بہت تم دونوں کے
سہارے سانس لے رہے ہیں وہ بھی ٹوٹ جائیں گے۔
تھوڑا اپنے باپ کا احساس کر لو عرشیہ میں نہیں چاہتی تم ایک
اور عائشہ بنو! میں تو بہت بری بیٹی ثابت ہوئی کیا تم بھی ایسی ہونا
چاہتی ہو؟
وہ پہلے سے ٹوٹے ہوئے شخص ہیں، انہوں نے زندگی میں بہت برداشت
کیا ہے جتنا کوئی نہیں کر سکتا" وہ اسے کیسے بتائے کہ وہ یہ شخص تھا اسکا
باپ بچپن میں ماں باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا جو اسکے
پڑھنے سپنے دیکھنے کی عمر تھی اسے میں ہی ایک ذمہ دار باپ بھائی
بن کر اسنے اپنی بہن کو پڑھایا لکھایا اسکی خوبصورت تربیت کی۔۔

کڑے سے کڑے سخت کام کر کے وہ پیسے لاتا اپنی بہن کو تین وقت کا کھانا تعلیم دیتا تھا۔ اپنے خواب تو وہ کب کا دیکھنا چھوڑ چکا تھا۔

ایک محبت تھی وہ بھی وقت اس سے چھین گیا۔

اسے مزید تعلیم کیلئے لوگوں کی باتیں طعنے برداشت کر کے بہن کو گاؤں سے شہر بھیجا تا کہ وہ خود تو کچھ نا بن سکا پر اسکی بہن کچھ بن جائے اور اسکے ماں باپ کا خواب سچا کر دے۔۔

اور یہاں نا وہ سکون میں رہ سکا نا ہی اسکی بہن کو اس اور مہکار جیسی عورتوں نے سکون سے رہنے دیا۔

مزید ستم اس بھائی پر اس بدنامی نے توڑا جب اچانک راستے سے ہی اسکی بہن کو وہ اغوا کر کے لے گیا۔ اور اس وقت اسکی محبت بھی چھین چکی تھی جب عائشہ ندیم اسکی زندگی میں آ گئی۔۔

مام!! میں اس سے بات ہی نہیں کروں گی۔ بس ختم۔۔۔ "وہ بار بار" اپنے ماں بات کو ہرٹ نہیں کر سکتی تھی اسلئے صمصام زیدی کے اب منہ نا لگنے کا وہ حتمی فیصلہ کر چکی تھی۔۔

انکی آنکھوں سے بہتے آنسوں دیکھتی عرشیہ تڑپ کر انکے سینے سے لگی۔۔

میں تو کبھی سمجھ نا سکی اپنے ماں باپ کو عشی، ورنہ بیٹیاں تو وہ"
رحمت ہوتی ہیں باپ کے گھر میں قدم رکھتے انہیں دیکھ کر سمجھ
جاتیں ہیں کہ اسکا باپ خوش ہے یا پریشان۔۔
"کیا تم بھی اپنے باپ کو سمجھ نا سکی؟

مام میں آپ دونوں سے بہت پیار کرتی ہوں ایسی بات نہیں"
مام۔۔۔ میں ڈیڈ سے بہت پیار کرتی ہوں بہت۔۔"وہ روتی ہوئی بولی۔۔
اسکا بس نہیں تھا ابھی اسکا ڈیڈ سامنے ہو وہ انکے سینے میں سما
جائے۔۔

وہ کمینہ شخص ساری بازی اس پر الٹ چکا تھا محض دو مسکراتے فقروں
سے۔۔
میں جانتی ہوں میرے بچے بہت سمجھدار ہیں"عائشہ نے"
اسکے گرد بازوؤں کا حصار ڈالا وہ ماں کے سینے سے لگ کر سکون سے
آنکھیں موند گئی۔۔
اسکی نظروں میں وہ اوشن نیلی معنی خیز سے تاثرات والی
آنکھیں گھومنے لگی۔۔

اس میں ہے کیا آخر؟؟ کیوں سب اسکے پیچھے پاگل ہو رہے ہیں؟
کس بات میں وہ پرفیکٹ ہے؟ اس سے زیادہ پرفیکٹ تو صارم زیدی ہے۔۔

پر لوگوں کی نظروں میں شاید وہ پرفیکٹ نہیں تھا، کتنی حسن پرست تھی دنیا، محض سانولی سی رنگت کی وجہ سے وہ اسے پیچھے کر گئی تھی۔
حالاں کہ وہ ایک ہیرا تھا۔۔

وہ ہارٹ کنگ تھا عرشیہ کی نظر میں۔۔
وہ اسکا پیارا سا دوست تھا جو ہمیشہ انکی مدد ہمت کے لئے آگے آگے تھا۔ وہ کتنا رحم دل تھا رب نے کس قدر اسے حساس نرم دل بنایا تھا۔۔
اور اسکے برعکس اتنا ہی بے حس بے رحم سخت دل اس نیلی آنکھوں والے جلاد کو۔۔
عرشیہ کو تو لگتا تھا اسکے پاس دل نام کی گوشت کا لوتھڑا موجود ہی نہیں۔۔

صرف ڈیڈ سے پیار کرتی ہو؟ کبھی ڈیڈ کو خوش کر کے اسکے سینے سے نہیں" لگ سکتی؟" دروازہ کھول کر لمبا چوڑا دانیال خان اندر داخل ہوا۔۔

عائشہ عرشیہ دونوں ماں بیٹی انکی اچانک آمد سے حیران ہو کر چونکیں۔۔

انہیں امید نہیں تھی وہ آئے گا یوں اچانک۔۔۔

جبکہ وہ اپنی بیٹی کے بھیگے چہرے کو دیکھ رہے تھے۔ آج سارا دن نظروں کے سامنے ناپا کر وہ بے چین ہو گئے تھے اور ابھی اس سے ملنے کیلئے روم میں آ رہے تھے کہ عرشیہ کا آخری لفظ تکلیف میں بھیگا باپ سے محبت کا اظہار۔۔

انکے اندر زخموں پر جیسے مرہم بن کر پڑا وہ اظہار محبت۔۔

میں نہیں بات کرتی ہمیشہ مجھے جھڑکتے رہتے ہیں۔۔۔" وہ منہ بنا" کر بولی اور روتی ہوئی ماں کے سینے میں منہ چھپا گئی۔۔

دانیال خان اور عائشہ اسکے انداز پر دونوں ہنس پڑے وہ آگے بڑھ آئے اور پہلے بیوی کے آنسوں صاف کیئے اور ساتھ ہی ماتھے پر مہر ثبت

کرتے ہوئے بیٹی کی جانب متوجہ ہوئے جو ایک آنکھ کھولے چپکے سے دیکھنے لگی تھی۔۔

عائشہ بیٹی کی حرکت کو دیکھ کر جھینپ گئیں۔۔
وہیں دانیال خان کے ساتھ عرشیہ قہقہہ لگاتے خود ہی ناراضگی چھوڑ کر باپ کے سینے سے لگ گئی۔۔

وہ اسکی آنکھیں چومتے سر چوم کر اپنے تکلیف سے دہکتے سینے سے لگا گئے۔۔ جہاں کچھ سال پہلے تین انکے جگر گوشے انکے دلوں کے ٹکڑے سر رکھ کر سوتے تھے۔۔

انہیں یاد تھا دلاور خان اسکے اوپر چڑھ کر سینے پر سوتا تھا جبکہ دریاب عرشیہ دائیں بائیں ہوتے تھے۔۔۔
پھر اچانک منظر بدلہ وہ سکون بھرا چوڑا وسیع سینا زخموں سے اچانک لہولہو ہو گیا۔۔ اور صرف ویرانی ہی رہ گئی اس وجود کے گرد۔۔۔

پر آج اپنی بیٹی کے محبت بھرے بوسے پر جیسے سالوں بعد رب اس پر رحمت برسا رہا تھا۔۔

مجھ سے تو آپکی ذاتی دشمنی ہے۔۔" پیچھے سے باپ کے کندھے پر ٹھوڑی ٹکا کر" دریاب خفگی سے بولا۔۔ دانیال چونکا اور اپنے قد کو چھوتے اپنے چوڑے دراز قامت بیٹے کو دیکھتے قہقہہ لگا اٹھے۔۔

دریاب بھی ہنستا ماں کو حصار میں لیکر باپ کے ساتھ لگتا انکی نم آنکھوں کو لبوں سے چھو گیا۔ دانیال نے حیرت سے بیٹے کے اس قدم کو دیکھا۔۔

کیا صرف باپ ہی بیٹے کو پیار دے سکتے ہیں بیٹا نہیں باپ کو پیار" دے سکتا؟" وہ بولا دنیال مسکراتے اسکا ماتھا چوم گئے۔۔
کیوں نہیں دے سکتے۔۔ میں نے خود کو پیار دینے سے روکا تھا پر تم لوگوں" کو پیار کرنے سے تو نہیں روکا تھا نا؟" وہ بولے دریاب عرشیہ شرمندہ ہو گئے۔۔

تو آپ جس طرح مام کو پیار دیکر ان سے لیتے ہیں اسی طرح اولاد کو بھی"
دیتے پھر لیتے ناں!" وہ اپنا لاجیک چلانے لگی پر اسکی بات پر بیٹے کے
سامنے خفت زدہ ہوتیں عائشہ نے بیوقوف بیٹی کو چپت لگائی تھی وہیں
دانیال دریاب کے قہقہے نے انہیں مزید سرخ کر دیا۔۔

میں جا رہی ہوں نماز کا وقت ہو گیا ہے تم لوگ بھی جاؤ اور ہاں"
شکرانے کے نوافل ضرور ادا کرنا سب۔۔" وہ روم سے باہر نکلتی ہوئی بولیں۔۔

ان تینوں نے انہیں وہاں سے بھاگتے ہوئے دیکھا اور ہنس پڑے۔۔۔
ڈیڈ آج ساری رات آپکے ساتھ بیٹھ کر باتیں کر کے گزاریں گے ہم۔۔۔""
یہ عرشیہ تھی جو ایکسائیٹڈ ہو کر بولی۔۔۔
چل نکل چپکلی میں ڈیڈ سے اہم موضوع پر بات کرنے والا ہوں تم نکلو اور"
رینگتی ہوئی نظر آؤ!" دریاب نے اسے جھڑکا پر باپ کی پڑنے والی گھوری
سے عرشیہ قہقہہ لگا اٹھی اسے سر کھجاتے دیکھ کر۔۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

اسنے کروٹ بدلی۔۔پر سکون نا آیا،وہ پھر کروٹ بدلنے لگی۔اسکا مسلسل یہی حال تھا وہ بے سکون ہو کر کروٹیں آہستہ سے بدل رہی تھی۔۔
وہ اسے سوچے یا نا؟؟؟"کب سے اسکا کمزور سا دل اس کشمکش" میں تھا۔اسے یوں لگ رہا تھا اگر وہ سوچے گی تو دوسرے لمحے وہ سب ہو جائے گا۔۔
اور خود کو اسکی پناہوں میں سوچتے اسکے رونگٹے کھڑے ہوے جا رہے تھے۔وہ ایسے کیسے اس سے کہہ سکتا تھا۔روحا نے اپنا ہاتھ نچلے ہونٹ پر پھیرتا یوں محسوس ہوا جیسے اسنے ابھی چھوا ہو۔وہ کان کے لوح تک سرخ پڑ گئی۔۔

بے ساختہ آنکھیں میچ کر گہرا سانس لیا اور نفی کرتی کروٹ بدلنے لگی۔اسکی بے سکونی کو پاس پڑا وجود بھی بھانپ چکا تھا۔۔
کیا ہوا بیٹا؟"مہکار نے لیمپ کی روشنی میں اسکے گلابی پڑتے" چہرے کو دیکھا۔روحا بوکھلا گئی۔۔

آ۔آپ جاگ رہی ہیں؟"اسنے یوں پوچھا جیسے چوری کرتے وہ پکڑ" گئیں ہوں اسے۔"میری بیٹی اس قدر بے سکون ہے میں بھلا کیسے

سو سکتی ہوں اب بتاؤ اپنی مام کو کیا تکلیف ہے بے بی کو۔۔" وہ اسے بانہوں میں بھر کر سینے پر اسکا سر رکھتیں بالوں میں انگلیاں چلاتی ہوئی بولیں۔۔

اب روحا سوچ میں پڑ گئی۔۔ انہیں کیسے بتائے انکے استفسار پر کہ انکا بیٹا چاہتا تھا وہ اسکے حصار میں رات گزارنے کے خواب دیکھے۔۔

جہاں سب اس پر ترس کھا رہے تھے ایک وہی وجود تھا جسے رحم نہیں آ رہا تھا بلکہ وہ تو کچھ اور ہی خطرناک ارداوں میں تھا۔

اب اتنی بیوقوف یا ناسمجھ نہیں تھی کہ ساحل شاہ کی آنکھوں کو نا پڑھ پاتی جب وہ اسکے سامنے آتا تھا اور اس سے جو کچھ کہنا چاہتا تھا۔۔ اسکی بے باک نگاہیں وہ اپنے لبوں پر ٹھہرتی ہوئی محسوس کرتی تھی، وہ اسکے سراپے کو دیکھتا اسکے نقوش کو دیکھتا۔۔ اپنی نگاہوں سے ہی اسے لرزہ جاتا۔

وہ جو چاہتا تھا بھلا کیسے ممکن تھا کہاں وہ اور کہاں روحا شاہ۔ اسے تو اسکی جیسی کوئی پہلوان عورت ملنی چاہیے تھی وہ کہاں اسکے جذبات کی تاب لا سکتی تھی۔

اسکے سائے میں بھی ڈر ڈر کر کھڑی ہوتی تھی کجا کہ اسکی پناہوں میں آنا۔۔

کچھ نہیں مام میں یہ پوچھنا چاہتی کہ آپ کیا بات کر رہی تھیں شاہو سے؟" اسنے کچھ سوچ کر پوچھا۔

کل سب کے جانے کے بعد اسنے دیکھا تھا اسکی مام ایک سائیڈ کھڑے کال پر گفتگو کرتے ساحل شاہ سے بات کرنے کیلئے گئی تھیں اور وہ انہیں دیکھ کر موبائل جیب میں رکھ چکا تھا۔ پھر کتنی دیر وہ باتیں کر رہے تھے۔

اور پھر جاتے ہوئے اس پر ایک بھرپور نظر ڈالنا، اور جب اسے بائے کرنے کیلئے اسکی طرف بڑھا تھا ہی کہ روحا فوراً کچن کی طرف بھاگی تھی۔۔

وہ اسکا مقابلہ پھر نہیں چاہتی تھی اسلئے اسکے خود تک پہنچنے سے پہلے وہاں سے بھاگ گئی۔

تمہارے ڈیڈ مجھے ہارون ولا جانے کی اجازت نہیں دے رہے تھے" اسلئے ہی انہوں نے نیچے والا روم ساحل کیلئے سیٹ کروایا ہے وہ ویک

میں ایک بار میرے پاس آئے گا۔۔" انہوں نے بتاتے ہوئے روحا کے سر پر جیسے دھماکہ کیا۔۔
وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔

تو کیا اب آپ شاہو کے پاس چلی جائیں گیں؟ اور وہ ہمارے گھر آئے گا؟" اسکی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھیل چکی تھیں
ارے نہیں میں اپنی جان کے پاس ہی رہوں گی صرف ہفتے کی ایک رات اسکے پاس ہوں گی۔۔ اور ویسے بھی اسنے ابھی جواب نہیں دیا کوئی اسلئے پریشان مت ہو۔۔
آجاؤ یہاں رات کافی ہو گئی ہے۔۔۔" وہ اسے پاس بلا کر سلانے لگی پر روحا کو اب کہاں نیند آنے والی تھی۔۔

مہکار شاہ نے نوٹ کیا تھا کہ وہ صرف اسکے بیٹے کے نام سے گھبرا جاتی ہے۔ اور ساحل شاہ کیا چاہتے ہے۔۔۔۔
کاش اگر روحا صحتمند ہوتی تو وہ خود اپنے شاہو کیلئے حیدر شاہ سے اسکا ہاتھ مانگتیں۔۔۔ اپنی بیٹی کا نازک وجود دیکھتیں وہ اسکے دراز بالوں میں انگلیاں گھمانے لگیں۔۔

وہ جانے کیا کیا پوچھنا چاہتی تھی اپنی مام سے پر انہوں نے اس قدر شاکڈ نیوز سنائی تھی کہ اس میں مزید ہمت ہی نہیں ہوئی بات کرنے کی۔۔۔۔

خاموش اپنی مام کی ریںگتی انگلیاں محسوس کرتی پڑی رہیں. وہ جانے انتقام چاہتا تھا یا روحا۔۔۔؟
کچھ بھی سوچنا ناممکن تھا اسکے بابت۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

شاہ آپ صائم بھائی سے ملے؟"حجاب بیڈ پر حیدر شاہ کے" پاس بیٹھتی ہوئی بولیں۔۔
انہوں نے اسے دیکھا۔۔"نہیں ابھی تو صرف ہارون شاہ سے ملا ہوں دانیال سے ملنے اسکے آفس جانا ہوگا اور صائم سے ملنے اسکے ہاسپٹل۔۔"وہ آہستہ سے بولے پر اپنی بیوی کا اچانک یہ استفسار کرنا انہیں سمجھ نہیں آیا تھا۔۔

اصولاً تو انہیں آپ سے ملنے آنا چاہیے تھا۔۔" وہ اعتراضاً بولیں۔۔"
ہاں وہ آئے تھے دونوں پر میں آفس میں موجود نہیں تھا۔" انکے"
بتانے پر حجاب مطمئن ہو گئی۔

ویسے آپ صمصام سے ملے؟ بالکل کاپی ہے نا صائم بھائی کا۔۔ ماشاءاللہ"
یہ کچھ زیادہ پیارا تھا۔ اسکی سرخ سپید رنگت بھورے بال اور پھر
اوشن نیلی آنکھیں۔۔ مجھے بہت پسند آیا۔" وہ خوش ہوتیں ان سے
پوچھنے کے ساتھ بتانے لگیں

حیدر شاہ مسکرا دیئے۔۔
آپ بیٹی میں کچھ عادتیں آپکی بھی ہیں۔۔ جیسے آپ ابھی خوبصورتی دیکھ"
خوش ہو رہی ہیں اسے بھی یونہی خوبصورتی متاثر کرتی ہے۔۔" وہ طنزیہ
بولے حجاب نے غصے سے انہیں گھورا۔۔
پر وہ اپنی فائل پر جھکے ہوئے تھے۔۔

مجھے صرف صمصام پسند آئے ہیں وہ بھی ایک بیٹے کی حیثیت سے میں" خوبصورت چیزوں کے پیچھے نہیں بھاگتی مثال اپنی لے لیں۔۔۔"وہ منہ بنا کر بولی حیدر شاہ انکی بات پر چونکیں اور پھر خود پر طنز سمجھ کر قہقہہ لگا اٹھے۔۔

اچھا چھوڑیں جھگڑے کو آپ بتائیں کیسا لگا وہ آپکو؟"وہ بیچ میں پھر" سے بولیں۔۔
اچھا تھا بیگم بلکہ بہت اچھا تھا کچھ زیادہ سنجیدہ قسم کا تھا ساحل" دریاب کے برعکس پر باپ پر گیا تھا شاید۔۔"وہ صائم زیدی کی نیچر کو زیادہ نہیں جانتے تھے محض اتنا ہی کہہ سکے۔۔

باذل کیلئے کیسا لگا وہ آپکو؟ سنجیدہ ہے خوبصورت ہے ویسے تو دریاب اور" ساحل شاہ بھی پیارے ہیں پر دیکھا جائے صمصام کے ساتھ باذل کی جوڑی کافی خوبصورت لگے گی۔۔"انہوں نے کچھ سوچتے اپنے دل کی بات انکے سامنے رکھ دی۔۔

حیدر شاہ اپنی چیونٹی کی سوچ کو کب کا سمجھ چکے تھے مسکرا دیئے۔ اور فائل سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر پورے انکی طرف متوجہ ہوئے اور کچھ توقف کے بعد بولے۔۔

"میں تمہاری پسند کی قدر کرتا ہوں جانم! پر صرف خوبصورتی کو دیکھ کر متاثر نا ہو، وہ آج ہے کل ڈھل جائے گی، نا زندگی گزارنے کیلئے خوبصورتی کام آتی ہے نا ہی ثواب کمانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔۔
بے شک رب کی نوازی خوبصورتی کی ہم قدر کرتے ہیں پر اس خوبصورتی کے سہارے باذل زندگی نہیں گزار سکتی۔ میں اسکی باتوں اسکی حرکات کو بچپنا سمجھ کر نظر انداز کرتا ہوں اسکا مطلب یہ نہیں کہ اسکا ہمسفر خوبصورت دیکھ کر اسکے حوالے کر دوں اسے۔۔" انہوں نے گہرا سانس لیا جب بیچ میں وہ بول پڑیں

"پر شاہ صمصام نا صرف خوبصورت ہے بلکہ کامیاب بزنس مین بھی ہے کس طرح سے ہم اسے نظر انداز کر سکتے ہیں۔"

دیکھو حجاب !سب سے بڑی خامی اس میں یہی ہے کہ وہ حد سے "
بڑھ کر غصہ کرتا ہے۔۔ میری نظر میں وہ شخص کبھی مکمل نہیں ہو سکتا
جسے خود پر کنٹرول نا ہو۔۔ میری نظر میں میری بیٹی بھی ایسی ہی ہے۔۔
اسے بھی خود پر اپنے جذبات پر کنٹرول نہیں، وہ لمحات میں
صدیوں کا فیصلہ کر لیتی ہے، اور رشتے توڑ جوڑ لیتی ہے۔۔۔

وہ دونوں غصے کے تیز ہیں انکا کپل مجھے کسی طرح بھی قابل قبول نہیں
لگتا، جس طرح ایک بے باک ملک میں رہ کر میری بیٹیوں
نے میری عزت میرے وقار کو بلند رکھا ہے ٹھیک ویسے
میں اپنی شہزادیوں کیلئے ایسا شخص چاہتا ہوں جو انہیں ساری
خوشیاں دے سکے بلکہ انکی نادانی کو نظر انداز بھی کر سکے۔
میں ایسا شخص باذل کیلئے نہیں چاہتا جو ایک غلطی پر اسے سزا
دے، میں ایسا شخص چاہتا ہوں جو میری باذل کو احساس دلائے کہ
زندگی میں ضروری حسن نہیں سیرت ہوتی ہے۔ جو اس جہاں
میں بھی اور جہاں میں بھی کام آتی ہے۔
سیرت حسین ہے تو زندگی رنگین ورنہ تو وحشت ہے۔۔
زندگی تماشا اور دنیا دلدل۔۔۔

میں اپنی باذل کو سنورہ ہوا دیکھنا چاہتا ہوں اور جلد ہی اسکے لئے ایسے
" شخص کا انتخاب کروں گا جو اسے توڑ کر جوڑے نا! بلکہ پا کر سنوار دے۔

آپ تو اتنا اچھا بولتے ہیں شاہ میں بحث ہی نہیں کر سکتی۔ بس"
آمین کہتی ہوں اللہ پاک آپ آپکے اس مشن میں کامیابی عطا
فرمائے۔۔
پر شاہ ہماری روحا؟" وہ انکی ساری باتیں خاموشی سے سنتی آخر میں
بولیں۔۔
ڈونٹ وری اسکے لئے بھی رب نے بہتر سے بہترین سوچا ہوگا۔ وہ تو"
میری معصوم سی دھڑکن ہے جو سارا دن سینے میں دھڑکتی رہتی
ہے۔۔" وہ شفقت سے بولے تبھی حجاب کے چہرے پر نظر پڑی تو
"متفکر ہو گئے "کیا ہوا؟
انکا بسورا منہ دیکھ کر انہوں نے پوچھا۔

کچھ وقت پہلے جب یہ نہیں تھیں تو دل دھڑکن سانس سکون"
سب کچھ میں ہوا کرتی تھی۔۔" وہ غصے دکھ بے وفائی پر بولیں۔۔
انکے شکوے پر حیدر شاہ قہقہہ لگا اٹھے۔۔

تمہارا معاملہ الگ ہے چیونٹی۔۔۔"اسکا سر کندھے سے لگائے وہ" مسکرائے۔۔وہ بھی ہنس پڑیں۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

سیاہ رات گہری ہوتی ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے چکی تھی، ہر سو سیاہی ہی پھیلی ہوئی تھی، آسمان پر چاند ستاروں نے بھی سیاہ بادلوں کی چادر اوڑھ رکھی تھی۔

ہر وجود خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہا تھا، اور اپنے نرم گرم ٹھنڈے بستر میں پڑے سکون بھری نیند لے رہے تھے۔
ایسے میں واحد وہ وجود اکیلا تھا جو لبوں میں سگریٹ سلگاتا ہوا لہو آنکھوں سے راکنگ چیئر پر جھولتا ہوا آنکھیں موندیں پڑا تھا۔۔۔

روم پوڑا سگریٹ کی بو سے دھواں دھار تھا۔۔ جہاں سانس لینے سے وحشت ہو وہیں وہ آرام سے پڑا ہوا جھول رہا تھا۔ ایک کے بعد دوسرا سگریٹ اسکے لبوں میں آتا اسکی وحشت کو کم نہیں کر پا رہا تھا۔

اسکا دل چاہا رہا تھا سب کچھ تہس نہس کر دے ہر سو وحشت برپا کر دے۔ اسکے اندر آگ آج پھر وحشت سے بھڑک اٹھی تھی، اسے جنونی پاگل بنا رہی تھی۔۔

اسکے بس میں ہوتا تو ابھی اسی وحشت میں وہ سب کر جاتا جو اسے سکون بخشتا۔۔

پر وہ مجبور تھا، اسکے ہاتھ حالات نے سختی سے باندھ رکھے تھے۔ پر یہ بھی طے تھا انتقام تو وہ ایسا چکائے گا کہ جس طرح وہ تڑپتا سسکتا آیا ہے وہ بھی تڑپے گا۔ وہ چیخے چلائے گا پاگل وحشی بن جائے گا اسکی طرح۔۔

چھوڑے گا وہ نہیں ان دونوں وجود کو۔۔ کیونکہ اسکا سکون اس سے جڑا ہوا تھا جب تک وہ تہس نس نہیں کر جاتا تب تک اسے سکون نہیں آئے گا۔۔

اسکے لئے ہی تو وہ اس قدر آگیا تھا کہ جائز ناجائز کا فرق بھول بیٹھا تھا، بس اسے انتقام سے مطلب تھا۔

جس طرح محبت اندھی ہوتی ہے اسنے الٹ کر کے انتقام کے جذبے کو اندھا کر لیا تھا۔

معاً سگریٹ کے ختم ہونے کے احساس سے اسکی آنکھیں کھلیں۔یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی بپھرے زخمی شیر نے آنکھیں کھولی ہوں۔

جنون انتقام کی آگ شعلہ بھڑک اٹھ رہے تھے۔

معاًوہ سیدھا ہوا اور اسنے اپنے دوسرے ہاتھ میں موجود دو کھکھلاتی ہوئی صورتوں کو دیکھا۔۔

اور خاموشی سے دیکھتا رہا۔۔

دفعتاً ایک پراسرار سی مسکراہٹ کے ساتھ اسنے سگریٹ کے سرخ شعلے کو ایک تصویر میں موجود چہرے پر بے دردی سے مسل دیا۔۔

وہ پوری جل کر سیاہ ہو گئی۔۔تب اسکی مسکراہٹ گہری ہوئی۔۔۔

مجھے معلوم ہے تمہیں دیکھ کر یہ تکلیف ہو گی اور میں یہی چاہتا"
ہوں تمہیں تکلیف ہو بے انتہا بے حساب ہو۔۔"وہ خیالوں میں کسی
اور وجود سے مخاطب تھا۔

اور اس جلی ہوئی صورت کو دیکھ کر ہنس پڑا۔۔
سوری تمہارا اس میں قصور نہیں پر کیا کروں قصور سارا اسکا ہے اور"
اسے قصوروار ٹھہرانے کیلئے مجھے یہ سب کرنا پڑے گا۔۔"وہ اس فوٹو
سے مخاطب ہوتا لائٹر کے بھڑکتے ہوئے شعلے سے اسے ہتھیلی پر رکھ
کر جلاتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔۔

اسنے اپنے ہاتھ کی ایک مٹھی میں وہ جلی ہوئی خاک ہوئی تصویر کو دبوچ
کر دوسری تصویر کو دیکھا۔
جہاں ایک کھکھلاتا ہوا چہرے ویسے کا ویسا تھا۔اسے دیکھتے اسکے
چہرے پر کرب کے آثار نمودار ہوئے اور اذیت سے آنکھیں میچ کر اس
چہرے کو لبوں سے چھو لیا۔۔
اسکے بھڑکتے شعلہ بھڑکاتے ہوئے وجود میں ایک سکون کی
سرسراہٹ کرتی لہر پورے توانا وجود کو اپنی لپیٹ میں لے گئی۔۔

وہ سیاہ خاک جھاڑتے ہتھلی سے اسنے دوسرا سگریٹ سلگایا پر سکون جو اتر گیا تھا وجود میں اب کہاں ان کی گنجائش تھی۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

....★☆☆☆☆☆★....

اسنے آئینے کے سامنے شرٹ اتاری، ایک سائیڈ پھینک دی اور خود کو آئینے میں دیکھا۔ "جنگلی بلی۔" وہ غصے سے بڑبڑاتا ہوا اپنی گردن دیکھنے لگا۔ بری طرح اسکی گردن پر ناخون سے نوچا گیا تھا جس سے نشان پڑ گئے تھے پر بدلہ اسنے بھی چکایا تھا نا صرف اسکی گردن کمر بلکہ اسکے ہونٹوں تک پر نشان چھوڑ آیا تھا۔

اگر اسکے فوت ہونے کا خطرہ نا ہوتا تو آج اسکے حقیقت وہیں ہوش ٹھکانے لگا دیتا تھا، جتنا پانی میں وہ اسکے قریب آئی تھی، اسکی مہکتی

سانسوں کو وہ بڑے استحقاق سے محسوس کر آیا تھا بلکہ اسے چھو کر اسکے وجود پر اپنی انگلیوں کا لمس بھی شدت سے چھوڑا تھا۔۔
اسکے چھونے سے اسکا سسکنا اسے بہت بھایا تھا وہ مسکرا دیا یاد کر کے۔
وہ ایسے ہی سسکانا چاہتا تھا، اسے ایسے ہی تڑپانا چاہتا تھا شدتوں سے۔
اسنے اسکے لگائے زخم پر انگلیاں پھیریں۔ جلن سی محسوس ہوئی اسے پر وہ بیوقوف کیا جانے اس سے بڑے زخم کھا کر بیٹھا تھا اسکے بلیوں جیسے نوچنا اسکا کیا بگاڑ سکتا تھا۔

اگر خنجر اٹھا کر بھی اب وہ اسکے سینے پر وار کرے تب بھی اسے احساس نا ہو درد کا۔ اور وہ بیوقوف اسے نوچ کر خود سے دور کرنا چاہتی تھی۔۔
وہ کیا جانے اسے خود ہی دیر ہو رہی تھی تبھی باہر پھینک کر نکلا تھا اگر اسے فرصت ہوتی تو آج توقیع نا ہوتی۔۔

ددلا۔۔۔ڈی کے یہ سب کیا ہے؟"خیری جیسے اسکے روم میں آیا" دلاور کی تلاش میں نظریں گھمائی تب سیدھا جا کر آئینے کے سامنے کھڑے چوڑی پشت والے دلاور پر پڑی۔۔

باقی کے نشان جو وہ ہمیشہ سے دیکھتا آیا تھا انہیں نظر انداز کرتا وہ نئے نشان کی جانب کھینچا بھاگ آیا۔۔

دلاور نے اس پر سرسری سی نظر ڈالی، اور اگنور کرتے اپنے کام میں لگ گیا۔ وہ گھوم پھر کر اسے دیکھنے لگا اسکے چوڑے توانا سینے کو پشت کو گھور گھور کر دیکھ رہا تھا۔۔

کیا گھور رہے ہو؟؟؟" دلاور کو چڑ ہوئی "آنکھیں ہٹاؤ ورنہ میں نکال" کر ہاتھ میں دے دوں گا۔" وہ غصے سے بولا۔

ہوں!!! مجھے سب معلوم ہے۔۔" وہ معنی خیزی سے مسکراتا ہوا بولا۔" اسنے غصے سے دیکھا۔ "معلوم ہے تمہیں؟" اسنے صرف اسے بھاگنے کیلئے گرج کر پوچھا۔۔ پر وہ اسکے ساتھ رہ کر ڈھیٹ بن چکا تھا اس پر کہاں اثر ہونے والا تھا.

بال سے خال تک دلاور خان! مت بھول تُو صرف میتھ پڑھا تھا نشقہ" بنانے کیلئے پر اب نقشے بگاڑ رہا ہے پر اپن سیدھا پورا پورا انسان کو

پڑھا ہے۔۔اسکے جذبات کو پڑھا ہے۔۔اور بھی بتاتا پر شرم تیرے کو آجائے گی۔۔"وہ دادا گری جتاتا ہوا بولا۔۔

دلاور نے کوئی توجہ نہیں دی اسکی باتوں پر "پھر تجھے کیوں بخار چڑھ رہا ہے؟"اسنے غصے سے اسے دیکھا۔

بخار تو لگتا ہے تجھے چڑھ گیا تھا رات تبھی بھیگا ہوا آیا تھا ہاہاہا" میرے کو سب معلوم ہے دلاورے جہاں سے تو الف نہیں پڑھا وہاں کا میں ہیڈ ماسٹر ہوں۔۔"وہ ذو معنی بولا۔۔
دلاور جانتا تھا وہ جتنا چھوٹا تھا اتنا ہی خرافت اسکے دماغ میں بھرا ہوا تھا ایسے ہی تو شادی کی رٹ نہیں لگائی تھی۔۔

چل نکل ابھی ایسی کوئی بکواس پھر مت کر میرا دماغ ویسے ہی گرم ہے" ہاتھا پائی ہو گئی تھی رات ایک کیس کے مجرم کو پکڑتے ہوئے۔"اسنے ناگواری سے جھڑکا۔۔

خیری کچھ سہما ضرور تھا اسکی ناگواری پر، پر تاثرات ظاہر ہونے نہیں دیئے۔

"لگتا ہے بہت نازک مجرم تھی چاقو گولی کے بجائے سیدھا بیچاری سوری بیچارے نے پاس آکر ناخونوں سے اپنا بچاؤ کیا۔۔" وہ ہنستا ہوا بولا دلاور نے اسکے کالر کو پکڑ لیا۔۔

"کہنا کیا چاہتا ہے ڈھائی فٹ ؟؟" وہ اسے غصے جھنجھوڑ کر بولا۔۔ "یہی کہنا چاہتا ہوں جب دیکھ لی ہے تو شادی کیوں نہیں کرتا؟؟؟" وہ غصے سے غرا اٹھا۔۔

دلاور نے حیرت سے اسے دیکھا پھر اسکی سوئی وہیں دیکھ کر اسنے گہرا سانس بھرتے ہوئے اسکے کالر کو چھوڑا۔۔

"جاؤ خیری دماغ نا کھاؤ میرا ابھی۔۔" اسنے وہاں سے بھیجنے کیلئے اسے کہا اور خود چلتا ہوا بیڈ پر بیٹھ کر اپنے شوز اتارنے لگا۔ ساری رات کام کر کے اب اسکا سونے کا وقت تھا اور اس وقت وہ مداخلت بالکل برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

تو کچھ بھی کر دلاور ے اگر تو نے شادی نہیں کی تو میں ہی کسی کو اٹھا کر لے "
آؤں گا۔۔" اسکے اوندھے منہ بیڈ پر گرنے سے وہ سائیڈ دراز سے
مرہم نکال کر اسکی مضبوط پشت پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور ان ناخون پر
مرہم لگانے لگا۔۔

مجھے ابھی تنگ مت کر خیری تجھے جو آئے کر پر تیرے جیسے ڈھائی "
فٹ یتیم کو کوئی بیٹی نہیں دینے والا۔۔" اسنے تلخ آئینہ دکھایا۔۔

ہونہہ میں بھی تیرا فوٹو دیکھا کر لڑکی سے شادی کر لوں گا۔۔" وہ منہ "
بنا کر گویا ہوا۔ دلاور چہرے کا رخ بدل کر رہ گیا۔۔

کل رات وہ اپنے کیس کے مجرم کو پکڑنے کیلئے اسکے پیچھے بھاگا تھا، وہ
جس سوسائٹی میں بھاگا تھا وہاں وہ جانا تو نہیں چاہتا تھا پر اسے
چھوڑنا مطلب کیس سے ہاتھ دھونے تھا۔۔

اسلئے ہی وہ اس گھر میں اسکے پیچھے کود آیا، وہاں موجود گاڑیوں لوگوں کو دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا ضرور کوئی اہم فنکشن ہو گا۔ ویسے بھی ان میں اسکا کیا کام۔۔

وہ سر جھٹک کر اس مجرم کو ڈھونڈ رہا تھا تبھی اسکی نظریں پانی پر پڑی اور وہ اسے دیکھ چکا تھا ایکدم پول میں داخل ہوتے اسے دبوچا تھا۔ دونوں میں شدید قسم کی خطرناک ہاتھا پائی ہو گئی تھی، پانی میں ہونے کی وجہ سے دونوں کو کوئی زخم نا لگا۔۔

وہ اس پر کوئی سخت وار کرتا کہ ایکدم پیچھے آتی نسوانی آواز کو سنتے اسنے فوراً اسے اس دبوچے ہوئے وجود کی مخصوص رگ کو دبا کر اسے بیہوش کر دیا

اسکا ارادہ خاموش ہونے کا تھا، پر اس بیوقوف کے خود پول کے قریب آنے اور پول کے پانی کو دیکھنے رات کے اندھیرے میں تنہا ہونے پر وہ کیسے پیچھے ہو جاتا۔۔

اس ناگوار مداخلت پر وہ اس مجرم کے وجود کو چھوڑ کر اسکے نازک ریشم سے وجود کو بانہوں میں دبوچ گیا۔۔

وہ نرم تھی بہت نازک سی تھی اگر وہ ذرا سی پکڑ سخت کرتا تو ضرور اسکی کمر ہی ٹوٹ جاتی یا اسکی پسلیاں خاک بن جاتیں۔۔۔

ایسے ہی اسے ہراساں کرنے اور آئندہ ایسی تنہا جگہ پر نا جانے کیلئے وہ شارٹ ٹیلر اسے دکھا آیا تھا، اور ان ناخون مارنے کا بدلہ بھی وہ کاٹ کر لے آیا تھا۔۔

پر اسنے بھی جتا دیا کہ وہ بھی عام نہیں بلی ہے حقیقی۔۔ اور اسنے خونخوار بلے کا ثبوت اسے کاٹ کر دیا تھا۔ جو کہ اسے کبھی نہیں بھول سکتا، جب جب یاد کرے گی تب تب وجود کے رونگٹے کھڑے ہوں گے۔۔

ویسے وہ تھی کون دلاور؟ بیچاری کافی معصوم تھی شاید جو اپنی جان ناخون سے" چھڑوا رہی تھی۔۔ "خیری کے دل سے دعا نکلی کاش وہ ڈاکٹروں والی لڑکی ہوتی۔۔

اتنی معصوم اس طرح کا بچاؤ تو وہی شاید کر سکتی تھی، اسے ضرور شک تھا دلاور دیکھ کر ضرور موڈ بن گیا ہو گا اسکا۔۔

پر ایسا بھی کیا کیا اس بچی کے ساتھ کہ ناخون مارنے نوچنے پر آ گئی تھی۔ پر اگلا دھماکہ اسکی خواہشات سے بڑا تھا۔۔

بتانا کون تھی دلاورے؟؟؟" اسے سوتے دیکھ کر اسنے کندھوں سے پکڑ کر" جھنجھوڑ ڈالا۔۔

وہ رت جگے سے سرخ غصے بھری آنکھیں نکال کر اسے دیکھنے لگا۔۔
خیری نے اسرار کرتے معصوم شکل بنالی۔۔

تیری ماں!!" وہ غصے سے بھڑک کر بولا۔۔"
کیاااا؟؟؟؟" دوسرے ہی لمحے خیری حیرتزدہ چیخ پورے روم میں"
گونج اٹھی اسکے ساتھ ہی وہ لہرا کر لڑکھتا ہوا اسکی پشت سے بیڈ پر گرا
اور وہاں کنارے پر ہونے کی وجہ سے دھڑام سے نیچے گرا۔۔۔
روم کی فضا ٹھاسے ایک بار پھر آواز گونجی۔۔
دلاور نے آواز پر چونکتے ہوئے سر اٹھایا اور اپنی پشت سے اچانک وزن
غائب ہوتے محسوس کر کے اسنے یہاں وہاں دیکھا، پر وہ کہیں نہیں
تھا۔
کچھ سوچتے اسنے نیچے دیکھا تو وہ شاکڈ کیفیت میں پڑا چھت کو گھور رہا
تھا۔

پہلے تو سر کھایا ہوا تھا ماں لادے ماں لادے اب جب ہاں کی ہے تو"
فوت کیوں ہو گیا ہے۔" ایک تو رات بھر کیس پر کام کرنے، پھر
اس مجرم کے ہوش میں آنے پر ریمانڈ میں لیکر سچ اگلوانے کے

بعد ریکارڈ کر کے، ایڈیٹنگ کرنا ویڈیو کی فضول پارٹ ضائع کرنا مین پارٹ ثبوت جوڑنا کتنا وقت لگا تھا اسے۔۔۔
پھر فائل ریڈی کرنا۔۔ سارے کیس کو پھر ریپیٹ کرنا۔۔
صبح تھک کر لوٹنے اور اس کے کھانے کیلئے کچھ نا بنانے پر وہ مزید غصہ ہوتا، سونے کیلئے آیا تھا کہ اب پھر سے اسکی بکواس ناٹک شروع۔۔۔

دلاور جانتا تھا اگر وہ اسکے پاس رہا تو شاکڈ سے نکل کر پھر سے ہزار سوال پوچھنا شروع کر دے گا۔
وہ اس وقت مسلسل نیند کے خلل سے سخت غصہ تھا اب مزید غصے میں کوئی سخت قدم اٹھاتا اس سے پہلے ہی خیری کی ٹانگ کو پکڑ کر اسے گھسیٹ کر روم کے باہر کرتا، اندر آ کر ڈور لاک کرتے وہ بیڈ پر گر گیا۔
بھوک پیاس تکلیف ایک سائیڈ رکھ کر، وہ تھکا ہوا بے سکون تھا گرتے ہی فوراً سے نیند کی مہربان پری اسے اپنے آغوش میں بھر گئی۔۔

معاً اسنے سرخ آنکھیں کھولیں، اور ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل پر رکھے ٹائم پیس کو ہاتھ مار کر اسکے ساتھ چھوٹا سا لیمپ بھی چھناک ٹھاہ کی آواز کے ساتھ نیچے گر گیا کچھ دیر فضا میں بے سکون رہی۔ پر اس سے زیادہ اسکے اندر تھی تبھی سر جھٹک کر وہ پھر سے سو گیا۔۔

اور اب کوئی جگانے کی جرات نہیں کر سکتا تھا۔ کل رات کا وجود اگر ابھی پاس ہوتا تو اپنے اندر چھائی اس وقت کی وحشت، بھوک پیاس کا اس سے حساب لیتا، اسے جگائے رکھتا پر اس وقت وہ تنہا تھا سو خاموشی سے ضبط کیے پڑا رہا۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

وہ گاڑی کے قریب پہنچا ہی تھا معاً اسے احساس ہوا کال کرنے کے بعد اسنے موبائل ڈرسنگ ٹیبل پر ہی رکھ دی تھی۔
تم بیٹھو سمو میں موبائل لیکر آتا ہوں۔" وہ فرنٹ سیٹ پر"
بیٹھی سمن کے گال کو چھو کر کہتا اندر کی سمیت اپنے سیاہ آفس بوٹ میں مقید پاؤں کے مضبوط قدم بھرتا ہوا گھر کے اندر داخل ہوا۔

اسکے قدم اپنے روم کی طرف تھے راہ داری سے گزرتے ہوئے وہ لائونج سے ہوتا سیڑھیوں کی طرف مڑ رہا تھا۔ معاً اسکے تیز تیز قدم ٹھٹھکے، سست ہوئے اور رک کر کچھ قریب ہوتے سڑھیوں کے تھم۔۔ اسنے الجھ کر اپنی گرے آنکھوں کو اٹھایا، اسکی آنکھوں کا رنگ حیدر شاہ جیسا تھا، اور باذل کا بھی۔
کرسٹل جیسی گرے آنکھوں میں الجھن پیدا ہوئی گئی، وہ کچھ سوچ کر لب آپس میں پیوست کیے ہوئے سیدھا آواز کی طرف آگیا۔۔۔

کیا کہا اسنے پھر؟" ہارون شاہ نے کف کے بٹن بند کرتے پوچھا،"
پاس کھڑی انکی ٹائی کی ناٹ باندھتی ہوئی زریش نے انکے چہرے کو دیکھا۔
آپ نے جو کچھ کہا تھا میں ان سے کہہ دیا کہ ساحل روحا کے"
ساتھ رشتے میں خواہش مند ہے۔۔ پر انہوں نے میری بات بیچ میں ہی کاٹ دی، اور سارے حق ہمیں سونپتے ہوئے انہوں نے یہی کہا کہ یہ ممکن ہی نہیں ساحل کیلئے کوئی میچور لڑکی ہونی چاہیے روحا کی شادی میں تو ابھی چار پانچ سال ہیں اسلئے انہوں نے کہا ہے یہ

رشتہ تو پاسیبل نہیں تو ہمیں چاہیے کوئی اچھی سی لڑکی دیکھ کر ساحل کی شادی کر دیں۔۔"زریش نے ساری بات انکے گوش گزاری۔

ہمم!!"ہارون شاہ سن کر سر ہلا گئے۔"
تو اب تم کیا چاہتی ہو؟"وہ مسکرا کر بولے۔۔"

میں کیا چاہوں گی شاہ؟میں تو صرف اپنے بیٹے کی خوشی چاہتی" ہوں اسلئے اسکی سنے بغیر ہمیں اب اسکے لئے کسی اچھی لڑکی کا انتخاب کر دینا چاہیے۔"زریش نے اپنی بات کہی اور انکا کوٹ ہینگر سے نکال کر انہیں تھمایا۔۔۔

پہلے مجھے یہ جواب دیں کیا ضرورت تھی ان سے پوچھنے کی؟"ہارون" شاہ ابھی کچھ کہتے کہ تبھی دراز ہ ناک کر کے اندر داخل ہوتا ساحل شاہ اپنے روعبدار لہجے میں بولا۔۔۔

ساحل!!!"ہارون شاہ نے سرزش کی۔۔۔"

سوری ڈیڈ! آپ سب کے کہنے آپ سب کی تکلیف کو دیکھتے ہوئے"
میں نے یہ فیصلہ لیا تھا کہ اپنی ساری بیتی تکلیفیں بھول جاؤں۔۔
کیونکہ وہ میں نے برداشت کی تھیں آپ سب میں سے کسی نے
نہیں اسلئے ان کا درد مجھے ہوتا تھا پر میں نے آپ سب کی تکلیف دیکھ
کر اپنے درد کو نظر انداز کر دیا، کیونکہ جہاں صرف اپنا دیکھا جائے اپنے
آپ کو تولہ جائے وہاں جب تک خود پر نا بیٹے احساس نہیں ہوتا۔
آپ دونوں کو ہو میرا احساس۔۔۔ میں اس سے انکار نہیں
کرتا۔۔۔

اور اسلئے مجھے آپ دونوں کا ہے اسلئے میں نے آپ دونوں کو دیکھتے
انہیں معاف کیا بلکہ اپنی زندگی میں جگہ دی بیٹے ہونے کا سایہ
دیا۔۔

پر کیا ہوا وہ اس دن یہ نہیں کہہ پائیں کہ حیدر شاہ میں اب
اپنے بیٹے کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں یا یہ ہی کہہ دیتی کہ میں اپنے بیٹے
کو وقت دینا چاہتی ہوں تا کہ اسکے دل میں جو تلخ درد باتیں ہیں وہ ختم
ہو جائیں۔۔

پر نہیں انہیں مجھ سے زیادہ اپنے خون سے زیادہ وہ بھائی کی بیٹی عزیز تھی بیٹے کے
گھر کو ٹھوکر مار کر چلی گئیں۔ جوان لڑکی کو میرے گھر بلانا صحیح نہیں

تھا، وہ ہچکچا رہی تھیں کیونکہ بیٹے کے کردار پر شاید شک تھا، پر اسی جوان بیٹے کو کٹھ پتلا سمجھ کر اب اپنے بھائی کے گھر بلانا چاہتیں ہیں تاکہ انکی ضرورتیں پوری ہو جائیں اور میں جاؤں بھاڑ میں۔۔

انسان چاہے بدل جائے پر فطرت نہیں بدلتی، وہ آج بھی اپنی ضرورتیں دیکھتیں ہیں، بھلے وہ رب کے قریب ہو گئیں ہیں پر انہیں وہی دکھتا ہے جس سے انہیں سکون ملتا ہے۔۔

سالوں بعد انہیں میری یاد آتی تھی ہر عید پر اور ایک گھنٹے کیلئے کال ہوتی جس میں آدھا گھنٹہ مجھے بات کرنے کیلئے اسرار کرتی باقی کا آدھا گھنٹہ اپنے دکھ روتیں۔۔۔

پھر آپ لوگوں نے کیسے ان سے میری خوشیوں کا پوچھ لیا۔۔۔؟؟؟

اگر انکا انکار ہے تو سن لیں آپ دونوں بھی میری، جس طرح ان تک یہ بات پہنچائی تھی کہ ساحل شاہ شادی کرنا چاہتا ہے تو اب یہ بھی پہنچا دیں کہ ساحل شاہ شادی کرے گا تو صرف اور صرف روحا شاہ سے۔۔

پھر چاہے وہ مریضہ ہو یا کچھ اور۔۔" وہ کہہ کر رکا نہیں ان دونوں میاں بیوی کو حیران سکتے میں چھوڑ کر تیز تیز ڈگ بھرتا روم

سے جھپٹ کر موبائل اٹھایا اور انہی تیز قدموں سے گھر سے باہر نکل آیا جہاں گاڑی میں بیٹھی اسکی بہن اسکا انتظار کر رہی تھی۔۔

یہ لڑکا یا تو خود پاگل ہے یا مجھے پاگل کر دے گا۔۔"ہارون شاہ غصے سے غرا" اٹھے۔۔

شانت ہو جائیں آپ شاہ ایسا کچھ نہیں ہو گا وہ میری سنتا ہے" میں اسے سمجھاؤں گی۔۔"اپنے شوہر کی تکلیف دیکھتے وہ بولیں۔۔

ہاں سمجھاؤ اسے کہو اس سے کہ اگر مہکار شاہ نے انکار کیا ہے تو ضرور" حیدر شاہ کا سوچ کر ہی انکار کیا ہو گا۔وہ خود اپنی بیٹی کی ابھی شادی نہیں کروانا چاہتے۔۔

اچھا تم ایسا کرو آج ہی اسکے لئے لڑکی دیکھنا شروع کر دو جتنا جلدی ہو سکے اسے لگام میں ڈالنی ہوں گی ورنہ اس پر بھروسہ نہیں مجھے اب جیسے اسکے تیور ہیں۔

اپنی کزن دوست بھائی بہن جسکی بھی آئی دیکھ لو۔۔"انہوں نے ساحل شاہ کے تیور دیکھتے اچانک فیصلہ لیا زریش گھبرا گئیں۔۔

پر شاہ اچانک اس طرح یہ تو جبر ہو گئی۔ "انہوں نے"
ہچکچاتے ہوئے کہا۔
وہ لائق ہی اسکے ہے۔۔ "غصے سے دانت پیس کر کہتے وہ بھی گھر سے نکل"
گئے پیچھے زریش شاہ کو پریشان چھوڑ گئے۔۔۔

اب میں کسے ڈھونڈوا پنے بھالو کو ایک خوش بھی نا دے پائی پہلی بار"
تو اسنے کچھ مانگا تھا، کاش ایسا ہوتا وہ ٹھیک ہوتی اور اسے مل جاتی۔۔"
انکے دل سے آہ نکلی۔۔ اور کاش پر تھم گئی۔۔۔

گاڑی میں منہ پھولائے بیٹھی سمن ڈرائیونگ کے ساتھ اپنے بھائی"
کے ماتھے پر بلوں کی تعداد کو گنتی انکے منہ میں دبا سگریٹ کا جلتا ہوا
شعلہ دیکھتی رہ گئی۔۔
دل چاہا کھینچ کر پھینک دے پر، ماتھے پر پڑے بل اس بات کی صاف
گواہی تھے کہ وہ اس وقت سخت خراب موڈ میں ہیں، اور
سگریٹ تو جیسے انکی دوسری بیوی تھی ان سے الگ کرنا انکے غصے کو مزید
ہوا دینے کے برابر تھا۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

وہ صرف پارٹی کیلئے آئی تھی اور سب سے الگ الگ تھی، اسکا کہنا" تھا وہ اپنے ماں باپ کو الگ ہو کر احساس دلانا چاہتی ہے اپنا۔ وہ بتاتے ہوئے رو پڑی تھی تبھی فیضی جو کہ میرا کزن دوست ہے وہ وہیں رہتا تھا اور کاٹیج بھی اسکا تھا جہاں پارٹی تھی، میں نے جھوٹ بولا تھا کہ وہ میرا ہے۔ اگر میں کہتی وہ میرے کزن کا ہے تو کوئی بھی دوست میرے ساتھ نا چلتی۔۔

اور میں تو قیع عرشیہ دونوں کو لے جانا چاہتی تھی پر تو قیع نہیں چلی البتہ عرشیہ شاید وہاں کے ماحول سے کچھ ٹینس تھی میں نے اسے کہا تھا کہ میرے مام ڈیڈ بھی ساتھ ہیں اور یہ سچ بھی تھا انہیں دیکھ کر ہی عرشی ساتھ چلی تھی اور برتھ ڈے سلیبریٹ کر کے ہم شام کو آنے والے تھے۔ پر فیضی عرشیہ کو دیکھ کر۔۔۔" وہ آگے بتانے سے ڈر رہی تھی تبھی شدت سے رونے لگی۔۔۔

میں نے ماہین کے ساتھ اس لڑکی کو دیکھا تو وہ مجھے بہت پسند آئی،" میں نے شرافت سے اسے کہا مجھ سے دوستی کر لے پر اس نے

مجھے لمبی چوڑی حرام حلال جائز ناجائز کی تقریر سناڈالی۔ ساتھ میں میری بے عزتی بھی کر دی۔۔

اور جب میں نے ماہین کو کہا اسکے بارے میں تو اسنے عرشیہ سے بات کی تو اسنے الٹا اس دوست ہو کر غلط راہ پر دھکیلنے پر سب کے سامنے بے عزت کر دیا۔۔

ہم دونوں کو بہت غصہ تھا، وہ ہمارے کاٹیج میں اکیلی کھڑی اس دیدہ دلیری سے ہمارے منہ پر تھوکنے کا کہہ رہی تھی ہم دونوں کو بہت غصہ آیا اور وہ بغیر برتھ ڈے پارٹی سلیبریٹ کیے جانے لگی پر میرا دماغ اسے اتنی آسانی سے جانے نہیں دے سکتا تھا۔۔

اسلئے میں نے ماہین کو کہا کہ اگر تمہیں بدلہ لینا ہے اس سے تو جیا میں کہتا ہوں ویسا کرو۔ اور اسنے ویسا ہی کیا جیا میں اس سے کہا۔

ہم دونوں نے اس سے معذرت کر لی۔۔ ماہین نے بھی کی اور میں نے بھی کہا میں نادم ہوں۔۔

وہ کچھ بولی نہیں پر ماہین کے اسرار پر پارٹی کیلئے رک گئی۔ ہم نے جھوٹ بول کر پارٹی کینسل کر دی اس شام اور یہ کہا سب سے کہ وہ آج رات

یہیں رہیں ماہین کی مام کی حالت اچانک خراب ہو گئی ہے وہ ہاسپٹل ہیں۔۔

نتیجاً شام کی پارٹی کینسل ہو گئی، اور میں آہستہ سے عرشیہ کے ٹکٹ شام کے اور پاسپورٹ کے ساتھ موبائل بھی چوری کر لیا۔

صرف اسکا نہیں کچھ دو جی لڑکیوں کا بھی چرایا تھا تاکہ کسی کا شک ہم پر نا آئے،، اور سب کو یہ کہہ دیا کہ چور آیا ہے۔

واقعی یہی ہنگامہ مچا میں نے ان سے منتیں کی کہ میں خود ڈھونڈ کر انکے پارسپورٹ لادوں گا پلیز پولیس میں کمپلینٹ نا کریں ورنہ انکی بدنامی ہو جائے گی۔

سب تو تقریباً مان گئیں پر عرشیہ کسی طور پولیس کے پاس ناجانے کیلئے تیار نہیں تھی، اسے پھر کافی منتوں ماہین کی مام کی طبیعت التجاؤں سے منایا اور ساتھ ماہین نے اسے یہ بھی آئیڈیا دیا کہ تم یہاں رہ کر محض ایک دو دن جب تک تمہاری موبائل پاسپورٹ مل نہیں جاتے تب تک اپنی مام ڈیڈ کو اپنی کمی کا احساس دلاؤ ہو سکتا ہے انہیں احساس ہو جائے۔۔

اور پھر اسنے کافی سوچ وچار کے بعد کوئی دوسری راہ نا دیکھتے وہی کیا۔۔۔

میں نے سوچا تھا کہ ایک ہی رات میں میں اسے اسکی اوقات دیکھا دوں گا پر وہ اس قدر شاطر لڑکی نکلے گی مجھے اندازہ نہیں تھا۔

وہ کاٹیج کو چھوڑ کر چند یونی کی لڑکیوں کو لیکر ہوٹل میں روم بک کروا کر وہیں رات گزارنے لگیں۔۔

ہم دونوں کا پلان وہیں کا وہیں ناکام رہ گیا، وہ میرے ہاتھ نہیں آئی، دوسرے دن میں نے کافی کوششیں کی اسے باہر لے جانے کی اسے کھانا خود کھلانے کی تاکہ کوئی یہیں سے موقعہ مل جائے پر ایسا کچھ نہیں ہوا دوسرے چھوڑ کر تیسرے دن اسنے ہنگامہ مچا دیا کہ وہ اب جائے گی پولیس کے پاس وہ ایسے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھ سکتی۔

اگر وہ پولیس کے پاس چلی جاتی تو ہمارے لئے مسئلہ بن جاتا اسلئے اب میرے پاس ایک آخری ہی پلان تھا۔

میں نے ماہین کو کہا کہ اس سے کہے رات تک اسے اسکا پاسپورٹ مل جائے گا، اور ہمنے پارٹی بھی رات کو رکھ لی، ماہین کی مام بھی ٹھیک ہو گئی تھی۔۔

وہ پارٹی میں تیار ہو کر آئی تو فل کورڈ تھی، پہنا تو اسٹائلش فروک تھا پر حجاب لمبا دوپٹہ شانو پر مجھے بہت غصہ آیا اس پر۔۔ پر ماہین نے بتایا وہ اور توقیع ایسی ہی رہتی ہیں یونی میں بھی تو مجبوراً مجھے اپنا غصہ ضبط کرنا پڑا۔

پھر میں وہاں کچھ لڑکیوں کی رضامندی سے وائن لے آیا، اسے تو اسکی خبر نہیں تھی کہ یہ کیا ہے۔ ہم نے اسے پینے کیلئے کہا تبھی ایک دوست نے اسے بتا دیا کہ یہ شراب ہے تب وہ بہت غصہ ہوئی بھری محفل میں ماہین کو تھپڑ مار دیا اور اس سے کہا کہ وہ نوٹ کر رہی ہے تم کافی بدل گئی ہو بلکہ مجھے کسی نا کسی طریقے سے روکنے بلکہ گھٹیا جو حرکت کر رہی ہو وہ سب جانتی ہے۔۔
ماہین بھی غصے میں آکر کہہ دیا کہ اگر اسنے اسے شراب نا پلائی تو اسکا نام بدل دے بڑی پارسا سمجھتی ہو نا خود کو جانے کیا کچھ کہا کہ ہنگامہ بڑا ہو گیا اور عرشیہ ایک منٹ بھی وہاں رکے بغیر پولیس اسٹیشن جانے لگی پر میں نے معاملے کی گھمبیرتا اور لڑکیاں وائن کی موجودگی کی وجہ سے پولیس سے خوفزدہ ہوتی بدنامی کے ڈر سے عرشیہ کے آگے ہاتھ جوڑ کر گڑگڑانے لگیں رونے لگی، موقعہ دیکھتے میں نے بھی ماہین کو اشارہ

کیا اسنے بھی عرشیہ کو زبردستی گلے لگا کر معافی لی بہت روئی ایسے جیسے اسے سچی میں گلٹ فیل ہو رہا ہے۔

پر وہ اس شرط پر مانی کہ اسے ابھی کے ابھی اسکا موبائل پاسپورٹ چاہیے اور نا وہ کچھ پارٹی میں کھائے گی نا ہی کوئی اس سے زیادہ فری ہو۔۔

اسکی شرط کو سنتے میں نے فوراً ہی اپنی موبائل پر رنگ ٹون لگائی اور انکے پاس آتے انہیں خوشخبری دی کہ اسنے جسے چور کے پیچھے لگایا تھا اسکی کال آگئی ہے۔۔۔

میں نے ایسے ہی ان سے کچھ دور جا کر موبائل پر بات کرنا شروع کر دی۔ اور کچھ توقف کے بعد پاس آتے انہیں خوشخبری دی کہ انکے پاسپورٹ مل گئے ہیں۔۔

میں نے دیکھا وہ جو غصے سے سرخ بپھری کھڑی تھی کچھ پر سکون ہوئی اور اسے جلدی ہی لانے کا کہا۔۔

اور پھر کچھ دیر بعد ہی میں نے جا کر وہ پاسپورٹ لے آیا اور انکے حوالے کر دیئے۔

وہ پاسپورٹ لیکر فوراً سے جانے لگی پر ہم دونوں نے اسکی منت کی کہ صرف آدھا گھنٹہ رہ لے جب تک ماہین کیک کاٹ لے گی۔

طوعاً کرہاً وہ رک گئی پر اسنے کچھ بھی کھانے سے انکار کر دیا،، کچھ وقت بعد ماہین نے کچھ دوستوں کی مدد سے اور خود منتیں کر کے اسے صرف ایپل جوس پلایا۔

وہ بھی عرشیہ پینا نہیں چاہتی تھی پر ایک طرح کی جیسے اسکی دوستوں نے اس سے زبردستی کی سب نے ملکر۔۔

اور پھر وہ ایک سائیڈ ناراض ہو کر بیٹھ گئی ماہین کو کہا اگر کیک نہیں کاٹنے تو وہ چلی جائے گی۔

ماہین نے فوراً معذرت کرتے کیک کاٹنے چلی گئی عرشیہ کچھ فاصلے پر ہی بیٹھی تھی میری نظریں اس پر ہی تھیں۔۔

دراصل اس ایپل جوس میں میں نے ایپل فلیور کے ساتھ کچھ کچھ ایپل جوس اور زیادہ مقدار میں الکوحل مکس کیا ہوا تھا جسے وہ ایپل جوس سمجھ کر سب کی زبردستی سے پی گئی تھی۔

میں منظر سے غائب تھا اسلئے ہی وہ بیٹھی تھی اتنی دیر کیونکہ اسنے شرط رکھی تھی اگر فیضی یہاں ہوگا تو وہ چلی جائے گی۔۔

مجھے غصہ بہت آیا پر میں سارا پلان بگاڑنا نہیں چاہتا تھا، کام تو سارا ہو چکا تھا، وہ اپنی حالت خراب محسوس کرتی وہاں سے معذرت کر کے جانے لگی۔ میں اسکے ہی انتظار میں تھا، وہ جیسے

باہر آئی میں نے اسکا پیچھا کیا اور آگے جا کر وہ لڑکھڑا کر گرتی کہ اس سے پہلے میں جلدی سے گاڑی سے نکل کر اسے تھام لیا۔۔

میں اسے اپنے کاٹیج میں بھی لے جا سکتا تھا یا کسی دوسرے ہوٹل میں، پر اس سے اسکا شک فوراً میری طرف جاتا اسلئے میں چاہتا تھا کہ اسکے ہوٹل میں جا کر جو کچھ برا کرنا ہے اسکے ساتھ وہیں کروں اور اسکی ویڈیو بنالوں۔۔

میں نے اسکے بالوں سے حجاب نکال کر پھینک دیا اسکے دوپٹہ سب کچھ گاڑی میں چھوڑ آیا اور لوگوں پر ایسے شو کیا جیسے وہ خود راضی ہو۔۔

میں اسے لے آیا اسکے ہوٹل میں پر بیچ میں ہی شاید کوئی اسکا جان پہچان والا تھا جسنے بری طرح مجھے مارا وہ مجھ سے چھین لی۔۔

میں چاہ کر بھی اسکا برا نہیں کر پایا۔ بار بار ناکام ہو گیا۔۔

ابھی میں گھر پہنچا تھا ماہین کو بھی سب کچھ بتایا تھا اور ہم دونوں ابھی پریشان تھے کہ اچانک وہی لڑکا رات کے تقریباً تین یا چار کے وقت ہمارے گھر پہنچ گیا۔۔

اسنے مجھے ایک بار پھر میری فیملی کے سامنے مارا بلکہ ماہین کو دو چار تھپڑ مار دیئے۔۔ اور عرشیہ نامی لڑکی کا موبائل پاسپورٹ ہم سے چھین

کر لے گیا جو شاید اسے ہوٹل میں نہیں ملا تھا۔۔"ساری بات بتانے کے بعد وہ لڑکا بھی رونے لگا۔۔

روم میں موجود سارے نفوس کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا، ساکت خاموش موبائل کو دیکھ رہے تھے۔۔

"یہ میرے رب کی رحمت تھی کہ اسنے ان حیوانوں کے برا چاہنے کے باوجود میری بیٹی میری شہزادی کی آبرو پاک رکھی۔"کافی دیر بعد جب کوئی بولنے لائق تھا تو وہ تقویٰ تھیں جو رب کی رحمتوں کا شکریہ ادا کر رہی تھی جسنے اسکے بھائی کی بیٹی کی آبرو سلامت رکھی تھی۔

"مجھے ایڈریس دیں بھائی ان دونوں شیطانوں کا میں انہیں کچل دونوں گا۔۔" خود لڑکی ہو کر کیسے اس قدر گھناؤنا کھیل کھیل سکتی ہے وہ بھی ہماری عشی معصوم کے ساتھ۔اس بیچاری نے تو بھول کر کبھی وائن کو نہیں دیکھا ان شیطانوں نے دھوکہ سے اسے حرام پلا دیا۔۔

دریاب کتنا بڑا ہے پر اسنے بھی کبھی منہ میں سگریٹ نہیں لیا دانیال ماموں نے کتنی سختی سے انہیں ایسی چیزوں سے دور رکھا ہوا تھا اور "ان شیطانوں نے۔۔۔

اگر دریاب یا دانیال ماموں کو معلوم پڑ گیا تو وہ اس لڑکے لڑکی کی جان" لینے سے گریز نہیں کریں گے۔۔"صارم کا خون کھول اٹھا وہ بھڑک کر کھڑا ہو گیا۔۔

اسکا بس نہیں تھا اسکی معصوم سی دوست کے ساتھ اس قدر گھٹیا کھیل کھیلنے والی کو گھسیٹ کر اسکے ماں باپ کے پاس لے جائے اور انہیں اسکے کرتوت دیکھا کر وہیں دفنا دے۔۔

دوستی تو صرف ایک نام تھا ایسے ہی جو اسنے رکھنا تھا اصل میں عرشیہ اسے اپنی بہن توقیع کی طرح جان سے عزیز تھی مانو اسنے کبھی اسے کزن سمجھا ہی نہیں تھا ہمیشہ اپنی محرم بہن مانا تھا اسے۔۔

صمصام نے ایک نظر صارم کے تاثرات پر ڈالی اور گہرا سانس بھر کر گویا ہوا۔۔

میں خود اپنے کیئے پر نادم ہوں مجھے کوئی حق نہیں تھا اسکا کردار آپ "
سب کے سامنے مشکوک کرنے کا، وہ ویڈیو میں نے بنائی نہیں تھی۔
شاید آپ سمجھ رہے ہوں کہ میں نے وہ ویڈیو بنا کر آپ لوگوں کے
سامنے اسکا کردار برا ثابت کرنے کیلئے پیش کیا تو ایسا ہر گز نہیں
ہے۔۔
میں خود ایک بہن کا بھائی ہوں مجھے خوف خدا ہے۔۔
وہ ویڈیو تو میں اس ہوٹل والوں سے بات کر کے فوٹیج سے ڈیلیٹ کرنے
کیلئے کہا تھا۔
اور انہوں نے مجھے دکھانے کنفرم کرنے کیلئے وہ ویڈیو سینڈ کی تھی جو کہ
میری موبائل میں ہی رہ گئی۔ آپ لوگوں کے اچانک رشتے کا کہنے پر
مجھے غصہ تھا اسلئے وہ ویڈیو آپ لوگوں کو دیکھا دی۔
حالانکہ میرا ایسا ارادہ نہیں تھا،، مجھے خود ابھی حقیقت کا معلوم ہوا
ہے۔ پہلے اس لڑکے کی الگ سے بک روم کی وجہ سے میں اسکی
ڈیٹیل سے اس تک پہنچا اسے مارا ضرور تھا اور ماہین کو بھی اسلئے مارا
کیونکہ وہ اسکے سہارے آئی تھی پھر اس لڑکے کی باتوں۔۔۔۔

خیر یہ اب مسلسل بے چینی محسوس کر کے میں سچ معلوم کروانا چاہا اور اس بے چینی کو ختم کرنے کیلئے آپ سب کو بھی دکھا دیا کہ وہ "بری نہیں۔۔۔

اسکی ساری بات سن کر وہ تینوں مسکرا پڑے۔
اوہ مینز بھائی آپ شرمندہ تھے؟؟؟" صارم نے حیرت کا اظہار" کیا۔۔
صام نے اسے دیکھ کر سپاٹ انداز میں "ہوں" کر دیا۔۔

بہر حال کچھ بھی ہے اگر تم یہ ویڈیو ہمیں نا بھی دیکھاتے تو بھی ہمیں اپنی" پرورش پر اتنا یقین ضرور ہے ایسے کام وہ نہیں کر سکتی۔۔
پھر بھی تمنے گلٹ فیل کیا اور اپنی غلطی کو سدھارا یہ مجھے کافی پسند آیا تمہارا عمل، میں چاہتا ہوں تم ایک بار عرشیہ سے معافی مانگ لو۔۔
آئی نو اسے معلوم نہیں پھر بھی اسکے پیچھے برا بھلا کہنا سراسر غلط بات گناہ ہے اور میں نہیں چاہتا میرے بچے ایسے کسی غلط

عمل کا شکار ہوں جو رب کو نہیں پسند اسلئے میرے شیر بن کر معافی مانگ لینا۔۔

معافی مانگ لینے سے کوئی چھوٹا بڑا نہیں ہو سکتا۔۔"صائم زیدی کافی دیر خاموشی کے بعد بولے جسکی تاکید تقویٰ نے بھی کی۔۔

"یاہ شیور ڈیڈ! بٹ آئی ہوپ سو کہ آپ سب نے مجھے معاف کر دیا ہو گا اگر میں نے آپ سب کا دل دکھایا۔۔ آئی نو وہ سب کی لاڈلی ہے۔۔ اسلیے۔۔۔"صام صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر اپنے باپ سے بولا۔۔۔

صائم مسکرائے۔۔ صارم ایمپریس ہوا اپنے بھائی سے۔۔

وہ جتنا روڈ ہو، جتنا غصیلہ ہو پر انہوں نے نوٹ کیا تھا غلطی پر فوری معافی مانگ لیتا تھا بلکہ انہیں بھی یہی کہتا تھا۔۔۔

اسے امید تھی عرشی سے بھی لے لیں گے معافی۔۔

"جہاں بات ہماری معافی دل دکھانے کی آتی ہے تو صمصام زیدی کوئی باپ معاف تو نہیں کرتا اپنی اولاد خاص کر کے اپنی بیٹی کیلئے ایسے الفاظ بولنے والے کو۔۔

اور تم اچھی طرح جانتے ہو نا صرف تمہاری ماں نے بلکہ میں نے خود اسے اپنی بیٹیوں کی طرح چاہا ہے۔۔ وہ ہے ہی اس قدر پیاری کہ اس سے سب کو انسیت ہو جائے۔۔

تمہارے الفاظ اس دن کافی تکلیف دہ تھے، نا صرف مجھے بلکہ گھر سارے فرد کا دل دکھایا تھا۔۔ پر اگر تم معافی دل سے مانگ رہے ہو تو ہمیں بڑے ہونے کا فرض نبھانا ہے ہم تمہیں معاف کر لیں گے اگر تم عرشی سے معافی مانگ کر آئے۔۔" وہ آگے بڑھ کر اسکا کندھا تھپتھپا کر بولے اور روم سے نکل گئے۔۔

کوئی بڑی بات نہیں ڈیڈ میں کر لوں گا۔۔" اسنے پیچھے سے کہا۔۔"

ہوپ سو!!" صائم زیدی کی آواز پر وہ متبسم ہوا۔۔"

مجھے خوشی ہوئی کہ تم وقت پر سنبھل گئے میرے بچے! میں چاہتی ہوں" کہ تم اس لڑکی لڑکے کو چھوڑ دو اللہ ہے وہ خود فیصلہ کرے گا۔۔۔

سارے معاملے کو رب کے سپرد کر کے ان دونوں کو چھوڑ دو۔۔" وہ محبت سے گویا ہوئیں۔۔

صام نے سر ہلا دیا۔۔

تھینکس بھائی میں بہت خوش ہوں۔۔"صارم نے آگے بڑھتے ہوئے"
انہیں گلے لگانا چاہا صمصام مسکرا کر کھڑا ہوا اور اسے ساتھ لگالیا۔۔
مام اب اسکے بارے میں سوچیں بڑا ہو گیا ہے آپکا ڈاکٹر معصوم!""
صمصام نے اپنے بھائی کی پشت تھپتھپائی۔

صارم شکر الحمد اللہ کہتے قہقہہ لگا اٹھا۔۔
مام کوئی معصوم شرمیلی سی لڑکی ہونے چاہیے میرے لئے۔۔اب"
بھائی نے کہہ دیا ہے تو میں پسند بھی بتا دیتا ہوں۔۔"اپنے گھنے
سیاہ بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے صارم نے کہا تقویٰ نے
مسکراہٹ چھپائی۔۔

پہلے بڑے بھائی کی تو ہونے دو بے شرم!"انہوں نے ٹوکا صارم منہ"
بنا کر رہ گیا۔۔
تو آپ کر دیں نا بھائی کی۔۔۔"اسنے منمنا کر کہا۔۔"
کیسے کر دوں؟تمہارے بھائی کو کوئی پسند آئے تب نا۔ہماری پسند پر تو"
اسنے۔۔۔"وہ کہتی رک گئیں اور گہرا سانس لیا۔۔۔

ڈونٹ وری مام بھائی جو بھی پسند کریں گے پیاری ہو گی بھابھی۔۔"صارم" نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

نو مام جو بھی پسند کریں گی مجھے وہ پسند ہو گی۔۔"صمصام کی بات پر دونوں ماں" بیٹے نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

وہ بھوری گھنی مونچھوں تلے لبوں پر تبسم سجائے ایک نیلی آنکھوں کی نرم نظر اپنی ماں پر ڈالتا ہوا وہاں سے نکلا۔۔

سیریسلی مام یہ صام بھائی تھا؟"صارم حیرت کے جھٹکے سے" ہوش میں آکر بولا۔۔

تقویٰ کو خود سمجھ نا آیا وہ کیا جواب دے اسے۔۔

کیا وہ عرشیہ کیلئے راضی ہے؟"انہوں نے دھڑکتے دل سے پوچھا۔"

آفکورس مام مجھے پہلے شک تھا بھائی جو خوامخواہ چڑ کھاتے ہیں نا" عرشی سے یہ صرف مصنوعی ہے۔مجھے پتا تھا وہ لائیک کرتے ہیں عرشی کو اور یہ شک نہیں ہنڈریڈ پرسن شیور ہوں میں۔۔

وہ خود پر بھی باور نہیں ہونے دیتے البتہ عرشی کا کسی کے ساتھ کھیلنا بھی برداشت نہیں کرتے تھے بچپن میں ہمیشہ اسے تھپڑ مار کر بھیج دیتے تھے۔۔"صارم نے ہنستے ہوئے بتایا تقویٰ چونک گئیں۔۔

پھر بھی اب تمہارے ڈیڈ کچھ کہہ نا دیتے میں اب کچھ نہیں" کہہ سکتی اور اسنے ضمانت کی بات کہہ کر آپکے ڈیڈ کو تکلیف دی ہے۔۔

وہ اپنی بیٹی دے رہے ہیں تو کیسے کسی کی بیٹی کو ضمانت میں لیں صام کی اس بات نے کافی تکلیف دی ہے ہمیں۔۔"وہ کہتی باہر نکل گئیں۔۔

صارم گہرا سانس لیتا ڈیوٹی پر جانے کیلئے تیار ہونے چلا گیا۔۔

تم تیار ہو میرا بیٹا؟"ڈورناک کر کے اجازت ملنے پر وہ اندر آکر گویا" ہوا۔

حجاب کی پنیں لگاتی توقیع نے آئینے میں اپنے بھائی کے خوبصورت چہرے کو دیکھا۔

جی بھائی بس دو منٹ!"اسنے جلدی کہا اور پن حجاب میں" لگائیں۔۔

کپڑوں کے اوپر اسنے بیلو ڈارک کلر کا گاؤن پہنا ہوا تھا ساتھ بیلو ہی بڑے سے دوپٹے کے ساتھ حجاب باندھا ہوا تھا جس سے صرف اسکا چہرہ ہی نمایا تھا باقی اسنے خود کو پورا ڈھانپ لیا تھا۔
صمصام نے اسے دیکھتے آگے بڑھ کر ماتھا چوم لیا۔ "بہت پیاری لگ رہی ہو میری جان!"

بھائی میں نے جو سنا کیا وہ سچ تھا؟" کچھ ہچکچاتے ہوئے توقیع نے" کہا۔۔
کیا سنا میرے بیٹے نے؟" اسکے بیگ میں بکس رکھتے وہ اسکی" اسائیمنٹ دیکھنے لگا۔
جو کہ رات اپنے ڈیڈ سے اجازت لینے کے بعد توقیع کو صبح یونی جانے کیلئے تیار ہونے کا کہتے اسنے پروفیسر سے اسائیمنٹ کا پوچھتے خود ہی رات بیٹھ کر بنالیں تھیں۔۔
اور فجر کے وقت نماز پڑھنے جاتے اسے کے حوالے کر گیا تھا تاکہ وہ کچھ پڑھ سمجھ لے انہیں۔۔۔
وہ دیکھ کر اسکے بیگ میں رکھتے بیگی سٹریپس توقیع کے کندھے پر ڈال دیں۔۔

یہی کہ آپ مام کی پسند سے شادی کرلیں گے ؟" اسکے سوال پر صمام "
چونکا۔۔
سوری وہ میں آپ کو بلانے آئی تھی پر وہ باتیں سن لیں!" توقیع نے "
شرمندہ ہوتے کہا۔ پر صمام کہاں اسے شرمندہ دیکھ سکتا تھا۔۔

تمہیں حق ہے سننے کا میرے بچے !ضرور کروں گا بلکہ تمہاری دوست سے "
ہی کروں گا تاکہ اپنے بیٹے کی دوست کو یہیں لے کر آؤں اور میرا بیٹا اسے
کہیں اور دور جاتے دیکھ کر مس نا کرے۔۔" اسکا چہرہ ہاتھوں میں
بھر کر پیار سے کہتا بولا اور اسکا ماتھا چوم لیا۔

توقیع کشمکش میں پڑ گئی۔۔ اور صمصام بھائی بھی چکا تھا انتظار
میں تھا وہ کچھ کہے۔۔
پر بھائی آآ۔۔ آپ ضمانت ؟؟؟" اسنے کہتے نظریں جھکالیں۔۔"
جاتے ہوئے صمصام نے پلٹ کر اسے دیکھا۔۔

ڈونٹ وری سوئیٹ ہارٹ میں اس سے سوری کرلوں گا۔۔" وہ کہتا اسے "
شاکڈ چھوڑ کر پیچھے آنے کا اشارہ دیتا خود روم سے باہر نکل گیا۔

توقیع کی آنکھیں پھیل گئیں۔۔

"بھائی عشی سے سوری کریں گے؟؟؟" اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ اچانک اتنا بدلاؤ۔۔

"کہیں بھائی لائیک تو نہیں کرنے لگے؟؟؟" سوچتے ہوئے اسکے دھڑکنیں خوشی سے جھوم اٹھیں۔

"وہ اگر ایسی بات ہے تو میں خود ڈیڈ سے بات کروں گی وہ مان جائیں۔۔" خوشی ہوتی بے انتہا، خوشی سے سرخ پڑتی اپنے بھائی کے پیچھے بھاگی۔۔

"اچھا رکو آہستہ جاؤ!" پاس آتیں تقویٰ نے اپنی بیٹی کی جلد بازی پر گھورا وہ ہنسی۔ تقویٰ جب تک درود پڑھنے لگی تھیں توقیع انہیں مسکراتے ہوئے دیکھنے لگی۔۔

"کیا دیکھ رہی ہو؟" اسکا سرخ گلابی گال چھوتے انہوں نے دل میں ہی اسکی نظر اتاری۔۔

"دیکھ نہیں رہی ثواب کما رہی ہوں۔۔

میرے پیارے نبی پاک رسول ﷺ فرماتے ہیں اولاد صرف اپنے ماں باپ کو مسکراتے ہوئے دیکھتا ہے اس سے بھی اسے بہت ثواب ملتا ہے تو میں بھی ثواب کمار ہی ہوں۔۔"وہ جھک کر اپنی ماں کے گال چوم کر وہاں سے فی امان اللہ کہتی گھر سے نکلی۔۔۔

تقویٰ نے پیچھے اسکے آیت الکرسی پڑھ کر پھونکی۔۔

پھر میں تو بہت ثواب کماتا ہوں گا کیونکہ میں سب کے ماں" باپ کو مسکراتے دیکھتا ہوں اپنے ماں باپ کی طرح۔۔"اوور آل بازو پر رکھے صارم نے اپنی ماں کو محبت کے حصار میں لیتے کہا اور انکا ماتھا چوم لیا۔۔

تم تو میرے شہزادے مسیحا ہو، جو بغیر غرض مفاد کے زخموں پر" مرہم رکھتے ہو۔۔"انہوں نے پلٹ کر اس پر درود پڑھا اور پیشانی چوم لی۔۔

آپ پہنچ جایئے گا میٹنگ ہے دو بجے کی ڈیڈ سے کہہ دیجئے گا اب" میں چلتا ہوں۔۔"صارم مسکرا کر بولا اور اللہ حافظ کہتے گھر سے نکل گیا۔

پیچھے تقویٰ مسکراتی دروازے پر کھڑیں ان سب کی گاڑیوں کو جاتے ہوئے دیکھتیں خود تیار ہونے چلی گئیں۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

گاڑی یونی کے پارکنگ میں آکر رکی۔ توقیع نے لوگوں کی نظروں سے بچنے کیلئے مجبوراً منہ پر نقاب لگا دیا۔ صام نے اسے ایسا کرنے سے باز رکھا پر اسکی آنکھوں کی التجا دیکھتے وہ خاموش رہ گیا۔

"چھٹی ٹائم انتظار کرنا میں آجاؤں گا۔" وہ اسکے ساتھ دوسری طرف گاڑی سے باہر نکلا تبھی ہی اسی وقت عرشیہ ڈور کھول کر باہر آئی۔۔

اسکے باہر قدم رکھتے ہی سب سے پہلے ٹکراؤنا چاہتے ہوئے بھی اسی شیطان کا تھا جسکے بارے میں وہ ابھی کچھ دیر پہلے سوچ رہی تھی۔۔

انگوری رنگ کے لباس میں حجاب اسٹائل چہرے کے گرد اسکارف شانوں پر کپڑوں کے میچ دوپٹہ، سینے سے لگی فائلز اور کندھے پر لٹکا بیگ۔۔

حسب معمول اسکے گال گلابی تھے، انگور کے بھیس میں وہ اسٹرابیری لگ رہی تھی۔

وہ ایک ناگوار نظر سلور کلر تھری پیس سوٹ میں ملبوس صمصام زیدی پر ڈال کر اس کے منہ نا لگنے کی بات یاد کرتی سائیڈ سے نکلنے لگی ہی تھی کہ ایکدم اسکا چوڑا شانہ اسکے سامنے آگیا۔۔
جگہ انتی زیادہ نا تھی دونوں گاڑیاں ساتھ کھڑی تھیں اور بیچ میں مشکل سے دو لوگوں کے گزرنے کی جگہ تھی اس میں بھی اسکا یوں پھیلنے پر عرشیہ کے حواس جھنجھلا اٹھے اسکی کمینی گری پر۔۔

تو صمصام زیدی منہ نہیں لگایا تو اپنی ان گھٹیا تھرڈ کلاس لوفروں والی" اوچھی حرکات پر اتر آئے۔۔" وہ توقیع کا خیال کرتی آہستہ نیچی آواز میں بھڑک اٹھی۔۔

توقیع بیٹا تم جاؤ اندر مجھے تمہاری دوست سے سوری کرنی ہے۔۔" ہٹا" ہی دو قدم کا فاصلہ اس میں بھی وہ ایک قدم مٹا کر اب بالکل اسکے سامنے آگیا تھا۔
شفقت سے اپنی پشت پر کھڑی بہن سے کہتے وہ دونوں ہاتھ جیبوں میں ڈال کر اسکے سامنے آگیا۔۔
اسکی سرد سپاٹ نظریں اسکے چہرے پر ٹکی تھیں

تو کتنا بچا لیا اب تک ؟خود کو میرے منہ لگنے سے ؟؟""
عرشیہ آس پاس کے اسٹوڈنٹس دیکھتی فاصلہ بناتی ہوئی گاڑی کے ڈور سے اپنی پشت لگائے حیرت سے اسکی بکواس سننے لگی۔۔

صمصام زیدی اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری عزت یہاں سے صحیح" سلامت جائے تو سیدھا بلکہ الٹے قدم لیکر یہاں سے دفع ہو جاؤ، نا مجھے تم میں انٹرسٹ ہے نا ہی تمہارے منہ میں۔۔ اگر اپنی عزت کا جنازہ نہیں چاہتے تو میری نظروں سے آؤٹ ہو جاؤ۔۔ میں چہرے سے ضرور معصوم ہوں پر مجھے معصوم سمجھنے کی غلطی مت کرنا۔۔
میں عزت لینے دینے کی قائل ہوں، جسے راس نہیں آتی اسے راس آنے دیتی بھی نہیں۔۔
مت بھولو اگر تم زیدی ہو تو سامنے تمہارے خان کی بیٹی کھڑی ہے۔۔۔" وہ دبے دبے لہجے میں اس پر غرائی۔۔

بس نہیں تھا صبح صبح ڈیول کا منہ دیکھ کر اسکا کچھ کر دے۔۔۔وہ شدت سے دل ہی دل میں کلمے پڑھنے لگی۔۔

وہ اسکی بات سن کر ہولے سے مسکرایا۔اسکے بولنے کے دن تھے وہ بول لے صمصام زیدی کی طرف سے مکمل اسے اجازت تھی جب تک اسکی گیم پوری طرح آؤٹ آف اسکور نہیں ہو جاتی۔۔

خوش خبری نہیں سننا چاہو گی؟ تم جس کے خواب دیکھ رہی تھی وہ" صارم زیدی کب کا تمہیں بھابھی کے روپ میں دیکھنے کیلئے بے چین ہے۔۔
اب میں کیا سمجھوں میرے بھائی کی دوستی کو غلط نیت میں لیا یا تمہاری نیت ہی پہلے سے ایسی تھی؟؟؟؟"معاً وہ سرد آواز میں آہستہ سے کچھ جھکتے اسکے کان میں سور پھونکنے لگا۔۔۔

عرشیہ نے اسکے کلون کی خوشبو کو سانسوں سے جارت کرتے دیکھ کر گھراتے ہوئے پیچھے دیکھا پر وہ جا چکی تھی۔۔
اسکا دل دھک دھک کرنے لگا۔۔

وہ کون سی گیم کھیل رہا تھا؟ آخر کیسے وہ صارم تک پہنچ گیا؟ اور کیسے یہ معلوم کیا؟ اور کیا بھی تو کیوں؟ اسے کیا کام اس سے کہ وہ کس سے کیا کیا کرتی ہے؟

آخر کیوں یہ انسان کسی سائے کی طرح پیچھے پڑا تھا، ہر طرح سے ٹینس کرنا اسے۔۔

احساس توہین سے اسکا چہرہ مزید سرخ پڑ گیا۔۔۔
راز کی بات بتاؤں تمہیں عرشیہ خان کہ تمہارے پاس اب"
اس تھوک کو چاٹنے کے علاوہ کوئی راہ میں نے نہیں چھوڑی۔۔
برا بنا تھا۔۔ گھنٹوں کیلئے۔۔۔
اب اچھا بنا ہوں تمہیں دسترس میں لینے تک۔۔۔"اپنی اچھائی کی مدت بتاتے ہوئے اسنے اپنی جیب سے رومال نکال کر پہلے اسکے ماتھے پر آئے ننھے پسینے کے قطروں کو سمیٹ لیا۔۔

اور پھر اسکی ساکن آنکھوں میں دیکھتے اسی رومال سے آہستہ سے اسکے گلابی لبوں پر پھیر کر اسکے لبوں پر لگا وہ گلابی لپ گلوز اپنے رومال پر جذب کر لیا،
اور اچھی طرح اسکے لبوں کے کٹاؤ کناروں کو صاف کر دیا۔۔۔

اسکا منہ تالوں سے چپک چکا تھا، وہ یہاں کیسے اپنا تماشہ بنواتی، چور نظروں سے اسکی جرات کے بعد آس پاس دیکھنے پر وہاں صرف اکا دکا ہی طالبات موجود تھے اور وہ بھی اپنی باتوں میں مصروف اپنے جھمیلوں میں گھرے ہوئے تھے۔۔

عرشیہ نے دھک دھک دل سے سامنے دیکھا پر اب کا منظر اسکی آنکھوں کو پھیلا گیا جب صمصام زیدی نے وہ رومال جیب میں رکھنے کے بجائے نیچے پھینک دیا تھا۔۔
عرشیہ کی آنکھیں ساکت تھیں جب اسی ہی رومال کے اوپر وہ بلیک شوز آ گیا۔ اسکا دھک دھک کرتا دل اچانک سست ہو کر جیسے ساکت ہو گیا۔۔۔

صارم زیدی کے ہاتھ سے جانے کا دکھ ہے یا صمصام زیدی کے نصیب "
"میں آنے کا خوف ؟؟؟
وہ اسکے چہرے کے تاثرات دیکھتا جواب کے منتظر تھا۔۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

ایک بات میں صاف کہہ دوں، تم اس لائق نہیں ہو صمصام زیدی کہ میں تمہیں اپنی فیلنگز سے آگاہ کروں یا تم سے شیئر کروں۔ یہ بات میں تمہیں کتنی دفعہ کہوں؟؟؟
مجھے بتا دیں تا کہ آپکے دل سے یہ خوش فہمی نکال سکوں کہ آپکو میں کچھ سمجھتی ہوں۔" وہ گردن ٹیڑھی کر کے تمسخرہ اڑانے کے انداز میں گویا ہوئی۔۔

یوں سمجھ لو تمہاری اتنی اوقات ہی نہیں ہے کہ میں اپنے "
جذبات تم پر ضائع کروں۔" وہ اس کے سینے پر انگلی رکھ کر پیچھے ہونے کا اشارہ دیتی ہے استہزائیہ ہنسی

صمصام زیدی نے آئی بروداد میں اچکالیئے۔ البتہ اسکے طنزیہ انداز الفاظ پر اسکا جبڑا ضرور تن گیا تھا، ساتھ ماتھے کی رگیں پھولنے لگیں۔۔ پر وہ چاہ کر اسے پیچھے نہیں کر سکی۔۔

تمہاری فیلنگز میں انٹرسٹ کسے ہی ڈارلنگ؟ کم از کم صمصام زیدی کو" تو نہیں ہے، نا تم میں نا تمہاری فیلنگز میں، اسلئے اپنے دل میں یہ خیال نکال دو۔ ورنہ مجھے اپنی ہونے والی وائف کچھ بیوقوف سی لگ رہی ہے۔ صمصام زیدی کی بیوی پرفیکٹ ہونی چاہیے وہ۔۔۔" دو انگلیوں کی مدد سے اسکی ٹھوڑی کو انگلیوں میں دبوچ کر وہ آہستہ آواز میں بولا۔۔
آج پہلے کی نسبت وہ الگ انداز میں تھا، اس انداز سے عرشیہ کا حلق سوکھنے لگا وہ دیکھ تو آج بھی اسے بے تاثر نظروں سے رہا تھا پر کچھ تو اس ڈیول کنگ کانگ کے دماغ میں تھا جس وجہ سے وہ اتنا معنی خیز انداز ٹھنڈا دماغ لیے ہوا تھا۔۔

اگر اپنے معمول کے موڈ میں ہوتا تو اب تک اسکا چہرہ سرخ کر چکا ہوتا اتنی تذلیل پر۔۔

پر آج تو جیسے اسکے پاس الفاظ ختم ہو رہے تھے اور عرشیہ حیران پریشان، اسکی چال کو سمجھنا چاہتی تھی۔

ہاہاہا ویسے تمہیں بڑی خوش فہمی ہے۔ مانا کہ حسین ہوں پر اسکا مطلب " یہ نہیں کہ صمصام زیدی لوگوں کو جوتے کی نوک پر رکھنے والا بار بار ٹھرکیوں کی طرح میرے سامنے آکر گھٹنوں کے بل گر جائے۔۔" اسنے اپنی تلوار جیسی زبان سے وار کیا۔۔۔

میرا مشورہ مانیں آپکے گھر میں جو بندری ہے جو جو وہی آپ کو" سوٹ کرتی ہے، پرفیکٹ ہے آپکی شکل، دماغ کے حساب سے۔ اب ہٹیں بیچ سے مجھے راستہ دیں یہ نا آپکا گھر ہے نا ہی آپکی ذاتی پراپرٹی ہے۔۔ "معاً اسے یونہی خاموش دیکھ کر وہ غصے سے بھڑک کر بولی۔۔

جانے کیا تھا دماغ میں کہ آج سچ مچ کچھ نہیں کہہ رہا تھا۔

دفعتاً اسے یاد آیا کہ وہ توقیع سے کہہ رہا تھا کہ اسے اس سے سوری کرنی ہے۔۔

تو کیا وہ سچ میں؟؟؟؟ اسکی آنکھیں حیرت سے پھیلیں لمحے کیلئے۔۔۔

پر اس ڈھیٹ ہڈی کو ٹس سے مس ہوتے نا دیکھ کر وہ دانت پیستی منہ ہی منہ میں بڑبڑاتی اسے نئی نویلی گالیوں سے نوازتی آہستہ سے وہاں سے نکلی۔۔

سارے اسٹوڈنٹ جا چکے تھے، پھر گارڈ کی باتیں سننے پڑیں گی، کلاس مس ہو جاتی اور اس کمینے کو وہ کیا کہتی۔۔

دل نے چاہا اپنے ناخون اسکی آنکھوں میں گھسا دے تا کہ وہ جو نیلے بلور جیسی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا وہ نوچ کر باہر نکال کر گھوٹیاں کھیلے۔۔

میرا بھی یہی خیال تھا اسلیے ہی تو تمہیں چن رہا ہوں، میں جو چاہتا" ہوں وہ مجھے جو جو نہیں دے سکتی، صرف تم ہی دے سکتی ہو۔۔ اسلئے بڑی بندری کو چنا ہے اسکا حوصلہ ہمت بھی بڑا ہو گا۔۔
صمصام زیدی کو جو جھیلے گی اسکی ضبط کی حدیں بھی بڑی ہوں گی اور تھوکا تو تمنے تھا سوئیٹ ہارٹ اس میں جو جو کا کیا کام۔۔۔" وہ معنی خیزی سے کہتا اسے بیہوش ہونے کے قریب پھینک گیا۔۔

اسکے لہجے، بات کی تپش سے عرشیہ کو اپنا چہرہ پتا ہوا محسوس ہوا، وہ لب دانتوں میں دبا کر غصے سے پھولے تنفس سے اسکے چہرے کو دیکھنے لگی۔۔

میں تمہاری اس گھٹیا گفتگو پر منہ نوچ سکتی ہوں۔۔۔" دفعتاً وہ" عنرا اٹھی بپھر کر۔۔۔
اور تمہیں کیا لگتا اس فن سے صرف تم ہی واقف ہو؟ مجھے منہ" نوچنا نہیں آتا؟ اگر تمہیں مجھ پر کسی طرح کا شک ہے تو ویٹ کر لو سارے شک و شبے دور کر دوں گا۔۔" وہ تنے جبڑے سے بولا۔۔ ساتھ ہی ہاتھ سے پکڑ کر اسے واپس پیچھے دھکا دیا جس سے عرشیہ کے منہ سے کراہ نکل گئی۔۔
اسکی کمر سیدھا اپنی گاڑی سے لگی تھی جس سے اسے بے انتہا درد ہوا کہ آنکھوں میں فوراً نمی آ گئی۔

تم حد سے بڑھ رہے ہو صمصام!!" وہ غصے سے جتا کر بولی۔"

حدیں تمنے چھوڑی کہاں ہیں جن کی فکر کر رہی ہو؟؟؟ حدوں کی فکر چھوڑ کر" اگر تم انجام کی فکر کرتی تو پھر بھی خود سے وفادار کہلاتی۔ پر نا تم اپنے زبان سے وفادار ہونا ہی اپنے وجود سے۔۔" اسکے لہجے میں کاٹ تھی۔۔۔

عرشیہ نے کچھ اور ہی مطلب لیا اسکی بات۔ ایسا کیا کر دیا اسنے اپنے وجود کے ساتھ کہ وہ اس طرح گھٹیا پن پر اتر آیا تھا۔۔۔

اپنی زبان کو لگام دو صمصام زیدی،، اگر غصے والے تم ہو تو چوڑیاں میں نے بھی" نہیں پہنی۔۔۔" وہ چیخ اٹھی اس پر صمام نے فوراً سے اسکا منہ دبوچا۔۔

پہنی نہیں ہیں تو کیا ہوا میں پہنا دوں گا، یہ جو اتنا بھڑک رہی" ہونا! صرف ایک رات کی مار ہو، دوسرے دن نظریں نہیں اٹھا سکو گی۔۔" اسکی باتوں نے جیسے عرشیہ کو طمانچہ مار دیا تھا۔۔

اسکی آنکھیں منہ انتہائی حد تک سرخ ہو چکا تھا، حجاب کے ہالے میں اسکی سنہری نم آنکھوں میں سرخی چھائی آنکھوں کا سحر ہی جکڑنے والا مبہوت کرنے والا تھا پر مقابل ہوش کرتا تو نا۔۔

مجھے نہیں معلوم صمصام زیدی تمہارے دجالی دماغ میں کیا چل" رہا ہے کون سی ہوس بھری ہے پر اتنا تمہیں بتا دوں تمہارا میری زندگی میں آنا غم نہیں ناسور ہو گا۔۔

پر میں یہ ناسور ہر گز نہیں برداشت کروں گی۔۔۔"ایک جھٹکے سے اپنے منہ سے اسکا ہاتھ جھٹک کر وہ نیچی آواز میں اس پر گرجی۔۔۔

وہ بری طرح غصے سے ہانپ رہی تھی وہ سمجھتا کیا تھا اسے، کیوں اسکا ضبط آزما رہا تھا۔۔

اور وہی ناسور میں تمہیں دینا چاہتا ہوں، تمہارا پور پور ناسور کر دینا" چاہتا ہوں، تمہیں اتنے زخم دینا چاہتا ہوں جتنے تم نے۔۔۔۔

جتنی تم نے اپنے منہ سے بکواس کی ہے۔۔ اسلئے ہی کہتا ہوں بولو اتنا جتنا برداشت کر سکو، وحشی، نفسیاتی، کمینہ، اور اب ہوس پرست۔۔

تم کیوں بھول رہی ہو کہ تمہارا نصیب ہی میرے ساتھ لکھا ہے اب، کیوں بار بار ایسی بکواس کرتی ہو جب جانتی ہو اتنی تم میں برداشت ہی نہیں ہو گی بعد میں۔۔

اس ہوس پرست نفسیاتی کو جھیلنے کی۔۔"وہ کچھ کہتا رک کر پھر نفرت میں ڈوبے خنجر سے تیر الفاظ میں گویا ہوا۔۔

میں نے صحیح کہا تھا صمصام زیدی تم ایک نفسیاتی ہی انسان ہو، مجھے "
ناسور دینے کے بجائے جا کر اپنے دماغ کا علاج کرواؤ ہو سکتا ہے مجھے تکلیف
دیکر تسکین جو تم ہمیشہ سے چاہتے ہو وہ تمہیں علاج سے مل
جائے۔۔"وہ اسکے سینے پر ہاتھ مار کر اسے پیچھے دھکیلنے کی کوشش میں
وہاں سے جانے ہی لگی تھی کہ ایک بار پھر ہی صمصام زیدی نے حد پار کی
اور اسکی کلائی کو اپنے ہاتھ کی آہنی گرفت میں جکڑتی ہوئی دھم کی آواز کے
ساتھ گول گھما کر اپنی گاڑی سے لگاتا اسکی کلائیاں جکڑے گاڑی سے لگا چکا
تھا۔۔۔

آہ۔۔۔"عرشیہ کے منہ سے ایک سہمی سی کراہ نکلی۔۔۔وہ اسکی"
جرات پر خوفزدہ ہو گئی تھی اسکی آنکھیں پوری کھل چکی تھیں
کیونکہ وہ اسکے دونوں ہاتھ گاڑی سے لگائے ایک ہاتھ کے فاصلے پر کھڑا اس
پر کسی بادل کی سائے کی طرح پھیل چکا تھا۔۔
پاگل ہو گئے ہو؟؟؟"اسکا گھومتا ہوا دماغ جیسے تھوڑا سنبھلا وہ چیخی۔۔"
دونوں کا تنفس غصے سے پھول رہا تھا اور دونوں ایک دوسرے کو سرخ
غصیلی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے، اسکی سانسیں اس کے سینے پر تو
صمصام کی سانسیں اسکے ماتھے پر پڑ رہی تھیں جو کہ اسکی پیشانی کو

بھڑکتی آگ کی طرح جھلسا گئی تھیں۔ عرشیہ کی دھڑکنیں
. دھک دھک کر رہی تھیں جبکہ اسکی بالکل ساکت تھیں
عرشیہ کی اسائنمنٹ زمین بوس تھیں، وہ صمصام زیدی کی
آنکھوں میں غصے نفرت سے دیکھ رہی تھی۔

اگر آج کے بعد تمہارے منہ سے ایسی بکواس نکلی عرشیہ زیدی تو"
تمہارے منہ میں زبان نہیں رہے گی۔
میری بات غور سے سنو! اگر اپنی بھلائی چاہتی ہو تو خود ہی جا کر ہاں کر دو
ہماری شادی کیلئے، نہیں تو جب میں کچھ کروں گا بعد میں تمہاری
ویلیو میرے پاس ایک ٹشو جیسے بن جائے گی جو صرف ضرورت کے
"وقت مجھے کام آسکتی ہو۔۔۔

شٹ اپ جسٹ شٹ اپ مجھے ٹشو بنا کر تم کیوں بھول رہے ہو تم خود"
ایک بہن کے بھائی ہو۔۔۔" وہ اسکی بات ختم ہوتے ہی اسے نوچنے
کیلئے مچلتی بری طرح چیخی چلائی تھی۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔ "معاً صمصام زیدی کا قہقہہ لگا۔۔۔"

کیوں تکلیف ہوئی خود کو ٹشو سن کر؟ پھر میں نے کون سی تم سے ہوس"
پوری کی ہے یا تمہیں اپنی ہوس کو نشانہ بنایا جس کی بنا پر تم نے مجھ پر
اس طرح کا۔۔۔"وہ اسکی کلائی چھوڑ کر پیچھے بندھی پولی ٹیل کو مٹھی میں
دبوچی اسے کھینچ گیا اپنی طرف۔۔۔
اسکی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا، دونوں ہی غصے میں نہیں جانتے تھے
کہ وہ کیا بول رہے ہیں۔ بس ایک دوسرے کو اس ایک دوسرے
سے بڑھ کر تکلیف اذیت دینے میں دونوں آگے تھے۔
مجھے اپنی بہن کا کوئی غم نہیں کیونکہ تمہارے بھائی کی آنکھوں کو دیکھ کر"
احساس ہوتا ہے اسکی پسند گی کا، تم اپنا بتاؤ ایک بھائی تو مر
گیا اپنے سیاہ کرتوت کی وجہ سے کیا دوسرے کی خوشیوں کیلئے
تم اسکی ضمانت نہیں بن سکتی؟ کیا اپنے بھائی سے تمہیں بس اتنی
ہی محبت ہے کہ اسکی خوشیوں کی جہاں بات آئی وہاں تمہیں اپنا
"آپ یاد آگیا۔۔

معلوم ہے نا تمہیں اگر تمہارے بھائی کو محبت نا ملی تو وہ کیا ہو جائے"
"گا، بالکل برباد افف ایک گیا سیدھا،، دوسرا برباد چہ چہ۔۔۔

وہ اسے کہہ رہی تھی وہ نفسیاتی ہے اور اب وہ ویسا بن کر ہی بری طرح اسکی نفسیات سے کھیل رہا تھا۔

عرشیہ جتنے غیظ و غضب میں تھی اس قدر ہی اچانک وہ خاموش ہو گئی اسکے چہرے کے تاثرات بدل گئے وہ اسے مارنے نوچ کھسوٹنے کے ارادے ترک کر گئی۔۔

جسے دیکھتے صمصام زیدی نے بھی آہستہ سے اسکا گال سہلایا۔۔وہ اسکی کیفیت سے انجان نہیں تھا اور یہی چاہتا تھا کہ وہ اسی کیفیت کا شکار ہو تاکہ وہ اسے حاصل کر سکے۔۔۔

"ہوپ سو کہ تم اپنے آپ کو دیکھو گی، کیونکہ بھئی کل اسکی شادی ہو گی تو وہ اپنی خوشی سے زندگی گزارے گا، جبکہ تم ایک عذاب میں ہو گی اسلئے سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا ایسا نا ہو پھر تمہارا بھائی برباد آئی مین آباد اور تم برباد ہو۔۔۔" اسکے اچانک سرخ چہرے سے سپید پڑتے چہرے کو دیکھتے وہ زیر لب مسکراتا اسکے ٹھوڑی تلے انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے بولا۔۔۔

"ڈونٹ ٹچ می!!!" وہ اسکا ہاتھ غصے سے جھٹکی چیخی۔اور پانیوں بھری آنکھوں سے جھک کر اسکے قدموں سے اسائنمنٹ اٹھانے لگی۔

سوچوں کے بھنور میں گھری وہاں سے جانے لگی۔ صمصام اپنی گاڑی کا ڈور کھول کر اسکی پشت کو دیکھتا رہا۔۔
وہ بھی تنفر سے سر جھٹک کر گاڑی میں بیٹھنے لگا ہی تھا کہ
اچانک عرشیہ کی تکلیف میں ڈوبی چیخ کے ساتھ دھڑام کی آواز سنتا جھٹکے سے باہر نکلا۔۔۔

اللہ مام۔۔۔۔"اسکی چیخ فضا میں گونج اٹھی ساتھ ہی وہ سسکتی ہوئی" اٹھنے لگی اسکی آنکھوں سے آنسوں تیزی سے برسنے لگے تکلیف سے۔
وہ سیدھی جا رہی تھی کہ اچانک کوئی سخت چیز پاؤں کے نیچ آجانے سے وہ اپنا بیلنس برقرار نا رکھ پائی کہنیوں کے بل سیدھا زمین بوس ہوئی،، جسکے ساتھ اسکی تکلیف دہ چیخ منہ سے بے ساختہ تھی۔۔

افف ڈیڈ۔"وہ سسکتی سیدھی ہو کر بیٹھی تبھی اسکی نظر اس پتھر" پر آئی جس سے وہ گری تھی۔وہ رونے لگی کہنیوں کی تکلیف سے۔۔
اسنے ذرا سی گردن گھما کر دیکھا جہاں وہ گاڑی میں بیٹھ کر جا رہا تھا۔
عرشیہ نے ضبط سے درد کو دبایا اور اپنی اسائنمنٹ کو اٹھایا۔اسکا دل

شدت سے رونے کا کر رہا تھا۔ وہ جتنا اس سے بد تمیزی کر لے یا اسے اگنور کر لے اسے نہیں لگتا تھا وہ اسے چھوڑنے والا تھا۔

گاڑی اسکے پیچھے سے جانے لگی اور وہ خود کو سنبھال کر اٹھنے لگی پر پاؤں کہنیوں میں سخت تکلیف ہو رہی تھی دوسرا تو کلاس بھی مس ہو گئی تھی۔۔

اسکا دل چاہا سہارے کیلئے توقیع کو بلائے پر وہ کب تک سہارے لے گی؟

وہ جتنا اسے کوستی اتنا اسکے لئے کم تھا اسکا بس چلتا جانے کیا کچھ کر دے۔۔۔

ارے کیا ہوا بیٹا تمہیں؟؟؟" گارڈ عرشیہ کی چیخ سے فوراً بھاگتا ہوا باہر آیا۔۔

تم ابھی آئی ہو کلاسز سب کی شروع ہو چکی ہیں۔۔" وہ عرشیہ کو پہچانتا تھا، دریاب خان نے اسکی سیفٹی کیلئے اسے پیسے بھی دیئے تھے۔

جی میں لیٹ ہو گئی۔۔" وہ بمشکل ایک پاؤں پر کھڑی ہوتی اپنی کہنیاں دیکھنے لگی۔۔

تم گر گئی تھی؟ لگتا ہے زیادہ تکلیف آئی ہے اسلئے رو رہی ہو آؤ اندر چلو۔۔۔""
وہ آگے بڑھا اسے سہارا دینے کیلئے اسکی پشت کی طرف ہاتھ لے جانے لگا ہی تھا کہ اچانک ایک سخت بازو ٹوٹتی ہوئی پکڑ میں اسکا ہاتھ آیا۔۔

اوئے۔۔"گارڈ کے منہ سے تکلیف میں بے ساختہ یہی نکلا۔۔"
جب پیچھے آئے وجود نے جھٹکے سے عرشیہ سے اسکا ہاتھ دور پھینکا۔۔

آہہہ۔۔۔"وہ گارڈ کے اچانک تکلیف سے کراہنے پر خوفزدہ ہو گئی انکے" سرخ چہرے کو دیکھتے اسنے پیچھے مڑ کر دیکھنا چاہا پر پاؤں میں آئی موچ سے وہ چیخ کر ایکدم درد سے گرتی کہ معاً اسکے دونوں مضبوط ہاتھ عرشیہ کی کمر پر آ گئے۔۔

اسکے سخت مضبوط ہاتھوں، سخت انگلیوں کا لمس اپنی کمر پر محسوس کرتی عرشیہ ششدر تھی کہ ایکدم صمصام زیدی نے اسے بلند کیا اور اسکے ساتھ ہی فضا میں اوپر اٹھا کر اپنی گاڑی کی چھت پر بیٹھا دیا۔۔

یہ اچانک اس قدر پلک جھپکنے سے ہوا کہ وہ ہوش بھی ٹھیک سے نا سنبھال پائی۔ اسنے اچانک چھوا، اچانک اٹھایا اور سیدھا اوپر کر کے جانے کب پاس آکر کھڑی گاڑی کی چھت پر بٹھا دیا۔

بغیر یہاں وہاں، یا عرشیہ کے ششدر فیس کو دیکھتے اسنے انگوری کلر پر بلیک اسٹرپس والے نفیس سی سینڈلز میں موجود اسکے پاؤں کو پکڑا۔۔

اسکے فیس کے تاثرات انتہائی سرد برفیلے تھے، وہ لب آپس میں پیوست کیے اسکے سامنے کھڑا، اسکے ایک پاؤں پر آئی سرخ خراش پر انگلی پھیرتے ہوئے دوسرے پاؤں کو تھاما۔۔۔

عرشیہ اسکی انگلی زخم پر پھیرنے سے وجود میں سرسراہٹ محسوس کرتی آنکھیں پھیلا گئی۔

اور اسکی اسی حالات میں مقابل نے اچانک اسکے پاؤں کو دیکھتے دائیں بائیں ہلکا سا گھما کر اچانک جھٹکا دیا کہ وہ حلق بل چیخی جب اچانک اسنے اسی رفتاری سے کھینچ کر نیچے اتارا، جس طرح سے بٹھایا تھا۔۔

اب سلامت ہیں تمہارے پاؤں خود جاؤ۔۔"وہ ایک خونخوار نظر" گارڈ پر ڈالتے ہوئے عرشیہ سے غضب میں بولا ساتھ اسے پکڑ کر ڈور سے دور دھکیلتے اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا اور پلک جھپکائے اسکے دیکھتے ہی آنکھوں سے غائب ہو گیا۔۔

کون تھا؟؟؟"صمصام کے جانے کے بعد گارڈ نے ساکت کھڑی" عرشیہ سے پوچھا جو انکی آواز پر ہوش میں آتی اپنے پاؤں دیکھنے لگی۔۔

آپ اپنے کام سے کام رکھیں۔۔"وہ کیا بتاتی اسے کہ وہ اسکا کزن تھا پر" کہلانے کے لائق نہیں تھا۔
پر میں اسکے بیہیور کا دریاب خان کو بتاؤں گا۔"گارڈ کی اچانک" بات سے اسکے سر پر دھماکہ ہوا۔
آپ ہوتے کون ہیں میری ذاتیات میں دخل اندازی کرنے" والے؟ اپنے کام سے کام رکھیں گارڈ ہیں پروفیسر نہیں۔۔۔"وہ جتا کر انسے کہتی وہاں سے جانے لگی تھی کہ اچانک پیچھے سے آتے انکے الفاظ پر وہ حیران ہوئی۔۔۔

معذرت پر آپ نظر رکھنا، آپکی سنبھال کرنا برے لوگوں سے آپ کو"
بچانا بھی یہاں پر دریاب خان مجھے سونپ چکا ہے۔"وہ شاکی ہو کر پلٹی۔

دریاب خان؟؟؟"اسے لگا غلط نام سنا ہے۔کیا اسکے بھائی نے یونی"
میں بھی۔۔۔یہ کسی دھماکے سے کم نہیں تھا اب صمصام کے
جانے کے بعد سے۔۔
اس قدر دریاب خان اسکی کیئر کرتا تھا۔اسکا دل مٹھی میں
آگیا

ککک کچھ مت بتایئے گا انہیں،وہ جو ابھی گ۔۔گئے و۔۔وہ میرے"
منکوح تھے۔۔"اسنے ڈرتے ڈرتے ہوئے کہا تھا کہیں یہ آدمی ہی نا اسکا
جھوٹ پکڑ لے۔
وہ کہہ کر رکی نہیں فوراً سے اندر بھاگ گئی۔۔پیچھے مڑ کر گارڈ کو دیکھنا
گوارہ نہیں کیا۔اسکی دھڑکنیں خوف سے دھڑک رہی تھیں
کہ اگر وہ پیچھے مڑی تو صمصام زیدی کو فخریہ کھڑا پائے گی۔۔

وہ جلدی جلدی آ تو گئی تھی پر اسکی اتنی جلدی کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوا، فرسٹ کلاس بھی ابھی کچھ دیر میں ختم ہونے والی تھی، عرشیہ سر کی گھوری دیکھ کر لب بھینچتی ہوئی لیب میں اسائنمنٹ جمع کروا کر خود کیفے ٹیریا میں آ کر بیٹھ گئی اور کچھ دیر پہلے جو کچھ بھی ہوا اسکے بارے میں ہی بیٹھی سوچ رہی تھی۔۔

کبھی پاؤں دیکھتی تو کبھی اسکی گھٹیا باتیں یاد کرتی رہی، پر چھوڑا اسنے بھی نہیں تھا، اسکا خون خشک ہوتے اسنے دیکھا تھا جب وہ بار بار جبڑے بھینچ رہا تھا تو کبھی مٹھیاں بھینچتے۔۔۔

پر اسکا آخری داؤ۔۔۔۔۔؟؟؟

ایک بھائی اور ایک زندگی۔۔۔وہ کس کی خوشی دیکھے اپنے بھائی کی یا اپنی۔۔ اگر اسنے نہیں کی شادی اس سے، تو جانتی تھی وہ بھی کسی قیمت پر نہیں ہونے دیگا دریاب کی۔۔

اور اسکے پاس بھائی بھی ایک تھا، اور ماں باپ کی خوشیاں بھی اسی میں۔۔۔

وہ ٹیبل کی سطح پر ناخون پھیرنے لگی، تو نظریں کبھی اٹھ کر اس کے اپنے پاؤں میں چلی جاتیں۔۔

وہ درد اور پھر درد سے اچانک چھٹکارہ۔۔۔

کیا صمصام زیدی بھی ایسا ہوگا، پہلے درد پھر آرام یا وہ پہلے سے زیادہ برا"
ہوگا۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

یہ کیا ہیں ڈیڈ؟؟؟"وہ جا تو صارم زیدی کے پاس رہی تھی پر"
اچانک ملنے والی اپنی دوست سے نیوز پھر کچھ تفتیش کے بعد موبائل
اسکرین پر موجود ثبوت نے اسکا سر گھما دیا۔۔

وہ فی الفور کہیں اور جانے کا ارادہ ترک کر کے سیدھا اپنے باپ کی
آفس میں پہنچ چکی تھی، کل ہی انتہائی بڑا ہنگامہ کر کے اسنے فارم یونی
کا کینسل کروایا تھا اور ان پر انکشاف کیا تھا کہ وہ پہلے اپنی ایڈمشن لے
چکی ہے اپنے ملک میں، اسنے اپنے تحت سب پر دھماکہ کیا تھا پر
اسکی بہن کے علاوہ کسی پر اسکے دھماکے نے اثر نہیں کیا۔۔
ابھی وہ جانے والی تھی پر اچانک اپنے باپ سے اکاؤنٹ بین سن کر
اسکا اس قدر غصہ آیا کہ اسنے سارا دن خود کو بند کر دیا اور رات کے
کسی دوسرے پہر اٹھ کر کھانا کھایا تھا ورنہ کسی کی نہیں سنی۔

اور اب جب وہ پھر سے پلان بنا کر صارم زیدی کے پاس جا رہی تھی صمصام زیدی کے بارے میں پوچھنے کیلئے، وہ اپنی دوست سے یہاں کا مسئلہ ہلکا پھلکا شیئر کر رہی تھی کہ اچانک اسکی دوست نے اسے بتایا کہ اسکی ایڈمشن اسکا باپ خود کینسل کروا کر گیا تھا۔
یہ سنتے ہی باذل شاہ اپنے باپ کہ آفس میں انکے سامنے کھڑی وہ وائس نوٹ اپنے ڈیڈ کو سناتی پوچھنے لگی۔

ٹھیک کہہ رہی ہے، یہ لو اب تم بھی ضد چھوڑو فل کر دو۔ جب" تمہیں معلوم ہے تمہارے ڈیڈ ہمیشہ کیلئے یہیں آئے ہیں تو پھر تم وہ بیوقوفی کیوں کر آئی تھی؟" حیدر شاہ نے کافی ریلیکس انداز میں اس سے پوچھا.

آپ اپنی زبان سے نہیں پھر سکتے ڈیڈ آپ نے مجھے دو ماہ کی مہلت دی" تھی بس۔۔ بیچ میں زندگی کہاں سے آ گئی؟؟؟" وہ دکھ شاکڈ سے بولی۔۔
میرا بیٹا کبھی بچوں کے ساتھ باپ کو بھی بچہ بن کر جھوٹے برے" وعدے کرنے پڑتے ہیں انکی بھلائی کیلئے، وہ ملک تمہاری شخصیت تہس نہس کر رہا ہے اسلئے میں چاہتا ہوں آپ یہ فارم

فل کر کے کل یونی۔ میں جمع کروا کر آئیں اور بہن کے ساتھ ایڈمیشن لے
"لیں۔۔۔

انکی بات سن کر باذل کو یوں لگا جیسے پوری بلڈنگ اسکے سر آگری ہو۔
آ مجھے چیٹ نہیں کر سکتے ڈیڈ آپ نے پرامس کیا تھا مجھ سے "وہ غصے"
سے چیختی روتی ہوئی ٹیبل پر ہاتھ مار کر بولی اور ساتھ ہی چیئر پر ڈھے گئی۔۔۔
شاید تمہیں لگ رہا ہو گا کہ میں تمہارا برا چاہتا ہوں میرا بیٹا پر"
ایسا ہرگز نہیں ہے تمہیں جلد اندازہ ہو جائے گا کہ تمہارے لئے کیا
بہتر تھا۔۔۔"وہ اٹھ کر اسکے پاس آئے اور ساتھ والی چیئر پر بیٹھ کر
بیٹی کے آنسوں صاف کرتے بولے۔۔۔

اگر اندازہ مجھے ہو گا تو پھر چوائس کرنے کا حق مجھے کیوں نہیں کہ مجھے کہاں"
زندگی گزارنی ہے؟؟؟"وہ غصے سے بولی ساتھ انکے ہاتھ پیچھے کر دیئے۔۔

کیونکہ تم ابھی چھوٹی ہو اپنا اچھا برا نہیں سمجھ سکتی ہے۔ ہمنے آپکی آپی کیلئے"
بھی فیصلہ لیا ہے نا وہ دیکھو کتنی خوش ہے اپنی ایڈمشن کروا کر آپ بھی
"عادت ڈال دو۔۔۔

سوری ڈیڈ میں روحا نہیں جو پانچ کے چاکلیٹ کو تھام کر بھی خوش"
ہو جائے، میں یہاں گند کیچڑ میں ہر گز نہیں رہوں گی یہاں کے
راستے نالے دیکھیں ہیں؟ میں رہوں گی تو امریکہ میں، یا اپنے شوہر کے
ساتھ کہیں بھی۔۔۔" اسکے چبھتے ہوئے لہجے میں کی گئی بات کو حیدر
شاہ نے تحمل سے نظر انداز کیا۔
اور خاموشی سے سنا۔۔ جبکہ باذل کے گالوں پر اپنی ایڈمیشن کینسل ہو جائے
بھر کر آنسوں بہہ رہے تھے۔

کچھ بھی کر لو! باذل پر یہ طے ہے جب تک میری سانسیں ہیں"
تب تک تم میری عزت کا جنازہ نکال کر گھر سے نہیں
جا سکتی۔ اسکے بعد دوسرا آپشن ہے اگر تم اپنے ڈیڈ کے پاس نہیں
رہنا چاہتیں تو اپنی پسند بتاؤ مجھے کسی بھی لڑکے کا نام لو، جواب دو تا کہ
میں تمہاری شادی تمہاری رضا خوشی سے کرواؤں اگر اسکے بعد اپنے
شوہر کے ساتھ تم یہاں سے جانا چاہو گی تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا،
پر ابھی ہے۔ کیونکہ ابھی تم میری ذمہ داری ہو۔ جب تک تم میری
ذمہ داری رہو گی تب تک تم یہیں میرے ساتھ رہو گی۔۔" حیدر

شاہ نے اسکے چہرے کے بگڑے زاریے دیکھتے صاف سیدھا فیصلہ سنایا۔۔۔

کچھ لوگ سوچتے ہیں، سید شاہ خاندان کی لڑکیاں، لڑکے باہر شادی" نہیں کر سکتے، کیونکہ یہ ذات سب کی ماں ہوتی ہے بلکہ سب سے بلند رتبہ، مقام، رکھتی اونچی ہے۔ لوگوں کی اسی سوچ کی وجہ سے مجبوراً نوجوان نسل اپنی پسند سے شادی کرنے والے انتہائی قدم کو اٹھاتے اپنے گھروں سے بھاگ کر شادیاں کرتے ہیں، خاص کر کے لڑکیاں مجبور ہو کر، اور پھر نتیجہ یہ نکلتا ہے کبھی غیرت کے نام پر زندہ دفنایا جاتا ہے تو کبھی، کوئی سایہ سہارہ نا ہونے کی وجہ سے وہ محض اگلے بندے کیلئے کٹھ پتلی، عزت کے نام پر بھاگی بھگوری عورت کا لقب پالیتی ہیں وہی انسان اسے یہ طعنے مار پیٹ کرتا ہے جسکیلئے وہ گھر سے بھاگی تھی، ایسی صورتحال میں زیادہ تر یا تو سوسائیڈ کیس سامنے آتے ہیں یا پھر مرڈر کیس۔

آپ تو ایسے ملک سے آئی ہیں جہاں کے چھوٹے سے بڑے مسئلے سے آپ آگاہ ہیں، میرا بتانا تو فضول ہے پر پھر بھی میں بتا رہا ہوں۔۔

آپ نے پڑھا ہوگا قرآن یہ نہیں کہتا جو لوگ آجکل کہہ رہے ہیں، قرآن یہ کہتا ہے کہ ایک مومنہ کی شادی دوسرے مومن

سے ہو سکتی ہے، ہمارے پیارے نبی رسول ﷺ نے آخری خطبے میں کہا تھا کہ کوئی ذات اونچی نہیں، اصل اور بنیادی چیز تقویٰ ہے۔

میرے تمہیں یہ سب بتانے کا مقصد یہ ہے کہ قرآن بھی ایک مومنہ کی دوسرے مومن سے شادی کی اجازت دیتا ہے نا کہ ایک مذہبی کو دوسرے غیر مذہبی سے۔
تم نے یہ کیسے سوچ لیا کہ میں تمہارے دوستوں میں سے تمہاری شادی کسی سے کروادوں گا؟ اگر تم واپس امریکہ جانا چاہتی ہو، وہ سیٹل ہونا چاہتی ہو تو تم یہاں کسی بھی اچھے لڑکے سے شادی کرلو، شرط یہ وہ مسلمان ہونا چاہیے اسکے بعد میں تھوڑی تفتیش کروں گا اگر میرا دل مطمئن ہوا تو میں ہاں کردوں گا۔ میں نے صاف سیدھا فیصلہ لیا ہے تم میری ذمہ داری ہو اسلئے ابھی فیصلہ لینے تمہیں سیدھی راہ پر چلانے کا حق بھی مجھے ہے۔
اگر تمہیں کہیں جبر لگے تو تم مجھے کہہ سکتی ہو، ہماری ذات میں باہر کسی دوسری ذات میں شادی کرنے کی اجازت نہیں، تم نے دیکھا ہوگا تمہارے ہارون انکل سے ابھی تک سب بڑے ناراض ہیں، اور

انقریب مجھ سے بھی ہو جائیں گے۔ پر مجھے انکی فکر نہیں ہے مجھے میری بیٹیوں کی خوشیاں عزیز ہیں۔

میں نے تم دونوں کی خوشیوں کیلئے اپنی ذات کی پابندیاں بھی اٹھا دی ہیں،

اب تمہارے سامنے دو آپشن ہیں، اگر تم چاہتی ہو امریکہ جانا تو مجھے کسی اچھے انسان کا نام بتاؤ جسکے نام میں تمہیں کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو سکوں۔ دوسرا اگر تمہیں ابھی شادی نہیں کرنی تو اچھی بیٹیوں کی طرح رہو ہمارے ساتھ یہ فارم فل کر کے دو تاکہ میں تمہاری ایڈمیشن کروا کر آؤں۔۔" انہوں نے اپنے مخصوص نرم لہجے میں کہا۔

باذل ٹیبل پر رکھے سامنے ایڈمیشن فارم کو دیکھتی رہی، اسکی آنکھیں وقت کے گزرتے اپنے ڈیڈ کی باتیں سنتے نہایت سرخ تھیں۔

بہت اچھا گیم کھیلا ہے ڈیڈ آپ نے۔ آئی ایم رئیلی امپریس، کیسے" جھوٹ کا سہارا لیکر یہاں لائے۔ کیسے پھر اچانک یہاں آکر نظریں پھیریں مجھے اندازہ نہیں تھا اس سب کا۔

آپ وہاں رہے ہمیشہ ہم سے فیئر رہے۔ پر یہاں آتے ہی آپ کو ان تھرڈ کلاس کا رنگ چڑھ گیا۔۔۔" وہ تھرڈ کلاس کہتی اپنے باپ کے ماتھے پر بل ابھرتے دیکھ کر لہجہ سنوار گئی۔ اور انتہائی تلخ کڑوے انداز میں بولی

کوئی بات نہیں، یہ اگر تمہیں ان لوگوں کا اثر دکھتا ہے تو ہاں یہ " حقیقت ہے ہم مسلمان بھائی بہن اپنی اولاد کیلئے جانیں وارتے بھی ہیں اور حدیں پار بھی کرتے ہیں۔
اگر میرا یہ انداز تمہیں برا لگا تو میں معذرت کر لیتا ہوں پر میرے پاس اسکے علاوہ کوئی طریقہ نہیں تھا تمہیں ساتھ یہاں لانے کیلئے۔ بہر حال باقی کی کوئی صفائی میں نہیں دوں گا میں نے تمہیں اجازت دی ہے اب اسکے ساتھ ایک یہ بات رکھی ہے شادی کی تو وہ تم آج یا کل ویسے بھی کرو گی۔ میں اپنے فرض سے سبکدوش ضرور ہوں گا اسلئے یہ بات جبر پر بنتی نہیں۔۔" وہ آگے بڑھ کر اسکے ماتھے پر بوسہ دیتے اٹھ کر شیلف سے ایک فائل لے آکر اپنی جگہ پر اسکے مقابل بیٹھے۔۔

گڈ ڈیڈ! ٹھیک کہا اپنے فرض ذمہ داری سے آپ نے جس طرح" جائز ناجائز ہو کر قدم اٹھایا بلکہ پرامس توڑا تو اس سے مجھے بھی بہت سبق مل گیا۔

سب سے پہلے اپنے برے رویے کیلئے میں معذرت چاہتی ہوں اور اسکے بعد اپنا جواب دینا چاہتی ہوں۔۔" اسنے معافی مانگتے ہوئے اپنے باپ کی آنکھوں کے سامنے وہ فارم پھاڑ کر اسکے جانے کتنے ٹکڑے کر دیے غصے سے۔

امید ہے آپ کو میرا جواب مل گیا ہو گا۔۔ ملتے ہیں پھر اپنے" آخری فیصلے کے ساتھ۔۔۔" وہ اپنی چیئر سے اٹھ کر ٹیبل سے گھوم کر آتی ہوئی اپنے باپ کے پاس آئی اور انکا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر انکے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔۔

بٹ یہ یاد رکھیے گا میں امریکہ جاؤں گی۔ بلکہ آپکے فیصلے کے" خلاف بھی نہیں جاؤں گی آفٹر آل میں اپنے ڈیڈ سے لو بھی تو کرتی ہوں۔۔" اسکی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی جبکہ لہجہ بھی الگ متبسم۔۔

حیدر شاہ اسے دیکھتے گہرا سانس بھر کر رہ گئے۔ اگر وہ اسکی بیٹی تھی تو وہ بھی باپ تھا۔ اسکی رگوں میں حیدر شاہ کا ہی خون تھا۔۔
وہ جتنی آفس روم سے پر سکون نکلی تھی اپنی گاڑی میں بیٹھی کر وہ اس قدر ہی سرخ تپتے چہرے کے ساتھ غصے سے پاگل ہو رہی تھی۔۔۔

آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے ڈیڈ۔۔۔"وہ غصے سے چیختی اپنے" بال مٹھی میں نوچ گئی۔۔
پہلے تو وہ امریکہ میں اپنے سکون کیلئے رہنا چاہتی تھی پر اب اسکا جنون بن چکا تھا وہاں جانا۔۔ اسکے باپ نے اسے چیٹ کر کے بہت غلط کیا تھا اگر وہ صاف وہاں سے کہہ کر آتے تو وہ انتہائی قدم اٹھاتے ہوئے بھی دیر نا کرتی پر اب وہ یہاں کیا کرے۔۔۔
بے بسی ہی بے بسی تھی کہ کچھ سمجھ میں نا آتے اسنے اپنا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر رونا شروع کر دیا۔۔ وہ کسی سے مدد بھی نہیں لے سکتی تھی تا کہ کوئی اس کی مدد کر سکے۔۔

میں بھولوں گی نہیں آپ کا یہ دھوکہ ڈیڈ! میں نے اس سے کہا" بھی تھا آپ صرف اسلئے ہی لیکر جا رہے ہیں تا کہ یہاں آکر آپ کسی جاہل سے ہمیں باندھ سکیں۔۔

اور اب آپ جانتے ہیں یہاں میں کسی کو جانتی نہیں اسلئے فیصلہ بھی آپکے سپرد کر دوں گی اور وہ جسے چاہیں اس بلیک مین جیسے دبو قسم کے بزدل جاہل گوار مردوں سے میری شادی کروادیں۔۔" اسکی حالت بری تھی گاڑی میں بیٹھی وہ بری طرح رو رہی تھی۔۔

اسکے پاس جانے کے تمام راستے بند تھے، اگر ایک بار ایڈمشن لے لیا پھر تو دو تین سال یہاں سے وہاں نہیں ہو سکتی۔ اگر نا لیا تو شادی اور یہاں کے گوار مرد بھی شادی کے بعد بیوی کو جانے کیا سمجھنے لگتے ہیں غلام، کنیز۔۔۔

اسنے اپنے دوستوں سے کہا تھا کہ وہ محض دو ماہ کے ٹور کے بعد واپس آئے گی، اور اگر وہ نہیں گئی تو کتنا مذاق بنے گا اسکا کہ اسکے ڈیڈ اسے دھوکہ سے لے گئے۔۔

اسکے ڈیڈ کہہ رہا تھے کہ یہ جبر نہیں، کیسے یہ جبر نہیں اسکے پاس اپنی لائیف گزارنے کا آپشن ہی نہیں۔۔

اب اسے ہی کوئی ایسا قدم اٹھانا ہوگا جس سے وہ اپنے باپ کی شرط پوری کرے، اور خود امریکہ بھی چلی جائے۔

پر ایسا کون تھا جو اسے امریکہ لیکر جا سکتا تھا، شادی کی پہلی رات ہی تو وہ اپنے حقوق مانگے گا۔۔ اور باذل ایسا ہرگز نہیں چاہتی تھی۔
وہ جیسی تھی ویسی ہی رہنا چاہتی تھی جب تک اسکا دل کسی کے نام سے بری طرح اسے ستانا شروع نا کر دے تب تک وہ کسی بھی شخص کو محض کسی بات کیلئے اپنے جسم سے کھیلنے نہیں دے سکتی تھی۔۔۔

"یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے روحا، میں اس قدر بے بسی کا شکار ہوں کہ مجھے رونے کے علاوہ کوئی راہ فرار نظر نہیں آ رہی تو صرف اور صرف تمہاری وجہ سے۔۔ اگر تم اس پھپھو کی خوشی کیلئے یہاں آنے کی ضد نا کرتی، ڈیڈ کا ساتھ نا دیتی تو آج یہ نا ہوتا" گاڑی اسٹارٹ کر کے وہ روٹ پر آ چکی تھی۔۔
معاً اسکے دماغ میں دھماکہ ہوا۔۔۔

رائیٹ ایلی اب تم ہی مجھے یہاں سے نکال سکتی ہو۔۔۔"ہاتھ کی پشت سے "
اپنے آنسوں پونچھتے ہوئے اسنے پیچھے سنائی دیتے مسلسل ہارن پر انگلش میں
ہلکی پھلکی گالی دیتے دفع کیا اور جیب سے موبائل نکالتے ہوئے نمبر ڈائل کرتے
اسنے جیسے موبائل کان سے لگایا۔۔
گاڑی کی سپیڈ کم ہوتے ہی اچانک ٹھاکے ساتھ پیچھے دوسری گاڑی
ٹکرائی۔۔
اگلے پل سٹیئرنگ وہیل کے ہاتھ سے نکلتے گاڑی آؤٹ آف کنٹرول
ہوتے ہی سیدھا موڑ کھاتی فٹ پاتھ پر موجود درخت سے ٹکراتی فضا
میں دھماکے کی آواز سے گونجی۔۔۔

آہہہ۔۔۔!!!!"فضا بازل کی چیخوں سے گونجتی وحشتناک ہوتی لوگوں کی چیخ"
وپکار میں بدل گئی۔۔

اپنی آنکھوں کے سامنے گاڑی سے نکلتا دھواں دیکھتی دوسرے لمحے ماتھے سے
نکلتا ہوا خون اسکی آنکھوں میں پڑ گیا۔۔بعد اسے کچھ دکھائی نہیں
دیا۔۔

وحشت کے بعد سرخی آنکھوں میں پڑتے اسکی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔۔وہی ایک چیخ جو اسکی حلق سے نکلی تھی اسکے بعد سکوت چھا گیا۔۔
اور اسکی گردن کے ساتھ وجود بھی لہرا کر گرا۔۔

کوئی لڑکی ہے نکالو ورنہ وہ بھی گاڑی کے ساتھ جل جائے گی۔۔"اسکے" گرد گاڑیاں گھوم آئیں لوگ ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے پر جان جانے کے خوف سے کوئی گاڑی کے قریب بھی نہیں جا رہا تھا کہ کہیں انکے پاس جاتے ہی آگ نا بھڑک اٹھے۔۔۔

یہ سب کیا ہے؟؟؟"وہ بھیڑ دیکھ کر پاس آتا ہوا بولا۔۔"
ایکسیڈنٹ ہوا ہے کسی بھی وقت گاڑی کو آگ لگ سکتی ہے اندر کوئی" عورت یا لڑکی ہے۔۔۔"ایک آدمی نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

تو آپ سب منہ کیا تک رہے ہو نکالتے کیوں نہیں اسے باہر۔۔۔"وہ" لوگوں کی بے حسی پر بھڑک گیا۔۔۔

بھئی اگر تمہیں اپنی جان عزیز نہیں تو جاؤ خود نکالو" وہ آدمی اسے گھورتے "
ہوئے بولا پر اس کی سننے کیلئے وہ رکا نہیں تھا آگے بڑھ کر اسنے سیاہ ونڈو کو
دیکھا۔۔
دھویں سے اسنے سانس روک لی اور تیزی سے کوئی چیز ڈھونڈنے لگا
تاکہ شیشہ توڑ کر اس وجود کو باہر نکال سکے۔۔۔

جب گاڑی ٹکرائی تو کتنے وجود کی چیخیں گونجی تھیں؟" اسنے آدمی سے "
پوچھا۔۔
"ایک کی۔۔ وہ بھی کوئی نسوانی تھی۔۔۔"
سب گھبرائے ہوئے تھے اور حیرت سے اس جوان کو دیکھنے لگے۔۔ جسے
شاید اپنی جان عزیز نہیں تھی یا خدمت خلق کا بھوت سوار تھا۔۔
اسنے سنتے ہی درخت کے پاس پڑے پتھر کو اٹھایا اور بیک ڈور کی ونڈو
پر ٹھاکے ساتھ مارا جس سے چھناک سے شیشہ ٹوٹا۔
پتھر پھینک کر اسنے ہاتھ اندر ڈال کر بیک ڈور کھولا، اور پھر اندر داخل
ہوتے ہوئی اپنا بازو آگے کرتے اسنے ڈرائیونگ سیٹ کا بھی ڈور اوپن کر دیا۔۔

اس دوران اسکی نظر سیٹ پر اوندھے منہ پڑے وجود پر پڑی، گرے شیڈ والے سلکی بالوں کو دیکھ کر پہلے اسکا دل خوف سے دھڑکا پھر اپنا وہم سمجھ کر سر جھٹکا ہوا گاڑی سے باہر نکلا۔۔

لوگ سب اس جوان کی پھرتی کو دیکھتے سراہتے رہ گئے۔۔

صارم گھوم کر ڈرائیونگ ڈور کھول کر اندر آیا اور فوری طور پہ اندر داخل ہوتے ہوئے اس وجود کے بازو کو پکڑا پر اسکی سفید دودھیا کلائی میں پہنا ہوا ہارٹ بریسلیٹ دیکھا۔

اسکی آنکھوں میں وہ منظر لہرایا جب یہی پینٹ کی جیب میں ہاتھ پھنسائے کھڑی تھی

باذل شاہ؟؟؟" اسنے اسکی جھٹکے سے وہی کلائی تھامے اور اپنی سے سمیت " کھینچا جب وہ وجود بے جان ہو کر لہراتا اسکے سینے سے آلگا۔۔

باذل!!!" چہرے کو سینے سے ہٹا کر سامنے کیا لہولہان تھا۔ صارم " کا دل خوف سے دھڑکا۔ اسنے ہاتھ اسکے چہرے پر پھیرا لہو سمیٹ کر جب اسکے سامنے چہرہ آیا اسکا شک یقین میں بدل گیا وہ باذل شاہ ہی تھی۔۔

بب بلیک مین۔۔۔"اسکی گھنی لہو سے ڈوبی پلکوں میں لرزش آئی"
جب آنکھیں ذرہ سی کھلی تو سامنے شناسائی چہرے کو پاتے ہی وہ
سسک اٹھی ہاتھ بڑھا کر اسکے چہرے کو چھونا چاہ ہی تھا کہ ایکدم اسکے
بازوؤں میں ہی لہرا گئی۔۔

باذل!!!!"وہ خوفزدہ ہوتا ایکدم اسکے نازک وجود کو بانہوں میں بھر کر"
اپنی گاڑی کی طرف بھاگا۔۔
فرنٹ سیٹ پر ڈالتے اسے اسنے گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔
اسکے گرد ایک بازو ڈالتے ہوئے اسنے ایک ہاتھ سے مشکل گاڑی اسٹارٹ
کرتے تیز رفتاری سے بھگالی۔ جس طرح کی بیوقوف وہ لڑکی تھی اسے
اندیشہ تھا وہ کسی نا کسی مصیبت میں ضرور جکڑ جائے گی۔۔
اور آج اسکی حالت دیکھتے وہ لب سختی سے آپس میں پیوست کیے
اسکے چہرے پر آئے بالوں کو بھی دیکھ رہا تھا۔ ساتھ اسکی نظریں خود پر
پڑے خون کے دھبوں پر بھی آئیں تھیں۔ اسنے گاڑی کی سپیڈ اور تیز کر دی۔
انگلی اسکے بالوں کے بیچ رکھتے ہوئے، اسنے ناک کے نیچے رکھی اور اسکا تنفس
مدھم دیکھتے وہ متفکر ہو گیا۔۔

جلد از جلد اسے اپنے ہاسپٹل لیکر جانا تھا۔

....★☆☆☆☆☆★....

اسکا دل جانے کیوں بری گھبرا رہا تھا وہ سخت پریشانی میں یہاں وہاں ٹہل رہی تھی۔ وہ کھانا کھا کر ظہر کی نماز پڑھ کر باذل کا انتظار کر رہی تھی جبکہ حجاب شاہ کتنی بار اپنی بیٹی کا نمبر ٹرائی کر چکی تھی۔۔
دل ہی دل میں وہ خدا کو یاد کرتی درود پاک پڑھ کر اپنی بہن کی خیریت کی دعائیں مانگ رہی تھی، معاً اسکا موبائل رنگ ہوا۔ وہ بھاگ آئی ٹیبل کے کنارے رکھے اپنے موبائیل کے پاس۔

اس دن اسکے ڈیڈ نے آتے ہوئے انکے کیلئے موبائل گاڑیاں لیں تھیں۔ باذل نے تو انکار کر دیا گاڑی لینے سے، صرف موبائل لی تھی۔ اور روحا کی گاڑی کی زیر استعمال تھی. وجہ اسکی اپنی گاڑی امریکہ میں موجود تھی اور یہاں محض دو ماہ کیلئے وہ اپنی بہن کی گاڑی استعمال کر سکتی تھی ویسے بھی روحا نکلتی کہاں تھی گھر سے۔۔

ہیلو باذل کہاں ہو تم؟ گھر کب آ رہی ہو مام پریشان ہیں صبح کی نکلی ہو ابھی" تک نہیں آئی کھانا بھی نہیں کھایا۔۔"موبائل اوکے کرتے کان سے لگاتے وہ ایک سانس میں بولی۔۔

پر دوسری طرف کوئی جواب نہیں آیا۔۔روحا نے پھر سے پکارا۔۔ "باذل کوئی جواب تو دو؟"

ساحل شاہ اسپیکنگ!"اچانک موبائل اسپیکر سے بھاری" مردانہ گھمبیر آواز گونجتی روحا کی تیز تیز بہن کی فکر میں دھڑکتی دھڑکنوں میں اس نام آواز سے جیسے سکوت چھا گیا۔۔ اسنے کانپتے ہاتھوں سے موبائل پر نمبر دیکھا جہاں ان ناؤن لکھا ہوا تھا وہ سختی سے لب دانتوں میں دبا گئی۔

سنو لڑکی!!"اسکی آواز پر اسنے گھبراتے آس پاس دیکھا اور" چھوٹے قدم اٹھاتی کچن میں آ گئی۔۔

جج۔۔جی۔۔"اسے ڈر تھا وہ اس سے خواب کا پوچھے گا۔۔اور ہوا بھی وہی۔۔"

تمنے دیکھا خواب ؟؟؟" اور آج پھر اسکا لہجہ سرد سپاٹ تھا وہ"
کچھ گھبرائی۔۔
آآآ آپکے پاس میرا نمبر کہاں سے آیا۔۔" بات گول کرنے کیلئے"
اسنے بچکانہ بات کہی۔
خواب دیکھا؟؟؟؟" ساحل اسکی بات کو نظر انداز کرتا اپنے سوال"
پر زور دیکر غرایا۔۔۔
آہ" اسکے منہ سے بے ساختہ کراہ نکلی جیسے وہ اسکے سر پر غرایا ہو۔"
دل اچھل کر حلق میں آگیا۔۔
نہیں دیکھا میں نے۔۔" کچھ توقف کے بعد اسکے بیہیو سے وہ غصہ"
ہوتی بولی۔
کیوں؟؟؟؟" اور دوسری طرف جیسے اسی جواب کی توقع تھی بغیر"
احتجاج کے فوراً سے دوسرا سوال۔۔

روحالا جواب ہو گئی اسکے کیوں پر۔۔۔
میں نے تم سے کچھ پوچھا ہے روحا شاہ کیوں نہیں دیکھا تمنے"
ساحل شاہ کا خواب ؟؟؟؟" وہ چبا کر گویا ہوا

روحا نے بے بسی سے موبائل کو گھورا۔

کیونکہ میں دیکھنا نہیں چاہتی، اور ایک بات شاہو خواب خود"
آتے ہیں پلکوں پر، دھڑکنوں میں سرگوشیاں کرنے کسی کی جبر سے
نہیں آتے ناہی زبردستی سجائے جا سکتے ہیں۔۔

جو آپ چاہتے ہیں وہ میں نہیں کر سکتی کیونکہ آپ میرے محض
کزن کے علاوہ کچھ نہیں جس کی بنا پر میں اپنی آنکھوں میں خواب
سجاؤں۔ناہی میں یہ خواب سجانا چاہتی ہوں نا کوئی آرزو ہے۔

اگر زبردستی بھی کریں گے تو صرف ڈراؤنے خواب کے علاوہ آپکے
متعلق کوئی خواب مجھے نہیں آسکتا۔۔

اسلئے اپنی ضد چھوڑیں میں ہرگز نا آپکے خواب دیکھوں گی ناہی آپکے متعلق
جس انداز سے آپ چاہتے ہیں سوچوں گی۔ مہربانی کر کے میں یہاں
آئی ہوں تو مجھے سکون سے زندگی گزارنے دیں۔۔

اور اگر آپ کو ہم نہیں پسند تو دور کیوں نہیں ہو جاتے ہم سے؟؟"وہ
ایک ہی سانس میں کہتی موبائل خود سے دور کر گئی اور کاؤنٹر پر رکھ دیا۔۔

اسکا دل خوف سے دھک دھک کر رہا تھا جانے اب کیا ہو گا۔۔

وہ چیخے گا چلائے گا۔۔ دھاڑے گا اس پر اور ایک بار پھر اسکا حلق نوچنے اسکے سر پر پہنچ جائے گا۔۔
پر اسے نہیں معلوم تھا اسکے یوں سانس روکے غصے سے کہنے پر دوسری طرف فین کو مزید اپنی طرف متوجہ کر گئی تھی۔ وہ ناچاہتے ہوئے بھی کچھ نا کرتے ہوئے بھی ساحل شاہ کو کسی مقناطیسی کشش سے کھینچ رہی تھی۔۔۔

اور اب جب وہ پوری طرح سے اسکی طرف متوجہ ہو گیا تھا تو اب کیسے پیچھے ہو جاتے جب کہ مہکار شاہ سے ضد بھی باندھ لی تھی۔
اور ابھی اسکی قاتل اداؤں کو قریب سے دیکھنا، اسکے نازک وجود کو بانہوں میں بھرنا تھا، اسکے ہونٹوں سے گستاخیاں کرنی تھیں جو بے جان چیزوں پر بار بار ستم ڈھاتی تھی۔۔

یوں کہا جائے کہ وہ اسے قریب سے اپنی آنکھوں سے دیکھنا، اسکے نازک سے وجود اسکی میٹھی سی روح سے ملنا چاہتا تھا تو اس میں غلط نہیں تھا۔

اسکے لئے ساحل شاہ کی سوچیں عجیب رخ لے گئیں تھیں، اگر وہ اسکے سامنے آکر یہ گستاخیاں نا کرتی تو وہ کبھی متوجہ نا ہوتا۔
پر اسنے دیکھا تھا وہ دلکشی سے ہر چیز کو چھو کر مدہوشی اس میں بھر دیتی تھی۔۔ اسے فیئری ٹیل جانا تھا، شاید وہ خود سے آگاہ ہو چکی تھی کہ وہ کسی خواب نگر کی نازک سی فیئری ہے
جو ہواؤں کے سنگ اڑتی پھولوں کو مہکاتی اپنے لمس سے خوبصورت لگتی ہے۔ اور کسی کو خود کو چھونے کی جارت کرنے نہیں دے رہی تھی۔۔

اپنی مام کی زبان بول رہی ہو۔۔۔" وہ کافی دیر خاموشی سے بعد غیظ و غضب ضبط کرتا بولا۔۔
جی کوئی شک آپکو؟ میں انکی بیٹی ہوں تو وہی بولوں گی، اور یہ جان لیں" میں نہیں کرنا شادی آپ سے۔۔ نا ہی خواب دیکھنا ہے آپکا مجھے بخش دیں۔۔" وہ جیسے ہاتھ جوڑنے پر آ گئی۔
اس وقفے کے دوران وہ سنبھل چکی تھی، ایک تو باذل کی مسلسل غیر موجودگی دوسری طرف اسکا بلاوجہ کا اسرار اسے پاگل کر گیا وہ تلخ ہو گئی۔

ابھی تو کچھ کیا ہی نہیں اتنی جلدی بخشش کی منتیں کر رہی ہو ڈارلنگ ! چلو" تم خواب نا دیکھو جاؤ میں نے تمہیں بخش دیا۔۔

یہ تو اسلئے تھا کہ تم جب میری پناہوں میں آؤ تو ڈرنا جاؤ، اگر ذرا سا خواب دیکھ کر تمہیں حوصلہ مل سکتا تھا تو اس میں برا نہیں تھا پر جب تم ضد پر اکڑ چکی ہو تو اب میں کیا کر سکتا ہوں۔۔

بہر حال مجھ سے کسی بھی قسم کی رحم کی توقع مت رکھنا۔۔" وہ سرد لہجے میں کہتا اسے حیرت خوف سے سن کر کے کال ڈسکنیکٹ کر چکا تھا۔

اسکی گاڑی اسٹارٹ ہوئی اور اسکا رخ حیدر شاہ کی آفس کی طرف تھا۔۔ اگر مہکار شاہ اسے ضد نا دلاتی تو وہ کچھ سوچ بھی سکتا تھا پر اسنے ضد دلائی تھی وہ بھی ساحل شاہ کو۔۔۔

وہ اسے بتانا چاہتا تھا کہ اسے ہارون شاہ سمجھنے کی غلطی وہ ہر گز نا کرے۔

اچانک آئے اسی نمبر سے میسج کو دیکھ کر روحا چانکی۔. اور کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اوپن کیا۔

تمہیں معلوم ہے تمہاری سانسیں کیوں تمہیں ٹرپاتی ہیں؟؟؟" ایک "
سوال تھا۔۔ روحا کا دل پسلیوں کے بیچ تڑپنے لگا۔
وہ سکرین پر ہی نظریں جمائے جواب تلاش کرنے کی کوشش میں
تھی تبھی دوسرا میسج ٹون کے ساتھ چمکا۔۔

کیونکہ تم میں میری سانسوں کی کمی ہے۔"جواب پڑھ کر وہ پور پور "
سرخ ہو گئی۔۔
وہ کس حد تک بے باک تھا اسکا اندازہ روحا کا چہرہ تپتے ہوئے
بتا رہا تھا۔

کبھی سمندر کو دیکھا؟" کچھ توقف کے بعد سوال آیا۔۔ "
وہ اپنی کانپتی ہوئی پشت کاؤنٹر سے لگا چکی تھی۔اور دھڑکتے دل سے
چہرے پر پسینہ صاف کیا۔۔
اسکا حلق خشک ہو رہا تھا، شنگرفی لبوں پر زبان پھیرتی وہ جواب کے
منتظر ہوئی نا چاہتے ہوئے بھی۔۔

کبھی جا کر دیکھ لینا، کیونکہ ساحل میں تو اسکا کنارا تم ہو، تم مجھ اور "
میں تم میں ہوں۔ تم روحِ ساحل ہو، اور میں تمہارا بھرا تنفس۔۔
"

"باذل کی کوئی کال آئی؟؟؟"
روحا کو ڈھونڈتی ہوئی حجاب کچن میں آگئیں۔ اور سامنے کھڑی
کانپتی ہوئی اپنی بیٹی کو دیکھتے پوچھا۔

لرزتی ہوئی روحا بری طرح چونکی خوف سے اچانک ہاتھ سے موبائل
چھوٹ کر زمین بوس ہو گیا۔۔

کیا ہوا روحی؟؟" حجاب شاہ گھبرا کر اپنی بیٹی کی طرف بھاگی۔۔۔"
مم م۔۔۔" اسکے حلق سے الفاظ نہیں نکل رہے تھے وہ کیسے انہیں بتاتی"
اسکا تنفس بگڑ چکا تھا۔۔
تمہارا انہیلر کہاں ہے بتاؤ مجھے روحا۔۔۔" حجاب شاہ آس"
پاس اسکا انہیلر ڈھونڈتی اس سے بولی۔۔

کیا ہوا اسے۔۔" آواز پر مہکار شاہ بھی وہاں پہنچی اپنی بیٹی کا سرخ پڑتا چہرہ" بکھرا تنفس دیکھتے گھبراتی ہوئی آگے بڑھیں تب تک حجاب شاہ بھاگ کر اسکا انہیلر لے آئیں۔۔۔

ابھی وہ اسکے سانس بحال ہونے پر کچھ پوچھتیں کہ اچانک ملازمہ موبائل پکڑے ہوئے انکے پاس آگئیں۔۔۔

میم صاحب کی کال ہے۔۔" حجاب شاہ وہاں سے موبائل لیکر نکل" گئیں اور مہکار بیٹی کا چہرہ صاف کرنے لگیں جبکہ ان سے الگ ہوتی روحا باہر جاتی یہ سوچ رہی تھی کہ اسکی سانسوں میں شاہو کی کمی کیسے ہے؟؟؟

....★☆☆☆☆☆★....

....★☆☆☆☆☆★....

یہ کک کون ہیں ڈاکٹر صارم؟"ڈاکٹر انوشہ جو کہ صائم زیدی کے دوست کی بیٹی صارم کے ساتھ اسکے ہاسپٹل میں جاب کرتی تھی، صارم کو ہاسٹل میں داخل ہوتے اسکی بانہوں میں موجود لڑکی کو دیکھتے وہ بھاگ کر اسکے پاس آئی۔۔

ایکسیڈنٹ گرل!"وہ بس اتنا ہی بولا جب وارڈ بوائے بھاگ کر سٹیچر لیکر آگیا۔صارم نے اس پر ڈالا اور اسے لیکر سیدھا وارڈ میں منتقل کر دیا۔
اچھا تو یہ آپکو راستے سے ملی؟"صارم کو اوور آل، گلوز ہاتھوں پر پہنتے دیکھتی وہ اسکا خون صاف کرنے کی سارے سامان اٹھا کر اسکے پاس آگئی۔۔

راستے سے ملی نہیں، جا رہا تھا کہ اچانک ایکسیڈنٹ کا سنا اور جا کر دیکھا کوئی ہیلپ کیلئے نہیں آرہا تھا تو میں اسے اٹھا کر لے آیا۔"اسنے بتانے کے ساتھ بیڈ پر پڑی باذل کے پاس آگیا۔

اوہ!!" وہ جھینپ گئی۔۔ "اچھا میں سسٹر کو بھیجتی ہوں اگر آپ کسی چیز" ہیلپ کی ضرورت ہو تو بلا لیجئے گا مجھے۔ اور آپ یہاں سے فری ہو جائیں تو وارڈ نمبر سکس میں آجایئے گا وہ پیشنٹ آپ کے بغیر دوائی نے لے رہا۔۔ "انوشہ نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔۔

صارم نے چونک کر دیکھا، اور اسے یاد آیا وارڈ سکس میں ایک لڑکی تھی، جو اچانک جانے کہاں سے آکر ایڈمٹ ہو گئی تھی اور اب بضد تھی اسکے ہاتھ سے دوائی علاج کروانے میں۔۔

کسی کو بھیجنے کی ضرورت نہیں زخم گہرا نہیں ہے "اسنے معائنہ" کیا۔۔۔

اس سے کہو کھائے یا نا کھائے میرا جتنا کام تھا وہ کر دیا، اب آپ" انہیں دیکھ لیں میری صرف صبح ڈیوٹی تھی اس وقت میں یہاں اسکی وجہ سے ہوں۔۔ "وہ کچھ سنجیدہ ہوتا بولا۔۔

انوشہ اسکا سنجیدہ چہرہ دیکھ کر خاموش ہو گئی سمجھ گئی تھی وہ اس وقت مذاق کے موڈ میں نہیں کافی سنجیدہ ہے تب وہ بھی سر ہلا کر وہاں سے نکل گئی۔۔

آپکو اسکے پیرنٹس کو انفارم کر دینا چاہیے وہ پریشان ہو رہے ہوں"
گے۔۔"کچھ سوچتی ہوئی وہ پاس آئی صارم نے سر ہلا دیا تو ایک نظر
اس خوبصورت سی بیہوش لڑکی کو دیکھتے ہوے وہاں سے چلی۔۔

صارم نے آہستہ سے اسکے چہرے سے بال سمیٹ لیے، تبھی اسکے
سرخ چہرہ سامنے آگیا۔۔وہ پاس آگیا اسکے اور روئی اٹھا کر اسکے
چہرے کو صاف کرنے لگا۔اسکے سارے چہرے کے نقوش
سے خون سمیٹ کر اسنے وہ اسکی پلکیں بھیگے روئی سے صاف کرنے لگا۔۔
اسنے دیکھا اسکی گھنی پلکوں میں لرزش ہوئی۔صارم نے تھم کر اسکے
چہرے کو دیکھا۔۔

مام۔۔۔"وہ کراہی۔۔وہ اسے دیکھتا رہا خاموشی سے۔جب اسنے لرزش"
کرتی ہوئی پلکیں اٹھیں۔۔

تب نظریں سیدھا سامنے کھڑے چہرے پر پڑیں۔۔

مام؟؟؟"وہ سر میں ہوتی تکلیف سے پوچھنے لگی۔"

صارم گہرا سانس لیتا بغیر اسے جواب دیئے اسکے ماتھے سے بال
سمیٹ کر خون صاف کرنے لگا۔۔۔

اسکا جواب ناپا کر باذل کو بہت غصہ آیا۔۔"ویئر از مام؟؟؟"وہ اسکا ہاتھ جھٹک کر غصے سے بولی۔۔

صارم نے ایک نظر اسکے چہرے کو دیکھا اور پھر اپنے جھٹکے ہوئے ہاتھ کو۔۔

"یہ تمہاری مام کا گھر نہیں ہاسپٹل ہے اور تم اپنی مام کے پاس نہیں ہاسپٹل کے بیڈ پر ہو اسلئے اس وقت نخرے بند کرو اور مجھے اپنا کام کرنے دو ورنہ مینٹل ہونے کے تمہارے ویسے بھی کچھ زیادہ ہی خدشات ہیں۔۔"وہ اسکے ہاتھ سر سے ہٹا کر بولتا ہوا روئی اٹھا کر خون صاف کرنے لگا۔۔۔

"کہاں درد ہو رہا ہے؟"اسکی کچھ دیر پہلے کی کراہ کو یاد کرتا وہ اسکے بال سر سے ہٹا کر استفسار کرنے لگا ساتھ ہی اسکے سر پر لگی چوٹ تلاش رہا تھا کہ سامنے ہی بالکل پیشانی سے اوپر مانگ میں چوٹ لگی تھی اسکی انگلیوں کا وہاں لمس پا کر وہ سسک اٹھی۔۔

صارم کی نظریں بے ساختہ اسکی پنکھڑیوں کی سمیت اٹھیں۔۔۔ اسکے سر پر کھڑا خلاف عادت اسے خاموش دیکھتے حیران ہوا تھا۔پر اپنی حیرانی اس پر ظاہر ہونے نہیں دی،اسکے سسکنے

پر اسنے خاموش نظریں چرا کر اسکی پلکوں پر ٹکائیں وہ کسی سوچ میں گم خاموش پڑی تھی۔ اور یہی وجہ تھی اسکی خاموشی کی۔۔

وہ پائیوڈین سے بھیگی روئی لیکر وہ اسکا زخم صاف رہا تھا، زخم گہرا نہیں تھا، وہ شاید خوف سے خون دیکھ کر بیہوش ہو گئی تھی۔

"کک کتنے سٹیچز لگے گیں؟" وہ کچھ خوف سے سہم کر بولی جسکی آواز پر "صارم" نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"قریب دس بیس!" وہ سنجیدگی سے بولا۔۔ پر اسکے برخلاف "باذل" کی آنکھیں پھیل گئیں۔۔۔

"واٹ۔ٹ؟؟؟ دس بیس؟؟؟ آٹا دیکر ڈاکٹری پڑھے ہو کیا؟ چھوٹا سا ایکسیڈنٹ تھا اس پر تم مجھے دس بیس اسٹیچز لگاؤ گے بلیک مین!!!" وہ غصے دہل کر بولی۔۔

"اگر تمنے پھر مجھے بلیک مین کہا تو میں تیس لگاؤں گا دس تمہارے منہ پر بیس سر پر۔۔" وہ غصہ ضبط کرتے معصنوعی روعب سے بولا۔

باذل نے حیرت سے اسے دیکھا. "تم میرے منہ پر اسٹیچز کرو گے ؟"
وہ غضب سے گویا ہوئی۔۔
صارم اسکے زخم پر آئینٹمینٹ لگاتے ہوئے مصروف ہو گیا اسکی
بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔۔
میں تم سے بات کر رہی ہوں!" وہ اسکے نظر انداز کرنے پر ایکدم ہاتھ "
جھٹکتی ہوئی جیسے ہی سیدھی ہوئی سیدھا خود پر جھکے صارم زیدی کے سینے
سے سر ٹکرایا اسکا۔۔
دھڑکنوں نے جیسے دھک کیا وہ چونک گیا۔۔

ایک سیکنڈ کیلئے دونوں طرف ہارٹ بیٹ مس ہوئی۔ بیک
وقت دونوں کی نظریں ایک دوسرے کی سمیت اٹھیں۔ بھوری
آنکھوں ٹکراؤ سیدھا کرسٹل جیسی سلور گرے آنکھوں سے ہوا۔۔
اسکی سانسیں خود پر محسوس کرتی ابھی باذل اسے گھبرا کر پیچھے غیظ
وغضب میں دھکا دیتی یا صارم سنبھل کر اس مینٹل سے دور ہوتا اس
سے پہلے ہی ٹھاکے ساتھ ہی دروازہ کھول کر کوئی اندر داخل ہوا۔۔

صارم ایکدم باذل سے دور ہو کر اٹھ کر سیدھا کھڑا ہوا

ڈاکٹر صارم!!!" اندر آنے والی کوئی اور نہیں وارڈ سکس کی وہی ماڈرن لڑکی تھی،"
کرلی کمر کو چھوٹے بال، بڑی بڑی سی موٹی آنکھیں دودھیا سفید وہ لڑکی غصے سے
اس پر چیخی۔۔۔

آپ میرے وارڈ میں کیوں نہیں آرہے؟؟؟" وہ اسکے سامنے آکر دکھ"
تکلیف سے بولی۔

ڈاکٹر صارم زیدی وہ پیشنٹ وارڈ سکس کی جانے۔۔۔" ابھی وہ کچھ کہتا"
جب اچانک وہاں ڈاکٹر انوشہ بھی گھبرائی ہوئی آئی پر سامنے بیڈ پر
اس بوب کٹ بالوں، گرے آنکھوں والی لڑکی کو ہوش میں دھڑکتے
دل سے دیکھتے پھر صارم زیدی کے مقابل کھڑی اس پیشنٹ کو دیکھتی وہ
گھبرائی۔۔

باذل نے حیرت سے اس خوبصورت لڑکی کی آنکھوں میں اس
بلیک مین کیلئے تڑپ دیکھی۔

یہ میرا آف ٹائم ہے! اور آپکی رپورٹس آپ کو مل چکی ہیں کوئی"
تکلیف یا ڈیزیز نہیں آپکو اسلئے یہاں کے ڈاکٹرز دماغی علاج نہیں
کرتے، آپ کسی دوسرے ہاسپٹل جائیں مے بی آپکا علاج
ہو جائے۔۔" وہ اس لڑکی کی آنکھوں کو کب کا پڑھ چکا تھا غصے سے بولا۔۔

پر مجھے تکلیف ہو رہی ہے ابھی" وہ بے بسی سے اسکی آنکھوں میں دیکھتی"
جذبے سے گویا ہوئی۔۔"اور یہاں ہو رہی ہے بڑی شدت سے جب آپکو
"سامنے نہیں دیکھتی۔۔
انوشہ نے مسکراہٹ چھپائی۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔"باذل کا قہقہہ اچانک بے ساختہ تھا۔"

تینوں نے چونک کر اسے دیکھا۔۔اسکے شنگرفی لبوں کے بیچ سفید
موتیوں جیسے دانت چمک رہے تھے جبکہ تیکھے نقوش میں سرخی
چھا گئی تھی۔۔

یہ کون ہے؟؟؟"وہ باذل کی طرف متوجہ ہوئی۔۔"
اسکی آنکھیں حیرت سے پھیلیں ناگواری بھی ساتھ آ گئی" کہیں
ڈاکٹر صاحب اس میں انٹرسٹڈ تو نہیں؟"اسے
گھبراہٹ ہوئی۔۔
تم کون ہو؟؟؟" کسی کے جواب نا دینے پر وہ سیدھا باذل سے بولی اور باذل"
اسکی فیلنگز بلیک مین کیلئے سمجھ چکی تھی تبھی محظوظ ہوتی ہوئی تکیے سے

ٹیک لگا کر اس پر سرسی نظر ڈال کر صارم کو دیکھنے لگی۔ جو کہ پہلے سے اسے دیکھ رہا تھا۔

لڑکی تو کافی خوبصورت تھی پر وہ کیوں بلیک مین پر فدا ہوئی تھی کیا اسکی آئی سائیٹ ویک تھی؟

نام کیا ہے تمہارا؟" صارم کے آئینٹمنٹ لگانے پر وہ اب بیٹر فیل کر" رہی تھی تبھی پر سکون سی بولی۔

مایا احمد اور تمہارا؟ یہاں کیا کر رہی تھی پہلے تو یہ وارڈ خالی تھا" کیا ابھی آئی ہو؟ اور ڈاکٹر صاحب کہہ رہے ہیں انکا آف ٹائم ہے پھر وہ یہاں کیسے موجود؟" اسنے ایک ہی سانس میں کتنے سوال پوچھ لیے وہ اپنے دل کو ہلکہ کرنا چاہتی تھی۔۔

آؤٹ !ڈاکٹر انوشہ نکالو اسے یہاں سے۔۔" صارم معاً بیچ میں" ٹوک کر غصے سے بولا۔۔ پر اگلا دھماکہ زوردار تھا

میں اسکی جی ایف ہوں باذل شاہ، دراصل ہم دونوں ڈیٹ پر" جا رہے تھے ہنی کے اسرار پر، پر انہیں اپنی شرارتوں سے فرصت ہی نہیں مل رہی تھی کہ اچانک ایکسیڈنٹ کروا کر بیٹھے میرا کیوں ہنی؟"

اسنے آنکھیں پٹپٹا کر خفگی سے کہا اور صارم زیدی کی تاکید چاہیے۔۔

مایا اسکی بات سنتے سکتے کی عالم میں گردن گھما کر ڈاکٹر صارم زیدی کو دیکھا، جو کہ ہمیشہ کی طرح لائیٹ کلر کے تھری پیس سوٹ میں اس وقت ملبوس تھا، انکے ہاتھ پر موجود گلووز اس بات کی گواہی تھے کہ وہ اسکا علاج سچ میں کر رہا تھا۔۔
اور مایا جب اندر داخل ہوئی تھی دونوں کو کافی قریب ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پایا تھا۔

"کیا یہ سچ کہہ رہی ہے؟ آپکو معلوم میں آپکو پسند۔۔۔۔"

شٹ اپ جسٹ شٹ اپ!!!! آؤٹ! اپنی گھٹیا سوچ اپنے پاس" رکھو سمجھی۔ یہ ہاسپٹل ہے لوگرو گارڈن نہیں جہاں تم لائیو شو دکھانے اپنے ماں باپ کی عزت کی دھجیاں بکھیرنے آئی ہو۔ نکلو ابھی کے ابھی میرے ہاسپٹل سے اور آئندہ کبھی آس پاس دکھائی مت دینا۔"
وہ باذل کی بات سے غیظ و غضب میں آچکا تھا مایا کی بات سن کر

آؤٹ آف کنٹرول ہوتا، مکمل ہونے سے پہلے اس پر دھاڑ اٹھا
ساتھ ہی اسکا بازو جکڑ کر اسے وارڈ سے باہر کی طرف دھکیلا۔
انوشے کے ساتھ اسکے اچانک خونخوار انداز پر باذل بھی اچھل پڑی۔

"ڈاکٹر انوشہ اسے باہر کا راستہ دکھاؤ اگر یہ نا جائے تو گارڈ کی مدد لو، اور ہاں
ایسے دماغی مریض کی لئے یہ ہاسپٹل نہیں اسلئے خیال کیجئے گا
آئندہ۔۔!" اسنے ڈاکٹر انوشہ
کو مخاطب کیا۔
وہ گندمی رنگت،، عام سے نین و نقوش والی لڑکی تھی، صارم اسکا
سینئر تھا اسکی بات پر فوراً سر ہلا گئی۔۔

"چلو!!" اسنے مایا کو کہا جو سن بے جان کھڑی بے یقینی نظروں
سے صارم زیدی کو دیکھ رہی تھی۔۔

وہ اس سے دو ماہ پہلے ملی تھی اسکی دوست کی عیادت کیلئے یہاں آئی
تھی پر پہلی نظر میں یہاں آتے اسے ڈاکٹر صارم نرم گو کول
مائنڈڈ، سنجیدہ صوبر سا صارم زیدی بہت پسند آگیا تھا۔ گھر

جا کر اسے کئی دن بے چینی بے قراری رہی اسکے بعد انکشاف ہوا کہ وہ تو اس سے محبت کرنے لگی ہے۔ اسنے دو تین بار صارم زیدی سے ملنے اس سے اظہار کرنے کی کوشش کی پر ناکام گئی مجبوراً اسے یہ پلان بنانا پڑا اسکے ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہونے کا۔ پر اظہار سننے سے پہلے اسے بری طرح دھتکارنا۔۔۔

ڈاکٹر انوشہ اسے یہاں سے لے جانے لگی پر مایا نے جھٹکے سے بازو چھڑوایا اور صارم زیدی کی آنکھوں میں اپنی سرخ آنکھیں گاڑھ کر بولی۔۔

مجھے دھتکار دیا، میری انسلٹ بھی کر دی، پر یہ یاد رکھنا بدلہ تو میں لوں گی تم" سے اس کا حساب بے باک کریں گے۔۔"وہ ایک نفرت تضحیک آمیز نظر سامنے بیٹھی باذل پھر صارم زیدی پر ڈال کر وہاں سے روتی ہوئی بھاگتی نکلی۔۔

اس پاگل لڑکی کی دھمکی پر ہولتی انوشہ ایک نظر اس کانچ سی لڑکی پر ڈالتی ہوئی وہاں سے اسکے پیچھے گئی۔ وہ جانتی تھی باذل نے جو کچھ کہا وہ بالکل جھوٹ تھا کیونکہ صارم زیدی کو وہ بچپن سے جانتی تھی۔۔

وہ عرشیہ توقیع صارم ساتھ کھیلے بڑے ہوئے تھے۔۔

پر داد تو اس لڑکی کو دینی پڑے گی جو صارم زیدی کے سامنے اس پر جھوٹا الزام لگا رہی تھی وہ بھی اس قدر دیدہ دلیری سے۔
کیا بکواس کی تھی اس لڑکی کے سامنے؟؟؟"ان دونوں کے وہاں سے "
جاتے ہی صارم باذل کے سر پر آتا غرایا اور اسکے بازو کو جھٹکا دیا۔۔۔
وہ خوف سے اچھلی۔۔۔

شٹ اپ! مجھے کوئی دبو قسم کی لڑکی مت سمجھو، نا ہی یہ خوش فہمی رکھنا"
کہ میں تمہاری اس بلیک شکل پر مرتی ہوں۔ یہ تو بس تمہارا
"اس لڑکی سے گریز دیکھ کر میں نے احسان چکایا ہ، جو ابھی کر آئے ہو۔
وہ اسکے بدلے ہوئے انداز کو دیکھ کر اندر سے گھبرائی تو تھی پر صارم پر شو ہونے نہیں دیا۔
صارم نے مٹھیاں بھینچ کر گہرا سانس اندر کھینچا۔۔

ایک بات یاد رکھو باذل شاہ! مجھے تمہارے احسان کی ضرورت نہیں"
میں نے جو کیا وہ انسانیت کے ناطے کیا اگر تمہاری جگہ کوئی اور ہوتا
تو میں اسکی بھی مدد کرتا،

آئندہ مجھ پر ایسے بے ہودہ قسم کے الزامات، ناجائز تعلقات جتا کر احسان کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ پہلی غلطی ہے اسلئے معاف کر رہا ہوں۔ آئندہ جس بھیڑ میں الزام لگاؤ گی وہی تھپڑوں سے چہرہ سرخ کر دوں گا۔"

"میری صورت کو جو کہنا ہے کہو، وہ تمہارا اور تمہارے رب کا معاملہ ہے۔ پر میرے کردار پر حرف مت اٹھاؤ آئی سمجھ میں یہ برداشت نہیں کروں گا آئندہ۔" وہ انگلی سے وارن کرتا سرد لہجے میں گویا ہوا۔۔

باذل کو تو جیسے اسکی بات پر پتنگیں لگ گئے۔۔۔

"اوہیلو مسٹر ہوش میں آؤ!" وہ اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجا کر تمسخرہ اڑاتی ہوش میں لانے لگی۔۔

"تمہیں کیا لگتا ہے میں اس اندھی لڑکی کی طرح تمہاری صورت پر مر مٹی ہوں؟؟ یہاں اس خوش فہمی میں ہو میں آئندہ تمہارے ساتھ اپنا نام جوڑوں گی۔

مر مر کر تو تم جیسوں کی لائف میں کوئی لڑکی آتی ہے اسے اپنے ٹکے کے غرور پہ ٹھکرا کر کیا سمجھتے ہو تم میری نظروں میں ہیرو بن

گئے ہو؟ تم سے زیادہ لنگوروں کے بغل میں میں نے پریاں دیکھی ہیں۔ اگر یہ ایک لڑکی تمہارے پاس آئی ہے تو اس میں تمہاری شکل کا کمال نہیں اس خوش فہمی سے نکل آؤ تم۔ یہ جو اونچی عمارت ہے اس کی کشش پر وہ تمہارے قدموں میں آئی تھی۔۔" اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر وہ انتہائی غصے سے تلخ لہجے میں غرائی۔

صارم زیدی اس کی ساری باتیں سنتا خاموشی سے اس کے چہرے کو جانچ رہا تھا۔
اپنے ڈیڈ کا نمبر دو" کچھ توقف کے بعد وہ بے لچک لہجے میں گویا ہوا"

اندھے ہو دیکھ نہیں رہے میرے پاس کچھ نہیں۔" اس کی اتنی ساری"
باتوں کو نظر انداز کر کے اسے اس فضول سوال پوچھنے پر وہ غصے سے
بھڑک کر گویا ہوئی۔۔
صارم بن کچھ کہے اٹھا اور سائیڈ ٹیبل پر رکھے باکس سے پٹی نکال کر
اس کے سر کو اس پکڑتے پٹی باندھنے لگا۔
باذل اس افتاد پر اچانک بوکھلا گئی۔۔ پر اسے پٹی باندھتے دیکھ کر خوماشی
سے نظریں اٹھائے اسکا بے تاثر چہرہ دیکھنے لگی۔۔

چہرے پہ ضبط کی کوئی رمق نہیں تھی۔ اس کے کلون کی خوشبو وہ قریب سے محسوس کر رہی تھی۔۔ اور خاموش تھی

ابھی ریسٹ کرو ڈاکٹر انوشہ کچھ دیر بعد ڈسچارج لیٹر تمہیں دے دے گی۔" وہ اس سے سنجیدگی سے کہتا اپنے ہاتھ سے گلووز اتار کر وہاں سے جانے لگا کہ اچانک پیچھے سے باذل بولی۔۔
موبائل دو مجھے کال کرنی ہے ایک!" وہ تحکم بھرے لہجے میں بولی۔۔
صارم رک کر اسے دیکھنے لگا۔۔ پھر جانے کیا سوچ کر جیب سے نکالتے اسکے حوالے کر دیا۔
صارم موبائل دیکر وہاں رکا نہیں نکلتا چلا گیا۔۔

کیسے برداشت کر سکتا ہے اتنا؟؟" وہ حیرت سے سوچتی لب دبائے" ایلی کا نمبر اسکی موبائل پر ڈائل کرنے لگی۔
موبائل کی سکرین پر اسکے مام ڈیڈ کی پک تھی۔ اسکے باپ کی تصویر دیکھ کر وہ مبہوت ہوئی. انہیں دیکھتے ہی اسکے لبوں سے واؤ نکلا۔ ساتھ ہی فوراً سے بھولے ہوئے صام زیدی کی یاد آ گئی۔

اس بلیک مین کا تو فیوز ہی بدلہ ہوا ہے کیسے بات کروں اسکے متعلق؟" وہ سوچتی ایلی کے نمبر پر کال جاتی دیکھ کر موبائل کان سے لگالی۔

ایلی کا ہیلو سنتے ہی اپنی دوست کی آواز پا کر وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی ایلی کو بوکھلا کر رکھ گئی۔ اسکے پوچھنے پر وہ روتی ہوئی سارا کچھ اسے بتانے لگی۔۔
"اب میرے پاس کوئی جائے فرار نہیں ایلی ڈارلنگ میری مدد کرو ورنہ میں یہاں پاگل ہو جاؤں گی مجھے کوئی آئیڈیا دو یہاں سے نکلنے کا۔ سب ایڈیٹ پاگل لوگ ہیں یہاں۔۔" وہ رونے کے درمیاب بولی۔۔

"اوہ گاڈ انکل نے یہ تو کافی برا کیا تمہارے ساتھ پر ہنی وہاں برا کیا ہے اتنا اچھا ملک تو ہے؟؟" ایلی نے افسوس کرتے ہوئے اسے حوصلہ دینا چاہا

"مائی فٹ اچھا! تمہیں پتا ہے کتنے عجیب لوگ ہیں؟؟ جیسے سب پاگل ہوں، عجیب محبت پیار، ہزاروں مسائل پاگل لوگ، اور باہر کے ماحول کی بات نا کرو میں پھر سے چیخنا شروع کر دوں گی تمہیں معلوم ہے

میں اس وقت ہاسپٹل کے بیڈ پر پڑی بات کر رہی ہوں، اور مجھے ڈاکٹر بیس اسٹیچز لگانے کا کہہ رہا تھا وہی ڈاکٹر جس کے نمبر سے کال کر رہی ہوں۔" اسنے غصے طیش کے ساتھ بھیگی آواز میں کہا۔۔"اور معلوم ہے یہاں کیوں پڑی ہوں کیونکہ ایک باسٹرڈ نے میری گاڑی پر "ایک کیا تھا میں مرتی مرتی بچی ہوں۔۔
اسکی بات سنتے ایلی خوفزدہ ہو گئی۔۔۔

اب تم کیا چاہتی ہو؟ ایک فیصلہ کر لو باذل کہ پھر تمہیں"
پچھتاوے نا ہوں۔" ایلی کچھ توقف کے بعد کہا۔۔

مجھے پچھتاوے کی ضرورت نہیں نا ہی بار بار فیصلہ کروں گی بس میں"
امریکہ آنا چاہتی ہوں ڈیڈ نے مجھ سے ضد کی مجھے دھوکہ دیا ہے تو میں بھی کروں گی۔۔" وہ حتمی انداز میں بولی
ایلی اسکی بات سنتی سوچ میں پڑ گئی۔۔۔

کیا تمہارے ڈیڈ نے شادی کے علاوہ منگنی کی چوائس نہیں رکھی؟""
اسنے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

سے پاکستان ہے اسٹوپڈ یہاں نکاح والے لوگ بھی چار میل دور"
رہتے ہیں جب تک سو کالڈ اجازت نامل جائے ساتھ رہنے کی۔ اور
تم مذاق میں منگی کا پوچھ رہی ہو نا۔۔" وہ استہزائیہ ہنسی ایلی نے منہ
بنایا۔۔۔

مجھے لگتا ہے تم سے نہیں ہو پائے گا مجھے زیٹا سے کہنا ہو گا۔۔" وہ منہ بنا"
کر بولی زیٹا کے نام پر ایلی کو پتنگیں لگ گئے۔
اگر تم نے اسے کال کی یا مشورہ لیا تو میں تمہارا منہ توڑ دوں گی۔۔" ایلی فوراً"
عرائی باذل قہقہہ لگا اٹھی جانتی تھی زیٹا ایلی کے بیچ گہری دشمنی ہے
حالانکہ تھیں دونوں سگی بہنیں پر لگتی نہیں تھیں اپنی دشمنی کی وجہ
سے۔۔
وہ دونوں ہی باذل سے دوستی کی خواہش مند تھیں، زیٹا کچھ آوارہ لوفر
قسم کی لڑکی تھی اسلئے باذل نے اس سے کوئی دوستی جیسا تعلق نہیں بنایا
البتہ ایلی اچھی لڑکی تھی وہ بوائے فرینڈ جیسے امراض سے پاک تھی
بس سیدھا شادی کرنا چاہتی۔۔

تو پھر بتاؤ مجھے کوئی سولوشن۔" اسنے منہ بناتے ہوئے کہا ایلی"
سر ہلا کر سوچ میں چلی گئی۔۔
اچھا سنو!" اسنے متوجہ کیا باذل اپنی سوچیں جھٹکی دھڑکتے دل"
"!سے متوجہ ہوئی "ہوں

"کیا تم وہاں کسی سے شادی کر کے اسے یہاں نہیں لیکر آ سکتی؟"
فار گاڈ سک یار مجھے یہاں کسی لنگور سے شادی ہی نہیں کرنی۔۔۔""
اسکے سر پر اپنی ضد پوری کرنے کا جنون سوار تھا، اور وہ اس وقت
صمصام زیدی کو بھی بھول چکی تھی شادی کے نام پر یا کسی بھی بات پر جانے
کیسے فوراً سے نظروں میں صارم زیدی آجاتا کہ وہ چیخ پڑتی۔۔۔

واٹ نانسینس باذل؟ شادی کے بغیر تو تم یہاں آ نہیں سکتی تو لازمی ہے"
"ناشادی تو کرنی پڑے گا، پھر چاہیے کانٹریکٹ میرج ہو یا لو۔۔
کانٹریکٹ میرج؟" باذل کی سوئی یہیں اٹک گئی۔"

ایلی کے دماغ میں بھی زبردست آئیڈیا آگیا۔۔۔

اچھا تم میری بات سنو! اس سے تم ہنڈریڈ پرسنٹ یہاں آ سکتی ہو" سب کچھ ہو جائے گا اس سے تمہارے ڈیڈ کی شرط پوری، تمہیں وہ ٹچ بھی نہیں کرے گا اور تم یو کے پہنچ بھی جاؤ گی۔۔" ایلی فوراً سے چہک کر گویا ہوئی باذل کچھ چونکی سی دھڑکتے دل کے ساتھ اسکی طرف متوجہ ہو گئی اور پھر اسکی ساری بات سنتے پہلے غصہ پھر ہزاروں اعتراضات، طیش بعد میں اچانک سے ایک چمک ابھری۔۔۔

باذل!!!" ایلی اسے خاموش دیکھ کر پکارنے لگی۔"
ہاں سن رہی ہوں مجھے سوچنے دو۔۔" باذل کا پر سوچ جواب اسے قدرے ریلیکس پر سکون کر گیا۔

....★☆☆☆☆☆★....

"!سر ساحل شاہ آئے ہیں"

وہ ابھی اپنی بیوی سے باذل کی غیر موجودگی کے متعلق سن کر انہیں دلاسے دیتے، اب باذل کے نمبر پر ٹرائی کر کے دیکھ رہے تھے معاً سیکرٹری کے ناک کر کے اندر آ کر آگاہ کرنے سے وہ چونکے۔

"ساحل شاہ؟ آر یو سیریس؟" وہ حیران ہوئے بھلا ساحل شاہ اسکے پاس کیسے آیا.

اپنے ماموں کی یاد کیسے آئی بھانجے کو۔۔

"حیدر شاہ! تمہیں اسے بھیج دو اندر ویٹ کروانے کیلئے کس نے کہا تھا" موبائل رکھ کر خوش ہوتے بولے سیکرٹری سوری کرتی سر اثبات میں ہلا کر چلی گئی۔

کچھ ہی دیر میں لمبا چوڑا دراز قامت ساحل شاہ وائیٹ فور پیس سوٹ میں انکی آفس روم کا ڈور ناک کر لے اندر داخل ہوئے۔۔

"آجاؤ میرے شہزادے تمہارا اپنا ہی آفس ہے ویٹ کرنے یا ناک کرنے کی ضرورت نہیں۔" حیدر شاہ کی محبت لگاؤ ساحل شاہ سے دلی تھا۔ آگے بڑھ کر انہوں نے اسے گلے سے لگایا۔۔

آؤ بیٹھو ٹھنڈا گرم؟ کیا لو گے؟" وہ مقابل کوٹ کا ایک بٹن کھول کر "
چیئر پر بیٹھتے ہوئے ساحل شاہ سے بولا۔۔

بلاشبہ وہ خوبصورت مردانہ وجاہت کا شاہکار تھا، اسکا
روعب ہی شاہوں جیسا تھا، دبدبے میں وہ کسی جاگیردار وڈیرے
سے کم نہیں تھا۔

اسے دیکھتے ساحل شاہ کی "کافی" سن کر انہوں نے سر ہلاتے ہوئے
سیکرٹری کو آرڈر دیا تاکہ وہ آگے یہ آرڈر پورا کر سکے۔

اور سناؤ کیا حال چال ہیں؟ تمہارے ڈیڈ کیسے ہیں؟ کیسے یاد آئی اپنے "
ماموں کی؟؟" ریلیکس ہو کر بیٹھتے انہوں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔۔

حال چال الحمدللہ سب ٹھیک ہیں آپکے سامنے ہیں، ڈیڈ بھی"
ٹھیک ہیں ابھی ایک میٹنگ میں ہیں۔۔ اور جہاں تک رہی بات
آپکی یاد کی!" وہ کہتے ہوئے رکا حیدر شاہ مسکرائے۔۔

بہت شدت سے آئی اسلئے اسی شدت سے یہی چلا آیا" وہ ہنس کر "
بولا۔۔

ہاہاہا چلو تم کہتے ہو تو مان لیتا ہوں۔۔"حیدر شاہ ہنستے ہوئے بولے ساتھ "
اسکی آمد پر کافی خوش نظر آرہے تھے۔۔
انکے مزید بات کرنے سے پہلے ہی پیون کافی کے دو کپ اٹھا کر لے آیا اور
ایک حیدر شاہ کے سامنے رکھا تو دوسرا ساحل شاہ کے۔۔۔
ساحل نے کپ کے کنارے پر انگلی گھماتے ہوئے کپ اٹھا کر
اپنے لبوں سے لگایا۔
کوئی مسئلہ ہے یا کوئی پریشانی؟ مجھ سے ہچکچاؤ نہیں ساحل تمہیں کہا"
ہے تم مجھے اپنی بہن کی اولاد نہیں اپنی اولاد کی طرح عزیز ہو۔کچھ شیئر کرنا
چاہتے ہو تو بے جھجھک کرو میرے بیٹے۔۔"انہوں نے اسکے چہرے
.سے کشمکش کا اندازہ لگاتے ہوئے حوصلہ دیا
یہ حقیقت تھی کہ وہ ساحل شاہ کو اپنے بچوں کی طرح ہی سمجھتے تھے،
جس طرح اسکی بہن کو معاف کر کے اسکے کہنے پر ایک منٹ
ضائع کیے بغیر لوٹا دیا تھا اسنے انکا دل جیت لیا تھا۔
ایک ہوتا ہے "مان" عزت، وقار۔
جو ایک عزیز کو دوسرے سے ہوتا ہے اور یہی مان حیدر شاہ کو تھا
ساحل شاہ سے جسنے ایک سیکنڈ لگائے بغیر اسکا یہ "مان" انکھوں
پر رکھا بلکہ انکا سر خوشی فخر سے بلند کر دیا۔

ہے پر ابلم" ساحل نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا" بلکہ پر ابلم نہیں"
آپ سے کچھ مانگنے آیا ہوں" اسنے کپ رکھتے ہوئے کہا حیدر شاہ
مسکرائے

یہ تو بہت اچھا کیا تمنے احساس تو دلایا کہ میں بھی تمہارا ماموں"
ہوں مانگو مجھ سے جو دل میں آئے مجھ سے مانگ لو ساحل شاہ مجھے دلی
خوشی ہو گی بلکہ دلی سکون آئے گا مجھے۔" انہوں نے ساحل کی بات سنتے
خوشگوار ماحول میں اسے اجازت دی۔۔

بھلا بیٹا کچھ مانگے باپ جیسا ماموں کیسے انکار کر سکتا تھا۔ اور ساحل کو
بھی انکی محبت پر کوئی شک نہیں تھا۔۔

پر میں جو مانگنے جا رہا ہوں وہ آپکے دل کے بہت عزیز ہے۔" اسنے"
رک کر کہا حیدر شاہ مسکرائے۔۔

وہ سمجھ گئے ساحل شاہ کیا مانگنے آیا ہے اپنے ماموں سے، ایک
عمر گزار کر آئے تھے کیسے نا سمجھتے۔ انکی نظروں میں باذل کا خوبصورت
چہرہ لہرایا وہ ہولے سے مسکرائے۔

"تم مان رکھو اپنے ماموں پر۔۔ تمہیں بیٹا کہا نہیں مانتا بھی ہوں۔"

اور اگر آپ نے انکار کر دیا تو؟ پہلے یہ بتا رہا ہوں آپکو ماموں کہ میں"
"دوسرا حیدر شاہ نہیں بننا چاہتا۔۔
ساحل!!!" اسکی لمبی چوڑی تمہید پر انہوں نے جھڑکا ساحل قہقہہ"
لگا اٹھا۔
آپ ناراض ہو رہے ہیں میں تو صرف کچھ تفتیش کچھ پر سکون ہو کر کہنا"
چاہتا ہوں۔۔ مجھ میں آپ جتنا حوصلہ نہیں۔ یا تو میں خود ٹوٹ
جاؤں گا اسلئے آپ سے پوچھ گچھ کر رہا ہوں۔۔" وہ رک کر پھر سے گویا
ہوا۔۔
"اتنا تو آپ سمجھ ہی گئے ہوں گے کہ میں کیا چاہتا ہوں۔۔"
باذ۔۔۔۔" حیدر شاہ کے الفاظ حلق تک ہی رہ گئے۔۔ وہ کچھ گڑبڑائے۔۔۔"

آپ سے پہلے میں نے سب سے رائے لے لی آپکی بہن یعنی مام تک"
سے پر ہر جگہ انکار ہوا ہے اور اب آپ کیا جواب دینا چاہتے
"ہیں۔۔
کیا آپ اپنی بیٹی۔۔۔" وہ رکا اور حیدر شاہ کے سنجیدہ تاثرات دیکھنے"
لگا۔۔

روحا شاہ کو ساحل شاہ کے نام کر دیں گے؟ یعنی کہ میں آپکی بیٹی"
روحا شاہ کو پسند کرتا ہوں اور اس سے ہی شادی کرنا چاہتا ہوں
آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ آپکا جواب کیا ہے؟" اسنے پوری
عمارت پر جیسے دھماکہ کیا اور اب خود ریلیکس ہو کر حیدر شاہ کو دیکھنے
لگا جنکا چہرے پر مسکراہٹ کے بجائے انتہائی سنجیدگی چھا گئی تھی۔

روحی؟ میری روح؟؟" وہ حیرت سے بولے کہیں غلط تو نہیں سن"
لیا۔۔ وہ تصدیق کیلئے پوچھنے لگے۔
کیونکہ انہوں نے بازل کے بارے میں سوچا تھا۔۔۔ انہیں جو شک تھا
وہ آج غلط ثابت ہوا تھا۔۔
پر روحا۔۔۔۔۔

جی روحا شاہ آپکی بیٹی روح! اسے میں اپنا بنانے کا خواشمند ہوں"
اسلئے آپ سے اپنی خواہش کا اظہار کرنے آیا ہوں۔۔" وہ کہہ پر سکون
ہو تا پشت چیئر سے ٹکا گیا۔۔
پر جانتا تھا حیدر شاہ کے سنبھلنے کیلئے ابھی وقت درکار ہے۔۔

ساحل کیا تم ؟؟؟" وہ ہوش میں آتے پوچھنے لگے کہ کیا تم ہوش میں اسکا نام لے رہے ہو۔۔

جی میں نے ٹھیک نام لیا ہے، میں زور زبردستی کا قائل نہیں۔" فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے جو بھی آپ کہیں" انکے سوال کو سمجھ گیا تھا مسکرایا۔۔

ساحل تمہیں معلوم ہے وہ میرا مطلب اسکی کنڈیشن۔۔۔""" وہ پریشان ہوئے انہیں اندازہ نہیں تھا وہ روحا کے بارے میں کہے گا۔۔ یعنی کہ وہ جو سوچ رہے تھے ویسا کچھ نہیں تھا۔۔

ساحل شاہ بازل کے بجائے روحا کیلئے آیا تھا اور وہ بھی شریک حیات کی خواہش سے۔۔

جی مجھے معلوم ہے سب جانتا ہوں آپ اسے خون بھی دیتے ہیں۔۔" یہ کسی کو نہیں معلوم جانتا ہوں۔۔

میرا غلط کوئی مقصد یا پلان نہیں، میں اسے پسند کرتا ہوں اور جانتا ہوں آپکو اس سے شاکڈ لگا ہوگا بلکہ سب کو لگا ہے۔۔ وہ مجھے پسند ہے اور

میں اسے اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا ہوں آپ نے باپ کا احساس دلایا ہے اسلئے آپ سے کچھ چھپا نہیں رہا۔۔
میں روحا سے محبت کرتا ہوں۔۔ جانے کیسے اچانک۔۔ پر مجھے وہ پسند ہے، مجھے لگتا ہے میری زندگی میں جو مجھے ادھورا پن محسوس ہوتا ہے مجھے بے چین رکھتا ہے وہ مجھے ایسے ہی پورا ہو سکتا ہے سکون مل سکتا ہے۔۔"
وہ کہتا پیپر ویٹ کو گھمانے لگا ٹیبل پر۔۔
حیدر شاہ اسکے چہرے کو دیکھ رہے تھے۔۔

"تمہیں یہ معلوم تھا میرا ابھی کوئی ارادہ نہیں تھا اسکی شادی کا؟؟" کچھ دیر بعد انہوں نے پوچھا۔۔ آفس روم کا ماحول اچانک خوشگوار سے سنجیدہ خاموش ہو گیا تھا وقفے وقفے سے دونوں کے سوال جواب گونج رہے تھے۔

"آپ مجھ پر یقین کر سکتے ہیں ماموں! نفس کے پیچھے بھاگ کر آنا والوں میں سے ساحل شاہ نہیں ہے۔

کیا آپ مجھ پر مان رکھ سکتے ہیں میں آپکی روحا کو زندگی کی ہر خوشی دوں"
گا۔ اسکا خیال ساحل شاہ کی روح کی طرح رکھوں گا۔۔"وہ مضبوط
گھمبیر آواز میں بولا۔۔
لہجے کی مردانہ پختگی حیدر شاہ کو پسند آئی تھی۔۔پر وہ اپنی بیٹی کو
نظر انداز نہیں کر سکتے تھے۔

تمہیں صفائی دینے کی ضرورت نہیں پورا مان ہے مجھے تم پر، میں جانتا"
ہوں تمہیں ساحل شاہ بیٹے کی طرح چاہتا ہوں۔
میں صرف اس کشمکش میں ہوں کہ دونوں کی ایج اور ساتھ روحا کی
طبیعت۔۔۔۔
انکی بات بیچ میں ہی تھی ساحل گہرا سانس بھر کر اٹھا اور
سر ہلاتا ہوا کوٹ کا بٹن بند کرنے لگا۔۔

کہاں جا رہے ہو کیا میں نے تمہیں اجازت دی جانے کی؟یا"
ابھی انکار کیا؟"وہ اسکے چہرے پر مایوسی کے رنگ دیکھ چکے تھے غصے سے
بولے۔

کوئی بات نہیں اب دے دیں۔۔ جانتا ہوں سب نے یہی تمہید"
باندھی اور بعد میں جواب دیا۔۔"وہ کندھے اچکا کر بولا۔۔
حیدر شاہ حیران ہوئے اسکی مایوسی پر۔۔۔

پر کیا تمنے میری پوری بات سن لی؟؟"انہوں نے غصے سے پوچھا"
ساحل مسکرا کر انکے چہرے کو دیکھتے کچھ سوچتے ہوئے واپس آکر بیٹھ
گیا۔۔
کیا روحا تمہیں پسند کرتی ہے؟"انہوں روعب سے پوچھا۔"
ساحل کو ہنسی تو آئی پر چھپا گیا۔
نہیں معلوم میں تو اپنی پسند بتانے آیا تھا آپ پوچھ لیجئے گا۔۔""
اسنے لاپرواہی سے کہا۔انہوں نے گھورا ساحل کا قہقہہ بے ساختہ
تھا۔
مجھے شرمندہ کرنے کی کوشش مت کریں۔۔"اسنے ہنستے ہوئے کہا۔"
حیدر شاہ کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔۔

پسند کا اظہار کرنے میں گناہ نہیں ہے۔اچھا ہوا تم میرے پاس"
آئے اپنی پسندگی کا اظہار کیا مجھے خوشی ہوئی کہ تمہیں اپنے ماموں پر اتنا تو

یقین تھا مایوس ہو کر کسی کی زندگی برباد نہیں کی۔۔" انہوں نے کہا جس پر ساحل کچھ ٹھٹھک کر چونکا۔۔۔

مجھے تمہاری بات پسند آئی ساحل کہ اس سے پوچھ لوں۔۔"
میں اس سے پوچھوں گا اسکے بعد تمہیں کوئی حتمی جواب دوں گا۔ تم
"سمجھ سکتے ہو ایسے فیصلے جلد بازی نہیں مانگتے۔۔
حیدر شاہ کی بات سن کر ساحل شاہ پر سکون ہو گیا، اسے یقین
تھا جواب اسکے حق میں ہی آئے گا بس ایک بار روحا شاہ
ساحل شاہ کی پر سکون آمنے سامنے ملاقات ہو جائے۔۔

ابھی وہ مزید کچھ کہتے اس سے پہلے ہی انجان نمبر سے ساحل کی
موبائل پر کال آئی۔

ایکسکیوزمی!" وہ معذرت کرتا کال اوکے کرتے کان سے لگایا موبائل۔۔۔"
ساحل بھائی میں صارم بول رہا ہوں۔۔" ساحل کے کچھ کہنے سے "
پہلے صارم کی آواز گونجی۔۔" دراصل میری موبائل آپکی کزن کے پاس ہے
وہ کیا نام ہے اسکا لڑکوں جیسا۔۔۔" اچانک نام بھولنے پر وہ متفکر ہو کر
سوچنے لگا۔۔

اسکے متفکر انداز پر ساحل کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔۔

"باذل؟؟" ساحل نے پوچھا۔۔جسے سن کر حیدر شاہ بھی چونک کر متوجہ ہوئے وہ بھی اس وقت باذل کو ہی کال کرنے والے تھے۔۔

"جی جی وہی باذل شاہ دراصل اسکا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا راستے میں، میں وہاں سے گزر رہا تھا کہ مجھے مل گئی۔۔میں اسے لیکر اپنے ہاسپٹل آ گیا ہوں۔۔

پریشانی کی کوئی بات نہیں۔۔۔وہ بالکل ٹھیک ہے ہے پٹی کر دی ہے میں نے آپ بس انکے گھر والوں کو انفارم کر دیں۔۔

میرے پاس انکل کا نمبر نہیں اور باذل شاہ کے پاس موبائل نہیں۔ گاڑی بری طرح درخت سے ٹکرائی تھی اور اسکے سر پر چوٹ لگی تھی جس سے خون نکلا تھا کافی۔۔

مجھے لگا کافی گہری چوٹ ہے اسلئے اسے لیکر آ گیا اور اسکے موبائل باقی کے سب کچھ وہیں گاڑی میں ہیں۔۔" اسنے انوشہ کے موبائل سے کال کر کے ساحل کو احترام سے پوری بات بتا دی تھی۔۔

ساحل نے باذل کا سنتے موبائل اسپیکر آن کر دیا تھا جس سے متفکر بیٹھے حیدر شاہ نے بھی پوری بات سنی تھی۔۔

کون تھا یہ اور باذل کس ہاسپٹل میں ہے۔۔"وہ فوراً گاڑی کی چابی" اٹھا کر کھڑے ہوئے ساتھ ساحل بھی کھڑا ہوا۔۔

صائم زیدی تقویٰ آپی کا چھوٹا بیٹا ہے ڈاکٹر صارم زیدی۔۔"اسنے کہا" حیدر شاہ کچھ چونکتے ہوئے ساحل کا چہرہ دیکھا۔

صائم کا دوسرا بیٹا ڈاکٹر ہے؟"وہ جتنا حیران ہوتے سن کر اتنا کم" تھا۔۔
جی اور مزے کی بات لہجے کے انداز کے ساتھ چہرے میں بھی تقویٰ" آپی کی کافی مشابہت ہے۔"انکے ساتھ لفٹ میں داخل ہوتے وہ بولا۔۔
حیدر شاہ سن کر سر ہلا گئے۔۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

ڈیڈ آپ سے کچھ کہنا ہے۔۔"میٹنگ روم سے آکر اسنے موبائل کان سے لگایا" اور سیدھا اپنے ڈیڈ سے رابطہ کیا۔۔

ہاں بولو!" انہوں نے صمصام کی آواز سنتے ہی کہا۔۔"

میں عرشیہ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔" راکنگ چیئر پر"
جھولتے ہوئے وہ بولا۔۔ اسکی بات سن کر صائم زیدی خاموش ہو گئے۔

کیا ضمانت کیلئے؟" وہ چبھتے ہوئے لہجے میں بولے۔۔۔"

صام ہنس پڑا۔۔۔

آپ نے مام سے شادی کیوں کی؟؟" اسنے جواب دینے کے بجائے"
سوال کیا۔۔۔

کیونکہ میں تمہاری مام سے محبت کرتا تھا۔۔" انہوں نے جتایا۔۔۔"
تو میں بھی یہی کہنا چاہتا ہوں مجھے اس سے محبت ہے اسلئے"
شادی کا خواہشمند ہوں ورنہ صمصام زیدی کی بیوی کیلئے دنیا میں
لڑکیوں کی کمی نہیں ہے۔۔" اسنے بھی جتانا ضروری سمجھا۔۔۔

اچھا کیا ثبوت ہے تمہارے پاس محبت کا؟" وہ بمشکل غصہ دبائے"
بولے۔۔" کیا تم نے اس سے سوری کر لی۔۔؟" انہوں نے پوچھا۔

جی بالکل سوری بھی کر لی، اور ثبوت یہ ہے محبت کا کہ میں سیدھا"
اس سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔۔

محبت کا ثبوت نکاح کے علاوہ کچھ نہیں ہو سکتا۔۔" وہ کہا باتوں میں کم تھا پیپر ویٹ گھماتے ہوئے پر سکون بولا۔۔۔

اچھا برخوردار تو اس بات کا جواب دو "ضمانت "میں لینا یہ " کس بات کا ثبوت تھا؟؟" انکا انداز تلخ غصے والا تھا۔۔۔
صمصام کچھ دیر خاموش ہو گیا۔۔۔۔
لاجواب ہو گئے؟؟" وہ استہزائیہ بولے۔۔"

نہیں!! آپکو سب کو معلوم ہے وہ صرف میرا وقتی غصہ تھا یہ " میری محبت ہے اسلئے میں اپنی محبت کا اظہار کر رہا ہوں اور آپ سے درخواست کرتا ہوں میری فریاد سنی جائے اور مجھے میری محبوبہ سونپی جائے جائز طریقے سے۔۔۔" اسنے صاف گوئی سے کہا۔۔۔

مجھے اس وقت لگتا ہے بحث بڑی ہو جائے گی گھر آؤ بیٹھ کر باتیں " کریں گے۔۔۔" صائم زیدی نے سن کر جواب دیا

ٹھیک ہے نو پرابلم! پر میں آپکو صرف اتنا کہنا چاہوں گا ڈیڈ،، ساری زندگی بحث کرتے رہیں پر اس سے پہلے مجھے میری محبت جائز طریقے سے لا کر دیں۔۔

اگر آپ نے یہ نہیں کیا تو جانتے ہیں میری شادی نا کروانے پر میں آپ پر کیس کروادوں گا، مت بھولیئے گا میرے معصوم ڈیڈ بالغ بچوں کی شادی نا کروانے پر ماں باپ پر کیس ہو سکتا ہے قانون پاس ہو چکا ہے سو بی کیئر فل۔۔۔" اسنے سنجیدہ انداز میں کہتے صائم زیدی کو شاکڈ کر کے کال ڈسکنیکٹ کرنے پہلے قہقہہ لگایا۔۔۔

"سن رہی ہو تمہاری اولاد کے کرتوت شادی نا کروانے پر باپ کو دھمکیاں دے رہا ہے مجھ پر مقدمہ چلائے گا۔" کیبن میں داخل ہوتیں تقویٰ کو دیکھتے انہوں نے غصے سے موبائل پٹخ کر کہا۔

"کون؟؟؟" تقویٰ اچانک سن کر حیران ہوئیں۔۔۔

"تمہارا سپوت بڑا، نالائق گدھا صمصام۔۔" وہ غصے سے چبا چبا کر بولے۔۔۔

آپ کو بھی مذاق کیلئے ایسے ہولناک بہانے چاہیے سائیں حد" کرتے ہیں۔۔۔"انہیں یقین نہیں آیا الٹا صائم زیدی پر گھوری ڈال کر وہاں سے ایک فائل لیے نکل گئیں۔۔

وہ حیرت سے پیچھے ہونقوں کی طرح انکی پشت دیکھتے رہ گئے۔۔۔
""مطلب اولاد پر یقین ہے شوہر پر نہیں مولانی؟؟

وہ متبسم تھا اسکا کام ہو گیا تھا اسنے دونوں طرف بات پہنچا سی تھی شادی کی، ماموں کو بھی بیٹی کی فکر سے آزاد کروا چکا تھا کچھ دیر پہلے۔۔

اگر پھر بھی کوئی نامانا تو مجبوراً اسے وہ قدم اٹھانا پڑے گا جسکے لئے وہ عام حالات میں تو کبھی نہیں سوچ سکتا۔۔
پر اس عرشیہ نامی تلوار کو کسی بھی حال میں اپنے ہاتھ میں لیکر ہی رہے گا۔۔

کچھ دن بعد انکے ایگزام تھے اور ایگزام کے بعد دریاب توقیع کی شادی کی تاریخ رکھی جائے گی۔

کیونکہ توقیع نے اپنے سارے فیصلے اپنے بڑوں کے سپرد کر دیئے تھے۔اسے یقین تھا اسکے ماں باپ کے فیصلوں میں رب کی رضا ہو گی۔۔
پر صمصام دریاب کی شادی سے پہلے ہی عرشیہ دانیال کو "مسز عرشیہ صمصام زیدی" بنانا چاہتا تھا۔۔۔

بولو!!" اسنے ایک نظر اسکے مغرور چہرے پر ڈالتے سامنے چیئر" پر بیٹھتے ہوئے اس سے کہا۔۔
ڈور بند کر دو!" اسکے بیٹھنے سے پہلے ہی وہ جلدی سے بولی۔"
صارم نے ایک گھوری سے نوازتے ہوئے اٹھا اور جا کر ڈور بند کیا۔
کیا کہنا ہے جلدی کہو" وہ باہر دوسرے پیشنٹ کو دیکھتا حیدر شاہ" ساحل شاہ کا انتظار کر رہا تھا، ساحل کے کہنے پر۔۔ کہ اچانک انوشہ اسکے پاس آئی اور اس سے کہا کہ جس لڑکی کو وہ لایا ہے وہ چیختی اسے بلا رہی ہے۔۔

صارم کو غصہ تو بہت آیا ایک بار دل کیا نظر انداز کر دے پر پھر اپنی ذمہ داری کا سوچ کر وہ اسکے وارڈ میں داخل ہوا جہاں وہ اپنے سپید گلابی پاؤں بیڈ سے نیچے لٹکائے جھلاتی ہوئی بیٹھی اسکا انتظار کر رہی تھی۔

اسے دیکھتے مسکرائی اور غرور تفاخر سے بولی کہ "مجھے یقین تھا تم "میری پکار پر ضرور آؤ گے۔
اسکی بات کا پس مطلب تو وہ سمجھ نہیں پایا پر اس سے بلانے کا مقصد پوچھا جس پر اسنے بیٹھ کر تحمل سے بات سننے کا آرڈر دیا۔۔
اسکے آرڈر دینے پر ایک ناگوار نظر اس پر ڈالتے ہوئے وہ جانے لگا کہ ایکدم وہ نرم پڑتی منت پر اتر آئی جسے دیکھتے صارم گہرا سانس کھینچ کر ابھی بیٹھنے ہی لگا تھا کہ ایک بار پھر اسکا حکم۔۔۔
اب کہو یا۔۔"وہ کچھ کہتے معاً آگے کا جملہ لبوں کی پکڑ میں قید کر گیا۔۔"
پر باذل کی توجہ اس پر نہیں تھی وہ سوچ رہی تھی بات کا آغاز کیسے کرے۔۔۔

تمہارا نام، ڈاکٹر صارم زیدی ہے؟؟؟"اسنے تمہید باندھی۔۔"
صارم کو اسکے دماغ پر شک ہوا۔۔

ڈاکٹر میرا پیشہ ہے صارم نام اور زیدی ذات ہے" اسنے جتاتے ہوئے سنایا جسے غور سے پہلی بار سن کر باذل جھینپ گئی۔ اسکے تیکھے نقوش میں جس انداز سے سرخی آئی تھی وہ منظر کافی دلکش مبہوت کر دینے والا تھا۔

پر صارم نے نظر بھر کر اس مغرور لڑکی کو نہیں دیکھا جانتا تھا وہ جانے پھر کن خوش فہمیوں میں قید ہو جائے گی اور پھر دماغی مریض تو اسے پہلے ہی لگتی تھی۔۔

میرا نام تو تم جانتے ہی ہو گے۔۔" اسنے گہرا سانس بھر کر خود کو پر سکون کیا۔ صارم سر ہلا گیا۔۔ اور اپنی چوڑی کلائی میں بندھی گھڑی کو دیکھنے لگا۔

اگر تعارف ہو گیا ہے تو میں جاؤں مجھے ایک پیشنٹ کو دیکھنا ہے۔" وہ کھڑا ہوتا بولا۔

باذل نے اسکی بات سنتے اسکے ایٹیٹیوڈ پر اپنی آئی برو اچکالی جو اسکی کرسٹل گرے آنکھ پر تلوار کی طرح تیز اور بل کھاتی ہوئی تھی۔

مجھے کچھ اہم بات کرنی ہے ڈاکٹر اپنے مریضوں سے بعد میں ملتے "
رہنا سٹوپڈ میں تمہیں اس ضائع وقت کا بل ادا کر دوں گی۔۔" وہ
چبا کر غصے سے سرخ ہوتی بولی۔۔
اسنے دیکھا تھا جب سے آیا تھا ایٹیٹیوڈ ہی بدلہ ہوا تھا اسکا۔
پر اسکی بات سے صارم کا چہرہ جانے کس احساس سے سرخ
ہوا۔۔۔

اپنے پیسے کا غرور اپنے تک رکھو بی باذل! تمہارے بل ادا کرنے کی "
ضرورت نہیں جہاں تم اس وقت بیٹھی ہو یہ توقیع ہاسپٹل
فری علاج مہیا کرتا ہے اور میں یہاں جاب پیسوں کے پیچھے
نہیں اپنے سکون کیلئے کرتا ہوں۔" اسنے امڈتا ہوا غصہ بمشکل ضبط کرتا
سپاٹ ہو کر اس پر جتایا۔۔

باذل نے الگ اسکی بات پر مٹھیاں بھینچ لی۔ اگر اسکے علاوہ کسی کو
جانتی ہوتی، یا اسکے علاوہ کوئی اس جیسا بیوقوف بزدل لگا ہوتا تو کبھی اسکی
اتنی نا سنتی بلکہ سنا کر یہاں تھوک کر چلی جاتی۔۔۔

اوکے ریلیکس تم بیٹھو مجھے بات کرنی ہے۔"معاً وہ اپنا لہجہ"
خلاف عادت نرم کرتی بولی اور اپنے بالوں کو جھٹکا جس سے اسکی گرے
شیڈوز والے بال لہرائے۔
اور پھر سلکی ہونے کی وجہ سے اپنے اصلی روپ میں آ گئے۔

شاید اسے اپنے حسن کا اندازہ تھا تبھی اتنی مغرور تھی۔صارم ایک
سانس اندر کھینچتا ہوا واپس چیئر پر بیٹھ گیا اور اسکے بولنے کے
منتظر ہوا۔باذل اس پر ایک سرسری نظر ڈال کر بات کا آغاز
کرنے لگی۔

تم شادی کب کرو گے؟ آئی مین کہ تمہارا شادی کے متعلق کیا پلان"
ہے؟؟؟"وہ اس سے بولی۔اور ساتھ ہی چہرہ دیکھنے لگی۔۔۔

صارم نے حیرت سے جھٹکے سے اسکا چہرہ دیکھا۔۔
پہلے تعارف اب اتنا پرسنل سوال اور وہ بھی بلیک مین سے؟
یہ بات کیا ہضم کرنے والی تھی۔۔؟

مجھے تمہارے دماغ پر پہلے شک تھا۔" وہ سرخ ہوتا غصے سے بڑبڑا کر" اٹھا۔۔ اسکا ارادہ یہاں سے جانے کا تھا۔ جان گیا تھا کہ اب دوسرے پلان سوچا ہوگا تضحیک کرنے کا۔۔

پر اسکے ایک قدم اٹھانے سے پہلے ہی وہ جھٹکے سے اپنی جگہ چھوڑ کر اسکے انتہائی پاس آئی کہ دونوں کی خوشبو آپس میں الجھ گئیں۔۔
اور اپنی ٹانگ اسکی ٹانگ میں الجھا کر اپنا شولڈر اسکے سینے پر پوری قوت سے مارتے اسے پیچھے چیئر پر دھکا دیا۔۔
صارم اس نازک سی افتاد پر بوکھلا کر کچھ سمجھتا اس سے پہلے ہی اپنے گلے سے اسکارف کھول کر باذل نے گھوم کر اس اسکارف کی مدد سے کس کر صارم کو چیئر پر باندھ دیا۔۔۔

تم جیسے مینسنے لوگوں کو جانتی ہوں ایسے عزت راس نہیں آتی تم لوگوں" کو۔۔" وہ اسکے سامنے کھڑی ہانپتی ہوئی بولی۔

ٹخنوں کو چھوتی ریڈ شرٹ اور بلیک پینٹ میں وہ ملبوس بوب کٹ بالوں والی لڑکی اسکے سامنے تھی اور صارم تو ابھی حیرت میں

اپنے سینے کے گرد جکڑے اس اسکارف کو دیکھ رہا تھا کہ یہ حقیقت ہے۔

وہ چٹکی بھر لڑکی اس باندھ کر اب اسکے سامنے کھڑی تھی۔

واٹ از ڈس باذل شاہ؟؟؟" وہ غصے سے غرایا۔"

اوشٹ اپ! ابھی منہ بند رکھو!" وہ اسکے غصے کو خاطر میں" لائے بغیر جھڑک کر بولی۔

دیکھو ڈاکٹر مجھے زیادہ بحث نہیں کرنی اگر تم چاہتے ہو ہمارے اس" سین کو تمہارے دوسرے ڈاکٹرز نا دیکھیں تو سیدھے سیدھے بتاؤ کب شادی کر رہے ہو؟" وہ خونخوار تیوروں سے بولی۔

صارم تو جتنا شاکڈ ہوتا اتنا کم تھا کہ وہ ابھی اس لڑکی کو بیہوش اٹھا کر لایا تھا، اور اسکا علاج کیا۔۔

بدلے میں وہ اسے باندھ کر بیٹھی تھی۔۔۔

کچھ دیر وہ اسے گھورتا رہا اور باذل جانتی تھی کہ وہ ایسے جواب نہیں دیگا۔۔۔

اب بتاؤ گے یا کاٹوں تمہاری شہ رگ ؟" وہ قریب آتی اسکی شہ "
رگ پر سیزر رکھ کر بولی۔ ایک بار پھر اسکے وجود سے اٹھتی ہوئی خوشبو
صارم زیدی کی نتھنوں سے ٹکرائی۔۔۔

ابھی کوئی ارادہ نہیں۔" اسنے ضبط کرتے ہوئے جواب دیا ورنہ اسکا چہرہ "
سرخ تھا اور سر چیئر کی پشت پر ٹکا ہوا تھا۔

گڈ! ویری گڈ! اب دوسرا جواب کوئی جی ایف یا لوشو ہے ؟؟؟" وہ خوش "
ہوئی۔۔۔
صارم کی سمجھ سے باہر تھا کہ اچانک اسکی ہر وقت تذلیل کرنے
والی کو کیوں اسکی لائیف میں انٹرسٹ ہونے لگا۔

شٹ اپ !" وہ اسکے سوال پر بھڑک اٹھا۔"
باذل کھکھلا اٹھی "ویری گڈ! مجھے تم دیکھنے میں ہی کوئی پارسا ٹائیپ عورت کی
" طرح لگتے ہو جو خود کو سمٹ سمٹ کر رکھے ہاہاہاہا
شٹ اپ اور اسکے تاثرات سے یہی مطلب اخذ ہو رہا تھا کہ اسے
یہ دونوں پسند نہیں آئے۔۔

وہ دکھنے میں ہی پارسا لگتا تھا اسے کہ اظہار کیے بغیر نہیں رہ پائی۔۔

اچھا پوائنٹ پر آتے ہیں" وہ پر سکون ہوتی بولی۔۔"
صارم نے اسے دیکھا
دیکھو بلیک میں مجھے تمہاری ہیلپ چاہیے کیا تم کرو گے؟؟؟" وہ"
آنکھیں پٹپٹا کر معصومیت سے بولی۔
صارم نے غور سے اسکا چہرہ دیکھا۔۔
یہ کون سا طریقہ ہے ہیلپ لینے کا؟؟" اسنے غصے سے ابرو"
اٹھائی۔۔ اسکے اشارہ اسکے قریب آنے سیز رشہ رگ پر رکھنے اور
باندھنے کی طرف تھا بادل بھی اسکے اشارے کی طرف دیکھا۔ اور
صارم نے عارضوں پر گری اسکی جھکی گھنی پلکوں پر۔۔

اسے دفع کرو تم جواب دو کرو گے میری ہیلپ؟؟" وہ اسکی فضول بات کو"
اگنور کرتی بولی
صارم کچھ دیر اسکے چہرے کو دیکھتے چھت کو گھورنے لگا۔۔

ابے مر گئے کیا ڈاکٹر؟؟؟" اسکے گال پر آہستہ تھپڑ مار کر اسنے
ہوش دلایا۔۔ڈر بھی گئی تھی۔۔ یہ بھی ڈر تھا کہ کوئی آنا جائے۔
اسکے چھونے سے صارم کے ماتھے پر بل آ گئے۔۔۔
تم پہلے دور جاؤ پھر بات کرو۔۔" اسنے پیچھے جانے کا اشارہ دیا۔۔۔"
باذل کو اس پر سخت غصہ آیا۔۔

میں تمہاری نوکر نہیں جتنا کہا ہے اسکا جواب دو۔۔" وہ ضدی لڑکی"
تھی غصے سے بولی۔۔
وہ بھی کہہ سکتا تھا کہ اسنے ٹھیکا نہیں اٹھایا اسکی ہیلپ کا۔پر جاننا
چاہتا تھا کہ اس سب کی وجہ کیا ہے۔۔

اچھا بتاؤ۔۔۔" اسنے اجازت دی۔۔۔اور اسکی آنکھوں میں"
دیکھا۔۔۔
باذل کے لبوں پر گہری مسکراہٹ آ گئی تھی۔
دوستی کرو گے مجھ سے؟؟؟"جو ہیلپ اس سے لینا چاہتی تھی اسکے"
لئے اس سے اچھی شروعات کرنا ضروری تھی۔۔

پر صارم نے ناگواری سے نظریں پھیر لیں۔۔
باذل کا چہرہ توہین سے سرخ ہو گیا۔۔ زندگی میں پہلی بار اسنے ایسے انسان کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا جس کو دوبارہ پلٹ کر دیکھنا نا چاہتی بلکہ اس میں کسی قسم کا انٹرسٹ بھی نا ہو۔۔۔
اوہ تمہارے ہاتھ تو بندھے ہوئے ہیں۔۔ "اسنے ہنس کر کہا اور اپنی" شرمندگی مٹانا چاہی۔۔
اسکی کھوکھلی ہنسی پر صارم کے لبوں کے گوشوں میں مہم سی مسکراہٹ آ گئی۔۔۔

"کیا تم مجھ سے کانٹریکٹ میرج کرو گے؟؟؟"
دیکھو ہم ایک دوسرے کو کچھ نہیں دیں گے نا تم مجھے نا میں تمہیں۔۔"
بس چھوٹی سی ہیلپ کر دو مجھ سے نکاح کر کے ڈیڈ کو شادی کا پروو دو اور جب رخصتی ہو گی نا تو ہم الگ الگ ہوں گے پر سب کے سامنے ہیپی شو کریں گے اسکے بعد ہنی مون پر امریکہ چلیں گے۔۔
تم یہاں سے تب تک چھپا کر طلاق کے پیپر زریڈی کر دینا اور پھر ساتھ وہاں چلیں گے وہیں میں تم سے طلاق لے لوں گی بس اتنی سی ہیلپ کر دو۔ میں یہاں تمہارے علاوہ کسی کو نہیں جانتی۔۔ اور ڈیڈ

کی شرط ہے کہ یہاں سے اگر جانا ہے تو کسی مسلمان اچھے انسان سے شادی کر کے جانا ہے۔۔ اسکے علاوہ مجھے تم میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے نا ہی ہو سکتا ہے ایسی کوئی خوش فہمی دل میں مت رکھنا میرے نزدیک تم صرف ایک بلیک میین ہو۔۔" وہ اپنی بات کہہ کر سیدھی کھڑی ہوئی اور اب صارم کے چہرے کے تاثرات دیکھنے لگی۔ جو کہ انتہائی ناپسند خطرناک ہوتے جا رہے تھے۔۔

اوکے فائن اگر تم نہیں کر سکتے تو تم اپنے بھائی کو کہو وہ میری ہیلپ " کرے سمپ۔۔۔۔۔۔

"چٹاخ"

اسکی ابھی آدھی بات منہ میں ہی تھی کہ صارم زیدی جھٹکے سے اسکی کمزور بندھی گڑھوں کو کھول کر اٹھا دوسرے ہی لمحے اسکے گال پر نشان چھوڑ دیے۔۔

سر پر آئے زخم اوپر سے جس نے مرہم لگایا اسکا ہی اچانک تھپڑ باذل کا سر گھوم گیا۔۔۔

وہ سن پڑتی سکتے میں آ گئی، ششدر تھی صارم زیدی کے تھپڑ مارنے پر وہ بھی اسے باذل شاہ کو جسکے باپ نے اسے آج تک ناگوار نظروں سے نہیں دیکھا تھا۔۔ اور اسنے تھپڑ مار دیا اسے۔۔

میں اب تک تمہاری باتوں حرکات کو بچی سمجھ کر اگنور کر رہا" تھا مجھے لگانا سمجھ ہو معصوم ہو نادان ہو۔۔

پر مجھے معلوم نہیں تھا کہ جسے میں نادان معصوم بچی سمجھ رہا تھا وہ اس قدر گری ہوئی سوچ کی مالک ہے۔۔ ایک مفاد پسند، تکبر میں گھری ہوئی ہے

تم کیا مجھ میں انٹرسٹ رکھو گی باذل شاہ یہ جس سفید رنگ کا غرور ہے تمہیں میری نظر تم ایک انتہائی بیوقوف لڑکی ہو۔۔۔ تم سے بڑھ کر میرے گھر میں میرے بہن بھائی ماں باپ حسین ہیں تم تو کچھ نہیں میری نظر میں۔۔

جس طرح کا تمہارا انداز ہے اب تک میں تمہیں ہزاروں تھپڑ سے نواز چکا ہوتا پر مجبور ہوں کیونکہ میرے ماں باپ نے ہمیں ہمیشہ عورت ذات کی عزت کرنا سکھائی ہے۔۔

تمہاری بھی اب تک میں عزت کرتا آیا تھا پر کہتے ہیں نا
عزت سب کو راس نہیں آتی۔۔
تمہارے ساتھ بھی وہی معاملہ ہے۔۔ تم اور تمہاری ذات میں مجھے
خاک کے ذرے جتنا بھی انٹرسٹ نہیں۔
ہو گی تم حسین پر میرے سامنے اب تک جو تمنے اپنا آپ شو کیا
ہے اس نظریے سے تم ایک بدصورت دل کی مالک ہو۔۔۔
تمنے نکاح جیسے پاک رشتے کا بھی مذاق بنانا چاہا افسوس ہے مجھے تمہاری
ذہنیت پر۔۔
لگتا ہے تم نے اپنے ماں باپ کی تربیت، قرآن کو بھی دل پر سوار ہونے
نہیں دیا۔ زندگی کی رنگینیوں کے پیچھے بھاگنا بد کرو بیوقوف لڑکی یہ
شہد سے زیادہ میٹھی زہر سے زیادہ خطرناک ہے۔
اگر ایسا کچھ کرنا ہے تمہیں تو میری مانوں کسی کاٹھ کے الو سے یہ کام
کروالو۔۔۔ نا نکاح کی توہین نا تمہیں تمہارے کچھ کھونے کا افسوس۔۔
باقی میرے نزدیک معاف کرنا مس باذل شاہ تم دنیا کی آخری
لڑکی ہوتی تو بھی میں تمہیں دیکھنا گوارہ نہیں کرتا۔۔

جو ہمسفر کا خاکہ میرے دماغ میں ہے، جس سے میں یہ پاک بندھن باندھوں گا پہلا اور آخری وہ کم از کم تمہاری سوچ سے لیکر تمہاری صورت دل تک دور دور تک میل نہیں کھاتی۔۔

میرا معیار اتنا گیا گزرا نہیں کہ صارم زیدی تمہیں اس رشتے میں باندھے۔۔" وہ کہہ کر رکا۔۔۔

پھر کچھ توقف کے بعد دروازے پر کھڑے ہوئے بولا۔۔۔

اور ہاں میرے بھائی کے پاس جانے کی غلطی مت کرنا وہ میری طرح ایک تھپڑ سے نہیں نوازے گا بلکہ سیدھا تمہارے ماں باپ کے سامنے لے جا کر تمہارا یہ مکروہ چہرہ سب کو دکھائے گا۔۔

اسے صارم زیدی سمجھنے کی غلطی مت کرنا وہ صمصام زیدی ہے جو تم سوچ نہیں سکتی وہ کر کے دکھائے گا۔۔" وہ کہہ کر ایک نظر اسکے سرخ انگارہ آنکھوں چہرے پر ڈال کر مزید کہا

آئندہ کسی کو روم میں بلا کر ڈورلاک کرنے سے پہلے ہزار بار سوچنا" میڈم سب صارم زیدی نہیں۔۔۔" آخری الفاظ اسنے دراز ے پر

کھڑے ہو کر کہے اور جسے ہی باہر قدم رکھے کہ تبھی ہی سامنے سے آتے حیدر شاہ اور ساحل شاہ کو دیکھتے مروتاً اسے مسکرانا پڑا۔۔۔ مقابل وجود کی گرے آنکھوں سے اندازہ لگا گیا کہ وہ اسکے اپنے ہی ہیں۔۔

"!!السلام علیکم"

انکے پاس پہنچتے صارم ہاتھ بڑھایا جسے گرم جوشی سے حیدر شاہ نے اس لمبے چوڑے اوور آل پہنے کھڑے جوان کی گندمی رنگت بھوری آنکھیں سیاہ گھنے بال دیکھتے تھاما اسے حقیقت میں اس میں تقویٰ کی مشابہت نظر آئی۔۔۔

بہت خوشی ہوئی مجھے آپ سے مل کر ڈاکٹر صارم میری بیٹی کی زندگی" بچانے کیلئے میں جتنے تمہارے شکریہ کروں کم ہیں۔۔"حیدر شاہ نے اسکے ہاتھ پر دباؤ دیتے مشکور ہوتے کہا

کیسی باتیں کر رہے ہیں انکل میں تو بس وسیلہ تھا بچانے والی ذات اور" زندگی دینے والی تو وہ اوپر بیٹھی ہے بے نیاز۔۔ مجھے لگتا ہے انسان کو ان چھوٹے حادثوں سے سبق حاصل کرنا چاہیے"صارم نے نرمی اور اپنائیت سے کہا

حیدر شاہ نے کچھ چونکتے اسکے بات کرنے کے انداز لہجے کی پختگی نرمی کو دیکھا وہ بڑوں کے سامنے احترام عزت سے پیش آتا تھا کافی

"یہ ہمارا چھوٹا سا صوبر رحم دل ڈاکٹر ہے میں نے کہا تھا نا ماموں جان بہت پیارا نرم گو ہے۔" ساحل نے آگے بڑھتے اسکے کندھوں کے گرد بازو ڈالے صارم ہولے سے ہنس پڑا۔۔
حیدر شاہ نے مسکراتے ہوئے صارم کو دیکھتے ہوئے سر ہلا گئے۔

"معاً وہ کچھ کہتے تبھی باذل کی آواز گونجی۔" ڈیڈ!!
"آپ شاید مجھے دیکھنے آئے تھے!" اسنے خفگی سے کہا صارم نے آواز پر بے ساختہ نظریں اٹھا کر وارڈ کے ڈور سمیت دیکھا جہاں وہ اسکارف کا حجاب کچھ اس طرح سے باندھ کر کھڑی تھی کہ اسکا آدھا گال چھپ گیا تھا۔ پر اسکی سرخ ناک آنکھیں ظاہر تھی۔۔
ریڈر اسکارف میں اسکا ریڈ چہرہ نظریں ٹھٹھکانے والا تھا۔

میرا شہزادہ پہلے مسیحا کا شکریہ کرنا بھی تو ضروری تھا۔"انہوں نے" کہتے آگے بڑھ کر باذل کے گرد بانہوں کا حصار ڈال دیا اور اسکی پیشانی پر پٹی دیکھتے اسکے سر کو چومنے لگے دل سے لگا کر اپنے تڑپتے دل کو سکون بخشا۔

باپ کے سینے سے لگ کر اسنے آہستہ سے نظریں اٹھائیں اور خود کو دیکھتے ہوئے صارم پر ایک نظر ڈالتے ساحل شاہ کو مسکراتے ہوئے دیکھا۔۔۔

کیسی ہو گڑیا؟"وہ پاس آکر اسکے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔"
ڈاکٹر صارم نے ٹھیک کر دیا بہت شکریہ انکا۔مجھے ابھی کچھ دیر" پہلے بتایا تھا کہ میں غلط گاڑی ڈرائیو کر رہی تھی،ایگنسٹ آف رولز اسلئے یہ زخم اٹھانا پڑا آئندہ احتیاط سے چلاؤں گی تو ایسا نہیں ہو گا بہت اچھے ہیں یہ۔"وہ گہری مسکراہٹ سے بولتی اپنے باپ کے کوٹ پر انگلی پھیرنے لگی۔

حیدر شاہ حیران ہوئے باذل کی بات پر، زندگی میں پہلی بار انکی بیٹی کوئی اپنی غلطی مان رہی تھی یہ احساس کافی خوش کن تھا پر کچھ ایسا بھی ضرور تھا کہ وہ چونکے بغیر نہیں رہ سکے۔۔

ساحل نے مسکراتے صارم کو دیکھا جو کہ اب سنجیدہ کھڑا تھا ساحل کے دیکھنے پر مسکرایا۔
اسے سمجھ نہیں آیا وہ جھوٹ کیوں بول رہی ہے اسنے تو ایسا کچھ نہیں کہا، وہ تو بلکہ اسکے واویلے شقر شرابے کے انتظار میں تھا۔۔
پر الٹا وہ اسے اچھا ثابت کر رہی تھی حالاں کہ اسکی نظر میں وہ برا کمتر تھا۔۔

ایک بار پھر بہت شکریہ آپکا بیٹے، میری زندگی بچانے کیلئے۔" کبھی وقت ملا تو ضرور آپ سے اور آپکے ڈیڈ سے ملنے آؤں گا۔ ابھی چلتا ہوں اسکی مام بہت پریشان ہیں۔" وہ باذل کی پیشانی چومتے ہوئے صارم سے الوداعی مصافحہ کرنے لگے۔

شکریہ کی کوئی بات نہیں انکل شکریہ کرنا ہے تو رب کا کریں۔ان"
شاءاللہ ضرور ملیں گے دوبارہ آپ سے مل کر بہت اچھا لگا۔۔
کبھی آئیں نا فیملی کے ساتھ ہمارے گھر روحا سسٹر اور آنٹی کو سلام دیجئے گا ہم سب کی طرف سے۔
ڈیڈ بھی کچھ گھنٹے پہلے گئے ہیں یہاں سے ورنہ یہیں ہوتے ہیں صبح کے وقت۔"حیدر شاہ نے اس ہاسپٹل کی عمارت پر نظر ڈالتے متاثر ہو کر صارم کا کندھا تھپتھپایا۔۔۔

پرائیوٹ ہے؟؟"انہوں نے پوچھا۔"
جی نہیں وہ الگ ہے چھوٹا سا ہے،، یہ توقیع میری بہن کے نام سے"
فری علاج کیلئے ہے ہاسپٹل ڈیڈ مام میں ہم تینوں ہاف ہاف ٹائم یہیں جاب کرتے ہیں۔"صارم نے تفصیل کہا۔۔

باذل سر جھکائے گہری سوچوں میں تھی۔۔
"ماشاءاللہ یہ تو تقویٰ صائم نے بہت اچھا کام کیا ہے۔"
جی ماشاءاللہ! دوہا سپٹل ہیں شاید آپ جانتے ہوں ایک گاؤں"
میں ہے نانوں جان کے نام سے دوسرا یہاں توقیع کے نام سے ہے

دونوں فری ہیں۔" ساحل حیدر شاہ کے ساتھ وہ چلتا مدھم آواز میں بولا۔۔

ماشاءاللہ ماشاءاللہ۔۔"حیدر شاہ متاثر ہوئے بغیر نا رہ سکے۔"

وہ باتیں کرتے اپنی گاڑی کے پاس پارکنگ میں آ گئے صارم بھی ساتھ تھا انکے۔

صارم انہیں اسرار کیا تھا چائے پانی کا پر انہوں نے انکار کر دیا۔ بلکہ صارم پر ادھار ڈال دی وہ ہنس کر یہ ادھار اپنے کندھوں پر اٹھا چکا تھا۔

ساحل صارم سے ملتا ایک بار پھر اسکا شکریہ کر کے گاڑی میں جا بیٹھا۔۔ اور کچھ دیر میں گاڑی سب سے پہلے نکلی۔۔

اسکے بعد حیدر شاہ بھی اس سے مل کر اپنی گاڑی میں آئے۔۔

ایک منٹ ڈیڈ میں ڈاکٹر صاحب کا شکریہ کر لوں۔۔"باذل" نے جھک کر ونڈو سے اپنے ڈیڈ سے کہا انہوں نے مسکراتے سر ہلا کر اجازت دی۔۔

یہ خوشی انہیں بہت تھی اپنی بیٹی کے بدلے رویے کی۔۔

ڈاکٹر صاحب کا معیار!!" صارم کے مقابل آتی وہ استہزائیہ "
مسکراتی ہوئی بولی۔۔
صارم نے اسے دیکھتے نظریں گھمائیں۔۔۔

بہت پچھتاؤ گے ڈاکٹر اس تھپڑ پر، بہت پارسا، مولوی قسم کے "
آدمی ہونا۔۔ میں چاہوں ابھی تمہارا سیاہ چہرہ بے نقاب کر سکتی
ہوں اپنے ڈیڈ کے سامنے کہ تم نے انکی بیٹی پر ہاتھ اٹھایا۔۔
پھر تمہاری اچھائی مسیحائی کا ڈھونگ سامنے آجاتا۔۔
پر نہیں خوش نصیب ہو کہ باذل شاہ ایسا نہیں کرے گی۔ بلکہ میں تو
چاہتی ہوں کہ ڈیڈ کے سامنے انکے ہونے والے داماد مکروہ چہرہ چھپا
رہے۔۔
میں تم سے شادی بھی کروں گی، امریکہ بھی جائیں گے ہنی مون پر وہیں
طلاق بھی ہو گی۔۔
پر تب تک میں تمہاری زندگی تہس نہس ضرور کروں گی صارم زیدی
تم بس اب دیکھتے جاؤ تمہارے پارسا خاکے کی دھجیاں بکھیر دوں
گی۔۔۔

تمہیں معلوم ہے اگر میں ایک اشارہ کرتی تو جانے کتنے ایسے آجاتے، پر نہیں میں یہ کانٹریکٹ میرج کروں گی تو صرف اور صرف ڈاکٹر صارم زیدی سے۔۔۔

تمہارے معیار تمہارے خانے کے، تمہاری ہمسفر کی پسند کی دھجیاں باذل شاہ بکھیرے گی جسٹ ویٹ اینڈ واچ۔۔" وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر چبا چبا کر ایک عزم سے بولتی صارم کو حیران کر گئی۔۔۔

سی یو بلیک ہنی! یاد سے رشتے کیلئے بھیجنا ہونے والی ساسوں ماں سسر جی" کو۔۔" آنکھ دبا کر اسنے کہا اور ہنستی ہوئی سیدھا جا کر اپنے باپ کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔۔۔

پیچھے وہ ضبط سے سرخ مٹھیاں بھینچے کھڑا تھا۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

سن رہی ہو اس دن وہ اسے بری لگ رہی تھی ضمانت کے طور چاہیے"
تھی اور آج اس سپوت کو اس سے محبت ہو گئی ہے اور اس سے
"شادی کرنا چاہتا ہے۔۔
گھر آکر اپنے بیٹے کا وہی مطالبہ اس بار سارے گھر کے افراد کے
سامنے سنتے صائم زیدی نے غصے سے اپنی بیوی کو مخاطب کیا۔۔
تقویٰ نے سنتے گہرا سانس بھرا، صارم سر جھکائے بیٹھا تھا کبھی
باپ کو دیکھتا تو کبھی بھائی کو۔۔ کب سے دونوں کے بیچ تکرار چل رہی
تھی۔۔
صام کا ارادہ ہر گز پیچھے ہٹنے کا نہیں تھا، اور اسکے باپ کے دل میں بیٹے کے
ارادوں سے خوف اتر آیا۔۔

جب آپ سب کو اتنا یقین ہے کہ دریاب میری بہن کو ہمیشہ"
خوش رکھے گا تو آپ لوگ کیوں ڈر رہے ہیں؟؟ میں بھی تو اسے خوش
رکھوں گا، آپکو آپکی تربیت پر یقین نہیں یا اپنے بیٹے پر؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ
آپ کو گارنٹی ہی نہیں کہ دریاب توقیع کو خوش رکھے گا، کہیں اسکی
وجہ سے عرشیہ کی زندگی ناخراب ہو۔۔

مطلب میں یہ سمجھوں کہ آپ لوگوں کو اپنی بیٹی عزیز نہیں بھائی "کی بیٹی عزیز ہے اسکی فکر ہے؟؟

وہ صمصام زیدی تھا بات کی خال اتارنے والا۔ جب بات بہن پر آئے وہ چھوڑنے والا نہیں تھا۔

ایسا کچھ نہیں ہے۔۔ ہمیں اپنی بیٹی عزیز ہے ایسی بدگمانی والی باتیں مت " کرو صمام، ہمیں بس تمہارے غصے سے ڈر ہے۔ زندگی بتانی ہے دونوں کو جب دو برتن آپس میں ٹکراتے ہیں آواز تو اٹھتی ہی ہے۔ کچھ وقفے بعد وہی برتن اسی کچن میں خاموش ہوتے ہیں۔۔

اور ہم نہیں چاہتے اس آواز کو سن کر تم دوسرے برتن توڑنا پھوڑنا شروع کر دو۔

تم ہماری بات سامنے رکھ لکھ لو اپنے ماں باپ سے ہی مثال لے لو تم لوگ خود کہتے ہو آپ دونوں کے بیچ لیلیٰ مجنو والا پیار ہے پر پھر بھی جانتے ہو گے زبان گوئی ہمارے بیچ بھی ہوتی ہے کبھی میں درگزر کرتا ہوں کبھی میری بیوی۔

تمہاری مام ناراض ہو کر اپنے بھائی کے پاس بھی گئی ہے پر تمہارے ماموں نے اپنی بہن کو سمجھایا بلکہ مجھے بھی سمجھاتے ہم دونوں کو ساتھ جوڑ کر رکھتے ہمیں احساس دلاتے پاک رشتے کا۔۔

ہمارے بیچ کوئی بڑی جنگیں نہیں ہوتی تھیں بس پیار محبت والی خفگیاں ہو جاتیں تھیں اور بھائی کا گھر پاس ہونے کی وجہ سے تمہاری مام مجھے سزا دینے کیلئے لاڈ سے بھائی کے پاس پہنچ جاتی۔۔

پھر انہیں معاملہ معلوم ہوتا تو وہ ہمیں بلا کر ساتھ بیٹھا کر سمجھاتے۔۔

اگر اسی جگہ دانیال خان اگر گن کلہاڑی اٹھا لاتے تو کیا یہ رشتہ اب تک یونہی قائم ہوتا؟

یہ سب بتانے کا مقصد میرا یہی ہے کہ کچھ ٹھنڈے دماغ سے سوچو۔ دریاب جتنا کول نیچر ہے میری بیٹی بھی اس قدر میچور سمجھدار عقل مند ہے مجھے امید ہے اللہ پاک انہیں آباد رکھے گا۔۔

پر خدانخواستہ اگر کوئی زبان گوئی آپس میں ہو جاتی ہے اور توقیع جانتے ہو بھائیوں کی لاڈلی ہے تم لوگوں کے پاس آجاتی ہے۔ صارم سے مجھے امید ہے کہ وہ معاملہ سلجھائے گا کیا میں تم سے یہی توقع رکھوں؟ یا تم بدلے میں اسکی بہن کو ہرٹ کر کے بھیج دو گے؟" صائم زیدی نے بیٹے کو اچھی طرح سمجھایا۔۔

وہ خاموش بیٹھا قالین کو گھور رہا تھا۔۔

دیکھو صام میرے بچے کسی غصے یا ضد میں ایسے مت کہو اگر ایسا ہے" تو میرے شہزادے ہمیں بتا دو، تم خود سوچو کیا عرشیہ کا حق نہیں خوشیوں پر؟ دلاور نے جو کچھ کیا بیٹا وہ اسکا عمل تھا پر ان دونوں کا تو کوئی قصور نہیں نا۔۔

دریاب ہماری آنکھوں کے سامنے پل بڑھ کر جوان ہوا ہے اسکا کردار تمہارے سامنے ہے۔

اسے تمہاری بہن پسند آئی تو اسنے اپنی فیملی کو بھیج دیا کوئی غلط برا طریقہ تو نہیں اپنایا نا؟ وہ بہت اچھا ہے یقین مانو بہت خوش رکھے گا ہماری توقیع کو۔۔

توقیع ہماری بچی ہمارے وجود کا حصہ ہماری اکلوتی بیٹی ہے تم خود سوچو کیا ہم اسکے لئے غلط فیصلہ لے سکتے ہیں؟" تقویٰ اپنے بیٹے کے پاس صوفے پر بیٹھتیں سامنے بیٹی کو دیکھ کر بیٹے سے بولیں۔۔

اپنے رشتے کی بات سنتے پاس بیٹھی توقیع کا چہرہ سرخ پڑ گیا، اسنے جھجھک کر نظریں ایل ای ڈی پر ٹکا دیں۔۔ جہاں نیوز چل رہی تھی۔۔

میں سمجھ گیا ہوں، بلکہ دریاب سے بات بھی کر لی ہے۔۔ اور میں" اپنی ہر غلط بکواس کیلئے دل سے معافی چاہتا ہوں جانے کیسے وہ سب کچھ میرے منہ سے نکل گیا۔۔

میں ایسا کچھ نہیں چاہتا میں بس عرشیہ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔۔۔" صام نے دونوں ماں باپ کی سنتے ہوئے کہا۔

صارم کو ہنسی آ گئی۔۔ اگر ایسا نا کرتے تو انہیں آج اتنے پاپڑ بیلنے نا پڑتے۔۔ خوامخواہ غصے میں اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار دی تھی۔۔۔

مام میں خود چاہتی ہوں عشی ہمارے گھر آئے پلیز مام بھائی اچھے ہیں" ڈیڈ بیلیو ہِم۔۔" توقیع اپنی ماں سے کہتی اپنی جگہ چھوڑ کر اپنے ڈیڈ کے پہلو میں آ کر بیٹھتی منت کرنے لگی۔۔

توقیع ٹھیک کہہ رہی ہے ڈیڈ غلطی ہو جاتی ہے انسان سے۔۔" جب بھائی عرشیہ سے معافی مانگ چکے ہیں اسکے کچھ نا جانتے ہوئے بھی بھائی نے معافی مانگی اور عرشیہ نے معاف کر دیا تو سب ٹھیک ہے نا ڈیڈ۔" صارم بھی میدان میں آ گیا توقیع کافی خوش ہوئی۔۔

یس مام ڈیڈ آپ میری شادی کروا رہے ہیں اپنی پسند سے آپ نے" پہلی کروائی میں نے اف نہیں کیا کیونکہ مجھے معلوم ہے آپ دونوں کا فیصلہ غلط نہیں ہوگا میرے لئے۔۔۔

صرف ایک خواہش ہے پوری کر دیں۔۔

میری خواہش ہے کہ میں یہاں ہو کر اپنے دونوں بھائیوں کی شادی دیکھوں پلیز ڈیڈ ایسا کریں نا پہلے صام بھائی صارم بھائی کی شادی کروائیں۔۔۔"معاً توقیع اپنی ماں باپ سے التجائیں کرنے لگی۔

صائم زیدی نے بیٹی کی فرمائش سنتے مقابل بیٹھی بیوی کو دیکھا، انہوں نے بھی سن لیا تھا اور اب ایک دوسرے کو دیکھتے توقیع کے جھکے سر کو دیکھ رہے تھے۔۔

صام نے متبسم نظروں سے اسے دیکھا۔جیسے جادوگر کی جان طوطے میں ہوتی تھی ویسے ہی صمصام زیدی کی جان توقیع زیدی میں تھی۔۔

میں اب زیادہ صفائیاں نہیں دوں گا، اگر آپ لوگوں کو مجھ پر یقین ہے تو"
ٹھیک ہے اگر نہیں تو خوش رہے جہاں بھی رہے وہ" صمصام کہتا ہوا اٹھ
کھڑا ہوا پر صائم زیدی نے اسے واپس بیٹھا دیا۔۔۔
یقین ہے تم پر صمصام زیدی کیونکہ تمہاری تربیت ہمنے کی ہے۔۔ پر یاد رکھنا اگر"
یہ یقین ٹوٹا ہمارا تو اپنے ڈیڈ کا اس دن مرا ہوا منہ دیکھو گے تم۔۔" انہوں
نے اپنے مخصوص سخت لہجے میں کہا سب کو تڑپا گئے۔۔۔

صمصام خاموش انہیں دیکھنے لگا اور توقیع صارم بھی خفگی سے اپنے ڈیڈ
کو۔۔ البتہ تقویٰ خاموش تھیں۔۔

میں نے تم تینوں کی پرورش میں کبھی کمی نہیں کی، جو محبت مجھے ماں"
باپ سے نا مل سکی میں نے اس سے ڈبل ٹرپل تم تینوں کو دی ہے
بلکہ میری بیوی نے بھی۔۔
بہت وقت لگا ہے مجھے عزت مقام حاصل کرنے میں، اور
میں امید کرتا ہوں میرے بچے وہ تہس نہس نہیں کریں گے نا ہی
میری تربیت پر حرف اٹھنے دیں گے۔۔۔

دوسرا ہم اپنی بیٹی کی خواہش کا احترام کرتے ہیں اور اسکی اس خواہش کو قبول بھی کرنے کی رب سے پوری دعا کریں گے۔۔۔۔

ان شاءاللہ کل پرسوں ہم مل کر آپ کی بڑی بھابھی اور ہمارے بڑے بیٹے کی بیوی ہماری لاڈلی بہو کا رشتہ مانگے گے اور پھر تھوڑی بہت تمہاری صارم بھی کیلئے بھاگ دوڑ لگائیں گے پر آپکا ڈیڈ یہ خواہش آپکی ضرور پوری کریں گے۔"صائم زیدی نے کہتے توقیع کو سینے سے لگالیا وہ خوشی سے یاہو کہتی اپنے باپ کے سینے میں سے چمٹ گئی اور انہیں تھینکس کہنے لگی۔۔۔

صمصام نے ریلیکس انداز میں بازو صوفے کی پشت سے ٹکا دیئے صارم صائم زیدی سے آج حیدر شاہ سے اپنی ملاقات کا بتا رہے تھے

تقویٰ نے مسکراتے ہوئے اپنے شوہر کو دیکھا اور پر سکون ہو گئیں کیونکہ جانتی تھیں انکے فیصلے غلط نہیں ہوتے۔۔۔وہ ہمیشہ اپنے شوہر کے ہر فیصلے میں انکے ساتھ تھیں جیسے آج بھی۔۔

انہوں نے فیصلہ سنایا تقویٰ نے مسکراتے ہوئے اجازت دی تھی۔

....★☆☆☆☆☆★....

ایگزام میں کچھ دن ہونے کی وجہ سے اسنے اپنی مینٹلی ڈسٹربنس کو دیکھتے ہوئے اکیڈمی جوائن کی ہوئی تھی۔ پڑھ تو وہ صام سے یا صارم سے بھی سکتی تھی پر وہ پہلے ہی تھکے ہوئے ہوتے تھے اسلیے ان سے کہنے کے بجائے اسنے سیدھا اکیڈمی کا کہا تھا اپنے بھائیوں سے۔

ڈیڈ کے مشورے کے بعد صام نے اسے ایک اچھی اکیڈمی میں ایڈمیشن لیکر دیا تھا۔ توقیع نے تو عرشیہ کو کہا تھا پر اسنے منع کر دیا تھا۔

وہ یونی سے آکر نماز پڑھتی، اور گھر میں اکیلی ہونے کی وجہ سے ملازمہ سے ملکر اپنا لنچ تیار کرتی اور کھا کر بعد بیگ لیکر اکیڈمی آجاتی تھی۔ اور وہاں سے پانچ بجے گھر کیلئے روانہ ہو جاتی تھی۔۔ کبھی دیر سویر ہوتے انہیں اکیڈمی میں نماز کیلئے جگہ دیتے تھے وہ اور دوسریاں لڑکیاں وہاں نماز ادا کر لیتی تھیں۔

وہ اس وقت بھی گھر کیلئے روانہ ہو رہی تھی کہ اچانک بیچ سڑک پر اسکی گاڑی اچانک رک گئی تھی۔

"اللہ اللہ ادے کیا ہوا؟"

توقع سخت پریشان ہوتی گاڑی کو کتنی بار اسٹارٹ کرنے کی کوشش کر چکی تھی پر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ وہ اسٹارٹ ہوتی پھر بند ہو جاتی۔۔

گاڑی سائیڈ بھی نہیں ہو رہی تھی کہ وہ سائیڈ کر کے کچھ چیک ہی کر لے۔۔

پریشان ہوتی وہ لب دانتوں میں دبا کر گاڑی کا ڈور کھولے باہر آئی۔ اسنے سوچا تھا اگر اس سے کچھ نا ہوا تو وہ صام بھائی کو کال کر لے گی۔

پر یہاں کسی سے مدد نہیں لے گی یہ اسنے سوچ لیا تھا، اور نا ہی اسے یہاں زیادہ دیر رکنا تھا کیونکہ راستے پر گاڑیاں کافی کم تھیں۔

اور حادثات کا بھی کوئی بھروسہ نہیں کب کسی کے ساتھ ہو لناک پیش آجائیں۔ اور اس کے ساتھ تو مسلسل پیش آرہے تھے۔ وہ ڈور ان لاک کر کے باہر آئی آس پاس دیکھتے ہوئے اسنے آگے بڑھ کر گاڑی کا بونٹ اٹھائے اسے دیکھنے لگی۔

وہ آج بھی نقاب عبایا پہنے ہوئے تھی۔ راستے سے اکا دکا گاڑیاں گزر رہی تھیں، اسنے شروع دن سے اس پر سکون راستے کا انتخاب کیا تھا، پہلا، تو وہ بیس منٹ کی ٹھیک ڈرائیونگ سے اپنے گھر ہوتی تھی دوسرا زیادہ ٹریفک نا ہونے کی وجہ سے اسے مشکلات کا سامنہ بھی نہیں کرنا پڑتا تھا، اور نا ہی کوئی ایرے غیرے اسے راستے میں آتے تھے

جیسے یونی سے نکلتے ہوئے کتنے اپنی ماں بہنوں کو بھول کر پرائی ماں بہن کو تکنے تولنے آجاتے تھے۔۔

یونی کے اندر موجود طالبات کی جرات نہیں ہوتی تھی کہ وہ اسکی یا عرشیہ کی چھیڑ چھاڑ کریں، یونی کے باہر آئے لوفروں آوارہ لڑکے گاڑیوں کی طرف بڑھتے تھے پر وہ نکل جاتی تھیں البتہ جو غریب لڑکیاں تھی وہ امیروں کے بگڑے نواب زادے، اور راستے کے لوفروں کو بھی جھیلتی تھیں۔

چھوٹا سا مسئلہ تھا تار کا جس وجہ سے گاڑی رک رک کر اسٹارٹ ہو رہی تھی، وہ دیکھ کر مطمئن ہو گئی تھی کیونکہ وہ ٹھیک کر سکتی تھی صارم بھائی نے اسے تھوڑا بہت سیکھایا تھا، اسے تو گاڑی کا ٹائر بدلہ بھی آتا تھا پر اسنے بدلہ نہیں تھا کبھی۔۔ کیونکہ وہ خود میں اتنی طاقت نہیں محسوس کرتی تھی۔ یہ تو مردوں کا کام تھا۔

کچھ کام مردوں کیلئے مخصوص ہوتے ہیں اور وہ اچھے بھی ان پر ہی لگتے ہیں اس سے توقیع اچھی طرح واقف تھی۔

کچھ ہی دیر میں محض پانچ منٹ میں وہ گاڑی کا مسئلہ ٹھیک کرتی بہت خوش تھی، اور یہ خوشی وہ اپنے بھائی سے بھی شیئر کرنا چاہتی تھی۔ صام

سے تو نہیں البتہ صارم سے کر سکتی تھی کیونکہ اسکی ڈانٹ بھی مزے والی ہوتی تھی جو کہ ذرا سا منہ بننے پر نرم ہو جاتے تھے۔

وہ آجکل ہر خوف سے آزاد تھی، کیونکہ اسکے بھائی نے کہا تھا وہ دہشتگرد پکڑا گیا ہے اور آجکل سینٹر جیل میں ہے۔ اور کچھ دن بعد معصوموں پر تشدد سے اسے پھانسی بھی ہو جائے گی پھر اس طرح ایک درندہ اپنے انجام تک پہنچے گا۔ اس دہشتگرد نے جو جو اسکے ساتھ کیا وہ اسے کبھی نہیں بھول سکتی کیونکہ اسنے تمام حدیں پار کر کے اسکے وجود کو چھوا تھا کہ وہ چاہنے کے باوجود اپنی ماں کو نہیں بتا سکی کہ کسی غیر محرم نے انکی بیٹی کے ساتھ۔۔۔۔

آگے وہ سوچ کر خود کو گنہگار نہیں بنانا چاہتی تھی۔ رب نے اس دہشتگرد کو پھانسی کی سزا شاید اسلئے ہی سنائی تھی۔ جانے وہ کتنی معصوم لڑکیوں کے ساتھ ایسی گھناؤنی حرکات انجام دے چکا تھا۔۔۔

میں کیوں اس وحشی کو سوچ رہی ہوں۔" وہ گاڑی کا بونٹ گرا کر اپنی گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھی۔ اس ذلیل کی وجہ سے اور دوسرا اس باذل شاہ کی وجہ سے اسکا موڈ اس قدر خراب ہوا تھا کہ اسنے سارے پلان ہی کینسل کر لیے، اور ویسے بھی سب کو معلوم

تھا اسے بخار تھا سو سمن اور روحا کی ناراضگی کا اسے کوئی ڈر نہیں تھا۔۔۔

جہاز کی اسپیڈ سے چلتی اسکی گاڑی الٹ ہوتے ہوتے اچانک جھٹکے سے رکی، موت اسکے سر پر تھی بھون کی تیز آواز کے ساتھ ہیوی بائیک پر بیٹھا وہ ہڈی میں موجود وجود اس تک پہنچنے ہی والا تھا کہ وہ گھبرا کر پسینے سے نہایا ہوا ایک دم گاڑی سے نکلا۔۔
اور پیدل تیز تیز بھاگنے لگا۔ اس سے پہلے پیچھے آتا وجود اس پر فائر کرتا وہ ایکدم سامنے کھڑی گاڑی میں بیٹھتے وجود کے ساتھ ہی فرنٹ سیٹ پر دھڑام سے گرا۔۔۔

آہہہ۔۔"اچانک دھڑام سے فرنٹ سیٹ پر گرتے وجود کو دیکھتے" توقیع کی بھی چیخ نکل گئی۔۔
وہ مزید چیخیں مار کر باہر نکلتی پر اس سے پہلے اس سیاہ فام نے اسکے سر پر گن رکھ دی۔۔۔

گاڑی اسٹارٹ کرو فارسٹ !!!" اسنے انگلش میں کہتے اس پر "
غرایا۔۔
توقیع کی آنکھیں اس موٹے سیاہ آدمی کو دیکھتے حد سے زیادہ پھیل گئیں۔۔ وہ اسکی گاڑی کے ڈور آف کر کے ایک بار پھر اس پر خوفناک انداز میں چیخا۔۔
وہ وحشت زدہ ہوتی کانپتے ہاتھوں سے گاڑی اسٹارٹ کرنے لگی۔۔ اور چور نظروں سے اسے دیکھا جو خوف سے پسینا پسینا ہوا ہولے کانپ ہانپ رہا تھا۔ اسکی سانسیں کسی بپھرے جانور کی مانند پھول رہی تھیں اور آنکھیں چاروں اطراف گھوم رہی تھی۔۔
وہ خود اس اچانک افتاد پر زرد پڑ گئی تھی اور خوف سے کچھ نا سوجھتے گاڑی بھی اسٹارٹ کر لی۔ ڈیش بورڈ پر رکھے اپنے موبائل کو بھی دیکھا کہ چپکے سے اٹھا کر اپنے بھائی کو کال کر لے یا لوکیشن الرٹ کی ایک نوٹیفیکشن ہی سینڈ کر دے۔

وہ اسکی ہیوی بائیک سے دور جانا چاہتا تھا، وہ خود سخت وحشت زدہ تھا، سواء توقیع کے دماغ پر گن رکھنے کے کچھ نہیں کر رہا تھا۔

اسنے بائیں ٹرن موڑنا چاہا کہ اس سیاہ فارم نے ایکدم دوسرے ہاتھ سے اسٹیئرنگ کو تھامتے جھٹکے سے گاڑی کا رخ دائیں موڑ لیا۔
گاڑی بلٹ پروف تھی وہ دیکھ چکا تھا، تبھی کچھ ریلیکس ہوتا اب توقیع کے ہاتھ سے اسٹیئرنگ چھین کر خود دائیں گھماتے ہوئے اسپیڈ ساتھ تیز کر دی۔۔

بائیں گھماؤ گاڑی۔۔۔"توقیع خوفزدہ ہوتی غصے سے اس پر چیخی اس" سیاہ فام نے چونک کر اسے دیکھا جو اسکے بازوؤں کے پہنچ سے دور ہوتی سانس روکے رو رہی تھی۔۔
اسکی نیلی آئیز کو وہ نقاب سے دیکھتا ہوش میں آیا۔۔

شٹ اپ مار دیگا وہ تمہیں بھی ڈی کے ہے میرے پیچھے ****"وہ" اچانک توقیع کے منہ پر غرایا کہ اسے لگا اسکے کان کے پردے پھاڑ دے گا۔۔اسکے منہ سے غلیظ بات نکلی۔۔۔
وہ وحشت خوف سے چیخ بھی نا سکی۔اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ ہر بار ایسے وحشیوں کی جال میں کیوں پھنس جاتی تھی۔وہ دل ہی دل میں آیت الکرسی کا ورد کرنے لگی۔ساتھ آنسوں بھی روانی سے نقاب کو بھگو رہے تھے۔

یہ سب اچانک اس قدر برقی رفتاری سے ہوا تھا کہ اسکا دماغ یہ سب قبول نہیں کر پا رہا تھا۔
گاڑی انجان راستوں پر تھی وہ سامنے ویران راستہ آس پاس گھنے درخت جنگل کی طرح دیکھتی سرد پڑ گئی۔۔

چھوڑو مجھے تمہیں اللہ کا واسطہ پلیز لیومی۔۔"معاً اسے اپنی آبرو کا خوف ستانے لگا وہ روتی ہوئی چلائی "

شٹ نہیں مار رہا تمہیں کچھ نہیں کروں گا مجھے صرف یہاں سے نکلنے دو۔"
" ورنہ ڈی کے مجھے مار دے گا ساتھ تمہیں بھی
اچانک جھٹکے سے گاڑی روک کر وہ دھاڑا۔۔

توقیع کی آنکھیں پھیل گئیں۔۔"کک کون ہے ڈی کے؟؟؟"اسے اندازہ ہوا تھا کہ اسنے ایک بھی غلیظ نظر اسکے وجود پر یا اس پر نہیں ڈالی تھی وہ تو شاید خود ہی موت کے خوف سے کانپتا بھاگنا چاہتا تھا یہاں سے جلد از جلد۔۔

اس سیاہ فام نے گاڑی روکی، کیونکہ اس لڑکی کی چیخوں سے اسے آگے اپنے پکڑے جانے کا خدشہ تھا، اگر وہ پکڑ لیا گیا تو نا اسے پولیس چھوڑے گی نا ہی ڈی کے۔۔

آگے مین ہائی وے شروع تھا اسنے بیچ میں ہی گاڑی روک کر توقیع کے سر پر گن کا دباؤ بڑھا لیا۔

ڈی کے۔۔۔"اسنے توڑ کے الفاظ منہ سے نکالے۔ توقیع خوف دہشت" سے اسے دیکھ رہی تھی جو اسکی آنکھوں میں اپنی سیاہ خوفزدہ آنکھیں گاڑھ کر پیچھے اور آگے دیکھنے لگا۔۔

ڈی کے مم مطلب ؟؟؟"وہ جان گئی تھی کہ وہ اسے نقصان نہیں پہنچا" سکتا تھا کیونکہ اسے خود اپنی موت کا خوف تھا کیسے اسے مارتا۔

ڈی کے ایک شارٹ نیم ہے فل مطلب اسکا یہ ہے"

"The devil of the killer"

اسنے آہستہ سے بتایا پر اسکے بتانے نام میں جو دہشت تھی اسے لگا کوئی ہارر موووی ہو۔۔

کک کیا یہ سب حقیقت تھی؟؟؟ایک نارمل زندگی میں"
"اچانک قاتلوں کا ڈیول کہاں سے آگیا؟؟؟
پر اسے ساتھ یاد آیا اس دہشتگرد جو کہ خود کو ایول بلوا رہا تھا وہ بھی تو اچانک
تھا پھر اس سے چمٹ گیا تھا کسی برے سائے کی طرح۔وہ
سب کچھ بھی تو نارمل نہیں تھی۔
اگر وہ عرشیہ یا کسی سے بھی اپنی ابنارمل زندگی کو ڈسکس کرتی تو سب
اسکی دماغی حالت پر غور و فکر کرتے۔۔ کسی کو یقین نہیں آتا۔۔۔

ضرور اس وجود کے دماغ پر شیطان کا قبضہ ہوگا تبھی تو نعوذ باللہ خود کو ایسے نام"
سے بلوا رہا تھا۔۔۔"اسنے سوچ کر جھرجھری لی۔۔

نکلو باہر جلدی۔۔"اسے آگے کی طرف توقیع کو دھکیلا وہ گھبرا"
گئی۔۔۔
آآآپ ہمارے گھر چلیں میرے ڈیڈ بھائی آپ کو بچا لیں"
گے۔۔"اسے چور نظروں سے موبائل کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔

باہر نکلو!!!" وہ چیخا اس پر اور ایکدم اسے باہر کی سمیت دھکا دیا جس سے "
توقیع کی چیخ کے ساتھ سر سیدھا ونڈو سے ٹکرایا۔۔۔
وہ روتی اپنا گھومتا ہوا سر تھام کر موبائل کو جھپٹنے لگی پر اسکی بیوقوفی کو دیکھتے
ہی وہ آدمی اس سے پہلے ہی موبائل اسکے ہاتھ سے نوچ گیا اور اسے اپنے سیاہ
بڑے سے ہاتھ کی پکڑ میں گردن کو دبوچ کر باہر کی سمیت دھکیلا وہ
گھبراہٹ خوف سے روتی ہوئی باہر نکلی۔۔

سنسان سڑک پر آجانے سے توقیع کا دھک دھک خوفزدہ سہما
دل ایکدم اچھل کر منہ کو آگیا۔۔
کاش وہ اپنے بھائی کی نافرمانی نا کرتی۔۔۔ وہ ڈاریکٹ انہیں کال کر دیتی تو آج
یہ سب نا ہوتا۔۔
کسی کو ناپا کر اسے احساس ہوا وہ جھوٹ بول رہا ہے کہیں بھی تو وہ ڈی کے
نہیں تھا۔
چلو!!!" خوفزدہ گھبرایا ہوا تو وہ بھی تھا اپنے پیچھے اس ہیوی بائیک کو "
غائب دیکھ کر۔۔

نہیں پلیز مجھے میرے بھائی کو کال کرنے دو وہ ہمیں بچا لے گا۔۔" وہ روتی" ہوئی منت التجا کرنے لگی۔ اسنے شاید ڈی کے' کے مطلب پر غور نہیں کیا تھا۔

اسکی توجہ غور صرف ڈیول پر تھی۔

قاتلوں کا" وہ بھول گئی تھی۔۔"

اس سیاہ فام نے اسے گھورتے ہوئے موبائل کو پھینکا ایک طرف اور گن توقیع کے سر پر رکھتے اسکے دونوں بازوؤں کو پیچھے مروڑ کر جکڑتے ہوئے آگے جنگل کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا۔۔۔

وہ نازک جان تھی بھائیوں کی لاڈلی باپ کی جان اس دیو جیسے آدمی کا دھکیلنا اسے آگے کی زور زبردستی کھینچتے ہوئے لے جانے لگا۔

توقیع لمبے گاؤن میں گرتی پڑتی اسکے ساتھ دھکیلتی ہوئی جا رہی تھی۔ وہ سڑک سے کچے میں اتر گئے تھے ایک موبائل کا سہارہ بھی اس سے چھین لیا گیا تھا پر اسے امید تھی اسکا بھائی باپ اسکی ذرا سی دیری پر ضرور اکیڈمی کال کریں گے بلکہ صام بھائی فوراً سے اسکی لوکیشن دیکھے گا۔

وہ جانے کہاں اسے لیکر جا رہا تھا توقیع جنگل کو دیکھتی ہوئی خوفزدہ تھی۔ ساتھ ساتھ روتی ہوئی اسے منتیں سماعت بھی کر رہی تھی پر اس پر

موت کا بھوت سوار تھا اسے اپنی جان عزیز تھی نا کہ اس مسلمان لڑکی کی۔

انکے اندر غائب ہوتے ہی اسکی ہیوی بائیک منظر عام پر آئی۔پاس گاڑی کے بائیک روکتے وہ گاڑی سے اترا۔۔وہ اس وقت گرے ہڈی میں تھا منہ پر ماسک وہی سیاہ رنگ تھا اور ہاتھ پر گلووز بھی۔
لکھا ہوا تھا اور اسکا "D.K" ہڈی کی بیک پر بڑے حرف میں مطلب دو لوگوں کیلئے الگ تھا۔۔

اسنے جھک کر نیچے پڑا موبائل اٹھایا۔جس پر لوکیشن آن تھی۔کسی بھی وقت اسکی لوکیشن ٹریک ہو سکتی تھی۔

اپنا موبائل نکالتے ہوئے اسنے جلدی سے ایک نمبر ڈائل کیا۔۔
جیکی ایک موبائل کی ڈیٹیل تمہیں بھیج رہا ہوں اسکا ڈیوائس ہیک کرو" اور اس کی لوکیشن دانیال خان کے گھر جا کر وہاں شو کرو، ساتھ یہ میسج تینوں نمبر پر بھیج دو کہ وہ "عشی کے پاس جا رہی ہے کچھ دیر میں گھر آجائے گی" کوئیک!!!" اسنے سرد آواز میں حکم دیا دوسری

طرف ہوئے وہ وجود فوراً سے حرکت میں آیا اور اچھل کر اسکے حکم پر صوفے سے اٹھا، وہاں سے بھاگ کر آفس روم میں آگیا۔۔

بھیج دو ڈی کے بے فکر رہو، ہو جائے گا چند منٹس میں۔۔"وہ منتظر" ہوا جب کچھ دیر میں دیوار گیر سکرین پر کوڈنگ میں وہ ساری ڈیٹیل اسکے سامنے تھی۔
اسکے ہاتھ تیزی سے کام کرنے لگے۔

ڈی کے نے گہرا سانس بھر کر وہ موبائل جیب میں رکھا۔۔اپنی گن کے منہ پر اسنے سائلنسر سیٹ کیا۔۔ساتھ ہی قدم اندر رکھ دیئے۔۔
اگر وہ انکے پیچھے سے غائب نا ہوتا تو ضرور وہ اسے نقصان پہنچا دیتا۔

تم جھوٹ بول رہے تھے کوئی ڈی کے نہیں۔۔"روتی ہوئی توقیع مسلسل" بھاگتے اب گرنے لگی تھی درد سے۔۔

شٹ اپ جب وہ اچانک آکر چیر پھاڑ کر چتھڑے"
چتھڑے کر دیگا تب تمہیں معلوم پڑے گا ڈی کے کا۔"وہ اس پر گرج
اٹھا۔۔

"پپ پر میں تو قاتل نہیں؟"

وہ کہہ کر آنکھیں میچ گئی۔۔ اسکا دل کہہ رہا تھا وہ محض ڈراؤنا خواب
ہے۔ جانے کیوں آج اسے زیادہ خوف نہیں ہو رہا تھا۔ یا پھر اسلئے کہ
اس کی آنکھوں میں ہوس نہیں تھی، رہی موت کی بات اگر اسکے
نصیب میں رب نے ایسی طرح کی موت لکھی ہو گی تو اسے دنیا کی کوئی
طاقت نہیں روک سکتی تھی، پر دہشتگرد کا تو نام ہی بے حسی طاری کیے
ہوئے تھا، اس سے کسی قسم کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔۔
. اور اسکی زیادہ توجہ بھی تو اسکے نقش نقش پر ہوا کرتی تھی

وہ آگے پیچھے دائیں بائیں احتیاطاً دیکھتا اسے دھکیلتا ہوا جا رہا تھا، جانے
اسکی منزل کہاں تھی جانے اسے کہاں لیکر جا رہا تھا، پر توقیع
کے دل میں خود بخود شروع ہوتی قرآن کی تلاوت اسے ہر طرح کے
خوف سے آزاد کروا گئی تھی۔ ہر مسلمان کی طرح اسکی بھی یہی خواہش تھی کہ
جب آخری گھڑی ہو تو اسکے لبوں پر بھی صرف اللہ اور اسکے
رسول ﷺ کا ذکر ہو۔۔

بیس منٹ پہلے وہ خوش تھی کہ اپنے بھائی کو فخریہ اپنی گاڑی ٹھیک کرنے کا کارنامہ سنائے گی پر بیس منٹ بعد سارا منظر بدل گیا تھا۔

وہ جانتی تھی جو اسے بے دردی سے گھسیٹ کر جا رہا تھا موت دیئے بغیر اسے چھوڑے گا نہیں، اسے بس یہی سکون تھا اسکی آنکھوں میں ہوس نہیں تھی بس وہ بچ کر اسے مار دیگا، اور بھلا رب کی لکھی موت کو کوئی ٹال سکا ہے جو وہ ٹال دے گی نعوذ باللہ

وہ اسکے قبضے میں گن پوائنٹ پر تھی دفعتاً وہ بیچوں بیچ رکا۔

رکو میں دیکھتا ہوں راستہ! ہلنا نہیں ورنہ کھوپڑی اڑا دوں گا" وہ اسے" کہہ کر توقیع سے دور ہوا جس کے ساتھ اسکا سانس بحال ہوا۔

اسنے آس پاس دیکھا سورج ابھی غروب نہیں ہوا تھا اسکے بعد بھی یہاں گہری شام کا وقت معلوم ہو رہا تھا. وہ اور شدت سے اللہ کو پکارنے لگا۔

وہ سیاہ فام آس پاس دیکھتا گہرا سکوت پا کر اپنا ڈیوائس نکالے اپنے ساتھیوں کو معلوم کرنے لگا کہاں تک پہنچے۔

ہلنا نہیں ورنہ وہ مار دیگا۔۔" اسنے توقیع سے کہا وہ خاموشی سے اسے" دیکھنے لگی۔

جب وہ آگے بڑھا تب اسنے آس پاس چور نظریں گھمائیں۔۔

ہیلو ڈیوید!!!"ڈیوائس کنیکٹ ہوتے ہی اسنے سرگوشی میں پکارا۔۔"
ہوزن!!"اسکی آواز کو پہچانتے ہوئے انہوں نے کہا۔۔"
یس یس میں ہوزن تم لوگ کہاں ہو؟؟؟"وہ خوشی سے پاگل ہونے"
لگا۔۔اسکا رابطہ اپنے ساتھیوں سے ہو چکا تھا بغیر ڈی کے کے ہاتھ
چڑھے۔
ہم تمہارے قریب ہیں وہی رکو پہنچ رہے ہیں۔۔"انہوں نے ڈیوائس"
لوکیشن سے اسے ٹریک کرتے ہوئے کہا۔
"ہاں میں یہیں ہوں تم لوگ جلدی پہنچو۔۔"

ہم آرہے ہیں خیال کروڈی کے بھی آچکا ہے۔۔"انہوں نے کہتے رابطہ ختم"
کیا۔وہ ڈیوائس چھوٹی چپ کی صورت میں تھی اسے اپنا منہ کھول کر
انگلی کی مدد سے اوپر لگادی۔
معاً اچانک اسے اس برقہ پوش لڑکی کا خیال آیا۔
اسے احساس ہوا شدید غلطی کا کہ ساتھیوں کے ملنے پر وہ لڑکی کو کافی
پیچھے چھوڑ آیا تھا۔

شٹ!!!" وہ غصے سے ہاتھ میں مکا مارا۔ وہ بھاگا اسی طرف پر اس"
جگہ پہنچ کر ہر سو خاموشی سکوت چھایا دیکھتا غرا اٹھا۔۔

کیا ہوا ہوزن؟؟؟" تب تک اسکے ساتھی اس تک پہنچتے ہوئے"
اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولے۔۔
وہ بھاگ گئی۔۔۔" اسنے غراتے ہوئے کہا۔"
کون؟؟؟" انہوں نے حیرت سے پوچھا۔"

وہی مسلم لڑکی جسے میں ساتھ لایا تھا یہاں تک۔" غصے سے بپھرتے وہ"
یہاں وہاں چکر کاٹنے لگا۔

تو کیا ہوا جانے دو۔۔" انہوں نے حیرت سے کہا۔"
کیسے جانے دوں اسے دیکھ کر ڈی کے نے میرا پیچھا چھوڑا تھا، وہ شکار کو"
جال میں پھنسانے کا مہرہ تھی۔۔" وہ غرایا پاگل ہو رہا تھا۔۔

اوہ پھر اسے ڈھونڈو یہی کہیں ہو گی پر خیال سے ڈی کے یہیں ہے اسکے ہاتھ " لگنے سے پہلے اسے ڈھونڈو۔۔" اسکے ساتھیوں نے اسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔۔۔

وہ سانس روکے خاموشی سے سر پر بھاری ہاتھ کے دباؤ سے سر مقابل کے سینے پر ٹکائے کھڑی تھی۔
اسکے چوڑے سینے کی مدھم دھک دھک اسے صاف سنائی دے رہی تھی۔۔ اسکے دونوں ہاتھ مقابلے کے اونچے شولڈرز پر تھے۔۔ لوف سے کانپتے وجود کے ساتھ اسے تھامے کھڑی تھی۔۔

وہ وہاں تنہا کھڑی ابھی واپس بھاگنے کا سوچ ہی رہی تھی کہ
اسے اچانک وہاں سے کوئی کھینچ لایا تھا اور کھینچتے ہی درخت کے آڑ میں آتے اسکے دیکھنے سے پہلے ہی اسکا سر سینے سے لگا چکا تھا۔
اسنے سر اٹھا کر اسے دیکھنا چاہا پر مقابل نے ایک بار پھر اسکی کوشش ناکام کرتے اسے جھٹکے سے گھمایا۔
توقیع کی کمر اسکے سینے سے آ لگی۔ اب اسکی آنکھیں سامنے جھاڑیوں پر تھیں۔

ککک کون ہیں وہ؟؟؟" ان سیاہ فام کی دونوں باتیں سنتے۔ وہ سرگوشی" میں بولی۔

ڈی کے نے اسکے سر کو دیکھا۔۔ اگر وہ اسے دیکھ لیتی یا اسے پہچان جاتی تو ضرور چیخ اٹھتی۔۔

وہ اتنے دن سے سوچ رہا تھا کیوں اسنے اسکے کام میں ابھی تک ٹانگ نہیں اڑائی پر آج وہ کمی بھی پوری کر دی۔

اسکی گاڑی کے نمبر کو دیکھتے ہی وہ جان چکا تھا کہ گاڑی میں کون وجود ہے۔

"!قاتل"

اسنے گھمبیر آواز میں لہجہ بدل کر آہستہ جھک کر اسکے کان کے پاس ہونٹ کرتے کہا۔

توقیع کی آنکھیں پھیل گئیں۔۔۔

"اور تم؟؟؟؟"

اسکے دماغ میں قاتل اور ڈیول کی بات لہرائیں۔۔

"کیا وہ ڈی کے تھا؟؟؟"

....★☆☆☆☆☆★....

میں؟" اسنے پوچھا توقیع نے جھٹ سے سر ہلایا۔"
دور سے تو میرے ماں باپ نہیں پہچان سکتے قریب آؤ جان" جاؤ گی میں کون ہوں" وہ کچھ جھک کر بالکل اسکے کان میں سرگوشی سے گویا ہوا۔۔

اسکا لہجہ انداز بدلہ ہوا تھا کیونکہ وہ اس وقت دہشتگرد نہیں ڈی کے تھا۔ اگر وہ پہچان لیتی تو سارا کام بگاڑ سکتی تھی۔

دور رہو مجھ سے مم میں شادی شدہ ہوں۔" توقیع اسکے پاس آنے" پر غصے میں گویا ہوئی دلاور کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔۔

وہ یہ کہنے سے خود کو باز رکھ گیا کہ مجھے بھی شادی شدہ لڑکی میں انٹرسٹ ہے۔

وہ کچھ دیر یونہی کھڑے رہے۔۔

اب جبکہ توقیع کو کچھ اندازہ ہو گیا تھا کہ پیچھے اسے بچانے والا کوئی خبیث روح ہے جھجھک کر دور ہونے لگی اس سے۔ پر اسی پل بھاری بازو

اسکے سامنے سے دیتے دوسرے شولڈر پر ہاتھ رکھ کر اسے قید کر لیا۔
توقیع حیرت سے سر جھکا کر گردن سے نیچے بازو کو دیکھا۔
اسکا چہرہ سرخ ہو کر گال تپ اٹھے۔ وہ پور پور کانپ گئی اس بھاری بازو کا لمس دوسرے کندھے پر ہاتھ۔
"دور کرو!!" وہ پھولتے سانس کے ساتھ اسکے بازو پر تھپڑ مارتی غصے سے بولی۔ اسنے دور کرنے کیلئے کہا پر وہ زور دیکر اسے قریب کھینچ گیا۔۔
شرم غصے ضبط سے اسکا چہرہ آگ اگلنے لگا تھا وہ اس سے دور ہونے کیلئے غصے سے مچل اٹھی۔

پر اچانک انکے آس پاس قدموں کی آوازیں بڑھنے لگیں تھیں توقیع کو خوف گھبراہٹ ہونے لگی۔ وہ پھر سے مڑ کر اسے میں چہرہ چھپانے چاہتی تھی پر اب وہ اس کے لئے راضی نہیں تھا۔
"پلیز یہاں سے چلو میرے ڈیڈ بھائی بچا لیں گے ہمیں پلیز چلو۔۔" وہ اس ان دیکھے وجود کی التجائیں کرنے لگی۔

تمہارے باپ بھائی تک پہنچنے سے پہلے یہ تمہارے پرزے "
سیل کر چکیں ہوں گے۔" استہزائیہ کہتا وہ اسے ایسے ہی لیکر آگے
بڑھا۔۔۔
انکے پانچ قدم لینے پر ہی جنگل میں اچانک سکوت چھا گیا۔۔
سوکھے پتوں کی چڑ چڑ سے شاید وہ الرٹ ہو گئے تھے۔
وہ قدموں کی آواز کر کے گیم کھیل رہے تھے تا کہ وہ اس میں الجھ کر قدم
اٹھالیں اور وہ قدموں کی آہٹ سونگھ کر ہی ان پر جھپٹ جائیں۔۔

ووہ خاموش کیوں ہو گئے ؟" وہ حیرت سے اس سے پوچھنے لگی۔۔"
اندھیرا ابھی آہستہ آہستہ بڑھنے لگا تھا۔
اب کیا ہو گا؟" وہ رونے لگی اور تیزی سے تلاوت کر رہی تھی"

ڈی کے نے نظریں چاروا طراف میں گھمائیں۔۔۔
آہہ۔۔" توقیع کے حلق سے خوفناک انداز میں زوردار چیخ نکلی"
جب اسنے اچانک ہی اسے آگے کی طرف دھکا دیا وہ دھڑام سے
زمین بوس ہوئی اور اسی رفتاری سے دونوں کے بیچ سے بنے فاصلے سے وہ
سرسراہٹی ہوئی گولی ٹھاہ کے ساتھ درخت میں جا گھسی۔۔۔

آہ۔۔"ابھی وہ زوردار دوسری چیخ مارتی کہ اس سے پہلے ہی وہ اسکے اوپر"
آگیا۔منہ پر بھاری ہاتھ رکھتے اسنے دوسرہ ہاتھ اسکی کمر میں ڈالا
اور کھینچ کر گھماتے ہوئے اسے لیٹے ہی اسے اپنی پشت پر کر دیا۔
کس کر پکڑو!"اسنے غصے سے کہتے توقیع کے دونوں بازو اپنی گردن میں"
باندھ لیے۔اور وہ بھی پھولتی سانسوں خوفزدہ دھڑکنوں کے ساتھ اسکی
گردن کو سختی سے بانہوں میں دبوچ کر پشت پہ روتی چہرہ چھپا گئی۔۔
اسکا وجود اسکی پشت پر تھر تھر کانپ رہا تھا جو کہ دلاور کو بھی
محسوس ہو رہا تھا۔
وہ ایک ہاتھ میں گن پکڑے کہنیاں زمین پر ٹکا کر آگے بڑھنے لگا۔۔۔
یہ منظر کافی حیرت انگیز تھا کہ وہ پاؤں کے بجائے گھٹنوں اور
کہنیوں سے آگے بڑھ رہا تھا۔جبکہ اسکی پیٹھ پر توقیع تھی۔
لڑکی کی چیخ!!!دونوں یہیں کہیں ہیں ڈھونڈوں انہیں"ان پانچوں میں سے"
کسی کی بھاری خونخوار غصے والی آواز قریب سے گرجی
توقیع نے وحشت زدہ ہوتے سر اٹھایا تو وہ سامنے جھاڑیوں کے جھنڈ
کی سمیت بڑھ رہا تھا۔
قریب پہنچتے ہی اسنے اچانک اسے زمین پر الٹ دیا۔

یہیں رکو اندر جاؤ میں آتا ہوں" وہ اسکی سمیت دیکھے بغیر بولا۔۔"
نن۔۔ نہیں مجھے کہیں نہیں رہنا مجھے میرے گھر چھوڑ دیں پلیز۔۔""
وہ اسکی پہنی شرٹ کو جھپٹ کر ایکدم مٹھیوں میں دبوچ کر روتی ہوئی
منت کرتی بولی۔
اکیلے یہاں رہنے کا سوچتی وہ خوف زدہ تھی۔
کتنے برے برے لوگ وہاں پہنچ گئے تھے اگر وہ اسے اکیلا چھوڑ کر گیا کوئی بھی
اسے دبوچ کر نوچ لے گا پھر کیا ہو گا وہ تو مر کر بھی نہیں مر پائے گی۔

یہاں آجاؤ!" اچانک انکے قریب ہی سرگوشیانہ آواز"
گونجی۔۔
دلاور نے سنتے ہی ایکدم توقیع کے اوپر آتے ہوئے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ کر
دوسرا ہاتھ اسکی کمر میں ڈالا اور ذرا سا اوپر اٹھا کر اندر جھاڑیوں
میں کھینچ کر بے آواز لے آیا۔۔

اب یہاں تمہیں کوئی نہیں ڈھونڈ سکتا" آہستہ سے نیچے ڈالتے ہوئے وہ کان "
میں جھک کر بولا اور اسکی قربت کو محسوس کرتے ہوئے وہ
مسکرا دیا۔۔

وہ سن وجود کھلی آنکھوں سے خود پر جھکے بے انتہا قریب اس
نقاب پوش کو دیکھ رہی تھی۔۔
وہ کیسے نا سمجھ پائی کہ ایسی جان لیوا وحشت پھیلانے والا کوئی اور اسکے
علاوہ ہو ہی نہیں سکتا۔۔

نن نہیں یہ کیسے ممکن ہے اسکے بھائی نے کہا تھا وہ سینٹر جیل "
"ہے کچھ دن میں اسکی سزا موت کا فیصلہ ہو جائے گا
اسکا یقین کرنا مشکل تھا پر وہی ہڈی وہی ماسک وہی گن وہی وجود۔۔۔
اپنا تیز تیز تنفس روک کر اسنے اپنا کانپتا ہوا ہاتھ اٹھایا اور آہستہ سے
خود پر جھکے وجود کے سر سے ہڈی کو پیچھے سے کھسکایا۔
جسکے ساتھ ہی بھورے بال سلکی ہونے کی وجہ سے مقابل کی چوڑی پیشانی
پر بکھر گئے۔۔
اسکے ساتھ دلاور نے گھور کر اسکی جرات پر اسے دیکھا۔۔

ہڈی کا اندھیرا غائب ہوا تو اسکی ہمہ وقت انجانی سی نفرت قہر سے سرخ رہنے والی شہد رنگ آنکھیں اسکے سامنے تھیں۔

باز آجاؤ پھر پچھتاؤ گی!" اسنے سرد لہجے میں وارن کیا اسے پر" توقیع حیرت سے اسے دیکھتی لرزتی انگلیوں سے اسکی پیشانی سے بال پیچھے کر کے اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔

دلاور اسکی اچانک بڑھتی جرات پر اسے وہیں پھینک کر جانے لگا تھا کہ توقیع نے ایک دم اسکی ہڈی کو مٹھی میں دبوچ کر واپس اپنی طرف کھینچ لیا۔۔

کیا چاہتی ہو؟؟؟ مرنا ہے؟؟" وہ غصے سے اسکی ٹھوڑی دبوچ کر بولا۔۔۔ پر" وہ جیسے نڈر بے خوف ہو گئی تھی
جو احساس اسے آرہے تھے انہوں نے اسے بے حس کر دیا تھا کہ اس دہشتگرد کو سامنے پا کر بھی وہ اس جرات کا مظاہرہ کرتی اسکے چہرے سے ہڈی ہٹا کر اسکے بال پیشانی سے ہٹائے اسکے کالر کو دبوچے ہوئی تھی۔
پر وہ منہ سے کچھ نہیں کہہ رہی تھی۔۔

وہ اچانک جھپٹ کر اسکے منہ سے ماسک اتارنے لگی تھی کہ ایکدم اسکی کلائیاں پکڑتے برقی رفتاری سے دلاور نے دونوں کلائیاں اسکی زمین سے لگادیں۔۔

تمہاری جان بچانے کیلئے میں نے تم پر کوئی احسان نہیں کیا ناہی" میں کوئی اچھا انسان ہوں جسکے سامنے ایسی دیدہ دلیری دکھا رہی ہو۔۔ ابھی کھیل اسٹارٹ نہیں ہوا، کھیل اسٹارٹ ہونے سے پہلے میں مہرے کو کیسے ختم کردوں جس سے مجھے کھیلنا ہے،، پر اگر تمنے اب ذرا سی کوئی پھرتی دکھائی اس گن کی ساری گولیاں تمہارے دماغ کے آرپار ہوں گی" وہ اسکی کلائیاں چھوڑ کر اسکے سر کو پکڑے جھٹکے سے اوپر کر کے کان اپنے ہونٹوں کے پاس کرتا بپھرے شیر کی طرح غرانا چاہتا تھا پر جھاڑیوں کے پاس قدموں کی چاپ سنتے سرگوشی میں کہتے سر نیچے پٹخ دیا۔۔

درد سے توقیع کا دل ڈوب گیا اور وہ پاس کسی کی موجودگی کے احساس سے کراہ بھی ناپائی۔ اپنی آنکھیں رگڑ لیں۔۔

اسے بری طرح گھٹن ہونے لگی سانس لینے میں بھی پرابلم ہو رہی تھی پر
اب جب وہ مقابل کو پہچان گئی تھی وحشت سے سن پڑی
خاموش تھی۔
بس اسکا چہرہ دیکھنا تھا اسے کسی بھی طرح کیونکہ وہ جب اس پر
جھک کر اسکے قریب آیا تھا اسے ایک انجانہ سا احساس
ہونے لگا تھا۔

لڑکی یہیں ہے!" جھاڑیوں کے بالکل پاس یہ آواز آئی تو قیع چونک کر"
اپنے سر کے اوپر وجود کو دیکھنے کی کوشش کرنے لگی۔
دلاور نے اسکے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا کہ وہ انجانے میں کوئی آواز نا کر دے ورنہ
وہ دیر نہیں کریں گے گولیوں کی برسات برسانے میں۔۔
نقاب میں اسکی آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں
اندھیرہ قدرے بڑھ گیا تھا کہ اب باہر گہری شام تو یہاں
رات جیسا سماں تھا۔
دونوں کی سانسوں پر بھاری پردہ تھا جس سے وہ اسکی سانسوں سے
وحشتزدہ ہونے سے بچ گئی تھی بس اسے موقعہ چاہیے تھا اب ان سب
کے چنگل سے نکل کر یہاں سے بھاگنے کا۔

کیونکہ یہاں سب وحشی تھی سب درندے جمع ہوئے تھے۔ پر اسکے بھائی نے کیسے کہہ دیا وہ جیل میں ہے؟

کہیں اس رات وہ اسکے بھائی سے بھاگ تو نہیں نکل گیا؟ اور "

"اسکے بھائی نے اسے ریلیکس رہنے بے خوف رکھنے کیلئے وہ سب کہا دلاور نے بھی توقیع کے سر کے اوپر قدموں کو دیکھا۔۔ وہی وہ لمحہ تھا توقیع کے پاس کہ اسنے ایک دم ہی برقی رفتاری سے ہاتھ بڑھا کر خود پر جھکے ہوئے وجود کے منہ سے ماسک نوچ کر اتار دیا

وہ اچانک کسی بلی کی طرح اس پر جھپٹی تھی جب وہ ہوش میں آیا تب تک اسکا ماسک اسکی گردن پہ تھا اور چہرہ توقیع کے چہرے کے سامنے بے نقاب۔۔

دلاور کی بھوری گھنی مونچھوں تلے لبوں پر گہری مسکراہٹ آگئی۔۔ پر اسکی آنکھیں اس مسکراہٹ سے میل نہیں کھا رہی تھیں۔ وہ تو جیسے نقاب ہٹا کر انگارے اگل رہی تھیں اس پر۔۔

توقیع کو اپنا وجود آہستہ سے بے جان ہوتا محسوس ہوا، جسم پر جیسے فالیج کا اٹیک ہوا ہو کسی حصے میں سکت نہیں تھی کہ وہ حرکت کر سکے۔۔

یا تو سامنے موجود وجود اسکا خواب تھا، یا وہ وحشی زندہ تھا۔ "کک کہیں دد دریاب ؟؟؟؟"

اسکا دل بول رہا تھا جبکہ دماغ اور حلق اسکا ساتھ چھوڑ چکے تھے۔ اور چھوڑتے بھی کیوں نہیں سامنے جسے دہشتگرد، وحشی درندہ سمجھ رہی تھی وہ کوئی اور تو نہیں تھا۔۔

پھر کون تھا وہ؟؟

اندھیرے میں اسکی نیلی آنکھیں اسے غور سے دیکھنے لگی پر حواسات پر جیسے اندھیرا چھا رہا تھا، اعصاب سن تھے۔ اگر موت ہوتی تو بھی وہ یوں ناخوفزدہ ہوتی پر وہ تو ایک حقیقی درندہ تھا۔

اسنے چیخنے کی کوشش کرتے اپنے حلق سے آواز نکالنی چاہی پر صرف سرگوشی ہی اٹکتی ہکلاتی ہوئی نکلی۔۔

ددر۔۔ دریاب ؟؟؟" وہ اس سے پوچھنے لگی کہ تم دریاب ہو۔۔"

پر وہ کیسے دریاب ہو سکتا ہے۔ اسکا اسے پیٹھ پر لیکر رینگنا، بے گناہوں کو مارنا، اس سے درندوں کی طرح پیش آنا۔

وہ خود وحشت کا شکار ہوتی چیخیں مار کر اسکی پہنچ اسکے سائے اسکے حصار سے دور بھاگ کر موت کے پاس پہنچنا چاہتی تھی پر وہ چاہ کر اپنے وجود کو حرکت نا دے پائی نا ہی اسکے حلق سے اب کوئی آواز نکلی۔۔

دونوں کو تنفس ہی پھول رہا تھا ایک کا نفرت سے دوسرے کا وحشت سے۔۔

"میں وہ ہوں جو تم پر تمہاری روح پر پورے اختیارات رکھتا ہے!" اسنے اپنا وزن گھٹنے سے ہٹا کر خود کو اس پر ڈال دیا۔۔

تو قسیع صرف پھڑ پھڑائی

وہ سانس لینے کیلئے تڑپتی ہوئی اسے دیکھنے لگی۔

وہ جو اسکی آنکھوں میں وحشت ہر وقت دیکھنے کا خواہش مند تھا فتح مندی سے مسکرا رہا تھا۔

اسکے لبوں پر پراسرار سی مسکراہٹ تھی۔

"وہ دریاب نہیں تو مرے ہوئے کیسے زندہ ہو سکتے ہیں؟؟"

پہلی ملاقات کی طرح آج بھی اسکی آنکھوں میں جانے کیسی سرخی اتری ہوئی تھی، جو کہ اسکی لائیٹ براؤن آنکھوں میں عجیب سی چمک

پیدا کر رہی تھی، کھڑی مغرور ناک، عنابی بھرے ہوئے لب جن کے اوپر گھنی بھوری مونچھیں تھیں اور لبوں پر ایک سرسراہتی ہوئی مسکراہٹ، ہلکی ہلکی بھوری شیو، سرخ سپید رنگ اور اسکے ساتھ چونکانے والا، اسکے وجود میں سرد لہریں اٹھانے والا وہ دائیں آئی برو کے اوپر گہرا نیلا کٹ۔۔

ووہ دریاب نہیں۔۔" اسکی عجیب سے وحشت تھی چہرے پر،" توقیع پورے چہرے پر نظریں گھما کر نفی میں سر ہلانے لگی۔
اسے احساس نہیں ہوا کب اسکے چہرے سے نقاب اتارا اور کب وہ گہرے سانس لینے لگی، کب ان آدمیوں کے قدموں کی آہٹ دور ہوئی۔۔
وہ بس آنکھیں پھیلائے اسے دیکھ رہی تھی۔۔
وہ دل بند کر دینے کی طاقت رکھتا تھا جس طرح اس وقت اسکا بند کر دیا تھا۔ اسکی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔۔ وہ اسکے منہ سے ہاتھ ہٹا چکا تھا اور اسکے پسینے سے نم چہرے کو دیکھنے لگا۔
منہ دکھائی نہیں دی؟" اسے تاریکی میں جاتے دیکھ کر اسکے گال پر" آہستہ سے تھپڑ مارتے ہوئے وہ گویا ہوا۔

"ووہ نہیں"
خوف سے مسلسل نفی کرتی ہوئی آنکھیں بند کرتی گئی پر اس سے پہلے ہی وہ اپنے لبوں پر اس گرفت ویسی ہی درد بھری محسوس کیے بغیر نا بچ پائی۔
"میری منہ دکھائی کا گفٹ تم پر ادھار رہا"

اسے وہیں چھوڑ کر ماتھے پر بوسہ دیتا ہوا وہ آہستہ سے وہاں سے نکل گیا۔۔ اسکے پاس وقت کم تھا اور اسے جلدی کام ختم کر کے اسے گھر چھوڑنا تھا۔۔

درخت کے آر سے نکل کر اسنے اچانک ہوزن کے منہ پر ہاتھ رکھتے کمر پر گھٹنا مار کر اسے آہستہ سے نیچے گرایا، وہ اسے منہ میں چپ رکھتے دیکھ چکا تھا اسکا نشانہ بھی اسکے گال پہ تھا۔
....★☆☆☆☆☆★....

ہاں کہو خیریت صام؟" دریاب موبائل کان سے لگائے بولا۔"
الحمد اللہ خیریت ہے۔ توقیع گھر آئی ہوئی ہے اس سے کہو"
جلدی گھر پہنچے مجھے میٹنگ میں دیر ہو جائے گی صارم ڈیڈ کے ساتھ

اسلام آباد گیا ہوا ہے مام اکیلی ہیں گھر اس سے کہو جائے گھر بعد
"میں پھر کبھی عرشیہ سے مل لے۔۔
کال او کے ہوتے سلام احعال کے بعد وہ دریاب سے جلدی سنجیدگی سے
بولا۔

دریاب کو سن کر خوشگوار حیرت ہوئی کہ توقیع اتنے دن بعد گھر
آئی تھی اور اس سے کسی نے کہا تک نہیں تھا۔
دونوں ماں بیٹی نے اس سے چھپائے رکھا اسے۔بدلہ تو ضرور لے گا اسے
ستانے کا۔

کچھ دنوں میں محض ہفتوں کی بات تھی انکی شادی کی تاریخ رکھی جائے گی اور
پھر وہ ایک خوبصورت رشتے میں بندھ جائیں پر وہ اس پاک
خوبصورت رشتے میں بندھنے سے پہلے ایک بار اس سے اسکی
رائے ضرور جاننا چاہتا تھا کہ دریاب خان اسے پسند ہے یا
نہیں۔۔

اوکے میں کہہ دیتا ہوں ڈونٹ وری بھیج دیتا ہوں بلکہ شام ہو گئی ہے"
کافی گہری میں خود اسے چھوڑنے آجاتا ہوں ڈونٹ وری میٹنگ پر
"دھیان دو۔۔
دریاب نے اسے بے فکر رہنے کیلئے کہا۔

ایسے نہیں فوکس کر سکتا دری جب تک وہ اپنی موبائل لوکیشن آن نہیں"
کر دیتی۔ تم بس اس سے کہو کال کرے مجھے اور پلیز جلدی سے گھر چھوڑ
جاؤ مام کو تمہیں معلوم ہے ایک منٹ کیلئے وہ نظروں سے اوجھل
ہو تو انہیں گھبراہٹ ہونے لگتی ہے" صمصام نے متفکر پریشان ہوتے
کہا۔۔

سالوں بعد اسکے یوں بے تکلف ہو کر دری کہنے پر دریاب بتا نہیں سکتا
تھا کہ اسے کتنا اچھا لگا تھا اسکے منہ سے پھر دری سننا۔۔
سب کزن اسے دری اور دلاور کو دل کہتے تھے پر وقت کے کروٹ بدلنے پر دری
دل ایک ناپسندیدہ وجود میں بدل گئے تھے۔ پر آج پھر رشتے اپنی جگہ پر
آرہے تھے سب ٹھیک ہو رہا تھا احساسات پھر سے جاگ

رہے تھے۔ اور دریاب بہت خوش تھا کیونکہ یہ سب توقیع کی وجہ سے ہوا تھا۔۔

اسنے سب کچھ بھلا کر اسے اپنی زندگی میں آنے کی جگہ دی تھی اور اسکی وجہ سے ہی رشتوں میں خوشیاں آئیں تھی ورنہ وہ ٹھکرا بھی سکتی تھی۔۔

اسنے سوچ لیا تھا وہ اسے آنکھوں پر بٹھائے گا، اسے کسی شہزادی ملکہ کی طرح رکھے گا۔
مجھ پر اعتبار کرو وہ گھر پہنچ جائے گی وقت پر۔" وہ کچھ گھمبیر لہجے میں" بولا۔
صمصام اسکی بات کا مطلب سمجھتا ہوا ٹوکے بنا نہیں رہ سکا۔۔
شٹ اپ دری اعتبار ہے اسلئے ہی اپنی پوری بہن دے رہے ہیں کیا ابھی" تم یہ فضولیت بولنے سے پرہیز کرو گے؟" وہ غصے سے اسے جھڑک گیا دریاب نے قہقہہ لگایا۔۔

بہت بہت شکریہ جناب کہ آپ نے اپنی پوری بہن دی مجھے"
ورنہ میں سمجھ رہا تھا دے کر چھین لوگے۔" وہ ہنستے ہوئے بولا۔
ارادہ میرا یہی تھا۔" صام نے متبسم ہو کر کہا۔۔"
یہ کھلا ظلم ہے۔۔" اسکی دہائی گونجی اور دونوں ساتھ قہقہہ لگا اٹھے۔"
ویل! میری بہن کی طرف قدم اٹھائے ہیں دریاب خان تو میں"
چاہتا ہوں سارے دماغ سے گلٹ نکال کر میری بہن کو وہ خوشیاں
دینا جسکی وہ حقدار ہے۔" صام نے کہا۔

بے فکر رہو صام تمہاری بہن کی خوشیوں میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔"
بلکہ اب تم خیال کرو کہ میں تم سے دو سال بڑا ہوں شٹ اپ یا فضول
بولنے سے پرہیز کرو۔" حامی بھرنے یقین دلانے کے ساتھ وہ روعب
سے بڑا پن جتانا نہیں بھولا صام نے مسکراتے اسکے دو سالوں کو چٹکیوں
میں اڑایا اور توقیع کو جلدی گھر پہنچنے کا کہا۔
موبائل جیب میں رکھتے دریاب نے اپنا رخ گھر کی طرف کیا اور
سب کو سرپرائز کرنا چاہا۔۔
لمبے ڈگ بھرتا ہوا وہ اپنی گاڑی میں بیٹھا اور بیس منٹ کی
ڈرائیونگ اسنے دس منٹ میں کی۔۔

لبوں پر تبسم چہرے کی خوشی شہد رنگ آنکھوں میں الگ سی رونق
روشن ہوئی یہ سوچ کر کہ وہ خود چل کر آئی ہے اسکے گھر۔۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

اسکا سر سیٹ سے لگا ہوا تھا جسے اسنے انگلی سے سیدھا کیا۔۔
نظریں سیدھا اسکے چہرے پر آئیں ساتھ ہی ہاتھ اپنی جیب میں
چلا گیا۔ اسکے گال پر پڑے خون سے بنے کر اس کو رومال سے مٹا کر اسکے
چہرے پر نقاب لگاتا ہوا رومال جیب میں رکھتے بازو سے پکڑ کر گاڑی سے
باہر نکال کر سہارہ دیا۔

کیا ہوا صاحب توقیع بے بی کو؟" دریاب کے کندھے پر سر ٹکائے"
پڑی پر توقیع کو دیکھتے گارڈ نے گھبرا کر پوچھا۔
"کچھ نہیں طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔"
صمصام آیا؟" اسنے پوچھا"
نہیں۔ سر گھر میں تو صرف میڈم ہیں اور توقیع بے بی کیلئے"
بہت پریشان ہیں آپ انہیں اندر لیکر جائیں۔" وہ مودب سا بولا۔

ہاں جا رہا ہوں تم وہاں سے گاڑی اندر لیکر آؤ!" وہ کہتا سر ہلا کر توقیع کو "
سہارہ دیکر اندر آ گیا
جی صاحب "گارڈ فوراً سے سر ہلا کر بھاگا۔"

کہاں تھیں اتنی دیر لگا دی "لاؤنج میں قدم رکھتے ہی فکرمندی سے "
چہل قدمی کرتیں تقویٰ انہیں دیکھتی گھبرا کر اسکی طرف
بھاگ آئیں۔۔

پھپھو طبیعت ٹھیک نہیں تھی اسکی اسلئے ہی گھر آ گئی تھی ہمارے آپ "
لوگ گھر میں نہیں تھے شاید اسلئے۔ اس وقت بھی کافی
حالت بری ہے مام نے کہا گھر لیکر جاؤں صمصام کی مسلسل کال
آ رہی تھیں۔" دریاب نے کہتے ہوئے توقیع کو صوفے پر ڈالا۔۔

اللہ اللہ کیا ہوا میری بچی کو۔۔ مجھے صبح لگ رہا تھا اسکی طبیعت "
ٹھیک نہیں ریسٹ کرے پر ضد کر کے یونی گئی پھر اکیڈمی۔۔" تقویٰ
پریشان اسکا نقاب کھولتی اپنی بیٹی کو ٹیپریچر چیک کرنے لگیں۔۔

بخار تو نہیں اسے ہارٹ بیٹ تیز ہے" وہ اسکی نبض دیکھتی ہارٹ"
بیٹ چیک کر کے فکر مندی سے بولیں۔۔

مے بی ویکنیس کی وجہ سے بیہوش ہوئی ہے" دریاب نے ملازمہ سے پانی"
کا گلاس لیتے ہوئے کہا۔

ہاں مجھے بھی یہی لگ رہا ہے۔۔بہت بہت شکریہ تم نے کچھ دیر پہلے"
کال کر کے کہا لیکر آرہے ہو تب جا کر سکون آیا ہے کبھی گئی نہیں ایسے
اچانک تمہیں معلوم ہے میرے بغیر کہیں جاتی نہیں ہے۔
سب پریشان تھے یہ بھی کوئی وقت تھا ٹریول کا، اسکے ڈیڈ سخت
پریشان ناراض تھے۔پر ہمیں معلوم نہیں تھا میری بچی کی طبیعت ٹھیک
نہیں۔" تقویٰ اسے بتانے لگیں

کوئی بات نہیں مجبور تھی بیچاری مام عرشیہ کے پاس بیٹھی تھی"
میں گیا تو مجھے کہنے لگی گھر چھوڑ آئیں پھر راستے میں ہی بیہوش
"ہو گئی۔
دریاب نے آہستہ سے انہیں بتایا۔۔

خوش رہو میرے شہزادے" وہ آگے بڑھ کر اسکا سر چومنے لگیں۔"
تم بیٹھو میں اسے روم میں لیکر جاتی ہوں، صمصام آنے والا ہوگا"
بیٹھو اس سے مل کر جاؤ" توقیع کو سہارا دیکر اسے اٹھاتی ہوئیں وہ
اسے لیکر وہاں سے جانے لگیں۔

دریاب سر ہلاتا ہوا مسکراتا گلاس ٹیبل پر رکھ کر بیٹھ گیا۔
رومال نکال کر اسنے خون کو دیکھا اور اس پر انگلی پھیرتے ہوئے سیڑھیوں
کی جانب دیکھ کر مسکرادیا۔۔

بس تمہیں کچھ یاد نا ہو۔۔" گہرا سانس بھر کر بڑبڑاتا ہوا وہ صوفے کی"
پشت سے ٹیک لگائے بیٹھ گیا۔۔ اور کچھ دیر میں صمصام زیدی بھی
آگیا جسکے لئے اسے اتنی دیر انتظار۔ ہیں کرنا پڑا۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

مام!!!" کافی دیر سوچ وچار کے بعد وہ چلتی ہوئی اپنی ماں کے روم میں آئی "
جہاں وہ اپنے شوہر کے کپڑے وارڈروب میں سیٹ کر رہی تھیں۔

ہاں عشی؟" انہوں نے ڈور پر کھڑی اپنی خوبصورت سی سنہری بالوں والی بیٹی کو "
دیکھا۔
عرشیہ انہیں مسکرا کر دیکھتی ہوئی پاس آئیں اور بیڈ کے کنارے
ٹک کر اپنی ماں کو دیکھنے لگیں۔

بہت پیار کرتی ہیں ڈیڈ سے نا!" وہ مسکرا کر بولی عائشہ نے بیٹی کے سوال پر "
اسے دیکھا۔ انہیں چھوٹی چھوٹی باتوں سے تو اولاد سیکھتے ہیں وہ جانتی تھیں۔

بیٹا اپنے سر تاج اپنے گھنے ٹھنڈے سائے سے کسے محبت نہیں ہو گی؟"
کون دھوپ میں آجکل جلنا چاہتا ہے۔ شوہر محبت کرنے والا
کیئرنگ لونگ ہو تو محبت اس سے خود بخود ہو جاتی ہے۔" اسکا گال
چھو کر وہ مسکراتے لہجے میں گویا ہوئیں۔۔

مام اگر کوئی پیار نا کرے اذیت دینا چاہے کیا اس سے بھی بیوی کو"
محبت ہو جاتی ہے؟" وہ اپنے باپ کے کپڑے دیکھتی ہوئی بولی۔
عائشہ نے اسکے سوال کو سنتے ہوئے اسے دیکھا۔
بیٹا اگر محبت کی بات کی جائے تو وہ ایک بے ساختہ جذبہ"
ہے جو کہیں کسے بھی ہو سکتا ہے مثال کے طور پر اگر کسی کو تپتی ریت پر بھی
ڈالا جائے تو اس ریت سے بھی محبت ہونی ہوئی تو ہو جائے گی۔
پر اسکا مطلب یہ نہیں کہ کوئی آپ پہ ظلم ڈھاتا رہے آپکی
شخصیت کو مٹاتا رہے اور آپ اسے سے محبت عشق میں گرفتار ہو کر
سب قبول کرتی جائیں تو یہ محبت کے بجائے گناہ کہلائے گا۔
محبت پاک ہوتی جو کسی گناہ کے بغیر ہو، اسے محبت کہا جاتا ہے، پر
جس میں گناہ کی رمق آجائے وہ محبت نہیں مجبوری ہوتی ہے یا
جبر۔۔
حضرت علیؓ فرماتے ہیں جو ظلم پر خاموش ہوتا ہے وہ ہم سے
نہیں۔ تم کمزور ہو ظلم کے خلاف آواز نہیں اٹھا سکتے تو کوشش کرو
لوگ جمع کرو ایسے جو تمہیں مضبوط بنائیں اور ان کا سہارا لیکر اس ظلم
کو روکو پر اگر تم وہ ظلم ہوتے دیکھ کر بھی اپنی نام نہاد محبت کے رونے رو گی تو وہ
گناہ بن کر برسے گی محبت یا رحمت نہیں۔" عرشیہ کے پاس بیٹھ

کر عائشہ نے اسے سمجھایا تو وہ اپنی مام کی باتیں سنتی مسکراتی ہوئی اپنی ماں کے سینے سے لگی۔

مام!" اسنے انکی چوٹی کے بالوں کو دیکھتے ہوئے اپنی ماں کو پکڑا۔۔"
ہوں کہو میری جان میں سن رہی ہوں!" ماتھے پر بوسہ دیتے انہوں نے" اجازت دی۔ اسکی کشمکش کو سمجھ گئی تھیں۔

مام آپ دونوں کی لو میرج ہے یا اریج میرج؟ اور اگر اریج میرج ہے تو لو" کیسے ہوا مینز جس طرح ڈیڈ خانم خانم کر کے آپکا خیال رکھتے ہیں ہر ٹائم، آپ کو پریشان ہونے نہیں دیتے آپکی چھوٹی بڑی خوشی کا خیال رکھتے ہیں یہ سب کیسے شروع ہوا؟ مینز کیسے ڈیڈ کو آپ سے اتنا شدت والا پیار ہوا کہ وہ بھولتے ہی نہیں آپکی دوائی یا کچھ اور اگر آپ چیٹ کرتی ہیں تو وہ فوراً سے بغیر ثبوت کے بھی آپکو پکڑ لیتے ہیں۔۔
کیونکہ وہ کچھ روڈ سے بھی ہیں نا تو انہیں محبت کیسے ہوئی؟ اور آپ کو ان سے کیسے "ہوئی؟
یہ سب کیسے اسٹارٹ ہوا۔۔" وہ انکے دوپٹے سے انگلیاں الجھاتے ہوئی خود بھی الجھی ہوئی تھی۔

شادی تو ہماری اریخ ہی تھی پر جب سے ہم نے ایک دوسرے کو جانا"
ایک دوسرے کی روح کو پہچانا خیالات جانے محبت خود بخود ہو گئی
اور بیٹا پیار، سنبھال، پریشان ہونا یہ سب محبت میں خود بخود
محبوب کرنے لگتا ہے کیونکہ اسکے بس میں ہوتا تو اپنے محبوب
کی تکلیف کو بھی خود میں سمیٹ لے۔۔
اور وہ یہ نہیں کر پاتا تو اسکی بس یہی جدوجہد ہوتی ہے اپنے
محبوب کو ہر تکلیف غم اذیت سے چھٹکارہ دلوانا اور اسے دنیا کی ہر خوشی
دینا۔
سچا مرد وہی ہوتا ہے جسے احساس ہوتا ہے پرائی بیٹی بہن کا جسے وہ اپنی
عزت بن کر لاتا ہے تو عزت ہی بنا کر رکھتا ہے۔ نا کہ جاہل
رویہ اختیار کر کے اسے نوچنا مارنا جھپٹنا۔۔
وہ مرد نہیں ہوتے جو عورت کو اذیت دیکر سکون حاصل کرتے ہیں
تسکین چاہتے ہیں بلکہ وہ تو مرد کے نام پر دھبہ ہوتے ہیں۔" اسکی بات کا
انہوں نے کچھ تفصیل جواب دیا عرشیہ مسکرائی۔
اچھا میں آپ سے کچھ کہنے آئی تھی۔۔" وہ مسکراتی ہوئی بولی۔۔"

اور میں کب سے منتظر ہوں اس بات کی "عائشہ جانتیں"
تھیں کہ وہ کچھ کہنا چاہتی ہے پر کہہ نہیں پا رہی تھی۔۔
مام میں نے اپنی طرف سے اپنی کی ہوئی ساری بدتمیزی کی صمصام"
زیدی سے معافی مانگ لی تھی اس دن توقیع کو کالج چھوڑنے آیا تھا نا
تب۔۔
اور اب میں اپنا دل بھی صاف کر چکی ہوں اسکا تو ویسے ہی
صاف ہے آئینے جیسا آفٹر آل وہ مسٹر پرفیکٹ ہے نا۔۔" اسنے اپنی ماں
کو دیکھتے کہا اور آخر میں شرارت سے ہنسی۔۔

کیا کہنا چاہتی ہو عشی؟؟" عائشہ اپنی بیٹی کے منہ سے صاف"
سننا چاہتی تھی کہ آخر کار وہ کہنا کیا چاہتی ہے۔ یہ تو بہت اچھی
بات تھی اسے اپنے برے رویے کا احساس ہوا اور اسنے معافی بھی مانگ
لی۔۔

کہنا یہی چاہتی ہوں جو ہر بیٹی اس وقت اپنی ماں سے کہتی ہے۔ اپنی رائے اپنی"
حامی انکار کا اپنی ماں سے اظہار کرتی ہے میں بھی یہی کہنے آئی ہوں کہ اگر۔۔"
وہ رکی اور خود میں اتنی ہمت لانے لگی۔۔

کہنا تو تھا ہی پھر چاہے کچھ بھی تھا۔۔ہمت کرنی تھی اسے۔۔

یہی کہ اگر صمصام زیدی کا میرے لئے رشتہ آئے تو بغیر مجھ سے کسی" طرح کے سوال جواب میری پسند ناپسند کا پوچھے آپ کے دل میں جوئے آئے کہہ دیجئے گا۔۔

اور ہاں اگر پھر بھی ضرور ہوا میری رائے جاننا ڈیڈ کو آپکو بھائی کو تو میری طرف سے ہاں ہو گی۔ پھر چاہے چور کیلئے ہو یا صمصام زیدی کیلئے۔" وہ کہہ کر مزید بیٹھی نہیں کیونکہ اسکی ماں کے جو حیرت زدہ تاثرات تھے عرشیہ جانتی تھی وہ مزید سوال جواب کریں گی اس سے اسلئے ہی وہ جھٹکے سے اٹھی اور وہاں سے چلی آئی کیونکہ اسکا حلق بھاری ہو گیا تھا آنسوؤں سے اور اس سے مزید بولا نہیں جا رہا تھا۔

روم میں آکر اسنے جلدی سے دروازہ لاک کیا اور اسکے ساتھ پشت ٹکا کر کھڑی ہو گئی۔۔

آنسوں لڑھک کر اسکے گلابی گالوں کو بھگونے لگے۔

چھوڑوں گی نہیں میں تمہیں صمصام زیدی بہت بھول کر دی ہے تم نے "
مجھے پہچاننے میں۔۔ایک بار اپنی زندگی کے اختیارات مجھے سونپوں پھر
میں عرشیہ خان تمہارے سارے کس بل نکالوں گی تم صرف
دیکھتے رہنا۔۔
دنیا کے سامنے تم صمصام زیدی ہی رہو گے جسے ہو پر میں تمہاری ساری
اکڑ نچوڑ کر تمہیں نا تڑپایا تو میرا نام بھی عرشیہ نہیں۔۔"وہ تصور میں
اس نیلے نخریلے بلے کو لیے مخاطب تھی۔۔
وہ تیار تھی اسکی زندگی میں جانے کیلئے۔اینٹ کا جواب تلوار سے
دینے کیلئے۔

....★☆☆☆☆☆★....

آج اسکی یونی کا پہلا دن تھا،اور دوسری یونیورسٹی کی جگہ یہاں اسے
بہت سکون ملا اور اچھا لگا تھا۔سب کچھ صاف بہت پر سکون
ماحول تھا۔جانے باذل کو کیا برائی لگتی تھی۔

کم از کم یہاں جگہ جگہ بے حیائی تو نہیں تھی سب لڑکیاں پردے میں تھیں۔ حتیٰ کہ وہاں تو لوفر لڑکیوں کو زبردستی اٹھا کر لے جاتے تھے یہاں تو ایسا کوئی خوف بھی نہیں تھا۔

وہ امریکہ کی یونی میں پڑھتی نقاب کر کے جاتی تھی تو وہ مسلم لڑکیوں کو دیکھ کر ریگنگ کرتے تھے، دوبار اسے بری طرح ٹارچر کیا گیا تھا کئی باہر اس سے اسکا انہیلر چھین کر تڑپایا گیا کہ وہ جب مرنے جیسی ہو جاتی تھی قہقہہ لگاتے اسے ترساتر سا کر دیتے تھے۔۔
کتنی دفعہ اسکا نقاب اتارنے کی کوشش کی تھی جو کہ اسنے اپنی سگی ماں سے متاثر ہو کر پہننا سیکھا بلکہ پسند کیا تھا پر وہاں کے لڑکیوں لڑکوں نے اسے بری طرح نشانہ بنایا تھا۔ اسکا جینا حرام کیا ہوا تھا۔ اسلیے اسکی پرزنٹ بھی کم ہوتی تھی کلاس میں بلکہ یونی ہی نہیں جاتی تھی دو دو ہفتے میں ایک کلاس اٹینڈ کرنا، اور پھر جب اسکے مارکس اچھے نہیں آتے تھے تو لوگ اسے پڑھائی میں بھی کمزور سمجھتے تھے۔
مجبوراً وہ ایک کمزور لڑکی تھی، اپنے ماں باپ کے سامنے اپنی بزدلی بتاتے ہوئے اسے شرمندگی ہوتی تھی کیونکہ اگر باذل کے ساتھ کوئی ایسا کرتا تو وہ انہیں الٹا کر کے پھٹک دیتی تھی، باذل نے اپنی اٹھارہ سال کی ایج

میں سیلف ڈیفینس سیکھا، بلکہ بلیک بیلٹ تھی۔ پر روحا میں اتنی ہمت طاقت کہاں تھی۔ وہ تو باذل کی کارکردگی سے سہم جایا کرتی تھی۔

حالاں کہ وہ بھی تیئیس سال کی تھی جبکہ باذل ابھی اکیس کی۔۔ پر اس دو تین سال بڑے ہونے کا کوئی فائدہ نہیں تھا بلکہ وہ تو جیسے دو تین سال چھوٹی ہی تھی۔

اسے شرم آتی تھی جب وہ باذل کو بتاتی تب اسکی آنکھیں بھیگ جاتیں اور پھر اسکی بہن کی دوستوں کا اس پر قہقہ لگانا اور اسکی بہن کا اسکے لئے لڑنا۔۔

کتنا شرمندہ پاسٹ تھا، اسے سخت ناپسند ہونے لگا امریکہ۔۔ کیونکہ وہاں لوگ اسے بے پردہ کر دینا چاہتے تھے، اسے کمزور سمجھتے اسے طرح طرح پیش آتے تھے، بلکہ وہاں کے کئی لوگ کے دل بے انتہا بے حس تھے۔۔

پر یہاں ایسا کچھ نہیں تھا، کتنا پر سکون خوشحال دن تھا، پہلے دن اسکی ایک دوست بھی بن گئی تھی۔ اسے حجاب پہنے عبایے میں ملبوس روحا بہت پسند آئی تھی۔۔ اور روحا کو وہ۔۔

کافی کیوٹ پیاری تھی جسکا نام رومانہ تھا اور روحا کی پہلی دوست تھی جسنے زبردستی اس سے ہاتھ ملایا تھا بلکہ جھٹ سے بیسٹ فرینڈ بنالیا تھا۔

وہ بیسٹ فرینڈ کا جو احساس روحا کے دل کو چھونے لگا تھا اس سے اسکے لبوں پر گہری مسکراہٹ تھی، اسکی عادت اسکے طور طریقے اپنی ماما جیسے تھے، بے شک اسے مام نے پالا تھا، اچھے برے کا سکھایا تھا پر ماما نے بھی اسے اتنا ہی پالا تھا، تو روحا اپنی ماں سے کافی متاثر تھی، اسنے نوٹ کیا تھا وہ جہاں جاتی انکے ڈیڈ کے ساتھ نقاب لگا کر جاتیں انہوں نے ساڑھی یا ایسا کوئی لباس نہیں پہنا تھا، وہ سید خاندان کی تھیں اور اسکا مان بھی رکھا تھا، اور روحا بھی اپنی حقیقی ماں سے متاثر ہو کر وہی سب کرنا چاہتی تھی مام بھی یہ دیکھ کر کافی خوش تھیں پر وہاں کے لوگوں نے اسے باہر اتنا ٹارچر کیا کہ وہ گھر میں بیٹھنے کے علاوہ کچھ کر نہیں پائی۔

آگے وقت گزرتے اسے پڑھائی کے ضائع ہونے کا احساس ہوا تو اسنے گھر میں ہی پڑھنا شروع کیا کبھی کبھی یونی چلی جاتی تو کبھی مام اسے پڑھا لیا کرتی تو کبھی ماما۔ اس سے اسکے ایگزام اچھے ہو جاتے تھے۔ اور مارکس بھی اچھے آنے لگے جسکی اسے بے انتہا خوشی ہوتی تھی، رہی بات دوستوں کی تو وہ نزدیک پارک میں آئے چھوٹے بچے لڑکی لڑکوں سے کھیل کر انکی خوشی دیکھتی اپنا وقت گزار لیتی تھی۔

پر آج پہلی بار اسے اپنی ایج کی دوست ملی تھی جس سے روحا بے انتہا خوش تھی اور یہ جلدی جا کر اپنے گھر والوں سے شیئر کرنا چاہتی تھی خاص طور اپنی مام سے۔۔

ارے روحِ رومانہ اپنا واٹس اپ نمبر تو دو!" رومانہ پیچھے اسے " شرارت سے بلاتی ہوئی بھاگ کر اسکے پاس آئی روحا کے لبوں پر مسکراہٹ سمٹ گئی۔

اسے یاد آیا رات جب سب سو گئے اسکی بہن پاس سوئی ہوئی تب اچانک اسکے موبائل پر ٹون ہوئی۔۔

روم چینج ہونے کی وجہ سے اسے نیند نہیں آرہی تھی، وہ باذل کے ایکسیڈنٹ کی وجہ سے اسکے ساتھ ہی سوئی ہوئی تھی۔۔
سر میں اسے چوٹ آئی تھی پر اسکے ساتھ سونے پر باذل یوں اسے ٹریٹ کر رہی تھی جیسے وہ اسکی ننھی بچی ہوئی ہو۔۔ روحا کو ہنسی تو بہت آتی تھی اپنی بہن کے رویے پر۔ وہ ایک ہفتے سے اسکے ساتھ سو رہی تھی اور وہ ایسے ہی ٹریٹ کرتی جسٹ لائیک ننھا بے بی۔۔

رات گیارہ تک وہ اس سے باتیں کرتی رہی اسکے بعد ماما کے ملک دینے اور ڈانٹنے پر وہ سو گئی، سونے تو روحا بھی لگی تھی پر اسے نیند نہیں آرہی تھی وہ خاموش بیڈ پر پڑی چھت کو دیکھتی صبح اپنے یونی جانے کا سوچتی کافی نروس تھی تبھی ساحل شاہ کا میسج آیا تھا۔
وہ اسکے واٹس اپ میں آچکا تھا اور وہاں اسے ایس ایس اپنے کانٹیکٹ کا "Rooh e Sahil" دیا تھا جہاں پتا نہیں کون کون سے نام تھے اور انکے اوپر لکھا ہوا تھا۔
وہ حیران ہوئی۔ جتنا ہوتی اتنا کم تھا کہ اتنا بڑا ہو کر ایسی ٹین ایجر والی حرکات کیوں کر رہا ہے۔ پر وہ کیا جانتی اسکے دل کی کیا حالت ہے۔

روحا نے جواب نہیں دیا تھا بلکہ موبائل آف کر کے سو گئی تھی اس وقت رومانہ کے روح کہنے پر اسکی یاد آ گئی پر اسنے زبردستی مسکراہٹ لبوں پر سجا کر نمبر کا تبادلہ کیا۔
اور ایک دوسرے کو گال پر کس کر کے اللہ کے امان میں دیکر گھر کو روانہ ہوئی۔۔۔

اتنی دیر لگا دی؟ چھٹی ہوئے بیس منٹ گزر گئے ہیں کہاں تھی؟" اپنے" خیالوں میں مسکراتی ہوئی گاڑی کی سمیت بڑھ رہی تھی معاً اس گھمبیر جانی پہچانی آواز پر گھبرائی اچھل پڑی۔۔

آآآپ ؟؟؟" اسنے نظریں جیسے ہی اٹھائی اپنی گاڑی سے ٹیک لگا کر" اسکائی بیلو سوٹ میں ملبوس، آنکھوں پر سن گلاسس لگائے کھڑے دیکھ کر اسکا اگلا پچھلا سانس حلق میں کہیں اٹک گیا۔
وہ اچانک سامنے پا کر ہکلا گئی۔
صبح تو اسے اسکے ڈیڈ چھوڑ گئے تھے، اس دن بھی وہ یہاں چکر لگانے راستہ دیکھنے یونی دیکھنے آئی تھی اپنے ڈیڈ کے ساتھ پرنسل ٹیچرز سے بھی ملی تھی، بلکہ اس کے ڈیڈ نے خود ملوایا تھا اسے سب سے۔

صبح حیدر شاہ تو اسکے ساتھ آئے تھے پر ساتھ ڈرائیور گاڑی بھی انکے پیچھے ہی روحا کی یہاں لایا تھا۔ گاڑی کی چابی روحا کے ہاتھ میں تھی پر اب سامنے ساحل شاہ کو دیکھ کر اسکے دھڑکنیں تیز ہو گئی تھیں۔۔

انہیلر لائی ہو؟" وہ سیدھا ہوا اور اپنے سوال پر زور دیا جس سے وہ سوچوں کی" جال سے نکلتی بے ساختہ سر ہلا گئی۔۔

آؤ!" وہ اس سے کہہ کر گاڑی سے ٹیک چھڑتا ہوا ایک طرف" ہو کر جانے لگا۔

کہاں؟ پر میری گاڑی تو۔۔۔" روحا نے حیرت سے کہا آس" پاس کا خاص خیال بھی رکھا تھا کیونکہ کتنی لڑکیاں لڑکے انکی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ اور وہ جانتی تھی یہ پاکستان ہے امریکہ نہیں

اور وہ جانتی تھی سب مقابل کی سحر انگیز پرسنالٹی کی وجہ سے اسکی طرف متوجہ ہو چکے ہیں۔

گاڑی ڈرائیور لیکر آئے گا تم سے بات کرنی ہے آجاؤ یہاں تماشا بناؤ" گی تو آگے مشکل ہو جائے گی۔" وہ رک کر بولا اور اپنی سامنے کھڑی سیاہ لینڈ کروزر کی طرف بڑھ گیا۔

روحا نے ڈرائیور کی تلاش میں نظریں پھیڑیں پر اسے اچانک پاس ہی دیکھ کر وہ بوکھلا گئی۔ روحا کے دیکھنے پر اس نے مؤدبانہ ہاتھ آگے کرتے گاڑی کی کیز اس سے لے لی۔

لوگ سارے متوجہ تھے ضرور اسے مشکوک نظروں سے گھورتے۔ مجبوراً وہ لب دبائے اسکے پیچھے گئی۔ سامنے وہ لمبا چوڑا مرد اسکے لئے ڈور کھولے کھڑا تھا، روحا کو اپنا آپ اسکے سامنے کتنا چھوٹا لگا۔ وہ محسوس کرتی سرخ ہوتی آہستہ سے فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔

وہ اسکی مام کا بیٹا تھا اسکا فرسٹ کزن، اگر پہلے جیسا ہوتا تو ہرگز نہیں جاتی۔ جاتی تو خیر ابھی بھی نا پر اگر یہاں کے لوگوں کو نا جان پہچانتی انکی نیچر سے واقف نا ہوتی۔

بیگ دو!" ڈرائیونگ سیٹ پر آتے سیٹ بیلٹ باندھ کر اسنے روحا" سے بیگ مانگا، روحا نے حیرت سے دیکھا پر اسکا اپنی سمیت

بڑھا ہوا چوڑے ہاتھ کی مضبوط ہتھیلی دیکھتے اسنے اپنا بیگ کندھے سے اتار کر اسکے حوالے کر دیا اور خود حیران پریشان بیٹھی تھی۔
جبکہ ساحل شاہ نے اس کی آنکھوں پر ایک نظر ڈالتے بیگ بیک سیٹ پر رکھ دیا اور اس پر ایک نظر ڈالتے گاڑی اسٹارٹ کر دی۔
اسے امید تھی وہ اسے گھر لیکر جائے گا۔ تبھی خاموش بیٹھی تھی اسنے سیلٹ بیلٹ باندھنا گوارہ نہیں کی اور یہ ساحل نے بھی دیکھا تھا۔

"کیسا گزرہ پہلا دن؟"
اسکی گزری باتیں گفتگو میسجز یاد کر کے وہ سرخ ہوتی گال تپ رہے تھے معاً گاڑی کی فضا میں اسکی گھمبیر بھاری آواز گونجی۔۔
اچھا تھا۔۔"وہ سرسری سا بولی اور کھڑکی کے باہر دیکھنے لگی"
پڑھائی، لوگ کیسے لگے یہاں کے؟"دفعتاً وہ پھر بولا۔روحا ایک" پل کیلئے آنکھیں موند لیں۔۔

سب اچھے تھے بہت۔" وہ مسکرائی ٹیچرز پڑھائی اسلامیات کے "
سبجیکٹ کو یاد کر کے۔ وہاں ایسا کچھ نہیں ہوتا تھا اور یہاں اللہ اور اسکے
رسول ﷺ کو پڑھ کر اسے کافی خوشی ہوئی یوں لگا جیسے اپنوں میں آ گئی ہو۔۔

وہ سر ہلا گیا اور پھر وہ کافی دیر تک وہ کسی بات سوال کے منتظر رہی پر
ایسا کوئی سوال نہیں اٹھا۔ اور وہ ریلیکس ہو کر ابھی بیٹھی ہی تھی کہ
اچانک گاڑی جھٹکے سے رکی۔۔

کک کیا ہوا گاڑی کیوں روک دی آپنے؟" اسنے گھبرا کر پوچھا۔ اسکا "
ابھی گھر تو دور دور نہیں تھا۔
اترو۔۔" وہ اس سے کہہ کر خود بھی اتر آیا۔ روحا حیرت زدہ خود بھی گاڑی "
سے نیچے اتری۔
ہم کہاں جا رہے ہیں؟ یہ کہاں ہیں ہم؟" وہ بوکھلاہٹ میں "
ایک ہی سوال الگ انداز میں پوچھتی اسکے پیچھے جانے لگی۔۔
کوئی بڑا خوبصورت ریسٹورنٹ تھا جہاں وہ اسے لایا تھا۔ اسکا نام پڑھ کر
روحا کو گھبراہٹ ہونے لگی بھلا وہ اسے یہاں کیوں لایا تھا۔۔

ہم یہاں کیوں آئے ہیں شاہو مجھے جواب دیں مام ماما پریشان ہو رہی ہوں گی۔"
میرا پہلا دن ہے میں نہیں چاہتی وہ کسی وجہ سے پریشان ہوں۔"
روحا انکے ساتھ چلتی ہوئی دبے غصے سے بولی ورنہ گاڑی اسکی ابھی
یہاں ہوتی تو انہیں چھوڑ کر کب کا جا چکی ہوتی۔

یہ میریڈ کپل ریسٹورنٹ تھا۔یہاں آنے کا مقصد وہ نہیں
سمجھ پائی پر آگے چلتے اس چوڑے تواناوجود کے مالک نے کہا تھا"کچھ
"بات کرنی ہے آؤ

آپ مجھ سے گاڑی میں بھی بات کر سکتے تھے یہاں لانے کی کیا"
ضرورت تھی؟"وہ ناگورایت سے منمنائی۔لوگ کیا سوچتے ہوں گے کہ وہ
اسکی بیوی ہے یا اسکی گرلفرینڈ۔

آئندہ میں تم سے پوچھ لوں گا۔"وہ رک کر مڑتے ہوئے اسکے"
چہرے کو دیکھتا ہوا بولا
اسکی اچانک توجہ پر روحا کی پلکیں جھک گئی۔۔
پر آئندہ سنتے وہ سٹپٹائی۔

پر ہم آئندہ کیوں آئیں گے؟" اسنے جھٹکے سے سر اٹھا کر حیرت سے "
پوچھا۔
پر اسے اس بار کوئی جواب نہیں ملا البتہ ریسٹورنٹ کا ڈور کھول اسے اندر
داخل ہونے کا اشارہ دیا۔۔
کچھ نا کچھ ضرور تھا تبھی وہ اسے یہاں لایا تھا اور اسکے سنجیدی تاثرات
خطرناک لگ رہے تھے۔ ایک نظر اس پر ڈال کر وہ اپنے ہاتھ
ایک دوسرے میں الجھا کر نروس گھبرائی اندر داخل ہوئی اور
اسکے پیچھے ہی وہ۔
یہاں آنے کیلئے آپ کا بہت بہت شکریہ مسٹر شاہ!" کچھ "
آگے بڑھتے ریسپیشن پر گئے ہی تھے جب وہاں کھڑا ریسٹورنٹ آنر
ساحل شاہ کی بکنگ کا سنتا اپنی آفس سے نکل کر یہاں آتا خوشی سے
گویا ہوا۔
ساحل شاہ نے مسکراتے ہوئے ان سے ہاتھ ملایا تب ویٹر نے انہیں
انکی ٹیبل کی طرح رہنمائی کی۔
ایک سیاہ گلاس والی کیبن تھی جہاں اندر انکے لئے دو چیئر ایک
ٹیبل رکھی تھی۔ جسکے سینٹر میں گلدستہ رکھا ہوا تھا سرخ گلابوں
والا۔

سرخ گلاب تو روحا کی کمزوری تھے انہیں دیکھتے اسکی دھڑکنیں بڑھ جاتی تھیں۔ جیسے ابھی۔

بیٹھو!" ویٹر انہیں کیبن کے باہر چھوڑ کر چلا گیا تھا اندر آتے" ساحل نے اسکے لئے ایک چیئر کھسکائی اور خود اپنا کوٹ چیئر کی پشت پر ڈالتے ہوئے مقابل دوسری چیئر پر بیٹھ گیا۔

میں نے لنچ آرڈر کیا ہے وہ کر لو اسکے بعد سکون سے بات کرتے" ہیں۔" اسکی سوالیہ آنکھیں دیکھتے ہوئے وہ بولا۔

پر مجھے کچھ نہیں کھانا میں اپنی مام کے ساتھ لنچ ڈنر بریک فاسٹ" کرتی ہوں آپ پلیز جس بات کیلئے یہاں لائے ہیں وہ کر لیں تاکہ میں وقت پر گھر پہنچ سکوں۔

" ابھی باذل والا واقعہ ہفتے کا ہے مام اور ماما سخت پریشان ہوں گیں اسنے انکار کرتے جلدی سے التجائیہ کہا۔ پر اسکی سن کون رہا تھا۔ بات کر کے ابھی سانس ہی لی تھی اسنے کہ ایکدم کیبن ڈور ناک کر کے دونوں ویٹرز آگے پیچھے اسکی بھاری آواز میں یس سنتے مؤدب اندر داخل ہوئے اور ٹیبل پر لنچ سجا کر وہاں سے روانہ ہو گئے۔

یہ کیا ہے؟؟؟"روحا نے خود پر ضبط کرتے ناگواری سے پوچھا۔"
تم جتنا جلدی لنچ کر لو گی اتنی ہی جلدی میں بات کروں گا اور ویسے ہی جلدی"
تم گھر پہنچوں گی۔۔

اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔"اسنے کہتے پشت چیئر سے ٹکائی۔

وہ حیرت سے انہیں دیکھنے لگی۔۔

شاہو آپ۔۔۔۔"اسکے حلق سے الفاظ نہیں نکلے۔۔۔"
مجھ سے کوئی توقع تب رکھنا جب تم نے میری کوئی بات مانی ہو۔"اسنے"
جتایا۔۔

پر یہ زبردستی ہے۔۔۔"وہ غصے سے بولی آنکھوں میں نمی آ گئی۔۔"
کیسی زبردستی؟ایک کزن اپنی کزن کو لنچ کروا رہا ہے اس میں زبردستی"
کہاں سے آ گئی؟لوگ تو اپنے کزنوں سے چھین جھپٹ کر کھاتے ہیں وہاں
تو زبردستی نہیں ہوتی۔۔"وہ اسکی بات سن کر شرم دلائے جتائے
بغیر رہ نا سکا۔۔

اس وقت اپنے دماغ سے سارا فتور نکال کر باہر پھینکو اور جتنا کہا ہے "
اتنا کرو۔" تحکمانہ بولا۔
روحا انہیں دیکھتی لب آپس میں سختی سے پیوست کر گئی

اچھا چلو تھوڑا سا کھالو اسکے بعد بات شروع کرتے ہیں۔"معاً"
اپنے سخت رویے کا احساس کرتا وہ نرم پڑ کر بولا۔
وہ بھی ضد چھوڑ کر گہرا سانس لیتی نقاب کی پنز اتارنے لگی۔
جانتی تھی اگر اسنے نہیں کھایا تو ضرور وہ پورا وقت بیٹھا رہے گا۔
اسنے نقاب اتار کر پن ٹیبل پر رکھ دیں۔۔اور خود گہرا سانس بھر
کر چور نظروں سے اسے دیکھا۔۔
یہ دیکھ کر اسکا دل دھڑک اٹھا کہ وہ ریلیکس بیٹھا پوری توجہ سے
محض ایک ٹیبل کے فاصلے پر اسے دیکھ رہا تھا۔
اسکی گرے آنکھیں اسکے چہرے پر طائف کر رہی تھیں۔۔
روحا کا دل اچھل کر جیسے پسلیاں توڑنے لگا۔اسکا بیٹھ کر یوں فرصت
سے دیکھنا اسکے ہاتھوں کی ہتھیلیاں بھیگ گئیں۔۔

آپ نہیں کھا رہے ؟" اسنے اسکی نظروں کا رخ بدلنا چاہا پر وہ
اسکے چہرے کو دیکھ کر متبسم سا نفی میں سر ہلا گیا۔

اور جیب میں ہاتھ ڈال کر اسنے نظریں اسکے سرخ لبوں پر ٹکا کر
سگریٹ نکالا اور لبوں میں دبائے لائیٹر سے سلگانے لگا۔۔ روحا اپنا
سانس روکے دل کی کپکپاہٹ پر ضبط کرتی لنچ کرنے لگی تھی۔۔
پر آہستہ آہستہ پھیلتی فضا میں، اسکے منہ ناک سے دھویں کو نکلتے دیکھتی
اسکے اعصاب پر بھاری پڑنے لگی یہ بو۔۔

یہ سس سگریٹ کیوں پی رہے ہیں آپ ؟" اسنے کچھ جھجھکتے ہوئے
پوچھا۔ اسے ساتھ بیٹھا کر سگریٹ پینا جبکہ جانتا تھا اسے
سانس کی پرابلم ہے۔

طلب ہو رہی ہے۔۔" اسکا بھاری لہجے میں گھمبیر جواب روحا کی
بولتی بند کر گیا۔ اسکی طلب کا اب کچھ کرنے سے رہی۔۔

وہ خاموشی سے دو چار نوالے لیکر ہاتھ کھینچ گئی اور نیپکن سے ہاتھ صاف کر کے خاموش بیٹھی اسکے کچھ کہنے کے منتظر رہی۔

میں نے ماموں سے بات کی ہے۔۔" دفعتاً وہ ابھی گھر چلنے کی رٹ" لگاتی جب وہ گویا ہوا۔
کس بابت ؟"روحا نے چونک کر پوچھا۔ایک لمحے کیلئے بھی اسکی" نظریں اس کے چہرے سے نہیں ہٹی تھیں جب سے آیا تھا بس اسکے چہرے کو دیکھتے نظروں کو سیراب کر رہا تھا۔

تمہیں معلوم ہے ہم شاہ ہیں ہماری جس پر ایک پسندیدہ نظر پڑ" جائے پھر ہماری غیرت گوارہ نہیں کرتی اسے کسی دوسرے کی بانہوں میں دیکھنے کی۔
میرے ساتھ یہی معاملہ ہے۔ تمہاری شادی میں چار سال ہیں شاید ستائیس کی ایج میں تمہارا شادی کا پلان ہے پر تب تک کافی دیر ہو جائے گی، تمہیں اندازہ ہو گا بعد میں بہت سی پرابلم کو فیس کرنا پڑے گا ہمیں۔۔

اسلئے میں نے ماموں سے اس دن بات کرلی تھی۔ اور ابھی تمہارے سامنے ہوں کہ کیا خیال ہیں تمہارے ابھی ہماری شادی کے بارے میں؟" وہ اپنی بات کہہ کر اسکے بدلتے تاثرات، زرد پڑتی چہرے کی رنگت کو دیکھنے لگا۔

آآآپ نے ڈیڈ سے ہم۔۔ ہماری شادی کی بب۔۔ بات کی ہے؟" اسکی" بات سنتے روحا کو لگا اسکے سر پر پوری عمارت دھڑام سے آکر گری ہے۔ اسکے کان سائیں سائیں کرنے لگے .
اسکا سانس پھولنے لگا پر اسے یہ بھی احساس ہوا وہ انہیلر گاڑی میں رکھے بیگ میں ہی چھوڑ آئی ہے

وہ پھیلی حیرت زدہ آنکھوں سے سامنے بیٹھے اس وجود کو دیکھنے لگی۔۔
ساحل نے اسکی نتھنوں کو ہلتے دیکھ کر اٹھا اور اپنی چیئر کھسکا کر اسکے پاس لے آیا۔۔
ساتھ جھٹکے سے اسکی چیئر کا رخ بھی اپنی طرف گھما لیا۔۔
وہ حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی کہ اب تو انکے بیچ ٹیبل بھی نہیں۔
روحا کا دل اسکے پورے وجود میں دھڑک رہا تھا۔

کیا ہوا اس طرح کیوں ڈر رہی ہو؟ کیا شادی دوسری لڑکیوں کی نہیں" ہوتی؟" وہ نرمی سے پوچھتا اسکے ہاتھ کو پکڑ کر پشت کو سہلانے لگا۔

پپ پر آپ میری کنڈیشن اپنی ایج کو کیوں بھول رہے ہیں؟" معاً وہ" غصے سے بولتی جھٹکے سے اپنا ہاتھ اسکے بھاری ہاتھ تلے کھینچ گئی۔
اسے معلوم تھا وہ کبھی نا کبھی اس سے یہ ضرور کہے گا پر اتنی جلدی اسے اندازہ نہیں تھا۔ ایسا کیا تھا کہ وہ اسکے لئے اس طرح ری ایکٹ کر رہا تھا اس سے زیادہ حسین عرشیہ توقیع باذل حتیٰ کہ سمن تھی پھر بھی اسکے پیچھے کیوں؟
حالاں کہ وہ اس سے اپنے ناگوار تاثرات ناپسندگی شیئر کر چکی ہے۔
وہ اسے انجان جگہ پر لا کر یہ کہہ رہا تھا کہ یہاں وہ خوف سے ہاتھ پیر نہیں مار سکتی تھی۔

کیا ہوا ہے تمہاری کنڈیشن کو؟ تمہاری جیسی دوسری لڑکیاں" نہیں ہوتیں؟" سخت لہجے میں پوچھتے ہوئے اسنے اچانک جھٹکے سے

اسے کھڑا کیا اور پورا گول گھما کر رکھ دیا کہ وہ دہل کر چیخ اٹھی
بے ساختہ اسکے کوٹ کو پکڑا۔۔

ٹانگ آنکھ ناک ہونٹ پاؤں بازو ہاتھ سب کچھ تو تمہارے پاس"
صحیح سلامت ہیں پھر کس بات کی تم میں کمی ہے یا کنڈیشن
بری ہے؟خون دینے کی بات اسے اگنور کرو کیونکہ کوئی بھی دے سکتا ہے تمہیں
ہمارا گروپ تو سیم ہی ہے۔کیئر کی بات نا کرو، تم جب پاس آؤ گی
کیئر تمہارے بالوں سے لیکر سانس تک کروں گا۔۔
اور شاید تمہاری مام سے زیادہ کیونکہ انکا بیٹا ہوں وہ جو کچھ کیئر میں نہیں
کر سکتی مجھے وہ بھی حق ہو گا۔سو اسکی فکر تم مت کرو۔۔
رہا تمہاری سانسوں کا مسئلہ تو وہ بھی میں تمہیں بتا چکا ہوں۔اگر کبھی
سانسیں کم پڑ گئیں تو بے فکر ہو کر میرے پاس آجانا۔۔اگر دم گھٹنے
لگے تب بھی میں ہمہ وقت پاس موجود رہوں گا تمہارے۔
میرے سگریٹ پینے کی پرابلم۔۔اگر وقت بہ وقت، لمحہ بہ
لمحہ میری طلب تم پوری کر دو گی نشے کی تو مجھے یہ بھی جلانا نہیں پڑے
گا۔

اور اسکے بعد اہم بات میری عمر۔۔

تو کیا ہوا ہے میری عمر کو؟ چھوٹی تو تم بھی نہیں تئیس کی ہو، اگر وقت پر ہماری شادی ہو جاتی تو آج تمہارے دو تین بچے ہوتے۔

انفیکٹ تمہاری ماما یعنی مامی کی ایج اٹھارہ تھی اور ماموں تیس سے شاید اوپر تھے انکی شادی ہو گئی اور وہ میری سالی، اور ہونے والی بیوی کو بھی دنیا میں لائے کیا ان سے بھی بڑا کیس ہے ہمارا؟" وہ اسکے ہاتھ پکڑے اپنے مقابل کھڑا کرتا سارے حل بتا چکا تھا۔۔

جنہیں سنتے وہ لال نیلی پیلی، تپی ہوئی بمشکل اپنے سن پاؤں پر کھڑی تھی۔

سنبھل کر!" معاً وہ لڑکھڑائی ساحل نے بروقت اسے پشت پہ " سہارہ دیکر چیئر پر بیٹھا دیا۔ اور خود بھی مقابل بیٹھ گیا

اگر میں نا کروں تو؟؟؟" کافی توقف کے بعد اسکے حلق سے مشکل الفاظ " نکلے۔

ناصرف اسکے ہاتھ پاؤں بلکہ گاؤن میں اسکا نازک سا وجود ہولے ہولے کانپ رہا تھا اسکا پور پور پسینے سے نم تھا چہرہ سرخ اور شرم کے بھوج تلے جھکی اسکی پلکیں۔۔

تو تمہیں کیوں لگا میں تمہیں چھوڑ دوں گا؟" اسکی طرف جھکتے وہ"
سرگوشیانہ بولا روحا نے آہستہ سے خشک لبوں پر زبان پھیرتی اور
گالوں پر پھسلتے آنسوں کو جھٹک سے سپید ہاتھ سے رگڑ ڈالا۔
آآ آپ نے ڈیڈ سے بات کر لی؟" وہ سانسوں کی روانی کے دوران بولی"
ہمم کر لی وہ کل یا پرسوں شاید تم سے پوچھ بھی لیں اسلئے میں چاہتا ہوں تم"
ہاں کر دو۔۔۔
اور اگر نا بھی کرو گی تو کیا ہو جائے گا کم از کم دو چار سال انتظار کرنا پڑے گا
"ڈونٹ وری ساحل شاہ اتنا تو کر ہی سکتا ہے تمہارے لئے۔
وہ سگریٹ کی بجھا چکا تھا اسکے پاس آنے سے پہلے ہی پر اس سے
اٹھتی سگریٹ کلون کی ملی جھلی خوشبو روحا کو سانسوں میں الجھنے لگی۔

اسنے محبت سے کہا اور سر پشت چیئر سے ٹکا دی۔ روحا اس
مطلب پرست کو نظر اٹھا کر دیکھنے لگی۔
پر مجھے جب آپ سے شادی نہیں کرنی تو آپ کیوں اتنا اسرار کر"
رہے ہیں شاہو؟" وہ بھیگی آواز میں بولی۔۔
ساحل نے گہرا سانس بھر کر اچانک سیدھے ہوتے
اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں بھر کر اوپر اٹھایا۔۔۔

کیوں نہیں کرنی؟" وہ اسکی سیاہ بڑی بھیگی آنکھوں میں دیکھتا پوچھنے لگا۔۔

اور روحا کے آنسوں پھسل کر گالوں پر گرے۔۔
ایک پل کیلئے اسکی کرسٹل گرے روح میں اترتی آنکھوں کو اتنا قریب سے دیکھتی وہ سختی سے آنکھیں میچ گئی۔۔

مم۔۔مجھے آپ۔۔۔" اس میں ہمت نہیں ہوئی یہ بتانے کی" کہ مجھے آپ سے آپکے اردوں سے خوف آتا ہے۔اسنے جو ذرہ سی کل رات جرات کی تھی اسکے بانہوں میں خود کو محسوس کرنے کی وہ وحشتزدہ ہو کر اٹھ بیٹھی تھی۔

میں کیا آدم خور ہوں جس سے تمہیں ڈر لگتا ہے؟" انگوٹھے کی مدد سے" اسکے گالوں سے آنسوں سمیٹ کر اسنے محبت پاش لہجے میں پوچھا۔
روحا نے سانس روک کر چہرہ چھڑوانا چاہا پر وہ ناکام ہوئی۔۔
جب ابھی وہ اسکے ہاتھوں سے صرف اپنا چہرہ آزاد نہیں کر پا رہی آگے کیا اسکا مقابلہ کرے گی۔

میں کوئی دھمکی یا بزدل مردوں والی حرکات کر کے تمہیں کمزور"
نہیں کرنا چاہتا روحا شاہ۔
تمہیں اگر شاہو سے ڈر لگتا ہے اگر مام کے بیٹے سے ڈر لگتا ہے تو میری
پناہوں میں آنے کیلئے بس یہ یاد رکھنا کہ جس کے پاس تم جا رہی
ہو وہ ساحل شاہ ہے۔۔
تمہیں اپنے ساہ (سانس) سے قریب رکھے گا۔" اسکی آنکھوں پر
انگلیاں پھیرتے ہوئے اسنے رومال نکال کر اسکی ناک کو صاف
کرتے روحا کی اچانک حیرت خفت سے کھلتی آنکھوں میں
دیکھا۔۔۔

ارادے میرے بہت خطرناک تھے تمہارے بارے میں، پر"
"دعا کرنا اپنے باپ کو جس نے ساحل شاہ کی سوچوں کو ٹھکانے لگایا۔۔
وہ سن کر حیران نہیں ہوئی کیونکہ وہ سب جانتی تھی۔

میرا تمہیں یہاں لانے کا مقصد محض تھوڑا وقت لینے کا تھا، اور"
شادی کے بات سے آگاہ اسلئے کیا کہ جو بھی شاک لگنے یا جھٹکے لگنے

ہوں وہ یہیں ختم کرو اور جب تمہارے ڈیڈ پوچھیں تو اچھی بیٹی کی طرح سر جھکا کر تھوڑا شرما کر سر ہاں میں ہلا دینا۔۔
باقی کا کام میں خود دیکھ لوں گا۔۔" آخری بات کرتے اسنے شرارت سے اسکے ہونٹوں کے کنارے پر انگلی گھمائی وہ کانپ کر شش کرتی پھڑ پھڑا کر اس سے دور ہو کر کھڑی ہو گئی۔

وہ اسے لرزتے دیکھ کر مسکراتا ہوا اپنے کوٹ کو اٹھا کر پہننے لگا۔
سنبھالو خود کو ورنہ لوگ کچھ اور ہی سمجھیں گے کہ اپنی بیوی کے کوئی" جستارتیں کرتا رہا ہے جس سے وہ معصوم اب کانپ رہی ہے۔۔" وہ بٹن بند کرتے ہنس کر بولا۔

آپ ایسی واہیات باتیں مجھ سے مت کریں میں آپکی بب بیوی" نہیں۔۔" وہ غصے ناگواری سے بولی۔۔
ساحل شاہ کا قہقہ زوردار تھا۔۔۔
معذرت بے بی مجھے یاد نہیں رہا کہ ابھی میرے پاس سرٹیفکیٹ" "نہیں ان سب کا۔

اسکی باتوں کو نظر انداز کرتی وہ اپنی آنکھیں صاف کر کے اب نقاب لگا کر پن لگانے لگی۔

وہ ریسٹورنٹ کا بل اور ٹپ وہیں رکھے آگے بڑھا اور اسکے لئے ڈور اوپن کیا۔۔

وہ کانپتی ٹانگوں کے ساتھ باہر نکل کر کھڑی ہوئی۔۔

ساحل شاہ نے جو سر پر بم پھوڑا تھا اس سے اسکے وجود میں اتنی سکت نہیں تھی کہ وہ چار قدم چل سکے۔

اسنے جیسے کیبن سے قدم باہر رکھے روحا نے بڑی جرات سے اپنے کانپتے ہاتھ سے بازو پر رکھ دیئے اور خود کو سہارا دیا۔

وہ چونکا تو تھا اسکے ہاتھ پکڑ کر سہارا لینے پر، پر اسنے ظاہر ہونے نہیں دیا۔ اور لبوں کے گوشوں میں مسکراہٹ لیے باہر کی طرف بڑھ گیا۔

کیا وہ اسکی بیوی بنے گی؟"روحا نے سوچتے سرخ چہرے کے ساتھ " چور نظروں سے سر اٹھا کر ذرا سا اسے دیکھا۔

لمبا چوڑا خوبصورت مرد تھا، اسکی آنکھوں کی خوبصورتی، لہجہ کا بھاری مردانہ پن، پرسنالٹی کی کشش سحر انگیز مقناطیسی اسنے آس پاس دیکھا کتنی نظریں ٹھہری ہوئی تھیں اور وہ بے فکر ہو کر چل رہا تھا۔

اسکی شخصیت چار و شانے چٹ کرنے کیلئے کافی تھی تو پھر روحا شاہ ہی کیوں؟

دنیا میں صرف وہی انوکھی لڑکی نہیں جسکے پاس ناک آنکھ خوبصورت، ہونٹ پتلے ہیں یا وہ سفید ہے۔

اس سے تو زیادہ یہاں موجود لڑکیاں حسین بیٹھی تھیں جو کہ حقیقت میں اس کے قابل بھی تھیں کہ وہ انہیں ساتھ لیکر چلے۔

پر نہیں اسکی ضد وہی روحا شاہ۔۔جو اسکے خواب دیکھے بلکہ اس سے شادی کیلئے ہاں بھی کرے۔

وہ ایک نامکمل سی لڑکی جس پر کوئی ایک نظر ڈالے تو دوبارہ دیکھنا گوارہ نا کرے۔۔ساحل شاہ کو کون سمجھائے صرف خارہ ڈھونڈ رہا ہے۔وہ تو محض اسکے کندھے تک آتی تھی۔کتنی چھوٹی تھی اس سے کیا وہ اسے اپنے ساتھ لیکر موو کر سکتا تھا؟وہ کتنی دبلی پتلی سی تھی جانے کیا سوچ کر وہ پیچھے پاگل ہو رہا تھا۔

کیا اسے سوسائٹی میں موو کرنا نہیں تھا اپنی بیوی کے ساتھ یا۔۔ کوئی خطرناک پلاننگ۔۔۔

ریسٹورنٹ سے باہر آکر اسنے ساحل شاہ کا ہاتھ چھوڑ دیا۔۔

آؤچ" وہ ساحل شاہ کے پیچھے تھی جب اچانک سے سامنے آتی" لڑکی ساحل کو دیکھتے اس سے ٹکرائی۔۔

روحا نے دیکھا تھا اسنے اپنا پاؤں ہیل میں خود ٹیڑھا کیا اور سیدھا ساحل کے ساتھ ٹکرائی تھی۔۔

اوہ سوری!! افف یہ کیا ہو گیا سوری سوری۔۔" وہ معذرت کرتی خود کو" سنبھال کر سیدھی ہوئی پر نظریں جان بوجھ کر اسکے سینے پر ٹکائیں جہاں اسکے سوٹ کے مہنگے کوٹ پر لڑکی کے لپسٹک کے نشان آ گئے تھے۔۔

تجسس میں آکر روحا نے بھی کچھ آگے بڑھتے لاتعلقی کے اظہار کے طور ایک سرسری سی نظر ساحل کی طرف اٹھائی۔۔

لڑکی اس سے بری طرح معذرت کر رہی تھی جب اسکے چہرے پر ناگواریت کے ساتھ ماتھے پر بل نمودار ہونے لگے۔

آپ تو ناراض ہو رہے ہیں مسٹر میں صاف کر دیتی ہوں۔" وہ اپنے بال"
جھٹکتی ہوئی پرس سے رومال نکال کر اسکے سینے سے وہ نشان ابھی صاف
کرنے والی تھی اس سے پہلے ہی ساحل نے کوٹ کی جیب سے وہ
رومال نکالا جس سے روحا کے گال ناک صاف کی تھی۔
اسے پینٹ میں رکھ کر کوٹ کو اتارہ اور اس لڑکی کو نظر انداز کرتے
ہوئے گارڈ کو پاس بلا کر اسے تھمایا۔۔
کسی فقیر کو دے دینا۔" وہ گارڈ سے بولا جسنے جی جی کرتے سر ہلایا کیونکہ"
اکثر وہاں غریب فقیر آتے رہتے تھے۔۔

اور اب ساحل شاہ نے اپنا رخ لڑکی کی سمیت کیا جسکی آنکھیں
اسکے سینے بازوؤں پر تھیں، شرٹ اسکے وجود سے چپکی ہوئی تھیں۔۔
وہ گرے آنکھوں والا شاہ اسے کسی ہالی وڈ ایکشن مووی کا ہیرو لگا تھا مسمرائز
کر دینے والا۔

کوئی بات نہیں، یہ لو اور اچھی جوتی لے لو!" وہ سپاٹ لہجے میں کہتا"
پیسے والٹ سے نکال کر اسے تھماتے آگے بڑھا
لڑکی کا چہرہ سرخ تھا جبکہ روحا جھپٹ کر گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔

"Savage"

اس ساکت کھڑی لڑکی نے ساحل شاہ کے ایٹیٹیوڈ کو دیکھتی ہوئی بولی۔۔

روحا کو دونوں کی نظریں عادتیں اچھی نہیں لگیں۔ اسنے چور نظروں سے ساحل کو دیکھا جو کہ گاڑی اسٹارٹ کر رہا تھا۔۔
اور پھر اسنے اس لڑکی کو دیکھتے ہاتھ باہر نکال کر تھپڑ کا اشارہ دیا اور غصے بھری نظر ڈال کر جلدی سے شیشہ اوپر کر دیا۔۔۔
اس کاروائی کے دوران اسکی دھڑکنیں تیز تیز تھیں وہ چور نظروں سے پھر ساحل شاہ کو دیکھنے لگی جو کہ مصروف گاڑی ریورس بیک لے رہا تھا۔۔
اسے یونہی مصروف پا کر اور اپنی شرارت یاد کر کے اسکے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔۔ وہ کھکھلا نہیں سکتی تھی کیونکہ اسکی کھکھلاہٹ تو دم توڑ چکی تھی اس سے شادی کا سوچتے۔۔

اسنے گہرا سانس کھینچتے گاڑی کی ونڈو اوپن کی اور باہر دیکھنے لگی بغیر ساحل شاہ کے لبوں پر رقصاں مسکراہٹ کو دیکھے۔۔

وہ نادان تھی حقیقت میں ایسی چھیڑ چھاڑ کرتی حرکات سے واقف نہیں تھی کہ وہ کیا چاہتا تھا اس سے۔۔

"آپکی کمزوری کیا ہے؟" وہ ساری سوچیں سر سے جھٹکتی ہوئی کمزوری بابت استفسار کرنے لگی۔۔

اس وقت ایسے سوال کی اس سے توقع نہیں تھی ساحل کو پھر بھی وہ جواب دینے لگا

نظر بھر کر اسکے تھکے انداز کو دیکھا۔

"اگر میں نے بتایا تو تم ڈر جاؤ گی!" وہ عام سے لہجے میں بولا پر روحا اسکی ذو معنی بات کو سمجھ گئی تھی تبھی کچھ کہے بغیر چہرے پر ناپسندگی سجالی۔۔

"اور تمہاری؟" وہ اپنے کہے پر شرمندہ نہیں تھا الٹا اس سے پوچھنے لگا۔

"میں خود ایک کمزور سی لڑکی ہوں میری کمزوری کیا ہو سکتی ہیں۔" وہ تلخ ہنسی کے ساتھ ہنستی ہوئی بولی۔۔

اگر میں ثابت کر دوں تم مضبوط ہو تو کیا مجھ سے محبت کرو گی؟""
اچانک اسکے سوال پر وہ بوکھلا گئی۔۔
یہ کیسے ہو سکتا ہے بھلا۔۔پیار کیا تو نہیں جاتا جو کہ ساحل شاہ کہہ رہا تھا۔وہ تو خود ہو جاتا ہے۔
اگر آپ مجھے مضبوط بنانا چاہتے تو مجبور بنا کر شادی نا کرتے۔"وہ" استہزائیہ بولی۔

کب تک اپنے باپ کے کندھوں پر بھوج بن کر رہو گی کچھ اسکی" آخرت کا خیال کرو،اور کچھ میری تنہائی کا۔اب آجاؤ میری بانہ۔۔۔۔میں۔"وہ اسکے معاملہ میں خود بخود بے باک ہو جایا کرتا تھا سنجیدگی سے بولا اور سگنلز پر رکتے اسنے اسکی طرف بازو بڑھا کر ونڈو کو بند کر دیا۔۔
روحا سرخ بھیگی آنکھوں سے اسے گھور رہی تھی۔
میرا دل گوارہ نہیں کر رہا تمہیں کوئی میرے بغیر دیکھے۔"اسکی سیاہ" آنکھوں میں اپنی گرے رنگ آنکھیں گاڑھ کر دیکھتے ہوئے وہ بولا۔
اور وہ سن ساکت بیٹھی رہ گئی۔جب وہ اس سے دور ہوا۔۔

باذل کا کہا بالآخر سچ ہو ہی گیا تھا، اسکی ماما ڈیڈ نے نہیں،، نا ہی اپنے بیٹے کی خوشیوں کیلئے اسکی مام نے، بلکہ اسکے بیٹے نے خود ضد باندھ لی تھی۔۔
وہ رہی پلی بڑی ہوئی بھلے مغرب میں تھی پر وہ تھی ایک مشرقی لڑکی اپنی ماں مام کو دیکھ کر جینے والی۔
سوچ رہی تھی کس طرح سے وہ اس سے انکار کرے گی کتنا مشکل ہو گا اسکے لئے۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

وعلیکم السلام دریاب بھائی" اسنے کافی ہمت کر کے اسے کال ملائی تھی اور" ہچکچاتے ہوئے اسکے سلام کا جواب دیا۔

کیسے یاد کیا بڑے لوگوں نے ہم غریبوں کو" اسنے مسکراتے ہوئے لہجے" میں غیر یقینی سے پوچھا اور ڈور کو چھوڑ کر گاڑی سے پشت ٹکا کر کھڑا ہو گیا۔

اسکے طنز پر وہ لب کچلتی ہوئی رہ گئی۔

سمجھ نہیں آرہا تھا پوچھے کیسے۔۔ اسنے ڈور کو دیکھا جہاں سے ابھی اسکا بھائی اور ڈیڈ گئے تھے اسے آرام کی تلقین کرتے۔

کچھ کہنا ہے؟" وہ اسکی کشمکش سمجھتا اسکی مشکل آسان کر گیا۔"

آپ نے کہا مام بھائی سے کہ میں کل آپکے گھر تھی پر میں تو آئی ہی" نہیں تھی نا ہی عرشیہ کہہ رہی ہے میں آئی تھی پھر آپ غلط بیانی کیسے کر رہے ہیں؟" اسنے الجھتے کچھ ناگواری سے پوچھا۔۔

دریاب اسے ہمیشہ اپنی ذات کام میں گم رہنے والے عجیب بندے لگتے تھے نا کہیں آنا نا کہیں جانا پھر اچانک انہیں کیا ہو گیا کہ چار پانچ ماہ سے انکا جھکاؤ اسکی طرف تھا۔ اور اس طرح جیسے شدید محبت میں مبتلا ہوں۔ حالاں کہ اسکی ذات کی طرف آج سے پہلے کبھی اسکی توجہ ہی نہیں ہوتی تھی اپنی کشمکش اپنی الجھنوں اپنے ڈیڈ کی پریشانی میں ہوتے تھے۔۔

پھر اچانک سے اسکے تیور ہی بدل گئے۔

آج صبح جب اسکی آنکھ کھلی تو اسکے بھائی اسے یوں اکیلے اس وقت جانے پر ڈانٹ رہے تھے، پاس بیٹھے ڈیڈ الٹا انکے بھائی کو ڈانٹ رہے

تھے جبکہ توقیع کا دل تیز تیز دھڑک رہا تھا اور اسکی نظروں کے سامنے بار بار ایک ہی چہرے گھوم رہا تھا۔

اسنے نامحسوس طریقے سے اپنے ہونٹوں کو چھوا اور اسکی ہلکی براؤن آنکھوں آئی برو کے اوپر کٹ کو یاد کیا۔
وہ کیسے اسے دریاب سمجھتی وہ دریاب تھا ہی نہیں۔۔وہ دریاب ہوئی نہیں سکتا تھا۔۔
مطلب وہ وحشی زندہ تھا، وہ مرا نہیں تھا چھپا ہوا تھا اور وہ اسکے قید میں اسلئے تھی ابھی۔
پر اپنی ماں بھائی کے منہ دریاب کی بیان گوئی سن کر وہ ششدر تھی۔ بلکہ پوری الجھ گئی تھی اسکا دماغ سوچ سوچ کر تھک گیا تھا۔ اسے اپنا موبائل نہیں ملا اور ملتا کیسے اسے یاد تھا وہ آدمی اس سے موبائل چھین کر پھینک چکا تھا۔

اسنے اپنی ماں کا موبائل لیکر دریاب کے نمبر پہ کافی سوچ وچار کے بعد کال کی تھی اور اب اس سے سوال کر رہی تھی۔

عرشیہ کیسے ہاں کرتی جب گھر تم گئی ہی نہیں تھی۔" اسنے سنتے کچھ "
توقف کے بعد متبسم ہو کر کہا۔ توقیع کا سانس پھول گیا وہ
حقیقت میں تھا۔۔ بلکہ آس پاس تھا وہ زانی وحشی سچ میں اسے کئی بار
چھو چکا تھا۔
اسے اپنے وجود اپنے آپ سے نفرت گھن ہونے لگی کہ ہمت کیسے ہوئی
اسکی اسے چھونے کی۔۔
وہ قاتل زانی غنڈہ دہشتگرد سب تھا، سدھرنے کفارے کے بجائے
وہ مزید برا انسان بن گیا تھا اسکا بس اب نہیں تھا وہ سامنے
آئے تو وہ اسے شوٹ کر دے۔

کیا مطلب ؟ پھر آپ نے کیوں کہا یہ سب ؟" وہ سمجھ گئی تھی "
دلاور اسے جنگل سے نکال کر گاڑی میں باہر چھوڑ کر گیا تھا اسے اس سے کوئی
اور توقع تھی بھی نہیں۔ یہ رب کے لاکھ لاکھ شکر تھے کی اسکی آبرو سہی
سلامت تھی

!میں تمہیں ساری بات بتاتا ہوں ریلیکس "

دراصل تم اکیڈمی سے گھر جا رہی تھی تبھی بیچ سڑک پر تمہاری گاڑی خراب ہو گئی تمنے باہر نکل کر گاڑی ٹھیک کرنی چاہیے پر تبھی ہی تمہیں کمزوری کی وجہ سے شاید چکر آئے اور تم وہیں گر گئی۔۔

یہ تو شکر تھا کہ وہاں سے گزرتی ایک نیک دل عورت نے تمہیں دیکھ لیا اور اسنے تمہاری موبائل سے گھر رابطہ کرنا چاہا تاکہ کسی کو اطلاع دے سکے تمہاری پر اسی وقت میری کال تھی اور اسنے اٹینڈ کر کے مجھے تمہارے بارے میں بتایا۔۔

میں جب تک وہاں پہنچا اس عورت نے بتایا کہ تم چیخ چلا رہی تھی جانے کیا کیا کہہ رہی تھی۔ میں نے بھی دیکھا تو تمہاری وہی حالت تھی میرا ارادہ تو تمہیں ہاسپٹل لے جانے کا تھا اسلئے تمہارے موبائل سے سب کو عشی کے پاس جانے کا پیغام دیا اور موبائل اس عورت کو تھما کر تمہیں گاڑی میں ڈالا بعد میں شاید موبائل لینا بھول گیا۔۔

تم ویسے ہی جانے کیا کچھ بڑبڑاتی رہی اور میں ہاسپٹل جانے کا ارادہ ترک کر کے تمہیں گھر لے آیا کیونکہ صام کی کافی کالز آچکی تھیں اسلئے تمہیں گھر لانا پڑا۔" دریاب نے تحمل سے ساری بات اسے کہہ سنائی جسے سنتے توقیع کا دماغ گھوم گیا۔

یہ کیا تھا سب ؟ مطلب جو اسنے محسوس کیا دیکھا
اندھیرے میں اسے چھوا، اسکے بالوں کو پیشانی سے ہٹایا اسے
قریب سے دیکھا وہ سب جھوٹ تھا؟ محض اسکی سوچ تھی یا اسکا
وہم، حقیقت ؟؟؟
مجھے لگتا ہے تو قسیع تم خوفزدہ ہو کافی۔۔ جیسا تم سوچ رہی ہو ویسا کچھ "
نہیں۔۔
میں نے تمہاری بڑبڑاہٹ سنی تھی۔ اسے بھول جاؤ وہ برا خواب تھا
آیا اور گیا میں چاہتا ہوں ہم سب کچھ بھول کر نئی شروعات
کریں۔" وہ بول رہا تھا تو قسیع موبائل ٹیبل پر رکھ کر خود خاموش آئینے کے
سامنے کھڑی تھی۔۔
معاً اسے خیال آیا اسنے اسے آگے دھکا دیا تھا۔۔ خیال کے ساتھ اسنے
بھاگ کر ڈور لاک کیا اور پھر اپنی آستیں اوپر کر کے اپنی کلائیاں
دیکھنے لگی۔۔
پر اسے مایوسی کا منہ دیکھنے کو ملا کہ وہاں اسکی اسکن پہلے سے گلابی تھی۔

جی۔۔"وہ محض اتنا کہہ اسکی آگے پیچھے کہیں باتوں کو سنے سمجھے بغیر" کال ڈسکنیکٹ کر گئی۔

اگر ایسا نا ہوتا تو دریاب کو کیسے معلوم ہوتا کہ میری گاڑی خراب ہو گئی" ہے۔شاید میں سچ میں غلط سوچ رہی ہوں۔۔۔
پر کیسے میں غلط سوچ رہی ہوں وہ تھا مجھے خود یاد ہے ابھی بھی۔۔۔
اسے دیکھتے بیہوش ہوئی تھی میں۔۔۔"وہ ہاں نا کی کشمکش میں خود کلامی سے گویا ہوئی تبھی تقویٰ ناک کر کے اپنی بیٹی کے روم میں اندر داخل ہوئیں۔۔

تم ابھی تیار نہیں ہوئی؟"انہوں نے بیٹی کو ویسے ہی کھڑا دیکھ کر متفکر ہوتے" پوچھا۔
جی بس مام ہو رہی تھی۔"اسنے بمشکل مسکراتے کہا کیونکہ آج وہ اپنے بھائی کا" رشتہ لیکر جا رہے تھے۔۔۔
اسکے بعد ایگزام ہوتے ہی انکی شادی ہو جائے گی۔۔۔
اور پھر کیا اسکی اور دریاب کی؟اگر زندہ تھا،وہ تو پھر اسکے نکاح میں ہو گئی۔۔

پر اسکا معلوم ہی نہیں وہ زندہ بھی ہے یا نہیں؟ پھر اس سے مجھے طلاق کون دلوائے گا؟؟

ڈیڈ بھائی کو معلوم پڑا وہ تو جانے کیا کریں اور کیا وہ مجھے طلاق دے گا اور دریاب سے شادی کرنے دے گا؟۔۔۔

کیا ہوا بیٹا کوئی پریشانی ہے؟ جب سے اٹھی ہو دیکھ رہی ہوں کافی الجھی" پریشان لگ رہی ہو کیا بات ہے طبیعت ٹھیک ہے؟" تقویٰ اسکے تاثرات دیکھتیں ہوئی فکر مندی سے بولیں۔۔

جانتی تھی کوئی پریشانی تو ہے اسے پر وہ چھپا رہی ہے۔

نہیں مام میں ٹھیک ہوں بس سر درد ہے تھوڑا میں چائے کا" کپ لے لیتی ہوں آپ تیار ہو جائیں تب تک میں بھی ہو جاؤں گی۔" اسنے مسکراتے ہوئے ساری الجھاتی ہوئی سوچیں جھٹک کر کہا۔

اوکے ٹھیک ہے میں چائے ملازمہ سے بھیج دیتی ہوں اسکے بعد" یہ دوائی کھا لینا سر درد جلدی ختم ہو جائے گا۔" وہ دوائی نکال کر ٹیبل پر رکھتی ہوئی اسکا گال چوم کر وہاں سے نکلیں۔

انکے جاتے وہ گہرا سانس بھر کر بیڈ پر ڈھے گئی اسکی زندگی اسے ہی نوچ کھانے پر تلی ہوئی تھی۔
اسے تو ایسا کوئی سین واقعہ یاد نہیں تھا کہ کل کہیں وہ بیہوش ہوئی ہو۔۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

دری بھائی مام ڈیڈ کہہ رہے ہیں جلدی گھر آیئے گا آج شام ماموں مامی" ڈنر پر آرہے ہیں" عرشیہ پورچ میں آئی جہاں دریاب گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا لبوں پر مسکراہٹ سجائے موبائل کی اسکرین کو دیکھ رہا تھا عشی کی آواز پر چونکا۔

خیریت؟ ڈیڈ نے انوائیٹ کیا ہے؟ ہمیں تو نہیں بتایا؟" دریاب موبائل" جیب میں رکھ کر سیدھا ہوا اور حیرت سے استفسار کرنے لگا
جی وہ خود آرہے ہیں ڈیڈ کو کل رات کال پر کہہ دیا تھا انہوں نے ڈیڈ نے صبح" بتایا تھا پر شاید آپکا دھیان انکی بات پر نہیں تھا۔" وہ آہستگی سے بولی

اوہ!ہاں کچھ ٹینشن تھی شاید دھیان نہیں دے سکا تھینکس مجھے آگاہ کرنے کیلئے ورنہ اچھی خاصی ہو جاتی۔۔
خیر تم بتاؤ میری جان کا چہرہ کیوں اترا ہوا ہے؟"پاس آتے ہوئے اسنے سر جھٹک کر عرشیہ کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر پیشانی چومی۔۔۔

نہیں میں تو اداس نہیں بس طبیعت کچھ اداس سی ہے۔۔"وہ نفی میں سر ہلاتی ہوئی کہتی مسکرائی۔

اچھا تو جناب اداس نہیں ہو صرف طبیعت اداسی ہے یہ بات میری سمجھ سے باہر۔۔۔"وہ گھورتے ہوئے بولا۔

ہاہاہا میرا مطلب وہ نہیں میں کہنا چاہتی تھی کہ شاید یونی سے آکر سو گئی تھی اسلئے اب سستی ہو رہی ہے اور اسی وجہ سے اداسی محسوس ہو رہے ہے۔ویسے آپ تو بات کی خال اتار دیتے ہیں۔۔"تفصیل بتاتے ہوئے وہ منہ بنا کر بولی۔۔

تو تمہارا کیا مطلب ہے ایک ہی بہن ہے وہ اداس ہے تو بات کی"
حال بھی نا اتاروں؟ میں تو تمہیں اداس کرنے کی وجہ کی حال اتار
دوں تم تو بات کی کہہ رہی ہو۔۔
دریاب خان کی بہن ہو کسی عام انسان کی نہیں۔ شیرنی بن کر چلا کرو
یوں آجکل بھیگی بلی بنی پھر رہی ہو دو پتھڑ لگاؤں گا ہوش ٹھکانے آجائیں
گے۔۔"وہ اس پہ جتا کر مصنوعی غصے سے گویا ہوا عرشیہ کو ہنسی آگئی
اسکے بعد بھی وہ گھور کر انہیں دیکھتی بازو پر مکا مار کر ہنسی۔۔۔

چلو جائیں پھر جلدی آئیں تیس مار خان معلوم ہے۔۔"وہ اسے"
گاڑی کی طرف گھناتی ہوئی بولی پر اسنے بازو سے پکڑ کر اسکا رخ اپنی
طرف کیا۔۔
جانے کیسے وہ اپنی آنکھوں کو نم ہونے سے بچا پا رہی تھی ورنہ رات کو
اسکے لئے مسئلہ ہو جاتا اپنے ماما مامی کا مطالبہ سن کر۔۔۔
تم کہتی ہو تو مان لیتا ہوں نماز پڑھو قرآن کی کسی بھی آیت کی تلاوت کرو اور"
جلدی سے اس سے سستی کو خود سے دور بھگاؤ۔ میں چاہتا ہوں
میری بہن سدا ہنستی مسکراتی رہے تمہیں معلوم ہے تمہارے لبوں کی

مسکراہٹ ذرا سی گم ہوتی ہے تو تمارے بھائی کا دماغ گھوم جاتا ہے اور "میں پہلے ہی سر پھرا سا شخص ہوں

اوکے بابا معلوم ہے جناب کچھ دیر میں عصر کی نماز کا وقت" ہونے والا ہے وہ پڑھ کر پھر کرتی ہوں تلاوت اور ہاں آپ بھی کسی مسجد میں نماز ضرور پڑھ لیجئے گا خبر دار جو قضا کی۔۔" وہ وارن کرتی ہوئی اقرار میں بولی۔۔۔

اوکے دادی نہیں کرتا۔۔ ویسے بالکل اس وقت دادی لگ رہی ہو انکی ڈیتھ" کے بعد انکے طور طریقے تم نے اپنا لیے ہیں۔" وہ ہنستا ہوا بولا۔۔
اپنی مرحومہ دادی (دانیال کی پھپھو، زریش کی ماں) کو یاد کر کے اسکا دل مزید اداس ہوا پر اپنے بھائی کو بازو پر تھپڑ مارتے ہوئے وہ کھکھلاتی وہاں سے بھاگی۔۔۔

دریاب اس پر محبت پاش نظر ڈالتے ہوئے وہاں سے نکلا۔۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

توقی بیٹا چائے!" ملازمہ ڈور ناک کر کے اندر آئی اور ٹرے ٹیبل پر رکھتے "
اپنی مام کی ہدایت پھر یاد آئی اسنے سر ہلا دیا۔

ملازمہ کے جانے کے بعد وہ چائے پی کر دوائی لیتی ہوئی کپڑے نکال کر باتھ روم میں بند ہو گئی۔
ساری سوچیں جھٹک کر وہ بے انتہا خوش تھی کیونکہ وہ اپنے جان عزیز بڑے بھائی کا رشتہ لیکر جا رہے تھے اور وہ بھی اسکی دل عزیز دوست کا۔۔

یہ بھائی کیوں آفس چلے گئے؟ کیا انہیں نہیں چلنا تھا۔۔" وہ "
بے بی پنک گھیر دار فراک بلیک چوڑیدار پاجامہ، بلیک اسکارٹ کا حجاب پہنے بے بی پنک دوپٹہ شانوں پر پھیلائے پائوں میں پنک ہی سینڈلز پہنے کھڑی خفگی سے بولی۔۔

تو بیٹا ایسے موقع پر نہیں چلتے رشتہ لیکر چل رہے ہیں ہم تو اسکا کیا "
کام؟" صائم زیدی اپنی بیٹی کو بازو کے حصار میں لیکر بولے۔۔

پر ڈیڈ یہ تو پرانی رسم ہو گئی نا ایسے تو نہیں ہوتا دریاب جو آئے تھے۔۔"وہ"
منہ پھولا کر بولی پر سیڑھیوں سے اترتے ہوئے صارم زیدی کا قہقہہ سنتی
سرخ پڑ کر جھینپ گئی۔۔
وہ کیسے بھول گئی کہ وہ اسکا رشتہ لیکر آئے تھے۔

صارم!!" تقویٰ چادر لپیٹ کر شانوں کے گرد،لاؤنج میں آتیں"
سرزنش کرتیں ہوئی بولیں
بھئی میں نے کیا کہا؟ میں تو بس اپنی ہونے والی بیوی کو یاد کر کے"
خوش ہو رہا تھا ظاہر ہے بھائی کے بعد تو میری باری ہے۔"اپنے
باپ کو آنکھ مار کر اسنے کف کے بٹن لگاتے ہوئے شرارت سے کہا۔۔
صائم زیدی کا قہقہہ گونجا۔۔
اتنے تم معصوم!"انہوں نے شرم دلائی صارم ہنستا ہوا توقیع کو اپنے حصار"
میں لیکر باہر کی سمیت بڑھا۔۔

ٹھیک کہہ رہی ہے ویسے نیلی بلی!میں اپنی بہن کی خواہش کا احترام"
کرتا ہوں اسلئے میں اپنی محترمہ کو دیکھنے خود جاؤں گا اور اگر میری

بہن کو پسند آئی تو مجھے پسند آئے گی ورنہ صارم زیدی تاحیات کنوارہ رہے گا۔" اسنے اعلانیہ کہا

توقیع اسکی آخری بات پر دہل گئی۔۔

خدانا کرے جانے کون سی گھڑی قبولیت کی ہو ایسے نہیں کہتے" بھائی۔" وہ غصے سے خفگی میں بولی۔۔

دیکھنا آپ کی بیوی سچ میں معصوم بالکل پری جیسی ہو گی اتنی کیوٹ" سمپل سی۔۔

میں سوچتی ہوں نا مجھے بہت پسند آتی ہے خیالوں میں ہی ایسا لگتا ہے کوئی سادہ طبیعت نرم گو معصوم سی لڑکی آپکی ہمسفر بنے گی اور وہ بہت خوبصورت ہو گی خوب سیرت نیک دل۔۔" وہ اپنی تصورات میں روحا کو یاد کرتی اس سے شیئر کرتی گاڑی میں اسکے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی اور مبہم سی مسکراہٹ کے ساتھ صارم سن رہا تھا۔

اور مثال کے طور پر اللہ نا کرے کوئی بالکل اسکے الٹ ہو گئی تو؟" اسنے" خوفناک انداز میں اس سے کہا اور اپنے ماں باپ کی گاڑی کو زیدی ہاؤس سے نکلتے دیکھ کر اپنی گاڑی پیچھے اسٹارٹ کی۔

ملازمین خوشی سے پہلے ہی دوازے پر کھڑے سب اچھے اچھے کی دعائیں مانگ رہے تھے۔ یہ تو رب کا لاکھ لاکھ شکر تھا کہ گھر میں بڑی بہو وہ آرہی تھی جنہیں وہ تو پہلے سے جانتے تھے۔
بلکہ شرارتی سی عرشیہ انہیں بے حد پسند تھی سب کو۔۔اور وہ تھی ہی ایسی لوگ اگنور کر کے بھی اسے نظر انداز نہیں کر پاتے تھے۔۔

بھائی!!!!اللہ نا کرے اس باذل جیسی تو بالکل نہیں ہونی چاہیے اس پر" تو اپنے ماں باپ کی تربیت اثر نہیں کرتی۔۔روحا نے بتایا کہ وہ سب اسنے خود سے ایسا کیا ہے۔۔
مطلب وہ سوچتی ہے اسکے ساری فیملی ماں باپ پھپھو صرف روحا کو پسند کرتے ہیں اسکا احاس کرتے ہیں اسے کوئی نہیں پوچھتا اسلئے اسنے اپنی شخصیت کا بیڑا غرق کیا ہوا ہے۔۔مجھے ایسے لوگ زہر لگتے ہیں جو ذرا سی بات کو دل۔پر لیکر اپنی شخصیت کو نیست و نابوز کر دیتے ہیں" وہ ناگواری سے گویا ہوئی۔۔

سرسری سا سنتا صارم سنجیدہ ہوتا گہرا سانس بھر کر گاڑی اسٹارٹ کر چکا تھا۔

اسے کافی گلٹ فیل ہو رہا تھا بے شک وہ غلط تھی پر اسے کوئی حق نہیں تھا اس پر ہاتھ اٹھانے کا پر اب کیا ہو سکتا تھا۔ اس لڑکی کی باتیں ہی ایسی تھیں کہ لگتا ہی نہیں تھا وہ حیدر شاہ حجاب شاہ کی بیٹی تھی۔۔۔

بس رب سے دعا تھی کہ اب آئندہ وہ اسکے سامنے نا آئے اور نا ہی اس سے زیادہ برا ہو۔۔ سوچوں کے ساتھ انکی گاڑی زیدی ہاؤس کی حدود سے نکلتی مین روڈ پر آ چکی تھی۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

واہ کیا آئٹم ہے ظالم، مجھے معلوم تھا تو ہاتھ مارے گا تو وہاں جہاں دنیا کی "
"نظر دور دور تک نا پڑی ہو گی اس قیامت پر۔۔
وہ موبائل میں موجود اسکی تصویروں کو آگے پیچھے زوم کرتا دیکھ رہا تھا جب اچانک آہستہ سے آفس روم میں داخل ہوتے اسکی غفلت کو جاننے کیلئے جیکی نے اسکے ہاتھ میں موجود مہنگے موبائل کو دیکھتے اسکے پیچھے آ کر اسکی اسکرین پہ دیکھا جہاں نیلی آنکھوں والی حجاب

میں کوئی قیامت چہرہ لیے حسینہ موجود تھی جسے وہ آگے پیچھے کر کے کب کا دیکھ رہا تھا۔

توقیع کو دیکھتے اسکے منہ سے بے ساختہ ماشاءاللہ نکلا۔ پہلے گوگل کی تصویر لگیں پر اور کیمرہ کا فولڈر دیکھتے وہ ششدر رہا۔۔
یہ الفاظ اسکے سامنے کم تھے وہ جیسے شاعر کی شاعری تھی۔ اسے دلاور سے امید تھی کہ وہ ضرور خاموش تھا تو ایسا ہی کوئی ہاتھ مارے گا۔۔
اور اب سامنے اسکرین پر موجود کسی حسن پرست کے خوابوں کی شہزادی کو دیکھتے اسے اپنی چار بیویاں کم ترین محسوس ہو رہی تھیں۔
جیکی اسکا اسسٹنٹ تھا، ڈی کے کوئی ایجنٹ، آئی ایس آئی سپاہی یا کسی بھی ادارے سے منسوب نہیں تھا، اسکے اپنے اصول، اپنا لاء تھا جسکا جج بھی خود تھا اور وکیل مجرم گواہ بھی۔۔
اسے ضرورت نہیں تھی ایجنٹ، آئی ایس آئی بننے کی، وہ بیٹھے بیٹھے ایسے خطرناک کیسز سولو کرتا تھا جو کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی تھی۔

جیکی کی آواز پر متوجہ ہوتے دلاور نے گردن گھما کر اسکے تبصرے پر اس پر ایک خاموش نظر ڈالی۔ تب تک خیری بھی ڈور پر آ کر

کھڑا ہو گیا تھا کیونکہ اسنے ہی جاسوسی کیلئے جیکی کو اپنی جگہ اندر بھیجا تھا۔

ویسے ہے کون؟؟؟" جیکی اسے موبائل آف کرتے جیب میں رکھتے دیکھ کر" "اداس دل ہوتا استفسار کرنے لگا۔ "کہاں رہتی ہے؟

تیری بھابھی ہے" بے تاثر سپاٹ لہجے میں کہتے وہ اٹھ کھڑا ہوا" چیئر سے اور دونوں بازو اوپر فضا میں اٹھا کر اسنے دائیں بائیں زور دیتے بازوؤں سے ایک مخصوص آواز نکالی اور زور کا جھٹکا دیا۔۔۔

"ہہہ ہماری؟ ببب بھ۔ بھابھی؟"
اسکا جواب سن کر جیکی کی زبان لڑھڑا گئی اسے لگا دلاور کنوارہ ہے مسٹر ڈی کے صاحب کے فل نام کے علاوہ انہیں معلوم ہی کیا تھا۔
"The devil of the killer"

اسے یہ لگا کہ یہ موبائل ضرور کہیں سے گری ہوئی ملی ہو گی۔۔ پر اب اچانک گھوم کر منہ پر پڑنے والے مکے نے اسکے ہوش اڑا دیئے۔۔۔۔

مم ماں قسم دلاور میں سمجھ رہا تھا کسی مجرم کی موبائل ہے۔ مجھے "
معلوم نہیں تھا بھا۔۔ بھا بھی ہے۔" وہ بلبلا کر اپنا جبڑا سہلاتا ہوا
بولا اور ایک قدم پیچھے ہوتا ایکدم ڈور کی سمیت بھاگا ہی تھا کہ خیری نے
اس سے بھی تیزی سے اچانک دروازہ باہر سے لاک کیا۔

زندہ بچ گئے تو آجانا ہیلپ کروانے کل سے فری کا ٹھونس رہے ہو۔" وہ "
مزے سے کہتا خود ڈنر کیلئے سامان سیٹ کرنے کچن میں چلا گیا۔
تاکہ دوپہر کا بکھیرا سمیٹ سکے۔

ڈی کے کیا ہو گیا ہے کوئی حسن کی پری نہیں تھی جسے دیکھنے پر سانس "
نکالنے کو آ گئے ہو۔" وہ چلایا۔۔۔

نہیں وہ تو آئٹم تھی نا؟" اسنے غراتے دھاڑ سے پوچھا۔ جعفر "
عرف جیکی گڑبڑا گیا۔۔
مم منہ سے پھسل گیا یار اب کیا بچے کی جان لے گا؟" اسنے غصے "
بے بسی سے کہا

ٹھیک ہے نا پھر ایسے منہ کو رکھنا ہی نہیں چاہیے جو ہر جگہ پھسلتا"
رہے" دلاور نے طنزیہ کہا وہ گھبرا گیا اسکے ارادے خطرناک
تھے۔ اگر اسے معلوم ہوتا کہ وہ اس بلا کی کچھ لگتی ہے تو اس کے سائے سے
بھی چار سو میل دور رہ کر معافی مانگتا۔۔

پاگل ہو گئے میرا منہ گیا تو میں اپنی چار بیویوں کو کیسے سنبھالوں گا؟"
وہ مجھے پاگل کر دیں گیں۔۔ چاروں کے پیر بھاری ہیں یار کچھ رحم کر کچھ ماہ
بعد چاچا بن رہا ہے اپنے بھائی۔۔۔۔۔ آہہ "ابھی اسکی منت
سماجت بیچ میں ہی تھی کہ اچانک ایک کے بعد دوسرے
تیسرے پڑنے والے زوردار مکے نے اسکے ہوش ٹھکانے لگا دیے۔

اور کون سی بکواس کی تھی؟" اسنے گلے سے پکڑ کر جھٹکے سے سیدھا کیا۔"
وہ اسکے تیوروں سے خوفزدہ ہو گیا۔ اسکے موڈ کا اگر معلوم ہوتا مر کر ایسی
گستاخی نا کرتا۔۔
ڈی کے!!!" وہ اسے ہوش میں لانے لگا پر اسے احساس ہوا اسکی"
آنکھیں سرخ لہو کی مانند تھیں۔

شٹ اپ ہمت کیسے ہوئی تمہاری؟؟؟؟" وہ غرا کر لات مارتا ہوا" ٹھاکے ساتھ ڈور کھولنے لگا۔۔ اسکی آواز سن کر خیری بھاگتا ہوا ڈر کر دروازہ کھولتے سائیڈ ہو گیا۔۔۔

یہ کیا ہوا ہے؟" جیکی کے منہ سے خون کی لکیر دیکھ کر وہ گھبرایا۔" ہاں!!!قیامت تھی نا؟؟؟" وہ لاؤنج میں اسے پھینکتا ہوا بولا۔"

آہ خیری بچا یار میرے باپ نے بھی توبہ کی آج سے کسی بھی لڑکی کو" دیکھا" وہ کراہ کر کمر سہلاتا ہوا ساتھ کھڑے ہکا بکا دیکھتے خیری کو مخاطب کرنے لگا پر وہ کیا کر سکتا تھا۔۔
دلاور کے تاثرات ہی ایسے تھے کہ اسکے دل خوف سے خود دھڑک رہا تھا۔وہ خود ہی سائیڈ ہو گیا تھا۔

ضرور کچھ ایسا ہوا ہو گا جو کہ اسکے خلاف ہو گا اسلئے وہ ایسا بپھر رہا تھا اور اکیلے خاموش بیٹھا تھا پر انہیں کیا معلوم تھا آج پھر وہ ایسے خطرناک روپ میں ہے۔۔

اسکی آنکھوں میں وہ منظر لہرا رہا تھا جب دریاب خان اسکی بیوی کو سہارا دیکر اندر لیکر جا رہا تھا۔ اور وہ منظر اسے بپھر کر رکھنے کیلئے کافی تھا۔

وہ تو ایسا تڑپائے گا انہیں صرف ایک موقعہ چاہیے۔۔ سب کی ہستی ہلا کر رکھ دے گا اور۔۔۔۔

دریاب خان!!!!! توقیع زیدی۔۔۔؟؟؟

اسے خاموش خود کو گھورتا پا کر جیکی آہستہ سے حرکت میں آیا۔۔ اور خیری کو دیکھا اسنے کندھے اچکا دیے۔

جاؤ پچاس اپ ڈاؤن کرو اور اسکے بعد آج کا ڈنر بھی تم بناؤ گے"
میرا روم بھی تم ہی صاف کرو گے دفع ہو۔۔

اور ہاں تم۔۔۔" اسے جیکی کو غصے سے حکم دیتے اپنا رخ خیری کی سمیت کیا وہ بوکھلا گیا۔

جی۔۔" اسنے جلدی سے سر ہلایا۔"

اس پر نظر رکھو اگر یہ بغیر کام کیئے یہاں سے نکلا تو دونوں کی لاشیں" میں اٹھاؤں گا اب نکلو فاسٹ!!!!" وہ سرد لہجے میں کہتا دونوں

کے ہونقوں والی صورت پر نظریں ڈالے بغیر موبائل جیب سے نکالتا ہوا اسکرین پر موجود تصویر پر انگوٹھا گھماتے ہوئے اندر آگیا۔۔۔

سر سیٹ سے ٹکا کر وہ اسکی تصویریں پھر سے دیکھنے لگا جہاں ہزاروں پوز میں تھی۔۔ کچھ ایسے پوز تھے جنہیں دیکھتے اسکا دل کیا اسے بانہوں میں بھینچ لے۔۔

جائز رشتہ ہونے کے باوجود بھی وہ اس سے اتنا دور تھا،، بلکہ اسنے خود کو اتنا دور رکھا ہوا تھا اپنے محرم سے اسکا حاب دلاور خان اس سے ضرور لے گا۔۔
ویسے بھی وہ کچھ وقت میں، محض چند دن میں بالکل تنہا ہو کر اسکے پاس آنے والی تھی۔ جس طرح اسکے بھی سب ہو کر کوئی نہیں تھا وہ تنہا، یتیم نا ہو کر بھی یتیم تھا اسکے بھی سب ہو کر کوئی نہیں رہے گا۔
وہ طے کر کے بیٹھا تھا کہ انکی خوشیاں کو وہ چیخوں میں بدل دے گا، بس وہ جلدی کریں۔ لازمی تھا پیپرز دینا ہو نہہ آکر تو ویسے بھی اسکا گھر سنبھالنا تھا کون سے وہ اس سے ڈگری لیکر محبت کرے گا۔۔۔

اگر ضروری نا ہوتا تو کبھی کا اسے آزاد کر دیتا پر اپنی زندگی وحشتوں میں گزار کر انہیں کیسے خوشیاں منانے دے سکتا تھا۔

وہ بے صبری سے اس وقت کے انتظار میں تھا جب ڈولی اٹھے گی دریاب کیلئے اور وہ پہنچے گی اپنے حقیقی شوہر کی بانہوں میں۔۔۔

پیچھے کہرام ہوگا اور یہاں وہ اپنا جشن منائے گا اسکی سنگت میں۔

دلاور خان کو دیکھ تو لیا تھا اسنے پر اسکی وحشتوں سے ابھی آگاہ نہیں ہوئی تھی۔

اور وہ تو تب ہوگی جب وہ اسکی سلطنت میں آئے گی، اسے پھر معلوم ہوگا کہ جسے دیکھتے اسکی آنکھوں میں گھن غصہ نفرت حقارت کا ابال اٹھا تھا اسکا نتیجہ اسے بہت برا جھیلنا پڑے گا۔۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

نہیں مام" اسنے سنتے ہی جھٹ سے سر نفی میں ہلایا۔۔"

عرشیہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

اس میں برائی کیا ہے تو قی اچھا تو ہے ہم دونوں دوستوں کا ساتھ نکاح" ہو گا۔۔ میں آپ لوگوں کی خواہش کا احترام کر رہی ہوں کیا تم نہیں کر سکتی میرے بھائی کی خواہش کا۔۔۔؟"عرشیہ نے دکھے دل سے اسے دیکھ کر پوچھا۔

عرشیہ ٹھیک کہہ رہی ہے تو قیع صرف نکاح کی بات ہے رخصتی" تمہاری بعد میں ہو گی۔۔" تقویٰ نے اپنی بیٹی کا چہرا تھاما پر وہ جھٹ سے نفی میں سر ہلا گئی۔۔

عرشیہ کے رشتہ مانگتے ہی جہاں دانیال خان عائشہ نے خوشی سے صمصام کیلئے اقرار بخشا تھا وہیں دریاب نے سن کر اعتراض اٹھا لیا کہ اسکی بہن کی رضا کے بغیر کچھ نہیں ہو گا۔۔۔
اسکی ایج کیا ہے ابھی۔۔
تبھی صارم نے اس سے پر جتایا کہ آنکھیں برابر کرو تمہاری بہن کی ابھی ایج نہیں تو میری بہن عرشیہ سے تو سال چھوٹی ہے معذرت پھر ہماری بہن کیلئے شادی کا تو سوال پیدا نہیں ہوتا۔۔۔

صارم کے غصہ ضبط کر کے کہنے بلکہ جتانے پر دریاب کچھ سوچ میں چلا گیا اور اسنے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ وہ بغیر عرشیہ کی رائے کے یہ رشتہ نہیں ہونے دے سکتا۔۔

تبھی اسکی ماں نے اسے آہستہ بتایا کہ عرشیہ نے خود صام کیلئے ہاں کی ہے۔وہ بے بس ہو گیا حالاں کہ وہ وٹا سٹا کیلئے قطعی راضی نہیں تھا۔
پر عرشیہ صمصام کی رضامندی دیکھتے وہ بے بس ہو گیا کیونکہ توقیع بھی توانکی بہن تھی۔
یہی پر ہی اس قدر کشمکش تھی آگے کیا ہو گا۔پر بڑوں کے سمجھانے پر وہ خاموش ہو گیا البتہ عرشیہ کا نکاح پہلے سنتے وہ بھی ابھی یہ کہنے سے خود کو باز نہیں رکھ پایا کہ اسے بھی نکاح ساتھ کرنا ہے۔۔۔
صارم نے اسکی شدمد پر اپنے باپ کو دیکھا،صام نہیں البتہ اس میں تکرار ضرور نظر آرہی تھی۔۔
دانیال کے خاموش کروانے پر وہ سر کھجاتے ہوئے بولا کہ اس میں کیا ہے رخصتی بھلے پہلے صام کی ہو حالاں کہ بڑا وہ ہے پر نکاح تو ساتھ ہو سکتا ہے نا۔۔

بات پکی کرتے تقویٰ نے عائشہ کے ساتھ ملکر روم میں خاموش بیٹھی عرشیہ کا ماتھا چومتے ہوئے اسکی انگلی میں صمصام کے نام کی انگوٹھی پہناتے ہوئے سر پر بھاری زرک کے کام والا سرخ دوپٹہ ڈال کر اپنے بیٹے کے نام اسے کر دیا۔۔۔

وہ آنکھیں میچے اس تلخ زہریلی حقیقت کو نگلنے لگی۔
پر جب باری توقیع کی آئی عائشہ نے اسکے سر پر دوپٹہ ڈالنا چاہا وہ گھبرا کر جانے کیوں خوفزدہ ہو کر کھڑی ہو گئی۔۔۔

اسکا دل کانپ رہا تھا، اس سب کیلئے راضی نہیں تھا۔ آنکھیں تو عائشہ ندیم کی بھی بھیگی ہوئی تھیں کہ انکے ہاتھوں میں جان باقی نہیں رہی جس بیٹی کے سر پر پہلے دلاور کے نام کا دوپٹہ ڈالا اور آج اسکے ہی سر پر پھر دریاب کا۔۔

ان میں طاقت نہیں ہوئی تھک کر انہوں نے توقیع کی ہاتھ میں وہ دوپٹہ رکھ دیا کہ نکاح میں کر لینا۔ اور وہ وہیں بیڈ پہ بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی کہ تقویٰ عرشیہ کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔۔۔

ہاتھ پاؤں سرد پڑ کر، سن تو توقیع بھی تھی اسلئے اپنی مامی کو روتا دیکھ کر کچھ نہیں کر پا رہی تھی البتہ عرشیہ اپنی ماں کو چپ کروانے اور تقویٰ اسے پانی پلانے سنبھالنے میں مگن تھیں۔۔۔

توقیع کو جس طرح لگتا تھا وہ زندہ ہے ویسے ہی اس ماں کی حالت تھی وہ گوارہ نہیں کر پا رہی تھیں ایک بیٹے کے نکاح میں دی ہوئی لڑکی کو دوسرے بیٹے کے نام کر دیں۔

اگر توقیع اس وقت نکاح نہیں کرنا چاہتی تو اس پر کوئی زور زبردستی" نہیں کرے گا۔" عائشہ نے پانی پی کر خود کو سنبھالنے کے بعد اٹھ کر توقیع کے پاس آئیں اور توقیع کا ماتھا چومتے ہوئے فیصلہ سنایا۔۔
جسے سن کر وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی اپنی مامی کے سینے سے لگ گئی۔
رونے تو وہ بھی لگیں تھی پر اس بار آنسوں بے آواز تھے۔ دونوں اپنی کیفیت کو سب سے چھپا رہی تھیں۔۔

جو احساس اسکی دلہن بن کر اسکے اندر سالوں پہلے جاگا تھا وہ اب کیسے جاگے۔ جبکہ وہم یا حقیقت کافی خوفناک تھی اور رب سے دعا گو تھی وہ زندہ نا ہو ورنہ اسکی زندگی جہنم سے بدتر ہو جائے گی۔

دلاور اسے احساس دلا رہا تھا کہ وہ زندہ ہے۔۔

دریاب اسے یقین دلا رہا تھا مرے ہوئے کبھی نہیں لوٹتے۔۔

وہ نازک سی لڑکی کس پر یقین کرے کسے دیکھے۔۔ کس کی سنے۔

عائشہ ندیم اسے وقت دینا چاہتی تھیں کہ جب اس ماں کیلئے آسان نہیں یہ سب قبولنا تو وہ نازک سی لڑکی کیسے سب اچانک قبول کر لے۔

وہ چاہتی تھیں کہ وہ اپنے بھائیوں کی خوشیاں دیکھے دماغ سے ضبط غم کی کیفیت ہٹائے بالکل ریلیکس ہو کر کسی زور زبردستی کے بغیر اسکے بیٹے کی زندگی میں آئے تاکہ خوشیاں ایک بار پھر انکے گھر پر دستک دیں۔۔ غم کے بادل چھٹ جائیں اور خوشیاں زیدی ہاؤس اور خان ہاؤس کو اپنی لپیٹ میں لے لیں۔

اور کوئی مسکراہٹ سجائے لبوں پر، اس دستک کے گونجنے سے پہلے انتظار میں تھا کہ ایک بار خوشیوں کی لہر تو دوڑے ڈی کے دھماکہ کر دے گا انکی زندگیوں میں انٹری دے کر۔۔۔

دریاب خفا ہو گا عاشی!" تقویٰ بیٹی کے مستقبل کیلئے کچھ حساس" ہو گئیں
بے فکر رہو تقویٰ میں ماں ہوں اسکی میں سمجھالوں گی اسے۔۔ تم" میری بیٹی کا خیال رکھنا" انہوں نے سینے سے لگی توقیع کے سر پر بوسہ دیا۔۔

عرشیہ ایک سائیڈ کھڑی خاموشی سے یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی اسے انتظار تھا وہ سب جائیں تو اس انکار کی وجہ پوچھے اس سے۔۔

اور وہ وقت بھی آ گیا جب عائشہ تقویٰ انہیں وہیں پیار محبت کر کے بیٹھا کر روم سے باہر نکل گئیں

تقویٰ نے جاتے اپنی دونوں بیٹیوں کی پیشانی باری باری چومی اور اپنی دوست کو گلے لگا کر مبارک دی۔۔

ہر دوست کی طرح انکی بھی خواہش تھی کہ انکے بیٹے بیٹی کا رشتہ وہ ایک دوسرے کی اولاد سے جوڑیں۔۔

وہ دوست سے رشتہ دار بن جائیں بہر حال رشتہ تو کافی گہرا رب نے جوڑ دیا تھا انکا پر آج اور مضبوطی آ گئی تھی۔

وہ دونوں رب کی شکر گزار تھیں جنہوں نے کبھی ٹوٹنے نہیں دیا انہیں۔۔

اور انہیں آگے یقین تھا وہ اپنی اولاد کے مستقبل میں بھی رب سے دعاؤں انکی رضا رحمت سے سب کچھ نارمل کر دیں گی۔۔اور دونوں ایک دوسرے کو دیکھتیں آمین کہہ کر ہنس پڑیں۔۔

انسان کی خواہشات کبھی ختم نہیں ہو سکتیں جیسے ہماری ہی دیکھ لو کل اولاد کی چاہ پھر اولاد کی شادی اور اب جب انکی شادی ہو رہی ہے تو آنکھوں میں مستقبل کے ننھے ننھے پوتا پوتی گھوم رہے ہیں۔"

وہ کہتیں دونوں اپنی ایک ہی خواہش پر قہقہہ لگا اٹھیں۔اور ڈرائنگ ہال میں آ گئیں جہاں صائم زیدی دانیال خان کے الگ سے قہقہے گونج رہے تھے۔

صائم زیدی کی اپنے سالے سے زیادہ بنتی تھی اور وہیں دانیال خان اسکی باتوں سے قہقہہ لگالیتے۔

تمنے انکار کیوں کیا؟؟" انکے جاتے ہی عرشیہ توقیع کے سامنے آگئی" جسنے آنکھیں صاف کرتے اسکے چہرے کو دیکھا جو کہ بے تاثر تھا۔

"تت تم جانتی ہو میری خواہش تھی بھا۔۔۔"
انف توقیع! تم انسان تھی تمہاری خواہش تھی تمہارے بھائیوں کی" خوشیاں دیکھنے کی میں کیا تمہیں پتھر نظر آتی ہوں میری کوئی خواہش نہیں تھی اپنے بھائی کی خوشیاں دیکھنے کی، میرے پاس کون سے ہزاروں بھائی ہیں جن کی روز روز میں شادی کرواؤں گی ایک ہی تھا اور ایک کی خواہش بھی ایک تھی اسے بھی تم نے دو آنسوں بہا کر ٹھکرا دیا آخر کیوں؟؟؟" وہ غصے سے بیچ میں ٹوک کر اسے خاموش کرواتی تلخ تیز آواز میں بولی۔۔۔

عشی ایسی کوئی بات نہیں یار مجھے کرنی تو ہے شادی دد دریاب سے ہی۔۔۔"" اسنے اسکے ہاتھ تھام کر اسے سمجھانا چاہا۔

وہ اسے کیسے بتائے کہ اسے شک ہے اسکا بھائی زندہ ہے۔۔

ڈی کے ڈیول آف دی کلر تو صرف نہیں ہو سکتا۔ڈی کے دلاور خان بھی تو"
"ہو سکتا ہے
جب تک وہ اس حقیقت جھوٹ کو دیکھ نہیں لیتی وہ دریاب سے شادی کیسے کرے اسلام میں ہی نکاح جائز نہیں ہو گا ایک کے اوپر دوسرا نکاح وہ بھی اپنے ہی دیور سے حرام نہیں کہلائے گا؟

پر یہ سب اسے کیسے بتائے۔پہلے خود تو یقین تفتیش کر لے

اوہ شٹ اپ یار! یہ کیوں نہیں کہتی تم دونوں بھائی بہن کو صرف لوگوں" کو انگلیوں پر نچانے میں مزہ آتا ہے۔خود کسی کے سامنے کسی کی خواہش کے آگے نہیں جھک سکتے تم دونوں کی انا ناک میں خم جو آجائے گا۔
پر یہ یاد رکھنا اگر تم نے بھائی سے شادی نہیں کی تو آباد میں تمہارے بھائی کو بھی نہیں رہنے دو گی۔" وہ جھٹکے سے اپنے سر سے وہ بھاری دوپٹہ نوچ کر اتار کر بیڈ پر پھینکتی انگلی سے توقیع کو وارن کر کے وہاں سے نکل گئی۔۔۔

اور توقیع جہاں کی تھی وہیں کھڑی رہ گئی اسکے کان سائیں سائیں کر رہے تھے اسے سمجھ نہیں آرہا تھا عرشیہ جو کہہ کر گئی تھی وہ عرشیہ خود ہی تھی؟

اسکے لہجے میں اس طرح کی تلخیاں بدگمانی بیگانگی۔۔

دریاب پلیز کہہ دو تم سچ کہہ رہے ہو۔۔ پلیز میری دوست مجھ سے بدگمان ہو رہے ہی۔۔" وہ بھرائی آواز میں خود کلامی کرنے لگی۔

پر کون تھا جو اسے سچ جھوٹ کا بتائے۔۔

کاش ایک ملاقات ہو جائے اسے ڈی کے کے ساتھ۔۔۔

وہ ہوش و حواس میں بے نقاب کر لے سب کے سامنے،، اس سے نکاح لے لے۔۔

پر کیسے وہ آئے گا سامنے؟؟ دریاب تو کہہ رہا تھا یہ سچ ہی نہیں؟ اور اسنے گاڑی تو خود ٹھیک کی تھی گاڑی میں بیٹھی تھی پھر اچانک ہوزن نامی وہ سیاہ فام!!!

....★☆☆☆☆☆★....

....★☆☆☆☆☆★....

وعلیکم السلام دریاب بھائی" اسنے کافی ہمت کر کے اسے کال ملائی تھی اور" ہچکچاتے ہوئے اسکے سلام کا جواب دیا۔

کیسے یاد کیا بڑے لوگوں نے ہم غریبوں کو" اسنے مسکراتے ہوئے لہجے" میں غیر یقینی سے پوچھا اور ڈور کو چھوڑ کر گاڑی سے پشت ٹکا کر کھڑا ہو گیا۔
اسکے طنز پر وہ لب کچلتی ہوئی رہ گئی۔
سمجھ نہیں آرہا تھا پوچھے کیسے۔۔ اسنے ڈور کو دیکھا جہاں سے ابھی اسکا بھائی اور ڈیڈ گئے تھے اسے آرام کی تلقین کرتے۔
کچھ کہنا ہے؟" وہ اسکی کشمکش سمجھتا اسکی مشکل آسان کر گیا۔"
آپ نے کہا مام بھائی سے کہ میں کل آپکے گھر تھی پر میں تو آئی ہی" نہیں تھی نا ہی عرشیہ کہہ رہی ہے میں آئی تھی پھر آپ غلط بیانی کیسے کر رہے ہیں؟" اسنے الجھتے کچھ ناگواری سے پوچھا۔۔

دریاب اسے ہمیشہ اپنی ذات کام میں گم رہنے والے عجیب بندے لگتے تھے نا کہیں آنا نا کہیں جانا پھر اچانک انہیں کیا ہو گیا کہ چار پانچ ماہ سے انکا جھکاؤ اسکی طرف تھا۔ اور اس طرح جیسے شدید محبت میں مبتلا ہوں۔ حالاں کہ اسکی ذات کی طرف آج سے پہلے کبھی اسکی توجہ ہی نہیں ہوتی تھی اپنی کشمکش اپنی الجھنوں اپنے ڈیڈ کی پریشانی میں ہوتے تھے۔۔

پھر اچانک سے اسکے تیور ہی بدل گئے۔

آج صبح جب اسکی آنکھ کھلی تو اسکے بھائی اسے یوں اکیلے اس وقت جانے پر ڈانٹ رہے تھے، پاس بیٹھے ڈیڈ الٹا انکے بھائی کو ڈانٹ رہے تھے جبکہ توقیع کا دل تیز تیز دھڑک رہا تھا اور اسکی نظروں کے سامنے بار بار ایک ہی چہرے گھوم رہا تھا۔

اسنے نامحسوس طریقے سے اپنے ہونٹوں کو چھوا اور اسکی ہلکی براؤن آنکھوں آئی برو کے اوپر کٹ کو یاد کیا۔

وہ کیسے اسے دریاب سمجھتی وہ دریاب تھا ہی نہیں۔۔ وہ دریاب ہوئی نہیں سکتا تھا۔۔

مطلب وہ وحشی زندہ تھا، وہ مرا نہیں تھا چھپا ہوا تھا اور وہ اسکے قید میں اسلئے تھی ابھی۔

پر اپنی ماں بھائی کے منہ دریاب کی بیان گوئی سن کر وہ ششدر تھی۔ بلکہ پوری الجھ گئی تھی اسکا دماغ سوچ سوچ کر تھک گیا تھا۔ اسے اپنا موبائل نہیں ملا اور ملتا کیسے اسے یاد تھا وہ آدمی اس سے موبائل چھین کر پھینک چکا تھا۔

اسنے اپنی ماں کا موبائل لیکر دریاب کے نمبر پہ کافی سوچ وچار کے بعد کال کی تھی اور اب اس سے سوال کر رہی تھی۔

عرشیہ کیسے ہاں کرتی جب گھر تم گئی ہی نہیں تھی۔" اسنے سنتے کچھ " توقف کے بعد متبسم ہو کر کہا۔ توقیع کا سانس پھول گیا وہ حقیقت میں تھا۔۔ بلکہ آس پاس تھا وہ زانی وحشی سچ میں اسے کئی بار چھو چکا تھا۔

اسے اپنے وجود اپنے آپ سے نفرت گھن ہونے لگی کہ ہمت کیسے ہوئی اسکی اسے چھونے کی۔۔

وہ قاتل زانی غنڈہ دہشتگرد سب تھا، سدھر نے کفارے کے بجائے وہ مزید برا انسان بن گیا تھا اسکا بس اب نہیں تھا وہ سامنے آئے تو وہ اسے شوٹ کر دے۔

کیا مطلب؟ پھر آپ نے کیوں کہا یہ سب؟" وہ سمجھ گئی تھی" دلاور اسے جنگل سے نکال کر گاڑی میں باہر چھوڑ کر گیا تھا اسے اس سے کوئی اور توقع تھی بھی نہیں۔ یہ رب کے لاکھ لاکھ شکر تھے کی اسکی آبرو سہی سلامت تھی

!میں تمہیں ساری بات بتاتا ہوں ریلیکس"
دراصل تم اکیڈمی سے گھر جا رہی تھی تبھی بیچ سڑک پر تمہاری گاڑی خراب ہو گئی تمنے باہر نکل کر گاڑی ٹھیک کرنی چاہیے پر تبھی ہی تمہیں کمزوری کی وجہ سے شاید چکر آئے اور تم وہیں گر گئی۔۔
یہ تو شکر تھا کہ وہاں سے گزرتی ایک نیک دل عورت نے تمہیں دیکھ لیا اور اسنے تمہاری موبائل سے گھر رابطہ کرنا چاہا تاکہ کسی کو اطلاع دے سکے تمہاری پر اسی وقت میری کال تھی اور اسنے اٹینڈ کر کے مجھے تمہارے بارے میں بتایا۔۔

میں جب تک وہاں پہنچا اس عورت نے بتایا کہ تم چیخ چلا رہی تھی جانے کیا کیا کہہ رہی تھی۔ میں نے بھی دیکھا تو تمہاری وہی حالت تھی میرا ارادہ تو تمہیں ہاسپٹل لے جانے کا تھا اسلئے تمہارے موبائل سے سب کو عشی کے پاس جانے کا پیغام دیا اور موبائل اس عورت کو تھما کر تمہیں گاڑی میں ڈالا بعد میں شاید موبائل لینا بھول گیا۔۔

تم ویسے ہی جانے کیا کچھ بڑبڑاتی رہی اور میں ہاسپٹل جانے کا ارادہ ترک کر کے تمہیں گھر لے آیا کیونکہ صام کی کافی کالز آچکی تھیں اسلئے تمہیں گھر لانا پڑا۔" دریاب نے تحمل سے ساری بات اسے کہہ سنائی جسے سنتے توقیع کا دماغ گھوم گیا۔

یہ کیا تھا سب ؟ مطلب جو اسنے محسوس کیا دیکھا اندھیرے میں اسے چھوا، اسکے بالوں کو پیشانی سے ہٹایا اسے قریب سے دیکھا وہ سب جھوٹ تھا؟ محض اسکی سوچ تھی یا اسکا وہم، حقیقت ؟؟؟

مجھے لگتا ہے توقیع تم خوفزدہ ہو کافی۔۔ جیسا تم سوچ رہی ہو ویسا کچھ " نہیں۔۔

میں نے تمہاری بڑبڑاہٹ سنی تھی۔ اسے بھول جاؤ وہ برا خواب تھا آیا اور گیا میں چاہتا ہوں ہم سب کچھ بھول کر نئی شروعات کریں۔" وہ بول رہا تھا تو قسیع موبائل ٹیبل پر رکھ کر خود خاموش آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔۔

معاً اسے خیال آیا اسنے اسے آگے دھکا دیا تھا۔۔ خیال کے ساتھ اسنے بھاگ کر ڈور لاک کیا اور پھر اپنی آستیں اوپر کر کے اپنی کلائیاں دیکھنے لگی۔۔

پر اسے مایوسی کا منہ دیکھنے کو ملا کہ وہاں اسکی اسکن پہلے سے گلابی تھی۔

جی۔۔" وہ محض اتنا کہہ اسکی آگے پیچھے کہیں باتوں کو سنے سمجھے بغیر" کال ڈسکنیکٹ کر گئی۔

اگر ایسا نا ہوتا تو دریاب کو کیسے معلوم ہوتا کہ میری گاڑی خراب ہو گئی" ہے۔ شاید میں سچ میں غلط سوچ رہی ہوں۔۔۔

پر کیسے میں غلط سوچ رہی ہوں وہ تھا مجھے خود یاد ہے ابھی بھی۔۔۔

اسے دیکھتے بیہوش ہوئی تھی میں۔۔۔" وہ ہاں نا کی کشمکش میں خود کلامی سے گویا ہوئی تبھی تقویٰ ناک کر کے اپنی بیٹی کے روم میں اندر داخل ہوئیں۔۔

تم ابھی تیار نہیں ہوئی؟" انہوں نے بیٹی کو ویسے ہی کھڑا دیکھ کر متفکر ہوتے" پوچھا۔

جی بس مام ہو رہی تھی۔" اسنے بمشکل مسکراتے کہا کیونکہ آج وہ اپنے بھائی کا" رشتہ لیکر جا رہے تھے۔۔۔

اسکے بعد ایگزام ہوتے ہی انکی شادی ہو جائے گی۔۔۔

اور پھر کیا اسکی اور دریاب کی؟ اگر زندہ تھا، وہ تو پھر اسکے نکاح میں ہو گئی۔۔

پر اسکا معلوم ہی نہیں وہ زندہ بھی ہے یا نہیں؟ پھر اس سے مجھے طلاق کون دلوائے گا؟؟؟

ڈیڈ بھائی کو معلوم پڑا وہ تو جانے کیا کریں اور کیا وہ مجھے طلاق دے گا اور دریاب سے شادی کرنے دے گا؟۔۔۔

کیا ہوا بیٹا کوئی پریشانی ہے؟ جب سے اٹھی ہو دیکھ رہی ہوں کافی الجھی" پریشان لگ رہی ہو کیا بات ہے طبیعت ٹھیک ہے؟" تقویٰ اسکے تاثرات دیکھتیں ہوئی فکر مندی سے بولیں۔۔

جانتی تھی کوئی پریشانی تو ہے اسے پر وہ چھپا رہی ہے۔

نہیں مام میں ٹھیک ہوں بس سر درد ہے تھوڑا میں چائے کا"
کپ لے لیتی ہوں آپ تیار ہو جائیں تب تک میں بھی
ہو جاؤں گی۔" اسنے مسکراتے ہوئے ساری الجھاتی ہوئی سوچیں
جھٹک کر کہا۔
اوکے ٹھیک ہے میں چائے ملازمہ سے بھیج دیتی ہوں اسکے بعد"
یہ دوائی کھا لینا سر درد جلدی ختم ہو جائے گا۔" وہ دوائی نکال کر
ٹیبل پر رکھتی ہوئی اسکا گال چوم کر وہاں سے نکلیں۔

انکے جاتے وہ گہرا سانس بھر کر بیڈ پر ڈھے گئی اسکی زندگی اسے
ہی نوچ کھانے پر تلی ہوئی تھی۔
اسے تو ایسا کوئی سین واقعہ یاد نہیں تھا کہ کل کہیں وہ بیہوش ہوئی
ہو۔۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

دری بھائی مام ڈیڈ کہہ رہے ہیں جلدی گھر آیئے گا آج شام ماموں مامی"
ڈنر پر آرہے ہیں" عرشیہ پورچ میں آئی جہاں دریاب گاڑی سے ٹیک

لگائے کھڑا لبوں پر مسکراہٹ سجائے موبائل کی اسکرین کو دیکھ رہا تھا عشی کی آواز پر چونکا۔

خیریت؟ ڈیڈ نے انوائیٹ کیا ہے؟ ہمیں تو نہیں بتایا؟" دریاب موبائل" جیب میں رکھ کر سیدھا ہوا اور حیرت سے استفسار کرنے لگا
جی وہ خود آرہے ہیں ڈیڈ کو کل رات کال پر کہہ دیا تھا انہوں نے ڈیڈ نے صبح" بتایا تھا پر شاید آپکا دھیان انکی بات پر نہیں تھا۔" وہ آہستگی سے بولی

اوہ! ہاں کچھ ٹینشن تھی شاید دھیان نہیں دے سکا تھینکس مجھے آگاہ کرنے" کیلئے ورنہ اچھی خاصی ہو جاتی۔۔
خیر تم بتاؤ میری جان کا چہرہ کیوں اترا ہوا ہے؟" پاس آتے ہوئے اسنے سر جھٹک کر عرشیہ کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر پیشانی چومی۔۔۔

نہیں میں تو اداس نہیں بس طبیعت کچھ اداس سی ہے۔۔" وہ نفی" میں سر ہلاتی ہوئی کہتی مسکرائی۔

اچھا تو جناب اداس نہیں ہو صرف طبیعت اداسی ہے یہ بات "
میری سمجھ سے باہر۔۔۔" وہ گھورتے ہوئے بولا۔

ہاہاہا میرا مطلب وہ نہیں میں کہنا چاہتی تھی کہ شاید یونی سے آکر سو"
گئی تھی اسلئے اب سستی ہو رہی ہے اور اسی وجہ سے اداسی محسوس ہو رہے
ہے۔ ویسے آپ تو بات کی خال اتار دیتے ہیں۔۔" تفصیل بتاتے ہوئے وہ
منہ بنا کر بولی۔۔

تو تمہارا کیا مطلب ہے ایک ہی بہن ہے وہ اداس ہے تو بات کی"
خال بھی نا اتاروں؟ میں تو تمہیں اداس کرنے کی وجہ کی خال اتار
دوں تم تو بات کی کہہ رہی ہو۔۔
دریاب خان کی بہن ہو کسی عام انسان کی نہیں۔ شیرنی بن کر چلا کرو
یوں آجکل بھیگی بلی بنی پھر رہی ہو دو پتھڑ لگاؤں گا ہوش ٹھکانے آجائیں
گے۔۔" وہ اس پہ جتا کر مصنوعی غصے سے گویا ہوا عرشیہ کو ہنسی آگئی
اسکے بعد بھی وہ گھور کر انہیں دیکھتی بازو پر مکا مار کر ہنسی۔۔۔

چلو جائیں پھر جلدی آئیں تیس مار خان معلوم ہے۔۔" وہ اسے
گاڑی کی طرف گھناتی ہوئی بولی پر اسنے بازو سے پکڑ کر اسکا رخ اپنی
طرف کیا۔۔
جانے کیسے وہ اپنی آنکھوں کو نم ہونے سے بچا پا رہی تھی ورنہ رات کو
اسکے لئے مسئلہ ہو جاتا اپنے ماما مامی کا مطالبہ سن کر۔۔۔
تم کہتی ہو تو مان لیتا ہوں نماز پڑھو قرآن کی کسی بھی آیت کی تلاوت کرو اور"
جلدی سے اس سے سستی کو خود سے دور بھگاؤ۔ میں چاہتا ہوں
میری بہن سدا ہنستی مسکراتی رہے تمہیں معلوم ہے تمہارے لبوں کی
مسکراہٹ ذرا سی گم ہوتی ہے تو تمارے بھائی کا دماغ گھوم جاتا ہے اور
"میں پہلے ہی سر پھرا سا شخص ہوں

اوکے بابا معلوم ہے جناب کچھ دیر میں عصر کی نماز کا وقت"
ہونے والا ہے وہ پڑھ کر پھر کرتی ہوں تلاوت اور ہاں آپ بھی کسی مسجد
میں نماز ضرور پڑھ لیجئے گا خبردار جو قضا کی۔۔" وہ وارن کرتی ہوئی اقرار
میں بولی۔۔۔

او کے دادی نہیں کرتا۔۔ ویسے بالکل اس وقت دادی لگ رہی ہو انکی ڈیتھ "
کے بعد انکے طور طریقے تم نے اپنا لیے ہیں۔" وہ ہنستا ہوا بولا۔۔
اپنی مرحومہ دادی (دانیال کی پھپھو، زریش کی ماں) کو یاد کر کے اسکا دل
مزید اداس ہوا پر اپنے بھائی کو بازو پر تھپڑ مارتے ہوئے وہ کھکھلاتی وہاں
سے بھاگی۔۔۔

دریاب اس پر محبت پاش نظر ڈالتے ہوئے وہاں سے نکلا۔۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

توقی بیٹا چائے!" ملازمہ ڈور ناک کر کے اندر آئی اور ٹرے ٹیبل پر رکھتے "
اپنی مام کی ہدایت پھر یاد آئی اسنے سر ہلا دیا۔

ملازمہ کے جانے کے بعد وہ چائے پی کر دوائی لیتی ہوئی کپڑے نکال
کر باتھ روم میں بند ہو گئی۔

ساری سوچیں جھٹک کر وہ بے انتہا خوش تھی کیونکہ وہ اپنے جان عزیز بڑے بھائی کا رشتہ لیکر جا رہے تھے اور وہ بھی اسکی دل عزیز دوست کا۔۔

یہ بھائی کیوں آفس چلے گئے؟ کیا انہیں نہیں چلنا تھا۔۔" وہ" بے بی پنک گھیر دار فراک بلیک چوڑیدار پاجامہ، بلیک اسکارٹ کا حجاب پہنے بے بی پنک دوپٹہ شانوں پر پھیلائے پائوں میں پنک ہی سینڈلز پہنے کھڑی خفگی سے بولی۔۔

تو بیٹا ایسے موقع پر نہیں چلتے رشتہ لیکر چل رہے ہیں ہم تو اسکا کیا" کام؟" صائم زیدی اپنی بیٹی کو بازو کے حصار میں لیکر بولے۔۔

پر ڈیڈ یہ تو پرانی رسم ہو گئی نا ایسے تو نہیں ہوتا دریاب جو آئے تھے۔۔" وہ" منہ پھولا کر بولی پر سیڑھیوں سے اترتے ہوئے صارم زیدی کا قہقہہ سنتی سرخ پڑ کر جھینپ گئی۔۔

وہ کیسے بھول گئی کہ وہ اسکا رشتہ لیکر آئے تھے۔

صارم!!" تقویٰ چادر لپیٹ کر شانوں کے گرد، لاؤنج میں آتیں"
سرزنش کرتیں ہوئی بولیں
بھئی میں نے کیا کہا؟ میں تو بس اپنی ہونے والی بیوی کو یاد کر کے"
خوش ہو رہا تھا ظاہر ہے بھائی کے بعد تو میری باری ہے۔" اپنے
باپ کو آنکھ مار کر اسنے کف کے بٹن لگاتے ہوئے شرارت سے کہا۔۔
صائم زیدی کا قہقہہ گونجا۔۔
اتنے تم معصوم!" انہوں نے شرم دلائی صارم ہنستا ہوا توقیع کو اپنے حصار"
میں لیکر باہر کی سمیت بڑھا۔۔

ٹھیک کہہ رہی ہے ویسے نیلی بلی! میں اپنی بہن کی خواہش کا احترام"
کرتا ہوں اسلئے میں اپنی محترمہ کو دیکھنے خود جاؤں گا اور اگر میری
بہن کو پسند آئی تو مجھے پسند آئے گی ورنہ صارم زیدی تاحیات کنوارہ
رہے گا۔" اسنے اعلانیہ کہا
توقیع اسکی آخری بات پر دہل گئی۔۔
خدا نا کرے جانے کون سی گھڑی قبولیت کی ہو ایسے نہیں کہتے"
بھائی۔" وہ غصے سے خفگی میں بولی۔۔

دیکھنا آپ کی بیوی سچ میں معصوم بالکل پری جیسی ہو گی اتنی کیوٹ "
سمپل سی۔۔
میں سوچتی ہوں نا مجھے بہت پسند آتی ہے خیالوں میں ہی ایسا لگتا
ہے کوئی سادہ طبیعت نرم گو معصوم سی لڑکی آپکی ہمسفر بنے گی اور وہ بہت
خوبصورت ہو گی خوب سیرت نیک دل۔۔" وہ اپنی تصورات میں
روحا کو یاد کرتی اس سے شیئر کرتی گاڑی میں اسکے ساتھ فرنٹ
سیٹ پر بیٹھی اور مبہم سی مسکراہٹ کے ساتھ صارم سن رہا تھا۔

اور مثال کے طور پر اللہ نا کرے کوئی بالکل اسکے الٹ ہو گئی تو؟" اسنے "
خوفناک انداز میں اس سے کہا اور اپنے ماں باپ کی گاڑی کو زیدی
ہاؤس سے نکلتے دیکھ کر اپنی گاڑی پیچھے اسٹارٹ کی۔

ملازمین خوشی سے پہلے ہی دوازے پر کھڑے سب اچھے اچھے کی دعائیں
مانگ رہے تھے۔ یہ تو رب کا لاکھ لاکھ شکر تھا کہ گھر میں بڑی بہو وہ
آرہی تھی جنہیں وہ تو پہلے سے جانتے تھے۔
بلکہ شرارتی سی عرشیہ انہیں بے حد پسند تھی سب کو۔۔ اور وہ تھی ہی
ایسی لوگ اگنور کر کے بھی اسے نظر انداز نہیں کر پاتے تھے۔۔

بھائی!!!!اللہ نا کرے اس باذل جیسی تو بالکل نہیں ہونی چاہیے اس پر" تو اپنے ماں باپ کی تربیت اثر نہیں کرتی۔۔روحا نے بتایا کہ وہ سب اسنے خود سے ایسا کیا ہے۔۔

مطلب وہ سوچتی ہے اسکے ساری فیملی ماں باپ پھپھو صرف روحا کو پسند کرتے ہیں اسکا احاس کرتے ہیں اسے کوئی نہیں پوچھتا اسلئے اسنے اپنی شخصیت کا بیڑا غرق کیا ہوا ہے۔۔مجھے ایسے لوگ زہر لگتے ہیں جو ذرا سی بات کو دل۔پر لیکر اپنی شخصیت کو نیست ونابوز کر دیتے ہیں" وہ ناگواری سے گویا ہوئی۔۔

سرسری سا سنتا صارم سنجیدہ ہوتا گہرا سانس بھر کر گاڑی اسٹارٹ کر چکا تھا۔

اسے کافی گلٹ فیل ہو رہا تھا بے شک وہ غلط تھی پر اسے کوئی حق نہیں تھا اس پر ہاتھ اٹھانے کا پر اب کیا ہو سکتا تھا۔اس لڑکی کی باتیں ہی ایسی تھیں کہ لگتا ہی نہیں تھا وہ حیدر شاہ حجاب شاہ کی بیٹی تھی۔۔۔

بس رب سے دعا تھی کہ اب آئندہ وہ اسکے سامنے نا آئے اور نا ہی اس سے زیادہ برا ہو۔۔ سوچوں کے ساتھ انکی گاڑی زیدی ہاؤس کی حدود سے نکلتی مین روڈ پر آچکی تھی۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

واہ کیا آئٹم ہے ظالم، مجھے معلوم تھا تو ہاتھ مارے گا تو وہاں جہاں دنیا کی" "نظر دور دور تک نا پڑی ہو گی اس قیامت پر۔۔
وہ موبائل میں موجود اسکی تصویروں کو آگے پیچھے زوم کرتا دیکھ رہا تھا جب اچانک آہستہ سے آفس روم میں داخل ہوتے اسکی غفلت کو جاننے کیلئے جیکی نے اسکے ہاتھ میں موجود مہنگے موبائل کو دیکھتے اسکے پیچھے آکر اسکی اسکرین پہ دیکھا جہاں نیلی آنکھوں والی حجاب میں کوئی قیامت چہرہ لیے حسینہ موجود تھی جسے وہ آگے پیچھے کر کے کب کا دیکھ رہا تھا۔

توقیع کو دیکھتے اسکے منہ سے بے ساختہ ماشاءاللہ نکلا۔ پہلے گوگل کی تصویر لگیں پر اور کیمرہ کا فولڈر دیکھتے وہ ششدر رہا۔۔

یہ الفاظ اسکے سامنے کم تھے وہ جیسے شاعر کی شاعری تھی۔ اسے دلاور سے امید تھی کہ وہ ضرور خاموش تھا تو ایسا ہی کوئی ہاتھ مارے گا۔۔

اور اب سامنے اسکرین پر موجود کسی حسن پرست کے خوابوں کی شہزادی کو دیکھتے اسے اپنی چار بیویاں کم ترین محسوس ہو رہی تھیں۔

جیکی اسکا اسسٹنٹ تھا، ڈی کے کوئی ایجنٹ، آئی ایس آئی سپاہی یا کسی بھی ادارے سے منسوب نہیں تھا، اسکے اپنے اصول، اپنا لاء تھا جسکا جج بھی خود تھا اور وکیل مجرم گواہ بھی۔۔

اسے ضرورت نہیں تھی ایجنٹ، آئی ایس آئی بننے کی، وہ بیٹھے بیٹھے ایسے خطرناک کیسز سولو کرتا تھا جو کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی تھی۔

جیکی کی آواز پر متوجہ ہوتے دلاور نے گردن گھما کر اسکے تبصرے پر اس پر ایک خاموش نظر ڈالی۔ تب تک خیری بھی ڈور پر آکر کھڑا ہو گیا تھا کیونکہ اسنے ہی جاسوسی کیلئے جیکی کو اپنی جگہ اندر بھیجا تھا۔

"ویسے ہے کون؟؟؟" جیکی اسے موبائل آف کرتے جیب میں رکھتے دیکھ کر "اداس دل ہوتا استفسار کرنے لگا۔ "کہاں رہتی ہے؟

تیری بھابھی ہے" بے تاثر سپاٹ لہجے میں کہتے وہ اٹھ کھڑا ہوا"
چیئر سے اور دونوں بازو اوپر فضا میں اٹھا کر اسنے دائیں بائیں زور دیتے
بازوؤں سے ایک مخصوص آواز نکالی اور زور کا جھٹکا دیا۔۔۔

"ہہہ ہماری؟ بب بھ۔ بھابھی؟"
اسکا جواب سن کر جیکی کی زبان لڑکھڑا گئی اسے لگا دلاور کنوارہ ہے مسٹر
ڈی کے صاحب کے فل نام کے علاوہ انہیں معلوم ہی کیا تھا۔
"The devil of the killer"

اسے یہ لگا کہ یہ موبائل ضرور کہیں سے گری ہوئی ملی ہو گی۔۔ پر اب
اچانک گھوم کر منہ پر پڑنے والے مکے نے اسکے ہوش اڑا دیئے۔۔۔۔
مم ماں قسم دلاور میں سمجھ رہا تھا کسی مجرم کی موبائل ہے۔ مجھے "
معلوم نہیں تھا بھا۔۔ بھابھی ہے۔" وہ بلبلا کر اپنا جبڑا سہلاتا ہوا
بولا اور ایک قدم پیچھے ہوتا ایکدم ڈور کی سمیت بھاگا ہی تھا کہ خیری نے
اس سے بھی تیزی سے اچانک دروازہ باہر سے لاک کیا۔

زندہ بچ گئے تو آجانا ہیلپ کروانے کل سے فری کا ٹھونس رہے ہو۔" وہ"
مزے سے کہتا خود ڈنر کیلئے سامان سیٹ کرنے کچن میں چلا گیا۔
تاکہ دوپہر کا بکھیرا سمیٹ سکے۔

ڈی کے کیا ہو گیا ہے کوئی حسن کی پری نہیں تھی جسے دیکھنے پر سانس"
نکالنے کو آ گئے ہو۔" وہ چلایا۔۔۔

نہیں وہ تو آئٹم تھی نا؟" اسنے غراتے دھاڑ سے پوچھا۔ جعفر"
عرف جیکی گڑبڑا گیا۔۔
مم منہ سے پھسل گیا یار اب کیا بچے کی جان لے گا؟" اسنے غصے"
بے بسی سے کہا
ٹھیک ہے نا پھر ایسے منہ کو رکھنا ہی نہیں چاہیے جو ہر جگہ پھسلتا"
رہے" دلاور نے طنزیہ کہا وہ گھبرا گیا اسکے ارادے خطرناک
تھے۔ اگر اسے معلوم ہوتا کہ وہ اس بلا کی کچھ لگتی ہے تو اس کے سائے سے
بھی چار سو میل دور رہ کر معافی مانگتا۔۔

پاگل ہو گئے میرا منہ گیا تو میں اپنی چار بیویوں کو کیسے سنبھالوں گا؟"
وہ مجھے پاگل کر دیں گیں۔۔ چاروں کے پیر بھاری ہیں یار کچھ رحم کر کچھ ماہ
بعد چاچا بن رہا ہے اپنے بھائی۔۔۔۔۔ آہہ "ابھی اسکی منت
سماجت پیچ میں ہی تھی کہ اچانک ایک کے بعد دوسرے
تیسرے پڑنے والے زوردار مکے نے اسکے ہوش ٹھکانے لگا دیے۔

اور کون سی بکواس کی تھی؟" اسنے گلے سے پکڑ کر جھٹکے سے سیدھا کیا۔"
وہ اسکے تیوروں سے خوفزدہ ہو گیا۔ اسکے موڈ کا اگر معلوم ہوتا مر کر ایسی
گستاخی نا کرتا۔۔
ڈی کے!!!" وہ اسے ہوش میں لانے لگا پر اسے احساس ہوا اسکی"
آنکھیں سرخ لہو کی مانند تھیں۔

شٹ اپ ہمت کیسے ہوئی تمہاری؟؟؟؟" وہ غرا کر لات مارتا ہوا"
ٹھاکے ساتھ ڈور کھولنے لگا۔۔ اسکی آواز سن کر خیری بھاگتا ہوا ڈر کر
دروازہ کھولتے سائیڈ ہو گیا۔۔۔

یہ کیا ہوا ہے؟" جیکی کے منہ سے خون کی لکیر دیکھ کر وہ گھبرایا۔"

ہاں!!!قیامت تھی نا؟؟؟" وہ لاؤنج میں اسے پھینکتا ہوا بولا۔"

آہ خیری بچا یار میرے باپ نے بھی توبہ کی آج سے کسی بھی لڑکی کو" دیکھا" وہ کراہ کر کمر سہلاتا ہوا ساتھ کھڑے ہکا بکا دیکھتے خیری کو مخاطب کرنے لگا پر وہ کیا کر سکتا تھا۔۔
دلاور کے تاثرات ہی ایسے تھے کہ اسکے دل خوف سے خود دھڑک رہا تھا۔ وہ خود ہی سائیڈ ہو گیا تھا۔

ضرور کچھ ایسا ہوا ہو گا جو کہ اسکے خلاف ہو گا اسلئے وہ ایسا بپھر رہا تھا اور اکیلے خاموش بیٹھا تھا پر انہیں کیا معلوم تھا آج پھر وہ ایسے خطرناک روپ میں ہے۔۔

اسکی آنکھوں میں وہ منظر لہرا رہا تھا جب دریاب خان اسکی بیوی کو سہارا دیکر اندر لیکر جا رہا تھا۔ اور وہ منظر اسے بپھر کر رکھنے کیلئے کافی تھا۔
وہ تو ایسا تڑپائے گا انہیں صرف ایک موقعہ چاہیے۔۔ سب کی ہستی ہلا کر رکھ دے گا اور۔۔۔۔

دریاب خان!!!!! توقیع زیدی۔۔۔؟؟؟
اسے خاموش خود کو گھورتا پا کر جیکی آہستہ سے حرکت میں آیا۔۔اور خیری کو دیکھا اسنے کندھے اچکا دیے۔

جاؤ پچاس اپ ڈاؤن کرو اور اسکے بعد آج کا ڈنر بھی تم بناؤ گے" میرا روم بھی تم ہی صاف کرو گے دفع ہو۔۔
اور ہاں تم۔۔۔"اسے جیکی کو غصے سے حکم دیتے اپنا رخ خیری کی سمیت کیا وہ بوکھلا گیا۔
جی۔۔"اسنے جلدی سے سر ہلایا۔"
اس پر نظر رکھو اگر یہ بغیر کام کیئے یہاں سے نکلا تو دونوں کی لاشیں" میں اٹھاؤں گا اب نکلو فاسٹ!!!!"وہ سرد لہجے میں کہتا دونوں کے ہونقوں والی صورت پر نظریں ڈالے بغیر موبائل جیب سے نکالتا ہوا اسکرین پر موجود تصویر پر انگوٹھا گھماتے ہوئے اندر آگیا۔۔۔

سر سیٹ سے ٹکا کر وہ اسکی تصویریں پھر سے دیکھنے لگا جہاں ہزاروں پوز میں تھی۔۔کچھ ایسے پوز تھے جنہیں دیکھتے اسکا دل کیا اسے بانہوں میں بھینچ لے۔۔

جائز رشتہ ہونے کے باوجود بھی وہ اس سے اتنا دور تھا،، بلکہ اسنے خود کو اتنا دور رکھا ہوا تھا اپنے محرم سے اسکا حاب دلاور خان اس سے ضرور لے گا۔۔

ویسے بھی وہ کچھ وقت میں، محض چند دن میں بالکل تنہا ہو کر اسکے پاس آنے والی تھی۔ جس طرح اسکے بھی سب ہو کر کوئی نہیں تھا وہ تنہا، یتیم نا ہو کر بھی یتیم تھا اسکے بھی سب ہو کر کوئی نہیں رہے گا۔

وہ طے کر کے بیٹھا تھا کہ انکی خوشیاں کو وہ چیخوں میں بدل دے گا، بس وہ جلدی کریں۔ لازمی تھا پیپر زدینا ہو نہہ آکر تو ویسے بھی اسکا گھر سنبھالنا تھا کون سے وہ اس سے ڈگری لیکر محبت کرے گا۔۔۔

اگر ضروری نا ہوتا تو کبھی کا اسے آزاد کر دیتا پر اپنی زندگی وحشتوں میں گزار کر انہیں کیسے خوشیاں منانے دے سکتا تھا۔

وہ بے صبری سے اس وقت کے انتظار میں تھا جب ڈولی اٹھے گی دریاب کیلئے اور وہ پہنچے گی اپنے حقیقی شوہر کی بانہوں میں۔۔۔

پیچھے کہرام ہوگا اور یہاں وہ اپنا جشن منائے گا اسکی سنگت میں۔
دلاور خان کو دیکھ تو لیا تھا اسنے پر اسکی وحشتوں سے ابھی آگاہ نہیں ہوئی تھی۔
اور وہ تو تب ہوگی جب وہ اسکی سلطنت میں آئے گی، اسے پھر معلوم ہوگا کہ جسے دیکھتے اسکی آنکھوں میں گھن غصہ نفرت حقارت کا ابال اٹھا تھا اسکا نتیجہ اسے بہت برا جھیلنا پڑے گا۔۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

نہیں مام" اسنے سنتے ہی جھٹ سے سر نفی میں ہلایا۔۔"
عرشیہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

اس میں برائی کیا ہے تو قی اچھا تو ہے ہم دونوں دوستوں کا ساتھ نکاح" ہوگا۔۔ میں آپ لوگوں کی خواہش کا احترام کر رہی ہوں کیا تم نہیں کر سکتی میرے بھائی کی خواہش کا۔۔۔؟"عرشیہ نے دکھے دل سے اسے دیکھ کر پوچھا۔

عرشیہ ٹھیک کہہ رہی ہے توقیع صرف نکاح کی بات ہے رخصتی" تمہاری بعد میں ہو گی۔۔" تقویٰ نے اپنی بیٹی کا چہرا تھاما پر وہ جھٹ سے نفی میں سر ہلا گئی۔۔

عرشیہ کے رشتہ مانگتے ہی جہاں دانیال خان عائشہ نے خوشی سے صمصام کیلئے اقرار بخشا تھا وہیں دریاب نے سن کر اعتراض اٹھالیا کہ اسکی بہن کی رضا کے بغیر کچھ نہیں ہو گا۔۔۔
اسکی ایج کیا ہے ابھی۔۔
تبھی صارم نے اس سے پر جتایا کہ آنکھیں برابر کرو تمہاری بہن کی ابھی ایج نہیں تو میری بہن عرشیہ سے تو سال چھوٹی ہے معذرت پھر ہماری بہن کیلئے شادی کا تو سوال پیدا نہیں ہوتا۔۔۔

صارم کے غصہ ضبط کر کے کہنے بلکہ جتانے پر دریاب کچھ سوچ میں چلا گیا اور اسنے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ وہ بغیر عرشیہ کی رائے کے یہ رشتہ نہیں ہونے دے سکتا۔۔

تبھی اسکی ماں نے اسے آہستہ بتایا کہ عرشیہ نے خود صام کیلئے ہاں کی ہے۔وہ بے بس ہو گیا حالاں کہ وہ وٹاسٹا کیلئے قطعی راضی نہیں تھا۔
پر عرشیہ صمصام کی رضامندی دیکھتے وہ بے بس ہو گیا کیونکہ توقیع بھی تو انکی بہن تھی۔
یہی پر ہی اس قدر کشمکش تھی آگے کیا ہو گا۔پر بڑوں کے سمجھانے پر وہ خاموش ہو گیا البتہ عرشیہ کا نکاح پہلے سنتے وہ بھی ابھی یہ کہنے سے خود کو باز نہیں رکھ پایا کہ اسے بھی نکاح ساتھ کرنا ہے۔۔۔
صارم نے اسکی شدمد پر اپنے باپ کو دیکھا،صام نہیں البتہ اس میں تکرار ضرور نظر آرہی تھی۔۔
دانیال کے خاموش کروانے پر وہ سر کھجاتے ہوئے بولا کہ اس میں کیا ہے رخصتی بھلے پہلے صام کی ہو حالاں کہ بڑا وہ ہے پر نکاح تو ساتھ ہو سکتا ہے نا۔۔

بات پکی کرتے تقویٰ نے عائشہ کے ساتھ ملکر روم میں خاموش بیٹھی عرشیہ کا ماتھا چومتے ہوئے اسکی انگلی میں صمصام کے نام کی انگوٹھی پہناتے ہوئے سر پر بھاری زرک کے کام والا سرخ دوپٹہ ڈال کر اپنے بیٹے کے نام اسے کر دیا۔۔۔

وہ آنکھیں میچے اس تلخ زہریلی حقیقت کو نگلنے لگی۔
پر جب باری توقیع کی آئی عائشہ نے اسکے سر پر دوپٹہ ڈالنا چاہا
وہ گھبرا کر جانے کیوں خوفزدہ ہو کر کھڑی ہو گئی۔۔۔

اسکا دل کانپ رہا تھا، اس سب کیلئے راضی نہیں تھا۔ آنکھیں تو
عائشہ ندیم کی بھی بھیگی ہوئی تھیں کہ انکے ہاتھوں میں جان باقی نہیں
رہی جس بیٹی کے سر پر پہلے دلاور کے نام کا دوپٹہ ڈالا اور آج اسکے ہی سر
پر پھر دریاب کا۔۔

ان میں طاقت نہیں ہوئی تھک کر انہوں نے توقیع کی ہاتھ میں وہ
دوپٹہ رکھ دیا کہ نکاح میں کر لینا۔ اور وہ وہیں بیڈ پہ بیٹھ کر پھوٹ
پھوٹ کر رونے لگی کہ تقویٰ عرشیہ کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔۔۔
ہاتھ پاؤں سرد پڑ کر، سن تو توقیع بھی تھی اسلئے اپنی مامی کو روتا دیکھ کر کچھ
نہیں کر پا رہی تھی البتہ عرشیہ اپنی ماں کو چپ کروانے اور تقویٰ اسے پانی
پلانے سنبھالنے میں مگن تھیں۔۔۔

توقیع کو جس طرح لگتا تھا وہ زندہ ہے ویسے ہی اس ماں کی حالت تھی وہ گوارہ نہیں کر پا رہی تھیں ایک بیٹے کے نکاح میں دی ہوئی لڑکی کو دوسرے بیٹے کے نام کر دیں۔

اگر توقیع اس وقت نکاح نہیں کرنا چاہتی تو اس پر کوئی زور زبردستی" نہیں کرے گا۔" عائشہ نے پانی پی کر خود کو سنبھالنے کے بعد اٹھ کر توقیع کے پاس آئیں اور توقیع کا ماتھا چومتے ہوئے فیصلہ سنایا۔۔
جسے سن کر وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی اپنی مامی کے سینے سے لگ گئی۔
رونے تو وہ بھی لگیں تھی پر اس بار آنسوں بے آواز تھے۔ دونوں اپنی کیفیت کو سب سے چھپا رہی تھیں۔۔

جو احساس اسکی دلہن بن کر اسکے اندر سالوں پہلے جاگا تھا وہ اب کیسے جاگے۔ جبکہ وہم یا حقیقت کافی خوفناک تھی اور رب سے دعا گو تھی وہ زندہ نا ہو ورنہ اسکی زندگی جہنم سے بدتر ہو جائے گی۔
دلاور اسے احساس دلا رہا تھا کہ وہ زندہ ہے۔۔
دریاب اسے یقین دلا رہا تھا مرے ہوئے کبھی نہیں لوٹتے۔۔
وہ نازک سی لڑکی کس پر یقین کرے کسے دیکھے۔۔ کس کی سنے۔

عائشہ ندیم اسے وقت دینا چاہتی تھیں کہ جب اس ماں کیلئے آسان نہیں یہ سب قبولنا تو وہ نازک سی لڑکی کیسے سب اچانک قبول کر لے۔

وہ چاہتی تھیں کہ وہ اپنے بھائیوں کی خوشیاں دیکھے دماغ سے ضبط غم کی کیفیت ہٹائے بالکل ریلیکس ہو کر کسی زور زبردستی کے بغیر اسکے بیٹے کی زندگی میں آئے تاکہ خوشیاں ایک بار پھر انکے گھر پر دستک دیں۔۔ غم کے بادل چھٹ جائیں اور خوشیاں زیدی ہاؤس اور خان ہاؤس کو اپنی لپیٹ میں لے لیں۔

اور کوئی مسکراہٹ سجائے لبوں پر، اس دستک کے گونجنے سے پہلے انتظار میں تھا کہ ایک بار خوشیوں کی لہر تو دوڑے ڈی کے دھماکہ کر دے گا انکی زندگیوں میں انٹری دے کر۔۔۔

دریاب خفا ہو گا عاشی!" تقویٰ بیٹی کے مستقبل کیلئے کچھ حساس" ہو گئیں

بے فکر رہو تقویٰ میں ماں ہوں اسکی میں سمجھالوں گی اسے۔۔ تم" میری بیٹی کا خیال رکھنا" انہوں نے سینے سے لگی توقیع کے سر پر بوسہ دیا۔۔

عرشیہ ایک سائیڈ کھڑی خاموشی سے یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی اسے انتظار تھا وہ سب جائیں تو اس انکار کی وجہ پوچھے اس سے۔۔

اور وہ وقت بھی آگیا جب عائشہ تقویٰ انہیں وہیں پیار محبت کر کے بیٹھا کر روم سے باہر نکل گئیں
تقویٰ نے جاتے اپنی دونوں بیٹیوں کی پیشانی باری باری چومی اور اپنی دوست کو گلے لگا کر مبارک دی۔۔
ہر دوست کی طرح انکی بھی خواہش تھی کہ انکے بیٹے بیٹی کا رشتہ وہ ایک دوسرے کی اولاد سے جوڑیں۔۔
وہ دوست سے رشتہ دار بن جائیں بہر حال رشتہ تو کافی گہرا رب نے جوڑ دیا تھا انکا پر آج اور مضبوطی آگئی تھی۔
وہ دونوں رب کی شکر گزار تھیں جنہوں نے کبھی ٹوٹنے نہیں دیا انہیں۔۔

اور انہیں آگے یقین تھا وہ اپنی اولاد کے مستقبل میں بھی رب سے دعاؤں انکی رضا رحمت سے سب کچھ نارمل کر دیں گی۔۔اور دونوں ایک دوسرے کو دیکھتیں آمین کہہ کر ہنس پڑیں۔۔

انسان کی خواہشات کبھی ختم نہیں ہو سکتیں جیسے ہماری ہی دیکھ لو کل اولاد کی چاہ پھر اولاد کی شادی اور اب جب انکی شادی ہو رہی ہے تو آنکھوں میں مستقبل کے ننھے ننھے پوتا پوتی گھوم رہے ہیں۔"
وہ کہتیں دونوں اپنی ایک ہی خواہش پر قہقہہ لگا اٹھیں۔اور ڈرائنگ ہال میں آگئیں جہاں صائم زیدی دانیال خان کے الگ سے قہقہے گونج رہے تھے۔
صائم زیدی کی اپنے سالے سے زیادہ بنتی تھی اور وہیں دانیال خان اسکی باتوں سے قہقہہ لگا لیتے۔

تمنے انکار کیوں کیا؟؟" انکے جاتے ہی عرشیہ توقیع کے سامنے آگئی" جسنے آنکھیں صاف کرتے اسکے چہرے کو دیکھا جو کہ بے تاثر تھا۔

"تت تم جانتی ہو میری خواہش تھی بھا۔۔۔"

انف توقیع! تم انسان تھی تمہاری خواہش تھی تمہارے بھائیوں کی"
خوشیاں دیکھنے کی میں کیا تمہیں پتھر نظر آتی ہوں میری کوئی
خواہش نہیں تھی اپنے بھائی کی خوشیاں دیکھنے کی، میرے پاس کون سے
ہزاروں بھائی ہیں جن کی روز روز میں شادی کرواؤں گی ایک ہی تھا اور
ایک کی خواہش بھی ایک تھی اسے بھی تم نے دو آنسوں بہا کر ٹھکرا دیا
آخر کیوں؟؟؟" وہ غصے سے بیچ میں ٹوک کر اسے خاموش کرواتی تلخ
تیز آواز میں بولی۔۔۔

عشی ایسی کوئی بات نہیں یار مجھے کرنی تو ہے شادی دد دریاب سے ہی۔۔۔""
اسنے اسکے ہاتھ تھام کر اسے سمجھانا چاہا۔
وہ اسے کیسے بتائے کہ اسے شک ہے اسکا بھائی زندہ ہے۔۔

ڈی کے ڈیول آف دی کلر تو صرف نہیں ہو سکتا۔ڈی کے دلاور خان بھی تو"
"ہو سکتا ہے
جب تک وہ اس حقیقت جھوٹ کو دیکھ نہیں لیتی وہ دریاب سے
شادی کیسے کرے اسلام میں ہی نکاح جائز نہیں ہو گا ایک کے اوپر
دوسرا نکاح وہ بھی اپنے ہی دیور سے حرام نہیں کہلائے گا؟

پر یہ سب اسے کیسے بتائے۔ پہلے خود تو یقین تفتیش کر لے

اوہ شٹ اپ یار! یہ کیوں نہیں کہتی تم دونوں بھائی بہن کو صرف لوگوں" کو انگلیوں پر نچانے میں مزہ آتا ہے۔ خود کسی کے سامنے کسی کی خواہش کے آگے نہیں جھک سکتے تم دونوں کی انا ناک میں خم جو آجائے گا۔

پر یہ یاد رکھنا اگر تم نے بھائی سے شادی نہیں کی تو آباد میں تمہارے بھائی کو بھی نہیں رہنے دو گی۔" وہ جھٹکے سے اپنے سر سے وہ بھاری دوپٹہ نوچ کر اتار کر بیڈ پر پھینکتی انگلی سے توقیع کو وارن کر کے وہاں سے نکل گئی۔۔۔

اور توقیع جہاں کی تھی وہیں کھڑی رہ گئی اسکے کان سائیں سائیں کر رہے تھے اسے سمجھ نہیں آرہا تھا عرشیہ جو کہہ کر گئی تھی وہ عرشیہ خود ہی تھی؟

اسکے لہجے میں اس طرح کی تلخیاں بدگمانی بیگانگی۔۔

دریاب پلیز کہہ دو تم سچ کہہ رہے ہو۔۔ پلیز میری دوست مجھ "
سے بد گمان ہو رہے ہی۔۔" وہ بھرائی آواز میں خود کلامی کرنے لگی۔
پر کون تھا جو اسے سچ جھوٹ کا بتائے۔۔
کاش ایک ملاقات ہو جائے اسے ڈی کے کے ساتھ۔۔۔
وہ ہوش و حواس میں بے نقاب کر لے سب کے سامنے،، اس
سے نکاح لے لے۔۔
پر کیسے وہ آئے گا سامنے؟؟ دریاب تو کہہ رہا تھا یہ سچ ہی نہیں؟ اور
اسنے گاڑی تو خود ٹھیک کی تھی گاڑی میں بیٹھی تھی پھر اچانک ہوزن
!!!نامی وہ سیاہ فام

....★☆☆☆☆☆★....

....★☆☆☆☆☆★....

وہ ابھی بے یقینی کی کیفیت میں تھی کہ یہ سب جو ہو کر گزر گیا وہ حقیقت تھی۔ رو رو کر اسنے روم میں اپنا چہرہ سوجھا دیا تھا۔ اسکا انہیلر اسکے پاس پڑا تھا۔

وہ شاہو کے ساتھ گھر آئی تھی تو اسکے ماما ڈیڈ نے اسے دیکھ لیا تھا وہ کتنی شرمندہ ہوئی تھی۔ اور وہ اسکے پیچھے آتا اپنے ماموں کی سخت گھوری پر ڈھٹائی سے قہقہہ لگا رہا تھا۔

روحا اپنے مام ماں باپ کو سلام کر کے گھر میں بھاگ گئی تھی پر کچھ دیر میں اسے لاؤنج میں بہت سی آوازیں سنائی دینے لگی۔

لنچ اسنے نہیں کیا، مام کے پوچھنے پر اسنے صاف بتا دیا کہ شاہو اسے لنچ کروا کر آیا ہے۔ وہ خوش ہوئیں شاہو کے رویے پر اور روحا کا ماتھا چوم کر خود چلی گئیں لنچ کرنے بلکہ وہاں سب کو بے فکر بھی کیا کہ وہ کر کے آئی ہے۔ روحا نماز پڑھ کر تسبیح سے ابھی فارغ ہوئی تھی اپنی یونی کا کام دیکھنے کیلئے بیڈ پر بیٹھنے لگی کہ تبھی ہی اسے یہ آوازیں سنائی دینے لگیں۔۔

جب باہر آئی اور ریلنگ پر جھک کر نیچے دیکھا اور یہ دیکھ کر اسکا دل دھک سے رہ گیا کیونکہ نیچے ایک سماں آباد تھا۔

اسکے ڈیڈ ماما مام کے ساتھ ہارون انکل زریش آنٹی اور سمن کے ساتھ وہ دشمن بھی پھیل کر صوفے پر بیٹھا اپنے باپ کے کسی بات پر دانت پیسنے پر قہقہہ لگا رہا تھا۔۔

ملازمہ چائے پیش کر رہی تھی۔ روحا کے تو ہاتھ پاؤں یہ دیکھ کر کانپ گئے۔ وہ مسرور ہو رہا تھا بہت، گرے آنکھوں میں مسکراہٹ لیے اپنے ماموں کو دیکھ رہا تھا اور انکی گھوریوں پر وقتاً فوقتاً قہقہہ بھی لگا رہا تھا۔۔

اسے احساس ہوا جیسے وہ سب پلان کر کے بیٹھا تھا۔۔ اسنے چونک کر اپنی مام کا چہرہ دیکھا اور یہ دیکھ کر مزید وہ کانپ گئی کیونکہ وہ کافی پریشان لگ رہی تھیں۔۔

"شاید اسکے لئے"

ان میں سے کسی کی بھی نظر روحا پر پڑنے سے پہلے وہ گھبرا کر ریلنگ سے پیچھے ہو گئی اور دل پر ہاتھ رکھتی روم میں بھاگ آئی۔

وہ وہیں بیٹھی ہول رہی تھی جب سمن اسکے روم میں آئی روحا بہانے سے باتھ روم میں بھاگ کر شاور کھول کر کھڑی ہو گئی۔۔

اسے ڈر تھا کہ وہ کچھ پوچھ نا لے ساحل کے بارے میں اس سے۔۔ تبھی اسکے کافی انتظار کرنے کے بعد بھی وہ باہر نہیں آئی تو وہ دروازے پر ہاتھ مار کر اسے برا بھلا غصے میں کہتی وہاں سے چلی گئی۔

وہ اسکا غصہ تو برداشت کر سکتی تھی پر اسکے سوال جوابات نہیں۔۔

اسلئے ہی اسکے جاتے ہی اسنے سکون کا سانس لیا اور شاور بند کر کے باہر آ گئی ابھی بھاگ کر ڈور لاک کرتی تبھی چوٹی جھلاتی ہوئی انکی ملازمہ مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔۔۔

"بے بی یو کو باہر سب کالنگ!" وہ روحا سے مخاطب ہوئی

انہیں اپنے ماں باپ سے انگلش میں بات کرتے وہ دیکھتی تھی اسلئے خود کوشش کرتی تھی انگلش میں بات کرے۔۔

اور وہ اسکی لگن دیکھ کر اسکی ہیلپ بھی کرتی تھی۔ پر اس وقت خود سخت پریشان تھی جگنو کے پیغام لانے پر فوراً اسکا ہاتھ پکڑ کر اندر لے آئی۔۔

بے بی سب اوکے نا کیا ہوا وائی یو کے ماتھے پہ پسینا پسینا؟" وہ روحا کے ماتھے پر پسینا دیکھتی گھبرا کر کسی کو بلانے لگی جب اسنے غصے سے اسکا ہاتھ پکڑ لیا

میں ٹھیک ہوں جگنو ابھی بند کروا انگلش کو پلیز اور مجھے بتاؤ نیچے انکل آنٹی کیسے آئے اچانک؟" اسنے جلدی سے پوچھا۔
اور جگنو سن کر ہنس پڑی۔۔

ارے شاہ صاحب والے؟ اور انکا وہ شہزادوں جیسا بیٹا ہائے ے کیا پیلوان مرد ہے افف۔" ساحل کو یاد کر کے اسکی آنکھیں خوابناک ہو گئیں۔۔
لہجہ بے باک جس پر روحا کا چہرہ سرخ گلابی ہو گیا۔۔

وہ طلاق یافتہ تھی ایک بیٹی بھی تھی پر ابھی ایج کی کافی چھوٹی تھی خود بھی۔۔ چھوٹی عمر میں شوہر کی ڈیتھ ہو گئی تھی اور جیٹھ جٹھانی نے گھر سے نکال دیا تھا اور اب اپنے بیمار ماں باپ کے پاس رہتی تھی پر ایج اسکی چوبیس پچیس کی تھی روحا سے دو سال ہی بڑی تھی اسلئے روحا سے بنتی بھی کافی تھی

اسکی۔۔اور روحا بھی اسے ملازموں کی طرح ٹریٹ نہیں کرتی تھی بلکہ دوست ہی سمجھتی تھی۔۔

تم اس شہزادے کو چھوڑو مجھے بتاؤ کیا کہہ رہے تھے کچھ تو سنا ہوگا نا" تمنے۔۔"وہ بیڈ پر بیٹھتی خفگی سے بولی۔۔
ہائے ہائے میں کیسے سنتی آپنے ہی تو کہا تھا کسی کی چھپ کر سننے سے " اللہ ناراض ہوتا ہے اور سزا کے طور کانوں میں گرم سلاخیں ڈالی جائیں گی جو کان لگائیں گے، یا کسی بڑے چھوٹے کی پکار پر جواب نہیں دیں گے بلکہ سن کر بھی ان سنا کر دیں گے۔۔"اسنے دل پر ہاتھ ڈالا کہ روحا بے بی اپنے کہے سے خود مکر رہی ہے۔۔

تو میں نے کب کہا کہ کان لگاؤ؟ میں کہہ رہی ہوں چائے جب " سرو کر رہی تھی تب کچھ تو سنا ہوگا نا؟"وہ برا مان گئی

اچھا اچھا وہی جو خود کان میں آجائے۔۔"جگنو فوراً اسکے پاس " بیٹھتی مسکرائی بولی۔روحا نے اسے گھورا تو ہنس پڑی

اچھا بتا رہی ہوں نا۔" اسنے کہتے گہرا سانس بھرا پر روحا کا"
سانس خشک ہو گیا۔

وہ جی کہہ رہے تھے کہ ساحل شاہ نے انہیں اچانک جلدی"
میں بلایا وہ تو گھبراتے ہوئے پہنچے ہیں پر یہاں آکر انہیں معلوم ہوا کہ وہ
اسکا رشتہ لیکر آئے ہیں۔۔۔" جگنو نے ہنستے ہوئے بتایا پر روحا کی
دھڑکنیں ساکت پڑ گئی جیسے۔۔

کک کس کیلئے انکا رشتہ یہ سنا تمنے؟" وہ بوکھلائی ہوئی گویا ہوا۔۔"
ارے نہیں پھر وہاں سے آپکی مام نے بھیج دیا تو میں چلی گئی اور اب آپکو"
نیچے بلایا ہے آپکے انکل ہارون شاہ نے۔" وہ بات کہہ کر اسکا چہرہ دیکھنے
لگی جو کہ سپید ہو گیا تھا

روحا!!!" اسنے متفکر ہو کر اسے پکارا۔"
جاؤ جگنو اگر پوچھیں تو کہہ دینا وہ سو رہی ہے۔" اسنے کہہ کر رخ"
گھما لیا اور اپنی آنکھوں کی نمی چھپائی۔۔

جلدی بازی کیسی تھی اسے، پاگل ہو رہا تھا کہ آج ہی رضا پوچھی اور آج ہی رشتہ۔ کیا کل وہ شادی کرے گا اور پرسوں انکے بچے۔۔

وہ غصے سے سوچتی خود ہی اپنی سوچوں سے جھرجھری لیکر توبہ کی۔

روحی!" اسنے پھر سے پکارا اور اسکا کندھا پکڑ کر اپنی سمیت گھمانا" چاہا کہ اسی وقت بھاری قدموں کی چاپ پر وہ گھبرا کر کھڑی ہو گئی۔

"جاؤ بیٹا تمہاری آنٹی تمہیں بلا رہی ہیں۔"

روم میں داخل ہوتے حیدر شاہ نے جگنو کو مخاطب کیا وہ جی سر کہتی وہاں سے بوکھلا کر جلدی سے نکلی۔

روحا نے انہیں دیکھتے چہرہ گھما لیا پر پاس بیٹھتے ہوئے حیدر شاہ نے مسکراتے ہوئے اسکا چہرہ واپس اپنی طرف کرتے اسے دیکھا اور روحا انکے دیکھنے پر ہی سسکتی ہوئی انکے سینے سے آ لگی۔۔

"سب اتنی جلدی کیوں ڈیڈ؟؟"

تمہیں معلوم ہے میری روح،، میں ہمیشہ تمہیں دیکھتے ہوئے سوچتا"
تھا کہ میری بیٹی کا کیا نصیب ہوگا کون اسے اپنائے گا۔ پتا ہے مجھے
بہت پریشانی رہتی تھی تمہیں لیکر، باذل کیلئے اتنے اچھے اچھے رشتے
آجاتے تھے جنہیں وہ ٹھکرا دیتی تھی پر تمہارے نہیں آتے تھے ایک
ماں باپ کیلئے کافی اذیت ناک ہوتا ہے یہ سب کچھ۔۔
بیٹیاں رحمت ہوتی ہیں پر یہ حقیقت ہے وہ رب کی طرف سے
سونتا ہوا ایک فرض ایک امانت ہے جسے اسکے آئندہ رکھوالے
ہمسفر تک ہمیں پہنچانا ہوتا ہے۔
وہ نازک تتلیوں کی مانند آنگن میں مہکتی چہکتی تو رہتی ہیں پر انکے
نصیب کو لیکر ماں باپ کافی فکر مند ہوتے ہیں یہ ایک
خوبصورت فرض ہے کافی انوکھا دلچسپ سکون دہ جس سے
سبکدوش ہو کر اذیت بھی ملتی ہے اور سکون بھی۔
سکون اپنی بیٹیوں کو آباد دیکھ کر ملتا ہے اپنے گھر بال بچوں میں خوش
دیکھ کر ملتا ہے اذیت تو اپنے آنگن کو ویران اپنے سینے کو خالی دیکھ کر ملتی
ہے۔۔
وہ چہکتا مہکتا آنگن ویران ریگستان جیسا بن جاتا ہے۔ کسی باپ سے
جا کر پوچھنا کتنا اذیتناک ہوتا ہے وہ لمحہ جب وہ اپنے وجود سے روح

نکال کر کسی کو سونپتا ہے۔ اور ستم تو یہ ہوتا ہے کہ وہ آگے اسکے نصیب کی کوئی گارنٹی نہیں ہوتی کہ وہ خوش رہے گی یا اس پر ظلم ڈھائے جائیں گے۔

میں تم سے کہتا تو تھا کہ میں اپنی بیٹی کا رشتہ نہیں کروں گا پر حقیقت یہی تھی کہ مجھے تمہارے قابل کوئی لگتا نہیں تھا۔ اسلئے ہی میں یہی کہہ دیتا تھا۔ نا ہی مغربی ممالک میں مجھے تم دونوں کو دینا تھا۔ کوئی ایسا جو میری روح کو سکون دے، کوئی ایسا جو میری روحا کو مضبوط بنائے کوئی ایسا جو تمہیں دنیا کی ہر خوشی دے۔ پر ایسا مجھے کہیں نہیں ملا اگر مل جاتا تو میں اسکے پاؤں پکڑ کر بھی اپنی روح کی اس سے خوشیاں مانگتا ہے۔۔" وہ کہنے لگے کہ روحا نے پاؤں کا سن کر تڑپ کر انکے لبوں پر ہاتھ رکھا۔۔۔

نہیں ڈیڈ آپ کیوں کسی کے پاؤں پڑیں گے اللہ ہے نا ہمیں خوشیاں دینے والا" لوگ خوشیاں نہیں دیتے ڈیڈ خوشیاں دینے لینے والا تو رب ہے لوگوں کے کیوں پاؤں پڑیں گے" وہ روتی ہوئی ناراضگی سے بولی۔

حیدر شاہ کو احساس ہوا کہ حاسس صحیح پر کافی سمجھدار تھی. انہوں نے واپس سینے سے لگایا اور اسکے آنسوں صاف کر لیئے۔

"بے شک اور میں بھی اسی سے مانگتا آیا ہوں اسلئے ہی انہوں نے میری سنی اور مجھے پاکستان جانے کا احساس دلایا، کیونکہ میری روح کی خوشیاں یہاں تھیں اس غیر ملک میں نہیں۔۔۔
میں ساری زندگی زندہ نہیں رہوں گا روحا، ایک نا ایک دن تمہارے ڈیڈ کو ہمیشہ کیلئے اس جہاں سے جانا ہی ہوگا پر اس سے پہلے میں اپنی روح کو کسی مضبوط سہارے کے حوالے کر دینا چاہتا ہوں۔۔ اور مجھے ساحل نے جب اپنا پرپوزل دیا تو میں سوچے بغیر نا رہ سکا۔۔" وہ کہتے رہے اور روحا روتی پلیز ڈیڈ انف کرتی رہی۔۔۔

"دیکھو میرا بچہ بہادر بنو وقت حالت سے لڑنا سیکھو اور مجھے بھی سمجھنے کی کوشش کرو اگر رسول ﷺ اپنی پیاری بیٹی کو بیٹھا دیتے تو آج ہر باپ اپنی پھولوں جیسی بیٹیوں کو یوں کسی کے حوالے نا کر دیتے، اور میں بھی اپنی بیٹی کو اپنی پلکوں پر بیٹھاتا پر جب ہمیں ہدایت کی راہ دکھانے والے آپ ؐ

نے اپنی لاڈلی بیٹی کی شادی کروادی اپنے فرض سے سبکدوش ہوئے تو بیٹا میں تو انکے جوتی مبارک کی خاک برابر نہیں۔۔

پاسٹ میں ساحل نے جو کیا وہ اسکا غصہ تھا، اور وہ شرمندہ بھی ہے اپنے کیے پر اب تمہیں دیکھا جانا ہے وہ رشتے کا خواہش مند ہے۔۔

مجھے وہ عزیز ہے پر یہ یاد رکھنا مجھے سب سے زیادہ تم عزیز ہو۔۔ میں نے راتوں کو جاگ کر سینے سے لگا کر پالا ہے تمہیں کتنی بار تمہیں کھوتے کھوتے پایا ہے۔۔

میں تمہارے معاملے میں ایک پازیسیو باپ ہوں اور ویسا ہی تمہارے لئے پازیسیو ہمسفر چاہتا ہوں اور وہ مجھے ساحل شاہ میں دکھائی دیتا ہے۔۔

وہ باہر بیٹھے ہیں میں نے اسے پورا ہفتہ نظر انداز کیا ہے پر وہ پیچھے ہونے کی بجائے اب خود ہی سب کچھ کیے بیٹھا ہے۔۔

میں تمہاری آنٹی انکل کو کوئی جواب دینے سے پہلے اپنی بیٹی کی رائے لینا چاہتا ہوں کہ وہ کیا کہتی ہے مجھے۔۔۔؟

کیا اسے ساحل شاہ ہمسفر کے روپ میں پسند ہے؟ یا نہیں؟؟" وہ کہہ کر خاموش ہوتے اب اپنی بیٹی کی رائے جاننے کے خواہش مند تھے۔

پر آپ نے ماما مام سب نے کہا تھا کچھ سال بعد میری" شادی۔۔" اسنے بھاری لہجے میں کہا۔
جی بیٹا بالکل میں تو آج بھی یہی کہہ رہا ہوں میرے پاس محض ایک" پرپوزل آیا ہے میری بھانجے کا ہے بڑی خواہش سے اپنے ماموں کے پاس آیا تھا۔ اسلئے میں تمہاری رائے جان کر اس سے انکار کرنا یا اقرار کرنا چاہتا ہوں۔۔" وہ کہہ کر اسکے جواب کے منتظر تھے۔۔۔
کافی در سوچ وچار کے بعد وہ گویا ہوئی۔۔

آپ دونوں کے پاس کوئی بیٹا نہیں صرف ہم دونوں بیٹیاں ہیں پر ہم نے" پوری کوشش کی ہے آپکو یہ کمی کبھی محسوس ہونے نا دیں۔
مام نے مجھے پالا بڑا کیا ہے پر میں جنم دینے والی تربیت کرنے والی ماما کو بھی نہیں بھول سکتی۔ اللہ کے بعد مجھے کسی پر بھروسہ ہے تو وہ میرے ماں باپ ہیں

آپ تینوں کے فیصلے پر مجھے سکون ہو گا ڈیڈ، میں اپنا فیصلہ کروں تو مجھے بے سکون ہوتی ہے پر جب آپ یا ماما میرا فیصلہ لیتے ہیں تو میں پر سکون ہوتی ہوں۔۔

اور اسی طرح میں آگے بھی پر سکون زندگی کی خواہشمند ہوں۔۔ اسلئے آپ تینوں کے حوالے میری زندگی کے تمام فیصلے سونپتی ہوں جو اچھا لگے میرے لیے بہتر لگے آپ وہ فیصلہ کر دیں مجھے آنکھیں موند کر یقین ہو گا۔"

اسکے سچے موتیوں جیسے الفاظ نے اپنے باپ کا سر فخر سے بلند کر دیا۔۔۔

"نہیں بیٹا جتنا بیٹے نہیں دیتے اتنا سکون فخر آپ نے مجھے سونپا ہے۔۔ پر میں پھر بھی تمہاری رائے جاننا چاہوں گا کہ ساحل شاہ تمہیں کیا لگتا ہے؟" انہوں نے چہرہ روحا کا ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر پوچھا تبھی مسکراتی ہوئیں اسکی مام کے ساتھ اسکی ماما بھی اندر داخل ہوئیں۔۔

تینوں اب اسکے جواب کے منتظر تھیں اور روحا نے نظریں جھکا کر ایک بار پھر انہیں اپنے اختیارات سونپ دیے۔ وہ مجبور تھی اس

سے کوئی فیصلہ نہیں ہو رہا تھا۔ اسکے دل میں کوئی جذبہ نہیں تھا جسکے بنا پر وہ زندگی کا سودا ساحل شاہ سے کر دیتی۔

جو کہ کل تک اسکی سانسوں کو ختم کرنے کا جیسے پیاسا تھا اور آج اسے زندگی میں شامل کرنے کیلئے پاگل۔۔

وہ اسکا اچانک اتنا بڑا ابدلاؤ کیسے قبول کرے؟

پہلے سال سے لیکر اسنے اس شخص سے صرف تذلیل برداشت کی سمن باذل کو اسکی توجہ حاصل تھی پر اسے وہ ہمیشہ دھتکارتا آیا اور بری طرح موقعہ ملتے تھپڑ مار دیتا کبھی دھکیل دیتا۔

اس سے کھیلنے کی اس سے بھائی کی طرح فرمائشیں کرنے کی، اسکی توجہ کی وہ بچپن سے خواہشمند تھی پر ساحل شاہ نے اپنی نام نہاد نفرت میں اسکے بچپن کی خواہشات پر سیسا انڈیل دیا اسے ہمیشہ دھتکار دیا۔۔

آج پھر اسکے در پر سوالی بنا بیٹھا تھا کیا آج روحا شاہ بھی اسے دھکا دیکر ٹھکرا دیتی؟ وہ بھی اسکی تذلیل کر کے تضحیک آمیز رویہ اختیار کر کے اسے دھتکار دیتی۔۔۔

پر اسنے ایسا نہیں کیا وہ سر جھکا گئی اپنے باپ کی آنکھوں میں بھانجے کیلئے محبت، اپنی مام کی آنکھوں میں بیٹے کیلئے محبت، اپنی ماما کی آنکھوں میں بیٹی کے گھر بسنے کی پریشانی ختم ہوتے اسکی جگہ سکون دیکھتے وہ سر جھکا گئی اور سب اسے باری باری چوم کر اسے دعائیں دیکر اسے سینے سے لگا کر رو پڑیں۔۔

اسکا باپ آنکھیں صاف کرتا باہر نکل گیا کہ کل جس ننھی چڑیا کو وہ ہاتھوں میں تھام کر کھیلتا تھا آج اسکے حقدار آ گئے تھے اسے لینے۔۔۔

اسکی ماما حجاب شاہ اپنی بیٹی کو سینے سے بھینچنے لگی تھی وہ ہمیشہ ہی وقت ملتے اسے سینے میں چھپائے رکھتیں۔۔

اسکی مام اسکے ساتھ لگتیں رو پڑیں۔۔

سب باری باری اپنی خوشی غم کا اظہار کر کے وہاں وہاں سے چلے گئے پیچھے محض وہ رہ گئی اور دھڑام سے داخل ہوتی کھکھلاتی ہوئی خوشی سے پاگل ہوتی سمن۔۔۔۔

میں شاکڈ ہوں روحی کہ تم میری بھابھی بنو گی ہاہاہا یار سوچو تو صحیح بھائی" کے ساتھ کیسی لگو گی موٹو اور پتلو کی جوڑی ہاہاہا۔۔" وہ اپنی فیلنگز کا اظہار کرتی قہقہے لگا رہی تھی۔

تمہیں معلوم ہے ہم لالا کے ارجنٹ بلانے پر گھبرائے آئے تھے میں تو ابھی"
کالج ڈریس میں تھی اور جلدی جلدی چینج کیا یہاں پہنچے۔۔
تبھی ڈیڈ کے پوچھنے پر بھائی نے انکے سر پر دھماکہ کیا کہ وہ سب یہاں
اسکا رشتہ مانگیں۔۔۔
بھائی کے بم پھوڑنے پر جتنے ڈیڈ اسکی جلدی بازی پر مشعل ہو گئے تھے اتنے ہی
میں نے سن کر قہقہے لگائے۔۔"وہ اسکے پاس بیٹھی ہنستی ہوئی سب
بتا رہی تھی روحا خاموش تھی۔۔۔
خوش ہو نا روحی؟ شاکڈ تو میں بھی ہوں یار پر تمہیں معلوم ہے مام"
جہاں بھائی کا رشتہ دیکھ رہی تھی وہ لڑکی مجھے ہرگز نہیں پسند تھی خود میں
!اپنی مغروری میں ناک اونچی کر کے چلنے والی ہونہہ۔۔۔
پر بھائی نے یہاں آکر جب بم پھوڑا میری تو خوشی سے چیخ نکل گئی۔یار آئی
ایم سو ایکسائیٹڈ جلدی بھائی کا تمہارا نکاح ہو گا مے بی۔کل چھوٹی سی
تقریب میں تمہاری بھائی کے ساتھ نکاح کی رسم رکھی جائے اور
پھر اسکے بعد تم ہماری۔۔"اسنے روحا کے اعصاب پر بم پھوڑا۔۔

مجھے تو ابھی عرشیہ اور توقیع کے سر پر بم پھوڑنا ہے۔۔ مزے کی بلکہ "
دوسرے دھماکے کی بات یہ کہ توقیع کا رشتہ دریاب بھائی سے اور
عرشیہ کا رشتہ صام بھائی سے طے ہو رہا ہے۔۔
ہائے کتنا مزہ آئے نا کل سب کا نکاح ساتھ ہو بڑی سی تقریب ہو اور
زوردار دھماکہ خیز جشن۔۔" اسنے اپنی حسرت بتائی۔۔

ککک کل نکاح؟؟؟" اسنے اسکی دوسری باتِن سنی یا نہیں پر اس "
بات پر حیران ہو گئی۔۔۔

ہاں نا بھائی نے تو جیسے تمہاری ہاں سنی ہے پہلو بدل رہے ہیں انکے بس "
میں ہوتا تو ابھی نکاح کرتے اور رات کو رخصتی رکھ کر تمہیں لے جاتے ہاہاہا
پر شادی بڑی ہو گی اور نکاح کی رسم میں صرف اپنے شامل ہوں
گے۔۔" اسکی دلی جسمانی کیفیت سے وہ انجان تھی اپنی خوشی کا اظہار زور
وشوروں سے کر رہی تھی۔۔

اپنا حلق خشک محسوس کرتے وہ پانی پینے لگی۔۔

لگتا ہے مٹھائی بانٹی جا رہی ہے۔۔"معاً سمن نے سونگھتے ہوئے کہا۔۔"
روحا کے وجود میں سرسراہٹ سی پھیل گئی اسکا پور پور سرد ہو گیا۔۔

اسنے وہاں سے بھاگتی سمن کو روکا بھی نہیں بلکہ سب کے جاتے وہ دل بھاری ہونے پر اوندھے منہ بیڈ پر گرتی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔
کتنی دفع اسکا سانس رکا وہ انہیلر گرتی پڑتی ڈھونڈ لائی تھی اور اب اسے ساتھ رکھے وہ رو رہی تھی۔۔

اسکا دماغ دل راضی نہیں تھا پر جانے کیوں وہ کس آس میں وہ کر رہی تھی اسے کچھ معلوم سمجھ نہیں آ رہی تھی۔۔

معاً قریب رکھے موبائل پر میسج ٹون ہوئی۔۔اسے رہ رہ کر باذل پر غصہ آ رہا تھا وہ اس مشکل وقت میں بھی اسکے پاس نہیں تھی جانے کہاں تھی وہ۔۔

اسے پاکستان پسند نہیں تھا تو وہ کیوں اسکے پور پور سے اپنی آنکھیں سیراب کر رہی تھی۔برا تھا پاک تو گھومتی نا دیکھتی نا۔۔
کم از کم ایسی منافقی تو نا کرتی۔۔

اسے پہلے سے مزید رونا آیا وہ شدت سے روتی بیڈ شیٹ پر ناک صاف کرتی میسج پر کلک کر کے دیکھنے لگی۔۔

"میرے ہونٹوں پہ تیرے لمس کی خواہش شدید"
"ایسا کچھ کر مجھے سگریٹ کو جلانا نا پڑے"

وہ پڑھ کر جھٹکے سے اٹھ بیٹھی اور اوپر نمبر دیکھتے وہ کان کی لو تک سرخ انگارہ ہو کر تپ گئی۔ ابھی کچھ سوچتی یا کوئی ری ایکشن دیتی تبھی ہی ڈور کی آواز پر روحانے اچھل کر دیکھا۔۔
اور سامنے مقابل کھڑے وجود کو دیکھتے اسکا حلق خشک تو چہرے بھیگے رونے کی وجہ سے سرخ لال تھا

آآآپ شاہ یہاں؟؟؟" اسے سمجھ نہیں آیا وہ اسے کیسے مخاطب " کرے کیسے بات کرے۔ کیسے دیکھے اور جب دیکھے تو کیا ری ایکٹ دے؟
پر اسکا دماغ کہہ رہا تھا چیخیں مارے تاکہ وہاں گھبرا کر سب آجائیں۔ وہ اپنی کو حقیقت میں بدل بھی دیتی اگر وہ بات کا آغاز نا کر لیتا۔

اس خوشی کے موقعہ پر اتنا شدت سے کیوں رو رہی ہو؟" ایک بار" پھر اسکے سوال کو نظر انداز کرتے اسنے اپنا سوال داغا۔

روحا یہاں سے جانا چاہتی تھی، اس روم سے نکل کر بھاگنا چاہتی تھی پر اس سے پہلے ہی اسکی اسکی خواہش کو ادھورا کرتے ساحل شاہ اسکے مقابل اسکے بیڈ پر بیٹھ گیا۔

اسکا یوں بے تکلف ہو کر اسکے روم میں آنا وہ بھی بغیر اجازت کے، اور پھر اسکے سامنے آکر بیٹھ جانا اس پر کافی ناگوار گزرا۔

پر اس وقت وہ خوفزدہ تھی، اسے معلوم نہیں تھا کیا ری ایکٹ کرتے ہیں پاکستانی جب انکار شتہ ہونے لگتا ہے۔ امریکہ میں تو پلوں میں ایک دوسرے کو اپنا آپ سونپ کر پھر وہ رشتہ کرتے تھے اور ساحل شاہ کے ارادوں سے وہ پہلے ہی خوفزدہ تھی مزید ہوتی کانپتی پیچھے ہو کر بیڈ سے اترنا چاہتی تھی کہ ایکدم ساحل نے اسکے نازک ہاتھ کا اپنی پکڑ میں لے لیا

اسکے مضبوط ہاتھ کی گرفت میں اپنا ہاتھ دیکھ کر روحا سر سے پاؤں تک کانپ گئی۔

چھوڑیں مم میرا ہاتھ ورنہ میں مام ڈیڈ کو بلالوں گی چیخوں گی شاہو۔۔" وہ روتی سرخ سوجھے ہوئے چہرے بھاری آواز میں کہتی اپنا ہاتھ اسکی گرفت سے نکالنے لگی پر ہانپ گئی۔۔

جبکہ وہ نرم پکڑ میں لیکر بیٹھا مسکرا رہا تھا۔۔

"چیخ لو کوئی نہیں آئے گا کیونکہ اس وقت سب ایک روم میں میٹنگ میں بیٹھے ہیں اور کل ہمارے نکاح کو فائنل کر رہے ہیں بلکہ تمہارے ڈیڈ مام کچھ شرائط رکھ رہی ہیں جو کہ مجھے بغیر سنیں ہی قبول ہیں۔۔" وہ بے فکری سے بولا۔

روحا دہل گئی۔۔ اسکی پلکیں تو لرزیں پر اسکے ہاتھ پاؤں کانپ گئے۔ وہ سرد تو تھی شاید وہ بھی محسوس کر گیا تھا اسلئے اسکا ہاتھ سہلانے لگا تھا۔ پر اسکے لمس سے وہ پاگل ہو رہی تھی روتی اسے منت بھری نظروں سے دیکھنے لگی۔۔

"اس بات کا یقین کر لو میری متاع جان کہ میں تم سے کوئی گیم نہیں کھیل رہا، بلکہ گیم تو میرا دل مجھ سے کھیل گیا تھا، اور وہ کیسے یہ تمہیں ابھی نہیں بتاؤں گا بلکہ تم میری دسترس میں آؤ گی پھر ریلیکس ہو کر فرصت سے سناؤں گا"

میں تمہیں بڑی اذیت دینا چاہتا تھا، تمہاری سانسوں سے "
تمہیں تکلیف دینے کا سوچ رہا تھا۔ تم پر زندگی تنگ کرنے لگا تھا پر جب
سے تمہیں محض تصویروں میں دیکھا تھا میرا دل تو اس دن ہی
بے ایمان ہو گیا تھا۔ باقی کی کسر آکر تمنے پوری کر دی۔
میں تمہیں کیا مجبور کرتا ظالم! تمنے تو بغیر کھیلے مجھے مجبور کر دیا
گھٹنوں کے بل لیکر آ گئی ہو مجھے ابھی تم خود کو کمزور کہہ رہی ہو" اسنے اسکا
ہاتھ چھوڑ کر اپنا ہاتھ اسکی گردن میں ڈال کر اسے آہستہ کھسکاتے ہوئے پاس
کیا۔

روحا حیر تزدہ دور ہونے کی کوشش میں ایک ہاتھ کے فاصلے پر آکر
بے بس اپنے نچلے ہونٹ کو دانتوں میں دبوچے نظریں جھکائے بیٹھی
تھی۔۔۔

تم چاہتی ہو یہ نا ہو؟" وہ اس سے پوچھنے لگا اسنے حیرت سے سر "
اٹھایا۔ اور اسکی سوالیہ نظروں میں دیکھا۔۔
جج جی!" اسنے پل کیلئے آنکھیں میچ کر سر ہلایا۔۔"

آنکھیں موند کر، سرخ ناک سرخ چہرے سے وہ دانتوں میں
ہونٹ دبا کر اسکے ایک ہاتھ کے فاصلے پر بیٹھی تھی۔
وہ مسکرا دیا اسے دیکھتے۔

پر تم سے دوری کا سوچتے مجھے استھما ہونے لگتا ہے۔ تمہارے پاس تو انہیلر"
بھی موجود ہے میرے پاس کچھ نہیں ہوتا سواء اس جلتے شعلے کے
علاوہ۔۔۔جو کہ تمہیں پسند نہیں۔۔
میں چاہتا ہوں تم آؤ ہم دونوں ایک دوسرے کا سہارا بنے، نا تمہیں
انہیلر کی ضرورت ہو گی نا ہی مجھے سگریٹ کی۔۔
ہم دونوں میں یہ خامی اسلئے ہی ہے کیونکہ ہم دونوں ایک دوسرے
کے سہارے کیلئے بنے ہیں۔۔
تم میرا خیال رکھو اور میں تمہارا۔۔ اس حقیقت کو قبول کر لو کہ
ساحل شاہ تمہارا ہو چکا ہے اور تم اسکا جنون۔ ماموں جان کو منانے
اسکی شہزادی کو لینے کیلئے میں نے انہیں اپنی زندگی گارنٹی میں دی
ہے کہ جہاں مجھ سے کوتائی ہو وہاں بھلے وہ میری گردن سر سے الگ
کر لیں۔

بلکہ تمہیں جہاں لگے گا ساحل شاہ غلط ہے اسنے تمہارے ساتھ برا کیا ہے اس دن تمہیں حق ہو گا اپنا فیصلہ لینے کا پر یاد رکھنا فیصلہ ایسا ہونا چاہیے جو ہمارے بیچ دیوار نا کھڑی کرے۔ تم ساحل شاہ کی ہو اور تم خود بھی چاہو گی تو مجھے خود سے الگ نہیں کر پاؤ گی۔" وہ اسکے بہتے آنسوں رفتہ وقتاً فوقتاً صاف کرتا رہا تھا اور وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

پر مم مجھے آپ سے ڈر لگتا ہے۔۔" وہ بھرائی آواز میں منمنا کر بولی" ساحل اپنی اتنی ساری باتوں پر اسکی وہی رٹ دیکھتا ہنس پڑا۔۔

میں کوئی بھوت ہوں یا دیو ہوں جس سے تمہیں ڈر لگتا ہے؟" اسنے" خفگی سے پوچھا۔
کک کیا ہم بعد میں شادی کر سکتے ہیں؟" اسنے آنکھوں میں" خوف سما کر اسے دیکھتے پوچھا اور اپنی بھیگی بھاری پلکیں عارضوں پر جھکا دیں۔۔۔
بعد میں کتنا؟" وہ اسکی گردن چھوڑ کر دور ہو کر سیدھا ہوتے بیٹھا" اور سنجیدگی سے پوچھا۔

اسکے انداز سے وہ کچھ گڑبڑا گئی۔۔اسکا دل شدت سے دعا گو تھا جلدی سے باذل یا مام ہی آجائیں اور وہ اسکے سوال جواب سے بچ جائے۔۔

"اا اتنا مطلب چار پانچ سال، جب تک میں ٹھیک ہو جاؤں گی؟" وہ اسے دیکھے بغیر سر جھکائے ہکلا کر گویا ہوئی۔

"تب تک میں کیا کروں گا؟" وہ اسکے چہرے کو دیکھتے سمجھ کر سر ہلاتا پوچھنے لگا۔ "اور کیا گارنٹی ہے تم ٹھیک ہو جاؤ گی؟" اسکے لہجے میں روعب در آیا

"آپ تب جیسے بھی ہوں گے میں شادی کر لوں گی آپ سے اور میں ٹھیک نا بھی ہوئی پھر بھی آپ سے شادی کر لوں گی۔۔" اسے جلدی سے کہا۔

ہمم!!! وہ اسکے فیصلے سے کافی متاثر نظر آیا جس سے روحا کی تیز تیز دھڑکتی دھڑکنیں معمول پر آئیں۔۔

"پھر میری گزری راتوں، میری تنہائیوں کا کیا؟ اسکا حساب کون دے گا؟ جس ایج میں میرے بابا بننے کا وقت ہو گا اس میں تم مجھ سے شادی کرو گی، اور جو میرے داد بننے کی ایج ہو گی اس میں تم مجھے بابا

بناؤ گی! یہ فضولیت نہیں وقت ضائع کرنا؟" اسنے بگڑے تیوروں سے اسے دیکھتے پوچھا۔۔۔

حناموشی سے ریلیکس رہو خبردار اپنی اس فضول سوچ یا خواہش کا کسی سے " اظہار کیا معلوم ہے کتنی مشکل سے ماموں جان کو منایا ہے کل نکاح کیلئے وہ تو قطعی راضی نہیں تھے میں نے ہزاروں جتن منتیں کی ہیں۔۔۔" وہ اٹھ کر اسے کندھوں سے تھام کر بیڈ پر لیٹاتے ہوئے لب بھینچ گیا۔۔

اب رونا دھونا بند کرو جو ہو گا وہ تمہارے سامنے ہو گا اور کوئی ظلم کے " پہاڑ نہیں ٹوٹنے والے جسے سوچتے مچھلی کی طرح پھڑ پھڑا رہی ہو۔۔ بہت محبت سے پیش آؤں گا تمہیں خود پر ناز ہو گا صرف اسی ناز سے خود کو میرے سپرد کرنا۔۔" اسنے گھبیر لہجے میں کہتے اسکے گالوں سے بہتے آنسوں صاف کر لیے۔۔

وہ آنکھیں میچ گئی۔۔

آرام کر کے خود کو پر سکون کرو جب تک میں باہر دیکھتا ہوں اور ہاں کل " کیلئے اچھی طرح خود کو تیار رکھنا اپنی سانسیں ہموار رکھنا۔۔۔

کل نکاح کے بعد تم پر ساحل شاہ کی مہر ثبت ہو گی۔" وہ اسکی لرزتی پلکوں کو دیکھ کر سرگوشیانہ گویا ہوا۔۔

اسکا تنفس تو سن کر بکھرنے لگا جس سے اسکی گھنی مونچھوں تلے عنابی لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔۔

اس دلکش منظر سے نظریں چرا کر اسنے احتیاط سے اسکے شانوں تک اوپر کمبل ڈال دیا۔۔ روحا محسوس کرتی ایکدم جھپٹ کر اس سے کمبل، اندر گھس گئی اور منہ پر ہاتھ جما لیا۔۔۔

"بھاگ لو جتنا بھاگنا ہے۔۔۔ زیادہ خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں مجھے معلوم ہے تمہارے ساتھ نرمی سے پیش آنا ہے کیونکہ تمہارے ٹوٹنے کا خدشات بھی تو زیادہ ہیں۔" وہ اس پر جھکا ہوا گویا ہوا۔۔

پر وہ اپنا بگڑا تنفس بحال کرنے میں ہلکان تھی

"ایسے لرزو گی تو کسی بھی بہکی لہر میں ساحل تمہیں سمیٹ لے گا۔۔ خود کو سنبھالو ورنہ کل ہمارے لئے مسئلہ بن جائے گا شادی؟ یہ ظالم سماج پتا نہیں کب کروا رہے ہیں۔۔۔

اور ہاں خبردار کل خود کے ساتھ کوئی گارڈر کھا۔ کل میں چاہتا ہوں تم اکیلی روم میں رہو اور ہاں سجاوٹ کے ساتھ چھیڑ چھاڑ مت کرنا وہ

میں خود آکر کروں گا تم بس میرا انتظار کرنا۔۔۔"روحا نے اسکی گھمبیر سرگوشی سنتے ہوئے آنکھوں سے حیرت میں ذرا سا کمبل کھسکایا تو خود پر جھکے ساحل شاہ کو بالکل سامنے پایا

وہ اسکے اطراف میں ہاتھ رکھ کر جھکا ہوا تھا پر اسکے الفاظ نے روحا کا دماغ سن کر دیا تھا۔
"کل وہ اسکے ساتھ کیا کرنے والا تھا؟"
ساحل نے ہاتھ بڑھا کر اسکے پورے چہرے سے کمبل ہٹا دیا اور مسکراتے ہوئے اسکے ادھ کھلے منہ کو دیکھا۔

وہ کسی ساحل کنارے پڑی تڑپتی ہوئی مچھلی کی مانند لگ رہی تھی اور ساحل میں بھی اتنی سکت نہیں تھی کہ وہ اسے سمیٹ لے نا ہی اس کے پاس ایسا کوئی حق تھا۔
جبکہ وہ جل پری تھی جس پر ساحل کے ستم نے جان آدھی کر دی تھی کہ وہ کنارے پر تڑپنے کو آگئی تھی۔

ہشش!!" اسکی ٹھوڑی انگلی تلے رکھ کر اسنے اسکا چہرہ اونچا کیا جو کہ پسینے سے نم تھا۔

روحا کی آنکھیں خود بخود پھیل گئیں۔۔ یہ حقیقت تھی کہ وہ کل اسکی ملکیت بن جائے گی اور پھر کیا ہو گا؟

ساحل اسکی پھیلتی آنکھوں میں دیکھ کر متبسم ہوتا ہوا اسکے چہرے پر جھکا روحا اسکی گرم سانسوں سے گھبرا کر اٹھنے لگی اپنا چہرہ چھڑواتی اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر دھکیلنے لگی۔۔
پر وہ مسکراتا ہوا اسکی ٹھوڑی پر اپنی ناک رکھ کر سہلاتا ہوا اسکے گال پر آیا اور رک کر وہاں ایک گہرا سانس اسکی سانسوں خوشبوں میں بھرتے بغیر ہاتھوں، لبوں کی کوئی جارت کرتے اسے تڑپتے دیکھ کر اسکے کھلے منہ میں انہیلر رکھتے اسنے انگوٹھے سے بٹن پر زور دیکر اسکا گال سہلایا۔۔۔
اور ایک مسکراتی ہوئی نظر اسکے گہرے گہرے سانس بھرتے وجود پر ڈال کر وہاں سے بھاری قدم لیتا نکل گیا۔۔۔

جبکہ پیچھے وہ اسکی جھلساتے ہوئے لمس سانسوں سے جلنے لگی تھی۔ اسکے لمس سے اسکے چہرے پر جیسے کسی نے سیسہ ڈال دیا تھا۔۔
وہ اسکی چوڑی پشت کو دیکھتی اپنی ٹھوڑی گال پر لرزتی ہوئی انگلیاں پھیرتے ہوئے اٹھ بیٹھی۔۔۔

"یہ سب اتنا مشکل کیوں ہے۔۔ وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر رونے لگی۔۔ کل کیسے کرے گی اسکا مقابلہ اور وہ تو اسے اکیلے رہنے کا آرڈر دے گیا تھا۔۔
جب اسکے نکاح میں آجائے گی تو کیا وہ اسے چھوڑ دیگا۔۔ اپنے وجود میں دھڑکتے دل، اپنے سینے سے اچھلتے ہوئے دل پر ہاتھ رکھتے اسنے کشن سینے سے لگا دیا۔۔۔

"یہ کیا بکواس میں سن رہی ہوں روحا کہ تمنے خود ساحل شاہ کیلئے ہاں کی ہے؟؟؟؟" اچانک دھڑام سے ڈور دھکیل کر اندر داخل ہوتی روحا پر بازل چیخی۔۔

کک۔۔۔کیوں؟؟؟؟"روحا ایکدم گھبرا کر بیڈ سے اتر کر کھڑی"
ہو گئی۔۔۔
کیا کیوں؟؟؟ تمنے تو کہا تھا نا کہ تم اپنی اس ہوتی سوتی مام کے بیٹے سے دور رہو"
گی؟وہ تو تم سے نفرت کرتا تھا پھر یہ کیا بکواس ہے؟؟؟"اسکے
بازوؤں کو ہاتھ میں دبوچ کر وہ غصے سے غرائی۔۔

گھر میں رونق دیکھ کر وہ اندر آئی مسکرائی تھی پر جیسے ہی جگنو نے اسے بتایا
تھا کہ یہ رونق اسکی بڑی بہن کا رشتہ ساحل شاہ سے طے ہونے پر
ہے وہ پاگل ہوتی اپنی ماں سے پوچھا جب وہاں سے بھی ہاں سنا یہ جان کر
مزید بپھر گئی کہ اسکی بہن نے خود ہاں کی ہے ایک منٹ لیے بغیر اسکے
سر پر آ گئی۔۔۔

مجھے جو صحیح لگا وہ کر دیا، تمہیں یہاں سے جانا ہے اسلئے تم کچھ بھی نہیں"
کر رہی حتیٰ کے اپنی بہن کے ایسے وقت میں بھی اسکا ساتھ دینے کے
بجائے خود باہر گھوم پھر رہی ہو اپنے فیصلے آپ لے رہی ہو۔۔
تو مجھے یہیں رہنا یہیں بسنا ہے اپنے ڈیڈ کو میں مایوس نہیں کر سکی
اسلئے مجھے جو صحیح لگا وہ میں نے کر دیا مجھے امید ہے۔۔۔۔

شٹ اپ جسٹ اسٹاپ اٹ !! سٹوپڈ گرل تمہیں کیا لگتا"
ہے ایسی بیوقوفی کر کے تم خوش رہو گی؟ یا وہ دنیا جہاں کی لڑکیاں چھوڑ کر
تمہارے پیچھے پاگل ہو سکتا ہے؟ بیوقوف ہو تم ایک نمبر کی بیوقوف
حقیقت میں ایک کمزور لڑکی ہو جو ان سب کے جذبات کے
مکروہ کھیل میں آجاتی ہو۔۔
جو انسان اپنی ماں کو نہیں ہو سکا وہ تمہارا خاک ہو گا اڈیٹ !! اس کی
تصاویر پر لڑکیوں کا میسج دیکھتی ہو شوشل میڈیا پر۔۔۔ ایک سے بڑھ کر
ایک اسے آفر کر رہی ہوتی ہے تم کچھ نہیں ہو انکے مقابلے اگر تمہیں دیکھ
کر پاگل ہوا ہے تو انہیں دیکھ کر کیا حال ہوتا ہو گا اسکا۔۔
کیا تم اس سے نہیں سمجھتی اتنا وقت خاموش رہ کر،، اتنی لڑکیوں کو
ٹھکرا کر اسنے تمہارا انتخاب کیوں کیا؟؟؟؟
آکر تمہیں ہی کیوں چنا اسنے اپنے لئے؟ یہ سب اسکی چال ہے،
پھنسانا چاہتا ہے تمہیں اپنی محبت کے جال میں۔۔
اسنے جال پھینک کر تمہیں پھنسایا ہے۔۔ اور کچھ نہیں،، دو پیار
بھرے الفاظ ہر مرد جوان لڑکی کو دیکھ کر بول سکتا ہے اس میں کوئی بڑی
بات نہیں اگر اسنے تم سے وہ الفاظ کہے ہیں تو تم ایٹلیسٹ کسی ترسی مخلوق کی

طرح اسکے پیچھے بھاگنے سے بہتر تھا کہ اسے دھتکار دیتی تو ان پاکستانی جاہل اجڈ مردوں کا اصلی روپ تمہارے سامنے آجاتا۔۔۔

انکار کر کے دیکھو اسکے سامنے انا کا مسئلہ بنا کر قتل کروادیں گے یہ جاہل لوگ تمہارا۔۔۔

پر میں افسوس کس پر کروں تم پر ڈیڈ پر یا تمہاری نام نہاد مام پر جسنے اپنی کوکھ سنوارنے کیلئے تمہیں وہاں سے لا کر یہاں اپنے بیٹے کے منہ میں نوالہ بنا کر پھینکا ہے۔ تمہیں صرف مہرہ بنایا ہے اپنی زندگی سنوارنے کیلئے۔۔

ناوہ اپنے شوہر کی ہوئی نا اپنے بھائی کی نا اپنے بیٹے کی حتیٰ کہ وہ تو اپنے باپ کی نا ہو سکی تمہاری کیا ہو گی۔۔۔

اپنی زندگی سنوارنے کیلئے سب کھیل ہے اس اندھیرے جال میں تم پھنس چکی ہو۔۔۔

ان دونوں ماں بیٹے کا خون سفید ہے کسی کے نہیں ہو سکتے نا تمہارے نا اپنوں کے نا۔۔۔"

"چٹاخ چٹاخ"

اسکے تیور دیکھ کر حجاب بھاگتی اسکے پیچھے آئیں تھیں اسکی بکواس سنتے وہ خود پر ضبط نا کر سکیں اور جھٹکے سے گھما کر زوردار تھپڑ زندگی میں پہلی بار اسکے منہ پر دے مارے۔۔

"شرم آتی ہے مجھے تمہیں اپنی اولاد کہتے ہوئے۔ دکھ ہوتا ہے جب جب تمہیں دیکھتی ہوں۔۔۔
بس کرو اپنا زہر اگلنا کس گناہ کی سزا دے رہی ہو مجھے؟" انہوں نے غصے سے کہتے ہاتھ جوڑ دیئے اسکے آگے۔۔۔

جبکہ دروازے پر مہکار شاہ کھڑیں اپنی بیٹی کی آنکھوں میں آنسوں گرتے دیکھ رہی تھیں۔۔ انکے وجود میں اتنی سکت باقی نہیں رہی تھی کہ اسے جا کر سہارا دے سکیں۔۔
انہیں ڈر تھا جس بات کا وہی ہوا تھا، اسلئے ہی تو وہ حق میں نہیں تھی ساحل روحا کے رشتے میں۔۔ وہ نوٹ کر چکی تھی رشتہ پکا ہونے پر جب اسکے بیٹے نے ان سے محبت دعائیں لی تھیں تب اسکا چہرہ سپاٹ تھا۔۔
ضرور اسکا انکار سن چکا تھا تبھی یوں ناراض تھا۔

ہاں ہوں میں بری کیونکہ میں گائیں نہیں ہوں میں بول سکتی ہوں اپنے "
حق کیلئے۔ پر یہ صاف بتادوں آپ تینوں نے یہاں لاکر ہمیں
چیٹ کیا ہے۔۔
میں نے اس اسٹوپڈ کو کہا تھا کہ نہیں چلتے سب جھوٹے
وعدے دعوے ہیں پر نہیں اسے پاک جانے کا بھوت سوار تھا اب
آنکھوں سے دیکھے گی جہنم کو۔۔
دیکھنا اپنے ماں کے شاہو کے مکروہ چہرے کو جب شادی کے بعد
تمہارے سامنے آئے گا،، جلد ہی اصلی روپ تمہیں دکھائے گا
جسٹ ویٹ اینڈ واچ۔۔۔
پھر تمہارے پاس یہ رونا ہوگا کہ مشرقی لڑکیاں اپنا گھر برباد نہیں
کرتیں ظلم تشدد بیٹھ کر چپ چاپ ہو کر سہتی ہیں تاکہ انکے نام نہاد
سر کے تاج خوش رہ سکیں انکی ناک اونچی رہے مائی فٹ!" وہ غرا کر
وہاں سے پلٹی۔۔

اور دروازے پر کھڑی اپنی پھپھو کو دیکھ کر ٹھٹھک کر رکی اور پھر استہزائیہ
ہنسی۔۔

خوش ہوں گی نا آپ ؟ہاں خوش کیوں نہیں ہوں گی۔ جس مرغی کو"
دانہ دیکر پالا آج اسے ہی بریانی کیلئے ذبح کرنے کا وقت آگیا ہے۔
پر اگر اس بیوقوف میں عقل ہو گی تو وہ اسے اپنے پاس آنے نہیں دی
گی تو اس کا اصلی روپ خود اسکے سامنے آجائے گا۔ صرف اسکا
نہیں آپ کا بھی
ساری زندگی مجھ سے میری بہن چھین کر رکھی ہے وقت نے کروٹ بدل
لی اب آپ سے کوئی چھین کر جا رہا ہے چہ چہ روحا کی مام۔"وہ
افسوس کرتی ہنستی ہوئی وہاں سے نکل گئی اور آگے جا کر اپنے آنسوں رگڑتی
بھاگ کر اپنے روم میں آتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔۔

کچھ بھی تو نہیں اسکے پاس بچا تھا، پہلے اس عورت نے اس سے
اسکی بہن چھینی پھر اسکے ماں باپ نے اسے اہم وجود سمجھنے کی کبھی
غلطی نہیں کی۔۔ ہمیشہ وہ تھرڈ پرسن رہی۔۔ اور اب اسکی پھپھو کا
بیٹا آکر اس سے اسکی بہن کو چھین گیا۔

تم پاکر دکھانا میری بہن کو، جیت کر دکھانا دونوں ماں باپ میری بہن"
کو باذل شاہ سلام کرے گی تم دونوں کو۔۔

بہت نگل لیا ہماری خوشیوں کو اب نہیں ہونے دوں گی میں یہ "سب۔۔۔

اسکے دماغ میں الگ سوچیں الگ زہر تھا، وہ ہمیشہ اپنی بہن کو خود کی طرف متوجہ کرنے سے پہلے ہار دیتی تھی وہ عورت جو کہ اسکی پھپھو تھی اسنے ہمیشہ اس سے اسکی بہن کو چھین کر رکھا تھا۔۔

اسکے الگ عزم الگ ارادے خطرناک تھے۔۔ اسے یہ سب ایک گہرا جال لگ رہا تھا اپنی بہن کے گرد اور وہ اسکا شکار نہیں بننے دے سکتی تھی روحاشاہ کو۔۔

اسے ہی کچھ کرنا تھا۔ کس قدر حیرت کی بات تھی کہ وہ گھر آتی ہے تب اسے ملازمہ سے معلوم پڑتا ہے اسکی بہن کا رشتہ ہو گیا اور کل نکاح کی تیاریاں ڈیسائیڈ ہو رہی ہیں۔۔

اپنا وجود تو اسے اپنے ماں باپ خاندان میں کبھی اہم محسوس ہوا ہی نہیں پر اتنا بھی کیا غیر اہم سمجھنا کہ اسکی بہن کا رشتہ طے کر دیں اور اسے بتانا گوارہ نا کرے۔۔

ہمیشہ اپنوں سے نظر اندازی برداشت کی، جو توجہ اسے اپنوں سے چاہیے تھی وہ ہمیشہ اسے باہر سے ملی جو وقت اسے اپنوں سے چاہیے تھا وہ

ہمیشہ روحا کو نصیب ہوا، وہ سب کی لاڈلی اور اس میں کون سے کانٹے تھے کہ اسکا وجود کسی کو گوارہ نہیں ہوتا تھا۔
ابھی اسکی مام اسے یقین دلاتی تھی اسکا باپ اسے احساس دلاتا تھا کہ وہ اہم ہے! کیسے اہم ہے اسکی بہن کا رشتہ ہوا بات پکی ہوئی اس سے پوچھنا تو دور کسی نے ایک کال کر کے گھر بلانا گوارہ نہیں کیا۔۔۔

جب میں کس کے لئے اہم نہیں تو میرے لئے بھی کوئی اہم نہیں ہونا" "چاہیے۔۔۔
بدگمان تو وہ بچپن سے تھی پر آج حد ہی ہو گئی۔۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

توقیع کے انکار کا اسے جیسے معلوم ہوا وہ مٹھیاں بھینچ گیا، ایسے کیسے ممکن تھا کہ وہ شادی کر لیں اور توقیع کو ابھی شادی نہیں کرنی۔

سب کے حیدر اور ہارون شاہ کے گھر سے آئی کال پہ مصروف ہوتے دیکھ کر وہ ہال سے نکل آیا اور سیدھا اوپر جانے لگا۔ اسی سمے توقیع بھی عرشیہ کو ڈھونڈنے کیلئے روم سے نکلی تھی سیدھا دیارب سے ٹکرا گئی اپس سوری۔۔" وہ گھبرا کر ان سے دور ہوتی اپنے شانوں پر دوپٹہ درست" کر گئی البتہ جو پرفیوم کی خوشبو اسکے نتھنوں سے ٹکرائی تھی اسنے اسے ٹھٹھکنے پر مجبور بھی کیا تھا اور شرم سے سرخ بھی۔

وہ کترا کر نکلنے لگی کہ ایکدم دریاب پھر سے سامنے آگیا۔ وہ انکی اس حرکت پر جھنجھلائی.

کیا ہے دریاب بھائی کیوں تنگ کر رہے ہیں۔" اسنے تنک کر کہا" چہرے پر سارے حیا کے رنگ تھے۔ پر اسکے بھائی اور تنگ کہنے پر اسکے لبوں پر مسکراہٹ آگئی جسے چور نظروں سے دیکھتے توقیع سٹپٹا گئی۔

میں نے کب تنگ کیا تمہیں محترمہ!" پینٹ کی جیب" میں ہاتھ پھنسا کر وہ دلکشی سے مسکراتا ہوا آہستہ سے چھیڑنے والے انداز میں گویا ہوا۔

بچپن میں جو کرتا تھا تمہیں تنگ وہ تو کب کا مر گیا اب کون" سے دریاب نے تمہیں تنگ کیا ہے ذرا تفصیل سناؤ میرا موڈ

سننے کا ہے۔" وہ واقعی سننے موڈ میں تھا پر اسکے انداز سے توقیع کو گھبراہٹ ہونے لگی۔

اس سنجیدہ خاموش شخص کا یہ بدلہ ہوا انداز اس سے ہضم نہیں ہو رہا تھا۔ اسنے پھر سے جانے کی کوشش کی دریاب کے ماتھے پر بل آ گئے۔

رشتے سے انکار کیوں کیا؟" وہ سپاٹ انداز میں پوچھنے لگا۔ سارا" شریر پن لہجہ انداز سب کچھ اچانک بدل گیا تھا وہ سنجیدہ الگ روپ میں تھا جیسے ہمیشہ سے ہوتا تھا روڈا اپنی ذات میں گم۔۔

اور اب تو توقیع کو بغیر جواب دیئے جانا بھی نہیں تھا نا ہی وہ اجازت دے رہا تھا۔

رشتے سے تو انکار نہیں کیا۔" اسنے آہستہ اور کچھ جتانے والے انداز" میں کہا۔

اچھا تو یہ نکاح سے انکار رشتے سے انکار نہیں؟ تمہیں معلوم ہے کتنا" شرمندہ ہوا جب وہاں سب کی موجودگی میں میرے چاہنے کے باوجود تمہارا انکار میرے منہ پر پڑا" اسنے اپنے لہجے کو پھٹنے سے بمشکل روکا تھا۔۔

آپ غلط بیانی کر رہے ہیں۔ میں نے رشتے سے انکار نہیں کیا محض" اتنا کہا ہے کہ فی الحال نکاح نہیں کرنا چاہتی۔۔

وجہ؟ وجہ بتاؤ مجھے کیوں فی الحال نہیں چاہتی اور کب چاہتی" ہو؟ کہیں ابھی تک دلاور کو دل میں؟؟؟؟" اسنے حیرت سے پوچھا۔
اسکے آخری سوال پر توقیع کے چہرے پر تیزی سے غصے کے تاثرات چھائے۔
انف دریاب خان۔ میں نے اسلئے انکار کیا ہے آپ نے ہی کہا" تھا ایک نئی شروعات کرنی ہے تو دماغ سے سب کچھ نکال آؤں۔ ابھی میں کل والے مسئلے کی وجہ سے بری طرح الجھی ہوئی ہوں عجیب کشمکش میں ہوں ابھی آپ کی پرفیوم کی خوشبو اور تھی اور کل جو مجھے یاد ہے بلکہ حقارت سے حواسات پر چھائی ہوئی ہے وہ الگ تھی میں کس کو حقیقت مانو؟؟" وہ غصے بے بسی ضبط سے چیخ پڑی۔

اوہ کس کی خوشبو؟" دریاب نے حیرت بے یقینی سے پوچھا۔" اسکے تاثرات دیکھتے توقیع کو احساس ہوا غلط وقت پر غلط بیانی کر دی۔ وہ گھبرا کر وہاں سے جانے لگی۔

رکو!!!جواب دیکر جاؤ؟" دریاب نے ایکدم غصے سے اسکی کلائی پکڑ کر"
سامنے کھینچنے کے انداز میں کھڑا کیا وہ لڑکھڑاتی ہوئی گرتے ہوئے
بچی۔

یی۔۔ یہ کیا بدتمیزی ہے؟؟"وہ غصے سے بولتی اپنی دھک دھک کرتی"
دھڑکنوں سے اسے دیکھنے لگی جہاں دریاب کے چہرے پر سرخی تھی
وہیں توقیع کے چہرے کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔۔
ایک بھی قدم اٹھایا تو ٹانگیں توڑ دوں گا مجھے جواب دو کس کے خوف"
کس کشمکش میں ہو؟"سرد تیوروں سے وہ انگلی اٹھا کر وارن کرتا بولا۔۔
اسکے اچانک بدلے تیوروں سے وہ حیران تھی۔۔
دریاب بھا۔۔۔۔"

جتنا کہا ہے اسکا جواب دو ورنہ ابھی سب کے سامنے لے جاؤں گا"
"اور پھر وہ پوچھیں گے تم سے۔
وہ اسکی جان لینے پر جیسے آگیا توقیع کو لگا اگر نہیں بتایا تو وہ اپنے کہے کو
سچ کرنے سے باز نہیں آئے گا۔

دد لاور۔۔۔ خ خ خان۔۔" اسنے ہکلاتے آس پاس دیکھتے ہوئے خوف سے
سرگوشی میں کہا

ہاہاہا۔۔" اسے جو توقع تھی کہ وہ سن کر شاکڈ ہو گا پر اسنے سنتے ہی زوردار"
قہقہہ لگایا تو قسیع کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔

اچھا تو اس فتور کو دماغ میں رکھ کر اسلئے انکار کر رہی ہو؟؟؟"معاً وہ"
ہنس کر جب سنبھلا تب بولا۔۔
یہ فتور نہیں سچ ہے دریاب میں نے اپنی آنکھوں سے اسے سامنے"
بالکل آپکی طرح ایک نہیں دو تین بار دیکھا ہے۔" اب جب وہ اس
سے یہ راز شیئر کر چکی تھی رازداری سے اسے یقین دلاتی ہوئی بولی۔
کیا دیکھا؟ اور تم کیا اسکے اتنے قریب جا چکی ہو کہ تمہیں"
اسکی خوشبو بھی معلوم پڑ گئی؟" اسنے چبھتے لہجے میں پوچھا۔
انف بھائی آپ حد سے بڑھ رہے ہیں میرا ایسا کوئی مطلب نہیں"
ہے کہ میں کس حد تک اسکے پاس جا چکی ہوں جہاں تک
مجھے یاد پڑتا ہے اسنے مجھے اس شام کسی سے بچایا تھا شاید کوئی ہوزن نامی

سیاہ فام تھا اور اسکے کچھ دوسرے بھی بندے تھے بس۔" وہ غصے سے بھڑک کر آس پاس کا خیال کرتی اس سے ناگواری سے بولی۔

مجھے زیادہ نہیں تو تھوڑا بہت اندازہ تھا کہ کیا وجہ ہو سکتی ہے"
تمہارے انکار کی۔ پر توقع کچھ ہوش کرو مرے ہوئے کیسے زندہ ہو سکتے ہیں؟ اس کی لاش اسکا ڈی این اے رپورٹ! سب ہمارے سامنے تھے۔۔

اور سب سے بڑی بات کہ اگر وہ زندہ ہو گیا تو کیا تم اسکے ساتھ
"رشتہ۔۔۔۔

اللہ نا کرے دریاب! کہ وہ زندہ ہو۔ مام ہمیشہ کہتی تھیں کہ نفرت"
ہمیشہ گناہ سے کرو اللہ کے بنائے وجود سے نہیں کیونکہ ہم نہیں جانتے کون اللہ کے سامنے کتنا سچا ہے کون اچھا کون برا یہ سب رب کا معاملہ ہے۔۔ پر معلوم ہے میں جب اسکے بابت سوچتی ہوں میرے وجود میں نفرت کی لہریں اٹھنے لگتی ہیں میرے سامنے وہ معصوم بے گناہ وجود آجاتا ہے۔ میرا دل کرتا ہے جانے کیا کر دوں میرا بس نہیں چلتا کہ وہ حقیقت اور اسکے ساتھ۔۔۔۔" وہ کہتی کہتی خاموش ہو گئی اسکا تنفس پھول گیا۔۔

گویا تم مجھ سے فیئر ہونا چاہتی ہو؟" وہ پر سکون ہو کر بولا۔ توقیع نے "
حیرت سے انہیں دیکھا
اتنا سب کچھ اسنے بتایا کہ وہ زندہ ہے پھر ایسا کیسے کہہ سکتیں ہیں۔
کچھ بھی تھا وہ اس آدمی کے نکاح میں تھی جو نا چاہتے ہوئے بھی ایک تلخ
حقیقت کے صورت اسکا بھائی تھا۔

اور میں نے جو کہا؟؟؟" اسنے پوچھا۔۔"
تمنے جو کہا وہ تمہاری دماغی حالت خراب ہے۔ بس اپنے بھائی کا"
نکاح انجوائے کرو اور پھر ریلیکس ہو کر یہ رشتہ باندھنا سچ جھوٹ جو ہو گا وہ
سامنے آجائے گا آفٹر آل وہ کیا چاہے گا اسکی عزت اسکے
بھائی کی عزت بنے؟" اسنے کچھ رازداری سے سرگوشی میں بتایا۔۔
توقیع بوکھلا کر دو قدم دور ہوئی۔۔ سرگوشی سے ڈرتے ہوئے دیکھتے وہ ہنس
پڑا۔ اور اسنے خفگی بھری نظر ڈالتے سر ہلا دیا۔۔۔
میں بھی چاہتی ہوں یہ میرے دماغ کا وہم ہو بس۔" اسنے آہستہ "
سے کہا دریاب نے متبسم نظروں سے حجاب کے ہالے میں
اسکے چہرے کو دیکھا۔۔۔

اور توقیع اسکی نظروں کو اپنے چہرے پر پا کر گھبراتی ہوئی اچانک وہاں سے بھاگی۔ پیچھے وہ قہقہہ لگا اٹھا۔۔ راہ داری مڑتے ہوئے توقیع کو اپنے پیچھے گونجتا ہوا سنائی دیا وہ اپنا سر پیٹ کر رہ گئی۔

"ہمیشہ غلط وقت پر غلط ہی بولتی ہوں۔ مجھے لگتا ہے اب مجھے دریاب جی کیلئے سیریس ہو جانا چاہیے وہ سب حقیقت میں لگتا ہے میرا دماغی فتور تھا۔ ورنہ ایک بھائی اپنے بھائی کے زندہ ہونے کا سن کر اتنا نارمل ری ایکشن دیتا۔۔

اور جس طرح میں سوچ سوچ کر پاگل ہو رہی ہوں وہ ساری بیوقوفی ہے میری"

وہ بڑبڑاتی ہوئی سارے روم چیک کر کے ایک روم کے سامنے آکر گزری۔۔۔ اسکا دل جانے کس احساس سے کانپ گیا۔۔

بہت مشکل ہوا اسکے سامنے سے گزرنا۔۔ پر وہ گزرتی ہوئی آگے بڑھ کر چھت پہ آ گئی۔

شام کا وقت تھا، سورج کی سنہری روشنیاں ہر سوں بکھر چکی تھیں ٹھنڈی ہوائیں رقصاں تھیں اور وہ سیڑھیوں کے بیچوں بیچ بیٹھی ہوئی سوچوں میں گم تھی۔

"عشی!!" توقیع سیڑھیوں پہ چڑھ کر اسکے پاس آکر بیٹھی

ہوں!" وہ بغیر متوجہ ہوئے محض اتنا بولی۔"
تمہیں لگتا ہے ہم اپنی انا میں یہ سب کر رہے ہیں؟ کیا تمہیں لگتا"
ہے دوستوں اپنوں کے بیچ انا ہوتی ہے؟ تمہیں معلوم ہے نا میں تمہیں اپنی
بہن کی طرح عزیز رکھتی ہوں۔ مجھے تو شادی کرنی نہیں تھی صرف اپنے
ماں باپ کی خوشی اور دریاب بھ۔۔۔ کی پسند گی ماموں جان اور مامی کیلئے کر
رہی ہوں" اسنے اسکا رخ اپنی طرف کرنا چاہا اور وہ اسکے چہرے کو
دیکھنے لگی جس پر توقیع نے آہستہ سے اس سے کہا۔

تو مجھے کب اپنے بھائی کے عشق میں گرفتار دیکھا تھا؟" اسنے چبھتے"
"ہوئے پوچھا۔ "جب اتنا کر چکی ہو تو نکاح میں کیا برائی تھی؟
اسکی پہلی بات سنتے توقیع نے حیرت سے اسے دیکھا۔
کیا تم صام بھائی کو پسند نہیں کرتی؟" وہ ششدر تھی "اگر پسند نہیں"
"کرتی تو ہاں کیوں کی تمنے عشی؟

پہلے تو مجھے یہ بتاؤ تمہارے بھائی میں ہے کیا جو میں اسے"
پسند کروں؟ دو نیلی آنکھوں اور اپنے ڈیڈ کے نقوش کو چرانے کا غرور!

مزے کی بات کہ بزنس بھی اسکے ڈیڈ کا اپنا تھا جسے وہ سنبھال رہا ہے اسکا اپنا تو کچھ نہیں۔۔

خیر لالچ کو چھوڑو ہم مشرقی لڑکیاں تو عزت کی بھوکی ہوتی ہیں تم صرف مجھے اتنا بتاؤ تمہارے بھائی نے کبھی مجھے عزت سے مخاطب کیا ہے؟ ہمیشہ کبھی لڑکی تو کبھی بغیر نام بغیر دیکھے نفرت سے جھڑکنا دھتکارنا، اپنی بہن بھائی سے دور رکھنا۔۔

ایک بدمزہ سا انسان اپنی ناک کی اونچائی میں گم رہنے والا۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے یہ شخص کبھی اپنی بیوی سے دو پیار بھرے جملے بول سکتا ہے؟ کبھی عزت دے سکتا ہے؟

ایک بزنس کرنے والا شخص سوداگر ہی ہوتا ہے چاہے کچھ بھی ہو وہ مطلب دیکھتا ہے احساسات نہیں فوائد دیکھتا ہے نقصان نہیں۔۔

تمہیں حیرت نہیں ہوئی تم تو میری بہن جیسی تھی نا تمہیں میرے اسکے جذبات میں فرق معلوم نہیں ہوا؟ تمہیں میں تمہاری ضمانت کے طور منظور تھی۔۔۔ کہ اسکا رشتہ بغیر ہچکچائے لے آئی۔۔ کس غرور کس مان پہ؟ اگر آج میں اسے دھتکار دیتی تو؟

جب سب اپنے مطلب کیلئے جی سکتے ہیں تو مجھے کیوں قربانی کی بکری بنایا ہوا ہے؟

توقیع کیا دل احساسات صرف تم لوگوں کے پاس ہیں؟ میرے کردار میں کہاں جھول دیکھا ہے اسنے؟ وہ جو کچھ تھا وہ۔۔۔
خیر الحمد للہ میرے بھائی دریاب خان تمہاری عزت بھی کرتے ہیں اور تمہیں چاہتے بھی ہیں بنسبت تمہارے بھائی کے اسکے باوجود بھی میں جب اپنوں کیلئے اپنی مام کی خوشی کیلئے ہاں کر چکی تھی تو تمہیں کس بات کا مسئلہ تھا؟
سمپل تھا پہلے تمہارا نکاح رکھتے بعد میں میرا جسے تم دیکھتی بھی اور انجوائے بھی کرتی۔۔
اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر کہو کیا قبول کر لیتی یہ سب؟ معاف کرنا یار بیچاری بن جاتی تم سب کی نظر میں معصوم ہو جاتی۔۔۔
دوستی اپنی جگہ توقیع میں اس انسان کے ساتھ زندگی گزارنے والی ہوں جسے میں دوسری نظر دیکھنا گوارہ نہیں کرتی۔۔ جسکی انا اتنی بڑی ہے کہ مجھے اپنا دم گھٹتا ہوا ابھی سے محسوس ہو رہا ہے۔

پھر بھی تو قسیع پھر بھی میں نے ہاں کی اور تمنے میری ماں کے ہاتھ خالی لوٹا دیے بلکہ انہیں اپنے بیٹے کے کھونے کا احساس دلایا۔۔"وہ کہہ کر اپنے آنسوں چھپاتی گردن موڑ گئی۔جبکہ پاس بیٹھی تو قسیع سکتے میں تھی۔

عشی تمہیں کیوں ایسا لگتا ہے بھائی تمہیں محبت نہیں کرتے۔۔۔۔"

شٹ اپ تو قسیع محبت کہہ کر محبت کی توہین مت کرو!یہ کیسی" محبت ہوئی جس میں عزت ہی نہیں اپنے دل پہ ہاتھ رکھ کر کہو اپنی اولاد کو اپنی بیٹی کو ایسی محبت کرنے والے کے حوالے کر دو گی جو عزت کو ترسائے اور نفس کی خواہش کو پوری کرے چہ گھن آتی ہے سیریسلی مجھے ایسی محبت پر۔۔

رسول ﷺ نے بھی اپنی بیویوں سے وہ محبت کی تھی جس میں وہ انکی عزت کرتے تھے انہیں عزت سے پکارتے عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔وہ مرد کیا تو قسیع جو عورت کو عزت نا دے سکے؟

میری نظر میں مرد وہی ہے جو عزت دے عورت کو۔۔

تمہارا بھائی معاف کرنا ایک منافق ہے جس کی نظروں میں اپنی عورتیں اپنی ماں بہن عزت کے قابل ہیں اور دوسرے کی ماں بہن۔۔۔۔۔

شٹ اپ عرشیہ! پھر تمہیں کس نے کہا بھلی کا بکرا بننے" کیلئے؟ جب عزت نہیں ملتی تو صاف کہو اپنی ماں سے کہ جب وہاں عزت نہیں تو میں کس سہارے پہ جاؤں؟ اور معذرت میں کرتی ہوں تم سے۔۔۔

بات آدھی ادھوری سننے کے بجائے پوری بھی سن لیا کرو۔۔

اسلام نے کب حکم دیا مردوں کو پرائی عورتوں کو دیکھنے شادی کے بغیر محبت بھرے الفاظ کا اظہار کرنے کیلئے؟ میرے بھائی پر انگلی اٹھانے سے تمنے کبھی خود پر غور کیا ہے؟ تم کیسے جوابات انہیں دیتی ہو۔ کچھ بھی تھا وہ تمہارے نامحرم تھے عرشیہ اسے متوجہ تمہارا لہجہ کرتا تھا۔۔ ہمارے لئے حکم ہے کہ بغیر مردوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے دوٹوک بات کرکے ختم کردیں۔

جب ہم یونی میں ایسا کرتے ہیں تو ہمارے کزنز سے کیوں نہیں یار اس میں پارسائی جیسے طعنے بھلے ملیں یا بھلے لوگ ایسے ایٹیٹیوڈ کہیں یا کچھ بھی۔۔

پر رب تو دیکھتا ہے ہماری نیت کا دارومدار زندگی کا مقصد لوگوں کو خوش کرنا نہیں رب کو خوش کرنا ہے۔ پر ہم انہیں دیکھتے ہیں نعوذ باللہ رب کو نہیں۔۔ تم بھائی سے ٹکر لگانے کے جنون میں تھی مان لو۔۔۔

تمنے کہا میرا بھائی پرائی ماں بہن کی عزت نہیں کرتا تم صرف اتنا بتاؤ عرشیہ کبھی اتنی گزری زندگی میں انہوں نے کبھی کسی لڑکی کو مخاطب کر کے بات کی؟ کبھی کسی سے بات کی یا کسی لڑکی سے بھی آنکھیں چار کر کے بات کی؟

میرا صارم بھائی پھر بھی ہم سے مذاق مستی کرتا ہے باتیں کرتا ہے صام بھائی وہ بھی نہیں کرتے اتنا ضبط ہے انہیں خود پر۔۔ مجھے فخر ہے اگر آپ سب اسے نخریلا ایٹیٹیوڈ والا سمجھتی ہیں تو سمجھے۔۔

مرد کو بھڑکاؤ گی تو چوڑیاں پہن کر وہ بھی نہیں بیٹھے گا۔ اینٹ کا جواب پتھر سے دینا مرد کی شان ہے۔ وہ کسی سے ضرورت سے زیادہ بات نہیں کرتے اپنے کام سے کام رکھتے ہیں کسی کی طرف دیکھتے نہیں یہ انکے کردار کی پختگی ہے ایٹیٹیوڈ غرور نہیں۔۔

اور ویسے بھی جو ہمیشہ سماج میں ایسے ہوتا ہے لوگ ایسے برا بھلا ہی کہتے ہیں۔۔ کس آیت میں فرمان ہے کہ صرف عورتیں ہی پردہ کریں؟

مرد پر بھی پردہ لازم ہے۔ الحمد اللہ میرا بھائی صمصام کرتا ہے اور مجھے فخر ہے انکا۔

غیرت پر وار کرو گی تو بلائے گا وہ بھی۔۔ تم مرد سے کیا توقع رکھتی ہو؟ جتنا عورت کو طاقت دی ہے رب نے اس سے بڑھ کر مرد کو دی ہے۔

کس کی ماں کی عزت نہیں کرتا میرا بھائی عشی؟ اتنا بڑا الزام تو لگا دیا مجھے جواب دینا پسند کرو گی کس کی بہن کی عزت نہیں کرتا؟

تم نادانی کرتی ہو اسکے سامنے وہ اپنی عزت کی طرح تمہیں بھی باپردہ دیکھنا چاہتے تھے وہ نہیں چاہتے کہ تم پر کسی کی بری نظر پڑے۔۔

تمہارے بھائی کے تمہیں طعنے دیتے تھے بے شک غلط کرتے تھے کیونکہ انہیں حق نہیں تھا۔ پر تم بھی تو انہیں طیش دلاتی تھی جبکہ جانتی تھی وہ بچپن سے سب بچوں میں غصے والا تھا۔

بھائی مجھے باہر نکلنے پر خوشبو لگانے نہیں دیتے کہ لوگ میری طرف متوجہ نا ہوں۔۔ ہم جب بال کھول کر خوشبو لگا کر چلتے ہیں تو مرد اس کشش سے ہماری طرف متوجہ ہوتے ہیں اور ہماری چال چلن کو دیکھتے ہیں بری یا کسی بھی نیت سے۔ تم کیا گوارہ کرو گی تم پر فرشتوں کی لعنت ہو؟ یا تم پر برے مردوں کی بری نیت ہو؟

سر ننگا کر کے چلنے والی عورتوں پر فرشتوں کی لعنت ہوتی ہے۔ کیا ہم یہ گوارہ کر لیں؟ ہماری مائیں جب ہمیں چھوٹی سی ایج میں دوپٹہ حجاب کی صورت میں باندھ دیتی ہیں تو وہ ہمارے معصوم چہرے کو خوبصورت بنانے کیلئے نہیں بلکہ ہم میں آگے چلکر یہ عادت پختہ ڈالنے کیلئے۔

میں مانتی ہوں مجھے حق نہیں کسی پہ انگلی اٹھانے کا پر جب تم میرے بھائی پر انگلی اٹھا رہی تھی تو مجھ سے برداشت نہیں ہوا۔۔

اور بھائی تم سے زیادہ کی ڈیمانڈ نہیں کرتے تھے صرف کہتے تھے باہر لپسٹک لگا کر بال کھول کر خوشبو لگا کر نا چلو بس اتنی سی تو بات تھی اس پر وہ شدید غصے میں آتے تھے آگے مجھے نہیں معلوم تم دونوں کا کیا جھگڑا ہے پر ایک لڑکی ہو کر میں تمہیں یہی مشورہ دوں گی کہ اگر تمہیں آگے نہیں لگتا ہے کہ تمہیں عزت نہیں ملے گی تو تم ابھی یہ سب روک سکتی ہو۔۔

وہ میرا بھائی اپنی جگہ تم مجھے ایک لڑکی ہونے کے ناطے دوست کے ناطے انسانیت کے ناطے عزیز ہو، عزت سے بڑھ کر ہمارے لئے کچھ نہیں ہونا چاہیے یہ ہمیں اپنے ماں باپ نے بھی ہر موڑ پر سمجھایا ہے۔

عورت مرد سے عزت چاہتی ہے، تو مرد عورت سے۔۔

ساری دنیا لین دین پر چلتی ہے، تم صرف دو گی کیا تمہیں خواہش نہیں ہو گی تمہیں عزت ملے؟ اسی ہی طرح اگر تم کسی کی بے عزتی کرو گی تو وہ بھی موٹا دے گا رکھتا اس دور میں کوئی کسی کا نہیں۔۔"وہ کہہ کر اٹھ کر جانے لگی۔۔۔

دفعتاً ہی پیچھے ایکدم کھڑی ہوتی عرشیہ نے اسے کھینچ کر سینے میں بھینچا۔۔اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔
کاش وہ اسے بتا سکتی کہ اسکے بھائی نے اس سے کہا تھا کہ وہ اسے ٹشو کی طرح استعمال کرے گا۔اور پھینک دے گا۔
وہ یاد کرتی تو قسیع کی گردن میں چہرہ چھپائے مزید رونے لگی۔
عرشی!!"اسکی کمر سہلاتے ہوئے پکارا۔۔"
دونوں ایک دوسرے کو وجہ بتانے سے قاصر تھیں۔
پر ایک دوسرے کو سمجھ سکتی تھیں۔۔

عرشیہ تمہارا دل مطمئن نہیں جانی تو انکار کر دو نا اچھا میں کہتی ہوں" مام ڈیڈ سے وہ سمجھ جائیں گی۔۔ڈیڈ مام پورے تمہارے حق میں ہیں ڈیڈ تو

راضی نہیں تھے بھائی کے پرپوزل پر۔۔۔انہوں نے بڑی منتیں جتن کیے ہیں "تمہارے لئے۔

وہ اس سے گویا ہوئی پر عرشیہ نے نفی میں سر ہلایا۔۔

کیوں نہیں؟؟؟" توقیع نے غصے سے پوچھا۔"

مجھے یہ شادی کرنی ہے۔" وہ بھیگی آواز میں بولی۔۔"

کیوں کرنی ہے؟؟؟" وہ غصے سے گھورتی ہوئی بولی۔ عرشیہ نہیں بتا سکی کہ " اپنے بھائی کی خوشیوں کیلئے۔۔

کیونکہ مجھے احساس دلانا ہے صمصام زیدی کو اپنے رویے کا۔۔" اسنے آنسوں " صاف کرتے ہوئے کہا۔

اوہ تم کہتی ہو بھائی عزت نہیں کرتے تمہاری؟" وہ بولی۔ اور عرشیہ " گہرا سانس بھر کر رہ گئی

ہاں تو نہیں کرتے میں بھی کون سا کرتی ہوں۔۔ پر میں ان سے پہلے " معافی بلواؤں گی پھر خود معافی مانگوں گی ہر بار لازمی نہیں عورت ہی پہل کرے اس بار وہی کرے گا دیکھنا اور یہ بھی یاد رکھنا میں اسے بالکل پاس

نہیں آنے دوں گی۔۔ بیچ میں تکیے رکھ کر سوئیں گے۔۔" وہ کہتی پھر سے رونے لگی تو قسیع کا دل چاہا اسکی بیوقوفی پر قہقہہ لگائے۔۔

اور اپنی اتنی لمبی دیوار کا سہارا لیکر بھائی سے بچ جاؤ گی؟" تو قسیع نے مصنوعی حیرت سے پوچھا۔
کیوں نہیں پاس تو آکر دکھائیں اور جتنی لمبی تمہارے بھائی کی ناک ہے" میرے ایک بار صاف گوئی سے انکار پر وہ اپنی غیرت میں مر "جائیں گے پر پاس۔۔

شرم کرو اپنے محرم کو انکے حقوق سے دور رکھو گی تو عورت ذات کی" سردار حضرت بی بی فاطمہؓ اس عورت سے ناراض ہوتی ہیں اور جب وہ ناراض ہوتی ہیں تو اللہ اس سے ناراض ہوتا ہے اور جب اللہ ناراض ہوتا ہے تو اس سے دنیا خفا ہو جاتی ہے نصیب روٹھ جاتا ہے
"اعمال بکھر جاتے ہیں بے سکونی اداسی گمراہی چھانے لگتی ہے۔۔۔

اَستَغفِرُاللہ" توقیع۔۔ "عرشیہ خوفزدہ ہوتی توبہ کرتی توقیع کے منہ
پر ہاتھ رکھ گئی اور وہ اسکی سپید ہوتی رنگت پر مسکراتی اسکی پیشانی چوم
گئی۔۔

تمہیں معلوم ہے مام ڈیڈ سے مصنوعی ناراض بھی ہوتی ہیں تو ان سے نظریں"
ملاتے مسکرا دیتی ہیں کیونکہ اللہ خوش ہوتا ہے ایک بیوی کے اپنے شوہر سے
مسکرا کر دیکھنے پر رب راضی ہوتا ہے تو دنیا اس سے راضی ہوتی ہے
عزت ملتی ہے۔۔۔
صرف مام نہیں بلکہ ڈیڈ بھی مام کو دیکھ کر مسکراتے ہیں اور تمہیں معلوم ہے
ڈیڈ کہتے ہیں وہ اچھے انسان نہیں تھے پر مام نے انہیں بدل دیا۔۔۔
مام نے انہیں صحیح راہ پر چلایا، تمہیں بتانے کا مقصد یہ ہے کہ
عورت میں اتنی طاقت ہے کہ وہ اپنے ہم سفر کو بد کر سکتی ہے تو
نیک بھی۔۔
تم میں اتنی ہی طاقت ہو گی عرشی کیونکہ تم بھی ایک عورت ہو۔ اگر
تمہیں میرے بھائی میں خامیاں نظر آتی ہیں تو تم میں اتنی
طاقت حضرت بی بی فاطمہؓ دیتی ہیں کہ تم انہیں بدل سکتی ہو،

دونوں ایک دوسرے کو سہارا بنا سکتے ہو، خوشی غم بانٹنے والا دوست اور راہ دکھانے والا جگنو بھی۔۔

میں چاہتی ہوں میری دوست ایسی بن جائے کہ جب وقت تمام آئے تو حضرت بی بی فاطمہؓ خود اسکا اس جہاں میں استقبال کریں۔ تم مام سے ایک نیک بیوی کا قصہ سننا جو وہ مجھے سناتی ہیں۔۔

ایک نیک سچے شوہر کو قصہ سننا جو کہ وہ میرے بھائیوں کو سناتی ہیں۔۔

نماز قرآن زکوات سب ہم پر فرض ہیں ہم مسلمان ہیں بات تو تب بنے گی جب ہم چھوٹے بڑے کی عزت کریں خود کو سینٹ کر اپنے محرم کیلئے رکھیں اپنے بال کو بھی غیر محرم کی نظروں سے بچائیں۔۔

ایسی عورت پر اپنے شوہر کو بھی فخر ہوتا ہے اسکا دل گوارہ نہیں کرتا اگر سچا مرد ہوگا تو اس پر کسی قسم کا شد د کرنے کا، بیوی کو کسی بات کا طعنہ نہیں دے گا اور اسے اتنا یقین ہوگا اپنی ہمسفر پر کہ وہ اپنی شریک حیات کے بھیڑ میں ہونے کا بھی سنے گا تو ایک غرور ہوگا اسے کہ اسکی عزت اسکا فخر وہ بھیڑ میں بھی اونچا رکھے گی۔۔ اور وہ اسکی ڈھال بننے اسے بری نظروں سے بچانے کیلئے دیوار بن کر حاضر ہوگا۔۔

تم مام کی مثال لے لو انہوں نے کیسے ڈیڈ کو بدلا ہے اور تم ماموں اپنے ڈیڈ کی مثال لو کہ انہوں نے کیسے مامی کو بدلا۔

جانی مثال ہمارے سامنے ہیں ہم ان سے اپنی آئندہ زندگیوں کیلئے سبق حاصل کر سکتے ہیں میں جانتی ہوں آسان نہیں پر مشکل بھی نہیں بہت سے لمحات میں ہم گناہ کی طرف بہک جاتے ہیں پر ہمیں خود پر اتنا ضبط ہونا چاہیے کہ ہمارے قدم ڈگمگائیں بھی تو پھسل نا سکیں۔۔

"وہ اسے شانوں سے تھام کر سمجھا رہی تھی عرشیہ سر ہلا کر اپنے آنسوؤں صاف کر گئی۔۔

چلیں نیچے ؟؟؟" اسنے پوچھا۔"

تم جاؤ مجھے شرم آتی ہے۔۔" وہ ناک سکیڑ کر بولی وہ کھلکھلا اٹھی۔۔"

اچھا مزے والی نیوز سن نکاح کا سوٹ بھائی لینے جائیں گے۔۔" وہ" آنکھیں نچا کر بولی۔۔

کیا مطلب وہ سس سب کچھ ؟؟؟" اسکی آنکھیں حیرت سے" کھلیں۔۔۔

ارے پاگل ہو گئی ہو کیا اسکے لئے تو مام مجھے جانے نہیں دیتیں بلکہ وہ آن" لائن شاپنگ کریں گے۔۔

تمہیں معلوم ہے یار ایک دن ہے محض صارم بھائی سب کو انوائیٹ کریں گے میں شاپنگ کروں گی اور تمہاری جیولری بھی شاید جیولر لیکر آئے گا صبح۔۔ہر مجھے شک بھی ہے بھائی ڈریس کے ساتھ لیکر نا آجائیں۔۔

اور ڈیڈ ڈیکوریشن دیکھیں گے بھائی یعنی کہ آپ کے ہونے والے دلہے صاحب کی تو کل بھی ایک میٹنگ ہے!" توقیع نے اسے بتایا

عرشیہ کے چہرے پر حیا کے رنگ بکھر گئے۔۔

اسکا دل دھک دھک کرنے لگا تھا جسے وہ توقیع کے سامنے اس خوش فہمی پہ سرزش کرنے سے تو رہی۔۔

پہلے سے سب فکس تھا؟؟" اسنے سرسری سا پوچھا۔"

اور نہیں تو کیا ڈیڈ نے جیسے حامی بھری ہمنے ساری ارینجمنٹ کر لی تھی۔" میں نے صارم بھائی نے تین گھنٹے بیٹھ کر سب کچھ فکس کیا لسٹ بنائی ڈریسز ڈیزائن سلیکٹ کی جس میں مام ڈیڈ نے ایک گھنٹہ ہمیں

دیااور پھر شاید وہ چلے گئے تھے نائیٹ ڈیوٹی پر اور بعد میں بارہ بجے بھائی سونے چلے گئے اور میں سب کچھ ایک بار پھر دیکھ کر سو گئی۔۔
بڑا مزہ آیا تھا سچی۔" اسنے آنکھیں جھپکا کر کہا۔۔۔
عرشیہ نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔۔۔

ہاہاہاریلیکس یار تمہارے پاس بھی تو یہ وقت آئے گا نا۔۔" اسنے ہنستے ہوئے کہا اسکا اشارہ اپنی طرف تھا اور عرشیہ سمجھ کر ہنستی ہوئی اسے ساتھ بھینچ گئی۔۔

میں تو تمہاری وہ والی شاپنگ بھی خود کروں گی۔" قہقہہ لگاتے اسنے معنی خیزی سے کہا پر اگلے پل پڑنے والے ہاتھ کی دھب نے اسے بوکھلا دیا۔
جب تک ہوش آیا تب تک وہ پہنچ سے دور ہوتی ہنستی ہوئی وہاں سے بھاگی۔۔
" کمینی چھوڑوں گی نہیں تمہیں۔۔"

اچھا بتاؤ صارم بھائی کیلئے کون سی پسند ہے؟؟ یار میرا دل چاہتا"
ہے نا کوئی نازک سی معصوم سی لڑکی ہو۔۔" وہ اس تک پہنچ کر اسکے گلے
میں بازو ڈالتی بولی۔۔

ہاں نا میرا دل بھی یہی چاہتا ہے تمہیں معلوم ہے روحا کو دیکھ کر"
یہ خواہش شدت سے ہوتی ہے وہ کتنی کیوٹ سی معصوم نرم گوسی ہے
جیسے بنی ہی بھائی کیلئے ہے۔۔" اسنے آہستہ سے اسے بتایا
ہائے سچی یار؟؟؟" وہ جیسے چیخی۔۔"

بالکل یہاں سے سیدھا انکل حیدر کے گھر جائیں گے اور وہاں سے"
روحا کا رشتہ مانگے گے۔۔" اسنے خوشی ایکسائمنٹ سے بتایا۔۔۔

میں چلوں؟؟؟ یار میرے بھی تو صارم بھائی لگتے ہیں نا مینز کہ ہونے"
والے دیور جی۔۔" اسنے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹائیں۔۔
تو قسیع ہنستی اسے بیڈ پر دھکا دیکر کھلکھلائی ساتھ خود بھی گر گئی اور اپنا سر
اسکے پیٹ پر رکھ دیا۔۔۔

اچھا بات سنو میں نے بڑا جلایا ہے اس کنگ کانگ کو جب "
جب وہ مجھے جلاتے تھے تو میں صارم کا نام لیکر اسے جلاتی تب
اسکا چہرہ سرخ ہو کر تپ جاتا جیسے منہ میں آگ
بھڑک رہی ہو ہاہاہاہا اور مجھے بڑا مزہ آتا تھا۔۔
استغفار صارم مجھے بھائیوں جیسے تھے پھر بھی اس کنگ کانگ کو
چڑانے جلانے کیلئے میں اسکا نام استعمال کرتی تھی اور اسے لگتا تھا
میں صارم کو پسند کرتی ہوں تب اسکی صورت دیکھنے والی ہوتی تھی
ہاہاہا۔۔۔" وہ اسے بتاتی ساتھ قہقہے لگا رہی تھی

عرشی؟؟؟؟" توقیع حیرت کے جھٹکے سے اٹھی پر ایکدم عرشیہ "
نے اسے برابر میں گرا لیا۔۔
میری قسم کچھ مت کہنا تمہیں نہیں معلوم تمہارا بھائی میسنا ہے اندر "
اندر جلتا ہے دیکھنا ابھی اور جلاؤں گی کوئلہ کر دوں گی اسے پھر اپنی محبت کی
بارش میں نہلاؤں گی ہائے۔۔۔" وہ شرما کر چہرہ کشن میں چھپا
گئی توقیع جو اسے گھور رہی تھی اسے شرماتے دیکھ کر کھکھلا گئی۔۔

کم تم بھی نہیں ہو جتنی تم رومینٹک شوہر کی خواہش مند ہو ایسے سین بھائی"
تمہیں بنا کر دیں پھر مجھے سینڈ کرنا میں تمہارے کرتوت اپنی
ہونے والی ساس کو دکھاؤں گی" اسنے شرارت سے کہا
عرشیہ نے سرخ ہوتے کشن اٹھا کر اسے دے مارا

شرم نہیں آئے گی اپنے بھائی بھابھی کی پرائیویسی کو دیکھتے ہوئے؟؟"وہ"
مصنوعی شرم دلاتی کہتی بے ساختہ خود ہی قہقہ لگا کر گر پڑی
توقیع کا ہنس ہنس کر برا حال تھا اور وہ مزید اسے گدگدانے لگی۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

صائم زیدی اور تقویٰ خان کا ارادہ یہاں سے نکاح کی تاریخ پکی کر کے حیدر
شاہ کے گھر جانے کا تھا پر اچانک زریش کی طرف سے آئی
کال پہ مبارک سن کر وہ قبول کرتیں مسکرائیں اور مبارک کی
وجہ پوچھی تو انہوں نے خوشخبری سنائی کہ ساحل شاہ اور روحا
شاہ کے نکاح کی تاریخ کل پکی کر دی گئی ہے۔۔

روحا کا نکاح ساحل سے سن کر وہ سب حیران رہ گئے پر جب انہیں ساحل کی پسند گی کا معلوم ہوا انہوں نے شکر ادا کیا کہ اپنے بیٹے صارم کے دماغ میں روحا کے بارے میں کوئی خیال نہیں ڈالا ورنہ وہ کتنا گلٹ فیل کرتا۔۔

یہاں سے بھی انہوں نے بتایا کہ صمصام کے نکاح کی تاریخ کل ہے تو وہ پریشان ہو گئے کہ ایک دن میں دو نکاح وہ بھی الگ الگ جگہ کیسے ہو پائیں گے۔۔

تبھی دانیال صائم اور ہارون شاہ نے ملکر یہ ڈیسائیڈ کیا کہ نکاح دانیال خان کے گھر میں ہو گا اور دونوں بیٹیوں کا ساتھ ہو گا۔۔

یوں اس فیصلے پر کسی کو اعتراض نہیں تھا بلکہ ہر سوں خوشیاں بکھر گئی جب صمام اور ساحل کے نکاح ایک ساتھ ہونے کی خوشخبری سنائی گئی۔۔

سمن کبھی ساحل شاہ تو کبھی ہارون شاہ کے سر پر کھڑی تھی کہ اسے شاپنگ کرائی جائے جلد از جلد وہ بھی اسکی پسند کی ورنہ اسکی ماں جانے کون سے لفافے اسے پہنا دیتی ہیں۔

اب صرف صارم کے لئے لڑکی کا مسئلہ تھا کیونکہ صائم زیدی اپنی بیٹی کی خواہش کو پورا کرنا چاہتے تھے تو انہوں نے صارم سے انوشہ کے بارے میں پوچھا جو کہ انکے دوست سیف کی بیٹی تھی اور صارم کے ساتھ جاب بھی کرتی تھی۔۔

پر صارم نے سنتے ہی انکار کرتے ساتھ معذرت کرلی کہ وہ ابھی شادی نہیں کرنا چاہتا۔۔

اسنے توقیع سے کہا کہ وہ اسکی خواہش کا احترام کرتا ہے پر یہ کیا اچھا نہیں ہوگا کہ اسکا بھائی اپنا خواب پورا کر کے اسپیشلسٹ کر کے آئے۔۔

شادی کر کے بیچ میں بیوی کو چھوڑ کر چلے جانا اسے اکیلے تڑپانا بھی تو اچھا نہیں تھا۔ اسنے اپنا فیصلہ سنایا۔۔

توقیع سن کر گھر آتی منہ بسور کر بیٹھ گئی اور صارم کئی جتن کر چکا تھا اسے منانے کا، صام سے مدد مانگی تو وہ الگ غصہ ہوا اسکے بچے کو ناراض کرنے کا۔۔

اسکا دل اداس ہو گیا اور وہ اپنے روم میں آکر بیٹھ گیا تبھی ہی صام اور توقیع اسکے دائیں بائیں آکر بیٹھے۔۔ پر اب وہ روٹھا ہوا تھا کیونکہ اسکے فیصلے پر سب کو اعتراض تھا۔۔

زندگی میں ایک ہی تو فیصلہ کیا تھا کہ کچھ لیٹ شادی کرے گا اس پر بھی مام ڈیڈ کے علاوہ اسکے بھائی بہن نے اسکا ساتھ نہیں دیا۔۔

اسے کافی دکھ ہوا تھا۔۔

اچھا چلو ٹھیک ہے جب دل کرے شادی کرنا ہم فورس نہیں کر" رہے۔۔" صام نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا صارم نے نظریں دوسری طرف کر لیں جہاں توقیع نے اسے دیکھتے آنکھیں معصومیت سے جھپکائیں۔۔

اوکے آپ کو جب کوئی اچھی لگے اس سے کر لیجئے گا مام ڈیڈ نے بھی" اجازت دے دی ہے۔۔" توقیع نے کہا

صارم دونوں کی سن کر اٹھ کر جانے لگا پر دونوں نے اسکے بازو کو پکڑ کر بیڈ پر دھکا دیا اور اسکے اسکے دائیں بائیں کہنی کے بل لیٹ کر دوسرا ہاتھ اسکے سینے پر رکھ دیا۔ صارم نے بغیر ری ایکشن دیئے آنکھوں پر بازو رکھ دیئے۔۔

بھائی ایک بات بتاؤں؟" توقیع صارم کے بازو گال پر چٹکیاں کاٹتی"
ہوئی صام کو مخاطب کرنے لگی۔۔
ہاں بولو میرا بیٹا اجازت کیوں لے رہی ہو۔" اسنے محبت پاش لہجے"
میں کہا صارم کا منہ بن گیا۔
اس سے اتنا پیار اور جب اسنے شادی سے انکار کیا تو کیسے جھڑکا
تھا۔۔
وہ دونوں اسکی ہلکی مونچھوں تلے آپس میں پیوست لب دیکھ کر
مسکراہٹ چھپانے لگے۔

بھائی انو نے بتایا کہ صارم بھائی کے ہاسپٹل"
میں۔۔ہوں۔۔ہوں۔۔۔" اسکی ابھی بات منہ میں ہی تھی کہ ایکدم
صارم نے گھبرا کر توقیع نے منہ پر ہاتھ رکھتے اسے آنکھیں دکھائیں۔

مجھے معلوم ہے بیٹے۔۔" پیچھے سے صام نے اسکے کندھے کو تھپتھپا کر"
کہا۔

تمہیں کیا لگتا ہے اتنی دیر ویٹ کر کے میری شہزادی مجھے بتائے"
گی؟" اسنے جتاتے ہوئے کہا صارم نے غصے سے توقیع کو دیکھتے منہ
سے ہاتھ ہٹایا۔۔۔
جائیں یہاں سے مجھے کسی سے بات نہیں کرنی۔۔" اسنے خفگی"
ناراضگی سے کہا وہ دونوں ہنسے۔۔

صارم!!!" صام نے زیادہ دیکھتے گھورا۔۔"
بھائی اس لڑکی کے گھر جائیں؟" توقیع صارم کے پاس آکر"
بیٹھتی ہوئی اسکے چہرے سے بازو ہٹا کر اسکی پیشانی سے بال
سنوارے۔۔
اسی وقت تقویٰ اور صائم بھی روم میں داخل ہوئے جنہیں دیکھتے احترام
سے صام صارم دونوں اٹھ کر بیٹھ گئے۔۔

صارم! کوئی زور زبردستی نہیں تم پر میرے شہزادے بلکہ تم ہمیں بس"
اتنا بتاؤ تمہیں کیسی لڑکی چاہیے میرا بیٹا جب تک اسپیشلسٹ
کر کے آئے گا تب تک میں تمہارے لئے ایک پیاری سی لڑکی ڈھونڈ
لوں گی اور پھر اپنے بیٹے کی شادی کروائیں گے" تقویٰ نے اپنے بیٹے کا چہرہ ہاتھ

میں تھام کر پیشانی چومتے ہوئے کہا وہ مسکراتا بازو کے حصار میں
تو قیع کو سمیٹ گیا۔۔

میری ہمسفر مام آپ جو بھی پسند کریں گی مجھے منظور ہو گی آنکھیں بند"
کر کے بھی آپ بس ان سے اتنا چھوئیے گا کہ عزت کیا ہے اور ہمسفر کا
مفہوم کیا ہے؟" اسنے بہن کی۔ پیشانی چومتے ہوئے کہا۔۔
صرف اس سے ہی پوچھیں گے یا تمہیں بھی معلوم ہے؟" صائم نے"
متبسم نظروں سے اپنے بیٹے کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اگر ڈیڈ مجھ سے کوتاہی ہوئی تو میں اس سے سیکھ لوں گا۔۔ اور اپنی کوتاہی کو"
سنوار دوں گا۔" اسنے مسکراتے ہوئے اپنے ڈیڈ کو جواب دیا۔

ماں صدقے تینوں شہزادے ایک سے بڑھ کر ایک ہیں۔۔" تقویٰ"
خوشی سے گویا ہوئیں
ماں کیوں صدقے مولانی؟؟؟" صائم نے سن کر بھڑکتے ہوئے پوچھا"
تینوں بچے باپ کی پل میں سرخ رنگت سے قہقہہ لگا اٹھے۔۔۔

مام ناٹ فیئر آپ میرے ڈیڈ کی محبت کو چیلنج کرتی ہیں۔۔"توقیع"
اپنے باپ کے سینے سے لگتی ہنستی ہوئی بولی۔۔

جس طرح ہر لڑکی کا کرش اسکا ڈیڈ ہوتا ہے ویسے ہی توقیع کا کرش
اسکا باپ تھا۔۔
وہ دیوانی تھی اپنے ماں باپ کی اور بھائیوں کی۔

....★☆☆☆☆☆★....

آئی ایم سوری۔"اسنے اپنے کانوں کو پکڑا۔۔"
فار واٹ ؟؟؟"اسنے غصے سے پوچھتے ہوئے اپنے سامنے رکھے سرخ"
لہنگے کو دیکھا جو کہ اسکی مام مامازریش آنٹی اسکے سامنے ابھی رکھ کر گئی
تھیں۔۔اسنے اپنے آنسوں رگڑے۔۔

فار ایوری تھنگ!"باذل نے نظریں جھکالیں۔۔۔"
میں کیا کروں تمہارے سوری کا اچار ڈالوں؟ تمنے میری مام کا دل"
دکھایا ہے باذل انہیں ہرٹ کیا ہے وہ کل سے مجھ سے بات نہیں کر رہیں

میری تکلیف کا تم اندازہ نہیں لگا سکتیں۔۔۔" وہ چیختی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔

باذل نے سرخ آنکھوں سے اسکے سر کو دیکھا۔۔

تمہیں تکلیف ہوتی ہے جب وہ تم سے بات نہیں کرتی مجھے تکلیف " نہیں ہوتی کہ ساری زندگی تمہارے ساتھ کیلئے میں ترستی رہی، میرے پاس بہنیں ہی کتنی تھیں روحا؟ ایک تم ہی تھی تمہارے ساتھ لنچ باکس شیئر کرنا کھیلنا سونا باتیں کرنا سیکرٹ شیئر کرنا ہوم ورک کرنا کتنی خواہشات میری ادھوری ہیں۔۔

تمنے اپنی مام کو مجھ سے ہمیشہ بڑھ کر چاہا۔۔ میرے بارے میں کبھی نہیں سوچا۔۔

میں دوسروں کے بچوں سے کھیلتی کبھی مار کھا کر آتی تھی تم سے کھیلنے کی چاہ کر کے کھیل نہیں پاتی کیونکہ تمہیں اپنی مام کے بازو میں چھپنے سے فرصت ملتی تو تمہیں کوئی باذل بھی نظر آتی۔۔

مام کے پاس جاؤں تو وہ نصیحت کرنے لگتی ہیں یہ نا کرو وہ نا کرو کبھی مجھ پر کسی نے چاہ لٹائی ہے مجھے کسی نے ٹوٹ کر چاہا ہے۔

ایک ڈیڈ کے علاوہ۔۔۔اور وہ بھی پاگلوں کی طرح عشق تو تم سے کرتے ہیں۔۔
اگر ہم دونوں میں سے کسی کو تکلیف ہو تو وہ بھاگ جاتے ہیں تمہاری طرف اگر مام میرے پاس ہوتی ہیں تو وہ بھی ہولتی رہتی ہیں کہ میں کب سوؤں گی وہ کب تمہارے پاس جائیں گی۔۔
کتنی میری ایسی راتیں روتے جاگتے گزری ہیں جس میں تم تینوں کی توجہ میں ہوتی تھی اور میں اکیلی روم میں پڑی رہتی تھی۔
ہماری پھپھو کبھی ساحل بھائی کی تکلیف کو محسوس کر سکیں ہیں جو انہیں میری تکلیف محسوس ہو گی۔وہ تمہیں اپنے مطلب کیلئے ساتھ رکھتی ہیں کہ انہیں اکیلا پن محسوس نا ہو۔۔
تمنے ساحل بھائی کے حق پر ڈاکا ڈالا تھا۔پر میں نے یہ نہیں کہا کہ تم میرے حصے کی خوشیاں چھین گئی ہو۔۔
ایک بار نہیں ہزار بار چھین لو پر مجھے اپنی بہن تو دیتی۔۔
پر نہیں میں تو بری ہوں میرے صحبت تمہاری لئے بری ہے۔ پھپھو کو اچھی نہیں لگتی مام کو بیٹی کہتے شرم آتی ہے۔۔لوگوں کو ناپسند لگتی ہوں سب کو اپنا دکھتا ہے کبھی میرے اندر کو جھانکنے کی کوشش کی تم لوگوں نے۔
میں بری ہوں تو میں اعتراف بھی کرتی ہوں۔۔

سب لوگ نصیحتوں سے نہیں سنبھلتے کچھ لوگوں کو توجہ کی ضرورت ہوتی ہے محبت کے بھی پیاسے ہوتے ہیں۔۔
ہر آنسوں رومال سے نہیں پونچھا جاتا کچھ کیلئے توجہ کی بھی ضرورت "ہوتی۔۔

میں معافی مانگ لوں گی ان سے بھی۔۔"وہ کیا کچھ کہنے کی خواہش" مند تھی پر جب لوگوں کو منہ سے بول کر اپنا احساس دلایا جائے تو اس احساس کا فائدہ؟
اپنے تو نظروں سے پڑھ لیتے ہیں روح کو۔۔۔

ماما سے؟؟"روحا نے اسکے آنسوں انگلیوں سے صاف کرتے خفگی سے" پوچھا۔
ان سے بھی مانگ لوں گی۔۔"وہ مسکرائی۔۔"

پھر رو کیوں رہی ہو؟؟؟"اسنے سسکتے ہوئے پوچھا باذل نے ڈبڈبائی نظروں" سے اسے دیکھا۔۔

اتنی جلدی جا رہی ہوں مجھے تو ابھی تمہارے ساتھ ٹور پہ جانا تمہیں"
بہت کچھ سکھانا تھا۔۔"اسنے اپنے گالوں پر آنے آنسوں رگڑے۔۔

میں کیا کر سکتی ہوں۔۔"اسنے سامنے رکھے نکاح کے جوڑے کو دیکھا"
جو کہ ابھی زریش آنٹی مام ساتھ آکر اسکے سر سے صدقہ اتارتی
سوٹ جیولری باقی کا ضروری سامان رکھ کر گئیں تھیں۔۔

کچھ نہیں۔۔۔!تمہیں میرے دوست گڈ وشز دے رہے ہیں۔"اسنے"
نفی میں سر ہلاتے ہوئے مسکراتے بتایا روحا آمین کہہ کر
مسکرائی۔

ویسے کیا آج کی رات ہم ساتھ سو سکتے ہیں؟"اسنے فرمائش کی۔۔"
نکاح انکل دانیال کے گھر ہو گا وہاں سے شاید آج لیٹ آئیں گے اور آتے"
ہیں سو جائیں گے۔۔"روحا نے جھجھکتے ہوئے بتایا۔۔
اسے ساحل کا حکم یاد آیا کہ آج نکاح کے بعد وہ اسے اکیلے میں ملنا
چاہتا ہے۔۔
وہ گھبرا تو رہی تھی پر انکار بھی کیسے کرتی۔۔

کوئی بات نہیں نکاح رات کو آٹھ بجے شروع ہوگا اسکے بعد نو بجے ڈنر یہی"
تھا نا انویٹیشن کارڈ پر؟" اسنے پوچھا روحا سر ہلا گئی۔۔

ہمس تو ٹھیک ہے نا گیارہ بارہ بجے ہم گھر آئیں گے پھپھو تھکی ہوئی ہوں گی تم"
میرے پاس سو جانا۔" اسنے کہا تو چار و ناچار روحا مان گئی۔
اور بہن اسرار کر رہی تھی انکار کیسے کرتی سر ہلا گئی۔۔۔

روحا بیٹا میں ذرا تمہاری پھپھو کے ساتھ شاپنگ کیلئے جا رہی"
ہوں اپنا خیال رکھنا میں یہی سے بیوٹیشن کو ٹائم دے کر بھی آ رہی ہوں!" روم
میں ناک کر کے حجاب نے اپنی بیٹی کو مخاطب کیا۔۔

جی ماما!" اسنے سر ہلا دیا۔"
میں بھی چل رہی ہوں مجھے پارلر جانا ہے۔۔۔" باذل سن کر کھڑی"
ہو گئی۔۔

آجاؤ۔۔" انہوں نے کہتے باہر قدم لے لیے"

منا کر آنا ورنہ گھر میں گھسنے نہیں دوں گی۔۔"روحا نے آنکھیں"
دکھائیں۔۔۔
وہ او کے ڈارلنگ کہتی اسکا دوپٹہ اوڑھ کر باہر بھاگی۔۔۔
آہستہ باذل۔۔"روحا ڈور پر آتی ہول کر اسکی رفتاری پر بولی۔"

پر وہ فلائنگ کس کر کے گھر سے باہر نکل گئی۔۔
انکے جاتے ہی روحا روم میں آئی اور بھاری سرخ لہنگے کو اٹھا کر
دیکھا اور پھر بھاری جیولری دیکھتے دم ابھی سے گھٹنے لگا۔۔۔
اسے پریشانی ہونے لگی باذل نے اسے ساتھ سونے کیلئے کہا تھا اور دانیال
انکل کے گھر نکاح تھا پھر کیسے وہ اسکے ساتھ ملے گی۔۔ایک طرح
سے اچھا ہی ہوا اسکے لئے اسکا سامنہ کرنے سے بچ جائے گی۔
اسکے سامنے تو کوئی راستہ نہیں تھا ملنا اسے تھا اگر اسے ضرورت ہو گی
تو خود ہاتھ پاؤں مار لے گا۔
اسنے سوچتے ہوئے سر جھٹکا۔

روحا تمہارے ڈیڈ تمہیں نیچے بلا رہے ہیں۔"جگنو نے آکر اسے"
مخاطب کیا۔

ڈیڈ اتنی جلدی آ گئے آج؟" وہ حیرت سے بولتی لہنگا جیوری وہیں چھوڑ کر" دوسرا اوار ڈروب سے دوپٹہ نکال کر جگنو کے پیچھے ہی آ گئی۔

جب اپنے ڈیڈ کے پاس پہنچی تو وہ اسکے انتظار میں بیٹھے اداس تھے۔۔ اسکی فیلنگز سمجھتی روحا کی آنکھیں خود نم ہو گئیں۔۔۔

سوچا نہیں تھا اتنی جلدی تمہیں رخصت کر دوں گا!" وہ اداسی سے گویا" ہوئے۔۔ اور روحا کو بازو کے حڈار میں لیکر پاس بیٹھایا۔۔
ابھی ہی خان ہاؤس سے آرہے تھے جسے دلہن کی طرح سجایا ہوا تھا پھولوں برقی قمقموں سے۔
ہال میں بیچ سے ایک سرخ کپڑے کا پردہ حائل تھا اور ایک طرف دلہنوں کیلئے صوفے پھولوں کی چھاؤں تلے سجائے رکھے گئے تھے تو دوسری طرف دولہوں کیلئے صوفے تھے۔

آج رات کو نکاح ساحل صمصام کا ساتھ تھا جبکہ ایک ہفتے بعد ایگزام کے دوسرے دن ساحل صمصام دریاب کی شادی تھی۔

کچھ دیر میں اسکی بیٹی کو لے جائیں گے وہاں اور ہمیشہ کیلئے ساحل شاہ کے نام سونپ دیں گے اس سے پہلے وہ اپنی بیٹی کے ساتھ یہ دن خوشگوار گزارنا چاہتے تھے۔۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

وہ سامنے رکھے گولڈن پاؤں کو چھوتی فل سلیو گھیر یدار میکسی کو دیکھ رہی تھی جو کہ کچھ دیر پہلے اسکی پھپھو دے کر گئیں تھیں۔ اسکے ساتھ ڈائمنڈ کی جیولری تھی اور لمبی گولڈن کلر کی ہیل۔۔
توقیع نے اسے بتایا تھا کہ اسکی شاپنگ صام کرے گا۔ اور اب وہ اس مہنگی ترین میکسی کو دیکھ کر حیران تھی۔۔
وہ ابھی کچھ دیر پہلے خود میکسکو سے آیا تھا اور شاید یہ سوٹ بھی وہیں سے لایا تھا اسکے لئے۔
اسکا دل مسلسل دھڑک رہا تھا لے ہی بدلی ہوئی تھی ایک طرف خوف تھا اسکی ذات کا دوسری طرف توقیع کی باتیں بھی یاد آرہی تھیں۔۔

پر یہ تو طے تھا کہ وہ جھکے گی نہیں اگر وہ سیدھا ہو کر چلا تو وہ بھی سیدھی ہو گی نہیں تو وہ ایسی ٹیڑھی ہو گی کہ اسکی ٹیڑھی انگلیاں بھی گھی نہیں نکال سکیں گی۔۔

اس ایک دن میں جانے کتنی تیاریاں ہوئی تھیں۔۔اسکے بھائی نے آکر اس سے اسکی رضا پوچھی تھی اسنے مسکرا کر شرما کر انہیں مطمئن کر دیا تھا پر یہ بھی حقیقت تھی کہ وہ شادی ہی صمصام زیدی سے اپنے بھائی کی خوشیوں کیلئے کر رہی تھی۔۔

عرشی بیٹا کچھ دیر میں بیوٹیشن آنے والی ہے تم نروس تو نہیں ہو نا؟؟""
عائشہ روم میں داخل ہوتی ہوئیں بولیں۔۔وہ کب سے گھبرا گھبرا کر بیٹی سے چھوٹی چھوٹی بات پوچھ رہی تھیں۔

مام کیسی باتیں کر رہی ہیں کیا لڑکیاں اس ٹائم نروس نہیں ہوتی اور سب " سے بڑی بات اگر لڑکی میری جیسی ہو مینز کہ اسکا دولہا مسٹر پرفیکٹ ہو تو "کیا وہ نروس نہیں ہوتی؟
اسنے خفگی سے کہا عائشہ کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔۔

پریشان مت ہو جاناں صام نے خود تمہارے لئے بیوٹیشن سلیکٹ کی "
ہے اور کچھ دیر میں اسکی مینجر کے ساتھ یہاں آنے والی ہو گی۔۔
مسٹر پرفیکٹ اپنی دلہن کو بھی پرفیکٹ بنا رہا ہے۔۔" انہوں نے بیٹی کو چھیڑنے
کیلئے کہا پر وہ صمصام زیدی کی اتنی توجہ پر حیران تھی۔
کپڑوں سے لیکر بیوٹیشن کا بھی اسکی طرف سے بھیجنا یہ کچھ ہضم
نہیں ہو رہا تھا۔
اچھا نکاح کے بعد اگر وہ تم سے کچھ بات کرنا یا ملنا چاہے تو انکار مت "
کرنا عشی۔۔ اسکا حق ہو گا۔۔
دیکھو ہمنے اسے یہ حق نکاح سے پہلے نہیں دیا کہ تم دونوں ایک دوسرے
کو جان پہچان لو۔۔
پر رخصتی سے پہلے کچھ منٹس بیٹھ کر ضرور ایک دوسرے سے اپنے
خیالات شیئر کر لینا تاکہ آئندہ کیلئے سب اچھا اچھا رہے باقی کا مجھے
میری بیٹی پر پورا بھروسہ ہے۔۔" انکی پوری بات سنتے عرشیہ کا دل
چاہا قہقہہ لگا لے۔۔

وہ بھلا ایک دوسرے کو جلانے کے علاوہ اور کون سے خیالات کا
اظہار کریں گے۔۔

کتنا بڑا مذاق تھا کہ اسکا دل ہنسنا چاہتا تھا پر وہ ہونے والی دلہن کا لحاظ کرتی ضبط کیے لبوں میں مسکراہٹ چھپائی کھڑی تھی یہ سوچ لیا تھا کہ یہ قہقہہ صمصام زیدی کو دیکھ کر ہی لگائے گی کہ اپنی بربادی کو خود ویلکم کیا ہے۔۔

تم سمجھ گئی میری بات؟؟" انہوں نے کچھ سخت لہجے میں پوچھا وہ" سر ہلا گئی۔۔تب آگے بڑھتے عائشہ نے اسکا ماتھا چوما اور سینے سے لگالیا۔۔۔
سائیڈ ٹیک سائیڈ ہمیں اپنی جنگلی بلی کو دیکھنے دیں۔۔"اسی وقت روم" میں دانیال خان کے ساتھ دریاب داخل ہوتا اونچی آواز میں اپنی ماں سے بولا۔۔

وہ ہنستی اسکے چوڑے بازو پر ہاتھ مار کر ساتھ ہو گئیں اور دریاب کے خود تک پہنچنے سے پہلے ہی عرشیہ بھاگ کر اپنے باپ کے سینے میں چھپ گئی جنہوں نے بیٹے سے چھپاتے بیٹی کو بازوؤں کے حصار میں سمیٹ کر بیٹے کی صورت دیکھتے زوردار قہقہہ لگایا تھا۔۔۔

....★☆☆☆★....

ہر طرف گھما گھمی برقی قمقموں سے رات میں دن کا روشن پہر معلوم ہو رہا تھا۔ پھولوں کی خوشبو سانسوں میں اترتی جا رہی تھی۔ پورا خان ہاؤس سرخ گلابی پھولوں سے دلہن کی طرف سجایا گیا تھا۔ در دیوار پر پھولوں کی لڑیاں لٹک رہی تھیں جنکے ساتھ برقی قمقمے لگے ہوئے تھے انہیں روشنی سے مزید خوبصورت بنانے کیلئے۔

مہمان آہستہ آہستہ بڑھتے گئے۔ جنکی نظر گھر کی سجاوٹ پر پڑتی منہ سے بے ساختہ ہی ماشاءاللہ نکلتا لوگ سراہ رہے تھے واقعی توجہ سے گھر سجایا گیا تھا۔

گھر کی طرف اندر جاتے پورے راستے کو پھولوں سے مہکایا ہوا تھا۔ جن پر اپنے قدم رکھ کر وہ لوگ اندر آ رہے تھے۔ آجکل کی جنریشن ہمیشہ مہمان کے آنے سے تنگ ہوتی پر انہیں اللہ پاک ہدایت دے مہمان رب کی رحمت ہوتی ہے جس گھر میں مہمان زیادہ آتے ہیں پرندے دانہ پانی لینے آتے ہیں اس گھر پر رب کی خاص رحمت ہوتی ہے۔۔

خان ہاؤس زیدی ہاؤس شاہ ہاؤس میں ان باتوں کا خاص خیال رکھا جاتا تھا وہ مہمان کو خوش دلی سے ویلکم کرتے تھے۔ ہمارے پیارے نبی پاک رسول ﷺ کے ہاں اگر کبھی مہمان آتا تھا تو وہ اپنے حصے کا کھانا مہمان کو دے دیتے تھے تو خود سوچیں جنہیں اپنے پیٹ کا حصہ دیا جائے انکا رتبہ کتنا ہوگا، یہ تو صرف ایک ماں اپنی اولاد کیلئے کرتی ہے ایک سگا رشتہ اپنے خون کیلئے۔

سنت نکاح میں آئے سب مہمان ان پھولوں کے بچھے راستے پر قدم رکھتے گھر کی سجاوٹ سے مسمرائز ہوتے گئے۔

مہمانوں کے بیٹھنے کا انتظام لان میں تھا جہاں سفید مصنوعی پھولوں سے سجے پردے لہرا رہے تھے اور انکے سائیڈ ڈپر برقی قمقموں سے سجاوٹ تھی۔

سب کے چہرے پر سچی مسرتیں تھیں، گہری مسکراہٹیں تھیں چہرے روشن کھکھلا رہے تھے خوشیوں سے۔ فریش جوس مشروبات سرو کرتے ویٹرز کے چہرے پر مسکراہٹیں تھیں جو مالکوں کے نرم رویے خوش مزاجی سے چھائی ہوئی تھی۔

شاہ زیدی خان ان تینوں کی آپس میں گہری دوستی تھی جو کہ آج رشتے داری میں بدل رہی تھی، انہوں نے اس دوستی کو تاحیات

قائم رکھنے کے وعدے کیے تھے اور آج تک قائم تھی ان شاءاللہ آگے بھی رہے گی یہ انکا دلی وعدہ تھا۔

مجھے تو شرم آرہی ہے خان کیسے میں یہ پہن کر جاؤں لوگ کیا" کہیں گے مجھے کہ ایک تین جوان بچوں کی ماں جس کی آج بیٹی کا نکاح ہے وہ خود بچی بنی فراک پہن کر چل رہی ہے خان میں نہیں پہن رہی آپ کچھ اور سلیکٹ کر دیں۔۔" بالوں سے تولیہ نکال کر انہوں نے جب اپنا سراپا قد آور آئینے میں دیکھا بوکھلا گئیں۔۔

صام کے آفیس کی مینجر کے ساتھ آئی بیوٹیشن اور ساتھ توقیع کو وہ عرشیہ کے پاس چھوڑ کر مہمان کو آتے دیکھ کر خود بوکھلائی ہوئیں تیار ہونے آئیں تھیں جہاں دانیال خان نے انہیں زبردست فیروزی رنگ کے گھیر دار نفیس سی سفید نگینوں کی کڑھائی والا فراک، جسکے بارڈر پر بھاری کام تھا اور بیک سائیڈ پر بھی بنچ نگینوں کا بنا ہوا تھا، وہی بنچ سامنے اور فل آستینوں پر بھی تھا۔

تھما دیا تھا جو کہ شاید انہوں نے آج ہی لیا تھا اور چھپائے رکھا ہوا تھا عائشہ کی نظروں کے سامنے اچانک نکال کر دینے پر وہ گھبرائیں

تھیں ایسا لڑکیوں کے پہننے کا ڈریس وہ کیسے پہن سکتی تھیں۔ پر آج سے پہلے عائشہ ندیم کی دانیال خان کے سامنے چلی تھی جو آج چلتی۔۔
وہ گھیلے بالوں کے ساتھ آئینے کے سامنے کھڑیں تھیں اور پریشانی سے اپنے سراپے کو دیکھ رہی تھیں تبھی پیچھے سے مسکراتے ہوئے دانیال خان کا عکس آئینے میں نمودار ہوا۔۔

تمہیں معلوم ہے خانم میں آج کتنا خوش ہوں؟"انکے کندھوں پر" ہاتھ رکھے انہوں نے کہا وہ حیران ہوئیں۔۔
وہ کیوں بھلا؟ میرا تو دل غم سے دکھ رہا ہے میری ایک ہی بیٹی تھی اسے" اتنی جلدی پرایا کر رہی ہوں۔"وہ رنجیدہ ہوئیں۔۔۔
مجھے تمہاری بات پسند نہیں آئی خانم! پرایا کیوں؟ وہ اپنے ہمارے" صمصام کے پاس جا رہی ہے میری بہن کے پاس جا رہی ہے پرائی کیسے ہوئی؟ مجھے خوشی اس بات کی ہے کہ میری بیٹی کی پسند پر مجھے فخر ہے۔۔
اسکا جھکاؤ ہمیشہ سے میری بہن اپنی پھپھو کی طرف تھا مجھے یہ دلی سکون ملتا تھا،، پہلے میں ڈرتا تھا اگر اسنے کہیں اور اپنی پسند گی کا اظہار کیا تو میں انکار بھی نہیں کر سکوں گا اور ہمیشہ بے سکون رہوں گا پر

اپنی بیٹی کی پسند سن کر میں جتنا خوش جتنا پر سکون ہوں اسکا اندازہ تم نہیں لگا سکتی خانم۔۔۔

بے شک ہوں گے بیٹے سر فخر سے بلند کرنے کی وجہ۔۔۔

پر میرے غرور میرے فخر کی وجہ میری بیٹیاں ہیں میری تقویٰ بیٹی میری عرشیہ بیٹی۔

آج میری اپنی بیٹی کو عزت سے رخصت ہونے جا رہی ہے جس طرح میں خوش ہوں اسی طرح تمہیں بھی خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ اداس ہو کر میری بیٹی کو اداس مت کرنا۔۔

ایک بیٹی جا رہی ہے تو دوسری آ بھی رہی ہے اور میری توقیع سمجھدار بیٹی کیلئے تمہیں سنبھالنا مشکل نہیں ہو گا بلکہ پھر تو میں پر سکون ہو کر کام پر دھیان دوں گا۔" انہوں نے عائشہ کو تفصیل سے اپنی خوشی کی وجہ سے آگاہ کیا کہ اسکی بیٹیوں نے ہر بار اسکا سر فخر سے بلند کیا ہے۔

جو توقع باپ کو بیٹے سے ہوتی تھی وہ دانیال خان کو دونوں بار اپنی بیٹیوں سے عزت ملی۔

وہ سب تو ہے خان پر میرے کپڑے۔۔" عائشہ متفق ہوئیں اور" اب انہیں اپنے کپڑوں کی طرف دھیان دلوانے لگیں۔۔

دانیال نے انکے کپڑوں کو دیکھا اور مسکرائے۔۔

"کیا ہوا ہے اچھے تو ہیں بلکہ بہت اچھے لگ رہے ہیں دلہن کی ماں نہیں بڑی بہن لگ رہی ہو۔" دانیال نے مسکراتے ہوئے انہیں چھیڑا۔۔

عائشہ انہیں گھورتی پر انکی نظروں سے خود ہی جھینپ کر انکے چوڑے سینے میں چہرہ چھپاتی دانیال خان کو قہقہہ لگانے پر مجبور کر گئی۔۔۔

وہ آج بھی ویسی ہی تھی جیسی پہلی رات اسکے بلانے پر چھپ کر آئی تھی۔ انکے حصار میں آتے وہ ہمیشہ کی طرح ڈر جاتی تھی یہ اسکی ادا تھی یا دانیال خان کی وجاہت کہ عائشہ خان آج بھی خود کو بے بس پاتی تھی۔۔

"آپ تیار ہو جائیں خان کچھ دیر میں تقویٰ اور حجاب شاہ آنے والی ہیں۔" وہ انکے حصار سے نکل کر بولیں۔۔

انکی نظریں جھکی ہوئی چہرہ سرخ تھا جسے دیکھتے دانیال ہنستے ہوئے خود کوٹ پہننے لگے۔

ڈیڈ حیدر شاہ ہارون شاہ ماموں والے آ گئے ہیں ڈرائنگ روم میں ہیں۔""
دریاب نے ناک کر کے اپنے ڈیڈ کو مخاطب کیا۔۔
ہاں میں پہنچ رہا ہوں تم چلو انہیں بٹھاؤ سرو کرو کچھ۔" وہ اپنے بیٹے سے "
بولتا بیوی کو جلدی ہاتھ چلانے کا کہتے خود گھڑی باندھنے لگا۔۔
عائشہ بھی جلدی سے ٹائی کی ناٹ باندھنے لگیں۔۔
ہو گیا۔۔" وہ بولیں دانیال نے ایک نظر دروازے کو دیکھا اور پھر بال "
کھولے کھڑی اپنی بیوی کو۔۔۔
کبھی یوں بھیگی سی، رات کو آنا پھر تفصیل سے بات کریں گے۔۔" وہ "
انکے بالوں میں ہاتھ ڈال کر سہلاتے ہوئے گویا ہوئے اور پیشانی چوم کر دوائی نکال
کر پانی کا گلاس انہیں تھماتے ہوئے گال تھپتھپا کر وہاں سے نکل گئے۔۔۔
عائشہ انکی بات پر بلش کرتی دوائی کھانے لگی۔

کچھ دیر میں بالوں کی چوٹی بنا کر دوپٹہ اوڑھے دانیال کی پسند کی ہوئی
میچنگ جوتی پہن کر وہ روم سے باہر نکلیں۔۔
تبھی ہی لاؤنج میں حجاب مہکار شاہ زریش شاہ کے ساتھ سمن بھی
وہاں داخل ہوئیں اور انکے پیچھے تقویٰ۔۔

ساتھ مسکراتی ہوئی گندمی رنگت والی انوشے بھی تھی اور جنید سیف کی بیویاں بھی تقویٰ کے ساتھ تھیں۔۔

دلہنیں پہلے ہی دانیال خان پہنچ چکی تھیں شام کے وقت ہی جہاں انہیں مہندی لگائی گئی اور اب توقیع باذل کی موجودگی میں بیوٹیشن روحا عرشیہ کے بڑی مہارت سے حسین نقوش کو سنوارتیں مزید دوشیزہ بنا رہی تھیں۔۔۔

ابھی ایک گھنٹہ ہے جا کر دیکھ لو دلہنیں تیار ہوئی ہیں کہ نہیں۔۔" مہکار" شاہ نے پریشانی سے دونوں دلہن کی ساسوں سے کہا۔
میں جا کر دیکھتی ہوں" تقویٰ تو ساس خطاب خود پر سوچتی ہنستی" ہوئیں سیڑھیوں کی سمیت بڑھیں۔۔
زریش تم رسموں کے سامان کو ایک بار پھر سے نظروں سے نکال لو" کہیں کوئی کمی بیشی نا آجائے پھر ہزار طعنے سننے کو ملتے ہیں۔" انہوں نے زریش سے کہا وہ جی آپی کہتی ایک سمیت بڑھ گئی ٹیبل پر ساری رسموں کا سامان رکھا ہوا تھا سرخ کپڑے پر۔۔

جبکہ حجاب کچن دیکھنے چلی گئیں اور عائشہ وہاں آہستہ آہستہ آتے مہمان کو بیٹھانے لگیں۔۔ ساتھ چھوٹی بڑی ضرورتیں بھی پوری کر رہی تھیں۔ انوشے سمن دونوں اوپر دلہنوں کی طرف چلی گئیں۔۔

ایک طرف شاہ خاندان کی عورتیں بیٹھیں گیت گا رہی تھیں تو دوسری طرف اپنے صمصام کیلئے آئے زیدی خاندان کی عورتیں بھی خوبصورت گیت گا رہی تھیں۔۔
لڑکیاں انکے پرانے گیتوں کے سر پیر سے انجان ہوتیں چھپ چھپ کر ہنس رہی تھیں اور بچے کھکھلاتے ہوئے یہاں وہاں بھاگم بھاگ رہے تھے۔۔

سارے خاندان ایک بار پھر جمع ہوئے تھے کمی تھی تو اسکی جو وقفے وقفے سے روشن سیاہ ہوتے بند روم میں بیڈ پر پڑا ایل ای ڈی کی روشن اسکرین پر ٹام جیری دیکھ رہا تھا۔۔
اسے مسکراہٹ سے مطلب تھا وہ روحانی ہو یا محض فریبی لبوں پر سج کر تو حسین لگتی تھی اندر کے حال سے تو صرف خدا گواہ تھا اور اسے ہی گواہ رکھنا چاہتا تھا۔

اس کے وجود سے تو کوئی آشنا نہیں تھا کہ وہ قریب ہے یا حقیقت ؟؟؟؟

ایک طرف ڈھول شہنائیاں دوسری طرف سیاہ گھپ اندھیرا ویرانی تنہائی۔۔ اور اس میں وہ اکیلا وجود خاموش یک ٹک اسکرین کو دیکھتا۔۔

معاً وہ مسکرا دیا ٹام کی ناکام چال پر۔۔

ایک منظر تھا جہاں سارے بچے جمع ہو کر بیٹھے ٹام جیری کو دیکھتے قہقہہ لگا رہے تھے اور ایک یہ منظر تھا وہ تنہا بیٹھا انہیں دیکھتا مسکرا رہا تھا۔۔

وقت کی چال تھی یا قسمت نے کروٹ بدلی پر وہ تنہا ویران تو ہو ہی گیا اور ایسے ایسا کرنے میں کس کی چال تھی؟؟؟؟

یہ تو تمہیں وقت بتائے گا دلاور خان سے کھیلنا کتنا مہنگا پڑے گا!""" بڑبڑاتے ہوئے وہ ایکدم اٹھا اور ایول کی پکچر پر بنے ماسک کو منہ پر لگاتے ہوئے اسنے سیاہ ہڈی کو اٹھا کر پہنا جسکی پشت پر آج بڑے حرف لکھا ہوا تھا۔ "Mr. DK" میں

آج معنی صرف ایک ہی تھی پر ساری دماغ کی بات تھی۔۔
یا مسٹر ڈیول آف دی کلر یا مسٹر دلاور خان

....★☆☆☆☆☆★....

ڈیپ سرخ بھاری لہنگا زیب تن کیے بھاری نگینوں زرکے کے کام سے سجے دوپٹے کا گھونگٹ اوڑھے ہوئے وہ دونوں مہندی سے سرخ نازک سے ہاتھوں میں اپنا بھاری بارڈرز والا بھاری بھرم کام سے سجے لہنگے کو تھامے حجاب شاہ اور باذل شاہ کی سنگت میں اونچی ہیل میں آہستہ آہستہ سیڑھیاں اتر کر نیچے آرہی تھی. اسکی دونوں کلائیاں ڈائمنڈ کے کنگن سونے کی چوڑیوں سے فل تھیں، پتلی سی انگلیوں میں انگوٹھیاں پہنی ہوئی تھیں۔
گردن میں بھاری زیورات پہنے جو کہ ساحل کی بیوی کیلئے مرحومہ سائرہ بیگم نے لیکر رکھے تھے اور مہکار نے زریش نے بھی لیے تھے۔
زریش مہکار نے قہقہہ لگاتے ہوئے اسکی بسوری صورت کو دیکھتے اسے مجبوراً پہنائے تھے کہ اسکے ساحل کی بیوی سونی سونی نا لگے۔۔

وہیں روحا ان دونوں ساسوں کے ارمان پورے کرنے پر آدھی ہو گئی تھی، ایک تو بھاری سوٹ دوسرے بھاری زیورات، دونوں ماؤں ساسوں کے ارمان تھے جنہیں وہ چاہ کر جھٹلا نا سکی۔

زریش شاہ کی پسند پر پاؤں میں پہنی ہوئی پازیب کی چھن فضا میں سحر کو بکھیرتی روحا شاہ کی دھڑکنیں اتھل پتھل کر گئیں۔
ساتھ اسکی کمر میں بازو حائل کر کے اسے لیکر چلتی باذل نے طاؤسی رنگ کے فراک جس پر سرخ گولڈن رنگ کی کڑھائی کا نفیس کام کیا ہوا تھا اور یہ زبردستی اسے حجاب نے پہنایا تھا معافی کے عوض۔۔
کانوں میں ڈائمنڈ کے چھوٹے ٹاپس پہنے گردن میں مور پنکھ کی سٹائل والا پتلا نیکلس پہنا ہوا کلائی میں وہی بریسلیٹ تھا بال ہمیشہ کی طرح بوب کٹ کندھوں پر بکھرے ہوئے تھے۔۔

ساحل بھائی کی ہونے والی دلہن آ گئی "سرخ حائل پردے کے اس" پار بیٹھے دولہوں کا اندازہ لگاتے ہوئے لڑکیوں نے شریر سی سرگوشی کرتے انہیں متوجہ کیا تھا۔

پر وہ کیا اسے متوجہ کرتیں ساحل شاہ کو اپنی دھڑکنوں سے ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ متاع جان قریب ہے۔

صدقہ اتارہ تمنے ؟" مہکار شاہ نے پاس آکر حجاب سے پوچھا۔"

جی آپی اتار دیا" انہوں نے آہستہ سے سر ہلایا۔۔"

اور باذل کا؟" وہ شاہ زیدی اور حنانوں کے منہ سے نازک سی انگریزوں"

جیسی باذل کیلئے کئی سرگوشیاں سن چکی تھیں وہ نہیں چاہتی تھیں اسکے بھائی کی بیٹیوں پر کسی کی بری نظر آئے۔

اوہ پلیز مجھے ضرورت نہیں اسکی!" باذل نے سنتے ہیں اکتا کر کہا۔"

تم خاموش رہو اگر یہاں کوئی بکواس کرتی نظر آئی باذل تو اچھا نہیں"

ہو گا نکاح ہے تمہاری بڑی بہن کا تمیز سے پیش آؤ!" حجاب نے اسے گھورا

وہ افف کرتی وہاں کے ماحول پر نظریں دہرانے لگی۔

جتنا بڑا لاؤنج تھا اسے دو حصوں میں بانٹ لیا گیا تھا بیچ میں سرخ کپڑے کے پردے اور پھولوں کی لڑیوں کے ساتھ دیوار حائل کی ہوئی تھی۔

حنان زیدی اور شاہ خاندان کے تمام معزز مہمانوں مدعو تھے۔ عورتیں لڑکیاں مسکراتی ہوئی بیٹھی تھیں

یہاں لائیں دوسری دلہن کہاں ہے نکاح میں دیر ہو رہی ہے۔۔" ایک "
بڑی خاتون نے روحا کو مہکار شاہ کے ساتھ ملکر صوفے پر بٹھاتے ہوئے
کہا۔۔
وہ لا رہے ہیں دلہن کو۔" حجاب نے مسکراتے ہوئے بتایا اور اپنی کانپتی "
لرزتی بیٹی کے ہاتھ دبا کر اسے حوصلہ دیتے اسکے لہنگے کو نیچے پھولوں کی قالین پر
ٹھیک سے پھیلایا۔۔

پردے کے اس پار دو مولویوں کے ساتھ گواہوں سربراہوں کی موجودگی
میں بلیک ٹیکسڈو میں صوفے پر اپنی مکمل سحر انگیز چھا جانے
والی شخصیت کے ساتھ بیٹھا صمصام زیدی گرے ٹیکسڈو میں ساتھ ہی
بیٹھے صائم زیدی سے کافی میل کھا رہا تھا جبکہ انکے ساتھ دوسرے
صوفے پر طوسی رنگ کے گھیر دار شلوار قمیض گلے میں مفلر ڈالے
ہمیشہ کی طرح لبوں پر نرم مسکراہٹ سجائے صارم بیٹھا تھا۔

آج اسکی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں تھا کیونکہ اسکے بڑے بھائی کا نکاح تھا اور
فرسٹ کزن کا بھی۔ خوش تو ہونا تھا ساحل بھائی جو کہ سب کے
بڑے بھائی کا درجہ رکھتے ہیں انکا بھی نکاح تھا خوشی جتنی بڑی تھی اتنی ہی دگنی۔۔۔

تھری پیس سوٹ میں حیدر شاہ دانیال خان اور ہارون شاہ ملبوس پاس صوفوں پر بیٹھے تھے۔ جبکہ صائم زیدی بیٹے کے پاس اپنی شاہکار شخصیت کے ساتھ بیٹھے تھے۔۔

صارم کے ساتھ زیاف بھی خوشی سے بیٹھا تھا۔ اسے صمصام کا عرشیہ سے نکاح سن کر دھچکا تو لگا تھا پر اسنے یوں سینے میں دفن کیا کہ اسکے دوست کو بھلک بھی نا پڑی۔

حویلی سے سب آئے ہوئے تھے جن میں رضا زیدی اور انکے والد صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔

جنید سیف بھی صائم کے پاس والے صوفے پر بیٹھے تھے اور نکاح شروع ہونے کے انتظار میں تھے۔

ہارون شاہ نے قہقہہ لگاتے کہا تھا کہ ساتھ صائم زیدی کا بھی نکاح کروادو انداز ہی نرالہ تھا زیدی صاحب کا۔ صائم نے تو خوش ہوتے قہقہہ لگایا تھا کہ دلہن سالے کی بہن ڈاکٹر صاحبہ ہی ہونی چاہیے۔۔

انکی باتوں پر سب کا قہقہہ گونج تھا سندھی کلف دار سفید سوٹ میں ملبوس شانوں پر اجرک ڈالے اپنی شاہوں کی روایت کو برقرار

رکھتے بالوں کو خوبصورتی سے سیٹ کیے اپنی شاہکار وجاہت کے ساتھ بیٹھا ساحل شاہ بھی ماحول پر طلسم کی طرح چھایا ہوا تھا۔۔

اسکا مردانہ بھاری قہقہہ پردے کے اس پار بیٹھی روحا شاہ کی انگلیوں کو کپکپانے لگا۔۔ کچھ ہی دیر میں وہ اسکے نام ہو جائے گی۔

کتنا عجیب روح کو کپکپانے والا احساس تھا کہ وہ اپنے وجود روح سمیت ساحل شاہ کے نام ہونے جا رہی ہے۔ اسی ساحل شاہ کے جسے کبھی اس سے بے انتہا نفرت ہوا کرتی تھی۔

لبوں پر لگی ڈیپ گہری لپسٹک اور ہونٹوں کو چھو کر سیراب ہوتے نتھ کے موتی کو اسنے آہستہ سے لبوں میں دبانا چاہا پر ناکام ہو گئی۔۔

وہ جب گھبرائی نروس ہوتی تھی تو ایسی ہی حرکت کر کے اپنے ہونٹوں کی کپکپاہٹ کو چھپاتی تھی۔ اسکی ہتھلیاں ساحل شاہ کے نام کی مہندی سے سرخ تھیں پر اب بھیگ چکی تھیں۔۔

اسکا ننھا کمزور دل ساحل شاہ کے نام کا تکرار کرتا اسکے پور پور میں دھڑک رہا تھا۔ آس پاس دوسری خواتین کا میڑھا اور وہ اپنی ماؤں کا سہارا چاہتی تھی جو کہ اس وقت نصیب نہیں ہو رہا تھا۔۔

ماماماما۔۔۔!!!"روحا نے اپنی ماں کو پکارا۔۔"

بیٹا اب ماں کو پکارنا چھوڑ دو مجازی خدا کو پکارنے کی کوشش کرو۔۔""
پاس بیٹھی عورت نے اسکی پکار سنتے بڑے شریر پن سے کہا تھا
کہ زوردار قہقہے گونج اٹھے۔۔

واٹ رب۔۔۔۔۔"باذل کو سخت طیش آیا ان عورتوں کے اپنی بہن پر ہنسنے"
سے پر اس سے پہلے پاس کھڑیں حجاب نے اسکا ہاتھ سختی سے دبا کر
خاموش کروادیا ورنہ وہ اپنے غصے سے اپنے باپ کی عزت
خاندان میں خراب کر دیتی۔
لوگوں کو پرائی ذات کی دھجیاں اڑانے کا صرف موقعہ چاہیے پھر وہ
موقعہ محل پہر نہیں دیکھتے۔۔
شش باذل اپنے باپ کی عزت کی لاج رکھو یہ ہمارے خاندان کی"
معزز خواتین ہیں!"حجاب کے سختی سے بیچ میں ٹوکنے پر باذل نے ہونہہ
کرتے نظریں پھیریں
بے ساختہ ہی نظریں دو پھولوں کی لڑیوں کے بیچ سے آتی ہوئی صورت پر
ٹک گئیں۔اسکا ہاتھ بے ساختہ اپنی گال پر گیا۔

بلیک مین!"وہ بڑبڑائی۔۔"

اسکی ماں اسے یاد آئی اور بہن بھی جسنے سر سری سا اسے ہاتھ دیا تھا حالاں کہ اس دن اسکی دوستی ہوئی تھی ان سے پر آج کے رویے سے لگ رہا تھا ضرور اسے معلوم پڑ گیا تھا کہ اسنے انکے بھائی کے ساتھ۔۔۔ وہ سوچ کر گہری مسکراہٹ سے مسکرائی۔

ہائے میری ہونے والی ساس کہاں ہے؟" وہ پریشانی سے تقویٰ زیدی کو" ڈھونڈنے لگی پر نظریں جیسے ہی سیڑھیوں کی سمیت اٹھی وہ ساکت ہو گئی۔۔

اسے ماننا پڑا کہ صمصام زیدی کی چوائس لاجواب تھی۔ کاش وہ آج اسکا نصیب ہوتی پر بیچ میں ٹانگ اڑا کر اگر صارم زیدی نے اسے جنونی نا بنایا ہوتا تو آج عرشیہ کی جگہ باذل شاہ ہوتی۔۔

یہ لو دوسری دلہن آ گئی۔۔" پاس ایک عورت نے کہا سب کی" گردنیں اسی سمیت اٹھیں باذل نے غصے سے صارم زیدی کو دیکھا۔۔ وہ جانے کس بات پر ہنس رہا تھا۔۔ اسکا دل چاہا اسکی لبوں کی مسکراہٹ چھین لے کاش اسے آج کوئی موقعہ مل جائے۔

سامنے ہی گولڈن گھیر یدار میکسی جو کہ سفید چمکتے ہوئے نگینو سے آدھی سیڑھیوں پر بچھی ہوئی تھی۔
سر پر گولڈ کلر کا سنہری نگینو والے بڑے سے دوپٹے کا گھونگٹ لیے کلائیوں میں دو دو بڑے کنگن انگلیوں میں انگوٹھیاں، ناک میں چھوٹی سی ڈائمنڈ کی نتھلی کانوں میں بڑے سے ڈائمنڈ کے ایر نگز، گلے میں گردن سے لگا ہوا خوبصورت نیکلس وہ کسی پرستان کی سجی پری، کسی ریاست کی شہزادی کی طرح سیڑھیوں سے اتر رہی تھی۔۔

اللہ اللہ اتنا خرچ صرف کپڑوں پر!!" کوئی ششدر رھتا تو کوئی" اس قدر مہنگے فینسی لباس پر ہول رہی تھیں عورتیں۔۔
آگے نگینوں سے سجے دوپٹے نے اسکا خوبصورت مبہوت کر دینے والے حسن دوشیزہ کا چہرہ چھپایا ہوا تھا جبکہ باقی پیچھے سے جالیدار دوپٹے سے اسکی پشت پر بنے بالوں کے ہیئر سٹائل کو واضح کر رہے تھے جن میں چھوٹے پھول نگینے لگے ہوئے تھے۔ لبوں پر گہری گلابی لپسٹک تھی آنکھوں پر خوبصورت میک وہ دلہن کے روپ میں قیامت خیز ہو گئی تھی۔

عام سی حلیے میں بھی اسکا حسن باکمال تھا پر آج تو دلہن بن کر جو اس پر روپ آیا تھا دھڑکنیں ساکت کر رہا تھا۔۔

جبکہ اسکے ساتھ چلتی پیازی رنگ کی پاؤں کو چھوتی ویسی ہی میکسی میں ملبوس توقیع نے بھی اپنی بے پناہ خوبصورت سے کئی نظریں ٹھٹھکا دی تھیں۔۔

اسنے لائیٹ لپسٹک لگا کر حجاب باندھ لیا تھا، وہ سمپل سا تیار ہوئی تھی کیونکہ اسے بھائیوں کو اسے ڈیڈ کی طرح زیادہ میک اپ پسند نہیں تھا اور وہ دونوں ماں بیٹی اس بات کا خاص خیال رکھتی تھیں۔

تقویٰ مہنگے خوبصورت سوٹ میں تھیں سلیقے سے دوپٹہ پہنیں انہوں نے اپنے بالوں کو چھپایا ہوا تھا، اسے ساتھ چلتیں ہوئی عائشہ دانیال نے بھی دلہن کی ماں ہو کر نظریں خیرہ کر دی تھیں۔

ماشاءاللہ ماشاءاللہ اللہ پاک دونوں دلہنوں کو نظر بد سے بچائے" ایک سے بڑھ کر ایک ہیں" ایک شاہوں کی روایت مطابق سجی ہوئی تھی تو دوسری اپنے ہونے والے شوہر کی مرضی مطابق۔۔

عائشہ توقیع تقویٰ کی سنگت میں عرشیہ کو لا کر روحا کے پہلو میں بٹھا دیا۔ دونوں دلہنوں کی حالت غیر تھی۔

عرشیہ نے تو اپنی ماں کا ہاتھ سختی سے پکڑ لیا تھا۔ فورپیس سوٹ میں اپنی خوبروئی پر سنالٹی سے بیٹھا ہوا دریاب خان اداس تھا اپنی بہن کو رخصت کرتے ہوئے۔۔

مام پلیز یہی رہیں!" اسنے اپنی دھڑکنوں اپنی غیر ہوتی حالت سے " گھبرا کر کہا۔ صمصام زیدی کے نام کر رہی تھی خود کو اسے بہت حوصلے ہمت کی ضرورت تھی۔۔

نکاح کی رسم شروع کریں؟" مولوی نے اجازت مانگی۔۔"
زریش شاہ نے جلدی سے سرخ ململ کے تھالے جسے پنک کلر کے لہنگے میں ملبوس کیوٹ سی آنکھوں پر موٹا چشمہ پہنے کھڑی اپنی ماں کی منتیں کر کے تھک گئی تھی پر انہوں نے بیوٹیشن سے تیار ہونے نہیں دیا اب سمپل سی تیار مگر بے انتہا خوش تھا تھامے سمن پاس کھڑی تھی۔
لبوں پر نیچرل لپسٹ لگائے پر جوش سی تھی۔ اسکے کرش صمصام زیدی اور اسکی دوست عرشیہ پھر اسے جان عزیز لالا کی شادی اسکی

دوست روحا سے تھی کہ اسکی خوشی کا ٹھکانہ نہیں تھا اسکا دل کر رہا
.تھا چیخ کر پوری دنیا کو اس خوشی سے اعلان کر کے بتائے
پر نکاح میں آئے لوگ ہی اتنے تھے کہ اسکی توقع سے بڑھ کر۔۔ تینوں
خاندان سے خاص خاص لوگوں مدعو تھے۔ اتنی لڑکیوں کی موجودگی میں
اسے دولہے کی اکلوتی بہن ہونے کا اعزاز حاصل تھا وہ گردن اکڑائے چل
رہی تھی۔
آپی آپ آکر کر لیں نا۔۔ "زریش خود بوکھلائی ہوئی تھیں مہکار کو پکار کر کہا۔"
اچھا۔۔ "وہ مسکراتی ہوئی پاس آئیں اور اس سے پیسے لیکر خود ہی"
صدقہ نظر اتارتی ہوئی ملازمین کے حوالے کرتی گئیں انہوں نے
سمن توقیع باذل تینوں لڑکیوں کے صدقے بھی اتار لیے۔ توقیع کو وہ
بہت پسند آئیں تھیں نرم گوسی پیارتھیں۔۔

نکاح کی رسم شروع ہو رہی ہے خاموش ہو جاؤ!" اچانک بڑی"
عورت نے کہا۔۔ سب لڑکیوں کی آواز بند کروادیں حالاں کہ کافی ساری
لڑکیوں توقیع باذل کو گھیرے ہوئی تھیں

جان چھوٹنے پر توقیع اللہ اللہ کر کے بھاگ کر عرشیہ روحا کے ساتھ بیٹھ گئی۔۔

ڈرو نہیں دونوں کے شوہر پیارے سمجھدار ہیں تم دونوں کو سمجھیں گے۔۔""

اسنے شرارت سے معنی خیزی سے کہا اور انکی پسینے سے نم مہندی سے سجی ہتھلیوں کو صاف کیا روحا جھینپ گئی البتہ عرشیہ کی کہنی سیدھا اسکی سائیڈ لگی وہ افف کرتی رہ گئی۔۔

نکاح شروع ہو چکا تھا قرآن کی تلاوت ایک مولوی کرنے لگا سب عورتیں خاموشی سے سننے لگیں البتہ ساتھ خاندانی رسمیں بھی نکاح سے پہلے کر رہی تھیں۔

روحا کے پاس شاہوں خاندان کی بڑی عورتیں یہ رسم کر رہی تھیں جبکہ عرشیہ کے پاس حویلی کی خواتین اپنی لاڈلے صمصام کی دلہن کی رسمیں کر رہی تھیں۔

"قبول ہے"

قرآن کی تلاوت ختم ہوتے ہی سب نے دعا مانگی اور مولوی نے با آواز نکاح کی رسم شروع ہونے بتایا۔

حیدر شاہ کا دل اپنی بیٹی کے پاس جانے کا کر رہا تھا وہی دانیال خان کا بھی۔ پر پردے کی وجہ سے وہ ایسا نہیں کر سکتے تھے آمین کہتے ہی بسم اللہ پڑھتے انہوں نے آیتیں پڑھیں اور اسکے بعد قبولیت کی گھڑیاں آئیں جہاں ساحل شاہ اپنی تمام تر وجاہتوں کے ساتھ بیٹھا تھا مولوی نے اس سے نکاح روحا شاہ ولد حیدر شاہ کے ساتھ قبول ہے کا پوچھا۔۔

یہ وقت تو خوش نصیبوں کیلئے تھا جنہیں اپنی پہلی نظر کی محبت پہلی مانگ پر ہی نصیب ہو جائے۔
ساحل شاہ نے بغیر وقت لیے اپنی تمام دھڑکنیں سانسیں روحا شاہ کے نام کرتے ہوئے اپنی آنے والی زندگی کے دکھ سکھ ساری خوشیاں اسکے سنگ بتانے کے وعدے کرتے خود کو اسکی امانت بنا کر رکھتے آج پاک دامن پاک نظروں سے اسکے حوالے خود کو سنپتے ہوئے بھری مردوں کی محفل میں تین بار بغیر وقفے کے "قبول ہے" پڑھا۔
آپکا نکاح روحا شاہ ولد حیدر شاہ کے ساتھ طے پایا گیا ہے کیا آپکو " قبول ہے؟" مولوی نے تیسری اور آخری بار پوچھا۔

حیدر شاہ نے نم آنکھوں سے ساحل شاہ کو دیکھا نم آنکھیں تو دانیال صائم کی بھی تھیں ہارون شاہ کی بھی تھی دریاب کی بھی۔
سب باپ بھائی تھے اور ایک دن خود پر جھیلنا تھا جب اپنے آنگن کی پریوں کو دوسروں کے حوالے کرنا تھا۔
روحا کا وجود کانپ رہا تھا جسکے ہاتھ آہستہ آہستہ توقیع سہلا رہی تھی اور دوسری سائیڈ مہکار شاہ بیٹھی اسکے سر کو ساتھ لگائے ہوئی تھیں

"قبول ہے"
بھاری مردانہ آواز جیسے فضا میں گونجی، ساتھ ہی ساحل شاہ نے نکاح کے پیپرز پر اپنے سائن کیے اور آخری مہر لگائی اسے اپنی ملکیت بنانے کی۔
اسکے دستخط کرتے ہی مبارکباد کا شور بلند ہوا۔ روحا نے بے ساختہ اپنا ہاتھ توقیع سے چھین کر اپنی بڑھتی ہوئی دھڑکنوں پر رکھ دیا اور گہرا کھینچتے ہوئے آنکھیں میچیں۔۔
دھک دھک اسکی نس نس میں بکھرنے لگی وہ گہرے سانس لیتی آنکھیں میچے بیٹھی تھی۔۔

اور اب حالت عرشیہ کی غیر تھی کیونکہ دوسری طرف صمصام زیدی سے قبولیت کا پوچھا جا رہا تھا۔

آپکا نکاح عرشیہ خان ولد دانیال خان کے ساتھ طے پایا گیا ہے" کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے؟" مولوی کے پوچھنے پر صمصام زیدی کے لبوں پر تبسم آگیا۔

"!یو نو واٹ صمصام زیدی میں تم پر تھوکنا گوارہ نا کروں کجا کہ دیکھنا" ایک غم غصے سے بپھری ہوئی آواز جیسے فضا میں گونجتی ہوئی صمصام کو معلوم ہوئی۔۔

یہی آواز عرشیہ کو بھی سنائی دی جس پر اسنے گھبرا کر اپنی ماں کا ہاتھ تھام لیا۔۔

مام!!!" وہ سرگوشی میں بولی۔۔"

کہیں بدلہ لینے کیلئے انکار تو نہیں کر دے گا؟" اسکے لمحے کی تاخیر پر وہ" گھبراہٹ میں سوچنے لگی۔ روحا کا استھما جیسے اسے ہونے لگا تھا۔

قبول ہے!" وہ مسکراہٹ سے بولا۔"

سب کے لبوں پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔ ساحل نے سرشاری سے اسے دیکھا اور صارم نے بھی اپنے بھائی کی مسکراہٹ کو دیکھتے ساتھ ہی دائمی خوشیوں کی دعا مانگی۔

آپکا نکاح عرشیہ خان ولد دانیال خان کے ساتھ طے پایا گیا ہے"
"کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے؟
اس سے دوسری اور تیسری بار پوچھا گیا پر اسکے جواب وہی پر سکون تھا "قبول ہے" اسنے کہتے اپنے دستخط پیپرز پر کیے اور سب کی رضا خوشی موجودگی میں اسے اپنی ملکیت میں لے لیا۔
عرشیہ کو جانے کیوں اس میں فتحمندی کی رمق محسوس ہوئی سرشاری کی مسرت کا احساس پر سکون ہونے کا احساس محسوس ہوا۔
پر وہ تو اس سے ضد میں جنون میں شادی کر رہا تھا کیسے وہ اتنا پر سکون ہو سکتا ہے۔
کیا وہ مجھے جھکا کر خوش ہو رہا ہے؟" اسنے سوچا اور اسکے دل بجھ گیا۔ سو" آنا یہی سچ تھا۔

اس پار مرد حضرات کی مبارک کا شور بلند تھا وہ پردے کے
اس پار سرگوشیوں میں ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہی
تھیں
ایک ساتھ نکاح کروانے کا مطلب انکے ہمسفر کی حامی بھرنا قبول ہے
کہنا صرف ہونے والی انکی شریک حیات کو سنانے کا مقصد تھا
ورنہ وہ مسجد میں نکاح پڑھانے والے تھے۔

آپ کا نکاح ساحل شاہ ولد ہارون شاہ سے سکارائج الوقت "
پچاس لاکھ حق مہر کے عوض طے پایا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟"
مولوی اب روحا شاہ سے مخاطب تھا۔۔
حجاب مہکار زریش نے اسے سہارا دیا جسے اسکی شدید ضرورت تھی۔
بھلا کہاں آسان تھا اسکے لئے یہ سب کرنا۔۔
قق قبول ہے" اسنے ہکلاتے ہوے آہستہ سے کہا۔ اور اپنی ماما مام کا ہاتھ "
دونوں ہاتھ میں دبوچ لیا۔۔ وہ رو رہی تھی شدت سے۔ اسے اتنی جلدی تو
نہیں کرنا تھا پر وہ چاہتا تھا اتنی جلدی۔۔
ساتھ اسے اپنے ڈیڈ کو انکار بھی نہیں کیا اور اب سب کی موجودی میں وہ
اسکے نام ہو رہی تھی۔۔

آپ کا نکاح ساحل شاہ ولد ہارون شاہ سے سکارائج الوقت "
پچاس لاکھ حق مہر کے عوض طے پایا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟"
مولوی دوسری بار پوچھا حیدر شاہ نے سر جھکا لیا۔۔
پردانیال خان نے انہیں ایسا کرنے سے باز رکھا کیونکہ وہ باعزت
اپنی بیٹی کو رخصت کر رہا تھا اور ایسا بات نظریں جھکاتا کہاں اچھا لگتا
تھا۔

سر بلند اچھا لگا تھا۔

قبول ہے۔۔"اسکی ہارٹ بیٹ تیز ہوئی اسے اپنے چہرے پر بالکل"
قریب اسکی تیز سانسیں محسوس ہوئیں جب اسنے پرسوں
اسکے اچانک پاس آکر تیز سانس کھینچی تھی جیسے اسکی ساری
خوشبو کو اسکے وجود سے کھینچ کر لے جانا چاہتا ہو۔۔۔
ساحل شاہ کی گھنی مونچھوں تلے مسکراہٹ گہری تھی اسکی آواز وہ
باآسانی سے سن رہا تھا جہاں وہ دوسری بار اسکے لئے اقرار کر چکی
تھی۔

اور کتنا سکون بخش تھا یہ احساس جب وہ سب کی موجودگی
میں ایک دوسرے کیلئے اپنی رضامندی دے رہے تھے۔

قبول ہے۔۔۔" یہ تیسری بار تھا جو کہ اسکے منہ سے کچھ جلدی"
پھسل گیا صارم ہنس پڑا البتہ ساحل بھی دھیرے سے مسکرایا۔۔
بیٹا آپ یہاں سائن کر دیں" حیدر شاہ نظریں جھکائے اپنی بیٹی کے"
پاس آئے اور آہستہ سے گویا ہوئے۔
باذل شدت سے رو رہی تھی اس سے دیکھا نہیں گیا یہ سب اور
اسلئے ہی وہ منظر سے بھاگ گئی تھی۔۔
مور پنکھ والی پین کو اسنے اپنے باپ کے کہنے پر ہاتھ میں پکڑا اور ماں باپ
پھپھو جو کہ ایک ماں ہی تھی اسکے لئے، ساس کی موجودگی میں پیپرز پر
ڈرتے ہوئے سائن کر دیئے۔

"!نکاح کی بہت بہت مبارک ہو ساحل شاہ"
ہر طرف سے اسکے لئے یہی آواز گونجنے لگی وہ مسکراتا ہوا سب کی
مبارک کو قبول کرتا گلے مل رہا تھا۔

فائنلی روحا شاہ روحا ساحل شاہ میری بھابھی۔" سمن"
چہک کر کہتی اسے گلے لگا کر بھینچ گئی روحا مدھم سا مسکراتی عجیب
فیل کرتی کسمسا کر اس سے الگ ہوئی۔۔

"روحا حیدر شاہ نہیں روحا ساحل شاہ؟؟؟"
کتنا عجیب کتنا بھاری محسوس ہو رہا تھا اسے اپنا نام۔۔

معاً ایک بار پھر انہیں خاموش کروایا کیونکہ اب باری صمصام زیدی کے نکاح کی تھی۔ اور اسے جاننا بھی تھا کہ عرشیہ خان خود کیسے اپنی اکڑ توڑ کر خود کو صمصام زیدی کے نام کرتی ہے۔ وہ بے چین تھا اسکی ہاں نا سننے کیلئے۔

آپ کا نکاح صمصام زیدی ولد صائم زیدی سے سکار ائج الوقت ستر لاکھ" حق مہر کے عوض طے پایا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟" مولوی نے بسم پڑھتے ہوئے نکاح کی شروعات کی۔
اور انکار خ پھولدار پردے کے اس پار تقویٰ عائشہ توقیع کے حصار میں بیٹھی عرشیہ کی طرح تھا۔
دانیال خان کے لبوں پر آسودہ مسکراہٹ جبکہ دریاب کا چہرہ اداس تھا۔۔ وہ اپنی بہن کو خود سے جدا ہوتا محسوس کر کے انتہائی غمگین تھا۔

اسکا بس نہیں تھا سارے پردے پھاڑ کر وہ اپنی شہزادی کو سینے میں چھپا دے۔ اگر باپ بھائی مجبور نا ہوتے یہ رسم ہی نا ہوتی بہن بیٹی دور کرنی ہی نا ہوتی تو وہ سینے میں چھپا دیتا اپنی شہزادیوں جیسی لاڈلی بہن کو۔

جسکے ابھی جانے کتنے خواب تھے پر وہ جانے کیوں اتنی جلدی نکاح کیلئے تیار ہو گئی۔ اگر دریاب خان کو اپنی بہن کی قربانی کا معلوم ہو جاتا تو حشر کہرام برپا کر دیتا بپھر کر ہستیاں تہس نہس کر دیتا کہ اسکے اپنے ان سے قربانیاں مانگ رہے ہیں۔۔

پر وہ انجان میں موت مر رہا تھا اپنی بہن کے دور جاتے محسوس کر کے اسکی آنکھیں پانیوں سے بھر گئیں

وہ جانے کیوں شاکڈ سے نکل کر ہوش میں آئی، وہ خود اسکے لئے ہاں کر کے آئی تھی پر مولوی کا یہ سوال اسے اپنے اعصاب پر کسی دھماکے سے کم نہیں لگا تھا۔۔

اسے ہوش آیا احساس ہوا کہ کیا وہ سچ میں خود کو صمصام زیدی کے حوالے کر رہی ہے۔۔؟؟؟

پر ہاں یہ تو حقیقت تھی۔ مولوی نے دوسری بار پوچھ لیا، سب پریشان ایک دوسرے کا چہرہ دیکھنے لگے۔ دانیال خان کا دل دھڑک اٹھا البتہ دولہا خاموش پر سکون صوفے سے ٹیک لگائے ہوئے بیٹھا تھا۔

پردے کے قریب صوفے پر بیٹھے مولوی نے دانیال خان کو دیکھا۔۔
"کیا آپ نے بچی کی رائے پوچھی تھی؟" انہوں نے دانیال خان سے سوال کیا۔
عائشہ متفکر اپنی بیٹی کا کندھا ہلانے لگیں تقویٰ توقیع کو بھی اسکی مسلسل خاموشی سے گھبراہٹ ہونے لگی۔۔

"بھئی کوئی تماشا نا بنا دے زیدی خاندان اس عائشہ کی اولاد سے کسی قسم کی توقع نہیں۔۔۔

"قبول ہے۔۔۔"
معاً فضا میں اسکی تیز آواز گونجی۔۔
صمصام ہنس پڑا کہ وقت لیکر پل کا مزہ لے لیا ہوگا۔ اور یہ حقیقت تھی کہ وہ ہاں یا نا کی کشمکش میں تھی کہ ایکدم عورتوں کی

سرگوشیوں چہ میگوئیاں سے گھبرا گئی اسکے منہ سے جلدی میں قبول ہے نکلا، وہ لمحے کی تاخیر پر پچھتانے لگی۔۔
اور اسکے باپ بھائی کے ماتھے سے پسینے کے قطرے کم ہوئے۔۔۔وہ مسکرائے۔۔

لگتا ہے ڈری ہوئی ہے۔۔"دریاب معاملے کی تہہ تک پہنچنے" کی۔کوشش کرنے لگا تھا پر پہنچ نا سکا کیونکہ گیمر صمصام زیدی اور راز رکھنے والی عرشیہ خان تھی۔

اللہ تیرے لاکھ شکر لڑکی ڈرا دیا تھا مجھے اگر ایک پل دیر کرتی بال نوچ" لیتی میں تمہارے۔"توقیع نے اسکے بازو پر چٹکی کاٹ کر غصے سے کہا۔۔انکی باتوں پر عائشہ تقویٰ ہنس پڑیں اور ساتھ رب کا شکریہ کرنے لگیں۔۔۔

آپ کا نکاح صمصام زیدی ولد صائم زیدی سے سکارائج الوقت ستر لاکھ" حق مہر کے عوض طے پایا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟"دوسری بار پوچھا گیا
وہ آہستہ سے "قبول ہے" بولی۔

اور تیسری بار اسنے بے حس ہو کر قبول ہے دہرا دیا۔۔
آنکھیں سختی سے میچ لیں کہ اب جانے کیا ہو گا جب وہ خود کو اسکے حوالے کر چکی ہے۔۔اس سوچ کے ساتھ ہی اسکے آنسوں گالوں پر بہتے چلے گئے۔پر اسے اپنی اس سوچ کو بدلنا تھا۔۔

بیٹا تم ٹھیک ہو؟؟"دریاب اور دانیال خان جب اس سے سائن" لینے آئے تو اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھر کر پوچھا وہ گھونگٹ میں بیٹھی آہستہ سے سر ہلاتی پھوٹ پھوٹ اچانک روتی دانیال خان کے سینے میں چھپ گئی۔۔۔

ڈیڈ میں آپکو چھوڑ کر کیسے جاؤں ڈیڈ پلیز یہ بدل لیں رسم۔۔"وہ روتی" اپنے باپ کے سامنے ہاتھ جوڑتی ہوئی بولی۔۔

اسکی بات سن کر روحا کے آنسوں پھسل گئے گالوں پر مہکار نے اسے سینے میں چھپا لیا۔
شش میرا بیٹا سب کو جانا ہوتا ہے دیکھا تمہاری مام تمہاری پھپھو" بھی تو آئیں، گئیں تھیں نا۔۔یہ سنت رسول ﷺ سے چلتی آرہی

ہے۔۔ میں کوئی طاقت نہیں رکھتا اسے بدلنے کی بلکہ کوئی باپ طاقت نہیں رکھتا۔۔" دانیال خان نے اسکی پیشانی گھونگٹ کے اوپر سے چوم کر سمجھایا وہ منہ بسور گئی۔۔

بھلے آپکی بیٹی کو دوسرے لے جائیں۔۔" وہ دکھ سے بولیں پاس بیٹھیں" خواتیں اسکی بسوری ہوئی آواز میں شکوہ دکھ سن کر ہنس پڑیں۔۔
مجبوری ہے امانت ہو تم ہمارے پاس امانت لوٹانی تو ہوتی ہے نا۔" انہوں" نے کہا دریاب نے اسکا سر جھٹکے سے اپنی طرف کیا۔

اب کیوں ریں ریں کر رہی ہے جب میں پوچھ رہا تھا بیٹا کیا تم دل سے" راضی ہو تو کیسے شرما شرما کر سر ہلا رہی تھی!" وہ غصے سے بولا عرشیہ بوکھلا گئی دانیال نے ہنستے ہوئے بیٹے کو بازر کھا اور عرشیہ کے سامنے پیپرز کرتے ہوئے ہاتھوں میں پین تھما دی۔۔
اسکے جیسے ہی دستخط پیپرز پر ہوئے اپنے بھائی باپ کے مضبوط حصار میں ہو کر ہر طرف مبارکوں کا شور بلند ہو گیا۔۔۔

بہت بہت مبارک ہو یارے بڑا ہاتھ مارا ہے میں تو معصوم دیکھتا رہ" گیا۔۔"پاس بیٹھا زیاف سینے میں خوشی سے بھینچتے ہوئے کہا۔۔۔ صمصام نے مسکراتے ہوئے اسکے شکوہ کو نا سمجھتے ہوئے مبارک باد قبول کی۔۔

کوئی بات نہیں زیاف بھائی آپ میں دریاب بھائی ہم چھوہارے" کھا لیتے ہیں اس سے ہمارے چانس بھی بڑھ جائیں گے آنے والی عید پر ہمارا چاند اپنے ستاروں سے ہمارے آنگن میں ہو گا۔۔"صارم سے زیاف کا بجھا چہرہ نہیں دیکھا پایا اسنے حوصلہ دیتے کہا۔۔۔

ہیں؟؟؟؟"وہ جو ایکدم اداس کھڑا تھا ڈاکٹر کے دلاسے پر اسکی" آنکھیں پھیل گئیں

چھوہارے پر شادی اور بچے؟"اسکی آنکھیں حد تک پھیلی ہوئی" تھیں۔۔

تم تو بڑے پارسا تھے؟؟ آئی مین روشن چہرے والے کیسے اتنی جلدی" بوتھا بگاڑنے کا شوق چڑھا؟"صمصام نے طنزیہ پوچھا کیونکہ شادی کے موضوع پر وہ بدک جاتا تھا۔

بس کیا کروں تیرے جیسا شخص اگر صبح شام لعنتیں کھانے کیلئے" تیار ہے تو ہمارا اللہ خیر کرے گا۔۔"وہ معصوم مسکین صورت بنا کر بولا۔۔۔

اَستَغفِرُاللہ ہاہاہاہا۔۔"صارم کا سنتے ہی زوردار قہقہہ گونجا۔۔"
جبکہ صام اسے گھورنے لگا وہ آنکھیں پٹپٹا کر صارم کی طرف متوجہ ہوا۔۔
بتانا مولوی کیا کہہ رہا تھا چھوہارے کیسے کھانے ہیں صبح دودھ سے یا" نہار منہ؟ سونے سے پہلے وضو کر کے؟؟"اسکی بات سن کر ابکی بار صارم دریاب کا قہقہہ بلند تھا۔۔۔

اسے کسی حکیم کے پاس چھوڑ آؤ وہ کروائے گا اسکی شادی۔۔"دریاب نے" اسے مخلص مشورہ دیا پر اسنے بھی الٹا شارہ دیا جس سے ابکی بار صمصام کا قہقہہ بھی بلند تھا۔

دریاب شرم دلاتے اسکی گردن دبوچ لی۔۔

چھوڑیار مجھے مولوی کی نیت چھوہاروں پر ٹھیک نہیں لگ رہی اس سے پہلے وہ بڈھا ہڑپ لے ہمیں اپنا حصہ تو نکال لینا چاہیے۔۔" وہ سامنے مولوی کو چھوہاروں کی طرف متوجہ دیکھ کر دریاب کی گرفت میں تڑپ کر بولا۔۔

لگتا ہے تیرے نصیب میں چھوہارے بھی نہیں زیافے۔۔" دریاب نے ہنستے ہوئے کہا۔۔

چھوڑ کمینے۔۔۔" زیاف سخت مزاحمت سے اسکی گرفت سے آزاد کروا کر خود کو فوراً چھوہاروں کی طرف لپکا اور انکے دیکھتے ہی دیکھتے اپنی پینٹ کی جیبیں پوری بھر لیں۔۔

انکے زوردار قہقہے تھے جبکہ وہ مولوی کو ہکا بکا چھوڑ کر اپنی جیبیں مٹھیاں منہ بھر رہا تھا۔۔

تجھ سے زیادہ جلدی ہے معاف کرنا چاچا ساڈی ایج سانوں تنہا رہنے نا دیوے۔۔" وہ دکھ سے پنجابی کی ٹانگ توڑتا ہوا بولا۔۔

تو میرے پاس آجایا کر تیری تنہائی میں صارم مل کر الگ "
کریں گے کیوں صارم؟؟؟" دریاب نے قہقہ لگاتے ہوئے آہستہ کہہ دیا پر
زیاف جواب دینے سے قاصر تھا۔۔
وہ مولوی سے پہلے چھوہارے لوٹنا چاہتا تھا۔
دیکھنا صام تو نے ایک نکاح کیا ہے میں چار کروں گا۔" وہ چار "
چھوہارے ساتھ منہ ڈالتا ہوا بولا۔۔

بھائی پر زیادہ لالچ رکھنے والے کی ایک بھی نہیں ہوتی۔۔ یہ ایک اصول "
ہے چھوہارے کھانے والے کیلئے۔" صارم نے معصومیت سے زیاف
سے کہا اور خود بھی ساتھ اسکی جیب سے ایک نکال کر کھاتے
معصومیت سے اسے دیکھنے لگے جہاں گلے میں پھندا بن کر اٹک گئے
تھے جنہیں نا نگل سکتا تھا نا ہی اگل۔۔
ناکار یار میرے چار بیویوں کے چالیس بچے؟؟؟" اسکی صورت اپنے "
بچوں سے بچھڑنے پر رونے جیسی تھی پر اسکی حالت سے وہ قہقہہ لگا
رہے تھے۔۔

چالیس بچے یہ وڈیرہ لگتا ہے اپنی ہی پنچائیت لگائے گا ہاہاہا" دریاب نے "
ہنستے کہا۔۔
صمصام اپنے ڈیڈ کے ساتھ دوسرے لوگوں سے مل رہا تھا البتہ
زیاف ان دونوں کے چنگل میں بری طرح پھنسا تھا۔

کوئی حل نہیں اسکا میں نگل لوں اور مراد پوری ہو جائے اور کوئی "
نقصان بھی نا ہو؟" زیاف نے دکھ صدمے سے کہا

تو اداس مت ہو ایک حل ہے دریاب بھائی کے پاس۔" صارم "
نے اسکی پیٹھ تھپتھپا کر کہا۔
تو میں یہ نگل لوں چار؟" زیاف نے پوچھا۔"
نہیں یہ ابھی نہیں نگلنا جب بات سے اعتراف کر لو حامی "
بھر لو پھر کرنا ورنہ نقصان ہو گا۔۔
اور ہاں یہ اتنے دوسرے کیوں نکالے ہیں؟ کہیں چار کا چونا لگا کر چار کا
ٹیبل تو نہیں پڑھ رہے بیویوں پر؟" دریاب نے اسے آنکھیں دکھائیں
زیاف سٹپٹا گیا۔۔
صمصام کے علاوہ ان سے تو کبھی پالا ہی نہیں پڑا تھا۔۔

خدا خدا کر واتنی بیویوں کا کیا میں اچار ڈالوں گا وہ مجھے ہی چڑیلیں نوچ "
کر کھا جائیں۔ میں تو بس یہ روز صبح کھاؤں گا تا کہ اثر زیادہ ہو۔۔"
اسنے اپنا دماغ چلایا دریاب صارم نے بمشکل قہقہہ ضبط کیا۔

کہیں بھائی ایسا نا ہو چار کے ٹکر کی ایک مل جائے "صارم نے "
چھیڑا زیاف نے قہقہہ لگاتے ہوئے آمین کہا۔
یہ تو بہت زبردست بات ہوئی میری ساری توجہ ایک پہ "
ہو گی اور وہ بدلے میں مجھے میرے چالیس بچے مہیا کر دے گی۔۔" اسنے
ہنستے ڈھٹائی سے کہا۔۔
صارم دریاب نے اس خبیث روح کو دیکھا جو کہ کل تک صلواتی تھا
آج دوست کی شادی دیکھ کر اتاؤلا ہوئے جا رہا تھا۔

اسے چھوڑو اسے میں پہلی کی فرصت میں رکھوں گا تم لوگ مجھے "
حل بتاؤ!" اسنے بات بدلتے ہوئے کہا۔
دریاب نے کچھ چونکتے ہوئے اسے دیکھا۔۔
اس رات حیدر شاہ کے گھر میں جب دریاب اندر کی سمیت
اور صمصام بیک سائیڈ پر گیا تھا تب دریاب نے زیاف سمن

کو مسکراتے ہوئے گاڑی سے اترتے دیکھا تھا۔ اور اب اسکی معنی خیز باتوں سے وہ تھوڑا بہت اخذ کر چکا تھا۔

شاید دونوں پسند کرتے ہوں گے ایک دوسرے کو۔" اسے سوچ کر ہنسی کہ "سمن نے اس خبیث کو پسند کیا ہے ساری زندگی بیچاری روتی رہے گی اس نمونے کو پسند کرنے پہ۔۔

حل یہ ہے کہ تمہیں چالیس نکاح اٹینڈ کرنے پڑیں گے اور وہاں سے "چھوہارے لا کر ہم جیسے شدید کنواروں کو کھلانے ہوں گے۔" دریاب نے حل بتاتے جہاں زیاف کی حیرت سے پھٹی آنکھیں دیکھیں تھیں وہیں صارم کا قہقہہ بلند تھا۔

اَستَغفِرُاللہ پڑھیں دری بھائی آپکی تو شادی ہونے والی ہے میں چالیس" نکاح کے چھوہارے کھا کر وحشت سے پاگل نہیں ہونا چاہتا کہیں ایمرجنسی میں ایسی مل جائے مجھے ہی چھوہارا بنا کر نگل لے۔۔" صارم نے ہاتھ جوڑتے ہوئے جھرجھری لی۔۔

دریاب اسے ساتھ لگاتے ہنسا۔۔

ویسے وہ سب تو ہو جائے گا پر یہ شدید سنگل کیا ہوتا ہے؟"زیاف"
کیلئے یہ آسان تھا وہ اپنے ملازم پھیلا کر نکاح کا معلوم کروا کر بھی یہ
حل پورا کر لے۔۔۔

شدید سنگل!!!"دریاب نے ٹھنڈی آہ بھری صارم نے انہیں"
دیکھا جسنے دیکھنے پر اسنے آنکھ دبائی۔۔۔
صارم سرخ ہوتا انہیں پیٹھ پر پنچ مارتے ہوئے صائم زیدی کے بلانے پر
ایکسکیوز کر کے وہاں سے نکلا ورنہ کوئی کسر نہیں چھوڑنے والا تھا۔۔
دریاب خان موڈ میں جب ہوتے تھے تو انکی بے باکی سے وہ واقف
تھا۔۔
شس س کی معنی بڑی اوکھی ہے سنو گے تو کانوں سے دھویں نکل جائیں گے"
اسلئے رہنے دو ابھی بچے ہو۔"اسنے کہتے نظر انداز کرنا چاہا پر زیاف نے
انکے گردن میں بازو ڈالتے انکے قدم کے ساتھ قدم بڑھایا۔۔۔

جتنے دھویں آپ اس معنی سے نکالنے والے ہیں اتنے دھویں میرے روز"
کے حساب سے نکلتے ہیں اسلئے بتا دو بے فکر ہو کر تیرے بھائی کا
"سینا مضبوط کان بڑے ہیں۔۔

اسکے کہنے پر دریاب نے کندھے اچکاتے ہوئے اسکے کان میں جو سرگوشی کی اس پہ زیاف انکا چہرہ دیکھتا آس پاس کو دیکھنے لگا کہیں کسی نے سن تو نہیں لی۔۔

آپ تو بڑے بے شرم ہیں دری بھائی۔۔"اسنے شرم سے سرخ" ہوتے ہوئے کہا دریاب کا قہقہہ زوردار تھا وہ اسکی پشت تھپتھپا کر وہاں سے آگے بڑھا۔
زیاف پیچھے تو بہ پڑھنے لگا۔ دھویں کیا وہ تارے دکھا گیا تھا۔۔

اوئے کیا سوکھے منہ لیکر کھڑے ہو بھنگڑے ڈالو دو جوانوں کا نکاح ہوا" ہے۔۔"زیاف نے اچانک ہی ساتھ خاموش کھڑے اپنے ملازمین کو حکم دیا۔۔
اور سب مرد حضرات کے دیکھتے ہی اچانک خاموش کونے میں کھڑے ملازمین نے پاس رکھے سرخ سنہری کپڑوں سے ڈھکے ہوئے ڈھول باجے شہنائیوں سے اچانک کپڑے اٹھا کر انہیں

اٹھاتے ہوئے اپنی گردن میں انکی ڈوریاں ڈالیں اور دوسرے ہی لمحے فضا قہقہوں ڈھولک باجے شہنائی کی آوازوں سے گونج اٹھی۔۔

پردے کے اس پار خواتین اچانک ڈھول شہنائی پر حیران ہوئی جبکہ صارم زیاف ہارون صائم زیدی کے ساتھ سیف جنید بھی قہقہہ لگاتے ہوئے بھنگڑے ڈال رہے تھے۔۔

صمصام ساحل کے لبوں پر گہری مسکراہٹ تھی حیدر شاہ دانیال خان دریاب بھی مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔۔

دیکھ کیا رہا ہے آجا سالے صاحب ایسا تصور کر اپنا بر شیر" رخصت کر رہا ہے۔۔"صائم زیدی نے اچانک دانیال خان کو بھنگڑے میں کھینچ لیا حیدر شاہ تو ہارون کی پہنچ سے دور ہو گیا البتہ دریاب ساحل صمصام انکی لپیٹ میں آ گئے۔۔

شہنائیوں ڈھول کی دھم دھم کی سُروں سے فضا گونج اٹھی تھی خواتیں پرجوش تھیں یہ سب دیکھنے کیلئے پردے کی آڑ میں چھپ کر دیکھ

رہی تھیں اور آہستہ آہستہ قہقہہ لگاتی انہیں بتا رہیں تھیں کہ دولہے بھی بھنگڑے ڈال رہے ہیں۔۔

یہ اچانک بھنگڑے کا چھٹکارہ زیافہ کا تھا جسنے ماحول کی خوشگواریت کو چار چاند لگا دیئے تھے۔۔
جہاں وہ سب قہقہہ لگاتے بھنگڑے ڈالتے گلے بھی مل رہے تھے وہیں موویی میکر بڑی مہارت سے اپنی کارکردگی دکھا رہا تھا۔

اچانک ایک دوسرے کے اوپر نوٹوں کی بارش ہونے لگی اور یہ اتنا حسین مکمل منظر تھا خان ہاؤس کا کہ ہمیشہ یاد رہنے والا۔۔
البتہ عرشیہ چھپ چھپ کر سسک رہی تھی ایک وجود کیلئے اسکے پاس تو وہ نیکلس ہی نہیں تھا پورا جس کو چھو کر وہ اسکی موجودگی کو محسوس کر کے دعا حاصل کر سکے۔۔

کچھ بھی تھا وہ اسکا اپنا تھا وہ کیسے بھلا دے اسے۔۔
ناصرف وہ بے آواز رو رہی تھی بلکہ دانیال خان کی آنکھوں کے گوشے نم تھے
عائشہ کی آنکھیں ضبط سے سرخ۔۔

ماحول ڈھول شہنائی باجے سے بھاری ہونے لگا۔۔

وہ پھولوں کے پردے کے اوپر اڑتے ہوئے نوٹ دیکھتی لڑکیاں کھکھلاتی ہوئیں خوش ہو رہی تھیں۔۔
اس طرف اب خواتیں اپنی دلہنوں کے سر سے نوٹ وار رہی تھیں جس میں سمن توقیع آگے تھیں۔
انہیں ناچ گانے کا حکم نہیں تھا پر وہ خوش تھیں ایسے ہی انکی بھابھی جو انہیں مل گئیں تھیں۔۔

باذل کہاں ہے؟؟؟" توقیع اسے روتے ہوئے دیکھ چکی تھی اب اسکی" مسلسل غیر موجودگی پر حیران ہوئی۔۔
تھک گئی ہو گی اسلئے کسی روم میں ہو گی۔" حجاب نے اسکا گال چھو کر" کہا۔۔ البتہ پریشان خود بھی تھیں اسکے اچانک منظر سے غائب ہونے پر۔۔
چھوہارے بانٹ دیئے گئے جو کہ لڑکیوں نے بھی چھپ چھپ کر لے لیے۔۔
سمن نے تو بغیر جانے مٹھیاں بھر کر کھائے تھے البتہ توقیع جھینپ گئی اسنے عرشیہ کے زبردستی کھلانے پر کھایا ایک۔۔

ماما میں تھک گئی ہوں۔۔"روحا پسینے سے نم کب کی سر جھکائے"
بیٹھی تھی اسکی کمر گردن میں شدید درد کی لہریں اٹھ رہی تھیں اوپر
سے دل کی بڑھتی دھڑکنیں لرزتا وجود اب یہ سوچ سوچ کر جان نکل رہی
تھی کہ وہ اسکے نام ہو چکی تھی۔۔
وہ کل تک مس روحا تھی اور آج مسز روحا شاہ۔۔
جو کل تک اسے فاصلے پر دیکھتا تھا آج بھی کیا اسی فاصلے پر دیکھے گا؟؟؟
اسکی تو ڈیمانڈ یہی تھی کہ اسکی دھڑکنوں میں ادھم مچاتے جنون کو
قرار دے وہ۔۔ابھی تو اسکے میسجز آنے تھے ابھی تو وہ اسے مبارک دے گا۔
اس سے ملاقات کرے گا۔۔
کتنا مشکل ترین تھا یہ وقت۔۔اسے اپنے ماں باپ سے الگ ہونے کا
اتنا غم تھا اوپر سے اسکی شدت پسندگی جنون کی رمق الفت اسکا
دم گھٹ رہا تھا۔
اسکے برعکس عرشیہ پرسکون تھی کیونکہ وہ خود کو سپرد تو کر چکی تھی تو
اسے بھی اپنے ہی نام کر چکی تھی اسکے لئے یہی کافی تھا کہ وہ پابند نہیں ہوئی بلکہ
صمصام زیدی بھی اسکا پابند ہو چکا تھا۔
اور اسکے لئے یہی کافی تھی، وہ دبو نہیں تھی کہ صرف سوچے ہائے ربا میں
فلاں کے نام ہو گئی بلکہ وہ سوچ رہی تھی کہ اسنے صمصام زیدی کو اپنے نام کر دیا۔

ایسے ہی تو اسے شیرنی نہیں کہتے تھے اسکی زبان وقت پر تلوار ہو جاتی تھی جبکہ اپنے حق کی جنگ میں وہ مقابل کو نوچنے سے بھی دیر نہیں کرتی تھی۔
پہلی دلہن تھی جسے دکھ نہیں تھا سواء ماں باپ سے الگ ہونے ایک فرد کی کمی کے۔
چلو لے چلیں انہیں تھک گئی ہوں گی۔" تقویٰ بھی کھڑی ہو گئیں"
عائشہ نے سر ہلاتے ہوئے سہارا دیکر عرشیہ کو اٹھایا۔

اور حجاب زریش نے روحا کو۔ مہکار زیادہ سیڑھیاں چڑھ نہیں سکتی تھیں اسلئے زریش آگے تھی۔
ڈنر کا وقت ہو چکا ہے سب باہر لان میں چلیں۔"مہکار شاہ سمن"
انوشے توقیع نے انہیں لان میں لے جانے میں رہنمائی کی۔

مرد حضرات نکاح پڑھنے کے بعد مسجد روانہ ہو چکے تھے اور عورتیں ڈنر کیلئے لان میں آ چکی تھیں۔
بیک سائیڈ پر ابھی تک ڈھول شہنائیاں گونج رہی تھیں جو کہ رات دیر تک گونجنی تھیں۔۔

*****

وہ مٹھائی کا تھال اٹھا کر جیسے ہی کچن میں داخل ہوا سامنے سنک پر جھکی کر آنکھوں کو پانی کی چھینٹیں مارتے ہوئے وجود کو دیکھتے وہ ایک لمحے کیلئے ٹھٹھک گیا۔

آہٹ پر باذل نے بھی چونک کر سر اٹھایا اور نظروں کے سامنے کھڑے ڈاکٹر صارم زیدی کو دیکھ کر وہ بھی پل کیلئے چونکی تھی پر تب تک اسکی صورت کو دیکھتے صارم سنبھل چکا تھا بلکہ نگاہیں گھما کر اسنے وہ مٹھائی کا تھال کاؤنٹر پر رکھا اور خود وہاں سے جلدی پلٹا تاکہ یہاں سے نکل سکے۔

اسکی سرخ گرے آنکھوں میں ایک پل کیلئے دیکھنا کافی مشکل تھا، ایک ہوتا ہے حسن اور دوسرا ہوتا ہے حسن کے ساتھ نگاہوں کا قاتل وار۔۔

اسکا فن شاید وہ خوب جانتی تھی تبھی ایسے قاتل خونخوار نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

رکو!" اسنے ابھی دہلیز سے پار قدم نہیں اٹھائے تھے جبھی وہ غصے سے "
بولی۔۔
صارم کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے اسکے تحکم بھرے انداز پر۔۔ وہ اسکے ساتھ اکیلے یہاں رک کر کوئی تماشا نہیں بنانا چاہتا تھا۔ وہ تو بے وقوف تھی شاید اسلئے اسے کچن میں رات کے اس پہر ساتھ روک رہی تھی۔
وہ خاندان کی عورتوں کو جانتی نہیں تھی اگر دیکھ لیتیں تو جانے کیا کیا افواہیں پھیلا دیتیں۔ خار تو انہیں پہلے ہی تھے انکے امریکہ میں پلنے بڑے ہونے پر۔۔

میں نے تم سے کہا ہے سنائی نہیں دیتا بہرے ہو؟؟؟" وہ ایکدم "
غصے سے آگے بڑھتی اسکے قدم کو باہر جاتے دیکھ کر ہی مشعل ہو کر صارم کے بازو کو پکڑ کر جھٹکے سے اپنی سمیت گھمایا۔۔۔
کیا بدتمیزی ہے باذل شاہ پاگل تو نہیں ہو گئی کسی نے دیکھ لیا تو؟؟؟""
صارم سنبھل کر آہستہ آواز میں اس سے غصے میں بولا۔۔
اسکے احتیاط پر باذل ہنسی۔۔

پاگل تو تم ہو گئے ہو ہاہاہاہا آئینہ نہیں دیکھا کیا بیوقوف ہی ہو گا وہ جو سوچے گا"
باذل شاہ کا تم سے سین ہے ہاؤ فنی بلیک مین ہاہاہا۔" وہ اسکے کندھے پر
ہاتھ مار کر کھکھلاتی ہوئی بولی۔۔

صارم نے آہستہ سے اسکا ہاتھ کندھے سے جھٹکا اور رومال سے اپنا
کندھا اس جگہ سے صاف کیا۔
تمہارے ہاتھ لگنے سے بھی مجھے جب گھن آتی ہے تو تم کیا سوچتی ہو"
تمہاری جیسی لڑکی کے ساتھ میں چاہوں گا میرا سین
چلے۔۔؟؟؟" اسنے ناگواری سے اسے سر سے پاؤں تک دیکھتے ہوئے چبھتے
لہجے میں استہزائیہ کہا۔۔

اسکے لہجے میں چھپی تذلیل باذل شاہ کے وجود میں چنگاری بن کر
بھڑکی اسکا سانس ایک دم غصے سے پھول گیا۔
وہ اس سے گھن کھا رہا تھا جسکی ایک نظر کرم کیلئے لڑکے پاگل ہوا"
" کرتے تھے۔۔

میری جیسی لڑکی سے کیا مراد ہے؟؟؟؟" وہ غصے ضبط سے صارم زیدی" کو دیکھتی سرخ لہو آنکھوں سے بولی۔

مجھے کچھ کہنے کی ضرورت۔۔۔۔۔ اسکی ابھی بات منہ میں ہی تھی وہ آج" اس پر بھی گھر اوار کرنے کے موڈ میں تھا کہ ایکدم ہی باذل شاہ کے اقدام سے صارم زیدی کی ہستی پوری ہل گئی۔۔

باذل شاہ تمام فاصلے سمیٹ کر حدود کو اسکی اجازت بغیر توڑ کر تہس نہس کر دیا۔

اسکی بات پوری ہونے سے پہلے ہی ایکدم آگے بڑھتے ہوئے اپنا بازو گھما کر صارم زیدی کی گردن میں حائل کیا اور اپنی ہیل اسکے بوٹ پہ رکھتے ہوئے اسکے بے انتہا قریب ہو کر اسکی آنکھوں میں دیکھتے مسکرائی۔۔

وہ ایک انگلی کے فاصلے پر تھی اسکے۔۔ صارم اسکی سانسوں، اسکے بالوں کی خوشبو اسکے وجود کی خوشبو محسوس کر رہا تھا۔

پر اسکی دھڑکنوں کے ملن نے وہ فاصلہ رکھا ہی کب تھا

اسکی بھوری سرخ ہوتی آنکھوں میں اسنے اپنی بھیگی پلکوں والی سرخ گرے کانچ جیسی آنکھیں گاڑھیں۔۔

اسکی سانسیں آہستہ تھی جبکہ صارم زیدی کی گرم سانسوں پر وہ مسکرائی۔۔

"So look me in the eyes, Tell me what you see

Perfect paradise, Tearing at the seams

I wish i could escape it, I don't want to fake it

I wish i could erase it, Make your heart believe

But I'm a bad liar

Bad girl

Now you know

I'm a bad girl

Bad girl

Now you know

You're free to go...."

اسکی گردن پر ڈالی ہوئی خراش پر انگلی سے ملتے ہوئے اپنے ناخون رکھ کر اسنے اسے اپنے پاس کیا اور کان میں سرگوشی سے ساری لائنز دلکشی میں گنگنائی۔

مجھے چیلنگ مت کیا کرو بلیک مین! میں ایک پاگل سر پھری" لڑکی ہوں کچھ گھمنڈی تو کچھ گھمنڈ تورنے والی۔

"میرے نام میں ہی جنون چھپا ہے

وہ جتا کر کہتی ایکدم ہی انگلی کا فاصلہ مٹا کر اسکے چہرے پہ جھکی ساتھ ہی اپنے ہاتھ میں موجود موبائل سے کتنی ہی تصویریں کلک کر دیں۔۔۔

صارم زیدی ایک لڑکی کی اس حرکتِ جنون پر سن شاکڈ ہو گیا تھا بالکل۔۔

اس میں کوئی حس حرکت نا ہوئی وہ بالکل بت بن گیا اسکی حرکت پہ جبکہ باذل شاہ اسکے گال کو اپنے لبوں سے چھو کر گردن پر دوسری بار ناخون سے خراش ڈال کر تصاویر نکالتی ہوئی آہستہ سے اس سے الگ ہوئی۔۔

افف فائر مین!!!" وہ اسکی گرم سانسیں چہرے پر یاد کرتی اس "
سے دور ہوتی کھکھلائی اور بال جھٹکتی اسکی نظروں کے سامنے موبائل کی
اسکرین لہرائی۔۔

جہاں وہ دونوں ایک وجود ایک سانس بنے یوں دکھائی دے رہے تھے
جیسے آپس کے لمس میں مدہوش ہو چکے ہوں۔۔
پر اسنے صرف اسکے گال کو چھوا تھا اور تصویر منظر کا کچھ اور ہی رخ دکھا رہی
تھی۔ اسکا جھکنا ہی اسکے چہرے پر اس انداز میں تھا کہ سارے
بال صارم زیدی کے آگے آچکے تھے اور کیا دکھائی دیتا کسی کو۔۔
یوں ہی معلوم ہو رہا تھا کہ تنہائی دیکھتے وہ آپس میں مدہوش ہو کر
بہک گئے ہوں۔۔۔

میں تو ہوں ہی بری صارم سائیں۔۔"
پر تیری پارسائی کی تو باذل شاہ دھجیاں بکھیر دے گی ورنہ عزت
سے ساسوماں کو بھیجنا رشتہ لیکر ورنہ یہ رشتہ میں ہی قائم
کر دوں گی۔۔۔" اسکے گال کو پتھپتھا کر وہ اپنے سرخ ہونٹوں پر انگلی گھماتی اسے
آنکھ دبا کر وہاں سے ٹک ٹک کی آواز سے نکلتی ہوئی چلی گئی۔۔۔

پیچھے صارم چہرے پر اسکی سانسیں محسوس کرتا گہرا سانس بھر کر کاؤنٹر سے ٹیک لگا کر کھڑا ہوتا فرش کو گھورنے لگا۔۔

زندگی میں پہلی بار کسی نے صارم زیدی کو اتنی جرات دکھائی تھی وہ اپنے گال پر انگلی پھیرتا خالی دہلیز کو دیکھنے لگا۔۔

اسکی خوشبو اسکی دھڑکنیں اسکا لمس

"!!!بلیک میل!!!صارم سائیں۔۔۔۔"

بہت مہنگی پڑے گی تمہیں یہ جرات باذل شاہ"

ہو گی مردانگی کو للکارنا تمہاری ادا۔۔۔

"پر انجام دکھانا بھی صارم سائیں کا پسندیدہ کھیل ہے۔۔۔

وہ بڑبڑاتا ہوا وہاں سے نکلا۔۔۔

وہ ایک لڑکی ہو کر اسکی غیرت کو للکار گئی تھی، اس کے قریب آکر گھناؤنی حرکت انجام دیکر اپنی گھٹیا حرکت بھی دکھا کر گئی تصویریں لیکر۔۔اب یہیں تصویریں اسی پر بھاری پڑیں گے صارم زیدی کا خود سے وعدہ تھا۔۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

....★☆☆☆☆☆★....

ابھی دوپٹہ اتار کر سائیڈ رکھ لو پھر سکون سے لیٹو۔۔ آج رات "
یہیں ہیں ہم۔۔"روحا کی بسوری تکلیف تھکن سے صورت کو دیکھتے
حجاب نے آہستہ سے روحا کے سر سے دوپٹہ کی پنز نکال کر اٹھایا کافی
بھاری تھا انہوں نے سائیڈ رکھ دیا۔وہ جھینپ گئی۔۔
پتلے سے لبوں پر ڈیپ سرخ لپسٹک، اس پر جھومتا نتھلی کا سرخ موتی،
لمبی سیاہ گھنی شرم وحیا سے جھکی ہوئی پلکیں، آنکھوں پر خوبصورت آئی
شیڈوز، ماتھے پر مانگ پٹی جو کہ کانوں کے ایرنگز کے ساتھ جڑی ہوئی تھی،
مانگ پٹی کی ڈیزائن والے سفید سرخ موتی اسکی شبنم کے قطروں سے
نم پیشانی کو چوم رہے تھے۔گردن میں خاندانی اور شاہوں کی روایت کو
برقرار رکھتے ہوئے پہنے زیورات بھاری گردن میں کندن نگینوں
سونے کے ہار۔اسکے ہاتھوں پر مہندی کلائیوں میں بھری چوڑیاں انگلیوں
میں انگوٹھیاں، پاؤں میں بھاری پازیب۔۔

وہ سمپل سی رہنے والی لڑکی صرف نکاح میں ہی یوں سجا دی گئی تھی جیسے کسی پرستان کی شہزادی ہو۔۔ اسکا پور پور سجا ہوا تھا اسکی کمر پر بندھا ہوا کمر بند وہ حقیقت میں شاہو کی دلہن لگ رہی تھی۔۔

پر اب اپنے نازک سے وجود پر اتنا تشدد برداشت کرتے ہوئے وہ تھک چکی تھی۔ حجاب شاہ نے اسکا بھاری دوپٹہ الگ کر کے رکھا۔

سب آکر دیکھ گئے سب نے صدقے اتارے روحا کے کتنی تعریفیں ہوئی تھیں اسکی۔

روحا کو تو یقین نہیں آرہا تھا یہ وہی لوگ تھے جو کہ کل تک اسے رحم بھری نگاہوں سے دیکھتے ترس کھاتے تھے کبھی دو الفاظ تعریف اسنے نہیں سنی تھی سواء مریضہ بیچاری معصوم کمزور دم کی مریض کے علاوہ۔۔

پر روم میں آکر جو جو اسکا چہرہ گھونگٹ اٹھا کر دیکھتا گیا انکے منہ کھلتے گئے اور سب کے منہ سے ماشاءاللہ نکلتا گیا کتنا سراہ رہے تھے اسکی ماں کو، اسکے ڈیڈ کو انکی تربیت کیلئے۔

باذل بھی خاموش تھی شاید اپنی بہن کیلئے پر ناخوشی کا اظہار کر رہی تھی نا ہی غم کا اب تک تو چھپی ہوئی تھی اس سے۔۔

ماما مجھے یہ چینج کرنا ہے۔۔" اسنے آہستہ سے منمنا کر کہا حالانکہ کچھ دیر
پہلے انکے خاندان کی معزز خاتون کہہ کر گئی تھی جب تک
ساحل شاہ نا دیکھ لے تب تک اسے چینج نہیں کرنا۔۔ اس سے
ایک تو پیار بڑھے گا اور رخصتی کیلئے بھی اچھی امید ہو گی۔
روحا تو انکے اچھی امید کو تفصیل سے بیان کرنے سے سرخ ہو گئی
تھیں جو انہوں نے اسکی ماں مام آنٹی زریش کو بیٹھ کر بتائے تھے اسکا پور
پور سرخ تھا۔۔
اسکا دل چاہا وہ وہاں سے بھاگ جائے پر وہ نہیں بھاگ سکی پر
اب اسکی پوری کوشش تھی کہ وہ یہ سراپا بدل لے جو کہ دلہن کا سجا ہوا
تھا پر ایسا ممکن کہاں نظر آرہا تھا۔۔

"روحا بیٹا کچھ منٹ کیلئے ساحل کو۔۔۔۔۔"
ماما میری فیلنگز کو سمجھیں مجھے میں ابھی انہیں فیس کرنے کی ہمت"
نہیں ہے میں بلکل تھک چکی ہوں اور جیسا وہ آنٹی کہہ رہی تھی ویسا تو
بابلکل نہیں کرنا۔۔ پلیز ماما ٹرائی ٹو انڈرسٹینڈ!" وہ انکی بات بیچ میں روکتی
انکے ہاتھ اپنے سرد ہوتے ہاتھوں میں تھام کر منت بھرے لہجے
میں گویا ہوئی۔۔

اچھا اچھا تم ریلیکس رہو آرام کرو میں کرتی ہوں کچھ کہتی ہوں تمہاری" طبیعت ٹھیک نہیں۔۔"انہوں نے آہستہ سے اسے بیڈ پر لیٹا دیا۔۔۔

میں بال کھول دوں؟"روحا نے اپنی ماں سے اجازت مانگی کیونکہ ڈھیلا" بندھا جوڑا اسے الجھن میں مبتلا کر رہا تھا۔

حجاب شاہ نے گہرا سانس بھرتے ہوئے سر ہلایا۔۔
اوکے کھول دو، تم آرام کر لو کمر سیدھی کرو جب تک میں کھانا لاتی" ہوں تمہارا۔۔
پھر کھا کر آرام کرنا صبح چلیں گے گھر میں تمہاری مام نیچے والے روم میں ہیں باذل تمہارے ساتھ سوئے گی اور پاس والے روم میں عرشیہ بھی ہے۔۔"انہوں نے اسے حوصلہ دلانے کیلئے کہا اور روحا باذل کو اپنے ساتھ سونے کا سن کر بالکل پر سکون ہو گئی۔۔
اسکے اعصاب سے بھاری بھوج جیسے ہٹ گیا، وجود بالکل ہلکا پھلکا ہوتا محسوس ہوا۔ کچھ دیر پہلے یہاں رکنے کا سوچتے گھبراہٹ ہو رہی تھی پر اب وہ پر سکون ہو گئی۔

حجاب نے مسکراتے اسکے دونوں کربالوں سے پنیں نکالیں۔۔"میں یہ نکال دوں؟"انہوں نے گال چومے مانگ پٹی کا پوچھا۔۔

نہیں ماما مجھے رومانہ کو کچھ تصویر بھیجنی ہیں اسلئے میں تھوڑے آرام کے" بعد ایک دو تصویر لوں گی اور پھر خود اتار دوں گی آپ بس جلدی سے باذل کو بھیج دیں تاکہ وہ میری تصویر نکالے۔وہ مجھے اپنی یونی دوست کو دینی ہیں وہ نکاح پر نہیں آئی اسے بہت غصہ ہے میں نے اسے انوائیٹ نہیں کیا۔۔"اسنے آہستہ سے انہیں ساری بات بتائی۔۔

اوہ یہ تو بہت سیڈ ہوا ایک دوست بنائی اسے بھی انوائیٹ نہیں" کیا اسے بہت دکھ ہوگا۔۔
شادی پر ضرور انوائیٹ کرنا۔اوکے میں بھیجتی ہوں باذل کو تم اپنا خیال کرو کسی چیز کی ضرورت ہو تو یہ کال کرلینا۔۔"وہ اسکے گال تھپتھپا کر ماتھا چومتی ہوئی وہاں سے جانے لگی کہ معاً پیچھے روحا نے انہیں پکارا۔۔
جی بیٹا!!"حجاب نے مڑ کر بیٹی کو دیکھا۔۔"

باذل کو بھیج دیجئے گا!"وہ مسکراتی ہوئی بولی۔۔"

بالکل بھیج رہی ہوں تم آرام کرو شاباش پھر بعد میں فریش ہو کر " ڈنر کرنا۔۔" وہ بیٹی کے حسین چہرے کو دیکھتیں ہوئی بولیں اور دروازہ کھول کر وہاں سے چلی گئی۔

انکے جاتے ہی روحا نے ایک گہرا سانس بھرا بیڈ پر سیدھا لیٹ کر چھت پر لگے فانوس کے جھومر کو دیکھا جس سے سنہری نکلتی کرنیں پورے روم میں بکھری ہوئی تھیں۔۔

اسنے کروٹ بدلی "پتا نہیں کب آئے گی باذل!" اسنے ادھ کھلے دروازے کو دیکھا۔۔ڈرتا کہیں وہ دشمن جان نا آجائے۔۔

وہ لیٹ کر ٹائم گزارنے کیلئے اپنے نکاح کے لمحات یاد کیے۔ جنہیں سوچتے دھڑکنیں ابتر ہو گئی تھیں لب دبا کر اسنے سائیڈ ٹیبل سے موبائل اٹھا کر دیکھا جہاں اسکرین پر رومانہ کے کتنے میسج آچکے تھے اسے دیکھنے کیلئے وہ وقفے وقفے سے میسج کر رہی تھی۔۔

ساحل شاہ کو وہ دیکھ چکی تھی اور روحا کی قسمت پر رشک کر رہی تھی کہ کتنی خوش قسمت ہو جسے ساحل شاہ جیسا شخص ہم سفر کے روپ میں ملا ہے۔

ایسے ہمسفر کی آجکل لڑکیاں صرف خواب ہی دیکھتی ہیں۔
میسج کر کے اسے چند منٹ طلب کیے اور اسے کہا کہ وہ یارات کو بھیج دے گی یا کل پرسوں یونی آئی تو دکھا دے گی۔
اسکے چند ایک شکوے شکایت ناراضگی سے بھرے پیراگراف کو پڑھنے کے بعد وہ مسکراتی ہوئی واٹس اپ دیکھنے لگی جہاں اسکی فیملی میمبرز کے علاوہ رومانہ تھی اور توقیع عرشیہ سمن انوشہ باذل اور چند دوسری شاہ فیملی کی لڑکیاں تو کچھ خان سے کچھ زیدی کی لڑکیوں ساتھ ایک گروپ میں تھیں۔
وہ سرسری سی نظر ڈالتے ہوئے اسکرول کر کے نیچے آئی جہاں ان ناؤن نمبر آج بھی ویسا ہی پڑا ہوا تھا۔
روحا نے ایک نظر باہر دروازے کی سمیت دیکھا کوئی نہیں تھا اور باذل آنی تھی کچھ دیر میں تو اسنے بے فکر ہو کر واٹس اپ ڈی پی دیکھی جہاں سلیولیس شرٹ میں اپنے پھولے بازوؤں وسیع سینے سے مسکراتا ہوا کھڑا تھا کہیں اور دیکھ رہا تھا اور یوں لگ رہا تھا تصویر کسی نے بغیر آگاہ کیے لی ہوئی تھی۔۔
روحا نے ڈی پی پر کلک کر کے اسکرین پر اوپن کی۔ سرخ سپید رنگ سورج کی روشنی میں دہک اٹھی تھی، لبوں میں دبا سگریٹ آنکھیں

سکیڑی ہوئی تھیں اور اسکی نظروں کا رخ دوسری طرف تھا جس سے سورج کی کرنیں سیدھا اسکی آنکھوں کے گرے رنگ سے ٹکرا کر ایک عجیب سا رنگ بنا رہی تھیں لائیٹ کرسٹل جیسی آنکھیں تھیں اسکی تصویر میں۔۔

اسے دیکھتے روحا کی دھڑکنیں زیر ہوئیں۔
اسنے زوم کر کے اسکی آنکھوں کو دیکھا۔۔جیسے سفید کانچ لگا آنکھوں میں۔۔
جانے کیسے اسکے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔۔
اسے اپنے ڈیڈ کی باذل کی آنکھیں بے انتہا پسند تھیں اور اب سامنے وجود کی آنکھیں۔۔۔
کیا وہ میری پسندیدہ لسٹ میں شامل ہو گا؟؟"اسنے خود سے " سوال پوچھا۔۔
پر جواب ندارد۔۔۔وہ کوئی بھی فیصلہ کرنے سے قاصر تھی البتہ اب اسے یاد کرتے وجود میں سرد لہریں اٹھ رہی تھیں۔۔
کتنا بھاگے گی وہ اس سے؟؟؟"دھک دھک کرتے دل کے ساتھ " اسنے سوچا۔

اور آہستہ کانپتی انگلیوں کے ساتھ اسنے اسکا نمبر "شاہو" نام سے سیو کرلیا۔۔وہ اب اسے اپنے کانٹیکٹ لسٹ میں دیکھ رہی تھی اور دیکھتی ہلکہ سا مسکرائی کہ وہ اتنا حق اس سے لے گیا دیکھتے ہی دیکھتے۔۔۔
اسنے اسکے دیے ہوئے چند منٹ پہلے کے میسج پڑھے اور "طلب" لفظ کو دیکھتے کانوں کی لوح تک سرخ پڑ گئی۔۔

ہونٹوں پے ہونٹ رکھ کر"
اپنی سانسیں بھی کر دوں تجھ میں منتقل
"اس سے زیادہ تجھے کیسے پیار دوں؟

بوسۂ رخسار پر تکرار رہنے دیجیے
لیجیے یا دیجیے انکار رہنے دیجیے

توبہ!!" وہ شرم حیا سے سرخ ہوتی ایکدم سکرین موبائل کی تکیے سے لگا" کر آنکھیں میچ کر گہرے سانس بھرنے لگی۔۔
اسے اسکی سانسوں کی گرمائش یاد آئی ہڑبڑا کر آنکھیں کھولیں۔۔

بہت بد تمیز ہیں شاہو۔۔" وہ لرزتی انگلیوں سے ماتھے سے پسینہ "
صاف کرتی بڑبڑائی تبھی روم کی فضا میں ایکدم میسج ٹون بجی روحا گھبرا گئی
اور دیکھا تو اسی کا میسج تھا۔
دل کر رہا تھا دیکھو، وہ اکسا رہا تھا پر دماغ کہہ رہا تھا نہیں۔۔
اسنے ترچھی نظریں سر اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا ویسا ہی
تھا۔۔ گہرا سانس بھر کر اسنے دیکھا تو واقعی ہی اسکا ہی میسج تھا۔۔
اسنے ڈرتے ہوئے اسکے میسج کو اوپن کر کے دیکھا جہاں پہلا میسج ہی اب
"نکاح مبارک روحِ ساحل" تھا۔۔
وہ حیا سے سرخ مگین مسکراہٹ لبوں میں دبا کر اسنے دوسرے آئے
میسج کو دیکھنے لگی۔۔

"یوں تو تم سگریٹ پینے نہیں دیتی"
"جب طلب ہو پینے کی تو اپنے ہونٹ کیوں نہیں دیتی؟"

اسکا دل دھڑکا اور گھبرا کر اسنے اپنے لب آپس میں پیوست
کر لیے۔ جیسے ابھی اپنے پیغام پر عمل کر لے گا۔۔ اسکے پورے وجود میں
سرسراہٹ پھیل گئی۔

میں نے انہیں کب روکا ہے پی لیں!!" وہ بکھرے تنفس سے بولتی"
مزید دیکھنے کی خود میں ہمت ناپا کر اپنے خشک حلق ہونٹوں کو دیکھتے
اسنے لبوں پر زبان پھیری اور سیدھی ہو کر پانی پینے کیلئے کروٹ بدلی ہی تھی کہ
اچانک پاس بیٹھے وجود کو دیکھ کر اسکے منہ سے چیخ نکلتے نکلتے رکی۔۔۔

آہہہ۔۔؟؟؟؟؟" اسکے حلق سے پھنسی پھنسی آواز نکلی۔۔۔"
روکا نہیں تو تمنے دیے بھی تو نہیں پینے کیلئے۔۔" اسکی چیخ کو ہمیشہ کی "
طرح نظر انداز کرتا اسکے سیدھے ہونے پر دائیں بائیں تکیے پر ہاتھ رکھ کر کچھ
اس پر جھکتے گھمبیر لہجے میں گویا ہوا۔۔
بے قرار تڑپتی ہوئی پیاسی نظریں اسکے لبوں کو چھوتے موتی سے ہوتیں
اسکی آنکھوں اور چہرے کے سجے نقوش کا توائف کرنے لگیں۔۔
پورے سجے چہرے سے ہو کر اسکی خوف ہراس سے پھیلی آنکھوں
میں دیکھا۔
آآآپ ؟؟؟" روحا کی سانسیں پھولنے لگیں اسے اچانک ایکدم اپنے"
روم میں بے آواز پا کر وہ اٹھنے کی کوشش کرنے لگی پر وہ کیسے اٹھتی
باہر تو سب موجود تھے بھلا وہ کیسے آگیا اسکے روم تک۔۔

آپ کی جان۔" اسنے سوال پوچھا اور ساحل شاہ نے ہاتھ اٹھا کر" اسکے لبوں کو چھوتے ہوئے سرخ نتھلی کے موتی کو چھوا۔ اسکے اچانک چھونے سے وہ کانپ گئی اور ڈر کر دوپٹے کیلئے مچلی پر وہ ہاتھ بڑھا کر اس سے دور پھینک گیا۔

پپ پلیز!!!" اسکی آنکھیں میں نمی آ گئی۔۔"
وہ اسکی دلہن تھی یہ سوچ اسے ڈرانے لگی تھی۔۔ کتنا بڑا تھا وہ اس سے اور کیسے اس پر جھکا ہوا تھا۔۔ اسکے ارادے اسکی آنکھوں میں خمار دلکش مسکراہٹ فتح مندی اسے اپنے گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئیں۔۔

مم ماما باذل کہاں ہیں؟؟؟" اسنے ڈرتے ہوئے پوچھا۔۔"

مامی جان کو کیوں کہا تھا کہ مجھ سے نہیں ملنا؟؟؟" وہ اسکی "پلیز"" اسکی آنکھوں کی نمی وجود کی کپکپاہٹ کو نظر انداز کرتا اسکے ماتھے پر سجے مانگ پٹی کے موتیوں کی انگلی سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگا۔۔

روحانے اپنے سامنے پاس بیٹھے وجود کو دیکھا جو کہ اچانک آکر بیٹھ گیا تھا وہ کب آیا کیسے آیا اسے معلوم نا ہو سکا۔

پر اب اسکی قربت سے اسکے پسینے چھوٹ گئے تھے۔ وہ یہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی اور ساتھ یہی دعا مانگ رہی تھی باذل آجائے۔۔۔

اسے اسکی کچھ دیر پہلے کی دیکھی گرے کانچ جیسی آنکھیں یاد آئیں اسکا چوڑا سینا پھولے بازو۔۔

سانس روکے اسکے تیز کلون کی خوشبو پہ اسکی آنکھوں میں دیکھنے کی جرات کیے بغیر وہ اسکی کھڑی مغرور ناک کو دیکھتی اسکی سیاہ گھنی مونچھوں کو دیکھنے لگی۔ اسے اپنے چہرے پر انکی چبھن محسوس ہوئی وہ سمٹ گئی خود میں ہی۔۔

اسکے عنابی بھرے لب جو کہ ہمہ وقت سگریٹ کے عادی تھے اب انکی طلب سے وہ انجان نہیں تھی، پر وہ خود میں اتنی ہمت سوچنے کی۔۔۔ وہ بے جان ہو جاتی۔۔

تازہ کی ہوئی شیو چوڑے مضبوط کندھے سفید کلف دار کڑکڑاتے ہوئے سندھی سوٹ میں ملبوس تھا، اجرک پیسوں کے ہار جو کہ دوستوں عزیزوں نے صمصام اسے پہنائے تھے اجرک ماں کو دی تھی

اور پیسوں کے ہار سارے سمن اور یہاں آتے ہوئے ٹکراتی باذل کو پہنا کر گھما دیا تھا اسکا راستہ۔۔

حجاب شاہ نے اس سے کہا تھا کہ اسکی بیٹی کی طبیعت ابھی ٹھیک نہیں ابھی وہ اس سے نہیں مل سکتی کل مل لینا۔۔
پر آگے وہ بھی ساحل شاہ تھا جس طرح توقیع سمن کو اشارہ دیکر باذل کے ساتھ لگایا تھا وہیں اپنی مامی جان کو بھی حصار میں لیکر منا چکا تھا کہ وہ صرف دیکھے گا اپنی بیوی کو بغیر شرارت کیے واپس آجائے گا۔۔
وہ انہیں پریشان دیکھ کر بے فکر کر آیا تھا پر یہاں آکر اسے گم اپنے میسجز پڑھتے دیکھ کر وہ مسکرا دیا۔۔
کہیں سے بھی تو بیمار نہیں لگ رہی تھی محترمہ،، اس سے بچنے کے بہانے تھے پر آگے اسے نہیں معلوم تھا کس سے ٹکرائی ہے وہ۔۔۔

سامنے بیٹھے وجود کی نگاہوں کی تپش مسلسل خود پر دیکھ کر روحا کے ہاتھ نم ہو گئے وہ مٹھیاں بھینچ کر جھجھکے ہوئے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھنے لگی۔۔

ایی۔۔۔"ان کانچ سی گرے آنکھوں کو خود پر ٹکا دیکھ کر اسکے منہ سے عجیب آواز" نکلی اور اسنے ساتھ ہی ڈر سے آنکھیں میچ لیں۔۔

جواب دو!!"وہ روعب سے بولا"

البتہ اسکی حرکت پر لب متبسم ہوئے۔۔

مم میں تھ تھک گئی تھی۔۔"اسنے اٹھل پتھل دھڑکنوں بگڑے" تنفس سے کہا۔

تو مجھے بلا لیتی تھکن تو مجھے بھی ہے۔۔کیا میں نے انکار کیا تم سے ملنے" سے؟"وہ اس کی گردن پر انگلی گھماتے ہوئے اسکے نیکلس کو چھونے لگا۔۔۔

روحا کی پلکیں تیزی سے لرزنے لگیں وہ بے بس خشک ہوتے لبوں پر زبان پھیرنے لگی پر اسکی زبان سیدھے اس شریر موتی سے ٹکرائی اور اس منظر پر وہ خاموش ہو کر اسے دیکھنے لگا۔۔

روحا نے سانسیں بھرتے ہوئے ذرا سی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔کچھ دیر پہلے جو جھکا ہوا تھا اب سیدھا بیٹھا لبوں میں سگریٹ دباتا ہوا اسے دیکھ رہا تھا۔۔

آآآپ جائیں پپ پلیز۔۔۔"وہ گہرے سانس بھرنے لگی" اسنے دروازے کی سمیت دیکھا جو کہ لاکڈ کر آیا تھا وہ۔۔

روحا کا چہرہ زرد پڑ گیا۔۔ "بابا ذل آنے والی ہو گی۔۔" اسنے منت کی۔۔
اگر وہ یونہی اسے دیکھتا ایک سیکنڈ مزید بیٹھا روحا کو لگ رہا تھا وہ سانسیں بھرتے بھرتے سانس چھوڑ دے گی۔ اسکے کلون کی خوشبو شخصیت کا طلسم روعب اسکی جان لے رہا تھا۔۔
وہ بے رحم تھا پہلے بھی اور آج بھی۔۔ جب وہ اسکا سامنا نہیں کر سکتی تو کیسے وہ اسے برداشت کرے اس طرح جس کی تمنا طلب وہ کر آیا تھا۔۔
وہ نہیں آئے گی!" اسنے سنجیدگی سے کہا۔۔"
روحا کا دم اسکے سگریٹ سے گھٹنے لگا۔۔ جانے کیسے جرات آئی اس میں جانے کس ہمت حوصلے سے کس طرح اسنے ایکدم اٹھ کر اسکے منہ سے سگریٹ نکال لیا اور سائیڈ ٹیبل پر مسل دیا۔۔
پپ پلیز یہاں تت تو مت پئیں میرا دم گھٹ رہا ہے۔۔" وہ" التجائیہ کہتی اپنے آنسوں چھپانے لگی کہ موت کے ڈر سے اس نے یہ ہمت اچانک انجام دے دی۔۔
ساحل نے نظریں ملے ہوئے سگریٹ پہ ڈال کر اپنے سامنے اٹھ کر بیٹھی سرخ لباس زیورات کھلے بالوں والی اپنی دلہن کو دیکھا۔۔ جو پہلے قیامت تھی پر اب سیاہ گھنے بال کھول کر اسے پاگل بنا رہی تھی۔۔

اگر یہ سانسیں میں لے لوں تو؟؟؟" اسنے معنی خیز لہجے میں"
کہتے اسکے بالوں میں ہاتھ پھنسایا۔
روحا ڈر گئی "پلیز مم م مجھے ڈڈر لگتا ہے۔" اسنے التجا کی۔۔اور سر
جھٹک کر اپنے بالوں سے اسکا ہاتھ نکالنا چاہا پر وہ ناکام ہوئی۔۔
کس سے؟؟؟" وہ مسکراتا ہوا پوچھنے لگا۔۔اور روحا نے آنکھیں میچ کر سر"
جھکا لیا۔
وہ اس سے کیا کہتی وہ نہیں آ سکتی اسکے اتنے قریب۔۔پر ابھی وہ
مزید کچھ کہتی کہ اپنے بالوں میں اسکی انگلیوں کی سرسراہٹ
محسوس ہوئی۔۔
جس طرح اسنے مضبوط انگلیوں کی سرسراہٹ بالوں میں شروع
کی تھی ویسے ہی روحا کو اپنے پور پور میں سرد لہریں اٹھتی محسوس
ہوئیں۔۔اسنے اپنی آنکھیں سختی سے میچ لیں اور نچلے لب کو دانتوں میں دبا
دیا۔۔
ساحل نے اسکے زرد رنگت سے آہستہ آہستہ سرخ ہوتے چہرے کو
دیکھتے اپنا انگوٹھا اسکے گال پر سہلایا۔۔

م مم ماما بلا رہی ہہ ہے۔۔۔"اسنے ہکلاتے خشک حلق کو تر کرتے"
پھڑ پھڑا کر وہاں سے بھاگنا چاہا۔۔وہ جانتی تھی آہستہ آہستہ سارے
فاصلے مٹا دے گا۔۔
اور وہ کر بھی یہی رہا تھا پہلے بال پھر گال۔۔۔
ماما سے زیادہ ضروری یہ وقت ہے۔۔۔"اسنے برقی رفتاری سے اپنا بازو"
اسکی نازک کمر میں ڈال کر اسکی بیڈ سے دوسری طرف اتر
کر بھاگنے کی کوشش کو ناکام کر دیا۔۔

پلیز ش شاہو۔۔۔"اسکا لہجہ رونے والا ہو گیا۔۔"
جانِ شاہو!ڈر کیوں رہی ہو؟؟؟"اسنے آہستہ سے اسکی کمر سہلاتے"
ہوئے آگے بڑھ کر اسکی پیشانی پر پہلی مہر ثبت کی۔۔

میری زندگی میں آنے کیلئے بہت شکریہ!"اسنے کہنے کے"
ساتھ اسکے بالوں سے ہاتھ نکال کر اسکی کمر سے کمر بند کو کھولا۔۔
روحانے سرخ تپتے چہرے کے ساتھ سمٹ کر اسکی قمیض کو مٹھیوں
میں دبوچ لیا۔۔اور ساحل مسکراتا اسے خاموش سانسیں
بھرتے دیکھتا کمر بند کو کھول کر سائیڈ ٹیبل پر رکھتے اسکے سر

پہ بوسہ دیا جس کے ساتھ روحا نے اپنا چہرہ بھی اسکے سینے میں چھپا لیا۔۔

اسے اپنے وجود سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی جانے وہ کیا کرنے کے ارادے رکھتا تھا۔۔ اسکے سینے کی دھک دھک روحا کو اپنے جسم وجان میں منتقل ہوتی معلوم ہوئیں۔

ساحل نے اسکے سر ٹکانے پر بالوں پر لب رکھتے لرزتے کمزور وجود کو بازو کا سہارا دیا اور اسکے گھنے بالوں کو آہستہ سے ایک سائیڈ کر لیا روحا نے اسکی انگلیوں کے لمس پر سسک کر اپنے ہاتھ اسکے چوڑے سینے پر پھیلا کر پشت پر لے گئی اور شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچا۔

بال سائیڈ کرتے اسکی سفید بے داغ شفاف گردن کو دیکھا اور انگلی اسکی گردن کی پشت پر پھیرتے شرارت کی۔۔

ساحل۔۔۔!!!" وہ کانپ کر حلق تر کرتی اسکے وجود میں بالکل چھپ " گئی۔ اسکی آنکھیں بند اور منہ کھلا ہوا تھا سانسیں کھینچنے کیلئے۔۔۔

ککک کیا کر رہے ہیں؟؟؟" وہ کسمسائی اسکی انگلیوں کے پوروں کے لمس " سے۔۔

محبت سے چھو رہا ہوں۔" وہ جھک کر اسکے کان میں سرگوشی سے گویا ہوا"
روحا سرخ پڑ گئی اور اسکی انگلیوں یونہی اسکی گردن کو محسوس کرتیں جو کہ
اب گلے میں پہنے نیکلس کے ہیک کھولنے لگیں۔۔
روحا نے اپنے دانت اسکے سینے میں گاڑتے ہوئے شرٹ کو دانتوں
میں دبوچ لیا۔
جس طرح سے میرے وجود میں سمٹ رہی ہو مجھے لگتا ہے آج"
یہیں سارے فاصلے سمیٹ لیے جائیں گے۔" اسکی نازک گردن
سے زیورات کو جیسے ہی آزادی بخشی سیدھے روحا کی گود میں گرے اسکی
دھڑکنوں کو بغیر کسی رکاوٹ کے محسوس کرتا سرگوشی میں بولا۔۔
روحا نے تڑپ کر تیزی سے نفی میں سر ہلایا اور ہراساں ہو کر اس
سے الگ ہونے لگی۔۔ پر اسکی صورت دیکھتے ساحل شاہ کا قہقہہ
زوردار تھا۔۔
تمہیں کیا لگتا ہے ہمارے اتنے حسین جذبات میں ان وقتی"
!لوگوں کے بخشے لمحات کے نذر کروں گا؟ ہرگز نہیں
پوری ساحل شاہ کی بن کر پاس آؤ گی تب سارے حساب لوں
گا۔" وہ اسکا ڈر کم کرنے لگا اور روحا نے بھی سرخ ہوتے مزاحمت
ترک کر دی۔۔

پر اگلے لمحے پیچھے گردن پر اسکی چبھتی مونچھوں گرم دہکتی سانسوں کے ساتھ نرم گرم ہونٹوں کا لمس پا کر وہ مچل اٹھی پر اس بار وہ ذرا سی مزاحمت بھی نا کر پائی اسکے سامنے۔۔

وہ اسکی کمر میں سختی سے بازو ڈالے اسے اپنے سینے میں بھینچے اسکی گردن کو لبوں سے چھوتے ہوئے اپنے لب سیراب کر رہا تھا۔۔

مسلسل اسکے بوسوں سے وہ تڑپنے لگی۔۔پر وہ رکے بغیر اسکے شولڈر پر آتے اپنی ناک اسکی گردن میں سہلانے لگا۔۔

"شاہ۔۔۔!!!"وہ اسکی بے حسی پر تڑپ کر التجا کرتی سیدھا بیڈ پر لیٹ کر گہرے سانس بھرتی اسے نم آنکھوں سے دیکھنے لگی۔۔۔

"جانِ شاہ!!!"وہ خمار بھرے لہجے میں اسے جواب دیتا اسکے یوں الگ ہونے پر مسکراتا ہوا خود اس پہ جھک آیا۔۔روحا نے اپنے کانوں سے ایر نگز ماتھے سے مانگ پٹی کو اترتے محسوس کیا اور آنکھیں موندتے ہوئے تکیے کو مٹھیوں میں بھینچ لیا۔۔

اسکا دل ڈوب رہا تھا وہ بند آنکھوں سے پڑی سانسیں کھینچ رہی تھی۔۔پر اسکے ہونٹوں کا لمس اسکا وجود بے جان کرتا آنکھوں کے سامنے اندھیرہ پھیلا گیا۔۔

ساحل نے اسکے سراپے پر ایک نظر ڈالی اور مانگ پٹی ایرنگ کو سائیڈ ٹیبل پر رکھتے اسکی کلائیوں میں بھری ہوئی چوڑیوں کو دیکھ کر اسکی پیشانی پر ہونٹ رکھے۔۔

روحا نے اپنا لرزتا ہوا ہاتھ اسکی گردن میں ڈالا اور ساحل نے مسکراتے ہوئے اسکی چوڑیوں سے بھری کلائیوں کو پکڑ کر بیڈ سے لگاتے اسے دیکھا۔۔وہ پسینے سے نم ویسی ہی سانسیں کھینچتی آنکھیں موندیں پڑی تھی۔۔

ساحل مسکراتا ہوا اسکے کانوں کی لو کو لبوں سے چھوتے اسکے وجود میں کرنٹ جیسی لہریں دوڑا دیں۔

ماما آجائیں گی۔۔"وہ اسے دیکھنے سے پرہیز کرتی منمنا کر بولی۔۔وہ اس پر" جھکا کسی گھنے پھیلے بادل کی طرح تھا جو کہ پیاسا پورے ساحل کو اپنی لپیٹ میں لیکر آج روحا شاہ پر برس رہا تھا اور نا چاہتے ہوئے بھی وہ مزاحمت کرنے سے قاصر تھی۔۔۔

نہیں آئیں گی ریلیکس۔۔"اسکے گال کو سہلا کر بہلایا۔۔اور اسکے بالوں کو" تکیے پر ڈالتے ہوئے اسکے شانوں کو اسکے بھوج سے آزاد کرتے وہ اسکی نتھلی کو

موتی کو دیکھتے مسکرایا اور اسکے لبوں پر رکھے موتی کو جھک کر اپنے لبوں سے چھوا۔۔

ساحل!!" وہ تڑپ کر اٹھنے لگی پر اسکے بھوج تلے دب گئی۔۔"

اسنے جھک کر اسکے دونوں کانوں کو چوم کر اسکی حالت غیر کر دی۔۔

معاً کانوں پر اسکی مونچھوں کی چبھن پر وہ سمٹ کر شرمگین مسکراہٹ سے مسکرائی۔۔

آہستہ سے اپنے نچلے لب کو اٹھا کر اوپری ہونٹ پر رکھے نتھلی کے موتی کو اپنے قید میں لیکر وہ اسکی گردن پر جارتوں سے سانسیں بھرنے لگی۔۔

اسکا کمزور سا وجود اسکے لمس کی تپش سے تپ اٹھا تھا ماتھے پر پسینا، دھڑکن پور پور میں گونج رہی تھی۔

اسنے کمر میں بازو حائل کر کے اسے تھوڑا اوپر کیا روحانے کلائیاں آزاد ہوتی محسوس کر کے اپنے دونوں بازوؤں کو اسکی گردن میں باندھ لیا۔۔

ساحل نے ہاتھ بھر کے فاصلے پر اسکے چہرے کو دیکھتے اسکی پشت پر ہاتھ ڈال کر آہستہ سے زیپ کو جھٹکے سے نیچے کھینچ لیا۔۔۔

شاہو۔۔!!!!" وہ تڑپ کر مدھم چیخی اسکے شانوں کو خود سے دور دھکیلنے لگی۔۔ پر اتنا آسان کہاں تھا اسے خود سے دور کرنا۔۔

اسکی آنکھیں ساحل شاہ کی اچانک حرکت سے پوری وا ہو گئیں اور پھیلی سہمی سرخ آنکھوں سے اسکی گرے آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔۔

کچھ نہیں ہو رہا ریلیکس رہو!!" اسکی ناک سے ناک ملا کر گہرا سانس کھینچتے اسنے اسے مارنے میں کوئی کسر باقی نا چھوڑی۔۔

پشت پر اسکی رینگتی ہوئی انگلیاں سینے میں دھڑکتا اسکا دل۔۔ ابھی کچھ باقی تھا کیا؟؟؟ اسے خوف ہونے لگا اگر کوئی آ گیا تو؟؟ پر وہ تو اس خوف سے بھی آزاد تھا۔۔

جب تمہارا آج پور پور میرے نام ہونے کیلئے سجایا گیا ہے تو لازم ہے" "اس سجے پور پور پہ ساحل شاہ کی مہر لگے

اسنے کہتے آہستہ سے اسکے شولڈرز سے اسکی لہنگے کی شارٹ شرٹ کو نیچے کھسکایا۔۔ روحا کے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئیں۔ وہ اسکے چہرے کو دیکھنے لگی ساحل بھی اسکی آنکھوں میں مسکراتا ہوا دیکھ رہا تھا۔

اسنے شہ رگ پر انگوٹھا رکھ کر سہلایا وہ لب دانتوں میں دبا کر اسکے شولڈرز کو مٹھیوں میں دبوچنے کی کوشش کرنے لگی۔۔

اور وہ اسے دیکھتا اسکی سیاہ بھیگتی آنکھیں دونوں لبوں سے چوم کر اسکے گالوں کو لبوں سے چھونے لگا۔۔ وہ بیڈ پر پڑی ہونے کے باوجود کانپنے لگی تھی جسے دیکھتے ہوئے وہ اسکی شہ رگ پر جھکتے اسکی کمر میں بازو ڈال کر اسے اپنی سمیت کھینچ گیا۔۔

وہ جب اپنی گھنی مونچھوں تلے لبوں سے اسکی شہ رگ سے ہوتا ہوا اسکے شولڈرز پر آیا اور انہیں ہونٹوں سے چھونے لگا کہ اچانک وہ تڑپنے لگی۔۔

سس سس ساحل۔۔۔ شش شاہ" اسنے ایک نام بھی ٹوٹ کر ادا" کیا اور اپنی بند ہوتی سانسوں کو کھینچنے لگی۔۔

ساحل نے اسکی حالت کو دیکھتے اسکے ہونٹوں پر آئے نتھیلی کے موتی کو لبوں میں تھام کر دور کیا اور اب اپنے کھلتے بند ہوتے ہونٹوں کے دیکھتے مسکرایا۔۔

سانسیں چاہیے تمہیں؟" وہ اس سے پوچھنے لگا۔۔"

ان انن انہیلر!!!" وہ توڑ توڑ کر بولنے لگی اور اپنے ہاتھ ٹیبل کی طرف "
بڑھانے چاہے۔۔
وہ یہاں نہیں ہے" اسنے آرام سے آس پاس دیکھتے ہوئے اسے بتایا۔۔"
روحا کی جان آدھی ہو گئی۔۔وہ رونے لگی بری طرح آج اسنے دیکھا بھی
نہیں تھا انہیلر کو پاس۔۔۔

اب؟؟؟؟" وہ جھک کر اسکی نتھ پر لب رکھتا اسکی گردن میں "
منہ چھپا کر گہرے جنونی انداز میں سانسیں بھرتے ہوئے اسکی
جان نکال دی۔۔
روحا اسکے بالوں کو مٹھیوں میں پکڑ کر خود سے دور کرنے کی کمزور سی
حرکت کرنے لگی۔ پر وہ اپنے پاؤں شوز کی قید سے آزاد کرواتا ہوا اس پر
پوری طرح جھک کر سایہ بن گیا۔۔
وہ مزید بہکتا اسکی شرٹ کو کھسکانے لگا نیچے پر روحا نے اسکے
ارادے بھانپ کر ایکدم ہی مضبوطی سے تھام کر سرخ مخمور نظروں
سے اسے دیکھا۔
ساحل نے بھی بے تاب نظروں سے اسے دیکھا اور اسکے نفی میں
ہلتے سر کو دیکھ کر اپنے لب دھک دھک تیز پھڑ پھڑاتے ہوئے

اسکے دل کے مقام پر رکھ کر اسکی بچی کچی سانسوں کو بھی مٹھی میں دبوچ لیا۔

ساحل نہیں پلیز!!!" وہ تڑپ کر گہرا سانس کھینچنے لگی۔۔۔"

جانِ ساحل حکم۔۔؟؟؟" وہ اسکے پور پور پر اپنے لب رکھتا اسکے" خدوخال کو لبوں سے چھو کر اسکی حالت مسلسل غیر کیے دے رہا تھا۔۔

روحا کو لگا اگر اسنے سانسیں نہیں لیں تو وہ مر جائے گی۔ اتنی حالت اسکی جان بوجھ کر بگاڑ چکا تھا۔۔

مم میرا انہیل انہیلر؟؟؟؟" اسنے آنکھیں میچتے ہوئے پوچھا۔۔"

تم حکم کرو تمہیں سانسیں دوں!" اسکے کہنے پر روحا نے اپنے ہاتھ" اسکے بالوں میں الجھا کر اسے اپنی طرف بلانے کی چھوٹی سی کوشش کی۔۔ وہ اشارہ سمجھتا ہوا اسکی نازک پتلی سی کمر پر اپنے لب رکھتے اسکی سمیت آگیا۔۔

وہ بند آنکھوں سے پڑی تھی محض سانسوں کو کیلئے روتی تڑپنے لگی۔۔ وہ اسکی گرم دہکتی سانسوں سے پور پور کانپ رہی تھی۔۔ اسنے صرف اس سے فرمائش کی تھی زیورات اتارنے اور ایک ملاقات کی۔۔

پر اسنے اسکی جان حقیقت میں نکال دی تھی، جانے کیوں دی اسکی ماما نے اجازت حالاں کہ وہ انکار کر چکی تھی۔
پر اب کیا فائدہ جب وہ اسکے پور پور کو اپنے لبوں سے سیراب کر چکا تھا۔

تکلیف ہو رہی ہے؟؟؟" اسے روتے دیکھ کر پوچھا"
اور روحا اسکی بھاری گھمبیر آواز پر سر ہلا گئی۔۔

تو اجازت ہے تمہیں سانسوں دوں؟ یا تم خود مجھ سے لے لو!" وہ اسکے "
بالوں کو سہلاتے ہوئے بولا۔
روحا نے بھاری بھوج تلے جھکی پلکوں کو مشکل سے اٹھا کر بے بسی سے اسے دیکھا۔۔ اور پھر اسکے ہونٹوں کو۔۔۔۔
اا ان سے نہیں ہو گا۔۔۔" وہ روتی ہوئی بولی۔۔ اسے سینے میں تکلیف ہونے "
لگی تھی بری ٹیسیں اٹھ رہی تھیں وجود میں۔۔

ہو جائیں گی یقین کرو اپنے شاہو پر روحِ ساحل!" وہ محبت پاش لہجے "
میں بولا روحا نے اسے بھیگی دھندلی نظروں سے دیکھا۔

ککک کیسے؟؟"وہ حیران ہوتی پوچھنے لگی"

جیسے انہیلر سے سانس کھینچتی ہو ویسے ہی مجھ میں کھینچو۔۔"وہ اسکے کان" میں سرگوشی سے بولتا اسکی کان کی لو کو لبوں میں دبا کر انگلیوں سے سہلانے لگا۔۔

میری طلب کو پورا کر دو اور اپنی ضرورت کی سانسیں مجھ سے لے لو۔۔۔""" وہ کان پہ لب رکھ کر بولا اور انہیں ہونٹوں سے سرکتے ہوئے اسکی گردن سے ہوتے لبوں کے پاس آگیا۔۔۔

وہ اسکی گردن میں ناخون گاڑھ کر اسکی چہرے کے قریب سانسوں کو محسوس کرتی انہیں اپنے اندر کھینچنے لگی پر اسکی سانسیں لوٹانے کیلئے ناکام ثابت ہوا۔۔
پھر؟؟؟"وہ بے بسی بیچارگی سے بولتی اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگی۔۔" پر اس بار ساحل شاہ نے کوئی جواب نہیں دیا محض اسکے چہرے کو دیکھنے لگا۔۔اور روحا بھی اسکی سانسیں تو محسوس کر رہی تھی پر اسے خاموش بے حس و حرکت دیکھتے آہستہ سے پلکیں اٹھائیں۔۔

پر نظریں جیسے ہی گرے خمار آلودہ آنکھوں سے ٹکرائیں روحا نے کچھ نا سوچتے ایکدم خود ہی سارے فاصلے سمیٹ کر اپنے ہونٹوں کو اسکے عنابی لبوں سے اچانک ہی جوڑ دیے۔۔

اس اچانک افتاد پر ساحل کچھ سمجھ نا پایا پر جب اپنے ہونٹوں سے جڑی ہوئی نرم گلاب کی پتیوں کو محسوس کیا گہری مسکراہٹ اسکے لبوں پر چھا گئی۔۔
اسے پھر بھی یقین نہیں آیا جس پر اسنے آہستہ سے ان پتیوں کو محسوس کیا اپنے ہونٹوں سے۔۔ اور وہ حقیقت میں موت کے ڈر سے اس سے ہونٹ ملا کر سانسیں کھینچ رہی تھی۔۔
ساحل نے متبسم نظروں سے اسکی بند آنکھوں کو دیکھا اور ایک ہاتھ اسکے بالوں میں پھنسا کر دوسرے بازو کو اسکی کمر کے گرد حائل کر کے اسکے نازک سے وجود کو فضا میں بند اٹھاتے ہوئے کروٹ بدلی۔۔۔
اگلے لمحے منظر کچھ یوں تھا کہ وہ اسکی سانسیں اپنے سینے میں اتارتی ہوئی اسکے سینے پر تھی جبکہ ساحل شاہ بیڈ پر سیدھا پڑا تھا اور روحا اسکے اوپر۔۔۔۔

اسنے ہاتھ بڑھا کر روم کی لائیٹ کو آف کرتے روم کی فضا میں گہرا اندھیرا بکھیر دیا۔۔

اس گہرے اندھیرے میں روحا کا نازک وجود اسکی گرفت میں آچکا تھا پر وہ ایمانداری سے اپنی ساری سانسیں اسکے اندر منتقل کرتا جا رہا تھا ساتھ ان پنکھڑیوں کی نرمی کو بھی محسوس کرتا جا رہا تھا جنکی طلب اسکے رگ رگ میں جنون بن کر دوڑ رہی تھی آج وہ اپنی رضا سے اسکی نرم روح کو جھنجھوڑتی ہوئی گرفت میں تھیں۔۔

اسکا نازک وجود اسکے اوپر تھا، جیسے کوئی ملائم ریشم روئی جیسا وجود تھا وہ ایک ہاتھ اسکے بالوں میں ڈالے انگلیاں اسکی بالوں کی جڑوں میں سہلا رہا تھا تو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں سے اسکی کمر پشت سہلا رہا تھا۔۔

وہ معصوم کمزور تو پہلے تھی اسکی سانسوں کے ملن پر بے جان ہو کر اسکے بازوؤں میں آگئی تھی۔۔

یہ تنہائی یہ نرم لمس فسوں خیز ماحول ساحل شاہ پر بھی بھاری پڑنے لگا۔ وہ تو جان اسکے حوالے کر چکی تھی نازک تو ویسے ہی تھی کب تک اپنا بچاؤ کرتی اسکی شدتوں سے۔۔ اسنے جیسے ہی اسکے ہونٹوں سے

اپنی گرم دہکتی سانسیں اسکے وجود میں منتقل کی وہ بے جان اسکی بانہوں میں آ گئی۔۔۔

ساحل کو اسکے لرزتے کانپتے مدہوش وجود پر رحم آ گیا وہ مسکراتا ہوا اٹھ بیٹھا۔ اسے جتنا خود پر ضبط تھا پر وہ ابھی اسکے مقابل بالکل معصوم بچی تھی۔

روح!!!" وہ بیڈ پر اسے اپنی مضبوط بانہوں کے حصار میں لیکر بیٹھا اسکے" کان میں سرگوشی سے اسے ہوش دلانے لگا۔۔

پر جواب ندارد ساحل شاہ نے چہرہ ہاتھوں میں بھر کر اپنے سامنے کیا اور اندھیرے میں غور سے دیکھا جہاں وہ خاموش تھی پر ہوش میں تھی۔۔۔

ہاہاہا۔۔۔" دفعتاً اسکی حالت پہ وہ زوردار قہقہہ لگا اٹھا۔۔"

ڈرا دیا مجھے لگا میری جان حواس کھو بیٹھی۔" وہ ہنستے ہوئے بولا اور اسکے" وجود کو بانہوں میں بھر کر اسکا چہرہ اپنے شانے پر ٹکا کر اسکی پشت سہلاتے اسے نارمل کرنے لگا۔۔

روحانے گہرے گہرے سانس بھرتے اسکی گردن میں چہرہ چھپاتے ایک مدھم سی سانس کھینچ کر اسکی خوشبو کو سانسوں میں اتارنے لگی۔۔

وہ کسی جادو کی طرح اس پر چھا گیا تھا۔ اور بھی اسکے حصار میں مدہوش ہونے لگی تھی۔

زندگی میں پہلی بار کسی مرد نے اسے اس انداز میں چھوا تھا وہ جہاں رہتی وہاں ایسا سب کچھ عام تھا بلکہ دو انجان بھی اپنی ضرورت پوری کرنے کیلئے ایک دوسرے انجان ہوتے بھی ایک جان ہو جاتے تھے۔

پر اسے ہمیشہ گھن آئی تھی ان سب سے کیونکہ وہ ایک مسلمان لڑکی تھی اور اسے ناجائز رشتوں سے گھن آتی تھی پر آج جائز رشتے جائز طریقے سے ساحل شاہ نے جس طرح اس سانسیں لوٹا دیں۔۔

اپنی ایک ایک سانس کو اسکے اندر اتارتا رہا اور وہ جس جرات سے وہ سانسیں کھینچتی رہی اسنے اسے بے حس و حرکت کر دیا تھا۔

کل جس سے خوف آتا تھا آج وہ اسکے اتنے قریب تھا کہ روحا شاہ اسکی سانسیں کھینچ کر خود میں جذب کر رہی تھی۔

"بس کرو صبح پھر روگی"

جن حدود کی طرف بڑھ رہی ہو وہ میری جان تمہاری سانسیں" پھر سے روک دیں گی۔۔۔" اسکے غصے سے گردن میں کاٹنے پر وہ اسکی پشت پر بوسہ دیتا سرگوشی میں بولا۔۔

پر معاً وہ اب مسکراتی اسکی سنے بغیر اسکی گردن پر بوسہ دیتی اسکے چہرے کے پاس آئی۔۔۔

ساحل اسکی مدھم چلتی ہوئی سانسوں کی مہک کو محسوس کرتا اندھیرے میں اسکے چہرے کو دیکھنے لگا۔ وہ خاموشی سے اس کے سامنے تھی جس پر اسنے آگے آکر اسکے نازک پتلے ہونٹوں پر گرفت جما کر اسکی کمر میں بازو حائل کرتے اسے واپس سے اپنے بالکل قریب کھینچ لیا۔۔

وہ اسکے نتھلی کے موتی کو لبوں سے چھو کر اسکی پنکھڑیوں پر اپنی گرفت جما گیا۔۔ وہ آنکھیں بند کیے اسکے حصار میں خود کو سونپتی ہوئی اپنی ناک سے نتھلی کو نکال کر بیڈ پر رکھتی آہستہ سے دونوں نازک بازوؤں کو اسکی گردن میں اسکی دیکھا دیکھی میں حائل کر دیا۔

اسکا دل کر رہا تھا وہ قہقہ لگائے اسکی معصومیت پر۔۔

تمہیں ایک جادو دیکھاؤں؟" وہ اسکے کان میں سرگوشی سے گویا ہوا"
روحانے گہرے سانس بھرتے کوئی جواب نہیں دیا البتہ
اسکی بھاری سرگوشیانہ آواز سنی ضرور تھی۔۔
ساحل کو وقت کا احساس ہوا پر اسکی تشنگی مٹ کہاں رہی تھی وہ
چاہتا تھا اسکی سانسیں ساری پی لے پر اسکی نازک مزاجی
پہ اسے رحم بھی آرہا تھا۔
اسے جب جب وہ بیٹے منظر یاد آتے وہ تب تب اسکی سانسوں اپنی
گرفت میں لے لیتا جس سے وہ بھی گھبرائی سہمی خوفزدہ اس میں
چھپی ہوئی تھی۔
وہ خاموش تھا اسکی سانسیں سنورنے تک جب اچانک
ہی ایک نرم لمس نے اسکی گھنی مونچھوں کو اپنی گرفت میں جکڑ لیا۔
ساحل متاثر ہوتا اسکی جرات پر مسکرا دیا اور اسکی کمر کو
سہلاتے ہوئے اسکی سانسوں کی روانی کو درست کرنا چاہا پر وہ
خاموش اسکی پیشانی سے اپنا سر ٹکائے آنکھیں موندیں اسکے
حصار میں بیٹھی تھی۔۔
چلو رہنے دو یہ بعد پہ۔۔۔" وہ اسکے وجود کی لرزش پر ترس کھاتا"
اسکی پشت کی زیپ کو آہستہ سے بند کرنے لگا۔۔

روحا اسکی انگلیوں کے لمس پر پاگل ہوتی اسکے وجود میں سمٹ گئی۔
"جائیں پپ پلیز۔۔۔" وہ اسکے سینے پر زور دیتی روتی ہوئی بولی۔۔وہ متبسم سا اسے لیکر آگے جھکا روحا کا سر جیسے بیڈ سے ٹکا وہ پھر سے آنے والے لمحات سے گھبرا کر اسکے سینے پر ہاتھ ٹکا کر اسے دور کرنے کی کمزور کوشش کرنے لگی۔۔۔

"اتنی جلدی۔۔۔" وہ اس سے کہتا اسکے ہاتھ بیڈ سے ٹکائے۔
فضا میں وقفے وقفے سے گونجتی ہوئی چوڑیوں کی کھنک نے دونوں کی دھڑکنوں میں حشر برپا کر دیا۔

"شش شاہو پپ پلیز۔۔" وہ بے بسی سے کہتی اسے اب باز رکھنا چاہتی تھی پر وہ کہاں باز آرہا تھا۔۔وہ اسکے پاؤں کی طرف آکر پاؤں سے لہنگے کو اوپر اٹھا کر اسکے مہندی سے سجے پاؤں میں پہنی پازیب پر اپنے لب رکھتے روحا کو تڑپا دیا۔۔

اسے لگ رہا تھا اگر اسنے کوئی ہمت نا دکھائی تو وہ اسے پاگل کر دے گا۔۔
اسکا سر چکر رہا تھا اور آنکھوں کے سامنے آنسوؤں کی دھند چھا گئی۔۔

اسکے ہونٹوں کی جارتیں مونچھوں کی چبھن اسے اپنے پور پور پر محسوس ہو رہی تھی۔ وہ مزید آگے اسکی سمیت واپس آتا اس سے پہلے ہی وہ ایک دم پھڑ پھڑا کر بیڈ سے جھپک کر اتری۔۔

دبیز قالین پر پاؤں رکھتے اندھیرے میں اسکی چوڑیوں پازیب کی کھنک چھن فضاء میں گنگنا اٹھی۔ روحا نے انکی شرارت پر اپنے دل پہ ہاتھ رکھا۔۔ اور بیڈ سے دور ہو گئی۔۔

ساحل کی گھنی مونچھوں تلے لبوں پر گہری مسکراہٹ بکھر گئی۔۔ اسنے سگریٹ کا شعلہ فضا میں سلگایا۔۔

لائیٹر کی مدھم روشنی پر روحا نے پلٹ کر اسے دیکھا جو کہ بیڈ سے پاؤں نیچے رکھے لائیٹر سے سگریٹ سلگا رہا تھا۔

اس قدر اسکی سانسیں خود میں سمیٹنے کے بعد بھی اسکی طلب باقی تھی جو وہ سگریٹ نوشی پھر سے کر رہا تھا۔۔

پر اسنے سوچ لیا تھا نا وہ قدم اٹھا کر کوئی آواز کرے گی نا ہی کوئی سانس اپنی فضا کے سپرد کرے گی بلکہ اسکے منہ سے وہ سگریٹ بھی نکالنے کی جارت نہیں کرے گی۔۔

پہلے ہی کافی بھگت چکی تھی اب اور اس میں ہمت نہیں تھی۔ کچھ دیر پہلے جو اسنے سگریٹ اس کے لبوں سے الگ کیا تھا اسنے اسکی سانسیں روک دی تھی کہ وہ خود اس سے سانسوں کی طلب کرتی پاس گئی تھی۔

اور پھر کیا اسنے صرف اسے سانسیں دی تھی؟ یہ تو اسکی خود سے ناانصافی تھی اگر ایسا کچھ کہتی۔۔۔

جان بوجھ کر اس سے کھیل رہا تھا، اسکی وقفے وقفے سے سانسیں اپنے لمس جارت سے روکتا پھر اسے اپنی سانسوں منتقل کرنے کے بہانے مدہوش ہوجاتا اور اسے بھی ساتھ کر دیتا۔۔۔

روحا کی پلکیں حیا کے بھوج تلے جھکتی گئیں وہ اپنے بھیگے لب دانتوں میں دبا کر اندھیرے میں نظریں گھمانے لگیں۔۔

وہ باتھروم یا ڈریسنگ روم میں جانا چھپنا چاہتی تھی۔ پر اسے کیا پتا وہ دونوں کہاں ہیں۔۔

اسنے ایک بتی بھی روشن نہیں کی تھی لیمپ بھی نہیں فل اندھیرا تھا اور اس میں صرف بیڈ پر سامنے بیٹھے وجود کے چھوٹے سے سرخ شعلے اور فضا میں دھویں کی بو سے۔۔

وہ اسے وہیں بیٹھے دیکھ کر شکر خدا کا کرتی ہوئی آہستہ سے دبے پاؤں مڑ کر آنکھیں ملتے ہوئے اسنے سامنے دیکھا اور لہنگے کو ہاتھوں میں تھام کر اسنے اپنے قدم آگے کی سمیت اٹھائے فضا میں ایک بار پھر جلترنگ چھنک کی آواز گونجی اسکا دل اٹھاہ گہرائیوں میں ڈوب گیا۔۔

اسنے پھر مڑ کر دیکھا اور یہ دیکھ کر اسکا دل گھبرایا جب وہ سرخ شعلہ غائب دیکھا۔

"ش ش ش شاہو؟؟؟" وہ خود ہی ڈر کر اسے بلانے لگی۔ اسنے طے کیا تھا وہ آواز نہیں کرے گی پر اب وہ خود ہی گھپ اندھیرے سے ڈر گئی تھی۔۔

ایک طرف روم کا اندھیرا دوسری طرف اسکے اچانک حملے کا ڈر تھا۔

"سس سنئیے!!!" اسکی معصوم سہمی سی آواز پر ساحل کی گھنی مونچھوں تلے مسکراہٹ بکھر گئی۔۔

"سننا ہی تو نہیں۔۔ پاس سے کہیں سرگوشی ہوئی"

"آہ!!" روحا اچھل پڑی خوفزدہ ہو کر جس سمیت سے آئی سرگوشی اسی سمیت رخ کیا۔

آآآپ کہاں ہیں؟؟" وہ ہاتھ بڑھا کر اسے ڈھونڈنے لگی پر اسے چھونے سے "
قاصر تھی۔۔ البتہ اسکی سانسوں کی خوشبو اسے پاس کہیں محسوس
ہو رہی تھیں یا یہ اسکی اندر ہی بسی رچی ہوئی تھیں

تمہاری سانسوں میں!!" اسے پھر پیچھے سے آواز آئی وہ گھبرا کر "
مڑی پر وہاں بھی کچھ دکھائی نہیں دیا وہ ڈر بھی گئی انکی حرکت سے اور
جھنجھلائی بھی۔۔
اسے لگ رہا تھا بیڈ سے اتر کر ہی غلطی کر دی سب سے ڈراؤنا تو یہ
وقت تھا جہاں وہ کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔۔

لل لائیٹ جلا دیں سس سا۔۔۔ شاہو۔۔۔" اسنے فرمائش کی۔"
جو سکون اندھیروں میں ہے اس وقت وہ روشنی میں کہاں!""
اسے اچانک اپنی پشت پر بالوں میں سرسراہٹ ہوتی محسوس
ہوئی وہ سانس روک کر بت بن کر کھڑی ہو گئی۔

جبکہ پشت پر موجود وہ لمبا چوڑا سایہ اسے محسوس ہو رہا تھا اور اب
اسکی موجودگی کو بھی وہ محسوس کر گئی جب اچانک اسکی پشت اسکے

سینے سے ٹکرائی اور ساتھ ہی تنگ حصار بازوؤں کا اسکے وجود کو جیسے زنجیروں سے باندھ گیا۔۔

"بڑی مفاد پرست ہو۔۔ میری سانسیں لیکر مجھے لوٹانا ضروری نہیں سمجھی۔۔" وہ اسکی پشت کو سینے میں بھینچ کر بولا۔۔۔

روحا نے الزام اور اسکے حصار میں تڑپ کر اسے دیکھنا چاہا۔۔۔

سس ساحل ماما کک۔۔ کیا کہیں گی اتنی دیر ہو گئی ہے۔۔" وہ ہمت" کرتی اسے وقت کا احساس دلانا چاہا کہ اچانک ایک جھٹکے سے اسنے اسے گھمایا اور اگلے ہی پل وہ اسکے سینے سے لگی کھڑی تھی۔۔

"ماما سمجھ جائیں گی داماد کو بیٹی پسند آ گئی ہو گی۔۔" اسکے کھلے بالوں کو مٹھی کی کمزور گرفت میں لیکر اسکا چہرہ اوپر اٹھایا۔۔۔

روحا کو اپنی جان وجود سے نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔

"تمہارے لئے یہ اندھیرا کیا ہے ورنہ روشنی میں تم کب" کے حواس کھو دیتی۔۔" اسنے کہتے اپنے اسکی کمر میں موجود بازو سے اسے اوپر کیا اور سر بلند کرتے اسکی دھک دھک سینے میں محسوس کرتا مسکراتا ہوا اسکے چہرے پہ جھک کر اسکے نازک

ہونٹوں کو ایک بار پھر اپنی نرم گرفت میں لیکر انہیں محسوس کرنے لگا۔۔

وہ اسکی جارت پر حیا سے سرخ ہوتی پور پور کانپتی مجبوراً اپنے ہاتھ اسکے چوڑے کندھوں پر رکھے اور ساحل اسکے وجود کو اٹھا کر پاس رکھے صوفے پر بیٹھ گیا۔۔

بے جان چیزوں پر ستم کرتی ہو اپنے ساحل سے شرارتیں انجام" دو ان گلاب کی پتیوں کی جارتیں کرو۔" وہ اس سے فرمائش کرتا اسکے مہکتے بالوں میں چہرہ چھپا کر گہرا سانس بھر کر گردن پہ جگہ جگہ اپنی مہر ثبت کرتا جا رہا تھا۔۔
روحا اسکے حصار میں بیٹھی اسکے آزادی بخشنے پر اپنے تنفس کو بحال کرنے کی تگ و دو میں تھی۔
اسنے تھک کر اپنی پیشانی ساحل شاہ کی چوڑی پیشانی سے ٹکرا دی اور نڈھال ہو گئی۔
روحا!!!" معاً روم کی فضا میں ایکدم باذل شاہ کی آواز کے ساتھ دروازہ" ناک کی آواز آئی۔۔

وہ جانتی تھی باہر ابھی مہمان موجود ہیں اور کچھ دیر میں اسکی ماما بھی کھانا لیکر آئیں گی۔۔

روحا کو سمجھ نا آیا کیا کرے کیسے خود کو اس دیو کے حصار سے نکالے۔۔وہ جیسے بخشنے کیلئے تیار نہیں تھا۔۔

باذل۔۔!!"اسے آہستہ سے ہکلا کر سرگوشی کی"
تو؟؟؟اس سے کہو جائے ہم ابھی خود میں گم ہونا چاہتے ہیں۔"اسکی" بھاری گھمبیر کان میں سرگوشی سے روحا نے اپنے ناخون اسکی گردن میں گاڑھے وہ لب دبا کر مسکرا دیا۔۔

ماما بب بھی آجائیں گی۔۔"اسنے احساس دلایا۔۔"
تو آنے دو ہم دوسرے روم میں چلے جاتے ہیں!"اسکی پھر سے" سرگوشی پر روحا نے تڑپ کر اسکے کندھے پر مکا رسید کیا پر ہاتھ میں اٹھتی ٹیس پر وہ ہی"سی"کرتی رہ گئی۔۔

کیا ان لمحات کے بعد ہم ایک منٹ خود سے دور رہ سکتے ہیں؟"وہ" اسکی گردن میں گہرا سانس بھر کر بولا۔۔

مم میں رر رہ لوں گی۔۔۔" اسنے اسکے گال پر اپنا لرزتا ہوا ہاتھ رکھا۔"
پر میرا کیا؟؟ تمہیں دیکھنے تمہاری اداؤں کے بعد میرا ایک "
سیکنڈ بھی بھاری ہے بس دل انہیں ہر لمحہ ہر سیکنڈ ہر رات ہر تنہائی
میں قریب چاہتا ہے۔۔" وہ اسکے ہونٹوں کو چوم کر بولا۔۔
تمہیں میرے قریب آتے سانسوں کی ضرورت پڑے اور خود ہی"
پاس آکر پورے حق سے مجھ سے جتنی سانسیں چاہے لے لو۔۔
جب تمہاری سانسیں سنور جائیں بحال ہو جائیں تب مجھے
رفتہ رفتہ بوند بوند لوٹا دو۔۔
ان پتیوں کو میرے حوالے کر دینا، ان معصوم سے نقوش کو مجھے سونپ
دینا۔۔
جس طرح ڈرگز ایڈیکٹ کو ڈرگز کی ضرورت ہوتی ہے ویسے ہی تم میری
"سانسوں کی ایڈیکٹ ہو جاؤ۔۔۔
وہ مزید کچھ کہتا کہ پسینے سے نم گھبراہٹ سے پور پور کانپتی اسکے لبوں پر
اپنا ہاتھ جما لیا۔۔

اتنے میں ہی سن کر اسکی بس ہو گئی۔۔وہ اتنی مضبوط دل کی نہیں تھی کہ اسکے منہ سے ایسی باتیں سن کر یوں عام حالت میں بیٹھی رہے۔۔

اسکا دل پسلیاں توڑ کر باہر آرہا تھا آنکھیں میچ کر وہ اسکے کان کے پاس آئی۔۔۔

ایسی باتیں مم مت کریں مم میں مر جاؤں گی شاہو۔۔۔"وہ" گہرے سانس بھرتی ہوئی اس سے کہہ رہی تھی جب ساحل نے اسکا ہاتھ اپنے منہ سے ہٹا کر اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھر لیا۔۔

یہ باتیں نہیں روحِ ساحل! یہ ہونا ہے۔۔۔ایک سچ۔۔"

آج تم اپنوں کی ہو کل تم صرف ساحل شاہ کی بن کر رہ جاؤ گی۔۔وہ ہو گی میری جیت! میری سلطنت میں تیری سانیں قید۔۔"وہ اس پہ جتاتا ہوا بولا

روحا نے الجھ کر اسے دیکھا۔پر اسکے لمس کو اپنے نقوش پر محسوس کرتی پریشان ہو گئی۔۔

روحا جاگ رہی ہو۔۔" باذل نے چوتھی بار دروازے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔۔۔

ہم سو رہے ہیں!" روحا کے بدلے ساحل نے روحا کے کان میں سرگوشی کرتے جواب دیا۔ وہ اسکے جواب پر سرخ پڑ گئی۔۔۔

کہہ دو اس سے!" اسکی کمر میں دونوں بازو ڈال کر اسنے اپنی سمیت کھینچا اور گھمبیر بھاری خمار آلودہ سرگوشی کی وہ اسکے سینے سے لگتی آنکھیں میچ کر اپنے دونوں ہاتھ صوفے کی پشت پر ٹکا کر اسکے سر پر ٹھوڑی ٹکائی اور اسکے ہونٹوں کو گردن سے سرکتے ہوئے محسوس کرتی رہی۔۔

نہیں!!!" اسنے تڑپ کر اسکے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے التجا کی۔۔"

ساحل اسے مقابل کرتے متبسم ہوا۔۔

آج جتنی پابندی لگانی ہے لگالو۔۔ یہ تو تمہیں سراہنے کیلئے تھا" قدم۔۔ پر سات دن بعد آنے والی رات میں تمہارے لبوں سے ایک بھی "نہیں" نا سنو!" وہ جتا کر اس سے بولا اور اسکے دہکتے ہوئے گالوں پر بوسے دیتے اسکی ناک کو لبوں میں دبایا۔۔

اب تو جج جائیں۔۔۔"وہ اس سے دور ہو کر اپنا تنفس بحال کرتی ہوئی" بولی۔۔

دل تو نہیں کہہ رہا۔۔۔"وہ بولا روحا کا تنفس تھما"

پر جا رہا ہوں۔۔"وہ کھڑا ہوا اور اپنے قمیض سے سلوٹیں درست کیں۔ "

اسکے ساتھ ہی اسنے اپنا رکا ہوا سانس بحال کیا ہی تھا کہ ایکدم مقابل اسکے سر کو بلند کرتے چہرے پہ جھک گیا۔اسے ڈیپ کس کرتے ہوئے اسے گھما لیا اور اپنے سامنے پشت کر کے اسکی نیک پر اپنے بھیگے لب رکھ دیئے۔۔

مجھے سیکنڈ میں سگریٹ کی طلب ہوتی ہے، تمہاری سیکنڈ میں" سانسیں کم پڑ جاتی ہیں۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے ہمیں دور رہنا

"چاہیے؟؟؟

اسکے سوال پر وہ کیا جواب دیتی اسکے آگے بندھے ہوئے بازوؤں پر اسنے اپنے کانپتے ہوئے ہاتھ رکھ دیئے۔۔

باذل ڈورناک کرکے کب کی جا چکی تھی روم میں ایک بار پھر گھرا سکوت چھا گیا تھا۔ وہ پشت پر کھڑا تھا جبکہ وہ اسکی جارتوں پر سرخ کانپ رہی تھی۔۔

"یہ جواب میں تم سے کل رات کال پر پوچھوں گا۔۔" وہ تحکم بھرے لہجے میں کہتا اسکی پشت کو خود میں بھینچ کر اپنا گال اسکے گال سے سہلاتا ہوا بازوؤں میں احچانک اسکے نازک وجود کو بھر کر اندھیرے میں بیڈ کی سمیت بڑھا۔۔۔

روحا خاموش لب پیوست تھی البتہ اسکے بازوؤں میں ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہی تھی۔

"شش!!!" بیڈ پر ڈالتے ہی روحا نے اسکے ارادوں کو کچھ الگ رخ میں سمجھ کر التجا مزاحمت کی ساحل نے لبوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش کروایا۔۔

وہ اپنے پاؤں بیڈ سے سمیٹ کر لہنگے میں چھپا گئی، ہاتھوں میں اپنا چہرہ چھپالیا۔۔

"یقین دلا دینا سب کو، کہ ہم صرف ہونٹوں تک رہے خود کو سیراب کیا ہے۔۔" اسکے لرزتے ہوئے وجود پر ایک نظر ڈال کر اسنے ہاتھ بڑھا

کر روم کی لائیٹ جلائی جسکے ساتھ ایکدم سیاہی کو اپنی لپیٹ میں لے کر فانوس کی سنہری تیز روشی کونے کونے کو روشن کر گئی۔۔

ساحل اسکی بکھری حالت، بیڈ پر پڑے زیورات کو دیکھتا، بیڈ شیٹ میں سلوٹیں دیکھتا آہستہ سے جھک کر اسکے ماتھے پر محبت بھرا بوسہ دیا۔۔

اور بلینکٹ اسکے نازک کانپتے ہوئے وجود پر ڈال دیا۔۔

پر اسنے اپنے چہرے سے ہاتھ نہیں ہٹائے۔۔ اسکی چالاکی پر وہ ہنستا ہوا سگریٹ کا پیکٹ جیب سے نکال کر اسے دیکھتے ہوئے ایک سگریٹ لبوں میں دبایا اور پیکٹ جو کہ آتے ہوئے ساتھ لایا تھا ڈسٹبن میں پھینک کر لائیٹر سے سلگا کر اسے بھی ڈسٹبن میں ڈالا اور آئینے میں خود کو دیکھا جہاں اسکے ہونٹوں کی سرخی کے ہلکے سے نشان چہرے پر آ گئے تھے۔۔

وہ سگریٹ لبوں میں دبا کر ٹشو باکس سے ٹشو نکال کر اپنے چہرے سے وہ نشان صاف کرنے لگا۔

ساتھ ہی بالوں میں برش پھیرتے ہوئے اسنے آئینے میں ایک نظر اسکے وجود پر ڈالی جو کہ ویسی ہی پڑی تھی۔۔

کپڑوں سے سلوٹیں ایک بار پھر درست کرتے ہوئے وہ اس کے پاس آیا اور دھواں فضا میں چھوڑتے ہوئے جھک کر اسکے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔

ڈرومت کوئی کچھ نہیں کہے گا۔" وہ گال تھپتھپا کر جاتے ہوئے اسے پر سکون" کرتا گیا۔۔

اسکے قدموں کی بھاری چاپ دھمک وہ دور ہوتی محسوس کرتی رہی اور جب دروازہ کھلا اور بند ہوا تب ایکدم ہی وہ اٹھ بیٹھی۔۔

پہلی فرصت میں اسنے اپنی بھیگی ہتھیلیاں صاف کیں اور ساتھ ہی پیشانی پر پھیریں۔۔ بند دروازے پر ایک نظر ڈالتے ہوئے اسنے خعد سے بلینکٹ دور پھینکا اور قدم جیسے ہی قالین سے نیچے رکھنے چاہے فضا میں ایک بار پھر چھنک کی آواز سے وہ گھبرا گئی کہیں واپس نا آجائے۔۔

پر کافی دیر کے بعد بھی وہ نا آیا تو اسے یقین ہو گیا کہ وہ سچ میں جا چکا ہے۔

اسکے لبوں پر سکون بھری مسکراہٹ آئی پر حلق میں محسوس ہوتی سگریٹ کی بو نے اسے سرخ کر دیا۔

کتنی سگریٹ پیتا ہے۔۔"وہ متفکر ہو کر بولی۔۔ان دو یا ایک گھنٹے میں بھی"
وہ تین چار سگریٹ اسکی موجودگی کے باوجود پی چکا تھا۔
کتنا جنونی تھا ایک سیکنڈ بھی نہیں بخش رہا تھا۔۔اسے یاد کر کے
سارے وجود کا خون سمٹ کر چہرے پر آ گیا۔۔
وہ بیڈ سے اتری قالین پر پائوں رکھتے اسے اپنے پاؤں پر اسکا لمس یاد آیا۔۔
پور پور اسکی گستاخیوں سے مہک رہا تھا، حدود بر قرار رکھتے ہوئے بھی
اسنے پور پور بھگو دیا۔۔اسنے ہاتھ لینا چاہا پر ارادہ جلدی ہی ترک
کر دیا۔۔
اپنے زیورات اٹھا کر اسنے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھے اور اپنے بکھرے حلیے
کو دیکھا۔۔اسکا وجود پہلے ہی مہکتا ہوا تھا یا اسکے لمس نے مہکا دیا تھا۔وہ
گہرا سانس بھر کر بال ایک سائیڈ رکھتی اپنے شولڈرز پر
شرٹ کو ٹھیک کرنا چاہا کہ وہاں جگہ جگہ سرخی دیکھ کر اسکی
مونچھوں کی چبھن یاد آئی۔۔

پور پور میں سرد لہریں اٹھ گئی وجود میں الگ سی سرسراہٹ
ہونے لگی۔ریڑھ کی ہڈی میں ایک سنسنی خیز لہر دوڑ گئی جس نے

اسے بوکھلا کر رکھ دیا۔ وہ اپنے دھک دھک کانوں میں دھڑکتے ہوئے دل کے مقام پر ہاتھ رکھتی اسے ریلیکس کرنے لگی۔۔

پر وہاں پر اسکا لمس یاد کر کے اسکی سانسیں گھٹنے لگی۔۔ وہ نہیں تھا پر اسکی اب یاد اسے پاگل بنا رہی تھی اسکی سانسیں آہستہ تھمنے لگیں تھیں۔۔

وہ گہرے سانس کھینچتی تو ہر سانس میں اسکی سانسیں محسوس ہوتی۔۔ روحا نے گھبرا کر اپنی مام کو پکارنا چاہا کیونکہ انہیلر اسکا انکے پاس ہی ہوا کرتا تھا۔۔

وہ گھبرا کر سہمی سڑی نظریں جیسے ہی سائیڈ ٹیبل پر گئی وہاں رکھے انہیلر کو دیکھتی اسکے پاس بھاگی کہ معاً اسے کچھ یاد آیا۔۔

اسنے کہا تھا کہ انہیلر نہیں؟" روحا کو اسکی سرگوشی یاد آئی۔۔۔ اور" پھر اسکے بعد اسنے خود تڑپ کر اسکی سمیت قدم بڑھایا تھا۔۔

تو کیا اسنے اسے چیٹ کیا؟؟؟" وہ حیرت زدہ ہو کر سوچتی اپنے انہیلر" کے پاس آئی اور اسے لبوں میں دبا کر بٹن پر پش کرتے گہرے سانس کو اندر کھینچا جسکے ساتھ ہی دوائی اسکے اندر اتر گئی۔۔

اسکی نظروں کے سامنے جو منظر گھوما اسنے اسے شرمندہ کر دیا۔۔ وہ خود سے نظریں نہیں ملا پا رہی تھی۔

کیسے اسکی باتوں میں آکر اسکی سانسیں کھینچی۔"وہ لب دانتوں میں"
سختی سے کچل کر اپنے کانپتے دل کو مٹھی میں بھینچنا چاہتی تھی پر وہ کچھ بھی
کرنے سے قاصر تھی۔۔

اسکی یاد سے بے دم ہو کر بیڈ پر بیٹھی۔۔
اس سے پہلے ماما آجائیں مجھے اپنا حلیہ درست کر لینا چاہیے""
وہ خود سے کہتی وہاں سے بھاگ کر آئینے کے سامنے آگئی۔۔
اسنے اپنے چہرے کو دیکھا جہاں سارے سجے نقوش کو وہ بھیگا کر
گیا تھا۔۔اپنے لبوں کو چھوتے ہوئے اسے اسکی کانوں میں کی ہوئی
سرگوشی یاد آئی۔۔
ان پتیوں کے عرق گلاب سے میں اپنی پیاس مٹانا چاہتا"
"ہوں۔

روحا کو لگ رہا تھا وہ اب ایک پل بھی وہ سکھ کا سانس نہیں لے
پائے گی۔۔اسکی جارتیں گستاخیاں بے باکیاں یاد آکر اسکا سانس
لینا مشکل کر رہی تھیں۔اور اسے لگ رہا تھا اسکا پلان بھی یہی تھا کہ وہ
اسکی محبت کی بارش میں پاگل ہوتی رہے۔۔

پر ایک فیصلہ تھا اسکا جو وہ ساحل شاہ تک نکاح سے پہلے پہنچانا چاہتی تھی پر پہنچانا پائی۔۔

پر اب وہ سوچ بیٹھی تھی رخصتی سے پہلے وہ اس تک یہ فیصلہ ضرور پہنچائے گی کہ اگر روحا ساتھ چلے گی تو اسکے ساتھ اسکی مام بھی چلے گی۔۔

اور ساحل شاہ باقاعدہ سب کے سامنے اپنی مام مہکار شاہ سے سوری بھی کرے گا اپنے ماضی کے رویے پر۔ یہ اسکی ڈیمانڈ پوری ہو گی تبھی روحا شاہ کی رخصتی ہو گی ورنہ وہ اپنے راستے اور روحا اپنے۔۔ اسنے سوچ کر آئندہ کیلئے اپنے فیصلے پر پختگی کی مہر ثبت کی۔

اب اسے ایک ہی ڈر تھا کہ اسکی ماما آکر اس سے کیا کہے گی۔ پر سب اسکی سوچوں کے برخلاف ہوا۔ وہ اسے بے فکر رہنے کیلئے کہہ کر گیا تھا اور ایسا ہی ہوا۔۔ یہ روم شاید عرشیہ کا تھا اسی وجہ سے اس میں ضرورت کی ساری چیزیں رکھیں تھیں۔ اسنے اپنے چہرے پر بیس لگایا اور ساتھ اپنے ہونٹوں پر ڈیپ ریڈ لپسٹک لگا دی کہیں اسکی ماں کی نظروں میں دیکھنا محال نا ہو جائے۔

بالوں کو کلپ میں جکڑ کر وہ بیڈ پر جا کر بیٹھی اور دوپٹہ کو اٹھا کر اوڑھ لیا۔۔ کچھ ہی دیر میں اسکی ماں بھی آ گئی ساتھ زریش آنٹی بھی تھیں جنہوں نے باری باری اسکی پیشانی کو چوما۔۔

باذل کہاں ہے؟؟؟"اسنے جھجھکتے ہوئے پوچھا۔"
تو قسیع کے پاس بیٹھی ہے۔"انہوں نے کہتے اسکے پاس کھانا"
رکھا۔۔
اسنے کھانا کھا لیا؟"وہ نظریں جھکا کر بولی"
ہاں میری شہزادی کھا لیا۔"حجاب نے ساتھ لگاتے کہا انکے"
اتنے پیار پر وہ جھینپ کر انکے سینے سے لگ گئی۔۔
وہ دونوں ہی ہنستیں ہوئیں اسے پیار کرتیں کھانا کھلانے لگیں۔۔

میں بہت خوش ہوں مجھے تمہاری جیسی بیٹی ملی۔۔"زریش نے"
اسکی پیشانی کو لبوں سے چھوا۔۔
روحا نے انکے چہرے کو دیکھا۔۔
کیا وہ ساحل شاہ کو اسکی مہکار مام کو سونپ دیں گی؟ کیا اسکے"
گھر کی ذمہ داریاں وہ اسکی مام کو سونپیں گی؟"اسکے دل میں یہی

خواہش تھی اب کہ وہ اپنا گھر بنائے اور وہاں ساحل شاہ کو لیکر جائے اور اولاد کی ساری محبتیں اسکی مام کو دینے کی۔۔

دونوں ملکر اسکی مام کو پیار دیں۔۔

☆★....

ماشاءاللہ افف اتنی پیاری لگ رہی ہو عشی دل کرتا ہے تمہارے گال" پر کاٹ لوں۔" توقیع سب کے جانے کے بعد اسکے پاس بیٹھتی ہوئی خوشی پر جوش ہو کر بولی۔

لو بھلا اس میں کرتا ہے کی کیا بات ہے۔۔"

تمہاری ہی ہوں کاٹ لو ہاہاہا۔" عرشیہ کھکھلاتی ہوئی اسکے پاس اپنا گال کر کے بولی۔۔ توقیع نے ہنستے ہوئے اسکے گال پر چپٹ ماری۔۔

نہیں مجھے بھائی کے حق پر ڈاکا نہیں ڈالنا وہ کچھ دیر میں آتے ہوں" گے۔" اسنے شرارت سے کہا۔ سرخ ہوتی عرشیہ نے مسکرانے اکتفا کیا۔ اور توقیع اسکی شرم سمجھتی ہوئی ہنسنے لگی۔

یار فائنلی تم میری بھابھی میں اپنی فیلنگز بیان نہیں کر پا رہی میرے" صام بھائی کی بیوی بن گئی تم۔ میں جب سوچتی ہوں مسمرائز ہو جاتی

ہوں۔۔" توقیع نے عرشیہ کے گردن میں بازو حائل کر کے اب وہ اسے اپنے احساسات سے آگاہ کر رہی تھی۔۔۔

پھر جلدی میری بھابھی بن کر مجھے مسمرائز کر دو۔" عرشیہ نے" اسکا گال چھو کر فرمائش کی وہ ہنس پڑی۔۔
اگر نصیب میں لکھا ہو گا تو بن جاؤں گی۔۔ اگر نہیں تو آج سے پہلے کوئی" نصیب سے لڑ سکا ہے جو میں لڑ سکوں گی۔۔" وہ اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر بولی۔۔

اللہ کرے گا ایسا ان شاء اللہ۔ تمہیں میری بھابھی ہی بنائے گا" دیکھنا مجھے اپنے رب پر اتنا یقین ہے۔" وہ مسکراتی ہوئی مان کامل یقین سے بولی۔۔
توقیع نے اسکے گال پر ہاتھ پھیرا۔۔ "زیادہ بھاری تو نہیں ہے نا؟" وہ زمین پر پھیلی اسکی میکسی کو دیکھتی متفکر ہوئی۔۔

افف تم بھاری کی بات کر رہی ہو مجھے تو ایسے معلوم ہو رہا ہے جیسے میں" نے اپنے وجود پر آٹے کی بھاری بوریاں اٹھائی ہوئی ہیں۔ مطلب یہ کون سا

طریقہ ہے کپڑے لینے کا۔۔ یہ کس طرح کا نکاح کے سوٹ کی پسند ہے؟

میرے ساتھ زمین کو بھی کپڑے پہنا دیے ہیں، میں کسی شو میں یا موڈلنگ میں ایڈ نہیں دے رہی ہوں یار سمپلی نکاح میں کپڑے پہننے تھے مام سے کہتی وہ وارڈروب میں رکھے کپڑوں سے ایک خوبصورت سا سوٹ نکال دیتیں پر سارا کچھ پھپھو اور تمہارے لئے کیا ہے۔۔

ورنہ روحا کا ڈریس دیکھا تمنے ماشاءاللہ دلہن کے حساب سے کس قدر پیارا تھا،، وہ حقیقی دلہن لگ رہی تھی ساحل بھائی کی۔۔

اور میں نے تو جیسے کل صبح کی میگزین میں کسی ریاست کی شہزادی بن کر کپڑوں کا اشتہار دینا ہے جس کے لئے اسنے ایسا ڈریس لیا ہے کہ آتے ہوئے میں دو بار گرتے گرتے بچی ہوں۔ مام پھپھو تقویٰ انوشہ نے اٹھایا میکسی کو نیچے سے اور لا کر بیڈ پر بٹھا دیا۔۔" وہ جلے بھنے انداز میں گویا ہوئی۔۔

تو قسیع مسکراہٹ چھپا کر اسکا کریمی گولڈ رنگ کے نگینوں سے سجے فراک کو دیکھا۔۔ جو کہ سچ تھا جسے پہن کر عرشیہ سیڑھیوں سے اترتی کسی ریاست کی شہزادی لگ رہی تھی۔۔۔

تو قسیع کو وہ منظر یاد آیا جب وہ آنکھوں کے سامنے چمکتے نگینوں والے بھاری دوپٹے والا گھونگٹ ڈال کر ڈائمنڈ کی کلائیوں میں چوڑیاں پہنے آگے ہاتھ کیے نروس سی سر جھکائے پیچھے سیڑھیوں پر پھیلی میکسی کے ساتھ وہ چھوٹے چھوٹے قدم سیڑھیوں پر اٹھاتی ہوئی نیچے آرہی تھی۔ اسکے قدم قدم سے کتنے دل دھڑکے ہوں گے، کتنے منہ کھلے تھے۔ کس قدر پیاری لگی تھی وہ لڑکیاں رشک کر رہی تھیں اسکی قسمت پر۔۔

اسکی ماں سے ناراض بھی کتنے لوگ ہوئے تھے کہ صمصام کیلئے ہم سے پوچھا نہیں۔ اب اپنے دوسرے بیٹے کیلئے ضرور یاد رکھے انہیں۔۔

لوگ پتا نہیں کیوں یہ بھول جاتے ہیں کہ رشتہ کروانے والا نصیب جوڑنے والا صرف ایک ہی بے نیاز قادر کریم ذات ہے جسکی مرضی کے بغیر پتہ بھی نہیں ہل سکتا تو بھلا اسکی ماں کیسے صمصام کا نصیب عرشیہ سے توڑ کر انکی بیٹیوں سے جوڑتی۔۔

نصیب لکھنے والا تو اوپر بیٹھا تھا بندہ بندے کی ذات کیا ہے اسکے آگے؟ مٹی کا ڈھیر جسے اسنے ایک وجود کا مجسمہ بنایا بلکہ اس میں روح پھونکی۔

"!چلو آجاؤ دونوں کھانا کھالو"

توقیع عرشیہ سے ابھی کچھ کہتی کہ تبھی ہی روم میں عائشہ تقویٰ دونوں ٹرے تھام کر اندر داخل ہوتیں ان سے بولیں۔

روحا نے کھالیا؟" توقیع نے ان سے پوچھا۔"

ہاں اسکا کھانا حجاب اور زریش ابھی لیکر گئی ہیں تم دونوں بھی آکر کھا" لو!" عائشہ نے توقیع کا گال چھو کر جواب دیا۔ اور انہیں صوفے کی طرف آنے کا اشارہ دیا۔

اور باقی انوشے باذل سمن نے؟" ابکی بار عرشیہ بولیں۔ عائشہ تقویٰ نے" ایک دوسرے کو دیکھا۔۔

کھالیا ہے سب نے بلکہ کھانا کھا رہے ہیں اب بھی۔ اب بس" تم دونوں کھالو ٹھنڈا ہو جائے گا۔" انکے سوال پر سوال پہ تقویٰ سختی سے گویا ہوئیں دونوں ہنس پڑیں۔۔

عائشہ نے بیٹی کو سہارا دیتے ہوئے صوفے کی طرف لائیں جب توقیع اپنی ماں کے پاس آگئی۔

مام بھائی نہیں آئے، ساحل بھائی تو روحا کو دیکھ کر گئے صام بھائی" نہیں دیکھیں گے اپنی دلہن؟" اسنے آہستہ سے پوچھا۔

میں نے کہا تھا بیٹا پر اسکے کچھ خاص گیسٹ آئے ہیں اسلئے وہ" نہیں آسکتے۔ تم دونوں تب تک کھانا کھالو وہ جیسے ہی ان سے فری ہوگا یہیں آئے گا عرشیہ کو دیکھنے کے لئے۔" تقویٰ نے بیٹی کا گال چھو کر کہا۔۔
انہیں بھی فکر تھیں کیونکہ تائی اماں (رضا زیدی کی ماں، صائم زیدی کی تائی) نے کہا تھا کہ ضرور دکھانا ہے نکاح کے بعد دلہن کا چہرہ دلہے کو اس سے پیار بڑھتا ہے۔
اور انکے حکم سے انکی روایت سے کون انکار کر سکتا تھا کچھ بھی تھا تقویٰ انکی روایتوں کی عزت کرتی تھیں اسلئے اپنے بیٹے سے بھی کہا تھا وہ ایک بار ضرور دیکھ لے اپنی دلہن کا چہرہ تاکہ تائی اماں خوش ہوں۔۔
ورنہ وہ رنجیدہ ہوں گی کہ شہر میں رہ کر بچے انکی روایتوں کو جھوٹ جاہلیت سمجھ رہے ہیں۔

توقیع نے اپنی ماں کا چہرہ دیکھا۔۔
وہ اسکے ڈیڈ کی پسند کے سوٹ میں کافی پیاری لگ رہی تھیں، انکی سانولی سی رنگ پر بھرے بھرے لب گھنی پلکیں اور بھوری آنکھیں کھڑی ناک کتنی پیاری لگتی تھی اسے اپنی ماں۔۔

سانولی سی تھیں پر کمتری یا جج کرنا خود کو انہوں نے تو کبھی دیکھا نہیں تھا، وہ بچپن سے سنتے آئے تھے جب اسے صمصام کو دیکھ کر لوگ مبہوت ہوتے اور صارم کو دیکھ کر یہی کہتے "یہ تو تقویٰ پر گیا ہے کالا ہے نا، اور آنکھیں بھی بھوری ہیں"۔ پر وہ ہمیشہ مسکرا کر نظر انداز کرتی بلکہ شکر الحمد اللہ کہتی تھیں۔

آج تو مام کی ڈیڈ نظر اتاریں گے۔ "معاً وہ ہنستی ہوئی بولی۔ اسکا جملہ جیسے ہی" گونجا عائشہ عرشیہ دونوں ماں بیٹی نے چونک کر تقویٰ کو دیکھا جو کہ سرخ چہرے کے ساتھ بیٹی کو سخت نظروں سے گھور رہی تھیں۔۔۔

معاً روم کی فضا میں کھکھلاہٹ گونجی۔۔

کیا سچی پھوپھا جان پھپھو کی نظر اتارتے ہیں؟؟" ارشی نے حیرت" بے یقینی سے پوچھا تقوی کا چہرہ بھانجی کے سوال پر سرخ پڑ گیا۔۔

تم تو نظر کی بات کرتی ہو۔ ڈیڈ کی کرش مام ہیں" ایک کے بعد اس" نے دوسرا انکشاف کیا۔

واؤ یار کتنا لو ولی کتنا خوبصورت کپل ہے پھوپھا جان پھپھو کا۔۔ اور" جب پھپھو سائیں کہتی ہیں ہائے۔۔" عرشیہ خوشی سے چہکتے آہ بھری تقویٰ نے اسکے گال پر خفت سے چپت ماری۔

اور نہیں تو کیا میں تو انکی فین ہوں جب ڈیڈ کہتے سائیں کی "
جان۔۔۔" توقیع نے بھی بھرپور تاکید کی۔۔

توقیع!!!" تقویٰ نے شرم خفت سے بیٹی کو گھور کر ٹوکا وہ سٹپٹا گئی۔۔"
سوری مام لگتا ہے زیادہ منہ سے پھسل گیا۔۔" اسنے جھینپ کر "
معذرت کی۔

کیوں سوری شکر تمہارے منہ سے کچھ سننے کو تو ملا ورنہ مجھے تو بتاتی "
نہیں۔" توقی کو ساتھ لگاتے ساتھ ہی عائشہ نے شکوہ کیا
کہہ تو مجھ سے ایسے رہی ہو جیسے مجھے تو پورے قصے سنائے بیٹھی ہو۔" تقویٰ"
اسکے شکوے پر جل کر بولیں۔
عرشیہ توقیع ان دونوں کو ایسے دیکھتی چونکیں انہیں اس دن والا اپنا
سین یاد آیا وہ دونوں ساتھ ہی کھکھلائیں۔۔

بگاڑ دو لڑکیوں کو۔۔" عائشہ سٹپٹا کر اپنی خفت مٹانے کیلئے پورا ملبہ "
اس پر پھینک گئیں۔

ہاں ہاں جب پھنس جاتی ہو ہر جگہ تو میں ہی بیچ میں آتی ہوں ابھی" بھی شکوہ خود کر رہی تھی اور بگاڑنے کا الزام مجھ پہ لگا دیا واہ عائشہ میڈم تمہاری معصومیت۔۔" تقویٰ بھی ایک منٹ لیے بغیر اپنی دوست بھابھی کو شرم دلا کر بوکھلا دیا۔

پاگل ہو گئی ہو؟ میں نے کب شکوہ کیا؟؟ صائم بھائی ٹھیک کہتے ہیں" ایکدم کی مولانی ہو۔۔ میں شکوہ نہیں کر رہی تھی میں تو اپنی بچیوں سے "کہہ رہی تھی مجھے بتاتی نہیں ایسی باتیں۔

تم خود بتاؤ مجھے کب معلوم تھا صائم بھائی کی تم کرش ہوں؟ گھنی" میسنی عورت۔ "عائشہ فوراً اپنے شکوے کو بات میں بدل کر بولی۔۔

تقویٰ نے بھابھی کی چالاکی کو دیکھا۔۔

تو قیع عرشیہ بیٹھیں انکی لڑائی سے محظوظ ہو رہی تھیں۔۔

گھنی میسنی تو تم ہو۔۔ بھائی کتنا پیار کرتے ہیں ایک منٹ بھی تمہاری" خیر خیریت پوچھے بغیر نہیں رہ پاتے پھر بھی کہتی ہوں مجھے تو کوئی پیار نہیں کرتا۔۔" اسنے نقل اتارتے مصنوعی غصے سے شرم دلائی۔

جی پھپھو آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں مام کو ڈیڈ جتنا بھی پیار دیں وہ روتی رہتی ہیں" منہ بسورے۔۔" عرشیہ نے فوراً سے تاکید کی۔۔۔

عائشہ نے تڑپ کر دوست کے ساتھ بیٹی کی غداری کو دیکھا۔ وہ تو شکوہ کر کے پھنس گئی تھیں۔

چمچی نا بن ساس کی میں نے کب شکوہ کیا تمہارے ڈیڈ کے پیار پر استغفراللہ۔؟؟" عائشہ نے بیٹی کے سر پر تھپڑ مارتے ہوئے کہا۔۔۔

اب توقیع اکیلی انکی لڑائی پر ہنسنے لگی۔۔

دیکھا پھپھو قدر نہیں میری یہ نہیں دیکھتیں بیٹی دلہن بنی بیٹھی ہے تھوڑا پیار کر لیں بلکہ یہاں تو مار رہی ہیں۔۔" وہ منہ پھولا گئی۔

بس میرا بچہ! اسے عورت کو اپنی دوست کی قدر نہیں تمہاری بھی نہیں ہو گی۔ میں ہوں نا اپنے بچے کیلئے۔۔" تقویٰ اسے پیار سے ساتھ لپٹایا۔۔

مام ناٹ فیئر میری معصوم سی کیوٹ مامی کو جیلس کر رہی ہیں۔ بٹ میں اپنی مامی جان کے ساتھ ہوں۔" توقیع نے اپنی مامی کے گلے میں بانہیں ڈال کر ماں سے کہا۔۔

بیٹا مجھے تم سے کبھی ساتھ کی توقع ہوئی ہے جواب کرتی؟" تقویٰ نے جلے بھنے انداز میں بیٹی سے کہا۔

سچ ہی تو تھا ہمیشہ یا تو باپ کے سائیڈ ہوتی یا بھائیوں کے ماں کے ساتھ تو جیسے پیدائشی دشمنی تھی۔

جب چھوٹی تھی تب بھی تو ایسے کرتی تھی وہ جب روم میں جاتیں تھیں صائم سو رہا ہوتا تب وہ باپ کو پیار کر کے جگا دیتی اور جب وہ جاگتا تو اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں ڈبڈبائی آنکھوں سے سارا الزام پاس بیٹھی تقویٰ پر لگا دیتی۔۔ اور خود بھاگ جاتی باہر سے ڈور لاک کر کے۔۔

پھر تو سائیں صاحب کی نیند میں خلل ڈالنے کا الزام حقیقت میں بھی اس پر آجاتا تھا اور پھر وہ ہوتی اور اسکی منتیں۔۔

بس نہیں چاہیے مجھے یہ دونوں غدار دوست بیٹی میرے پاس" اپنی بہو ہے نا میری پریوں جیسی بیٹی۔۔"عائشہ نے بھی اپنی بیٹی دوست کو جیلس کرواتے توقیع کے ماتھے پر بوسہ دیکر بازوؤں کے حصار میں اسکے نازک سراپا بھر لیا اور سر سینے سے لگایا۔۔

وہ دونوں سکون سے ایک دوسرے کے گلے لگی ہوئیں تھیں۔ عرشیہ نے منہ بنا کر تقویٰ کو دیکھا۔۔

اور اب توقیع اپنی ماں بھابھی کے چہرے کو دیکھتی کھکھلا اٹھی۔۔

پھپھو جب مجھے گھر لے جائیں تو کبھی مت چھوڑیے گا یہاں۔ میری" یہاں کسی کو قدر نہیں۔۔

ایک تو آپ کا بیٹا پھیکے آلو جیسا، مجھے اسکا بڑا غم ہے دوسرا اب ماں بھی حسین بہو کو دیکھ کر اپنی معصوم سی بیٹی سے نظریں پھیر گئیں۔ ہائے میں معصوم۔۔" وہ اپنے دکھ پر نم آنکھوں سے خود ہی رونے کیلئے تیار تھی دہائی دینے لگی۔۔

باقی سب باتیں ایک طرف رکھ کر سب نے اسکے پھیکے آلو کو نا سمجھی سے دیکھا۔۔

پھیکا آلو مطلب ؟؟؟" توقیع نے تڑپ کر پوچھا۔۔"

مطلب ان رومینٹک سڑا آلو جلا پھیکا آلو۔۔" اسنے توقی کے سوال پر" تفصیل بیان کیا۔۔

سوری پھپھو پر یہ تلخ حقیقت ہے آپکا بیٹا ایک جلا ہوا آلو ہے سڑتا "
رہتا ہے اندر ہی اندر گھنا میسنا ہے اور بڑی بات کہ وہ صرف روبوٹ ہے
پیسا بنانے والا بس۔ باقی کوئی جذبات نہیں اس میں۔۔ جل ککڑ
ہے پورا باگڑ بلا کہیں کا مجھے تو اس میں سے ادرک لہسن کی بو آتی ہے۔۔"
یہ دونوں سبزی اسے بچپن سے ناپسند تھیں۔۔ دونوں ماؤں کے سامنے
صمصام زیدی کی برائی میں زمین آسمان ایک کر دینا چاہتی تھی۔۔
اپنے اندر کی کڑواہٹ کو سامنے رکھ دینا چاہتی تھی جس پر دونوں ماؤں نے
مسکراہٹ دبائی۔۔۔
البتہ توقیع کا قہقہہ زوردار تھا۔۔ وہ جانتی تھی جو شخصیت اسے ناپسند
ہوتی تھی اس میں سے اسے ادرک لہسن کی بو ہی محسوس ہوتی تھی۔

مام پلیز آپ بھائی کو ہدایت دیجئیے گا کہ بھابھی جی کو ذرا سا ٹیلر "
"دکھا دے محبتوں کا۔
توقیع نے مسکراہٹ چھپا کر اپنی ماں کو منت کی۔۔
عرشیہ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔۔ اسنے سٹپٹا کر دونوں ماؤں کو دیکھا جو
اسے ہی مسکراہٹ دبائے دیکھ رہی تھیں۔۔

ممم میرا مطلب وہ والا نہیں تھا" اسنے بوکھلا کر کہا"
ہاہاہا۔۔" تقویٰ عائشہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔"

عرشیہ کی پلکیں حیا سے جھک گئیں۔۔
پھپھو مطلب نرمی سے پیار سے بات کرنے والا بھی تو رومینٹک ہوتا ہے نا"
بندہ۔۔اس والا نہیں۔۔" اسنے منمنا کر کہا۔۔۔

جو بھی میری شہزادی پر میں بات کروں گی صام سے وہ نرمی سے پیار"
سے بات کرے گا تم سے حق ہے تمہارا اس پر۔۔۔" تقویٰ نے اسے بانہوں
کے حصار میں لیا۔۔وہ جھینپ گئی
عائشہ نے دونوں کو باری باری پیار دیتے اپنی بیٹی کی پیشانی چومتے انکی آنکھیں
نم ہو گئیں۔۔

ہمیشہ سختی میں رکھا ابھی حالت کے نارمل ہوئے وقت ہی کتنا ہوا
تھا کہ وہ آنگن سونا کر کے جا رہی تھی۔

کھانا کھالو پھر بھوک لگے گی بھوک کی ویسے ہی کچی ہو۔۔" انہوں نے
عرشیہ کے آنسوں پونچھ کر پیار ممتا کی محبت سے کہا۔۔
ساتھ توقیع کا ہاتھ تھام کر اسے ساتھ بٹھالیا۔۔
تقویٰ عائشہ نے باری باری دونوں اپنی بچیوں کو اپنے ہاتھوں سے کھانا
کھلایا۔۔ اسکے بعد توقیع تقویٰ برتن اٹھا کر عرشیہ کو پیار کرتیں
ہوئیں وہاں سے چلی گئیں۔۔

تم خوش ہو نا عشی؟ تمہارے شکوے سن کر میرا دل جانے کیوں ڈر"
رہا ہے۔" عائشہ نے بیٹی کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر
پوچھا۔۔

مام میں بہت خوش ہوں کہ میں کہیں دور نہیں جا رہی بلکہ اپنوں"
کے پاس جا رہی ہوں اور یہ سن کر مزید مطمئن ہو گئی ہوں کہ
میرے پرپوزل کیلئے صمصام نے بھی کچھ جتن کیے ہیں۔۔
اسلئے ہی نا کہ اسکے دل میں بھی فیلنگز ہیں؟ اور سب سے بڑی بات کہ لڑکا
آپ سب کا دیکھا بھالا ہے نا اس میں کوئی برائی ہے نا ہی کسی قسم کی
خامی۔۔

پھر مجھے کیا پریشانی ہو سکتی ہے۔۔ میں کیوں خوش نہیں ہوں گی اور رہی بات محبت کی تو، نکاح میں جب بندھ گئے ہیں تو اس پاک رشتے کے صدقے رب ضرور ہماری دلوں میں محبتیں ڈال دے گا۔"
اسنے اپنی ماں کو بے فکر مطمئن کرنے کیلئے پر سکون لہجے میں ہاتھ تھام کر آہستگی سے کہا۔۔۔

یہ ہوئی نا میری بیٹی والی بات۔۔۔"
اور عرشیہ یہ اپنی ماں کی بات اپنے پلوں سے باندھ لو زندگی کے کسی نا کسی موڑ پر تم پر انکشاف ہو گا اگر تم صمصام سے فیئر چلی تو۔۔۔
بیٹا میں نے اسکی آنکھوں میں تمہارے لئے بہت سے جذبات دیکھے ہیں۔۔ بہت چاہتا ہے وہ تمہیں یہ ایک ماں کہہ رہی ہے تم سے کہ وہ محبت کرتا ہے تم سے۔۔
اب یہ تم پر منحصر کرتا ہے کہ تم اسکی چھپی محبت کو لبوں پر لے آتی ہو یا اسکے سینے میں اسکی قبر بنا کر ہمیشہ کیلئے دفن کر دیتی ہو۔۔
پر بیٹا ایک بات تمہیں بتا دوں اگر اسنے دفن کر لی محبت دل میں تو جس طرح قبر سے آج تک کوئی زندہ نہیں لوٹا ویسے ہی دفن ہوئی

محبت کبھی نہیں جاگ سکے گی پھر چاہے اسکے آگے تم رو دھو کر گڑ گڑا لو۔۔

اسلئے پہلے بتا رہی ہوں سوچ سمجھ کر جو بھی قدم اٹھانا ہو اٹھانا اس خوبصورت رشتے میں محبت چاہتی ہو یا سمجھوتا۔۔۔" وہ اسے سمجھاتیں اسکے گال چوم کر صمصام کا انتظار کرنے کی تلقین کرتے ہوئے روم سے جانے لگیں۔۔

مام میرا نائیٹ ڈریس لا کر دیں مجھے اس میں کیسے نیند آئے گی۔۔۔"" عرشیہ نے گہرا سانس بھرتے ہوئے کہا۔۔

وہ کیسے بتائے اپنی ماں کو کہ اسے اس سے محبت نہیں بلکہ وہ چاہتا ہے وہ اکیلی تنہا ہو جائے کوئی اسے پسند نا کرے۔۔
اور خود جب دل چاہے اسکی تذلیل کرتا رہے۔۔

اچھا میں لا کر دیتی ہوں پر صمام کے جانے کے بعد چینج کرنا اچھا ہو گا وہ" تمہارا خوبصورت روپ دیکھے گا تو کچھ اچھے تاثرات آئیں گے۔۔" وہ پیار سے کہتی ہوئیں چلی گئیں۔۔۔

اور ابھی عرشیہ وہیں بیٹھی سوچ رہی تھی جب اسکی مام نے آکر اسکا نائیٹ ڈریس باتھ روم میں ہینگ کیا اور اسکی میکسی بیڈ پر ٹھیک سے پھیلائی اور اسکے لبوں پر لپسٹک کا ہلکا سا ٹچ دیکر اسکا دوپٹہ ٹھیک کیا اور دل ہی دل میں نظریں اتار کر اپنی سنہری گڑیا کی پیشانی چومتے اسے صمصام کے آنے کا بتانے لگی ساتھ تاکید کی چند۔۔

ریلیکس رہنا جو پوچھے سوال، رضا، اسکا نرمی سے جواب دینا اور اچھا" رویہ رکھنا تاکہ آگے رشتے میں خوشگواریت رہے۔" وہ کہتیں چند مزید ہدایتیں دیں کہ "ہاتھ تھامے محبت سے تو بری طرح احتجاج مت کرنا اب وہ تمہارا سرتاج محرم ہے۔" وہ کہتی ایسی دو چار مزید ہدایات کرکے چلی گئیں۔۔

عرشیہ تو حیران بیٹھی تھی بھلا وہ کیوں اسکا ہاتھ تھامے گا۔۔۔

اسے سوچ کر گھبراہٹ ہونے لگی۔ اول تو ایسی کوئی خوش فہمی نہیں تھی اسے دوجا اگر ہو بھی گیا ایسا حادثہ تو وہ احتجاج نہیں اسکا منہ نوچ لے گی۔۔

ہونہہ بڑا آیا۔۔"اسنے سر جھٹکے ہوئے اپنی میکسی کو ہاتھوں میں" سمیٹ کر پاؤں نیچے رکھ لیے اور ایک انگڑائی لیتی ہوئی آہستہ سے ڈریسنگ مرر کے سامنے آئی اور سب سے پہلے اپنے کانوں سے بھاری ایر نگز نکالے۔۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

نرمی سے پیش آنا صمام مجھے کوئی شکایت نہیں آنی چاہیے عرشیہ" کی۔اور ہاں اچھے الفاظ سے بات کرنا مینز کہ تھوڑے نرم پیار بھرے لہجے میں۔اب تم دونوں اس پاک بندھن میں بندھ گئے ہو تو بات کرتے اس رشتے کا خیال کرنا کہ اسکی توہین نا ہو۔" تقویٰ بیٹے کے دوستوں سے فارغ ہو کر اندر آنے پر ایک سائیڈ لیکر جاتی ہوئیں اسے ہدایت دینے لگی جس پر مبہم سی مسکراہٹ سجائے اپنی ماں کا احترام کرتا وہ خاموشی سے سن رہا تھا۔۔

میں پوری کوشش کروں گا اسے ہرٹ نا کروں آفٹر آل وہ میری بیوی "
ہے۔" اسنے کہا لہجے میں کچھ تھا جس پہ تقویٰ نے اسکے چہرے
کو دیکھا۔
پر نیلی آنکھوں میں خاموشی نا کوئی جذبہ البتہ لبوں پر مسکراہٹ
تھی نرم۔۔

بھائی عشی سے پیار سے بات کیجئے گا وہ مجھ سے کہتی ہے آپ آلو جیسے پھیکے "
انسان ہیں پتا نہیں کیسے گزرے گی اسکی آپ کے ساتھ۔۔ آپ اپنے
نرم لہجے سے اس سے بات کر کے اسے بتا دیجئیے گا کہ آپ ایسے روڈ شخص
" نہیں بلکہ بہت پیارے شخص ہیں۔
توقیع اپنی ماں کے ساتھ کھڑے بلیک ٹیکسڈو میں ملبوس صمصام
زیدی کو دیکھتی انکے پاس آتی گویا ہوئی۔
صمصام زیدی آواز پر چونک کر اپنی نظریں آواز کی سمیت اٹھائیں۔
اور حجاب کے ہالے میں خوشی سے دمکتا چہرہ دیکھ کر اسکے لبوں پر جو مبہم
سی مسکراہٹ تھی وہ نمودار ہوتی اپنی خوبصورتی دکھانے لگی۔
جس سے کئی دل دھڑکے تھے اسے چھپ کر دیکھتے۔

میرا بیٹا تو آج بہت خوبصورت لگ رہا ہے۔" اسنے اسکی بات کو"
نظر انداز کرتے اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر
پیشانی چومی۔
آپ کے ہی پسند کے ہیں۔۔" توقیع انکی تعریف پر جھینپ کر بولی۔"
تقویٰ ان دونوں پر پیار بھری نظر ڈالتی صام کو ہدایت جانے کی کر کے
وہاں سے چلی گئیں۔

تم سے اسنے کہا میں پھیکا ہوں؟" وہ اپنی ماں کے جانے کے بعد"
توقیع سے پوچھنے لگا۔
ہاں وہ کہتی ہے صارم بھی ڈیڈ کی طرح رومینٹک ہیں صرف آپ روڈ پھیکے"
ہیں۔" توقیع کو بتاتے ہوئے خود شرم آرہی تھی پر وہ چاہتی تھی آج اسکے
بھائی کا رویہ ٹھیک ہو بلکہ عرشیہ کی ناراضگی بھی اس تک پہچانا
چاہتی تھی تاکہ صام بھائی اسکی ناراضگی دور کر سکے۔

ہمم!!" وہ سر ہلا گیا۔ اسے مزید سننے کی ضرورت نہیں تھی وہ دو الفاظ"
میں قصہ سمجھنے والا شخص تھا۔ ابھی بھی سمجھ گیا تھا کہ اس لڑکی

نے اسکی بہن سے اسکی برائی کی ہو گی۔ اور اسکے پھیکے فلاں ان رومینٹک کا شوشہ چھوڑا ہو گا اسکی بہن کے سامنے۔
بھائی آپ جا کر دیکھ آئیں نا بھابھی کو پھر گھر چلیں گے ہم۔۔""
توقیع نے صام کا بازو تھام کر انہیں سیڑھیوں کی طرف لائی۔۔۔

جا رہا ہوں تم مام کے پاس جاؤ کہیں اور مت جانا پھر ساتھ "
چلیں گے۔" وہ گال تھپتھپا کر کہتا خود اپنی اوشن آنکھیں اوپر اٹھائیں سیڑھیوں کی سمیت۔۔

وہ دائیں جانب دوسرا روم ہے وہاں بھابھی ہے۔" وہ شرارت سے "
اشارہ کرتی ہوئی وہاں سے ہنستی ہوئی بھاگی۔۔
صام نے مسکراتے ہنستی مسکراتی وہاں سے بھاگتی اپنے آنگن کی شہزادی کو دیکھا۔ اس کی ہنسی سنتے دل میں سکون اتر آیا۔۔
صمصام نے سنجیدہ تاثرات کے ساتھ اپنے قدم سیڑھیوں کی سمیت اٹھا لیے۔ نظریں اسکی اسی دروازے پر تھیں جہاں جانے کا اشارہ توقیع دے چکی تھی۔

وہ اپنے گیسٹس سے مل کر جب آیا تھا تو دریاب کو ساحل شاہ کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتے دیکھا۔۔

وہ اس سے پوچھ رہا تھا کہ "صرف چہرہ دیکھنے میں دلہن کا، دو گھنٹے لگا دیئے؟ ایسا بھی کون سا خزانہ ڈھونڈ رہے تھے بڑے بھائی؟ جس شدت سے آپ سگریٹ پی رہے ہیں لگتا ہے دھکا دیکر اس معصوم نے باہر پھینکنا ہے" اسکی بات پر صارم زیاف کے قہقہے گونج اٹھے تھے۔

مزید ساحل شاہ کے جواب نے انہیں ہکا بکا کر دیا جب اسنے کہا۔

"تمہیں کیوں یہ غلط فہمی ہوئی کہ میں اتنا شریف ہوں بیوی کی زیارت کر کے واپس آجاؤں گا؟"

ساحل شاہ کے سوال پر صمصام مسکرایا۔ جبکہ دوسروں کے قہقہے تھے اور اسے زیادہ ہنستے عجیب لگتا تھا تبھی مسکراہٹ لبوں پر ہی اکتفا کیا۔

"نہیں ہمیں کوئی شک نہیں جانی جانتے تھے جو آپ صدیوں کے بیٹھے سب کو انکار کا پیغام دیتے جا رہے تھے اس سے ہی امید تھی کسی معصوم بیچاری بچی پر تشدد کے پہاڑ ٹوٹے گے۔۔" دریاب نے برجستہ دکھ سے

کہا سب کا ایک بار پھر قہقہہ تھا جس میں ساحل شامل تھا۔

ویسے اتنی باڈی واڈی بنا کر آپکو رحم نہیں آیا اس بچی کی جان لیتے۔۔۔ آئی" مین اس بچی سے شادی کرتے ہوئے؟ کہاں وہ سنگل پسلی کہاں آپ ٹرپل پسلی وہ تو بازو کو دیکھ کر سہم جاتی ہو گی۔۔ہاہاہا۔۔" دریاب کو حقیقتاً بڑا دکھ تھا جس کا اظہار کیے بغیر وہ رہ نا پایا۔۔۔
ساحل اسکی فطرت کو بدلتے دیکھ کر جہاں خوش تھا وہیں اسکے ریکارڈ لگانے پر خود ہی محظوظ ہوتے قہقہہ لگا رہا تھا۔

مجھ بس صبح سننا ہے بچی زندہ۔۔۔" ابھی وہ مزید کچھ کہتا صارم نے" سرخ رنگت سے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ دیا جبکہ باقی سب قہقہہ لگا رہے تھے۔۔
اور سب کی ہنسی صارم کی سرخ رنگت پہ تھی کیونکہ وہ ایسے ماحول سے کچھ دور ہی بھاگتا تھا پر یہاں ان سب کی باتیں ساحل شاہ پر اسکی رنگت سرخ پڑ گئی۔۔

تیرا بھی کوئی یہیں سین ہے کیا؟"زیاف نے اسے گھوراوہ توبہ "
کر گیا۔۔
لکھ کر رکھ لو یہ ہمارا مولوی دلہن کے بجائے شرمانے والا کام خود کرے گا"
ہاہاہا۔۔"دریاب منہ سے ہاتھ ہٹا کر بولا وہاں سب کے قہقہے فلک
شگاف تھے۔۔
حد ہو گئی دری بھائی!!"صارم نے مکا دریاب کے کندھے پر مارتے "
سرخ ہوتے وہاں سے جانے میں ہی بہتری سمجھا کیونکہ سب کی
توپوں کا رخ اب اسکی طرف تھا۔۔
اچھا ذرا اب خود بتا ہمارے صام کے بارے میں کیا خیال"
ہے؟؟؟"زیاف نے صوفے پر اپنے شاہانہ انداز میں بیٹھے صمصام
زیدی کی طرف اشارہ دیا جہاں آکر دریاب کا منہ بند ہو چکا تھا۔۔

نا بیٹا بول کیا بول رہا تھا بچی کی جان کچھ ایسا ہی تھا نا صمصام"
جگر۔۔۔؟؟؟"ساحل نے فوراً اسکی گردن میں بازو حائل کیا اور
دریاب کی سرخ رنگت کو دیکھتے صمصام کو بیچ میں لایا۔دریاب بری
طرح پھنسا تھا کیونکہ سامنے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے
بیٹھا اب اسکی بہن کا مجازی خدا بن چکا تھا۔

ہاہاہاہا لگتا ہے دری بھائی کا فیوز میرے یارے کو دیکھ کر اڑ گیا۔۔۔""
زیاف نے قہقہہ لگاتے اسکی ٹانگ کھینچی۔
بھونکے لے سالے۔۔۔ابھی تیرا وقت باقی ہے۔۔"وہ پھڑ پھڑا کر"
بولا پر ساحل نے اسے زیاف تک پہنچنے نا دیا البتہ اسکی سلگتی ہوئی
نظروں سے وہاں فضا میں قہقہے بلند تھے۔
سارے نوجوان جمع ہوئے تھے اور ان سب کی موجودگی میں ایک
دوسرے کی ٹانگ کھینچ رہے تھے۔اتنا خوبصورت منظر پہلی بار
سالوں میں بنا تھا کہ دریاب بھی اپنی سنجیدگی کا لبادہ اتار کر میدان
میں آگیا تھا اور مسلسل ساحل کو کافی دیر لگانے پر چھیڑ رہا تھا جسکا
وہ سگریٹ پیتے نظر انداز کر رہا تھا مسکراتے پر اب جب صام کی
باری آئی تھی۔اسکے قدم پڑتے اسکے منہ پر قفل پڑ چکے تھے جو کہ سب
کو محظوظ کر رہے تھے البتہ بیچارہ صارم انکی بے باک گفتگو سے توبہ
کر کے وہاں سے جان بچا کر بھاگا تھا اور اب صمصام کا بلاوا ابھی آگیا
تھا جسے سنتے دریاب کی صورت دیکھنے لائق تھی۔۔

وہ اپنے دراز قد کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا، اسکے نفاست سے سیٹ بھورے بال، ہلکی بھوری شیو اور گھنی بھوری مونچھیں، اس پر کھڑی مغرور ناک، اور آنکھوں میں ہمہ وقت رہنے والی سنجیدگی نے اسکی شخصیت کا رعب ہی دگنا کر دیا تھا۔۔

وہ ساحل شاہ، دریاب خان سے چھوٹا تھا پر اسکی سنجیدگی نے اسے روعبدار خاموش سنجیدہ منفرد سی شخصیت بنا دیا تھا۔

وہ کھڑا ہوا تو وہاں بیٹھے نوجوانوں کی نظریں متاثر کن اس کے ساتھ اٹھیں۔ اسکے انداز انداز کو دیکھ رہے تھے۔ وہ ایک باوقار مرد تھا، اسکے انداز میں مخصوص رعب الگ رکھ رکھاؤ تھا جو کہ بہت کم نوجوانوں میں آجکل دکھا جاتا تھا، وہ مردانہ شاہکار سحر انگیز شخصیت کا مالک تھا۔ اسکے ادا ہوئے چند الفاظ سے بھی مقابل کو اس میں ایک رعب تحکم محسوس ہوتا تھا اور ان میں اتنی ہمت نا ہوتی اسے انکار کر سکیں۔

آج سے پہلے وہ اپنے فیصلے کرتا آیا تھا اور آج بھی اسنے اپنی زندگی کا فیصلہ کر لیا تھا، اسنے عرشیہ خان کو اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہا اور آج وہ اس پر فاتح بن گیا تھا۔

دیکھ صام ہم دونوں ہی شریف نیک بندے ہیں اللہ تمہیں نیک "
صالح بنائے عزت سے جانا اپنی دلہن کا چہرہ دیکھ کر عزت
شرافت سے لوٹ آنا۔۔"صمصام کی پر شوق نظریں خود پر ڈال کر
جاتے دیکھتے ہوئے وہ ایکدم تڑپ کر ساحل شاہ کی گرفت سے نکلتا
رازدارنہ انداز میں گویا ہوا۔۔

البتہ اسکے پیچھے کان لگائے کھڑے زیاف اور ابھی آئے صارم نے اسکی
منت شرافت کا لیول دیکھتے بلند چھت پھاڑ قہقہہ لگایا۔۔۔

بے فکر رہیں وہ میری بھی عزت ہے"صام نے دریاب کے "
کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا اور ایک مسکراتی ہوئی نظر
ساحل پر ڈال کر زیاف کو دیکھتے ہوئے وہاں سے نکل گیا تھا پیچھے دریاب
کے گہرے ٹھنڈے سانس بھر کر صوفے پر گرنے پر انکے قہقہہ دور
تک اسکے ساتھ تھے۔

ابھی بھی سیڑھیاں چڑھتا ہوا وہ انکی بات یاد کر کے مسکرا دیا۔۔اور یہ گھنی مونچھوں تلے گلابی لبوں کی مسکراہٹ گہری تھی جو اسکے لبوں پر دریاب کی فکر مندی کو سوچتے ہوئے آئی تھی۔۔

کچھ فاصلے پر کھڑی باذل نے اس غضب کی شخصیت کے مالک کو مسکراتے دیکھتے اپنی پلکیں جھپکانا بھول گئی۔اسے وہ ڈاکٹر یاد آیا جسے وہ کس کر آئی تھی پر ابھی اسے خود پر غصہ طیش آرہا تھا کہ وہ بلیک مین کو کیسے کس کر آئی۔۔

اسکے پیچھے ایک سے بڑھ کر ایک لڑکے آئے تھے، پر اسنے کسی کو گھاس نہیں ڈالی تھی اور اب زندگی میں پہلی بار کسی کو کس کیا تھا وہ کون تھا؟ ایک پارسائی کا مریض، مولوی ٹائیپ، ٹیپیکل سوچ رکھنے والا ایک فری کا علاج مہیا کرنے والا اپنے بھائی کے پیسے پر جینے والا بلیک مین!!!!

کاش اسکے نصیب میں لکھا ہوتا صمصام زیدی تو وہ رشک کرتی خود پر۔۔

پر اسے نا ملنے کا قصوروار صرف صارم زیدی تھا جسے لڑکیاں صارم سائیں کہہ رہی تھیں۔ اسکا بس چلے اسکا کچھ کر دے، اسنے کتنی جرات سے اسے تھپڑ مارا تھا، اسے گری لڑکی کہا تھا جانے کیا کچھ کہا تھا۔۔۔

اسکے اندر آگ بھڑک رہی تھی انتقام کی جنگ تھی اسکے اندر جو اسے صارم زیدی کے ساتھ لڑنی تھی۔۔

وہ تقویٰ سے سوری کرنے اسکے پاس جانے والی تھی اس دن ایئر پورٹ پر اپنے رویے کیلئے پر وہاں کھڑی تقویٰ زیدی کو گھیرے میں لیے عورتوں کی باتیں سن کر اسے ٹھٹھکنا پڑا۔

وہ آگے پیچھے ہوئے بغیر وہیں کھڑی ہو گئی۔

وہ صام کی شادی پہ شکوہ کر رہی تھیں پر تقویٰ زیدی کے الفاظ اسے یاد تھے وہ "کہہ رہی تھیں کہ "دونوں بچوں کی آپس کی پسند سے رشتہ ہوا ہے وہ ساکت تھی کہ صمصام زیدی عرشیہ کو پسند کرتا تھا اور اسے مزید بھی سننے کو ملا تھا کہ اسنے بہت اسرار سے اپنے ڈیڈ کو منایا ہے وہ بہت چاہتا ہے۔

دونوں کی لو میرج ہے۔۔ مزید کچھ کہنے کیلئے باقی ہی نہیں تھا سواء باذل شاہ کے پاس افسوس کے کہ اگر بیچ میں صارم زیدی نا آتا تو وہ ضرور اسے حاصل کر لیتی۔

مزید یہاں پاکستان میں رہنے کیلئے اسلئے پاس کچھ بچا ہی نا تھا جسکی آس پر وہ رہتی۔۔ پر یہاں سے جانے سے پہلے وہ صارم زیدی کو مزہ چکھا کر جائے گی۔ پر اس کمینے ڈاکٹر کے تیور ہی الگ تھے۔ بدلہ ہوا لہجہ بدلہ انداز خاموشی سے تو جیسے اب جنگ کر کے آیا تھا۔

پر اسنے بھی مزہ چکھا دیا تھا تارے دکھا دیئے تھے اسے۔

بڑا آیا پارسا ہونہہ مائی فٹ!" وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ تقویٰ زیدی کی آواز" گونجی۔

اور صارم سائیں اسکی شادی کب کروا رہی ہو اسنے بھی کوئی لڑکی پسند" کی ہوئی ہو گی؟" کسی عورت نے طنزیہ تقویٰ زیدی سے پوچھا۔

باذل چونکی نہیں کیونکہ کچھ دیر پہلے بھی وہ کافی لڑکیوں کے منہ سے صارم سائیں، صمصام سائیں سن چکی تھی اور ان میں مردوں کو سائیں کہتے تھے یہ بھی اسے معلوم ہوا تھا بلکہ کسی گاؤں کے وڈیرے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

نہیں صارم کیلئے ابھی کوئی پسند نہیں کی بلکہ وہ خود پہلے اسپیشلسٹ کرنا" چاہتا ہے پھر شادی۔ اسلئے پہلے اسپیشلسٹ کرنے جائے گا جب "لوٹ کر آئے گا تب شادی کروں گی اسکی۔۔

اسپیشلسٹ کرنے جائے گا" باذل اپنے مطلب کی بات پر چونک کر پلٹی۔۔" اور حیرت سے تقویٰ زیدی کا منہ دیکھا کہیں غلط تو نہیں کہہ رہیں۔

پر وہ عورتوں کو مسکرا کر بتا رہی تھیں اور انکے منہ سے پھر سے اسپیشلسٹ سن کر اسے یقین ہو گیا کہ اس بلیک مین نے اسپیشلسٹ کرنے کیلئے شادی ابھی نہیں کی ورنہ اسکی بھی ہونے والی تھی۔۔

خدا خدا کر کے باذل نے شکر ادا کیے ورنہ بہت دھماکہ ہوتا اگر بلیک مین کے نکاح کا سنتی۔۔ چیخ کر گھر سر پر اٹھا لیتی، تہس نہس کر دیتی ہر شے کیونکہ اسے پاس وہی تو ایک سہارا تھا یہاں سے نکلنے کا۔۔

اس نے اپنے فیصلے پر مضبوط گرفت جمالی کہ کچھ بھی ہو جائے اس بلیک مین کو نہیں چھوڑنا وہی اسے یہاں سے نکال سکتا تھا۔

صمصام زیدی تو اسکا ناہو سکا پر صارم زیدی کے سہارے وہ یہاں سے ضرور نکل جائے گی یہ تو اسکا خود سے وعدہ تھا۔

ابھی صمصام زیدی کو دیکھتی وہ دل مسوس کر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔۔ اسکی بہن اپنی زندگی میں مصروف ہو گی، اور وہ امریکہ چلی جائے گی کتنا دور ہو جائیں گی وہ دونوں۔۔ یہی سوچتے وہ اپنی بہن کے روم کی طرف بڑھ گئی اسکی مام نے کہا تھا وہ اسکا انتظار کر رہی ہے۔

کچھ دیر پہلے تو دروازہ نہیں کھولا تھا، کتنی دیر تک وہ ناک کرتی رہی تھی پر وہ روم میں اندھیرا کیے سو رہی تھی شاید۔۔

اسنے سوچ لیا تھا وہ مصنوعی ناراضگی ضرور جتائے گی تاکہ وہ اسے منا سکے۔ باذل سوچ کر مسکرائی۔۔

اسکا موڈ کافی خوشگوار تھا صارم زیدی کے اسپیشلسٹ کرنے جانے کا سن کر، اسکا پلان سیٹ تھا کہ نکاح کے بعد وہ بھی اسکے ساتھ جائے گی پھر وہ اپنے راستے اور باذل اپنے۔

ہائے آئی ایم باذل شاہ!!" اسکے ساتھ سیڑھیوں پہ قدم ملاتے اسکے " مہنگے دلکش کلون کی خوشبو کو محسوس کرتے ہوئے وہ خود بخود ہاتھ اسکی سمیت بڑھا کر اپنا تعارف کروانے لگی۔۔

صام نے ساتھ نسوانی آواز پر ذرہ سی نظریں ترچھی کر کے ساتھ چلتے وجود کو دیکھا۔
اسکی اوشن بیلو آنکھیں جیسے ہی باذل کی آنکھوں سے ٹکرائیں اسے اپنا دل رکتا ہوا محسوس ہوا۔ کتنی شدت سے اسکے دل نے گواہی دی تھی کہ وہ صرف اسے ڈیزرو کرتا تھا۔۔۔

پر صام ایک نظر ڈال کر "ہمم" کہتا تیز قدم اٹھا کر سامنے روم کی طرف بڑھ گیا جبکہ ہاتھ فضا میں بلند لیے کھڑی اپنی جگہ تضحیک ہتک خفت توہین سے سرخ باذل شاہ نے اپنا فضا میں ہاتھ دیکھا۔۔۔
معاً وہ اپنا ہاتھ نیچے گراتی اس سے پہلے ہی اسے اپنے آپ پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس ہوئی۔ اسنے چونک کر دیکھا جہاں سیڑھیوں کے اختتام پر صارم زیدی آنکھوں میں غصہ نفرت حقارت لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔
باذل کے دیکھنے پر اسنے ایکدم اپنی سرخ نظروں کا رخ گھمایا اور ایک طرف بڑھ گیا تھا۔ وہ جا بھی اسی طرف رہا تھا پر اسکے

تعارف کو سنتے اپنے بھائی کے طرف اٹھے ہاتھ کو دیکھ کر وہ تھم گیا تھا۔۔

پر اپنی توہین کرواتی اس لڑکی پر صارم زیدی کو بے تحاشہ غصہ آیا دل چاہا گلا گھونٹ دے جسنے لڑکی ذات کو غلط ثابت کرنے کا جنون سر پر سوار کر لیا تھا۔

اسکی آنکھوں میں اپنے لئے حقارت دیکھ کر باذل نے نم آنکھوں سے وہ مٹھی سختی سے بھینچ لی۔۔

اچھا ہے تم پر تمہاری اوقات تو واضح ہو گئی ہو گی کہ تم جیسے انسان کو" ضرورت کے علاوہ اپنے سائے تلے بھی کھڑے نا رہنے دوں۔۔" وہ غصے ضبط سے پھولتے ہوئے اپنے تنفس کے ساتھ اوپر سیڑھیوں پر بھاگ گئی۔۔

اسکے بھاگتے ہوئے قدموں کی ٹک ٹک سنتے صارم زیدی نے اپنا مکا بنا کر پلر میں دے مارا، ورنہ بس نہیں تھا اپنا گال خنجر سے کاٹ لے جہاں اسکا لمس اسکے دماغ و دل میں وحشتیں برپا کر رہا تھا۔۔

وہ آیا تو چائے کی ٹرے لینے تھا پر ایک منٹ بھی وہاں رکے بغیر تیز تیز قدموں سے وہاں سے نکلتا ہوا چلا گیا۔۔

ارے صارم کہاں گیا؟"عائشہ کچن سے باہر آئیں تو وہاں صارم کے "
قدموں کی بھاری آہٹ تو سن چکی تھیں پر اب اسے وہاں ناپا کر وہ
پریشان ہوتیں وہاں سے گزرتی توقیع سے بولی۔۔

شاید ابھی آگے ڈرائنگ روم کی طرف گیا ہے مامی!"توقیع صارم "
کو تیز تیز وہاں سے جاتے دیکھ چکی تھی مسکراتی ان سے بولی۔۔

اچھا تو تم یہ لیکر اسے دے آؤ ڈرائنگ روم کے باہر، دروازہ ناک کرنا"
کوئی نا کوئی باہر آکر لے لے گا تم سے جب تک میں تائی اماں کیلئے اور
سعیدہ بی بی کیلئے قوہ بناتی ہوں۔۔"انہوں نے کہتے ٹرے توقیع کو تھمائی اور
ساتھ خود شاہ حویلی کی معزز خاتون اور زیدی خاندان کی سب سے بڑی
تائی اماں کا حوالہ دینے لگیں جنہیں سن کر توقیع نے اثبات میں
سر ہلا دیا۔۔۔

جی میں دے آتی ہوں مامی آپ بے فکر رہیں۔"وہ کہتی مسکرا کر ٹرے "
تھامے قدم اٹھاتی ہوئی ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

اسنے جیسے ہی ڈور کھول کر روم میں قدم رکھے اسی وقت ہی عرشیہ نے باتھ روم کا ڈور کھول کر قدم باہر نکالے۔۔

صام نے دروازہ بند کرتے ہوئے نظریں آواز پر اسکی سمیت اٹھائیں، اسی وقت ہی نیند تھکن سے سرخ ہوتی سنہری آنکھیں عرشیہ نے بھی دروازے کی طرف اٹھائی پر مقابل کھڑے وجود کو دیکھ کر ایک لمحے کیلئے وہ سن پڑ گئی۔۔

صم۔۔صام "اسکے لب آپس میں پیوست تھے البتہ اسکی" دھڑکنوں نے دھڑکتے ہوئے سرگوشی کی۔
اسکی سرخ سنہری آنکھوں سے اوشن بیلو آنکھیں ہوتی ہوئیں اسکے سراپے پر آئیں۔
جہاں وہ سامنے کھڑی تازہ باتھ لیے سفید شلوار قمیض میں ملبوس، کھلے بھیگے سنہری بال پشت پر چھوڑ کر، سلیولیس گھٹنوں کو چھوتی شرٹ گھیر یدار شلوار، آرام دہ نائیٹ سوٹ میں تھی۔

اسکے سفید گلابی بازو اسکے سامنے تھے، وہ کسی بھی سجاوٹ سنگار سے پاک تھی، چہرہ میک اپ سے مبرا تھا، آنکھیں حیا کے بجائے تھکن کے بھوج سے بھاری تھیں، گلابی بھرے بھرے ہونٹوں کے کنارے پر ننھے ننھے پانی کے قطرے موجود تھے، اور یہی قطرے اسکے پورے سراپے پر تھے جس کی وجہ سے وہ نظریں بہکا رہی تھیں۔۔

وہ لمحے کیلئے مبہوت ہو گیا اسے دیکھتے۔۔

عرشیہ بھی ایک لمحے کیلئے بلیک ٹیکسڈو میں ملبوس سامنے درازقد کے مالک اپنے شریک حیات کو دیکھتے ایک منٹ کیلئے مبہوت ہوئی تھی دوسرے ہی لمحے اسکے طلسم سحر کو سر سے جھٹکتی ہوئی اسے یوں نظر انداز کر گئی جیسے اسکے علاوہ وہاں کوئی دوسرا وجود موجود ہی نا ہو۔۔

اور یہ کیا صمصام زیدی کی توہین کیلئے کم تھا، کہ جب اسے معلوم تھا وہ آئے گا اسے دیکھنے اسکے بعد بھی وہ ذرا سا انتظار کیے بغیر اپنی مرضی منمانی کر کے باتھ لیکر اسکا لایا ہوا ڈریس بھی چینج کر چکی تھی۔

وہ چلتی ہوئی آئینے کے سامنے آ گئی۔۔

صام کو حیرت ہوئی کہ ایسا کیا تھا اس چہرے میں جسے دیکھنے کیلئے اسکی ماں اس سے اتنی منتیں کر رہی تھیں۔ یہی تو چہرہ دیکھ دیکھ وہ بڑا ہوا تھا۔۔

اس چہرے میں کیا نئی بات تھی جسے وہ دکھانے کیلئے یہاں بھیجا گیا تھا۔۔

پر اسکی دھڑکنیں گواہ تھیں کچھ انوکھا کچھ اپنا سا احساس تھا۔

روح پر سکون تھی اسے جی بھر کر دیکھنے پر۔۔ دل پوری طرح سے اجازت آج دے رہا تھا اسے دیکھنے کی۔

اور اسکی گیلی کمر کو دیکھ رہا تھا، سنہری بالوں سے ٹپ ٹپ بوندیں اسکی کمر پر گر رہی تھیں۔۔

صام کی نظریں اسکے سفید ملائم بازوؤں سے ہوتی ہوئیں پشت پر آ گئیں۔۔

بڑی دیر کر دی آنے میں مسٹر صمصام! مجھے تو لگا تھا جس طرح کا تم ری"
ایکٹ کر رہے تھے نکاح ہوتے گھٹنوں کے بل بھاگتے ہوئے آؤ گے۔۔"
ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑی اپنے بالوں میں برش کرتی
طنزیہ کاٹ دار لہجے میں بولی۔

اسکی آواز پر وہ چونکا، اور ٹھنڈی سرد سانس فضا کے سپرد کرتے
ہوئے جیبوں میں ہاتھ پھنسائے۔۔

کیوں تم تھوکی مجھ پر تھوک چاٹنے کیلئے انتظار میں تھی؟"وہ کہاں کم"
تھا صمصام زیدی تھا، جسنے کبھی ادھار نہیں رکھی تھی لینا تو دور۔۔۔
اسکے استہزائیہ الفاظ کے چابک پر اندر ہی اندر بلبلا گئی۔

پھر تو بڑی عجیب بات ہوئی صمصام زیدی کہ اسی تھوکنے والی لڑکی کو اپنی بیوی"
بنالیا، کیا میرا تھوکنا اتنا پسند آگیا تھا تمہیں؟"وہ
حیرت معصومیت کا اظہار کرتی ہوئی پوچھنے لگی۔

عجیب تمہیں لگتی ہو گی ورنہ بات بہت آسان تھی تمہیں تمہارا" تھوکا چٹوانا بھی تو مجھے پسند آسکتا ہے۔ تمہیں تمہاری اوقات بھی دکھانی تھی۔۔

دیکھو چٹکی بھر دنوں میں تم عرشیہ خان سے عرشیہ صمصام زیدی بن کر کھڑی ہو۔۔ سیکنڈ میں تمہارے پر مٹھی میں دبوچ لیے۔۔ تمہیں تمہاری اوقات پر لے آیا،، اور تم پھڑ پھڑا بھی نہیں سکی۔ دیکھ لیا صمصام زیدی کو!! کہاں گیا تمہارا معیار؟ تمہاری پسند؟ تمہاری ناگواریت؟ ہاہاہاہا" وہ جتا جتا کر سرد الفاظ میں کہتا معاً قہقہہ لگاتے ہوئے اسکے پیچھے آ کھڑا ہو گیا۔۔۔

عرشیہ کا چہرہ سرخ لال ہو گیا تھا اسکی باتوں پر۔ مزید خون اسکا اسکے قہقہہ لگانے پر جلا۔۔ اسنے غصے سے گہرا سانس بھر کر مٹھیاں بھینچ لیں۔۔

کیا ہوا سن کر اچھا نہیں لگا؟" آئینے میں اسکے سرخ تمتماتے ہوئے" چہرے کو دیکھتے سنجیدہ ہوتے ابرو اچکائی

غرور تکبر تو ایسے دیکھا رہے ہو جیسے میری انا نوچ کر تمنے اپنی انا کا"
سر بلند رکھا ہے۔ شاید وہ تم ہی ہو جسنے پھوپھا کی منتیں کر کے
میرے لئے پرپوزل پر راضی کیا تھا ورنہ تو تمہارے گھر والے بھی
تمہارے مکروہ چہرے سے واقف تھے کہ تم کس طرح کے گھٹیا
شخص ہو۔۔۔" وارو وہ بھی خالی کہاں دینے والی تھی۔

اپنے اندر کے زہر غصے کو الفاظ میں بدل دیا۔۔

وہ کیسے گمراہ ہوئی اسکی دھمکی میں کہ نصیب بنانے والے رب کو
بھول کر اس بندے کی دھمکی میں آ گئی جس میں پتہ ہلانے کی بھی
طاقت نہیں۔۔

اسکے بھائی کا نصیب اگر توقیع سے جڑا تھا تو وہ اس کو ضرور ملتی، پر وہ
رب کی طاقتوں کو فراموش کر کے اس گھٹیا چال چلنے والے
شخص کے جال میں پھنس گئی۔ اور اپنی خوشیوں کا خود اپنے ہاتھوں سے گلا
گھونٹ لیا۔۔

ظاہر ہے داؤ چلانا ہے تو داؤ مارنا بھی پڑے گا، اُس شطرنج کا مزہ ہی"
کیا جس میں ہار جیت نا ہو، ہار ہو گی تبھی تو جیتنے کا جنون سوار ہو گا۔۔

اور منتیں نہیں کی سوئیٹ ہارٹ !اس غلط فہمی کو اپنے بیوقوف دل سے نکال دو بلکہ انہیں فیصلہ سنایا تھا کہ اگر مجھے عرشیہ خان اپنی دسترس میں نا ملی تو میں کیس کرنے سے باز نہیں آؤں گا۔۔
پر ایک انسان ہونے کے ناطے مجھے تم سے ہمدردی ہے کہ تمہیں صارم زیدی نا مل سکا، کیونکہ اسے تم ڈیزرو نہیں کرتی۔۔" وہ اسکے شانے پر ہاتھ رکھ کر متبسم سا اسکا رخ اپنی سمیت موڑتا ہوا بولا۔۔
عرشیہ اسکے مقابل آتے اسکی کلون کی خوشبو وجود کا سحر، شخصیت سے ایک پل کیلئے ساکن دھڑکنوں سے کھڑی رہی جبکہ وہ انگوٹھے سے اسکے بھرے بھرے ہونٹوں کے کنارے سے سارے قطرے چن رہا تھا بڑی توجہ سے۔۔

ڈونٹ ٹچ می صمصام زیدی۔۔!!!اگر میں صارم زیدی کے لائق نہیں تھی تو" لائق تم میرے بھی نہیں سمجھے۔۔
تمہیں کیا لگتا ہے میں سسکتی ہوئی ہیروئن کی طرح تمہاری بانہوں میں سما جاؤں گی؟؟؟

ہاہ!!" وہ استہزائیہ پوچھنے لگی اور خود ہی کھکھلا کر ہنسی۔۔۔ ساتھ ہی اسکا ہاتھ زوردار انداز میں خود سے جھٹک کر اسکے ایک قدم کے فاصلے کو تین قدم کے فاصلے میں بدل لیا۔۔

اسکے انداز پر صمصام جو کہ خاموش کھڑا تھا ریلیکس انداز میں تھا عرشیہ کے ہاتھ جھٹکے پر اسکے ماتھے پر بل نمودار ہوئے۔
نفرت کی معنی سمجھتے ہیں؟یقیناً تم کیسے سمجھو گے۔جسکا وجود ہی" نفرت ہو وہ بھلا کیسے جانے کا نفرت کیا ہے۔یہ تو مجھے معلوم ہو گی۔۔
کیونکہ نفرت تو مجھے ہے۔۔۔ صمصام زیدی۔۔۔۔
پتا ہے کیا، توقیع کی باتوں سے مجھے بہت کچھ سمجھ آیا جس میں سرفہرست میں "نصیب "تھا۔۔
پر تم نے مجھ پر جبر کی مجھے بلیک میل کیا، گناہ صرف میری بدتمیزی پر نہیں ملے گا، گناہ تمہیں بھی ملے گا کسی کی مجبوری کا فائدہ اٹھاتے اس سے جبر کرتے۔۔" وہ سلگتی ہوئی اسکا چہرہ اپنی بے بسی یاد کرتی چیخ پڑی۔۔۔۔

چہ چہ بہت افسوس ہوا مجھے تمہاری دکھ بھری داستان سن "
کر۔۔ افسوس شدید افسوس کہ کچھ کر ہی نہیں پائے سواء مظلوم ہیروئن کی
طرح خود کو میرے نام لکھنے کے ہاہاہا۔۔" اسنے افسوس جتاتے ہوئے
ایکدم خوشگوار قہقہہ لگایا۔۔۔

اس قدر تذلیل کرنے کے بعد بھی وہ قہقہہ لگا رہا تھا عرشیہ کو اسے
بھگانے کی جو توقع تھی وہ دم توڑتی ہوئی دکھائی دی۔

مجھے دکھ بھی ہو رہا ہے تمہاری دماغی حالت پر اور اچھا بھی لگ رہا ہے۔۔"
مجھے لگتا ہے صرف خود کو میرے نام کرتے ہی تم اپنا دماغی توازن کھو
بیٹھی ہو۔ نا تمنے ایک سائیکو کی سائیکی دیکھی، ناوحشی کی وحشت، ناہی
صمصام زیدی کی نفرت۔۔۔!" وہ اسکے مقابل سے ہٹاتا ہوا سیدھا
جا کر صوفے پر ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے کروفر سے بیٹھ
گیا۔ اور عرشیہ کے سرخ تپتے ہوئے چہرے، آگ برساتی ہوئی
نظروں میں دیکھ کر افسوس تاسف سے کہا۔
اسے وہ سچ میں پاگل لگا کوئی، سائیکو جیسے اپنی خوشی عزیز تھی اپنا سوچ رہا
تھا۔۔

شٹ اپ جسٹ شٹ اپ صمصام زیدی!پاگل تو میں تمہیں"
کروں گی اور ایسا پاگل کروں گی تم اپنے پیدا ہونے پر افسوس کرو گے۔ تم اس
خوش فہمی میں مت رہنا صمصام زیدی کہ تم اپنا یہ مکروہ
چہرہ ہمیشہ سے چھپاتے رہو گے۔۔ میں تمہارا یہ چہرہ تمہاری
ماں تمہارے ڈیڈ تمہارے بھائی بہن کے سامنے ضرور لاؤں گی جسٹ
ویٹ اینڈ واچ۔۔۔" وہ ایکدم غرا کر بولی ساتھ ہی ہاتھ مار کر طیش میں
ڈریسنگ ٹیبل کے سارے پرفیوم میک اپ کا سامان نیچے
قالین پر گرا دیا۔۔

روم کی لمحے کیلئے ساکن ہوتی فضا میں اچانک اسکے قدم سے
چھناکے ٹھا کی آواز گونج اٹھی۔

جو تمہارا حال ہے مجھے لگ رہا ہے دو دن میں تم پاگل ہو جاؤ گی۔ خیر"
آج میرا موڈ اچھا ہے میری جو جو اسلئے اب خود آؤ گی یہاں یا مجھے آنا
پڑے گا؟" وہ تمسخرہ اڑاتا ہوا بولا۔۔

اور جہاں تک موڈ کی بات تھی تو آج وہ سچ میں کول مائنڈڈ لگ رہا تھا۔ جیسے زہر دیا جائے وہ بھی ضبط سے پی جائے گا اور اُگلے گا بھی نہیں۔۔ جس طرح کا اسکاری ایکشن تھا عرشیہ کا دل چاہا اسکا سر پھاڑ دے۔۔

پر اب بلاوا سن کر وہ سرخ انگارہ تپ اٹھی تھی، پور پور جل گیا، وہ جیسے بھسم ہو گئی تھی۔
سمجھ کیا رکھا تھا اسے؟ کہ وہ اسکے پاس جائے گی اور ٹشو بن کر اسکے استعمال میں آئے گی؟ منہ نا توڑ دے وہ اسکا۔۔

شٹ اپ اینڈ گیٹ لاسٹ فرام ہیر!!" وہ غصے سے کانپتی ہوئی" بولی۔۔ صمصام نے اسکے دوپٹے لاپرواہ سر اپے کو دیکھا۔ اور اپنے نچلے ہونٹ کے نیچے داڑھی پر انگوٹھے سے سہلایا۔۔

جب کوئی جائز رشتہ نہیں تھا تب تو ساری رات بے خبر" ایک روم میں تھی میرے پاس بغیر احتجاج بغیر مزاحمت کے۔ اب جب جائز رشتہ قائم ہو گیا ہے ہمارے بیچ اب کس

بات کے نخرے دکھا رہی ہو؟ تمہیں تو چاہیے بے جھجک میری
بانہوں میں آکر اس رشتے کو جائز بنا لو۔۔
پر لگتا ہے تم الٹا چلتی ہو تمہیں جائز رشتہ راس نہیں آیا کیوں
ٹھیک کہا نا؟؟؟" وہ سرد بے تاثر لہجے میں کہتا ہوا اٹھا۔۔
عرشیہ نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔

غصہ کس بات کا ہے تمہیں؟؟؟" وہ آہستہ سے بھاری قدم اسکی"
سمیت بڑھاتا ہوا استفسار کرنے لگا۔
اپنا نصیب پھوٹنے پر۔۔۔" وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں چلائی اور"
اسکے دھمک بھرتے قدم اپنی سمیت دیکھ کر بے ساختہ ایک
قدم پیچھے لیتی اسے گھورنے لگی۔۔۔

اپنے قدم پیچھے لو صمصام زیدی ورنہ ابھی چیخ کر سب کو اکٹھا کر لوں گی"
اور سب کے سامنے تمہارا گھٹیا روپ لے آؤں گی!!!" وہ وارن کرتی پیچھے
ہٹتی گئی کہ ایکدم دیوار کے ساتھ اسکی پشت ٹکرائی۔۔

ہمم پھر جائز غصہ ہے۔۔"وہ سر ہلا گیا بلکہ اسکے غصے کو جائز"
سمجھ کر متفق ہو گیا۔۔
عرشیہ حیرت سے اسکے انداز کو دیکھ رہی تھی۔۔جبکہ اچانک
اسکے لبوں پر مبہم سی مسکراہٹ آئی۔۔

چہ چہ دیوار سے لگ کر بچاؤ کرنے والی سو کالڈ مظلوم ہیروئن کے"
روپ میں دیکھ کر اب مجھے ترس آرہا ہے تم پر عرشیہ زیدی۔۔۔!!"
وہ اسکے پاس اسکے سامنے آتا مصنوعی افسوس، ہمدردی سے بولا۔۔

"تم اپنے منہ کو لگام دیکر یہاں سے نکل۔۔۔"
لگام تو لگانے آیا ہوں خود کو نہیں مگر تمہیں۔۔۔"معاً اسکے لبوں پر انگلی رکھ"
کر اچانک اسکی بات کاٹ کر سرد لہجے میں بولتا ہوا اسکے
سر کے بالوں کو ایکدم مٹھی میں جکڑ کر جھٹکے سے اسے دیوار سے اپنی
سمیت کھینچ لایا کہ وہ کراہ کر"آہ"کرتی سیدھا اسکے چوڑے سینے سے
جا ٹکرائی۔۔۔

کس سے پوچھ کر تمنے چینج کیا؟؟؟ کیا جتانا چاہتی ہو مجھ پر کہ کوئی"
اوقات اہمیت ویلیو نہیں تمہاری نظر میں میری؟" اسنے
گرفت سخت کرتے جھٹکے سے اسکا سر اوپر اٹھا کر پوچھا۔۔
اسکے لہجے میں وحشتیں تھیں، وہ واپس اپنے اسی رویے میں آچکا تھا جو
اسکا ہمیشہ سے اختیار تھا اسکے ساتھ۔
اسنے درد سے سرخ چہرے کے ساتھ اپنے بالوں پر ہاتھ رکھا اور
سرخ آنکھوں سے اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

جب جانتے ہو پھر بار بار میرے منہ سے اپنی تذلیل سن کر"
کس حس کی تسکین چاہتے ہو؟" وہ بھینچے تند تیز لہجے میں گویا ہوئی۔
البتہ پہلی رات اسکی پکڑ میں، اسکی بے دردی پہ وہ ایک قدم
کے فاصلے پر کھڑی اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اسے چیلنج کر رہی
تھی۔۔
صام نے اپنا دوسرا ہاتھ اچانک اسکی شفاف صراحی دار گردن پر
رکھتے انگلیوں سے اسکی گردن کو سہلایا۔۔۔

اور دوسری طرف اچانک ہی اسکے لمس سے وہ تڑپ کر پھڑپھڑا اٹھی ایسے جیسے کوئی ذبح جانور، جسکی گردن پر خنجر پھیر دیا جائے۔۔

اسکی مضبوط انگلیوں کے بے رحم لمس پہ عرشیہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی خیز لہر دوڑ گئی۔ پورے وجود میں سرد لہریں اٹھنے لگیں۔۔

چھوڑو مجھے۔۔۔"وہ غصے سے چیخ کر پھڑپھڑائی کہ ایکدم اسکی سہلاتی ہوئی" انگلیاں عرشیہ کی گردن میں پھانسی کا پھندا محسوس ہوئیں نرمی سے سہلاتی ہوئی اسکی انگلیاں سختی سے اسکی گردن کو دبوچ کر اپنے چہرے کے قریب کھینچ لائیں۔۔۔

دور رہو صمصام۔۔"وہ پھنسی آواز میں چیخنے اسے دور کرنے لگی۔ جسکی اوشن" نیلی آنکھیں، جسکا چہرہ اسکا وجود سب کچھ اسکے قریب آتا جا رہا تھا۔

اسکی دھڑکنیں بند ہونے لگیں تھیں۔۔وہ پھڑپھڑا رہی تھی سخت ترین مزاحمت کر کے اسے پیچھے دھکیلنے کی کوشش کر رہی تھی پر وہ پیچھے ہونے کے بجائے مزید قریب آتا جا رہا تھا کہ اسکے ساتھ

سیکنڈ سیکنڈ کے ساتھ مٹتے ہوئے فاصلے نے عرشیہ کی دھڑکنیں ساکت خوفزدہ کر دی تھیں۔۔

اسکے لب بری طرح لرزنے لگے تھے، کانپ تھر تھرا رہے تھے اسے اسکی مونچھوں تلے گلابی سرخ لبوں کو اپنے قریب آتے دیکھ کر۔۔
عرشیہ کو اسکی دہکتی آگ برساتی بھسم کرتی ہوئی سانسیں اپنے چہرے پر محسوس ہوئیں، اسے لگا اگر اسنے ذرا سی مزید مزاحمت کی تو وہ اسکی گردن ہی توڑ دے گا۔

"بہت غرور ہے تمہیں خود پر؟؟؟" وہ اسکے حسین چہرے کو دیکھتے سرد آواز میں گویا ہوا۔ عرشیہ کا چہرہ درد سے انگارہ ہو چکا تھا۔۔
آنکھوں میں خود بخود نمی آگئی تھی۔۔
"بے شک ہے اور رہے گا!! تم اپنی طاقت آزما کر میرے وجود کو مسل سکتے ہو صمصام زیدی پر میرے دل پر کبھی بادشاہی نہیں کر سکتے۔۔
تم صارم زیدی سے ٹکر دے کر میری زندگی میں میرے ناچاہنے کے باوجود آگئے۔۔ پر میرے دل میں کبھی نہیں آسکتے نا آج نا کل نا ہی آئندہ کبھی۔۔" وہ بھی سپاٹ مگر پھنسی آواز میں بولی۔۔

صمصام نے ایک ہاتھ کے فاصلے پر کھڑی اس چٹکی بھر لڑکی کو دیکھا جو چٹان خود کو سمجھ کر اس سے ٹکرانے آئی تھی۔۔

اچھا ہے نا تم ساری زندگی نارسائی میں تڑپو اور میں تمہیں پل پل" تڑپاؤں اپنے لمس اپنی موجودگی سے۔۔" وہ سرخ انگارہ آنکھوں سے بولتا عرشیہ کے حیرت کے جھٹکے سے اسے دیکھنے سے پہلے ہی ایکدم اسنے اسکی گردن آزاد کی۔۔

افف ما۔۔۔م" اسکے ایکدم گردن بال چھوڑنے پر وہ درد سے سن ہوتی دماغ" میں ٹیسیں محسوس کرتی ابھی لڑکھڑا کر گہرا سانس بھرتی ہی کہ ایکدم اسکی کمر میں صمصام زیدی کا مضبوط بازو حائل ہوا۔۔
عرشیہ اپنی سسکی بھول کر آنکھیں پھیلا کر صمصام زیدی کی آنکھوں میں دیکھنے لگی ساتھ ہی اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ پر رکھ تڑپ کر اسکی گرفت کو نکالنا چاہا پر دوسرا ہی اسکا بھاری ہاتھ اسکے سر کے پیچھے گیا۔

دور رہو دیکھو صام ایسی کوئی حرکت مت کرو ورنہ جان سے مار دوں" گی۔۔۔"وہ خونخوار بپھری شیرنی بن کر اس پر غرائی۔پر آگے سب اس قدر برقی رفتاری سے ہوا تھا کہ اسنے اسے جھکتے ہوئے بھی محسوس نا کیا۔۔

اسکا دل کسی زخمی پرندے کی طرح سینے کی چار دیواروں میں پھڑ پھڑا اٹھا۔اسکی رگ رگ میں سرد لہریں دوڑ گئیں۔ اپنے نازک سے ہونٹوں پر مونچھوں کی چبھن نے اسکا سانس پھولا دیا پر سانس جیسے ہی آزاد کی سیدھا اسکے ناک سے ٹکرائی اپنی ناک اور اپنے چہرے پر محسوس ہوتی دہکتی آگ جیسی سانسوں نے مزید اسکا حلق خشک کرتے روح لرزہ دی۔۔

اپنے تھر تھراتے ہوئے ہونٹوں کو اچانک کسی سخت گرم گرفت میں محسوس ہوئے۔۔عرشیہ کو تو ہرگز یہ توقع نہیں تھی اس قدم کی کہ وہ ایسا کچھ کرے گا۔

وہ اسکے شانوں کو پکڑ کر خود سے دور کرنے لگی،اپنا سر پیچھے کرنے لگی پر خود ہی تکلیف سے تڑپ گئی۔۔

وہ جتنی مزاحمت کرتی اسکی ہونٹوں پر گرفت میں مزید سختی آجاتی۔ عرشیہ کی آنکھوں میں نمی آگئی اسنے اپنے دونوں ہاتھوں کے ناخون اسکی گردن میں گاڑ دیئے۔

اسکا وجود بے جان ہوتا ہولے ہولے لرزنے لگا، جسے محسوس کرتے صمصام زیدی کی آنکھوں میں تبسم چھا گیا اور وہ اپنی گرفت نرم کرتا اسکی پنکھڑیوں کی نرماہٹ کو محسوس کرتے ہوئے ساتھ اسکی لرزتی ہوئی کمر کو بھی سہلا رہا تھا، اسے فرق نہیں پڑ رہا تھا کہ اسکے ناخوں اسکی گردن کے گوشت میں کھب چکے ہیں۔
وہ ایک ہاتھ اسکے بھیگے بالوں میں الجھائے بالوں کی جڑیں سہلاتے ہوئے، دوسرا اسکی پشت پر ہاتھ گھماتا ہوا سہلانے لگا۔۔
عرشیہ کی جان اسکے لمس پر آدھی ہو گئی، وہ بالوں میں کچھ دیر کی بے دردی کی جگہ اب مضبوط انگلیوں کی سرسراہٹ محسوس کرتی، اپنی پشت پر سرکتے سہلاتے گھومتے ہوئے ہاتھ کے لمس کو محسوس کرتی وہ نڈھال سی ہو گئی۔۔

اسکی دھڑکنیں پورے روم میں گونجنے لگیں، اسکا پور پور ایک انجانے کرنٹ کے پھیلنے پر سن ہو گیا تھا، اسکا حلق خشک ہو کر اس میں کانٹے چبھنے لگے تھے۔۔

پر اسے اتنی اجازت نہیں تھی وہ حلق تر کر سکے۔ اسکے اچانک بدلے انداز سے عرشیہ کی پلکیں جو تھکن نیند کے غلبے سے بھاری تھی اب ایکدم انکے بھوج سے آنکھوں پر گر کر آنکھیں بند کر گئیں۔۔

وہ بڑی توجہ الفت سے اسکے بھرے بھرے ہونٹوں کو گرفت میں لیکر محسوس کر رہا تھا۔ اسکی دھڑکنیں اپنے ہونٹوں پہ نرم گرم لمس سے اتھل پتھل زیروزبر کر گیا۔

اسنے بے ساختہ صمصام زیدی گردن کو سختی سے ہاتھوں میں تھام کر خود کو گرنے سے بچانے کیلئے سہارا دیا۔ اسکی سانسیں بالکل تھم کر اسے موت کے خوف سے تڑپا گئیں۔۔

اور اسکے وجود کے جھٹکے سے وہ بھی شاید سمجھ گیا تھا تبھی اسکے ہونٹ سے ہونٹ ملا کر اسکے سینے میں اپنی سانسیں منتقل کر دیں بغیر ایک لمحے کیلئے اس سے دور ہوئے۔

عرشیہ اپنی رگ جاں میں اسکی سانسیں خون کی روانی سے بھاگتی محسوس کیں۔۔

اسے یقین نہیں آیا کہ وہ صمصام زیدی تھا، جو اسے سانسیں بھی دے رہا تھا سانسیں لے بھی رہا تھا۔ ہمہ وقت اسے نفرت بھری نگاہوں سے دیکھنے والا ایک سیکنڈ کی مہلت نہیں دے رہا تھا۔

بلکہ اسکی پشت پر ہاتھ کا دباؤ دیکر ایک ہاتھ بھر کا فاصلہ جو دونوں کے بیچ تھا وہ بھی مٹا دیا۔۔

وہ حیرت سے اسکی سانسیں محسوس کرتی، اپنے مغرور انداز میں دھڑکتی دھڑکنوں کو اپنے وجود میں محسوس کرنے لگی۔۔

اتنا سب کچھ ہونے کے بعد جہاں اسکی دھڑکنیں کسی ڈھول کی طرح گونج رہی تھیں وہیں مقابل کی دھڑکنیں اتنی شانت نارمل؟؟

اچانک وہ اسے سانسیں دیکر اسکے ہونٹوں سے الگ ہوا اور اسکے بالوں کی جڑوں کو مٹھی میں لیکر اسکا سر جھٹکے سے پیچھے جھکا کر اپنے سامنے اسکی گردن کی شہ رگ دیکھنے لگا۔۔

آہ"تیز تیز فضا میں سانسیں لیتی عرشیہ اسکی بے رحمی"
بے حسی پر سسک اٹھی۔۔
اسنے سنہری سرخ ڈوروں والی آنکھوں سے ہاتھ بھر کے فاصلے پر موجود
چہرے کو دیکھا۔ دھڑکنوں کے سنگم پہ اسکے پسینے چھوٹ گئے تھے
جبکہ اسکی اوشن بیلو آنکھوں میں دیکھتی وہ گہرے سانس
لیکر رہی تھی۔۔۔

ایک ہاتھ کے فاصلے پر اسے خود سے دور کر کے اسنے دھڑکنوں کے مقام
پر اپنے لب بڑی جرات حق سے رکھے۔
وہ تڑپ کر چیختی اس سے پہلے ہی ایک جھٹکے سے فاصلے سمیٹ کر
اسکے سینے سے لگی کھڑی تھر تھر کانپ رہی تھی۔ اسکی مونچھوں کی
چبھن کو اپنی شہ رگ پر محسوس کرتی گہرے سانس لینے لگی۔۔
اسکے کلون کی خوشبو سانسوں کی گرمی سے روم کی فضا بھاری ہونے لگی کہ
اسے سانس لینے میں بھی مشکل پیش آگئی۔۔

چھ چھوڑو صم صام" وہ ٹوٹ کر بکھری سانسوں کے ساتھ بکھرے" الفاظ ادا کرتی اپنی گردن اسکے لمس کی شدت سے بھیگتی محسوس کر کے تڑپتی ہوئی بولی۔۔

پر اسکے مضبوط حصار کو توڑ نہیں پائی نا ہی اسے خود سے پیچھے دھکیلنے کی خود میں ہمت پا رہی تھی۔

اچانک اسکے لبوں کے ساتھ مونچھوں کی چبھن شہ رگ پر محسوس کرتی وہ گہرا سانس بھر کر اس ستمگر کی گردن میں بازو ڈال کر اسکی گردن میں اپنا چہرہ چھپا گئی۔۔

اسنے اپنی ہلکی بڑھی ہوئی شیو کو اسکی گردن میں سہلایا وہ سسک گئی پر اسکے حصار میں ہی بے جان مورتی کی طرح رہی۔۔

وہ پانچ منٹ کے وقفے میں اسکی حالت غیر کر گیا، عرشیہ نے روتے ہوئے اسکے سر کے بھورے بالوں کو مٹھیوں میں دبوچ کر نوچنا شروع کر دیا جبکہ اس ستم ظریفی پر اپنے دانت اسکی گردن میں گاڑ دیئے۔۔

عرشیہ نے جیسے اسکی گردن پر دانتوں کا دباؤ بڑھایا اسکے لمس سے بھیگے گلابی لبوں پر خوبصورت مسکان رقصاں ہو گئی۔

قد آور آئینے کے سامنے عرشیہ کی پشت تھی البتہ صمصام زیدی کی نظریں آئینے میں اسکی پشت پر بکھرے سنہری بھیگے بالوں پر تھیں۔

اسے اپنے ظلم کی انتہائی میں محو دیکھ کر ایک ہاتھ اسکی کمر میں ڈالا جبکہ دوسرے ہاتھ سے اسکے بالوں کو مٹھی میں بھر کر ملتے ہوئے انکی ریشم پن کو محسوس کرنے لگا۔ جس قدر اسکے بال ریشم تھے ویسے ہی وجود بھی نرم نازک تھا۔

پتا لگا کیوں جو جو میرے کام کی نہیں تھی!" اسکی بھاری سنجیدہ آواز" اسکے کانوں میں گونجی۔ عرشیہ جگہ جگہ گہرے دانت اسکے گوشت میں گاڑتی ہوئی جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔

صمصام کو اپنی گردن پر جلن ہونے لگی اسنے عرشیہ کے چہرے کو دیکھا جہاں اسکے لبوں پر شاید اسکے خون کی بوندیں بھی لگ چکیں تھیں۔۔

اسے ایکدم رات کی حسین چڑیل کا گمان ہوا۔ یا بے خود کرنے والی ویمپائر۔۔۔

خون پینا حرام ہے۔"جھک کر اسکے لب اپنے ہونٹوں سے ملا کر"
صاف کرتے ہوئے الگ ہو کر وہ متبسم گویا ہوا۔
کھیی!!!"وہ گھن سے چیخی"
شٹ اپ اور سب سے زیادہ حرام یقیناً تمہارا خون ہو گا۔"وہ اپنے"
کانپتے لہجے میں غرائی۔اسے الٹی کی طرح احساس محسوس ہوا کہ وہ
اس ظالم بے حس کا خون پیے گی۔

معاً اسے احساس ہوا کہ وہ اس کے جنون لمس کی وحشت میں اس
قدر پاگل ہوئی تھی کہ اسے کاٹتے ہوئے اسنے اپنے منہ میں عجیب ذائقہ
بھی محسوس کیا تھا۔۔
اسکا چہرہ یاد کر کے زرد ہوا اور اچانک اسنے ابکائی دی۔۔۔
ممم میں میں نے نہیں پیا!"وہ بوکھلا ہکلا کر بولی۔"

پر میں نے تو پی لیا تمہیں۔"معاوہ اسکے ہوائیاں اڑے چہرے کی"
رنگت دیکھتا مخمور لہجے میں گویا ہوا۔۔
آج رات کے بعد مجھے امید ہو گی کہ تمہیں صمصام زیدی سے پھیکے آلو یا"
ان رومینٹک کا شکوہ نہیں ہو گا۔۔"وہ تمسخرہ اڑاتے ہوئے اس سے کہنا

چاہتا تھا پر اپنی بہن کی دوستی کا خیال رکھتے صرف اسے دیکھنے پر ہی اکتفا کیا۔

"شٹ اپ صمصام زیدی!! رات کے پہر تم مجھ پر اپنی حکمت جتا کر خوش مت ہو صبح میں تمہارا مکروہ چہرہ سب کو دکھاؤں گی۔"
وہ سلگ کر گرجی۔۔
کہ اچانک ہی اسنے اسکی ٹھوڑی کو مٹھی میں دبوچ لیا۔۔۔

"صمصام زیدی نہیں، ہمارے ہاں عورتیں مردوں کا سائیں کہتی ہیں، اپنے سرتاج کو بھی سائیں کہنا زیدی خاندان کی روایت ہے۔۔
عزت سے احترام سے آج کے بعد تم مجھے سائیں کہہ کر مخاطب کرو گی، یہ روایت ہے ہماری اور خاندان کی بڑی بہو ہونے کی وجہ سے تم پر فرض۔۔" وہ اسکی سرخ ڈوروں والی سنہری آنکھوں میں جھانکتا ہوا تحکم روعب جلال سے بولا۔۔
عرشیہ نے ایک لمحے کیلئے متاثر ہوتے اسکی آنکھوں کی سرخی نیلاہٹ کو قریب سے دیکھا۔۔

کس قدر باہر سے خوبصورت تھا وہ شخص دھڑکنیں ایک نظر سے روک دینے والا۔۔ اسنے اپنے سرکل میں حسین سے حسین مرد دیکھے تھے پر حسن کے ساتھ روعب جاؤ جلال اس شخص میں دیکھا تھا۔۔

اسکے پاس لڑکیوں کے دلوں کو چیرنے والی نگاہ تھی پر وہ اس نگاہ کو ایسی وحشت میں برپا رکھتا تھا کہ ایک نظر دیکھ کر نظریں جھکانے کے علاوہ کوئی مزاحمت نہیں کر پایا تھا آج تک۔۔۔

کیا ہوتا اگر اسکے نصیب میں صمصام زیدی لکھا نا ہوتا، تو آج وہ اپنے نکاح پر حیا سے پلکیں گرائے شرم سے سرخ، اپنے سرتاج کے پہلی بار چھونے پر اسکے لمس پر سینے میں چھپی شرم سے کانپ رہی ہوتی۔

دونوں کی آنکھیں پل میں مدہوش پل میں آگ برسانے والی ہو گئی تھیں۔ اس وقت ایک کی آنکھوں میں سرد تاثرات تو دوسری بے تاثر نگاہوں سے اسکے چہرے کو بالکل قریب سے دیکھ رہی تھی۔

ہاہاہاہا۔۔ "معاً وہ جھٹکے سے خود کو چھڑوا کر کھکھلاتی ہوئی صمصام زیدی کی" گرفت سے آزاد ہو گئی۔

اسکی دھڑکنیں جیسے صمصام کے چوڑے سینے سے جدا ہوئیں یوں لگا جیسے ایک وجود کو دو حصہ میں بے دردی سے چیر دیا گیا ہو۔۔۔
اس دوری پر دونوں کے وجود میں موجود محبت کے پردیں اس ستم ظریفی پر تلملا کر تڑپ کر چیخ و آہ سے پھڑ پھڑائے۔۔

دھڑکنوں کے احتجاج پر عرشیہ کا وجود لمحے کو سن ہو گیا۔۔
وہ اپنے دل کو سوچتی حیران تھی کہ اسے کیا ہوا۔۔۔

کہیں وقتی ملن پر پاگل تو نہیں ہو اٹھا۔۔
پر وہ کیا جانتی مقابل کے سینے میں موجود پرندہ اپنی دھڑکنوں سے پیغام اس تک پہنچا چکا تھا، دونوں دھڑکنوں نے ابھی اس ملن پر ایک دل ایک جاں ہو کر ابھی راز سے پردہ اٹھانا چاہ ہی تھا، اس مغرور وجود کے سینے میں دفن دل کی دھڑکنوں نے ابھی سرگوشیاں شروع کی ہی تھیں کہ ایکدم وہ بے رحم بن کر الگ ہو گئی۔۔
عرشیہ نے اسے وقتی بہکاوا سمجھ کر سر جھٹک دیا۔۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے صمصام زیدی کہ میں تمہاری مرید بننے میں" انٹرسٹڈ ہوں؟" وہ اپنے بالوں کی لٹ کو انگلی پر گھماتی پر سکون لہجے میں پوچھنے لگی۔۔

اسکا اندرونی حال کیا بھی ہو پر اسکی سائیں کی رٹ سے وہ اسے آئینہ ضرور دکھانا چاہتی تھی۔۔

سائیں اور تم؟ ہاہاہاہا جوک آف دی نائیٹ" وہ ایکدم تمسخرہ اڑاتا ہوا قہقہہ" لگا اٹھی۔

البتہ وہ پر سکون نیلی آنکھوں سے اسکے دوپٹے سے آزاد، دلکش وجود کے خدوخال دیکھ رہا تھا۔۔

وہ شوہر ہونے کا پورا فائدہ اٹھا رہا تھا اور اسکے نازک سے سراپے کے دلکش مدہوش کن خدوخال دیکھتا مسکرایا۔۔

اسکی نظروں میں برج العرب ہوٹل کے روم کا وہ صبح کا منظر لہرایا جب وہ ساری رات مدہوشی میں پڑی صبح توبہ شکن انگڑائی لیتی ہوئی بیدار ہوئی تھی۔

صمصام نے ایک سانس فضا کے سپرد کی۔ اسے مقابل کے لہجے انداز کی پرواہ اب نہیں تھی کیونکہ اب وہ اسکی دسترس میں تھی اور اسے اچھی طرح آتا تھا ٹیڑھی پسلی کو سیدھا کرنا۔۔۔

کیا تم وہاں بھی ایسا ڈریس پہن کر سو گی؟" وہ اسکے سفید سوٹ کے "

شریر پن سے متاثر ہوتا بولا۔ اوپر سے بازوؤں بھی بے پردہ۔۔

واٹ ؟؟؟" عرشیہ کو حیرت کا جھٹکا لگا۔۔"

یہ سچ تھا کہ وہ یہی نائیٹ ڈریس پہن کر ڈور لاک کر کے سوتی تھی آرام دہ لباس میں پر صمصام زیدی کا یوں سوال پوچھنا حیرت کی شدید جھٹکا لگا اسے۔۔

وہ اسکا مذاق بنا رہی تھی اور وہ فضول سوال پوچھ رہا تھا۔

آفکورس میں اس سے بھی برے لباس میں سوتی ہوں" وہ اس "

پارسا کو آگ لگانے کیلئے جلا کر بولی۔۔۔

البتہ اپنے چہرے کے خدوخال میں تیزی سے سرخی دوڑ گئی۔

اسکا پورا پورا اسکی نگاہوں کی تپش سے تپ کر، نامحسوس انداز میں بال دائیں بائیں شانوں سے لیکر دو حصوں میں آگے رکھ دیئے۔۔

اسکے سفید و گلابی رنگت، گلابی گالوں ہونٹوں والے چہرے کے آگے سنہری لٹیں آ گئیں۔ جو کہ اسکے ہونٹ گال کو چومتی ہوئیں شریر پن کرتی کھلکھلانے لگی تھیں۔۔

یقیناً مجھے وہ پسند آئے گا! ایک تو تم اتنا مدہوش ہو کر سوتی ہو، دوسرا" ایسے لباس میں میرے قریب سو گی تمہیں خود پر رحم نہیں "آئے گا جب روز تمہارے اعصاب پر تھکن سوار ہو گی۔۔؟؟؟
ایک جھٹکے سے اسکے بازو میں اپنے مضبوط ہاتھ کی آہنی گرفت ڈال کر اسکے کچھ سمجھنے سے پہلے جھٹکے سے اپنی سمیت کھینچا وہ لہراتی ہوئی ایکدم اسکے سینے سے آ کر زور سے لگی۔۔
وواٹ ربش؟؟؟؟" وہ پھولی سانس سے ہکلا کر گھبرائی ایکدم اسکے" چوڑے شانوں کو تھام کر اسکے چہرے کے بالکل قریب آتی پھیلی آنکھوں سے بولی۔۔
صام کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔

!!!ربش ناٹ پنش"

....★☆☆☆☆☆★....

آہستہ سے انگلیوں کی مدد سے اسنے اسکے شانے سے بال پیچھے پشت گرا لیے۔
اور سرگوشی میں اسکے کان میں گویا ہوتا اسکی سانسیں اتھل پتھل کر گیا۔۔
ساتھ ہی اپنے لبوں کی گرفت میں اسکے کان کی گلابی لو کو دبوچا۔۔ جسکے ساتھ ہی عرشیہ کے وجود میں کرنٹ کی ایک تیز لہر دوڑ گئی جس سے اسکے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔۔

ککک کس کی سزا؟؟؟"خود کو چھڑوانے آزاد کروانے کی جستجو کرتی" حیرت سے بولی۔۔۔
صام نے اسکے کان کی لو کو چوم کر اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔ عرشیہ اچانک ان میں خمار کی سرخی دیکھتی سٹپٹا گئی۔۔۔ اسکی حد درجہ دہکتی سانسوں سے اسکا پور پور پسینا ہو گیا۔

وہ کیا کہتا اسے کہ دو دھڑکنوں کو جدا کرنے کی سزا یا دو سانسوں کے بیچ دیوار بننے کی سزا۔۔یا صمصام زیدی کے سامنے تلوار کی طرح چلاتی ہوئی اس زبان کی سزا۔۔

تمہیں خود کبھی معلوم نہیں ہوگا کہ تمہیں سزا کس بات کی ملے گی۔""
وہ بے تاثر سپاٹ آواز میں بولا۔۔
وہ حیران ششدر رہ گئی۔۔۔معاً اسکے دماغ میں ایک دھماکہ ہوا اسنے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔

صاف کہہ دو کہ صارم زیدی سے جلتے ہو گھٹیا نفسیاتی مردوں کی" طرح اذیت دیکر اپنے اندر کو تسکین دینا چھوڑ دو۔۔"وہ اسکی تنگ ہوتے حصار کو محسوس کرتی غرا اٹھی۔۔۔

صام نے سرخ آنکھوں سے اسکے چہرے کو دیکھا۔۔
اسکے حد درجہ سرد چہرے کے تاثرات سے عرشیہ کو احساس ہوا کہ بہت غلط کہہ دیا۔۔۔
آہہہ۔۔۔"وہ ایک دم کراہی جب اسکی پکڑ میں اسکے بال آگئے۔۔۔"

آج کے بعد عرشیہ صمصام زیدی میں نے تمہارے منہ،"
تمہاری دھڑکنوں سے، تمہاری سانسوں سے تمہارے دل و دماغ سے کسی
دوسرے وجود کی پکار سنی اس دن اس زیر زمین پر تمہارا آخری
دن ہوگا۔" اسکے سرد برفیلے لہجے میں وحشتیں رقصاں تھیں۔
اسکی حد درجہ سفاکیت بربریت پر عرشیہ کو اپنی آنکھوں کے
سامنے اندھیرا محسوس ہونے لگا۔۔

نہیں جلتا میں اپنے بھائی سے عرشیہ زیدی!!! بس تمہارے"
منہ سے تمہاری دھڑکنوں سے صرف ایک نام کی صدا سننا
چاہتا ہوں اور وہ صرف صمصام زیدی ہے۔" وہ نیچی آزاد میں جنونی ہو کر
غرایا۔۔
اسکی پکڑ میں وحشت آ گئی کہ عرشیہ کا حلق خشک ہو گیا اسے
اپنے وجود کی پسلیاں ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئیں۔۔۔

آج کے بعد!!! تم صرف ایک نام پکارو گی اور وہ تمہارا سرتاج صمصام"
زیدی ہے۔۔۔

ہاں ٹھیک کہا تسکین چاہتا ہوں میں تم سے۔۔اپنی طلب کی تسکین اپنی دھڑکنوں کی تسکین۔ میں ایک پاگل شخص ہوں اتنا پاگل جتنا تم نے کسی پاگل خانے میں نہیں دیکھا ہوگا۔۔اگر تم نے میری اجازت کے بغیر کسی کا نام بھی لبوں پر لیا تو میں تمہارے سینے میں پھڑپھڑاتے ہوئے اس گوشت کے لتھڑے کو نوچ کر بدل دوں گا۔۔ اور اسکی جگہ پلاسٹک کا دل لگا دوں گا جس میں ایک ہی نام گونجے وہ بھی میری حکمت سے۔" وہ اسکے چہرے پر نیچی آواز میں گرجا۔ عرشیہ نے سن شاکڈ اس حقیقت میں پاگل شخص کو دیکھا۔۔

چہ چہ بیچارہ پرفیکٹ بنتے بنتے پاگل ہو گیا میرا شوہر۔۔۔"معاً وہ" ڈرنے دبنے کے بجائے اسکے گال پر ہاتھ رکھتی افسوس کرنے لگی۔۔۔ معاً صمصام اسکے جان لیوا انداز پر مسکراتا ہوا اسکے ناک کر قریب گال پر اپنی ناک سہلانے لگا نرمی سے۔۔اسی طرح انگلیوں سے اسکے بالوں کو سہلایا۔۔

وہ اچانک پل میں تولا پل میں ماشہ تھا۔

ہاں پاگل ہوں۔۔۔"وہ پراسرار سی سرگوشی میں اعتراف کرنے لگا۔۔"

پر مجھے تمہارا فیوز اڑانا آتا ہے۔۔" وہ سوچتی ہوئی مسکرائی۔۔"
وہ اسکے گال سے اپنا گال رفتہ رفتہ سہلا رہا تھا، اسکی داڑھی کے لمس
سے اسکے انگ انگ میں وحشت جاگ اٹھیں
وہ اپنا حلق تر کرنے لگی اور آنکھیں سختی سے میچ لیں۔۔
صارم۔۔۔۔"معاً اسنے سرگوشی کی"
بے خود ہوتے جھٹکے سے گھما کر اسکی پشت سینے سے لگائے، اسکے نرم
ملائم بازوؤں پر اپنے ہاتھ کی انگلیاں پھیرتے ہوئے وہ اسکی نازک انگلیوں سے
اپنی انگلیاں الجھا چکا تھا۔ اور اب اپنے تشنہ ہونٹوں سے اسکی گردن کو
چھونے لگا تھا، اسکی بہکی دھڑکنوں کی سرگوشیاں خاموشی سے خود
میں جذب کر رہا تھا معاً اسکے لبوں کی سرگوشی پر اسکے گال پر
سرکتے ہوئے صمصام زیدی کے لب ساکت ہو گئے۔۔

دفعتاً اسکے اپنے کانوں میں چٹاخ کی آواز گونجتی محسوس ہوئی
حقیقت میں جیسے کسی نے زوردار طمانچہ صمصام زیدی کے منہ پر مارا
تھا۔۔ جھٹکے سے وہ پلٹ آئی اسکے سامنے۔
اسکی آنکھیں سرخ انگارہ اوشن نیلی اٹھ کر عرشیہ کی بند آنکھوں
پر آئیں۔۔

وہ یوں شو کر رہی تھی جیسے وہ اسکے لمس میں مدہوش ہے۔۔اور یہی وہ چاہتی تھی کہ اسکے جذبات کی آگ میں اسے ہی جلا کر بھسم کر دے۔۔

کیا بکواس کی؟؟؟؟"وہ اچانک اسے آگے کی طرف دھکا دیتا" دھاڑا۔۔۔

آہہ۔"عرشیہ چیخ کر دھڑام سے نیچے قالین پہ جا گری۔۔۔"

پھر کر وہ بکواس۔۔۔!!!!"وہ آنکھوں میں برفیلے سرد تاثرات لیے" اسکے مقابل پنجوں کے بل بیٹھا نیچی آواز میں اسکے سر پہ چیخا

درد سے عرشیہ کی آنکھوں سے آنسوں نکل کر گالوں پر گرے۔۔

اسنے بھیگی غصے بھری نظروں سے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا۔۔

کیا غلطی ہے میری صمصام زیدی جب تمہارے لئے نا میرے" دل میں جگہ ہے نا دماغ روح میں!!"وہ اپنے گالوں پہ آنسوں بے دردی سے رگڑ کر بولی۔۔

تم گڑگڑاؤ گے بھی تو بھی میرا دل تمہارے لیے نہیں دھڑکے گا۔۔"وہ" اسکی آنکھوں میں دیکھتی جتاتی کاٹ دار انداز میں بولی۔

صام نے اسکے چہرے کو دیکھا جہاں تکلیف کے آثار تھے۔ اسکی سرخیاں زردی میں بدل گئی تھیں۔۔

میں مار دوں گا تمہیں اپنے ہاتھوں سے۔" وہ غصے ضبط سے بولا۔ اور عرشیہ " نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔

ایسا کیا ہے صارم زیدی میں جو مجھ میں نہیں؟؟؟" وہ اسکے " چہرے کو جھٹکے سے اپنی گرفت میں دبوچ کر بولا۔۔

وہ اچانک اسکے سوالات پر حیران تھی۔

اگر تکلیف نادی ہوتی تو وہ ایکدم قہقہہ لگا اٹھتی۔۔

اسنے تو اسے مرچیں لگانے کیلئے صارم کا نام ایسے ہی لے لیا تھا بغیر کسی بری نیت سے۔۔ پر اب اسکی حد درجہ سرخ رنگت سوال کو سنتے وہ اپنی مسکراہٹ دبا بھی نہیں پا رہی تھی۔۔

وہ سونا ہے جسے سوچتے لبوں پر مسکراہٹ آپ ہی آجاتی ہے۔ تم کیا" جانوں گو ڈزیلا اینا کونڈا سونا عورت کا حسن ہے۔ تم تو ایک جانور ہو نا" اسنے پر سکون مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔۔

صمصام کا دماغ گھوم گیا۔۔۔

دو غلی عورت پہلے تمنے کہا تھا صارم ہیرا ہے، میں نے "
تمہارے کپڑوں، زیورات میں ہیرے لگا دیئے اب تم کہہ رہی ہو
وہ سونا ہے تمہارا کوئی دین ایمان یا ایک زبان بھی ہے؟؟؟" وہ غصے سے
بے ساختہ چلایا۔۔۔

ہیں!!!!" عرشیہ نے بات سن کر ایکدم ہونقوں کی طرح اسکے "
چہرے کو دیکھا۔

شٹ اپ!! آج نام لیا ہے آئندہ اگر لیا تو منہ توڑ دوں گا! تمہیں "
کیا لگتا ہے صارم تمہارے منہ سے اپنا نام سن کر خوش ہو گا۔۔
ٹکڑے کر دے گا تمہارے اگر اسے معلوم ہوا کہ اسکے بھائی کی نکاح میں
ہونے کے باوجود تم اسکا نام لے رہی ہو۔۔" اسنے تمسخرے سے کہتے جھٹکے
سے اسکا چہرہ چھوڑا۔۔

ہاہاہا اسے بتائے گا کون؟؟؟ کیا تم جا کر اپنے بھائی سے کہو گے صارم "
میری بیوی تمہارا نام لیتی ہے ہاہاہا" عرشیہ ایکدم قہقہہ لگاتی اسکی
بے بسی پر کھکھلاتی اٹھی۔۔

صام کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔۔

"یہ تو ہمارا راز ہے نا آپس کا کہ میں کیوں اسکا نام لیتی ہوں اب اتنے بے غیرت تو تم ہو گے نہیں کہ جا کر اپنے بھائی کے سامنے کہہ دو۔۔" وہ آنکھ دبا کر اس سے کہتی۔ صمصام زیدی کے پور پور کو تلوار سے کاٹتی ہوئی اپنے پاؤں کو دیکھنے لگی جس میں سے درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔۔۔

"تم بھول رہی ہو کہ صمصام زیدی کو چیلنج کر رہی ہو؟؟؟" اسنے جتا کر پھولی سانسوں سے کہا۔۔
اسکی سرخی اسکی پھولی غصے بھری سانس عرشیہ کا دل چاہا زمین پر لوٹ پوٹ ہو کر قہقہہ لگائے۔
اسکے وجود میں گدگدی ہونے لگی۔۔ ایک کمینی سی خوشی پورے وجود کو سکون بخش گئی۔۔
"کیا رکھا ہے سفیدی میں افف اسکی گندمی رنگت جیسے کسی ہالی وڈ موووی کا ہیرو۔۔۔

اور تم ساؤتھ ان*ین تھرڈ کلاس مووی کا تھرڈ کلاس ہیرو۔۔۔""
اسکے کمنٹ پر صام کی آنکھیں لہو سے تپ گئیں۔۔۔
ایک لمحے کیلئے عرشیہ کو لگا اسنے زیادہ بول لیا ہے پر اپنی تذلیل یاد کر کے اسکے دل نے چاہا اسکے پور پور کو زخمی کر دے۔۔

سات دن محض سات دن ہیں تمہارے پاس، جتنی آزادی منانی" ہے منالو۔۔ تمہیں تو میں دکھاؤں گا نام کس طرح لینا ہے میرا ۔۔ تم وہ ننھی بچی ہو جسے میرا صمصام نام ص سے م تک پڑھانا پڑے گا۔" وہ چٹکی بجاتا ہوا بولا۔۔۔

ہونہہ!!!" عرشیہ نے تمسخرے سے سر جھٹکا۔۔۔"
تم بھی وہ ڈھیٹ ہستی ہو جو بار بار پڑھاؤ گے صمصام پر موٹ میں پاؤ گے" صا۔۔۔۔
صام" اسکی بات کاٹ کر بولتا اسکی گردن میں ہاتھ ڈال کر اسے" اپنے قریب گھسیٹتے ہوئے مسکرایا اور ایکدم اسے اپنے مضبوط بازوؤں میں اوپر اٹھا کر بیڈ کی طرف بڑھا۔۔۔

کرلو جتنی منمنانیا کرنی ہیں۔" وہ لا کر اسے بیڈ پر لیٹا کر کنارے پر اپنے سیاہ" بوٹ میں مقید بھاری پاؤں رکھتا گھٹنے پر بازو ٹکا کر کچھ اس پہ جھکتے ہوے بولا۔۔۔

اب جانے کیلئے کیا لو گے ؟" وہ اکتا کر کہتی اٹھنے لگی تھی کہ ایکدم وہ دونوں" ہاتھ بیڈ پر ٹکاتا ہوا اس پر بالکل جھک آیا کہ وہ ایک چیخ سے واپس بیڈ سے جا لگی۔۔۔

یہ کیا بد تمیزی ہے ؟؟ شادی کی ہے اسکا مطلب یہ نہیں" جانور بن کر میری جان ہی نکال دو۔" وہ غصے سے چیخ اٹھی جبکہ کچھ دیر پہلے کا اسکا لمس ابھی بھولا نہیں تھا۔

جسکی اسے پہلے ہی توقع تھی کہ کچھ ایسا ہی ہو گا۔۔
اتنی جلدی جان نکل گئی تمہاری؟ جسم سے جان نکلنا اسے نہیں کہتے ہنی!"
یہ تو ڈر ہے۔۔۔

جان کیسے نکلتی ہے وہ تمہیں بعد میں بتاؤں گا۔ ابھی جانے کا کیا لوں گا!! تو سنو،، تمہاری اتنی اوقات نہیں کہ تم میری ڈیمانڈ کو پورا کر سکو۔۔

مجھ سے سودے کرو گی خسارے میں جاؤ گی اسلئے ڈارلنگ !بی کیئر فل۔" وہ اسکا گال تھپتھا کر بولتا ہوا سیدھا ہونے لگا تھا کہ وہ ایکدم کراہی۔

صام نے چونک کر دیکھا جہاں اپنے کلف کے بٹن سے اسکے سائیڈوں پر گرے بال الجھ چکے تھے۔۔

وہ مزید بحث کا ارادہ ترک کر کے صمصام کو خونخوار نظروں سے گھورتی ہوئی اسکے بٹن سے اپنے بال نکالنے لگی۔

جب صام نے اسکے چہرے پہ جگہ جگہ سرخ دھبوں کو دیکھا جو کہ اسکے لمس کی شدت سے آئے تھے۔

عرشیہ نے خود پر جھکے کنگ کانگ کی پر تپش نظروں کو محسوس کرتے پلکوں کی اوٹ سے دیکھا تو وہ اسکی گردن سے نیچے تک کا سفر کر رہا تھا۔۔

خود کرو۔۔۔" وہ ایکدم بوکھلا کر اسکی بے باک نظروں سے گھبراتی ہوئی" آگے ہاتھ رکھ گئی۔۔

رہنے دو ایسے ہی۔۔۔" وہ گھبیر لہجے میں بولتا اسکے نرم ملائم بازوؤں پر" انگلیاں پھیرتا عرشیہ کا حلق خشک کر گیا۔۔

وہ پھر کن ارادوں میں تھا۔۔" اسکا دل سوچ کر اٹھاہ گہرائیوں میں" ڈوبا۔۔

مم میں کرتی ہوں چھوڑو۔۔" وہ غصے سے اسکی بچھو کی مانند رینگتی ہوئی" انگلیاں بازوؤں سے جھٹک کر بولی اور جلدی سے اسکے بھاری مردانہ ہاتھ کو لرزتی انگلیوں میں تھام کر بٹن سے اپنے بال نکالنے لگی۔۔

پر اسکے الٹ ہو گیا۔۔ اسنے الٹا اسکا ہاتھ تھام کر اپنے ہونٹوں سے لگایا۔۔ عرشیہ نے لبوں پر زبان پھیرتے اپنی انگلیوں پر اسکی مونچھوں کی چبھن سے ناچاہتے سمٹ گئی۔۔

اور وہ اسکی حیا سے بند ہوتی لرزتی پلکوں کو دیکھتا مسکراتے ہوئے اسکی ہتھیلی پر اپنے ہلکی داڑھی والے گال کو سہلایا۔۔ جسکی چبھن پہ عرشیہ

نے سینے میں دبا ہوا سانس فضا کے سپرد کرتے بیڈ شیٹ کو دبوچ کر اسے دیکھا۔۔

جو کہ اسکی کلائی نبض پر اپنے لب رکھے ہاتھ کو اپنے مضبوط انگلیوں میں الجھا کر بیڈ سے لگا گیا۔۔۔

وہ تڑپ کر اپنے دائیں ہاتھ کو دیکھنے لگی جو کہ اسکے ہاتھ میں دب چکا تھا۔۔

"یہ کیا ہے۔۔۔" پھولی سانسوں سے استفسار کیا۔۔ پر وہ اسکے سوال کو نظر انداز کرتا دوسرے ہاتھ کو بیڈ شیٹ پہ گرفت چھڑوا کر اسے بھی اپنی انگلیوں سے الجھایا اور بیڈ سے لگا دیا۔۔

عرشیہ نے سہم کر اپنے دائیں بائیں دونوں ہاتھوں کو دیکھتے پھر نظریں اسکی سمیت اٹھائیں اور اسے بالکل سامنے پا کر بوکھلا گئی۔۔

"کہو صمصام سائیں!" اسنے آرڈر دیا عرشیہ نے حیرت سے دیکھا۔۔

"ہرگز نہیں!!" وہ غصے سے کہتی اپنے ہاتھ آزاد کروانے لگی پر وہ الٹا سر کے اوپر چلے گئے۔۔ عرشیہ کا چہرہ تپ اٹھا۔۔

اوکے ایزیو وش !ویسے بتایا نہیں کسی کو، میں نے تمہیں انگڑائی لیتے "
دیکھا تھا۔۔۔"وہ متبسم ہو کر پوچھنے لگا۔۔

شش شٹ اپ !"وہ سرخ ہو گئی جس پر اچانک ہی اسکا قہقہہ "
پڑا۔۔
ایسے ہی لی تھی نا بکھرے بال، بکھرا لباس بہکا حلیہ بہکی آنکھیں بہکا"
تن بہکا من۔۔۔"اچانک وہ مخمور سرگوشی کرتا اسکے چہرے پر
جھک کر اسکی سانسوں پر قبضہ جما لیا۔

صام۔۔۔"وہ اسکی ذرا سی آزاد بخشنے پر تنفس بحال کرتی تڑپی۔۔ت "نام"
مت لو میرا!"وہ سختی سے ٹوک کر دونوں بندھے ہاتھ اسکے سر کے
نیچے لے جا کر اسکے سر کو اوپر اٹھا لیا اور مسکراتے ہوئے ایک بار
پھر جھک گیا۔۔

وہ مزاحمت ترک کر گئی اسکی شدت کے سامنے۔۔جسے دیکھتے
ہوئے صام نے اسکی نازک سی کمر کو ہاتھوں میں تھاما اور اٹھا کر
سینے سے لگایا۔۔۔

عرشیہ نے اسکے بالوں کو بے دردی سے مٹھیوں میں دبوچ لیا جس پر وہ ہنستا ہوا اسکے سامنے اپنی گردن کی دوسری سائیڈ پیش کر دی جسے دیکھتے وہ تو پہلے ہی بپھر چکی تھی ایکدم ہی اسکے شانوں کو دبوچ کر اپنے دانت گاڑ دیئے۔۔

"اس سے زیادہ تکلیف ہوتی ہے جب تمہارے لبوں سے نام کسی کا آزاد ہوتا ہے۔۔"

وہ کہنا چاہتا تھا پر اسی لڑکی پر اپنے جذبات عیاں کرنا اپنی توہین سمجھی اسنے۔۔

"ناؤ مائی ٹرن!" اپنے مخصوص انداز میں کہتا وہ اسکے چہرے کے الجھے تاثرات دیکھتا گردن سے بال ہٹا کر اچانک جھکا جس پر عرشیہ نے تڑپ کر اپنے ہونٹوں کو باہمی بھینچ دیا۔

اچانک ہی ہی زور سے اسے بیڈ پر جھٹک کر وہ اٹھ کھڑا ہوا عرشیہ بھی ساتھ تڑپ کر اٹھ بیٹھی اور پسینے سے نم گہرے سانس لیتی اپنے تھر تھر کانپتے وجود کو سنبھالنے لگی۔۔

جب سامنے کھڑے اس دراز قامت وجود نے اپنے جیب سے رومال نکال کر اس پر اپنے ہونٹ صاف کیے ساتھ ہی اپنی گردن پر پھیرا۔۔

وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی کہ اسکا اگلا قدم کیا ہوگا تبھی اچانک اپنے منہ پر پڑنے والا رومال اسے کسی طمانچے سے کم نا لگا۔۔

احساس تذلیل، تضحیک سے اسکا چہرہ متغیر ہو گیا تھا وہ جسم وجاں سے کانپ گئی تھی۔۔

"اچھا لگا تمہارے ساتھ وقت گزار کر۔۔"

اسکے گلابی دہکتے گال پر انگلیوں کی پشت پھیر کر نچلے ہونٹ کو انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے آگے بڑھ کر اپنے ہونٹوں سے اسکے نازک نرم ہونٹ کو چھوتے پیشانی پر بوسہ دینا چاہا پر کچھ سوچ کر وہ نفی کرتا ہوا کھڑا ہوا اور ایک نظر اسکے بکھرے حلیے پر ڈال کر وہاں سے لمبے ڈگ بھرتا ہوا نکلا۔۔۔

وہ اپنی گود میں گرے رومال کو دیکھتی رہ گئی اور انگلیاں اسکی اپنے نچلے ہونٹ پر آئیں جہاں اسکے لمس سے ابھی بھی بھیگا ہوا تھا۔۔۔

اسکے جسم سے جیسے جان نکل گئی وہ ویران آنکھوں سے دروازے کو دیکھتی رہی کتنی ہی دیر۔۔

باہر شور شرابا تھا لڑکیوں کا۔۔

وہ ہاتھ مار کر بتی بجھاتی ہوئی تکیے پر گال ٹکا کر لیٹ گئی۔۔

اسنے اپنا منہ صاف کر کے رومال کیوں پھینکا میرے چہرے "
"پر؟؟؟؟

یہ سوال اسکے کانوں میں سیسے کی مانند محسوس ہو رہا تھا، دماغ پر ہتھوڑے کی مانند برس رہا تھا۔۔

"کیا وہ اتنی ناگوار ہے یا وہ اس پر ٹشو ہونے کا ثبوت پھینک گیا؟؟"

....★☆☆☆☆☆★....

وہ چائے کی ٹرے ملازم کو تھام کر جیسے ہی اندر کی سمیت پلٹ رہی تھی اچانک ہی وہ ٹھٹھک گئی۔۔

اسنے کچھ چونک کر سامنے دیکھا جہاں درخت کا خوبصورت جھنڈ تھا پر اسے کسی کی موجودگی کا احساس ضرور ہوا تھا۔۔

کون ہے وہاں؟؟" توقیع نے آگے بڑھتے وہاں سے گزرتے ہوئے ملازم سے"
درلتوں کی سمیت اشارہ دیتے پوچھا۔
کہاں ہے بی بی؟" مؤدب اسکے گھر کے ملازم نے پوچھا جسنے ویٹر کا"
لباس پہنا ہوا تھا۔ توقیع انکے سامنے پلی بڑھی ہوئی تھی اسلئے اسے وہ
شروع سے ہی بے بی کہتے تھے ابھی تو عادت ہو گئی تھی.

وہاں چاچا میں نے ابھی وہاں کسی کو دیکھا۔۔" اسنے انگلی کا اشارہ ان"
درخت کی طرف کیا جہاں روشنی کافی کم پہنچ رہی تھی۔۔

جی بے بی وہاں الیکٹریشن ہے۔ وہاں لگی لائیٹ کچھ خراب ہو گئی ہے"
اسلئے اسے بلایا ہے مہمان ابھی تک آرہے ہیں دور دور سے اسلئے بڑے
صاحب نے کہا ہے ٹھیک کروالو۔" ملازم نے سر ہلاتے ہوئے توقیع
کو بتایا۔
شکر اللہ" توقیع نے سن کر سکون بھرا سانس لیا۔۔"
اسے ڈر تھا کہ وہ نا ہو۔۔ جسے وہ وہم سمجھنے کی بھرپور تگ ودو میں تھی۔
آپ کو کچھ چاہیے بے بی؟" ملازم نے جوس کا آخری گلاس رکھا"
ہوا ٹرے اسکے سامنے کیا۔۔

نہیں بہت بہت شکریہ چاچا۔"اسنے نفی کرتے مسکراتے"
ہوئے انکار کیا وہ ملازم سر ہلاتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔۔
توقیع ایک نظر اسے دیکھنے لگی۔۔جو کہ اب درخت کی آڑ سے نکل آیا
تھا۔توقیع کو کچھ عجیب سا احساس ہوا۔۔
وہ آس پاس لوگوں کی موجودگی کا احساس کرتی اسکی سمیت کچھ بڑھی
جس سے سامنے وجود کے ہاتھوں میں حرکت میں بھی کمی آ گئی۔۔
جبکہ کچھ قدم اٹھاتے ہوئے مقابل کو ہڈی میں ملبوس دیکھ کر توقیع
کی روح کانپ گئی۔۔

ڈڈڈی کے؟؟؟؟"اسکی خوف حیرت سے سرگوشی نکلی"
نن نہیں ایسا کیسے ہو سکتا ہے سب کی موجودگی میں وہ سرے عام"
کیسے آ سکتا ہے؟؟؟"جبکہ وہ تو ہمیشہ خفیہ وجود رہا تھا۔۔جتنا اسے محسوس
ہوا تھا وہ اچانک تنہائی میں حملہ آور ہوتا تھا۔۔
توقیع نے ایکدم کانپتے ہوئے ہاتھوں سے جلدی جلدی اپنے موبائل کا لاک
کھولا اور ٹارچ روشن کی۔۔

اسنے سانس روکے کانپتے ہاتھوں سے ٹارچ کا رخ سامنے کر دیا جس کی روشنی پر مقابل نے ایکدم چہرے کے سامنے اپنا گلووز میں مقید ہاتھ کر دیا۔۔

بلیک گلووز بلیک ہڈی بلیک شوز!!!" باقی کیا بچا تھا اسکی تصدیق" کیلئے۔۔

اسنے جلدی سے دریاب کو کال ملانی چاہی پر شاید وہ بھی چوکنا ہو چکا تھا تبھی ایکدم باہر گیٹ کی سمیت اپنے قدم اٹھائے۔۔۔

اے رکو!!!" توقیع بوکھلا کر غصے سے کہتی اسکے پیچھے بھاگی۔۔۔"

آج اسنے طے کر لیا تھا کہ وہ اسکا راز ضرور فاش کرے گی۔۔۔ یہ دیکھ کر تصدیق پر آخری مہر ثبت ہو گئی جب اسکی پشت پر بلیک لکھا ہوا Mr.DK ہڈی پہ سفید کلر سے بڑے حروف میں آج تھا۔۔

میں جانتی ہوں مسٹر دلاور خان تم ہی ہو تم زندہ ہو۔۔۔" وہ اسکے پیچھے" تیز تیز بھاگتی ہوئی آتے جاتے مہمانوں کے ساتھ الجھتی گرتی پڑتی ہوئی گیٹ سے باہر نکل آئی۔۔۔

سامنے ہی سیدھی سڑک پر وہ اسے جاتا ہوا نظر آیا۔۔۔

رو کو دلاور!!!" وہ غصے سے غراتی ہوئی اپنے پاؤں سے سینڈلز نکال کر ایکدم تیز" اسکے پیچھے بھاگی البتہ ساتھ ہانپتے ہوئے دریاب کے نمبر پر کال لگانا بھی شروع کر دی۔۔

وہ اسے بتانا چاہتی تھی کہ اسکا وہم نہیں وہ درندہ حقیقت میں زندہ ہے۔۔۔ اس مسٹری کو سولو کر کے اسے خود سے اسکے نام کی مہر ہٹانی ہی تھی۔۔

جب سے اسے احساس ہوا تھا کہ وہ کوئی دہشتگرد نہیں بلکہ ایک وحشی ہے تب سے اسکے وجود میں خوف ڈر نہیں نفرت کی چنگاریاں بھڑک اٹھی تھیں اور آج اس مسٹری کو سولو کرنے کا جنون اسکے سر پر سوار تھا۔۔

بغیر راستے کو دیکھے وہ بس مقابل کے پیچھے بھاگتی اسے چیختی روکنے کیلئے دھمکیاں دے رہی تھی جس پر ایک پر اسرار سی مسکراہٹ ڈی کے کے لبوں پر آ گئی۔۔

اسنے ذرا سی گردن موڑ کر ترچھی نگاہ سے پیچھے آتی سجی سنوری لڑکی کو دیکھا جو کہ اپنی موت آپ تھی۔۔
شاید وہ اس وقت مقابل کے وجود میں رقصاں وحشتوں سے انجان تھی۔ تبھی اس نادانی پر آمدہ تھی۔۔۔۔
پر اسے اسکی نادانی سے کیا؟؟؟؟
ایک نظر اس پر ڈالتے ہوئے وہ سیدھا جاتے دائیں طرف مڑا۔۔
کہیں بھاگ تو نہیں گیا؟؟؟" وہ بوکھال کر اور تیز بھاگی کہ اس کی سانسیں خشک ہوتی تیز پھول گئی تھیں۔

اسکی دیکھا دیکھی میں وہ بھی دائیں طرف مڑ گئی جہاں سنسان سڑک کے بیچوں بیچ وہ آہستہ سے سڑک پر چل رہا تھا۔۔

اسکے قدموں میں جو تیزی تھی اچانک سستی میں بدل گئی تھی توقیع کچھ ٹھٹھکی اور رک کر ایک جگہ گہرے سانس بھرنے لگی۔

رات کے تقریباً ایک بجے کام وقت تھا۔وہ بنا بتائے کسی کو ایکدم گھر سے نکل کر اسکے پیچھے بھاگ آئی تھی یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ درندہ بن چکا ہے۔

وہ بے گانہوں کو مارتا ہے لہو بہاتا ہے۔۔اسکا باپ بھائی تینوں خان ہاؤس میں تھے ابھی اور وہ اکیلی بھاگ آئی تھی۔۔

مقابل کے قدموں کی رفتار سست ہوتے ہی توقیع نے رک کر ہانپتے اسکی پشت کو نظروں کے حصار میں لیکر دریاب کے نمبر پر کال ملائی۔

کسی بھی طرح میں آج اس راز کا انکشاف کروں گی مامی ماموں کو" دریاب سب کو دکھاؤں گی کہ وہ زندہ ہے مرا نہیں۔۔"لرزتی ہوئی انگلیوں سے وہ موبائل مصروف دیکھ کر پھر سے کال ملانے لگی اور ایک دو قدم اسکی طرف بھی اٹھائے جو کہ سیدھا جانے کہاں جا رہا تھا۔۔

توقیع کو بس یہی ڈر تھا کہ وہ بھاگ نا جائے دریاب کے آنے سے پہلے۔ اسے غصہ دریاب پر بھی آرہا تھا جو کہ کب سے جانے کن لوگوں سے کال پہ مصروف تھا۔۔

کو دیکھا۔۔۔ DK تنگ آکر اسنے کال کاٹی اور سامنے ہڈی کی پشت پر
مجھے معلوم ہے تم ڈیول آف کلر نہیں بلکہ دلاور خان ہو۔ تم مجھ سے نہیں" چھپ سکتے دلاور خان۔۔
دنیا سے چھپ جاؤ پر مجھ سے نہیں چھپ پائے میں جانتی ہوں تم زندہ ہو تم سب کو بیوقوف بنا رہے ہو،، سب کو گمراہ بنا کر ایک کے بعد دوسری لاش اٹھا رہے ہو وحشی میں تمہیں پھانسی نا دلوائی تو میرا نام توقیع زیدی نہیں۔۔۔"وہ چیخ کر غم غصے نفرت سے اسکے پیچھے بولی۔۔

تصحیح کر لو توقیع دلاور خان!"معاً اسکی باتوں کو نظر انداز کرتا ہوا سرد" بھاری لہجے میں بولا۔۔

وہ پتھر کی مورتی بن گئی، بے جان سی۔ جس میں نا یہ انکشاف سننے کے بعد سانس ہونا ہی وجود میں باقی روح۔۔

ایک لہجے کیلئے اسکی نیلی آنکھوں کے سامنے سیاہ پردہ جیسے لہرا گیا۔ سیاہ دھند پھیل گئی کہ کچھ دکھائی تک نا دیا۔۔ کلر نہیں

"تو سچ میں ڈی کے ڈیول آف بلکہ دلاور خان ہی تھا۔۔"

اسکا وہم، وہم نا رہا وہ حقیقت تھی۔۔ سامنے آہستہ آہستہ چلتا ہوا وجود کوئی اور نہیں وہ وحشی ہی تھا جسے کئی سالوں پہلے سلاخوں کے پیچھے پھینک دیا گیا تھا۔

اگر دلاور خان حقیقت میں اب تک زندہ تھا تو وہ اسکی"

"لاش؟؟؟

بھوت تو ہو نہیں سکتا تھا کہ وہ بھوت ہی کہہ لے یا جن یا دیو۔۔ پر وہ دلاور خان تھا انسان کم وحشی زیادہ۔۔۔

میری بات سنو ڈی"

رکو مجھے تم سے کچھ کہنا ہے۔۔"وہ اس سے کہتی ایکدم اسکی طرف بھا لگی۔۔۔

پر اسکی رفتار سے تیز اسکی حس تھی،وہ دو قدموں سے بھاگ رہی تھی پر اسے چند مزید قدموں کی بو آنے لگی۔۔

وہ اپنی ہڈی بھوری سرخ آنکھوں سے پیچھے سرکاتا ہوا بھاگی اسکی یت بڑھتی توقیع کی سمیت پلٹتا ہوا اپنی آنکھیں اطراف میں گھمائیں۔۔۔

نالائیٹ ناہی کسی قسم کی روشنی یا چاند کے ہونے وجہ سے اندھیرا ہی تھا گہرا جس میں صرف ایک دوسرے کے سیاہ وجود کو دیکھنے کے علاوہ کچھ دیکھ نہیں پا رہے تھے سواء اسکی ہڈی پر رکھے سفید حرف۔۔

بیچ میں سڑک تو دائیں بائیں ریگستانی ریت کی مانند میدان تھا جہاں سے ذرا سی ہوا چلنے پر مٹی کا گولا اٹھا کر فضا میں اڑتا پھر بکھر جاتا۔۔

معاً اچانک ہی وہ کچھ کہے بغیر وہاں موجود وجود کو سمجھتا ہوا ایکدم ہی چیتے کی رفتار سے اپنی سمیت بھاگتی ہوئی آتی توقیع کی طرف بھاگا۔۔

یی۔۔ یہ۔۔۔۔؟؟؟"اچانک مقابل کو حرکت آتے پھر اپنی" طرف بھاگتے ہوئے دیکھ توقیع ناچاہتے ہوئے بوکھلا کر ایکدم رکتی ہوئی پیچھے قدم اٹھانے لگی۔۔

کسی بپھرے شیر کی طرح اسکی سمیت بھاگتا ہوا اسکی جان نکال گیا۔۔ناچاہتے ہوئے بھی وہ خوف سے ڈر کر واپس مڑ کر بھاگتی کہ ایکدم ہی وہ اس پر خونخوار جانور کی طرح جھپٹا۔۔

آہہہ!!!"توقیع کے منہ سے دلخراش چیخ گونج اٹھی۔۔"
جب اسکے حصار میں دھڑام سے سڑک سے اتار کر سیدھا اندھیرے میں سڑک کے نیچے ٹھاہ سے گرے۔۔۔

ان دونوں کے دھڑام کے ساتھ ہی فضا میں ٹھاٹھا کے ساتھ ہی گولیوں کی بارشیں گونج اٹھیں۔۔
اندھا دھند فائرنگ شروع ہو چکی تھی وہ زمین سے اٹھتے ہوئے ایکدم رائفلیں اٹھا کر ٹھا کی گرجدار آواز سے فضا کو وحشتناک بنا گئے۔۔

جہاں وہ ہوتا تھا وہاں وحشت نا ہو ایسا ممکن ہی کہاں تھا۔
یا تو موت اسکے تعاقب میں ہوتی تھی یا وہ موت کے۔ پر آج تک دونوں کے بیچ ایسی بنی ہی نہیں کہ وہ دونوں آپس میں گھڑی بھر مل سکے۔۔

گولیوں کی ویسے ہی بارش ہو رہی تھی مقابل ایک نہیں کئی تعداد میں تھے پر آج نشانہ ڈی کے نہیں بلکہ اسکے پیچھے بھاگتی ہوئی وہ لڑکی تھی جسکے منہ پر سختی سے ہاتھ جمائے وہ اسکے اوپر پڑا تھا کہ مسلسل اندھیرے میں زمین پر گولیوں کی بارش ہوتی اسکی پشت کو چیرتی ہوئی جائیں پر اکسے مہرے کو کچھ نا ہو۔۔

اگر ایک گولی لگے تو برداشت کرنا، دوسری لگے تو بھی سہن لینا تیسری" لگے تو کلمہ پڑھ لینا۔" وہ اسکے کان میں سرگوشی سے کہتا اسے وہی خشک ریت میں بے سدھ، سن ساکت چھوڑ کر اچانک سے وہاں سے نکل گیا۔۔۔

لڑکی کو ڈھونڈ کر مارو ساری گولیاں اسکے وجود میں اتار دو یہ یہی آرڈر" ہے۔۔۔ "فضا میں ایک بھاری آدمی کی آواز گونجی

ایک بار پھر پلک جھپکنے کا کھیل تھا سارا منظر بدل گیا تھا۔ وہ خاموش زمین پر گولیوں کا تشدد برداشت کرنے جو کہ اب اسکے قریب آتیں جا رہی تھیں۔۔

وہ سڑک کے نیچے گولیاں چلا رہے تھے۔ وہ بھی کسی کے حکم پر۔۔

تو قسیع انکی آواز سنتی حیران رہ گئی بھلا اس سے کس کی دشمنی ہو سکتی تھی؟ کون اسے مارنا چاہتا تھا؟

کہیں اسکے بھاگنے کا پلان تو نہیں تھا یہ؟؟؟" اسکے دماغ میں"

اچانک دھماکہ ہوا۔۔

اسکے ہاتھ سے موبائل جانا کہاں گر گیا تھا ورنہ وہ صمصام یا دریاب کو کال کر لیتی۔۔ وہ جیسے اچانک اس پر جھپٹا تھا اس سے تو لگتا تھا کہ اسے معلوم پڑ گیا تھا جیسے کوئی تو قسیع کو نشانے میں لیے ہوئے تھا۔۔

پر وہ گیا کہاں؟؟؟" مسلسل فائرز کی آواز سے وہ وحشت زدہ ہوتی سانس" روکے یہاں وہاں نظریں گھمانے لگی پر دور دور تک اندھیرے کے علاوہ اور ان لوگوں کی آپس میں سرگوشیوں کے علاوہ کچھ دکھائی سنائی نا دیا۔۔

البتہ آہٹ اب سڑک کے بالکل کنارے آ چکی تھی۔۔

اگلی گولیاں اسکے سینے کے آرپار ہونے والی تھیں، اپنی موت کو سوچتے وہ ایکدم آنکھیں میچ گئیں۔ وہ انجان تھی کہ رائفل کا منہ اسکے سر پر آچکا تھا۔۔ وہ آنکھیں بند کیے بے جان پڑی دل ہی دل میں سورۃ یٰسین پڑھ رہی تھی۔ جو کہ قرآن کریم میں دل کا مقام رکھتی تھی۔

سورۃ یٰسین قرآن کی دل تھی۔

تجھ پر یقین کامل ہے۔ موت برحق آنی ہے" وہ دل میں ہی دل میں بولتی" دوسری بار پھر پڑھنے لگی۔

اسکے اوپر تنی ہوئی گن ان دیکھے مقابل نے ٹریگر پر انگلی کا زور دیا۔ اگلے لمحے بیرل سے نکلتی ہوئی بلٹ نیچے پڑے وجود کو نشانے میں لے گئے۔۔۔۔

....★"وہ کہاں تھا؟؟؟"

ابھی بیرل سے گولی نکلی ہی تھی کہ ایکدم سے اسکے اوپر کوئی آگیا۔ جہاں فضا میں کانوں کے قریب ٹھا کی آواز گونجی تھی اسکی وحشتناک چیخ گونجنے سے پہلے وہ گولی اپنی شانے میں جذب کرتے ہوئے وہ شانہ

اسکے اوپر سایہ بنا دیا۔ اور وہیں ہمیشہ کی طرح اس بار بھی بھاری ہاتھ اسکے منہ پر آکر اسکی چیخ کو حلق میں ہی کہیں دبا دیا۔۔۔

وہ سوچ رہی تھی کہ وہ خوف زدہ نہیں ہو گی پر کیا ایسا ممکن تھا کہ اسکی موجودگی میں وہ خوفزدہ نا ہو۔۔

دلاور نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔

وہ بھی اندھیرے میں اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔ دونوں میں سانس کی آہٹ بھی نہیں تھی۔ البتہ توقیع اسکے بھاری وجود کو خود پر برداشت کرتی بے دم ہو گئی۔ اسکا سانس سینے میں دب گیا تھا۔ جبکہ وہ اب آرام سے اسکے اوپر اپنے بھار ڈالے سکون سے پڑا تھا۔۔۔

پر اسکے آرام سے اسکے اوپر آجانے پر توقیع کی آنکھیں ابل پڑی تھیں۔ اسنے اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر پیچھے دھکیلنا چاہا پر ہاتھ سیدھا گرم سیال پر پڑا وہ سٹپٹا کر بوکھلائی۔۔ اور اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔۔

اندھیرے میں اسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا پر اتنا جان گئی تھی کہ وہ گولی اس میں پیوست ہو گئی ہے۔

پر آخر وہ خود کو اتنی اذیت دے کر چاہتا کیا تھا۔۔؟

کوئی نفسیاتی بن چکا تھا کیا؟ یا جان بوجھ کر لوگوں کو مارتا تھا؟ خون خرابہ کرنا، اپنے ہاتھوں سے لوگوں کی جانیں نکالنا۔ اچھا تو وہ پہلے بھی نہیں تھا پر اب کوئی دماغی مریض کوئی وحشی بن چکا تھا جس سے خوف بھی پناہ مانگے۔۔

کتنے آرام سے اسکے اوپر پڑا اسے تکلیف دینے کیلئے اپنا سارا وزن اس پر ڈال دیا تھا۔

توقیع نے حیرت سے ششدر اپنا ہاتھ دیکھ کر ناک کے قریب کیا اور خون کی بو پر دوسرے ہی لمحے وہ جھرجھری لیتی جسم جاں سے کانپ گئی، ریڑھ کی ہڈی میں سرد سرسراہتی ہوئی لہر دوڑ گئی۔۔

آواز نہیں نکالنا یہ میرے کتے نہیں ہیں۔" وہ اسکے کان پہ لب رکھ کر مدھم سی سرگوشی میں بولا جو کہ فضا میں بھی نا گونج سکی۔

سرگوشی اسکے کان میں انڈیلتے ہوئے سیسے کی مانند، اسکے چہرے کو دیکھا۔۔

وہ سجی ہوئی تھی اپنے بھائی کے نکاح کیلئے۔۔ اگر بیچ میں انجان کتے نا آتے تو اسے وہاں سے نکالنے کی اچھی خاصی سزا دیتا پر اسے ابھی دینی تھی سزا۔۔

اسکے گال سے اپنا گال سہلا کر وہ اسکی کمر میں بازو ڈالتے کروٹ بدل گیا جس سے اب منظر یوں تھا کہ وہ زمین پر اور توقیع اسکے اوپر تھی۔

ایک بار پھر توقیع زمین پر، اور دوسرے لمحے اسکے سینے پر تھی۔۔

ٹھا۔۔۔"پاس ہی زمین پر گونجی گولی سے وہ رک گیا۔اور اسکے" خوف سے جھٹکا کھاتے وجود کو مضبوطی سے تھام کر منہ پر سختی سے ہاتھ جمایا۔۔

وہ پھڑپھڑا گئی۔پر اسنے ذرا سی آواز نکالنے نہیں دی۔۔

قدموں کی چاپ کچھ آگے بڑھی ساتھ ہی وہ اسے ریت میں سڑک کے کنارے سے دور لے آیا تھا۔

اپنے سینے پر کانپتے نازک سراپے کو محسوس کرتے ہوئے اسنے اچانک کروٹ بدلی اگلے ہی لمحے وہ پھر زمین پر تھی جبکہ وہ اسکے اوپر۔۔

ٹارچ جلاؤ یہی کہیں ہے لڑکی۔"ایک بھاری آواز گونجی۔"

توقیع کو سن کر شدید قسم کا جھٹکا لگا۔اسنے حیرت سے آنکھیں پھیلا کر سڑک کے کنارے سیاہ وجود کو دیکھا۔۔۔

بھلا اسے کیوں مارنا چاہتے تھے اسنے کون سے خون کیے ہیں، اصلی خونی" قاتل زانی تو اسکے سامنے تھا اسے کیوں نہیں مارتے ؟؟؟" وہ سوچنے لگی۔۔ اسکی کہاں کسی سے دشمنی تھی جو کہ اسکی جان کو نوچنے مارنے کیلئے بھوکے درندے بن چکے تھے۔ ہر بار اسکے ساتھ ہوتے وہ موت کی ساری تیاری کر دیتی کہ اچانک سے وہ اسکے اوپر آجاتا تھا سایہ بن کر۔۔۔

ناخود مرا تھا ناہی اسے مرنے دے رہا تھا۔

اسکی آنکھوں میں دیکھتے اپنے چہرے سے ماسک اتارا، اور اسکی گردن میں چہرہ دیکر اسکی خوشبو کو اپنی سانسوں میں اتارنے لگا۔۔ اسکی مہک اسے بے انتہا پسند آئی تھی بے خود کرنے والی۔ اسکے منہ پر اسکا ہاتھ پکڑ کر رکھتے اسکے ہاتھ کے اوپر اپنے لب رکھتے اچانک وہ سرد ہوا کے جھونکے کی طرح اسے چھو کر دور ہو گیا۔ جس انداز سے اسے چھوڑ کر گیا تھا تو قسیع کو اندازہ تھا اب کیا ہونا ہے۔

کاش موبائل پاس ہوتا تو وہ دریاب یا اپنے بھائی یا باپ ماموں کو ہی کال کر لیتی۔ سب آکر اس وحشی کا چہرہ دیکھ لیتے زیادہ دور تو نہیں آئی تھی وہ۔۔

مگر وہ بے آواز پڑی رہی کتنی ہی دیر صرف بھاگ دوڑ قدموں کی آواز ہی سنتی رہی۔ اسے احساس ہوا گولیوں کی آواز بند ہو چکی تھی تقریباً آدھے گھنٹے میں ہی اسے گاڑی کی آواز سنائی دی اور اچانک رک گئی۔۔

یہ کون ہے؟ کہیں دریاب تو نہیں؟" اب اسے بھی موبائل ڈھونڈ کر کسی" کو بلا لینا چاہیے تھا یا اپنے بھائی کو ہی۔۔

آہ" وہ جلدی میں جیسے ہی اٹھی کمر پر چوٹ لگنے سے کراہ گئی۔ حلق سے" بے ساختہ آواز نکلی تھی ساتھ ہی وہ خوف سے سہم گئی۔ کہیں کسی نے سن تو نہیں لی؟

ہو سکتا ہے وہ دریاب نا ہو کوئی درندہ ہو۔۔

اسنے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ دیا کہیں دوسری کراہیں چیخیں نا نکلیں کیونکہ وہ اندازہ لگا چکی تھی آسان نہیں ہوگا منظر دیکھنا، یا تو وہ اسے مار چکے ہیں گے اور اسکی ڈیڈ باڈی دیکھتے اسکی چیخیں ضرور نکلیں گی۔۔

یا پھر اسنے انہیں مارا ہوگا اور یقیناً وہ خوف سے چلا اٹھے گی۔۔

وہ آہستہ سے ریت سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اندھیرے میں ننگے پاؤں ریت پر رکھے سڑک کو دیکھنے لگی اسے کوئی وجود نظر نہیں آیا۔ یا سب چھپ گئے تھے۔۔

کہیں وہ بھاگ تو نہیں گیا؟؟؟" ایک خیال کے آتے ہی وہ ایکدم "
برقی رفتاری سے سڑک کی طرف بھاگی۔
کچھ دن میں اسکا نکاح ہونے والا تھا، اسکے پاس ثبوت ہونا لازمی تھا کہ
اسکا پہلا منکوح زندہ ہے۔۔ دوسرا نکاح کیسے ہو سکتا ہے؟ اسکے باپ
بھائی اس سے آزاد کروائیں گے تب ہی تو وہ دریاب سے کوئی رشتہ جوڑ
پائے گی ورنہ ایک وقت دو بھائیوں کے نکاح میں۔۔۔ سوچ کر ہی اسنے
خوف سے جھرجھری لی۔۔ "خدا نا کرے" اسنے توبہ کرتے رب
سے پناہ مانگی اس ذلالت سے۔۔
اور اگلے ہی لمحے وہ سڑک پر موجود تھی۔ پر اسے حیرت کا زوردار جھٹکا لگا
جب وہاں کسی کو نا پایا۔۔۔

ڈی کے؟؟؟" اسنے سنسان سڑک پر اسے پکارا اور آس پاس "
آنکھیں سکیڑ کر دیکھنے لگی۔ اتنا تو واضح جان پائی وہاں کوئی موجود ہی نہیں۔۔

شٹ!!! وہ سچ میں دھوکہ دیکر بھاگا ہے۔" اسنے غصے سے پاؤں پٹخ کر "
کہا۔۔ "اللہ پلیز ہیلپ کر دیں مجھے اس گمراہی سے بچا لیں میں

کیسے سب کو یقین دلاؤں وہ زندہ ہے۔۔"سیاہ آسمان کی سمیت دیکھتے اسنے بھیگی آنکھوں سے رب کو پکارہ۔۔
اپنی ہار پر اور آگے مستقبل کو سوچتے اسکی آنکھیں برسنے لگیں اپنے نصیب پر۔وہ جانتی تھی اسنے چیخ چیخ کر بھی کہانا کہ "وہ"زندہ ہے پھر بھی سب اسکا دماغی خوف سمجھیں گے نکاح قریب دیکھ کر۔۔
اسکا کوئی یقین نہیں کرے گا کہ وہ بچپن میں جس کے ساتھ منسوب ہوئی تھی نکاح جیسے رشتے میں وہ آج بھی زندہ ہے۔مرا نہیں وہ۔۔۔
دلاور خان مجھے جواب دو میں جانتی ہوں تم زندہ!میں تمہیں" پہچانتی ہوں۔میں نے اپنی آنکھوں سے تمہیں دیکھا ہے تم وہی ہو۔۔۔
تم مرے نہیں سامنے آؤ بزدل۔۔۔"وہ غصے سے بیچ سڑک پر کھڑی غرائی۔۔

آہہ!!!"اچانک پیچھے سے گاڑی کے ہارن پر توقع اچھلی ساتھ ہی حلق" سے فلک شگاف چیخ نکلی۔۔اسکا دل دھک دھک کر رہا تھا۔۔
وجود میں مسلسل خوف سے سرسراہٹ ہو رہی تھی۔

"کک کون ہے؟؟؟"

سراسیمہ متوحش ہو کر پلٹ کر دیکھا تو ایکدم سامنے والی کار کی لائیٹ روشن ہونے سے اسکی آنکھیں چندھیاں گئیں۔۔ آنکھوں پر ہاتھ رکھتے اسنے بازو کی اوٹ سے ذرا سا دیکھا۔۔

ایکدم سے وہ تیز تیز چیخیں مارتی ہوئی کتنے قدم اس گاڑی سے دور ہو گئی۔۔ سامنے کا منظر ہولناک کسی ہارر مووی کے سین سے کم نہیں تھا۔۔ وہ سارے ہتھیار گاڑی میں ڈالتا ہوا ایک آدمی کے ساتھ ان بیہوش یا مردہ وجود کو کندھے پر ڈال کر گاڑی میں رکھ رہے تھے۔۔

توقیع کی رنگت خوف وحشت سے بالکل میدے جیسی ہو گئی۔ وہ حیرت سے آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھ رہی تھی۔۔

دد دلاور؟؟؟؟" اسنے پھیلی آنکھوں سے پکارا۔۔"

اسکی آنکھوں میں آنسوں تیز سے برستے اسکے گال کو بھگو رہے تھے۔

اسے ہوش نہیں تھا اسکا حجاب نما دوپٹہ کب کا کھل کر وہیں ریت پر گر چکا تھا۔

اسکے بھیگے چہرے کو کار کی لائیٹ میں دیکھتے اسنے پاس کھڑے وجود کو حکم دیا نظریں نا اٹھانے کا۔۔

جیکی نسوانی آواز پر حیران اور اسکے نام دلاور پر ششدر رہا۔۔

وہ لڑکی اسے کیسے پہچانتی تھی؟ اور اس لڑکی کے ساتھ اسکا کیا رشتہ تھا؟ ایسے لاتعداد سوالات جیکی کے دماغ میں تھے پر وہ اتنی ہمت نہیں پا رہا تھا خود میں کہ اسے مخاطب کر کے اسکے بابت جان سکے۔۔۔ پر اگلے پل اسکے حکم پہ جو ذرا سی نظریں اٹھی تھیں سامنے کھڑی لڑکی کے بھڑکیلے لباس پر، فوراً سے جھک گئیں۔۔

اسکے دیکھتے ہی دیکھتے گاڑی ٹرن کھاتی ہوئی وہاں سے جہاز کی اسپیڈ سے چلی گئی۔ پر وہاں سے گزرتی ہوئی گاڑی کی روشنی میں توقیع نے خون دیکھتے ابکائی دی۔۔۔

کس قدر برا تھا وہ۔۔ بالکل کوئی پاگل انسان۔ انسان بھی نہیں آدم خور لگا تھا وہ اسے۔ توقیع نے نظریں سامنے کھڑے سیاہ لبادے میں موجود وجود سے ہٹا کر آس پاس دیکھا اور اپنی موبائل ڈھونڈنے لگی۔ وہ نہیں گیا تھا وہیں موجود تھا جسے دیکھتے ہوئے توقیع بہت خوش ہوئی تھی۔ اب کی صورتحال کو دیکھتے ہوئے اسکے باپ بھائیوں دریاب والوں کے سامنے اسکا مکروہ چہرہ بھی آجائے گا۔

اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ یونی میں لڑکی کو مارنے والا کوئی اور نہیں بلکہ دلاور خان ہی تھا جسے وہ دہشت گرد سمجھ رہی تھی بلکہ سب ہی۔
اور اسکے بھائی کو بھی معلوم ہو جائے گا کہ سوئمنگ پول والا واقعہ بھی سچ تھا۔ اسکا جھوٹ نہیں تھا بلکہ وہ سچ میں اسکے سامنے آیا تھا ایک بار نہیں کئی بار۔۔

"کیا چاہتی ہو؟؟؟"
دونوں کے بیچ کافی دیر خاموشی چھائی رہی جسے توڑنے والا وہ تھا۔ معاً اسنے چہرے سے ہڈی ہٹائی اور رخ اسکے سامنے کرتے استفسار کیا۔
اسکی سرد سپاٹ آواز سرسراتی ہوئی سیدھا توقیع کانوں میں گونجی۔ موبائل ڈھونڈنے میں مسلسل ناکام ہوتی اسنے حیرت سے سر اٹھا کر سامنے دیکھا۔۔

یہی تو وہ آواز تھی!" اب کوئی شک باقی نہیں تھا کہ وہی دلاور خان تھا۔"
اگر وہی دلاور خان ڈی کے تھا پھر کیسے اور کیوں دریاب خان نے اس دن اس سے کہا تھا کہ وہ بیہوش ہو گئی تھی۔۔

چھپ کیوں رہے ہو سب سے ؟" اسکے قدم اپنی سمیت اٹھتے ہوئے دیکھ کر "
اسکا دل اسے وہاں سے بھاگنے کیلئے اکسا رہا تھا پر وہ دل کی سنے بغیر
حقیقت جاننے راز فاش کرنے کیلئے وہاں ڈٹی کھڑی رہی۔۔
کہاں چھپا ہوں؟ میں تو سامنے ہوں۔" وہ اسکے سامنے آتا ہوا"
چہرے سے ماسک بھی ہٹا گیا۔۔
ایک پل کیلئے مقابل آکر کھڑے ہوتے اس دراز قد لمبے چوڑے
پھیلے وجود کو دیکھتے ہوئے وہ جان و روح سمیت کانپ گئی۔ بے ساختہ ہی
ایک قدم پیچھے لیا۔۔

اسکی پر اسرار سی نظروں کا مرکز اب توقیع کا چہرہ تھا، اور یہی
خوف توقیع کو ڈرا رہا تھا۔
تت تم چھپ رہے ہو سب سے !صرف میرے سامنے آتے ہو بار "
بار سب کے سامنے کیوں نہیں آتے ؟؟؟"معاً وہ غصے سے چیخی۔
جس پر اسنے آس پاس کو دیکھا۔۔

کون سب ؟" وہ پھر مختصر بولا۔ توقیع نے اسکے ہلتے ہونٹ دیکھے۔"

تمہارے ماں باپ تمہارے بھائی بہن میرے ماں باپ بھائی"
سب کے سامنے اپنا یہ وحشی روپ لاؤ دکھاؤ سب کو کہ تم زندہ ہو
!!!" اسکے پچھلے حادثے یاد کر کے وہ چلائی اس پر۔۔۔

اور میں ایسا کیوں کروں؟" وہ اسکی چیخ چلاہٹ پر ناگواری کے مدھم"
تاثرات چہرے پر سجا کر تمسخرے سے بولا۔۔۔

توقیع کو حیرت کا جھٹکا لگا۔ "کیوں نہیں کرو گے؟" وہ بڑبڑائی۔۔
کیوں کروں؟" وہ بھی اسی کے انداز میں بڑبڑایا۔۔"
توقیع نے اسکے چہرے کو دیکھا۔۔

اسکی ہمہ وقت سرخ رہنے والی آنکھوں میں اس وقت کچھ زیادہ ہی
سرخ تھیں اور وہ شاید کندھے میں لگی گولی کی وجہ سے تھی۔ اسکے
آئی برو کے اوپر کٹ جو کہ دریاب کو نہیں تھا اور ہو بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ
یہ اسکے برے اعمال کی وجہ سے تھا،، عنابی سرخ لبوں کے اوپر
بھوری گھنی مونچھیں کلین شیو۔۔

اسکے چہرے میں دانیال خان کی مشابہت تھی اور دریاب کے چہرے میں دلاور خان کی۔۔

تم آؤ گے منظر عام پہ اور مجھے آزاد کرو گے!!!"معاً وہ غصے سے جتا کر" بولی۔۔
میں نے پکڑا کب ہے تمہیں جو آزاد کروں؟"وہ الٹا پھر سے سوال" کرنے لگا۔ توقیع کا دماغ گھوم گیا۔۔ اسنے بمشکل اپنے حواس اعصاب قابو میں رکھے ہوئے تھے۔
"کاش کوئی تو آجائے اسکے گھر والوں کی طرف سے۔۔"

شٹ اپ تم دلاور خان ہو تم جانتے ہو میں تمہارے نکاح میں" ہوں۔۔ مجھے اس رشتے سے آزاد کرو نفرت کرتی ہوں میں تم سے۔۔
میں ہی صرف نہیں ہر فرد تم سے نفرت کرتا ہے۔ جس طرح ہمارے بیچ آج آنے کی کوشش کی ہے آئندہ غلطی سے بھی مت کرنا۔۔
بہت مشکل سے ہماری خوشیاں لوٹی ہیں میں تم جیسے وحشی کو اب اپنوں کی "خوشیاں نوچنے نہیں دوں گی

مجھے آزاد کروا سکے بعد زمین میں غرق بھی ہو جاؤ گے تب بھی"
کسی کو فرق نہیں پڑیگا۔"وہ حقارت بھری نظر اس پر ڈالتی ہوئی
بولی۔۔
بھڑکنے گرجنے کے بجائے وہ مسکرا دیا۔۔۔ توقیع نے کچھ چونک کر
اسکی مسکراہٹ کو دیکھا تھا۔

تمہیں یاد ہے تم میرے نکاح میں ہو؟"اسنے مسکراتے ہوئے پوچھا۔"
اسکے منہ سے نکاح کا سن کر یقیناً محظوظ ہوا تھا۔
توقیع کا دل انجانے خدشے سے دھڑکا۔"کہیں وہ بھول تو نہیں گیا
"نکاح کو؟
کتنی حیرت کی بات تھی جسے ساری دنیا مرا ہوا تسلیم کر چکی تھی وہ
اتنے سال بعد اچانک اسکے سامنے آکر کھڑا ہو چکا تھا۔اور ستم
یہ کہ وہ اسکے قید میں تھی۔
اگر یہ کوئی کہانی پڑھ رہی ہوتی تو کبھی بھی یقین نہیں کرتی۔بلکہ فضول قرار
دے دیتی پر وہ حقیقت میں اسکے سامنے کھڑا تھا۔۔

تمہیں کیوں لگا میں دلاور خان ہوں؟"معاً کچھ اسکی طرف جھکتے"
ہوئے رازداری سے پوچھا۔ توقیع اچانک اسکے سائے کے چہرے پر
پڑنے سے ہڑبڑا کر دور ہوئی۔۔

کیوں کہ میں تمہیں پہچان گئی ہوں،، تمہاری حرکات وحشی طبیعت"
سے ہی میں جان گئی ہوں تم وہی وحشی ہو جو ایک زمانے میں کسی کو کچل
کر نوچ چکا تھا۔ کسی کو مسل چکا تھا۔۔
اپنی وحشی طبیعت سے لوگوں کی جان لے چکا تھا۔۔ گھن آتی ہے مجھے تم
سے۔۔"وہ نفرت وحقارت سے کہتی فوراً سے قدم پیچھے لے چکی
تھی۔۔۔

ایمپریسو!! حسن کے ساتھ نزاکت، نزاکت کے ساتھ اگر انسان"
کے پاس عقل آجائے تو بات ہی اور ہے۔۔"اسے سر سے پاؤں تک
دیکھتے ہوئے اسنے سراہایا۔۔
اسکی نظریں اسے غلیظ محسوس ہوئیں۔ اسے گھن آنے لگی اس سے
بے انتہا نفرت محسوس ہوئی اسے۔۔

میرے ساتھ چلو اور سب کے سامنے مجھے آزاد کرو پھر چاہے"
کہیں بھی دفع ہو جاؤ!" اسنے حلق تر کرتے ہوئے اسکی نگاہوں کو دیکھتے ہوئے
کہا۔۔

جب تمہیں معلوم تھا تم میرے نکاح میں ہو اسکے بعد رشتے"
سے انکار کیوں نہیں کیا؟" وہ اسکے چہرے کو دیکھتا اچانک سرد
آواز میں گویا ہوتا استفسار کرنے لگا۔
"!بلکہ تم جاؤ اور انکار کرو اس رشتے سے"

توقیع نے جھٹکے سے اسے دیکھا۔۔ "اسے کیسے معلوم ہوا اسکے رشتے کے
بارے میں؟ اور وہ ہوتا کون ہے اسے انکار کرنے والا؟" اسکے دماغ میں سوال
اٹھا۔۔

جتنا پوچھا ہے اسکا جواب دو!" معاً وہ اسکی آنکھوں میں ابھرتے"
ہوئے سوال کو پڑھتا سرزنشی انداز میں بولا۔۔۔

کیوں کروں میں انکار؟؟؟" وہ ڈٹ کر سپاٹ انداز میں اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھنے لگی۔۔

کیوں کروں میں تمہیں آزاد؟؟؟" وہ قریب آکر اسکی آنکھوں میں جھانکتا ہوا سرد برفیلے لہجے میں بولا۔ کہ اسکے انداز سے وہ گھبرا کر پیچھے ہوئی۔۔۔

صرف تم جانتی ہو میں زندہ ہوں، صرف تم ہی جانتی ہو تم ابھی تک دلاور خان کے نکاح میں ہو۔۔ صرف تم ہی چاہتی ہو تم مجھ سے آزاد ہو۔۔۔" وہ اس پہ جتاتا ہوا بولا۔۔

میں تمہیں بے نقاب کر دوں گی۔" وہ سن کر غم و غصے میں غرائی۔۔۔

میں انتظار کروں گا۔۔ پر خیال کرنا کوئی تمہیں پاگل نا سمجھے کیونکہ تم اپنی جان بھی دے دو گی تب بھی کسی کو یقین نہیں دلا سکو گی دلاور خان از بیک۔۔"

وہ اس پر تمسخرے بھری نظر ڈالتا ہوا مڑا۔۔۔

اسکے اچانک پلٹ کر جانے پر توقیع بوکھلا گئی۔۔۔

رکو دلاور!!!" وہ غصے سے چیخی۔۔"
دوسرا قدم اٹھاتا ہوا دلاور خان اسکی چیخ پر تھم گیا اور گردن گھما کر اسے دیکھا۔۔
تو قسیع بھاگ کر ایکدم اسکے سامنے آ گئی۔۔۔
اسے سامنے پا کر اسکے لبوں پر مبہم سی مسکراہٹ آ گئی تھی۔۔

تم مجھے یہی طلاق دے دو میں کسی کو نہیں بتاؤں گی تم زندہ ہو۔" وہ جلدی" سے پھولے تنفس سے صلح جوئی کرتی بولی۔۔
دلاور نے نظر بھر کر اسکے چہرے کو دیکھا۔

رشتے سے انکار کر دو!" وہ قریب آتا اچانک ہی بغیر اسے ہاتھ لگائے" اپنا چہرہ اسکی گردن میں دیکر کھلے بالوں میں گہرا سانس بھرتے اسکی مہک کو سینے میں اتارتے ہوئے کان میں بولا۔ "خود کو مجھے سونپ دو تاکہ میں تمہارے وجود کے پور پور کی خوشبو کو سینے "میں اتار دوں۔

سنسان سڑک، تنہا وجود اور اس کے اچانک اتنے قریب آجانے بے باک گفتگو پر وہ خوف سے سرد پڑ گئی۔۔

تم مجھے جان پائی ہو کیونکہ میں نے چاہا ہے، تم رشتے سے انکار کرو گی کیونکہ "
"میں چاہتا ہوں۔
اسی طرح میرے پاس آؤ گی میری وحشتوں کی ساتھی بن کر انہیں "
قرار دو گی کیونکہ میں چاہ رہا ہوں۔ سب کی زندگیوں میں آئے سکون کو
تباہ کریں گے ملکر وحشتیں برپا کریں گے۔ روز میری وحشتوں کو جھیلنا، ہر
کروٹ پر کراہنا مجھے سانس سانس میں پاس پکارنا۔۔
یہ سب تم بغیر نکاح کے کرنے پر تو ہز گز راضی نہیں ہو گی اسلئے طلاق کی
ضد چھوڑ کر رشتے سے انکار کر کے چھپ جاؤ کہیں کیونکہ دلاور خان کی
"نظریں تم پر ہیں۔۔
اسنے سرد آواز میں اس سے کہتے اسکے بالوں کو انگلی سے کان سے ہٹایا
اور اسکے سن پڑتے وجود کو دیکھ کر اچانک اسکے کان پر اپنے دانت گاڑ
دیئے۔۔۔

سی۔۔۔"اسکے اچانک اقدام سے توقیع کے منہ سے تیز سسکی" نکل گئی۔۔۔

دور رہو" وہ چیختی اسکے غلیظ لمس پر اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے دھکیلنے کی" کوشش کرتی ناکام ہو کر خود ہی تڑپ کر پیچھے ہو گئی۔۔اور گہرے سانس بھرنے لگی۔۔۔

ہمت کیسے ہوئی تمہاری مجھے چھونے کی؟؟؟؟" وہ کانپتی ہوئی اس پر گرجی۔۔" اچانک اسکی افتاد کا معلوم پڑتا تو اسکی جان نکال دیتی۔

ہمت کی کیا بات ہے تم میری ہو تمنے ابھی اعتراف کیا ہے،" میرے نکاح میں ہو کر میری طلب تو تمہیں بھی ہوتی ہو گی۔۔۔" وہ اسکی آنکھوں میں معنی خیزی سے دیکھتا ہوا بولا۔۔

توقیع کا چہرہ غصے نفرت سے تپ گیا۔

نفرت ہے مجھے تم سے سمجھے۔نفرت سے بھی بڑھ کوئی احساس" ہے جو دنیا کا شدید ناپسندیدہ احساس ہو، جان لے لے اظہار پر کسی کی، "تو وہ میں تم سے کروں۔

پر افسوس صرف نفرت ہی لفظ ہے، جو مجھے نہایت اپنے"
احساسات کے سامنے کھوکھلا لگتا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کس
طرح میں اپنے اندر کی نفرت کو تم جیسے بدکردار شخص کے منہ پر
"ماروں۔
تمہارے نکاح میں آنا ایک غلطی تھی قسمت کی۔ اگر ماموں جان کو"
معلوم ہوتا انکے گھر ایسا درندہ پیدا ہوا ہے وہ جان لے لیتے تمہاری
"بچپن میں ہی۔۔
!ایک بات کان کھول کر سن لو دلاور خان"
میں دریاب خان سے شادی کرنا پسند کروں گی بلکہ اسی سے ہی کروں گی!!
"ناکہ تم سے۔۔۔
گھن آتی ہے مجھے تم سے دور رہو مجھ سے میں تم جیسے زانی قاتل انسان کے"
"چہرے پر تھوکنا بھی گوارہ نا کروں کجا کہ دیکھنا، تمہاری طلب کرنا۔۔۔

ہمت بھی کیسی ہوئی تمہاری میرے سامنے آکر مجھے اس رشتے سے"
روکنے کا کہنے کی؟؟" وہ غصے بے بسی سے چلائی۔ بس نہیں تھا اسکا مکروہ
منہ نوچ لے۔۔

وہ کانپ رہی تھی غصے سے۔۔ اسکی ہمت کیسے ہوئی اس سے ایسی بکواس کرنے کی۔۔ وہ ایک بار پھر انکی خوشیاں نوچنے آیا تھا جسکا وہ اظہار کر چکا تھا۔

جان سے مار دے گی وہ اسے اگر اسنے پھر کسی کی خوشیاں نوچنی چاہیں۔۔

ہاہاہا لوگوں کو بے بس دیکھ کر مجھے جانے کیوں سکون ملتا ہے۔۔ "دفعتاً" اسے اپنے اظہار میں بے بس دیکھتے وہ انتہائی سرد خوفناک قہقہہ لگا اٹھا۔۔

سب سے پہلے تو اپنی بات کی تصحیح کر دو کہ میں نے کہا نہیں، حکم دیا ہے!" وہ جتا کر بولا

اس میں کوئی شک نہیں رہا تھا کہ وہ اب "نفسیاتی" بن چکا تھا۔ اسکے سامنے انسان نہیں انسان کے بھیس میں ایک "وحشی" موجود تھا۔ جس کا ثبوت آس پاس پڑا خون دے رہا تھا۔ جس کی گواہی اسکے وجود سے آتی خون کی بو دے رہی تھی۔ اسکا سرد انداز میں قہقہ لگانا ہی کوئی پاگل شخص لگ رہا تھا۔

رات کی سیاہی اور اپنے اکیلے ہونے کا احساس کرتے اسکے وجود میں آہستہ سے خوف کی ایک سرسراہتی ہوئی لہر اٹھی۔
جو کہ اسکے آگے کے الفاظ سنتے ہی پورے وجود کو ایک دم اپنے لپیٹ میں لے چکی تھی۔

"ہاں میں قاتل ہوں، زانی بھی ہوں"
ایک نہیں، بہت سے قتل کیئے ہیں میں نے۔ان میں سے کئی"
تمہاری آنکھوں کے سامنے۔ تم یوں سمجھو تم میری "ہم راز" ہو۔" اسنے
اچانک اسکے سر پر جیسے دھماکہ کیا۔

ویسے تو ہم راز سے مجھے نفرت ہے پر اگر ہم راز تمہارے بھیس میں"
"ہے تو۔۔۔۔
سر سے پیر تک اسے دیکھا اور بات ادھوری چھوڑ چکا تھا۔ اسکی
آنکھوں میں ایک چمک ابھری جو کہ اسنے پچھلی کئی دفعہ دیکھی
تھی۔

اسکا بلیک گلووز میں مقید، خون سے لتھڑا ہاتھ اٹھا اور اسکے گال پر جھولتی لٹ کو انگلیوں میں پکڑ چکا تھا۔
اسکی حد سے بڑی آنکھوں میں وحشت چھائی اسکے نام کی۔ وہ لبوں پر زبان پھیر کر اسے دیکھنے لگی۔ ایک ایک منظر اسکی آنکھوں میں مووی کی طرح چلنے لگا۔ اسکے پچھلے سارے حادثے اسے یاد آنے لگے۔ جانے کیسے اسکی آنکھوں میں بھی موت کی وحشت چھائی۔۔
جسے مقابل کی آنکھیں دیکھ کر تسکین پانا چاہتی تھیں۔

"ڈرو نہیں تمہیں نہیں ماروں گا۔" وہ چار قدم کا فاصلہ مٹا کر ایک آدھے قدم کے فاصلے پر آگیا اور استہزائیہ بولا۔
"تم وہ مہرہ ہو جس سے میں "شطرنج" کھیلوں گا۔"
"تم سے جڑی سبھی سانسوں کا میں پیاسا ہوں"

"ویسے تو تم چلتی پھرتی میری موت ہو، پر مجھے موت سے خوف نہیں آتا۔ بلکہ، موت کو سامنے چلتا دیکھ کر مجھ میں مزید جینے اور زندگیاں تباہ کرنے کی آرزو شدت پکڑ جاتی ہے۔" اپنے شولڈر سے ہاتھ

پھیر کر خون سے لتھڑی انگلی اسکے گال پر پھیری جو کہ گال پر خون سے کراس (✕) کا نشان بنا گئی۔۔

شرم کرو وحشی وہ تمہارے "اپنے" ہیں جو مجھ سے جڑے ہیں۔۔" وہ اسکا" ہاتھ شدید خوف نفرت، غیظ و غضب سے جھٹکتی حلق کے بل چلائی۔۔
مقابل کے انداز سے اسکا وجود خوف سے ہولے ہولے لرزنے لگا تھا۔

اپنے۔۔۔؟؟؟" اسنے ٹیڑھی نگاہ سے اسکی آنکھوں میں جھانکا۔" اچانک وہ ٹھٹھک کر چونکا۔ جیسے ہوش میں آیا ہو۔ یا کسی آسیب کے حصار سے نکلا ہو۔
ایسے ری ایکٹ کرنے لگا، جو اسکی سمجھ سے باہر تھا۔ پر وہ جانتی سب ناٹک کر رہا ہے۔ اسکے پیچھے کیوں پڑا ہے وہ یہ جان نہیں پا رہی تھی۔ پر اتنا سمجھ گئی تھی وہ ایک بار پھر زندگیاں تباہ کرے گا۔۔ اسکے ارادہ دہشت بھرے تھے اسکی آنکھیں وحشی چمک لیے ہوئی تھی۔ احساس خوف، جذبے سے عاری وہ وجود کسی پتھر کا لگنے لگا تھا اسے۔ جس میں نا درد محسوس کرنے کا احساس تھا نا ہی احساس کرنے کا۔

"ہاہاہاہا۔۔"
اسکی آنکھوں کی کشمکش پڑھ کر اچانک اسکا سرد کھوکھلا قہقہہ
سیاہ رات، سنسان سڑک پر کتنی دیر تک گونجتا رہا۔

"تمہیں نفرت مجھ سے ہے اور مجھے نفرت "اپنوں" سے۔"
"جن میں پہلا وجود تم ہو۔ "

دفعتاً اسنے ایک بار پھر آدھے قدم کا فاصلہ بھی مٹایا اور جھک
کر اسکے کان میں سرد سرگوشی سے گویا ہوا۔ ساتھ ہی وہی خون سے
لتھڑا ہاتھ اسکی کمر پر رکھتے اسے جھٹکا دیا اپنی طرف۔ مزید
سرگوشیانہ بولا۔۔۔

"تم وہی کرو گی سوئیٹ ہارٹ جو میں کہوں گا۔"
بہت جلد! تمہیں بھی اپنی طرح تباہ تنہا کر دوں گا اور وہاں لے جاؤں"
"گا جہاں صرف میری وحشت تیری تنہائی ہو گی۔

یہی سنانے کیلئے میں تمہیں یہاں تک لایا ہوں" اسکے کان میں" کہتے تو قسیع کی خوف سے دھڑکتی دھڑکنوں کو خود میں محسوس کرتا ایک نظر سنسان سڑک پر پھیری اور خود کو قریب سے آنکھیں وحشت سے پھیلا کر دیکھتی ہوئی اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

دوسرے ہاتھ کی اپنے خون سے بھیگی انگلی اسنے اسکے لبوں پر ملی، اور بے دردی سے اسکے ہونٹوں کو مسلنے لگا۔۔

چھوڑو۔۔!!!" وہ ہوش میں آتی ہونٹ پر اسکی بے دردی سے کراہ کر" اسکے شانوں کو پکڑ کر اسے غصے نفرت میں دور کرنے لگی۔۔ "خوش مت ہو میں ہرگز تمہیں تمہارے غلیظ ارادوں میں کامیاب ہونے نہیں دوں گی۔۔ صرف میں نہیں دریاب خان بھی جانتا ہے کہ تم زندہ ہو۔۔"

وہ رک کر اسکے ہاتھ کو اپنے شانے پر دیکھنے لگا۔۔

اسکے باوجود بھی دونوں شادی کر رہے تھے؟؟؟" وہ اس پر اچانک خونخوار" بپھرے وحشی جانور کی طرح دھاڑتا اسکے بالوں کو جھٹکے سے مٹھی میں دبوچ گیا۔۔۔

کچھ نہیں بگاڑ سکتی تم میرا!!! بگاڑ میں دوں گا تم سب کا۔۔۔ ان قہقہوں کو" میں چیخوں میں بدل دوں گا۔ صرف تم ہی جانتی ہوں میں زندہ ہوں۔۔۔ اور کسی کو نہیں معلوم میں زندہ ہوں سوچو اگر تم غائب ہو جاؤ تو کیا ہو گا؟؟؟ سب سمجھے گے تو قیع صائم زیدی فرار ہو گئی ہاہاہاہا" وہ نیچی آواز میں غراتا ہوا اسکی سپید رنگت پر محظوظ کن قہقہہ لگا اٹھا۔۔

"تم۔۔۔۔۔"

اسکے باقی کے الفاظ منہ میں ہی دب گئے جب وہ اسکے بالوں کو چھوڑ کر اچانک اسکی دونوں کلائیاں مروڑ کر پشت سے لگاتے ہوئے، اسکے شانے کے لہو سے سرخ لبوں کو اپنی سخت گرفت میں لیتا ہوا دوسرے بازو کو اسکی کمر میں حائل کرتے اسکے پاؤں کو زمین کی پہنچ سے اوپر اٹھا لیا۔۔

تو قیع نے تڑپ کر پھڑپھڑاتے ہوئے اپنا چہرہ اسکے چہرے سے دور کرتے سر اٹھا کر گہرا سانس بھرا پر وہ مسکراتا ہوا اسکی

کلائیاں چھوڑ کر اسکے بالوں کو مٹھی میں پکڑے سر کو جھٹکے سے قریب کرتے اسکی برستی آنکھیں دیکھ کر مسکراتا ہوا گردن پہ جھک گیا۔۔

بے بس ہو! کچھ نہیں کر سکتی سواء دریاب خان سے انکار کرنے سے۔۔""
اسکی شہ رگ کو ہونٹوں سے چھو کر اچانک جھٹکے سے اسے خود سے دور کیا وہ لڑکھڑا کر گرتی گرتی بچی۔۔

وہ اسے ہچکیاں بھرتے ہوئے وجود پر نظر ڈال کر پلٹا۔۔

تم ہمارے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے دلاور خان مجھے آزاد کیے بغیر نہیں"
جا سکتے۔۔۔ تمہارے ساتھ جو ہوا وہ تمہارے عمل کا انجام تھا۔۔"
اسے جاتے دیکھ کر وہ اپنا چہرہ صاف کرتی غراتی ہوئی اسکے پیچھے بھاگتی پھر سے سامنے آکر راستہ روک گئی۔۔۔
دلاور نے اسکی جرات کو سرخ آنکھوں سے دیکھا۔۔

ہاں ہے سب میرے اعمال کا انجام پر خدا تم سب بھی نہیں ہو""
ایکدم اسکی ٹھوڑی کو ہاتھ میں دبوچ کر وہ اسکے منہ پر بپھر کر غراتا ہوا اسے
ایک جھٹکے سے اپنے سامنے سے ہٹا کر زمین بوس کر چکا تھا۔۔

آہہہ۔۔"اچانک اسے سامنے ہٹا کر ایک طرف دھکیلنے سے"
توقیع کا سر جیسے ہی سڑک سے ٹکرایا درد کی تیز لہر سے اسکے
منہ سے کربناک چیخ فضا میں گونج اٹھی۔
دنیا کی لاڈلی ہو گی میری نہیں! آئندہ میرے حکم کے خلاف"
جانے سے پہلے ہزار بار سوچنا میں تمہارا عاشق نہیں دشمنِ
جان ہوں" اسکی سرد سپاٹ آواز فضا میں گونجی

درد کی ایک شدید سرد لہر اسکے پورے وجود میں
سرسراہٹ کرتی ہوئی دوڑ گئی، پیشانی پر چوٹ لگنے سے آنکھوں کے
سامنے اندھیرا چھا گیا۔
وہ سسک کر سر اٹھاتی ہوئی اسے دیکھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔ دماغ میں
شدید ٹیسیں اٹھنے لگیں اسنے بھیگی دھندلی نظروں سے اسے دیکھا جو کہ

اسے سنسان سڑک پر تنہا چھوڑ کر اسکی پہنچ سے کئی میل دور نکل چکا تھا۔

آخر کار نظروں سے اوجھل ہو گیا وہ۔۔

ڈیڈ!!" وہ سیاہ رات سنسان سڑک اور تنہائی دیکھتی خوف سے " سسک گئی۔ اسکے دماغ جیسے ماؤف ہونے لگا آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اور سر روتے ہوئے اسنے سڑک پر رکھ دیا۔۔۔

چند منٹس میں ہی گاڑی کی سفید روشنی سڑک کنارے پڑے توقیع کے وجود پر پڑی۔۔

وہ جلدی سے گاڑی سے نکل آیا اور ہاتھ میں موجود موبائل کی ٹارچ روشن کی۔۔

توقیع؟؟؟" آگے بڑھتے بھاگ کر اسکے پاس آیا اور پنجوں کے بل بیٹھ " کر اسکے وجود کو سیدھا کرتے ہوئے اسنے پیشانی سے بہتا خون دیکھا اور "!!جلدی سے اسکے گال کو تھپتھپایا۔" توقیع آنکھیں کھولو توقیع

آس پاس دیکھا کوئی نہیں تھا بلکہ اسکے سر سے حجاب بھی غائب تھا۔ وہ جلدی سے اسے بازوؤں میں اٹھا کر اپنی گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر لے آیا۔۔

اور ٹارچ سے اسکا دوپٹہ بھی ڈھونڈ کر اٹھالایا اور ساتھ ہی نیچے روشنی میں پڑا چمکتا ہوا اسکا موبائل بھی نظروں میں آگیا۔
اسنے اٹھا کر دیکھا تو تقویٰ زیدی کی کال تھی۔ وہ اوکے کر کے کان سے لگاتا ہوا گاڑی میں آکر بیٹھا۔۔

ہیلو توقیع کہاں ہو بیٹا سب گھر جا رہے ہیں تم دکھائی نہیں" دے رہی یہاں؟" اسکے موبائل کان سے لگاتے ہی تقویٰ زیدی کی پریشان آواز اپنی بیٹی کی فکر میں گونجی

توقیع جواب تو دو! بیٹا تمہارے ڈیڈ پریشان ہو رہے ہیں صام کو معلوم" ہونا راض ہوگا۔" دوسری طرف جواب نا دینے پر تقویٰ کی متوحش آواز گونجی۔

پھپھو میں ہوں دریاب!" دریاب گاڑی میں بیٹھتا سوچ چکا تھا کیا" کہنا ہے تبھی گہرا سانس بھرتے توقیع کے سر کو دیکھ کر بولا۔۔
دریاب تم؟؟" تقویٰ اپنی بیٹی کے موبائل سے دریاب کی آواز سن کر گھبراتی" "ہوئی سائیڈ آگئی۔" توقیع کہاں ہے؟ سب ٹھیک تو ہے نا؟

جی جی الحمدللہ سب ٹھیک ہے" وہ کہتا لب پیوست کر گیا۔۔"
پر تقویٰ مطمئن نہیں ہوئی اتنی رات کو توقیع کے موبائل سے اسکی آواز آنا اوپر
سے توقیع کی مسلسل غیر حاضری انہیں سخت پریشان کر گئی۔
اسے اپنی بیٹی کی فکر ہونے لگی، تھی بھی کتنی نازک اوپر سے بھائیوں باپ کی
لاڈلی ذرا سی چوٹ سے سہم جاتی تھی۔

اچھا پھر توقیع کہاں ہے اور اسکے موبائل تمہارے پاس کیسے بیٹا؟"
توقیع کو کہو مجھ سے بات کرے میں بہت ٹینشن ہو رہی ہے اسکے ڈیڈ
"اس سے ملنا چاہتے ہیں ٹائم بہت ہو گیا ہے ہمیں گھر جانا ہے۔۔

پھپھو جان گھبرائیں مت توقیع کو تھوڑی سی چوٹ لگ گئی تھی تو"
اسے میں ہاسپٹل لایا ہوں وہ گر گئی تھی ماتھے پر چوٹ آئی تھی اسے میں نے
تو کہا تھا آپ سب کو انفارم کر دیں پر اسنے کہا نہیں سب
پریشان ہو جائیں گے خوشی کا ماحول اسکی وجہ سے خراب ہو جائے
گا اسلئے وہ میرے ساتھ ہاسپٹل آ گئی ہے ابھی پٹی کروا رہی ہے اسکا موبائل
میرے پاس ہے۔" وہ توقیع کو کسمساتے ہوئے دیکھ کر شکر رب کا کرتا
جلدی سے بولا۔۔

پر اسکے الفاظ نے تو جیسے تقویٰ کی جان نکال دی۔۔

چوٹ آئی ہے میری بچی کو کہاں ہے وہ دریاب وہ تو چھوٹی ہے اسے کچھ "
معلوم نہیں تمنے مجھے کیوں نہیں بتایا مجھے ابھی ایڈریس دو میں آرہی
"ہوں۔۔

اللہ اللہ میری بچی ٹھیک تو ہے دریاب ؟زیادہ چوٹ تو نہیں آئی "
اسے کیسی ہے اب بات کرواؤ میری اس سے "ایک ہی سانس
میں کہتیں تقویٰ کا گھبراہٹ سے برا حال ہو گیا اپنی اکلوتی لاڈو پلی بیٹی
کے بارے میں اچانک ایکسیڈنٹ کا سن کر۔۔

ڈونٹ وری پھپھو وہ ٹھیک ہے زیادہ چوٹ نہیں آئی معمولی سی چوٹ ہے"
میں اسے لیکر آرہا ہوں وہیں صرف دو منٹ دیں ہم پہنچ رہے ہیں۔۔"وہ
سرد سانس خارج کرتا ہوا لہجے کو نارمل رکھ کر بولا۔۔

جلدی آؤ دریاب دو منٹ میں پہنچو اسے لیکر تمہیں معلوم ہے دو"
منٹ بھی صام اپنی بہن کو آنکھوں سے غائب دیکھتا ہے تو ہنگامہ
کر دیتا ہے۔اسے لے آؤ جلدی یہ کیا بیوقوف کر دی لڑکی نے اتنی
رات کو گھر سے نکل گئی صائم سائیں سخت ناراض ہوں گے مجھ سے جلدی
لاؤ اسے دریاب " تقویٰ کو سخت پریشانی ہونے لگی اگر صائم یا صام کو

معلوم ہوا کہ وہ اتنی رات دریاب کے ساتھ نکل گئی ہے وہ بھی انہیں اپنی چوٹ سے آگاہ کیے بغیر سخت غصہ ناراض ہوتے دونوں باپ بیٹے اس سے بھی اور توقیع سے بھی۔

جی پھپھو بس نکل رہے ہیں اور ہاں پھپھو آپ ان سب کو سنبھال لیجئے گا" توقیع پہلے سے سہمی ہوئی ہے چوٹ سے "اسنے ریکویسٹ کی۔۔

ہمم! تم لے آؤ اسے بیٹا اسکی غیر حاضری کا پوچھیں گے تو سہی نا!" تمہارے پھوپھا جان سخت ناراض ہوں گے مجھ سے۔" دریاب سن کر سر اثبات میں ہلاتا توقیع کے ہوش میں آنے پر جلدی سے الوداعی کلمات پڑھتے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔

موبائل ڈیش بورڈ پر رکھتے اسنے فرسٹ ایڈ باکس نکالتے ہوئے ساتھ گاڑی میں موجود پانی کی بوتل نکالی اور روئی کو باکس سے نکال کر اسے پانی سے گیلا کرتے کراہتی ہوئی توقیع کا گال صاف کرتے اسکے چہرے سے جلدی میں خون کا نشان کراس صاف کیا۔۔

ساتھ ہی اسنے پیشانی سے نکلے ہوئے خون کو اسکی آنکھوں سے صاف کیا اور پائیوڈین سے چوٹ کو صاف کرتے وہاں جلدی سے آئینٹمنٹ لگا دیا۔

کسی مہربان سائے کو محسوس کرتے ہوئے توقیع نے درد سے آنکھیں جھپک کر اپنی بھیگی پلکیں اٹھائیں۔۔ پہلے تو سب دھندلا دکھائی دیا۔۔ پھر دوسری بار آنکھیں موند کر کھولیں تو سامنے ہی دریاب خان کا چہرہ پا کر وہ چونک گئی۔۔

آآ۔۔ آپ؟؟؟" وہ ایکدم سیدھی ہو کر بیٹھنے ہی لگی تھی کہ اچانک" سر وجود میں اٹھی ٹیس پر وہ کراہ اٹھی۔۔

ریلیکس توقیع سب ٹھیک ہے آرام سے۔۔"

یہ لو حجاب پہن لو شاباش۔۔" اسکا گال تھپک کر اسنے جلدی سے اسے اسکی میکسی کا دوپٹہ دیا۔۔

جسے کانپتے لرزتے ہاتھ سے تھام کر توقیع نے پہننا شروع کر دیا اور دریاب گہرا سانس فضا کے سپرد کرتا ہوا۔۔

میں نے آپکو اتنی کالز کیں۔۔" وہ بھیگی بھرائی آواز میں بولی۔۔"

سوری میں ایک ایمپورٹنٹ کال پر مصروف تھا۔۔" وہ شرمندہ" ہو کر معذرت خواہ بولا۔۔

تم یہاں کیسے آئی؟؟" وہ معاً اسے دیکھتے پوچھنے لگا ساتھ ہی اسکے سینڈلز" بھی اسکے حوالے کیے جنہیں وہ ناسمجھی سے دیکھنے لگی۔۔

یہ تمہارے ہیں مجھے گیٹ کے باہر ملے تھے۔" وہ سپاٹ انداز میں"
بولتا گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا۔۔
درد ہونے کے باوجود توقیع اپنے کپڑے صاف کرتی اپنے پاؤں ٹشو باکس
سے نکال کر صاف کرتی سینڈلز پہننے لگی۔۔
تب تک وہ گاڑی اسٹارٹ کرتا ریورس بیک لیکر موڑتا ہوا گھر
جانے کے راستے پر لے چکا تھا۔۔
تمنے جواب نہیں دیا؟" دریاب نے آہستہ ڈرائیونگ کرتے پوچھا۔۔"
توقیع پانی کی بوتل اس سے لیکر منہ سے لگا گئی۔

میرے گال سے نشان صاف کرنے کے بعد بھی آپ پوچھ رہے ہیں"
یہاں کیسے؟" وہ پانی پیکر اپنا سانس بحال کرتی دریاب کے چہرے
کو دیکھ کر تکلیف سے بولی۔۔

دیکھو توقیع۔۔۔۔"
پلیز اس بار مت کہیے گا کہ میرا وہم تھا" وہ بیچ میں دریاب کو"
ٹوک کر تیز و تند لہجے میں گویا ہوئی۔

تو کیا کہوں؟" دریاب اسکے چہرے کو نظر بھر کر دیکھتا ہوا بے بسی"
سے بولا۔۔ توقیع کا دماغ سن کر گھوم گیا، وہ جیسے چکرا گئی۔۔
اتنا سب کچھ ہونے کے بعد بھی وہ کہہ رہا تھا کہ وہ سب اسکا دماغی
وہم تھا اور کچھ نہیں؟ آنکھوں دھوکہ یا ایک نفسیاتی لڑکی۔۔۔؟
آپ کچھ مت کہیں کہوں گی اب میں۔۔۔پاگل بنا رہے ہیں مجھے ملکر"
آپ ملے ہوئے ہیں اسکے ساتھ جانتے ہیں اسے کہ وہ زندہ ہے جان بوجھ
کر چھپا رہے ہیں۔۔" وہ ایکدم غصے سے غرا اٹھی۔

توقیع!!" دریاب اسکی غراہٹ پر سرزنش کرتا بولا"
انف دریاب خان! میں کوئی پاگل لڑکی نہیں نا ہی میرا دماغی توازن"
خراب ہے۔۔ وہ ہمارے گھر میں آچکا تھا آج رات میں اسے
اپنی آنکھوں سے دیکھا الیکٹریشن بن کر آیا تھا میری نظر پڑتے وہاں
سے بھاگنے لگا۔۔
میں آپ کو کال کیں اور اسکا پیچھا کیا کہ اچانک کسی نے حملہ
کر دیا۔۔ اسنے مجھے دھکا دیا ساتھ خود بھی ریت میں گر گیا۔
اسے گولی بھی لگی تھی یہ دیکھیں اسکا خون۔۔" توقیع نے کہتے ایکدم اپنا
ہاتھ اسکے سامنے کر دیا جہاں خون سے ہاتھ سرخ تھا۔۔

توقسیع صاف کرواسے۔۔"جبڑا بھینچے سنتا دریاب اسکے ہاتھ کو"
دیکھتا ایکدم گاڑی جھٹکے سے روک کر اسکے ہاتھ کو پکڑنے لگا کہ توقسیع نے
گھبرا کر پیچھے کر دیا۔۔

معاف کیجئیے آپ کو مجھ پر یقین ہے یا نہیں پر یہ میرے لئے اہم"
ثبوت ہیں وہ بھی دلاور خان کے خلاف اسی خون نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ
زندہ ہے اور میں یہ سب کے سامنے کہوں گی آج ابھی۔۔"وہ حتمی فیصلہ
کن انداز میں بولی۔۔
اسکا لہجہ سپاٹ اور آنکھوں میں پکا عزم تھا جسے دیکھتے دریاب
نے مٹھی بھینچی۔۔

پاگل ہو گئی ہو؟؟؟"وہ اچانک اس پر غصے سے غرا اٹھا جسے دیکھ کر"
توقسیع حیران ہوئی گھبرا بھی گئی۔۔

ثابت کر کے کیا کرو گی؟یہی نا کہ صرف اسکے نام پر بیٹھی رہ جاؤ گی وہ"
چوکنا ہو جائے گا اور کہیں پھر گم ہو جائے گا تم کچھ نہیں کر سکو گی

صرف اسے سب کے سامنے ثابت کرنے کے علاوہ۔۔" وہ غصے سے سرد آواز میں بولا۔۔
توقیع نے حیران ہو کر ایسے دیکھا۔۔

وہ اسی شہر میں رہتا ہے۔۔" حلق تر کرتے اسے دریاب کے غصے سے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھ کر کہا۔
وہ اسے دیکھ رہی تھی جہاں اسکی شہد رنگ آنکھوں میں غصے کی سرخی اتر رہی تھی۔ آنکھوں میں عجیب سے تاثرات تھے۔۔ چہرے پر غیظ وغضب چھایا ہوا تھا۔۔
کیا فائدہ ہوا جان کر اسی شہر میں رہتا ہے کیا پکڑ لو گی اسے؟ کچھ نہیں کر سکتی پاگل لڑکی اسکا۔۔" وہ اسٹیئرنگ وہیل پر زور سے ہاتھ مار کر جانے کیا کہنا چاہتا تھا پر کہہ نہیں پایا غصے سے اسے دیکھتا رہ گیا۔۔
توقیع نے بھی سختی سے ہاتھ بھینچ لیا۔۔

آپ اعتراف کر رہے ہیں دلاور زندہ ہے؟" توقیع اچانک سے "
بولی۔۔۔ اسکے ہاتھ سے نظریں ہٹا کر دریاب نے اسکی آنکھوں میں
دیکھا جو کہ رونے کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھیں۔۔

تم کیا سننا چاہتی ہو؟" وہ الٹا اس سے پوچھنے لگا۔۔"
میں سننا نہیں چاہتی میں سچ چاہتی ہوں آپ جانتے ہیں وہ زندہ "
ہے۔ اس دن بھی آپ جانتے تھے میں نے دلاور خان کو دیکھا تھا پر
آپ نے اپنی جھوٹی دلائل سے مجھے پاگل قرار دے دیا ایسا کیوں؟
جب آپ جانتے ہیں میں اسکے نکاح میں ہوں پھر بھی آپ
مجھے پسند کرنے لگے اور ساتھ ہی میرا رشتہ لیکر بھی آ گئے وہ کیوں؟ کیا
سوچ رہے ہیں آپ دریاب خان؟" اپنے دماغ میں آتی ساری باتیں
اسنے کہہ سنائیں۔۔

یہ تو اب مت ہی کہیے گا کہ یہ سب میرا وہم ہے یا آپ کو ابھی "
معلوم پڑا ہے۔۔ پلیز آپ سب کچھ سچ سچ مجھے بتائیں کہ چل کیا رہا
ہے یہ سب ورنہ میں جا کر ماموں ڈیڈ کو سب کچھ بتا دوں گی کہ
کس طرح آپ اس وحشی کے بارے میں جانتے ہوئے بھی

چھپاتے آرہے ہیں بلکہ وہ مسلسل مجھے ٹارچر کر رہا ہے۔۔" دریاب کو کچھ کہنے کیلئے منہ کھولتے ہوئے دیکھ کر وہ بیچ میں ہی بول اٹھی۔

دریاب نے اسے دیکھا اور سر اثبات میں ہلا کر گہرا سانس بھرا۔

کیا تم اس سے شادی کرنا چاہتی ہو؟" اسنے اچانک توقیع سے" سوال کیا۔ اسنے چونک کر اسکے سوال پر دریاب کے چہرے کو حیرت سے دیکھا۔

کیا آپکو لگتا ہے کوئی لڑکی ایسے ہمسفر کی خواہش کرے گی؟ یا یہ لگتا ہے" میں ایسے ہمسفر کی خواہش کروں جسکے سامنے انسانی زندگیاں معنی نہیں رکھتی بلکہ خون خرابا اہمیت پاتا ہے۔ معاف کرنا ہوں گی وہ لڑکیاں جو ایسے حیوانوں کی خواہشات کرتی ہوں پر میں ان میں سے نہیں۔ ہمنے ہمیشہ عزت سے زندگی گزاری ہے اور آگے بھی عزت کے خواہش مند ہے جہنم کے نہیں۔" وہ مضبوط لہجے میں گویا ہوئی۔۔

دریاب اسے دیکھ کر مسکرایا۔۔۔

کیا میرے جیسے ہمسفر کی خواہش ہو گی؟" اسنے معاً مسکراہٹ دبا کر" پوچھا۔ توقیع نے حیرت سے اسکے چہرے کو۔ دیکھا اور وہاں شرارت رقم دیکھ کر وہ بھی اپنی مسکراہٹ چھپا کر باہر دیکھنے لگی۔۔۔

بھئی میں تو معصوم بندہ ہوں نا" وہ گاڑی اسٹارٹ کرتا ہوا احتجاجاً بولا۔"
آ آپ بات کو گھمائیں نہیں دریاب بھ بھائی۔" اسنے خفتزدہ ہوتے"
مصنوعی خفگی سے کہا۔

تمہیں لگتا ہے میں نے بات گھمائی ہے؟ میں تو بس اپنے"
متعلق ایک لڑکی سے رائے لی ہے۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔۔
اور اسکا جواب آپ۔۔ آپکو میرے ماں باپ دے چکے ہیں۔" وہ چور"
نظروں سے اسے دیکھتی آہستہ سے بولتی نظریں گھما کر باہر دیکھنے لگی اسکا
چہرہ سرخ تھا حیا سے جب کہ دریاب کے لبوں پر پر سکون گہری
مسکراہٹ۔۔
آپ میری مدد کریں اسے سب کے سامنے لانے میں۔ آپ بھی"
جانتے ہیں اور میں بھی کہ وہ زندہ ہے اور میں اسکے نکاح میں تو ایسی
باتیں کرنا اور کسی کے متعلق رائے دینا مجھے گناہ سا لگ رہا ہے۔۔
آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ ایک کے نکاح میں ہو کر میں
دوسرے بھائی کے بارے میں کیسے سوچوں۔۔ صرف سات دن ہیں
کل کا جائے گا پھر چھ دن شکر خدا کہ میں نے آج آپ سے نکاح
نہیں ورنہ تو میں پاگل بن جاتی۔۔۔

پلیز دریاب مجھے سمجھیں میری زندگی آسان کر دیں پلیز۔۔۔" وہ منت کرتی رو پڑی۔۔۔

توقیع!! توقی یہ کیا بات ہوئی تم ہمارے خاندان کی بہادر لڑکی ایسے رو" رہی ہو،، میں ساتھ ہوں تمہارے آج بھی کل بھی اور ہمیشہ رہوں گا۔

میرے ہوتے ہوئے تم کبھی اکیلی نہیں ہو سکتی یقین کرو مجھ پر۔۔" وہ اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر سہلاتا ہوا بولا۔۔

اسکے نرم محبت توجہ بھرے لمس پر توقیع کے گال تپ گئے وہ آہستہ سے کسمسا کر سرخ پڑتی اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچ کر گہرا سانس بھرتی باہر دیکھنے لگی۔

سر پر اسکے لمس سے بھاری بھوج آگرا تھا آنکھوں سے آنسوں ٹوٹ کر گالوں پر گرے۔۔

آپ نہیں جانتے دریاب! کتنا ڈر لگتا ہے مجھے جب وہ اچانک" سامنے آجاتا ہے۔۔ عجیب سا شخص ہے وہ۔۔ عجیب چمک سرخی ہوتی ہے اسکی آنکھوں میں۔۔ اسے احساس نہیں ہوتا مقابل کا۔۔ وہ خود تو پتھر کا بن چکا ہے پر دوسروں کو بھی پتھر کا سمجھتا ہے۔۔

اسنے مجھے سامنے سے ہٹانے کیلئے بری طرح دھکا دیا۔ میرا سر سیدھا سڑک سے ٹکرایا۔۔" وہ اسے بتاتی ہوئی پھر سے رو پڑی۔۔

توقیع!!" وہ اسے بے بسی سے پکارنے لگا۔ چوٹ صرف اسے نہیں بلکہ "
دریاب کو خود پر تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔

پلیز!! مجھے ہمدردی نہیں آپکی گواہی چاہیے بس دریاب خان آپ "
چل کر سب کے سامنے ابھی کہیں گے میرے ساتھ کہ دلاور خان
زندہ ہے اور ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آئے ہیں۔" وہ دوپٹے سے اپنی آنکھیں
صاف کرتی ہوئی بولی۔۔

پر میں ابھی کال آئی تقویٰ پھپھو کی انہیں کہہ چکا ہوں کہ توقیع کو چوٹ لگی "
ہے میں اسے ہاسپٹل لایا ہوں۔" اسکی بات سن کر وہ حیرت کے
جھٹکے سے اسے دیکھنے لگی۔۔

آپ کیوں اسے چھپا رہے ہیں دریاب خان؟؟؟؟ "معاً وہ غم و غصے "
سے چیخ پڑی۔۔ گاڑی کی فضا میں کتنی دیر اسکی حلق بل چیخ گونجتی
رہی۔۔
جب کہ اب وہ خود بے بسی سے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔

توقع رونے سے کچھ نہیں ہوگا میری بات تو سنو۔۔" دریاب گاڑی" سائیڈ روک کر اب مکمل اسکی طرف متوجہ تھا۔

صاف بات کروں دریاب آپ کی بالکل مجھے سمجھ نہیں آرہی" آپ کیا چاہتے ہیں۔نکاح سے پہلے آپ میرے اس حادثے کو جانتے تھے پر آپ نے وہم جانے کیا کچھ کہہ کر مجھے جھٹلا دیا کہ یہ میرا دماغی فتور ہے اور کچھ نہیں۔۔
چلو ٹھیک ہے میں مان لیتی ہوں وہ سب کچھ ایک دماغی فتور تھا۔ آج کے دور میں ایسا پاسیبل نہیں ایک مرا ہوا انسان آئے اور مجھ پر حق رکھتا ہو اساتھ ہی مجھے ان آدمیوں کا نشانہ بننے سے بچا کر باہر پھینک گیا اور آپ مجھے وہاں سے اٹھا کر گھر لے گئے اور اپنی کہانی بنا لی کیونکہ کوئی تو وجہ ہو گی۔۔
پر میں یہ سب کچھ نہیں سوچ رہی بلکہ آپ کے یقین دلانے پر یقین کر رہی۔۔پر آج؟؟؟
آج بھی میرا دماغی فتور وحشت یا وہم کہیں گے؟
اگر آپ کو مجھ پر یقین نہیں تو جائیں شریف چاچا سے پوچھیں میں نے ان سے ہی پوچھا تھا سامنے موجود درختوں کے پاس کون ہے؟

انہوں نے کہا مہمان آرہے ہیں اسلئے صاحب نے حکم دیا ہے یہ لائیٹ ٹھیک کروالی جائے اور وہ سامنے سیاہ لبادے میں موجود وجود کوئی اور نہیں الیکٹریشن تھا۔ حیرت کی بات اگر وہ الیکٹریشن تھا تو مجھے دیکھ کر بھاگنے کیوں لگا؟

میں نے اسکی پشت پر ڈی کے لکھا دیکھا۔۔ اس دن بھی وہ سب آدمی یہی کہہ رہے تھے کہ پیچھے ڈی کے ہے اور آج بھی اسکی پشت پر یہی لکھا تھا۔

میں اسکے پیچھے بھاگی ساتھ آپکو بھی کالز کیں پر آپ نے پہلے تو اٹینڈ نہیں کی بعد میں مصروف ہو گئے۔۔

سات دن کے بعد ہمارا نکاح ہو رہا تھا اور سامنے جاتے وجود کے میں پہلے ہی نکاح میں تھی جو کہ ابھی سب سے چھپا ہوا تھا جسے صرف میں ہی ابھی دیکھ جان پائی ہوں تو خود سوچیں کیسے میں دوسرا نکاح کر لیتی بغیر اس سے جان چھڑوائے؟؟؟ آج پھر میں بالکل روبرو دیکھا اسے۔۔

آپ حقیقت جان کر بھی تیار تھے مجھ سے نکاح کرنے کیلئے مجھے حیرت ہے آپ پر دریاب خان جانتے تھے ہمارا نکاح ہوتا ہی نہیں تو

کیسے کرنے لگے یہ سب آپ کیا سوچ کر؟؟؟" وہ اس سے کہتی آخر میں دریاب کی بے چینی جلد بازی یاد کر کے خود ششدر تھی۔۔

میں ایسا نہیں کروں گا جیسا تم چاہتی ہو!" دفعتہً اسکی سپاٹ سرد" ٹھوس لہجے میں بھاری آواز گونجی جس میں صاف انکار تھا۔۔
توقیع بے یقینی نظروں سے انکے چہرے کو دیکھتے ہوئے۔ اسے لگا کسی گہرے جال میں پھنس گئی ہے۔ وہ بے حس و بے حرکت ہو گئی۔ وجود سارا سن پڑ گیا کہ آخر وہ دونوں اسے ملکر گمراہ تو نہیں کر رہے تھے۔

چلیں جیسے آپ کی مرضی مجھے گھر ڈراپ کر دیں۔۔"
آپ کچھ نہیں کر سکتے تماشا دیکھنا چاہتے ہیں تو دیکھیں مجھے اپنے "گھر اتار دیں تا کہ میں حقیقت سے پردہ اٹھا سکوں۔۔
وہ اپنے ہاتھ میں موجود اسکے وجود کے سرخ رنگ کو دیکھتی ہوئی بولی۔۔
جس سے اسے گھن بھی آ رہی تھی اور مجبور بھی تھی۔۔
کتنا عجیب تھا اپنا ہاتھ اسکے خون میں رنگے بیٹھی تھی جو کہ اسکی مجبوری تھی اور آخری ثبوت بھی گواہ بھی۔۔

میں تمہیں بھی ایسا نہیں کرنے دوں گا!" اسکی اگلی بات پر توقیع کے "
سر پر جیسے دھماکے ہوئے وہ جھٹکے سے پوری مڑ گئی اسکی طرف اور
حیرت سے دریاب کا چہرہ دیکھنے لگی کہ وہ ہوش میں ہے یا اسکے
اندر ہی دلاور کا بھوت داخل ہو گیا ہے۔
آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں دریاب ؟؟؟ کیا آپ نہیں چاہتے "
میں اس سے آزاد ہوں؟ اگر نہیں چاہتے پھر میرے لئے رشتہ
کیوں بھیجا ہے؟" وہ غصہ ضبط کیے گویا ہوئی۔۔

میں چاہتا ہوں تم میری بن جاؤ ہمیشہ کیلئے اسلئے میں نے "
رشتہ بھی بھیجا تھا کیونکہ میں چاہتا ہوں جلد ہی تم اس وحشی کے
قید سے آزاد ہو کر میری ہو جاؤ۔۔" اسکی گھمبیر بات میں اظہار پر
توقیع کی پلکیں جھک گئیں وہ کترا کر سامنے دیکھنے لگی۔۔
تو پھر انکار کیوں کر رہے ہیں میرا ساتھ دینے پہ؟" کچھ توقف کے "
بعد وہ گاڑی کے روم میں پھیلی خاموشی کو توڑتی ہوئی گویا ہوئی۔

میں نے انکار کیا؟ میں تمہیں ہمیشہ کے قید سے بچانا چاہتا"
ہوں توقیع۔۔

تم نے اسے صرف دیکھا ہے جانا نہیں ہے جتنا میں اس کے بارے
میں جان چکا ہوں یہ کراچی اسکا ٹھکانہ نہیں وہ اچانک یہاں
آیا ہے اور میں جانتا ہوں بغیر مقصد کے وہ اپنا ٹھکانہ چھوڑ کر
یہاں نہیں آیا ہوگا۔ اسکا اصلی ٹھکانہ کہاں ہے مجھے نہیں معلوم پڑا
ابھی تک۔۔" وہ سانس لینے کیلئے رکا پر توقیع کا دل خوف سے کانپ
گیا۔

اسے یاد آیا وہ کہہ رہا تھا اگر وہ اسے لے گیا۔۔

سب سمجھیں گے وہ فرار ہو گئی ہے۔۔۔ "نن نہیں۔۔" اسنے حواس
باختہ خوفزدہ ہوتے جھرجھری لی۔۔

کیا ہوا؟" دریاب نے اسکے پسینے سے نم چہرے کو دیکھا۔۔"

ایکدم سے توقیع ابکائی دیکر اپنا ہاتھ بوتل کے پانی سے دھو کر صاف کر گئی۔۔۔
یہ سب جانے کیسے اسنے انجام دیا کہ دیکر فوراً سے ہوش میں آئی
اور گھبرا کر ہاتھ کو صاف دیکھ کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔

پلیز دریاب کچھ کرو مجھے بچالو اس سے پلیز۔۔ میں ڈیڈ بھائی کو" بتایا تو وہ اسکے ٹکڑے کر دیں گے۔ اور میں نہیں چاہتی میرے باپ بھائیوں کے ہاتھ خون سے رنگ جائیں۔۔۔" اسنے ہچکیوں کے درمیان کہا۔

ریلیکس تمہیں میں کچھ ہونے نہیں دوں گا۔۔ تمہیں ضرورت نہیں" انہیں بتانے کی۔ اگر اسے تمہیں اٹھانا ہوتا تو وہ اب تک یہ کام کر چکا ہوتا۔۔

یہ تو ہماری خوشیاں تباہ کرنے آیا ہے اور ہم ایسا بالکل نہیں ہونے دیں گے۔۔ وہ چاہتا ہے ہم سب کو بتا دیں اور سب اسکے زندہ مردہ کی کشمکش میں پڑ کر تمہاری زندگی تباہ کر دیں۔۔ اسکا ٹارگیٹ ہی تم ہو۔۔ وہ ایک تیر سے کئی نشان لگانا چاہتا ہے۔ دلاور خان یعنی دانیال خان کے بڑے بیٹے کا ڈیتھ سرٹیفکٹ موجود ہے قانون اسے مرا تسلیم کر چکی ہے۔

دنیا اسے مرا ہوا مان چکی ہے تو کورٹ کی نظر میں ہمارا نکاح جائز ہو گا پر شرعی لحاظ سے یہ ناجائز ہو گا اور ہم مسلمان ہیں دنیاوی قانون کو نہیں دین کے قانون کو مانتے ہیں۔۔ جب ہم سب کو بتا دیں گے کہ ہم نے اسے زندہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔۔ سب یقین بھی کر لیں گے اور پھر

طلاق کی بات ہو گی کیا تم گارنٹی سے کہہ سکتی ہوں وہ اتنا شریف ہے تمہارے طلاق مانگنے پر آکر تمہیں طلاق دیدے گا؟

ہر گز نہیں وہ تو چاہتا یہی ہے کہ ہم سب کو یقین دلائیں سب کو بتائیں تاکہ اسکا پلان سکسسفل ہو جائے۔۔

تم خود غور کرو وہ بار بار تمہارے سامنے آرہا ہے اگر اسے تم سے مطلب ہوتا تو کب کا تمہیں کہیں سے بھی کڈنیپ کر کے لے جاتا۔۔ تم خود کہہ چکی ہو کہ تم اس سے کئی بار مل چکی ہو جسکا کسی کو بھی علم نہیں سواء تمہارے تو ہوش حواس میں آکر بتاؤ اسکے لئے مشکل ہو گا تمہیں کڈنیپ کرنا؟ وہ نرم لہجے میں توقیع کو سمجھا رہا تھا جسے سن کر توقیع ششدر تھی۔۔

اسکے سوال پوچھنے پر توقیع نے خشک لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے نفی کی۔۔ سہی تو کہہ رہا تھا اگر اسے کڈنیپ ہی کرنا ہوتا تو کب کا کر چکا ہوتا۔ اسنے " خود اعتراف کیا تھا کہ وہ انکی زندگیاں تباہ کرنا انکا سکون نوچنا چاہتا ہے۔۔" اسکے دماغ میں بات آئی آنکھوں میں نمی پھیر گئی۔۔

وہ چاہتا کیا ہے دری؟ وہ عجیب وحشی بن چکا ہے صرف مارتا ہے لوگوں" کو خون سے اسے بالکل ڈر نہیں لگتا۔۔ بہت بہت برا ہے وہ۔۔" اپنی آنکھیں رگڑ کر اسنے بھیگی بھاری آواز میں کہا۔۔

رومت توقیع تم بہت بہادر ہو اور میں چاہتا ہوں ہمیشہ ایسے ہی" بہادری سے مقابلہ کرو ہر مشکل کا۔۔ بلکہ ہمیشہ ملکر کریں گے اپنی آنے والی زندگی میں۔

خود بھی خوش رہیں گے اور سب کو بھی خوش رکھیں گے آئی پرامس۔۔" وہ اسکے ہاتھ کو تھام کر تھپکتا ہوا رومال اسکے حوالے کیا جس سے توقیع سر اثبات میں ہلاتی ہوئی رومال تھام کر اپنا چہرہ صاف کرنے لگی۔۔

وہ کیا چاہتا ہے؟؟" دریاب نے سامنے دیکھتے توقیع کا سوال دہرایا۔۔" توقیع نے بھی اسے دیکھا۔

وہ یہی چاہتا ہے ہم کبھی خوش نا رہیں۔۔ اسلئے تو وہ ایک مہرے کو" ٹارگیٹ میں لے رہا ہے۔

اگر اسنے تمہیں ساری زندگی اپنے نام پر بٹھا دیا اور خود پھر سے غائب ہو گیا تو تمہارے پاس کوئی آپشن نہیں ہو گا اس سے طلاق لینا کا۔

قانون کی نظر میں وہ مرا ہوا ہے اور حقیقت میں وہ کبھی سامنے تمہارے آئے گا نہیں اس سے کیا ہو گا۔

ناصرف تمہاری زندگی برباد ہو گی بلکہ صام کی ہو گی اور اگر صام کی ہوئی تو اس سے جڑی ہوئی میری بہن کی بھی ہو گی۔۔۔

وہ خوش نہیں رہے گی تو ڈیڈ مام کبھی سکون سے نہیں رہ پائیں گے اور تم یہ بھی جان لو تمہارے علاوہ میں اور کسی سے شادی کروں گا نہیں۔۔

اس سے ناصرف مام ڈیڈ عرشی میری زندگی برباد ہو گی بلکہ تم سے جڑے تمہارے دونوں بھائی خوش نہیں رہ پائیں گے تمہیں ساری زندگی ایسے دیکھ کر اور اگر اولاد خوش نہیں ہو گی تو ماں باپ کیسے خوش رہیں گے۔۔۔؟؟

بس اسنے بیٹھ کر پوری گیم صرف ایک تمہارے وجود کو فوکس میں لیکر شروع کی ہے۔۔

وہ صرف تمہارے سامنے آکر تمہیں ایسے خوفناک سین دکھا رہا ہے تو اسکا مطلب یہی ہے تم جذبات میں آکر کوئی انتہائی قدم اٹھالو اور سب کو معلوم پڑ جائے گا کہ دلاور زندہ ہے۔۔۔

اسکے بعد سب اسے ڈھونڈنے میں لگ جائیں گے اور یہ خوشیاں یہ سکون ہماری زندگی سے لوٹ جائے گا۔۔مام پھر سے پہلے

والی حالت میں چلی جائیں گی تم گواہ ہو کتنا سال انکا علاج چلا ہے۔۔

ڈیڈ وہی بن جائیں گے پتھر جو سالوں سے بنتے آرہے ہیں۔بہت مشکل سے عرشیہ نے پتھر سے اپنے ڈیڈ کے وجود کو تراشا ہے۔ مختصر یہ ہمیں ایسا کچھ نہیں کرنا جو وہ چاہتا ہے۔۔۔"وہ اس سے بولتا آخر میں سرد سانس فضا کے سپرد کر کے توقیع کے سپید رنگت کو دیکھنے لگا۔۔

تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟"وہ کچھ توقف کے بعد بولنے لائق ہوئی تب" استفسار کرنے لگی۔حالاں کہ اسکا دل اسکے سینے میں کانپ رہا تھا۔۔۔

جو چل رہا ہے اسے ویسے ہی چلنے دینا ہے۔۔۔"دریاب نے اسکی نیلی" بڑی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔۔ جس میں سمندر کا گمان ہو رہا تھا۔۔

یوں معلوم ہوا دو منٹ دیکھتے جیسے دل ڈوب جائے گا۔

وہ فوراً سے نظریں چرا گیا۔۔۔

کاش اسکی آنکھوں میں شام کے سورج کی سرخ سنہری کرنیں ہوتی تو وہ آفتاب بن کر اس سمندر میں ڈوب جاتا۔۔

پلیز دریاب ایسا مت کہیے گا کہ آپ اسکے پلان کو ہرانے کیلئے مجھ "
سے نکاح کے اوپر نکاح کر دیں گے۔۔ اگر ایسا ہے تو میں ساری زندگی کسی کو
بتائے بغیر اسکے نام رہ لوں گی پر آپ سے ایسے ہی نکاح میں نہیں کروں
گی میرا قلب گوارہ نہیں کر رہا۔۔۔" دریاب کی بات سن کر وہ تڑپ
کر التجائیہ گویا ہوئی جس پر دریاب نے حیرت سے توقیع کے
چہرے کو دیکھا۔۔۔

مجھے پاگل کتے نے کاٹا ہے جو میں ایسا کروں گا؟ بے فکر رہو جائز نکاح کریں "
گے۔ وہ تمہیں طلاق دے گا اور سب کے سامنے آکر دے گا اسکے بعد
اسکی نظروں کے سامنے ہم یہ مضبوط رشتہ بنائیں گے بلکہ میں
تمہیں ہمیشہ اپنے نام کر دوں گا ہمیشہ کیلئے اپنا بنا کر۔۔ تم اب بس
یہ فضول سوچوں میں اسکے جال میں الجھنا چھوڑ دو۔۔ ایسا فیل کرو
کہ وہ اس دنیا میں موجود ہی نہیں۔۔
وہ ہماری توجہ چاہتا ہے،، ہمارا نظر انداز کرنا ہی اسکی بڑی ہار ہو گی اور
اس ہار میں وہ کوئی جذباتی قدم ضرور اٹھائے گا جس سے اسکا راز
فاش ہو جائے گا اور تم بھی آزاد ہو جاؤ گی۔

تم بس اب ہمارے بارے میں سوچو ہماری آنے والی زندگی کے بارے میں اور مجھے بتاؤ روم کا کلر فرنیچر کیا ہونا چاہیے میں اپنی زندگی تمہاری پسند سے جینا چاہتا ہوں۔۔" اسے سمجھاتے ہوئے آخر میں اسکا لہجہ بھاری گھمبیر ہو گیا جس سے وہ بوکھلا گئی۔۔

اسکا چہرہ سرخ پڑ گیا اور وہ کھڑکی سے باہر اندھیرے میں دیکھنے لگی۔۔

اسکی سٹپٹائی ہوئی حالت سے محظوظ ہوتے دریاب نے قہقہہ لگایا اور توقع مزید خفت سے دوچار ہو گئی۔

مجھے معاف کر دیں دریاب میں جب تک اسکے نکاح میں ہوں" ایسا کچھ نہیں سوچ سکتی کچھ بھی ہے ہمارا کوئی رشتہ نہیں ابھی اور ہم ایک غیر محرم ہے تو پلیز۔۔۔" اسنے اسکے مزید کچھ کہنے سے پہلے ہی ٹوک کر صاف گوئی سے کام لیا۔۔

اور دریاب سنجیدہ ہوتا لب آپس میں پیوست کیے سر ہلا گیا۔۔۔ میں سمجھتا ہوں اور مجھے بہت اچھی لگی تمہاری یہ بات کہ تم بہت" "فیئر ہو دل سے۔۔

کاش اسے تمہاری قدر ہوتی۔۔ خیر قسمت کو جو بھی منظور ہو اپر اتنا" ضرور کہوں گا۔

اسے بھی مت سوچنا اب !بس اپنی پڑھائی پر فوکس کرو یہ سات دن ہیں کل چھ رہ جائیں گے آہستہ آہستہ وہ بھی کم پڑ جائیں گے اور وہ بلبلاتا ہوا خود ہی سب کے سامنے آجائے تب تمہارے باپ بھائی بلکہ ہم سب اس وحشی کو پکڑ کر تمہیں آزاد کروائیں گے بلکہ اسے پھر سے جیل کی چار دیواریوں میں پھینک دیں گے اور اس بار تو مردہ بن کر بھی باہر نہیں نکل پائے گا۔۔" اسکی تاکید توقیع نے خاموشی سے سنی۔۔

وہ بھی شاید ایک پلان بنا چکا تھا اور دلاور خان بھی۔۔
اسکی رب سے دعا تھی کہ اسکا نصیب بہتر کرے۔۔

نا اسے دریاب خان سے محبت تھی نا ہی وہ دلاور خان کے بارے میں سوچ سکتی تھی وہ بس اپنا مصیب اپنے رب کے حوالے سے سنورہ ہوا چاہتی تھی۔۔

وہ اس سے کہہ رہا تھا اسکے بارے میں سوچ پر وہ کیسے اسے بتائے کہ اسنے اسے سوچنے کی مہلت دی کہاں تھی؟ دریاب خان کے اسکی زندگی

میں آتے ہی وہ بھی اسکی آنکھوں کے سامنے واضح ہو گیا کہ اسکا حقدار ابھی زندہ ہے۔۔وہ اسکے قید میں ہے۔۔۔

کبھی جو سوچے بھی تو فوراً سے اسے اپنے چہرے پر اسکی گرم سانسیں محسوس ہونے لگتیں اسے جھلسانے لگتیں تھیں۔۔وہ راتوں کو جاگ جاتی۔۔اسے اپنے چہرے پر جھکتے خود پر اسکے لمس کو یاد کرتی وہ جھرجھری لیکر اٹھتی۔۔

تکلیف کو سوچے تب بھی وہی سامنے، درد کو سوچے تب بھی وہی سامنے، قید کو سوچے تب بھی وہی سامنے۔اس پر پہلا لمس، اسکی پشت پر رینگتی انگلیاں۔۔

اسکا حصار، ہر طرح سے تو قید کر چکا تھا کہاں چھوڑی تھی اسنے دریاب خان کیلئے جگہ۔۔

خوف وحشت بھی اسنے اپنی چھا کر رکھی تھی۔

میں مام سے کیا کہوں؟ سب ہماری غیر موجودگی کو نوٹس میں لے چکے ہوں گے۔" وہ گہرا سانس بھر کر خود کو پر سکون رکھتی گویا ہوئی۔۔۔

بے فکر رہو تمہارے موبائل پر پھپھو کی کال آئی تھی میں نے انہیں کہا کہ "
تمہیں چوٹ آئی تھی اسلئے کسی کو پریشان کیے بغیر میں اسے ہاسپٹل
لایا ہوں۔۔
اب تم یہ پٹی سر پر بندھوالو تاکہ سب کو یقین ہو جائے۔۔
اور ہاں تم بھی یہی کہنا۔۔" اسکی ہدایت پر وہ سر ہلا گئی۔۔

اور ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔۔۔" گھر کے نزدیک گاڑی کے پہنچتے "
دریاب نے کہا۔۔
جی؟" وہ متوجہ ہوئی جب اسنے گاڑی روک کر فرسٹ ایڈ باکس "
سے پٹی نکال کر اسکا سر پاس کرتے پٹی کرنا شروع کی۔۔۔
اب گھر سے اکیلے مت نکلنا۔۔ کالج یا کہیں بھی جانا ہو صمصام یا"
صارم کے ساتھ جانا۔۔" پٹی باندھ کر وہ بولا۔۔

جی آدھے راستے ڈیڈ مجھے ڈراپ کرتے ہیں۔۔" وہ اسکے دور ہونے پر اپنا رکا"
سانس بحال کرتی ہوئی بولی۔۔

پر اب پک اینڈ ڈراپ پھوپھا جان سے لے لو ان سے کہو تمہیں" اکیلے نہیں جانا وہ تمہیں یونی چھوڑ کر اور لے کر بھی آئیں۔۔" دریاب کی تاکید سنتے توقیع کو دلاور کی کڈنیپ والی بات آئی اسنے جلدی سے سر اثبات میں ہلایا۔۔

اپنا چہرہ خشک کر لو۔۔ اور لبوں پر مسکراہٹ سجا لو۔۔" اسکا سر" تھپکتے ہوئے کہا اور گاڑی گیٹ کے اندر داخل کر دی۔۔

سامنے ہی لان میں ٹہلتی اپنی ماں اور ڈیڈ کو دیکھتے وہ کچھ گھبرائی۔۔ اور آہستہ سے ڈور کھول کر باہر نکلی۔۔

تمہیں چوٹ لگی اور اپنے ڈیڈ کو بتانا ضروری نہیں سمجھا توقیع؟؟؟؟"" صائم نے تڑپ کر آگے بڑھتے اپنے جگر گوشے کو سینے سے لگایا اور اسکے سر پہ بوسے دیتے اسکی پٹی کو لبوں سے چھوا۔۔۔۔
انکے ایک ایک انداز میں تڑپ تھی وہ اپنی بیٹی کے ہاتھ چہرہ دیکھنے لگے اور انکی توجہ پہ، اپنوں کے حصار میں آکر وہ محفوظ ہوتی خوشی سے رونے لگی تھی۔

اور دریاب وہاں اچانک حاضر ہوتے صمصام کے سوالات کے جوابات دینے لگا تھا۔۔

توقیع خود صمام کے تیوروں سے خوفزدہ ہو گئی تھی۔ وہ سخت غصہ ہو رہا تھا توقیع کی نادانی پر۔ انہیں بنا بتائے وہ اتنی تکلیف اکیلے ہی جھیل گئی اگر خدانخواستہ زخم گہرا ہوتا یا کوئی بڑا حادثہ ہو جاتا تو؟

بھائی پلیز ریلیکس میں ٹھیک ہوں ڈیڈ مام۔۔" وہ بے بس ہو کر اپنے بھائی کو یقین دلاتی ماں باپ کو کہنے لگی۔

بہت بہت شکریہ دریاب بیٹے تم نے اسے اسکا خیال رکھا اور ہاسپٹل لے گئے۔" صائم زیدی سامنے کھڑے دریاب سے مخاطب ہوا وہ مسکرا کر رہ گیا۔۔

چلیں!" تقوی نے اپنے شوہر سے کہا۔۔"

تم لوگ چلو میں دانیال حیدر ہارون سے مصافحہ کر کے آتا ہوں۔" وہ کہتے ہوئے ایک طرف چلے گئے۔

بے فکر رہو صمام ٹھیک ہے وہ۔۔" دریاب نے صمصام کو متفکر دیکھتے ہوئے کہا اسنے توقیع کو سینے سے لگا کر سر ہلا دیا۔

کچھ دیر میں وہاں حجاب عائشہ مہکار زریش شاہ بھی پہنچ گئیں انہوں نے باری باری توقیع کو دیکھا اسے دعائیں دیں۔۔

وہ مسکراتی ہوئی اپنے بھائی کے سینے پر سر رکھے کھڑی تھی۔۔
آپ عرشیہ سے لڑے تو نہیں نا؟" توقیع نے آہستہ سے صام سے "
پوچھا۔وہ اسکے چہرے کو دیکھنے لگا۔
تم ٹھیک ہو؟" وہ الٹا اس سے پوچھنے لگا توقیع نے سر جھکا کر ہلا دیا۔"
ہمم! نہیں لڑا اس سے۔۔" وہ مسکرایا جسے دیکھتے توقیع نے سکون کا"
سانس بھرا ساتھ خود بھی مسکرائی اور کچھ ہی دیر میں وہ سب سے ملکر اپنی گاڑیوں میں آکر بیٹھے۔۔
اسنے چور نظروں سے دریاب کو دیکھا اسی لمحے اسنے بھی اسے دیکھا اور متبسم ہوتے آنکھوں سے ہی اسے ریلیکس رہنے کا اشارہ دیا۔۔۔
وہ سٹپٹا کر گاڑی کی ونڈو بند کرتی آنکھیں لمحے کیلئے میچی دوسرے ہی پل خوفزدہ ہو کر کھولیں۔۔
کیونکہ آنکھوں کے پیچھے ہی وہ سیاہ ہڈی میں ملبوس وجود اپنی سرخ آنکھوں سے جیسے اس پر ہی جھکا ہوا تھا۔

کیا ہوا توقیع میری جان؟" صام اسے حلق کرتے حواس باختہ" چہرے کو دیکھتا ایک ہاتھ سے اسٹیئرنگ وہیل سنبھال کر بولا۔۔ ککک کچھ نہیں بھائی۔۔" اسنے نم آنکھوں سے اپنے بھائی کے چہرے کو" دیکھا۔۔

درد ہو رہا؟؟" چہرے پر پسینا دیکھتے وہ یہی اخذ کرتا بولا۔"
توقیع نے سر اثبات میں ہلا کر اسکے بازو پر سر ٹکایا۔۔ صام نے اسکے گرد بازو کا حصار حائل کرتے اسکا سر اپنے سینے سے لگاتے اپنے لب سر پر رکھے۔۔

بس گھر پہنچ رہے ہیں پھر دوائی لیکر آرام کرنا۔۔" وہ محبت سے بولا۔۔" اسنے سر ہلا دیا۔۔

کہاں گری تھی؟" معاً اسکے اگلے سوال پر وہ بوکھلا گئی۔۔"
ووہ لان میں آرہی تھی تبھی میکسی سے پاؤں الجھ گیا اور کوئی چیز تھی وہ" سر سے ٹکرا گئی۔" اسنے جلدی سے بات بنائی صمصام نے اپنی جان سے عزیز بہن کے آنسوں صاف کرتے گاڑی کی اسپیڈ تیز کر دی تاکہ جلد گھر پہنچ کر اسے آرام دے سکیں۔۔

صارم بھائی کہاں ہے؟؟" مسلسل صارم کی غیر موجودگی محسوس "
کرتے ہوئے وہ بولی۔۔
وہ گھر ہے کسی ضروری کام سے گیا ہے۔" اسکی بات سن توقیع کو یاد "
آیا صارم کا تیز تیز گھر سے چلے جانا۔۔

صارم بھائی ہم سے کچھ چھپا رہے ہیں۔۔" وہ کچھ سوچ کر صام کی اوشن "
بیلو آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔۔۔

چھپانے تو تم بھی لگی ہو مجھ سے۔۔ اب بھی کچھ چھپا رہی ہو۔۔" اسکے "
اچانک حملے سے توقیع کا وجود سن پڑ گیا۔
وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی گاڑی پارک کرتے صام نے جھک کر
اسکی دونوں بھیگی آنکھیں شفقت سے چومی۔۔

تم مجھ سے جو چھپانا چاہتی ہو چھپالو میں تمہارے چھپانے سے بھی "
عشق کرتا ہوں میری شہزادی پر صرف یہ یاد رکھنا تمہارا جو کوئی بھی راز
ہے اگر چاہتی ہو مجھ تک نا پہنچے تو اسے اتنی بھی جرات مت دینا کہ
تمہیں اذیت دے۔۔

تکلیف اگر میری توقیع کو ہوئی اس چھپے ہوئے راز سے تو میں اس راز سے جڑی ہوئی ساری ہستیوں کی زندگیاں نیست ونابود کر دوں گا اگر میری بہن کو تکلیف پہنچی آگ انکے وجود کو بھی لگادوں گا۔۔" وہ سرد آواز میں کہتا اسے ساکت چھوڑ کر باہر نکلا اور دوسری طرف آکر توقیع کو بھی سہارا دیکر باہر نکالا۔۔

وہ ابھی گھر کے اندرونی حصے میں داخل ہوئے ہی تھے تبھی پورچ میں صائم زیدی کی بھی گاڑی داخل ہو گئی۔۔

توقیع اپنے ماں باپ کے چہرے کو پریشان بھائی کی باتیں یاد کر کے کشمکش میں آگئی تھی اور باپ کے حصار میں آکر گھر میں داخل ہوئے جہاں لاؤنج میں بیٹھا صارم اپنی بہن کے سر پر پٹی دیکھ کر گھبرا گیا۔۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

ارے چور تم ؟؟؟" وہ جو صبح صبح جاگنگ کیلئے اس ہفتے میں روز "
آنے لگی تھی منہ سے پانی کی بوتل لگائے ٹیبل پر بیٹھے ٹریک سوٹ میں
ملبوس زیافت زیدی کو دیکھتی خوشی سے چیخی۔۔

زیافت نے چیخ مخاطب انداز پر بوکھلاتے سر اٹھایا اور مقابل
سمن شاہ کو دیکھتے اسکے لبوں پر خود بخود مسکراہٹ بکھر گئی۔۔

حجاب پہنے گول مٹول پھولے گالوں والی لانگ شرٹ گھیر دار
شلوار میں ملبوس، جوگر میں دیکھتے اسنے اسکے حلیے پر مشکل سے اپنا
قہقہہ دبایا۔۔
آپ ! کیسی ہیں مادام ؟" زیافت اسے دیکھتا خوش دلی سے بولا۔۔"
میں ایکدم مزے میں تم سناؤ یہ کس کے کپڑے چرائے "
ہیں ہاں ؟" وہ اسکے پاس بیٹھتی کندھا تھپک کر ابرو اچکا کر پوچھنے لگی۔۔
زیافت نے کپڑوں کو دیکھتے سر کھجایا۔۔۔

چرائے نہیں مادام آپ نے اس دن جو کلاس دی تھی اسکے زیر اثر ہوں"
ابھی۔ یہ اپنے پیسوں پر خریدے کپڑے ہیں" اسنے معصومیت سے
کہا جسے سن کر سمن کی آنکھوں میں تارے چمک اٹھے۔۔

واہ مبارک ہو بھئی!! دیکھو میری پہلی بات پر عمل کیا کتنے مہنگے"
کپڑے مل گئے تمہیں، ایسے پانی بوتل سے پی رہے تھے میں نے تو
بہت مشکل سے تمہیں پہچانا کہ تم وہی مجھے کڈنیپ کرنے والے چور ہو۔۔
میری دوسری باتوں پر عمل کرنا ایکدم سے امیر بندے بن جاؤ
گے۔۔" اس معصوم سی لڑکی کیلئے یہ خوشی بے تحاشہ تھی کہ سامنے بیٹھا
ہینڈسم سا جوان لڑکا اسکی باتوں پر عمل کر کے برے کام چھوڑ کر اچھا
ہو گیا تھا۔۔

جی ضرور میں اسلئے تو آپکو مسلسل ڈھونڈ رہا تھا کہ آپ کے بہت"
بہت شکریہ ادا کر سکوں۔ میں نے ہر سفید گھر دیکھ لیے پر مجھے
آپ ان میں نہیں ملیں۔۔" اسنے اداسی سے بتایا۔۔

یہ جانتا تھا چونا پرو مکس ہو گیا تھا اسے شادی کے کارڈ بانٹنے، صام کے ساتھ میٹنگز اٹینڈ کرنے سے فرصت نہیں مل رہی تھی اسے کجا ڈھونڈتا۔۔

"اوہ مائی گاڈ! تم تو کافی اچھے ہو۔۔ بہت اچھے یہ بات یاد رکھنا رب کے ساتھ انسان کے بھی کسی عمل سے تمہیں جائز فائدہ ہو تو اس بندے کا شکر ادا کرنا مت بھولنا۔۔" چہک کر خوشی سے گویا ہوئی ساتھ ایک نصیحت مزید کر دی۔

"ان شاء اللہ میں کبھی نہیں ہچکچاؤں گا۔" زیاف نے فوراً فرمانبرداری سے سر ہلایا۔۔

"شاباش مجھے تم سے ایسی ہی امید تھی۔۔ اچھا بتاؤ کرتے کیا ہو؟ بڑے ڈولے شولے بنائے ہوئے ہیں۔۔ جم جاتے ہو کیا؟ ویسے اتنے مہنگے مہنگے کپڑے بار بار پہنتے ہو فضول پیسے مت ضائع کرو بلکہ اچھے مگر زیادہ مہنگے نہیں۔۔ کپڑے لو اور باقی کے پیسے کسی پھر دوسرے غریب کو دے دو اس سے تمہارے دونوں جہاں میں آسانی ہو گی اور پچھلے اعمال پر سے بھاری اچھے اعمال زیادہ ہو جائیں گے اور تم خوش

باش۔۔"اسنے ایک ساتھ کتنے سوال کر لیے آخر میں ہدایت بھی کر دی۔۔

کرنا کیا ہے مادام ایک ہوٹل میں برتن دھوتا ہوں۔۔اور ڈولے شولے تو" پیدائشی ہیں الحمدللہ اماں کے پیٹ سے ڈولے شولے لیکر آیا تھا۔۔"وہ شرما کر سر جھکاتا ہوا بولا۔

سمن کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

سو سوئیٹ۔۔!!ویسے تم بہت معصوم ہو۔۔اور ہاں کام کو چھوٹا بڑا مت سمجھنا ناہی" فضول لوگوں کی باتوں میں آنا،بس حلال حرام کے فرق کو سامنے رکھنا۔۔

باقی ہاں رہتے کہاں ہو؟"اسنے سمجھایا زیاف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔

وہ جی پی کے مووی دیکھی ہے؟"اسنے معصومیت سے پوچھا۔سمن چونک" گئی اس نام پر۔۔۔

نہیں دیکھی تو نہیں پر سنی ہے کیوں کیا ہوا اسکا کیوں پوچھ رہے تم؟"وہ اٹھتی بولی۔۔

ساتھ زیاف بھی جلدی سے کھڑا ہوا اور اسکے قدم سے آہستہ آہستہ اپنا قدم ملانے لگا۔۔

"جی وہ اسلئے پوچھ رہا کہ کبھی دیکھ لیجئے گا میں وہیں رہتا ہوں۔۔"

اوہ!! یہ تو زبردست ہو گیا۔۔ کبھی وقت ملا ضرور دیکھوں گی۔۔" وہ" رضامندی سے بولی، اور اب دونوں ساتھ بھاگ رہے تھے۔۔

ویسے کیا آپ روز آتی ہیں یہاں؟" زیاف اسکی سلو سپیڈ دیکھتا" پوچھنے لگا۔ سمن نے گہرا سانس بھرتے نفی میں سر ہلایا۔۔

نہیں روز تو نہیں آتی کل سے آئی ہوں کیونکہ میں تھوڑا سلم سمارٹ ہونا" چاہتی ہوں بھائی کی شادی ہے نا۔۔" سمن نے رک کر اسے بتایا اور گہرے سانس بھرتے لبوں سے پانی کی باتل لگالی۔۔

اوہ تمہاری بھائی کی شادی ہے مبارک ہو کیا میں آسکتا ہوں" شادی میں؟" زیاف نے پرجوش ہوتے اس سے پوچھا۔۔

سمن سٹپٹا گئی۔۔

اور اسے دیکھا جو کہیں سے چوریا کسی اینگل سے غریب انسان نہیں لگ رہا تھا۔

تت تم کیسے آؤ گے مینز کہ میں لوگوں سے کیا کہوں گی؟"وہ پریشان"
.ہو گئی۔
کیا کہنا، پہلے تو کسی کو تو یوں جواب ہی نا دینا اگر دینا ضروری ہوا تو محض"
تعارف کروا دینا۔

کہنا میرا دوست ہے۔۔"اسنے بہت آسانی سے سمن کے سر"
پہ بم پھوڑا۔۔
دوست ؟؟؟؟"وہ جھٹکے سے اسکی سمیت مڑی۔۔"
جی دوست اگر ایک دوست آپ کی جیسی مل جائے تو مجھ"
غریب کی زندگی سنور جائے گی۔۔پلیز دوستی کر لیں مجھ سے میں
آپکو زیادہ تنگ نہیں کروں گا۔بس صبح گڈ مارننگ اور رات کو گڈ نائیٹ کا
میسج کروں گا۔۔"وہ معصومیت سے دوستی کے ساتھ نمبر پر آ گیا۔۔

اور ہاتھ بھی ایکدم سمن کے سامنے کر دیا کہ وہ پریشان ہو کر اسے دیکھنے
لگی۔۔اتنا بڑا لڑکا اس سے وہ دوستی کیسے کرے۔۔"ساحل لالا تو ناراض
ہوں گے"اسنے سوچا۔۔

ایک لڑکا لڑکی تو دوست نہیں ہو سکتے۔" سمن نے آس پاس دیکھتے" ہچکچا کر اسے احساس دلاتے ہوئے کہا۔۔

.بیلیو می میں آپکو تنگ نہیں کروں گا مادام نا ہی میں برا انسان میں" اچھے انسانوں سے تو دوستی کرتے ہیں نا اسلئے میں آپ سے کرنا چاہتا ہوں ہم ایک دوسرے کو گائیڈ کریں گا نا۔۔ آپ نے ہی تو کہا تھا آپ کی باتوں پر عمل کروں گا مزید اچھا ہو جاؤں گا اور میں اچھا بننا چاہتا ہوں۔۔۔" وہ اسے اپنی مسکین باتوں میں پھنسانے لگا حالاں کہ بڑی بات نہیں تھی اسکا نمبر حاصل کرنا۔۔

وہ کشمکش میں پڑ گئی اور زیاف مسکراہٹ دبا کر سر کھجاتا اسکے سوچنے تک وہی کھڑا رہا۔۔۔

دور کھڑا دریاب جو کہ سمن کو اسکے چاکلیٹس کا پیکٹ دینے آیا تھا ان دونوں کو ساتھ کھڑا دیکھ کر سمن کا سرخ چہرہ دیکھتا زیاف کو سر کھجاتے دیکھ کر سمجھ کر مسکراہٹ دبا گیا۔۔۔

اسے تھوڑا بہت ڈاؤٹ تھا کہ زیاف سمن کو تو پسند کرتا ہے پر کیا سمن بھی اسے پسند کرتی ہے ابھی سمن کے چہرے کو دیکھتا یہ شک بھی دور ہو گیا۔۔

وہ اس دن سمن کے چاکلیٹ کا طعنہ دینے پر رات آفیس سے لوٹتے ہوئے ساتھ لایا تھا اور اب آفس جانے سے پہلے اسے دینے آیا تھا پر گیٹ پر موجود گارڈ سے پوچھنے پر معلوم پڑ گیا وہ یہاں پارک آئی ہوئی ہے۔۔

خود بھی یہیں آ گیا اور ذرا سا ڈھونڈنے پر ہی وہ اسے مل گئی پر اسکے ساتھ کھڑے زیاف کو دیکھ کر پہلے ٹھٹھک گیا اور بعد میں اس شریر انسان کو دیکھتے اسکی باتیں یاد کر کے مسکراہٹ لبوں پر آ گئی۔۔

اس میں کوئی شک نہیں تھا اسکی آنکھوں میں واضح سمن کیلئے پسندیدگی تھی اور اب تو سمن کا چہرہ سرخ جھکا ہوا دیکھ کر اسے دور سے ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ ضرور اسنے اپنی پسند سے اسے آگاہ کر لیا ہو گا۔۔۔

سمن!!!" دریاب نے واچ میں ٹائم دیکھتے اسے پکارا۔۔"

جج جی۔۔" اچانک بھاری آواز میں پکار پر سمن نے ہڑبڑا کر دھڑکتے" دل سے نظریں اٹھائیں۔۔

اسے لگا ساحل بھائی ہے وہ گھبرا گئی ساتھ ڈر بھی گئی تھی۔۔ پر سامنے کھڑے وائیٹ تھری پیس سوٹ میں ملبوس دریاب خان کو دیکھ کر اسکی سانس میں سانس آئی اور دھڑکنیں معمول پر۔۔۔

مجھے جواب دے جاؤ!" زیاف دریاب خبیث روح کی بیچ میں آمد پر"
کام خراب دیکھتا سمن سے بولا جو کہ جانے لگی تھی۔

ویٹ!!" وہ محض اتنا کہتی دریاب خان کی طرف بڑھ گئی۔۔۔"
جی بھائی۔۔" ایک نظر بھی زیاف پہ ڈالے وہ دریاب کے پاس"
"آتی ہوئی بولی۔۔" آپ یہاں خیریت؟

ہاں خیریت ہی ہے ٹیڈی گرل! یہ چاکلیٹ دینے آیا تھا اس"
دن طعنہ دے رہی تھی آج سوچا دے دوں۔۔ مداخلت معاف کرنا پر مجھے
دیر ہو رہی تھی اسلئے تمہیں بلانا پڑا۔۔" اسنے چاکلیٹ کا پیکٹ اسکے
حوالے کیا جسے دیکھتے سمن کی آنکھیں خوشی سے پھیل گئیں۔

میرے لئے؟؟؟" اسنے بے یقینی سے پوچھا۔۔"
ہاں موٹو تمہارے لیے۔۔" وہ اسکے پھولے گال کھینچتا ہوا بولا۔۔"
یہ ان سب کی عادت تھی صمصام تک بچپن میں اسکے گال
کھینچتا آیا تھا پر دریاب صارم ساحل کی عادت پکی ہو گئی تھی البتہ
صمصام چھوڑ چکا تھا۔۔

اسلئے اسے ساحل کے بعد صمصام ہی پسند تھا جو کہ اسکے گال نہیں کھینچتا تھا۔۔

یاہوو مجھے لگا آپ نہیں لائیں گے۔۔ آپ کتنے اچھے ہیں دریاب بھائی۔۔" وہ خوشی سے چیخ کر نعرہ لگاتی گویا ہوئی۔۔

دریاب اسکے سرخ گال دیکھتا ہنستا ہوا اسکا گال تھپک گیا۔۔

اچھا میں چلتا ہوں دیر ہو رہی ہے اور ہاں چھپا کر جانا اسکارف میں آنٹی دیکھیں گی پھر مام سے شکایت لگائیں گی میری اور پھر تمہاری خیر نہیں ہو گی۔" وہ کلائی میں بندھی گھڑی میں وقت دیکھتا ہوا بولا اور جانے لگا کہ ہڑبڑا کر سمن نے ایکدم اسکے ہاتھ کو تھام لیا۔۔

رکیے تو صحیح دری بھائی ان سے مل کر جائیں وہ کیا سوچیں گے اتنے بڑے بھائی آئے اور میں نے ان سے ملوایا بھی نہیں۔۔۔" وہ منہ بسور کر بولتی جیسے ہی زیاف کو پکارنے کیلئے مڑی پر احساس ہوا اسے تو اسکا نام ہی یاد نہیں اور نا ہی سامنے کوئی وجود تھا موجود۔۔

یہ کہاں گئے۔۔" وہ پریشان ہوئی۔۔۔ حالاں کہ وہ دری بھائی سے ابھی "
پوچھنے والی تھی اسکے سامنے کہ لڑکی لڑکا دوستی کر سکتے ہیں یا نہیں۔۔
پر اسے غائب دیکھ کر وہ سر جھٹک گئی۔۔۔

چلا گیا۔۔۔ خبیث۔۔ اب تم بھی چلو گھر کافی دیر ہو گئی ہے۔۔" وہ "
اسکا سر تھپک کر ساتھ ہی لے جانے لگا۔۔
خبیث پر سمن نے اسے گھورا جسے دیکھتے اسنے کان کو ہاتھ لگایا وہ کھکھلا گئی۔۔
آئندہ خیال رکھیے گا کسی کو ایسے نہیں کہتے وہ بہت اچھے انسان ہیں۔" وہ "
اسے سمجھانے لگی دریاب اسکی معصومیت دیکھ کر سمجھ گیا کمینہ کیسے
چونا لگاتا ہو گا اسے۔۔

جی جی دادی میں اچھے انسان کی قدر کرتا ہوں بلکہ ایک بار یہ شادیوں "
کا سیزن ختم ہونے دو، ساحل بھائی سے ملاقات کروائیں گے اچھے
انسان کی اب تم سیدھا گھر جاؤ تاکہ میں اپنی گڑیا کو جاتے ہوئے
دیکھوں اور آرام سے آفس جاؤں شاباش ہری اپ۔۔!!" وہ اسے
گیٹ کی طرف اشارہ کرتا شفقت سے بولا۔۔

سمن ایک نظر انکے خوبصورت چہرے پر ڈال کر اسکارف میں چاکلیٹ کا پیکٹ چھپاتی شرارت سے آنکھیں جھپکا کر اندر بڑھ گئی۔۔

اسے دیکھتے گارڈ نے بھی مسکراتے ہوئے گیٹ وا کر دیا۔

اور دریاب اسے اندر جاتے دیکھ کر کمینے زیاف کو سوچتا ہوا زیر لب مسکراتا اپنی گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔

اچھی لگی تھی دریاب کو جوڑی وہ چاہتا تھا زیاف خود ساحل یا ہارون شاہ سے بات کرے بیچ میں سمن کو نا لائے۔۔

وہ سوچتے ہوئے گاڑی شاہ ہاؤس کی حدود سے نکالتا ہوا چلا گیا البتہ سمن چکلیٹ سے بھرا پیکٹ وہ بھی دریاب کی طرف سے پا کر اسکی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔۔نکاح کے پہلے سے اسے کوئی ایک چاکلیٹ بھی اب تک نہیں لا کر دے رہا تھا اسکی ماں کی کڑی نظر تھی اس پر۔۔

پر اچانک دریاب اسے کسی رحمت کے فرشتے گاڈ گفٹ سے کم نہیں لگا تھا جو اسکے لئے چاکلیٹ کا پورا پیکٹ اٹھا لایا تھا۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

شادی کی تیاریاں شروع ہو چکی تھیں، تاریخ تو پہلے سے رکھی جا چکی تھی۔ عائشہ دریاب کے ساتھ مل کر شاپنگ کرنے جا رہی تھیں عرشیہ کی، تو کبھی زریش حجاب تقویٰ عائشہ یہ چاروں چلی جاتیں۔۔

زیاف زیدی صارم زیدی کی ذمہ داری انویٹیشن کارڈ بانٹنا تھی جنکی لسٹ حیدر شاہ، ہارون شاہ، صائم زیدی دانیال خان نے مل کر بنائی تھی اور اب وہ کارڈ بانٹ رہے تھے۔

دریاب کی ذمہ داری لیڈیز کو پک اینڈ ڈراپ کی تھی۔ جس میں وہ اچھا خاصا ذلیل ہو چکا تھا۔ صام توقیع کو بھی پک ڈراپ کر رہا تھا جبکہ اپنے آفیس میں بھی کام کر رہا تھا بہن کیلئے وہ جان بھی دے سکتا تھا۔

اس بار مایوں شادی کیلئے ایک بینکوک بک کروایا گیا تھا۔

البتہ مہندی خان ولا میں ہونی تھی۔ شادی میں تین دن تھے تیاریاں

عروج پہ تھیں گھر کے مکین کے ساتھ ملازمین کی بھی بھاگ دوڑ عروج پہ تھی۔

وہ یونی سے چھٹی کے وقت باہر نکلی کہ آج پھر اسے اپنی گاڑی سے ٹیک لگائے دھوپ میں کھڑا دیکھ کر اسکا دل دھڑک گیا۔۔

نکاح والی رات کے بعد آج وہ اسے اپنے مقابل دیکھ رہی تھی جسے دیکھتے اسنے اپنا حلق تر کیا۔ شرم وحیا سے اسکی گھنی پلکیں لرز گئیں۔۔

اسکے ساتھ رومانہ بھی تھی جو کہ مقابل روعبدار شخصیت کو کسی کال پر مصروف کھڑا دیکھ کر چونک گئی۔

یہ تمہارا منکوح ہے نا؟ ساحل شاہ؟" اسنے ٹھوکہ مار کر روحا" سے پوچھا جسنے گھور کر شرمندہ ہوتے دیکھا۔

یار مست ہے قسم سے اس بندے کو دیکھ کر دل خود دھڑکتا ہے۔ تمہیں" معلوم ہے اسکی تصویریں لڑکیوں نے موبائل وال پیپر پر بھی لگائی ہوئی ہیں۔ ٹاپ فین فالاؤنگ لسٹ پر آجکل ہے۔ کتنی لڑکیاں اپنا کرش کہتی ہیں اسے۔" رومانہ کی برجستہ گوئی پر روحا نے اسے دیکھا۔۔

کتنے رنگ تھے مقابل کو دیکھ کر اسکے چہرے پر۔

"تم خوش قسمت ہو روحی۔۔ تمہیں بتا نہیں سکتی یہ جو چھپ چھپ کر دیکھتی لڑکیوں کو معلوم پڑ جائے شاہ کی منکوحہ تم ہو تو بائی گاڈ تمہیں الٹا لٹکا دیں ہاہاہا۔۔۔" رومانہ کی بات پر روحا نے حیرت سے اسے دیکھا کہ "کیوں؟"

"ارے بابا آجکل کی جنریشن عجیب ہو گئی ہے پرائے مرد جس کو صرف تصویروں پر دیکھتی اسے اپنا سب کچھ مان کر اسکے عشق میں غرق ہو جاتی ہیں۔۔"

"تم کیوں اسکی آئی ڈی نہیں دیکھتی؟" روحا کو خاموش دیکھ کر اسنے پوچھا۔ اور روحا نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔

"ہلرے!!! یار کس دور کی ہو؟" رومانہ کو صدمہ لگا۔۔
"اس میں دور کی کیا بات ہے؟ میرے اپنے میرے پاس ہیں ہدایت کیلئے قرآن پاس ہے، سکون کیلئے نماز پاس ہے، اللہ کی

چاہت کیلئے تہجد پاس ہے، عزت سے ہمسفر مل گیا۔۔
پھر کس کو کنگالنے کیلئے شوشل میڈیا پر دھکے کھاؤں؟ عموماً نادان لوگ خود کو گمراہ کرنے جان بوجھ کر خود کو گمراہی میں دھکیلنے خود کو مصروف رکھنے کیلئے ایسے پلیٹ فارم کا سہارا لیتے ہیں۔۔
میرے پاس جب سب کچھ ہے مجھے سکون ملتا ہے محبت
عزت چاہت ملتی ہے عبادت کرنی ہوتی ہے، ماں باپ کو وقت دینا امام کو وقت دینا بہن کو پیار کرنا سب کچھ ہے پھر میں کیوں دھکے کھاؤں جھوٹی دنیا کے؟ جان بوجھ کر خود کو کیوں گمراہ کروں؟"
اسنے حیرت سے پوچھا رومانہ سٹپٹا گئی۔۔۔
اچھا چلو میری پوانٹ کا وقت ہو گیا ہے میں چلتی ہوں۔۔""
رومانہ اسکے گال پر کس کرتی ایک نظر ساحل شاہ پر ڈال کر وہاں سے چلی گئی۔۔
روحانے اسے جان چھڑوا کر بھاگتے دیکھا اور گہرا سانس بھر گئی۔ بات جب خود پر آئے کان یوں ہی بند کیے جاتے ہیں جانے کیوں لوگ خود کو خود اپنے ہاتھوں سے فنا کرتے جا رہے ہیں۔۔۔
سارا سارا دن موبائل میں بزی رہنا، ناماں کا حال پوچھنا ناہی پریشان باپ کے پاس بیٹھ کر دو گھڑی باتیں کرنا۔۔

نا کبھی بہن بھائیوں سے پوچھنا کہ سب ٹھیک ہے نا۔۔
رشتوں میں دوریاں اپنوں میں کڑواہٹیں، بے حسی کیا کچھ نہیں آگیا تھا۔۔۔

جو وقت نماز کا تھا اس میں ڈرامہ کی قسط اپلوڈ ہو رہی ہوتی اور وہ سب سے پہلے دیکھنے پڑھنے کے جوش میں دو منٹ کہتی آدھا گھنٹہ اسکرول میں لگا دیتیں فلاں نے کیا کہا فلاں کا کیا ری ایکٹ تھا۔۔

ایسے میں موبائل نماز کا وقت بھی نگل گئی۔۔ ہمارے پاس بچا کیا ہے؟ اپنوں سے دور، خون سے دور، بیماریوں میں گھیرے، نیند نامکمل، رب سے دور بچا کیا ہے باقی جس پر اتنا تو سوچیں لوٹ کر اسی کے پاس جانا ہے۔۔

اتنا تو سوچ لیں برے وقت میں موبائل نہیں نا ہی یہ تصویروں والے کرش کام آتے ہیں، کام وہی آتا ہے جو دل میں بسا ہوتا ہے وہ بے نیاز رحمٰن رحیم ہے۔۔

برے وقت میں یہ فریبی وقتی لوگ نہیں بلکہ اپنے آتے ہیں کام۔

آآآپ ؟"روحا اسکے پاس پہنچ کر اسے موبائل جیب میں رکھتے"
متوجہ ہوتے دیکھ کر بولی۔
ہاں میں۔۔ آؤ!اسنے سر اثبات میں ہلاتے ہوئے اسے پیچھے آنے"
کا اشارہ دیا۔ڈرائیور نے مؤدب ہو کر اسکے سامنے ہاتھ کیا۔۔ جس پر
لب دانتوں میں دباتی ہاتھ میں بھینچی ہوئی کیز روحا نے انکے حوالے
کرتے چھوٹے مگر دھڑکتے دل سے بھاری ہوتے قدم انکے قدموں کے
پیچھے اٹھا لیے۔۔

اسے ڈر تھا آج وہ اسے اسی ہوٹل میں نا لے جائے۔اس رات کے لمحے
اسے بھولے نہیں تھے۔یاد کر کے اسکے پسینے چھوٹ جاتے ہیں۔
ہہ ہم کہاں جا رہے ہیں!"فرنٹ سیٹ کا ڈور اوپن دیکھ کر اسنے جھجھکتے"
جھکی نظروں سے پوچھا۔

تم بیٹھو معلوم ہو جائے گا۔"ساحل نے سپاٹ لہجے میں"
اس سے کہا۔۔
روحا نے گہرا سانس بھرتے ایک چور نظر انکے سیاہ چمکتے
ہوئے بوٹ پر ڈالی اور آہستہ سے گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔

ساحل اس کی کپکپاتی انگلیوں پر نظر ڈالتا ہوا لبوں میں
سگریٹ دبائے ڈور بند کرتا ہوا دوسری سمیت آگیا۔

ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر اسنے ڈور بند کیا اور لائیٹر سے
سگریٹ سلگا کر اسے ڈیش بورڈ پر پھینکنا۔۔
روحانے اسکے لائٹر پھینکنے پر آنکھیں موندلیں۔۔ معاً اسے اچانک
سگریٹ کی بو قریب محسوس ہوئی۔۔
کچھ نا سمجھتے رگوں میں دھک دھک کرتے دل سے اسنے پٹ سے
آنکھیں کھولیں۔ گرے کرسٹل آنکھوں کو اپنے بے تحاشہ قریب پا کر
اسکی سانسیں تھم گئی۔۔
بے ساختہ منہ سے چیخ نکلتی نکلتی رکی۔۔ "آآ۔۔ آپ!" وہ رکتی
سانسوں سے بس اتنا ہی بول پائی۔۔
ڈر کیوں رہی ہو؟" منہ میں سگریٹ دباتے اسکی سیٹ بیلٹ "
باندھنے لگا۔۔

مم میں باندھ دیتی۔۔" وہ ہکلا کر بولی اسکی آنکھیں جب اسکی مونچھوں "
پر آئیں نظریں شرم کے بھوج سے جھک گئی۔۔

وہ کتنی دفعہ خود پر ملامت کر چکی تھی کہ کس جرات سے وہ اسکی مونچھوں کو لبوں سے چھو گئی تھی۔۔کیسے اسکے اتنے قریب چلی گئی۔
منٹوں میں وہ اسکی راتوں کی نیندیں چرا گیا تھا۔اسکی رات اسکی تصویر کو دیکھتے بیٹے ساتھ گزارے ان لمحات کو یاد کرتے شرم سے سرخ ہوتے گزرتی تھی۔۔
جانے کیا تھا اسکے لمس میں کہ وہ مسمرائز ہو چکی تھی۔کتنے گھنٹے اسکے ایک ایک لمس کو سوچتی راتیں آنکھوں میں کاٹ لیتی۔۔
راتوں کو نہیں سوتی؟"وہ سیٹ بیلٹ باندھ کر سیدھا ہوتا عام لہجے" میں استفسار کرنے لگا۔۔
شاید وہ اسکی آنکھوں کی سرخی کو سمجھ گیا تھا اسکا سوال عام تھا روحا کا شرم سے چہرہ تپ گیا۔۔

سس سو جاتی ہوں۔۔"وہ خشک حلق تر کر کے نظریں اسکی" طرف سے پھیر کر باہر دیکھنے لگی۔۔
تم نے میسج کیا تھا تمہیں مجھ سے کچھ کہنا ہے۔۔؟"وہ اسکا واٹس ایپ" پر پہلا اور آخری کیا ہوا میسج یاد دلانے لگا۔۔

اور روحا کو یاد آیا اسنے نکاح کے ایک دن بعد ہی اسے میسج کیا تھا کہ وہ اس سے بات کرنا چاہتی ہے۔ اسے تو لگا تھا وہ کال کرے گا جسکی وہ منتظر تھی پر یہ توقع نہیں تھی وہ اسے پک کرنے سامنے روبرو آجائے گا بات کرنے۔۔

یہ حقیقت تھی کہ وہ اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی اسے دیکھنا اسکا مقابلہ کرنا اسکے بس کی کہاں بات تھی
وہ ایک اسکے سامنے چیونٹی سی لڑکی اور وہ پہلوانوں جیسے وجود کا مالک۔۔
نکاح کے بعد اسکی سب شاعریوں میں روحا کو بس یہی پسند آئی تھی جسنے اس میں ہمت ڈالی اور اسنے میسج کر لیا تھا۔۔

تیرے لاڈ اٹھانا فرض ہے مجھ پر"
"تو میرے جنون الفت کی اکلوتی وارث ہے

ہوٹل میں چلنا ہے؟" وہ اس سے پوچھنے لگا۔ اسکی آنکھوں کا ڈر خوف وہ" دیکھ چکا تھا تبھی اسکی رضا کیلئے پوچھنے لگا وہ سٹپٹا کر سنتے ہی بوکھلائی نفی کر گئی۔۔

پر اسنے رائے پوچھ کر جانے کس ارادے سے گاڑی کا رخ اسی کیپل ہوٹل کی طرف کیا اور چند منٹوں میں وہ اس ہوٹل کے سامنے تھے۔
ساحل باہر نکل کر سگریٹ پاؤں تلے مسلا اور اسکی طرف آتے گاڑی کا ڈور اوپن کرتے روحا کو باہر آنے کا اشارہ دیا جس پر وہ نا چاہتے ہوئے بھی اپنا بیگ ڈیش بورڈ پر رکھ کر مٹھیاں بھینچے باہر نکل آئی۔۔
اسکے پیچھے پیچھے چلتی روحا اسکے ہاتھ میں گھومتا ہوا لائیٹر دیکھ کر پیچ و تاب کھا کر رہ گئی، محبوبہ کی طرح چپکا کر رکھتا تھا جتنا اسنے نوٹ کیا تھا۔

اسے تو جیسے آگے اپنا رقیب دکھنے میں نظر آیا وہ "سگریٹ" اسکا بس چلتا ساری سگریٹ بنانے والی فیکٹریز کو آگ لگا آتی جسنے اس جوان پروقار مرد کو قیدی بنایا ہوا تھا اپنا۔۔

اس روز کی طرح آج پھر اسنے اسکے لئے ڈور کھولا اور خود جا کر ریسپشن پر کیبن بک کرواتے اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے ریسیپشن پر موجود لڑکی کے دیئے ہوئے نمبر مطابق ایک کیبن میں آ گیا۔۔

کیبن میں داخل ہوتے ہی روحا کی نظریں آج بھی ان گلابوں پر گئی نا چاہتے ہوئے بھی اسکے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی البتہ گھبراہٹ اپنی جگہ تھی۔ دل چاہا وہ کیبن کے ایک کونے میں بیٹھ جائے اور وہ ایک۔۔

کہو کیا کہنا ہے!" ویٹر کو اندر آنے کی اجازت دیتے پشت چیئر" سے ٹکا کر مینیو کارڈ دیکھتا وہ اسکے لئے لنچ آرڈر کرتا ہوا کارڈ واپس ویٹر کے حوالے کر کے اس سے بولا۔۔

ہماری شش شادی میں باقی چ۔۔ چار دن ہیں۔۔" وہ انگلیاں چٹخاتی ہوئی" سر جھکائے بمشکل تمہید باندھی

کیا یہ بتانے کیلئے یہاں لائی ہو؟" ساحل نے متبسم ہو کر پوچھا"
روحا سٹپٹا گئی۔۔۔
نن نہیں میں کچھ کہنا چاہتی ہوں۔" اسنے جلدی سے کہا۔"
اور میں منتظر ہوں۔۔" وہ بھی مسکراتے ہوئے گویا ہوا اور ویٹرز کے"
ناک کرنے پر انہیں اجازت دی جس پہ وہ مؤدب آکر کھانا
ٹیبل پر سجائے وہاں سے چلے گئے۔۔

خوشبودار کھانے کی سمیل ناک سے ٹکراتے ہی روحا کی بھوک بھی
چمک گئی۔۔ بات تو اسے فی الحال کیلئے بھول گئی البتہ اسکی جگہ
پیٹ میں بھوک گڑبڑ کرنے لگی۔۔

آؤ!" ساحل شاہ نے اس سے کہا جس پہ روحا کا چہرہ"
سرخ پڑ گیا وہ کھانے سے نظریں ہٹا کر سر جھکا گئی۔۔

گھر چلیں۔۔" گھبرا کر کہتے وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔"
روح!!" ساحل نے سرزش کی۔۔"

مجھے بھوک لگی ہے۔۔"وہ انگلیاں آپس میں الجھاتی ہوئی"
شرمندگی سے بولی۔۔

یہ تمہارے لیے ہی ہے بیٹھو!"ساحل نے نرمی سے کہا اور روحا"
نے چور نظروں سے اسے دیکھا کہیں اس پر ہنس تو نہیں رہا۔۔
پر اسے پھر سے اپنی محبوبہ سے ہونٹ الجھاتے دیکھ کر وہ آہستہ سے
واپس چیئر پر بیٹھ گئی۔۔

اپنے باپ کے علاوہ وہ فرسٹ ٹائم کسی دوسرے کے ساتھ
ہوٹلنگ کر رہی تھی۔اور اس ہوٹل کے کھانے کا ذائقہ اسکے منہ پر
اس دن سے تھا۔

وہ تھوڑا سا شروع میں ہچکچائی بعد میں خود کھانے میں
مصروف ہو گئی جبکہ سامنے بیٹھا شخص خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔
ساحل شاہ کو تو یہ بھی اسکی قاتل ادا ہی لگی کہ وہ مقابل بیٹھے وجود کو
جھوٹے منہ شریک ہونے کی دعوت بھی نہیں دے رہی تھی۔۔

کھانے میں کیا پسند ہے تمہیں؟"اسے رغبت سے بریانی کھاتے"
دیکھ کر پوچھنے لگا۔

معاً اسکی آواز پر وہ ہوش میں آئی کہ وہ بھی بیٹھا ہوا ہے۔۔ شرم سے وہ جھینپ گئی فوراً سے ہاتھ کھینچ لیا۔۔

س سب لڑکیوں کو بریانی پسند ہوتی ہے اور مجھے بھی۔" وہ سر جھکا کر چور" نظریں بریانی کی آدھی پلیٹ پر ڈالتی ہوئی بولی۔۔
اسے لگا وہ کہے گا کہ مزید کھاؤ پر اسنے ایسا کوئی اسرار نہیں کیا جس پر وہ سرخ ہوتی ہاتھ نیپکن سے صاف کرنے لگی۔۔
اسنے طے کر لیا تھا کہ وہ کبھی اب آئندہ اسکے ساتھ کچھ کھائے گی نہیں۔ بندے میں کوئی مینرز ہی نہیں تھے۔ اسنے غصے سے ناخن نیپکن پر چبھوئے اور نیپکن ٹیبل پر رکھ دیا۔۔۔

پر وہ اسکا جھکاؤ اسپائسی تیکھی بریانی پر زیادہ دیکھتا جان بوجھ کر نظریں چرا رہا تھا کہ ایک تو وہ پہلے سے ہی کمزور تھی دوسرا زیادہ کھانے سے معدے کی تکلیف بھی اسے ہو سکتی تھی۔ اسلئے ہی اسکی رغبت میں خلل ڈالا تھا۔ اور اب اسکی چور نظریں بار بار بریانی پر دیکھ کر اسے احساس تھا کبھی بھی پھر سے شروع ہو جائے گی اسلئے وہ پلیٹ

اسکے سامنے سے ہٹا کر سلاد اور سوپ کا پیالہ سامنے کر دیا جن کو دیکھ کر وہ طوطے کی طرح نظریں پھیر گئی۔۔

اسکی سرخ رنگت ناگوار تاثرات بتا رہے تھے اسے ساحل شاہ سے یہ امید نہیں تھی۔۔
کہو!!" اسے کھانے سے ہاتھ کھینچتے دیکھ کر وہ بولا۔"
روحا نے بھی متوجہ ہوتے سب کچھ بھلا کر اسے دیکھا۔۔

جج جب آپ مام کو اپنے گھر سے لیکر گئے تھے تو کہاں رکھا تھا؟""
اسنے ہمت مجتمع کر کے پوچھا۔
ساحل نے اسے دیکھا جو کہ بار بار تیکھی بریانی کھا کر اب ناک صاف کر رہی تھی بلکہ منہ سے سوں سوں بھی کرتی جا رہی تھی۔۔
وہ اٹھا اور چیئر گھسیٹ کر اسکے پاس لے آیا اسکی چیئر کا رخ اپنی سمیت کرتے وہ اسکے سامنے مقابل بیٹھ گیا۔

اب پوچھو کیا پوچھنا ہے؟" نکاح والی رات کے بعد وہ آج پہلی دفع" اسے دیکھتا مسکرا دیا جبکہ روحا کی پلکیں جھک گئیں عارضوں پر۔۔

سوں سو کیوں کر رہی ہو؟" اسکے جواب نا دینے پر اسنے اسکی سرخ چھوٹی سی "
ناک سے پانی کو نکلتے دیکھ کر اپنے رومال کو جیب سے نکالتے ہوئے اس میں
جذب کر لیا اور اچھی طرح اسکی ناک کو صاف کیا کہ وہ
شرم سے کانپ گئی۔۔

تت تیکھی تھی۔۔" اسکی توجہ قربت پر وہ حیا سے کانپتے لہجے "
میں بولی۔
پر اگلے ہی ساحل شاہ نے اسکی بات کے ختم ہوتے اسکے بازو کو پکڑا
اور جھٹکے سے اپنی سمیٹ کھینچا کہ وہ " آہ " کرتی خوفزدہ دوسرے پل اسکے
حصار میں اسکے سینے پر تھی۔
یی سیہ!!" روحانے ہوائیاں اڑتے ہوئے چہرے کے ساتھ ہراساں "
سہم کر اسے ایک ہاتھ کے فاصلے پر دیکھا۔۔
اسکی وہی خوشبو جو کہ اسکی سانسوں میں تھی اسکی رگوں میں دوڑ رہی
تھی اسکی خون میں روانی پیدا کر رہی تھی اسے اچانک پھر سے اتنے
پاس دیکھ کر اسکا چہرہ سپید ہو گیا۔۔۔

پر اگلے پل اسے کوئی جواب دیئے بغیر اسکے سوں کی آواز کیلئے گول سکیڑے ہوئے پتلے سے نازک سرخ ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لے گیا۔۔
اسکے ہونٹوں تیکھا سا ذائقہ ساحل کو اپنے منہ بھی محسوس ہوا وہ اسکی پشت سہلاتا ہوا اسکے لبوں سے وہ تیکھا پن خود میں جذب کرنے لگا۔۔
جبکہ روحا اس اچانک افتاد پر سن اسکے حصار میں تھی۔۔ پر اسکے گرم نرم ہونٹوں کا لمس وہ ہوش و حواس میں آج پھر محسوس کرتی آنکھیں میچ کر اسکے کوٹ کے کالر کو مٹھیوں میں دبوچ گئی۔۔

سو جایا کرو بعد میں میں سونے نہیں دوں گا۔۔" اسکے ہونٹوں کو آزادی بخشتے ہوئے وہ ایک بار پھر ان بھیگی گلابی پتیوں کو چھو کر محبت سے بولا۔۔
روحا نے جلدی سے اپنا چہرہ اسکی گردن میں چھپایا اور چھپ کر اپنا سانس بحال کرنے لگی۔۔
اب کہو۔۔" وہ اسکی کانپتی تھرتھراتی ہوئی کمر کو سہلاتا ہوا اس سے بولا۔۔

روحا نے اپنا حلق تر کیا۔۔ جہاں کچھ دیر جو بریانی کا ذائقہ تھا اسے غائب اور وہاں اسکی سانسوں کی سگریٹ کی سمیل محسوس کرتے وہ دانت اسکے کالر پر گاڑ گئی۔

فائدہ کیا کھلانے کا جب ناٹھیک سے کھانے دیا ناہی دو منٹ کیلئے منہ کو تیکھا رہنے دیا۔۔۔
آپکے جس گھر میں مام کو لیکر گئے تھے کیا وہاں شادی کے بعد ہم" مام کے ساتھ رہ سکتے ہیں؟" وہ چبا چبا کر بولی۔۔

ساحل نے غور توجہ سے اسکی بات سنی۔۔
جہاں تک مجھے معلوم ہے تمہاری مام حجاب شاہ کا شوہر حیدر" شاہ موجود ہے بھلا ہم انہیں لیکر الگ کیوں جائیں؟" وہ نا سمجھی سے پوچھنے لگا۔
روحا نے سر اسکی گردن سے اٹھا کر انکے چہرے کو دیکھا۔۔
آپکو نہیں معلوم میں ماما کہتی ہوں اپنی ماں کو۔۔" وہ حیرت سے بولی۔۔" معلوم ہے۔۔" وہ زیر لب مسکراتا اسکے حجاب کے ہالے میں" چہرے کو دیکھتا ہوا لبوں کے کنارے صاف کرتا بولا۔۔۔

پھر یہ بھی جانتے ہوں گے میں مام آپکی مام کو کہتی ہوں۔۔"وہ منہ" بسور کر بولی اور اسکی ٹائی پر انگلی پھیرنے لگی۔۔

ہمم تم میری مام کو مام کہتی ہو؟ سن کر اچھا لگا مجھے۔"وہ متبسم ہو کر بولا۔۔" روحا کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔۔۔
تو کیا مام ہمارے ساتھ رہ سکتی ہیں؟"اسنے خوش ہوتے پوچھا۔" ساحل نے اسکے دمکتے ہوئے گال پر انگلی پھیری۔۔"ہمم!"وہ سر اثبات میں ہلا گیا۔۔۔
سچی؟؟؟ہم تینوں ساتھ رہیں گے پھر؟؟"وہ خوشی سے چیخ پڑی۔۔" آفکورس میری روح!تم میں ڈیڈ مام سمن ہم پانچ ہی ساتھ رہیں" گے۔۔"وہ محبت پاش لہجے میں گویا ہوا خوشی جوش سے سنتی روحا نے ٹھٹھک کر انہیں دیکھا۔۔

ڈیڈ سمن بیچ میں کہاں سے آ گئے؟"اسنے حیرت سے پوچھا۔" صرف آپ میں مام مہکار شاہ ہم تینوں اپنے گھر میں رہیں گے" شاہو۔۔"وہ اسکی آنکھوں میں بغیر دیکھے اسکی ہلکی بڑھی ہوئی شیو پر انگلیاں پھیری دھک دھک دل سے مسکرا بتانے لگی۔۔

اوہ!!"وہ اپنی بیوی کی اس مام کو تو بھول ہی گیا تھا۔۔"
اور اب روحا کی فرمائش سن کر سر پر سوچ ہلا دیا۔۔

رہیں گے نا ہم ساتھ شاہو؟؟؟"روحا اسے مسلسل خاموش دیکھ کر"
سہمی آنکھوں سے اسکی نظروں میں دیکھتی نرمی سے پوچھنے لگی۔۔
وہ کتنی ہمت سے محض اپنی بات منوانے کیلئے پسینا پسینا ہوئے اسکے اتنی
قریب اسکی گود میں بیٹھی تھی اسکی فرمائش پر۔۔
وہ بھی صرف اپنی بات منوانے کیلئے پر اب اسکی بات جب کھل کر
سامنے آئی تھی ساحل شاہ کی طرف سے کوئی جواب نا پا کر وہ
گھبرا گئی۔۔

ضرور رہیں گے ساتھ۔۔۔"وہ اسکے گال پر اپنے لب رکھتا بوسہ دیکر بولا۔۔۔"
سچ؟؟؟؟"وہ خوشی سے چیخ اٹھی۔۔"
مچ!!!ظاہر ہے شادی کے بعد بیوی اپنے شوہر کے ساتھ رہتی ہے تو تم بھی"
اپنے شاہو کے پاس ہی رہو گی۔۔۔

رہی بات مہکار شاہ کی تو جن سے تمہیں چھننا ہے انہیں کو لا کر اپنی ذاتی زندگی میں نہیں داخل کر سکتا۔۔۔

میں نے مہکار شاہ یعنی میری ماں کو موقعہ دیا تھا پر انہوں نے بیٹے کو نہیں بیٹی کو چنا تو اب بیٹی کی ماں بن کر رہے بیٹے کی نہیں۔۔رہی بات تمہاری فرمائش کی تو اسکے بجائے دل مانگ لو پر یہ بات کان کھول کر سن لو روحا ساحل شاہ مجھے اپنی مام سے الگ کرنے کی کوشش مت کرنا۔۔ایک بہو نہیں وہ اپنی بیٹی سمجھ کر تمہیں اپنے گھر لا رہی ہے۔۔۔

انہیں بیٹی جتنی محبت مان دینا اور آئندہ خبردار یہ جملہ بھی میرے سامنے زبان پر لائی میں تمہیں تکلیف تو نہیں دے سکتا پر اس مطالبے پر لے جا کر ایسی جگہ بٹھاؤں گا جہاں دانا پانی نصیب نہیں ہو گا۔۔" وہ اسکی دونوں پھیلی آنکھیں چوم پر بات کا اختتام کرتا اسے گنگ ساکت دیکھ کر اکسے نقاب کی پنز لگاتے ہوئے اسے سیدھا کھڑا کیا اور خود جیب سے پیسے نکال کر ٹیبل پر رکھتا روحا کا ہاتھ تھام کر اسکے مردہ وجود کو گھسیٹ لے گیا۔۔

ٹھیک کہتی تھی باذل کہ وہ اس سے کوئی محبت نہیں کرتا بلکہ ایک مہرہ" بنا رہا تھا۔۔"وہ اسکے پیچھے گھسیٹتی ہوئی بے جان ہو کر جا رہی تھی اور سیدھا گاڑی میں جا کر بیٹھی پر باذل کی باتیں چیخ چیخ کر اسکے کانوں میں گونجتی ہتھوڑے کی مانند اسکے دماغ پر برس رہی تھی۔۔

اب سب کلیئر تھا وہ محض اسے مہرہ بنانے اسکی مام سے دور کرنے کیلئے اس سے جھوٹی فریبی چال باز محبت کے دم بھر رہا تھا۔۔

ٹھیک ہی تو کہتی تھیں سب اس میں ایسا تھا کیا جس پر وہ پاگل ہوتا یا دیوانہ ہو کر اپنا جنون وارتا۔۔

حقیقت تھی وہ اپنی ماں سے بدلہ لینے کیلئے اسے نشانہ بنا کر بیٹھا تھا۔۔اور وہ بیوقوف بار بار اسکے لمس پر خود کو مغرور سمجھنے کی خوش فہمی میں مبتلا ہو جاتی۔۔۔

حقیقت تو کچھ یوں تھی۔ کہ اسکے سامنے روحا شاہ روحا حیدر نہیں روحا مہکار تھی جس کی پہلے مارنے کیلئے سانسیں روکیں گلا دبایا تھا اور اب اسے مارنے کیلئے اسکے معصوم جذبات سے کھیلنے آیا تھا۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

ڈاکٹر صارم آپکی کیبن میں آپکا موبائل مسلسل بج رہا ہے۔۔"وہ جیسے ہی" آپریشن وارڈ سے نکلا سسٹر نے اس سے کہا۔۔

جزاک اللہ آپ یہ دوائی کا نسخہ وارڈ بوائے کو دیں ہاسپٹل" میں اس وقت موجود نہیں اور ہاں یاد سے لسٹ میں لکھوا دیں انہیں تاکہ کل ہاسپٹل میں موجود ہوں۔۔"وہ ایک دواؤں کا نسخہ سسٹر کے حوالے کرتا منہ سے ماسک اتار کر پیشنٹ کے باہر کھڑے اپنوں کو حوصلے اور دعا کی ہدایت کرتا اپنے کیبن کی طرف چلا گیا۔۔
یہ بتانا نہیں بھولا تھا کہ پیشنٹ اللہ کی نعمت سے خطرے سے باہر ہے۔۔جسے سن کر سب رب کے شکرانے ادا کرنے لگے تھے جوان بیٹا قبر میں جاتے جاتے لوٹ آیا تھا۔۔

ڈاکٹر صارم وارڈ نو میں ڈاکٹر تقویٰ نے آپکو جانے کا کہا تھا انکا" پیشنٹ وہاں ہے۔"راہ داری سے گزرتی ہوئی ڈاکٹر انوشہ نے وہاں سے گزرتے صارم زیدی کو یاد دلایا۔۔

انکی ماں شادی کی تیاریوں کی وجہ سے آنہیں پارہی تھیں مصروفیت کی وجہ سے اسلئے صارم کو کہا تھا اپنے پیشنٹ کے چیک اپ کیلئے۔۔

جی مجھے یاد ہے ڈاکٹر انوشے۔۔"وہ مسکراتا ہوا بولتا اپنی کیبن میں" داخل ہو گیا۔۔اور مسلسل بجتے ہوئے موبائل کو آگے بڑھتے ہوئے تھاما۔۔ کسی ان ناؤن نمبر کو دیکھتے اسنے الجھتے کال او کے کرتے کان سے لگائی اور ہاتھوں پر گلووز دوسرے پہنتے ماسک لگا کر وہ اپنی ماں کے پیشنٹ کیلئے کیبن سے نکل گیا۔۔

ڈاکٹر صارم زیدی اسپیکنگ!"اسکی بھاری گھمبیر آواز دوسری" طرف فرد کے کانوں میں گونجی۔۔

کاش جنتی آواز خوبصورت ہے اتنا چہرہ خوبصورت ہوتا خیر کیا" حال ہے بلیک جانو؟"دوسرے پل موبائل کو چیرتی ہوئی آواز تمسخرے بھری صارم زیدی کے کانوں سے ٹکرائی۔۔
وہ ٹھٹھک کر ایک پل کیلئے جہاں کا تھا وہی تھم گیا۔۔۔

اور یقین کرنا چاہا کہ یہ آواز اسی کی تھی۔۔۔

ہاہاہا کیا ہوا شاکڈ لگا میرے بلیک جانو کو؟" وہ اسکا شاک "
سمجھتی قہقہہ لگا اٹھی۔۔
شٹ اپ !! مجھے حیرت ہے ایک لڑکی ہو کر اپنے مطلب کیلئے تم "
اتنا گر جاؤ گی باذل شاہ۔۔۔" صارم غصہ ضبط کرتے شرم دلاتے ہوئے
بولا۔۔
شٹ اپ یو مولوی! میرے دماغ میں گھسنے کی کوشش مت کرو"
میں پہلے سے ہی دماغ سے کھسکی ہوئی بندی ہوں۔
ڈاکٹر نے مجھ میں جانو کی کمی بتائی ہے اسلئے مجبوراً تم جیسے بلیک
مین کو جانو بنایا ہوا ہے اب شرافت سے رشتہ بھیج رہے ہو یا
میں ہمارے سین کے پوسٹرڈ تمہاری ہاسپٹل کی دیواروں پر چپکا دوں؟
میں ابھی تمہاری ہاسپٹل کے سامنے ہی بیٹھی ہوں دو منٹ میں تم
باہر نہیں نکلے میں یہاں سب میں یہ کس والے پوسٹرڈ بانٹ
دوں گی۔۔" وہ روعب سے الٹا اس پر چڑھ دوڑی اور غصے سے دھمکی دیتی
دوسرے پل کال ڈسکنیکٹ کر کے گاڑی کے آگے چڑھ کر بیٹھ گئی۔۔

صارم تو حیرت سے سن ششدر رہ گیا۔۔
ساکت کھڑا موبائل اسکرین کو دیکھنے لگا تبھی اسکرین پر اسکا میسج روشن ہوا جس میں 1 لکھا ہوا تھا اور دوسرے سیکنڈ میں 2۔۔۔

ڈاکٹر عطا کیا آپ وارڈ نو میں چھوٹے لڑکے ذلفی کا چیک اپ" کرلیں گے؟ مجھے ایک ایمرجنسی کیس کیلئے جانا ہے فوراً۔۔" وہ وہاں سے گرزتے ہوئے ڈاکٹر عطا رحمن سے بولا

جی جی کیوں آپ بے فکر جائیں میں ویسے بھی وارڈ نو میں ہی جا رہا" تھا۔۔" وہ صارم کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر حوصلہ دیتا ہوا بولا۔۔

بہت بہت شکریہ!" وہ مشکور ہوا تھا اسکا۔۔۔"
آل دی بیسٹ!" ڈاکٹر عطا نے اسے انگوٹھا دکھایا صارم دیکھتا رہ" گیا اب انہیں کیا بتائے اسکے پیچھے ایک پاگل عورت اپنے مفاد کے چکر میں لگ چکی تھی۔۔
فی الحال تو وہی اسکے لئے ایمرجنسی کیس تھی۔۔

وہ مسکراتا تھینکس کہتا الٹے قدموں سے باہر کی طرف بھاگا۔۔تب تک جانے وہ کتنے گن چکی تھی آخری میسج سینڈ کرتے ہی وہ گہرا سانس بھر کر گاڑی سے اتری اور سامنے کھڑے پہلے وارڈ بوائے کو دیکھتے سو پوسٹرڈ میں سے ایک پوسٹرڈ اسکے حوالے کرنے کیلئے آگے بڑھی۔۔۔

ایکسکیوزمی!" اسنے گلا کھنکارتے ہوئے میڈیکل سٹور کے سامنے کھڑے" وارڈ بوائے کو مخاطب کیا۔
وہ نسوانی خوبصورت آواز پر چونک کر متوجہ اور سامنے گرے بوب کٹ بالوں والی پینٹ شرٹ کے اوپر جیکٹ پہنے کھڑی انگریزن کو دیکھتے پورا اسکی طرف متوجہ ہو گیا۔۔

صرف وہ ہی نہیں آس پاس کے کتنے لوگ اسکی طرف متوجہ ہو گئے تھے عورتیں منہ پر دوپٹہ رکھ کر اسے لانگ بوٹ جیکٹ میں لڑکی کو حیرت سے دیکھ رہی تھیں۔۔

ہے آر یو انٹرسٹ ان مائی سین ؟" اسے معلوم نہیں تھا پاکستانیوں کو"
کیسے پوسٹرڈ دیتے ہیں وہ ایک ہاتھ میں دوسرے بھاری پوسٹرڈ
تھام کر دوسرے میں ایک پکڑے لڑکے سے پوچھنے لگی۔۔

اور اس لڑکے کو اسکے انگریزی لہجے کو سنتے پورا یقین ہو گیا کہ وہ پکا انگریزن
ہے۔۔۔
کیا سین ؟" وہ لڑکا سر کھجاتے ہوئے اس سے پوچھنے لگا۔۔"
باذل اچانک اس لڑکے کے پیلے دانت اور سر کھانے والی
حرکت کو دیکھتی بدک کر پیچھے ہوئی۔۔
کھیسی صبح تم برش نہیں کرتے ؟" وہ ابکائی دیتی پوچھنے لگی اس سے۔۔"
لڑکے کا چہرہ اسکی بات پر سرخ پڑ گیا۔۔
ان دانتوں سے کھانا کیسے کھاتے ہو سٹوپڈ ؟؟" باذل کا جی متلانے لگا۔۔۔"
میڈیکل سٹور والے نے ہڑبڑا کر مسکراتے ہوئے اپنے دانت ایکدم چھپا
دیئے مبادا اسکے بعد اسکی باری نا ہو۔۔
اے یار دوائی دے لگتا ہے کسی پیسٹ کے مشہوری کروانے والی انگریزن ہے"
انکے ملک میں گورں کے منہ کے ساتھ دانت بھی سفید ہوتے ہیں
کوئی لیتا نہیں تو یہاں آجاتی ہیں ہونہہ !!" وہ لڑکا جلا بھنا پیچ و تاب

کھاتا دوائی جھپٹ کر لیتا ایک خونخوار نظر باذل شاہ پر ڈالتے ہوئے وہاں سے نکلا۔۔

وہ اسکی غصے بھری آنکھیں یاد کرتی لعنت بھیج کر سٹور والے کی طرف متوجہ ہوئی۔۔

ہے سر آر یو انٹرسٹڈ ان۔۔۔۔"

"نہیں باجی میں انٹرسٹڈ نہیں ہوں میں اپنا کولگیٹ استعمال کرتا ہوں آپ وہاں اندر ہاسپٹل میں جائیں شکریہ۔۔" وہ لڑکا جلدی سے ہڑبڑا کر اپنی بے عزتی ہونے سے پہلے بیچ میں بات کاٹ کر بولتا باذل کو اندر کی سمیت اشارہ دیتے دوسرے کسٹمرز کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔

"واٹ!!! کون باجی؟؟؟" باذل شاہ کے سر پر جیسے دھماکہ ہوا خود پر باجی سن کر۔۔

"کیا وہ اسے ملازمہ دکھتی تھی جو اسے باجی کہہ رہا تھا۔۔"

اوہیلو موالی باجی کس کو بلا؟؟ میں تیرے کو باجی دکھتی ہوں سالے؟؟؟ تو" کیا ہے میرے گھر کے ملازم کی حیثیت کے نہیں مجھے باجی کہہ رہے ہو باس۔۔۔۔

باذل!!!" اسکا باقی کا جملہ صارم نے بوکھلا کر بیچ میں کاٹتے ہوئے اسکا بازو" پکڑا اور اسے گھسیٹتے ہوئے جلدی سے وہاں سے لے گیا۔۔

چھوڑو بلیک میں مجھے اسنے باجی کا میں اسکا منہ توڑ دوں گی اسکی" اوقات دیکھو۔۔ میری جوتی اٹھانے کی۔۔

شٹ اپ!! کیا بکواس کر رہی ہو باجی کہہ کر کیا برا کیا باجی تو" احترام سے بہن کو کہتے ہیں۔۔" وہ اسے گاڑی کے پاس لا کر اس سے جھپٹ کر پوسٹر ڈلیکر گاڑی میں پھینکتا غصے بھری آواز میں جھڑک کر بولا۔۔

شٹ اب یو مجھے بیوقوف مت سمجھو تم لوگ باجی کام والی کو کہتے ہو"" وہ مٹھیا بھینچ کر تیز لہجے میں بولی صارم کا دل کیا اسکے بال نوچ لے۔۔

یہ کیا گھٹیا حرکت تھی پوسٹر ڈ کہاں سے بنائے تمنے؟؟"معاً"
اسکی بات نظر انداز کرتا وہ سرد آواز میں بولا۔۔

کیوں بتاؤں پہلے رشتہ بھیجو پھر جیسا کہو گے ویسا کروں گی۔۔۔ میں"
چاہتی ہوں ہماری شادی بھی ان سب کے ساتھ ہو جائے۔۔ اسلئے
تمہارے پاس کل کا وقت ہے اپنے فادر مدر کو بھیجنا ورنہ میں
یہ پوسٹر ڈ اب تمہارے گھر کی دیواروں پر لگا دوں گی۔۔۔
اور ساتھ وہ کروں گی جس کا تم تصور نہیں کر سکتے۔۔"وہ اسکے گلے میں
پہنا سٹیتھو سکوپ نکال کر اپنے کانوں میں لگاتی ہوئی اسکے دل کا چیک
اپ کرنے لگی۔۔

چہ چہ بیمار لگ رہا ہے میرے لئے تڑپ رہا ہے دوا کرواؤ اسکی"
ورنہ مر نا جائے بیچارا۔۔"وہ شرارت سے افسوس کرتی ہوئی
بولی۔۔
صارم نے اسکی حرکت پر آس پاس کو دیکھا پر یہ دیکھ کر
سکون ہوا کے وہ گاڑیوں کے بیچ پارکنگ ایریا میں ہیں۔۔

میں تمہاری ان حرکات سے تمہاری ڈیڈ کو بتا دوں گا باذل شاہ!!""
وہ وارن کرنے لگا۔۔
ہاں تو بتا دو نا روکا کس نے ہے تمہیں؟ میں تو پہلے ہی چاہتی ہوں تم"
کسی کو تو بتاؤ" اچانک اسکے گلے میں سٹیتھو اسکوپ ڈالکر اسکی
گردن جھٹکے سے قریب کھینچتی ہوئی وہ اسکی بھوری آنکھوں میں اپنی گرے
آنکھیں گاڑ کر بولی۔۔

صارم نے ان آنکھوں میں دیکھتے سرد سانس خارج کی جسکی جھلساتی
ہوئی گرمائش باذل کو اپنے چہرے پر محسوس ہونے لگی۔۔
ویسے رات میں کیا سوچ رہی تھی بتاؤں؟؟" وہ آنکھوں میں"
شرارت لیکر بولی۔ صارم نے جھٹکے سے اس سے سٹیتھو سکوپ
لیکر آنکھیں گھمائیں۔۔

میں سوچ رہی اب تک تو تمہیں تھرڈ کلاس ہیرو کی طرح مجھ"
سے ریوینج لینے کیلئے ہاتھ منہ دھو کر پیچھے پڑ جانا چاہیے پر تم تو کوئی سست
قسم سے مرد ہو۔۔ تمہارا دل نہیں کرتا بلیک مین کہ تمہارے پاس

خوبصورت بیوی ہو؟لوگ تمہارے نصیب پر رشک کریں؟"وہ بال جھٹکتی ہوئی ایک ادا سے پوچھنے لگی۔۔

نا میں تھرڈ کلاس مووی کا ہیروہوں جسے تم دیکھتی ہو ناہی میں" تمہاری عزیزوں کی لسٹ میں ہوں جذبات میں اپنی زندگی خراب کردوں۔۔

ایک بات یادرکھو باذل شاہ، پتھر توراستے میں بہت آتے ہیں پر یہ بھی یادرکھنا چاہیے کہ انہی پتھروں سے راستہ بنتا ہے۔اور ہو سکتا ہے آج تم میرا ضبط آزمارہی ہو یہ میری کردار کی پختگی کی کل گواہ بنے۔۔

بہکانے والے ہزار سنوارنے والا ایک ہوتا ہے۔اور مجھے اس ایک کا انتظار ہے نا کہ تم جیسی ہزاروں کا۔۔رہی بات ان پوسٹرڈ کی تو یہ بھی خواہش کرلو انہیں پورے گھر میں لگادو پر فی الحال ایک بیڈ اپنے ڈیڈ کیلئے بک کرواتی جاؤ کیونکہ تم جیسی اولاد کا مکروہ چہرہ دیکھ کر انہیں "یہیں آنا پڑے گا۔۔

شٹ اپ یو باسٹرڈ۔۔۔۔

چلاؤ مت باذل شاہ مجھے اس سے بڑھ بولنا آتا ہے پر تمہاری"
نسوانیت کی عزت کرتا ہوں!! پر ٹھیک کہتے ہیں مجھے بیوقوف ہوں
میں جانتا ہوں عزت سب کو راس نہیں آتی پھر بھی اس
جملے کو سمجھ نہیں پاتا۔" وہ غصے سے گاڑی کا ڈور کھول کر اسے فرنٹ سیٹ
پر دھکیلتا ڈور بند کر کے خود ڈرائیونگ سیٹ پر آ گیا۔۔
بہت شوق ہے نا پوسٹر ڈلگانے کا؟ اب چل کر اپنے باپ کی آفس"
میں لگانا وہاں ورکر بھی زیادہ ہیں اور جان پہنچان والے بھی تمہارے ڈیڈ کے۔
"وہ خونخوار تیروں سے کہتا گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا۔۔
باذل کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔۔۔
وووائٹ ربش!!!!" وہ چیخ اٹھی پر وہ اسکی طرح دھیان دیئے بغیر"
گاڑی ریورس بیک کرتا ہوا پارکنگ ایریا سے نکلتا ہوا چلا گیا۔۔

گاڑی ہاسپٹل کی حدود سے نکلتی روٹ پر جہاز کی سپیڈ سے اڑتی ہوئی دیکھ کر
باذل شاہ کی آنکھیں پھیل گئیں۔۔ وہ ششدر اسکا چہرہ دیکھ رہی
تھی۔۔

چلو!!"گاڑی حیدر شاہ کی آفس کے سامنے پارکنگ میں روکتے"
ہوئے وہ سارے پوسٹرڈ جمع کر کے اٹھاتا ہوا اسے اشارہ دینے لگا۔اسکے گلے
میں موجود سٹیتھوسکوپ، کپڑوں پر پہنا اوور آل، ہاتھوں پر گلوز گلے
میں ماسک اس بات کی گواہی تھا کہ وہ ڈیوٹی دوران آیا ہے۔
آئی وارن یو ڈاکٹر بہت غلط کر رہے ہو سوچ لو پہلے۔۔"باذل اسکی پہنچ سے"
دور ہوتی خونخوار لہجے میں بولی۔۔

تمہاری گھٹیا حرکات کے حد کراس کرنے بعد بی بی سوچنا چھوڑ"
چکا ہوں اب شرافت سے باہر نکل کر ساتھ چلو گی یا میں اٹھا کر لے
جاؤں؟"وہ دبے بھینچے ہوئے لہجے میں بولا۔لہجہ پھٹ رہا تھا غصے سے۔۔

جاؤ اٹھا کر لے جاؤ ایسے میں بھی نہیں چلنے والی۔۔"باذل نے ناک"
"Birds of prey" سے مکھی اڑاتے ہوئے میوزک سسٹم آن کیا اور
سونگ لگا کر سیٹ کو ذرا سا کھول کر نیم دراز ہوتی اسکے اوور آل کی جیب سے
اچک کر پین نکالتی لبوں میں دبا کر، ڈیش بورڈ پر پاؤں رکھتی نیم دراز ہو گئی۔۔

صارم کے دیکھنے پر اسنے آنکھ دبائی اور سونگ گنگناتی ہوئی گاڑی کے شیشے بلیک کر دیئے۔۔

آخر تم چاہتی کیا ہو؟؟؟" وہ زچ ہو کر تنک کر بولا۔۔"

شادی۔۔" وہ پر سکون لہجے میں بولی۔۔"

اسکے بعد بھی جب مجھے نا تم میں انٹرسٹ ہے نا ہی تمہاری ڈیل" میں، میں کرنا ہی نہیں چاہتا تم سے کوئی شادی۔۔ کیا تمہاری کوئی انا حیا بھی ہے؟ لڑکیوں تو ایک دفعہ دھتکارنے والے کو مرنے تک نہیں دیکھتی تم کیسی بے شرم لڑکی ہو۔۔" وہ آج خود پر ضبط ہٹا گیا۔۔ غصے سے گرجتے ہوئے بولا۔۔

ہاہاہا مجھے کون سا تم میں انٹرسٹ ہے بلیک میں؟ ہمنے شادی" کرکے کون سے چوزے پیدا کرنے ہیں۔۔ ہم لڑکیوں کی نسل میں پرومکس ہوں۔۔ اور رہی بات حیا حورین کی تو تیرے معاملے ہمنے شرما حیا انا شنا فلاں ڈمکا سب کچھ سائیڈ پہ رکھ دیا ہے۔۔

بس تو چاہیے۔۔ اور تجھ سے شادی کرنی ہی ہے یہ ہمارا یعنی باذل شاہ کا جنون ہے۔۔ چاہے اب شادی کرو یا بڈھے ہو کر کرو پر تم سے شادی کر کے

ہی رہوں گی۔ پھر چاہے گلا کاٹ دیں سب یا مار دیں پر جب تک زندگی رہے گی تجھ سے شادی کر کے تیرے ساتھ ہی امریکہ جاؤں گی تمہاری اس نام نہاد پارسائی کو بھی دیکھ لوں گی۔۔" اسنے ایکدم اٹھ کر اسکے گلے میں پڑے سٹیتھو سکوپ کو کھینچ کر اسکا چہرہ اپنے چہرے کو قریب کرتے ہوئے کہا۔۔ اور ساتھ کی اپنے لمبے ناخون والی انگلیاں اسکے بالوں میں ڈال کر اسکے عنابی ہونٹوں کو دیکھا۔۔

اور پھر مسکراتی نظروں سے صارم زیدی کی بھوری آنکھوں میں۔۔

چھپا لو پر تمہاری یہ دہکتی ہوئی سانسیں یہ خشک ہونٹ بہت" کچھ کہتے ہیں مجھ سے ہاہاہا۔۔" وہ ہونٹوں پر جھکنے کے انداز میں جھکتی اسکے ناک سے ناک ملا کر دور ہوتی قہقہہ لگا اٹھی۔۔۔

صارم نے بالوں میں انگلیاں پھنسا کر ونڈو اوپن کی اور اس سے نظریں ہٹا کر باہر دیکھنے لگا۔۔

یہ سب کر کے تمہیں پتا ہے تم میری نظروں میں گرتی" جا رہی ہو۔" معاً کچھ توقف کے بعد اسنے کہا۔ اسے دیکھنے سے اجتناب برتا

آئی ڈونٹ کیئر!" وہ واپس سیٹ سے پشت ٹکا کر بولی۔"

تم ایسا کیوں نہیں کرتی کسی اچھے لڑکے کو دیکھ کر اپنے ڈیڈ سے ملا کر شادی"
کر لو۔۔ تمہارے خاندان میں تو بہت سے لڑکے ہوں گے جنہیں تم
امریکہ چلنے کی آفر کرو وہ راضی ہو جائیں گے۔۔۔
آجکل تو ہر کوئی اپنا مستقبل سنوارنا چاہتا ہے۔۔ تمہاری اس آفر
سے تو بہت آئی ایم شیور راضی ہو جائیں گے۔۔"صارم اسکی نادانی دیکھتا
ہوا نرمی سے اسے مخلص مشورہ دینے لگا۔
مجھے پسند نہیں آیا تمہارا بونگا مشورہ۔۔"وہ ناک سکیڑ کر بولی"
کیوں؟؟ کیوں پسند نہیں آیا وجہ بتاؤ مجھے۔"وہ ایکدم غصے سے بولا۔۔ باذل"
نے اسکے چہرے کو دیکھا۔۔

ابھی میں تمہارے اتنے پاس آئی تمنے مجھے کس کیوں نہیں کیا؟؟؟"وہ"
الٹا بے باک سوال کرنے لگی جس سے صارم زیدی کی رنگت سرخ
ہو گئی
جواب دو امپورٹنٹ ہے۔۔"وہ سیدھی ہو کر بیٹھتی سنجیدہ ہو گئی۔۔"
تمہیں احساس ہے تمہارے ریت کے ذرے ذرے جتنے عمل کا"
بھی حساب ہو گا کیوں ایسے الفاظ بول کر اپنے لئے مشکل بنا رہی ہو
آخرت۔۔"وہ ضبط سے بولا۔۔

باذل کے لبوں پر کچھ دیر کیلئے قفل پڑ گئے۔

تو پھر شادی کر لو نا مجھ سے اس سے تو گناہ نہیں ملے گا۔۔"وہ غصے سے "
بولی
تاکہ تم مجھے مجبور کر کے واپس اسی دلدل میں لے جاؤ جہاں سے "
تمہارے ڈیڈ تمہیں بچا کر لائیں ہیں۔۔
دیکھو جس روشنیوں کے پیچھے بھاگ رہی ہو وہ گمراہی ہے باذل شاہ۔۔
روشنی اتنی اچھی لگتی ہے جس میں راستے واضح دکھائی دے۔۔
اتنی نہیں کہ آنکھیں چندھیاں جائیں اور راستہ دکھائی نا دے
روشنی کی چبھن سے۔۔جو روشنی آنکھوں میں چبھ کر نور کم کر دے وہ ہمارے
لیے۔۔۔۔

مجھے کچھ نہیں سننا مولوی بس تم مجھ سے شادی کر رہے ہو اور ہو۔۔۔اب "
تم میرے لئے رشتہ بھیجو۔۔"وہ اسکی بات کاٹ کر بیچ میں ہی چیخ
اٹھی اور ساتھ ہی زور سے ہاتھ مار کر سونگ آف کر دیا۔۔

تم اس خوش فہمی میں کیوں ہو اگر میرے ساتھ تمہاری شادی"
ہوئی تو میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔۔" وہ ابرو اچکا کر تمسخرے سے بولا۔۔
ہاہاہا تمہیں ہینڈل کرنے کیلئے مولوی میں کافی ہوں۔۔ اور ہاں کیا کہہ"
رہے تھے کہ تم کہ میری جیسی لڑکی۔۔۔ وہ تمہارے معیار کی نہیں۔۔
پھر اس وقت معیار چہ چہ کیا میں سمجھ لوں کہ تم بھی
میرے حسن کے آگے خود کو کمزور پانے لگے ہو۔۔؟" دفعتاً اسکی بات
پر قہقہہ لگا کر مذاق اڑاتی ہوئی بولی۔۔

صارم کا چہرہ ضبط سے سرخ ہو گیا۔۔۔
وہ مٹھیاں بھینچتا ہوا اسے دیکھنے لگا۔۔ "تم سیدھی ہونے والی پسلی ہی نہیں۔"
وہ کہتا ہوا پوسٹر ڈاٹھا کر باہر نکلا اسکے تلقین کرتی ہوئی باذل بھی گاڑی سے نکل
آئی۔۔

معاً حیدر شاہ کی عزت کا خیال کرتا وہ اوور آل اور سٹیتھو سکوپ
پوسٹر ڈ واپس گاڑی میں پھینک کر گلوز ماسک اتار کر اسکے پیچھے ہی
جانے لگا۔

لفٹ میں داخل ہوتے باذل نے لفٹ بند کرنی چاہی تبھی وہ ماتھے پر بل سجائے اندر داخل ہوا۔۔اور اسکے آگے کھڑا ہو گیا۔۔

پیچھے کھڑی باذل کو شرارت سوجھی اسنے اسکی چوڑی پشت کو دیکھتے ہوئے آہستہ سے اپنے لمبے ناخون والے ہاتھ اسکی کمر میں حائل کرتے آگے کس کر باندھ دیے اور چہرہ پشت پر ٹکا دیا۔۔

اسکے اچانک لمس پر صارم کے وجود کو چار سو وولٹ کو جھٹکا لگا۔۔۔
واٹ از ڈس!!!!" وہ گرجتے اسے مسلسل حد پار کرتے دیکھ کر جھٹکے سے "
آگے بندھے ہاتھ کھول کر دیوار کی طرف دھکیلتا ہوا بولا۔۔

ڈس از اور بلیک سٹوری!" وہ اسکی سمیت بڑھی ہی تھی کہ ایکدم صارم "
نے اسکی پتلی گردن کو ہاتھ میں دبوچہ۔۔
وہ تڑپ کر اچھلی پر اسکی سرخ بھوری آنکھوں میں غیظ و غضب دیکھ کر
معاً مسکرا دی۔۔

مار دو!!" اسنے ایک ادا سے اسے اجازت دیتے اسکا دوسرا ہاتھ بھی" اٹھا کر اپنی گردن میں رکھ دیا اور اپنی کرسٹل جیسی مدہوش کرتی آنکھوں سے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔

صارم کا دل کیا ایک جھٹکے سے اسکی گردن توڑ دیے۔۔۔ اسنے جانے کس رو میں بہک کر اسکی گردن پر زور دیا کہ باذل شاہ کا چہرہ سرخ انگارہ ہو گیا۔۔

جسے دیکھتے ہی صارم نے تڑپ کر اسے پیچھے دھکیلا۔۔

جہاں وہ اسے دیکھتی کھانسے لگی تھی وہی وہ گھبرایا کھڑا خود پر تف دے رہا تھا کہ وہ بھی کس سے ملکر ایسی گھٹیا حرکت انجام دے رہا ہے۔۔

کیا کبیرہ گناہ کرتے کرتے بچا تھا وہ۔۔۔ اسکا جنون اسے بھی گنہگار بنا دیتا۔۔۔ وہ اسے سانسیں بھرتے آنکھوں میں آنسوں دیکھ کر روح تک نادم ہوتا اسکی طرف بڑھا کہ اچانک اسنے سینے پر ہاتھ مارتے اسے پیچھے دھکیلا۔۔

مجھ سے ہمدردی مت جتانا ورنہ جان لے لوں گی۔۔" وہ سرخ آنکھوں" سے اس پر غرائی۔۔

اگر آئندہ سامنے آئی تو ایسے ہی جان نکال دوں گا سمجھی۔۔"صارم نے"
موقعہ دیکھ کر سرخ آنکھوں سے وارن کیا۔۔
جسے کچھ چونک باذل نے سنا۔۔اور کچھ سوچا۔۔

ایسی بات ہے تو لو اور جان نکال دو پر میں تم سے کہہ چکی ہوں میں"
شادی کروں گی تم سے تم سے اور صرف اور صرف تم سے۔۔"وہ اسکے ہاتھ
پکڑ کر اپنی گردن پر رکھتی غرائی۔۔

میں جان نکال دوں گا تمہاری کیوں میرا ضبط آزما رہی ہو جب مجھے تم"
سے شادی نہیں کرنی۔۔۔۔
اسکی بات ابھی بیچ میں ہی رہ گئی جب وہ اسکی گردن میں بازو ڈال کر
چہرہ چھپاتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔

مار دو نا پھر۔۔۔مار دو پر شادی کروں گی کروں گی۔۔۔"وہ روتی ہچکیاں"
بھرتی بولی۔۔

جانتی تھی آنسوں عورت کے سب سے بڑے ہتھیار ہیں۔۔اور صارم زیدی کو ساکت بے حس و حرکت دیکھ کر زبان دانتوں میں دبائے اپنی ناک اسکے شانے پر مسلتی ہوئی روتی مسکرائی۔۔۔

"کانٹریکٹ میرج؟؟؟"اسے مسلسل روتے دیکھ کر وہ کچھ سوچتا ہوا پوچھنے لگا اور آہستہ سے اسکے کندھوں کو تھام کر اسے خود سے دور کیا۔۔۔

"یس!!!"وہ سر اثبات میں ہلاتی ہوئی آستینوں سے اپنی آنکھیں پونچھنے لگی۔۔لفٹ کو رکتے دیکھتے دیکھ کر صارم نے پھر سے نیچے واپس چلنے کا بٹن پریس کر دیا۔۔۔

باذل اسکے نارمل رویے پر کچھ ٹھٹھکی اور اسکے تاثرات زیرک نگاہوں سے دیکھنے چاہے پر وہ سپاٹ چہرے کے اسکے سامنے کھڑا تھا۔۔ جیب میں ہاتھ ڈال کر اسکے سامنے اپنا رومال کر دیا۔جسے ناچاہتے ہوئے بھی اسنے اٹھا کر اپنا چہرہ صاف کر لیا۔۔۔

ہمم!اگر کانٹریکٹ میرج ہے تو ظاہر ہے تمہیں شادی کے بعد" امریکہ لیکر جانا ہوگا رائیٹ؟؟"پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ پھنسا کر وہ اس سے پوچھنے لگا۔۔

اپنے مطالبے کو اسکے منہ سے سنتے ہوئے باذل شاہ کا دل بے ساختہ اسکے انداز پر دھڑکا۔۔

آفکورس اور طلاق بھی دینی ہوگی۔۔"اسنے ڈبڈباتی آنکھوں سے اسے دیکھتے" کہا۔صارم نے کچھ سوچتے ہوئے اپنا نچلہ لب دانتوں میں دبایا۔۔

مجھے کیا ملے گا؟؟؟"معاً وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا گھمبیر لہجے" میں گویا ہوا۔۔

تت تمہیں کیا چاہیے؟؟؟"باذل کو اسکے بدلے لہجے انداز بات سے" گھبراہٹ ہوئی وہ بے ساختہ ہی قدم پیچھے لیتی حیرت سے بولی۔۔

ظاہر ہے اتنی بڑی قربانی دوں گا، کچھ تو مجھے بھی چاہیے۔۔ پہلی شادی" کیسی بھی ہو شادی تو شادی کہلائے گی تمہارے بعد جس سے شادی کروں گا سیکنڈ کہلائے گی۔

اور جب میں اتنا بڑا دھبہ فرسٹ ناکام شادی کا خود پر لگاؤں گا کیا میرا اتنا بھی حق نہیں ہو گا کچھ لے سکوں۔۔؟" وہ آرام سے کہتا دیوار سے ٹیک لگا کر اب کھڑا تھا۔

کیا چاہیے؟؟" وہ پھر صدمے کی کیفیت میں بولی۔ بلیک مین" کو گرگٹ کی طرح بدلتے ہوئے دیکھ کر وہ کچھ بوکھلائی ہوئی تھی۔۔

تم کیا دے سکتی ہو؟؟" وہ ٹیک چھوڑ کر کچھ جھکتا ہوا بولا۔ باذل نے بوکھلا کر" دیکھا اور پیچھے ہوئی یہاں وہاں دیکھتی نظریں چرانے لگی۔۔

یہ کیا بات ہوئی ہماری ایسی کوئی ڈیل نہیں تھی مجھے تم سے شادی کرنی" ہے۔۔" اسنے اسکا مطلب جھٹلا کر اپنی بات پر زور دیا۔۔

ٹھیک!! چلو تمنے کانٹریکٹ میرج کرنی ہے تو ایک کانٹریکٹ" میرا بھی ہو گا۔۔۔" اسکی بات پر اسے جھٹکا لگا۔۔

ککک کیسا کانٹریکٹ ؟؟؟" باذل کی آنکھیں پھیل گئیں۔۔"
وہ آنسوں سے پگھلا تھا یا ایک چال چل رہا تھا؟؟

صارم نے ایک نظر اسکے فگر پہ ڈالی۔۔۔ باذل کی آنکھوں میں ایک عجیب تاثر اتر آیا جسے وہ چاہ کر بھی چھپا نہیں پائی۔۔

میں تمہیں امریکہ بھی چھوڑ دوں گا اور طلاق بھی دے دوں گا پر مجھے" بھی۔۔۔" اسنے آگے بڑھتے ہوئے اپنے مضبوط ہاتھ کی انگلیاں اسکی گردن میں ڈالتے ہوئے اسکا چہرہ بلند کیا۔۔

وہ جانے کیوں ششدر تھی، اسکے اس روپ کو قبول نہیں کر پا رہی تھی یا اسے اس سب کی توقع نہیں تھی اس سے۔۔

کیا تمہیں؟؟؟؟" اسے خاموش دیکھ کر باذل نے اپنے لبوں کو"
حرکت دی۔۔
بیوی کے معاملہ میں مجھ سے پارسائی مولوی کی توقع مت رکھنا۔۔"

اگر تم کانٹریکٹ میرج چاہتی ہو تو میرے پاس تبھی آنا جب
"میرے کانٹریکٹ کو بھی قبول کر سکو۔۔۔
اسکی بات سن کر باذل کے وجود میں سرسراہٹ پھیل گئی وہ
بغیر پلکیں جھپکائے اپنی گرے کرسٹل جیسی آنکھیں اسکی آنکھوں میں
گاڑے کھڑی تھی۔۔

تمہارا کیا کک کانٹریکٹ۔۔؟؟؟"اسنے اپنی آنکھیں جھپکائیں"
صارم نے اسکی دھڑکنوں کو تیز ہوتے سنا اور مسکراہٹ بمشکل ضبط
کی۔۔

میں اپنے ڈیڈ سے کہہ چکا ہوں میں انہیں پچیس بچوں کا دادا بناؤں گا"
تمہیں تو اندازہ ہو گا میرے مزاج کا میں اپنی زبان کا پکا مرد ہوں سو
میں پوری کوشش کرنا چاہتا ہوں۔۔۔"وہ اسکے گال پر انگوٹھا پھیرتا
ہوا بولا۔۔

تت تو میں کک کیا کروں مجھے کیوں بب بتا رہے ہو جاؤ کرنا پچیس"
"کیوں پچاس بچے جمع بچوں کا فارم بنا لینا آئی ڈڈ ڈونٹ۔۔۔۔

ساری کیئر ہی اسے ہو گی پرومکس بے بی جو صارم زیدی سے ٹکر لینے کے "
جنون میں ہے۔۔۔
اگر اب شادی کرنے کا بھوت سوار ہو تو سوچ کر آنا کیونکہ شادی کے بعد
مجھے بھی کچھ چاہیے اور وہ کچھ میرے پچیس بچے ہوں گے جنکے بعد میں
اسے آزاد کروں گا بلکہ اسکے پر کھول دوں گا وہ جہاں چاہے اڑان بھر لے۔" وہ
کہتا اسکا گال تھپتھپا کر دور ہوا۔۔

باذل کا چہرہ سرخ جبکہ گال تپ اٹھے تھے وہ خونخوار نظروں سے اسے دیکھ
رہی تھی۔۔
واٹ ربش؟؟؟ کیا بکواس کانٹریکٹ ہے؟؟؟؟ میں یہ کبھی "
ایکسیپٹ نہیں کروں گی بلیک میں تمنے سوچ بھی کیسے لیا کہ میں تمہیں
اتنے بچے دوں گی جنکے تم فارم بناؤ ہاؤ ڈیئر یو؟؟؟؟" وہ غصے سے پاگل ہوتی
چیخ پڑی۔۔

یہ تمہارا سر درد ہے اگر شادی کرنی ہے ہاں کرو ورنہ اپنا راستہ ناپو "
ویسے بھی مجھے تم میں انٹرسٹ نہیں یہ تو تم رو رہی ہو اسلئے مجھے

ترس آگیا سوچا تمہارا کام ہو جائے اور میرا بھی پر تم لگتا ہے اب انکار کر رہی ہو تو چلو کوئی بات نہیں یہ پوسٹڈ پکس سنبھال کر رکھنا روز زیارت کرنا میں چلتا ہوں اہم کیس چھوڑ کر آیا تھا۔۔

اگر موڈ بدلے نمبر تو ہے ہی تمہارے پاس۔ میں سیو کر دیتا ہوں۔۔"

اسنے ہاتھ اسکے جیکٹ کی جیب میں ڈال کر موبائل ڈھونڈا۔۔

اور موبائل ملتے ہیں اسنے اسکے سامنے کرتے وہاں اپنا نمبر دیکھ کر اسے کے نام سے سیو کر لے آہستہ واپس "Your black man" کانٹیکٹ میں اسکے جیب میں ڈال دیا۔۔

فیصلہ سوچ سمجھ کر کرنا میں ناپچیس سے ایک پیچھے ہوں گا ناہی ایک" آگے۔ اور ہاں کسی بچگانہ بہانے کے سہارے ہاں مت کرنا پھنس جاؤ گی کیونکہ پھر تمہارے ہاتھوں کی کارکردگی تمہارا بلیک بیلٹ ہونا صارم زیدی کو اسکے ارادوں سے نہیں روک سکے گا۔" وہ سرگوشی میں کہتا ہوا لفٹ رکنے پر اس پر ایک آخری نظر ڈالتے ہوئے وہاں سے نکلا۔۔

باذل ساکت کھڑی اسکے جانے پر مردہ قدموں سے باہر نکل آئی۔۔ اور لفٹ کے پاس رک کر اسنے انگلیوں پر پچیس بچوں کے سال

گئے اور پچیس سال صرف اسکے بچوں کیلئے دیکھتے اسکے پسینے چھوٹ گئے۔۔

"واٹ ہیپنڈ ڈیئر آپ یہاں؟"
اچانک سامنے سے اپنے ڈیڈ کی آواز پر وہ اچھل پڑی۔۔
جج جی ایوری تھنگ از فائن ہاؤ آر یو؟؟؟" اسنے ہڑبڑاتے ہوئے پوچھا"
میں تو ٹھیک ہوں میرا بیٹا کچھ نروس لگ رہا ہے۔۔"
کیا آپ نے صارم زیدی سے چائے پانی کا پوچھا۔۔" وہ اسے بازو کے حصار میں لیکر لفٹ میں داخل ہو گئے تھے۔
ابھی اندر آتے ہوئے انہیں صارم زیدی مل گئے تھے انہوں وہیں رک کر مصافحہ کیا اور اسے اسرار کیا اندر آنے کیلئے پر ایمرجنسی کال کا کہہ کر وہ معذرت کرتا ان سے چلا گیا۔۔

جب اندر آئے تو وہیں اپنی بیٹی کو نروس کھڑی دیکھا۔ آج سے پہلے ایسی صورت لیے کھڑی انہیں اپنی بیٹی کبھی نہیں دکھائی دی تھی۔

جی ڈیڈ پوچھ لیا اور میں تو نروس نہیں۔۔" وہ اپنے ماتھے سے پسینہ "
صاف کرتی بولی بس نہیں تھا جا کر اس بلیک مین کا منہ توڑ
دے۔۔
کیا بکواس اس سے کر گیا تھا جسے سوچ سوچ کر اسے اپنی آگے ہار نظر
آ رہی تھی بھلا اسکے پچیس بچے پچیس سال کے بعد وہ اسکے ساتھ رہے گی تو
کیا آگے وہ جا سکے گی اس سے؟ وہ تو بڈھے بڈھی ہو جائیں گے اور انکے
بچوں کی شادیاں بھی۔ تب تک اسکے دوست؟؟؟
اسکا دل اٹھاہ گہرائیوں میں ڈوب گیا اسکے بچوں کی ڈیمانڈ کو
سوچتے۔۔ وہ بلیک مین یوں گرگٹ کی طرح رنگ بدلے گا اسنے تو
سوچا نہیں تھا۔۔
وہ تو اسکی پارسائی گریز نظریں چرانے کو دیکھ کر اس سے
کانٹریکٹ میرج کرنا چاہتی تھی پر اب اسکا کانٹریکٹ کے اوپر
کانٹریکٹ دیکھ کر چاروشانے چت تھی۔۔
نا آگے جگہ تھی نا ہی پیچھے۔۔
وہ بغیر اسے باپ سے اسکی بات کیے اسے ڈوبا گیا تھا متفکر پریشان
بے چین کر گیا تھا کہ اب اسکے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔۔

کوئی پریشانی ہے بیٹا؟؟؟"حیدر شاہ نے اسکے چہرے کو دیکھتے چیئر"
پر بیٹھ کر پوچھا۔
باذل سوچوں کے جال سے نکل کر اپنے ڈیڈ کا چہرہ دیکھنے لگی۔
میں کچھ کہنا چاہتی ہوں ڈیڈ ایف یو ڈونٹ مائنڈ کین آئی سے؟"وہ"
ٹیبل کی سطح کو دیکھتی ہوئی بولی۔۔
پوچھ کیوں رہی ہوں میری جان بولو۔۔ڈیڈ سن رہے ہیں۔۔"حیدر اپنی"
خوبصورت سی مگر کچھ موڈی بیٹی کو دیکھتے مسکرا کر بولے اور فائل سامنے کھول
لی۔۔

مجھے ڈاکٹر صارم اچھے لگتے ہیں۔۔"اس بات کو کہتے اسکا دل جیسے بند"
ہو رہا تھا وہ پلکوں کی اوٹ سے اپنے ڈیڈ کے تاثرات دیکھنے لگی۔۔
حیدر شاہ کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔

حیرت کی بات ہے ابھی یہاں آتے ہوئے ڈاکٹر صارم بھی کہہ"
کر گیا ہے کہ وہ آپکو پسند کرتا ہے۔۔ آپکی رائے بھی اسکے بارے میں سن
کر مجھے خوشی ہوئی میں متفکر تھا حقیقت میں آپکے لئے پر ابھی آپکی
بات سن کر میں سرشار ہو گیا ہوں باذل زندگی میں پہلا آپکا

ایسا فیصلہ ہے جسنے مجھے دلی مسرت بخشی ہے۔۔"وہ پر جوش خوشی سے بولے۔۔

البتہ اپنے باپ کے منہ سے بات سن کر باذل کو لگا اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی گرادی ہو۔۔
حلق سے اترتا ہوا پانی پتھر کا پھندا بن کر گلے میں پھنس گیا کہ اچانک وہ بری طرح کھانسنے لگی جسے دیکھتے حیدر شاہ بوکھلا گئے۔۔

باذل آر یو او کے سوئیٹ ہارٹ؟؟"وہ اپنی چیئر چھوڑ کر سرخ بھیگی آنکھوں" سے کھانستی ہوئی نڈھال سی ہو گئی۔۔

بلیک مین کمینہ کیا کرنے لگا تھا اسکے ساتھ؟؟"باذل شاہ کا وجود" اس کی پلاننگ کو نا سمجھتے ہوئے اسکی پسند گی کا اظہار باپ کے منہ سے سن کر وجود جیسے ہوا میں تحلیل ہو گیا۔

....★☆☆☆☆☆★....

کیا ہوا روحا کیوں رو رہی ہو؟؟" مہکار شاہ جیسے ہی روم میں داخل ہوئیں"
روحا کو بیڈ پر روتے دیکھ کر پاس بیٹھتی پریشانی سے استفسار کرنے لگیں
کچھ نہیں۔۔" وہ اپنے ہونٹ تکیے سے رگڑنے لگی جن پر گھر پر چھوڑتے ہوئے"
اسنے نقاب ہٹا کر شدت سے لمس چھوڑا تھا اور اسکی ایک
خواہش کو بھی دماغی فضول فتور کہہ کر بھلانے کا کہا تھا۔

واٹ آر یو ڈوئنگ بے بی؟؟؟" مہکار اسکی حرکت کو تعجب سے"
دیکھتیں گھبرائیں۔۔ وہ اسکے معاملے میں کافی حاس تھیں اسے
مسلسل روم میں اوندھے منہ پڑے دیکھ کر وہ فکر مند ہو کر اسکے پاس
آ گئیں تھی پر وہ متوجہ ہونا نہیں چاہتی تھی۔
ناتھنگ مام پلیز ڈونا ٹ ڈسٹرب!" وہ التجائیہ بولی۔۔"
روحا کیسے جانی؟ اتنا رو رہی ہو مام کیسے جائے کیسے آپ سے نا پوچھے؟"
مجھے بتائیں میرے بے بی کو کیا تکلیف ہے شاباش کسی نے کچھ
کہا ہے؟ باذل سے ناراضگی ہے؟ یا میرا کچھ برا لگا ہے؟" وہ اسکا چہرہ
سیدھا کرتی اسکا رخ اپنی طرف کرتی اس سے پوچھنے لگیں

روحا نے سرخ آنکھوں سے انہیں دیکھا۔۔

ساحل نے کچھ کہا ہے؟" وہ جانتی تھیں وہ اسکے ساتھ آیا تھا اسے "
ڈراپ کرنے شاید اسکا کوئی الفاظ برا لگا ہو۔۔ ساحل نام پر اسکا دل پھر
سے رونے لگا۔۔

آپ کا بیٹا مجھ سے پیار نہیں کرتا۔۔" وہ انکے ہاتھ جھٹکی پھوٹ "
پھوٹ کر روتی تکیے میں چہرہ چھپا گئی۔۔
اسکا دل کانپ رہا تھا۔ وہ اسکے کتنا کلوز ہوئی تھی اس رات خود اسکی
سانسیں اسکی خواہش پر جذب کی تھیں۔۔ اسکی دھڑکنوں سے
اپنی دھڑکنوں کا میلاپ کیا۔۔
اپنی نیندیں اس پر وار دیں، اسنے کہا خواب دیکھے اسنے وہ بھی کوشش
کرلی۔ پر آنکھوں میں دل میں جذبات میں اتنی سکت نہیں تھی کہ
اسکی شخصیت کو سامنے رکھ کر کوئی خواب دیکھ سکے۔
پر اسنے اسکی اتنی سی خواہش نہیں پوری کی۔۔
جب وہ اسکی مام کو دور کر کے لے گیا تھا الگ گھر میں تب
زریش مام کے ساتھ ناانصافی نظر نہیں آئی تھی۔ اب جب اسنے
ساتھ رہنے کی فرمائش کر دی تو اسے اپنی ماں کے ساتھ ناانصافی نظر

آ گئی تھی۔ صاف کہہ دیتا کہ وہ صرف اسے اسکی مام سے دور کرنا چاہتا ہے ورنہ کچھ نہیں اسکے دل میں اسکے لئے۔۔

تمہیں ایسا کیوں لگا وہ تم سے پیار نہیں کرتا؟ کہاں کمی دیکھ لی میرے بیٹے" کی محبت میں روحا؟" مہکار شاہ نے مسکراہٹ دبا کر بیٹی سے کہا۔

شروع کہاں سے کیا ہے انہوں نے جو کمی دیکھوں؟۔" وہ ناک سکیڑ کر" سوں کرتی ہوئی آزردہ ہو کر بولی

اچھا تو وہ جو نکاح کے رات پورے دو گھنٹے میرا بیٹا تم سے محبت بھری" باتیں کر رہا تھا وہ کیا تھا؟" اسکا موڈ اچھا کرنے اسے چھیڑنے کیلئے مہکار شاہ مسکراہٹ دبا کر بولیں۔

روحا کا دل دھڑک گیا۔ وہ حیرت سے آنکھیں پھیلا کر انہیں دیکھتی چھپکے سے حلق تر کرنے لگی۔۔
دد دو گگ گھنٹے تو نن نہیں تھے مام۔۔" اسنے ہکلا کر سرخ چہرے سے" کہا۔۔۔

اسکے ہکلانے سرخ چہرہ دیکھتے مہکار شاہ کا خوشیوں سے بھرپور قہقہہ لگا۔۔ ساحل نے انکی بچی کو اپنا کر اسکے دل کے سارے غم دھو دیے تھے۔

انہیں اپنے احسانوں تلے دبا لیا تھا ایک بیٹے نے۔۔ وہ اپنی حیاتی میں اپنی بیٹی کو اپنے مضبوط سائبان کے حوالے کر کے پر سکون ہو گئی تھیں۔

اور زریش انہیں اپنی چھوٹی بہن کی طرح عزیز تھیں وہ جانتی تھیں بلکہ پختہ یقین تھا کہ زریش شاہ اسکی بیٹی کا خیال اپنی بیٹی کی طرح رکھیں گیں۔۔

مام ایسا نہیں ہو سکتا آپ بھی ہمارے ساتھ رہیں مطلب میں آپ" اور شاہو۔۔" وہ اٹھ کر بیٹھی اور مہکار شاہ کا ہاتھ تھام کر بھرائی آواز میں بولی۔۔

اسے ڈر لگ رہا تھا ایک بہو کا نام ہی کافی بھاری لگ رہا تھا۔۔ وہ اسکی بیوی بن کر اسکے روم میں رہے گی کتنا خوفناک تھا سوچنا ہی۔۔

زریش آنٹی کی بہو ہو گی۔۔

اسکا دل سوچ کر کانپ جا رہا تھا اس میں یہ سب فیس کرنے کی ہمت نہیں تھی۔ اگر اسکی ماں ساتھ ہوتی تو اسے حوصلہ ملتا پر سب

سے دور ہو کر پرائے گھر میں ہمیشہ کیلئے رہنا اسکی ساری راتیں رو کر گزرتی تھیں آجکل۔

اسنے اپنی آنکھیں پونچھیں اور ماں کو دیکھا۔
نہیں بیٹا ایسا نہیں ہو سکتا۔۔ آپ میری فکر چھوڑیں میں اپنے بیٹے" بیٹی کو آباد دیکھ کر خوش رہوں گی یہاں۔۔ اور تمہیں معلوم ہے روح میری جان یہ گھر میرے باپ کا ہے جہاں رہ کر انکی یادیں انکی نشانیاں دیکھ کر میں جی رہی ہوں میں اس سے الگ ہونا نہیں چاہتی بیٹا ورنہ اپنی ماں کو کھو دو گی۔۔" وہ کہتیں رو پڑیں اور ایک منٹ بھی وہاں مزید ٹھہرے منہ پر ہاتھ رکھ کر وہاں سے بھاگ گئیں

وہ کیسے اسے باتیں کہ وہ یہاں رہ کر خود کو دکھانا چاہتی تھی کہ کیا کچھ اسکے باپ نے انکے لئے کیا، اپنی جوانی ان پر وار دی۔ انکے عیش آرام کیلئے خود کو مشین بنا لیا انہیں بڑے ملک میں لے کر گئے ہائی تعلیم دلوائی۔۔ پر اسنے موٹ میں باپ کو کیا دیا؟ موت!! بھلا اس میں عائشہ میں کیا فرق تھا وہ بھی تو اپنے ماں باپ کی موت کہ

وجہ بنی تھی اور یہ بھی حقیقت تھی اس معصوم کی زندگی تباہ کرنے اسے تنہا کرنے کی زمہ دار بھی وہ خود تھی۔۔

اسے اندازہ تھا کہ اس جیسی عورت کو تو جہنم میں بھی جگہ نہیں ملے گی۔۔

وہ خوشیاں اب نہیں چاہتی تھی بلکہ وہ تنہائیاں چاہتیں تھیں تاکہ وہ تنہائیوں میں بیٹھ کر آئینہ دیکھے اور اپنے رب سے رجوع کر کے معافیاں مانگ سکے۔۔

وہ اسکے سب بندوں سے معافیاں مانگ چکی تھی پر اسے معاف کرنے کیلئے ناعائشہ کے ماں باپ یہاں تھے ناہی اسکا باپ۔۔۔

روحانے خاموش کھڑیں دروازے پر اپنی ماما کو دیکھا جو کہ مہکار شاہ کے جانے کے بعد روم کا ڈور بند کر کے اسکے پاس آکر بیٹھی تھیں۔۔

کس لئے رو رہی ہو؟؟؟" انہوں نے اسکا چہرہ دوپٹے سے خشک کرتے" پوچھا۔

ک کچھ نہیں۔۔۔"روحا نے نظریں جھکا کر کہا۔ حجاب شاہ"
گہرا سانس بھر گئیں جانتی تھیں وہ کچھ شیئر نہیں کرتی تھی مہکار
شاہ کے علاوہ کسی سے۔۔

میں ساحل سے پوچھ سکتی ہوں روحا! پر میں اپنی بیٹی سے پوچھنا"
چاہتی ہوں کہ کیا کہا ہے ساحل سے اور اسنے کیا کہا ہے تم سے
جس پر تم اتنا رو رہی ہو۔۔"وہ کچھ سخت برہم ہوئیں۔۔
روحا نے تو پہلے انہیں دیکھا جنکی آنکھوں میں لہجے میں کوئی لچک
نہیں تھی۔
میں نے شاہو سے کہا تھا انکا جو فلیٹ ہے ناوہاں میں مام اور وہ رہیں"
گے پر انہوں نے کہا آئندہ مجھے اپنی ماں سے الگ کرنے کی کوشش کی تو ایسی
جگہ پھینکے گے دانا پانی نہیں ملے گا۔"وہ بتاتے ہوئے رو پڑی حجاب نے
اسکی بات سن کر گہرا سانس بھرا۔۔
اسنے تمہیں یہ سن کر تھپڑ نہیں مارا؟"وہ سپاٹ لہجے میں"
گویا ہوئیں جس پر روحا کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔۔
جج جی؟؟"وہ بوکھلا کر اپنی ماں کا چہرہ دیکھنے لگی۔۔"

تم دونوں تو میرے خون ہو نا پھر میں نے تو کبھی رشتوں میں"
خود غرضی نہیں دکھائی پھر تم دونوں میں یہ کہاں سے آگئیں؟
نا ہی تمہارا باپ ایسا ہے پھر کیسے ہو گئیں تم دونوں ایسے؟
اٹھارہ سال کی تھی میں شادی لفظ کی ابھی ٹھیک سے معنی بھی نہیں
معلوم تھی خرگوش سے کھیلتی تھی انہیں ہی اپنی کل کائنات سمجھتی
تھی تب تمہارے ڈیڈ سے بیاہ کر آئی تھی یہاں۔۔نا محبت تھی نا عشق نا
پیام خط وغیرہ۔۔باپ نے کہا تھا میں نے سر جھکا لیا۔۔
اف تک نہیں کی تھی میں نے۔۔
تمہارے نانی نانوں عمرے سے آئیں پوچھ لینا۔۔
تم تو ماشاءاللہ بائیس تئیس سال کی ہو میں محض اٹھارہ سال کی تھی
جب تیس بتیس سالہ تمہارے ڈیڈ سے شادی کی تھی۔
کہنا تو نہیں چاہیے پر کچھ باتیں وقت پر بتا دینی چاہییں اولاد کو تا کہ وہ
آگے اپنے ہاتھوں خود کو برباد نا کریں۔۔

تمہاری پھپھو مام مجھے پسند نہیں کرتی تھیں نا ہی اپنے بھائی کیلئے کسی
دوسری لڑکی کو پسند کرتی تھیں وہ اپنی پسند سے اپنے بھائی کو شادی کروانا
چاہتیں تھیں۔۔

میں یہ جانتی تھی تمہارے ڈیڈ کی پہلی محبت بھی انہیں کی وجہ سے ان سے روٹھ گئی اور حیرت کی بات بتاؤں میں تو تمہارے ڈیڈ کی پہلی محبت بھی نہیں۔۔

انکی بہن سے میں واقف تھی یہ بھی ڈر ہوتا تھا کبھی بھی ماریں گے پر میں نے تو کبھی نہیں کہا کہ بہن کو چھوڑ کر میرے ماں باپ کے پاس چلو تو میں شادی کروں گی یار خصتی ورنہ نہیں۔۔۔

تمہارے ڈیڈ بھی ناواقف نہیں تھے انہیں بھی بہن کے بابت معلوم تھا پر انہوں نے تو کبھی یہ نہیں کہا کہ بہن سے نکل جاؤ گھر سے میری زندگی برباد کر دی ہے یا یہ بھی نہیں کیا کہ مجھے الگ لیکر جاتے بلکہ انہوں نے رشتوں کو نبھانے انہیں جوڑنے کی کوشش کی۔۔

بہن کے ہزار برا کرنے کے بعد بھی وہی بھائی ہے جس سے اسکی خوشیاں اسکی محبتیں چھین کر بیٹھی تھی وہی بھائی اس پر ہمیشہ گھنا سایہ بنا رہا بلکہ وقت آتے مجھ سے میری پہلی اولاد کو لیکر اپنی بہن کی گود میں ڈال دیا اور ہمارا ظرف دیکھو کہ ہم نے افف تک نہیں کیا انہیں خوش کرنے کیلئے میں اپنے وجود کے حصے کو خود سے دوری جھیل جاتی تھی پر شوہر کو کبھی انکے گھر والوں کے خلاف نہیں بھڑکایا۔۔

جب تم دونوں کے ماں باپ ایسے نہیں تھے تو پھر تم دونوں کس پر گئی ہو مجھے آج یہ جواب تو دے دو روحا۔۔

جس سے اسکا بیٹا چھیننے کی کوشش میں ہو یہ وہی عورت ہے جسنے ساحل شاہ کو سخت بیماریوں سے نکال کر اپنی بدنامی کو بھلائے ایک ماں کی طرح اسے پیار دیا تین بار موت کے منہ میں جاتے ساحل شاہ کو بچایا۔۔

جس ماں نے پال پوس کر اتنی تکلیف خاندان کی سخت مخالفت سنتے بھی اپنے بچوں کو نہیں چھوڑا اسی ماں سے آج تم اسکا بیٹا چھین کر اس ماں کو دینے والی ہو جو برا وقت آنے پر اپنے شوہر کا گھر چھوڑ کر اپنے باپ کے گھر بیٹھ گئی تھی۔۔

اپنی بیڈ پر پڑی پھپھو کے کام سے ڈر کر انکے وجود کو گندبول کر اپنے بیمار بیٹے کی زمہ داریوں سے نظریں چرانے والی کو تم پھر سے زریش شاہ کا بیٹا " سونپنا چاہتی ہو؟؟

ماما اتنا تو برداشت کر چکیں ہیں آپ سب بھلا کیوں نہیں دیتیں " یہ سب۔۔" روحا روتی دبے غصے سے بولی یقیناً اسے اپنی ماں کے بارے میں ایسا سن کر اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

اگر زریش آنٹی انکل کی لائیف میں نا آتیں تو ساحل شاہ آج مام کا ہوتا اور" ہارون انکل بھی کیونکہ وہ مام کو پیار تھا پہلا۔۔ انسان سے غلطیاں نادانیاں ہو جاتی ہیں مام اسکا مطلب یہ نہیں کہ انہیں ناسور بنا ڈالیں ہم اگلے انسان کیلئے۔۔

انسان اپنے غلطیوں سے زندگی جینا سیکھتا ہے اچھے برے کو جانتا ہے۔۔

مام اتنا تو برداشت کر چکی ہیں اور کیا کریں؟" وہ غصے سے ترش مگر دبے لہجے میں بولی۔۔

حجاب نے افسوس سے بیٹی کو دیکھا۔۔

مجھے حیرت ہے جانے کیوں ہم دونوں کی پرورش تربیت تم دونوں پر اثر" نہیں دکھایا ورنہ ہمنے تو پوری کوشش کی تھی۔۔۔

برداشت کی بات کر رہی ہو تو بیٹے یہ برداشت نہیں تھی یہ انکے اپنے غلط فیصلوں کا نتیجہ تھا، جو ضد آج تمہاری بہن امریکہ جانے کی کر رہی ہے وہی ضد سالوں پہلے مہکار شاہ کر چکی تھیں بلکہ اسکا انجام بھی بھگت چکی تھیں۔۔

برداشت یہ نہیں روحا شاہ۔۔۔

برداشت وہ ہے جو کہ تمہارے ڈیڈ نے باپ، محبت کو کھو کر کی، برداشت عائشہ ندیم کی ہے جا کر دیکھو آج تک رو رہی ہے۔۔

برداشت ساحل شاہ نے کی تھی جس سے اسکا خوبصورت بچپن اگر زریش شاہ نا ہوتی تو اندھیروں ویرانیوں میں گزر جاتا۔۔۔

برداشت زریش شاہ نے کی ہے شاہ خاندان میں خان عورت کے آنے پر۔۔ کردار، ممتا، آبرو پر کیا کچھ نہیں انہیں سہنا پڑا ھتا ہارون شاہ سے شادی کے بعد۔۔

سوتیلی سے لیکر چال باز عورت کا بھی کہا گیا انہیں شاہ خاندان میں۔۔۔ پر انکی نیت صاف تھی آج خوش باش زندگی گزار رہی ہیں۔۔۔

برداشت میں نے کی ہے اپنی پہلی اولاد کو کسی دوسرے کی بانہوں میں سونپتے اور اسے ہمیشہ خود سے دور ہوتے دیکھ کر۔۔۔

تمہاری مام نے کچھ برداشت نہیں کیا بیٹا سواء اپنے غلط لیے گئے فیصلوں کے۔۔

ساحل نے تمہیں محبت بنا کر نکاح کیا ہے تو اسکا مان رکھو نا کہ اسکے دل میں زہر بھرنا شروع کرو۔۔ وہ حیدر شاہ کا بھانجا ہے رشتوں کو جانتا ہے۔۔

پر وہ کچھ مختلف ہے۔۔ جن رشتوں کو جان لیتا ہے انہیں خود سے دو سو میل دور رکھتا ہے سینے سے لگا کر نہیں۔۔۔

تمہارا نکاح ہو گیا ہے بجائے اپنے مستقبل اپنے شوہر کو سوچنے کی تم اسکے دل میں اپنے لئے نفرت بھرنے کی کوشش کر رہی ہو۔۔۔

تمہاری مام اگر یہاں ہیں تو یہ انکا اپنا فیصلہ تھا روحا اگر تم نے اپنا گھر تباہ کرنا چاہا کسی دوسرے کیلئے تو یاد رکھنا اس دن ہی تمہاری ماں خود کو پھانسی دیکر مارنے سے گریز نہیں کرے گی۔۔۔

باذل کو تو تمہارے ڈیڈ سنبھال لیں گے پر تم یہ کبھی اب خیال میں بھی مت سوچنا کہ ساحل شاہ کو زریش شاہ سے جدا کر لو گی اور ابھی جو مجھ سے کہا خبردار کبھی ساحل یا زریش سے متعلق یا اسنے سے جڑا کسی اور کوئی ذکر کیا۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

....★☆☆☆☆☆★....

وہ میٹنگ سے فارغ ہو کر مینجر کی دی ہوئی فائلز پر سائن کرتا آفس روم میں آیا اور چیئر پر بیٹھ کر گہرا سانس خارج کیا۔

ایکسکیوزمی سر سوری فارڈ سٹربنگ! آپ نے میڈم عرشیہ" کیلئے کچھ برائیڈل ڈریس ڈیزائن منگوائیں تھی وہ آگئی ہیں کیا میں لیکر آؤں؟" مینجر روم سے نکل رہی تھی معاً اپنی آفس میں پڑی ڈریس ڈیزائن میگزین یاد آئیں تب معذرت کرتی صمصام سے بولیں۔

ہوں!" صمصام نے چونک کر دیکھا۔"

ہاں کچھ دیر بعد بھیج دو اس سے پہلے ایک بلیک ٹی کا کپ بھیجو!" اسنے" سر درد محسوس کرتے ہوئے کہا۔ مینجر "اوکے سر" کہتی مؤدبانہ وہاں سے چلی گئی۔۔

کچھ دیر میں بلیک ٹی بھی اسکے پاس موجود تھی۔ جس میں سے اسنے دو سپ لیے۔ پر وہ ابھی تک بے چین تھا۔ اسنے موبائل اٹھایا اور توقیع کی لوکیشن دیکھی۔

وہی گھر میں شو ہو رہی تھی۔ وہ کچھ ٹھٹھک گیا۔۔ حالانکہ صبح تو اسے معلوم پڑا تھا کہ یونی سے آکر وہ مام حجاب آنٹی روحا عرشیہ مامی جان کے ساتھ شاپنگ پر جائے گی۔۔۔

اسنے چوڑی کلائی میں بندھی گھڑی میں وقت دیکھا چار بج رہے تھے اور اس وقت تو وہ جا بھی چکی ہوں گی۔

کچھ سوچتے وہ ابھی اسکے نمبر پر کال کرنے لگا تھا کہ اسی وقت دریاب کی اسے کال آ گئی۔ اسے یاد آیا اسنے کچھ دیر پہلے ہی لیبارٹری سے کال آنے پر دریاب کی لوکیشن لیبارٹری کے قریب دیکھ کر اسے یہ کام سونپا تھا کہ رپورٹس لا کر دے۔۔ اور شاید ابھی اسی بابت کال تھی۔۔

"ہاں بولو دری!" اسنے ماتھا مسلتے ہوئے کہا۔ اسکا دل بے حد اداس تھا توقیع کے دور ہونے کا سوچ کر۔۔

وہ ہمیشہ اپنی بہن کو سینے سے لگائے رکھنا چاہتا تھا اسکا دل گوارہ نہیں کر رہا تھا اپنی بہن کسی کو دینے پر۔ پر کیا کرتا مجبور تھا سخت مجبور دل چاہا رہا تھا توقیع کو لیکر دور چلا جائے جہاں یہ روایتیں رسمیں دور جانے کی کچھ ناہوں اور وہ بس اپنی بہن کی خواہشات پوری کرے اپنی بہن کو اپنے آنگن میں رکھے آنکھوں کے سامنے۔۔

"یار کس کی رپورٹس ہیں یہ؟" وہ بلڈ ٹیسٹنگ لیبارٹری کے سامنے کھڑا تھا حیرت سے پوچھنے لگا۔

"کچھ خاص نہیں اس دن انکل حیدر شاہ کے گھر پر توقیع کے ساتھ حادثہ پیش آیا تھا تب میں نے اسکے ناخون سے کچھ خون نکالا تھا بس وہی ٹیسٹ کروایا ہے۔۔

تم بتاؤ ملی رپورٹس یہاں آفس میں دے جاؤ!" صام چیئر کی پشت سے سر ٹکاتے ہوئے بولا۔۔۔

ہمم! پر تمنے تو کہا تھا وہ خرگوش سے ڈر گئی تھی؟" دریاب نے گاڑی سے ٹیک لگاتے ہوئے موبائل کندھے سے تھاما اور رپورٹس کو آہستہ لفافے سے نکالا۔۔۔

اسنے وہ سفید پیپرز آنکھوں کے سامنے کیے۔۔۔ اور اس پر سیاہ حرف میں بلڈ گروپ کو دیکھ کر وہ ٹھٹھکا نہیں نا ہی حیران ہوا محض لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

ہاں وہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے پر میں اپنی بہن کے کہے الفاظ بھی" اگنور نہیں کر سکتا اسلیے ٹیسٹ کروا دیا تھا وہ بلڈ کافی لیٹ ہو گیا ہے الریڈی سنا تھا مشین خراب تھی۔۔ اچھا کب تک آ رہے ہو؟" وہ ٹائم دیکھتا بولا۔۔

میں تو تب ہی آؤں گا جب تم بلاؤ گے ابھی تو آنے کی کوئی وجہ" نہیں۔۔" اسنے آنکھوں کے سامنے پلاسٹک کی پیکنگ میں صمصام زیدی کا رومال کیا۔

کیا مطلب وہ رپورٹس لیکر آؤ۔۔"صمصام نے ناگواری سے کہا۔"
شاید تمہیں مزید ناگوار لگے یہ جان کر کہ انہوں نے پھر کل کا"
وقت دیا ہے۔۔رپورٹس ریڈی ہونے میں اسلئے تو تم سے پوچھ رہا تھا کہ
کہیں امپورٹنٹ تو نہیں پر یہ جاننا تو سچ میں امپورٹنٹ ہے۔
اب ؟"وہ لفافے میں رپورٹس ڈالتا ہوا بولا۔۔

یہ کیا بکواس ہے پہلے اتنا ٹائم لے چکے ہیں یہ کیسی گھٹیا"
حرکات ہیں ایسے چلتا ہے کام کوئی پروفیشنل ہی نہیں۔۔۔"وہ
بھڑک اٹھا دریاب خاموشی سے سن رہا تھا۔۔

اوکے تھینکس میں خود اب جا کر بات کرتا ہوں۔۔"وہ جبڑا بھینچ کر"
بولا۔۔۔
ارے نہیں پریشان مت ہو انہوں نے کہا ہے کل صبح وہ تمہارے"
گھر بھیج دیں گے بلکہ میں ابھی وہی ہوں کلاس لیتا ہوں انکی پیسے نہیں لیتے
کیا۔۔۔"دریاب نے جلدی سے کہا۔۔۔

نہیں تھینکس تمہارا دری۔ میں اب خود جا کر بات کروں گا ان "
سے۔۔"اسنے حتمی سپاٹ لہجے میں کہتے موبائل ٹھا کے ساتھ کے
ساتھ ٹیبل پر پٹخا۔۔
دریاب نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا اسے اندازہ تھا وہ ضدی شخص کوئی نا
کوئی قدم ضرور اٹھائے گا۔ یہ تو شکر تھا کہ اپنے کام سے یہاں سے گزر رہا
تھا کہ صام نے اسے اس کام کیلئے کال کر دی ورنہ تو آج اسکی ساری
بنی بنائی گیم تہس نہس ہو جاتی۔
اسکے قدم پھر سے لیبارٹری کی سمیت اٹھے۔
وہ سیدھا مین آفس جا پہنچا اور سامنے بیٹھے وجود کو دیکھ کر سلام
کرتے چیئر کھسکا کر اسکے سامنے بیٹھتے ہوئے اپنا کریڈٹ کارڈ اسکے
سامنے ٹیبل پر رکھ دیا۔۔

یہ ابھی لیکر یہاں سے نکلا ہوں پر یہاں کچھ رپورٹس میں چینج کرنی "
ہے۔۔"اسنے کہتے سامنے لفافے سے رپورٹس نکال کر انکے سامنے ٹیبل
پر رکھتے بلڈ گروپ کو فوکس کرتے انگلی کا دائرہ بنایا اسکے گرد۔۔۔
اس آدمی نے پہلے کریڈٹ کارڈ کو دیکھتے اسے دیکھا اور پھر رپورٹ
دیکھتے پھر سے کارڈ کو دیکھا۔۔

کیا ہوا ہے انہیں اور کیسی چینجنگ چاہیے؟" چشمہ پہنتے ہوئے اسنے
رپورٹ نظروں کے سامنے کیں اور ساری بلڈ کی ٹیسٹنگ رپورٹ
دیکھیں۔۔
یہاں اس شخص کے ڈی این اے بلڈ ایوری تھنگ ڈیٹیل کی جگہ مجھے کسی"
ریبٹ کے خون کی ڈیٹیل چاہیے پھر وہ آپ پر ڈیپینڈ کرتا ہے کسی بھی
ریبٹ کی ڈیٹیل لیں پر اس جگہ ریبٹ کا ڈی این اے ایڈ کریں فارم کی
ڈیٹیل میں۔۔۔" وہ ایک ایک لفظ واضح ریپیٹ کرتا بولا۔۔

اسے آدمی نے حیرت سے سامنے شہد آنکھوں والے خوبرو لڑکے کو
دیکھا۔۔
پر میں ایسا کیوں کروں یہ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے مسٹر صمصام"
زیدی کی رپورٹس ہیں۔۔ تمہیں معلوم اسے معلوم پڑا وہ یہ لیبارٹری ہی
بند کروادے گا۔۔" وہ غصے سے کچھ گھبرائے ہوئے بولے۔۔

مجھے انکار کیا لیبارٹری تو ویسے میں ہی بند کروادوں گا۔ اگر میرا کام"
ہو گیا ان دو گھنٹوں میں تو تمہاری لیبارٹری بھی بچ جائے گی، اور تمہاری

اس سخت محنت کا معاوضہ بھی میں دوں گا بلکہ صمصام زیدی سے "نمٹنے کا آئیڈیا بھی مل جائے گا تمہیں۔۔

وہ چیئر کی پشت سے ٹیک لگا کر پیپر ویٹ انگلیوں میں ٹیبل پر گھماتا ہوا مسکراتے ہوئے بولا۔۔

"کک کیسے ہینڈل کریں گے صمصام زیدی کو؟ صائم زیدی صارم زیدی ڈاکٹر ہیں۔۔"

اسنے کچھ گھبراتے ہوئے سامنے دروازے کو دیکھ کر پوچھا۔

دریاب ہنس پڑا۔ جانتا تھا پھوپھا جان صارم پھپھو جان کو کچھ نہیں معلوم اس حادثے کے بارے میں۔۔

صرف توقیع وہ اور خود دریاب خان صمصام زیدی یہ چار ہی جانتے تھے۔

"سیدھی صاف بات کہنا رپورٹس بنائی تھیں غلط ہو گئی اسلئے کچھ گھنٹے لیکر دوبارہ بنائیں ہیں اور یہ ٹھیک ہیں۔۔ بس اتنا ہی کہنا ہے۔۔

اور اسے وہی رپورٹ دینی ہیں جو کہ میں نے ابھی بنانے کا آرڈر دیا ہے۔ رہی بات صائم زیدی اور صارم زیدی کی فکر مت کرو انہیں میں سنبھال لوں گا۔۔

تم بتاؤ کام ہو گیا یا نہیں؟" اسکی بات سنتے وہ آدمی سوچ میں چلا گیا جسے دیکھتے دریاب نے اپنا کارڈ لینا چاہا کہ اسنے ایکدم اوپر ہاتھ رکھ دیا۔۔

"کتنا دو گے معاوضہ؟ دو گھنٹوں میں رپورٹس بنانا آسان بات نہیں دن لگتے ہیں اس میں۔۔ اور چاہیے بھی کسی ریبٹ کی رپورٹس تم سمجھ سکتے ہو میری محنت۔۔" معاً وہ مسکراتا ہوا بولا۔۔

دریاب کو حیرت نہیں ہوئی کیونکہ وہ سامنے والے کو ایک نظر میں پہچاننے کا فن رکھتا تھا اسے بھی پہلی نظر کارڈ پر ڈالتے خاموش ہوتے دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا۔

ایماندار ہوتا پہلی فرصت میں باہر کا دروازہ دکھاتا۔۔

"بے فکر رہو تمہیں تمہاری سوچ سے زیادہ دوں گا۔۔ مجھے بس پورٹس چاہیں دوسری۔۔" وہ جیب میں پڑا لائٹر نکال کر ان رپورٹس کے

کونے پر آگ لگاتے ہوئے منہ میں سگریٹ ڈال کر اسی بھڑکتی ہوئی آگ سے سگریٹ جلانے لگا۔۔

وہ آدمی تو حیرت سے گنگ اسے آگ سے کھیلتے ہوئے دیکھنے لگا۔۔
ہاں حقیقت تھی دلاور خان ایک آگ کا وجود تھا اور اس سے کھیلنے والا دریاب خان۔۔

ٹھیک ہے۔۔"اس آدمی نے اسے گہرا کش لیتے دیکھ کر سر ہلایا۔۔"
تبھی دریاب خان نے اپنی چیئر چھوڑی اور چلتا ہوا اس آدمی کی چیئر کے سامنے آکر اسکی چیئر کو جھٹکے سے اپنی سمیت گھما لیا۔۔
اور اپنا بوٹ اسکی چیئر پر رکھتے ہوئے وہ اپنے منہ سے سگریٹ نکال کر اسکی آنکھوں میں حیرت دیکھتے مسکرایا۔۔

ڈبل گیم کر کے بلیک میل کرنے کی کوشش مت کرنا کیونکہ میں تم سے" بڑا گیمر ہوں۔خیال کرنا مجھے بلیک میل کرنے سے پہلے خود ہی دنیا کے سامنے بلیک نا ہو جاؤ!"اسنے سرد لہجے میں پہلے سے ہی کسی نادانی سے وارن کیا اور ساتھ ہی اسکے منہ پر سگریٹ کا دھواں پھونکا۔۔

کام وقت پر ہو جائے گا تو وقت پر ہی معاوضہ مل جائے گا"
تمہیں۔ چلتا ہوں دریاب خان بھولنا نہیں، نا ہی اسکا کام۔۔ شروع
ہو جاؤ فاسٹ۔"چیئر پر رکھے اسکے ہاتھ کے پاس ہی سگریٹ
ملتے ہوئے اسنے لائٹر گھما کر جیب میں رکھا اور اپنا کارڈ اسکی گود
میں پھینکتے ایک الوداعی مسکراہٹ پاس کرتے ہوئے اس رپورٹس
کی سیاہ خاک پر پاؤں رکھتے وہاں سے نکلتا ہوا چلا گیا۔۔

پیچھے بیٹھے شخص نے لب بھینچے اسے لگا تھا کریڈٹ کارڈ اسے ملے گا رقم
نکالنے کیلئے۔۔ پر وہ تو کوئی چالاک شخص تھا۔۔ سر جھٹکے ہوئے وہ اٹھا
اور جھوٹی رپورٹس بنانے کی تیاری کرنے لگا۔۔۔
اور ساتھ ہی خود کو تیار کر رہا تھا صمصام زیدی کی آنکھوں میں آنکھیں
ڈال کر جھوٹ بولنے کیلئے۔ پر جانتا تھا یہ کسی طور پاسیبل نہیں ہو گا
اسلئے اسے یہاں وہاں دیکھ کر ہی ٹھوس بہانہ بنانا ہو گا۔۔۔

....★☆☆۔☆☆★....

ہم تاخیر کیلئے معذرت خواہاں ہیں آپکی رپورٹس آپکے آفس کے پتے پر"
بھیج دی گئی ہیں جو کہ ہمیں دریاب خان دیکر گیا تھا۔ ہم نے صبح جو آپکو میسج
کیا دراصل وہ آپکی رپورٹس نہیں تھیں کسی اور کی تھیں اور غلطی سے
آپکو کال کر دی ہمارے نمائندے نے۔ اس وقت آپکی رپورٹس بھیج دی گئی
ہیں مسٹر صمصام زیدی امید ہے آپ ہمیں تاخیر کیلئے معاف
کر دیں گے۔" صمصام ابھی جانے ہی والا تھا غصے میں کہ محض دو گھنٹوں
میں ہی اسکی ٹیبل پر رپورٹس موجود تھیں جنہیں پڑھنے لگا ہی تھا کہ
واپس سے لیبارٹری کے اسی نمبر سے کال آگئی جسے اٹینڈ کرتے پہلے تو
اسنے اچھی خاصی سنائی انہیں پر بعد میں انکی معذرت سنتے وہ کچھ
اعصابی طور ڈھیلا پڑ گیا۔
ورنہ آج وہ انکی آفس کی دھجیاں بکھیر دیتا اتنی تاخیر پہ۔۔
اوکے! کیا اس وقت ہنڈریڈ پرسنٹ شیور ہیں کہ آپکی یہ رپورٹس"
ٹھیک ہیں؟" وہ سامنے رپورٹس کھلی دیکھتا وہاں ریبٹ کے بلڈ کی ڈیٹیل
دیکھ ماتھا ملنے لگا۔۔
جی یس یس یہ میں نے خود رپورٹس ٹیسٹنگ کے بعد بنائی ہیں"
سب کچھ میں نے خود کیا ہے۔" وہ اپنی گھبراہٹ چھپا کر جلدی

سے بولے۔۔ اسکا سامنے کرنے سے کترا کر رپورٹس آفس پہنچا دیں تھیں وقت سے پہلے ہی۔۔

ہمم! ٹھیک ہے۔ امید رکھیے آئندہ شدید ضرورت میں بھی آپکی لیبارٹری کا رخ کرنا نا پڑے۔" وہ سپاٹ لہجے میں کہتا کال ڈسکنیکٹ کر کے رپورٹس ٹیبل پر پٹخ گیا۔۔۔

اسکے کال کاٹنے پر دوسری طرف وجود نے گہرا شکر بھرا سانس بھرا اور کچھ توقف کے بعد دریاب خان کا کارڈ اٹھا کر اس کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔۔۔

جتنی آسانی سے کام ہو گیا تھا اتنا انہیں توقع نہیں تھی۔۔
لگتا تھا صمصام زیدی پہلے ہی بیٹی جیسی بہن کے دور جانے کے غم میں چور چور تھا۔
انکا قصور تو نہیں تھا پر وہ کیا کرتا، توقیع اگر دلاور خان کا حوالہ ساتھ نا رکھتی تو انکی زندگی آج نارمل ہوتی۔۔

اسنے اکتا کر سامنے رکھے برائیڈل ڈریسز میگزین کو دیکھا اور دوسرے ہاتھ میں موبائل تھام کر اسکا نمبر ڈائل کیا۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

یہ دیکھو عرشیہ یہ بہت خوبصورت ہے نا۔۔"عائشہ خان" اپنے سامنے ایک مانگیا کلر کا سفید نگینوں سے سجے فراک کو کرتی پاس بیٹھی عرشیہ کو مخاطب کرنے لگیں۔۔

اسنے ابھی ایک سوٹ پاس بیٹھیں روحا توقیع کو دکھا کر سلیکٹ کیا ہی تھا کہ اپنی ماں کی پکار پر متوجہ ہوئی۔۔

کس لیے ہے؟"فراک کی خوبصورتی مہارت سے کی گئی کڑھائی" سجاوٹ کو دیکھتی وہ مسکرا کر پوچھنے لگی۔۔

بیٹا میں سوچ رہی تھی کہ مہندی کیلئے فائنل کر دیں۔۔"عائشہ" نے ہچکچا کر کہا۔۔

نہیں مام مزے والا نہیں پنک میں لیں نا۔ اسے الگ سے ڈال"
دیں۔۔"وہ منہ بنا کر پیچھے کرتی ساتھ ہی پھر سرخ کی رٹ لگانے لگی
جسے سنتے توقیع روحاسمن ہاتھ پر ہاتھ مار کر بے ساختہ ہنسی۔۔
زریش تقویٰ کے لبوں پر بھی مسکراہٹ بکھر گئی۔۔
عاشی تم سے کہا ہے نا لیکر دو سارے گلابی کپڑے اگر میری بیٹی کا"
دل چاہ رہا ہے تو لے لو گلابی میں۔۔" تقویٰ نے اسکی پیشانی چومتے ہوئے
کہا اور ساتھ ہی عائشہ کو مخاطب کیا جنہوں نے غصے سے بیٹی کو
دیکھا۔۔

یہ کیا بات ہوئی تقویٰ مایوں میں آجکل سب پیلے رنگ کے"
کپڑے پہنتی ہیں دلہنیں اس میں بھی یہ گلابی پہنے گی۔ مہندی
میں مونگیا، مہندی کلر یا ہرے کلر کا لباس پہنتی ہیں پر یہ اس
میں بھی گلابی پہنے گی شادی کے کپڑے بھی گلابی لے گی روم بھی گلابی
چاہیے اسے پاگل ہو گئی کب سے اسکی مانتی جا رہی ہوں میں ہی پاگل ہوں
جو اسکی سن رہی ہوں اسے لانا ہی فضول تھا۔۔"عائشہ کو بھی غصہ
آگیا اسکی گلابی گلابی بچگانہ رٹ سنتی جا رہی تھیں

تو خود لیں میں نے کب کہا مجھے لینا ہے خود گھسیٹ کر زبردستی لائیں"
تھیں فلائٹ خود بک کروائی تھی میں کون سا آنے میں
انٹرسٹڈ تھی۔۔"عرشیہ غصے دکھ سے کہتی ڈبڈباتی ہوئی نظروں سے
سب کو دیکھتی وہاں سے دور ہو گئی اور جا کر سامنے چیئر پر خاموشی سے
منہ پھولا کر بیٹھ گئی۔۔

عائشہ نے اسکی ضد کو دیکھا۔۔اور توقیع اپنے کپڑے چھوڑ کر خود
بھی انہیں ریلیکس رہنے کا اشارہ کرتیں عرشیہ کے پاس بیٹھ گئی۔۔

تو تم ایسا کرو ناعاشی کہ پیلے گلابی امتزاج کا لباس پسند کر لو۔۔""
زریش نے کچھ سوچتے ہوئے اپنی بہو بیٹی کیلئے کپڑے پسند کرتی بولیں۔۔

ہاں یہ بھی ٹھیک ہے اور گلابی مہندی کلر کے امتزاج کا لے لو اس سے"
اسکی خواہش بھی پوری ہو گی اور کسی کو اعتراض بھی نہیں ہو گا کیوں تقویٰ؟"
حجاب نے بھی مسکراتے اسے مخلصانہ مشورہ دیا اور تقویٰ کی رائے لی۔۔

ہاں یہ تو بہت زبردست آئیڈیا ہے عاشی ایسا ہی کر لو ابھی وقت "
ہے کافی فلائٹ میں تب تک تم پسند کر لو ایسے دو رنگ کے
امتزاج کے ڈریس۔۔ اس سے عرشیہ بھی خوش ہو گی اور ہمارے دل
میں سکون بھی یہی تو دن ہوتے ہیں جب دل کے ارمان پورے ہوتے بعد
میں تو مجازی خدا کی پسند پر چلنا پڑتا ہے۔۔" تقویٰ نے متفق ہو کر اپنی
دوست کو پریشان دیکھتے ہوئے کہا۔۔

ٹھیک ہے یہی کرتی ہوں پرصام سے کہنا اسکی گلابی روم والی ایک بھی "
ضد نا سنے۔۔ مجھے تو بچگانہ لگتا ہے یہ کلر۔۔
اسے اب سنجیدہ ہونا چاہیے اگر گلابی کلر دیکھے گی تو پتا نہیں کیسے اسٹیکرز
بھی لے آئے گی۔۔"عائشہ نے چڑ کر کہتے سامنے موجود سیلر بوائے کو
مہندی کلر اور گلابی کلر کے امتزاج کا فراک لانے کا کہا۔۔
اور ساتھ پیلے گلابی امتزاج کے لہنگے کو۔۔

وہ دو بجے کی فلائٹ سے دبئ آئی ہوئی تھیں خریداری کیلئے۔۔
زریش تو اپنی بیٹی بہو کی شاپنگ کر رہی تھیں، حجاب اپنی بیٹی باذل کی
شاپنگ کے ساتھ روحا کی بھی شاپنگ کر رہی تھیں اور تقویٰ اپنی بیٹی

توقیع اور بہو عائشہ کی شاپنگ اور عائشہ بھی بیٹی بہو دونوں کی شاپنگ ساتھ کر رہی تھیں۔۔

وہ بیٹیوں کی شاپنگ کے ساتھ بری بھی خرید رہی تھیں۔

وہ سب ساتھ اسلئے ہی آئی تھیں تاکہ ایک دوسرے کی پسند ناپسند کو دیکھ کر شاپنگ کریں۔۔ شاپنگ کر کے انکا پلان کسی اچھے ہوٹل میں جا کر لنچ کرنے کا تھا۔

سب نے ایک دوسرے کی پسند ناپسند سے آگاہ ہوتے کپڑوں کی تو تقریباً شاپنگ کر لی تھی۔ اب انہیں سینڈلز، ہیلز وغیرہ لینی تھیں اسکے بعد جیولری لینی تھی انہیں اندازہ تھا کہ رات کے دس گیارہ یہی ہو جائیں گے۔۔

اگر عائشہ توقیع کے ایگزام نا ہوتے تو آسانی ہوتی وہ صبح ہی آجاتیں دبئ پر ان دونوں کے پیپرز کی وجہ سے انہیں دوپہر کو آنا پڑا۔۔

کیا یار بچوں کی طرح ری ایکٹ کر رہی ہو عاشی سب کپڑے تھوڑی نا" گلابی پہنیں جاتے ہیں کچھ تو رسم کا خیال کر لو اپنی مام کو جاتے ہوئے بھی

پریشانی دینا چاہتی ہو۔۔" توقیع نے اسکا رخ اپنی طرف کرتے پیار سے سمجھایا۔۔۔

میں کیوں اپنی مام کو چھوڑوں گی میں تو انکے پاس انکے دل میں رہتی" ہوں۔۔" وہ محبت سے مسکراتے ہوئے کہتی اپنی ماں کے گلے میں بازو ڈال کر انکے گال پر لب رکھتی سکون سے ممتا کی خوشبو محسوس کرتی آنکھیں موند گئی۔۔

عائشہ نے خوشی محبت سے نہال ہو کر اپنی بیٹی کے گرد بازو ڈالے اور اسکے حجاب کے ہالے میں چہرے کی پیشانی چومتے اسے سینے سے لگا دیا۔ انکی آنکھوں سے آنسوں بے ساختہ گرا۔۔

رب نے جتنی خوبصورت اولاد دی تھی اتنا ہی پیارا نیک دل انہیں دیا" تھا۔۔" اب وہ بس انکے مستقبل کی دعائیں مانگ رہی تھیں ہر نماز میں ہر تہجد میں۔

اچھا اب یہ دیکھو دونوں رنگ کا امتزاج ہے۔۔"عائشہ نے"
ایک خوبصورت پیلے گلابی امتزاج کے بھاری لہنگے کو سامنے رکھا
اسکے۔
اسکی سفید گلابی رنگت پر وہ کھل رہا تھا۔
آپکو جو بھی پسند آئے وہ لے لیں یقیناً میں اسی میں خوبصورت لگوں گی۔""
اسکے جملے پر وہاں موجود خواتین سن کر آسودہ مسکرا دیں۔۔
وہ کہہ ابھی دوسرے لباس دیکھنے لگی تھی اپنے من پسند کہ تبھی سیل
فون پر آتی کال کی طرف چونک کر متوجہ ہوئی۔۔

اور اسکرین پر صمصام زیدی کا نمبر دیکھ کر وہ چونک گئی۔ توقیع بھی اپنی
جگہ پر آکر بیٹھی۔۔

جا کر دیکھ لو ہو سکتا ہے ضروری کام ہو۔۔"عائشہ صام کا نام دیکھتی مسکرا کر"
بیٹی کا گال تھپک کر بولیں۔۔

ج جی۔۔!"اسنے سر ہلایا اور اپنی سرخ ہوتی رنگت سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔"
"کہاں؟"توقیع اسے پھر سے چیئر سے اٹھتے دیکھ کر پریشان ہوئی۔۔

آتی ہوں بیٹھو صام کی کال ہے۔۔"وہ صام کا نام دکھا کر سائیڈ ہو گئی"
تقویٰ کے لبوں پر خوبصورت مسکراہٹ رقصاں تھی۔اور ماں کو مسکراتے
صام عرشیہ کے ٹرمز نارمل دیکھ کر توقیع بھی خوشی سے مسکرائی۔۔

بولو!"وہ باہر آکر سامنے شاپ سے سینکے ہوئے چنے لیکر منہ میں"
ڈالتی ہوئی ایک سائیڈ بینچ پر بیٹھ کر بولی۔۔
اسنے ڈیپ گلابی گاؤن پر وائیٹ کلر کا حجاب پہنا ہوا تھا۔۔
ساتھ چنے بھی کھا رہی تھی۔
صام اسکے لہجے پر موبائل کو گھورنے لگا جیسے وہ موبائل میں اسکی گھوری کو دیکھ
لے گی۔
اب بولو گے یا میری یاد میں ایسے ہی کال کی ہوئی ہے۔۔"وہ طنزیہ"
بولی۔صام نے سن کر تمسخرے سے سر جھٹکا۔۔

یہ خوش فہمی بہر حال میرے بارے میں تو مت پالنا مسز"
صمصام زیدی۔ہاں ایک یاد آرہی تھی۔"وہ مسکراہٹ دبا کر بولا پر اسے
محسوس ہونے نہیں دی۔۔لہجہ سپاٹ ہی رکھا۔۔

اور یقیناً میری گالیوں کی ہی یاد آرہی ہو گی۔" وہ بھی کاٹ دار انداز میں کہتی" وہاں سے گزرتے لوگوں کو دیکھ کر مسکراہٹ چھپا گئی۔۔

دوسری طرف صمصام کی مسکراہٹ غائب تھی اسکی بات سے اسکی جگہ جبراتن گیا۔۔"گالیوں کی نہیں تمہارے منہ کی آرہی تھی۔۔"وہ بھی بے باکی سے بولا جس سے عرشیہ کے گال تپ گئے اور دوسرے لمحے مسکراہٹ بھی غائب تھی۔۔

تم سے گھٹیا انسان اور زیادہ کی توقع تھی۔۔"وہ غصے سے بھڑکتی انجانے" میں الٹا ہی جملہ بول گئی۔۔حالاں کہ اسے کہنا تھا" تم سے گھٹیا "انسان ایسی گری سوچ کی توقع تھی

مجھے بھی یہی توقع تھی کہ تم مجھ سے زیادہ کی ہی توقع رکھو گی۔۔ڈونٹ وری تمہارا" سائیکو سائیں ساری کسر پوری کر دے گا تمہیں رات کو دن کی سیر کروائے گا بلکہ دماغ چکرا دے گا۔۔"صمام اسکے جملے کو پکڑ تا محظوظ ہو کر جلاتے ہوئے بولا۔۔

عرشیہ کا چہرہ جل اٹھا جیسے۔۔ اسکے ہاتھ پاؤں گھبراہٹ سے ٹھنڈے پڑ گئے منہ بھی کپکپا گیا کہ منہ میں رکھتی چنا بھی لڑھک کر نیچے گرا۔۔

"میں تمہارا منہ توڑ دوں گی۔۔ تمہیں دن کو تارے دکھا دوں گی چیپ انسان۔۔ ایسی فضول گوئی کرنے کیلئے کال کی ہے کہ دیکھو عرشیہ خان میں اتنی گری ہوئی سوچ کا مالک ایک ترسا ہوا انسان ہوں جسے لڑکی ہاتھ میں آتے ہی اس سے بکواس کرنا شروع کر دیتا ہوں۔۔" وہ بھڑک کر برہمی غصے سے نیچی آواز میں غرا اٹھی۔

"اپنی زبان کو لگام دو کسی غیر سے نہیں اپنی بیوی سے کہا ہے۔۔ آئندہ مجھ سے ایسے لہجے میں بات کی زبان گدی سے نوچ لوں گا۔" ٹیبل پر ٹھا کے ساتھ ہاتھ مارتے وہ سرخ رنگت سے بولا۔۔

وہ اسکی غراہٹ پر اچھل پڑی۔۔ پر خوشی ہوئی یہ دیکھ کر کہ وہ دبئ میں ہے اور وہ انگریزوں کے اینا کونڈا جیسی شکل والا صمصام زیدی پاکستان میں۔۔

لگام تم دو اپنے منہ پر۔۔ اور لگام دینے کی ضرورت بھی تم جیسے بد تمیز"
بد اخلاق بے حیا شخص کو ہے۔۔ اور دو لگام، اپنی آنکھوں، اپنی ترسی ہوئی حس کو،
اپنے دماغ کو اپنے تھرڈ کلاس ڈائیلاگ کو سمجھے آئندہ اس نمبر
پر کال کی میں تمہاری زبان تمہاری آفس میں آکر سب کے سامنے
نوچ کر بھوکے گدھوں کے حوالے کروں گی بلکہ تمہاری جو بیلو بلور جیسی کسی
یتیم فقیر والے آدمی جیسی آنکھیں ہیں انہیں نکال کر گھوٹیاں کھیلوں
گی سٹوپڈ۔۔" وہ اسکی بکواس سن کر چپ رہتی۔۔
ایسا ممکن کہاں تھا ان دونوں کی جنگ تو بچپن سے تھی وہ چلا کر کہتی
صمصام زیدی کا چہرہ انگارہ کر گئی۔۔۔

ایک بار میرے پاس آجاؤ ایسی زبان درازی پر آنکھیں پھوڑ دوں گا"
تمہاری زبان نکال کر ہتھیلی میں دوں گا اور گھٹنوں سے معذور کر کے بٹھا دوں
گا۔۔" وہ پیپر ویٹ ٹھاکے ساتھ دیوار پر مارتا چیخا۔۔
دونوں ایک دوسرے کو تاؤ دینے میں قصائیوں کو بھی پیچھے چھوڑ چکے تھے۔
اگر انہیں اس وقت کوئی سن لیتا تو ضرور بکرا عید پر انہیں ہی قصائی
کیلئے لے جاتے۔۔

اور میں تمہاری آنکھوں میں اپنی انگلیاں ڈال کر انہیں نکالوں گی بلکہ "
تمہارے منہ میں اپنا پورا ہاتھ ڈال کر تمہارا پورا حلق چیر لوں گی۔۔
تمہاری ٹانگیں موڑ توڑ کر کپڑے پھاڑ کر تمہیں لنگڑا بنا کر کسی پیر
کے دربار میں بٹھا کر ہاتھ میں پیالہ تھما دوں گی تا کہ انسان سے
عزت سے بات نہیں کر سکتے ایٹلیسٹ عزت سے بھیک تو
مانگ سکو۔۔" وہ خونخوار بن کر اس سے زیادہ تیز آواز میں چیخی جس پر
حیرت سے لوگوں نے اسے دیکھا جبکہ اردو سے واقفیت رکھنے والوں
نے اس بیسٹ کی نانی کو حیرت سے دیکھا۔۔
صام نے اسکی بات سنتے حیرت سے ذرا سی صورتحال کو تصور
کیا۔۔ دوسرے ہی پل اسکا جبڑا تن کر دانت بھینچ گیا اور ماتھے کی رنگیں
پھول گئیں۔۔

تم جانتی ہوں تم کس سے یہ بکواس رہی ہو؟" وہ پھولے تنفس سے بولا۔۔"
چہ چہ شاید بیچارے نے دماغ کھو دیا میرے ڈر سے کہ اب اپنے"
بارے میں بھی مجھ سے پوچھ رہا ہے ہاہاہا۔۔" عرشیہ نے اسکے غیظ
وغضب میں پوچھے سوال پر قہقہہ لگاتے افسوس ہمدردی جتائی۔۔

صام کا دل چاہا ابھی سامنے ہوتی تو اسکا کچھ کر دیتا بلکہ منہ سے زبان ہی کھینچ کر نکال دیتا کہ وہ بول ہی نا سکے اس سے۔۔ پھر بتاتا اسے کہ سائیکو پاگل کیا ہوتا ہے۔۔

اسنے کھڑکی کے پٹ کو سختی سے تھاما۔۔۔
زبان اتنی چلاؤ جتنی برداشت کر سکو مت بھولو ضمانت ہو محض "
ضمانت پر آئی ہوئی۔۔۔ میری بہن کی خوشیوں کی ضمانت۔۔" اسنے سرد لہجے میں تمسخرہ اڑاتے ہوئے جتایا۔
عرشیہ کا چہرہ پل میں سرخ سے پھیکا پڑ گیا۔۔
صمصام زیدی کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی اسکی طویل خاموشی پہ۔۔
چہ چہ ڈارلنگ خاموش کیوں ہو گئی؟ پانی کہوں کوئی دے؟" وہ "
سپاٹ انداز میں پوچھتا پرسکون ہو کر اپنی چیئر پر آ کر بیٹھا۔۔
عرشیہ نے گہرا سانس بھرتے آس پاس کو دیکھا تو حیرت کو شدید جھٹکا لگا جب کافی لوگوں کو خود کی طرف متوجہ پایا۔۔
کیا ہے؟؟" اسنے کاٹ دار انداز میں ابرو اچکائی۔۔ وہ بوکھلا کر نفی کرتے "
وہاں سے جانے لگے۔۔

مان لو صمصام زیدی تم ایک گھٹیا شخص ہو جب تم سے مقابلہ نہیں ہو پاتا" تو تم ایسی چیپ دھمکیوں حرکات پر آجاتے ہو۔۔ کہو کس لئے کال کرنے کی زحمت کی؟" وہ غصہ ضبط کیے تحمل سے گویا ہوئی۔۔

جانِ سائیکو تمہیں معلوم تو ہے ایک بزنس مین کا مطلب " سوداگر اور سوداگر کا مطلب بے حس۔۔ دونوں تمہارے معاملے میں آئے ہیں۔ کیا کروں تمہیں تمہاری اوقات بھی تو دکھانی ہوتی ہے۔۔" وہ چیئر کی پشت سے سر ٹکا کر بولتا جھولنے لگا پر اسکی بکواس خاموشی سے سنتے عرشیہ نے ایک کے بعد دوسرے چنے منہ میں ڈالنے شروع کر دیئے۔۔

ان چنوں میں جیسے اسے صمصام زیدی کی گردن نظر آرہی تھی جنہیں کچل کچل کر کھا رہی تھی۔

میرے دماغ زیادہ مت کھاؤ اپنی بکواس شروع کرو۔۔ یہ حقیقت " مان لی ہے کہ جب تک تم اپنے سائیکی نا الفاظ سے دکھاؤ تمہیں دن رات کا کھانا ہضم نہیں ہوتا اور اب بھی میرے منہ سے سن کر ہضم

کیا ہوگا اسکا اندازہ ہے مجھے۔۔" وہ چبا چبا کر بولی صام نے مٹھیاں بھینچے۔۔

اور تم کون سا ہاجمولا کھا کر ہضم کرتی ہو تمہارا بھی میرے منہ سے سن" کر ہی ہضمہ درست ہوتا ہے۔" وہ اسی کے انداز میں برجستہ بولا۔۔
ہونہہ! اپنی شکل دیکھی ہے؟ چوہے جیسا تو منہ ہے تمہارا اونٹ" جیسی ناک بھیڑیے جیسے دانت شکل سے ہی کوئی مجھے جنگلی مخلوق لگتے ہو۔۔" وہ جان بھوج کر اسکے حسین چہرے پر مرچ چھڑکنے لگی۔۔
جسے سنتے صام کا چہرہ متغیر ہو گیا۔۔

اور تم کون سی حسین مخلوق ہو؟ شیشہ دیکھا ہے کبھی؟ صمصام زیدی کے" پاس کھڑی رہنے کی لائق نہیں۔ شکل سے تو بندری سے بھی گئی گزری ہو یہ بھی میرا دل ہے کہ تم جیسی جنگلی بندریا کو میں نے ضمانت کے طور پہ لیا۔۔" ابکی بار متغیر ہونے کی باری عرشیہ کی تھی وہ مزید نا سنتے چلا اٹھی۔۔
"کیوں کال کی ہے مجھے اپنے بدبودار منہ سے؟؟؟"

اسلیے ہی تا کہ تمہارے منہ کی بدبو سونگھ سکوں۔۔ اس دن بیچ میں رہ" گئی تھیں تمہاری سانسیں جو بکھر رہی تھیں بار بار۔" اسنے کہہ کر اپنا گلابی نچلہ ہونٹ دانتوں تلے دبالیا۔۔

ادھر اسکی بات سے عرشیہ کا چہری گلابی پڑ گیا۔۔
بات کہو۔۔" وہ کہہ کر لب بھینچ گئی۔۔"
صمصام زیدی کا دل قہقہہ لگانے کا کہہ رہا تھا اسکے اتنی شرافت سے پوچھنے پر۔۔

تم پاس آؤ گی تبھی ہی کہوں گا اتنی دور کون کہتا ہے؟" وہ اب آرام سے جھولتا" ہوا بولا۔۔ وہ جھٹکے سے کھڑی ہو گئی جس سے اسکے سارے چنے نیچے بکھر گئے۔۔

کیوں اپنے معیار سے گر رہے ہو صمصام زیدی مت بھولو میں ضمانت" ہوں اور کیا تمہاری اوقات ہی اتنی ہے کہ ایک ضمانت کو منہ لگاؤ؟" وہ طنزیہ کاٹ دار لہجے میں بولی۔۔

بس کیا کریں تمنے جتنی سانسیں میرے سامنے بھری ہیں میں"
اپنی اوقات سے نیچے آنے پر مجبور ہو گیا ہوں کیونکہ ایک بزنس
مین نفع دیکھتا ہے نقصان نہیں۔۔
تمہارے تھر تھراتے ہوئے ہونٹوں میں میرا نفع ہے۔۔اور نقصان
کا بھی سوچا ہے اب اتنا پیسہ خرچ کر رہا ہوں تم پر ایسے ہی تو ضائع
نہیں ہونے دوں گا۔۔ضرور وصولی تو ہو گی نامسز صمصام زیدی۔"وہ جتاتے ہوئے
معنی خیزی سے بولا اسکا کاٹ دار جتاتا ہوا لہجہ عرشیہ کے روم روم کو
کاٹنے لگا۔۔

وہ جانتی تھی وہ کمینہ کسی طور نہیں بخشے گا اسے۔۔اسے ہی کچھ ٹھوس
اقدامات اٹھانے ہوں گے اس سے محفوظ رکھنے کیلئے خود کو۔۔۔

ڈریس دیکھ رہا تھا تمہارے لیے کچھ تو سلیکٹ کر دیئے ہیں جو کہ تمہیں"
رات کو پہننے پڑیں گے۔ڈونٹ وری نائٹی نہیں ہو گی۔۔
باقی رہا بر ائیڈل ڈریس تو وائیٹ ڈریس پسند کیا ہے۔۔جس سے آگاہ
"کرنے کیلئے کال کی تھی۔۔

حالاں کہ وہ اس سے اسکی پسند پوچھنے والا تھا پر وہ اس عنایت کے لائق ہی نہیں تھی۔

عرشیہ نے سن کر گہرا سانس بھرا اور حلق تر کیا۔۔۔
ایک تو تمہاری شکل پہلے سے سڑی ہوئی ہے اوپر سے انگریزوں کے " فیشن کو دیکھتے بیوہ کا لباس پہنا رہے ہو؟ شادی کر رہے ہو یا اپنی بیوہ بنا رہے؟ عزت سے گلابی جوڑا خرید لو اگر شادی کے رات بیوی عزت احترام سے رخصت کروانا چاہتے ہو۔۔
اگر بندے کی شکل اچھی نا ہو، کام تو اچھا کر لے۔ تمہاری شکل سے تو کوئی جذبات نہیں آرہے مجھے ایٹلیسٹ کپڑوں کو دیکھ کر احساس ہو جائے کہ شادی ہو رہی ہے میری نا کہ میت اٹھ رہا ہے سفید لباس میں ایڈیٹ۔۔" وہ اسے سناتی ساتھ ہی کوستی ہوئی کھٹک سے کال ڈسکنیکٹ کر گئی۔۔

صمصام نے موبائل کو دیکھا دوسرے ہی پل ٹھاکے ساتھ دیوار پر دے مارا۔۔ ٹھاکے ساتھ ہی موبائل چار ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا تھا جو اب زمین پر پڑا اپنی ناقدری پر رو رہا تھا۔۔

اسنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے غصے سے میگزین نیچے پھینک دیا پر دفعتاً اسے یاد آیا توقیع کی لوکیشن۔۔

شٹ!!" اسنے غصے سے موبائل کو دیکھتے کہا۔۔ اسنے تو عرشیہ کی" موبائل لوکیشن بھی نوٹ نہیں کی۔۔

غصے سے جلدی آفس فون سے توقیع کا نمبر ملاتے ہوئے اسے کال کر دی۔۔

السلام علیکم بھائی۔" توقیع موبائیل اسکرین پر اپنے بھائی کی آفس کا" نمبر دیکھ کر پریشانی چھپاتی ہوئی بولی۔۔

وعلیکم السلام! کہاں ہو اس وقت ؟؟؟" اسنے کچھ سخت لہجے میں" پوچھا۔۔

اس بندے کو سکون نہیں کبھی کس کا دماغ چاٹ رہا تو کبھی کسی کا۔۔"" پاس بیٹھی عرشیہ اسے اب اپنی بہن سے بات کرتے دیکھ کر بڑبڑائی۔۔

لگتا ہے صام بھائی نے بی پی ہائی کر دیا ہے ہاہاہا۔۔" اسکی گلابی دہکتی رنگت" دیکھ کر بڑبڑاہٹ سنتی ہوئی پاس بیٹھی روحا آہستہ سے گویا ہوئی۔۔

تمہیں تو بڑا ایکسپیرنس ہے لگتا ہے ساحل لالا تمہارا بی پی ہائی کر چکے "
ہیں۔۔"اسے شاید احساس نہیں تھا کہ کس سے شرارت کر رہی
ہے
عرشیہ کے جھینپنے کے بجائے الٹا جملے پر روحا ہی سٹپٹائی مزید
سمن نے قہقہہ لگاتے اسے شرمندہ کر دیا اسنے غصے سے عرشیہ
کے بازو پہ چٹکی کاٹی وہ بھی اسکی حالت سے قہقہہ لگا اٹھی۔۔
ہمارا نھا شا بے بی جانے کیسٹے ہینڈل کرے گا لالا جان کو۔۔"وہ روحا کو"
حصار میں لیتی ہنستی ہوئی بولی۔روحا اسے چھیڑ کر بری طرح پھنسی تھی
اپنی ماں آنٹی کا خیال کرتی بوکھلا کر کپڑے دیکھنے لگی۔۔

بھائی میں تو مام کے ساتھ دبئ میں ہوں آپ کو بتایا تھا نا"
صبح۔۔"توقیع نے پریشان ہوتے وہاں عرشیہ کا قہقہے لوگوں کی آوازیں
سن کر باہر آتی ہوئی بولی۔۔۔

سوری جان بھائی پریشان ہو گئے تھے تم شاپنگ کرو اور دل کھول کر کرنا۔۔"
کوئی کمی نہیں ہونی چاہیے میرے بیٹے کی شاپنگ میں۔۔" وہ اسے
محبت پاش لہجے میں گویا ہوا۔۔
تو قیع کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔۔۔

جی بھائی بہت کی ہے۔۔" وہ اداس دل سے بولی۔۔"
شاباش اچھا بھائی کو بتاؤ میرا شہزادہ بیٹا لوکیشن کیوں شو نہیں"
"ہو رہی موبائل کی؟؟
جو بے چینی بے سکونی تھی وہ پل میں غائب ہو گئی تھی اور وہ اب سمجھا
کہ اسے بے سکون کس کی تھی۔۔ اپنی بہن سے صبح سے بات نا کرنے کی اتنی
بے چینی تھی اسے۔۔ اپنی بہن کے دور جانے کی بے چینی تھی اسے۔۔

انکے سوال پر تو قیع نے اپنی موبائل کی لوکیشن دیکھی۔۔ جو کہ آف تھی۔۔
بھائی میں نے تو صبح آن کی تھی عجیب موبائل ہے خود آن ہوتی خود پاور"
آف اور خود ہی جانے کیا کچھ ہوتا رہتا مجھے تو لگتا ہے موبائل کو جن آ گیا
ہے۔ آپ واپس کر دیں شاپ والوں کو صارم بھائی جانے کیسی

موبائل اٹھالائے ہیں مجھے آپ دوسری لادیں۔۔۔"توقیع اسکی لوکیشن پھر آف دیکھ کر غصے سے آن کرتی ہوئی بولی۔۔

صام نے سن کر سر ہلادیا۔۔"جی جی بالکل میرا بچہ یہی کرتے ہیں میں آج ہی تمہارا نیو موبائل لینے جارہا ہوں ایسا کرو تم اس موبائل کو آف کرو اور بند کر کے بیگ میں سنبھال کر رکھ لو تاکہ پھر آدمی کو دے سکیں۔۔یقیناً خراب ہے اولڈ ہو گی۔۔۔"اسکی ہدایت توقیع نے سن کر اوکے کہا۔۔۔
اور صام جلدی آنے کی ہدایت کرتا کال ڈسکنیکٹ کر گیا۔۔

اگر اسکی بہن کی موبائل لوکیشن آف تھی تو ایا کون تھا اسکے اپنے گھر" میں جسکے پاس اسکی بہن کا موبائل ہیک تھا۔۔
بلکہ اس رات جب وہ عرشیہ کے پاس تھا تب باہر آیا تو بھی اسے اسکی بہن کی لوکیشن گھر میں ہی بتائی گئی تھی پر جب لان میں تو معلوم ہوا اسکی بہن باہر سے ہو کر آگئی تھی۔۔پر اسکے پاس مسلسل سے کوئی نوٹیفیکشن نہیں پہنچ رہی تھیں کیوں؟"صمصام زیدی بیٹھا بہت غور سے سوچ رہا تھا۔۔

یہ تو بات پکی تھی کہ موبائل ہیک ہے۔۔ پر اسکا موبائل ہیکر کے پاس پہنچا کیسے ؟ اور اسکے گھر میں کون ہے جو کہ اسکی بہن کے موبائل کا ڈیوائس چلا رہا ہے۔۔

کچھ تو وہ اسکے بہن کے سہمے انداز، پریشان چہرے اس رات کے ہذیانی حالت یا یوں کہا جائے سال بعد پھر اس حالت سے معاملہ سمجھ آرہا تھا کوئی تو تھا جو کہ اسے ڈرانا چاہتا تھا۔۔۔

اور وہ کون تھا یہ بات قابل غور تھی۔۔

اسنے رپورٹس واپس اٹھا کر دیکھیں پر وہاں خرگوش کے خون کے ثبوت تھے۔

وہ جو کوئی بھی تھا کافی پاس تھا جو ایسا کر پا رہا تھا۔۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

وہ آدمی آپ نے بھیجے تھے؟؟" وہ اسکے سامنے کھڑا استفسار کر رہا تھا۔" لہجہ سپاٹ سرد تھا۔ آنکھوں میں ضبط کے شعلے تھے۔

کیوں تمہیں تکلیف ہورئی ہے دیکھ کر؟"مقابل آدمی بیڈ پر پڑی چھت کو"
گھورتی ہوئی ساکت پڑی عورت کے منہ میں چمچ سے پانی کے قطرے
ڈالتا ہوا تمسخرے سے بولا۔۔

میں نے پوچھا آپ نے بھیجے تھے اپنے آدمی ان پر گولیاں چلانے"
کیلئے؟؟؟؟"معاً انکے جواب نا دینے پر وہ بھڑک کر غرا اٹھا۔
سواء اس آدمی کے چونکنے کے علاوہ بیڈ پر پڑے وجود میں حس
و حرکت نا ہوئی۔۔
اپنا لہجہ درست کرو دریاب خان"وہ انچاس پچاس سالہ"
فیروز چغاتی پانی کی پیالی چمچ سائیڈ ٹیبل پر رکھتا رعب سے
مقابل آکر دریاب خان پر گرجا۔۔

میں لہجہ درست نہیں کروں سر کاٹ دوں گا اگر انہیں کچھ ہوا تو۔۔""
وہ اپنی سرخ لہو شہد رنگ آنکھیں مقابل کی آنکھوں میں گاڑ کر ان سے
بلند بپھرے شیر کی مانند گرج اٹھا کہ کچھ دور فاصلے پر بیٹھی نرس
گھبراہٹ خوف سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

بہت خوب !! آخر کار خون بولنے لگا ہاہاہا۔۔" اچانک پیچھے قہقہہ "
لگاتے ہوئے کہا گیا۔۔
دریاب نے خونخوار نظروں سے مڑ کر پیچھے دیکھا تو پچاس کے
قریب ہی عمر کے کالج پرنسپل ظفر حیدری کو تمسخرہ قہقہہ
لگاتے ہوئے پایا۔۔

بولے گا اور بار بار بولے گا۔۔ کس کی ہمت نہیں انہیں مارنے کی۔۔ تم لوگوں کا"
مقصد اسے سزا دلوانی ہے تو وہ دلواؤ مارنے کا حق نہیں کسی کو ورنہ میں
تم لوگوں کی دنیا تہس نہس کر دوں گا دریاب خان کو جانتے نہیں ابھی
تک۔۔" وہ نرم لہجے سنجیدہ رہنے والا کوئی انسان نہیں بلکہ بھڑکے شعلہ
لہجہ لیے بدلا ہوا کوئی دریاب خان لگ رہا تھا۔۔

میں بھی ماروں گا اور بار بار ماروں گا جب تک وہ مر نہیں جاتا۔۔"
اس دنیا سے مٹ نہیں جاتا تب تب میں اسے ماروں گا۔"
اچانک پیچھے سے فیروز چغاتی دھاڑ اٹھا۔
نرس انہیں دیکھتی آہستہ سے وہاں سے اٹھ کر خوفزدہ چلی گئی۔۔

اور میں تمہاری اینٹ سے اینٹ بجادوں فیروز چغتائی۔۔"وہ" اس سے تیز آواز میں دھاڑتا ایکدم فیروز چغتائی کے کالر کو جکڑتے ہوئے جھٹکا دیکر اسے مارنے پر آگیا۔۔

پاگل ہو گئے ہو دریاب بھول گئے ہو کہ یہ کون ہے؟؟؟"پرنسپل ظفر" حیدری نے اسکے تیوروں کو دیکھتے بوکھلا کر اسکے بازو کو پکڑتے فیروز چغتائی کا کالر چھڑوانا چاہا۔۔

نہیں بھولا اسے میں، یاد ہے مجھے سب کچھ!!!پر جب طے پایا تھا کہ اسے" پولیس کے حوالے کرنا ہے اسے اسکے گناہ کی سزا مکمل دینی ہے تو پھر مارنے کیوں لگے اسے۔۔؟؟؟"دریاب خان نے فیروز چغتائی کو پیچھے دھکیلتے ہوئے پوچھا۔

یہ میں نے کیا تھا محض اسے ڈرانے کیلئے۔۔اسے بتانے کیلئے کہ" ہم جان گئے ہیں اسے۔۔وہ ہم سے بچ نہیں سکتا ناہی قانون سے بچ سکتا ہے۔۔ اپنی اصلیت چھپا کر چل رہا ہے تو اسنے کیا سمجھا اسکا گناہ چھپ جائے گا؟"ظفر حیدری نے اسکے بازو پکڑ کر کہا۔۔

دریاب نے جھٹکے سے اپنا بازو چھڑوا کر سرخ آنکھوں سے انہیں گھورنے لگا۔

"جھوٹ مت بولو میں اس وقت وہیں تھا جب تم لوگ کے آدمی اس پر گولیوں کی بارش کر رہے تھے۔۔۔اسکی بیوی کو کیوں نشانے میں لیا؟؟؟؟ آپ دونوں نے ملکر ان دونوں کو مارنے کی کوشش کی ہے۔ کیا فرق رہ گیا آپ دونوں میں اور اس میں؟؟؟ گناہ سے نفرت کرتے ہیں گناہ کو پھیلنے سے روکتے ہیں تو کیسے ایک زندہ وجود کو مارنے پہ آگئے ہیں؟ اسے قانون سزا دے گا آپ لوگوں کو کس نے حق دیا اسے سزا دینے کی۔۔" وہ غیظ و غضب میں گویا ہوا۔

"تم اتنا بھڑک کیوں رہے ہو اسکی موت اگر ہوئی تو؟ تمہیں تو نفرت ہے نا اس سے۔۔اسکی محبت اس سے چھین رہے تھے نا؟؟ پھر کیوں آج اسے موت سے بچانے کیلئے باؤلے ہو رہے ہو؟ مت بھولو وہ دلاور خان ہے! دریاب خان سے اسکی محبت ہمیشہ کیلئے چھین کر اسے نوچنے والا۔۔

اسکی گواہی میں تم نے دل پر ہاتھ کبھی نہیں رکھا کیوں دریاب خان؟
کیا تمہیں محبت نہیں تھی اس سے؟" پرنسپل ظفر حیدری نے بیچ
میں ٹوک کر کانپتے ہوئے لہجے میں چلا کر کہا۔۔
دریاب خان نے اسکی آخری بات پر تڑپ کر سرخ آنکھوں سے
انہیں دیکھا کہ اگر آئندہ ایسی بات کی تو وہ حلق نوچ لے گا۔۔

تکلیف ہوئی دریاب خان؟؟؟ سن کر تکلیف ہوئی۔تب کہاں"
جاتی ہے تمہاری محبت جب اسکے گناہگار کو اپنی آنکھوں کے سامنے
دیکھتے ہو؟ ہمیں ہوتی ہے تکلیف اسے یوں آزادی سے گھومتے دیکھتے جبکہ اس
بے گناہ۔۔۔۔
بتاؤ دریاب خان اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بتاؤ اسے حق ہے جینے کا؟ جسنے تم سے
تمہاری محبت کو چھینا ایک معصوم بے قصور نازک پھول کو مسل دیا۔
کیا تمہارے کانوں میں اسکی چیخیں نہیں گونجتی؟ کیسے سو جاتے ہو
تم؟
ٹھیک کہا لیا ہمنے اسکی بیوی کو نشانے میں کیونکہ اسے تکلیف تب
ہو گی جب اسکی محبت کو اس سے چھینا جائے گا۔ اپنوں نے الگ
ہونے کا اس پر اثر نہیں ہوا دیکھ لو وہ بار بار صرف اپنی محبت سے ملتا ہے تو

وہی نشانہ ہے ہمارا اسے پکڑنے کا۔۔" اسکی ابھی بات منہ میں ہی تھی کہ ایکدم دریاب خان نے پچاس سالہ ظفر حیدری کے کالر کو جکڑتے ہوئے جھٹکے سے اپنے قریب کیا اور اسکے منہ پر سرد برفیلے مگر خونخوار انداز میں گویا ہوا۔۔۔

اسکا نام مت لینا وہ بے قصور ہے۔ میں بتا رہا ہوں ورنہ مجھے انسان" سے حیوان بننے میں ذرا بھی دیر نہیں لگے گی۔۔" اسکا اشارہ توقیع کی طرف تھا۔۔

پاگل ہو گئے ہو دریاب خان اپنے استاد کا کالر پکڑ رہے ہو وہ بھی اسکے لئے۔"" فیروز چغاتی نے ایکدم آگے بڑھتے غصے سے بھڑک کر اسکے ہاتھ ظفر حیدری کے کالر سے نکالنے چاہے جسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ دیکھ رہا تھا۔۔

ہونہہ!! یہ کرے گا استاد کا احترام جو اپنی محبت سے سچا نہیں۔۔"" ظفر حیدری نے اسے طیش دلاتے سر جھٹکا۔۔

احترام ہی کر رہا ہوں اسلئے آپ ابھی تک اس جرات کے بعد" زندہ ہیں۔۔ ورنہ اصول خلافی پر میں استاد یا رشتہ نہیں دیکھتا ظفر حیدری!" اسنے غراتے ہوئے کہتے جھٹکے سے انکے کالر کو چھوڑا جس پر انہوں نے اندر ہی اندر سکون بھرا سانس لیا۔۔۔

کیا ہو گیا ہے تمہیں دریاب یہاں بیٹھو میرے بیٹے میرا" تمہیں ہرٹ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔۔ "معاً محبت کے ذکر پر فیروز چغاتی اسکی آنکھیں لہو دیکھتا اسے ریلیکس کر کے سامنے صوفے کی طرف زبردستی لاتے ہوئے وہاں بٹھایا جہاں بیٹھ کر وہ سر ہاتھوں میں گرا کر آنکھیں میچ گیا۔۔

میں نہیں بن سکتا اسکے جیسا۔۔ نا آج بن سکتا ہوں نا ہی اسکے جیسا بننا" چاہتا ہوں۔۔۔ "وہ بے بسی سے گویا ہوا۔۔
فیروز چغاتی نے اسے پانی کا گلاس پیش کیا پر وہ نفی کر کے سر صوفے کی پشت سے ٹکا کر آنکھیں سختی سے میچ گیا۔۔

ظفر حیدری غصے سے اسے دیکھ رہے تھے جسنے اپنے استاد کی عزت بھی نہیں کی انکا کالر پکڑ لیا بلکہ دھکا دینے کے انداز میں چھوڑا۔۔

تمہیں کون کہہ رہا ہے اسکے جیسا بنو؟بس چھوڑو سب تم اور اپنی محبت" کو تو انصاف دلوا سکتے ہو نا؟یا یہ بھی تم سے نہیں ہو گا؟"فیروز چغاتی پاس بیٹھ کر گویا ہوئے۔۔

میں پہلے بھی ساتھ تھا کیا کچھ کر رہا ہوں اسے پکڑوانے کیلئے اتنا تو گر" گیا ہوں اپنی نظروں میں کہ اپنی بھابھی سے کیا کھیل کھیل رہا ہوں۔۔ انصاف چاہتا ہوں میں بھی۔ میں بے گناہ کا ساتھ نہیں دے سکتا تھا اور یہ جانتے ہیں یہ میں صرف اپنی محبت کیلئے نہیں کر رہا میں انسانیت کا حق ادا کر رہا ہوں گناہ کا ساتھ نہیں دینا چاہتا کیونکہ کبھی ایسا بھی وقت تھا اسنے مجھ سے وعدہ لیا تھا کبھی گناہ کا ساتھ مت دینا اور آج میں نہیں دے رہا اپنا وعدہ پورا کر رہا ہوں۔۔
میں نے گرنے کی کوشش کی اتنی کہ اپنی نظروں سے نظریں نا ملا پاؤں پر میں اتنا نہیں گر سکا۔۔

میں چھیننی چاہی اسکی محبت اس سے پر میرے قلب نے مجھے اجازت نہیں دی۔۔ میں گر گیا جانے کیا کچھ سوچنے لگا پر کچھ نہیں کر سکا۔۔

محض اتنا کر رہا ہوں کہ اسے چھپا رہا ہوں تا کہ وہ سب کے سامنے آسکے اور سب کے سامنے اسکی شخصیت کھل سکے۔ اس سب کیلئے میں نے اسکی بیوی کے ساتھ اپنا نام تک جوڑ لیا کہ اب اپنی نظریں نہیں اٹھا سکتا پر پھر بھی اس معصوم کو دھوکہ دے رہا ہوں۔۔

جس طرح میری محبت معصوم تھی ویسے ہی وہ معصوم ہے اگر اسے نقصان پہچا تو سن لو کچھ حاصل نہیں ہو گا تم لوگوں کو سواء موت کے۔۔ کیونکہ وہ صائم زیدی کی بیٹی ہے صمصام زیدی کی بہن۔۔۔

میں نہیں تو وہ جہنم سے ڈھونڈ کر نکالے گا تم دونوں کو اگر اسکی بہن کو تکلیف پہنچی۔۔" وہ سرخ آنکھوں سے دونوں کو وارن کرنے لگا۔۔

یہ حقیقت ہے اسنے اس سے اسکی محبت چھیننی چاہی بھی تو چھین نا سکا۔۔ اسنے اسکے خواب دیکھے بھی تو دیکھ نا سکا۔۔ اسکا ضمیر اسے ملامت کرنے لگا۔ حالاں کہ اگر اسکی جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو اب تک پاگل ہو کر وحشی بن چکا تھا پر یہ دریاب خان تھا جسکا ضبط کمال تھا۔

اسنے بچپن سے اسے اپنی پرچھائی بنائے رکھی تو بھلا پرچھائی کو کون تکلیف دیکر خود سے دور کرتا ہے۔۔ پر اسنے کیا اسنے اپنے دریاب کو توڑ دیا۔۔

ناصرف اسنے اسکے دریاب کو توڑا بلکہ ایک قلب کو دو دلوں میں بدل کر ایک بھائی سے اسکا بھائی چھینا تھا۔ وہ کبھی معاف نہیں کرے گا اسے۔

مرتے دم تک نہیں کرے گا اسے معاف کیونکہ اسکا سنہرہ بچپن اسکی بہن کی محبت اسکی بہن کی خوشیاں اسکی خوشیاں وہ وحشی بن کر نگل چکا تھا۔۔

کیسے معاف کرے دریاب اسے جسنے ایک وجود سے روح کھینچی تھی، ڈبل ڈی کو اکیلا ڈی کر کے خود ڈی کے بن گیا۔۔ دریاب خان کو ویران کر کے اسکے سامنے چوڑا سینا پھیلا کر چلنے والے شیر کو اس سے چھین لیا۔۔

شیر سے بھیڑیا بن گیا وہ۔۔ ایک حیوان نوچنے والا بھیڑیا بن گیا تھا وہ۔۔۔

نکاح والی رات ہی وہ اسے پکڑ لیتا پر توقیع نے بیچ میں آکر سارا کام خراب کر دیا تھا۔۔ ورنہ وہ ایسی صورتحال کی شکار نا ہوتی جیسی ہوئی تھی وہ اس رات۔۔

وہ سامنے آجاتا سب کے آسانی سے۔ دریاب خان نے اسے گھیر لینا بھی چاہا تھا پر اسی وقت توقیع کی ٹارچ پر وہ چھپ گیا تھا۔ اور ہاتھ مسلتا رہ گیا کیونکہ وہ اسکے پیچھے جا رہی تھی۔۔

اور پھر ان آدمیوں کی آمد دیکھ کر پہلی فرصت میں پہچان گیا کہ انہیں مارنے والے صرف وہی ہو سکتے تھے کیونکہ اس وقت ان کے آدمی بھی وہاں آس پاس موجود تھے۔۔

اس سے پہلے اس جنگل والا حادثہ جہاں وہ توقیع کو گمراہ کر چکا تھا۔ وہ آفس میں تھا جب صمصام زیدی نے اسے کال کی تھی۔۔

اسے حیرت ہوئی تھی اگر توقیع گھر آتی تو عرشیہ ضرور اسے خوشی سے بتاتی۔ پر ایسا نہیں تھا اور وہ جب بغیر بتائے گھر گیا تھا تو اسے اکیلی ہی عرشیہ لان میں مل گئی تھی اس سے بہانے سے سرسری سا پوچھا پر اسنے لاعملی کا اظہار کیا کہ اپنے گھر ہو گی اور کہاں۔۔۔

وہ توقیع کے نمبر پر کال کر کے باہر نکلا تھا کہ اسکی نظریں بے ساختہ ہی ایک طرف گئیں جہاں اسے دیکھتے وہ ماسک پہنا وجود وہاں سے بھاگا تھا۔۔

اسکی جامت کو دیکھ کر اسے اندازہ ہوا تھا کہ وہ دلاور خان نہیں۔ تو ضرور اسکا آدمی ہوگا۔۔ اور اس وجود کے ہاتھ میں موبائل دیکھ کر اسے سارا معاملہ سمجھ میں آگیا۔۔

اسنے پہلے گھر جا کر دیکھنا چاہا تو قسیع کو پھر کہیں ڈھونڈنا۔۔ اگر وہ اسے نا ملتی تو ضرور وہ پریشان ہوتے اور کچھ ہاتھ پیر چلاتے تو انکا بنا بنایا ہوا گیم فیل ہو جاتا۔۔۔

پر شاید رب بھی ساتھ دے رہا تھا تبھی اسے بیچ میں ہی تو قسیع کی گاڑی مل گئی تھی۔۔۔ اسکا ڈور لاک نہیں تھا اور وہ وجود ابھی اسکی گاڑی چھوڑ کر گیا تھا۔

اسنے کھول کر دیکھا تو واقعی اسکے گال پر بنا نشان دیکھ کر اسے سارا کھیل سمجھ آگیا کہ وہ ان میں خوف پیدا کرنا چاہتا ہے۔

بے نام گمنام خوف، پر افسوس اسکی اس خواہش کو دریاب خان نے ہر بار ہی ناممکن بنا دیا۔ اور اسے اسکے ارادوں میں کامیاب نہیں ہونے دیا۔۔ پر کاش وہ تو قسیع کو بھی اسکے اچانک حملے سے بچا پاتا۔۔

ظفر حیدری اسے پر ایک نظر ڈالتا ہوا دوسرے صوفے پر ٹک گیا۔۔

تم ریلیکس رہو ہم مانتے ہیں تمہارے لئے بہت اذیت ناک ہے دونوں" طرف۔۔ اور ہم سے وعدہ لے لو آج کے بعد اسے جانی نقصان "نہیں ہوگا بلکہ جیسا تم کہو گے ویسا ہی ہوگا۔۔

فیروز چغاتی نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے حوصلہ دیا بلکہ وعدہ بھی کر لیا جس پر دریاب خان کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔۔

اگر وہ اپنی شناخت دلاور خان سے دلشیر خان نا کرتا تو آج بہت آسانی" سے اسے پکڑ لیتے پر وہ دلشیر خان بنا پھر رہا ہے بہت مشکل ہے ہمارا پکڑنا۔۔

صورت کا کیا ہے ہزار ایک جیسی ملتی ہیں بات تب بنے گی جب وہ خود آ کر شادی کے بیچ نکاح کو روکے گا، خود کو دلشیر خان یعنی ڈی کے نہیں بلکہ دلاور خان کہلائے گا۔ آخر کار وہ اپنی محبت کو اپنے نکاح میں ہونے کے باوجود کیسے اپنے بھائی کی ہوتے دیکھ سکتا تھا۔۔

کیسی ہیں؟" اسنے سر جھٹکتے پوچھا۔ "

جیسی ہمیشہ سے تھی مل لو۔۔" انہوں نے گہرا سانس بھرتے" ہوئے دریاب خان کو جواب دیا۔

پرنسپل ظفر حیدری اس دوران خاموش ہی تھے۔

مجھے امید ہے وعدہ خلافی اب نہیں ہو گی۔۔ آپکو مجرم سے کام ہے"
اسے سزا دینے والا قانون ہے۔ وہ اپنے گناہ کے کفارے سے بچ نہیں سکے
گا پر یہ یاد رکھئیے گا آپ لوگ کوئی نہیں ہوتے اسے سزا دینے والے اگر
"یہ حق حاصل ہوتا تو کب کا دریاب خان اسے دے چکا ہوتا۔۔
وہ اٹھ کر سامنے بیڈ پر پڑے ساکت وجود کی آنکھوں میں ویرانی دیکھتا
گہرا سانس بھر کر انکے ہاتھوں پر بوسہ دیتے ہوئے سیدھا ہوا۔۔
اور پلٹ کر صوفے پر بیٹھے ان دونوں وجود سے بولا۔۔

تم جانتے ہو میں نے تمہیں بیٹا کہا نہیں مانا ہے۔ میری کل"
کائنات صرف تم اور یہ وجود ہے۔۔ یقین رکھو مجھ پر کوئی جانی نقصان
نہیں ہو گا نا اسے نا اسکی بیوی کو پر یاد رکھنا پکڑواؤ گے تم اسے چھوڑنا نہیں ہے
ایک گناہگار کو ورنہ یہیں سمجھوں گا کہ تم بھی قاتل ہو شریک
"دار۔۔۔۔
بس۔۔۔!!!" دریاب خان نے برہم ہو کر دھاڑتے ہوئے ہاتھ اٹھا کر"
انہیں روکا اور ایک سرخ نظر ان پر ڈال کر جیسے آیا تھا ویسے ہی چلا
گیا۔۔۔

کوئی تم سے سیکھے فیروز چغاتی آسمان پر بٹھا کر زمین پر پٹخنا ہاہاہا۔۔""
دریاب خان کے جاتے ظفر حیدری نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔۔

کرنا پڑتا ہے ظفر! کرنا پڑ رہا ہے مجھے۔۔جواب خون میں پیٹرول پانی کی"
مانند ڈال کر اوپر تیلی نا لگائی جائے وہ کبھی نہیں بھڑکے گا بس وہی ہے۔۔
جسے وہ ٹھنڈا پانی سمجھ کر بھڑکتے سینے پر ڈال رہا ہے وہ اصل میں
پیٹرول ہے۔۔"فیروز چغاتی واپس سے اٹھ کر اپنی بیوی کے پاس آ گئے
اور چمچ سے پانی کے قطرے پھر سے انکے منہ میں ڈالنے لگے۔۔۔

ظفر حیدری نے انہیں متاثر کن نظروں سے دیکھا۔۔
واقعی! پر اس سے جو وعدہ کیا تمنے؟"ظفر حیدری نے حیرت"
سے پوچھا۔۔
ہونہہ!!میری بیٹی سے بڑھ کر مجھے اسکے قاتل کے بھائی سے کیا گیا"
وعدہ نہیں۔۔"وہ نفرت و حقارت سے سر جھٹکتے ہوئے گویا
ہوئے۔۔۔

میں ساتھ ہوں تمہارے۔۔ گن میری، سینا اسکا، ہاتھ تمہارے"
ہوں گے۔۔" کندھا تھپک کر حوصلہ دیتے ساتھ کا یقین دلانے لگے۔۔
اور یہ سچ تھا اس دوست کے علاوہ کوئی اپنا نہیں تھا۔۔ حتیٰ کہ
بیوی نے بھی اس بھری دنیا میں ساتھ چھوڑ کر ہمیشہ کیلئے
خاموشی اختیار کرتے اکیلا کر دیا تھا۔۔

اچھا گھمایا اسے۔۔ وہ لائق ہی اسکے تھا دیکھا تھا کیسے بھائی کو زندہ دیکھ کر"
گرگٹ کی طرح رنگ بدل گیا تھا۔
مارو نہیں ایسے۔۔۔
ہونہہ!! میرا بس چلے تو اسکی محبوبہ اور اسکے سینے میں
رائفل کا سارا میگزین اتار دوں۔۔" ظفر حیدری مٹھیاں بھینچ کر بولا۔۔
اسے رہ رہ کر دریاب خان کے رنگ بدلنے اس قاتل کا ساتھ دینے پر
شدید تاؤ آرہا تھا۔
ان شاءاللہ" فیروز چغاتی نے اس ساکت وجود کی آنکھوں سے"
گرتے ہوئے آنسوں صاف کر کے کہا۔۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

السلام علیکم!" وہ حلق تر کرتی دیواروں پر لگی خوبصورت بے بیز کی تصویروں"
دیکھتی ہوئی سامنے چیئر پر بیٹھی ڈاکٹر سے بولی۔۔

وعلیکم السلام باذل شاہ رائیٹ؟" ڈاکٹر نے اسکی اپائنٹمنٹ دیکھتے کہا باذل"
نے کچھ نروس ہوتے سر ہلا دیا۔۔

آپکے ہسبینڈ کہاں ہیں؟" کچھ مشکوک ہوتے اس بوب کٹ گرے"
بالوں کے شیڈوز، گرے آنکھوں والی پتلی سی کم عمر لڑکی کو زیر کنگاہوں
سے دیکھتے پوچھا

یہاں آنے کیلئے لڑکی کے پاس شوہر ہونا ضروری ہے کیا؟" باذل نے کچھ"
ناسمجھی سے پوچھا۔ڈاکٹر کو کچھ تو گڑبڑ لگی اس میں۔۔
بالکل آپکو معلوم ہونا چاہیے یہاں صرف وہی آسکتی ہیں جو شادی"
شدہ ہوتی ہیں کیونکہ یہ بچوں کا ہاسپٹل ہے اور پریگنینٹ لیڈیز کا" انہوں نے
بتایا۔۔

آئی نو اس سب کا معلوم ہے تبھی تو آئی ہوں دراصل مجھے کچھ بچوں کے "
بابت ہی پوچھنا ہے آپ سے اتنی تو انفارمیشن لے سکتی ہوں نا؟
آپ کو فیس بھی مل رہی ہے فضول میں تو کچھ ویسٹ نہیں کر رہی آپکا
ٹائم۔" اسنے نخوت سے کہا۔۔

ڈاکٹر نے پہلے اسے دیکھا۔۔
وہ اس وقت گرے ہی جینز لانگ بلیک شرٹ میں ملبوس
تھی۔ گلے میں مفلر لپٹا ہوا تھا ایک بالوں کی سائیڈ سے چوٹیاں بنی
ہوئی تھیں جبکہ ایک سائیڈ بال کھلے تھے۔۔۔
جس سائیڈ سے بال کی چوٹیاں بنی ہوئی تھیں اس کان میں سنیک
ایرنگ پہنا ہوا تھا جسنے پورے کان کو اپنے لپیٹ میں لے رکھا تھا۔۔
کلائی میں بریسلیٹ، اور گردن میں بھی وہی سنیک والا نیکلس تھا۔۔
وہ سامنے خود کو دیکھ کر سوچتی ڈاکٹر کو بتا نہیں سکتی تھی اسنے کتنی
ریسرچنگ کی تھی محض "جلد پچیس بچوں پر" یا کسی کو بچوں پر ٹرخا کر
بھاگ جانے پر۔۔

پر اسے کچھ حاصل نہیں ہوا تھا۔ مجبوراً اسنے سٹی کی فیمس لیڈیز اور چلڈرن ڈاکٹر کے پاس اپائنٹمنٹ لیا تھا۔ اور اپنے باپ کو دو منٹ میں آنے کا کہہ کر اسے آدھا گھنٹہ صرف اپنی باری پر لگ گیا تھا۔۔

اور وہ حیرت سے باہر بیٹھی آتی جاتی بڑے سے پیٹ والی عورتوں کو گھور رہی تھی۔ کبھی انکی کراہیں سن کر جھرجھری لیتی تو کبھی انکے پیٹ کو دیکھتی۔۔ کچھ نے تو اسکے گھور کر دیکھنے پر اسکا نظر بد سمجھتے فوراً اپنے پیٹ پر چادر ڈالی کہ نظر نا لگائے۔۔

پر باذل اس سب سے انجان ہونقوں کی طرح ان سب کو دیکھ رہی تھی اور اتنی پریگنینٹ عورتیں دیکھ کر وہ ششدر رہ گئی تھی۔ اور کچھ کے روتے بچے دیکھ کر اسکے وجود میں وحشت ہونے لگی۔۔۔

اس سب کو دیکھنے کے بعد وہ خیال میں ہی خود کو تصور کرنے لگی جہاں ڈاکٹر صارم یعنی بلیک مین ڈیوٹی پر اور خود اسکے دس بچوں کو پیٹ میں رکھ کر، پانچ پینڈنگ میں چھوڑے باقی دس چھوٹے چھوٹے سفید نیپی میں اسکے سانولے سفید، اور سفید سانولے امتزاج بچوں کو سنبھالتی تو کبھی کچن کو، کبھی اسکے روم کو۔۔۔

وہ وحشت زدہ ہو کر اٹھی اسکے حلق سے چیخ نکل جاتی اگر وقت پر ایک بچہ رو کر اسے ہوش نا دلاتا کہ وہ سب محض تصور تھا۔۔

وہ اس عورت سے پوچھنا چاہتی تھی کہ اس پیٹ میں کتنے بچے آسکتے ہیں۔۔۔ پر تب تک اسکی باری آ گئی اور اسے نرس بلانے لگی۔۔

وہ اپنا سوال لبوں میں دبا کر چلی آئی یہاں۔۔

پر وہ اپنی طرف سے حل ضرور نکالنا چاہتی تھی۔۔۔

اسکی دوستوں کی بار بار کالز آ رہی تھیں انہیں ڈاؤٹ تھا روحا کی طرح وہ بھی وہیں شادی کر لے گی۔ جانے کیسے اسکی بیسٹ فرینڈ نے اسکی صورتحال جانتے بہت مشکل سے کچھ جھوٹ بول کر انہیں سنبھالا تھا۔۔

پوچھو کیا پوچھنا ہے؟"ڈاکٹر جانے کیا سوچتے ہوئے راضی ہو گئی تھی۔" میں آپ سے کچھ سوال کروں گی جن کے جوابات دیجئے گا اسکے بعد آپکو" آپکی فیس دے دوں گی۔" اسے کسی بھی حال میں بلیک میل سے ان سب کے ساتھ شادی کرنی تھی مزید تاخیر وہ نہیں کر سکتی تھی بس یہاں سے نکل جانا چاہتی تھی۔۔

آئی نو آپکو سوال سنتے کچھ عجیب لگے گا پر میرے لئے کچھ اہم ہیں اسلئے پوچھ " رہی ہوں۔۔

کیا آپ بتائیں گی کہ ایک پیٹ میں کتنے بے بیز آجاتے ہیں ایک باری؟" اسنے جلدی سے پوچھا مبادا بھول ہی ناجائے۔۔

ڈاکٹر نے اسکا سوال غور سے سنتے چونک کر اس خوبصورت لڑکی کا چہرہ دیکھنے لگی۔۔

اسنے مزید چونکتے دیکھا جہاں سامنے بیٹھی باذل شاہ اپنی مٹھی میں بھیگی ہوئی سوالات کی لسٹ کھول رہی تھی۔

یہ سارے سوال میرے مائنڈ میں تھے جنکی رات بیٹھ کر " لسٹ بنالی تاکہ بھول ناجائیں" اسنے ڈاکٹر کے سامنے لسٹ کی اور ڈاکٹر تو اسے پہلے ہی مشکوک نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔

مزید شک وشبے کی ضرورت نہیں تھی کہ وہ دماغ سے ہی کھسکی ہوئی لگ رہی تھی۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

آپ نے جواب نہیں دیا؟" باذل انہیں خاموش خود کو تکتا پا کر" چڑتے ہوئے پوچھا۔ اسے جلدی جانا تھا کسی کو معلوم نا پڑ جائے اور اسے غلط سمجھے۔

سب اس مالک بے نیاز کی قدرت ہے وہ جتنے دینے پر راضی ہو" بات ساری قسمت کی ہے جتنے لکھیں ہوں گے اتنے ملیں گے۔ آپ یا میں کچھ نہیں کر سکتے نا ہی کہہ سکتے ہیں کچھ۔" ڈاکٹر نے تحمل سے جواب دیا۔
جسے غور سے باذل نے سنا اور سر ہلا گئی۔

مثلاً ابھی ایک لیڈی نے پانچ بچے دیئے کیا وہ ہر سال اب پانچ بچے" دے گی؟ آئی مین کہ ایک لڑکی ہے وہ شادی کر کے جلد از جلد پچیس کے قریب یعنی کہ پچیس ہی بچے سمجھ لیں انہیں جنم دینا چاہتی ہے کیا "ایسا ممکن ہے کہ وہ جلدی دیدے گی؟
عموماً ایک سال بعد لیڈیز بے بی دیتی ہیں اگر کوئی جلدی دینا" چاہے وہ ہو سکتا ہے؟ کیا ایسا ہو سکتا ہے پانچ سال میں پچیس بچے

ہو جائیں؟" اسنے لسٹ سامنے رکھتے کچھ سٹپٹاتے ہوئے آدھے سوال ڈاکٹر سے ایک ہی سانس میں پوچھ لیے۔۔

وہ سامنے رکھا پانی کا گلاس اٹھا کر پینے لگی حالاں کہ اسکے سوالات پر حلق ڈاکٹر کا خشک ہوا تھا۔۔

آر یو میرڈ؟" ڈاکٹر نے اس سے اپنا پانی پیتے دیکھ کر پوچھا۔"
باذل انکی سوئی ابھی تک وہی اٹکی دیکھ کر لب بھینچ گئی۔۔
میں آپکو فی دے رہی ہوں کیا آپکا میرا پرسنل جاننا ضروری ہے؟ بی"
پروفیشنل!" وہ کچھ سخت ناگواریت بغیر چھپائے بولی۔
ڈاکٹر کو تو حقیقت دھچکہ لگا تھا ایسی لڑکی کو زندگی میں پہلی بار سامنے دیکھتے۔۔ ایک تو اسکی اردو کی ٹانگ ٹوٹی ہوئی تھی دوسرے لہجے سے کسی پڑھے لکھی فیملی کی لگتی تھی پر ایسا کیا ہوا کہ اسکے دماغ پر ایسی باتیں آ گئی تھیں۔۔

آپ نے کہا آپ نے نیٹ سے ریسرچ کیے ایسے سوالات تو پھر" ان سوالات کو کیوں نہیں سرچ کیا؟"ڈاکٹر کچھ سوچتے ہوئے اس سے پوچھا۔

میں آن لائن کسی سے اپائنٹمنٹ لے سکتی تھی پر میں آپ سے روبرو رہ" کر پوچھنا تسلی لینا چاہتی تھی یہ کسی کی زندگی کا سوال ہے۔۔۔

ارجنٹ بے بیز چاہیں اسلئے تو یہاں سیدھا آ گئی ہوں۔۔۔نیٹ سے بھی سرچ کر سکتی تھی بٹ یو نو وہاں اکثر فیک نیوز ہوتی ہیں۔رات ٹرائی کی تھی بٹ سامنے ایک عورت کے بیس بے بیز ساتھ تھے میں خوش ہو گئی کہ ایک سال میں بیس بے بیز دوسرے میں پانچ میں جلدی اپنا ایگریمنٹ کمپلیٹ کر لوں گی۔میرا ایگریمنٹ اگر کمپلیٹ ہو گیا تو میں دو سال میں ہی آزاد۔۔

بہت خوش ہوئی تھی مزید ریسرچ کی تو معلوم ہوا فیک نیوز تھی۔۔

پر اسی ہی نیوز کو دوباری دیکھا تو وہاں کسی حکیم کا کانٹیکٹ نمبر تھا ڈیٹیل بھی تھی کہ ایک دوا سے بیس بچے۔۔میں نے اسے دیکھا ریسرچ کی پر وہ بھی فیک تھا۔۔

پھر نیٹ کو چھوڑ کر آپ سے اپائنٹمنٹ لیا تا کہ روبرو بات کریں۔
اسلئے یہاں آ گئی۔" وہ کہہ رہی تھی پر اسکی بات ارجنٹ بچوں پر کوئی اور ہوتا تو قہقہہ لگا اٹھتا۔۔

پر ڈاکٹر اسکا لفظ ایگریمنٹ سن کر کچھ شکوک کا شکار ہوئیں۔ وہ سامنے بیٹھی کوئی نادان لگ رہی تھی اور اس سے کوئی غلط طریقے سے ایگریمنٹ لیکر یا تو اس سے بچیں لے گا۔۔۔ یا وہ خود ہی ملی ہوئی تھی بچے بیچنے میں۔۔

ہو سکتا ہے پیسوں کی عوض اپنی کوکھ بیچی ہو۔۔۔

ڈاکٹر کی مشکوک نظریں اس پر تھیں اور انہیں پورا شک تھا اسنے بچیں بیچ کر پیسے لیے ہوں گے۔ جبکہ باذل انکی سوچ سے انجان لسٹ کو دیکھ رہی تھی۔۔ وہ بلیک مین کو جلد از جلد اسکے بچے دینا چاہتی تھی۔۔ پر اتنی انفارمیشن اسکے پاس کہاں تھی بچوں کی۔ اسنے تو بس لوگوں کو آج تک ایک دوسرے کے قریب لمس میں کھوتے دیکھا تھا بچے کہاں دیکھے تھے؟ جنکے بارے میں اسے معلومات ہوتی۔۔

اسلئے تو وہ ڈاکٹر کے پاس آئی تھی تا کہ ان سے الف سے ی تک پوچھ لے۔۔

اسکی لسٹ میں سوال "ہو سکتے ہیں؟" سے لیکر "کیسے ہو سکتے ہیں؟" اس ڈاکٹر نے اسے بالکل گھما دیا تھا۔۔ان سب کی اسے کہاں نالیج تھی جو وہ اس سے ٹکر دے سکتی۔۔

اسے جنون تھا صرف اسے نیچا دیکھا کر اس سے شادی کر کے اسے ہی امریکہ جانے کیلئے استعمال کرنے کا اور وہ ہر حال میں اس سے شادی کر کے اپنے ڈیڈ کو دکھا کر جانا تھا۔۔

کیونکہ اسکے ڈیڈ مام نے اسکے پاسپورٹ کارڈ سب کچھ غائب کر لیے تھے اسکے روم سے۔۔اور وہ شور شرابا بھی نہیں کر سکتی تھی کیونکہ اسکی بہن کی شادی تھی اور باپ نے سیدھا کہا تھا کسی پاکستانی سے شادی کرنے پر ملے گا پاسپورٹ اور لڑکا بھی خود دیکھیں گے پرکھیں گے۔۔۔

دیکھا پرکھا ہوا تو صرف بلیک مین ہی تھا اسنے دیکھا تھا اسکے ڈیڈ سن کر خوش ہوئے بلکہ اسکے فیصلے کو سراہایا تھا۔

آپ نے کوئی جواب نہیں دیا؟" وہ انہیں مسلسل خاموش دیکھ کر" پریشانی سے بولی۔ اپنی ماں سے تو پوچھنے سے رہی۔ ایک نظر ڈاکٹر پر ڈالتے وہ لسٹ کے دوسرے سوال دیکھنے لگی۔۔ اور ایک بند ڈور پر نظر ڈالتے ہوئے کچھ انکی طرف رازداری سے جھکی۔۔

یہ کچھ پرسنل سوال ہے۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا اتنے" بے بیز ہو جائیں گے اس میں۔" اسنے اپنی دس انگلیاں سامنے کیں اور ایک بار پھر دروازے کو دیکھ کر ڈاکٹر کے چہرے کو دیکھا جو کہ اسکی پتلی کمر کو دیکھ رہی تھی۔۔

اسکے جواب نا دینے پر باذل کو اب طیش آنے لگا۔۔ ایسے خاموشی سے کیا تک رہی تھی اسے جواب کیوں نہیں دے رہی تھی۔ جانے کیسے لوگ انہیں ڈگری اٹھا کر دے دیتے ہیں۔۔ اسکے پاس بہت کم وقت تھا اور اتنی دیر تو ڈاکٹر نے صرف اسکی زیارت میں سرف کر دیے تھے۔

کوئی جواب کیوں نہیں دے رہیں آپ ؟؟ اگر معلوم ہے تو بتائیں" ورنہ کوئی جواب دیں وقت برباد تو نا کریں مجھے اور بھی بہت سے سوال کرنے ہیں آپ نے ایک کے علاوہ کوئی جواب نہیں دیا۔

اگر نہیں معلوم تو بتا دیں میں کسی اچھی ڈاکٹر کے پاس چلی جاؤں۔۔۔"وہ طیش غصے سے بھینچے لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔

ڈاکٹر نے بھی اس خاموشی کے دوران بہت کچھ سوچ لیا تھا اور دماغ میں پولیس اسٹیشن کا نمبر بھی دہرا رہی تھی۔

جواب کیسے دوں آپکو؟ یہ سب ہم تب ہی بتاتے ہیں کسی کو اگر وہ" میرڈ ہو یا اپنے شوہر کی ڈیٹیل دے۔ایسے ہی ہم ایسی نالیج نہیں دیتے۔۔ اگر آپ کو معلوم کروانا ہے تو پلیز اپنے فیانسی شوہر یا جس نے آپ سے یہ ایگریمنٹ کیا ہے اسکا نام بتا دیں۔۔ورنہ معذرت آپ سے کرتی ہوں آپ سوال کے ساتھ جا سکتی ہیں۔پر یہ پہلے وارن کرنا چاہتی ہوں دوسری کوئی ڈاکٹرز ایسے سوالات کے جوابات نہیں دیں گی تمہیں کیونکہ مجھے جہاں تک اندازہ ہو رہا ہے تم ابھی انمیریڈ۔۔"

کافی دیر بعد ڈاکٹر نے سوچ سمجھ کر لب کشائی کی۔۔

باذل انکی بات سن کر حقیقتاً پریشان فکر مند ہوتی پہلو بدل گئی۔۔۔

یہ سب پوچھنا لازمی ہو گا اسنے تو سوچا نہیں تھا اب کیا بتائے وہ بلیک میل سے ایگریمنٹ کر کے یہاں سے بھاگنا چاہتی ہے۔۔

وہ نہیں آسکیں گے مصروف ہوتے ہیں سن کر ناراض ہوں گے مجھ سے "
کہ میں نے آپ سے کیوں پوچھا۔۔ یہ سب سیکریٹلی ہے۔۔ پلیز
مجھے صرف اتنا بتا دیں میں دو سال میں بیس بچے دے سکتی
انہیں؟ اور پانچ بعد میں۔۔ اٹس پاسیبل؟؟؟" وہ چہرے پر بیچارگی
طاری کیے بولتی نیل بائٹنگ کرنے لگی۔

اور اپنی پر امید گرے کرسٹل جیسی آنکھیں ان پر ٹکا دیں۔۔ ڈاکٹر کو وہ
چہرے سے تو کوئی تیز غصیلی لگی تھی پر اسکا بیچارگی بھرا لہجہ
بیوقوفوں جیسے سوالات۔۔۔
چلیں کوئی بات نہیں ایٹلیسٹ آپ انکا نام بتا دیں تاکہ میں بھی کچھ "
ریلیکس ہو کر آپ کو بتا سکوں۔۔ ورنہ جوان بچیوں کو ایسی نالیج ہم نہیں
دیتے۔۔" ڈاکٹر نے نرمی سے مسکراتے ہوئے اسکا حوصلہ بڑھایا۔۔۔

باذل کی ہارٹ بیٹنگ مس ہوئی۔۔ وہ کیسے انہیں بتائے بلیک میل کو
بے بیز دینے ہیں اتنے۔۔ تاکہ وہ اسکی ہیلپ کر سکے۔۔

اوکے میں آپ کو بتاتی ہوں آپ انہیں بتایئے گا نہیں ٹھیک ؟""
اسنے حتمی فیصلہ لیتے ہوئے کہا۔۔کچھ بھی تھا کرنا تھا جیسے تیسے کر کے۔۔

وہ آج ہی مطمئن ہو کر گھر جا کر بلیک میں کو فائنل جواب دینا چاہتی تھی۔ تبھی اتنی جلد بازی دکھا رہی تھی۔۔

تو پھر آپ بتا رہی ہیں؟"اسے کشمکش میں دیکھتے ہوئے ڈاکٹر نے" پوچھا۔۔باذل نے سن کر سر ہلایا اور خود کو تیار کیا کہ آخر یہ کرنا ہی تھا اس کمینے نے ایگریمنٹ ہی ایسا رکھا تھا۔۔
پر اسنے سوچ لیا تھا جتنی یہ عورتیں کراہ کر ہی تھیں وہ ان سے سات ہاتھ آگے ہو کر چیخے گی اسکا جینا حرام کر دے گی۔۔

ڈاکٹر تیار تھی اس فراڈی کو جاننے کیلئے جو کہ اس معصوم سی لڑکی سے اسکی کوکھ خرید رہا تھا یا اسے بلیک میل کر رہا تھا۔۔

ڈاکٹر صارم زیدی۔۔"اسنے دھڑکتے ہوئے دل سے اسکا نام ادا کیا۔۔"
اور نظریں ٹیبل کی سطح پر جھکا دیں۔۔ڈاکٹر نے نام پر چونکتے حیرت سے
سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھا کہیں غلط تو نام نہیں لے لیا۔۔

آر شیور ڈاکٹر صارم زیدی؟"ڈاکٹر نے حیرت سے پوچھا ابکی بار"
حیران ہونے کی باری باذل کی تھی۔۔
اس میں شیور ہونے کی کیا بات ہے یاہ آئی ایم شیور وہ میرے"
ہونے والے شوہر ہیں۔۔"وہ منہ بنا کر بولی۔۔ہونے والے شوہر پر جیسے منہ
کڑوا بادام آ گیا تھا۔۔
اسے بلیک مین کم گرگٹ زیادہ لگ رہا تھا۔۔۔

اوکے ایسا کریں آپ تھوڑا ویٹ کریں میں اپنی ٹیم سے کچھ ڈسکیشن کر کے"
آپ کو پھر جوابات دیتی۔۔"وہ کہتی اٹھیں۔
باذل نے حیران ہوتے ہوئے انہیں دیکھا بھلا اتنے سمپل سے سوالات کا
وہ ٹیم سے کیوں پوچھے گی۔۔

صرف اسے اتنا ہی بتا دیتیں کہ پچیس بے بیز کم سال میں ہوتے ہیں۔۔ اور بے بیز کیسے ہوتے ہیں جلدی کہ اسکے پچیس سال ویسٹ ہونے سے بچ جائیں۔۔

ایک عورت نے آٹھ بچے دیئے وہ تو اسنے دیکھ لیے تھے وہ بس دو زیادہ دینا چاہتی تھی دس دس اور پانچ کر کے۔۔

اسے سخت غصہ آرہا تھا اس قدر فضول ڈاکٹر پر۔۔ صحیح کہتے تھے لوگ ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی ویسے ہی یہ نامی گرامی ہاسپٹل اندر سے فضول تھی ٹوٹل ٹائم ویسٹ۔۔۔

تقریباً آدھا گھنٹا یا بیس قریب منٹس اسے لگ گئے صرف اس غائب ہوئی ڈاکٹر کا ویٹ کرتے۔۔ اسے یہ ڈر ستانے لگا کہ باہر کراہتی ہوئی لیڈیز نے اس ڈاکٹر پیشہ نامی عورت کو اغوا تو نہیں کیا ہو گا۔۔

میں بھی کیا بیوقوفوں کی طرح ٹائم ویسٹ کر رہی ہوں ڈیڈ کے ساتھ ڈنر" ریڈی کرنا ہے مام روحا بھی پہنچنے والی ہوں گی۔۔" وہ وقت کی بربادی کا اندازہ لگاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی اور وہاں سے جانے لگی۔۔

ساتھ جاتے ہوئے غصے سے ہاتھ مار کر ٹیبل سے ایک خوبصورت گلاس کا شوپیس گرایا اور چیئر کو لات مار کر جانے لگی۔۔
فضا میں لمحے کیلئے ٹھا کی آواز گونجی اور وہیں سسکتی دم توڑ چکی تھی جبکہ مہنگے شوپیس کے نقصان پر وہ مسکرا دی۔۔۔
اب اس ڈاکٹر کو احساس ہوا میرا وقت ضائع کرنے کا۔۔"وہ" سر جھٹکتی ایک نخوت بھری نظر کانچ کے ٹکڑوں پر ڈال کر ڈور کے پاس پہنچی اور ہیڈل گھما کر جیسے ہی ڈور کھولا سامنے ہی داخل ہوتی اندر ڈاکٹر سے ٹکراتی ہوئی بچی۔۔

اپس سوری بیٹا! میں نے آپ کے سوالات کا حل نکال لیا ہے آؤ!" یہاں سے بائیں فرسٹ روم میں داخل ہو جایئے گا وہ آپکو ڈاکٹر ساری ڈیٹیل دیدے گی۔۔"ڈاکٹر نے معذرت کرتے اس سے کہا اور باذل سن کر لب دانتوں میں دبا گئی۔۔
وہ ابھی جانے ہی والی تھی۔۔"آپ پہلے ہی میرا ٹائم ویسٹ کر چکی ہیں میں مزید کوئی رسک نہیں لے سکتی کیونکہ اس وقت یہ سیکنڈ بھی میرے لئے امپورٹنٹ ہے۔"وہ تنک کر کہتی وہاں سے جانے لگی کہ ڈاکٹر نے اسکی کلائی پکڑ لی

انکی حیرت پر باذل نے چونک کر پلٹتے ہوئے دیکھا انہیں۔۔
"ڈونٹ وری اب ایک سیکنڈ بھی ضائع نہیں کریں گے بلکہ وہاں ڈاکٹر بیٹھی ہے جو کہ ایسی انفارمیشن آپکے سوالات کے جوابات دیں گی آپ جائیں وہاں چند سیکنڈ میں جواب مل جائیں گے آپکو۔۔" اپنی گڑبڑاہٹ چھپاتے ہوئے ڈاکٹر نے نرمی سے اس سے کہا اور اسکی کلائی باذل کی اٹھی ابرو ناگوار تاثرات پر چھوڑ دی۔

"آر یو شیور؟" وہ کچھ مشکوک ہوئی۔۔
"یاہ شیور آپ جائیں وہاں۔۔" ڈاکٹر نے پر اعتماد انداز میں سر ہلایا۔۔
"اوکے میں جا رہی ہوں بٹ ڈونٹ فارگیٹ کہ میرا ٹائم ایک سیکنڈ بھی ویسٹ ہوا تو میں آپکے ہاسپٹل کی کمپلین درج کروادوں گی۔"
ڈاکٹر کچھ ہونق ہوئی پھر فوری طور سر ہلا دیا۔
باذل اپنے سائیڈ بال جھٹکتی اوکے کر کے انکے دیے ہوئے اشارے پر وہاں جانے لگی۔
اور ڈاکٹر اسے وہیں جاتے دیکھ کر سکون بھرا سانس لے گئیں۔

پچیس بچے کیسے ہوں گے ؟اور کیا اسکے دس بچے سال میں ہو جائیں" گے ؟" یہ کوئی سوالات تھے ؟

پوری طور دماغ سے کھسکی ہوئی تھی اور نام بھی بیوقوفی میں کس کا لے رہی تھی توقیع ہاسپٹل کے آنر کے بیٹے صارم زیدی کا جو کہ خود ایک ڈاکٹر تھے اور غریبوں میں فری خدمات پیش کر رہے تھے۔
جن کی نرم دلی کے لوگ قائل تھے کہ وہ کتنوں کو دوائیاں بھی اپنی جیب سے لیکر دیتے تھے۔ اسی پر یہ پاگل لڑکی الزام لگا رہی تھی۔

اپنی چیئر پر جا کر بیٹھتے انہوں نے دوسری پیشنٹ کو بھیجنے کا حکم دیا۔ پر یہ سوچنے ضرور لگیں تھی کہ اسکے جیسا پیشنٹ انکی اتنی سالہ زندگی میں کبھی نہیں آیا۔ یہ پہلی نمونی تھی جسے اپنے پیٹ میں دس بچے جمع کروانے تھے۔ بچے نا ہو گئے جیسے مرغی کے انڈے ہو گئے۔۔

وہ ناک کر کے ہینڈل گھما کر کوفت سے افف کرتی دل ہی دل میں بلیک مین کو کوستی ہوئی اے سی والے روم میں داخل ہوئی۔

اسنے اپنی اونچی ایڑی والے سینڈلز میں قدم اندر رکھا۔ پر سامنے نظریں پڑتے اسکی رنگت غصے طیش سے دہک اٹھی کیونکہ مقابل تو کوئی تھا ہی نہیں۔۔
چیئر اور ٹیبل تو ویران تھیں۔۔

واٹ از دِس؟؟؟ یہ کیا گھٹیا بکواس تھرڈ کلاس ہاسپٹل ہے" میں چھوڑوں گی نہیں تم لوگوں کو کیس کرواؤں گی فضول میں وقت برباد کر دیا یوں علاج کرتے ہیں اپنے پیشنٹ کا کہ ذلیل کر کے رکھ دیا۔" وہ غصے سے چنگارتی اس ڈاکٹر کے بال نوچنے کیلئے بھڑکتی طیش میں جیسے ہی مڑی اگلے لمحے سر سیدھا دیوار سے ٹکرایا۔۔

آہ!!!" اسکے منہ سے تیز درد بھری کراہ نکلی۔۔ ہاتھ سر پر رکھتے ہوئے" اسنے گھومتے سر کو تھاما اور ایک موٹی گالی سے ہاسپٹل کو نوازہ۔۔
دوسرے دبوچی ہوئی لسٹ والے ہاتھ کی مٹھی اس دیوار پر رکھی اور خود کو سنبھال کر سر دائیں بائیں جھٹکتی ہوئی سیدھی ہوئی۔۔

معاً اسے احساس ہوا دیوار سے دھک دھک کرتا کرنٹ اسکی بند مٹھی سے ہوتا ہوا بازو سے رینگتے ہوئے اسکے آہستہ آہستہ وجود پر لہر کی طرح دوڑ گیا۔

دیوار سے آتی کلون کی خوشبو کو اسنے چونک کر بند آنکھوں سے ہی سونگھا۔

"میں ہوں تمہارا بلیک مین"

اسکی ابھی سونگھنے کی حیں اس خوشبو کو دماغ تک پہنچاتی اور دماغ اس خوشبو پر فوراً ایکشن لیتے اسکے دماغ کی بتی کو روشن کرتا اس سے پہلے ہی دفعتاً کان میں جھک کر وہ گویا ہوا۔۔۔

بھاری جانی پہچانی سرگوشی پر باذل شاہ نے جھٹکے سے آنکھیں کھولیں اور دوسرے سیکنڈ سے کم حصے میں سر اٹھا کر اس دیوار نما وجود کو دیکھا۔۔جسے وہ دیوار سمجھ کر جانے کتنی گالیاں دل ہی دل میں دے چکی تھی۔

اسکی دھڑکنیں بند ہو گئیں جیسے۔۔۔وہ کوئی اور تو نہیں بلکہ اپنی بھوری "پُرشوق نظروں سے دیکھتا ہوا وہی تو تھا "بلیک مین

بتائیں کیسی خدمات پیش کر سکتے ہیں مس باذل شاہ" وہ دلکشی سے " مسکراتا ہوا بولا۔۔

اس لڑکی نے کوئی کسر تو نہیں چھوڑی تھی اسے بدنام کرنے میں پر یہ رب کا شکر تھا کہ اسکی مام کی دوست کے پاس آئی ہوئی تھی کہ انہوں نے جلدی ہی اسکے نام کو سنتے اسے آگاہ کر دیا تھا۔۔

یہ کیا حرکت ہے؟"وہ اسے اچانک سامنے پا کر اپنی" بوکھلاہٹ چھپاتی غصے سے بھڑک کر دور ہوئی۔

ساری رات ریسرچ کی ہے اتنی سی بات پر، جبکہ تمہیں معلوم ہے" میں ڈاکٹر ہوں سب پتا ہے مجھے تو میرے پاس کیوں نہیں آئی؟ ایک کال ہی رات کر دیتی کم از کم وہ (دماغ) بیچارہ بچ تو جاتا جو پہلے ہی اپنی ناقدری پر رو رہا ہے۔۔

نمبر تو جاتے ہوئے سیو کیا ہوا تھا میں نے!"اسنے اپنے سفید "Dr. Sarim zaidi" اوور آل پر لگی نام پلیٹ پر رکھے بڑے حرف میں کی طرف اشارہ دیا

بکواس مت کرو بلیک میں!مجھے کچھ نہیں جاننا راستے سے ہٹو!"" وہ غصے میں سرخ رنگت سے بولی۔اب تو وہ اس ڈاکٹر کا قتل کرنا چاہتی تھی جسنے اسے چیٹ کر کے دھوکہ سے اسے یہاں بلایا تھا۔

جان گئی تھی وہ ڈاکٹر صارم زیدی کے نام پر چونکی کیوں تھی۔ شاید اس بلیک میل کو پہچانتی تھی۔

اچھا تو یہاں کیوں آئی ہو؟ ہماری تو ابھی شادی ہی نہیں ہوئی نا ہی ایگریمنٹ فائنل ہوا ہے؟" سینے پر بازو باندھ کر وہ پوچھنے لگا اور ہاسپٹل کی طرف اشارہ دیا۔۔۔

تم سے مطلب میں اپنی مرضی کی مالک ہوں تم کون ہوتے ہو میری ذاتیات میں دخل اندازی کرنے والے؟" وہ ضبط سے سرخ ہوتی عنرائی۔
پر اسکی عنراہٹ کا صارم پر اثر نہیں ہوا وہ الٹا ہنس پڑا۔۔۔
ویل ایک غیر شادی شدہ لڑکی کا یہاں آنا کچھ معیوب لگ رہا ہے۔" وہ رازداری سے کچھ جھک کر بولا اور بازو سینے سے کھول دیئے۔

واٹ ایور میں اپنی مرضی کی مالک ہوں۔۔ اور تم اپنی اوقات میں رہو سمجھے۔۔ میں نے ابھی ایگریمنٹ فائنل نہیں کیا نا ہی میں تمہاری کزن چاچے کی بیٹی ہوں سو اپنی اوقات میں رہنا

سیکھو۔۔۔اوقات سے باہر آنے والوں کو مجھے اچھی طرح آتا ہے
اوقات دکھانااور تم اچھی طرح واقف بھی ہو گے ڈاکٹر صارم
زیدی۔۔"وہ جتا کر چبا چبا کر بولی۔۔
اسکی بات سن کر مقابل کا چہرہ بھی پل میں سپاٹ ہوا۔۔۔

مٹھی میں کیا ہے دکھاؤ!"وہ ایسے اگنور کر گیا اسکی بات کو جیسے سنا"
ہی نا ہو بلکہ کچھ روعب سے بولا۔۔
باذل اسکی جرات پر ابرو اچکا گئی۔۔

شٹ اپ!!"وہ غصے سے جھڑک کر اسکے دائیں طرف سے نکلنے"
لگی تھی کہ ایکدم صارم زیدی کا چوڑا بازو سامنے آگیا۔

باذل نے ششدر راستہ روکنے پہ اسے دیکھا۔
اس گھٹیا حرکت کا مطلب؟"وہ تیکھے تیز و تند لہجے میں"
بولی۔
لسٹ دو بے بیز کے کوئسچن والی!"اسنے تحکم بھرے لہجے میں"
کہا۔

باذل نے بات پر چونک کر اسے دیکھا۔۔اور پل میں اسکا پورا چہرہ سرخ پڑ گیا۔۔۔اسنے آہستہ سے وہ ہاتھ پشت پر کرتے اسے خونخوار نظروں سے گھورا۔۔

میں نے کہا راستہ چھوڑ اور نہ برا حال کر دوں گی۔۔"وہ نیچی آواز میں" دھاڑی۔

میرے ہونے والے بچوں کی ماں ہونے کے دعوے کر رہی ہو تو مجھے دکھاؤ" کس سوال میں مشکل پیش آرہی ہے تاکہ میں تمہیں بتا سکوں۔۔

آخر کار ایگریمنٹ ہم نے ہی کرنا ہے۔۔"وہ اسکی دھاڑ کو پھر سے نظر انداز کرتا دوسرا ہاتھ اسکے سامنے کیا۔۔

باذل نے دھڑکتے دل سے مٹھی مزید مضبوط کرتے اور پیچھے کر دی۔

میں کیسے یقین کر لوں تم مجھ سے سچ بولو گے؟ شکل سے ہی کوئی فراڈی لگتے" ہو۔۔"وہ نخوت سے کہتی منہ پھیر گئی۔۔اسکی بات پر اسنے مسکراہٹ چھپانے کیلئے لب دانتوں میں دبایا کہ اس بات میں کیا فراڈ۔۔۔

نہیں کرتا فراڈ تم دکھاؤ دیکھو عقل سے کام لو ایگریمنٹ ہم دونوں کا ہے" اگر اسنے تمہارے ڈیڈ کو بتا دیا تمہارا تو سارا کھیل فاش ہو جائے

گا۔۔ پھر کیا تمہیں تمہارے ڈیڈ مجھ سے شادی کرنے دیں گے؟" اسنے تحمل سے سمجھایا۔ اور باذل نے دھک کرتے دل سے چونک کر اسکے چہرے کو دیکھا۔۔

میں ڈاکٹر ہوں ایک ڈاکٹر سمجھ کر یقین کر لو سوال پڑھ کر محض" تمہیں جوابات دوں گا۔۔ اور کسی کے پاس جاؤ گی تو تم پر کوکھ بیچنے کا الزام لگے گا بلکہ تمہیں جیل ہو گی پھر یہ بات میڈیا میں پھیل جائے گی کہ حیدر شاہ کی بیٹی مس باذل شاہ اپنی کوکھ صارم زیدی سے بیچنے والی تھی خود سوچو کتنی بدنامی ہوتی۔۔" وہ آہستہ سے بتانے لگا باذل جیل میڈیا پر چونکی جبکہ کوکھ پر الجھ گئی۔۔

کون سی کھوکھ؟ میں نے کب سیل کی تم سے کھوکھ؟ مجھے بے وقوف" مت بتاؤ پولیس بھی ثبوت مانگتی ہے دکھاؤ کہاں ہے کھوکھ کب دی ہے میں نے تمہیں؟" وہ الزام پر تڑپ کر ایک ہاتھ میں اسکے اوور آل کے کالر کو پکڑتی ہوئی بولی۔۔

صارم نے اسکی پوری بات سنتے حیرت سے اسکے چہرے کو دیکھا۔۔۔"کوکھ؟یا کھوکھ؟"

آریوشیور تم امریکہ میں رہتی تھی؟کہیں کسی جنگل کی رہائش پذیر تو نہیں ہو۔۔؟"وہ مشکوک کو بولا۔۔

باذل صرف گھورتی ہوئی وہاں سے جانے لگی کہ ایک بار پھر اسکا بازو سامنے آگیا۔اسکی صبر کا پیمانہ لبریز ہوا اور اسنے گھما کر اسکے منہ پر مکا مارنا چاہ ہی تھا کہ ایک دم صارم زیدی نے اسکے مکے کو اپنی مٹھی میں دبوچا اور دوسرا ہاتھ اسکی پشت پر لے جاتے اسکی بند مٹھی سے وہ لسٹ نکالنے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔

یو۔۔۔!!!"باذل ایکدم اسکی چالاکی پر بوکھلاتی ہوئی اپنا ہاتھ جھٹکے سے اسکی گرفت سے نکال کر پیچھے بندھی مٹھی پر کور بناتے اس لسٹ کو دونوں ہاتھ کی مضبوط مٹھی میں چھپا دیا۔۔۔

اس جھٹکے سے وہ اسکے اور نزدیک آچکی پر وہ بھی ابھی احساس کیے بغیر دونوں ہاتھوں سے اسکی پشت پر موجود ہاتھوں سے وہ لسٹ نکالنے کی جستجو میں تھا۔۔

باذل کی نیلی گردن کی رگیں ابھر آئیں اور اپنی پوری قوت لگا چکی تھی لسٹ کو اسکی پہنچ سے چھپانے کیلئے۔ اور صارم پر بھی ضد سوار ہو چکی تھی وہ لسٹ پڑھنے کی۔۔

لسٹ کو چھوا بھی تو میں تمہیں مار دوں گی ڈاکٹر۔۔ "اچانک وہ" اسکے منہ پر غصے غیظ و غضب میں چیختی بولی۔۔
عجیب زبردستی تھی جب وہ اسے نہیں دینا چاہتی تھی اس سے نہیں پوچھنا چاہتی تھی تو یہ کیا بدتمیزی تھی۔۔

وہ اسکے پیٹ میں گھٹنا مارنے ہی والی تھی معاً وہ ٹھٹھک کر رکی جب مقابل کے ہاتھ اسکی مٹھیوں کو کھولنے کے بجائے ساکت ہوئے۔۔
باذل نے اسے دیکھا اور یہ دیکھ کر چونک گئی کہ وہ اسکے چہرے کو ہی دیکھ رہا تھا۔ وہ بھی قریب سے اچانک اسکی بھوری آنکھوں میں دیکھتی ساکت ہوئی۔۔
دونوں کے دل بے ساختہ ہی ساتھ دھڑکے۔۔۔ باذل شاہ کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی اور وہ اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔

جبکہ صارم زیدی اسکی سست پھر تیز دھڑکنوں پر نچلہ لب دانتوں میں دباتا ہوا اسکی گرے آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔

"چھوڑو۔۔!" باذل ہوش میں آتی اسکے حصار میں کسمسائی۔۔
"پہلے بتاؤ کیا پوچھ رہی تھی ڈاکٹر سے؟" اسنے اسکی پشت پر بندھی مٹھیوں پر گرفت مضبوط کرتے کہا۔

وہ غصے سے اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔ ہلکی سیاہ بڑھی ہوئی اسکی گندمی رنگت پر شیو، پہلے کے نسبت ہلکی مونچھیں، کھڑی ناک، بھوری آنکھوں سے اسے ہی دیکھ کر استفسار کر رہا تھا۔

"وہ مجبور ہوئی بتانے کیلئے جانتی اگر یہ ڈاکٹر اس پر کھوکھ بیچنے کیلئے مشکوک ہو گئی تھی تو دوسری بھی ہوتیں۔۔ اپنی ماں سے تو پوچھنے سے رہی۔۔
یہ بھی ڈاکٹر تھا بڑی بات وہ ایگریمنٹ مالک تھا۔

میں نے ڈاکٹر سے پوچھا کہ ایک پیٹ میں کتنے بے بیز"
آجاتے ہیں ایک باری؟" وہ اسے دیکھتی ہوئی بولی۔۔
صارم نے قہقہہ دبانے کیلئے لب دانتوں میں دبایا اور مشکل سے خود کو
سنجیدہ رکھ کر سر ہلایا۔۔
پر وہ تو شاید جانتی نہیں تھی کہ کیا پوچھ رہی تھی۔۔ اتنا تو صارم زیدی
اس سے پہلی ملاقات میں جان گیا تھا کہ صرف لہجے کی
تیزی کا زور تھا دماغ سے وہ دکھنے میں ہی پیدل تھی۔۔
انٹرسٹنگ پھر ڈاکٹر نے جواب دیا؟" اسنے متاثر ہوتے اسکی"
ریسرچ پر پوچھا۔ باذل نے ناگواری سے اسے دیکھتے سر ہلایا۔۔

یہی کہ سب قدرت کا نظام ہے وہ کچھ نہیں کہہ سکتیں یہ تو"
اللہ کی نعمت ہے جسے وہی جانے۔۔
ایک کو آٹھ بے بیز ہوئے ہیں تو کسی کو ایک ہوتا ہے۔۔" اسنے ڈاکٹر کا
جواب یاد کرتے کہا۔۔

پھر تمہارا نیکسٹ سوال کیا ہے؟" اسنے پوچھا باذل نے اسکے "
چہرے کو دیکھا جسکی سانسوں کی گرمی اسکے اپنے چہرے پر محسوس
ہو رہی تھی۔۔
ایک دفعہ وہ فاصلے مٹا کر صرف اسے طیش دلانے اسے تنگ
کرنے ذلیل کرنے کے چکر میں اسکے نزدیک آئی تھی۔۔ اس پر
جتانے کہ جتنا برا بولو گے اتنا ہی برا پاؤ گے۔۔ اور اب۔۔۔
وہ دونوں ایک لسٹ پر الجھ گئے تھے اور باذل نے کچھ پرسنل سوال بھی لکھ ڈالے
تھے جسکی وجہ سے وہ اسے تو ہرگز یہ لسٹ نہیں دے سکتی تھی۔۔

یہی کہ اگر سال میں ایک بے بی ہوتا ہے تو ہمارا بے بی بھی ایک سال "
میں ہو گا پھر تو پچیس بے بیز کیلئے پچیس سال لگ جائیں گے
تب تک تو ہم بوڑھے ہو جائیں۔۔
پھر میرے وہاں دوست؟ میری سٹڈی لائیف؟ ایسا نہیں ہو سکتا کہ
ایک ایئر میں ہمیں دس بے بی ہوں دوسرے ایئر میں پھر
دس اور اسکے نیکسٹ ایئر میں پھر پانچ؟ اور کیا ہم سال سے کم
وقت میں یعنی کہ آدھے سال میں بے بی جمع کر لیں گے پچیس؟" اسکے
سوالات پر صارم بھی گہری سوچ میں چلا گیا۔۔

واقعی بہت عقل کا استعمال کیا گیا تھا کہ اسے بھی متفکر کر دیا۔
جانے کیسے وہ لیڈی ڈاکٹر سن کر زندہ رہ پائی۔۔۔

وہ جواب طلب نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔
اب صارم کو اندازہ ہوا تھا پاکستان میں سائنسدان کیوں نہیں۔۔
صارم تو اسکا پریشان چہرہ دیکھ رہا تھا جبکہ اسکا خود کا چہرہ سرخ تھا "ہمارا بے بی" سن کر۔۔

بے بیز جمع کرنا ہمارے بائیں ہاتھ کا کھیل ہوگا۔" دفعتاً وہ گویا ہوا۔۔۔ باذل نے "
چونک کر اسے دیکھا۔۔ "کیسے؟؟" وہ حیران ہوئی۔۔۔
"یہ کیسے ممکن ہے ڈاکٹر نے تو جواب نہیں دیا۔۔"
انہیں شک تھا تم بیچ رہی ہو بے بیز اسلئے انہوں نے نہیں دیا۔۔ اور کیسے "
کا جواب اب تو نہیں دے سکتا البتہ۔۔ وقت تو لگے گا۔۔ دیکھو میں تم
سے ایگریمنٹ کر رہا ہوں سمجھ لو کانٹریکٹ میرج۔۔
جیسے تم۔۔ تمہیں آزادی چاہیے جو کہ میں ہی دے سکتا ہوں باقی کہ مرد کبھی
اپنی عزت کو آزاد نہیں کر سکتے۔۔۔ اور تم جانتی ہو کافی سارے مرد
حسن پرست بھی ہوتے ہیں یہ الگ بات ہے مجھے تمہاری اس

سفید اسکن میں کوئی انٹرسٹ نہیں۔۔پر سب تو میرے جیسے نہیں ہوں گے نا؟

بات واضح بتا دوں وقت لگے گا بہت کیونکہ وہ ڈاکٹر ٹھیک کہہ رہی تھیں سب اللہ کے قدرت ہے۔ کسی کو ایک دیتا ہے کسی کو دو کسی کو پانچ تو کبھی کبھی آٹھ بھی دس بھی ہو جاتے ہیں اور بیس بھی۔۔"وہ کہتا لب دانتوں میں دبا گیا۔۔جبکہ دس بیس سنتے باذل کی آنکھیں چمک گئیں۔۔۔

دس بیس ریئلی؟؟؟اور پچیس؟"اسنے خوشی سے پوچھا۔۔"

ہمم ہو جاتے ہیں۔۔"اسنے سر خفیف سا ہلایا۔۔"

کس کے ہوئے مجھے پرو دو دو؟نیٹ پر اتنے تو ساری رات ڈھونڈنے سے نہیں ملے۔۔"وہ اسے زیر کنگاہوں سے دیکھتی آنکھیں سکیڑ گئی۔"

سب باتوں کے ثبوت نہیں ہوتے نا ہی سب لوگ نیٹ پر موجود ہوتے ہیں۔۔ککڑ کی بیوی کے ہوئے تھے۔۔"وہ سنجیدگی سے سمجھاتے ہوئے بولا۔۔

ککڑ کی بیوی نے کیسے دیے اور یہ کہاں رہتا ہے؟" وہ نا سمجھی سے پوچھنے لگی۔۔۔

گاؤں میں رہتا ہے اور کیسے دے گی اب یہ میں تمہیں کیسے" بتاؤں بندے میں کچھ شرم حیا بھی پائی جاتی ہے۔" اسکی بات سے وہ سرخ پڑ گئی اور کسمسائی۔۔

کیا گارنٹی ہے ہمارے اتنے ہو جائیں؟ وہ ککڑ کی بیوی کے نصیب میں اللہ" نے لکھا ہو گا تم تو ککڑ نہیں نا ہی میں اسکی بیوی جیسی۔۔" باذل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔

صارم اسکے دماغ کی جھٹکے دیتے بلب کے کرامت دیکھنے لگا۔۔

تو ڈن کریں کانٹریکٹ؟ وہ آہستہ سے پھر اسکی مٹھی کھولنے کی کوشش" کرنے لگا۔ باذل ایکدم جھٹکے سے بازو کھول کر اسکا حصار توڑتی ہوئی صارم کے حرکت میں آنے سے پہلے ہی سیدھا دیوار سے پشت لگاتی اپنے ہاتھ بھی پیچھے چھپا دیئے۔۔

صارم بس اسکی پھرتی کو دیکھتا رہا۔۔

ابھی نہیں پہلے میری ایک شرط ہے۔۔" وہ دھڑکتے دل سے بولی۔۔"

کون سی؟؟؟" اسنے سنجیدگی دیکھتے دیوار پر ایک ہاتھ ٹکایا اور اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔

ہم تب تک دور رہیں گے جب تک۔۔۔۔" وہ ہچکچا کر سر جھکا گئی۔۔۔۔

جب تک؟؟؟" صارم اسکی شرط سے ہی چونک گیا تھا مزید سر جھکانے پر ٹھٹھکا۔۔

اب جانے کون سا فتور جمع ہوا ہوگا۔۔

ایک بار اب نکاح میں آجائے اسکا دماغ تو وہ خود ٹھیک کرے گا۔۔ کافی ضبط آزما لیا تھا اب اسکی باری۔۔

ہم فرسٹ نائیٹ سلیبریٹ نہیں کریں گے یہاں۔۔" اسکا چہرہ سرخ لہو ٹپکانے لگا۔۔

تو کہاں کریں گے؟؟" صارم نے خشمگین نظروں سے دیکھا اسکے سرخ چہرے کو۔۔

اسکے لئے تمہیں مجھے آؤٹ آف کنٹری لیکر جانا ہوگا۔۔" وہ" جان گئی تھی کہ سب قدرت کے ہاتھ میں ہے تو ضرور اگر اسنے دو دو بے بیز بھی دیئے تب بھی اسے زیادہ عرصہ لگے گا۔۔۔

ان عورت کے پھولے وجود وہ دیکھ چکی تھی اگر انکے ایک میں ہی اتنا پھول چکا تھا وجود اسکے دس یا پانچ میں کتنا پھول جائے گا۔۔؟

بے ساختہ ایک بار پھر تصور کرتے اسے سوچا جہاں وہ بوب کٹ بالوں والی پورے بیڈ پر پھیلی پڑی تھی جبکہ دائیں بائیں پڑے بیڈز پر اسکے روتے ہوئے بچے تھے اور ایک پر بلیک مین بیٹھا اسے تمسخرے سے دیکھ کر قہقہے لگا رہا تھا۔۔

نہیں۔۔!!!" وہ وحشت زدہ ہو کر جھڑ جھڑی لے اٹھی۔۔"

کیا نہیں؟؟" صارم اسے اپنے وجود کو دیکھتے پا کر حیرت سے بولا۔۔"
مطلب ہاں۔۔۔ مطلب نہیں یہ ہم دوسرے کنٹریز جائیں گے اگر" تم مجھ سے ذرا سی شادی کرنے کیلئے پچیس بے بیز لو گے تو میں بھی یہ شرط رکھتی ہوں۔۔" وہ آنکھوں میں دیکھ کر بولی۔۔

اگر میں نے ایسا نہیں کیا تو؟" وہ بھی آنکھوں میں جھانکتا ہوا بولا۔۔"

باذل ایکدم کھکھلا اٹھی۔۔۔"پھر تو تم بھی بچوں کے خواب دیکھتے رہنا میں تم پر تشدد کا الزام لگا کر مام کو تمہاری اوچھی حرکت کا بتاؤں گی پھر سیپریٹ۔۔"وہ تمسخرے سے زبان چڑھا کر بولی۔۔
اسنے اسکی زبان دیکھتے مسکراہٹ روکی۔۔

اوکے میں تمہیں لے جاؤں گا آؤٹ آف کنٹری۔۔اتنا تو کر ہی سکتے ہیں۔۔"دفعتاً وہ راضی ہو گیا بڑے اچنبھے کی بات تھی۔۔

باذل کی سمجھ سے باہر تھا وہ۔۔بڑی ایمانداری فرمانبرداری دکھا رہا تھا جو کہ تعجب جیسی بات تھی۔
"کیا اسے ڈر نہیں تھا وہ وہاں سے چکما دیکر اسے بھاگ جائے گی؟"
باذل نے اسکی آنکھوں میں دیکھا جو کہ دائیں بائیں ہاتھ رکھے دیوار پر اس پہ جھکا ہوا تھا۔۔
شیور؟؟پھر دھوکہ تو نہیں دوگے؟"وہ آہستہ سے بولی۔۔"
میں تو نہیں۔۔تم نا مکر جاؤ اپنی شرط سے۔۔"اسکا لہجہ گھمبیر ہوا جس پر وہ چونکی۔۔

میں کیوں مکر جاؤں گی ہونہہ!" وہ منہ بنا کر اسے دیکھتی بولی۔۔"
اگر مکر گئی تو؟؟" وہ رازداری سے پوچھنے لگا۔۔"
پھر مجھے بھی بھول جانا چاہیے یا۔۔۔؟؟" وہ اسکی پھیلی گرے آنکھوں"
میں دیکھتا ہاتھ کچھ دیوار سے نیچے کھسکا گیا۔۔

اپنی شکل دیکھی ہے؟ دیکھ کر پھر بولنا۔۔ میں مرتی نہیں تم پر"
سمجھے جو تمہیں جسے جلوے شعلہ کو دیکھ کر مکر جاؤں گی۔۔" وہ تلخی سے
بولی۔۔

صارم نے سنتے ہوئے منہ پر ہاتھ پھیرا۔۔
تم بڑی غلط فہمی کا شکار ہو۔۔ میں صرف چہرے سے ایسی باتوں پہ"
سرخ ہوتا ہوں۔۔ نیت میری سب سے خطرناک ہے اگر تمہیں
شک ہے میں مولوی ٹائپ کا بندہ ہوں تو غلط فہمی کو دماغ سے نکال دینا۔
تم اگر بیڈ گرل ہو تو میں بیڈ بوائے ہوں۔۔" وہ اسکی چوٹیوں والی سائیڈ
ہاتھ میں گردن پکڑ کر بولا۔۔
باذل کا چہرہ ہونقوں جیسا بن گیا۔۔ جبکہ صارم کا ہاتھ اسکی کلائیوں سے
رینگتا ہوں مٹھی والے ہاتھ پر آ گیا۔۔

اسنے آہستہ سے اسکی میدے جیسی رنگت والی گردن میں نمایاہوتی نیلی رگ کو انگوٹھے سے سہلایاوہ سانس روک گئی اسکی تمام تر قوت مٹھی پر خود بخود کمزور ہوئی اور صارم زیدی نے اسکی گرے آنکھوں میں دیکھتے مزید انگلیوں سے گردن سہلائی اور اسکی انگلیوں کے لمس سے وہ تپ کر سرخ ہوتی اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔۔

جبکہ وہ اسکی مٹھی کو پشت پر کھول کر اسکی انگلیوں کو اپنی مضبوط انگلیوں میں الجھاتے ہوئے اسکے سن پڑتے وجود کو دیکھا۔۔

اسکی مٹھی میں بند لسٹ کو اپنی ہتھیلی میں سمیٹ کر اسنے متبسم ہوتے اسکی آنکھوں میں دیکھا اور اسکی کلائی مضبوط انگلیوں سے سہلائی۔۔۔

تم تاوان کرنا پچیس نہیں پچاس بھی بے بیز ہو جائیں گے ہمارے۔۔"وہ" سرگوشی میں بولا۔۔اور اس لسٹ کو آہستہ سے اپنی جیب میں ڈالتے ہوئے گہری مسکراہٹ سے اسے دیکھا۔۔

صرف ضد اور جنون ہی ہے ورنہ ابھی بچی ہو۔۔" آہستہ سے سنیک "
ایرنگ کو اسکے کان سے آزاد کرواکر گراتے ہوئے وہ جھک کر اس آزاد کان
معنی خیز سرگوشی سے گویا ہوتا دور ہوا۔۔ اور ایک نظر اسکے دیوار سے
لگے وجود پر ڈال کر مسکراتا ہوا اس سے مزید دور ہوا۔۔۔

مام کو بھیجوں گا صبح تیار رہنا ایگریمنٹ کے شروع ہونے کیلئے۔۔" دو"
انگلیوں سے اسکے دہکتے گال چھو کر وہ وہاں سے ڈور کھول کر لمبے ڈگ بھرتا چلا
گیا۔۔

تمہیں تو بچے میں دکھاؤں گی بچی کون ہے اور بچہ کون۔۔ ایک دفعہ "
یہاں سے اپنی تحویل میں نکال کر لے جاؤ بعد میں منہ چھپاتے
ہوئے آؤ گے۔۔" وہ اپنے مفلر سے گردن پہ اسکا لمس صاف کرنے کی
کوشش کرتی گہرا سانس بھر کر دیوار سے پشت چھوڑ کر ہٹی ہی تھی
معاً اسنے اپنا کھلا ہوا ہاتھ محسوس کیا۔۔۔
آں!!" اسنے حیرت سے دونوں خالی ہتھیلیاں سامنے کیں اور گھبرا"
کر پیچھے مڑتے ہوئے دیکھا پر اسے وہاں کیا کہیں بھی اپنی لسٹ نہیں
ملی۔۔

آہ!!!بلیک مسین؟؟؟" اسنے دہل کر منہ پر ہاتھ رکھا۔۔۔"
وہ اسکی لسٹ لے گیا۔۔ اور اسے احساس نہیں ہوا۔۔ اسنے دماغ پر زور دیا تبھی ہی جھٹکا ہوا دماغ میں اپنی انگلیوں کو سامنے کیا جہاں اسنے لمحے کیلئے اسکی انگلیوں سے اپنی انگلیاں الجھادی تھیں اور اس لمحے نے اسکے حواس جھنجھور دیے تھے کہ وہ محسوس نہیں کر سکی وہ کمینہ اسکی لسٹ ہتھیلی سے لے گیا۔

اسے اپنے مزید لکھے سوال یاد آئے جو کہ وہ راز داری سے صرف ڈاکٹر سے پوچھنا چاہتی تھی۔۔۔
اسکا چہرہ سرخ ہوا۔۔۔"رن باذل!!!" ٹھاکے ساتھ دروازہ کھول کر وہ باہر بھاگی۔۔
پر وہ جب تک پارکنگ میں آئی تب تک اسکی گاڑی غائب تھی اسنے سر ہاتھوں میں گرالیا۔۔۔
ہو سکتا ہے مجھے مل جائے راستے میں ہی اسکے پڑھنے سے پہلے مجھے " اس تک پہنچنا چاہیئے۔" وہ بڑبڑاتی بوکھلا گاڑی کا ڈور کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی اور دوسرے لمحے زن سے گاڑی وہاں سے بھاگ لے گئی۔۔۔

اسکی سپیڈ ہواؤں سے باتیں کر رہی تھی اور وہ ساتھ ساتھ گاڑیوں کو بھی دیکھ رہی تھی۔۔

جی وہ میری ہونے والی بیوی ہے۔۔" اسنے ہنستے ہوئے کہا مقابل کھڑی "
ڈاکٹر نے قہقہہ لگاتے اسکے سر پہ چپٹ ماری۔۔

کوئی ایسا مذاق کرتا ہے بیچاری ساری رات ریسرچ کرتی رہی اور مجھ سے "
کہتی ہے میرے فگر کو دیکھیں دس بے بیز آجائیں گے ہاہاہاہا۔۔۔"
ڈاکٹر عائزہ جو کہ تقویٰ کی دوست تھیں صارم کو باذل کی باتیں بتاتیں یاد کرکے اب خود قہقہہ لگا رہی تھیں۔۔
صارم نے انہیں بتایا کہ اسنے صرف ڈرانے کیلئے شریر مذاق کیا تھا پر وہ اتنا سیریس لے گی اسنے سوچا تک نہیں تھا۔۔

کس کی بیٹی ہے اردو نہیں آتی کیا اسے؟" انہوں نے باذل کا ٹوٹا پھوٹا اردو والا "
لہجہ یاد کرکے پوچھا۔۔

ڈیڈ کے فرینڈ ہیں حیدر شاہ انکی چھوٹی بیٹی ہے۔۔جی امریکہ میں" رہتے تھے سب۔باقی سب کو تو اردو ٹھیک آتی ہے پر اسکا شروع سے جھکاؤ انگلش کی طرف تھا اور گھر والوں سے عموماً انگلش میں بات کرتی ہے اسلیے اردو میں کچھ کمزور سی ہے۔" وہ مسکراتا ہوا بولا۔۔

اچھا اچھا جانتی ہوں حیدر شاہ کو۔۔بہت پیاری ہے ماشاءاللہ" پر کچھ ناسمجھ سی ہے۔۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔
صارم ابکی بار ہنس پڑا اور جیب میں پڑی لسٹ کو چھوا۔۔اسکی نادانی تو اس لسٹ سے معلوم ہو گی۔۔

اسے اپنے حسن پر غرور کرنے سے فرصت ملے تو وہ کچھ جانے" اکیس سال کی ہے۔۔" وہ صرف سوچ کر رہ گیا۔۔

آپکا بہت بہت شکریہ آنٹی کہ آپ نے اس سے نام پوچھا اور مجھے" انفارم کیا احسان رہا آپ کا مجھ پر ورنہ وہ بیوقوف جانے کہاں خوار کرتی پھرتی مجھے۔۔" وہ سر پر ہاتھ پھرتا شرمندہ سا بولا۔۔

چل پگلے اپنوں کے کوئی احسان نہیں ہوتے خوش رہو بس اس جمعہ "
کو خطبہ پڑھو تو مجھے ضرور بتانا۔ پچھلی بار اسلام آباد چلی گئی تھی مس
ہو گیا تھا۔۔" وہ اس سے پیار سے بولی۔۔۔ صارم نے مسکراتے ہوئے
سر ہلایا۔۔

وہ ہر جمعہ کو گھر کے پاس والی مسجد میں خطبہ پڑھتا تھا اور اسے
سارے خطبے یاد بھی تھے سب بھائیوں میں پہلے اسنے ہی حفظ قرآن
کیا تھا جس وجہ سے ہی سب اسے مولوی کہتے تھے بلکہ کبھی ایسا بھی
وقت تھا کہ وہ شوق سے لمبی داڑھی رکھتا تھا۔۔
ابھی تک فل شیو تو نہیں کرتا البتہ ہلکی شیو چھوڑ دیتا ہے جو کہ
اسکی گندمی رنگت پر بہت بھلی لگتی تھی۔۔ ایک کشش چہرے
میں آجاتی تھی۔۔
وہ بچپن میں کچھ زیادہ شرمیلا تھا، بڑھتی عمر کے ساتھ کچھ ٹھیک
ہوا ورنہ اب بھی اس پر قہقہے لگتے ہیں کہ وہ جلدی شرما کر محفلوں
سے بھاگ جاتا تھا۔۔

وہ الوداعی کرتا ہوا انکی ہاسپٹل سے نکل آیا اور اپنی گاڑی میں آکر بیٹھتے ہوئے رات کو فرصت سے اسکی لسٹ کو پڑھنے کا طے کیا اور گاڑی وہاں سے نکالتا ہوا اپنی منزل کی طرف بھاگا۔۔

آج پھر گھر میں انکی کلنگ کلاسز تھی کیونکہ اسکی ماں بہن جو خریداری کیلئے دبئ گئی ہوئی تھیں۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

وہ سانس روکے اسے دیکھنے لگی جسنے مسکراتے ہوئے اپنے چہرے سے ہڈی ہٹائی اور اسے دیکھا۔
پرس دو میرا۔۔"وہ غصے سے بولی۔۔وہ سب اس وقت رات کا ڈنر" اس ہوٹل میں کر رہے تھے تبھی بیچ میں اس سے عرشیہ نے واش روم چلنے کا اشارہ دیا۔۔
وہ اپنی مام کو آگاہ کر کے عرشیہ کے ساتھ واش روم جا رہی تھی جب عرشیہ آگے اور وہ پیچھے کندھے پر پرس ڈالے ساتھ تھی کہ اچانک کسی نے جھپٹ کر اسکے کندھے سے پرس چھینا۔۔

وہ چیختی یا ڈرتی اس سے پہلے ہی سفید ہڈی میں موجود وجود کے پاکر اسکی آواز حلق میں ہی دب گئی ہاتھ خود بخود اپنے ماتھے پر گیا اور وہ عرشیہ کو دیکھ رہی جو سیدھا چلی گئی تھی۔۔

توقیع نے پھر سانس روکے اسے دیکھا جسنے منہ سے ہڈی ہٹائی جسے یہاں اچانک اپنے ساتھ دبئی میں دیکھ کر ششدر رہ گئی تھی۔۔

تمہارے بھائی کو چین نہیں کیا؟ اتنی بھی کون پرائی بیوی پر سیکیورٹی لگاتا ہے۔۔" اسکی آنکھوں کے سامنے پرس کھول کر وہ اندر سے بند پڑا موبائل نکالتا ہوا مسکراتے ہوئے بولا۔۔

موبائل واپس دو دلاور!" وہ سرد آواز میں اپنا ہاتھ اسکے سامنے کرتی ہوئی گویا ہوئی۔۔

جانِ دل یہ موبائل اب ہمارے کام کی نہیں۔" وہ اسکے موبائل کو دیکھتا پیار سے گویا ہوا۔۔

توقیع کو ڈر تھا کہ عرشیہ نا آجائے۔۔ اسی ڈر سے اسنے دلاور خان کے بازو کو پکڑ کر ایکدم اسے خوف سے سائیڈ لے جانے لگی۔۔۔

وہ اسکے احتیاط پر متبسم ہوتا اسکے ساتھ جانے لگا اور دوسرے ہاتھ میں موجود موبائل اپنی جیب میں ڈال دیا۔

کیوں آئے ہو یہاں؟" وہ اسے ایک سائیڈ لا کر بازو چھوڑتی ضبط سے بولی۔"

آخر یہاں کون سا تماشا چاہتا ہے۔۔۔

اگر میں یہ موبائل نا لیتے آتا ارجنٹ فلائیٹ سے تو تم اپنے بھائی کو دے" چکی ہوتی پھر کیا ہوتا ہم دونوں پھر صدیوں کیلئے دور ہو جاتے حالاں کہ میں نے ہمیشہ تمہیں دیکھ کر سوچا تھا تمہارے اٹھارہ سال کے ہوتے ہی رخصتی کر لیں گے۔۔" وہ اسکے چہرے کو حصار میں رکھتے ہوئے بولا۔۔

تم نے لے لیا موبائل اب کیوں کھڑے ہو یہاں جاؤ!" وہ اسکی ان" سنی کرتی سپاٹ بے تاثر لہجے میں بولی۔۔۔

دلاور نے اسکے چہرے کو دیکھا جس پر آج کسی قسم کا کوئی خوف نہیں تھا۔۔ اسکا دل کیا قہقہہ لگائے اسکی بچگانہ حرکت پر۔۔

خفا ہو؟؟؟" وہ پچکارتے ہوئے پوچھنے لگا تو قسیع نے حیرت سے اسے "
دیکھا کہ کس احساس سے پوچھ رہا ہے۔ دونوں کے بیچ جذبات کیا ہیں
جبکہ بنا پر وہ اس سے پوچھ رہا ہے۔۔
آخر وہ ہوتا کون ہے جس سے وہ خفا ہو۔۔۔

رئیلی تمہیں یہ خوش فہمی ہے کہ میں تم سے خفا رہوں گی؟" اسنے "
ابرو اٹھا کر تمسخرے سے پوچھا۔۔ دلاور اسکے تمسخرے سے اٹھی آئی برو
کے اوپر وہ چوٹ کا نشان دیکھنے لگا۔۔
دلاور کو اپنا نشان یاد آیا اسنے انگلی اٹھا کر پہلے اپنے نشان کو چھوا جس پر وہ
نیلی نظریں آئیں اور وہی انگلی اسکے زخم پر رکھی۔۔

کیا میں کہہ سکتا ہوں نشان مومن اور کافر کی پہچان ہیں؟" اسے یاد آیا"
جب اسنے اس نشان کو دیکھا تھا تو اسکی آنکھوں میں حقارت
آگئی تھی اور آج وہی نشان اسکے ماتھے پر تھا وہ استہزائیہ پوچھ رہا تھا۔۔
تو قسیع نے خالی نظروں سے اسے دیکھا اور پھر اسکے نشان کو۔۔

دلاور اسکی آنکھوں میں دیکھا وہ انگلی اسکے گال سے گھماتے ہوئے ٹھوڑی کے نیچے آیا اور چہرہ بلند کرتے ہوئے اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھ کر مسکرایا تھا۔۔

اگر ہم دونوں اب گنہگار بن چکے ہیں تو ایسا کرتے ہیں توبہ سیکھتے ہیں کیونکہ "
" توبہ کرنے سے معافی مل جاتی ہے۔۔۔

پھر آدم نے اپنے پروردگار سے (توبہ کے) کچھ الفاظ سیکھ لیے (جن کے "
ذریعے انہوں نے توبہ مانگی) چنانچہ اللہ نے انکی توبہ قبول کرلی۔
"بے شک وہ بہت معاف کرنے والا بڑا مہربان ہے
(سورۃ البقرہ آیت 37)

اسنے تیزی سے اسکا ہاتھ جھٹک دیا۔۔
یہ میرے گناہ کا نہیں تمہارا دیا ہوا ناسور ہے۔"اپنی غراہٹ "
اسنے مشکل سے ضبط کرتے دبے لہجے میں گویا ہوئی۔۔

یہ بھی تمہارے دیے ناسور ہیں۔۔" وہ اسکے منہ پر سرد برفیلے لہجے
میں گویا ہوا۔۔ توقیع نے تڑپ کر اسکی ہمہ وقت رہنے والی سرخ
آنکھوں میں دیکھا۔۔

توقیع نے اسے ناسور دیئے؟؟؟" اسکے دماغ میں کوئی قہقہہ لگاتا ہوا بولا۔۔ وہ"
اسے خونخوار ضبط سے سرخ ہوتی نظروں سے دیکھتی رہ گئی۔۔
جن میں جھانکتے ہوئے وہ اچانک اسکے چہرے کو ہاتھوں میں
تھام کر اسکے نشان پر اپنے لب رکھ گیا۔۔
"سنا ہے ابھی تک راتوں کو دل کی وحشت پہ چیختی ہو۔"
لوگ تمہاری خیچیں سنتے مجھے کوستے ہوں گے۔۔ جس وجہ سے"
نیند مجھے بھی نہیں آتی، سنا ہے تمہیں بھی دواؤں کے زیر اثر سلاتے ہیں۔
کیا یہ سچ ہے؟" وہ متبسم کہتا اسکے چہرے کو دیکھتا ہوا استفسار کر رہا
تھا۔۔

سنا ٹھیک ہے اندازِ بیان غلط ہے۔۔ مجھے "دل" نہیں میرا مقدر"
میرا "نصیب" رلاتا ہے۔۔" وہ الفاظ جتا کر بولی۔۔

سناٹھیک ہے روتی ہوں، جب راتوں کو اپنے نام کے ساتھ جڑے "
حوالے کو زندہ دیکھتی ہوں۔۔ میرے دل کی نہیں میرے نصیب کی
وحشت رلاتی ہے۔۔" وہ تلخ ہوئی۔۔

تمہارے دل، تمہارے دماغ، تمہارے نصیب، تمہارے تن، "
تمہارے من میں صرف ایک ہی ہے وہ ہے دلاور خان۔۔ جس
پہ چاہے رولو۔۔ ذکر اس میں میرا ہی ہوگا۔۔" وہ بھی اسی کے انداز
میں جتا کر بولا۔۔
تمہارا یہ غرور ویسے ہی توڑوں گی جیسے تمنے اپنی راہ سے مجھے دھتکارہ تھا۔۔""
اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر وہ غضبناک ہوئی۔۔
تمہاری نفرت پہ آمین، تمہارا طیش سر آنکھوں پر۔"
تمہاری ضد پہ سر خم، تمہاری انا قبول۔ شرط یہ، بیچ کوئی
تیسرا نا آئے ورنہ تو قسیع دلاور یہ جو چلتی سانسوں پر غرور ہے دلاور
خان خاک کر دے گا۔" اسنے سرد لہجے میں جھٹکے سے اسکا کان
قریب کرتے آنکھوں میں پراسرار سی مسکراہٹ لیکر سرگوشی
کی۔۔۔

توقیع کے وجود میں ایک سرد لہر اسکے لہجے سے
سرایت کرتی ہوئی اسکی ریڑھ کی ہڈی میں دوڑ گئی۔
اسکی آنکھوں کے سامنے دریاب کا چہرہ گھوما۔۔"کہیں بہانہ سے
"اپنوں میں اسے تو نہیں۔۔۔۔
کس رنگ کا ڈریس لیا ہے؟"دفعتاً وہ پھر گویا ہوا۔۔۔توقیع نے"
اسکی آنکھوں کی پراسرار سی چمک کو دیکھا۔۔

سرخ"وہ ہونٹوں پہ زبان پھیرتی آس پاس دیکھتی ہوئی بولی۔"
سرخ کیوں لیا؟"وہ سرد لہجے میں پوچھنے لگا تو توقیع نے اسے دیکھا"
حیرت سے۔۔
لال رنگ یا تو موت کا ہوتا ہے یا ارمانوں کا۔۔۔پر تمہارے نصیب میں"
تو وحشتیں ہیں جن پر راتوں کو چیختی ہو۔۔وحشتوں میں لال نہیں سیاہ
کپڑے پہنیں جاتے ہیں اور تم بھی سیاہ پہننا۔۔"وہ حکم دیتا بولا۔۔۔

وہ خاموشی سے سن رہی تھی اسے تبھی دلاور خان نے اسکے چہرے سے
نظریں ہٹا کر دائیں جانب گردن گھمائی توقیع نے بھی خوفزدہ
ہوتے دیکھا کہیں عرشیہ تو نہیں آ گئی۔۔

سب کیا سمجھتے کہ وہ زندہ ہے اور توقیع اسکے ساتھ تھی تو مطلب وہ جانتی تھی اس قاتل کے ساتھ باتیں بگاڑ رہی تھی۔۔ اگر اسکے بڑے بھائی کو معلوم پڑ جاتا۔۔۔

ایک نہیں جانے کتنی زندگیاں برباد ہوتیں دریاب اسے پہلے ہی وارن کر چکا تھا۔۔

وہاں کوئی نہیں تھا اسکے سانس میں سانس آئی۔۔

میرے لمس کے استحقاق سے سمجھ جاؤ تمہارے آگے کیا ہو گا!""

اسنے ابھی سانس چھوڑی ہی تھی کہ اگلے ہی پل اس افتاد پر سانس جیسے سینے میں ہی دب گی۔

توقیع نے گھبرا کر اسکے کندھوں کو تھاما۔۔ اور اسے خود سے دور کرنا چاہا۔۔ پر وہ اسے کمر سے اٹھا کر اور آگے کونے میں لے آیا جہاں اندھیرے تنہائی کی علاوہ کچھ نہیں تھا۔۔

سواء اسکی سانسوں سے الجھتی ہوئی دلاور خان کی دہکتی سانسیں۔۔۔

عرشیہ۔۔ "وہ خوف سے بولی۔۔"

نہیں آئے گی یہاں۔۔"وہ متبسم ہو کر اسکا اسکے بے جان ہوتے ہاتھ اپنی" گردن میں باندھ کر اسکی گردن میں گہرا سانس خود میں کھینچتے ہوئے یوں کھو گیا جیسے نشہ کر لیا ہو۔۔۔

اسکی گردن کے پیچھے ہاتھ رکھتے ہوئے وہ اسکی سرد سانسوں پر مبہم سا مسکرایا اور اسکی کمر میں دوسرا بازو حائل کر کے جھٹکے سے کھینچ کر ایک تن ایک قلب کرتے ہوئے وہ اندھیرے میں اسکے چہرے پہ جھک گیا۔۔

وہ بے جان بے حس ہو گئی۔۔۔اسکے سامنے اسکا اقرار میں ہلتا ہوا سر گھوم رہا تھا آنکھوں کے سامنے اندھیرا جبکہ دل کو ضرورت کہاں تھی دھڑکنے کی اب۔۔

وہ جو اپنے شدت بھرے لمس سے اسکا پور پور دھڑکا رہا تھا۔۔وہ اسکی پشت پر ہاتھ پھیرتا ہوا آہستہ سے ہڈی دونوں کے سر کے اوپر ڈال دی۔۔

توقیع!!!"معاً پاس سے ہی عرشیہ کی پریشان آواز گونجی۔۔۔"

وہ بے جان بے حس و حرکت پہلے ہی ہو چکی تھی اس وقت تو شاید کان بھی بہرے ہو گئے تھے۔

اگر اپنی وحشتوں کا بدلہ چاہتی ہو تو آجاؤ خاموشی سے میری تنہائیوں میں۔۔ پر یہ دماغ میں بٹھا کر کہ میں خود ایک ناسور ہوں مجھے زخم دینے کی بچگانہ کوشش مت کرنا۔" وہ آہستہ سے اسکے بھیگے سرخ ہونٹ صاف کرتا ہوا بولا۔۔

تمہارے لیے کسی اور کی شہنائیاں بجی تو میت میں اٹھاؤں گا" اسنے کہا تھا رشتے سے انکار کر و پر وہ الٹا شاپنگ پہ آ گئی تھی۔۔
مایوں ہے پرسوں تمہاری پھر تو مل نہیں سکیں گے۔۔" وہ کہتا"
صاف کیے ہونٹوں کو پھر سے فوکس میں لیکر جھکا اسکے گال
آنکھیں ناک سب چھو کر وہ پھر اسکے پنکھڑیوں جیسے ہونٹوں پر آ گیا۔
اور انکے نرم ملائم لمس کو محسوس کرنے لگا۔۔۔

اسنے تڑپ کر اسے خود سے دور کیا اور وہ گہرا سانس بھرتا ہوا پیچھے ہوا تو قسیع بغیر کچھ کہے وہاں سے نکلی۔۔۔

اسکے دماغ میں اسکی ایک ہی بات بیٹھ گئی تھی۔۔

"کیا میں کہہ سکتا ہوں نشان مومن اور کافر کی پہچان ہیں؟"

کہاں تھی پاگل ہو گئی ہے میں کتنا تمہیں ڈھونڈا اچانک کہاں" غائب ہو گئی تھی؟" عرشیہ اچانک اسے سامنے پاکر کندھوں سے تھامتی بولی۔۔

میری طبیعت خراب ہو گئی تھی عشی اسلیے سائیڈ آ گئی۔۔" اسنے" اسکی آنکھوں میں بغیر دیکھے کہا۔۔
اوہ کیا ہوا تمہیں؟ زیادہ طبیعت خراب ہے کیا؟؟" عرشیہ" اسکی زرد رنگت دیکھتی متفکر ہوئی۔۔
میرا سر بھاری ہو رہا ہے۔۔ اایسا لگ رہا ہے جیسے دماغ سن ہو گیا" ہے۔۔ آنکھوں کی روشنی بھی دھندلی لگ رہی۔۔" وہ ٹانگوں کے بے جان ہونے پر نیچے ہی بیٹھنے لگی کہ عرشیہ نے بوکھلا کر اسکے وجود کو تھاما۔۔۔ وہ اس سے کہنا چاہتی تھی" آنکھوں دیکھے بغیر، نیت جانے پر بغیر کسی پر تہمت لگانے والے کی نشانی ہے یہ۔۔" پر وہ لب پیوست تھی۔۔

اللہ اپنے پسندیدہ بندوں کو غلط اور صحیح کی پہچان جلد ہی کروا دیتا ہے۔۔۔" وہ آہستہ سے کہتی توقیع کے وجود کو سہارا دیکر وہاں سے لے جانے لگی۔۔

وہ پیچھے دیوار سے شانہ ٹکائے اسکے وجود کو نڈھال ہوتے دیکھ کر لمحے کیلئے آنکھیں موندیں کھڑا رہا۔ جب کھولی تو سارے وجود سر کو درد سمیٹ براشت کر کے وہ لہو کی مانند ہو گئیں۔۔
وہ خاموش کھڑا پیچھے سب کو جاتے ہوئے دیکھتا رہ گیا۔۔
ورنہ کوئی اندر سے اکسا رہا تھا دور جاتے ان تین وجود کو یہیں سے اغوا کر کے لے جائے۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

وہ نماز پڑھ کر جائے نماز سے اٹھا اور ایک جگہ براؤن لکڑی کے بڑے صندوق میں رکھے قرآن پاک کے ساتھ تَسبِیحات میں سے ایک تَسبِیح اٹھائی اور خاموش سا چلتا ہوا ایک سائیڈ دیوار کے پاس جا کر نیچے بیٹھ گیا۔

اور تسبیح کے پاک دانوں پر درود پاک کا ورد کرنے لگا۔ نظریں اسکی جھکی ہوئی تھیں۔۔ اور وہاں موجود لوگ اسے کبھی کبھار یہیں بیٹھتے ہوئے دیکھتے تھے جسکے شانوں پر سیاہ شال سر پر ٹوپی گرے کپڑوں میں ایک سائیڈ بیٹھا ملتا تھا۔

نمازی نماز پڑھ کر ایک دوسرے سے مسکرا کر ملتے ہوئے وہاں سے نکلتے لوگ اس خوبرو شخصیت کے مالک کو بھی نظر بھر کر دیکھ رہے تھے۔ پر وہ کسی پر دھیان دیے بغیر اپنے عمل میں غافل تھا۔ وہ لفظ لفظ پہ اپنی پوری سماعت جمائے پڑھ رہا تھا اسکی ساری توجہ اس پر تھی۔۔

حضرتِ سَیِّدُنا اُبَیّ بِن کَعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے عرض کیا: یارسُولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! میں تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر بہت زِیادہ دُرود شریف پڑھا کرتا ہوں، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بتا دیجئے کہ دن کا کتنا حصہ دُرُود خوانی کے لیے مُقرّر کر دوں؟

تو نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: مَاشِئْتَ یعنی تم جس قدر چاہو، مُقرَّر کر لو۔ حضرت اُبیِّ بن کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا کہ دن رات کا چوتھائی حصہ دُرُود خوانی کے لیے مُقرَّر کر لوں؟

: تو سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا

مَاشِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَھُوَ خَیْرٌ لَکَ •

یعنی تم جس قدر چاہو مقرر کر لو، ہاں اگر تم چوتھائی سے زِیادہ حصّہ مُقرَّر کر لو گے تو تمہارے لیے بہتر ہی ہو گا۔ حضرت اُبیِّ بن کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی کہ میں دن رات کا نِصف حصہ دُرُود خوانی کے لیے مُقرَّر کر لوں؟

: تو حُضُور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا

مَاشِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَھُوَ خَیْرٌ لَکَ •

تم جس قدر چاہو مُقرَّر کر لو اور اگر تم اس سے بھی زِیادہ وقت مُقرَّر کر لو گے تو تمہارے لیے بہتر ہی ہو گا۔ تو حضرت اُبیِّ بن کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا میں دِن رات کا دو تہائی مُقرَّر کر لوں؟

: تو حُضُور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا

مَاشِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَھُوَ خَیْرٌ لَکَتم •

جتنا چاہو وقت مُقرّر کر لو اور اگر تم اس سے زِیادہ وَقت مُقرّر کرو گے تو تمہارے لیے بہتر ہی ہو گا۔ تو حضرت اُبیّ بن کَعب رَضِی اللّٰہ تَعالٰی عَنْہُ نے عرض کی:

اَجْعَلُ لَکَ صَلَاتِی کُلَّہَا، •

میں دِن رات کا کل حصّہ دُرُود خوانی ہی میں صرف کروں گا۔ تو سرکار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

اِذًا تُکْفَی ہَمَّکَ وَیُغْفَرُ لَکَ ذَنْبُکَ •

اگر تم ایسا کرو گے تو دُرُود شریف تمہاری تمام فِکروں اور غموں کو دُور کرنے کے لیے کافی ہو جائے گا اور تمہارے تمام گناہوں کے لیے کَفّارہ ہو جائے گا۔

(ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب ۲۳، ۴/ ۲۰۷، حدیث: ۲۴۶۵)

وہ عشاء کی نماز پڑھ کر بیٹھا تھا، امام صاحب نے سب کو آہستہ آہستہ رخصت ہوتے دیکھتے رہے تھے اور ساتھ تلاوت قرآن بھی کر رہے تھے۔ وقتاً فوقتاً اس پر بھی نظریں ڈال رہے تھے جو کہ دنیا سے غافل تھا۔

جانے کیا سوچ کر مقابل کی بند آنکھوں سے آنسوں گرے پر سر دیوار سے لگائے بیٹھا بے حس تھا شاید ہی۔۔۔۔

امام صاحب نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔اور اسکی آنکھوں سے گرے گالوں پر پھسلتے ہوئے آنسوں پر مسکرا دیئے۔۔قرآن کی سپارے کی تلاوت کرتے انہوں نے سورۃ النحل ترجمہ سمیت پڑھنا شروع کر دی جسے وہ اور کچھ مزید لوگ بیٹھے مسرور ہوتے سرور میں سن رہے تھے۔

(سورۃ النحل آیت نمبر ۱۲۶)
اور اگر تم سزا دو تو ایسی ہی سزا دو جیسی تمہیں تکلیف پہونچائی تھی اور اگر تم صبر کرو تو بیشک صبر والوں کا صبر سب سے اچھا،

(سورۃ النحل آیت نمبر ۱۲۷)
اور اے محبوب! تم صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے اور ان کا غم نہ کھاؤ اور ان کے فریبوں سے دل تنگ نہ ہو،
(ف ۲۸۹

(سورۃ النحل آیت نمبر ۱۲۸)

بیشک اللہ ان کے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں،

سب نے بے شک کہا اور امام صاحب نے دعا مانگی۔۔ جسے سنتے وہ آمیں کہتے جا رہے تھے۔۔ امام صاحب نے اس وجود کی طرف دیکھا جو کہ خاموش سر دیوار سے ٹکائے آنکھیں موندیں پڑا تھا۔۔ اسکے لب ہل رہے تھے۔ انہوں نے اسکی غیر حاضری کو کچھ دن زیادہ محسوس کیا تھا۔۔

اتنے دن نہیں آئے؟ اپنی موجودگی کی عادت ڈال دی ہے مجھ میں۔ "امام" صاحب قرآن چوم کر رکھنے کے بعد سب سے ملکر اسکے پاس آکر بیٹھ گئے۔۔

آواز پر اسنے آنکھیں کھولیں اور انہیں دیکھا۔۔

مٹی کی عادت ڈال کر خاک ہونا کیوں چاہتے ہیں؟ عادت ڈالنی" ہے تو قرآن کی ڈالیں جو سینے میں دب کر قبر تک ساتھ چلے گا۔۔ لوگوں کی عادت ڈالنا سواء خود کو خاک کرنے کے اور کچھ نہیں ہے۔۔" وہ تسبیح روک کر بولا۔۔۔

یہ تو بہت اچھی بات کہیں۔۔ پر سب مٹی کے وجود خاک نہیں"
کرتے کچھ خود سے ٹھکرا کر رب سے قریب بھی کرتے ہیں۔۔
انسان مطلبی ہے یہ بات دماغ میں بٹھالو۔۔ بہت کم ہیں وہ وجود
زمین پر جو کہ بے غرض رب کو یاد کرتے ہیں۔۔
اس دور میں سب رب کو تب یاد کرتے ہیں جب انہیں کوئی
تکلیف پہنچتی ہے۔۔
بے شک تکلیف میں بھی یاد کرواسے، جو دل کے قریب ہوتا ہے اسے
ہی بلاتے ہیں تکلیف میں پر ایک طرح سے دیکھا جائے انسان مطلبی
ہی ہوا جو اپنے فرض سے منہ چرا کر رہتا ہے پر جب تکلیف پہنچتی
ہے تب اسے بلاتا ہے۔۔
اور تم یہ دیکھ لو آس پاس غور کرو انسان کو زیادہ تکلیف دوسرا انسان
ہی دیتا ہے۔ اسی تکلیف کی فریاد لیکر وہ رب کے پاس پہنچتا ہے۔۔
یوں رب کی اور اسکی ملاقات ہوتی ہے۔۔

ہر بات کے دو رخ ہوتے ہیں ویسے ہی ہر تکلیف کے دو رخ ہوتے ہیں یہ انسان کے ہاتھ میں ہے وہ تکلیف دہ ہو کر رب کے پاس جاتا ہے اسے یاد کرتا ہے، یا وہ ٹوٹ کر برائی کو چنتا خود کو تباہ کر دیتا ہے۔۔
اگر تمہاری عادت نے مجھے خاک کیا تو میں خاک ہو کر بھی اپنے معبود سے قریب ہو جاؤں گا بے فکر رہو۔
مجھے یہ بتاؤ کہاں غائب تھے؟ پانچ دن سے کھانا رکھ کر مجھے خود کھانا پڑتا ہے۔۔" انہوں نے شفقت سے سمجھایا ساتھ اسے بے فکر کرتے غیر حاضری کی وجہ پوچھی۔۔

بہت ضدی ہیں مولوی۔۔" وہ ہنس کر بولا جس پر وہ بھی اسے مسکراتے" دیکھ کر مسکرائے۔۔
کہاں جانا تھا یہیں تھا دو دن تنہائی دو دن برائی، تین دن درباری یہی ہے" ہماری زندگانی۔۔" اسنے کہتے تلخی سے سر دیوار سے ٹکا دیا۔۔

تم کندن ہو، پر صرف ایک خامی ہے تم میں کہ تم اندر سے جنگ" نہیں لڑ سکتے۔۔ کمزور ہو تم بس۔۔ اگر تم لڑھ جاؤ تو آج تمہارا یہ حال نا ہوتا۔۔" وہ اسکی سرخ آنکھوں میں دیکھتے بولے۔۔

اسنے سر جھٹک دیا اور چھت کو دیکھنے لگا۔۔

بہر حال اللہ اپنے پیارے بندوں کو زیادہ دیر گمراہ بھی نہیں رکھتا" تمہیں ضرور ان راہوں سے روکے گا۔۔" وہ اسکا ہاتھ تھام کر چومتے ہوئے بولے۔۔
معاً اسکے وجود پر بخار کی تپش دیکھ کر چونک گئے۔۔

تمہیں بخار ہے دلاور؟؟؟" وہ حیران ہوئے۔۔"
اسنے ایک مسکراتی ہوئی نظر امام پر ڈالی اور گہرا سانس بھر کر درود رسول ﷺ پر پڑھتے ان سے سکون کی طلب کی اور اس سکون کو اس خاص وجود کیلئے امانت کر کے فرشتوں کی حاضری میں بھیجا جن کے دل پاس نا ہو کر بھی اسکی یاد میں تڑپتے ہوں گے۔۔۔
اور وہ جانتا تھا ایسے دل صرف انکے ہوں گے جن کا خون اسکی رگوں میں ابھی تک دوڑ رہا تھا۔۔

جب سے انہیں روبرو دیکھا گیا۔۔۔ شاید یہ نادان وجود بھی اسکی" توجہ کا طلبگار ہو گیا تھا" وہ ہنس کر بولا۔ "شاید یہ بیوقوف سوچنے لگا

تھا کہ بخار مجھے ہو گا اور تڑپ کر وہ پاس آئیں گی۔۔" وہ اپنی بچگانہ بات پر تیز ہنس پڑا۔۔

امام صاحب نے غور سے اسے دیکھا۔۔

دوا لی تھی؟" کچھ دیر بعد وہ بولے۔۔"
شوق نہیں رہا اب۔۔" وہ آنکھیں موند کر گویا ہوا اور حلق میں نمی کو"
اتارہ۔۔۔
پاگل مت بنو جسے نام پر بٹھا کر رکھا ہے اسکا کیا؟" امام صاحب غصے"
سے گویا ہوئے۔۔
دلاور کا سن کے بے ساختہ قہقہہ گونج اٹھا۔۔" اسکے طلبگار ہزار ہیں۔" وہ
سپاٹ لہجے میں بولتا نظریں پھیر گیا۔

وہ تمہاری عزت ہے۔۔ اور تمہاری بہن اسکا کیا؟؟ وہ تو تمہیں"
چاہتی ہے نا۔۔ اسکا تو قصور نہیں کیوں دل دکھا کر گناہ چاہتے ہو!" وہ
افسوس رنجیدگی سے گویا ہوئے البتہ نظریں اسکے چہرے پر تھیں
جسکی آنکھوں میں گڑھے پڑنے شروع ہو رہے تھے۔۔

انکا دل ڈوب گیا۔۔۔

کچھ نہیں ملے گا تمہیں انکی دلوں میں سواء نفرت کے۔۔"وہ نظریں"
گھمائے زہر خند گویا ہوا۔۔

تو یہ تمنے خود بھرا ہے تم بھول رہے ہو مجھ سے کیا ہوا وعدہ۔۔"امام"
صاحب نے روعب سے کہا۔۔

وہ سر اٹھا کر انہیں دیکھنے لگا۔۔"نہیں مر رہا۔۔زندہ ہوں کر رہا ہوں
کوشش۔"وہ غصے ناراضگی سے کہتا چہرہ پھیر گیا۔امام صاحب
مسکرا دیئے۔۔

کھانا کھایا ہے؟"وہ اب پیار سے پوچھ رہے تھے دلاور"ہمم"کہہ کر"
آنکھیں موند گیا۔۔

خیری کہاں ہے؟"انہوں نے توقف کے بعد پوچھا۔۔"

گھر ہے پیپر زدے رہا ہے۔۔"اسکے ذکر پر وہ بھی مسکرایا۔"
امام صاحب سر ہلانے لگے

آجاؤ آرام کرو اندر، بخار تیز ہے میں ڈاکٹر کو بلاتا ہوں۔" وہ کہتے "
اٹھے کہ ایکدم دلاور نے انکا ہاتھ تھام کر واپس بٹھا دیا۔۔

ضرورت نہیں ڈاکٹر کی آپ بیٹھ جائیں یہیں۔۔" اسنے کہنے کے "
ساتھ اپنا سر انکی گود میں رکھا۔۔ امام صاحب کے لبوں پر تیزی
سے مسکراہٹ آگئی۔۔ انہوں نے اسکے پیشانی کو دبانا شروع کر دیا۔۔

مولوی!" معاً اسکی بھاری آواز گونجی۔۔"
ہوں!" مسکراتے ہوئے اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھ کر جواب دیا۔۔۔"
وہ جانتے تھے اگر اب ذرا سی دیر ہوئی اسکی زندگی میں خوشیوں کی تو ضرور وہ
اسکے ہاتھوں سے نکل جائے گا۔۔۔
میں کہوں اگر میں زانی قاتل ہوں تو؟ یقین کر لوگے؟" وہ سرخ"
آنکھیں کھول کر پر اسرار سی مسکراہٹ سے انہیں دیکھنے لگا۔۔
پر اسکی پر اسراریت کا ذرا بھی اثر لیے بغیر انہوں نے اسکے چہرے پر
ہاتھ پھیرا۔۔" نہیں کروں گا۔ اگر آنکھوں سے دیکھ لوں تب بھی نہیں کروں
گا۔" انہوں نے اعتماد سے کہا دلاور جواب کے منتظر انکا جواب سنتا
سرخ پڑ کر قہقہہ لگا اٹھتا۔۔

بڑے استاد ہیں مولوی۔۔۔" وہ ہنستے ہوئے بولا۔۔۔ امام صاحب نے "
مسکراتے ہوئے پھر سے اسکا ماتھا دبانا شروع کر دیا اور اسکے شال
کندھوں سے ہٹا کر اسکے اوپر ڈال دی۔۔
ڈاکٹر کے پاس جاؤ دل ضروری ہے وہاں جانا یہ اچانک اتنا"
تیز بخار اچھا نہیں۔۔" امام صاحب نے تیز دہکتے ہوئے وجود کو
محسوس کرتے متفکر پریشان ہوتے ہوئے کہا۔۔۔

وہ بند آنکھوں سے مسکرایا۔۔ "کچھ نہیں ساری دل کی بے ایمانیاں ہیں۔۔
انہیں دیکھ کر ایسا کر رہا ہے بچپن میں ایسے انکی توجہ کا طلبگار ہو کر مجھے
تنگ کرتا تھا۔۔" وہ پڑے پڑے بولا البتہ نا آنکھیں وا کیں نا ہی ڈاکٹر کو
بلانے دیا۔۔

امام صاحب اسکا سر تو دبا رہے تھے پر اچانک جانے رات کا
کون سا پہر تھا جب وہ کراہنے لگا تھا۔۔
سیاہ بادلوں بھری اندھیری رات کے کسی دوسرے پہر اسکی درد
سے حالت بری ہوئی کہ وہ جھٹکے سے سر تھام کر بیٹھ گیا۔ بخار

نے بھی پورے وجود کو لپیٹ میں لیکر ساری قوت توانائی ختم کر دی تھی اور کسی کو معلوم بھی نہیں تھا کہ وہ بھوکا ہے کتنے دنوں کا۔۔

امام صاحب نے اسکی بگڑتی ہوئی حالت کو دیکھا اور گھبرا کر ڈاکٹر کو کال کی۔۔

تقریباً آدھے گھنٹے میں ڈاکٹر بھی پہنچ گئے مسجد میں اور ایک کونے میں زمین پر پڑے سر تھامے اسے چوڑے لمبے وجود کو دیکھ کر ڈاکٹر بھی گھبرائے تھے۔۔ امام صاحب نے ڈاکٹر کی مدد سے سہارا دیکر اسے اپنی مسجد کے ساتھ بنی رہائشی جگہ والے حصے میں لائے اور چارپائی پر ڈال دیا جہاں وہ گرتے ہی بے سدھ ہو گیا۔۔

کون ہے بیٹا ہے آپکا؟" ڈاکٹر اسے چارپائی پر ڈال کر اب اسکا چیک اپ کرتے امام صاحب سے پوچھنے لگے۔۔

امام صاحب نے سوال سن کے مسکراتے ہوئے اسکے خوبرو چہرے کو دیکھا۔۔

ایسی اولاد تو خوش نصیبوں کے گھر جنم لیتی ہے کاش میں بھی" اتنا خوش نصیب ہوتا۔۔" وہ حسرت سے اسے دیکھتے سوچتے رہے۔

جی میرا بیٹا ہے دلشیر خان۔۔۔" وہ فخر سے گویا ہوئے۔۔"

اچھا اچھا۔۔"ڈاکٹر صاحب سر ہلا گئے۔۔۔"

اس سے کہیے گا دماغ پر اتنا دباؤ نا دے۔خود کو پر سکون رکھے،اور زیادہ تر" ریلیکس پر سکون جگہوں پر رہے جہاں جھگڑے بکھیڑے کم ہوں۔یہ اسٹریس لینے کی وجہ سے ہوا ہے دماغ ماؤف یا برین ہیمرج بھی ہو سکتا ہے۔جس سے اسکی جان کو کافی نقصان ہو سکتا ہے۔"ڈاکٹر چیک اپ کے بعد امام صاحب کو ہدایت دے رہے تھے جو کہ وہ غور سے سن رہے تھے۔بے بسی یہ تھی کہ وہ ان باتوں پر توجہ کب دیتا تھا۔ موت بے شک اوپر والے کے ہاتھ میں ہے پر احتیاط کرنا بھی انسان کے ہاتھ میں ہے۔۔پر وہ سب کچھ اس پر چھوڑ چکا تھا۔۔

امام صاحب مجھے لگتا ہے آپکو اپنے بیٹے کے بلڈ ٹیسٹ کروانے چاہیے، " مجھے کچھ شک ہے۔۔"ڈاکٹر اسکی آنکھیں کھول کر چیک کرتے ہوئے بولے۔۔

میں کہہ دوں گا۔۔"امام صاحب نے گہرا سانس بھرتے" ہوئے حامی بھری۔ڈاکٹر صاحب نے دواؤں کا نسخہ انکے حوالے کیا اور مزید اسکے تپتے وجود کو دیکھ کر گویا ہوئے۔۔

انہیں ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھیں دماغ پر تاکہ بخار کا زور ٹوٹ جائے" ورنہ دماغ کی نس ڈیمیج ہو سکتی ہے۔"ڈاکٹر فیس لیکر ہدایت دیتے ہوئے چلے گئے۔۔

امام صاحب اسکے بے سدھ پڑے وجود پر ایک نظر ڈالتے ہوئے فین کا بٹن آن کیا اور اسکے اوپر چادر ڈالتے ہوئے خود دوائی لینے چلے گئے۔۔

رات کے بارہ بجے اکا دکا ہی میڈیکل شاپ کھلے ہوئے تھے جنکے پاس جا کر انہوں نے وہ دوائیاں لیں اور سلام کرتے کھانے کے لئے کچھ فروٹس لیکر وہ واپس مسجد کی طرف روانہ ہوئے۔۔اور اپنی رہائشی جگہ میں داخل ہوتے انہوں نے ابھی تک ویسے ہی چارپائی پر پڑے دلاور خان کو دیکھا۔

وہ فروٹس دھو کر پلیٹ میں کاٹ کر لائے اور چارپائی کے قریب ٹیبل چیئر رکھتے وہاں پر رکھے۔۔ساتھ ہی کولر سے ایک ٹھنڈے پانی کا پیالا بھر لائے اور اپنے ایک شانوں پر ڈالنے والے بڑے رومال کو کینچی سے پٹیوں میں کاٹ کر آکر اسکے پاس بیٹھ گئے۔۔

مام۔۔۔"امام صاحب نے جیسے ہی اسکے سر پر ٹھنڈے پانی کی پٹی رکھی وہ"
بڑبڑایا۔۔ جس پر وہ خوش ہوئے۔۔
وہ چاہتے تھے کہ وہ ایسا احساس حاصل کر کے دماغ سے جو دباؤ ہے
اسے دور کر دے۔۔ تاکہ دماغ پر سکون ہو۔۔ اور وہ مکمل ہوش میں آ کر کچھ
کھائے تاکہ اسے پھر دوائی دے سکیں۔۔

وہ ابھی تین چار ہی ٹھنڈی پٹیاں رکھ پائے تھے معاً درد کی ایک تیز ٹیس
پر اسنے جھٹکے سے آنکھیں کھولیں۔۔ اور اپنا سر دونوں ہاتھوں میں پکڑ
لیا ساتھ ہی اٹھ کر بیٹھ گیا۔۔

دلاور!!"امام صاحب نے گھبرا کر اسے پکارا دلاور نے سر تھام کر"
نظریں انکی طرف اٹھائیں۔۔ اور احساس کے خلاف وجود کو پا کر وہ
حیران نہیں ہوا، محض مسکرایا۔۔۔

شکریہ۔۔"وہ کہتا ہوا شال اٹھا کر شانوں کے گرد لپیٹتے ہوئے"
چارپائی سے اترا۔۔

کہاں جا رہے ہو یہ دوائیاں اور کھانا تو کچھ کھا لو۔۔ آرام کرو دلاور "
تمہاری طبیعت ابھی ٹھیک نہیں۔۔" اسے دہلیز کی طرف بڑھتے
ہوئے دیکھ کر امام صاحب نے پریشان ہوتے ہوئے کہا

اتنے احسان کرو جتنے میں اتار سکوں۔۔ کچھ نہیں گناہوں کے ڈھیر "
کے علاوہ کیوں میری خدمت کر کے اللہ کی ناراضگی چاہتے ہو؟" وہ
کہتا استفسار کرنے لگا۔۔۔

وہ میرا اور میرے رب کے بیچ کا معاملہ ہے تم واپس آ کر بیٹھو ابھی "
اور یہ دوائی کھاؤ ڈاکٹر نے تمہیں کچھ ٹیسٹ لکھ کر دیئے ہیں جا کر صبح
ٹیسٹ کرواؤ۔" امام صاحب نے نرمی سے کہتے اسکے بازو کو پکڑا۔۔

زندگی کے ٹیسٹ کروانے ہے کرے گا ڈاکٹر؟" وہ پلٹ کر امام "
صاحب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھنے لگا۔
اسکی آنکھوں کے ساتھ آج چہرہ بھی دہک رہا تھا۔۔

امام صاحب لاجواب ہو گئے۔۔

اللہ کے امان میں۔" وہ انکا کوئی جواب ناپکار دہلیز پا کر گیا اور باہر "
سائیڈ اپنے جوتے پہنتے ہوئے اچانک موسم کے بدلے تیوروں پر بوند
بوند برستی بارش ٹھنڈی ہواؤں میں سڑک کنارے چلتا
جارہا تھا۔۔

مسجد کے باہر آکر کھڑے ہوتے امام صاحب پیچھے سورۃ پڑھتے اسکے وجود
کو نظروں کے حصار میں لیکر اس پر پھونک دی۔ اور خاموشی سے
اسے جاتے ہوئے دیکھتے رہے جو کہ شال اوڑھے سیاہ رات سنسان
سڑک پہ بارش کی چھما چھم بوند برساتے بادلوں کے سائے
میں شانوں کے گرد شال اوڑھے جارہا تھا۔۔
امام صاحب کو ڈر تھا کہ اسکی جان کے پیاسے کتے اسکے پیچھے نا لگ
جائیں۔ کاش وہ اسے روک پاتے۔۔ اس وقت تو شاید اس
میں اتنی سکت بھی نہیں ہوگی کہ وہ اپنا بچاؤ کر پائے۔۔

انکی نظروں سے اوجھل ہوتے وہ اللہ سے اسکی حفاظت کی دعا مانگنے
کیلئے نوافل پڑھنے کی نیت سے اندر آگئے اور بارش کو زور پکڑتے دیکھ کر وہ
سخت پریشان ہوتے دروازے بند کر گئے۔۔۔

وضو کیلئے بڑھتی انکی آنکھوں کے سامنے وہ منظر گھوم رہا تھا جب ایک کمسن لڑکا منہ پر ہاتھ رکھے اپنی آواز دبانے کی نیت سے بارش میں بھیگا مگر خون سے لہولہان ایک کونے میں چھپا بیٹھا تھا۔۔

یہی تو وہ مسجد تھی جس میں اسنے پہلی جائے پناہ لی تھی۔ انہیں یاد تھا اسکے تن پر صرف ایک پھٹی ہوئی قمیض تھی اور آنکھوں میں موت، بھیڑیوں کا خوف، منہ پر سختی سے جمائے ہوئے ہاتھ۔۔

وہ یاد کرتے ہوئے رو پڑے۔۔ وضو کے بعد جائے نماز پر بیٹھتے ہوئے بھی انکے آنسوؤں نا رکے یونہی زندگی کے امتحان کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے روتے رہے اللہ کے آگے۔۔

جانتے تھے اسکی زندگی ناسور تھی اور اللہ سے دعا مانگ رہے تھے کوئی رحمت ہی نازل کر دے۔ جو کہ اس میں اتنی ہمت ڈالے اور وہ خود کو ثابت کر سکے۔

جانتے تھے وہ نہیں کرے گا۔ وعدے کے باوجود وہ خود میں اتنی ہمت ہی نہیں پائے گا خود کو ثابت کرے بلکہ وہ شاید نفرت دیکھ کر خود زہریلا ہو جائے گا۔

آج ماں کو دیکھ کر دنیا ہوش سے غافل ہو گیا تھا کل جب باپ کو دیکھے گا تو شاید ہی زندگی سے غافل ہو جائے۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

یا اللہ میرے بھائی کو اپنے حفظ امان میں رکھیں، یا اللہ ان پر جو مصیب" پریشانیاں ہیں یا اللہ ان سے دور فرما، انہیں اپنی ٹھنڈی چھاؤں میں رکھیں۔ یا اللہ جو زندگی گناہوں میں گزر گئی ہے اس پر معاف فرما یا اللہ جو قدم نیکی کی طرف لے جائیں ان پر ثابت قدم "رہنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

یا اللہ ہم گمراہوں کی راہ پہ لے آ، اور ہمیں ان میں شامل کر" جنہیں تو ہدایت فرماتا ہے۔" وہ ہاتھ اٹھائے روتی اللہ سے دعا مانگ رہی تھی۔

وہ عشاء کی نماز کے بعد دعا کیلئے ہاتھ اٹھاتی ہوئی اپنے ماں باپ کی دعاؤں کے بعد اپنے دریاب بھائی کو بخار میں ابھی بستر پر لگا دیکھ کر ہچکیاں بھر کر روتی ہوئی اللہ سے دعا مانگ رہی تھی۔ اسکے ماں باپ دریاب کے روم میں تھے کیونکہ وہ تیز بخار میں بے سدھ پڑا

تھا۔ کل اسکی مایوں تھی اور آج اسکے بھائی کی یہ حالت تھی۔۔وہ سجدے میں گر کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ کتنی مشکل تھی زندگی اسکا سر چکرا رہا تھا۔ کاش یہ سب نا ہوتا۔۔سب خوشی خوشی سے رہتے۔۔

ایک تو الجھ گئی تھی وہ سوچنا نہیں چاہتی تھی پر خوفزدہ بھی تھی۔ کیونکہ توقیع کی حالت، اسکے سامنے کھڑا وہ سفید ہڈی والا شخص۔۔
اور اسے یاد تھا جب دبئی سے لوٹ رہی تھی تب اسکی لاکیٹ کاڈی توڑنے والا بھی وہی ہڈی والا شخص تھا، اور یونی کی طالبہ جو کہ ایک کرائمنل تھی اسکے مارنے والا بھی وہی شخص تھا۔
اسکا ایٹیٹیوڈ برا تھا پر اپنے کام سے اس طالبہ کی روپ میں اس "پ*ر*" ویڈیو بنانی والی، نوجوان کم سن بچیوں بچوں جوانوں کی گناہوں کی دلدل میں دھکیلنے والی ٹیم کو نیست ونابود کرنے والا بھی تو وہی تھا۔
اور سب سے بڑھ کر توقیع کے سامنے چہرے سے ہڈی ہٹائی تب پلر کے آڑ میں اسکے سر کے بھورے بال دیکھے تھے اور اچانک سامنے آتے توقیع کی آنکھوں میں چھائی نفرت کو بھی۔۔۔

وہ اس سے کچھ کہہ رہا تھا اور توقیع غصے سے نظر انداز کر رہی تھی پر اچانک اسنے اسکی سمیت دیکھا تھا وہ خوفزدہ ہو کر چھپ گئی تھی پر اسکے ذرا سے نین نقوش اسکی آنکھوں میں سمائے تھے عرشیہ زلزلوں کے زد میں آ گئی۔۔

وہ گھبرا کر پلر کے آڑ میں ہو گئی تھی، اسکا دل دھک دھک کر رہا تھا۔ پر کچھ توقف کے بعد دیکھا تھا تو وہ اسے استحقاق سے تھام کھڑا تھا۔۔

اسکا سر چکرا گیا۔۔

یہ تو وہ غلطی سے بھی نہیں سوچ سکتی تھی کہ توقیع کا کسی کے ساتھ افیئر ہے۔ کیونکہ اسکا پاک کردار اسکے سامنے تھا۔ وہ ایسی بھی کوئی حرکت نہیں کرتی تھی کہ لڑکوں کی دو منٹ بھی اس پر نظریں ٹکیں۔۔

پر اب کا منظر دیکھ کر اسکی نظروں کے سامنے قیامت برپا تھی وہ یقین نہیں کرنا چاہتی تھی جو کہ اسکے ذہن میں آ رہا تھا۔

پھر وہ دونوں غائب ہو گئے۔۔

اسکا خوف سے وجود سرد ہو گیا تھا۔۔ کیا ہو رہا تھا کیا نہیں اسے کچھ اندازہ نہیں تھا پر پکار پہ توقیع کے آجانے سے وہ اسکی حالت دیکھتی خود گھبرا گئی۔۔

البتہ دل نے جو گواہی دی وہ اسنے توقیع سے کہہ دی۔۔۔
اگر یہ رب کی کرامت تھی تو وہ سجدوں میں گر جائے گی۔ اللہ کی رحمت تھی وہ اگر زندہ تھا تو اسکا دل گواہی دے رہا تھا کہ ضرور وہ بے قصور ہو گا۔۔
اسکے دل نے ہمیشہ گواہی دی تھی وہ بے قصور ہی ہو گا پر آج اسے دیکھ کر اسکا دل پگھل گیا۔۔
وہ اللہ کے آگے پیشانی زمین پر ٹکائے اسکے حقیقت ہونے کی التجائیں کر رہی تھیں۔ ایک طرف توقیع دریاب کا نکاح دوسری طرف اگر توقیع کو معلوم تھا دلاور زندہ ہے؟
اسے گھن آنے لگی پر وہ دعا گو تھی کہ یہ سب حقیقت نا ہو اور نا ہی وہ یہ حقیقت ہونے دے گی بلکہ نا ہی دلاور خان کی ملکیت پر کسی کو حق جتانے دے گی پھر چاہے اسکا اپنا پیارا بھائی ہی کیوں نا ہو۔۔
اسکا دل چاہتا تھا ابھی باہر نکل کر دبئی کی گلی گلی میں اسے ڈھونڈے یا پورے پاکستان میں اسے ڈھونڈے۔۔۔

یااللہ مجھے ایک بار اس سے ملادیں۔۔ آپ جانتے ہیں کتنی مشکلوں سے "
یہ دل سنبھلا ہے لوگوں نے لہولہو کر دیا ہے ہمیں یااللہ یہ سب جھوٹ
ہو ایسا کچھ نا ہو۔۔ میرا بھائی بے قصور ہو۔۔۔
یااللہ اس باب کو پھر سے کھول دے اور میرے باپ کے جھکے
کندھوں کو فخر سے بلند کر دے انکی تربیت پر اٹھی انگلیوں کو جھکا دے۔۔
یااللہ میرے دل بھائی کو اپنے حفظ امان میں رکھیں یہ ایک بہن کی
التجا ہے۔۔ یااللہ مجھ گنہگار کی دعا قبول فرمائیں یااللہ ہم پر لگے
الزامات کو غلط ثابت کر دیں۔۔۔
یااللہ ہمیں سماج میں عزت عطا فرما یااللہ میرے باپ کو
انکی کھوئی عزت مان فخر لوٹا دے۔۔ یااللہ ہماری موجودگی انکے لئے
"باعث فخر بنا دے۔۔ یااللہ ہمیں نیک صالح بنا دے۔

یااللہ مجھے اپنے بھائی سے ایک بار ملا دے یااللہ۔۔۔ دلاور دریاب کو"
ایک کر دے یااللہ۔۔۔ ہم واپس سے جوڑ دے ہم میں محبتیں قائم کر
یااللہ۔۔۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اسکی آواز حلق میں دھنس گئی
پھر بھی وہ التجائیں کر رہی تھی۔

یااللہ میں کیسے مان لوں میرا بھائی ایسا ہوگا۔۔وہ تو ہمیشہ توقیع کو" پسند کرتا تھا۔۔۔اسکی اولین چاہت توقیع تھی۔۔وہ کمسن ہو کر بھی اسکی چاہت میں گرفتار تھا۔۔میں کیسے مان لوں میرا بھائی زانی ہوگا؟ اللہ۔۔۔

یااللہ ہم تینوں کو اپنے ماں باپ کیلئے باعث سکون بنا، انہیں ہمیں دیکھ کر تکلیف نہیں سکون آئے۔۔یااللہ ہمارے اس خاموش گھر میں اسکے قہقہے بکھیر دے یااللہ جسکی کھکھلاہٹیں گھر کی رونقیں تھیں۔۔

اللہ انہیں غلط راہوں سے بچالیں، انہیں اپنے حفظ امان میں رکھیں یااللہ وہ جہاں کہیں بھی ہو انہیں ہمیں لوٹادیں۔۔

یااللہ میرا دل بھائی مجھے دے دیں۔۔آپکو تو معلوم تھا میں انکے بغیر نہیں رہ سکتی تھی پھر بھی یااللہ مجھ سے چھین لیا۔۔ہم تمہارے پیارے رسول ﷺ کی امت ہیں ہمیں اپنی امان میں رکھ، ہمیں اس راہ پہ چلا جس پر تو اپنے پیارے بندوں کو چلاتا ہے۔۔

ہم سے جو ناپسند گناہ ہوئے ان کی معافی فرمادے یااللہ میرے دل کو لوٹادے۔۔سب کے بڑے بھائی ہیں مجھ سے کیوں چھین لیا۔۔

آپ تو جانتے ہیں جب صمصام توقی کو پیار کرتا ہے تب مجھے کتنی یاد آتی ہے۔۔جب ساحل سمن کو پیار دیتا ہے تو مجھے کتنی شدت سے یاد آتی ہے۔۔۔

جب دریاب بھائی اپنی محبت کو دیتے ہوئے خالی سمجھتے ہیں تب مجھے کتنی تکلیف ہوتی ہے۔۔یا اللہ تو معاف کرنے والا ہے تو رحمٰن ہے تو رحیم ہے تو قادر ہے تو ہی کریم ہے تو معاف کرنے والا ہے کیا اللہ تیرے در پہ اتنی گنجائش نہیں کہ ہمیں معاف کر دے۔۔

آپنے تو گمراہی کی دلدل سے نکال کر مومن بنائیں ہیں کیا ہمیں معافی مل سکتی ہے اللہ؟

(سورۃ الانفال آیت 38)

تم کافروں سے فرماؤ اگر وہ باز رہے تو جو ہو گزرا وہ انہیں معاف فرما دیا جائے گا اور اگر پھر وہی کریں تو اگلوں کا دستور گزر چکا ہے

(سورۃ المؤمنون آیت 118)

اور تم عرض کرو، اے میرے رب بخش دے اور رحم فرما اور تو سب سے برتر رحم کرنے والا،

(سورۃ الاحزاب آیت 73)

تاکہ اللہ عذاب منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو اور اللہ توبہ قبول فرمائے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے،

(سورۃ الرحمٰن آیت 78)

بڑی برکت والا ہے تمہارے رب کا نام جو عظمت اور بزرگی والا،

یا اللہ اے مہربان بخشنے والے تونے کتنوں کو بخشہ ہے تونے کافروں کو بھی موقعہ دیا ہے ہمیں بھی ایک موقعہ دے دے تونے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے تو رحمٰن رحیم بخشنے والا مہربان ہے ہمیں بھی بخش دے میرے دل بھائی کو بخش دے اسے اپنے حفظ امان میں رکھیں انہیں عرشیہ کو اسکا دل بھائی لوٹا دے۔۔ میرے بابا کو اسکا فخر انکا غرور دلاور خان لوٹا دیں۔۔ میری ماں کو انکا بڑا شہزادہ لوٹا دیں۔۔ میرے دری بھائی کو اسکا قلب لوٹا دیں۔۔

اللہ آپ تو جانتے ہیں وہ کہتا تھا دلاور خان اسکا قلب ہے اور وہ اسکا روح۔۔یا اللہ کس کی نظر لگ گئی میرے بھائیوں کو کہ آج وہ بستر سے لگے پڑے ہیں۔۔

کہتے ہیں ماں باپ کا کیا اولاد کو بھگتنا پڑتا ہے پر میرے ماں باپ تو ایسے نہیں تھے انہوں نے ہمیشہ اپنوں کو خوش رکھنے کی جستجو کی ہے۔۔پھر بھی اللہ۔۔۔"وہ سجدے میں گری ہوئی اللہ سے ہم کلام تھی پاس بیٹھا وجود خاموشی سے اسے سن رہا تھا۔۔۔

اسکے وجود کو سسکتے ہوئے دیکھ کر اسنے مزید اسے رونے کی اجازت نہیں دی نا ہی اسکا ضبط اب گوارہ کر رہا تھا۔۔

بے شک اللہ کے آگے رونے سے وہ اسے نہیں روک سکتا تھا پر تکلیف پر روتے ہوئے دیکھ جبر اسکا دل گوارہ نہیں کر رہا تھا وہ روئے۔۔ کیونکہ وہ اوپر بیٹھا بے نیاز دلوں کو حال جانتا تھا۔۔

اٹھو اب!!"معاً بھاری سنجیدہ آواز پر عرشیہ نے جھٹکے سے" سجدے میں سر اٹھایا۔۔

جہاں وہ سفید دوپٹے کے ہالے میں سرخ بھیگا چہرہ آنکھیں دیکھ رہا تھا وہیں اپنے مقابل وائیٹ فورس پیس سوٹ میں ملبوس صمصام زیدی کو دیکھ کر اسے دھچکہ لگا۔۔

تت تم؟؟؟" وہ حیران ہوئی۔۔۔اور ایکدم دروازے کی طرف دیکھا" جہاں دروازہ بند تھا اور وہ اپنی آنکھیں ملنے لگی۔۔

صام نے اسکے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے ایکدم سے جھک کر اسکے وجود کو جائے نماز سے اٹھا کر بانہوں میں بھر لیا۔۔
عرشیہ کی آنکھیں پوری وا ہو گئیں۔۔وہ وہم نہیں حقیقت میں اسکے روم میں تھا وہ بھی یوں اچانک۔۔۔

مم میری دعا۔۔" وہ بوکھلا کر اسکے بیڈ پر ڈالنے سے اترنے کی" کوشش کرنے لگی۔۔
خاموش یہیں بیٹھو، جان گیا ہوں بہانے سے دل کے درد جگا کر" بیمار ہونا چاہتی ہو تاکہ کل تم مایوں میں نا بیٹھ سکو۔۔" وہ دانت کچکچا کر بولا۔۔

اسے حیرت کا جھٹکا لگا۔۔ وہ ابھی اسکی موجودگی کو بھی تسلیم نہیں کر پا رہی تھی۔۔ اور یوں اسکی بونگی بات۔۔۔ اسکا سر تو اب گھوما تھا۔۔ اور وہ غصے سے اسے گھورنے لگی۔۔

ایسے مت دیکھو آنکھیں نکال دوں گا" وہ اپنی نیلی آنکھوں میں غصہ" لیکر اس سے گویا ہوا اور آنکھیں دکھاتے ہوئے جائے نماز تہہ کر کے ایک سائیڈ رکھتے وہ سائیڈ ٹیبل دراز کھول کر دیکھنے لگا۔۔
پر وہاں مطلوبہ چیز نا ملنے پر وہ وارڈروب کی طرف بڑھا
عرشیہ نے الجھ کر اسے دیکھا کہ اچانک پاگل تو نہیں ہو گیا۔۔
اسکے باپ بھائی ماں کی موجودگی میں اچانک اسکے روم میں آکر یہ کیسی حرکات انجام دے رہا ہے۔۔

خبردار صام اسے ہاتھ لگایا۔۔" اسے وارڈروب کا ڈور کھولتے ہوئے دیکھ کر" اسنے گھبراہٹ ہوئے کہا اور ایکدم بیڈ سے اتری جب اسنے خشمگیں گھوری سے نوازہ۔۔
دوسرے ہی لمحہ اسکے کچھ سوجھنے سے پہلے وارڈروب کے ڈور دونوں ہی کھول چکا تھا۔۔ عرشیہ کا چہرہ سرخ ہو کر تپ اٹھا۔۔

صام کی نظریں بھی اسکی پرسنل چیزوں پر گئی اور پھر نظریں پھیر کر اسے دیکھا جسنے نے تلملاتے ہوئے ایکدم چہرہ موڑ لیا۔۔

وہ متبسم ہوتے اسکے وارڈروب سے فرسٹ ایڈ باکس نکالنے لگا۔۔اور اس میں سے مطلوبہ گولی نکال کر وارڈروب پر ایک سرسری مگر گہری نظریں ڈالتے ہوئے وہ مسکراتا ہوا ڈور بند کر چکا تھا۔۔

"یہ لو! کھاؤ اسے۔۔" اسنے بے لچک تحکم بھرے انداز میں اسکے سامنے ایک گولی اور پانی کا گلاس سامنے کیا۔۔

رونے کی وجہ سے ہولے ہولے کانپتے وجود کے ساتھ بیٹھی عرشیہ نے اپنی ناک دوپٹے سے صاف کی اور گھورا۔۔۔

"نہیں مرتی نا ہی تمہاری ضمانت بننے میں دیر کروں گی۔۔" ایکدم تلخ لہجے میں کہتی وہ بیڈ سے اٹھی۔۔۔اسکا ارادہ دریاب کے روم میں جانے کا اسکی خیر خیریت معلوم کرنے کا تھا۔۔

اسکی ضد کو دیکھتے وہ اپنے ہاتھ میں رکھی گولی اور پانی کے گلاس کو دیکھتا افسوس سے نفی میں سر ہلا کر دونوں ہی ٹیبل پر رکھے اور اچانک دروازے کی سمیت بڑھتی ہوئی عرشیہ کے بازو کو جھٹکے سے پکڑ کر ایکدم اپنی سمیت کھینچا۔

آہ۔۔!!" وہ ہراساں ہول کر لہراتی ہوئی سیدھا ہی اسکے حصار میں آچکی تھی۔۔ "یہ کیا بدتمیزی ہے۔۔!!" اسکا سر چکرا گیا اس افتاد پر اسنے گھبراتے اسکے شانوں کو تھاما۔۔
جتنی تیزی سے اسنے کھینچا تھا اتنی ہی تیزی سے اسکی دونوں کلائیاں پشت پر باندھ کر اپنی پکڑ میں لے لیں۔ اسکے حواس جھنجھلا اٹھے رواں رواں کانپ گیا۔۔

بہت خوبصورت آواز ہے تمہاری تلاوت کرنے کی پر تلاوت دوران قرآن میں یہ نہیں پڑھتی کیا کہ ایک بار مرنے والے دوبارہ جنم نہیں لیتے؟" وہ اسکی بھیگی پلکوں والی سنہری آنکھوں میں دیکھ کر متبسم ہوتے گویا ہوا۔۔۔

کچھ دیر پہلے انہیں کال آئی تھی دریاب کی حالت اچانک بگڑ چکی ہے۔ اسے ڈپریشن ہو گیا ہے اور بخار میں بے سدھ پڑا ہے۔۔۔

جسے سنتے اسکی ماں تو وہی توقیع کے ساتھ رہی تھی البتہ اسکا باپ اور بھائی خود پہلی فرصت میں خان ولا آچکے تھے۔۔

ابھی اسکے روم کے سامنے گزر رہے تھے تبھی اندر سے سسکیوں کی آواز پر تینوں چونک کر رکے۔۔بلاشبہ وہ آواز عرشی کی ہی تھی۔جسے سنتے صائم زیدی نے اپنے بیٹے صمصام کو اشارہ دیا تھا جا کر دیکھنے حوصلہ دینے کا اور صارم کو اپنے ساتھ لیکر بڑھ گئے تھے۔۔

وہ شام میں بھیجی ہوئی اسکی شاپر یاد کر تالب بھینچ کر اندر داخل ہوا تھا۔۔پر دیکھا تو وہ سامنے سر سجدے میں گرائے سورۃ کی آیتیں پڑھ رہی تھیں جن میں بخشش کا فرمان تھا یا جن میں معاف کرنے کا فرمایا گیا تھا۔۔

وہ آہستہ بے آواز چلتا ہوا اسکے پاس بیٹھا تھا اور پھر اسکی دعا سن کر کتنی دیر تک وہ ساکت ہو گیا۔۔۔

اچھا ہو نا جب وہ میرا وہم یا خیال نہیں حقیقت بن کر آئے تمہارے تو" چودہ طبق روشن ہو جائیں۔"وہ سوچتی نظریں پھیر گئی۔۔
میں جانو یا میرا خدا!"اسنے کہا۔۔"
منہ کھولو!"اسنے دیکھتے حکم دیا اور ہاتھ میں گولی پکڑی۔۔"

نہیں کھانی۔۔"وہ کہتی اپنے لب سختی سے آپس میں پیوست کر گئی۔۔"
تنگ مت کرو لڑکی منہ کھولو!"وہ وارن کرتی نظروں سے دیکھنے لگا اسے۔۔"
تم بھی مجھے تنگ مت کرو اور مجھے جانے دو۔۔۔"وہ اسکے ہی انداز میں"
تنگ کر بولی اور کسمسا کر خود کو چھڑوانے کیلئے مزاحمت کرنے لگی۔۔

صام نے گہرا سانس کھینچا۔۔۔کبھی وہ اسکی بات پر حامی نہیں
بھرتی تھی ہمیشہ اسے ذلیل نا کر لے تب تک سکھ نہیں آتا
تھا۔۔۔
اسکی کلائیاں چھوڑ کر صام نے ایکدم اسکے منہ کو پکڑا۔۔عرشیہ
بوکھلا کر اسکے ہاتھ کو پکڑ گئی۔۔
نہیں کھانی مجھے کہاں ہے بخار پاگل ہو گئے ہو؟"وہ غصے سے چیخ کر بولی۔۔"
ایکدم پاگل شخص تھا اپنی کرنے والا

بخار کی نہیں سر درد کی ہے۔۔اتنا روئی ہو میں کوئی رسک نہیں لے"
سکتا۔۔اگر سر درد ہو گیا تو اس سے بخار ہو گا بخار ہو گا تو سستی ہو گی۔
سستی ہو گی تو تم ایکٹیو نہیں ہو گی۔۔۔جب تم ایکٹیو نہیں شو کرو گی تو

تمہیں دیکھ کر سب اداس ہوں گے کہ دلہن اس شادی سے خوش نہیں۔۔

اور جب سب کو یہ لگے گا تو ظاہر سی بات ہے میرے مام ڈیڈ بھائی بہن کو بھی لگے گا میں فورس کر رہا ہوں۔۔ اور اس سب سے کیا ہو گا رشتے کو زیر کے نگاہوں سے دیکھیں گے۔۔ مشکوک ہوں گے اور یہی تو میں نہیں چاہتا۔۔

اسلئے اب شرافت سے منہ کھولو شاباش!" وہ اپنی پوری بات اسکے گوش گزارتے ہوئے گولی کو واپس منہ کے قریب لایا۔۔

عرشیہ تو صرف سیکنڈ میں اسے اتنا دور کا سوچتے دیکھ کر ہونقوں کی طرف دیکھتی ہی رہ گئی۔ اور اسکی شکل کو دیکھ کر صام نے اسکا منہ کھولتے ہوئے دوسرے ہاتھ میں موجود گولی کو اسکے منہ میں رکھی اور پانی کا گلاس لبوں سے لگالیا۔۔

وہ گولی حلق سے نگلتی ہوئی پانی پینے لگی ساتھ اسکی آنکھوں میں خونخوار انداز میں دیکھ رہی تھی اس مطلبی کو۔۔ اسے لگا تھا اسے اسکی تکلیف طبیعت کا احساس ہوا ہے۔۔۔

اب کیا الٹا لٹکاؤ گے تاکہ گولی دماغ میں چلی جائے؟"اسے ابھی"
تک ایسے ہی پکڑے دیکھ کر اسنے کھا جانے والی نظروں سے گھورتے
ہوئے پوچھا۔۔

کانپ کیوں رہی ہو؟"اسکی ٹھوڑی چھوڑ کر اسنے اپنا بازو اسکی کمر میں"
حائل کیا اور اسے پاس کر دیا اتنا کہ عرشیہ کا سر اسکے کندھے
سے آلگا۔۔
تم سے مطلب؟"وہ منہ پھیر گئی۔۔جانتا تھا کہ رونے کی وجہ"
سے کانپ رہی تھی۔۔

(سورۃ الشرح آیت ۵)
"تو بیشک دشواری کے ساتھ آسانی ہے،"
(سورۃ الشرح آیت ۶)
"بیشک دشواری کے ساتھ آسانی ہے"

اسکے منہ پھیرنے پر صام نے آہستہ سے اسکے کان میں دونوں
آیتیں پڑھ کر سنائیں۔۔

اسنے چونک کر اسے دیکھا اور وہ اسکی ہی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔
وہ کسمسا کر اسکے حصار سے نکل آئی اور صام نے آزاد بھی کر دیا اسے جس پہ عرشیہ نے سکون بھرا گہرا سانس بھرا۔۔

کپڑے کیوں پھاڑ کر بھیجے قمیت پتا ہے کتنی تھی؟"معاً اسے شاپر یاد آئی"
جس میں اسنے سفید بڑا ئیڈل ڈریس کو کوہزار چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کر کے شاپر میں بھر کر بھیج دیا تھا۔۔
تقویٰ تو دیکھ کر ہکا بکا رہ گئیں البتہ صائم زیدی صارم زیدی توقیع کے قہقہے تھے کیونکہ وہ گلابی کہہ چکی تھی گلابی کے بجائے سفید۔۔۔سب کو اسکا غصہ جائز ہی لگا تھا۔۔

تقویٰ نے سفید کلر پر صام سے بھی ناراضگی جتائی اور عرشیہ کے رویے میں بھی کچھ نرمی کی طلب کی کہ اگر ایسا ہی آتش فشاں مزاج رہا تو کیسے بنے گی دونوں کی۔۔

نہیں پتا تھی اسلیے تو پیس پیس کر کے معلوم کی پر افسوس میری میتھ" ہی خراب تھی ٹکڑے ہی اتنے ہو گئے کہ حساب ہی نا لگا پائی ایک ٹکڑا ہزار

روپے کا لگاؤں یا پانچ ہزار کا۔۔" وہ لاپرواہی سے کہتی کندھے اچکا کر آئینے کے سامنے آئی اور اپنا حجاب کھول کر بالوں میں برش کرنے لگی۔۔

صام نے غصے سے مڑ کر اسکی پشت کو دیکھا۔۔
اگر اتنا ہی سفید ناپسند ہے رات کو کیوں پہنتی ہو؟" فالتو میں اسکے" ساتھ وقت برباد کرنے کے بجائے وہ تیل کی بوتل کھول کر اس میں انگلیوں ڈبوئے بالوں کی جڑوں میں لگانے لگی۔۔
وہ پیچھے کھڑا اسکی سنہری بالوں کی ہائیٹ کو دیکھ رہا تھا جو کہ سر پیچھے کرنے سے سیدھا کمر سے نیچے جا رہے تھے۔۔

عرشیہ کے سر پہ معاً دھماکہ ہوا اسے یاد آیا اس رات جب وہ نکاح کے بعد آیا تھا تو اسنے سفید ہی نائیٹ ڈریس پہنا ہوا تھا کہیں؟؟؟ اسکا چہرہ سرخ ہو گیا۔۔۔ اسنے ذرا سی پلکیں اٹھا کر اپنے پیچھے کھڑے اس غصیلے وجود کو دیکھا۔۔

اب تو میں ہرگز نہیں پہنوں گی۔" اسنے مسکراہٹ دبائی اور اپنے" بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگی۔۔

کیوں نہیں پہنوں گی؟ اگر تم نے نا پہنا تو میں اسٹیج سے اٹھا کر تمہیں"
خود جا کر پہناؤں گا۔"غصہ ضبط کرتے وہ سرد لہجے میں گویا ہوا۔۔

ہونہہ بس یہ پٹاخے ہی پھوڑتے رہو ہاہاہا۔۔"اسکی بے باک"
دھمکی کو سنتے وہ شرمندہ ہونے ڈرنے کے بجائے اسکا مذاق بناتی
کھکھلا گئی۔۔

تم مجھے طیش دلا رہی ہو لڑکی!!!"وہ بھینچی آواز میں بولا جسے پھٹ جائے گی"
آواز ابھی ہی۔۔
وہ خود کو عیاں کرنا نہیں چاہتا تھا پر کیسے اسے بتائے اس پر سنہری
بال سنہری آنکھیں اور دودھیا رنگت پر دودھیا ہی رنگ جچتا تھا۔۔

عرشیہ خان نام ہے میرا لڑکی نہیں،اور بھئی طیش کی کیا بات"
ہے؟ میں نے اب تو کچھ غلط نہیں کہا!"وہ اسکی طرف رخ
کر کے آنکھیں پٹپٹا کر حیرت سے بولی۔

عرشیہ خان نہیں عرشیہ صمصام زیدی!اور تم سفید پہنوں گی"
یہ میرا حکم ہے۔۔"وہ پاس آکر روعب دار لہجے میں جتاتے گویا
ہوا۔۔
میں گلابی پہنوں گی یہ میرا حتمی فیصلہ ہے۔۔"وہ بھی اسی کے انداز"
میں بولنے کی کوشش کرنے لگی۔۔
صمام نے اسے دیکھتے مٹھیاں بھینچلیں۔۔

اپس مام نے کہا تھا اب تمہاری صورت دیکھنی ہی نہیں ہے۔""
معاً اچانک اسے یاد آیا کہ اب اس سے نہیں ملنا ناہی اسے دیکھنا
ہے کیونکہ کل ہی تو شام کو انکی مایوں کی رسم شروع ہونے والی تھی۔
وہ ایکدم شانوں سے دوپٹہ سر پر ڈال کر اسکی اور اپنی نظروں کے بیچ پردہ
حائل کر گئی۔۔
وہ صرف آنکھوں کے سامنے گھونٹ اور نیچے سرخ چھوٹی سی ناک اور
سرخ گلاب جیسے ہونٹوں کو دیکھتا رہا۔۔

اللہ نظر بد سے بچائے ایسے گھور گھور کر دیکھ رہا ہے منحوس نا ہو تو۔۔۔""
اسکی نظروں کی تپش محسوس کرتی وہ بڑبڑا کر ایکدم مڑی اور کاجل کی ڈبیا سے انگلی بھر کر اپنے کان کے پیچھے ٹیکا لگا دیا۔۔
وہ اسکی فضول حرکت دیکھتا رہا۔۔۔
گلابی کپڑوں کو پہننے کی وجہ؟"وہ کچھ توقف بعد بولا۔۔۔"
یہی کہ مجھے پسند ہے بس۔۔"وہ سمپل سا بتاتی ہوئی کندھے اچکا گئی۔۔۔
اور سفید مجھے پسند ہے بس۔۔"وہ جتا کر بولا۔۔"
اور گلابی مجھے پسند ہے قصہ ختم۔۔"اسنے ہاتھ جھاڑے۔"
قصہ تو ابھی شروع ہوا ہے۔۔ تم میری پسند پہ چلو گی اسلیے تم سفید" ہی پہنو گی۔۔" جھٹکے سے اسکا رخ اپنی طرف کرتے اسنے نظروں کے بیچ حائل پردے کو نکال کر دونوں سے دور پھینک دیا جو کہ اڑتا سیدھا دور جا گرا۔۔

عرشیہ تو بوکھلا گئی حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔
اتنا ہی پسند ہے تو خود پہن لو مجھے کیوں تنگ کر رہے ہو اور یہ کب سے" تمہیں سفید رنگ پسند ہونے لگا تمہیں تو کوئی رنگ پسند نہیں تھا

نا!" اسنے خشمگیں نظروں سے گھورتے ہوئے آنکھیں سکیڑ کر کمر پہ ہاتھ ٹکائے۔۔

جانتی تھی وہ کیوں سفید پہنانے پر اسرار کر رہا ہے وہ بھی نہیں پہنیں گی یہ اسکی شرط تھی کبھی نہیں جھکے گی۔۔

اپنے کام سے کام رکھو تمہیں اتنی اجازت نہیں دیتا میری ذاتیات میں مداخلت کرو۔۔" دفعتاً سرد لہجے میں بولا۔۔ عرشیہ کا چہرہ لمحے میں سرخ ہوا۔۔

اور تم کون ہوتے ہو مجھ پہ حکم چلانے والے؟" سبکی کے احساس سے وہ دبے طیش میں بولی۔۔

وہ بے ساختہ اسکی بات پر مسکرایا، تن بدن میں عرشیہ کے زہر پھیل گیا اسکے مسکرانے سے۔۔

شوہر ہوں تمہارا ہسبینڈ۔۔" اسنے تمسخر سے کہا۔۔"

اسکا چہرہ متغیر ہوا۔۔

اور میں بھی تمہاری بیوی ہوں۔۔"وہ بھی اندر سے تلملا کر بولی۔۔"

اچھا؟"صام نے اسکی بات سنتے کچھ چونک کر حیرت سے"

پوچھا۔وہ اسکے پوچھنے کے انداز پر سٹپٹا گئی

ہاں ہوں اور تم پر فرض ہے میری مانو۔۔"اسکی آنکھوں میں"

اچانک تاثرات بدلے غصے کی جگہ پُر شوق ہو گئیں۔

اور تم پر کیا فرض ہے؟"اسنے اسکی سنہری آنکھوں میں دیکھتے"

پوچھا۔اسکے بھاری گھمبیر لہجے پہ اسکے پسینے چھوٹ گئے وہ جھجھک گئی۔۔

صام نے استفسار کرتے ہوئے پیچھے رکھی تیل کی بوتل سے اسکے دونوں اطراف ہاتھ گھما کر ہاتھوں میں تیل بھر لیا۔۔۔

اسکے اچانک سے حصار میں آجانے سے عرشیہ کی بولتی بند ہو گئی۔۔

دل کیا ابھی اسے آگ کی تیلی لگا دے تاکہ اسکے یوں بدلتے ہوئے موڈ کا ستیاناس پڑ جائے۔

پر اسکا دل ڈوب رہا تھا کہ اب کیا کرنے والا ہے۔۔ کہیں یہ تیل اسکے منہ پر تو نہیں ملنے والا۔۔

وہ آنکھیں میچ گئی جب اچانک اسنے مسکراتے ہوئے وہ ہاتھ اسکی سنہری بالوں میں الجھائے۔۔ اسکے اچانک بالوں میں انگلیاں محسوس کرتی وہ سانس روک کر آنکھیں کھولے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

اسنے انگلیاں بالوں میں پھنسا کر اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔

وہ اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھ کر جھجھک کر حلق تر کرنے لگی تھی۔۔ کبھی سوچا نہیں تھا کہ یہ مغرور شخص اسکے اتنے قریب آئے گا۔۔۔

اسکا ایسا تو سوچا نہیں تھا کہ وہ ایسی حرکات بھی کرے گا۔۔ اسے تو نمکیں کبھی پھیکا سمندر لگا تھا۔۔

معاً اسکی انگلیاں اسکے بالوں کی جڑوں میں رینگنے لگیں عرشیہ نے سرخ ہوتے اسکے ہاتھ دور کرنے چاہے۔۔

بتاؤ کیا فرض ہے شوہر کیلئے؟" اسنے ابرو اٹھا کر سپاٹ انداز" میں پوچھا۔۔ عرشیہ خشک لبوں پر زبان پھیر کر فاصلہ بنانے کیلئے اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر دور کرنے لگی۔۔۔

یہی کہ بیوی کی عزت کرے۔۔"وہ منہ بنا کر بولی۔۔"
اور بیوی پہ کیا فرض ہے شوہر کیلئے؟"اسنے پھر سے سوال کیا۔۔۔"
عرشیہ اسی سوال پر اسکی ٹوٹی ٹانگ دیکھ کر اسکے پاؤں پر اپنا پاؤں رکھ کر اسکے پاؤں کو ملنے لگی پر افسوس وہ شوز ہی پہن کر یہاں موجود تھا شاید ابھی آفس سے لوٹا تھا اور فوراً یہاں آگیا تھا۔۔

یہی کہ شوہر سے عزت کروائے۔۔"اسنے گھما کر وہ بات بنائی جس"
میں اسی کی عزت شامل تھی۔۔
ہمم شوہر پر فرض ہے بیوی کی عزت کرے اور بیوی پر فرض ہے شوہر"
سے عزت "کروائے "نا کہ کرے۔ایمپریسیو!"وہ متاثر ہوا عرشیہ
اپنی مسکراہٹ چھپانے لگی۔۔۔

اب جاؤ یارات بھی یہیں گزارنے کا ارادہ ہے۔۔"وہ اسکے ہاتھ بالوں سے"
نکالنے کی جستجو کرتی ناگواری سے بولی۔۔

اسنے الٹا اسکی جڑوں کو مٹھی میں دبوچ لیا جس سے اسکا دل بند
ہونے کو آگیا۔۔

اگر تم اجازت دے دو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔"وہ شرارتاً گویا ہوا"
اور اچانک ہی چہرے پہ جھک گیا۔۔
عرشیہ بوکھلا گئی اور اسکے کندھوں کو پکڑ کر دور کرنا چاہا تبھی اسنے
اسکے بالوں سے انگلیاں نکال کر اچانک اسکی نازک سی کمر سے پکڑ کر
اٹھایا اور دوسرے ہی لمحے ٹیبل پہ اسے بٹھا کر اسے اپنی سمیت کھینچتے
ہاتھوں کو دونوں اطراف سے لیکر اپنے بالوں میں لے گیا اور اپنے ہاتھ
پھر سے اسکے بالوں میں ڈال کر سہلانے لگا۔۔

عرشیہ نے سختی سے اپنی آنکھوں موندلیں۔۔وہ اس منظر کو نہیں دیکھ
پا رہی تھی نا ہی اتنی سکت تھی دور ہو جائے اس سے۔۔
اسنے آنکھیں موندلیں اور اسکے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑ لیا۔۔
اب پہنوں گی سفید؟"اسنے غصے سے پوچھا"
نہیں۔۔"اسکی گردن میں چہرا چھپا کر جائے پناہ ڈھونڈتے ہوئے"
وہ نفی میں سر ہلانے لگی۔۔

کیوں؟" اسنے اسکی گردن کو ہاتھوں میں تھام کر چہرہ زبردستی اپنے مقابل کیا۔۔

وہ چھ فٹ سے نکلتے قد کا مالک اسکے سامنے کھڑا تھا اور وہ اسکے سامنے ڈریسنگ ٹیبل پر بیٹھی ہوئی اسکی گردن کو دیکھ رہی تھی۔۔

نہیں پہننا بس۔۔" وہ ضدی لہجے میں بولی۔۔ صام نے دانت کچکچائے کہ ابھی تک عقل ٹھکانے نہیں آئی اسکی۔

چلو ایک ڈیل کرو مجھ سے۔۔" اسکی شہ رگ کو انگوٹھے سے سہلا کر کہا۔۔

عرشیہ سانس روک کر اسے دیکھا۔۔ "کون سی؟" وہ اسے دور کرنے لگی خود سے۔۔ پر نڈھال سی ہو گئی۔۔ الٹا اسنے مزید پاس کرتے یک قلب کر دیا۔۔

یہی کہ شادی میں اپنا بدرنگا بندریوں جیسا گلابی پہن کر رنگیلی بن کر بیٹھنا اور رات کو روم میں سفید پہن لینا۔۔" اسکی بات سن کر عرشیہ نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔

اوہ تو اسکا شک صحیح نکلا تھا وہ بس اسے سامنے سفید میں دیکھنا چاہتا تھا جب وہ اسکی دسترس میں ہو گی۔۔

اسکا چہرہ پیت گیا وہ لب دانتوں میں دبا کر اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھنے لگی جب اچانک ہی جھکا
عرشیہ گھبرا کر اسکے کندھوں کو تھام گئی جب وہ اسکی دونوں آنکھیں چوم کر گال پر اپنے لب رکھے اسکے روم روم میں کرنٹ پھیل گیا۔۔
ایک سرد لہر اسکے پورے وجود میں دوڑ گئی۔۔
اسنے حلق تر کیا وہ بے خود سی اسکے لمس پر اسکے بالوں میں ہاتھ پھنسا کر خود کو چھپانے لگی پر وہ مسکراتا ہوا اسکی سانسیں بھرتے وجود دیکھ کر وہ مسکرایا، ایکدم ہی اسنے اسے پیچھے دھکا دیا اور خود لرزتے ہوئے وجود کو بمشکل سنبھال کر ٹیبل سے اتری اور بھاگ کر باتھ میں بند ہو گئی۔۔

وہ مسکراتا ہوا اسکی پشت کو دیکھتا رہ گیا۔۔

جبکہ عرشیہ اپنا پتا ہوا چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر دروازے سے پشت ٹکائے نیچے بیٹھ گئی۔۔وہ ہولے ہولے کانپ رہی تھی۔۔یہ اسکا ڈر تو نہیں تھا۔۔

بس اسکے لمس کی شدت اسکا وجود برداشت نہیں کر پایا اور بری طرح کانپ رہا تھا۔۔

عرشیہ!"لب دانتوں میں دبا کر بند ڈور کو دیکھا اور روعب سے" سرزنش کر کے پکارا۔۔۔

شٹ اپ بدتمیز انسان دیکھنا تمہارے سارے دانت ٹوٹ" جائیں گے۔"وہ گال صاف کرتی ہوئی بولی۔۔

ہاہاہاہا۔۔"صمصام کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔عرشیہ کو وہ مذاق اڑاتا ہوا" قہقہ لگا حالاں کہ وہ اسکی حالت سے محظوظ ہو رہا تھا۔۔

کوئی بات نہیں میں دوسرے لگوالوں گا۔۔"وہ کندھے اچکا کر اسکا" دوپٹہ اٹھا کر بیڈ پر پھینکتے آئینے کے سامنے آیا اور برش اٹھا کر بالوں میں پھیر کر بالوں کا ہیئر اسٹائل سیٹ کیا۔۔

اور اسکے وہاں رکھے پرفیومز کو اٹھا کر دیکھنے لگا۔۔۔

زندہ ہو؟؟"مسلسل خاموشی کو پا کر اسنے پوچھا"

اسے اسکے وجود کی خوشبو پسند آئی تھی جو کہ اس رات فریش ہو کر بغیر کسی بناوٹ کے اسکی چاہ کے مطابق کھڑی تھی۔۔۔
وہ بیوقوف شاید سمجھ رہی تھی کہ زیور سنگھار اتار کر صمصام زیدی کو تاؤ دیا ہے پر اصلیت تو یہ تھی کہ اسکا بناوٹ پاک، میک اپ سے مبرا چہرہ اسے بھایا تھا بہت۔۔

اسکی خوشبو جو اسنے سانسوں میں اتاری تھی وہ بھی کسی اور کی نہیں اسکے اپنے وجود کی تھی۔ جو کہ صمصام زیدی کو ابھی تک یاد تھی یوں کہا جائے اسکے دماغ میں بیٹھ گئی تھی۔۔
اسنے سوچتے ہوئے اسکے سارے پرفیوم اٹھا کر ڈسٹبن میں ڈال دیے۔۔
اسکے کاجل کی ڈبی کو دیکھا۔۔ یہ بھی کسی کام کی نہیں تھا اسے بھی پھینک دیا۔۔۔
لپسٹک کو دیکھتے ہوئے اسکی نیلی آنکھوں میں کچھ دیر پہلے کو وہ منظر لہرایا جب اسکے بغیر لپسٹک والے لب اسکی گرفت میں تھے۔۔
سوچ کر اسے اس رنگ کی بھی ضرورت اسکے لئے محسوس نا ہوئی۔۔
وہ بھی اٹھا کر پھینک آیا، پھر مسکارہ آئی لائنر، لپ لائینز، کو دیکھتے اسے سمجھ نہیں آیا یہ کیا بلائیں ہیں۔۔ بہر حال اسے کہیں بھی ان کی بھی

ضرورت محسوس نہیں ہوئی تو انکا بھی میت اٹھاتے ہوئے انہیں انکے آخری آرام گاہ تک پہنچایا۔۔

کیچر دیکھتے اسے احساس ہوا ٹھیک ہے جب تک یہاں ہے بال باندھ کر ہی رکھے۔۔اس لحاظ سے اسنے بڑی فراخ دلی سے اسکے کیچرز کو بخش دیا۔۔۔

وہ آئی شیڈوز پہ انگلی گھماتے ہوئے اوپر ڈبے پر عورت کی بنی ہوئی آنکھیں دیکھتا نفی میں سر ہلا گیا کیونکہ اسکی پہلے ہی سنہرہ آنکھیں مڑی ہوئی گھنی سیاہ پلکیں خوبصورت لگتی تھیں۔۔

آہستہ آہستہ ساری ڈریسنگ ٹیبل صاف ہو گئی ماسواء دو اکیلے تنہا رکھے کیچرز کے۔۔ورنہ میک اپ کی ساری چیزیں اپنی مالکن کے نئے حقدار کی بے قدری پہ رو رہی تھیں۔۔

اسے مسلسل بند دیکھ کر وہ گہرا سانس بھر کر روم سے نکل گیا دریاب کی طرف سے امید تھی اب وہ روئے گی نہیں کیونکہ اسنے اسکے دماغ میں اس وقت طلسم چھا دیا تھا۔۔

وہ غصہ ہو کر بھی اسے ہی سوچتی رہے گی، نت نئی گالیوں سے بھی نوازتی رہے گی۔۔

اسنے قدم دریاب خان کے روم میں رکھے جہاں وہ بیڈ پر پڑا تھا اور پاس روتی ہوئیں انکی مامی جان اسکے سر پر پٹیاں رکھ رہی تھیں۔۔

صارم وقفے وقفے سے اسکا چیک اپ کر رہا تھا تاکہ بخار کا زور ٹوٹے اور اسے انجیکشن لگا سکیں۔۔

دانیال خان جوان بیٹے کی حالت پر نم آنکھوں سے سرہانے بیٹھے اسکے بالوں پہ ہاتھ پھیر رہے تھے۔۔۔

جبکہ بارش کو تیز سے تیز تر ہوتے دیکھ کر وہ ایک درخت کے سائے آکر بیٹھ گیا اور اپنا سر درخت سے ٹکا کر شال خود کے گرد اوڑھ لی تھی۔۔

وہ ساتھ گاڑی بھی نہیں لایا تھا اور لاتا بھی تو کیا فائدہ ایسے موسم میں ایکسیڈنٹ کے ہزار چانسز تھے۔۔وہ سرخ آنکھوں سے آسمان کو دیکھتا کسی گاڑی کی وہاں سے گزرنے کا انتظار کرنے لگا۔۔

حیدرآباد کے ایک گاؤں کے راستے کے کنارے وہ درخت کے چھاؤں میں بیٹھا تھا مسافر کے سہارے کے آسرے میں۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

آر یو سیریئس صارم؟؟؟"صمصام زیدی نے اسے کندھوں سے تھام" کر پوچھا صائم تقویٰ تو قسیع سکتے میں تھے۔۔

جی بھائی پسند کرتا ہوں۔"اسنے سر ہلاتے ہوئے نظریں جھکا دیں۔صام" کی نظروں میں باذل نامی حیدر شاہ کی بیٹی گھوم گئی جسے وہ دیکھ چکا تھا نخوت ناک پر اور آنکھوں میں غرور ہمہ وقت رہنے والا تھا مزید اسکے بال اسکا اسٹائل کہیں سے صارم کی چوائس سے میچ نہیں کھاتا تھا۔۔

پھر وہ اچانک کیسے اپنے مام ڈیڈ سے کہہ رہا تھا اسے نکاح ساتھ کرنا ہے وہ بھی باذل شاہ سے۔۔حالاں کہ کل تک وہ خود بول رہا تھا اسے پہلے اسپیشلسٹ کیلئے جانا ہے۔۔

صارم بھائی وہ آپکے مزاج کی بالکل نہیں نا ہی وہ نرم گو ہے۔۔مام وہ بہت تیز ہے لہجے کی سب سے بڑھ کر اسے تمیز ہی نہیں کس سے کیسے بات کرنی ہے۔۔" اپنے بھائی کو خاموش ہوتے دیکھ کر توقیع نے تڑپ کر کہا۔۔۔

صارم نے مسکراتے ہوئے اسے نرمی سے دیکھا۔۔

کسی کے رویے کو دیکھ کر کردار کو جج نہیں کرنا چاہیے جانِ صارم۔ شاید ہو گی وہ ایسی ابھی بعد میں بدل جائے۔ ہر انسان کی زندگی میں بدلاؤ تو آتا ہے نا جان۔۔" صارم نے اسکے چہرے کو ہاتھ میں بھر کر کہا۔۔

توقیع کی آنکھوں میں نمی آ گئی اسنے نظریں گھما دیں۔۔
وہ اسے بلیک میں کہتی تھی کالا جانے کیا کچھ کہتی تھی وہ بھی تب جب اس سے کوئی رشتہ نہیں تھ جب اسکے رشتے میں آجائے گی تو کیا ہو گا۔۔

میں تو پہلے چاہتا تھا تم بھی کوئی پسند کر لو تا کہ میں اپنے فرض سے سبکدوش ہو سکوں۔۔ پر تمہیں کوئی پسند نہیں تھی اسلیے ہم

خاموش ہو گئے تھے پر اب جب تم اپنے منہ سے کہہ رہے ہو اور تمہیں ہم انکار کر دیں تو یہ تمہارے ساتھ زیادتی ہو گی۔۔

اسلئے اپنے باپ کی طرف سے ہاں سمجھوں بس مجھ سے کی ہوئی بات سچ کرنا۔۔"صائم زیدی نے کہتے اسے آنکھ دبائی صام نے چونک کر دیکھا کہ ایسی کونسی دونوں کے بیچ بات ہے جسکا اسے نہیں معلوم۔۔

وہ سپاٹ چہرے پر ناراضگی سجا کر خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔۔

یہ باپ بھائی سے ناراضگی کا اظہار تھا جبکہ صارم کا قہقہہ تھا۔

اسے پوری طرح یاد تھے پچیس بچے۔ بلکہ اسکی لسٹ بھی رکھی تھی جسے وہ اپنی بیوی کے منہ سے سنے گا۔۔۔

اب تک کتنی کالز آچکی تھیں کتنی دھمکیاں پڑھ چکا تھا۔۔

اسے لگ رہا تھا باذل شاہ کا چین سکون لوٹ کر آگیا ہے۔۔اور بڑا مسرور تھا اسے بے چین کر کے۔۔

مام۔۔!!!"خاموش بیٹھی ماں کو دیکھتے صارم انکے قدموں میں" آگیا۔۔ تقویٰ نے اسکی گندمی رنگت دیکھی۔ اتنا کالا بھی نہیں تھا

اسکا بیٹا جسے وہ سرے عام کتنی بے عزتی کر آئی تھی اور آج اسکا بیٹا اسی کی محبت میں گرفتار تھا۔۔

انہوں نے گہرا سانس بھرا۔۔"حجاب کی بیٹی ہے تو پیاری ہی ہو گی۔۔ میں تمہارے ڈیڈ بھائی جائیں گے کل تاکہ شام سے پہلے کوئی جواب پا کر تیاری کر سکیں۔۔" تقویٰ نے اپنے شوہر کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔
صائم نے انکے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کر آنکھوں سے اشارہ دیا کہ جو ہے وہ صحیح ہے بے شک رب کی اسی میں مصلحت ہو گی۔

توقیع ماں باپ کے فیصلے اور باذل کا رویہ یاد کرتی اپنے نرم گو بھائی کے چہرے کو دیکھتی نم آنکھوں سے وہاں سے اٹھ گئی۔۔
کچھ دیر پہلے اسنے اہم بات کہہ کر انہیں یہاں مام کی روم میں جمع کیا تھا تب اسے توقع نہیں تھی کہ وہ ایسا دھماکہ کرے گا۔۔

مام ہماری جو بڑی بہن میلے میں بچھڑ گئی تھی وہ مجھے مل گئی۔۔"معاً"
توقیع کے پیچھے صارم کی آواز گونجی۔۔

ڈیڈ اسے بتا دیں انکی کوئی دوسری بہن نہیں خوامخواہ پرائی لڑکیوں کو دیکھ کر" بچھڑی بہن ڈھونڈتے رہتے ہیں۔۔اور جو گھر میں اسکی اس بھورے بلے کو قدر نہیں۔۔

صام بھائی میں صرف آپکی بہن ہوں آج سے۔۔"وہ غصے سے کہتی اچانک صام کو مخاطب کرتی ہوئی بولی۔۔

صائم زیدی اسکی بات سن کر قہقہہ لگا اٹھے۔۔

سن لیا تمنے آج سے یہ تمہاری بہن نہیں۔"صائم نے روعب سے" بیٹے سے کہا وہ بیچارگی سے دیکھتا سر کھجا گیا۔

وائی ناٹ مائی سن!"صام نے اٹھ کر اسکے وجود کو حصار میں لے لیا" تھا۔۔

اور ان سے کہہ دیں میں اسکے بچوں کی پھپھو نہیں بنوں گی۔۔"وہ روتی" صام کے کوٹ میں چہرہ دیکر بولی۔۔

وہ تمہارے بچوں کی پھپھو نہیں بنے گی سن لیا؟"صام نے اسکا میسج" پہنچایا صارم کا دل اداس ہو گیا۔۔

اور یہ بھی کہہ دیں اسکی بیوی کی نند بھی نہیں ہوں۔۔"وہ پھر سے "
ناک صام کا رومال نکال کر صاف کرتی ہوئی بولی۔۔

تمہاری بیوی کی نند نہیں بنی گی سن لیا؟"صام نے اس تک "
پھر میسج پہنچایا۔۔
ہم دونوں اسکی شادی میں نہیں جائیں گے بھائی پھر اسے ہماری "
قدر ہو گی۔۔"وہ آہستہ سے بولی۔۔
ہم دونوں تمہاری شادی میں نہیں آئیں گے آخری فیصلہ ہے۔۔""
صام نے بہن کا سر سہلاتے بھائی سے ناراضگی میں کہا۔۔

صام بھائی میں صرف آپکے بچوں کی پھپھو بنوں گی صرف عرشیہ کی "
نند بنوں گی۔۔"وہ اپنے آنسوں صاف کرتی گویا ہوئی۔۔صارم اتنی بڑی سزا
پر تڑپ گیا۔۔

دیکھ لیں ڈیڈ یہ سراسر ظلم ہو رہا ہے مجھ پر۔۔"وہ دہائی دینے لگا۔۔"

تو تم کچھ سپیشل کر کے اسے مناؤ عورتوں کی طرح دہائیاں کیوں دے رہے" ہو۔۔"صائم زیدی بیٹے بیٹی کے معاملے میں ہمیشہ بیٹی کے ساتھ ہوتے تھے۔۔

کیونکہ یہ دونوں وقت پر طوطے کی طرح آنکھیں پھیر جاتے تھے۔۔ صرف بیٹی ہی تھی جو کہ انکے فیصلے کو اپنی بہتری جانتی تھی۔

کیا مطلب ہے آپکا عورتیں دہائیاں دیتی ہیں؟"پاس بیٹھیں تقویٰ سن کر" اپنے شوہر سے پوچھنے لگیں انکے تیوروں پر صائم کو احساس ہوا غلط بول دیا ہے۔۔

میں نے عورت کو کہا تھا بیوی کو نہیں تم کیوں بھڑک رہی ہو" مولانی۔۔"وہ بھی تنک کر بولے تقویٰ الجھ گئیں جبکہ صائم ان پر ایک ناراض نظر ڈالتے ہوئے اٹھے۔۔

بس موقعہ چاہیے تمہیں جوان بچوں کے سامنے اپنے شوہر سے لڑنے" کا۔۔دونوں سن لو ناراض ہیں ہم ماننا ہے تو کوئی ڈھنگ کا آئیڈیا سوچنا۔۔" وہ جتا کر بولتے اپنی بیٹی کو صام کے حصار سے لیکر اپنے حصار میں لیتے وہاں سے جانے لگے۔۔

دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکراہٹ دباتے روم سے نکل گئے۔۔۔

وہ آپ سے کیوں ناراض ہو گئے بیوی اپنی جگہ آپ بھی تو عورت کی ہی" کیٹگری میں آتی ہیں مام۔۔"صارم باپ کے بدل جانے پر ماں کے پاس بیٹھتا ہوا انہیں سمجھانے لگا۔۔

وہ تو میں جانتی ہوں پر وہ ناراض کس بات پر ہو کر گئے؟" تقویٰ" حیرت سے پوچھا صمام مسکراتا رہا ان پر۔۔۔

یہ کیا ہے؟ تمہیں معلوم ہے نیچے تمہارے لئے ڈاکٹر صارم" "زیدی کا رشتہ آیا ہے؟

روحا ٹرالی لیے اپنے مام ڈیڈ کے روم میں داخل ہوئی مہمان کی صورت میں بیٹھے صائم زیدی انکی بیوی تقویٰ کے ساتھ صمصام زیدی انکے بڑے بیٹے کو پایا۔۔

وہ ابھی ٹھنڈا سرد کر کے آئی تھی، اس وقفے دوران جتنا روحا کو اندازہ ہوا تھا اس سے یہی معلوم ہوا تھا کہ وہ باذل کیلئے ڈاکٹر صارم یعنی اپنے چھوٹے بیٹے کا رشتہ لائے تھے۔ اور انکے ڈیڈ مسکرا رہے تھے۔۔

ہاں معلوم ہے۔" وہ کہتی بک پر جھک گئی۔ روحا کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا اسکے پر سکون انداز پہ

تم یہ کیا پڑھ رہی ہو پاگل ہو تم اتنی ریلیکس کیوں ہو؟ کیا تمہیں اندازہ ہے" ڈیڈ خوش ہیں بہت مجھے لگتا ہے وہ ہاں کر دیں گے۔" وہ اسکے ہاتھ سے اپنا بک چھینتی ہوئی دہل کر بولی۔

ہاں تو کر دیں میں نے کب روکا ہے انہیں، میں نے تو پہلے ہی بتایا" تھا یہ ہمیں دھوکے سے چیٹ کر کے یہاں لائے ہیں تاکہ ہماری شادی کروا سکیں۔۔۔" وہ نخوت سے بولی اور پیچھے بیڈ پر سیدھی گر گئی۔۔

روحا ہکا بکا اسکے انداز پر گھوم کر سائیڈ سے اسکے پاس چڑھ کر بیڈ پر بیٹھی۔۔

تمہارا دماغ تو نہیں ہل گیا باذل وہ صارم ہے جسے تم بلیک مین کہتی" ہو۔" کندھے سے پکڑ کر جھنجھورتے ہوئے اسنے ہوش دلایا۔۔۔

تو کیا ہوا کیا تمہیں اچھا نہیں لگتا اب بلیک مین؟ وہاں تو" تمہیں فرصت نہیں ملتی تھی ان سب کی کوالٹیز گوانتے ہوئے اب ایسا ری ایکٹ کیوں؟ تمہیں تو خوش ہونا چاہیے تمہاری بہن حسن کے پیچھے نہیں بھاگ رہی بلکہ اس بلیک مین کو ایکسیپٹ کر رہی ہے جسکی صورت بھی میں دوبارہ نظر اٹھا کر نا دیکھوں." روحا لاجواب ہوتی اسے دیکھنے لگی۔۔

مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے باذل کہ تم نے کچھ تو سوچا ہے۔۔" روحا" مشکوک ہوتے بولی۔۔

جب ہے تبھی تو لگ رہا ہے بیب ہاہاہا!" وہ قہقہہ لگا کر بولی۔۔ روحا نے" گھور کر پاس سے کشن اٹھا کر اسے دے مارا۔۔

سیریس ہو کر مجھے بتاؤ باذل تمہارے دماغ میں کیا چل رہا ہے۔۔" مجھے سخت ٹینشن ہو رہی ہے جان تم جو اتنا آسان سمجھ رہی ہو اس رشتے کو اتنا ہے نہیں، اپنے شوہر اس سے جڑے رشتوں کی عزت احترام کرنا، خود سے زیادہ خیال رکھنا پڑتا ہے" وہ اسکے گال پہ ہاتھ رکھ کر سمجھانے کے انداز میں بولی۔۔

واٹ ناسینس! تمہیں یہ کس نے کہا؟ تمنے دیکھا جب تمنے"
ساحل بھائی سے اتنی سی فرمائش کی تو انہوں نے کیا کہا تم سے کہ
ایسی جگہ پھینکیں گے ملو گی بھی نہیں ہاہاہا۔۔۔
ویسے مجھے یہ تو بتاؤ سب ہدایتیں لڑکیوں کیلئے کیوں ہیں؟ کیوں وہ ہی خود کو
جھکائیں؟ کیوں صرف وہی عزت کریں؟ وہ دبو قسم کی بیگم بن کر ذبح جانور
کی طرح سر جھکائے کھڑی رہیں؟
تمہاری ایک ہی فرمائش پر اسنے پلٹ کر نہیں پوچھا تم سے کہ
کہاں کی روحا کہاں کی محبت۔۔۔"وہ زہر خند ہوئی۔۔
روحا کی آنکھوں میں ساحل کے ذکر پر فوراً نمی آ گئی۔۔

انہیں بیچ میں مت لاؤ تمہارے کہنے پر میں نے یہ سب کیا"
اور انہیں ناراض کر دیا۔۔ کیونکہ ماما مام دونوں ہی کہہ رہی ہیں کہ میں غلط
ہوں تو میں غلط ہی ہوں۔۔"روحا نے دوپٹے سے آنکھیں صاف
کرتے اسے جھڑکا۔۔
اسے یاد تھا جب اسکی مام کے خلاف برا بھلا کہہ کر وہ بعد میں
معافی مانگنے کیلئے آئی تھی تب ہی اس سے کہا تھا کہ اگر اسکی محبت

میں کشمکش میں ہو تو صرف یہ کہہ کر دیکھنا کہ اپنی زریش مام کو چھوڑ کر اپنی حقیقی ماں کے ساتھ رہے۔۔۔

تب اگر اسنے ہاں کی تو وہ تم سے محبت سچ میں کرتا ہے کیونکہ اسے معلوم تھا عاشق مرنے مارنے والی بھی بات کرتے ہیں، اور اگر اسنے نا کی یا کچھ اور بہانہ بنایا تو سمجھ جانا کہ وہ تم سے محبت نہیں کرتا بلکہ تمہیں پلاننگ کی تحت تمہاری مام سے جدا کر رہا ہے۔ کیونکہ پہلے اسنے جدا کر کے دیکھا تو ڈیڈ بیچ میں آ گئے اور تم دونوں کو جدا ہونے نہیں دیا۔ پھر اسنے پاننگ کی ہو گی کہ ایسے تو تم اس سے الگ ہو نہیں سکتی، اور تمہارے رشتے بھی نہیں آ رہے تو کیوں نا وہ اپنے بدلے کے تحت تم سے ہی شادی کر کے تم دونوں کو الگ کرے اور تمہیں تمہاری مام سے دور لے جائے۔

روحاسن کر وحشت زدہ ہو گئی تھی، کیونکہ اچانک تو ساحل شاہ کی محبت کو وہ بھی قبول نہیں کر پا رہی تھی کہیں نا کہیں اسے باذل کی باتوں میں کچھ مضبوطی دکھائی دی اسلئے ہی اسنے دل میں ہی حامی بھر لی کہ اگر وہ نہیں مانا تو وہ قطعی اسکے ساتھ نہیں جائے گی۔ بے شک وہ قابل قبول نہیں پر ایسی بھی نہیں کہ اسکی ذات کو پلاننگ میں شامل کر کے اسکی زندگی خراب کی جائے۔

اگر وہ پلاننگ ہی سے شادی کر رہا ہے تو کیا وہ اس سے اب کی جیسی محبت ظاہر کرے گا بعد میں؟ سوچ کر وہ جھرجھری لے اٹھی کہ اسکی تو ساری زندگی گھٹ گھٹ کر سسکنے میں گزر جائے گی۔ اور وہ اسے سسکتے دیکھ کر خوش ہو رہا ہے گا۔

پر باذل نے اہم وقت پر آکر اسکے سامنے اپنے بچاؤ کا آپشن اور اسکی محبت کو تولنے کی بات رکھ دی۔ یہ روحا کہہ کر دیکھے اسکی محبت کی ابھی معلوم پڑ جائے گا۔۔

اور روحا کو بھی اس بات میں کوئی عیب نظر نہیں آیا پر اسے کیا معلوم تھا کہ وہ اس قدر ناراض ہو جائے گا، کل رات اسکی ماں نے اسے بلا کر کافی دیر چھوٹی سے چھوٹی باتیں بھی سمجھائیں کہ مجازی خدا کو ناراض کرنا، اسے رشتوں سے دور کرنے تکلیف دینے پر خدا بھی ناراض ہو جاتا ہے اور اس عورت پر فرشتوں کی لعنت ہوتی ہے جو اپنے شوہر کو اذیت دینے کی وجہ بنتی ہے۔

پھر اسکی مام نے بھی تو کہا تھا کہ وہ اسے معاف کر چکا ہے یہی کافی ہے اس سے اسکی خوشیاں مت چھینوں، جب میں وقت پر اسے خوشیاں نا دے پائی تو اب مجھے کیا حق اس سے خوشیاں مانگوں وہ بھی اسکی ماں کی خوشیاں۔

روحا پھر بھی اداس تھی جسے دیکھ کر مہکار شاہ نے اسے اپنی اور حجاب کی مثال دی۔۔

اس سے پوچھا کہ کیا وہ میری جگہ اپنی ماما حجاب کو دے سکتی ہے؟ مجھے اکیلا کر سکتی ہو؟ جبکہ تمہیں معلوم ہے اب وقت انہیں خوشیاں دوں پر تم وہ حق مجھ سے چھین کر اپنی حقیقی ماں کو دے سکتی ہو؟

تب روحا کا دل بے ایمان ہو گیا کہ وہ اپنی مام کا حق کیسے اپنی ماما کو دے سکتی ہے؟ اسکی مام نے اسے رات راتوں جاگ کر گزارے۔ وہ ہر گز نہیں دے سکتی تھی اپنی مام کی خوشیاں ماما کو۔۔

اسنے فوراً ہی، بغیر زیادہ سوچے، نفی کر دی کیونکہ اسے دونوں کو الگ مقام بنایا ہوا تھا، پر وہ زیادہ دلی قریب مہکار شاہ سے تھی۔

اور یہ دیکھتے اسکی مام نے اسکی جگہ ساحل شاہ کو رکھنے کیلئے کہا، روحا شرمندہ ہو گئی کہ اپنے لئے الگ قانون دوسروں کیلئے الگ۔۔۔

پر اسنے سوچا تھا کہ وہ اسکی مام سے اسے الگ نہیں کرے گی ایٹلیسٹ ویک میں ایک دن تو وہ اپنی ماں مہکار شاہ سے مل سکتا ہے نا۔۔

پر اب جو وہ خاموش ہو کر بیٹھ گیا تھا شاید شروع میں وہ غصہ تھی اور رات کو وہ کتنی دیر تک کال کر کے اس سے بات کرنے کی کوشش کرتا رہا پر روحا نہیں مانی اور اس دن کے بعد نا مڑ کر دیکھا نا ہی کوئی کال کی۔۔

وہ جتنی بار اپنی بیوقوفی کا سوچتی اسے رونا آجاتا۔۔ حقیقت یہ تھی کہ وہ اسکے سخت لہجے سے ڈر گئی تھی جب اسنے اسے دھمکی دی تھی کہ وہ اسے ایسی جگہ پھینکے گا۔۔ اور تو اور اب وہ شاید ناراض بھی تھا اب تو اور وہ اسکے پاس جانے سے سہمی ہوئی تھی۔

وہ شاید پہلی ہی ایسی لڑکی ہو گی، جسکہ منکوح اسکی شادی کے پہلے ہی اس سے ناراض تھا۔ وہ یونی بھی نہیں جا رہی تھی کہ اسکی آفس جا کر اس سے سوری کر لے۔ شام کو مایوں کی رسم تھی اور کچھ دیر میں مہمانوں کی آمد بھی شروع ہونے والی ہو گی جو کہ دور دور سے آئیں گے وہ سیدھا انکے گھر ہی جمع ہوں گے بعد میں انکے ساتھ ہی بینکوٹ چلیں گے۔ اسے کوئی موقعہ نہیں مل پا رہا تھا جس سے وہ اس سے بات کر سکے یا سوری ہی کر سکے کہ اسے ہرٹ کر آئی تھی۔

ہا! کر گئی نا سو کالڈ سمجھوتے والی لڑکی کی بات ہاہاہا دھمکی تمہیں اسنے دی اتنی" سی بات پر تم سے رابطے اسنے ختم کیے اور غلط تم خود کو کہہ رہی ہو۔ مجھے تو تمہارے حال پر بے تحاشہ ہنسی آرہی ہے۔۔

مسز ساحل شاہ جہاں سمجھوتے ہوں وہاں محبت نہیں ہوا کرتی۔۔۔۔ محبت نام ہی قربانی کا ہے، اور وہ تمہاری محبت میں ایک قربانی نہیں دے سکتا؟

رہی بات میری اور بلیک میل کی تو ڈونٹ وری میں اس سے پیار کرتی ہوں وہ مجھ سے پیار کرتا ہے، مجھے اپنے الفاظ کا احساس ہے میں غلط تھی وہ اچھا ہے اٹس کلیئر؟" وہ ہنستے ہوئے پوچھتی لاسٹ میں اپنی بات بھی کلیئر کر گئی۔۔

روحا تو محض اسکے بے فکر چہرے کو دیکھنے لگی۔۔

تم سچ میں ایک پاگل لڑکی ہو باذل! مجھے کوئی قربانی نہیں چاہیے ماما کہتی" ہے ایک عورت اپنے شوہر سے عزت حفظ مان بھروسے کے علاوہ کچھ نہیں مانگتی، اور جو عورت قربانیاں مانگتی ہیں وہ مفاد پرست ہوتی ہیں۔۔

اور میں مفاد پرست نہیں ہونا چاہتی کہ آخرت میں اپنے رب کو جواب بھی نا دے سکوں۔ مجھے ایسی بیوی بننا ہے کہ میری ساری خامیاں ختم ہو جائیں اور وہ ایسا شوہر بننے پر مجبور ہو جائیں جو کہ ہر لڑکی نا نہیں بس روحا شاہ کا آئیڈل ہو۔۔

چلو مان لیا میں انکی محبت نہیں وہ بدلے میں مجھ سے شادی کر رہے ہیں، پر مام نے کہا ڈیڈ نے بھی ان سے شادی محض اپنے ڈیڈ کے کہنے پہ کی تھی اور انکا ارادہ تھا کہ وہ مام کو آزاد کر دیں گے۔۔

پر ماما نے بتایا کہ نکاح کے پاک رشتے میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ وہ دو دلوں کو خود بخود آپس میں جوڑ دیتا ہے دو دلوں کو یک قلب کر دیتا ہے۔۔

محرم کا رشتہ ہو گا ہمارا، احساس جڑے گے، تو محبت انہیں اور مجھے دونوں کو ہو جائے گی۔۔

اور انکی مام سے ملانے کا بھی مفاد میرا نہیں ہے، میں بس چاہتی ہوں کہ وہ رسول ﷺ کی امت ثابت ہو کر سچے دل سے اپنی مام کو معاف کر دیں کیونکہ کچھ بھی ہو انکا رتبہ بڑا ہے۔۔ نو ماہ انہوں نے پیٹ میں رکھا پھر اتنی تکلیفیں اٹھائیں جنم دیا ان کی ایک رات کی تکلیف کوئی مقابلہ نہیں

باذل! آج وہ معاف کریں گے کل وہ اپنے اللہ کے سامنے سرخرو ہوں گے۔ اور یہی میری تمنا ہے بس۔۔۔

رہی تمہاری بات تو مجھے خوشی ہوئی کہ تمنے حسن کا بالآخر پیچھا چھوڑا اور مجھے فخر ہے اپنے ملک پر جہاں تم حسن کو چھوڑ کر نکاح جیسے پاک رشتے کی تمنا کر رہی ہو اور یہ بڑی بات ہے ہمارے مسلمان ملک کی جو کہ وہاں رہ کر کبھی بھی پاسیبل نہیں تھا۔۔
وہاں تو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا تھا کس وقت کس کی عزت محفوظ ہے یا نہیں۔۔ ہائی لیول کرائمنل موجود ہوتے تھے، مجھے تو یہاں آکر بہت سکون ملا ہے۔ جو مجھے امریکہ نہیں دے پایا وہ مجھے عزت اور نکاح جیسا رشتہ میرے ملک نے دے دیا۔ یہاں میں آزادی سے نقاب کر کے چل سکتی ہوں حجاب کر کے چل سکتی ہوں کوئی ٹارچر کرنے والا ہی نہیں بلکہ نقاب کرنے والی کو کتنے لوگ عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔۔
تم بھی یہ جان لو کہ صارم تمہارے ان دوستوں سے ہزار رتبہ اچھا ہے۔۔ کیونکہ تمہارے دوست جب اپنے ماں ڈیڈ کو ہرٹ کر کے گھروں سے غائب رہتے تھے ایٹلیسٹ صارم ایسا تو نہیں۔۔

اور ایک بات بتاؤں بندے کی پہچان کرنی ہو تو دیکھنا کہ وہ اپنی فیملی سے کتنا پیار کرتا ہے۔۔جو اپنی فیملی سے محبت نہیں کرتا وہ تم سے کبھی نہیں کرے گا، کیونکہ جسے اپنوں کا ہی احساس نہیں ہو گا وہ تمہارا کیا کرے گا۔۔

اور اگر اسے اپنوں کا احساس ہو گا تو وہ تمہارا بھی احساس کرے گا، ساری بات ہی احساس کی ہے۔۔

اور پلیز اب اسے بلیک مین کہنا بند کرو باذل! وہ بلیک نہیں ہے اپنی آنکھوں سے سیاہ پٹی ہٹاؤ! اگر تمہیں وہ بلیک دکھتا ہے تو اس کی رنگت بلیک نہیں بلکہ تمہاری آنکھوں پر موجود پٹی بلیک ہے۔۔

وہ پرکشش گندمی رنگت کا مالک ہے اور ایک آئیڈل شخص ہے۔۔

تم کسی بھی نیت سے اسکی زندگی میں جا رہی ہو پر یاد رکھنا وہ اوپر بیٹھا سب کی نیتیں جانتا ہے، اور نیتوں کا مالک ہے بے پرواہ ہے۔۔

کسی کو تکلیف اس حد تک دینا کہ جب پلٹ کر دیکھو تو وہ بغیر ہچکچائے ہاتھ تھام لے۔۔" وہ پاس بیٹھی اسے سمجھا رہی تھی محبت سے اسکے بالوں پر ہاتھ پھیرتی ہوئی۔۔

باذل منہ تکیے میں چھپائے منہ بل بیڈ پر پڑی تھی۔

روحا بے بی مجھے جانے کیوں تم جب سے یہاں آئی ہو بے بی والی فیلنگز ہی "
نہیں آتیں ایسا معلوم ہوتا ہے گرینڈ مدر کی روح تمہارے اندر گھس گئی
ہے۔۔
کیسی بڑوں بڑھوں والی باتیں کر رہی ہو۔۔ جاؤ نکلو یہاں سے اور جا کر اپنے شوہر
صاحب کو منانے کا سوچو کیونکہ تم ہو ہی گڑ گڑانے کے لائق۔۔۔
اور رہی ہماری محبت ! تو بلیک مین کہنے کی مجھے عادت ہو گئی ہے اب
احساس کیلئے میں اپنی عادت بدلنے سے رہی۔۔
اور جہاں تک بات محبت کی ہے تو اسکا ثبوت میں تمہیں اسکے
بے بیز کی صورت میں دے دوں گی۔۔" وہ کندھے اچکا کر آخر
میں بولی جس سے روحا کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔۔

کتنی بد تمیز ہو تم باذل شرم کرو۔۔" اسنے وہ شرم دلاتی بولی ساتھ ہی روم "
کے بند دروازے کو دیکھا۔۔
کیا تمنے مام ڈیڈ کو اپنی رائے سے آگاہ کیا؟" روحا نے کچھ سوچ کے پوچھا۔"
یس مام ڈیڈ دونوں کو ہی" وہ سر ہلا گئی۔۔۔"
اسے یاد تھا رات اسکے ڈیڈ نے اسے اپنے روم میں بلایا تھا جہاں اسکی
مام بھی بیٹھی ہوئی تھیں۔۔

تب اسکے ڈیڈ نے اسے بتایا کہ شام کو اسکے پاس صارم زیدی آیا تھا اسکے آفس اور انہیں اپنی پسندیدگی سے آگاہ کیا۔۔ اور یہ بھی بتا دیا کہ اسکے مام ڈیڈ بھائی اسکا رشتہ لیکر آنے والے ہیں۔۔

کافی دیر تک حیدر شاہ اور صارم زیدی کے بیچ باذل کو لیکر کافی تفصیل باتیں ہوتی رہیں، اور صارم کی باتوں سے متاثر ہوتے بالآخر حیدر شاہ راضی ہو گئے تھے اس رشتے پہ۔۔

رات کو دونوں مام ڈیڈ نے اس سے رائے پوچھی تو اسنے بے فکر ہو کر اپنی رائے دے دی۔۔

حیدر شاہ نے اپنی بیٹی کو یہ بھی بتایا کہ صارم زیدی امریکہ نہیں چلے گا، جس پہ باذل نے کہا اسے معلوم ہے۔ اور وہ اسکے باوجود اس سے شادی کرنا چاہتی تھی۔

حجاب شاہ کو تو بے تحاشہ خوشی ہوئی، صارم کے بابت اپنے شوہر سے جان کر انہوں نے باذل کو سینے میں بھینچ لیا کہ ہیرا ڈھونڈا ہے اپنے لیے۔۔

یہ حقیقت تھی کہ وہ دونوں اپنی بڑی بیٹی کیلئے خوش تھے پر چھوٹی بیٹی کے اس قدر خوبصورت رشتے پر بے تحاشہ خوش ہوئے۔۔

مہکار شاہ کو بھی معلوم ہوا تو انہیں بھی کیا اعتراض ہو سکتا تھا، تقویٰ صائم کا بیٹا تھا اس سے بڑی انکے لئے کیا بات ہو سکتی تھیں۔۔
تم خود پھر کیوں نہیں گئی چائے دینے کیلئے مام نے تو تم سے کہا تھا تقویٰ" آنٹی نے بھی مجھے دیکھا تھا وہ تمہیں شاید دیکھنا چاہتی تھیں۔"روحا نے سوچ کر پوچھا۔

میں مشرقی ہو رہی ہوں۔"اسنے انگلش میں کہتے کہا روحا کی ہنسی" چھوٹ گئی اسنے پیٹھ پر تھپڑ مارا اسے۔۔
مشرقی لڑکیاں ایسے نہیں سوتیں۔۔۔"اسنے ہنستے ہوئے کہا باذل مسکراتی ہوئی" سیدھی ہوئی اور اپنے ساتھ روحا کو بھی گرا لیا برابر میں۔۔
دو تین باتوں کے علاوہ باذل کی زیادہ تر گفتگو انگلش میں ہی ہوتی تھی۔۔
میں کچھ سوچ رہی ہوں۔۔"اسنے روحا کے معصوم چہرے کو دیکھ کر" کہا۔۔
میں بھی۔"روحا نے اسے دیکھتے کہا۔۔"
اچھا بتاؤ تم کیا سوچ رہی ہو؟"باذل نے کروٹ اسکی طرف بدلی۔"

میں سوچ رہی ہوں شادی کے بعد تم بال بڑے کروالینا دیکھنا اتنی"
پیاری لگو گی۔۔ ابھی بھی پیاری ہو بٹ اس لک میں مغربی لڑکی زیادہ
لگ رہی ہو۔۔
جب تم بال بڑے کرواؤ گی صارم بھائی فدا ہو جائیں گے تمہارے زلفوں
کے اسیر ہوں گے سیریسلی بہت خوبصورت لگو گی۔۔" اسنے سرگوشی
انداز میں کہا۔۔
باذل خاموشی کا گھونٹ پی کر رہ گئی۔۔
نہیں تمہیں معلوم ہے مجھے بڑے بالوں میں الجھن ہوتی ہے مجھ سے"
سلجھتے نہیں زیادہ تر۔۔ پتا نہیں وہ کیسی لڑکیاں ہیں جنکے سوتے ہوئے بھی بال
ویسے ہی رہتے ہیں میں صبح اٹھتی ہوں تو بالوں کا گھونسلا بن جاتا ہے اسلیے تو دفع
کر دیا انہیں اب یہ اچھے ہیں۔۔ بالکل ایزی۔" وہ اپنے بالوں پر ہاتھ پھیر کر
بولی۔۔
"ہونہہ! اس بلیک مین کیلئے اپنا اسٹائل چینج کرے۔۔"

اچھا!! اب تم بتاؤ کیا سوچ رہی تھی؟" وہ مایوس ہو گئی۔"
کتنا اچھا ہوتا اگر وہ مغربی دیس کے ساتھ ڈریسنگ اور لک بھی چھوڑ
دیتی۔۔

پر خیر اسے امید تھی آگے صارم بھائی کی فرمائش پر ضرور بڑے کرے گی۔۔

ہاؤ ٹو میک اے بے بی روحا؟" اسنے نہایت توجہ سنجیدگی سے " سوال کیا تھا۔۔ کیونکہ نیٹ والے رزلٹ کو وہ فیس نہیں کر سکتی تھی۔۔ نا ہی کبھی اسنے کبھی ایسی باتوں پر توجہ دی تھی۔۔

اسکی زیادہ تر ایج بھی اپنے دوستوں سے پارٹی مذاق مستی میں گزری تھی۔۔ اگر ایک انسان ایسی چیزوں سے دور رہنا چاہے اس پر توجہ نا دے تو وہ ہنڈریڈ پرسنٹ اینوسینٹ ہو سکتا ہے جیسے کہ باذل تھی۔۔

اسکا کردار پاک مضبوط تھا، وہ کردار کے معاملے میں صارم زیدی سے کم نہیں تھی البتہ اسکا رویہ اسکا لہجہ ایسا تھا تو اسکی وجہ روحا کو کبھی سمجھ نہیں آئی۔۔

وہ تو اسکی دوستوں کی صحبت کا اثر سمجھتی تھی باقی حقیقت تو اسکا رب ہی جانتا تھا کہ وہ کیوں اپنوں سے اپنی فیملی سے اتنا تلخ ہو گئی تھی۔۔

جج جی؟؟؟" اسکے سوال پہ روحا ہونقوں کی صورت لیے جھٹکے سے اٹھ " بیٹھی۔۔

آئی آسکڈ ہاؤ ٹو میک اے بے بی؟" ایکی بار وہ واضح جتا کر بولی۔۔۔ روحا جو کہ "
سائنس سبجیکٹ کی اسٹوڈنٹ تھی اسکے لئے یہ سوال باذل کے
منہ سے دھچکے سے کم نہیں تھا۔۔
البتہ باذل آرٹ کی اسٹوڈنٹ تھی۔۔۔
وائی آر یو بلشنگ روحا؟" باذل اسے سرخ ہوتے گال دیکھ کر چڑ گئی۔۔"
روحا نے مسکراہٹ دباتے ہوئے بند ڈور کو دیکھا اور اسے ایک
شرارت سوجھی۔۔۔
یہ بہت آسان ہے۔۔" اسکا لہجہ ذرا سا کپکپایا۔۔"
اسے ڈر تھا کہ ساحل شاہ نا سن لے اسکی باتیں۔ پر وہ تو یہاں کب
تھا۔۔
ہاؤ؟؟؟" باذل کو خوشی ہوئی وہ ایک دم چمکتی مسکراہٹ سے بولی۔۔"
یہ آسان ہے بٹ جانو یہ بتانا بہت مشکل ہے، اسلیے ایسا کرنا"
یہاں سے جب رخصت ہو کر صارم بھائی کے پاس جاؤ گی تو
فرسٹ سوال ہی یہی کرنا وہ آسانی سے جواب دے دیں گے "روحا کو آج
صحیح طرح احساس ہوا کہ بھلے وہ بڑے ہونے کے دعوے کرے پر کچھ
ایسا وقت بھی آتا ہے جہاں بڑا بڑا ہی رہتا ہے۔۔

جیسے ابھی وہ۔۔بڑی تھی تو اپنا بڑا پن اس پہ آج ظاہر ہو گیا تھا اور وہ لب دانتوں میں دبائے اپنا قہقہے کا گلا گھونٹتی ہوئی بیڈ سے اتری۔۔۔

ویئر؟؟؟ باذل نے غصے سے پوچھا۔۔"

مجھے ابھی کچھ پوچھنا ہے تم سے روحا۔۔"اسنے چبا کر کہا پر روحا نے" آگے ہاتھ کر دیے۔۔

ڈارلنگ یو الریڈی نو میں دل کی کمزور ہوں تو مجھ سے ایسی باتیں پوچھ کر اور" کمزور مت کرو کہ آخر میں شوہر کے پاس جانے پر ہی ہنگامہ کھڑا کر دوں ہاہاہا

ایسا کرو جو بھی سوال ہیں انکی لسٹ بنا لو اور صارم بھی سے بیٹھ کر ساری رات پوچھنا۔۔"وہ قہقہہ لگا کر ہنستی ہوئی باذل کے پکڑنے کے چکر بیڈ سے اترتے دیکھتی ایکدم دروازہ کھول کر باہر بھاگی۔۔۔

شٹ!"وہ پیچھے ہاتھ پہ ہاتھ مارتی ہوئی رہ گئی کہ تبھی ہی اچانک روم میں" تقویٰ زیدی مسکراتی ہوئیں داخل ہوئیں انکے ساتھ ہی اسکی مام بھی۔۔

باذل جانے کیوں بے ساختہ جھجھک گئی۔کیونکہ اس وقت وہ ٹی شرٹ اور جینز میں ملبوس سونے کی ٹرائی کر رہی تھی ابھی ہی تو بالوں کو کٹنگ کروا کر تھکی ہوئی لوٹی تھی اور باتھ لیکر اب سونے کی ٹرائی کر رہی تھی۔۔

السلام علیکم آنٹی!" اسنے مسکراتے ہوئے صوفے پر پڑا ہوا اپنا اسکارف "
اٹھالیا۔۔
وعلیکم السلام کیسی ہو؟" وہ مسکرا کر بولیں۔۔"
"میں ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں اور توقیع کیسی ہے؟"
بیٹھیں آپی!" حجاب نے انہیں صوفے کی طرف اشارہ دیا اور اپنی بیٹی "
کے لباس کو دیکھ کر دل کیا سر پیٹ لے۔۔
آؤ بیٹا تم بھی بیٹھو پاس۔" تقویٰ نے باذل کو اشارہ کیا پاس بیٹھنے کا"
وہ سر ہلاتی ہوئی انکے پاس بیٹھ گئی۔۔
میں بھی ٹھیک ہوں اور اللہ کی کرم نوازی سے میری بیٹی بھی ٹھیک "
ہے۔۔" وہ اسے جواب دیتی اس سے اسکی تعلیم کا پوچھنے لگی جو کہ مسکرا کر
باذل نے بتایا۔۔

آگے پڑھنے کا ارادہ نہیں؟" انہوں نے پوچھا۔۔"
پڑھنا تو ہے پر ابھی موڈ نہیں۔۔" اسنے منہ بنا کر کہا تقویٰ ہنس "
پڑیں۔۔

شادی کے بعد موڈ ہو گا؟" انہوں نے شرارت سے پوچھا جس پر وہ"
کندھے اچکا گئی بغیر شرمائے۔۔
کچھ کہہ نہیں سکتی یہ تو موڈ اور فیوچر پر ڈیپینڈ کرتا ہے۔۔فی الحال"
جہاں تک مجھے اندازہ ہے پہلے میرا سارا فوکس ڈاکٹر کے
بے بیز پر ہو گا۔۔" وہ سوچ کر بتانے لگی جبکہ تقویٰ حجاب کو جھٹکا لگا وہ
کیا بول رہی ہے۔۔۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔" تقویٰ کا بے ساختہ قہقہہ لگا جس پہ باذل نے چونک کر"
اسکے قہقہے پہ انکی آنکھوں میں دیکھا اور اسے وہ بلیک مین کی
آنکھیں یاد آ گئیں۔۔

باذل!" حجاب نے بیٹی کو گھورا تقویٰ کے سامنے شرمندہ ہو گئیں"
تھیں۔۔۔کیا بے شرمی سے بول رہی تھی بچوں پر توجہ ہو گی۔۔

کوئی بات نہیں حجاب! مجھے تو بہت پسند آئی اپنی بیٹی کی صاف"
گوئی۔۔ یہ تو بہت پیاری بات ہو گی اسکی کہ اسکا فوکس اپنے
مستقبل کی خوشیوں کی طرف ہو گا جیتی رہو میری جان دل خوش

کر دیا پر پہلے پڑھائی مکمل کرنی ہو گی تمہیں۔۔" تقویٰ نے مسکراتے ہوئے اسے سینے سے لگا دیا جبکہ حجاب اسکی بے عقلی پر لب بھینچے مقابل صوفے پر بیٹھی تھی۔۔

"مام میں سب کلیئر کرنا چاہتی ہوں پلیز!" تقویٰ کی بات سن کر باذل نے اپنی ماں کی طرف رخ کرتے التجا کی وہ چونک گئیں دونوں۔۔

"آنٹی میں پہلے اسٹڈی نہیں کروں گی پہلے ہمارے یعنی کہ ڈاکٹر سوری میرا مطلب ہے آپکے بیٹے صارم سائیں کے بے بیز ہوں گے پھر اسٹڈی کروں گی۔۔" حجاب نے حیرت سے بیٹی کو دیکھا کہیں دماغ تو نہیں گھوم گیا اسکا۔۔

"اوکے بیٹا جیسا آپکو ٹھیک لگے مجھے تو میری بیٹی بہت پسند آئی ہے اور ہم نے آپکے ڈیڈ کو بھی راضی کر لیا ہے رخصتی کیلئے ابھی آپ تیار ہو جائیں تاکہ آپکی مام کے ساتھ چل کر ہم آپکی شاپنگ بھی کر لیں۔" حقیقت میں باذل میں اتنا بدلاؤ دیکھ کر وہ حیران تھیں۔۔ شاید وہ کچھ زیادہ بولڈ تھی۔

حجاب کا چہرہ شرمندگی سے سرخ تھا۔ اس سے بہتر تھا وہ لاتیں ہی نا تقویٰ کو اس بیوقوف لڑکی کے پاس۔۔

اچھا میں ان سے کچھ ڈسکس کر کے آتی ہوں آپ یہیں بیٹھیں آپی۔۔"معاً" حجاب معذرت کرتیں اٹھیں اور تقویٰ سے کہتی باذل کو بھی تیار ہونے کا اشارہ دیتی ہوئی وہاں سے چلی گئیں۔۔

مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے باذل "حجاب کے جانے کے بعد تقویٰ" نے باذل کو مخاطب کیا۔۔
جی آنٹی پوچھیے۔۔"وہ مسکر کر گویا ہوئی۔"
یہ اچانک آپ دونوں نے ایک دوسرے کو کیسے پسند" کر لیا؟ مجھے پوچھنا تو نہیں چاہیے پر بیٹا امید ہے مجھے سمجھیں گی کہ ایسے رشتے نادانی میں یا کسی غلط مقصد میں نہیں باندھیں جاتے۔۔" تقویٰ نے تحمل سے اپنی بات کا آغاز کیا کیونکہ انہیں صارم سے سواء پسندگی کے کچھ معلوم نہیں ہو پایا تھا۔۔
پر اچانک اس رشتے کو قبول کرنے میں بھی ہچکچاہٹ ہو رہی تھی سب کو۔۔
جی جی آنٹی میں آپکی پریشانی سمجھتی ہوں، آپ صرف نہیں مام ڈیڈ" روحاسب شاکڈ تھے ہماری پسندگی کے اظہار پہ۔۔۔

جسکا اظہار رات ڈیڈ نے بھی مجھ سے کیا اور مجھ سے آپ کی طرح ہی سوال بھی کیے۔۔

اس میں مائنڈ کرنے والی بات نہیں آپ کو حق ہے پوچھنے کا جسٹ لائیک میرے ماں باپ کو۔۔" تقویٰ کے ہاتھ تھام کر وہ نرمی سے سر جھکائے بولی۔۔

باذل شاہ کا یہ روپ دیکھ کر وہ حیران تھیں۔۔

اسکی سمجھداری پر انہوں نے بے ساختہ ہی اسکی پیشانی چوم لی۔۔

دیکھیں آنٹی بات ساری یہی ہے۔۔ کہ ہر لڑکی عزت تحفظ ماں" بھروسہ مانگتی ہے اپنے ہمسفر سے۔۔۔

اور یہ مجھے آپکے بیٹے سے مہیا ہوا ہے انہوں نے دو بار مجھے پروٹیکٹ کیا ہے۔۔

ایک بار جب میں گاڑی میں پیٹرول کیلئے رکی تھی دوسری بار جب میری گاڑی کا بری طرح ایکسیڈنٹ ہوا تھا سب وہاں کھڑے تماشہ دیکھ رہے تھے آپکے بیٹے نے اپنی جان کی پروا کیے بغیر مجھے اس گاڑی سے نکالا جو کہ میرے نکلنے کے بعد ہی جل چکی تھی۔

وہ میری ریسپیکٹ کرتے ہیں حالاں کہ میں نے انہیں اتنا ہرٹ بھی کیا پھر بھی انہوں نے خوبصورتی سے اعلیٰ ظرف کے مالک ثابت ہوتے مجھے معاف کر دیا۔۔

ایک لڑکی کو اپنے ہمسفر کے روپ میں اسکے علاوہ کیا چاہیے تھا۔۔ مجھے احساس ہوتے ہی کافی شرمندگی ہوئی کہ میں نے بہت غلط کیا۔۔ وہ میں نے دل سے نہیں کہا تھا ایئرپورٹ پر ایسے ہی غصے میں کہہ دیا تھا، سفید سیاہ بنانے والا وہ مالک ہے میں کون ہوتی ہوں انکی بنائی چیزوں میں عیب نکالنے والی۔۔۔ میں صارم سائیں سے معافی مانگ لی اور اپنی پسندگی کا اظہار بھی ڈیڈ سے کیا۔۔ اور شاید صارم کو بھی میں پسند آ گئی اسلئے انہوں نے بھی ڈیڈ سے کہا اپنی پسندیدگی کا۔۔ میں آپ سے بھی معذرت کرتی ہوں میرے اس برے رویے کیلئے۔۔ میں نے کافی ہرٹ کیا آپ سب کو۔۔

رہی بات مان بھروسے کی، وہ تب ہی آتا ہے جب بیچ میں کوئی رشتہ قائم ہو۔۔

مجھے امید ہے جب ہمارا رشتہ جڑے گا تو مان بھروسے بھی آجائے گا رشتے میں۔"

اسنے روحا کی کہی کچھ دیر پہلے کی باتوں میں چند ایک نکال کر اپنے الفاظ میں بیان کیا کہ تقویٰ اسکی سوچ سے قائل ہوئے بغیر نارہ پائیں۔۔۔

آپ نے ثابت کر دیا باذل کہ آپ حجاب شاہ کی بیٹی حیدر شاہ کا" خون ہیں۔ آئی ایم پراؤڈ آف یو مائی ڈاٹر۔۔۔ان شاءاللہ آپ کو آپ کے چاہنے سے بڑھ کر ہماری فیملی سے ملے گا۔۔"انہوں نے اسے چوم کر کہا۔۔
جانے کیا احساس تھا پہلی بار کسی کے منہ سے خود کیلئے فخر والی بات سن کر۔۔
بہر حال اسنے جو کہا بے شک اپنے معاملے میں وہ جھوٹ تھا پر تقویٰ زیدی کے الفاظ نے اسکے وجود میں الگ سی توانائی بخشی تھی۔۔
چلو میری شہزادی جلدی سے کپڑے چینج کر کے ایک"
خوبصورت سا لباس پہن کر آؤ اپنی ہونے والی ساس ماں کے ساتھ شاپنگ پر چلیں۔۔"انہوں نے باذل کا رخ وارڈروب کی طرف کیا وہ سٹپٹائی۔
"آنٹی یہ روحا کا روم ہے۔۔"
اچھا تو جاؤ جلدی ریڈی ہو کر آؤ میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں ساری" شاپنگ اپنی بیٹی کی پسند سے کریں گے وہ بھی جلدی جلدی۔۔

وہاں تو قسیع گھر میں تمہاری ساری شاپنگ برانڈڈ کمپنی سے آن لائن کر رہی ہے۔" وہ اس سے کہتیں ساتھ روم سے باہر نکلیں۔۔
باذل مسکرا کر ایک طرف اپنے روم کی طرف بڑھ گئی۔۔
اور تقویٰ اسکی پشت دیکھ کر مسکرائیں کہ ان شاءاللہ جب اسکے گھر آئے گی تو وہ بالکل اسے بدل دیں گی۔۔
کامل یقین تھا انہیں اللہ پر۔۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

کل تک تین دلہنیں تھیں اور ایک ہی دن میں چار ہو گئیں تھی اس جادو کے پیچھے صارم زیدی کے ہاتھ تھا جسے سب مولوی سمجھتے تھے اسکے اچانک دھماکہ نے کسی اور کو ہکا بکا کیا ہو یا نہیں البتہ زیاف کو اپنے سے چھوٹے صارم کے نکاح کی خبر پر شدید صدمہ لگا تھا کہ وہ زبردستی ہی صارم زیدی کی ہاسپٹل میں ایڈمیٹ ہو گیا تھا جہاں اپنے آدمیوں کے ساتھ زبردستی ایڈمیٹ ہوتے زیاف زیدی کی موجودگی سے سارا عملہ گھبرایا ہوا تھا۔۔۔

جن میں انوشہ بھی شامل تھی۔۔اور سخت ڈری ہوئی تھی کیونکہ وہ علاج کیلئے کہہ رہا تھا حالاں کہ اسکا علاج کرے تو کیسے کرے اسے کوئی مرض ہو تو نا۔۔

صدمہ بھی تو ظاہر نہیں ہو رہا تھا جس پہ اسکا علاج کیا جائے وہ کنفیوژ سی ایک سائیڈ کھڑی تھی جبکہ روم میں اسکے بیڈ کے گرد اسکے ہتھیار لیس آدمی اور خود چٹ چوڑا مضبوط وجود لیٹا ہوا تھا۔۔

تم علاج کر رہی ہو ڈاکٹرانی یا لگاؤں تمہاری ڈگریوں کو آگ ؟"اسنے انوشہ " کو جھڑکا وہ سہم کر گھبرائی۔۔

سر پر آپکو تو کوئی بیماری ہی نہیں مم سوری میرا مطلب آپکو " صدمہ کہاں لگا ہے ؟"وہ گھبرائی ان مونچھوں ہتھیار لیس آدمیوں کو دیکھتی اسکے پاس آ گئی۔۔

وہ تم ڈھونڈو ڈاکٹر تم ہو یا میں ؟"زیاف اسکی بیوقوفی پر غصے سے " جھڑک گیا اسے۔۔انوشہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔

کیا دیکھ رہی ہو؟" اسے خود کو غصے سے گھورتا پا کر اسکی سیاہ آنکھوں میں"
دیکھتا ابرو اچکا گیا
آپ ہمارا ٹائم ویسٹ کر رہے ہیں سر! یہ مذاق کیلئے ہاسپٹل نہیں"
دوسرے پیشنٹ ہمارا ویٹ کر رہے ہیں آپ کو تو کہیں سے صدمہ
نہیں لگ رہا ایسے گھورتے ہوئے پیشنٹ صدمہ والے نہیں ہوتے
آپ تو حرکت کر رہے ہیں۔۔" انوشہ نے عاجزی سے کہا۔۔

دماغ میں گھسنے کی کوشش مت کرو لڑکی! علاج کرو میرا صدمہ لگا"
ہے مجھے سخت۔۔ بتاؤ مجھے صدمے والا شخص کیسا ہوتا ہے۔۔" وہ غصے سے
گویا ہوتا بولا۔
انوشہ ہونقوں کی طرح اسے دیکھنے لگی۔۔۔
اگر یہ دو منٹ میں نا بتائے تو اسکے ارد گرد گولیوں کا ڈھیر لگا دو۔۔""
اسکی آنکھوں میں خوف وہ پہلے ہی دیکھ چکا تھا اب سب کو آرڈر دیتا
پھر سے سیدھا لیٹ گیا۔۔

سب کی رائفل کا رخ اپنی سمیت ہوتے دیکھ کر انوشہ کا حلق خشک ہو گیا، ہاتھ پاؤں کپکپا گئے اسنے فوراً اسٹیتھو سکوپ ٹھیک کیا اور اسکے بیڈ کے پاس آ گئی۔۔

صص صدمے والا انسان ایسے ہو جاتا ہے کہ اسے ہوش نہیں رہتا وہ" زمین آئی مین کہ چھت کو گھورتا رہتا ہے۔۔" اسکی زبان پھسل گئی۔۔ زیاف نے گھور کر تیز نگاہ سے اسے دیکھا۔۔

بیوقوف بنا رہی ہو؟" اسنے چبھتے ہوئے لہجے پوچھا۔۔"
نن نہیں سچی۔۔" اسنے ڈبڈباتی ہوئی آنکھوں سے کہا۔۔"
جانے کہاں رہ گیا تھا صارم اسکے آسرے یہاں جاب کرتی تھی اور اب اس پاگل کو اچانک یہاں گھستے ہوئے دیکھ کر انکے ہاتھ پاؤں پھول گئے تھے۔۔

اوکے میں چیک کر کے دیکھتا ہوں اگر غلط ہوا تو میرا حکم فوراً عمل" کرے گا۔۔" اسنے وارن کرتے اپنا رخ اپنے آدمیوں کی طرف کیا۔۔

چلو سب صدمے کی کیفیت میں آجاؤ آدھے زمین کو گھوریں" آدھے آسمان۔۔۔ نہیں چھت کو۔۔" اسنے انوشہ کو خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے اپنے آدمیوں کو حکم دیا اور خود اٹھ کر بیٹھ گیا۔۔۔

اسکی بات سنتے ہی وہ سب مؤدب مسکراہٹ دبائے "حکم سائیں" کہتے ہوئے آدھے منہ کے بل زمین پر چٹ لیٹ گئے اور آدھے سیدھے لیٹ کر پاس رائفل لیٹا کر ساکت چھت کو گھورنے لگے۔۔

اسکی ساکت حالت دیکھ کر زیاف بوکھلا گیا۔۔

اوئے مر تو نہیں گئے؟" اسنے گھبراتے ہوئے پوچھا۔۔"

نہیں سائیں صدمے میں ہیں۔۔" ان میں سے کچھ نے جواب دیا۔۔ انوشے زیاف کی سانس میں سانس آئی۔۔

ٹھیک ہے ڈاکٹرانی یہ والے؟" اسنے گھور کر استفسار کیا اپنا قہقہہ بمشکل دباتی انوشہ جلدی سے سر ہلا گئی۔۔

چلو اٹھ جاؤ!" وہ حکم دیتا خود سیدھا لیٹ کر چھت کو"
ساکت گھورنے لگا۔۔
ایک منٹ!" انوشہ جو اسکی طرف بڑھ رہی تھی اچانک ہی ہاتھ اٹھ"
کر اسکے روکنے پر اسکی چیخ نکلتی رکی۔۔
دل اچھل کر حلق میں آگیا یوں محسوس ہوا جیسے اچانک مردہ
جاگ گیا ہو۔۔۔
یہ کیا بدتمیزی ہے مسٹر زیاف!" وہ غصے سے گویا ہوئی اور اپنے"
دھک دھک کرتے دل پر ہاتھ رکھ گئی۔۔
زیاف نے ایک گھوری سے نوازتے ہوئے اپنا رخ اپنے آدمیوں کی
طرف کیا۔۔
تم لوگوں نے سب کو بتا دیا کہ میں صدمے سے ہاسپٹل میں"
ہوں؟" اسنے کام کی بات پوچھی۔۔
جی سائیں ہم سب نے آپکے حکم پر اب کو کال کر کے بتا دیا۔۔" ان"
میں سے اسکے خاص آدمی نے جواب دیا۔
کیا کہا سب باری باری بتاتے جاؤ! اور ڈاکٹر انی تم سائیڈ پر"
بیٹھ کر تھوڑا انتظار کرو میں جواب پوچھ کر پھر جاؤں گا صدمے

میں۔۔"اسنے اپنے آدمیوں سے کہتے ساتھ انوشہ کو بھی حکم دیا جو کہ سفید اوور آل بیلو حجاب پہنے کھڑی تھی۔۔

سائیں میں نے ساحل شاہ کو کال کی انہوں نے کہا آپ کے" ساتھ یہی ہونا چاہیے۔۔"اسکے آدمی نے مؤدب ہو کر بتایا زیاف نے دکھ سے خود کو حوصلہ دیا۔۔۔

ٹھیک کہتا ہے میں تو یاری نبھاتا رہا وہ چالاک لومڑے یاری کے" ساتھ لڑکی اڑا لے گئے۔۔"اسکا غم بڑا تھا جتنا اظہار کرتا آنکھوں میں اتنی نمی آجاتی۔۔

تو بول۔۔"اسنے دوسرے کو حکم دیا۔۔"

سائیں میں نے صارم سائیں کو کال کر کے آپکی سیریس حالت" سے آگاہ کیا انہوں نے کہا پہلی فرصت میں انکی ہاسپٹل سے نکلیں۔" دوسرے نے بتایا۔۔

زیاف دانت پیس گیا۔۔

اس کمینے کو دیکھ لوں گا میں، تم بتاؤ!"اسنے تیسرے کو کہا"

سائیں صمصام سائیں نے کہا کون زیاف؟"اسکی بات سن کر" زیاف کے دل میں درد اٹھا کہ اتنی جلد ہی بیوی کے ملتے یار کو بھول گیا۔۔

دیارب نے کیا کہا وہ بھی بتا دے۔۔"وہ دکھ سے لیٹ گیا۔۔"
سائیں اسنے کہا اللہ پاک مرحوم کو جنت الفردوس میں"
اعلیٰ مقام عطا فرمائے بڑا نیک بندہ تھا۔۔"اسے یاد تھا جب
اسنے کال کر کے زیاف کی سیریس حالت کا سنایا تھا تب الٹا
اسنے مرحوم کہہ کر دعا بخشش مانگی تھی۔

ابا نے کیا کہا وہ بھی بتا دو۔۔"زیاف کو لگا وہ بھری دنیا میں اکیلا"
ہو گیا ہے۔۔اسکے دل غم سے بھر گیا۔۔
سائیں انہوں نے کہا کھوتے دے پتر واپس لوٹ جلدی۔۔""
زیاف کی حالت اب سچ میں غیر ہو گئی۔۔
وہ بیڈ پر پڑا تنہا خود کو محسوس کر رہا تھا۔اسے آکسیجن کی شدید طلب
ہو رہی تھی۔۔اسکی تکلیف میں اسکے سب آدمی شامل تھے اداس
بھی۔۔

آپکو تکلیف کس بات کی ہے؟"سب کے جواب سن کر انوشہ کو"
اس سے ہمدردی ہونے لگی وہ تھوڑا سا پاس آکر اس سے بولی۔۔

زیاف نے مسکینیت سے اسے دیکھا۔۔یوں جیسے مریض آخری آس سے دیکھتا ہے۔۔

سب نے آہستہ آہستہ شادی کرلی ایک میں ہی رہ گیا ہوں مجھ سے" چھوٹے صارم کی بھی شادی ہے۔۔"اسنے دل پہ ہاتھ رکھ کر دل کو تھپکتے ہوئے انوشہ کو بتایا حالاں کہ اسکا دل سمن کو دیکھنے اپنے باپ سے بات کرنے کیلئے مچل رہا تھا۔۔

جی یہ تو جانتی ہوں پر آپکو کیا تکلیف ہے وہ بتائیں۔۔"انوشہ کو اسے" بھگانے کی جلدی تھی۔۔

یہی تو تکلیف ہے میں ابھی تک کیوں کنوارہ ہوں کوئی ایسا وظیفہ نہیں" جس سے چند منٹوں میں میری پسند گی سے شادی ہو جائے۔۔" وہ معصومیت سے بولا انوشہ کو بے ساختہ ہنسی آئی اسکی صورت پر۔۔۔

سر آپکا یہی علاج ہے کہ اپنے ڈیڈ کے پاس جا کر انہیں اپنی پسند سے" آگاہ کریں تاکہ آپکی چند منٹوں میں نہیں ہاں چند دنوں میں ضرور ہو سکتی ہے شادی۔۔"وہ مسکراتی اسے مخلص مشورہ دیکر وہاں سے نکل گئی۔۔

زیاف نے اسکی پشت کو دیکھا۔۔

سائیں مشورہ عقلمندی والا ہے۔۔"اسکے خاص آدمی نے پاس آکر آہستہ سے کہا۔۔

"تو تجھے میں بیوقوف لگتا ہوں؟"زیاف نے سن کر چبھتے لہجے میں پوچھا۔

"نن نا سائیں میری یہ مجال۔۔"وہ بوکھلا کر سیدھا ہوتا بولا۔۔

"میں اس سے دور کا سوچ رہا تھا اسلیے پاس والا آئیڈیا مجھ نہیں آیا سمجھے۔۔"اسنے جتاتے ہوئے کہا وہ فوراً سر ہلا گیا۔۔۔

"اچھا چلو نکلو صبح دس بجے گاڑیاں تیار رکھنا مجھے گاؤں سے ایک چکر لگانا ہے۔۔"وہ آرڈر دیکر بیڈ سے نیچے اترا۔۔کچھ بھی تھا ڈاکٹر آئیڈیا کمال کا دیکر گئی تھی۔۔

"سائیں گاؤں چل کر کیا کرنا ہے ایک گھنٹے بعد بڑے سائیں اور اماں سائیں سب یہاں پہنچنے والے ہیں صمصام صارم سائیں کی شادی کیلئے۔۔"اسکے آدمی نے کہا

زیاف نے چونک کر دیکھا بات تو ٹھیک تھی جب بابا سائیں واقعی یہاں آرہے تھے تو وہ اکیلا وہاں جا کر کیا کرے گا؟

ہاہاہاہا دیکھا کتنی بیوقوف تھی ڈاکٹر۔۔ اسلیے تو میں دور کی سوچتا ہوں۔۔" وہ اپنی شرمندگی چھپانے کیلئے قہقہہ لگاتے ہوا بولا اور خود کو سرخرو کرکے بیڈ سے اتر آگیا۔۔۔

"سائیں آپ سے کوئی ٹکر نہیں لگا سکتا۔۔۔" پیچھے موجود اسکے آدمیوں نے اسے سراہایا۔۔

"بس ہمارا سائیں تو سائیں، سائیں کا دماغ بھی سائیں۔۔"

"بس کبھی غرور نہیں کیا!" انکی تعریف پر وہ گاڑی میں بیٹھتا ہوا عاجزی سے بولا۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

"یہ دیکھو؟" ساحل نے ایک ڈیپ ریڈ کلر کا لہنگا اسکے سامنے کیا۔۔۔

سمن کی آنکھیں چمک گئیں۔۔۔

نہیں یہ کچھ خاص نہیں میری بیٹی ابھی چھوٹی ہے اس پر ایسے "
ڈارک کلر سوٹ نہیں کریں گے میں کچھ ڈھونڈتا ہوں لائیٹ کلر کا۔۔"ہارون
شاہ نے فوراً ریجیکٹ کیا۔۔

ڈیڈ آجکل کی لڑکیاں پہنتی ہیں ایسے کلر وہ چھوٹی بڑی نہیں فیشن دیکھتی ہیں۔۔""
ساحل اپنی اتنی خوبصورت پسند بلکہ اپنی بہن کے پسند آنے پر بھی خوش
تھا وہی باپ کے ریجیکٹ کرنے پر بولا۔۔۔

اسلیے تو تمہیں ساتھ نہیں لا رہا تھا کہ تم اپنی بات کے انکار پر فوراً ضد "
پہ آجاتے ہو۔۔
سمن اپنے بھائی کی شادی میں جا رہی ہے ایسے کپڑے پہننے
چاہیے جس سے اسکی شخصیت صوبر لگے نا کہ بھاری۔۔"شروع
میں اپنی بیوی زریش کیلئے ہلکی پھلکی شاپنگ کرتے ہارون شاہ کو تھوڑا
بہت سینس تھا شاپنگ کا تبھی گویا ہوئے۔۔

تم چھوڑو ڈیڈ کو جان تم جا کر یہ ٹرائی کرو اور دیکھنا کتنی خوبصورت لگو"
گی۔۔"اپنے باپ کی بات سے ایگری نا کرتے ہوئے وہ ڈریس سمن کو تھاما
گیا۔۔
نہیں سمن میری بیٹی ہے اسلیے وہ پہلے میری پسند کے کپڑے"
ٹرائے کرے گی۔۔"ہارون شاہ نے روعب سے کہتے پستئی کلر کا نفیس
کڑھائی والا فراک سامنے کیا۔۔
سمن دونوں باپ بھائی کے میں بری طرح پھنسی تھی۔
کبھی بھائی کے ہاتھ میں موجود خوبصورت سا فینسی لہنگا دیکھتی جو کہ ڈیپ
کلر کا تھا تو کبھی باپ کے ہاتھ میں موجود فینسی سا فراک دیکھتی جو کہ
لائیٹ کلر کا تھا۔۔

اسکی دبئ سے کی گئی شاپنگ جس میں مایوں کا ڈریس اسے گھر آکر
ٹرائی کرنے پر احساس ہوا کافی فٹ تھا جس میں وہ سانس بھی
نہیں لے پا رہی تھی۔۔
وہ اپنے بھیو کی شادی میں کتنی خوش تھی ایک ایک پسند سے
چاہ سے شاپنگ کی تھی پر کپڑوں کے تنگ ہونے پر پہلی بار اسے خود

کے موٹے ہونے کا احساس شدت سے ہوا تھا اور وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔۔۔

اسکے باپ بھائی گھر میں ہی تھے جنہوں نے اسے روتے دیکھ کر پہلے تو خوب اسے ڈانٹا کہ کون کہتا ہے وہ موٹی ہے؟ یہ سب اسکا دماغی فتور ہے اور کچھ نہیں۔۔

اسکے کپڑوں کو دیکھتے وہ دونوں ہی اسے شاپنگ کروانے آ گئے پر یہاں آ کر گھنٹا گزر گیا تھا پر اسکا ابھی ایک بھی ڈریس نہیں سلیکٹ ہوا تھا۔۔

ہوتا بھی کیسے پہلے وہ خود تو مطمئن کر لیں اپنی پسند گی سے۔۔

آپکی بیٹی اپنی جگہ ڈیڈ پر مت بھولیں یہ میری بہن ہے سینے سے لگا کر پالا ہے اسے، اسی وجہ سے زیادہ حق میرا ہے اس پہ اور اسلیے ہی وہ پہلے میرا ڈریس پہنے گی بلکہ پسند کرے گی۔۔" ساحل سمن کے ہاتھ سے وہ پستئی کلر کا فراک لیکر اپنے باپ کے ہاتھ میں تھماتا ہوا جتا کر بولا اور سمن کی پیشانی چوم کر اپنا ڈریس تھماتا اسکا رخ چینج روم کی طرف کیا۔۔۔

ایسے ہی تمہاری بہن ہو گئی میں تو جیسے نالے سے ملا ہوں تمہیں بنا بنایا ہوا"
باپ نامی شخص! محنت لگتی ہے بھئی ایسے ہی زمین پہ نہیں اگتی، وقت
لگتا ہے باپ بننے میں، منتوں سے بیٹی مانگی ہے۔ تیرے جیسی
مخلوق اٹھ کر آئے گی اور حق جتائے گی تو تمہیں کیا لگتا ہے ہارون شاہ تجھے
اپنی بیٹی پر حق جتانے دے گا؟ رکو سمن!" وہ غصے سے کہتے ساحل کو
حیران ششدر کر گئے اور سمن کو ہکا بکا چھوڑ کر اسکے ہاتھ سے کپڑے نکال
کر ساحل کے حوالے کرتے سمن کو واپس اپنا تھمایا اور اسکا رخ
واپس سے چینجنگ روم کی طرف کیا۔۔

وہ اس وقت کراچی کے مشہور فینسی ڈریسز والے بوتیک میں سمن
کے ساتھ موجود تھے۔۔
آپ بھی بھول رہے ہیں ڈیڈ!!! اگر آپ کی محنت لگی ہے تو میں بھی راتیں"
جاگ کر اسے سٹوریز سنا کر سلایا ہے سینے سے لگ کر سوتی تھی
جب اتنی سی تھی۔۔
بھول رہے آپ دونوں سے زیادہ میں نے اسے پالا ہے میں نے پرورش
کی ہے اسکی۔۔ دس سال تک یہ میرے ساتھ سوتی تھی اور
دس سال تک ہر رات اسے میں نے تھپک کر سلایا ہے

سٹوریز سنائی ہیں اتنی کہ کبھی میں خود مصنف بن جاتا تھا۔۔ اسلیے سب سے زیادہ حق میرا ہے اس پہ۔۔۔" ساحل بھی دبے غصے میں جتا کر کہتا سمن کو گھبرایا ہوا چھوڑ کر اسکے ہاتھ سے ہارون شاہ کا سلیکٹ کیا ہوا ڈریس لیکر بوتیک آنر کے حوالے کرتا ہوا اپنا ڈریس سمن کو تھما چکا تھا۔۔۔

بوتیک آنر نے سمن کے معصوم بیچارے چہرے کو دیکھا۔۔
اور پھر ان دونوں باپ بیٹے کو جو کہ کب سے لڑ رہے تھے اسکے بعد کتنے کسٹمرز آئے گئے پر انکا ایک بھی ڈریس سلیکٹ نہیں ہوا تھا۔۔۔
دونوں باپ بیٹے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے اور سمن انہیں۔۔
خبردار آئندہ آپ دونوں مجھے ساتھ لائے ہمیشہ میرے ساتھ " ایسا کرتے ہیں۔۔۔ انکل آپ یہ دونوں پیک کر دیں پلیز۔۔" اسے ہی ہمت کرنی پڑی اور غصے سے دونوں باپ بھائی کو گھورتی ہوئی دونوں کے ہاتھوں سے کپڑے لیکر بوتیک آنر کے حوالے کیے اور انکے پاس آکر دونوں کی جیبوں سے کریڈٹ کارڈ نکالتی ہوئی بوتیک آنر کے پیچھے چلی گئی کیونکہ ان دونوں سے کچھ ہونے سے رہا۔۔۔

اور بات تو یہی تھی کہ دونوں کی چوائس لاجواب تھی اب اسکے لئے مشکل کھڑی تھی کہ پہلے کون سا پہنے۔۔

دیکھا ناراض کر دیا نا میری بیٹی کو تمہیں لانا ہی نہیں چاہیے تھا ساتھ۔" آئندہ اپنی بیوی کیلئے جا کر خریداری کرنا میری بیٹی کی پسند کے بیچ ٹانگ مت اڑانا۔۔"ہارون شاہ گھورتے ہوئے اس سے بولے۔۔

بیوی آپکے پاس بھی موجود ہے ہم دونوں بھائی بہن کے بیچ ٹانگ آپ نے" اڑائی ہے۔۔۔اور ہاں ڈیڈ اب ہم شوز کی شاپنگ کیلئے جا رہے ہیں آپ اپنے پسند کے لیجئے گا میں اپنی۔۔۔"ساحل کہاں پیچھے رہنے والا تھا بہن کے معاملے باپ تک کو نہیں بخشا۔۔

ہونہہ! آیا بڑا شوز خریدنے بیوقوف معلوم یہ نہیں کہ شوز نہیں" سینڈلز پہنتی ہیں لڑکیاں ہاہاہا۔۔"ہارون شاہ اسکا مذاق اڑاتے ہوئے قہقہہ لگا اٹھے۔۔

واٹ ایور! وہی سینڈلز ہی سہی دیکھیئے گا میری ہی پسند کے کپڑے" پہنیں گی۔۔"سر جھٹکتے ہوئے وہ جتا کر بولا۔۔

ہاہاہاوہی مرغی کی ایک ٹانگ! جس طرح تمہاری ساری عمر"
یہ سوچتے گزری ہے کہ سمن مجھ سے زیادہ تم سے پیار کرتی ہے وہی تھوڑا
اس خوش فہمی میں جی لو۔۔
کچھ بھی ہو وہ پہلے اپنے باپ کی پسند کو ترجیح دے گی باپ پھر بھی باپ
ہے۔۔"وہ ہنستے ہوئے بولے اور وہاں سے سمن کے پیچھے چلے گئے۔۔
ساحل اپنے باپ کو اچھی طرح جانتا تھا تبھی وہاں کھڑا
دوسرے ڈریسز دیکھ رہا تھا۔۔

پیمنٹ ہو گئی؟"انہوں نے سمن سے پوچھا۔۔"
جی ڈیڈ ہو گئی۔۔"وہ مسکرا کر بولی۔۔ شکر اللہ کا کیا کہ اسنے ہی ہمت کی"
ورنہ وہاں مایوں کی رسم ہوتی اور یہاں وہ انکے جھگڑے میں پھنسی ہوئی
ہوتی۔۔

اچھا تم چلو بھائی کے ساتھ سینڈلز لو مینچنگ میں آتا ہوں تمہاری مام"
کیلئے سوٹ لیکر۔۔"انہوں نے سمن کا گال چوم کر کہا وہ مسکراتی ہوئی
سر ہلا کر وہاں سے چلی گئی۔۔

کاؤنٹر سے غائب ہوتے ہی ہارون شاہ نے دونوں ڈریس کاؤنٹر پر رکھے اور مسکرائے۔۔

ایک کینچی دو۔۔"انہوں نے آنر سے کہا۔۔"

وہ ہارون شاہ کے عمل کو حیرت سے دیکھتے کاؤنٹر کے دراز سے سیزر نکال کر انکے حوالے کر گئے۔

اور بے یقینی سے دیکھتے رہے جہاں وہ خوبصورت سے لہنگے پر سیزر سے کٹ ڈال رہے تھے۔۔اتنے مہنگے ڈریس کی بے قدری وہ آنکھیں پھیلا کر دیکھتے رہے۔۔

تمنے کچھ دیکھا؟"ہارون شاہ نے کپڑے پیک کر کے سامنے ہونقوں کی طرح دیکھتے آنر سے پوچھا۔۔"

نہیں۔۔۔!"انکے اشارے کو سمجھتے وہ نفی کر گئے۔۔"

شاباش میں نے خود کچھ نہیں کیا اسکی چوائس ہی ایسی تھی۔۔"وہ کہتے ہوئے دونوں شاپرز لیکر وہاں سے نکلے۔۔۔

وہ ڈریس پیک کر کے دو۔۔"انکے جاتے ہی ساحل شاہ لبوں میں سگریٹ دبائے وہاں آیا۔۔

وہ اسکا باپ تھا تو وہ بھی بیٹا۔۔۔۔
جج جی۔۔۔"انہوں نے بوکھلا کر سیلر بوائے کو اشارہ دیا۔۔"
وہ ایک خوبصورت گولڈن اور پنک کلر کے امتزاج کی میکسی تھی جس پر نظریں ٹھہر سی جاتیں۔۔
وہ آدمی تو حیران تھا ایک لڑکی کیلئے دونوں کی حرکات دیکھتا ہوا۔۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

شام کا پہر ہوتے ہی خان ہاؤس زیدی ہاؤس شاہ ہاؤس کے ساتھ حیدر شاہ کا گھر بھی لائٹس سے جگمگا رہا تھا۔۔مایوں کے حساب سے پیلے پھولوں کی خوبصورت سجاوٹ کی گئی تھی، پوری عمارت پھولوں سے سجی ہوئی تھیں۔

مکینوں کی طرح جیسے گھروں نے بھی پیلے رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا۔ دلہنوں کو بیوٹیشنز تیار کر رہی تھیں
چاروہی گھر مہمانوں سے بھرا بھرا تھے۔۔ کہیں پاؤں رکھنے کی جگہ نہیں تھی۔۔

بچوں کے رونے کھکھلانے کی آوازیں، عورتوں کی باتیں، لڑکیوں کی ہنسی قہقہے، اور ملازمین کی بھاگ دوڑ کے ساتھ گلاسوں ٹکرانے کے ساتھ پکاروں کی آوازوں سے گھر خوبصورت سی رونقیں چاروں ہی گھروں میں بکھر چکی تھیں۔۔

روحابازل، عرشیہ تینوں کو بیوٹیشن تیار کر رہی تھیں ایک توقیع ہی تھی جس کا رو رو کر برا حال تھا۔

تقویٰ اماں سائیں، تائی ماں سب نے بہت سمجھایا اسے پر وہ انہیں کیسے سمجھائے کہ اس مایوں میں نہیں بیٹھ سکتی

مایوں کے ساتھ دریاب صارم کا نکاح بھی تھا، چونکہ دریاب کی حالت ناساز تھی جس وجہ سے اسکا نکاح کینسل ہو گیا تھا البتہ صارم کا نکاح آج ہی مایوں کی رسم شروع کرنے سے پہلے تھا۔۔

نکاح کے کینسل ہونے کی بات سن کر توقیع کے رونے میں تھوڑی سی کمی آئی ورنہ دل جانے کیا چاہ رہا تھا، وہ چیخنا چلانا چاہ رہی تھی۔۔

اسنے چھوٹی سی عمر میں اسکے خواب دیکھے تھے۔ اور آج اپنے آپ کا مذاق بنتا دیکھ کر وہ پاگل ہو رہی تھی۔۔

توقیع ہوش سے کام لو بیٹا تمہارے باپ بھائی بہت پریشان ہیں،"
یہ لو کپڑے بیٹا کافی دیر ہو جائے گی ہمیں بینکوٹ کیلئے بھی نکلنا ہے
تمہارے بھائی کا وہاں نکاح ہے۔۔" تقویٰ پاس بیٹھ کر اسکا چہرہ ہاتھوں
کے پیالے میں بھر کر سمجھانے لگیں۔۔
توقیع نے انہیں دیکھا، دل کیا چیخ کر بتا دے کہ کس کے مایوں
میں بٹھانے والی ہیں مام اپنے ہی دیور کے مایوں میں۔۔ اس سے بہتر
ہے گلا گھونٹ کر مار دیں ایسا مت کریں۔۔
پر وہ ہچکیاں دبائے اپنی ماں کو دیکھتی رہی۔۔

میرا شہزادہ بیٹا ہم تمہاری تکلیف کو سمجھتے ہیں، پر سوچو اگر باہر کسی کو"
معلوم پڑ گیا کہ تم تیار نہیں ہو رہی نا ہی مایوں میں بیٹھ رہی ہو لوگ
کتنی باتیں بنائیں گے تمہارے باپ بھائیوں پر شہر میں انکی
عزت ہے۔ سب چہ میگوئیاں کریں گے۔" اماں جان نے
اسکا سر چومتے ہوئے سمجھایا
توقیع انکے ممتا بھرے آغوش میں چھپ کر رونے لگیں۔۔

کچھ توقف کے بعد وہ کچھ سوچتی ہوئی اٹھ کر اپنا ڈریس اٹھاتی باتھ روم میں آئی پیچھے حویلی کی عورتوں اور تقویٰ نے رب کے لاکھ لاکھ شکر کیے۔۔۔

دروازہ لاک کرتے اسنے اپنا پیلا لہنگا دیکھتے ہوئے اسے ہینگ کیا، دوپٹے میں چھپا کر لایا موبائل باہر نکالتے اس میں کانپتے ہوئے ہاتھوں سے دریاب کا نمبر ڈھونڈا۔۔

دبئ سے آکر اسکے بھائی نے جب اس سے موبائل مانگا تھا تب اسنے شرمندہ ہوتے کہا کہ اس سے کوئی چور اچانک چھین کر لے گیا تھا وہیں۔۔۔

صام کو احساس ہوا شاید کوئی اسکا مخالف ہی ہوگا جو کہ اسکی بہن کو ٹارگیٹ میں لے رہا ہوگا پر یہ شکر اسے وقت رہتے معلوم پڑ گیا۔۔۔

اسنے اپنے ملازمین کے موبائل لیکر چیک کیے پر سب کے موبائل اوکے تھے کوئی توقیع کی موبائیل سے کنیکٹ نہیں تھا۔

رات اسکے بھائی نے اسے دوسرا موبائل لیکر دیا تھا۔۔ سیٹنگ بھی خود کر کے دی تھی۔۔ اسکے بھائی نے اس پہ کوئی شک نہیں کیا تھا اسنے سکون کا سانس لیا۔۔

اگر وہ کوئی بونگا بھی بہانہ کرتی تو بھی اسے یقین تھا کہ اسکا بھائی اس پہ شک نہیں کرتا کوئی۔۔

ہیلو!" اسکی بخار سے بھاری گھمبیر آواز سپیکر سے گونجی۔۔"
مم میں توقیع بات کر رہی ہوں۔۔" وہ جھجھک کر بولی۔۔جسے سن کر"
دریاب نے چونکتے موبائل نمبر کو دیکھا۔۔
یہ نیو تھا نمبر پہلے والا کہاں گیا۔۔وہ سوچنے لگا پر اسنے دریافت نہیں کیا البتہ "ہوں" پہ گزارا کیا

مجھ کچھ کہنا ہے آپ سے دریاب۔۔" وہ ہمت کر کے گویا ہوئی۔۔"
ہاں کہو میں سن رہا ہوں۔۔" اسکے لہجے کی نمی اسے محسوس ہو گئی جس"
پہ وہ آنکھیں میچ گیا جانتا تھا بہت تکلیفدہ تھا یہ وقت۔۔
اور یہ بھی اندازہ لگا گیا شاید وہ رو رہی تھی۔۔

دریاب پلیز میں اس مایوں میں نہیں بیٹھنا چاہتی مجھ پر رحم"
کریں۔۔" معاً وہ التجائیہ کہتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔

دریاب کو یوں لگا جیسے اسکا سانس اگلا نہیں آئے گا۔۔ایسی تکلیف محسوس ہوئی کمرہ کم گھٹن دہ قبر زیادہ محسوس ہوئی۔۔
پور پور پر اس کی سسکی تلوار کے وار کی طرح محسوس ہوئی۔وہ تکلیف سے تڑپ کر اٹھ بیٹھا۔۔
"!!توقیع"
پلیز دریاب بھائی مجھے معاف کر دیں مجھ کسی سے شادی نہیں کرنی" میں جیسے زندگی گزار رہی تھی ویسے ہی ٹھیک ہوں۔۔۔
نا آپ کو قبول کر پا رہی ہوں نا ایسا کبیرہ گناہ کرنا چاہتی ہوں کہ کل میں کسی کے سامنے نظریں نا اٹھا سکوں۔۔
کچھ بھی ہو میں اسکے نکاح میں ہوں اب تک کچھ بھی ہے پر آپ میرے دیور ہی ہیں کچھ ہوش کے ناخوں لیں کیسے سچ جاننے کے بعد میں آپ کے نام کے مایوں میں بیٹھ سکتی ہوں؟"وہ روتی دبے غصے سے گویا ہوئی۔۔

میں جانتا ہوں توقی!اسی اذیت کو برداشت نا کرتے میں آج بیڈ" پر پڑا ہوں۔۔پر اگر ہم نے ایسا نہیں کیا وہ سامنے نہیں آیا اور اسے پولیس کے حوالے نہیں کیا اسے مار دیں گے۔۔

تم چاہتی ہو وہ مارا جائے؟ پر میں نہیں چاہتا وہ مارا جائے میں چاہتا ہوں اگر وہ زندہ ہے تو زندہ ہی رہے بس سیف رہے اور جیل کے علاوہ وہ کہیں سیف نہیں۔۔

یہاں اسے کوئی نہیں قبولے گا، تمہاری طبیعت جو ہوئی تھی اسکے عمل کے بعد صام کو اس سے نفرت ہے، ڈیڈ اسے اپنا بیٹا تسلیم نہیں کرتے مام بیمار ہو جائیں گی پھر جانے کیا کچھ ہو گا سب تباہ ہو جائے گا تو قسیع۔۔

نا میں سمجھ رہا تم میرے مایوں میں بیٹھ رہی ہو نا ہی تم سمجھنا۔۔ تم کچھ مت سمجھنا اپنا دماغ ان سب باتوں سے آزاد کر دو۔۔ کسی پر دھیان نا دو۔۔

میں نکاح سے انکار کر دیا ہے اگر وہ آج آیا تو اج ہی اسے پکڑ لیں گے۔۔ اگر نہیں آیا تو بے فکر رہو کچھ نہیں ہو گا۔۔" دریاب نے آہستہ سے اسے سمجھایا جسے خاموشی سے وہ سنتی رہی ہے۔۔۔

اسے پولیس کے حوالے کر رہے ہو؟" اسے جانے کیوں شاکڈ لگا حالاں کہ " اسکے سامنے ہی اسنے اتنا خون خرابا کیا تھا اسی سزا بہت بڑی ہونی چاہیے تھی۔۔

کیوں نہیں کرنا چاہیے؟" دریاب نے کچھ چونکتے ہوئے پوچھا۔۔"
وہ ہوش میں آئی "کہ کر دو!" اسنے کہتے جلدی سے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔۔

دریاب نے موبائل کو دیکھا۔۔۔
جبکہ اسکی طبیعت کا پوچھنے آئی عرشیہ "توقیع!" نام کی التجا پر ہی چونک کر سائیڈ ہوتی خاموشی سے سننے لگی تھی۔۔
اسکا وجود جہاں کا تھا وہیں پتھر کا بت بن کر کھڑا ہو گیا۔
اسے نہیں معلوم پولیس کے حوالے کرنے کا پوچھنے توقیع نے کیا کہا پر وہ ایسا ہر گز نہیں ہونے دے گی۔۔
اسکی آنکھوں میں آنسوں کے بجائے جیسے لہوں ٹپک کر گرنے لگا تھا۔۔
اسکا اپنا بھائی اسے پھر سے پولیس کے حوالے کر رہا تھا، ایک سزا تو وہ شاید کاٹ چکا تھا پھر دوسری۔۔
تو یہ حقیقت تھی کہ دریاب توقیع جانتے تھے کہ دلاور زندہ تھا، اور دونوں ہی مل کر اسے پولیس کے حوالے کر رہے تھے۔۔

مایوں تو تم بیٹھو گی تو قسیع زیدی پر دریاب خان کے نام کی نہیں دلاور"
خان کے نام کی۔۔"اسنے ایک عزم سے سوچا اور اپنے قدم اندر
رکھے۔۔۔
شاید تم بھول رہی ہو کہ تم کس کے نام کا حوالہ ساتھ رکھتی ہو پر میں تمہیں"
ضرور بتا دوں گی۔۔"وہ سوچتی مسکرائی۔۔
تم نے کیوں تکلیف کی میں آرہا تھا میری جان کے پاس۔""
دریاب نے سامنے کھڑی بہن کو دیکھتے بانہوں نے حصار میں لیکر
پیشانی چومی۔۔

آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں میں نے سوچا میں آجاتی ہوں"
آپ کو دیکھنے کیلئے۔۔"وہ جانتی تھی ایک طرح سے دیکھا جائے
دریاب بھی غلط نہیں تھا وہ اسے سیف کرنا چاہتا تھا۔۔

پر جیل میں کیوں جائے اسکا بھائی؟جب اسکا دل ہی نہیں مان رہا
تھا کہ دلاور زانی قاتل ہو سکتا ہے۔۔۔

آؤ بھائی کے ساتھ تھوڑا وقت گزار لو۔۔" دریاب پیار سے کہتا اسکے "
ہاتھ کو تھام کر بیڈ کی طرف لایا ویسے ہی جیسے بچپن میں ایک ہاتھ کو
دلاور دوسرے کو دریاب تھام کر اسے چلنا سکھاتے تھے۔۔
بیڈ پر چڑھ کر وہ دوں کے ہاتھوں کی ہتھیلوں پر سر رکھ کر سوتی تھی اور
دریاب دلاور کے حکم پر دونوں کو خوفناک کہانی سناتا تھا جب
تک وہ دونوں سو نا جائیں پر ہوتا یوں کہ وہ دونوں جاگتے رہتے اور ہار کہانی
کے بجائے روم میں اسکے خوفناک خراٹے گونجتے تھے۔۔

دل بھائی کو لے آئیں دری بھائی کہیں سے بھی۔ "معاً بیٹے لمحات کو یاد "
کر کے وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی انکے سینے سے لگ گئی۔ دریاب لب
پیوست کیے اسے سینے میں بھینچ گیا جیسے باپ اپنے سسکتے بچے کو۔

آج سب کچھ ٹھیک ہوتا تو دلاور خان اپنی شیرنی بین کو شہزادیوں کی
طرح رخصت کرتا۔۔
پر اکیلا دری کیسے کرے؟ جبکہ اسکے وجود میں روح تو کب کی کھینچ لی گئی
تھی۔۔ وہ صرف مٹی کا بت تھا۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

....★☆☆☆☆☆★....

چاروں دلہنوں کے گھروں سے گاڑیاں بھر کر بینکوٹ کی طرف نکلیں۔ آگے گاڑی میں دلہنیں تھیں تو پیچھے مہمانوں کی گاڑیاں تھیں۔ دلہنوں کی گاڑیوں کو پیلے پھولوں اور لائیٹس سے سجایا ہوا تھا، راستے سے گزرتے ہوئے ہزاروں لوگ اشتقاق سے دیکھ رہے تھے۔ جہاں ایک طرف صمصام صارم نے اپنی بہن کو حصار میں لیکر گاڑی میں بٹھایا باپ نے پیشانی ہاتھ چومے تھے وہیں عرشیہ کو دریاب دانیال خان نے حصار میں لیکر گاڑی میں سوار کیا اور دونوں نے باری باری عقیدت سے اسکے ہاتھوں کی پشت چومی۔۔۔

دانیال خان رخصت کر کے بیٹی کو بے آواز رو پڑے۔ انکے آنسوں گالوں پر پھسلتے ہوئے دیکھ کر دریاب نے بہت مشکل سے انہیں سنبھالا تھا۔۔ وہاں کافی لوگ جمع تھے جنہوں نے بھی دانیال خان کو حوصلہ دیا۔۔

سب نے سمجھایا کہ بیٹی پر ایا دھن ہے، آج نا کل تو باپ کا آنگن سونا کر کے چلی ہی جاتی ہے۔ بھائی کی پکار پر جی بھائی، ہاں بھائی کہنے والی کی پکاریں کل یا پرسوں کانوں میں ترستی رہ جائیں گی۔۔

نا آنگن کی چڑیا ہو گی نا ہی پکار پہ چہکے گی۔

ہارون شاہ حدید شاہ کی آنکھیں نم دیکھ کر اپنی بیٹی کو سینے میں چھپا گئے۔۔ وہیں ساحل شاہ نے بھی بہن کو باپ کے حصار سے لیکر اپنے حصار میں چھپا دیا کہ وہ اپنی "من" کو کبھی خود سے الگ نہیں کرے گا۔

مرد حضرات اس وقت سارے دانیال ہاؤس میں موجود تھے کیونکہ دریاب کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اسلیے سب کو ہی وہیں جانا پڑا تھا حالاں کہ ارادہ اور رت جگے کی تیاری ساری ساحل کے گھر پہ تھی پر اب دریاب کی وجہ سے انہیں دانیال ہاؤس ہی جانا پڑا تھا۔

اور وہیں سارے نوجوان دانیال خان کے لان میں محفل لگائے موجود تھے۔

جبکہ حیدر شاہ، ہارون شاہ، صائم زیدی، دانیال خان رضا زیدی سیف جنید بھی آئے ہوئے تھے۔۔

وہ اپنی جوانی کے دن یاد کرتے اپنے کرتوت سے سب کو آگاہ کر رہے تھے جہاں قہقہے فلک شگاف تھے۔ کچھ دیر میں دلہنوں کے ہال پہنچنے پر انہیں بھی جانا تھا نکاح کیلئے۔

دانیال نے انہیں بتایا کہ جب بھی اسکی بہن اسکے پاس آتی تھی تو وہ مروت مارے نہیں رکتا تھا پھر رات کو گھر میں گھس آتا تھا جب دانیال کی اچانک نظر پڑتی تھیں تب منتیں ترلے کرنے لگ جاتا تھا کبھی تو زبردستی پکڑ کر گال پر کس کر کے اندر بھاگ جاتا تھا۔۔

یہ حقیقت تھی کہ شادی کے بعد بھی سیف اور جنید اسکی ایک پکار پر بھاگ آتے اور تب تک باہر پہرا داری کرتے رہتے جب تک وہ واپس نہیں آجاتا تھا۔۔

دانیال کی بات پر صائم نے قہقہہ لگایا واقعی انکی محبت بھولنے والی نہیں تھی، وہ سب کے بیچ جتنا پازیٹو تھا تقویٰ کیلئے اتنا ہی اپنی حرکات سے سب کو قہقہہ لگانے پہ مجبور کر دیتا تھا۔

بچوں کے بعد اتنا گھنا میسنا انسان تھا کہ اسنے ٹی وی شوز میں ایک شوہر کا دکھ سنا تھا جس میں وہ کہہ رہا تھا کہ بچے ہوتے بیوی شوہر سے دور ہو جاتی ہے اور شوہر کا وقت بھی بچوں پر دے دیتی ہے۔۔

یہ بات تب کی تھی جب صام ایک سال کا تھا، صائم نے بھی نوٹ کیا تھا کہ تقویٰ سارا دن اپنے بیٹے کو سینے سے لگائے رہتی ہے۔۔
پھر یوں ہوا کہ اسنے محسوس کرتے ایک ٹائم ٹیبل سیٹ کر دیا اپنا اور بیٹے کے بیچ کا۔۔
حیدر شاہ کے بارے میں تو کچھ معلوم نہیں تھا جس سے اسکی ٹانگ کھینچتے پر دانیال کی کلاس کم نہیں لگی۔۔ اور ہارون شاہ کا تو برا حال کرنے والا صائم زیدی ہی تھا کیونکہ سب سے بلند قہقہے انکے ہی تھے۔

آپ کو کیا فیل ہو رہا ہے آپکی منکوحہ کا مایوں ہے؟" زیاف نے " ایک ہاتھ سے چکن رول سے بائٹ لیتے وہی رول ساحل شاہ کے سامنے مائیک کی طرح کیا جس سے دریاب نے اپنی طرح کر کے بائیٹ لے لیا۔۔
زیاف تلملا گیا۔۔
ناکر بچے ابھی صدمے سے اٹھا ہے پھر سے میری فیلنگز پوچھ کر کیوں " فوت ہو جانا چاہتا ہے؟" ساحل نے اسکا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہا۔۔ زیاف کے منہ کو دیکھتے سب نے قہقہہ لگایا۔۔

ایسا کر اس میسنے سے پوچھ شاید یہ کچھ بتا دے اسکا جاننے کا"
تجسس سب کو ہے۔"ساحل نے اسکا رخ صارم کی طرف کروایا
جو کہ اچانک ایمرجنسی کیس کی طرح دولہا بنا تھا۔۔۔
ہاں بتا ڈاکٹر کیا ارادے ہیں تیرے؟"اسنے رخ باربی کیو کرتے صارم"
کی طرف کیا۔ساحل بھائی کی بات سنتے ہوئے ہنسنے لگا۔۔
صام مسکراتا ہوا اپنے بھائی کو دیکھنے لگا۔وہ صرف بلیک ٹی پر ہی گزارا کر رہا
تھا جبکہ باقی سب سپائی_.سی لوازمات سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔
دریاب مسکراتا ہوا فرائی چکن لیگ پر ریڈ چلی ساس لیمن کے
ساتھ لگاتے ہوئے اسکا بائیٹ لیا جسے دیکھتے زیاف نے لبوں پر زبان
پھیری جسنے دیکھا اسکے ندیدے پن پہ قہقہہ لگا اٹھا ساتھ ہی
اچانک دریاب نے چمچ بھر کر اسی پل ہی زبردست اسے زمین پر
گرائے منہ میں چلی ساس ڈال دی۔۔
اسکی چیخیں آہیں کرب ناک تھیں، گھما کر مکہ منہ پر مارا اور جلدی
سے بوتل منہ سے لگا کر اپنا منہ ٹھنڈا کیا۔۔۔

مجھے لگتا ہے میری فیلنگز جاننے سے پہلے ہی تو جل گیا ہے"
سائیں۔۔"صارم کی بات پہ دریاب نے قہقہہ لگایا۔۔

صام نے ہنستے ہوئے زیاف کو زبان باہر نکال کر ہوا کرتے دیکھ کر اپنی ٹی اسے تھما دی۔۔

ایک نے منہ جلایا دوسرا منہ کڑوا کرنا چاہتا ہے۔۔" اسنے " تنک کر کہا صام قہقہہ لگا اٹھا۔

میں تو تمہاری مدد کر رہا تھا پر۔۔۔" وہ کندھے اچکا کر اپنی ٹی پینے لگا۔۔" چھوڑوں گا نہیں تجھے کمینے انسان تو سب سے بڑا ذلیل ہے۔۔" وہ دانت " کچکچا کر بولا۔۔

کیا مطلب زیاف سائیں؟ سب سے بڑا مطلب یہاں بیٹھے سب " ذلیل ہیں؟" صارم کے ساتھ باربی کیو کرتا انکے گاؤں کا ہی شوقت حیرت سے گویا ہوا۔۔

سب نے خونخوار نظروں سے زیاف کو دیکھا، اور بپھرے شیروں کی بھوکی نظروں کے حصار میں اپنا معصوم سراپا دیکھتے وہ سٹپٹا گیا۔۔

بھئی مجھے کیا گھور رہے ہو؟ تم سب خود پر اعتماد کرو، حالاں کہ میں نے " تو ذلیلوں کی فہرست میں کہا تھا۔۔ اب کیا ذلیل تم لوگ ہو؟" اسنے بھی مصنوعی غصے سے انہیں صفائی دی۔

صام صارم چلو آؤ!"معاًلان کے بیچ سفید روش سے گزرتے ہوئے"
صائم نے اپنے بیٹوں کو پکارا سب نے مڑ کر دیکھا تو وہ سب اپنی
گاڑیوں کی طرف جا رہے تھے۔۔

چلو میسنے تیرے نکاح کا وقت ہو گیا لگتا ہے دلہنیں وہاں پہنچ گئیں۔""
زیاف نے صارم کی پشت تھپتھپائی وہ مسکرا دیا۔۔
البتہ باذل کے بارے میں سوچ کر اسکے سر پر ہاتھ پھیرا۔۔

ہاہاہاہا"صارم کا سرخ چہرہ دیکھتے دریاب ساحل دونوں کا قہقہہ"
ساتھ لگا تھا۔۔۔
بہت ہو گیا چلو پھر وہاں جھڑکیں ملیں گی۔۔"توفیق نے انہیں"
آئیس پیٹی سے بوتل نکال کر منہ سے لگاتے ہوئے کہا۔

نہیں پہلے اس میسنے کی فیلنگز جاننے دو۔۔"زیاف فوراً سے اٹھ کھڑا"
ہوا۔۔

تجھے کیا ملے گا فیلنگز جان کر؟" ساحل نے کھڑے ہوتے کوٹ کا بٹن بند کر کے اس سے پوچھا اور جیب سے سگریٹ نکالا جس سے ایک دریاب نے بھی لیا۔۔
سب حیران ہوئے اسے سگریٹ پیتے دیکھ کر۔۔

بھائی میں نے کیا کرنا؟ آپ سب کو مجھے اکیلا کرتے رحم نہیں" آرہا تو بس دل بہلا رہا ہوں کہ اللہ کو ہی میرے سنگل ہونے پہ رحم آجائے۔" اسنے عاجزی فرمانبرداری سے کہا۔

دریاب اسکی اتنی فرمانبرداری وہ بھی ساحل کے سامنے غش پہ غش کھا رہا تھا۔۔۔
وہیں محفل میں چونے لگا رہا تھا مسکینیت کے ساحل پہ۔۔
کیا ہوا؟" دور کھڑے لڑکوں نے پوچھا۔۔"
زیاف بیچارے سائیں کو بیوی نہیں مل رہی!" وہاں موجود کسی لڑکے نے" ہنستے ہوئے کہا۔۔

اور نہیں تو کیا بیچارے پہ ظلم ہے صام بھائی نے کرلی اپنے یارے" کو اکیلا کر دیا۔۔" دور بیٹھے احمد نے ہنستے ہوئے زیاف کی حمایت کرتے کہا۔۔

زیاف نے ترچھی نظروں سے ساحل کو دیکھا کہ کہہ دے ظالم """میری بہن کیلئے تیرا جیسا کوئی اور نیک بخت ہو ہی نہیں سکتا۔ پر افسوس ساحل شاہ نے دوسری نظر بھی ناڈالی اس پر وہ دل مسوس کر رہ گیا۔۔ اسکی چہرے سے نمایا ہوتے تاثرات سے دریاب سمجھتا قہقہہ لگا اٹھا۔۔

اللہ کرے صامے تجھے میرے جیسے تیس بچے ہوں!" دریاب کی" موجودگی کو بھول کر اپنے دکھ میں اسنے صام کو اکیلے شادی کرتے دیکھ کر مخاطب کرتے بددعا دی۔۔

ہاہاہا ایک ہو گیا وہی میری خوش بختی ہو گی۔" صام قہقہہ لگاتا سوچ کر رہ" گیا البتہ دریاب کی موجودگی میں کہا نہیں۔۔

عرشیہ کے جذبات اسنے دیکھ لیے تھے وہ کوئی سر دلڑکی تھی اتنا قریب جانے پہ بھی اس میں کوئی محبت کی انگڑائی نہیں بیدار ہوتی تھی۔

آہ!!"معاً اچانک زیاف کی کراہ گونجی وہ دہل کر کمر پہ ہاتھ رکھ اور " بلبلا کر دور کھڑا ہوا۔۔

اسنے پیچھے مڑ کر دیکھا تو دانیال خان کا بیٹا انکی ہی جسامت جیسا سینہ لیے خان کھڑا تھا۔۔

دریاب کے اچانک دھموکے پہ بے ساختہ زیاف پہ ترس آیا انہیں۔۔

بھائی معصوم ہے رحم کریں بیچارہ اکیلا رہ گیا ہے۔۔"صارم نے " تڑپ کر اسکی مدد کی۔۔

ان سب کی ہنسی چھوٹ گئی۔

نا چھوڑ صارم اسے، کرنے دے اسے صام سے شادی پھر تیس نہیں" پچاس بچے کر لینا۔۔"دریاب نے دانت پیس کر کہا صام ساحل نے بے ساختہ قہقہہ لگایا۔۔

زیاف کو اپنے بارے میں ایسی بکواس پر صدمہ لگا۔۔
شرم کر میری نیک بختی کے گواہ میرے فرشتے ہیں۔۔"
نعوذ باللہ۔۔"وہ جھرجھری لے اٹھا۔۔

چل دفع ہو کر ساتھ چل۔۔کمینے تو نے میری مغفرت کی دعا"
مانگی، چلی ساس کھلائی تجھے تو چھوڑوں گا نہیں وقت آنے دے۔۔"وہ
دھمکی دیتا صارم کے گلے میں بازو ڈال کر آگے بڑھا۔۔

انکے وہاں سے اٹھتے ہی سب پیچھے نوجوان اٹھ کھڑے ہوئے۔۔
انکے ڈاکٹر صاحب کا نکاح جو تھا آج۔۔
اور سنا تیری تو بات بیچ میں رہ گئی۔۔کیا سوچ رہا ہے اب؟""
زیاف نے آنکھ دبا کر رازداری سے پوچھا۔۔
پر صارم جانتا تھا اس سے میسنا ہو کر پوچھ کر بعد میں سب کے
ساتھ مل کر کلاس لگائے گا تبھی ہنس پڑا۔۔

ایک ساتھ تینوں گاڑیاں روئیل میرج بینکوٹ کے پارکنگ ایریا میں آکر رکیں۔۔وہاں موجود پہلے سے گیسٹس دلہنوں کی آمد پر لڑکیاں ہوٹنگ کرتی ہوئیں بھاگ کر گلاب کے پھولوں سے بھرے ہوئے تھال اٹھا کر سرخ روش کے سائیڈوں پر قطار میں کھڑی ہو گئیں۔۔۔

آیو قریب تو چھولوں میں تیری روح
بن تیرے میں ہوں بے نشان

سمندر میں کنارا تو
جو بکھروں میں سہارا تو

فضا میں گلوکار کی سریلی آواز ہر سو بکھرے طلسم کی طرح چھائی ہوئی تھی ہر مہمان پہ۔
تقویٰ گاڑی سے نکل کر بیک ڈور پہ آئیں ساتھ اماں سائیں، اور تائی جان بھی نکل کر گاڑی کے پاس آگئیں اور ان تینوں نے اور ڈور کھول کر اندر بیٹھی

ہوئی زیدی خاندان کی لڑکیوں کے ساتھ شہزادیوں کو مات دیتی ہوئی اپنی بیٹی کو سہارا دیا۔۔

پیلے بھاری لہنگے، جسکے آگے پورا سفید نگینوں سے سجا ہوا تھا، پیچھے پیلا رنگ کا بڑا سا لہنگے کا الگ سے جالیدار کپڑا گاڑی سے نکلتے سرخ روش پر پھیل گیا۔۔
سفید نگینوں والی اونچی ہیل میں اسنے اپنے گلابی پاؤں باہر رکھے، وہ زیادہ تیار نہیں ہوئی تھی البتہ لبوں پر لائیٹ سی پنک کلر کی لپسٹک تھی، اور پھولوں کے زیوروں سے سجی ہوئی تھی پر اسکے باوجود اگر کسی کی نظر اسکے چہرے پر آجاتی تو شاید وہ بت بن کر ساکت ہو جاتا۔۔

اسکی نیلی آنکھوں میں رت جگے، کے ساتھ ایک اذیت نے لہو بکھیر دیا تھا، سوجھے پپوٹے گھنی بھاری پلکیں جھکی نظریں اور سر پر پہنا ہوا جالیدار سفید نگینوں سے سجا ہوا گھونگٹ۔۔
وہ کسی سلطنت کی شہزادی بن کر رائیل میرج بینکوٹ کے ململ کے بچھے دبیز قالین پر پاؤں رکھ کر آگے لہنگا تھامے کھڑی تھی۔۔

اسکے ساتھ ہی دوسری گاڑی کا ڈور حجاب شاہ مہکار شاہ اور زریش شاہ نے کھولا تھا۔۔

جہاں مہکار شاہ حجاب شاہ نے ملکر باذل شاہ کو سہارا دیا جسکا آج مایوں بھی تھا اور نکاح بھی۔۔

ڈیپ سرخ اور پیلے کلر کے امتزاج کی پاؤں کو چھوتی ہوئی میکسی میں وہ کسی گھائل کرتی حسینہٰ سے کم نہیں تھی۔ اسکے بوب کٹ بالوں کو ہیئر اسٹائلر نے خوبصورتی سے روز بن بنا دیا تھا جس میں سفید نگینے لگے ہوئے تھے۔۔

اسکی ہاف سلیو کلائیوں میں پھولوں کے کنگن پہنے ہوئے تھے جنکی موتیوں والی لڑیاں لٹک رہی تھیں جنہیں وہ حیرت اشتقاق سے دیکھتی رہی تھی پہنتے وقت۔۔

بیوٹیشن کے مہارت سے کیے گئے میک اپ اور رسم مایوں کے حجاب سے پہنی ہوئی پھولوں کی جیولری اسے بہت پسند آئی تھی البتہ ہیوی میکسی، اوپر سے گھونگٹ میں اسکا دم گھٹ رہا تھا عجیب سے حالت تھی اسکی۔۔

وہ خود ابھی ان فیلنگز سے انجان تھی، کہ دھڑکنوں نے کیوں اسکا بیڑا غرق کیا ہوا تھا۔ دو تین بار اسنے دل کے مقام پر ہاتھ مار کر "ہشش" کیا تھا پر فائدہ نہیں ہوا۔۔

انہوں نے آج باذل شاہ کی آنکھوں میں تارے بچا دیئے تھے۔ دماغ میں بس یہی خوشی تھی کہ

فائنلی آج نکاح کچھ وقت میں بے بیز اور پھر وہ اپنا ایگریمنٹ کمپلیٹ کر کے اس سے کہے گی وہ ایگریمنٹ کمپلیٹ کرو اور باذل شاہ ایک بار پھر ہواؤں سے باتیں کرے گی۔۔

اسکا جنون تھا کہ وہ ورڈ بک میں کچھ ایسا کرے کہ ایسا نام ریکارڈ ہو۔۔ اسے پوری دنیا کے سامنے اعزاز سے نوازہ جائے۔ اور باذل شاہ سب کے سامنے وہ اعزاز اپنے ماں باپ کو سونپے۔۔

افف سوچ کر اسکے وجود میں خوشیوں کی لہریں اٹھ گئیں۔۔ اور وہ جانتی تھی اسے یہ ایوارڈ کوئی اور نہیں امریکہ دے سکتا تھا۔

کیونکہ پاکستان کی حالت وہ دیکھ چکی تھی۔ اسے یہاں سے کچھ نہیں ملنے والا تھا۔ یہاں کی عوام، انپڑھ لوگ اسے کچھ نہیں دینے والے تھے نا ہی ایسے

حکمراں سے اسے ایوارڈ حاصل ہو سکتا تھا جو کہ اپنا پیٹ بڑا کرنے میں ہی نوچ کھوچ میں تھے۔۔

اور یہ ایوارڈ اسے جلدی ہی حاصل ہو گا صرف صارم زیدی کا ایگریمنٹ کمپلیٹ کر کے وہ امریکہ شفٹ ہو جائے اور واپس سے یونیورسٹی میں ایڈمیشن لے۔۔

تو ہیر میری، تو جسم میرا
میں رانجھا ہوں، لباس تیرا

آیو قریب تو چھولوں میں تیری روح
بن تیرے میں ہوں بے نشان

سمندر میں کنارا تو
جو بکھروں میں سہارا تو

اسکی توجہ گلوکار کی آواز کی طرف آئی اور اسکی ساس ماں یعنی زریش خان سمن اور شاہ بیگم نے اسے سہارا دیکر گاڑی سے نکالا۔۔

پہلے تھی بے وجہ پھر آ کے تو ملا۔۔
خوابوں کو زندہ کر دیا۔۔۔
اپنے وجود کا حصہ بنا دیا
قطرے کو بھی دریا کر دیا۔۔۔۔

انکے نکلنے آہستہ آہستہ سے تینوں لڑکیاں اس سونگ پر سرخ دبیز قالین پر ڈانس کرنے لگیں۔۔

اسکا نازک سا وجود ہولے کانپ رہا تھا جسے دیکھتے شاہ بیگم اور زریش شاہ نے اسے سہارا دیا۔۔ سمن نے اسکا ہاتھ تھام کر حوصلہ دیتے ہوئے ہاتھ کی پشت سہلائی۔۔۔
پیلے گھیر دار لہنگے چولی میں جس پہ سفید گلابی نگینوں موتیوں کا بھاری کام کیا ہوا تھا اس میں مصنوعی سی پھول لگے ہوئے تھے چھوٹے چھوٹے ڈیپ گلابی رنگ کے جنہیں دیکھتے لڑکیوں کے واؤ میں سرگوشیاں ہوئیں۔۔

اسنے نازک سے سفید پاؤں میں اونچی ہیل پہنی ہوئی تھی بالوں کی پھولوں سے سجی ہوئی چوٹی کمر پر لہرا رہی تھی، گالوں پر دو لٹیں دونوں طرف جھول کر اسکے گالوں کو چومتی مدہوش تھیں۔۔

وہیں ناک میں چمکتا ہوا ہیرا، سیاہ آنکھوں میں پہنا کاجل،

کلائیوں میں پھولوں کی چوڑیاں آج پھر وہ شاہوں کی روایتی مایوں کی دلہن کی طرح گلے میں زیور پہنے ہوئے تھے

اور بھاری پیلے دوپٹے کا گھونگٹ پہنا ہوا تھا۔

جس جس کی نظریں تینوں پر جاتیں وہ منہ سے ماشاءاللہ سبحان اللہ کہے بغیر نا رہ پاتے۔ سب سے پہلے کھڑی وہ دھڑکنوں کو ساکت کرتی سینئر ڈاکٹر تقویٰ سینئر ڈاکٹر صائم زیدی کی بیٹی، اور مسٹر صمصام زیدی کی بہن جسے وہ بیٹی کی طرح رکھتا تھا، ڈاکٹر صارم کی لاڈلی بہن تھی۔۔

انکے ساتھ حیدر شاہ کی بیٹیاں اور ایک ساحل شاہ کی منکوحہ تو دوسری ڈاکٹر صارم زیدی کی دلہن۔۔

کتنے شکوے سنے تھے تقویٰ نے سب کے کہ ان سے جھوٹ بولا اور صارم کیلئے بھی لڑکی پسند کرلیں۔۔

ایسا کیا تھا حیدر شاہ کی بیٹیوں میں جو انکی بیٹیوں میں نہیں تھا۔۔ پر تقویٰ انہیں کیسے سمجھاتی سمجھا سمجھا کر تو تھک چکی تھیں اماں سائیں کے حوالے کر دیا انہیں جنہوں نے اچھی خاصی سنا دی انہیں۔۔

رب سے کیوں نہیں مانگتے؟ اسکے بنائے لوگوں سے امید باندھ لیتے ہیں رب سے باندھتے کیا ہوتا ہے انہیں؟

شیرین ہے تو۔۔ تو میری زبان۔۔
فرہاد ہوں میں، الفاظ تیرا۔۔۔

جاگو نا عمر بھر، جو میرے ہمسفر
بانہوں میں تیری سو گئی

تو لیلیٰ ہے نگاہ میری۔۔
میں مجنوں ہوں تلاش تیری۔۔

آیو قریب تو چھولوں میں تیری روح

بن تیرے میں ہوں بے نشان

سمندر میں کنارا تو
جو بکھروں میں سہارا تو

تو ہیر میری، تو جسم میرا
میں رانجھا ہوں، لباس تیرا

اب سب اسکا انتظار کرنے لگے جسے خان بیگم کے ساتھ عائشہ نے گاڑی کا ڈور کھول کر ہاتھ اندر کیا، اور اپنی ماں کا ہاتھ وہ جالیدار گھونگٹ سے دیکھتی ہوئی مسکرا کر انکی ہتھیلی میں اپنا ہاتھ رکھا اور دونوں نے سہارا دیکر اسے باہر نکالا۔

سفید ہیل میں گلابی پاؤں اسنے جیسے زمین پہ رکھے، اسکا گھیر دار بے بی پنک رنگ کا فراک سرخ قالین پر پورا بکھر گیا۔۔

اسنے گھبرا کر سنبھالنا چاہا پر اسکی ماں نے اسے روک دیا اور خود ہی پیچھے سے ٹھیک کرتے آگے اسکے ہاتھوں میں تھما دیا۔۔

سب نے چونک کر مایوں کی رسم میں پنک فراک میں گاڑی سے اتری ہوئی اس پنک فیری کو دیکھا۔۔

جس کے ڈریس میں موجود چمکتے ہوئے نگینوں کی روشنی سے یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے کپڑوں میں لائٹنگ کی ہوئی ہو۔۔

چونکہ یہاں مردوں موجودگی الوو نہیں تھی تو اس لحاظ سے اسکے چہرے پر بڑے سے جالیدار پنک ہی دوپٹے کا گھونگٹ تھا، جس پہ سفید نگینوں کے ساتھ چھوٹے چھوٹے پھول بھی بنے ہوئے تھے۔

ڈانس کرتی ہوئی لڑکیوں نے رک کر اسے دیکھنا شروع کر دیا، اور یہاں سب کی نظروں کا مرکز بنتی عرشیہ کا بس نہیں تھا صام کا گلا ہی گھونٹ آئے۔۔

ضرور اس کمینے کسی سے کہہ کر اسکے مایوں کے پیلے گلابی لباس پر کٹ پڑوائیں ہوں گے اور اہم وقت پر یہ بھاری فراک بھیج دیا ہو گا صرف اسے تنگ کرنے کیلئے۔۔

عرشیہ نے ہنگامہ تو بہت کیا پر عائشہ نے منتیں کرتے بیٹی کو پہنا دیا کہ اسکے باپ بھائی تک یہ بات نا پہنچ جائے۔۔

اسنے یہ ڈریس ایک بڑے سے باکس سے نکالا۔۔ کتنی دیر اس بندے کے فضول چرخ پہ ہکابکا رہ گئی۔۔

اسکی قیمت کا اندازہ نہیں لگا سکتی تھی خود کیونکہ اسنے وہ پرائسنگ کارڈ ہی ہٹا دیا تھا۔۔ البتہ اسکے کپڑوں کو پہنتے اسنے کوساضرور تھا صام کو۔۔

یہ بھی غور سے دیکھا تھا کہ وہ اسکے پیچھے ہاتھ دھو کر سفید کے پڑا تھا پھر یہ کیوں پنک فیری ٹیل کی برائیڈل فراک دیا تھا۔

اور یہ دیکھ کر اسے مزید ہنسی آئی کہ اسکے ساتھ ایک کراؤن تھا۔۔ جسے پہن کر اسنے دیکھا اور بے ساختہ ہی وہ کھلکھلا اٹھی۔۔

اس تاج پر اسنے دیکھا ایک چھوٹی سی چٹ لگی تھی جو کہ اسکے سر پہ تھی۔۔ اسنے اتار کر دیکھا کہ بلند اسکے سر پر کون ہے۔۔

کہیں اسنے بتانے کیلئے اسے تو سر کا تاج تو نہیں دکھایا؟ یہ سوچتے ہی اسکا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔ مہمان باہر موجود تھے اور اسنے بمشکل خود کو روکا تھا مزید اس بچگانہ حرکت پہ ہنسنے سے۔۔

لکھا تھا اور اسے لگا "DK" تاج اتار کر اسنے دیکھا تو اس تاج پر لگی چٹ پر وہ پروفیشنل لوگو ہے اس کراؤن کا۔ پرڈی کے نام برانڈ کا کافی منفرد تھا اور اسے پسند بھی آیا تھا۔۔

کتنی بار سہرایا تھا اسنے اس "DK" نام سے ہی ایک سٹینڈرڈ جھلکتا تھا
نام کو اور وہ کراؤن اپنی ویران ڈریسنگ ٹیبل پر سجا دیا۔
اس کمینے نے جاتے ہوئے اسکا سارا میک اپ خراب کر دیا
تھا مجبوراً اسکی ماں کو پھر سے میک اپ کی شاپنگ کرنی پڑی
تھی۔
کپڑوں کے حساب سے اسکے بالوں میں بھی پنک چھوٹے پھول
لگا دیے اور ساتھ ان میں نگینے لگے ہوئے تھے جن پر روشنی پڑتے ہی جھلملا
جاتے۔۔
وہ تاج پہ اس نام کو دیکھ کر اسکا پیغام نہیں سمجھی تھی یا اسکا دماغ فی
الوقت کام نہیں کر رہا تھا البتہ وہ اپنی طرف سے پیغام دے چکا تھا
"کہ "اسکے سر کا محافظ سایہ ابھی زندہ ہے

آیو قریب تو چھولوں میں تیری روح
بن تیرے میں ہوں بے نشان

سمندر میں کنارا تو
جو بھروں میں سہارا تو

روش کے سائیڈ کھڑی قطار میں لڑکیوں نے انکے قدموں کو ساتھ آگے بڑھتے ہوئے دیکھ کر پھولوں کی بارش کرنا شروع کر دی۔۔اور سب سے زیادہ خوبصورت وہ منظر تھا جب اچانک گاڑی سے پیلے بے بی کپڑوں میں جو جو پیلے پھول تھامے ہوئے دوپاؤں پر چلتی توقیع عائشہ باذل روحا کے آگے قالین پر چل رہی تھی۔۔۔

لڑکیاں ہنستی ہوئی آگے دوپاؤں پر کھڑی ہوئی چلتی بندری کا یہ کمال دیکھ کر قہقہہ لگا رہی تھیں تو کوئی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔
وہ ساتھ برابر سیدھی چلتی ہوئیں چاروں ہی ساتھ اپنوں کے سہارے میں رائیل میرج بینکوٹ میں آئیں۔۔

وہ آکر سیدھا پھولوں کی بارش لڑکیوں کی ہوٹنگ میں سفید پیلے پردوں، پھولوں سے سجے ہوئے جھولے میں بیٹھیں۔۔

رسم کب شروع کریں گے؟"زریش نے اماں سائیں سے پوچھا۔"
انوشہ سمن اور باقی لڑکیاں خوشی سے چہکتی کھڑی تھیں۔۔

سب نے پیلے رنگ کے کپڑے پہنے تھے سواء سمن کے جسنے اپنے بھائی ساحل کے کپڑے پہنیں تھے کیونکہ اہم وقت پر اسکے باپ کے کپڑے دیکھے تو وہ بھی کٹے ہوئے تھے جس طرح سے ساحل کی پسند کے۔۔

کتنی پیاری لگ رہی ہیں چاروں یار انہیں دیکھ کر میرا دل کر رہا ہے" شادی کر لوں۔۔" سمن اپنے گول مٹول ہاتھ گالوں پر رکھتی سامنے بیٹھی لڑکیوں کو دیکھ کر آرزومندی سے گویا ہوئی۔۔

پاس کھڑی انوشہ قہقہہ لگا اٹھی۔۔ اسے کل کا زیاف یاد آگیا۔۔ لبوں پر خود مسکراہٹ آگئی۔

نکاح خواں آگئے ہیں۔۔ "معاً فضا میں قاضی صاحب کے آنے کی " خبر گونجی سب بے قرار ہوئے صارم زیدی کے نکاح ہونے کیلئے۔۔

حجاب شاہ مہکار شاہ باذل کے پاس آگئیں اسے حوصلہ دینے جسکی اسے اب ضرورت نہیں تھی کیونکہ اسے بھی قبول ہے کہنا ہے جیسے اسکی ماں نے بتایا اور جیسے اسکی بہن نے کہا تھا۔

!اٹس سو سمپل

....★☆☆☆☆☆★....

بیچ میں پردہ حائل کر دیا گیا تھا۔۔ دوسری دلہنیں خاموش بیٹھی تھیں پاس بیٹھی روحا نے اپنی بہن کا ہاتھ تھام لیا کیونکہ اس لمحے کا اندازہ تھا اسے کتنا بھاری ہوتا ہے۔۔

دلہے والے آ گئے۔۔ "معاً فضا میں ایک بار پھر سرگوشیاں" دوڑنے لگیں جو کہ ایک ایک کان میں جا رہی تھیں۔۔

تبھی رائیل میرج ہال کے اندر انہوں نے اپنے بھاری بوٹ رکھے۔
ہمیشہ عام سے حلیے میں رہنے والا صارم زیدی اس وقت اپنے باپ کے ساتھ وائیٹ ٹیکسڈو میں اندر داخل ہوتے، فور پیس سوٹ میں ملبوس صائم زیدی کے ساتھ جا کر اپنے مخصوص جگہ پہ بیٹھے۔۔
اسکے ساتھ بیلو ٹیکسڈو میں صمصام زیدی اپنی خوبرو پرسنالٹی کے ساتھ اندر داخل ہوا اور اسکے پیچھے حیدر ہارون شاہ کے ساتھ بلیک فور پیس سوٹ میں ملبوس ساحل شاہ۔۔۔

اور دونوں اپنی بات پر خود انجوائے کرتے قہقہ لگاتے ہوئے ساتھ ہی اندر داخل ہوئے، گرے سوٹ میں زیاف زیدی اور وائیٹ سوٹ میں دریاب خان۔۔

اور بڑوں نے سب نے فور پیس سوٹ پہنا ہوا تھا۔ جن میں انکی شخصیت مزید خوبصورت لگ رہی تھی۔

وہ سب مزید کچھ لوگوں کے ساتھ اندر داخل ہوئے اور انکے ساتھ ہی آکر بیٹھے تھے۔

نکاح شروع ہونے کا پیغام سنا گیا۔ جو ذرا سی آواز تھی وہ بھی خاموش ہو گئی۔۔

آپکا نکاح باذل شاہ ولد حیدر شاہ کے ساتھ طے پایا گیا ہے کیا آپکو" قبول ہے؟" سب کو خاموش کروادیا گیا۔۔ اور سارے پردے کے اس پار بیٹھے مولوی کی آواز سن کر مسکرائے۔۔

صائم بیٹے کو دیکھ کر مسکرائے۔۔

ساحل نے اسکی پیٹھ تھپتھپائی، صام نے اسکے گرد بازو ڈال کر ساتھ سپورٹ کی وہ سر جھکاتا ہوا مسکرادیا۔

زیاف کا دل کیا وہیں مولوی کے سامنے رونا شروع کر دے کہ اسکی بھی شادی کروا کر جاؤ

"قبول ہے"
معاً فضا میں حامی بھرتی ہوئی آواز گونجی۔
صارم نے چونک کر دیکھا، صرف صارم نے نہیں مولوی اور سب نے دلہے کی نسوانی آواز پر چونک گئے۔
صارم کو خود چونکنا دیکھتے چھوٹے بڑے نے حیرت سے پردے کی اس طرف دیکھا کہ یہ آواز کس کی تھی؟

باذل!" حجاب شاہ نے دہل کر اپنی بیٹی کو ٹوکا۔۔"
لوگوں کو ہنسنے کا موقعہ چاہیے ہوتا ہے آپکی ذات پہ۔۔ایسے میں باذل نے انہیں خود موقعہ فراہم کیا اور وہاں دولہے کی جگہ دلہن کے قبول ہے کہنے پر قہقہوں کا طوفان گونج اٹھا۔۔

مام آپ نے ہی تو کہا تھا قبول ہے کہنا ہے۔۔"باذل کو انکا ہنسنا سمجھ "
نہیں آیا البتہ ناگوار ضرور گزرا تھا وہ گھورتی ہوئی ایک آنکھ گھونگٹ سے نکال
کر بولی۔۔
روحا جانے کیوں خود شرمندہ ہونے لگی۔۔

وہ تم سے نہیں پوچھ رہے صارم سے پوچھ رہے ہیں تم سے جب پوچھیں گے "
تو میں کہوں گی تب کہنا۔۔"حجاب نے نرمی سے کہا وہ اوکے کر کے
سوری کر گئی انہوں نے بے ساختہ اسکی پیشانی چومی اور خود بھی ہنس
پڑیں۔۔

پلیز مام مولوی کو کہیں جلدی کریں مجھے گھٹن ہو رہی ہے۔۔"حجاب "
سر ہلاتیں اسکا گھونگٹ ٹھیک کرنے لگی۔
لڑکیوں کے ساتھ دلہن نے لبوں پر بھی باذل کی حرکت پہ مسکراہٹ
تھی، عورتیں تقویٰ زیدی کو جتاتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھی کہ ہیرا ڈھونڈا
ہے تو اب دیکھ اپنے ہیرے کا کمال۔۔پر تقویٰ کو باذل کی معصومیت پر
پیار آرہا تھا غصہ نہیں۔۔

معذرت مولوی صاحب وہ نا سمجھ ہے۔۔"حیدر شاہ نے نکاح" دوبارہ پڑھوانے کا کہا ساتھ معذرت کرتے سب کو دیکھا جنہوں نے قہقہہ لگایا اور صائم دانیال خان نے اسکے گرد بازو کا حصار ڈال کر اسکے حوصلہ دیا کہ وہ محض تمہاری نہیں ہماری بھی بیٹی ہے۔۔

آپکا نکاح باذل شاہ ولد حیدر شاہ کے ساتھ طے پایا گیا ہے کیا آپکو " قبول ہے؟"مولوی نے سر ہلاتے ہوئے نکاح دوبارہ پڑھا۔

جلد ہاں کر مولوی ورنہ باذل نام سے تو پہلے ہی وہ لڑکا ہے یہ کام بھی خود ہی نا" کر جائے۔"زیاف نے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا صارم نے مسکراتے ہوئے بسم اللہ پڑھتے درود شریف پاک پڑھ کر اس نئے رشتہ کا آغاز کیا۔۔۔

قبول ہے۔"اسکے بھاری آواز میں قبول کہنا باذل کی دھکنیں زیر وزبر" کر گیا۔

آپکا نکاح باذل شاہ ولد حیدر شاہ کے ساتھ طے پایا گیا ہے کیا آپکو " "قبول ہے؟

جی قبول ہے۔۔"وہ اثبات میں سر ہلا کر بولا۔۔"
دیکھ تو صحیح !کمینہ میسنا گردن ہلا کر منہ سے الگ جواب دے رہا ہے۔۔""
زفاف نے پھر جلے دل کے پھپھولے پھوڑے۔۔

آپکا نکاح باذل شاہ ولد حیدر شاہ کے ساتھ طے پایا گیا ہے کیا آپکو "
قبول ہے؟"یہ آخری بار مولوی نے رضا پوچھی۔۔
ابھی بھی وقت ہے سوچ لے بیٹا ایسا نا ہو پچھتاتا ہوا رہ جائے ساری"
زندگی۔۔"دریاب نے خبردار کیا۔۔

قبول ہے۔۔"وہ اسکی گرے آنکھوں کی سرخی کو یاد کرتا کسی پہ دھیان"
دیے بغیر سر اثبات میں ہلا گیا۔۔

مبارک ہو ڈاکٹر صاحب آخر آپ بھی اس قربانی کے"
بکرے ہی ثابت ہوئے۔۔"سب سے پہلے صام ساحل نے اسے
مبارک دی اور بعد میں زیاف دریاب نے ہنستے ہوئے کہا۔۔

اب مولوی صاحب کا رخ لڑکی کی طرف تھا۔۔اور انہوں نے آگاہ بھی کیا جس پہ تقویٰ حجاب شاہ مہکار آکر باذل کے پاس بیٹھ کر اسے حوصلہ دینے کیلئے۔۔
باذل اتنے اسپیشل پروٹوکول پر حیران تھی۔۔

"آپ کا نکاح صارم زیدی ولد صائم زیدی سے سکارائج الوقت پچاس لاکھ حق مہر کے عوض طے پایا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟"مولوی نے بسم اللہ پڑھتے ہوئے چند آیتوں کے بعد شروعات کی۔۔
"واہ صرف ہاں کہنے کے پچاس لاکھ پر؟اگر میں اسے روز ہاں کہوں تو یہ کتنے ہو جائیں؟غریب لڑکیاں ایسے ارننگ کیوں نہیں کرتیں؟"وہ سوچتی ہوئی فی الحال یہ سوچیں جھٹک کر اپنے ماں کے کندھے ہلانے پہ اسنے پہلے بیچ میں حائل پردے کو دیکھا۔۔

"قبول ہے"وہ مسکرا کر گویا ہوئی۔صارم کی سانس میں سانس آئی کہ کوئی تماشا ہی نا لگا دے اسکا۔

"آپ کا نکاح صارم زیدی ولد صائم زیدی سے سکارائج۔۔۔۔"

قبول ہے" اسے معلوم تھا وہی ڈائیلاگ دہرائے گا تبھی مولوی کی"
بات مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ کہہ چکی تھی۔۔

فضا میں دبی دبی ہنسی گونج اٹھی۔۔
لگتا ہے بھابھی کافی جلدی میں ہیں۔۔"زفاف کہاں چھوڑنے والا"
تھا اسکے جملہ کسنے پر بے ساختہ قہقہے گونج اٹھے۔۔

بکواس کرنا بس کرو!!ابھی معصوم ہے نہیں معلوم اسے"صام نے بھائی"
کو شرمندہ دیکھ کر اسے جھڑک کر کہا۔۔
باذل اتنی جلدی بیٹا جواب نا دو پہلے سن تو لو قاضی صاحب کیا"
کہہ رہے ہیں۔" تقویٰ نے اسے سمجھایا۔۔

واٹ آنٹی وہ یہی کہہ رہے ہیں نا کہ میرے یس کرنے پہ مجھے ففٹی"
تھاؤزنڈ کی ارننگ ہو گی۔۔اوکے نا پھر میں قبول کرتی ہوں۔۔"اسنے
خالص اردو کامیت اٹھاتے ہوئے کہا۔۔

واؤ مام پاکستان میں صرف یس کرنے پہ ففٹی یا سیونٹی تھاؤزنڈ کی"
ارننگ دوسری لڑکیاں ایسے کیوں نہیں کرتیں؟" اسنے اپنی ماں کو
حیرت سے بتاتے ہوئے کہا پاس بیٹھیں شاہ بیگم تو اسکی
انگلش سمجھ نا سکیں البتہ تقویٰ کو دھچکہ ضرور لگا تھا۔۔

ارننگ نہیں ہو رہی بیوقوف تمہیں! یہ تمہارے حق مہر کے پیسے"
ہیں اب پہلے سن لو بعد میں جواب دینا۔" حجاب شاہ نے
آہستہ سے اسے ڈانٹا وہ منہ بنا گئی
واٹ حق مہر ارننگ ہی تو ہے۔۔" وہ بڑبڑائی۔۔"
پاس بیٹھی دلہنیں اسکے نادر خیالات سے محروم تھیں۔۔

قبول ہے" اسنے دوسری اور تیسری بار بھی بے جھجھک قبول ہے"
کہہ دیا اور بغیر احتجاج کے خود ہی صارم زیدی کے نام کی زنجیر پاؤں
میں پہن لیں۔۔

فضا میں مبارک باد کا شور گونج اٹھا، کچھ ہی دیر میں اسکے ڈیڈ اسکی پیشانی چومتے ہوئے پیپر زلائے اور اسنے صارم زیدی کے نام کے ساتھ اپنا نام بھی وہاں لکھ کر خود کو اسکے نام کر دیا۔۔

صارم مسکرا دیا اسکی بیوقوفی پر۔۔۔

بلیک مین کہنی والی خود بلیک مین کے جھانسے میں ایک۔ہی وار میں آ گئی۔ایسے ہی اکڑتی تھی۔

اب اسکے سامنے بات کرے تو وہ اسے بتائے گا کہ بلیک مین کون ہے۔۔وہ سوچ کر ہنسا۔۔

پر اچانک سب پر نظریں پڑتے اور سب کو خود کو تکتا پا کر وہ جھینپ گیا پر اسکے برعکس اسکے سوچوں سوچوں میں مسکرانے پر انکا قہقہ زوردار تھا۔۔۔

نکاح کے ہوتے ہی سب نے پھولوں پیسوں کے ہار مولوی کو ڈالے کیونکہ انکے سب سے چھوٹے کا بھی نکاح پڑھوا دیا تھا۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

نکاح کے بعد اب رسم مایوں شروع ہو گئی تھی۔۔

انکے گھونگٹ آدھے چہرے پہ رکھ دیئے گئے تھے اور سب سے بڑی معزز خواتین نے ہلدی انہیں لگائی۔۔

شروعات روحا سے کر دی گئی تھی کیونکہ وہ سب سے بڑی تھی اور ساحل شاہ کی دلہن، جسکے بازوؤں گالوں، پیشانی پر ہلدی لگانے سے وہ بری طرح جھینپ گئی۔

ہووو۔۔"لڑکیاں شرارت سے ہوٹنگ کرتی سیٹیاں مار رہی تھیں" جنہیں دیکھتے گاؤں کی لڑکیوں نے بھی اپنے دھمال اٹھا دیا۔۔پورا ہال قہقہوں تالیوں ہوٹنگ سے گونج اٹھا تھا۔

فضا میں ایک بار پھر مایوں کے حساب سے گلوکار کی آواز سحر بن کر ماحول پر بکھر گئی۔۔

ساجن تجھ سے پیاری کی لڑائی میں
ٹوٹ گئی چوڑیاں کلائی سے۔۔کلائی سے۔۔

عرشیہ کی باری پر گونجتے سونگ پہ اسنے چونک کر سامنے اسٹیج پہ ڈانس کرتی ہوئی لڑکیوں کو دیکھا۔۔

اوئے بدتمیزوں سونگ چینج کرو۔۔" آگے کے الفاظ سنتے ہی سب "
لڑکیاں سرخ ہو گئیں کسی نے چیخ کر کہا۔ میوزک سسٹم پر بیٹھی
لڑکی نے بوکھلا کر سونگ چینج کیا۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔"معاً لڑکیوں کے قہقہے گونج اٹھے۔۔"
عرشیہ کا چہرہ تپ اٹھا تھا کیونکہ لڑائی اور پیار تو انکے بیچ ہی ہوتا
تھا۔ اسکا چہرہ خود تپ گیا۔۔ سرخ لالی گالوں پر بکھر گئی۔۔
اسکے دل کی دنیا اتھل پتھل ہو گئی۔ اسکی سانسیں اس اکڑو کی
دھڑکنیں اسے خود میں محسوس ہونے لگی تھیں اور اسے امید تھی اگر
ابھی وہ اسے دیکھ لیتا تو ضرور کوئی حدیں پار کر جاتا۔۔
یہ تو اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ اسے شدتوں سے چاہتا، کیونکہ اسکے
لمس میں جتنی شدت تو کبھی اتنی نرمی ہوتی تھی۔۔
وہ شرم سے نڈھال ہو جاتی پر اس پر شو نہیں کرتی تھی، اپنی کمر پر اسکے
ہاتھوں کی حرارت، اسکے چہرے پر سانسوں کی گرمی۔۔

معاً اسکے دہکتے گالوں پر تقویٰ نے لب رکھتے وہیں ہلدی لگائی وہ جھینپ کر شرما گئی۔۔ کچھ بھی تھا اس کنگ کانگ کے نام کی ہلدی لگا رہی تھی۔۔ اسکے نام تو ہو چکی تھی اب تو اسکے رنگ میں بھی رنگنے والی تھی۔۔

اب توقیع کی باری تھی وہ سر جھکائے رو رہی تھی اسکا وجود ہولے لرز رہا تھا کہ وہ اسکے نام کی ہلدی لگانے والی ہے جو کہ اسکا کچھ نہیں۔۔
یا اللہ میری مدد کریں۔۔" وہ سختی سے آنکھیں میچ گئی۔۔"
تائی جاں میں توقیع کو ہلدی لگاؤں؟" اچانک عرشیہ نے" فرمائش کی۔۔ اور تقویٰ کو دیکھا جو باذل کو ہلدی لگا کر اسکی حالت چڑ چڑی ہونے پر ہنس رہی تھیں۔۔

کیوں نہیں بیٹا یہ لو۔۔" تائی جاں نے فوراً اسکا ماتھا چومتے ہوئے اسے" جگہ دی۔۔ توقیع نے عرشیہ کو روکنے کیلئے التجا بھری بھیگی سرخ آنکھیں اٹھائیں۔۔
پر وہ مسکراتی ہوئی توجہ گلاب اور جلتے ہوئے دیوں کے بیچ رکھے ہلدی کے پیالے سے دو انگلیاں بھر کر توقیع کا رخ اپنی سمیت کیا جس میں تائی سائیں مسکرا تو قیع کا گھونگٹ تھوڑا سا اوپر کیا۔

پلیز نہیں۔" توقیع نے تھر تھراتے ہوئے لبوں سے سرگوشی کی پر"
عرشیہ نے لب دبا کر اسکے گالوں پر اپنی دونوں انگلیاں لگائیں۔۔۔
میرے دل بھائی کے نام کی ہلدی۔۔" اسنے جھک کر سرگوشی کی کہ"
اچانک اس سرگوشی سے توقیع کا سر پورا ہی چکرا کر رکھ گئی۔۔
اسنے جھٹکے سے بند آنکھیں کھولیں۔۔۔وہ دور ہو چکی تھی اس سے۔۔
کیا نام ہے دلہے بیٹے کا؟" تائی جاں نے عرشیہ سے پوچھا۔ انہیں کافی"
نام مشکل لگا تھا بار بار بھول جاتیں۔۔

آپ "دل" کہہ دیں تائی جاں جلدی یاد آجائے گا۔" عرشیہ"
توقیع کی پھٹی پھٹی آنکھوں میں بغیر دیکھے تائی جاں سے کہا وہ
مسکرا دیں۔۔
اللہ دلوں کا رشتہ بنائیں میری شہزادی کا دل سے۔۔" تائی جاں نے"
دعائیں دیتے ہوئے توقیع کو ہلدی لگائی اور انکے پیچھے ہی عائشہ خان نے
توقیع کی پیشانی چومتے ہوئے لگائی۔۔

پر وہ تو پتھر کی ہو گئی تھی عرشیہ کو دیکھتے۔۔ اسنے اپنے گال پر پہلی اسکے نام کی لگی ہوئی ہلدی کو چھوا۔۔۔

اسے وحشت ہونے لگی۔۔ خود سے اپنے وجود سے۔۔
وہ دنیا کی نظر میں ایک بھائی کی دلہن بنی بیٹھی تھی، ہلدی اسے دوسرے بھائی کے نام کی لگ رہی تھی۔
اس سے بڑھ کر کسی کیلئے بے بسی کیا ہو گی، کسی کی ذات کا اس سے بڑا مذاق کیا ہو گا۔
کیا عرشیہ جانتی ہے دلاور زندہ ہے؟" اسنے حلق تر کرتے ہوئے" سر جھکائے بیٹھی دلہن کو دیکھا۔ معاً ابھی وہ اسے صدمے اس جھٹکے سے نہیں سنبھلی تھی تبھی ہی اسے اپنا وجود اس ہنگامے میں بھی کسی کی تپش بھری نظروں کے حصار میں محسوس ہوا۔۔
اسنے کانپتے ہوئے وجود سے ذرا سی نظریں اٹھائیں اور جالیدار پردے کے اس پار دیکھا۔۔
ہنگامہ شور شرابا ہوٹنگ عروج پہ تھی، لڑکیاں خوشی سے ڈانس میں مگن تو دوسری لڑکیاں ہوٹنگ کرتیں انہیں سراہ رہی تھیں۔۔

پائل کا جل کنگن دامن سارے تجھے ہی بلائیں۔۔
آجا ساجن آجا تیرے اپنے تجھے بلائیں۔۔

آجا آجا ساجن آجا۔۔۔

میرے محبوب، میرے ہمسفر
تجھ کو کیا پتا ہے تجھے کیا خبر۔۔۔

معاً اچانک ہی ڈانس کرتی ہوئی لڑکیاں نے بھاگ کر آتے ہوئے چاروں دلہنوں نے ہلدی سے سجے ہاتھوں کے تھاما اور انہیں لے جاتے ہوئے سیدھا اسٹیج پر آگئیں۔۔

واٹ از ڈس؟؟؟" باذل بوکھلا گئی بے ساختہ ہی اچانک ہیوی" کپڑوں میں گرتے گرتے بچی۔۔

آجا آجا آجا"

میرا محبوب میرا صنم آرہا ہے
ہم تو مر ہی چکے ہیں پھر جنم آرہا ہے

ساجن ساجن تیری دلہن تجھ کو پکارے آجا۔۔

گانے کے لائنز کے انداز پر وہ مجبوراً لڑکیوں کے فورس کرنے پہ عرشیہ کو دیکھتی ہاتھ کو آگے کر کے اسے بلانے لگی تھی۔۔

اور وہ اسکے بلاوے پر مسکرا دیا۔۔
تیری منزل کے ریلنگ پہ کہنیاں ٹکائے جھکا ہوا دلچسپی سے اسکا بلاوا دیکھنے لگا۔۔

میری دلہن، انٹرسٹنگ!" اسے پیلے بھاری گھیر دار لہنگے میں" گول گھومتے دیکھ کر اسکے گھونگٹ میں چھپے چہرے کو دیکھتا ہوا کہنیاں ہٹا کر ریلنگ پہ ہاتھ رکھے۔

مجھے چاند پہ لے جاؤ گے ؟" اسنے سامنے چاند کو دیکھتے ہوئے "
پوچھا۔۔وہ اسکے روم کے ٹیرس پہ موجود تھے۔

اسی ٹیرس پہ جہاں سے وہ روز رات کو سب کے سونے پر اپنے روم
کی کھڑکی سے نکل کر اسکے گھر کی دیوار کود کر "توقیع" کے روم میں
آجاتا تھا۔۔

ایسے ہی تو وہ راتوں کو نہیں چیختی تھی۔۔
اسکا ٹیرس خالی تھا، اسکا دل خالی تھا، سب کے جاگنے کے
ڈر سے سرگوشیوں میں وہ باتیں کرتا تھا اس سے۔۔پر اب وہ بھی
سرگوشیاں بھیانک لگتی تھیں۔۔

چاند تک جانا تو مشکل ہے ہاں پر میں تمہارا دامن چاند کی روشنی "
"سے بھر دوں گا
اس کی سرگوشی میں ہوئی فرمائش پر اسنے چاند کو دیکھتے
سرگوشی کی تھی۔۔

ٹوٹ کر اسکے گالوں پر آنسوں گرا۔۔
توقیع۔۔"اسے گھومتے ہوئے مسلسل دیکھ کر عرشیہ نے بوکھلا کر اسے سنبھالا یہ تو شکر تھا وہ گھیرے میں تھی لڑکیوں کے کسی نے دیکھا نہیں۔۔

تم جانتی ہو وہ دھوکے باز تھا پھر کیوں لگائی مجھے اسکی ہلدی؟"جس طرح اچانک عرشیہ نے اسے جھٹکے سے روکا تھا اسی ہی جھٹکے سے خونخوار نظروں سے دیکھتے ہوئے اسنے اسکے بازوؤں کو سختی سے دبوچ کر پوچھا۔۔

پہلے تو عرشیہ گھبرا کر ڈر گئی اسکے تیوروں سے۔۔
اسکا دل دھک دھک کرنے لگا اسکی حالت پہ کہ کہیں یہی وحشتزدہ نا ہو جائے۔۔
ساری بات ہی محبت کی ہے، اگر تمہیں کبھی اس سے محبت ہوتی تو تم" یہ سوال مجھ سے نا کر رہی ہوتی۔۔
تمہیں اسکی عادت ہو گئی تھی۔۔ جس وقت پر نا پوری ہونے پہ تم وحشتزدہ ہو جاتی تھی۔۔

محبت مجھے ہے اپنے دل سے جس پر دنیا کی انگلیاں اٹھی ہیں اسکے ماں باپ کی انگلیاں اٹھی ہوئی ہیں پر میرا قلب کہتا ہے وہ بے قصور ہے۔۔" وہ جھٹکے سے اپنے بازو چھڑوا کر تند و بھینچے لہجے میں گویا ہوئی۔۔

ہونہہ! اسکے باوجود جب سب کی آنکھوں کے سامنے اسکا ڈی این اے" پروو آیا تھا۔۔
پوری میڈیا کے سامنے جرم کا اعتراف کرتے ہوئے اسنے اقرار میں سر ہلا کر اپنے باپ کا سر ہمیشہ کیلئے توڑ دیا تھا۔۔" توقیع کے لہجے میں وحشتیں تھیں

گانوں کے شور شرابے تائی جاں تقویٰ شاہ بیگم کا غصہ لڑکیوں پر۔۔۔
حجاب نے عائشہ مہکار نے باذل اور روحا کو وہاں سے نکالتے جا کر جھولوں میں بٹھا دیا اور اب لڑکیوں کا گھیرا توڑ کر ان کی طرف بڑھ رہی تھیں۔۔
ان سب کے بیچ وہ دونوں اس پہر ایک دوسرے سے مخاطب تھیں۔۔
اسکے باوجود میں یقین نہیں رکھتی۔۔" وہ جھٹلا گئی۔۔۔"

آہا! بھول گئی اسکی جھکی ہوئی نظریں۔۔؟؟" توقیع نے پھر سے پوچھا۔۔"
جھوٹے لوگ بھی نظریں جھکا کر اعتراف کرتے ہیں۔۔"وہ بھی اسکی"
آنکھوں میں دیکھ کر گویا ہوئی۔۔

مجرم بھی نظریں جھکا کر ہی اعتراف گناہ کرتا ہے۔۔"توقیع نے"
بھی باور کروایا اور وہ نرمی سے مسکرا دی۔۔

بھابھی جان! نیتوں، حقیقتوں کو وہ اوپر بیٹھا ہم سے بہتر جانتا تھا"
اسلیے ہماری بحث بیکار ہے چلو وہاں ہمارا انتظار ہو رہا ہے۔۔"وہ کہہ کر اسکا
گال چھوتی وہاں سے جانے لگی تھی۔۔
صام بھائی کو معلوم پڑا وہ نہیں چھوڑیں گے تمہیں عرشی۔۔"اسنے"
روتے ہوئے اسے سمجھایا۔۔
عرشیہ نے اسکی آنکھوں میں دیکھا اور پاس آئی۔۔

میں خدا کو گواہ رکھ کر اپنے ایمان سے کہتی ہوں میرا دل مجھے دن رات"
کہتا ہے میرا بھائی بے قصور ہے

کیا تم میرے اس دل کی آواز کو سب تک پہنچاؤ گی؟ اپنی عرشیہ پر اتنا سا احسان کر لو مجھے دل بھائی لوٹا دو تو قی صرف تمہارے ہاتھ میں ہے۔۔

دریاب بھائی اسے سیف کرنا چاہتے ہیں اسکے باوجود جانتے ہیں اسکی محبت کو اسکے بھائی نے چھینا کیا تمہارے دل میں اتنی سی جگہ نہیں کہ وہاں سے یہ قدم اٹھا سکو؟

تم کر سکتی ہو۔۔۔ اپنے ماموں مامی کیلئے کیا ایک قربانی دے سکتی ہو؟ اسکے بدلے تم مجھ سے میری جان لے لو صرف میرے ماں باپ کا سر پھر سے اٹھا دو فخر سے۔۔

تم اس سے جان لو حقیقت کیا ہے۔۔۔ اگر تم نے پوری کوشش کی اور وہ پھر بھی گنہگار نکلا تو میں خود اپنے ہاتھوں سے اسکے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہناؤں گی۔۔

اگر نہیں تو اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر کہو، تمہارا دل بے قصور ہو کر بھی تم سے دور ہے کیا تم یہ قبول کر لو گی؟ کیا تم قبول کر لو گی ایک بے گناہ نے اتنی سزا کاٹی؟ کیا تم سہہ پا رہی ہو تمہارا سہاگ بے قصور ہو کر اتنی تکلیفیں اٹھا رہا ہے۔۔

خدا گواہ ہے تو قسیع اللہ نا کرے پر اگر اسکی جگہ صمصام زیدی ہوتا تو میں دنیا تہس نہس کر رکھ دیتی کیونکہ مجھے اپنے گھر کے مردوں کے کردار پر اتنا یقین ہے کہ دنیا یہاں کی وہاں ہو جائے پر میں ان پر حرف برداشت نا کروں۔۔

تم جانتی ہو، ہم دونوں ایک دوسرے کے دلوں کے حال سے واقف ہیں۔۔ اگر اسکی جگہ میری محبت صام ہوتا تو میں اس پر انگلیاں اٹھانے والوں کے سر کاٹ کر رکھ دیتی۔۔

پر تم سے مجھے کوئی شکوہ نہیں کیونکہ اس نادان نے تم میں صرف اپنی عادت ڈالی۔۔

محبت کرانا تو سکھایا ہی نہیں۔۔

چھوڑو اس پلان کو تو قسیع، سب سے بڑا پلانر اللہ تعالیٰ ہے اسکے پلان کے آگے کسی کا پلان نہیں ٹکتا۔۔

ایک بار جا کر اسکا اندر پڑھ لو ہو سکتا ہے تمہاری طرح وہ بھی پور پور زخمی ہو۔۔ تمہیں تو رب نے اتنی محبتوں سے نوازہ ہے۔۔۔ محبتوں میں پلی ہو، تم تو خود ایک سراپا محبت ہو سیکنڈوں میں کسی کو چاہو اپنا اسیر کر لو۔۔

وہ تو پہلے تمہارا اسیر ہے اگر تم اسے محبت کا یقین دلاؤ گی تو وہ اپنا ہمدرد سمجھ کر تمہارے سامنے اپنا آپ ظاہر کر دے گا۔۔

اصلی گہنگار کوئی اور ہے توقیع! دل پاک ہے آج بھی۔۔ بھلا دل بھی کبھی میلا ہوا ہے؟ جس میں رب کا بسیرہ ہو وہ جگہ کیسے میلی ہو سکتی ہے؟" وہ روتی ہوئی اس سے کہتی اسکے بت بنے وجود کو دیکھتی ایک آخری التجا بھری نظر اس پر ڈال کر اسکے ہاتھوں پر بوسہ دیا۔۔

وہ جانتی تھی ہال کے باہر دریاب کے آدمیوں کا پورا پہرا تھا۔۔
اور وہ ترچھی نظروں سے ریلنگ پر غائب ہوئے وجود کو دیکھ بھی چکی تھی۔
وہ نہیں جانتی تھی کیا ہوگا۔۔۔ پر اتنا جانتی تھی دل کبھی توقیع کو کسی اور کا ہونے نہیں دیگا۔۔

صص۔۔ صام؟؟؟" اسنے برستی آنکھوں سے اسے دیکھتے پوچھا۔۔۔"
وہ اس سے قربانی مانگ رہی تھی سب کے سر جھکانے کی قربانی۔۔
اپنے بھائیوں کو اذیت دینے، اپنے باپ کے خواب کو سچ کرنے کی قربانی۔۔

ڈیڈ۔۔" توقیع کے دماغ میں معاً اچانک ایک خیال چمکا۔۔۔"

اپنے باپ کو اپنا دوست سمجھو توقیع، کسی بھی کٹھن مقام پر ایک "
پکار سے اپنے باپ کو اپنے ساتھ پاؤ گی" اسکے کانوں میں اسکے باپ کے
الفاظ گونجے۔۔

میرا یقین کرو تمہارے بھائی کو کچھ نہیں ہو گا، میں خوش رکھوں گی"
انہیں آئی پرامس، مجھے صرف میرا بھائی لا کر دو۔۔"وہ بھیگی آواز
میں کہتی اسکا ہاتھ دبا کر وہاں سے دور ہو گئی۔۔

تمہیں بھی خود کی طرح تنہا کر دوں گا۔۔"
"وہاں لے جاؤں گا جہاں میری وحشتیں تیری تنہائی ہو گی

اسکے کانوں میں الفاظ گونجے۔۔ اسنے ڈر کر قدم ایکدم عرشیہ کے پیچھے
اٹھائے ہی تھے کہ اچانک اگلے ہی پل اندھیرا چھا گیا۔۔
پورے رائل میرج ہال میں گھپ سیاہی چھا گئی۔

عع۔۔ عشی!" اسنے گھبرا کر اسے پکارا۔۔ پر اسکی سرگوشی نما پکار لڑکیوں"
کے قہقہوں خوشی سے شرارت بھری چیخوں میں کہیں دب گئی۔۔

توقیع!!" تقویٰ نے پریشانی سے اسٹیج پر آکر بیٹی کو پکارا۔۔۔"
مام۔۔۔" وہ خوشی ہوتی اس پکار کی طرف جانے لگی ہی تھی کہ"
اچانک ہی اسے فضا میں اسکی خوشبو محسوس ہوئی۔۔

وہ وحشت زدہ ہو کر وہاں سے بھاگنے ہی والی تھی کہ ایکدم ہی اسکی پشت پر کسی کی موجودگی کا احساس ہوا اور دوسرے پل اسکے ہراساں ہو کر چیخنے سے پہلے اسنے کمر میں بازو حائل کر کے اسے پاس کر دیا۔۔

توقیع نے اسکے لمس پر سانس روک کر سختی سے آنکھیں میچلیں۔۔
سجنی بلائے اور ساجن نا آئے یہ تو سراسر ظلم ہے دشمنِ جان۔۔""
اسکے چہرے سے آہستہ سے گھونگٹ پیچھے سرکنے لگا۔۔
گول گھماتے ہوئے اچانک ہی جھٹکے سے کھینچ کر سینے سے لگایا۔۔ توقیع
نے اسکے آگ کی طرح دہکتے ہوئے شانوں پر ہاتھ رکھا۔۔

اسکا وجود جیسے ہی اسکے سینے سے لگا اسے لگا وہ جل کر بھسم ہو جائے گی
اسکی آگ سے۔۔
بے ساختہ اسکے ہاتھ شانوں سے سرکتے ہوئے اسکی گردن پر آ گئے۔۔
دوسرے پر یوں لگا جیسے ہاتھ دہکتی ہوئی آگ کی بھٹی میں ڈال دیئے ہوں۔۔
اسنے سر اٹھا کر اندھیرے میں اسے دیکھنا چاہا۔۔
اسے یاد آیا دریاب نے کہا تھا کہ وہ آئے گا۔۔
پھر وہ موت سے کھیلنے کیوں آ گیا؟؟؟

کس کے نام کی ہلدی ہے؟" اسکے وجود کی مدہوش پھولوں اور ہلدی کی خوشبو"
کو سانسوں میں اتارتے ہوئے اسنے بھاری سرگوشی کی۔۔

اور وہی تو تھا سرگوشیوں کا مالک۔۔
اسکی جان کا دشمن۔۔
وہی اکیلا جو کہ تنہا تھا
ہزاروں لوگوں کی موجودگی میں بھی صرف اسے محسوس ہونے والا۔۔۔
دلاور خان۔۔۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

....★☆☆☆☆☆★....

"دد دلاور کے۔۔"
اسکے وجود کی تپش سے وہ سمجھ گئی تھی کہ اسے بخار ہے۔بہت مشکل سے کانپتے ہوئے لہجے میں اسے جواب دیا۔اور اپنے ٹھنڈے ہاتھ اسکی گردن پر رکھنے ہی چاہے کہ اچانک ہی اسنے بڑی نفرت سے جھٹک دیے۔۔
تو قسیع اسکے اچانک ہاتھ جھٹکنے پر دہل گئی۔۔

ہمدردی جتانے کی کوشش مت کرو مت بھولو وہی دہشت گرد ہوں جسنے" تمہاری آنکھوں کے سامنے اس لڑکی کی جان لی تھی اور سوچو کیا کچھ نہیں کیا ہے میں۔۔"وہ اسکی گردن میں چہرہ دیکر سرد برفیلے لہجے میں بولتا شہ رگ کو ہونٹوں سے سہلاتے ہوئے اسکی مدہوش وجود کی مہک سانسیں بھرنے لگا۔۔

توقیع حلق تر کرتی خود کو چھڑوانے کی کوشش میں سی کر کے کسمسائی۔۔
یہاں سے جاؤ۔۔"وہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسکے چہرے کو دیکھنے کی"
کوشش کرتی اس سے بولی۔۔
پر اس پر الٹا اثر ہوا۔۔
لے جاؤ دور!"وہ سرگوشی میں کہتا اپنا دوسرا بازو بھی اسکی کمر"
میں حائل کرتے جھٹکے سے اسے اپنی سمیت کھینچ کر اٹھاتے ہوئے
جانے کہاں لے جانے لگا۔۔"کک کہاں؟"توقیع کا چہرہ
خوف سے زرد ہو گیا۔شاید وہ اسے اٹھا کر لے جانے والا تھا۔۔۔
پر اچانک اسے ایک گھپ اندھیرے میں سنسان جگہ پر لے
آیا اور آتے ہی نیچے اتارتے ہوئے جھٹکے سے اپنی سمیت کھینچ لیا۔۔
اسکا سر گھوم گیا وہ نا کچھ سمجھ پا رہی تھی نا ہی سوچ۔۔۔اس کی پیشانی
سیدھا مقابل کی پیشانی سے ٹکرائی۔۔
آگ جیسی سانسوں کو چہرے پر جھیلتی وہ اپنا ہاتھ اسکے ناک
منہ پر رکھ کر خود جلنے سے بچانے لگی پر وہ بھی بڑا ظالم تھا اسکی کلائی کو پکڑ کر
مروڑتے ہوئے پشت پر لیکر گیا اور اپنی آگ جیسی سانسوں سے
اسکا چہرہ گردن سرخ کر دی۔۔

ڈی کے سمجھ کیوں نہیں رہے جاؤ یہاں سے۔۔"وہ اسکے بازو"
مروڑنے کے درد برداشت کرتی دبے غصے میں گویا ہوئی جس پر وہ
مسکرا دیا پراسرار سی مسکراہٹ تھی۔۔
اچانک اس پہ اپنا حصار اس طرح تنگ کیا کہ وہ مچل
کر پھڑ پھڑا گئی۔۔
وہ تو اسے بچانا چاہتی تھی پر وہ الٹا اسے تکلیف دیتا اسکی سانسیں
روک گیا درد سے۔ نمی تیر گئی توقیع کی آنکھوں میں اسکی بے رحمی
بے دردی سے۔۔
پر وہ بھی لب دانتوں میں دبائے برداشت کرنے لگی یہاں تک کہ اسنے
پھر سے اسکی گردن پر اپنے دانت گاڑھ دیئے۔۔
توقیع نے محض تکلیف پر حلق تر کیا۔ اور ایک گہری سانس
بھری۔۔ درد کی ایک شریر سی لہر اسکے وجود میں
سرسراہٹ کر گئی۔
توقیع؟؟؟"معاً دریاب کی غصے بھری آواز آس پاس محسوس"
ہوئی۔۔

گھبرائیے نہیں لائیٹ اچانک کچھ مسئلے کی وجہ سے بند ہوئی ہے" الیکٹریشن ٹھیک کر رہا ہے۔۔"اچانک لڑکیوں کو گھبراتے دیکھ کر دریاب نے انہیں ریلیکس کرنے کیلئے کہا۔۔

کیسے بتائے کہ لائیٹ کی تار ہی کاٹ لی تھی کسی نے۔۔اور وہ کسی کوئی اور نہیں بلکہ دلاور خان ہی ہو سکتا ہے یا وہ اندر پہنچ چکا تھا یا توقیع کو بھی قبضے میں لے چکا ہو گا کیونکہ سب جھولے میں موجود تھیں سواء توقیع کے۔۔
عرشیہ نے تو کہا تھا وہ واش روم میں گئی ہوئی ہے پر وہ کیسے یقین کر لے؟ وہ سیف ہو گی جب اسکی موجودگی بھی یہیں تھی۔۔

کہو اس سے کہ تم اپنے شوہر کا پیار لے رہی ہو ڈسٹرب نا کرے۔۔"اسنے" تحکم بھری سرگوشی کرتے اسکے کان کی لو کو دانتوں میں دباتے ہوئے وہاں بھی اپنی بے حسی کو دکھانے لگا۔۔
شاید اسے یقین نہیں تھا کہ اسنے اسکی ہلدی نہیں لگائی۔

تمہیں یقین نہیں میں نے تمہاری ہلدی لگائی ہے؟"اسنے گال پر ہاتھ رکھتے" ہوئے پوچھا۔ دریاب کی پکار پر توجہ ہی نہیں دی نا ہی ماں کو جواب دیا۔۔

اگر آج وہ پکڑا گیا تو وہ عرشیہ کو ہار دے گی جو وہ اپنی زندگی میں ہرگز نہیں چاہتی تھی۔۔ وہ دوست کم بہن زیادہ تھی اسکے لئے۔۔

انکی دوستی مثالی تھی۔۔

یقین؟؟؟" دلاور کا دل چاہا قہقہہ لگائے اسکی بات پر۔۔ یقین مانگ رہی تھی" اس سے۔۔

جہاں نفرتیں ہوں وہاں یقین مان محبت نہیں ہوا کرتے ڈارلنگ۔۔""

اسنے جلتے ہوئے لہجے میں اس پر جتایا۔۔

توقیع نے سن کر اندھیرے میں اسکے چہرے کو دیکھا۔۔ اگر لائیٹ ٹھیک ہو گئی تو وہ سب کے سامنے آجاتا۔۔ اور وہ شاید دریاب کے پلان سے بھی آگاہ نہیں تھا یہ بھی معلوم ہو گا کہ نہیں، باہر بہت سے لوگ اسے پکڑنے کیلئے موجود ہیں۔۔

کچھ نا سوچتے ہوئے اسنے ایکدم اپنا ہلدی والا گال اسکے گال سے لگا دیا۔ اور آنکھیں موند کر اپنا رخسار اسکے رخسار سے سہلانے لگی۔۔

دلاور لبوں پر مبہم سی مسکراہٹ سجائے کھڑا تھا اور وہ اپنی ہلدی اسکے چہرے پر لگا کر اسکے نام کی ہلدی بنا رہی تھی تاکہ وہ خود بھی بھوج سے آزاد ہو سکے۔۔

اسنے ایک گال اسکے چہرے پر سہلاتے ہوئے دوسرا اپنا گال اسکے دوسرے گال سے لگانا چاہا کہ ایکدم دلاور نے اسکا چہرہ پکڑ لیا۔۔
پر توقیع نے غصے سے اسکا ہاتھ جھٹک کر اپنا ہاتھ اسکے بالوں میں ڈالتے بالوں کو مٹھی میں پکڑ کر زبردستی ہی اپنا دوسرا گال اسکے گال سے لگا دیا۔۔
اسنے اسکی جرات پر داد میں ابرو اٹھائی۔۔۔
کیا وہ اپنے انجام سے لاپرواہو چکی تھی جو اتنی دیدہ دلیری دکھا رہی تھی۔
اب ہو گئی تمہارے نام کی ہلدی۔۔" وہ گال اسکے گال سے ملا کر چہرہ دور کرتی" اس سے دبے غصے میں پوچھنے لگی۔

اس لڑکی کے بھی ہزار روپ تھے کبھی ڈری سہمی، کبھی نڈر تو کبھی نفرت انگارہ۔۔۔ اصلی روپ جانے کون سا تھا اسکا۔۔

نہیں۔۔" وہ جان بوجھ کر شرارت سے بولا۔۔ توقیع سن کر سختی سے" لب پیوست کر لیے۔
اسکی چبھتی شیو سے اسکے نرم گال دکھ رہے تھے اور اسے ابھی بھی اسکی ہلدی نہیں لگ رہی تھی۔۔
تو جاؤ نہیں لگائی می۔۔۔۔۔"

ایک بھی جملہ مزید بولا گردن تن سے ابھی الگ کر دوں گا۔۔"معاً"
سرد لہجے میں وارن کرتا ہوا اسکی گردن کو انگلیوں میں جکڑ لیا۔۔
توقیع نے خوف سے آنکھیں میچلیں۔۔

میرے ساتھ چلو۔۔"اسکی کمر میں انگلیاں چبھا کر وہ بولا"
توقیع نے پٹ سے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔۔
نن نہیں۔۔"وہ خوف سے آزاد ہونے کیلئے کسمسائی۔۔اسے وحشت ہونے"
لگی اس سے۔۔کیسے برداشت کرے گی اسکی بے رحمی کو۔۔
وہ بے حس تھا شدید۔۔۔اسکے آنسوں گالوں پر پھسل گئے تھے اسکی
بے دردی پر۔۔۔پھر وہ تنہا کیسے اسکے ساتھ؟

خود چلو شرافت سے تو اچھا رہے گا تمہارے لیے بھی اور سب کیلئے"
بھی ورنہ میں لیکر گیا تو زندگی جہنم کر دوں گا۔۔"اسنے گردن سختی سے
دبوچ کر پاس کیا اسے۔۔

بے ساختہ ہی وہ اسکی پیشانی سے پیشانی ٹکا کر رونے لگی۔۔

کیسے جائے وہ اپنے بھائیوں کو بدنام کر کے۔۔کیسے جائے وہ باپ کی عزت کو نیلام کر کے۔۔۔ماں کے فخر کو کیسے تہس نہس کرے۔۔

چلے جاؤ یہاں سے وہیں جہاں سے آئے ہو۔۔"وہ روتی ہوئی التجائیہ" گڑگڑا کر بولی۔۔

کیسے چلا جاؤں تم لوگوں کو اتنا خوش دیکھ کر؟ دیکھو بھلا دلہن کبھی اپنی" خوشی میں روتی ہے؟ جیسے تم رو رہی ہو۔۔"وہ استہزائیہ اسکے آنسوں گالوں سے سمیٹ کر بولا۔۔

میں نہیں شادی کروں گی کسی سے بھی نہیں وعدہ کرتی ہوں ساری" زندگی ایسے ہی رہوں گی تم چلے جاؤ یہاں سے۔۔"وہ اس سے یہ کہہ کر "جاؤ یہاں سے یہاں تمہیں پکڑنے آئے ہیں لوگ "وہ نہیں کہہ سکتی تھی نا ہی اسے بھگا پا رہی تھی۔

وہ اسے خوش فہم نہیں کر سکتی تھی کہ وہ اسکی محبت میں مبتلا ہے۔۔

اگر تم کسی پہر کسی پل مسکرائی تو؟"وہ نیم راضی ہوا اور اسکی ٹھوڑی دبوچ کر بولا۔"

نہیں مسکراؤں گی کبھی نہیں مسکراؤں۔۔۔" توقیع نے جلدی سے اسے "
یقین دلاتے ہوئے کہا۔
اگر تم خوش رہی تو؟" اسنے آنکھیں سکیڑ کر پوچھا۔"
نہیں کبھی نہیں رہوں گی۔" اسنے بے بسی سے سر نفی میں ہلایا۔۔وہ"
اسکی بے بسی پر مسکرا دیا۔
"میں گیا تو تمہیں رلائے گا کون؟"
اسنے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔۔
میں روتی رہوں گی ہمیشہ کبھی آنکھوں کو سوکھنے نہیں دوں گی۔۔ میرا یقین"
"کرو کبھی خوش نہیں رہوں گی ہمیشہ خود کو رلاتی رہوں گی۔۔
اگر تمہیں کوئی ہنسانے والا آگیا تو؟" اسنے اسکے چہرے کے نقش"
نقش پر اپنے انگلیاں پھیرنی شروع کر دیں۔
وہ آنکھیں میچ گئیں۔۔اور انگلی انگلیوں کے پوروں کو محسوس کرنے لگی جب
وہ اسکے ہونٹوں پر ٹھہریں تب توقیع نے سانس روک لیں۔۔
وہ آہستہ سے اسکے نچلے ہونٹ پر انگلی پھیرنے لگا نرمی سے۔۔
ساتھ ہی اسنے آہستہ سے وہیں ایک بار دہکتا لمس محسوس کیا۔۔
وہ اسکے لبوں کو محسوس کرنے لگا نرمی سے جانے کیوں۔۔حالاں کہ اسکے
گردن پر بے حسی سے اسکے وجود میں درد کی ٹیسیں دوڑ گئیں تھیں۔پر وہ

اس ستمگر کو کیسے بتائے کہ سب سے بڑی اذیت ہی تمہاری نرمی میں محسوس ہو رہی ہے۔۔ اسنے تڑپ کر لمس پر اسکے شانوں کو پکڑا۔۔
اسکی بخار سے گرم ہوتی سانسوں کو وہ محسوس کرتی اسکے لمس پر
آنکھیں کھول کر اسے دیکھنے لگیں
پر وہ آنکھیں موند چکا تھا۔۔۔

اگر تمہیں کوئی پسند آگیا تو؟" وہ اس سے سوال کرتا اسکے چہرے کو چھو رہا تھا۔۔۔
خدا کو گواہ رکھ کر کہہ رہی ہوں کسی کو پسند نہیں کروں گی۔" اسنے گہرا سانس بھر کر کہا۔۔
اگر زندگی میں مگن رہی تو؟" وہ شاید جانے والا تھا توقیع نے پھر سے اسکے چہرے کو دیکھا۔۔
نہیں رہوں گی زندگی ناسور ہے اور ناسور کبھی مگن رہنے نہیں دیتے۔۔" کہنے کے ساتھ بے ساختہ ہی اسکا آنسوں گال پر پھسل گیا۔
"میں کیسے مان لوں؟"
تم سب کو خوش رہنے دو گی۔" وہ سرخ آنکھوں سے اسے دیکھتے بولا۔"
توقیع نے بے بسی سے آنکھیں میچیں۔۔

یقین کرو میرا اتنی اذیت دوں گی خود کو کہ کوئی خوشی نہیں رہ پائے گا۔"وہ رو"
پڑی۔۔۔

اگر میں گیا تو تمہارا دل کون توڑے گا؟"وہ اسکے گال سہلا کر بولا۔۔"
میں اپنا وجود ذرے ذرے میں تقسیم کر دوں گی دل خود ٹوٹ جائے"
"گا دنیا سے۔۔
اگر میں چلا گیا تو تمہیں اذیت کون دے گا؟"وہ اپنے بالوں کو مٹھی"
میں جکڑ کر اسے دیکھتا بولا۔۔
سب کچھ کروں گی میں اپنا پور پور اذیت کر دوں گی۔۔اپنی ذات"
"اذیت بنا دوں گی۔۔
اگر تمہیں راتوں کو سکون کی نیند آئی تو؟"اسکے کہنے پر توقیع نے"
بے ساختہ منہ پر اپنا ہاتھ رکھا۔
کس کو اذیت میں نیند آئے گی دلاور؟"اسنے بے آواز روتے اسکے"
شانے پر سر ٹکا دیا۔۔اور وہ مسکراتا ہوا پر سکون ہو کر اسکے وجود کے گرد
بازوؤں کا حصار حائل کر گیا۔۔

چلا جاؤں گا تب جب تم چیخو گی روکنے کیلئے۔۔ناسور دے جاؤں گا"
تمہیں اپنا۔۔ تمہارے دل میں ایسا زخم چھوڑ جاؤں گا نا تمہیں
خوش ہونے دے گا، ناخاموش ہونے دے گا، ناسکون سے سونے دے گا، نا
ہی مجھے بھولنے دے گا۔۔ نفرت یا درد یا محبت میں بن کر زہر تمہاری
رگوں میں تاحیات زندہ رہوں گی توقیع دلاور۔۔۔
جانے کی خواہش ضرور میں پوری کروں گا۔ پر تمہیں کسی کا نا بننے کیلئے چھوڑ
جاؤں گا۔۔
ہاتھوں پر میرا نام لکھوانا کیونکہ یہی ہے تمہارے مقدر میں۔۔ سج کر انتظار
کرنا آؤں گا تمہیں لینے۔۔"وہ اسکے کانوں میں سور پھونک کر اسکا وجود
جھٹکے سے الگ کرتا ہوا کسی سرد ہوا کے جھونکے کی طرح وہاں سے
غائب ہو گیا۔۔

جانے کتنا وقت گزر گیا اسے وہیں بت بنے کھڑے رہتے۔۔ اسکے
نام کی سرگوشیاں ہونے لگی۔۔
اسکی ماں پریشان تھی۔۔ اور وہ اسکی سرگوشیوں پر پتھر کی ہو کر رہ گئی
تھی۔۔ جب وہ بھیڑ میں بھی اس سے محفوظ نہیں تھی تو پرسوں کیسے

اس سے بچ پائے گی؟ جس طرح وہ بھیڑ میں تنہا تھا ویسے ہی تو آج اسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ بھی بھیڑ میں تنہا ہے۔۔

لائیٹ جیسے آئی اسے ہوش آیا اور اسنے خود کو دلہنوں کے جھولوں کے پیچھے پایا۔۔

اپنا چہرہ صاف کرتے ہوئے اسنے چہرے پر گھونگٹ ڈال دیا۔ اور خاموشی سے آکر اپنی جگہ پر سر جھکائے بیٹھ گئی۔۔

اسکا وجود سرد تھا اسکے احساسات سرد تھے۔ وہ خود پتھر کی ہو کر رہ گئی تھی۔ عرشیہ نے اسے دیکھتے نظریں اٹھا کر پورے ہال کے کونے کونے منزل پر پھیریں۔۔ پر وہ کہیں نہیں تھا۔۔

توقیع؟؟؟" اسنے سہم کر اسے بت کی طرح بیٹھتے دیکھ کر ہاتھ دباتے" ہوئے پکارا۔۔

پر وہ ٹس سے مس نہیں ہوئی۔۔ ماسواء اسے اپنی ہی چیخیں اپنے کانوں میں سنائی دے رہی تھیں۔۔

میں کب سے بلا رہی ہوں توقیع بیٹا کہاں تھی جواب نہیں دے رہی" تھی؟" تقویٰ جو کب سے بیٹی کو ڈھونڈ رہی تھیں اچانک جھولوں پر نظر پڑتے وہاں اپنی بیٹی کو دیکھتے انکی سانس میں سانس آئی وہ اسکے پاس چلی آئی۔۔

پھپھو جان تو قی تو کب سے آ گئی تھی" تو قیع کا جواب نا پاتے عرشیہ" نے جلدی سے کہا۔۔

اور نظریں سامنے اٹھائیں جہاں دریاب خان کسی کو ڈھونڈ رہا تھا۔۔ یا اللہ اسے اپنے حفظ امان میں رکھیں یا وہ انہیں نا ملے۔"وہ شدت دل" سے اللہ سے ہم کلام ہوتی دعا مانگنے لگی۔۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

میرج ہال سے وہ تقریباً رات کے تین بجے لوٹے، اب اتنے تھکے ہوئے تھے کہ دلہنوں کو انکے روم میں چھوڑ کر انہیں فریش، چینج کرنے تک وہیں رکتے بعد میں جب وہ اپنے بیڈ پر لیٹیں تو وہ انہیں پیار کرتیں اپنے روم میں آ گئیں۔۔

انوشہ تو قیع کے ساتھ تھی اس وقت۔۔ سمن تو روحا کو چھوڑنے کیلئے تیار نہیں تھی کہ یہ اسکے بھیو کی دلہن ہے وہ اسکے پاس ہی رہے گی اسکی نگرانی کرنے۔۔

اسکے خیالات سن کر کافیوں کے قہقہے لگے تھے کہ کوئی چرا کر لے جا رہا ہے تمہارے بھیو کی دلہن کو۔۔ پر وہ نفی کرتی اسکے پاس ہی تھی۔۔

ساحل نے کہا تھا اس سے بہت باتیں کرنی ہیں اسکے ساتھ چلو من پر وہ منمنا کر اسکی منتیں کرتی روحا باذل کے ساتھ ہی رک گئی تھی۔
باذل نے تو اسے لفٹ نہیں کرائی بلکہ سخت غصہ تھی، اسکی نیند خراب کی اسے عجیب سا خوشبودار مادہ لگایا جسنے اسے عجیب چڑچڑی حالت میں مبتلا کر دیا تھا۔
روم میں آتے اپنی ماں کی سننے سے پہلے ہی وہ سرخ ڈبڈبائی نظروں سے انہیں دیکھتی باتھروم میں ٹھاکے ساتھ بند ہو گئی۔۔
حجاب شاہ نے اسکی بھیگی آنکھیں دیکھ کر اپنے شوہر کو آگاہ کیا کہ وہ سخت غصہ ہے اسے سمجھائیں ورنہ کل مہندی میں نا کوئی تماشا کر دے۔ وہ انہیں بتا کر اپنی بڑی بیٹی کے پاس آئیں جسکے پاس مہکار شاہ موجود تھیں انہیں دیکھ کر روحا اٹھ بیٹھی۔
سیاہ شرم حیا سے بھاری گھنی پلکیں، سیاہ ہی سرخ نیند کے ڈوروں والی آنکھیں لیے اسکائی فیروزی کپڑوں میں کھلے نم آلودہ بالوں والی اسکی معصوم سی بیٹی مہکار شاہ سے مسکرا کر کوئی بات کرتی اپنی ماں کو دیکھ کر اٹھ بیٹھی۔۔

ماما باذل کیسی ہے؟" اسے اپنی بہن کی فکر ہونے لگی۔"

وہ خود بھاری کپڑوں زیوروں شور شرابے سے آکر پور پور تھکی ہوئی تھی پر اپنی چھوٹی بہن کا اسے زیادہ احساس تھا۔۔

شاید غصے میں ہے سخت آنکھوں میں آنسوں آگئے ہیں۔۔""

حجاب شاہ نے پاس آکر اسکی پیشانی چومتے ہوئے بتایا۔۔

ایسے ماحول کی عادی نہیں ہے اور تمہیں پتا ہے وہ جلدی اجسٹ "

نہیں کرپاتی شاید اسی وجہ سے۔ بھائی کو کہیں بات کرے اس سے سمجھائیں تو سمجھ جائے گی ورنہ ہماری باتوں سے تو مزید مشتعل ہوجائے گی۔۔"مہکار روحا کے کپڑے تہہ کرکے رکھتیں گویا ہوئیں۔۔

ہاں میں نے کہا ہے آپکے بھائی سے۔۔"وہ مسکرا کر بولتیں پاس پڑی "

سمن کے اوپر بلینکٹ ڈال کر اسکی پیشانی چومی۔۔

مام میں بھی اسے دیکھ کر آتی ہوں بات ہی نہیں ہو سکی کل سے۔"روحا"

خود سے بلینکٹ اتار کر بولی۔۔

بیٹا تم پہلے ہی تھکی ہوئی ہو گی آرام کرو اسے تمہارے ڈیڈ سمجھا دیں گے۔"
پھر رات کو مہندی کی رسم ہو گی دن کو مہمان سب یہاں موجود ہیں
بچوں کا شور شرابا کہاں سونے دے گا۔" حجاب مہکار اسکے پاس آکر
سمجھانے لگیں۔۔

وہ پہلے ہی طبیعت سے کافی نازک تھی ذرا سے اسٹریس سے بیمار
ہو سکتی تھی۔ انہیں فکر تھی کافی اسکی۔
کچھ نہیں ہوتا مام میں دو منٹ میں آتی ہوں ڈیڈ سے بھی مل آؤں گی۔""
وہ دونوں ماؤں کے گال پر باری باری بوسہ دیتی ہوئی بیڈ سے اتر آئی۔
جس سے اسکے سیاہ بال لہرا کر پشت پر بکھرے۔
روحی بال تو ڈرائی کر لو آج بیٹا۔۔" اسکے نم بال دیکھتی ہوئی حجاب متفکر"
بولیں۔۔
کہا تھا اس سے پر تمہیں معلوم ہے اسکی عادت کہاں بال"
ڈرائی کرتی ہے۔ کہنا ہے جب ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا نم بالوں میں پڑتی ہے
تب اسے سرور ملتا ہے۔۔" مہکار اپنی بیٹی کی بات سناتی ہوئی ہنس
پڑیں۔۔

ہاں یہ تو ہے پر آپی ایک تھکن ہے بہت دوسرا اگر خدانخواستہ" فلو ہو گیا تو۔۔" انکے لہجے میں ممتا کی مٹھاس فکرمندی پریشانی تھی۔۔

اچھا اللہ خیر کرے گا کچھ نہیں ہو گا۔ تم اب یہاں آؤ یہ تہہ کروا" کر سیٹ کرواؤ اور آہستہ سمن سو رہی ہے۔۔" انہوں نے محبت پاش نظروں سے سمن کے چہرے کو دیکھا۔

ہارون شاہ کی بیٹی تھی تو ظاہر ہے انکے دل کے بھی قریب ہی ہونی تھی۔ انہوں نے پاس بٹھا کر بہت پیار دیا تھا اسے سمن کو بھی وہ آنٹی پسند آئی تھی۔

وہ آہستہ سے قدم اٹھاتی ہوئی باذل کے روم میں جا رہی تھی۔ اس وقت ویسے بھی سب سو رہے تھے مہمان سارے۔ حالاں کہ مام کہہ رہی تھیں مایوں کی دلہن روم سے باہر نہیں نکلتی۔۔

پر اسے تو صرف دو قدم اٹھا کر باذل کے روم تک ہی جانا تھا اور دیکھتا بھی کون اسے اس وقت۔۔

من کہاں ہے؟" وہ ابھی وہاں سے محض چھ قدم ہی اٹھا کر آگے بڑھی ہو گی تبھی "
ہی اچانک پیچھے سے آواز پر وہ "ای" کرتی سہم گئی۔۔
من؟؟" وہ بڑبڑائی لہجے کا روعب اندازِ استفسار اور اس نام سے اسے صرف "
وہی یا تو ہارون انکل ہی بلاتے تھے

میں تم سے پوچھ رہا ہوں من کس روم میں ہے؟" اسے خاموش دیکھ "
کر ساحل نے بات پر زور دیتے غصے سے پوچھا۔
روحا جہاں کی تھی وہیں پتھر کی ہو کر رہ گئی۔ اسنے سختی سے آنکھیں میچلیں
۔۔
وہ اس وقت اس کے گھر میں کیسے؟" اسکا دل سوچ کر ڈر سے "
حلق میں آگیا تھا۔۔ اس نے چند قدموں کے فاصلے پر باذل کا
روم دیکھا۔۔
اس سے پہلے دونوں کو چند قدموں کی مسافت پر کوئی دیکھ لے کتنی باتیں
بنے گی۔ پر ان سے مزید بدمزگی نہیں چاہتی تھی تبھی خود کو جواب دینے
کے قابل بنایا۔۔

جی وہ اس روم میں ہے سو رہی ہیں۔۔" اپنے دوپٹہ کے آڑ میں چہرہ"
کیے وہ اسے سامنے اپنے روم کی طرف اشارہ دیتے جلدی سے وہاں سے
جانے کیلئے پلٹی ہی تھی کہ ایکدم پھر اسکے قدم زمین نے جکڑ لیے۔۔

رکو! میں نے تم سے کہا جانے کیلئے؟"فیروزی لباس میں"
اسکا نازک سا سراپا دیکھتے وہ اسکے ہاتھ کے اشارے کو نظر انداز
کیے سرد انداز میں بولا۔۔
روحا کو اپنی جان اب مشکل میں محسوس ہوئی اسنے قدم وہیں روکتے
سانس بھی تھام لی۔۔۔
شاہو کوئی دد۔۔ دیکھ لے گا تو باتیں بنائیں گے۔۔" اسنے بے بسی سے انہیں"
سمجھانے کی ایک چھوٹی سی کوشش کی۔
تمہارے لیے کیا ضروری ہے لوگوں کی باتیں یا میں؟"وہ اسکی دوپٹے"
میں پشت دیکھ کر گویا ہوا

کیسی بدگمانی والی باتیں کر رہا تھا ظاہر تھا وہ ہی تو اسکے لیے ضروری تھا۔۔وہ"
اسکا سرتاج تھا کیسے عزیز نا ہوتا اسے۔۔"منہ بنا کر اپنے آنکھوں کی
نمی صاف کی۔۔

جانتی تھی وہ ناراض ہے۔۔ کاش وہ اس سے ابھی ہی معافی مانگ لیتی پر کسی کے بھی آنے کا خوف تھا۔۔

آپ۔۔" بے ساختہ اپنے اظہار پر لبوں پر شرمگین مسکراہٹ " رقصاں ہو گئی۔ اسکی پلکیں لرز کر جھک گئیں۔

مسکرائی صرف وہ نہیں پیچھے کھڑا وجود بھی مسرور ہوا تھا اسکے آپ کہنے پر۔ اسکے لبوں سے نکلے آپ نے بھی اسکے وجود کو تسکین بخشی تھی۔

اچھا؟؟؟" اسنے اچھا کو کھینچ کر مسرور انداز میں استفسار کیا۔۔ روحا کا" دل بے ساختہ دھڑک اٹھا۔ اسکے لہجے کے بھاری پن۔ بھاری قدم کی معاً پشت پہ دھمک سے اسکی ہتھیلیاں بھیگتی ہوئی محسوس ہوئیں۔۔

اس میں اتنی ہمت نہیں تھی اسے وہیں چھوڑ کر چار قدموں کے فاصلے پر موجود روم میں بھاگ کر بند ہو جائے اور اپنا تنفس بحال کرے۔۔

جب میں تمہارے لیے اہم ہوں تو مجھے کیوں ابھی تک پیاسا رکھا" ہوا ہے؟؟ کتنی پیاس بڑھ گئی ہے میری۔ کچھ اندازہ ہے تمہیں؟ ایک بار

خیال نہیں آیا میرا کہ کسی بہانے ایک دوسرے کی طلب کو ہی مٹا دیں ملکر۔۔

چھپ کر بیٹھ گئی تھی یہ کوئی اہم ہونا ہوا میرا؟؟؟" اسکی پشت پہ آتے اسنے جھک کر متبسم سا سرگوشیانہ انداز میں اسکے کان میں کہا۔۔

وہ شکوے سن کر بے باک خواہشات پر پور پور سرخ پڑ گئی۔ اسنے تڑپ کر اپنے مچلتے پھڑپھڑاتے ہوئے دل ہر ہاتھ رکھا۔۔

پر مزید جان وجود سے تب نکلی جب اسکے کانپتے ہوئے سراپے کو دیکھتے اسنے آہستہ سے اپنی انگلیاں اسکی کمر پر رکھیں اور اسکی جان نکالتے ہوئے سرکاتے ہوئے آہستہ بازو کا حصار ڈالنے لگا تھا کہ ایکدم وہ بھاری سانس بھر کر اس سے دو قدم فاصلے پر ہو گئی۔۔

وہ تھر تھر کانپ رہی تھی۔۔ سانسیں جیسے چڑھ گئی تھی۔ اپنا حلق تر کرتے اسنے ایکدم دیوار کا سہارا لے لیا۔۔

پپ پلیز آپ جائیں شش شاہو ماما آنے والی ہیں۔۔" اسکے ہاتھ " پاؤں اسکے ذرا سا چھونے پر سرد پڑ گئے تھے، وہ دیوار کا سہارا لیکر التجائیہ بولی۔۔

اسنے مبہم سی مسکراہٹ سے اسے دیکھا۔ وہ سانس لے رہی تھی کانپتی جارہی تھی مسلسل حالاں کہ ابھی تو اسنے کوئی جارت ہی انجام نہیں دی تھی جس سے اسکا یہ حال بنے۔۔

فیروزی شیفون کے دوپٹے کے ہالے میں اسکا سفید گلابی چہرہ دمک رہا تھا، ناک میں پہلی بالی اسکے کمسن حسن میں آتش برپا کر رہی تھی۔ وہ کسی کا بھی ایمان ڈگمگا سکتی تھی۔ اور وہ سوچتی تھی کہ اس میں کیا ہے؟ اگر وہ ساحل شاہ سے پوچھ لے کہ اس میں ایسا کیا ہے تو وہ اپنا دل نکال کر اسکی چھوٹی سی ہتھلی پہ رکھ دے کہ اس سے پوچھو یہ تمہیں نفرت میں بھی دیکھ کر کیوں دھڑکا تھا۔

کیوں نظریں بار بار تمہاری مسکراہٹ پر بھٹکی تھیں، کیوں رحم دلانے کے بہانے بار بار تصویروں میں تمہارا دیدار کرتا رہتا۔۔

کیوں اسے اکساتا کہ اسے دیکھو وہ تمہاری دشمن ہے اسے اپنے پنجرے میں قید کرلو۔۔ اور اسی پر ہی تو لبیک کہہ کر وہ یہ عمل سرانجام دینے جارہا تھا۔۔

وہ اس سانیں بھرتی چڑیا کو اپنے چوڑے بازوؤں میں قید کر دینا چاہتا تھا۔ اسکی سانسوں میں خود سانیں لینا چاہتا تھا۔ جیسے ستھیما اسے نہیں ساحل شاہ کو ہے۔۔

پر اسکا کا ارادہ اسے خود سانسیں مہیا کرنے کا تھا۔۔ اسکے پنکھڑیوں جیسے ہونٹوں کو چھونے سے تو ویسے بھی وہ مدہوش ہو جانی تھی۔

ڈڈڈیڈ باذل کے روم میں ہیں او اور مام میرے روم میں ہیں۔۔" اسکے " قدموں کا رخ مڑتے دیکھ کر وہ بے بسی سے گویا ہوتی جلدی سے اسے بتایا۔۔ اسنے احتیاط سے یہاں وہاں دیکھا پر شکر اس وقت کوئی نہیں تھا اور یہ دیکھ کر مزید سکون ہوا کہ راہداری کی لائیٹس بھی بند ہو گئی تھیں۔۔

بتایا نہیں کیسے کٹ رہی ہیں تمہاری راتیں؟ میرا ارداہ تمہیں ہر رات " تڑپانے کا تھا پر تم کافی چالاک لڑکی ہو بچ گئی مجھ سے۔۔" وہ بھاری قدم بھر کر اسکے مقابل آ گیا اور اسکا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑ کر اوپر اٹھایا۔ وہ کیا جواب دیتی اسکی بے باک سوالوں پر۔۔ محض نظریں جھکا گئی۔ ساتھ ہی اپنا لب دانتوں کے بیچ دبا لیا۔۔

تمہیں یہ زیب نہیں دیتا تم میری امانتوں میں خیانت " کرو۔۔" اسنے انگوٹھے کی مدد سے اسکے نچلے ہونٹ کو زبردستی اسکی سخت پکڑ سے آواز کروایا۔۔

وہ منہ بنا گئی۔۔اگر یہ اسکی امانت تھی تو وہ جو اسکی امانت کو سگریٹ سے چوبیس گھنٹے جلاتا تھا وہ کیا تھا؟

پر اسکے چھوٹے سے ہونٹ بسورے دیکھ کر وہ بے ساختہ ہنسا۔۔اسکی شرارتیں ناراضگیاں بھی بہت خوب تھیں۔۔

اسکا ضبط آزمانے والیں۔۔

وہ اپنی مام زریش کے کہنے پر سمن کو لینے آیا تھا کیونکہ یہاں موجود لڑکیاں اسے ہرٹ کر سکتی تھیں اور وہ کل کے دن اداس ہو یہ اسکی ماں ہرگز نہیں چاہتی تھیں۔۔

شاہ بیگم بھی اسکے بھائی کے گھر میں ماں کی مدد کروانے کے بجائے دلہنوں کے گھر جا کر رہنے پر ناراض ہوئی تھیں انکا بھی آرڈر تھا اسے فوراً سے گھر لایا جائے۔

وہ اسلیے محفل میں سب سے معذرت کرتا ہوا کچھ دیر میں آنے کا کہتے وہاں سے چلا آیا اور یہاں آکر پورے گھر کو سکوت میں چھایا ہوا دیکھتے اپنی مام مہکار کے روم میں گیا تو وہ بھی خالی تھا پھر اپنے ماموں کے روم میں گیا تو وہ بھی خالی پایا۔۔

اسنے سمن کو کالز کی پر موبائل اسکی مام زریش کے پاس ہی پائی۔۔ پھر اسے احساس ہوا کہ اگر وہ روحا کیلئے یعنی اپنی بھابھی کیلئے آئی ہے تو ضرور اسکے پاس ہی ہو گی۔۔

اس دشمن جان کا دیدار کرنے کا سوچتے ہی وہ بغیر کسی سے پوچھے اوپر کی طرف سیڑھیوں کی سمیت بڑھ آیا پر اسی وقت ہی وہ اپنی سوچوں میں ڈور کھول کر باہر نکلی۔۔۔

لبوں پر مدھم سی مسکراہٹ تھی، سیاہ پلکیں جھکی ہوئی تھیں اسکائی کلر شلوار قمیض میں سر پر سلیقے سے دوپٹہ ٹکائے وہ راہداری سے گزرتی ہوئی کہیں جا رہی تھی۔

اسے دیکھتے وہ جو سوچ کر بیٹھا تھا اسے جانے کیا کیا سزائیں دے گا پر اسکے نازک سے سراپے معصوم چہرے پر نظریں پڑتے ہی غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔۔

وہ کبھی کام کے بغیر راتوں کو نہیں جاگا تھا پر اسکے پہلے دیدار نے اسکی آنکھوں کی نیندیں چرا لیں تھیں، اسکے دل کا سکون اسکا چین قرار سب لوٹ لیا تھا اس چھوٹی سی لڑکی نے۔ جو کہ شاید اسکی ذرا سی شدت سے ہی ڈر جاتی۔۔

وہ ابھی دوسری سیڑھی پر تھا جب وہ اسکے سامنے سے گزر گئی۔۔ اسنے آہستہ سے بے آواز قدم اٹھاتے اور اسے حصار میں جکڑنا چاہا ہی تھا پر اسکی چیخ کا سوچتے اپنے ارادے متول کر دیئے۔۔

یہ فرمائشیں خواہشیں اسنے اس وقت پر چھوڑ دیں جب وہ اسکے آنگن میں ہو گی۔۔

سچ میں شاہو مم۔۔ماما یا ڈیڈ آجائیں گے کتنی شرمندگی ہو گی۔۔"وہ" آہستہ آواز میں اسکے پاس آنے پر سمجھانے کی کوشش کرتی بولی۔۔

وہ جو چاہ رہا تھا ناممکن تھا اس وقت۔۔۔پر اسے کون سمجھائے یا وہ کس کی سنے؟

جانے کیسے اسکے ڈیڈ کی سن لیتا تھا پر اس کی سننے سے تو جیسے انکاری تھا۔۔وہ اسکے سامنے کھڑا تھا اور اب تو اسکے فرار کے راستے بھی مسدود تھے۔

اچانک اسکے دوپٹے سے نیچے اسکا ہاتھ سرکتا ہوا اسکی کمر پر آگیا۔۔۔روحا نے تڑپ کر سر اٹھاتے ہوئے اسے دیکھا اور اسکی گہری نظروں میں خمار کی لالی دیکھتے وہ پور پور کانپ کر سر جھکا گئی۔۔

شاہ۔۔"اسکے ہاتھ کو پیچھے جاتے محسوس کرتی وہ تڑپ کر اسے پکارتی ہوئی"
اسکے ہاتھ پر اپنا لرزتا ہوا ہاتھ رکھ کر اسے مزید بڑھنے کی اجزت نہیں
دی اور گہرا سانس لیتی نفی کرنے لگی۔۔
پلیز۔۔"اسنے التجا کرتی شرم حیا سے لبریز نظروں سے اسے"
دیکھا۔۔
سی۔۔"اسکے روکنے کی جرات پر اسنے وہی اپنی انگلیوں کا دباؤ بڑھایا کہ وہ"
سی کرتی اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے دور کرنے لگی۔۔
وہ متبسم سی نظر سے اسکے تپ، دہکتے گالوں کو دیکھنے لگا۔۔
کیا ہوا؟"اسنے بھاری گھمبیر لہجے میں استفسار کرتے ہوئے اپنی ہاتھ کی"
انگلیاں کسی رینگتی ہوئی چیز کی طرح اسکی نازک سی کمر پر پھیریں
کہ وہ جو فاصلوں کی خواہش مند تھی تڑپ کر اسکے سینے میں
چہرے چھپائے سانس بھرنے لگی۔۔
کتنا آسان تھا اس شخص کیلئے اسے اپنے سامنے کمزور کرنا۔۔
وہ خود ہی تڑپ کر اسکی خواہش پر آمین کہتی فاصلے سمیٹ لیتی تھی
ہر بار کی طرح۔۔

ساحل نے اسے اپنے سینے پر سر رکھے سانسیں بھرتے دیکھ کر جھک کر اسکے سر پر اپنے لب رکھے۔۔ اور اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھر کر اسکی بند آنکھوں کو دیکھا۔

سوری۔۔" وہ اپنے خشک ہونٹوں پر سرخ بھیگی زبان پھیرتی ہوئی ذرا سی پلکیں" اٹھا کر دائیں بائیں دیکھتی اسکی آنکھوں میں دیکھنے کی جارت کرتی گویا ہوئی۔ تمہارے لبوں سے آئندہ ایسے شرمندہ ہوئے الفاظ نہیں نکلنے چاہیے" میں چاہتا ہوں ان پنکھڑیوں سے مٹھاس بھرے الفاظ نکلیں جن کی شدت مجھے مجبور کرے کہ اس مٹھاس کو محسوس کر سکوں۔۔ نا کہ کانٹوں کو چھو کر خود زخمی ہو جاؤں۔۔" وہ اسکے لبوں پر انگلی پھیرتا ہوا بولا۔۔ سچی آئندہ نہیں کروں گی۔۔ سوری۔۔" وہ ڈبڈبائی نظروں سے اسے دیکھتی" اسکے سینے پر اپنے لب رکھ کر آہستہ سے اپنے بازو اسکے کھلے کوٹ میں اندر دیکر اسکے سینے کے گرد باندھ گئی۔۔

ساحل اسکی بچگانہ سی حرکت پر مسکرایا۔۔

لگتا ہے حصار باندھ کر سونے کے پروگرام ہیں تمہارے۔۔ پر اگر ایسا رہا تو" سونے میں بھی نہیں دوں گا تمہیں۔۔" اسکی کمر سہلاتے ہوئے کہا۔۔۔

روحا شرما کر اسکے کوٹ کے بٹن کو دانتوں میں دبا گئی۔۔

"رات کو تمہیں یہ بٹن میسر نہیں آئیں گے کیونکہ مجھے شرٹ اتار کر سونے کی عادت ہے، ان بٹن کے علاوہ میرا پورا وجود ہی تمہارا ہے جہاں چاہے کاٹ لینا کوئی روک ٹوک نہیں ہو گی۔۔" اسکی کانپتی ہوئی پشت کو سہلاتے ہوئے وہ پیار سے اس سے گویا تھا۔

اور وہ اپنا چھوٹا سا وجود اسکے سہارے چھوڑے شرم سے کانپ رہی تھی۔

"میں جاؤں۔۔؟" اسنے بغیر دیکھے پوچھا۔

"ایسے ہی؟ بہت ناراض ہوں میں تم سے۔" معاً اسکے جانے کی بات پر اسکے لہجے میں خود ہی سپاٹ پن ناراضگی گھل گئی جس پر روحا نے تڑپ کر اسے دیکھا۔

"میں نے کیا کیا؟ سوری تو کیا ہے شاہو۔۔" اسکا لہجہ بھیگ گیا۔ ایک توڈر بھی تھا کوئی آنا جائے اوپر سے وہ مان گیا تھا پھر اچانک ہی جانے کا سن کر ناراضگی۔۔

اب اسکے پاس یونہی تو کھڑی نہیں رہے گی وہ شاید بغیر کسی کو انفارم کیے اندر داخل ہو گیا تھا کوئی دیکھ لیتا تو کتنی باتیں بنتی کہ لڑکی مایوں

میں بھی اتنی قریب کھڑی تھی اپنے دلہے سے، صبر نہیں، فلاں فلاں۔۔ کتنا کچھ سنایا جاتا اسے۔۔

میں تمہارے سوری کا اچار ڈالوں؟ کیا یہ سوری میری گزری" بے چینی کو ختم کر سکتی ہے؟" وہ سخت لہجے میں استفسار کرنے لگا۔

"وہ بے بس ہو گئی شرمندگی سے "تت تو پھر؟

میں رو دوں؟" وہ بھیگی پلکوں سے اسے دیکھنے لگی جب اسکا ہاتھ اسکی" کمر سے سرکتا ہوا پشت پر آتے نم بالوں کو آہستہ سے انگلیوں پر لپیٹ گیا۔۔

ایسے بھیگی بھیگی سے سامنے آئی ہو کچھ مجھے بھی بھگا دو اپنے لمس سے۔۔""

اسنے اچانک جھک کر کان میں فرمائش کی روحا کا سر حیا کے بھوج سے جھک گیا۔

دل ہتھیلیوں میں دھک دھک کرنے لگا تھا۔

آپ بھی نہا لیں پھر۔" اپنی انگلیاں ایک دوسرے میں الجھا کر" وہ فری کا مشورہ دیتی اسکی مشکل آسان کرنے لگی۔

ساحل کی گھنی مونچھوں تلے لب مسکرائے اسکے مشورے پہ۔۔۔

اب اگر میں نے کچھ کہا تو تم یہیں بیہوش ہو جاؤ گی۔" اسکی"
سرگوشی سے اسنے شرم سے اسکے کوٹ میں چہرہ چھپانا ہی
چاہا تھا کہ ایکدم اسکے چہرے کی ٹھوڑی کو ہاتھ میں تھام لیا۔
شاہو پلیز سچ میں کوئی آ آ جائے گا۔۔" اسکے ارادوں سے وہ خوفزدہ"
ہو کر بولی۔۔
آجانے دو خود ہی شرما کر چلا جائے گا۔" اسکے چہرے کے نقوش"
پر نظریں پھیرتے ہوئے اسنے انگلی اسکے نچلے ہونٹ پر پھیری۔۔
ایک سرد لہر اسکے پورے وجود میں سرسراہٹ کرتی رواں
رواں سن کر گئی۔
وہ جانتی تھی اسکی طلب کو پورا کیے بغیر وہ یہاں سے ہل بھی نہیں
سکتی۔۔ پر اگر کسی نے دیکھ لیا یہاں۔۔
کتنا رسک بھرا تھا یہ لمحہ۔۔
اتنا تو اندھیرا بھی نہیں تھا جسکا فائدہ وہ اٹھانا چاہ رہا تھا یا اس
انسان کو کسی کی پرواہ ہی نہیں تھی۔
اسنے بتایا بھی تھا دائیں بائیں روم میں اسکے ماں باپ ہیں نیچے سارے
مہمان حویلی کے لوگ موجود ہیں پھر بھی وہ ایسا کر رہا تھا۔۔۔

کتنا مشکل تھا اسکے لئے یہ لمحہ جب اسے وہ پہلے ہی اسکی سانسیں پر حکمرانی کرنے کے لمحے سے آگاہ کرتے اس پر جھکتا تھا۔۔
اسے یہ وقت کسی امتحان سے کم نہیں لگا تھا بلکہ وہ امتحان میں بھی اتنا نہیں ڈرتی تھی جتنا اسکی فرمائش سے ڈر رہی تھی۔
مجبوراً اسنے اسکے کوٹ کو مٹھیوں میں دبوچ کر آنکھیں موند لیں۔۔
ساحل دیکھ کر مسکرا دیا تھا اور جھک کر اسکے گال پر ناک رکھ کر گال سے گال آہستہ آہستہ سہلاتے اسکی مدہوش کرتی خوشبو میں سانس لینے لگا۔۔
روحا نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے خود کو گرنے سے بچایا اور اسکی دہکتی سانسوں کو گال پر محسوس کرنے لگی۔

وہ کیوں اسے اس طرح تڑپا رہا تھا۔۔ جانتا تھا کہ وہ سنبھلنے میں کافی وقت لیتی ہے پھر بھی اسکے لئے اتنی مشکل کھڑی کر رہا تھا۔۔
ککک کل کی ہی تو بات ہے بس۔۔" وہ کانپتے لہجے میں بولی۔۔ آنکھوں میں نمی تیر گئی اسکی شدت جھیلنے کا سوچتے۔۔

اچھا۔۔" ساحل نے سر اٹھا کر اسکے چہرے کو دیکھا۔۔"

وہ جانے کس احساس سے تھر تھر کانپ رہی تھی۔۔ جسے دیکھتے بے ساختہ ہی اسے رحم آگیا۔۔

"بے بی۔۔ وہ مسکراتا ہوا اسکے ہونٹوں پر انگلی پھیرتے ہوئے اپنے طلب پر ضبط کے پہرے بٹھا کر اسکے گال پر اپنے لب رکھے۔۔

روحا نے اس لمس پر آنکھیں میچلیں۔۔

وہ مونچھوں کی چبھن پر ذرا سا مسکرا کر کسمسائی تبھی اسنے لب ہٹا کر گالوں سے اسکی پیشانی پر بوسہ دیا۔

اور اسے آزاد کیا کہ وہ ایکدم آنکھیں دوپٹے سے پونچھتی دیوار سے ٹیک لگا کر اپنا سانس بحال کرنے لگی۔

"مجھے تو لگا تھا تم میری ناراضگی دور کرنے کیلئے اپنی سانسوں سے کھیل جاؤ گی۔ پر خیر یہ ناراضگی کل رات کیلئے رکھ دیتا ہوں۔۔

پہلے تم مجھے منانا پھر میں اپنے ننھے بے بی کو آغوش میں بھر کر مناؤں گا۔" وہ اسکا معصوم چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر بولا۔۔

روحا نے شرارتی نظریں اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"آپکے بے بی بھی ہیں؟" جان بخشنے پر وہ خوش ہو گئی تھی تبھی مسکراتی ہوئی بولی۔۔

ایک ہے۔۔"وہ مبہم سی مسکراہٹ سے بولا۔"

کہاں ہیں؟ آپ کی پہلے شادی ہو چکی ہے"وہ حیران ہوئی۔۔"

اسے معلوم ہی نہیں تھا اسکے مام کے بیٹے کی پہلے سے شادی ہو گئی ہے۔۔۔

تو کیا وہ اسکی سیکنڈ بیوی ہے۔۔وہ بے چین ہو کر اسکے جواب کے منتظر ہو گئی۔۔

نہیں شادی نہیں ہوئی پہلے پر جس سے شادی ہوئی ہے وہ خود ہی بے بی" ہے۔جب سب کا بے بی ہے تو میرا بھی بے بی ہی ہوا نا۔۔"وہ اس سے مسکرا کر گویا ہوا۔۔

روحا کا چہرہ شرمندگی سے سرخ ہو گیا۔۔"میں آپکا بے بی نہیں۔۔"وہ جھکے سر سے منمنا کر بولی۔۔

اچھا تو کیا ہو میری؟؟؟"وہ متبسم سی نگاہ اسکے چہرے پر ڈال کر دلچسپی" سے پوچھنے لگا۔۔

وہ لب دانتوں میں دبا گئی۔۔"ہوں!! کہا نا ان سے چھیڑ چھاڑ مت کرو۔۔"اسنے کچھ ناپسندگی سے اسکی حرکت پر ٹوکا۔۔روحا نے گھبرا کر فوراً سے گرفت نرم کرتے چھوڑ دیئے۔۔

بیوی ہوں ناں آپکی۔۔"وہ کہتی ایکدم چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی۔۔"
ساحل نے اسکے اقرار پر دیکھا۔۔"بیوی کی بہت سی ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔۔تم تو ذرا سا چھونے پر ڈرتی جا رہی ہو۔۔"وہ چہرہ ہاتھوں کے پردے سے آزاد کروا کر بولا۔۔

روحا نے بے بسی سے انہیں دیکھا۔۔
میں نہیں ڈروں گی پھر۔۔"اسنے یقین دلانے کی کوشش کی۔۔"
پھر کب؟؟"اسے پسند آنے لگی اسکی معصوم سی گفتگو۔۔"

پھر جب آپ کے پاس آؤں گی تب۔۔"اسنے سرگوشی میں" کہا جسے بمشکل ساحل نے سنا اور اسے سنتے ہی آزادی بخش دی۔۔

جاؤ اور یاد رکھنا اس بات کو۔۔"اسنے گال تھپتھپاتے ہوئے اسے باور کروایا اور" خود اسکے روم کی طرف بڑھ گیا۔
روحا نے سانس روک کر اسے دیکھا کہیں غلط تو کچھ نہیں کہہ دیا۔۔

پر اسکے دوبارہ لوٹنے سے پہلے ہی روحا جلدی سے وہاں سے چلی گئی۔"کیا سچ میں وہ اس سے نہیں ڈرے گی پر سوں؟"اسنے سوچا اور دھک دھک کرتے دل پر ہاتھ رکھ دیا۔

اسنے روم میں داخل ہوتے دیکھ کر حیدر شاہ جو اپنی چھوٹی بیٹی کا سر تھپتھپا کر اسے سلا رہے تھے۔اسے دیکھتے بانہیں وا کر دیں۔۔
دوسری طرف باذل نے بھی آہٹ پہ دیکھتے اسکے لئے جگہ بنا دی۔۔
میں بھی یہاں سونے آئی ہوں۔"اسنے مسکراتے ہوئے دونوں کو اطلاع" دی۔۔.
اور ہم دونوں چاہتے ہیں تم بھی ہمارے ساتھ آجاؤ"باذل نے بازو پھیلایا۔۔" اسکا پھیلا بازو دیکھ کر وہ سرخ پڑ گئی۔۔
روحا پہلے مسکراتی ہوئی اپنے باپ کی سمیت قدم بڑھانے لگی۔
میرا شہزادہ بیٹا ہے یہ۔۔۔"حیدر شاہ نے اسکے پاس آتے" اسکا سر سینے سے لگاتے سکون لیتے ہوئے کہا۔۔
اور میں؟"باذل نے گھور کر انہیں دیکھا کیونکہ ابھی شہزادہ اسے بھی کہہ" رہے تھے۔۔

تم امیر زادہ۔۔" وہ ہنس کر بولے روحا بھی ہنسی نام پہ۔۔"
آپ نے ایسا کیوں نہیں کیا ڈیڈ میرا امیر زادی نام رکھتے اور روحا کا"
شہزادی؟" باذل نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

بیٹا میں تو رکھنا ہی چاہتا تھا بٹ تمہاری مام نے تم دونوں کا نام"
ہمارے نام کے لاسٹ ورڈز سے شروع کیا ہے۔۔
جیسے پہلے میرا نام حیدر اور اسکے لاسٹ لفظ "ر" سے "روحا"۔ پھر
حجاب لاسٹ ورڈ "ب" اور اس سے "باذل"۔۔" حیدر شاہ نے اپنی
بیٹیوں کو بیوی کے کارنامے سے باخبر کیا جس پر وہ دونوں چونک
گئیں۔
انہوں نے تو کبھی توجہ ہی نا دی تھی۔۔
واؤ ڈیڈ گریٹ سینس، بٹ وائی یو ہیو اونلی ٹو بے بیز ڈیڈ؟" وہ سوالیہ"
نظروں سے باپ کو دیکھنے لگی۔۔ روحا جو ماشاءاللہ کہنے والی تھی اسکے
سوال پر سٹپٹا گئی۔۔

حیدر شاہ نے بھی چونک کر بیٹی کو دیکھا۔۔
پر اسکی نظروں کی معصومیت پر وہ نرمی سے مسکرا دیئے۔

جتنے رب نے دیے مجھے تو دل سے دونوں رحمتیں قبول ہیں۔۔"وہ اسکی پیشانی پر ہاتھ پھیر کر بولے۔۔

اوہ۔۔!!"وہ سر ہلا گئی۔۔واقعی ڈاکٹر نے بھی یہی کہا تھا۔۔اس سے پہلے وہ مزید سوال کیلیے پر تولتی ایکدم وہ باپ کی پیشانی پر بوسہ دیتی بات بدل گئی۔۔

ڈیڈ آج آپ ہمیں کوئی سٹوری سنائیں۔۔"ان کا کوئی بھائی نہیں تھا اسلیے دوست بھائی باپ سب انکے لیے بس حیدر شاہ تھا۔۔۔

وہ باذل کے پاس آکر لیٹ گئی۔۔جس پر باذل نے تکیے کے بجائے اسکے سر کے نیچے اپنا بازو دے دیا اور اسے اپنے حصار میں لے لیا۔۔

وہ اسکی بہن نہیں معصوم سی متاع جان تھی۔۔اسکا اپنا بے بی تھا وہ معصوم سا اسکا بے بی جسے وہ خود میں سمیٹ لینا اسکے ساتھ دنیا گھومنا چاہتی تھی۔۔

پر کہانی ہی یہاں آکر الٹ ہو گئی اسے اس بلیک مین سے شادی کرنی پڑ رہی تھی اور وہ جانے کن بچوں کے چکروں میں پڑ رہی تھی۔۔

اور یہ ایڈیٹ پن اسے رنگ خوشبو لگا کر اریٹیٹ کرنا ناک میں دم کیا ہوا تھا۔اسنے تو سوچا تھا محض قبول ہے قبول ہے ہو گا۔۔

پر یہاں تو جانے کیا کچھ ہو رہا تھا اور اب جانے کیا ہو گا۔۔

وائی ناٹ مائی سوئیٹ ہارٹ بتاؤ کون سی؟" انہوں نے حامی بھرتے "
دونوں کو جھک کر پیار کیا اور خود بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھ
گئے۔۔

ڈیڈ ٹو کوئینز والی" دونوں نے ایک ساتھ کہا۔۔"
اور پھر ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس پڑیں۔۔ دونوں ہی یہی تو پسند تھی
کیونکہ اس میں دو سسٹرز سیکریفائز کرتی ہیں ایک دوسرے کی
محبت میں۔۔
ہارٹ ٹچنگ سٹوری تھی اور انہیں بہت پسند تھی۔۔۔
حیدر شاہ نے حامی بھری اور ان دونوں کی ضد پہ روم کی لائیٹ
آف کرتے لیمپ آن کر دیا۔۔

انہوں نے کہانی سٹارٹ کی روحاباذل ہمہ تن گوش ہو گئیں۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

ساری رات رت جگے کے بعد وہ وہ سب فجر کی نماز پڑھ کر گھر کو لوٹے۔۔ اور سب تھوڑی دیر آرام کیلئے اپنے اپنے روم میں چلے گئے۔
انہیں ہنسی زیادہ زیاف پر آئی تھی جو کہ ساحل کو ایمپریس کرنے کے چکر میں ساری رات وقفے وقفے سے رشتہ کروانے والی ماسی کی طرح اپنی ہی خوبیاں گنوا رہا تھا۔

صام نے جب سیریس ہو کر اس سے پوچھا تو وہ ہنس پڑا کہ ایسے ہی موڈ فریش کرنے کیلئے چھوٹی موٹی شرارتیں ہیں ورنہ ابھی تو اس سے اظہار بھی نہیں کیا ناہی اسکی رائے جانی ایسے ہی پھنس جاؤں گا۔
بعد میں پہلی رات ہی نا دروازے پہ بیٹھا رہوں۔ اپنے حق کیلئے اس سے ٹکر کون لگائے۔
وہ سب روانی میں اسکے منہ سے پھسل گیا تھا پر صام نے حیرت سے اسے دیکھا کہ وہ بھی کسی کو پسند کرتا ہے کیا؟ اسکا ابھی پوچھنا تھا ہی کہ وہ قہقہہ لگاتا ہوا بولا کہ بھئی ظاہر ہے کوئی نا کوئی تو آئے گی اس سے اظہار کرنا پڑے گا۔۔

صام اسکے گڑبڑانے سے ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ کچھ چھپا رہا ہے ورنہ اسکی بات لہجے سے صاف واقف تھا وہ کسی کو سوچ کر بول رہا تھا۔۔پر ابھی وہ مزید کچھ کہتا کہ اسنے بات ہی گھما دی۔

پر صام جانتا تھا شادی کے ختم ہوتے ہی وہ اسکی بھی کشتی زبردستی پار لگائے گا۔کمینہ جھوٹ موٹ کا رونا رو رہا تھا۔حالاں کہ اسنے خود کہا تھا جب تک الیکشن نہیں جیت لیتا تب تک شادی نہیں کرے گا۔

اور ابھی تو الیکشن میں وقت تھا۔یہ صرف خود کو مسکین شو کروانا اسے بدنام کرنا چاہتا تھا کہ شادی کرتے دوست کو بھول گیا۔۔

وہ اپنے اپنے روم میں سو رہے تھے۔۔گھر میں مہندی تیاریاں ہو رہی تھیں گاؤں کی عمر دراز عورتوں نے مہندی کے گیت گانا شروع کر دیے تھے جبکہ لڑکیوں نے ڈھولک اٹھا کر لاؤنج میں ہی آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی تھیں۔

دو ٹیم بنائیں گئیں تھی ایک لڑکیوں والوں کی طرف سے تو دوسری لڑکے والوں کی طرف سے۔۔

ایک صمصام صارم کی طرف کی ٹیم تھی دوسری توقیع کی طرف کی ٹیم تھی۔ انوشہ صبح ہی فجر کی نماز پڑھ کر تقویٰ زیدی کا کام میں ہاتھ بٹانے لگ گئی تھی۔

توقیع ابھی سوئی ہوئی تھی اور انہوں نے خاص خیال رکھا ہوا تھا اسکے آرام کا۔ کل سے وہ کافی روئی تھی تقویٰ بیٹی کی تکلیف کو جانتی تھیں پر کیا کرتی جو رب کو منظور تھا وہ تو انکے غلام تھے انکی خدائی کے سامنے سر جھکانے والے۔

بیٹی کی تکلیف کو بھی محسوس کر رہے تھے دونوں۔۔ صائم زیدی کو جب سے معلوم ہوا تھا اسکی بیٹی بے تحاشہ روئی ہے وہ بے چین تھے اس سے ملنے کیلئے۔۔ وہ چاہتے تھے جیسے ہی وہ اٹھے گی وہ سب سے پہلے اپنی شہزادی کے پاس حاضری دیں گے۔۔

دوسری طرف ایک لمحے کیلئے بھی عرشیہ کی آنکھ نہیں لگی تھی۔ اسنے توقیع کو کہا تھا وہ اس بات پر عمل کرے گی یا نہیں۔

اسکی یونی کی دوستیں سب گھر میں صبح ہی صبح موجود تھیں پر کوئی بھی روم میں آتا وہ سوتی بن جاتی۔

اور انکے نکلتے ہی وہ آنکھیں کھول کر اسے سوچنے لگ گئی۔ وہ ٹھیک سے اسے دیکھ تو نہیں پائی تھی البتہ اسکے وجود کو اتنا بڑا یاد کر کے منہ پر ہاتھ رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگ جاتی۔

دل پلیز اپنی عشی سے بھی نہیں ملیں گے؟" وہ اس لاکیٹ کو تھامے" دیکھتی رو رہی تھی جس پر اسکا لمس تھا۔۔

کاش اسے معلوم ہوتا کہ وہ نقاب پوش اسکا دل ہے وہ گاڑی کے دروازے توڑ کر چیخ چلا کر باہر نکل آتی۔ اور اسکے سینے سے لگ کر اتنا روتی کہ اس پتھر کو بھی رلا دیتی۔۔

وہ آیا اور ان سے اتنی نفرت کرتا تھا کہ ایک بھی بار ان سے ملے بغیر وہاں سے چلا گیا۔ کم از کم اس اندھیرے میں اپنی عشی کا ہاتھ ہی چھو لیتا تو اسکے دل کو قرار بخش دیتا اسکا لمس۔۔

اسے ایک دعا ہی دے دیتا یا اپنے سینے سے لگا لیتا تو وہ وہیں عمر بھر کے لیے آنکھیں موند لیتی اسکے آغوش میں۔۔ پر وہ منتظر ہی رہی وہ نہیں آیا اسکے لئے۔۔

اسکا دل کیا چیخ چیخ کر روئے ہر شے تہس نہس کر دے۔۔ کیوں وہ اس سے الگ ہوا؟ کیوں اسے اپنے ساتھ نہیں لے گیا؟

کیوں نا اپنی عشی کو یاد کیا۔۔

اللہ مجھے دے دیں نا دل۔۔" وہ سسک سسک کر ایکدم روتی تکیے میں منہ "
چھپا گئی۔۔
اللہ اسے نا کریں جیل میں اسے معاف کر دیں۔۔ مام کہتیں ہیں "
اس وقت جو بھی دلہن دعا مانگے گی وہ اللہ آپ قبول کر لیں گے۔"
اسے اپنی ماں کی بتائی بات یاد آئی وہ ایکدم اٹھ کر بیٹھ گئی اور سر پہ
دوپٹہ ٹھیک کرتی اپنی شرٹ کا دامن اٹھا لیا۔۔۔
یا اللہ اپنے بن مانگے ہی اتنا کچھ مجھے دے دیا ہے کہ کبھی مانگنے کی ضرورت "
محسوس نہیں ہونے دی۔ پر اللہ آج مجھے ہوئی ہے شدت سے ہوئی ہے۔۔
یا اللہ ہم ادھورے ہیں ہمارا دل ادھورا اپنی بندی کے پھیلے دامن کو بھر دیں
یا اللہ مجھے دلاور بھائی لوٹا دیں جانے کیسی کیسی تکلیفیں دیکھیں ہوں گی
اسنے۔۔ جانے کیا کچھ برداشت نا کیا ہو گا میرے شہزادے
بھائی نے۔۔
یا اللہ آپ تو دلوں کے مالک ہیں میرے ویران دل کی صدا سن لیں یا
اللہ مجھے دلاور بھائی انکی خوشیوں سمیت لاٹا دیں بس یہی آپکی بندی کی
خواہش ہے اللہ۔

وہ ہو کر بھی پاس نہیں یا اللہ مجھے ایسا درد محسوس ہوتا ہے جیسے میں دوسری سانس نہیں لے پاؤں گی پھر اسکی کیا حالت ہو گی میرے مالک۔۔وہ بے قصور ہے یا اللہ میرا دل کہتا ہے اس سسکتی بہن کی آہ سن لیں مجھے میرا بھائی لوٹا دیں مجھے انکی دعاؤں سے رخصت کریں۔۔۔"وہ سر جھکائے پھیلے دامن میں تر اتر آنسوں گراتی سسک سسک کر اللہ کو بلا رہی تھی۔۔

میرے ہاتھ آپکے دربار میں اٹھے ہیں۔۔آپ فرماتے ہیں آپ " مانگنے والے کو خالی دامن نہیں لوٹاتے میرے دل کے درد کو دیکھیں میری آہوں کو سنیں میری شدتوں کو دیکھیں یا اللہ لوٹا دیں بھائی کو لوٹا دیں۔۔

میں نہیں جانتی دنیا میں بہنیں اپنے بھائیوں سے کتنا پیار کرتی ہیں پر میرے خدا میرا دل پھٹ رہا ہے درد سے اسکی جدائی اسکی تکلیف اسکی تنہائی اسکی آہوں سے۔۔

وہ سسکا ہو گا وہ رویا ہو گا۔۔اسنے پکارا ہو گا۔۔مام کو پکارا ہو گا یا اللہ اسنے اپنے باپ کو پکارا ہو گا۔۔

اسکی سسکیوں کو دیواروں نے سنا ہو گا زمین و آسمان نے سنا ہو گا یا اللہ آپ نے بھی بے شک سنا ہو گا۔۔

مجھے کیوں اتنی خوشیوں میں رکھا جب میرا قلب ہی آگ میں جھلس رہا تھا میں کیوں مخمل کے بستروں میں دب کر سوئی۔۔

اسے کس نے راتوں کو کھلایا ہوگا۔۔اسے پیاس لگنے پر کسنے پانی دیا ہوگا۔۔

اسے راتوں کو کس نے پناہ دی ہوگی کس نے چھپایا ہوگا بارشوں سے۔۔

کس نے سرد ہواؤں سے چھپایا۔۔

وہ بے شک آپ ہی ہیں جنہوں نے اتنا بڑا کر دیا اسے آپ کے تنہا سہارے پر تو وہ پلا ہوگا آپ اب ہمیں لوٹا دیں اسے۔

میرا ضبط ٹوٹ رہا ہے یا اللہ اس سے پہلے بھائی کی محبت میں بہن کا دل پھٹ جائے مجھے دے دیں بھائی ہمارا قلب لوٹا دیں۔۔

کوئی تو وسیلہ بھیجیں میرے بھائی کو لوٹانے کا۔۔یا اللہ اسکی ساری تکلیف بے شک میرے مقدر میں لکھ دیں اسے میری خوشیاں دے دیں یا اللہ اسے میری خوشیاں لوٹا دیں۔" وہ سسکتی ہوئی وہیں اسکی تصویر کو سینے میں لگائے بیڈ پر لیٹ گئی۔۔

اسنے وہ فریم فوٹو سامنے کی جہاں وہ چھوٹی اسکے کندھوں پر بیٹھی سر کے بھورے بالوں کو مٹھیوں میں دبوچے سامنے تصویر نکالتے ہوئے اپنے باپ کو دیکھ کر کھلکھلائی تھی وہیں دریاب بھی اسے ہی سر اٹھائے دیکھ رہا

تھا اور دلاور اسکے چھوٹے پاؤں پر اچانک اپنے لب رکھ دیئے تھے تصویر کلک ہوتے ہی۔۔

وہ اسکے ننھے گلابی پاؤں کو خوشی محبت سے چوم رہا تھا وہ اسکے بالوں کو مٹھی میں دبوچے کھکھلا رہی تھی اور پاس کھڑا دریاب ریس ہارنے پر انہیں مصنوعی خفگی سے گھور رہا تھا۔۔

وہ جب بالکل چھوٹی تھی تب دریاب نے اس سے ریس لگائی تھی۔۔۔

سنڈے کا دن تھا سب گھر پر موجود تھے اسکا باپ بھی ساتھ تھا۔۔

وہ پریشان تھی اور دریاب سے سائیکل جیتنے کی خوشی میں وہ کیسے بھی کر کے ریس جیتنا چاہتی تھی تبھی اچانک سے پیچھے سے اٹھا کر دلاور نے اسے کندھوں پر بٹھایا تھا اور اسے کندھوں پر بٹھائے ریس لگایا تھا دریاب سے۔۔

جیت کی بارڈر لائن کے قریب آتے ہی اچانک وہ جھکا تھا اور گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ کر اسے کندھوں سے اتارا اور بھاگنے کیلئے کہا۔۔

چار قدموں کا فاصلہ تھا پر دل کے حوصلہ پر وہ دو قدموں میں ہی فنش کر کے ریس جیت گئی تھی۔۔

دریاب سائیکل ہارنے پر کتنا رویا تھا پر وہ ۔تی ہوئی سائیکل جیت گئی تھی۔۔
اسکی ٹانگیں ہی اتنی تھیں کہ چھوٹی سے چھوٹی سائیکل پر کہاں پہنچتی کجا کہ اسے چلانا۔۔

پر ایک دوسرا فائدہ ہوا تھا کہ اسکی سائیکل اسکے قبضے میں آگئی تھی اور وہ جب چاہتی دریاب کو چلانے دیتی جب غصے میں ہوتی اس سے چھین لیتی تھی۔۔

اسکی دادا گری چلتی تھی پوری دریاب پر۔۔۔ان دونوں بھائی بہن کو جب کسی پر دادا گری کرنی ہوتی تب اپنے ہی بھائی کو پکڑتے تھے۔۔

اور دریاب ہمیشہ جب ہم ساتھ ہوتے تو ہم سے چھپتا تھا ہاہاہا۔۔""

اچانک اسکی کھکھلاہٹ روم کی فضا میں گونجی وہ اس سے مخاطب تھی جو کہ فریم میں قید تصویر بن چکا تھا۔۔

معاً اسکا خالی قہقہہ روم میں گونجا دیواروں سے ٹکراتا ہوا رہ گیا۔

اسنے سر اٹھا کر دیکھا وہ دونوں تو کہیں نہیں تھے جن سے وہ مخاطب تھی وہ تو محض تصویر میں ایک یاد بن گئے تھے اور شاید وہ ماضی میں چلی گئی تھی یا اسے احساس ہوا تھا وہ دونوں بھی اسی پل کو یاد کر رہے تھے۔۔

اسکے لبوں کی مسکراہٹ سمٹ گئی اسکے جگہ گالوں پر آنسوؤں نے لے لی۔۔ نچلے لب کو سختی سے دانتوں میں دبا کر اسنے آنسوں روکنے چاہے۔۔ منہ میں خون کا ذائقہ گھل گیا پر آنسوں ضدی تھے اپنی منمانی کرنے والے وہ نار کے اور اسکی تصویر کو بھگوتے گئے۔۔

حلق سے بے ساختہ ہی سسک نکلی۔۔ اسے اپنے سینے میں درد ہونے لگا تھا۔۔ وہ سیدھی لیٹ کر چھت کو دیکھتی ان دونوں کے چہرے سے اپنے آنسوں انگلیوں سے پونچھ کر باری باری دونوں کے چہرے پر اپنے لب رکھے اور اس تصویر کو دل کے مقام پر رکھ کر آنکھیں موند لیں۔۔
اسکا سر رونے سے درد سے پھٹ رہا تھا کہ دماغ کی رگیں سوجن سے ابھر آئی تھیں اگر وہ مزید روتی تو ضرور یہ صمصام زیدی سے ظلم ہوتا۔۔

تمہیں کبھی تو یاد آتی ہو گی میری؟ تمہیں یہ بھی یاد ہو گا تمہارا پہلا نوالہ" چھین کر میں کھاتی تھی۔۔
تمہیں یہ بھی یاد آتا ہو گا میرے قلب جب تک تم دونوں کی ہتھیلیوں پر سر رکھ کر نا سوؤں مجھے نیند نہیں آتی تھی۔۔ جتنا سکون مجھے ممتا

کے آغوش میں نہیں ملتا تھا اتنا مجھے تمہاری ہتھیلی پر سر رکھ کر سونے سے ملتا تھا۔

مجھے یاد ہے جب میں تم دونوں کے بیچ تم دونوں کے ہاتھوں پر سر رکھ کر سو جاتی تھی اور تم دریاب کو ڈانٹ کر بٹھاتے تھے کہ میری نیند خراب نہیں ہونی چاہیے۔۔

ہم واقعی اپنی محبت میں اس بیچارے کو بھی کافی تکلیف دے جاتے تھے۔۔ پر یہ بھی حقیقت ہے جب ہم اسے ساتھ نہیں لیتے تھے وہ خود کو "مارتا تھا کہ وہ اچھا نہیں اس سے کوئی نہیں کھیلتا۔

پرسوں تمہاری جنگلی بلی کسی اور کی ہو جائے گی۔۔ تمہارا آنگن سونا کر جائے گی" تم جب لوٹ کر آؤ گے تب میں کسی اور کی ہو جاؤں گی۔۔

میرے خواب تمہارے ہاتھوں سے کھانا کھانا، تمہاری ہتھیلی پر سر رکھ کر گہری نیند سونا، تمہارا پہلا نوالہ چھین کر کھا لینا۔۔

دریاب کو ساتھ تنگ کرنا۔۔

پتنگ بازی کرنا، اور سب سے بڑھ کر تمہاری توقیع نیلی بلی کو تنگ کر کے اس کنگ کانگ سے چھپنے کیلئے تمہاری چوڑی پشت کے پیچھے چھپ جانا۔۔

کیا سب ادھورے رہ جائیں گے۔۔۔"وہ سینے سے فریم فوٹو لگائے بلینکٹ میں چہرہ دیکر وہ رونے لگی جانے کتنی ہی دیر اپنی تکلیفوں پر روتی رہی۔۔

وہ رب ہی تھا اسکی حالت پر رحم کرنے والا جسنے اسے کسی نقصان سے بچانے کیلئے اسکے حواسوں پر بیہوشی طاری کر دی۔۔۔

ورنہ شاید وہ آج اپنے ہاتھوں اپنی جان لے لیتی۔۔۔

وہ اپنی ادھوری خواہشات کی ڈور اپنی بہن جیسی دوست کے ہاتھوں میں اس امید سے تھما آئی تھی کہ وہ ضرور اسے اسکا دل لوٹا دے گی۔۔پر اسنے تو کوئی جواب بھی نہیں دیا یہاں تک کے اس سے بات تک نہیں کی تھی۔۔

وہ بے بس تھی اسے بس رب کا وہی وسیلہ نظر آرہا تھا جسے دل کی شہزادی بنا کر بھیجا تھا۔۔وہی اسکا دل بھی لوٹائے گی۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

....★☆☆☆☆☆★....

پاگل تو نہیں ہو گئے آپ ؟ مجھ پہ الزام لگا رہے ہیں؟ میں کیوں جھوٹ "
بولوں گی؟؟" وہ پیچھے ایک نظر ڈالتی غصے سے بولی۔۔
تم جھوٹ بول رہی ہو کیونکہ تمنے ارادے بدل لیے ہیں تو قسیع دلاور!!!" وہ اس "
سے بھی تیز غرا اٹھا کہ اسکے ایکدم غرانے پر تو قسیع بوکھلا گئی دل
جیسے حلق میں آ گیا۔
اسنے آنکھیں موند کر خود کو پر سکون کیا اور اپنے وجود میں رب سے
توانائی مانگی۔
دیکھیں دریاب بھائی میں آپ سے کوئی جھوٹ نہیں بول رہی "
میں سچ میں کل اس سے نہیں ملی تھی آپ پاگل ہو گئے ہیں میں کیسے
ان سے ملوں گی آپ جانتے ہیں مجھے وہ شخص ناگوار ہے پھر کیوں ایسے کر رہے
ہیں میں سچ میں کہہ رہی ہوں میں اس سے نہیں ملی اگر ملتی تو آپکو
کیوں نہیں بتاتی۔۔" وہ بے بسی سے گویا ہوئی
دریاب نے موبائل کو ضبط سے دیکھا۔۔
تو اچھا تم اس سے نہیں ملی تھی؟" اسنے چبھتے ہوئے لہجے میں سوال کیا۔"
جی میں نہیں ملی اس سے۔۔" اسنے دھڑکتے ہوئے دل سے کہا۔"
دریاب اس کی صاف گوئی سے جھوٹ بولنے پر مٹھیاں بھینچ گیا۔۔۔

پھر تم جب لائیٹ نہیں تھی تو کہاں تھی جھولے سے؟" وہ دھاڑ اٹھا"
غصے سے۔۔ توقیع کانپ گئی اسکی اچانک دھاڑ پہ۔۔

آپ چاہتے کیا ہے یہی سننا چاہتے ہیں نا میں ہاں کر دوں؟""
توقیع نے غصے سے چبا کر کہا۔ وہ تنگ آ گئی تھی اس سے۔۔۔

میں سچ سننا چاہتا ہوں توقی اور تم مجھے دھوکہ دے رہی ہو غلط کر رہی ہو"
میں نے اسٹیج پر تمہاری آواز سنی تھی۔۔۔" وہ بالوں کو مٹھی میں پکڑے
کچھ بے بسی کچھ دکھ غصے سے گویا ہوا۔۔
وہ چونکیں۔۔۔

آآ۔۔ آپ الزام تراشی کر رہے ہیں دریاب بھائی جبکہ جانتے ہیں"
میں اسے ناپسند کرتی ہوں نا ہی گناہ کا ساتھ دے رہی ہوں پھر کیوں
میں اسکے ساتھ رہوں گی؟ اور اسٹیج پر اتنے شور شرابے میں آپ
نے میری آواز کیسے سن لی؟ جبکہ میں اسٹیج پر تھی ہی نہیں میں
لڑکیوں کے ساتھ کہیں گئی ہوئی تھی اور اگر آپ جان بوجھ کر مجھے تنگ کر
کے ٹارچر کرنا چاہتے ہیں تو صاف بتا دیں میں ہاں کر دوں پر جب

بار بار کہہ رہی ہوں نہیں دیکھا اسے نہیں دیکھا تو کیوں مجھے پاگل بنا رہے ہیں؟ میں قسم سے جان لے لوں گی اپنی اور اس کے ذمہ دار تم دونوں بھائیوں کو ٹھہراؤں گی۔۔

اذیتناک کر دی ہے میری زندگی۔۔۔ خوشی سے جی رہی تھی پر تم دونوں سے کبھی میری خوشی برداشت نہیں ہوئی۔۔ جینا محال کر دیا ہے۔۔

آپ کو اندازہ ہے میں کن کٹھن راہوں سے گزر کر اتنا گناؤنا کھیل کھیل کر آپ کا ساتھ دے رہی ہوں اور آپ الٹا مجھ پر ہی الزام تراشی کر رہے ہیں حالاں کہ اگر مجھے انکا ساتھ دینا ہوتا تو کیوں آپ کو کالز کرتی کیوں آپ کو یقین دلاتی کہ وہ ہے۔۔

میں تو سیدھا جا کر سب کو بتا دیتی کیوں آپ کا ساتھ دیتی؟ اگر مجھے ان سے ملنا ہوتا تو میں آپ سے کیوں چھپاتی؟

آپ خود بتائیں کیا آپ خدانخواستہ عرشیہ کو میری جگہ رکھ کر سوچیں وہ ایسے کرائمنل کا ساتھ دیتی؟ جو ایک جانے کتنے خون کر چکا ہے میں کیسے انکا ساتھ دیتی پاگل تو نہیں ہو گئے ہیں آپ؟؟

اگر آپ کا ارداہ میرا برین ہیمرج کرنے کا ہے تو بتا دیں میں کلائی کی ہی رگ کاٹ کر آپ کی تمام مشکلات حل کر دیتی ہوں وہ خود بھاگا جشن منانے آئے گا پکڑ لیجئے گا اسے پر خدا کے واسطے مجھے ٹارچر کرنا بند

کریں مجھ سے جتنا ہو پا رہا ہے میں آپ کا ساتھ دے رہی ہوں اب اور کیا چاہتے ہیں؟" وہ اپنے آنسوں بہاتی ہوئی بھیگی تکلیف سے لبریز آواز میں بول رہی تھی تھک کر رکی۔۔ اسکی ہچکیاں بندھ گئیں۔

اگر آپ چاہتے ہیں میں ہاں کروں اسکے باوجود میں نے انہیں دیکھا" تک نہیں تو ٹھیک ہے میں کرتی ہوں ہاں اور میں ملی ان سے وہیں رات سٹیج پر۔۔۔
بس سن لیا اب ہوئی خواہش پوری! تو اب مجھے معاف کر دیں اور اگر اب مجھ پہ کوئی الزام لگا تو میں اپنی کلائی کاٹ دوں گی اور آپ دونوں بھائیوں کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔" اسکی بات ختم ہوتے ہی پاس کھڑی عرشیہ نے مزید نا سنتے ایکدم ہی طیش غصے میں موبائل چھین کر اس سے کال ڈسکنیکٹ کرتے بیڈ پر پھینک دیا۔۔
توقیع نے اس افتاد پر چونکا گوارہ نہیں کیا اسکے اعصاب تو سن تھے وہ لڑکی تہس نہس ہو رہی تھی۔۔ دل خون کے آنسوں رو رہا تھا
بے ساختہ ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رونے لگی کہ وہ کتنا جھوٹ بول رہی ہے کیا کیا فیس کر رہی ہے اور اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا کرنے والی ہے۔۔

آہ!" اچانک کندھے پر ہاتھ محسوس کر کے وہ مدھم چیخ کے"
ساتھ پلٹی پر سامنے موجود وجود کو پکار وہ سسکتی انکے سینے سے لگ گئی۔
انہیں تو وہ فراموش کر چکی تھی بھول گئی تھی کہ انکے علاوہ بھی وہاں موجود
ہے وجود۔۔

ڈیڈ مجھے چھپا دیں پلیز۔۔۔" وہ تکلیف سے ہچکیوں سے روتی ہوئی گویا ہوئی۔۔"
پاس کھڑی عرشیہ نے تڑپ کر اسے دیکھا۔۔ اسکی آنکھوں
میں خود روانی سے آنسوں گرنے لگے۔
صائم زیدی نے آنکھیں تکلیف سے میچ کر اسکے کانپتے وجود کو سینے سے
لگاتے اسکے سر پر بوسہ دیا۔۔

سب ٹھیک ہو جائے گا ان شاءاللہ اللہ پر یقین رکھو۔۔" انہوں نے"
اسے پچکارتے پاس سرخ جھکی نظروں سے کھڑی عرشیہ کو پاس بلا
کر سینے سے لگایا۔۔

پھوپھا جان میری ہیلپ کر دیں پلیز میں مام ڈیڈ سے یا کیسی اور سے " کہوں گی تو مجھے ڈر ہے میں اپنے بھائی کو کھو دوں گی اسلیے میں آپ کے پاس آئی ہوں مجھے خالی ہاتھ مت لوٹائیں اللہ پاک آپ کو دنیا وآخرت میں عزت مرتبہ بلند رکھے گا ہماری عزت لوٹانے کیلئے میری مدد کر دیں۔" وہ انکے سامنے آکر ہاتھ جوڑتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔

وہ دونوں بیوٹیشن کو گھر بلانے کے بجائے خود ہی پارلر گئی تھیں ساتھ البتہ روحاباذل کو شاہ ہاؤس میں ہی بیوٹیشن نے آکر تیار کیا تھا۔۔۔

آج انکی مہندی سنگیت ساتھ تھا زیدی ہاؤس میں۔ اسلیے توقیع نے کال کر کے عرشیہ کے ساتھ یہ پلان بنایا تھا اور انہیں بیوٹیشن کے پاس لے جانے والے صائم زیدی تھے۔۔ پر وہ پارلر جانے کے بجائے سیدھا ایک ریسٹورنٹ میں آئے تھے جہاں اپنی بیٹی کے کہنے پر بکنگ کروائی تھی۔۔

اور اب وہ ایک روم میں موجود تھے تینوں، وہاں آکر صائم زیدی نے اپنی بیٹی اور عرشیہ کو دیکھا وہ دونوں پریشان تھیں اور صائم زیدی بھی انہیں دیکھ کر پریشان ہو گئے تھے۔۔

تبھی دونوں کو ساتھ بیڈ پر بیٹھا کر خود انکے سامنے مقابل چیئر ڈال کر بیٹھے۔

ساتھ ہی دونوں کو ہاتھ پکڑ کر باری باری انکے ہاتھ کی پشت چومتے انہیں حوصلہ دیا کہ کچھ بھی ہے آپ کے ڈیڈ ساتھ ہیں دونوں کے جو بھی پریشانی ہو تو بتائیں بے فکر ہو کر اپنے ڈیڈ کو ساتھ پائیں گی۔۔

عرشیہ میں تو ہمت نہیں تھی وہ خاموشی سے رونے لگی۔۔جسے صائم زیدی خاموش کروانے کی کوشش میں جت گئے البتہ توقیع نے خود پہ ضبط کے پہر بٹھاتے ہوئے سامنے بیٹھے باپ کو دیکھ کر چیدہ چیدہ باتیں انہیں بتائیں اور ساتھ ساری حقیقت سے انہیں آگاہ کر دیا۔۔

روم کی فضا میں سکتا چھا گیا تھا، صائم زیدی مضبوط اعصاب کے مالک ایک جوان بیٹوں کے باپ، انکے اعصاب پر یہ حقیقت کسی دھچکے سے کم نہیں تھی کہ جسے دنیا مرا ہوا سمجھ رہی ہے جسکی ماں بہنیں اسکی بخشش کی دعائیں مانگتی ہیں وہ اصل میں مرا تھا ہی نہیں بلکہ زندہ جیتا جاگتا ایک جوان مرد بن چکا تھا۔

ابھی وہ کچھ کہتے کہ ایکدم دریاب کی کال آگئی اور توقیع نے کافی اگنور کی پر صائم زیدی کے کہنے پر بالآخر اسے پک کرنی پڑی کال اور اسپیکر آن کر دیا۔۔
صائم زیدی کو غصہ تو بہت آیا دریاب کی باتوں پر دل کیا ابھی وہاں جا کر اسے گلے سے پکڑ کر پوچھے کہ کیا گھٹیا پلان میں میری معصوم بیٹی کو پھنسایا ہے۔۔
پر انکے سامنے عرشیہ کے بندھے ہاتھ آجاتے جس پر وہ مٹھیاں بھینچ کر رہ گئے البتہ غصے سے انکا چہرہ سرخ تھا۔جب انکی بیٹی مرنے کی بات کر رہی تھیں دل چاہا اسے تنگ کرنے والے وجود کو کچھ کر دے۔۔
انکا بس چلتا اگر سامنے عرشیہ نا ہوتی تو سب کے سامنے دریاب کو اور اس خفیہ وجود کو گھسیٹ لاتے اور وہیں چہرہ سرخ کر دیتے۔۔
انانوں زندگیوں کو مذاق بنا کر رکھا ہوا تھا دونوں بھائیوں نے۔۔
پر سامنے عرشیہ کے ہاتھ دیکھ کر وہ خود پر ضبط کر گئے۔۔

مجھے پوری بات بتاؤ کیا بات ہے اور یہ دریاب کس پلان کی" بات کر رہا ہے پورا بتاؤ پلان؟" انہوں نے سنا تھا وہ کہہ رہا تھا تم ہمارا پلان برباد کر دو گی توقیع مجھے تم سے خطرے کی بو آرہی ہے۔۔

توقیع نے عرشیہ کو دیکھا کہ بتاؤ تم مجھ میں ہمت نہیں کچھ بھی بتا دو۔۔وہ کہتی بیڈ پر ڈھے گئی۔۔
صائم زیدی نے آگے بڑھتے ہوئے پانی کا گلاس ایک توقیع کو بڑھ کر دیا دوسرا عرشیہ کو۔۔انہیں اندازہ نہیں تھا کہ بڑوں کی پس پشت اتنا سب کچھ ہو رہا ہے۔۔

دانیال خان کو تو معلوم پڑتا جانے کیا کچھ کر دیتے سب ایک بار پھر تہس نہس ہو جاتا انکی زندگی میں۔کچھ بھی تھا صائم زیدی انہیں کبھی پھر ٹوٹنے نہیں دیں گے بہت مشکل سے سنبھال کر وہ انہیں زندگی کی طرف لوٹا پائے تھے کیسے پھر اس شخص کو برباد ہونے دیتے جن دونوں بہن بھائی نے اسکی زندگی سنوار دی بلکہ انہیں ایک ایسی راہ پر لائے جہاں اللہ کا ساتھ اور سکون قرآن پاک تھا۔

انہیں ایک طرف یہ بھی لگ رہا تھا صائم زیدی احسان چکانے کا وقت آچکا ہے۔وہ مکافات عمل سمجھ کر نہیں احسان چکانے کا رب کی ایک آزمائش سمجھ کر یہ سب سن رہے تھے۔

انکی بیوی نے کہا تھا رب اپنے پیارے بندوں سے مکافات عمل ہونے نہیں دیتے بلکہ انکی اولاد کو نیک صالح بناتے ہیں۔ انکی اولاد کے کردار مضبوط با اخلاق تھے احساس کرنے والے بڑوں چھوٹوں کو عزت دینے والے ماں باپ کی طرح حفظ قرآن تھے۔

وقت آچکا تھا ایک تلخ کڑوا وقت صائم زیدی کیلئے دانیال خان کے احسان چکانے کے۔۔ بیوی کے احسان نہیں چکانے چاہتے تھے کیونکہ وہ ہمیشہ "سائیں کی جان" کے احسان مند رہنا چاہتے تھے۔۔

اللہ کے اور اللہ کے بعد اپنی استاد اپنی بیوی اپنی ہمسفر، انہیں راہ راست پر لانے والے جگنو انہیں تقویٰ کی معنیٰ سمجھانے والی تقویٰ کے احسان مند رہنا چاہتے تھے۔

یہ احسان وہ تب چکانا چاہتے تھے کہ خدانخواستہ اگر انکی نیکی کہیں سے کم پڑیں تو صائم زیدی خدا سے کہہ کر اپنی تمام نیکیاں اپنی بیوی کو دینا چاہیں گے اگر انہوں نے کبھی نیکی کی ہوگی تو وہ نیکی اپنی بیوی کے نام کر دینا چاہتے تھے جنہوں نے انہیں دنیا میں عزت مقام دلایا انکے "لبوں پر" الف سے شروع ہونے والے نام اللہ کا ذکر لائیں۔

انہیں گمراہی سے راہ پر لانے والی انکی زوجہ کو وہ بلند رتبہ دیکھنا چاہتے تھے۔ دنیا آخر میں یہ انکی دلی خواہش تھی جو کہ آج تک تقویٰ بھی نا سن پائی تھی۔۔

وہ کیسے بتاتے اپنی مولانی کو کہ وہ ان سے عشق راہ سے آگے نکل گئے ہیں الفت محبت چاہت پیچھے تھیں اور صائم زیدی تقویٰ کیلئے صراطِ عشق سے گزر کر صراطِ جنون پر چل رہے تھے۔۔

وہ جانے کہاں تھا پھوپھا جان پر اسی سال میں اتنا اندازہ لگا پائی" ہوں دریاب کی باتوں سے کہ آیا ہے۔۔ اور دریاب کو معلوم پڑا ہے انہیں کوئی مارنا چاہتا ہے اسلیے دریاب بھائی چاہتے ہیں انہیں پولیس کے حوالے کر دیں تا کہ وہ جو ادھوری سزا رہ گئی تھی وہ پوری ہو جائے اور وہ موت سے بھی بچ جائیں۔۔" عرشیہ بتاتی ہوئی اچانک بیڈ سے اتر کر گھٹنوں کے بل زمین پر گر کر ٹوٹ کر رونے لگی۔۔

مجھے نہیں بھیجنا انہیں جیل نا ہی انہیں مارنا پھوپھا جان، انہیں کچھ ہوا" دل میرا بھی بند ہو جائے گا۔۔ پلیز پلیز میری مدد کر دیں اللہ کے

بعد ایک آپ دونوں ہیں جن سے میں مدد کیلئے آئی ہوں مجھے خالی ہاتھ نالوٹائیں۔۔

اگر وہ پولیس میں گیا کیس کھلے گا ہماری پھر سے بدنامی ہو گی اس بار شاید ہی مام ڈیڈ بچ پائیں اس صدمے سے۔۔

مجھے یتیم بے سہارہ ہونے سے بچالیں پھوپھا جان۔۔" وہ ایکدم روتی گڑگڑاتی ہوئی انکے پاؤں پر دوپٹے کے ساتھ ہاتھ رکھتی بھیک کیلئے گڑگڑانے لگی۔۔

یہ منظر دیکھ کر اچھے خاصے انسان کا دل پھٹ سکتا تھا کہ انکا جگر گوشہ یوں گڑگڑاتا ہوا پاؤں میں بھیک کیلئے سسک رہا ہے۔۔

عرشیہ!!!" توقیع غصے سے چیخی ایکدم اسکا بازو پکڑ کر اپنے باپ کے پاؤں" سے پیچھے کھینچ گئی۔۔ صائم زیدی تو بے جان ہو کر سکتے میں آ گئے تھے اس بچی رب کی رحمت کے یوں پاؤں میں گرنے پر یوں لگ رہا تھا جیسے انکی وجود کی رگیں اسنے کاٹ دیں ہوں۔۔

چھوڑو مجھے توقیع مجھے بھیک مانگنے دو۔۔ میں نے رب سے مانگی ہے" انہوں نے آپ دونوں کا اشارہ دیا ہے مجھے مدد کی بھیک مانگنے دو۔ مجھے میرے دل بھائی کی جان کی بھیک مانگنے دو۔۔۔

میں بے بس بہن بیٹی ہوں ماں باپ کی زندگیوں کو خطرے کے ڈر سے، باپ کے جھکے سر کے ڈر سے مجھے بھیک مانگنے دو کہ میرے آنسوں سے نا صحیح میری بھیک سے آپ دونوں مجھ پر رحم کھالیں۔۔
میرے ماں باپ کی عزت کا جنازہ نکالنے سے پہلے میرا جنازہ نکال دیں میں یہ برداشت نہیں کر سکتی ورنہ مجھے بھیک میں ساتھ دے دیں۔۔" وہ جھٹکے سے اپنا بازو چھڑوا کر توقیع سے سامنے موجود صائم زیدی کے سامنے ہاتھ جوڑ گئی۔۔

ڈیڈ!!" توقیع کے آنسوں تیزی سے گرنے لگے اسنے التجائیہ نظروں" سے پتھر کے بت بنے باپ کو دیکھا۔۔
صائم زیدی نیچے بیٹھے اور دونوں کے سر کے سر پر ہاتھ رکھ کر پاس کیا اور دونوں کی آنکھوں پر بوسے دیئے ساتھ ہی دونوں کے سر چوم کر عرشیہ کو پاس کرتے سینے سے اسکا سر لگایا۔۔

میرا بچہ بھیک کیوں مانگ رہے ہو؟ تم بھیک مانگنے کیلئے تم ہماری دل" کی شہزادی ہو، ہماری آنکھوں کا سکون تمہاری آنکھوں میں آنسوں نہیں، تمہارے چہرے پر مسکان دیکھنے کے خواہش مند ہیں دعا گو ہیں، کیوں

اپنے ڈیڈ کو تکلیف دے رہی ہو۔۔ میرے پاؤں میں گر کر مجھ جیسے گنہگار کو مزید گنہگار مت بناؤ۔۔ اپنے ڈیڈ سے جان مانگنے کا حق ہے تمہیں۔ مانگوں مجھ سے پر حق سے بھیک سے نہیں۔۔

تمہارے پھوپھا جان سر قلم کر کے تمہارے قدموں میں رکھ دیں گے بتاؤ۔۔۔"عرشیہ ہچکیوں سے روتی انکے گال پر لب رکھتی سینے میں چھپ گئی۔۔

مجھے سر نہیں چاہیے بابا مجھے دلاور چاہیے۔۔ مجھے لا کر دیں نا بابا۔۔"اسکا" روتے ہوئے مانگنے کا انداز ایسا تھا کہ صائم زیدی کا دل جیسے بند ہونے کو آگیا۔۔ آنسوں توانکی آنکھوں کی دہلیز بغیر اجازت کے پار کر کے گرے

۔

اور سے اسکا بابا کہہ کر ہچکی بھرنا انہیں لگا انکا دل پھٹ جائے گا۔۔ سامنے بیٹھی توقیع اپنی جان سے پیاری بہن جیسی دوست کزن کے سر پر بوسہ دیتی اسکے ہاتھ چومنے لگی۔۔

تم اگر جہنم میں بھیجو گی تمہاری خوشیاں لانے کیلئے میں وہاں چلی" جاؤں گی عرشی۔۔"وہ روتی ہوئی بولی۔۔

عرشیہ کو خاموش کرواتے ہوئے صائم زیدی آنکھیں پونچھ رہے تھے تب بیٹی کے الفاظ سن کر چونک کر اسے دیکھا۔۔

اسکے بدلے وہ نا جہنم میں جائیں اسکی بیٹی اسکا جنون کیوں جائے ایسی جگہ جہاں آس پاس کیا دور دور تک اسکا نام بھی سننا وہ نہیں چاہتے تھے۔۔

باپ کی نظریں خود پر دیکھ کر توقیع نے نظریں جھکاتے ہوئے عرشیہ کا ہاتھ تھام لیا مضبوطی سے۔۔۔
مجھ سے ابھی تک کچھ چھپا رہی ہو دونوں؟ پہلے ہی تم دونوں کو مجھے تھپڑ" مارنے چاہیے اتنی بڑی بات گھر والوں سے چھپانے کیلئے اور سب سے بڑھ کر اس گدھے کو مارنا چاہیے جو سب کا باپ بنا پھر رہا ہے۔۔
بتاؤ مجھے صاف صاف سب باتیں اور وہ کہاں رہتا ہے یہ بھی بتاؤ مجھے۔۔" صائم زیدی دونوں کو مصنوعی غصے سے جھڑکتے ہاتھ سے پکڑ کر اٹھالائے اور بیڈ پر واپس اسی جگہ بٹھاتے ہوئے اپنی نشست سنبھال لی۔۔

ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھتے سامنے ان دونوں کو تکتی کسی اندرونی جنگ پہ ضبط کرتی سرخ نیلی آنکھوں کو دیکھا۔۔

میں منتظر ہوں۔۔"صائم زیدی نے دونوں پہ جتایا۔۔"

وہ جب تک دیکھ نالیں خود کیسے یقین کرلیں ہو سکتا ہے کوئی ان کو بیوقوف بنا رہا ہو۔۔

بیٹی کے بدلے کیلئے وہ بھی ہو سکتے ہیں۔۔

وہ مجھے لے جانا چاہتے ہیں۔۔"توقیع نے سر جھکاتے ہوئے سہمے لہجے" میں حلق تر کرتے باپ کو بتایا اور آنکھیں میچلیں۔۔

صائم زیدی نے چونک کر بیٹی کو دیکھا اور عرشیہ نے خوفزدہ ہوتے پھوپھا کو۔۔وہ دل ہی دل میں اللہ سے دعائیں مانگنے لگیں۔۔

کہاں؟"انہوں نے ضبط سے پوچھتے لب آپس میں پیوست کر دیئے۔۔"

ڈیڈ وہ کہہ رہے ہیں وہ مجھے یہاں سے لے جائیں گے اور اس طرح" سب کو تکلیف دیں گے۔۔سب سوچیں گے کہ میں گھر سے بھاگ گئی ہوں اور آپ سب کی بدنامی ہو گی۔۔۔اور اسکی طرح میں بھی اکیلی ہو جاؤں گی۔۔"توقیع بتاتے ہوئے ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رونے لگ گئی۔۔عرشیہ اسے دیکھتی لب کچلنے لگی کہ وہ کتنی مفاد

پرست ہو گئی ہے اپنے لیے وہ اس لڑکی کو یوں تکلیف دے رہی ہے جو پہلے ہی اتنا فیس کر کے بیٹھی ہوئی تھی۔۔

تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ وہ دلاور ہے؟ کوئی بہروپیا بھی تو ہو سکتا ہے نا؟""

صائم زیدی نے اسکی بات سنتے کچھ توقف کے بعد سوال کیا۔

توقیع نے سر اٹھا کر اپنے باپ کو دیکھا۔۔ اور دل خون کے آنسوں رونے لگا کہ وہ انہیں کیسے بتائے اسکی خوشبو اسکا احساس سب کچھ وہی تو تھا۔۔

سب سے بڑھ کر اسکا استحقاق سے چھونا، زبردستی خود میں جذب کر لینے کا جنون۔۔ اذیت دینے کی چاہ وہی تو تھا۔۔

"وہی ہیں ڈیڈ میں نے اسے پاس سے دیکھا ہے۔۔ اسکی آنکھیں چہرہ دریاب بھائی سے ملتا ہے بس اسکے ابرو کے اوپر ایک کٹ کا نشان ہے۔۔" وہ سر جھکائے گویا ہوئی۔۔

"تم سے کب کہا ہے وہ تمہیں لے جانا چاہتے ہیں؟" انہوں نے ایک بات سنتے دوسرا دماغ میں آیا سوال توقیع سے پوچھا۔۔ عرشیہ کو عجیب سے فیلنگز آ رہی تھیں کہ اسکا بھائی زندہ ہے اور اس بابت باتیں ہو رہی ہیں۔۔

کتنی خوشی کی بات ہے آج صائم زیدی اسکے پھوپھا جان کو معلوم ہو گیا کہ دلاور زندہ ہے اور کل کلاں سب کو معلوم ہو جائے گا عرشیہ کا بڑا بھائی زندہ ہے اور وہ بے قصور ہے۔۔

ڈیڈ مجھے سمجھ نہیں آ رہی وہ ہم سے کیا چاہتا ہے۔۔وہ بہت " نفرت کرتا ہے سب سے۔۔۔اسے تو شرمندہ ہونا چاہیے تھا اپنے عمل سے پر وہ آکر کہہ رہا ہے وہ سب کو تڑپائے گا اور اپنوں سے نفرت کرتا ہے۔۔

ڈیڈ عجیب سا رویہ ہے اسکا جیسے کوئی نفسیاتی قسم کا انسان ہو۔۔اور وہ مجھے شروع دن سے کہہ رہے ہیں مجھے لیکر جائیں گے یہاں سے دور اور اگر کوئی بیچ میں آیا تو اسے نقصان پہنچائیں گے۔۔" وہ انہیں بتاتی ہوئی اپنی آنکھیں پونچھنے لگی۔۔

عرشیہ نے لب بھینچ لیے وہ سمجھ گئی تھی ضرور وہ کسی شدید غلط فہمی کا شکار ہو گا تبھی ایسا کر رہا ہے۔۔

اسکا دل یہ تو مان ہی نہیں رہا تھا کہ اسکا دل کچھ غلط کر سکتا ہے۔وہ جانتی تھی ضرور کچھ ہوا ہو گا جس سے سب ناواقف ہوں گے پر دل غلط نہیں ہو گا۔۔

وہ ایک ایسی بہن ایسی لڑکی تھی جسنے اپنے گھر کے ماحول کو دیکھتے اپنے مردوں پر اندھا یقین کیا تھا کہ وہ کبھی غلط کام نہیں کر سکتے۔۔
ساری دنیا جب اسے گنہگار سمجھ رہی تھی، ساری دنیا اسکی پھانسی کے حق میں تھی واحد وہ بہن تھی جسے آج بھی یقین تھا اسکا بھائی بے قصور ہے۔ہاں وہ دنیا کے طنز نفرت سے گھٹ گھٹ کر روتی تکلیف سے چیختی بہت کچھ کہہ جاتی تھی پر اسکا دل گواہی سے رہا تھا اپنے قلب کیلئے۔۔۔

پھوپھا جان مجھے لگتا ہے وہ کسی شدید غلط فہمی کا شکار ہے۔ میرا دل" کرتا ہے وہ گہنگار نہیں آپ پلیز یہ ثابت کر کے دیں۔۔ مجھے بھائی لوٹا دیں۔۔"عرشیہ نے انہیں سوچوں میں دیکھ کر آہستہ سے بھیگی بھاری آواز میں کہا۔۔

صائم زیدی نے چونک کر اسے دیکھا۔۔جو سنہری سرخ آنکھوں سے انہیں التجائیہ دیکھ رہی تھی اسنے اپنے بندھے ہوئے ہاتھ ہونٹوں سے لگا کر رکھے تھے۔ آنسوں برستے ہوئے گال کو بھگو رہے تھے۔۔

دریاب کہہ رہا ہے تم اس سے ملی تھی۔ کیا وہ سچ کہہ رہا ہے؟" انہوں نے عرشیہ کے سر پر ہاتھ رکھے اپنی بیٹی سے پوچھا وہ کچھ جھجھک گئی اور سر اثبات میں ہلاتی ہوئی جھکا گئی۔

کل رات عشی کی حالت کی وجہ سے میں نے دری بھائی کو نہیں" بتایا ورنہ وہ کہہ رہے تھے کہ جب بھی آئے گا بس اسے انفارم کرنا ہے وہیں سے پکڑ لیں گے اور خاموشی سے پولیس کے حوالے کر دیں گے۔۔" اسنے شرمندگی سے نظریں جھکاتے ہوئے بتایا۔۔

اگر میں اس سے ملنا چاہوں تو؟" کچھ توقف کے بعد پوچھا" توقیع عرشیہ نے بیک وقت چونکتے انہیں دیکھا۔
کیسے ڈیڈ وہ اچانک آتا ہے نکاح میں بھی آیا تھا پر وہاں سے بھاگ" گیا اور کل مایوں میں بھی آیا تھا اور پھر اچانک کہیں غائب ہو گیا۔۔ وہ بتا کر نہیں آتا نا ہی مجھے معلوم ہے وہ کہاں ہوتا ہے۔۔
نام سے سب بلاتے ہیں اسے اور دریاب بھائی DK بس اتنا جانتی ہوں کہہ رہے تھے کہ دلشیر خان نام رکھا ہوا ہے اسنے۔۔" توقیع آہستہ سے

انہیں بتا رہی تھی پر عرشیہ پر تو جیسے ساتوں آسمان ٹوٹ پڑے تھے۔۔۔

ڈی کے؟؟؟؟" اسنے یقینی کیلئے حیرت سے توقیع کا رخ اپنی سمیت " کرتے ہوئے پوچھا دونوں باپ بیٹی نے چونک کر عرشیہ کو دیکھا۔۔۔ اب تو کوئی شک و شبہ نہیں تھا۔ وہی دلاور ہے۔۔ وہ دلاور ہی تھا۔۔ ڈی کے دلاور خان۔۔

پھوپھا جان وہ بہروپیا نہیں دلاور ہی ہے۔" وہ اچانک خوشی سے " چیخی۔۔

توقیع نے اسے دیکھا۔۔۔ جسکا چہرہ خوشی سے دہک رہا تھا آنکھوں میں ہزار جگنو دمک رہے تھے وہ جیسے خوشی سے ابھی چیخنا چلانا شروع کر دے گی۔۔

اسکی عادت تھی وہ خوشی سے چیخنا چلانا شور مچانا شروع کر دیتی تھی اور ابھی اچانک ایسی صورتحال میں کچھ تو اسے مل گیا تھا جس سے وہ خود پر بمشکل ضبط کیے بیٹھی تھی۔

کیا ہوا؟ تمہیں کیسے لگا؟" صائم زیدی نے اپنا رخ اسکی طرف " کیا۔

ویٹ!!"عرشیہ نے انہیں رکنے کا کہتے توقیع کی طرف اپنا رخ"
کیا۔۔
کیا تمہیں معلوم ہے توقیع کہ صام نے میرے لیے کل شام کوئی"
مایوں کیلئے ڈریس بھیجا؟"اسنے استفسار کیا۔
پتا نہیں مجھے نہیں معلوم کال کر کے بھائی سے پوچھ لو ہو سکتا ہو دیا ہوا انہوں"
نے پر وہ کل مصروف تھے کافی مجھے نہیں لگتا انہوں نے دیا ہو گا۔"توقیع
الجھتے ہوئے کہا۔۔

عرشیہ شش و پنج میں پڑ گئی۔اگر ابھی صمصام کو سب کے سامنے کال
کر کے پوچھا تو اسنے الٹی سیدھی بات کر لی۔وہ تو سرخ پڑ جائے
شرمندہ الگ ہو جائے۔۔
ہوا کیا ہے میں بھائی سے پوچھ لوں گی تم بات بتاؤ۔"توقیع نے"
اسکا ہاتھ تھام کر کہا۔۔
عرشیہ مسکرا کر آنکھیں پونچھتی ہوئی صائم زیدی کو دیکھنے لگی۔۔۔
پھوپھا جان کل میرا مایوں کا ڈریس اچانک کسی نے کاٹ لیا"
تھا مطلب جگہ جگہ سے کاٹ لیا تھا اسے اور اسکی جگہ گلابی
فراک کو بھیجا تھا مجھے لگا صام نے صرف تنگ کرنے کیلئے

بھیجا ہو گا اور اسکے ساتھ کراؤن بھی تھا جسے میں نے پہن کر بھی دیکھا تھا اور اس پر ایک چٹ لگی تھی مجھے لگا کمپنی کا لوگو ہو گا۔۔

پر اب معلوم پڑا ہے وہ کمپنی کا لوگو نہیں بلکہ میرے دلاور بھائی کی طرف کا تحفہ انکی دعائیں تھیں۔۔وہ بتانا چاہتے تھے کہ اسکا بھائی ابھی زندہ ہے وہ اسکی دعاؤں حفظ کے حصار میں ہے۔۔"وہ بے تحاشہ خوشی سے انہیں بتانے لگی دل جھوم رہا تھا من رقصاں تھا فضاؤں میں۔

چہرے پر ایک خوبصورت مسکان تھی۔۔اسکے بھائی کی دعائیں اسکے ساتھ تھیں۔۔وہ اس سے نفرت نہیں کرتا اسے چاہتا ہے۔

اسے دعائیں دے رہا ہے کپڑے بھیجے اسکی پسند کا فراک۔۔اسے معلوم تھا مجھے گلابی پسند ہے اسے یہ بھی معلوم تھا مجھے پرنسس فراک پسند ہیں۔۔اسنے اسکی مایوں میں اسکا جوڑا بھیج دیا۔۔

اسے دلہن کے بجائے فیری شہزادی بنا کر بھیجا میرج ہال میں۔۔

اسکا دل کہہ رہا تھا چیخیں مار کر توقیع کے سینے سے لگے جانے کیسے حلق تر کرتی وہ ضبط سے بیٹھی تھی۔۔

ورنہ وہ چاہتی تھی وہ خوشی سے قہقہے لگائے اسکا بھائی اسے یاد کرتا ہے اسے پہچان گیا ہے۔ اسکے رب سے مانگی دعائیں قبول پا گئیں اتنی جلدی اسے احساس بخش دیا اسکے بھائی کا۔۔

اسکا دل چاہا رہا تھا ابھی گھر بھاگ جائے اور جا کر اتنا چومے کپڑوں کو سینے میں چھپا دے کہیں، اس نام کو چومے اس تاج کو چومے سینے میں بھینچ لے اسے۔

پر ابھی اس تک پہنچنے میں بڑا وقت درکار تھا جو کہ کچھ گھنٹوں پر محیط رکھتا تھا پر عرشیہ کو سالوں کے برابر لگا۔۔

کیا لکھا تھا چٹ میں؟" صائم زیدی اسکا خوشی سے دہکتا دمکتا" سرخ ہوتا چہرہ دیکھ کر پوچھنے لگے۔۔۔

توقیع خود حیران تھی سب حیران تھے عرشیہ کے مایوں کے جوڑے کی جگہ پر نسس فراک پہن کر آتے دیکھ کر۔۔ پر اسے لگا شاید دریاب نے بہن کیلئے لیا ہو جیسے صمصام صارم اسکے لیے شاپنگ کرتے تھے۔۔

ڈی کے!" وہ کہتی چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر خوشی کو نا سنبھالتی ہوئی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔

"مجھے لگا وہ لوگو ہے پر اسکے باوجود مجھے وہ نام بے انتہا پسند آیا کہ میں نے وہ نام نہیں ہٹایا اس پر سے۔۔ پر اب اللہ کے لاکھ لاکھ شکر ادا کر رہی ہوں کہ میں وہ بیوقوفی نہیں کی اور وہ چٹ پھیکی نہیں۔ وہ دل ہی ہیں پھوپھا جان پلیز ان سے پوچھیں کہ کیا ہے حقیقت۔۔ کس لیے وہ ہم سے ناراض ہیں۔" عرشیہ نے پھر سے التجا کی۔۔

صائم زیدی سوچ میں پڑ گئے۔۔ ایک بار ملنا تو لازمی تھا اس سے۔۔ ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھی توقیع کہ وہ شرمندہ ہونے کے بجائے ایسے نیگیٹوری ایکٹ کیوں رہا تھا۔۔ اور کس حق سے وہ انکی بیٹی کو لیکر جانا چاہتا تھا؟۔۔

"اگر میں تم پر یقین کر لوں میرا بچہ پر ہم یہ کیسے نظر انداز کر سکتے ہیں کہ اسنے دنیا کے سامنے اقرار کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہی ہے گنہگار۔۔۔

اسنے اپنے گناہ کا دنیا کے سامنے اطراف کیا تھا۔۔وہ چھوٹا تو نہیں تھا نوجوان لڑکا تھا اچھا برا جانتا تھا اپنے باپ بہن بھائی کے مستقبل کو بھی جانتا تھا۔۔

مزید سچ ڈی این اے ٹیسٹ اور وہ لڑکوں کے ساتھ۔۔۔

کیسے یقین کر لیں کہ وہ ایسا نہیں؟جبکہ وہ خود اعتراف کر رہا ہے کہ میں ایسا ہوں۔۔"صائم زیدی نے عرشیہ کو حقیقت کا آئینہ دکھایا کہ جذبات سے نہیں ہوش سے سوچنا چاہیے۔۔

وہ جو چاہتی تھی توقیع کی قربانی۔۔۔تو کیسے کرے ایک باپ اپنی بیٹی کی قربانی وہ بھی ایسے شخص کے حوالے جس کا نا دنیا میں وجود ہے نا ہی وہ کردار سے اچھا۔۔

ایسا بھی تو ہو سکتا ہے وہ ہم سے کچھ چھپا رہے ہوں،،کچھ غلط نا کیا ہو صرف خود کو غلط ثابت کیا ہو۔۔"وہ روتی ہوئی بولی۔۔"

چلو میں مان لیتا ہوں پھر ڈی این اے ٹیسٹس رپورٹ؟اسے کیسے جھٹلائیں جو آج بھی اس کیس میں ثبوت کے طور رکھی ہوئی ہیں۔۔

بتاؤ مجھے کیسے اب ثابت کریں اسے؟ ایک تو اسنے خود اعتراف کیا ہے دوسرا اسکا ڈی این اے ٹیسٹ بھی وہی تھا تمہارے ڈیڈ بھی تو تھے نا ساتھ ٹیسٹ کروانے میں پروفیسر تھے تمہارے ڈیڈ کے ساتھ۔۔
کیسے یقین کروں کہ وہ بے قصور ہے اسکے حوالے اپنی بیٹی کر دوں؟ تم خود سوچو کیا اپنی دوست بہن کو ایسے اس کے حوالے کر دو گی جو کہ نفرت میں جی رہا ہے۔۔
میں توقیع کو اسکے حوالے نہیں کر سکتا عشو بیٹا پر میں اپنی پوری کوشش کروں گا اسے سمجھانے کی اس سے حقیقت جاننے کی۔۔۔
اگر تمہیں لگتا ہے تمہارے بھائی بے قصور ہیں تو میں کوشش کروں گا۔۔اب صرف دریاب کو نہیں مجھے بھی شادی میں اسکے آنے کا انتظار ہے۔۔
میں خود بات کرلوں گا اس سے۔۔۔" انہوں نے عرشیہ کو ایک الگ امید کی ڈور تھمائی۔۔وہ خوشی سے انہیں دیکھنے لگی۔۔۔

تھیکیو مائی لولی بابا" وہ ایکدم اٹھ کر صائم زیدی کی پیشانی چومتی انکے کندھے پر" سر ٹکا گئی۔۔

وہ خوش تھی بے انتہا خوش کہ اللہ نے اتنے خوبصورت طریقے سے اسکی دعاؤں کی قبولیت کا حل نکالا تھا۔۔ توقیع نے اپنے ڈیڈ کو بتانے کا فیصلہ کر کے اسے شروع میں خوفزدہ ضرور کر دیا تھا پر وہ کیسے بھول گئی مقابل صائم زیدی تھا اپنی بیٹیوں پر جان چھڑکنے والا۔۔۔ وہ پھوپھا بہت کم کہتی تھی انہیں اکثر بابا کہتی تھی انہیں۔۔ اور صائم زیدی بھی تو اپنی بیٹی کی طرح پیار کرتے تھے اس سے۔۔ صائم زیدی نے اسکی پیشانی چوم لی۔۔

انہیں فخر تھا اپنی بیٹیوں پر کہ وہ اپنوں کیلئے اتنا سوچتی ہیں رشتوں کو اتنی اہمیت دیتی ہیں بلکہ اللہ نے انہیں جائز رشتوں کا پیار ڈالا ناجائز غیر محرموں سے کوسوں دور رکھا انہیں۔۔

پر دریاب کیا کرنے جا رہا تھا اسکی بیٹی کے ساتھ۔۔ وہ تو معصوم تھی محض بیس سال کی سب سے چھوٹی اسکی معصوم گڑیا جیسی بیٹی تھی۔۔

اگر دلاور نا آتا شادی پہ تو کیا وہ اسکی بیٹی سے بدنامی کے ڈر سے شادی کر لیتا؟ یہ جانتے ہوئے بھی کہ اسکا بھائی زندہ ہے۔۔

سر کندھے پر رکھنے کی وجہ سے نظریں سیدھا سامنے بیٹھے وجود پر گئیں۔۔

ایم سوری توقیع۔۔"صائم زیدی سے الگ ہو کر وہ توقیع کو شرمندہ" نظروں سے دیکھنے لگی کہ وہ اپنے مفاد کیلئے اسے ان دیکھی کھائی میں جھونک رہی تھی۔وہ اسکی ہاتھ تھام کر چومنے لگی کہ اس مشکل گھڑی میں کسی سے امید نہیں تھی وہیں اتنا یقین کے قابل بنے تھے یہ رشتے کہ ان سے اتنی بڑی بات شیئر کر کے مدد کیلئے ہاتھ بڑھائے تھے۔۔

کیسی باتیں کر رہی ہو ہوپا گل تم شاید بھول رہی ہو ہم دونوں بہنیں ہیں۔۔جان" مانگتی وہ بھی تمہیں دے دیتی میری جان تم سے قیمتی کوئی جان نہیں۔۔ میرے بھائیوں کے ساتھ تم بھی میرا قلب ہی ہو میری شونا۔۔۔" توقیع اسے اپنے ساتھ لگاتی سر چوم کر بولی۔۔
عرشیہ نے اسے خود میں بھینچ لیا کہ اللہ ایسی دوست ہر کسی کو دے۔۔۔

آج وہ آئے گا؟"صائم زیدی چیئر سے اٹھتے گویا ہوئے۔۔"
نہیں۔۔۔مم۔۔مجھے نہیں لگتا آئیں گے۔"اسنے ہچکچا کر کہا"
عرشیہ صائم زیدی نے اسے چونک کر کچھ دیکھا۔۔

کیوں بیٹا؟" صائم زیدی نے پیار سے پوچھا۔۔ مبادا وہ گھبرا ہی نا"
جائے یا باپ کی تفتیش سمجھے۔۔ عرشیہ تو دلاور کے ذکر پر پور پور
سماعت تھی۔۔
مجھے ایسا لگتا ہے۔۔۔" وہ عرشیہ کو دیکھتی بات گول کر گئی۔۔ جو لڑکی"
بھائی کیلئے اپنے پھوپھا کے پاؤں میں گر سکتی ہے اسکا حال کیا ہو گا
جب اسکی حالت کا سنے گی۔
شاید یہیں چیخنا رونا پیٹنا شروع کر دے یا ہذیانی ہو کر خود کو ہی تکلیف
پہنچانے لگے۔۔

اچھا میں دیکھ لوں گا اٹھو تم دونوں کو پارلر پہنچانا ہے پھر پک کرنا ہے زیادہ"
دیر ہو جائے گی چلو شاباش۔۔" انہوں نے دونوں کیلئے اپنے بازو پھیلائے
عرشیہ تو قسیع ایک دوسرے کو دیکھتی بھاگ کر انکے سینے سے
دائیں بائیں لگیں

وہ مسکراتے انکے شانوں کے گرد حصار ڈال کر باری باری سر چوم کر ڈور کی
سمیت بڑھے۔۔

ڈیڈ میرا موبائل۔۔"اچانک توقیع کو بیڈ پر پھینکا موبائل یاد آیا۔۔اسنے" جلدی سے کہا۔۔۔

اوہ جاؤ لے آؤ!"وہ رک گئے توقیع سر ہلا کر بیڈ کی سمیت بڑھ گئی۔" موبائل اٹھا کر اسنے دیکھا پانچ کالز لگی ہوئی تھیں دریاب کی پر موبائل سائلنٹ پہ تھا۔

آجاؤ بیٹا۔۔"اسے وہیں کھڑے دیکھ کر صائم زیدی بولے۔۔"

جی ڈیڈ دو منٹ۔۔۔"وہ سر ہلاتی ہوئی جلدی سے ٹائپ کر کے انکی طرف" بھاگ آئی اور ہاتھ نیچے کرتے ایک انگلی سے سینڈ کے بٹن پر کلک کیا۔۔۔

کیونکہ ڈیڈ کل انکی حالت کافی سیریس تھی۔۔وہ بخار سے آگ کی" طرح دہک رہے تھے اسلیے مجھے لگا کہ نہیں آئیں گے باقی کچھ نہیں ہے "صرف کل انہیں دیکھا تھا تو وہ بخار میں تھے بری طرح۔۔

صائم زیدی نے میسج ٹون پہ موبائل جیب سے نکالا اور دیکھا تو توقیع کا میسج تھا۔۔وہ سمجھ گئے کچھ ایسا ضرور ہو گا جو کہ وہ عرشیہ کے سامنے نہیں کہہ سکتی اسلیے ایسے آگاہ کر رہی ہو گی۔۔۔

پر میسج پڑھ کر کچھ دیر تو وہ خاموش رہ گئے۔۔۔انہوں نے اپنی بیٹی کا چہرہ دیکھا وہ باپ کو دیکھ کر مسکراتی ہوئی انکے سینے لگ گئی۔۔

صائم نے سکون سے اسے ساتھ لگایا۔۔

اب ایسا کیا کریں وہ کہ یہ شادی رک جائے اور اسکی بیٹی کی زندگی برباد بھی نا ہو۔۔ورنہ دل چاہا رہا تھا ابھی جا کر کالر سے پکڑ کر دریاب کو کھینچ لائے اسے اور جانے کیا کر دے وہ اسکے ساتھ جو کہ جانتے ہوئے کہ اسکا بھائی زندہ ہے اتنی ضد کر رہا تھا نکاح کی وہ بھی اپنی ہی بھابھی سے۔۔ کچھ بھی ہو اگر وہ کیا ہے تو وہ اسکا عمل ہے پر نکاح کے رشتے کا تو احترام کر لیتا پر وہ اتنی گری سوچ کا مالک ہو گا انہیں یقین نہیں آ رہا تھا۔۔

وہ اپنے بیٹوں سے لڑ پڑے تھے اس شخص کے خاطر اگر صمصام یا صارم کو دریاب کی اپنی بہن کے ساتھ اس بلیک میلنگ کا معلوم ہوتا تو وہ جان لے لیتے اسکی۔۔

بہن نہیں بیٹی سمجھ کر دونوں بھائیوں نے پالا تھا اسے، اسکی ذرا سی تکلیف پر وہ دونوں بے سکون ہو جاتے بے سکون بے قرار رہتے جب تک اسکی تکلیف نا ختم ہو جائے۔۔

جس بہن کو وہ بھائی ساری رات بیٹھ کر تھپک کر سلایا کرتے تھے،
دوسرا اسکی مار ضد سہنے کا خود میں جنون رکھتا تھا اس بہن کو وہ لڑکا
اذیت دے رہا تھا جس پر اعتماد کر کے انہوں نے اپنی جان سے پیاری
لاڈو پلی شہزادیوں کو مات دیتی بہن دی تھی۔۔
ناصرف اسکی معصوم بہن سے دھوکے سے شادی کر رہا تھا بلکہ خود تو گنہگار بن
رہا تھا نکاح کے اوپر نکاح سے بلکہ انکی بیٹی کو بھی بنا رہا تھا۔۔
انکے اعتماد کا خون کیا تھا دریاب خان نے۔۔۔ دونوں بھائیوں نے
اعتماد توڑا تھا صائم زیدی کا اپنے باپ کا اپنی ماں کا بلکہ اپنی پھپھو جو انہیں
جان سے زیادہ چاہتی ہیں انہیں بھی دھوکہ دے رہا تھا۔۔

صام صارم تک یہ بات تو ہرگز ابھی نہیں پہنچانی تھی بلکہ توقیع کی
شادی اب صائم زیدی کو ہی رکوانی تھی کسی بھی حال میں۔۔
ورنہ وہ اپنی بیٹی کو ایسی موت نہیں دے سکتے تھے جیسی انکی ماں کی ہوئی تھی،
اللہ نے اسے بچایا کہ انکی زندگی میں تقویٰ آئی اور آج انکی اولاد بھی نیک ہے
ورنہ کیا ہوتا اگر تقویٰ نا ہوتی؟ تو اس جگہ پر انکی بیٹی کے ساتھ خود
کھڑے نا ہوتے۔ وہ انجانی موت مارے جاتے اگر آج انکی بیٹی انہیں
حقیقت نا بتاتی تو کیا ہو جاتا۔۔ پر شکر اسکی بیوی اور اسکی تربیت کا

جنہوں نے وقت پر ہی اپنے باپ پر اعتماد کرتے انہیں حقیقت سے آگاہ کیا۔۔

وہ انہیں لے جا کر گاڑی میں بٹھاتے دلاور کے بارے میں سوچ رہے تھے کہ اگر وہ زندہ تھا تو پولیس نے اسے مرا ہوا کیوں کہا؟ اسکی ڈیڈ باڈی کیوں دکھائی؟ اسکا ڈی این اے کیوں ٹیسٹ کروایا؟

وہ تو یہ بھی کہہ سکتے تھے مجرم بھاگ گیا؟ تاکہ کورٹ آرڈرز دیکر اسے ڈھونڈتی اور اسے واپس سینٹر جیل میں ڈالتے۔ پر ایسا ہوا کیا کہ اسکی ڈیڈ باڈی پیش کر دی گئی۔۔

پر اب ایک نئی پریشانی تھی اس وقت۔۔

اگر انہوں نے شادی روکی تو بھری محفل میں نا صرف دانیال خان کی بدنامی ہوتی بلکہ انکی بھی ہوتی اور انکے بیٹے کی بھی شادی ٹوٹ جاتی۔۔

یہ تو سراسر خودکشی کے برابر تھا ایسے کرنا۔۔ اب وہ کیا کریں اور کس سے مدد مانگے کیونکہ ابھی تو دلاور کو بھی سب کے سامنے لا نہیں سکتے کیونکہ وہ تو خود مطمئن نہیں تھے ابھی، کافی الجھا ہوا تھا اسکا کیس۔ اتنے سال اسکے ماں باپ بھائی بہن حتیٰ کہ ساری دنیا اسے مرا ہوا تسلیم کر رہی تھی، سب اسکے ثبوت دیکھ چکے موت کے اسے دفنا چکے ہمیشہ

کیلئے مٹی تلے، ابھی تک تو اسکا وجود بھی خاک ہو گیا ہو گا۔ کیسے یقین کر لیں کہ وہ زندہ ہو گا۔۔ اچانک اتنے سال بعد وہ آ گیا ہے اور تو اور کوئی ثبوت بھی نہیں کہ وہ دلاور ہے۔۔ اگر وہ دلاور ہے تو جسے دفنایا تھا وہ کون تھا؟

ہو سکتا ہے کوئی دلاور کے بھیس میں گیم کھیل رہا ہو؟ صرف انہیں بدنام کرنے کیلئے۔۔ انکی بیٹیوں نے دریاب سے پوچھنے سے منع کیا ہوا تھا ورنہ وہ سیدھا جاتے دریاب کے پاس۔۔
بھلا یہ کوئی معمولی بات نہیں اسکے بھائی جیسے سالے کا بیٹا تھا انکی بیٹی کا۔۔۔۔۔۔
اپنی جگہ پر بیٹھتے ہوئے انہوں نے گاڑی سٹارٹ کی۔۔

پھوپھا جان اب کیا کریں گے؟" عرشیہ نے پہلو بدلتے ہوئے" انہیں سیٹ پر بیٹھ کر گاڑی اسٹارٹ کرتے دیکھ کر پوچھا۔۔

بیٹا دیکھتا ہوں، کچھ سوچتے ہیں پر ابھی اس بات کو کسی دوسرے کو" معلوم ہونے نہیں دینا۔ بات یہیں ختم کرو کسی کو علم نا ہو اور

بے فکر ہو جاؤ میں کچھ دیکھتا ہوں۔۔" وہ ان دونوں سے کہتے وہاں سے گاڑی لیکر نکل گئے۔۔

توقیع نے عرشیہ کے ہاتھ کو تھام کر لبوں سے لگایا وہیں ڈبڈباتی نظروں سے عرشیہ اسے دیکھتی ہوئی اسکے گلے میں بازو حائل کر کے ساتھ لگاتی اسکے گالوں سے آنسوں سمیٹ کر خود پر ضبط کرنے لگی۔۔

صائم زیدی ان دونوں کو مسکراتی نظروں سے دیکھتے ہوئے کچھ سوچ رہے تھے۔

پہلی بات تو یہ تھی کہ اگر دلاور اسکی بیٹی کو لیکر گیا تو اس سے نا صرف توقیع کی زندگی برباد ہو گی بلکہ عرشیہ کی بھی ہو گی۔ وہ نادان تھی سمجھ نہیں رہی تھی کہ وہ بھائیوں کی جان تھی اس پر آئی آنچ سے وہ دونوں بھڑک جاتے تھے اپنے باپ سے کتنی بار ناراض ہو چکے تھے جسکی وہ بیٹی تھی اگر اسکا بھائی ایسا کچھ کرتا تو اسکی زندگی کیا ہوتی۔۔

رشتے مذاق نہیں نا ہی دو سیکنڈ کے فیصلے پر بندھنے والی ڈور ہے۔ اس ڈور کو باندھتے ہوئے عمریں گزر جاتی ہیں یہ ڈور صرف وقت نہیں مانگتی بلکہ انسان کی توانائی کھینچ لیتی ہے۔ کبھی کبھی تو مضبوط بندھنے کیلئے وجود سے خون چوس لیتی ہے۔

وہ دونوں نادان تھیں پر دریاب تو نادان نہیں تھا اگر دلاور آیا تھا، پھر ایسے ہی تو سوچ کر نہیں آیا ہوگا۔۔

اگر نفرت کرتا ہے تو نفرت میں کچھ بھی کر گزرے گا۔ وہ کیسے جان بوجھ کر اپنی بیٹی ہو آگ کے نذر کرتے وہ بھی اکلوتی بیٹی کو۔۔۔

انہیں کچھ سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا تھا۔۔ پر اب اگر انہوں نے شادی سے انکار کیا تو ظاہر ہے دانیال خان کو دھچکہ لگے گا بلکہ انکی عزت پر بھی حرف اٹھیں گے تماشا بن جائے گا۔۔

کیا کر دیا تھا دریاب نے اتنا اندھا کیسے ہو سکتا ہے اسے پکڑنے کے جنون میں کہ یہ سب کر گزرے بلکہ وہ سوچ سمجھ کر سب کو بتا کر بھی تو اسکا حل نکال سکتا تھا پر اسنے اسکی بیٹی یعنی کہ اپنے بھائی کی بیوی کو ہی نشانے میں لے لیا۔۔

کتنا غلط فیصلہ کر دیا تھا۔۔ صائم زیدی کو خود پر بے انتہا غصہ آرہا تھا کہ اپنوں پر بھی اندھا یقین کرنا اندھیری کھائی میں راستہ تلاش کرنے کے مترادف ہے۔۔

پر توقیع کی شادی تو روکنی تھی، کل رخصتی سے پہلے نکاح طے پایا تھا دریاب کا۔۔

انہوں نے کچھ سوچتے آئینے میں اپنی بیٹی کے معصوم چہرے کو دیکھا، دونوں بھائی مل کر اسکی بیٹی کو ٹارچر کر رہے تھے اور انہیں کانوں کان خبر نہیں تھی اور خدانخواستہ اگر صمصام کو معلوم پڑ جاتا؟

اگر توقیع انہیں بتانے کے بجائے صام کو بتا دیتی تو وہ جوان جوش مار تا خون تھا ضرور غصے میں کچھ الٹا سیدھا کر لیتا اور رشتوں میں خونی جنگ برپا ہو جاتی۔۔

انہیں پارلر کے سامنے ڈراپ کیا، اور انکے اندر جانے تک وہیں کھڑے رہے وہاں موجود پہلے سے تقویٰ کی گاڑی کو دیکھتے وہ پر سکون ہو کر وہاں سے نکل گئے۔۔

کچھ سوچتے انہوں نے موبائل نکالا اور لب بھینچتے ہوئے کافی توقف کے بعد بالآخر اس نمبر پر کال ملا دی۔۔

وہ جانتے تھے یہ صحیح نہیں پر وہ کیا کرتے ہو سکتا ہے انہیں سمجھا جائے ورنہ اسکے علاوہ تو کوئی اور راستہ موجود نہیں تھا۔۔

السلام علیکم زے نصیب کیسے یاد کر لیا آج ڈاکٹر صاحب نے؟""

پہلی کال پر ہی پک کرتے دوسری طرف سلام کے ساتھ طنز کیا گیا۔۔۔

وعلیکم السلام! بہت مشکل میں ہوں کیا مل سکتے ہیں ابھی؟"صائم" زیدی نے کہتے لب بھینچ لیے۔۔۔وہ انکے لہجے میں پریشانی کی رمق گھمبیرتا محسوس کرتے ہوئے چونک گئے۔۔

سب ٹھیک ہے صائم؟"وہ اٹھ کھڑے ہوئے صوفے سے۔۔"

مقابل بیٹھا وجود بھی انہیں پریشان دیکھتے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

کچھ ٹھیک نہیں آپ آئیں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں کسی کے احسان چکانے" کا وقت آگیا ہے اور میں اکیلا کچھ نہیں کر سکتا آپ سے کچھ چاہیے۔۔"وہ کہتے سر سیٹ سے لگا چکے جانتے تھے کیا مانگ رہے ہیں۔۔

میرا سب کچھ تم سب کیلئے ہے کیسی باتیں کر رہے ہو میں ہمیشہ تم" سب کے ساتھ ہوں تم سب کا بھائی ہوں بتاؤ کہاں آنا ہے اپنا بھائی سمجھو مجھے۔۔"انہوں نے بغیر ہچکچائے ہوئے کہا صائم زیدی نے اذیت کے آنکھیں میچیں انکی ملخصی دیکھ کر۔۔

میں مجبور ہوں بھائی۔۔۔ آپ سے نا کہتا اگر میرے پاس۔۔۔۔" بہر حال میں آپ کو ایڈریس بھیج رہا ہوں آپ آجائیں اور آپ کسی کو ساتھ لیکر آنا چاہیں تو لے آئیں مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔"انہوں نے کہتے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔۔

صائم زیدی کا" کسی کو" اشارہ سمجھ کر وہ مقابل پریشان کھڑے وجود کو دیکھنے لگے۔۔

کیا ہوا سب ٹھیک ہے؟"مقابل نے پریشانی سے پوچھا۔۔"

کچھ ٹھیک نہیں لگتا ہے ورنہ یہ وہ شخص ہے مشکل سے مشکل وقت "
میں رب کے شکرانے کرتے گزارتا ہے اب اگر اسنے بلایا ہے تو ضرور
کوئی بڑی بات ہو گی۔۔
چلو میرے ساتھ۔۔۔"موبائل جیب میں ڈالتے وہ کیز اٹھا کر روم
سے نکلتے۔۔
پیچھے کھڑے وجود کا جانے کیوں دل کسی خدشات سے دھڑکا۔۔
لب بھینچ کر وہ روم سے انکے پیچھے ہی نکل گیا۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

(Message)

:عیب
مجھے لوگوں کے عیبوں سے کوئی سروکار نہیں، میں لوگوں کے عیبوں "
سے اس طرح غافل ہوں جیسے تم سوتے وقت غافل ہوتے
"ہو۔۔

:وقت

اگر میں صحیح ہوں تو مجھے ثابت کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر میں برا"
ہوں تو بھی مجھے فکر نہیں وقت نے سب کی گواہی دی ہے تبھی تو تاریخ درج
"ہوئی ہے وقت میری بھی گواہی دے گا جب "کن" فرمایا جائے گا۔

:بربادی، تقدیر

میں کیا کسی کو برباد کروں۔ کسی اور کی بربادی کا سوچنا درحقیقت میری ہی"
بربادی ہے۔ تقدیر کے لکھے پر مجھے کوئی شکوہ نہیں کیوں کہ میں اتنا
"عقلمند نہیں کہ خدا کے ارادے جان سکوں۔

:اندھیرہ

روشنی میں جی رہا تھا اچانک ٹھوکر مار کر اندھیروں میں"
پھینک دیا گیا۔ اب شکوہ کیوں میری گمراہی کا؟ جب دھتکارنے
والے تم ہو۔۔ اب تو عادت ہے اندھیروں کی۔۔ ناامید ہے روشنی
"کی ناہی دلاور خان جیتا ہے امید پر۔۔۔

:ممتا

جانے کیسے کر لیتے ہیں تعریف؟ وہ کیوں خاموش ہیں؟ کیسے کر لیا"
اسنے ممتا کی تعریف کو جھوٹا؟ سنا تھا سسکتا اولاد کا سینا ہے تڑپتی
ممتا ہے۔۔ سنا تھا ممتا کیلئے چڑیا سانپ سے لڑ جاتی ہے۔۔
"پھر میرے پکارنے پر ٹھوکر کیوں ماری گئی؟

:صبر

"وقت کو پیدا کرنے والے کو وقت دیا ہے وہ ضرور وقت بدل دیگا۔"

:نفرت، شور، ہنگامہ، سازش، بیوقوفی

انکا شور کھلاڑی نہیں تماشائی کرتے ہیں۔ ایک خون تھے ایک ساتھ آئے تھے اب سے نہیں ممتا کی کوکھ سے، اب کا نہیں جنم کا ساتھ تھا۔ دونوں کو ایک وجود، ایک قلب کہتے تھے۔۔

جب وہ میرے نا ہو سکے تیرے کیا ہوں گے۔۔

مجھے اتنا بھی کمزور نا سمجھو جتنی تمہاری سوچ ہے۔۔ تمہیں ہر چیز میں حصہ دیا یہ بھی ساتھ کہا تھا عادت مت ڈالنا خود میں۔۔ کیونکہ کچھ ایسے وجود بھی ہیں جن میں حصہ نہیں بن سکتا، پر تم نے تو غلیظ آنکھیں ہی رکھ لیں میری دشمن جاں پہ۔۔

وقت ہے آنکھیں بدل دو دریاب خان، جب میں نے اسکے ساتھ راتیں گزار کر بھی اسے شیشے کی طرح پاک رکھا پھر تم ہوتے کون ہو؟؟ اسکی سمیت نظریں اٹھانے والے کو میں زندہ زمین میں درگور کر دوں قبر بنا کر اسے زندہ دفنا دو اور اسکی چیخوں پر پلٹ کر نا دیکھو دریاب خان! ورنہ اسکی سمیت ابھی سے نظریں بدل لو۔۔

اسے تڑپانے رلانے کا حق صرف اور صرف دلاور خان کو ہے۔۔

:ماضی

"میرا ماضی ایک گہرے سمندر میں گرا ہوا وہ موتی ہے جسکا ملنا
نا ممکن ہے۔ ماضی نام کا مگرمچھ اسے نگل چکا ہے اگر اس مگرمچھ کے پیٹ
کو چیر کر تم موتی لائے بھی تو کیا فائدہ؟ گرنے والے وقت کو تو تم نہیں
لا سکو گے نا ہی میرے ایک رات کے زخم پر تم مرحم لگا سکو
گے"

The one and only important person in DK life:

"تم پر دلاور خان کی جان قربان"

"دل کرتا ہے جب تمہارا نام لوں تو باوضو ہو کر لوں، تمہیں تکلیف دینے والوں
کی زندگی کا نام ہی "تکلیف" کر دوں۔۔ تم واحد جسنے مجھے مجھ سے ملایا ہے"

"دلاورے!" معاً روم میں خیری کی آواز گونجی۔

وہ ناک کر کے روم میں آیا پر وہاں اسکے وجود کو نا پا کر اسنے پکارا۔۔

"میری پیکنگ ہو گئی دلاورے!" وہ اداسی سے بولا۔۔

رات کے اندھیرے میں ٹیرس پر کھڑا، مگ ریلنگ پر رکھے ہاتھ میں قلم تھامے دائری پر میسج لکھ رہا تھا معاً آواز پر اسکا چلتا ہوا ہاتھ رکا اور قلم گر گیا صفحے پر۔۔

اسکی دوسری بات سن کر اسنے آسمان کو دیکھا۔۔

آج بھی چاند ستارے، بادل ہواؤں کا گھیرا تھا اسکے وجود کے گرد، بخار کی پتش کم ہو گئی تھی وہ پر سکون تھا جیسے ہوتا ہے۔۔

دائری بند کرتے اسنے مگ لبوں سے لگالیا۔ اور بازو ریلنگ پر رکھے وہ کچھ جھک گیا۔۔

اتنی جلدی جا رہے ہیں دلاورے؟ ابھی تو تیرے کو یہاں شادی کرنی تھی" اس نیلی آنکھوں والی کرسٹل گرل سے۔۔" اسکی آنکھوں میں توقیع کا سراپا لہرایا۔۔

کتنے خواب سجا لیے تھے اسنے کہ وہ دلاورے کی بیوی بنے گی کتنے حسین لگے گیں ساتھ۔۔ اب اگر وہ یہاں سے جا رہے تھے آج رات ہی تو ظاہر تھا اس کرسٹل گرل کو کوئی اور لے جائے گا۔۔

کہیں اور جگہ کیس ملا ہے وہیں تفتیش کرنی ہے کیس لمبا ہے اسلیے "
تمہیں یہاں چھوڑ کر تو نہیں جا سکتا نا۔۔" اسکی سمیت بغیر دیکھے
جواب دیا۔۔
پھر اس لڑکی کا کیا ہو گا؟ مجھے ایڈریس دو میں کڈنیپ کر کے لاتا "
ہوں۔۔" وہ پاس آ کر منت بھرے لہجے میں کہتا رو پڑا۔۔
چھوڑو اسے۔ اس سے بڑھ کر ہیں دنیا میں اسکی آنکھوں پر اندھے نا ہو "
یہ رنگیلی آنکھوں والے لوگ بے وفا ہوتے ہیں۔۔" وہ مسکرا کر گویا
ہوا۔۔
دلاور مجھے تیرے پر غصہ آ رہا ہے شدید کیوں نہیں لایا تو اسے اپنے ساتھ "
وہ چہرے سے کتنی معصوم تھی کیسے بے وفا ہو سکتی ہے۔۔" وہ روتا ہوا چیخا
اسکی حالت پر دلاور کا بے ساختہ قہقہہ گونجا۔۔

جیکی اسے اٹھا کر ٹرک میں پھینک !" قہقہہ لگاتے اپنی پیٹھ پر مکے "
برداشت کرتے وہ ہنستا ہوا بولا۔۔

میں جا رہا ہوں دلاور پر یاد رکھنا اب کسی کو بھی لاؤ کسی سے بھی شادی کرو "
میرا تم سے کوئی رشتہ نہیں نا ہی میں تمہاری شادی میں آؤں گا۔۔"

اس پر کچھ اثر نا ہوتے دیکھ کر وہ اپنی آنکھیں پونچھتا حتمی فیصلہ کر کے اس سے بولا۔۔

نوازش تمہاری اب نکلو!" مگ ریلنگ پر رکھ کر وہ مڑا تو خیری" اسے شکایتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔
اگر میں اسے اٹھا لایا اور اسنے بھاگنے کی کوشش کی پھر؟" کچھ سوچتے" ہوئے اسنے پوچھا۔۔۔
خیری ایکدم چونکا۔۔" کیسے بھاگے گی دلاور تم سے آج تک کوئی مجرم بھاگ سکتا ہے؟ وہ بھی نہیں بھاگ سکے گی۔۔ اٹھا کر چلتے ہیں پھر بعد میں اسکے ماں باپ سے معافی مانگ لیں گے کہ ہمیں آپکی بیٹی پسند آ گئی تھی اسلیے لے جانا پڑا۔۔" خوش ہوتا وہ اسکا ہاتھ تھام کر گویا ہوا۔۔

اوہ تو اسے مجرم کی طرح قید رکھنا ہو گا۔۔" وہ سوچ میں پڑ گیا۔۔"
اسکے بھائی ہیں دو" اسنے مصنوعی ڈر سے کہا۔۔"
ہاہاہا تم نے پہلوانوں کو دھول چٹائی ہے دونوں بھائیوں سے اپنی محبت کے" لیے نہیں لڑ سکتے کیا؟" خیری قہقہ لگا اٹھا۔۔

ہمم! باقی ساری باتیں ایک طرف پر تمہیں کس نے کہہ دیا میں "
اس سے پیار کرتا ہوں؟" ایک ہاتھ میں ڈائری تھامے دوسرا جیب
میں پھنسا کر وہ ابرو اٹھائے بولا۔۔
اسکے چہرے کے سپاٹ تمسخرہ اڑاتے تاثرات دیکھتے خیری کی
مسکراہٹ سکڑ گئی۔۔

تو کیا تم اسے پسند نہیں کرتے؟" اسنے ڈرتے ہوئے پوچھا۔۔"
ہاہاہاہا کب کہا اسے پسند کرتا ہوں؟ تمہیں پتا ہے مجھے خوفزدہ لوگ "
کافی متاثر کرتے ہیں بس اسے بھی تھوڑا خوفزدہ کر لیا۔۔ اور اسکی نیلی
آنکھوں میں سیاہ خوف کا رنگ مجھے بہلا لیتا تھا بس وہی تمنا پوری
کرتا تھا۔۔
اور ایک بات! وہ دل بہلا سکتی ہے میرا پر دل کو بھا نہیں سکتی۔۔"
وہ کچھ جتا کر اس سے کہتا سر پر ہاتھ پھیر کر بال بکھیرتے ہوئے
مسکراتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔
خیری حیرت زدہ سا اسکی پشت دیکھ رہا تھا۔ کافی دیر وہیں سکتے کے
عالم میں کھڑا رہا۔۔

اور جب ہوش آیا تو گہرا سانس بھر کر ایک آخری نظر
اس ٹیرس پر ڈال کر ریلنگ پر وہ مگ وہی چھوڑے وہاں سے پلٹنے لگا
معاً پھر تھما۔۔۔

کچھ یاد کچھ نشانیاں چھوڑنا بھی ضروری ہوا کرتی ہیں۔۔
اسکی دعا تھی کبھی جو لوٹے واپس یہ مگ اسے یہیں ملے۔۔

اور واپس سے پھر وہ یادیں تازہ ہو جائیں گی۔۔ اسنے مسکراتے ہوئے مگ
کے کنارے پر انگلی پھیری اور ایک نظر ڈالے اداس دل سے
ٹیرس کے ڈور پر تالا لگائے دلاور کے خالی روم کو دیکھنے لگا۔۔
وہ مسافر تھے جیسے آئے تھے ویسے ہی لوٹ کر جا رہے تھے۔ پر اسکا دل
شدت سے چاہتا تھا کہ اس لڑکی کو لے جائیں ساتھ جو خیری
کو ایک نظر میں ہی بے انتہا پسند آئی تھی۔

پر دلاور کی باتیں جب وہ دل ہی بہلا سکتی پھر کیوں کسی کا دل بہلائے؟ وہ تو دل
لگانے کیلئے تھی اس پر تو زندگی قربان کرنی چاہیے۔۔ وہ تو کسی شہزادے
کیلئے تھی جیسے آسمان سے اتری حور۔۔۔۔

چل اوئے الوداع کہنے کا وقت آ گیا ہے۔" جیکی روم میں داخل ہوتا"
روتے ہوئے خیری کو دلاور کے حکم پر اچانک اٹھائے کندھے پر ڈال
کر وہاں سے نکلا۔۔
اور گھر کے باہر کھڑی جیپ میں اسے ڈالا۔۔

ارے یہ تو غصہ ہے ڈی کے!" خیری کے ہاتھ جھٹکنے پر جیکی ہنستے ہوئے"
آفس کا سسٹم ٹرک میں منتقل کرتے دلاور سے بولا۔۔
بیوقوف ہے اور کچھ نہیں!" وہ لاپرواہی سے بولا۔"
دل بڑی کر پھر آؤ گے یہاں ان شاءاللہ۔۔" جیکی نے کندھا پتھپکتے"
ہوئے کہا۔۔
کیا فائدہ تب آنے کا جب وہ کسی اور کی ہو چکی ہو گی۔" وہ سوچ کر سر"
جھٹک گیا۔۔۔
سارے ڈیوائس، کیمرہ ہٹا دو۔" دلاور نے جیکی کو آرڈر دیا۔"

اور وہ خان اور زیدی کے گھر سے؟" وہ سر اثبات میں ہلاتے ہوئے"
اسکے پیچھے آتے ہوئے بولا۔" شاید آج انکے گھر میں کوئی فنکشن تھا

مہندی کا شاید۔۔" جیکی نے ڈیوائس سے تھوڑا بہت سنا تھا اسے آگاہ کیا۔۔

اسکی بات پر تیز تیز چلتے ہوئے قدم اچانک ٹھٹھک کر رک گئے

"!رہنے دو انہیں وہیں"
شاید کبھی اس پر ترس آجائے، یا وہ کوئی ڈیل کر لے میرے "
ساتھ۔۔۔" وہ سوچ کر مسکراتا ہوا بولا۔۔۔

وہیں چل کر سب سے پہلے یہی سسٹم سیٹ کرنا ان دونوں گھر کے اچھے "
رزلٹ آنے چاہیے۔۔" وہ کہتا آفس میں چلا گیا۔۔

اوکے!" جیکی سر ہلاتے اوکے کرتا باہر جیپ کی طرف چلا گیا۔۔۔"
دلاور کہاں ہے؟" گاڑی اسٹارٹ ہوتے دیکھ کر خیری نے حیرت "
سے پوچھا۔۔۔ ٹرک بھی تو اسکے آدمی لیکر چلے گئے تھے وہ کیسے آئے گا اور
کب؟

وہ بعد میں آئے گا ایک کیس کی ڈیل فائنل کر کے۔" اسنے کہتے "
جیپ اسٹارٹ کی اور اگلے لمحے تیز آواز کے ساتھ وہ وہاں سے نکلتی چلی
گئی۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

ہر طرف شور شرابا تھا، سامنے بڑے سے سجے تخت پر دلہنیں
بیٹھی تھیں اور لڑکیاں انہیں ہاتھوں پر مہندی لگا رہی تھیں
جبکہ کا پیٹیشن میں تینوں طرف سے کی ٹیم ڈانس میں ایک
دوسرے کو مات دینے کی جہد وجد میں چوکنانے والی پرفامنس
پیش کر رہی تھیں۔
مہندی کے سونگ گلوکار کی آوازیں ہر سوں بکھری ہوئی تھیں وہ مہندی کلر
کے کپڑوں میں موجود نفیس سے میک اپ میں بے تحاشہ
خوبصورت لگ رہی تھیں۔
تینوں دلہنوں نے سلیولیس بیوٹیشن کے کہنے پر شرٹ پہنی تھیں۔
کیونکہ ارادے مہندی کے پنچ بازوؤں پر لگانے کے تھے تاکہ انکے حسن میں
مزید خوبصورتی چھا جائے۔۔

ایک لڑکی انکے پاؤں پر مہندی لگا رہی تھی تو دوسری ہاتھوں پر۔ شہر کی مہنگی بیوٹیشنز کو بلایا گیا تھا۔

روحا کو تو بے تحاشہ شرم آ رہی تھی سلیولیس بازوؤں سے۔۔ خیر مرد حضرات تو موجود نہیں تھے یہاں صرف لیڈیز ہی تھیں پر شرم حیا تو اسے آنی ہی تھی۔

یہ سوچ ہی کانپ کر رکھ رہی تھی کہ اسکا پور پور شاہو کیلئے سجایا جا رہا ہے اور اسکے پور پور کو وہ سراہے گا۔

عرشیہ کے خیالات کچھ مخلص تھے وہ سوچ رہی تھی کہ وہ اسے اپنے حسن سے پہلے تو بے تحاشہ تڑپائے گی پھر تھوڑی بہت اجازت دے گی اسے کہ وہ اسے سراہ سکے۔۔

البتہ یہ تو طے تھا کہ پہلے تو معافیاں ہی مانگے گا وہ اس سے۔۔

پھر رحم کرے گی اسکی خواہشات پر۔

اور توقیع کو تو بے مقصد مہندی لگ رہی تھی کیونکہ اسکے ڈیڈ نے کہا تھا خاموش رہے کل وہ کچھ کر دیں گے۔ البتہ باذل بھی اکتائی بیٹھی تھی پر اسنے سوچ لیا تھا ان فضول رسموں کیلئے وہ خود کو اتنی اذیت آج نہیں

دے گی بلکہ اسکے ارادے تھوڑی ہی دیر میں گاڑی لیکر گھر چلے جانے کے تھے۔

مجھے کچھ لائیٹ لگاؤ انوشے آپی" سمن اسکے سامنے ہاتھ کر کے گویا ہوئی اسنے" مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔۔۔

انوشے وہاں موجود آہستہ آہستہ سب کو مہندی لگا رہی تھی بلکہ باذل کے کہنے پر لائیٹ سی اسکے پاؤں پر اسنے ہی مہندی لگائی تھی۔

مہندی کا فنکشن عروج پہ تھا ہنسی خوشی قہقہے شور شرابے سے انکے سر میں درد ہونے لگا تھا۔

دولہے بھائی کا نام بتا دیں" بیوٹیشن نے ہتھیلیوں کے بیچ بنی ہارٹ میں" نام لکھنا چاہا تھا اسلیے توقیع کو مخاطب کرنے لگی۔

توقیع نے چونک کر اسے دیکھا۔ اور پھر جھجھکتے ہوئے عرشیہ کو جو بے انتہا آج خوش قہقہے لگا رہی تھی۔

نہیں ہے دولہا!" وہ تلخ لہجے میں گویا ہوئی۔۔"

بیوٹیشن نے حیرت سے اسے دیکھا، دلہن بن کر بیٹھی تھی اور دولہا نہیں تھا ایسے کیسے ممکن تھا۔ کیا یہ شادی اسکی مرضی کے خلاف ہو رہی تھی۔۔

اٹس اوکے میں کسی اور سے پوچھ لیتی ہوں" اسنے نرمی سے کہا اور کچھ " فاصلے پر بیٹھی من کو دیکھا

دد دلاور خان" توقیع نے گھبرا کر سرگوشی میں کہتے دھڑکتے " دل سے آس پاس دیکھا کہیں کسی نے سن تو نہیں لیا۔
ورنہ اگر وہ من سے پوچھ لیتی تو ظاہر ہے وہ دریاب کا نام لیتی اور کیا وہ اپنے دیور کا نام ہاتھوں پر لکھائے؟ کیا یہ کوئی عورت گوارہ کرے گی؟

کتنی بے بس تھی وہ جی چاہا رہا تھا خود کو شوٹ کر دے نا رہی گی توقیع نا ہی ہو گا دلاور کا مہرہ۔۔۔

عشی!"معاً موبائل کان سے لگائے سمن بھاگتی ہوئی عرشیہ کے پاس " آئی۔۔

ہوں۔"وہ متوجہ ہوئی تبھی اسنے اسکی سمیت ہاتھ بڑھا دیا ساتھ ہی"
مہندی خراب ہونے پر منہ بھی بنا لیا۔۔پر اسکے دونوں ہاتھوں پر
مہندی لگتی دیکھ کر وہ اپس کرتی ہوئی موبائل کان سے لگا گئی۔
کون ہے من؟"اسنے سمن سے پوچھا۔"
میں ہوں جانِ من!"دفعتاً موبائل سے اسکی مغرور آواز گونجی"
عرشیہ چونک گئی اور حیرت سے سمن کو دیکھا کہ اتنے مہمانوں
کے بیچ وہ اسکی کال لیکر کیوں اسکے پاس آئی ہے۔۔۔
بیوٹیشن نے مسکراہٹ دباتے ہوئے اسے دیکھا عرشیہ خواہ مخواہ
شرمندہ ہو گئی۔۔
مہندی لگا کر میرے روم میں آنا انتظار کر رہا ہوں۔۔"دوسری"
طرف مزید کچھ کہے بغیر روعب تحکم سے آرڈر ملا اور کال ڈسکنیکٹ
کر دی گئی۔
سبکی کے احساس سے عرشیہ کا چہرہ متغیر ہو گیا پر ان سب
نے اسکی حیا کی سرخی سمجھی۔۔
کیا کہا بھائی نے؟"من نے شرارت سے پوچھا"
کچھ نہیں بس وہ۔۔۔"وہ گڑبڑا گئی بے ساختہ ہی وہاں قہقہے گونجے۔"

اچھا چھوڑو نہیں پوچھتے پرائیویٹ بات بھی ہو سکتی ہے۔" من نے معنی"
خیزی سے آنکھ دبا کر کہا اور وہاں سے قہقہہ لگاتی چلی گئی عرشیہ کا دل کیا
کمینی کو پیچھے سے جوتی مارے جان بوجھ کر اسے شرمندہ کر رہی تھی۔۔

کیا ہوا؟" قہقہوں کے تھمتے اسکے پریشان چہرے کو دیکھتی توقیع نے"
پاس آکر پوچھا۔
بلایا ہے تمہارے نواب بھائی نے۔" وہ جل بھن کر بولی جسے سنتے"
توقیع حیران ہوئی۔ کیونکہ اچانک فنکشن کمبائن کر دیا گیا تھا۔ اسلیے
دلہنیں زیدی ہاؤس میں موجود تھیں اس وقت۔۔
کہاں؟" اسنے الجھتے ہوئے پوچھا اور عرشیہ نے دانت پیس لیے"
اس کمینے کی ڈیمانڈ پہ۔۔۔
اپنے روم میں۔۔" اسنے نظریں پھیرتے ہوئے جواب دیا۔"
اوہ!" جسے سنتے توقیع کے منہ سے بے ساختہ اوہ نکلی اور اسنے"
لب سکیڑ لیے۔
اچھا تو چلی جاؤ مے بی کوئی ضروری کام ہو۔۔" وہ معصومیت سے آنکھیں"
پٹپٹا کر بولی۔۔

ایک جھانپر دوں گی نا اتنے سارے مہمانوں کے بیچ سے جاؤں"
تمہارے بھائی صاحب کے پاس اسکے روم میں تاکہ وہ
میر۔۔۔۔"معاً وہ روانی میں کچھ کہتے کہتے رکی اور توقیع کو دیکھا جو
بے شرمی کے ریکارڈ توڑتی ہوئی غور سے سن رہی تھی عرشیہ کے
خاموش ہونے پر ایکدم کھلکھلا اٹھی۔۔

ڈونٹ وری! آسان سا سلیوشن ہے کہو مام واش روم میں جانا"
ہے پھر بھول بھلا کر انکے روم میں چلی جانا بھائی خوش تم خوش
اور تم دونوں کو خوش دیکھ کر میں بھی خوش۔۔"وہ آنکھ دبا کر بولی۔۔
عرشیہ کے ہاتھوں پر اگر مہندی نا لگی ہوتی تو اسکے بال پکڑ کر کھینچنے لگ
جاتی دونوں بہن بھائی نے اسے اچھے سے امتحان میں ڈالا تھا۔۔
ایک تو سب نے واش روم جانے کے تھرڈ کلاس بہانے کو"
زیادہ ہی بدنام کیا ہوا ہے۔۔ کہو اپنی ساس سے مجھے شرم آرہی ہے۔"وہ
ناک بھنویں سکیڑ کر بولی۔
توقیع نے مسکراہٹ ضبط کی۔۔اور عائشہ مامی کو پکارنے لگیں۔۔

بیوقوف ایسا کرو من کے ساتھ جاؤ!مامی کے ساتھ جاؤ گی تو وہ"
میرے روم میں یا مام کے روم میں لے جائیں گی۔"توقیع نے آہستہ
سے کہا اور ساتھ ہی من کو بلالیا۔۔
یار یہ بھی تو دیکھو اس حلیے میں کیسے جاؤں انکے پاس؟"اسنے"
بے بسی سے سلیولیس بازو اور ٹخنوں کے اوپر پجامے کی طرف اشارہ
دلایا۔۔۔
کچھ نہیں ہوگا بھائی خیال کریں گے پاس نہیں آئیں گے آئی ایم شور بس"
تم جنگلی بلی نا بن جانا اور مہندی کا خاص خیال رکھنا ورنہ سب کو شک
پڑ جانا ہے۔"توقیع جان بوجھ کر ایسی باتوں سے اسے چوکنا کر رہی تھی تاکہ وہ
جھگڑا نا کرے۔۔۔
آگے وہ سوچ کر کھکھلائی عرشیہ کا دل کیا دھموکہ جڑ کر جائے پر وہیں
بے بسی ہاتھوں پر مہندی۔۔۔

چلیں عشی!"من پاس آکر اس سے بولی اسکے ہاتھوں میں خود ہی مہندی"
لگی ہوئی تھی تبھی اسے سہارہ دینے سے تو رہی۔۔
عرشیہ ایکسکیوز کرتی ہوئی وہاں سے اٹھی

میں سیڑھیوں کو نیچے رہوں گی عشی اوپر چلی تو اتنے بڑے فراک "
میں گر جاؤں گی آپ خود جائیں اور جلدی آئیں۔" وہ سیڑھیوں کے
پاس آکر بولی۔۔
اوکے! ایسا کرو میرا دوپٹہ ٹھیک سے آگے رکھو۔" اسنے آگے سے "
دوپٹہ ٹھیک کرنے کا کہا۔۔
من نے بے بسی سے اسکے سامنے ہاتھ کر دیئے۔۔ عرشیہ کا دل
دھڑک گیا۔ پر وہ اس سے کہہ تو نہیں سکتی تھی کہ وہ اس سے
ملنے کیلئے جا رہی ہے۔۔

کل تو رخصتی ہے پر اسے کہاں چین آرہا ہوگا مجھے ذلیل کیے بغیر۔۔" غصے "
سے بڑبڑاتی وہ سیڑھیاں چڑھ رہی تھی ویسے ویسے ہی اسکی دل کی
دھڑکنیں بڑھ رہی تھیں۔۔

مہندی ہے رچنے والی
ہاتھوں میں گہری لالی
کہے سکھیاں، اب کلیاں
ہاتھوں میں کھلنے والی ہیں

تیرے من کو جیون کون ئی خوشیاں ملنے والی ہیں

اوہریالی بنو

اسکے قدم کچھ سیڑھیوں پر ہی تھے جب اچانک سے فضا میں گلوکار کی آواز گونجی اور اسکے ساتھ ہوٹنگ کا ایک طوفان برپا ہو گیا۔۔ عرشیہ نے چونک کر مڑتے ہوئے دیکھا۔۔

تیری مہندی وہ دیکھیں گے

تو اپنا دل رکھ دیں گے

پیروں میں تیرے چپکے سے

!!!!ہریالی بنی

مہندی روپ سنوارے

اومہندی رنگ نکھارے

ہو۔۔۔۔۔

ہریالی بنی کے آنچل میں

اتریں گے تارے۔۔۔

مہندی ہے رچنے والی۔

جہاں کھکھلاتی ہوئی توقیع کو کھینچ کر لے جا رہے تھے باذل کو بھی ساتھ گھسیٹ لیا تھا اسکے نو نو کے باوجود روحا شرما رہی تھی پر چھوڑا اس معصوم کو بھی نہیں۔۔

میں بھی آئی۔۔"اچانک سیڑھیوں کے اختتام پر کھڑی یہ" خوبصورت سا سما دیکھ کر سمن چیخ کر وہاں سے لمبا دوپٹہ اڑاتی ہوئی بھاگی۔۔

ارے من!!"عرشیہ نے ہڑبڑا کر اسے پکارا پر وہ وہاں ڈانس کرتی ہوئی لڑکیوں" کی طرح قہقہہ لگاتی پہنچ چکی تھی اور اپنے بھائی کی شادی میں خوب رنگ برپا کر رہی تھی۔۔

اسنے دھڑکتے دل سے اوپر دیکھا اور پھر نیچے جہاں ہر لڑکی جوش خوشی میں اب جھومنے لگی تھی، نیچے مسکراتی انکی مائیں تالیاں آہستہ آہستہ بجا رہی تھیں
پائل چوڑی کی کھنک سے فضائیہ گنگنانے لگی تھی

معاً اچانک اندھیرا چھا گیا اور اسٹیج پر سپورٹس لائیٹ آن ہوئی
ایک گول دائرہ بنا ہوا تھا لڑکیوں کے ہاتھ میں جلتے ہوئے دیے تھے۔ اور وہ
گول دائرے میں گھومتی گانے کے ساتھ رقصاں تھیں۔۔
اچانک وہ دائرہ ٹوٹا اور بیچ سے راستہ بنا جس پر دور کھڑی ہوئی لڑکیوں
نے وہاں سے گھونگٹ میں کھڑی توقیع روحا کے اوپر پھول
برسانہ شروع کر دیئے۔۔

گھونگٹ میں چاند ہو گا آنچل میں چاندنی۔۔
چپکے سے دیکھے گی ساجن کو سجنی۔۔

گھونگٹ میں چاند ہو گا آنچل میں چاندنی۔۔
چپکے سے دیکھے گی ساجن کو سجنی۔۔

وہ حیران ہوئی توقیع کی پرفامنس پر۔۔

ڈولی چوڑی کنگنا، ہونا ہوا تو میرا ہو گا

میں نے تجھے چاہا دیکھیں گے جو ہوگا سو ہوگا۔

بابل سے کہیو مجھے نا روکے۔
بابل سے کہیو کہ اسکے نا روکے

ڈولی چوڑی کنگنا، ہوانا ہوا تو میرا ہوگا
میں نے تجھے چاہا دیکھیں گے جو ہوگا سو ہوگا۔

عرشیہ نے سرخ ہوتے توقیع کے ہاتھ کے اشارہ پر ہوش کرتے گھبراتے ہوئے قدم اٹھائے پر اسکا چہرہ جیسے سرخ ہو کر خون بہانے لگا تھا۔۔
آج تو تھام لے بیاں میری
شام تو میرا، میں ہوں سیاں تیری

ڈولی چوڑی کنگنا، ہوانا ہوا تو میرا ہوگا
میں نے تجھے چاہا دیکھیں گے جو ہوگا سو ہوگا۔

گھونگٹ میں چاند ہوگا آنچل میں چاندنی۔۔
چپکے سے دیکھے گی ساجن کو سجنی۔

عرشیہ نے آنکھیں میچ کر خود کو پر سکوں کیا اور ایک نظر ریلنگ سے نیچے ڈالی تو اپنی ماں کو حیران پایا اپنی طرف دیکھتے۔۔
اسنے گھبرا کر واش روم کا اشارہ دیا جس پر انہوں نے شاید سکھ کا سانس لیا اور اسے جلد واپس آنے کا اشارہ کیا۔۔
وہ سر ہلاتی ہوئی آگے بڑھی اور دروازے کے سامنے کھڑی ہوئی۔
وہ ابھی کچھ سوچتے کہنی دروازے پر مار کر ناک کرنے ہی والی تھی کہ اچانک سے دروازہ کھلا اور دوسرے لمحے اسکی کہنی کو پکڑ کر اندر کھینچ لیا گیا۔۔
فضا میں پائل کی چھن گونجتی رہی گئی اور دروازہ دوسرے لمحے ٹھاک کے ساتھ بند ہو گیا۔۔ جس رفتار سے وہ روم میں داخل ہوئی تھی اسی رفتار سے کھینچتی ہوئی اسکے بغیر شرٹ کے چوڑے سینے کا حصہ بن گئی۔۔

اسکے سینے سے لگتے عرشیہ کا سر گھوم گیا، وہ کچھ سمجھ ہی نہیں پا رہی تھی یہ اچانک اسکے ساتھ کیا ہوا ہے۔۔

تنہا بیٹھا تھا سوچا تمہیں بھی تنہائی کا حصہ بنالوں۔۔"وہ اپنے دونوں"
بازو اسکی کمر میں باندھتا کھینچ کر حصار مزید تنگ کر گیا۔
حواس بحال کرتے عرشیہ غصے سے اسے گھورتی اسکی نیلی آنکھوں
میں دیکھتی اپنے ہاتھ اس سے دور فضا میں پھیلا گئی۔۔
ایک انگڑائی لیکر دکھاؤ آزاد کر دوں گا۔"وہ اسے کسمساتے دیکھ کر وہ سرگوشی"
میں ادے سے بولا۔
عرشیہ کا چہرہ بے تحاشہ سرخ ہو گیا۔۔

اگر میری مہندی خراب ہوئی تو تمہاری خیر نہیں۔۔"اسنے غصے"
خفت سے نیچی آواز میں مصنوعی غراہٹ سے کہا۔
وہ اسے پاؤں ہاتھ دور رکھنے کی کوشش میں دیکھ کر اسے نزدیک کھنچتا جا رہا
تھا۔۔
چلو مہندی نا صحیح تمہاری حالت خراب کرتا ہوں بچا سکتی"
ہو خود کو تو بچالو۔۔"وہ تمسخرے سے کہتا اپنا چہرہ اسکی گردن میں
چھپالیا۔
عرشیہ کو تو توقع نہیں تھی وہ اسکے ساتھ ایسا کچھ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے
اسے اپنی مہندی کا خوف ستانے لگا۔

مینٹل تو نہیں ہو گئے باہر کتنے مہمان موجود ہیں۔" وہ غصے سے اس سے بولی۔"
صام نے گردن پر لب رکھتے اسکے چہرے کو دیکھا۔
وہ تمہارا سر درد ہے ابھی میرا موڈ خراب مت کرو کل ویسے بھی"
اس سے بڑھ کر ہونے والا ہے کچھ ٹیلر دیکھ کر جاؤ مبادا کل بگڑ ہی نا جاؤ اور
مجھے مجبور زبردستی سے کام لینا پڑے۔" اسنے اسکی چھوٹی سی ناک کو
لبوں سے چھو کر کہا۔

وہ حلق تر کرتی اتنی بے بس ہو گئی تھی کہ اسے اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر دور بھی نا
کر سکی۔۔
اسکے چوڑے سینے شانوں کو دیکھ کر نظریں جھکا دیں

....★☆☆☆☆☆★....

اسکے چوڑے سینے، شانوں کو دیکھ کر شرم سے نظریں جھکا دیں۔۔

شرم آرہی ہے مجھ سے۔۔؟" اسکے چہرے کو اوپر کرتے وہ تمسخرہ اڑاتا" ہوا بولا۔۔ حالاں کہ یہ پوچھنا فضول تھا اپنے سینے میں دھک دھک کرتے دل کی التجائیں وہ واضح سن رہا تھا اور وہ مزید اسے تنگ کرنے کیلئے خود میں جذب کرنا چاہا رہا تھا تاکہ وہ کوئی تو ایکشن لے۔۔ اور اس مرچی کو قبضے میں کرتے ہوئے اسے بے بس کرتے ہوئے اسے بڑا سکون ملتا تھا۔۔

لگتا ہے اکیلے بیٹھ بیٹھ کر مرگی کے دورے پڑنے لگ جاتے" ہیں جا کر جوجو کو بلائیں وہ انگلڑائیاں بھی لیکر دکھائے گی اور آپ کی تنہائی بھی اچھے سے دور کرے گی۔۔

ہونہہ! خوش فہمی کی بھی انتہا ہوتی یہاں تو قصہ ہی الٹا ہے۔۔

شرم!! اور وہ بھی تم سے ہاہاہاہا اچھا مذاق تھا۔۔" معاً وہ قہقہہ لگا کر استہزائیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔ صام جو پہلے اسے تپا کر لطف لینے کے موڈ میں تھا اسکی بات سے اندر ہی اندر خود ہی تپ اٹھا۔

گھور کر اسکی سنہری آنکھوں میں دیکھا۔۔ اسکی نیلی آنکھوں کے
اچانک جھانکنے پر وہ گڑبڑا گئی۔ پر ڈری نہیں نا ہی جھجھکی بلکہ اندر سے خود کو
مضبوط بنا کر ڈب گئی۔۔

اگر تم نے دو سیکنڈ میں مجھے انگڑائی لیکر نہیں دکھائی تو میں"
تمہارے ساتھ اسی حالت میں روم سے باہر نکلوں گا بلکہ سب کے بیچ
سب کے سامنے انجام بن کر تمہارے ہونٹوں کو دردی سے چوم لوں گا اب
فصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے یا تو تم سب کے سامنے میرے ساتھ
چل کر مجھے اپنے ہونٹ چومنے دو یا یہیں انگڑائی لیکر دکھاؤ" وہ اسکے دوپٹے
کو مٹھی میں پکڑ کر لبوں سے لگاتا ہوا اس سے دور ہو گیا۔۔۔

اسکی بے باک بدتمیز گفتگو سے وہ بے تحاشہ سرخ چہرے کے
ساتھ اسکی چوڑی پشت کو گھور رہی تھی۔۔
تم ایک سچ میں پاگل سائیکو جانے کیا کچھ ہو تمہارے سر کا"
پیس پیس سائیکو ہے تم۔۔۔ تم میرا بس چلے گلا گھونٹ دوں
تمہارا۔۔۔" وہ اسکی بات سے بھڑک اٹھی۔۔

وہ تو میں ہوں۔۔" وہ سامنے جا کر صوفے پہ ٹانگ پر ٹانگ "
چڑھائے پھیل کر بیٹھ گیا۔۔
تم تو عزت کے لائق ہی نہیں مجھے آنا ہی نہیں چاہیے تھا میں ہی "
اسٹوپڈ ہوں جو تمہاری پکار پر چلی آئی۔۔" وہ تپ کر تیز لہجے میں بولتی
اپنا دوپٹہ ٹھیک کرنے لگی پر یہ دیکھ کر اسے مزید دھچکہ لگا کہ سر
شانوں سے دوپٹہ غائب اور ہاتھوں میں مہندی کا خیال آتے
چونکنا ہو گئی۔

وہ تو تم ہو!" صام نے مسکراتے ہوئے اسے دوپٹے کی تلاش کرتے دیکھ کر ہاتھ "
بڑھایا
تم۔۔ ممممم چام۔۔۔۔" عرشیہ کا دل کیا اس کے بال نوچ لے اسنے "
کچکچاتے ہوئے دانتوں کے بیچ اسکے نام صام کو چام لیا۔

تمہیں کیا لگتا ہے مسز صمصام! کہ تم میری پکار پر نا آتی تو میں تم "
تک نا پہنچ سکتا؟ شکر کرو عزت سے پہنچ گئی ورنہ میں بھی تمہیں
"یہاں لا سکتا تھا اتنی بڑی بات نہیں جتنا تم شو کر رہی ہو

تمہیں پانا کون سی بڑی بات ہے۔۔" وہ تمسخرے سے کہتا سر جھٹک گیا۔

کاش تمہارا یہ غرور ٹوٹے اور تم مجھے ڈھونڈتے پھرو!" عرشیہ نے لب بھینچ کر سوچتے اسکے چہرے کو دیکھا اسی سمے صام نے بھی نظریں اٹھا کر اسے دیکھتے نظروں سے پاس آنے کا اشارہ دیا۔۔۔

کاش میں تمہارا خون پی سکتی۔۔۔" اچانک ہی اسنے غصے سے سخت مٹھیاں بھینچی صام کی نظریں سیدھا اسکی بھینچیں ہتھیلیوں پر گئیں۔۔ وہ مسرور سا ہو گیا دونوں بازو صوفے کی پشت سے پھیلاتے مزید ریلیکس ہو گیا۔۔۔

خون نا صحیح میرے ہونٹ پی لو مجھے بھی پلا دو تمہارا ہی ہوں۔۔" مخمور نظروں سے اسکے سراپے کو دیکھتے وہ گھمبیر لہجے میں بولا۔۔

وہ حد سے زیادہ بے باک ہو رہا تھا عرشیہ تو اچانک اسکی بات سے سٹپٹا گئی۔۔ کمینہ ایسی باتیں کر کے بھی کس ایٹیٹیوڈ سے رعب جتا رہا تھا۔۔

اسکا دل چاہا چٹکی سے اسکی نیلی آنکھیں پھوڑ دے۔۔

تم انتہائی کے بدتمیز ہو صام۔۔۔" وہ اس پر نیچی آواز میں غرائی۔"

تم انتہائی کی نشیلی ہو لڑکی!" وہ سکون سے بیٹھا اس سے کہتے مسکرایا"
"تمہیں دیکھتے تمہاری انگڑائی کو سوچتے ایک نشہ سر پر سوار ہو جاتا ہے، رواں رواں مسرور ہو جاتا ہے۔۔ میں وہی نشہ چاہتا ہوں جو حقیقت میں سینہ جلائے، نانا کہ سینا خاک کرے۔۔
نا سگریٹ نا شراب نا ہی ڈرگز مجھے تمہارا نشہ کرنا ہے اور میں چاہتا ہوں تم خود اپنی رضامندی سے میرے اعصاب پر یہ نشہ طاری کر دو۔" اسنے اپنی تھائی کی طرف اشارہ دیا بیٹھنے کا۔
وہ تو ہکا بکا اس کنگ کانگ کو دیکھ رہی تھی جسنے اسکی آنکھوں کے سامنے تارے نچا دے تھے وہ شاکڈ کی کیفیت میں تھی۔۔
اور اسے گنگ دیکھے جا رہی تھی صام اسکا دوپٹہ ناک کے قریب کرتا اسکی مہک کو محسوس کرنے لگا جس سے مزید عرشیہ کے وجود میں سرسراہٹ ہونے لگی۔
اسکی پلکیں شرم سے لرز گئیں۔۔۔۔

تم جیسا فضول گو شخص میں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا صمصام" زیدی۔۔" وہ دانت کچکچا کر پھولے تنفس سے بولی یہ بھول کر کہ اسکی مہندی جسے کتنی مشکل سے بچانے کی تگ و دو میں تھی وہ بالکل گھل

چکی تھی آپس میں۔اور یہ مزید سکون بخش رہا تھا صمصام زیدی کو۔

اگر تم میرے علاوہ کسی کو دیکھتی تو تمہارے پاس یہ بندریوں" جیسی آنکھیں آج سلامت نا ہوتیں۔۔"وہ پر سکون ٹھہرے مگر سپاٹ لہجے میں گویا ہوا۔۔
عرشیہ نے اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔۔۔
اوہ ریئلی؟ آں!افسوس ہوا سائیں تمہاری ذہنی حالت جان کربٹ" وہ کیا ہے نا صمصام زیدی میرے آنکھوں تک پہنچنے سے پہلے تمہیں تین نہیں پانچ سینوں سے ٹکرانا پڑتا اور جب تک مجھ تک پہنچتے آئی ایم شیور تم خود خود میں نا رہتے۔۔"وہ مسکراتی استہزائیہ ہنسی۔

آفکورس میں مجھ میں کیسے رہتا؟؟میں تو تمہاری مدہوش کن" پور پور میں بس چکا ہوتا۔۔تمہارے یہ نام نہاد پانچ سینے مجھ تک کیا پہنچتے جب میں خود ہی تمہاری سانسوں میں اتر کر رگوں میں قابض ہو جاتا۔۔"وہ آج جانے کیوں ایسی بہکی سی باتیں کر رہا تھا جس

سے عرشیہ کا پور پور سرخ ہو کر رخسار گلابی ہو کر حیا کی لالی سے تپ گئے۔۔

تم سے بندہ بات کرنے سے بہتر ہے زہر پی لے۔۔"وہ اپنا تنفس بحال" کرنے کی نامحسوس سی کوشش کرتی نچلہ ہونٹ دانتوں میں دبا گئی۔۔
صام نے اسکے سرخ لالی سے سجے رخسار کو دیکھتے ہوئے اسکی ہونٹوں کو دیکھا، اسکے دانتوں میں دبانے پر وہ ہولے سے مسکرایا۔ مبہم سی مسکراہٹ تھی۔
وہ اسکے دوپٹے کے بغیر سجے سراپے کو گہری نظروں سے دیکھتا، ہرے گلابی امتزاج کی گوٹے والی چنری کو اپنے ہاتھ میں پکڑے اسکے وجود کے خدوخال میں کھویا ہوا تھا۔

زہر پر کیوں ستم برپا کرنا چاہتی ہو؟ وہ کچھ نہیں بگاڑ پائے گا تمہارا کیونکہ تم اس" سے زیادہ زہریلی ناگن ہو تمہیں صمصام زیدی مات دے سکتا ہے اور اگر تمہیں زہر کھانے کا زیادہ ہی شوق ہے تو مجھے پی لو میں زہر سے زیادہ خطرناک ہوں ایک دفع تم میں اتر گیا اسکے بعد تمہیں کوئی نہیں بچا سکتا

میری دی ہوئی موت سے۔۔" اسکے الفاظ معنی خیز لہجہ بھاری جبکہ آنکھوں میں اسے دیکھتے ہی دیکھتے خمار کی لالی بکھر گئی تھی۔۔

عرشیہ نے ضبط سے مٹھیاں بھینچیں
آہہ!!!"معاً مٹھی بھینچنے پر اسے جیسے ہی مہندی کا احساس ہوا منہ سے" بے ساختہ ہی چیخ گونج اٹھی جو کہ روم سے باہر نا جانے کی ہمت کرتے وہی دم توڑ گئی۔۔

کیا ہوا؟"وہ اسکی صدمے میں گھری صورت دیکھ تو رہا تھا پر اسے" چڑانے کا موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دے سکتا تھا۔۔

شٹ اپ میری مہندی!!!"وہ ایکدم غصے سے چیختی اچانک ہی کسی" بچی کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔
کتنے شوق سے اپنے ہاتھوں میں مہندی تھی اور اسکا نام بھی چھپایا ہوا تھا اس میں پر پوری مہندی ہی بکھر گئی۔۔۔

عرہ!" اسے روتے دیکھ کر صام ایکدم اپنی جگہ چھوڑتا ہوا تڑپ کر اس" تک ہوا کے جھونکے کی طرح پہنچا۔۔

کیا ہوا دکھاؤ!" اسنے پاس آکر اسکے ہاتھ دیکھنے چاہے جنہیں دیکھتی" ہوئی وہ رو رہی تھی۔۔

دور رہو مجھ سے سب تمہاری وجہ سے ہوا میری سہاگ کی" مہندی خراب کر دی تمنے میری شادی کی مہندی۔۔۔
اب سب مام کو کتنا ٹارچر کریں گے باتیں سنائیں گے کہ انکی بیٹی نے شادی کی مہندی کا یہ حال کر دیا۔۔" وہ روتی ہوئی دکھ سے اپنے ہاتھوں میں بھری مہندی دیکھ رہی تھی۔۔
جبکہ نیچے گانے کی آوازیں آرہی تھیں

یہ تو مہندی ہے مہندی تو رنگ لائے گی

اسکے ہاتھوں سے اسکا نام ہی مٹ گیا مہندی کی خوبصورتی ہی غائب ہو گئی تھی وہاں صرف سرخ رنگ ہی رہ گیا جیسے ساری ارمانوں کی وجود ہی خاک بن کر بکھیر دیا ہو۔۔۔

تمہارا سہاگ تو ابھی زندہ ہے نا۔۔"صام نے اسکے فضول رونے پر" طنز کیا عرشیہ نے تڑپ کر سر اٹھاتے ہوئے انہیں دیکھا۔۔

ساری زندگی صرف بکواس ہی کرتے رہنا۔۔"وہ سپاٹ غصے سے کہتی" بے بسی سے اپنے ہاتھوں کو دیکھتی آنسوں بہانے لگی۔
نہیں میرا تو ایسا کوئی ارادہ نہیں بکواس تم کر لینا میں تمہاری" بکواس کرتے منہ کو حراست میں لے لوں گا۔۔اور مہندی کی ٹینشن نا لو میں نام یہاں سے نہیں بلکہ یہاں سے کل رات ڈھونڈوں گا۔۔۔
جب یہ شدت سے پکار کر دھڑکے گی تب میں اسکی دھڑکن سنوں گا نا کہ بیوقوفوں کی طرح تمہاری ہاتھوں میں نام ڈھونڈتے ہوئے رات گزار لوں گا اور صبح سینا پھیلا کر اٹھوں۔۔"وہ تمسخرے سے

بولتا ہوا اچانک اسکے دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے اسکی سانسیں بند کر دیں اپنے لمس سے۔۔

عرشیہ نے جھٹکے سے اسکا ہاتھ خود سے دور کیا۔۔۔ اسکے چہرے کا رنگ لال انگارہ ہو گیا تھا۔

آنسوں شرم حیا اس بے باک شخص کو دیکھ کر کہیں چھپ گئے آنکھوں میں ہی۔۔ عرشیہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی کہ اچانک اس شخص کو ہو کیا گیا ہے

بہت ضدی ہو پر یاد رکھنا کل رات تمہیں میں نے انگڑائیاں لینے پر" مجبور نا کیا تو میرا نام صمصام زیدی نہیں۔۔" وہ اسکی گردن میں ہاتھ ڈالتے ہوئے بولا۔۔

عرشیہ کا دل بے ساختہ زور سے دھڑکا۔" تمہیں اندازہ ہے باہر میرے ہاتھوں کی مہندی ایسی دیکھ کر کتنی شرمندگی ہو گی باتیں سننے کو ملیں گی۔۔۔

میرا دوپٹہ دو مجھے جانا ہے دیر ہو گئی ہے۔۔" سختی سے بولی۔۔۔

لو۔۔!" صام نے اسکے سامنے دوپٹہ کیا۔۔"

پہناؤ میں کیسے لوں ہاتھ پہلے ہی۔۔۔ سب تمہاری وجہ سے"
صرف ذلیل کرنے کیلئے بلانا تھا وہیں کر دیتے مہندی تو نا خراب
ہوتی۔۔" وہ غصے سے کہتی ڈبڈبائی نظروں سے مہندی کو پھر سے دیکھنے لگی۔

تمہیں کسنے کہا میں نے تمہیں صرف ذلیل کرنے کیلئے بلایا تھا؟"
میں نے تو تمہیں انگڑائیاں لینے کیلئے بلایا تھا اور اب ایک تو تم مجھے
لیکر ہی دکھائوں گی۔۔" وہ پھر سے ضد پر آگیا عرشیہ دیکھ کر گڑبڑا
گئی۔۔

"اپنی فضول فرمائشیں اپنے پاس رکھو میں نہیں۔۔۔۔"
نکلو!!!" ابھی اسکی بات مکمل بھی نہیں ہوئی تھی اچانک وہ غصے سے"
سرد و سپاٹ انداز میں گویا ہوا عرشیہ نے چونک اسے دیکھا۔
سبکی خفت سے اسکا چہرہ تپ کر متغیر ہو گیا۔

" رہنے کا مجھے شوق نہیں جا کر اپنی جوجو کے ساتھ رہو تم تو ہو ہی نفسیاتی۔۔۔۔"
بڑا شوق ہے تمہیں مجھے بار بار نفسیاتی کہنے کا اب بھگتو۔۔۔" وہ غصے سے نیچی آواز"
میں غراتا ہوا ایکدم اسکے بالوں کو مٹھی میں پکڑے عرشیہ کے

اس افتاد کو سمجھنے سے پہلے ہی اپنا بازو اسکی کمر میں حائل کر کے وہ کھینچ کر اسے اپنے سینے سے لگا چکا تھا

"آہ!" وہ لہرا کر جیسے اسکے سینے سے زور سے لگی بے ساختہ منہ سے کراہ نکلی۔۔۔ اسکا دماغ سارا چکرا گیا۔۔

نظروں کی تپش پر اسنے ہڑبڑا کر بغیر سانس بحال کیے آنکھیں کھول کر اسکی غصے سے سرخ ہوتی نظروں کو دیکھا۔۔

"وہ چبا کر سرد لہجے میں گویا ہوا عرشیہ نے نفسیاتی ہوں میں" بے ساختہ حلق نامحسوس انداز میں تر کیا۔ کمر پر انگلیوں کی بے دردی سے سہلاتی ہوئی سرسراہٹ سے اسکا وجود سرد پڑنے لگا۔

وہ شرم سے سرخ لال ہوتی کسمسائی۔۔

"وہ لرزتی ہوئی نظروں سے اسکے ہاتھ کی جارتوں پر پسینے کیا کر رہے ہو۔۔" سے نم ہوتی اس سے مصنوعی غصے میں گویا ہوئی ورنہ تو آواز حلق میں دب رہی تھی۔۔

سائیکو ہوں کچھ بھی کر سکتا ہوں۔۔"وہ اس پہ جتا کر بولا عرشیہ کا" دل زور سے دھڑکا۔ اسنے لبوں پر زبان پھیرتے اسکی غصے والی آنکھوں میں دیکھا۔۔

اچانک وہ سمٹ گئی اس میں جب اسکی انگلیاں رینگتی ہوئی آگے آنے کیلئے حدود توڑنے لگیں اسنے بے ساختہ ہی اسکے سینے کو جائے پناہ بنایا اور اسکے شانوں پر دونوں بازو رکھ دیئے۔۔۔

ایک انگلی کے مفاصلے پر وہ اسکے چہرے پر رک کر اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی، اسکی حرکت پر کہیں تو اسکی گھنی مونچھوں تلے مبہم سی مسکراہٹ تھی۔

اسکی گرم دہکتی سانسیں عرشیہ کو اپنا چہرہ جھلساتی ہوئی محسوس ہوئیں۔۔ صام نے اچانک ہی حملہ کرتے اسکے اس دن رہ جانے والے گال پر اپنے دانت گاڑھ دیئے۔۔

نشان پڑ جائیں گے صام "عرشیہ نے ایک دم بوکھلاتے ہوئے" کہا پر وہ شخص ماننے کیلئے کہاں تیار تھا

اگر چاہتی ہو تم پر میری شدت کے نشان ظاہر نا ہوں آج تو ابھی"
میرے بازوؤں کے حصار میں مجھے انگڑائی لیکر دکھاؤ تاہم میں بھی
پھر شرافت کا مظاہرہ کرو دیگر صورت میں مجھ سے کوئی امید
مت رکھنا کیونکہ آج میرے سر پر جنون سوار ہو گیا ہے نفسیاتی ہونے کا۔۔"
وہ اسکے چہرے سے بغیر دور ہوئے اسکی گردن میں ناک سہلاتا ہوا
ساتھ کہہ رہا تھا۔۔

اسکے لمس سے وہ خشک حلق کے ساتھ بے لچک لہجے میں اسکی
ڈیمانڈ سننے لگی۔ اسکے لمس سے اسکے روم روم میں سرور کی سرد
لہریں اٹھنے لگی پلکیں حیا کا بھوج نا جھیلتے ہوئے شرم سے جھکتی ہوئی
جا رہی تھیں۔۔

اگر میرے ہاتھوں میں مہندی نا ہوتی تو تمہاری اس بے تکی"
"فرمائش پر میں تمہارا۔۔۔۔
تم میرا منہ چوم لیتی نا؟ یہی کہنا چاہتی ہو۔۔ نہایت ہی کوئی"
بے شرم لڑکی ہو شرم نہیں آتی بغیر رخصتی کے اپنے ناسمجھ معصوم باحیا

باکردار شوہر کا منہ چومتے۔" اسکی بات بیچ میں کاٹ کر وہ سر اٹھا کر بولا عرشیہ نے اسکی بات سن کر جھٹکے سے آنکھیں وا کر دیں۔۔ ممممم!!!!!اور باحیا؟؟؟ معصوم نا سمجھ؟؟؟؟" اسکے منہ سے اپنے لیے یہ باتیں سن کر حیرت کا شدید دھچکہ لگا۔ اسکی پوری آنکھیں کھل گئی یوں جیسے صدمے سے پھٹ گئیں۔

پر اسکی آنکھوں میں جیسے ہی دیکھا وہ رک گئی اسکے بالوں میں کاٹنے سے۔۔

دونوں کی آنکھوں میں محبتوں کی معنی خیز لالی تیرنے لگی تھی۔۔۔وہ تو سخت سست سنانے کیلئے آنکھیں وا کر چکی تھی پر اپنی آنکھوں کے بھوجل ہونے کے ساتھ صام کی آنکھوں میں خمار اترتا دیکھ کر اسکی سانسیں تھمنے پر آگئیں۔ اسے جو اسکی فضول گوئی پر طیش آیا تھا اسکی آنکھوں کے پیغام سے جھاگ کی طرح بیٹھ گیا البتہ اسکی جگہ اسکا دل دھک دھک کرتے ڈوبنے لگا اس نیلے سمندر کی مدہوش کرتی لہروں کے پیغام سے۔۔

کیوں تمہیں شک ہے؟" وہ اسکی آنکھوں میں جھانک کر بولا چہرہ"
مزید اسکے قریب کرتے عرشیہ کی پلکیں لرزہ دیں۔
نہیں ہونا چاہیے؟" وہ الٹا سوالیہ بولتی چہرہ سائیڈ موڑ گئی۔"
کیوں ہو رہا ہے شک تمہیں مجھ پر؟؟؟" اسکی کمر پر انگلیوں کی پشت"
سہلاتے ہوئے وہ اسکی جان آدھی کر گیا۔

کیونکہ تم ہو ہی ایسے۔۔" وہ اپنی سانسیں سنبھالنے کی کوشش میں اسکی"
شیو کی چبھن برداشت کر رہی تھی جو کہ آہستہ سے اسے پاگل بنانے کی کوشش
کرتا اسکی سائیڈ گال پر اپنی چبھن والی شیو آہستہ سے سہلاتا ساتھ اپنی
انگلیاں اسکی کمر پر پھیر رہا تھا جس سے وہ نڈھال ہو گئی۔۔

کیا چاہتے ہو۔۔" وہ بے بسی سے بولی اسکا دل اسکے سینے سے باہر نکل رہا"
اس سے زیادہ کی برداشت نہیں تھی اس میں۔۔

وہ تڑپتی ہوئی مچھلی کی طرح اسکے بازوؤں میں سانسیں بھر رہی تھی
تھک کر اسکے شانے پر پیشانی ٹکا کر گہرے سانس بھرنے
لگی۔۔

انگڑائی!" وہ آہستہ سے اسکے کان میں سرگوشی کرتا بالوں کی لٹوں کو کانوں سے "
ہٹا کر اسکی لو پر انگلی پھیرنے لگا۔۔
وہ سٹپٹا کر کسمسائی۔۔۔ کیوں جان نکال رہا تھا اسکی اپنے لمس سے۔۔
پاگل ہو گئے ہو صام کیسے لے سکتی ہوں ایویں آتی ہیں انگڑائی کیا۔۔" وہ غصے "
سے گھورتی ہوئی بولی کتنی بے بسی تھی وہ اپنے ہاتھوں کا استعمال بھی نہیں کر پا رہی تھی
کہ اسے باز رکھے اسکی جان نکالنے سے۔۔

اچھا تو کیسے آتی ہیں مجھے بتاؤ میں وہ بھی کر کے دوں گا۔۔" وہ بالکل "
سیریس سنجیدگی سے بولا۔۔ عرشیہ کو وہ آج تو حقیقت میں پاگل ہی
لگا کوئی ایسی فضول بے تکی فرمائشیں کرتا ہے اپنی منکوحہ سے۔۔

دنیا کے مرد نقوش پر، آنکھوں پر، چال بال، بول، انداز، ادا پر مرتے
ہیں اور ایک یہ حقیقی سائیکو کیس تھا جو کہ اسکی انگڑائی پر مر رہا
تھا۔
جب انسان سو کر اٹھتا ہے تب آتی ہیں انگڑائی۔۔ کیونکہ وہ اپنے وجود سے "
سستی دور کرتے ہیں۔۔" وہ سرخ ہوئی آہستہ سے بولی۔۔۔

تو ہم سو جائیں یہاں پھر میری حصار میں غافل ہو کر"
انگڑائیاں لینا۔۔"اسنے دوسری بے تکی بات کر دی جس سے وہ اندر
تک تلملا گئی۔۔
میرا دل کرتا ہے تمہارا سر پھوڑ کر تمہیں بیڈ کے نیچے پھینک کر ہاتھ"
صاف کر کے جا کر دلہن بن کر بیٹھ جاؤں۔۔"وہ دانت پیس کر
بولی۔۔۔

صام نے سرخ آنکھوں سے اسکے چہرے کی سرخی نقوش کو
دیکھا۔۔
کر لو پھر روح بن کر میں ہر رات تمہارے وجود میں بس کر تمہاری"
ہر سانس کو آسانی سے پی سکوں تمہاری دھڑکنوں کو خود میں
محسوس کر سکوں تمہارے وجود پر قابض ہو کر تمہیں پاگل بنا دوں اور ایسی
جگہ لے جاؤں جہاں میری روح تمہارے وجود کے علاوہ کوئی زی روح
موجود ہی نا ہو۔۔"وہ سرگوشی سے گھمبیر لہجے میں بولا۔۔

اچھا مجھ سے ایک ڈیل کرو۔۔"اسکے کانوں میں بال کی لٹ کو پھنسا کر وہ"
اس سے بولا۔۔

عرشیہ جانتی تھی وہ بزنس مین ہے اس سے ڈیل مہنگی پڑے گی پھر بھی جاننے کیلئے وہ اسے دیکھتی استفسار کرنے لگی "کون سی؟" اسے اپنا لہجہ بوجھل لگا جس سے اسکے چہرے کے خدوخال میں تیزی سے سرخی پھیل گئی۔۔

وہ اپنی ذراسی قربت کے اثرات پر ہولے سے متبسم ہوا۔۔

مجھ سے ڈیل کرو کہ تم روز میرے بازوؤں میں میرے سینے پر سر رکھ کر رات کو سو گی اور مجھ سے ڈیل کرو کہ صبح روز میری ہونٹوں پر ہونٹ رکھ کر بیدار ہو گی اور مجھے بھی کرو گی۔۔
مجھ سے ڈیل کرو میری آنکھوں میں اپنی نیند کے خمار بھری آنکھوں ڈال کر تم میرے ساتھ شرارتیں کرو گی اور مجھ سے یہ بھی ڈیل کرو تم بیدار ہوتے وقت میری طلب کو پورا کرتے انگڑائی لو گی منظور ہے؟
اسکے بدلے میں میں اگلے ایک گھنٹے میں تمہاری مہندی واپس ویسی ہی کر دوں گا جیسی تھی۔۔" وہ سیریس انداز میں گویا ہوا عرشیہ سے اسے دیکھنا محال ہو گیا۔۔
پر وہ دھک دھک دل سے اسے دیکھنے کی کوشش کرنے لگی

تم ایک سچ میں پاگل شخص ہو صمام" وہ اسکی باتیں سن کر رائے دیتی ایکدم"
اسکی گردن میں چہرہ چھپا گئی۔۔
مجھے جواب دو!" وہ شاید سیریس تھا تبھی اسکے بالوں کو پکڑ کر جھٹکے"
سے اسکا چہرہ سامنے کیا۔ عرشیہ اسکی بے دردی پر دہل گئی۔۔
وہ کیا شخص تھا مطلب پرست۔۔۔ اسکی آنکھوں میں سبکی سے نمی
تیر گئی۔۔۔
نہیں کروں گی مجھے دوپٹہ دو میں ایسی ہی ٹھیک ہوں۔۔" وہ بھی غصے سے"
کہتی اسکی آنکھوں میں طیش سے دیکھنے لگی۔۔

ہمم! تو مطلب تمہیں میرا ہر مطالبہ ناگوار ہے؟" وہ اسے مسلسل ہر"
چیز سے انکار کرتا دیکھ کر سرد لہجے میں بولا۔۔

ہاں اور اسکا مجھے نہیں لگتا تمہیں پوچھنا چاہیے مسٹر صمصام کیونکہ"
میں تو ایک ٹشو ایک بندری ضمانت ہوں نا۔۔" وہ یاد کرواتی ہوئی
جتاتی بولی۔۔

صام نے سن کر ایک گہرا سانس بھرا جسکی سانسیں سیدھا اسکے چہرے پر پڑی عرشیہ کو اپنا چہرہ جلتا ہوا محسوس ہوا پر وہ ضبط کر گئی۔۔

دونوں ہی ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے دونوں کی ضد انا زور تھی۔۔ناوہ جھک رہا تھا ناہی عرشیہ۔۔۔

"یہ کیا کر رہے ہو صام اماں سائیں شاہ بیگم سب باہر موجود ہیں" دیکھتے ہی۔۔۔"وہ مزید کچھ کہہ ہی نا سکی کیونکہ وہ اسکے شولڈر سے شرٹ کھسکتا ہوا اسکی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

"یہ میرا سر درد نہیں کہہ دینا اپنے شوہر کے پاس تھی وہ شخص" میری نہیں مان رہا تھا اپنی ہی منمانیوں پر اتر آیا تھا۔"اسنے کندھے اچکائے۔۔

وہ سراسیمگی سے مقابل کو متحیّر دیکھنے لگی۔۔

جب وہ اسکی پشت کی زپ کو ڈھونڈنے لگا عرشیہ کی جان اسکے ہاتھوں میں آ گئی۔۔

اوکے اوکے میں مان لیتی ہوں تمہاری ڈیل۔۔۔مان لیتی ہوں صام" سچی۔۔"اسنے بوکھلا کر زور شور سے ڈیل فائنل کر دی اور سارے ہتھیار گرا دیئے۔۔

صام نے اسکے اچانک ہارنے پر تمسخرے سے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

کرو گی وہ سب ہر روز؟"اسنے ابرو اچکا کر فتح مندی سے پوچھا۔اسنے نچلہ" لب دانتوں میں سختی سے دبا کر سر ہلایا۔۔

چاہے میں سخت یا شدید غصہ ہوں یا ناراض یا خونخوار موڈ میں پر" تمہیں اپنی ڈیل پوری کرنی ہو گی ہر حال میں انڈر سٹینڈ!"اسنے جتایا اور ساتھ فائل ڈسیشن بھی کیا عرشیہ کوئی راہ فرار نا دیکھتی اثبات میں سر ہلا گئی۔۔۔

کمینے تجھے تو ایسے دن کو تارے دکھاؤں گی بس ایک بار آنے دے اپنی زندگی" میں۔۔"وہ اسکے سینے کو دیکھتی لب کچلتی ہوئی سوچ رہی تھی۔۔

"Fine! Now show me your future performance according to the deal"

اسنے دوسرا حکم دیا۔اور اسکے اگلے مطالبے کو سنتے ہی گویا جیسے آسمان ٹوٹ کر اسکے سر پر گرے ہوں۔۔

ہیں؟؟؟ابھی سے کیوں؟؟؟"وہ چیخی۔۔۔"
کیونکہ میں کسی سے بھی ڈیل کرنے سے پہلے مقابل کی کارکردگی ضرور دیکھتا" ہوں۔۔"اسنے لاپرواہی سے کہا جیسے یہ ہونا ہی تھا۔۔
ضبط سے عرشیہ کا سانس پھولنے لگا۔۔
میں بعد میں جو کروں گی دیکھ لینا ابھی میں ایسی کوئی بے غیرتی" نہیں کرنے والی۔۔"وہ حتمی لہجے میں مگر طیش میں تیز لہجے میں جتا کر بولی۔۔

اوکے فائن!خارے کا سودا میں بھی نہیں کرتا ڈیل کینسل۔۔"وہ سیکنڈ" لیے بغیر ڈیل کینسل کرتے ہوئے پھر سے اسکی زپ پہ آگیا۔۔۔

ویٹ ویٹ !! ممم میں اے ایک پرفارمنس دکھاتی ہوں۔۔""
اسنے بوکھلا کر جلدی سے کہا ایک بار پھر اسکے ہاتھ رکے۔۔۔

میں ایک بار کسی سے ڈیل کینسل کروں تو دوبارہ نہیں کرتا اٹس آگینسٹ مائی رولز!" اسنے سپاٹ لہجے میں جتایا۔۔
کمینے میں کوئی ڈیلر نہیں تمہاری بیوی ہوں سائیکو سالے۔۔""
عرشیہ کا دل چاہا چیخ کر کہتی، اسکے منہ پیٹ میں مکے مارے پر وہ بغیر کچھ کہتی التجائی نظروں سے دیکھنے لگی۔۔

میں کوئی ڈیلر نہیں ناہی تمنے مجھے بتایا تھا اس رول کا۔۔" اسنے بیچارگی سے کہا اور یہاں صام کو بھی محسوس ہوئی ناانصافی تبھی سر ہلا گیا۔۔

اوکے شومی کسنگ پرفارمنس!" اسنے حامی بھری اور آرڈر دیا۔"
عرشیہ جو اسکی حامی سنتی سینے پر سر رکھ کر کھڑی کھڑی سونے کی پرفارمنس دیکھانے والی تھی اسکی ڈیمانڈ پر بل کھا کر اچھلی۔۔

واٹ ؟؟؟؟" اسکے منہ سے بے ساختہ ہی چیخ نکلی۔۔۔"
تمہیں انکار ہے؟" اسنے پوچھا کیونکہ اب وہ اسے اپنے رولز سے آگاہ کر چکا"
تھا۔۔
مم میں نے کب کہا ایسا۔۔" وہ ہڑبڑا گئی۔۔ چہرہ کبھی زرد تو کبھی"
سرخ ہو رہا تھا۔
تم شش شرم نہیں آرہی ایسا مطالبہ کرتے ہوئے؟؟؟" اسنے ذرا سی"
کوشش کی۔۔
صام نے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔
وہ کیوں آئے گی؟ میں تو سائیکو ہوں کچھ بھی کر سکتا ہوں۔۔ اگر ابھی یہ ڈیل"
کینسل ہوئی تو اتنا میں بھی جانتا ہوں جب اعصاب پر تھکن سوار
ہو انگڑائیاں خود آجاتی ہیں اور میں دیر نہیں لگاؤں تمہارے پور پور پر
تھکن سوار کرنے سے۔۔" اسکی ابھی بات مکمل ہوئی ہی تھی کہ ایکدم
اچانک جانے کیسے وہ تمام توانائیاں اکٹھی کر کے اسکے پاؤں پر پاؤں
رکھتی اسکی گردن میں اپنے بازو لپیٹ کر ایکدم اسکے چہرے پر جھک گئی
اور اپنی آنکھیں موند کر اپنی حالت سے بے حس ہو گئی۔۔
سواء اسکے لمس اسکے کلوں کی خوشبو اسکے حصار اسکے حاس کو
محسوس کرنے سے وہ اپنی تمام حالت سے ہی غافل ہو چکی تھی۔۔۔

"If you demand a little performance, I will give you my breath.

If you ask me for life, I will give you my soul forever"

وہ اس سے الگ ہوتی سانس بھر کر اسکے کان میں سرگوشی کرنا چاہتی تھی پر اسکے کان پر اپنے لب رکھتی کترانا چاہا کہ اسنے اسکے بہانے کو نظر انداز کرتے چہرہ اپنی سمیت کیا اور پھر سے اسکے بھیگے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھتے دوسرا بازو اسکی کمر میں باندھ کر حصار کو مزید تنگ و سخت کر دیا۔ عرشیہ کی سانس سینے میں دب گئی پر وہ وہ برداشت کر گئی اس حواس جھنجھورتے ہوئے درد کو۔۔

"I want to eat you girl"

اسنے سرگوشی کرتے اسکی پنکھڑیوں جیسے شبنم کی نمی سے بھیگے گلابی لبوں کو جکڑ لیا۔۔

وہ آنکھیں موندیں اسکے حصار میں تھی اسکے حواس اسکا ساتھ چھوڑ چکے تھے وہ اپنی بھیگی بھاری سرگوشیوں سے اسے گمراہ کر چکا تھا۔۔

اپنے نرم لمس سے اسکی آنکھیں کو جھکا دیا اسکی دھڑکنیں سست کر کے اسکی سانسیں خود میں جذب کر رہا تھا اسے کیا ہوش رہتا اس ستمگر کی ستمگری کے بعد۔۔

اسنے اٹھا کر اسے بیڈ پر ڈالا اسکے وجود کی بھینی بھینی خوشبو اسکے قدم ڈگمگانے لگی تھی۔ اسکا ہوش سراپا اسکے جذبات کو شعلہ بن کر بھڑکا رہا تھا۔۔

وہ مبہوت تھا اسکے وجود کو دیکھتے۔۔ جبکہ وہ ہولے ہولے سانس بھرتی آنکھیں موندیں پڑی تھی۔ جب اسنے مسکراتے ہوئے اسکے اطراف میں ہاتھ رکھے۔

عرشیہ نے ذرا سی پلکیں اٹھا کر اسکے چہرے کو دیکھا۔۔

بب باہر۔۔۔"اسنے احساس دلایا پر وہ کہاں سن رہا تھا اسکی۔۔۔" اسکے لبوں پر انگلی پھیرتے اسے خاموش کروایا اور مسکرا دیا اسکا یہ روپ دیکھتے۔۔

باہر کو چھوڑو اندر کیا ہونا ہے اسکا سوچو۔۔" اسنے کہنے کے ساتھ انگلی اسکے
" رخسار پر پھیرتے ہوئے گردن پر پھیرتی اسنے تڑپ کر بے ساختہ
ہی اسکے بیڈ کی چادر کو مٹھیوں میں دبوچ لیا۔۔۔
صام نے متبسم نظروں سے اسکے تڑپتے ہوئے سراپے کو دیکھا اور
آہستہ سے اس پر سایہ بن کر جھکا۔۔
نہیں صام پلیز۔۔۔" وہ ایکدم بوکھلا کر اسکے سینے پر ہاتھ رکھتی گہرے
" گہرے سانس لے رہی تھی۔۔
اسکا سراپا ہولے ہولے کانپنے لگا تھا۔۔ "پلیز ب۔۔باہر سب میری
غیر موجودگی کو محسوس کر چکے ہوں گے۔۔" وہ بھوجل نظروں سے اسے
دیکھتی بھاری آواز میں گویا ہوئی۔۔

تو کہنا اپنے شوہر کے پاس تھی اسے اپنی ڈیل کی پرفارمنس دکھا رہی تھی"
کہ اچانک ہم دونوں کے قدم بہک گئے اور ہم خود میں نہیں رہے بلکہ
ایک دوسرے میں خود کو جذب کرنے لگے۔۔" وہ گھمبیر بھاری
لہجے میں بولا۔۔
اسنے چونک کر اسکی بات کو سنا اور حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔

ابھی اسکا دماغ اسکی بات کا پس مطلب اسے سمجھاتا وہ الجھتی کہ
اچانک اسکی الجھن کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ ایکدم ہی اسکے چہرے پر
جھک گیا۔
اس اچانک افتاد پر وہ گھبرا گئی بے ساختہ اسکے شانوں کو پکڑنا
چاہا پر بے بس سی ہو کر وہ بھی نا کر سکی۔۔
جس پر اسنے مسکراتے ایک پل کو دور ہو کر اسکے چہرے کو دیکھا اور
دوسرے پل ایک ہاتھ سر کے پیچھے رکھتے اسکا چہرہ پاس کرتے
ہوئے اسکی سرخ رنگی ہوئی پنکھڑیوں کو پھر سے سخت قید میں لے
لیا۔ دوسرا بازو آہستہ سے اسکی کمر میں ڈال کر اسے سینے سے لگا
لیا۔۔

اسنے مجبور ہو کر دونوں ہاتھ بیڈ پر رکھے اور صام نے جھٹکے سے کھینچ کر اسے
پاس کرتے اسکی گردن کو ہاتھ کی پکڑ میں لیتے ہوئے اسکی گردن میں
جھک کر جا بجا اپنے لمس کی شدت چھوڑنے لگا۔۔۔
اسکا سانس پھول گیا وہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر اپنے ناخون اسکی
پشت میں جذب کرنے لگی۔۔ جب اسنے پھر سے سرگوشی
کی۔۔

گیو می یور ہول بریتھ !" اسکی گھمبیر سرگوشی کانوں میں بیدار ہوئی اور "
بھیگے لبوں میں اسکی کان کی لو کو پکڑ لیا۔۔
اسکے رگ رگ رواں رواں کانپ گیا لمس سے۔۔

صام۔۔"عرشیہ نے حواسوں کی ڈور کو سختی سے تھامتے ہوئے اسکے "
شانوں کو جکڑا اور اسے ہوش دلانا چاہا۔۔
ص۔صام مام نے دد۔۔ دیکھ لیا تھا مجھے ی۔یہاں آتے۔۔"وہ اسے اپنی "
بات کا مطلب سمجھانا چاہتی تھی دبے الفاظ میں اسکے شانوں کو پکڑ کر
اسے باز رکھا۔۔۔

تو؟؟؟"وہ غصے سے اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔۔"
واٹ تو؟؟؟مام کو شک ہو جائے گا۔۔"اسنے اسکے شانے پر مکا"
مارتے غصے سے کہا۔صام نے اپنے سینے اور شانے کو دیکھا جو کہ دونوں
کے گم ہونے پر مہندی میں رنگ چکا تھا۔۔۔
ناصرف اس پر اسکا رنگ تھا بلکہ صصام زیدی بھی اسکے رنگ
میں رنگ چکا تھا۔۔

ہونے دو ہم کو سا جرم یا غیر قانونی کام کر رہے ہیں سب کرتے ہیں ہم "
نے کر لیا تو اس میں شک کی کیا بات ہے؟" وہ جھڑکتا ہوا بولا۔۔۔
عرشیہ نے دوسرا مکا اس کے سر پر مارا۔۔
میں بیوی نہیں ابھی سائیکو سائیں منکوحہ ہوں اور ضمانت "
بھی۔" اب اسے خود کو ضمانت کہتے کوئی غصہ نہیں تھا ناہی پہلے تھا
کیونکہ وہ کسی اور کی ضمانت نہیں اپنی توقی کی ضمانت تھی جس پر تو جان
بھی قربان تھی تکلیف تو یہ تھی کہ اس شخص نے اسے یہ کہا تھا
اسنے دانت کچکچاتے ہوئے کہا۔۔

واٹ ربش! یہ سب فضول رسمیں ہیں اسلام میں نکاح کا ہی "
فرمان ہے اسلیے ہمارا نکاح ہوا ہے اور تم ضمانت بھی ہو تو میری
مرضی۔۔" وہ اس پر جھکا سنجیدگی سپاٹ پن سے گویا ہوا۔۔
ویسے نام مجھے پسند آیا کیونکہ سائیکی تو تمہیں ہر انداز سے دکھاؤں گا۔ اور "
سائیں تو میں ہوں تمہارا۔۔" ناک اسکی ناک سے سہلا کر وہ
متبسم سا بولا۔۔
وہ اسکے ہونٹوں کی نمی کو دیکھنے لگا۔۔ وہ جھکنے لگا تھا کہ عرشیہ نے ابکی بار ہاتھ
سامنے کر دیئے دیوار کی مانند

جانتی تھی اب جو بہکے تو قدم نہیں سنبھال سکیں گے۔۔

اب تم میری مہندی ٹھیک کرو۔" اسنے جھکی پلکوں کے ساتھ "
کہا۔۔
کیسے کروں مجھ میں ابھی انرجی نہیں مجھے انرجی دو پہلے۔۔" اسنے ہاتھوں کو "
دیکھتے ہوئے کہا۔
صام!!!!" وہ چیخی غصے سے پر صام نے نظر انداز کرتے اسکی کلائیوں کو "
مضبوط ہتھیلی میں پکڑیں اور بیڈ سے لگا دیا۔۔
دوسرے ہاتھ سے اسنے جیب سے موبائل نکال کر ایک نظر اسکی
آنکھوں پر ڈالتے ہوئے ایک نمبر ڈھونڈا اور اس پر کال ملاتے موبائل کان سے
لگاتے جھک کر اسکے ہونٹوں کو نرمی سے چھوا۔۔
صمصام زیدی اسپیکنگ!" دوسری طرف ہیلو سنتے ہوئے اسنے "
ہوش دلایا۔۔
اسکی اسسٹنٹ گڑبڑا گئی۔۔۔"یی۔۔یس سر!" وہ بوکھلائی ہوئی اٹھی اور شور
شرابے سے باہر نکل آئی۔۔
میری بیوی کے ہاتھوں کی مہندی خراب ہو گئی ہے اور اسنے ہاتھوں پر "
ریڈ کلر چھوڑ دیا ہے میں چاہتا ہوں اسے صاف کر کے اسکے ہاتھوں پر

دوسری مہندی لگادی جائے اسلیے تمہارے پاس اونلی تھرٹی سیکنڈ ہیں جلد از جلد مجھے اسکا حل چاہیے اور ہاں بیک ڈور سے میرے روم میں آنا کسی بھی بیوٹیشن کو بھی لاؤ!" وہ روعب اپنے مخصوص تحکم بھرے لہجے میں گویا ہوا۔

اوکے اوکے! سر میں یہی ہوں میں پہنچ رہی ہوں۔" وہ جلدی سے " مودبانہ گویا ہوئی۔۔

صام نے کال ڈسکنیکٹ کر دی اور مسکراتے ہوئے موبائل جیب میں رکھتے اپنا ہاتھ واپس اسکے اطراف میں رکھا۔

ہو گیا تمہارے مسئلے کا حل؟ اب میرا مسئلہ حل کرو میں ڈیل " فائنل کر چکا ہوں اب مجھے ٹیسٹ کرنے دو جس سے میں نے ڈیل کی ہے وہ بندی بھروسے مند ہے یا بے وفا۔" وہ مسکراتے ہوئے لہجے میں بولتا اسکے اسکی لبوں میں چھپی مسکراہٹ دیکھتا آہستہ سے اسکے لبوں کو چھو کر دور ہوا اور پھر سے چھونے لگتا۔۔

وہ اسکی جان مشکل میں ڈال کر اسکے لیے ایک مصیبت پیدا کر گیا تھا۔ ہاتھ دور کرتے ہوئے اسنے دونوں بازو اسکی کمر میں ڈالے اور دوسرے ہی لمحے جھٹکے سے کروٹ بدلی جسکے ساتھ ہی وہ نیچے اور عرشیہ اسکے چوڑے سینے پر آ گئی تھی۔۔

وہ مدہوش سا بازو اسکی گردن میں ڈال کر اسکے فرار کے تمام راستے مسدود کر کے اسکی طرح خود بھی آنکھیں موند گیا۔۔

بیڈ پر پڑے ریموٹ کا استعمال کرتے ہوئے اسنے روم میں اندھیرا کر دیا۔ اور اسکی سانسوں دھڑکنوں کو خود میں آہستہ آہستہ جذب کرتا جا رہا تھا۔

پر یہ سلسلہ زیادہ دیر تک نا چل سکا اچانک دروازے پر ہوئی مدھم ناک سے روم میں چھائے طلسم فسوں کو توڑ کر بکھیر دیا۔

"صام نے بدمزہ ہوتے ہوئے آنکھیں کھولیں پر اسکی جگہ کون؟؟؟"

عرشیہ نے پوچھا

اپنی اسسٹنٹ کی گڑبڑائی ہوئی آواز سنتے اسنے اپنے سینے پر پڑے ہوئے کانپتے ہوئے وجود کو تھاما اور اٹھ بیٹھتے اسکے چہرے سے بال سنوارے۔۔

"کل یہیں سے شروع کریں گے۔۔" وہ اسکے دونوں گال چوم کر اسکے لبوں کو خشک کرتا ہوا آنکھیں چوم گیا۔۔

عرشیہ نے بند آنکھوں سے اپنا سر اسکے شانے پر رکھا اور دھک دھک کرتے دل کے ساتھ اپنا تنفس بحال کرنے لگی۔

میرے ارادے تو نہیں تھے تمہاری حالت غیر کرنے کے پر کیا"
کرتا تمہیں دیکھتے میرا ایمان ڈگمگا جاتا ہے۔۔ اچھا ہوتا اگر تمہاری
جگہ جوجو کو اڈوپٹ کر لیتا۔۔" وہ بیڈ پر اسے ڈال کر چہرے پر پھونک
مارتے ہوئے لائیٹ آن کر کے دوپٹہ اس پر پھینک کر خود باتھ روم میں
بند ہو گیا۔۔

عرشیہ جلدی سے اٹھ کر بیڈ سائیڈ ٹیبل پر رکھے پانی کے جگ کو
اٹھائے منہ سے لگا کر پانی پینے لگی
یس کم ان" دوسرے بار ناک ہونے اسنے اجازت دی اسسٹنٹ"
بیوٹیشن کے ساتھ اسکے روم میں سلام کر کے مؤدب داخل ہوئیں۔۔

عرشیہ نے گڑبڑا کر جگ نیچے رکھا جبکہ وہ اسکی حرکت پر کچھ
بوکھلائیں اسے جگ پانی کا پیتے دیکھ کر۔۔
پر اپنے صاحب کی مسز ہونے کی وجہ سے وہ خاموش رہیں۔۔
صاحب کہاں ہیں میم؟" اسسٹنٹ نے کچھ جھجھکتے ہوئے پوچھا۔" وو۔۔ وہ"
باہر ہے" عرشیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

عشی!!!" اسی وقت توقیع اسکی اتنی دیر غیر حاضری پر پکارتی ہوئی وہاں آئی"
پر مقابل کھڑی عرشیہ کا حال دیکھ کر اسکے منہ سے
بے ساختہ ہی زوردار قہقہہ نکلا۔۔۔
پاگل لڑکی یہ کیا کیا ہوا ہے مہندی میں کھیلی ہو کیا؟" اسکے"
کپڑوں بازوؤں کو مہندی سے رنگا دیکھتی وہ ہنستی ہوئی اسکے پاس آئی اور اسے
اشارہ دیتے ہوئے آئینے کے سامنے لائی۔۔۔
عرشیہ نے جیسے پلکیں اٹھائیں اسکا دل دھک سے رہ گیا۔
ہونٹوں سے غائب لپسٹک بکھرا حال، بھاری پلکیں بازو رنگے ہوئے
کندھوں پر جگہ جگہ مہندی کے نشان۔۔

یہ سب تمہارے اس سائیکو بھائی کی وجہ سے ہوا ہے۔۔" وہ"
ضبط سے مٹھیاں بھینچ کر شرمندگی سے بولی۔۔
پاگل!" توقیع نے بوکھلا کر اسکے اسے خاموش رہنے کا کہا۔"
بھائی کہاں ہیں؟" توقیع نے پوچھا عرشیہ سٹپٹا گئی۔"
کیسے بتاتی اتنی دیر اسکے ساتھ ہی روم میں تھی یا وہ ابھی باتھ روم میں ہیں۔۔
کیا سمجھتی وہ انکے بارے میں۔۔۔

وو۔۔وہ باہر گئے ہوئے ہیں کافی دیر ہوئی ہے م۔۔ میں تو یہ ٹھیک کرنے کی"
کوشش میں مزید خراب کر گئی اب کیسے ٹھیک ہو گا۔"اسکی
صورت رونے جیسی ہو گئی اسکی ماں یا کوئی اسکا حال دیکھتیں تو کیا
کہتیں۔۔

ڈونٹ وری میم سب ٹھیک ہو جائے گا آپ پلیز جا کر واش کر"
آئیں ہاتھ اور بازو۔۔"بیوٹیشن نے ٹیبل پر باکس سے مطلوبہ سامان
نکالتے ہوئے کہا
توقیع نے انہیں دیکھتے عرشیہ سے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔
انہوں نے بھیجی ہیں۔۔"وہ آہستہ سے بولی۔۔"

اوہ!انہوں نے۔"اسکے منہ سے انہوں نے سن کر وہ کھکھلا اٹھی۔۔"
شٹ اپ توقی میرا موڈ خراب ہے اس وقت مام نے مجھے دیکھ"
لیا تھا آتے ہوئے اب۔۔"وہ رونے جیسی ہو گئی۔۔

ڈونٹ وری یار کچھ نہیں ہوگا مامی جان کو آتے ہوئے کہہ کر آئی تھی تمہیں"
پرابلم ہے۔۔"اسنے اسے ریلیکس کرنے کیلئے حوصلہ دیا۔۔
کیسی پرابلم؟"عرشیہ نے نا سمجھی سے پوچھا توقیع سٹپٹائی۔۔۔"
بتاؤ!"اسنے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔۔"
تبھی ان لڑکیوں کا خیال کرتی توقی آہستہ سے اسکے کان میں سرگوشی سے
بولی۔۔۔
گرلز پرابلم ہاہاہا۔۔۔"اسنے کہنے کے ساتھ ہی قہقہہ لگایا۔۔"
عرشیہ کا چہرہ تپ اٹھا۔۔
دونوں بہن بھائی ایک جیسے کمینے ہو۔۔"وہ مٹھیاں بھینچ گئی۔۔۔"
جی بس کیا کریں ہم دونوں کو آپکی صحبت جو میسر ہے۔۔"اسنے آنکھیں"
پٹپٹاتے ہوئے کہا اور اسکا بازو پکڑ کر اسے دروازے کی طرف دھکیلا۔۔

جلدی کرو مام پرابلم کا سلیوشن نالیکر آجائیں۔۔"وہ ہنستے ہوئے بولی۔۔"
اور عرشیہ کی جان ہاتھوں میں آگئی کہ اندر تو وہ کنگ کانگ موجود
ہے۔۔

پپ پر یہیں پانی پڑا ہے صاف کر لیتے ہیں نا۔۔" اسنے جگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے وہاں جانے لگی پر توقیع نے اسکے قدم روکتے ہوئے بازو پکڑ کر اسکا رخ باتھ روم کی طرف کیا۔۔

سچی میں عشو جلدی کرو قسمے مامی سخت پریشان ہیں ابھی ہی یہاں پہنچ" جائیں گی پھر کوئی نہیں بچا پائے گا تمہیں۔۔" اسنے کہنے کے ساتھ عرشیہ کو ڈور کھول کر اندر دھکیلتے ہوئے دروازہ بند کیا۔۔

جلد واش کر کے باہر آؤ جب تک میں میک اپ کٹ لیکر" آتی ہوں۔" وہ کہتی باہر چلی گئی اور اسسٹنٹ بیوٹیشن روم میں صوفے پر خاموشی سے بیٹھی تھیں۔۔
جبکہ عرشیہ آنکھیں میچے دھک دھک دل کانپتی ہوئی سرخ کھڑی تھی۔۔۔
یاد آرہی تھی کیا میری؟" اچانک پیچھے کھڑے وجود نے اسکے کمر" میں بازو کا حصار ڈالتے ہوئے شانے پر ٹھوڑی ٹکائی اور آہستہ سے کھینچ کر اسکی پشت سینے سے لگا دی۔۔

نن۔۔ نہیں میں یہ واش کرنے آئی ہوں صام آواز مت کرو میں" نے انہیں کہا ہے تم باہر ہو۔۔" وہ آہستہ مدھم سی سرگوشی میں بولتی اسکا حصار توڑنے لگی۔۔

لگتا ہے آج سب ہمیں ملانے کے موڈ میں ہیں۔۔" وہ سن چکا تھا" اسکی باتیں۔ اور اب اپنی بہن کے سامنے روم سے نکلنے سے تو رہا۔۔
صام تنگ مت کرو مجھے واش کرنے دو۔۔" وہ کوئی بدمزگی نہیں" چاہتی تھی ناہی اسکی مزید کوئی جارتیں سہنے کی اس میں اب سکت تھی کسمسا کر حصار توڑتی ہوئی سنک کے سامنے آگئی۔۔۔

پر اچانک پیچھے پشت پر وہ بھی آگیا اور اسکا سفید دودھیا چوڑا مردانہ سینا وہ دیکھتی پلکیں حیا سے جھکا گئی۔۔

میں نے تمہیں تو نہیں روکا تم اپنا کام کرو میں اپنا۔۔" وہ پھر سے" اسکی کمر میں حصار ڈالتا ہوا اسکی جان مشکل میں کر گیا۔ پر وہ خود پر ضبط کرتی ہینڈ شاور جو شاید وہ باتھ کیلئے سیٹ کر چکا تھا اسے پکڑا۔۔

صام نے دیکھتے اسکی گردن پر اپنے لب رکھ کر اسکے ہاتھ سے وہ واپس سنک میں گرا دیا۔۔

کیا ہوا؟" اسنے سرگوشی میں پوچھا پر وہ نفی کرتی لب دانتوں میں دبا" کر کانپتے ہوئے ہاتھوں سے پھر اٹھانے لگی اور اس باہر اٹھا کر اسنے لرزتے، شاور آن کیا اور اپنے بازو واش کرنے چاہا پر وہ کیسے کرتی۔۔

شاور پکڑتی یا بازو واش کرے۔۔ اسنے بے بس ہوتے ہوئے آئینے میں اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھا۔۔

میرا دل بھیگنے کو چاہ رہا ہے تمہارے سنگ!" سوگوشی کرتا وہ بازو پر" انگلیاں پھیرتے ہوئے اسکے بازو سے مہندی صاف کرنے لگا جبکہ پانی کی ٹھنڈک میں اسکی انگلیوں کے لمس، گردن پر ہونٹوں کی سرسراہٹ سے وہ نڈھال ہو کر ہمت ہی ہار گئی اور سنک کو مضبوطی سے پکڑا۔۔۔

صام کچھ تو خیال کرو باہر تمہاری بہن آنے والی ہے۔۔" اسنے شرم دلانی" چاہیے حالانکہ وہ تو شرم بھول چکا تھا کہ یہ کس بلا کا نام ہے۔۔

ہم اندر ہیں اور وہ باہر اسے کیا پتا اسکا بھائی کہاں ہے یا اسکی بھابھی"
مصیبت میں ہے۔۔"اسنے مسکراتے ہوئے شاور آن کرتے اسکے بازو
خود ہی صاف کرنے لگا۔

اگر مجھے اکیلی سمجھ کر اندر آ گئی تو؟"وہ اسکے چہرے کو آئینے میں دیکھتی"
خدشات سے بولی۔۔
جتنا وہ خوبصورت تھا اتنا ہی وہ جان گئی تھی کہ خبیث ہے۔۔

میں ڈور لاک کر چکا ہوں ڈونٹ وری صرف ہم دونوں ہیں یہاں۔۔""
اسنے جتاتی مسکراہٹ لبوں پر سجاتے اسکی آنکھوں میں دیکھا
اسکا دوسرہ بازو واش کرنے لگا۔۔

عرشیہ آئینے میں اسکے چہرے چوڑے بازوؤں کو دیکھ رہی تھی۔اسنے
واش ہوئے ہاتھ سے اچانک اسکی ناک پکڑ لی۔۔۔
ری ایکشن پر صام نے اچانک ہی شاور اسکے منہ پر ڈالا وہ ہڑبڑا کر چیخ
جاتی اگر بروقت وہ اسکے منہ پر ہاتھ نا رکھ لیتا۔۔

تم!!!" وہ ابھی کچھ تیز لہجے میں کہتی یا چیختی صام نے اسکے ہونٹوں پر انگلی "
رکھی۔۔
شششش!!!" وہ اسے خاموش کرواتا ہوا ٹاول اٹھا کر اسکے بازو خشک کرنے "
لگا اسکی گردن خشک کرتے ہوئے اچانک اسکی گردن پکڑ کر چہرہ
پاس کر دیا۔۔
وہ جب اسکی چالاکی کو سمجھتی تب تک وہ اسکے چہرے پر جھک
کر اسکے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ جما بھی چکا تھا۔۔

اسنے ٹاول نیچے پھینکتے اسے کمر سے پکڑ کر اوپر اٹھا لیا وہ چہرہ اس سے
دور کرتی اسکے چہرے کو دیکھ کر اسکی آنکھوں میں دیکھتی پھر اسکی گھنی
مونچھوں کو دیکھنے لگی۔۔
اسنے انگلی اسکی مونچھوں پر پھیری صام نے ایکدم اسکی انگلی کو دانتوں
میں دبا لیا۔ وہ سی کر کے جھک کر اپنے دانت اسکے گال پر گاڑھ چکی
تھی۔۔

عرشی؟؟؟" توقیع نے ڈورناک کیا وہ ہڑبڑا کر اس سے دور ہوئی اسکی
اڑی ہوئی رنگت دیکھ کر صام کا دل چاہا قہقہہ لگائے پر وہ اسے آزاد کرتا
خاموشی اختیار کر گیا۔۔

عرشیہ اسکی شرافت دیکھتے غش کھانے کے بجائے ایکدم ڈور کی
سمیت بھاگی۔۔ اسے یقین نہیں ہو رہا تھا وہ باہر بھاگ آئی ہے۔۔

کیا ہوا اندر بھوت دیکھ لیا ہے کیا؟" اسکی رنگت کو دیکھتے توقیع"
نے متفکر ہو کر پوچھا۔۔
نن نہیں۔۔ وہ پاؤں پھسل گیا تھا۔ او اور یہ کہاں گئیں؟" روم میں"
صرف توقیع کو دیکھ کر وہ حیران ہوئی۔۔
وہ میرے روم میں ہیں چلو!" وہ اسکی کمر میں بازو حائل کر کے"
وہاں سے لے جانے لگی۔۔
عرشیہ دیو کے قید خانے سے نکلتے سکون کا سانس بھر گئی پر
اب اسے اپنے مستقبل کی فکر ہونے لگی وہ تو شخص جتنا ان رومینٹک لگ رہا
تھا یہ تو اس سے الٹ نکل آیا اسکی جان نکالنے کے درپے
آجاتا۔۔

ویسے پھسلنے پر خود ہی سنبھل گئی یا بھائی نے سنبھالا۔۔۔"روم سے باہر آتی"
توقیع آنکھیں پٹپٹا کر بولی۔۔
ہیں؟؟؟"عرشیہ نے نا سمجھی سے ہونقوں کی طرح اسے دیکھا معاً"
اسکی بات سمجھتے اسے زوردار صدمہ لگا۔
توقیع!!!!! کمینی جب تمہیں معلوم تھا تو مجھے اندر کیوں بھیجا؟؟؟"وہ"
ایکدم غصے سے چیخی۔۔۔
ہاہاہاہا پھر مجا کیسے آتا؟؟؟"توقیع قہقہہ لگا کر ایکدم اسے چھوڑ کر دور"
بھاگی۔۔۔
تمہارے مجے کی تو میں۔۔۔ آج تمہارا خون کر دوں گی توقیع کمینی۔۔"وہ"
سرخ گلابی ہوتی خونخوار ارادوں سے اسکے پیچھے بھاگی۔۔
کتنا خفتزدہ تھا یہ تصور بھی کہ وہ اسکی موجودگی میں اسکے بھائی کے
پاس اسکے باتھ روم میں گئی اور وہ کمینی اسکی بے بسی کا مزہ لے رہی
تھی۔۔۔
اللہ کرے تمہارے ساتھ اس سے بھی برا ہو کمینی عورت آج میں"
تمہارا خون کر دوں گی۔۔"وہ اسکے پیچھے بھاگتی قتل کرنے والی تھی اسکا آج۔

اسکے بھائی نے پہلے اتنا تنگ کیا اوپر سے پھر اسنے اسکے پاس ہی بھیجا۔۔وہ اسکے پیچھے بھاگتی روم میں داخل ہوئی پر وہاں موجود اچانک اپنی ماں کو سامنے دیکھ کر گڑبڑا گئی۔۔

یہ کیا حال کیا ہے عشی اگر ایسی پرابلم تھی تو مجھے کہہ دیتی کوئی آجاتا" ساتھ میں ہی آجاتی مہندی کپڑے سب خراب کر دیے بیوقوف لڑکی۔"عائشہ بیٹی سے غصے سے کہتیں ساتھ لاکر اسے صوفے پر بٹھایا اور توقیع اپنے کپڑوں میں سے ایک خوبصورت لباس نکال لائی ساتھ ہی اسکی پرابلم کی ضروریات بھی اسے مہیا کیں جنہیں دیکھتے وہ سٹپٹا گئی جبکہ توقیع بمشکل قہقہہ دبائے معصومیت سے کھڑی تھی۔۔۔

وہ دانت پیسنے لگی، اسکے ہی تو مشورے پر گئی تھی اور اب اسکے مشورے پر کیا کچھ کرنا پڑے گا۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

وہ محفل عروج پر دیکھ کر سب کو خوشی میں گم دیکھتی ہوئی آہستہ سے پیچھے ہوئی اور اپنی ماں کو دیکھا جو کہ کافی دور کسی عورت سے سے باتیں کر رہی تھیں اور روحا کو واپس تخت کی طرف لے کر جایا جا رہا تھا کیونکہ اسکی سانس پھول گئی جو کہ اب نارمل تو تھی پر اسے ریسٹ کی ضرورت تھی اسی وجہ سے اسے بٹھایا جا رہا تھا۔ پر باذل جانتی تھی اور خوفزدہ بھی ہو گئی تھی کہ اگر یہ یہاں سے نہیں بھاگی تو یہ اجڈ لوگ اسکی جان نکال دیں گے۔ روحا تو بہتر ہو گئی تھی پر اسکی حالت بگڑی تو وہ اسکی بلیک مین کی بگاڑ دے گی جسنے اسے اس مشکل میں ڈالا تھا سمپلی تھا نکاح کرتا قصہ ختم کرتا پر نہیں اسے تو ذلیل کر کے رکھ دیا تھا جیسا خود تھا پنڈو ویسا ہی اسے بنانا چاہتا تھا۔۔

ایڈیٹ کہیں کا" وہ اپنے ہاتھ پاؤں دیکھتی اندھیری لائیٹ آف کا فائدہ" اٹھاتی ہوئی لاؤنج سے نکل کر آہستہ آہستہ جانے لگی۔
اسے ڈر بھی تھا اپنی مام کا بے تحاشہ کہیں وہ ناراض یا ہرٹ ناہوں اس سے پر وہ بھی کیا کرتی اسے اس شور شرابے لوگوں کے اجڈ پن سے ناچنے سے سخت چڑ الٹی آ رہی تھی۔۔

بس وہ یہاں سے بھاگنا واپس گھر جا کر ہاتھ پاؤں سے یہ پینٹنگ اتار کر چٹ لیٹ کر گرتے ہی سکون سے سو جائے گی پھر کل بارات۔۔۔

وہ گھر سے باہر قدم رکھنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ جانے انجانے میں اسکا دل اسے باز رکھنے کو کہہ رہا تھا پر وہ باذل شاہ تھی دماغ چلانے والی۔ دل کی سنتی کہاں تھی۔

اسے اتنی انفارمیشن تھی کہ مرد حضرات سب گھر کی بیک سائیڈ ہیں۔۔ کسی بھی وقت یہاں کسی کام سے آسکتے ہیں۔۔

باہر لان میں لاتعداد مہمان موجود تھے۔ پورا لان لوگوں سے بھرا ہوا تھا اور یہاں الگ ایک تماشا برپا تھا۔ اسے سخت چڑ ہونے لگی دل چاہا رہا تھا کچھ کر دے یا انہیں دھکے دیکر گھر سے نکال دے یا اس سے آسان طریقہ خود ہی نکل کر بھاگ جائے۔۔

وہ ایسا ہی کر رہی تھی خود ہی بھاگنے کا سوچ رہی تھی کیونکہ ابھی تک کسی نے اس پر توجہ نہیں دی تھی کیونکہ روشنی کافی کم تھی اور مہمان شور شرابا زیادہ۔۔۔

شٹ اندھی ہو کیا؟؟؟" وہ جو اپنے خیالوں وسوسوں میں گھبرائی وہاں"
سے بھاگ رہی تھی اچانک سامنے لڑکی کا وجود آجانے پر نیچی آواز
میں چیخ کر اسے غصے طیش میں پیچھے پش کر گئی۔۔

کیا ہوا سب ٹھیک ہے؟" اسکی چیخ سے گھبرا کر پاس سے گزرتی"
ہوئی عورتوں نے اس سے پوچھا۔۔
سب ٹھیک تو ہے نا یہ کون ہے؟؟" دوسری عورتوں نے بھی تفتیش"
شروع کر دی اور باذل بری طرح بوکھلا گئی۔۔
اسے جلدی ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ اسنے چیخ کر غلط کام کر دیا بھلا کیا
.تک بنتی تھی چیخنے کی
اب کیا کرتی وہ اسے گھبراہٹ ہو رہی تھی کسی نے پہچان لیا تو؟
دوسرے تو جائیں اسکی طرف سے بھار میں پر اپنی ماں اور ڈیڈ کو
ہرٹ نہیں کر سکتی تھی تبھی بری طرح پریشان ہو گئی تھی۔۔
ایکسکیوزمی!" وہ ان عورتوں سے معذرت کرتی غصے زبردستی جگہ بناتی"
ہوئی وہاں سے نکلی۔۔

"یہ تو تقویٰ کی چھوٹی نوں (بہو) ہے نا؟" ایک عورت نے باذل کو تھوڑا تھوڑا پہنچانے ہوئے کہا

سن کر باذل کا دل دھک (Know) معاً عورت کے منہ تقویٰ آنٹی اور نو دھک کرتا ہوا اسکے سینے میں دھڑکنے لگا تھا۔

"ہاں مجھے بھی وہی لگ رہی پر یہ گھر چھوڑ کر اکیلی کہاں جا رہی ہے مہندی کی رسم تو ابھی جاری ہے؟" اس عورت نے حیرت تعجب سے کہا۔۔ کہیں مشکوک بھی ہو رہی تھیں۔۔

"""ارے اسے روکو تو صحیح وہ جانی نہیں چاہیے میں تقویٰ کو بلاتی ہوں۔۔ ایک عورت نے جلدی سے کہا۔۔

باذل خوف سے زرد پڑ گئی۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

اسکا دل کر رہا تھا سب کے بال پکڑ کر انہیں ایسا سبق سکھائے آئندہ اسکا راستہ روکنے کی ہر گز کوشش نہیں کرتیں۔۔ اسکی لسٹ میں ایک اور وجہ ایڈ ہو گئی تھی پاکستان سے جانے کی۔۔

یہاں لوگوں کی کوئی پرائیویسی نہیں تھی اگر آج اس جگہ وہ امریکہ میں ہوتی یوں کوئی اس پر ایسے چڑیوں کی طرح حملہ کرتا؟
ہر گز نہیں وہاں تو سکون تھا ایسا کہ بندہ اپنی ذات میں گم۔۔ وہاں روشیاں آباد تھیں، دن روشن، راتیں مصروف۔ کوئی کسی کی ذات معاملات میں انٹرفیئر نہیں کرتا تھا پر یہاں؟

وہ بوکھلا گئی سخت۔۔ "اگر مام آگئیں تو؟" اسنے گھبراتے ہوئے سوچا اور وہاں سے بھاگنے لگی بغیر رکے ہی اسے یہاں سے نکلنا تھا اور کوئی بھی بعد میں بہانہ بنالے گی کہ اسکی طبیعت اچانک بری طرح خراب ہو رہی تھی اور وہ روحا کی خوشی کو دیکھتے کسی کو پریشان کیے بغیر وہاں سے آگئی۔۔

ارے بیٹا بات تو سنو۔۔" پیچھے عورت اور لڑکی نے اسے بھاگتے ہوئے حیرت سے دیکھا۔۔

گوٹو داہیل!" وہ گردن گھما کر چیختی غصے سے غرائی۔۔"

اور موڑ کاٹتے ہوئے سیدھا پھولی سانس کے ساتھ اپنی گاڑی کے پاس آئی۔۔

اسے قدموں کی آہٹ اپنی سمیت آتی ہوئی محسوس ہوئی وہ سخت خوفزدہ ہو گئی جیسے کوئی جرم انجام دے دیا ہو۔۔ اور اسے معلوم بھی کیا ہوتا ہو سکتا ہے کر بھی لیا ہو جرم۔

اللہ پلیز ہیلپ می!!!" اسکی آنکھوں میں آنسوں کی نمی تیر گئی" جانے کیا کریں گے اب اسکے ساتھ اور گاڑی کی چابی تو اسکے پاس تھی ہی نہیں۔۔

اسے یاد آیا وہ تو جلد بازی میں گاڑی کی چابی کے بارے میں سوچنا تو بھول ہی گئی تھی۔۔ ایسے ہی نکل کر وہاں سے بھاگی تھی بوکھلاہٹ میں۔۔

اب؟" وہ یہاں وہاں گاڑیوں کی قطاریں دیکھتی ہوئی اپنی گاڑی کو بے بسی سے" دیکھتی اس موڑ کی سمیت دیکھ رہی تھی جہاں سے مڑ کر آئی تھی۔۔

آہ!"معاً اچانک بھوں بھوں کرتی ہوئی بائیک اسکے پاس اسکے بالکل "
قریب آکر رکی کہ اسکے اچانک پاس آکر زور سے بریک لگانے پر
باذل کی چیخ خوف سے بے ساختہ تھی۔

میں مر گئی؟"وہ غصے سے چیخ کر پوچھنے لگی۔"
ابھی تو زندہ ہو جلدی بیٹھو ورنہ آج حقیقت میں مر جاؤ گی۔""
اسنے ریس دیتے ہوئے کہا۔
میچیں آنکھوں سفید رنگت سے کھڑی ہوئی باذل نے مانوس آواز پر
بوکھلاہٹ حیرت سے آنکھیں وا کیں۔۔

تت تم؟؟؟؟"اسے یہاں اچانک اپنے سامنے اس کنڈیشن "
میں دیکھ کر وہ یقین نہیں کر پا رہی تھی۔۔
تفتیش بعد میں کرنا پہلے بیٹھو جلدی۔۔"اسنے غصے سے کہتے اسکے "
بازو کو پکڑا اور جھٹکے سے پاس کیا۔۔باذل نے ہڑبڑا کر بغیر کچھ سوچتے فوراً سے
اسکے حکم پر عمل کیا اور دوسرے لمحے وہ اسکے پیچھے سوار تھی۔۔

حیرت سے اسکی ہیوی بائیک کو دیکھا۔۔"واؤ کس کی ہے؟"وہ اس قدر شاندار بلیک اور گرے کلر کی ہیوی بائیک دیکھتی ہاتھ پھیر کر اشتقاق سے گویا ہوئی۔۔

سنبھال کر بیٹھو یا پکڑ لو۔۔"اسنے بائیک کو ریس دیتے ہوئے کہا۔۔" ایکسکیوزمی میں تمہاری پنڈو گرل نہیں انڈرسٹینڈ!"وہ جتا کر ابھی بولی ہی" تھی کہ ایکدم بھوں کی آواز کے ساتھ ہی گاڑی ریس پکڑتی ہوئی اسٹارٹ ہوتی میزائل کی تیزی سے وہاں سے نکلی۔۔

آہہ۔۔۔"بائیک کے فل ریس پر وہ چیخ کر اسکی چوڑی کمر کے گرد" اپنے بازو ڈال کر اسکے ساتھ لگ گئی۔۔اور بائیک جہاز کی تیزی سے دھواں چھوڑتی ہوئی دلہن کی طرح سجے زیدی ہاؤس کی حدود سے نکلتی رات کے دوسرے پہر سڑک پر بھاگنے لگی۔۔۔

بلیک مین!!!"اسکے اس قدر تیز بائیک چلانے سے باذل کا دل" دھک دھک کر رہا تھا اسکی پشت میں۔۔اسنے گردن گھما کر پیچھے دیکھا تو اسٹریٹ لائیٹ کی روشنی میں اکا دکا گاڑیاں ہی تھیں اور وہ روشنیوں کے شہر کراچی کے ہائی وے پر جہاز کی اسپیڈ سے بائیک چلا رہے تھے۔

تم تو پنڈو گرل نہیں نا انگریزن!" وہ طنزیہ کہتا کچھ آگے کو جھکا ولینگ "
کرتے ہوئے اسنے بازل کا چہرہ خوف سے زرد کر دیا۔۔
پیچھے سے بائیک اوپر اٹھ گئی تھی جبکہ آگے سے وہ اور جھک گیا تھا نتیجاً
بازل کا پورا بوجھ اسکی پشت پر تھا، جسے محسوس کرتے ہوئے وہ مسکراتا
سپیڈ کی انتہا کر دی۔۔۔
بائیک کا رخ منزل جانے کہاں تھا پر بازل کی آنکھوں کے سامنے
اسکے پاگل پن سے موت کے گھومنے لگے۔

واٹ آر یو ڈوئنگ ایڈیٹ مین؟؟؟ بلیک مین اسٹاپ "
اٹ!!!!" اسکی چیخیں فضا میں گونجی پر اسنے اثر نہیں لیا۔۔

وہ ڈر تو نہیں رہی تھی پر اس پر اتنا اعتبار نہیں کر سکتی تھی کہ وہ اسکی
لائیف سیور رکھے گا۔ کہیں تو یہ بھی سوچ تھی کہ انسلٹ کا بدلہ اسے مار کر تو نہیں
لے رہا۔۔

اسے تو یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ بلیک مین تھا۔ جو اچانک اس
انداز میں اسکے سامنے آگیا تھا پہلے تو وہ اسے پہچان نہیں پائی پر

اسکا لہجہ اسکی کلون کی خوشبو کو محسوس کرتی اسے پہچان گئی تھی اور ابھی حیرت کا شدید جھٹکا لگتا اور اسکے حواس بحال ہوتے پر وہ اس سے پہلے ہی اسے لے اڑا تھا سب کے بیچ سے۔۔

پیچھے نا جانے اسکی مام اسکی ساس کیا سوچ رہی ہوں گی۔ اور روحا پھر سے بے بسی سے اسکی حرکت پر لب کچل رہی ہو گی۔۔ پر اسنے کیسے اسکی مدد کی؟ سوال یہ قابل غور تھا پر وہ غور کرنے دیتا تب نا۔۔

انجوائے بیب!!!" وہ ہنس کر بولا۔۔ اسنے سختی سے اپنی ناخن اسکی کمر "میں چبھا دیئے۔۔۔

اگر تم نے سپیڈ سلو نہیں کی تو میں تمہاری کمر نوچ لوں گی اپنے ناخون" سے۔۔" اسنے غراتے ہوئے دھمکی دی۔

بازل کے کپڑے فضا میں اڑ رہے تھے بال دوپٹہ ساری ہی حالت بکھر گئی تھی۔۔

نوچ لو تمہارا ہی ہوں۔۔" اسنے ایک ہاتھ سے بائیک کنٹرول کرتے" ہوئے دوسرا گھما کر پیچھے سے اسکی کمر میں حائل کیا اور اسکی کمر کو چھوا۔۔۔

باذل کے وجود میں اسکی اچانک حرکت سے سرسراہٹ سی پھیل گئی اسنے سختی سے اپنے ناخون اسکی کمر میں دبائے۔۔

اب میں بیک ولینگ کرنے والا ہوں آگے آنا چاہتی ہو؟؟؟"معاً"
اسکے پشت میں سمٹنے سے وہ مسکراتا ہوا بولا۔۔

شٹ اپ خبردار ایسی چیپ حرکت اب کی شیملیس مین!""
وہ جانے کہاں لے آیا تھا اور آہستہ سے گاڑی کو جھٹکے سے سیدھا کیا
وہ اچھل کر رہ گئی۔۔
اسکی دوستیں تو بائیک رائڈنگ کرتی تھی پر اسنے کبھی نہیں چلائی
بائیک کیونکہ اسکے ڈیڈ کو اچھا نہیں لگتا تھا وہ صرف گاڑی ہی چلاتی اور
اس سے ہی ریس لگاتی تھی دوستوں سے۔۔۔
وہ پہلی بار بائیک پر نہیں بیٹھ رہی تھی، تجربہ ولینگ کا اسے تھا پر
اس انسان کے ساتھ ولینگ میں اتنا خطرناک تجربہ کہ
کتنی دفعہ اسکی چیخیں نکلتی نکلتی ہوئی رکیں۔۔

اسٹاپ بائیک!!!"معاً اسے پھر بیک ٹائر پر ولینگ کرتے دیکھتی وہ"
چیخ اٹھی۔۔پر اسنے نوٹس ہی نہیں لیا جس سے مزید اسکے تن بدن
میں آگ بھڑکی۔۔وہ مشتعل ہو گئی۔۔

آئی سے اسٹاٹ دا بائیک صارم زیدی ورنہ میں زور سے چیخنا"
شروع کر دوں گی۔۔"وہ غصے سے غراتی گاڑی کا اگلا ٹائر اٹھتے ہوئے دیکھتی چیخ
رہی تھی۔۔
تمہارے پاس آپشن ہیں یا چیخ لو یا آگے آجاؤ کیا کرنا چاہتی ہو؟؟؟""
اسنے زور سے ٹائر سڑک پر مارا وہ گھبرا کر اسکے وجود سے لپٹ گئی۔۔
باذل کا پورا سر ہی جیسے گھوم گیا۔۔وہ بلیک میں اسکی اوقات کیا
تھی اسکے سامنے یوں پھڑ پھڑا رہا تھا۔۔

گاڑی روکو!!!میں لاسٹ بار کہہ رہی ہوں بائیک روکو ورنہ میں"
تمہاری جان یہی لے لوں گی اور تمہاری لاش کو بھی یہیں بائیک
سمیت ٹھکانے لگا دوں گی۔۔"وہ آس پاس بڑی سنسان چوڑی سیاہ
سڑک کو دیکھتی دور اندھیروں میں ڈوبے جنگلات کو خوفزدہ
نظروں سے نہارتی اس سے لہجہ مضبوط تلخ کر کے گویا ہوئی۔۔۔
آگے آرہی ہو؟"وہ پوچھنے لگا۔باذل کا میٹر شاٹ ہو گیا اسکا دل چاہا وہ"
اسکی گردن ہاتھوں میں پکڑے توڑ دے۔وہ جانتی تھی بلکہ ہزار بار دیکھا بھی
تھا آگے گرل فرینڈ بیٹھتی ہے۔۔

اور وہ اسکی گرل فرینڈ تو نا تھی جسٹ ایک ایگریمنٹ کیا ہوا تھا۔۔ پر وہ تو جیسے اپنی اوقات بھول بیٹھا تھا کہ اس سے کہہ رہا تھا وہ آگے آکر اسکے مقابل بیٹھے۔۔۔

شٹ اپ! تم سے نکاح کرنا مجبوری ہے میری لو نہیں ناہی میں" تمہاری ایسی چیپ خواہش پوری کروں گی اس لیے بہتر ہے مجھے میرے گھر چھوڑ آؤ ورنہ تمہارے جیسے دو ٹکے کی شکل والے جب اپنی اوقات بھول جائیں تب بہت اچھے سے آتی ہے مجھے انہیں اوقات میں رکھنا۔۔" وہ تیز و تیکھے لہجے میں صارم زیدی کے لبوں سے مبہم سی شرارت بھری مسکراہٹ نوچ گئی۔۔

وہ ایک پرسنل کام سے جا رہا تھا اپنی ہیوی بائیک لیکر جو کہ اسکی من پسند تھی اور وہ اسے اپنے بچے کی طرح رکھتا تھا۔۔ کسی خوشی کے موقعہ پر نکالتا اور اسے بھی خوشی میں شریک کرتا پھر گیراج میں بند کر دیتا تھا اور اپنے بھائی کی دی ہوئی برتھ ڈے گفٹ کی وہ مہنگی گاڑی استعمال کرتا تھا، پر ابھی اسکی گاڑی اسکے ڈیڈ لیکر کسی کام سے چلے گئے تھے گھر میں فنکشن تھا صام بھائی اپنے روم میں بند تھے دریاب

زیاف محفل سجا کر بیک سائیڈ بیٹھے تھے اور وہ بھی اسی محفل کا حصہ تھا معاً کال آنے پر وہ وہاں سے ایکسکیوز کرتا نکل آیا۔

اسکا ارادہ اپنے کام سے جانے کا تھا پر بیچ میں ہی گاڑی نکالتے ہوئے وہ جب باہر آیا اسکی چیخ سن کر حیران رہ گیا۔ اسکی آواز وہ سیکنڈ میں ہی پہچان گیا تھا۔۔ تیکھا تیز لہجہ تھا اسکا ہمیشہ کی طرح۔۔

صارم نے وہاں سائیڈ رک کر سارا معاملہ خاموشی سے دیکھتے طے کیا کہ کیوں نا تھوڑی شرارت وہ کر کے دیکھے۔۔

یہی سوچتے اسے واپس بھیجنے کے بجائے بائیک سٹارٹ کر کے اسے وہاں سے لیکر نکل آیا تھا اور یہاں اسکا ارادہ لانگ ڈرائیو کر کے اسکا موڈ فریش کرنا تھا۔۔

اور ساتھ ساتھ وہ چھیڑ بھی رہا تھا اسے تاکہ تپ جائے اور لبوں سے انگارے اگلے۔ اب جب وہ اگلنے لگی تھی ایک زہر بن کر صارم زیدی کے وجود میں سرسراہٹ کر کے اتر گیا۔۔

اسنے ایک جھٹکے سے اس تنگ سڑک پہ جنگلات کے بیچ والے اس خوفناک راستے پر گاڑی روکی تھی۔ وہ شہر کی حدود سے

جہاز کی سپیڈ سے نکل آیا تھا کہ پیچھے صرف اپنی بائیک کی گرم فضا ہی چھوڑ جاتا۔۔

شٹ!!!" اسنے جس جھٹکے سے بائیک روکی باذل کے منہ سے غصے سے " نکلا۔۔وہ غصے سے اتری نیچے اور ماحول کو سہمے دل سے دیکھا۔۔جیسے کوئی ہارر سیریل کلر کی مووی کا سین ہو۔۔وہ سخت وحشتزدہ ہونے لگی اس تنگ سڑک اور قد آور گھنے درخت سے. پر اسکے بعد بھی وہ اینچے اتر آئی تو صرف اسے اوقات میں رکھنے کیلئے اسے سخت سست سنانے کیلئے۔ پر جس رفتاری سے اتری تھی اسی رفتاری سے اسنے بازو کو پکڑا اور اپنی سمیت کھینچتے ہوئے اسنے جھٹکے سے اسکی کمر کو دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر اس موم کی گڑیا مگر تیکھی مرچی کو اٹھا کر اپنے سامنے مقابل بٹھا دیا۔۔

تممم!!!!" باذل کے منہ سے چیخ برآمد ہوئی اس افتاد پر پر اگلے پر وہ " ککک مار تاریس دیتا اسکے سمجھنے سے پہلے اسکے کچھ کہنے سے پہلے ہی گاڑی اسٹارٹ کر چکا تھا۔۔

باذل نے خوفزدہ ہوتے سیدھا اسکے شانو کو تھاما۔۔۔

پاگل تھا کیا وہ شخص؟؟؟ کسی اونٹ کسی گھوڑے پر سوار نہیں ہیوی بائیک پر سوار تھا اور چلا بھی خود رہا تھا پھر بیوقوفوں تھرڈ کلاس سستے عاشقوں کی طرح اسے آگے کیوں بٹھا دیا تھا۔۔

یہ کیا گھٹیا پن ہے ڈاکٹر؟؟" وہ اسکے چہرے کو دیکھتی خوفزدہ" ہو کر بولی۔۔

یہ الٹرا گھٹیا پن ہے جس طرح تم پرو مکس گرل ہو۔۔!" صارم نے" ریس دیتے اسکی آنکھوں میں قریب سے جھانک کر کہا۔

تم مر جاؤ گے میرے ہاتھوں صارم!!!" وہ غصے بے بسی سے چلائی اور" اپنا حلق تر کرنے لگی خوف سے۔۔

اچھا چلو آج تمہارا یہ شوق بھی پورا کرتا ہوں اگر تمنے دس سے پہلے مجھے" سوری کر کے لپ ٹولپ کس نہیں کیا میں یہ بائیک سیدھا جا کر آگے کھائی میں پھینک دوں گا۔۔" اسنے بائیک کی سپیڈ سلو کرتے ہوئے اسے دھمکی آمیز لہجے میں کہتے حکم سنایا۔۔

واٹ ؟؟؟؟" اسکا سر جیسے گھوم گیا وہ جس غیظ و غضب سے چیخی تھی" اسی جھٹکے صارم نے بائیک روکی۔۔

لگتا ہے تمہیں اپنی جان پیاری نہیں صارم زیدی!!!" اسکی
فرمائش پر وہ خونخوار ہوتی اسکے گھنے بالوں کو مٹھی میں جھٹکے سے پکڑ کر
غرائی اس پر۔۔۔
اسکے لبوں پر پھر وہی مسکان رقصاں ہو گئی۔۔
میں تمہیں یہاں لیکر آیا ہوں جہاں انسانوں کے بجائے چڑیلوں"
بدروح جنوں کا بسیرہ ہے۔۔ اگر تم نے آج یہ نہیں کیا تو میں یہیں
تمہیں پھینک کر چلا جاؤں گا ویسے بھی جانتا ہوں تم جیسی لڑکی جب
میرے بچوں کی ماں بنے گی میرا جینا مزید حرام کر دے گی۔۔" وہ
اسکی والیم کی سپیڈ کو دیکھتے بولا پر اسکے برعکس اسکی بات سنتی باذل کا
چہرہ اچانک ہی سرد پڑا تھا۔
و۔۔وو۔واٹ کہاں ہیں جن چڑیل؟؟؟" وہ ایک خوفزدہ ہوتی بولی۔۔"
صارم نے کچھ چونکتے ہوئے اسکے چہرے کو دیکھا۔۔
تو مطلب وہ ڈر گئی تھی؟؟؟ وہ سوچ کر شدید قسم کی خوشی میں مبتلا ہو گیا۔۔

وہ تمہارے ہمارے بہت پاس کھڑے ہیں بٹ تمہیں نہیں"
صرف مجھے دکھائی دیں گے۔۔" اسکے چہرے کو انگلیوں کی مدد سے اوپر
اٹھاتے ہوئے بولا۔۔

باذل کی سن کر ایکدم آنکھیں پھیل گئی۔۔ اسکے سر پر جو اسے مارنے کا خون سوار تھا دو منٹ اس چالاک انسان نے خوف میں بدل دیا۔۔

"تت تمہیں کیسے معلوم جج۔۔ جن انکل او۔۔ اور آنٹی چڑیل یہاں موجود ہیں؟" اسنے احترام سے انکا نام لیا بمار شتے کے تاکہ اسکی تھوڑی بچت ہو جائے رشتداری کی وجہ سے۔۔

"انکی بو آرہی ہے بالکل پاس سے۔۔" اسنے آہستہ سے اسکے قریب ہوتے سرگوشی کی ساتھ ہی ہاتھ اسکی کمر میں ڈال کر اسے پاس کھینچ لیا۔۔

باذل کا چہرہ اسکے پاس ہونے پر خود ہی تپ گیا، اسنے اسکے چوڑے شانوں کو تھاما اور ذرہ سی ترچھی نظروں سے آس پاس کو دیکھا۔

"وہ کیا کرتے ہیں؟ اور مجھے تو کوئی بو نہیں آرہی۔۔" اسنے سہمے انداز میں کہا۔

"کیونکہ تم دلہن ہو اسلیے تمہیں وہ محسوس ہونے نہیں دے رہے۔۔ انکے ارادے ہی دلہن کو مارنے کے ہیں۔۔" وہ سیاہ بوٹ زمین پر ٹکا کر اپنے دونوں ہاتھ اسکی کمر پر رکھتے تھوڑا سا اٹھا کر اپنی سمیت مزید کھینچا وہ بالکل اسکے سینے سے جا لگی۔۔

اسکی حرکت پر سرخ ہو کر پیچھے ہونے لگی تھی پر اسنے دونوں بازو اسکی کمر میں حائل کر کے کوشش کو ناکام کر دیا۔۔

سنسان راستہ جہاں اپنے وجود کی پہچان ناممکن تھی، آس پاس سیاہ اندھیرے میں ڈوبا مختلف آوازیں نکالتا ہوا قدرآور درخت کا بادشاہ جنگل تھا۔ بیچ میں ایک تنگ سیاہ سڑک تھی جس کے اوپر سیاہ بادلوں سے گھیرا ہوا آسمان واضح تو تھا پر اس پر پہرا دیتے سیاہ بادلوں اور کبھی کبھی موسم کے بدلے تیوروں کی وجہ سے مدھم سی گرج روح لرزہ رہی تھی۔۔ ماحول ہی لرزہ خیز تھا۔۔ اوپر سے اسکا کہنا کہ یہاں چڑیلیں اور جن ہیں جنکی سٹوریز اسکے ڈیڈ بھی تو سناتے تھے انہیں۔۔۔ دو کوئینز میں ایک کو ایک جن لے جاتا ہے اور اسے مارنے کی کوشش کرتا ہے۔۔

واٹ آر یو ڈوئنگ ہیر جن دیکھ رہا ہے۔" وہ دبے غصے سے بولتی اسکے شانوں سے پکڑ کر اسے دور کرنے لگی۔۔

کچھ نہیں کر رہا صرف جن کو دکھا رہا ہوں یہ میرا اکلوتا پیس ہے" جا کر دوسری ڈھونڈے۔۔" اسکی گھمبیر بات پر باذل نے حیرت سے اسے دیکھا۔

تم گاڑی اسٹارٹ کرو ہمیں یہاں سے نکلنا چاہیے بلیک مین!" وہ خوف سے بولتی اسکے شانوں کو سخت پکڑ میں دبوچ گئی۔

کیسے کروں؟؟" اسکی بھینی بھینی سی خوشبو کو پاس سے محسوس" کرتے وہ مسکراتا ہوا بولا۔۔

واٹ ربش کیسے کروں؟ ویسے ہی کرو اور ایسے ہی تیز چلاؤ جیسے وہاں سے" چلا کر آئے ہو جلدی کرو تاکہ یہاں سے نکل جائیں۔۔" اسنے ڈرتے ہوئے مگر تیز غصے سے کہا۔

نہیں کر سکتا گاڑی اسٹارٹ نہیں ہو رہی اسلیے تو روک دی ہے۔۔" وہ اپنے" لہجے کو سنبھال کر بالوں میں دونوں ہاتھ پھیرتے ہوئے آس پاس کو گہری نگاہوں سے دیکھتے بولا۔۔

ووواٹ پر ابھی تو تمنے بند کی تھی ایسے کیسے نہیں ہو سکتی تم اسٹارٹ کرو" دوبارہ۔۔۔" وہ ہڑبڑا کر بولی۔۔

اوکے!" اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھتے وہ اسکے پاس ہوتا اسکی" گردن پر ٹھوڑی ٹکا کر اسنے ایک بازو سختی سے اسکی کمر میں حصار ڈالا اور

سینے میں بھینچتے ہوئے اسکی گردن میں گہرا سانس بھر کر بغیر اسٹارٹ کے وہ گاڑی سے الٹی چھیڑ چھاڑ کرنے لگا۔۔
باذل نے اسکی حرکت پر اپنا حلق کرتے اسے دور رکھنے کی کوشش کی ورنہ تو اسکے انداز پر جان اسکی نکل رہی تھی۔۔اور مزید جان تب ہاتھوں میں آگئی جب وہ اسکی گردن میں گہرا سانس بھر کر دور ہوا۔۔

ککک کیا ہوا؟"اسنے گھبراتے ہوئے استفسار کیا۔۔لہجہ کانپ رہا" تھا وجود میں بھی اسکی حرکت سے عجیب لہریں دوڑ گئی جن سے شاید ہی وہ کبھی واقف ہوئی ہو۔۔
عجیب اور الگ سا احساس اسکے صرف پاس ہونے پر وجود میں انگڑائیاں لیکر بیدار ہو رہا تھا اور اس ٹھنڈی یخ بستہ ہواؤں میں بھی اسکا وجود پسینے سے نم ہو رہا تھا۔۔

وہ گاڑی اسٹارٹ نہیں کرنے دے رہے"صارم نے جھک کر اسکے" کان میں سرگوشی کی ساتھ ہی وہ اسکی ہلکی سی مونچھوں کے چبھتے لمس سے سمٹ گئی۔۔

پھپھ۔۔۔پھر کیا ہو گا؟؟؟اب ہم یہا۔۔یہاں سے کیسے جائیں گے"
بب بلیک مین؟"وہ اسکا چہرہ پاس سے دیکھتی ڈرتے ہوئے بولی
پہلے انہیں بھگانا ہو گا پھر ہی گاڑی اسٹارٹ ہو گی۔۔"اسنے گھمبیرتا"
سے کہا
ووہ کیا ابھی بھی موجود ہیں؟"باذل کی رنگت خوفزدہ حد تک سفید"
ہو گئی۔۔
ہمم!موجود ہیں"اسنے سرد سانس خارج کرتے ہوئے کہا۔"
اب۔۔؟؟ہم یہاں سے کیسے نکلیں گے؟"وہ زبان لبوں پر پھیر کر گویا ہوئی اور"
اپنے ہاتھ اسکے شانوں پر رکھتے خود ہی اسکے پاس آ گئی۔۔
صارم اسکی قربت پر مسکراتا ہوا اسکی کمر میں بازو حائل کر کے
گردن میں چہرہ چھپایا۔۔
دور رہو بلیک مین ڈر مجھے لگ رہا ہے سٹوپڈ چھپ تم رہے ہو"وہ"
اسکے سینے پر ہاتھ مارتی ہوئی غصے سے نیچی آواز میں غرائی۔۔۔
اسکا بزدل انداز باذل پر بجلی کی طرح گرا تھا کہ وہ خاکسار ہو گئی اس
ماحول میں۔۔۔یہ سوچ ہی سوہا روح تھی کہ اگر وہ اس میں چھپ رہا
تھا تو باذل شاہ اسے بچائے گی یا خود کو۔۔

کون کافر چھپ رہا ہے میں تو تمہاری خوشبو کو پینا چاہتا"
ہوں۔۔"وہ خمار آلودہ نظروں سے اسکے چہرے کو دیکھتا سوچ کر رہ
گیا۔۔
چھپ نہیں رہا چڑیل کو بتا رہا ہوں تم میری بیوی ہو اسلیے ہم دونوں نہیں"
آسکتے انکے پاس۔۔"وہ بھاری لہجے میں بولا۔۔

اوہ!کیا وہ تمہیں لینے بھی آئی ہے؟"اسنے حیرت سے پوچھا کہ"
اس بلیک مین پر بھی چڑیل عاشق ہو سکتی ہے کیا۔۔

ہمم!ہم دونوں کو دور کر کے مارنا چاہتے ہیں کیونکہ آج انکی رات ہے یہ"
ایک تازہ نکاح شدہ کپل کو مارتے ہیں پھر انکی روح کو جن اور چڑیل
میں بدل دیتے ہیں۔۔"وہ سرگوشی میں اسے بتانے لگا۔۔
اوہ مائی گاڈ!!!اب؟؟اب ہم کیا کریں؟؟کیسے جان چھڑوائیں؟؟دیکھو"
ابھی تک یہاں موجود ہیں؟"خوف سے زرد پڑتے اسکا لہجہ خود ہی
بھیگ گیا۔۔
صارم کو ترس تو اس پر آیا کہ بیوقوف عورت۔۔۔پر کیا کرتا ابھی تو
اسکا دل جلا کر بیٹھی تھی ایسے ہی بخش دیتا۔۔۔

اسنے اسکے کہنے پر دائیں بائیں دیکھا۔۔
ہمم بالکل پاس کھڑے ہیں بائیک کے ساتھ ہی جن تمہارے پاس"
کھڑا ہے اور چڑیل میرے پاس۔"معاً وہ اسکی کان میں
سرگوشی سے گویا ہوا ساتھ ہی اپنے لبوں سے اسکے کانوں کی لو کو چھو لیا۔۔پر
اسکا لمس کہاں اسے محسوس ہو رہا تھا وہ تو خوف سے بے حس زرد
ہو گئی تھی۔۔

اسکے وجود کی مدہوش مہک ساتھ مہندی اور اور دیگر رسموں سے لگائی
گئی خوشبو اسکے وجود سے ہواؤں کی شرارت پر ماحول کے ساتھ صارم
زیدی کے دماغ پر اثر انداز ہو رہی تھی۔۔

اوہ کیا یہ ہمیں مار دیں گے؟"اسنے ڈرتے ہوئے پوچھا۔۔"
مجھے بھی یہی لگ رہا ہے۔۔"وہ آہستہ سے بولا اسکا لہجہ کافی حد تک"
بوجھل تھا۔
وہ اب کہیں دیکھنے کی خود میں ہمت نہیں پا رہی تھی۔۔سواء اسکے
شانے کو دیکھنے کے جہاں وہ چہرہ چھپا سکتی تھی۔۔۔

ککک کیسے دکھ رہے ہیں۔۔؟؟؟"اسنے کچھ سوچ کر پوچھا۔۔"
جن سیاہ ہے میری طرح بدصورت تمہارے ناقابل، اور چڑیل"
سفید خوبصورت ہے تمہاری طرح میرے ناقابل"وہ آہستگی سے گویا
ہوا۔۔
اور پھر بھی وہ ہمیں مارنا چاہتے ہیں؟"وہ ڈرتے ہوئے بولی۔۔۔"
ہمم مے بی وہ ہمیں مارنا چاہتے ہیں اور ہمارے وجود میں خود دنیا میں جینا"
چاہتے ہیں۔۔"وہ اس سے بولا جیسے سنتے اسکی دھڑکنیں سست
ہو گئیں۔۔۔

اوہ مائی گاڈ!بب بلیک مین مجھے نہیں مرنا ابھی۔۔"دفعتاً وہ"
حیرت سے چیختی اس میں سمٹ کر چہرہ گردن میں چھپا کر
رونے لگی۔۔
ہے شش!نہیں مر رہے ہم!!"اسکے اچانک رونے پر وہ حیران"
ہوتا اسکا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر بولا۔۔۔
کیسے نہیں مریں گے تم نے خود کہا وہ ہمارا وجود لینا چاہتے ہیں۔۔"وہ"
غصے سے اسکے سینے پر ہاتھ مارتی ہوئی بولی۔۔

کہا تھا یہ تو نہیں کہا کہ ابھی ہی لے لیکر جا رہے ہیں۔۔" اسنے سمجھاتے اسکے گالوں کو صاف کیا۔

تو اب ہم کیسے بچے گے؟ تمہاری بکواس تمہارے جیسی تھرڈ کلاس بائیک تو اسٹارٹ نہیں ہو رہی وہ ضرور ہمیں مار دیں گے اور وہ کمینی چڑیل باسٹرڈ جن ہماری جگہ لے جائیں گے پھر؟؟؟؟" اسنے اسکے ہاتھ ناگواریت سے جھٹکتے ہوئے غصے سے روتے کہا۔۔۔

کیا تمہیں مجھ پر یقین ہے؟" وہ اسکے چہرے کو زبردست ہاتھوں میں تھام کر آنسوں صاف کرتا گویا ہوا"

باذل نے تھم کر اسکے چہرے کو دیکھا اسکی بھوری آنکھوں میں دیکھتی وہ نفی میں سر ہلا گئی۔ اسکی صاف گوئی سے جواب پر صارم کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔۔

تو آج تھوڑا کر کے دیکھ لو۔۔۔" وہ چہرہ پاس کرتے سرگوشی میں بولا۔۔"

آئی کانٹ ب۔۔ بلیو یو! مجھے گھر چھوڑ آؤ!" وہ تلخ لہجے میں بولی۔۔۔ یہی تو" لایا تھا اسے یہاں اور اب یقین کا کہہ رہا تھا۔۔ اتنا ہی یقین کروانا تھا تو سیدھا اسے گھر چھوڑ آتا یہاں لانے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔

گاڑی سٹارٹ نہیں ہو رہی تو کیا کر سکتا ہوں۔۔"وہ اسکے جواب کو سن" کر کندھے اچکائے لاپرواہی سے بیٹھ گیا۔۔لب دانتوں میں دبا کر اسنے اسکی لاپرواہی کا غصہ اپنے ہونٹوں پر نکالا۔۔۔

تم لائے ہو مجھے یہاں انڈر سٹینڈ اور اب مجھے چھوڑ بھی آؤ وہی فنکشن میں""" وہ غیظ سے چیخی۔۔

معاً اسی وقت کسی جانور کے غرانے کی آواز گونجی جنگل سے جسے سن کر باذل کی گویا روح فنا ہو گئی۔۔

وہ اس جانور سے بلند چیخ مارتی کہ ایکدم صارم نے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسکی چیخ کو حلق میں دبا دیا۔۔۔

شور کرو گی تو باقی کے بھی آجائیں گے۔۔"وہ اس سے سرگوشی سے بولا۔۔" ساتھ ہی بیلٹ میں لگی گن کو بھی نکال لیا۔۔باذل تو حیرت سے آنکھیں پھیلا کر اسکے ہاتھ میں گن دیکھنے لگی۔۔۔

اسے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ یہ بلیک مین ہے؟اسکے ہاتھ میں گن؟ ناصرف اسکے ہوش اڑ گئے بلکہ وہ سر دپڑتی آس پاس کو اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھ رہی تھی۔۔

سانس بند ہونے پر اسنے گھبراتے اسکے ہاتھ کو اپنے منہ سے ہٹایا اور اسکی گردن میں کانپتی ہوئی چہرہ چھپا گئی۔۔۔

صارم نے اسے حیرت سے دیکھا اور اسکے لرزتے ہوئے خوف سے وجود کو محسوس کرتے وہ جیکٹ کے اندر ہاتھ ڈال کر بیلٹ میں گن چھپا دی۔۔۔

مم مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔"وہ ہراساں ہو کر کہنے لگی۔"

ایک حل ہے میرے پاس!"اسکی کانپتی ہوئی کمر کو سہلاتے" ہوئے اسنے پیار سے کہا۔۔

کک کونسا؟"وہ گال رگڑ کر سیدھی ہوئی اور اس سے پوچھنے لگی۔۔"

تم اپنا ایگریمنٹ جلد کمپلیٹ کرنا چاہتی تھی؟"وہ اسکے چہرے کو" صاف کرتے ہوئے بولا۔باذل نے سوال پر چونکتے ہوئے اسے دیکھا۔۔۔

یی۔یس۔۔"وہ گڑبڑائی بھلا اس موت کے ٹائم اسے کیوں ایگریمنٹ یاد" آیا۔۔

یہ سوال تھا نا ہمارے ریلیٹڈ تمہارا پہلا کہ کیا نائیٹ میں کس کرنے" سے بے بی ہو جائے گا؟"وہ اسکے چہرے کو دیکھتے مسکراہٹ دبا کر بولا۔۔

باذل کی آنکھیں پھیل گئیں۔۔"کیا تمنے پڑھی میری لسٹ ؟؟؟"وہ خونخوار مگر آہستہ سرگوشی میں گویا ہوئی۔۔

نہیں پوری نہیں پڑھی صرف سرسری سی نظر ڈالی تو یہ سوال" سامنے آگیا۔۔ایز اے ڈاکٹر پوچھ رہا ہوں۔۔"اسنے اسکو کول کرنا چاہا ورنہ ضرور یہیں بھڑک جائے گی۔۔

باذل نے اسے گھور کر دیکھا۔۔"اگر ڈاکٹر آئندہ اسے چھوا تو تمہارے ہاتھ پیر سلامت نہیں رہنے دوں گی۔۔۔"اسکے گھنے بالوں کو مٹھی میں دبوچ کر وہ سرد غصیلے لہجے میں وارن کرنے لگی۔

اوکے نہیں پڑھتا اب بتاؤ؟"وہ ہتھیار ڈال کر گویا ہوا۔۔"

جسے دیکھتی باذل بھی کچھ ریلیکس ہوئی ورنہ اسکا چہرہ سرخ ہوتا تپتے جارہا تھا۔

ہمم!میری یونی فیلو بوائے فرینڈ کو کس کرتی تھیں پھر وہ کہتی" تھیں کہ وہ پریگنینٹ ہیں۔آئی نو اٹس بیڈ تھنکنگ بٹ مجھے تبھی سوچ آتی تھی بلکہ وہ آپس میں کہتی تھیں کہ وہ نائیٹ کو ڈیپ کسنگ کرتی رہیں ہیں۔۔

شاید پھر مجھے ایسا لگتا ہے بلکہ میں سوچتی ہوں ایسے بے بی ہوتا ہے؟؟؟" وہ سر جھکائے کہتی آخر میں نظریں ذرا سی اٹھا کر اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔۔

ہمم! ایسے ہی ہوتا ہے۔۔" وہ اسکے چہرے کو پاس کرتا ہوا کان میں" بوجھل گھمبیر آواز میں بولا اسنے بے ساختہ اسکے شانوں کو دبوچا۔۔

وہ خاموش رہا اسکے کان کے پاس چہرہ لیے جانے کیا سوچ رہا تھا جبکہ بازل نے آہستہ سے اسکی گردن میں چہرہ چھپایا۔۔

ہم ٹرائی کریں؟" کچھ دیر بعد اسکی سرگوشی اسکے کان میں گونجی بازل نے" سانس روک دی۔۔ اس پل پر۔۔۔

نو!!" اسنے گھبرا کر اس سے الگ ہوتے نفی کی اور ماحول کو دیکھتی اپنے" دھک دھک کرتے دل کے شور کو کانوں میں سننے لگی۔۔

اسے شدید گھبراہٹ ہونے لگی اسکی قربت سے، وہ سرخ تپ گئی تھی۔

کیوں؟ کیا تم جلد ایگریمنٹ کمپلیٹ نہیں کرنا چاہتی؟" وہ اسکی دور "
ہونے کی کوشش کو ناکام کرتا پھر سے اسکی کمر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اپنی
سمیت کھینچتے ہوئے بالکل سینے سے لگا دیا۔ باذل کا چہرہ جیسے اسکے چہرے
سے ٹکرایا وہ سانس روک گئی۔۔۔
اسکی گرم سانسوں پر وہ اپنا ہونٹ سختی سے دبوچ گئی دانتوں میں۔۔
اسنے ایک نظر آس پاس پر ڈالی وہ خوفزدہ ہو گئی۔
اسکے وجود میں سرد لہریں اٹھنے لگی جب وہ اسکے چہرے پر گرم
دہکتی جھلساتی ہوئی سانسیں چھوڑتا ہوا اپنی کھڑی مغرور ناک کو اسکے گال
پر آہستہ سے پھیرنے لگا۔۔

ایک سرد تیز لہر اسکی ریڑھ کی ہڈی میں دوڑ گئی بے ساختہ ہی
اسنے آنکھیں موند کر، گھنی سیاہ پلکیں گرے کرسٹل جیسی آنکھوں پر
پردے کی مانند گراتے ہوئے اسکی ناک کے پاس ناک کرتے اسکی
گرم سانس میں گہرا سانس اپنے اندر کھینچا۔۔
جس طرح وہ اسکی خوشبو کو سانسوں میں کھینچنے کیلئے پاگل ہو رہا تھا
ویسے ہی اسے اپنی گرم سانسوں سے اسکے حواس بہکا دیئے۔۔

وہ سانس سینے میں اتار کر ذرا سی پلکیں اٹھا کر اسکی بھوری مسکراتی آنکھوں میں دیکھتی اپنے لبوں پر زبان پھیرنے لگی پر اسنے اسکی مشکل کو آسان کرتے ہوئے خود ہی اسکے پنکھڑیوں جیسے سرخ گلابی اسکے تشدد سے کانپتے ہوئے لبوں سے لب ملا کر ایک بازو گردن میں ڈالتے ہوئے دوسرا اسکی کمر میں حائل کیا اور اسے اپنی گود میں اٹھا لیا۔۔

باذل نے حیرت سے اسے دیکھا، کیا وہ سوچتی تھی۔۔ کہ ایک ایسے شخص سے وہ شادی کرے گی جو کہ حسن کا بادشاہ ہو۔۔
پر اسکی خواہشات نے اسے ہی دھول چٹائی تھی وہ کس شخص کی سانسوں کھینچ رہی تھی خود میں جسے وہ دیکھنے دوسری نظر گوارہ نہیں کرتی تھی۔۔۔

اسے اپنی شدید غلطی کا احساس ہوا، اسنے جھٹکے سے آنکھیں پوری وا کیں اور اسکے چہرے کو دیکھا جو بے انتہا قریب اسکے لبوں کو جکڑے اپنی طلب کو پورا کرتا سیراب ہو رہا تھا۔۔
اچانک ہی اسنے شدید ناگواریت کے احساس میں خود کو گھیرتا ہوا محسوس کرتی جھٹکے سے اسکے شانوں کو پکڑ کر پیچھے دھکیل گئی خود بھی اس سے دور ہوتی اسکے ایک سیکنڈ کے لمس سے اپنی سانسیں

بند ہوتی محسوس کر کے سانسوں کی بحالی کیلئے فضا میں گہرے سانس خود میں کھینچنے لگی۔۔

کیا ہوا؟؟؟" صارم نے اسکے اچانک پیچھے دھکیلنے پر حیرت سے" پوچھا۔۔ اسے لگا شاید پہلی بار تھا اسلیے ڈر گئی ہو گی۔۔ اسی سوچ کو سوچتے وہ ہولے سے مسکرایا اور بازو اسکی کمر میں حائل کرتے ہوئے اسے واپس کھینچ کر نرمی سے چھونا چاہا اسے۔۔

اسکی خود کی بھی تو سانس اس میں تھی، وہ بھی تو اسے سانسیں دے رہا تھا اسکی سانس صرف لے تو نہیں رہا تھا، ہاں یہ تھا کہ وہ شاید اس کانچ سی لڑکی پر کچھ سختی انجام دے گیا تھا۔۔۔
اور اسکی سختی سے سے شاید وہ ڈر گئی تھی، اسلیے تو اسے غصے سے دیکھتی اپنا سانس بحال کر رہی تھی۔۔

دور رہو مجھ سے۔۔" وہ غصے سے اسکا ہاتھ جھٹک کر ایکدم ہی اسکے دیکھتے" بائیک سے اتر گئی۔۔ زمین پر پاؤں رکھتے پہلے تو وہ گرنے لگی تھی جلدی سے اسکا پھیلا ہاتھ سنبھالا۔۔

صارم نے اسکے شدید ری ایکشن پر مسکراہٹ دبائی۔۔"بڑی بنتی تھی "بلیک بیلٹ باذل شاہ

تم تو ایسے ری ایکٹ کر رہی ہو جیسے میں بے بی کا سارا پروسیس انجام دینے" والا تھا۔۔"وہ معنی خیز سے ہنس کر کہتا خود بھی بائیٹ اسٹینڈ پر کھڑی کر کے اتر آیا اس سے۔۔

اسکے قدم نیچے رکھتے ہی ایک سرد ہوا کا جھونکا انکے وجود کو چھو کر وہاں سے آگے بڑھ گیا۔باذل کو تو ہوش نہیں تھا وہ بے دردی سے اپنے ہونٹ صاف کر رہی تھی جبکہ صارم ماحول کے اچانک کروٹ لینے پر کچھ حیران ہوتا آسمان کی سمیت جیسے ہی نظریں اٹھائیں مدھم سی بوند سیدھا اسکے چہرے پر آ کر گری۔۔

وہ مسکرا دیا رب کی رحمت پر،وہ بھی اس پہر۔۔۔اسکے ساتھ۔۔۔

ریلیکس کچھ نہیں کر رہا،دیکھو اچھا ہے نا ایک بے بی جلدی سے آجائے" پھر دوسرے کیلئے کس کریں گے رات کو"وہ شرارت سے کہتا اپنا بازو اسکی کانپتی ہوئی کمر میں حائل کر کے اسے اپنی سمیت کھینچ گیا۔

یو باسٹرڈ!!!!!" اسنے جس تیزی سے اپنی سمیت اسے کھینچا تھا اتنی ہی تیزی سے اسنے اسے پیچھے دھکیلا اور اگلے ہی پل فضا میں ایک زوردار تھپڑ کی گونج گرجی۔۔

چٹاخ" اسکے نازک ہاتھ کی پانچ انگلیاں صارم زیدی کے چہرے پر نشان چھوڑ گئیں۔۔

ہاؤ ڈیئر یو؟؟؟ ہمت کیسے ہوئی تمہاری مجھے چھونے کی؟؟؟ نفرت ہو رہی ہے مجھے خود سے گھن آ رہی ہے مجھے اپنے آپ سے۔۔۔ اوقات کیا ہے تمہاری مجھے چھونے کی صارم زیدی۔۔۔

شکل دیکھی ہے اپنی؟؟ کس ہمت سے کس سوچ سے تم مجھے چھونے لگے؟؟؟" وہ ایکدم ہذیانی ہو کر غرا اٹھی۔۔۔

پاگل ہوتے اسکے جیکٹ کے کالر کو دبوچ کر جھنجھوڑ ڈالا۔۔۔

ہاہاہاہا ہنسی آ رہی ہے مجھے تم پر ہاہاہا" معاً وہ ایکدم استہزائیہ کھکھلا اٹھی۔۔" سٹوپڈ مین واٹ یو تھنک کہ میں ایک امریکہ کے آزاد ملک میں رہنے والی اتنی بیوقوف ہوں؟؟؟ ہاہاہاہا" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی قہقہہ لگا اٹھی۔۔

کیا کہا تھا مجھے کہ میری اوقات نہیں نا ہی میں تمہارے "
معیار کی ہوں ہاہاہاہا" وہ قہقہہ لگاتی ہوئی ہنستی چلی گئی۔۔

چہ چہ سائیں۔۔۔اتنی جلدی گر گیا تمہارا معیار؟؟اتنی جلدی "
مجھے اپنے منہ سے لگالیا" وہ تمسخرہ اڑاتی ہوئی حقارت بھری
نظروں سے اسے دیکھتی افسوس سے نفی کرتی کچھ سوچ کر ایکدم آگے بڑھ کر
اسکے پاس آئی اور اس پتھر کے بت کے چہرے کو تھام کر اپنے
ہونٹ اچانک ہی اسکے ہونٹ پر رکھتے اسکی گردن میں اپنی دونوں
بانہیں باندھ کر آنکھیں موندلیں۔۔
وہ گہرا سانس بھر کر ذرا سا دور ہوئی اور اسکی آنکھوں میں دیکھا
جہاں ایک غضب کی سرخی تیر رہی تھی۔۔
اچانک ہی اسنے اسکے بالوں کو مٹھی میں پکڑا اور چہرہ سامنے کرتے
اسے دیکھتے معاً پھر سے جھک کر اسکے ہونٹوں کو چھونے لگی۔۔

خوش تو ہو رہے ہو گے نا کہ ایک حسین لڑکی جو ہینڈسم سے ہینڈسم "
لڑکوں کو اپنی جوتی کی نوک پر رکھتی ہے وہ تمہارے سیاہ ہونٹ چوم رہی ہے
ہاہاہا۔۔۔۔

گھن تو مجھے بھی آرہی پر کیا کرتی مجھے دیکھ کر تم واحد مرد ہو جسنے اتنی تذلیل کی تھی اور مجھے دھتکارہ تھا تو دیکھو آج اپنی اوقات۔۔۔

بہت بڑے دعوے کیے تھے مجھ سے نفرت جتانے کے، کیا کہا تھا میں دنیا کی آخری لڑکی ہوئی تب بھی تم مجھ سے شادی نا کرو۔۔ تو مائی ڈیئر سٹوپڈ ہسبینڈ میں ہوں وہ پہلی لڑکی جس نے تمہیں بیوقوف بنا کر نکاح کر لیا۔۔" وہ اسکے چہرے پر اپنے لمبے ناخون پھیر کر اسکے گال پر اپنے لب رکھ کر اسکے قریب ہو گئی۔۔ جان بوجھ کر اسے دہکتی آگ میں پھینکنے کیلئے۔۔۔

راز کی بات بتاؤں؟" معاً وہ آس پاس دیکھ کر اسکے کان میں" سرگوشی سے کہتی اسکے کان کی لو کو اپنے ہونٹوں سے چھو کر اسکی گردن پر اپنے لب رکھتی ہوئی اپنی ناک سہلاتی ہوئی سیدھا اسکے رخسار پر آئی اور بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے اسکے گال سے اپنی گال سہلانے لگی۔۔۔ بالکل اسکی طرح ہی جس طرح وہ اس کے ساتھ تھوڑی دیر پہلے عمل انجام دے رہا تھا۔۔

میں جیسی شکل سے ہوں ویسی ہی اندر سے۔۔ مجھے بالکل معصوم نا سمجھو" میں بہت خطرناک لڑکی ہوں اتنی کہ تمہارے وجود میں آگ

بھڑکا سکتی ہوں۔۔"اسنے سرگوشی میں کہتے اسکی سرد سانسوں کو محسوس کیا اور سمجھ کر کھکھلائی کہ وہ خود پر بالکل ضبط کے پہاڑ بٹھائے کھڑا اسکی سن رہا تھا۔۔

تمہیں تو شروع دن سے آئینہ دکھا دیا تھا صارم زیدی! کہ تم میری" جوتی کی خاک برابر نہیں کیا ہوا مجھے معصوم بے بی سمجھ کر مجھے کس کرنے لگ گئے۔"وہ اسکے منہ پر حقارت طنزیہ کہتی اسکے لبوں پر انگلی پھیرنے لگی۔۔

افففف دیکھو ناڈارلنگ تمہارے پچیس بچے ماما کے کو تنگ کر رہے ہیں۔۔"وہ" اسکے ہاتھ کو پکڑ کر اپنے پیٹ پر رکھتی نچلہ لب پھیلا کر شکایتی انداز میں بولی۔۔
اور اسکے چہرے کو دیکھا جو ابھی تک خاموشی سے اسکا چہرہ تک رہا تھا۔۔باذل کو ہنسی آ گئی اس پر۔۔
ظاہر تھا شاکڈ تو لگنا تھا اسکے ہوس کو جو وہ پورا ہونے سے پہلے اسے اپنا چہرہ دکھا گئی تھی کہ وہ جسے معصوم سمجھ کر نگلنے کو تیار تھا حقیقت میں وہ اسکی سوچ سے بھی آگے ہے۔۔

یونو واٹ تمہیں تمہارے نفس نے مجبور کر دیا مجھے قریب سے "
قریب کرنے میں۔ مجھے چھونے کیلئے باقی لڑکوں کی طرح تمہاری
پارسائی بھی گئی بھاڑ میں، پارسائی کا چولا اتار کر تم بھی ایک ہوس
پرست مرد میں بدل گئے جس کے نزدیک عورت صرف
پیاس بجھانے کا پانی ہے جو جلتی آگ کو بھی بجھائے اور پیاس کو
بھی۔۔۔

پر حقیقت بتائوں؟ میں تم جیسے مردوں کو دھول چٹوانا جانتی ہوں۔۔۔
جاؤ اور میری اس لسٹ کو پڑھ کر نفس کو تسکین دو۔۔۔ کیونکہ میں تم
جیسے سیاہ شکل والے مرد پر تھوکنا گوارہ نہیں کرتی کجا کہ دیکھنا۔۔
اب تک سوچ رہے ہوگے کہ اتنی نفرت کی ہے تو تمہارے
قریب کیوں کھڑی ہوں اور جب تمہارے چھونے پر اتنی نفرت
گھن محسوس ہوئی پھر میں نے کیسے چھوا تمہیں۔۔؟؟؟" وہ اپنے دماغ
میں آئے سوالات سے اسکی کشمکش دور کرنے لگی۔۔

معصوم بننے کا میرا مقصد صرف تم سے نکاح کرنا تھا، اور سب کے "
سامنے جو میں بری بن رہی تھی اس برائی کے دھبے کو ہٹا کر ایک سیاہ
!آدمی سے شادی کر کے خود کو اچھا بھی تو بنانا تھا ناڈارلنگ
اور دوسرا بالکل ناسمجھ ہو جانا بھی ایک کلا ہے جو میں نے تمہارے
سامنے اپنائی۔۔۔ سنا تھا کہ مرد کو ناسمجھ معصوم لڑکیاں کافی متاثر
کرتی ہیں سو بس ایک سیاہ مچھلے کو جال میں پھنسایا۔۔۔
میں تو تمہیں نکاح والی رات ہی اوقات پر لا دیتی پر کیا کرتی تم سامنے
ہی نہیں آئے مجھے تو لگا تھا نکاح ہوتے ہی تم بھاگ آؤ گے اور ہم
دونوں۔۔۔۔" اسنے بات ادھوری چھوڑ کر اسکے گلے میں اپنی بانہیں سخت
باندھی اور اسکی تیز ضبط سے پھولتی بپھری سانسوں میں سانس لیتی
اپنے انجام سے لاپرواہ ہوتی اسکے چہرے کے نقوش پر اپنے دانت
گاڑنے لگی۔۔۔

دفعتاً فضا میں اچانک گرج چمک ہوئی اسکے ساتھ ہی ہوائیں بند
ہوتی بوچھاڑ بارش برسنے لگے۔۔
باذل نے اسے دیکھتے آسمان کو دیکھا، اسکے چہرہ اوپر کرنے پر کتنی ہی بوندوں
نے اسکے چہرے کو چوم لیا تھا۔۔

وہ اس منظر کو خاموشی سے دیکھنے لگا، اسنے تو سوچا تھا کہ بارش کے پہلے قطرے کی طرح ہے نا سمجھ سی۔ جسے معلوم نہیں ہوتا کہاں گرنا ہے اور کس کو بگھونا ہے، جو نا سمجھ ہوتی ہے انجان ہوتی جان نہیں پاتی کہ کیا کرنا ہے اور کسے بگھونے والی ہے۔

پر وہ تو آگ نکلی جو سب کچھ جانتی ہے کہاں جلنا ہے اور کس کو جلانا ہے۔

اتنا کیا بدصورت تھا وہ؟" اسنے اسکے شفاف چہرے میں" اپنے عکس کو ڈھونڈنا چاہا کیونکہ سیاہی تو ہر جگہ اپنا عکس چھوڑتی ہے۔۔ پھر اس میں اسکا عکس کیوں نہیں دکھ رہا تھا؟

دیکھو آسمان بھی خوش ہو گیا ہے اسکی پہلی بوند نے مجھے چھوا ہے۔" وہ" ہنستی ہوئی اسکی آنکھوں میں جھانکتی ہوئی بولی۔۔۔

وہ اسکے ساتھ لگی تھی آہستہ آہستہ تیز ہوتی بارش میں بھیگی ہوئی جا رہی تھی۔۔ اسے حیرت ہوئی اتنی دیر ہو گئی تھی اسنے کوئی ری ایکشن کیوں نہیں دیا؟؟

تمہیں معلوم ہے بلیک میں آج میں بھاگنے کیلئے باہر نہیں نکلی" تھی بلکہ تمہارے سامنے آنے کیلئے باہر آئی تھی اور دیکھو معجزہ ہو گیا میں باہر نکلی اور تم بھی مل گئے۔۔اور تم نے وہی کیا جو میں چاہتی تھی۔۔

مجھے تمہاری ان تھرڈ کلاس رسموں میں تمہاری اجڈ فیملی بیک گراؤنڈ میں کوئی انٹرسٹ نہیں نا ہی تم میں کوئی انٹرسٹ ہے اب تم آزاد ہو مجھے طلاق بھی دے سکتے ہو آئی ڈونٹ کیئر۔۔۔ کیونکہ میرے راستے آزاد ہو چکے ہیں۔۔اور مجھے طلاق چاہیے تم سے سوئیٹ ہارٹ کیونکہ میرا کام ہو گیا۔۔اور رہی جہاں تک تمہارے بچوں کی بات تو کسی مرغی سے شادی کر لینا مے بی وہ اللہ کی قدرت سے پچیس کی بجائے پچاس بچے تمہیں دے دے ہاہاہا۔" وہ اسکی گردن میں انگلی سے خراش ڈالنے لگی۔۔۔

جس سے وہی پہلے والی ہی باذل شاہ لگی۔۔۔

دل چاہ رہا ہے تم جتنے معصوم ہو ڈاکٹر کاٹ لوں تمہیں پر کیا کروں" تمہاری سیاہی کا ڈر ہے کہیں میرا منہ ہی نا سیاہ کر دے۔۔" وہ اسکے

گال پر ہاتھ رکھ کر اسکی آنکھوں پر باری باری اپنے لب رکھتی اسکے چہرے کو چھونے لگی۔۔

ایک ہاتھ کی انگلیاں اسکے ہاتھوں میں الجھائیں اور مضبوط سے تھام کر اسکے ہاتھ کی پشت پر اپنے ناخون گاڑ لیے دوسرے ہاتھ کی انگلیوں سے وہ اسکی گردن پر بے حسی سے خراشیں ڈال رہی تھی۔۔

اسنے گردن پر ایک تیز گہری خراش ڈال کر اپنی ناخون کو دیکھا جہاں اسکا سرخ خون جمع ہو گیا تھا بارش کے چھونے سے بچانے کیلئے اسنے ایکدم وہ انگلی اسکے مونچھوں تلے لبوں پر گھمائی دوسرے پل وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر خود ہی اسکے چہرے پر جھک گئی۔۔

لگتا ہے تم شاید فوت ہو گئے بلیک مین، پر یاد سے میرے لیے " پرسوں طلاق کے پیپرز تیار ہونے چاہیں دو یا تین دن دوں گی اگر مجھے وہ پیپرز نا ملے تو وہ حال کروں گی تمہارا کہ تم اپنا چہرہ چھپاتے پھر رہے ہو گے۔۔

اس ٹیلر سے تو تم محض صدمے میں گئے ہو اگلے سے سیدھا اوپر پہنچ جاؤ گے میرے چاکلیٹ۔۔" وہ اسکے گال کو تھپکتی ہوئی اس سے دور

ہوئی اور گہرا سانس خارج کرتے ایک نظر اس پر ڈال کر جا کر بائیک پر بیٹھی۔۔

اتنی پیاری بیوی تو یہاں پنڈو کسی کو نہیں ملی ہو گی جو بائیک بھی چلائے اور" رومینس بھی خود کرے۔۔

تم یہ کام کرو۔۔۔ جا کر میری بری میں رکھی چوڑیاں اٹھا کر پہن لو ہاہاہاہا۔۔۔ کیونکہ تم جیسا مرد، مرد کہلانے کیلئے بلکہ سیاہ گدھا ہوتا ہے۔۔ ہونہہ! آئے بڑے باذل شاہ سے رومینس کرنے والے ہاہاہا۔۔

ویسے فری کا مشورہ لو گن رکھنا تم پر سوٹ نہیں کر رہی تم اسکی جگہ فیڈر" رکھ لو ڈاکٹر۔۔۔

اور ہاں میری طرف بڑھنے سے پہلے آئندہ اس تھپڑ کو ہمیشہ یاد" رکھنا، اسکی گونج تمہیں تمہاری اوقات یاد دلاتی رہے گی کہ باذل شاہ کو چھونے کا انجام کیا ہو سکتا ہے صارم سائیں۔"

اسکی ذات کا تمسخرہ اڑاتا اسکی دھجیاں بکھیرتا اسکا زوردار قہقہہ فضا میں گونجا ساتھ ہی اسکی کک کے بائیک سٹارٹ ہوئی۔۔

پر یہ کک صارم زیدی کو بائیک پر نہیں خود پر محسوس ہو رہی تھی۔۔

اسے دیکھتے ہوئے اسنے ریس دی جسکے ساتھ فضا چیخ پڑی۔۔۔

موسم کے حساب سے بارش بھی ہر سو نمی بکھیر کر رخصت ہو چکی تھی ویسے ہی باذل شاہ اسکے وجود کے گرد انگارے بھڑکا کر اسکے ساکت کھڑے وجود کو دائرے میں لیکر بائیک گول گھماتی ہوئی جہاز کی سپیڈ سے وہاں سے نکل گئی۔۔۔

پیچھے صارم زیدی اور اسکے گرد باذل شاہ کے وجود کی مہک بکھرتی ہوئی رہ گئی۔۔ایک بار پھر بادلوں نے انگڑائی لی اور دوسرے پل زوردار بجلی کی چمک گرج کے ساتھ بوچھاڑ بارش ہونا شروع ہو گئی تھی۔۔۔

جسکے برسنے کا جیسے واحد ہی مقصد ہو صارم زیدی کی ذات کو ہالے میں لیکر بھگونا۔۔۔

اسکے کانوں میں ایک ایک لفظ سیسہ بن کر بار بار انڈیلہ جا رہا تھا، وہ ایک عام سا بندہ تھا وہ اسے کیا سمجھ بیٹھی تھی۔۔۔

کیا وہ اسے فورس کر رہی تھی کہ وہ روایتی مرد بنے؟ یا وہ کسی مرض کی شکار تھی؟؟ یا وہ جان بوجھ کر اسکی نفسیات سے کھیل رہی تھی۔۔۔۔

پر اسنے صرف صارم زیدی کو نہیں بلکہ اسکے کردار اسکی ذات کو بھی نشانے میں لیا جاتے جاتے اسکی مردانگی کو بھی للکار گئی

تھی۔۔؟؟وہ کیا سمجھتی تھی اسے کہ وہ ایک معصوم بندہ ہے؟یا وہ کٹھ پتلا ہے۔۔

بہر حال اسنے ساری حدیں پھلانگ کر ایک کھیل کھیلا تھا اسکے ساتھ۔۔

اسے بارش کی چھم چھم نہیں بلکہ چٹاخ چٹاخ محسوس ہو رہی تھی۔۔بال بھیگ کر چہرے پر گرنے سے اسنے سن ہاتھوں کو مشکل سے حرکت دی اور انہیں پیچھے کرتے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔۔اسے اسکا بھیگا نرم شدت بھرا لمس اپنے پورے چہرے پر محسوس ہوا تھا اپنی گردن پر ہاتھ پھیرنے لگا جہاں بارش کی نمی سے جلن محسوس ہو رہی تھی۔۔

اچھا ہوا باذل شاہ کہ تمنے اپنا مکروہ چہرہ جلد ہی بے نقاب " کر لیا، مجھے محبت کے کسی مرض میں پڑنے نہیں دیا۔۔ورنہ تو شاید میری محبت کے ساتھ تم یہ نقاب کرتی تو صارم زیدی کی گولی اور تمہارا سینہ ہوتا۔" وہ رخ پلٹ کر جیبوں میں ہاتھ پھنسائے جانے لگا۔۔

وہ دائرہ پار کر گیا جس میں ایک ٹائر پر اسنے گول گول اسکے گرد ولینگ کرتے بنایا تھا۔۔ وہ اس سیاہ تنگ سنسان سڑک پر پیدل خاموش گہری سوچ میں الجھا جا رہا تھا۔۔ اسکا ایک ایک لفظ پل سراط کی مانند لگ رہا تھا جنہیں برداشت کرتا وہ پھلانگتا ہوا جا رہا تھا۔۔

وہ پیار ہی تو کرنے لگا تھا اسکی معصومیت سے۔۔۔ کہ اچانک ہی اسنے بلاسٹ کر کے اسکا دل جلا کر خاکسار کر دیا۔۔ اسکے ٹکڑے اپنے ہاتھوں سے کر کے بیسٹ سے بھی بے دردی سے سینے سے نوچ کر ہاتھوں میں مسل ڈالا۔۔

حقیقت تو یہ تھی کہ وہ امریکہ کے رنگ میں پوری رنگی ہوئی تھی، یہ معصوم چہرہ نکاح کے کچھ دن پہلے جو آیا تھا وہ حقیقت میں تو ایک دھوکہ تھا صرف نظروں کا۔۔

اور بیوقوف صارم زیدی دھوکہ کھا گیا اس سے،، وہ پہلے دن کی طرح بے درد بے حس ایک بیوقوف لڑکی تھی پر وہ معصومیت کر کے اسکے دل میں جگہ بنانے کی کوشش تو نا کرتی۔۔

سیدھا چلتے ہوئے وہ رکا اور اچانک سامنے پڑے پتھر کو ٹھوکر مار کر راستے سے ہٹایا۔۔۔

"شکل دیکھی ہے آئینے میں صارم زیدی؟؟؟" اسکا قلب خود اس سے پوچھنے لگا تھا یا وہ اسکی بات دہرا رہا تھا پر یہ آواز اسے اپنے دل سے محسوس ہوہی۔۔

کتنے بری طرح تذلیل حقارت سے اسنے دھتکارہ تھا۔۔

"تم خاموش کیوں ہو صارم؟؟؟" اسکا ضمیر اسے جھنجھور کر پوچھنے لگا پر وہ لب بیوست تھا کب سے۔۔تب سے شاید جب اسنے دھتکار کر اپنے ہاتھ کی انگلیاں اسکے چہرے پر چھاپ دی تھیں۔۔

"باذل شاہ" اسنے توڑ توڑ کر اسکا نام ادا کیا جس طرح اسنے اسکے وجود کو اسکے ضمیر کو اسکے عزت نفس کو اسکے کردار کو توڑا تھا۔۔

جس طرح وہ اسے اسکی نظروں میں گرا گئی، ایک کھیل اسنے کھیلا ایک صارم زیدی کے دل نے اسکے ساتھ۔۔۔

دونوں نے اسے منہ کے بل گرایا بری طرح کہ اسے لگ رہا تھا اسکی ہستی ٹکڑوں میں تقسیم ہو گئی ہے۔۔

وہ چلی گئی اپنی زبان سے پیچھے اسکے وجود کو ٹکڑوں میں کاٹ کر۔۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

سنا تھا عائشہ نے دریاب کے لئے سمن کو سوچا تھا پہلے ؟"
پھر توقیع کیوں ؟"مسز رضا زیدی نے مقابل کھڑی زریش سے کہا۔

زریش نے چونک کر انہیں دیکھا۔۔
نہیں ایسی بات نہیں دریاب کی پسند پر یہ شادی ہو رہی ہے اور "
عائشہ نے تو مجھ سے کبھی یہ ذکر نہیں کیا تھا۔۔"انہوں نے
حیرت بے یقینی سے لاعلمی کا اظہار کیا۔۔

اچھا حیرت کی بات ہے! توقیع کے پہلے نکاح میں تو انہوں نے "
پہلے مرحوم بیٹے کیلئے توقیع کا نکاح کیا تھا وہیں چھوٹے بیٹے کیلئے انہوں
نے سمن کا نام لیا تھا" وہ خود زریش کی لاعلمی پر حیران ہوئیں۔۔۔

ہو سکتا ہے ایسا پر آپ جانتی ہیں آجکل بچوں کی رضا دیکھنی پڑتی ہے کیونکہ "
شادی انہوں نے کرنی ہے تو لازمی ہے پسند بھی انکی ہونی چاہیے۔۔"زریش
مسکراتے بولیں۔۔
اور سب نصیب کے کھیل ہوتے ہیں دریاب کے نصیب میں "
"توقیع ہی تھی اسلیے گھوم پھر کر اسکے ہی نصیب میں آئی۔۔

ہاں ویسے یہ بات ہے پر پنڈو تو ہم تھے ادا صائم سائیں تو ہمیشہ شہر "
میں پلا بڑا تھا توقیع کا بچپن میں نکاح کروانا کچھ عجیب لگا ہمیں۔۔
خیر سمن کے بارے میں کیا سوچا ہے کہیں رشتے بات کی؟
ماشاءاللہ سے جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے بائیس سال کی ہے۔۔ تقویٰ
نے صارم کیلئے کیوں نہیں لی؟"وہ گھما کر پھر بات وہیں لائیں۔۔
زریش نے خاموشی سے انہیں دیکھا۔۔
نہیں صارم کے ساتھ باذل ہی پیاری لگتی ہے اور میں بتا تو رہی ہوں کہ "
سب نصیب کے کھیل ہیں اللہ جس کے ساتھ نصیب لکھے۔۔اور
مجھے امید ہے میری بیٹی کیلئے بھی ضرور کچھ اچھا سوچا ہو گا کیونکہ وہ جو کرتے
ہیں بہتر ہوتا ہے۔جو نہیں ہوتا ہماری نظر میں وہ درحقیقت ہمارے لیے
بھی بہتر نہیں ہوتا۔"وہ کہہ کر خاموش ہو گئیں۔۔

ہاں بے شک !ویسے کافی ویٹ بڑھ گیا ہے اسکا کچھ توجہ دو بیٹی پر بھی"
ماشاءاللہ تمہارے ساتھ کھڑی تمہاری بہن ہی لگ رہی ہے۔۔
میری مانوں کسی جم میں بھیجو اسے اچھا رزلٹ ملے گا اگر یونہی رہی تو
ایسے ہی سب نظر انداز کرتے جائیں گے۔۔ میں تو اسکی بھلائی کیلئے
کہہ رہی ہوں آگے تمہاری مرضی۔۔"وہ اسکے ماتھے پر شکنیں دیکھتیں
کہہ کر وہاں سے چلی گئیں۔۔

کیا کہہ رہی تھی تم سے؟"مسز رضا زیدی کے جاتے ہی تقویٰ انکے پاس"
آ گئیں اور زریش کے پریشان چہرے کو دیکھ کر فکر مندہ سے
پوچھا۔۔۔
کیونکہ وہ انکی طنزیہ نیچر کو جانتی تھیں وہ صارم کو بھی کافی طنز کرتیں
بلکہ تقویٰ پر بھی کافی طنز کرتی آئیں تھیں صرف اسلیے کہ وہ حویلی میں آکر نا
رہیں جہاں اسکا دبدبا گاؤں سے ختم ہو جائے گا ویسے بھی اسنے ایک
ہاسپٹل اور گیس لوگوں کے گھروں میں دلوا کر کافی نام بنایا ہوا تھا جو
اسے کافی کم ہضم ہوتا تھا۔۔

کچھ نہیں کہہ رہی تھی، صرف یہ کہا سمن کو جم میں بھیجو""
زریش سر جھٹک کر مسکراتی ہوئی بولیں۔۔
افف! آپ پریشان نا ہوں پلیز انکی عادت ہے طنز کرنے کی۔۔"
باذل کے جانے پر بھی حجاب پر کافی طنز کر چکی ہیں یہ تو شکر تھا
حیدر بھائی نے کال کر کے کہہ دیا باذل گھر پہنچ گئی ہے ورنہ تو یہ
جانے کیا کچھ کہہ دیتیں۔۔" تقویٰ کی بات پر وہ سر ہلا گئیں پر اندر
کہیں یہ چبھن سی رہی کہ کیا سچ میں اسکی بیٹی کو سب نے نظر انداز
کیا ہوا ہے؟

سمن ہماری پیاری بچی ہے کوئی ضرورت نہیں اسے کسی جم میں بھیجنے"
کی اس طرح سے بچے احساس کمتری کے شکار ہوتے ہیں وہ جیسی
بھی ہے ہماری سب سے خوبصورت بچی ہے۔۔" وہ انکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر
سمجھاتی ہوئی گویا ہوئی اور شاہ بیگم کی پکار پر جی کرتی انکی طرف بڑھ
گئیں۔۔

زریش کا دل کیا اس سے پوچھ لے کہ اگر اتنی خوبصورت بیٹی تھی تو اسے نظر انداز کیوں کر دیا؟ کیا وہ صرف موٹی یا صحتمند ہے اسلیے سب نے اسے یوں بری طرح سے دھتکارہ ہے۔۔

اگر عائشہ کو نہیں لینا تھا سمن کو تو اسکی بیٹی کو بدنام کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ کیوں انہوں نے سب کو کہا کہ وہ سمن کو لیں گی دریاب کیلئے اور لیا توقیع کو۔۔۔

اگر سمن سن لیتی اس عورت کی باتیں تو کیا گزرتی اسکے دل پر اسکی بیٹی تو کہیں گم ہو جاتی۔۔ کتنی۔ مشکلوں سے وہ اس بے حس دنیا سے سنبھال کر بیٹھی تھیں پر جہاں بھی موقعہ ملتا اسے سنانے میں کوئی دیر نہیں کرتا تھا۔۔

وہ خاموش کھڑی تھیں تقویٰ انہیں بے فکر رہنے کا کہتے ہوئے چلی گئیں۔۔ حقیقت تو تھی اس عورت کی باتوں میں کہ حجاب شاہ سے کیا رشتہ تھا تقویٰ کا؟ انکی بیٹی کو لے لیا جسکا انداز لہجہ طور طریقہ نہایت بدتمیز گوار قسم کا تھا اور اسکی بیٹی کو دونوں نے دھتکارہ دیا۔۔۔

نصیب چاہے جس سے بھی ہو پر وہ اسکی بیٹی کو سامنے تو رکھتیں۔۔پر انہوں نے تو اتنا بھی لائق نہیں سمجھا اسکی بیٹی کو۔۔

سمن!!!"معاً انہوں نے غصے سے پکارتے ہوئے اسے اسٹیج سے اتار لائیں۔۔"

کیا ہوا امام؟؟؟"سمن نے ہربڑا کر پریشان ہوتے اپنی ماں کو دیکھا۔۔"

کیا ڈمکے لگانے میں مصروف ہو جاؤ روحا کے پاس جا کر" بیٹھو"انہوں نے دبے غصے سے کہا۔۔"پر مام بھیو کی شادی ہے میں اسکی بہن ہوں۔۔"سمن حیرت سے بولی۔۔

شٹ اپ!!بہت کر لیا ڈانس اب بدتمیز مت بنو جاؤ وہاں" بیٹھو"زریش نے اسے جھڑک دیا اور سمن حیرت سے اپنی ماں کے وریے کو دیکھتیں ہوئی سیدھا جا کر منہ پھیلائے روحا کے ساتھ بیٹھ گئیں۔۔

وہ اپنی ماں کو سمجھ نہیں پا رہی تھی اچانک انہیں کیا ہو گیا۔۔کتنا انجوائے کر رہی تھی وہ چپ چاپ خاموش جا کر بیٹھ گئی روحا کے پاس میں۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

ڈونٹ وری ہنی میں تمہیں جلدی ہی یہاں سے نکال لوں گی۔" ایلی نے "
موبائل سے اسے کس کرتے ہوئے کہا۔۔ باذل سکون سے مسکرادی۔

مجھے تم پر پورا یقین ہے ڈارلنگ!" وہ اپنا گال تکیے پر ٹکا کر گویا ہوئی اسکے لہجے کا"
سکون ایلی کو وہاں محسوس ہوا اور وہ بھی گہری مسکراہٹ سے مسکرائی۔۔
گڈ! اسکی کوئی کال کوئی میسج یا کوئی بھی ری ایکشن؟" ایلی نے اس سے سوال پوچھا۔"
نو بالکل خاموش۔" وہ ہنس کر بولی۔۔"
اوہ لگتا ہے چوٹ گہری لگائی ہے شیرنی ہاہاہا بڑا آیا تم سے بے بیز لینے "
والا ہونہہ! یہ پاکستانی اجڈ ایسے ہی ہوتے ہیں۔۔
تم سمپل اس سے اب اس سے طلاق لو اور جلدی واپس آؤ یہاں
ہمیں تمہارا بے صبری سے انتظار ہے۔ اور تمہیں تو ابھی اپنا نام بلند یوں

تک پہنچانا ہے ایویں اس پنڈو کیلئے اپنی زندگی خراب مت کرو۔۔

مجھے تو تمہارے ڈیڈ پر حیرت ہے کیسے انہوں نے تمہارے ساتھ دھوکہ کرلیا۔یہاں اگر میرے ڈیڈ میرے ساتھ ایسا کرتے مام یا میں تماشا لگا دیتے انکا مجبور خود ہی گھر چھوڑ کر جاتے ہاہاہا" ایلی مزے سے بتاتی قہقہہ لگا اٹھی۔

بٹ آئی لو مائی ڈیڈ!" باذل اپنے تصور میں ڈید کو دیکھتی مسکرائی۔۔۔"

یاہ آئی نو سٹوپڈ گرل تمہیں سب نظر انداز کرتے ہیں پھر بھی تم انکے لئے مرتی ہو کبھی روحا تو کبھی مام تو کبھی ڈیڈ" وہ طنزیہ بولی باذل بے ساختہ ہنسی۔

کیونکہ جن سے محبت ہو انسے کچھ مانگا نہیں جاتا صرف محبت کی جاتی ہے سو میں بھی ان سے کچھ نہیں مانگتی میں بس ان سے محبت کرتی ہوں۔۔" وہ محبت بھرے لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔

ایلی سن کر لب بھینچ گئی اسے واقعی اس بیوقوف لڑکی پر ترس آیا۔۔۔

اینی وے اب کیا سوچا ہے؟" وہ سر جھٹکتی ہوئی بولی۔۔"

مام مس یو سو مچ!" ایلی نے اپنی مام کو دیکھتے ہوئے کہا۔"

می ٹو یار بٹ ان شاء اللہ جلد ہی مام سے کہیے گا میں انکے پاس آؤں گی"
آفٹر آل مجھے سب کچھ وہیں سے سٹارٹ کرنا ہے ایون شادی بھی۔۔"
باذل نے کہا وہ سر ہلا گئیں
دونوں ماں بیٹی نے محبت سے اسکی آواز سنی۔ دونوں کو وہ بہت پیاری
تھی۔۔
ان شاء اللہ" دونوں ماں بیٹی نے ساتھ کہا۔ اور اچانک آئے گیسٹ"
کو دیکھتی اسکی ماں اسے جلد آنے کا اشارہ کرتی کرتی خود اپنی میکسی کو ٹھیک
کر کے انکی طرف بڑھ گئیں

مام سے بات ہو سکتی ہے؟" باذل نے کچھ سوچ کر کے کہا۔"
اپس! وہ ابھی ڈیڈ کے گیسٹس آئے ہیں وہیں گئی ہے تم سے کہا ہے جلدی سے"
آنا پھر لمبی میٹنگ ہو گی۔" اسنے اپنی ماں کو گیسٹ روم میں غائب
ہوتے دیکھ کر کہا۔

او کے کوئی بات نہیں ان شاء اللہ جلد ہی آؤں گی پھر مل لوں گی ویسے"
بھی آج رات رخصتی ہے دو دن گھر رہیں گے تیسری رات کیلئے ہنی مون

جب تک وہ پیپرز ریڈی کرلے گا تو میں امریکہ۔۔۔"وہ خوشی سے بولی۔۔

سامنے صوفے پر پڑی ایلی کی سسٹر مسلسل طنزیہ ہنس رہی تھی جا پر ایلی کو زیادہ ہی طیش آرہا تھا وہ اسے غصے سے گھورتی ہوئی وہاں سے نکلی۔۔۔۔
بچ!"وہ بڑبڑا کر گھر سے نکل گئی جبکہ ایلی اسکے جانے پر شکر ادا کر کے"
اب پوری طرح ریلیکس تھی کہ کوئی تماشہ نہیں ہوگا گھر میں۔۔
اچھا اب مجھے ڈیٹیل سے بتاؤ کیا کہا اس سے اور اسنے"
تمہارے ساتھ کیا ری ایکٹ کیا؟ کیا تم شیور ہو وہ طلاق دیدے گا تمہیں؟؟"ایلی اب تفصیل پوچھنے لگی کھوجنے لگی اسے۔۔
باذل کی آنکھوں کے سامنے رات والا سین گھوم گیا۔اسنے اپنا حلق تر کیا۔۔
میں نے ویسے ہی پرفام کیا جیا تمنے کہا۔۔۔"وہ ایک پل کیلئے"
آنکھیں میچ کر اپنے سینے پر ہاتھ رکھتی اپنے دھک دھک کرتے دل کو ریلیکس کرنے لگی۔۔

پھر بھی اسنے کوئی ری ایکشن نہیں دیا؟"وہ حیرت سے بولی۔۔۔"

نہیں بالکل خاموش بت گیا۔۔اور میں نے وہی کیا جیسا تم نے" کہا تھا۔۔اب میں اسکے سامنے بالکل معصوم نہیں اور واپس ویسی ہی ہوں جیسا وہ شروع میں سوچتا ہے آئی ایم ہنڈریڈ پرسنٹ شیور وہ اب تک فائنل کر چکا ہو گا طلاق کا کیونکہ اسکی رنگت زرد ہو گئی تھی اور آنکھیں سرخ ایسے جیسے وہ یقین کر گیا میں وہی بازل ہوں۔۔۔" اسنے کہتے اپنے دانت تکیے پر گاڑھ دیئے۔۔

اوہ! تم سٹوپڈ ہی رہو گی ہنی! اگر تم اسکے سامنے اپنا دماغ نا چلاتی اور اس" سے پیار کا شو کرتی تو اب تک یہ اصلیت دیکھ کر وہ پاگل ہو چکا ہوتا بلکہ وہیں تمہیں طلاق دے دیتا۔۔۔

میں نے سرچ کیا ہے ان ٹیپیکل پاکستانی مردوں پر۔۔وہ غیرت پر قتل کر دیتے ہیں اور کوئی انکی مردانگی کو للکارے تو مینز سمجھو اسکا قتل!" ہنس کر بولی۔۔۔

واٹ یو مین ایلی؟؟؟ڈونٹ سے کہ وہ میرا قتل کرے گا؟؟؟" وہ" گھبرا کر چیخ کے ساتھ اٹھ بیٹھی اسکی رنگت زرد ہوئی۔۔

ہاہاہاہانو سٹوپڈ! اس میں اتنی ہمت نہیں تمہیں قتل کرے ایڈیٹ"
تم حیدر شاہ کی بیٹی باذل شاہ ہو۔۔۔
میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ تمہیں غیرت میں ضرور
طلاق دے دیگا اگر جیا میں نے کہا تھا جو جو لائنز میں نے تمہیں
کہیں تھیں وہ تمنے دہرائیں ہوں گی۔۔" وہ قہقہہ لگا کر بعد میں سنجیدگی
سے گویا ہوئی۔۔

ٹرسٹ می ایلی میں نے پوری رات لگا کر تمہاری دی ہوئی لائنز کو یاد کیا"
اور اسکے سامنے ویسے ہی پرفام کیا جیا تمنے ایکٹ کرنے کیلئے کہا
تھا اور خود کو ویسے شو کیا جسٹ لائیک بولڈ گرل!" اسنے گہرا
سانس بھرتے ہوئے کہا۔۔۔

اوکے ویل دیکھتے ہیں تین دن تک میں انتظار کروں گی تمہارا یہاں، تم"
ایسا کرنا ایک موبائل الگ سے لو اور اسے کہیں چھپا دینا بعد میں
میں تمہیں فرسٹ سیکنڈ نائیٹ کیلئے گائیڈ کروں گی اوکے!" ایلی
گہرا سانس بھر کر بولی۔۔

اوکے میں کرتی ہوں بٹ موبائل کہاں سے لاؤں آرڈر کروں تو بھی چوبیس" گھنٹوں میں ملے گی جبکہ رخصتی آج ہے اور فرسٹ نائیٹ بھی آج رات۔۔"وہ گھبراہٹ سے بولی۔۔

اسکی بات سن کر توایلی کا بھی چہرہ سپید پڑا تھا۔۔وہ گھبراہٹ سے سوچ میں چلی گئی۔۔

اوکے ایسا کرو کسی بھی طرح کانٹیکٹ میں رہنا کسی کو شک نا ہونا ہی کوئی" میرے بارے میں جان سکے کہ میں تمہاری دوست ہوں اور تمہیں گائیڈ کر رہی ہوں یونو تمہارے ڈیڈ میری سسٹر کی وجہ سے ہمیں "پسند نہیں کرتے اور یہ جان کر کہ میں تم سے۔۔۔۔۔

ڈونٹ وری سوئیٹ ہارٹ میں سب کر لوں گی کسی کو معلوم نہیں پڑے" گا۔۔"باذل اسے ریلیکس کرتی گویا ہوئی جانتی تھی کہ اسکا ڈیڈ اس سے اسکی دوستی کا جان کر بپھر جائیں گے پہلے بھی کافی انسلٹ کروا چکی تھی اپنی اور اب محتاط تھی۔۔

کیوں اسکی بہن کی سزا ایلی کو ملے وہ ڈیزو کرتی تھی باذل شاہ کی دوستی کیونکہ وہ ایک پیاری لڑکی تھی اور باذل شاہ کی ہم راز بھی اور بیسٹ فرینڈ۔۔۔

اوکے گڈ! اوکے میں اب گیسٹ کے پاس جانے والی ہوں تم"
صرف اپنا دماغ چلانا بند کرنا،، اور ہاں کوئی نہیں ہوتا نائیٹ کس پر بے بی
بیوقوف، ناہی پچیس یا اس سے زائد بے بیز ہوتے ہیں،، اگر میں تم سے نا
پوچھتی اس دن تم نے تو جانے کیا کچھ کر کے خود کو جہنم میں قید
کر دینا تھا، تم تو کس کا سوچتی رہتی اور وہ تمہیں بے بیز کا مام بنا کر
ہمیشہ کیلئے اپنے پاس قید کر لیتا۔۔ پھر ان جنگلی مردوں کو نہیں
جانتی وہ لڑکیوں کے پر کاٹنا اپنی مردانگی سمجھتے ہیں۔۔" وہ زہر خند لہجے
میں گویا ہوئی۔۔

باذل شرمندہ ہو گئی۔۔ پر دوسرے پل نخوت سے سر جھٹکا۔۔۔
کچھ نہیں ہوتا اب میں ایسا کچھ کہوں گی ہی نہیں بلکہ وہ ہی خاموش"
ہو گیا ہے اور تمہیں ڈرامے یاد ہوں گے جو ہمنے ساتھ دیکھے تھے جب شوہر
ناراض ہوتا ہے یا ارینج میرج ہوتی ہے تب وہ بیوی سے الگ سوتا ہے آئی ایم
شیور اتنی انسلٹ کے بعد وہ بھی مجھ سے الگ ہی ہو گا۔۔۔
اور اب تو اسے لگتا ہے میں خطرناک چڑیل ہوں اسنے کہا بھی
تھا پاس کھڑی چڑیل میری جیسی ہے خوبصورت اور اسکے
پاس کھڑا جن اسکے جیسا ہے بدصورت۔۔۔" وہ کہتی کہتی اچانک
خاموش ہو گئی۔۔۔

باذل!!ہنی!!!" ایلی نے ہڑبڑا کر اسے پکارا پر اسنے دوسرے پل جھٹکے سے کال ڈسکنیکٹ کی اور موبائل آف کر کے سائیڈ ٹیبل پہ رکھ دیا۔
اور گہرا سانس بھرتی خود کو پر سکون کرنے لگی۔۔
اسکا دماغ گھوم رہا تھا جبکہ آنکھوں میں سرخی پھیلنے لگی تھی۔۔
اسنے آہستہ سے اپنے سر دپڑتے ہوئے وجود کو بیڈ پر ڈالا اور منہ کے بل تکیے میں چہرہ چھپا کر آنکھیں میچ گئی۔۔۔
وہ آہستہ آہستہ اپنے اعصاب پر سکون کر رہی تھی، بالکل ریلیکس بغیر کسی چوں چراں کے پڑی تھی۔۔۔
اسنے اپنے ہاتھ کو روکنا چاہا پر وہ رکا نہیں اسکے بالوں میں جا کر اسکے بالوں کو مٹھی میں پکڑ لیا۔۔
اسکا ایک آنسوں ٹوٹ کر گال پر پھسلا۔۔
آئی ایم بریو بے بی ریلیکس باذل!!" وہ خود ہی خود کو تھپکنے لگی۔ خود سے مخاطب ہوتی اپنے آپ کو خاموش کروانے لگی۔۔
اپنے اندر سے اٹھتے طوفان کو دبانے لگی۔۔

باذل!!!" اسی پل غصے سے حجاب شاہ اسکے روم میں ناک کرتی اندر داخل ہوئیں۔۔ باذل نے غصے سے اپنے لب دانتوں میں دبائے۔۔

واٹ ؟؟؟" وہ ویسی ہی پڑی ہوئی تیز آواز میں بولی۔۔"

یہ کیا تماشا لگا رکھا ہے تمنے؟ مجھے بتاؤ آخر چاہتی کیا ہو تم" کس غلطی کا بدلہ مجھ سے لے رہی ہو؟ رات تمہیں اندازہ ہے جب تم دلہن کو اچانک سے فنکشن چھوڑ گئی تھی کتنا ہنسے تھے مجھ پر لوگ کہ لو آزاد ملک کی آزاد دلہن اپنی مہندی کا فنکشن چھوڑ کر بھاگ گئی۔۔۔
تمہیں اندازہ ہے یہ پاکستان ہے یہاں "بھاگ گئی" ایک لڑکی کیلئے گالی ہے اسکی زندگی کی بربادی کی شروعاتی یہی سے ہوتی ہے۔۔
اور تم نے مجھے کہیں نظر اٹھانے کے قابل نہیں چھوڑا باذل جانے کیوں کبھی کبھی مجھے لگتا ہے جیسے تم ہم سے نفرت کرتی ہو اور اسی نفرت میں تم جان بوجھ کر ہمارا مذاق بنواتی ہمیں بدنام کرواتی ہوں۔۔۔" وہ پہلے غصے پھر دکھ اور آخر میں روتی ہوئی کہتیں بیڈ کنارے بیٹھ گئیں۔۔

وہ رو رہی تھیں مگر وہ ٹس سے مس بھی نہیں ہوئی اور حجاب اپنی بیٹی کی بے حسی دیکھ کر مزید دلبرداشتہ ہوئیں۔۔

مجھے وہاں گھٹن ہو رہی تھی پیاس لگی تھی اور میری طبیعت خراب "
ہو رہی تھی آپ روحا کے پاس تھیں پھپھو بھی روحا کے پاس تھیں
میری ساس اپنی بہو اور بیٹی کے پاس تھیں تو میں کس سے کہتی؟
اسلیے چلی گئی جو مجھے آسان لگا میں نے وہی کیا۔۔" وہ سپاٹ لہجے
میں لاپرواہی سے کہتی کندھے اچکا گئی۔۔
حجاب نے حیرت سے اسکی طرف دیکھا۔۔
تو تمنے مجھے پکارا کیوں نہیں؟ تمنے کہا کیوں نہیں میں وہاں ریلیکس کرواتی "
تمہیں پانی دیتی کیوں ایسا کرتی ہو باذل کہ میں نظریں اٹھانے کے قابل
نہیں رہتی محفل میں۔۔
تمہارے ڈیڈ کے سامنے میں نے تم دونوں کو ہمیشہ بااخلاق اچھی
بیٹیوں کی طرح پیش کیا ہے انہیں یقین دلاتی ہوں انہیں خوش کرتی
ہوں کہ انکی بیٹیاں اتنی فرمانبردار اتنی اچھیں ہیں۔۔ وہ رشک کرتے ہیں
نمازوں میں رب کے شکر کرتے ہیں۔۔
پر جب انہیں تمہاری حرکات کے بارے میں معلوم ہو گا کتنے
ہرٹ ہوں گے وہ۔۔۔" انکی دکھ بھری افسردہ آواز پر باذل نے نظریں گھما
کر سائیڈ ٹیبل پر رکھی فریم فوٹو کو دیکھا اور اپنے ڈیڈ بہن اور اپنی مام کا فوٹو
دیکھتے مسکرائی۔

وہ تینوں چاروفیملی کے میمبرز موجود تھے اور بازل کے روم میں موجود تصاویر میں کہیں بھی مہکار شاہ موجود نہیں تھیں بلکہ ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گی اسکے روم سے اسکی کوئی نشانی۔۔۔
وہ فوٹو دیکھ کر مسکرائی۔۔۔

جو گزر گیا اسے بھول جائیں مام جو ہونے والا ہے اسکا سوچیں آج رات " کو آپکی بیٹیاں چلی جائیں گی کیا آج بھی مجھے ڈانٹتے ہوئے گزاریں گی۔۔"وہ ان سے یہ نہیں بولی کہ آپ کو تو میرے جانے کا ہوش نہیں آیا اگر اتنی ہی میری فکر تھی تو کیوں مجھ پر نظر نہیں رکھی؟کیوں دونوں ماؤں کی بے تاب نظریں روحا شاہ پر تھیں؟وہ بھی تو بیٹی تھی بلکہ وہ بھی تو دلہن تھی اسے لاکر ایک جگہ بٹھا دیا گیا اور پھر پلٹ کر نا پوچھا گیا۔۔۔
روحا کی ذرا سی سانس پھولی تو بھاگم بھاگ اس تک جا پہنچی جبکہ وہ تو گھر سے نکل گئی اس پر کسی کی نظر بھی نا آئی مطلب تو صاف تھا نا کہ وہاں موجود کوئی بھی فرد اس پر ذرا سی توجہ الفت دینے کیلئے راضی نا تھا تو پھر کیوں رہے باذل شاہ وہاں؟؟

ان شاءاللہ آنے والا وقت میری بیٹیوں کیلئے رحمتوں خوشیوں
بھرا ہوگا" وہ اٹھ کر مسکراتی ہوئیں اسکے پاس بیٹھ گئیں
انکی دعا سے باذل کے لبوں پر تلخ مسکراہٹ بکھر گئی۔۔
اسنے نامحسوس انداز میں گالوں پر بہتا نمکین پانی صاف کیا اور
آنکھیں موند کر ایک خاموش سانس خارج کی۔۔

میں تمہیں ڈانٹ نہیں رہی باذل! ناہی تمہیں آج کے دن ڈانٹنا چاہتی
ہوں میری بچی میں صرف تمہیں سمجھنا چاہتی ہوں۔۔
بیٹا میری توجہ اس پر اسلیے تھی کیونکہ تم جانتی ہو وہ پہلے سے ڈری ہوئی
ہے اوپر سے اسکی کنڈیشن بھی ایسی تو نا تھی کہ اسے اکیلا چھوڑ دیا جاتا وہ
کانپ رہی تھی وہاں۔۔ اسلیے میری وجہ اس پر تھی کہ بیہوش نا
ہوجائے۔۔۔
بیٹا ماں کی توجہ ہر بچے پر ہوتی ہے اگر ذرا سی بھٹک جائے بھی تو بچہ رو کر
اسکی توجہ اپنی طرف مبذول کرلیتا ہے، پر تمہیں کیا شکوہ ہے
"ہم سے باذل؟ کیوں ہم سے نا کچھ کہتی ہو ناہی روتی ہو تاکہ میں۔۔۔

لازمی نہیں کہ ہر بچہ روئے تبھی ہی ماں توجہ دے مام! کچھ بچے میرے"
جیسے بدنصیب بھی ہوتے ہیں جو رونا شروع کرتے ہیں تو پہلی فرصت
میں انکی آواز دبائی جاتی ہے پھر ساری زندگی شکوہ کرتے ہیں کہ روتی
نہیں۔۔۔

کیوں آپ لوگوں کو آنکھیں نہیں سوچ نہیں؟ کیوں نہیں سوچتے میں کیوں
نہیں روتی؟ کیوں۔۔۔۔۔" وہ مزید ناسوچ سکی خاموش ہو گئی۔۔۔

باذل؟؟؟" حجاب اسکے ٹس سے مس نا ہوتے دیکھ کر غصے سے اپنی"
سمیت کرتی پکارنے لگیں۔۔ وہ آج چلی جائے گی اتنا بھی احساس نہیں
تھا کہ آج اپنی ماں سے کچھ وقت ہی شیئر کر لے۔۔۔

نہیں ہے کوئی شکوہ مام آپ سے لو یو سو مچ اینڈ آئی ایم سوری میری ہر"
غلطی ہر کوتاہیوں کیلئے جو میں نے آج تک کر کے آپ کو ڈیڈ کے
سامنے ہر کسی کے سامنے شرمندہ کیا ہے۔۔" وہ شرمندگی
ندامت سے کہتی اٹھ کر اپنی ماں کی گود میں سر رکھتی ان سے لپٹ گئی۔۔۔

معاف مجھے کر دو میرا بیٹا مجھے بھی اور اپنے ڈیڈ کو بھی ہو سکتا ہے تمہیں"
لگتا ہے ہم صرف روحا کو پیار کرتے اس پر توجہ دیتے ہیں پر ایسا
بالکل نہیں ہمارے لیے جیسی وہ ہے ویسی ہی تم اس پر خاص توجہ نہیں
بس ممتا ہوں ہمیشہ اسے خود سے الگ رکھا ہے تمہیں پیدا ہوتے

سینے سے لگایا ے ھا باذل اسے جنم دیتے سینے سے دور کر دیا بس یہی تکلیف مجھے ہوتی ہے اور وہ بیمار ہے بیٹا اس پر توجہ اسلیے یوتی ہے کیونکہ ڈر ہوتا ہے کسی پل خدانخواستہ انہیلر نا ملا تو کیا۔۔ اسلیے تمہاری پھپھو یا میں ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے ہیں انہیلر اور اس پر توجہ اسلیے دیتے ہیں ورنہ جیسی وہ ہے ویسی ہی تم ہو ہمارے لیے بلکہ تمہارے ڈیڈ تو تم سے بہت خوش ہیں کہ تم کافی قابل بیٹی ہو انکی بیٹوں جیسی۔۔ "حجاب اسکا سر چومتی اپنے سینے سے اسے لگاتیں ہوئی گویا ہوئیں باذل خاموشی سے سنتی رہی۔۔

ڈیڈ کہاں ہیں؟" وہ اپنی ماں کے ہاتھ چومتی بولی"

بینکوٹ گئے ہوئے ہیں کافی گیسٹس آچکے ہیں انکے اسلیے۔۔ اور کچھ کام بھی تھا" انہیں۔۔ تمہیں معلوم ہے انکا تو کوئی بیٹا نہیں تو ساری ذمہ داریاں وہ خود بغیر کسی سے کہے سنبھال رہے ہیں۔۔ "حجاب نے اسے تفصیل بتایا۔۔

کھانا کیوں نہیں کھا رہی؟" ابکی بار انہوں نے خفگی سے اسکے بالوں میں" انگلیاں پھیرتے ہوئے پوچھا۔۔

بھوک نہیں۔۔ "وہ منہ بنا کر گویا ہوئی۔۔"

کیسے بھوک نہیں تمہیں بھوک نہیں، پر مجھے بہت بھوک لگی ہے"
اور میں نا نہیں سنوں گی مجھے یہ ختم کرنا ہے۔۔"اسکی بات ٹرالی
لیے روم میں جگنو کے ساتھ داخل ہوئی سرخ مہندی کے ہاتھوں،
حیا سے گلابی گالوں والی روحا اپنے سراپے کی بھینی بھینی خوشبو کے
ساتھ اندر داخل ہوئی۔۔

باذل نے آواز پر چونک کر دیکھا اور سامنے جھینپے سراپے سے کھڑی
مسکراتی ہوئی روحا کو دیکھ کر وہ بھی مسکراتی ہوئی اٹھ بیٹھی۔۔

اسے دیکھتے ہی اسنے بانہیں وا کر لیں۔۔۔جسے دیکھتے حجاب شاہ نے اپنی بیٹی
کو شکایتی نظروں سے دیکھا۔۔
ماں سے پیار ہی نہیں اور بہن کیلئے۔مجھے روحا سے جیلسی فیل ہو رہی"
ہے۔۔"وہ ناراضگی سے گویا ہوئیں دونوں بہنوں نے چونک کر ماں کو دیکھا
اور ساتھ ہی قہقہہ لگا اٹھیں۔۔۔

آج ہمیں مام کھانا کھلائیں گی"باذل نے حکم سنایا حجاب نے"
مسکراتے ہوئے اسکی پیشانی چومی۔۔

جگنو نے مسکراتے ہوئے وہیں بیڈ پر کھانا لگایا اور روحا گھوم کر باذل کے پھیلے بازوؤں کے حصار میں آکر اسکے گالوں کو چومتی ہوئی ساتھ لگا گئی۔۔

باذل نے اسکے چھوٹے سے وجود کے گرد بازو ڈالتے ہوئے اسے اپنے آغوش میں بڑی بہنوں کی طرح سمیٹ لیا روحا جھینپ گئی اسکی محبت پر۔۔۔

اسے جو شاہو کے پاس جانے کی گھبراہٹ بوکھلاہٹ کھائے جا رہی تھی اپنی ماں بہنوں کے پاس آکر ریلیکس ہو گئی تھی۔۔

وہ ابھی اپنی مام مہکار کے ساتھ تھوڑا سا کھا کر باقی کا اپنی بہن ماں کے پاس آئی تھی کھانے اور دونوں نے اپنی ماں کے ہاتھوں سے نوالے منہ میں لیتے چھوٹے چھوٹے نوالے بنا کر ساتھ ہی اپنی ماں کو کھلائے۔۔

میری شہزادیاں "حجاب نم آنکھوں سے دونوں کو اپنے پروں میں" سمیٹ کر سینے میں لے گئی اور انکے سر پر ٹھوڑی ٹکا کر اپنے تڑپتے ہوئے روح کو سکون بخشنے لگی ورنہ دل کر رہا تھا کہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگ جائے۔۔۔

انہیں لگ رہا تھا انکا دل پھٹ جائے گا جب دونوں ہی چھوڑ کر جائیں گی، ان میں اتنا حوصلہ نہیں تھا ایک ساتھ ہی دونوں کو وداع کرنے کا۔۔

انکا ارادہ تو نہیں تھا باذل کی ابھی شادی کا کیونکہ وہ دونوں میاں بیوی ابھی اسکے شکوے سننا اسے دور کرنا، سینے میں سمیٹنا چاہتے تھے پر باذل نے انہیں اتنی مہلت ہی نہیں دی۔۔۔

وہ آہستہ آہستہ کھانا کھانے لگیں ساتھ مذاق مستی بھی جا رہی تھی
حجاب شاہ دونوں بیٹیوں کو سینے سے لگائے بٹھیں تھیں اور روحا باذل نے نائیٹ کا کھانا اپنے ڈیڈ کے ساتھ کھانے کا ڈیسائیڈ کیا۔۔
بیگم صاحبہ وہ بیوٹیشن آ گئی ہیں "جگنو ناک کر کے اندر آئی اور " حجاب سے بولیں۔۔
انہوں نے اپنی بیٹیوں کو دیکھا جگنو کی آنکھیں خود نم ہو گئیں وہ رونے جیسی شکل لیکر بغیر کوئی جواب لیے وہاں سے بھاگ گئی۔۔
روحا افسردگی سے سر جھکا لیا اسکے آنسوں خود گالوں پر گر پڑے۔۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

کنفرم ہے؟؟؟"انہوں نے غصے سے پوچھا۔دوسری طرف انہیں "
یقین دلایا گیا۔۔
شٹ دریاب!!!"وہ غصے سے غراتے ہوئے دھاڑے۔۔۔"
کیا ہوا خیریت؟؟؟"فیروز چغاتی گھبرائے ہوئے روم سے نکل "
آئے۔۔
دھوکہ کیا ہے اسنے میں نے کہا تھا نا تم سے دھوکہ ہی کرے گا اسکے "
انداز ہی بدلے ہوئے تھے وہ بدل گیا ہے غدار۔۔۔"انکے پاس آنے پر وہ غصے
سے دھاڑتے موبائل ٹھا کے ساتھ زمین پر مارتے ہوئے بولے۔۔
دریاب نے؟؟؟"فیروز چغاتی نے حیرت سے انہیں دیکھا۔۔"
ہاں اس دھوکہ باز نے"وہ یہاں وہاں چکر کاٹتے ہوئے بولے۔۔"

کیسے؟؟؟کیا کیا اسنے؟؟؟"وہ حیران ہوتے استفسار کرنے لگے۔"
مت پوچھو کیا نہیں کیا دھوکہ دیا ہے اسنے اور وہ بھی اہم وقت پر ہماری"
اتنی محنت صبر پر پانی پھیر دیا اور ہمیں پیٹھ پیچھے چھرا گھونپا ہے۔"انکی
رنگت سرخ تھی حالت بپھری ہوئی مقابل کھڑے فیروز

صاحب سمجھ گئے ضرور کچھ بڑا کیا ہوگا دریاب نے ورنہ کول نیچر کے مالک پرنسپل ظفر حیدری کبھی اتنا غصہ نہیں ہوئے۔۔

پھر بھی بتاؤ تو کیا کیا ہے اسنے؟" انہوں نے پانی کا گلاس انہیں تھماتے پریشانی سے استفسار کیا۔۔
وہ دلاور خان آیا تھا مایوس کی رسم میں رائل بینکوٹ میں پر" دریاب سے جب میں نے کل پوچھا تو اسنے انکار کیا کہ نہیں آیا تھا جبکہ میرا آدمی کہہ رہا ہے پکی انفارمیشن ہے کہ وہ وہاں آیا تھا بلکہ اسنے لائیٹ کی ایک تار کاٹی اور اس دوران گھر کے کسی فرد سے مل کر وہ اسی اندھیرے میں گھر سے نکل گیا۔" وہ ضبط سے گویا ہوئے۔۔

فروز صاحب سن کر سکتے میں آ گئے۔۔ جنہیں پرنسپل ظفر دیکھتے طنزیہ ہنسے۔۔
ابھی کروا اس پر یقین اس پر۔۔ کوئی نہیں زندگی کا روگ لگا تا بچپن کے" پیار کا۔۔ اسکی بھی شادی ہو گی آج نہیں تو کل خوش ہو گا وہ اپنی زندگی میں۔۔ برباد کون ہوا؟؟؟؟

تم کیونکہ تم نے اس پر یقین کیا پھر سے دھوکہ کھایا ہے تمنے۔۔"وہ غصے سے گویا ہوئے انکا بس نہیں چل رہا تھا ابھی شوٹ کر دے اس غداری پر دریاب کو۔۔

اب کیا کرنا ہے یہ تو طے ہوا کہ دریاب خان اب وہ دریاب " خان نہیں رہا۔۔"کافی توقف کے بعد وہ ضبط سے بولے۔۔

کیا تمہیں برا لگے گا اگر دانیال خان تباہ ہو جائے؟"وہ اسکی آنکھوں " میں دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

تم پاگل ہو گئے ہو ظفر؟؟؟"وہ ششدر ہو کر بولے۔۔" مجھے کیوں برا لگے گا اگر دانیال خان تباہ ہوا؟ بھول گئے ہو؟ میری اول " وآخر خواہش ہی دانیال خان کی بربادی ہے پھر بھی ایسا پوچھ رہے ہو۔۔"وہ پراسرار لہجے میں کہتے قہقہہ لگا اٹھے۔

تو بس دریاب نہیں تو تمہاری یہ خواہش تمہارا دوست ضرور پوری " کرے گا تم صرف دیکھتے جاؤ"انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

اچھا وہ کیسے ؟؟؟" وہ ہنس کر بولے جیسے انہیں یقین نا آیا ہو یا مذاق سمجھا ہو۔۔۔"
اسے پہچانتے ہو؟؟" انہوں نے اپنا موبائل زمین سے اٹھایا شکر تھا"
قالین پر گرنے سے زیادہ نقصان نہیں آیا اسے۔۔
موبائل کی باقی کنڈیشن پر بغیر دھیان دیئے انہوں نے ایک تصویر فیروز
چغاتی کے سامنے کر دی۔۔

یہ تو ڈاکٹر صائم زیدی کی بڑی بہو ہے" انہوں نے حیرت سے"
پرنسپل ظفر کی موبائل میں عرشیہ صمصام زیدی کی تصویر دیکھی۔۔
اوں ہوں! یہ تو بعد میں پہلے یہ کون ہے؟" وہ معنی خیزی سے"
مسکرائے۔۔
فیروز چغاتی نے حیرت سے انہیں دیکھا۔۔
کیا یہ صحیح رہے گا؟" وہ گھبرا گئے "کچھ بھی ہو پہلے یہ صمصام زیدی"
کی بیوی ہے اور میں نے سنا ہے وہ لڑکا کافی غصیلہ بگڑے دماغ کا مالک
ہے۔۔" انہوں نے دھیمے لہجے میں کہا۔۔

تم یہ کیوں دیکھ رہے ہو فیروز!! تم یہ دیکھو کہ اسکی مسکراہٹ کتنی"
گہری ہے۔۔ تم یہ دیکھو کہ تمہارے گھر میں یہ ڈھول

شہنائیاں کیوں نہیں؟ تم یہ دیکھو تمہارے چہرے پر مسکراہٹ کیوں نہیں؟ تم یہ دیکھو دریاب خان نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ تم یہ دیکھو دانیال خان نے کے چہرے پر مسکراہٹ کیوں ہے؟ کیا اسکے دکھ کی مدت صرت اتنی ہی تھی؟ تمہیں زندگی بھر کے ناصور اور ناصور کے حقدار کو محض وقتی زخم" پرنسپل ظفر حیدری کہہ رہا تھا جبکہ فہروز چغاتی کا چہرہ خون چھلکانے لگا۔۔۔

کیا کرنا ہے؟؟؟" وہ اپنے کھولتے ہوئے خون کو بغیر شانت کیے بپھرے سے اعصاب کے بولے۔۔

وہ تم مجھ پر چھوڑ دو تم بس اب اپنی خواہش کے پورا ہونے کا انتظار کرو آج" ڈھول شہنائیاں ہیں انکے گھر کل یہ ماتم میں بدل جائیں گی۔۔۔ لوگ ایک تیر سے دو نشانے کرتے ہیں ہم ایک تیر سے پوری نسل کو نشانے میں لیں گے۔۔ دانیال خان نے تنگ آکر خودکشی نہیں کی تو میرا نام بھی ظفر حیدری نہیں۔۔" وہ کچھ سوچتے ہوئے بولے انکے لہجے کو دیکھتے فیروز چغاتی نے اسے گلے لگالیا۔۔

تم میرے دوست نہیں ظفر بھائی ہو شاید آج سگے بھائی بھی"
اتنا نہیں کرتے جتنا تم نے مجھے سنبھالا مجھے ساتھ دیا ہے۔۔"وہ بھیگے لہجے
میں گویا ہوئے۔۔۔

ایسے مت کہو فیروز صرف میں نے نہیں تم نے بھی تو مجھے اس"
مصیبت سے نکالا تھا یاد کرو سالوں پہلے آج میں جو کچھ بھی ہوں صرف
تمہاری وجہ سے۔۔" ظفر حیدری نے خود سے الگ کرتے
مسکراتے ہوئے اسے اپنا وہ تلخ وقت یاد دلایا فیروز صاحب گہرا
سانس بھر کر رہ گئے۔۔۔

سر میڈم رو رہی ہیں۔۔"معاً نرس ہال میں آتی مودب ہو کر بولی۔۔"
دونوں نے بیک وقت چونک کر دیکھا۔

اس سے کہو اب رونے کے وقت گئے اب ہنسنے کے وقت آئے ہیں"
اب تو رلانے کے وقت آیا ہے۔۔"فیروز چغتائی نے مسکراتے ہوئے
کہا اور نرس کو جا کر اسکے گالوں سے آنسوں صاف کرنے کیلئے حکم
دیا وہ جی سر کہتی چلی گئی۔۔

کیا کرنے والے ہو؟؟؟" نرس کے جاتے انہوں نے رازداری سے "
پوچھا۔۔ ظفر حیدری مسکرائے۔۔

جو کافی پہلے کر دینا چاہیے تھا۔۔" انہوں نے جس آواز میں لہجہ بدل "
کر کہا اسکے قدرتی خوبی پر وہ قہقہ لگا اٹھے۔۔

واقعی دریاب خان سے ملتی جلتی ہے۔۔" انہوں نے سراہایا۔۔۔"
ہاں کیونکہ وہ مل نہیں سکتی آفٹر آل وہ دونوں الگ وجود ہیں۔۔" وہ کہتے "
خود ہی ہنسے اور دونوں نے پھر سے خوشی سے قہقہہ لگایا۔۔

تو میں کتنے کفن کا آرڈر کروں؟" انہوں نے مسرور ہوتے پوچھا۔۔"
اسکی بیوی تو دواؤں پر چلتی ہے خود بھی ڈپریشن کا شکار ہے۔ دو تو میری"
طرف سے دے دو باقی تمہارا جتنا دل کرے ہاہاہاہا۔۔" پرنسپل ظفر
حیدری نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا
انکے ساتھ وہ بھی قہقہہ لگا اٹھے۔۔۔

اندر بیٹھی نرس سالوں بعد آج انکے قہقہوں کو سنتی ہوئی حیران پریشان تھی۔۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

گھر پورا سرخ گلابی سفید پھولوں اور برقی قمقموں سے سجایا ہوا تھا دور دور سے آئے مہمان وہاں رہ رہے تھے۔ جس سے گھر میں شور قہقہے ہنسی، ساتھ آئے انکے بچوں کا شور بھی عورج پہ تھا۔
گھر کے سربراہوں سمیت ملازمین بھی تیاریوں میں مہمانوں میں مصروف تھے کچھ دیر بعد انہیں بینکوٹ کیلئے نکلنا تھا اور اسکی ہی تیاریاں تھیں۔۔
لڑکیاں بارات کے ویلکم کیلئے پھولوں کے تھال تیار کیے وہاں سے گاڑیاں میں بیٹھتی ہوئی رخصت ہوئیں۔۔
جبکہ دلہنیں گھروں میں ہی تیار ہو رہی تھیں انکے لیے بیوٹیشن گھر میں ہی بلائی گئی تھیں یہ صائم زیدی کا حکم تھا۔۔

جس سے کسی نے انحراف نہیں کیا۔ شہر کے خاص خاص دوست آئے ہوئے تھے، چھوٹے سے بڑی شخصیات اپنی بیگمات کے ساتھ آہستہ آہستہ بینکوٹ میں آرہے تھے۔

رائیل ویڈینگ بینکوٹ کے پارکنگ ایریا جہاں جہاں جانے کتنی ہی گاڑیاں موجود تھی جبکہ بیچ میں جو جگہ تھی وہ بارات کی گاڑیوں کی تھی جہاں پھول برسائے گئے تھے۔۔

یرسوں فضا مہک رہی تھی وہ عروسی سرخ جوڑے میں سجی دلہنوں کے سنگار میں بیڈ پر آکر بیٹھیں اور اب بیوٹیشن انکے پاؤں میں پازیب پہنا رہی تھیں۔۔

انکا پور پور سجا ہوا تھا، معمولی بات بھی تو نہیں تھی۔ ایک بزنس ٹائیکون ساحل شاہ کی دلہن تو دوسری کامیابیوں کی بلندیوں کو چومتے صمصام زیدی کی دلہن تھی تیسری دریاب خان جسکی ذات کا دبدبہ چھایا ہوا تھا ایک عالم پہ خانوں میں اسکی بڑی عزت تھی اور وہ خان حویلی کا سپوت تھا بزنس کی دنیا میں اپنے باپ کے ساتھ اسکا بھی ایک کامیاب نام تھا۔ جو کڑی محنت سے بنایا گیا تھا۔۔

چوتھی دلہن ایک معروف ڈاکٹر ایک بادشاہ دل کا مالک، جو لڑکیوں کا نہیں بلکہ غریبوں کا کرشن تھا، وہ دعا رب سے کرتے تھے دوا انہیں ڈاکٹر صارم زیدی دیتا تھا۔۔

جنکی پہچان بھی اتنی تھی اور عزیز دوست بھی ملک کی بڑی بڑی شخصیات بزنس مین، ڈاکٹرز سب وہاں تھے۔۔

خان کی طرف انکا سربراہ "یاور خان" بھی موجود تھا۔ جسے اسپیشل پروٹوکول مہیا کیا جا رہا تھا۔ جبکہ زیدی کی پہچان چودھریوں سے بھی تھی اسلیے وہاں "شجاعت چودھری" بھی موجود تھا صمصام زیدی کا دوست۔۔

ہیلو!" مسلسل موبائل کی رنگ سے اکتا کر اسنے ملازمہ سے کہہ کر "موبائل اٹھوایا اور اسے کان سے لگا کر کہا۔

جبکہ ہاتھوں میں اسکے دونوں بیوٹیشن چوڑیاں کنگن پہنا رہی تھیں اور ایک بالوں میں دوپٹہ اسٹائل سے لگا رہی تھی۔۔

بھئی اب کچھ بولو بھی اتنی کالز کیے جا رہے ہیں اب کہیں کیا کام ہے۔۔" آپ کے رانگز نمبر ختم نہیں ہوتے ایسا نہیں بندہ کوئی کام ہی کر لے پر

نہیں یہاں ہڈ حرام کی طرح باپ کے پیسوں پر پڑے ہو اور غریب باپ کے پیسے بیلنس میں اڑا کر نمبر ڈائل کرتے جا رہے ہو۔۔" وہ غصے سے بغیر لحاظ کے بولی اسکی بات سن کر وہاں موجود بیوٹیشنز دلہن کے غصے سے ہنس پڑیں۔۔

جبکہ دوسری طرف مسلسل خاموشی سے وہ اکتا گئی۔۔

اور اس پار بیٹھے شخص کے لبوں پر جاندار مسکراہٹ تھی۔

اگر اپنے بھائی دلاور سے آخری بار ملنا چاہتی ہو تو بتائے گئے ایڈریس پر آج کی رات ممکن ہو تو کچھ دیر میں پہنچ جانا وہ جا رہا ہے واپس!"

اسکی آواز سننے کے کچھ توقف کے بعد وہ گویا ہوا۔۔ مقابل لہجہ بھاری گھمبیر تھا۔ الفاظ کو چن کر ایک مخصوص انداز میں بیان کیا گیا۔ جسے سنتے کوئی شک و شبہ نہیں رہا تھا کہ یہ کوئی اور ہو سکتا ہے۔۔۔

بلکہ یہ تو ایک وہی شخص ہو سکتا تھا۔۔

جس سے سننے کے بعد وہ موبائل کان جہاں کی تھی وہیں ساکت پتھر کی بت بنی رہ گئی۔۔

ماشاءاللہ ماں صدقے "اسکے سر پھر بھاری گلابی دوپٹہ رکھتے" ہوئے ماتھے پر سجے مانگ پٹی کو چومتے ہوئے عائشہ نے دیکھ کر بے سالتہ بیٹی کی نظر اتار دی کہ کہیں انکی ہی نظر نا لگ جائے۔۔

ماں کے لمس پر وہ ہوش کی دنیا میں آتی بھائی کی دیوانی کے آنکھوں میں عجیب سا تاثر پیدا ہو گیا۔۔

اسکا دل دھک دھک کر رہا تھا۔۔ اسے بلاوا آیا تھا صرف اسے اور وہ کیوں نا جاتی اسکے پاس اس سے دعا لینے سے منا کر ساتھ لانے کیلئے وہ کیوں نا جاتی دلاور خان کے پاس تا کہ وہ اپنی وہ اس سے جان سکے حقیقت اپنے بھائی کو روبرو دیکھے اسے چھوئے کہ وہ خواب ہے یا حقیقت۔۔۔

کہیں یہ خواب تو نہیں کہ دلاور حقیقت ہے۔۔۔۔

....★☆☆☆☆☆★

....★☆☆☆☆☆★....

یہ اتنے گارڈز؟؟"صائم زیدی گاڑی چیک کرنے کیلئے جیسے ہی پارکنگ "
ایریا میں آئے وہاں کھڑی لاتعداد گاڑیوں اور گارڈز بلیک یونیفارم میں
کھڑے آدمیوں کو دیکھتے صائم زیدی ٹھٹھک گئے۔۔
جی یہ میں نے دیئے ہیں"بلیک ٹیکسڈو میں ملبوس صمصام زیدی"
اپنی پروقار چال چلتا ہوا اپنے شاندار عبدار پر سنالٹی کے ساتھ انکے
پاس کھڑا ہوا اور اپنے مخصوص لہجے میں بولا۔۔

میں تمہیں کوئی بدمعاش لگتا ہوں جو تم نے اتنے گارڈ ساتھ لگا دیئے "
ہیں؟یا میں تمہاری بہن ماں کو لیکر یہاں سے بھاگ رہا ہوں جس
وجہ سے تم نے اتنی سیکیورٹی فورسز میرے پیچھے لگائی ہے صام!میں
شریف قسم کا بندہ ہوں مجھے یہ سب اچھا نہیں لگ رہا واپس
بھیجوا نہیں۔۔۔"صائم زیدی کو یہ سب حقیقت میں پسند نہیں
آیا۔۔وہ بغیر ناگواری چھپائے گویا ہوئے۔۔

کوئی بات نہیں آپ شریف صحیح بٹ آپکا بیٹا شریف "
نہیں اسلیے صمصام زیدی کی یہ سیکیورٹی ساتھ ہو گی۔۔اگر کوئی کہے بدمعاشی

ہے تو کہہ دیجئے گا میرے بیٹے کی ہے۔" وہ اپنی ازلی انداز میں لاپرواہی سے بولا۔۔

پاس ہی کھڑا باپ سے سپاٹ انداز میں بات کرتے دیکھ کر گولڈن خوبصورت دولہے کی اسٹائلش شیروانی جس کے آگے سائیڈ ڈامن ہاف تھا اور اس پر میرون کلر کی نفیس کڑھائی کے ساتھ میرون ہی کلر کی گھیر دار شلوار پہنی ہوئی تھی، گولڈن ہی شوز پہنے، ایک طرف کندھے پر میرون شال ڈالے، جیل سے بال سجا کر اپنا مخصوص سٹائل دیا گیا تھا، نک سک سے تیار اپنی گندمی رنگت پر کشش سا سانولا سائیں ایک روایتی ہینڈسم ڈیسنٹ دولہا لگ رہا تھا۔۔

صارم زیدی نے اپنے بھائی کی بات پر مسکراہٹ چھپائی۔۔۔

تم!!!!" اسکی بات پر صائم زیدی مٹھیاں بھینچ گئے۔ وہ باپ تھا یا یہ " خود۔۔ بیہیو ایسا کر رہا تھا جیسے صمصام زیدی باپ ہو اور صائم زیدی اسکا بیٹا۔۔۔

میں نے کہہ دیا یہ نہیں ساتھ آئیں گے بس بات ختم!" وہ غصے سے تحکم بھرے لہجے میں گویا ہوئے۔

ڈیڈ پلیز یہ ہماری ریکویسٹ ہے۔۔ آپ جانتے ہیں اچھے برے لوگ ہر جگہ ہوتے ہیں اور ہم نہیں چاہتے اس خوشی کے موقعے پر ہماری بہن کو کسی کی بری نظر لگے یہ ہماری طرف سے سیکیورٹی ہے پلیز۔۔یا تو ہمیں ساتھ لے چلیں یا پھر اس سیکیورٹی میں توقیع کو بینکوٹ میں لائیں۔۔" صارم صمصام کے موڈ کو دیکھتا اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اپنے ڈیڈ سے بولا مبادا اس خوشی کے موقعہ پر دونوں باپ بیٹے میں بدمزگی نا ہو جائے پھر تو صائم زیدی بھی ضدی نیچر کے تھے اور صمصام زیدی بھی۔۔

بیچ میں پھنس جاتا صارم زیدی، اسلیے ہی اسنے ریکویسٹ کر دی اپنے باپ سے جس پر صائم زیدی اپنے چھوٹے بیٹے کے عاجزانہ گزارش دیکھتے ہوئے خاموش ہو گئے

صام کے لبوں پر فتحمندانہ مسکراہٹ تھی، صارم افسوس سے سر نفی میں ہلا کر رہ گیا۔۔

گدھے "اسکے اندر کی سمیت بڑھتے صارم کے آگے صمصام زیدی سے "
انہوں نے کہا اور اندر جانے کے بجائے انہوں نے اپنی گاڑی کا رخ کیا اور
دوسرے پل سیٹ پر بیٹھتے خاموشی سے آئندہ کا سوچتے گاڑی کا رخ
خان ہاؤس کر دیا۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

بہت خوبصورت لگ رہی ہو بالکل کوئی آسمان سے اتری۔۔۔"دریاب "
اسکے سامنے کھڑا اسکا چہرہ ہاتھوں میں تھامے مبہوت سا
تعریف کرنے لگا تھا کہ معاً تھم گیا۔۔
اس کنجوس کے منہ سے پہلی بار تعریف سن رہی تھی پر پہلی بار
ہی اسکے اچانک خاموش ہونے پر عرشیہ اچھل کر سر
اٹھائے اسے گھورنے لگی اور اپنا گلابی بھاری گولڈن زرک کے کام والا لہنگا
ہاتھوں میں اٹھا کر مہندی سے سجے پاؤں میں پہنی ہیل ٹھاک کے
ساتھ دریاب خان کے شوز پر ماری۔۔

افف بدروح بلی!"وہ کراہ کر اپنا پاؤں تھام کر اسے غصے سے گھورنے لگا۔۔"

ہاہاہا" وہ ایکدم کھکھلائی پر بولی کچھ نہیں معاً پھر شرافت سے دلہن کی" طرح کھڑی ہو گئی خاموش۔۔۔

تم کر رہے ہو تعریف ؟" پاس ہی اسٹک تھامے کھڑے دانیال" خان اسے اپنی بیٹی کو گھورتے ہوئے دیکھ کر بیک پر اسٹک مارتے غصے سے بولے۔۔

افف کیا مصیبت ہے یار کر تو رہا ہوں ٹرائے کرنے دیں نہیں آتی" تعریف تو کیا کروں۔" وہ زچ ہوئے بولا اور مصنوعی غصے سے بہن کو گھورا جسنے فوراً مسکراہٹ چھپائی اور ایک ادا سے تین انگلیاں ٹھوڑی تلے رکھ کر ایک اسٹائلش پوز میں کھڑی ہو گئی۔۔

دریاب اسے بے بسی سے دیکھتا اپنی پشت سہلانے لگا جس پر باپ نے اسٹک ماری تھی۔ ویسے ہی جیسے بیٹھ کر انہیں پڑھاتے تھے۔۔

دریاب خان اس وقت گولڈن شیروانی میں ملبوس تھا گلے میں مفلر پہنا ہوا تھا۔ پاؤں میں ایک خوبصورت گولڈن کلر کا شوز تھا شہد رنگ بالوں کو جیل سے سجائے، اپنے مخصوص اسٹائل میں پف کی شکل دیا گیا تھا۔

کیا ہے خان کیوں بچے کو تنگ کر رہے ہیں۔ ہم کر رہے ہیں اس سے "
نہیں ہوتی تعریف تو رہنے دیں ہم کر دیتے ہیں نا اپنی شہزادی کی
تعریف "بیٹے کو بار بار اسٹک سے مارتے ہوئے شوہر کے اس عمل کو پر
تڑپ کر گویا ہوئیں۔۔
دریاب اپنی ماں کی بات پر مسکرا دیا وہ جانتا تھا اسکی ماں ذرا سی بھی
اس پر سرد آنچ برداشت نہیں کرتیں۔۔
فل آستین والی بنفشی کلر کی ایک خوبصورت سی ساڑھی زیب تن کی ہوئی
تھی عائشہ خان نے۔
بالوں کا کا جوڑا بنایا ہوا تھا جس میں خوبصورتی سے بیوٹیشن نے چمکتے
چھوٹے موتی لگائے ہوئے تھے۔ ہاتھوں میں دانیال خان نے خود چوڑیاں
پہنائیں تھی اور کانوں میں ایرنگز بھی۔۔
ورنہ وہ بیٹی کو وداع کرتے ہوئے کہاں اتنا تیار ہونا چاہتی تھیں پر شوہر کی
زبردستی پر وہ ہمیشہ ہی بے بس ہوا کرتیں تھیں۔۔
مام ٹھیک کہہ رہی ہیں چڑیل مجھ سے نہیں ہوتی تعریف تمہاری۔۔"
مجھے تو تم میک اپ میں بالکل کوئی بھٹکتی ہوئی بھوتنی لگ رہی ہو۔
بیچارے صام پر ترس آرہا ہے۔ آج اس کا ہارٹ اٹیک پکا ہے
ہاہاہا۔۔۔"اسنے شدید افسوس سے کہتے قہقہہ لگا اٹھا۔۔

دانیال اپنے سامنے اپنی شہزادی کے بابت اسکی بکواس پر غصے سے انکی سرخ وسفید رنگت میں مزید سرخیاں گھل گئیں۔۔

وہیں عرشیہ کا بھی یہی حال تھا، اسکا چہرہ متغیر تھا۔ اور وہ شکایتی نظروں سے اپنے باپ کو دیکھنے لگی۔۔

مجھے نہیں چاہیے کسی کی تعریف، اس کنجوس سے ہونی نہیں" اسنے زندگی میں کبھی میری تعریف نہیں کی کیا میں اتنی چڑیل ہوں کہ اس کنگ کانگ کا ہارٹ اٹیک ہو جائے۔۔" وہ روہانسی ہو گئی اور غصے دکھ سے کہتی دوسری طرف منہ کر کے کھڑی ہو گئی۔۔

گلابی بھاری سفید نگینوں زرک اور سفید ہی کڑھائی کے گھیر دار لہنگا جو کہ پھولا پھیلا ہوا تھا قالین پر۔ سر پر بھاری نگینوں سے سجا ہوا دوپٹہ تھا جو کہ اسکی کلائیوں میں پہنے کنگنوں سے اٹیچ تھا، برائیڈل میک اپ چھوٹی سی ناک میں خوبصورت جھولتے ہوئے موتی والی نتھ جسکے موتیوں کی لڑلیاں اسکے گال سے ہوتی ہوئی بالوں میں اٹیچ تھیں، اور سر پر خانوں کی روایتی دلہن بنی ماتھا پٹی بھی لگائی ہوئی تھی جسکے موتی اسکی پوری پیشانی پر بکھرے اسکے حسن میں چار چاند لگا گئے تھے ہونٹوں پر گلابی لپسٹک، آنکھوں پر مہارت سے کیا گیا میک اپ، گھنی سیاہ

پلکیں جو کہ اسکے نام سے ہی لرز گئیں تھی، سینے میں دھک دھک کرتا دل اسکی کل رات کی ملاقات پر محو رقص میں مدہوش تھا۔
اسے ابھی تک اسکا بھیگا حصار اپنی کمر کے گرد کستا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ توقیع نے جو اسکے ساتھ کیا۔۔ اور اسکے بھائی نے جو اسکی تنہائی کا فائدہ اٹھایا۔۔۔
عرشیہ کے رخسار گلاب ہو گئے۔۔ اس مرد کھڑوس کی سانسیں اسکا تنگ حصار، اسکا لمس، اور سینے پر ڈال کر اسکی سانسوں کا میلاپ۔۔۔

جیسے جیسے منظر آنکھوں کے سامنے لہرا رہا تھا جسنے کل سے اسے گھبرائے ڈرائے رکھا تھا کہ پابندیوں کے باوجود وہ شخص اس حد تک جا سکتا ہے اور جب آج اس پر کوئی پابندی نا ہو گی تب اسکا کیا ہو گا۔۔ وہ خود کو شعلہ موی کا کالیا سمجھ رہی تھی اور وہ ایک ولن۔۔۔ جو اس سے کہتا ہے اب گولی کھا۔۔

تم خاموش رہو کیوں نہیں کرے گا تعریف پہلی بار میری بیٹی نے" فرمائش اس سے کی ہے اور یہ الو کا پٹھا اتنا بھی نہیں کر سکتا اپنی لاڈلی

اکلوتی بہن کیلئے۔" دانیال خان نے بیوی کو مداخلت پر جھڑکتے ہوئے بیٹے کو بھی شرم دلائی۔۔

وہ سر کھجا گیا

"دری بھائی ایک تعریف ہی تو مانگ رہی ہے بیوی کیلئے تو چاند تارے توڑ آتے ہو تم لڑکے بہن کیلئے تعریف نہیں کر سکتے آپ سے یہ امید نہیں تھی ہم سب کو۔۔" اس چوڑے سرخ سفید رنگ والے دولہے کو دیکھتے پاس گلاب کے بھرے ململ کے سرخ کپڑے والے ہتال ہتانے کھڑی لڑکیوں نے شکایت کی۔۔

وہ بھی بارات کے ساتھ یہاں سے جانے والی تھیں۔۔

"ہاں تو بیوی اتنا پیار بھی تو کرتی ہے اس چڑیل کا چھوٹا بھائی ہوں پر اسنے مارنے کے علاوہ کبھی مجھے پیار کیا؟ میرے اور صارم کے نصیب میں تو ان چڑیلوں کی مار ہی لکھی گئی ہے ہونہہ!" دریاب نے اپنا دکھڑا سنایا پر دوسرے لمحے پڑنے والی اسٹک پر وہ اوکر کے پیٹھ سہلانے لگا جسکے ساتھ دولہے کی درگت پر کھکھلا اٹھیں۔۔

عرشیہ مصنوعی سوں سوں کرتی مسکراہٹ چھپانے لگی۔۔۔

جاؤ نہیں چاہیے میری بیٹی کو تمہاری تعریف میں خود کر دیتا"
ہوں۔" دریاب کو مکمل بے بسی دیکھتے دانیال خان نے کہا اور اسٹک
چھوڑ کر اپنی بیٹی کے سامنے آئے اور اسکا چاند سے دمکتا چہرہ ہاتھوں کے
پیالے میں بھر لیا۔۔
پاس کھڑیں عائشہ نے "سبحان اللہ" کہتے اسکا صدقہ نظر
اتاری۔۔
معاً ابھی دانیال خان کچھ کہتے اس سے پہلے ہی اسکی گردن میں
دریاب خان نے بانہوں کا حصار ڈالا۔۔
تم وہ گلاب ہو جسکے سامنے مجھے اس دنیا کے سارے پھول پھیکے لگتے"
ہیں" اسنے اسکے کان میں سرگوشی سے کہا عرشیہ نے چونک کر
اسکے سر کو دیکھا۔۔

چاند کا چمکتا گہنا ہو
پھولوں کی مہکتی وادی ہو
اس گھر میں خوشحالی آئے
جس گھر میں تمہاری شادی ہو

دفعتاً وہ اسے اپنے باپ کے حصار سے آزاد کرواتا ہوا ہال نما اس روم کے وسط میں فانوس کی روشنی کے حصار میں لایا۔۔

عرشیہ دریاب کے گانے پر ششدر رہ گئی۔۔
ہووو۔۔۔"لڑکیوں نے اچانک اسکی سحر انگیز گھمبیر آواز میں" گانا گانے پر ہوٹنگ شروع کر دی۔۔
عائشہ دانیال کے لبوں پر گہری آسودہ مسکراہٹ تھی۔۔ کہیں دونوں کے آنکھوں کے گوشے نم تھے۔ انہیں یوں لگ رہا تھا جیسے ابھی دریاب کے پیچھے سے دلاور آئے گا اور اپنی بہن کو پیار دیکر یہ گانا خود گنگنائے گا۔۔

چاند کا چمکتا گہنا ہو
پھولوں کی مہکتی وادی ہو
اس گھر میں خوشحالی آئے
جس گھر میں تمہاری شادی ہو

یہ پھول تمہارے زیور ہیں
یہ چاند تمہارا آئینہ

اسنے لڑکیوں کے تھال سے پھول ہاتھوں میں بھر کر اسکے اوپر برسائے اور سامنے کھڑکی سے پردہ ہٹایا عرشیہ نے مبہوت ہوتے کھڑکی میں سامنے چاند کو دیکھا۔۔

اسکا چہرہ خوشی سے سرخ پڑ گیا۔۔

تم جب ایسے شرماتی ہو
دولہے کا دھڑکتا ہے سینا
ہر آئینہ تم کو دیکھے
تم تو ایسی شہزادی ہو

وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں تھامے گنگنایا دانیال خان نے خوش ہوتے اسکی پیٹھ تھپتھپائی اور عرشیہ کے گالوں پر بے ساختہ ہی آنسوں پھسل گئے وہ مزید نا سننے کی ہمت خود میں پاتی ایکدم ہی ہچکی کے ساتھ اسکے گلے میں بانہیں ڈال کر اسکے چوڑے سینے پر سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔

میرے بھائی کڑوروں میں ایک ہیں، میرے بھائیوں جیسا نا ہے"
کوئی یہاں،، میرے بھائی شہزادے ہیں اس جہاں کے۔۔ میں
ہوں انکی چڑیل ہاہاہا۔۔" وہ گانے کے انداز میں گنگناتی ہوئی بولی اور آخر
میں اپنے بارے میں کہتی قہقہ لگا اٹھی جسکے ساتھ ہی دریاب نے اسے
پھول کی طرح سمیٹ کر اپنے سینے میں بسا لیا۔۔۔

مجھے معاف کر دینا عشی میں تمہیں کوئی خوشی نہیں دے سکا۔۔ پر ان"
شاءاللہ سب بات اللہ کے ہاتھ میں ہے دیکھنا ایک وقت
آئے گا اللہ تمہیں سارے جہاں کی خوشیاں سمیٹ کر تمہاری ڈامن
میں ڈالے گا اور تم اس جہاں کی سب سے خوش نصیب لڑکی ہو گی۔۔"
وہ اسکے سر پر اپنے لب رکھے سرگوشی میں گویا تھا جسے وہ خاموشی
سے آنسوں بہاتی سن رہی تھی۔۔
عائشہ کو اپنا دل پھٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا انکے آنسوں گالوں پر برس
رہے تھے۔۔
پہلے بیٹا دور ہوا اب بیٹی بھی چھوڑ کر جا رہی تھی۔ وہ یہاں سے بھاگ
جانا چاہتیں تھیں پر دانیال خان نے انکا ہاتھ تھام کر آہستہ سے
پاس کھڑا کر دیا۔۔

اور انکے سر دپڑتے ہاتھ کی کو سہلانے لگے۔۔۔

میری بیٹی کی تعریف کر کے تم نے میرا دل خوش کر دیا ہے دریاب "
میرے شیر اور اب تمہارے لیے خوشخبری ہے۔۔" دانیال خان
مسکراتے ہوئے اسکے پاس آکر کندھوں کو تھامتے ہوئے گویا ہوئے۔۔
عرشیہ دریاب نے چونک کر انہیں دیکھا، پر عرشیہ کی نظریں
جیسے ماں پر گئی انہیں روتے دیکھ کر وہ تڑپ کر انکے پاس آئیں اور اسکے گال
صاف کرتی انکے سینے سے لگ گئیں۔۔
دونوں ماں بیٹی کی توجہ دانیال خان کی سمیت تھی جو کہ اپنے بیٹے کے
مقابل کھڑا تھا۔۔

کیسی خوشخبری ڈیڈ؟ اگر معلوم ہوتا خوشخبریاں اس چڑیل کی "
تعریف کے بعد ملیں گی میں چار پانچ مزید گانے یاد کر کے سناتا
ہوں۔۔" وہ ہنس کر جوش سے بولا دانیال خان نے قہقہہ لگاتے اسے کھینچ
کر سینے سے لگایا۔۔

چڑیل نہیں میری بیٹی دری خان! مت بھولو وہ دانیال خان کی"
شہزادی ہے۔" انہوں نے فخریہ اپنی بیٹی کو دیکھ کر کہا۔ عرشیہ کے
ہونٹوں پر مسکراہٹ کھل اٹھی۔۔
بس بتائیں بھی کیا خوشخبری ہے کہیں ایک چڑیل کے جانے"
کے بعد دوسری تو نہیں آنے والی؟" اسنے رازداری سے باپ کے پاس
ہو کر کہا۔۔
ہاہاہاہا شرم کر۔۔" وہ مسرور ہو کر اپنی سجی سنوری خانم کو دیکھتے قہقہہ لگا اٹھے۔"
انکی آنکھوں کے جذبات سے بیٹے کی شرارت کا کچھ تو انہیں بھی
احساس ہوا تھا کہ وہ دریاب کو گھورتی خود سرخ پڑ گئیں۔۔

شارپ مائنڈ!" دریاب نے ماں کو سلام کیا جس پر تینوں"
کھکھلائے۔۔
السلام علیکم!" دریاب ابھی کہنے ہی والا تھا تبھی روم کی فضا میں ہارون"
شاہ کی بھاری آواز گونجی۔ ساتھ ہی ساحل شاہ بھی روم میں داخل
ہوا۔۔
انکی اچانک آمد سے عائشہ نے دلہن بنی بیٹی کے سر پر جلدی سے
گھونگٹ ڈال دیا اور اسے صوفے پر بٹھایا۔

وعلیکم السلام!" وہاں موجود سب نے انہیں جواب دیا عائشہ نے لڑکیوں" کو وہاں سے باہر بھیج دیا۔ اب صرف وہاں ہارون شاہ دانیال خان دریاب اور ساحل شاہ تھے جو کہ کافی سنجیدہ اور خاموش سپاٹ تھے۔
عرشیہ کو انجانی سے بے چینی ہونے لگی وہ پہلو بدل کر سر جھکائے بیٹھی ہوئی تھی۔۔
اچھے وقت پر آئے ہیں ساحل بھائی اور انکل ابھی ڈیڈ کوئی خوشخبری" سنانے والے ہیں۔" دریاب نے ساحل کو آنکھ دباتے ہوئے کہا اور اپنے باپ کو مسکراتے ہوئے دیکھا۔۔ "بتائیں ڈیڈ موقعہ بھی ہے اور دستور بھی بتا دیں اپنی خوشخبری" وہ ہنستے ہوئے بولا۔۔

تمہارا نکاح ہے دریاب خان ابھی آج اور یہیں۔" جواب دانیال" خان کے دینے کے بجائے سامنے کھڑے ہارون شاہ نے دیا۔۔
ساحل نے نظریں پھیرتے مٹھی بھینچ کر خود پر ضبط کیا اور روم پر سرسری سی نظریں ڈالنے لگا جیسے خود پر ضبط کر رہا ہو۔۔
اسکا چہرہ بھی ضبط سے سرخ تھا اور آنکھیں کل سے لال انگارہ۔۔

ٹھاہ" کی آواز کے ساتھ ہی جیسے ساتوں آسمان ناصرف دریاب "
خان بلکہ دلہن بنی بیٹھی عرشیہ خان کے سر پر بھی ٹوٹے۔۔۔
چیخ چیخ کر وہ جیسے ٹکڑوں میں بٹ گئی۔۔ عرشیہ کو تو بے ساختہ ہی
سر گھومنے پر چکر سا آگیا کہ اسنے اتنے بڑے دھچکے پر فوراً سے صوفے کو
تھاما۔۔۔
اور دوسرے ہاتھ سے اپنے مام کا ہاتھ مضبوطی سے جکڑا۔۔
عائشہ خود حیران پریشان تھیں۔ البتہ دانیال خان مسکرا رہے
تھے

جج۔۔جی؟؟؟" دریاب کو لگا اسنے غلط سنا ہوگا الجھتے ہوئے اسنے پوچھا۔"
دانیال خان بے ساختہ ہنسے۔۔
ری ایکٹ تو ایسے کر رہا تھا جیسے آج اسکا نکاح ہونا ہی نا ہو۔۔ معمولی سا تو بدلاؤ
تھا نکاح ہال میں ہونے کے بجائے گھر میں ہو رہا تھا وہ بھی صائم
زیدی کے کہنے پر بس۔۔

تمہارا نکاح ہے دریاب ابھی۔" دانیال نے بیٹے کا کندھا تھپکتے ہوئے"
کہا۔ ابھی قہقہہ لگانے پر دریاب خان کی جو رنگت سرخ ہوئی تھی معاً
اچانک ہی اس دھماکے پر زرد ہو گیا۔
دونوں بھائی بہن نے چونک کر دیکھا کہیں یہ کانوں کا دھوکہ تو نہیں۔۔۔
مم مطلب ؟؟؟" وہ ہوش میں آتے گڑبڑا گیا۔۔"
گدھے اتنا گھبرا کیوں رہے ہو؟ نکاح تو ابھی ہی ہونا ہے یہاں ہو یا ہال میں"
بات تو ایک ہی ہے۔ صائم نے فیصلہ کیا ہے نکاح یہیں ہو گا گھر
پہ اور وہاں ہال میں رخصتی ہو گی۔۔" دانیال نے اپنے یار دوست ہارون
شاہ کو مسکراتے ہوئے دیکھ کر بولے۔

ڈیڈ!!!" ماؤف دماغ گھومتے سر کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اسنے سرگوشی"
میں اپنے باپ کو پکارا کہ پلیز ایسا مت کریں۔۔۔
مام نہیں پلیز۔۔۔" باپ کے نا سننے پر اسنے ماں کا ہاتھ دبا کر نفی کی۔۔ پر"
انہوں نے ہاتھ تھپکتے ہوئے ریلیکس کر دیا۔۔

پر وہ ریلیکس یا خاموش کیسے ہوتی؟ اسنے توقیع نے تو صائم زیدی کو سب کچھ الف سے یہ تک بتا دیا تھا پھر وہ کیسے اپنی بیٹی کی زندگی کا مذاق بنا سکتے ہیں؟
کیا انہیں انکی باتیں سچ نہیں لگی تھیں؟

پر ڈڈ۔۔ڈی۔۔" وہ بوکھلایا اور انہیں باز رکھنے کی کوشش کرنے لگا اسکے دماغ" میں "توقیع" نام کے دھماکے ہونے لگے۔۔

اگر یہ نکاح ہوا دریاب بھائی تو میں خودکشی کرلوں گی اور اسکے ذمہ دار" آپ دونوں بھائی ہونگے" اسکے کانوں میں سیسے کے مانند اسکی آواز گونجی۔
اسکے سر پر ہتھوڑے برس رہے تھے آنکھوں کے سامنے اس معصوم کا چہرہ گھوم گیا۔

صاحب دلہن اور صائم صاحب آچکے ہیں" معاً عائشہ خان کی" اجازت پر ملازمہ اندر داخل ہوئیں اور مکرا کر بولیں۔۔

ہم انتظار کر رہے ہیں باہر "ہارون شاہ دریاب کی رنگت پر ایک نظر" ڈالتے ہوئے دانیال خان سے بولے اور اپنے خفا غصے میں کھڑے بیٹے کو اشارہ دیتے ہوئے ساتھ لیکر وہاں سے نکلے۔۔

ابھی سوچ لیں ڈیڈ!!!"مٹھیاں بھینچ کر وہ ان سے بولا۔۔"
میں سوچ چکا ہوں تمہیں مزید سوچنے کی ضرورت نہیں۔۔"ہاتھ اٹھا" کر انہوں نے اس سے کہا اور مزید بولنے سے روک دیا بہر حال باپ وہ تھا۔۔وہ صرف غصے سے انکی پشت کو دیکھتا رہا گیا،وہ آگے بڑھ گئے تھے۔

میں بھائی کے نکاح کے بعد آکر اپنی بیٹی سے ملتا ہوں۔"دانیال خان" نے پلٹ کر بیٹی کے پاس آتے اسکے سر کو تھام کر بوسہ دیا اور کہتے ہوئے ساکت کھڑے بیٹے کا بازو تھاما اور وہاں سے لیکر نکلے۔۔

نہیں مام انہیں روکیں۔۔"عرشیہ نے بوکھلا کر اٹھتے انہیں وہاں سے" اوجھل ہوتے دیکھ کر کہا۔۔

عشی بیٹا نکاح ہو رہا ہے تمہاری دوست کا اللہ نا کرے روکیں گڑیا پورا"
خاندان جمع ہے تینوں خاندان کے لوگ کیا کہیں گے۔ تم بیٹھو
یہاں میں بھائی کے پاس سے ہو کر آتی ہوں انہیں کچھ ضرورت پڑ
سکتی ہے۔
واپس آکر یہیں سے بینکوٹ کیلئے چلنا ہے جب تک تم آرام کر لو
تھوڑا۔"عائشہ خان بیٹی کو سمجھا کر تسلی دیتیں پیار کرتیں ہوئیں وہاں
سے جانے لگیں۔

مام کیا تو قسیع کا نکاح ہے دریاب سے؟؟؟"انہیں جاتے دیکھ کر وہ اپنا"
بھیگا لہجہ سنبھالتی ہوئی بولی۔۔
جی میری جان اسکا ہی تو رشتہ طے ہوا تھا نادری سے"وہ مسکرا کر بیٹی کو"
دیکھتیں بتاتی ہوئیں شانوں کے گرد ساڑھی کا پلو ڈالے وہاں سے نکلیں۔۔
وہ روم میں اکیلی رہ گئی تھی پر پورا روم اسے گھومتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔
اسکی آنکھوں کے سامنے اسکی معصوم دوست کا چہرہ تھا جو کچھ نا کر کے
بھی نشانہ بن گئی تھی۔۔۔
وہ نشانہ نا بنتی اگر دریاب تو قسیع کیلئے رشتہ نا بھیجتا۔۔

اگر صام کو اسکی بہن کی اس حالت کا معلوم ہوا وہ تو دریاب کے "
ساتھ۔۔۔"وہ خوفزدہ ہو کر نفی کرنے لگی۔ بھلے دریاب بڑا تھا اسے پر وہ
بد دماغ انسان تھا بپھر جاتا تو کسی کو نہیں پہچانتا تھا۔۔
پلیز نا کر دیں دریاب بھائی آپ کیسے کر سکتے ہیں تو قیع کے ساتھ "
ایسا پلیز۔۔۔"معاً وہ تنہا روم میں سوچتی اچانک پھوٹ
پھوٹ کر رونے لگی۔
وہ اٹھی ہمت کرتی ہوئی انہیں روکنے کیلئے بھاگی پر اچانک دروازے پر پہنچ
کر وہ ٹھٹھک گئی۔۔
جب پھوپھا جان نے ہماری بات کا یقین نہیں کیا تو پھر باقی کیا"
کریں گے بلکہ اگر وہ سامنے آگیا تو لازمی وہ اسے جیل میں بھیج دیں
گے۔۔۔"وہ سر نفی میں ہلا کر دہشت زدہ ہو کر پیچھے ہو گئی۔

میں ایسا نہیں کر سکتی مجھے کچھ اور سوچنا ہو گا۔۔"وہ روتی ہوئی پیچھے ہوئی اور"
ڈور بند کر کے موبائل اٹھا کر اس نمبر پر کال کرنے کی کوشش کرنے لگی
جس پر اسے بلاوا آیا تھا۔۔۔
اسنے کال کی اس نمبر پر۔۔پر نمبر آف تھا۔۔
آہہہ۔۔۔"اچانک وہ چیخ کر موبائل دیوار پر مارتی سسک کر رونے لگی۔۔۔"

"اللہ میری دوست کے ساتھ ایسا نہیں ہونا چاہیے وہ میرے دل
بھائی کی ہے پلیز اللہ اسے اسکی ہی بنا کر رکھیں یا اللہ اسے اپنے حفظ
امان میں رکھیں۔۔" وہ ہاتھ اٹھا کر رب سے دعا کرنے لگی۔۔

"اگر تم اپنے بھائی سے ملنا چاہتی ہو۔۔۔۔" دفعتاً اسکے دماغ میں
ایک جملہ گونجا۔۔
وہ گرتی پڑتی اٹھی اور دھک دھک کرتے دل کے ساتھ دروازے کو دیکھا۔۔

"میں تمہارے ساتھ ایسا نہیں ہونے دوں گی توقیع م۔۔ میں بچا
لوں گی تمہیں۔"
وہ سر نفی میں ہلاتی یہاں وہاں دیکھنے لگی۔ کیا کرے کیا نا کرے۔ کتنا
اذیت ناک تھا یہ لمحہ جس میں سانس لینا بہت مشکل
تھا اسکے لئے۔۔ پھر توقیع کا کیا حال ہو گا۔

"میں تمہاری زندگی برباد ہونے نہیں دوں گی توقیع میں جاؤں گی دلاور
کو لیکر آؤں گی سب کے سامنے۔۔ تب سب دیکھیں گے اور یقین ہو گا
انہیں۔۔"

وہ گاڑی کی کیز اٹھا کر دروازے کی طرف بھاگی پر ایک بار پھر ٹھٹھک کر رک گئی۔ اگر یہاں سے گئی تو کوئی جانے نہیں دے گا۔ ظاہر ہے ہزاروں سوال ہوں گے دلہن کہاں جا رہی اور یہ بھی تو ہو گا سب باہر آجائیں گے اور اس سے سوالات جوابات۔۔۔

پھر خان بیگم کو موقعہ مل جاتا اسکی ماں پر انگلی اٹھانے کا کہ اس غیر برادری کی عورت نے انکی نسل کی خراب تربیت کی ہے۔

اسنے قدم پیچھے اٹھا لیے اور بھاگ کر وارڈروب کے پاس آتے ہوئے اسنے وارڈروب کھول کر اس میں سے اپنے ڈریس کے لمبے دوپٹے نکالے اور ساتھ ہی ایک بیڈ شیٹ بھی نکال لی۔۔

انہیں ایک رسی کی طرح باندھا اور پاؤں سے ہیل نکال کر ایک سائیڈ پھینکی اور بالکنی میں آکر اسنے ریلنگ سے بیڈ شیٹ باندھ لی۔۔ اسے کس کر باندھتے ہوئے ایک دو بار چیک کیا۔۔ اور پھر نیچے پھینک دیا۔۔

آئم اکسٹریملی سوری مام ڈیڈ میں ایسے بنا اجازت جا رہی ہوں پر "
میں مجبور ہوں میں اپنی توقیع کی زندگی برباد نہیں ہونے دے سکتی نا
ہی اپنے دل بھائی کی محبت پر کسی کو قبضہ کرنے دے سکتی ہوں۔۔
توقیع دل کی ہے اور اسی کی رہے گی۔ آپ سب یقین نا کریں پر اسنے مجھے بلایا
ہے وہ حقیقت ہے میری زندگی کی حسین حقیقت۔۔جسے آپ سب کو
بھی قبول کرنا ہوگا کہ معجزے بھی ہوتے ہیں۔۔" وہ ایک نظر روم کے
بند دروازے پر ڈال کر گہرا سانس لیتی ہوئی اللہ کا نام لیکر بیڈ
شیٹ مضبوطی سے پکڑے نیچے اتر گئی۔۔۔
اسکا لہنگا پورا پھیل گیا وہ جیسے کوئی پھولے لہنگے میں گڑیا چپکی ہوئی تھی۔۔
بہت مشکل اور خوفناک تھا یہ اسکے لئے، ہمت کا کام تھا جو وہ کر
رہی تھی اگر کوئی گڑھ کھلتی تو نا صرف توقیع کو کھو دیتی بلکہ اپنی جان سے بھی
ہاتھ دھو بیٹھتی۔۔۔
پر وہ پاگل لڑکی تھی بلکہ دونوں ہی پاگل تھیں ایک دوسرے کیلئے اور اپنی
محبت میں وہ جان کی پرواہ نہیں کرتی تھیں انکی دوستی جان سے بڑھ
کر تھی۔۔

وہ اس رسی پر سے کھسکتی ہوئی آہستہ آہستہ نیچے ہوتی جا رہی تھی، ساتھ ساتھ دیوار پر بھی پاؤں رکھتی جا رہی تھی کہ گرنا جائے پر جیسے ہی اسکے قدم سرسبز گھاس پر پڑے اسکے وجود میں ایک سرسراہٹ سی پھیل گئی۔۔

اسنے رسی کو چھوڑا اور لڑکھڑائی گرتے گرتے بچی۔۔

پھولے تنفس کو بحال کرتی ہوئی مٹھی میں کیز کو دبوچ کر وہ لہنگا سنبھالے ایکدم بھاگی تھی آگے پارکنگ کی طرف پر ایکدم بار پھر خوفزدہ ہو کر وہ تھم گئی۔۔

آس پاس دیکھتے اسنے نفی میں سر ہلایا۔۔

"پارکنگ تک جانے کیلئے تو مجھے بیچ لان سے گزرنا ہو گا اور وہاں تو سب ہی موجود ہوں گے۔" وہ ہراساں ہو گئی سراسیمگی سے اسنے لب دانتوں میں دبائے۔۔

"اگر میں یہاں تک گئی تب تک تو کافی دیر ہو جائے گی کیوں نا میں صام کو کال کر کے بتاؤں سب کچھ۔۔ مے بی وہ میری مدد کرے مجھے

سمجھے اور اپنی بہن کی لائیف خراب ہونے سے بھی بچالے۔۔"وہ سوچ کر اس قدم سے متفق ہوئی۔۔

وہ ایکدم پلٹی کہ کہیں کوئی آنا جائے روم میں اسنے لاک تو لگایا ہی نہیں تھا۔۔پر اسکی تیز رفتار سے پہلے ہی کسی نے اچانک رسی کو اوپر کھینچ لیا۔

رخسار!!!!"وہ دیکھ چکی تھی ملازمہ کو ایکدم وحشت سے چیخی۔۔وہ کیوں " اسکی رسی کھینچ گئی اوپر؟؟؟
رخسار رسی دو واپس!!!"وہ غرائی غصے سے پر وہ تو جیسے بہری اندھی گونگی" ہو گئی تھی پوری رسی اسکی سمیٹ کر ریلنگ سے اسکی باندھی ہوئی گڑھ کھولتی ہوئی ایک خاموش نظر اس پر ڈال کر بھی نظر انداز کرتی اندر چلی گئی اور دوسرے پل بالکنی کا ڈور بھی بند کر دیا۔۔
عرشیہ کی حالت یوں تھی کاٹوں لہو نہیں۔۔۔وہ لٹھے کی مانند سپید پڑ چکی تھی۔۔اسکی چیخ غراہٹ کا اس نوکرانی پر کوئی اثر نہیں ہوا بلکہ رسی کھینچ کر اسے دیکھتے ہوئے بھی بالکنی کا ڈور بند کر دیا۔۔

میں تمہارا سر پھوڑ دوں گی کمینی عورت !!" وہ غرا کر بیک ڈور کی"
سمیت بھاگنے ہی والی تھی کہ ایکدم پیچھے سے آہٹ ہوئی۔۔۔
. بھاری دھمک بھرتے ہوئے قدم، کوئی سایہ سا اسکے اوپر چھایا
بری بات" اسنے جھک کر عرشیہ کے کان میں سرگوشی کی"
"دھک دھک" کی طرح عرشیہ کو یہ سرگوشی اپنے پورے وجود
میں سرسراہتی ہوئی محسوس ہوئی ساتھ ہی دل جیسے بند ہو گیا۔۔۔

کک کک۔۔۔ کون؟؟؟؟؟" وہ ہراساں سایہ محسوس کرتی سپید"
زرد پڑتی کپکپاتے ہوئے لہجے میں استفسار کرنے لگی۔

تمہارا دشمن" ایک بار پھر بھاری سرگوشی ہوئی اور اسنے حلق تر"
کرتے اپنے اس نئے دشمن کو لرزتے ہوئے دیکھنا چاہا جسنے اچانک
دیو کی طرح آکر اسے خوفزدہ کیا تھا۔

وہ وحشت زدہ ہو گئی۔ اس سرد سرگوشی کے ساتھ ایک سرد
لہر عرشیہ کے پورے وجود میں سرسراہٹ کرتی ہوئی دوڑ گئی۔

وہ ایکدم پلٹ کر دیکھتی یا کوئی دوسری مزاحمت دکھاتی ایک بھاری ہاتھ اسکے منہ پر آگیا۔۔
جس سے نکلی ہوئی بو اسکے چیخنے چلانے کی حس و کوشش کو ناکام کر گئی کہ وہ صرف اسکے حصار میں پھڑ پھڑاتی رہ گئی۔۔

گھر کی بیک سائیڈ جہاں ان دونوں کے علاوہ صرف ویرانی ہی چھائی ہوئی تھی آگے شور شرابا تھا پیچھے وحشت۔۔
جو کہ عرشیہ دانیال کی خوشیوں کو نگل رہی تھی۔۔۔

ایک ایسی تیز بو تھی جو اسکی ناک کی نتھنوں سے جاتی ہوئی جب دماغ تک پہنچی اسکے دماغ کو سن کر گئی۔۔۔ کوئی سیاہ ہٹی تھی جو کہ اچانک اسکی آنکھوں کے سامنے آئی تھی یا اس کلوروفل کا اثر تھا کہ وہ اندھیروں میں جا چکی تھی جہاں صرف اور صرف وحشت برپا تھی۔

اسکی مزاحمت دم توڑ چکی تھی، وہ بے دم نڈھال سارے حواس وہوش گنواتی ہوئی مقابل کے چوڑے بازوؤں میں لہرا کر گری جسنے کسی گڑیا کی طرح اسکے نازک سے وجود کو بانہوں میں اٹھالیا۔

اور کان میں موجود بلوٹوتھ سے اسنے دوسری طرف فین کو حکم دیا اور خود اسے وجود کو بانہوں میں اٹھائے چہرے پر وہی ہڈی ڈالتے متبسم سا آگے بڑھا۔۔

اسنے چند قدم ہی اٹھائے تھے ابھی گاڑی سے دور تھا جب اچانک ہی دانیال خان کے گھر کی تمام لائیٹس آف ہوئیں اور وہ آسانی سے اپنا راستہ پار کیے سامنے موجود بلیک لینڈ کروزر کا ڈور کھول کر اسے بیک سیٹ پر لیٹاتے ہوئے گاڑی کا ڈور لاک کیا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھا ساتھ ہی بلیک شیشے چڑھا لیے۔۔

اور اسکا حکم ملتے ہی جیکی نے پانچ منٹ کا وقفہ لیکر لائیٹ آن کی کہ جو کوئی آیا ہی ہو گا لائیٹ دیکھتے وہ بھی واپس پلٹ گیا ہو گا۔۔

بڑی آسانی سے نکال لائے۔" وہ حیران ہوتا ڈور کھول کر اندر بیٹھنے لگا تھا۔۔"
باہر نکلو!" معاً وہ سرد لہجے میں بولا۔ جیکی نے حیرت سے اسے"
"دیکھا۔" ہم ساتھ آئے تھے نا اب میں کیسے آؤں گا؟

وہ تمہارا سر درد ہے میرا کام ہو گیا ہے" اسنے ایک سنجیدہ نظر"
اسکے حیران پریشان ہونقوں والی صورت پر ڈال کر جھکتے اسکی

طرف اچانک ٹھاکر ساتھ گاڑی کا ڈور بند کیا اور ساتھ ہی گاڑی اسٹارٹ کر لی۔۔

حیرت در حیرت کا مقام تھا۔
جبکہ وہ اس ساکت حسن کی مورتی پر کسی کی بھی نظر پڑنے نہیں دینا چاہتا تھا۔ کہ کوئی اسے دیکھ کر اس روپ میں اسکے متعلق ذرا سی سوچ بھی لائے۔۔
پھر چاہے کوئی بھی ہو۔۔۔۔

خان ہاؤس کی حدود کو توڑتی ہوئی گاڑی فضاؤں سے محو ریس تھی۔ وہ پر سکون سا ڈرائیونگ کرتا متبسم تھا اپنی جیت پر۔۔
کھیل تو سب کھیلتے ہیں پر کھیل بنانے والا ایک ہی ہوتا ہے۔۔
اور یہاں کھیل سب نے کھیلا پر کھیل بانٹنے والا ایک ہی تھا۔۔
دریاب خان نے اپنا کھیل کھیلا، صائم زیدی نے اپنی بیٹی کو ہائی سیکیورٹی دی۔ جو مہرہ تھا ڈی کے کا اس پر تو کسی نے ایک پہرہ بھی نہیں بٹھایا۔۔

بیوقوف "وہ مبہم سا مسکرایا۔۔"

وہ محاورہ تو سنا ہی ہوگا دریاب خان نے کہ ہاتھی کے دکھانے کے دانت الگ اور کھانے کے دانت اور ہوتے ہیں۔۔

ویسے ہی بھلا دلاور کی کیا دشمنی توقیع دلاور سے؟؟؟؟ وہ تو نادان تھی اسکی جان جسے ڈرانے تنگ کرنے میں اسے سکون مل رہا تھا۔۔

اصل مہرہ تو عرشیہ دانیال خان تھی "اسنے بیک ویو مرر" میں اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھا اور قہقہہ لگا اٹھا۔۔

ڈی کے' کے کھیل کا ایک اصول تھا کہ کھیل بتا کر نہیں کھیلا جاتا۔ کھیل گمراہ کر کے کھیلا جاتا ہے۔۔ جس طرح دریاب خان بلکہ صائم زیدی کو بھی توقیع دلاور کے پیچھے گمراہ کیا۔۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

آپ کا نکاح دریاب خان ولد دانیال خان سے سکار ائج الوقت " ساٹھ لاکھ حق مہر کے عوض طے پایا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟" پاس بیٹھے مولوی نے سر پر ہاتھ رکھ کر اس سے پوچھا۔۔

اسنے روتے ہوئے اپنے گول مٹول سفید ہاتھوں سے اپنی پھولی سرخ گال کو رگڑا۔۔وہ اپنی ماں کے سرخ جوڑے میں ملبوس تھی۔۔سر جھکائے بیٹھی بے آواز رو رہی تھی۔۔

اسے تو کچھ خبر نا تھی کہ اسکے ساتھ یہ ہونے والا ہے۔۔

پاس بیٹھی ماں نے سر سینے سے لگایا تو اسنے بھی روتے ہوئے مولوی کو سر اثبات میں ہلا کر جواب دیا۔۔

قبول ہے" اسکی بھیگی آواز فضا میں گونجی۔جسے سنتے ساحل" شاہ کا دل کیا سب کچھ تہس نہس کر دے، دھاڑ کر اس سب کو روک دے۔

جبکہ عائشہ دانیال سکتے کے عالم میں بیٹھی تھیں انکے پاس ہی دانیال خان اور صائم زیدی خاموش کھڑے تھے۔۔

دریاب برداری کے لڑکوں کے ساتھ خاموش ڈرائنگ روم میں بیٹھا ہوا تھا اور زمین کو گھور رہا تھا۔اسنے طے کیا تھا کہ توقیع نہیں بلکہ وہ خود کو ہی شوٹ کرے گا۔

جانتا تھا بہت تکلیف ہو گی اسکی موت کی اسکے ماں باپ کو پر اسکے پاس خودکشی کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ وہ ایک آس سے بیٹھا تھا کہ وہ آئے گا ابھی بھی۔۔
اگر دلاور آج نہیں آیا تو دریاب بھی آج کے بعد نہیں ہو گا۔۔

اسے کوئی ٹینشن نہیں تھی اسکا باپ مضبوط تھا جب وہ ایک بیٹے کے صدمے سے سنبھل سکتا تھا اپنی بیوی کو سنبھال سکتا تھا تو دوسرے بیٹے کی موت سے بھی سنبھل جائے گا۔۔۔

کیونکہ یہ حقیقت تھی دریاب خان کے پاس جینے کیلئے کچھ نہیں بچا تھا۔ اسکی بہن اس سے دور ہو چکی تھی اور شادی کے بعد اسکا باپ بھی اپنی بیوی کو لیکر علاوج کیلئے یورپ کنٹری لے جانے والا تھا۔ پیچھے وہ اکیلا تنہا۔۔۔

کچھ دن اسکیوت کا دکھ ہو گا پھر سب لعنت کریں گے جانتا تھا حرام موت پر۔۔ پر حرام زندگی سے بہتر تو حرام موت ہی اچھی تھی۔

وہاں آہستہ آہستہ جہنم کی طرف جایا جاتا ہے، پر خودکشی کیلئے تو سیدھا بھاگ جانا پڑتا تھا جہنم کی طرف جسکی سپیڈ کو کوئی نہیں روک سکتا ناہی اسے کوئی روکنے والا ہوگا۔۔

آپ کا نکاح دریاب خان ولد دانیال خان سے سکا رائج الوقت" ساٹھ لاکھ حق مہر کے عوض طے پایا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟" مولوی نے ایک بار پھر اس سے پوچھا اسنے روتے اپنی ناگ رگڑی۔۔
اسکی آنکھوں کے سامنے دریاب خان کا وجود لہرایا۔۔ اسکا معصوم دل سمٹ گیا وہیں۔۔
قبول ہے" اسنے ہچکی بھر کر آخری بار کہتے اپنا سر باپ کے" سینے میں چھپا دیا۔۔
بشش میرا بہادر بیٹا" انہوں نے اسکے سسکتے ہوئے وجود کو بانہوں میں" بھر کر خاموش کروایا۔
ڈیڈ اگر انہوں نے مجھے مارا تو؟" وہ دریاب خان سے سخت ہراساں ہو گئی" تھی۔۔ اسنے روتے اپنے باپ سے پوچھا۔۔

اسکی اتنی ہمت نہیں ہماری شہزادی بیٹی پر ہاتھ اٹھائے میں اسکے ہاتھ "
توڑ دوں گا اگر اسنے تمہیں ذرا سی تکلیف بھی دی۔۔" دانیال خان نے
اسکی باپ سن کر اسکے پاس آتے ہوئے کہا۔۔ وہ روتے ہوئے سر ہلا
گئی۔۔۔

آپ یہاں سائن کروادیں "مولوی نے انکے سامنے پیپرز رکھے جنہیں "
تھامتے ہوئے انہوں نے اپنی بیٹی کے سامنے رکھے۔ اور ہاتھ میں پین تھمائی۔
اسنے پہلے باپ کو دیکھا اور پھر سامنے ناراض کھڑے ضبط سے
سرخ آنکھوں سے اسے روتے دیکھ کر بھی بے بس ہوتے موجود اپنے بھائی کو
دیکھا اور باپ ماں کو دیکھتی آستین پر آنکھیں پونچھتی گلاسسز آنکھوں پر پہن کر
اسنے باپ کے بتائی ہوئی جگہ پر اپنے دستخط کر دیئے۔۔
اسکے قبول ہے سے سائن کرنے تک ناخوشیوں کا شور گونجا نا ہی کوئی
کسی کو مبارک باد دے سکا۔۔
ہارون شاہ نے خاموشی سے بیٹی کو پیار کیا اور مولوی کی مبارک باد
وصول کرتے وہ سر ہلا گئے۔۔

آؤ!" اسے خاموش وہیں کھڑا دیکھ کر ہارون شاہ نے کہا۔۔"

نہیں آپ جائیں میں یہیں ہوں۔"وہ بغیر انہیں دیکھتا ضبط کے"
پیاڑ خود پر بٹھائے کھڑا تھا۔

ساحل چلو میرے ساتھ۔"وہ غصے سے بولے۔۔"
کہا نا آپ جائیں ڈیڈ!!!"معاً وہ غصے سے غرا اٹھا۔۔"

آہ"اسکی غراہٹ پر سمن کی بے ساختہ خوف سے چیخ نکل"
گئی وہ کانپ کر اچھلتی ہوئی اپنی ماں میں چھپی۔۔

ساحل شاہ!!!"ہارون شاہ سرزنشی انداز میں غرائے۔۔"
عائشہ زریش دونوں باپ بیٹے کی بدمزگی پر بوکھلا گئیں۔۔
تمیز کرو ساحل وہ تمہارے باپ ہیں۔۔"دانیال خان نے غصے"
سے ساحل کو ٹوکا۔۔انہیں خود اسکی بدلحاظی پسند نہیں آئی تھی۔
ساحل نے انہیں دیکھا دل چاہا کہہ دے۔۔کہ یہ وہ باہ ہے جسنے
ایک احسان کے بدلے اپنی نازو پلی معصوم ناسمجھ بیٹی کو قربان کر دیا جو کہ ابھی
تو اپنے بچپنے میں تھی شادی کی معنی سے ناواقف اسے اٹھا کر اس شخص
سے باندھ دیا جسے تو درحقیقت یہ معلوم ہی نہیں تھا کہ اسکا نکاح اس

سے ہونے والا ہے۔۔ ایک انجان شاید ناپسند سے رشتے میں اسکی معصوم سی بہن کو باندھ دیا تھا

وہ میری بیٹی ہے مجھے حق ہے اسکا فیصلہ کرنے کا" ہارون شاہ جتا کر" اس سے کہتے ہوئے مولوی کے ساتھ روم سے نکل گئے امکے پیچھے ہی دانیال خان صائم زیدی بھی نکل گئے اور پیچھے ہارتا ہوا ساحل شاہ بھی جانے لگا۔۔

کیونکہ ابھی تو اسکی بہن کے نکاح کا تماشا شروع ہونا تھا۔

وہاں سکوت چھایا ہوا تھا وہ سب ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے اور ایک سیٹر صوفے پر مولوی بیٹھا ہوا تھا۔

دولہے کے ساتھ دانیال خان اور صائم زیدی بیٹھے تھے جبکی تک حیدر شاہ بھی آچکے تھے وہ بھی ہارون شاہ کے ساتھ انکا حوصلہ ہمت بڑھانے کیلئے پاس بیٹھے۔۔

آپکا نکاح سمن شاہ ولد ہارون شاہ کے ساتھ طے پایا گیا ہے کیا آپکو" قبول ہے؟" بیس نفوسوں کی موجودگی باوجود ڈرائنگ روم کی فضا میں

ایک خاموش سکتا چھایا ہوا تھا۔۔ پر یہ زیادہ دیر تک قائم نا رہ سکا۔۔

اس سکتے کو چیرتی ہوئی مولوی صاحب کی آواز دریاب خان کے پاس گونجی جس پر پہلے تو وہ نا سمجھی یمسے معلوم کو دیکھنے اور اسکی سوالیہ نظرون سے دیکھتے انہوں نے دوبارہ پڑھا۔۔

آپکا نکاح سمن شاہ ولد ہارون شاہ کے ساتھ طے پایا گیا ہے کیا آپکو" "قبول ہے؟

سمن شاہ؟؟؟؟" ایک بار پھر کوئی بلاسٹ تھا جو اسکے سر پہ" پھوڑا گیا وہ اپنے وجود کے ذرے ذرے کو سنبھال کر بوکھلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہونے لگا تھا کہ ساحل کے تیوروں کو دیکھتے دانیال خان نے اسکی کوشش ناکام کر دی کہیں یہیں کوئی جھگڑا بد کلامی نا ہو جائے۔

توقیع ڈپریشن کی پیشنٹ ہے اسلیے وہ نکاح نہیں کر سکتی تم سے بلکہ اسنے" نکاح سے انکار کر دیا ہے۔" اسکا ہاتھ تھامے انہوں نے وہیں بٹھاتے ہوئے بیٹے سے کہا۔

....★☆☆☆☆☆★....

اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا یہ کیا ہوا؟ اور کیا ہو رہا تھا۔۔ اسکے باپ کے ہاتھ پر دباؤ اور سب کی نظروں کا مرکز تھا۔۔ مولوی بار بار استفسار کر رہا تھا اور اسکا باپ کہہ رہا تھا اسکی عزت اب اسکے ہاتھ میں ہے چاہے ٹھکرا دے چاہے باپ کی پگھڑی سنبھال لے۔

دریاب کا دل کسی نے مٹھی میں دبوچ لیا ایک طرح اسکے سامنے وہ کھکھلاتا ہوا چہرہ تھا اسکی محبت اسکا پہلا پیار۔۔۔

تو دوسری ہی طرف اسکی آنکھوں کے سامنے وہ معصوم سی جھلی سمن شاہ اور زیاف زیدی تھے مسکراتے شرارتی ہنستے ہوئے۔۔ اور ایک طرف دریاب خان تھا جسکے کندھے پر دانیال خان نے چھری اٹھا کر رکھ دی تھی۔

اسنے "قبول" ہے کہنے سے پہلے اپنے باپ سے تو یہ بھی پوچھا تھا کہ "کیا سمن قبول کر چکی ہے؟" اور اسے یہ جان کر شدید حیرت کا جھٹکا لگا کہ وہ اسے "قبول" کر چکی ہے۔۔

وہ زیاف زیدی کو بھول کر دریاب خان کو قبول کر چکی تھی۔ کیا اتنا آسان تھا اسکے لئے زیاف زیدی کو بھولنا؟؟

یا اسکی طرح "من" کے کندھے پر بھی چھری رکھ دی گئی ہو گی؟۔۔ ظاہر سی بات تھی توقیع کے انکار کے بعد اچانک جب رشتہ ہوا ہو گا تو لازماً اس معصوم کو قربان ہی کیا گیا ہو گا۔۔

وہ روتا اپنی قسمت پر یا چیختا، اسکی زندگی اس قدر ناصور کیوں تھی؟ اسنے ایسا کیا گناہ کر دیا تھا زندگی میں کہ اس سے سب کچھ تو چھین لیا گیا تھا پہلے اسکی محبت پھر اسکا بھائی۔۔۔ جو کہ ایک حیوان ایک جانور کے روپ میں اسکے سامنے آیا اور اس سے اسکا بھائی اس سے چھین گیا۔۔

سب کچھ تو وہ ہارے بیٹھا تھا۔۔ ابھی تو وہ برا بنے گا جب سچ سامنے آئے گا۔۔

پلیز ڈیڈ میں یہ نہیں کر سکتا" وہ گھبرا کر اٹھنے لگا پر دانیال خان" نے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔۔

وہ انجان تھے سمن کی خوشیوں سے سب انجان تھے یہ دریاب خان تو انکی خوشیوں سے انجان نہیں تھا، وہ جانتا تھا سمن کی خوشی زیاف اور زیاف کی خوشی سمن میں ہے پھر وہ جانتے بوجھتے

کیسے اتنا مطلبی ہو جائے وہ کیسے بے حس ہو کر اس معصوم کی خوشیوں کو نگل لے۔۔

اسکی آنکھوں کے سامنے وہ پھولی گالوں، جن میں گڑھے اسکے ہنسنے پر نمایا ہوتے تھے، زریش شاہ کی طرح سرمئی موٹی آنکھوں والی جن پر موٹے چشمے کا پہرہ اسکی معصومیت میں مزید اضافہ کر دیتا تھا۔
کیا ایک بار پھر اپنے باپ کو بدنامی کی موت مارنا چاہتے ہو"
دریاب؟" دانیال خان کی مدھم مگر بے حس آواز پر دریاب نے تڑہ کر باپ کے چہرے کو دیکھا جو کہ سامنے دیکھ رہے تھے مولوی کو۔۔

کتنی بے حسی سے باپ نے گردن ہر چھری چلائی تھی کہ سسکی میں دریاب خان کے منہ سے صرف "قبول ہے" نکلا۔۔

آپکا نکاح سمن شاہ ولد ہارون شاہ کے ساتھ طے پایا گیا ہے کیا آپکو" قبول ہے؟" فضا میں ایک بار پھر مولوی کی آواز گونجی۔۔
ساحل شاہ نے اپنے باپ سخت شکایت بھری نگاہ سے دیکھا کہ "دکھ دیا ہے آپ نے ڈیڈ اپنے ساحل کو۔۔" وہ انتہائی دکھ ضبط سے بیٹھے

تھے کہ دل چاہا اگر عزتوں رسوائیوں کا ڈر نا ہوتا تو اپنی بہن کب کا باپ سے لڑھ کر بھی یہاں سے لے جاتے۔۔

پر جانتے تھا وہ بھی اگر اس بار رسوائی ہوئی تو نا دانیال خان زندہ رہ پائے گا نا ہی عائشہ خان۔۔

وہ ہار گیا بالکل ٹوٹ گیا دریاب خان۔۔۔
اسکے سامنے پیپرز لا کر رکھ دیئے گئے، دریاب نے سختی سے لب بھینچ کر ایک نظر باپ پر ڈالی جو کہ زمین کو گھورتے ہوئے خاموش بیٹھے تھے۔۔ دوسری نظر اسنے پیپرز پر ڈالی جہاں اسکے ٹیڑھی پھیری رائٹنگ میں دستخط کیے گئے تھے۔۔

اسے یاد آیا کہ وہ ابھی بابا رہویں جماعت میں تھی، ابھی چاکلیٹ کھاتی تھی، پرنسز اسٹوریز پڑھتی تھی، لوگوں کی باتوں پر دھیان نہیں دیتی تھی۔۔
عرشیہ کی ایج کی تھی پر ابھی تو وہ بالکل لاابالی تھی لڑکپن میں جی رہی تھی
جانے کیسے زیاف کو پسند کرنے لگی۔۔ اور اگر وہ کرنے لگی تو اسنے کیا کیا۔۔

انکے دلوں میں پنپتے ہوئے نو خیز محبت کی کلی پر لات رکھ کر انہیں کچل دیا اور اس کچلی ہوئی کلی کو اپنی مٹھی میں دبوچ لیا۔۔

وہ جھک کر ان پر پیپر زپر سائن کرنے لگا۔۔روم میں موجود نفوس کی نظریں اسکے جھکے سر پر تھیں۔جن میں دانیال خان، صائم زیدی ہارون شاہ اور حیدر شاہ کے ساتھ ساحل شاہ بھی موجود تھا۔۔

اسکے تیسری بار سمن شاہ کو قبول کرنے اور دستخط کرنے پر نا مبارک کا شور اٹھانا ہی خیر مبارک کا۔۔

خاموشی سے اٹھ کر ایک دوسرے کے گلے ملے اور آہستہ سے مبارک باد کہا گیا۔

نکاح اچانک ہوا تھا جسکے بارے میں ناصمصام زیدی کو معلوم تھا نا ہی صارم کے ساتھ زیاف زیدی کو۔۔

صاحب !خان بیگم کا پوچھنا ہے بارات کب جائے گی یہاں" سے کافی دیر ہو گئی ہے ؟"معاً ڈرائنگ روم میں ملازم ناک کر کے مؤدب سا داخل ہوتا ہوا بولا سب نے چونک کر دیکھا۔۔

بس نکلنے ہی والے ہے۔" دانیال خان اپنے دوستوں کو دیکھتے مسکرائے" جنہوں نے اسکا ہمیشہ ہی ساتھ دیا تھا کڑے سے کڑے وقت میں۔۔ وہ ملازمہ سے کہتے ہوئے انہیں اشارہ دینے لگے جنہوں نے سر ہلایا۔۔

ساحل شاہ کی طرح دریاب خان بھی لب پیوست کھڑا تھا اسکا اندرونی حال تو کوئی نہیں جان سکتا تھا کیونکہ وہ بالکل سپاٹ ہو گیا تھا البتہ ساحل شاہ کا سرخ چہرہ اسکی اندرونی کیفیت کا اظہار کر رہی تھی۔۔

صاف ظاہر تھا کہ ساحل شاہ اس رشتے سے خوش نہیں تھا، لوشش تو دریاب خان بھی نہیں تھا پر وہ بے حس بن چکا تھا۔۔

اسکی کایا ہی الٹ ہو گئی۔۔۔ "کیا اب وہ آسانی سے توقیع کو لے جائے گا؟" اسنے سوچا۔۔

نہیں ایسا تو بالکل نہیں ہو گا وہ اپنے گناہ کا کفارہ کرے گا، وہ توقیع کی زندگی" "برباد نہیں ہونے دے گا ناہی وہ "اس" سے ناانصافی ہونے دے گا۔

میں اپنی بیٹی سے مل کر آتا ہوں۔۔"وہ مسکرا کر بولے۔صائم زیدی نے"
انہیں کچھ حیرت سے دیکھا تھا کہ انہوں نے ذرہ بھی لگی نہیں دکھائی
اچانک توقیع کے انکار کا سنتے۔۔
بلکہ خوش تھے کہ اچھا ہے اسنے اپنے حق کیلئے فیصلہ لیا نا کہ اپنی زندگی
مجبوراً خراب کرتی۔۔۔
آج ذرا سی ناپسندگی کل زندگیاں خراب کر سکتی پھر کیسے زندگیاں
برباد کرنے دیتے دانیال خان۔انہیں اپنی بیٹی کی طرح توقیع بھی عزیز
تھی اور سمن بھی پر ہارون شاہ نے خود کہا تھا وہ اپنی بیٹی دریاب خان کو
دینا چاہتے ہیں۔۔

کیونکہ ہارون شاہ اور صائم زیدی جانتے تھے توقیع کا نکاح پہلے سے ہو چکا ہے
اور نکاح کے اوپر نکاح نہیں ہو سکتا۔اس رات توقیع عرشیہ کا سچ سن
کر انہوں نے ہارون شاہ کو کال کی۔اگر صائم زیدی کے پاس دوسری بیٹی ہوتی
تو وہ کبھی ہارون شاہ سے مدد نا لیتے پر انکے پاس صرف ایک ہی بیٹی تھی اور وہ
بھی دلاور خان کے نکاح میں۔۔

اگر نکاح نا ہوتا تو بھری محفل میں دانیال خان کی کیا عزت رہ جاتی دریاب خان؟؟؟ کیسے اس بیوقوف نے ایسا کھیل کھیلا جس سے صرف شعلے ہی بھڑک سکتے تھے۔۔

اگر توقیع اس ڈپریشن میں آخر کوئی الٹا قدم اٹھا لیتی تو؟؟؟ یہاں تو جانی دشمن بن جاتے ایک دوسرے کے۔۔

اسکا کھیل اسکی ہی جان لے لیتا۔۔ معاملہ سلجھنے کے بجائے مزید بگڑ جاتا۔

میں بھی آرہا ہوں" صائم زیدی مسکرا کر بولے۔ وہ سمن عرشیہ کو" دعائیں بھی تو دینا چاہتے تھے۔ ہارون شاہ اور ساحل شاہ بھی اوپر جانے لگے انہوں نے اپنی "من" کو واپس لے جانا تھا اور پھر تیار کر کے بینکوٹ میں جانا تھا۔۔

دریاب بھی باپ کے پیچھے جانے لگا کہ تاکہ عشی کو بتا سکے اسے رلانے کی کتنی بڑی سزا ملی ہے وہ اسے خوشی نا دے سکا تو اس سے کس طرح خوشیاں نوچ لی گئیں۔ ستم ظریفی تو یہ کہ وہ احتجاج بھی نہیں کر پا رہا تھا۔۔ وہ ایک جرم بن بیٹھا تھا۔۔۔

حقیقت ہی تو تھی یہ جرم ہی تو تھا وہ سمن زیاف زیدی بننے کی خواہشمند آرزومند تھی، پر وہ جانے بوجھتے ہوئے بھی اسکی آرزو خواہش کا

کچل کر اسے سمن دریاب خان بنا بیٹھا تھا۔ کیا اسکی غیرت گوارہ کرتی کہ اس لڑکی کو اپنے نام کرتا جسکی مسکراہٹ پر نام زیاف تھا اور آنسوؤں پر دریاب خان۔۔۔

خان یہ سب کیا ہے؟؟ یہ "سمن توقیع کی جگہ "پر کیوں" ہے؟؟؟" دروازہ کھول کر خان نے جیسے ہی قدم اندر رکھے سامنے سکتے میں ششدر سمن کو بھیگا چہرہ تکتیں عائشہ بھاگ آئیں انکے پاس۔۔۔

"سمن توقیع کی جگہ؟"

کسی اور پر یہ جملہ تلوار چابک کی طرح پڑا ہو یا نا، ساحل شاہ پر تازیانہ وار ہوا اسکے کانوں میں اس جملے کی بازگشت ہونے لگی۔۔ جتنی دفع یہ جملہ گونجتا رہا اتنی دفع ہی اس پر یوں معلوم ہسا پور پور ہر ہنٹر سے وار ہوتے رہے۔۔

باہر کھڑا دریاب خان تلخی سے مسکرایا کہ سمن نے توقیع کی جگہ نہیں بلکہ دریاب خان نے زیاف زیدی کی جگہ لی ہے۔۔

سمن نے توقیع کی جگہ نہیں لی بلکہ سمن اپنی جگہ پہ آئی ہے""
اپنے دوست کا چہرہ دیکھ کر دانیال خان کہتے اندر آ گئے اور انکے پیچھے ہی ساحل شاہ ہارون شاہ اور حیدر شاہ بھی اندر داخل ہوئے۔۔
دریاب خان پیچھے ہوتا وہیں سیڑھیوں کے پاس ہی رک گیا۔۔
اسکی حرکت کو دیکھتے صائم زیدی نے دریاب کا کندھا تھپتھپایا۔
مانوس لمس پر دریاب نے اپنے کب آپس نیں بھینچ لیے اور سرخ بے بس نگاہوں سے انہیں دیکھا۔ وہ ان سے کہنا چاہتا تھا کہ "بابا بہت تکلیف میں ہوں کوئی ایسی سزا دیں اس طرح جس طرح بچپن میں قرآن پڑھنے نہیں آتا تھا کسی دن تو پنش کرتے تھے ویسے ہی کریں تاکہ وہ سمجھ سکے زندگی کو۔۔۔ سہہ سکے اس اذیت کو، فیس کر سکے " اس تلخ وقت کو۔۔
اسکی آنکھوں میں لکھی اذیت بھری تحریر کو پڑھتے صائم زیدی کا دل کسی نے مٹھی میں بھینچ لیا۔ وہ دانیال خان کی اولاد کو اپنی اولاد کی طرح تو رکھتا تھا اور اپنی اولاد پر ایسا وقت آئے کس باپ کا دل نہیں جلتا تھا۔ انہوں نے مزید لو د پر ضبط نا کرتے کھینچ کر اسے سینے سے لگا دیا۔۔ بیر حال وہ انکی اولاد تھا اور اولاد کو سکھانا انکا فرض تھا نا کہ اولاد کی نادانیوں پر ان سے نفرت برتنا یا انہیں تکلیف دینا۔۔۔

دریاب کا قدم تو بہت غلط تھا پر اسے یاد آئے اپنے دن جب حیدر شاہ توقیع کی سمیت دیکھتا تھا ان پر کس قدر ناگوار گزرتا تھا کہ وہ لوفروں کی طرح راستہ روک کر انہیں مارتے تھے۔۔

وہ تو پھر ایک نگاہ الفت ڈالنے کی تحریر تھی۔ یہاں تو وحشت در وحشت تھی۔ بھائی کی الفت نے اسکے قدم روکے تھے ورنہ وہ بے انتہا قدم اٹھا سکتا تھا۔

دریاب انکے کندھے پر سر رکھ کر بے آواز رونے لگا۔۔۔

"مجھے شوٹ کر دیں بابا" وہ بھاری گھمبیر آواز میں بولا۔۔

"میرا اندر خالی ہے۔۔۔ مجھ میں ہمت نہیں مزید جینے کی۔۔ جب مجھ میں خواہش نہیں جینے کی تو کیوں مجھ سے اس معصوم کو باندھ دیا؟؟؟

"اسکا گناہ کیا تھا جو اسے مجھ سے باندھا؟

وہ ان سے مدھم گھمبیر بھیگے لہجے میں کہہ رہا تھا۔۔ صائم نے اس جوان مرد جیسے بیٹے کو روتے دیکھ کر خود میں بھینچا۔۔

"ہمت کرو میرے شیر ہمت نہیں ہارتے۔۔۔ نا ہی صبر کا دامن چھوڑتے ہیں۔۔ خوش ہو شکرانے کے نوافل ادا کرو میرے جگر۔۔

تمہیں خوش ہونا چاہیے میرے بہادر بچے کہ رب تم پر مہربان ہے اسنے تمہیں گناہ سے بچا کر ایک جائز رشتے سے نوازہ ہے تمہیں ایک بڑے گناہ سے باز رکھا۔

دیکھو میرا رب کتنا مہربان ہے تم پر کہ تمہیں اذیت سے نکال کر ایک خوبصورت ہمسفر سے نواز دیا، تمہیں بدنامی سے بچا لیا۔۔" انہوں نے ساتھ لگاتے ہوئے اسے سمجھایا پر انکے الفاظ نہیں تھے گویا کوئی پوری بلند عمارت یا ساتوں آسمان تھے جو اسکے سر پر بار بار ٹوٹے جا رہے تھے۔۔

اسکے وجود پر کوڑے کی مانند انکے الفاظ پڑ رہے تھے وہ بالکل ساکت و سن پتھر کا ہو گیا انکے شفقت بھرے حصار میں

کیا بابا جانتا ہے دلاور زندہ ہے؟؟؟" ایک سوال دریاب کے دماغ" میں کلک ہوا اور اسکا جواب قیامت بن کر اس پر ٹوٹا کہ صائم زیدی نے جان کر اپنی بیٹی کا اس سے اسلیے رشتہ ختم کیا اور اسکی جگہ بدنامی سے بچنے کیلئے سمن کو رشتہ دریاب خان سے کروا دیا گیا۔

وہ جھٹکے سے یوں ان سے دور ہوا جیسے کرنٹ لگ گیا ہو۔۔ حیران سا انہیں دیکھ رہا تھا۔۔ بے یقین کیفیت میں کہ وہ جان گئے ہیں دلاور خان زندہ ہے۔

میں جانتا ہوں تمہارے لیے یہ آسان نہیں قبولنا پر"
میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں جس طرح کان دھوکہ کھاتے ہیں ایسی ہی طرح ہر آنکھوں دیکھا بھی سچ نہیں ہوتا۔۔۔
یہ بھی حقیقت ہے دلاور نے خود اعتراف کیا تھا گناہ کا پر میں کیسے مان لوں میرا شاگرد جسکی میں نے انگلی تھام کر "الف" پر رکھی تھی وہ ہاتھ کیسے گناہ کر سکتے ہیں دریاب ؟ کیا تم نے دو منٹ نکال کر اسکی ذات کیلئے سوچا کہ ایک اچھا لڑکا اچانک سے برا کیوں بنا؟
وہ "دل" تھا وہ دل جس میں شیطان کبھی نہیں جا سکتا۔ انسان کا قلب ہے جو ہمیشہ پاک رہتا ہے جہاں شیطان نہیں صرف رب ملتا ہے وہ "دل" ناپاک کیسے ہو سکتا ہے؟
کیا میں اس قدر اندھا ہو گیا تھا کہ اپنی بیٹی کا رشتہ اس سے کیا بغیر اسے پرکھے؟ اسے میں نے "قلب" کا نام دیا تھا وہ ایسے ہی نہیں دیا تھا وہ واقعی قلب کہلوانے کے لائق تھا۔

تمنے برا نہیں کیا؟ تم بھی تو اسکی بیوی کو نقصان دینا چاہتے تھے پھر تمنے دیا نہیں؟ کیوں کہ تمہارا ضمیر گوارہ نہیں کر رہا تھا دریاب۔۔۔ سوچنا ضرور تم جو کر رہے تھے وہ ٹھیک ہے یا غلط؟ تم اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر کہہ دو کیا دلاور ایک زانی ہو سکتا ہے؟؟؟؟ کیا وہ اتنا بے ضمیر ہو سکتا ہے کہ جانتے ہوئے بھی کہ تم نویرہ سے محبت کرتے تھے اسکے ساتھ وہ زیادتی کرتا؟؟؟" وہ آہستہ سے اس سے کہہ رہا تھا دریاب نے انہیں دیکھا۔۔

اچھا ٹھیک ہے میں مان لیا اسکے باوجود کہ اسنے اعتراف کیا" اور وہ رنگے ہاتھوں پکڑا بھی گیا تھا، اسکا ڈی این اے رپورٹس بھی گواہی دے رہی تھیں پھر بھی میں نے مان لیا وہ اچھا پھر آپ مجھے اس بات کا جواب دیں کہ اسنے جیل میں کیا کیا؟؟؟؟

اسنے اپنا حوس پورا کرنے کیلئے ایک معصوم لڑکے کو نشانہ بنایا اپنی زیادتی کا۔ اسکی چیخوں سے جیل کی دیواریں گونجتی تھیں۔

جب وہ پکڑا گیا تو اسنے کیا کیا ایک پولیس والے پر حملہ کر کے اسے مار دیا اور خود فرار ہو گیا۔۔۔

یہ سب میں کیسے مان لو حقیقت نہیں؟ کیا یہ سب بھی جھوٹ ہے کہ وہ ایک درندہ نہیں؟؟ کیا وہ میرے باپ کی تذلیل میری ماں کی تربیت پر اٹھے حرف میرے باپ پر پڑے پتھروں کا حساب دے سکتا ہے؟" وہ سرد وہ سپاٹ مگر تلخ زہریلی لہجے میں چبا چبا کر بولا۔۔

حساب دے سکتا ہے وہ ہمارے ماضی میرے باپ کی عزت" گنوانے کا؟ اسکی وجہ سے ہمیں لوگ مارنے پر آ گئے، اسکی وجہ سے میری بہن کی آبرو کو نوچنے کیلئے حیوان آ گئے۔ اسکی وجہ سے لوگ ہم سے نفرت کرتے ہیں۔۔

اسکی وجہ سے میرے ماں باپ کسی محفل میں نہیں جاتے اسکی وجہ سے میرے باپ نے خود پر زندگی تنگ کر دی ہے اسکی .وجہ سے میری ماں ڈپریشن جیسے جان لیوا مرض کی شکار ہے۔۔ اسکی وجہ سے ہی وہ علاج نہیں کروانا چاہتیں کیونکہ اسنے اس پر زندگی تنگ کر دی ہے ان میں میری طرح جینے کی خواہش نہیں بچی۔۔ وہ ایسا برا سایہ تھا جو ہم سے ہماری خوشیاں نوچ گیا۔

آپ کہہ سکتے ہیں بابا سائیں کیونکہ آپ پر وہ سب نہیں بیتا، ہم نے تڑپتے دیکھا ہے اپنی ماں کو اپنی معصوم چھوٹی سی بہن کو۔۔
جسے وہ چیخ چیخ کر پکار رہی تھی۔۔ میرا باپ اتنا مجبور ہوا کہ رات کو ہمیں یہاں سے نکل کر بھاگا تھا موت کے ڈر سے کہ انکے بچوں کو کوئی نانوچ مارے۔۔۔

نہیں قابل وہ کسی معافی کا ناہی میرے دو سیکنڈ کا۔۔
میں اس کا برا سایہ کسی پر بھی برداشت نہیں کر سکتا، بہت مشکل سے خوشیاں لوٹی ہیں ہمارے پاس میں انہیں ایسے ہی گنواں نہیں سکتا۔۔
آپ کو معاف کرنا ہے اسے تو کریں کیونکہ آپکی صرف بیٹی کی زندگی کا معاملہ ہے اس سے طلاق لیں یا اسکے ساتھ بھیج دیں پر میں اپنی فیملی یا اپنے ماں باپ بہن کے پاس بھی اسے بھٹکنے نہیں دے سکتا کہ ایک بار "پھر اس حیوان کا غلیظ سایہ میری فیملی پر پڑے۔۔

اسکے مزید تلخی نفرت سے کہنے پر صائم زیدی صرف اسکا چہرہ دیکھتے رہ گئے۔

ٹھیک کہا تم نادواس برے سائے کو جگہ اپنی زندگی میں پر میں"
دوں گا اسے جگہ اور اسے ثابت کروں گا ویسے جیسے میرا ایمان کہتا ہے" وہ
آہستہ سے نرمی سے مسکرا کر گویا ہوئے۔

ہونہہ!!! تو پھر ایسا کیوں نہیں کرتے پھوپھا سائیں کہ جا کر سینٹر"
جیل میں سے سارے زانی قاتلوں کو نکال لائیں باہر اور کہیں کہ یہ
سب آپ کو برے نہیں لگتے۔۔
حیرت ہو رہی ہے مجھے ایسا کیا کہہ دیا توقیع نے آپ سے کہ
آپ تو اسکے گرویدہ رفیق ہی ہو گئے ہیں. اسکی برائی آپ کو دکھائی
نہیں دے رہی صرف دلاور دکھ رہا ہے۔۔
پر آپ کو بتا دوں وہ دلاور ہے صرف "دل" نہیں اسکے پاس "دماغ' بھی
ہے۔ اور دماغ میں سب آتے جاتے ہیں بلکہ بھٹکانے کیلئے شیطان کا
" مہرہ ہی دماغ ہے۔
اللہ کہتا ہے جب تک آنکھوں سے دیکھو نا تب تک یقین نا کرو، اور"
میں تو اسے آنکھوں سے دیکھا تھا نا پھر میں کیسے اسے بے گناہ
سمجھ لوں؟ کیا آپ کے پاس ثبوت ہیں اسکی بے گناہی کے جسکی

بنا پر آپ یہ سب کہہ رہے ہیں؟"وی حیرت استہزائیہ گویا ہوا۔۔

تمہیں ثبوت چاہیے؟؟؟"صائم زیدی نے اسکے چہرے کو دیکھتے سنجیدگی سے استفسار کیا۔

نہیں مجھے ثبوت نہیں مجھے انصاف چاہیے نویرہ کیلئے۔اس معصوم کیلئے جسکے ساتھ زیادتی کر کے دلاور خان نے اسے بے دردی سے کچل کر مارا تھا تاکہ وہ کوئی گواہی دے سکے۔۔

میں ایک بہن کا بھائی ہوں۔مجھے انصاف چاہیے دوسری لڑکی کیلئے مجھے نویرہ فیروز چغتائی کیلئے انصاف چاہیے اور یہ سالوں پہلے نا مل سکتا پر اب ضرور ملے گا۔۔

وہ ماں اسکی ساکت بیڈ پر پڑی ہے اس لئے سانس لے رہی ہے کیونکہ میں نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ اسکی بیٹی کو میں انصاف دلاؤں گا اور دنیا دیکھے گی۔۔

میں رشتوں میں قید ہونے والا نہیں ہوں نا ہی میرا دل بھائی کو زندہ دیکھ کر بے ایمان ہوا ہے۔مجھے خوف خدا ہے کیونکہ لوٹ کر مجھے اسکے پاس ہی جانا ہے۔۔

اسے جواب دینا ہے اور تب میں کیا کہوں گا جب مجھ سے پوچھا جائے گا وعدہ کر کے انصاف کا بھی میں مکر گیا محض خونی رشتے کیلئے؟" وہ کہہ کر لہوں نگاہیں ان سے پھیر گیا۔ کیونکہ وہ اتنے احترام قابل استاد اور باپ مقام تھے کہ ان پر ایک غصے بھری نظر ڈالنا بھی اسے گناہ لگتا تھا۔۔۔

کی انتظار تھوڑا کر سکتے ہو انصاف کیلئے؟ جہاں اتنا انتظار کیا وہاں" کچھ مزید کر سکتے ہو؟" اسکے نگاہ پھیرنے پر اسے دیکھتے ہوئے صائم زیدی گویا ہوئے۔۔

دریاب نے ایک سرد سانس فضا کے سپرد کرتے ہوئے انہیں دیکھا۔
آپ ایک آخری سانس لیتی ماں کو انصاف دلانے کیلئے" کتنا وقت لیتے بابا سائیں؟" وہ اب ان سے پوچھ رہا تھا۔

اتنا کہ جب رب نے دوسرا موقعہ دیا ہے پرکھنے کا تو پرکھ کر ضرور" انصاف دلاتا،، کیا وہ صدمہ برداشت کر پاؤ گے اگر وہ بے قصور ہوا کسی

چال کا شکار ہوا؟ اسکی اتنی سزائیں، اسکی بیتی اذیتیں اس پر
مارے گئے پتھر اسکی نام کی بے حرمتی اسکے خلاف نکلے
جلوس، اسکی نتہائی پر بیتی گئی وحشتیں؟
کیا تم نے دریاب خان اسکے اسی وقت جان نکالتے ہوئے دیکھا
تھا؟ یا تمنے اسے زیادتی کرتے وقت دیکھا تھا؟ کیا تم گواہ ہو؟ رب کو گواہ
رکھ کر جواب دو کیا تم اسکی برائی کے گواہ ہو؟" صائم زیدی اپنے دریاب
خان کی آنکھوں میں دیکھتے چبھتے ہوئے لہجے میں گویا ہوئے۔۔۔

اور اسکے مقابل آکر اسکے شانو کو تھا۔۔۔ "تم بار بار گواہی مت دو کہ وہ گنہگار
ہے! تم نے صرف اسکے ہاتھ خون سے رنگے دیکھے تھے دریاب خان تم نے
صرف سنا تھا کہ اسنے لڑکوں کے ساتھ زیادتی کی ہے۔۔
تمنے صرف یہ سنا تھا کہ دلاور خان مے پولیس والے کو مارا ہے، تمنے
یہ دیکھا کہ اسنے سر اثبات میں ہلا دیا ہے۔۔
نا تم نعوذ باللہ خدا ہو نا ہی تم انسانوں کو اندر جان سکتے ہو۔
وہ مالک بے نیاز ہے وہ ہی جاننے والا ہے سب اور وہی انصاف
کرنے والا ہے، تمہاری میری ذات کچھ نہیں اسکے آگے۔۔۔

بے قصور کو اگر انصاف دلاور کو پھانسی تک پہنچانے سے ملتا تو آج رب اسے نا چھوڑتا کہ وہ دوسری زندگی جی رہا ہے۔۔

ہم انسان ہمیشہ دھوکے کھا جاتے ہیں کبھی آنکھوں سے تو کبھی لہجوں سے۔۔ حتیٰ کانوں سے بھی۔

اسے موقعہ ملا ہے رب سے جینے کا تو ضرور کچھ ہے جو ہم سب سے چھپا ہوا ہے یا اسنے چھپا کر رکھا ہوا ہے۔۔۔

تمہیں انصاف چاہیے تو میں تمہیں دوں گا انصاف۔۔۔ اگر دلاور قصوار گنہگار ثابت ہوا نویرہ کا تو میں اسے سزا ضرور دلاواؤں گا۔۔

اگر نہیں ہوا تو سمجھ جانا دریاب خان ہمنے اپنے وجود سے خود کو قلب کو "نوچ کر گنوایا ہے۔

وہ کہتے اس ساکت کھڑے وجود پر قیامتیں برپا کر کے وہاں سے اندر سمیت بڑھ گئے۔ دریاب نے ماتھے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے انہیں اندر جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔۔

اللہ پاک تمہیں دنیا و جہاں کی تمام نعمتیں خوشیاں رحمتیں"
عطا فرمائے "حیدر شاہ کے سرخ دوپٹہ میں بھیگے چہرے
کے ساتھ بیٹھی سمن کی پیشانی چوم کر دعائیں دینے کے بعد
صائم زیدی نے آگے آتے اکا چہرہ ہاتھوں میں تھاما۔۔

وہ انکی نیلی آنکھوں میں دیکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی یہ سوچ کر کے
کہ "دری کے پاس تو نیلی آنکھیں بھی نہیں اور اسکی مونچھیں بھی بڑی ہیں
"وہ سمارٹ بھی نہیں بلکہ اس سے بھی موٹا ہے
اسکی کتنی خواہشات ادھوری رہ گئیں تھیں۔۔
نادریاب کے پاس چاکلیٹ کا بزنس تھا جو کہ اسکے خواب تھے کہ
اسکے شویر کے پاس ایک ضرور ہونا چاہیے نا ہی اسکے پاس نیلی
آنکھیں تھیں نا اسکی نسبت سمارٹ تھا، نا اسکی مونچھیں چھوٹی
تھیں۔۔

بلکہ وہ تو چوڑے کندھوں والا اپنے باپ دانیال خان کی طرح پھولے
سینے والا جس میں سے تو وہ اور اسکی جیسی دوسری بھی آجائے۔۔

اسکی شہد رنگ آنکھیں جن میں ہمیشہ شام کے کسی اداس پہر کی داستان رقم معلوم ہوتی تھی۔ سرخ سفید رنگت گھنی شہد رنگ مونچھوں والا دریاب خان کو تو اسنے کبھی سوچا ہی نہیں تھا کہ وہ اسکا شوہر بنے گا جس طرح اسکی ماں کا اسکا باپ تھا۔۔
چاکلیٹ کی اسے ٹینشن نہیں تھی کیونکہ وہ اس دن بے ؔی لیکر آیا تھا ٹینشن تو یہ تھی کہ وہ مر کر بھی اسکے روم میں اسکے گھر نہیں آئے گی۔۔

تم نے ہماری عزتوں کا مان رکھا ہے اللہ پاک تمہیں دنیا"
وآخرت میں بلند عزتوں نعمتوں سے نوازے گا" صائم زیدی نے
اسکے سر پر سودہ دیکر کہا زریش آسودگی سے مسکرائیں۔۔

خانم جائیں عرشیہ کو لیکر آئیں تاکہ وہ اپنی بھابھی دیکھ سکے""
دانیال خان نے پاس کھڑی سمن کو دیکھتیں عائشہ سے کہا۔
عاشی کیا میری بیٹی پسند نہیں آئی بہو کے روپ میں؟" انہیں"
سمن کو تکتا پاکر زریش نے کہا سمن نے بھی چونک کر دیکھا اور
عائشہ نے انہیں۔۔۔۔

"یہ کیا بات ہوئی زری؟ مجھے کیوں پسند نہیں آئے گی پر اچانک
توقیع کی جگہ اسے پا کر مجھے حیرت ہو رہی ہے۔۔۔ کیا توقیع
میری بہو نہیں؟" یہ کہتے انکا دل ڈوب گیا اٹھاہ گھہرائیوں میں۔۔

"تو اس حیرت کو ختم کر دیں کیونکہ اب یہ آپکی بہو ہے اور
عرشیہ کی بھابھی۔ اور رہی بات توقیع کی تو۔۔ یہ توقیع کی جگہ
تھی ہی نہیں۔۔ یہ شروع سے ہی سمن کی جگہ تھی اور اسے ملی۔۔۔"
صائم زیدی نے ساحل کے بگڑے تیور دیکھتے تحمل سے عائشہ خان
کو سمجھایا۔۔

"آپ جائیں عرشیہ کو لیکر آئیں" دانیال نے ان سے کہا وہ سر
ہلاتی ہوئی روم سے نکلی۔۔ باہر خاموش کھڑے دریاب کو دیکھ کر ٹھٹھک
گئیں۔۔
"دریاب!" وہ تڑپ کر بیٹے کے پاس آئیں جسکا چہرے پر سرخیوں کی
پرچھائیاں تھیں

میں جانتا ہوں آپ کیا پوچھنا چاہتی ہیں، ہاں یہ سچ ہے اندر جو" کچھ ہے سامنے بیٹھی وہ سمن شاہ نہیں بلکہ سمن دریاب خان ہے اور آپ کو بس یہ قبولنا ہے سچ!" وہ آہستہ سے کہتا رخ موڑ کر فضا میں گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

وہ تو رو رہی ہے دریاب؟؟" عائشہ نے اپنی آنکھوں سے آنسوں صاف" کر کے اسے سمن کی ہچکیاں بتائیں۔۔ صاف ظاہر تھا وہ اس نکاح سے خوش نہیں تھی جس طرح سائن کر کے اسنے پین پھینکی تھی اور پھر ماں کے آغوش میں چھپی تھی۔

. کون؟؟" دریاب نے چونک کر ماں کو دیکھا"

سمن اور کون! اگر یہ حقیقت ہے تو وہ سسک کیوں رہی ہے؟" انہوں نے" حیرت سے پوچھا۔ جسے سن کر دریاب نے سختی سے اپنے لب دانتوں تلے دبائے۔۔

جواب دو مجھے میں بھی تو تمہاری ماں ہوں کیا مجھے حق نہیں اپنے بیٹے کی" زندگی کے بارے میں جاننے کا؟" وہ اسکا بازو پکڑ کر اپنی سمیت کھینچتی بولیں دریاب نے انکے بھیگے چہرے کو دیکھا۔۔

کیا جاننا چاہتی ہیں؟" اسنے انکا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں"
بھر کر پیشانی چومی کر تڑپتے بے سکون دل کو قرار بخشا۔۔

یہ سب کیا ہے دریاب مجھے کچھ سمجھاؤ؟" وہ پھر گویا ہوئی اور"
دریاب نے گہرا سانس بھر کر آس پاس دیکھا۔

کیا ہے مام آسان تو ہے سمجھنا بس آپ کے بیٹے نے شادی کرلی"
سمن سے۔۔ ویسے بھی تو وہ میرے نام تھی شروع میں اور بس اپنے نام
بیٹھی لڑکی کو چھوڑنا میری غیرت نے گوارہ نہیں کیا۔ اسلیے میں
نے اس سے شادی کرلی۔۔۔
اور رہی بات رلانے کی تو یہ عام بات ہے ہمارے خاندانوں کی
روایت ہے مرد ہمیشہ اپنی دیکھتا ہے لڑکی کی نہیں ظاہر سی بات ہے
اسکے بھی کچھ خواب خواہشات ہوں گی بس وہ ادھورے رہ گئے ہوں گے
میری وجہ سے تو اسلیے رو رہی ہو گی۔۔" وہ استہزائیہ بولتا کندھے
اچکا گیا جیسے اسے سمن کے رونے سے فرق نہیں پڑتا۔۔
عائشہ ششدر سی اسے دیکھتی رہ گئیں۔۔

سب ٹھیک ہو جائے گا وہ بھی سمجھ جائے گی مجھے جب پریکٹیکل لائیف "
میں آئے گی۔ جب قبولے گی مجھے سمجھ جائے گی اسکا مجازی خدا
میں ہوں اور اسکی آخری سانسیں بھی میرے لئے ہیں۔۔"وہ
سرد و سپاٹ لہجے میں گویا ہوا کوئی سفاک سا۔۔۔

عائشہ سفید پڑتی بیٹے کے سفاک الفاظ پر بغیر کچھ کہے وہاں سے جانے
لگیں۔۔"کہاں جا رہی ہیں؟"انہیں خاموشی سے جاتے دیکھ کر وہ پیچھے
سے گویا ہوا۔۔۔

عائشہ اسکی آواز پر رکیں تو گئیں پر مڑی نہیں۔۔۔
تمہاری بہن کو لینے اسے بھی بتانے کہ اسکے بھائی نے دلہن بدل لی ہے"وہ"
سمجھ نہیں پا رہی تھی اچانک دریاب کے انکار پر تقویٰ اسکی بیٹی پر کیا
بیتے گی۔۔
سارا خاندان آیا ہوا تھا انکی شادی میں اگر اسکی بیٹی کے بجائے
زریش کی بیٹی اچانک دلہن بنی تو لوگ کیا کہیں گے توقیع کیلئے۔۔
کتنی باتیں چہ میگوئیاں ہوں گی ان پر۔۔۔

پر صائم کیوں خاموش تھا؟" سوچ کر انکی آنکھوں سے آنسوں ٹوٹ کر"
گرے۔ اہم وقت پر دوست کو دغا دیتے۔۔ بہت غلط کر دیا دریاب
نے اچانک توقیع کو پورے خاندان میں رسوا کر کے۔
میں بھی آرہا ہوں اسے یہ سرپرائز دینے کیلئے" وہ مسکراتا ہوا اپنی ماں"
کے شانوں کے گرد بازوؤں ڈالے عرشیہ کے روم کی طرف بڑھ گئے۔۔
عشی!" روم کا ڈور کھول کر اسنے محبت سے پکارتے ہوئے قدم دونوں ماں بیٹے"
نے اندر رکھے۔۔
عائشہ جانتی تھی جسے خوشخبری دینے دریاب جانے والا تھا اپنی
دوست کی جگہ سمن کو دیکھ کر عرشیہ کو کتنا بڑا دھچکا لگے گا دریاب کی
طرف سے۔ وہ ٹوٹ جائے گی کیونکہ وہ توقیع کو بہت زیادہ پیار کرتی
تھی اسکی بدنامی پر ایسے خاموش تو نہیں رہے گی جس طرح عائشہ
سب کے سامنے بے بس ہو گئی تھیں۔۔

کیا وہ توقیع کا کہیں اور نکاح کروا رہے ہیں؟" ایک سوال سا انکے دماغ"
میں کودا۔۔ وہ نفی کرتی تڑپ گئیں دوسرے لمحے۔

عشو!!!" انہوں نے اندر داخل ہوتے پھر سے پکارا۔۔ پر جواب ندارد۔۔۔"

یہ بلی کہاں گئی؟" وہ حیران ہوتا روم میں نظریں دہرانے لگا۔۔"
کھڑکی بالکنی بند تھیں اندر سے۔۔۔ باتھ روم ڈریسنگ روم سب لاکڈ تھے
باہر سے پھر؟
باتھ روم میں۔۔۔۔ "عائشہ کہنے والی تھیں کہ باتھ روم میں ہوں گی پر"
سامنے باتھ روم باہر سے لاکڈ دیکھ کر وہ ٹھٹھک گئیں۔۔
یہ لڑکی کہاں گئی؟" انکا دل بری طرح گھبرا گیا۔۔" کہیں کوئی الٹی"
سیدھی حرکت انجام تو نہیں دے دی اسنے؟" انہیں
گھبراہٹ ہونے لگی کہیں دریاب کے نکاح کو جاننے کے بعد توقیع
"کیلئے تو نہیں چلی گئی؟

دریاب عرشیہ؟" انہوں نے گھبراہٹ سے بیٹے کو دیکھا جو کہ بت"
بنا کھڑا تھا۔۔
کہیں نہیں ہوگی ہمیں تنگ کر رہی ہے یہیں ہوگی" وہ بے تاثر لہجے میں"
کہتا ایکدم پاگل کی طرح ٹھاکر کے ڈریسنگ روم کے ڈور کو کھولتے اندر
داخل ہو گیا۔
دری خیال سے!!!" عائشہ اسکے غصے دھاڑ سے ڈور کھولنے پر دہل گئی۔۔"
ابدر سے توڑ پھوڑ گرنے کی آوازیں آنے لگیں۔۔

وہ بھاگ کر باتھ روم کے ڈور کے پاس آئیں اور ڈور کھول کر اندر دیکھا تو وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔۔ انکا دل گھبراہٹ سے بند ہونے کو آگیا تھا۔۔
کہاں گئی وہ سر پھری لڑکی؟ اتنے لوگوں کے بیچ سے کیسے نکل گئی؟" وہ" بڑبڑاتی ہوئی باتھ روم سے نکل کر روم کے ہر کونے میں ڈھونڈنے لگی جبکہ دریاب ایکدم باہر کو بھاگا۔۔۔

اسکے تیز دوڑ سے عائشہ بالکنی مایوس اندر آتیں خوفزدہ دہل گئیں۔۔
عرشی کیا کر دیا لڑکی کہاں ہو مار دیا مجھے کہاں گئی اس وقت جب" بارات سر پر ہے" وہ روتی ہوئیں اسکے روم کے کونے کونے میں اسے ڈھونڈنے لگیں۔۔

جبکہ دریاب بھاگ کر لان کراس کرتا ہوا پارکنگ ایریا میں آیا اور وہاں عرشیہ کی گاڑی کو دیکھنے لگا پر وہ تو کیا سب گاڑیاں موجود تھیں حتیٰ کہ اسکی بارات کی گاڑی بھی اور دلہن کو لے جانے کیلئے سرخ پھولوں اور برقی قمقموں سے سجائی گئی وہ گاڑی بھی۔۔
سب موجود تھیں نا تھی تو صرف عرشیہ۔۔۔

کیا ہوا سب خیریت ؟؟؟"لوگ کافی بینکوٹ کیلئے نکل چکے تھے"
وہاں صرف لڑکے موجود تھے چند عورتیں جو کہ دلہن کے ساتھ جانی
تھیں۔۔
خاندان کے لڑکے دریاب کو پریشان کھڑا دیکھ کر اسکے پاس آ گئے۔۔۔
"ہاں سب۔۔سب ٹھیک ہے"وہ چونک کر انہیں دیکھتا سر ہلا کر
جیب سے موبائل نکالتا ہوا اندر کی سمیت تیزی سے پلٹا۔۔
سنو یہاں آؤ!"کچن میں پہنچ کر وہاں موجود ملازمہ کو بلایا اسنے۔۔"
جی صاحب!"معاً اسکی اچانک سرد آواز پر وہ بوکھلا گئیں اور"
اسکے تیوروں سے ڈرتی ہوئیں انکے پاس آئی۔۔

خاموشی سے جاؤ اور پورے گھر میں ڈھونڈو عرشیہ کو پریا در کھنا"
ایک بھی سرگوشی مہمانوں تک پہنچی تو سر گردن سے الگ کر دوں گا!"
وہ رخسار ملازمہ سے کہتا سرد خونخوار لہجے میں بولا۔۔۔
وہ جی صاحب کہتی ایکدم وہاں سے نکلی۔۔
جبکہ دوسری ملازمہ کو بلا کر دریاب اس سے گویا ہوا سب مہمانوں کو
بینکوٹ کیلئے نکلنے کا حکم دے۔۔۔

جی صاحب میں کہہ دیتی ہوں سب نکلنے کے انتظار میں ہیں۔۔""
وہ سر ہلا کر جی جی کہتی وہاں سے نکلی۔۔۔
انکے جاتے دریاب نے سرد سانس فضا کے سپرد کی اور خود پر ضبط کیا کہ جیسا وہ سوچ رہا ہے ویسا بالکل نہیں ہونا چاہیے۔۔وہ اسے بیوقوف نہیں بنا سکتا۔۔۔
سنو صارم!!!"دوسری طرف کی آواز سن کر اسنے کہا"

خان!!!خان!!!عرشیہ اپنے روم میں نہیں ہے خان!!!"گرتی" پڑتی روتی ہوئیں روتی عائشہ خان انکے روم میں دھاڑ کے ساتھ ڈور کھول کر اندر داخل ہوئیں اور سامنے ہی کھڑے مسکراتے ہوئے شوہر کے پاس آکر حواس باختہ سی خوفزدہ گویا ہوئیں۔۔۔
اندر بیٹھے صوفوں پر سب نے الجھ کر اچانک "ٹھا" کے ساتھ روم میں داخل ہوتیں عائشہ خان کو دیکھ کر گھبراتے ہوئے کھڑے ہوئے۔۔۔
روتی ہوئی سمن بھی جھٹکے سے ہراساں انہیں دیکھنے لگی جو کہ روتی اپنے شوہر سے جانے کیا کہہ رہی تھی کہ ایک لمحے کیلئے سب کے کان سن پڑ گئے انکے الفاظ سنتے۔۔۔

روم میں گہرا سکوت چھا گیا نا عائشہ ندیم کی سسکیاں سنائی دے رہی تھیں نا ہی باہر سے شور شرابا۔۔

کیا بول رہی ہیں ہوش میں ہیں؟؟ جانتی بھی ہیں کیا بکواس کر رہی" ہیں؟؟ کہاں جا سکتی ہے وہ روم سے؟؟" معاً انکے بازوؤں سے پکڑ کر دانیال خان نے انہیں جھنجھوڑ ڈالا۔۔۔
زریش انکے بیہیور پر ہراساں اپنے شوہر کو دیکھنے لگیں۔۔۔

دانیال کیا کر رہے ہو؟؟؟" ہارون حیدر شاہ نے ایکدم آگے بڑھتے" عائشہ کو انکی پکڑ سے نکالا۔۔
سن نہیں رہے یہ کیا کیہہ رہی پاگل ہو گئی ہے یہ عورت کہاں" "جا سکتی ہے میری بیٹی؟؟؟

ٹھیک کہہ رہی ہیں مام!!! پاگل نہیں وہ!! عرشیہ پورے گھر میں" نہیں ہے" معاً روم میں داخل ہوتے دریاب خان نے اچانک سب کے سروں پر بلاسٹ کیا۔۔

کیا!!؟؟؟ کیا کہہ رہے ہو ہوش میں ہو دریاب کہاں جا سکتی" ہے یہیں ہو گی ڈھونڈو اسے۔۔۔"صائم زیدی ایک دم گھبراہٹ غصے سے بولے۔۔۔

پاگل ہو گئے جانتے بھی ہو کیا کہہ رہے ہو؟؟؟"ہارون شاہ نے" جھڑک دیا اسے۔

ساحل جو کہ غصے میں کھڑا تھا اچانک سیدھا ہو کر کھڑا ہو تا حیرت سے دیکھنے لگا انہیں جبکہ دانیال خان بت ہو کر اپنے بیٹے کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔

سنا آپ نے ٹھیک کہہ رہی ہوں میں۔۔۔کہا تھا کھا لیں" ایک گولی زیر کی آپ اور ایک مجھے دے دیں پر نہیں آپ کہاں سنتے ہیں میری۔۔ آپ کو تو ابھی دنیا کی ذلالت میری سیاہی برداشت کرنی ہے۔۔ میری محبت میں اندھے ہو گئے ہیں کہ اپنی بربادی بھی نہیں دیکھ رہے۔۔ میں منحوس ہوں کبھی خوشی نہیں دے سکتی میں کسی ہو۔۔۔۔" عائشہ ندیم سسکتی پھوٹ پھوٹ کر روتیں انکے قدموں میں گر

گئیں۔۔ اور انکی ٹانگوں کو پکڑ کر ان سے لپٹتی ہوئی وہیں دھاڑیں مار کر رونے لگیں۔۔

وہاں موجود سب نفوس کو جیسے سانپ سونگھ گیا۔۔ وہ حیرت بے یقینی سے ان دونوں کو دیکھنے لگے۔۔

باہر ساری دنیا جمع تھی پہلے توقیع کا انکار اور پھر اب بیٹی کا گھر سے غائب ہو جانا۔۔

عائشی پاگل ہو گئی ہو کیا یہیں ہو گی وہ ہماری عرشی ہے ایسے کیسے تم اپنی بیٹی" کے بارے میں سوچ رہی ہو ضرور ہمیں تنگ کر رہی ہو گی "زریش بوکھلا کر بیٹی کو چھوڑتیں بھاگ کر انکے پاس نیچے بیٹھتی انکے کانپتے وجود کو تھام گئیں۔۔

مار دے گی یہ اولاد ہمیں زر۔۔۔ "اچانک وہ سسک کر چیخیں۔"
"اسنے تو کب کا مار دیا ہمیں اب بیٹی نے بھی موت مار دیا"

نہیں چھوڑے گا میرا پیچھا میرا سیاہ ماضی۔۔"وہ ہذیانی ہو کر غرائیں"
اور خود کو پیٹنے لگیں۔۔

مام!!!"دریاب تڑپ کر آگے بڑھا پر سامنے دانیال خان کا ہاتھ"
آگیا۔۔
جاؤ تم بھی جاؤ ہمیں اکیلا کر دو!"معاً روم کی فضا میں ایک سرد"
سپاٹ آواز گونجی۔۔
اچانک جھٹکے سے وہ عائشہ سے پیچھے دھکیل کر وہ روم کے ڈور کی
سمیت بڑھے۔۔انکے چہرے پر وحشتیں رقصاں تھیں آنکھوں میں
خود اتر آیا تھا۔۔
جس بے دردی سے انہوں نے بیٹے کو ایک طرف دھکیلا تھا انکے
ارادے سب بھانپ گئے۔
پاگل مت بنو دانیال خود کو مارنے سے کچھ نہیں ہوگا"صائم نے بھاگ"
کر انکے بازو کو پکڑا وہیں ساحل نے گھبرا کر فوراً سے دروازی بند کرتے لاکڈ
لگایا۔۔

کیوں نہیں کچھ ہو گا؟؟؟ ہو جائے گا ایسے ذلیل ماں باپ سے میری اولاد کو" چھٹکارا حاصل ہو جائے گا۔۔۔ برے ہیں ہم دونوں تو ٹھیک ہے نا مار دیتے ہیں خود کو خوش رہے گی میری اولاد!" وہ ایکدم جھٹکے سے صائم زیدی کی پکڑ سے خود کو آزاد کرواتے غرا اٹھے۔۔

یقین رکھو اپنی اولاد پر دانیال خان ایسا کچھ نہیں کرے گی وہ یہیں کہیں ہو گی" پاگل تو نہیں ہو گئے!!!" حیدر شاہ نے سامنے آتے انہیں سمجھایا۔۔

ہاں ایسی نہیں ہماری عرشی جاؤ ساحل سب کو یہاں سے نکالو" بینکوٹ اور پورے گھر میں ڈھونڈو میں جب تک گھر کال کر کے پوچھتا ہوں۔۔" صائم نے ساحل شاہ کو کہتے صارم کا نمبر ڈائل کیا کیونکہ وہی معاملے کو ٹھنڈے دماغ سے سن سکتا تھا۔۔
دریاب لب بھینچے خاموش اپنی ماں کو دیکھنے لگا جو سسکتی ہوئیں زریش شاہ کے حصار میں رو رہی تھیں۔۔

ایسا کچھ نہیں ہے خبردار میری بہو کے بارے میں کسی نے الٹا"
سیدھا سوچا یہیں کہیں ہو گی ڈھونڈوں پہلے اسے گھر میں ہو سکتا
"!ہے وہ توقیع کے پاس گئی ہو میں پوچھ رہا ہوں ایک منٹ
ہارون شاہ دانیال کو سنبھال کر صوفے پر لائے اور بیٹھا کر انہیں ریلیکس
کیا۔۔
ساحل سر ہلاتا ہوا وہاں سے نکل گیا جبکہ آدھا کام دریاب خود کر کے
آیا تھا۔ پر اسے یہ معلوم نا ہوا نا ہی اسنے پوچھا تھا کہ لائیٹ بھی آف
!!!ہوئی تھی لان کی

صائم زیدی کی کال دوسری طرف جانے سے پہلے ہی اچانک
پورے روم میں موبائل کی رنگ ٹون گونج اٹھی۔۔
سب کے دل گھبرا گئے۔۔ اور سب نے ہی چونک کر انہیں دیکھا۔۔
صائم زیدی نے فوراً سے اوکے کر کے کان سے لگایا۔۔

ہیلو صارم کیا عرشیہ وہاں ہے؟؟؟" دوسری طرف نین کے کچھ "
کہنے سے پہلے ہی صائم زیدی نے اوکے کرتے ہی پوچھا۔

عائشہ نے تھم کر صدق دل سے خدا کو یاد کرتے دعا مانگی اور روتے ہوئے آنکھیں میچ لیں۔۔۔

ہاہاہا کیوں وہ گھر میں نہیں ہے کیا؟" ایک جاندار قہقہے کے ساتھ " ہی استہزائیہ پوچھا گیا۔ اسپیکر آن ہونے کی صورت میں سب نے ہی ساکت ہو کر موبائل کو دیکھا۔۔۔

چہ چہ دانیال خان بیٹی گھر سے بھاگ گئی" وہ سرد قہقہہ " لگاتا ہوا افسوس کر رہا تھا۔ دریاب کے پورے وجود سے جان جیسے روح کی مانند نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔

جبکہ ہاتھوں میں موبائل پکڑے کھڑے صائم زیدی اسکی آواز پر اپنی قوت جیسے کھو بیٹھے انہوں نے لڑکھڑا کر کسی کا سہارا ڈھونڈنا چاہا۔۔ گر جاتے اگر حیسر شاہ نا انہیں تھام لیتا۔۔

دلاور!!!!!" عائشہ خان کے لبوں سے بے جان سرگوشی بے یقینی " سے گونجی۔۔

آں ہاں!!!ڈی کے عرف دل شیر خان!!!" اسنے بے یقین سر گوشی" سنتے ٹوک کر کہا۔۔۔

تم لوگوں کے پاس چوبیس گھنٹے ہیں مجھے میری دلہن پہنچا دیں ورنہ صبح" کی ہیڈل لائن پر یہ نیوز ہو گی" دانیال خان کی بیٹی، دریاب خان کی بہن، صمصام زیدی کی منکوحہ اور صائم زیدی کی بڑی بہو رخصتی کے رات گھر سے بھاگ گئی" وہ بے حس ہو کر کہتا قہقہہ لگا اٹھا۔۔

تمہیں شرم نہیں آرہی اپنی بہن کیلئے یہ بکواس کرتے!!!!" کسی کو بھی" ہوش نہیں تھا سواء دریاب اور صائم زیدی کے۔وہ غرا اٹھے۔۔

تو؟؟؟ میں بھی تو بدنام ہوا تھا؟ بھائی تو انکا ہی تھا۔۔۔"

کوئی بڑی بات نہیں کچھ بدنامی ہو گی پھر سے سب ٹھیک ہو جائے گا کیوں دانیال خان! سنبھال لو گے نا خود کو اور اپنے بیٹے کو بدنامی سے!" اسنے نفرت سے بھرپور زیر خند لہجے میں معاً اپنے باپ کو مخاطب کرتا گویا ہوا

اگر بدنامی نہیں چاہتے تو خاموش رہو اور تڑپو یہ بھی یاد رکھنا بیوی کو اٹھا"
لوں گا چاہے ساری دنیا کی پابندیاں اسکے چاروں اطراف لگا دو ڈی
کے کی ہے تھی اور رہے گی۔۔
اگر میری نہیں ہوئی تو میں خود اسے شوٹ کر کے ماروں گا سب کے
"سامنے۔۔۔
اسنے اچانک موت جیسا سکوت پھیلا کر کال ڈسکنیکٹ کر دی۔۔
سب کی سوالیہ نظریں اب صائم زیدی پہ تھیں۔

"کیا وہ جانتا تھا دلاور زندہ ہے؟؟؟"

کہاں ہے میری بیوی؟؟؟"ٹھاکے ساتھ روم کا دروازہ دھکیل کر اندر"
داخل ہوتے صمصام زیدی نے وہاں موجود نفوسوں سے برفیلے سرد لہجے
میں استفسار کیا۔۔
جو کہ ساکت ابھی سن کھڑے اس معجزے پر یقین کرنا چاہتے تھے
کہ ابھی جسکی آواز انہوں نے سنی تھی کیا وہ حقیقت تھی۔اچانک

دھاڑ سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے وجود کی آواز پر چونک کر ہوش میں آئے۔۔

پورا گھر ساحل شاہ خالی کروا چکا تھا اور سب کو بینکوٹ روانہ کر دیا تھا اب وہاں صرف فیملی ہی موجود تھی۔

میں آپ سب سے پوچھ رہا ہوں عرشیہ زیدی کہاں ہے؟؟؟" اسے " جواب نہیں ملا تو وہ غصے سے غرا اٹھا۔۔

صام تمیز سے!!!" صائم زیدی نے اسے غصے جھڑکا۔۔"
مجھے جواب دیں میری بیوی کہاں ہے؟؟؟؟ اسکے بعد میں تمیز " کرلوں گا!!" وہ جتا کر اپنے باپ سے بولا۔۔
اسکا بگڑا تنفس اسکے اندر کی جنگ کا پتا دے رہا تھا، نیلی آنکھوں میں سرخی اور وہی سرخی چہرے پر جیسے لہو ٹپکنے کو تیار تھا۔۔
صام ریلیکس!" ساحل نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے " شانت کرنا چاہا پر وہ پہلے ہی بپھرا ہوا تھا جب اسے معلوم ہوا اپنی

ملازمہ سے جو کہ توقیع سے کہہ رہی تھی عرشیہ گھر سے
بھاگ گئی ہے۔۔

پہلے تو اسے یقین نہیں آیا بلکہ اسنے ایکدم اس ملازمہ کے منہ پر تھپڑ
مار کر اسکی زبان تو بند کروادی پر اپنے بہن کو خوفزدہ کر دیا۔۔
وہ ملازمہ تو تھپڑ کھا کر ہی منظر سے غائب ہو گئی البتہ اس
بات میں کتنی سچائی ہے اسنے خان ہاؤس کال کی پر اسی وقت
گھبرائے صارم کو اپنی ماں کی طرف جاتے دیکھ کر وہ کال ڈسکنیکٹ کرتا ہوا
اسکے پیچھے ہی چلا گیا۔۔
اسکے قدم ابھی روم کے باہر ہی تھے جب اسنے صارم کے الفاظ سنے کہ
عرشیہ گھر میں موجود نہیں وہ کہیں چلی گئی ہے۔۔

"عرشیہ گھر میں موجود نہیں وہ کہیں چلی گئی ہے"
"عرشیہ بی بی بھاگ گئی ہے گھر سے"
دونوں جملے بے شک الگ الفاظ کے بنے تھے پر معنی دونوں کی ایک ہی نکل
رہی تھی کہ بارات کو چھوڑ کر اپنی شادی کے رات اسکی عزت اسکے

نام اسکے وقار غیرت کی پرواہ کیے بغیر وہ گھر چھوڑ کر کہیں چلی گئی ہے۔۔۔

وہ تقویٰ زیدی صارم زیدی کو وہی پریشان چھوڑ کر خان ہاؤس آ گیا اور وہاں اور سیدھا عرشیہ زیدی کے روم میں داخل ہوا پر وہاں موجود کسی کو نا پا کر اسکے کانوں میں ملازمہ کا جملہ گونجا۔۔۔

وہ گھر میں کسی کو ڈھونڈنے لگا اور اسے جلد ہی سب کی موجودگی اس روم میں مل گئی جہاں سب جمع تھے پر موت جیسی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔

صام وہ کہیں نہیں گئی۔۔۔۔۔"
تو بتائیں مجھے کہاں ہے وہ لائیں اسے میرے سامنے!!!" حیدر شاہ کا" جملہ مکمل ہونے سے پہلے وہ غصے سے دیوار پر مکا مارتے دھاڑا۔۔

سب کو جیسے سانپ سونگھ گیا اسکی حالت دیکھ کر عائشہ کی جان ہاتھوں میں آ گئی صمصام زیدی کا مطالبہ سن کر۔۔

کیا وہ بھاگ گئی ہے؟؟؟" اسنے سب کو خاموش لب
پیوست دیکھ کر چبھتے ہوئے لہجے میں دانیال خان سے پوچھا کہ اگر ہاں
کر دی تو وہ اسے زمین کی ساتوں سے تہہ سے بھی نکال لائے گا اور اسکی
گردن اپنے ہاتھوں سے دبوچ کر اسکے تن سے الگ کرتے ٹکڑے ٹکڑے کر دے
گا عرشیہ خان کہ اگر اسنے نفرت میں اس عزت کی یوں
دھجیاں اڑائیں۔۔۔۔

صام زبان کو لگام دو!!!!" دانیال خان غصے سے غرا اٹھے۔۔"
بھاگی نہیں ہو وہ!!!" انہوں نے لہو آنکھوں سے بھانجے کو گھورا۔۔"
تو مجھے بتائیں کہاں ہے آپکی بیٹی اپنی شادی کے رات؟؟ کہاں گئی وہ"
دکھائی نہیں دے رہی گھر میں زمین نگل گئی یا آسمان اسے؟؟؟"
اچانک ہی اسنے کسی کی پرواہ کیے بغیر کرسٹل کا واس اٹھا کر ٹھا
کے ساتھ سامنے شیشے میں دے مارا کہ سب دہل گئے البتہ
عائشہ سمن کی چیخ بے ساختہ تھی۔۔ سمن ہراساں بیڈ سے
اتر کر روتی کانپتی ہوئی صمصام کے تیور اسکی نیلی آنکھوں کا لہو نا دیکھتی اپنے
باپ کی ہشت کے پیچھے چھپ گئی۔۔

پاگل ہو گئے ہو تم صام پوری بات تو سن لو۔۔۔"صائم زیدی نے گھبرا کر" آگے بڑھتے ایکدم اسکے ہاتھ پکڑ لیے۔۔کہ وہ مزید کوئی توڑ پھوڑ نا کر سکے۔۔

ہاں ہو گیا ہوں میں پاگل اس لڑکی نے کیا ہے مجھے پاگل اگر مجھے وہ نا ملی" چوبیس گھنٹوں میں سامنے تو میں اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔۔۔ جس کے ساتھ بھاگی ہے اسکے ساتھ زمین میں دفنا دوں گا وہ سمجھتی کیا ہے ابھی صمصام زیدی کو۔۔"وہ پوری قوت سے باپ کے سامنے دھاڑ اٹھا۔۔
کسی میں ہمت نہیں ہو پا رہی تھی کہ اسے روک سکے یا اسے کچھ سمجھا سکے۔وہ پاگل لگ رہا تھا چہرے سے ہی جیسے وحشی ہو گیا ہو۔۔
کوئی بھی قریب گیا سفارش لیکر تو چیر پھاڑ دے گا۔

بکواس بند کرو تم صام ایسی بکواس گھٹیا سوچ کیسے رکھ لی تمنے ہماری" عرشی کیلئے؟؟؟ نہیں بھاگی وہ کسی کے ساتھ۔۔"اسکے کالر کو جکڑ کر صائم زیدی نے دھاڑتے ہوئے اس سے کہا۔۔

ہا!!!ہاہاہا!! تو بتا دیں رات کے پہر اپنی شادی کے رات دلہن گھر" میں موجود نہیں تو وہ کہاں ہو سکتی ہے، مسجد تو گئی نہیں ہو گی نماز پڑھنے نا ہی روم اسے اندر ہی اندر رنگل گیا ہو گا۔۔" وہ استہزائیہ قہقہہ لگا کر معاً سرد لہجے میں بولا۔۔

دریاب کو تاؤ تو بہت آرہا تھا پر اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کہے اس سے۔ مٹھیاں بھینچے خونخوار نظروں سے اسے بکواس کرتے اپنا ضبط آزماتا رہا۔۔

بکواس بند کرو صام دلاور لے گیا ہے اسے۔۔" صائم زیدی نے بیچ" میں دھاڑ کر اسے مزید بکواس سے باز رکھا ورنہ بس نہیں تھا جوان بیٹے کا منہ تھپڑوں سے سرخ کر دیتے۔۔۔

جبکہ انکی اچانک دھاڑ سے صام ٹھٹھک کر انکا چہرہ دیکھنے لگا سب کے دل بے ساختہ ہی دھڑک اٹھے اس دھاڑ اس نام سے۔۔

صام نے پلٹ کر اپنے باپ کو دیکھا کہ کیا ریئلی ایک مرا ہوا انسان آیا اور اسے لے گیا؟

اوہ!!!" وہاں موجود تمام افراد پر ایک طائرانہ نگاہ ڈال کر اپنے لب " گول سکیڑ لیے تمسخرانہ۔۔

اسکے دل جلاتے انداز پر صائم زیدی نے مشکل سے خود پر ضبط کیا اور انہیں دیکھتا صام زیر لب جان لیوا مسکراہٹ سے اپنا رخ اپنے ماموں جان کی طرف کر گیا۔۔۔

آپ سے بہتر عزت وقار اہمیت رتبے کو کوئی نہیں جان سکتا،" آپ گاؤں چھوڑ کر اپنا سب کچھ چھوڑ کر شہر آئے، اور یہاں آپ نے کڑی محنت سے ایک نام بنایا، دنیا جاننے لگی تھی آپکو دانیال خان کے نام سے اس احساس کو بھی جانتے ہیں اور پھر اچانک نام سے بے نام ہونے کے احساس ذلت رسوائی سے بھی واقف ہیں۔۔

آئم شیور آپ مجھے سمجھیں گے۔ دنیا مجھے جانتی ہے صمصام زیدی کے نام سے، بڑے بڑے بزنس مین کے ساتھ میری واقیف پہچان ہے، دنیا میرے نام کو جانتی ہے بزنس ٹائیکون صمصام زیدی۔۔

یہ بھی جانتے ہیں کتنے لوگ موجود ہیں صرف میرے حوالے سے وہاں بینکوٹ میں صرف صمصام زیدی کی وائف کو دیکھنے کیلئے میری انویٹیشن پر پہلی فلائٹ سے پاک آئے ہیں۔۔

ہال کے باہر میڈیا جمع ہے ایک مجمع ہے لوگوں کا ٹاپ لسٹ میں یہ شادی شامل ہو رہی ہے۔۔۔

جب آپکی بیٹی آج نہیں جائے گی وہاں، جب میری بیوی وہاں نہیں پہنچے گی تو کیا کہوں میں لوگوں سے؟؟؟ کیا وہ سوال نہیں پوچھیں گے مجھ سے؟ بھاگ گئی یا مر گئی؟؟

اور ان دونوں میں سے کسی ایک کے تو ثبوت مجھے پیش کرنے ہیں نا۔

بقول میرے ڈیڈ کے کہ اسکا مرا ہوا بھائی آکر اسے لے گیا ہے۔ تو میں سمجھ سکتا ہوں وہ بھائی بھائی اتنا کرتی تھی مے بی رب کو ترس آگیا ہوگا اس بیچاری پر، یہ تو ہونا ہی تھا. تو برائے مہربانی مجھے اسکی ڈیڈ باڈی دکھا دیں تاکہ میں لوگوں کو یقین دلا سکوں عرشیہ صمصام زیدی مزید اس دنیا میں موجود نہیں۔۔۔" اسنے سکون سے مطالبہ کرتے اپنی پینٹ کے جیبوں میں ہاتھ پھنسا کر کھڑا ہو گیا۔

وہ کتنا بے حس، کتنا بے رحم، کتنا کٹھور تھا ساحل سمیت سب جہاں کے ساکت تھے وہیں اسے دیکھتے رہ گئے۔ زریش کا دل حلق میں آگیا اسکی باتوں سے۔۔

صائم زیدی کا چہرہ متغیر تھا جبکہ صام کا بغیر کسی تاثرات کے سرد سپاٹ، صرف ایک ہی خواہش کہ اسے ڈیڈ باڈی دیکھنی ہے۔

عائشہ خان زریش سے اپنا وجود کو چھڑوا کر اٹھ کر اپنے شوہر کے کندھے پر سر رکھ کر رونے لگیں۔۔ انہیں کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا ماسواء اسکے کہ دل چاہ رہا تھا دھاڑیں مار کر روئیں۔۔

"میں سمجھ سکتا ہوں تمہاری پوزیشن کو پر پہلے تم ہوری بات تو سن لو" پھر ایسی کڑوی سلگتی باتیں کرو" ہارون شاہ دوست کی زرد رنگت دیکھتے کچھ سخت لہجے سے ٹوک کر صام سے بولے۔

"معذرت! مجھے اس ڈیٹیل میں کوئی انٹرسٹ نہیں، وہ کیسے مری کہاں جارہی کیا ہوا کیوں ہوا ایکس وائی زی! مجھے میری بیوی چاہیے زندہ یا مردہ ابھی اسی وقت!! آپ لوگ دے سکتے ہیں تو بتائیں ورنہ میں اسکی چوٹی سے پکڑ کر آسمان و زمین کہ تہہ سے

کھینچ لاؤں گا۔" اسکی آنکھوں سے لہو نکلنے لگا تھا جیسے، وہ اپنے آپ میں نہیں تھا سر پر جیسے خون سوار ہو گیا تھا اسکے۔۔

کانوں میں اسکی بیتی نفرت سے لبریز باتیں بازگشت کر رہی تھیں۔

"اس تذلیل کا بدلہ تو میں تم سے لوں گی صمصام زیدی"

"میں تم ہر تھوکنا گوارہ نا کروں کجا کہ تم سے شادی کرنا"

وہ اسکی مردانگی، غیرت انا کو للکار گئی تھی، اسے بدنام خوار، ذلیل کرنا چاہتی تھی وہ لڑکی اور اس مقصد میں کامیاب بھی ہوئی تھی۔

پر وہ جانتی نہیں تھی۔۔۔ اسنے لات تو ماری تھی صمصام زیدی کو پر وہ بھول گئی تھی کہ یہ لات لگی ضرور صمصام زیدی کو تھی پر اس سے اسکے اندر کے سوئے شیر کو جگا گئی تھی۔

کیا بکواس کرتے جا رہے ہو صمصام زیدی!!! تمہیں بہن دی ہے اسکا" مطلب یہ نہیں کہ تم اسکے خلاف اپنی گندی زبان کی غلاظت بکو خبردار اگر ایک بھی لفظ اب عرشیہ کے خلاف بولا!!" دریاب کا دماغ اسکی باتوں سے گھوم گیا۔۔ اپنی بہن کیلئے اسکی بکواس سنتے بپھر کر دھاڑا۔

اسکی غراہٹ پر صمصام زیدی نے آہستہ سے اپنی سرخ خونخوار حد تک انگارہ آنکھوں کو گھمایا اور آواز کی تعاقب میں دیکھا۔

اچھا غلاظت ؟؟؟" وہ تمسخرہ اڑاتا ہنسا۔ "پھر وہ کیا ہے جو تمہارے منہ پر لپیٹ گئی ہے ؟؟؟" اسنے طنزیہ مگر کاٹدار انداز میں کہا۔

شٹ اپ !!!! کیسی غلاظت کیا تمنے اسے دیکھا تھا بھاگتے ہوئے ؟" دریاب آپے سے باہر ہوتا بپھر گیا۔

اسکا بس چلتا تو وہ دلاور کو ڈھونڈ کر اسکے ٹکڑے کر دیتا، اسنے جیسا چاہا تھا ویسا کر دکھایا تھا انکی خوشیوں میں زہر گھول دیا تھا۔ ہو سکتا تھا اگر تو قسیع کو لے جاتا تو اتنا ہنگامہ نہیں ہوتا پر اسے تو انہیں تباہ کرنا تھا۔۔

کیوں نا سمجھ سکا دریاب خان کہ اسکا پلان کیا تھا اسنے جو دکھایا وہ کیا نہیں جو نہیں دکھایا وہ کر کے گیا۔ اب کہاں ڈھونڈے وہ عرشیہ کو۔۔

صمصام زیدی کو کون سا اور کیا جواب دیا جائے۔۔۔

یوشٹ اپ دریاب خان اگر اتنی غیرت پروار پڑ رہے ہیں تو لا دو"
اپنے بہن سامنے دکھاؤ کہاں ہے وہ؟ کیوں نہیں شادی کے رات دلہن
اپنے گھر میں موجود؟" وہ اس سے تیز آواز میں بولا۔۔

تم بہت زیادہ بول رہے ہو صمصام زیدی!!!" دریاب نے مٹھیاں بھینچ کر"
اسے وارن کیا
تو کہہ دو ناوہ بھاگ گئی ہے" صام مٹھیاں بھینچ کر حلق بل چلایا"
عائشہ زریش سمن کے دل اچھل کر حلق میں آ گئے۔۔ سمن تو
تھر تھر کانپتی چھپنے کی کوشش میں تھی۔۔

صامم!!!!" دریاب نے بپھرے شیر کی طرح غرا کر اسے مارنا چاہا پر"
ہاتھ بھینچ کر اسے پیچھے زور سے دھکیلا کر کہ وہ لڑکھڑاتا ہوا خود کو سنبھال گیا
البتہ خواتین کی چیخیں گونج اٹھیں۔
ابھی صائم ہارون حیدر کوئی ایکشن لیتے اس سے پہلے ہی برقی رفتاری سے
صام آگے بڑھا۔۔
تمہاری یہ ہمت!!!" اسنے غراہٹ کے ساتھ پوری قوت سے"
اپنا مکا دریاب کے منہ پر چھوڑ دیا۔۔

آہہہ!!!!" سمن کی چیخیں بلند ہو گئیں زریش نے اسے خود میں بھینچ لیا

پاگل ہو گئے ہو دونوں!!!" صائم زیدی انہیں ایک دوسرے سے الجھتے دیکھ کر دھاڑتا ہوا آگے بڑھا اور دوسرے پل دونوں کو پوری قوت سے جکڑ لیا گیا ورنہ آج ایک دوسرے کو جان سے مار دیتے دونوں۔۔۔

وہ چھوٹا ہے غصے کا تیز ہے تم تو عقل سے کام لو! معاملہ اتنا گھمبیر ہے باہر دنیا انتظار میں ہے ہاتھا پائی جاہلوں کی طرح کر کے اپنا مزید تماشا کیوں بنا رہے ہو" ساحل شاہ نے بڑے ہونے کے ناطے غصے سے دریاب کو جھڑکا۔۔

آپ کیا کہنا چاہتے ہیں کہ وہ غصے کا تیز ہے تو میں بے غیرتوں کی طرح اپنی بہن کیلئے اسکی بکواس سنتا رہوں یہ جانتے ہوئے بھی کہ اسکی کوئی غلطی نہیں ہے۔۔" دریاب افسوس سے ساحل شاہ کو دیکھتا بولا۔۔

عقل سے کام لو دریاب! ہم جانتے ہیں وہ لے گیا ہم نے ثبوت دیکھا ہے۔ یہ اتنی بات نہیں کہ تمنے کہہ دیا اور میں نے یقین کر لیا،،

جس وقت عرشی گھر سے غائب ہوئی ہے سب کا یہی مطلب اخذ کرنا ہے۔ وہ دولہا بنا ہوا ہے دنیا سے لوگ آئے ہوئے ہیں کتنا نام ہے اسکا پوری میڈیا جمع ہے ایسے میں اچانک گھر سے دلہن کے غائب ہونے پر یہی مطلب نکالے گی دنیا۔۔ صام کی بدنامی کا تمہیں احساس نہیں۔۔

ہم دنیا کو یہ نہیں سمجھا سکیں گے کہ اسے دلاور خان لیکر گیا ہے کیونکہ دنیا اسے مرا ہوا تسلیم کر چکی ہے لڑائی سے حل نہیں ہوگا اس سے معاملہ مزید الجھ جائے گا ذرا تحمل سے سوچو" ساحل کی باتوں پر وہ سر جھٹک گیا۔۔

دانیال خان خاموش تماشائی بنے ہوئے تھے اور عائشہ کانوں پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی۔۔

میں اسکی جان نکال دوں گا بابا اگر اسنے میری بہن کے خلاف " ایک لفظ بھی کہا، جانتا کیا ہے دیکھا کیا تھا اسنے آتے ہی بکواس کر دی اسنے۔۔۔" صائم زیدی ساحل کی پکڑ میں کھڑا سرخ انگارہ آنکھوں سے سامنے حیدر شاہ ہارون شاہ کی پکڑ میں موجود

صمصام کو دیکھتا بولا اور جھٹکے سے خود کو چھڑوا کر اپنے ناک سے خون صاف کیا۔۔

"جان میں نکال دوں گا اسکی دریاب خان اگر سانسیں لیتے ہوئے وہ مجھے نیرے دائرے سے باہر ملی!!" صمصام جھٹکے سے خود کو چھڑوا کر بولا۔۔ دونوں کی سانسیں بپھری ہوئی تھیں۔۔

"ایک بات جان لو سب!! میں غیرت میں مرنے والوں میں سے نہیں مارنے والوں میں سے ہوں، اگر اسنے میری نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھایا یا مجھے دھتکار کر گھر کی دہلیز پھلانگی ہے، اگر جیتی جاگتی ہوئی مجھے وہ اپنے دائرے سے باہر ملی تو لاش لاؤں گا میں اسکی یہاں۔۔۔" وہ سب کو خبردار کرتا ہوا بولا۔۔

"سمجھنے کی کوشش کرو دلاور لے گیا ہے اسے، وہ بھاگی نہیں ہے دلاور اسکا بھائی لے گیا ہے اسے۔" وہ جانتے تھے اگر وہ غصہ ہوئے تو وہ مزید آؤٹ ہو جائے گا اسلیے ضبط تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا۔۔

انکے چہرے کو دیکھتے صام کا دل چاہا قہقہہ لگائے۔

جی ٹھیک ہے میں نے مان لیا، اب آپ بھی مجھے اسکی لاش"
دے دیں تاکہ میں یقین کر سکوں۔۔"وہ نرمی تحمل سے گویا ہوتا اپنے کوٹ کو
ٹھیک کر کے سیدھا کھڑا ہوا۔

دلاور خان مرا نہیں ہے زندہ ہے، وہ کل بھی زندہ تھا اور آج بھی زندہ ہے"
فرق صرف یہ تھا کہ وہ ہماری نظروں سے اوجھل تھا۔۔۔پر اب
وہی لے گیا اپنی بہن کو"ایک بار پھر صائم زیدی کے الفاظ نے ویسا ہی سکتا
پھیلا دیا جیسا کچھ دیر پہلے دلاور نے پھیلایا تھا۔۔
صام نے ٹھٹھک کر انہیں دیکھا کہ کیا وہ انہیں شکل سے اتنا
بے وقوف لگتا ہے؟وہ حیران ہوتا یا بے یقین کہ اسکا باپ ایسا کہہ
رہا تھا۔۔

ہاہاہا"معاً اسکا دلکش قہقہہ فضا میں پھیلے سکوت کو توڑ گیا۔۔"
اسکا فلک شگاف قہقہہ سب کو چونکا گیا۔
کیا میں شکل سے اتنا بیوقوف ہوں ڈیڈ؟یا بہانہ تو کوئی ڈھنگ"
"!کا ڈھونڈ لیتے ایٹلیسٹ

اسنے ہنستے ہوئے کہا دریاب نے نظریں پھیر کر ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں۔ وہ کچھ کہنے لگا تھا پر صائم نے اسے آنکھیں دکھائیں کہ کچھ مت کہنا۔۔

وہ نہیں چاہتے تھے کہ دریاب کا بیچ میں کوئی نام آئے۔۔

"یہ بہانہ نہیں صام، حقیقت ہے وہ لے گیا ہے عرشیہ کو اور اسنے کہا ہے اگر چوبیس گھنٹوں میں اسے توقیع نہیں ملی تو وہ ہر نیوز میں یہ بات نشر کر دے گا کہ دانیال خان کی بیٹی، دریاب خان کی بہن، صائم زیدی کی بہو اور صمصام زیدی کی بیوی گھر سے غائب ہو چکی ہے۔۔" ساحل نے صائم زیدی کی مشکل آسان کرتے بیچ میں مداخلت کی اور صام کو بتایا جبکہ وہ بات دہراتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ کیا وہ توقیع کو لیکر بھی عرشیہ کو نہیں چھوڑے گا؟ بلکہ صرف یہ خبر پھیلنے سے روکے گا۔ مطلب کہ وہ انہیں بے بس کر کے انکی مجبوری سے کھیل رہا تھا۔۔

اسے توقیع بھی چاہیے اور اپنی بہن بھی۔۔۔۔

وہ حیران تھا سوچ کر۔۔ جبکہ یہ تو کوئی توقیع سے پوچھتا کہ اسنے اپنے کہے ہوئے الفاظ سے کیا کیا سچ کر کے نا دکھایا تھا۔

کیا بکواس ہے یہ ؟؟؟ ہے کون یہ ؟؟؟" اپنی بہن کے نام پر زخمی شیر کی طرح غرا کر بپھر گیا۔
تھا کون وہ جو اسکی بہن کا نام اپنی ناپاک زبان پر لے رہا تھا۔

ڈیڈ سچ کہہ رہے ہیں بھائی! یہ حقیقت ہے، وہ سچ میں زندہ ہے" ابھی" کوئی مزید اسے جواب دیکر اسے یقین دلاتا اسی وقت دروازے کے باہر کھڑی توقیع دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہوئی اور اپنے آنسوں صاف کرتی ہوئی بولی۔۔۔
تو گویا وہ کامیاب ہو گیا تھا اپنے کہے الفاظ ارادوں میں۔ اسنے کر دکھایا اپنا کہا۔۔ پر اسنے عرشیہ کے ساتھ ایسا کیوں کیا اسکے بدلے وہ اسے لے جاتا تو اتنا کچھ نہیں ہوتا کیوں وہ عرشیہ کو لیکر گیا۔۔
توقیع کو مزید اس سے نفرت ہوئی وہ اتنا بے حس بے رحم کیسے ہو سکتا ہے۔ اپنوں سے اتنی نفرت وہ کیسے کر سکتا ہے۔۔

سرخ بھاری لہنگے سفید نگینوں زرک کے بھاری کام والے لہنگے کو سنبھال کر وہ اندر داخل ہوئی تھی۔ دلہن بنی زیورات سے سجی سرخ چھوٹی سی ناک میں بھاری موٹی نتھ پہنے بھری بھری چوڑیوں کنگنوں والی

کلائیاں مہندی سے سرخ ہاتھ، نیلی آنکھوں کو مہارت سے سجایا گیا تھا۔۔

وہ سب کو مبہوت کر گئی اس حالت میں بھی جبکہ دوسری طرف بیٹھے شخص نے اسے سر سے پاؤں سے تک دیکھتے اپنا نچلا لب دانتوں میں دبا کر اسکے مبہوت کرتے سراپے پر لیپ ٹاپ اسٹاپ کرتے اسکا سجا پور پور دیکھنا چاہا۔۔

اسکا کمسن نوخیز سراپا تھا جسے سجا کر آتش برپا کر دی گئی تھی۔ اسکی پتلی سی کمر اسکی کمر پر لہراتے اسکے سنہری بال اسے یاد آئے دل چاہا ابھی اس تماشے کو سٹاپ کر کے اسے بیچ سے ہی اٹھا لائے۔۔

بھلا کیا وہ اس روپ میں نظر انداز کرنے کے لائق تھی۔۔ ہر گز نہیں اور دلاور خان کر بھی نہیں رہا تھا بلکہ اپنی سرخ آنکھوں سے اسکے چہرے کو زوم کر کے دیکھتا اسکے سرخ ہونٹوں پر انگلی پھیرنے لگا۔۔

وہ نظروں کو بہکانے کی حد تک حسین تھی، اگر اسے قیامت لکھا جاتا تو غلط نا تھا۔۔ اور وہ تو اسے محسوس کر چکا تھا اسکی حالت تو اس وقت اسے اتنا دور دیکھ کر بے بس تھی خود پر۔۔

اسنے پہلے قدم سے دلاور خان کو مبہوت کر دیا تھا،

کتنی ظالم تھی اسے کیا ضرورت تھی یہاں آنے کی جب وہ دلچسپی سے انکا تماشہ انکی بے بسی انجوائے کر رہا تھا بیچ میں آکر اسنے اسکے اندر تڑپ طلب برپا کر دی تھی۔

اسکا دل چاہا رہا تھا بے دردی سے اسکے نرم روئی سے وجود کو بانہوں میں بھینچ کر اسکی جان نکال دے اپنے لمس سے۔۔ اسکے پور پور کو چھو کر اسے بتائے وحشت درحقیقت کیا ہوتی ہے۔

پر افف یہ دوریاں اور تمہارا یہ سراپا، بچے کی جان نا نکال دے" میری جان" وہ سرد گرم آہ بھر کر کافی کا مگ لبوں سے لگاتا اسکے ہونٹوں کو دیکھنے لگا۔۔

اسکی آنکھوں کے سامنے سوئمنگ پول والا وہ رات کا منظر گھوم گیا۔۔

اتنا تو حق ہے مجھے، تمہاری یہ لالی خود اتار سکوں۔۔۔ اور دل چاہتا ہے" تمہارے بھائی کے سامنے اتاروں پر تمہارے مرنے کے خدشات زیادہ بڑھ جائیں گے اور تمہیں ایسے کیسے مار سکتا ہوں توقیع دلاور ابھی تو دوسرا جھٹکا دینا باقی ہے۔۔۔" وہ ہنس کر گویا ہوا۔۔۔

کک کک۔۔ کیا تمنے میرے دلاور کو دد۔۔ دیکھا ہے؟؟؟" توقیع کی"
آواز پر عائشہ نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور دھک
دھک کرتے دل سے پوچھا۔۔
اس سوال کے ساتھ سب کی گردنیں اس بار توقیع کی طرف گھوم
گئیں اور سب حیران ہوتے اسے دیکھنے لگے۔
جسکے ساتھ ان دونوں بھائیوں کی نظریں بھی اس پر تھیں

توقیع کچھ خوفزدہ ہوتے ان نیلی آنکھوں میں دیکھا جبکہ جواب
دینا بھی ضروری تھا اس وقت تاکہ اسکی دوست کو کوئی غلط نا سمجھے
اسپیشلی اسکا اپنا بھائی۔۔۔

جج جی میں نے دیکھا ہے اسے بلکہ وو۔۔ و۔۔ وہ کک۔۔ کئی بار دد۔۔ دیکھا"
ہے انہیں۔۔ وو۔۔ وہ آپ سب کے گرد ہی رہتا ہے آس پاس ہوتا
"ہے بب۔ بلکہ عرشیہ نے بھی د۔۔ دیکھا تھا دلاو۔۔۔

چٹاخ۔۔
چٹاخ۔۔

اسکے لبوں سے ابھی نام مکمل ہی نہیں ہوا تھا کہ فضا میں تھپڑوں کی گونج کے ساتھ ہی اچانک توقیع کی زوردار چیخ گونجی۔۔۔
آہہہہ۔۔۔" وہ وحشتزدہ گال پر پڑنے والے تھپڑوں سے منہ کے بل گر پڑتی اگر "
بروقت اسے آگے بڑھتے ہوئے صارم پکڑ نا لیتا۔

بھائی!!!" صمصام کے اس قدم سے صارم پاگل ہوتا دھاڑ اٹھا۔۔جسنے "
کبھی پھول بھی زور سے پھینک کر اپنی بہن کو نہیں مارا اس بہن کو ایک کے
بعد دوسرے تھپڑ وہ بھی اتنے سارے لوگوں کے بیچ مارنے سے صارم
چیخ پڑا بھائی پر اور ایکدم توقیع کو اپنے آغوش میں چھپایا۔۔

شٹ اپ!!" صمصام نے بپھر کر اس پر گرجتے جھٹکے سے دوسرے ہی "
لمحے توقیع کے بازو کو دبوچ کر اسے صارم کے آغوش سے نکالا اور جھنجھوڑتے
ہوئے اپنے مقابل کھڑا کیا۔۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی ہوئی تھر تھر خوف سے کانپتی سہمے
خرگوش کی مانند لگ رہی تھی۔۔

چپ ایکدم چپ !!!" وہ اسکے رونے پر مزید بھڑک اٹھا اسکی" گرج سے وہ سانس روک کر ایکدم خاموش ہو کر سپید پڑتی انہیں پھیلی آنکھوں سے دیکھنے لگی۔۔

ہمت کیسے ہوئی تمہاری مجھے دھوکہ دینے کی؟؟؟ پوچھا تھا نا اس دن" میں نے تم سے کیا چھپا رہی ہو حرات کیسے ہوئی تمہاری توقیع صائم اس زانی سے ملنے اسکا نام اپنی زبان پہ لینے کی؟؟؟؟" وہ اسکی ٹھوڑی دبوچ کر اس ہر گرج برس پڑا کہ گھومتے دماغ سے اسکے گرجنے کی تاب نالاتی ہوئی وہ اچانک ہی لہرا کر گرتی دفعتاً صارم کے جھپٹنے سے پہلے اسے سرخ انگارہ آنکھیں دکھاتا ہوا تھام گیا اسے۔۔۔

اسنے ناماں باپ ہو تھامنے کا موقعہ دیا نا ہی چھوٹے بھائی۔۔۔

وہ دلاور خان ہے یا اسکی آتما۔۔ اس سے کہنا اسے مبارک اپنی" بہن۔ میں تو پہلے ہی کہتا تھا اس بیوقوف سے دور رہو ان سے یہ جب اپنے ماں باپ کے نہیں ہو سکتے دوسروں کے کیا ہوں گے پر نہیں۔۔۔۔

نیوز میں کیوں نشر کرتا ہے پورے ملک میں اپنی بہن کے بھاگنے کی خبر پھیلائے چاہے اشتہار لگا دے۔۔ پر اس سے یہ واضح کہنا بھول کر بھی صمصام زیدی کی بہن کی طرف آنکھ نا اٹھائے ورنہ اپنی لاش کے ساتھ اسے اپنی بہن کی بھی لاش کے ٹکڑے سمیٹنے پڑے گے۔۔" اسنے انگلی اٹھا کر وہاں موجود تمام افراد کو وارن کیا۔۔

پاگل ہو گئے ہو عرشیہ کی کیا غلطی ہے اس میں؟؟" سب ساکت تھے صائم زیدی خود میں ہمت مجمع کر کے اسکے سامنے آتا غصے سے گویا ہوا۔۔

صام نے سرخ انگارہ آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔ اور جواب دیئے بغیر اسنے موبائل نکال کر ایک نمبر ڈائل کرتے موبائل کان سے لگایا۔۔

کہاں ہو صامے سب؟؟؟ پاگل ہو گئے ہو یار سب گیسٹس پوچھ پوچھ کر اکتا" گئے ہیں تم لوگوں کے آنے کی کوئی خبر نہیں خیریت تو ہے سب؟ کہیں بھابھی کے پاس تو نہیں پہنچ گئے میسنے؟" زیاف پریشانی فکر مندی سے کہتا آخری میں شرارت سے گویا ہوا۔۔

بات سنو!" اسنے اپنے باپ کو دیکھ کر اس سے کہا"
ہاں سناؤ" شادی کے موقعہ پر اسکا سر دانداز، وہ ٹھٹھک گیا۔۔۔"
پہلی فرصت میں پورے ہال کو آگ لگادو اور دوسرا کام یہ کرو"
جا کر ہر مسجد میں اعلان کرواؤ" عرشیہ صمصام مزید اس
دنیا میں نہیں رہی نا ہی صمصام زیدی کی زندگی میں"۔۔۔

کیا بک رہے ہو!!" صائم زیدی نے بوکھلاتے ہوئے ایکدم جھپٹ کر"
اس سے موبائل چھینا۔
جبکہ دریاب نے آگے بڑھ کر اسکا منہ توڑنا چاہا پر ساحل شاہ
نے اسکی کوشش کو ناکام کر دیا۔۔۔
چاچا سائیں یہ صامے۔۔۔" زیاف سکتے کی کیفیت میں "
بولا۔۔

پاگل ہو گیا ہے تمہارا صامے ایسا کچھ مت کرو تم سنبھالو انہیں تھوڑی"
دیر ہم پہنچ رہے ہیں۔" وہ زیاف سے کہتے صام کو خونخوار نظروں سے دیکھنے
لگے۔۔

مل گیا جواب ؟" صام نے جتاتے ہوئے ان سے پوچھا اور اسی لمحے "
تو قسیع کو بانہوں میں اٹھا کر اپنی ماں بھائی یہاں تک سب کو ششدر
چھوڑے وہاں سے نکل گیا۔

صائم زیدی نے بے بسی سے دور کھڑی بیوی کو دیکھا
خان۔۔۔ خان۔۔ خنخ۔۔ خان!!" معاً روم کی فضا میں دردناک "
عائشہ خان کی چیخیں گونجی۔۔
وہ اپنے دراز قامت لمبے چوڑے شوہر کو سنبھالنے میں ناکام ہو گئی جسکے
ساتھ ہی اچانک دھڑام سے دانیال خان زمین بوس ہوئے اور
اسکے ساتھ ہی سرخ لہو آنکھوں سے دھاڑتے ہوئے دلاور خان نے
لیپ ٹاپ دیوار پر مارتے اپنے سر کو دونوں ہاتھوں میں دبوچ لیا۔۔

بھائی" تقویٰ کی چیخیں اپنے بھائی کو زمین بوس ہوتے دیکھ کر "
کربناک تھیں اسکے ساتھ ہی حیدر ہارون صائم زیدی نے ایکدم آگے
بڑھتے ہوئے انہیں اٹھا کر بیڈ پر ڈالا۔۔

میں انہیں ہاسپٹل لیکر جارہا ہوں ہارون آپ ایسا کریں ساحل"
حیدر صارم اور دریاب کو لیکر بینکوٹ میں جائیں اور وہاں
خوشیوں کو جاری رکھیں ہم مزید دشمنوں کو موقعہ نہیں دے
سکتے۔۔"صائم زیدی نے دریاب کے ساتھ دانیال خان کو سہارا
دیتے ہوئے باہر کی سمیت بڑھتے ہوئے کہا۔
جبکہ تقویٰ زریش روتیں ہوئیں نڈھال سی عائشہ خان کو سنبھالے
جارہی تھیں۔۔
اچانک خوشیاں کہرام میں بدل گئی تھیں۔وہ جیسا چاہتا تھا
اسنے ویسا کر دکھایا تھا۔۔

صائم ایسی حالت میں ہم کیسے چھوڑ سکتے ہیں اسے جب اسے سب"
سے زیادہ ہمارے ساتھ کی ضرورت ہے"ہارون شاہ نے اختلاف کیا۔
پر یہ بھی دیکھو ہارون بھائی وہاں کسی کو تو سنبھالنا ہوگا لوگوں کو صام کے"
اتنے لوگ آئے ہیں انہیں کون جواب دے گا کسی کو تو ہینڈل کرنا ہوگا۔۔اگر
نہیں گئے تو لوگ طرح طرح کی باتیں بنائیں گے۔۔"حیدر شاہ
نے انہیں صورتحال کا پس منظر سمجھایا۔

حیدر ٹھیک کہہ رہے ہیں ہارون بھائی سمجھنے کی کوشش کریں اس" وقت سب سے زیادہ انکی ساکھ عزت کی فکر ہمیں کرنی چاہیے۔ میں انہیں ہاسپٹل لیکر جارہا ہوں ان شاءاللہ سب ٹھیک ہوگا بس آپ جائیں صارم ساحل دریاب کی رخصتی کا انتظام کریں۔۔ باقی کا سب صبح دیکھ لیں گے۔۔ اور کوئی صام کا پوچھے تو کہہ دیجئے گا اسکے باپ کو اٹیک ہوا ہے وہ وہیں ہے۔" انکی آخری بات پر تقویٰ نے تڑپ کر انہیں بھیگی آنکھوں سے دیکھا۔۔

خدا نا کرے سائیں۔" وہ سسک کر بولیں۔۔"

پر بابا میں کیسے جا سکتا ہوں مجھے آپکے ساتھ آنا ہے۔۔" دریاب نے" حیرت سے انہیں دیکھا کہ اپنے باپ کی یہ حالت ہے اور وہ جائے اپنی شادی میں۔۔۔

سمجھنے کی کوشش کرو بے شک مناسب نہیں تمہیں بھیجنا پر" وقت کافی نازک ہے اپنے باپ کے نام کی فکر کرو کیا چاہتے ہو وہ رسوا

ہوں اس وقت ساری دنیا کے لوگوں میں؟" انکے سوال پر وہ بے بس ہو تالب بھینچ کر نفی کر گیا۔۔۔

اسنے ایک اچٹتی نظر روتی ہوئی ناک صاف کرتی سمن پر ڈالی اسی وقت بے ساختہ سمن نے بھی اسی کی طرف دیکھا اور مقابل کھڑے لمبے چوڑے دریاب خان کی نظر دیکھ کر وہ گھبراتی ہوئی اپنے باپ کی پشت کے پیچھے چھپ کر خود کو اسکی نظروں سے محفوظ کر گئی۔
اسے سخت خوف آرہا تھا اس سے۔۔کچھ دیر پہلا کا منظر اسکی آنکھوں میں وحشتناک طریقے سے ناچ رہا تھا اور اسکے بارے میں سوچ کر اسکی جان ہاتھوں سے نکل رہی تھی۔

وہ اپنے باپ کی پشت پر انکے کوٹ کو تھامے دھک دھک کرتے دل کے ساتھ ایک آنکھ نکال کر انکے بازو کی اوٹ سے سامنے دیکھنے لگی۔۔
اور یہ دیکھ کر اسکا حلق میں اچھلتا دل کچھ پر سکون ہوا کہ وہ صائم زیدی کے ساتھ اپنے ڈیڈ کے گاڑی میں منتقل کر رہا تھا۔
"سمن!!" زریش نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا وہ چیختی ہوئی بچی۔ہارون شاہ نے چونکتے ہوئے بیٹی کو دیکھا اور اسے حصار میں لے لیا۔۔

صارم دریاب کی مدد صائم زیدی نے دانیال خان کو گاڑی میں ڈالا اور تقویٰ نے عائشہ کو ساتھ گاڑی میں بٹھایا۔۔
صارم کو مناسب تو نہیں لگا پر اسنے اپنی مام کی حالت کو مد نظر رکھتے انوشے کو کال کر کے بلایا ہاسپٹل ہی۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

وہ ساکت دیوار سے ٹیک لگائے نیچے بیٹھی ہوئی تھیں، جبکہ پاس ہی تقویٰ انکے بہتے آنسوں صاف کرتی جا رہی تھیں۔۔

اللہ ایسی اولاد کسی کو نا دے تقویٰ! ٹھیک کہتا ہے صام یہ اپنے ماں" باپ کے نہیں ہو سکے اسکے کیا ہوں گے" وہ بڑبڑا رہی تھیں تقویٰ نفی کرتی انہیں سنبھالے کی تگو دو میں تھیں جبکہ دریاب ہال میں زیادہ دیر تک نہیں ٹک پایا تھا۔ بھلا وہ کیسے چھوڑ کر جاتا اپنے باپ کو ہاسپٹل میں اور خود اسٹیج پر۔۔۔
اسکے پاس سجی سنوری گھونگٹ میں سمن کو بٹھایا گیا پر اسے ہوش نہیں تھا اسکے سامنے دلاور کا چہرہ گھوم رہا تھا دل چاہ رہا تھا

اسے زمین کی گہرائیوں سے ڈھونڈ لائے اور ٹکڑے ٹکڑے کر دے جسنے اسکے باپ کو اس حالت تک پہنچایا تھا۔ اور انکی ساری خوشیاں نوچ لیں تھیں۔۔

وہ جانتا تھا وہ صرف ان سے یہی خوشیاں چھننے آیا تھا اور چھین کر لے گیا پر ساتھ اسکی بہن کو بھی انکے بیچ سے ہڑپ گیا۔ اس غلاظت کے ڈھیر کا کوئی حق نہیں تھا نا عرشیہ پر نا ہی توقیع پر۔۔۔

صائم زیدی جب رات کے دو بجے دانیال خان کو ہاسپٹل لیکر آئے تو وہاں پہلے سے ہی صام اپنی بہن کو ایڈمٹ کرائے بیٹھا تھا اور ساتھ انوشے بھی موجود تھی جسے ہال سے ہی وہ لیکر آگیا تھا۔

وہ بیچاری خود صام کی موجودگی سے اسکی حالت تیوروں سے ڈری ہوئی تھی اسکے ایک حکم پر خاموشی سے پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔

تقویٰ کا حال خود برا تھا وہ انہیں خاموش کرواتی ساتھ اپنے آنسوں بھی صاف کر رہی تھیں جبکہ صائم زیدی اندر وارڈ میں تھے۔

"کچھ نہیں ہوگا ان شاءاللہ اللہ میرے بھائی کو اپنے حفظ امان میں رکھے گا۔" عائشہ کا سر سینے سے لگاتیں ہوئیں وہ روتی ہوئی بولیں۔

جانتی ہوں کچھ نہیں ہوگا۔۔کچھ بھی نہیں ہوگا۔۔انہیں ابھی کچھ نہیں ہوگا۔۔"
میرا برا سایہ تو انہیں تڑپانا چاہتا ہے ایسے کیسے سکون سے جانے
دے گا۔۔۔"وہ روتی ہوئی بولیں۔۔۔

میں کتنی بری ہوں نا تقویٰ!!نا میں اپنے ماں باپ کی ہو سکی نا اپنی دوست "
کی نا اپنے شوہر کی نا ہی اپنے اولاد کی۔۔۔یہ میرا ہی برا سایہ ہے جسنے انکی
زندگی میں آکر انکی خوشیوں کو ہڑپ لیا۔۔
کیا کچھ نہیں کیا اس شخص نے میرے لیے، تمہارے لیے اولاد کیلئے،
اپنے لیے کیا کیا انہوں نے کچھ بھی تو نہیں۔۔صرف دینے سیکھا ہے اور
جب انہیں دینے کا وقت آیا تو اولاد نے یہ موٹ میں دے اور
میں نے یہ دیا انہیں تقویٰ۔۔۔
مجھے سماج سے بچایا مجھ جیسی بری لڑکی جسکے سامنے کردار معنی نہیں
رکھتا تھا صرف دولت کی ہوس لالچ ہوتی تھی اس لڑکی کو زندگی کی
اہمیت سکھائی محبت کرنا سکھایا اسے بتایا صرف دولت نہیں رشتے
بھی اہم ہوتے ہیں جینے کیلئے۔۔

مجھے عزت دی، میرے اپنوں نے نگاہیں پھیر لیں مجھ سے پر تمہارے بھائی نے مجھے چھت دی نام دیا یہ جان کر بھی کہ میں اچھی نہیں میں اسکی بہن کی دشمن ہوں۔۔۔

میں اسکی بہن کیلئے کتنا برا سوچا پر انہوں نے اسکے باوجود مجھے ساتھ دیا۔۔

پر میں نے کیا دیا انہیں؟؟؟ ایک اچھی اولاد بھی نا دے سکی انہیں میں کیوں زندہ ہوں تقویٰ مجھے مر جانا چاہیے" وہ سسک سسک کر رونے لگی۔۔۔

پاگل مت بنو عشی ایسا کچھ نہیں تم سب سے اچھی لڑکی ہو اور اللہ نے " تمہیں اولاد بھی سب سے اچھی دی ہے میری جان آزمائشیں اللہ کے پیارے بندوں پر آتی ہیں۔ اللہ پر کامل یقین رکھو وہ سب ٹھیک کر دیں گے میں نے ابھی اللہ سے دعا مانگی ہے وہ ضرور سب ٹھیک کریں گے میرے بھائی کو تم رونا بند کرو میری جان۔۔" تقویٰ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے انکی باتوں سے سخت اختلاف جتایا اور انہیں سینے سے لگا کر انکے سسکتے ہوئے وجود کو اپنے حصار میں لے لیا۔۔

تقویٰ انہیں اگر کچھ ہوا تو میں جی نہیں پاؤں گی۔۔" وہ تقویٰ کے چہرے کو"
دیکھتیں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔۔۔

کچھ نہیں ہوگا مام کچھ نہیں ہوگا ڈیڈ کو" دریاب انہیں مسلسل روتے دیکھ کر"
انکے پاس آنے لگا۔۔ حالاں کہ وہ پہلے ہی سب کے سامنے اسے بری
طرح دھتکار چکی تھیں۔۔

"!!!چٹاخ"
اچانک عائشہ نے خونخوار سرخ انگارہ آنکھوں سے اسے دیکھتے
دوسرے ہی لمحے اپنی پوری قوت سے اسکے چہرے پر انگلیوں کی چھاپ
چھوڑ دی۔۔

دور رہو میری نظروں سے تم سے کہا تھا تمہیں سمجھ نہیں آرہا؟؟؟؟"
تم لوگ ہو انکی اس حالت کے ذمہ دار، تم تینوں جیسی اولاد سے
خدا ہمیں بے اولاد ہی رکھتا تو اچھا ہوتا کم از کم آج تم لوگوں کی وجہ سے
میرا سہاگ موت کے منہ میں نا ہوتا نفرت ہو رہی ہے مجھے
تم تینوں سے دور ہو جاؤ ورنہ میں جان لے لوں گی تمہاری

دریاب خان!!!۔۔"عائشہ خان بپھر کر اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتی اسے پیچھے دھکیل کر ہذیانی ہو کر حلق بل چلائیں۔۔

مام!!!" دریاب کے منہ سے سسکی نکل گئی انکی حالت پر۔۔پر وہ ہوش" میں کہاں تھیں ایکدم تقویٰ کے حصار سے نکل کر دریاب کا گلا دبوچ لیا۔۔

میں بتا رہی ہوں تمہیں اگر میرے شوہر کو کچھ ہوا تو میں تم تینوں کا" گلا گھونٹ کر قبر میں اتار دوں گی۔۔"وہ اسکی گردن پر پوری قوت سے زور دیتیں سرخ ہو گئیں۔کوئی پاگل عورت لگ رہی تھی جو اپنی ہی اولاد کی جان نکالنے کے درپہ آ گئی تھی۔۔

"!!!مامی"

توقیع کے روم سے نکلتے سامنے یہ منظر دیکھ کر صام نے ایکدم آگے بڑھتے انہیں اپنے حصار میں لے لیا اور دریاب کی گردن سے زبردستی ہاتھ نکالے پر انہوں نے پوری گردن ناخونوں سے سرخ کر دی۔۔

چھوڑو مجھے صام میں انہیں مار دوں گی مجھے مارنے دو اسے مار دوں گی میں"
انہیں پھر ٹھیک ہو جائے گا سب انہیں مار دو یہ میرے شوہر کے
دشمن ہیں مار دو انہیں۔۔۔"معاً وہ سرخ لہو آنکھوں سے دریاب کو دیکھتی
وحشتناک ہو کر اسکی پکڑ میں پھڑ پھڑاتی ہذیانی ہو کر مزاحمت کر
رہی تھیں۔۔۔

ریلیکس ریلیکس ٹھیک ہیں ماموں جان ریلیکس میری جان سب"
ٹھیک ہے کچھ نہیں ہوا!!"انکے مچلنے پھڑ پھڑانے پر صام نے پیار
سے کہتے انہیں زبردستی اپنے بازوؤں میں سمیٹ کر انکا سر سینے سے
لگا دیا اور پیار سے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے انکا سر سہلانے لگا۔۔

معاً وہ مزاحمت چھوڑ کر اچانک صام کی شرٹ کو تھام کر
پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔۔
میری بیٹی بری نہیں صام اسے مت دھتکارو تمہیں خدا کا واسطہ"
مر جائیں گے وہ۔۔۔"وہ ہچکیوں کے درمیاب صمصام کے سامنے
ہاتھ جوڑ کر گڑگڑانے لگیں۔۔

ماں تو پھر بھی ماں تھیں۔۔انکی حالت دریاب سے دیکھی نہیں گئی وہ اپنی گردن سے نکلتا ہوا لہو انگلیوں پر دیکھتا ایکدم منظر سے جانے لگا۔۔

لے چلو صام انہیں روم میں!" تقویٰ عائشہ کی حالت بگڑتے" ہوئے دیکھ کر دریاب کے کندھے پر ہاتھ رکھتی ہوئیں صام سے گویا ہوئیں اور سامنے روم کی طرف اشارہ دیا۔۔

آیئے!!" آن ڈیوٹی انوشہ نے صام کو اشارہ دیا وہ اسکے پیچھے ایک روم میں" داخل ہوا جہاں بیہوش توقیع پہلے سے موجود تھی اس وارڈ میں توقیع کے برابر دوسرے بیڈ پر انہیں ڈال دیا۔

آپ جا سکتے ہیں میں انہیں آرام کیلئے انجکشن لگا دیتی ہوں۔"انوشے" وہاں موجود صام سے آہستہ سے گویا ہوئیں۔۔

صام نے سرخ نظریں اٹھا کر اسے دیکھا، گندمی رنگت عام سے نین و نقوش والی نیلی آنکھوں کی تپش اچانک خود پر پا کر حلق تر کرتی گھبراہٹ چھپائے عائشہ خان کو دیکھنے لگی۔۔

میں تمہاری رائے پر چلتا ہوں؟؟؟"معاً اسنے ناگواریت غصے سے "
پوچھا۔۔وہ ہوتی کون تھی اسے حکم سنانے والی۔۔
انوشے اسکی آواز پر ہڑبڑا گئی بوکھلاہٹ سے ایک نظر اٹھا کر اسے
دیکھا جو کہ خونخوار نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔اسکا دل جیسے بند
ہونے لگا اسکی نظروں سے۔۔"جج۔۔جی۔۔نن نہیں میں تو بس کہہ
"رہی تھی کہ آپ اگر۔۔۔۔

تم اپنا کام کرو اور اپنا اگر مگر اپنے پاس رکھو لڑکی میں تمہاری بکواس "
سننے کیلئے یہاں نہیں موجود!!"وہ بیچ میں ہی ٹوک کر غصے سے سرد
آواز میں گویا ہوتا اسے اسکی اوقات دکھا گیا۔۔
سبکی کے احساس سے انوشے کا گندمی سا چہرہ متغیر ہو گیا وہ
بے ساختہ اسکے خوبصورت چہرے سے نظریں پھیر گئی

یہ کیا طریقہ ہے انوشے سے بات کرنے کا صام!"روم میں "
داخل ہوتیں تقویٰ صام کی بات اسکا لہجہ انداز سن چکی تھیں
ٹوکے بنا نا رہ سکیں۔۔

صام کے ساتھ انوشے نے بھی دروازے کی طرف دیکھا جہاں تقویٰ زیدی کے ساتھ دریاب موجود تھا، جبکہ دماغی مسلسل اسٹریس کی وجہ سے عائشہ خان ہوش وحواس کھو چکی تھیں۔۔

تو آپ اپنی ڈاکٹرز کو اپنی لمیٹ میں رہنا سکھائیں، مجھے بے حیا" بکواس کرنے والے اور حکم سنانے والے لوگ نہیں پسند۔" وہ انوشے کو دیکھ کر چبھتے ہوئے لہجے میں جتا کر کہتا ایک نظر اپنی بہن پر ڈال کر دوسرے ہی پل لمبے ڈگ بھرتا روم سے نکل گیا۔

اسکی طرف سے میں معافی مانگتی ہوں انوشے! وہ سب سے ایسے ہی" بات کر رہا ہے۔" تقویٰ سامنے شرمندہ سر جھکائے کھڑی پیاری سی لڑکی سے معذرت کی وہ آہستہ سے نفی کرتی پلکیں جھپکا کر نمی چھپا گئی۔

کوئی بات نہیں آنٹی میں سمجھ سکتی ہوں جو اچانک حالات" سامنے نظر آئے ہیں اس میں یہ سب۔۔" وہ صام کے انسلٹنگ رویے کو نظر انداز کرتی بمشکل مسکرائی۔۔

وہ بھول گئی تھیں کہ وہ کس بد دماغ شخص سے بات کر رہی تھیں جسے حکم سننا نہیں سنانا پسند تھا۔ اور اب تو حالت ایسی تھی کہ وہ بپھر کر کھڑا تھا۔

ناجانے آگے کون سا قدم ہوگا اسکا۔۔

بیٹھو یہاں انو مجھے فرسٹ ایڈ باکس دو!" انہوں نے خاموش" کھڑے دریاب کو ایک چیئر پر بٹھایا اور ساتھ ہی انوشے سے کہا جو کہ عائشہ خان کو ڈرپ لگا رہی تھی۔۔

جی آنٹی!" وہ سر ہلا کر جلدی سے مطلوبہ باکس انکے پاس لے آئیں" اور دریاب کی گردن پر سرخ گوشت دیکھ کر وہ خود کانپ کر رہ گئی۔۔۔

پاگل ہو گئی تھی عائشہ کوئی اپنے بچوں کے ساتھ ایسے کرتا ہے کیا۔۔۔" انکا" دل جیسے کسی نے مٹھی میں بھینچ لیا۔

میں مستحق ہوں بلکہ انہیں چاہیے شوٹ کر دیں ہمیں۔۔" وہ بھاری" لہجے میں گویا ہوا اسکی شہد رنگ آنکھوں میں نمی کے ساتھ سرخی تھی جسے دیکھتیں تقویٰ اسکا سر سینے سے لگا گئیں۔۔

سب کہتے ہیں وہ برا نہیں اسکے ساتھ برا ہوا ہے۔۔اگر اسکے ساتھ برا ہوا"
ہے تو کیا وہ ہمیں اس انجام تک پہنچاتا جہاں میری ماں اپنی اولاد کو
نہیں پہچان رہی جہاں میرا مضبوط باپ بیڈ سے لگا پڑا ہے۔۔
میں کبھی معاف نہیں کروں گا اماں اسے۔۔۔"وہ تقویٰ کے گرد حصار ڈال
کر روتا ہوا بولا۔۔اس جوان مرد کے رونے پر تقویٰ انوشے کی آنکھوں سے
آنسوں گالوں پر گر پڑے۔۔

بس میرے بچے ایسے نہیں کہتے تمہارے بابا بات کریں گے اس سے"
ان شاءاللہ ضرور سب ٹھیک ہوگا۔۔"اسکے سر پر اپنے لب رکھتیں
اپنے آنسوں صاف کرتیں دریاب کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی۔

....★☆☆☆☆☆★....

....★☆☆☆☆☆★....

اناًفناًر خصتی ہوئی۔ مہکار شاہ زریش نے سہارا دیکر اسے لے جا کر ساحل شاہ کے ماسٹر بیڈ روم میں گلابوں پھولوں سے مہکتے سحر بکھیرتے ہوئے بیڈ پر بٹھا دیا۔ شاہ بیگم کو ایمرجنسی میں حویلی جانا پڑا سو رخصتی ہوتے ہی وہ حویلی کیلئے نکل گئیں۔ دلہن کی طرح سجی سمن جب گھونگٹ اٹھا کر گاڑی سے نکلی سب کو ساکت کر دیا۔۔ مگر وہ سب کو حیران پریشان چھوڑے کسی کو کوئی بھی جواب دیئے بغیر روتی ہوئی اندر بھاگ گئی۔۔

وہاں موجود لڑکیاں جو اسکی اسٹیج پر غیر موجودگی کو محسوس کر چکی تھیں شدت روتے سے اسے یوں دلہن کے روپ میں دیکھ کر ساکت تھیں۔

جبکہ زیاف زیدی اسے کافی نظروں ہی نظروں میں ہال میں ڈھونڈنے کی کوشش کر چکا تھا پر وہ اسے کہیں نہیں ملی تو دل مسوس کر رہ گیا۔۔

اسنے اسے سجا دیکھنے کی شدت سے خواہش ظاہر کی تھی پر شاید رب کو ہی منظور نہیں تھا تبھی وہ اسے کہیں بھی ڈھونڈنے میں ناکام ہو گیا تھا۔

وہ اسے ڈھونڈ رہا تھا اس بات سے انجان کہ اسٹیج پر بیٹھے زبردستی مسکراہٹ سجائے دریاب خان اسکی نظروں کی تڑپ اور پاس بیٹھی مدھم آواز میں کبھی کبھی ہچکی لیتی سمن کو دیکھ کر اس سے مزید وہاں بیٹھنا ہی محال ہو گیا تبھی اسکے پاس سے اٹھ گیا اور اسے اکیلا ہی اسٹیج پر چھوڑ کر خود مہمانوں کے بیچ آ گیا۔

اسکا دل کیا سب کچھ تہس نہس کر دے وہاں، ہر چیز کو آگ لگا دے۔ کیا ضرورت تھی انہیں ایک ساتھ تین تین زندگیاں برباد کرنے کی۔۔

چند رسموں تک دریاب وہاں رہا اور مزید ضبط خود پر نا پاتے ہوئے سب سے معذرت کرتا ہاسپٹل جانے کی بات کر کے وہیں سے نکل گیا تھا۔ وہ ہاسپٹل چلا گیا اور سمن روحا کے ساتھ اپنے گھر اپنے روم میں جا کر بند ہو گئی۔

زریش کو بیٹی کی فکر تو بہت تھی پر کیا کرتیں، صورتحال ہی ایسی تھیں کہ لب پیوست ہو کر رہ گئیں۔ لوگ سب سمن کے بابت استفسار کر رہے تھے اور اسے تو یہ بھی معلوم نہیں تھا نکاح کی بات بتا دینی ہے یا چھپا۔۔ وہ خاموش ہو کر بات بار بار گھما دیتیں۔۔

باذل روحا اپنے ماں باپ کے سینے سے لگ کر بے تحاشہ روئیں تھیں وہ لمحہ کافی غمگین تھا جب حیدر شاہ کو اپنا گھر اپنا اندر ویران ہوتا محسوس ہو رہا تھا وہ دونوں اپنی پرنسسز کو سینے میں بھینچے خود بھی رو پڑے۔۔

بہت کر لیا تھا انہوں نے خود پر ضبط پر اب انکا ضبط ٹوٹ گیا جب دونوں بیٹیاں سینے سے الگ ہو کر الگ الگ گاڑیوں میں جا کر بیٹھ گئیں۔۔

روحا کی حالت کافی نازک تھی، مہکار شاہ کو اسلئے اسکے ساتھ جانا پڑا۔۔ وہیں سب پر آشکار ہوا کہ ساحل شاہ کی بیوی کو استھما ہے۔۔ لوگوں کی سرگوشیوں پر وہ خود میں سمٹ کر اپنی سانسوں کو کافی بحال کرنے لگی پر انہیلر کے بنا نا ممکن تھا۔۔

ہارون شاہ، مہکار زریش شاہ، روحا کو رخصت کروا کر شاہ ولا لے آئیں جو کہ سنہری روشنیوں برقی قمقموں سے سجا ہوا تھا، باذل کو حجاب شاہ تائی اماں رباب زیدی (رضا زیدی کی بیوی) مسز جنید، مسز سیف تقویٰ کی جگہ باذل شاہ کو رخصت کروا کر صارم زیدی کے روم میں لے آئیں۔۔

صارم وہیں تھا ہال میں تو اکیلی دلہن کی رسمیں ہونے سے رہیں، سب نے طے کیا رسمیں کل یا پرسوں رکھیں جائیں، رات کو تین بجے دونوں دلہنوں کو رخصت کروا کر انکے بیڈ روم میں پہنچا دیا گیا۔۔

باذل کو تو جیسے روم میں لایا گیا وہ فوراً سے اپنا ڈریس لیکر حجاب شاہ سے، باتھ روم میں بند ہو گئی۔ رباب تو اسکی پھرتی طراری پہ چونک گئیں۔ انہوں نے اماں سائیں کو متوجہ کروانا چاہا پر انہوں نے غصے سے گھوری ڈالی کہ بچی بڑے ملک کی ہے اب شرمانے جھجھکانے سے تو رہی۔۔ انہوں نے رباب کی نیچر کو دیکھتے پہلے ہی سخت لہجے میں خبردار کر دیا انہیں کہ "خبردار تقویٰ کی بہوؤں کے خلاف کچھ بھی کہا" ویسے بھی ہال میں لوگ کافی بکواس کر رہے تھے عرشیہ باذل کے خلاف۔۔

صمصام زیدی کی جب سب نے غیر موجودگی کا پوچھا تو صائم کے اسرار پر یہی کہا گیا کہ صائم زیدی کی اچانک حالت ناساز ہونے کی وجہ سے صمصام زیدی کی رخصتی پوسٹپون کر دی گئی تھی۔

پر یہاں عورتوں میں کچھ یوں سرگوشیاں چہ میگوئیاں ہوئیں کہ عرشیہ عائشہ کی بیٹی ہے تو منحوس ہی ہو گی اسی طرح جس طرح

اس عورت نے دانیال خان کی زندگی میں آخر اسکی زندگی برباد کی تھی ویسے ہی اسکی بیٹی کے ابھی قدم بھی ناپڑے تھے زیدی ہاؤس میں پر منحوسیت نے پہلے ہی صائم زیدی کو بیڈ سے لگا دیا۔

جبکہ کوئی، اتنی جلدی شان و عزت سے اپنے فرض سے سبکدوش ہوتے حیدر شاہ حجاب شاہ پر جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہے تھے انکا کہنا تھا باذل شاہ نحوسیت ہے، ایسے بے پردہ ملک کی لڑکی ہے تو ظاہر ہے خدا کو ناپسند ہی ہوگی اسکی وجہ سے صائم زیدی سیدھا بیڈ پر جا لگا ہے۔

باذل تو ان نحوسیت منحوسیت سے انجان ہی تھی کیونکہ وہاں گویا ہوتے شدار دو کسی جہاز کی طرح اسکے سر سے گزر جاتی تھی جبکہ اسکی زیادہ تر باتیں انگلش میں ہوتی تھیں اگر کبھی کبھار اردو میں بات کرتی بھی تو اگلے کے لبوں پر دبی دبی ہنسی ہوتی۔۔

زریش مہکار حجاب اور تائی اماں نے بہت مشکل سے ان دقیانوسی باتوں کو پھیلنے سے روکا تھا۔

ماحول کی سنگینی اتنے لوگوں کی غیر موجودگی کا روحا باذل کو بھی احساس ہو چکا تھا کہ ضرور کچھ گڑبڑ ہے اور یہ جلد ہی معلوم ہوا کہ صائم زیدی کو اٹیک ہوا ہے۔۔

وہ سب ششدر تھیں انکی آنکھوں کے سامنے وہ نیلی آنکھوں والا صائم زیدی گھوم گیا جو کہ کافی ہینڈسم تھا اور انہیں پر تو صمصام زیدی گیا تھا۔

لوگوں کا شور یہ تھا جب صارم وہاں موجود ہے تو صمصام کیوں نہیں؟ یا تو صارم کو بھی نہیں اٹینڈ کرنا چاہیے تھا یا دو منٹ کیلئے صام کو آکر ان سے مل تو لینا چاہیے تھا۔ وہاں صام کی غیر موجودگی کا بڑا ایشو بن گیا تھا میڈیا میں الگ باتیں تھیں جو کہ ایک پلاننگ کے تحت اچانک منظر عام پر آئی تھیں۔۔

فسوں خیز ماحول میں وہ اکیلی ان کے روم میں بیٹھی ہولے ہولے کانپتے ہوئے وجود کو ریلیکس کر رہی تھی۔ مہکار شاہ زریش شاہ کی سنگت میں اسے روم میں پہچایا گیا تھا اور اسکا ڈریس باتھ روم میں ہینگ کرتے، چینج کر کے اسے سونے کیلئے کہہ دیا گیا تھا۔ کیونکہ حالت کے زیر نظر ساحل وہیں رہ گیا تھا اور ہارون شاہ زریش بھی انہیں چھوڑ کر واپس جا چکے تھے ہاسپٹل۔۔

گھر میں ناساس تھیں، ناسسر، ناہی دولہا، البتہ سمن اپنے روم میں بند تھی اور مہکار شاہ گیسٹس کے ساتھ وہیں رہ گئی تھیں اب اکیلا چھوڑ کر روحا کو جانے سے رہیں۔۔

اسنے جب روم میں سناٹا محسوس کیا تو آہستہ سے گھونگٹ اٹھالیا، کتنے ارمان خواہشات آرزو تھیں اسکی۔ جذبات انگڑائیاں لیکر بیدار ہوئے ساحل شاہ کے بارے میں سوچتے کل سے اسے سونے نہیں دے رہے تھے۔ جب وقت قریب آیا وہ کافی ڈری تھیں اسکی قربت کا سوچتے۔۔ اسنے کہا تو تھا وہ ڈرے گی نہیں پر یہ کہاں ممکن تھا۔ پر اچانک وقت ماحول صورتحال سب کچھ بدل گئے۔

اسکی خواہشات آرزو دجذبات سب ٹھنڈے پڑ کر ایک کونے پاسے دل کے کہیں جا سوئے تھے اور وہ اکیلی اس عالیشان، مدھم سنہری روشنی والے مہکتے پھولوں سے لبریز روم میں پھولوں سے سجے جہازی سائیز بڑے سے بیڈ کے بیچوں بیچ بیٹھی ہوئی تھی۔۔

اسکا لہنگا بیڈ پر پھیلا ہوا تھا پر کیا فائدہ، لڑکیوں نے محض تصویریں نکالیں اسے سراہا یا پر وہ تو نہیں تھا جسکی تعریف والفت کیلئے وہ اس

قدر پور پور بڑی فرصت توجہ سے سجائی گئی تھی۔ آج وہ خود ہی خود کو اتنی پیاری لگی آئینے میں کہ وہ خود کو پہچان نہیں پائی تھی وہ روحا ہے۔۔

پر دھڑکنوں سے سرگوشی کر کے اسے بتایا یہ گالوں کی لالی، یہ دلکشی، یہ حسن، یہ مہکتا سراپا صرف اسکے دم سے ہے۔۔
وہ روحا نہیں وہ روح ساحل ہے۔

اسنے لبوں میں مسکراہٹ دباتے ہوئے ذرا سی پلکیں اٹھا کر سرسری سی نظر روم پر دہرائیں۔۔ روم کی وسط میں لٹکا سنہری روشنی بکھیرتا ہوا جھومر، بھاری میرون دبیز قالین پر سجے پھول جن پر وہ پاؤں رکھ کر یہاں تک آئی تھی۔ پھولوں کی نرماہٹ اسے ابھی تک محسوس ہو رہی تھی، وال پر لٹکے ہوئے بھاری میرون پردے، میرون وائیٹ کلر کے کا مینیشن کا یہ روم اپنی خاموش فسوں کے ساتھ ایک معنی خیز سا احساس لیے ہوا تھا۔
کتنے بھاری پل تھے اس پر یہ جب وہ اسکے روم میں حصہ دار بن کر آئی تھی، الگ سے احساسات کے ساتھ ساحل شاہ کے روم میں موجود تھی۔۔

وہ جتنا سوچتی جھینپتی جا رہی تھی، سامنے دیوار میں نصب وارڈروب جسکے وائیٹ گلاس ڈور تھے جبکہ سائیڈ پر بلیک گلاس ڈور۔۔

وائیٹ گلاس ڈور سے جھانکتے ہوئے اسکے سلیقے سے ہینگ کپڑے لٹکے ہوئے تھے جبکہ ٹائی کوٹ سندھی سوٹ مزید کافی ڈریسز وہاں اسے دکھائی دے رہے تھے۔ روم میں گلاس ڈور کا استعمال کیا گیا تھا، باتھ روم کا بلیک گلاس ڈور تھا جس سے اندر کا منظر تو نہیں البتہ باتھ میں جا کر روم کا منظر واضح دکھائی دیا جا سکتا تھا، اٹیچڈ اسٹڈی روم، ڈریسنگ روم بھی تھا ایک گلاس ڈور ٹیرس پر کھلتا تھا وہ ایک نظر میں ہی سارے روم کو دیکھ کر کہہ سکتی تھی بلاشبہ وہ حسین سے حسین روم تھا اس انسان کا۔۔

اسے روم جیسے کسی شہزادے کا لگا، اور تھا بھی تو ہارون شاہ کا اکلوتا شہزادہ بزنس مین ساحل شاہ۔۔

ایسا تو سٹینڈرڈ ہونا ہی چاہیے تھا اس انسان کا، روم میں سمن کی زیادہ تر تصویریں موجود تھیں جبکہ ماں باپ کی ایک فریم فوٹو ٹری لیمپ کے نیچے سائیڈ ٹیبل پہ رکھی تھی۔

ایک گھنٹا تو مزید اسے بیٹھے بیٹھے نکل گیا، اسکی کمر درد سے اکڑ گئی اور پور پور درد کرتے تھکن سے چور تھا، پانچ ہونے کو آ گئے، مام آنٹی کے کہنے کے باوجود وہ اسکا انتظار کرتی رہی پر اب لگتا تھا وہ نہیں آئے گا۔

ہو سکتا ہے آ جائے؟" دل نے پھر سے سرگوشی کر کے ایک سہانہ" سا خواب دکھایا۔ روحا کی پلکیں لرز گئیں حیا کے بھوج سے۔ وہ بند دروازے کو دیکھ کر اپنے زیورات سے سجے پور پور کو دیکھنے لگی۔ تینوں ماؤں کے ارمان اس نازک سی جان نے پورے کیے تھے جس سے وہ اب نڈھال ہوئی جا رہی تھی شاید وہ نہیں آ سکتا تھا۔۔ سوچتے ہوئے اسنے کمر سیدھی کرنے کیلئے ذرا سا تکیے سیدھا کر کے اس پر ٹیک دیا اور پھر ذرا سا آرام ملتے گال بھی تکیے پر ٹکا دیا، اور بند دروازے کو دیکھنے لگی۔ وہ جیسے کوئی چھوٹی سی سجی گڑیا کی مانند لگ رہی تھی اسکا انتظار کرتی۔
اسکی سیاہ بڑی خوبصورت آنکھوں میں رت جگے کی سرخیاں تھیں اور نا جانے کب اسنے تھک کر عارضوں پر پلکیں گرا لیں اور نیند کی پری مہربان ہوتی اسے اپنے آغوش میں سمیٹ گئی اسے چینج کرنے کی مہلت بھی نا ملی۔۔

دوسری طرف باذل بھی باتھ لیکر ایک زبردست انگڑائی لیتی بیڈ پر چڑھ گئی اور پھولوں کو جھٹکے سے بیڈ سے گرا کر کمبل کھینچ کر جہازی سائیز بیڈ کے وسط میں اے سی کی ڈگری ہائی کرتی ہوئی کمبل لپیٹ کر آنکھیں موند گئی۔

رباب نے روم سے باہر نکلتے ہوئے کانوں کو ہاتھ لگا دیئے کہ سسرہا سپٹل کے بیڈ پر ہے شوہر ذلیل ہو رہا اور خود کیسی بے شرم دلہن ہے نہا دھو کر نائیٹی پہن کر مزے سے سونے لگ گئی۔ جس جس نے سنا تقویٰ کی قسمت پر قہقہ لگایا کہ کیا نمونی پائی ہے۔۔

ناساحل ناہی صارم دریاب، تینوں کو اتنی فرصت نہیں ملی کہ ایک نظر سرسری ہی پاس بیٹھی دلہن پر ڈال دیں، بس احاس تھا کہ اسے لاکر بٹھایا گیا تھا۔ وہ مسلسل کانپ رہی تھی ہولے ہولے اسٹیج پہ،، ساحل کو فکر تو تھی روحا کی اسے اپنی جان سے زیادہ پر جو صورتحال اور اچانک مصیبت نازل ہوئی تھی اس میں انکی ساری توجہ کو جذبات کو نگل لیا تھا۔

صمصام زیدی کی پہچان کا چھوٹے سے لیکر بڑا آدمی شادی میں موجود تھا، یہ شادی اسکی چاہ سے ہو رہی تھی کچھ بھی تھا پر وہ جنگلی بلی آ تو اسکی زندگی میں رہی تھی نا ہمیشہ۔۔۔

اسنے ہر کسی کو اس خوشی میں انوائیٹ کیا تھا، بڑی سی بڑی شخصیات اپنی بیگمات کے ساتھ موجود تھیں، کس کو خواہش نہیں تھی اس نیلی آنکھوں والے ہیڈسم سے لڑکے کی بیوی دیکھنے کی۔۔

وہاں بزنس ٹائیکون سے لیکر جاگیر دار، پولیس آفیسرز، حتیٰ کہ میجر جنرل بریگیڈئر، ڈیلرز کلائنٹ ایک ایک شخص وہاں موجود تھا جو کہ صمصام زیدی کی خوشی میں شریک ہونے آیا تھا پر اچانک اسکی غیر حاضری اسکے ڈیڈ کو ہارٹ اٹیک یہ جانے کتنے سوالات کو جنم دے رہا تھا

صارم ساحل پر سوالات کی بوچھاڑ تھی، جو بھی کوئی آتا اسٹیج پر ملنے اسکا یہی تمسخرہ ہوتا" کہیں پہلی شادی الریڈی تو نہیں؟ کہیں اسکا کوئی راز تو فاش نہیں ہو گیا؟"

لوگ بھلے کتنے عزیز کیوں نا ہو پھر کسی کی بے بسی کا مزہ لینا اپنا فرض سمجھتے ہیں، تبھی آتے جاتے صمصام زیدی پر جملے کستے جا رہے

تھے۔ صارم کا دل یوں خراب ہوا کہ اس سے ایک منٹ مزید نا رہا گیا۔۔

اسکا بھائی جسکے سامنے لوگ نظریں اٹھانے حرف کہنے سے دوبار سوچتے تھے آج لوگ معنی خیز باتیں، مذاق ٹھٹھول جانے کیا کچھ کہہ رہے تھے اور وہ خاموشی تماشائی بنا انہیں دیکھ رہا تھا۔ اس کے صرف عزیز نہیں مخالفین، حسد رنج، منافق بھی وہاں موجود تھے جنہوں نے اس سچوئیشن کا بھرپور فائدہ اٹھایا۔

کوئی جیسے اسی تعاقب میں بیٹھا تھا کہ فوراً سی میڈیا میں آگ کی طرح یہ بات پھیل گئی کہ صمصام زیدی کا پہلے ہی ایک انگریزن کے ساتھ افیئر تھا بلکہ وہ پہلے سے شادی شدہ ہے دو بچوں کا باپ بھی ہے۔

پچھلے سال جو اسنے ایک امدادی کاموں میں مدد دیتے ایک پاک آئی فیملی کے دردناک ایکسڈنٹ میں شوہر جان بحق ہوتے، دو بچوں ایک خوبصورت سی انگریزن نیلی آنکھوں والی عورت کی اسنے مدد کر کے اسے واپس اپنے ملک بھیجا تھا اور بچوں کے کہنے پر ایک یادگار تصویر بنائی تھی۔ وہی تصویر آج صمصام زیدی کے ساتھ جڑ کر اسکے خلاف چہ میگوئیاں کر رہی تھی۔

شوشل میڈیا میں یہ بات تیزی سے وائرل ہو رہی تھی کہ صمصام زیدی کی پہلی شادی کے راز فاش ہونے پر اسکی موجودہ منکوحہ نے رخصتی سے انکار کر دیا، اور اس راز سے ڈاکٹر صائم زیدی کو ہارٹ اٹیک کا سامنہ کرنا پڑا۔۔

مختلف نیوز چینلز اینکر کا کچھ یوں کہنا تھا۔۔۔

ناظرین جیسکہ جانتے ہیں صمصام زیدی نے منظر سے غائب ہو کر" اس بات میں کئی فیصد سچائی کی رمق برپا کر دی ہے کہ وہ پہلے سے ہی "شادی شدہ ہیں۔

ناظرین فیروز چغتائی جو کہ خود ایک بزنس مین ہیں ان کا کہنا ہے" انہوں نے کئی بار صمصام زیدی کو لنڈن جاتے ہوئے اس عورت سے ملتے دیکھا ہے، اگر اس بات میں سچائی نہیں تو صمصام زیدی کو سامنے " آکر اس بات کا پروو دینا ہو گا کہ یہ انکی دوسری شادی نہیں۔۔

ناظرین معروف اداکارہ سحر شش تارڑ نے صمصام زیدی کو لیکر بڑا" راز فاش کر دیا، انہوں نے اپنا بیان دیا ہے جسے جان کر آپ یقین نہیں کر پائیں گے یہ حقیقت ہے۔۔

پر کافی لوگوں کا ماننا ہے یہ حقیقت ہے تو کافی ان کے فین کا کہنا ہے یہ جھوٹ اور بکواس ہے۔ یہ صرف صمصام زیدی کو بدنام کرنے انکی اس نازک وقت کا فائدہ اٹھانے کی ایک چال ہے۔

یہ تھی لوگوں کی رائے اب آپ کو معروف و مشہور اداکارہ سحر شش تارڑ کا بیان بھی سنا دیتے ہیں کہ انکا کیا کہنا ہے۔۔

ناظری انہوں نے دو منٹ پہلے روتے ہوئے اپنے شوشل میڈیا کے تمام اکاؤنٹس پر لائیو آکر کہا ہے۔۔

صمصام زیدی کا سحر شش تارڑ سے بھی افیئر تھا اور ان سے شادی کے وعدے کر چکے ہیں پر اہم وقت پر ایک تنگ ذہن مرد کی طرح اسے دھتکار دیا اس بات کو نظر انداز کرتے کہ وہ اس تعلق میں کافی آگے نکل چکے ہیں۔ انکا نا صرف دلی بلکہ جسمانی تعلق بھی آگے بڑھ چکا ہے جہاں سے لوٹنا ناممکن ہے۔ وہ ممتا کے احساس کو لیکر جب صمصام زیدی کے پاس پہنچی تو انہوں نے یہ کہہ کر دھتکار دیا کہ یہ انکی " اولاد نہیں۔۔

سحر ش تارڑ کے لائیو کے بعد لوگوں میں تھر تھری سی مچ گئی تھی۔۔
اگر ساحل دریاب صارم کو نا پکڑ کر رکھتے تو آج وہ چغتائی اور سحر ش کا قتل سرے عام کر چکا ہوتا۔۔

تقویٰ صائم زیدی تو ان باتوں سے لاعلم تھے کہ باہر کیا ہو رہا کیا کہہ رہے ہیں البتہ ہارون حیدر شاہ صارم زیدی ساحل شاہ، زیاف رضا زیدی اپنی پوری کوشش میں تھے کہ دشمنوں کی اس سازش کو ناکام کر سکیں۔۔
اور انہوں نے مزید ایسی بکواس کو پھیلنے سے پہلے کافی نیوز والوں کے منہ بھر کر بند کروائے تھے پر شوشل میڈیا پر وائرل ہوتی سحر ش کی ویڈیو کو کون روکتا اگر سحر ش تارڑ کے اکاؤنٹ کو بلاک کرواتے تو بھی میڈیا کی لوگوں کی ہمدردی اسکی سمیت مڑ جاتی اور صام کیلئے مزید بدنامی کو منہ دینا پڑتا۔۔
سب جانتے تھے وہ ٹکے پر ناچنے والی فحاشہ عورت ہے، پر سحر ش کا کہنا تھا اسے اس مقام تک پہنچانے والا صمصام زیدی ہے جسنے اسے عزت والی زندگی کے خواب دکھا کر دلدل میں دھکیل دیا۔

ہر شوشل پلیٹ فارم پر ہیش ٹیگ جسٹس فار وومن، ہیش ٹیگ سحر ش تارڑ کافی وائرل تھا احتجاج تھا یا تو چوبیس گھنٹوں میں آکر صام زیدی کو جواب دینا ہو گا یا پھر سحر ش تارڑ سے شادی کر کے اسے ایک عزت والی زندگی دینی ہو گی۔۔

جبکہ اس سحر ش کو دیکھتے ہی صارم پہچان گیا یہ تو وہی تھی جو فیک شناخت کے ساتھ صارم زیدی کی ہاسپٹل آکر اس سے محبت کے دعوے کر رہی تھی۔
تو اس کا مطلب یہی تھا وہ انہیں پھنسانا چاہتی تھی اور یہ کسی اور کی نہیں بلکہ فیروز چغتائی کی سازش تھی۔ وہ انہیں برباد کر دینا چاہتا تھا پر کامیاب نا ہوا تو اس صورتحال سے فائدہ اٹھا لیا۔۔
ہارون شاہ نے بمشکل میڈیا اور وہاں آئے مہمان کو سنبھالتے ہوئے ساحل کو حکم دیا تھا وہ جلد جائے اور کسی بھی حال میں صام کو لے آئے ورنہ اسے برباد ہوتے آج کوئی نہیں بچا سکتا تھا۔
ہر طرف صمصام زیدی کی نیوز تھی، کہتے ہیں چاند چمکتے ہوئے ٹائم لیتا ہے پر بجھتے ہوئے اسے سیکنڈ سے کم وقفہ لگتا ہے۔ وہی ہوا تھا صمصام زیدی کے

نام جو نہیں بھی جانتا تھا وہ بھی جاننے لگا اور جانا یوں پہلو میں عرشیہ زیدی نہیں البتہ سحر ش تارڑ تھی۔

سب جانتے تھے اب اسکے بجھنے کا وقت ہے، سالوں لگے تھے اسے چمکتے ہوئے اور صرف ایک رات کی بات تھی اسکا نام یوں بدنام ہو کر منظر عام پر آیا تھا۔

اس سب میں چغتائی اور حیدری کا ہاتھ تھا جبکہ وہ کافی کوشش کر چکے تھے پر میڈیا پر یا کہیں پر بھی عرشیہ زیدی کو بدنام نہیں کر پائے کیونکہ اسکے نام کو روکنے والا بیٹھا ہوا تھا۔

صمصام زیدی کہاں تھا، کیوں غائب تھا کسی کو علم نہیں تھا۔

توقیع کو ہوش آیا تو وہ صرف روئے جا رہی تھی اسے احساس تھا کہ باپ کی طرح پالنے والے بھائی سے اتنی بڑی بات چھپا کر انکے مان کو ٹھیس پہنچائی، انہیں توڑ دیا تھا۔

وہ اپنے بھائی کے پاس جانے کیلئے سسکتی جا رہی تھی، پر بھائی جانے کہاں تھا، اگر ابھی شوشل میڈیا نیوز دیکھ لیتی تو شاید اپنے ہاتھوں سے اپنا گلا گھونٹ دیتی۔ صارم اسے ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک چکا تھا مجبوراً اسے زیاف کے ساتھ کانفرنس میں جانا پڑا۔۔

پر تمام زیدی انڈسٹری سے منسوب پارٹیز کا یہی مطالبہ تھا یا تو صمصام زیدی آکر ان الزامات کو جھٹلائے اپنے بارے میں کہے کچھ، ورنہ اسکے ساتھ کام کر کے انکی ریپوٹیشن کو بھی بہت نقصان ہے۔
یا اسکی بیوی عرشیہ زیدی آکر صمصام زیدی کے حق میں بولے کہ اسکے ساتھ جو تمام افیئرز، پہلی شادی اس انگریزن سے سامنے آئی ہے وہ صرف اور صرف اسے بدنام کرنے کی سازش ہے۔
کانفرنس میں بیٹھ کر یہی مطالبہ سامنے آیا تھا ورنہ وہ تمام پارٹیز جو کہ صمصام زیدی کے ساتھ کام کر رہی ہیں وہ اس پراجیکٹ کو یہیں ختم کر دیں گیں۔۔
اور اگر پارٹیز کا الگ ہونا اور کام جو کہ مکمل ہی تھا بیچ میں رہ گیا تو صمصام زیدی کے پاس انڈسٹری نیلام کرنے کے علاوہ کوئی اور چارہ نہیں ہو گا۔
کانفرنس میں صمصام زیدی کو چوبیس گھنٹوں کا وقت ملا تھا کہ وہ میڈیا میں آئے خود پر لگائے اس الزامات کو غلط ثابت کرے۔
جہاں ساحل ہارون شاہ صارم دریاب کی جدوجہد تھی صمصام کو ڈھونڈنے کی وہیں مخالفین کے پاس یہ سنہری موقعہ تھا زیدی کے

ساتھ ہی خان کو نیست و نابود کرنے کا اور یہی چوبیس گھنٹے تھے جن میں وہ صمصام زیدی کے سامنے نا آنے کیلئے پوری قوت لگانے کیلئے تیار تھے۔

کسی نے سوچا نہیں تھا، اتنی سی بات میں صمصام زیدی یوں برباد ہو جائے گا، اسکا کردار، اسکا نام، اسکی شہرت سب بدل گیا۔
چند سیکنڈوں کی بات تھی، صبح تک ایک نیا پلان تیار کیا جا رہا تھا، سحر ش کیلئے ہیش ٹیگ دیکھ کر تمام اداکارائیں انصاف کیلئے احتجاج کیلئے نکلنے والی تھیں۔
"صمصام زیدی کو سحر ش تارڑ کو اپنا نام دینا ہی ہو گا"

وہ ایک خوبصورت تیکھے نقوش والی بے باک ماڈل اداکارہ تھی، اور اپنے انصاف کیلئے چیخ چیخ کر پکاریں لگا رہی تھی۔

وہیں شاہ زیدی خان کی بھرپور کوشش تھی اس جلسے کو روکنے کی۔
صورتحال کے اچانک بگڑنے سے صائم زیدی ناواقف تھا۔
ہاسپٹل میں الگ سے کہرام مچا ہوا تھا، دانیال خان کو ہارٹ اٹیک نہیں آیا تھا بلکہ اچانک شاکڈ سے انکا دماغ سن ہو گیا تھا۔

یہ تو سب جانتے ہیں دل کا جوڑ سانسوں سے ہے وہ جب تک چلتی ہے تو سانسیں چلتی رہتی ہیں، اور دماغ کا جوڑ پورے وجود سے جب تک وہ کام کرتا ہے تو پوری باڈی مومنٹ کرتی ہے۔ بیٹے کے اچانک زندہ ہونے کے شاکڈ نیوز، حقیقی بھاری آواز سے دانیال خان کا دماغ کام کرنا چھوڑ چکا تھا۔
انکا دل تو بند ہونا چاہیے تھا کہ سامنے بھاری آواز والا انکا دلاور ہے؟ پر یہ بھی احساس انہیں مار رہا تھا وہ زندہ ہے؟

کیا وہ دریاب جتنا بڑا ہو چکا ہے؟ وہ کیا دکھتا ہے؟ کس جیسا ہے؟ کیا سوچتا ہے؟ اب کیا احساس رکھتا ہے؟ کیا اب بھی وہی تھا جسنے دانیال خان کو زندہ جہنم میں پھینک دیا تھا۔
انکا دل بند نہیں تھا، البتہ دماغ کام کرنے سے انکاری ہو چکا تھا، وہ مشینوں میں جکڑے ہوئے ساکت پڑے تھے، یوں کہا جائے وہ کوما میں پڑے تھے تو غلط نا ہو گا۔۔

صائم زیدی ہار کر گر پڑے تھے، تقویٰ چیخ کر رونے لگی تھیں، عائشہ کو ابھی ہوش میں نہیں لانے دے رہے تھے دریاب، تایا سائیں انہیں سنبھالنے کی جستجو میں تھے۔

وہ سب دلاور خان سے سخت بد گمان ہو گئے تھے، انہیں سخت نفرت ہو رہی تھی اس سے۔۔ وہی ذمہ دار تھا سب کچھ کا، اور ابھی جب اسے توقیع نہیں ملی تو جانے کون سا ظلم کرنا تھا ان پر۔۔
اسکے ایک وار پر انکی خوشیاں مٹ گئیں تھیں انکا نام برباد ہو چکا تھا۔
بے شک یہ سازش دلاور خان کی نہیں تھی پر سب کی نظر میں اسکا ذمہ دار دلاور خان ہی تھا۔

....★☆☆☆☆☆★....

سورج کی سنہری روشنیاں ہر سو بکھر چکی تھیں، کانفرنس تمام ہوتے یہ مطالبہ تھا صمصام زیدی سامنے آئے ان سب کو جھوٹ قرار دے۔۔
ساحل شاہ کو کہا گیا تھا آج کے دن میں ہی کہیں سے بھی صمصام زیدی کو سامنے لایا جائے ورنہ اسکے نام اسکی پراپرٹی اسکی انڈسٹری کو نیلام ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا تھا۔

ساحل گھر کیلئے نکلا تا کہ چینج کر کے وہ صام کو ڈھونڈ سکے۔ گھنٹے کا سفر اسنے بیس منٹ میں تمام کیا اور دلہن کی طرح سجے، شاہ ولا کے پارکنگ ایریا میں گاڑی کو روکا۔

سامنے نیلے پانی کا بڑا سا پول تھا، جس سے سورج کی روشنیاں ٹکرا کر لان میں ایک چمک سی پیدا کر رہی تھیں، گھر کی سجاوٹ لائیٹس معدوم پڑ چکی تھیں، البتہ پھولوں کی لڑیاں ویسے ہی لٹکی ہوئی تھیں گھر سے شور شرابے باہر تک سنائی دے رہا تھا، لڑکیاں ہنس کھکھلا رہی تھیں، بلیک شال کندھوں پر ڈالے، کڑکڑاتے کلف دار سفید گھیر دار شلوار، سفید قمیض میں ملبوس، سیاہ چمکتے ہوئے شوز، چوڑی کلائی میں مہنگی گھڑی، سلیقے سے سجے بال کلین شیو گھنی مونچھیں وہ ایک شاندار مضبوط جامت کا مالک ساحل شاہ نے جیسے ہی بھاری قدم راہداری عبور کر کے لاؤنج میں رکھے اچانک سکتا پھیل گیا۔

حویلی کی تمام لڑکیاں شاہ سائیں کو دیکھ کر ایکدم خاموش ہوتیں پردہ کرتیں ایک سائیڈ ہو گئیں تھیں ماحول میں بالکل خاموشی چھا گئی تھی۔۔

السلام علیکم" دوسری عورتوں کے ساتھ لاؤنج کے وسط میں فانوس"
کے نیچے رکھے صوفے پر مہکار شاہ کو دیکھ کر اسنے سلام بھیجا۔
وعلیکم السلام آ گئے شاہو!" وہ تسبیح لیکر اٹھ کھڑی ہوئیں ساحل نے انکا"
حجاب کے ہالے میں چہرہ دیکھا۔
ہولے سے مسکرا کر وہ تھکے بھاری قدم لیکر اندر داخل ہو گیا تھا وہاں
موجود سب نے اسکے سلام کے جواب دیئے۔ حویلی کی روایت کے
مقابق مرد کو دیکھ کر اٹھ کھڑی ہو گئیں پر ساحل نے انہیں اٹھنے
سے منع کر دیا اور خود جانے لگا معاً چائے کی طلب پر رکا۔

آپ ملازمہ کو بھیج کر دس منٹ بعد چائے بھیج دیجئیے گا!" اسنے مہکار"
شاہ سے کہا۔ جو کہ جوان توانا وجود، روب دار شخصت کے مالک اپنے بیٹے کو
دیکھتی جا رہی تھیں
انہوں نے آگے بڑھتے ہوئے اسکے سر پر پھونک ماری، اور گال پر ہاتھ
پھیرتے ہوئے پیشانی چوم لی۔۔

بالکل شہزادہ لگ رہے ہو" انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا ساحل"
ہولے سے متبسم ہو کر مسکرا دیا۔۔

میں لاتی ہوں چائے تم جاؤ فریش ہو کر آرام کرو!" وہ پیار سے گویا" ہوئیں۔۔

ابھی آرام کا وقت نہیں،، جانا ہے پھر! مام سمن کہاں ہیں؟" اسنے" گھڑی میں وقت دیکھتے پوچھا۔

اچھا! حالات کافی بدتر ہو گئے ہیں میں اللہ سے دعا مانگ رہی ہوں" سب ٹھیک ہو جائے گا ان شاء اللہ! زری تو ہاسپٹل کیلئے گئی ہے شاہ صاحب شاید وہیں ہال میں ہوں گے اور سمن ابھی سو رہی ہے۔" انہوں نے سب کا بتایا۔۔

ساحل سر ہلا گیا۔۔ "چلیں آپ کسی ملازمین سے کہہ چائے "بجھوا دیں مجھے چند منٹ میں پھر سے نکلنا ہے

اچھا اچھا میں بجھواتی ہوں دانیال بھائی کا کیا حال ہے؟" وہ آس" پاس کا خیال کر کے رازداری سے استفسار کرنے لگیں۔

کافی سیریس حالت ہے دونوں کی انکل کو ہوش نہیں آرہا۔""
ساحل نے افسوس سے بتایا۔۔ مہکار شاہ دہل کر اللہ سے دعائیں مانگنے لگیں۔
وہ خفیف سی جنبش سر کو دیتا آمین کہہ کر گول دائرے میں بنے زینوں کی سمیت بڑھ گیا۔ مہکار اسکی چوڑی پشت دیکھتیں خود کچن کی سمیت بڑھ گئی تاکہ اسکے ناشتے کیلئے کچھ بنا سکے۔

اسنے زیاف کو کال ملائی تاکہ اسے صارم کو کنٹرول میں رکھے۔ موبائل کان سے لگاتے ہوئے ڈور دھکیل کر جیسے ہی قدم اندر رکھے روم کی فضا کا ایک مہکتا ہوا جھونکا سیدھا اسکے ناک کی نتھنوں سے ٹکرایا۔
وہ کچھ چونک سا گیا نظریں سیدھا سامنے ہی جہازی سائیز بیڈ پر گٹھری کی مانند پڑے وجود کی سمیت اٹھیں، دھڑکنوں کی رفتار سست ہو کر تیز دھڑک اٹھیں۔۔
اے سی کی کولنگ سے وہ خود میں سمٹی ہوئی تھی، سرخ جوڑے میں ملبوس، زیورات سے ویسی ہی سجی سنوری ہوئی تھی جیسا اسے سجایا گیا تھا۔ حتیٰ کہ اسنے بالوں سے دوپٹہ بھی علیحدہ نہیں کیا تھا۔

کچھ لمحے وہ مبہوت سا وہیں کھڑا اسے دیکھتا گیا۔ معاً پیچھے سرگوشیوں کا احساس کر کے وجود سے نظریں چرا کر روم پر نظریں ڈالیں، ٹری شیپ لیمپ کی روشنیاں روم میں بکھری ہوئی تھیں، فانوس کی لائیٹنگ مدھم سی فسوں خیز طلسماتی تھیں۔
پھول ویسے ہی نکھرے مہکتے بکھرے ہوئے تھے، کینڈلز بھی ویسی ہی جل رہی تھیں، افسوس تھا تو صرف وقت حالات پر۔

ایک سرد سانس فضا کے سپرد کر کے وہ روم میں آہستگی سے داخل ہوا اور پلٹ کر دوازے کو لاک لگایا۔
کندھوں سے شال اتار کر اسنے صوفے پر رکھی کلائی سے گھڑی کو اتارا ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتے دوسری طرف ہیلو کو سنا۔۔

اسکی نظریں سامنے آئینے پر تھیں جہاں اسکا چھوٹا سا کمسن نوخیز سراپا پور پور سجا ہوا تھا، اسکے وجود کی بہکاتی ہوئی مہک پورے روم کے ساتھ اسکے حواسات پر بھی چھاتی جا رہی تھی۔
باہری صورتحال کو دیکھ کر خود پر ضبط کرتے اسکی سرخ ڈورے والی گرے آنکھیں اسکے چہرے کو دیکھ رہی تھیں، نقوش کو جانچ رہی تھیں، وہ

شاید لاپرواہ ہو کر گہری نیند کی وادیوں میں اتر چکی تھی کہ اسکے ٹخنوں سے اوپر لہنگا چڑھ گیا تھا اور سرخ مہندی سے سجے سفید پاؤں میں پہنی بھاری پازیب کے موتی اسکی سفید پاؤں پر بکھرے ہوئے تھے

بولیں بھی بھائی!!"زیاف مسلسل خاموشی سے زچ ہو کر گویا ہوا۔۔"

ساحل شاہ چونک کر حیران ہوتا کان سے لگی موبائل کو دیکھنے لگا۔اسے یاد آیا اسنے زیاف کو کال کی تھی پر کیوں؟ یہ دماغ سے غائب تھا۔۔

ہمم!جاری رکھ!"اسنے بھاری لہجے میں کہتے کال ڈسکنیکٹ کر دی اور گہرا" سانس بھر کر موبائل ہاتھ میں تھامتے وہ پلٹ کر اسکے پاس جانے لگا تھا پر پھولوں پر شوز رکھنا اسے گوارہ نہیں تھا تبھی صوفے پر گر سا گیا۔۔

معاً صدمے میں زیاف کھڑا غصے سے میسج ٹائیپ کرنے لگا۔

"اعلی کا پانی تو نہیں پی لیا بھائی جان؟"

ساحل نے میسج ٹون پر چونک کر موبائل کو دیکھا پھر بیڈ پر پڑے وجود کو جو آواز پر کسمسا کر سیدھا ہوا تھا

ہوش وحواس بے گانہ اسکا ہوش ربا توبہ شکن سراپا مزید خدوخال واضح کرتے ساحل شاہ کی نظروں کو بہکا گیا۔۔ اسکے سر پر احساس طاری ہوا کہ سامنے پڑا وجود اسکی ملکیت میں آچکا ہے۔

شوز اتارنے کے ارادے کو ترک کر کے اسنے موبائل اٹھایا اور زیاف کا میسج "پڑھ کر وہ ٹھٹھک گیا۔ "املی کا پانی اور وہ بھی اسنے؟ سٹھیا تو نہیں گیا لڑکا؟

کیوں؟" ساحل نے حیرت سے استفسار کیا اور موبائل سائلنٹ موڈ" پہ لگایا۔

کیونکہ بندہ املی کھا کر یا پانی پی کر ایسی ہی الٹی سیدھی اوٹ پٹانگ" حرکات انجام دیتا ہے، میں یہاں اتنی سیریس میٹنگ میں بیٹھا ہوں وہاں کال کر کے مجھے ڈسٹرب کیا اور میں ایکسکیوز کر کے سب کو خاموش کروا کر سائیڈ ڈھونڈ کر آپ سے بات کرنے لگا اور آپ نواب کا اعلیٰ فرمان دیکھیں مجھے وہاں سے نکال کر گویا ہو رہے ہیں محض "جاری رکھ"۔۔

"اب آپ بتائیں میں روؤں یا ہنسوں؟ یہ مذاق ہے؟؟

اسکا میسج پڑھ کر وہ قہقہہ لگانے لگا پر سامنے بیڈ پر سوئے وجود کا احساس کر کے اسنے ضبط کیا۔۔

بیوقوف کہہ رہا ہوں واپس جا اور جاری رکھ میٹنگ کو" اسنے متبسم" ہوتے میسج کیا اور موبائل صوفے پر پھینک کر خود بھی آہستہ سے صوفے پر گر گیا۔

چند منٹ سر صوفے کی پشت سے لگا کر خود کو ریلیکس کیا اور پھر سیدھے ہو کر اسنے قمیض کے بٹن کھولتے ہوئے اتار کر صوفے پر ڈال دی۔

اب وہ محض گھیر دار شلوار، اور بنیان میں ملبوس تھا، اسکا چوڑا مردانہ سینا واضح تھا جسے دیکھ کر کوئی بھی سانس لینا بھول سکتا تھا۔

شوز اتار کر اسنے پاؤں کو حرکت دی اور کچھ دیر وہیں بیٹھا رہا پھر سگریٹ کی طلب ہوتے ہی اٹھ کر بیڈ کی طرف بڑھا۔

نرم ٹھنڈے مہکتے پھولوں پر پاؤں رکھتے اسکے اندر ایک احساس کئی جذبات انگڑائیاں لیکر بیدار ہونے لگے پر وہ خود پر ضبط کرتا وقت کی قلت پر جھک کر سائیڈ دراز سے سگریٹ کا پیکٹ لائیٹر نکالتے ہوئے سوئے وجو کے پہلو میں ساتھ ہی بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔

اسکے کلون کی خوشبو جیسے ہی پاس محسوس ہوئی، کسی کی موجودگی کا احساس اسے شدت سے محسوس ہوا، تپش دینی نظروں کا احساس،،،وہ جھپک کر آنکھیں کھولتے ہڑبڑا کر اٹھنے لگی پر اسنے "اوں ہوں" کرتے اسکی کوشش ناکام کر دی اور اسے وہیں لیٹنے کیلئے کہا۔

کچھ لمحے تو روحا کا دماغ بالکل کام نہیں کر رہا تھا جیسے ہی آہستہ آہستہ ہوش ٹھکانے آئے مقابل بیٹھے وجود کو صرف بنیان میں دیکھتے اسکا پورا وجود لرز اٹھا۔

گھبراہٹ خوف سے اسکی ہتھیلیاں بھیگ گئیں جبکہ اسکے چوڑے شانے بغیر شرٹ کے وجود کو پا کر شرم سے اسکی پلکیں عارضوں پر جھک گئی۔

اسکی سرزش پر وہ خاموشی سے سانس روکے چپ چاپ پڑی تھی جبکہ پاس پہلو میں وہ بیٹھا سگریٹ کے کش بھر رہا تھا۔

روحا نے حلق میں دھک دھک کرتے دل کے ساتھ ذرا سی پلکیں اٹھا کریں انہیں دیکھا اور انکے وجود پر نظریں پڑتے ہی سانسیں جو آہستہ آہستہ آرہی تھیں وہ بھی سینے میں کہیں دب گئیں۔

اسکے سرخ سپید بازو کو دیکھ کر اسکی انگلیاں لرزنے لگیں، کندھے چوڑے سینا پشت وسیع مضبوط وہ لرزتی پلکوں سے اسکے وجود کا معائنہ کرنے لگی۔ اسکی جان ہاتھوں سے نکل رہی تھی۔

اسکی نازک سی کمر کانپنے لگی اسے دیکھتے وہ حلق تر کر کے اٹھنے لگی، اسکا دل وہاں سے اچانک بھاگنے کیلئے اکسانے لگا اور وہ چینج کرنے کا بہانہ کر کے خود کی سانسیں بحال کرنا چاہتی تھی پر شاید وہ اس موڈ میں ہی نہیں تھا ایکدم اسکے اوپر سے بازو دیتے ہوئے اسکی دوسری طرف رکھ کر پورا اسکی طرف متوجہ ہو گیا۔

روحا نے دہل کر پھیلی آنکھوں سے اسے دیکھا اور واپس تکیے پر گر گئی۔ وہ اسکی آنکھوں میں بغیر دیکھے آہستہ آہستہ سانسیں لیتی لرزتی بھاری پلکوں کے ساتھ اسکے کندھوں پر بنیان کو دیکھ رہی تھی۔

آآ۔۔ آپ کک۔۔ کب آئے؟" بکھرے تنفس کے ساتھ اسنے روم" میں پھیلی معنی خیز خاموشی کو توڑا اور انکی جان لیتی موجودگی سے آنکھیں بند کر لیں۔۔ اسکی جان نکل رہی تھی جانے کیا ہونے والا تھا کہ اسے لگا اگر ذرا سا بھی اسنے چھوا وہ چیخنا شروع کر دے گی۔

خشک چبھن محسوس ہوئی اسے اپنے حلق میں، ہونٹ مسلسل سانسیں کھینچنے پر خشک ہو کر لرزنے لگے تھے۔۔

"چینج نہیں کیا؟" حسب توقع آج پھر اسکے سوال کو نظر انداز کرتے پوچھا۔

روحا کا پورا چہرہ تپ گیا، اچانک پورے وجود کا خون سمٹ کر تیزی سے اسکے رخساروں کو سرخ لال کر گیا۔

"ہمم بولو!" دو انگلیوں کے بیچ دبے سگریٹ کا آخری کش لیکر اسنے ایش ٹرے میں اسے مسلا اور انگلی اسکی ٹھوڑی تلے رکھ کر چہرہ اپنے مقابل کر لیا۔ روحا نے گھبرا کر بیڈ شیٹ کو تھام لیا اور سختی سے آنکھیں میچلیں۔

"نن۔۔ نیند آ گئی۔۔" وہ ڈیپ سرخ ہونٹوں پر زبان پھیر کر آہستہ سے منمنائی۔ ساحل کی گھنی مونچھوں تلے عنابی لب مسکرا پڑے۔

"انتظار نہیں کیا میرا؟" بھاری نتھلی کے موتی کو اٹھا کر اسکے ہونٹوں پر رکھتے اسنے اسکی خواہش کو پورا بغیر اسکے کہے پورا کیا۔

روحا جھجھکتی ہوئی موتی کو دیکھ کر، آہستہ سے اثبات میں سر ہلایا۔

کسی نے بتایا نہیں میں نہیں آؤں گا چینج کر لینا؟" اسکے مانگ پٹی کے "
موتیوں کی لڑیوں کو انگلی سے چھو کر وہ آہستہ سے گویا ہوا۔
اسکا بھاری لہجہ روحا کی دھڑکنوں میں ادھم مچا گیا۔۔
ککک۔۔ کہا تھا مام ا۔۔ امی نے پپ۔۔ پر آپ نے ککک۔۔ کہا کل "
رات انتظار کروں آپکا۔۔۔" وہ ہکلا کر اٹکتی ہوئی بے بسی سے بولی۔ کل رات ہی تو
میسج کر کے اس سے کہا تھا سونا نہیں انتظار کرنا اور آج وہ انتظار کر رہی تھی تو
اسکے یہ جان لیوا سوالات۔۔
کافی فرمانبردار ہو۔" معاً وہ ہنس کر بولا۔ اور گہرا سانس کھینچ کر "
سیدھا ہو کر بیٹھا۔ روحا کو موقعہ ملا وہ جھٹکے سے سیدھا ہو کر اٹھ
بیٹھی اور جلدی سے اپنے آگے دوپٹہ ٹھیک کیا۔
ہاں کہا تو تھا پر مجھے کیا معلوم تھا تمہارا گھونگٹ اٹھانا بھی نصیب "
نہیں ہو گا۔" وہ سنجیدگی سے کہتا دوسرا سگریٹ نکالنے لگا۔۔
روحا کا دل چاہا روکے پر اس دن روک کر جو غلطی کی تھی اب وہ
دہرانا نہیں چاہتی تھی اسلیے اسکے پاس بیٹھی خاموشی سے سر جھکائے
سنتی رہی۔۔

روم کی فضا میں مدھم سی چوڑیوں کی کھنک تو کبھی طلسم بکھیرتی دھڑکنوں میں شور کرتیں اسکے زیوارت پازیب کی چھنکار۔۔ دونوں کی دھڑکنوں میں نئے سر سے جذبات کی لہریں اٹھا رہی تھیں۔۔

انکل کیسے ہیں" وہ اسے خاموش دیکھ کر انگلیاں آپس میں پھنسا کر آہستہ سے گویا ہوئی۔

ٹھیک ہیں تم دعا کرو سب ٹھیک ہو جائے اور کل پھر میرے لیے" سجنا۔۔ "سگریٹ مسل کر وہ دھواں فضا میں چھوڑ کر اسکی طرف پلٹا اور چہرہ ہاتھوں میں بھر کر اسکی پیشانی پر اپنے دہکتے نرم گرم لمس والے ہونٹ ثبت کیے۔

روحا کا دل اچانک ہی اس افتاد پر اچھل کر حلق میں آ گیا۔۔

وہ اسکے لمس پر پور پور سمٹ گئی حلق تر کرتے اسنے آنکھیں میچلیں۔

ساحل نے اسکے مہکتے وجود کی خوشبو کو محسوس کرتے ہوئے آہستے سے اسکی نتھلی کے جھولتے موتی کو اپنے لبوں میں دبا لیا۔۔

جہاں جہاں تمہارے ہونٹوں کا لمس ہو وہاں دل چاہتا ہے میرے" لمس سے بھیگا دوں" وہ موتی کو آزاد کرتا مدھم سی سرگوشی میں کہتا

اسکے ہونٹوں کی طرف بڑھا پر بوکھلا کر روحانے چہرہ دوسری جانب موڑ لیا اور اپنی اتھل پتھل سانسوں کو بحال کرنے لگی۔۔۔

وہ اتنی سی سرگوشی پر ہی بالکل تڑپتی مچھلی کی طرح ساحل کنارے لرز رہی تھی۔
اسکی حالت کو دیکھتے وہ اسکا گال تھپتھپا کر اٹھنے لگا تھا کہ اچانک وہ سی کر کے اچھل پڑی۔ ساحل نے چونک کر دیکھا تو اسکی گردن کے پہنے بھاری ہار کی کڑیوں کو اپنی بنیان سے اٹکتا ہوا دیکھا۔
یہ اتنے بھاری ابھی تک پہن کر بیٹھی ہو۔۔ اتارو انہیں جلدی۔" "
اسنے جیسے چھوا زیورات کے وزن کو محسوس کرتے حیران رہ گیا
بے ساختہ اسے جھڑک دیا۔
روحانے لب دانتوں میں دبا کر اچانک ڈبڈبائی کچی نیند کے خمار سے سرخ سیاہ نین اٹھا کر اسکی سمیت دیکھا۔
وہ پہلے ہی اسی کی طرف دیکھ رہا تھا، سیاہ نینوں کا معصوم شکوہ پڑھ کر اچانک اسکی سمیت ہاتھ بڑھا کر اسکی نازک سی پتلی کمر میں ڈالا اور اگلے ہی لمحے جھٹکے سے اٹھا کر اپنی گود میں لے لیا۔۔

کچھ اپنا بھی دماغ چلایا کرو صورتحال کو دیکھ کر چینج کر کے سو جاتی۔۔""

سنجیدگی سے کہتے ہوئے اسنے لب اسکے سر پہ رکھے اور آہستہ سے اسکے دوپٹے میں لگی پنز کو نکالنا شروع کر دیا۔ وہ حیا سے گلنار ہوتی پلکیں آنکھوں پر گرائے اسکی بنیان سے اپنی لرزتی ہوئی انگلیوں کی مدد سے ہار کی کڑیوں کو نکالنے کی کوشش میں تھی پر اس افتاد اس لمس اس احساس وقت نے اسکے پور پور کو پسینے سے نم کر دیا۔۔

وجود میں ایک سرسراہتی ہوئی لہر اٹھی اور اسکی ریڑھ کی ہڈی میں دوڑ گئی۔

وہ اپنا تنفس بحال کرتی ہار کو نکالنے کی کوشش ترک کر کے اپنی پیشانی اسکے سینے پر ٹکا کر سینے پر مٹھی بنا کر رکھ دی۔۔

ساحل نے آہستہ آہستہ تمام پنز کو نکال کر اسکی کمر میں باوز حائل کر کے بھاری دوپٹے کو اٹھا کر بیڈ پر رکھ دیا۔ نظریں بے ساختہ اسکی ڈوریوں سے نمایاں ہوتی سفید شفاف پشت پر آ گئیں۔۔۔

ٹائم پیس میں وقت دیکھتے اسنے اسکے نازک سے وجود کے گرد بانہیں حائل کیں اور اسے اٹھا کر کے ڈریسنگ مرر کے سامنے چیئر گھسیٹ کر اس پر بیٹھا دیا۔

دل چاہ رہا ہے تمہارے پور پور پر سجے زیورات کو انگلیوں سے چھو کر" اتاروں۔۔ پر روح ساحل دعا کرنا کل فرصت نصیب ہو تمہارے شاہو کو" پیچھے سے جھک کر اسکے سر پر بوسہ دیتے اچانک چیئر کا رخ جھٹکے سے اپنی سمیت گھمایا۔۔

اور ابھی وہ دہل کر چیختی یا کانپ جاتی اسنے کسی بھی قسم کی مزاحمت کا موقعہ دیئے بغیر اسکی کمر میں بازو ڈالا اور اسے چیئر پر کھڑا کرتے ہوئے اسکے ہونٹوں پر اچانک اپنے دہکتے گرم لب جما کر انگلیاں اسکی پاؤں میں پہنی بھاری پازیب کے چھوٹے چھوٹے سے موتی گھنگھروں پر پھیرتے ہوئے اسے خوفزدہ کر دیا۔

اسے فضا میں اٹھا کر سینے سے لگاتے اسکے ہونٹوں کو تو کبھی اسکے موتی کے لمس کو محسوس کر رہا تھا معاً تبھی روم کے دروازے پر دستک سے روحانے دھک دھک کرتے دل کے ساتھ اپنا چہرہ اسکے چہرے سے ہٹا کر اسکی گردن میں چھپا لیا۔۔۔

ساحل نے ناگوار نظر دروازے کی طرف ڈالتے اسکے تھر تھر کانپتے ہوئے وجود کو آہستہ سے چیئر پر بٹھایا۔۔

پر وہ نازک حالت میں تھی سانسیں بھرتی اسکے ہاتھوں کو تھام گئی۔۔

شش! ریلیکس جاناں" وہ اسکے مقابل قدموں میں بیٹھتا ہوا اسکے "
ٹھنڈے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو سہلانے لگا۔ روحا نے آہستہ آہستہ
سانس لیتے نظریں اٹھا کر انکی طرف دیکھا اور مسکراتی گرے
آنکھوں کو متفکر خود کی طرف دیکھتا پا کر اچانک وہ ہاتھوں میں
چہرہ چھپا گئی۔۔

ساحل نے قہقہہ ضبط کرتے اٹھ کر اسکے سر پہ بوسہ دیا اور چیئر کا
رخ مرر کی سمیت گھما دیا۔۔
میں باتھ لیتے جا رہا ہوں جب تک تم زیوروں کے بھوج سے آزاد "
ہو جاؤ!" اسنے کہتے اپنا رخ باتھ روم کی طرف کیا۔ دوسری بار
دستک پر روحا ہڑبڑا کر اپنی جگہ سے اٹھی اور سنبھل کر قدم قالین پر
رکھتی ہوئی بیڈ سے دوپٹہ اٹھا کر سر پر ڈالتے ڈور کے پاس آئی اور اسے
اوپن کیا تو سامنے ہی اپنی مام کو ملازمہ کے ساتھ ٹرے تھامے پایا۔

مام آپ یہیں ہیں" مہکار شاہ کے روم میں قدم رکھتے ہی روحا نے "
ایکدم انکے گلے میں بانہیں ڈال دیں، آنکھوں سے بے ساختہ آنسوں لڑھک
کر گالوں پر بہنے لگے۔

ساحل شاہ کی پکڑ، حصار میں کتنا جتاتا ہوا استحقاق تھا، ان سے اندازہ ہو گیا تھا کہ اب وہ اپنے ماں باپ کے بجائے اسکی ملکیت میں آچکی ہے۔

ارے میرا بے بی میں رات سے یہیں تھیں تمہارے پاس ہی" تھی شش! رونا بند کرو میرا بیٹا کیا سمجھے گا دلہن کو رلا دیا" مہکار شاہ نے ملازمہ کو ٹرالی سے ناشتہ ٹیبل پر لگانے کا اشارہ دیتے روحا کے نازک سے وجود کو بانہوں میں بھر لیا۔۔

وہ مسکرا کر جھینپ کر انکے سینے میں سر چھپا گئی۔
وو۔۔وہ آئے ہیں۔۔" وہ شرما کر گویا ہوئی مہکار نے مسکراہٹ دبائی۔۔"
ہاں ملی ہوں اس سے، پر تم ابھی تک رات کے لباس میں ہو چینج" نہیں کیا تھا؟" اسکے وجود پر بھاری کپڑے زیوارت دیکھ کر وہ فکر مندی سے بولیں۔

روحا آہستگی سے ان سے جدا ہوئی اور باتھ روم کے بند دروازے کو دیکھتے اپنی مام کو دیکھا۔۔

آپ نے کہا تھا انہیں ناراض نن۔۔ نہیں کرنا" وہ شرمندہ سی انکی" سمجھائی گئیں باتوں کو یاد کر کے بولی۔۔

جسے سن کر مہکار کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ روحا کا چہرہ تپ کر گلابی ہو گیا۔۔

مام ہنس کیوں رہی ہیں غلط کیا کیا؟" وہ تڑپ کر آہستہ سرگوشی" میں بولی مبادا وہ سن نالیں۔

ارے نہیں میرا بچہ اچھا کیا اللہ پاک تمہیں ایسے ہی" فرمانبردار رکھے پر رات حالت کچھ ٹھیک نہیں تھی اسلیے کہا تھا وہ نہیں آئے گا سو جانا۔۔" وہ مسکرا کر بوسہ دیتیں گویا ہوئیں۔۔

پر مام وہ مجھے صبح ایسے دیکھ کر خوش ہوئے تھے۔" وہ شرم حیا سے نظریں" جھکا کر بولی۔

اللہ پاک ایسے ہی خوش رکھے جاؤ تم بھی یہ سب زیورات اتارو" اور وہ نکلے تو فریش ہو کر ناشتہ کر لینا اسے جلدی نکلنا ہے پھر، میں باہر ہوں کچھ چاہیے بلا لینا۔" وہ اسکا گال چھو کر بولتی ملازمین کے پیچھے ہی وہاں سے چلی گئیں۔

اپنے گال رگڑتی باتھ روم کے بند دروازے کو دیکھتی روحا گہرا سانس بھر کر ڈریسنگ مرر کے پاس آئی اور جلدی سے اپنے زیورات اتارنے لگی۔

سارے زیور اتار کر اسنے اپنے بال کھول کر پشت پر بکھیر دیئے، اور دوپٹہ لپیٹ کر اسنے تہہ کر کے رکھا ساتھ ہی صوفے پر رکھی انکی شال اور قمیض کو اٹھا کر وہ وارڈروب کے پاس آتی ڈور اوپن کر کے، شال کو دوسرے شال کے ساتھ ہینگ کرتے اسنے سائیڈ پر اپنا دوپٹہ رکھ دیا۔ وہ اب اسکے کپڑے دیکھ رہی تھی۔۔

اسی کشمکش میں تھی کہ نکال کر رکھے یا وہ خود ہی اپنی پسند کے پہنیں گے۔ تبھی دروازہ کھول کر باتھروب میں ملبوس وہ بالوں کو تولیے سے رگڑتا ہوا باتھروم سے باہر نکلا۔۔

اسکی تلاش میں نظریں روم میں گھمائیں تو وہ اسے ہراساں بوکھلائی وارڈروب کے پاس ملی۔

"کیا ڈھونڈ رہی ہو؟" گردن بالوں پر تولیہ پھیر کر اسنے اس سے پوچھا اور تولیہ چیئر پر پھینک کر اسکی سمیت بڑھا۔۔

وو۔۔وہ آ۔ آپ کو جج۔۔ جلدی جانا ہے مام نے بتایا تو آ۔ آپ کون سے "
کپڑے پہنیں گے۔" نظریں جھکائے اپنی ہتھلیاں آپس میں رگڑتی وہ
سخت بوکھلائی لگی۔
نظریں انکے پاؤں پر تھیں اسے ڈھیروں شرم نے آن گھیرا،
زیوارات اتارے وہ کھلے بال بغیر دوپٹے کے کھڑی ساحل شاہ کے
دھڑکنوں سے چھیڑ چھاڑ کر رہی تھی۔

اسکی نازک سی پشت پر بھاری گھنے سیاہ بالوں کو کمر سے نیچے جھولتے
دیکھ کر وہ حیران ہوا اسکے بالوں کو دیکھ کر۔
پوری حجاب شاہ کی کاپی تھی بالوں سے لیکر آنکھوں تک ماسواء سراپے
کے وہ اپنی جوانی میں خوبصورت سراپے کی مالک تھیں جبکہ روحا
کچھ کمزور سی تھی۔۔

تمہیں کون سا پسند ہے؟" اسکی پشت پر آکر کمر میں بازوؤں کا "
حصار ڈال کر سینے کے پاس کرتے پوچھا۔

روحا کے رخسار گلابی ہو گئے شرم حیا سے وہ انکی بانہوں میں کسمسا کر فاصلہ بڑھانے لگی پر ساحل نے اسکی کوشش کو ناکام کر دیا اور اپنی ٹھوڑی اسکے ناتواں کندھے پر رکھ دی۔

بتاؤ دیر ہو رہی ہے اور تم مزید دیر کروادو گی" اسے خود میں بھینچتے سینے سے لگاتے ہوئے اسکے کان کی لو کو دانتوں میں دبایا۔۔
روحا نے سانس روکتے بے باکیوں جارتوں پر سمٹ کر ہاتھ بڑھاتے ہوئے سیاہ سندھی گھیر دار شلوار قمیض، سفید واسکوٹی والا سوٹ پر رکھے جنہیں ساحل نے نکال کر سامنے کر دیا۔۔

اگر رات کو آیا تو کال کر دوں گا، انتظار کرنا اور تیار ہو کر بیٹھنا اگر نا آسکا تو" سو جانا پھر پرسوں یا کل صبح تفصیل سے ملاقات ہو گی۔" وہ اسکے گال پر اپنا کلیش شیو گال سہلا کر اسے وہیں کپکپاتا چھوڑے ڈریسنگ روم میں بند ہو گیا اور کچھ دیر بعد نکلا تو اسے باتھ روم میں بند پایا۔

ساحل کو دیر ہو رہی تھی تبھی بغیر اس سے ملے، بالوں میں برش کر کے، سگریٹ لائیٹر اٹھائے موبائل لیکر وہ شوز پہنتا ہوا، باتھروم کے

بند دروازے کے پیچھے پانی گرنے کی آواز سنتے اسکے بھیگے سراپے کو سوچ کر سگریٹ لبوں میں دبائے وہاں سے نکلتا ہوا چلا گیا۔

مہکار شاہ نے اسے دعاؤں سے نوازہ سمن ابھی تک سو رہی تھی اسکے پاس زیادہ وقت نہیں تھا بعد میں آکر ملنے کا سوچتے ہوئے وہ گاڑی اسٹارٹ کرتا وہاں سے نکل رہا تھا کہ ایک سرسری بے ساختہ نظر مہر سے اپنے روم کی کھڑکی پر ڈالی جہاں وہ پریشان سی فکرمند پردے کی آڑ میں کھڑی تھی۔

شاید اسکے جانے کا احساس کرتے بھاگ کر جلدی سے باتھ لیے نکل آئی تھی، ساحل اس پر ایک محبت بھری نگاہ ڈالتا ہوا دیدار یار کر کے گاڑی مین گیٹ سے نکالتا ہوا چلا گیا۔

انکے نظروں سے اوجھل ہوتے ہی اسنے پردے برابر کر دیئے، احساس شرمندگی سے وہ بھیگی آنکھوں سے ناشتے کی ٹیبل کو دیکھتی رہ گئی کہ پہلے دن ہی شادی کی پہلی صبح انہیں بھوکا بھیج دیا۔۔ کیا ہوتا اگر وہ انہیں روانہ کر کے پھر جاتی باتھ لینے پر اب کیا ہو سکتا تھا وہ تو چلے گئے تھے۔

اسنے اپنے گالوں سے آنسوں صاف کیے اور چند ایک نوالے لیکر خود بھی اٹھ گئی اور بال سلجھا کر اسنے کپڑے چینج کیے بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔
کچھ دیر بعد لڑکیوں نے آکر اسے لائیٹ سا میک اپ کیا ہلکی پھلکی جیولری پہنا دی۔
وہ سب کیلئے دعائیں کرتی رہی اسے اپنی ماما بہن باپ کی بے تحاشہ یاد آرہی تھی پرمام سے معلوم پڑا اماما تقویٰ زیدی کے گھر ہیں اور ڈیڈ ہاسپٹل میں۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

وہ گہری نیند میں سو رہا تھا معاً باہر سے مسلسل شور شرابے سے اسکی آنکھ کھلی۔ اسنے ناگواری سے دروازے کی سمیت دیکھا، کچھ دیر تکتے رہنے کے بعد جھٹکے سے بیڈ سے اٹھا۔ اور کپڑوں کے اوہر پہنیں سلیپ گاؤن کی ڈوریاں باندھ کر اسنے دروازہ کھول کر قدم باہر نکالے۔

صبح صبح کیا تماشہ لگا رکھا ہے؟"لاؤنج میں کھڑی روتی ہوئی" فاطمہ کو دیکھتے اسنے غصے سے جھڑک کر پوچھا کہ وہ اچانک آواز پر اچھل کر سانس روکے خاموش رہ گئی۔

کیا ہوا ہے؟؟" اسے ڈر سے اچھلتے ہچکی لیکر خاموش ہوتے دیکھ کر کچھ " نرم پڑتے استفسار کیا۔

آپ نے کہا تھا وہ جب اٹھے تو صبح اسے ٹی دیکر آؤں" وہ ہچکی بھر " کر گویا ہوئی

پھر؟" اسنے ابرو اٹھائی۔"

مم۔۔ میں گئی بیڈ ٹی دینے وہ جاگ رہی تھی، بھاگنے لگی پر میں " نے ڈور لاک کر دیا، اسنے پوچھا وہ کہاں ہے میں نے اسے بتایا کہ اپنے گھر۔

پھر اسنے پوچھا کس کے پاس ہے وہ، تو آپنے مجھے منع کیا تھا اسلیے میں نے اسے نہیں بتایا، میں نے ٹی دی اسے تو اسنے وہ غصے میں دیوار پر مار دیا ٹرے سمیت کپ۔

اور مجھ سے پوچھا میں کون ہوں تو میں نے اسے بتایا رخسار آپی کی چھوٹی بہن ہوں۔۔ اسنے کہا رخسار وہی جو توقیع کے گھر کام کرتی ہے میں سر ہلایا پھر اسنے مجھے بری طرح مارا پیٹا میرے بال نوچے ناخون

مارے۔۔"وہ ہچکیوں سے بتاتی ہوئی اپنے ہاتھ سامنے کیے جہاں اسکے بالوں کی موٹی لٹیں موجود تھیں جنہیں دیکھ کر دلاور بری طرح چونکا۔۔

کیا وہ اتنی خطرناک تھی؟؟"اسکے چہرے پر پڑیں خراشوں سے" بہتے خون کی بوندوں کو دیکھتے ہوئے وہ سوچنے لگا۔

اچھا جاؤ تم مرہم لگاؤ میں خود دیکھتا ہوں اسے۔"شیو پر ہاتھ" پھیرتے وہ اس سے کہتا ہوا خود کچن کی سمیت بڑھ گیا۔
سنک پر جھک کر چہرے پر پانی کی کچھ چھینٹیں ماریں اور واپس چولہے کے سامنے آتے ہوئے دودھ فریج سے نکال کر واپس سے خود ٹی بنانے لگا۔
جمائی روکتے ہوئے اسنے کپ میں چائی انڈیلی اور ٹرے میں کپ رکھ کر کچن سے نکل گیا۔اسکے اٹھتے ہوئے قدم سامنے سیڑھیوں کے اوپر بنے ہوئے رومز میں سے ایک کی طرف تھے۔۔وہ سپاٹ سنجیدہ تاثرات کے لکڑی کے براؤن کلر کے زینے طے کرتا ہوا سیدھا اوپر جارہا تھا۔دو دائرے کی طرح گول سیڑھیوں پر مڑتے ہوئے وہ اوپر آیا اور سامنے بے بی پنک کلر کے دروازے کو دیکھا۔۔

جو کہ فاطمہ باہر نکل کر فوراً سے بند کر چکی تھی، وہ بھاری مضبوط قدم اٹھاتا ہوا دروازے کے سامنے کھڑا ہوا۔۔

قدموں کی دھمک سے دھڑکنیں اتھل پتھل ہو رہی تھیں۔

اسنے ایک ہاتھ میں ٹرے تھاما دوسرے سے لاک کھول کر پاؤں جیسے ہی اندر رکھا اگلے ہی لمحے اڑتا ہوا بھاری گلدان اسکے منہ پر پڑتا پر جس تیزی سے وہ اسکی سمیت بڑھا تھا اسی تیزی سے اسنے منہ کے سامنے ہاتھ کر کے اسے فوراً سے اپنی گرفت میں جکڑ لیا۔۔
دوسرا قدم بھی اٹھا کر ٹرے لیے روم میں داخل ہوا ساتھ پاؤں کی ٹھوکر سے دروازہ واپس بند کر دیا۔

وہ روتی ہوئی تھر تھر کانپتی خوف دہشت کا پیکر بنی دیکھ رہی تھی اپنی موت کو سامنے جکے چہرے کے سامنے گلدان تھا اور ہاتھ میں موجود ٹی ٹرے۔۔

وہ جو کہ دروازے کے باہر قدموں کی بھاری دھمک آہٹ سے چونک اٹھی تھی بھاگنے کا راستے تلاش کرنا ترک کر کے اسنے پھولوں کا گلدان اٹھایا اور اپنے بچاؤ کیلئے مقابل پر حملہ کیا پر اسکی رفتار چونکنا پن دیکھ کر وہ گھٹی گھٹی سسکیاں بھر کر منہ پر مہندی سے سجے ہاتھ رکھ کر اپنی چیخیں دبانے لگیں۔۔

کک۔۔ کون ہو؟؟؟ کیوں برباد کیا مجھے ظالم؟؟؟؟"معاً وہ ہذیانی ہو کر چیختی ہوئی" اسے مارنے نوچنے کیلئے اسکی طرف بھاگی کہ ایکدم مقابل نے چہرے سے گلدان ہٹایا۔۔

دوسرے لمحے اسکی طرف بھاگ کر آتی عرشیہ کے قدم اچانک زمین نے جکڑ لیے، بیچ میں ہی ساکت پڑ گئی۔ وہ پتھر کی مورتی بن کر وہی ساکت ہو گئی تھی۔۔
وہ ٹھٹھک کر رکی، ساکت ہوئی اور وہیں بت بن کر رہ گئی۔۔

تمہارا دل" وہ مبہم سی مسکراہٹ کے ساتھ دو قدم کے فاصلے پر آ کر"
انگلیوں کے پوروں پر اسکے گالوں سے آنسوں سمیٹ کر اسکی ناک کو
دیکھا۔۔
اور ٹرے ٹیبل پر رکھتے ڈریسنگ ٹیبل سے ٹشو باکس سے ٹشو نکال کر اسکے
پاس آیا اور اسکے چہرے کی ٹھوڑی سے پکڑ کر بڑی توجہ سے اسکے رخسار
صاف کرتے ہوئے اسکی پھیلی بے تاثر سا کت سنہری آنکھوں
میں دیکھا۔۔

دل چاہ رہا ہے دیکھتا رہوں تمہیں پر زیادہ دیکھنے سے بھی ڈر لگتا ہے کہیں"
میری نظر نا لگ جائے میری شیرنی کو۔۔" اسکی بڑی بڑی شیرنی
جیسی سرخ خونخوار سنہری آنکھوں کو باری باری لبوں سے چھو کر اسکی ناک
ٹشو سے صاف کی اور پلکوں کا باڑھ توڑ کر گرتے ہوئے آنسوں کو پھسلنے سے پہلے ہی
اپنے لبوں سے چن لیا۔۔

د۔دد۔۔دل" اسکا منہ کپکپا گیا یہ نام ادا کرتے، اسکی آنکھوں کے"
سامنے سڑک کے بیچوں بیچ اسکا لاکیٹ اٹھاتا ہوا وہ سیاہ کپڑوں
میں نقاب پوش گھوم گیا۔۔۔

"میرا خونخوار بچہ"

عرشیہ کی آنکھوں میں پہچان کی رمق دیکھ کر وہ ہنستا ہوا ساتھ ہی اسے بازوؤں کے حصار میں لیکر اسکا سر اپنے سینے لگا دیا اور روم پر سرسری سی نظر ڈالتے ہوئے اسکے سر پر اپنے لب رکھ دیئے۔۔

"یہ کیا حالت کی ہوئی ہے میرے بیٹے نے؟؟ پتا ہے کتنی محنت سے سجایا ہے میں نے یہ روم، یہاں کا ایک ایک کونا ایک ایک چیز میری پسند کی اپنے ہاتھوں سے سجائی گئی ہے تمہارے لیے۔" وہ تہس نہس روم دیکھتا دکھ سے بولا۔

چار ماہ تو صرف اسکے روم کو سجاتے لگے تھے۔۔ اور اسنے دو سیکنڈ میں سب کچھ برباد کر دیا۔۔ دلاور کو دیکھ کر دکھ کافی ہوا۔

عرشیہ اسکی آواز پر ہوش کی دنیا میں لوٹتی ہوئی اس سے الگ ہو کر اسکے چہرے کو دیکھنے لگی۔

حیران ہو گئی ہو نا مجھے زندہ دیکھ کر" اسکے دونوں گال پر بوسہ دیتا اور اسکی"
آنکھوں کی حیرت پڑھ کر ہنسا۔ اسکا دل چاہ رہا تھا وہ اسے سینا چیر کر
اندر بسا دے۔

ن۔ نہیں یہ حیرت نہیں مجھے۔۔"وہ نفی میں سر ہلا کر لرزتی ہوئی"
انگلیوں سے اسکے مقابل پاس کھڑی اسکے چہرے کو انگلیوں کے پوروں
پر محسوس کرنے لگی۔۔

تو پھر اتنی حیران کیوں ہو رہی ہو؟"وہ ہاتھوں کے پیالے میں چہرہ"
تھامے محبت سے گویا ہوا۔
میں سوچ رہی ہوں کیا تم دد۔ دلاور ہو؟؟؟"وہ حیران ہوتی اسکے نقش"
نقش کو چھوتی ہوئی بولی۔
دلاور بے ساختہ اسکے بچگانہ سوال پر کھلکھلایا۔۔"اگر میں کہوں ہاں
میں تمہارا دل ہوں تو" اسکا ہاتھ تھام کر اسنے اپنے سینے پر رکھا۔۔
یہ دیکھو تمہیں دیکھ کر دھڑکنا ں سیکھ رہا ہے اسے محسوس کرو اور"
یقین کر لو کہ میں دلاور ہوں۔۔"وہ اسکے ہاتھوں کی ننھی انگلیوں کی جگہ بڑی
انگلیاں دیکھتا روتا ہوا لبوں سے لگائے اسے سینے میں بھینچ گیا۔۔

کیا تم ویسی نہیں ہو سکتی جیسا میں تمہیں چھوڑ کر گیا تھا، اتنی سی تھی" جب مجھے جاتے دیکھ کر پولیس والے کی ٹانگ میں کاٹا تھا کہ میرے دل کو نالے جاؤ" وہ ہنس کر ماضی کو یاد کر رہا تھا۔

عرشیہ نے اسکے چہرے کو دیکھا، بھوری آنکھیں، جن میں بے نام سی ہولناک سرخی چھائی ہوئی تھی، جیسے طلوع آفتاب کا نارنجی سرخ سحر۔۔۔ گھنے شہد رنگ بال، گھنی مونچھیں، کھڑی مغرور ناک بھرے بھرے سرخ لب، چوڑا تو اناوجود۔۔۔
وہ تو ہزاروں لڑکیوں کے دل کا بادشاہ لگ رہا تھا، اسکی آنکھوں کی کاٹ دار تاثر معدوم تھا پر پھر بھی چہرہ خان کی نشاندہی کرتا ہوا، روب جھلکا رہا تھا
وہ اسکی گھنی پلکوں پر انگلیاں پھیرتی اسکی ہلکی بڑھی ہوئی شیو کو چھونے لگی۔۔

مجھے یقین آرہا ہے آپ دلاور ہیں پر میں یہ کیسے یقین کر لوں مجھے برباد کرنے والا دلاور ہو سکتا ہے؟؟؟؟" دفعتاً وہ حیرت بے یقینی سے پوچھنے لگی۔۔

اسکی آواز اسکے لہجے، اسکے بولنے کے انداز کو غور سے دیکھتا توجہ سے سنتا ہوا دلاور خان اسکے حرف حرف ہر ٹھٹھک کر تھم گیا۔۔
معاً اسکے لبوں سے متبسم سمٹ گیا، آنکھوں سے چمک غائب ہو گئی، چہرے سے رونق معدوم پڑ گئی۔۔
بربادی کا مطلب سمجھتی ہو؟" دفعتاً وہ سرد لہجے میں گویا ہوا۔۔"
عرشیہ نے ڈبڈباتی ہوئی نظروں سے اسکی سمیت دیکھا۔۔

ہاہاہا مجھ سے پوچھ رہے ہیں بربادی کیا ہے؟؟" دفعتاً وہ استہزائیہ قہقہہ لگا" کر کھلکھلائی۔۔ دلاور کی انگلیوں میں بے نام سی لرزش ہوئی۔۔

اس وقت مجھے دیکھ لیں میں ہوں بربادی کا مطلب !مجھ سے مطلب " جانے کہ کوئی برباد ہوتا ہے تو کیا لگتا ہے۔۔ میں تو ہو گئی برباد دل میرا صم ہو گیا برباد ابھی اور کون سا مطلب میں سمجھاؤں۔۔۔۔"
اچانک وہ پھوٹ پھوٹ کر چیخ چیخ کر روتی ہوئی دھڑام سے گھٹنوں کے بل اسکے قدموں میں گر گئی۔۔۔

بربادی کا مطلب اس وقت مجھ سے بہتر اور کون جان سکتا ہے"
بھائی؟؟؟ جسکے بھائی نے ڈنڈے کے زور پر اسکی تعریف کی، فخر سے مجھے دیکھ رہا تھا دلہن کے روپ میں، جسکا باپ ڈر ڈر کر اس خوف سے جیتا تھا کہیں اسکی بیٹی پر بری آنچ نا پڑ جائے، کہیں اسکی بیٹی آبرو پر میلی نظر نا پڑ جائے۔۔۔ کہیں سر اٹھا کر جینے کا واحد آسرا چھین نا لیا جائے جسکی ماں کو آکر اسکی نظر اتارنی تھی، باپ نے وعدہ کیا وہ آکر تعریف کرے گا، جسکی ساس ماں نے پورا گھر اسکے ویلکم کیلئے سجا لیا، دہلیز پھولوں سے نکھار دی۔۔ جسکے سسر نے وعدہ کیا وہ میرا بھائی اپنی بیٹی کا سہاگ بے گناہ ثابت کر کے لوٹا دے گا۔۔
دوستوں نے چھیڑنے کیلئے پلاننگ کر دی، بھائی جیسے دوست نے وعدہ لیا نیگ لینے کا،،، جسکے شوہر نے خوشی میں پوری دنیا جمع کر دی پر اچانک معلوم ہو جسکے لئے یہ سب ہے وہ تو کب کا چھوڑ کر بھاگ گئی۔۔۔ تو کیا گزرے گی اس انسان پر جسنے اپنی عزت کو اسکے آمد میں بچھا دیا۔۔
اور اسے اچانک خبر ملے وہ اسکی عزت کو ٹھوکر مار کر گھر سے غائب ہو گئی۔۔۔

میں تو برباد ہو گئی بھائی۔۔۔ میرے ڈیڈ پر کیا گزر رہی ہو گی۔۔ ابھی تو مان رکھا ابھی تو یقین اولاد پر کیا پھر سے ہمنے انہیں توڑ دیا۔۔" وہ چیخ چیخ کر زمین پر روتی اپنے بال نوچنے لگی۔۔۔

کیا جواب دے گا وہ دنیا کو اسکی بیوی گھر میں موجود نہیں"

معذرت کر کے واپس چلے جائیں؟؟

کیا سوچتا ہو گا میرے بارے میں کہ میں سچ میں اس سے نفرت کرتی ہوں؟ اظہار سے پہلے دفنا دی ہو گا ابھی تک اسنے محبت کے جذبے کو۔۔ اب تک تو سینے میں عرشیہ نامی قبر بھی بن چکی ہو گی۔۔

پلیز بھائی پلیز انہیں کہہ آئیں میں ان سے پیار کرتی ہوں۔۔۔

اس سے کہنا بد گمان نا ہو مجھ سے۔۔۔

وہ بار بار ناراض ہو جاتا ہے، جلدی روٹھ جاتا ہے۔۔ پاگل ہے وہ۔۔۔ پتھر ہے اسے نہیں معلوم میں اس سے شدت سے محبت کرتی ہوں۔۔ وہ سمجھتا ہے میں نفرت کرتی ہوں اس سے۔۔

ایک تحریر کے رقم ہونے سے پہلے ہی آپ نے صفحات ہی پھاڑ دیئے کیوں آخر مجھ پر یہ ستم۔۔۔" وہ اپنا منہ سر پیٹنے لگی اسکے ماں باپ کا جانے کیا حال ہو گا

چپ ایکدم چپ!!!!"معاً اچانک وہ بپھرے شیر کی مانند غرایا"
اور اسکے اچھل کر خاموش ہوتے ہی بازو کو سختی سے دبوچ کر کھڑا کر دیا۔۔
عرشیہ پھیلی بھیگی وحشتزدہ نظروں سے مقابل کو دیکھتی تھر تھر
کانپ رہی تھی۔۔
نہیں کیا میں نے تمہیں برباد!!!"وہ بگڑے تنفس کے اسکے منہ پر"
چیخا۔۔عرشیہ کی چیخ حلق سے بے ساختہ تھی۔۔۔

برباد ہونے سے بچالایا ہوں تمہیں سمجھی۔۔وہ اپنوں کے روپ میں"
زہریلے سانپ ہیں ڈس کر پانی بھی نہیں پوچھیں گے تم سے۔"بازو چھوڑ کر
اسنے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرا۔۔۔

تمہاری وجہ سے بخشا ہے اسے، تمہیں ضمانت کہنے والے کا میں"
ٹکڑے کر دوں عرشیہ خان!!!!"وہ گرجتا آپے سے باہر ہو گیا۔

جھ۔۔جھوٹ۔۔جھوٹ ہے۔۔۔ب۔۔بکواس کی تھ۔تھی اسنے۔۔۔۔"
وو۔۔وہ۔۔ماں باپ۔۔۔مم۔۔ہہ۔۔ہمارے۔۔"وہ سسکتی خوفزدہ ہوتی

اسکی سرخ بھوری آنکھوں میں دیکھتی بڑبڑائی۔۔ورنہ تو جان ہاتھوں سے نکل رہی تھی۔۔۔

جانے کیسے توقیع اسکا مقابلہ کرتی تھی، اسکی آنکھوں میں دیکھ کر وہ وحشت زدہ ہوتی تھر تھر لرز رہی تھی۔ اسے اپنے بھائی سے خوف آرہا تھا۔۔ یہ بھی جانتی وہ مارے گا نہیں پھر بھی سخت خوف آرہا تھا

شٹ اپ جسٹ شٹ اپ!!!!نفرت کرتا ہوں میں اپنوں" سے اور تمہیں بھی کرنی ہو گی۔۔ آج کے بعد میں تمہارے منہ سے کسی کا بھی ذکر نا سنو!! کل تمہاری زندگی کیا تھی اس سے نا مجھے سروکار ہے نا ہی تمہیں ہونا چاہیے۔۔

آج سے تمہاری زندگی جو شروع ہو گی اسکے بارے میں سوچو۔۔۔

تمہارا باپ، ماں بھائی دوست عزیز سب کچھ میں ہوں یعنی دلاور خان۔ بھول جاؤ تمہارا ماضی کیا تھا، کیونکہ میں جانتا ہوں تمہیں بھی زخم زخم کر دیا ہے ان سیاہ زبان والے لوگوں نے۔۔ پر تمہارا آج سے شروع ہونے والا مستقبل دلاور خان حسین کر دے گا۔۔

یہ دیکھو میں نے سب شاپنگ اپنے ہاتھوں سے کی ہے، تمہارا ایک ایک ڈریس تمہارے سینڈلز چوڑیاں، جھمکے بالیاں۔۔۔ گلابی کپڑے۔۔۔

یہ سب تمہارا بھائی لایا ہے۔۔" معاً وہ ایکدم نرم پڑتا اسکی آنکھوں پر بوسے دیتا اسکی پیشانی چومتا اسے سینے میں بھینچ کر "شش" کرتا خاموش کرواتے خود بھی سکون سے آنکھیں موند گیا۔۔۔

سالوں بعد احساس ہوا ہے میں اکیلا نہیں میرا بھی اس" دنیا میں کوئی ہے، اب مجھے زندگی سے کوئی گلا نہیں ہوگا۔۔ تمہیں پا کر میں مکمل ہو چکا ہوں۔۔۔" وہ اچانک آگ سے برف کی طرح ٹھنڈا ہو چکا تھا اور آنکھیں موندیں اپنی بہن کو سینے سے لگائے جلتے سینے کو سکون بخش رہا تھا۔۔

جس طرح انہوں نے دلاور خان کی قبر بنالی اسی طرح تمہیں بھی" مرا تسلیم کر چکے ہیں۔۔ کل تمہاری بھی قبر بنالیں گے۔۔

قابل نہیں صمصام زیدی تمہارے، تمہاری محبت کے۔۔ میں دوں گا اپنی بہن کو اسکے قابل شخص۔۔" وہ اسکے مہندی سے سجے ہاتھوں کی انگلیاں چومتا ہوا بولا۔۔

اسکے ہاتھ پیر اسے کافی پسند تھے چھوٹے چھوٹے سے ہوا کرتے تھے۔ جنہیں وہ گھنٹوں دیکھتا چومتا خوش ہوتا رہتا تھا۔ اور آج وہی ہاتھ اسکی ہتھیلی پر رکھے تھے جنہیں وہ حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

کاش وہ ان ہاتھوں کو یونہی ہتھیلی میں رکھ کر بڑا ہوتے دیکھتا۔۔ اسکے دل سے ہوک سی اٹھی وہ اسکی پتلی نازک سی انگلیوں کو تھام کر لبوں سے لگاتا ہوا اسکے سر پر بوسے دیتا آج خوشی سے کھل رہا تھا۔

اسنے چھوٹی سی ہتھیلی دیکھنا چاہی اسکی ہتھیلی پر اپنا بوسہ دینا چاہا تبھی ہاتھ کو پلٹ کر دیکھا پر دوسرے لمحے ٹھٹھک کر رک گیا جب ہتھیلی کی وسط میں ہارٹ اور ہارٹ کی بیچ میں "صمصام زیدی" لکھا دیکھا۔۔۔

اسنے ساکن نظروں سے اسکی طرف دیکھا وہیں عرشیہ نے بھی برستی آنکھوں سے اس نام کو چھو کر اپنے بھائی کی طرف دیکھا۔۔

جسکی آنکھوں میں اٹھتا ہوا قہر دیکھتی وہ ایکدم پھوٹ پھوٹ کر روتی اسکے گالوں کو، اسکی آنکھوں پیشانی کو چومتی اسکی گردن میں چہرہ چھپا کر سسکنے لگی۔۔

مجھے کچھ نہیں چاہیے اپنوں سے بھائی۔۔ میں محبت نہیں عشق کرتی" ہوں اپنوں سے۔" دفعتاً وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی اسکے حصار کو تڑپ کر توڑتی ہوئی اسکے قدموں میں بیٹھ کر دامن پھیلا گئی۔۔

بے شک میں نے رب سے مانگا ہے آپکو، نماز فجر سے لیکر تہجد" تک ہر دعا میں صرف آپکو مانگا ہے دل! میں گڑگڑائی ہوں تو صرف آپ کے لئے، میں تڑپی ہوں تو صرف آپ کے لئے، میں نے بھیک مانگی بھی تو صرف آپ کے لئے۔۔ میں خوشیوں سے لیکر سسکیوں میں بھی صرف آپ ہیں۔۔۔
اسلیے نہیں کہ آپ مجھے لے جائیں۔۔۔ اسلیے کہ اپنے اوپر اس غلیظ الزام کو مٹا دیں، میرے باپ کے جھکے سر کو اٹھا دیں۔۔ اسلیے کہ لمحہ لمحہ مرتی میری ماں کی ممتا کو سکون دے دیں۔۔

میرا باپ، میری ماں، میرا بابا، میری اماں، میرا بھائی، میرا شوہر سب تو جیتے جی مر گئے ہوں گے جب ان سب کو رات میں نا ملی ہوں گی۔۔

"یہ کیسی دعا قبول ہوئی جسنے مجھے ہی مار دیا۔۔۔

اسے قدموں میں سسکتے دیکھ کر درد سے دکھتے سر کے ساتھ دلاور نے سرخ لہو آنکھوں کو اس سے ہٹا کر یہاں وہاں پھیریں اور گہرا سرد سانس بھر کر ناک سے سرسراہٹ محسوس کی، جس سے اسکے لبوں پر ایک تلخ مسکراہٹ آ گئی۔۔

"کتنا بیوقوف تھا، اسے دیکھ کر سوچتا تھا کوئی ہے اسکا۔"

اسنے نیچے بیٹھے اسکے جھکے سر کو دیکھا اور ناک سے گرتے ہوئے اس سرخ مادے کو آستین سے رگڑ ڈالا۔۔ دوسرے لمحے خود اسکے مقابل بیٹھا اور اسکے دونوں ہاتھ تھام کر اپنے چہرے پہ رکھتے پھوٹ پھوٹ کر خود ہی رونے لگا۔۔۔

"بربادی کا مطلب تم نہیں جانتی عشی۔"

....★☆☆☆☆☆★....

"بربادی کا مطلب تم نہیں جانتی عشی۔"
برباد ہوئے شخص کے پاس آباد ہونے کی راہ نہیں ہوتی، تمہیں تو میں ابھی"
آباد کر دوں، تم کیسے برباد ہوئی؟ تمہارا صام کیسے برباد ہوا؟ تمہارا باپ، تمہارا
بھائی تمہاری ماں تمہارے سب اپنے کیسے برباد ہوئے؟؟؟" وہ ایکدم درد سے
چیخ پڑا۔۔

آہ" اسکے اچانک چیخنے پر پاس بیٹھی عرشیہ کا دل حلق میں"
آ گیا۔۔

جانتی ہو بربادی کیا ہے؟؟؟" اسے دور ہوتے دیکھ کر اسنے تڑپ کر اسکے"
شانوں کو جکڑ کر گھسیٹ لیا پاس۔
تم نہیں جان سکتی کیونکہ تم دانیال خان کی بیٹی ہو جو حساب کا وقت"
" آنے پر ہمت ہار گیا۔۔

"میں تمہیں بتاتا ہوں بربادی کیا ہے۔۔"

بربادی اسے نہیں کہتے، بربادی اسے کہتے ہیں جب میرے باپ نے"
جانتے بھوجتے ہوئے بھی مجھے اس جہنم میں بھیجا۔"وہ روتا ہوا
دھاڑا۔۔
وہ جانتے تھے میں زانی نہیں،، میں قاتل نہیں،، میں ایسا گنہگار"
نہیں تھا۔۔۔ میں تو صرف دل تھا تم لوگوں کا جسے تن سے نوچ کر پھینکا
گیا۔۔۔ان سے کوئی مجھے پوچھ کر بتائے میرا جھوٹا ڈی این اے بنایا
"کیوں؟؟؟؟
اسکے دل میں گنجائش آ گئی کہ وہ چیختے ہوئے بھی بات بدل گیا۔۔
وہ کہنا چاہتا تھا ان سے کہ کیوں اپنے دوسرے بیٹے کو بچانے کیلئے"
اسے دنیا کے سامنے گنہگار بنا کر پیش کر دیا گیا۔کیوں اسکا کوئی نہیں
تھا اسے سیاہی سے بچانے والا؟کیوں اسے کسی نے گمراہی سے نہیں
"بچایا؟

چلو ٹھیک ہے وہ مان لے کہ انہوں نے اپنوں کو بچانے کیلئے، ایک
حاس بیٹے کو بچانے کیلئے اسے قربان کر دیا تھا دریاب خان پر۔۔
پر اسے ہمیشہ کیلئے خود سے نوچ کر جدا تو نا کرتا؟اسکی قبر تو نا بناتے۔۔
اسکے لوٹ آنے اسکے پکارنے پر دروازے بند تو نا کرتا۔۔۔

اسے اپنوں کی جدائی اذیتوں سے، حیوانوں کے وحشت ظلمات سے کیسنر "تونادیتے۔۔۔

میں ہوا ہوں برباد۔۔۔کون ساز خم تمہیں دکھاؤں، جس کی" تمہاری نظر میں معنی بربادی ہے بتاؤ وہ تمہیں دکھاتا ہوں کہ کوئی جب برباد ہوتا ہے تو کیا ہوتا ہے۔۔۔؟؟؟ تم لوگوں کو ترس نہیں آیا مجھ پر؟؟؟

تم سب کے ساتھ کھیلتا تھا، ساتھ سوتا تھا، ساتھ ہنستا مسکراتا تھا۔۔۔کوئی میرا نہیں تھا کیوں؟؟؟ ایسا کون سا عیب تھا مجھ میں؟ مجھے پور پور زخم کر دیا ہے عشی۔۔۔وہ مجھے مارتے تھے، پانی مانگنے پر پانی نہیں دیتے ہفتے ہفتے بھوکا رکھتے۔۔۔نا تم تھی نا کوئی اپنا۔۔ میرے تو ہزاروں اپنے تھے نا؟؟ پھر کیوں اکیلا رہ گیا؟ کیوں نہیں آئے میری چیخوں پر؟ کیوں نہیں آئے جب ایک بے گناہ کو روندہ جا رہا تھا؟ کیوں نہیں تھے جب مجھے نوچا جا رہا تھا۔۔"روتے روتے معاً اچانک اپنا سر تھام کر خاموش ہو گیا۔۔

اسکی نظر بہن پر دھندلی سی پڑ گئی، سر چکرانے لگا تھا، مقابل بیٹھی خاموش بت بنی بہن کو بھی وہ دیکھنے کے قابل نہیں رہا تھا۔۔اس

قدر بے بسی سے اسکا دل چاہا، اسکے دل سے شدت بھری دعا نکلی وہ ابھی اسکی گود میں سر رکھ کر آخری سکون بھری سانسیں لے لے۔۔

کیا فائدہ دلاور خان کے جینے کا؟ کوئی بھی تو اپنا نہیں تھا؟ کوئی جو اسکے" لئے روئے، کوئی جو اسکی حقیقت موت پر آنسوں بہائے۔۔
ابھی موقعہ تھا اور رونے والی بھی بیٹھی ہوئی تھی اسے چاہیے تھا ابھی اسکی گود میں سر رکھ کر سکون بھری نیند سو جائے، سالوں کی ادھوری نیندوں کو پورا کر لے، وہ اکلوتی بہن، ماں نا سہی ماں مقام تو تھی۔۔۔
اگر اسکا دلاور جاتا تو دل اسکا بھی دکھتا، وہ رب سے اسکی سکون کی دعائیں مانگتی، اسکی آخرت کی بخشش کی دعائیں مانگتی اور اس سے "بڑھ کر اور کیا ہوتا۔۔۔

عرشیہ کی وحشت سے پھیلی آنکھیں اسکی سرخ آنکھوں سے گرتے آنکھوں آنسوں پر تھیں۔۔۔

میری تو دعائیں بھی سنی نہیں جاتی تھیں جن سے میں تم لوگوں"
کے پاس آجاتا۔۔ مجھے تو شاید اوپر والے نے بھی دھتکارا ہوا تھا۔۔
کیوں نہیں آیا انہیں مجھ پر کوئی رحم؟؟ تم دونوں کو سینے میں چھپا کر
"نظروں کے سامنے رکھا مجھے کیوں بے دردی سے ٹھکرا دیا؟؟

میری ہنسی میرے قہقہے میری خواہشات میری آرزوئیں کے جگنو"
کہیں کھو گئے۔۔ میں نہیں دوں گا تم لوگوں کو کوئی صفائی، نا ہی میں دنیا کو
دوں گا کوئی صفائی۔۔۔
"کیونکہ مجھے اس بات پہ یقین ہے وتعز من تشاء۔۔۔۔
وہ جوان مرد اپنی زندگی کی بساط اپنے ماضی اپنی گمراہی اپنی، جہاں میں
اپنی ذلت دیکھتا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اس پتھر بنے وجود کے
سامنے۔۔۔
وتعزل من تشاء۔۔۔ اسنے دی ہے مجھے جہاں کی ذلت۔ وہی دے گا مجھے "
عزت۔۔
تم سے صرف اتنا سا وقت مانگتا ہوں وعدہ کرتا ہوں چلا جاؤں گا
جلد ہی۔۔۔ ہزاروں سینے میں تڑپ میں سے، تڑپ ہے میری
بہن کی۔۔ کسی کو میرے برے سائے کا معلوم ہونے نہیں دوں گا، نہیں

بتاؤں گا کہ تمہارا زانی بد کردار، برا بھائی زندہ ہے۔۔۔ جس خاموشی سے آیا ہوں اسی خاموشی سے لوٹ جاؤں گا۔۔

تھوڑا پیار دے دوں سالوں کا بھوکا ہوں محبت کا عشی" وہ اسکے سامنے ہاتھ جوڑ کر رونے لگا۔۔۔

تم دے دو مجھے محبت،، نہیں دوں گا میں انہیں کوئی تکلیف، نہیں دلاؤں" گا انہیں کوئی احساس۔۔ جس قبر کو وہ بنا کر بیٹھے ہیں وہی قبر حقیقت کر دوں گا۔۔۔

اب اتنی سی خواہش تو رہی ہے میری، سالوں کا پیاسا ہوں کوئی اپنا " پانی پلائے دے۔۔۔

چلی جانا تم اپنے صام کے پاس، میں جانتا ہوں رب نے اسے" مکمل بنایا ہے اس میں کوئی شک نہیں۔۔۔ وہ دل کا بھی برا نہیں بس جذباتی ہے۔۔

میں نہیں روکوں گا تمہیں، نا ہی تم سے تمہاری محبت کو چھینوں گا کیونکہ مجھ محبت کی قدر ہے۔۔۔" وہ سسکا جب اسکے سامنے تمام چہرے گھوم گئے۔۔

میں جانتا ہوں وہ بھی کیوں روتی ہے راتوں کو۔۔۔" وہ ہولے سے روتے روتے ہنسا۔۔ درد سے سارے دماغ کی شریانیں پھٹ رہی تھی پر آج کسی اپنے کے سامنے وہ سارے آنسوں بہا دینا چاہتا تھا پھر جانے یہ موقعہ ملے یا نہیں۔۔۔

اسے لگتا ہے وہ تھوڑا ناراض ہو گی نفرت جتائے گی، راتوں کو روئے گی تو" میں آکر اسے مناؤں گا، چپ کرواؤں گا۔" وہ اسکے بچپنے پر ہنسنے لگا۔۔
اس سے کہنا تم یہ عشی کہ آگے بڑھ جائے اپنی زندگی میں، اس سے" کہنا۔۔ میں چاند تو نہ لا سکا، اسکے لئے ستارہ ضرور بن کر آؤں گا۔۔
بہت مشکل ہے میرے لیے اسے کسی اور کے نام کرنا۔۔۔ پر جانتا ہوں نفرتوں میں گلاب نہیں مہکتے۔ میں نے اس سے کیے وعدے توڑے ہیں عشی۔۔۔
تم ہمیشہ اس سے دوستی بنائے رکھنا۔۔۔ کبھی اس سے بے وفائی مت کرنا۔۔ بہت محبت دینا اسے۔۔ وہ ابھی چھوٹی ہے معصوم ہے۔۔ مجھے بے وفا سمجھتی ہے اسے سمجھنے دینا۔۔۔ اسے حق ہے مجھے برا بھلا کہنے کا کہنے دینا۔۔۔ کبھی مت ٹوکنا اسے۔۔" وہ رکا اور گہرا سانس لیتے

ہوئے سامنے بیٹھے وجود کی آنکھوں، ناک سے گرتے پانی کو ٹشو میں جذب کرتے اسکا چہرہ تھاما اور لبوں سے لگا دیا۔۔

بہت اذیت جھیلی ہے نا تم نے میرے نام سے۔۔ بہت تنگ کرتے تھے نا تمہیں دلاور کے نام سے۔۔ میرے بس میں نہیں میں سب کچھ بدل دوں۔۔ تم پر حرف اٹھانے والی کی زبان انگلیوں نوچ توڑ دوں۔۔"

تجھ سے ثبوت مانگے ان سے کہنا، سیاہ کوٹھری میں ابھی جا کر دیکھو " تم لوگوں کا دلاور اپنوں کی دی ہوئی اذیتوں پر رو رہا ہو گا۔۔
جاؤ اسے بچاؤ وہ معصوم بچہ تھا جسکی کل کائنات اپنے تھے، اسکا باپ تھا۔
وہ باپ! جنکے سینے پر جب تک سر رکھ کر نا سوئے تب تک اسے نیند نہیں آتی تھی۔۔
جاؤ دیکھو اسے۔۔۔ اسکے سر پر ٹھوکریں ماری جا رہی ہیں، وہ تکلیف سے رو رہا ہے اسے نیند نہیں آ رہی۔۔۔" وہ اسکا بازو دبوچ کر اسے دروازے کی طرف اشارہ دینے لگا۔۔
" کوئی ہو جو اسے نکال لائے وہاں سے۔۔۔ اسے ایک زندگی بخش دے۔۔

معاً وہ رکا اور آہستگی سے ہنسا۔۔
سس۔۔ سوری می۔۔ میں بھول گیا کہ وہ تو مر گیا۔۔ وہ تو وہیں سسک"
سسک کر مر گیا۔۔ قاتل ہو تم لوگ میرے، میری روح کے
"میرے وجود میرے قلب کے قاتل ہو۔۔۔

تمہیں لگتا ہے میں نے تمہیں برباد کیا ہے؟؟ میں یہ سن رہا"
ہوں اور میرا دل بھی بند نہیں ہو رہا کیوں؟؟" وہ استفہامیہ نگاہوں سے
دیکھا۔۔۔
نہیں کیا میں نے کسی کو برباد عرشیہ۔۔۔ "معاً وہ اسے پیچھے کرتے"
پھر سے سسک سسک کر رونے لگا۔

نا تمہیں نا تمہارے باپ کو نا ہی تمہارے شوہر کو۔۔ دو منٹ میں "
سب کی زندگیاں پھر سے خوشحال ہو سکتیں ہیں پوچھو مجھ سے جلکے
"پاس نا آگے جانے کا راستہ ہے نا ہی پیچھے مڑنے کا۔۔
پتا ہے کتنی اذیت ہوتی ہے جب بے گناہ ہو کر بھی گناہ کا کفارہ کیا"
جائے۔۔ میرا نام جو پیدا ہوتے مجھے باپ نے کانوں میں ڈالا تھا کہ

میں "دلاور خان ہوں" روز قیامت مجھے "دلاور خان" سے پکارا جائے گا۔۔

وہ میرا نام مجھ سے چھین لیا گیا۔۔ میں زندہ تھا پر میری قبر پر ہر سال ناگواریت سے مٹی ڈالی جا رہی تھی۔۔

جانتی ہو ذلت کیا ہوتی ہے؟؟؟

رات کو جب اس اذیت کی زنجیروں کو توڑ کر لہولہان نکل کر بھاگا تھا تو میرے وجود پر ایک کپڑا نہیں۔۔۔

رات کی سیاہی میں سڑک پر بھاگتے ہوئے مجھے لوگ کوئی پاگل سمجھ رہے تھے۔۔۔

پر میں ان سے کیسے کہتا میں پاگل نہیں، میں تو ایک برباد شخص ہوں۔۔۔ مجھے تباہ کیا میرے اپنوں نے۔۔ ہر کوئی حیوان مجھے للچائی نظروں سے دیکھ رہا تھا اور میرے پاس چھپنے کیلئے جائے پناہ نہیں تھی۔۔

کوئی نہیں سمجھا دلاور خان کو۔۔

میں غیروں سے شکوہ کیسے کروں عرشی؟؟؟" اسکے بے جان وجود کو کھینچ کر اسنے اسکا چہرہ ہاتھوں میں تھام لیا۔۔

اور روتے ہوئے اسکی پیشانی سے پیشانی ٹکرا کر پوچھا کہ وہ کیسے کرے شکوہ؟
وہ کیسے کرے گلہ دنیا سے؟؟
"جب میرے اپنوں نے ہی مجھے برباد کیا۔۔"

اس باپ کا چہرہ دیکھنے کے باوجود بھی میں اس کے پاس چھپنے "
کیلئے آیا تھا۔۔ میرا پورا وجود لہولہو تھا اور مجھے اس ماں کے آغوش کی
ضرورت تھی جو مجھے ان وحشیوں سے چھپاتی۔۔۔
مجھے اس باپ کی ضرورت تھی جسے دنیا کہتی ہے سرد ہواؤں سے
چھپاتا ہے۔۔۔
تو پھر کیوں میرے ساتھ یہ ناانصافی؟؟؟ جب میں چھپنے آیا کیوں
دروازے بند تھے؟؟؟ میں ساری رات ایک کونے میں چھپا
بیٹھا رہا، اس تالوں لگے دروازے کو روتا تکتا رہا۔۔ اس آس میں کہ
ابھی میرا باپ آئے گا، ابھی میری ماں آئے گی اور مجھے چھپا کر اندر لے
جائیں گی۔۔ مجھے بچالیں گے۔۔۔
پر مجھے میرے ماں باپ نہیں ملے مجھے میری قبر ملی۔۔ تب
حقیقت میں میں نے محسوس کیا میں برباد ہوں۔۔ اور برباد شخص
کے پاس کچھ نہیں ہوتا جیسے میرے پاس کچھ نہیں تھا۔۔

تمہارے باپ نے میرے زندہ ہونے کے باوجود میری قبر بنالی تو کیسے ناکروں میں انہیں تباہ؟؟؟؟" اچانک وہ عرشیہ کے منہ پر دھاڑ پڑا۔۔۔
پر وہ ٹس سے مس نا ہوئی۔۔۔

محسوس کر سکتی ہو میری اذیت کا جس مسجد میں لوگ سر ڈھانپ کر جاتے ہیں اس مسجد میں' میں سر چھپانے کیلئے ننگا تن لیکر گیا تھا۔۔ کسی کا دروازہ کھلا نہیں تھا میرے لیے سواء اس رب کے دروازے کے۔۔
کوئی نہیں سمجھ سکتا میری بربادی۔۔

نہیں پسند مجھے اپنے۔ نفرت ہوتی ہے مجھے ان سے۔۔۔ تمہیں بھی مار دیں گے عرشیہ خان۔۔ تمہاری آواز بھی مجھ تک پہنچنے نہیں دیں گے۔۔۔
اسلیے میری بہن میں تمہیں چھپا کر لے آیا ہوں، تمہیں ان سانپوں کے ڈھیر سے نکال لایا ہوں جو تمہاری بربادی کا کارن بنتے۔۔۔" اچانک وہ اسکے

گالوں اسکے آنکھوں پر اپنا لمس چھوڑتا ہوا اسکا چہرہ سینے میں چھپا گیا۔

اچانک وہ دھاڑے مار کر روتی ہوئی اسکے چہرے کو چومتی اسکی گردن میں چھپ کر رونے لگے۔۔

مجھے رب پر یقین تھا بھائی کہ میرا بھائی ایسا نہیں ہو سکتا۔۔ جھوٹی ہے" دنیا دنیا کا ہر شخص جو تم پر انگلی اٹھائے۔۔۔
پر میرا دلاور کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا۔
نہیں کرتے ڈیڈ تم سے نفرت، نا ہی مام نا ہی اپنے میری جان ہمیں آپ سانسوں سے بھی قریب ہو نکال دو ان بدگمانیوں کو دل سے۔۔۔" وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھر کر سسکتی ہوئی پیشانی پر لب رکھ کر ٹوٹ کر رونے لگی۔۔

میرا دل پھٹ رہا ہے بھائی۔۔ میں تصور بھی کرنا چاہوں تو نہیں" کر سکوں گی آپکا ماضی مجھے خوف آرہا ہے۔۔۔ پر میں اپنے خدا کو جانتی ہوں۔۔ اسکی بے آواز لاٹھی گرے گی ان ظالموں پر جنہوں نے آپ پر

ظلمات کیے ہیں۔۔ یہ ایک بہن کی بد دعا جسنے آپ کے ساتھ ایسا کیا ہے خدا اسے نیست و نابود کرے گا دلاور۔۔۔" وہ پوری قوت سے روتی ہوئی چیخی تھی

میرا خدا اسے برباد کرے۔۔۔" وہ ہذیانی ہو کر وحشتزدہ ہو کر چیخنا چاہتی" تھی۔۔ اسے اسکی اذیتوں کی وحشتیں تڑپانے لگی پر اچانک ہی اسکا بھاری ہاتھ اسکے منہ پر آگیا۔۔

اور اسکی سرخ لہو برساتی ہوئی سنہری آنکھوں میں دیکھتے اسکے کپکپاتے وجود کو حصار میں لیا۔۔۔

پھر تمہیں تکلیف ہو گی۔۔" وہ اپنے آنسوں صاف کرتا اسکی" آنکھیں پونچھنے لگا۔
تم صرف میرے حصے کی محبت دو مجھے۔۔ اور بدلے میں مجھ سے انکی" معافی لے لو۔۔۔" وہ اس سے گویا ہوا۔۔۔

کیوں کروں میں انہیں معاف ؟؟ نہیں کرنا مجھے کسی کو معاف۔۔۔"
تمہیں جسنے برباد کیا ہے خدا اسے برباد کرے گا۔۔"وہ اسکا ہاتھ منہ سے
ہٹا کر اٹل مضبوط لہجے میں بولی

یقین کر لو میرا دلاور ڈیڈ ایسے نہیں۔۔بتاؤں ان پر کیا بیتی ہے تمہارے"
"جانے کے بعد۔۔۔۔

مجھے کچھ نہیں سننا۔۔۔"اسکی بات بیچ میں ہی کاٹ کر وہ غصے سے"
کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔۔اسے کھڑا دیکھ کر ایکدم وہ بھی بوکھلاتی ہوئی کھڑی
ہوئی۔۔
بیٹھوں میں آتا ہوں پھر ساتھ ناشتہ کرتے ہیں۔۔۔"وہ اسکا گال"
تھپتھپا کر اسے حیران سکتے میں چھوڑے وہیں سے مڑ کر چلا گیا۔
بھائی۔۔۔"وہ تڑپ کر اسکے پیچھے لپکی پر اسنے الٹا جواب دینے کے"
بجائے بغیر دیکھے اچانک دروازہ بند کر دیا تھا۔

بھائی کہاں جا رہے ہیں بھائی۔۔۔"وہ گھبراتی دروازے پر ہاتھ مارنے"
لگی جبکہ وہ دروازے کے باہر کھڑا اسکی چیخیں سنتا ہوا ناک ہتھیلی پر

صاف کرنے لگا۔ سرخ ہتھیلی دیکھ کر گہرا سکون بھرا سانس لیا کہ بروقت وہ وہاں سے نکل آیا ورنہ اسکے آگے راز فاش ہو جاتا۔۔

یہیں ہوں تم فریش ہو جاؤ پھر ساتھ ناشتہ کرتے ہیں۔"وہ اس" سے پیار سے گویا ہوا۔۔

نہیں آپ میری بات سنیں ڈیڈ آپ سے پیار کرتے ہیں بہت" بھائی۔۔ آپ کے جانے کے بعد وہ بہت مشکل سے سنبھلے ہیں بھائی خوامخواہ خود کو یہ سوچ کر تکلیف دے رہے ہیں آپکا کوئی نہیں۔۔ آپ کے "سب ہیں بھائی۔۔۔۔

وہ اسکی اذیت کو محسوس کرتی روتی ہوئی دروازہ پیٹتی التجائیں کرنے لگی۔۔

بھائی واپس چلیں میرے ساتھ میں وعدہ کرتی ہوں میں" آپ کو عزت دلاؤں گی سماج میں۔۔ آپکے اپنے آپکو بے تحاشہ چاہتے ہیں بھائی وہ سب آپکا ویلکم کریں گے۔۔"وہ روتی رہی پر اسکی بات کو سن کر وہ تمسخرے سے سر جھٹکتا ہوا ریلنگ کو تھام کر سیڑھیاں اترنے لگا۔

قدموں کی آہٹ کو خود سے دور ہوتے دیکھ کر عرشیہ وہیں سسکتی ہوئی نیچے بیٹھ گئی۔۔

تھوڑا نہیں آپکو پیار دینا۔۔۔ سارا پیار آپ پر لٹانا ہے مجھے کہیں" نہیں جانے دینا میں نے آپکو۔۔۔"اچانک وہ چیخ کر دروازے پر غصے سے ہاتھ مارتی رونے لگی۔۔

بہت مشکل سے ملیں ہیں۔۔ نہیں جانے دوں گی میں آپکو کہیں۔۔۔کچھ " نہیں کہوں گی میں تو قسیع سے جا کر خود بات کریں اس سے۔۔۔
جا کر اسے خود بتائیں کہ آپ صرف اسکے ہیں۔۔
بھائی دروازہ کھولیں مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔۔ بھائی بابا سے مل لیں وہ "آپ کو سب کچھ بتا دیں گے سمجھا بھی دیں گے بھائی۔۔۔
اسکی چیخیں دروازہ پیٹنا پورے گھر میں گونجتا رہا اس سے انجان کہ اسکی چیخوں نے مزید اسے اذیت سے دوچار کرتے اسکی حالت غیر کر دی ہے۔۔
پر اس سسکتی ہوئی بہن کو بھی کون بتائے یہ چیخیں یہ پکاریں اسے دلاور لوٹا نہیں سکتیں۔۔ یہ مزید اسے موت کی سمیت دھکیلنے والی ہیں۔۔

اسنے دروازے کی سمیت دیکھ کر ایک گہرا سانس بھرا اور اپنی آنکھیں پونچھیں۔۔

پتا ہے کتنی اذیت ہوتی ہے جب بے گناہ ہو کر بھی گناہ کا کفارہ کیا" "جائے۔۔

محسوس کر سکتی ہو میری اذیت کا جس مسجد میں لوگ سر" ڈھانپ کر جاتے ہیں اس مسجد میں' میں سر چھپانے "کیلئے ننگا تن لیکر گیا تھا۔۔
اسنے رک کر گہرا سانس بھرا اور ضبط سے اپنے بال مٹھیوں میں دبوچ لیے۔۔ اسکی آنکھوں سے آنسوں جاری تھے جبکہ کانوں میں جیسے سیسہ انڈیلا گیا تھا۔

اسکی چیخیں۔۔۔ اسکی سسکیاں۔۔۔

جیب سے رومال نکال کر وہ جوان مرد اپنی روانی سے بہتی آنکھیں صاف کرنے لگا۔۔۔اور ایک پل کیلئے وہیں ساکت کھڑا کچھ سوچ کر گہرا سانس فضا کے سپرد کر دیا۔ دوسرے تیزی سے مڑا اور بڑھ گیا۔۔

روم میں آکر اسنے کچھ دیر بیٹھتے ہوئے گھومتے سر کو بالکل ریلیکس کر دیا۔ اور باتھ روم میں جا کر چہرے آنکھوں پر پانی کی چھینٹیں مارتے ہوئے وہ گہرے سانس بھرنے لگا۔۔
کچھ دیر توقف کے بعد وہ کچھ سنبھلا، آئینے میں اسے اپنا عکس دکھائی دینے لگا جس پر اسنے سکون کا سانس لیا ورنہ وہ روم تک جانے کیسے پہنچا تھا۔۔

ڈاکٹر نے تو اسے نہار منہ گولیاں کھانے سے منع کیا تھا پر وہ درد سے پھٹتے ہوئے سر کے ساتھ جلدی سے ہتھیلی پر گولیاں نکال کر منہ میں ڈالیں اور پانی کا گلاس جگ سے بھر کر منہ سے لگا لیا۔۔
ساتھ ہی گلاس رکھ کر وہ سیدھا لیٹ گیا بیڈ پر۔۔۔
اسکے کانوں میں

بھائی ڈیڈ سے مل لیں، بھائی ڈیڈ ایسے نہیں "بازگشت کرتا تو کبھی"
میں تو برباد ہو گئی بھائی۔۔۔ میرے ڈیڈ پر کیا گزر رہی ہو گی۔۔ ابھی تو"
"مان رکھا ابھی تو یقین اولاد پر کیا پھر سے ہمنے انہیں توڑ دیا۔۔۔

مجھے یقین آرہا ہے آپ دلاور ہیں پر میں یہ کیسے یقین کر لوں مجھے برباد کرنے"
"والا دلاور ہو سکتا ہے؟؟؟؟

اسکی آنکھ سے آنسوں پھسل کر کنپٹی میں جذب ہو گیا۔۔
کیا سچ میں میں نے اسے برباد کر دیا؟" اس سوال پر وہ تڑپ کر اٹھ"
کھڑا ہو گیا۔
وارڈروب سے جلدی سے کپڑے نکال کر چینج کیے اور بالوں میں برش
کر کے وہ تیزی سے مڑا اور روم سے باہر نکل گیا۔۔

کچن میں کھڑی فاطمہ کے ساتھ اسکی ماں ناشتہ تیار کرنے
میں مصروف تھیں جبکہ اسکے تیز تیز قدم اچانک
آواز بند ہونے پر بھاگتے ہوئے گئے۔۔

عشی!!!"ٹھاہ کے ساتھ پورے پٹ کھول کر وہ ڈر سے اندر داخل ہوا۔پر"
اگلے ہی لمحے وہ اس افتاد پر بوکھلا گیا جب وہ اچانک ہی اسکے
سینے لگی۔۔۔

ہاہاہاہا مجھے معلوم تھا میری خاموشی پر بھاگتے ہوئے آؤ گے ڈر گئے نا"
خاموشی سے ؟"وہ قہقہہ لگاتی ہوئی اسکے گلے میں ایک بازو ڈال کر اسکے
گال پر اپنے ہونٹ رکھتی کھکھلائی۔۔

دلاور نے پہلے حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھا۔۔
وہ اتنی بڑی ہوئی گئی تھی۔۔کاش وہ چھوٹی ہوتی تو یوں بھاگ کر سینے سے لگنے پر
وہ اسے فضا میں بلند کر کے اوپر اچھال کر بانہوں میں بھر کر سینے
میں بھینچ دیتا۔۔

نہیں ڈرتا خاموشی سے عادی ہوں میں انکا۔پر تم سے ڈر گیا تھا۔۔۔""
وہ اسے دل سے لگا کر اسکے سر کو چوم لیا۔۔

میرے ساتھ ناشتہ کرو گی؟" اسکا موڈ بہتر دیکھ کر وہ اسکا چہرہ" ہاتھوں میں تھامے فرمائشی انداز میں گویا ہوا۔۔

میں ناشتہ نہیں۔۔۔۔ بلکہ ڈنر بھی کروں گی بس آپ میری ایک" خواہش پوری کریں گے؟" وہ اسکی خوشی سے چمکتی صنیھوں میں دیکھ کر بولی۔۔

تم کہو تو میرا شہزادہ!" وہ محبت سے بولا۔۔ اگر اس لڑکی کی جگہ کوئی" دوسری بہن ہوتی تو آج اس سے شدت سے نفرت کرتی اسے سامنے دیکھ کر مارنے کی خواہشات کرتی نا کہ اسکے سینے سے لگی ہوتی۔۔ وہ جانتا تھا اسکے نام کے حوالے سے اسنے بہت کچھ برداشت کیا تھا۔ اسکی جگہ کوئی اور ہوتی تو دبوسی یوتی یا کوئی زیر کا وجود بنی ہوتی اسکے لئے۔۔ پر وہ عرشیہ تھی جانے کیوں اسے اس سے اتنی محبت تھی؟ کیوں ساری دنیا غلط کہہ بیٹھی تھی اور وہ ایک پل کیلئے بھی یہ ماننے سے قاصر تھی کہ اسکا بھائی ایسا ہو سکتا ہے۔۔

"کیا محبت یہ ہوتی ہے؟"

میرے ساتھ چلیں گے؟؟؟"وہ سرخ ہتھیلی سامنے پھیلا گئی۔۔"
دلاور نے فرمائش پر کچھ حیرت سے چونک کر اسکے چہرے کی طرف دیکھا جو کہ اسے ہی دیکھتی مسکرا رہی تھی۔۔۔

اسنے آہستہ سے اسکے پھیلے ہوئے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا اور اسکی پشت پر اپنے ہونٹ ثبت کرتے آنکھوں سے لگا دیا۔۔باری باری آنکھوں سے لگاتے ہوئے اسنے دل کو راحت دی۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

کسے پوچھوں، ہے ایسا کیوں۔۔۔
بے زبان سا یہ جہاں ہے۔۔۔

خوشی کے پل، کہاں ڈھونڈوں۔۔۔
بے نشان سا وقت، بھی یہاں ہے۔۔۔

وہ تکیے پر رکھے بازوؤں میں سر چھپائے سسک کر رو رہی تھی معاً اسنے گلوکار کی آواز پر سر اٹھا کر دروازے کی طرف چونکتے ہوئے دیکھا۔۔
وہ تو ویسے ہی بند تھا جیسے انوشے کر کے گئی تھی۔۔
جانے اس سے کیا چھپایا جا رہا تھا، جانے اتنی دیر سے اسکا بھائی کیوں نہیں آیا اسکے پاس۔۔ صبح ہو گئی اور صبح کے بعد بھی تو سورج پر پھیلائے آسمان کو اپنے حصار میں لیکر سر پر چمک رہا تھا۔۔
پر ایک ناتھا تو وہ۔۔۔

جانے کتنے لبوں پر گلے ہیں۔۔۔

جانے کون تھا جو اسکے احساسات سے کھیل رہا تھا، کون تھا جو اسکے احساس کو جان کر سن رہا تھا۔۔ اسکے آنسوں روانی سے بہنے لگے۔ڈرپ سے قطرہ قطرہ لیکوئیڈ گرتا، ٹوٹ کر جیسے بادلوں سے قطرہ گرے کسی وجود کو نم کر کے اسکی رگ وپے میں اتر جائے ویسے ہی نازک سی ہاتھ کی پشت میں لگے کینولا سے قطرہ قطرہ اسکی رگ وپے میں اترتے ہوئے محسوس کرتی وہ وحشتیں بھری نظروں سے انہیں دیکھنے لگی۔۔۔

اور پھر اچانک ہی بری طرح سے نوچ کر ہاتھ کی پشت سے دور پھینک دی۔۔

زندگی سے کئی فاصلے ہیں۔۔۔

اسکا دل درد سے دکھنے لگا وہ آنکھیں رگڑ کر کھلے بال بکھرے جلیے ننگے پاؤں ٹھنڈے فرش پر اتر آئی۔ اسکا پورا وجود کپکپا گیا وہ نقاہت سے گرنے لگی بے ساختہ دھک دھک دل سے بیڈ کو تھاما۔۔

بس جیتے ہیں سپنے کیوں آنکھوں میں۔۔
لکیریں جب چھوتی ان ہاتھوں سے۔۔۔
یوں بے وجہ۔۔۔

مام۔۔۔!!ڈیڈ۔۔!!" وہ روم کی وسط میں گھنٹوں کے بل گر کر ہذیانی ہو کر چیخ" اٹھی۔۔
آہہ۔۔ آہہ۔۔" وہ کسی کو ناپا کر تنہا روم میں دھاڑے مارنے لگی۔۔"

جو بھیجی تھی دعا۔۔۔۔
وہ جا کے آسمان سے یوں ٹکرا گئی۔۔۔
کہ آ گئی ہے لوٹ کے سدا۔۔۔۔

"رات میں بہت ڈر گئی تھی۔ اور تم چلے گئے تھے"
"کیوں؟؟ مجھے بلا لیتی واپس" اسنے متفکر ہو کر کہا" کسی نے ڈانٹا تھا؟"
نہیں میں خواب میں ڈر گئی" وہ یاد کر کے رونے لگی"
ہشش! خواب پر بزدل روتے ہیں اور تم ایک بہادر لڑکی ہے روتے نہیں۔۔"
اب بتاؤ کیا خواب تھا؟" اسنے محبت بھری سرزش کرتے
اسکی نیلی آنکھوں سے برستے آنسوں پوروں پر سمیٹ لیے۔۔
خواب بہت برا تھا وہ رو رہی تھی۔" اسنے ہاتھوں میں چہرہ چھپا"
لیا۔
کون؟" اسنے الجھ کر پوچھا۔"
وہی جسکے بڑے بڑے بال تھے سرخ آنکھیں تھیں وہ خود کو کاٹ رہی تھی"" "
اسنے ہچکی لی۔
وہ حیران پریشان ہو کر اسکے لبوں پر ہاتھ رکھ کر اسے خاموش کروا گیا۔
تم سنو گے نہیں اسنے کیا کہا؟" وہ ہاتھ ہٹا کر اسے دیکھتی گویا ہوئی"

نہیں بھول جاؤ اسے کہا ناوہ برا خواب تھا" اسنے نفی سے سر ہلاتے"
رومال سے اسکا چہرہ خشک کیا
پر میں چاہتی ہوں تم سنو!" اسنے ضد کی"
پہلے وعدہ کرو روگی نہیں؟" کچھ سوچتے وہ بھی متجسس ہوا پر اسکی بھیگی"
پلکوں کو دیکھ کر ہاتھ آگے کیا
اوکے میں نہیں روتی میں واوا گرل (اچھی لڑکی) ہوں۔۔" اسنے واوا پر"
ہنس کر اسکی ناک دبائی پر انگلی کو بھیگا دیکھ کر مزید مسکراتے اسے
بولنے کا اشارہ دیا
میں نے دیکھا ایک اکیلا بند روم تھا، روم میں ملگجا اندھیرہ"
تھا میں چپکے سے اندر داخل ہوئی تو روم میں کوئی وجود چھپا ہوا سسکیاں
" بھر رہا تھا۔
کون تھا؟" اسنے تجسس سے بیچ میں ہی پوچھا"
مقابل بیٹھے وجود نے اس گستاخی پر گھورا وہ زبان دانتوں میں دبا کر کان کو چھو کر
معذرت کرتے اسے جاری رکھنے کا اشارہ دینے لگا۔
میں نے دیکھا وہاں دیواروں پر سیاہ مار کر سے دل دل لکھا ہوا تھا ہر"
جگہ" وہ داد میں ابرو اچکا گیا

میں نے آگے بڑھ کر اس چھونا چاہا کہ یہ تو میرے دل کا نام ہے۔"
ابھی میں نے چھوا نہیں تھا کہ اچانک وہاں رکھے بیڈ کے پیچھے کوئی روتی ہوئی پاگل آنٹی چیختی گھٹنوں کے بل بھاگتی ہوئی میرے پاس آئی اور اچانک ہی مجھے نام کو چھونے سے پہلے ہی گھسیٹ کر پیچھے پھینک دیا۔" وہ ڈر گئی جیسے ابھی اسکے پاس آجائے گی

پھر؟؟" وہ حیران ہوا"

پھر اسنے مجھے مارا اور مارتے ہوئے بولی یہ میرا ہے۔ میں ڈر گئی مجھے" بھی رونا آگیا۔ میں نے روتے ہوئے اس سے کہا یہ میرے دل کا نام ہے۔۔ پھر پتا ہے اسنے کیا کہا؟" بھیگی سہمی آنکھوں سے دیکھتی وہ بولی کیا؟" اسنے چہرہ اسکا ہاتھوں میں بھر لیا"

وہ بولی کہ یہ اسکے دل کا نام ہے۔ وہ اسے چھوڑ گیا اور اگر میرا بھی دل ہے تو" وہ بھی مجھے چھوڑ جائے گا" وہ چھوٹی سی لڑکی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

تو قسیع! ہشش نہیں ایسا نہیں۔۔ وہ جھوٹا خواب ہے ان پر یقین مت" کرو۔۔ میں تمہیں کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ یاد ہے میں نے تم سے وعدہ کیا تھا۔ اسے تو مت بھولو میں تم سے وعدہ کر چکا ہوں میں کبھی تمہیں چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ پتا ہے مام کیا کہتی ہیں؟" اسنے چپ کرواتے ہوئے وہ اسکا چہرہ پونچھنے لگا

کیا؟" اسنے سسکاری دبا کر اسے دیکھا"
مام کہتی ہیں سچے قلب کے وعدہ کبھی جھوٹے نہیں ثابت ہوتے۔ اور "
"میں نے تم سے سچے دل کا وعدہ کیا ہے۔
ہاں ناں! اگر تم گئے بھی تو میں ڈیڈ بھائی کو کہہ کر تمہیں بلالوں گی، وہ"
میری ہر خواہشات پوری کرتے ہیں" اسنے گال صاف کرتے کہا
تم صام بابا سے کیوں کہو گی؟ تم سیدھا اللہ سے کہنا۔ پھر دیکھنا وہ"
مجھے ایک سیکنڈ میں تمہارے پاس پہنچا دے گا چاہے ہم کتنے دور
"کیوں نا ہوں

جھوٹ !!!!!"معاً وہ حلق کے بل اسکی بے وفائی پر غرائی"

جو بھیجی تھی دعا۔۔۔
وہ جا کے آسمان سے یوں ٹکرا گئی۔۔۔
کہ آ گئی ہے لوٹ کے سدا۔۔۔

تکلیف سے روتے، دل کی التجاؤں پر اسنے سسکتے ہوئے مہندی سے سجے
سرخ ہاتھ دعا میں بلند کر دیئے۔

"اے خدا بدل دے اس وقت کو۔۔۔"

سانسوں نے کہا رخ موڑ دیا۔۔
کوئی راہ نظر میں نا آئے۔۔

دھڑکن نے کہا دل چھوڑ دیا۔۔
کہاں چھوڑے ان جسموں میں سائے۔۔

وہ اسکے ہاتھوں میں چہرہ چھائے سسکنے لگا "جانے کیوں وہ ملی مجھے ؟
جب اسے بچھڑنا تھا تو کیوں آئے سب میری زندگی میں۔۔ اس سے بہتر تھا میں کسی یتیم خانے میں آنکھیں کھولتا کم از کم آج "میری نظریں دھندلی نا ہوتیں۔

یہی بار بار میں سوچتا ہوں تنہا میں یہاں
میرے ساتھ ساتھ چل رہا ہے یادوں کا دھواں

وہ گرتی پڑتی ہوئی اٹھ کر کھڑکی کے سامنے آ گئی۔ سامنے سڑک کے کنارے کھڑے ٹرک سے فل والیم میں آواز پورے ماحول میں گونج رہا تھا۔

وہ کیسے خاموش کروائے انہیں۔۔ وہ کیسے بتائے انہیں کہ اسکا دل درد سے پھٹ رہا ہے اس پر یہ ستم نا کریں۔ معاً اسنے اپنی کلائیوں میں پہنی چوڑیوں کو دیکھا۔۔
اور اگلے لمحے بنا کچھ سوچتے ہوئے اسنے اپنی کلائیوں سے چوڑیاں اتار کر کھڑکی سے نیچے پھینکنی شروع کر دیں۔۔

ایک اس آدمی نے نہیں جس جس نے چوڑیوں کو تیسری منزل سے گرتے ہوئے بیچ سڑک پر دیکھا حیرت سے ان سب نے گردنیں تعاقب میں بلندی کی طرف اٹھائیں۔

ان لاتعداد کھڑکیوں میں سے ایک میں کھڑی وہ ہاتھ جوڑے سسک رہی تھی۔ فضا میں ایک دم سکتا چھا گیا تھا ہزاروں لوگوں کو

متوجہ ہوتے دیکھ کر اسنے روتے ہوئے پردے برابر کرتے وہیں روتی ہوئی سسکتی بیٹھ گئی

وہ تو التجا کیلئے اٹھی تھی۔۔کیسے آنکھیں پھیلا کر تجسس سے اسے دیکھ رہے تھے کہ اب وہ احساس گناہ سے اپنا سر پیٹنے لگی۔۔

وہ کیسے بھول گئی دنیا تماشائی ہے۔۔وہ الفتِ ستمگر تھا۔۔جیتے جی اسکا تماشا بنا گیا۔

توقیع!" تقویٰ زیدی صائم زیدی دونوں بوکھلائے ہوئے ساتھ روم میں" داخل ہوئے سامنے کا منظر دیکھ کر انکا دل حلق میں آگیا۔

چند قدموں کے فاصلے پر وہ نیچے بیٹھی دیوار سے سر ٹکراتی ہوئی بیٹی کو دیکھا۔۔

توقیع بس!!!"صائم زیدی غرا اٹھے اس تکلیف پہ۔۔۔۔"

پاس مت آئیں ورنہ میں خود کو مار دوں گی۔"باپ کو اپنی سمیت" بڑھتے دیکھ کر وہ ایکدم اٹھ کر سیزر اٹھائے اپنی شہ رگ پر اسکی نوک رکھ دی۔۔

توقع مت کرو ایسا بیٹا اپنے ماں کے کلیجے کو کیوں تڑپا رہی ہو؟ کچھ رحم کرو"
ہم پر۔۔"ہراساں ہوتے تقویٰ زیدی نے اپنے ہاتھ جوڑے۔
تو بتائیں نا مجھے کہاں ہے میرا بھائی صام کیوں نہیں آیا وہ ابھی"
تک ؟"وہ تڑپ کر جیسے ہی گھٹنوں کے بل گرنے لگی صائم زیدی نے ایکدم آگے
بھاگتے ہوئے اسکے پھول جیسے وجود کو شفقت کے حصار میں تھام لیا۔

اسکی ناراضگی کی وجہ سے میں نے چھپائی تھی بات۔۔کبیرہ"
گناہ تو نہیں کیا تھا میں نے ڈیڈ کہ وہ یوں روٹھ کر چلے جائیں مجھے
پوچھنے بھی نا آئیں۔۔۔
سب میرے ساتھ ایسے کرتے ہیں۔۔کیا میں اتنی بری ہوں کوئی مجھے
ہمیشہ پاس نہیں رکھ سکتا؟"وہ رونے لگی۔۔۔
اسے دیکھ کر وہ بھی رونے لگے۔۔انکی پہلے ہی حالت بھائی بھابھی کو دیکھ کر
غیر تھی اب اور۔۔۔۔

معاً وہ دونوں چونکے جب اسے مسکراتے ہوئے دیکھا۔۔
دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر بیٹی کو۔۔۔

جو کھوئی ہوئی مسکراتی اپنے باپ کے شانے پر سر رکھ گئی۔۔
اسنے آہستہ سے آنکھیں موندلیں۔۔
اسکے ارد گرد چاند ستارے، رات کی چمکتی سیاہی تھی۔ اسکے مقابل گھٹنوں کے بل بیٹھی تھی۔۔
وہ لمحہ جب نظریں اٹھا کر بھوری خوبصورت آنکھوں نے اسے دیکھا تھا، اور جانے کیا ہوا اسے کہ اچانک اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھر کر اسکی چھوٹی سی پیشانی پر اپنے لب ثبت کر دیئے۔

ایک سرسراہتا ہوا پرسکون کرتا، احساس اسکی رگ وپے میں دوڑ گیا۔۔۔
کیا ہوا؟؟؟" تقویٰ نے حیرت سے دہل کر شوہر کو مخاطب کیا۔"

سو گئی!" انہوں نے حیرت سے بیوی کو دیکھا۔"
دفعتاً فضا میں گلوکار کی آواز شور مچاتی ہوئی گونجی۔۔ جان بوجھ کر تماشے کیلئے تماشا پسندوں نے شرارت کی۔
دونوں میاں بیوی نے چونک کر کھڑکی کی سمیت دیکھا۔ آواز تیز کانوں میں چبھ رہی تھی پر وہ ہوش میں نہیں آئی۔۔

جبکہ گلوکار اس بیہوش وجود کی صدا اس تک پہنچانے کی جیسے بھرپور جدوجہد کر رہا ہو۔۔۔

مجھے کچھ پل دے قربت کے۔۔
فقیر ہم تیری چاہت کے۔۔۔
رہے بے چین دل کب تک۔۔
ملیں کچھ پل تو راحت کے۔۔

میں نے انوشہ سے کہا تھا آتے ہوئے ونڈو زلاک کرنا پر شاید اسنے " سنا نہیں۔۔۔ کیسے فضول لوگ ہیں ایسے کوئی تیز والیم میں گانے سنتا ہے۔۔" غصے سے تقویٰ ایکدم اگے بڑھتی کھڑکیاں بند کرتی پردے برابر کر گئی۔۔

یہ گیا کہاں ہے؟ رات سے دن ہو گیا اسکا کوئی اتا پتا نہیں پاگل " کر دے گا مجھے یہ شخص۔۔ کوئی ہوش ہے اسے بہن کا؟ دنیا کیا بکواس کر

رہی ہے بہرہ ہو گیا ہے یا اندھا؟؟" بیٹی کو بیڈ پر ڈال کر اسکے اوپر بلینکٹ اچھے سے ڈالتے ہوئے وہ غصے سے گویا ہوئے۔۔

کیا کہہ رہے ہیں خدا نا کرے آپ تو پیچھے نا پڑ جائیں اسکے ساری" دنیا تو ہاتھ دھو کر میرے بیٹے کے پیچھے پڑی ہے۔۔
کہا تھا سادگی سے نکاح کر کے خاندان کے لوگ بلا کر رخصتی کر دیتے ہیں۔۔۔
پر نہیں ہمیشہ اپنی کرتا ہے جانے کہاں چلا گیا۔۔۔ دریاب ساحل ڈھونڈ رہے ہیں اسے مل جائے گا مجھے یقین ہے میرا بیٹا اپنے کردار پر لگے ان جھوٹے الزامات پر خاموش نہیں رہے گا۔۔" وہ روتی ہوئی گویا ہوئیں۔۔
صائم زیدی گہرا سانس بھر کر رہ گئے۔۔

کتنا بیوقوف ہوتا ہے انسان گناہ کر کے سوچتا ہے کچھ نہیں ہو گا سب ٹھیک ہو جائے گا۔ آج گناہ کیا ہے کل معافی مانگ لیں گے۔۔
پر کیوں یہ بھول جاتے ہیں مکافاتِ عمل بھی ہے۔۔

ان شاءاللہ" وہ سامنے کھڑی اپنی متاع جاں کو دیکھتے انکے صبحرو"
رب سے مانگی گئی دعاؤں پر کامل یقین رکھتے سر ہلا گئے۔۔

میں بھی کچھ ہاتھ پر مارتا ہوں تم خیال رکھنا اسکا ڈرپ لگا دو اسے اور ہاں"
اٹھے تو لنچ ضرور کروانا کل رات سے کچھ نہیں کھایا اسنے۔۔۔" وہ بیوی کو
ہدایات دیتے ہوئے موبائل جیب سے نکالتے وارڈ سے باہر نکل گئے۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

دوپہر کا وقت ہو چلا تھا ناصام تھا ناہی اسکا کوئی اتا پتا۔۔ صائم زیدی
صارم، سب کافی متفکر پریشان تھے کہ اچانک کہاں چلا گیا انکا
بیٹا، بھائی۔۔ سب سخت گھبرائے خوفزدہ تھے۔ وہ بمشکل ضبط سے
دریاب زیاف کی جان توڑ کوششوں سے گاڑی میں بیٹھا اور
فاسٹ ڈرائیونگ کرتے چینج کرنے کیلئے گھر آ گیا تھا۔۔
ہارون شاہ کو لگتا تھا کمپلینٹ درج کروا دینی چاہیے تھی، کافی وقت گیا تھا
بارہ کلاک سے اوپر کچھ گھنٹوں کا تو وقت تھا پھر تو چوبیس گھنٹے ہونے والے

ہوں گے اسکے غائب ہوتے۔۔اور بہت آسانی سے اس مسئلے کا حل بھی ہو جاتا اسکے کڈنیپنگ کا سوچتے۔۔

پر صائم زیدی یہ سب نہیں چاہتا تھا وہ چاہتا تھا اسکا بیٹا آئے اور خود پر لگے ان الزامات کو جھٹلائے۔۔

اسی وجہ سے سب اسے ڈھونڈ رہے تھے بلکہ وہ فورس بھی جو کہ اسکے حکم پہ ارینج کی گئی تھی سیکیورٹی کیلئے۔۔

صائم زیدی ساحل دریاب اسے ڈھونڈنے کیلئے بھاگ دوڑ کر رہے تھے جبکہ صارم چینج کرنے آیا تھا تاکہ پھر امی ماں کے پاس جا سکے انکی ہیلپ کروانے ہاسپٹل۔۔۔

گھر میں داخل ہوتے ملازمین کو سلام کا جواب دیتے سب سے پہلے اسکا ٹکراؤ حجاب شاہ اور تائی اماں سائیں سے ہوا تھا۔انہوں نے صائم زیدی کی طبیعت بابت پوچھا تو صارم نے معذرت کر لی ان سے کہ وہ اب چینج کر کے جانے والا ہے اسے ابھی تک کچھ نہیں معلوم کیا حالات ہیں ہاسپیٹل کے۔۔۔

اسکی بات سنتے دونوں خواتین نے صورتحال کے پیش نظر سر اثبات میں ہلایا اور اسے جلدی سے جگہ دی تاکہ وہ جا کر دیکھ سکے۔۔۔

مزید انہوں نے یہ سوچ کر نہیں پوچھا کہ وہ پہلے ہی کافی تھکا تھلا اداس پریشان لگ رہا تھا مزید اسکے ضبط کا امتحان نہیں لے سکتی تھیں۔۔

چھا تم جاؤ میرے بچے چینج جرلو کافی تھکے ہوئے لگ رہے یو۔"تائی" اماں نے اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پیشانی چوم لی۔

حجاب شاہ نے مسکراتے رب کا شکریہ کرتے ہوئے اسے دیکھا۔

جزاک اللہ خیراً کثیرا!"وہ ان سے کہتا ہوا آگے بڑھ گیا اپنے روم کی" طرف۔۔اور چنس سیکنڈ میں تمام فاصلہ سمیٹ کر اسنے ڈور کھول کر اپنے قدم اندر رکھے۔۔

سب سے پہلے جو احساس محسوس ہوا تھا وہ تھا کسی کی موجودگی کا۔وہ ساکت سا ہو گیا۔اسے احساس تھا کہ اسنے خود لا کر بٹھایا ہے اسکے۔۔۔

وہ سر جھٹک کر روم میں داخل ہو گیا، اور پلٹ دروازہ بند کرتے ہوئے نظریں ذرا سی بیڈ کی سمیت اٹھائیں تو بیڈ خالی پایا۔۔ اسنے یہاں وہاں دیکھے بغیر ذرا سی کمر سیدھی کرنے کیلئے بیڈ کا رخ لیا تا کہ دس منٹ ہی ریسٹ کر کے ہاسپٹل جا سکے۔۔

ہال میں بھاگ دوڑ، پھر کانفرنس، اسکے بعد میٹنگ، اور پھر بار بار ڈرائیونگ سے یہاں آنا وہاں جانا۔۔

اسکا انگ انگ تھکا ہوا تھا۔ آؤ تاؤ دیکھے بغیر وہ منہ کے بل خالی بیڈ پر جا کر گرا تھا۔

آہہہ۔۔۔ "اسکا گرنا تھا کہ اگلے ہی پل نیچے بلینکٹ میں دبے ہوئے نازک" سے پتلے وجود کی چیخ دردناک تھی۔

کک۔۔ کون؟؟؟؟" چیخ کو سنتے ہی صارم نے ایکدم بوکھلا کر جیسے ہی" بلینکٹ اٹھایا اپنے نیچے تکیے پر منہ بل پڑے وجود کو دیکھتے اسکے وجود کو چار سو وولٹ کا جھٹکا لگا۔

درد سے وہ مزید چیخ مارتی کہ صارم نے ایکدم بوکھلاتے ہوئے اسکے منہ پر اپنا بھاری ہاتھ جما لیا۔۔

کیا کر رہی ہو گیسٹس کیا سمجھیں گے!!" غصے سے اسکا منہ سختی سے
دباتے ہوئے وہ پریشانی سے دروازے کو دیکھنے لگا۔ کتنا سبکی بھرا احساس
تھا کیا وہ سوچتے اسکے بارے میں کہ بیوقوف ایڈیٹ دلہن کیوں چیخ
رہی تھی؟

بازل اپنی پشت پر اسکا پہاڑ جیسے وجود کے وزن سے بے دم نڈھال ہو کر تکیے پر
چہرہ گرا چکی تھی۔ اسے لگا وہ دو منٹ بھی اسکے اوپر پڑا رہا تو وہ یہیں اسکے
وجود کے بھار سے دم توڑ دے گی۔۔
اسکی ساری سانسیں سینے میں دب چکی تھیں، چہرہ سرخ
لہو کی مانند ہو چکا تھا۔
میں ہاتھ ہٹا رہا ہوں اگر ذرا سی چیخ یا آواز تمہارے حلق سے نکلی یہیں گلا"
دبا کر قصہ ختم کر دوں گا" اسنے وارن کرتے اسکے سر کے گرے بالوں کو
دیکھتے ہوئے آہستہ سے اپنا ہاتھ اسکے ہونٹوں سے ہٹا دیا۔۔
اسکا ہاتھ جیسے ہی ہٹا بازل نے گہرا سانس چھوڑتے ہوئے سرخ
آنکھوں کو میچا۔۔ اسنے اپنی پیشانی تکیے پر ٹکا دی۔۔ اور آہستہ سے سانسیں
بھرنے لگی۔

پر تبھی اسے خود پر ابھی تک اسکی موجودگی کا احساس ہوا، پشت پر اسکے چوڑے سینے کو محسوس کرتی وہ تپ کر سرخ ولال انگارہ ہو گئی۔۔۔

اب ہٹو گے یا یونہی پڑے مزے لیتے رہو گے ؟" وہ اپنے ازلی روڈ کاٹدار اور بے باک لہجے میں گویا ہوئی۔۔

صارم جو چوکنا ہو کر اسکے چیخنے کو روکنے کیلئے پڑا تھا اچانک اسکے الفاظ پر ٹھٹھکا۔۔ پھر آنکھیں سکیڑیں۔۔ تبھی وہ کچھ سمجھتا یا اسکا منہ توڑ دیتا اس سے پہلے وہ نازک اسکے سینے تلے دبا ہوا وجود اسکے توانا وجود کا ستم جھیلتا ہوا تڑپ کر کسمسانے لگا۔۔

اسکے کسمسانے پر صارم سرخ پڑتا ایکدم بدک کر برقی جھٹکے سے اسکے اوپر سے دور ہٹ گیا۔۔ جبکہ ایک احساس اسکے رگ وپے میں سرسراہٹ کرتا گیا۔۔

اسنے ترچھی نگاہوں سے دور کنارے پر بیڈ کے بیٹھتے ہوئے اسے دیکھا جب وہ جھٹکے سے خود پر پڑے بلینکٹ کو اٹھا کر اٹھ بیٹھی۔۔

اور گرے سانس بھرنے لگی۔۔

صارم کی جو تر چھی نگاہیں تھیں اس پر، ایک لمحے کیلئے ساکن سی ہو کر ٹک گئی۔۔ جہاں وہ سفید پھولوں سے سجے بیڈ سے اچانک نکلتی ہوئی کمر تھام کر کراہ گئی۔

پر اسکی نظروں کو ساکن کرنے کی وجہ اسکا کراہنا نہیں بلکہ سلک کی دودھیا نائیٹی میں اسکا نوخیز سراپا تھا۔ معاً اسے جھٹکا لگا شاکڈ کا شدید۔۔۔ جب اسکے سراپے کو نائیٹی میں ملبوس دیکھا وہ بھی گہرے ڈیپ نیک والی سلیولیس۔۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے اوپر آنے کی؟؟؟" وہ جھٹکے سے اسکی" سمیت مڑی۔ صارم کی نظریں بے ساختہ بھٹک کر اسکے خدوخال پر گئیں جو اس بے ہودہ لباس میں بالکل واضح ہو چکے تھے۔

یہ اس قدر گھٹیا ڈریس وہ بھی اسکی بیوی نے زیب تن کیا ہوا تھا، اسے جتنا شاک لگتا اتنا کم تھا۔

اسکی جائزہ لیتی نظروں سے باذل کا خون رگوں میں کھول اٹھا۔ اسنے نظریں جھکا کر اپنے سراپے کو دیکھا اور دوسرے پل ہڑبڑا کر اپنی نیک کو

درست کیا۔ اسکے گال تپ گئے، جب کہ سامنے بیٹھے وجود کی رگوں میں خون ٹھوکریں مار رہا تھا۔۔

"کیا لباس ہے یہ؟؟" بمشکل خود پر ضبط کرتے ہوئے وہ بیڈ سے اتر آیا اور اسکے مقابل کھڑا ہوا۔۔ باذل نے اسکے چونکنے کر اسکی سرخ نظروں میں دیکھا۔

"واٹ یو مین؟ یہ کس طرح مجھ سے بات کر رہے ہو؟" وہ تیکھے چتونوں سے اسے گھورتی دوسرے پل بیڈ سے اتر کر اسکے مقابل آ گئی۔ اسکی گلابی اسکن پر وہ سفید نائیٹی، جیسے دودھ میں کوئی مہکتا پھول اسے بنا دیا تھا۔ گھٹنوں سے تھوڑا نیچے تھی محض۔۔
امریکن اسٹائل کا تھا اسکا سونے کا لباس۔۔ جبکہ وہ مشرقی لباس کا خواہ تھا۔ ایک دوسرے کے مقابل کھڑے جیسے آج مغرب اور مشرق مقابل آ گئے ہوں۔۔

"کیا میں نے تم سے پوچھا کہ تمنے یہ اجڈ سٹائل کا کرتا زیب تک کیوں کیا ہوا ہے؟" وہ چبھتے ہوئے انداز میں بولی۔۔

تم سے پوچھنے کا حق میں سب کے سامنے محفوظ کر چکا ہوں، اور تمنے بہت "
جلد بھی سونپے تھے تو میں پوچھنے کا حق رکھتا ہوں یہ کیا بیہودہ لباس
پہنا ہے؟" جھٹکے سے اسکی ٹھوڑی دبوچ کر اسنے اس پر جتاتے ہوئے
کہا۔

باذل نے سرخ گرے آنکھوں سے اسکے چہرے کو دیکھا۔۔
کس حق کی بات کر رہے ہو؟ اس حق کی جو محض تمہیں تمہاری "
اوقات دکھانے کیلئے کیا گیا تھا! پر ایک بار پھر شاید تم اپنی
اوقات بھول چکے ہو مسٹر بلیک مین! اپنی اوقات میں رہو
میں نہیں چاہتی شادی کی پہلی صبح تمہارا ویلکم میں تھپڑ سے
کروں۔۔۔" وہ ایک جھٹکے سے اسکی گرفت سے اپنی ٹھوڑی آزاد کرواتی چبھتے
ہوئے لہجے میں جتا کر گویا ہوئی۔۔

چٹاخ!!!" اگلے ہی پل منہ پہ پڑنے والے تھپڑ نے اسکی تمام تر "
قوتوں کو جھنجھور دیا کہ اگلے ہی پل وہ لہرا کر دھڑام سے بیڈ پر واپس منہ
کے بل جا گری۔۔۔

پر ابھی یہاں تک نہیں، وہ شاکڈ کی کیفیت میں منہ کے بل بیڈ پر پڑی تھی جب اچانک وہ اسکے قریب سیاہ بوٹ میں مقید پاؤں کو رکھتا ہوا، اسکے بازو کو پکڑ کر جھٹکے سے اسکا رخ اپنی سمیت کیا۔ باذل کی پھیلی بے یقین آنکھیں خود پر جھکے وجود پر آ گئیں جو کہ صارم زیدی نہیں کوئی جابر ظالم لگ رہا تھا۔ شناسی کی کوئی رمق چہرے پہ موجود نہیں تھی یوں لگ رہا تھا کہ وہ اسے پہچانتی ہی نہیں۔۔۔

اوقات تو تمہیں میں دکھاؤں گا باذل صارم زیدی! کہ اوقات " کس کو کہتے ہیں!" جھٹکے سے اسکے بوب کٹ بالوں کو مٹھی میں دبوچ کر چہرہ اپنی سمیت کھینچتے ہوئے بالکل مقابل اور نزدیک کرتے نیچی آواز میں اس پر پھنکارا۔۔۔

یو۔۔۔!!!" وہ غصے سے پاگل ہو کر بپھرتی ہوئی چیخ کر غراتی پر، اس سے پہلے " اسکے ہونٹوں پر اسکی انگلی آ گئی۔۔
ہشش! اچھی معصوم ناسمجھ بیوی شوہر کی الفت پر آواز نہیں نکالتی۔۔ برداشت " کرتی ہیں۔۔۔" وہ آہستہ سرگوشی میں معنی خیزی سے گویا ہوا۔۔

پر وہ کیا سمجھتی اسکا دماغ اس صارم زیدی کی حرکت پر سن پڑ رہا تھا بس نہیں تھا کہ ابھی اسے شوٹ کر دے۔۔۔

"یہ پہلی غلطی ہے جو میں تمہاری معصومیت سمجھ کر معاف کر رہا ہوں آئندہ اگر میں نے تمہیں ایسے کپڑوں میں دیکھا تو تمہارے کپڑوں سمیت تمہیں بھی پیٹرول ڈال کر آگ لگا دوں گا۔۔" وہ ماتھے پر لاتعداد بل ڈالے اسکی تن جبڑے سے کہتا اسے اچانک بیڈ پر پھینک کر اس سے دور ہو گیا۔۔۔

باذل کے بالوں کی جڑیں جیسے نوچ کر باہر آ گئیں ہوں اسکے اچانک پھینکنے پر اسکے منہ سے بے ساختہ سسکاری گونجی۔۔

جبکہ وہ ایک نگاہ غلط ڈالے بغیر شیروانی کے بٹن کھولتے ہوئے دوسرے لمحے اتار کر بیڈ پر پڑے ہوئے وجود کے منہ پر پھینک دی۔۔۔

"ایسا بھی کچھ نہیں کیا جس سے فوت ہو گئی ہو۔۔ اٹھو چینج کر کے تیار ہو کر بیٹھو اور ہاں میک اپ کر کے چہرے سے نشان مٹا دینا ورنہ سب افسوس کریں گے تمہاری قسمت پر۔۔۔" تمسخر اڑاتے ہوئے وہ

اسے حکم دیتا ہوا وارڈروب کے سامنے آیا اور بٹن پریس کرتے ڈور اوپن ہونے پر اسنے اپنا تھری پیس گرے کلر کا ایک سوٹ نکالتے ہوئے جونہی رخ گھمایا اگلے پر اسکے چہرے پر زوردار پنچ پڑتا کہ اس سے برقی رفتاری سے حرکت میں آتے اسنے جھک کر اسکا وار خالی کیا دوسرے پل اسکی کلائیوں کو جکڑتے ہوئے ٹھاکے ساتھ اسے وارڈ روب کے ڈور سے لگایا اور اسکی کلائیوں کو سختی سے پشت پر دبوچ کر اسکی ٹانگوں پر ٹیڑھی کر کے اپنی ٹانگ پھنسا کر کے اسے پوری طرح جیسے تالوں سے باندھ دیا۔۔۔

طلاق دو مجھے باسٹرڈ!!!"وہ وارڈروب سے لگی ہوئی وار خالی دیکھ کر پوری قوت سے چیخی۔۔

صارم نے ڈیمانڈ سن کر جھٹکے سے اسکا رخ اپنی سمیت گھمایا۔کہ کلائیوں کے مڑنے پر وہ درد سے چیخ پڑی پر اسے ذرا برابر بھی اس پر ترس نہیں آیا۔۔

تکلیف سے اسکا وجود اسکے حصار میں کانپنے لگا، جبکہ سرخ لہو آنکھوں سے اسے دیکھتی وہ اسکی جان نکالنے کی شدت سے خواہش لیے خونخوار نظروں سے اسے گھور رہی تھی۔

تو تمہیں کیا لگتا ہے میں تم جیسی گھٹیا قسم کی لڑکی کو سجا کر اپنی زندگی" میں رکھوں گا؟" اسکی چیختی تڑپ آنسوں کی پرواہ کیے بغیر وہ سرد آواز میں اس سے بولا۔۔

"اسکے الفاظ نے جیسے اسکے کانوں میں سیسہ انڈیل دیا۔ "گھٹیا لڑکی

اگر ہے غیرت تو ابھی دو مجھے طلاق گھٹیا انسان۔۔" وہ اسکے منہ پر" چیخی۔۔

دے دوں گا یہ شوق بھی پورا کر دوں گا تمہارا باذل بی بی پر اتنی جلدی کیا" ہے۔۔جو کھیل شروع کیا تھا اسکا اختتام اتنا جلدی اتنا برا۔۔۔مجھے یہ گوارہ نہیں۔۔

میں انصاف پسند شخص ہوں، اس کھیل سے بھی انصاف کروں گا۔۔اور تمہیں بتاؤں گا سیاہی اصل میں کیا ہے جب تمہارے چہرے پر لپیٹی جائے گی تو کیسے لگے گی۔۔

بہت گھن آتی ہے نا مجھ سے؟؟؟" وہ اسکی آنکھوں میں جھانکتا ہوا بولا۔۔

باذل نے سرخ بھیگی نظروں سے اسے دیکھا، اور فاصلوں کے یوں سمٹ جانے پر اسکے تن بدن میں چنگاریاں بھڑک اٹھیں۔۔

وہ جیسے پاگل ہو رہی تھی یہ سوچتے ہوئے کہ کیا وہ اسکے سامنے کمزور ہے؟ کیوں وہ اسکے قید سے اسکی گرفت سے نکل نہیں پا رہی؟

ہاں ہے مجھے نفرت تمہاری شکل سے، اب تو اور گھن آ رہی ہے مجھے " تمہاری شکل تمہاری اس نزدیکی سے کہ دل چاہتا ہے تھوک دوں میں تم پر۔۔۔" غیظ و غضب میں اسکے منہ میں جو بھی آیا وہ بھڑک کر بولتی پھڑپھڑائی

پر دوسرے پل وہ کراہ کر مدھم چیخی جب اسنے مزید سختی سے اسے دبوچا۔۔۔ایک ہاتھ اسکی پشت پر سختی سے دبوچے دوسرے ہاتھ میں موجود ڈریس کو پھینک کر اسکے کھلے بالوں کو مٹھی میں جکڑا۔

وہ اسکی پکڑ میں تڑپ کر رونے لگی۔۔
"چھوڑو مجھے بے غیرت انسان میں جان نکال دوں گی تمہاری"

تھوکو گی مجھ پر؟؟؟"وہ بپھرے تنفس سرخ دہکتی انگارہ اگلتی آنکھوں سے اسکے دیکھتا سرد لہجے میں بولا۔پر اگلے ہی لمحے تھوکے ساتھ ہی اسنے اسکے چہرے پر تھوک دیا۔

یہ لو تمہاری اوقات!!"وہ آنکھوں میں نفرت غصے کی چنگاریاں لیکر بولی۔

بہت مہنگا پڑے گا تمہیں صارم زیدی پر تھوکنا باذل شاہ!زندگی تنگ نا" کردی میں تم پر تو میرا نام بھی صارم زیدی نہیں۔۔یہ تھوک تمہیں رلائے گی۔۔
اور خوش فہمی میں مت رہو کہ میں تم سے محبت جیسے مرض میں گرفتار ہوں۔۔۔تم سے بڑھ کر نفرت میں کرتا ہوں تم سے۔۔
عورت ذات ہو اسلیے تھوکنا گوارہ نہیں کر رہا۔۔"وہ اپنے منہ سے اسکی

تھوک صاف کرتا اسکی آنکھوں میں دیکھ کر نفرت کی چنگاریوں سے چبا چبا کر بولا۔۔

دوسرے لمحے بے رحمی سے اسے قالین پر پھینک دیا۔۔
آہ۔۔۔"وہ درد سے چیخ کر وہیں قالین پر سر رکھے پھوٹ پھوٹ کر" رونے لگی۔۔
صارم ایک نفرت بھری نگاہ اسکے بلکتے ہوئے وجود پر ڈالے جھپک کر ڈریس نیچے سے اٹھا کر بیڈ پر رکھتے ہوئے باتھ لینے کی نیت سے باتھ روم میں بند ہو گیا پر ٹھا کے ساتھ دروازہ بند کرتے ہوئے اسنے احپانک اس آواز سے اسے ڈرا دیا۔

آئی ہیٹ یو جنگلی انسان!ٹھیک کہتی ہے ایلی تم پاکستانی پنڈو اجڈ جاہل" گوار مرد عورت کو اپنی جوتی سمجھتے ہو۔۔۔نفرت ہے مجھ تم سے صارم زیدی۔۔۔"بے تحاشہ رونے کے بعد وہ سیدھی ہو کر بیٹھی اور اپنی کلائیوں پر سرخ نیلے نشان دیکھتی سسکاریاں بھرنے لگی۔۔
وہ جیسے باتھ روم سے سر تولیے سے رگڑ کر باہر نکلا وہ نیچے بیٹھی اسے دیکھتے چیخی۔
صارم نے ایک غصے بھری نظر اس پر ڈالی۔۔

ہم جیسے پنڈو مرد عورت ذات کو نہیں البتہ تم جیسی اکھڑی"
گھوڑی کو لگام ڈال کر ضرور اوقات میں رکھتے ہیں۔۔"وہ آئینے کے سامنے
کھڑا ہوتا استہزائیہ ہنس کر بولا۔۔

اگر مجھ جیسے پنڈو اجڈ جنگلی سے طلاق چاہیے تو اٹھو فاسٹ اور جا کر"
اس بیہودہ لباس کو چینج کر کے ایک اچھی معصوم بیوی بن کر بیٹھ
جاؤ۔۔ورنہ سا سوماں کیا سمجھیں گی دو منٹ میں انکی نازک
"بلیک بیلٹ بیٹی کی یہ حالت کر گیا داماد۔
تو لیہ ہینگ کر کے وہ وارڈروب کے سامنے آیا اور دوسری سائیڈ
پہ رکھے اسکے کیلئے ہینگ بری کے کپڑوں میں سے ایک
فیروزی کلر کی میکسی کو نکال کر اسکی گود میں پھینکتے ہوئے وہ جا کر بیڈ
سے ڈریس اٹھائے اسے حکم سناتا ہوا ڈریسنگ روم میں بند
ہو گیا۔

میں گھٹیا اور میرا لباس بیہودہ۔۔۔خود کیا ہے ****"وہ اسے گالی" دیتی ہوئی کپڑوں کو دیکھنے لگی جو کہ زرکن نگینوں سے خاص سجایا ہوا تھا۔۔

دوسرے ہی لمحے اسنے طیش سے گلے میں میکسی کے ہاتھ ڈال کر پوری قوت سے دائیں بائیں کھینچا کہ الگنے لمحے مخصوص پھٹنے کی آواز سے وہ چررر کرتی بیچوں بیچ سے چاک ہوتی گئی۔۔

پر اس کے سر پر جیسے خون زوار تھا اسنے یہاں بس نہیں کی بلکہ کھینتے ہوئے سیدھا چیرتی ہوئی گئی۔۔اور غصے جنون سے اٹھی یہاں وہاں ٹٹولتے ہوئے سائیڈ ٹیبل کے پاس آئی اور دراز کھول کر دیکھا تو وہاں دوسری ضروریات کی چیزوں کے علاوہ مطلوبہ چیز بھی موجود تھی۔۔

اسنے بند ڈریسنگ کے روم کو دیکھتے اپنے گال صاف کیے اور جنونی حالت میں اس کپڑوں کو ٹکڑوں میں تقسیم کرنے لگی۔۔

وہ روم میں خاموشی محسوس کرتا جلدی سے چینج کر کے باہر نکلا کہ کہیں باہر نکل کر تماشا تو نہیں لگا رہی۔۔کیونکہ اس سے کوئی امید نہیں رہی تھی اسے۔

امید تو دور اس سے اب صارم زیدی کو کوئی جذبات احساسات نہیں تھے جڑے۔ اسکا جیسے وجود تھا ویسے نہیں۔۔

وہ جونہی باہر آیا، ویسے ہی پوری قوت سے اڑتے ہوئے اسے کچھ دیر پھینکے گئے کپڑے واپس صارم زیدی کے منہ پر پڑے۔ ویسے ہی میکسی کے ٹکڑے ایک ایک کر کے زمین بوس ہوتے گئے اور آکر صارم کے قدموں کی زینت بنے۔۔

"اپنی جاگیر مت سمجھو مجھے صارم زیدی! دو منٹ میں تمہارا جنازہ نکالنے میں وقت نہیں لگاؤں گی۔۔ مجھے طلاق کی دھمکیاں مت دو وہ تو میں تم سے اگلے تین دنوں میں لیکر رہوں گی۔۔۔" اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہ چٹکی بجا کر گویا ہوئی۔۔

"باقی رہی تم سے اپنی انسلٹ! اسکا بدلہ ضرور چکا کر جاؤں گی کہ تم ساری زندگی روتے رہو گے۔۔
اور ہاں! ہوں میں گھٹیا اور بیہودہ بھی۔ جسکا تمہیں تمہارے خاندان کو پہلے سے ہی معلوم تھا۔ رہی میرے لباس کی بات تو وہ میں اپنی

مرضی کی مالک ہوں جیسا دل چاہے گا ویسا ہی لباس پہنوں گی تم ہوتے کون ہو مجھے روکنے والے۔۔۔" وہ لات نیچے پڑے کپڑوں کو مارتی ہوئی اپنی مرضی سے لائے کپڑوں کے بیچ کی طرف بڑھ گئی۔۔

ویسے ہی جیسے رات انکی دی ہوئے نائیٹ گاؤن کو اتار کر اسنے اپنی مرضی کی اپنے بیگ سے نکال کر پہنی تھی صرف اس انسان کو اسکی اوقات میں رکھنے کیلئے۔۔

اس وقت وہ پھر سے انکی طرف سے دی ہوئی بری کے لباس کو ٹھوکر مارتی ہوئی اپنے بیگ کو اٹھا کر بیڈ پر غصے سے رکھتی اس سے اپنی پسند کا لباس نکالنے لگی جب وہ صکی پشت کو دیکھا ہوا کوٹ چیئر پر ڈال کر آگے بڑھا۔۔

آہ!" وہ ڈر کر مدھم سی چیخ اٹھی جب اسنے پشت پر آکر اسکی وہی دکھتی" ہوئی کلائیوں کو اپنی سخت بے حس گرفت میں جکڑ کر اسکے پیٹ کے گرد لپیٹ لیا۔۔

اور اپنی ٹھوڑی اسکے شانوں پر ٹکا کر اسکی پشت کو سینے میں بھینچتے ہوئے اسکے کپڑوں کو دیکھا۔

ایسے کپڑے" اسنے ایک گرم سانس بھر کر اسکے کپڑے کو"
دیکھتے اسکی شفاف گردن پر اپنے عنابی رنگ لب سہلائے۔

گھٹیا آدمی۔" وہ پھڑ پھڑا کر چلائی۔۔"
کیوں اپنے آپ کی دشمنی بن چکی ہو؟ میری حکم عدولی کرو گی تو کبھی"
آزادی نہیں ملے گی۔ میں بے حس جابر ظالم اور تم احساس کمتری
میں مبتلا ہو جاؤ گی۔۔
اسلیے اچھا ہے جو جو کہتا ہوں اچھی لڑکی کی طرح اس پر عمل کرتی جاؤ
اس سے تمہارے قید میں کم آتی جائے گی اور جس دن میرا موڈ تم
پر رحم کھانے کا کیا تو اس دن آزاد کر دوں گا تمہارے پر۔۔" وہ اسکی
گردن سے بال سمیٹ کر اپنی ناک سہلاتا ہوا بھاری مگر بے تاثر لہجے
میں بولا۔۔

باذل سرخ آنکھوں سے اسکے لمس کو بے حس ہو کر برداشت کرتی رہی۔۔
اگر تم نے میرے جانے کے بعد کوئی تماشا لگایا یا الٹی سیدھی"
پلاننگ کی تو یاد رکھنا تمہارے وجود سے چمڑی ادھیڑ دوں گا بلکہ جا کر
تمہارے ماں باپ کے پاس تمہارا یہ مکروہ بدصورت چہرہ

سب کو دکھاؤں گا کہ تمنے نکاح کا مذاق بنا کر ایک پلاننگ کے تحت
!کیا تا کہ تم امریکہ جا کر وہاں کسی گورے سے سیٹ ہو سکو
پھر کیا ہو گا اسکا اندازہ تمہیں اچھی طرح ہو گا۔۔۔ ہر طرح سے دھتکار
دی جاؤ گی اور پھر رہوں گا میں اور تم۔۔۔ یہاں بھی ایک بات
تمہیں بتا دوں مجھے پہلے والا صارم زیدی سمجھنے کی کوشش مت کرنا۔۔۔
مجھے کسی قسم کا رحم تم پر نہیں آئے گا، ذرا سی غلطی پر جان نکال دوں گا میں
تمہاری پل پل کی موت دوں گا میں تمہیں۔۔۔" اسکی سرد لہجے میں
سرگوشیوں پر وہ سن ہو کر رہ گئی۔
صارم نے ناگوار نظر اسکے بت ہوئے وجود پر ڈال کر اسے چھوڑا اور
دوسرے پل بیڈ پر رکھا بیگ اٹھا کر نیچے پھینک دیا جس سے اسکے
تمام کپڑے پورے قالین پر بکھر گئے۔

اٹھاؤ اپنا یہ گند اور جا کر کہیں آگ لگاؤ یا دفناؤ پر یاد رکھنا مجھے "
اپنے روم میں نظر نہیں آنا چاہیے تمہارا کوئی بھی سامان۔۔" وہ اسکے
کپڑوں کے اوپر پاؤں رکھتا ہوا چیئر سے کوٹ اٹھا کر پہننے لگا۔۔

وہ آنسوں بہاتی ہوئی اپنے سن ہاتھ میں رکے ہوئے خون کی رفتاری کو محسوس کرتی پورے وجود میں درد پا کر گھٹی گھٹی سسکیاں بھرنے لگی۔

تم مجھے بلیک میل نہیں کر سکتے کمینے انسان۔۔ میں تمہاری ان گھٹیا" واہیات باتوں میں نہیں آؤں گی۔۔ ناہی کنیز بن کر تمہاری غلامی کروں گی۔۔" وہ اپنی کلائیوں پر نیلے گہرے نشان دیکھتی چھونے کی کوشش میں سسکاری لے اٹھی

وہ تم پر ڈیپینڈ کرتا ہے تم کیا چاہتی ہو، یہ یاد رکھنا میری نافرمانی بہت" مہنگی پڑے گی۔۔
اینی وے ٹائی باندھی آتی ہے؟" وہ سر جھٹک کر وارڈروب سے ٹائی پن اور ٹائی اٹھا کر مرر کے سامنے آتے باندھتے ہوئے اس سے بولا۔

شٹ اپ!!!" وہ بل کھا کر پلٹتی حلق بل غرائی۔"
پاس میرا لیپ ٹاپ رکھا ہوا ہے یوٹیوب پر سرچ کر کے سیکھ" لو کل سے تمہیں باندھنی ہو گی۔۔" وہ بالوں میں برش لگا کر کوٹ پہنتے بٹن بند کرتا اسکے سراپے کو دیکھنے لگا۔

اسکی بھوری سرد نظروں کو خود پر ٹکا دیکھ کر وہ پیچ و تاب کھا کر رہ گئی۔ اور نیچے بیٹھ کر آہستہ سے اپنے لباس کو سمیٹ کر واپس سے بیگ میں ڈالا اور بیگ گھسیٹ کر وارڈروب کے پاس آتی اسے کھول کر اندر ہینگ صارم زیدی کے سوٹ کو نکال کر قالین پر پھینک دیا۔۔

جن پر صارم نے سرسری سی نظر ڈالی اور کلون اسپرے کرتے ہوئے بیڈ پر بیٹھ کر شوز پہنتے موبائل اٹھا کر دیکھا جہاں ساحل کی لاتعداد کالز موجود تھیں۔۔
اسنے وقت دیکھا تو دن کے دو بج رہے تھے۔۔ وہ جلدی سے اٹھ کر موبائل جیب میں ڈالتے ہوئے گاڑی کی کیز اٹھا کر باہر کی جانب بڑھا۔۔

طلاق کے پیپرز ریڈی کرواؤ صارم زیدی!" اسے جاتے دیکھ کر وہ جلدی" سے چلائی۔۔ پر لہجے میں نفرت بھری پھنکار تھی۔
لاک کھولتے ہوئے صارم کے ہاتھ وہیں تھم گئے اور اسنے گردن ذرا سی ترچھی کر کے اسے پر کاٹ دار نگاہ ڈالی۔۔

آواز نیچے بازل شاہ! حکم چلانا بند کرو ورنہ زبان گدی نکال کر باہر پھینکوں"
گا۔
اگلی بار اس انداز میں بات کی تو انجام کی ذمہ دار تم لوگ ہو گی۔" وہ غصے
سے غراتا ہوا روم سے تیزی سے نکل گیا۔

تیز تیز چلتے ہوئے وہ سیڑھیاں اتر رہا تھا جب ہی سامنے سے
حجاب شاہ کو ٹرے تھامتے ہوئے آتا ہوا پایا۔۔

کہاں صارم کھانا تو کھالو!" وہ حیران ہوئیں۔۔"

معذرت امی! کالز آرہی ہیں ساحل بھائی کیں اللہ خیر کرے آپ"
بس دعائیں کریں ابھی تو نا بھوک ہے نا ہی پیاس" وہ محبت سے گویا
ہوتا، بیٹے کے روپ میں حجاب شاہ کے دل کو چھو گیا۔۔
اور اسکا امی کہنا وہ تو اسکے صدقے واری ہو گئیں اس پر۔۔۔
میری دعائیں ساتھ ہیں میرے بچے اللہ پاک خیر خیریت"
ہی رکھے گا آمین۔۔ پر کل سے کچھ نہیں کھایا کچھ کھالو۔۔" وہ متفکر
ہوئیں۔۔

صارم نے گہرا سانس لیا اور ایک چاولوں میں سے ایک چمچ بھر کر منہ میں ڈالتے پانی کا گھونٹ بھر لیا۔۔

بہت شکریہ! باقی کا آپکی بیٹی کے ساتھ کھاؤں گا وہ ابھی آرام کر رہی ہے" کہہ رہی ہے اسے ڈسٹرب کوئی نا کرے۔" وہ ان سے کہتا ہوا مسکراتا وہاں سے نکل گیا۔۔

حجاب شاہ بیٹی کی سستی پر افسوس سے سر نفی میں ہلاتی ہوئیں کھانا اداس دل سے لیکر واپس کچن کی سمیت مڑ گئیں۔۔
جبکہ روم میں موجود باذل اسکے بدلے رویے پر حیران پریشان ہوتی بیڈ پر گر گئی۔۔ اگر اس دن ایلی کی باتوں پر عمل نا کرتی تو آج اسکے لئے بہت آسان ہوتا یہاں سے نکلنا۔۔
پر اب اگر وہ ضد پر اڑ گیا تھا تو چھوڑے گی وہ بھی اسے نہیں۔۔۔
یہاں سے جا کر ہی رہے گی۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

سب سے پہلے تو ان تمام لوگوں کا شکریہ جنہوں نے میری"
غیر موجودگی میں بھرپور تماشے میں اپنا کردار ادا کیا۔
حالانکہ مجھے شکریہ ادا نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ سب آپ
لوگوں پر فرض تھا پر میں ٹھہرا نرم دل انسان رحم آجاتا ہے
"آپ لوگوں پر"۔۔"اسنے گہرے طنزیہ مگر ہشاش بشاش
لہجے میں کہتے بات کا آغاز کیا۔

اسٹیج کے نیچے کھڑے لوگ اور میڈیا اینکر شرم سار ہو گئے۔
جبکہ صمصام زیدی کے دائیں بائیں کھڑے گارڈز اپنی مسکراہٹ چھپانے
لگے۔

سیکنڈ! اینڈ آئم ایمپریسڈ! جو لوگ مجھے نہیں جانتے وہ بھی ہیش"
ٹیگ لگا کر صمصام زیدی کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں، سچ کا ساتھ
دینے کیلئے اپنا کاروبار بند کر کے انصاف کیلئے نکلے والے تمام
پاکستانیوں کا میں دلی مشکور ہوں کہ آج حقیقت میں ہمارے پاکستانی
جاگ اٹھے۔ پر معذرت میں یا مس سحرش آپ لوگوں کو
"رسپیکٹ بھرے الفاظ میں کہوں گا" سیلری" نہیں دے سکتے۔۔

یقین مانیں آپ کے اس تماشے سے قائداعظم کی روح کو بھی سکون ملا" ہوگا۔" اسکے انداز سے یہ تو معلوم ہو گیا تھا کہ آج وہ بھرپور طریقے سے رج کر سب کی بے عزتی کرنے والا تھا۔۔۔

اگر بات معاشرے کی جائے تو یہ سچ ہے باپ کا، استاد کا مقام" رکھتا ہے۔ معاشرہ ہمیں تباہ بھی کرتا ہے تو معاشرہ ہمیں بہت سکھاتا ہے۔

مثلاً: کسی کو برباد کیسے کریں؟ کسی کی خوشیوں کو کیسے چھینیں، کسی کی کامیابی کیسے روکیں؟ حتیٰ کہ کسی کے کردار سے لیکر کسی ماں بہن بیوی ایک کیسے کریں۔ آئی ایم سوری مجھے اتنا صاف گوئی سے کام نہیں لینا چاہیے بٹ مجھے عادت نہیں بات پردوں میں کرنے کی۔۔ کیونکہ بھئی میں "!!! ٹھہرا بے شرم بندہ! برا لگا تو ہزار بار لگے آئی ڈونٹ کیئر

لوگوں کو سو وولٹ کا جھٹکا لگا جب وہ ڈائیس کے دونوں اطراف ہاتھ رکھتے سپاٹ سنجیدہ لہجے میں دو الفاظ بولنے والا صمصام زیدی کیا کچھ بول رہا تھا۔۔

معاشرہ ایک ایسا کتاب ہے جہاں آپ کو ہر نئے صفحے پر ایک "
نئی تحریر پڑھنے کو ملے گی۔ جس میں سچ جھوٹ منافقی سے لیکر
اچھائی تک کا باب موجود ہو گا۔
یہ تو آپ بھی مانتے ہوں گے کہ کسی سے بھی کبھی دوسرے کی ترقی ہضم
نہیں ہوتی۔ اپنی وے میں تو آج تک اس بات کو غلط قرار دیتے آیا
پر آج مجھے یقین ہو گیا کہ یہ معاشرہ صرف اور صرف ایک چھوٹے
سے باب پر زیادہ مشتمل ہے جسے میں دو لفظوں میں بیان کروں گا
""" جلن، اور جنون
جلن کا تو آپ سب سمجھتے ہیں، پر جنون کس بات کا؟ جنون کس
چیز کا ہے ہمارے معاشرے میں؟
جنون یہ ہے کہ ہم سے کسی دوسرے کی مسکراہٹ برداشت نہیں
ہوتی! ہم نہیں دیکھ پاتے کسی کو خود سے آگے جاتے ہوئے، بھلے آپ مولوی
ہیں یا موالی! اگر آپ کے پاس زیادہ نالیج ہے دین کی تو دوسرے مولوی سے
یہ برداشت نہیں ہو گا کہ فلاں فلاں اسکے پاس زیادہ جائے اور
اس مولوی کو زیادہ جانیں لوگ اسے سائیں سائیں زیادہ کریں۔
اگر موالی ہوا تو اس سے یہ برداشت نہیں ہو گا فلاں کے پاس زیادہ
چرس ہے تو میرے پاس اتنا کیوں نہیں؟

مجھ سے یا ایکس وائی زی سے محنت نہیں ہو گی وہ یہ نہیں چاہے گا کہ میں محنت کر کے وہ مقام حاصل کروں جہاں مجھے بھی اس سے بڑھ کر ملے اس سے بڑھ چاہیں بلکہ وہ یہ جنون سر پر سوار کرے گا کہ فلاں کے پاس اتنا ہے تو کیوں ہے؟ اسکے پاس اتنا نہیں ہونا چاہیے یہ بھی میری طرح ہونا چاہیے۔۔ بس پھر اس کا سوکالڈ جنون ہوتا ہے کہ کیسے بھی کر کے اسے فقط "برباد" کرنا ہے خود کے برابر لانا یہ نہیں کہ خود اسکے برابر جانا ہے۔۔

نہیں بھئی اس سے اسکی عزت کم ہو جائے گی۔۔" وہ جب خاموش ہوا تو سکوت چھا گیا۔۔

مسٹر صمصام زیدی! آپ یہ کیوں بھول رہے ہیں کہ اس" معاشرے کا آپ بھی ایک اہم حصہ ہیں، آپ یہاں کے نہیں بلکہ کئی ممالک کے معاشرے کا حصہ ہیں اس بابت آپ کا کیا کہنا ہے؟" معاً ان سب کے بیچ اچانک ایک رپوٹر ہاتھ اٹھا کر مسکراتے ہوئے بولی۔

صام کی نظریں فرسٹ رو پر آ گئیں جہاں دوسری چیئر پر وہ بیٹھی تھی۔۔

تو میں نے کب کہا کہ ابھی آپکی یہ مسکراہٹ مجھ سے ہضم ہو رہی" ہے؟" وہ زیر لب مسکراتے گویا ہوا لڑکی ایک دم سٹپٹا گئی جبکہ ہال میں بھرپور قہقہے گونج اٹھے۔

گویا ہم چھوٹے لوگوں کی مسکراہٹ بھی آپ بڑے لوگوں سے ہضم نہیں" ہو رہی؟" وہ حیران ہوتی طنزیہ بولی۔۔
صام نے اسے دیکھا۔۔
چھوٹی ہیں یا بڑی آپکی اوقات آپ سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔ ہوں" یہ ضرور کہوں گا یقین مان لیں اس وقت مسکرا کر مداخلت کرنا آپ کا مجھ پر واقعی ناگوار گزرا ہے۔۔" وہ صاف گوئی سے کہتا ایکدم خاموشی پھیلا گیا۔
لڑکی اسکی شروع والی بات پر لب پیوست کیے بیٹھ گئی "حقیقت تو تھی کہ انسان خود کو ویلیو دینے والا خود ہی ہوتا ہے۔" صمصام زیدی کی بات میں کافی گہری معنی تھی جسے سب نے محسوس کیا تھا۔

ایک کتاب ہمیں کافی کچھ سکھاتا ہے ویسے ہی معاشرہ بھی ہمیں کافی" سبق دیتا ہے، تو آپ سب سے بھی میں نے ایک سبق سیکھ

لیا ہے کہ جو بھی کل آپ سب کے خلاف بات کرے گا بغیر
جانچ پرتال کے ہم بھی اپنے چاچے بھانجے کو لیکر راستہ پر آجائیں
"گے۔ ٹھیک کہا نا؟
"حیرت ہے جو مرد گھر میں ماں بہن بیوی کے ذرا سی کام میں دیر
"پر لاتیں مکے مارتا ہے وہی مرد باہر پرائی عورت کیلئے احتجاج کر رہا ہے۔۔
اسنے لوگوں سے رائے پوچھی تھی، اور حیرت کا اظہار بھی کیا۔ پر فضا
میں سکتا چھایا ہوا تھا کوئی کیا جواب دیتا سب اسکی باتوں پر
خاموش بیٹھے تھے۔

"میں ان تمام لوگوں سے معذرت کرتا ہوں جنہوں نے میری
غیر موجودگی میں کانفرنس رکھی تھی، جس میں میرے بھائی
اور کزن چاچا سائیں کو اٹینڈ کرنی پڑی میری غیر موجودگی میں۔
آئی ہوپ کہ انہوں نے آپ کو مایوس نہیں کیا ہوگا۔
میرے تمام نیوں کلائنٹس کیلئے یہ بات ہے مہربانی کر کے
جہاں موجود ہیں توجہ فرمائیں! آئندہ صمصام زیدی سے رابطہ رکھنے کی
کوشش مت کیجئے گا۔۔

میری سیکرٹری جو نام انائونس کرے گی ان سب سے میری تمام ڈیلز پراجیکٹ، میں صمصام زیدی خود کینسل کر رہا ہوں اور جو کانفرنس میں موجود تھے جنہوں نے اپنے آرڈرز چلائے تھے مجھے چوبیس گھنٹوں کا وقت دیتے۔۔

تو یہ چوبیس گھنٹے ختم ہوئے میرے نہیں بلکہ ان سب کے جنہوں نے مجھے وقت دیا تھا!

ان سے کہنا چاہتا ہوں "کسی کی کوئی اوقات نہیں صمصام زیدی کو حکم دے! میں صرف ایک کے ہی حکم پر چلتا ہوں وہ ہے "صمصام زیدی"

میں اپنے احکام اپنے رولز خود بناتا ہوں اور خود ہی انہیں فالو کرتا ہوں۔۔

میں جیسا بھی ہوں، جو بھی ہوں ایک بات غور سے دماغ میں بٹھائیں اور سنیں "میں صمصام زیدی ہوں کسی کا اسسٹنٹ نہیں"

میرا وقت ابھی باقی ہے البتہ ان تمام لوگوں کا یہاں وقت ختم ہو رہا ہے اپنی فلائٹ بک کروائیں اور اپنی تمام فائلز اٹھائیں یہاں سے روانہ ہو جائیں۔۔"

مجھے کسی سے کوئی سرٹیفکٹ کی ضرورت نہیں، نا مجھے ناہی میرے"
"رشتوں کو

بہت ہو گئی صفائی۔ ناؤ کم ان ٹو دی پوائنٹ! ہمارے ماں باپ نے ہمیں دنیا جہاں کی سیکھ دی ہے ساتھ یہ بھی سکھایا ہے بڑے واضح مثال سے بڑے اچھے طریقے سے کہ جو انسان خود سے محبت نہیں کرتا وہ کسی سے نہیں کر سکتا!

جو انسان خود کو ویلیو نہیں دے سکتا وہ کسی کو نہیں دے سکتا۔۔ انسان اپنا دوست آپ ہوتا ہے اور اپنا دشمن بھی آپ ہی ہوتا ہے۔ میں صمصام زیدی کوئی مصالحے دار چاٹ نہیں جسکے چکے لیں۔ میں سوسائٹی کے رولز کی عزت کرتا ہوں پر ان سے سرٹیفکٹ لینے کا خواہشمند نہیں ہوں۔ ناہی آگے ایسی کوئی برداشت یا احکام سنوں گا۔
"میری ذات کا ایک ہی رول ہے۔

"!سننا ہے تو خود کی سنو ورنہ کسی کی مت سنو"

آنکھیں کان میں بھی رکھتا ہوں۔ میں نے سنا تھا کہ میری"
پرسنالٹی لوگوں کو مبہوت کرتی ہے پر یہ کبھی نہیں سنا تھا مس

سحر ش کے علاوہ کہ بغیر کہیں ملاقات کے بغیر کہیں ملے بغیر جانے بھی آپ میرے بچے کی ماں بننے والی تھیں کیا یہ بات سچ ہے مس سحر ش مہربانی کر کے ایک بار لائیو آجائیں مجھے آپ سے کچھ ڈسکس کرنا ہے۔۔" وہ رکا جب اسکی آخری بات سے فضا میں بلند و بانگ قہقہے گونج اٹھے۔۔

کچھ عرصہ پہلے ایسا ہی ایک ویڈیو آپ نے اپلوڈ کیا تھا اپنے" اکاؤنٹ پر کہ آپ کا پہلا افیئر گولڈ مین کے بیٹے رستم بٹ کے ساتھ تھا، جسکے ساتھ آپ اپنا گاؤں چھوڑ کر سعودی عرب گئی تھیں اور اسکی کرم نوازی سے آپ اداکارہ بنی تھیں۔ کیا یہ سچ ہے؟ آپ "تھیں یا آپ کے فرشتے؟

انہوں نے تو شاید صمصام نامی بلا کو ہلکے میں لیا ہوا تھا۔ پر کوئی کیا جانے وہ صرف شکل سے باپ پر نہیں اخلاق میں بھی باپ پر ہی گیا تھا اگلے کی ایک کرنے والا۔۔۔

اب میں چند ایک باتیں ایکسپلین کرنا چاہوں گا" سب کے "
خاموش ہوتے اسنے کہا۔۔ لوگ تو سب کی سن کر موجود ہی
اب صرف اسکی سننے کیلئے تھے کیوں نا اجازت دیتے اسے۔۔
بلکہ وہ اجازت مانگ ہی کب رہا تھا وہ تو آج سب کو شرمندہ
کرنے پر تلا ہوا تھا۔ یہ بھی اسکے انداز سے لگ رہا تھا کہ باہر جو باتیں ہو رہی
ہیں انکا اس پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔

تمام سڑک پر آئی انصاف کیلئے احتجاج کرتیں محترماؤں سے کہ "
کیا آپ لوگ شیور ہیں کہ آپ سب صمصام زیدی سے مس
سحرش کی شادی کروانا چاہتی ہیں؟
کہیں کسی نے غلط نام تو نہیں لے لیا؟۔۔
مس سحرش تارڑ کا پہلا پرفامنس جو کہ سعودی عرب کی ہوٹل
میں۔ اپنے بوائے فرینڈ کی برتھ ڈے پارٹی میں دو ہزار پندرہ دسمبر
کی انیس تاریخ کو۔۔" وہ کہہ رہا تھا جبکہ اسکی پشت پر دیوار گیر
اسکرین پر وہ ویڈیو بھی چل رہی تھی جہاں ریڈ کلر کی سلیولیس بلاؤز، ساڑھی
میں ناچنے والی بلاشبہ کوئی اور نہیں سحرش تارڑ ہی تھی۔۔

لوگوں میں سرگوشیاں گونج اٹھیں اور حیرت سے وہ ساکن سے ہو گئے تھے۔

سکرین کے سامنے بیٹھے چغتائی نے غصے سے کرسٹل کا واس اٹھا کر پوری قوت سے اسکرین پر دے مارا۔۔۔

اور یقیناً یہ سوال بھی ہو گا آپ سب کے ذہن میں کہ اس وقت "صمصام زیدی کہاں تھا؟" اسنے سوال پوچھا سب نے لب بیوست کر لیے کہ وہ کیا کہیں۔

جبکہ سکرین کے پیچھے ایک سین کے بعد دوسرا منظر لہرایا، انگلینڈ کے مشہور بزنس مین کی پارٹی میں ایک انگریز کے ساتھ کھڑا مسکرا کر باتیں کر رہا تھا۔

یہ مسٹر ڈیمنٹیوا کے ساتھ فرسٹ پرائیویٹ اور فرسٹ پارٹی" تھی میری انگلینڈ میں جہاں میں شرکت کی تھی اور ساتھ کھڑے مسٹر ڈیمنٹیوا ہیں جن کے ساتھ آج تک میری ڈیلنگ ہوتی "رہی ہے۔۔

اسکی نیلی آنکھیں مسکرائیں اور اسسٹنٹ سیکرٹری فخر سے اپنے باس کو دیکھ رہی تھیں۔

جیسے کہ میں نے ابھی پرووو دیا ہے، اور ہر بات میں ثبوت کے ساتھ "
کرتا ہوں ویسے ہی محض کسی ایرے غیرے کے اٹھ کر آنے سے صمصام زیدی
" کسی" سے بھی شادی کرنے سے رہا۔
اور ان محترماؤں سے کہیں جو ابھی تک سڑک پر موجود ہیں
انصاف کے احتجاج کیلئے۔۔
مس سحر ش تارڑ آپ کو صمصام زیدی میں انٹرسٹ ہے یا
صارم زیدی میں؟؟؟ بقول آپکے آپ کو شدت بھری محبت ہو گئی
تھی ڈاکٹر صارم زیدی سے کہ آپ فیک شناخت کے میرے بھائی
کے ہاسپٹل میں رہیں بلکہ ان سے اظہارے محبت بھی کر دیا جب انکار ملا
تو دھمکی دے کر گئیں تھیں کہیں یہ اسکا بدلہ تو نہیں؟ یا آپ بھی
ہمارے خلاف کسی کا مہرہ ہیں؟" اسنے اپنی آئی برو سوالیہ اٹھائی

جہاں ٹیکسڈو میں ملبوس ڈائیس پر ہاتھ ٹکائے، سامنے جمع لاتعداد
مائیک پر وہ بول رہا تھا وہیں ایک ایک بات لکھتے لائیو سیشن چلتے،
اینکر رپورٹر کو سانپ سونگھ گیا۔

اسکے علاوہ بھی میں آپ کے ساتھ ناانصافی نہیں ہونے دوں گا،"
آپ کے جواب کے منتظر ہوں۔ میں نے اپنا کیس ایس پی
دریاب خان کے حوالے کیا ہے آپ بھی اپنا کیس کسی اچھے آفیسر کو
سونپ دیں یقیناً آپ کو انصاف مل جائے گا اگر "سچ" ہوا تو۔۔
"ورنہ جھوٹ پر میں اپنی زندگی کو بھی معاف نہیں کرتا۔۔۔
سب جانتے تھے صمصام زیدی کی زندگی اسکی بہن ہے جس پر وہ کسی کی آنچ
برداشت نہیں کرتا بلکہ ہائی کلاس سیکیورٹی میں رکھتا ہے۔
اس کیس میں سب کو مزہ آنے والا تھا کہ کیا سحر ش تارڑ
سچ ثابت ہو گی یا اسے سزا ملے گی۔۔

اینڈ لاسٹ !فیروز چغتائی! آپکی عزت کرتا "تھا" آپ ہمارے "
استاد "تھے"۔۔ میں نے تو یہ کبھی قانون پاس ہوتے نہیں سنا کہ
بہنوں کے پاس بیٹھنے سے سرٹیفکٹ کی ضرورت ہوتی ہے۔
آپ نے مجھے کسی کے ساتھ بیٹھے دیکھ لیا تو کیا وہ میرے اتنے
گہرے رشتے میں ہو گی کہ آپ اٹھ کر اپنے کام چھوڑ کر آجائیں میڈیا
میں اور آکر کہیں صمصام زیدی کو میں نے بھی اس انگریزن کے ساتھ
دیکھا ہے۔۔

میں انکار نہیں کر رہا یقیناً دیکھا ہو گا اور ملا بھی ہوں گا ان سے۔۔ بہنوں سے ملنے سے مجھے آپکی نظر یا سوچ کی ضرورت نہیں نا میں آپ سب کا محتاج ہوں۔۔

سب سے پہلے تو میں ایک مسلمان ہوں اور مسلمان پر فرض ہوتا ہے کہ دوسرے انسان کی مشکل میں مدد کرے

اینی ایک اچھی مدر وائیف ہے انہوں نے خواہش ظاہر کی تھی پاکستان آنے کی پر یہاں آکر انکے شوہر کی ڈیتھ ہو گئی۔۔ میں نے انہیں مدد دی اسلیے کہ مجھے یہ گوارہ نہیں تھا کوئی یہاں آکر درد لے جائے۔ کوئی شکوہ پاکستان سے لے جائے، دو بچوں کے بعد وہ اپنے شوہر کے ساتھ ہنی مون پر آئی تھی اتنا وقت انہیں صرف اپنی سیلری سیونگ میں لگا تھا پر یہاں آکر کل سرمایا ہار گئی۔۔

اگر ایک بچے کی خواہش پر تصویر لینے پر آپکی نظر میں ناجائز تعلقات بنتے ہیں تو بنتے رہیں آئی ڈونٹ کیئر!!!!

یہ آپکی سوچ آپکے تجربات ہوں گے۔ پر میں ایسی گھٹیا حرکات کا قائل نہیں۔

میں اپنی بیوی مسز صمصام زیدی سے الفت کرتا ہوں اور وہی میرے لائق ہے۔ اگر اسنے اجازت دے دی دوسری شادی کی بھی تو آپ لوگوں کی "رائے کا منتظر نہیں رہوں گا۔

سر ایکسکیوزمی!" اسنے بات ختم کی تھی جب لڑکا بیچ میں معذرت " کرتا چیئر سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

ہمم!" صام نے سر ہلا کر اسے دیکھا۔۔"
سر سب کہہ رہے ہیں کہ آپ کی یہ دوسری میرج ہے بلکہ " آپ کے ڈیڈ کو آپکی پہلی شادی کا معلوم پڑا تو وہ بیمار ہو گئے اس بات میں کتنی سچائی ہے؟ اگر یہ حقیقت ہے تو آپ نے کیوں نہیں بتایا کسی کو؟" ایک رپورٹر نے اپنی زبان کی فراری دکھاتے ہوئے پوچھا۔

سب کی نظریں گھوم کر سامنے دراز قامت دھڑکنوں کو ساکت کرنے والے اس خوبصورت شخص پر آ گئیں۔۔

ہوں اچھا سوال ہے۔۔"وہ متاثر ہو کر سر اثبات میں ہلائے گہرا"
سانس بھر گیا۔۔اسکی لمحے کی خاموشی ہزاروں سوالوں کو جنم
دینے لگی تھی۔۔۔

کیا آپ شادی شدہ ہیں؟"اسنے سامنے موجود لڑکے سے پوچھا۔"
وہ پہلے حیران ہوا پھر سر ہلا گیا۔۔۔
جی الحمدللہ میں شادی شدہ ہوں بلکہ ایک بیٹا بھی ہے ہمارا۔"رپورٹر"
نے جواب دیا۔
مجھے نہیں بتایا؟"صام نے سوال کیا وہ آدمی اسکے سوال پر سٹپٹا"
گیا۔۔۔
مطلب ؟"رپورٹر جانتا تھا اسکا جواب اسی میں ہے صرف اسے"
سمجھنا ہے جو کہ وہ سمجھ نہیں پایا۔۔
مطلب یہی ہے کہ آپ نے شادی کی بلکہ یہاں سب نے شادی کی"
کتنی کی کیوں کی، کتنوں کی شادی رکی کیوں رکی مجھے تو کسی نے نہیں بتایا نا ہی
کسی نے آکر مجھ سے رائے لی۔۔
پھر مجھ سے پوچھنے کا مجھ پر انگلی اٹھانے کا سب کو حق کس نے دیا؟"اسنے
چبھتے ناگوار لہجے میں پوچھا۔

لوگوں کا مطلب ہے صرف ہماری زندگی میں جاننا کہ کیا ہو رہا ہے" کیا نہیں۔۔ میڈیا کا کام ہے ان تک یہ باتیں پہچانا۔۔

پر یہاں تو سب میرے ماں باپ نکلے۔۔ سب کو معلوم ہے میرے گھر میں کیا ہو رہا میں کیوں شادی سے غائب تھا میرا باپ کیوں بیمار ہوا۔۔

سیریسلی میں کافی متاثر ہوں آپ سب کی تیز رفتاری سے۔ پر کاش ایسا ہوتا کہ یہ وقت مجھ پہ انگلی اٹھانے پر برباد کرنے کے بجائے آپ لوگ خود پر لگاتے تو بہتر ہوتے۔۔

رہی بات میری! میں ایک شادی کرتا ہوں یا چار، سرے عام کرتا ہوں یا چھپ کر اس سے کسی کو کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیے۔ از اٹ کلیئر!" اسنے سرد لہجے میں کہتے سب کے منہ بند کروا دیئے۔

سر آپ اگر مس سحر ش جھوٹی نکلی صرف آپ پر انگلی اٹھانے" کیلئے کیا تو آپ انہیں کیا سزا دیں گے؟" کچھ توقف کے بعد سوال اٹھا۔

سب نے پھر سے صام زیدی کو دیکھا۔

آپ کیا دیتے اگر کوئی ناچنے والی اٹھ کر آپ پر غلیظ الزام لگا دے، حساس"
وقت میں آپکے کردار کو داغ دار کرنا چاہے؟" اسنے کاٹ دار لہجے
میں پوچھا ایک دبا دبا سا طیش تھا جسنے سحر ش کے وجود پر کپکپی
طاری کر دی۔

وہ رپورٹر لاجواب ہو کر بیٹھ گیا۔۔
سر حساس وقت کیوں؟" ایک نے اٹھ کر حیرت سے پوچھا۔۔"
کہیں ان باتوں میں سچائی تو نہیں؟" وہ طنزیہ ہنس کر بولی"

اگر آپ کے گھر میں آپکے ڈیڈ بیمار ہوں یہ وقت آپ کے لئے"
حساس ہوتا ہے یا خوشی والے؟ چلیں مجھے یہ بتائیں آپ سب کے
گھر میں کوئی بیمار ہوتا ہے سیریس تو بڑے اسکی دیکھ بال کرتے ہیں یا
چھوٹے؟" اسنے پھر سے سوال پوچھا۔

بڑے!" وہ الجھ کر بولی۔"

تو پھر ہم سے کیوں یہ ڈیمانڈ ہوئی تھی صمصام زیدی ہال میں ہونا"
چاہیے تھا؟ کیا یہ اہمیت ہوتی ہے ڈیمانڈ کرنے والے کی آنکھوں
میں اپنے ماں باپ کی کہ انہیں ہاسپٹل کے بیڈ پر چھوڑ کر خود اپنی شادی
"انجوائے کروں یا لوگوں سے ملتا انکے آنے کا شکریہ ادا کرتا رہوں؟

ان شارٹ !فضول سوالات کا میرے پاس جواب نہیں اور نا ہی"
وقت ہے۔ میری سیکرٹری نام اناؤنس کر دے گی جن سے ڈیل کینسل ہو رہی
ہے۔۔"وہ سپاٹ لہجے میں کہتا آنکھوں پر سیاہ گلاسس لگائے کیمرہ
کی روشنی سے اپنی نیلی آنکھوں کو محفوظ رکھے وہاں سے مڑا۔۔
اسکے پیچھے ہی دائیں بائیں اسکے اسلحہ لیس گارڈ اسٹیج کے بیچ سے بنے راستہ سے
اسے لیکر جانے لگے سب کی پہنچ سے محفوظ کر کے۔۔

مسٹر صمصام زیدی ہم نے تو آپ کی بھلائی کیلئے یہ سب کیا تھا"
ہمارے نام کیوں اناؤنس ہو رہے ہیں؟؟"اچانک اسکے راستے کے
سامنے ایک ٹولہ جمع ہو گیا۔۔
سب پریشان فکرمند حیران تھے صمصام زیدی کے اس قدم سے۔
انہوں نے تو سوچا تھا وہ آکر ان سے معذرت کرے گا یا منت بھرا کوئی

میسج انہوں نے تصور میں سوچا ہوا تھا جنہیں وہ اپنے شوشل اکاؤنٹ پر شیئر کر کے ویلیو بڑھا سکتے تھے پر یہاں تو انکی ویلیو ہی ڈیمیج ہو گئی تھی۔۔

وہ واقعی سر پھرا شخص تھا کیا اسنے اپنے نقصان کا احساس نہیں تھا۔۔
سیاہ گلاس کے پیچھے سے صام نے انکے چہرے کو دیکھا جیسے کسی بچے سے لولی پاپ چھین لیا جائے وہ حال تھا۔

"مسٹر عزیز! اپنی بھلائی کیلئے میں خود کافی ہوں۔ آپکی پراجیکٹ کی فائل وہاں سے لے لیں۔" مقابل کی آنکھوں میں دیکھتے وہ جتاتے ہوئے بولتا پیچھے اسٹیج کی جانب اشارہ دیا جہاں اسکی سیکرٹری ٹیب لیے اس میں دیکھتی نام اناؤنس کر رہی تھی وہیں اسکی اسسٹنٹ فائلز لیے بیٹھی تھی۔

"آج کی یہ کانفرنس میں نے رکھی تھی، وہاں آپ نے ٹائم رکھا اور یہاں میں ہمیشہ کیلئے ختم کیا۔ گھبرائیے نہیں ہمت بندہ مدد خدا! بیسٹ آف لک۔ یو آر ناٹ گڈ فار یور سیلف۔" وہ ایک

مسکراہٹ پاس کرتا اسکی جیب سے رومال نکال کر ہاتھ میں تھماتے ہوئے بولا۔۔

مزید وہاں رکا نہیں بلکہ سب کو ششدر چھوڑے وہاں سے نکل گیا۔۔

اچانک وہ آیا تھا بنا بتائے، اور کسی کو معافی تلافی کا وقت دیئے بغیر ہمیشہ کیلئے کانٹریکٹ ختم کیے وہیں سے چلا گیا۔

آفس والا واقعہ یو انوشہ نے اسے بتایا تھا البتہ باقی کا سب کچھ اسکی سیکرٹری میسج کر کے بیٹھی تھی۔۔

کیونکہ صمصام کی سیکرٹری بھی اتنے پاورز اور سینس رکھتی تھی اسے کس وقت کیا کرنا ہے۔۔

سر آپ کا کیا کہنا ہے صمصام زیدی کے اس فیصلے پر؟" ایک " رپورٹر مائک اٹھائے کیمرہ مین کے ساتھ مسٹر عزیز کے پاس آگیا جو کہ اپنی فائل تھامے کھڑا تھا۔

انہوں نے سوال پر سر اٹھایا۔۔"شٹ اپ!!" دوسرے ہی لمحے وہ دھاڑ اٹھے۔۔۔

"سر آپکی سرونٹ رخسار کا کیا کرنا ہے؟" وہ گاڑی میں بیٹھا جب اسے اپنی سیکرٹری کی کال آئی۔۔
صمام نے گہرا سانس بھرتے کچھ سوچا اور پھر گویا ہوا۔۔۔

"اسے وہیں رکھو ابھی، کیونکہ ابھی کچھ باقی ہے۔۔" اسنے کہتے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

"مسٹر صمصام زیدی کا کہنا ہے انہیں لوگوں کے فضول سوالات کا جوابات دینے میں کوئی انٹرسٹ نہیں وہ صاف کہنا چاہتے ہیں ان پر جو لزامات تھے وہ محض ایک جلن اور جنون میں لگائے گئے ہیں۔۔
وہ سوسائٹی کے کسی رول کو فالو نہیں کریں گے انکے اپنے رول ہیں جنہیں وہ فالوو کرتے ہیں، انکا یہ بھی کہنا ہے کہ وہ آئندہ ان پر پرسنل اٹیک ہوئے تو وہ خاموش نہیں بیٹھیں گے۔
الزام لگانے والوں نے ثبوت کیوں نہیں دیئے؟ یہ سوال اب کافی تیزی سے وائرل ہو رہا ہے۔ بلکہ صمصام زیدی نے چھ سال پرانی ویڈیوز کو شو کر دیا

جنہیں سحر ش تارڑ کل ہی اپنی تمام اکاؤنٹ سے ڈیلیٹ کر چکی
"تھیں۔

لوگوں کا شدید ری ایکشن دکھائی دے رہا ہے وہ سحر ش تارڑ کے لائیو کی"
ڈیمانڈ کر رہے ہیں کہ وہ اب کیا کہنا چاہتی ہیں۔۔وہ خاموش کیوں
ہیں؟

صمصام زیدی نے اپنا کیس ہمارے ڈسٹرکٹ آفیسر ایس پی دریاب
خان کے حوالے کیا ہوا ہے جو کہ اپنے کسی کیس کی وجہ سے ہائیڈ سے
منظر سے۔

پر صمصام زیدی نے انہیں اپنا کیس سونپا ہے تو یقیناً وہ اب سامنے
آئیں گے۔اور اچھی طرح اس کیس کو سولو کریں گے۔

ناظرین مسٹر صمصام زیدی نے ریٹائرڈ پرنسپل فیروز چغتائی کے الفاظ
پر بھی افسوس کا اظہار کیا۔کہ واقعی بہنوں کے پاس بیٹھنے کیلئے کسی
کی سرٹیفکٹ کی ضرورت نہیں ہوتی نا ہی لوگوں کی سوچ وچار کی۔

انہوں نے اینی نامی انگریزن کی ہیلپ ایک بہن سمجھ کر کی تھی جنکا اینی نے اپنے
شوشل اکاؤنٹس پر لائیو آکر آظہار کیا ہے۔

بہر حال صمصام زیدی نے آج کی کانفرنس میں اظہار الفت
کر دیا اپنی منکوحہ سے۔انکا کہنا ہے وہ صرف اپنی بیوی سے الفت کرتے

ہیں اگر انہوں نے اجازت دی تو وہ ایک نہیں چار کر لیں گے۔۔ جن پر لڑکیوں کا ہارٹ بروکن ری ایکشن، جبکہ کافی لڑکیاں انکی بیوی کا شوشل اکاؤنٹس جاننے کی خواہش مند ہیں تو کئی روتے ہوئے اپنی الفت کا اظہار "کر رہی ہیں۔۔

شکر الالحمدللہ "صائم زیدی تقویٰ زیدی نے سنتے ہی چہرے پر ہاتھ " دعا کی طرح پھیرے کہ رب نے انکی سنی انکی عزت پر حرف آنے نہیں دیا۔

اب عرشیہ کا کیا کریں گے؟ اسے واپس لانا ہے یا؟ بھائی کی " حالت ایسی ہے کہ دل پھٹ رہا ہے میرا" تقویٰ زیدی نے چیئر پر بیٹھتے شوہر کو دیکھ کر اپنے خاموش پڑے بھائی کو دیکھا۔۔

کیا کر سکتے ہیں وہ واپس رابطہ نہیں کر رہا ناہی اسکی لوکیشن شو ہو رہی ہے " نمبر پر۔۔ "صائم زیدی نے پریشانی سے بالوں میں ہاتھ پھنساتے ہوئے کہا۔۔

تقویٰ نے سن کر اپنے آنسوں صاف کیے اور انکے مقابل چیئر ڈال کر بیٹھ گئیں۔۔

آپ کچھ تو کریں سائیں کوئی حل نکالیں اس سبکا،، اسے لے آئیں واپس" گھر خدا بھی تو کبھی کبھی انسان کے سو خون معاف کر دیتا ہے۔۔جب وہ معاف کرنے والا ہے تو ہم کون ہوتے ہیں کسی کو سزا دینے والے۔۔ اسنے سزا کاٹی ہے بہت، بچے سے جوانی پر آگیا ہے ہو سکتا ہے سنبھل گیا ہو ٹھیک راہ پر ہو اب ہمیں چاہیے اسکا ہاتھ تھام کر اسے راہ راست پر لائیں۔۔اگر اسے دھتکار دیا تو کبھی نہیں سنبھل پائے گا۔

آپ اس سے ملیں اسے کہیں ہم سب اسکا انتظار کر رہے ہیں۔۔اگر بھائی نے نا رکھا بھی اسے تو میں اپنے بچے کو اپنے پاس رکھ لوں گی پھپھو کے بجائے اماں تو کہتا تھا مجھے۔۔"وہ سائیں کے ہاتھ تھام کر منت بھرے انداز میں بولیں۔۔

تقویٰ رویا مت کرو!"صائم زیدی انکے برستے ہوئے آنسوں صاف کرتے" اثبات میں سر ہلا دیا۔۔

میں کرتا ہوں کچھ تم بے فکر رہو اللہ پر یقین ہے ان آزمائش سے بھی نکل"
آئیں گے ان شاءاللہ۔۔"وہ انکے ھتام پر لب رکھتے ہوئے کہا وہ بھیگی
آنکھوں سے مسکرادی۔

"ان شاءاللہ"

توقیع اٹھ گئی؟"انہوں نے بیوی سے پوچھا۔"

ہاں صارم اسکے پاس ہے اسے کھانا کھلا رہا ہے۔۔"تقویٰ نے بیٹی کا"
سوچتے ہوئے سر اثبات میں ہلا کر انہیں جواب دیا۔۔اور یہ سوچنے
لگیں کہ اگر دلاور واپس آگیا تو کیا اد کی بیٹی اسے قبول کرلے گی۔۔

پہلے ہی وہ بیمار تھی کیسے برداشت کر سکے گی اسکی موجودگی؟یہ انکی سوچ
تھی جبکہ صائم زیدی ان سے الگ سوچ رہے تھے۔
وقت آگیا تھا کہ وہ ایسا فیصلہ کریں جس سے انکے رشتے ٹوٹنے سے بچ
جائیں بلکہ انکی بیوی کو اذیت بھی چھو نا سکے۔

....★☆☆☆☆☆★....

دیکھا ابھی آپ نے دیکھا کیسے اسنے میرا سیکرٹ فاش"
کر دیا۔۔"وہ غصے سے نیوز سن کر ہوٹل سے باہر آتے ہوئے دریاب خان ضبط
سے بولا۔۔

وہ صمصام زیدی کو شہر میں چیدہ چیدہ جگہوں پر ڈھونڈنے کے بعد
گاؤں آئے ہوئے تھے حویلی اور چند ایک دعری جگہوں پر ڈھونڈنے پر ابھی وہ
ڈھونڈ ہی رہے تھے جب تقریباً چار کے قریب انہیں صائم زیدی
کی کال آ گئی کہ صام آچکا ہے بلکہ اسنے پریس کانفرنس کی ہوئی ہے۔۔۔

انہوں نے دونوں کو واپس آنے کیلئے کہا تھا، جس پر وہ فوراً عمل کرتے
ہوئے واپس آرہے تھے جب ساحل نے اسے اسے راستے میں اس
ہوٹل میں چلنے کا کہا تا کہ کچھ کھا پی سکیں۔۔
وہ دن رات کے بھوکے تھے اور اب تو پیٹ بھی دہائیاں دے رہا تھا۔

وہاں آکر انہوں نے اپنی ٹیبل سنبھالی تبھی کھانے کے دوران نیوز کا وقت
ہوتے نیوز سنیں جس میں اسکے منہ سے دریاب خان کا نام سنتے
ہی پانی پیتے دریاب کو زوردار اچھو لگ گیا تھا اور ساحل نے

حیرت سے نیوز کی طرف دیکھا جہاں نیوز اینکر ڈسٹرکٹ آفیسر دریاب کا نام لے رہی تھی۔۔۔

اسے معلوم تھا کہ میں اپنے ایک اہم کیس کی وجہ سے ابھی اپنی پوسٹنگ شو نہیں کر رہا یہاں پر اسنے جان بوجھ کر میرے ساتھ ایسا کیا ہے۔" دریاب کا بس نہیں تھا اپنی محنت پر پانی پھیرنے والے صمصام زیدی کا کچومر بنا دے۔۔

اسنے اپنی پوسٹ ہائیڈ کرتے ہوئے کتنا لرچ کر کے سابقہ آفیسر کو اپنی جگہ بٹھایا ہوا تھا تاکہ کسی کو شک نا پڑے کہ دریاب خان کی پوسٹنگ یہاں ہوئی ہے پر اب تو سب جان گئے ہوں گے اور اب تک اسکے کیس ثبوت کا بیڑا غرق ہو گیا ہو گا۔۔

تجھے پتا ہے اس سے جھگڑا کر کے تو نے مصیبتیں ہی مول لینی پھر" کرتا کیوں ہے ایسا۔۔ جذباتی شخص ہے کچھ بھی جذبات میں کہہ دیتا بعد میں معافی بھی تو اکثر مانگتا ہے۔۔" ساحل نے ساتھ چلتے ہوئے اس سے کہا۔۔

ہونہہ! بھائی میں اتنا بے غیرت نہیں کہ اپنی بہن کے بارے"
میں اسے بھونکتا ہوا خاموشی سے سنو! دیکھا نہیں کیسے ہماری بہن کی
لاش مانگ رہا تھا۔۔
اگر ڈیڈ کی طبیعت خراب نا ہوتی اگر کہیں ملتا تو میں اسکا اچار
بنا ڈالتا۔۔ڈیڈ کی اس حالت کا ذمہ دار بھی یہی شخص ہے۔مجھے تو
اسنے کوئی کیس نہیں دیا ہر کیوں پر سنل اٹیک کیا مجھ پر؟"وہ سخت
غصے میں تھا گاڑیوں کے پاس آتے کھڑے ہو کر وہ غصے سے بولا۔۔

ریلیکس یار! ان شاءاللہ سب ٹھیک ہو جائے گا دیکھا نہیں سب"
کے سامنے اسنے اظہار کر دیا محبت کا۔اور اسکی کنڈیشن کو بھی سمجھو
وہ ملازمہ سے سنتا ہے کہ اسکی بیوی گھر سے بھاگ گئی ہے اور
یہاں آکر اسے اپنی بیوی نہیں ملتی۔۔
تم ٹھیک سے غور کرو تو اسنے روم میں آتے پوچھا تھا اسکی بیوی کہاں
ہے؟

پر سب اس وقت دلاور کے ہونے ہر شاکڈ میں تھے تو اسے کسی نے جواب نہیں دیا اسی وجہ سے شاید اسے لگا ہو گا کہ وہ سچ میں اسے چھوڑ گئی ہے۔۔

اور اس بات کو بھی اگنور مت کرو عرشی اسے بالکل لفٹ نہیں کراتی شاید اسی وجہ سے بھی وہ ہرٹ ہوا ہو گا۔۔ اور غصے سے منہ سے نکل گیا ہو گا۔ اسے بھی تو دنیا کو جواب دینا تھا۔ پاکستان میں کون سا کسی کے پرنسل کا لحاظ ہے بس نیوز چاہیے مصالحہ دار۔۔" ساحل نے مقابل کر کے اسے اچھی طرح سمجھایا۔۔

پر دریاب اپنی موبائل پر آتیں انسپکٹر کی کالز دیکھتا خون کے گھونٹ بھر کر رہ گیا۔ سارے کیس پر پانی پھر گیا ہو گا۔۔۔

ایسے نظر انداز نہیں کر سکتا بھائی۔ اسنے میری بہن کو بہت کچھ کہا" ہے بھگتنا تو اسے پڑے گا۔۔ یہ سمجھتا ہے کہ دو لفظ اظہار کے بول کر میری بہن کو منا لے گا تو اسکی خوش فہمی ہو گی۔۔

اسکے ری ایکشن کا جب عرشیہ کو معلوم ہو گا تب اسے حقیقت میں معلوم پڑے گا محبت کیا ہوتی ہے۔۔ اسے ناکوں ناچ نچوائے تو میرا نام دریاب خان نہیں۔۔ اپنی بہن کی ویلیو اسے میں دکھاؤں گا۔" وہ کہتا

بغیر کچھ سنے گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا ساحل حیران رہ گیا اسکی بات سن کر۔۔۔

کیا بکواس کر رہے ہو دری؟ اس سے رشتوں پر برے اثرات بھی" پڑ سکتے ہیں پہلے سے اتنی پریشانیاں ہیں پھر تم عرشی کیلئے مشکلات مت کھڑی کرو۔۔۔" اسنے ونڈو کے شیشے پہ ہاتھ مارتے غصے سے کہا۔۔۔

کچھ نہیں ہوتا بھائی جو ہوگا بہتر ہوگا بلکہ اچھا ہوگا بہت بس عشی کو واپس" آنے دیں اس باگڑ بلے کو اسکی اوقات میں دکھاؤں گا۔۔" وہ کہتا تیز رفتاری سے گاڑی اڑا کر لے گیا۔۔

ساحل پیچھے سڑک پر کھڑا اسے نظروں سے اوجھل ہوتے موڑ مڑتے دیکھتے رہا۔ اور نفی میں سر ہلاتے خود پر افسوس کرتے سیدھا گاڑی میں جا کر بیٹھا۔۔

اسنے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے سگریٹ کی طلب پر ضبط کرتے موبائل پر ایک نمبر ڈائل کرتے بلوٹوتھ کان سے لگایا۔
اگلے دو منٹ بعد کال اوکے کرلے کان سے لگالی گئی۔۔۔اور اب ہمہ تن گوش تھی۔۔

کیسی ہو؟"اسنے سامنے دیکھتے متبسم لہجے میں پوچھا۔دوسری" طرف روحا کے چہرے پر تیزی سے سرخی دوڑ گئی۔

جی ٹھیک۔آپ نے ناشتہ نہیں کیا؟"اسنے جواب دیتے" خیریت دریافت کیے بنا ہی فوراً سے خود کو پریشان کرنے والا سوال پوچھا۔

تمہیں جلدی تھی بھاگنے کی چلی گئی تو اکیلے کس کے ساتھ کرتا؟"وہ" مصنوعی خفگی سے بولا۔۔
اسکی سانس جیسے اٹک گئی وہ شرمندہ ہوتی اپنا لب دبا گئی دانتوں میں کہ جو شک تھا وہی سچ ثابت ہوا۔

آئم سوری میں بس چینج کر کے جلدی آئی تھی پر آپ جلدی چلے"
گئے۔۔۔"وہ بھرائی آواز میں بولی۔
پہلے دن ہی شکوہ اسے۔۔۔کتنا سبکی لبریز احساس تھا اسکے لیے۔

کوئی بات نہیں میں نے کر لیا ہے ناشتہ لنچ اور ایڈوانس ڈنر بھی"
ڈونٹ وری۔ تم بتاؤ تمنے کھایا کھانا وقت پر؟"وہ اسکی کنڈیشن
سمجھ کر فوراً سے بات بدل گیا۔

جی میں نے ابھی ماما اور من کے ساتھ کر لیا وہ آئی ہوئی ہیں۔۔"وہ آہستہ سے"
گویا ہوئی۔۔
" تبھی ہنکارہ بھر کر وہ بولا۔۔۔"تمہاری مام؟
روحانے نا سمجھی سے موبائل کو دیکھا۔۔۔"آپکی مام؟"معاً وہ سمجھ کر
شرارت سے بولی۔۔
نہیں تمہاری مہکار مام کے بارے میں پوچھ رہا ہوں وہ کہاں ہیں؟"اسنے"
پھر سے کہا۔۔

اور اسکے لبوں پر شریر مسکراہٹ تھی۔۔"وہ تو آپ کی مام ہیں نا میری بڑی ساس۔۔"اسنے کہتے زبان دانتوں میں دبائی جبکہ اسکی بات پر ساحل شاہ خاموش سا رہ گیا۔۔

روح!!!"اسنے سخت انداز میں سرزش کی"جو پوچھ رہا ہوں اسکا" جواب دو!"وہ غصے سے گویا ہوا۔۔
روحا سٹپٹا گئی انکے اچانک تیور بدلنے پر۔۔۔
"جی وہ چلی گئیں باذل کے پاس۔۔"

ہمم!مام آگئیں ہاسپٹل سے؟"اسنے پھر سے پوچھا۔"
جی وہ بھی آگئی ہیں۔۔"اسنے افسردہ لہجے میں کہا۔۔۔"
تم سے ملیں؟"ساحل اسکے لہجے کو فوراً سے محسوس کر گیا۔"
جی ملیں۔۔"اسنے اپنے ناخون دیکھتے جواب دیا"
"کیا کہا؟"
"کچھ نہیں"
تعریف یا نظر نہیں اتاری؟"اسنے اسکا سراپے کو سوچتے پوچھا۔"

کی" وہ آہستہ سرگوشی میں بولی۔۔ اسکے لہجے کے انداز سے ساحل کو"
لگ رہا تھا بہکا کر ابھی ہی ایکسیڈنٹ کروا دیتے گی پاگل کہیں کی۔۔
من کیسی ہے؟ وہ روئی تو نہیں یا بخار؟؟" اسے اپنی بہن کی فکر ستانے لگی۔"
روحا کی نظر میں بھی سمن کا بھیگا بھیگا چہرہ گھوم گیا۔

جی وہ روئی تو تھی کہ اسے موٹی موٹی کہتے تھے پھر اس موٹے سے کیوں اسکی"
شادی کروادی۔ اور یہ بھی کہہ رہی تھی کہ اسے ابھی نہیں جانا۔۔" روحا
کی بات پر ساحل سوچ میں چلا گیا۔
واقعی رشتوں کو بچانے کے خاطر انہوں نے ایک معصوم سے پھول کو
مرجھا دیا تھا جسے تو شاید ابھی شادی کا ٹھیک سے مطلب بھی نہیں
معلوم وہ کیا دریاب خان کی ذمہ داریاں اٹھائے گی۔

اچھا اس سے آکر بات کرتا ہوں تم بتاؤ طبیعت کیسی ہے تمہاری؟" وہ"
سگریٹ سلگاتا ہوا ایک ساتھ سے ڈرائیو کرتے بولا۔
ٹھیک ہے" روحا چونکی جب لائیٹر کی آواز سنی۔۔ اسکا دل"
دھڑکا۔۔

پکی بات ہے؟"وہ گہرے لہجے میں بولا اسنے الجھ کر موبائل کو دیکھا۔۔"
"آپ سب آئے تھے میں ٹھیک تھی۔۔"وہ یاد دلاتی ہوئی بولی۔۔
ہمم!وہ تو ہے پر میں چاہتا ہوں تم ایک بار اپنی طبیعت کا مائعنہ کر کے"
بتائو"اسنے کہا اور وہ سمجھ کر سرخ پڑ گئی۔۔

میں ٹھیک ہوں شاہو۔۔"وہ چور نظروں سے دروازے کو دیکھتی بڑبڑائی۔۔"
تھکن نہیں؟"اسکے دوسرے سوال پر روحا نے لبوں پر زبان"
پھیری۔۔
ہوں!بولو؟"وہ خاموشی پا کر بولا۔۔"
نن۔نہیں۔۔"اسنے سرخ ہوتے آہستہ آواز میں سرگوشی سے کم انداز"
میں کہا پر وہ سانسوں کی روانی سے اسکا جواب سمجھ گیا۔۔

میں آجاؤں؟"زیر لب مسکراتے ہوئے وہ بولا اور اسکے گال تپ گئے۔"
یس لگا جیسے خون چھلک پڑے گا۔۔
آآ۔۔آپ آرہے ہیں؟"وہ بوکھلائی سی گھبرائی بولی۔۔"
"صام بھائی مل گئے؟"

ہاں مل گیا! تم مجھے جواب دو کہا ہے نا ہماری باتوں کے بیچ کسی کو مت لایا"
کرو۔۔۔" اسنے ڈانٹنے والے انداز میں کہتے اسکا چہرہ شرم سے متغیر
کر دیا

آ۔۔ آجائیں آپ کا گھر ہے۔۔" وہ مسکراہٹ چھپا کر بولی۔"
ساحل کی گھنی مونچھوں تلے لب مسکرائے۔۔۔
سوچ لو! اپنے گھر میں تو آؤں گا پر روم میں بھی آؤں گا۔۔ اور میرا آنا تم پر"
بھاری پڑ سکتا ہے۔۔" اسنے گھمبیر لہجے میں کہا روحانے موبائل کان
سے دور کر دیا۔۔
اسکی تیزی سے پلکیں لرزش کر رہی تھیں۔۔۔

روحا!" اسنے پکارا اور روحانے گھبرا کر موبائل سینے سے لگا دیا۔۔۔ جس"
پر ساحل خاموشی سے اسکی دھڑکنوں کی رفتار سننے لگا۔۔۔
میری جان!" وہ گھمبیر لہجے میں پکارنے لگا مجبوراً اسے کان سے"
موبائل لگانا پڑا۔۔
ججج۔۔ ج۔ جی" وہ ایک جی پر ہی بوکھلا گئی"

ابھی تو اور بڑھ جائیں گی تمہاری سانسیں تمہاری دھڑکنیں،"
تمہاری کنٹرول سے باہر ہو جائیں گی پھر کس کو سناؤ گی مجھے یا خود
جھیلو گی؟" وہ معنی خیزی سے بولا۔۔
عوحا کا چہرہ شرم سے سرخ ہو کر خون برسانے لگا تھا جیسے۔۔۔

آپ ایسی باتیں کیوں کر رہے ہیں؟" وہ بکھرے تنفس کے ساتھ بولی۔۔"
کیونکہ میں آرہا ہوں۔۔" وہ گھمبیر سرگوشی میں گویا ہوا۔ وہ گھبرا"
گئی۔۔۔
گھر؟" اسنے حیرت سے پوچھا"
ہاں پھر کہاں جاؤں؟ اسنے شرارتاً پوچھا"
ی۔۔ یہیں آئیں میں تو بس ایسے پوچھ رہی تھی۔۔" روحا نے فوراً سٹپٹا"
جر جواب دیا اور خود کو سنبھالا۔۔۔

سنیں!" ساحل کے خاموش ہونے پر اسنے پکارا۔۔"
سناؤ!" اسنے جواب دیا۔۔"

ابھی آرہے ہیں؟" وہ انگلی بیڈ شیٹ پر پھیرتی ہوئی گویا ہوئی۔۔"

نہیں رات کو ابھی تو صام سے ملنے جارہا پر رات کو آؤں میرا انتظار"
کرنا اور تیار ہو کر بیٹھنا۔۔" وہ بولا روحا سرخ پڑ گئی۔۔

ابھی بہت سے مہمان ہیں میں رات کو تیار ہو جاؤں گی جب"
آپ آئیں گے۔۔" اسنے آہستگی سے سرگوشی میں کہا
پھر تو میں تیار ہونے نہیں دوں گا۔" اسنے ٹرن موڑتے ہوئے خود بھی"
سرگوشی میں کہا روحا جھینپ گئی۔

"آجاؤں؟" معاً اسنے اسکے لئے مشکل بڑھاتے ہوئے پوچھا۔
وہ صرف موبائل کو دیکھتی رہ گئی۔۔ آنے والے وقت کو سوچ کر اسکا دل کانپ
رہا تھا۔۔
روحا!" اسنے پکارا جس سے اسکا دل دھک دھک کرنے لگا جیسے"
حلق میں۔۔
جی۔۔" اسنے جواب دیا۔۔"
آج رات میں تمہاری روح میں اتر جاؤں گا۔۔" اسکے گھمبیر"
بھاری لہجے میں کہنے کے ساتھ ہی روحا نے "شی" کرتے کال ڈسکنیکٹ
کر دی۔

جسکے ساتھ ہی فضا میں ساحل شاہ کا زوردار قہقہہ گونجا۔

اسے وہ کافی ڈری ہوئی لگی تھی، جسکے بعد وہ سوچ رہا تھا کافی حد تک وہ اسکے ساتھ رویے میں نرمی، محبت کا لمس رکھے گا۔۔ خود کی چلانے کے بجائے اسکی سنے گا۔

پر اس سے پہلے ابھی اسے یہ سوچ تھی کہ صام آگیا ہے تو عرشیہ اور دلاور کو کون واپس لائے گا۔ اور یہ دلاور رہتا کہاں پہ ہے؟ کیا وہ عرشی کو واپس آنے دے گا یا مزید بدنامی پھیلائے گا۔

کیونکہ چوبیس گھنٹوں میں اب صرف تین چار ہی گھنٹے باقی تھی۔۔ اور یہ دریاب اب جانے کون سا بدلہ لینے والا تھا صام سے۔۔۔

پر صام نے بھی یہ حرکت کافی کمینگی بھری کی تھی۔ جانتا تھا دریاب کا کافی نقصان ہوگا اسلیے ہی شاید یہ قدم اٹھایا تھا۔۔

ساحل کو اب اپنا ڈر تھا کہ کہیں اسکے روکنے ٹوکنے پر اس پر بھی تو کوئی پرسنل اٹیک نا کرے۔ پہلے دونوں نے ساری خوشی ہڑپ کر ذلیل کر دیا تھا۔۔

کہ اسکی سرخ انتظار کرتی آنکھوں کو دیکھتے ہوئے بھی وہ واپس لوٹ آیا تھا اس کمینے کو ڈھونڈنے جو آرام سے سکون سے میڈیا کے سامنے کھڑا لوگوں پر طنز کر رہا تھا۔

"جانے مجھ غریب سے کیا دشمنی تھی دونوں کی۔"

چھوٹے ہمیشہ بڑوں کو ذلیل کرتے ہیں یہ اسنے سنا تھا پر آج ان دونوں کے کھیل کو دیکھتے سمجھ بھی گیا تھا۔ پہلے ایک بہن لیکر غائب ہو گیا پھر دوسرا بغیر بہن لیے ہی غائب ہو گیا۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

مجھے معاف کر دینا عشی۔ میں نہیں چاہتا کہ کل کوئی بہن اٹھ کر" یہ کہے کہ میرے بھائی نے مجھے برباد کیا اور خود چلا گیا اکیلا چھوڑ کر۔۔

شاید میرا مقصد غلط تھا مجھے خود کو اپنی زندگی کو دیکھ لینا چاہیے تھا پھر تمہیں لانا چاہیے تھا۔۔ پر میں کیا کرتا تمہارا وہ بیوقوف

بھائی جن سے ملا ہوا ہے وہ نہیں جانتا وہ اسکے پیٹھ پیچھے کون سا کھیل کھیل رہے ہیں۔۔

اور دوسرا جب تمہارے رونے کا تمہارے یاد کرنے کا سنتا تو دل تمہارے لیے مزید تڑپتا تھا۔ دل چاہتا تھا لے آؤں تمہیں اپنے حصار میں چھپا کر پروں میں کہیں دور اڑ جاؤں اور وہیں چلا جاؤں جہاں تمہارے میرے علاوہ کوئی نا ہو۔۔ بس ہم دو بہن بھائی ہوں۔۔ تم ممتا کا احساس بن جانا میں شفقت کی چھاؤں۔۔

پر شاید میری قسمت ہی اتنی خوبصورت نہیں ہے کوئی مجھے بھی ٹوٹ کر چاہے۔ کوئی مجھے اپنائے کوئی مجھے نفرت کی نگاہ کے علاوہ محبت سے بھی دیکھے۔

تم تھی ایک، پر تمہارا بھی قصور نہیں تم صرف مجھ سے تو جڑی نہیں ہو تم کافیوں کی عزت ہو۔ اور میں کیا مرد ہوں جو تمہیں سوسائٹی میں عزت بھی نہیں دلا سکتا شرافت سے۔۔

اگر انکے پاس تم رہی تو سب تمہیں عزت کی نگاہ سے دیکھیں گے اگر میرے ساتھ رہی تو سب تمہیں نفرت کی نگاہ سے دیکھیں۔۔

پھر ایسا نا ہو تمہارے دل میں جو محبت ہے وہ بھی اس

معاشرے کی بھیٹ چڑھ جائے۔ اور پھر تم مجھے پچھتاوے اور نفرت کی نگاہ سے دیکھو۔۔۔یا میں چلا جاؤں تو میرے پیچھے تمہیں دربدر ہونا پڑے۔۔ تمہاری خوشیاں مجھے خود سے بڑھ کر عزیز ہیں۔۔" اسکے ہاتھ کو ہونٹوں سے لگاتے ہوئے وہ ذرا سا رکا۔۔

اور رومال سے آنکھیں صاف کیں۔۔

"شاید تمہیں شکوہ ہو گلہ ہو مجھ سے پر یہ یاد رکھنا تمہارا بھائی سب تمہارے لیے کر رہا ہے۔ اتنا غصہ اتنی نفرت اتنا جنون تھا مجھے ان سب کو برباد کرنے کا پر جب سے تمہارا چہرہ قریب سے دیکھا ہے، جب سے تمنے میری پیشانی چومی ہے جب سے میری سینے سے لگ کر تمنے مجھے بھائی کہہ کر معتبر کیا ہے تب سے صرف جان میں نہیں روح میں بھی سکون اتر گیا ہے۔

اب لگتا ہے جب سوؤں گا سکون سے سوؤں گا۔۔ تم سے دور ہونے کا دکھ تو ہو رہا ہے پر تم سب کو ہمیشہ سے ہی دور دیکھا ہے اتنا دکھ مجھے نہیں ہو گا شاید تمہیں بہت ہو۔۔۔

پر تمہیں سنبھالنے والے بھی بہت ہوں گے۔۔۔

جا کر اس بات سے کہنا کہ اٹھ جائے اب نیند سے جا رہا ہے دلاور نہیں تڑپائے گا نا ہی کسی کو برباد کرے گا۔۔ نا ہی اپنی بے گناہی ثابت کرے

گا۔جو جھیل لیا اسے دفنانا ہی چاہیے جنہوں نے وقت پر زخم دیئے انہیں وقت ہی گواہی سے گا۔۔۔

میں نے جو جو تم سے کہا ہے وہ سب پورا کرنا، اس نیلی بلی سے بھی " محبت کرنا، اور میری ماں کو کہنا آپ کیوں روتی ہیں؟ رونا تو مجھے چاہیے جس کے پاس کچھ نہیں نا زندگی سے نا ہی اپنے۔۔۔
رونا تو تب چاہیے تھا آپ کو جب آپکا دلاور آپ کو بلا رہا تھا، رونا تو تب چاہیے تھا جب آپکا دلاور سسک رہا تھا۔ اب تو اسے عادت سی ہو گئی ہے۔۔
اب تو غم بھی مجھ سے اکتا گئے ہوں گے، آنسوں کو بھی چڑ ہو گئی ہو گی۔۔ سینا بھی جل جل کر اب خاک ہو گیا ہے کہ اب بچھڑنے کا غم مجھے محسوس نہیں ہو گا۔ پر تجھے پا کر تجھ سے محبت لیکر میرا دل سکون میں ہے اب۔۔ تمہارے صدقے میں نے سب کو معاف کیا اگر وہ میرے راستے نا آیا تو۔۔۔" وہ اسکے چہرے کو تھام کر بند آنکھیں جھکی پلکیں نقوش کو دیکھ کر دل میں اسکا نقشہ بناتا ہوا آہستہ سے اسے دل سے لگائے کچھ دیر خاموشی سے بیٹھا رہا اور اسے سر پر اپنے لب رکھ دیئے۔۔۔

کہاں گیا برباد کرنے کا جنون کہاں گیا آتش برپا کرتا دلاور۔۔۔
واقعی بہن کی محبت میں ایسی طاقت تھی اس آگ کو بھی برف بنا دیا۔
ایک سکون سا دے دیا اسے کہ اب وہ اسے اسکے ٹھکانے پر چھوڑ کر واپس اور ہمیشہ کیلئے لوٹ کر جانے والا تھا۔

انہیں احساس تو دلا دیا تھا کہ اگر وہ ذرا سا بھی چاہے تو پورے برباد ہو سکتے ہیں۔ اگر ابھی دنیا کے سامنے آجائے خود تو جان سے جاتا پر ان سب کی زندگی ایک بار پھر ناصور کر دیتا۔
اسنے اسے سینے سے جدا کیا اور اسکے ہاتھ چومتے اسکی بند مگر بھیگی پلکوں پر باری باری اپنے بوسے دیئے۔ اور پھر لودسے الگ کرتے ہوئے اپنی آنکھوں کی نمی کو صاف کرتا گہرا سانس بھر کر گاڑی سے اتر آیا۔

اسنے ایک نظر اس بلند و بالا عمارت کو دیکھا جسکی بلندی پر منزل لکھوایا تھا بلکہ ان سب کو ایسے "DAD" دانیال خان نے لاکیٹ بھی بنوا کر دیئے تھے۔

جنہیں تینوں سے ہمیشہ دل کے پاس رکھا تھا۔ پر وقت نے جلد ہی دل سے ناتا توڑ دیا۔ اب صرف ایک نفرت کی زنجیر میں قید تھے ورنہ کسی کا کسی سے کوئی تعلق ہی نا تھا جیسے۔

وہ سامنے گارڈ کو ساکت حیران پریشان کھڑا دیکھ کر دوسری طرف مڑ آیا اور ڈور کھول کر اندر سرخ جوڑے میں سجی بہن کو آہستہ سے بانہوں میں بھر کر اسکی پیشانی کو لبوں سے چھوا۔۔
اسے خود سے الگ کرتے ہوئے اسے لگا اسکا دل بند ہو جائے گا پر ہوا نہیں۔۔ اور اسے ہنسی آئی کہ جانے کیسے کہہ لیتے ہیں لوگ دل بند ہو گیا۔۔
اسکا تو کبھی نہیں ہوا، حالاں کہ اسنے کتنی ایسی دعائیں مانگی تھیں کہ اسکا دل بند ہو جائے وہ ہمیشہ کیلئے آنکھیں موندلے پر نہیں وقت کو اسے ابھی ذلیل کرنا تھا۔

ڈی کے!" وہ اسکی سیاہ ہڈی کی پشت پر بڑے سے الفاظ میں ڈی کے لکھا" دیکھ کر ششدر رہ گئے۔

یہ تو وہ نیوز پر آنا والا تھا سیکرٹ سروس مہیا کرتا تھا۔۔ کتنے رپورٹر کتنے اینکر نیوز والے اسکا انٹرویو لینے کیلئے بے چین تھے کہ وہ کیسے کر لیتا ہے یہ سب۔۔

کیسے اتنے مشکل سے مشکل کیس بھی سولو کرتا ہے۔ اسے تو حکمت کو ایوارڈ دینا چاہیے تھا۔ پر دنیا کیا جانے۔۔

یہ وہ شخص تھا جسنے بڑے سے بڑے کیس سولو کیے تھے پر اپنے کیس میں گھٹنوں بل گر جاتا تھا رب کے سامنے۔

وہ چاہتا تو خود کو بے گناہ کب کا ثابت کر چکا ہوتا پر وہ ایسا نہیں چاہتا تھا۔ وہ اپنے باپ کی دی ہوئی قربانی کو رائیگاں نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اسنے دلاور کو قربان کیا تھا، اور وہ قربان ہو گیا تھا انکے ستم جھیلنے کے بعد، اور باقی تو کچھ سانسیں تھیں جسکے بعد وہ انکی آخری قبر کی خواہش بھی پوری کر دے گا۔

واقعی انسان تھا کبھی دل نہیں بن سکا، کاش ایسا ہوتا کہ وہ نا رہتا پر کسی کے سینے میں دل بن کر ہمیشہ دھڑکتا رہتا۔ کاش وہ اپنے باپ کے سینے میں ہمیشہ دھڑکتا۔۔

وہ حلق میں آنسوؤں کا گولا اتار کر بانہوں میں موجود اسے وجود کو تھامے اندر داخل ہوا۔۔ سامنے لاؤنج میں بھاگتی ہوئی چھوٹی سی سنہری بالوں آنکھوں والی لڑکی کو پکڑنے کی کوشش کرتے ہوئے دو بڑے ایک سی شکل والے لڑکے نڈھال تھے جبکہ انکی حالت پر اخبار لیے صوفے پر بیٹھا شخص قہقہہ لگا کر اپنی چھوٹی سی بیٹی کی مزید حوصلہ بڑھا رہا تھا۔۔۔
اور وہی کچن سے نکلی ایک خوبصورت سی عورت مگر فکر مند اپنے شوہر کو بچوں کے گرنے کا احساس دلاتی ہوئی بیٹی کو جھڑکنے لگی۔۔

وہ دروازے پر کھڑا اس خالی گھر کو مسکراتا ہوا دیکھ رہا تھا، پر اسکی آنکھوں میں وہ گھر خالی تو نا تھا۔ اسکی آنکھوں میں وہ ہنستا بستا ہوا گھر تھا جہاں ایک شہد رنگ آنکھوں والا خوبصورت سا جوان مرد اپنی خوبصورت سی نازک بیوی کو محبت بھری نگاہوں سے دیکھ کر بچوں سے توجہ ہٹانے کی کوشش کر رہا تھا۔

اور وہ عورت انکی نگاہ الفت پر جھینپ کر گھبرائی سی واپس اندر مڑنے لگی تھی کہ اچانک انکا پاؤں مڑا اور وہ منہ بل گرنے لگیں۔۔۔

مام۔۔۔"دلاور کی بے ساختہ چیخ گونجی دل اچھل کر حلق میں آگیا" جب اسنے اپنی ماں کو لڑکھڑاتے ہوئے دیکھا تڑپ کر انکی طرف بڑھا۔۔

پر ابھی ایک ہی قدم اٹھایا تھا کہ سامنے سارا منظر ہی دھواں ہو گیا، ناوہ ایک دوسرے کو سہارا دیتے چھوٹے سے بھائی تھے ناہی انکو ستانے والی سنہری آنکھوں والی شرارتی سی بہن۔۔۔

آہہہ۔۔۔"معاً وہ بازوؤں میں تھامے بہن کو وہیں گھٹنوں کے بل زمین پر گر" کر دھاڑے مار کر رونے لگا۔ اکیلے گھر میں وہ لاؤنج میں بیٹھا سینے سے بہن کو لگائے سسک سسک کر رو رہا تھا۔۔۔

کاش میں مر جاتا، اس دن اس رات اسی وقت تو آج سب" کو اتنی تکلیف ناہوتی۔۔ناہی مجھے۔ناہی تمہیں۔۔"وہ عرشیہ کے سوئے وجود کو دیکھتا اسکی بند آنکھیں چوم کر روتا ہوا اٹھا۔۔

پیچھے کھڑے گارڈ نے اسکی پشت کو دیکھا کہ "اسکا دانیال خان سے
"کیا تعلق ہے؟ یہ کون ہے؟""اتنا رو کیوں رہا ہے؟
پر انہیں کوئی جواب نا ملا۔۔۔

وہ گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوا وجود اٹھا اور آہستہ سے اوپر چڑھ گیا
سیڑھیاں۔ وہی روم تھے وہی گھر وہی جگہ وہیں آشیانہ۔۔۔

کچھ نہیں بدلہ تھا سواء رشتوں کے کچھ نہیں بدلہ تھا جگہوں میں۔
دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا اور آہستہ سے عرشیہ کے بیڈ پر اسے ڈالا۔۔
اسنے اپنی ناک سے تیزی سے بہتے خون کی وجہ سے اسے ناشتے میں
سلیپنگ پلز کھلا کر سلا دیا تھا اور واپس یہاں لے آیا تھا جہاں سے لے
گیا تھا۔۔

اسے اپنی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں تھا کہ کب کس کو دغا دے جائے
وہ کیوں اپنی بہن کو برباد کر دے۔
ٹھیک کہا تھا اسنے کہ ایک بھائی نے اپنی بہن کو برباد کر دیا۔ ٹھیک ہی تو
تھا جب اسکے پاس اپنی سانسوں کی گارنٹی نہیں پھر کس

بھروسے کس مضبوط ڈھال کے واسطے اسے اتنوں کے بیچ دیدہ دلیری سے اٹھالایا تھا۔

بس اسکے قدم سے یہ تو ہوگا کہ سب عرشیہ سے بلکہ سب سے چونکنا ہوگئے ہوں گے اور انکا خیال رکھیں گے لاپرواہ نہیں ہوں گے۔۔ اسے اس سے بڑھ کر اور کچھ نہیں چاہیے تھا۔۔

اس سے تم ہمیشہ خود کو مجھ سے قریب پاؤ گی۔۔"اسنے اپنے سینے سے " ڈی ہارٹ ڈی کالا کیٹ اتار کر آہستہ سے جھک کر اکسے گلے میں ڈال دیا۔۔۔ اور اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اسکی پیشانی پر شفقت بھرا لمس چھوڑا اور ایک آخری نظر اس پر ڈال کر روتا ہوا مڑا کہ اچانک سامنے اپنی ملازمین کو دیکھا۔۔

اسکے پاس رہنا اور جب میں یہاں سے نکلوں تو پیچھے اس نمبر پر " کال کر کے اسکے آنے سے آگاہ کر دینا۔۔"معاً وہ سپاٹ سرد لہجے میں فاطمہ کے حوالے ایک چٹ میں لکھے نمبر کے ساتھ انکے محنت کے چیک انہیں دیتا ہوا وہاں سے نکلا۔۔

سر یہ تو دو چیک ہیں۔۔ کیا اب میں کام پر نہیں آؤں؟""
فاطمہ بہت مشکل سے اپنے حلق میں آنسوؤں کا گولہ ضبط کیے
بھاگ حجر روم سے نکلتی ہوئی اسکے پیچھے آتی بولی۔۔

وہ اسے نکال رہا تھا کام سے اسلیے ہی سارے حساب بے باک کر دیئے تھے
پیسوں کا چیک دیکر۔۔ پر وہ اپنے نادان دل کو کیسے سمجھاتی جو اب ہجر کے
آنسوں رونے والا تھا۔۔

ایک رخسار کا ہے ایک تمہارا۔۔ بہت شکریہ دونوں کا کہ مجھ پر"
یہ احسان کیا اور مجھے اپنی بہن سے ملنے کیلئے موقعہ دیا۔" اسنے اس
چھوٹی سی لڑکی کی آنکھوں میں نہیں دیکھا جو محض ایک ماہ میں ہی اسکی
اسیر ہو کر اسے تکتی رہتی تھی۔۔
شاید وہ نہیں جانتی تھی یہ دل پہلے ہی اس نیلے نینوں کا اسیر ان
سنہری لٹوں کے جال میں الجھا ہوا ہے جو زہر بھی اگلتی ہے اور ہمیشہ
تڑپنے کے وعدہ بھی کر گئی ہے۔۔

کیا میں اب کام پر نہیں آ سکتی؟" وہ ضبط کرتے کرتے اچانک "
بے آواز روتی اسکی پشت دیکھنے لگی۔۔
جہاں بڑے حرف میں ڈی کے لکھا ہوا تھا۔۔۔

معاً فضا میں خود ہی اسکی ہچکی گونج اٹھی دلاور نے غصے سے مٹھی بھینچ لی کہ کیا ضرورت تھی ان سے مدد لینے کی۔۔

وہ تو شاید ابھی سترہ اٹھارہ سال کی تھی اور ابھی سے محبت کا روگ لینے بیٹھ گئی تھی۔۔

وہ پلٹ کر سرخ آنکھوں سے اس روتی ہوئی لڑکی کے سامنے آ گیا جو کہ سانولی سی ابھی معصوم نوخیز سی کلی تھی پر شاید محبت کرنا شدت سے جانتی تھی۔۔

اسکے اچانک سامنے آنے پر وہ ڈر کر سیدھی ہو گئی۔۔اور مؤدب خاموش کھڑی رہ گئی۔
کیوں رو رہی ہو؟" اسنے غصے سے دبے دبے لہجے میں پوچھا۔"

نہیں میں رو نہیں رہی وہ رخسار آپی کا نمبر بھی نہیں لگ رہا امی" پریشان ہیں گھر میں۔" وہ سامنے وجود کے ڈر سے دل کا غم دل میں دبائے ہوئے بولی۔۔

میں دیکھتا ہوں کہاں ہے وہ پریشان مت ہو اور ہاں کافی اچھی ہو آرٹ" میں ہمیشہ کی غلامی سے بہتر ہے کہ اپنا نام بناؤ میں نے تمہارا ایڈمیشن کروایا ہے یونیورسٹی ریگولیر جانا اور اپنا نام بنانا۔۔ اپنی ماں بہن کو ساتھ دینا۔۔ اللہ تمہارا حامی رہے گا۔۔" وہ مسکراتے ہوئے اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر بولا۔۔

فاطمہ کو لگا اسکا دل یہیں کہیں کونے میں سمٹ کر سن رہ جائے گا۔۔ وہ جانتی تھی نامحرم کے عشق میں وہ رلنے والی ہے پر وہ اس دل کا کیا کرتی جو اسکے پاؤں کی دھمک آہٹ سے الجھ کر کہیں رہ گیا تھا۔ وہ جانے لگا اسکا دل کیا ہاتھ پکڑ کر روک یا خود اسکے ساتھ روانی ہو جائے۔ پر اس میں اتنی سکت کہاں تھی اسکے لمس کے بعد۔۔ جو ہاتھ اسنے سر پر رکھا تھا اسے یوں لگا تپتی دھوپ سے وہ چھاؤں میں آ گئی تھی۔۔

اچھا سنو!" وہ چلتے چلتے اچانک رکا اور مڑا تو اسکی نظروں کو"
خود کو ہی خاموشی سے تکتا ہوا پایا۔۔
جی!" وہ دوپٹہ سے آنکھیں صاف کر کے مسکرائی۔۔"
مجھے دیکھا ہے ٹھیک سے کبھی؟" وہ کچھ سوچ کر بولا۔۔۔"

جی ہاں بہت بار کافی گہری نظروں آنکھوں سے نہیں دل سے دیکھا ہے"
دل کو۔۔۔" اسکے دل نے کہا پر وہ خاموشی سے سر ہلا گئی۔۔۔
آجب تم پڑھ لو گی تب تو بہت ماہر ہو جاؤ گی آرٹ میں ہے نا؟""
اسنے پھر سے سوال کیا وہ زیر لب ان شاءاللہ کرتی سر جھکا کر ہلا گئی
اثبات میں۔۔

ایک احسان کرو گی؟" اسکے سوال پر وہ تڑپ کر سر اٹھائے سیاہ"
سرخ آنکھوں سے اس بے رحم کو دیکھنے لگی۔۔

آپ کے بہت سے احسان ہیں مجھ پر سر آپ حکم کریں" وہ آہستہ سے"
بولی۔۔

خیر وہ میرے احسان نہیں تھے انسانیت تھی۔۔احسان تم کرنا مجھے کہ" ان تمام گھر کے مکین کا چہرہ دیکھ کر ایک تصویر بنانا جن میں اس گھر کے سربراہ کے سینے سے میرا سر رکھنا اور اس تصویر کو۔۔۔"وہ لب دبا گیا کہ وہ اس تصویر کو اپنی قبر پر تو نہیں رکھوا سکتا۔۔۔

اس تصویر کو؟"فاطمہ نے سرگوشی میں پوچھا"

اسے اس گھر کے پیچھے کہیں چھپا دینا۔۔"وہ کہہ کر رکا نہیں۔۔۔" فاطمہ کو لگا تھا کہ وہ اس سے کہے گا اس تصویر کو لانا میرے پاس پر اسنے ثابت کر دیا کہ وہ بے حس ہے۔۔

وہ اسے خود سے دور جاتے ہوئے دیکھ بھی نا سکی ایک نئی ذمہ داری کے اسے سونپ گیا تھا۔۔ایک نیا جنون اسے دے گیا تھا۔۔
اور اسنے خود سے وعدہ کیا کہ وہ اسکی یاد کبھی دل سے مٹنے نہیں دے گی بلکہ ہر سفید صفحے پر دلاور خان کا چہرہ چھاپ دے گی۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

یہ سب کیا ہے؟" وہ حیرت سے بولے۔۔۔"

کیا بکواس ہے مطلب دریاب خان ایس پی ہے تو اسنے کیوں ہم" سے چھپایا؟؟؟" پرنسپل ظفر حیدری نے غصے سے کہا

فیروز تو نہیں سمجھ رہا یہ لڑکا ہم سے کوئی کھیل کھیل رہا ہے؟؟؟" اسنے تو کہا تھا وہ اپنے باپ کے ساتھ بزنس کرتا ہے پھر یہ کیسے پولیس سے نکلا؟؟؟ وہ ہمیں گھما رہا ہے صرف اپنے بھائی کو پروٹیکٹ کرنے کیلئے۔۔ تو نہیں سمجھ رہا اس پر یقین نہیں کرتے یہ سب ہمیں بیوقوف بنا رہے ہیں۔۔" ظفر حیدری کا دماغ گھوم گیا تھا جب اس ٹوٹے پھوٹے دریاب خان کو ایس پی سنا۔۔

اسنے ایک بار نہیں بار بار سنا اس نام کو۔۔ کہ کہیں کانوں سے سننے میں غلطی تو نہ ہوں ہو گئی بھلا وہ کیسے ہو سکتا ہے ایس پی۔۔؟

یہ سراسر انکے ساتھ گیم تھی جسے شکر صمام زیدی نے کھول دیا ورنہ وہ آج کیا ہوتے؟

تو کریں بھی تو کیا؟؟؟؟ کچھ کر سکتے ہیں کیا ہم؟ کر لیا ہمنے کچھ؟ وہ بار بار ہمیں" مات دے رہے ہیں ہم کچھ نہیں بگاڑ سکتے اسکا۔۔ کیا۔ کروں میں اب ان کفن کا؟ تمیارے کہنے ہر لیے تھے خود پہنوں یا تمہیں پہناؤں؟" فیروز چغتائی جو پہلے بپھرے بیٹھے ایکدم حیدری پر دھاڑ پڑے۔
ظفر حیدری نے روم کی دیوار گیر ایل ای ڈی پر چلتی ہوئی نیوز کو دیکھتے کہا۔ وہاں بار بار صمصام زیدی کے ایک ایک الفاظ کو دہرایا جا رہا تھا۔۔ کیا ہوں انکے پلان کا؟ کچھ بھی تو نہیں۔۔ نا انکے بھیجے گئے لوگ صام زیدی تک پہنچ سکے نا ہی صمصام زیدی کو وہ بدنام کر کے کسی کی موت کا کفن بنا سکے۔

انہوں نے تو سوچا تھا وہ خود کفن لیکر کسی کی موت میں جائیں گے اور اس وجود کو خود کفن دیں گے پر یہاں الٹا ہو گیا تھا اسکے لائے گئے کفن ویسے ہی گھر میں پڑے تھے کہاں انکی ضرورت محسوس ہوئی انہیں۔۔ کہیں بھی تو نہیں شکر یہ کہ اس کھیل میں انہیں دریاب خان کا تو معلوم پڑ گیا تھا کہ وہ چھپا ہوا وہی ڈسٹرکٹ ایس پی تھا۔۔

وہ بھی تو سوچیں چھ ماہ ہو گئے ابھی تک کوئی ایس پی چینج نہیں ہوا تھا پر انہیں کیا معلوم وہ کب کا آیا گیا تھا کراچی اور اب کیوں چھپ کر بیٹھا تھا اس سب کا نہیں معلوم تھا اسے۔۔

بات صاف تھی کہ وہ دریاب خان کو نہیں البتہ دریاب خان انہیں استعمال کر رہا تھا اور وہ بھی تو سوچیں کیوں انکا ہر پلان فیل ہو رہا ہے۔۔ کامیاب کیسے ہوتا جب ان پر وہ دغاباز چالاک انسان کا بیٹا بیٹا خود نظر رکھے بیٹھا تھا تو کیسے وہ سب کامیاب ہوتے اس کھیل میں۔۔

اب کیا کرنا ہے؟ ایک بات تو تمہیں بتا دوں جو بھی کرنا ہو گا اب " ہمیں کرنا ہو گا کیونکہ ہمارے پلان کو فیل کرنے والا کوئی اور نہیں دریاب خان ہی ہے۔۔

ہم دونوں اور ہمارے آدمیوں کے بیچ یہ بات تھی کہ ہمیں اسکی بہن کو اغوا کریں گے پھر یہ ڈی کے تک کیسے گئی کہ اسنے اپنی بہن ہم سے پہلے اغوا کر لی؟

میں سوچوں کیوں وہ ہال میں آیا اور ہمارے آدمی وہاں ہونے کے باوجود بھی اسے پکڑ نا سکیں تو یہ سب اسکی چال تھی۔۔

وہ ہمارے سامنے اچھا بن رہا ہے معصوم بن رہا ہے بھائی کے سامنے برا بن رہا ہے پر اندر سے یہ کمینہ کوئی بڑی گیم کھیل رہا ہے۔۔۔" ظفر نے کافی گہرائی تک بات کی جانچ پڑتال کی۔۔

کہیں ایسا تو نہیں دونوں بھائی ملے ہوئے ہوں؟" فیروز چغتائی نے کافی دیر" خاموشی سے کے بعد کہا۔۔

ہونہہ! ایسا کیسے ہو سکتا ہے فیروز؟ دریاب اسے بچا ضرور رہا ہے" موت سے ہر وہ اندر ہی اندر اس سے نفرت کرتا ہے یہ سچ ہے ورنہ کون بھائی اپنی بھائی سے شادی کا کھیل کھیلے گا؟ اسنے دلاور کو تکلیف دینے کیلئے اسکی بیوی کو مہرہ بنایا تبھی تو وہ کراچی آیا تھا ورنہ دریاب اگر ایسا نا کرتا تو کیوں دلاور یہاں آتا؟
بات حقیقت میں یہ ہے کہ دریاب اور دلاور کے بیچ بھائی پن جاگ رہا ہے آہستہ آہستہ۔۔ کیونکہ وہ اسے موت سے بچانا چاہتا ہے

اور دلاور اتنے بڑے پلان کر کے انہیں برباد کرنے کا سوچتے ہوئے بھی کر نہیں پایا کیونکہ ایک جگہ دونوں ایک دوسرے سے ابھی محبت کرتے ہیں ورنہ اگر کوئی دوسرا ہوتا اسکی جگہ کب کی دلاور خان اسکی جان نکال چکا ہوتا اسکی بیوی کی طرف دیکھنے والے کی۔۔۔"

تو پھر یہ سب کیا ہے ظفر مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا یہ دونوں" بھائی کیا کر رہے ہیں؟ بالکل پاگل کر دیا ہے دونوں نے مجھے۔۔
کبھی وہ اس سے نفرت کر رہا کبھی وہ اس سے۔۔ کبھی وہ اس سے اظہار نفرت کر رہا تو کبھی وہ۔۔۔ پھر یہ سب کیا ہے؟ وہ کر کیوں نہیں رہے ایک دوسرے کو برباد۔۔۔؟؟؟"فیروز چغتائی کا حقیقت میں دماغ گھما دیا تھا دونوں بھائیوں نے۔۔۔

مجھے خود یہ سمجھ نہیں آرہا فیروز کہ ان دونوں کے بیچ سب ٹھیک" نہیں نا ہی وہ ایک دوسرے کو چاہتے ہیں بس انکے نفرت کا جنون جو ہے وہ ٹھنڈا پڑ گیا ہے فی الحال۔۔۔

اور یہ سب اسکی بہن نے ہی کیا ہوگا جو کہ ان دونوں کے بیچ ہے۔۔
مصیبت تو یہ ہے کہ ہم اس فساد کی جڑ رکاوٹ تک نہیں پہنچ ہار ہے۔۔ کسی تک نہیں پہنچ پا رہے۔۔
مجھے لگتا ہے تجھے صمصام زیدی کو موقعہ ہے شوٹ کروا دینا چاہیے فیروز! اس سے وہ لڑکی پاگل ہو جائے گی۔۔ اور یہ پورا رشتوں کا محل ٹوٹ کر بکھر جائے گا۔۔
کیونکہ جس طرح عرشیہ زیدی ہر طرح سے سب کی کمزوری ہے اسی طرح صمصام زیدی انکی کمزوری ہے۔۔ وہ انکی بہن کو شوہر بھی ہے اور گھر کا لاڈلا بیٹا بھی۔۔۔
اگر ہمنے اسکی بہن کو مروایا تو وہ ہمیں کچا چبا جائے گا آج بھی دیکھو تمہارے لیے تھوڑا جچھ بولا ہے لوگ جانے کیا کچھ کہہ رہے تمہارے بارے میں اور اسکی ہر سو چرچا پھیل گئی ہے۔۔
اسکی باتوں کے اشتہار لگ رہے ہیں اور ہم جو اتنا کچھ اسے برباد کرنے کے "پلان سوچ کر بیٹھے تھے ان سب پر پانی پھر گیا۔۔

تم پاگل تو نہیں ہو گئے ظفر؟ تجھے معلوم ہے ساری دنیا جانتی ہے"
میرا یہ بیان کیوں تھا میری ان سے دشمنی کو سب جانتے ہیں وہ

میری بیٹی کے قاتل ہیں اگر میں نے جا کر اسے مارا میں تو ہمیشہ کیلئے جیل چلا جاؤں گا تم دوست ہو یا دشمن؟ ایسے مشورے دے رہے ہو لگتا ہے دماغ کنٹرول سے نکل چکا ہے تمہارا کچھ ہوش کرو سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا چاہیے ہمیں۔۔

تم جانتے ہو میں خود سے زیادہ تجھ پر بھروسہ کرتا ہوں پر یہ غلط ہے میں جیل چلا جاؤں گا پیچھے میری بیوی کا کیا ہوگا؟ بیٹی کو تو کھو بیٹھا ہوں بیوی کو نہیں کھونا چاہتا۔۔

اگر مجھے ایسے ہی کرنا ہوتا تو میں اتنے پاپر کیوں بیلتا؟" انکے سٹوپڈ آئیڈیاز پر فیروز چغتائی ناراض ہو گئے۔

اچھا تم ناراض مت ہو میرا سر گھوم گیا ہے ان دونوں کی وجہ" سے۔۔۔ ہم کیا کرنا چاہیے مجھے سمجھ نہیں آرہا فیروز۔۔۔" پرنسپل صاحب سر تھام کر بیٹھ گئے۔۔

تم فکر مند مت ہو سب ٹھیک ہو گا دیکھنا میری بیٹی کو انصاف" وہ رب دلائے گا ظفر اس رب کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے جب پڑتی ہے تو روح بلبلا جاتی ہیں۔۔

مجھے خدا انصاف ضرور دے گا ظفر۔۔ اور ان پڑ پکڑ پڑی ہے تبھی تو دانیال خان اپنے بیٹے کیلئے تڑپ رہا جس طرح میں اپنی بیٹی کیلئے تڑپ رہا ہوں۔۔

جس طرح میں نے قبر بنائی تھی ویسی ہی قبر اسنے بھی بنائی تھی اپنے بیٹے کی۔۔" وہ اپنی آنکھیں صف کرتے اپنی ہنستی کھلکھلاتی ہوئی بیٹی کو یاد کر کے بولے۔۔

وہ سب تو ٹھیک ہے پر تم یہ بھول رہے ہو ہم سے نوی ہمیشہ کیلئے چلی" گئی۔ جبکہ وہ لوٹ کر آیا ہے وہ زندہ ہے یہ ایک بڑا دھچکہ ہے۔۔ دیکھو تمنے بھابھی سے وعدہ کیا تھا اپنی بیٹی کو انصاف دلانے کا ایسے نہ چھوڑو اسے۔۔

مجھے لگتا ہے ہمیں نیوز میں یہ بات پھیلا دینی چاہیے ڈی کے کوئی اور نہیں دلاور خان ہے، دیکھنا کیسے سب برباد ہو جائیں گے فیروز آگ بھڑک اٹھے گی ایک بار پھر خان زیدی میں۔۔۔ دنیا لہو لہان کر دے گی اس بار انہیں۔۔۔" ظفر حیدری کا بس نہیں چل رہا تھا کچھ کر دیں۔۔

تم ہوش میں تو ہو نا ظفر؟؟ صمصام زیدی نے بیان وہاں دیا ہے دماغ"
تمہارا گھوما ہوا ہے۔۔

بھول گئے وہ مر چکا ہے نا صرف پولیس کی نظر میں بلکہ پولیس نے جو لاش دی تھی وہ دلاور خان کی تھی بھول گئے؟ جو کورٹ میں اسکے کیس پر مرا ہوا لکھ کر بند کروایا تھا وہ پھر سے کھل جائے گا اور اس بار کورٹ پولیس کے گلے ہاتھ ڈالے گی کہ انہوں نے کیسے ڈی این اے ڈیتھ سرٹیفکیٹ بنایا جب اسکا ڈی این اے ہی نہیں تھا پھر کیسے اسے مرا ہوا قرار دیا گیا؟ دوسری بات یہ کہ کون یقین کرے گا اس بات پر؟ وہ آرہا ہے جا رہا ہے اسکے پاس لائسنس کارڈ سب کچھ ہیں وہ بھی دلاور کے نام کے نہیں بلکہ ڈی کے یعنی دلشیر نام سے۔۔۔ اور اسکا باپ وہ مسجد کا مولوی ہے۔۔

تمہارے کہنے پر اس اداکارہ کو کھیل میں شامل کر دی کیا ہوا؟ فون کے بعد فون آرہی ہے، سارے فینز اسکے خلاف ہو چکے ہیں اسکا کریئر تباہ ہو چکا ہے۔۔

اسکی تمام فلائیٹ کینسل ہو رہی ہیں، فلائیٹ فی الحال بک نہیں ہو سکتیں۔۔ اور اگر اسنے دوبارہ پاک سے باہر کی فلائیٹ بک کروائی تو وہ اسکے ثبوت میں شامل ہو گی کہ وہ یہاں سے فراری چاہتی

ہے۔۔۔ سخت کیس کروادیا ہے اس صمصام زیدی نے اس لڑکی پر کہ وہ خود کو گھر میں قید کر کے بیٹھی ہے۔۔

مجھے کالز پر کالز کر رہی ہے کہ اب اسے بچائیں اب تم بتاؤ اسے کیسے بتائیں؟ صمصام زیدی نے اسے آج رات کا وقت دیا ہے کہ لائیو آئے وہ اس سے بات کرنا چاہتا ہے ورنہ اسے پولیس لیکر جائے گی۔۔۔

اسکا کریئر سب کچھ تباہ ہو چکا ہے وہ سب ہماری وجہ سے اور وہ تو پہلے سر پھرا بد دماغ شخص ہے، دو منٹ میں ساری سپورٹ اپنی طرف موڑ چکا ہے ہر طرف سے اس لڑکی اور مجھ پر لعنت برس رہی ہیں

ایسے میں اگر یہ راز فاش بھی ہوا تو ہم ہی پھنسیں گے اور کوئی نہیں ذرا ہوش سے کام لو اور اس اداکارہ کا بھی سوچو۔۔ کب سے کالز کر رہی کہ اسے پاک سے نکالیں ورنہ صمصام زیدی نہیں چھوڑے گا اسے۔۔۔

اور اگر وہ پکڑی گئی تو ہم پکڑے جائیں گے اگر ہم پکڑے گئے تو دنیا کے سامنے "کیا ہو گا؟ کہ ہمیں نے خود دلاقر خان کو ٹارچر کروایا تھا؟

روم میں یہاں سے وہاں چلتے ہوئے گہری سوچوں میں محو ظفر حیدری آخر میں صوفے پر ڈھے سے گئے۔۔

کچھ ایسا کرنا ہوگا آخری وار فیروز کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی ناٹوٹے۔۔۔"وہ کھوئے کھوئے سے بولے

اور سحر ش اسکا کیا کریں؟"فیروز نے موبائل پر آئی کال کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔
اسے بھی یہاں سے نکالنے کی کوشش کرتا ہوں تم بے فکر ہو کر بھابھی پر توجہ دو انہیں تمہاری ضرورت ہے البتہ نوی کو میں ضرور انصاف دلاؤں گا وہ میری شاگرد تھی اور ایسے میں نہیں نا انصافی ہونے دے سکتا اسکے ساتھ۔۔۔"وہ کچھ سوچتے فیروز چغتائی کو دیکھتے ہوئے گویا ہوئے۔۔

انہوں نے مشکور نظروں سے دوست کو دیکھا۔۔
واقعی دوست بھی ایک نعمت ہے رب کی۔جیسے ابھی فیروز ظفر کو دیکھ کر سوچ رہا تھا۔
اسکے کڑے وقت میں ساتھ دینے والا ظفر حیدری اسکے لئے ایک نعمت ہی تو تھی۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

وہ سب ہاسپٹل میں جمع ہوئے تھے، عائشہ ندیم کو تو ہوش آچکا تھا البتہ دانیال خان کو کوئی ہوش نا تھا فی الحال۔۔

عائشہ جانتی تھی اسکا شوہر اپنے پہلے بیٹے کے زندہ ہونے کی خوشی درد میں اچانک یوں ہو گئے ہیں۔۔

کتنی منتوں کتنے چاہ سے اسنے اپنے بیٹے کو سینے سے لگایا تھا، بچے انکے دوسرے بھی تھے پر جو احساس انہیں دلاور دیتا تھا وہ انہیں کوئی نہیں دے سکا۔۔

انہوں نے آج تک دلاور کی جگہ سینے پر کسی کو نہیں دی، جس رات زیادہ یاد ستاتی تو اس رات جاگ کر گزار دیتے تھے۔ وہ صرف کہنے میں نہیں حقیقت میں دانیال خان کا سل تھا تبھی تو اس دل میں دلاور خان کے بعد کوئی جگہ نہیں بنا پایا۔۔

سب نے انہیں ستم بہت دیئے، اسکی اذیتوں کو سوچتے اسکی تنہائی اسکی ویرانی کو سوچتے وہ روتے ضرور تھے پر ایسے خاموش نہیں ہوئے تھے پر اس بار صرف اسکی آواز سنتے ہی دماغ نے کام کرنا ہی بند کر دیا۔۔

اسنے بس کر دی۔۔ اور اب سب کو لگتا تھا کہ جب تک دلاور آ کر اپنے باپ کو نہیں جگائے گا وہ نہیں اٹھیں گے۔۔ وہ گہری نیند سو چکے تھے اب صرف یہی واحد طریقہ تھا کہ دلاور کو لا کر انکے سینے پر سر رکھا جائے۔۔ انہیں احساس دلایا جائے کہ اسکا بیٹا بے قصور ہے۔۔

پر صائم زیدی جانتا تھا لانا دلاور کو ہی نا کہ دلشیر یا ڈی کے کو۔۔۔ اور اسے لانے کیلئے ایک بار پھر انہیں اذیت بھرے پاسٹ میں جانا ہو گا۔۔ اور اپنے بیٹے صمصام زیدی کو انہوں نے آج آزمائش میں ڈالا تھا یوں کہا تھا سب کے سامنے جب اسنے ہاسپٹل میں پاؤں رکھے تھے۔۔

مجھے ماموں جان سے ملنا ہے" ہاسپٹل کے روم سامنے کھڑے اپنے" باپ کو دیکھتے ہوئے اسنے کہا تھا۔۔

وہ کسی کو بھی اپنی غیر حاضری کا جواب اپنے سخت موڈ کی وجہ سے نہیں دے رہا تھا، چہرے پر جیسے ہڑتال لگی ہوئی تھی سنجیدگی کی۔

پر تمہیں ان سے اور انکی بیٹی سے ملنے کی کوئی اجازت نہیں۔۔ "صائم" زیدی بھی سپاٹ چہرہ لیے اپنے جوانی کے مخصوص انداز میں ڈور سے سائیڈ دیوار سے شانہ ٹکا کر کھڑے ہو گئے۔۔

واٹ ڈس ڈیڈ؟؟"صام خود پر کنٹرول کرتا غصہ دبا کر بات کے"
نرالے انداز پر بولا۔۔
آئی تھنک یو ہیو ٹو آئیز،،مائن آئیز کاپی۔"وہ اسکا باپ تھا اور اسکا انداز"
بھی اسکا باپ تھا۔
صام اپنے باپ کی آنکھوں کو دیکھنے لگا۔۔
پہلی بات تو میری آنکھیں آپ کی آنکھوں کی کاپی نہیں دوسری"
بات تو مجھے میرے ماموں سے ملنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔۔"وہ بھی
ضد پر اڑ گیا۔۔۔

اچھا ہمت ہے تو اس سینے کو سامنے سے ہٹا کر دکھاؤ!"وہ"
استہزائیہ ہنس کر بولتے اپنا چوڑا سینا دروازے کے سامنے پھیلا
چکے تھے۔۔۔

ڈیڈ آپ غلط کر رہے ہیں مجھے ان سے ملنے دیں۔۔۔"وہ غصے سے زچ ہو کر"
بولا۔۔۔

شٹ اپ !غلط میں کر رہا ہوں؟ ابھی یہ غلط نہیں ہے تمہارے"
ساتھ۔۔۔بہت دماغ خراب ہے تمہارا تمہیں تو اب میں
بتاؤں گا غلط کیا ہے۔۔
شرم نہیں آئی تمہیں اس وقت جب انہیں سب سے زیادہ ہماری
ضرورت تھی وہ بکواس کرتے تم نے اپنے ہونے کا یہ احساس دکھایا
تھا؟ کیا کیا بکواس کی تھی اسکے بیٹے سے لڑ پڑے کہاں گئی تھی تمہاری
تربیت کہاں گیا تھا ہمارا تمہیں پڑھایا اخلاق۔۔۔
غیرت مر گئی تھی تمہاری اپنے سے بڑے بھائی پر ہاتھ اٹھاتے
ہوئے۔۔صارم تم سے بھائی کہتا ہے اختلاف پر تم بھڑک
جاتے ہو، وہاں اسکی بہن کے خلاف بھونکتے ہوئے اسی کے بھائی پر ہاتھ
اٹھایا تمنے یہ ثابت کی ہے ہماری تربیت کو صمصام زیدی۔۔
میں اپنی اولاد میں تمہیں بد اخلاق اولاد کل رات کے بعد سمجھنے لگا
ہوں۔۔مجھے لگتا ہے کمی ہے میری تربیت میں۔۔
شرم آرہی تھی مجھے وہاں تمہاری زبان پر۔۔۔زبان سے الفاظ نہیں نکل رہے تھے
میرے کہ میں تمہیں روک سکوں۔۔۔

خیال آیا تمہیں اپنے ماموں کا؟ کہ وہ بھی وہاں موجود ہیں انکی صورتحال کیا ہے کیا کچھ وہ جھیل رہے ہیں۔۔ جتنی اذیتوں کے بعد انہقں نے مسکرانا شروع کیا۔۔

حقیقت یہی ہے کہ تم ذمہ دار ہو انکی اس حالت کا، اور میں یہ تمہاری بیوی عرشیہ خان کو بھی بتاؤں گا اسکے بعد اگر تم اپنے رشتے بحال کرتے سکتے جوڑ سکتے ہو تو وہ تمہاری محنت ہو گی۔۔۔
تمہارے بنائے رشتے ہوں گے ہماری طرف سے تمہیں کوئی سپورٹ نہیں ملے گی۔۔ نا مجھ سے نا ہی میری بیوی بیٹے بیٹی سے۔
تمہیں اسلئے قدر نہیں رشتوں کی کیونکہ تمہیں بنے بنائے رشتے مہیا ہو گئے ہیں۔۔ اسلیے ویلیو نہیں دیتے انہیں۔۔
احمق کھوتے ان سے پوچھو جن کے پاس کوئی نہیں ہوتا وہ کیسے تڑپتے ہیں رشتوں کیلئے اپنوں کیلئے ایک تم ہو جسے رب نے ہر رشتے ہر نعمت سے نوازہ ہے پر تم جیسے گدھے کو کوئی قدر نہیں۔۔۔
قدر اب ہو گی تمہیں جب تم رشتے بناؤ گے۔۔ ہو گی تمہاری انا بڑی پر بے غیرت ہم بھی نہیں صمصام زیدی کہ تمہارے اتنا کچھ کہنے پر تمہیں پھر سے اپنوں کے پاس آنے دیں۔۔

بناؤ رشتے اپنے، بنا کر دکھاؤ عرشیہ زیدی سے پھر ہو گی تمہاری رخصتی، جب تک تم نے اپنوں سے تعلق اپنی بنیاد پر نہیں بنائے تب تک تمہیں کوئی رشتہ نہیں ملے گا۔

تمہارا رویہ اپنی بیٹی اور بہو کے ساتھ دیکھتے ہمنے یہی طے کیا ہے کہ آج کے بعد تمہارا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔۔
میری بیٹی عرشیہ میرے گھر میں تو آئے گی پر تمہاری بیوی بن کر نہیں بلکہ صائم زیدی کی بیٹی کی حیثیت سے اور اسے تمہارا سچ معلوم ہو گا کہ تم نے اسکے ساتھ کیا کچھ کیا ہے، اسکے بعد فیصلہ عرشیہ کا ہو گا کہ وہ تمہیں اپنے ماں باپ سے ملنے دیتی ہے یا نہیں۔۔
ناصرف تمہیں دریاب سے معافی مانگنی ہو گی بلکہ عرشیہ کو بھی ماننا ہو گا رشتوں کی نئ تعمیرات کرنی ہو گی۔۔
اگر عرشیہ مان گئی تو تمہیں خود میرے پاس رشتہ لانا ہو گا بلکہ اسکے ماں باپ کے پاس بھی رشتہ لیکر جانا ہو گا ان سے معافی مانگنی ہو گی اسکے بعد جا کر میں رخصتی کیلئے حامی بھروں گا ورنہ پچھلی بار تمہاری صفائی والی چال میں اس بار صائم زیدی نہیں آئے گا۔۔"

اسکی اوشن نیلی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑھے فیصلہ سنا رہے تھے جسے وہ لب پیوست کیے سن رہا تھا۔۔

تم نے اپنا کردار صاف کیا مجھے اچھا لگا، اب تم یہاں سے "
جا سکتے ہو کیونکہ یہاں اب تمہارے لیے کوئی نہیں۔۔
ناماں نا بہن نا باپ نا ہی بھائی۔۔۔
تم میرے گھر میں جا سکتے ہو، پر تم اپنا کام خود کرو گے وہاں کرایہ ادا کرو گے ایک انجان غیر اور کرائے دار کی حیثیت سے تم زیدی ہاؤس میں رہو گے۔۔
اڈروائیز تم اپنے فلیٹ میں بھی جا سکتے ہو کیونکہ تمہاری طرح بے شرم نہیں کہ اپنی عورتوں پر خود انگلی اٹھاؤں غیرت مند میں بھی ہوں کسی غیر کو اپنے گھر میں جگہ دینا تھوڑا مشکل ہے پر تم ٹھہرے اکیلے بندے احساس محرومی کا شکار نا ہو جاؤ اسلیے تمہیں جگہ دے دی انیکسی میں۔۔۔" انہوں نے کہہ کر بات ختم کی اور سامنے موجود صام کا سرخ چہرہ دیکھا۔۔

بہت زبردست پھوپھا سائیں آج آپ نے ثابت کیا کے آپ "
کے لیے رشتے بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ آج آپ نے ثابت کر دیا کہ حق
کیلئے فیصلہ کرنے سے آپ نہیں ہچکچائیں۔۔ مجھے فخر ہے کہ آپ
نے بابا ہونے کا حق ہمیشہ ادا کیا ہے۔" دریاب نے صائم زیدی کے گلے
میں بازو حائل کرتے ایک تمسخرہ اڑاتی ہوئی نظر صام پر ڈالی اور
پیار سے گویا ہوا۔۔

مقابل کھڑے صام کا جبڑا تن گیا باپ کے اس بے حس فیصلے
پر۔۔
جبکہ اپنا فیصلہ سناتے ہوئے صائم زیدی دریاب کی پیٹھ تھپتھپا کر
ہاسپٹل کے روم میں اندر داخل ہو گئے۔۔
بیٹے پر آخری نظر ڈالنا گوارہ نہیں کیا کیونکہ کافی ہرٹ کیا تھا
صام نے انہیں۔۔۔
انکی آنکھوں کے سامنے انکی نازو پلی بیٹی پر ہاتھ اٹھایا، انکی لاڈلی بیٹی عرشیہ کے پر
انگلی اٹھائی "بھاگ گئی" گالی ہی لگی انہیں اپنی عزت اپنی بیٹی پر۔۔۔
اب کفارہ تو کرنا ہی پڑے گا اسے اپنی ان تمام بیوقوفیوں کا۔۔ اگر ایسا ہی رہا تو
انہیں رشتوں کی قدر کبھی نہیں ہو گی نا ہی بیوی کی۔۔

ابھی دانیال خان کے گھر سے کال آئی تھی کہ دلاور ابھی اپنی بہن کو چھوڑ کر گیا ہے۔ تقویٰ تو سنتے ہی چلی گئی وہاں اکیلی بیٹی کے گھر ہونے پر۔۔

جبکہ صائم زیدی ہاسپٹل میں ہی تھے زریش ہارون تقویٰ کے ساتھ گئے ہوئے تھے عرشیہ کے پاس کیونکہ ایک تقویٰ سے سنبھالنا مشکل ہو جائے گا جب اسے تمام صورتحال کا معلوم پڑے گا۔۔

حوصلہ کرو صائم سب ٹھیک ہو گا ان شاءاللہ۔۔"صائم زیدی کے" جانے کے بعد ساحل نے آگے بڑھتے ہوئے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا جسے اسنے غصے سے جھٹک دیا۔
ساحل کو تو افسوس ہوا البتہ اسکے سامنے اسکے مقابل دونوں پیٹ کی جیبوں میں ہاتھ پھنسائے کھڑا دریاب خان گہری سائیڈڈ مسکراہٹ کے ساتھ مسکرایا اور اسکی سرخ لہو جیسی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

چہ چہ کیا ہو گیا میرے شونے بیٹے کے ساتھ۔۔"وہ افسوس" کرتا اسکیلے خوبصورت مگر نیلی خونخوار آنکھوں میں آنکھ دبا کر دیکھنے لگا۔۔

تجھے پتا ہے اتنا پریشان ہوں ماں باپ کی یہ حالت ہے چین" ایک پل کا نہیں۔۔پر تیری آج واٹ لگتی دیکھ کر اندر تک کمینی سی خوشی دوڑ گئی ہے۔۔۔

کیا کروں شکل سے معصوم ہوں پر اندر سے کمینوں کا بھی باپ میری جانی۔۔"وہ مسکراہٹ دبائے اسے دیکھتا ہوا خوشی سے ہنسا۔۔

ساحل تاسف سے دونوں کو دیکھتا گہرا سانس بھر کر رہ گیا اور توقیع کے روم کی طرف بڑھ گیا۔۔

سوچ رہا ہوں تجھے معاف کروں یا نا؟" اپنی شیو پر دو انگلیاں پھیرتے ہوئے" وہ اسے دیکھنے لگا۔۔جبکہ سامنے کھڑے صمصام زیدی کے چہرے پر خونخوار جان لیوا تاثرات تھے سرد برفیلے جیسے ابھی دریاب کی جان نکال دے گا۔۔

جیسا کہ اب تم میرے کچھ نہیں لگتے اس حساب سے نا میں" تمہیں معاف کرنے کے موڈ میں ہوں نا ہی معافی دلوانے کے۔۔چل

میرے شیر لگے جا کام پہ میں نے بھی جم کر تمہاری ایگو کی ایک نا کی تو میرا نام دریاب خان نہیں۔۔

تیرے برے دن شروع ہیں میرے شونے شہزادے، اللہ تجھے کامیابی دے پر میں نے ہونے نہیں دینا اپنی تمام ترقوتوں سے۔۔"

دریاب نے کسی بڑے بڑھے کی طرح آگے بڑھتے ہوئے اسکے سر کے صدقے لیے اور پیشانی چوم لی۔۔

"اگر عرشیہ تمہیں معاف کرتی ہے یا ڈیڈیا مام، پھر بھی میں تب تک نہیں کروں گا جب تک تم نے کان پکڑ کر مجھ سے تمام خطاؤں کی معافی نہیں مانگی۔۔" وہ اس سے کہہ رہا تھا جب اچانک وہ شیطانی انداز میں مسکرا دیا۔۔۔

"اپنی بہن کی خیر منانا میرے کمینے پتر کیونکہ آگے تمہارے کوئی اور نہیں صمصام زیدی ہے۔۔۔" اچانک ہی اسنے الٹا اسکے گال پر ممتا کی طرح ہاتھ پھیرتے دری کے گال کو شفقت سے چوما اور سٹپٹا کے رکھتے دریاب کو چونکا دیا۔۔

ہلکے میں لیا ہوا ہے میرے پیتر ہماری بہن کو۔" وہ تمسخرہ اڑاتا ہوا" ہنسا۔۔

اَستَغفِرُاللہ کیا کر رہے ہو بے شرموں یہ ہاسپٹل ہے "معاً" اچانک کوریڈور میں داخل ہوتے انہیں ایک دوسرے کو چومتے دیکھ کر زیاف کی نظر پڑتے ہی وہ سٹپٹا کر توبہ توبہ کر اٹھا۔۔

تمہارے صامے کو محبت کا بخار چڑھ گیا ہے لگتا ہے اسے مجھ " میں اپنی بیوی دکھائی دے رہی ہے" اپنے گال کو رگڑتے ہوئے دریاب نے غصے سے کہا۔۔۔

صامے!!!" زیاف نے صدمے سے صمصام کی سرخ چہرے کو" دیکھا

شٹ اپ!" اسے جھڑکا وہ قہقہہ لگا اٹھا۔ کیونکہ جانتا تھا اسے ایسی" باتوں سے چڑ ہے۔

مجھے دلاور خان کی فائل چاہیے۔۔"معاً اسنے دریاب خان کی"
آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔
ایک پل کو وہاں سکتا چھا گیا نا صرف دریاب پر بلکہ روم سے نکلتے صارم
ساحل اور زیاف پر بھی۔۔

کیوں؟"معاً دریاب کے تاثرات انتہائی سرد ہوئے۔وہ پہلے ہی اسکا"
کافی نقصان کر چکا تھا۔اسے فیروز چغتائی اور ظفر حیدری کی کالز کے اوپر
کالز آرہی تھیں۔۔

اسنے اسلیے نہیں پولیس کے عملے کو چنا تھا کہ صمصام آکر اسکا بھانڈا
پھوڑ دے۔نا ہی اسلیے اسنے سیکرٹ رکھا ہوا تھا اپنی جاب کو۔۔

وہ ابھی اے ایس پی کے پروموشن کے بعد ایس پی بنا تھا اور کراچی
پوسٹنگ کافی وقت بعد ہوئی تھی اسکی۔۔آج سے پہلے وہ دوسرے
شہروں میں جاب کرتا آیا تھا۔۔
اور یہی شوکر تا تھا کہ وہ گھر سے حالت سے تنگ آکر دور ہے یہاں
سے۔یہاں آتے اسنے مجبور کیا دلاور کو کہ وہ بھی یہاں آئے۔اور اسنے

اس وجہ سے اسکی بیوی کو ٹارگیٹ میں لیا۔۔ یہ بھی جان گیا تھا اسنے ملازمین کو کنٹرول میں رکھا ہوا ہے اور دریاب بلکہ سب کی نیوز اس تک پہنچاتیں ہیں اسی وجہ سے اسنے یہ سب کھیل کھیلا۔۔۔

اور جان بوجھ کر توقیع سے شادی میں اتاؤلاپن دکھایا تاکہ اسے تکلیف ہو اور یہ سب سچ لگے، دلاور سمجھے کہ وہ اس سے بدلے کیلئے توقیع کو تکلیف دینا چاہتا ہے اس سے شادی کرنا چاہتا ہے وہ غصے میں آکر منظر عام پہ آئے۔۔

اگر دریاب ایسا نا کرتا تو کبھی دلاور لوٹ کر سب کے سامنے نا آتا، کیونکہ بہن تو آج سے پہلے بھی روتی آئی تھی۔۔ پر اس پر فرق نہیں پڑا اس وجہ سے کیونکہ اگر وہ آتا تو ان سب کی بدنامی ہوتی پھر سے۔۔

مشکل سے جو اسکا نام ختم ہوا، اسکا حوالہ ختم ہوا ایک بار پھر سے شروع ہو جاتا، اور سب انہیں پھر سے نفرت بھری نگاہ سے دیکھتے۔۔

پر دریاب خان نے اسکی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا، جب اسکی نام بیٹھی منکوحہ کو اسنے اپنے نام کرنا چاہا۔۔ دنیا کی نظر یے سے دلاور کو سب مرا ہوا سمجھتے ہیں۔۔

اور توقیع کی شادی کسی سے بھی کروانا غلط نہیں ہوگا، پر یہ تو دلاقر جانتا تھا نا کہ وہ زندہ ہے اور توقیع دلاقر صرف اسکی امانت اسکی عزت ہے۔ پھر نکاح کے اوپر نکاح کیا گوارہ کرتا دلاور کہ اسکی بہن اسکے بھائی کی۔۔

اسی وجہ سے وہ بھاگتا ہوا یہاں پہنچا تھا، اور اپنا آپ اسنے دلہن کو اغوا کر کے ظاہر نہیں کیا بلکہ بہن کو لے جا کر دریاب کو بے وقوف قرار دیا ہے۔۔

اور بہن کو بھی خود سے ملا کر خوشی دے دی ہوگی۔ البتہ اسکا اتنی جلدی چھوڑ دینا انہیں سمجھ نہیں آیا تھا۔۔ آیا بھی اور عرشیہ کو چھوڑ کر چلا بھی گیا۔۔

یہاں دریاب کو سمجھ نہیں آیا تھا خود کہ جب دلاور زندہ تھا تو اسکو مرا ہوا پولیس والوں نے کیوں پیش کیا؟ وہ تو یہ بھی کہہ سکتے تھے نہ کہ وہ بھاگ گیا یا اسے کوئی بھگا کر لے گیا۔

ایک مجرم کو پکڑنے کیلئے پوری پولیس حرکت میں آجاتی پھر انہوں نے اسکی لاش کیوں دکھائی؟ اور اسکی لاش کیوں دی گئی انہیں؟ اسے ساری گڑبڑ یہی سے معلوم ہو رہی تھی۔۔

پولیس کھاتے میں وہ اسلیے آتا تھا کیونکہ اسکے ڈیڈ کو پسند تھی پولیس کی ڈیوٹی اور انہوں نے دلاور کیلئے بھی یہی سوچا تھا پر انکا خواب پورا نا ہو سکا۔۔
البتہ دریاب نے انکے خواب کو پورا کیا جس میں صائم زیدی نے ساتھ دیا تاکہ دانیال خان کو انکی برتھ ڈے میں سرپرائز طور بیٹا وردی میں پیش کریں اور انکے خواب کو سچ کی صورت ایزاے گفٹ دیں۔۔

پر کچھ وقت پہلے ہی ایک کیس میں دریاب کے سامنے آشکار ہوا تھا ڈی کے روپ میں کہ وہ ڈی کے کوئی اور نہیں بلکہ دلاور خان خود ہے۔

وہ جانتا تھا کہ دلاور کے ایک بار پھر سامنے آنے پر اسکے باپ کی بدنامی ہو گی اسلیے خاموشی سے بغیر کسی کو انفارم کیے وہ اس کیس کو اپنے انڈر ہی ختم کرنا چاہتا اور دلاور کو پکڑ کر کسی دوسرے کیس میں الجھا کر جیل میں بھیج سکتا تھا پر اسنے توقیع سے مل کر اسکا سارا

گیم الٹ کر دیا اور توقیع نے گڑبڑ کر دی تھی جو صائم زیدی کو بتا دیا تھا ساتھ عرشیہ کو بھی۔۔

پردلا اور اس سے بڑھ کر کھیلا اسے دھچکہ بھی دے گیا اپنی اصلیت کا اور توقیع پر اسکی سیکیورٹی کو ایسے ہی چھوڑے عرشیہ کو لے گیا۔۔

"میں تمہیں بتانے کا پابند نہیں مجھے فائل چاہیے میں اپنا آدمی بھیج دوں گا کل تک اسے دینا ورنہ بھیج دینا میری آفس۔" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر جتا کر بولا۔۔

"آپکو کیوں چاہیے بھائی فائل؟" صارم نے آگے بڑھ کر اپنے بھائی کو حیرت سے دیکھا۔

"ریلیکس میں کچھ نہیں کر رہا ایسے ہی میرا دل چاہتا ہے اسکی فائل پڑھنے کیلئے، فائل میں درج سٹوری پڑھنا چاہتا ہوں وہ مرا کیسے تھا۔ اگر مرا ہے تو دوسرا جنم کیسے لیا۔۔" وہ دریاب کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔۔

تم ناوکیل ہو ناجج ناہی پولیس کے ملازم جسکے کہنے پر میں کسی بھی مجرم کی" فائل اٹھا کر تمہیں دے دوں، مجھے جواب دینے پڑتے ہیں۔۔۔" دریاب چبھتے ہوئے بولا۔۔

ریئلی سالوں پہلے مرے ہوئے وجود کے کیس کا بھی تمہیں جواب" دینا پڑے گا آئم ایمپریسڈ! اتنا ایماندار پولیس والا سیریسلی پہلے کبھی نہیں دیکھا جسکی موجودگی میں اسکی بہن غائب ہو گئی اور وہ فائل کو اتنی سیفٹی دیتا ہے۔۔" وہ تمسخرہ اڑاتا ہوا بولا۔۔
دریاب کی رنگت ضبط سے سرخ ہوئی۔۔

مجھے بیوقوف سمجھتے ہو یا خود کو اوور سمارٹ دریاب خان؟" وہ اسکے" سامنے قریب آتا سرگوشی میں چبا کر بولا۔۔

نا تم بیوقوف ہو ناہی میں اوور سمارٹ صمصام زیدی! میں کسی بھی" ایرے غیرے کو فائل اٹھا کر نہیں دے سکتا مجھے نا یہ حکم ہے ناہی میں ایسی کوئی اٹھارٹیز یوز کروں گا، سو تمہارے لیے بہتر ہے کہ تم دلاور کے کیس کو چھوڑو۔۔۔

اس کیس کو کھولنے سے نا صرف میرے باپ کی بدنامی ہو گی بلکہ میری بہن کیلئے بھی مصیبتوں کا سامنہ ہو گا۔۔" وہ صاف اسے ہری جھنڈی دکھا گیا۔۔

دریاب زبان سنبھال کر۔۔۔" ساحل کو دریاب کا صمصام زیدی کو" "ایرے غیرے" کہنا نہایت ہی برا لگا تھا وہ جھڑکے بنا نہیں رہ سکا پر دریاب کے جواب نے نا صرف انہیں بلکہ سب کا حیرت زدہ کر دیا۔۔

میں سوری نہیں کہوں گا، کیونکہ یہ تب تک ہمارے لیے غیر ہے" جب تک سب سے معافیاں نہیں مانگ لیتا۔۔ اور یہ اسکا باپ خود کہہ چکا ہے کہ اب سے یہ ہمارے لیے کچھ نہیں۔۔ اسے اپنے رشتے خود بنانے ہوں گے سو مجھے نہیں لگتا کسی غیر کیلئے مجھے زبان سنبھالنی چاہیے۔۔۔" وہ انہیں دیکھتا مسکراتے استہزائیہ بولا۔۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں دریاب بھائی۔۔" صارم بمشکل غصہ ضبط کیے" بولا۔۔

ٹھیک کہہ رہا ہوں جانی! پھوپھا جان نے ابھی یہ اعلان کیا ہے" کہ اب سے تمہارا بڑا بھائی ایک غیر کی حیثیت سے اپنے گھر کی انیکسی میں رہے گا اور کرایہ بھی ادا کرے گا۔۔" وہ کہہ کر صمصام کی نیلی ضبط سے سرخ آنکھوں میں دیکھ کر وہاں سے جانے لگا۔
ساحل نے صارم کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے ریلیکس کیا۔۔

زیاف زیدی آئی جی کو کال ملاؤ اور اس سے کہو دریاب کو آرڈر سے کہ وہ دلاور" خان کی فائل صمصام زیدی کی آفس میں پہنچائے۔۔۔" ابھی دو قدم ہی دریاب نے لیے تھے جب اسکے پیچھے صمصام زیدی کی آواز گونجی۔۔

اسکے بھاری بوٹ میں مقید پاؤں زمین نے جکڑ لیے۔۔ اسنے پلٹ کر خونخوار نظروں سے صمصام زیدی کو دیکھا جسنے اسکے دیکھنے پر آنکھ دبائی اور سیاہ سن گلاسس نیلی آنکھوں پر چڑھا لیے۔۔ دریاب نے اس سے نظریں ہٹا کر زیاف کو دیکھا جو کہ اپنے یار کے حکم پر موبائل کان سے لگائے سائیڈ ہو گیا تھا۔

ساحل انہیں ایک دوسرے کو نیچا دکھاتا ہوا دیکھتا رہ گیا۔ وہ کیا کرتا انکا۔۔ اس سے چھوٹے تھے اور پھر کہتے ہیں نا چھوٹے ہوتے ہی شیطان ہیں وہیں دریاب اور صمصام کے روپ میں اسے نظر آرہے تھے۔۔۔

بیسٹ وشز!" دریاب کہتا اپنی ماں کے وارڈ میں داخل ہو گیا"
صام نے گہرا سانس بھرا۔۔
بھائی تو قسیع آپ کیلئے رو رہی ہے۔۔"صارم نے اسکے پاس آتے"
ہوئے کہا صام اثبات میں سر ہلاتے کچھ سوچنے لگا۔۔

صام کچھ ہوش سے کام لو یار اس سے نفرتیں بڑھ رہی ہیں رشتوں"
میں ایسے بیوقوفوں والے کام کیوں کر رہے ہو اگر تمہیں دلاور کی فائل چاہیے
تو تم مسئلہ ڈسکس کر کے دریاب سے لے لو۔۔
تم پہلے ہی اسے کافی نقصان پہنچا چکے ہو اب اسکی ڈیوٹی کو چیلنج مت
کرو۔۔"ساحل نے صام کے پاس آکر اسے سمجھایا۔۔

مجھے کسی سے کچھ ڈسکس کرنے کی ضرورت نہیں ہے بھائی۔ نفرتیں" رشتوں میں موجود ہیں پہلے سے ہی۔۔ میرے کچھ کرنے سے کچھ نہیں ہوگا۔۔

ہر کسی کے دل میں یہاں کسی نا کسی کیلئے نفرت موجود ہے۔۔۔ آپ کے دل میں خود ہے چاہے آپ چھپا کیوں نا دیں دنیا سے پر مجھ سے نہیں چھپا سکتے۔۔

یہ آپ جانتے ہیں اور میں بھی کہ آپ نے صرف روحا کو مہکار شاہ سے الگ کرنے کیلئے شادی کی ہے ورنہ آپ نے اس سے بڑھ کر لڑکیوں کا ٹھکرایا ہے وہ تو کچھ نہیں تھی ایک چھوٹی سی کمزور سی لڑکی کو آپ نے اپنے نکاح میں لیا وہ واقعی حیرت کی بات ہے۔۔ پر مجھے حیرت نہیں ہوئی۔۔

آپ نے بغیر کسی کو نقصان دیئے اپنا کھیل صفائی سے کھیلا۔۔ ایک احساس کمتری میں گھری لڑکی کو سہارا بھی دیا اور اپنی نفرت کو تسکین بھی پہنچائی۔۔

نفرتوں کا حوالہ یہاں مت دیں۔۔ ہر کوئی نفرتوں میں ہی مر رہا ہے۔ اگر اسکی ڈیوٹی چینج ہوتی ہے تو ہو جائے مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا مجھے دلاور خان کی فائل چاہیے تو بس چاہیے۔۔۔

میں اس کیس کو ری اوپن کرنا چاہتا ہوں۔ دنیا کی کوئی طاقت صمصام زیدی کو نہیں روک سکتی دلاور خان کا کیس اوپن کروانے "سے۔۔

تم ایسا کر رہے ہو تو سوچ سمجھ کر ہی کر رہے ہو گے۔ اگر میری کہیں" ضرورت پڑے تو مجھے بغیر ہچکچائے یاد رکھنا" وہ اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بات بدل گیا۔
صام تلخی سے مسکرایا۔۔۔

خیر آپ کی ضرورت پڑنے نہیں بلکہ ضرورت ہے۔۔ اس کیس کو" آپ لڑیں گے سپریم کورٹ میں۔۔" اسنے گہری مسکراہٹ پاس کرتے ہوئے اسکے سر پہ دھماکہ کیا۔۔

کیا مطلب ؟؟؟" ساحل کو حیرت کا جھٹکا لگا کہ وہ سپریم کورٹ" کیس لیکر جا رہا ہے۔۔۔ وہ ایکدم اسے کھینچ کر سائیڈ لے گیا سب سے دور۔۔۔

تم کیا کر رہے ہو؟ کس کے خلاف لڑ رہے ہو؟" وہ حیران پریشان "
اسے دیکھتا بولا۔۔۔

میں ایک بے گناہ کیلئے لڑ رہا ہوں اور یہ مجھے میرے رب نے "
کہا ہے۔۔ میرے علی نے کہا ہے سچ کیلئے جان دینی پڑے تو
گھبرانا نہیں ہے۔۔۔" وہ آہستہ سے بولا۔۔

صام کچھ خیال کرو۔۔ وہ عرشیہ کو چھوڑ کر گیا ہے اور ابھی چلا بھی گیا"
ہو گا، تمہارے ڈیڈ کب سے رابطہ کرنے کی کوشش رہے ہیں پر نا اسکی
لوکیشن معلوم ہو رہی ہے نا ہی سم یوز میں ہے۔۔
کیسے لڑو گے اسکے لئے کیس؟ وہ کیا آئے گا؟ اور پھر سے ایک ہنگامہ
برپا ہو جائے گا لوگوں کا۔۔ چغتائیوں کو کھل کر لڑنے کا موقعہ مل جائے
گا۔۔۔" وہ حیرت سے اسے سمجھانا چاہتا تھا پر وہ سر جھٹک
گیا۔۔

یہ سب میرا کام ہے کرنا آپ بس تیاری کیجئے گا سپریم کورٹ "
چلنے کی۔ دلاور کو کیسے لانا ہے کیا کرنا ثبوت اور پچھلے کیس کے ثبوت۔۔

چغتائی دنیا کو کیسے ہینڈل کرنا ہے یہ صمصام زیدی اچھے سے جانتا ہے۔۔۔"وہ سر جھٹک کر بولا۔

مجھے ایک ہیلپ چاہیے۔۔"وہ نظریں چراتا ہوا بولا۔۔"
کون سی؟"ساحل حیران ہوا اسکے نظریں چرانے پر۔۔۔"

توقیع کو کڈنیپ کروانا ہے۔۔ڈیڈ ملنے نہیں سیں گے اور مجھے شام سے" پہلے اسے کڈنیپ کرنا ہے۔۔"وہ سپاٹ لہجے میں کہتا ساحل کا دماغ گھوما کر رکھ گیا۔۔

کیوں؟؟؟ہوش میں ہو؟مجھے کیوں اپنے باپ کے ہاتھوں مروانا" چاہتے ہو؟"وہ ششدر ہو کر بولا
اور یہاں وہاں دیکھا کہ کسی نے سنا تو نہیں پر زیاف صارم سے بات کر رہا تھا جبکہ دریاب اندر روم میں تھا۔۔

نہیں مریں گے۔۔آپ نے سنا انہوں نے کیا کہا کہ میرا کوئی" رشتہ نہیں انکے بچوں سے۔۔تو اس ناطے وہ مجھے کبھی ملنے نہیں دیں گے

توقیع سے اور میں اپنی بہن سے ملنا چاہتا ہوں تو بس آپ ہی ہیں
ایک جو میری ہیلپ کر سکتے ہیں۔۔
کیسے کریں گے یہ آپ کا سر درد ہے۔۔ البتہ چھوٹے بھائی کی
فرمائش پوری کرنا بڑے بھائی پر فرض ہے۔۔ بس لگ جائیں
اپنے کام پر اور مجھے پندرہ منٹ میں اپنی گاڑی میں توقیع چاہیے۔۔"
وہ کہہ کر رکا نہیں ساحل اپنے بالوں کو نوچنے کی خواہش پر ضبط کرتا اسکی
چوڑی پشت کو دیکھنے لگا۔۔

بڑا ہونے پر اسے اچھی طرح جم کر ذلیل کیا جا رہا تھا۔۔
اور وہ بھی ان سب چھوٹے چھوٹے شیطانوں کے بیچ۔۔۔

کتنے منٹ میں پھر اسے واپس کرو گے؟" وہ پیچھے سے بولا۔۔۔"
صام رک کر پلٹتے انہیں دیکھنے لگا۔۔

چند منٹوں میں۔۔ آپ کو شرمندہ ہونے نہیں دوں گا۔۔" وہ"
فلائنگ کس کرتا اسے پلٹ گیا۔۔

وہ پیچھے ساحل اس مطلب پرست کو دیکھتے گہرا سانس بھر کر مدد طلب نظروں سے زیاف کو دیکھنے لگا۔۔وہ بھی فوراً سے لپک کر انکے پاس آگیا تھا۔۔۔

اسنے عرشیہ کو کیوں لاٹا دیا؟" وہ ہاسپٹل کے باہر اپنی گاڑی میں بیٹھا" سوچ رہا تھا۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

رات کا دوسرا پہر تھا جب اسکی گاڑی آکر پارکنگ ایریا میں رکی۔ وہ گاڑی ڈور کھول کر تھکے قدموں سے باہر نکلا۔۔ آس پاس موجود لوگوں نے بھاگتے ہوئے بچوں نے تھم کر اسے دیکھا۔

کل اسکی فلائیٹ تھی مری سے جانے کی۔۔وہ واپس وادی کاغان جانے والا تھا جہاں خیری جیکی اسکے انتظار میں تھے۔۔جہاں سے اسنے تعلیم حاصل کی تھی پروان چڑھا تھا۔۔

وہ عرشیہ کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اسے ہوش آگیا ہوگا اور وہ اسے یاد کر کے رو بھی رہی ہوگی۔ پر اسنے اپنا نمبر چینج کر دیا تھا موبائل بھی آف رکھی ہوئی تھی۔

یہ گھر خوبصورت سرسبز جگہ پر موجود تھا۔ جہاں دور دور تک چھوٹے چھوٹے ووڈ ہاؤس موجود تھے لوگوں کے۔ اور ان پر خوبصورت گلابی کلر کے پھولوں کی بیل نے اپنے پر پھیلائے رکھے تھے۔
کچھ دور آبشار تھا، اور پہاڑوں کے بیچ سے چاند سورج انگڑائی لیکر بیدار ہوتے تھے۔۔ رات کو پورے چاند کا منظر تو دن کو سورج کی روشن کرنیں پانی سے ٹکرا کر مختلف رنگ بکھیرتی شعائیں۔۔
اس جگہ کو ڈریم لینڈ کا خطاب دیتی تھی۔۔ اور یہ ایک ڈریم لینڈ ہی تھا جہاں دلاور خان نے اپنی بہن کیلئے گھر بنایا تھا پر شاید وہ بھائی کے پاس رہنے کے بجائے باپ کی عزت کو زیادہ ترجیع دیتی تھی۔۔

اور دلاور نے خاموشی سے اسے وہیں چھوڑ دیا تھا۔ اگر وہ ایک بھائی نے بہن کو برباد کرنے کا کہتی تو شاید وہ مر کر بھی اسے نا چھوڑتا۔۔ پر اسنے یہ کہہ کر اسے اسکی نظروں میں گرا دیا کہ ایک بھائی نے بہن کو برباد کیا۔۔۔

یہ اس کی غیرت پر اسکے سینے اسکی محبت پر کاری وار تھا۔۔
جسے برداشت کرنا بہت مشکل تھا۔
اس جملے نے کیا کچھ سوچنے پر مجبور نہیں کیا تھا۔ اسے اپنی اصلیت بھی دکھائی تھی۔۔ اچھا ہوتا صرف انکے سامنے آتا تو قسیع کی شادی رکواتا، اور عرشیہ کو محفوظ کر دیتا ان سے۔۔
اب کیا ہو سکتا تھا۔۔ اسکی تکلیفیں مزید بڑھا دی تھیں اسنے جذبات میں آکر۔۔۔ اسلئے تو وہ یہاں نہیں آنا چاہتا تھا۔۔
جانتا تھا جذبات اس پر حاوی ہو جائیں گے۔۔
سر جھٹک کر وہ کچھ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آیا اور دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہو گیا. اسکا پہلا رخ کچن کی طرف تھا۔
پورا گھر اسکا گہرے اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ کچن میں قدم رکھتے ہوئے بھی اسکا سب سے پہلے مقابلا اندھیرے سے ہی ہوا۔ معاً اسے یاد آیا اپنی سوچوں میں وہ باہری دروازہ بند کرنا تو بھول ہی گیا تھا۔
کچن سے باہر آتے وہ مین سوئچ کی طرف آیا اور ہاتھ مار کر پورے گھر کو روشن کر دیا۔۔ سب سے پہلے تو اسے پیکنگ کرنی تھی یہاں سے جانے کی۔۔

پھر اسے تالا لگا کر لوٹ جانا تھا پر اس وقت بھوک بھی محسوس ہو رہی تھی تھکاوٹ بھی اعصاب پر سوار تھا۔۔ پر کھانا وہ کچھ بھی نہیں چاہتا تھا اور آرام کرنا اسے ضروری لگا تا کہ کل فریش ہو کر یہاں سے نکل سکے۔۔

سب کچھ بھول کر۔۔۔ اسے کیس کی تفتیش بھی شروع کرنی تھی جسے پینڈنگ میں چھوڑا ہوا تھا۔ وہ دروازہ بند کر کے واپس اپنے روم کی طرف آیا جس میں ملگجا اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔۔

پر وہ عرشیہ کو کیسے بھولے؟" جسے سوچ سوچ کر اسکی آنکھیں بار بار نم" ہونے لگی تھیں۔ اسکی بہن آئی تھی اسکے پاس۔ اسکی پیشانی چومی اسکے ساتھ کھانا کھایا، اسکے سینے سے لگی۔۔

اپنا کوٹ بیڈ پر پھینکتے اسنے ٹائی نکالی اور شرٹ کے بٹن کھولے۔۔ ارادہ تھا کہ باتھ لے لے تا کہ سر سے بھوج کم ہو اور نظر بھی صاف ہو جائے پر جانے کیسی مایوسی نے جکڑا تھا کہ ہر چیز سے دل اکتا چکا تھا۔

اسنے شوز اتار کر وہیں روم میں پھینکے اور کچھ سوچ کر باتھ روم میں چلا گیا۔۔ پانی کا ٹمپریچر اسنے ہائی رکھا اور انتہائی سرد پانی کر کے یہاں

کے ٹھنڈے موسم میں وہ شاور کے نیچے آنکھیں موند کر کھڑا ہو گیا۔۔۔

بھیگے کرپانی کے پریشر سے پیشانی پر آتے بالوں کو اسنے ہاتھوں سے پیچھے کر دیا۔۔ اور باتھروم کے ڈور کو دیکھتے ہوئے اسنے شاور بند کیا اور ایسے ہی بھیگا سا روم میں داخل ہوا۔۔۔

تین روم پر مشتمل ووڈ ہاؤس نہایت ہی خوبصورت تھا۔۔ ایک روم اوپر تھا جبکہ دوسرے دو نیچے۔ اوپن کچن تھا اور ایک چھوٹا سا لاؤنج۔۔
اسکے حصے میں آئی زمین پر کچھ دور درخت میں جھولے بھی لگے ہوئے تھے اور غازیبو بھی موجود تھا۔۔ پیچھے سرونٹ کوارٹر تھے۔۔
پر وہ فی الحال بند تھے کیونکہ دلاور خان کے پاس کوئی سرونٹ موجود نہیں تھا۔ افسوس تھا اس خوبصورت سے گھر کو اسنے سیل پر لگا دیا تھا۔۔
ایک دو کلائنٹ آ بھی گئے تھے جنکی کالز جیکی اٹینڈ کر رہا تھا، اور اسے بار بار اطلاع دے رہا تھا پر دلاور نے کوئی رسپانس نہیں دیا اسے۔۔۔

تولیہ ہینگر سے اتار کر اسنے دیکھا، اور ذرا سا ناک کے قریب کرتے ہوئے اس میں سے آتی ہوئی بو کو سونگھا۔۔

پر سر جھٹک کر اسنے اسی سے اپنا سر رگڑنا شروع کرتے ہوئے اسے بھی زمین پر پھینکا۔۔ سائیڈ دراز سے اسنے سلیپنگ پلز نکالیں اور دو ہتھیلی پر لیکر بغیر پانی کے اسنے نگل لیں۔۔

روم میں جو ملگجا اندھیرا تھا ہاتھ مار کر اسنے وہ بھی گہری سیاہی میں تبدیل کرتے روم کی بند کھڑکیوں سے پردے ہٹائے اور تازی فضا میں گہری سانس خارج کی۔۔

وہ دونوں پٹ پر ہاتھ ٹکائے کھڑا تھا۔۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اسکے بھیگے پانی کی بوند بوند ٹپکاتے ہوئے سینے سے ٹکرا کر روم میں داخل ہونے لگی۔

دور سیاہ آسمان پر پورا چاند اپنی آب و تاب سے موجود تھا، لوگ وہاں آگ دہکا کر باہر قالین بچھائے سرسبز گھاس پر بیٹھے قہقہہ لگا رہے تھے تو کوئی دو محبت کے پرندیں سرگوشیوں میں ایک دوسرے میں کھوئے ہوئے تھے۔۔

اسنے ان پر ایک سرسری سی نظر ڈالی۔۔کافی حسین منظر تھا خوشیوں سے لبریز، اسنے یہی سوچ کر یہاں گھر لیا تھا کہ وہ عشی کے ساتھ یہیں کھیلے گا اور اپنے بچپن کی یادوں کو تازہ کرے گا۔

اس سوچ کے دماغ میں آتے ہی اسنے ٹھاکے ساتھ ہی غصے سے کھڑکیاں بند کر دیں تاکہ انہیں احساس ہو سبکو ہنسی قہقہے نہیں پسند۔۔۔
ایک لمحے کیلئے واقعی اسکے غصے سے کھڑکیاں بند کرنے پر خاموشی چھا گئی۔۔پر دلاور کو انکی خوشیوں میں رکاوٹ حائل کر کے احساس شرمندگی نے آگھیرا۔۔

پر اب جو ہو گیا تھا وہ ہو گیا تھا اسکا کچھ کر نہیں سکتا تھا۔۔
سلیپنگ پلز اپنا اثر دکھانے لگی تھیں آہستہ آہستہ اور وہ مڑ کر اپنے بیڈ کی طرف آگیا۔۔

وہ اپنے بھیگے وجود کے ساتھ ہی بیڈ پر گرا۔۔جسکے ساتھ روم میں دھڑام کی آواز گونج اٹھی۔جیسے کوئی بھاری چیز ٹھاکے ساتھ گری ہو۔۔

آخری رات تھی ویسے بھی کل کون سا اسے پھر سے اسی بھیگے بیڈ پر سونا تھا۔۔ آج جو دل چاہے کر لیتا۔۔ پر دل چاہتا کچھ کہاں تھا۔
اسکی آنکھوں کے سامنے روتی ماں ساکت باپ اور سسکتی بہن کا چہرہ گھوم رہا تھا۔۔۔

دل تو خاموش لب پیوست کیئے ایک خاموش وجود کی طرح جا کر ایک کونے میں بیٹھ گیا تھا۔۔ اور بیٹھا اپنا کام سر انجام دیتا اپنی چلتی ہوئی دھڑکنوں کو خوفزدہ ہو کر گن رہا تھا کہ ناجانے وہ کون سا لمحہ ہو گا جب اسے اس زخموں سے آزادی ملے گی۔۔ پر وہ کافی درد بھرا لمحہ ہو گا۔۔

معاً اسے پھر یاد آیا کہ اسنے باہر کا دروازہ بند نہیں کیا۔۔ واقعی وہ کافی کچھ بھولنے لگا تھا۔۔ اور یہ صرف دماغی اذیت کی وجہ سے تھا۔۔۔
اور ویسے بھی دروازہ بند ہونے کھلنے سے اسے کون سا فرق پڑتا تھا۔۔ وہ تو دعا کرتا تھا کہ کوئی آئے اور اسے حرام کی موت سے بچا کر اپنی مرضی سے موت دے جائے۔

وہ رب سے مایوس نہیں تھا، تبھی تو اسنے اپنی صفائی کیلئے لب وا نہیں کیے تھے۔ کیونکہ وہ جانتا تھا اور اسنے پڑھا تھا رب کبھی بے گناہ بندے کے ساتھ ناانصافی نہیں ہونے دے گا۔

وہ تو بس اپنے رشتوں سے مایوس تھا۔ وہ اس لمحے سے مایوس تھا کہ دلاور زندہ ہو کر بھی اسکی قبر بنی ہوئی ہے۔۔ اسکا وجود دنیا میں کہیں نہیں۔۔ اسکی شخصیت ایک زانی کی ہے۔۔

اسنے سر جھٹکا اور واپس سے سر تکیے میں چھپا دیا، اور خود پر جبڑ کیے پڑا رہا کیونکہ کوئی اندر سے روتا ہوا اسے جھنجھوڑ رہا تھا کہ ایک بار اس کی خبر لے لے۔۔۔

کہیں وہ بھائی بھائی کہہ کر پاگل نا ہو چکی ہو۔۔۔ پر وہ ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا چاہے کچھ بھی ہو جائے۔۔ وہ لوٹ کر نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ وہ انکے بیچ نہیں جانا چاہتا تھا جنہوں نے اسکی قبر بنائی ہوئی تھی۔۔۔

جنہوں نے کبھی مڑ کر اسکا نہیں پوچھا نا ہی لبھی دعا میں یاد رکھا۔۔

اسکی آنکھوں پر پلزکی وجہ سے غنودگی چھانے لگی اور روم میں گہرا سکوت چھا گیا۔۔

تبھی وہ مکمل خاموشی پاکر آہستہ سے سانس روکے بیڈ کے نیچے سے کھسک کر باہر نکلی اور آہستہ سے خود کو سنبھال کر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

لب دانتوں میں دبائے اسنے اسکے وجود کو نظروں سے ڈھونڈنا چاہا، جبکہ کمرے میں گہرا سکوت چھایا ہوا تھا۔

اسنے یہاں پہنچتے ہوئے ابھی تازہ تازہ باتھ لیا تھا، گھٹنوں کو چھوتی ہوئی اسکی بلیک سلیولیس شرٹ میں، بھیگے بال پشت پر پھیلائے، اب وہ بیڈ کے پاس کھڑی سوچ رہی تھی کہاں جائے۔۔

اور یہ دیکھ کر اسنے گہرا سانس لیا کہ دروازہ کُھلا ہوا ہے، باہر سے آتی مدھم سی روشنی دروازے کی دہلیز سے ٹکرا کر واپس سے پلٹ کر جا رہی تھی۔۔

اسنے بیڈ کی سفید بیڈ شیٹ کو دیکھتے ہوئے اسکے وجود کو دیکھا اور پاؤں میں پہنی ہوئی پازیب کا ڈر سے سوچ رہی تھی کہ قدم کیسے اٹھائے۔

نیلی آنکھوں میں وسوسے لیے وہ حلق تر کرتی سرخ ہونٹوں ہر زبان پھیر کر اس سوئے ہوئے آدم خور کو دیکھ رہی تھی۔ہاں وہ اسکی نظر میں آدم خور ہی

تو تھا کیونکہ جب جب اس سے ملا تھا یوں محسوس ہوتا اسے جیسے نگلنا ہی چاہتا ہے۔۔

اور اسکا کاٹنا، اسکے لبوں پر خون لگا کر خود ہی جذب کر جانا، یہ آدم خور کی ہی نشانیاں تھیں اسکی نظر میں۔۔۔

حالاں کہ کل تک وہ اسے نفسیاتی کہا کرتی تھی۔۔
محبت کے بھی عجیب کھیل ہیں کبھی غم کبھی خوشی۔۔

وہ آنکھیں میچ کر آگے بڑھی۔۔۔
"اتنا بھی بے خبر نہیں"

آہ۔۔"اسکا ابھی فضا میں ہی پاؤں تھا کہ ایکدم پیچھے سے اسکے بالوں کو مٹھی" میں جکڑ کر اسے کھینچ لیا گیا واپس کہ وہ ایک زوردار ہولناک چیخ کے ساتھ ہی اسکے وجود پر کمر کے بل جا گری۔۔۔
ابھی وہ کوئی حرکت کرتی کہ اچانک اسکی کمر میں ایک سخت اور تنگ بازو سے حصار ڈالا گیا اور اسے پوری قوت سے کروٹ بدل کر بیڈ سے لگاتے اپنا پورا وجود اس پر ڈال دیا گیا۔۔

دلاور!" توقسیع نڈھال سی بے جان ہو کر کراہتی گر گئی اور تکیے میں منہ"
دیکر گہرے سانس بھرنے لگی جب اچانک اوپر پڑے اس
وجود نے اسکے بالوں کو مٹھی میں پکڑا اور اسکا سر اوپر اٹھالیا۔۔

ساتھ ہی دوسرا ہاتھ بڑھا کر اسنے پورے روم میں روشنی بکھیر
دی۔۔ جسکے ساتھ ہی اس اچانک اجالے پر اسنے سرخ ہوتے
چہرے کے ساتھ آنکھیں میچلیں۔۔۔
اسکے بھیگے سینے کو اپنی پشت پر محسوس کرتے وہ کان کی لو تک اناری
متغیر ہوئی اور چہرہ چھپانا چاہا پر اس ستمگر کی گرفت میں اسکی
چیخیں ہی نکل سکتیں تھیں چہرہ چھپا نہیں سکتی تھی۔۔

آنکھوں کے نور کے بحال ہوتے ہی وہ دھندلا دھندلا سا عکس کچھ واضح ہوتا
گیا، اور واضح ہوتے ہی اسکے پورے وجود کو سن کر گیا۔
کتنے لمحوں کتنے پلوں تک روم کی فضا میں سکوت چھایا رہا۔۔ اور وہ
یک تک سکی خواب کی کیفیت میں اسکے چہرے کو دیکھتا
رہا۔۔

جسکا فائدہ اٹھاتے ہوئے توقیع نے اچانک ہی اس پر وار کیا۔۔ اور پھرتی دکھاتے ہوئے اسے بیڈ پر گرا دوسرے لمحے خود اسکے اوپر آ گئی۔۔

کون ہو؟؟؟" ایک طرف پلز نے اپنا اثر دکھانا پوری طرح سے "
شروع کر دیا تھا دوسری طرف یہ جانا پہچانا سا چہرہ پر
اس بدلے سے انداز میں۔۔۔
اتنی جان، اتنی دیدہ دلیر وہ تو ہرگز نہیں ہو سکتی تھی پھر یہ کون تھی؟
تمہاری عزت " اسنے مسکرا کر کہا اور آگے بڑھتے ہوئے اسکی بھوری "
سرخ دھندلی سی نظروں پر اپنے سرخ لب باری باری رکھے اور پھر
اسکی آنکھوں میں قریب سے جھانکا۔۔
دلاور خان کو اپنی آنکھوں میں اترتا ہوا نیلا سمندر محسوس ہوا۔۔
اسے لگ رہا تھا وہ اپنے ہوش برقرار نہیں رکھ سکے گا۔۔
وہ اس دیکھنا چاہتا تھا اس سے پوچھنا اس خواب یا حقیقت
کی کشمش سے نکلنا چاہتا تھا پر وہ کچھ زیادہ کر ہی نہیں پایا جب اس نرم
ونازک سے وجود کے سینے پر لیٹنے اور اچانک اسکے بالوں میں کسی
جادوگرنی کی طرح نرم مومی سی انگلیاں چلانے پر وہ پاگل سا ہو گیا۔۔۔

اسکی آنکھوں اسکے اعصاب پر نشہ چھانے لگا۔۔وہ جو کوئی بھی تھی اسے گمراہ کرنے کے چکر میں تھی۔۔

"یہ فضول بیویوں والی حرکتیں بند کرو۔۔" اسنے ہمت کرتے غصے سے اسکے ہاتھ جھٹک دیئے اور خونخوار نظروں سے اسے گھورا۔۔جن سے چھپنے کیلئے اس نے کچھ ناسوجھتے ہوئے اپنے بھیگے اور سلکی بال اسکے چہرے پر ڈال دیئے۔۔۔

"بیوی ہوں تو بیویوں والی حرکات کروں گی نا،، آپ بھی شوہروں والی حرکات کرلیں۔۔" وہ سرگوشی میں کہتی زبان دانتوں میں دبا گئی۔۔ اسے خود کو ان ڈائیلاگ ہر داد دینی چاہیے تھی پر یہ ذمہ داری صبح ہر رکھ دی۔۔

بالوں کی محسور کن حواس جکڑنے والی خوشبو دلاور خان کے حواس جکڑ گئی۔اسے بالکل بے حس و حرکت کر دیا۔

یہاں کیسے آئی؟؟" اسنے ہاتھ بڑھا کر اسے خود سے دور پھینکنا چاہا پر"
اسنے اسکی اگلی حرکت کو سمجھتے ہی اپنی بانہیں اسکے سینے کے گرد
باندھ لیں

بالوں کو جھٹکے سے پیچھے پشت پر کرتے وہ اسکی بند آنکھوں کو دیکھ کر گہری
مسکراہٹ سے مسکرائی اور اپنے پاؤں کو فضا میں اٹھا کر شرارت
سے حرکت دیتے ہوئے اسے بیدار کرنا چاہا۔۔

اور وہ ہوا بھی گہرا سانس بحال کرتے اپنی تمام تر قوتیں جمع کر کے اسنے
آنکھیں زبردستی اس پازیب کی چھنکار پر کھولیں اور سرخ خمار آلودہ
نگاہوں سے اسکے چہرے کو دیکھا۔۔

جانے کون تھی کیوں تھی پر اسکی نظروں جو عکس نظر آرہا تھا وہ کسی اور کا
نہیں حقیقت میں اسکی "عزت" اسکی "توقیع" کا تھا۔۔
بس دلاور کے نام کی یہی تو "عزت" سلامت تھی۔۔ورنہ اسکے
پاس اپنے نام کی کہاں عزت تھی۔۔

معاً اچانک اسنے اپنے ہاتھ کو حرکت دیتے ہوئے اسکی کمر پر پھیرا۔۔ توقیع کے پورے وجود میں سرسراہٹ سی پھیل گئی۔۔ وہ شرما کر چھپتی پر اس سے پہلے اس ظالم نے اسکی کوشش کو ناکام کر دیا۔۔

"تم سے پوچھ رہا ہوں یہاں کیسے آئی۔۔۔؟؟؟" اسکی کمر میں اپنی انگلیاں چبھاتے ہوئے سرد لہجے میں وارننگ دیتے انداز میں پوچھا۔
وہ گہرا سانس لیکر افسوس سے اسے دیکھنے لگی۔۔

"جیسے تم مجھ سے مجھ تک پہنچے ویسے ہی میں۔۔۔" اسنے اسکے دل مقام پر اپنے ہونٹ رکھے۔۔
"یہاں سے۔۔۔" وہ چوڑے شانوں پر ہاتھ رکھ کر آگے آئی اور اسکی بھوری سرخ آنکھوں میں اپنی نیلی آنکھیں ڈالتے ہوئے آہستہ سے اپنے دانت اسکی کھڑی مغرور سی ناک پر رکھے اور آہستگی سے ان پر دباؤ دیا کہ اسکی حرکت پر دلاور سانس خود ہی روک گیا۔۔

یہاں تک۔۔۔" اچانک ہی اسنے اپنے نرم و نازک ہونٹ اسکی گھنی مونچھوں تلے ہونٹ پر رکھ دیئے۔۔۔ اور اسکی مونچھوں کی چبھن دہکتی ہوئی سانسوں کو محسوس کرتی آنکھیں سکون سے موند کر اسکے گلے میں بانہیں حائل کر دیں۔۔۔۔

وہ اسکا خوبصورت خواب تھا یا وہم۔۔
پر جو کچھ بھی تھا انتہائی حسین تھا کہ سکون سے مسکراتے ہوئے اسنے اسکے نرم ہونٹوں کے لمس کو چھو کر خود ہی محسوس کیا اور مضبوط چوڑے بازوؤں کا تنگ حصار اسکی نازک سی کمر میں حائل کرتے ہوئے کروٹ بدل لی۔۔

جانتا ہوں یہ خواب ہے ایک، پر خواہش یہی ہے کہ ہر رات اور ہر صبح یونہی ہو۔۔" شاید وہ اپنے ہوش میں نہیں تھا تبھی یوں بڑبڑا رہا تھا۔۔
توقیع!!" سرگوشی میں بڑبڑاتے ہوئے گہرا سانس اسکی ناک کے قریب سانسوں میں لیتے اسنے اپنی ناک کو اسکی گال پر سہلانا شروع کر دیا آہستہ سے اسکی سانسوں کی دھڑکنوں کی رفتار

میں اضافہ کرتے ہوئے اسنے اپنے ہونٹ اسکی شہ رگ پر رکھے۔۔۔

دل!!"وہ کسی مچھلی کی طرح اسکے بازوؤں میں تڑپ گئی۔۔"

پھڑپھڑائی اور مچلی اسکے حصار میں پر اسکی گرفت اتنی کمزور نہیں تھی کہ وہ اب خود کو آزاد کرواپاتی۔۔

معاً جانے کیا سوچ کر وہ تھم گیا، اسکا اسکی شرٹ پر موجود ہاتھ وہیں ساکت ہو گیا تھا۔ اسکے اچانک تھم جانے بالکل خاموش ہو جانے۔۔ محبت برسانے کے اس سفر میں یوں تڑپا کر چھوڑنے پر توقیع نے گہرے سانس بھرتے بھاری پلکیں اٹھا کر سرخ شرم وحیا کے احساسات سے لبریز نیلی آنکھوں سے اسکی سمیت دیکھا۔۔

اسکی بند پلکوں کو دیکھتے ہوئے وہ آہستگی سے مسکرائی قریب ہو کر اسکی ناک سے اپنی ملا کر سہلائی۔۔

اور کچھ دیر اسے یونہی دیکھتے ہوئے وہ اٹھی۔۔ اپنی کمر کے گرد اسکا مضبوط حصارت توڑ کر اسکی دسترس سے نکل آئی۔۔

اتنی خوبصورت بیوی کے پاس ہونے کے باوجود بیوقوف سو گیا۔۔"وہ" تاسف سے اسکے سوئے ہوئے وجود کو دیکھتی بیڈ سے اتر آئی اور کھڑکیوں پر خوانخواہ پردے برابر کرتے ہوئے اسنے پھر سے پلٹ کر اسکی طرف دیکھا جو کہ ویسے ہی سو رہا تھا۔۔

کھڑکیوں کو دیکھتے اسکی نظروں میں اسکے ساتھ پہلی رات کے بتائے وہ لمحے یاد آئے۔۔ نظریں خود ہی جھکنے لگی پر اسے احساس ہوا کہ وہ تو سو رہا ہے۔۔ شرما کس سے رہی ہے وہ؟؟

ایک پل کو اسے سب خواب سا لگا۔۔ اسکے ہونٹوں کا، اسکی مونچھوں کا، اسکے مضبوط انگلیوں ہاتھ کا لمس اسے ایک طلسمزدہ سحر انگیز سا خواب لگا۔۔

سب ایک خیالوں بھری دنیا لگی پر دوسرے پل اسکے کانوں میں الفاظ گونجے کہ اسنے چوبیس گھنٹوں کا وقت دیا تھا۔۔ اور وہ اسکی امانت چوبیس گھنٹوں میں اس تک پہنچا دی گئی تھی۔۔

وہ یہ بھی جانتی تھی رات کے لمحات آرام سے سونے والا شیر صبح اٹھ کر اسکے لئے جانے کون سی اذیتیں بڑھائے گا۔۔ اسکی یہاں موجودگی پر جانے کون کون سے ستم ڈھائے گا۔۔

پر وہ ثابت کر دے گی اس پر کہ وہ کمزور نہیں۔۔
اگر وہ اس لڑایا جھگڑا تو وہ اسے نوچ کھوچ کر کھانے میں کوئی قصر نہیں چھوڑے گی۔۔
کیونکہ آگے وہ صمصام کی بہن عرشیہ خان کی نند تھی۔۔ کسی سے کم ہونی تھی کیا۔۔۔
نیلی بلی کے پنجوں کا پاور وہ آدم خور کیا جانے۔۔۔

وہ بھی سفر سے کافی تھک چکی تھی، صبح کے لئے پہلے اسے سو کر فریش بیدار ہونا تھا۔۔ روم میں پھیلے اسکے سامان پر سرسری سی نظر ڈال کر وہ یہاں وہاں دیکھتی ہوئی بلینکٹ ڈھونڈنے لگی۔۔
پر شاید وہ بلیکنٹ لیتا نہیں تھا تبھی یہاں موجود ہی نہیں تھا۔ ایک تو مری کا یہ سرد موسم اوپر سے قریب سے شور آبشار اور سرد تیز چلتی ہواؤں کی شرر شرر کرتی ہوئی خوفناک آوازوں نے اسکے لمحے میں ماحول پر رونگٹے کھڑے کر دیئے۔۔
گھر بھی ایسا تھا کہ جیسے چھت پر چیوٹی رینگے اسکی آواز بھی ہارر مووی کے خونخوار ایلین کی چیخ محسوس ہو۔۔

یہ تو ویسے ہی ایلین ہیں کیا پتا دوسرے ایلین بھی یہاں پائے جاتے"
ہوں۔۔۔" اپنا حلق تر کرتے وہ قدم اٹھا کر الماری کے پاس آئی اور
اسکے پٹ کھول کر دیکھا تو شکر کا سانس لیا۔۔
اس الماری میں ایکسٹرا کشن اور بلینکٹ موجود تھے۔۔
باقی سب کچھ چھوڑ کر وہ اپنی بانہوں میں بلینکٹ کو بھر کر بیڈ کی سمیت
بڑھی اور بیڈ پر پھینکتے ہوئے واپس گئی اور الماری بند کر کے بھاگ کر
بیڈ پر چڑھ کر اپنے بال جھٹکتی ہوئی اسکے رخ کی سمیت آئی۔۔
اور پاس بیٹھ کر اسکا سر سیدھا بیڈ پر ڈالتے ہوئے اسنے جھجھکتی
ہوئی نظروں سے اسکے سینے کو دیکھا۔
اور اسے دیکھتے ہی اسکا چہرہ حیا کے رنگوں سے گلنار ہو گیا۔۔
دھڑکنیں کب سے دھک دھک کرتیں اسے دیکھتے ہی واپس بڑھ
گئیں۔۔اور اسکے انگ انگ میں دھڑکنیں لگیں۔۔

بے شرم۔۔" وہ سرگوشیانہ بڑبڑائی پر اپنے وجود پر صرف اسکی"
سلیولیس شرٹ دیکھ کر بے ساختہ ہی کھکھلائی۔۔

ماہا بے شرم "اسنے خود کو خطاب دیا۔ پر یہ بھی سچ تھا کہ اسکے "
پاس اور کچھ نہیں تھا جبکہ اس بھاری کپڑوں سے اسکا پور پور
تھک چکا تھا۔

اور اس سمیت اسکی تمام چیزوں پر صرف اسی کا تو حق تھا۔ اپنے
پاس تکیہ نا دیکھتے اسنے الماری کو دیکھا پر پھر وہاں کون جائے۔
کچھ ناسوجھتے ہوئے اسنے بلینکٹ کو کھینچ کر اس پر اور خود پر ٹھیک سے پھیلایا
ساتھ اسکے سینے پر سر رکھتے دوسرے اسکے بازو کو اپنی کمر میں
حائل کرتے وہ مسکرا کر اسکے چہرے کو دیکھنے لگی۔۔
کچھ دیر دیکھتے ہوئے اچک کر سر اٹھاتے نم آنکھوں سے اسکے گالوں آنکھوں
کو چومتے ہوئے وہ واپس سر سینے سے ٹکا کر سکون سے آنکھیں موند گئی۔۔۔
ساتھ ہی اپنا ہاتھ بھی اسکی دھڑکنوں پر رکھ دیا۔۔ جس سے مدھم سی
رفتار میں دھک دھک اسکی ہاتھوں سے سرسراہٹ کرتی ہوئی
اسکی دھڑکنوں سے جڑ گئی۔۔
فضا میں دونوں کی سانسوں کا فسوں سا بکھرا ہوا تھا۔۔
یوں جیسے دونوں میں سے کسی نے بھی آنکھ کھولی یہ لمحہ ہزاروں ٹکڑوں
میں تقسیم ہو جائے گا۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

بھائی کے اچانک پھر سے آکر بچھڑنے، اور باپ کی ہاسپٹلائز ہونے پر وہ چیخ چیخ کر روئی تھی۔۔ اگر تقویٰ حجاب زریش بروقت وہاں اس تک نا پہنچتی تو آج فاطمہ کی کمزور گرفت سے نکل کر وہ خود کو جانی نقصان پہنچا چکی ہوتی۔۔

وہ جتنا روتی جتنا انہیں بلاتی پر وہ دونوں اس سے جیسے منہ موڑ چکے تھے۔ کہ نا باپ سن رہا تھا نا ہی اسکا بھائی۔

وہ سسکیاں بھر کر سانسیں لیتیں اور ان کے آگے ہاتھ جوڑ کر گڑگڑاتی کہ اسکے بھائی کو بلالیں اسکا باپ ٹھیک ہو جائے گا۔۔ اسے معلوم تھا وہ جانتی تھی اسکا باپ اپنے بیٹے کیلئے یوں خاموش پڑا تھا کہ دلاور جب آکر انہیں بلاتا تب ہی انکی آنکھیں کھلتیں۔۔

پر وہ تو جانے پھر سے کہاں گم ہو گیا تھا کہ وہ فاطمہ کے آگے چیخ چیخ کر روئی گڑگڑائی تھی کہ اسکے بھائی کا اسے بتا دے۔ پر وہ خود بے بس تھی وہ کیسے غداری کرتی اس سے خاموشی سے اس روتی سسکتی گڑگڑاتی بہن کو دیکھتی خود پر ضبط کرتی رہی۔۔

وہ تو یہ سوچ کر بھی انتظار کرنے لگی تھی کہ وہ پھر آئے گا اپنی عشی کو لینے۔۔
بھلا جب وہ نہیں رہ سکتی اسکے بنا، محض ساتھ دو منٹ بتائے دلاور کیسے اپنی عشی کے بغیر رہے گا۔۔
ہاں یہ سچ تھا کہ اس بھائی کا سینا بھی جل رہا تھا، وہ بھی اسکے لئے پاگل ہو رہا تھا تبھی تو سلیپنگ پلز کھا کر خود کو بے بس کر دیا تھا۔۔
وہ جانے کیا کچھ کہہ رہا تھا اس سے، ابھی تو اسنے ٹھیک سے اپنے ماں باپ بھائی کی اسکے سامنے گواہی صفائی نہیں دی تھی ابھی تو اسے بتایا نہیں تھا کہ وہ سب کتنا اس سے پیار کرتے ہیں کتنا اسے یاد کرتے ہیں۔۔
وہ کسی سے خاموش نہیں ہو پائی جب تک دریاب اسکے سامنے اپنی مام نہیں لے آیا۔۔ اپنی دو دن میں کمزور بیمار سی ماں کو دیکھتی عرشیہ دھک سے رہ گئی۔۔۔
مام؟؟؟یی۔ یہ آپکو کیا ہو گیا ہے؟" وہ تڑپ کر انکے پاس آتی انکا" چہرہ ہاتھوں میں بھر کر حیران پریشان اپنے برستی ہوئیں آنکھوں سے انکے چہرے کو دیکھتی بولی۔

آپ نے دوائی نہیں کھائی نا اسلیے یہ حال ہے نا آپکا؟ کیوں نہیں"
کھائی میں ڈیڈ سے آپکی شکایت کروں گی۔۔ اب تو آپکو کھانی چاہیے
خود کو صحتمند رکھنا چاہیے مام کیونکہ آپ کا بڑا بیٹا جو آگیا ہے۔۔" وہ روتی
ہوئی ایکدم انکے سینے سے لگ کر بکھر گئی۔۔
عائشہ نے تڑپتی ہوئے سینے سے اسے لگاتے ہوئے اپنی بھیگی آنکھیں
میچلیں۔۔
کیسے ہو سکتی ہے وہ عورت جسکا شوہر ہاسپٹل کے بیڈ پر اور بیٹے کا نام قبر"
میں، تو بیٹا سینے سے دور ہو۔۔۔ مر جاتیں ہیں وہ مائیں عشی جن سے جیتے
جی جگر کے گوشے نوچ لیے جاتے ہیں۔۔" عائشہ سے اسکے سر پر بوسہ
دیتی ہچکیاں بھرتے وجود کو سنبھالنے لگی

بس کر رونا شکر کر رب نے تیرے وسیلے یہ تو بتا دیا کہ میرا"
دلاور زندہ ہے۔۔ میں کہتی تھی نا میرا بیٹا زندہ ہے۔۔ دیکھا ہو گا تو نے اسے
بتانا مجھے کیا تھا میرا دلاور۔۔ کیا ہو گیا ہے وہ بڑا ہو کر۔۔۔ اپنی ماں کو تو
یاد کرتا ہو گا نا۔۔ میرے بارے میں پوچھا ہو گا اسنے۔۔۔" وہ ہچکیاں
بھرتیں اپنی بیٹی کو جھنجھوڑ کر پوچھنے لگی ورنہ بس میں نہیں تھا کہ اڑ کر
اپنے بیٹے کے پاس پہنچ جاتیں۔۔ عرشیہ کی آنکھوں میں آنسوں کی

رفتار میں مزید تیزی آ گئی تھی۔۔۔وہ روتے ہوئے سر اثبات میں ہلانے لگی۔۔

جی مام اسنے سب کا پوچھا آپکا ڈیڈ کا میرا دری بھائی کا سب کا توقیع"
پھوپھا پھپھو۔۔اسنے آپ کا پوچھا روتے ہوئے پوچھا۔۔۔
بہت بار پوچھا کہ مام مجھے یاد کرتی ہوں گی نا۔۔میں نے بھی انہیں کہا، مجھے نہیں معلوم خود آکر پوچھ لیں مام سے۔۔"وہ ہاتھ کی پشت پر سسکتی ہوئی آنسوں رگڑتی بولی۔۔

اور وہ بالکل کسی شہزادے جیسا تھا مام گھنے گھنے سے بال تھے اسکے، بھوری" آنکھیں تھی جن میں (بے نام سی سرخی) محبت ہی محبت تھی۔۔
وہ کافی بڑا ہو گیا ہے اور اتنا حسین ہے مام کہ بس نظریں تھم سی جاتی ہیں اس پر۔۔دل چاہتا ہے بس دیکھتے رہیں اسے (کہیں نظروں سے اوجھل نا ہو جائے)
مام وہ صام سے زیادہ خوبصورت ہے۔۔آپکو بہت پسند آئے گا وہ جیسے خواب کا شہزادہ۔۔اتنا حسین ہو کر بھی وہ ماسک میں چلتا ہے۔۔"
وہ تصور میں دلاور کو یاد کرتی اپنی ماں کو بتانے لگی سب متجسس ہو کر اسے

سن رہے تھے۔۔

حسین کیوں نہیں ہوگا میری تقویٰ جیسی آنکھیں ہیں، باپ جیسا" چہرہ ہے۔۔ اور پگلی حسین نا بھی ہوتا تو ماں کو پھر بھی اپنی اولاد پیاری ہوتی ہے پھر وہ تو میری آتی جاتی سانسوں کی ڈور ہے کیوں تقویٰ ٹھیک کہا نا میں نے۔۔" انہوں نے بیٹی کو چومتے ہوئے پاس کھڑی دوست سے رائے لی جنہوں نے نم آنکھوں سے سر ہلا دیا۔۔

ویسے وہ ہے کہاں؟ کہیں اپنے روم میں تو آتے ہی نہیں چلا گیا؟ یہ" لڑکا بھی ناماں باپ سے ملنا بھی ضروری نہیں سمجھتا۔۔" وہ اچانک عرشیہ سے عجیب سے لہجے میں پوچھنے لگی۔۔
تقویٰ کی آنکھوں میں آنسوں آ گئے وہ کیسے بتاتی اپنی حیران پریشان ماں کو گھورتی بچی کو کہ عائشہ کا ٹھیک سے دماغ کام نہیں کر رہا۔۔
وہ کچھ بھی سوچ رہی تھیں اور کچھ بھی بول رہی تھیں اسے خود علم نہیں تھا وہ کیا بول رہی ہیں کیا چاہتی ہیں۔

نہیں عاشی وہ ابھی ایک کام سے گیا ہوا ہے کہہ رہا تھا کچھ دن لگے گیں"

اسے آنے میں تم سے کہا ہے اپنا خیال رکھنا وہ جلد ہی آنے والا ہے "تمہارے پاس۔۔

عائشہ جو بیٹی سے کہہ کر وہاں سے جانے والی تھی کہ اس سے پہلے انکے ارادے بھانپتے ہوئے دریاب نے خود پر اپنے آنسوں پر ضبط کرتے انہیں اپنے حصار میں لے لیا۔۔

اور تقویٰ نے انکے مزاحمت کرنے سے پہلے پاس آکر سمجھایا جس پر عائشہ نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

یہ کیا ہوا ہے مام کو؟؟"عرشیہ اپنی چیخیں دباتی سرخ لہو جیسی" سنہری آنکھیں زریش شاہ پر ٹکاتی بولی۔۔

انہوں نے آہستہ سے اسکے نازک سے وجود کو حصار میں لیتے سینے سے لگا دیا۔۔"بس کرو میرا بیٹا سب ٹھیک ہے۔بس دو دن سے دوائی نہیں لی عائشہ نے اسلیے جو دماغ میں آرہا ہے بول رہی ہے۔۔"زریش اسکا سر گردن میں چھپاتی پیار بھرے بوسے دیتی سمجھانے لگی جس پہ سر ہلاتی عرشیہ گھٹی گھٹی سسکیاں بھر کر اچانک اپنے گھر کے یوں بکھر جانے پر رونے لگی۔۔

اسکا دل کیا دھاڑے مار کر روئے اور چیخ کر اسے پکارے کہ پلیز واپس

آجاؤ دیکھو ڈیڈ بھی تکلیف سے کوما میں چلے گئے اب تو کوئی احساس کرلو۔۔

یقین کرلے یہاں سب اس سے محبت کرتے ہیں وہ جانے کن بدگمانیوں میں جی کر خود کو اذیت دے رہا تھا۔۔

وہ کسی شدید تکلیف میں تھا شاید جو چھپا رہا تھا اس سے۔۔پر اب وہ اس تک پہنچ کر ہی رہے گی یہ اسنے ٹھان لیا تھا۔۔

حجاب تقویٰ عائشہ کو لیکر وہاں سے چلی گئیں تھیں تاکہ اسے دوائی کھلا سکیں ورنہ انکی حالت بگڑتی جا رہی تھی وہ بہکی بہکی سی باتیں کر رہی تھیں۔۔

یہ احتجاج مزاحمت کر رہی تھیں ان دونوں کی پکڑ میں کہ اسے اپنے دلاور کیلئے روم ڈیکوریٹ کرنا ہے وہ آئے گا تو ناراض ہوگا کہ وہ اس پر توجہ نہیں دیتیں۔۔

وہ ان سے جان چھڑوا کر اسکے پاس جانے والی تھی پر اسے لیکر کون جائے گا؟۔۔

بھائی۔۔!!"اپنی ماں کی حالت دیکھ کر عرشیہ روتی ہوئی اپنے بھائی کے"

سینے سے لگ گئی۔۔

میں ذرا عائشہ کو دیکھ لوں دری تم عرشی کو لیکر ہاسپٹل جاؤ ہو سکتا" ہے دانی کیلئے اچھا ثابت ہو۔۔۔اور سمن کو لیکر جانا وہ بھی جانا چاہتی ہے۔"زریش شاہ اس سے کہتی روم سے نکل گئیں۔۔

جبکہ سمن کے نام پر دریاب خان سینے سے لگی بہن کو چپ کرواتا سامنے دیکھنے لگا جہاں وہ افسوس بھری بھیگی نگاہوں سے ان دونوں کو ہی دیکھ رہی تھی شہد رنگ سنجیدہ تاثرات سے لبریز آنکھوں کو اچانک خود پر ٹکا پا کر سمن سٹپٹا کر حیا سے پلکوں کا باڑھ گرا گئی۔۔

دریاب کو اسکی یہ حرکت عجیب سی لگی۔۔کچھ بناوٹی غصہ دلاتی ہوئی۔۔اسکے پھولے گالوں کی لالی پر اسے سخت غصہ آنے لگا کہ یہاں تو زیاف موجود نہیں پھر وہ کیوں ایساری ایکشن دے رہی تھی اسے۔۔

بھائی کیا ہوا تھا میرے جانے کے بعد؟ڈیڈ ایسے۔۔"وہ پوچھتی" باپ کے ذکر پر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔اسی کا تو ڈر تھا اسے جس پر وہ غصہ ہوا تھا۔۔

شاید اسی غصے میں اسے یہاں چھوڑ گیا تھا۔۔

بتاتا ہوں تمہیں سب پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ وہ تمہیں یہاں سے کیسے لیکر گیا؟" دریاب نے اسے بیڈ پر بٹھاتے ہوئے پانی کا گلاس اپنے ہاتھوں سے پلاتے ہوئے پوچھا۔"

جسے سن کر عرشیہ چونک گئی۔ وہ جانتی تھی دریاب کیوں پوچھ رہا ہے۔۔ اور وہ اسے کیسے بتاتی کہ رخسار اسکے کمرے میں پہلے سے ہی پلان کے تحت چھپ کر بیٹھی تھی۔ اسکے بالکنی سے جانے پر اسنے فوراً سے پیچھے سے دلاور کو انفارم کیا اور وہ تو تھا ہی اسکے منتظر، اس تک پہنچنے میں بھلا کون سی رکاوٹ پیش آسکتی تھی اسے۔۔۔

پتا نہیں مجھے کچھ یاد نہیں آرہا میں نے پانی پیا اور پھر مجھے نیند لگی" میں سو گئی اسکے بعد کچھ یاد نہیں۔۔" اسنے گلا تر کرتے آنکھیں جھکا کر صفائی سے جھوٹ کہا۔۔

ہیں!" وہ بیہوش ہوئی تھی بلکہ اسے بیہوش کر دیا تھا۔۔ کتنی خوش قسمت" تھی وہ۔۔ اور ایک خود تھی کتنی بار چوٹ پڑنے خود پڑوانے پر بھی کبھی بیہوش نہیں ہوتی۔۔

سمن اپنے بارے میں سوچ کر منہ بنا گئی۔ یہ جو خود بڑی بڑی چوٹوں پر

بھی بیہوشی نہیں ہوتی تھی کبھی کبھی اسے لگتا تھا کہ وہ غیر معمولی سی مخلوق ہے۔۔ اتنا بھاگنے پر بھی دوسری لڑکیوں کی طرح سمارٹ نہیں ہوتی نا ہی زور سے گرنے پر بیہوش ہوتی تھی۔۔

ہمم!" دریاب سن کر سر ہلا گیا۔۔۔"
آپ بتائیں ڈیڈ کو کیا ہوا تھا؟" اسنے روتے ہوئے پوچھا۔"
کیا ہونا تھا، وہی ہوا جو ہر باپ کا ہوتا ہے جب اچانک شادی کی" رات گھر سے بیٹی غائب ہو جائے۔۔" وہ بولا جس پر عرشیہ چونک گئی۔۔۔
کیا مطلب ؟ڈیڈ کو لگا تھا میں بھاگ گئی ہوں؟" اسکا دل یہ" پوچھتے ہوئے کانپ گیا خوف سے کہ اسکا باپ اسکی وجہ سے بیڈ پر ہے۔۔
وہ تو سب کی ذمہ دار ہو گئی تھی، سب کی خوشیوں کی قاتل۔۔۔ اپنے باپ کو اس حال تک پہنچانے والی بدبخت اپنوں کی دشمن۔۔۔۔

نہیں وہ نہیں سمجھتے تھے ایسا بلکہ کوئی بھی نہیں سمجھتا تھا ایسا پر مجبور" کیے گئے سمجھنے کیلئے۔۔۔" دریاب کی بات پر وہ بالکل الجھ گئی۔۔

آپ کیا کہہ رہے ہیں دری بھائی پلیز صاف صاف بتائیں"
ناہوا کیا تھا؟ ڈیڈ کی ایسے حالت کیسی ہوئی آپ کچھ اور ہی بول رہے کبھی کچھ
اور پلیز مجھے کلیئر لی بتائیں میرے جانے کے بعد ایسا کیا ہوا کہ
ڈیڈ اس حالت تک آ گئے۔۔"وہ اسکے سامنے ہاتھ جوڑ کر روتی التجا
کرنے لگی۔۔۔

بتاتا ہوں تمہیں پہلے رونا بند کرو سب کچھ تمہیں بتاتا ہوں"
ریلیکس۔۔"وہ اسکے قدموں سے اٹھ کر اسکے پاس بیٹھا اور اسکا سر
سینے سے لگاتے ہوئے سر پہ بوسے دیتا پشت تھپتھپانے لگا۔۔
میں نہیں رو رہی آپ پلیز مجھے مزید تڑپائیں نہیں مجھے بتائیں"
کیا ہوا ہے ڈیڈ کو؟"اسنے اپنے آنسوں رگڑ کر صاف کرتے التجا کر دی۔
دریاب نے گہرا سانس کھینچا۔۔ سمن بیڈ کے سائیڈ ٹیبل
کے پاس کھڑی خاموشی سے دونوں کو دیکھ رہی تھی۔۔اسکے آگے دریاب
خان کی چوڑی پشت تھی البتہ عرشیہ کے سنہری بال اسے نظر
آ رہے تھے۔۔
ڈیڈ مام جب تمہارے پاس تمہیں ڈھونڈنے آئے تھے تب تم روم سے"

غائب تھی البتہ باقی ساری چیزیں اپنی جگہوں پر تھیں کہیں کچھ الٹ پلٹ نہیں تھا۔۔

انہیں لگا تھا تم توقیع کے پاس گئی ہو پر وہاں سے معلوم ہوا کہ تم انکے گھر بھی نہیں ہو اور ہمارے پورے گھر میں بھی نہیں ہو۔۔۔ جس سے صاف سب کو لگ رہا تھا کہ تم کڈنیپ ہو چکی ہو۔۔ اور ڈیڈ مام بھی تب تک ٹھیک ہی کھڑے تھے محض پریشان تھے ڈیڈ۔۔۔۔

تم جانتی ہو ہمارے ڈیڈ کتنے مضبوط ہیں۔۔" وہ گہرا سانس بھر کر رکا۔۔

عرشیہ نے روتے ہوئے سر ہلایا۔۔ کہ اسکے اپنوں نے یہ تو نہیں سوچا کہ وہ بھاگ گئی ہے۔۔

یہ تو اسکے لیے غلیظ گالی تھی۔۔۔

پر وہ مضبوط تب نہیں رہے تھے جب کسی نے تم پر انگلی اٹھائی تمہارے کردار تمہاری ذات پر انگلی اٹھائی تب وہ ڈھے گئے مضبوط نہیں رہے۔۔۔

میں خود ٹوٹ گیا تھا جب میری آنکھوں کے سامنے میری بہن کیلئے جانے کیا کچھ غلیظ بھونکنے لگا۔۔" وہ ضبط سے سرخ ہوتا اپنے طیش کو دبانے کیلئے مٹھیاں بھینچ گیا۔۔

اسکی گردن جبڑے ہاتھ کی ابھری پھولی رگیں دیکھ کر عرشیہ خوف

سے کانپ گئی کہ اسکے اپنوں میں ایسا کون ہے جس نے اپنی عشی پر ہی انگلی اٹھائی۔۔

ککک کسنے کون ہے ذمہ دار میرے باپ کی اس حالت کا دد۔۔" دریاب ؟" وہ ڈرتے ڈرتے گویا ہوئی۔۔

اور کون ہو سکتا ہے عرشیہ صمصام زیدی۔۔۔ وہی تھا جس کے کردار کی تم" گواہیاں دیتی پھرتی ہو جس پر آنچ کسی دوسری لڑکی کی برداشت نہیں کرتی وہی تھا تمہارا شوہر صمصام زیدی۔۔۔

جسنے بھری محفل میں آکر ڈیڈ پر انگلی اٹھائی تھی کہ اسکی بیٹی بھاگ گئی ہے۔۔ تم خود بتاؤ کیا بیتتی ہے اس پر جس پر محفل میں انگلی اٹھائی جائے کہ اسکی بیٹی شادی کی رات گھر سے بھاگ گئی ہے۔۔۔

مر جاتے ہیں وہ لوگ عرشی جن پر یہ بیتتی ہے۔۔ لوگ ڈیڈ مام کو جانے کیا کچھ کہنے لگے۔۔ بلکہ مام کی یہ حالت بھی خان بیگم کی باتوں کی وجہ سے ہوئی ہے انہوں نے جانے کیا کچھ کہا تھا مام کو۔۔۔

ڈیڈ نے روتے ہوئے صام کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے کہ اسکی بیٹی بھاگی نہیں ہے۔۔ انہیں بدنام نا کرے وہ۔۔۔ ٹوٹ گئے تھے عرشی میں نے مام کو ڈیڈ چھپتے دیکھا تھا میرا دل پھٹ رہا تھا اس وقت جب سارے

بھرے گھر میں اسنے لاؤنج کی وسط میں انکا تماشہ لگایا تھا۔

وہ صمصام زیدی تھا۔۔

ڈیڈ کے جڑے ہاتھوں کو بھی نہیں دیکھا انکی گڑگڑاہٹ معافی کو بھی نہیں دیکھا۔۔ میں پہلی بار ڈیڈ کو ایک لڑکے کے سامنے بے تحاشہ روتے ہوئے دیکھا تھا تو محض اس لیے کہ اسکی بیٹی کو بدنام نا کرے۔۔ تو پتا ہے اسنے کیا کہا؟" وہ اپنے آنسوں صاف کرتا اسے دیکھنے لگا پر وہ تو نیلی پڑ کر جیسے ریت ہو گئی تھی۔۔

اسنے کہا، چلو ٹھیک ہے وہ انہیں بدنام نہیں کرتا، پہلے بیٹے کے " مرے ہونے کے ثبوت اسکی لاش سے لیے تھے نا اب اگر مر گئی ہے انکی بیٹی تو اسکی لاش دیں تاکہ وہ لوگوں کو دکھا کر دوسری شادی کر سکے۔۔

اسنے کسی کی نہیں سنی۔۔ کسی کی معافیوں کو سرزشوں کو خاطر میں نہیں لایا۔۔ بلکہ میں نے جب اسے چپ کروانا چاہا تو اسنے یہ دیکھو مجھ سے جھگڑا کیا۔۔

مجھے معاف کرنا میں تمہارا گھر خراب کرنا نہیں چاہتا تھا عشی پر ڈیڈ بالکل ختم ہو رہے تھے اسکی باتوں سے بالکل زرد ہو گئے تھے مام کی

حالت ایسی ہو گئی تھی کہ ڈیڈ کی قدموں میں گر کر رونے چھپنے لگی۔۔ سب انہیں منحوس جانے کیا کچھ کہہ کر جا رہے تھے۔۔ سب انہیں کہہ رہے تھے کہ انکی بیٹی گھر سے۔۔۔

میرے کان پھٹنے لگے۔۔ میں صمصام کو روکنا وہاں سے نکالنا چاہا تو اسنے مجھ پر ہاتھ اٹھا لیا۔۔ وہ مجھے بالکل مارنے پر آ گئے۔۔۔ اور تمہیں دلاور کے نقش قدم۔۔۔۔۔

اور اسے دیکھ کر سبھی ہی یہی کہنے لگے کہ بھائی تھا تو ظاہر ہے اثر تو دکھاتا خون۔۔۔" اسنے سرخ چہرے جھکے سر سے بتاتے ہوئے عرشیہ خان کو بالکل پتھر کی مورتی بنا دیا جس میں جان باقی نا رہی تھی۔۔

بات تو ساری یہی تھی کہ وہ وہاں اپنے سالوں بعد بچھڑے بھائی کے سامنے اسکی عزت اسکی محبت کے رونے رو رہی تھی اور یہاں وہ اسکی عزت اسکی محبت کی دھجیاں بکھیر رہا تھا وہ بھی بھری محفل میں شادی والے گھر میں۔۔۔

ہہ۔۔ ہو سکتا ہے آآ۔۔ آپکو غلط فہمی ہوئی ہو۔۔۔" وہ خالی نظروں سے" بھائی کو دیکھ کر بولی۔۔

ہاں ہو سکتا ہے۔۔ ہو سکتا تھا میں بھی یہی سوچتا۔۔ اگر وہ بھری محفل"

میں میرے باپ کو بے عزت کر کے ناسور دیکر کو ما میں نا بھیج دیتا۔۔۔

اگر وہ بھری محفل میں اپنے سے بڑے دریاب خان پر ہاتھ نا اٹھاتا تو میں بھی یہی کہتا کہ ہاں ہو سکتا ہے یہ جھوٹ ہے میری کانوں کا دھوکہ ہے۔۔ اگر وہ میری ماں کو میرے باپ کی قدموں میں چھپنے پر مجبور نا کر دیتا اگر انہیں پاگل نا کر دیتا۔۔ انکی نظریں انکی گردن نا جھکاتا تو میں بھی یہی کہتا۔۔

ارے اسنے تو اپنے باپ تک کو نہیں بخشا بلکہ اپنی جان سے پیاری بہن جسے اپنی زندگی کہتا ہے۔۔ جب اسنے گواہی دی کہ عرشیہ بھاگی نہیں بلکہ اسے دلاور خان لیکر گیا ہے تب اسے بھی دو تھپڑ پوری محفل میں مار دیئے کہ وہ بھی اسکے ساتھ ملی ہوئی ہے۔۔۔

لوگ سب چلے گئے مام ڈیڈ کی انسلٹ کر کے پیچھے رہ گئے چند گھر کے لوگ تب اچانک دلاور خان کی کال آگئی تھی اسکے سامنے ہی اور اسنے کہا تھا عرشیہ خان اسکے پاس ہے پر صمصام زیدی نے اسے جھٹلا دیا اور کہا کہ کوئی مرا ہوا کیسے زندہ ہو سکتا ہے؟ کیا وہ اوپر سے کال کر رہا ہے یا وہ عرشیہ کو بھی اوپر۔۔۔

اگر تمہاری آنکھیں سامنے نا ہوتی تو جان نکال دیتا میں اسکی۔ اسکی

وجہ سے ہی میرے ڈیڈ کی یہ حالت ہوئی ہے۔۔
داماد کے بھری محفل میں بدنام کرنے، بیٹی کے غائب ہونے اور
اچانک بیٹے کے زندہ ہونے کی نیوز سن کر انکی یہ حالت ہو گئی ہے۔۔
پر میں اس سب کا ذمہ دار صمصام زیدی کو ٹھہراؤں گا عشی کیونکہ وہی
ہے میرے باپ کی اس حالت کا ذمہ دار کیونکہ ڈیڈ اگر دل کے
بارے میں سنتے تو خوش ہوتے ہر ماں باپ اپنی اولاد کے بارے میں
سن کر خوشی سے پاگل ہوتے ہیں نا کہ غمزدہ ہو کر کوما میں چلے جاتے ہیں
نا کہ پاگل بن کر بہکی بہکی باتیں کرتی ہیں مائیں۔۔" وہ اپنے تازہ زخم اسے دکھاتا
ہوا بولا۔۔
سمن اسکی گردن پر ایسے گہرے زخم دیکھ کر سانس روک گئی۔۔
یہ سب کچھ جانے وہ کیا کہہ رہا تھا ایسا تو کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔۔
انکی باتوں میں کتنا جھوٹ ملا ہوا تھا۔۔

من بھی وہیں موجود تھی اگر تمہیں میری زبان جھوٹ لگ رہی ہے تو اپنی"
دوست سے پوچھ لو۔۔" دریاب کو اچانک پشت پر اسکی موجودگی
احساس ہوا۔۔
فوراً سے اسے بھی شامل کر دیا حامی کیلئے۔۔ پر سمن انکا اچانک رخ

اپنی سمیت دیکھ کر وہ بھی جھوٹ سچ کی گواہی کیلئے ایک دم خوفزدہ ہو کر سٹپٹائی۔۔

عرشیہ کی ساکت نظریں من پر آ گئی کہ وہ کہہ دے دریاب جو کچھ کہہ رہا ہے سب مذاق ہے جھوٹ ہے۔۔وہ التجائیہ منت بھری سنہری آنکھوں میں پانی بھر کر اسے دیکھ رہی تھی۔۔ سمن کا دل ہی بند ہونے کو آ گیا یوں احساس ہوا جیسے سنہری سرخ نارنجی کرنوں والا سورج اپنی آخری سانسیں لیتا اپنے پر سمیٹ کر سمندر کی لہروں میں ڈوبنے لگا ہو۔۔

بتاؤ سمن دریاب خان! میں سچ کہہ رہا ہوں یا جھوٹ؟" اسنے" نرمی سے دریافت کیا۔۔ پر خود پر چبھتی ہوئی ان شہد رنگ آنکھوں سے کون نا سہمتا۔۔جو کہ اسے وارن کرتی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا کہ اگر تمنے ہاں کے علاوہ کچھ کہا تو تمہارے لیے اچھا نہیں ہو گا۔۔

سمن کو معلوم نہیں تھا کہ اچھے خاصے جوان مرد دریاب خان اچانک پھاپھا کٹنی کیوں بن بیٹھا تھا۔۔

جج۔۔جی۔۔" وہ خود پر ضبط کرتی اسکی خونخوار ہوتی آنکھوں سے مجبوراً سر ہلا گئی"

البتہ اس کٹنے کی حرکت پر اسے اندر ہی اندر ضرور کو ساتھا۔۔
کیا خواب دیکھے تھے کہ کوئی آئے گا اسے چاکلیٹ والے بڑے سے پھول دیکر پوری دنیا کے سامنے پرپوز کرے گا، اور وہ سفید برائیڈل پروم ڈریس پہن کر ہاتھوں پر سفید گلووز پہن کر اسکے ہاتھ میں ہاتھ دیکر نکاح کرے گی اور وہیں وہ اسے کس کرے گا۔۔
ہونٹوں پر تو سوچنے کی اسکی جرات نہیں تھی ناہی وہ اتنا گندہ عمل سوچ سکتی تھی البتہ پیشانی کا بوسہ اسنے ضرور سوچا تھا۔
پر اپنے مقابل بیٹھے اسے پھاپھا کٹنی کو دیکھتے اسکے تمام خواب چھناک سے زیرہ زیرہ ہوگئے تھے۔۔ دل خون کے آنسوں رونے لگا تھا۔۔ لگتا ہے اب اسے بھی اسکے ساتھ مل کر یہی کام کرنا پڑے گا مستقبل میں۔۔۔
اور وہ دونوں "پھاپھا کٹنے" بلوائیں گے۔۔ پھر انکے چھوٹے چھوٹے سے پھاپھا کٹنے ہوں گے جو کہ ساری فیملی محلے میں فساد پھیلا کر کے اپنے ماں باپ کا نام روشن کریں گے۔۔
یہ سب سوچ کر اسکا دل خون کے آنسوں رونے لگا۔۔۔

سمن کے ہاں کرنے پر جہاں عرشیہ کے اندر سے محبت کا بت

چھناکے سے ٹوٹ کر ٹکڑوں میں تقسیم ہوتے اسکے ذرے ذرے دل میں پیوست ہو کر دل کو لہولہاں کر چکے تھے وہیں وہ اندر سے بالکل مر گئی۔۔۔

پر اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے۔۔ میں تمہیں تکلیف "
دینا نہیں چاہتا میری گڑیا پر تمنے سچ جاننے کیلئے مجھے فورس کیا کہ میں یہ کڑوا سچ تمہیں بتا دوں۔۔
یہ مت سمجھنا کہ وہ پتھر ہے۔۔۔ نہیں وہ اچھا انسان ہے اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے۔۔ وہ اب سب سے معافی مانگنے کی کوشش کر رہا ہے۔۔
اسنے مجھ سے بھی معافی مانگی ہے۔۔ پر میں نے یہی کہا ہے کہ اگر میری بہن معاف کر دے گی تو میری طرف سے بھی معافی سمجھ لو۔۔ ان زخموں کا کیا ہے یہ تو ہمیں ملتے رہے ہیں۔۔ بات تمہارے کردار تمہاری ذات تمہاری محبت کی تھی۔۔ میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ میری بہن کمزور لڑکی ثابت ہو اور اپنی عزت اپنی آبرو پر کمپرومائز کرے۔۔
اسنے احساس ہوتے ہی تلافی کرتے دنیا کے سامنے یہ تو کہہ دیا ہے کہ وہ اپنی بیوی سے الفت کرتا ہے۔۔ تاکہ محفل میں جس جس نے سنا

انہیں معلوم ہوا اس سے غلطی ہو گئی تھی۔۔ پر میں چاہتا ہوں تم اسے احساس دلاؤ تاکہ آئندہ وہ تمہارے کردار بھی کبھی انگلی اٹھانے کی جرات نا کرے یہ ایک بھائی کی تم سے التجا ہے۔۔ کیونکہ میں مجبور تھا تمہاری محبت کو دیکھتے میں ہر بار مجبور نہیں ہو سکتا۔۔ ہر بار میں اپنی غیرت کو خاموشی کی موت نہیں مار سکتا۔۔" وہ کہہ کر اٹھ گیا جب تڑپ کر عرشیہ نے اسکے ہاتھ کو تھام لیا۔۔

آپکو کیوں لگا میں اپنے باپ کو یہاں تک پہنچانے والے کو معاف کر دوں گی؟ کیوں لگا آپکو کے میری عزت نام کو بھری محفل میں روندنے والے کو میں معاف کر دوں گا۔۔ میں اپنی آبرو سے کمپرومائز کروں گی دری؟" وہ اپنے آنسوں اپنی چیخوں اپنی آہوں کا گلا گھونٹتے ہوئے بے آواز روتی ہوئی بولی۔۔

دریاب نے پلٹ کر اسے دیکھا جن کی نظروں کے پڑتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی انکے سینے سے لگ گئی۔۔

ہم سب ایسے کیوں ہیں دری؟ ہمیں خوشیاں نصیب کیوں نہیں ہوتیں؟ ہماری فیملی ایسے برباد کیوں ہے؟ باقی سب تو اتنے خوش خوش ہیں پر سکون ہیں ہمارے پاس سکون خوشیاں کیوں نہیں؟" وہ اسکے سینے سے لگی روتی ہوئی سوال کر رہی تھی دریاب نم آنکھوں سے اپنے لب اسکے سر پر رکھے

خاموش کھڑا تھا۔۔

بتاؤنا!" وہ اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں پکڑ کر جھنجھوڑنے کی کوشش"
کرنے لگی۔۔

کیونکہ ہم اللہ کو پیارے ہیں عشی! پھپھو کہتی ہیں جو لوگ اللہ کو پیارے"
ہوتے ہیں ان سے اللہ ایسی ہی آزمائش لیتا ہے۔۔ پر یاد رکھنا ہمیں اللہ سے
مایوس نہیں ہونا بلکہ انکی رحمت انکی عنایتوں کیلئے صبر حوصلے سے کام
لینا ہے۔۔ وہ ضرور ہم پر بھی مہربان ہوں گے اور دیکھنا ایک دن وہ بھی آئے
گا جب ہم آباد ہوں گے۔۔" اسنے چپ کرواتے اسے حوصلہ دیا۔۔
وہ سر اثبات میں ہلاتی آمین کہہ کر رہ گئی۔۔۔

بھائی مجھے ڈیڈ کے پاس لے چلیں مجھے ان سے معافی مانگنی ہے انہیں جگانا"
ہے۔۔" اسنے آنکھیں رگڑتے ہوئے کہا دریاب نے اسکے چہرے
سے بالوں کی لٹیں سمیٹ کر کانوں میں لگاتے اسکے حلیے کو دیکھا۔۔

چلتے ہیں پر ایسا کرو چینج کر آؤ وہاں بہت سے لوگ موجود ہوتے ہیں۔۔" وہ"
اس سے بولا عرشیہ اپنا سراپا دیکھتی سر ہلا گئی۔۔

جاؤ عشی کیلئے ایک ڈریس نکالو۔۔" اسنے سمن سے کہا وہ بوکھلا کر"
جلدی سے سر ہلاتی ہوئی وارڈروب کی طرف بڑھی۔۔
تم رہنے دو من میں کرلوں گی۔۔" عرشیہ نے اس سے کہا کیونکہ وہ بھی"
تو دلہن تھی نئ نویلی۔۔

نہی۔۔۔"
وہ کرلے گی کب سے بت بنی کھڑی ہے ہاتھ پاؤں ہلائے گی وزن بھی ہم"
ہوگا۔۔" وہ اسکی بات شروع ہونے سے پہلے کاٹتا ہوا مسکراتے ہنس
کر بولا پر اسے لہجے میں کاٹ محسوس ہوئی اس پر سمن نے چونک کر
انکی طرف دیکھا تھا۔۔ اور انہیں بہن سے مسکراتے دیکھ کر وہ خود کو دیکھتی
ہوئی لب بھینچ کر عرشیہ کیلئے ایک پستی کلر کا ڈریس نکال کر باتھ روم
میں ہینگ کر آئی۔۔

تم یہاں بیٹھو میں چینج کر کے آتی ہوں پھر بھائی کے ساتھ چلتے"
ہیں۔۔" وہ سمن سے بولتی باتھ روم میں بند ہو گئی اور سمن خاموشی سے
وہیں کھڑی رہی معاً اسنے اسے پکارا۔۔

یہاں آؤ!" اسکی آواز پر سمن نے چونک کر انکی طرف دیکھا" جہاں وہ اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ دے رہے تھے۔ وہ جھجھکتی ہوئی چلتی انکے پاس دو قدموں کے فاصلے پہ کھڑی ہو گئی۔۔

یہاں کچھ عقل ہے؟" اسکے دماغ پر انگلی رکھتے اسنے پوچھا وہ حیرت" سے انہیں دیکھنے لگی۔۔
(کیوں اسکے پاس نہیں تھی کیا؟)
جی ہے۔۔" اسنے فرمانبرداری سے جواب دیا۔۔"

تو اسکا استعمال کر کے یہاں سے گئی کیوں نہیں ہوئی جب میں عرشی" سے بات کر رہا تھا؟" اسنے نیچی آواز رکھتے اسے جھڑکتے ہوئے پوچھا۔
آپ نے کب کہا تھا جانا ہے؟ اور میں کیوں جاؤں میں بھی" اب اسی فیملی کا حصہ ہوں۔۔ اور آپ نے عرشی سے اتنا جھوٹ کیوں کہا؟ ایک تو رشتے پہلے خراب ہوئے پڑے ہیں اوپر سے آپ "اسے مزید تکلیف دے کر کیوں توڑ رہے ہیں کیا ایسے ہوتے ہیں بھائی؟
آپ اتنے برے پھاپھا کٹنے ہوں گے میں نے سوچا بھی نہیں" تھا۔۔" وہ ایکدم غصے سے بغیر لحاظ کیے بولی اپنے کرش صمصام زیدی

کیلئے عرشیہ کے دل میں اتنی نفرت بھرتے دیکھ کر کہاں خود پر ضبط کر پائی۔۔

تمہاری تو۔۔۔" دریاب اچانک اسکے چونچ جیسے منہ کے جھپر جھپر " چلنے پر سٹپٹا کر اسکے منہ پر ہاتھ جما کر آواز بند کر گیا۔۔
اگلے لمحے اسکی پھیلی آنکھوں میں دیکھتا ہوا اسے کھینچ کر اسٹڈی روم میں لیکر آگیا اور ساتھ ہی اندر سے دروازہ بند کرتے لائیٹ جلا دی۔۔۔

کیا کہہ رہی تھی اب بولو پھاپھا کٹنا ہوں میں؟" وہ غصے سے " سخت لہجے میں کہتا اسکے نرم شانوں کو مٹھیوں میں جکڑ گیا۔۔۔
سمن تو اسکے اچانک یہاں کھینچ کر لانے ڈور بند کرنے اور اس طرح کے رویے فاصلہ کم کرنے پر ہراساں ہوتی آنکھیں مزید پھیلا کر حیرت بے یقینی سے دریاب کو دیکھنے لگی۔۔

بولو نا کیا بکواس کر رہی تھی بھائی میرے جیسے نہیں ہوتے۔" اسنے " طیش میں شانوں سے پکڑ کر اسے جھنجھوڑ دیا کہ وہ خوفزدہ ہو گئی۔۔
ہاں تو کیا آپ کے جیسے ہوتے ہیں جان بھوج کر اپنی بہن کا گھر برباد کرنے "

کی کوشش کرتے ہیں؟" وہ اسکی پکڑ کے درد کو برداشت کرتی غصے سے گویا ہوئی۔۔

شٹ اپ!!!" وہ اچانک اس پر دھاڑا تھا کہ سمن کی وحشت " سے چیخ نکلتی پر اس سے پہلے ہی دریاب نے اسکا منہ مٹھی میں دبوچ لیا۔
بکواس کر رہی ہو میرے سامنے کھڑی ہو کر مجھ پر؟ سمجھتی کیا ہو خود " کو؟" وہ نیچی آواز میں غرایا اس پر۔۔
سمن کی حالت مرنے جیسی ہو گئی تھی اسکی آنکھوں سے آنسوں گر پڑے۔۔
تو آپ نے اتنا بڑھا چڑھا کر کیوں عرشیہ کو سنایا اسی وجہ " سے نا کہ آپ نہیں چاہتے رشتوں میں بہتری آئے۔بہت برے ہیں آپ۔۔۔" وہ بھرائی سہمی آواز میں کہتی رو پڑی۔۔

ہاں ہوں میں برا تمہاری سوچ سے بھی زیادہ برا ہوں میں سمجھی۔۔" دوسری بات کہ اپنے دماغ میں یہ بات بٹھالو کہ تم ہماری فیملی کا حصہ نہیں ہو۔۔ناہی میں تمہیں کچھ سمجھتا ہوں۔۔

کس حوالے سے تم خود کو ہماری فیملی کا حصہ سمجھ رہی ہو۔۔جب میں تمہیں کوئی حیثیت ہی نہیں دے رہا۔ آئندہ اس بات کو دماغ میں اچھی طرح سے بٹھا دینا کہ مجھے بار بار تمہیں یہ سمجھانا نا پڑے۔۔ جلد ہی آزاد کر دوں گا اس زبردستی کے رشتے سے کیونکہ نا میں کبھی تمہیں سوچا تھا نا ہی تمنے مجھے خواب میں بھی سوچا ہو گا۔۔

نا ہی تمہیں یہ جرات دیتا ہوں کہ تم مجھے خواب میں بھی یا اس رشتے کی مجبوری میں بھی سوچو۔۔ جس دن تمنے مجھے سوچا اس دن زندگی اجرن کر دوں گا۔۔۔

میرے دل میں صرف ایک وہ تھی اور وہی رہے گی۔۔

دوسری بات کہ تم ہوتی کون ہو مجھے جج کرنے والی کہ میں کیا بھائی ہوں؟ جانتی ہو کیوں میں نے اپنی بہن کے دماغ میں یہ سب بھرا ہے؟ اسلئے تا کہ وہ اسے رشتوں کا احساس دلانے کیلئے خود پر جبر کرتی رہے۔۔ تم جانتی ہو گی محبت کو آفٹر آل۔۔۔

خیر محبت جتنا تڑپاتی ہے وہ مجھ سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔۔راتوں کو نا سونے دیتی نا ہی دن کو چین۔۔۔

میں جانتا تھا وہ کسی لمحے کمزور پڑ جائے گی کیونکہ وہ اس سے محبت کرتی ہے۔۔اور عورت موم کا پتلا ہے ذرا سی محبت کی آنچ پر پگھل

جاتا ہے۔۔ میں نہیں چاہتا میری بہن کمزور پڑے اسکے سامنے۔۔

مجھے اچھے سے اندازہ ہے میں غلط کر رہا ہوں اور کروں گا بھی۔۔ کیونکہ مجھے اپنی بہن کی زندگی میں اسکا تاعمر کا ساتھ چاہیے ٹیمپریری نہیں۔۔۔

وہ ہماری بہن ہے کوئی کھیلونا نہیں، جس کے دل کے ساتھ کھیل کر وہ ہمیں پھینک کر دے جائے۔ اسے یہ تسلیم کرنا ہوگا صرف اسکی عزت نہیں سب کی عزت ہوتی ہے۔۔ بلکہ اپنی بیوی پر یقین مان رکھنا ہوگا۔۔

دیکھا تھا اپنے دوستوں کے سامنے میرے باپ کا سر جھکا؟ ایک لڑکے، انکے ہاتھوں کے پلے ہوئے بیٹے جیسے داماد نے بغیر تمیز لحاظ کے انکی عزت دو کوڑی کی کر دی۔۔ کیوں؟

آتا تحمل سے سنتا ہم سے پوچھتا جانتا کہ کیا ہوا۔۔ پھر اگر ہم اسے کوئی جواب دے دیتے ہم سر جھکا دیتے تو ہم پر انگلی اٹھاتا۔۔۔

میری ماں نے اپنی بیٹی کے دل میں ہمیشہ اپنے مردوں کیلئے مان پختہ رکھا کہ کہیں وہ دل میں نفرت ناپیدا کر لے بھائی کے بارے میں سنتے۔۔

وہ ہم سے زیادہ چڑ کھاتا تھا ہم سے نفرت کرتا تھا پھر بھی میری بہن اسے پسند کرتی تھی اسکے کردار پر خود سے زیادہ یقین رکھتی تھی۔۔ یہ لوٹا کر

دیا۔۔

اسے یہ عقل نہیں تھی کہ اگر اس لڑکی کو بھاگنا ہوتا تو نکاح کے وقت ہی بھاگ جاتی۔۔ نکاح کر کے اسکے رشتے میں آکر بھاگ کر کیا اپنے باپ کو موت دیتی؟

اگر تمہیں یاد نیا کو لگتا ہے ہم اپنی بہن کو برباد کر رہے ہیں تو دماغ میں بٹھا دو انسان کی کوئی اوقات نہیں کسی کو برباد آباد کرنے کی یہ سارا کھیل اوپر بیٹھے رحمٰن رحیم کا ہے سمجھی تم ہم کوئی نہیں ہوتے یہ کھیل کھیلنے والے۔۔

اور تم ہمارے نہیں اپنے بارے میں سوچو۔۔ اپنی قسمت پر ماتم کرو۔۔" اسنے کہتے جھٹکے سے اسکے چہرے کو چھوڑا۔۔

سمن نے درد پر سسکاری بھر کر بھیگی نگاہوں سے انہیں دیکھا۔۔

اسکی آنکھیں برس رہی تھیں۔ وہ بے یقینی سے انہیں دیکھ رہی تھی۔۔

آئندہ میرے سامنے زبان چلانے کی کوشش کی تو زبان ہی نکال کر ہاتھ میں دے دوں گا۔

اور یہ بھی سوچ رہی ہو گی کہ کیسا شخص ہوں دوغلا اپنی بہن کیلئے الگ رولز اور تمہارے لیے الگ۔۔

تو یہ بات ہم یہیں کلیئر کر دیتے ہیں کیونکہ میرے پاس فضول کا

وقت نہیں ہوتا جو تم پر ویسٹ کرتا رہوں۔۔ یہ اپنے ٹسوے بہانے بند کرو کیونکہ میں وہ مرد نہیں جو انکے جال میں پھنس سکوں اور نا ہی تمہیں کوئی شوق ہوگا مجھے پھنسانے کا سو ایک دوسرے کی بربادی، زبردستی کا ریلیشن بنانے سے بہتر ہے ہم اچھے سے سوچ وچار کر کے بڑوں کے فیصلے سے اختلاف برتیں اور انہیں انکی غلطی کا احساس دلا کر جس خاموشی سے یہ رشتہ جڑا ہے اسی خاموشی سے ختم کر دیں۔۔
نا تم مجھ سے کوئی توقع رکھو گی نا ہی میں تم سے۔ میں تمہیں پورے رائیٹس دیتا ہوں جب دل چاہے آکر مجھ سے طلاق لے لینا کیونکہ مجھے وہ عورتیں سخت ناپسند ہوتی ہیں جو مجبوری کی ماری ہوتی ہیں۔۔
ہم دونوں ثابت قدم رہیں گے اور بغیر ایک دوسرے کو تکلیف دیئے اس رشتے کو ختم کر دیں گے۔۔ تم اپنی پڑھائی پر توجہ دو اور اپنے ویسے ہی خواب سجاؤ جہاں سے پابند لگا دیئے تھے۔ میں جلدی تمہیں آزاد کر دوں گا۔۔" وہ ایک کے بعد دوسرا اسکے سر پر دھماکہ کرتا اسے وہیں ساکت پتھر کی مورتی بنائے پھولے گال کو تھپک کر وہاں سے نکل گیا۔۔

وہ روم میں آکر آج ساری باتیں اس سے کلیئر کیے خود کو ہلکا پھلکا محسوس کر رہا تھا۔ اس رشتے کو لیکر جو اس پر بوجھ تھا وہ جیسے سر سے جھٹک

گیا تھا۔
اس موٹو کو تو کبھی اسنے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا، کہ اسے ایسی کوئی تکلیف دے گا یا اسے اپنے نکاح کے رشتے میں لے گا۔

اسکی آنکھوں میں آنسوں دیکھ کر اسے دکھ بھی ہوا تھا، پر جب نظروں کے سامنے زیاف کا چہرہ گھومتا تو دماغ گھوم جاتا پورا۔۔

چلیں بھائی؟" وہ چادر اور پر دھلے ہوئے چہرے کے ساتھ ڈریسنگ " روم سے باہر آئی۔۔
ہاں چلو۔۔" اسے حصار میں لیتے وہ مسکراتے ہوئے بولا۔۔"
پر من کہاں ہے؟" عرشیہ نے پریشانی سے متلاشی نظروں سے " سمن کو ڈھونڈتے ہوئے پوچھا۔
آں! وہ ابھی زریش آنٹی کے ساتھ باہر نکل گئی کہہ رہی تھی وہ ساحل کے " ساتھ صبح آجائے گی، ابھی بیٹر فیل نہیں کر رہی تھی۔۔" وہ اس سے کہتا ساتھ ہی باہر لیکر روم سے نکل گیا۔۔
عرشیہ نے سن کر الجھتے سر ہلا دیا۔۔ ابھی تو کہا تھا ساتھ چلنا ہے " اور ابھی ہی انکار کر کے چلی گئی۔" عجیب لڑکی تھی

....★☆☆☆☆☆★....

اپنی ماں کے پاس سے ہو کر وہ انکی سنبھلی حالت پر رب کے شکر ادا کرتی ان سے دعائیں لیکر بھائی کے ساتھ گھر سے باہر آئی تھی۔۔

تم یہیں رکو میں گاڑی لاتا ہوں۔۔" وہ اسکا گال چھو کر بولا۔۔ عرشیہ نے " سر ہلا دیا۔۔

دریاب گاڑی گیراج سے نکالنے چلا گیا۔ جو کہ ڈرائیور نے شاید غلطی سے گیراج میں پارک کر دی تھی۔۔ اسنے تو پورٹیکو میں کھڑی کی ہوئی تھی۔۔

چابی لیے وہ سوچتا گیراج کی سمیت بھاری قدم بھرتا ہوا چلا گیا، اور باہر وہ انتظار میں کھڑی بار بار ٹوٹ کر گرتے ہوئے آنسوں کو چھپ کر صاف کرتی سیاہ تاروں سے چمکتے ہوئے آسمان کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

سیاہ چادر شانوں پر ڈالے، کھلے سنہری بال، بھیگی دراز مڑی ہوئی پلکوں والی سنہری سرخ آنکھیں لیے پستی کلر کے شلوار قمیض میں

ملبوس پاؤں میں سمپل سی بلیک چپل پہنیں ہوئے کھوئی کھوئی سی کھڑی تھی۔۔

کس کس کا وہ غم مناتی؟ باپ کا، بھائی کا یا شوہر کی بے وفائی کا؟ ہر کسی کی یاد آنے پر آنکھوں کو تو جیسے بہانہ مل جاتا ٹوٹ کر برسنے کا۔۔ وہ نم آنکھوں سے آسمان کو دیکھتی کسی شاعر کی اداس گھائل کرتی غزل لگ رہی تھی۔۔ جسکے حرف حرف پر آنسوں ٹوٹ کر گرے وہ غزل تھی عرشیہ خان۔۔

اسکی ساری توجہ سماعتیں آسمان پر تھیں کہ کوئی آسمان سے آکر گواہی دے جائے اسکے بھائی نے جو کہا وہ محض ایک مذاق ایک شرارت تھی اسکے ساتھ۔۔

اسے نہیں معلوم تھا دادی کا کہا یوں سچ ہو گا، وہ ہمیشہ زیادہ ہنسنے پر انہیں ٹوکتی رہتی تھیں کہ جو انسان زیادہ ہنستا ہے اسے پھر اس سے زیادہ رونا پڑتا ہے۔۔۔ انہوں نے مذاق میں انکی بات اڑائی تھی۔۔ پر آج بوند بوند بن کر آسمان سے نہیں آنکھوں سے برستی بارش انہیں وہ ساری باتیں سچ ہونے کے ثبوت دے گئیں کہ بڑے کبھی جھوٹ نہیں کہتے۔۔

معاً اچانک سامنے آکر رکتے ہوئے وجود نے اسے یوں کھویا کھویا گم دیکھ کر

اسکے چہرے پر پھونک ماری۔۔

فضائیں اسکی پھونک پر جیسے ساری سمٹ کر اسکے چہرے پر پڑی تھیں کہ عرشیہ خان ناک کی نتھنوں سے ٹکراتی ہوئی اسکی خوشبو پر ایک پل کیلئے سانسوں کی ڈور تھام کر پلکیں عارضوں پر گرا کر گہرا سانس لیتی جی اٹھیں اس خوشبو پر۔۔۔

اس منظر کو دیکھتے صمصام زیدی کے دل سے شدت سے دعا نکلی کہ یارب اسکے لئے بھی یہ پل تھمادے، اس پر بھی رحمت کر اسکے لئے بھی وقت کو روک لے۔۔

ان جھکی نگاہوں پر ہی وقت رکوادے تاکہ وہ جب نظریں اٹھائے تو ان میں سمائی اس نفرت کو وہ دیکھ نا سکے۔ بلکہ اس رکے ہوئے وقت پر وہ اسکے زخم زخم پر اپنے ہونٹوں کا مرہم رکھ کر اسکے سارے آنسوں خود میں چن لے۔۔

اسے کیا معلوم تھا دلاور زندہ ہے، اسے کیا معلوم تھا عرشیہ زیدی اسکے پاس ہے وہ رشتوں کیلئے تڑپ رہا ہے، اسے تو یہ بھی احساس نہیں ہونے دیا اس پاگل سر پھری لڑکی نے کہ وہ اس سے محبت کرتی ہے۔۔

اسے تو یہی لگا تھا وہ اسے ناپسند کرتی ہے۔ اس سے بدلہ لینے کیلئے اپنی بے عزتی کا بدلہ لینے کیلئے پوری دنیا میں اسے بے عزت کر دینا چاہتی ہے۔۔

کچھ یہ بھی تھا تو کچھ وہ خود بگڑا سا لڑکا تھا، غصے میں وہ اپنے آپ سے بھی مخلص نہیں ہوتا تھا۔ حقیقت تو یہ تھی کہ وہ خود پہ ہی کنٹرول نہیں رکھ پاتا تھا۔۔۔

اور کچھ وہ اپنی طبیعت سے لاچار تھا کہ جھک کبھی پاتا ہی نہیں تھا حتیٰ کہ اپنے باپ کے سامنے بھی نہیں۔۔

اسنے رب کے بندوں کا دل دکھایا تھا رب کہاں اس پر مہربان ہو سکتا تھا جب تک اس رب کے بندے اسے معاف نا کر دیں۔۔ اور سب سے بڑی مشکل کہ وہ معافی مانگے ہی نہیں پا رہا تھا۔۔ پر اسکے دیدار کیلئے خود سر بن کر آ ہی گیا تھا۔۔

اسنے جیسے پلکوں کو حرکت دی صمصام زیدی کا دل یوں دھڑکا جیسے پرنسپل سر پر موجود ہو۔۔ عرشیہ زیدی نے جیسے عارضوں سے اٹھائیں ساتھ اسکا پور پور گھائل کر گئی۔۔

اسکا دل جیسے کھینچ سا گیا اسکی بھیگی پلکوں کے زیر و زبر ہونے پر۔۔۔

اسکی سنہری آنکھوں کے سرخ سوجھے پپوٹے آنکھوں میں تیرتی ہوئی لالی، سرخ ڈورے صمصام زیدی کو سن مبہوت کر گئے اسکے مقابل۔۔۔

اسکا پورا وجود ہی جیسے سن ہو گیا تھا، کہیں دل کا دھڑکنا محسوس نہیں ہو رہا تھا، اسے اپنے سینے میں نہیں، البتہ اسکی آنکھوں میں اپنا دل الجھا ہوا محسوس ہوا۔۔

ہوا کے دوش پر اڑتی لٹیں، سنہری بالوں کے ہالے میں اسکا گلابی رویا رویا سا بھیگا چہرہ۔۔ اسکی سانسوں میں آتش برپا کر گیا۔۔

اسکے شدت سے دعا گو ہوتے، گلابی پھول سے ہونٹوں کی لرزش اسکے آنکھوں میں سحر کا پیدا کر گئی اسکی چھوٹی سی سرخ ناک۔۔۔

وہ اپنے سامنے کھڑی اس چھوٹی سی لڑکی کے آگے جوان مرد ناقابل تسخیر صمصام زیدی اپنا سب کچھ جیسے ہار بیٹھا۔۔

پہلے تو اسنے صرف دل ہارا تھا اس لڑکی کے ایٹیٹیوڈ کے آگے پر آج صمصام زیدی خود کو بھی ہار بیٹھا۔۔

وہ خالی خالی سا ہو گیا تھا، اسکے وجود سے جان نکل گئی ہو۔۔

پر یہاں روح پرواز نہیں ہوئی تھی بلکہ دل پرواز ہو کر اسکی آنکھوں میں اتر چکا تھا۔۔ اور اسنے جیسے ہی پلکیں جھپکی وہ آہستہ سے آنکھوں کے رستے سینے میں اتر کر صمصام زیدی کو خالی کر گیا۔۔

وہ سارا معجزہ اپنی آنکھوں کے سامنے ہوتے دیکھتا رہا تھا۔۔
"یہ قیامت آج ہی ٹوٹنی تھی اس پر۔۔۔ پہلے ٹوٹ جاتی تو کیا ہوتا۔۔"
"کیسی ہو؟" اسے حرکت کرتے دیکھ کر وہ ہوش میں آتا ایکدم اسکے مقابل آکر اس سے بولا۔۔
اسکے راستہ روکنے پر عرشیہ نے ایک خونخوار کاٹ دار نظر اسکے چہرے پر ڈالی۔۔ جس میں نفرت ناگواریت ناپسندگی کیا کچھ نہیں تھا۔۔ اسکی نگاہوں کے تیر صمام کو اپنے خالی سینے میں اترتے محسوس ہوئے۔

اسکا دل چاہا ایک لمحے میں وہ اسے یہیں سے لیکر اڑ جائے، اور کہیں دور پہاڑوں کی بلندی پر چاند کے قریب بیٹھ کر ایک دوسرے کی آنکھوں میں روح بن کر اتر جائیں۔۔
کاش کہ ایسا ہو جائے یہ فاصلے سمٹ جائیں اور وقت بدل جائے وہ اسکے قریب اس میں سانسیں بھرے اور صمصام زیدی اس میں۔۔۔
ایک سیکنڈ میں دل کے ساتھ حادثہ پیش آیا تھا اور ہزاروں آرزو

خواہشات جنم لے بیٹھی تھیں۔۔وہ خود'خود پر ہی ہنس پڑا۔۔
عرشیہ نے اسکی بات جیسے سنی ان سنی کر دی بلکہ وہ یوں بیہیو کرنے لگی جیسے اسکے سامنے کوئی موجود ہی نا ہو۔۔

میں تم سے پوچھ رہا ہوں کیسی ہو؟" اسکے نظر انداز کرنے پر صام کو اپنی" انسلٹ لگی وہ خود پر ضبط کیے پھر سے بولا۔۔

بھائی کتنی دیر لگے گی؟" وہ اسے پھر سے نظر انداز کرتی اپنی کلائی میں" بندھی گھڑی میں وقت دیکھنے لگی۔
صام کا جبڑا تن گیا، اسنے بمشکل پھر سے خود پر ضبط کیا۔۔

میں کچھ پوچھ رہا ہوں عرشیہ صم۔۔۔۔"

خبردار!!!!خبردار اگر میرے نام کے ساتھ اپنا ناگوار نام" جوڑا۔۔ نہیں ہوں میں عرشیہ صمصام زیدی۔۔۔ مر گئی آپکے نام کے ساتھ جڑنے والی عرشیہ۔۔
لاش چاہیے تھی نا میری جاؤ دفنا دی ہے میں آپکی عرشیہ کو

ڈھونڈو اسے وہیں قبرستان میں۔۔۔

پر میرے نام کو اب اپنی زبان پر مت لانا۔۔

کچھ نہیں لگتی میں آپکی۔۔۔ میں صرف عرشیہ خان ہوں سمجھے؟

عرشیہ دانیال خان۔۔۔جو کل تک ادھوری تھی آج مکمل ہو چکی ہے۔۔۔

جو تعلق تھا ہمارے بیچ چھپی محبت کا اسکی قبر بنانے والے آپ خود تھے۔ آپکی انا آپکا غرور آپکا تکبر ہے قصوروار۔۔۔ مر گئی میرے دل سے وہ محبت جس کے دم پر آپکی بدتمیزی جھیلتی تھی۔۔

جو تعلق تھا ہمارے بیچ احساسات کا وہ ٹوٹ چکا ہے۔۔ آپکے معاملے میں' میں احساسات سے عاری ہو چکی ہوں یوں سمجھیں مر چکی ہے عرشیہ صمصام زیدی۔۔۔

جو نام کا کاغذات کا تعلق ہے اسے بھی میں جلد ہی ختم کر لوں گی۔۔ آج سے میرا آپکے ساتھ کوئی رشتہ نہیں۔۔

مجھ سے پہلے مجھے میرے ماں باپ ہیں۔۔جب میرے ماں باپ کے دشمن نکلے کل میرے کیا خیر خواہ ہو گے۔۔" وہ اسکی بات بیچ میں ہی کاٹ کر غصے سے غرا اٹھی۔۔

اچھا ٹھیک ہے! اب وہ لاش ہی مجھے دے دو جان میں خود اس"
میں ڈال دوں گا اپنی قربِ الفت سے۔۔"وہ اسکی سن کر ہضم کرتا ہوا
مسکرا، اچانک ایک اسٹیپ سیڑھی کا فاصلہ مٹا کر اسے
شانوں سے تھام کر دفعتاً پاس کرتا کان کے قریب سرگوشی میں
معنی خیزی سے گویا ہوا۔۔
اور بہت چاہ کے بعد بھی اسکے کسی نقش کو چھو نا سکا۔۔

"ہاؤ ڈیئر یو ٹچ می؟؟؟"
ڈونٹ ٹچ می صمصام زیدی!! اب گھن ہوتی ہے تمہارے لمس سے۔"وہ "
اچانک اسے پیچھے دھکیلتی غصے پھنکارتی دو سرا لفظ سرد لہجے میں
چبا کر سرگوشی میں کہا اور اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے پیچھے دھکیل
کر وہ وہاں سے جانے لگی تھی کہ غصے سے پاگل ہوتے صام نے ایکدم اسکی کلائی
جکڑنی چاہی کہ ایکدم اسکے ہاتھ کو دریاب نے تھام کر عرشیہ کے
آگے آتے صام کے ہاتھ کی پشت کو لبوں سے لگاتے واپس اپنے سابقہ
مقام پر رکھ دیا۔۔
وہ میٹھی میٹھی بے عزتی کر رہا تھا۔۔

سائیں آپ کی ٹکٹ کٹ چکی ہے۔ سمجھ لیں دریاب خان نے" آپکی ٹکٹ کاٹ دی۔۔اب جس طرح تشریف لائے ہیں اسی طرح سے لے جائیں مبادا کوئی جنگ نا چھڑ جائے۔۔"وہ اسکے گال کو تھپتھپا کر بولا۔۔

اور اسکی نیلی سرخ آنکھوں میں جھانکتے آنکھ دبا کر وہاں سے عرشیہ کی کلائی پکڑ کر سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے موجود گاڑی کے پاس آیا اور اسکے لیئے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا۔۔

وہ کھڑی گہرا سانس بھر کر آنسوؤں کا گولا حلق سے تر کرنے لگی۔۔ بیٹھو!"وہ اسکا گال چھو کر دوسری طرف ڈرائیونگ سیٹ پر" آگیا۔۔۔اسکی مشکل آسان کرتے ہوئے۔۔

اسکے منظر سے جاتے ہی عرشیہ نے بھیگی نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا۔۔جو کہ بے تحاشہ سرخ رنگت سے نیلی آنکھوں میں کئی احساسات لیے، سیڑھیوں کی وسط میں اپنی پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ پھنسائے کھڑا اسے ہی گھور رہا تھا۔۔۔

ایک رات کیلیئے اس سے دور ہوئی تھی کتنی یاد ستائی تھی اسے۔۔پر اسنے

"موٹے میں کیا دی "رسوائی"۔۔۔"جگ ہنسائی

اسکی آنکھوں سے اپنی آنکھیں ملائے وہ اپنے گالوں پر برستے ہوئے آنسوں ہاتھ کی پشت سے رگڑتی ہوئی دوسرے لمحے منہ پھیر کر گاڑی میں بیٹھ گئی اور ٹھاکے ساتھ ہی غصے سے دروازہ بند کر دیا۔۔
اور اگلے لمحے تیز رفتاری سے گاڑی خان ہاؤس کا گیٹ پھلانگتی ہوئی اسکی اوشن نیلی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔۔

آہہہ!!!"وہ ایکدم غصے سے دھاڑا ہوا پوری قوت سے اپنے ہاتھ کا مکا پلر پر مار چکا تھا۔۔غصے قہر سے وہ بپھر چکا تھا۔۔دل چاہا رہا تھا ابھی اسکی گاڑی کے پیچھے جائے اور کھینچ کر اسے گاڑی سے نکالتے اپنے پاس گھسیٹ لائے۔۔

پر وہ پھولے تنفس کے ساتھ سامنے سفید روش کو دیکھتا ہوا خود پر ضبط کرتا اسی مقام پر کھڑا تھا جہاں اسکے آنے پر عرشیہ کھڑی تھی۔۔

"جو نام کا کاغذات کا تعلق ہے اسے بھی میں جلد ہی ختم کر لوں گی۔۔"
آہہہ۔۔"اسکے کانوں میں جیسے اسکا جملہ گونجا اسنے دھاڑ کر لات"

پاس سیڑھیوں پر رکھے بڑے سے گملے پر مار کر اسے زمین بوس کر دیا۔۔

تم صرف میری ہو عرشیہ صمصام زیدی! جس دن تم نے خود کو مجھ"
سے جدا کیا اس دن تم سے تمہاری سانسیں صمصام زیدی خود جدا
"کر دے گا۔۔
بھاری بوٹ زمین پر رکھتے ہوئے وہ گویا ہوا ہوتا آگے بڑھ گیا۔
کون کہتا تھا وہ سدھر جائے گا؟ سدھرتے تو وہ ہیں جو عام ہوتے
ہیں جبکہ وہ تو صمصام زیدی تھا۔۔
!اپنے ایٹیٹیوڈ کا اکلوتا وارث

اسکی سن سکتا تھا جھیل سکتا تھا برداشت بھی اب کر سکتا تھا، پر
جس دن اسنے اسکے رشتے سے چھیڑ چھاڑ کی اس دن وہ اسکے ساتھ
اپنی جان سے بھی کھیل جائے گا۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

وہ سٹڈی روم کے ڈور کے پاس کھڑی دریاب کی باتیں سن کر رنجیدہ

ہوتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔

وہ کسی اور سے محبت کرتے ہیں اور ڈیڈ نے ان سے میری شادی کروادی""

اسنے اپنے چھوٹے پھولے سے ہاتھ منہ پر رکھ دیئے اور اپنی آواز دبادی۔۔

روم کے قریب آہٹ کو سنتے ہی اسنے فوراً سے اپنی آنکھوں کو رگڑ ڈالا اور لبوں پر مدھم سی زبردستی مسکراہٹ سجا کر کھڑی ہو گئی۔۔

من تم گئی نہیں دریاب کے ساتھ ؟" توقع کے مطابق اسکی ماں ہی تھیں" اسے دیکھتے ہی حیرت سے بولی۔۔

نومام مجھے بیٹر فیل نہیں ہو رہا اور آپکو پتا ہے ہاسپٹل میں جاتے" ہی طبیعت مزید خراب ہو جاتی ہے تو میں سوچ رہی تھی صبح لالا کے ساتھ چلی جاؤں گی۔۔" وہ آہستہ سے نظریں جھکائے قالین کو دیکھتی ہوئی بولی۔۔

اچھا ٹھیک ہے اچھی بات ہے صبح بھائی کے ساتھ چلی جانا جیسے" تمہیں بہتر لگے۔۔

میں نے ایک فیصلہ لیا ہے میری بچی کیا تمہیں منظور ہو گا؟" وہ اسکا ماتھا چومتی ہوئیں اسے ساتھ لا کر بیڈ پر بٹھایا۔۔

کیا فیصلہ مام؟" سمن نے چونک کر انہیں دیکھا۔ اسکا دل"
دھڑک اٹھا۔
سب کچھ تم پر ڈیپینڈ کرتا ہے اگر تمہیں اچھا نا لگے تو میں یہ بات"
یہیں دبا دوں گی۔۔" انہوں نے تمہید باندھی سمن کو خطرے کی بو آنے
لگی۔۔
تم نہیں جانتی دانی کے مجھے پر کتنے احسان ہیں۔۔ اسنے اپنی چھوٹی سی ایج"
میں کما کر مجھے تقویٰ کو پڑھایا لکھایا ہے۔۔ میرے ڈیڈ کی فیملی نے تو
ہمیں دھتکار دیا تھا گھر سے اسکے بعد دانی ہی دنیا میں ہمارا واحد سہارا
تھا۔ اور وہ واقعی سرپرست ثابت ہوئے بلکہ ہمیں عزت سے اپنے
گھروں میں رخصت بھی کیا۔۔
اسکے نا صرف مجھ پر بلکہ تمہارے ڈیڈ پر بھی احسان ہیں کیونکہ انہوں نے ہم
" دونوں کو ملایا تھا۔

تو کیا مام آپ مجھے احسانوں کے بوجھ تلے قربان کر دیا؟" اسنے سن کر"
اپنی ماں کی باتیں ڈبڈبائی نظروں سے انہیں دیکھتے پوچھا۔

تمہیں ایسا کس نے کہا کہ ہم نے تمہیں قربان کیا ہے؟" زریش"

نے دکھ تاسف سے اسے دیکھتے پوچھا۔۔

مام کسی کے کہنے سے کیا ہوتا ہے ابھی آپ خود کہہ رہی ہیں کہ تایا ابو کے" آپ پر بہت سے احسان ہیں اسی وجہ سے آپ سب نے میری شادی دریاب جی سے کروادی یہ جانتے ہوئے بھی کہ ہی ڈونٹ لائیک می۔۔" وہ روتی ہوئی بولی۔۔

سمن یہ کیا کہہ رہی ہو؟ بیٹا ایسی غلط فہمیاں مت پالو جتنا ارجنٹ" تمہارا نکاح ہوا ہے اس حق میں میں بھی نہیں تھی۔ پر دیکھا جائے تو دریاب بالکل پرفیکٹ ہے تمہارے لیے اچھے اخلاق کردار کا ہے اور سب میں اللہ کی بہتری ہوتی ہے۔۔" وہ اسے پیار کرتی بولی۔۔

انف مام! پہلے میں بھی یہی سوچتی رہی کہ جو ہوا ہے اللہ کی بہتری میں" ہوا ہے۔۔ پر جو ہونے والا ہے کیا وہ بھی اللہ کی بہتری میں ہوگا؟" وہ تاسف سے بولی۔۔

ایسا کیا ہونے والا ہے؟" زریش شاہ نے ٹھٹھک کر بیٹی کے روتے ہوئے" چہرے کو دیکھا۔۔

سمن نے انہیں دیکھا اور چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر رونے لگی۔۔

من ایسا کیا ہوا ہے میری بچی؟ کیوں رو رہی ہو بتاؤ مجھے کچھ کہا ہے کیا"

دری نے ؟" زریش نے دھڑکتے دل سے بیٹی کو سینے سے لگاتے خوفزدہ ہوتے پوچھا۔۔

وہ کہہ کر گئے ہیں ابھی کہ وہ مجھے پسند نہیں کرتے انہوں نے کچھ دیر پہلے مجھ" پر طنز بھی کیا کہ میں موٹی ہوں۔۔ انہوں نے کہا کہ وہ کسی اور کو پسند کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔۔ جب انکے حالات ٹھیک ہوں گے تو وہ مجھے آزاد کر دیں گے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ نا میں انکے بارے میں سوچوں نا ہی وہ میرے بارے میں سوچیں گے بلکہ جب میں نے انہیں کہا میں انکی فیملی کا حصہ ہوں اب تو انہوں نے مجھ سے غصے میں کہا کہ میں نہیں انکی فیملی کا حصہ۔۔" وہ انہیں شکوہ بھری نظروں سے دیکھتی سب کچھ انکے گوش گزارا جس پر زریش لب سیل کر خاموش ہو کر بیٹھ گئیں۔۔

میں تم سے وعدہ کرتی ہوں ایسا نہیں ہو گا تمہارے ساتھ وہ ایسے ہی" تمہیں خوفزدہ کر رہا ہے۔۔ بات ساری یہی ہے کہ اچانک سے رشتہ طے پایا ہے تو شاید وہ اس رشتے کو قبول نہیں پا رہا جب آہستہ آہستہ عادت پڑ جائے گی تو قبول لے گا۔۔" اسکا چہرہ صاف

کرتیں زریش خود کو حوصلہ دیکر اب اسے سمجھا رہی تھی۔۔
سمن نے تلخی سے مسکرا کر انکے ہاتھ ہٹا دیئے۔۔

مام کیوں وعدہ کر رہی ہیں آپ ؟کیا آپ چاہتی ہیں وہ ہمیشہ کسی اور کو"
پسند کرتا رہے اور میں ان چاہی بن کر اسکی ضرورتیں پوری کرتی رہوں؟مام
میں اندھی نہیں ہوں میں جانتی ہوں آپ بہت پریشان تھیں
مجھے ہر طرف سے ریجکٹ ہوتے دیکھ کر پر مام اسکا مطلب یہ نہیں کہ
آپ مجھے کوئی کھولنا سمجھ کر انکے پاس پھینک دیں۔۔
میں اسکی عادت ضرورت نہیں بننا چاہتی مام!میں انکی بیوی
ہوں انکی ہمسفر محبت کی خواہش کروں گی نا کہ ضرورت وقت پیش آنے
والی کوئی بے جان چیز۔۔۔یا کوئی ایسا نشہ جس کی لت لگ جائے،
جس سے نفرت جتائے پر مجبوراً اسے اپنانا پڑے۔۔
میں ایسا کچھ نہیں چاہتی میری اپنی ذات ہے اپنی حیثیت ہے۔
میں اپنے ڈیڈ بھائی کی لاڈلی ہوں کیا میں اسکے پاس اسکی
نفرت پر سیکنڈ چوائس بن کر رہوں مام؟ آپ نے اپنی عزت پر
کمپرومائز نہیں کیا تو آپ نے مجھے کیوں یہاں پھینک دیا اپنے احسانوں
تلے؟

میں نہیں چاہتی مام کہ میں ساری زندگی روتی سسکتی ہوئی رہوں یا میرے بھائی باپ کو معلوم پڑے تو کوئی جنگ ہو آگے چل کر۔۔ ٹھیک کہتا ہے وہ جس خاموش سے رشتہ جڑا ہے اسی خاموشی سے ختم کر دینا چاہیے۔۔۔

مجھے نہیں خواہش شادی کی۔۔۔" وہ حتمی انداز میں کہتی اپنے آنسوں رگڑ کر روم سے نکل کر بھاگ گئی۔۔ اور وہاں ایک منٹ بھی رکی نہیں اپنی گاڑی نکال کر وہاں سے ہی سیدھا چلی گئی۔۔۔

اسکے جاتے ہی باہر کھڑیں تقویٰ گہرا سانس بھر کر جب اندر آئیں تو زریش کو آنسوں صاف کرتے ہوئے پایا۔۔

اسے کیا معلوم ہے بھائی اور تمہارے پہلے رشتے کا؟" وہ انکے پاس" بیٹھتی ہوئی بولیں۔۔ زریش نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔

پہلے نہیں معلوم تھا پر جانتی ہوں امی جان (ساس) کے بعد" سب کو مجھ پر بولنے کیلئے موقعہ مل گیا تھا۔۔ کافی شاہ کے خاندان میں میری کردار کشی ہوئی تھی یہ تو شاہ تھے جنہوں نے بہت مشکل

سے انہیں چپ کروایا ورنہ حویلی والوں نے ہمارا رشتہ توڑنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی حتیٰ کہ میرے بچوں کو مجھ سے بدگمان کرنے کیلئے جانے کون سی کہانیاں سنانے لگے مجبوراً مجھے انہیں اصل بات بتانی پڑھی۔۔"

تم نے سنا وہ کیا کہہ گئی ہے؟ دریاب کو کیا ضرورت تھی یہ سب اس سے کہنے کی؟" وہ رونے لگیں۔۔"

میں نے قربان نہیں کیا اسے تقویٰ تم جانتی ہو سب اس پر باتیں بنا رہے تھے سب کہہ رہے تھے کوئی نہیں لے رہا فلاں فلاں۔۔ جب انہوں نے مجھ سے دریاب کے بارے میں ذکر کیا تو میں ساحل اس حق میں ہی نہیں تھے پر انہوں نے دانی کی عزت اور بیٹی کیلئے اچھے ہمسفر کو دیکھ کر پھر ہاں کی۔۔ اور مجھے بھی کرنی پڑی۔۔ پر وہ مجھ سے بدگمان ہو رہی ہے۔۔"

تم دل چھوٹا مت کرو میں جانتی ہوں تم نے برا نہیں سوچا ہوگا بھلا ماں باپ اپنی اولاد کیلئے برا سوچ سکتے ہیں؟" انکا ہاتھ تھام کر تھپتھپاتے ہوئے بولیں۔۔"

پر اسے لگ رہا ہے۔۔۔ ایسا۔۔ دریاب نے اس سے کہا ہے وہ اسے

پسند نہیں کرتا بلکہ وہ کسی اور کو پسند کرتا ہے۔۔ اس سے ہرٹ ہوئی ہے۔۔
ایک تو ہم نے بغیر اسکی رائے پوچھے اس پر جبر کی کہیں نا کہیں ہم
اسکے قصوروار ہیں اوپر سے دریاب نے اسے مزید توڑ دیا۔۔" وہ تڑپ
گئیں بیٹی کے دکھ پہ۔۔۔

اوں ہوں! زری اللہ نا کرے کیوں اسے توڑے گا دریاب! دیکھو اسنے فیئر "
ہو کر کام لیا ہے مجبوراً رشتہ نہیں جوڑا سمن سے۔۔ جو رشتے مجبوراً
جڑتے ہیں ان سے اندر میں کمی سی رہ جاتی ہے۔۔
پر یہاں دریاب نے مجبوری سے کام نہیں لیا بلکہ ہماری سمن کو سب
کچھ سچ سچ بتا دیا۔۔۔ اور دوسری بات اگر تم سچ رہی ہو کہ وہ توقیع کو۔۔۔
تو ایسا بالکل نہیں ہے وہ توقیع کو پسند نہیں کرتا۔۔ بلکہ وہ نویرہ کو پسند کرتا
"تھا"۔۔۔" تقویٰ کی بات پر انہوں نے چونک کر اسے دیکھا اور انکی آنکھوں
کے سوال کو پڑھ کر وہ سر ہلا گئیں۔۔

ہاں وہی نویرہ! پتا ہے وہ اسکی محبت نہیں تھی صرف پسندگی تھی۔۔"
میں بھی ماں ہوں میں نے اپنے بچوں کی طرح ان تینوں کو پالا ہے
پڑھایا، کھلایا ہے۔۔

وہ نویرہ کو پسند کرتا تھا پر وہ لاحاصل بن کر زخم اسکے وجود میں چبھ گئی ہے۔۔ایک گہرا ماضی چھوڑ گئی ہے۔۔ تبھی وہ اسے ہر لمحہ ہر وقت یاد ہوتی ہے اور یادوں سے بھی انسان کو انسیت ہو جاتی ہے۔۔

دریاب کے ساتھ بھی وہی معاملہ ہے۔۔

پتا ہے نا انسان کو لاحاصل کا ملال ساری حیاتی رہتا ہے جبکہ حاصل کی قدر اسے نہیں ہوتی۔۔

حاصل چاہے تڑپ کر بھی اسے چاہے پر، لاحاصل کی جو مایوسی اندھیرہ، گمراہی ہوتی ہے وہ حاصل سے نہیں ہوتی۔۔

نویرہ اسکی پسند تھی جو کہ لاحاصل ہو کر بھی اسکی پوری عمر پر قابض بن کر چھاتی رہ گئی۔۔

اور اب جو اسکے پاس ہو گی اسکی اسے قدر نہیں ہو گی بلکہ سمن کو اسے اپنی قدر دلانی پڑے گی۔ اسے لاحاصل کے ملال سے نکال کر اپنے ہونے اپنے رشتے کا احساس دلانا پڑے گا تبھی محبتیں پروان چڑھتی ہیں۔۔

محبت تو اندھے کو بھی ہو سکتی ہے، پر وہ محبت کو پانے کی جدوجہد میں رونے سسکنے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتا، اور رویا بھی کتنا جا سکتا ہے ایک دن آنکھیں خشک ہو جاتی ہیں کوئی دوسرا سہارا مل جائے تو وہ گزری

محبت "یاد" بن جاتی ہے۔۔

ایسا ہی دریاب کے معاملے میں ہے۔۔ نویرہ کی محبت محض اسکے لئے " اندھیرے میں گم ہوئے جگنو کی مانند ہے جسے ڈھونڈنے کی وہ جدوجہد میں بھاگ رہا ہے۔۔

پر اگر سمن اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے اجالوں میں لیکر آئے گی تو وہ اس جگنو کو بھول جائے گا بلکہ اس حسین عورت کی قدر کرے گا جو اسے اندھیروں سے کھینچ کر زندگی کی طرف لائی۔۔

ابھی وہ بے شک اس سے پیار پسندگی کا اظہار نہیں کر سکتا پر سمن میں اتنی طاقت ہونی چاہیے کہ وہ اس سے یہ اظہار کروا سکے۔

آپ جانتی ہیں زری کہ عزت پلیٹ میں سجی سجائی نہیں ملتی، نا ہی ہمیں ملی تھی۔ عزت کروانی پڑتی ہے۔ انسان کا رویہ ایسا ہونا چاہیے اسکا قدم ایسا ہونا چاہیے کہ اگلا بندہ خود بخود ہی عزت کرنے پر مجبور ہو جائے اور سمن کو اگر اپنا رشتہ مضبوط کرنا ہے تو پہلے کچھ جدوجہد کرنی پڑے گی بلکہ اسکے دل میں وہ مقام بنانا پڑے گا۔۔

آج دریاب نے یہ کہا ہے کل وہ کسی کا حرف اس پر برداشت نا کرے ایسی عزت دینی ہو گی اسے اپنے شوہر کو اور ایسی ہی عزت وصولنی ہو گی۔۔ اسکے لئے اسے ثابت قدم حوصلہ مند بننا پڑے گا۔۔ "وہ انکے

ہاتھ ہولے سے دبائے انکے آنسوں صاف کرتیں مسکرا کر اٹھیں پر زریش نے اسکے ہاتھ تھام لیے اور اسے آہستہ سے ساتھ لگا دیا۔۔

میں ہار گئی تھی آج بالکل ٹوٹ گئی تھی سوچیں جیسے سب ختم ہو گئی تھی کہ " اب کیسے اسے ہمت دلاؤں گی پر تم نے میری ساری سوچیں کھول دیں اور مجھے ہمت دلائی بہت بہت شکریہ تمہارا اللہ پاک تمہاری ہر نیک و جائز خواہشات قبول فرمائے جو تمہارے حق میں بہتر ہو۔۔۔

تمہاری اولاد کیلئے آسانیاں پیدا کرے انہیں ثابت قدم رکھے بلند بخت ہوں تقویٰ میں بتا نہیں سکتی میں آج اپنی بیٹی کو ہارتے ہارتے ہوئے بچی ہوں۔۔

تم ایک بہتری دوست کزن بہن ہو اللہ تمہاری اولاد کو تمہارے نقش قدم پر چلائے واقعی رب نے تمہارے پاس دلوں کو راہ ہر لانے کیلئے خوبصورت طریقہ دیا ہے۔۔" وہ انکے ہاتھ چوم گئیں۔

انکی اتنی دعاؤں تعریف و شکرانے پر وہ جھینپ گئیں۔۔

کیسی باتیں کر رہی ہیں آپی میرے نہیں رب کے شکرانے ادا کریں جہنوں "

نے آپ کو مایوس ہونے نہیں دیا۔۔
آپ جائیں سمن کو سمجھائیں میں یہاں ہوں عائشہ کے پاس۔۔" وہ ان سے بولیں زریش مسکرا کر سر ہلاتی اول رب اور انکے بعد انکے شکریہ ادا کرتی ہوئیں وہاں سے چلی گئیں۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

ہاسپٹل آکر سب سے ملنے کے بعد عرشیہ نے روتے ہوئے جب توقیع سے ملنے کی خواہش ظاہر کی تو اچانک ہی سب پر اسکی غیر موجودگی کا دھماکہ ہوا۔۔۔
توقیع کے غائب ہونے کا جیسے ہی سب کو معلوم ہوا صائم زیدی صارم گھبرا گئے کہ اچانک انکی بیٹی کہاں چلی گئی ہاسپٹل سے۔۔
ساحل تو کام کرتے ہی اجازت لیکر گھر کیلئے ہاسپٹل سے نکل گیا تھا، جبکہ زیاف وہیں موجود تھا اور دریاب اپنی بہن کو سنبھالنے کے ساتھ باپ کے روم میں موجود تھا۔

باپ اسکا ابھی ہاسپٹل کے بیڈ پر ہی تھا۔۔ جنہیں دیکھ کر لگ یوں رہا تھا کہ وہ صرف اسکی آمد اسکے لمس سے ہی اب بیدار ہوں گے۔۔

اس حقیقت سے صائم زیدی تقویٰ زیدی بھی جان گئے تھے کہ دانیال خان کو انکا بیٹا ہی جگا سکتا تھا۔۔ پر دلاور کو ان تک لائے کون۔۔

ساحل نے کام کیا پر اس صفائی سے کیا تھا کہ اب زیاف سر پکڑے بیٹھا ہوا تھا صائم زیدی کے سامنے۔۔

بتاؤ کہاں لیکر گئے میری بیٹی کو زیاف؟" انہوں نے فوٹیج سے دیکھا" جہاں ساحل صام سے بات کر کے زیاف کے پاس آیا تھا اور زیاف نے صارم کے منظر سے غائب ہوتے ہی توقیع کو ساتھ لیکر کوریڈور سے نکل کر لفٹ میں داخل ہو گیا تھا۔۔

اور پھر باہر کا منظر تھا جہاں اسے کسی گاڑی میں بٹھا رہا تھا۔

اس سب سے زیاف پہ سارا الزام آرہا تھا کہ توقیع کو اس گاڑی تک پہنچانے والا زیاف ہی تھا اور زیاف ساحل صام کے کھیل میں خود صدمے میں بیٹھا تھا۔۔

آپ نے دیکھا تو ہے وہ صامے کی گاڑی تھی جس میں توقیع بیٹھی" تھی۔" وہ چڑتے ہوئے بولا۔۔ ہر بار اسکے ساتھ کھیل کھیل جاتے تھے اور وہ ہمیشہ انکی چالاکی پر صدمے میں ہوتا تھا۔۔ وہ خود کو نہایت

معصوم سا فیل کر رہا تھا جہاں کوئی بھی لولی پاپ تھاما کر اسکے نام کا بیڑا غرق کر جاتے تھے۔

وہ تو میں نے دیکھا صام کی گاڑی تھی پر وہ اسے لیکر کہاں گیا؟""
صائم زیدی نے غصے سے پوچھا زیاف سٹپٹا کر صارم کو مدد طلب نظروں سے دیکھنے لگا۔۔
میں کیا جانو میرا تو فی الحال آپ اس سے رشتہ ختم کر" چکیں ہیں اب جب وہ مجھ سے رشتہ بنائے گا تب پوچھ کر آپ کو بتا دوں گا۔۔
چلتا ہوں اماں کو لیکر گاؤں کیلئے نکلنا ہے۔۔ اپنا خیال رکھئے گا دعا میں یاد رکھیئے گا فی امان اللہ۔۔۔" وہ ایک ہی سانس میں سب کچھ کہتا جلدی سے اٹھ کر جانے لگا تھا کہ اچانک ہی صائم زیدی نے اپنا بھاری ہاتھ اسکے کندھے پر رکھا زیاف کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔۔

میں کچھ نہیں جانتا چاچے جا کر اپنے بیٹے سے پوچھیں۔۔" وہ ایکدم" ہاتھ جوڑ گیا۔ اسکی پتلی حالت پر صارم کو ہنسی تو بہت آئی پر

صورتحال کے پیش نظر ضبط کر گیا۔۔

چاچے کے کچھ لگتے جب تو کچھ نہیں جانتا تھا پھر تو نے اسے" صام کے حوالے کیسے کیا؟" اسکا رخ جھٹکے سے اپنی طرف کرتے صائم نے غصے سے کہا۔۔

دیکھیں بات ساری یہی ہے کہ مجھے ساحل بھائی نے کہا صام کی" طبیعت ٹھیک نہیں وہ توقیع سے ملنا چاہتا ہے اور توقیع کی بھی طبیعت ٹھیک نہیں وہ صام سے ملنا چاہتی ہے۔۔اور آپ تو جانتے ہیں میرے پاس کوئی بہن نہیں تو ان بہن بھائی کے پیار پر میرا دل خون کے آنسوں رونے لگا اور مجھ سے یہ دوریوں کا ستم برداشت نہیں ہوا تو اسلیے ساحل بھائی کے اشارے پر توقیع کو دو منٹ کیلئے چھپا کر صامے کے پاس ملانے لے گیا۔۔اور اس کمینے نے کہا تازی ہوا کھا کر آتے ہیں۔۔

پھر میں نے بھی سوچا کہ دونوں بیمار ہیں تو تازی ہوا صحت کیلئے اچھی رہے گی پر مجھے کیا معلوم تھا وہ کمینہ مجھے چونا لگا گیا۔۔تازی ہوا کھانے کے بجائے تازی ہوا نگلنے گیا ہے اب تک نہیں لوٹا اور آپ سب

نے مجھ غریب کو پکڑ لیا ہے ایک تو میرا نورانی چہرہ اوپر سے اس پر پریشانی کچھ رحم کریں چاچے۔۔۔"وہ بھرائی آواز میں خود پر بیتی دکھ بھری داستان سنانے لگا۔۔

ہاہاہا۔۔۔"صارم کا بے ساختہ قہقہہ لگا تھا۔۔ دونوں اسے بیوقوف " بنا گئے تھے۔۔وہ ہنس رہا تھا جب صائم زیدی نے گھورا تو جھینپ کر سر کھجاتا ہوا رہ گیا۔۔

پہلے مجھے یہ بتاؤ تم اتنا سوچتے کیوں ہو؟ دوسرا تمہیں کیا" ضرورت تھی انکی سننے کی؟ جب میں سب کا رشتہ اس سے ختم کر لیا تھا تو تمنے کیوں اسکی مدد کی؟"صائم زیدی اس پر غصے ہوئے۔۔ انکا اپنی بیٹی بغیر ایک دن گزرنا مشکل تھا اور اب جان گئے تھے صام اسے لیکر چلا گیا تھا تاکہ اسے اچھی طرح بلیک میل کر سکے۔۔

تو میں نے کب اسکی مدد کی؟ میں نے تو ساحل بھائی کی سنی" تھی اس سے تو میرا رشتہ ابھی ہے۔۔ دیکھیں اب آپ خود کہہ رہے ہیں چاچے کہ میرا رشتہ اس سے نہیں اب آپ جانیں آپکے رشتے مجھے تو اجازت دیں۔۔"وہ اندر ہی اندر خوش ہوتا ان سے بولا۔۔

میں نے تو سوچا تھا تو بڑا ہو کر کچھ عقل کرلے گا پر وہی کھوتا ہی رہا۔۔"
جانے کب تجھے عقل آئے گی بیوقوف۔۔لگا ساحل کو کال۔۔"وہ اسے
جھڑکتے ہوئے زیاف نے ترچھی نظروں سے آس پاس دیکھا کہ ان
دونوں کے علاوہ کوئی اور تو نہیں سن رہا۔۔۔
کتنی عزت تھی ہونے والا منسٹر تھا اسے اسکا چاچا یہ کہہ رہا
تھا سبکی تھی انسلٹ تھی۔۔پر خیر اسنے بھی دل سے نہیں لی۔۔

ہاں بول زی کیا ہوا خیریت؟"ساحل نے موبائل اوکے کرتے کان سے "
لگایا۔۔
بھائی یہ آپ نے توقیع کو کہاں بھیج دیا ہے یہاں میری واٹ "
لگی ہوئی ہے وہ کمینہ صامے اسے جانے کہاں لیکر چلا گیا ہے
رات ہونے کو آئی اور اور اسکی تازی ہوا ہضم نہیں ہو رہی ابھی تک۔۔۔"وہ
جلا بھنا بیٹھا تھا اوکے ہوتے ہی اسپیکر آن کرتے غصے سے برس
پڑا۔۔۔
صائم زیدی جو کہ اشارہ کرنے والے تھے کہ کسی دوسرے بہانے پوچھے
اس سے،زیاف کو پورا کام بگاڑتے ہوئے دیکھتے رہ گئے۔۔

لیں سن لیں آپ بھی ایویں معصوم کوئی ہاتھ آجائے بچے کا آپریشن ہی" کرنے لگ جاتے ہیں۔۔" اسنے منہ بنا کر کہتے موبائل صائم زیدی کے سامنے کر دیا جو اسے ملامت کرتی نظروں سے گھور رہے تھے۔۔۔

ہیں توقیع کو؟ میں نے کہاں بھیجا ہے؟ کیا کہہ رہے ہوں ون" منٹ مطلب توقیع کہاں گئی؟ خیریت تو ہے کیا ہوا زیاف کیا بول رہے ہو؟ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔ ٹھیک سے بول بات کیا ہے اصل۔۔
میں تو تم سے ابھی کہہ کر آیا تھا نا کہ میں گھر جارہا ہوں تمہاری بھابھی انتظار کر رہی ہے۔۔ کوئی مسئلہ ہو تو کال کر لینا۔" ساحل نے سارا مسئلہ چٹکیوں میں سمجھتے تیزی سے اپنے دماغ کی کارکردگی دکھاتے ہوئے بالکل انجان بن کر پوری کایا ہی پلٹ دی۔۔

جسے سن کر زیاف پر بے ساختہ کھانسی کا دورا پڑا۔۔ صارم نے بیچارے کی حالت پر ہڑبڑاتے ہوئے پانی کا گلاس اسے تھاما جسے وہ پہلی فرصت میں خالی کر گیا۔۔

قسمے چاچے جانے کیا بول رہا ہے اسنے خود تو کہا تھا کہ تو قسیع کو" صامے کے پاس پہنچا آؤں۔۔ آپ نے دیکھا ہوگا اسنے مجھے کان میں کہا اور میں سیدھا تو قسیع کے روم میں گیا تھا۔۔" وہ رونے جیسا ہو گیا تھا اپنے چاچے کے آگے۔۔

کیوں ہوا کیا صارم؟" ساحل نے اسکی صفائی سنتے کچھ چونک کر" پوچھا۔۔
بھائی صام بھائی تو قسیع کو جانے کہاں لیکر چلے گئے ہیں رات " کافی گہری ہو گئی ہے اور وہ ابھی تک نہیں پہنچے۔۔" صارم کی باقی کو سن کر ساحل کو بھی زوردار جھٹکا لگا تھا۔۔

اچھا میں کال کرتا ہوں مجھ سے بات کرتے ہوئے تو اسنے ایسا کچھ نہیں" کہا تھا زیاف سے پوچھ لے اس سے کچھ کہا ہوگا۔۔ میں کال کر کے اس سے پوچھتا ہوں۔۔" ساحل پریشان سنجیدہ بولتا کال ڈسکنیکٹ کر گیا۔ جانتا تھا اس وقت صائم زیدی اچھے موڈ میں نہیں ہوں گے اور خود کو اس گھمبیر معاملے میں انوال کر کے وہ توپوں کا رخ اپنی طرف نہیں کروا سکتا تھا۔۔

زیاف اب حقیقت میں دوستوں کی غداری چاچے کی سرخ گھورتی آنکھوں کو دیکھ کر صدمے میں آگیا تھا۔ بیچارہ سر تھام کر صوفے پر ڈھے سا گیا۔۔۔
صارم کو اسکی حالت پر پھوٹ پھوٹ کر ہنسی آرہی تھی پر وہ باپ کی وجہ سے بمشکل سنجیدہ ہو کر کھڑا تھا۔۔

آخر میں میں نے جب جاتے ہوئے صام سے بات کی تھی تو وہ" دوسرے موضوع بابت تھی۔۔"وہ بیچارگی سے صائم زیدی کی گھورتی ہوئیں نظریں محسوس کرتا منمنا گیا۔۔

شٹ اپ بیوقوف مت بناؤ ملے ہوئے ہو اپنے اس گدھے" دوست سے۔۔۔"صائم زیدی نے موبائل نکالتے ہوئے اسے جھڑک دیا۔۔۔
یہ بھی شکر تھا وہ اپنا موبائل لے گیا تھا جسکی وجہ سے وہ اب اس سے بات تو کر سکتے تھے ورنہ تو پاگل سے ہو جاتے۔۔

صمصام زیدی اسپیکنگ!" موبائل سے اسکی بھاری آواز گونجی۔۔"
میری بیٹی کہاں ہے؟" صائم زیدی نے غصے سے پوچھا۔ زیاف صارم"
بال بال سماعت بن کر کان لگائے سننے کی کوشش کرنے لگے۔
آپ کون؟" صام نے انجانی سی آواز پر الجھ کر پوچھا۔۔ صائم زیدی نے"
ٹھٹھک کر موبائل کو دیکھا پھر ان دونوں کو جو کان لگانے کیلئے پاس آ گئے تھے
سٹپٹا کر سیدھے ہوئے۔۔
صائم زیدی نے دیکھا کہیں کسی غلط صمصام کا نمبر تو نہیں ڈائل کیا
تھا۔ پر وہاں تو اسکے گدھے کے بیٹے کی ڈیٹیل شو ہو رہی تھی۔۔
میں تمہارا باپ بول رہا ہوں کھوتے۔۔" وہ طنزیہ بولے۔۔"
معذرت میں ایسے کسی نام کے بندے کو نہیں جانتا رانگ"
نمبر" اسنے سپاٹ لہجے میں کال ڈسکنیکٹ کرتے تینوں کو جھٹکا لگا
دیا۔۔
تینوں نے حیرت سے باری باری ایک دوسرے کو چہرے کو
دیکھا۔۔" اللہ خیر کہیں چوٹ ووٹ تو نہیں لگی صامے کو دماغ پر؟"
زیاف کو اپنے الرٹنگ وہم نے ستایا جبکہ صارم فوراً سے بات کی تہہ
تک پہنچ چکا تھا۔۔۔
صائم زیدی نے خود پر ضبط کرتے دوبارہ کال لگائی جو کہ دو تین بار کال کے بعد اٹھا

لی گئی۔۔

"لُک مسٹر باپ میں اس نام کے بندے کو نہیں جانتا ناہی میں آپکا کوئی کھوتا ہوں۔ میں صمصام زیدی ہوں۔۔

مجھے ڈسٹرب مت کریں میرے اپنے سو بکھیڑے ہیں سو ڈونٹ کال می اگین!" وہ جتا کر بولتا کال ڈسکنیکٹ کرنے لگا تھا کہ بیچ میں ہی صائم زیدی غصے سے بولے۔۔

"اگر تمنے کال ڈسکنیکٹ کی تو وہیں آکر گردن والی چپیڑیں ماروں گا کھوتے۔ میں تیرا باپ صائم زیدی بول رہا ہوں جسکا تو ڈپلیکیٹ ہے سمجھے۔۔" وہ غرا اٹھے۔۔

"اوہ مسٹر صائم زیدی! آپ نے کیسے کال کر لی مجھے۔۔؟ ابھی تو کرائے کا وقت نہیں آیا کیا ایڈوانس بھی لیتے ہیں آپ؟" وہ بیڈ پر بیگز رکھتا ہوا حیرت سے بولا۔۔

اسنے ایک انجان گھر کے مالک کے اس طرح فری ہو کر بولنے پر غصے سے موبائل کو گھورا۔۔

شٹ اپ گدھے مجھے مت پڑھا بتا کہاں ہے میری بیٹی؟ کہاں" لیکر گئے ہو تم یہاں سے اسے؟ گھر کیوں نہیں پہنچی وہ ناہی دانیال بھائی کے گھر؟ کہاں کیا ہے تمنے اسے؟" صائم زیدی اسے جھڑکتے ہوئے بولے۔۔

صارم زیاف نے انہیں سیدھا پوائنٹ پر آتے دیکھ کر انگوٹھے سے بیسٹ کا اشارہ دیا جس پر وہ سر ہلا گئے۔ ساتھ ہی صارم نے زیاف کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر حوصلہ دیا۔۔ وہ اسکا مشکور ہو گیا۔۔۔

ایکسکیوز می؟ ابھی میں آپکی انیکسی میں محض شفٹ ہو رہا ہوں اور ابھی سے" ہی یہ کیسے الزام لگا رہے ہیں مجھ پر؟ اب کیا آپکی بیٹی کی رکھوالی بھی میں کروں کہ وہ کہاں ہے؟ جائیں جہاں ہو گی وہیں ڈھونڈیں پلیز اب اگر عزت سے کرایہ چاہیے تو مجھے ڈسٹرب مت کریں ورنہ میں آپ پر ٹارچر، ہراسمنٹ کا کیس کروادوں گا۔۔" وہ کپڑوں سے بھرا بیگ زمین پر پٹخ کر انہیں ٹوکتا ہوا بالکل کوئی غیر لگ رہا تھا۔۔

صائم زیدی کیسے بھول گئے کہ یہ غیرت کا مریض اسکی ہی اولاد تھا۔۔۔

اچھا میری بات سنو ایک منٹ کیلئے میں تمہیں سارے" رشتے واپس دیتا ہوں اب بتاؤ کہاں گم کیا ہے اپنی بہن کو؟" انہوں نے ہار مانتے ہوئے کہا۔۔ اسکے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔۔۔

لو وہ ہمارا پھر سے بھائی بن گیا مبارک ہو۔۔" زیاف نے زبردستی" صارم کے گلے ملتے ہوئے خوشی سے اپنی آنکھوں میں آئی نمی صاف کرنے لگا۔۔

وہ کہتے ہیں نارات کا بھولا اگر شام کو آجائے تو اسے بھولا نہیں کہتے دماغی" کمزوری کہتے ہیں۔۔" وہ اپنی طرف سے مثال پیش کرنے لگا جس پر صارم نے محاورے کی موت پر چونک کر اسے دیکھا پر وہ محبت بھری نظروں سے رشتے واپس جڑتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔۔

ایک منٹ میں نہیں بتا سکتا تو اس لیے میں غیر ہی ٹھیک" ہوں۔۔" وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ پھنسائے سرسری سی نظر دھول مٹی سے اٹے ہوئے روم کو دیکھ کر الرجیک ہو گیا۔۔
اسے صاف کرنے کیلئے کم از کم ایک گھنٹہ تو درکار تھا۔۔

کتنے وقت میں بتا سکتے ہو؟" صائم زیدی بھی چھوٹ دینے کے موڈ"
میں نہیں تھے بلکہ مجبور کی کر دیا گیا تھا انہیں۔۔
چار گھنٹے!" وہ محض دو لفظ میں گویا ہوا۔۔"
اور صائم زیدی چونک گئے کہ کیا کوئی سیریس بات ہے جس پر وہ
چار گھنٹے لے رہا ہے۔۔؟
او کے ٹھیک ہے لے لو چار گھنٹے۔۔ اور اب جلدی سے بتاؤ کیا بتا"
تھی کہاں ہے میری بیٹی؟ سب ٹھیک تو ہے نا؟" وہ اسے سارے
رشتے واپس دیتے ہوئے جلدی سے متفکر بولے۔۔

تھینکس! پر پہلے میری ایک شرط ہے اگر آپکو منظور ہو تو بتائیں ورنہ"
آپکے رشتوں میں میں ویسے بھی انٹرسٹڈ نہیں۔۔" وہ نخوت سے
بولتا وہاں رکھتی ٹیبل پر رومال نکال کر پھیرا اور دھول کو چیک کیا۔۔
رومال سارا ہی دھول سے خراب ہو چکا تھا۔
صائم زیدی جو ابھی بیٹی کے بارے میں جاننے کیلئے بے صبر تھے
اچانک اسکی شرط پر حیران رہ گئے۔۔
یہ کیا حرکت ہے ابھی تمنے کہا مجھے چار گھنٹے چاہیے۔۔" انہوں"

نے ناگواریت سے جھڑکا۔۔

ہمم ہمم! چار گھنٹے بھی چاہیے پر ہر ڈیل کی ایک شرط میں رکھتا ہوں" اپنی طرف سے تو یہاں بھی۔۔" اسنے ثابت کر دیا تھا کہ وہ کاروباری شخص تھا۔۔ اس حالت میں بھی عادت سے باز نہیں آرہا تھا۔

تمہیں شرم ہے تم اپنے باپ سے بات کر رہے ہو جسنے تمہیں اتنے سے" اتنا بڑا کیا ہے۔۔۔" اسنے شرم دلائی۔۔

میری مام کہتی ہیں کہ میرے باپ نے اپنے شوق خاطر اولاد کو پالا ہے" پیار دیا خرچ کیا ہے۔۔ سو پلیز مسٹر صائم زیدی مجھے تو بلیک میل مت کریں کیونکہ میں جانتا ہوں شوق کا کوئی مل نہیں البتہ میں یہ بھی جانتا ہوں صمصام زیدی بلیک میل ہونے والوں میں سے "نہیں۔۔

اسنے اپنے باپ پر جتا کر کہا۔۔ پہلے تو صائم زیدی کو بیوی پر غصہ آیا کہ ہر بات ایسے احسان فراموش اولاد سے شیئر کر دیتی ہے۔۔ دوسرا اسکا یہ بیٹا کس پر چلا گیا تھا آدھی زندگی کی ریسرچ تو اسکی یہی تھی۔۔

ٹھیک ہے منظور ہے مجھے تمہاری شرط بتاؤ کیا ہے شرط؟" انہوں"

نے غصے سے بے بسی سے ہارتے ہوئے کہا۔۔

ایمپریسنگ!" وہ باپ کو ہتھیار ڈالتے ہوئے دیکھ کر مسرور سا ہو گیا۔۔"
شرط یہ ہے کہ آپکی بہو آپکے گھر رخصت ہو کر کل ہی آنی چاہیے۔۔""
وہ سپاٹ لہجے میں سامنے دھول بھرے آئینے میں اپنا دھندلا سا عکس دیکھتا گویا ہوا۔۔

یہ کیسی فضول شرط ہے؟؟ تم جانتے ہو اسکی ماں کی کنڈیشن اسکے"
باپ بھائی کو ضرورت ہے۔۔" وہ غصے سے جھڑک اٹھے سے ناراضگی
سے جتایا۔۔
صارم زیاف بھی صام کی شرط پر حیران ہوئے۔۔

آپ اتنا کیوں سوچ رہے ہیں؟ جانتے ہیں انکے پاس دوسری بہو موجود"
ہے یہی وقت ہے رشتوں احساس ہونے کا۔۔ رشتے نبھانے کا۔۔ اپنی
بیٹی کو وہ رخصت کر چکیں ہیں۔۔
آپ یہ سوچیں آپ کی بیٹی غائب ہے۔۔۔" وہ پر اسرار سے لہجے
میں کہتا صائم زیدی کو گہری سوچوں میں دھکیل گیا۔۔

اوکے ٹھیک ہے میں سوچوں گا اس بابت۔ اب بتاؤ تم۔۔"انہوں"
نے ٹالتے ہوئے کہا پر وہ کیا ٹالنے والوں میں تھا ہولے سے ہنسا اپنے
باپ کی حرکت پر اور وہی ہاتھ میں موجود رومال سے اپنے عکس پر موجود
تمام دھول کو سمیٹ لیا۔۔ اب اسکا عکس بالکل واضح چمکتا ہوا اسکے
سامنے تھا۔۔

پرفیکٹ!"اسنے اپنے عکس کو دیکھا کر مسکراتے ہوئے کہا۔"
شرط نمبر دو!وہ میرے روم میں میرے لائی ہوئی تمام چیزیں"
استعمال کرے گی۔۔"اسنے انکے ٹالنے پر دوسری شرط گوائی
تم پاگل ہو ایک شرط کی بات ہوئی تھی اور میں اسے فورس کس"
طرح کر سکتا ہوں۔۔ دریاب نے سب کچھ بتا چکا ہے اور وہ لڑکی تمہارا نام
سننا گوارہ نہیں کر رہی خاک تمہارے گھر تمہارے روم میں
آئے گی تمہاری چیزیں استعمال کرے گی۔۔"انہوں نے اپنا غیظ غضب
دباتے کہا۔۔
پر اگلا بندہ بھی انتہائی ڈھیٹ ثابت ہو رہا تھا۔۔

یہ آپکا سر درد ہے۔۔ اینی وے اگر نہیں منظور تو ٹھیک ہے بٹ پلیز "
اگین اس نمبر پر کال مت کریں میں کچھ بزی ہوں۔۔"وہ توقیع کی
طرف سے صاف ہری جھنڈی دکھا گیا۔۔
اپنے باپ کے ساتھ صارم زیاف بھی سن رہے تھے حیرت
سے۔۔
زیاف کو تو یقین نہیں ہو رہا تھا اسکی آواز پر کہ یہ اسکا صامے ہے۔۔
باپ سے بھی باز نہیں آرہا تھا۔۔
پر وہ ٹھہرا اسکا دوست اسنے اپنے دل کو یہی کہہ کر دلاسہ دیا کہ یہ
سب اسے برا ثابت کرنے کیلئے اسکی فیک وائیس سنا رہے ہیں تا کہ وہ
اس سے رشتہ توڑ دے۔
پر وہ ایسا ہر گز نہیں کرنے والا تھا۔فی الحال تو ایویں ہی چاچے کی چاپلوسی
کر رہا تھا تعریف کیلئے۔۔
ایک وہی تو تھے جو تعریف کر سکتے تھے ورنہ حویلی والوں سے تو ہمیشہ
سننے کو ہی ملتی رہتی تھی۔۔

ڈیڈ ہاں کر دیں میں آپکے ساتھ ہوں عشی میری بات کبھی نہیں ٹالتی۔۔"
میں ہیلپ کروں گا آپکی۔۔ آپ بس توقیع کے بارے میں جان

کر بتائیں ہمیں۔۔"صارم نے باپ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر حوصلہ دیتے کہا۔۔

ٹھیک ہی کہہ رہا تھا اس کھوتے جیسی اولاد پر اب صائم زیدی بھروسہ نہیں رہا تھا کیا پتا نیکسٹ کوئی رکھ دیتا۔

ٹھیک کہہ رہا ہے صارم!جب میں ناٹ پاسیبل کو پاسیبل کر سکتا ہوں" پھر آپ تو میرے باپ ہیں۔"وہ مسکرا کر بولا اور بالکنی میں آ گیا۔۔ نیچے بڑا اسٹور روم تھا اوپر انیکسی۔اور یہ بیک پر تھی۔

ٹھیک ہے مجھے منظور ہے اب کسی بھی فضول بات کو بڑھائے سیدھا" پوائنٹ پر آؤ کہاں ہے میری بیٹی؟؟"انہوں نے ہارتے کہا۔۔

بات شرط کی اور مقابل کوئی ہوتا تو صائم زیدی دکھا دیتے شرط کیا ہوتی ہے اور جیت کیا۔۔

پر مقابل بیٹھا تھا اور بات اولاد کی تھی کہ وہ بار بار ہار رہے تھے۔یہی تو اولاد کی طاقت ہوتی ہے کی ایکدم سے ماں باپ کو زیر و زبر کر دیتے ہیں۔۔

پھر بھی انہیں شکوہ ہوتا ہے ماں باپ سے۔۔۔

ٹھیک ہے تو سنیں!" اسنے تمہید باندھی صائم زیدی سائیڈ آکر ہمہ تن گوش ہوئے۔۔

"مجھے ضروری لگا اسلیے ایک بڑا بھائی ہونے کے ناطے میں اپنی بہن یعنی توقیع دلاور کی رخصتی کر دی۔۔" بات کے آغاز پر ہی اسنے صائم زیدی کے اوپر جیسے ساتوں آسمان گرا دیئے۔۔

"اسکی بیٹی کی رخصتی۔۔۔؟؟؟"

"جانتا ہوں بغیر کسی کو انفارم کیے کی ہے پر اس وقت اپنی بہن کی خوشی اور کسی کو جینا سکھانے کیلئے مجھے ضروری لگا تو میں اپنے رائیٹس یوز کر کے اسے اپنی دعاؤں میں رخصت کر دیا ہے۔

اینڈ سنا ہے پڑھا بھی ہے ماں باپ کی دعائیں اولاد کی راہیں آسان کر دیتی ہیں تو آپ سب سے گزارش ہے، کہ اسکے لئے دعائیں کیجئے گا کہ وہ کسی کو جینا سکھانے میں راہ پر لانے میں کامیاب ہو جائے اور جیت کر کسی کو لوٹے۔۔

ویسے تو مجھے فخر ہے اپنی بیٹی جیسی بہن پر کہ میں نے اسے شیر کی طرح پالا ہے اور وہ ہے بھی پر رکاوٹیں آزمائشیں شیر کی راہ میں بھی آتیں ہیں کہ وہ

اپنے ہی بچے کھانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔۔
میں چاہتا ہوں آپ سب خصوصاً اسکے لئے دعا کریں رشتہ نگلنے کے بجائے رشتے بنانے میں کامیاب ہو جائے۔۔" وہ گھمبیرتا، سنجیدگی سے کہتا صائم زیدی کو ساکت سن چھوڑ کر کال ڈسکنیکٹ کر گیا۔
کتنا وقت گزر گیا کتنی ساعتیں بیت گئی پر وہ حرکت میں نا آئے۔۔ صارم زیاف کو خوف سا آگیا۔۔ وہ ہڑبڑا کر انکی جانب لپکے۔۔۔

آر یو او کے ڈیڈ؟" صارم انہیں ساکت دیکھ شانا تھامتے ہوئے ہلا کر" ہوش میں لاتے پوچھا۔۔

ہمم!" وہ ہوش میں آکر خوشی شکرانے، نم آنکھوں سے مسکرا دیئے۔ وہ" صمصام زیدی کو بتا نہیں سکتے تھے کہ اسنے اپنے باپ کے سینے سے کتنا بڑا پتھر ہٹا دیا تھا۔ اب وہ کھل کر سانس لے رہے تھے۔۔

بھائی نے کیا کہا ڈیڈ توقیع کہاں ہے؟ وہ ٹھیک تو ہے نا؟" صارم"

نے پریشانی سے پوچھا۔
"ہاں سب ٹھیک ہے دعا کرنا اپنی بہن کیلئے کہ وہ اپنے امتحان میں پاس ہو کر آئے۔۔۔" وہ پریشان الجھے کھڑے صارم کے کندھے کو تھپتھپا کر روم سے جانے لگے کہ اچانک سامنے سے کھڑے زیاف کو دیکھا۔۔

"زیاف کو فخر سے دیکھتے انہوں نے" آئم پراوڈ آف یو مائی سن!
اچانک مسکرا کر اسکے دونوں شانوں کو تھام کر فخریہ کہا۔۔
زیاف نے بے ساختہ حلق تر کیا کہ کہیں بیٹے کا اثر تو نہیں ہو گیا؟ یا اسکے چہرے میں کسی اور کا چہرہ دیکھ رہے تھے۔۔ پر وہ کہہ کر اسے وہیں حیرت میں غوطہ زن چھوڑے وہاں سے نکل گئے۔۔

"زیاف نے حیرت میں ہونقوں کی طرح پلٹ کر انکی" ہیں قسمے؟
پشت کو دیکھتے پوچھا پر وہ تب تک جا چکے تھے۔

"یہ چاچے نے کہا مجھ سے صارمے؟ کہیں میرے کانوں کی" سیٹنگ تو خراب نہیں ہو گئی؟ وہ صارم سے بولا۔۔ صارم نے اسے

چونک کر دیکھا۔۔۔

بھائی مجھے تو معاف کر دو میں صارم ہی ٹھیک ہوں یہ اپنا "ے"" اپنے پاس ہی رکھیں۔ انہوں نے شاید غلطی سے میری جگہ آپکو کہہ دیا ہو گا ڈونٹ وری ٹیک حوصلہ۔۔۔" وہ اس سے معذرت کرتا اسکی حالت پر قہقہہ لگاتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔۔

انکے جاتے ہی ساحل شاہ کی اسے کال آ گئی۔۔

زی کیا ہوا صائم انکل نے کیا کہا؟ توقیع کا کچھ معلوم پڑا؟" اسنے " چھوٹتے ہی پوچھا۔

یس سب معلوم پڑ گیا!" وہ سنجیدگی سے کہتا صوفے پر ٹانگ پر " ٹانگ چڑھا کر نواب اسٹائل بیٹھ گیا۔

مثلاً؟؟" ساحل نے ٹھٹھک کر پوچھا۔۔"

مثلاً یہی کہ توقیع کو نکلوانے کے عمل پر چاچے نے مجھ سے کہا آئم " پراؤڈ آف یو مائی سن" وہ تمسخرے سے ہنس کر بولا۔۔

واٹ۔۔ٹ؟؟؟" ساحل کی چیخ گونج اٹھی۔۔"

ہاہاہا۔۔یس ڈارلنگ ! آپ ایسے ہی کارنامے کرتے رہیں اور میں ایسے ہی داد" وصولتا رہوں گا آفٹر آل سائیں جو ٹھہرا۔۔"وہ قہقہہ لگا کر کہنے لگا۔۔

ہونہہ !لگتا ہے انہوں نے تیری شکل نہیں دیکھی ہو گی۔۔"ساحل" اپنا کریڈٹ اسکے حوالے دیکھتے دانت پیستے ہوئے کہا۔۔

زیاف کا اسکی نظر میں اپنی ویلیو دیکھتے چھناک سے دل ٹوٹا تھا۔۔وہ اسے ایمپریس کرنے کے چکر میں بتا رہا تھا اور اسنے الٹا دل ہی توڑ دیا۔۔

کال ڈسکنیکٹ کر کے اٹھا پر قابل کھڑے خود کو گھورتے ہوئے صارم کو دیکھتے سٹپٹا گیا۔۔پھر اپنے بڑے ہونے کا احساس کرتے الٹا ڈبل گھوری ڈالی پر تب تک دیر ہو چکی تھی صارم قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔

اسکی تو سالی قسمت خراب تھی۔۔کل سے اسکے آنے کے انتظار میں یہیں ہاسپٹل میں ٹکا ہوا تھا پر سب آئے تھے صرف وہی دشمن نہیں آئی۔۔

اب تو ہاسپٹل کے چکر کاٹتے اسے لگ رہا تھا خود ہی مریض ہو گیا ہے۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

اسنے جب روم میں قدم رکھا تو مکمل اندھیرا چھایا ہوا تھا۔۔یہی حال سمن کے روم کا بھی تھا۔وہ بھی اتنی جلدی سو گئی تھی بغیر اپنے بھائی سے ملے یا حال احوال پوچھے۔پہلے تو وہ جب آفس سے آتا تھا فوراً سے پانی کا گلاس بھر کر اسے تھماتی اسے لاؤنج میں بیٹھا کر خود اسکے بیگ کوٹ روم میں رکھ کر آتی تھی۔۔پر اب۔۔

آج کافی لیٹ ہو گیا تھا وہ جس وجہ سے شاید آج بھی اس سے بات نا کر سکا۔اسنے سوچ لیا تھا کل صبح نماز کے بعد فوراً اسکے پاس جائے گا اور اس سے بات کرے گا۔وہ جانتا تھا اس صورتحال میں اسے شدت سے بھائی کی کمی محسوس ہو رہی ہو گی پر بھائی بھی کیا کرتا گن چکر بنا ہوا تھا۔۔

وہاں جانا پھر وہاں جانا، اسے ڈھونڈنا، پھر اسے دلاسہ دینا، حتیٰ کہ اپنی نئی نویلی دلہن سے ایسے بیہیو کر رہا تھا جیسے وہ سالوں پرانی ہو۔۔

وہ جانتا تھا روحا کو اس سے ایسی امید نہیں ہو گی پر وہ خود مجبور تھا اتنا تو وہ بھی جان گئی ہو گی۔۔اسنے ڈنر کرنے سے پہلے ملازمہ سے سمن اپنی مام ڈیڈ روحا کا پوچھا کہ انہوں نے ڈنر کیا۔۔

ملازمہ نے یہ بتا کر اسے کچھ چونکا دیا کہ انہوں نے تو نہیں البتہ مہکار

شاہ اور روحا نے ملکر ڈنر کر لیا تھا اور سمن اپنی مام کے ساتھ خان ہاؤس گئی ہوئی تھی۔۔

چونکانے والی بات یہ تھی کہ مہکار شاہ تقویٰ زیدی کے گھر سے ہو کر واپس یہاں آ گئی تھی اور انکے ساتھ والے روم کے ساتھ والا روم ملازمہ سے سیٹ کروالیا تھا۔

اب یہ ٹیمپریئری تھا یا ہمیشہ کیلئے بسنے کے خواب دیکھ رہی تھیں اسکا ساحل کو ابھی اندازہ نہیں تھا البتہ اسنے کچھ سوچا ضرور تھا۔۔

اوپر سے صام نے بڑی سی ذمہ داری ڈالی ہوئی تھی گو کہ وہ اسکی پسند کی فیلڈ تھی جو کہ بزنس کی دنیا میں آنے سے پہلے جس میں وہ تھا، پر اپنے باپ کو دن بدن بزنس میں گرتے اکیلے دیکھ کر اسے خود ہی وکالت چھوڑنی پڑی تھی البتہ آج بھی اسکا نام تھا۔

اور کافی لوگ اسے ایڈوکیٹ ساحل شاہ سے جانتے تھے۔ پر اپنے باپ کی فورس پر وہ اس فیلڈ کو چھوڑ کر آیا تھا، اور بزنس مین ساحل شاہ جانا گیا وہ بھی اس مدت تک کہ جب دانیال خان واپس لوٹ آئیں گے بزنس کی دنیا میں تو ساحل شاہ اپنی فیلڈ میں واپس چلا جائے گا۔ اور صام کے ذریعے بغیر اپنے ڈیڈ کو ہرٹ کیے وقت اچھا تھا کہ وہ لوٹ کر واپس اپنی فیلڈ میں

جائے۔ اور پھر سے بے دم پڑی اپنی پہچان میں دم ڈالے وہ بھی اسٹارٹنگ میں ایک پیچیدہ کیس کو لیکر۔

!دیکھنا یہ تھا کہ کون آتا ہے اسکے مقابل

اسنے روم کی لائیٹ آن کی، اور نظریں روم پر پھیرتے جب بیڈ کو دیکھا تو لب بھینچ کر خاموش سا رہ گیا۔ سامنے ہی وہ کمبل میں دبکی گٹھری بنی سوئی ہوئی تھی۔

اسنے جب آنے سے پہلے اسے کہا تھا سونا نہیں اسکا انتظار کرے پھر وہ کیوں سوئی؟
ساحل کے ماتھے پر شکنیں پڑ گئیں، وہ ایک آخری سرسری سی نظر اس پر ڈالتے اپنا سلیپنگ ڈریس لیکر باتھ روم میں بند ہو گیا۔
اور سارے دن کی تھکن دور کرنے کیلئے اسنے باتھ لیا ڈریس زیب تن کرتے وہ باہر آ گیا تھا۔
بے ساختہ ایک نظر انجانی سی ہوپ کے تحت اس پر ڈالی پر وہ تو جیسے ٹس سے مس بھی نا ہوئی تھی ویسی ہی پڑی ہوئی تھی۔

ساحل تولیے سے بال رگڑ کر تولیہ ہینگ کرتا بالوں میں برش کر کے موبائل چیک کیا اور اسے آف کرتے ہوئے سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر اپنی سائیڈ بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔

کچھ دیر ویسے ہی سکوت چھایا رہا جیسے پہلے تھا، اسکے قدموں کی آہٹ تھم چکی تھی اور اب بالکل اسکے پاس ہاتھ کے فاصلے پر بیٹھا ہوا تھا۔۔

لائیٹر کی آواز اور فضا میں پھیلتی ہوئی سگریٹ کی بو سے اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ سموکنگ کر رہا ہے۔ اسنے آہستہ سے اپنی سینے میں دبی ہوئی سانس کو بحال کیا۔

جبکہ سانس یوں روکنے پر اسکی سانسوں کی تناسب بڑھ گئی تھی۔

اسنے آہستہ سے ہاتھ کو حرکت دیکر اپنے ماتھے سے پسینہ پونچھا جسکے ساتھ ہی فضا میں چوڑیوں کی کھنک گونج گئی۔۔

ساحل کی گھنی مونچھوں تلے مسکراہٹ خود بخود بکھر گئی البتہ وہ اسکی سمیت متوجہ نہیں ہوا خاموشی سے سموکنگ کرتا رہا تھا۔۔

اور روحا کا حال مرنے جیسا ہو گیا تھا، اسنے چوڑیوں پر تو دھیان ہی نہیں دیا تھا۔۔ اور اب پچھتاوے پر زبان دانتوں میں دبائے اندر میں اترتی ہوئی لرزش پر کنٹرول کرتی سانس روکے پڑی تھی

ساحل نے سگریٹ ختم کیا اور پاؤں سے سلیپر اتار کر بیڈ پر نیم

دراز ہو گیا۔ جگ میں رکھے پانی سے اسنے ایک گلاس بھر کر پینے کے بعد ہاتھ بڑھا کر روم میں اندھیرا بکھیر دیا۔۔۔

جسے محسوس کرتے ہوئے روحا نے ذرا سی ایک آنکھ سے بلینکٹ کو ہٹایا اور اندھیرے کو دیکھا۔

اسکے لبوں پر پر سکون سی مسکراہٹ پھیل گئی جب اسنے بغیر کسی حرکت پیش قدمی کے بلینکٹ ٹھیک کر کے خود پر ڈال کر لیٹ گیا۔

ایک "اسنے اندر ہی اندر دل میں گننا شروع کر دیا کہ اب "

اچانک سے حملہ کرے گا۔۔ پر ایک منٹ کے بعد اسکے دو گننے، اور پھر اسی طرح دس کرنے پر بھی اس میں کوئی حرکت نہیں ہوئی جس سے اسکی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔

اور دس منٹ کے بعد بھی وہ اسے ڈسٹرب نہیں کر رہا تھا تو یقیناً وہ سمجھ گیا تھا کہ اسنے سوتے ہوئے حرکت کی ہے۔۔ اور وہ سوتے ہوئے اس سے کوئی پیش قدمی نہیں کرنی تھی مطلب یہی تھا کہ اسے اسکے سونے کا احساس تھا۔۔

ایک سکون بھری لہر اسکے وجود میں اتر گئی، کب سے جو پریشان بوکھلائی خوفزدہ سی تھی انکے بارے میں آج رات کو سوچتے ایکدم سے وہ

پر سکون ہو کر نڈھال سی ہو کر آنکھیں موند کر کے گہرا سانس لے اٹھی۔۔۔

کہ اچانک سے ایک بھاری سا مضبوط ہاتھ اور بازو اسکی کمر سے رینگتا ہوا آگے آگیا۔۔

ایی۔۔۔"روحا کے منہ سے خوف سے بے ساختہ ہی سسکتی نکلی"

جب اسنے اچانک سے اسکی پشت کو اپنی سمیت کھینچا اور اپنا مضبوط چوڑا بازو پورا اسکی نازک موم سی نرم کمر میں حائل کرتے اسے اپنے سینے سے لگا دیا۔۔

اسکا سر اسکے دوسرے بازو پر آگیا تھا، جبکہ دوسرا ہاتھ اسکے آگے سے آکر پیٹ کے گرد حائل ہو گیا تھا۔۔

روحا نے اسکے لمس پر تڑپ کر سرخ انگارہ ہوتی اندھیرے میں آنکھیں موند کر بیڈ شیٹ کو مٹھی میں دبوچ لیا اور فاصلہ بنانا چاہا بھی تو دوسرے لمحے اسکی نازک سی ٹانگوں کے اوپر بھاری سی ٹانگ آگئی جس کے بعد وہ بالکل ساکت ہو کر اسکے حصار میں بے جان سی قید ہو گئی تھی۔۔

وہ آہستہ سے اپنا حلق تر کرنے لگی۔۔ اسکی پلکیں حیا شرم کے بوجھ سے بھاری ہو کر عارضوں پر گر چکی تھیں جنہیں وہ چاہ کر کے بھی اٹھانا سکی۔۔ جیسے آنکھوں پر من وزن ڈال دیا تھا گیا تھا۔۔

"چھپ کیوں رہی تھی؟" اسنے آہستہ سے جھک کر دانتوں میں بلینکٹ کو دبوچ کر اسکے چہرے سے اتار دیا۔ ساحل کو اسکے بالوں کی مدہوش کن مہک فضا میں بکھرتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔

جس سے اندازہ ہو گیا تھا کہ اسنے اپنے سیاہ گھنے بال کھول رکھے تھے۔

"تم سے پوچھ رہا ہوں کیوں چھپ رہی تھی؟" اسکے جواب نا دینے پر اسنے اسکی سمیت جھکتے کان میں سرگوشی سے پوچھا۔۔

لہجہ ناگھمبیر رکھا ناہی بھاری البتہ سانسوں میں اسے جذباتوں کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی رمق ضرور محسوس ہوئی تھی۔۔۔

"مم۔۔ میں سو رہی تھی؟" اسنے مجبوراً ہونٹوں کو حرکت دی ورنہ شاید وہ اسکی جان آج اپنی حرکات سے ہی نکال دیتا جیسے اسکے ارادے لگ رہے تھے۔۔

"ہمم!!" وہ ہنکارہ بھر گیا جب روحانے رونے جیسی ہو کر اپنے کپکپاتے ہوئے وجود کو اسکی دہکتی قربت سے دور رکھنا چاہا پر ساحل شاہ نے اسکی حرکت کو ناکام کرتے اسے مزید اپنے سینے میں

جذب کر لیا کہ وہ بالکل لال متغیر ہو گئی چہرے پر سارے وجود کا لہو سمٹ آیا اور آنکھیں بھی بند ہو گئیں۔۔۔

"تمہیں معلوم ہے مجھے جھوٹ نہیں پسند روحا شاہ!" اسکی گرفت میں کچھ سختی آئی جس پر وہ لب دانتوں میں دبا کر کسمسا گئی۔۔ مگر اسکا تنگ سے تنگ تر ہوتا حصار وہ کہاں توڑ پا رہی تھی نا اس میں حرکت کرنے کے قابل بچی تھی۔ اسکی جان تو انکے لمس سے ہی جیسے وجود سے نکل چکی تھی رہی تیز تیز چلتی سانسیں تو وہ بھی لگ رہا تھا جیسے بند ہو جائیں گی۔۔

"شاہو پلیز!!!" وہ بے ساختہ ہی تیز لہجے میں کہہ اٹھی جس سے ساحل کے متبسم سے چہرے پر الجھن آئی۔۔۔
"کیا پلیز؟" وہ اسکی سمیت جھکتا اسکے کانوں پر اپنے ہونٹ رکھتے گھمبیر لہجے میں گویا ہوا۔۔ اسکے نرم گرم ہونٹوں کے لمس اور مونچھوں کی چبھن سے وہ گھبرا گئی بری طرح۔۔۔

"محبت نہیں کرنی مجھ سے؟" اسکے گال پر اپنے ہونٹ رکھتے ہوئے مبہم سی

مسکراہٹ سے بولا۔۔ روحا نے بے ساختہ ہی نفی میں سر ہلا دیا جس سے اسکا ڈر محسوس کرتے اسکا روم کی فضا میں بے ساختہ ہی قہقہہ گونجا۔۔

ہاہاہا! انٹرسٹنگ! تمنے تو کہا تھا بلکہ پرومس کیا تھا ڈروگی نہیں مجھ سے؟" وہ محظوظ ہوتا اس سے استفسار کرنے کے ساتھ اپنی چھوٹی موٹی سی جارتیں انجام دیتا اسکا تنفس بگاڑ دیا۔۔

روحا اپنی گردن پر اسکے مسلسل بوسوں، ہونٹوں کے لمس سے سرخ پڑتی کشن اٹھا کر اس میں چہرہ چھپا گئی۔۔

اوں ہوں ایسے تو نہیں چلے گا میں تو لائیٹ بھی آن کرنے موڈ میں ہوں تاکہ تمہارے ہر روپ کو اپنی آنکھوں میں بسا سکوں۔۔" اسنے اس سے کشن چھین کر بیڈ سے ہی نیچے پھینک دیا۔۔۔

پلیز نہیں شاہو!" وہ تڑپ کر اسکے ہاتھ کے اوپر اپنے ہاتھ رکھ گئی مبادا وہ" کر ہی نا دے۔۔ اور وہ اسکی نظروں کا مقابلہ کیسے کرے گی۔ سوچ کر اسکے وجود میں سرسراہٹ سی دوڑ گئی۔۔۔

ساحل کی گھنی مونچھوں تلے مسکراہٹ سی بکھر گئی۔۔

اوکے نہیں کرتا اب خوش؟" وہ کان میں جھک کر سرگوشیانہ"

کہتا آہستہ سے اسکی کان کی لو کو لبوں میں دبا کر اسکی انگلیوں کو اپنی انگلیاں سے الجھاتے ہوئے اسے جھٹکے سے سیدھا کیا۔۔

روحا نے گہرے سانس لیتے ایک ہاتھ اسکے سینے پر رکھ دیا، اور یہ دیکھ کر اسکے ہاتھ میں جیسے کرنٹ سا پھیل گیا جب اسکا ہاتھ اسکے بغیر شرٹ کے سینے سے ٹکرایا۔۔۔

روحا نے بمشکل آنکھیں کھولتے ملگجے اندھیرے میں خود پر ذرا سے جھکے ساحل شاہ کو ابھی دیکھنے کی کوشش ہی کی تھی جب وہ اسے تکیے پر ڈال کر اسکے اوپر آگیا اور اسکی کلائیوں کو اپنے ہاتھوں میں دبوچ کر تکیے سے لگاتے اچانک اسکی گردن میں جھکا تھا دفعتاً اسکی آنکھوں کے سامنے بالکل اندھیرا سا پھیل گیا۔۔

شاہ۔۔۔وہ تیز تیز سانسیں بھرتی اپنی کلائیاں آزاد کروانے کی" کوشش کرتی اسکے چوڑے سینے میں سمٹنے کی کوشش کی پر ساحل نے فاصلہ بنا کر اسکی جان نکال دی۔۔

اسکی سانسوں کا تناسب مزید بڑھ گیا کہ وہ ڈبڈباتی نظروں سے انہیں دیکھنے لگی۔۔اسکی جان ہاتھ سے نکل گئی تھی۔

مم۔۔مجھے کچھ کـــ۔کہنا ہے۔۔"وہ اپنی بھیگی آواز دبا کر بولی۔۔"
اور میں آج کچھ نہیں سننا چاہتا۔۔"آہستہ سے لب اسکی چھوٹی سی"
ناک پر رکھتے ایک ہاتھ سے اسکی کلائی آزاد کرواتے وہی اسکے سر کے
نیچے ہاتھ ڈالا اور سر اوپر کر دیا۔۔

اسکا لہجہ خمار آلودہ دیکھ کر روحا کا دل اچھل کر حلق تک آگیا
تھا۔۔وہ جان گئی تھی اب انکے قدموں کو روکنا ناممکن میں سے
ہے۔۔
کچھ لمحات کیلئے وہ خود سے بے حس ہونے کی کوشش کرنے لگی جب
اسنے جھک کر اسکے لرزتے ہوئے ہونٹوں پر اپنے لب رکھے رکھے۔۔
اسکے دہکتے ہونٹوں کے لمس سے روحا کا پورا وجود ہی سن پڑ گیا۔۔نرمی سے
اسکے ہونٹوں کو چھو کر دور ہوا۔۔اسنے لرزتی ہوئی پلکیں اٹھائیں جب ایک بار
پھر اسنے جھکنے کے ساتھ اسکے گلے میں پہنے دوپٹے کو ہاتھ میں
تھام کر اس سے الگ کیا۔۔۔

شاہو پلیز مجھے کچھ کہنا ہے میری سن تو لیں آپ۔پھر جو دل"
چاہے کریں۔۔۔"روحا ایکدم اسکے ہاتھوں سے دوپٹہ جھپٹ کر اپنے

آگے پھیلاتی ہوئی انکے جھکنے سے پہلے ہی لبوں پر ہاتھ رکھ کر اسکی پیش قدمی کو روک لیا ساتھ ہی اپنا چہرہ بھی اسکی سمیت سے پھیر لیا۔۔

اسکے بڑھتے ہوئے محبت بھرے قدموں کو اسنے ٹوک کر جلد بازی میں کافی توہین آمیز تضحیک سے روکے تھے، جن پر ساحل ٹھٹھک کر تھم گیا۔۔اور لب بھینچ کر اسکے ہاتھ کو ہونٹوں سے ہٹا کر اس سے دور ہوتا اٹھ کر بیٹھ گیا۔اسکے دور ہوتے ہی روحا بھی جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھی اور سہمی سی تیز دھک دھک کرتی دھڑکنوں سے پیچھے کھسک گئی۔

اسکا یہ انداز ساحل شاہ کو کافی ناگوار لگا۔اسنے بغیر ناپسندگی چھپائے ہاتھ مار کر ہاتھ آن کر دی، کھٹک کے ساتھ ہی فوراً سے پورا روم روشن ہو گیا۔۔

بولو!"اسنے اسکی جھکی پلکوں نظروں کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔"

آئم سوری!"وہ آہستہ سے بھیگی آواز سے گویا ہوئی۔۔"

کس لیے؟"ساحل نے چبھتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔روحا نے" تڑپ کر انکی گرے کرسٹل نگاہوں کو دیکھا جو کہ اس پر ہی چبھتی ہوئی ٹکی تھیں۔۔

میرا آپکو ناراض کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا شاہو!" وہ تڑپ کر انکے ہاتھوں"
کو تھامتی ہوئی بولی۔۔
پر مجھے ٹھکرا کر تمنے مجھے ہرٹ بھی کیا ہے اور ناراض بھی۔۔" وہ اپنے ہاتھ"
اسکی گرفت سے نکال کر بولا۔۔
روحا کی تو جیسے جان پر بن آئی پلکوں پر ٹکے ہوئے اسکے آنسوں ایکدم اسکے گالوں
کو بھگو گئے۔۔

اسے لگ رہا تھا بہت غلط کر دیا تھا اسنے شادی کر کے۔ ایک
طرف انکی ناراضگی مارنے لگی تھی دوسری طرف انکی قربت۔۔

ایسے تو نا کہیں کہ میں نے آپکو ٹھکرایا ہے۔۔" وہ رو پڑی۔۔"
اچھا؟" وہ نظریں پھیر کر استہزائیہ ہنسا کیونکہ اسنے جب روکا تھا"
اسکے لہجے میں ناگواریت غصہ ساحل شاہ نے بخوبی محسوس
کیا تھا تبھی تو وہ فوراً اس سے فاصلے بنا گیا۔۔

پلیز ایسے تو مت کریں۔۔ مم۔۔ میں سوری کرتی ہوں آپکو ہرٹ کرنے"
کا میرا کوئی ارادہ نہیں تھا میں بس آپکو کچھ کہنا چاہتی تھی پر آپ

سن نہیں رہے تھے۔۔" وہ اپنے مہندی رچے لال ہاتھ اسکے گال پر رکھ کر
اسکا چہرہ اپنی سمیت کرتی التجائیہ روتی ہوئی بولی۔۔
ایک تو اسکی حالت اوپر سے اسکی اس بات پر صفائی سے
ساحل کے لبوں پر مسکراہٹ سی بکھر گئی۔۔ جسے اسنے فوراً سے چھپا کر
خفگی سے اسے دیکھا۔۔

کیا بات ہے بتاؤ؟" وہ سخت سنجیدہ ہو کر گویا ہوا۔۔"
روحا اندر سے مزید گھبرا گئی اور نظریں جھکا کر جو منہ میں آیا کہہ
دیا ساتھ ہی شرم سے رخ بھی پھیر لیا۔۔

ہاہاہاہا۔۔" ساحل کا بے ساختہ ہی قہقہہ گونجا۔۔ اور روحا کی"
حالت مزید غیر ہو گئی۔۔
ساحل پلیز۔۔" وہ منمنائی۔۔"

اچھا تو یہ بات تھی میں خوامخواہ ساوہم پالنے لگا تھا۔۔" اسنے کافی"
معنی خیزی بھاری لہجے سے کہا تھا روحا انار رنگ سی ہو گئی۔۔
ابھی وہ جان بچا کر بھاگتی اس سے پہلے ہی ساحل شاہ نے فوراً سے

اسے اپنے حصار میں لیکر سینے سے لگاتے ہوئے اپنی جگہ پر لیٹ گیا اور اسکی چوڑیوں بھری کلائیوں پر لب رکھتے اسکا سر اپنے بازو پر ڈال دیا۔۔

انکی شور مچاتی آواز سن کر مجھ لگا تھا تم میرے لیے سجی ہو شاید تھوڑا" نروس ہو رہی ہو یا گھبرا رہی ہو۔۔ پر مجھے کیا معلوم تھا بے بی کو پرابلم۔۔۔۔ "

شاہ۔ہ۔ہ۔۔۔" اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ اسکے منہ پر" ہاتھ رکھتی غصے شرم بے بسی سے چیخ پڑی۔۔ جسکی حالت پر ساحل نے قہقہ لگاتے اسے سینے سے لگا دیا۔۔

مجھے لگتا ہے میرا وقت خراب چل رہا ہے۔۔ پہلے وہ دونوں" رکاوٹ بنے اپنے کمینے پن سے اب تم نیا خانہ کھول کر بیٹھ گئی ہو۔۔ بیوی کا سکھ مجھے کب نصیب ہو گا؟ میرے بھی ارمانوں کا سوچو۔۔" اسکے سیاہ پشت پر پھیلے زلفوں کو ہاتھ میں پکڑتے ہوئے اسکی گردن میں اپنا چہرہ چھپا کر اسکی جان پھر سے آدھی کر دی۔۔

شاہ کتنے بے باک ہیں۔۔" وہ جھینپ کر انکے ہاتھ جھٹکتی ہوئی خفگی سے "
گویا ہوئی۔۔
میں تو بچپن سے ہی بے باک تھا تمنے کبھی پاس آکر موقعہ ہی نہیں "
دیا۔۔" وہ ہنس کر کہتا اسکے نرم نازک گلاب کی گلابی پتیوں جیسے ہونٹوں کو
چوم کر بولا۔۔۔

بہت بے شرم ہیں آپ۔۔" اپنے دوپٹے کی غیر موجودگی کو "
احساس محسوس کرتے وہ سٹپٹا کر انکے سینے پر ہاتھ رکھ کر فاصلہ
قائم کرنے لگی پر ساحل نے اسکے ہاتھ کو فوراً سے بیچ سے ہٹا کر اسکا
چہرہ سرخ کر دیا۔۔۔
ذرا سا جو فاصلہ قائم رکھا تھا وہ بھی بالکل ختم کر دیا اسنے۔۔ اسکی
گرم سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کرتی وجود میں اٹھتی محبت سے
لبریز لہروں پر وہ خود میں سمٹنے لگی۔۔

وہ تو مجھے ہی ہونا تھا آفٹر آل شرم والا کام تمہارا ہے میرا نہیں۔۔ اگر "
میں شرمانے لگا تو کیا تم مجھے کس بھی کر سکتی ہو؟" وہ بے باکی سے گویا

ہوتا اسے سٹپٹا گھبرا کر رکھ گیا۔۔

شاہ بس بھی کر دیں۔۔" اسکے چوڑے شانے پر ہاتھ مارتی وہ خفگی
ناراضگی سے بولی۔۔
ابھی بس کہاں ہوئی ہے۔۔" اسنے گھمبیر لہجے میں کہتے اسکے ہونٹوں"
پر جھکنا چاہا کہ وہ فوراً سے اچانک چہرہ پھیر گئی۔۔

اب یہاں کیا مسئلہ ہے؟؟" ساحل نے غصے ناگواریت سے"
اسکے عمل پر ٹوک کر پوچھا۔۔ روحا شرم حیا سے پانی پانی ہوتی لب
آپس میں بھینچ گئی۔۔

کچھ نہیں کر رہا میں مزید۔۔۔ اب یہاں تو پابندیاں مت لگاؤ موڈ"
خراب کر رہی ہو صبح مجھے آفس بھی جانا ہے اور بھی بہت سے کام
ہیں۔۔" اسنے جھڑکتے ہوئے کہا۔۔
اسنے اس انتہائی بدتمیز شخص کو دیکھا اور پھر اسکی گھنی مونچھوں کے
ساتھ ہونٹوں کو۔۔ اور پھر سے چہرہ موڑ گئی۔۔

مجھے لگتا ہے نکاح والی رات تم میں کسی اور کی روح آ گئی تھی۔۔ مجھے تو لگا تھا"
لڑکی چاہے کمزور صحیح پر اسکے ہوش اڑاتے انداز سے وقت کٹ
جائے۔۔۔
پر آج تمہیں ہر عمل سے کتراتا ہوا دیکھ کر مجھے میرا مستقبل تاریک
لگ رہا ہے۔۔" اسکے دہائی دینے والے انداز میں کہنے پر جہاں روحا کو
ڈھیروں شرم نے آن گھیرا تھا وہیں وہ ایکدم تاریکی والی بات پر قہقہہ لگا
اٹھی۔۔

آپ تو میری سوچ سے زیادہ بدتمیز ہیں۔۔" وہ ایکدم خاموش ہوتی"
جھینپ کر بولتی لب دانتوں میں دبا گئی۔۔

ابھی کہاں بے بی۔۔۔ ابھی تو میں نے صرف تمہیں دیکھا تھا نگاہ ڈالی"
تھی محبت سے بدتمیزی بے شرمی سے تو ابھی تم واقف ہی نہیں ہو۔۔۔
خوشی سے جو دانت دکھا رہی ہو نا یہ پابندی ختم ہونے دو پھر تمہیں
بتاؤں گا بدتمیزی کیا ہوتی ہے۔۔" اسنے دھمکی دینے والے انداز میں
کہتے اسکی ٹھوڑی کو مٹھی میں دبوچ لیا۔۔

ساتھ ہی روحا کی آنکھوں کے پھیلنے کے ساتھ ہی اسکے سکیڑے ہوئے ہونٹوں کو دیکھتے پہلے تو وہ ہنس پڑا تھا دوسرے پل اسکی آنکھوں میں دیکھتے اسکی طرف کروٹ بدلی۔۔

روحا ہراساں اسے دیکھنے لگی۔۔جب اسنے جھک کر اسکی چھوٹی سی ناک سی اپنی ناک رگڑی اور ساتھ ہی اسکے گال پر سہلاتے ہوئے اسکے ہونٹوں کو اسکے بکھرتی ہوئی سانسوں سے الجھاتے ہوئے ایکدم ہی اسے اپنے سینے پر ڈالتے وہ سیدھا ہو کر لیٹا۔۔

اور ہاتھ بڑھا کر بلینکٹ کو دونوں کے اوپر ڈالتے ہوئے لائیٹ کو بھی ساتھ ہی آف کر دیا۔۔اسکی سانسوں سے چھیڑ چھاڑ کرتے ہوئے وہ اپنا ایک ہاتھ اسکی نازک سی کمر میں حائل کرتا دوسرا ہاتھ اسکے بالوں میں الجھا کر اسکی بالوں کی جڑوں کو سہلانے لگا۔۔

اور اسکے اس جادوئی سحر انگیز لمس پر وہ پر سکون آنکھیں موندتی اسکی شدتوں میں اپنا ساتھ دیتی انہیں جھیلتی ہوئی وہ ساتھ اپنا تنفس بھی اسکی سانسوں میں بحال کر رہی تھی۔۔

اسکی گھنی مونچھوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی جب اسنے بھی اسکے بالوں کو انگلیوں میں بھر لیا تھا اور خود کو بالکل اسکے سپرد کر دیا پر وہ اب بے بس تھا۔۔

آہستہ سے اسے اپنے بازو پر منتقل کرتے ہوئے ساحل شاہ اس چھوٹی سی جان کا مزید امتحان لینے کے بجائے اسکی غیر ہوئی حالت پر زیر لب متبسم ہوتے اسکی پشت سہلانے لگا۔۔

روحا نے آگے بڑھتے ہوئے اپنا سر اسکی گردن میں چھپا دیا جسے متاع جان سمجھ کر ساحل نے اسکے معصوم سے وجود کو اپنے چوڑے سے وجود میں بالکل چھپا دیا۔۔

روحا نے شرمندگی سے انکی بند آنکھوں کو دیکھا۔۔وہ خود کو کوسنے لگی تھی کہ کیوں اسکے بڑھتے قدموں کو جھوٹ بول کر روکا۔۔اگر نا ایسا کرتی تو اسکی محبت سے پور پور مہک چکی ہوتی۔۔
اب تو جو ہو گیا تھا سو ہو گیا۔۔حقیقت بھی یہ تھی جب یہ وقت آیا تھا اسکی جان نکل رہی تھی اور سانسیں تو بالکل سینے میں دب چکی تھیں کہ اسکے اتنی کوششوں سے کھینچنے کے بعد مشکل سے آئیں۔۔
وہ بھلا کیا اسکی قربت برداشت کرتی۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

اسکی آنکھ پرندوں کی آواز سے کھلی۔۔وقت تو نماز فجر کا تھا پر افسوس یہ تھا کہ ایسی گمراہ سی جگہ تھی جہاں دور دور تک بھی کوئی آذان سنائی نہیں دے رہی تھی۔۔

وہ بچپن سے آذان سننے کی شوقین تھی اسکا جواب دینا اسکی عادت سی بن گئی تھی اور اب یہاں اپنے شوہر کے گھر پہلی صبح اسکے آذان نا سننے پر اسکا دل دکھ سے بھاری ہو گیا۔۔

وہ اللہ سے خفگی جتانے لگی کہ "انہیں یہاں جگا کیوں دی۔۔جب آپکو معلوم تھا میں اپنے سائیں کے پاس آنے والی ہوں پھر بھی آپ نے ہمیں پہلی صبح اپنی آذان سے شروعات نہیں کرنے دی۔۔۔"

وہ دلاور خان کے بازو پر سر رکھے پڑی اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھتی رہی۔۔

پر پرندوں کی چہکار سن کر اسے اپنی ماں کی بات یاد آ گئی جب ایک دن کچھ بڑی وجوہات کی بنا پر وہ آذان صبح نہیں سن پائی تھی پر بیک غاز یبو سے پرندوں کی موجودگی آواز سے اسکی مام نے اس سے کہا تھا کہ پرندیں بھی رب کی سارہ اسکا ذکر کرتے ہیں۔۔اسکی تسبیح پڑھتے ہیں صبح۔۔

اگر آذان نہیں سن سکتی تو اسے رب کی تسبیح سمجھ کر اٹھ جایا کرو مایوس مت ہوا کرو ناہی رب سے خفا ہوا کرو۔۔۔وہ ایک در بند کرتا ہے تو دوسرے کئی کھول دیتا ہے۔۔

وہ سوچ کر مسکرائی، پر سکون اور گہری مسکراہٹ لبوں پر تھی۔پہلے دل کیا انہیں بھی جگا کر ساتھ لے جائے نماز پڑھانے۔۔
پر وہ پڑھتا تھا بھی یا نہیں۔۔اور ابھی سے جاگ دیا گیا تو سوال جواب میں نماز ہی چلی جائے گی۔۔
تبھی اس سوچ سے انحراف کرتی اٹھ بیٹھی کہ اچانک منہ سے "آہ" میں کراہ نکلی۔۔
وہ وہیں بیچ میں ہی تھم گئی۔۔اسکا دل خوف سے دھڑکا۔۔
کہیں وہ جاگ تو نہیں گیا؟" اسنے کپکپاتے ہوئے سوچا۔۔اور" ترچھی نگاہوں سے دیکھا۔۔
اسکے بال اسکے بازو کے نیچے تھے جبکہ وہ ویسے ہی گہری نیند میں بغیر شرٹ کے سفید چوڑے وسیع مردانہ سینے کے اٹھتے بیٹھے سانسوں کی حرکت پر پڑا تھا۔۔

وہ آہستہ آہستہ بغیر کوئی حرکت کیے اسکے بازو پر سر رکھ گئی اور دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ اپنے بال اسکے بازو سے آہستہ سے کھینچے ہوئے نکالے۔۔

شکر الحمد للہ" اسنے دل میں ہی کہا اور بال آگے رکھتے ہوئے اسنے" پھر سے اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ اچانک سے اسکا دوسرا بازو اسکی کمر میں حائل ہو گیا۔۔

توقیع۔۔"اسکے وجود نے حرکت کی۔۔"

شاید نیند میں بھی اسکو تصور کرتے ہوئے وہ بڑبڑایا تھا اور اسکے وجود کو سینے میں بھینچتے ہوئے اپنا چہرہ اسکے بالوں میں چھپا لیا۔۔

اسنے نا اسکی سرگوشی کا جواب دیا ناہی ٹس سے مس ہوئی۔ اسنے جب کھینچ کر پاس کیا اور ساتھ ہی سینے میں دبوچ لیا نیند میں ہی اسے تصور کرتے ہوئے۔۔ توقیع نے تب بھی کوئی رسپانس نہیں دیا بلکہ خالی بے جان سا مٹی کا بت بن گئی۔۔

اسے ڈر تھا اسکی آنکھ نا کھل جائے۔۔ وہ خاموش پڑی اسکی قربت سے لیکر اسکی سانسوں کی گرمائش کو بھی جھیلنے لگی۔۔

معاً اسکے چوڑے بازوؤں میں خود کو دیکھ کر، اسکی نیند و خواب میں

بھی خود کو پا کر وہ سکون سے مسکرائی۔۔
اسکی ماں کہتی تھی بلکہ اسنے خود بھی پڑھا تھا جو عورت اپنے شوہر کو اپنے سر تاج کو مسکراتی الفت بھری نگاہ سے دیکھتی ہے اس پر رب کی رحمت نعمتیں نازل ہوتی ہیں۔۔بی بی فاطمہؓ بھی اس عورت سے خوش ہوتی ہے۔۔

جبکہ جو عورت اپنے مجازی خدا کو غصے یا نفرت ناپسندگی کی نگاہ سے دیکھتی ہے تو اس پر فرشتوں کی لعنت ہوتی ہے بلکہ آل عورت ذات کی سردار بی بی فاطمہؓ بھی ناراض ہوتی ہیں۔۔
اس عورت پر رب کی رحمت کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔
تو قسیع سوچتی ہوئی انکے بالوں میں انگلیاں پھیرتی مسکرانے لگی ساتھ ہی اسکے سر پر اپنے ہونٹ رکھ دیئے۔۔
اور خود ہی نیلی حیا سے لبریز پلکوں کو جھپک کر جھینپ گئی۔۔
لگتا ہے سائیں آپکا ارادہ نہیں اپنی معصوم بیوی کو اجازت دینے کا۔۔""
اسنے سرگوشی میں ان سے پوچھا۔۔۔
ساتھ ہی رب سے دعا مانگ لی کہ اسکا شوہر اس سے ناراض نا ہونا ہی اسکا سجدہ اس سے جائے۔۔ناوہ اپنی مجازی خدا کو ناراض کر کے خدا کو

راضی کر سکتی تھی نا ہی خدا کی رحمتوں کیلئے قابل ہو سکتی تھی۔۔

توقیع نے اسے حرکت نا کرتے دیکھ کر آہستہ سے سر تکیے پر رکھا۔۔ اب اسکا چہرہ اسکی نظروں کے سامنے تھا۔۔وہ شاید مسلسل تھکا ہوا تھا جس وجہ سے نیند کافی گہری ہو گئی تھی۔۔

وہ انکی بند آنکھوں پر مڑی ہوئی گھنی پلکیں دیکھ کر مسکرائی تھی۔۔ہاں یہ بات سب مانتے تھے کہ اسکی آنکھوں بے انتہا خوبصورت تھیں۔۔ وہ حسین آنکھوں سے صمصام زیدی ساحل شاہ کی کیٹگری میں شامل ہوتا تھا۔اسنے آگے بڑھتے ہوئے اسکی جھکی بند پلکوں کو ہونٹوں سے عقیدت سے چھوا تھا اور پیشانی سے بال سنوار کر پیشانی چومتی ایک آخری نظر اسکے خوبصورت چہرے پر ڈال کر بیڈ سے اتر آئی۔۔

دل نہیں بھر پا رہا تھا اسکی قربت سے۔۔نا ہی من تن اس سے دور ہونے کیلئے تیار تھا۔۔اسکے باوجود دل نماز پر جانے رب سے سب کچھ ٹھیک کر دینے اور اور اپنے شریک حیات کیلئے دعائیں کرنے

کیلئے اکسا رہا تھا۔۔

اسکے بھائی نے یہاں لاتے ہوئے اسے لمبی چوڑی صفائیاں نہیں دیں تھیں صرف یہی کہا تھا کہ اسنے ایک بہن ہونے کا حق کافی اچھے طریقے سے نبھایا تھا۔۔

اب وہ چاہتا ہے کہ وہ ایک اچھی بیوی بھی ثابت ہو کر دکھائے۔اور اپنے شوہر کو آباد کر دکھائے تاکہ وہ دیکھے کہ اسکی بہن کتنی قابل ہے۔۔

وہ تب اسے واپس سے ملے گا جب وہ اپنی محبت جیت کر اسکے پاس آئے گی۔۔نا اسکے بھائی نے دلاور خان کے کردار پہ کوئی صفائی دی تھی نا ہی اب توقیع کا دل کوئی صفائی مانگ رہا تھا۔۔

اسنے کافی اپنے دل کو آئینہ دکھایا تھا پر وہ شاید اندھا بہرہ ہو گیا تھا۔۔بس اسکا ہونا اسکے پاس جانا چاہتا تھا۔۔

اور وہ آ گئی تھی اس وجہ سے کہ اسکے بھائی نے کہا تھا کہ اگر وہ اسے جیت کر لائے گی ساتھ دانیال خان کے پاس تو وہ اس سے وعدہ کرتا ہے سب کیلئے دلاور خان فخر کا باعث بنا دے گا۔۔

اور توقیع دلاور کو اس سے آگے چاہیے بھی کیا تھا۔وہ اسکی دوریوں

میں پاگل ہو کر تھک چکی تھی۔ کبھی اسکی یاد میں سسکنا تو کبھی اسکے دھوکے پر چیخنا۔۔

اسنے فریش ہو کر اپنے کپڑے چینج کیے اور باوضو ہو کر نماز ادا کی۔ اسکی تلاوت کی عادت پختہ تھی تو دوسرے روم میں جا کر اسنے تلاوت بھی کر لی تھی۔۔
حافظ قرآن الحمدللہ وہ تھی۔۔ بلکہ وہ سویا ہوا وجود بھی کچھ ہی سپاروں پر تھا۔۔ جب ساتھ چھوٹا تھا۔۔

اسنے اپنی خوبصورت آواز میں تلاوت کرنے کے بعد دعا کی سب کیلئے ماں باپ بھائیوں بھابھیوں ماموں مامی اپنی پوری فیملی سب کیلئے باری باری دعا کرتی رہی۔
آخر میں خصوصاً اسکے لیے بھی دعا مانگی اور رب سے اسکے ہمیشہ کے ساتھ کی جھینپے ہوئے فرمائش بھی کر دی۔

تلاوت کے بعد اسکا رخ کچن کی طرف تھا۔۔ دلہن کے بھاری کپڑوں میں چلنا اٹھنا بیٹھنا کافی مشکل تھا یوں کہا جائے کہ بھاری

اذیت بھرا تو غلط نا تھا۔۔

اسکی پازیب کی چھنکار پورے گھر میں گونج رہی تھی۔ اور جب کچن میں آئی ناشتہ کیلئے چیزوں کا معائنہ کیا تو وہاں بھی کافی کچھ موجود تھا۔۔ ضرورت سے زیادہ بلکہ دوپہر کے کھانا بھی بن جاتا۔۔

وہ خوش ہوئی اور آستین فولڈ کر کے دوپٹے کو بالوں میں لپیٹ لیا تھا۔۔ سر ویسے ہی ڈھکا ہوا تھا اس سے۔۔

اسنے بسم اللہ پڑھ کر کام شروع کیا تھا اور آہستہ آہستہ احتیاط سے اپنا کام کرنے لگی۔۔

پراٹھا بنانا کافی مشکل تھا، البتہ انڈا فرائی کر کے اسنے فرصت سے پراٹھے دو بنائیں۔۔ اور دوسرے چولہے پر پتیلا رکھ کر دودھ بھی چڑھا دیا تھا۔۔

چائے بن گئی تو اسنے برتنوں میں نکال کر وہیں رکھی اور تقریباً ایک گھنٹے کی مسلسل جدوجہد سے پراٹھے بھی بن گئے تو اسنے پراٹھے بھی ساتھ نکال کر ٹھیک سے ہاٹ پاٹ میں رکھے۔۔

اسنے فریج کھول کر اس میں سے بریڈ نکالی اپنے لئے۔ اور اس پر جیم لگا کر پلیٹ میں سجا کر رکھے اور دو گلاس تازہ اورنج جوس کے بنا لیے۔۔

اس دوران اسے دوسرا گھنٹہ بھی لگ گیا۔ وہ سب کچھ تیار کر کے ڈائننگ ٹیبل کو ڈھونڈنے کیلئے باہر آئی تو یہ دیکھ کر دھک سے رہ گئی کہ وہاں پہلے سے ہی بہت سے برتن پڑے تھے۔۔ شاید لنچ کے بعد اسے ٹیبل صاف کرنا یاد ہی نہیں رہی ہو گی۔۔

دو دو پلیٹس دیکھ کر اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ عرشیہ نے بھی انہی میں لنچ کیا ہو گا۔۔ وہ آسودگی سے مسکرا دی اور وہاں سے سارے برتن سمیٹ کر سنک میں رکھ دیئے۔۔

کپڑا نم کر کے وہ باہر آئی اور ٹیبل پر پھیرتے ہوئے اسنے دستر خوان واپس اس پر پھیلا دیا اور ہاتھ دھو کر وہ ناشتے کو ٹیبل پر سجانے لگی۔۔

وہ دو بھائیوں کی لاڈلی جسکے اشارے پر ملازمین بھاگتی آتی تھیں بلکہ باپ کے ساتھ بھائی بھی بھاگتے ہوئے آتے تھے وہ یہاں ایک ایک کام اپنے ہاتھوں سے کر رہی تھی۔۔

کافی انوکھا احساس تھا۔۔ اسے یاد تھا ایک بار کچن میں جا کر مام کی مدد کرتے ہوئے اسکی انگلی جل گئی تھی صام کے ساتھ صارم زیدی نے بھی پورا گھر سر پر اٹھا لیا تھا۔۔

وہ آج جانے کتنی بار انگلیاں جلنے پر سی سی کرتی ٹھنڈے پانی سے ہاتھ دھو کر پھر سے چولہے کے پاس آجاتی۔۔ اس وقت صمصام زیدی ہوتے تو شاید ہر چیز کچن کی تہس نہس کر دیتے اور اسکی انگلیوں کو سینے میں چھپا دیتے۔۔

جس دن مام اسے کچن میں بلانے کی کوشش کرتی تینوں گھر کے مرد حضرات سخت ناراض ہو جاتے تھے۔ اسکے ڈیڈ تو بیوی کو ساتھ ہی کہتے تھے کہ اپنے جہیز میں لائی ہو رسوئی تو خود سنبھالو اسکی بیٹی کو کیوں تکلیف دینا چاہتی ہو۔۔

جبکہ بھائی بھی قطعی حق میں نہیں تھے بیس سالہ بہن کے کچن میں جانے کے۔۔ انکی نظر میں تو قسیع بیس کی نہیں بارہ کی تھی۔۔ اور ایسا ہی رویہ دونوں کا تھا اسکے ساتھ۔۔۔

مام تو ان سے ناراض ہو گئی تھی کہ اتنا حاس مت بناؤ کل کلاں پرائے گھر بھی جائے گی وہاں کیا کرے گی۔
تب صمصام زیدی فخر سے کہتے تھے کہ اسکے پاس اتنا ہے تو وہ کس

لیے ہے؟ سب اسی کا تو ہے۔۔ وہ اپنی بہن کو پانی پلانے کیلئے بھی ملازمہ دے گا۔۔

بلکہ اسے ہیروں سے سجا کر رخصت کرے گا۔۔

ویسے کتنی ہنسی والی بات ہے جب جانتے ہیں قسمت کچھ بھی کر سکتی ہے پھر بھی ہم قسمتوں سے لڑنے پر اتر آتے ہیں۔ ہیروں میں سجا کر نکالنے کا سوچتے ہوئے صمصام زیدی نے بہن سونی کلائیوں کے ساتھ ایک لباس میں ننگے پاؤں ہی رخصت کیا تھا۔۔

وہ یہ نہیں سوچ رہی تھی کہ اسے دیا کیوں نہیں بلکہ وہ یہ سوچ رہی تھی کہ "رب پھر بھی رب ہے"۔۔ اور بندہ اسکے حکم کا غلام۔۔۔

دلاور خان کے نام سے بھی نفرت کرنے والا صمصام زیدی اپنی شہزادیوں کی طرح پلی بہن کو خود ہی اسکے در پر چھوڑ آیا تھا۔

وہ بھائی کی یاد پر ہولے سے مسکرائی اور ٹیبل سجا کر ایک آخری نگاہ اس پر ڈالتے ہوئے روم کے ڈور کو دیکھنے لگی۔۔

اب آخری اور انتہائی کٹھن گھڑی تھی۔۔۔

وہ دوپٹہ ٹھیک کر کے برتن بعد میں اکٹھے دھونے کا سوچتی، سورج کے بیدار ہو کر اپنے پر پھیلائے پورے آسمان کی سیاہی پروں میں سمیٹ کر ہر سوں روشنی پھیلانے پر توقیع کو اب مناسب لگا انہیں جگانا۔۔

اور اسی نیت سے وہ اپنا دوپٹہ ٹھیک کرتی آہستہ سے قدم واپس روم کی طرف لے آئی۔۔

روم میں قدم رکھتے اسنے دیکھا تو وہ منہ کے بل پڑا ہوا تھا۔ توقیع کو انکا ایسے سونا اچھا نہیں لگا تھا۔ پر ابھی وہ کیا کہہ سکتی تھی۔۔

سنئیں۔۔!!" وہ گھوم کر اسکے پاس آتی آہستہ سے بولی۔۔"

پر ان میں حرکت نا ہوئی۔۔

سنئیے دل!!!" اسنے آہستہ سے اپنا لرزتا ہوا ہاتھ انکی پشت پر شانے کے " پاس رکھا اور انگلیوں کا دباؤ دیتے ہلایا انکے وجود کو پر وہ بھی حرکت میں نا آئے۔۔

سنئیے نا دل؟؟! اٹھیں کافی وقت ہو گیا ہے آپ کو جاب پر نہیں " جانا؟؟؟" وہ انہیں پھر سے چھو کر ہلاتی ہوئی بولی۔۔

اٹھانے لگی پر اسنے بھی جیسے اسکا ضبط آزمانے کی قسم کھائی ہوئی تھی۔۔ وہ اٹھنے کا انتظار کرتی کچھ سوچ کر ونڈو بالکنی کے کھول کر پردے برابر کرنے کیلئے یہاں آئی اور جیسے ہی ونڈو اوپن کی سامنے کا منظر دیکھ کر اسکے رگ وپے میں سرور دوڑ گیا۔ وہ مبہوت محسور ہو کر سامنے کا سرسبز حسین نظارے دیکھتی ماشاءاللہ کہے بغیر نا رہ پائی۔۔

معاً اسکی محویت کو توڑنے والا جو احساس تھا وہ تھا اپنی پشت پر اسکی نظروں کی تپش کا احساس۔۔

ایک پل کیلئے اسکا پورا وجود خوف سے کانپ گیا جیسے پچھلے مناظر آنکھوں کے سامنے گھومے پر دوسرے لمحے آیت الکرسی پڑھتی اپنا خوف ختم کرتی ہوئی اچانک پلٹ کر دیکھا تو اداس ہو گئی۔۔ کیونکہ وہ ویسے ہی پڑا ہوا تھا۔۔

تو قسیع غصے سے پاؤں پٹختی انکی ہٹ دھرمی پر پیچ و تاب کھاتی ہوئی واپس سے انکے پاس آئی۔۔

ناپازیب کی آواز پر ناہی اسکی خوشبو آہت پر جاگ رہا تھا۔۔ اس طرح کی گہری نیند پر جھنجھلا گئی۔ اگر اسکا بریک فاسٹ ٹھنڈا ہو گیا تو؟؟

دلاور سنیں نا!!! اٹھیں دیکھیں کافی وقت ہو گیا ہے، ناشتہ ٹھنڈا" ہو جائے گا۔۔ بہت صبح ہو گئی ہے آپ جاب نہیں کرتے کیا؟؟" وہ اسکے بازو کو پکڑ کر سیدھا کرنے کی کوشش کرتی پریشانی سے گویا ہوئی

لوگوں کو مارتا ہوں وہ بھی انہیں جو مجھے ناپسند ہوتے ہیں جو میری مرضی "

کے بغیر میری زندگی میں گھسنے کی کوشش کرتے ہیں۔۔۔" اچانک ہی بیڈ پر منہ بل دراز دلاور خان جھٹکے سے ایک جست میں برقی رفتاری سے اٹھا دوسرے پل اسکے سامنے آتے ہی اسکے بالوں کو مٹھی میں جکڑتے ہوئے وہ انتہائی سرد نفرت ناگواریت بھرے لہجے میں دفعتاً دھاڑا۔۔

آہ۔۔۔" اسکے اچانک حملے اس خطرناک افتاد اور سخت بے رحم پکڑ پر توقیع کے منہ چیخ بے ساختہ تھی۔۔
خوف و حراس سے وہ دہل کر زرد پڑتی ایکدم اسے دیکھے بغیر آنکھیں میچلیں۔۔۔ اسنے جو ایک اچٹتی سی نظر سے ہی اسکی خونخوار وہی سرخ آنکھیں دیکھیں اسکی روح کانپ اٹھی تھی۔۔ بدن لرزہ اٹھا۔۔۔
اسنے نیلی آنکھوں میں ہراس دیکھا، دہشت چھائی دیکھی ایک پل میں اچانک کہ اب کوئی جھوٹ خیال نہیں تھا کہ مقابل موجود کوئی وہم دھوکہ خیال ہے۔۔

اسے تو سراسر فریب وہم اپنی خواہش لگی کہ اچانک وہ اسے صبح جگا رہی تھی۔۔ اسکی آواز بیوی والا انداز " سنیں " کہنا اسکی دھڑکنوں کو

بند کرنے لگا تھا۔۔

. اور وہ کب سے خود پر باور کروا رہا تھا کہ وہ خیال ہے وہم ہے

پر کب تک وہ اسے وہم قرار دیتا۔۔

اسکی آواز اسکا لمس، اسکی خوشبو اسکی موجودگی کا احساس اسکا التجا کرنا اسے دیکھنا۔۔

اور پھر اسے اپنے وجود میں بھی تو سوئے دل کا اچانک سے انگڑائیاں لیکر بیدار ہونے سے بھی تو شک ہو گیا تھا کہ وہ پہلے تو کبھی خواب پر نہیں جاگا تھا۔۔

آج یوں اچانک بے ترتیبی سے دھڑکنے کا، اسکے وجود میں ایک مسرور سی نئی خواہش بیدار کرنے لگا جس سے مزید اسکی دھڑکنوں کا بڑھنا وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ خواب اب نہیں رہی۔۔

وہ حقیقت بن کر اسکے سامنے ڈر سے آنکھیں میچے کھڑی تھی۔۔

آنکھیں کھولو؟" وہ اچانک غصے سے اس پر گرجا۔۔ توقیع نے دہل" کر فوراً سے اپنی آنکھیں کھول دیں پر سر جھکائے ہی رکھا۔۔

اوپر دیکھو۔۔" وہ تیسری بار غرایا۔۔"

توقیع نے فوراً سے حکم پر عمل کرتے اسکی دل کی حالت غیر

کر دی۔۔ دلاور نے اپنے حکم پر تابع دیکھ کر کچھ دیر تو خاموش ہی رہ گیا۔۔
اور اپنے سامنے اپنے مقابل اٹھیں اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔
آنکھیں جھکاؤ!" وہ تحکم بھرے انداز میں اس سے بولا۔۔ وہ زیر "
ہو گئی۔۔
اٹھاؤ!!!" اسنے پھر سے حکم دیا وہ تابع ہو کر زبر ہو گئی۔۔"

سر جھکاؤ!" اسے بھی شاید اسکے تابع ہونے سے اچانک لطف آنے "
لگا تھا یا کچھ اور پر اسکے سامنے زیر و زبر ہوتے تو قسیع کو کافی خوشی مل رہی
تھی۔۔
کیا ناٹک ہے یہ؟؟؟" اچانک اسکے بالوں میں پکڑ سخت "
کرتے خود ہی سر اونچا کرتے اسکے منہ پر دھاڑا۔۔ وہ سہم کر اسے دیکھنے
لگی۔۔

کک۔۔ کون سا؟؟" وہ پلکیں جھپکا کر بولی۔۔ اسکی پلکوں کو جھپکنا اور سمندر "
سورج کا ایک ہونا۔۔ دلاور کا سر بری طرح سے چکرانے لگ گیا تھا
اسکی آنکھوں میں اترتے ہوئے۔۔

وہ جان گیا تھا اس ڈھونگ سے وہ اسے بہکا رہی تھی۔۔یا اسے سامنے پا کر اسے خود ہی غصہ کرنا نہیں آرہا تھا کہ وہ اس سے پوچھ ہی نہیں پا رہا تھا۔۔

یہاں کیسے آئی؟؟؟"وہ سرد برفیلے لہجے میں خونی نگاہوں سے اسے دیکھتا" ہوا بولا۔۔جیسے ابھی غلط جواب دیا تو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اسکے۔۔۔

توقیع کو اس سب کا اندازہ تھا۔۔اور یہی تو وہ کٹھن گھڑی تھی جسکا اسے انتظار تھا۔۔

ایک لڑکی اپنے شوہر کے گھر تب ہی جاتی ہے جب اسکے پیچھے " سب پرائے اور اسکی کل کائنات اسکا مجازی خدا ہوتا ہے۔۔وہ رخصت ہو کر ماں باپ کے گھر کو الوداع کہہ کر سب کو پرایا کر کے اور اپنے شریک حیات کو اپنا بنا کر اسکے گھر میں رخصت "ہو کر آتی ہے۔۔

وہ آہستہ سے اسکے حکم پر تابع، اسکی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔۔دلاور کا تو دل ہتھیار لیکر میدان میں جنگ عظیم کیلئے آگیا تھا۔

بکواس بند کر دو مجھے باشن مت دو سمجھی جانتا ہوں بدلہ لینے آئی"
ہونا؟۔۔ کس کے ساتھ آئی ہو بتاؤ ورنہ ایک ہی گولی سے دماغ اڑادوں گا
جس سے یہ فضول ایکٹنگ کر رہی ہو۔۔۔" اسنے ایکدم اسکے بال چھوڑ کر
سائیڈ دراز سے گن نکال لی اور اسکے سر پر تان دی۔۔۔

اسے لگا تھا وہ چیخ کر سب کچھ سچ سچ اگل دے گی یا ایٹلیسٹ خوف سے
بیہوش ضرور ہو جائے گی گن دیکھ کر۔۔ کیونکہ اسے یونی والا واقعہ یاد تھا۔۔
یا اتنا بھی ہو سکتا تھا یہ جو نیلی دھوکے باز آنکھیں ہیں وہ الفت لٹانے
کی چادر اتار کر اپنے اصلی روپ میں آجائیں۔۔

پر اسکی ساری توقعات غلط ثابت ہوئیں جو وہ اس سے لگائے بیٹھا
تھا۔ اس سے وابستہ تھے۔۔
اسنے ایک نگاہ اٹھا کر سر پر رکھی گن کو دیکھا اور پھر اسکی آنکھوں
"میں۔۔ دلاور کیلئے چیلنج واضح تھا کہ "اجازت ہے

آپ کراچی سے یہاں تک اتنا دور رہتے ہیں تو اب کامن سینس کی"
بات ہے میں پیدل آنے سے تو رہی۔۔ ڈیڈ یعنی کہ آپکے سسر

صاحب مجھے یہاں چھوڑ کر گئے ہیں۔۔" وہ اسے دیکھتی آنکھیں پٹپٹا گئی۔۔ دلاور پر تو اسکی اتنی فرمانبرداری دیکھتے غشی طاری ہونے لگی۔۔ وہ بمشکل اپنے سینس بحال رکھ پایا۔۔۔

کھیل کھیل رہی ہو مجھے سے جھوٹی عورت۔۔۔ ملی ہوئی دریاب خان سے" اور مجھے پکڑنے آئی۔۔۔" اسکی ابھی بات مکمل نہیں ہوئی تھی جب اسنے اپنا نازک مہندی سے سرخ ہاتھ اسکے ہونٹوں پر رکھ دیا۔۔

میری یہ مجال سائیں کہ آپ کے خلاف پلان بناؤں۔۔" آپ پر میں ناواری ہو جاؤں۔۔" وہ مسکراہٹ دبا کر شرارت سے بولی۔۔

وہ جتنا اسے ڈرانے کی کوشش کر رہا تھا وہ اتنا بے خوف ہو رہی تھی۔ یہاں تک کہ اسکے سینے پر انگلی پھیرتے پاس آئی اور قریب سے اسکی بھوری سرخ آنکھوں میں دیکھ کر مسکرائی۔۔

سنیں میں وہ کیا کہہ رہی تھی کہ آپ ڈی کے ہیں تو مجھے ٹی ڈی سے"

مشہور کر دیں ناوہ نامیں بھی آپ کے ساتھ کام کرنا چاہتی ہوں۔۔"معاً اسنے فرمائشی انداز میں کہتے اسکے سینے پر انگلی سے "توقیع" لکھتے اسکی طرف دیکھا۔۔

موت سر پہ تھی اسکی گن دماغ پر رکھی تھی اور وہ بیوقوف انوکھی فرمائشیں کر رہی تھی
دلاور کا سر چکرانا معمولی تھا اسکی بات پر۔۔اسے خود پر بھی جی بھر کر غصہ آیا کہ وہ اس پر غصہ کیوں نہیں کر پا رہا۔۔۔؟؟
اسے یہ تو سوچنا چاہیے کہ کیسے اس تک پہنچی؟ کل اس سے نفرت کرنے والی آج اسکے گھر میں اسکی بیوی کی حیثیت سے کیوں آئی ہے؟

کہیں وہ عشی سے مل کر اسکی بے گناہی کا پوچھنے کے بعد تو اس" تک نہیں پہنچی؟ لگتا ہے اسے فاطمہ سے پوچھنا پڑے گا۔۔
اسنے خود پر ضبط کرتے گن کو دیکھا کہیں یہ نقلی تو نہیں؟ یہی چیک کرنے کیلئے اسنے سیدھا سامنے رکھے بڑے سے واس کو نشانے میں لیکر فائر کر دیا۔۔

فضا میں ایکدم ہی اچانک ہی توقیع کے پیچھے "ٹھا" کی زلزلہ خیز آواز گونج اٹھی جیسے آسمان پھٹ گیا ہوا۔۔

آہہہ۔۔۔۔"اپنے خیالوں میں کھڑی الفت کی نگاہ سے اسے دیکھتی" اچانک پیٹھ پیچھے اسکے کارنامے سے چیخ کر اچھل کر چلاتی ہوئی اس پر چڑھنے کی کوشش کرتی دھاڑے مار کر رونے لگی۔۔۔
ہاہاہاہا۔۔۔"اس شیرنی لڑکی کی اچانک اس طرح بھیگی بلی والی" حالت سے روم کی فضا میں اسکا دلکش قہقہہ گونج اٹھا
بے ساختہ گن والا ہاتھ اسکی کمر میں حائل ہوا اور بالوں والا ہاتھ اسکے سر پر رکھ دیا گیا۔۔
یوں جیسے اسے محفوظ کرنے کیلئے حصارِ تحفظ دیا گیا ہو۔۔
توقیع اچانک اسکے ہنسنے پر مبہوت سی ہو کر اسکے چہرے کو دیکھنے لگی
....★جو کہ محظوظ ہوتا اسکی حالت پہ ہنس رہا تھا۔۔

معاً حصار میں ساکت وجود کا احساس کرتے وہ بھی ایکدم سے ساکت ہو کر ماتھے پر لاتعداد شکنیں، آنکھوں میں سرد مہری بسائے اسکے تاثرات، اپنے قہقہے سے انجان ہوتا۔۔اپنی گن کو دیکھنے لگا۔۔

سنیں" اسنے اشارے سے اپنی سمیت متوجہ کیا۔۔ اسکے "
" سنیں" پر دلاور نے کاٹ دار نظر ڈالی پر وہ اسے دیکھ کر دھیرے سے مسکرا دی۔۔

جاؤ یہاں سے ورنہ اس گن کی تمام گولیاں تمہارے سینے کے " آرپار ہوں گیں۔۔" وہ درشتگی سے کہتا گن اسکی پشت پر رکھتے اسکے وجود میں سرد لہریں دوڑا دیں۔۔

اگر مجھے مار کر آپکو خوشی ہوتی ہے تو مار دیں مجھے آپکی ہی ہوں مار دیں یا زندہ جلا دیں" آپکی مرضی میں افف نہیں کروں گی۔۔

کیونکہ نخرہ تو وہاں ہوتا ہے نا، جہاں ارمانوں سے لایا جائے۔۔ میں تو چل کر پیچھے سب کچھ چھوڑ کر، اپنی تمام کشتیاں جلا کر آئی ہوں اب آپکی ہوں کچھ بھی کر لیں میرے ساتھ۔۔۔

چاہے تو اپنے بچوں کو اماں بھی بنا لیں میں احتجاج نہیں کروں گی پر امس۔۔۔" وہ پانیوں بھری نگاہیں جھکاتی سرگوشی سے بولی۔۔

اسکے سینے پر انگلیوں سے اپنی مرضی سے جانے کیا کچھ لکھتی اسکے دماغ میں ایک جنگ چھیڑ دی۔۔

اسکے کان کھڑے ہو گئے تھے۔۔جب اسکی بچوں والی سرگوشی کو سنا۔۔
وہ چونک کر اسکے چہرے کو دیکھنے لگا جو شرمائی حیا سے سر جھکائے
کھڑی تھی۔۔
کان دلاور خان کے نہیں البتہ اسکے اندر بیٹھے دل کے کھڑے ہوئے تھے۔۔
وہ لڑکی آنکھوں سے ہی چالاک لگتی تھی بالکل اپنے اس شیطانی دماغ والے
بھائی کی طرح۔۔
اسے لالچ دے کر پھنسا رہی تھی جال میں جیسے مچھلی کو پھنسایا جاتا ہے۔۔پر وہ
جانتی نہیں تھی اگر وہ سمندر تھی تو وہ سمندر کو پینے والا شارک تھا۔۔

اگر تمہارے جسم میں مجھے انٹرسٹ ہوتا تو اپنے ماں باپ کے گھر"
میں ہی بیٹھی رو رہی ہوتی توقیع دلاور۔۔۔تو خبردار اب مجھے ایسی گھٹیا
چالوں میں پھنسایا میں نفس کا مریض نہیں۔۔"وہ انتہائی
نفرت سے اسکے چہرے کو دیکھ کر زہر اگلاتا ہوا بولا۔۔
توقیع کا دل اسکے غصے میں کہے گئے الفاظ پہ بے ساختہ
دھڑک اٹھا۔۔
یہی تو آپکے کردار کی پختگی مجھے یہاں تک کھینچ لائی ہے۔۔"وہ اسکی آنکھوں"

میں دیکھتی، معاً پاس ہو کر اسکی سانسوں سے سانس ملا کر، دلاور کا خاموش کروادیا۔۔

اسنے بے ساختہ اسکی جبرات پر اسکے گلابی ہونٹوں کو دیکھا، اور آنکھوں میں وہی رات والے منظر گھوم گئے تھے جب جب وہ اسکے نزدیک آیا تھا۔

جہاں دلاور کی نظریں اسکی گھنی پلکوں سے ہوتی ناک سے سرکتی ہونٹوں پر ٹھہر جاتیں وہیں توقیع نے بھی قریب سے اسکی بھوری آنکھوں میں دیکھا۔۔

اسکی صبح صبح سانسیں غصے سے دہک رہی تھیں، کچھ پھول بھی گئی تھیں غصے سے کہ وہ جھلساتی سانسوں کو محسوس کرتی زیرلب مسکرائی۔۔

اسنے اپنے جادو سے دلاور خان کو مسمرائز کر دیا تھا، وہ کچھ کر تو نہیں رہی تھی اسکے باوجود دلاور کے سر پر اسکا نشہ حملہ آور ہونے لگا۔ محبت کی طاقت تھی یا رشتے کا احساس اسنے بے ساختگی سے گن والے ہاتھ کے انگوٹھے کو اسکے گلابی رخسار پر پھیرا۔۔

توقیع کی پلکیں لرز کر جھک گئیں، اسکی عارضوں پر سجدہ زیر گھنی پلکوں کو اسنے مبہوت ہو کر دیکھا۔ وہ تو جیسے اسکی تنہا ویران رات کا خواب لگ رہا تھا۔ جو کہ وہ اپنے ماؤنٹین ہاؤس پر کھلے آسمان تلے چارپائی پر

پڑا دیکھتا تھا۔

وہ سوچتا تھا کہ زندگی کا کوئی تو ایسا لمحہ ہوگا جس میں وہ اس کے محبت سے سیراب ہو جائے گا۔۔

پر دوسرے پل وہ سر جھٹک دیتا تھا، کیوں اپنی خواہشات اپنی محبت پر وہ اسکی زندگی برباد کرے۔۔

اسے جا کر آباد کرنا تھا، اسے لوٹانا تھا واپس اپنے گھر، ابھی تو اسے آزاد کرنا تھا، اس طرح کہ اسے تکلیف بھی نا ہو اور وہ بھی خاموشی سے چلا جائے۔

پر اسکے اچانک آجانے اور اس سے محبت جتانے پر دلاور اب کیا کرتا۔۔؟؟

آہ۔۔"وہ محض ابھی اسکے دھڑکنوں سے دھڑکنوں کو ملانے کی جارت" سی کرنے لگی تھی کہ اسکے ارادوں اسکے اگلے قدم کو سوچتے ہی دلاور نے اسے پیچھے دھکیل دیا۔۔

وہ اپنا توازن برقرار نا رکھتے ہوئے سیدھا زمین بوس ہو گئی۔۔اس حملے سے درد کی وجہ سے کراہ سی گونج گئی تھی پر وہ اپنی آنکھیں رگڑ کر سیدھی ہو کر بیٹھی۔۔

جب تک اسکی طرف شکوہ بھری آنکھیں اٹھائیں تب تک وہ کترا کر کھڑکی کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا تھا۔۔
کھڑکی میں آتے اسنے سیدھا آسمان کو دیکھا، یہ اچانک کس طرح سے دعائیں قبول ہونے لگیں تھیں جب وہ ہار گیا تھا اپنی بہن کو واپس کر کے۔۔
جب اسنے ہتھیار ڈال دیئے تھے قسمت کے آگے تب اسنے اچانک اسکی ویران زندگی میں اسے رنگ بھرنے بھیج دیا تھا۔ پر رنگ بھرنے کیلئے جگہ کہاں بچی تھی؟ یا اسے کہاں دکھائی تھی وہ جگہ جس کی بنا پر وہ اس لڑکی کے حصول پر جنگ لڑنے کیلئے میدان میں آجائے۔۔۔
ہر طرف تو سیاہ رنگ بھرا ہوا تھا صرف ایک جگہ تھی رنگ بھرنے کیلئے اور وہ بھی کفن کی تھی جس میں رنگ بھر سکتی تھی۔۔ پر کبھی کفن میں رنگ بھرا جاتا تھا کیا؟؟

وہ وہاں سب کو آتے جاتے دیکھ رہا تھا، پر اسکی نظریں اسکی دھڑکنیں اسکی سانسیں حتیٰ کہ اسکا دل اسکے حق میں نہیں تھا۔ دلاور نے اسکی شرارت پر اندر دل کو اچانک اچھل کود کرتے

پھر اچانک ہی اسکے کترانے پر کروٹیں بدلتے روتے ہوئے محسوس کیا۔۔

اسکے بس میں تھا نہیں کہ وہ کمینے کو نکال کر باہر پھینک دیتا۔۔

دشمنوں پر الفتیں لٹانے چلا تھا۔۔جو کہ اچانک پیٹھ میں چھرا گھونپ دیتے تھے۔

کس وجہ سے صائم زیدی اپنی بیٹی کو یہاں چھوڑ گئے تھے کیا اسے اپنی بیٹی عزیز نہیں تھی؟ یا دونوں باپ بیٹی نے سوچا تھا اب جا کر اسے ایسے پکڑ لیں گے۔۔

اسکے رگوں میں اپنوں کیلئے نفرتیں پھر سے جاگنے لگیں، اسکی ماتھے کی رگیں، جبڑے بازو ہاتھ کی رگوں کو پھولا گئی۔

اگر اپنی جان پیاری ہے تو ابھی نکلو میرے گھر سے کہیں دفع ہو جاؤ" میری نظروں سے ورنہ ابھی شوٹ کر دوں گا سمجھی نہیں چاہیے تمہارا کھینچ کر آنا۔۔" وہ غصے غیظ سے کھڑکی کے پٹ پر ہاتھ مارتا ہوا بولا۔۔

توقیع نے روتے ہوئے اسکی پشت کو دیکھا۔۔

میں کہیں نہیں جاؤں گی یہاں سے سمجھے آپ۔۔" وہ اپنی" آنکھیں صاف کرتی الٹا اس پر روتی چلائی۔۔

" جھوٹ ہیں آپ آپکا ہر وعدہ۔۔"
مجھ سے کہتے تھے کبھی ساتھ چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔۔وہ لڑکی جھوٹی ہے آپ "
اچھے ہیں پر وہ سب کیا تھا؟ چلیں دفع کریں اس سب کو مجھے وہ سب
کچھ نہیں سننا۔۔
اگر اللہ نے میرے لئے، میرے کسی عمل کو پسند کیا ہوگا، اور اپنی
رحمتوں میں میرے کیلئے جگہ بنائی ہوگی تو وہ میں آپ کو دیتی
ہوں کہ خدا آپ کے سارے گناہ میرے نصیب میں لکھے اور
میرے تمام اچھے عمل کا ثواب آپکو دے دے پر پلیز دل مجھے خود سے
الگ نا کریں میں مر جاؤں گی۔۔
کیوں رحم نہیں آیا آپ کو مجھ پر؟؟؟"وہ لڑکھڑا کر اٹھی اور اسکے پاس آکر
اسکی پشت پر پیشانی ٹکا کر، سینے کے گرد بانہوں کا حصار ڈالتی سسکتی ہوئی
بولی۔۔

اسنے ضبط سے آنکھیں میچلیں۔۔کیسے اسے بتائے کہ اب اس میں
سکت نہیں کسی دھوکے کو برداشت کرنے کی کیوں نہیں سمجھ رہی تھی وہ؟؟
کیوں نہیں سمجھ رہی کہ دلاور خان ختم ہو چکا ہے۔۔اگر اس سے کھیلنے

اسے ہرانے آئی تھی تو اسے کیا معلوم کہ وہ کب کا ہار چکا ہے۔۔
اگر ناہارا ہوتا تو کیا اپنے جگر کے ٹکڑے اپنی لاڈلی سانسوں سے عزیز روتی ہوئی بہن کو خود سے دور کرتا؟ اپنے حق کیلئے نالڑتا؟ اپنے کردار کیلئے نالڑتا؟ پر ایک انسان جب ختم ہو رہا ہے پھر اگر اس کے ختم ہونے سے کسی کو فائدہ ہوتا ہے تو ہونے دے۔۔
اسکے کردار کو سالوں پہلے جوتوں لاتوں کے بیچ مسل دیا گیا تھا۔۔ اب کیا کردار اسکا؟ کیا لڑنا؟ کیا حق کیلئے رونا؟
حق جتاتا تو سب سے پہلے زیدی سے خان سے اپنی نازک سی چڑیا جیسے دل والی بہن کو نا چھین کر کہیں دور چھپ جاتا اسکے ساتھ۔۔

اگر تم برباد ہونا نہیں چاہتی تو یہاں سے چلی جاؤ توقیع!" وہ بے حس" ہو کر بولا۔۔ "اور مجھے کسی کے ثواب کی ضرورت نہیں ہے۔۔ سمجھی!! مجھ پر "احسان کرنے کی کوشش مت کرو۔۔
اسنے ناگواریت ناپسندگی سے کہا اپنے آگے بندھے ہوئے اسکے ہاتھوں کو کھولنے چاہا پر توقیع نے مزید اپنی پوری قوت سے جکڑ لیے۔۔
اسکے لبوں پر خود بخود اسکی حرکت پر مسکراہٹ سی آگئی۔۔ اسنے مسکراہٹ دباتے ہوئے سامنے دیکھا اور ایک گہرا سانس

خارج کیا۔

آپ بربادی ہیں؟" اسے ناکام ہوتے دیکھ کر توقیع نے آسودگی سے اسکی"
پشت سے اپنا رخسار لگاتے پوچھا۔

وہ اسے رات بھی آنکھ کھول کر دیکھ چکا تھا، جس طرح وہ سمٹی ہوئی اسکے بازوؤں میں پڑی ہوئی تھی۔ اسنے خواب سمجھ کر اسے خود میں جذب کرتے آنکھیں موندلیں تھیں کہ صبح وہ سحر ٹوٹ جائے گا اور رات کا خواب بھی ختم ہوجائے گا پر وہ ابھی تک موجود تھی۔۔۔

کیسے بھگائے اسے؟ کس طرح ضدی بند کر آئی تھی جیسے پوری تیاری کرکے۔۔

ہاں۔۔" اسنے سرد لہجے میں اقرار کیا۔۔ واقعی بربادی تو تھا، اسکی"
بہن خود کہہ کر گئی تھی جسے وہ کیسے ٹھکرائے۔۔

چلیں ٹھیک ہے پھر مجھے منظور ہے برباد ہونا۔۔" وہ تیار ہوگئی۔۔"

وہ جو کھڑکی کے دونوں پٹ پر ہاتھ ٹکائے کھڑا باہر گھاس کھاتے ہوئے گھوڑوں کو دیکھ رہا تھا اسکے اقرار پر مٹھیاں بھینچلیں۔۔

سوچ لو میں سچ میں برباد کردوں گا تمہیں؟" اسنے پلٹتے ہوئے اچانک"
اسکی گردن دبوچ کر چہرہ مقابل کردیا۔

میں کرونا نہیں ہوں سائیں جسے ویکسین سے ختم کرلوگے۔۔ میں" تو قسیع دلاور ہوں۔۔ مجھے خود سے اگر اب الگ کیا تو میری موت کے ذمہ دار آپ خود ہوں گے۔۔" وہ جتا کر اسکی آنکھوں میں دیکھتی نڈر بے خوف ہو کر بولی۔۔

دلاور کے لبوں پر استہزائیہ مسکراہٹ بکھر گئی۔۔

پر تو قسیع بھی سوچ کر آئی تھی اسکے پچھلے رویوں کو دیکھ کر کہ ڈٹ جائے گی، ڈھیٹ بن جائے گی۔۔ بالکل نڈر ہو جائے گی پر اسے جیت جائے گی۔۔

ہونہہ جاؤ مر جائو۔۔" وہ سر جھٹک کر بے حسی سے بولا۔"

مطلب سے اسے یہاں سے نکالنے کا تھا۔ تاکہ وقت پر اپنی فلائیٹ سے یہاں سے جا سکے۔۔

اگر آپ ایسے بول کر مجھے جتانا چاہتے ہیں کہ آپ کو مجھ سے محبت" نہیں رہی تو ٹھیک ہے نا کریں مجھ سے محبت۔۔ پر میں تو آپ سے کرتی ہوں نا۔۔ میں یہاں آپکو جیتنے آئی ہوں، اگر دم ہے تو مجھے ہرا کر دکھائیں۔۔ خود کو ثابت کر دیں کہ آپ واقعی مجھ سے محبت نہیں کرتے۔۔ اور مجھے ہرا کر دکھا دیں۔ یوں بزدلوں کی طرح بھاگا کر یہی ثابت کر رہے ہیں کہ آپ

توقعیع دلاور سے ڈرتے ہیں۔۔۔"وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی چیلنج کر گئی اسے۔۔

وہ پھولے تنفس کے ساتھ اسے گھور رہا تھا کہ وہ اسے للکار رہی ہے۔۔

کہا نا نفرت کرتا ہوں میں تم سے تمہارے وجود تمہارے اپنوں" سے کتنی بار کہوں نہیں چاہیے تم مجھے، آئی سمجھ؟؟؟

اب نکلو میرے گھر سے۔۔ نہیں مانتا میں تمہیں بیوی یا کوئی ایسا ویسا رشتہ۔۔۔

زبردستی تھی تمہارے باپ کی مجھ سے وہ نکاح کروانے کی۔۔ نہیں ہے مجھ تم سے کوئی محبت۔۔ مجبوری تھی میری تمہارے ساتھ محبت کا ڈھونگ کرنے کی۔

بیوقوف ہو؟؟ عقل نہیں تم میں؟ دکھادی میں نے تمہیں اپنی اصلیت۔۔

کہا تھا نا ساری خوشیاں چھین لوں گا تمہارے اپنوں سے۔۔ اور اسکے لیے ہی آیا تھا سمجھی تمہارے لیے نہیں۔۔

اگر میرے پچھلے رویوں سے کوئی خوش فہمی دماغ میں بسائی ہے تو اسے نکال دو۔۔

تمہیں چھونے تمہارے قریب آنے کی وجہ یہ تھی کہ تم حسین ہی

اتنی ہو اور میں ٹھہرا نفس پرست بندہ۔۔ بار بار تمہیں دیکھتے بہک جاتا تھا۔۔

پر اب جو بہکا تو بہکوں گا نہیں بلکہ تمہارے پور پور کو زخم ناسور بنا دوں گا اس لیے بہتر ہے کہ مجھے درندہ بننے پر مجبور مت کرو۔۔۔ اور ابھی اسی وقت یہاں سے دفع ہو جاؤ پھر ایسا نا ہو کہ بعد میں ساری زندگی روتی رہو اپنی بربادی پر۔۔" اسکے نفرت انگیز اظہار پر توقیع نے ڈبڈبائی نظروں سے اسے دیکھا۔۔

وہ وہی زہر اگل رہا تھا جیسا وہ پہلے اگل چکی تھی۔ یہی سوچتے اسکی آنکھوں سے آنسوں ٹوٹ کر گالوں پر گرے۔۔ پر وہ بزدل نہیں تھی کہ ابھی سے ہمت ہار جائے۔۔

اسکی ماں کہتی تھی کامیاب اور مضبوط وہ عورت ہے جو اپنے شوہر کا دل جیت لے اور اسکا گھر آباد کر دے۔ پھر وہ ایسی مضبوط لڑکی ہونا چاہتی تھی اپنے بڑے بھائی کے آگے فخر سے جانا تھا نا کہ ہارتے ہوئے۔

انہوں نے مان رکھ کر اسے یہاں بھیجا تھا بھلا توقیع کیسے اپنے بھائی کا مان توڑتی۔ انکے ذرا سا ناراض ہونے پر جان جاتی تھی اسکی۔۔

ٹھیک ہے میں آپ سے کوئی شکوہ نہیں کروں گی۔۔ آپکی عزت "

ہوں مار دیں نوچ لیں آپ کی مرضی ہے پر میں اپنی کشتیاں جلا کر آئی ہوں پیچھے مڑ کر ابھی نہیں دیکھوں گی۔۔"وہ آنسوؤں پر ضبط کرتی ہوئی بولی۔۔

بکواس کر رہی وہ بھی میرے آگے۔۔"اسکی ہٹ دھرمی دیکھ کر وہ وہ" غصے سے پاگل ہونے لگا۔۔اچانک بے دردی سے اسے پیچھے دھکیلتے اسکے سنبھلنے سے پہلے ہی ہاتھ فضا میں اٹھایا ہی تھا کہ اچانک وہ گھبرا کر وحشت زدہ ہوتی چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر اسے سن کر گئی۔۔

آپ نے قلب والا وعدہ کیا تھا مجھے کبھی نہیں ماریں گے۔۔"وہ" لڑکھڑاتی پھوٹ پھوٹ کر روتی ہوئی بولی۔۔

اس پر نشان چھوڑنے دردنگی دکھانے کیلئے اٹھے ہوئے ہاتھ کے ساتھ گن بھی گر گئی۔۔دلاور خان کے وجود سے بچی کچی جان بھی اپنے الفاظ یادوں سے نکال گئی۔۔

وہ ایسا کیوں کر رہی تھی؟اس ادھورے سے شخص کے پاس کیوں آئی تھی؟اگر" کوئی پلان تھا اسکا تو صاف کہہ دے وہ دل نکال کر ابھی اسکی ہتھیلی پر "رکھ دے گا پر ایسی محبت بھری ایکٹنگ تو نا کرے۔۔۔

نہیں جانا چاہتی تم یہاں سے ؟؟" کچھ دیر روم کی فضا میں اسکی "
سسکیوں کے علاوہ موت جیسا سکتا تھا۔ پر وہ کب تک خود پر ضبط
رکھتا معاً اسے خاموش کروانے کیلئے اسنے بظاہرہ غصے سے مگر
جان بوجھ کر اسکے چہرے سے ہاتھ ہٹانے کیلئے، کلائیاں جکڑ کر
چہرے سے دور کیں اور دوسرے ہاتھ سے اسکی ٹھوڑی دبوچ کر چہرہ
سامنے کر دیا۔۔

وہ بھیگا بھیگا سا میدے جیسی رنگ میں دکھ تکلیف میں
شدت سے رونے کی وجہ سے رنگت میں گلابیاں، چھوٹی سی
ناک کا بھیگنا، آنکھوں کا جھپکنا۔۔
اور چھوٹی سی بچی کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونا۔۔۔

دلاور کی نظریں اسکے معصوم سے چہرے پر ٹھہر گئیں۔۔
وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا رب نے کیا سوچ کر اسے اتنا خوبصورت بنا دیا
تھا۔۔
اپنے ماں باپ کے حسن کو وہ پورا خود میں جذب کر کے آئی تھی۔۔ اوپر

سے نیلی آنکھیں بالکل کسی نیلے کانچ کی طرح لگ رہی تھیں جو کہ ابھی بھیگی پلکوں کے ساتھ غضب ڈھا رہی تھیں۔۔

زیوروں کے نام پر محض ایک گردن نیکلس، پاؤں میں پازیب۔ دلہن کے لباس میں شاید تھی بھی ننگے پاؤں۔۔

"ڈر نہیں لگتا مجھ سے؟" اسکا سرسری سی نظر میں معائنہ کرتے ہوئے اسنے اچانک اسے جھٹکے سے اپنی سمیت کھینچا اور سرد لہجے میں پوچھا۔

توقیع دہل کر اسکے سینے سے لگتی ہاتھ کندھوں پر رکھے۔

"تم سے پوچھ رہا ہوں ڈر نہیں لگتا موت سے؟" اسنے غصے سے پوچھا توقیع نے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا۔۔ اور سوں کرتے ہوئے اسکی آنکھوں کو پٹر پٹر دیکھ رہی تھی کہ اچانک انہیں کیا ہو گیا۔۔

"موت تو برحق ہے اس میں ڈرنے والی کیا بات ہے۔۔ ڈرنا تو انسان کو اپنے اعمال سے چاہیے۔۔ پر یہ بھی نہیں بھولنا چاہیے رب بے پرواہ بے نیاز بادشاہ ہے۔۔ وہ رحمٰن رحیم ہے معاف کرنے والا ہے۔۔

اسکے بندے پتھر ہوتے جا رہے ہیں جبکہ وہ پھر بھی اپنی رحمت کے

دروازے وسیع رکھتے ہیں۔۔

اور رہی آپ سے ڈرنے کی بات۔۔جب محبت کی ہے سہنا تو پڑے گا۔۔ چاہے درد ہو چاہے جدائی۔۔برداشت کرنی پڑتی ہے۔۔"وہ مسکراتی ہوئی تحمل سے گویا ہوئی۔۔

ہونہہ!اچھا باشن کر لیتی ہو۔۔"وہ استہزائیہ آخر میں ہنسا۔۔" "کسی اسکول میں ماسترانی لگ جاؤ وہاں سے کچھ مل جائے گا پر میں ٹکے کا واہ بھی نہیں کہوں گا سمجھیں۔۔

اور کیا کہہ رہی تھی کشتیاں جلا کر آئی ہو ہاہاہا۔"وہ دہراتا ہوا قہقہہ لگا اٹھا۔۔ بیوقوف سمجھا ہوا ہے مجھے؟"وہ محظوظ ہوتا اسکے گال انگوٹھوں سے صاف" کرنے لگا۔۔

تو آپ بن جائیں نا میرے سٹوڈنٹ۔۔ایگزام کے جواب تو سب" دیتے ہیں آپ دنیا کو جواب دیں زندگی کو جواب دیکر دکھائیں۔۔"وہ اسکی شروع والی بات کو پکڑ کر اپنی ناک ہاتھ کی پشت سے رگڑ کر اس سے بولی۔۔

دلاور اسکی ناک کو دیکھتے الرجک ہو کر یہاں وہاں نظریں پھیر لیں۔۔

تمہیں دکھادوں گا تمہاری ضد کا انجام جاؤ ناک صاف "
کرو۔۔" وہ غصے سے اسے پیچھے دھکیل کر غصے سے اپنے کپڑے لیکر باتھ روم
کی طرف بڑھ گیا۔۔

سنیں!!" توقیع نے سنبھل کر ہڑبڑاتے ہوئے اچانک اسے پیچھے سے "
پکارا۔۔ دلاور کے قدم بے ساختہ اسکے " سنیں " پھر تھم سے گئے۔۔
دل نے بھاگ دوڑ شروع کر دی اسکی پکار سے۔۔

اب کیا اندر چلنا ہے؟ یہاں کی کشتی بھی جلا چکی ہو گی۔۔" اسنے "
چبا کر چبھتے ہوئے طنزیہ مگر خونخوار انداز میں پوچھا وہ دوپٹے سے
ناک صاف کرتی سٹپٹا گئی۔۔

نہیں وہ میں کہہ رہی تھی میں نے ناشتہ لگا دیا ہے آپ ریڈی ہو کر "
آجائیں جلدی ساتھ کرتے ہیں۔۔" وہ اسکے جواب پر شرم سے
نظریں جھکا کر بولی۔۔
دلاور اندر تک اسکے ڈھیٹ پن سے زچ ہو گیا۔۔
وہ ایسا کیوں کر رہی تھی؟ کیا اسے اس فضول حرکتوں سے اسے

ایمپریس کرنا چاہتی تھی؟
وہ چار قدموں کو فاصلہ مٹا کر کندھے پر کپڑے رکھے پینٹ کی جیب میں ہاتھ پھنسا کر اسکے مقابل آ گیا۔۔

تمہارا مستقبل بتاؤں؟" وہ اس سے بولا۔۔"
توقیع نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔ اور ہولے سے مسکراتی نفی کر گئی۔۔
یہ خدا کا کام ہے مستقبل کو جاننا۔۔ ہم بندے ہیں انکے، انکے "
غلام ہیں، ہم میں اتنی طاقت نہیں کہ اسکی قدرت کو جان سکیں۔ یہ غلط بات ہے دل میں نہیں چاہتی آپکے لبوں سے اب کوئی غلط بات نکلے۔۔
اسلیے میرے مستقبل کو رب پر چھوڑ دیں البتہ یہ ضرور بتائیں کہ آپ کے کیا ارادے ہیں؟" وہ نرمی سے مسکراتی دلاور کے دل کو ساکت کر گئی۔۔
اسے ایک خوف نے آن گھیرا کہ وہ لڑکی ضرور اسے مات دے جائے گی۔۔
یہ ضد یہ ہٹ دھرمی یہ محبت کے دعوے بہت مہنگے "
پڑیں گے تمہیں توقیع زیدی! میں تو چلا جاؤں گا پیچھے تم ساری عمر

خود کو اپنی ہی اس بیوقوفی پر کوستی رہو گی۔۔" اسنے جتایا۔۔
پر مدھم سا مسکرائی۔۔
"یہ تو میرا رب جانتا ہے کہ حقیقت کیا ہے۔۔ انہوں نے ہمیشہ کہا ہے اپنے بندوں سے کہ مایوسی کفر ہے۔۔ مایوس نہیں ہونا اپنے رب سے۔۔
تو بس میں کبھی مایوس نہیں ہوئی۔۔ میں نے جیتنے کی چاہ رکھی ہے انہوں نے اس سے بڑھ کر مجھے دیا ہے۔" بول رہی تھی مگر وہ بن کچھ کہے مڑ گیا جب اچانک اسنے پھر سے روکا۔۔
"سنیئے۔۔۔" وہ مسکراہٹ دبا کر بولی۔۔
"فرمایئے؟" وہ طنزیہ مگر غصے سے پلٹا۔۔

"وہ میں کہہ رہی تھی کہ اگر آپ کہیں جانے کا سوچ بھی رہے ہیں تو یاد رکھیئے گا کہ اب اکیلے کہیں بھی جانے نہیں دوں گی بلکہ آپکے پیچھے پیچھے آپکا سایہ بن کر چلوں۔۔
جہاں دلاور ہو گا وہیں توقیع سانس کے گی ورنہ یہ سانسیں بھی اس پر حرام ہیں۔۔" وہ کہہ کر رکی نہیں بلکہ بہتے آنسوں سے لہنگا ہاتھوں میں تھام کر روتی ہوئی ایکدم روم سے نکل گئی۔۔۔

پر جاتے جاتے دلاور خان کو بھی پڑ تا دیا پیچھے آنے کی بات پر۔۔
خدا نا کرے۔"اسنے فوراً سے رب کو حامی کیا۔۔"
اگر یہ بقایا زندگی باپ کو دینے کی رب سے پہلے التجا نا کی ہوتی تو اسکی اس بات سے رب سے گڑ گڑا کر اسے اپنی مزید چلتی سانسیں بھی سونپ دیتا۔۔
پر وہ اسکے پیچھے آنے کی بات تو نا کرے پاگل۔۔
کچھ دیر میں اسے نکلنا تھا۔۔ گھر کے کلائنٹ آنے والے ہوں گے۔۔
اسے اندازہ تھا اسکے پاس محض دو گھنٹے تھے فلائیٹ کیلئے۔۔
وہ باتھ روم میں جلدی سے باتھ لیکر باہر نکلا۔۔۔ایک ہاتھ سے سر کے بال تولیے سے رگڑتے ہوئے دوسرے سے الماری کے اوپر رکھے سوٹ کیس کے ساتھ بیگز کو اٹھا کر بیڈ پر رکھا۔۔
اور تولیہ گلے میں ڈالتے ہوئے جلدی سے سائیڈ ٹیبل دراز سے اپنی گولیاں نکالیں اور ایک وزن نکال کر اسنے بغیر کچھ کھائے خالی سے پیٹ میں اتار دیں۔۔۔
دوائی کھا کر اسنے اپنی تمام چیزوں کو اٹھا کر بیگز میں ڈال دیا تولیے سمیت، گن اٹھا کر بیلٹ میں لگائی اور چلتا وارڈروب کے سامنے کھڑا ہوا۔۔

اپنے تمام تہہ شدہ اور ہینگ ڈریس نکال کر وہ لے آیا یہاں اور فوراً سے بیگ میں رکھ دیئے۔۔وہ تیزی سے اپنی پیکنگ کر رہا تھا تبھی روم کی طرف بڑھتی اسکی پازیب کی چھنک کو سنا۔۔

اپنی پازیب سے وہ اسے فوراً سے متوجہ کر گئی تھی اگر یہ آواز باہر ہوتی تو کتنے لوگ متوجہ ہوتے اسکی طرف۔۔اسنے سوچ کر جبڑا بھینچ لیا۔۔

ہمیں کہیں جا رہے ہیں دل؟ آپ ناشتہ کرنے نہیں آئے؟"بیس" منٹ ہو گئے اسے انتظار کیے اسکا، جب مزید وقت گزرنے کا احساس ہوا تو خود ہی یہاں آ گئی۔

پر روم میں اسکے لئے نیا دھماکہ تیار تھا۔وہ پیکنگ کر رہا تھا تو مطلب وہ جا رہے تھے یہاں سے پر کہاں؟؟؟

ہاں! پر ہم نہیں صرف میں۔ میں جا رہا ہوں یہاں سے۔۔"اسنے" اپنے الفاظ کے ساتھ توقیع کو سن کر دیا خوف سے۔۔

ککک کہاں؟"وہ تڑپ کر اندر بھاگ آئی۔۔"

کہاں جارہے ہیں دل آپ یہاں سے؟ او۔۔ اور میں؟" اسے بیگ "
کی زپ بند کرتے دیکھ کر وہ ہراساں ہو گئی جلدی سے اسکے ہاتھوں کو پکڑ
لیا۔۔
دلاور نے رک کر اسکے ہوائیاں اڑے چہرے کو دیکھا اور پھر اسکے
کپکپاتے ہوئے ہاتھوں کو۔۔
اب یہاں میرا کوئی کام نہیں تو لوٹ کر جارہا ہوں۔۔ آیا تھا تم لوگوں "
کو برباد کرنے پر تم لوگوں تو پہلے ہی۔۔۔
خیر میرا کام ہو گیا ہے۔۔ اور اب مجھے۔۔۔" اسکی بات مکمل
نہیں ہوئی تھی کہ توقیع نے روتے نفی کرتے ہوئے اسکے لبوں کو ہاتھوں تلے دبا
دیا۔۔

اگر آپکو انہیں سزا دینی ہے تو مجھے لے جائیں نا ساتھ وہ خود میرے لیے "
تڑپ جائیں گے اور آپ بھی اپنے سکون سے بدلہ لے لیجئے گا۔۔
پر پلیز صرف آپ نہیں، ہم۔۔۔" وہ التجائیہ گڑگڑائی۔۔
اسکی نیلی پانیوں بھری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے دلاور خان نے ایکدم
اسکی کمر میں بازو حائل کیا اور اسے جھٹکے سے پاس کھینچ کر
دوسرے ہی لمحے اسکے دانتوں میں دبے ہوئے ہونٹوں پر جھک گیا۔

توقیع نے تو اچانک انکے حملے، اس افتاد پر سانس ہی روک لی اور مضبوطی سے اسکے چوڑے کندھوں کو تھام لیا۔۔

پر وہ ایک ہاتھ سے اسکے وجود کو تھامے دوسرے سے بیگ سامنے بیڈ سے ہٹاتے ہوئے ایکدم اسکے وجود کے ساتھ بیڈ پر گرا اور توقیع کے سمجھنے سے پہلے اسکی کلائیوں کو اچانک ہی کسی چیز سے باندھ دیا۔۔

دل!!"وہ دہل کر چیخی۔۔"

پر وہ ایک تمسخرانہ نظر اسکے سانسیں بھرتے وجود پر ڈالتا، اسکے گلابی اسکی شدت سے لرزتے ہوئے سرخ ہوتے گیلے ہونٹوں پر انگلی پھیری اور نمی سمیٹ کر وہ اٹھ کر کھڑا ہوتا پاس رکھی شرٹ کو اسکی آنکھوں میں دیکھتے پہننے لگا۔۔

توقیع اپنی بندھی کلائیاں دیکھتی خوف سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

جہاں وہ بالوں میں برش پھیر کر شرٹ کی آستین کے کف بند کرتا اسکے اوپر ہی لانگ بلیک ہڈی کو پہنا۔۔ جسکی پشت پر بڑے لکھا تھا "MR.DK" سے الفاظ میں گمراہی طریقے سے

.جو کہ کافی غور کرنے کے بعد سمجھ آتا تھا۔

اسکی رات برباد سی شخصیت کو اچانک ڈی کے کی شخصیت میں وہ اپنی

آنکھوں کے سامنے بدلتے دیکھتی حیران ہو گئی۔

اسنے کلون پھر سے اسپرے کیا، ساتھ ہی اسکے پاس آتے بیڈ پر بے دم پڑی ہوئی توقیع پر بھی اسپرے کرتا پاس کھلے بیگ میں پھینکا۔۔

اسے ہمیشہ اپنی چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی عزیز ہوتی تھی۔وہ بالوں میں برش کرتا بلیک شوز پہن کر کلائی میں مہنگی گھڑی پہنتے بالکل تیار۔۔ ڈی کے اسکے سامنے تھا۔۔اسنے پاس آکر توقیع کے پاس اپنا بلیک شوز میں مقید پاؤں رکھا اور چوڑے ہاتھ کو اسکے سامنے پھیلایا۔۔

اسکی بھوری آنکھوں میں دیکھتی توقیع نے ڈر ڈر کر اپنے بندھے ہوئے ہاتھ سونپے تھے۔اور دوسرے پل اسکے منہ سے "آہ" نما کراہ گونج اٹھی جب اچانک ہی اسنے اپنی سمیت کھینچا اور دوسرے ہی لمحے وہ اسکے کندھے پر تھی۔۔

اسکے چوڑے کندھے پر لٹکتے ہوئے اسکی جان ہوا ہو گئی۔۔وہ بے ساختہ اسکے اٹھنے سیدھا ہونے پر چیخ پڑی پر اسنے ایک بھی غلط نگاہ یا توجہ اس پر نا دی۔۔

ناشتہ؟؟"ڈائننگ ہال کے سامنے سے گزرتے اپنی بنی ہوئی فرسٹ "
رسوئی کو یوں ہی وہیں انتظار میں دیکھتے وہ سر پر کہنی مار کر رونے لگی۔۔
جانے کہاں کے جا رہا تھا۔۔ کہیں یہاں سے لے جا کر اسے واپس
اسکے گھر تو پھینکنے نہیں جا رہا تھا؟
یہ سوچتے ہی وہ با آواز بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔
مجھے آپ کو چھوڑ کر کہیں نہیں جانا سنا آپ نے؟؟؟"وہ مسلسل "
اسے ہاتھ مارتی رو رہی تھی۔
وہ بالکل بہرہ بن کر دہلیز پار کرتے سیڑھیاں اتر کر اپنی گاڑی کے سامنے
بیگ نیچے گھاس پر رکھتے جیب سے کیز نکالتے ڈور اوپن کیا۔۔
دوسرے ہی سیکنڈ کندھے پر پڑے اس بے بس وجود کو فرنٹ
سیٹ پر پٹخ دیا۔اور ساتھ ہی ٹھا کی آواز سے دوڑ بند کر دیا

آپ نہیں جانتے دل مجھے آپکے بغیر رہ کر بہت تکلیف ہوتی ہے۔۔"
میں نہیں رہ پاتی ایک رات بھی سکون سے۔۔ہزاروں لمحے پلوں کی یادیں
مجھے ستاتی ہیں پلیز مجھے خود سے دور مت کریں۔۔چاہے تو اپنے ہاتھوں
سے مار دیں یوں تو نا کریں۔۔۔"اسکے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالنے گاڑی

اسٹارٹ کرنے پر توقیع نے روتے ہوئے اسکے بازو کو تھام کر اسے جھنجھوڑ دیا۔۔

جب اسکی حرکت پر ناگوار نظر اس پر ڈالتے ہوئے اچانک وہ جھٹکے سے گاڑی روک گیا۔۔
اور لب یونہی سیلے ہوئے رکھ کر اسکے چلتے ہوئے منہ پر بھی ٹیپ لگا دی۔۔
توقیع کی تو پوری آنکھیں پھیل گئیں جب اسنے منہ کے بعد ہاتھ جوڑنے کے اسٹائل میں سیدھے کر کے ان پر ٹیپ لپیٹ دیا۔۔
اور پھر اسکا معائنہ کرنے لگا کہ کہیں کوئی اور تو جگہ نہیں تھی بولنے کی۔۔ پر اب آنکھیں کیسے بند کرتا۔۔ پریشانی ختم دیکھ کر گاڑی اسٹارٹ کرنی چاہی ہی تھی کہ وہ اس جھٹکے کو برداشت نا کرتے ہوئے اچانک لہرا کر اسکے آغوش میں آ گئی۔۔

اور اسنے اسکے بیہوش وجود پر افسوس کرتے ہوئے سیٹ کو سیدھا کیا اور اس پر لیٹا کر اسکی کمر اور شانوں کے گرد سیٹ بیلٹ باندھ دی کہ کہیں وہ گر نا جائے۔۔

اب بالکل سکون دیکھتے گاڑی میں، وہ بھی پر سکون ہو کر گاڑی اسٹارٹ کر چکا تھا۔۔ وو ڈ ہاؤس کو پیچھے چھوڑتے اسکی گاڑی تیز رفتاری سے کسی جہاز کی طرف فضاؤں سے ریس لگانے لگی۔۔

وہاں موجود ششدر کھڑے لوگوں نے اس پر اسرار سے سیاہ پوش شخص کو اچانک گھر میں سرخ کپڑوں میں ملبوس لڑکی کو کندھے پر ڈالے گاڑی میں منتقل کرتے اور پھر وہاں سے جہاز کی سپیڈ سے غائب ہوتے دیکھتے رہ گئے۔۔

کسی میں ہمت نہیں تھی آگے بڑھ کر اس بندھے ہوئے ہاتھوں والی دلہن کو بچا سکیں، پور برائیڈ اسکے کندھے پر ہاتھ مارتی اپنے بچاؤ کی کوششیں کر رہی تھی۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

آپ یہاں سے شفٹنگ کر رہے ہیں؟" وہ نیچے لاؤنج سے صائم زیدی کے " ساتھ ٹی پی کر کچھ صورتحال میں انٹرسٹ لیکر ان سے جان کر افسوس کرتی، انکے چینج کرنے جانے پر چلتی اپنے روم کی طرف جا رہی تھی معاً سامنے ہی، ڈارک بیلو شرٹ جو کہ اسکے بازوؤں وسیع سینے سے چپکی ہوئی تھی جس سے اسکے سینے کے سکس پیک،

ملزواضح نمایاتھے۔ بیلوہی پینٹ پہنے آستین فولڈ کیے وہ ملازمہ کو ساتھ ہدایتیں دیتا جارہاتھا کہ ایک پل کو اسے دیکھ کر رف حلیے میں بھی باذل ریلنگ پر ہاتھ رکھے مبہوت ہوگئی تھی۔۔

اسکے بولنے کا مغرور سا انداز، اسکی پروقار سی چال، کہنیوں تک فولڈ آستیں، اور چوڑی کلائی میں موجود مہنگی برانڈڈ واچ۔۔

وہ خود ہی ایک ڈائمنڈ پیس تھا، پر اسکی بیوی بیوقوف کو اسکی قدر ہی نہیں تھی۔ یہ تو اس احمق کے ساتھ چلے ہزاروں کی نظروں کا مرکز بن جائے۔۔

باذل کو اپنی قسمت پر رونا سا آنے لگا، وہ اسے دیکھتی جارہی تھی جب پاس سیڑھیوں کی طرف بڑھتے صام نے مسلسل نظروں کی تپش پر ذرا سی اچٹی نظر اسکی سمیت اٹھائی۔۔

وائیٹ پینٹ پر اسٹائلش بلیک اسکرٹ، ہاف سلیو شارٹ شرٹ، کلائی میں مختلف موتیوں والے بلیک وائیٹ بریسلٹ، گلے میں بلیک موتیوں والا نیکلس۔۔ بوب کٹ گرے بال، اور کرسٹل آنکھوں میں اسکی شخصیت کو سمائے خاموش سی کھڑی اپنی بھابھی کو دیکھتے ایک لمحے تو صام لب بھینچ گیا۔۔

جانے کیسے اسکے سادہ نفیس طبیعت کے بھائی نے اس ماڈرن لڑکی کو

پسند کر لیا تھا کبھی کبھی تو سوچ کر صام کو تعجب سا ہوتا۔۔
ان دونوں میں ایسا کچھ محسوس ہی نہیں ہو رہا تھا جس سے لگے دونوں میں محبت یا کچھ ہے۔ تائی اماں تو جاتے ہوئے اسکے مسلسل روم لاک کر کے رہنے پر اسکی مام سے اس ہٹ دھرم بہو کی وجہ سے ناراضگی جتا گئی تھی۔
بہر حال کچھ بھی تھا، وقت کے ساتھ اصلیت سامنے آ ہی جاتی ہیں، کمزور رشتے ٹوٹنے میں سیکنڈ نہیں لگاتے۔۔ اگر اس چالاک سی مغربی لڑکی نے اسکے بھائی کو کسی قسم کا بلیک میل یا زبردستی کی ہو گی تو وہ اسکی زندگی اجڑن کر دے گا پھر بھلے سامنے حیدر شاہ آئے یا اسکا اپنا باپ ہی کیوں نا۔۔
اسکے پاس سے گزرتے ہوئے صام نے ابرو اٹھا لی سوالیہ۔۔
باذل کو تو توقع نہیں تھی کہ وہ اسکی طرف متوجہ بھی ہو گا۔۔ اسکے پاس آنے، سوالیہ دیکھنے پر اسنے بوکھلا کر پوچھا۔۔
السلام علیکم! صارم سے بات ہوئی؟" اسکے سوال کا جواب دینا ضروری نا" سمجھتے ہوئے اسنے الٹا سوال کیا۔
باذل بے ساختہ شرمندہ ہونے پر جھینپ سی گئی۔۔ "وو۔۔ وعلیکم السلام نو۔۔" اسنے ہڑبڑا کر جلدی کہا۔

وہ اسکے چہرے کے تاثرات پر ہولے سے ہنس پڑا۔۔
باذل نے اسکے ہنسنے پر جھٹکے سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔ کہیں
خواب تو نہیں دیکھ رہی تھی۔۔
تم لوگ جاؤ ایک مٹی کا کترا مجھے وہاں دکھنا نہیں چاہیے!" اس"
نے پیچھے کھڑے ملازمین سے کہا۔۔ وہ فوراً سے مؤدب سر ہلا کر وہاں
سے نکلیں یہ شکر رب کا کرتے کہ وہ انکے سر پر نہیں کھڑا ہوا۔۔
وہ چھوٹی بہو کو دعائیں دینے لگیں جسنے اسے بیچ میں ہی روک لیا تھا۔۔۔
صارم کو کیسے پسند کیا؟" وہ اسے ساتھ چلنے کا اشارہ دیتا سیڑھیوں"
پر اپنے بوٹ میں مقید پاؤں رکھتے پوچھنے لگا۔۔
باذل کو ایکدم سے جھٹکا لگا۔ اسکے سنجیدہ سوال پر اسکے وجود میں
سرسراہٹ دوڑ گئی اسکے پیچھے اٹھتے ہوئے پاؤں تھم گئے۔ اور یہاں وہاں
دیکھتے حلق تر کیا۔۔

کیا ہوا؟ آؤ" اسے پیچھے ہی رکتے دیکھ کر اسنے بغیر مڑے اسے حکم دیا۔۔"
"باذل خود کو رب کے سپرد کرتی اسکے پیچھے آئی۔۔"جی
وہ سیدھا آکر لاؤنج میں بیٹھ گیا اسکے ساتھ۔

بور تو نہیں ہو رہی اکیلے گھر میں؟" اسنے مقابل بیٹھنے کا اشارہ"
دیتے پوچھا۔ باذل کو لگا جیسے پروفیسر کے سامنے وائی وا میں بیٹھی ہو۔۔

نہیں انکل ابھی آئے تھے اور پہلے سے بہت لوگ موجود تھے یہاں۔۔ اینی"
"وے آنٹی کہاں ہیں؟
وہ کیا کہتی۔۔ کیسے جواب دیتی۔۔ اسکے جواب خود اسے اچھے نہیں لگ
رہے تھے۔
ہر کوئی مصروف تھا اپنے اپنے بکھیروں میں صبح تائی اماں حویلی والے
بھی نکل گئے تھے اسکے بعد وہ روم سے فریش ہو کر نکلی تھی کہ وہاں اسے اپنے
سسر یعنی صائم زیدی مل گئے۔۔
اسنے گڈ مارننگ کہا جس پر صائم زیدی نے آگے بڑھتے اسکی پیشانی
چومی اور بیٹی کی طرح حصار میں لے جا کر اسکے ساتھ ٹی بھی پی بلکہ کافی
ساری باتیں کیں اور سٹڈی کا پوچھا۔۔
اسے کافی اچھا لگا تھا ان سے باتیں کر کے۔۔ ابھی وہ گئے تھے کہ پھر سے صمصام
زیدی اسے واپس نیچے لے آئے تھے۔

وہ اپنی بھابھی کے گھر یعنی تمہاری اکلوتی نند توقیع دلاور خان کے"

سسرال میں ہیں۔۔" اسنے تفصیل جواب دیا تاکہ وہ سب کو جان سکے۔۔

ریئلی بٹ توقیع کے گروم کا نام در۔۔۔"
نہیں دلاور ہے وہ آؤٹ آف کنٹری ہوتا ہے۔ اور ابھی توقیع بھی وہاں" گئی ہوئی ہے۔ میں نے سوچا بعد میں کسی سے معلوم پڑے تم ہرٹ ہو ایزاے فیملی میمبر تمہیں بتا دیا۔۔" اسنے اسکی بات کاٹ کر اسے آگاہ کرتے اس ٹاپک کو یہیں کلوز کر دیا کہ باذل نے کچھ کہنا چاہا بھی تو صام نے خاموش کروا دیا۔

میرے پہلے سوال پر غور کر کے جواب دو تب تک میں بلیک کافی" منگواتا ہوں۔۔" اسنے اس سے کہتے ملازمہ کو بلایا اور اسے دو کافی کا آرڈر دیا۔۔ باذل چاہ کر کے بھی انکار نا کر سکی اسے کہ وہ ابھی انکل کے ساتھ ٹی پی کر بیٹھی ہے۔۔

لو میرج۔۔" اسنے ملازمہ سے کپ تھامتے اسے جواب دیا۔"
پہل کس کی طرف سے ہوئی؟" وہ اشارے سے کپ سامنے" ٹیبل پر رکھنے کا کہتا باذل سے مزید بولا جس پہ اسنے گرم گرم کڑوی کافی کا

بڑا سا گھونٹ حلق سے اتار لیا۔۔

مم۔۔ میری طرف سے۔۔" جس طرح کا صارم کا انداز تھا وہ" خود ہی کہہ اٹھی کیونکہ وہ جانتی تھی اسنے انسلٹ کی تھی اگر صارم کے اظہار کا کہتی تو ضرور کوئی یقین نا کرتا۔۔

اسکے بغیر کچھ کہنے اسے دیکھنے پر باذل کو اندر ہی اندر گھبراہٹ ہونے لگی۔۔ اور صام بھی جانتا تھا وہ پہلی شخصیت تھی جس کے سامنے وہ اپنی باتیں دہرا رہا تھا تو محض اپنے بھائی کی پسند کی وجہ سے۔۔

کیا پڑھتی تھی اور آگے کیا ارادے ہیں؟" اسنے پھر سے سوال کیا۔۔ باذل" کو اپنا انٹرویو ہی لگا اس شخص کے سامنے۔

بی ایف اے کر رہی تھی۔۔ کرنا ایم ایف اے چاہتی تھی بٹ ڈیڈ وہاں سے" لے آئے۔۔" اسنے جواب دیا۔

ہمم!" صام نے سن کر سر ہلایا۔۔" صارم میں انٹرسٹڈ تھی، پر"

اس سے پہلے سابقہ ہی یونیورسٹی میں ایڈمیشن لیا تھا جو تمہارے ڈیڈ کینسل کروا چکے تھے کیونکہ وہ چاہتے تھے تم یہاں پڑھو اسکے باوجود شادی کے ایک دن پہلے تم نے تین بار یونی میں ایڈمیشن کیلئے اپلائے کیا تھا اینی ریزن؟" اسکا سنجیدہ لہجے میں پوچھا گیا سوال بازل کے ہوش۔۔ اسے سن کر باذل ایکدم سے بری طرح کھانسنے لگی۔

چھوٹی بہو پانی لیں۔۔۔" ملازمہ اسے کھانستے ہوئے دیکھ کر کچن سے بھاگ آئی پر وہ سامنے بیٹھا وجود خاموش جواب کے منتظر تھا۔

کیا آپ مجھ پر نظر رکھ رہے ہیں؟" ملازمہ کا ہاتھ جھٹک کر اسنے پوچھا۔
ضروری لگا! کیوں تمہیں کوئی ایشو ہے؟ کافی اچھا بیہیو تھا تمہارا وہاں بلکہ پوزیشن ہولڈر ہو سن کر کافی اچھا لگا۔۔ پر وہاں دوبارہ اپلائے کرنے کی وجہ کیا یہاں سے جانے کا پلان ہے؟" اسنے سراہتے ہوئے سیدھا پوائنٹ پر آیا تھا جس کیلئے تمہید باندھی تھی اتنی۔۔
باذل سانس روکے اسے دیکھتی رہ گئی تھی۔ دو منٹ میں وہ اسکے دماغی پلان تک پہنچ گیا تھا اگر مزید دو منٹ اسکے ساتھ باتیں کرتی تو یقیناً

یہ بھی جان جاتا کہ اسکی طرف سے محبت نہیں بلکہ کھیل کر کے اس بلیک میل سے شادی کی تھی۔

میرے دوست کی کزن تمہارے ساتھ ہی پڑھتی تھی ایک ہی یونی" ایک ہی ڈیپارٹمنٹ میں۔ کچھ مجھے جاننے کا تجسس ہوا تو تمہارے پروفیسر سے بات کرلی۔" اسکی رنگت بدلتے دیکھ کر صام نے اسے ریلیکس کیا۔۔

و۔۔۔"

"السلام علیکم۔۔"

باذل نے ابھی سوچا تھا کہ اس سے اپنی خواہشات کا اظہار کر کے وہ یہاں سے جائے۔۔ یا صارم کی ہی کوئی شکایت لگا دے۔۔ رب نے کتنا اچھا موقعہ دیا تھا اسے۔۔ صائم زیدی اور گھر کے بڑے بیٹے صمصام زیدی کی صورت میں۔۔

اسے اس موقعہ سے فائدہ اٹھانا ہی چاہیے تھا پر ابھی "و" کے نکلتے ہی لاؤنج میں قدم رکھتے صارم زیدی کی سنجیدہ آواز گونجی۔

باذل نے آواز پر کچھ چونک کر اسکی سمیت دیکھا۔

بازو پر اوور آل ڈالے بلیو لائیز والی شرٹ پر بیلو پینٹ بلیک شوز تھکا

سا وہ انہیں دیکھتے سلام کرتا وہاں سے گزرنے لگا۔

وعلیکم السلام صارم!" صام جواب دیتا اٹھ کھڑا ہوا پر صارم ناراضگی"
سے چہرہ انکی سمیت سے موڑ کر جانے لگا۔۔

میں تم سے ہوں صارم؟؟" اسکے نظر انداز کرنے پر صام کو غصہ تو"
بہت آیا پر وہ ضبط کرتا اسکے پیچھے جانے لگا۔۔

اور مجھے کچھ نہیں سننا۔۔" صارم نے بغیر رکے کہا۔"
اگر تم نہیں سنو گے تو تھپڑ لگاؤں گا۔" اسنے دھمکی دی۔۔"
لگا دیں تا کہ احساس تو ہو مجھے اور آپکو کہ میں بھی آپکا بھائی ہوں اس"
گھر کا بیٹا ہوں اور توقیع کا بھائی ہوں بڑا نا صحیح ایٹلیسٹ اتنا تو بڑا ہوں کہ
اسے بارے میں جان سکوں۔۔" وہ اچانک مڑ کر انکے سامنے آتا
غصے دکھ سے پھٹ پڑا۔
صائم زیدی بھی روم سے تیار نکلتے ان دونوں کو مقابل دیکھتے پریشان ہوئے۔۔
صارم تمیز کرو بڑا بھائی ہے تمہارا!" اسکے لاؤڈ ہونے پر انہوں نے ٹوکا۔"
آئی نو ڈیڈ کہ یہ میرے بڑے بھائی ہیں۔۔ اور صرف میں ہی مانتا"

ہوں کہ یہ میرے بڑے بھائی ہیں نا کہ یہ مانتے ہیں کہ میں انکا چھوٹا بھائی ہوں۔" وہ کہتے کہتے چپ ہو گیا اور ایک ناراض خفگی بھری نظر ڈالتے اسکی مونچھوں تلے مسکراہٹ دیکھ کر لب بھینچ گیا۔

آپکو فرق نہیں پڑتا کہ میں ناراض ہوں خفا ہوں یا اینی تھنگ۔ آپکے لئے" بس آپکی بہن آپکے ماں باپ ہی امپورٹنس رکھتے ہیں نا کہ میں۔۔" وہ غصے سے تیز کہتا بغیر رکے وہاں سے سیڑھیاں چڑھ گیا جبکہ پیچھے صائم زیدی اور صمصام کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

تم ناانصافی کرتے ہو اسکے ساتھ۔۔" صارم سے متفق ہوتے صائم زیدی" کوٹ کے بٹن بند کرتے بولے۔
صام نے سنجیدہ ہو کر انہیں دیکھا۔" آپ کون؟" وہ انجان بن گیا۔۔
صائم زیدی نے غصے سے اسے دیکھا۔۔ اور گھورتے ہوئے وہاں سے جانے لگے کہ ایک یہی تو کھوتا تھا جو کہ اپنے باپ کو بھی شرمندہ کر دیتا تھا۔۔
وہ جان گئے تھے رشتے لینے پر وہ انجان بن کر پوچھ رہا تھا آپ کون؟ اپنی ماں سے پوچھنا میں کون" وہ بڑبڑاتے غصے سے وہاں سے نکلے۔۔ باقی"

"سب سے بات کر رہا تھا باپ نے ہنس کر بات کی تو" آپ کون انہیں غصہ اپنی مولانی پر آرہا تھا جسنے اس نمونے کو جنم دیا تھا۔ بیٹا پیدا کیا تھا یا شوہر کو باپ کی کمی محسوس کرتے دیکھ کر باپ ہی پیدا کر کے دے دیا۔

میری بیوی کب آرہی ہے؟" انکے پیچھے جاتے صام نے یاد آنے پر" پوچھا۔ صائم زیدی نے اس مطلبی شخص کے مخاطب پر مٹھیاں بھینچ کر پیچ و تاب کھاتے دیکھا۔

اسے ہی لینے جا رہا ہوں۔۔" انہوں نے خفگی سے کہا تا کہ وہ سوری کر لے" اپنے باپ سے۔۔
ہمم! احسان نہیں کر رہے، جس پر تھینکس کہوں۔۔ بہر حال جلدی" آیئے گا میں انتظار کر رہا ہوں۔۔" وہ کہتا اندر چلا گیا اور صائم زیدی پیچھے اسے دیکھتے رہ گئے۔۔

اسکی اتنی غصے میں بیٹھی بیوی کو منا کر لانے جا رہا تھا اور یہ کہہ "رہا تھا" احسان نہیں کر رہے

باذل ان سب کو دیکھتی اتنا زبردست موقعہ ہاتھ سے جاتے دیکھ کر مایوس ہو گئی تھی۔۔

باذل!" کچھ سوچ کر صمصام زیدی نے پکارا۔"

باذل نے اس پکار پر چونک کر دیکھا جہاں بیک سائیڈ کی طرف جاتے اچانک رک کر اسے مخاطب کیا تھا۔

جی!" وہ انسان اسے بار بار شاکڈ کر رہا تھا۔ کل کو ایک سرسری نظر" نا دیکھنے والا آج اسے اتنی توجہ دے رہا تھا۔

وہ کافی اٹھا کر اسکے لیے لے جاؤ!" اسنے اپنی کافی کی طرف اشارہ دیا۔" باذل نے نظر گھما کر کپ کو دیکھا۔

اسکا دل چاہا کہہ دے وہ کیوں کے جائے اس جنگلی جانور کیلئے کافی لیکر۔۔ پر اسکا حکم بھی وہ ٹال نہیں سکی۔۔

اسے لگ رہا تھا اس گھر کا وہ مین فرد تھا جسکے استعمال سے وہ صارم زیدی کا ٹکٹ کٹوا سکتی تھی یا وہ اسکی وجہ سے یو کے واپس جا سکتی تھی۔

اوکے۔" وہ سر ہلا کر ٹیبل کے پاس آئی اور اس کافی کو ٹھنڈا دیکھ کر" ملازمہ سے دوسری کافی بنوا کر ٹرے میں لیے سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی۔

اسنے روم میں قدم رکھا تبھی وہ بھی باتھ لیے باتھ روم سے باہر نکلا تھا۔ روم میں داخل ہوتی باذل شاہ کو دیکھتے صارم کی نظریں اسکے سر اپے سے ہوتی ٹرے میں موجود کپ پر آئی۔
وہ چونکا ضرور تھا پر یہ بھی اندازہ تھا کہ شاید پھر سے ذلیل کرنے کیلئے لائی ہو۔۔ اسلیے ہی سر جھٹک کر وہ آئینے کے سامنے آکر بالوں میں برش کرنے لگا۔۔
ناشتہ وہ ہاسپٹل میں کر کے آیا تھا البتہ کافی کو دیکھ کر طلب ضرور ہوئی تھی اسکی۔۔ وہ جونہی بالوں کو سیٹ کر کے پلٹا تو سامنے ہی وہ صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے کافی کا مگ لبوں سے لگائے مزے سے کافی کے سپ لیتی میگزین دیکھ رہی تھی۔۔
اسے کافی خود پیتے دیکھ کر صارم ٹھٹھک گیا۔ کیونکہ وہ جس انداز میں لائی تھی اسے تو لگا تھا شاید اسکے لئے لائی ہو گی

پر شکر اس سے کچھ نہیں کہا تھا ورنہ خوامخواہ شرمندگی کا سامنہ کرنا پڑتا اس بدلحاظ بدتمیز لڑکی سے۔ اڑتالیس گھنٹوں کی ڈیوٹی دیتے وہ بالکل تھکن سے چور ہو گیا تھا۔

آرام کی نیت سے بیڈ کی سمیت بڑھا۔

پیپر زریڈی کروائے؟" وہ تکیہ ٹھیک کر کے لیٹنے والا تھا تبھی وہ اسکی" سمیت دیکھے بغیر انگلش میگزین کی سرخیوں پر نظریں دہراتی اس سے بولی۔۔

میگزین کی ہیڈ لائنز صمصام زیدی تھا، اور سحر ش تارڑ جسنے ہر طرح سے راستہ بند دیکھ کر لائیو آتے ہاتھ جوڑ کر رات ہی کسی پہر معافی مانگی تھی اور اپنے بیان میں یہ بہانہ بنا دیا کہ اس کا صمصام زیدی سے کوئی تعلق نہیں ہم دونوں ایک دوسرے کو کبھی جانتے نہیں تھے صمصام زیدی کے خلاف بیان دینے کیلئے اسے بلیک میل کیا گیا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ کون تھے وہ لوگ پر اسے اپنوں کے قتل کی دھمکی ملی تھی جس وجہ سے اسنے مجبوراً صمصام زیدی کے خلاف لائیو آکر وہ سب کچھ کہہ دیا تھا۔۔

صمصام نے بلیک میل سن کر اس کیس میں رات ہی خصوصاً

آئی جی سندھ کو انوال کیا تھا تاکہ اسکے کردار پر لگے یہ دھبہ ٹھیک سے ختم ہو جائیں۔۔

البتہ یہ ابھی بھی ناممکن تھا کہ سحر ش پاک سے نکل سکتی تھی، پہلے تو وہ جو بھی فلائیٹ بک کرواتی وہاں کی طرف سے اسے یہی جواب ملتا کہ آپ فی الحال پاک چھوڑ کر نہیں جا سکتی اگر آپ نے پھر کوئی فلائیٹ بک کروانے کی کوشش کی تو آپ پر کیس مضبوط ہو سکتا ہے اور یہ ثبوت ہوں گے آپکے خلاف کہ آپ صمصام زیدی پر الزام لگا کر اب بھاگنا چاہتی تھیں۔۔
اسنے تو کافی جگہ فلائیٹ بک کروانے کی کوشش کی تھی اور اب اس سے خوفزدہ تھی کہ یہ سب ثبوت ہوں گے اسکے خلاف پھر تو اسے جیل ہو جائے گی اور اب اسکا کریئر۔۔
یہی سوچتے اسنے لائیو آکر صمصام زیدی سے معافی مانگ لی تھی۔۔کافی عوام نے اسے لعنتیں دیں جبکہ کافی لوگوں نے اس سے ہمدردی جتائی۔۔
پر اسے خوف یہ تھا کہ کیس ابھی کلوز نہیں ہوا تھا۔۔

کاغذات؟"صارم نے اسے دیکھ کر ابرو اٹھائی"

تمہاری ڈیتھ کے نہیں ہمارے طلاق کے۔۔" اسنے میگزین پٹختے غصے سے "
کہا۔
اوہ!" وہ سن کر اثبات میں سر ہلا تا لیٹ گیا۔۔"
میں نے تمہیں بتانے کیلئے نہیں کہا جو سر ہلا کر لیٹ رہے ہو"
مجھے جواب دو کہاں ہیں پیپرز۔۔۔" وہ غصے سے چیخ پڑی اس پر۔۔
وہ ابھی تو اسکی بالکل سننے کے موڈ میں نہیں تھا پر کیا کرتا۔۔ صارم
زیدی تھا۔۔ صمصام زیدی نہیں کہ ایک منٹ میں مقابل کی بولتی
بند کر دے۔۔
اگر آکر میرا سر دباؤ گی تو میں کل سوچ سکتا ہوں اس بابت ورنہ ابھی"
خاموش رہو میں تین دن سے سویا نہیں ہوں آرام کرنے دو مجھے۔۔" اسنے
پر سکون لہجے میں کہتے کشن سر پر رکھ دیا۔۔۔

واٹ؟؟" باذل کی چیخ بے ساختہ تھی۔۔ اور ہوتی بھی کیوں نا یہ پہلا"
انسان تھا جو کہ خود کہہ رہا تھا اس سے آکر سر دبا دو۔۔۔ میننز کہ وہ اسکا
سر دبا کر اسکا کام تمام کر دے۔۔
کتنا زبردست موقعہ تھا۔۔ پر کیا پتا وہ ایسا کر لے اور بعد میں"
"اسے خود جیل میں جانا پڑے۔۔

اب کیا لکھ کر دوں؟" اسکے چیخنے پر وہ زچ بد مزہ ہوتا بولا۔۔"
تم سریس ہو؟؟" وہ کپ میگزین رکھ کر فوراً سے اسکے بیڈ کے پاس"
آکر پوچھنے لگی۔۔
اسکا چہرہ ہونقوں کی طرح تھا۔۔ اور وہ اسے تک رہی تھی۔۔ جسے سنتے
صارم نے آہستہ سے منہ سے تکیہ ہٹا کر اسے گھورا۔۔
نہیں میں تو مذاق کر رہا ہوں۔۔ کیوں عزت کم ہو رہی ہے تمہاری"
میرا سر دباتے ہوئے؟" اسنے طنزیہ پوچھا۔
ہیں بھلا اسکی کیا عزت کم ہو گی وہ تو خود کہہ رہا تھا اب گناہ تو"
اسے خود ملے گا کیونکہ کہنے والا تو وہ خود تھا۔۔" باذل نے اسکی آنکھوں میں دیکھ
کر اندر سے کمینگی خوشی سے سوچا۔۔۔
واٹ یو مین؟ آر یو شیور مسٹر صارم کہ۔۔۔۔" اسنے اپنے ہاتھ آگے"
کیے جن پر لمبے تیکھے سے ناخون تھے وائیٹ نیل پولیش والے۔۔
دماغ نا کھاؤ سر دبا!" وہ اسکی بکواس سنتا اسکی بیچ میں ہی کاٹ کر"
بولا۔۔۔
کھی وہ کیوں کھائے گی اسکا مریضوں سے بھرا ہوا دماغ۔۔ جس میں"
فیلو فیور کف جانے کیسے کیسے مریض بھرے پڑے ہوں
گے۔۔" اسنے ابکائی روکتے سوچا۔۔

میں ایسے نہیں دبا سکتی مجھے کسی پر لکھ کر دو۔۔" باذل نے اس سے کہا۔۔"
صارم نے خاموشی سے مسکین صورت سے اسے دیکھا۔
کون سا بندہ اپنی بیوی کو لکھ کر دیتا ہے کہ یہ لو چٹ پکڑو اور سر"
دباؤ۔۔ کیا تم اندھی ہو؟ یا بہری ہو جسے میں لکھ کر دوں تبھی سمجھے گی۔۔؟؟"
اسنے ناگواریت سے چبھتے ہوئے پوچھا تھا جانتا تھا پھر سے کوئی
بکواس سوچ کر بیٹھی ہو گی۔۔
آر یو شیور کہ دبا دوں تمہارے مام ڈیڈ خفا تو نہیں ہوں گے؟" وہ بہت"
سیریس ہو کر پوچھ رہی تھی۔ صارم نے بے بسی سے اسکے چہرے کو
دیکھا۔
جانے کس گناہ کی سزا تھی وہ تو اب تک نہیں سمجھ پایا تھا۔۔
کرلی ہو گی کسی مریض کی دلآزاری تبھی تو وہ متھے چڑھی تھی۔۔
جا نکل بس اب اور سر درد کر رہی ہو۔۔ نکلو اپنا علاج کروائو۔۔""
اسنے ہاتھ جوڑتے اپنا رخ بدلنا چاہا کہ وہ اس سنہری موقع کے ہاتھ سے
جانے پر ایک دم ہڑبڑا گئی۔۔
ایک منٹ میں دباتی ہوں ویٹ۔۔۔" وہ ہڑبڑا کر بیچ میں چیختی"
اچانک ہی اسکی گردن پوری قوت سے دبوچ گئی۔۔

اسکے اچانک جان لیوا حملے پر صارم بل کھا کر اچھلا۔۔ اسکا چہرہ سرخ تو پڑا حیرت سے آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھنے لگا جو سنجیدہ تاثرات سے اسے دیکھتی پوری طاقت سے گلا گھونٹتے اسکا کام تمام کرنے کی جدوجہد میں تھی۔۔

"یہ کیا کر رہی ہو پاگل عورت دور رہو مجھ سے۔۔ زیادہ تیز دباؤ پر وہ اچھل پڑا اور ایکدم اسے خود سے دور کرتے کھانستا ہوا اٹھ بیٹھا۔۔
"واٹ ربش پاگل عورت کسے بولا۔۔ تمنے تو کہا تھا سر دباؤ۔۔" باذل اسکے دھکیلنے پر سنبھلتی غیظ و غضب سے چلائی۔۔

وہ خونخوار اس پر چڑھ دوڑی۔۔۔ صارم نے ٹھٹھک کر گردن سہلاتے ہوئے شاکڈ جھٹکے سے اسکے چہرے کو دیکھا۔۔

"ون منٹ! میں نے کب کہا تمہیں میرا گلا دباؤ؟" وہ صدمے کی کیفیت سے اسے دیکھتا بولا۔۔ اسنے خود اس پر جان لیوا اٹیک کیا تھا اور اب اس پر الزام لگا رہی تھی۔۔

تمنے ابھی بولا میرا سر دباؤ پھر سر تو تمہارا یہاں ہے؟" اسنے اردو"
میں کہتے خود ہر ضبط کرتے اسکے سر کو پکڑا۔۔
سر دباؤ کی معنی تو یہی تھی نا دبا کر مرڈر کر دے۔۔

ورنہ کیوں کوئی سر دبانے کا کہتا۔۔۔"اسنے ہونہہ کر کے سوچا۔۔"
اسے لگا تھا وہ گھر والوں سے ناراض ہے اور زندگی سے بھی سو سائیڈ نہیں
کر سکتا تو ہو سکتا ہے اس سے کہا ہو گا۔۔

اسکی اردو پر صارم نے بمشکل امڈتی ہوئی ہنسی کو روکا۔۔
مجھے پاگل کتے نے کاٹا ہے جو میں تم سے بولوں گا مجھے مارو اتنے برے دن نہیں"
میرے ہاں البتہ ایسا ہو سکتا ہے کہ تم نا ایسا کہو۔۔"وہ لفظ چباتے کہا
ہاں تو کھا داہو گا کتے کو مجھے کیوں بولا۔۔بد تمیز شیخص۔۔"اسکے الفاظ عیجب تھے"
جو اسنے اردو میں ادا کیے تھے۔۔
اب کتنے کاٹا ہو گا کہا تھا یا کتے کو اسنے کاٹا ہو گا تھا انگلش لہجے میں
اسکا شیخص کہنا صارم کا قہقہ بے ساختہ چھوٹا۔۔

باذل نے غصے خفگی طیش سے سرخ ہوتے اسے دیکھا۔۔
تم اردو کو معاف کرو لائق نہیں ہو ہماری اردو بولنے کیلئے بھی۔۔یوں لگتا ہے"
جیسے ہماری اردو کی توہین کر رہی ہو اپنے سانپ جیسا زہر رکھتے ہونٹوں سے۔۔"وہ
استہزائیہ قہقہہ لگاتا اسکا دل جلانے کیلئے خاص کر کے اس سے
انگلش میں کہا تھا تاکہ وہ سمجھ کر جل بھن سکے۔

تم باسٹرڈ۔۔۔"وہ اسے مارنے کیلئے بیڈ پر چڑھ کر غراتی ہوئی اسے پر"
جھپٹی تھی کہ قہقہہ لگاتے ہوئے صارم اسکے چڑنے جلنے پر محظوظ ہوا۔۔
وہ جیسے قہقہہ لگاتا باذل کے تن بدن میں آگ لگ جاتی۔۔وہ اسکا
منہ نوچنے کیلئے اپنے ناخون اسکے چہرے پر مارنے کی کوشش میں تھی
پر صارم نے ہنستے ہوئے اسکی دونوں کلائیاں مضبوط ہاتھوں کی گرفت میں
جکڑ لیں۔۔
پر اچانک ہی باذل اسکے سینے پر گھٹنے رکھتی دھرام سے اسے بیڈ پر گرا
چکی تھی اور اپنے وزن کے ساتھ اسکے سینے پر موجود کلائیاں چھڑوانے کی
خونخوار کوشش کرتی گلا دبا کر اسکا کام تمام کرنا چاہتی تھی۔۔
جھٹکے سے کلائیاں آواز کرواتی اس میں کامیاب بھی ہو گئی تھی پر
اچانک ہی اسنے اسکی کلائیاں آزاد کرتے اسکی ٹانگوں کو پکڑ کر پیچھے کھینچ

دیا کہ اگلے لمحے باذل سرکتی "آہ" کرتی اسکے سینے پر گر گئی۔

تم۔" وہ دھاڑنے لگی تھی پر اس سے بھی تیزی سے صارم نے اسے بیڈ" پر منتقل کیا دوسرے پل اسکے اوپر آکر اسکی گردن سے بال ہٹاتے اپنا چہرہ اسکی گردن میں چھپایا، اور اسکی خوشبو میں ایک گہرا سانس بھرا کہ باذل سن ہو کر بے جان اسکے سانس کھینچنے پر بے دم آنکھیں موند گئی

میں؟؟" اسکے بے جان ہونے پر اسنے اکساتے ہوئے اسکی گردن" میں موجود موتیوں والے نیکلس کو دانتوں میں جکڑ کر دفعتاً کھینچا کہ درد سے باذل کی چیخ کے ساتھ موتیں سارے بکھر کر بیڈ پر گر گئے۔۔
دور رہو جنگلی جانور۔۔۔ وائلڈ مین۔۔ سٹوپڈ۔۔" اسکی بے دردی سے نیکلس" توڑنے پر باذل سسک کر اسکی پیٹھ پر ہاتھ مارتی اسکے شانوں کو دبوچ کر دور کرنے لگی پر وہ دور ہونے کے بجائے مزید اسکے قریب آگیا جسے محسوس کرتے وہ کچھ چونکی اور اسکے چہرے کو دیکھا۔۔۔

جو بھی ہوں تمہارا نصیب ہوں اب برداشت کرو مجھے۔۔" وہ تمسخرہ اڑاتا"

ہوا اسکے ہاتھوں کو پکڑ کر بیڈ سے لگاتے اپنے دہکتے ہونٹ اسکی گردن پر رکھ کر سہلائے۔۔

باذل کے تن بدن میں کرنٹ پھیل گیا۔۔وہ ہراساں ہو کر کسمسائی اسکے لمس پر۔۔

"چ۔۔ چھوڑ۔۔۔" وہ آنکھیں موند کر گہرا سانس بھرتی اسکے سینے میں سمٹ کر بڑبڑائی۔۔

"ایسے کیسے؟" وہ اسکی بند آنکھوں کو دیکھتا اسکی گردن پر جا بجا اپنے ہونٹوں کا لمس چھوڑتے باذل کے وجود کو سن اور ہونٹ حلق کو خشک کر دیا گیا

وہ خاموش پڑی تھی، وہ چھو ہی اس شریر انداز میں رہا تھا کہ وہ خونخوار سی لڑکی بے دم بے بس ہو گئی تھی۔۔

اسنے اچانک اسکی بند لرزتی پلکوں کو دیکھتے شہ رگ پر ہونٹو کے ساتھ ہی مونچھوں کو سہلایا وہ لبوں پر زبان پھیرتی اسکی انگلیاں میں سختی سے انگلیاں پھنسا کر گہرا سانس بھر گئی۔۔

"مرڈر ایسے نہیں کرتے جیسے تم کر رہی تھی۔۔ میں بتاؤں مرڈر کیسے کرتے ہیں؟" وہ سر اٹھا کر اسکے کان میں جھکتا گویا ہو کر کان کی لو کو سختی سے دانتوں میں دبوچ لیا کہ وہ بل کھا کر اچھلی پر آزاد نا ہو سکی۔۔

یہ کیا کر رہے ہو تم" وہ درد سے ناخون اسکی ہاتھ کی پشت میں چبھا کر" تڑپتی بولی۔۔

جب اسنے اسکی لو کو لبوں میں سہلایا، درد کی جگہ ایک سرور نے اسکے من کو چھوا جسے برداشت کرنا اسکے بس کی بات نہیں تھی۔۔

انجانے احساس سے بھاری ہوتی پلکوں کو اٹھا کر باذل بہت مشکل سے اسکے چہرے کو دیکھنے لگی۔۔ اسکے وجود میں کپکپی سے طاری ہونے لگی آہستہ آہستہ سے۔

لہجہ تو گھمبیر ہونے کا احساس تھا پر اب جان ہوا ہوتی پلکیں بھی بوجھ سے بار بار گر جاتیں۔۔

بب۔۔ بلیک مین۔۔" اسکی سانسیں پھولنے لگی۔۔ وہ خود کو بیمار" محسوس کرنے لگی تبھی گھبرا کر اسے پکار بیٹھی۔۔

پر وہ اسکے شولڈرز پر ہونٹ رکھتا بد مزہ ہونے کے بالکل موڈ میں نہیں تھا۔۔

اسنے جب مزید جان مشکل میں ڈالتے اسکے ٹخنوں پر پاؤں کا انگوٹھا سہلایا وہ چیخ پھڑ پھڑا کر اٹھنے بھاگنے لگی پر اسنے مسکراتے اسکی تمام راہیں مسدود کر دیں جسے دیکھتے باذل نے پوری آنکھیں وا کیں اور سامنے خمار آلودہ نگاہوں سے خود کو تکتے ہوئے صارم زیدی کو ہراساں

خوفزدہ ہو کر دیکھا

ڈاکٹر۔۔"وہ اپنے پاؤں سمیٹ گئی جس سے وہ مسکرا کر ایک بازو اسکی"
کمر میں حائل کرتے اسے اپنی سمیت کھینچ لیا۔۔اور ہولے سے اسکے
وجود کی حرارت پر مسکرایا۔۔
ہوں۔۔"اسکے گالوں سے بال سمیٹ کر اسنے وہاں اپنے دہکتے ہونٹ رکھے"
اور آہستہ سے دانتوں سے اسکے نازک رخسار کو دبایا باذل نے "سی" کر کے تکیے کو
مٹھی میں دبوچ لیا اور اسے پانیوں بھری نگاہوں سے دیکھا

"I'm not feeling well. Please let me go. I really have a fever."
وہ بھرائے لہجے میں التجائیہ بولی۔۔صارم نے سن کر مسکراہٹ
دبائی۔۔
اور اسکی ناک سے اپنی ناک سہلاتے انگوٹھے سے اسکی گردن کی شہ
رگ سہلانے لگا اسکی کمر میں موجود کا ہاتھ اسکی کمر کو بھی
سہلانے لگا تھا۔۔
وہ نا صرف خود ہی بے خود ہو رہا تھا اسکے روئی سے وجود، لمس خوشبو
احساس میں پر ان سب احساسات سے انجان باذل کو بھی

خوفزدہ کر رہا تھا۔۔۔

لیو می بلیک مین۔۔۔۔ مجھے مام کے پاس جانا ہے پلیز چھوڑو۔۔"وہ"
روتی اسے پیچھے کرنے کیلئے مچلنے لگی۔۔
صارم نے الجھ کر اسے دیکھا۔۔"ایسا بھی کیا کر دیا جو بچوں کی طرح ری
"ایکٹ کر رہی تھی۔۔

باذل!!!"اسنے منہ کو پکڑ کر اسے جھنجھوڑا جس پر وہ بھیگی آنکھیں کھولے"
اسے دیکھنے لگی۔۔
ہاہاہاہا۔۔۔"صارم کا قہقہہ اچانک روم کی فضا میں گونج اٹھا۔۔"
ایکٹنگ کر رہی ہو تا کہ آزادی پا سکو مکار عورت!"اچانک اسنے غصے سے"
دھاڑتے ہوئے اسکے منہ کو مٹھی میں دبوچ لیا۔
اسکے اس پلوں نے جیسے پچھلے زخم نوچ لیے تھے صارم زیدی کے۔۔وہ جو نرمی
برتنے کے موڈ میں تھا اچانک اسکی ٹھوڑی کو پکڑ کر بے حس جابر
بن کر اسکے چہرے پر جھک گیا۔

اسکی آنکھوں میں اسکے وہ بولڈ بیٹے لمحے گزرے۔۔۔

اسنے اپنی پکڑ میں شدتیں بھر دیں باذل کی آنکھیں تو پھیل گئیں تھیں سانس بھی سینے میں کہیں دب کر رہ گئی۔۔۔

اب کبھی تم اچھا فیل نہیں کر سکتی یہ دماغ میں بٹھالو اپنے۔۔"
نفرت کرنے لگا ہوں میں تم سے باذل شاہ۔۔بہت شدید
نفرت۔۔ تم یہ جو بار بار چہرہ بدل کر آرہی ہو اس سے مجھے سخت
"نفرت ہے۔۔۔
تم رو پڑو تو مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔ مجھے اب اگر ڈسٹرب "
کیا تو میں تمہاری جان نکال دوں گا۔۔" اسنے سرد لہجے میں اسکا
جبڑا دبوچ کر کہا تھا۔۔
اور سر کے بالوں کو مٹھی میں پکڑتے ایک بار پھر اسکے نازک سے
ہونٹوں پر ستم ڈھانے لگا۔۔ اسنے تو اسکے ساتھ ایسا نہیں کیا تھا
جتنی وہ بے دردی دیکھا رہا تھا اسے۔۔
اسکے کاٹنے پر وہ سسکیاں دبائے رونے لگی تھی۔ پر وہ اسکی سننے کے ذرا سے موڈ
میں نہیں تھا۔ اسکی گردن پر دانت گاڑنا تو کبھی اسکے گالوں ہونٹوں پر۔۔
وہ پور پور زخمی کر دینا چاہتا تھا پر وہ کر نہیں پایا۔۔
اسکی کلائیوں کو پکڑ کر سر کے اوپر رکھتے اپنے ہونٹوں اسکے گلابی شدت سے

لرزتے لبوں پر رکھ کر وہ اسکی سانسیں سینے میں اتارتا ہوا خاموش پڑا تھا۔۔

بازل نے بھیگی پلکیں اٹھا کر اسکی بند آنکھوں کو دیکھا۔۔ اسی لمحے صارم زیدی نے بھی اپنی بھوری سنجیدہ آنکھوں میں دیکھا۔۔

اسکی بھیگی کرسٹل جیسی آنکھوں میں دیکھتے وہ ہولے سے طنزیہ ہنسا۔۔ "اچھا لگ رہا ہوگا ہے نا؟ تمہیں تو بڑا ایکسپیرنس ہے اس سب کا۔۔ بہت مزے سے اس دن میرے ساتھ یہ سب کر رہی تھی نا۔۔ اب یہ ناٹک کیوں؟ تمہیں تو انجوائے کرنا چاہیے۔۔" وہ اس سے چبھتے لہجے میں مگر نفرت سے کہتا اپنی سے شدت بھرے لمس سے اسکے چہرے کو چھونے لگا۔۔

صارم پلیز۔۔۔" وہ اسے گردن سے نیچے جاتے دیکھ کر بے بس ہو کر" رونے لگی۔۔ پر وہ جیسے اسے منتیں التجائیں کرتی گڑگڑا رہی تھی اسے ویسے ہی سکون مل رہا تھا۔

میں چوڑیاں پہننے والوں میں سے نہیں پہنانے والوں سے ہوں " سمجھی!!" معاً اسکی چوڑیاں پہنانے والی بات یاد کرتا نیچی آواز میں گرج پڑا۔ بازل کا دل تو پہلے حلق میں دھک دھک کر رہا تھا۔۔

وہ اپنے آپ پر تپش کپکپی کو محسوس کرتی بری طرح خوفزدہ تھی۔۔یوں محسوس ہورہا تھا اسکے وجود کو اٹھا کر کسی نے دہکتی ہوئی بھٹی میں ڈال دیا ہو۔۔

اوپر سے وہ اسکے دل کے مقام پر بھی ظلم کی انتہا کرتا اسکی سانسیں روک رہا تھا۔اسکے بالکل بے بس ہونے پر وہ سر اٹھا کر اسے دیکھتا مسکرایا اور بالوں کو پکڑ کر سر اونچا کرتے ہوئے اپنے مقابل لایا۔۔۔

آہ۔۔"گہری سانسوں کے درمیان اسکی منہ سے تکلیف پر کراہ" نکلی۔۔وہ سرخ آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔۔

بس آگئے اوقات پر۔۔۔"اسکے لئے جب اسکی قربت انتہائی" مشکل ہوئی جھیلنا تب وہ سرد آواز میں تضحیک آمیز بولی۔۔

رسی جل گئی مگر بل ابھی تک نہیں گیا۔۔"وہ اسکی کمر کو پکڑ کر" سینے سے لگاتے اسکی گردن گال ہلکی سی بڑھی ہوئی شیو سہلاتا اسکے ہونٹوں پر اس جارت سے مسکراہٹ بکھیر گیا۔۔

یہ کیوں نہیں مان لیتے مجھے دیکھتے تم خود اپنے آپ پر اپنی مردانگی پر ضبط" نہیں کر پاتے۔۔؟"وہ کہہ کر کھکھلائی۔

بہت جانتی ہو اس سب کے بارے میں لگتا ہے بہت نالیج ہے"
تمہیں۔۔"صارم نے متغیر رنگت سے بالوں پر پکڑ سخت کرتے اسکے
سر کو جھٹکا دیا۔۔
نہیں نالیج۔۔۔ نہیں تھی پر تمہاری بہکی حالت دیکھ کر اندازہ ہو گیا"
چاہے کتنا بھی خود کو کوئی پارسا، مولوی، ثابت کرے کتنا ہی اپنی نگاہوں اپنی
طلب پر ضبط کرتا ہو پر جب کوئی حسین لڑکی اسکے سامنے آتی ہے تو رال وہ
بھی ٹپکانے لگتا ہے صارم زیدی۔۔"اسنے کہا نہیں تھا بلکہ چابک
سے صارم کی مردانگی پر وار کر دیا تھا۔

تمہاری حالت سے مجھے اندازہ ہو رہا ہے۔۔اور ترس بھی آرہا ہے تم پر۔۔"
یہ بھی دکھ ہے کہ تمہارے پاس تو غیرت ہی نہیں۔۔
تم سے اچھا تو صمصام زیدی ہے اتنی حسین لڑکی کے موقعہ دینے پر بھی اسے
ٹھکرا کر دنیا کے سامنے اسکا چہرہ لے آیا۔۔
قصور تمہارا نہیں میں نے سنا ہے تم جیسے سیاہ مردوں کو کوئی پوچھتا
نہیں۔۔ مینز کہ کوئی لڑکی منہ نہیں لگاتی اور پھر بد قسمتی سے کسی حسین لڑکی
کی اسکے ساتھ قسمت پھوٹ جائے تو وہ کہاں پھر ترسے ہوئے خود پر
ضبط کر پاتے ہیں۔۔"وہ جھٹکے سے اپنی کلائیوں کو آزاد کرتی اسکی گردن میں

حائل کر کے اسکی دھڑکنوں سے دھڑکنیں ملاتی مدھم سا مسکرائی۔۔

کہیں حقیقت سن کر فوت تو نہیں ہو گئے سائیں۔۔۔"اوہ اسکے گال پر" ہاتھ رکھتی اسکے بڑھی ہوئی شیو پر انگلیوں سے سہلانے لگی۔۔
نہیں فوت تو نہیں ہوا البتہ تم میں حسن ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا" ہوں۔۔ تم خود کو اتنا حسین کہہ رہی ہو ذرا دکھاؤ تو صحیح کہاں ہے تمہارا حسن جس پر تمہیں اتنا غرور ہے۔۔"وہ تمسخرہ اڑاتا اسکے وجود چہرے کو دیکھنے لگا۔
ابکی بار متغیر ہونے کی باری باذل کی تھی۔"کیا سمجھتے ہو خود کو؟"وہ بلبلا کر غرا اٹھی۔۔

تمہیں پینے والا آدم خور۔۔"اسنے خمار آلودہ لہجے میں کہنے کے ساتھ ہی" اسکے ہونٹوں کو سختی سے جکڑ کر کروٹ بدل لی۔۔وہ سٹپٹا گئی اسکے نارمل ری ایکشن پر۔۔
اسنے آہستگی سے اسکی کلائیاں آزاد کر دی تھیں جسکا باذل کو بھی احساس نا ہو سکتا۔۔وہ خاموش سی پڑی تھی اسکے نرم لمس پر حالانکہ اسکے پاس

ابھی پوری راہ فرار تھی وہ یہاں سے ایک جست میں بھاگ سکتی تھی پر اسکے لمس کے نشے احساس نرمی پر وہ خاموش سی کسی جادوئی سحر میں جکڑی ہوئی تھی صارم زیدی اسکی بند پلکیں دیکھتا اسکی کمر سہلا رہا تھا۔۔

وہ تڑپ کر اٹھنے لگی۔ صارم نے ہنستے ہوئے بازو مضبوطی سے کمر میں ڈال دیئے۔ "اتنی جلدی کیا ہے ابھی تو اتنا سکون مل رہا تھا۔" وہ اسے جانے کی اجازت نہیں دے رہا تھا پر باذل کی حالت اسکی وجہ سے مسلسل غیر ہو رہی تھی۔

اسنے سختی سے آنکھیں میچ کر پھر اسے گھورا۔۔ "جانے دو ورنہ ابھی تمہاری صورت بگاڑ دوں گی۔۔" وہ غصے سے پھڑ پھڑا کر غرائی ہوں! بگاڑ دو پر ہونٹوں سے ظالم، پھر چہرہ ہی نہیں تن من ایک " دوسرے کو دے دیں گے۔۔" اسنے گھمبیر سرگوشی کرتے اپنے بازو پر منتقل کر دیا اسے ساتھ ہی پاؤں سے چادر کھینچ کر دونوں پر پھیلا دی۔۔

کبھی کبھی تو مجھے لگتا ہے تم جان بوجھ کر میری توجہ حاصل کرتی " ہو۔۔ کبھی کبھی مجھے مریض لگتی ہو دماغ سے۔۔ تمہاری اصلیت کیا ہے؟" اسکے بوب کٹ بالوں میں انگلیاں پھنسا کر وہ اس سے نرمی سے پوچھنے لگا۔۔

جانے کس وجہ سے بار بار اس پر ترس آجاتا کہ دل چاہتا اسکے ٹکڑے کر دے پر دل یہ بھی چاہتا تھا کہ نظر انداز کر دے۔۔وہ مان ہی نہیں سکتا تھا اتنے اچھے ماں باپ کی ایسی اولاد ہو سکتی ہے۔
کچھ تو وجہ ہو سکتی تھی اسکی اس قدر نفرت کی۔۔
ہاں ہوں میں سائیکو۔۔خیال کرنا سوتے سوتے تمہارا قتل نا" کر دوں۔"وہ اسکی ٹھوڑی انگلیوں میں دبوچ کر بولی۔۔

اچھا!پھر خیال کرنا رات کو اپنا سوتے سوتے مجھے کبھی مت جگانا" ورنہ تمہاری جان نانکال کر رکھ دوں۔۔"وہ زبردستی اسکے ہونٹوں کو چھو کر شرارت سے بولا۔۔
جتنی ٹینشن تھی اس وقت اسکے ساتھ بات کرتے کہیں غائب ہو گئی تھی۔۔باذل نے اسکی بات سنتے نخوت سے سر جھٹکا۔۔
طلاق دینے کے کیا لو گے؟"وہ اس سے سدا کرنے لگی پھر سے۔"

جو تم دو گی۔۔"اسنے مخمور لہجے میں معنی خیزی سے کہا۔وہ سمجھی" نہیں الجھ کر اسے دیکھنے لگی۔۔
"مطلب؟"

مطلب یہی کہ بے بی دو مجھے، پھر دے دوں گا تمہاری طلب کا کچھ بھی۔۔""
اسنے چہرہ گردن میں چھپا کر اسکی خوشبو میں سانس کھینچا۔
باذل نے غصے سے سٹپٹا کر بال مٹھی میں پکڑتے سر اونچا کر دیا۔
افف ظالم کیا ہے سونے دو تھک گیا ہوں۔۔"اسنے کراہ کر گھورا۔"
سونا بعد میں مجھے پہلے جواب دو۔۔"وہ غصے سے بولی"
اچھا دفع کرو ان باتوں کو تم میرے بالوں کو سہلاؤ پھر سوچوں گا میں"
بعد میں اٹھ کر۔۔"وہ سکون پا کر اسکی انگلیاں پکڑ اپنے بالوں میں
الجھاتے ہوئے بولا

سہلاؤں گی نہیں بلکہ گنجا کر دوں گی۔۔"اسنے بال مٹھی میں پکڑ کر اسے"
سوتے دیکھتے جھٹکا دیا صارم کراہ کر سرخ نیند کے ڈورے والی آنکھیں
کھولتا اسے غصے سے گھورنے لگا۔۔

کر دو بعد میں سب کہیں گے ایک تو کالا شوہر اوپر سے ٹکلا۔۔پھر"
یہ بھی سوچو تمہارے بچے بھی سب گنجے اور کالے موٹے موٹے ہوں گے۔۔"
اسنے دور کی دکھائی۔۔
باذل نے آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھا۔اور تصور میں صارم کے ساتھ

چھوٹے چھوٹے سے، روم میں پھیلے سیاہ گنجے بچوں کو سوچتی خوف سے جھرجھری لے اٹھی۔۔

نہیں!!" اسنے ایکدم اسکے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا۔ کہ ایسا بھیانک کچھ نا" ہو۔۔

وائیٹ بے بیز۔۔۔" اسنے ہراساں ہو کر فرمائش کی۔۔"

تم اجازت دے دو پہلے میں کالے پیلے گورے سب کی لائیز لگا" دوں گا۔۔" وہ ہنسی کنٹرول کرتا اسکے گال چوم کر بولا۔۔

نو!!!" باذل نے فوراً سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔۔ پر یہ سوچ ایکدم سے اسکے" دماغ میں آئی تھی کہ وہ اسے کتنی بار کس کر چکا تھا اب تک تو جانے کتنے بے بیز ہوں گے اسکے پیٹ میں۔۔

کیا ہوا؟" اچانک اسکی رنگت زرد دیکھتے صارم نے پریشانی سے" پوچھا۔

اگر مجھے بے بیز ہوئے نا تو تمہاری خیر نہیں۔۔" اسنے غصے سے خونخوار" ہو کر کہا۔ "اور اگر ہو گئے تو؟" اسنے ابرو اچکا کر سرگوشی میں پوچھا۔

تت۔۔ تو میں انکا گلا دبا کر انہیں رات کو ہی مار دوں گی کسی کو معلوم ہی" نہیں پڑے گا۔" ہڑبڑاہٹ میں اسے معلوم نہیں تھا وہ کیا کہہ رہی

ہے۔۔

البتہ اپنے بچوں کے بابت اس ڈائن عورت کی پلاننگ سن کر اسے زوردار دھچکہ لگا۔۔

اگر تم نے میرے بچوں کو چھوا بھی تو میں تمہارے یہ جو آدھے بال ہیں" وہ بھی سر سے اتار دوں گا۔۔" وہ بگڑے تیوروں سے بولا

ہا!ہی۔۔ یہ میرے بال آدھے ہیں؟" وہ اسکی گردن کو دبوچ کر مارنے پر آ گئی" آفکورس آدھے ہی تو بال ہیں ورنہ باقی سب کے دیکھے ہیں کتنے لمبے ہیں۔۔" انکی چوٹی ناگن کی طرح کمر پر لہراتی ہے۔۔ اور مجھے لمبے بالوں والی لڑکیاں اٹریکٹ کرتی ہیں۔۔ جن کے لمبے بال ہوں، گرے آنکھیں ہوں، ناہونے کے برابر ناخون ہوں۔۔ جو دھیمہ بولتی ہو۔۔ جسکی پلکیں مجھ سے باتیں کرنے میں لرز جائیں۔۔

جب میں اسکے قریب جاؤں تو وہ شرما کر میری بانہوں میں چھپ جائے۔۔ جب میں اسے چھونے لگوں تو وہ سرور بن کر میری رگوں میں اتر جائے۔۔

ہاں کچھ بولڈ ہو چاہیے تاکہ میری جب سانسیں تھک جائیں تو وہ خود ہی مجھے سانسیں دینے میں پہل کرے۔۔" وہ اسکے کان میں جھکا سرگوشیاں انڈیل رہا تھا۔۔

باذل اسکے کالر کر پر انگلی پھیرتی خاموشی سے سننے لگی۔۔
اور اگر لڑکی کو لمبے بال پسند نا ہوں تو؟؟ مینز کہ اسکے برش میں الجھ جاتے"
ہوں وہ برش کرے تو بار بار تھک جائے۔۔؟" وہ اسکی محبت بھری
سرگوشی پر جانے کیسے بہک کر اپنا راستہ بھٹک گئی تھی۔۔
صارم نے نظریں اٹھا کر اسکے چہرے کو دیکھا جو کہ انار سے بھی زیادہ
سرخ ہو رہا تھا۔۔ جذبات کی تپش اسکے چہرے سے عیاں تھی۔۔
پھر اسکا شوہر اچھا ہو گا وہ صبح ڈیوٹی پر جانے سے پہلے اسکے بال سلجھا"
دے گا وہ بات تو اسکی مان کر دیکھے۔۔" اسکے کہنے پر باذل نے اسکی آنکھوں
میں دیکھا۔۔

صارم کو پکا یقین تھا وہ مان جائے گی۔ اسنے دونوں بازو اسکی کمر میں
حائل کر دیئے۔۔
نو۔۔۔" وہ ایکدم اسکے منہ پر غرائی۔۔ جس سے صارم کا منہ دیکھنے والا"
ہو گیا تھا اور اسکی حالت پر باذل کا کھلکھلاتا ہوا قہقہہ۔۔
انتہائی کی بد تمیز لڑکی ہو کبھی کبھی دل کرتا ہے ایک ہی سیکنڈ میں روح کھینچ"
لوں تمہاری۔ پر پھر سوچتا ہوں میں ٹھہرا گناہگار سا بندہ کیسے
کروں۔۔" وہ خفگی سے کہتا آنکھیں بند کر کے آرام کرنے لگا۔۔

اگر میں بال بڑے کرلوں مجھے چھوڑ دو گے ؟" اسے سوتے دیکھ کر وہ اسے جھنجھوڑ کر" جگانے لگی۔۔ بلیک مین صحیح پر اس وقت وہ بات کرنے کے قابل لگ رہا تھا اسے۔

جان بوجھ کر وہ اسکے بال بگاڑ رہی تھی بار بار۔۔

سوچوں گا۔۔" اسنے سوتے سوتے جواب دیا۔۔"

کیا سوچو گے ؟" وہ غصے سے گال پر تھپڑ مار کر بولی جس سے وہ ایکدم آنکھیں" کھولتے اسے تکنے لگا۔۔

جان نہیں پیاری کیا تمہیں اپنی ؟ دن کو کیوں تماشا لگانا چاہتی ہو ؟" رات کو باتیں کریں گے اس وقت سونے دو۔۔۔ آج رات میں تم سے ہی ساری باتیں کروں گا۔۔" اسکے ہونٹوں کو چوم کر اسکا رخ جھٹکے سے پلٹ دیا۔ باذل کا تو دل ہی اچھل کر حلق میں آگیا جب اسنے پشت سینے سے لگاتے روم کی لائیٹ آف کرتے اسکے سر پر ہونٹ رکھ کر آنکھیں موندلیں۔۔

معاًروم کی فضا میں رکھا ہوا اسکا موبائل ایکدم تیزی سے چیخ پڑا۔۔۔
اسکی گرم سانسیں گردن پر محسوس کرتی باذل نے ہڑبڑاتے ہوئے اپنے موبائل کو اٹھایا دھک دھک دل کے ساتھ اسنے فوراً سے موبائل سائلنٹ کر دیا تھا۔۔
اسکرین پر چلتی مسلسل ایلی کی ویڈیو کال تھی جو اسنے آہستہ سے اوکے کی اور فوراً سے اسکے کچھ کہنے سے پہلے اسے خاموشی رہنے کا اشارہ دیتے اپنے لبوں پر انگلی رکھ دی۔۔
اور اپنی گردن میں چہرہ چھپائے سوتے ہوئے صارم زیدی کے وجود کو ایلی کے سامنے کرتے وہ دانتوں میں لبوں کو دبا گئی۔۔

اس قدر نزدیکی دونوں کے بیچ دیکھتی ایلی کا دل کیا صارم زیدی کو شوٹ کر دے۔۔وہ چکراتے ہوئے سر کے ساتھ ایکدم بغیر کچھ کہے کال ڈسکنیکٹ کرتی بند روم میں چیختی پوری قوت سے موبائل دیوار پر مارے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔

اسکے قریب اس ڈاکٹر کا آنا اسے بالکل اچھا نہیں لگ رہا تھا، اسکا دماغ خراب ہو رہا تھا دل و دماغ پر وحشتیں برپا تھیں بس نہیں

چل رہا تھا دونوں کو بیچ سے کھینچ کر ایک دوسرے کو جدا کرتی اور اپنی محبت کو کھینچ لاتی واپس۔۔۔

ہاں یہ حقیقت ہی تھی وہ اس سے شدید محبت کرتی تھی، باذل محض اسے دوست سمجھتی تھی، پر ایلی اس سے شدید جنون سے محبت کرتی تھی۔۔

اسنے سوچا نہیں تھا وہ اس سے یوں اچانک الگ ہو جائے گی۔۔

وہ جتنا روتی اتنا کم تھا۔۔ پر یہ بھی طے تھا کہ وہ اسے کبھی خود سے جدا ہونے نہیں دے گی۔۔

کتنی مشکلوں سے اسکے معصوم دماغ میں بٹھایا تھا کہ بے بیز کس سے ہوتے ہیں، مرد صرف نفس کی تسکین عورتوں سے حاصل کرتے ہیں پر وہ اسے کبھی عزت نہیں دے سکتے۔۔

اسنے تو سوچ لیا تھا وہ جب آکسفورڈ یونیورسٹی جائے گی امریکہ سے وہاں پڑھنے تبھی وہاں سے چھپ کر میرج کر لے گی اور اسکے ساتھ خوشی خوشی سے رہے گی بلکہ یہاں سے ہی کڈنیپ کر کے لے جائے گی۔۔

پر اسنے کیا کیا۔۔۔ وہ ابھی پیسے ہی کلیکٹ کر رہی تھی یہاں سے وہاں شفٹ ہونے کے، جب تک اسکا باپ اچانک ہی اسے وہاں سے لے گیا تھا حتیٰ کہ اسے کسی نے بتایا ہی نہیں۔۔

ایلی کی بہن جانتی تھی کہ وہ باذل سے بوائز کی طرح محبت کرتی ہے۔ اسکا خیال رکھنا اسے جس طرح حاس ہو کر ٹریٹ کرنے سے ہی اسکی بہن سمجھ گئی تھی پر وہ بیوقوف نہیں سمجھی۔۔
پر ایلی نے ٹھان لیا تھا وہ اس بیوقوف لڑکے سے کبھی ہار نہیں مانے گی۔ وہ باذل کو یہاں لا کر یہیں سے کہیں دور ایسی جگہ چلی جائے گی جہاں صرف وہ ہو اور اسکی بے بی۔۔۔

اسے یہ اسٹائل، اتنا پیار وہ سب اسنے دیا تھا، اور حق کرنے وہ ڈاکٹر آگیا تھا۔۔ جب جب اسکے سامنے وہ منظر لہراتا تب تب اسکا دل جل رہا تھا۔۔
کہاں کمی تھی اس میں؟ صرف وہ لڑکا نہیں تھی۔۔ اسلیے وہ اسکے پاس تھی؟ وہ ان مردوں کی سے تو لاکھ درجہ بہتر تھی۔۔۔ ایٹلیسٹ اسے بعد میں ٹھکراتی نہیں نا ہی اس میں بعد میں عیب نکالتی۔۔۔
وہ ہمیشہ کیلئے اسے چاہتی تھی، اور اس کے ان نفس پرست مردوں سے اچھی تھی پھر بھی وہ اسے ٹھکرا کر اسکی بانہوں میں پڑی تھی۔۔۔
وہ چیخ چیخ کر روتی روم کی ہر چیز تہس نہس کر رہی تھی۔

تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتی۔۔۔"وہ چیختی شیشے میں واس"
مارنے لگی تھی کہ ایکدم تھم گئی اپنا سراپا اس میں دیکھ کر۔۔
گردن بازو کلائیوں پر ٹیٹو، ناک میں بالی، لمبے سنہری بال بیلو آنکھیں
وہ کہیں سے بھی تو ٹھکرانے کے لائق نہیں تھی۔۔اسنے اس لڑکی کیلئے ہر
لڑکے کو ہر لڑکی کو ٹھکرایا تھا اور وہ اسے یوں چھوڑ کر چلی گئی تھی۔۔
کیا ہوا ایلی کیوں پاگل ہو رہی ہو؟؟"اسکی مسلسل چیخ پکار توڑ پھوڑ پر اسکی"
بہن بھاگتی ہوئی اسکے روم میں آئی تبھی ہی ایلی نے غصے سے اپنے عکس پر
ٹھاسے واس مار کر توڑ دیا۔۔
اسنے مجھے چیٹ کیا ہے وہ مجھے چھوڑ کر اسکی بانہوں میں سو رہی تھی۔۔""
اسنے روتے غصے سے غراتے اپنی بہن کو بتایا۔۔
اسنے سنتے لب بھینچ لیے۔۔
اور اسکے ٹوٹے موبائل کو دیکھتے اپنی پاگل بہن کو دیکھا۔

تم کیوں نہیں سمجھ جاتی وہ مسلم گرل ہے ہرگز تمہارے ساتھ ریلیشن"
شپ نہیں رکھے گی بلکہ اسے تمہاری سوچ نیت کا معلوم پڑا تو وہ تم سے
نفرت کرے گی ایلی۔۔"اسکی بہن نے آگے بڑھتے اسے جھنجھوڑ کر چیختے ہوئے
کہا۔

آئی ڈونٹ کیئر وہ مسلم ہے یا کچھ بھی۔۔ میں اس سے محبت کرتی ہوں"
اور وہ صرف میری ہے میں اسے کسی کا ہونے نہیں دوں گی سمجھی۔
وہ ڈاکٹر اسے مجھ سے نہیں چھین سکتا۔۔ وہ ڈیزرو نہیں کرتا اسے۔۔ مجھے وہ
چاہیے ہر حال میں۔۔" روتی ہوئی بال پکڑتی چلاتی وہ گھٹنوں کے بل زمین
پر گر گئی۔۔
اسکی حالت کافی بری تھی جیسے کسی جنونی شخص سے اسکی محبت چھین لی گئی
ہو۔۔ اسکی بہن کو اس سے خوف آنے لگا تھا۔ اسی وجہ سے تو وہ اسے نا
پسند کرتی تھی کہ وہ اس مسلم لڑکی کے عشق میں گرفتار تھی۔۔
اسنے اس سے بڑھ کر لڑکیوں کو اسکے سامنے رکھا تھا پر وہ باذل شاہ
کیلئے پاگل تھی اسکے سواء اسے کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔۔
اسنے جان بوجھ کر اسے نہیں بتایا تھا کہ باذل پاک جا رہی ہے۔ اسے
آؤٹ سٹی بھیج دیا تھا یہ سوچتے کہ اگر وہ چلی گئی تو ایلی سنبھل جائے
گی۔۔
پر وہ کہاں سنبھلنے والی تھی۔۔ رات رات ڈر گزلیتی اسکے لئے سوچتی
جاگتی رہتی تھی۔ نا کسی لڑکے کو پاس آنے دیتی تھی نا ہی خود کسی میں
انٹرسٹ رکھتی تھی۔

اسکا جنون صرف باذل شاہ تھی اور اسے وہی چاہیے تھی۔۔ پر اسکی بہن جانتی تھی مسلمانوں میں یہ کبیرے گناہ میں شمار ہوتا ہے۔۔ اور جب باذل اسکے بارے میں جانے گی تو بھی اس سے نفرت کرے گی۔۔ اور وہ اپنی بہن کو اسکی نفرت میں ٹوٹتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔

"ایلی میری بات سنو پلیز سمجھنے کی کوشش کرو وہ یہ سب کبھی ایکسیپٹ نہیں کرے گی میری پیاری بہن وہ مسلم لڑکی ہے۔۔ تم خود سوچو کبھی لڑکوں کی طرف نہیں دیکھتی تھی کتنے امیر حسین لڑکے اسے آفر کرتے تھے پیٹ کر رکھ دیتی تھی صرف آفر پر ہی کیا وہ تم سے محبت کرے گی؟ یہ جانتے ہوئے کہ یہ سب گناہ ہے۔۔" جیزی نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔۔

"شٹ اپ یو جسٹ شٹ اپ! تم جلتی ہو ہم دونوں سے۔۔ وہ مجھ سے بہت پیار کرتی ہے اپنے مام ڈیڈ کے منع کے بعد بھی وہ مجھ سے چھپ کر ملتی ہے دوستی رکھتی ہے بی کاز شی از لوومی۔۔" وہ اسے جتا کر بولی۔۔

"اور دوسری بات لڑکوں کے پاس نا جاننے کی کیونکہ وہ مردوں کو جانتی ہے۔۔ اسے معلوم ہے شیطانوں کے بارے میں کہ وہ نفس کے پجاری ہوتے ہیں۔۔ دیکھا اتنی انسلٹ کے بعد بھی وہ ڈھیٹ ڈاکٹر اسکے

ساتھ چپکا ہوا تھا تو صرف اپنے نفس طلب کیلئے۔
وہ اسے اپنی مٹھی میں کر دینا چاہتا ہے بٹ میں ایسا ہر گز نہیں ہونے دوں گی۔۔ وہ میری ہے میری ہی رہے گی۔۔ اسکی چیخیں سنتی اسکے آنسوں میں پونچھتی ہوں۔۔
وہ جب بکھر جاتی ہے تو میں اسے سنبھالتی ہوں۔۔ وہ سکون کیلئے آتی ہے تو میں اسے دیتی ہوں تو وہ مجھ سے وہ کیسے نفرت کر سکتی ہے۔۔ تم جھوٹ بولتی ہو ہمیشہ سے جلتی ہو۔۔" وہ غراتی جتا کر بولی۔۔
جیزی کا دل چاہا اپنے بال نوچ لے۔۔ وہ اندھی ہو گئی تھی اس لڑکی کے پیچھے۔۔
سٹوپڈ گرل! تمہاری وجہ سے وہ لڑکوں سے دور نہیں رہتی اسلیے رہتی ہے" کیونکہ وہ مسلم ماں باپ کی بیٹی ہے۔۔ اسکی مام کو دیکھتی ہو اسکی سسٹر کو دیکھتی ہو حجاب میں چلتی ہیں۔۔
چلو مان لیتی ہوں تمہارے روکنے پر وہ لڑکوں کے ساتھ ریلیشن نہیں بنا سکی۔۔ پر اسکی بہن کے بارے میں کیا خیال ہے؟ وہ تو بنا سکتی تھی نا۔۔ اسنے کیوں اپنے ڈیڈ سے جے جی کو پٹوایا۔۔
اسلیے نا کیونکہ وہ اسکا راستہ روکتا تھا۔۔ بات سمجھنے کی کوشش کرو ایلی وہ ایسی کبھی نہیں بن سکتی۔۔
اور رہی بات اسکے ساتھ ہونے کی تو یہ مسلم لوگ ہیں جن کے ساتھ

شادی ہوتی ہے ان سے آج نہیں تو کل سمجھوتے کر کے محبتیں کر لیتی ہیں اور رشتے مضبوط بنا لیتی ہیں۔۔ اپنے شوہر سے باوفا ہوتی ہیں۔۔
باذل کو بھی ایسا کرن۔۔۔۔

چٹاخ۔۔۔ "اسکی ابھی بات ہی پیچ میں تھی جب ایلی کا ہاتھ اٹھا اور" اسکے چہرے پر نشان چھوڑ گیا۔۔
خبردار اسے کسی کے ساتھ جوڑا۔۔ مجھے نہیں یقین اس فالتو بکواس" پر۔۔ دیکھنا کیسے وہ اسے دھکیل کر گھر سے نکالتا ہے محض دو یا ایک دنوں میں۔۔
ایسے ہی وہ اسکے پاس جانے سے ڈر نہیں رہی۔۔ "معاً وہ مکروہ قہقہہ لگاتی ہوئی پر اسرار سے لہجے میں کہتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔
جیزی حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

تم اس معصوم کو برباد کر دو گی۔۔ "وہ چیخ کر دکھ سے روتی ہوئی بولی۔۔"
ہاہاہا اگر وہ میری نا ہوئی تو برباد ہی ہو گی۔۔ کیونکہ ایسے تو میں اسے بھی کسی کا" ہونے نہیں دوں گی۔۔ تم بس دیکھتی جاؤ وہ کیسے آتی ہے یہاں۔۔
اور تمہیں معلوم ہے میں نے ایک سوئیٹ ہوم بھی لے لیا ہے ہمارا۔۔

تمہیں ایڈریس دوں گی وہاں جانا دیکھنا۔۔ میں نے پورا اسکی تصویروں سے سجایا ہوا ہے جو میں اسکے اٹھنے جاگنے سونے بیٹھنے ہنسنے تک کی لی ہوئی ہیں۔۔" وہ کھوئے کھوئے سے انداز میں بولی۔۔

جیزی اسے غصے تاسف سے دیکھتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

تم پاگل ہو گئی ہو۔۔ جب منہ کے بل گرو گی نا تو تمہیں احساس ہو گا۔۔ ڈیڈ" کو کہہ کر تمہارا علاج کروانا پڑے پاگل عورت۔۔" وہ اس پر چیختی روم سے نکل گئی۔

اسنے سر جھٹک دیا۔۔ دماغ اسکا نہیں بلکہ اس ڈاکٹر کا ٹھکانے لگانا تھا وہ بھی ایسا کہ آئندہ غلطی سے بھی اسکی بے بی کے بارے میں نا سوچے نا ہی اسکے پاس جا سکے۔۔

اور یہ سب کرنے میں اسے کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی کیونکہ باذل شاہ اسکے کنٹرول میں تھی۔ وہ جانتی تھی اسکی بے بی اس سے بہت پیار کرتی ہے۔۔

اگر اسکا ڈیڈ اس سے دھوکہ نا کرتا تو کبھی ایلی کو چھوڑ کر نا جاتی۔۔

کوئی نہیں جانتا تھا باذل شاہ کیا ہے؟ حتیٰ کہ اسکے ماں باپ بھی نہیں جانتے تھے اپنی بیٹی کو۔۔ صرف ایلی ہی اسکے بارے میں جانتی تھی۔۔ اسکے ماضی سے لیکر آج کل تک۔۔

وہ بلیک بیلٹ کیوں بنی۔ وہ ایسی کیوں ہے؟ وہ کیا ہے۔۔
اس سب کے جواب صرف ایلی ہی دے سکتی تھی۔۔ اسکے علاوہ باذل شاہ کے ماں باپ بہن بھی نہیں۔۔

اور یہ محبت ہی تو تھی جو باذل اس سے کرتی تھی۔ جب اسے معلوم پڑے گا بلکہ وہ اسے پرپوز کرے گی۔۔ تب یقیناً وہ اسکی ہو جائے گی۔

آئی لو یو مائی ڈارلنگ مجھے پتا ہے وہ تم پر ظلم اور جبر کر رہا ہے پر میں" ہوں نا جلدی تمہیں وہاں سے نکال لاؤں گی" اسنے تصور میں اس سے کہتے اپنے آنسوں پونچھ لیے۔۔

کافی دیر وہ اسکی کال کا انتظار کرتی رہی پر اسنے دوبارہ کال نہیں کی۔ باذل نے بعد میں کرنے کا سوچتے ہوئے موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھی تبھی اس سوئے ہوئے وجود نے کروٹ بدلی۔۔

باذل نے سیدھی ہو کر اسکی پشت کو دیکھا۔ کچھ دیر وہ ملگجے اندھیرے میں اسے دیکھنے لگی۔۔ اور اسکا حصار، وجود کی حرارت، لبوں کا گردن پر

رکھ کر سونا یاد کرتی ایکدم سے بیڈ سے اترتی ساری کھڑکیاں دروازے بند کرتی روم میں بالکل اندھیرا کر کے وہ اسکی سائیڈ آئی اور چادر اوپر کر کے اندر آ گئی۔۔

صارم نے بمشکل مسکراہٹ دبائی جب وہ اسے سویا ہوا سمجھتی اسکے بازو کو اپنی کمر میں حائل کر کے دوسرے بازو پر سر رکھ کر آنکھیں موند لیں۔۔

اسکے اس معصومانہ حرکت پر وہ کچھ دیر تو اسکے گرے بالوں والے سر کو دیکھتا رہا اسکے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کے ساتھ انگلیاں پھنساتے دیکھ کر وہ بھی اسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگاتے اسکی انگلیوں کو مضبوط سے تھام کر اسکی کمر میں لپیٹ لیں ساتھ ہی ہونٹ اسکی کان میں رکھتے سرگوشی کی "اب سو جاؤ ورنہ پھر سو نہیں سکیں گے دن رات۔۔" اسنے بھاری سرگوشی کی تھی جس پر وہ جھینپ گئی۔۔

صارم نے مسکراتے اسکی گردن میں پھر سے چہرہ چھپا لیا اور سکون سے آنکھیں موند کر اسے اپنے سینے میں جذب کرتے آغوش میں بھر لیا۔۔ وہ بھی اسکے تنگ حصار میں بغیر احتجاج کے سکون سے پڑی تھی

اسنے جب اسکی سمیت کروٹ لی اسکی گرم سانسوں کو سیدھا اپنے چہرے پر پایا۔۔ وہ ہولے سے مسکراتی ان جھلساتی خوشگوار سانسوں بھاری ہوتی پلکوں سے آہستہ اپنے ہونٹ اسکی گھنی مونچھوں تلے ہونٹوں پر رکھ دیئے۔۔

اسکے نرم میٹھے سے لمس پر وہ سوتے ہوئے بھی مسکرادیا، اسے پاس کھینچ کر سینے سے لگاتے بغیر اسکی شوخ چنچل پن میں روک رکاوٹ کرتے وہ اپنی نیند پوری کرنے میں محو تھا جب کہ باذل شاہ اپنا بدلہ چکاتی اسکی ناک ٹھوڑی پر بری طرح کاٹنے لگی تھی جس پر وہ مسکراتا اسے باز رکھنے کی کوشش کرتا پر وہ پھر اسکے سوتے ہی اسکی گرفت توڑ کر گردن رخسار پر کاٹنے لگتی۔۔

مت کرو ایسا زوجہ لوگ کہیں گے انگریزن بیوی نے تشدد کیا" ہے۔۔"وہ گھمبیر نیند سے بوجھل بھاری آواز میں کہتا اسے باز رکھنے لگا تھا پر وہ پھڑ پھڑا کر اسکی پابندیوں کو توڑ کر اسکی مونچھوں کو دانتوں میں دبا گئی۔۔

سوئے ہوئے صارم اسکی حرکت پر دل بری طرح دھڑک اٹھا۔۔ اسنے آنکھیں کھول کر اسکے چہرے کو دیکھا۔

پھر اگر میں کچھ کروں گا تم فیل ناٹ بیٹر کہتی ہو مام کے پاس جانا" چاہتی ہو۔۔"وہ جانتا تھا وہ ایسے بازو نہیں آئے گی۔۔اسکی گردن گال اسکے کاٹنے سے جل رہے تھے۔۔

پر ان سے زیادہ جو احساس تھا وہ اسکے پر سکون رویے کا تھا، اسکے گدگدانے والے احساس کا تھا کہ دل خود ہی اس پر ظلم ڈھانے سے اسے باز رکھ رہا تھا۔۔

ورنہ تو اسکے پاس بہت سے ایسے طریقے تھے کہ وہ اسے ٹارچر کر کے مجبور کر دیتا، پر وہ اسکی شخصیت کو ڈھانا نہیں چاہتا تھا بلکہ اسی باذل کو اپنے رنگ میں رنگنا چاہتا تھا۔۔

خدا نے اس میں اس قدر صبر ضبط ڈالا تھا کہ وہ برداشت صبر تو کر سکتا تھا پر اس نازک سی لڑکی پر ظلم نہیں کر پاتا تھا۔۔

شاید اسلیے کیونکہ وہ اسکی زوجہ کے مقام پر آگئی تھی۔ جہاں دل خود اسکی عزت کیلئے اکسا رہا تھا۔۔

غصہ میں انسان خود کے بس میں نہیں رہتا، اور یہ بھی کہتے ہیں مار رحمانی، مار شیطانی۔۔

کس پل غصے میں شیطان کی مار مار دیتا پھر کیا کرتا؟ ساری زندگی

پچھتا تا رو تا رہتا۔۔ اس سے بہتر نہیں اسے ہی سدھار لیا جائے۔۔

باذل کے سمجھنے سے پہلے ہی اسنے جھٹکے سے شرٹ اتاری اور دوسرے لمحے اسکے دونوں ہاتھوں کو پیچھے کمر پر باندھتے اسے بانہوں میں بھر کر لیٹ گیا۔۔

یو!!!" وہ غصے سے چیختی جب انگلی ہونٹوں پر رکھی۔۔"

سونا ہے میری جان ذرا سا احساس کرو اپنے بلیک مین کا تین دن" سے دن رات نہیں سویا جاگتا رہا یہاں وہاں بھاگتا رہا۔۔ اب تم بھی سکون سے سونے نہیں دو گی تو میں سب کا غصہ تمہارے اس نازک سے وجود پہ نکالوں گا پھر صبح روتی مام سے شکایتیں لگاتی رہنا میری۔۔" اسنے ہنس کر بے باکی سے کہتے اسکے ہونٹوں کو ذرا سا چھوا ہی تھا کہ ایکدم باذل نے ان پر دانت گاڑ لیے۔۔

صارم نے اسکی جارتوں، درد کو برداشت کرتے خمار آلودہ نگاہ سے اسے دیکھا۔۔ باذل اسکی سرکتی رینگتی انگلیاں آگے محسوس کرتی پھڑ پھڑا کر اس سے دور ہونے لگی تھی پر صارم نے اسکی راہیں مسدود کر دیں۔۔

پلیز نہیں کرتی پلیز۔۔۔بلیک مین۔۔"وہ اٹکتی ہراساں آنکھیں میچ" کر گویا ہوئی۔۔"تم نا کرو پر مجھے خود کو محسوس کرنے دو۔۔"وہ گھمبیر سرگوشی میں بولا۔۔اسکی بے باکیوں جارتوں سے اسکی سانسیں سینے میں دب گئیں۔

جبکہ وہ بھی پوری طرح بیدار ہو کر جابجا اپنا لمس چھوڑتا اسکے لئے سانسیں لینا مشکل کر دیا۔۔

پلیز میں تمہیں سلا دیتی ہوں۔۔بلیک مین۔۔"وہ روتی اسے روکنے" کیلئے مچلی۔۔ہاتھ کھولنے کی جانتوڑ کوششوں کے باوجود وہ نا کھول سکی۔۔

کیسے؟"اسنے بھاری آواز میں پوچھا۔"

تمہارے بال دبا کر۔۔۔"وہ ڈبڈبائی حیا بھری نگاہوں سے دیکھتی بولی۔۔"

صارم نے اسکے چہرے کو دیکھتے سر اپے کو دیکھا۔۔

بال دبانے کیلئے تو ہاتھ کھولنے پڑیں گے پر ایسے تو تم بالکل ٹھیک سیدھی پڑی ہو" کیوں نا میں اس حسین موقعہ سے جی بھر کر فائدہ اٹھالوں۔"وہ ذو معنی بولا

ہم سو جاتے ہیں نا۔۔"وہ فرمائشی انداز میں پچکارتے ہوئے بولی۔۔"

پر اب مجھے نیند نہیں آرہی۔۔"اسنے سر کھجاتے اسکے سر اپے "
کو دیکھا۔۔اور اپنے ہونٹ اسکے دل کے مقام پر ثبت کر دیئے۔باذل نے
"اچھل کر جھر جھری لی۔۔"پلیز آجائے گی ہم ٹرائے کرتے ہیں۔۔

چلو ٹھیک ہے اب تم اتنا فورس کر رہی ہو تو مان لیتا ہوں۔۔"احسان "
کرنے والے انداز میں اسکے اوپر بلینکٹ ڈال کر اسے بانہوں میں
بھر لیا۔
باذل جلدی سے کندھے پر سر رکھ کر آنکھیں موند گئی۔۔اسکی جلد بازی
پر وہ قہقہہ لگاتا اسے خود میں سمیٹ کر آنکھیں موند گیا۔

....★☆☆☆☆☆★....

گویا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ لوگوں کیلئے میں اپنی تذلیل اس "
شخص سے بار بار کروانے کیلئے اسکے در پر جا کر رہوں؟"صمصام زیدی کے
گھر جانے کا سنتے ہی اسنے فوراً سے انکار کر دیا تھا۔
پر جب صائم زیدی نے لوگوں کا سماج کا احساس دلایا تو وہ پھٹ پڑی۔۔۔
تم غلط سمجھ رہی ہو وہ کیوں کرے گا تمہاری تذلیل میں منہ توڑ دوں گا"

اسکا۔۔"صائم زیدی نے مضبوط لہجے میں کہا۔
رئیلی بابا پھر اس وقت کیوں نہیں کہا جب وہ سب کے سامنے "
مجھے بھگوری کہہ رہا تھا؟؟"عرشیہ نے طنزیہ ہنس کر پوچھا۔
کیوں آپ نے اسکا منہ نہیں توڑا جب وہ میری لاش مانگ رہا"
تھا جب وہ مجھے مرا ہوا جانے کیا کچھ کہہ رہا تھا میرے ماں
باپ کی سب کے سامنے تضحیک کر رہا تھا توہین کر رہا ہمارے رشتے کی
تب؟؟جب میرے بھائی کو مار رہا تھا کیوں؟

آپ تب نہیں بول سکے میرے حق میں، میرے بھائی کے
علاوہ کوئی میرے لیے آواز نہیں اٹھا سکا تو میں کیسے آگے آپ
لوگوں پر یقین کر کے چلوں؟کیا آپ چاہتے ہیں میں دن رات اسکی
زبان کے زخموں سے لہولہاں ہوتی رہوں؟؟
میں معذرت چاہتی ہوں کہ میں یہ رشتہ مزید نہیں رکھ
سکتی۔۔میں اپنے ماں باپ کے پاس رہنا چاہتی ہوں اور ویسے بھی
میرے پاس اب اسکا گھر سنبھال کر رہنے کا وقت نہیں میں
خود اپنے ڈیڈ کا بزنس سنبھال رہی ہو تو معذرت میری طرف
سے۔۔"وہ بالکل انجان سپاٹ لہجے میں کہتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔

سامنے بیڈ پر بیٹھی عائشہ کو بیٹی کے فیصلے پر سکتا ہو گیا اور تقویٰ زیدی کچھ بھی نہیں بولیں۔ خاموشی سے سنتی رہیں۔۔ کیونکہ صبح ہی وہ اسے صاف چٹا جواب دے چکی تھی کہ وہ انکے بیٹے سے مزید رشتہ نہیں رکھے گی۔۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے۔۔ مجھے بہت خوشی ہوئی جان کر کے فخر محسوس ہو رہا ہے تم پر دانیال خان کی اولاد پر۔۔۔ پر بیٹا یہ تم وہاں بھی سنبھال سکتی ہو اور تمہارے لیے محض تمہاری قدر کرنے کیلئے میں نے اسے اپنے گھر سے باہر کر دیا ہے۔۔

وہ روم وہ جگہ اس سے چھین لی ہے جس پر وہ غرور کرے یا غصہ۔۔ تم اسکی بیوی بن کر نہیں بلکہ میری بیٹی بن کر چلو۔۔۔ اور اس پر اپنی حیثیت جتا دو۔۔ تمہارے بابا تمہارے ساتھ ہیں۔۔

کیا تم اپنا بدلہ نہیں لو گی اس سے؟ میں چاہتا ہوں میری بیٹی اسے بتا دے کہ وہ کسی سے کم نہیں۔۔ تم ایسے پیچھے ہٹ جاؤ گی تو وہ تمہیں کمزور سمجھے گا۔۔ وہ یہ سمجھے گا کہ تم اس سے ڈر گئی ہو تبھی پیچھے ہٹ گئی ہو۔۔

مزہ تو تب ہے جب تم اسے احساس دلاؤ، بلکہ اسے احساس ہو کہ

اسنے غلط کیا ہے۔۔ اب وہ میرے گھر میں حمکت نہیں کر سکتا کیونکہ میں نے اسے گھر سے نکال دیا ہے۔۔ اسکی جگہ خالی پڑی ہے اگر تم اسکی جگہ لو گی تو وہ ضرور بھڑکے گا اور یہیں سے تم اسے احساس دلا سکتی ہو کہ تم کسی سے کم نہیں۔۔" صائم زیدی نے ہاتھ پکڑ کر اسے پاس بٹھاتے کہا۔۔

تقویٰ بیٹے کو بے دخل کرنے پر کافی غصے میں تھیں۔۔ اور بھی بہت سے طریقے تھے بھلا انہیں بیٹے کو اس قدر سخت سزا دینے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔
انسان سزائیں دیکر صرف شخصیت بگاڑ سکتا ہے۔ کسی کو سدھارنے کیلئے محبت کی مار کافی ہوتی ہے۔ پر وہ انہیں کیسے سمجھائے۔
اور میرے ڈیڈ کا بزنس؟" وہ انہیں دیکھتے فائل سامنے کرتی بولی۔۔"
وہ تم سنبھال سکتی ہو میرا بچہ میں نے کبھی اپنی بیٹیوں کو بیٹوں" سے کم نہیں سمجھا۔۔" صائم زیدی نے اسکی پیشانی چومتے ہوئے کہا۔۔

عرشیہ کو لگتا تھا جس موقعے کی اسے تلاش تھی وہ وقت آگیا تھا۔ صمصام زیدی کو اسکے باپ نے گھر سے نکال دیا تھا اور اسکی

جگہ خالی پڑی تھی۔۔

کیا اب عرشیہ خان اسکی جگہ سنبھال کر اسے بھی ایسے دھتکارے ایسے ہی اپنوں سے دور رکھے جس طرح وہ اسے توقیع سب سے دور رکھتا تھا۔۔

اسکے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی، اسے لگ رہا تھا اسکے کمینے شوہر کا برا وقت شروع ہو گیا تھا۔ عائشہ نے ہول کر اپنی بیٹی کے لبوں کی مسکراہٹ دیکھی۔۔

تھی اسکی طرح ہی احمق اب جانے کیا کرنے والی تھی انہیں تو سوچ کر ہول اٹھ رہے تھے۔ وہ اور تقویٰ کل سے اسے سمجھا رہی تھیں کہ رخصتی کیلئے راضی ہو جائے کل اگر سب کو معلوم پڑے گا عرشیہ کی رخصتی نہیں ہوئی اور دانیال خان بیمار ہیں تو سب اسکے کردار پر انگلی اٹھائیں گے پھر وہ کس کس کا منہ بند کروا سکتی تھی۔۔

پر وہ بالکل انکار کر چکی تھی، حتمی فیصلہ لے چکی تھی کہ وہ اب اس سے کوئی تعلق نہیں رکھے گی بلکہ کبھی مڑ کر اسکی شکل بھی نہیں دیکھے گی کیونکہ یہ پہلی بار نہیں۔

اسے یاد تھا اسنے اپنے کانوں سے سنا تھا شادی سے پہلے اس سے رشتے کی بات ہونے پر بھی اسنے اسکے کردار پر انگلی اٹھائی۔۔

بعد میں اسے مجبور کر کے شادی کی۔۔ پر اس بار پھر اسکے کردار پر انگلی اٹھائی پر اس بار اسے مجبور کر کے اپنی زندگی میں شامل نہیں کر سکتا تھا۔۔

انہوں نے سنا تھا سمن یہاں آنے والی تھی اسکی ماں کی دیکھ بھال کیلئے، جبکہ دریاب نے بھی ڈیوٹی جوائن کر لی تھی اور صبح دو انکاؤنٹر کرنے پر وہ اس وقت میڈیا کو جواب دے رہا تھا مجرم کا انکائونٹر کرنے پر۔۔۔

تقویٰ بھی کب تک یہاں رہتی اسکی نئی نویلی بہو گھر اکیلی تھی اسکا پورا گھر اکیلا تھا شام کو وہ بھی واپس جانے والی تھیں۔۔

اور رات تک سمن بھی زریش شاہ کے ساتھ یہاں آکر رہنے والی تھی۔ اسکی رخصتی تو نہیں ہو رہی تھی بلکہ وہ صرف عائشہ کیلئے یہاں آ رہی تھی تاکہ انکی دیکھ بھال کر سکے دانیال خان کی غیر موجودگی میں۔

دریاب سارا دن ڈیوٹی پر ہوتا شام کو چھ بجے اسکا آف ہوتا، عرشیہ آفس جوائن کرنے والی تھی رہی سمن جو کالج جانے کے ساتھ ہاف ٹائم عائشہ خان کو دینے والی تھی تاکہ رشتوں میں بہتری آسکے۔

عرشیہ اس لیے باپ کا بزنس سنبھال رہی تھی کیونکہ وہ جب اٹھیں تو انہیں بالکل سب کچھ ٹھیک ٹھاک ملے بلکہ وہ اپنی اولاد پر فخر کریں کہ

انکے سونے کے بعد انکا گھر برباد نہیں ہوا۔۔ناہی انکی اولاد نے ہونے دیا۔۔
وہ ہرگز یہ نہیں چاہتی تھی کہ اسکے پاس جائے، پر اب یہ سن کر اسے بے انتہا خوشی ہوئی تھی کہ صائم زیدی نے اس بد دماغ شخص کو آؤٹ کر دیا تھا۔

چلیں ٹھیک ہے میں آپ کے فیصلے کی عزت کرتی ہوں آپ" ہمارے لیے اتنا کچھ کرتے ہیں۔ تو میں اپنے بھائی سے پوچھ کر رات تک آجاؤں گی۔۔یا مے بی کل آؤں۔۔
پر آپ سب کو ایک بات باور کروانا چاہتی ہوں کہ اب میں کسی بھی رشتے کی توہین یا اسکی زور زبردستی پر نہیں چلوں گی۔۔اس شخص نے مجھے بدنام کیا ہے اس کا وہ پورا حساب دے گا پھر اگر کہیں سے گنجائش نکلی تو میں اس رشتے بارے میں سوچوں گی ورنہ مجھے کوئی فورس نہیں کرے گا ٹھیک ہے؟" اسنے اٹھ کر اپنا فیصلہ سنایا۔۔

تم پاگل ہو گئی ہو؟ کہا تھا نا اس میں تم سب کی بھی غلطی ہے تو سزا" صرف اسے کیوں؟ اگر تم نے یہ رشتہ ختم کیا تو میرا مرا ہوا منہ دیکھو گی۔۔"عائشہ اسکے فیصلے پر بھڑک اٹھیں۔۔

نہیں بھابھی!" صائم نے انہیں خاموش کروادیا۔۔"
ٹھیک کہہ رہی ہے میری بیٹی۔۔ یہ کوئی سمجھوتا نہیں کرے گی بلکہ "
اسے سدھرنا پڑے گا۔ چاہے کچھ بھی ہوجائے آخری فیصلہ
عرشیہ کا ہی ہوگا۔۔
اسکے بعد ایک بار پھر ہم سب کے گھر خوشیاں آئیں گی۔۔" انہوں
نے بھی کھڑے ہوکر اپنی بیٹی کا ساتھ دیا وہ مسکرادی۔۔
اور صائم زیدی نے ابھی سے اللہ سے توقع لگادی تھی کہ جب اسکی بیٹی اسے
واپس لائے گی تو وہ ایک بار پھر دھوم دھام سے سب کی رخصتیاں
کرے گا۔۔
ان شاءاللہ تب تک ہوسکتا ہے صمصام زیدی کو بھی احساس
ہوجائے رشتوں کا۔۔ کہ رشتے صرف حکم چلانے کیلئے نہیں
عزت دینے کیلئے مان بھروسہ یقین رکھنے کیلئے بھی ہوتے ہیں۔۔
بے بی باہر کوئی آپکو بلا رہا ہے۔۔" معاً ملازمہ ناک کرکے اجازت ملنے "
پر اندر داخل ہوتی عرشیہ سے بولیں۔۔
"جاکر دیکھو کون ہے۔ میں تب تک یہیں ہوں"
❤❤🔥
جاکر دیکھو کون ہے۔ میں تب تک یہیں ہوں بے فکر ہوجاؤ"

تمہیں کوئی مجبور نہیں کرے گا۔۔" انہوں نے شفقت سے سر چوم کر کہا۔

عرشیہ انکی اتنی سپورٹ پیار پر آبدیدہ ہو گئی۔ نم آنکھوں سے انہیں دیکھا۔ اسے لگا تھا انکی سپورٹ اپنے بیٹے کی طرف ہو گی پر نہیں وہ ہمیشہ اسے اپنے بیٹے سے بڑھ کر چاہتے تھے۔۔ بے شک بنسبت بیٹوں کے صائم زیدی کا ہمیشہ زیادہ پیار توقیع عرشیہ اور دلاور کو ہی دیتے تھے۔ انہیں یہ کہا جائے صمصام سے زیادہ دلاور عزیز تھا تو غلط نہیں ہو گا۔ ایسی ہی انکی محبت نہیں تھی، بہت چاہتے تھے دلاور خان کو اسلیے تو اپنی پھول سی بیٹی اسکے حوالے کی تھی۔

محبتیں تو بہت تھیں ہر قسمت انکی توقعات پر پورا نہیں اتری۔

اگر میرے الفاظ آپکو برے لگے ہوں بابا تو مجھے معاف کر دیجئے گا۔۔ پر" میں مجبور ہوں یہ سب کرنے کیلئے کیونکہ میں ان سے ایک نئی شروعات کرنے والی تھی۔ بے شک ان کے ساتھ غلط ہوا پر کیا اسکی نظر میں میری اتنی سی بھی عزت نہیں ہے؟ اتنا بھی مجھ پر اسے یقین نہیں کہ وہ میرا انتظار کر سکے یا مجھ پر یقین جتا سکے۔۔

آپکو پتا ہے میں وہاں کیا سوچ رہی تھی؟" اسنے پانیوں بھری نظروں

سے صائم زیدی کو دیکھا۔ جن کا سینا تڑپ گیا اسے روتے دیکھ کر۔۔
عشی!" انہوں نے حصار میں لیا چاہا پر وہ مسکرا کر نفی کر گئی۔۔"
میں ٹھیک ہوں بابا، مجھے سہارے کی نہیں بلکہ ہمت کی ضرورت "
ہے۔ میں وہاں سوچ رہی تھی، اپنے سالوں بچھڑے بھائی سے کہہ رہی
تھی کہ آپ نے مجھے برباد کر دیا میرے صام کو برباد کر دیا،، کاش میں وہ
سب نا کہتی تو وہ قطعی مجھے یہاں نہیں چھوڑتے کیونکہ میں جانتی ہوں
ایک بھائی کی غیرت کبھی گوارہ نہیں کرے گی وہ اپنی بہن کو برباد کرے۔۔
اسلیے وہ مجھے یہاں چھوڑ گیا۔
پر میں اس بے حس انسان کیلئے اپنے بھائی کا دل دکھا کر آئی، اور
رب کا انصاف دیکھو،، یہاں آکر میرا دل ٹوٹ گیا، جن پر مان تھا
مجھے کہ وہ میرے اپنوں کو سنبھالیں گے اسنے ہی میرے اپنوں کو موت
کے منہ تک پہنچا دیا۔" اسنے گال سے آنسوں رگڑے۔

میں آپکے بیٹے سے نفرت نہیں کرتی، میں نفرت کرنے کے "
بارے میں سوچ نہیں سکتی تھی، میرے ماں باپ نے ہمیں رشتوں
کی قدر کروانا سکھایا ہے نا کہ نفرت کرنا۔ پر اسنے بار بار میرے کردار پر
انگلی اٹھا کر مجھے میری نظروں میں ہی گرا دیا ہے۔ میں کیسے رہوں

اس شخص کے پاس جسے غصے میں اپنی بیوی کے کردار کی دھجیاں بکھیرنے میں ذرا سی دیر نہیں لگتی۔۔

بے شک ہم لڑکیاں ہیں بابا، پر ہم اتنی کمزور نہیں کہ کوئی بھی ہماری عزت و نفس کو کچل جائے۔ میں چاہتی ہوں وہ احساس کرے "میرا، تب ہی میں اسکا کروں گی ورنہ آئم سوری۔

عرشیہ مضبوط اٹل لہجے میں کہتی، معذرت خواہ نظر تقویٰ زیدی پر ڈال کر وہاں سے نکلی کہ وہ مجبور تھی اگر انکے بیٹے کو سبق سکھانے کیلئے اسکی ماں کے سامنے یہ سب بول رہی تھی تو اسکا بیٹا بھی بھری محفل میں اسکی ذات کی دھجیاں بکھیر چکا تھا۔

بے فکر رہو تمہارے ساتھ تمہارے بابا ہیں۔ ہو سکتا ہے تمہاری وجہ " سے اسکی نظروں میں میری بھی کچھ ویلیو بن جائے۔ ورنہ تو میرا باپ بننے میں کوئی قصر نہیں چھوڑتا۔۔" وہ پیچھے اسکے بولتے آخری اپنی بات بڑبڑا کر ہی رہ گئے۔ ہر تقویٰ اندازہ لگا سکتی تھی کہ وہ کیا بڑبڑا رہے ہیں۔۔ اسکا قہقہہ بے ساختہ تھا، جس ہر صائم زیدی نے سلگتی گھوری ڈالی۔۔

کیا ہو گیا ہے سائیں آپکو؟ آپ نے ہی تو ایسے اس طرح بنایا"
تھا۔۔ اور میرا کوئی قصور نہیں ہے وہ پیدائشی ہی ایسا تھا۔ دیکھتے نہیں
تھے چھوٹا تھا تو بھی سنجیدہ سنجیدہ تاثرات کے خاموش پڑا ہوتا تھا۔۔"
انہوں نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔

صائم زیدی کو بھی یاد تھا جب وہ چار ماہ کا ہوا تھا تو اسکے ماتھے پر تیوریں آنا
شروع ہو گئی تھیں۔ ہمہ وقت پیشانی پر بل ڈالے پڑا ہوتا تھا۔

اور ایٹیٹیوڈ ایسا کہ رونا بھی اپنی توہین سمجھتا تھا بچپن سے ہی، اسی وجہ سے تو
دلاور اور دریاب کو وہ عجیب و غریب بچہ لگتا تھا۔

وہ دونوں بھائی اسکے ساتھ کھیلنے کیلئے بیٹھتے تھے پر وہ نا ہنستا تھا نا ہی روتا
مجبوراً وہ چڑ کر اسے تھپڑ مار کر چلے جاتے تھے۔۔

صارم توقیع کے مقابلے اسنے بالکل بھی تقویٰ کو اپنے بچپن میں تنگ
نہیں کیا تھا، جبکہ دلاور دریاب تو چار سال تک عائشہ کو پاگل
بنا کر رکھتے بلکہ اس سے چپکے ہوئے ہوتے تھے۔

البتہ کبھی موقعہ ملتا دونوں بھائیوں کو تو باہر جا کر کسی کی اچھی طرح سے
دھلائی کر کے جا کر روم میں گہری نیند سو جاتے تھے تاکہ انکی ماں انکی
گواہی دے سکے اسکے بیٹے کب کے سوئے پڑے ہیں۔۔

اور بیٹوں پر بھی محلے کی شکایت پر ایسی غشی طاری ہو جاتی تھی کہ

عائشہ پوچھنے کیلئے جھنجھوڑ دیتی تھی پر انہیں ہوش نہیں آتا تھا۔۔
مجبوراً وہ ان عورتوں سے لڑ کر گھر سے نکالتی۔۔یا کبھی معذرت کر لیتی تھی۔ گھر میں جیسے سکون آتا وہ دونوں بھی جھٹ سے اٹھ بیٹھتے پر جب اسکی ماں کی نظریں پڑتی، اور عائشہ جل بھن کر غصے سے پوچھتی کہ تم دونوں تو سوئے ہوئے تھے نا؟
تب ان دونوں کا نہایت معصوم سا جواب ہوتا تھا کہ "خاموشی اتنی تھی "ہمیں نیند ہی نہیں آئی

انکا یہ حال تھا تو صمصام زیدی کی خاموشی کو دیکھ کر محروم اماں سائیں ہولتی رہتی تھیں کہ بچا اتنا حسین ہے ضرور کوئی سایہ ہو گیا ہے۔ اتنا خاموش سنجیدہ کوئی اتنا سا بچہ ہوتا ہے کیا؟
انہوں نے اسی خوف وہم سے ڈرتے کتنے بابا کو بلاوا کر حویلی میں خاص اس پر دم کیا تھا، اسکے سر کے صدقے دیتیں پیر و فقیر سب سے دم کرواتی پر ان سب کے بعد بھی جب وہ نانارمل بچوں کی طرح رویا یا اپنی ماں کو تنگ کیا تو اماں سائیں ہار مان کر رہ گئی۔۔
پر اسے کوئی فرق نہیں پڑا۔۔

آپ اسکا ساتھ کیوں دے رہے ہیں صائم بھائی رشتے ہم نے بھی"
بنائیں پر آجکل کے بچوں نے حد کر دی ہے اتنی اتنی سی بات کو انا کا مسئلہ بنا
دیا ہے۔ اگر صام نے ایسا کہا تو اسکی وجہ بھی آپ کے سامنے تھی۔
اگر وہ ہمت سے کام نا لیتا تو آپ جانتے ہیں اس خطرناک سے
مسئلے سے آپ اپنے بیٹے کو ہار دیتے۔۔
وہی ایک بار پھر دہرایا جاتا، جو ہمنے برداشت کیا ہے۔ وہ آپ سب
کو برداشت کرنا پڑتا۔۔"عائشہ نے بے جا حماقت پر صائم زیدی کو
احساس دلایا۔۔

ہمنے اپنی زندگی اپنی مرضی سے گزاری اسکا مطلب یہ نہیں ہم سب کو"
اپنی مرضی سے چلائیں۔ انکی اپنی زندگی اپنے فیصلے ہیں۔۔ انہیں رہنا ہے
ساتھ تو ایک دوسرے کو سمجھنا پڑے گا۔
اور جب جہاں مجھے لگا وہ دونوں غلط راہ کی طرف ہیں تو اس وقت
میں خود فیصلہ کروں گا یا بھائی صاحب کے ساتھ ملکر فیصلہ لوں گا۔۔"
انہوں نے عائشہ خان کو تو خاموش کروا دیا پر اپنی بیوی کو کیسے
مناتے۔۔۔

شکر ہے صمصام زیدی میں تمہارے اس رات بچھائے جال "
میں کمزور ہو کر نہیں ہاری۔ ورنہ آج تم مجھ پر بد کردار کا بھی دھبہ لگانے
"میں دیر نا کرتے۔۔
میں تمہارے اس محبت کی اچانک بارش میں بھیگ کر "
" خود کو معتبر سمجھنے نا بیٹھی ورنہ آج منہ بل گرتی۔۔

شکر یہ رب کا کہ تمہارا چہرہ تو سب کے سامنے آیا، کہ تم صرف "
خود کے ہو میرے کبھی نہیں ہو سکتے۔۔ تم مجھے چاہ ہی نہیں سکتے نا ہی
میں تمہیں اب چاہنے کی غلطی کروں گی۔۔۔
میں سب کچھ بھول کر ایک نئی شروعات کرنے والی تھی ہر کمزور
لڑکی کی طرح جو کہ رشتوں کے سامنے بے بسی ہو کر خود کو جھکا دیتی ہے۔۔
میں بھی مہندی کی رات تمہارے آگے، تمہاری شدتوں کی بارش
میں، تمہارے لہجے کی بے ایمانی پر ہار پڑتی اگر خود کو نا سنبھالتی۔۔
مجھے سمجھ جانا چاہیے تھا اسی وقت کہ یہ انسان محبت کر رہا ہے تو
ضرور زخم دے گا۔
پر میں بیوقوف لڑکی تمہارے رشتے کے سامنے خود کو جھکانے والی تھی
صمصام زیدی! اب شکر اس ذات کا کرتی ہوں جسنے مجھے مضبوط بنایا۔۔

شکر ہے خدا کا جسنے میرے جھکنے سے پہلے تمہارا غرور تکبر مکروہ چہرہ سامنے رکھ دیا۔۔

اگر کل میں جھک جاتی تو آج شاید خود سے نظریں نا ملا پاتی۔۔" وہ اسکے محبت بھرے لمحات یادیں کرتی روتی سیدھا جا رہی تھی۔

اسے خیال رکھنا چاہیے تھا باہر کوئی بھی موجود ہو سکتا ہے، پر اسکے دیئے زخم سے خیالوں سوچوں سے نکل آئی تھی، اسے لگ رہا تھا وہ کہیں نہیں اسکے دل میں۔۔

وہ سچ میں اسکے لئے محض ایک ضمانت تھی اور کچھ نہیں۔۔

ایک رشتہ جو کہ اسے بنانا ضروری لگا۔۔ بس وہی رشتہ تھی اسکے لئے جو دنیا کے سامنے ثابت کر سکتا تھا وہ میرڈ ہے ورنہ وہ بس ثابت ہوا اسکے لیے "ٹشو" ہے۔۔

کیسے شکوے کرے؟ کیوں گلا کرے؟ کیسے روئے؟ اور کہاں روئے؟ نا کندھا میسر تھا نا ہی حصار۔۔

وہ روئے بھی تو کہاں کوئی جگہ نہیں نظر آ رہی تھی۔۔ اسکی آنکھیں سرخ ہو کر پانیوں سے بھر چکی تھیں۔۔ کہ اب تو نظر بھی دھندلی ہو گئیں۔۔

اسنے ٹھہر کر پلر کا سہارا لیا۔۔لب دانتوں میں دبا کر اسنے اسنے سختی سے آنکھیں میچیں کہ آنسوں ٹوٹ کر گرے۔۔

اسکی نظروں کے پیچھے وہ منظر لہرایا تھا جب وہ اسکے سامنے کوئی خیال بن کر آگیا تھا۔۔

اسکی موجودگی اسکی سانسوں سے اسکی خوشبو سے عرشیہ خان کو محسوس ہو گئی تھی۔

وہ تو تب ہی چونک گئی تھی جب اسکی پہلی نظر عرشیہ پر پڑی تھی اور اسکا دل دھڑک اٹھا تھا۔وہ جان گئی تھی کہ جسی کی آمد کو وہ وہم و گمان سمجھ رہی ہے وہ حقیقت میں موجود تھا۔۔

کس طرح اسے توڑ کر آ کے کھڑا ہوا تھا، اور اس سے محبت کے دعوے جتا رہا تھا، اسے نظروں میں اتار رہا تھا یہ سمجھ کر کہ وہ سورج بن کر سمندر کی لہروں میں اتر جائے گی۔۔

اسے خود پر اپنی دل پر اسکی سانسوں کی دہکی آگ مانند کی تپش محسوس ہوئی۔۔یوں جیسے اسکے سر ٹکا کر پلر سے کھڑے ہونے پر اسکی نے اسکے گرد حصار باندھ دیا ہے۔۔

ص۔۔ا۔۔م۔۔۔"وہ جھر جھری لیکر آنکھیں کھولتی دیکھنے لگی پر دور دور"
تک ویرانی کے علاوہ وہ کہیں بھی نہیں تھا

وہ نہیں تھا تو اسے کیوں وہم ہونے لگا وہ پاس ہے؟

اور کچھ نہیں عرشیہ خان اسکا طلسم اسکا سحر جو اسنے"
تمہارے گرد باندھا تھا وہ تمہیں کمزور کر کے پھر سے اسکے آگے
جھکانا چاہتا ہے۔۔"اسکے اندر سے آواز آئی
میں کمزور نہیں ہوں صمصام زیدی یہ میں تمہیں بتا دوں گی۔""
آنکھوں سے لڑھک کر گرتے ہوئے آنسوں کو پونچھتی اپنی سوچوں خیالوں میں
ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ رہی تھی کہ اچانک دوسری جانب
انتظار طویل دیکھ کر وہ جیسے ہی باہر آیا
دفعتاً ایک دوسرے سے دونوں وجود کا زبردست تصادم ہوا۔

آہہہ۔۔۔"زمین بوس ہونے کے ڈر میں اسکے منہ سے بری طرح"
وحشت سے چیخ گونج اٹھی پر دو درے لمحے زمین بوس ہونے کے بجائے
اسے لگا جیسے ہوا میں ہی جھول گئی ہو۔۔۔

ہاں یہ سچ تھا وہ لہرا گئی تھی پر فضا میں نہیں کسی کے حصار میں۔۔

اور حصار باندھنے والا خود کو سنبھال کر جیسے اسکی فکر میں نظریں اٹھا کر دیکھنے لگا۔۔ اسے لگا اسکی پوری دنیا ہی ساکت ہو گئی تھی۔۔

سفید و گلابی رنگت، چھوٹی سرخ ناک، لرزتے دانتوں کے ستم ڈھانے پر گلابی ہونٹوں سے نگاہیں ٹھہر کر پھر سے اوپر کی طرف سفر کرنے لگیں۔۔

اس تیکھے نقوش میں قیامت خیز حسن اسے مبہوت کر گیا، اسکے دل کو اپنی خوف سے میچی آنکھوں کی طرف یوں متوجہ کیا کہ اسنے ایک سیکنڈ میں ایک بار پھر خود کو اس پر وار دیا۔۔

اسکی راستے میں مانگی مراد بھر آئی تھی، اسے دیدار جو نصیب ہوا تھا اسکا۔۔ اسے لگ رہا تھا مراد پوری ہونے پر کال کر کے اسے پیر پر نیاز کرنا چاہیے۔۔۔

اسکے برعکس اس ناگہانی افتاد پر عرشیہ کا دل دھک دھک کرتے اچھل کر حلق میں آ گیا۔ مسلسل سکوت خاموشی دیکھتے

خوف سے آنکھیں ایکدم پھیلا کر سامنے دیکھنے لگی۔۔پر دوسرے ہی لمحے ان نیلی آنکھوں میں اپنا عکس دیکھتی بالکل ساکت سی ہو کر رہ گئی۔۔
معاً اسے اپنے گرد اسکے مضبوط بازوؤں کا احساس ہوا۔۔
تم۔م۔م۔م!!!"وہ اچانک ہوش کی دنیا میں قدم رکھتی حلق بل" چیخ پڑی۔۔۔

مجھے اندازہ نہیں تھا کہ تم اتنی حسین ہو جاؤ گی ذرا سی دوری پر۔۔"وہ اسکے" آنکھیں کھولنے پر سنہری آنکھوں اور ان پر سایہ فگن سیاہ گھنی پلکوں کو دیکھ کر خوابناک لہجے میں بولا۔۔

عرشیہ نے حیرت سے اسکی آنکھوں سے نظریں ہٹا کر اسکے" پورے چہرے کو دیکھا۔۔

بس یہی خواہش لیکر دل میں آیا تھا،اے دشمن جاں کہ یونہی تم" میری بانہوں میں ٹوٹ کر گرو اور میں تمہیں سنبھال لوں۔۔"وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا شاعرانہ انداز میں گویا ہوا۔۔
عرشیہ کے تن بدن میں بچھو رینگ گئے۔۔۔۔

شٹ اپ سٹوپڈ!!!" وہ غصے سے چیخ کر ایکدم بل کھا کر اسکے بازوؤں "
کے حصار کو توڑے نکل کر سیدھی کھڑی ہوئی۔
اور بوکھلاتے ہوئے اپنے دوپٹے کو سنہری بالوں پر ڈالا۔۔

ہاہاہا۔۔ آج بھی نہیں بدلی۔۔" اسکے ایکدم بھڑک جانے پر وہ قہقہہ لگا "
اٹھا۔
یہی تو اسکی ادائیں تھیں ظالم۔۔۔
اسنے کہتے اسکی آنکھوں میں تقریباً جھانکا عرشیہ سٹپٹا کر
اسکی ان حرکتوں سے زچ ہو کر نظریں پھیر گئی۔۔

یہاں کیسے آئے۔۔؟؟" وہ کاٹ کھانے والے انداز میں بولی جس پر وہ "
اسکے سٹپٹانے سے محظوظ ہوتا اسکے سوال پر چونکا۔۔

بڑی بے مروت ہو۔۔ ناسلام نا آداب !ناحال نا احوال سیدھا دل "
پر اٹیک۔۔۔" وہ گھائل ہو کر رہ گیا تھا۔۔ اسے اندازہ نہیں تھا وہ اس
قدر حسین ہو گی۔۔
اسے بے خبر رکھا اس سے۔۔

اسے یہ کہا گیا کہ وہ بدل گئی ہے۔۔اور اب اسکا "تم" کہنا بیان کر دگیا کہ وہ بدل نہیں گئی بلکہ آج بھی ایک نظر میں پہچان گئی۔۔پھر بھلا وہ کیسے بدلی؟

تم بتاؤ گے یا میں جاؤں؟" اسنے غصہ پیتے پوچھا۔خان بیگم کے " اچانک جانے کی وجہ اسکی ماں نے اسے رات بتادی تھی۔ جس وجہ سے بات پھیلنے سے بچ گئی تھی اسکے ڈیڈ کی۔۔

جانے کی بات اب مت کرنا!!" وہ کافی معنی خیزی سے بولا جس پر " اسنے ابرو اٹھا کر اسے حیرت سے دیکھا۔۔

تمہیں سامنے آتے دیکھ کر میں تو سدھ بدھ کھو گیا۔۔۔کیسے بتاتا؟" کتنی حسین ہو گئی ہو تم عرشیہ خان۔۔" وہ سحر زدہ سا بولا۔۔

فارس پلیز اسٹاپ اٹ تمہیں معلوم ہے مجھے یہ سب " بکواس نہیں پسند!!" عرشیہ نے ٹوک کر غصے سے گھورا۔۔پر الٹا ہوا، اسکی بے باک نیلی آنکھوں میں دیکھتی وہ گڑبڑا گئی۔۔

یہ بتانا تو بھول ہی گیا کہ میں یہاں کیسے۔۔آیا۔۔۔بس جیسے "

معلوم ہوا تم وہ گلی وہ محلہ وہ گاؤں چھوڑ کر شہر میں آبسی ہو میں بھی تمہارے پیچھے وہ گلی وہ محلہ وہ گاؤں گھر چھوڑ کر اپنے بوریا بستر اٹھا کر پیچھے آگیا۔۔" وہ اسکے سیاہ لباس میں سنہری بالوں کی لٹوں کو گال پر بکھرتے ہوئے دیکھ کر رک رک کر بتانے لگا۔۔ اسے دیکھ کر نا صرف اسکا دل ساکت ہو رہا تھا بلکہ الفاظ بار بار بھولتے جا رہے تھے۔۔
جیسا سوچا تھا اسے اس سے بڑھ کر پایا تھا۔۔ اسکی آنکھیں مزید گھائل کرنے والی ہو گئی تھیں۔۔ جن میں دیکھتے فارس کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔۔

فارس خان!!!" اس کے عاشقانہ انداز پر وہ نیچی آواز میں گرج" پڑی۔۔۔
ہاہاہاہا عرشیہ خان" وہ بھی قہقہہ لگاتا اسکی ناک کو انگلی سے چھو کر" بولا۔۔ وہ بدک کر سٹپٹاتی ناگوار نظر ڈالتی ہوئی دور ہوئی۔

سچ بکو یہاں کیسے آئے؟ اور آسٹریلیا سے کب لوٹے؟" وہ سنبھل کر" سنجیدہ ہوتی بولی۔۔
مجبوراً اسکی رضا کیلئے فارس کو بھی سنجیدہ ہونا پڑا۔۔

پرسوں آیا تھا۔۔ڈیڈ کے کہنے پر۔۔لالا تو سیدھا اپنے ساتھ دبئی لے"
جانے والے تھے۔پر میں نے منع کر دیا۔۔پتا ہے کیوں؟"اسنے بتانا
شروع کرتے دفعتاً اسے مخاطب کیا۔

کیوں؟"عرشیہ نے بھیگی سیاہ پلکوں والی سنہری آنکھیں اٹھا کر"
اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھا۔۔
اسکی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھنے پر فارس ہولے سے متبسم ہوا۔۔"کیونکہ
تمہارے پاس جو آنا تھا۔۔۔تمہیں کہہ کر گیا تھا،میرے آنے کا
انتظار کرنا۔۔تم پھر بھی وہ گھر گلیاں چھوڑ کر آ گئی۔۔
میں نے سوچا تھا سب سے پہلے تمہارا ہی چہرہ دیکھوں گا،اور حویلی
جانے سے سیدھا تمہارے گھر آیا تھا پر وہ گیٹ پر تالا دیکھ کر
میں ڈر گیا سچ میں۔۔۔
مجھے لگا کسی دوسرے کے گھر پر آ گیا ہوں،پر تمہارے گھر پر تالے کا
یقین نہیں کیا۔۔
بہر حال لوگوں کے کہنے پر کرنا پڑا۔۔اور مزید حویلی سے معلوم ہوا تم
کب کی شہر چلی گئی اب تو سال بیت گئے تمہیں میری گلیاں

چھوڑے ہوئے۔۔" اسنے شکوہ کن انداز میں کہا۔۔

وہ اپنا حلق تر کرنے لگی۔۔"وہ صرف اسکی گلیاں نہیں اسکے راہیں بھی چھوڑ چکی تھی یہ اسے کون بتائے؟" اسنے سہمی سی آنکھیں اسکی طرف اٹھائیں جو کہ ہزاروں دیے جلا کر اسے دیکھ رہا تھا۔۔

پہلے تو دل کیا تمہارا سر پھاڑ دوں آکر۔۔ پر پھر ناراضگی سے "
خاموش ہو گیا۔۔۔
پھر سوچا ناراض ہوں پر منائے گی کیسے وہ مجھے جب اسے معلوم ہی نہیں ہو گا کہ میں ناراض ہوں۔۔
یہ سب سوچنے کے بعد کل دریاب کو خاص کال کر کے پہلے تو اسے تین چار گالیاں دیں خصوصاً سنی بھی۔۔ اسکے بعد اس سے کہا تم سے کہہ دے میں ناراض ہوں اور آئے مجھے منانے۔۔۔
پر دریاب نے کہا تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں اور تم اپنے ڈیڈ کا بزنس سنبھال رہی ہو انکی طبیعت ناسازی پر، اور تمہیں کسی مینجر کی بھی ضرورت ہے۔۔۔
سب یہ سن کر کوئی کافر ہی دور رہ سکتا تھا تم سے میں تو بھاگتا ہوا

اڑتا ہوا آیا تم تک۔۔۔

یہاں۔۔۔ تمہارے دربار میں۔۔۔ تم تک۔۔۔ تمہارے پاس۔۔
صرف تمہارے لیے آپہنچا ہوں تاکہ تم مجھے اپنا مینجر بنا سکو اور مجھے
ایک چانس دے سکو کہ میں تمہیں اپنے جال میں پھنسا کر
یہاں سے لے اڑوں۔۔۔" وہ آہستگی سے متبسم نگاہوں سے اسکے گوش
ساری بیتی کاروائی گزارنے لگا۔۔

تم مینجر بنو گے؟؟؟" وہ باقی ساری باتیں جھٹلا کر بے یقینی حیرت سے "
بولی۔۔
وہ خان حویلی کا لاڈلا بیٹا، اتنا ایجوکیٹڈ لڑکا اسکا مینجر بنے گا۔۔
میں تو تمہارا ڈرائیور بن جاؤں تم مینجر کی بات کرتی ہو" اسنے "
سرگوشیانہ کہا۔۔

بس کرو فارس!!" وہ زچ ہو کر ایک بار پھر ناگواری سے ٹوک گئی۔۔"
اب وہ بچہ نہیں تھا جو اسکی یہ مجنونانہ باتیں برداشت کرتی۔۔
فارس نے سپاٹ نظروں سے اسے دیکھا۔۔

تم تو وہیں سیٹل ہونے والے تھے نا؟ تم نے حویلی میں کہا تھا سب کو۔۔""
وہ بیتی باتیں یاد دلانے لگی۔ تاکہ اسکی شادی کا سن کر اس سے کوئی شکوہ واویلا نا کرے۔۔

جانے دریاب کو بھی کیا سوجھی تھی اسے یہاں بلانے کی۔۔ اس ضدی سر پھرے شخص کو کیسے سمجھائے گی اب۔۔ اور اس نواب کو معلوم پڑ گیا یہ اسکے پیچھے بچپن سے پڑا ہوا ہے تو جان نکال دیتا اسکی بھی اور شاید عرشیہ۔۔۔۔۔

سیٹل کیسے ہو سکتا ہوں میڈم؟ سیٹل ہونے کیلئے ایک لڑکی درکار ہوتی۔۔"
شاید شہر کی ہواؤں نے تمہارے کان خراب کر دیئے ہیں۔۔ میں نے کہا تھا میں وہاں شادی کے بعد سیٹل ہونا چاہتا ہوں یہ تو نہیں کہا تھا کہ ابھی سے وہاں سیٹل ہو رہا ہوں۔۔
خیر ان سب کو بعد میں ڈسکس کریں گے۔۔
"ابھی تو یہ بتاؤ آنٹی انکل کہاں ہیں؟

فارس تم جاؤ میں یہ حجاب تمہیں نہیں دے سکتی۔۔"""

عرشیہ سپاٹ لہجے میں کہتی وہاں سے جانے کیلئے مڑی۔۔وہ نہیں چاہتی تھی وہ کسی سے ملے یا کچھ جانے اس سے پہلے وہ اسے یہاں سے بھیجنا چاہتی تھی۔۔

اسکے اچانک اس طرح نظریں پھیرنے پر فارس نے اسکی سیاہ دوپٹے میں پشت کو دیکھا۔۔

اور میں تمہیں اب چھوڑ کر نہیں جا سکتا عرشیہ خان! مجھے ڈر" ہے کل میرے جانے پر میرا گاؤں چھوڑ گئی اب گیا تو تم میرے دائرے کو توڑ دو گی۔۔"ایکدم آگے بڑھتے اسکی مومی کلائی کو اپنی مضبوط گرفت میں جکڑ کر حتمی ٹھوس بھرے لہجے میں کہا جس میں چٹانوں جیسی سختی تھی۔

عرشیہ کے بڑھتے قدم، اپنی کلائی میں گرفت اور اسکی جرات پر زمین نے جکڑ لیے۔۔
فارس!!!"وہ جو حلق بل چیخنے کیلئے پلٹی تھی مقابلے کھڑے شخص کے" پیچھے موجود ہستی کو پا کر عرشیہ کی آواز حلق میں کہیں اٹک گئی روح جیسے

فنا ہو گئی۔۔

وہ دراز قامت، سیاہ لباس میں دروازے سے اندر آتی روشنی کے سامنے وسیع سینے چوڑے مضبوط کندھوں سے کھڑا تھا، کہ عرشیہ کی نظریں دھندلی پڑ گئیں۔۔

اسنے اپنی کلائی کو دیکھا جہاں فارس خان کے مضبوط ہاتھ کی گرفت تھی۔۔ اسنے اس ہاتھ کو دیکھتے ہوئے سیدھی نظریں اٹھائیں جہاں مقابل بالکل سامنے کھڑا اسکائی بیلو کلر کے فورپیس ڈریس میں لمبا چوڑا چوڑے شانوں والا فارس خان ہمیشہ کی طرح آج بھی اسے محبت پاش نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔
اسکی بیلو گرے ہیزل آنکھیں اسکے چہرے کے نقوش کا طائف کر رہی تھیں جبکہ کلین شیو عنابی لبوں پر گہری مسکراہٹ تھی۔۔

وہ کانپتے دل کے ساتھ خوفزدہ نگاہوں سے اسکے پیچھے دیکھنے لگی، ہمیشہ کی طرح اسے سرخ اوشن نیلی خونخوار نگاہوں سے دیکھتا اسکی جان

نکال رہا تھا۔۔
ایک نگاہ الفت تھی تو دوسری نگاہ سرخ جنونی۔۔۔

وہ جانتی تھی اب کون سی قیامت مچنے والی ہے۔۔اس سے نگاہیں ہٹا کر اسنے اپنی کلائی کو مروڑا۔۔۔"جاؤیی۔۔یہاں سس۔۔۔سے فارس۔۔۔"اسنے مچلتی دھڑکنوں سے کہا۔۔

چھوڑو فارس!"وہ اسکے پہنچے سے پہلے دبے غصے سے بولی اور اپنی کلائی" مسلسل مروڑنے لگی پر اسنے ویسے ہی گرفت ضد میں تنگ کر دی۔۔
وہ دل ہی دل میں شدت سے دعا کرنے لگی اندر سے کوئی آجائے۔۔ صائم زیدی تقویٰ زیدی یا اسکی ماں ہی۔۔پر کوئی آئے اور اس سب کو روکے ورنہ وہ شخص اب جانے کیا حال کرے گا اسکا۔۔
اور دونوں ہی سر پھرے بگڑے امیر زادے۔۔
پر صام کی آنکھوں میں اسنے اترتے ہوئے جنون کو دیکھا، اور وہ رب سے دعا مانگنے لگی کہ اس آتش کو مچنے سے پہلے کوئی وسیلہ بھیج دے۔۔

اسے خود کا تو نہیں معلوم تھا کیا حشر کرے البتہ صمصام زیدی کی ملکیت پر فارس خان کو گرفت ڈالتے دیکھ کر جانے اسکا کیا ہوگا۔۔

پر اگلے ہی لمحے مزید دہل کر وحشت زدہ ہوتی خاک ہو گئی تھی جب اچانک فارس خان نے جھٹکا دیکر تین قدموں کا فاصلہ ختم کرتے آدھے قدم پر اسے کھڑا کیا اپنے مقابلے اور اسکی سرخ چوڑیوں بھری سفید کلائی کو فضا میں بلند کیا۔۔

اسکی غیظ و غضب سے سرخ نیلی آنکھوں کے سامنے سیاہ آستین میں سفید دودھیا سرخ چوڑیوں والی کلائی تھی جس میں مردانہ ہاتھ کی گرفت تھی۔۔
ایک طرف اس کلائی پر عرشیہ زیدی کی آنکھیں ٹکی تھیں تو دوسری طرف صمصام زیدی کی۔۔
جبکہ بیچ میں کھڑا وجود مسکراہٹ سے اسکے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

چھوڑنے کیلئے نہیں تھامی تمہاری کلائی میڈم! دم ہے تو خود ہی چھڑوا کر"

دکھاؤ ورنہ ہار مان کر پلکیں جھکا دو۔ میں اسے مشرقی اقرار سمجھ لوں گا!"
وہ اسکے خوبصورت چہرے پر نظریں گاڑے کہہ رہا تھا جبکہ
عرشیہ کی سنہری پھیلی آنکھیں اسکے اٹھتے ہوئے بھاری قدموں پر
تھیں۔۔

ان سیاہ بوٹوں میں مقید بھاری قدموں کی دھمک اسے اپنے سینے اور
پور پور میں محسوس ہو رہی تھی۔۔ اسکی ہاتھ کی سختی سے بھینچی مٹھیوں پھولی
ابھری رگوں کو دیکھتے، اٹھاہ گہرائیوں میں ڈوبتے دل کے ساتھ
عرشیہ زیدی نے حلق میں پھنسے پھندے کو نگلا۔۔

پشت پر آہٹ کو محسوس کرتے فارس نے پلٹ کر جونہی دیکھا
اگلے ہی لمحے فضا میں گھوم کر آتا ہوا بھاری مکا اسکے منہ ٹھاکے ساتھ
پڑتے اسکے جبڑے کو سن کر گیا۔۔

صاممم!!"فارس پر اچانک اٹیک سے اسکے لڑکھڑا کر زمین"
بوس ہونے پر خوف وحشت سے عرشیہ کے منہ سے دل دہلا دینے
والی چیخ فضا میں گونج اٹھی۔۔

ہمت کیسے ہوئی تمہاری اسے چھونے کی؟؟؟" وہ زمین پر کمر بل پڑے "
کراہتے فارس زیدی پر جھپٹا اور اسے کالر سے پکڑ کر جھٹکے سے مقابل
کرتے بپھرے عضناک زخمی شیر کی مانند اس پر گرج کر جیسے زمین
وآسمان ایک کر گیا۔۔

صام۔۔۔صام تمہیں خدا کا۔۔۔"عرشیہ اس سے وحشتزدہ چیختی"
اسکے چوڑے بازو کو جھنجھوڑنے لگی۔۔
جس پر اسنے نیلی خون ٹپکاتیں آنکھیں فارس سے ہٹا کر اسکے لٹھے کی
مانند سفید پڑتے چہرے کو دیکھا۔۔اسکی اگلی بات حلق میں اپنی
وحشت سے دبا گیا۔۔

چپ!!!!ایکدم چپ!!!"وہ جنونی سا ہوتا اسکے جبڑے کو پکڑ کر اسکے "
منہ پر غرایا۔۔دوسرے لمحے اسے دونوں سے دور کر دیا۔۔

باباا۔۔باباا۔۔۔"وہ فارس کے ناک سے بہتے خون پر روتی صام کے "
پھر سے فارس کی سمیت متوجہ ہونے پر چلانے لگی۔۔

وہ ایک کاٹ دار نظر اسکے چلانے پر ڈالتا فارس کو دیکھنے لگا جو کہ حیرت سے گھومتے سر کے ساتھ اسے دیکھ رہا تھا۔۔

تم ہوتے کون ہو باسٹرڈ!!!"فارس نے غصے سے دھاڑ کر کہا۔۔"

صمصام زیدی ہوں میں جسکی ملکیت پر تم نے نگاہ ڈالی تھی"اسنے سرد وحشتیں بھرے لہجے میں کہتے اسکے جبڑے کو مٹھی میں بھینچا۔۔
فارس نے سرخ آنکھوں سے اسکے کال کو پکڑا۔۔
اور دوسرا ہاتھ گھما کر اسکے سر پر مکا مارنا چاہا ہی تھا کہ ایک دم اسکے سامنے اپنی دونوں کلائیاں کرتے صمصام زیدی نے اسکے وار کو ناکام کیا۔۔
عرشیہ کا دل جیسے بند ہو گیا۔۔وہ سن وحشت زدہ اسے سیکھنے لگی تھی جو کہ اب اسکا دماغ ہی پھوڑنے کا ارادہ کرتا اپنے دونوں بھاری مضبوط ہاتھ اسکے سر پر ہتھوڑوں کی مانند مارنے لگا تھا۔۔۔

صمصام!!!"عرشیہ ایکدم غراتی فارس کو پیچھے دھکیل کر خود لہو" آنکھوں سے کانپتی اسکے سامنے آ گئی۔۔
سوسائٹ کی طرح دیواریں فارس زیدی کے سر سے ٹکرانے والی

تھیں کہ اچانک عرشیہ خان کے مقابل آنے پر ٹھاکے ساتھ اسکے کانوں پر پڑتی سرکی نسیں پھاڑ دیتیں پر وقت تھم گیا۔۔۔
اسکی وحشزدہ چیخ کے ساتھ مقابل آنے پر صمصام زیدی بھی تھم گیا۔۔
اسکے ہاتھ اسکے کان کے پردے پھاڑ دیتے پر اسکے کانوں کے قریب آکر اچانک ساکت ہو گئے۔۔
عرشیہ نے کچھ نا ہوتے دیکھ کر ڈرتے ڈرتے اپنی میچی آنکھیں وا کیں۔۔
سامنے ہی اسکا وسیع سینہ تھا۔۔اسکی وحشت بھری آنکھیں اسکے سینے پر ٹوٹتے ہوئے بٹنوں سے ہوتی ہوئی گردن کی پھولی رگوں سے سرکتی۔۔
بھینچے جبڑے، پھولی سانسوں پر آئیں، اور اس سے ہوتی ہوئیں جیسے اسکی نیلی لہولہان آنکھوں سے ٹکرائیں صمام کے کانوں کے پاس رکے ہوئے ہاتھوں نے فوراً سے اسکے چہرے کو تھاما اور کھینچ کر پاس کیا۔۔

اسکی چیخوں پر بھاگتے خوفزدہ ہوتے باہر نکلتے سامنے کا منظر دیکھتے صائم زیدی اور تقویٰ زیدی، عائشہ خان اسے دیکھتے ساکت ہو گئے تھے۔۔

پیار نہیں کرتا تم سے، جنون ہو تم میرا۔۔"وہ سرد لہجے میں کہتا کسی"

پیاسے انسان کی طرح اسکی آنکھوں کو دیکھنے لگا۔
اسکی آنکھوں میں غضب قہر کی سرخ چنگاریاں تھیں جیسے وہ ابھی انکار کرے گی وہ اسے ہی ختم کر سے گا۔
عرشیہ کو لگا جیسے کسی دیو نے اسے اپنے شکنجے میں جکڑ لیا تھا۔
مجھ سے ادب و آداب کی توقع مت رکھنا، میں بد تمیز شخص ہوں"
محبتوں کے اصولوں سے ناواقف ناہی پابند۔۔
مجھے جنون ہے تم سے۔۔ جس میں پابندی میری ہے اصول میرا۔۔
شدتیں میری ستم بھی میرا ہو گا نا کہ محبتوں کا۔۔ دنیا کے دستور پر میں تم سے الفت کا دعوا تو کر سکتا ہوں پر تم الفت نہیں جنون ہو۔۔
وہ جنون جو میں سانسوں میں بھر دیا ہے تمنے اپنی سانسوں سے۔۔ وہ جنون جو میری رگ رگ میں خون کی مانند دوڑ رہا تھا۔۔"وہ اسکی سب کے سامنے سرد سرگوشیوں پر پتھر کی بے جان مورتی بنی کھڑی تھی۔۔
اسکے گال کو سہلاتا ہوا اسکا انگوٹھا ساکت ہوا جب انگلیوں میں حرکت آئی اور اسکی گردن سے اسکا ہاتھ رینگتا ہوا اسکے اندر بالوں میں چلا گیا۔۔
وہ ایک ہلکی سی مسکراہٹ سے اسے سیکھنے لگا۔۔

عرشیہ کو تو تھوڑا بہت احساس تھا پر اس شخص کو ذرا بھی ہوش نہیں تھا آس پاس کا۔۔یا اسے ضرورت ہی نہیں تھی آس پاس کی۔۔

تم میرا وہ جنون ہو جس میں کوئی ادب کوئی آداب نہیں۔۔نا میں" تم پر شدتیں برسانے میں آدب کروں گا نا ہی کوئی حد پابندی مقرر کروں گا۔

مجھے نہیں تمہیں سب کو بتانا چاہیے کہ تم کون ہو۔۔۔"وہ اسکے کان کے قریب جھکتے لب پاس کرتے کہتا پیچھے سکتے میں کھڑے فارس خان کو سرد انگارہ نگاہوں سے دیکھنے لگا۔۔

اسکے تیز کلون کی خوشبو اسکی نتھنوں سے اتر کر سانسوں میں روانی سے ہر کونے میں بس گئی۔۔ویسے ہی اس وجود کے سانس کھینچنے کو بھی اسنے محسوس کیا تھا۔

تقویٰ کی آنکھوں کے سامنے سالوں پہلے کا وہ منظر گھوم گیا جب صائم زیدی اچانک اسکے اکیلئے گھر میں آ گئے تھے۔۔

وہ آگے بڑھ کر اپنے بیٹے کو تمیز دکھانے والی تھیں کہ اچانک صائم زیدی نے انکی کلائی کو جکڑ لیا۔
اسکا جواب وہ خود دے گی" انہوں نے بیوی کی سوالیہ نظروں میں" دیکھتے کہا۔

عرشیہ نے اپنے وجود کو حرکت دیتے اسکے سینے پر ہاتھ رکھا، اسکے تیز تیز چلتے دل کو محسوس کرتی وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی ہاتھ کے زور سے فاصلہ قائم کر گئی۔۔

فارس نے مقابل کھڑے چوڑے وجود کو دیکھتے مٹھیاں بھینچ لیں کہ وہ تھا کون جو اسکی عشی پر اس قدر حق جتا رہا تھا۔

میں بھی سننا چاہتا ہوں کون ہو تم عرشیہ؟"فارس نے" صمصام زیدی کی اوشن نیلی آنکھوں میں اپنی ہیزل نیلی آنکھیں گاڑ کر سرد لہجے میں پوچھا۔

صام اسکے عرشیہ کا نام لینے پر ایکدم اسکی سمیت مٹھیاں بھینچ کر

بڑھتا اس سے پہلے فی الفور عرشیہ نے بوکھلا کر اسکے سینے پر دونوں ہاتھ ٹکا کر اسکے قدم بڑھنے سے پہلے جکڑ لیے۔۔

میں بتاتی ہوں میں کون ہوں۔۔"اسنے صمام سے بوکھلا کر کہا۔۔۔"
"اسے نہیں پتا میں کون ہوں۔۔"وہ بھینچی آواز میں بولی۔
وہ جانتی تھی کہ اگر وہ بیچ آکر اسکے خون کو شانت نا کرتی،اس بپھرے شیر کو پر سکون نا کرتی تو ضرور وہ آج اپنے ہاتھ خون میں رنگ دیتا۔۔
فارس خان اپنے بچپن سے جوانی تک آسٹریلیا میں رہنے والا فینسی ماڈرن سمارٹ خوبصورت لڑکا تھا جبکہ صمصام زیدی چوڑے وسیع وجود کا مالک مخصوص شخصیت رکھتا تھا۔
پر دونوں کی نظروں کا مرکز شروع سے ہی ایک ہی وجود تھا اور وہ تھا "عرشیہ خان" کا۔۔
فارس خان کی آنکھوں میں الفت تھی جبکہ اسکے برعکس عرشیہ خان کے نام سے صمصام زیدی کی آنکھوں سے لیکر رگ وروح میں جنون برپا تھا۔۔
عرشیہ نے ایک نظر صمام کو دیکھا اور دوسری نظر فارس کو۔۔

میں عرشیہ۔۔۔" اسنے صمام کی آنکھوں کو دیکھا جو کہ اس پر"
مسکراتی ہوئی ٹکی تھیں۔۔
جبکہ فارس کی آنکھوں میں ایک خوف تھا کھونے کا۔۔ ایک
وحشت تھی دائرہ ٹوٹنے کی۔۔۔
میں عرشیہ دانیال خان ہوں۔۔ اور ان سے ملیں یہ ہیں"
فارس خان میرے کزن۔۔ اب یہی رہیں گے۔۔ بیسٹ
فرینڈ! بلکہ ہماری کمپنی کے ہونے والے مینجر جو کہ تین دن پہلے ہی
آسٹریلیا سے اپنی تعلیم مکمل کر کے آئے ہیں۔۔" وہ مدھم سا مسکرا کر
اپنا تعارف کرواتی فارس کی جانب پلٹی اور اسکے پاس آکر
اسکے ساتھ کھڑی ہوتی مقابل موجود صمصام زیدی سے اسکا تعارف
کروانے لگی۔۔

تھینکس گاڈ عشی میں سمجھا یہ بھڑکتا شرٹ کتا ہوا اسلیے آیا ہے کیونکہ میں"
نے شاید اسکی بیوی کا ہاتھ پکڑ لیا ہے۔۔ پر تمنے میرا وہم ختم کر کے
ایک نئی زندگی بخش دی تھینک یو سو مچ۔۔" فارس کو سمجھ نہیں آرہا
تھا وہ کیسے شکریہ ادا کرے عرشیہ کا۔۔

اسکا دل کیا اسکے ہاتھ چوم لے۔۔ پر وہاں آئے سب کی موجودگی کا احساس کرتے ہوئے وہ خود پر ضبط کر گیا۔

بہر حال یہ کون ہے؟" اسنے ایک ناگوار نظر صام کے سرد" تاثرات والے چہرے پر ڈالی۔۔
بندہ کسی موووی کا ہیرو لگ رہا تھا پر اسکا رویہ کسی سائیکو موووی کے ولن جیسا تھا۔۔ نا تمیز ناحیا کیسے عرشی سے چپک رہا تھا۔ وہ اسے اپنی سٹوری کا ولن لگا تھا۔

یہ۔۔۔" مٹھیاں بھینچے خود کو گھورتے ہوئے صام پر اسنے ایک تلخ" مسکراہٹ بھرے نظر ڈالی۔۔
ہاں یہی جو پتا نہیں خود کو کیا سمجھتا ہے۔۔" وہ غصے سے دانت پیس کر" بولا۔۔
ان دونوں پر نظریں ڈالتے وہ سرد سانس فضا کے سپرد کرتے خود پر کنٹرول کیا ورنہ بس نہیں تھا ابھی اسکے بولتے ہوئے ہونٹوں کو سب کے سامنے جکڑ کر اسے بتائے کہ وہ اسکی روح سے تن، اور تن سے من سانسوں تک کا مالک صمصام زیدی ہے۔۔

کیوں تم نہیں جانتے اسے ؟"عرشیہ نے ایک حیرت بھری" نظر فارس پر ڈالی

میں تمہارے علاوہ کسے جانتا ہوں ؟"اسنے شرارت سے" کہا

اچھا!"عرشیہ کھکھلا اٹھی۔۔پر اسکی شرارت اور اسکی" کھکھلاہٹ نے صمصام زیدی کو انتہا تک پہنچنے پر مجبور کیا تھا۔وہ اسکا خون جلا کر کھکھلا رہی تھی۔۔

یہ وہ ہے جسکے بارے میں میں نے بچپن میں تمہیں بتایا تھا" بھول گئے ؟"اسنے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا

افف تم ایک بار ہی اسکے بارے میں بتا کر ٹینشن ختم کرو میری" یار میں خان ہوں تمہارے علاوہ کسی کو نہیں جانتا ہاں ہی ایسے لوگوں سے میری کوئی جان پہچان ہے یو نو نا۔۔"اسنے کہتے ابرو بے بسی سے ابرو اچکائی۔۔

عرشیہ قہقہہ لگا اٹھی۔۔

صام نے کاٹ دار نظر دونوں کے مسکراتے چہرے پر ڈال کر اپنے ماں باپ کو دیکھا۔
چلو کوئی بات نہیں میں تمہیں بتا دیتی ہوں یہ کون ہے۔" اسنے" مسکراتے کہا۔ اور صمصام زیدی کے مقابل آ گئی۔۔

یہ ہے صمصام زیدی جسکے بارے میں نے تمہیں بتایا تھا کہ" میرا ایک کزن ہے۔۔ جو نہایت گھمنڈی، تکبر غرور میں ڈوبا، خود پسند جنونی انسان۔۔
جو سیکنڈ نہیں لگاتا اپنے آگے کسی کی بھی ذات کی تذلیل کرنے میں۔ جو خود کے علاوہ کسی کو اہمیت نہیں دیتا۔ جو اپنی ذات کے نشے میں گم ہے۔۔" وہ صام کی آنکھوں میں دیکھتی چبا چبا کر بول رہی تھی۔۔

یاد آیا کچھ ؟؟؟" معاً وہ اس سے نظریں پھر کر فارس کی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔
اوہ ہاں ہاں یاد آیا کہیں تم وہ تو نہیں کہہ رہی تھی صمصام جو تم سے" نفرت کرتا تھا؟؟" فارس نے دماغ پر زور ڈال کر یاد کیا۔۔
عرشیہ ہنس پڑی۔۔" ہاں وہی پر مزے والی اب اسکی نفرت

جنون میں بدل گئی ہے۔۔"اسنے فارس نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

خیر دفع کرو میں آگیا ہوں نا۔۔ آؤ آنٹی سے ملتے ہیں۔۔"فارس نے" سر جھٹکے اس سے اپنی پشتو میں کہا اور اسکی طرف ہاتھ بڑھایا۔۔

صام اسکے الفاظ تو سمجھ نا سکا البتہ اسکے بڑھے ہوئے ہاتھ کو ضرور دیکھا جو کہ عرشیہ خان کی سمیت تھا۔۔

اسکے بڑھے ہاتھ کو دیکھ کر تو عرشیہ بھی سٹپٹا گئی۔۔

اسنے پلکوں کی اوٹ سے صام کا متغیر چہرہ دیکھا اور اسکے ہاتھوں کی پھولی رگوں کو۔۔ وہ جانتی تھی اگر اسنے اسکا ہاتھ تھام لیا یا فارس نے اسے پھر سے چھوا تو وہ جان سے جائے گا۔۔

چلو۔۔"وہ لبوں پر زبان گھما کر اسے اپنی ماں کی طرف اشارہ دینے لگی جو" اسے غصے طیش سے گھور رہی تھیں۔۔

عشو!"فارس نے پکارتے ہوئے اسکے ہاتھ کو تھامنے کیلئے اپنا ہاتھ "

بڑھایا۔ پر وہ نہیں جانتا تھا اسنے کون سی عظیم گستاخی کر لی تھی۔
آہہہ۔۔۔!!" اچانک فضا میں دہلا دینے والی چیخ گونجی تھی جب پیچھے
کھڑے صمصام زیدی نے اسکی انگلیوں کو پکڑ کر جھٹکا دیا تھا۔
کھٹک کی آواز اسکی تمام انگلیوں سے گونجی تھیں ساتھ ہی اسی ہاتھ کو سختی
میں پکڑ کر اسنے جھٹکے سے اسے پیچھے کھینچا اور دوسرے پل گھما کر
منہ پر مکا مارتے ہوئے اسے پیٹھ کے بل زمین بوس کر دیا۔۔

صام!!!" ایک نہیں فضا میں کتنی چیخیں گونجی تھیں۔۔"
خبردار صام!!!" صائم زیدی اسکے خطرناک جان لیوا تیور دیکھ کر"
دھاڑ کر اسکی سمیت لپکے۔۔
پر اسنے ایک بھی سنے بغیر اپنے بھاری بوٹ کی ٹھوکر سیدھا
فارس خان کو رسید کی۔۔
اسکی ہمت کیسے ہوئی میری بیوی کی سمیت دیکھنے کی؟؟؟" وہ پاس آتے"
باپ پر گرجا۔۔

تم پاگل ہو کب دیکھا اسنے تمہاری بیوی کو؟؟ سنا نہیں وہ اسکا کزن"
ہے۔۔" انہوں نے غصے سے غراتے کہا۔۔

میں اندھا نہیں ہوں دوستی کے روپ میں اسکی نظریں"
میں نے دیکھیں ہیں اس پر۔۔"اسنے ایک خونخوار نظر
تھر تھر کانپتی عرشیہ پر ڈالی۔۔
اور ایک نظر ساکن کھڑی ماں اور ساس پر ڈالتے اسنے اپنے
باپ کو دیکھا۔۔
اگر یہ مجھے اپنی بیوی کے آس پاس بھی دکھا تو اسکی لاش کے"
ذمہ دار آپ لوگ ہوں گے!!!"اسنے انگلی اٹھا کر وارن کیا اور ایک
نظر کراہتے ہوئے فارس پر ڈالتے ایکدم اپنے بھاری بوٹ عرشیہ کی
سمیت اٹھائے۔۔۔

مام!!"وہ خوفزدہ ہوتی چیختی اپنی ماں کی سمیت بھاگی ہی تھی کہ ایکدم سے صام"
نے اسکی کلائی کو دوبچ کر اسکی کوشش ناکام کر دی
صام یہ کیا پاگل پر ہے۔۔؟؟؟"صائم زیدی فارس کو نیچے سے"
اٹھاتے ہوئے ابھی سیدھے ہوئے تھے کہ عرشیہ کی چیخوں پر جیسے ہی دیکھا
تو صمصام کے کندھے پر اسے دیکھتے وہ دہل گئے۔۔

صام ہوش کرو یہ کیا بیوقوفی ہے اتارو اسے۔۔" تقویٰ نے آگے بڑھتے "
اسکے ہاتھ کو پکڑا۔۔
اماں پلیز پلیز مجھے اسکے ساتھ نہیں جانا پلیز بابا مام۔۔" وہ روتی "
صام کی پیٹھ پر مکے برساتی اسے آگے لاتیں مارنے لگی پر وہ جیسے سب سے
بہرہ ہو چکا تھا۔۔

میں نے آپ سے کہا تھا میری بیوی کو لے آئیں پر شاید آپ "
سے یہ ہو نہیں سکا۔۔ تو اب مجھے ہی یہ سب کرنا پڑے گا۔۔" وہ
سب کو جتا کر بولتا عرشیہ کی مزاحمت کسی کی بھی پرواہ کیے وہاں
سے بڑھا۔۔
صام کیا کر رہے ہو صام؟؟؟" صائم زیدی تقویٰ بو کھلا کر اسکی "
طرف بڑھے۔
چھوڑو مجھے نفسیاتی نہیں کرتی میں تم سے پیار اتارو مجھے نیچے صام۔۔۔" وہ "
روتی مچلتی تڑپ رہی تھی پر اس پر کوئی اثر نہیں تھا بلکہ وہ آکر فارس
خان کے سامنے رکا۔۔

چھوڑو اسے سنا نہیں تم نے صمصام زیدی کہ وہ تم سے پیار نہیں کرتی۔۔"

رشتے زبردستی نہیں جوڑے جاتے۔۔"فارس نے دھاڑ کر اس سے کہا اور اسکی سمیت بڑھا عرشیہ کو چھڑوانے کیلئے لیکن صام نے بیچ میں ہی اسکے گریبان کو جکڑ لیا۔۔

وہ نہیں کرتی تو ٹھیک ہے لیکن میں کرتا ہوں اس سے اور اسکے لئے" یہی کافی ہونا چاہیے۔۔
دوسری بات میں باتیں دہرانے کا عادی نہیں ہوں جس فلائیٹ سے آئے ہو اسکی پہلی ٹکٹ لو اور یہاں سے چلتے بنو اسے نا دوست کی ضرورت ہے نا ہی مینجر کی۔۔اسکے لئے میں ہی کافی ہوں۔۔"وہ اپنے باپ کی خونخوار نظریں دیکھتا گریبان چھوڑ کر شولڈر صاف کرنے لگا۔۔
ایڈوانس میں ماموں بننے کی مبارک ہو۔۔یہ آج تو عرشیہ" دانیال خان ہے پر کل تک عرشیہ صمصام زیدی بن جائے گی۔۔" اسکا گال تھپک کر وہ رکا نہیں۔۔
نا اپنے باپ کی گرج پر نا ہی ماں کی غصے بھری روک ٹوک پر۔۔
ساس تو ویسے ہی خاموش سکتے میں تھی رہی مچلتی چیختی بیوی۔۔تو اسکی ان حرکات کا وہ عادی ہو چکا تھا۔۔

اگر تم نے مجھ سے زبردستی کی تو میں تمہارا چہرہ نوچ لوں گی"
صمصام۔۔"وہ روتی گاڑی کے بند ہوتے ڈور پر ہاتھ مارتی غرائی اس پر۔۔
وہ سرخ آنکھوں سرخ نگاہوں سے دوسری طرف آکر بیٹھا اور ٹھا
کے ساتھ دروازہ بند کرتے ہوئے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔

تم اکلوتی نہیں ہو ایسا سب کے ساتھ ہوتا ہے۔۔"اچانک ہی اسنے"
اسکا چہرہ ہاتھ میں پکڑا اور اپنے چہرے کے پاس کرتے اسکی
آنکھوں میں دیکھ کر سرد لہجے میں بولا۔۔

وہ حلق تر کرتی اسکی سرخ آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔
جب اچانک ہی صمصام زیدی نے اسکی ہراساں آنکھوں میں
دیکھتے جھک کر اپنے ہونٹ اسکے سرخ ہونٹوں پر رکھتے اسکی پھولی
سانسوں کو خود میں کھینچ لیا۔۔

وہ تڑپ کر دور ہوئی پر اسنے اسکا جبڑا چھوڑ کر سر کے پیچھے ہاتھ رکھتے
اسکی مزاحمت ناکام کی اور سختی سے گرفت جماتے ہوئے گاڑی کو
اسٹارٹ کر دیا۔

عرشیہ کے درد سے آنکھیں میچنے پر اسنے دور ہوتے اسکے لرزتے نچلے گلاب جیسے ہونٹ سے نکلتی خون کی بوند کو شبنم کا پہلا قطرہ سمجھ کر اپنے ہونٹوں سے سمیٹ لیا۔۔

میں نے تم سے کہا تھا میرے جنون میں ادب وآداب نہیں" ہیں اسکے باوجود تم اسے للو کے سامنے مجھے للکار رہی تھی۔۔اس آسٹریلین کتے سے میرا تعارف کروا رہی تھی۔
کیا کہہ رہی تھی اس سے اپنی چائنی زبان میں؟؟ کہ میں بدصورت ہوں میں جنگلی ہوں میں تم پہ ظلم کرتا ہوں۔۔نفرت کرتا ہوں۔۔ محض تمہارا کزن ہوں گھمنڈی ہوں۔۔"وہ سرد لہجے میں پوچھنے لگا۔
عرشیہ نے حیرت سے دیکھا یہ سب اسنے کب کہا؟

میں نے کہا نا مجھے تم سے کوئی رشتہ نہیں رکھنا!!!"وہ اچانک غصے" سے غرائی تھی اس پر جب اچانک ہی اسنے اپنی سمیت کھینچ کر گود میں بھر لیا اسے۔۔

صامم!!"اسکی گھٹی گھٹی شرم سے چیخ نکل گئی جب اس پاگل شخص نے"

اسے اپنی گود میں بٹھا دیا تھا۔ وہ آنکھیں پھیل کر خوف سے دیکھنے لگی۔۔

اور یہ دیکھ کر زرد پڑ گئی کہ گاڑی چل رہی تھی۔۔ بلکہ خان ہاؤس سے بھی نکل چکی تھی۔۔

ایکسیڈنٹ کے خوف سے عرشیہ نے اسکے کندھوں کو تھاما۔۔

"رشتہ کیا آج رات میں تمہارا دماغ ٹھکانے لگا دوں گا۔۔ آئندہ کبھی خود کو میرے نام کے حوالے کے بغیر نہیں بتائو گی۔۔" آگے بیٹھی عرشیہ کی سنہری آنکھوں میں دیکھتا سنسان روڈ کی طرف ٹرن لیا ایک نظر سامنے سیدھی سڑک پر ڈال کر سیٹ سے ٹیک چھوڑتے ہوئے ایک ہاتھ سے اسٹیئرنگ وہیل سنبھالتے دوسرے ہاتھ کو اسکی گردن میں حائل کیا اور اسکی پتلی سی گردن کو دبوچ کر پاس کرتے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر ہنسا۔۔

"بہت سی شرطیں وعدے تھے جنہیں چھوڑ کر جا چکی تھی اور تمہیں کیا لگتا تھا میں سکون سے بیٹھ جاتا؟ تمہارے بھائی نے بکواس تو کر لی پر یہ نہیں بتایا کہ میں نے کسی لڑکے کے ساتھ

"نہیں تمہیں جوڑا۔۔

شٹ اپ!!!"وہ اس پر چلا اٹھی۔۔"
پر دوسرے لمحے اسنے کھینچ کر اسے سینے سے لگاتے چہرہ ٹیڑھا کر کے اپنے ہونٹ، لرزتے اسکے تشدد سے گلابی ہونٹوں پر جما کر ایک آنکھ سامنے سڑک پر ڈالتے گاڑی کی رفتار تیز کر لی۔۔۔

وہ جیسے سچ میں پاگل ہو چکا تھا، بغیر تمیز لحاظ کے اسکی سانسیں پھولا دیں۔۔
اسکے سر پر موت کا خوف سوار تھا پر مقابل شخص تو جیسے اسے پا کر ہر احساس سے عاری ہو چکا تھا۔۔ عرشیہ نے اسکے کندھوں پر ہاتھ مارتے اسکے بالوں کو مٹھی میں دبوچ کر اپنا چہرہ اس سے دور کیا۔۔ اور گہرا سانس کھلی فضا میں کھینچ کر اسکی آنکھوں میں دیکھتے کندھے پر سر ٹکا دیا۔۔ اسنے ایک سرسری نظر اسکے وجود پر ڈالی، پشت پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اسکی گردن میں گہرا سانس کھینچ کر ہونٹوں سے چھوتے وہ ڈرائیونگ کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔
میں بتا رہی ہوں میرے پاس بھی آئے تو میں تمہارا جینا حرام"

کر دوں گی۔۔" وہ اسکے ارادوں سے خوفزدہ ہوتی اسکے کندھوں پر ہاتھ مارتی روتی ہوئی بولی۔۔

اور اگر تم آ گئی میرے پاس تو؟؟" جھٹکے سے گاڑی روکتے اسنے سیٹ سے" پشت ٹکا کر اس کے چہرے کو دیکھتے پوچھا۔
نفرت کرتی ہوں میں تم سے سمجھے کتنی دفع کہوں؟؟؟" وہ اسکے کالر کو" دبوچ کر سرد لہجے میں چبا چبا کر بولی اور اپنی سیٹ پر جانے کی کوشش کی ہی تھی کہ صمصام زیدی نے اپنی دونوں بازو اسکی کمر میں حائل کر کے اسے پاس کر دیا۔
ثبوت دو مجھے کہ تم مجھ سے نفرت کرتی ہو؟" وہ سپاٹ لہجے میں" بولا۔ عرشیہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے تلخی سے مسکرائی
تمہارے ثبوت کیلئے یہی کافی ہونا چاہیے صمصام زیدی کہ پہلے جو" "نفرت بیان کی تھی اب اس سے بڑھ کر ہوئی ہے مجھے تم سے۔۔

ہاہاہاہا۔۔" اسکی بات بیچ میں تھی جب اچانک اسکا دلکش" قہقہہ فضا میں گونج اٹھا" اگر یہ نفرت ہے تو ایسی نفرت پر میں قربان۔۔" اسکی گردن میں چہرہ چھپا کر سرگوشی سے کہتے

جھٹکے سے اسکے ہاتھوں کو اپنے کالر سے ہٹایا اور پشت پر باندھ کر اپنی منمانیوں پر اترنے لگا۔۔

صام تمہیں میری قسم۔۔" وہ بوکھلا کر جھٹکے سے کلائیاں آزاد کرواتی" اسکے سر کو تھام کر خود سے دور کرتی فوراً سے اپنی سیٹ پر بیٹھی اور اسکی سمیت سے رخ بدل کر اپنا تنفس بحال کرنے لگی۔
اسنے مخمور نگاہوں سے اسکی پشت کو دیکھتے کانپتے ہاتھ کو تھاما اور ہونٹوں سے لگاتے گاڑی کو سٹارٹ کر دیا۔۔

اب ہوش ٹھکانے آئے کہ میں کون ہوں؟" وہ تمسخرے سے بولا" تم واقعی ایک گھٹیا ترین انسان ہو۔۔" وہ چیخ کر بولی۔"

میرا گھٹیا پن ابھی تمنے دیکھا نہیں ہے۔۔" وہ جھٹکے سے اسکا رخ اپنی" سمیت گھماتا سرد لہجے میں جتا کر غصے سے بولا۔

اس سے مزید گھٹیا حرکت کیا ہو سکتی ہے؟ کہ ایک لڑکی جو" تمہیں چاہتی نہیں تمہیں اپنا شوہر مانتی نہیں پھر بھی زبردستی اسے

اٹھا کر لے آئے ہو۔۔" اسکا بس نہیں تھا اسکا جانے کیا کر دے۔
کیونکہ اس لڑکی کا دماغ خراب ہے۔۔ ایک بار جب اسکا شوہر اسکا"
دماغ ٹھکانے لگائے گا۔۔ اسے شوہر بیوی کی معنی بتائے گا تو وہ ضرور ماننے لگ
جائے گی۔۔۔" وہ ڈرائیونگ کرتا کاٹ دار نظر اس پر ڈال کر بولا۔۔

دماغ میرا نہیں دماغ تمہارا خراب ہے۔۔ میرا بس نہیں"
چل رہا میں تمہارا اگلا گھونٹ کر کچھ کر دوں تمہارا۔۔ ٹشو سمجھ کر اٹھا
لائے ہو مجھے؟ اب تو تمہاری بہن نہیں گئی نا میرے بھائی کے پاس
پھر کس بات کی ضمانت لے رہے ہو؟؟
جس وجہ سے ہمارا تعلق جڑا تھا وہ وجہ تو ختم ہو گئی ہے تو پھر
کیوں میرے ساتھ زبردستی کر رہے ہو صمصام زیدی میں پاگل
ہو جائوں گی تمہیں یہ بتاتے ہوئے کہ میں پیار نہیں کرتی تم سے۔"
اسکی گاڑی میں تمام رکھی چیزوں کو اٹھا اٹھا کر اسے مارتی وہ اس سے
چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی۔۔

مجھے معلوم ہے تم مجھ سے پیار کرتی ہو۔۔ اور اب تم خود کو الٹا لٹکا دو گی"
پھر بھی میں یقین نہیں کروں گی۔۔ رہی بات تمہیں یہاں لانے کی تو تم

پر صمصام زیدی کا نام آگیا ہے اور جس پر صمصام زیدی کا نام آجائے وہ جہنم جنت تک اسکے ساتھ رہے گا۔۔"وہ سپاٹ ٹھوس بھرے لہجے میں کہتا اپنے چہرے کے تاثرات سرد کر گیا تھا۔

جسٹ ویٹ اینڈ واچ یہ نام بہت جلد تمہیں ختم کر کے" دکھائوں گی۔۔"وہ چٹکی بجا کر بولی۔
وہ استہزائیہ مسکراہٹ کے ساتھ اسکے چہرے کو دیکھنے لگا۔۔
مجھے فضولیت کا ویٹ کرنے کی عادت نہیں نا ہی مجھے اپنی مرضی پر" چلانے کی کوشش کرنا۔اس ویٹ واچ دوران تمہارے بچے نا آجائیں کیونکہ میں ٹھہرا سوداگر کچھ لوں گا کچھ دوں گا۔۔"وہ سامنے دیکھتا سنجیدہ گویا ہوا۔۔

عرشیہ نے سخت گھوری اس پر ڈالی۔۔

تمہیں مینجر کی ضرورت ہے تو میں اپنی اسسٹنٹ تمہارے پاس بھیج" دوں گا۔وہ تمہیں کام بھی سکھادے گی اور کام کر بھی لے گری از اٹ کلیئر؟"

اسنے حکم سناتے اس سے پوچھا

مٹھیاں بھینچے خود پر ضبط کیے بیٹھی عرشیہ نے جھٹکے سے سر گھما کر اسے دیکھا۔ اور دوسرے ہی لمحے اسکے سامنے وہ منظر گھومے جب وہ صارم کا نام لیتی تھی اور اسکی حالت غیر ہو جاتی تھی۔۔
اسکے ہونٹوں پر ایک مکراہٹ بکھر گئی۔۔۔

کوئی ضرورت نہیں تمہارے پاس جو تمہاری کٹنیاں ہیں انہیں اپنے" پاس سنبھال کر فریزر میں رکھو ہو سکتا ہے انکے افریکن جنگلی بالوں میں کچھ فرق آئے۔۔
وہ ہماری کمپنی ہے اور اسکا فیصلہ کرنے والی میں ہوں اس لحاظ سے مجھے تمہارے مفت کے مشوروں کی ضرورت نہیں۔۔ فارس میرا بچپن کا دوست ہے وہ مجھے کام سکھا دے گا۔۔ اور میرا کام سنبھال بھی لے گا۔۔" وہ جتا کر چبھتے لہجے میں بولتی سیاہ ونڈو نیچے کر کے باہر دیکھتی اپنی شیطانی مکراہٹ چھپانے لگی۔۔

صام نے سن کر طیش میں جھٹکے سے گاڑی روکی۔۔

یاوحشت!!!"سیٹ بیلٹ نا باندھنے کی وجہ سے وہ اچھل کر آگے گرتی"
اگر اسکا ہاتھ سامنے نا آتا۔۔

میں بکواس جو کر رہا ہوں وہ تمہیں سمجھ نہیں آرہا؟"وہ ایکدم اس پر"
غرا اٹھا۔
نہیں۔۔"اسکی آنکھوں میں دیکھ کر وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں"
کہتی ٹھاکے ساتھ ڈور کھول کر گاڑی سے باہر نکل آئی۔
صمصام نے مٹھیاں بھینچ کر اسکی پشت کو گھورا۔۔
دوسرے لمحے جھٹکے سے خود بھی باہر آگیا۔۔

اگر وہ کتا تمہارے پاس بھی بھٹکتا ہوا نظر آتا تو میں اسکی آنکھوں کے"
ساتھ ٹانگیں بھی تمہارے سامنے پھوڑوں گا۔۔"لات مار کے ڈور بند
کرتے اسکے پیچھے آتے اسنے غصے سے کہا۔۔

تم ہوتے کون ہو مجھے پر حکم چلانے والے؟میں نے کبھی سوال اٹھایا کہ"
تمہارے گرد کیوں اتنا کٹینوں کا رش لگا ہوتا ہے؟کیوں تمنے اپنی اسسٹنٹ
سیکرٹری،اسکی بھی اسسٹنٹ،مینجر سب عورتوں کو جمع کیا ہوا ہے اپنے گرد

کیا میں نے سوال اٹھایا کہ کیوں؟" اسنے طیش سے سوال پوچھا۔۔
صام نے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔ اسنے یہ نہیں کہ وہ بے سہارا
ہیں اپنا کما کر حق کا کھاتی ہیں۔ پر اسنے کوئی صفائی نہیں دی۔۔

میں تمہیں جوابدہ نہیں۔۔" اسنے پینٹ کی جیب میں ہاتھ پھنسا کر"
نخوت سے کہا۔۔
اوہ ریئلی!" عرشیہ نے ابرو اچکا کر پوچھا صام متبسم ہوا۔۔"
اسکی طرح میں تمہاری پابند نہیں انڈرسٹینڈ!" اسنے فہمائشی"
انداز میں کہا اور جانے لگی تھی کہ ایکدم اسنے کلائی سے پکڑ کر اسے اپنی
سمیت جھٹکے سے کھینچا۔۔
آہ۔۔" چار قدموں کے فاصلے سے وہ لہرا کر سیدھا اسکے سینے"
سے لگتی شانوں کو تھام گئی۔۔

میں تمہارا شوہر ہوں اور مجھے جوابدہ ہو تم!" اسنے غصے سے کہا"
پر میں تمہیں نہیں مانتی نا اپنا شوہر نا ہی اس فیملی کا اب سے"
حصہ! مسٹر صمصام زیدی وہاں سے تو مجھے اٹھا کر آ گئے پر یاد رکھنا اس
گھر میں گھسنے کی یا مجھ تک پہنچنے کی اب کوشش مت کرنا۔ آج سے

تمہارا ہمارے ساتھ کوئی رشتہ نہیں اگر اپنی بہتری چاہیے تو آئندہ میرے راستے مت آنا۔۔ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔۔"وہ اپنے حواس بحال کرتی چٹکی بجا کر بولی اور جھٹکے سے دور ہوئی۔۔

اگر مجھے تم کسی کے ساتھ دکھی یا کسی کو تمہیں دیکھتے دیکھا تو تمہارے" آئندہ کیلئے بہتری نہیں ہوگی۔۔"اسکی پشت کو دیکھتے وہ بولا۔۔
اسکے سیاہ شیفون کے دوپٹے میں اسکی پشت پر بکھرے سنہری بال واضح اسے دکھائی دے رہے تھے اور صمصام زیدی کی نگاہیں بھی ان پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔
وہ رکی اور مڑ کر اسے دیکھنے لگی۔
پانچ قدموں کے فاصلے پر وہ ویسے ہی مغرور انداز میں کھڑا تھا، مطلب اسے کوئی شرمندگی کوئی احساس نہیں تھا وہ اس زندہ شخص کی انگلیاں توڑ کر آگیا تھا۔۔
سوچ کر اسکا دماغ گھوم رہا تھا۔۔پر یہ اسکی سزا تھی اسکی کلائی پکڑنے کی۔۔
مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ تم ایک بے علاج انسان ہو۔۔کبھی" نہیں سدھر سکتے ایک انتہا پسند، خود پسند گھمنڈی شخص جسکے

سامنے دوسرے کے احساس تکلیف معائنہ ہی نہیں رکھتی۔۔۔"
وہ تکلیف سے تاسف سے گویا ہوئی

صمصام زیدی نے نخوت سے نظریں گھمائیں اور لان میں پھیریں۔۔
"دوسرے اگر اپنے دائرے میں رہیں گے تو مجھے شوق نہیں انہیں تکلیف دینے کی۔۔ پر دوسرے اگر میری چیزوں پر نظریں رکھیں گے تو میں انکی زندگیاں تہس نہس کرنا جانتا ہوں اور اپنی چیزوں کی رکھوالی بھی۔۔" اسنے جتاتی ہوئی نظر عرشیہ کے دھوپ سے گلابی ہوتے چہرے پر ڈالی۔۔

تمہیں پتا ہے تمہارے ساتھ کیا مسئلہ ہے صام!" وہ اسکے "
سامنے آکر بولی۔۔
اسنے پوچھنا لازمی نا سمجھا تو وہ ہنس پڑی کہ کس سے توقع لگا رہی ہے۔
تم اپنی ذات کے غرور میں ڈوب چکے ہو۔۔ تم ایک جذباتی شخص "
ہو اور جذباتی شخص کبھی اپنی زندگی میں کامیاب نہیں ہوتے۔۔
مجھے تمہارے ہر قدم سے ہول اٹھتے ہیں۔۔ تم خود تو برباد ہو گے پر مجھے لگتا ہے مجھے بھی ساتھ برباد کر دو گے۔ تمہاری نفسیات جانے کیا چاہتی

ہے۔۔۔۔

تمہیں چاہتی ہے دو گی مجھے خود کو؟؟؟؟" اسکی بات پکڑتے اچانک "
اسنے کندھوں سے تھام کر پوچھا۔ وہ کانپ گئی اسکے شدت
بھرے انداز سے۔

آفکورس نہیں! میں تمہیں کچھ نہیں دے سکتی اب۔۔۔ناپیارنا"
یقین نامان، نا بھروسہ نا ہی عزت۔ سب کچھ ختم کر دیئے ہیں میں
نے۔۔ کیونکہ میں نے سنا ہے انسان دیتا ہے تاکہ واپس لے سکے۔۔
پر تمنے تو مجھے کبھی دیا ہی نہیں تو میں کیسے دوں تمہیں؟" وہ آہستہ تھم کر مگر
طنزیہ لہجے میں بولی۔۔

صمصام نے سرخ آنکھوں سے اسکی سنہری آنکھوں میں دیکھا کہ کتنی
بیوقوف ہے۔۔ نا اسکی آنکھیں پڑھ سکتی ہے نا ہی دل۔
اب میں تمہیں بتاؤں تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے؟" اسنے "
اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔
جاننا تو عرشیہ بھی چاہتی تھی کہ وہ اسے کیا سمجھتا ہے۔۔ فوراً سے

سر اثبات میں ہلا گئی۔۔

رہنے دو اپنا چہرہ دیکھ نہیں پاؤ گی۔۔" وہ طنزیہ کہتا ٹالنے لگا کہ "
عرشیہ نے ایکدم اسکے کندھوں کو تھاما۔
بتاؤ مجھے صمصام زیدی!!" وہ غصے سے نیچی آواز میں غرائی۔"
تم بس یہی چاہتی ہو کہ میں جھکتا کیوں نہیں تم لوگوں کے سامنے۔ یہی "
سر درد ہے تمہارا بس۔۔ اور میں ایک بات بتا رہا ہوں کان کھول کر
سن لو۔۔
یہاں تمہارے بھائی باپ یا پورا خاندان بھی آ گیا تو بھی تمہیں مجھ سے
کوئی آزاد نہیں کروا سکتا۔۔ اور نا ہی میں تمہاری خواہش پوری کر سکتا ہوں کہ
میں جھک جائوں گی۔۔
میرا سر صرف سجدے میں جھکتا ہے جسنے مجھے بنایا ہے، میری
نظریں صرف میرے ماں باپ کے سامنے جھکتی ہیں جنہوں نے
مجھے جنم دیا پال پوس کر بڑا کیا کہ آج میں دنیا میں اپنا نام بنا چکا
ہوں
باقی مجھ پر کسی کے کوئی احسانات نہیں نا ہی میں لیتا ہوں جنکے آگے جھک
جائوں۔ تمہارا یہ خواب خواب ہی رہ جائے گا۔۔

یا ساری زندگی اس ضد ہٹ میں بیٹھی رہ جائو گی پر صمصام زیدی اپنا سر تو کٹوا سکتا ہے پر کسی کے سامنے جھک نہیں سکتا۔۔
محض کچھ دنوں کا وقت ہے تمہارے پاس اپنا دماغ ٹھکانے لگاؤ جب تک میں ایک کیس سے نمٹ لوں۔ بعد میں شکوہ مت کرنا بتایا نہیں۔۔" وہ کہہ کر اسکا گال تھپتھپاتا ہوا وہاں رکا نہیں بلکہ بیک ڈور کی طرف مڑ گیا۔

اور ہاں اپنے اس آسٹریلین کتے کو لگام لگا کر حد میں رکھنا اگر میں نے" اسے تمہارے پاس یا دو قدم فاصلے پہ بھی دیکھ لیا اسکی موت کی ذمہ دار تم خود ہو گی۔
اور یہ مت سوچنا کہ اسکی موت کے بعد مجھے پھانسی آجائے گی یا کچھ۔ ہر گز نہیں، بلکہ پھر اسی خونی کے ساتھ ہر رات گزارنے پڑی گی۔۔
بائی داوے۔۔ تمہارے ہونٹ کافی اچھے ہیں نرم بھی مزید دیکھ بھال کیا کرو انکی میں چاہتا ہوں روئی سے نرم ہو جائیں۔۔" وہ فاصلہ مٹا کر سرگوشی میں کہتا اسے پینے کی خواہش دبا کر وہاں سے لمبے ڈگ بھرتا ہوا چلا گیا۔

وہ محض ساکت رہ گئی۔

اسنے کب کہا تھا کہ وہ جھکے اسکے سامنے؟ کتنا غلط سمجھتا تھا اسے۔۔ یہ شخص کبھی نہیں سمجھا۔ ابھی بھی کتنا بدگمان تھا، اور اپنی حرکات دیکھ نہیں رہا تھا۔۔

اسنے خود کیا کیا اسکی انسلٹ کی، اسکے کزن کی انگلیاں توڑ دیں بلکہ ناک سے خون نکال دیا اور اپنی ایک بھی غلطی کو غلطی نہیں ٹھہرایا۔۔

تم کچھ بھی کرو، میں کبھی تمہارے ساتھ نہیں رہوں گی۔ تمہارے" پاس جب میری کوئی ویلیو ہی نہیں ہے تو میں کیوں رہوں تمہارے پاس۔۔

جب تم ادب آداب کے اصولوں کے پابند نہیں تو میں تمہاری پابند نہیں یہ میں تمہیں جلد ہی بتا دوں گی۔۔

وہ گھر کے اندر بڑھ گئی تاکہ کال کر کے اپنا سامان اور فائلز منگوا سکے۔

تم ٹھیک ہو عشی؟" عائشہ نے گھبراتے ہوئے پوچھا۔"

جی مام ڈونٹ وری ٹھیک ہوں وہ یہاں گھر چھوڑ کر چلا گیا ہے۔""

اسنے گہرا سانس کھینچتے سارے گھر پر نظریں گھمائیں۔۔

تو قسیع اسکے آواز سے بھی باہر نہیں آئی ورنہ تو اسکی آہٹ سے بھاگی

آتی تھی۔

خدا کا لاکھ لاکھ شکر مجھے پورا یقین تھا وہ تمہیں تکلیف دے ہی نہیں سکتا۔"

عرشی پلیز میرا بیٹا یہی موقعہ ہے خدا کیلئے اپنے رشتے سنبھالو وہ تم سے پیار کرتا ہے اگر پہل نہیں کر سکتا تو تم اس میں ہمت احساس دوا سے سنبھالو۔۔

اگر محبت بیچ میں آئے گی تو عزت ویلیو خود بخود ملے گی۔ایسے کوئی کھینچ تاؤ پر پلیٹ میں سجا کر نہیں دیتا۔۔"وہ موبائل لیکر سائیڈ آتیں سمجھانے والے انداز میں بولیں۔۔

انکی بات سن کر عرشیہ نے اپنے ہونٹوں پر انگلی پھیری جہاں خون کی بوند سمٹ آئی تھی۔

مام آپ کو ہمیشہ یہی غلط فہمی رہی ہے کہ وہ مجھے پسند کرتا ہے یا وہ مجھ سے" محبت کرتا ہے۔۔اب تو ختم کر دیں اس غلط فہمی کو۔۔

اب تو اپنی بیٹی کو سمجھیں کہ وہ مجھے نہیں چاہتا بس وہ ضد باندھ چکا ہے مجھے جھکانے کی۔۔وہ نفرت کرتا ہے مجھ سے۔۔اگر اسکے دل میں میرے لیے ذرا سی بھی محبت ہوتی تو مام وہ میری ذات کو اہمیت دیتا۔۔

پر وہ صرف اپنی منمنانیاں کرتا ہے۔۔ اور میں کوئی کٹھ پتلی نہیں جو اسکی منمانیوں پر چلوں۔۔ آپکی نظروں میں صرف یہی ہے کہ وہ آپکی تقویٰ کا بیٹا ہے خوبصورت ہے کامیاب ہے۔۔

پر آپ نے کبھی اسکے قلب کو نہیں دیکھا کہ وہ ایک نفسیاتی شخص ہے۔ اسے اپنے آگے کچھ نہیں دکھتا۔ وہ سب کو اپنی انگلی پر چلانا چاہتا ہے۔۔ بٹ آئم ایکسٹریملی سوری میں کبھی نہیں اسکے اشاروں پر چلوں گی۔ آپ میرا سامان یہاں بھیج دیں ساتھ فائلز بھی۔۔

اور ہاں فارس کیلئے وہیں روم سیٹ کروادیں ملازمین سے کہہ کر وہ کل سے میرے ساتھ آفس جوائن کر رہا ہے یہ میرا آخری فیصلہ ہے اور اب اس فیصلے میں میں کسی کی رائے مشورہ نہیں سنوں گی۔۔

رہی بات میرے جھکنے کی تو میں کبھی نہیں جھکوں گی وہ سوری کرے گا بلکہ سارے رشتے پہلے کی طرح خوبصورت بنائے گا تبھی میں اسکے بارے میں سوچ سکتی ہوں ورنہ۔۔

دوسری بات مام کیا یہ لازمی ہے عورت ہی پہل کرے؟ میں نے تو کہیں نہیں دیکھا عورت پہل کرے۔۔ محبت میں ہمیشہ مرد ہی پہل کرتے اچھے لگتے ہیں۔۔ اور جو نہیں کرتے وہ اپنی انا میں

اندھے ہو چکے ہوتے ہیں۔۔
اگر آپکا مسٹر پرفیکٹ یہ نہیں کر سکتا تو مائی ڈیئر مام آپکی بیٹی اس سے زیادہ پرفیکٹ ہے وہ ہر گز نہیں کر سکتی۔۔
اسے میرے ماں باپ بھائی سے سوری کرنی ہو گی حتیٰ کہ اسے میری نند سے بھی سوری کرنی ہو گی اسکے بعد میں سوچ سکتی ہوں اسکے بارے میں۔۔۔"وہ خاموش ہو کر گہرا سانس بھر گئی۔۔

آپ میرا سامان اور فارس سے سوری کر دیں میری طرف سے۔۔اور بتا دیں اسے کہ زبردستی ہے پر مجبور ہوں شادی شدہ ہوں۔۔ اسے جانے مت دیجئے گا اور اپنا خیال رکھیئے گا اگر مجھے مناسبت لگا تو میں شاید یہاں آپکو بلا لوں۔۔"وہ کہہ کر اپنی ماں کو بوکھلایا ہوا چھوڑتی کال ڈسکنیکٹ کر کے جیسے ہی مڑی تو سامنے ہی سفید شرٹ اور بلیک پینٹ کوٹ میں نک سک سے ویسے ہی تیار اسے ملازمہ سے کچھ کہتے ہوئے پایا۔

عرشیہ نے اپنی سماعتوں کو وسیع کیا اور آنکھیں اسکے ہونٹوں کی حرکت پر ٹکائیں پر وہ چاہ کر کے بھی سن نا سکی کہ کیا کہہ رہا ہے

ملازمہ سے۔۔

تم اندر کیسے آئے؟؟" وہ ایکدم بھڑک کر اسکی سمیت جاتی پر اگلے پل"
اسکی سرخ نیلی آنکھوں کی ایک نظر پر دہل کر وہیں رک گئی۔
کہہ دینا اس سے۔" وہ اسکے منہ سے فارس فکر نامہ سن"
چکا تھا۔۔ اور ٹھان بھی لیا تھا کہ اگر اسنے یہ ختم نہیں کیا تو اس
فارس کو فورسٹ میں کنورٹ کر دے گا۔

وہ ایک سرد سپاٹ تاثرات بھری نظر اسکے چہرے پر ڈال
کر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا جسے دیکھتے اسکا دل کانپ اٹھا کہ وہ
وہاں کیوں جا رہا ہے۔
کیا کہا تھا اسنے؟" اسنے بوکھلائی سی ملازمہ کو مزید بوکھلا دیا"
جی بڑی بہو وہ کہہ رہے تھے کہ توقیع بے بی حویلی گئی ہوئی ہے اور اس سب"
صورتحال کیلئے اسے قعطی کال کر کے بتانے کی کوشش مت کرنا
ورنہ۔۔۔۔" وہ کہتی سٹپٹا گئی۔۔

کیا ورنہ؟؟" وہ گھورتی جھڑک گئی۔ مطلب اس کمینے شخص نے"

توقیع کو گاؤں بھیج دیا تھا یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس ڈسٹنگ سے الرجی ہے اور وہاں سے تو فضاؤں میں بھی صرف ڈسٹنگ ہی ہے۔۔

کتنا کمینہ بے حس تھا اپنی اصلیت چھپانے کیلئے بہن کو موت کے منہ میں بھیج دیا تھا۔ سوچ کر وہ مٹھیاں بھینچ گئی۔۔

ایک اسکا بھائی تھا جو اسکے لئے شہزادیوں جیسا روم سجا کر بیٹھا تھا جہاں ہر سو پھول ہی پھولوں کی مہک تھی

اسکے ذرا سی سانس لینے پر جانے کیسے کیسے پھولوں کی مہک الجھ جاتیں اور ایک یہ تھا۔۔۔

بہن کو گاؤں میں بھیج دیا تھا یہ جانتے ہوئے بھی رباب آنٹی کیسی چالاک ہے کیسے طنز کرتی ہے۔

وہ کہہ رہے تھے ورنہ جی آپ صمصام زیدی کو جانتی ہوں گی۔""

ملازمہ نے نظریں جھکاتے ہوئے بتایا۔

عرشیہ سن کر لب بھینچ گئی کہ اب وہ اسے ملازمین کے ہاتھوں دھمکیاں دے گا۔

اسکی تو میں۔۔۔"وہ اوپر روم کی سمیت دیکھتی جھٹکے سے مڑ گئی۔۔"

ملازمہ دہل کر اسے سیڑھیوں کی طرف بڑھتے دیکھنے لگی جہاں شانے پر لہراتا ہوا دوپٹہ، کمر پر جھولتے سلکی سنہری دراز بال ہاتھوں میں

سرخ چوڑیاں ننگے گلابی پاؤں سرخ، سڑھیوں پر بچھے مخمل قالین پر رکھتی ہوئی وہ بھاگتی ریلنگ کو تھامتی اوپر پہنچی۔۔

دروازہ کھولو کنگ کانگ۔۔ میرے روم سے آؤٹ ہو جاؤ۔۔ ورنہ " ٹانگیں توڑ۔۔۔۔" وہ بند دروازے پر پوری قوت سے چیخ کر ہاتھ مارتی اس سے گویا تھی جب اچانک ہی دروازے کے دونوں پٹ کھلے دوسرے لمحے اسکی پتلی سی کمر میں پورا بازو حائل کر کے اسے اندر کھینچ لیا ساتھ ہی دروازہ بھی کھٹک سے بند ہو گیا۔۔۔

عرشیہ نے چیخ مار کر خوف سے اسکے سینے پر ہاتھ رکھے اور آنکھیں میچلیں۔۔

جبکہ باہر ملازمہ اپنے صاحب کا ننگا بازو، اور اور بڑی بہو کو لہراتے اندر جاتے دیکھ کر پھر ساتھ دروازے کے بند ہونے پر دانتوں میں دوپٹہ دبا کر شرما کر اندر کچن میں چھپ گئی۔۔

....★☆☆★....

اسنے گھبراتے ہوئے ایک آنکھ کھولی اور اسکے چوڑے سفید سینے کو

دیکھا۔۔بدک کر دور ہوئی اسنے ہاتھ سرکا کر پیچھے کیا۔
دھک دھک اسے اپنے حلق رگ وپے میں محسوس ہونے لگی۔
ایک کھلی ایک بند آنکھ سے اسکے ایک سائیڈ سینے پر
گھمائی۔۔۔
دوسری آنکھ کھول کر، اسنے دوسری سائیڈ پر گھمائی اور اسکے دل کے مقام پر ہاتھ کو محسوس کرتے ہی تڑپ کر وہ ہاتھ بھی دور کیا۔۔اور اب سامنے دیکھا جہاں اسکے ہونٹ ثبت تھے وہ اسکا سینہ ہی تھا۔
"وہ بدک کر پورے وجود کے ساتھ کھسک کر دور ہوئی اس کھی۔ی۔ی۔
سے پر پشت سیدھا اسکی بند دروازے پر زور سے لگی۔۔
اور پھیلی آنکھیں دائیں بائیں آگئیں جہاں اسکے مضبوط ہاتھ ٹک گئے تھے۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے مسٹر صمصام زیدی؟ آپ کسی لڑکی کو ایسے زبردستی روم میں لاکر ہراساں نہیں کر سکتے اور لڑکی بھی وہ جو عزت دار گھر سے تعلق رکھتی ہو۔۔آپ کو شرم کرنی ہی ہو گی۔۔"وہ سامنے اسکے چوڑے سینے کو گردن سے نیچے تک اور اس پر سکس پیک دیکھتی اپنے خشک ہوتے ہونٹوں پر زبان پھیر کر جو منہ میں آیا کہنے لگی۔۔

شرم مجھ میں نہیں۔۔"اسنے ذراپاس آکر اسکے کان میں"
سرگوشی کی۔عرشیہ نے فاصلہ بنانے کیلئے فوراً سے اسکے سینے
پر ہاتھ رکھا۔۔
بے ساختہ سے ہاتھ سرک کر اسکے سکس پیک پر آگئے۔اور وہ
حیرت سے انہیں چھو کر بے خودی میں دیکھنے لگی کہ سچ میں ہیں یا نقلی
ہیں۔۔
اسکا غصہ اسکی نفرت جانے کہاں سوئی تھی جبکہ وہ پھیلی
آنکھوں سے اسکے سینے کو دیکھ رہی تھی۔
اسکے ہونٹوں کی مسکراہٹ کو دیکھے بغیر اسنے اسکی اسکے بازو کو ملز کو
اپنی مومی انگلیوں کے پوروں سے چھوا۔۔۔

اسنے اپنی کلائی کو اسکے بازو کے پاس کیا، آنکھوں میں پانی دوڑ گیا۔۔
""کیا اس سے لڑنے کیلئے اسے بھی ایسی باڈی بنانی ہو گی؟
تت۔۔تم م۔۔ہمارے۔۔گھر میں کیسے گھسے؟"وہ لڑکھڑائی زبان"
میں بولی۔
باتھ لینے آیا ہوں۔۔"وہ سپاٹ لہجے میں بولا۔"
عرشیہ نے آنکھیں اسکی باڈی سے جھپکا کر اٹھائیں اور اسکے چہرے

کو دیکھنے لگی "تت۔۔ تو اپنے وجود کی نمائش کرنے کی کیا ضرورت تھی؟؟؟"
وہ مصنوعی غصہ ہوئی حالانکہ اسکا دل دھڑک رہا تھا اسکی باڈی دیکھتے۔

کمینہ کتنا ہوش اڑانے والا تھا۔۔"وہ حلق تر کرتی سوچنے لگی"
یہ حقیقت تھی کہ اسکی خواہش تھی کہ اسکے شوہر کی زبردست باڈی ہو پر ایسی ہو گی اسنے سوچا نہیں تھا۔۔

اسکا دل بے ایمان ہونے لگا کہ کسی نے اسکے علاوہ دیکھا تو نہیں اسے؟؟؟
میری بلا سے سب دیکھیں پوری دنیا دیکھے میں کون سا اسے اپنا" شوہر مانتی ہوں۔۔"وہ منہ بسور گئی پر آنکھیں کمینی پوری اس سے چپک گئی تھیں۔۔
اسکا دل کیا وہ انگلیاں اسکے بیچ کی لکیر پر پھیرے۔۔پر وہ جانتی تھی بعد میں دونوں ہوش میں نہیں رہیں گے۔اور اسکے دعوے بھی دھندلے پڑ جائیں گے۔اور اس نیلے جانور کی چال ہی یہی لگ رہی تھی تبھی تو شرٹ اتار کر اسکے سامنے آیا تھا

دد۔۔دیکھو مم۔سٹر میں جانتی ہوں تم میری نیت خراب "
"کرنا چاہتے ہو پر مممم۔۔۔

ایسا نہیں تھا کہ اسنے اسکے سکس پیک ابھی دیکھے تھے۔۔وہ مہندی والی رات بھی دیکھ چکی تھی پر اسکی نظریں توجہ اس پر نہیں گئی تھی۔۔
اسنے بوکھلا ایسا دیا تھا وہ اس کے سکس پیک کو دیکھ بھی نا سکی۔
پر آج آنکھیں پھیلا کر دیکھتی وہ بار بار حلق تر کرتی، خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی گھبراہٹ الجھن کے مارے۔۔کیونکہ یہ اسکی کمزوری تھی، اور وہ شخص بھی تو اسکی کمزوری تھا۔۔

ہمم پورے ارادے ہیں! میرے بھی اور تمہارے بھی۔۔"عرشیہ کے "
الفاظ ابھی جاری تھے جب اسنے اپنی بات مکمل کی اور انگلی سے دوپٹہ
اسکے شانے سے سرکا کر زمین بوس کر دیا کہ منہ سے "میں "لمبی
"ممم "نکلی۔۔
دونوں کے الفاظ ساتھ الجھ گئے تھے۔۔عرشیہ نے گھبرا بوکھلا کر اپنا دوپٹہ اٹھانا چاہا کہ ایکدم اسنے کمر کے پاس ہاتھ ٹکا کر اسکے جھکنے کی

کوشش ناکام کر دی۔۔

یی۔۔ یہ کیا فضول حرکت ہے۔۔تت۔۔ تم میرے ساتھ " ایسا نہیں کر سکتے سمجھے۔۔"وہ کبھی اسکی آنکھوں کو دیکھتی کبھی نظریں پھسل کر اسکے سینے پر جاتیں۔۔

دل بھی کتنا کمبخت تھا، وہ پہلے ہی اپنے حسن کے غرور میں ڈوبا ہوا تھا اوپر سے وہ بھی اسکے پسند کے سکس پیک لیے کھڑا تھا اب وہ کیا کرتی کیسے اپنی آنکھوں کو روکتی۔۔

دل چاہا رہا تھا بلکہ ہاتھوں کو اکسا رہا تھا ہاتھ بڑھا کر چھو لے۔۔پر نہیں وہ ایسا نہیں چاہتی تھی وہ بھاگنے چاہتی تھی یہاں سے۔۔اس سے دور۔۔۔

اور؟؟؟"وہ خمار آلود نگاہوں سے اسکے سراپے کو دیکھتا شولڈر سے انگلی " اسکی شرٹ کے نک پر پھیرنے لگا۔

اوورر۔۔۔مم۔۔ میں۔۔۔ کمزور۔۔ نہیں ہوں۔ں۔ں۔ں۔۔"وہ "

گہرے گہرے سانس بھرتی اسکی گردن سے سینے تک کو دیکھتی بہت مشکل سے غصہ لہجے میں بھر کر بولی

سر پر جیسے سایہ سوار تھا، اسکی دھڑکنیں پورے روم میں گونج رہی تھیں۔۔یا صرف اسے ہی لگ رہا تھا۔پر اس میں اتنی سکت باقی نہیں بچی تھی کہ اسکی بازو پر سرکتی رنگتی انگلی کو ہی روک سکے۔۔

اور مجھے کمزور لڑکیاں اٹریکٹ نہیں کرتی۔۔"اسنے بازو سے انگلیاں" پھیریں وہ سٹپٹا گئی۔۔

یی۔یی۔یہ ٹھیک ہے۔۔۔"وہ پھولی سانسوں سے بوکھلاہٹ میں" چیخی۔
ہمم مجھے بھی ٹھیک ہی لگ رہا ہے۔"اسنے شرارت سے آنکھ دبائی" عرشیہ نے پھیلی آنکھوں بازو پر انگلیوں کو دیکھا اور اسکے چہرے کو۔۔

نہیں یہ غلط ہے۔۔۔"وہ غصے غیظ سے اپنی بات کی درستگی کرتی اسکے" سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے خود سے دور کرنے لگی۔۔

وہ پہاڑ کسی مضبوط چٹان جیسا وجود تو دور نا ہوا البتہ اسنے اپنا ہاتھ اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھتے سینے پر رکھا جس سے اسکی انگلیاں اسکے پتھر جیسے وجود کو چھو کر کانپ گئیں۔۔

اسے چھونے سے حیا شرم کی لہریں اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سرسراہٹ کر گئیں۔۔وہ شرم سے متغیر ہوتی ماتھے پر آئی ننھی بدنیں ہاتھ کی پشت سے صاف کرنے لگی۔

آہ۔۔"وہ جو اپنی شرمندگی خیالوں میں کھڑی تھی اچانک اسکے" رینگتے ہاتھ کو کمر پر محسوس کر کے وہ چیخ کر اچھل پڑی۔

کمینے۔۔"وہ غرا کر اسکے ہاتھ کو کھینچ کر جھٹکتی دروازے سے چپک کر" دھک دھک دھڑکنوں اور پھیلی آنکھوں سے اسکے تیور دیکھنے لگی

کہیں اب فارس کا بدلہ تو نہیں۔۔۔۔۔؟؟؟ آگے وہ سوچ نہیں سکی آنکھیں انتہا حد تک پھیلا دیں۔۔

دروازہ کھولو تم مجھے ورگلا رہے ہو۔۔بدنیتے انسان"وہ اسکی پوری چال سمجھ گئی" تھی اپنے حواس بحال رکھتی وہاں سے بھاگنے کی کوشش کرتی پلٹ کر

دروازے کا لاک کھولنے لگی تھی کہ صام نے اسکی کوشش کو دیکھتے ایکدم بازو کو پکڑ کر جھٹکے سے اپنی سمت رخ کیا اگلے ہی لمحے فضا میں بلند کرتے ایک بار پھر اسے کندھے پر ڈال دیا۔

بڈے ٹوں ٹوں۔۔(وہ اپنے تئیں گالی دیتی تھی بوڑھے ہونے کی پر سب کو" معلوم تھا اس بات کی کوئی معنی نہیں) بد نیتے کمینے۔۔بے شرم صام چام شام کام۔۔۔ تمہیں تمہارے ہونے والے بچوں کا واسطہ مجھے چھوڑ دو صامم۔۔۔۔"وہ پھڑ پھڑاتی لاتیں مارتی پشت پر لٹکی ہوئی چیخ رہی تھی

ورگلایا وہاں جاتا ہے جہاں رشتہ ناجائز ہو۔۔ تم تو پہلے ہی جائز ہو" تمہیں ورگلا نہیں رہا خراب کر رہا ہوں۔۔"وہ ذرا بھی اثر لیے بغیر اپنے ازلی نخوت سپاٹ لہجے سے بولا۔۔
دروازے کو لاک کرتا اسکے وجود کو کندھے پر اٹھائے وارڈروب کی طرف آیا۔۔

تم اپنے کیڑوں والا باسی پیک دکھا کر مجھے خراب نہیں کر سکتے ناہی" میں تمہارے تھرڈ کلاس جھانسے میں آئوں گی۔۔

مجھے ہاتھ لگایا تو منہ توڑ کر کتوں کے حوالے کر دوں گی یہ ناکارہ پیک۔۔
میرے بھائی کے پاس اس سے بڑھ کر ہیں کان کھول کر سن لو مجھے چھوا
بھی تو میرے بھائی تمہارا برتا بنا دیں گے چھوڑو مجھے لومڑے
"چالاک۔۔
وہ حلق بل چلا چلا کر مزاحمت کرتی باز رکھنے کی کوشش کر رہی تھی اسکی
پشت پر دانت گاڑے پوری قوت سے کاٹ رہی تھی پر وہ اپنے کام میں
مصروف تھا۔

وارڈروب سے ایک باتھ روب، ساتھ تولیہ بھی نکال لیا اور اسکے
وجود کو اٹھا کر وہ اپنے ننگے پاؤں دبیز قالین پر رکھتے باتھ روم کی طرف
بڑھا۔۔
عرشیہ نے سن ٹھنڈی پڑ کر اسکے سر کے بالوں کو مٹھیوں میں
دبوچے سر اٹھا کر اسکے قدموں کے رخ کو دیکھا۔

سب کچھ تمہارے بھائیوں کا ہے تمہارا اپنا کیا ہے؟"وہ تمسخرہ"
اڑاتا بولا۔۔جو کہ عرشیہ کو صاف صاف اپنی سبکی تو ہی تضحیک لگی

میرے پاس تم سے زیادہ ہیں پیک۔۔"وہ عنرائی اس پر طیش"
میں۔۔جو کہ بے ساختہ ہی تھا۔۔
ہاہاہاہااور وہی میں دیکھنا چاہتا ہوں۔۔"اسنے معنی خیز قہقہہ لگاتے"
جہاں نظریں ٹکا کر کہا تھا

چا ممم۔۔۔"وہ اسکی نیت سمجھ کر سرخ کال نیلی ہوتی چلائی۔۔"
جانِ صام!جب جب تم پر کسی کی نظریں ٹھہریں گی میں ایسے ہی"
"تمہیں واش کروں گا تاکہ تمہاری عقل ٹھکانے آئے۔

اور میرے بچوں کے واسطے دینے کیلئے لازمی ہوں کہ پہلے بچے موجود ہوں، ایسے"
اللہ بھی کسی چیز کی گارنٹی نہیں لیتا۔۔"وہ جتا کر بولا کہ واسطے تب قبول
ہوتے ہیں جب وہ چیز موجود ہو۔۔

باتھ روم کی لائیٹ آن کرتے اندر آکر اسنے دروازے کو اوپر سے لاک لگایا اور نیچے
اتار کر اسنے شاور کو ٹھیک باتھ روم کی وسط میں سیٹ کرتے اپنے باتھ
روب کے ساتھ اسکا بھی تولیہ اور باتھ روب ہینگ کر دیا۔

باذل۔۔ پھپھو۔۔"تب تک وہ چیخ کر باتھ روم کا دروازہ پیٹنے لگی اس"
امید پہ کہ کوئی آکر اسے اسکے چنگل سے نکال لے۔۔
ڈارلنگ یہ صمصام زیدی کا روم ہے خاموش پر سکون۔۔یعنی کہ "
ساؤنڈ پروف!!"وہ اسکی بیک پر کھڑا سرگوشی میں کہہ رہا تھا
عرشیہ نے آنکھیں پھیلا کر جھٹکے سے مڑتے دیکھا۔

تت۔۔تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔۔مم۔میں"
تتم۔۔تمہیں کچا چبالوں گی چام۔۔"وہ روتی خوفزدہ بولی پر اگلے ہی لمحے وہ
اسکے آنسوں کی پرواہ کئے بغیر کمر سے پکڑ کر کھینچتا ہوا باتھ روم کی وسط میں
لایا اور ایک ہاتھ سے شاور آن کرتے ہوئے وہی ہاتھ اسکی کمر میں
حائل کر دیا اور اسے کھینچ کر اپنے پاؤں پر کھڑا کرتے وہ اسکے ساتھ یک
وجود ہوتا۔۔اسکے بالوں نرمی سے پکڑ کر چہرہ بلند کرتے اسکے منہ کو
شاور کے سامنے کر دیا۔۔

اسکی شفاف سفید گردن پر پھسلتی پانی کی بوندوں لکیروں کو دیکھتے اسنے اپنے
دہکتے ہوئے ہونٹ اچانک اسکی شہ رگ پر ثبت کیے۔
صام۔۔۔"اسکے منہ سے دہکتے لمس اور تیز ٹھنڈے پانی کے "

پھوارے پڑنے سے سرگوشی نکلی وہ تڑپ کر اسکے سینے میں چھپتی اسکے پاؤں پر پیر رکھ کر اسکے سینے کے گرد حصار بنا کر گردن میں چہرہ چھپا گئی۔۔

جانِ صام۔۔"وہ سرگوشی میں جواب دیتا رفتہ رفتہ اسکے" بھیگتے سیاہ لباس میں نوخیز سراپے کو دیکھتا، اسکا چہرہ سامنے کرتے پانی کی بوندیں صاف کرنے لگا۔

اسکے سنگ یخ ٹھنڈے پانی میں اسکی قربت کو محسوس کرتی عرشیہ نے حیا سے اسکی گردن میں چہرہ چھپا لیا۔وہ پرسکون ہوتا حصار اسکے گرد ڈالے آنکھیں موندیں کھڑا رہا

فارس خان" کے نام سے اسکا کھولتا ہوا خون اسکے وجود کی" حرارت پر اپنی روانی بدلتا اسکے خون کے ساتھ گردش کرنے لگا۔۔

تمہیں بابا کو جواب دینا ہوگا کہ انکی بیٹی کے روم میں کیا کر رہے" تھے۔۔"پھولے تنفس کے ساتھ

اپنی کلائیں جھٹکے سے چھڑواتی، چہرے کے پاس آکر سرگوشیانہ گویا ہوئی۔۔

"پہلے درستگی کرلو روم نہیں باتھ روم!" صمام نے اسکے بات میں صورتحال چھپا کر کرنے والے عمل کو ناگواری سے ٹوکا۔۔

"واٹ۔۔ٹ۔۔ٹ!!!" عرشیہ کو لگا جھٹکا نہایت زبردست تھا پر ابھی وہ کوئی مزاحمت کر کے وہاں سے بھاگتی اس سے پہلے ہی وہ اسکی کمر میں دونوں بازو اچانک سختی سے باندھ کر قید کر چکا تھا۔

"اب یہ ناممکن ہے۔۔بہت دور تک آگئے ہیں ہم۔۔"

"اگر جیا میں کہتا ہوں ویا ویا نہیں کیا تو ابھی کال کر کے سب سے کہوں گا کہ ہم باتھ روم میں ہیں اور ہمیں کوئی ڈسٹرب نا کرے۔۔

اینڈ تمہیں اندازہ ہوگا میں جو کہتا ہوں وہ محض دھمکی نہیں ہوتی۔ بلکہ اگلے بندے کے ہوش ٹھکانے آجاتے ہیں۔۔

سوچو وہ آکر کیا سوچے گے اتنے بڑے بڑے دعوے کرنے والی لڑکی صمصام زیدی کے ساتھ۔۔۔" باقی کے الفاظ حواس باختہ عرشیہ نے کانپتے ہاتھ سے اسکے منہ میں ہی دبا دیئے۔۔

یہ تم مجھے زبردستی لائے ہو یہاں چھوڑو مجھے جانا ہے۔۔"وہ مچل کر غصے سے جانے لگی پر اسکی گرفت اسکی کمر میں سخت پڑ گئی۔۔

البتہ اسکے گال لال ہو کر دہک گئے تھے، اسکی دھڑکنیں اتھل پتھل تھیں، گھبراہٹ سے چہرہ دھواں دھواں

ایسے ہی چلی جاؤ گی؟ تمہاری انگڑائیاں؟ تمہاری کروٹیں، تمہارا لمس،" "تمہاری سرگوشیاں۔۔۔؟

رشتہ مجھ سے میرے باپ نے ختم کیا ہے۔ ہمارا ختم نہیں ہوا" اسلئے نخرے دکھانا بند کرو اور مجھے بتاؤ ہنی مون پر کہاں چلنا ہے؟" وہ اسے گھما کر اسکی پشت سینے سے لگاتا اسکی کمر میں دونوں بازو حائل کر کے کان میں سرگوشی سے پوچھنے لگا۔

عرشیہ کی جان ہاتھوں سے نکل رہی تھی۔ اسکا پورا وجود اسکی انتہا قربت پر سرد پڑ گیا۔ سانسیں اکھڑنے لگیں۔۔

تمہارا دماغ ٹھکانے ہے؟؟ میرے گھر کی کنڈیشن دیکھی ہے؟ باپ" بستر پے پڑا ہے اور بھائی دور تمہیں کیا لگتا ہے اس کنڈیشن میں میں تمہارے ساتھ عیش کروں گی؟" وہ شرم غصے سے بھڑک گئی۔۔۔

میں نے کب کہا ابھی چل رہے ہیں۔۔ حالات کے بہتر ہونے" پر تو ضرور چلیں گے نا۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے ایسے ہی مجھ سے دور رہ کر تماشے "لگاتی رہو گی اور میں دیکھتا رہوں گا؟

یہاں سے دور کہیں جائیں گے جہاں تمہیں میرے علاوہ کچھ نا" سوجھے اور مجھے تمہارے علاوہ کچھ سمجھ نا آئے۔۔" وہ اسکے کان کی لو کو دانتوں میں دبا کر سرگوشیاں کرتے، احساس سرگوشی، لمس، موجودگی الفت جنون سے اسکا چہرہ متغیر کر گیا

صم۔۔۔یی۔۔ یہ ٹھیک نہیں۔۔" وہ اسے سمجھانے کی کوشش" کرنے لگی

عرشیہ کو واقعی ہی احساس ہو گیا تھا کہ یہ بندہ اپنے باپ کے

فیصلے کو بھی نہیں مانتا۔۔انہوں نے فیصلہ سنایا تھا پر وہ انکے فیصلے کو خاطر میں لائے بغیر اپنی قربت سے اسکا دماغ سن کر گیا تھا۔

بعد میں سب ٹھیک لگے گا ڈونٹ وری۔۔"ہر اسنے بھی ثابت کیا"
اپنے نام کا ایک ہے سمجھنا لازمی نہیں سمجھا۔۔۔

بہت سے خواب ہیں میرے۔۔وہ ہنی مون پر پورے کریں گے۔۔"
تمہارے ساتھ سوئمنگ کرنا، چاہنا تڑپانا لڑنا جھگڑا تنگ کرنا۔۔۔"
اسکے گالوں پر لب رکھتے اسنے ناک سے ناک سہلا کر سرگوشی کی اور آہستہ سے اسکی سانسیں بگڑنے پر ہنسا

جہاں تاریک گہرا اندھیرا تھا وہیں اس جگہ کھڑا جان بوجھ کر اسے شرم سے آدھا کر گیا۔۔
وہ بچپن سے حاکم طبیعت کا مالک تھا۔۔اس وقت بھی اسکے شدید غصے میں ہونے کے باوجود اسکی نفسیات سے کھیل کر اس پر حکمت کر رہا تھا۔اور وہ بے بس تھی جانے کیوں۔۔۔۔

شاید محبت واقعی اندھی ہوتی ہے۔۔

وہ کانپتی سینے سے لگی آنکھیں بند کیے کھڑی تھی۔صام نے ہینڈ شاور اٹھا کر اسکے چہرے پر مارا عرشیہ نے غصے دیکھا وہ قہقہہ لگا اٹھا۔۔

اور ساتھ ہی خود پورا بھیگ کر اپنے کندھوں سینے سے پانی پھیر کر شاور بند کرتا جھٹکے سے اسے اٹھا کر باتھ روم کا ڈور کھولے باہر آگیا۔۔

اور لا کر اسے بیڈ پر ڈالتے آہستہ سے اس پر سایہ بن کر اسکے کانپتے ہوئے وجود کو بانہوں میں بھرتے اسکے بھیگے چہرے پر جھک گیا۔۔

وہ اسکی الفت کے آگے ہتھیار ڈال کر اسکے اجازت مانگنے پر نظریں جھکا گئی۔۔

اسکی خود سپردگی۔۔اسکے دھڑکنوں کی تیز رفتاری، اسکے مہکتے مدہوش ہوشربا سراپے کو محسوس کرتے، دیکھتے وہ اسکی آنکھیں چوم کر شہ رگ ہونٹوں سے چھو کر مسکرایا۔۔

ویٹ!" وہ اسکی انگلیوں پر لب رکھتا سرخ خمار بھری نظروں" سے اسے دیکھتا اٹھا۔۔

وہ جیسے نظروں سے اوجھل ہوا، اسکا سحر بھی ذرا کمزور ہوا، فی الفور عرشیہ کو بھی احساس ہوا کہ یہ سب ٹھیک نہیں۔۔ اتھل پتھل دھڑکنوں سے وہ سانسیں بحال کرتی کانپتی ہوئی بیڈ سے اٹھنے لگی۔۔ اسکی نظریں اسکی چوڑی وسیع پشت پر تھیں۔۔
عرشیہ نے بے ساختہ خشک حلق تر کیا۔۔ اسکا انگ انگ کانپ گیا اسکے ارادوں کو سمجھتے۔۔
تبھی ڈریسنگ ٹیبل سے وہ بھی اپنی ٹائی اٹھا کر اسکی طرف بڑھا۔۔

صص۔۔ صام۔۔ کک۔۔ کوئی۔ آجائے۔۔۔ گگ۔۔ گا۔۔" وہ آنکھیں" پھیلا کر اپنی سمت اٹھتے ہوئے اسکے بھاری قدموں کو دیکھنے لگی۔ خوف وحشت، کچھ کچھ ہونے کے احساسات کے جاگتے اسکی سنہری آنکھوں میں پانی بھر آیا۔۔

مجھے لگتا ہے اب یہ دوریاں بے کار ہیں جانِ صام۔۔" اسکے سر"
کے پیچھے ہاتھ رکھ کر اسکی پیشانی پر مہر ثبت کرتے وہ اسکی گردن سے
سارے بھیگے بال پیچھے سمیٹ گیا۔
عرشیہ نے پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا اور اپنے لبوں پر زبان پھیر کر انہیں نم
کیا۔۔۔
پلیز صام۔۔ کسی کو معلوم پڑ گیا تو؟؟ ابھی رخصتی نہیں ہوئی پلیز۔۔۔""
وہ اپنے ارادے بدل کر اسکے سینے پر ہاتھ رکھتی پیچھے کھسک گئی

نکاح ہو گیا ہے۔۔ وہی کافی ہے اور رخصتی بھی سب کی نظر میں ہو چکی"
ہے بس ان گھر والوں کو سکون نہیں۔۔۔
کیا تم نہیں چاہتی تمہارے ڈیڈ خوش ہو کر اٹھیں اور ہمارے بے بی انکے
سینے پر چڑھ کر کھیلیں؟" وہ اسے لالچ دینے لگا تھا
اسکی پلکیں حیا سے جھک گئیں۔۔
نہیں۔۔۔" وہ اسکے ہاتھ جھٹک گئی۔۔۔"
کیوں؟؟" صام نے بمشکل اسکے نخرے پر خود کو کنٹرول کیا۔"
کیونکہ میں تمہارا ٹشو نہیں بننا چاہتی۔" وہ غصے سے چبا کر جتاتی"

بولی۔۔

"کسنے کہا تم میرا اٹشو ہو؟"
اسکی گردن میں بازو حائل کرتا اسکی شہ رگ چوم کر بھیگی خوشبو میں گہرا سانس کھینچا۔وہ خود میں سمٹ گئی۔۔۔
تمنے خود۔۔۔"وہ ناچاہتے شکوہ کر گئی۔۔"
اور تمنے مان لیا؟"وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا بولا۔۔"
تم نے مجبور کیا۔۔بلکہ بار بار ایسا کیا۔۔۔"وہ غصے میں پھولی سانسوں" سے بولی
اور تمنے میرے ساتھ کیا کیا؟ہمیشہ مجھ سے زیادہ دوسرے لوگوں کو" ترجیح دی ہے۔۔کبھی صارم توقیع کبھی فارس۔۔حتیٰ کہ زیاف، کو بھی دوست بنایا۔۔صرف مجھے نہیں۔۔
نا میں تمہیں کبھی دوستی کے لائق لگا ناہی کبھی تمنے مجھے کسی لائق سمجھا۔مجھے "جنونی بنانے والی تم خود ہو اور اب بھگتو۔۔

روم میں ملگجا اندھیرہ پھیل گیا۔

دوسرے لمحے وال پر سیاہ پردے حائل ہو گئے جس سے روم میں خوابناک ماحول بن گیا۔ عرشیہ نے حیرت سے سب کچھ دیکھا۔۔

اسنے تو اپنا روم بھی اپنے کنٹرول میں رکھا ہوا تھا۔۔ اسے اپنا بچنا محال لگا، وہ نہیں سمجھتی تھی کہ آج اس کنگ کانگ کے چنگل سے آزاد ہو سکے گی۔ بلکہ وہ اپنی منمانیاں انجام دے ہی رہے گا۔۔

اسکے دیکھتے دیکھتے روم میں جو سفید جھومر کا اجالہ تھا وہ بھی تاریکی میں بدل گیا۔۔

مجھے بھ۔ بھوک لگی ہے۔۔ "اسنے ایک ممکن سی کوشش کی۔"

یہ بیوقوفیاں میرے سامنے مت کرو۔ "ریموٹ نیچے پھینکتے وہ" اب اسکی سمیت متوجہ تھا۔

وہ کیا جواب دے گی سب کو۔۔ اتنے بڑے دعوے کر کے بھی وہ اس سے خود کو بچا نہیں سکی۔۔ کیا وہ کمپرومائز کر رہی تھی؟ سوچ کر اسکی آنکھوں میں نمی تیر گئی۔۔

بس صام۔۔!! میں اور ذلالت برداشت نہیں کر سکتی۔ آج خود کو ہار" دوں تاکہ کل تم مجھ پر حاوی ہو جاؤ؟" وہ غصے سے کہتی ایکدم اٹھ کر وہاں سے

جانے لگی پر اسکی کلائی میں موجود صمصام زیدی کی گرفت نے اسکے قدموں میں لڑکھڑاہٹ بھر دی۔۔

پلیز صام سمجھنے کی کوشش کرو کیا کہیں گے لوگ۔۔مام"
ڈیڈ۔۔بھائی۔۔
بابا۔۔ابھی کہہ چکے ہیں وہ ابھی ہماری رخصتی نہیں کروانا چاہتے۔"اسکی التجائیں دبا دبا احتجاج بیچ میں ہی تھا جب اسکی آنکھوں پر اسنے آہستہ سے اپنی ٹائی باندھ دی۔۔

سب کی فکر چھوڑو ہمارے کل کی فکر کرو۔۔۔"اسکا وجود سن سرد" پڑ گیا جب اسنے اپنی مضبوط بانہوں میں اٹھا لیا۔۔

وہ پھڑ پھڑا گئی جب اسنے آہستہ سے اسے پھر سے بیڈ پر ڈالا۔۔
ابھی مچل کر وہاں سے پھر اٹھتی ایکدم سے اسکے لبوں پر انگلی رکھ دی۔۔
اسنے سانس روک کر انگلی کو دیکھا۔

صام پلیز!!!"پھڑ پھڑاتی بیچارگی شرم سے سرگوشی میں بولی پر"

وہ مسکراتا ہوا اسکے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش کروا گیا۔۔

ششش!" اسنے بھاری گھمبیر سرگوشی کی آہستہ سے ماتھے پر ہونٹ ثبت " کیے۔ اسکے مونچھوں کی گدگداتی چبھن پر اسنے تڑپ کر اپنے ہاتھ اسکے کندھوں پر رکھے۔۔

وہ جانتی تھی کہ اسے روکنا ناممکن تھا، وہ جو کہہ کر آیا تھا، جو اسکے ارادے تھے ان سے وہ اسے باز نہیں رکھ سکتی تھی چاہ کر کے بھی۔۔
وہ تو اسے اپنے تمام تر حقوق سونپ چکی تھی، اب باری صمصام زیدی کی تھی کہ اب وہ اسے کیا دیتا ہے بدلے میں۔۔ عزت یا پھر سے رسوائی۔۔
وہ خاموش تھی اسکے آگے تو بس اسلیے کیونکہ وہ اپنی منمانیاں کرنا چاہتا تھا، اور وہ کر رہا تھا۔ اسکے پور پور کو الفت جنون سے چھو کر۔۔۔
جب وہ اپنی منمانیاں کرے گی تو دیکھنا یہ تھا کہ وہ برداشت کرتا ہے یا نہیں۔۔ اسے تو اب یہ خوف تھا کہ وہ بڑے بڑے دعوے کرنے والی اپنی ساس سسر کے سامنے کیسے اسکی مہک کو چھپا سکے گی۔
پر اسنے سوچ لیا تھا کہ وہ کسی پر آشکار نہیں ہونے دے گی کہ یہ کمینہ

اپنی منمانیاں کر چکا ہے۔۔ کتنی حیا والی بات تھی کہ وہ اسے روک بھی نا سکی۔۔

کیا سوچیں گے کہ عرشیہ ہار گئی تھی کیا اسکے سامنے؟ پر نہیں وہ ہاری کہاں تھی ہار تو وہ گیا تھا اسکے سامنے بلکہ ہارنے والا تھا اب۔۔۔

وہ نشہ بن کر اسکے سر پر سوار تھی اور جانتا تھا یہ نشہ تو اب زندگی بھر رہنے والا ہے۔ اتنی آسانی سے تو نہیں اترے گا۔۔

دیکھنا تو یہ تھا اب اس نشے کو حاصل کرنے کیلئے صمصام زیدی کیا کرتا ہے۔ اسنے آہستہ سے اسکے چہرے پر پھولی بکھری سانسوں پر ہولے سے پھونک ماری۔۔

عرشیہ تڑپ کر گہرا سانس بھرنے لگی۔۔

اسنے متبسم ہوتے اسکی چھوٹی ناک کو ہونٹوں سے چھو کر اسکے چہرے کے خدوخال چھوئے۔۔

عرشیہ آہستگی سی اسکے وجود میں سمٹ گئی، جسے محسوس کر کے اسنے اسکی نازک سی پتلی کمر میں مضبوط بازو حائل کیا اور اسے کھینچ کر پاس کرتے اسکی فرار کے سارے راستے مسدود کر دیئے۔

اسنے چہرہ اٹھا کر اسکے چہرے کو دیکھا، اور آہستہ سے ٹائی سرکا کر

آنکھوں سے اتاری جس کے ساتھ ہی آنکھوں سے بوجھ اتر جانے پر حیا شرم سے بھاری پلکوں کو اٹھا کر عرشیہ صمصام زیدی نے سنہری سرخ آنکھوں میں ہزاروں شکوہ لیے اسے دیکھا۔۔

"کیا ہوا؟" وہ شرارت سے پچکارتے ہوئے پوچھتا وجود کو شدتوں سے خود میں بھینچ گیا۔

"بہت برے ہو۔۔" وہ اسکے کندھے پر غصے سے دانت گاڑ کر گردن پر ناخون چبھا کر بولی۔۔ اسکے جنگلی پن پر وہ ہولے سے ہنسا۔۔

وہ اسکے لمس سے مہک چکی تھی، صمام نے بھی اسکے پور پور کو مہکاتے اسکی شرم وحیا، گھبراہٹ مزاحمت کو خود میں اتارتے ہوئے آہستہ سے اسکا سر اٹھا کر اپنے کندھے پر رکھا اور اسکی لرزتی بند پلکوں کو چھوتے لرزتے کانپتے وجود کو بانہوں میں بھر کر نرمی سے آغوش میں لے لیا۔۔

وہ اسکا جنون بن چکی ہے۔۔ اور اسی جنون سے وہ اسے اپنی سانسوں میں اتار چکا تھا۔ یہ اسے سمجھنا چاہیے تھا اب، کہ صمصام زیدی اسکی نظریں ذرا سی بھی کسی کی طرف دیکھتا ہے تو پاگل ہو جاتا ہے۔۔

پھر پاگل پن کا شکوہ بھی کرتی تھی، ابھی تو وہ سمجھ گئی ہو گی کہ وہ اسے چاہتا ہے۔ پر وہ بدگمان سی لڑکی جانے پھر کیا سوچے گی اٹھ کر۔۔۔
وہ اسکی بازو پر سر رکھے کروٹ بل خاموش پڑی تھی۔۔
اسکی اس معصومیت پر صام کو ہنسی آ گئی پر وہ کنٹرول کرتا خاموش رہا۔ اپنا گال اسکے گال سے سہلاتا اسکی پہلے سے ابتر دھڑکنوں میں مزید شور برپا کر گیا۔

عرشیہ اپنی سیاہ گھنی لرزتی پلکوں والی آنکھیں موند کر گردن میں لمس پر ہولے سے مسکراتی آنکھیں سختی سے میچ گئی۔۔

وہ حقیقت میں ایک بدتمیزی اپنی کرنے والا، اپنی سننے والا شخص تھا، اسکے بازر کھنے پر بھی باز نا آیا بلکہ اسے بھی مجبور کر دیا۔۔

یہ اس شخص کا جادو تھا، جسکے سامنے وہ بے بس تھی۔ کتنا چالاک تھا وہ سب جانتی تھی۔۔ ابھی جو اسے محبت سے چھو رہا تھا اسکی بھی اسے پہچان تھی۔۔۔
پر وہ اب کہاں ماننے والی تھی اس سے۔۔ شدید ناراض ہو چکی تھی۔۔

اسنے سوچا نہیں تھا کہ وہ اس سے اس طرح پیش آئے گا۔
عشی!"صام نے پچکارتے پیار کیا ماتھے پر، پر اسنے جھٹکتے کروٹ بدل"
دی۔۔
اب کیا ہے؟؟؟"اسکے حصار باندھنے پر اسنے پھاڑ کھانے والے"
انداز میں پوچھا۔

بہت کچھ ہے تم سنو تو۔۔"وہ کہنی تکیے پر ٹکا کر سر، ہتھیلی پر ٹکاتے اس "
پر جھک کر گھمبیر لہجے میں بولا۔۔
صام پلیز اب مجھے تنگ مت کریں اور نکلیں یہاں سے۔۔"اسنے"
زچ ہوتے غصے سے کہا۔
نہیں کافی!میں ہر صبح ہر شام ہر رات تمہارا نشہ چاہتا ہوں۔""
اسکے چہرے سے چادر سرکا کر آنکھوں کی نمی صاف کرتے وہ پیار
بوجھل بھاری انداز سے بولا۔
اسکی پلکیں لرز گئیں۔۔"میرے سامنے یہ ناٹک مت کریں اچھے
سے جانتی ہوں۔۔فارس کا غصہ نکالا ہے مجھ پر۔۔"وہ کراٹھی۔۔۔
پر دوسرے پل صام نے اسے واپس کھینچ لیا اپنے سینے پر۔۔
اسکا نام مت لو اور آئندہ خبردار اسکے ساتھ چائنیز میں"

بات کی۔۔"وہ غصے سے خبردار کرتا بولا۔
وہ اسکی زبان نہیں سمجھتا تھا نا ہی اسے یہ آتی تھی، نا اسے انٹرسٹ تھا سیکھنے کا۔ حالاں کہ تھوڑی کوشش کی تھی جب وہ اسے پشتو میں گالیاں دیکر بھاگ جاتی تھی اور اسکے خاک دماغ میں سمجھ آتا۔ تب اسنے اپنی ماں سے کوشش کی سیکھنے کی پر وہ انکار کر گیا۔۔
پر اس مقام پر یہاں آکر اب لگ رہا تھا کہ سیکھنی چاہیے۔۔
تاکہ وہ بھی تو جان سکے کہ وہ آسٹریلین کتا اسکی بیوی سے کیا بھونکتا ہے۔۔

وہ حسین ہے اسلیے جلتے ہو تم اس سے۔۔"وہ ابھی مزید کہنا چاہتی تھی پر" نظروں کے اس خوبصورت تصادم پر ایک لمحے کیلئے وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہے بغیر پلکیں آنکھیں جھپکا کر۔

آئی لو یو۔۔"وہ دیکھتا سوچتے خیالوں میں بولا۔۔۔"
وہ آنکھیں موندیں پڑی تھی اور وہ اسکے پر سکون ہونے پر سر اپے، چہرے کے نقوش و خدوخال کو آنکھوں کے رستے دل میں اتارتا ہوا اسکے نقوش کو پڑھنے لگا۔۔

پر اسکی الفت سے وہ پر سکون ہوتی مسکرائی تھی۔۔
اندازہ نہیں لگا سکی وہ شخص اسکے لمس کیلئے پاگل ہے یا اسکے قلب کیلئے۔۔
یا پھر وہ تھا ہی پاگل۔۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

تم ٹھیک ہو؟"صائم زیدی نے پاس آکر اس سے پوچھا"
کون تھا یہ؟؟"انہیں بری طرح اگنور کرتے ہوئے فارس نے"
غصہ دباتے اپنی انگلیاں دیکھتے عائشہ خان سے پوچھا۔

عائشہ توڈر ہی گئی تھی کیونکہ خان بیگم کالاڈلا پوتا تھا۔۔ دانیال خان کے مرحوم والد صاحب کے کزن خان بیگم کے شوہر تھے اور انکی اولاد دانیال خان کو اپنا بھائی ہی سمجھتی تھی۔ حالاں کہ دانیال خان تقویٰ زیدی کا کافی دور رشتہ تھا ان سے پر کہتے ہیں نا دولت آئے تو سب اپنے ہوتے ہیں۔۔ ویسے ہی جیسے اللہ پاک ان پر مہربان ہوئے، بہن ڈاکٹر اور خود محنت مزدوری کے بعد اپنا ہی کاروبار کھول کر بیٹھے جو سفید خون ہو گئے تھے وہ بھی سگے نکل آئے۔

ویسے ہی سب جانتے تھے کتنا حاصل ہو رہا ہے دانیال خان کو انکے کاروبار سے، لاکھوں کی ماہانہ کمائی تھی سالوں میں تو وہ کتنا کماتے تھے یہی سوچ کر سب نے عائشہ خان کو بھی کافی پریشان کیا تاکہ وہ انکے خاندان سے نکل جائے اور انکی بیٹیاں اس جوان خوبرو سے دانیال خان سے شادی کر سکیں

حتیٰ کہ خان بیگم نے تو دانیال خان کو یہ بھی کہا تھا ایک غیر کی کسی بھی مجبور محبت میں کرلی ہے شادی تو دوسری خاندان کی بیوی لائو اور اس سے ہی اپنے خاندان کو آگے بڑھاؤ۔۔
پر دانیال نے انکی بات سے انحراف کیا، اور انہوں نے کہا تھا انکی ساری حیاتی عائشہ خان اپنی ہمسفر کے نام ہے وہ اس سے وفا کے وعدے کر چکے ہیں۔۔ اور وہ سر قلم تو کروا سکتے تھے پر اپنی بیوی سے بے وفائی نہیں کر سکتے تھے۔
رہی خاندانی اولاد کی اسکی بیوی کا خون خود ہی خاندانی ہے۔۔ وہ ایک خاص خاندان سے تعلق رکھتی ہے جو کہ بہت اچھا ہے۔۔ کوئی ایری غیری نہیں اسکی بیوی کہ اسے چھوڑ کر وہ دوسری بیوی کو لائیں۔۔
اللہ نے اسے حسن کی دولت سے مالا مال کیا ہوا تھا، رہی بچے تو الحمد للہ

اسکی بیوی تو امید سے تھی بھلا کیسے وہ اپنی پہلی اولاد سے منہ موڑتے یہ سوچنا بھی گناہ لگا انہیں کہ وہ عائشہ ندیم سے بے وفائی کریں۔۔
وقت گزرا تھا تو وہ اسکی رگ رگ میں بس گئی تھی، انہوں نے کتنے حسین کتنے خوبصورت لمحات ساتھ بتائے تھے۔۔ اسکا بچوں پر جھینپ جانا، ہمیشہ کی طرح پاس دانیال خان کے پاس آنے پر انکی قربتوں سے سہم جانا، چھپنا تو کبھی کترانا۔۔
کافی دل موہ لینے والی یادیں پل تھے عائشہ خان کے پاس جنہیں سوچتے وہ ایک بھی آنکھ نا موند سکی۔۔

وہ یہ بھی جانتی تھیں، انکے دلاور کے کردار پر آئے دھبے نے خانوں کے سارے خاندان نے اسے قصوروار ٹھہرایا تھا کہ وہی گندہ خون ہے۔
حتیٰ کہ تب بھی دانیال خان کو اسے چھوڑنے کیلئے اکسایا جا رہا تھا اور خان بیگم اپنی بیٹی دانیال خان کو دینا چاہتی تھیں۔۔
جو کہ آج تک کنواری بیٹھی تھی دانیال خان کے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوب کر۔۔ سب سے زیادہ اذیتیں تو بتول خان نے دی تھیں انہیں۔۔
اور فارس خان بھی تو اسی کا لاڈلا بھانجا تھا۔ دانیال خان تو کافی

وقت پہلے دلاور کے عمل سے دلبرداشتہ ہو کر عرشیہ کا نکاح فارس خان سے کروانا چاہتے تھے۔۔

پر حویلی میں عائشہ خان سے بتول خان کی نفرت کو جانتے، اور فارس کا بتول خان کا لاڈلا ہونے پر عائشہ نے ہی رات کو روتے ہوئے انہیں بہت مشکلوں سے اپنی بیٹی جہنم میں بھیجنے سے بچائی تھی۔۔

انہوں نے بچپن میں ہی عرشیہ کو وارن کیا تھا کبھی حویلی والوں سے تعلقات نہیں بنانے۔۔ اسلئے تو اسکی بیٹی نے کبھی فارس خان کو پلٹ کر نہیں دیکھا۔ نا ہی اسکی پسند گی بڑھاوا دیا۔ بلکہ عائشہ خان نے ہمیشہ عرشیہ کے دل میں صمصام کیلئے احساسات دیکھنے چاہیں تھے۔۔

اور وہ نہیں جانتی تھی انکی بیٹی صمام کو پسند بھی کرتی ہے یا نہیں۔۔ کیونکہ انکی بیٹی کی یہی خاص بات تھی کہ وہ باتیں چھپانے میں تاثرات چھپانے میں کافی ماہر تھی۔

ہزار دفعہ اپنے ماں باپ کو بھی دھوکہ دے جاتی تھی۔۔ کوئی تکلیف بھی ہو تو کبھی آشکار نہیں ہونے دیا ان پر۔ وہ اپنے باپ پر گئی تھی بلکہ احساسات سے دلاور اور عرشیہ باپ پر گئے تھے اور دریاب حاس طبیعت سے ماں پر گیا تھا۔

وہ باتیں جلدی دل سے لگالیتا تھا، اسے زیادہ سوچنے کی بھی عادت تھی۔۔ اور وہ اپنے بہن بھائی کا لاڈلا بھی تھا۔۔ دونوں ایک قلب تھے اور اس قلب میں بند انکی عرشیہ تھی۔

پر وقت نے بری طرح توڑ دیا انہیں۔۔۔

وہ کافی فکر مندی سے فارس کو دیکھ رہی تھیں بلکہ تقویٰ زیدی بھی۔۔ پر اپنی بھابھی کی پہلے سے حالت خراب دیکھ کر انہوں نے انکے گرد بازو حائل کر کے اپنی جان سے پیاری دوست کو ساتھ لگالیا۔۔

واقعی دوست نام ہی رحمت کا ہے۔۔ جو تقویٰ کی صورت میں رحمت عائشہ ندیم کو حاصل ہوئی تھی اور وہی نعمت تقویٰ زیدی کو عائشہ خان کی صورت ملی تھی۔

ماضی کیا تھا کیوں تھا وہ سب بھول چکے تھے۔۔ اور اب مستقبل میں خوش رہنا چاہتے تھے۔ پر اس سب دے انجان تھے کہ کچھ فضاؤں کے رخ ماضی کی دھول کو اڑا کر آگے لے آتے ہیں اور کچھ جلائی راکھ بھی ساتھ آتی ہے یہ چیز ہر رشتوں کو دھندلا کرنے۔۔

کوئی کسی کے دل سے واقف نہیں تھا کیونکہ یہ سب خدا ہی جانتا

تھا کون کیا ہے۔ بہت کے دل صاف تھے پر لازمی نہیں سب کے دل ہی صاف ہوں۔۔

کوئی جنون کی آگ میں بھڑک رہا تھا تو کوئی جنون کی راکھ میں جل رہا تھا۔ کچھ خواہشات پوری نا ہونے پر جنون ہو جاتی ہیں۔۔ کوئی عادت میسر نا ہونے پر آتش بن جاتی ہیں۔۔

کچھ الفت کے مارے تھے تو کوئی جنون کا ڈسا ہوا۔۔ ہر دل میں ایک زخم ضرور تھا۔ کچھ تو پور پور زخم تھے۔۔

دو وجود ایسے تھے جو سب سے چھپ کر سسکتے تھے، اپنوں کے ڈسے ہوئے تھے پھر بھی لب پیوست تھے۔ کچھ آنکھیں ایسی دھندلی ہوا کرتی ہیں جو لبوں کی ہنسی تو دیکھ لیتی ہے آنکھوں کی نمی خوشیوں کے آنسوں سے جوڑ لیتی ہے۔۔

کچھ لوگ ایسے فطرت کے مارے ہوتے ہیں جو کبھی سیدھے نہیں ہو سکتے کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو زہر اپنی فطرت بنا کر ڈس لیتے ہیں۔۔

کوئی پیٹھ پیچھے وار کرتا ہے تو کوئی سامنے آکر دل نوچتا ہے۔ ہم سے بیوقوف اور کوئی نہیں۔ جان کر بھی انجانی کی پٹی باندھ کر چلتے ہیں اسی آس پر کہ ہو سکتا ہے وقت نے بدل دیا ہو۔۔

اسکے ناک سے خون کی لکیریں نکل رہی تھیں جبکہ ہاتھ کی انگلیاں ٹوٹ چکی تھیں۔ تقویٰ عائشہ حقیقتاً ہراساں بوکھلائی ہوئی تھی اپنے بیٹے کے جذباتی قدم پر۔

وہ۔۔وہ بیٹا عرشیہ کا شوہر ہے صمصام تم جانتے ہو گے ہی۔۔یہ" صائم زیدی ہیں ہمارے گاؤں کے ڈاکٹر ہیں اور یہ تقویٰ ہے جنکی ہاسپٹل بھی ہے پہچانا ہو گا انہیں۔۔

وہ تھوڑا غصے والا ہے فارس۔۔۔"عائشہ کو سمجھ نہیں آرہا تھا کیا بولے بوکھلائی گھبرائی تقویٰ کو دیکھ کر پھر اس سے کہنے لگیں۔۔

یہ دھچکہ تو صمصام زیدی کے حق جتانے پر ہی فارس کو لگ چکس تھا۔۔اور اسکی دماغی رگ پھٹنے کے قریب آچکی تھیں صرف اس سچ کو برداشت کرنے میں۔۔

پر اسے لگا وہ کہے گیں منگیتر ہے یا کچھ بھی پر شوہر نہیں۔اسکے سارے امید توقعات پر سب نے پانی پھیر دیا۔۔اور وہ بھی جسے کہہ کر گیا تھا انتظار کرا اسکے بعد بھی اسکی آنکھوں میں اس بد دماغ شخص کو دیکھ کر چمک آئی تھی، ایک لوف آیا تھا استحقاق والا۔۔

ریئلی؟؟؟وہ شوہر ہے اسکا؟واقعی آنٹی آپنے اپنی نازک سی بیٹی اس سائیکو" پاگل شخص کو دے دی جس میں مینرز ایٹیکیٹس نام کی کوئی چیز نہیں۔۔"وہ نیچی آواز میں جیسے حلق بل پھٹ پڑا۔

تمیز سے بات کرو لڑکے!"صائم زیدی سخت ناگواریت سے گھورتے" ہوئے بولے۔۔

اوہ پلیز تمیز آپ جا کر اپنے اس اکھڑے گھوڑے کو سکھائیں" جس میں رشتوں کا لحاظ نہیں۔۔کس قدر گوار جنگلی تھا۔۔۔

اسی وجہ سے ہی عرشیہ اسے ڈسلائیک کرتی ہے وہ ہے ہی اسی قابل۔۔

جاہلوں کی طرح بیہیو کر رہا ہے۔۔سب کے سامنے آپ خود بتائیں کوئی مرد اپنی بیوی کو ایسے اٹھا کر لے جاتا ہے؟کوئی سینس کوئی تمیز ہے اس شخص میں؟؟"فارس غصے غیظ سے دھاڑ رہا تھا اسکی آنکھیں لہو رنگ ہو گئی تھیں یوں لگ رہا تھا ابھی سب کچھ تہس نہس کر دے گا۔۔

سر پر جیسے جنون سوار تھا، آنکھیں انگارہ برسا رہی تھیں۔۔ اسکے کانوں میں صمام کی آواز گونج رہی تھیں۔ اور بس نہیں تھا کہ ابھی صمصام زیدی کو شوٹ کر دے۔۔

اسکی ہمت کیسے ہوئی عرشیہ کو لے جانے کی؟ سب نے ملکر اس سے دھوکہ کیا تھا۔۔ اسے کسی نے نہیں بتایا کہ عشی کی شادی ہو گئی ہے۔۔ حتیٰ کہ خان بیگم سے پوچھتا رہا عشی کیسے ہے تو وہ ٹھیک ہے خوش ہے کہہ کر ٹال دیتیں۔۔

وہ پاگل ہو رہا تھا غصے سے جانے کیسے ضبط کیے کھڑا رہا وہ۔۔ صمصام زیدی اسے ہرا گیا تو اس وجہ سے کیونکہ فارس خان سکتے میں تھا یہ جان کر کے اسکی عرشیہ کسی اور کی بن چکی ہے؟

پر وہ کیسے مان لے وہ کسی اور کی ہو گئی ہے؟ کیا وہ مان لے؟ قبول کر لے؟

حالاں کہ وہ تمسخرہ پن اڑاتی اسکا تعارف کروا رہی تھی جس سے صاف ظاہر تھا وہ صمصام زیدی کو ڈسلائیک کرتی ہے پر وہ جان بوجھ کر پاگل شخص اسے پابند کیے بیٹھا تھا۔۔ بلکہ اسکے تاثرات انجان تھے۔۔ سمجھنا۔۔ اسے دیکھ کر وہ پر سکون بھی ہوئی تھی اسے دیکھ کر وہ گھبرائی بھی تھی۔

حیرت تو اسے عائشہ خان پر تھی اسے تقویٰ خان پر تھی کہ خود سماج میں برائیوں کے خلاف آواز اٹھانے والیوں کا بیٹا ایسا جنگلی ہے۔۔

اور عائشہ خان نے کیسے دے دی اپنی اتنی پیاری بیٹی وہ بھی اس جنگلی انسان کو جو دکھنے میں لگتا تھا انتہائی کا مغرور گھمنڈی خود پسند شخص تھا۔۔

آنکھیں ہی اسکی کسی شدت جنون والے شخص کی گواہی دے رہی تھیں جیسے اسنے عشی کی جانب دیکھا، ایسے لگا تھا وہ تو اپنی مرضی کے بغیر سانس بھی نا لینے دے گا اسے۔

اور وہ ایسا ظلم عرشیہ پر ہرگز برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

مجھے میڈیکل رپورٹ چاہیے اپنے ہاتھ کی میں صمصام زیدی پر کیس" کروانا چاہتا ہوں۔ اسنے جان بوجھ کر اپنی پاور استعمال کر کے غنڈہ گردی "کی ہے۔۔

بس کرو فارس!! بہت سن لیا میں نے۔۔ تم میرے بیٹے کو"

ایٹیکیٹس بیہیور کا سنار ہے ہو کیا تمہارے اندر وہ سب پائے جاتے ہیں؟
تمہیں یہ معلوم ہے بڑوں سے کیسے بات کرتے ہیں؟ تمہیں یہ
معلوم ہے غیر محرم لڑکی کا ہاتھ چھونا بھی گناہ میں شمار ہوتا ہے۔
معذرت بیٹا۔۔بہت سن لیا میں نے اپنے بیٹے کے بارے
میں۔۔ہاں ہے وہ مغرور گھمنڈی جیسا بھی ہے مجھے پسند ہے ماں ہوں
نا۔۔اور مجھے پسند ہے تو یہی کافی مجھے اپنے بچوں کیلئے دنیا کی پسند کا
سرٹیفکیٹ نہیں چاہیے ناہی میں ایسے کسی مرض کا شکار ہوں کہ
میرے بچے دنیا کو پسند آنے چاہیے۔۔
اصل بات بتائوں تمہاری یہ انگلیاں کیوں ٹوٹی ہیں؟" تقویٰ کا ضبط
جواب دے گیا جب فارس انتہائی نفرت سے انکے بڑے بیٹے کا
جواب دے رہا تھا۔۔
وہ بلاوجہ کسی پر ہاتھ نہیں اٹھاتا اتنا فخر یقین ہے مجھے اپنے بچوں پر،،"
میں نے اسے تربیت دی ہے اور مجھے اپنی تربیت پر فخر ہے۔۔جب وہ
نامحرموں کی طرف نگاہ نہیں اٹھاتا تو وہ کیا اپنی محرم پر کسی نامحرم
کی نگاہ برداشت کرے گا۔
میں پہلے وارن کر رہی ہوں تمہیں، اچھا ہو اگر تم عرشیہ اور میرے
بیٹے کے مسئلے کے بیچ نا آئو ہم بڑے ابھی زندہ ہے۔ تمہیں رب نے یہ حق

نہیں دیا کہ کسی کے کردار طبیعت پر انگلی اٹھائو۔۔
ابھی وہ یہاں موجود نہیں اور تمہارا اسکی برائی کرنا گلا غیبت کرنا گناہ میں شمار ہو رہا ہے۔ یاد رکھنا رب سب کچھ معاف کر دیتا ہے۔ ہر گناہ پھر چاہے کتنا کبیرہ کیوں نا ہو پر رب یہ دو گناہ کبھی معاف نہیں کرتا، ایک گلا غیبت دوسرہ دل آزاری۔
اور تم یہ دونوں کر رہے ہو۔ میں نہیں چاہتی کہ تم یہ سب اپنے اعمال میں لکھوائو۔ اسلیے جو کہنا ہے اسکے سامنے جا کر کہنا پیٹھ پیچھے نہیں
رب تب تک معاف نہیں کرتا، جب تک اسکے بندے سے جا کر معافی نا مانگ لی جائے۔ اور میں جانتی ہوں آجکل کی جنریشن کسی دوسرے کے سامنے معافی لینا اپنی توہین سمجھتی ہے اس میں صام بھی شامل ہے تو بہتر یہی ہے ایسا کام ہی نا کرو جس سے بعد میں معافی لینی پڑے۔"
تمہیں کروانا ہے کیس تو کروائو ان شاء اللہ تمہارے کیس کو ہم سنبھال لیں گے۔ دوسری بات عرشیہ بیٹی اور میرا بیٹا خوش ہیں اس رشتے سے۔
دونوں کی پسند کی شادی ہے۔ یہ بیچ میں کچھ رشتوں میں پیچیدگی

آ گئی ہے تو اسکا مطلب یہ نہیں کہ دونوں ایک دوسرے سے نفرت کرتے یا ناپسند کرتے ہیں۔ تمہیں معلوم ہو گا فارس ہمارے ہاں بلکہ ہمارے خون میں ہماری عورت پر کوئی غیر مرد نظریں اٹھائے ہمارے محرموں کا خون کھول اٹھتا ہے۔ تو ماشاءاللہ الحمدللہ سے میرے بیٹوں کی رگوں میں زیدی اور خان دونوں کا خان شامل ہے۔

اتنا غیرت مند ضرور ہے کہ اپنی زوجہ اپنی محرم کی سمیت اٹھنے والی آنکھ کو پہچان سکے اور اسے جھکا بھی سکے۔ رہی بات کیس کی تو شوق سے کروائو۔

یہ بات یاد رکھنا کیس وہی مضبوط ہوتا ہے جہاں ایمان مضبوط اور مطمئن ہو۔۔ ورنہ ڈگمگانے سے کیس نہیں چلتے۔۔" وہ نرمی محبت اپنائیت سے کہتیں خاموش ہوئیں۔۔۔

اوہ ریئلی آنٹی؟ کیا آپ مجھ سے یہ کہنا چاہتی ہیں کہ میں برا ہوں اور " آپ کا بیٹا غیرت مند؟ آپکے الفاظ صاف جتا رہے ہیں کہ آپ کہہ رہی ہیں میں نے عشی پر بری نظر ڈالی اسلیے آپ جنگلی بیٹا میرے ہاتھ توڑ گیا۔۔۔

حالاں کہ میں نے اسے چھوا تک نہیں وہ جان بوجھ کر اپنا جنگلی پن دکھا گیا۔۔ اسے غیرت نہیں کہتے بلکہ نامردانگی کہتے ہیں جو بلاوجہ عورت پر روعب جتائے اور کسی کو بھی اپنے رودب میں رکھنا۔۔۔۔۔۔

"شٹ اپ !!بہت کرلی بکواس اب اگر میرے بیٹے کے خلاف ایک لفظ بولا تو میں خود پر ضبط نہیں رکھ سکوں گا۔۔" صائم زیدی غصے سے دھاڑ کر اسے ٹوک گئے بیچ میں ہی۔۔
بھلا کوئی ماں باپ کیسے برداشت کریں اپنی اولاد کیلئے کسی بھی ایرے غیرے کا بکواس۔

"تم اس سب کو چھوڑو دور سے آئے ہو آئو گیسٹ روم میں آرام کرو تب تک میں تمہارا روم سیٹ کروادیتی ہوں۔" عائشہ نے معاملہ بگڑتے ہوئے دیکھ کر فارس سے کہا۔

"آئو میں تمہارے ہاتھ کا چیک اپ کرلیتی ہوں۔۔ سائیں آپ پلیز اسے لیکر جائیں یا انکے ہاتھ کو دیکھ لیں پٹی کردیں۔۔" تقویٰ نے صائم

زیدی سے کہا۔۔

جنہوں نے سر ہلاتے ہوئے فارس کی جانب قدم اٹھائے ہی تھے کہ اسنے ایکدم انہیں دوسرے ہاتھ سامنے کرتے روک لیا۔۔

کوئی ضرورت نہیں ہے آپ دونوں میں سے کسی کی۔۔ میرا علاج" کرنے سے کوئی فائدہ نہیں کیونکہ میں بدلنے والوں میں سے نہیں البتہ اپنے بیٹے کا علاج ضرور کروالیں ایسا نا ہو ایک دن اسے پاگل خانے بھیجنا پڑے کوئی سائیکو پاگل شخص ہے ہونہہ۔۔۔" وہ بغیر لحاظ ادب کے بدتمیزی سے کہتا سر جھٹک کر آستین پر ناک صاف کرتے ہوئے اندر سے اپنے بیگ لانے کا ملازمہ کو کہا۔۔

صائم زیدی نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لیں دل چاہا دو تھپڑ خود لگا دے۔۔

ایٹیٹیوڈ تو دیکھو، میں بدلنے والا نہیں۔۔

پر تقویٰ نے پہلے ہی آکر انکے بھینچی ہوئی مٹھی پر اپنے نرم ہاتھ رکھتے انہیں ریلیکس کر دیا

وہ بھی اسلئے ہی بے بس تھے کیونکہ یہ انکے خاندان سے تعلق رکھتے تھے ورنہ خان سے زیادہ بگڑے وہ خود تھے اگر اپنی اصلیت پر آگئے تو فارس

خان کے ہوش ٹھکانے لگا دیتے۔۔

وہ کیا خاموش ہوئے تھے انہوں نے شہد سمجھ کر چاٹنا ہی شروع کر دیا تھا۔۔

پر وہ صائم زیدی تھے، اچھے کیلئے اچھے برے کیلئے بدتر۔۔۔

اتنا بھی نہیں سدھرے تھے کہ یہ چھوٹے موٹے چوزے انکوں آنکھیں دکھانے لگ پڑیں۔۔

اگر مولانی ناروکتی یا چل کر دہلیز پہ نا آیا ہوتا تو اچھا سبق سکھاتے پر مہمان تھا اور مہمان خدا کی رحمت ہوا کرتا ہے تبھی وہ دونوں میاں بیوی خاموش تھے۔

ورنہ انہیں اتنا اندازہ تھا کہ انکا بیٹا بغیر وجہ سے کسی کی انگلیاں نہیں توڑتا، وہ غرور میں ضرور تھا کیونکہ یہ غرور اسے انکی ماں باپ نے دیا تھا۔۔

کردار سے، حافظ قرآن سے، مسلمان سے۔۔ رشتوں سے۔۔

پر وہ کچھ غصے والا تھا جس لحاظ سے اسکا غرور کچھ اور ہی راہ اختیار کر گیا تھا، حالاں کہ انکے تینوں اولاد میں یہ تینوں فخر غرور موجود تھے اور تقویٰ صائم زیدی نے کبھی یہ غرور انکا نہیں توڑا۔۔۔

صائم زیدی پر گیا تھا وہ بالکل، اور صائم زیدی کو اندازہ تھا وہ اپنی مولانی پر ذرہ

سی دو منٹ کیلئے بھی کسی غیر کی نظر نہیں ٹھہرتے دیکھنا چاہتے تھے پھر اسکی آنکھیں تو صاف صاف عشی پر الفت لٹا رہی تھیں۔۔

جس طرح حیدر شاہ کی تقویٰ دانیال پر۔۔۔

ویسے ہی فارس خان کی عائشہ صمصام زیدی پر۔

عائشہ خان انہیں ریلیکس رہنے کا آنکھوں سے اشارہ کرتی فارس سے حال احوال پوچھتی ہوئی اوپر جا رہی تھیں۔۔

صام جانے کہاں لے گیا ہوگا عشی کو مجھے تو بہت فکر ہو رہی ہے۔۔" بھلا ہاتھ توڑنے کی کیا ضرورت تھی یہ لڑکا قطعی خود پر کنٹرول نہیں رکھتا حد ہو گئی ہے کیا سمجھتی ہو گی عائشہ کہ ایسی تربیت کی ہے۔۔ کیسے وہ اٹھا گیا۔۔۔" وہ سوچ کر غصے سے سرخ پڑ گئیں۔۔

صائم زیدی نے مقابل صوفے پر بیٹھتے ہوئے اپنا قہقہہ ضبط کیا۔

بے شک غلط تھا پر محبت کے سامنے جذبات پر کنٹرول نہیں" رکھ پاتے مولانی۔۔ اور تمہیں تو بانہوں میں بھی کافی دفعہ اٹھا چکا ہوں

"میں سین۔۔۔۔۔

بس کریں آپ کو تو موقعہ ملنا چاہیے بس ایسی باتیں کرنے کا۔وہ"
آپ روم میں زبردستی اٹھاتے تھے۔۔پر آپکے بیٹے میں ذرا سا بھی
بڑوں کا لحاظ نہیں۔کچھ سمجھائیں اسے ایسے رشتے زبردستی سے نہیں
جڑے جاتے۔۔
ان دونوں کو پہلے ایک دوسرے کو سمجھنا چاہیے ہوگا۔۔ محبتیں ہونی
چاہیے رشتوں میں سائیں ورنہ کیسے یہ زندگی بسر کریں گے۔
ایسے ہی کھیچ تان میں رشتوں کی ڈوریں کمزور پڑ جاتی ہیں" تقویٰ زیدی انکی
باتوں کو بیچ میں کاٹ کر شرم دلاتی بولی۔۔
پر آخر میں وہ حقیقتاً متفکر ہوئیں اپنے بیٹے کیلئے۔

تم زیادہ سوچ رہی ہو تقویٰ ایسا کچھ نہیں۔۔دونوں اپنی اپنی طبیعت کے مالک"
ہیں دونوں نہیں سمجھنا چاہتے ایک دوسرے کو۔۔
زبردستی صحیح ایک تعلق قائم ہوگا انکے بیچ۔۔اور خدانخواستہ ہمارے
بیٹے اتنے بداخلاق بری عادتوں طبیعتوں کے مالک نہیں کہ ہمیں خوف
ستائے انکے بگڑ جانے کا۔۔

یہ محبتوں کی ہلکی سی رنجشیں ہیں جنہیں وہ خود سلجھائے گا۔ اور مجھے میرا صام بہت پسند ہے اس سے تم واقف ہو۔۔

وہ طبیعت کا جذبات کا تیز صحیح پر اس سے تم انکار نہیں کرو گی کہ وہ نیت کا برا نہیں۔۔ میرا بیٹا بہت پیارا ہے۔ اسے معلوم ہے رشتے کس طرح بنتے ہیں۔

دلاور سے اسکی ناپسندگی سے بھی واقف تھیں۔۔ یہ بھی جانتی ہیں صام انہیں ہزار بار منع کر چکا تھا پر وہ اسکی نہیں مانتے تھے۔۔

ایسا صام کو لگتا تھا یا حقیقت ہے اس سے خدا واقف ہے۔ پر انہوں نے چھوٹا سمجھ کر میرے بیٹے کو اہمیت نہیں دی تھی ایک انصاف کی نظر یے سے دیکھا جائے تو صام انہیں سمجھنے انکی طرف گھلنے ملنے لگا تھا۔۔

پر اسے جو برا لگتا تھا اس سے انہیں ٹوک دیتا تھا۔ افسوس یہ تھا اسکی سنی نہیں جانتی تھی۔ اور یہ فطرت ہے جہاں انسان کو ویلیو نا ملے وہاں بدگمانیاں دوریاں آ ہی جاتی ہیں۔۔

ایک طرف سے دونوں ہی بچوں میں ناپسندگی تھی ایک دوسرے کیلئے صرف صام کا ایٹیٹیوڈ ایسا نہیں تھا۔ اور اگر اس ناپسندی میں کہیں مقابل شخص غلط کر دے، اور وہ بھی ایسی چیز سے جس سے اگلا شخص

پہلے ہی روکتا ہو۔۔

تو ایسے میں دلوں میں بغاوت آ ہی جاتی ہے۔

صام اسلیے دلاور کو پسند نہیں کرتا تھا، اور وہ عرشیہ کے زبان درازی کرنے پر وہ اکثر دل کی بات اسے کہہ دیتا تھا کہ اسکے دل میں کہاں چوٹ ہے۔

پر یہ مقابل کے سمجھنے کی بات ہے، اگلا انسان طنز کر رہا ہے یا طنز کے راستے دل کا زخم بیان کر رہا ہے۔ مجھے دکھ ہے میرے بیٹے کو کوئی نہیں سمجھتا۔۔ اور میں جانتا ہوں وہ کافی مشکل سمجھ میں آنے والا شخص ہے پر محبت کرنے والے شخص جلدی سمجھ جاتے ہیں۔۔

خیر میں سمجھاؤں گا اسے اگر مجھ سے ہو سکتا۔۔ پر میں نے جہاں اس سے کہا ہے اب تمہارا کوئی رشتہ نہیں اور نئے رشتے بنائو وہ کھوتا الٹا میرے کچھ کہنے پر کہتا ہے میں کون ہوں؟

مطلب حد ہو گئی اپنے باپ سے پوچھ رہا ہے آپ کون؟" انہیں یاد کر کے غصہ آ گیا۔۔۔

آپ آپکو کس نے کہا ایسے فیصلے لیں؟ جب معلوم ہے رشتے" توڑنے سے رشتے نہیں ٹوٹتے بلکہ رشتے جوڑ جبر مضبوط بنانے سے

احساسات بڑھتے ہیں۔۔
مشکل وقت میں ہم اسے الگ کر دیں۔۔ پھر وہ سب کچھ ٹھیک کر کے ہمارے حوالے کرے پھر فائدہ ہم ماں باپ کا سایہ ہونے کا۔۔۔
ہمیں چاہیے تھا سائیں کہ اسے سمجھاتے بلکہ عشہ کو بھی سمجھاتے کچھ وہ جھکے کچھ صام تو رشتے مضبوط ہو جاتے پر یہاں بہت غلط فیصلہ ہے۔۔
میں آپکے ساتھ ہوں پر ہمیں چاہیے کہ ہم اسے غیر ہونے کا احساس ہونے نا دیں بلکہ اسکی ہمت بندھائیں۔۔" انکی باتیں سن کر صائم زیدی اپنی جگہ سے اٹھ کر انکے پاس آکر بیٹھے اور انکا ہاتھ پکڑ کر انہیں دیکھا۔۔

میں مانتا ہوں اور ہو سکتا ہے میں غلط بھی ہوں۔۔ پر تقویٰ تمہیں یہ" ماننا پڑے گا کہ جہاں سہارے میسر ہوں وہاں بہت کم لوگ ہمت باندھ کر رشتوں کی کی مزید کھوجنا کرتے ہیں۔۔
آپ نے دیکھا۔۔ اگر ہم اس دن عرشیہ کے خلاف ہوتے تو یہ کبھی کوئی عرشیہ کے کیلئے کھوجنا نہیں کرتا بلکہ الٹا مزید رنجشیں بدگمانیاں نفرتیں پال لیتا اسکے لئے۔۔
پر اسے جب کہیں سے سپورٹ نا ملی تو اسنے اسکی کھوجنا کی اسے

حاصل کیا۔۔ اور مجھے لگتا ہے اس تک پہنچ بھی گیا مجھ سے پہلے اور اسے شاید جان بھی لیا تبھی تو جس شخص سے ناگواریت ناپسندگی جتاتا تھا اسے ہی اچانک بنا بتائے اپنی زندگی سونپ دی یہ کوئی آسان فیصلہ نہیں۔۔

اسنے دلاور خان کو اپنی سانسیں دے دی ہیں۔۔ آپ جانتی ہیں کتنا ہیار کرتا ہے وہ اپنی بہن سے۔۔ پاگل ہے وہ اسکے لئے اپنے بھائی کیلئے۔۔ کتنا حاس رہتا تھا وہ اپنی بہن کیلئے۔۔۔

اور اسے اچانک سونپ دی وہ بھی خالی ہاتھ۔۔۔

میرا بیٹا اتنا برا نہیں جتنا لوگوں نے اسے سمجھ لیا ہے۔۔ مجھے امید ہے وہ اپنے رشتے خوبصورتی سے جوڑے گا اور ایک دن ضرور سب ملکر واپس سے پہلے کی طرح خوشیاں لائیں گے۔۔

دیکھنا ایک دن ایسا ہو گا جب دانیال کے سینے سے وہ لگ جر انہیں جائے گا۔ اور میرے سینے سے میری بیٹی آ لگے گی جسے میں آخری نظر دیکھ بھی نہیں پایا۔۔

ناہی دعائوں سے کچھ دیکر رخصیت کر پایا۔۔ میرے آنگن میں چہنکنے والی سونے کی چڑیا آچانک میرا گھر ویران غریب کر گئی ہے۔۔

بس میری رب سے یہی دعا ہے انہیں سلامت اپنے حفظ امان

میں رکھے اور ان دونوں کو ہمیں لوٹا کر دے دے" انہوں نے کہتے رومال سے اپنی آنکھوں کی نمی صاف کی

تقویٰ نے بھی نم آنکھوں سے انکے ہاتھ کی پشت پہ عقیدت دے بوسہ دیا۔۔۔

آمین۔۔"

آپ دیکھئیے گا سائیں وہ ہماری بیٹی ہے۔۔ میرے بھائی کی لاڈلی ہے۔۔ اپنے ماموں کو ضرور انکی خوشیاں لوٹائے گی۔۔ اور ان شاءاللہ وہ ہمارے بچے سب ضرور ہمارے فخر کا باعث بنے گے۔۔

ان شاءاللہ میرا دلاور خان بھی۔" وہ کہہ کر آمین بولیں جس کا ساتھ سائیں نے بھی دیا۔

اچھا ایسا کریں آپ گھر جا کر دیکھیں صام کچھ الٹا سیدھا" بیہیور نا کر دے عرشی سے۔۔ میں زری اور سمن شاہ بھائی کے آنے پر آجائوں گی۔۔" تقویٰ نے گہرا سانس بھر کر اپنے شوہر کو مخاطب کیا۔۔

نہیں! ساتھ چلیں گے بلکہ تم ڈنر بنانا میں جلدی ڈنر کر کے ہاسپٹل"

چلا جائوں گا۔ پھر صبح صارم آئے گا تو میں گھر آجائوں گا۔۔
ایک تو نئی نئی بچوں کی شادی ہوئی اور ہم نے۔۔
اس بیچارے کو ایک دن بھی ریسٹ نا دی۔۔ ابھی گاؤں بھی جانا ہے وہاں سے چکر لگانا ہے ہاسپٹل سے۔۔ خیر ایک بار دانیال بھائی ٹھیک ہو جائیں پھر دیکھتے ہیں سب۔۔
صبح صارم آئے گا تو میں ریسٹ کر لوں گا۔ تم وہاں دونوں بچیوں کو وقت دینا۔ کمی محسوس ہونے نا دینا انہیں گھر کی۔۔" صائم زیدی نے ان سے کہا وہ اثبات میں سر ہلا کر انہیں بے فکر رکھ گئیں۔۔
جی میں پورا خیال رکھوں گی۔ دونوں کا۔۔ دونوں بچیس اکیلی ہیں وہاں لنچ بھی" کیا ہو گا کہ نہیں۔۔ زریش نے کہا ہے وہ گھر سے نکل رہے بس وہ " آجائیں پھر ہم چلتے ہیں۔۔

ویسے میں نے اڑی اڑی سنی ہے مہکار شاہ واپس انکے گھر میں رہ" رہی ہیں خیریت ؟" صائم نے ہارون زریش شاہ کے ذکر پر روحا مہکار کو یاد کرتے پوچھا۔۔
تقویٰ نے چونک کر انہیں دیکھا۔۔
ویسے حیرت ہے عورت تو عورتیں اڑی اڑی مردوں کے کانوں میں"

بھی پہنچ جاتی ہے۔ اور یہ اڑی اڑا کر آپ تک پہنچاتا کون ہے مجھے ذرا بس یہ بتائیں آپ۔۔" تقویٰ نے مصنوعی روب سے پوچھا۔۔

صائم قہقہہ ضبط کرنے کے چکر میں بے ساختہ بلند قہقہہ لگا اٹھے۔۔

مل جاتی ہیں۔۔ بھئی ہماری فیملی ہے۔۔ ہمارے بھی اپنے ہیں تمہارے" تھرو میرا ابھی کچھ لگتا ہے۔ تمہارا تو جیجو ہے ہارون شاہ میرا تو جانے کیا ہو گا۔

پر خیر تمہارا تو میں شوہر ہونا نا اس حساب سے زریش کا میں جیجو ہوں۔۔ اور ہارون شاہ کا بھی کچھ لگتا ہوں۔۔

بس بس بہت ہوا۔۔" تقویٰ انکی لمبی تقریر پر بے ساختہ ٹوک" اٹھیں۔۔ جانتی تھیں انہیں ابھی تک رشتوں کے نام کی پہچان نہیں آتی۔۔

اور جہاں کچھ سمجھ نہیں آتا وہاں سر کھجا کر رہ جاتے۔۔ انکی اسی حرکت پر وہ ہنس پڑیں۔۔

بتا مولانی ورنہ میں ہارون بھائی کے فیملی پرنسل میں گھس"

جائوں گا۔۔" انہوں نے دھمکی دی۔۔ تقویٰ کو حیرت ہوئی ان پر۔۔

کبھی کبھی تو آپ بھی حد کرتے ہیں سائیں۔۔ بھلا مجھے کیا معلوم وہ" کیوں ہیں انکے گھر۔۔

جہاں تک اندازہ لگا سکتی ہوں تو یہی بات ہو گی روحا کا تو آپ کو معلوم ہے۔ کتنی کمزور ہے اوپر سے بچی کو دمہ بھی ہے اور خون کی بوتل بھی دیتے ہیں حیدر بھائی۔۔

میں نے کچھ مشورے دیئے ہیں روحا کی طبیعت کو جان کر حجاب کو اب عمل کرنا انکی مرضی ہے۔۔ اور رہی بات مہکار شاہ کی تو بے فکر رہیں۔۔ ماضی بیت گیا ہے سائیں یہ رشتے الگ سے جڑیں دلوں سے اور دیکھیں کہاں کہاں تھے آج سب ایک فیملی ہیں۔۔" انکے ہاتھ کو ہولے سے دبا کر وہ بولیں۔۔ صائم نے سن کر خفیف سی سر کو جنبش دی

پر مجھے اچھا نہیں لگا ایسے ہی تم سے شیئر کر رہا ہوں کیا ضرورت ہے اب" مہکار کو وہاں رہنے کی۔۔ جب ساحل لیکر گیا انہیں تب وہ واپس آ گئیں اور اب جا کر وہاں رہ گئی ہیں ایسا تو ٹھیک نہیں رشتوں میں پہلے ہی کافی پیچیدگیاں ہیں مزید آجائیں گی۔

حجاب بہن کو کہو وہ حیدر سے بات کرے اور حیدر مہکار کو کہے وہاں سے آجائے ایسے تو روحا بھی اپنا گھر سنبھالنے سے رہی اگر ایسے ایسے ہی سہارے وہ دیتی رہیں۔۔

دوسرا زریش کے رشتے پر بھی اثر پڑ سکتا ہے۔۔ تم تھوڑا ٹرائی کرو بعد میں کچھ کہے تو خاموش ہو جانا۔۔" صائم زیدی کی بات پر تقویٰ نے ششدر ہو کر انہیں گھورا کہ وہ کیسے کرے بات پرائے پرسنل کے بارے میں۔۔۔

ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ بھائی مجھے خود اچھا نہیں لگ رہا یہ" سب۔۔ زری پر کیا بیت رہی ہو گی۔۔ مجھے تو قسم سے اتنی حیرت ہو رہی ہے جب سے معلوم پڑا ہے۔" عرشیہ کے کپڑوں کے بیگز ملازمہ کے ساتھ وہاں لاؤنج میں لاتیں عائشہ نے آخری باتیں سن کر کہا۔

تقویٰ نے اسے بھی گھور کر دیکھا۔۔

ہوش کرو پرایا گھر ہے کیسے زیر بحث لا رہے ہیں۔۔ ایسے پیٹھ پیچھے باتیں" مت کریں کتنی دفعہ کہا ہے۔ اور اگر زریش کو برا لگے گا تو وہ خود ہی ہارون بھائی سے بات کر لے گی۔۔ مے بی غلط سنا ہو وہ دو یا چار دن کیلئے وہاں

ہوں" تقویٰ نے دونوں سے کہا اور آہستہ سے صائم زیدی کی گرفت سے ہاتھ مروڑ کر چھڑوانا چاہا پر کیا بیٹوں سے کم تھے۔۔

ایسے ہی بیٹوں کی شکایات لگاتے رہتے پہلے اپنی حرکات پر تو کبھی غور کرتے۔

ہم گلا نہیں کر رہے تو قی مجھے بس یہ سب اچھا نہیں لگا تو کہہ دیا۔۔"

ویسے بھی مجھے تو حیرت ہے اس حالت میں جہاں غیر بھی تھے وہ بھی سن کر آ گئے۔۔ پر مہکار شاہ نے روکھے منہ سے بھی نا پوچھا۔" وہ کہتیں ملازمہ کو چائے کا بول کر انکے مقابل بیٹھ گئیں۔۔

چھوڑو تم بھی کن باتون پر دھیان دے رہی ہو پازیٹو سوچو اللہ سب بہتر کرے" گا۔ وہ بھی انسان ہیں انکی بھی مجبوریاں ہو سکتی ہیں۔۔ خیر تم ان سب باتوں کو چھوڑو مجھے بتائو فارس کا کیا ہوا؟ کیا کہا علاج کروا رہا؟ کہیں درد تو نہیں ہو رہا اسے ؟ اگر ہم سے نہیں کروانا چاہتا تو کسی ڈاکٹر کے پاس چلا جائے۔۔" انہوں نے جان بھوج کر بات کا رخ فارس کی جانب کر دیا تا کہ مہکار شاہ کا ٹاپک ختم ہو جائے۔

ماضی میں جو ہو گیا سو ہو گیا اب وہ سب کو نہیں دہرانا چاہتیں۔۔

باتیں دانیال دلاور کے گرد آ گئیں پر پہلے انہیں یہ جان کر افسوس ہوا

کہ اندر بیٹھا وجود فارس خان اپنے ہاتھ کے بڑھتے درد پر ضبط تو کر کے بیٹھا ہے پر ان سے علاج نہیں کروا رہے۔۔

یہ جان کر وہ ریلیکس ہوئے کہ دریاب کو کال کر دی تھی وہ ابھی کاروائی اور انکوائنٹر کے بعد میٹنگ میں بیٹھے تھے وہاں سے آ کر ہی فارس کے پاس آنے والے تھے۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

آہ۔۔"اسکے ساتھ قدم ملاتے ملاتے اچانک وہ لڑکھڑا کر زمین" بوس ہوئی۔۔گھٹنے ہتھیلیاں جیسے ہی زمین سے لگیں اسکے منہ سے درد میں بے ساختہ ہی کراہ گونجی

بیگز اٹھا کر آگے چلتے ہوئے دلاور خان نے کراہ پر چونک کر جلدی سے پیچھے پلٹ کر دیکھا جہاں وہ زمین پر گھٹنوں کے بل گری پڑی تھی۔۔

توقیع۔۔!!"وہ بیگ پھینک کر تڑپ کر اسکے پاس آتا گھٹنوں کے بل" مقابل بیٹھتے شانوں سے تھام کر سیدھا کیا۔۔اسکی آنکھوں میں دیکھتی وہ اچانک ہی پھوٹ پھوٹ کر شرمندگی سے رو

پڑی۔۔۔
مجھے نہیں چلنا۔۔"وہ سڑک پہ بیٹھی غصے سے روتی ہوئی بولی۔۔"
اسکے شانے جھٹکنے پر دلاور نے سخت گھوری اس پر ڈالی۔۔
ہاں تو جائو ابھی سے نکلو مصیب گلے پڑ گئی ہو اٹھو نکلو یہاں سے۔۔"اسکے اتنی"
جلدی سفر میں ہارنے پر وہ غصے سے بھڑک اٹھا۔
اسکی غصے بھری آواز پر توقیع رونا بھول کر گھبراتی ہوئی اسے دیکھنے لگی،وہ
سرخ آنکھوں سے گھورتے ناپسندگی ناگواریت سے نگاہ موڑ گیا۔۔

آپ غلط سمجھ رہے دل میں ایسا تو نہیں کہہ رہی میں تو کہہ"
رہی ہوں کہ میں تھک گئی ہوں واپس اپنے گھر چلتے ہیں ناجہاں ہم
تھے۔۔"توقیع نے بھیگی آواز میں اپنے ٹھنڈے سرد پڑتے ہوئے ہاتھ
فوراً سے انکے ہاتھ پر رکھتے اپنی صفائی دی۔۔
اسکا مطلب واقعی یہی تھا۔وہ اسے چھوڑ کر تو قطعی نہیں جانے والی تھی بلکہ
اسے واپس اپنے گھر چلنے کا کہنے والی تھی پر اسے اندازہ ہو گیا تھا اسکا
جملہ غلط تھا۔

اسکی صفائی پر اور ٹھنڈے وجود کا احساس کرتے ہوئے دلاور نے اسکی

سمیت دیکھا۔ "ابھی وقت ہے یہاں سے نکلو جائو بلکہ میں خود تمہیں چھوڑ آتا ہوں ورنہ آگے پاؤں تو کیا بدن بھی لہولہان ہو سکتا ہے جسکا اندازہ کچھ دیر پہلے کے واقعے سے ہو گیا ہو گا۔۔" وہ وارن کرنے والے انداز میں بولا۔۔

توقیع نے بے بسی سے انہیں دیکھا۔۔ "میں کتنی دفعہ بول چکی ہوں مجھے آپ کے ساتھ رہنا ہے آپکو سمجھ کیوں نہیں آرہا؟" وہ دکھ تاسف سے اسے دیکھتی بولی۔

اسکی ضد پر دلاور نے غصے سے اسے دیکھا۔ اتنا بڑا حادثہ دیکھنے کے بعد بھی وہ اسکے ساتھ چلنے کی ضد کر رہی تھی۔ رب نے جان بچائی تھی ورنہ دلاور تو خوفزدہ ہو گیا تھا توقیع کو لیکر پہلی بار۔۔

ووڈہاؤس کو پیچھے چھوڑتے ہوئے دلاور نے گاڑی برف کی تہہ سے ڈھکی ہوئی مین روڈ پر ڈالی۔۔ برف باری تو رک گئی تھی پر سورج کی تپش کے نا ہونے پر ہر چیز برف کی تہہ میں چھپی ہوئی تھی حتیٰ کہ پیڑ پودے قد آور درخت گاڑیاں گھر۔

وہ ابھی گھر سے نکلے تھے، انہیں اسلام آباد جانا تھا فلائیٹ کیلئے وقت پر، بلکہ اس لڑکی کو ساتھ لے جانے کے جگاڑ پر بھی ابھی خاص توجہ دینی

تھی بادل ناخواستہ۔۔

اسے ابھی جیکی سے بھی کانٹیکٹ کرنا تھا کہ کوئی جگاڑ کر لے تاکہ وہ دونوں وہاں پہنچ سکیں، گھڑی میں وقت دیکھتے یہ احساس باخوبی ہو گیا تھا کہ اس لڑکی کی وجہ سے اسکی پہلی فلائٹ کینسل ہو چکی ہے۔۔

وہ فاسٹ ڈرائیونگ کر رہا تھا تاکہ وقت پر ایئرپورٹ پہنچ سکے۔۔ پر اس سے پہلے ہی گھر سے نکلتے جو گاڑی پیچھے لگی تھی دلاور نے اسکو بھی بیک ویو مرر میں فوکس لیا ہوا تھا۔

اسکے ٹرن موڑنے پر وہ گاڑی بھی اسکے پیچھے آجاتی۔۔

کبھی آگے نکل جاتی تاکہ اسے شک نا ہو سکے تو کبھی پیچھے رہ جاتی تاکہ اسے ٹارگیٹ میں لے سکیں۔۔

پر اسنے ایسا کوئی موقعہ گاڑی کو دائیں بائیں وقفے بعد گھماتے نہیں دیا تھا۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا کوئی پیچھا کر رہا ہے۔۔ اور یہ بھی اندازہ تھا وہ کوئی اور نہیں بلکہ فیروز چغتائی کے آدمی تھے۔۔

ہاں ایک مجرم اسکے جان کے دشمن تھے اور ایک اسکا بھائی تو دوسرا اور پہلا اسکی سانسوں کو نوچنے کا پیاسا فیروز چغتائی ہی تھا۔

پہلے تو اسنے اپنا وہم سمجھ کر نظر انداز کیا تھا پر پھر کچھ غور کرنے پر اسے اندازہ ہوا کہ اسکی گاڑی کو رپیٹر کے ٹارگیٹ میں لے رہے تھے۔ تاکہ پہلے اٹیک پر ہی گاڑی سمیت وجود بھی بلاسٹ ہو جائیں۔۔

توقیع۔۔ اٹھو۔۔ "اسنے جھنجھوڑ کر جگانا چاہا تاکہ وہ ڈرائیونگ کرے اور وہ ان" پر فائرنگ کر کے بچاؤ کر سکے۔ پر وہ ٹس سے مس نا ہوئی۔۔
لڑکی اگر دو منٹ میں نا اٹھی تو گاڑی سے باہر پھینک دوں گا۔۔ "اسنے" ناگواریت طیش سے اسکے وجود کو پورا ہلا کر رکھ دیا، ٹھوڑی سے پکڑ کر جھنجھوڑا پر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔۔

دلاور کو اندازہ تھا وہ کسی بھی وقت اٹیک کر سکتے تھے، اور اگر انہوں نے رپیٹر سے ہی فائر کیا اسکی گاڑی سمیت وہ بھی بلاسٹ ہو جاتے۔۔
اور اسکے ساتھ موجود توقیع۔ وہ تو معصوم سوتے سوتے اپنے محافظ کے بھروسے پڑی ایسے ہی دھوکے سے جان بحق ہوتی اور ذمہ دار دلاور خان ٹھہرتا۔۔
اگر وہ گاڑی سے ہتھیار نکال کر ان پر اٹیک کرتا بھی تو گاڑی اور توقیع کے وجود کو سنبھالنا مشکل تھا۔ اسے دوسرا کوئی راستہ نظر نا آیا۔۔

تو قسیع اٹھو تو قسیع!!! بیوقوف لڑکی مر گئی ہو کیا؟؟" وہ ایک ہاتھ سے "
اسٹیئرنگ وہیل سنبھالتا دوسرے سے اسے جھگانے کی بے باک
سے لیکر ہر قسم کی کوشش کر چکا تھا پر سب ناکارہ۔۔۔
لب سختی سے دبوچ کر دانتوں میں اسنے سرخ آنکھوں سے اس نواب
زادی کو دیکھا جس کا دل ساری رات اسکے سینے سے چپک کر سونے
سے بھی نہیں بھرا تھا۔۔
اسکی رات جب جب آنکھیں ذرا سی وا ہوئیں اسنے اسے قریب پایا
تھا۔ اور وہ محبت سے اسکے لبوں سے کھیلتا رہا تھا۔۔ کوئی اتنا بھی غش
بیہوش ہو کر کیسے سو سکتا تھا۔۔

رات بھی وہ خمار خیالوں میں اسکے ساتھ جارتیں انجام دیتا رہا
جسکی دھندلی سی یادیں اب اسکے دماغ پر آہستہ آہستہ ابھر رہی تھیں۔۔
سونے کے دوران اسکی سانسیں بھی پھول چکی تھیں پر وہ کسمسا کر کروٹیں
بدلتی پھر سے سکون سے سو جاتی۔ وہ حیران تھا، اور اسنے اسے خیال
سمجھا۔۔
تبھی اسکی شرٹ کو درست کرتا خود بھی سو چکا تھا، پر اب تو سوچ سوچ کر
اسے غشی کے جھٹکے لگ رہے تھے مطلب اس لڑکی کو کچھ بھی رات ہوئے

سانسوں کے ملن کا احساس تک نہیں تھا۔

وہ غصے سے ساری کو ششیں چھوڑ کر گاڑی پر ہاتھ مارتا، اسے نواب زادی کو گھورنے لگا جو کہ یہاں اسکے پاس سالوں کی نیندیں پوری کرنے آئی تھی۔ اسکے سونے سے اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اسکے پاس ہزاروں لاشیں بھی ڈالی جائیں چیخیں بھی ماری جائیں یا دلاور خان اسکی روح میں بھی اتر جائے تو بھی وہ بیوقوف عورت اپنی نیند سے بیدار نہیں ہو سکتی تھی۔۔

اس پر ایک سخت گھوری ڈالتے ہوئے دلاور نے آنکھیں راستے پر ٹکائیں۔۔ اپنی گن بیلٹ سے نکال کر سامنے رکھی پر نگاہیں اسکی سامنے ٹکی تھیں جس کو دیکھتے اچانک سے ایک برقی رفتاری سے پلان تیار ہوا تھا۔۔

سامنے برف سے ڈھکے دو راستے تھے دائیں بائیں، ایک طرف شاید بورڈ بھی لگا ہوا تھا جو کہ راستے کی پہچان کا تھا یا کسی اور چیز کا پر اس پر برف کی تہہ جمی ہوئی تھی۔۔

اس بورڈ کو دفع کرتے ہوئے جھٹکے سے اسنے دائیں جانب رخ کرنے کے انداز میں احساس دلاتے سپیڈ بھی سلو کر دی۔

اسکے پلان کے تحت پیچھے گاڑی میں بیٹھے غصے سے اس شوٹر نے بھی ریپیٹر کا رخ دائیں جانب کیا اور نشانہ دلاور خان کے سر پر فٹ کر کے، اسنے دائیں بائیں گاڑی میں بیٹھے وجود کو انگوٹھے کا سائن دیا۔۔

وہ فائر کرنے ہی والا تھا کہ اچٹی نظر پلکوں کی اوٹ سے دلاور نے بیہوش تو قسیع کو دیکھتے افسوس کرتے ہوئے ایک چھوٹی سی کوشش کے تحت گاڑی جیسے ہی فل سپیڈ سے بائیں جانب گھمائی فائر انکی کھڑکی کے پاس سے ہوئے اور دلاور نے پلان کے تحت تیزی سے گاڑی بائیں جانب آگے بڑھا کر اپنی پوری قوت لگادی۔۔

جہاں فضا میں ٹھر ٹھر نما بلاسٹ کرتی آواز گونجی تھی، آگ کے شعلے بھڑک اٹھے تھے ویسے ہی تو قسیع چیخنے چلانے کیلئے پھڑ پھڑا اٹھی اسکی آنکھیں پھیل گئیں، سر چکرا گیا اور وجود سن۔۔

تب اسنے پر اسرار سی مسکراہٹ کے ساتھ اسکے ہوش میں آنے کو دیکھتے گاڑی اچانک ہی سڑک ختم ہو کر سامنے آتی کھائی کے نیچے پھینکی تھی یہ سوچتے جو ہو گا منظور ے خدا ہو گا۔۔

کم از کم وہ ان بزدلوں سے مات کھانے والوں میں سے نہیں تھا۔۔

آج سے پہلے بھی وہ موت سے لڑتا تھا اور آج بھی دونوں کی جان پر کھیل کر لڑ گیا۔

اس لڑکی کو خود ہی موت کو گلے لگانے کا شوق تھا اور اب وہ اسکا شوق پورا کرنے والا تھا، ایک آتشی موت سے بچا کر کھائی کے نیچے گاڑی پھینکتے ہوئے۔

فائرز کی آواز میں توقیع کی اوں اوں کی آواز کہیں دور دم توڑ چکی تھی۔۔

دلاور کو افسوس ہوا تھا، اسنے صرف جھلک ہی دیکھی تھی جب پیچھے سے آتے فائرز انہیں بلاسٹ کرنے کے بجائے اسکے بیچ سے ہی بائیں جانب مڑنے پر، دائیں جانب سے آتی تیزی رفتاری والی گاڑی سے جا لگے تھے اور فضا آتشی ہو گئی تھی۔

اس گاڑی میں موجود نوجوانوں کے قہقہے اچانک چیخوں میں بدل گئے تھے اور وہ حیوان بھی شاید خوفزدہ ہو گئے تھے تبھی خاموش تھے۔

پر برا ہوا اس بورڈ کا جسے دلاور دیکھ نا سکا، جہاں بائیں جانب جانے کی وارننگ تھی صاف، پر اسکے باوجود وہ ایک ناگہانی آتش سے بچانے کیلئے اسے سیدھا اس کھائی میں آ گرا تھا۔۔

پر رب کا شکر کہ اسنے اسکی کمر اور شانوں کے گرد سیٹ بیلٹ باندھ دی تھی اور وہ لیٹی ہوئی تھی ورنہ آج ضرور اسکی جان نکلتی۔۔

جھاڑیوں سے درختوں کی ٹہنیوں سے ٹکراتی ہوئی گاڑی جیسے اٹکی کچھ لمحے وہ

خاموش بے حس رہ گیا۔
اور پھر گاڑی کے مسلسل اٹکے رہنے پر اسنے توقیع کی جانب دیکھا جہاں وہ ناک سے گہرے گہرے سانس چھوڑتی گاڑی کی چھت کو گھورتی پڑی تھی۔۔

دلاور بھی آہستہ آہستہ سے سیٹ سیدھی کر کے لیٹ گیا اور سیٹ کے حرکت کرنے سے وہ بھی حرکت کرنے لگی۔ جسکے خوف سے وہ روتی آنکھیں میچ گئی۔۔

پر اسنے سیدھا لیٹ کر سیٹ بیلٹ سینے کے گرد باندھتے ہوئے توقیع کی بھیگی حد سے زیادہ پھیلی آنکھوں میں دیکھا جو کہ باہر فضا میں جھولتی ہوئی اس گاڑی کو دیکھ رہی تھی۔۔
اسے اسکی زرد رنگت دیکھ کر ترس آگیا۔۔

ہے۔۔"اسنے آہستہ سے اپنی جانب متوجہ کیا۔ پر وہ وحشتزدہ آنکھوں" سے باہر آگ کے شعلے لڑکے لڑکیوں کی چیخیں یاد کرتی سامنے نظر آتی خلا کو دیکھ رہی تھی۔۔
سنو۔۔"دلاور نے اسکی حالت کے پیش نظر محبت سے پچکارہ۔۔" اور انگلی کی مدد سے اسکی ٹھوڑی کو تھام کر آہستگی نرمی سے اپنی جانب سر

گھما دیا۔۔

دونوں میں زیادہ فاصلہ نہیں تھا جو انہیں ایک دوسرے سے دور رکھتا۔وہ آسانی سے اسکی نیلی آنکھیں پڑھ سکتا تھا۔۔

اسکی آنکھوں میں موت کی وحشت، جدا ہونے کا غم خوف، آتش کی بو جانے کیا کچھ تھا۔۔یوں لگ رہا تھا ابھی ہی نیلا آنکھوں میں موجود کانچ ٹکڑوں میں تقسیم ہو کر کرچیں آنکھوں میں پھیلا کر لہو لہو کر دے گا اسے۔۔

اسکی تکلیف کو دیکھتے اسنے آہستہ سے ہونٹوں پر سے ٹیپ سرکا دی۔وہ ہونٹوں کی آزادی بخشنے پر اس بے حس کو دیکھتی تیز تیز سانس کھینچتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔

ہہ۔۔ہم مم۔۔مر رہے ہیں۔۔دد۔۔۔دل۔۔۔"خوف دہشت سے پھولی سانسوں کے درمیان اسکے منہ سے محض چند ٹوٹے پھوٹے الفاظ ہی گونجے اور وہ ہراساں آنکھوں میں وحشت لیے کبھی سامنے دیکھتی تو کبھی باہر۔۔

تمہیں کہا تھا واپس چلی جاؤ پر تمہیں میری سمجھ آئی؟اب"

دیکھو مر رہی ہو نا میرے ساتھ۔۔ بھگتو اپنی ضد کو۔۔" اسنے استہزائیہ کہتے اسکی تیز تیز دھڑکتی دھڑکنوں کے مقام پر اپنا بھاری ہاتھ رکھ کر اسکی دھڑکنوں کا کسی کے پاس ہونے کا احساس دلایا۔۔

اسکی بات پر بھیگی آنکھیں لیے توقیع نے اسے شکوہ کن نظروں سے دیکھا۔ "مم۔۔ مجھے۔۔ آآ۔۔ آپکے۔ سس۔ ساتھ ابھی۔۔ جج۔ جینا ہے۔۔ دد۔۔ دل ہہ۔۔ ہمارے بچے۔۔ ہہمم۔ ہمارا۔۔ گھ۔۔ گھر۔۔۔ ہماری خوشیاں۔۔" وہ سسکیاں بھرتی اپنی ادھوری خواہشات کی اچانک موت پر ہچکیوں سے رونے لگی۔۔

پر وہ تو سن کر پتھر کا ہو گیا۔۔ ساکت ساتھا اسکی خواہشات کو سنتے۔۔ حیرت سے اسے دیکھنے لگا کہ وہ یہ خواہشات لیے اسکے پاس آئی ہے۔ کیا وہ اس بدنام بدکردار تباہ شخص کے ساتھ شروعات کرنے والی تھی اور وہ بھی اپنے بچوں کی اپنے گھر کے آبادی۔۔

اگر لوگوں کو معلوم پڑ گیا کہ وہ دلاور خان ہے ڈی کے نہیں تو کیا وہ اسے چین کا سانس لینے دیتے؟ اسکی اولاد کو عزت سے رہنے دیتے؟ پھر بھی وہ یہ خواب دیکھ کر انکے ادھورے رہنے پر رو رہی تھی۔ یہ نہیں

سوچ رہی تھی کہ اسکے ماں باپ بھائیوں سے نہیں ملی یا اسکے پاس کیوں آئی۔۔۔

اسکے پاس آنے موت کے منہ میں جانے کا اسے پچھتاوا نہیں تھا۔

سنیں۔۔"معاً گاڑی کی فضا میں اسکی سرگوشی گونجی۔۔دلاور نے" "خالی نگاہوں سے اسکی سمیت دیکھا۔۔"ہوں

میرے ہاتھ کھول دیں۔۔"اسنے بھیگی آنکھوں سے فرمائش کی۔۔" کیوں؟؟؟"وہ غصے سے بولا کہ کہیں کوئی الٹی سیدھی حرکت ناانجام دے" دے۔۔"کھول دیں پلیز دل۔۔"اچانک وہ سسکیوں کے درمیان التجائوں سے بولی۔

دلاور نے اپنی گاڑی کے اٹکنے پھر رکنے، جھولنے پر بمشکل اپنے ہاتھ اسکے ہاتھوں کے پاس لایا اور ایک ہاتھ سے ہی اسکے ہاتھوں کو کھولنے لگا۔

گڑھ جیسے کھلی اسنے ایکدم دلاور کے ہاتھ کو تھام کر ہونٹوں سے لگا دیا۔۔وہ ابھی اسکے ایک جھٹکے سے نہیں سنبھلا تھا کہ اچانک اسکے ہونٹوں کا لمس وہ بھی عقیدت بھرا اپنے ہاتھ پر محسوس کرتے بے جان ہو کر

اسے دیکھنے لگا۔۔

مجھ سے جو بھی دلآزاری ہوئی ہو پلیز دل مجھے معاف کر دیں۔۔ پلیز۔۔۔ کچھ "
کریں اللہ سے دعا مانگتے ہیں ساتھ رہنے کی پلیز۔۔۔" وہ سسکتی و حشتزدہ
سرگشیوں میں اسکے ہاتھ کو لبوں سے لگا کر بولنے لگی
اسکی ہچکیاں بھرتی حالت کو دیکھتے ششدر سے دلاور کی آنکھوں میں
نمی تیر گئی۔۔ بھلا اسے روتے کیسے دیکھتا اور وہ بھی اس مقام پر جہاں
زندگی کی آگے کوئی کرن ہی نظر نا آرہی تھی جانے کھائی کتنی گہری تھی وہ
کیسے خود پر جبر کرتا۔۔۔
دفعتاً اسنے جھٹکے سے اپنی سیٹ بیلٹ کھولی۔
توقیع نے دھڑکتے دل سے اسکے عمل کو دیکھا۔۔
دوسرے لمحے توقیع کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ اپنی جگہ چھوڑ کر اچانک
اسکے اوپر جھک گیا۔۔ آگے بڑھتے بغیر موت کی پرواہ کیے اسنے، اپنا
وزن توقیع دلاور خان پر منتقل کرتے اسکے بھیگے ہونٹ پر اچانک
سے اپنے سرد ہونٹ رکھ کر اسکی سانسوں اسکے دماغ وجود کو ایکدم
ساکت کر دیا۔۔
اسکی آہستہ آہستہ جو رواں تھیں دھڑکنیں اسکی خوشبو، اسکے لمس

اسکے بوجھ کو اچانک خود پر پا کر سست پڑ گئیں۔۔
اسکے نرمی سے پنکھڑیوں جیسے گلابی لبوں کو پھر سے اپنی گرفت میں لینے پر، تیز تیز ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ وہ آنکھیں بے ساختہ ہی موند گئی۔

دونوں کا سارا وزن ایک سمیت آ گیا، بیلنس برابر نا رکھتے گاڑی ٹیڑھی ہو گئی جھاڑیوں میں درختوں میں اٹکی ایک سائیڈ پلٹ کر لڑکھنے لگی تھی۔۔ پر اب پرواہ کسے تھی۔۔
یہ اسکا سینہ تھا جو کہ اس صورتحال میں بھی توقیع دلاور کو اپنے پاس بے انتہا قریب ہونے کا احساس دلا رہا تھا۔
جس سے اس خوفناک ہوتی صورتحال کو نا وہ محسوس کر سکا نا ہی توقیع۔
کیٹی "وہ سب کچھ بھلا کر بھیگی سرگوشی کرتا، الفت کی انتہا، جنون کی" سرحدوں کو چھوتے ہوئے وہ اسکی آنکھیں چوم کر، اپنے لمس سے بھیگے شدت سے لرزتے کانپتے ہونٹوں کو محسوس کرتے، انہیں اپنی گرفت میں جکڑ کر اسکی پیشانی سے پیشانی ٹکا کر کسی اور کے حوالے سانسیں کرنے کے بجائے وہ اسکی سانسیں لیتا اپنی سانسیں اس میں

منتقل کرنے لگا۔۔

وہ آنکھوں سے گرم سیال بہاتی ایک ہاتھ اسکے ہاتھ کی انگلیوں سے الجھا کر دوسرے ہاتھ کو اسکی پشت پر موجود ڈی کے کو اپنی مٹھی میں جکڑے آنکھیں خود بھی بند کر دیں کہ اب کچھ بھی ہو جائے وہ ان سانسوں سے الگ نہیں ہو گی جو رفتہ رفتہ اس کی رگ رگ میں اتر کر اس میں محبتوں کا سرور بخش رہی تھیں۔۔

ناصرف اسکی آنکھوں کو دھندلا کر دیا بلکہ اسکے وجود میں اپنے لمس سے الگ سرور بھر دیا۔۔

موت سے پہلے اپنے آپ کو اسکے سپرد کرنے پر دلاور نے گہری مسکراہٹ سے ونڈو کے نیچے کھائی کو دیکھتے، اسکی انگلیوں کو مضبوط سے اپنی گرفت میں جکڑا، اپنی پشت پر اسکی سخت گرفت کو محسوس کرتے اسکے ہولے ہولے سانسیں بھرتے وجود کا احساس کرتے اسنے آہستہ سے اسکی کمر سے سیٹ بیلٹ کھول دی۔۔

وہ خاموش پڑی رہی، اسکی گرم سانسوں، نرم گرم ہونٹوں کے لمس وقتاً فوقتاً مونچھوں کی چبھتے احساس پر ہر قسم کے ہوش سے بیگانہ تھی اور اسی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے دلاور نے اسکی کمر میں سختی سے بازو

حائل کیا۔۔

معاً ونڈو کی سمیت زور سے کروٹ بدلتے ہوئے اسنے اپنی پوری قوت سے اچانک پشت ونڈو پر ماری جس سے فضا میں "دھب" کی بھاری آواز گونجی۔۔

اسکی پشت میں کیا کیا چبھا تھا وہ احساس نا کر سکا۔۔

فضا، بادل آسمان بھی اسکی حرکت سے جیسے وحشت میں آچکے تھے۔ سارا وزن ایک سمیت ہونے پر گاڑی جو ذرا سے بیلنس کے تکرار پر اٹکی ہوئی تھی اس ٹکر پر اچانک لڑکھتی ہوئی جھاڑیوں سے سرکتی سیدھا نیچے کھائی میں گرتی چلی گئی۔۔

توقیع نے آواز اور گاڑی کے جھٹکے سے حرکت پر پٹ سے آنکھیں کھولیں تبھی دلاور نے جھٹکے سے واپس سابقہ پوزیشن میں آتے، سیٹ کو مضبوطی سے تھامتے اسکی چیخوں کے گونجنے سے پہلے ہونٹوں پر گرفت سخت کر دی جس سے وہ محض پھڑ پھڑا کر زرد ہو کر رہ گئی۔

اسکے بوجھ تلے نا اسکا وجود ہل سکا، نا ہی سانسیں یہاں وہاں ہوئیں، خوف، اسکے لمس کی شدت سے وہ آنکھیں سختی سے میچ اس میں چھپ گئی۔۔

ٹھا" کی دل دہلا دینے والی آواز ساکت جگہ پر یوں گونجی جسے آسمان "

پھٹ گیا ہوگا۔ اسکے ساتھ ہی دلاور نے گاڑی کے زمین بوس ہونے سے پہلے، اپنی سی کوشش اسکی جان بچانے پر یوں کی کہ اسکے سر کے نیچے جلدی سے ہاتھ رکھا، دوسرا ہاتھ اسکی کمر میں حائل کرتے ساتھ سینے سے لگا کر اپنے آپ میں بھینچ دیا اسے۔۔

پر قسمت کہاں مہربان تھی۔۔ ناوہ خود پر سیٹ بیلٹ باندھ سکا ناہی اس پر۔۔

اسکی آنکھوں میں یہی خواب تھا جہاں وہ زمین بوس ہوئی تھی، اور اسنے گھورتے ہوئے اسکی ہتھیلیوں کو تھاما تھا اور ان پر زخم دیکھ کر اسنے وہاں باری باری دونوں ہتھیلیوں پر اپنے لب رکھے۔۔

وہ جیسے ہی جھٹکے سے جدا ہوئے تھے۔۔ چہرے پر جیسے لہو کی چھینٹیں پڑیں۔

ہوش حواس کی دنیا کو ساتھ ہی خیر آباد کہتے اسنے آہستہ سے زمین پر گھٹنوں بل گرے روتے ہوئے وجود کو دیکھتے تڑپ کر بانہوں میں بھر لیا۔

اسکی نیلی آنکھوں میں اپنی آنکھوں کی تپش اتارتے ہوئے وہ زمین سے گھٹنے چھوڑ کر خود بھی اٹھ کھڑا ہوا۔۔

اور بیگز وہیں چھوڑتے ہوئے وہ سنسان سڑک پر بھاری قدم رکھتا اسکے وجود کو بانہوں میں بھر کر آگے بڑھ گیا۔

سنیں۔۔" توقیع نے اسکی بانہوں میں آکر مسکراتے ہوئے اسکے "
چہرے کو دیکھا اور نچلے لب کو دانتوں میں دباتے ہوئے اچک کر
اسکی گردن میں بانہیں ڈال کر اسکے سخت تاثرات والے چہرے کو
دیکھتے اسکے بھینچے لبوں کو چھوتی شرما کر اسکی ہڈی میں ڈھکی گردن میں
چہرہ چھپا گئی۔۔

ہاہاہاہا۔۔" اسکے " سنیں " کہنے گردن میں بانہیں ڈالنے پھر اسکے "
ہونٹ کر چھو کر شرماتے گردن میں ہی چہرہ چھپانے پر سنسان
سڑک پر اسکا جاندار خوشیوں سے بھرپور قہقہہ گونج اٹھا۔۔
پر شاید ہی ان خوشیوں کی مدت اتنی ہی تھی۔۔ جہاں اسنے سرخ لہنگے
میں اپنے پاؤں کو ہلا کر فضا میں پائل کی کھنک چہکار بکھیر دی تھی۔۔
وہیں اسکی توجہ جیسے ہی اس پازیب کی کھنک سمیت ہوئی، آگے
سیدھی سیاہ سڑک کے بیچوں بیچ پڑے پتھر کو نا دیکھتے ہوئے ناگہانی
آفات سے وہ لڑکھڑایا۔۔
بڑے مان سے لپٹا ہوا وجود اچانک اس سے افتاد پر سرک کر
بانہوں سے پھسلا اور اچھل کر دور ہوتا اندھیرے میں جا کر گرا۔۔

دلاورررر۔۔۔"تکلیف سے گونجتی چیخ وحشتزدہ ہولناک تھی۔۔"

توقیع!!!!"اندھیرے میں غائب ہوتے اسکے وجود کے دلاور"

خان کے منہ سے خونخوار دھاڑ فضا میں بلند ہوئی۔۔

وہ اپنے خالی بانہوں خالی ہاتھوں کو دیکھنے لگا۔۔۔

دور دور تک بھی اسکا سایہ نظر نہیں آرہا تھا۔۔وہ اسے گم ہوتے کیسے دیکھتا۔۔کانوں میں اسکے مٹھاس بھری پکار "سنیں"گونجتی اسے وحشی بنا گئی۔۔

توقی۔!!"وہ دھاڑتا گرجتا بھاگتا ہوا اس سیاہی میں داخل ہوا پر" اچانک سے گھپ اندھیرے میں گھبراہ ہو کر اسکی چیخوں پر سر پکڑ کر وہیں گر گیا ہارتے ہوئے۔۔

اسنے جیسے ہی آنکھیں میچ کر ہار مانی فضا ایکدم سے ساکت ہو گئی تھی۔۔گاڑی جھٹکا کھاتی الٹ ہو کر ساکت ہو گئی۔۔

اور پھر خاموشی کا ایک عالم چھا گیا۔۔۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

آپ اتنا لیٹ اٹھے ہیں ڈیڈ تو آفس چلے گئے۔" اسکے ہاتھ لیکر باہر"
آنے پر وہ نظریں برش پر ٹکائے کھڑی اسے بولی۔ ساحل نے بال رگڑ کر
تولیہ ہاتھ میں پکڑتے اسکی مدھم سی آواز پر چونکتے دیکھا۔
گلابی آتشی بھڑکیلے لباس میں ملبوس، سیاہ کمر پر بکھرے
دراز بالوں، جھکی پلکوں کے ساتھ کھڑی برش کو دیکھتی اس سے
مخاطب تھی۔۔
نہیں اٹھا تو جلدی تھا پر نماز پڑھ کر سمن کے پاس گیا تھا اس"
سے کچھ باتیں کیں، مام کے فیصلے پر اسکی رائے پوچھی اور پھر کچھ یہاں وہاں کی
باتوں کے بعد روم میں آگیا تھا تب تم تلاوت کر رہی تھی جسے سننے
کیلئے بیٹھا تھا پر تمہاری آواز نے ایسا سحر بکھر دیا حواسوں پر کہ اندازہ
نہیں ہو پایا کب دوبارہ آنکھ لگ گئی۔۔" وہ آہستہ سے بھاری قدم اٹھا کر
اسکے پیچھے آگیا اور تولیہ اسکے آگے کمر پہ رکھتے جھٹکے سے اپنی
طرف کھینچا۔۔
وہ سانس روکتی اسکے بھیگے وسیع سینے سے آگئی، اپنی کمر میں لپٹے
ہوئے تولیے پر اسنے ہاتھ رکھ دیئے۔۔
ساحل نے ٹھوڑی اسکے ناتواں شانے پر رکھتے ہوئے تولیہ چھوڑ کر اپنے
چوڑے بازو اسکی کمر میں مضبوطی سے حائل کر دیئے۔۔

آآ۔۔ آپ کا ناشتہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔۔" وہ اسکی قربت لمس"
بے باک جارت پر سرخ پڑتی تنگ حصار کو توڑنے کیلئے متغیر
ہو کر کسمسائی۔۔

ہو جانے دو۔۔" وہ گھمبیر بھاری آواز میں کہتا اسکے وجود میں"
کپکپی طاری کر گیا۔ ساحل نے محسوس کرتے مسکراہٹ سے
اسکے سیاہ بادلوں جیسے گھنے بالوں میں چہرہ چھپا کر گہرا سانس
بھرا۔۔

اسکی پلکیں لرز گئیں۔۔ وہ پھولی سانسوں سے ذرا سی نظریں اٹھا کر مرر
میں اسکے چوڑے شانوں کو دیکھنے لگی۔۔ بالکل چھپ گئی تھی اسکے چوڑے
بازوؤں میں۔۔

نازک پھول سا تو وجود تھا اسکا، اس پر بھی اس قدر اسکی
شدتیں۔۔ وہ ننھا سا وجود تھا جو اسکے چوڑے بازوؤں سینے میں
سمائے جا رہا تھا۔۔

تمنے ناشتہ کر لیا؟" خیال آنے پر ساحل نے گہرا سانس سینے"
میں اتارتے ہوئے محبت سے پوچھا اور اسکی پشت کو سینے کے پاس
کیا۔۔

روحا، اسکی بے باک حرکت پر سرخ گلنار ہوتی دھک دھک کرتے دل سے فاصلے بنانے کی کوشش کرنے لگی پر کمر میں موجود اسکے بازوؤں نے اسکی کوشش ناکام کر دی،، فاصلہ بنانے کے چکر میں وہ مزید اسکے پاس ہو گیا۔

جی کک۔ کر لیا۔۔" اپنی ابتر ہوتی سانسوں سے بمشکل اپنے پاؤں پر کھڑی تھی۔ اسکا لہجہ مارے شرمندگی کے کانپ گیا تھا۔ پر اسے اندازہ تھا وہ انتہا کا بدتمیز شخص ذرا بھی اسکی حالت کا احساس نہیں کر رہا تھا۔

کس کے ساتھ کیا؟" آئینے میں دیکھتے اسنے اسکی گردن سے بال سمیٹ کر دوسری سائیڈ آگے رکھ دیئے۔ وہ چپ چاپ کھڑی تھی لبوں کو دانتوں میں دبائے۔۔

میں آپکا انتظار کر رہی تھی پر مام ڈیڈ نے آکر کہا ہمارے ساتھ ناشتہ کر لیں۔۔ پھر آنٹی بھی آئیں تو مجھے جانا پڑا۔۔" ساحل نے جیسے ہی دہکتے ہونٹ اسکی شفاف بے داغ گردن پر ثبت کیے اسکی بقیہ آواز حلق میں دب گئی۔۔

وہ اسکی گردن پر جا بجا اپنے ہونٹ رکھتا اسکی سانسیں خشک کر گیا۔۔ وہ آنکھیں میچے اسکے بازوؤں پر سختی سے ہاتھ جمائے کھڑی رہی۔۔

ساحل نے جھٹکے سے اسکا رخ اپنی سمیت گھمایا۔۔"شاہو ککک۔۔کیا۔۔کر رہے ہیں؟؟"وہ ڈری سہمی پھیلی آنکھوں سے اسکے ہاتھوں کی حرکات کو دیکھنے لگی۔

اسنے بالوں میں ہاتھ پھنسا کر اسکا سر اونچا کرتے اسکی آنکھوں میں دیکھتے مسکرا کر اپنے ہونٹ اسکی گردن کی شہ رگ پر رکھے۔۔

اسنے کانپ کر اپنے دونوں ہاتھ ساحل شاہ کے چوڑے بازوؤں پر رکھے اور آنکھیں بند کر دیں۔وہ جا بجا اسکی گردن کو چھونے لگا ہونٹوں سے۔

اسکی پکڑ سخت ہو گئی تھی اور ساحل شاہ کے ہونٹوں کے لمس میں بھی شدت آچکی تھی جسکی وجہ سے اسکا سانس بری طرح پھول اٹھا۔۔

دونوں کی سانسیں دہک گئیں۔۔روحا بے جان لرزتی اسکے دہکتے حصار میں تھی۔۔

وہ مسکراتا ہوا اسکے بالوں کو ہاتھ میں سمیٹ کر گردن سے اٹھائے گردن کی پشت پر لب رکھے جس پر سی کر کے وہ اسکے وجود میں چھپی۔۔

اسکا تنفس بگڑ چکا تھا۔اور اب اسکی کافی بری حالت تھی ایسی جیسے بن پانی کے مچھلی۔۔

اسے مزید نا تڑپاتے ہوئے ساحل شاہ نے اسکی ٹھوڑی کو انگلیوں پر اٹھا کر اسکے ادھے کھلے ہونٹوں کو دیکھا۔۔ اور پھر اسکے لمس جارتوں سے ہلکی ہلکی سیاہ سرخی والی آنکھوں میں دیکھتے وہ دھیرے سے ہنسا۔۔

اسے سمجھ آرہا تھا کہ وہ اس سے بھاگ رہی تھی، پر اب اسکی آنکھوں میں الفت کی چاہ، اسکی الفت کے لٹانے سے خمار اس بات کا واضح ثبوت تھا کہ صرف ساحل شاہ نہیں بلکہ وہ بھی اسکی قربت کی خواہ ہے۔

روحا نے لرزتی پلکوں والی آنکھیں جھکاتے ہوئے، ہونٹوں کے کنارے پر سرخ زبان پھیر کر خشک ہونٹوں کو نم کر دیا۔۔

اور اسی نمی کو دیکھتے ساحل شاہ نے اپنی انگلی اسکے دونوں ہونٹوں پر پھیرتے ہوئے آہستہ سے اپنے ہونٹوں پاس کیے روحا کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔

جن لمحات کا وہ سوچنے لگی تھی انہوں نے اسکی جان نکال دی۔۔ پر تنہائی اور اسکے نوخیز حسن بکھری حالت کو دیکھتے وہ اب کہاں خود پر ضبط کرنے والا تھا۔۔

نرمی سے اسکے چھوٹے گلابی ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں قید کر لیا۔ اسکی کمر میں بازو حائل کرتے اٹھا کر بیڈ پر لایا اور آہستہ سے اسکے وجود کے

ساتھ خود بھی بیڈ پر جھک گیا۔

شاہو!!" وہ ابھی ایک لمحہ بھی ایک دوسرے کی سانسوں میں نا"
بتا پائے تھے معاً دروازے پر ہوتے ناک سے ساحل شاہ
بیزاریت سے اٹھ کھڑا ہوا۔
جی!" اسنے بہت مشکل سے خود پر کنٹرول کیا اور ایک ناپسندیدہ"
نظر روحا پر ڈالتے تولیہ اٹھا کر اسکی سمیت پھینکتے ہوئے وہ اپنا
ڈریس اٹھا کر ڈریسنگ روم میں بند ہو گیا تھا۔۔

دوسرے لمحے "ٹھا" کے ساتھ بند ہوتے دروازے پر روحا ڈر کر اٹھ
بیٹھی۔ اسنے سائیڈ ٹیبل دراز سے انہیلر نکال کر اپنی پھولی سانسیں
بحال کیں اور اپنے چہرے گردن پر سرخی کی وجہ سے لوشن لگا کر وہ
دوپٹہ سلیقے سے سر پر اوڑھتی ہوئی ڈور کے پاس آ گئی۔۔ اسے حیریت
تھی اتنی سی بات پر اتنا غصہ۔۔
جی مام!" اسنے دروازہ کھولا تو سامنے ہی مہکار شاہ کو پایا۔۔ ان کی آمد پر شاہو کی"
اتنی ناگواریت روحا کے دل پر بری طرح سے ٹھیس پہنچی تھی۔

بیٹا شاہو کہاں ہے؟" مہکار شاہ نے اندر داخل ہوتے پوچھا۔"
جی وہ چینج کرنے گئے ہیں ابھی اٹھے ہیں نا۔" اسنے آہستگی سے بتایا۔ پر اسکے"
چہرے کی لالی دیکھ کر وہ مسکرا دیں۔۔

"اچھا اس سے کہو زریش اسے نیچے بلا رہی ہے۔۔۔"
مام خود بھی آ سکتی تھیں مجھے بلانے وہی مجھے جگاتیں ہیں آپ کو کیا"
ضرورت تھی اس تکلف کی؟" مہکار شاہ کی بات بیچ میں ہی کاٹ کر وہ
نرمی سے، مگر جتاتے ہوئے گویا ہوا۔
روحا نے حیرت سے انہیں دیکھا۔
کہیں وہ اس کا سچ جان تو نہیں گیا اسلئے اتنا روڈ ہو گیا ہے؟" اسنے"
سوچا اور گھبراتے ہوئے انکے تاثرات دیکھے۔۔
پر اتنے غضب کے نہیں تھے جتنا وہ غصہ رکھتا تھا، نارمل سے تاثرات
تھے۔ اسنے آنکھیں جھپک کر شرمندگی سے اپنی مام کو دیکھا۔

شاید آنٹی نے کہا ہو۔۔" وہ اپنی ماں کی شرمندگی مٹانے کیلئے مدھم"
آواز میں بولی۔
آپ کو پتا ہے مام نے سب کیلئے اپنے ہاتھوں سے صبح ناشتہ بنایا۔۔"

اور آپ کے لیے اسپیشل، ڈیڈ آنٹی سمن سب کو بہت پسند آیا۔۔"
روحا نے ماحول خوشگوار کرتے مہکار شاہ کے اشارے پر آگے بڑھتے ہوئے انہیں واچ ٹیبل سے اٹھا کر تھمائی۔۔

آپ نے اسے سکھایا نہیں اپنی ساس کو آنٹی نہیں مام کہا جاتا"
ہے؟حیرت ہے مجھے آپ کو مام کہہ رہی ہے اور اپنی ساس کو
آنٹی۔۔"ساحل نے شکریہ کرتے ہوئے تھامی اور اچٹتی سی نظر
روحا کے زرد چہرے پر ڈالتے مہکار شاہ کو مخاطب کیا۔۔

اسکے الفاظ نے کیا کچھ نہیں جتاتا تھا دونوں پر۔۔روحا تو سن ہو کر
خاموش ہو گئی البتہ مہکار شاہ نے شرمندگی سے ساحل کو
دیکھا۔۔
"کیا وہ اسے اپنی مام نہیں مانتا؟"

تم ناراض نا ہو میں سمجھا دوں گی اسے۔۔عادتیں جلدی تو نہیں چھوٹتی"
نا۔۔"انہوں نے نرمی محبت سے کہا۔
پر ساحل کو یہاں سخت اختلاف ہوا۔

یہ کیسے بات ہوئی؟ اب کیا رشتوں میں بھی یہی عادتیں ڈالی"
جائیں گی؟" اسنے روحا کو گھورا
رشتوں کو انکے مقام پر رکھا جائے تو اچھا ہے۔۔ مجھے وہ لوگ پسند"
نہیں ہیں جو رشتوں میں اپنی عادتیں کمزوریاں ظاہر کریں۔
"مجھے وہ لوگ پسند ہیں جو ہر رشتے کو انکے مقام پر رکھیں۔۔
انکی سنتے روحا کو جھٹکا لگا کہ انہیں اچانک ہوا کیا ہے؟ ابھی تو اتنے اچھے
موڈ میں تھے اس سے اتنی محبت سے پیش آرہے تھے
یہ اچانک کیا ہوا؟
اسنے خاموشی کے وقفے دوران اپنی غلطی ڈھونڈنے کی کوشش کی پر وہ چاہ
کر اپنی ایسی گستاخی ڈھونڈ نا سکی جس سے انکا موڈ خراب ہوتا۔۔

وہ ہینگر سے کوٹ نکال کر پہنتا بٹن بند کر کے روحا کے پاس آیا اور
اسکے تاثرات دیکھتے ہولے سے متبسم ہوا۔
میں ناراض نہیں ہوں مجھے یہ بات ناگوار گزری کہ اپنی پھپھو کو مام کہہ"
رہی ہو اور اپنی ساس جسے تمہیں مام کہنا چاہیے تھا اسے آنٹی۔۔ اور ڈیڈ
کو آنٹی کے مطابق انکل کہنا چاہیے پر انہیں ڈیڈ" اسنے بظاہر محبت
مگر چبھتے لہجے میں بولا

وہ بات کی کس تہہ تک پہنچا تھا روحا ششدر انکی گرے آنکھوں میں دیکھتی رہ گئی۔۔ پر وہ نہیں جانتی تھی مقابل کون ہے۔

میں جبر کے موڈ میں نہیں ہوں۔ اسلیے میری پسند ناپسند کا" تمہیں ہی خیال کرنا ہوگا۔ میں پہلے بتا چکا تھا بلکہ اچھے سے سمجھایا تھا کہ ایسی باتیں میں دہرانے کا عادی نہیں تمہیں خیال کرنا ہوگا پر پھر بھی لگتا ہے تمہارے دماغ میں نہیں سمائی میری بات۔۔
اب یہ آخری بار ہے تمہاری پھپھو تمہیں سمجھا دیں گی۔
کیوں ماما؟" اسنے روحا کا گال تھپتھپاتے مہکار شاہ کی تائید چاہی۔ اس قدر سبکی پر روحا لب دبائے سر جھکا گئی۔
تم چلو میں تمہیں ناشتہ دیتی ہوں روحا آئندہ تمہاری پسند کا" خیال رکھے گی۔" انہوں نے آنکھوں سے ہی روحا کو خاموش ریلیکس رہنے کا اشارہ دیتے ساحل سے کہا۔

نہیں بہت شکریہ آپ بس یہی کر دیں میں نیچے مام سے کہتا" ہوں۔۔ میں شروع میں ہی انکے ہاتھ کا کھانا پسند کرتا ہوں۔۔ آپ یہی رہیں اپنی بیٹی کو عقل دیں۔۔" وہ مسکراتا انہیں زحمت نا کرنے کیلئے کہتا

جاتے ہوئے روحا کی سمیت پلٹا

بال باندھ کر آجاؤ اچھا لگے گا مجھے اگر سمن کے ساتھ تم بھی چلو تمہارا"
اس گھر میں مقام ہے بھابھی بہو کا اسکا احساس کر کے ذمہ
داریاں نبھاؤ
شاباش ہری اپ۔۔"وہ روحا سے کہتا ایک مسکراتی نظر پاس
کھڑیں مہکار شاہ پر ڈال کر انکی دعا لیتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔۔

اسکے جاتے ہی روحا کے رکے ہوئے کب سے آنسوں لڑھک کر گالوں پر
آگرے۔۔جنہیں وہ سر جھکا کر رگڑنے لگی۔۔

دیکھ رہی ہیں آپ انکے تیور! کیسے ری ایکٹ کر رہے ہیں جیسے میں نے آنٹی"
بول کر گناہ کر دیا۔۔میں تو سمجھی تھی میں نے کوئی گستاخی کر دی ہے۔۔پر
یہاں صرف آئنی بولنے پر انکے مزاج نہیں مل رہے
کوئی اپنی نئی نویلی دلہن سے ایسے بیہیو کرتا ہے مام۔۔"وہ روتی انکے پاس آتی انکے
گلے سے جا لگی۔۔

کوئی بات نہیں روحا۔۔وہ ہے ہی بچپن سے ہی ایسا۔۔"وہ اسے ساتھ "
لگاتی بولیں۔۔
پر آپ تو مجھ سے انکا ذکر کرتے ہوئے ہمیشہ یہی کہتی تھیں کہ وہ بہت سوئیٹ"
نیچر کے ہیں سب سے محبت کرتے ہیں۔۔پر مجھے لگتا ہے وہ صرف اپنے
مام ڈیڈ سمن سے محبت کرتے ہیں۔۔میں تو بس۔۔۔ایک ترس
کھا کر لائی گئی ہوں۔۔۔"وہ کہتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔

کیسی باتیں کر رہی ہو روحی۔۔خبردار کبھی ایسا کہا۔تم میں کیا کمی ہے"
جس پر شاہو ترس کھائے گا؟ماشاءاللہ سے ایک مکمل
خوبصورت سی لڑکی ہو۔خود پر اعتماد کرنا سیکھو۔۔
اور میں نے کہا تھا نا شروع شروع میں مرد کے مزاج ایسے
ہی ہوتے ہیں تمہیں انکے دل میں اپنا مقام بنانا ہوگا۔۔
دیکھنا جب تم اپنا مقام بنالو گی تو وہ تمہیں کبھی نظر انداز یا
جھڑک نہیں سکے گا۔۔ہمیشہ توجہ محبت دیگا بلکہ تمہارے منہ
سے نکلنے والی ہر خواہش کو بغیر جانے بھی پورا کر دیگا۔اتنی طاقت ہوتی ہے
محبت میں۔۔
تم اسے اپنی سمیت مائل کرو۔۔اسے خوش کرو،اپنی محبت سے کبھی شکوہ

ہونے مت دینا اسے۔۔" مہکار شاہ اسے لا کر ڈریسنگ ٹیبل کی چیئر پہ بٹھاتی ہوئیں بالوں میں برش کرتیں اسے سمجھانے لگیں۔۔

مام مجھ سے ایک غلطی ہو گئی۔۔" کچھ توقف کے بعد روحا نے اپنے دل" میں موجود گلٹ اپنی ماں کے سامنے رکھنے کا آغاز کیا۔

کون سی؟؟" مہکار شاہ نے کچھ چونکتے ہوئے دیکھا۔"

مام کبھی کبھی تو دل یہی چاہتا ہے ڈیڈ یہاں آنے کے بجائے ہمیں گاؤں لے" جاتے، وہاں، یہاں سے بہتر ہوتے۔۔

مام سب عجیب ہیں سچ میں۔۔ آپ خود دیکھ لیں شاہو چاہ کر کے بھی آپ کو ایکسیپٹ نہیں کر سکتا۔ حالاں کہ آپ سب سے سوری کر چکی ہیں سب سے معافی مانگ چکی ہیں۔۔ کیسے اولاد ہیں یہ۔۔۔

یہ ایک انسان ہو کر اپنے دل سے بغض نہیں نکال سکتا۔ رب سے کس طرح دعائیں مانگتا ہو گا۔۔ اللہ بھی یہی کہتا ہے نا جب ایک بندہ معافی مانگے تو رسول ﷺ کی امت کو لازماً اسے معاف کر دینا چاہیے۔

آپ نے معافی مانگی شاہو نے معاف کر دیا۔ پر ابھی ایسا کیا ہے انکے دل میں کہ شاہو نکال نہیں پا رہا ہے نا ہی آپکو مام کی امی کی جگہ دے پا رہا

ہے۔۔

ایٹلیسٹ مجھے یہ سمجھ نہیں آرہا۔۔وہ بیٹا جو اپنی ماں کی منہ سے نکلنے سے پہلے خواہش کو پورا کر دیتا ہے۔انکے حکم کو آنکھوں پر رکھتا ہے انکے خلاف ایک لفظ برداشت نہیں کر پاتا۔۔

آپ خود بتائیں مام کیا وہ عورت اسے نہیں بدل سکتی تھی؟جسکا بیٹا سانس چھوڑتا ہے ان پر اور کیا زریش آنٹی چاہتیں تو ساحل آپکو معاف نہیں کر سکتا تھا پہلے؟وہ آپکو مام کہتا بلکہ آپ اپنے پاس لے آتا۔۔

پہلے وہ آپ کو ساتھ رکھ رہا تھا۔۔اب جب میں نے ان سے کہا تھا مجھ سے بات کرنا بند کر دی بلکہ مجھ پہ سخت غصہ ہو گئے۔۔

زریش آنٹی چاہتی تو شاہوا بھی چھوٹے تھے انہیں کوئی اور کہانی سنا کر آپکے لیے دل میں اچھا مقام بنا سکتی تھیں مام پر انہوں نے شاید ایسا کبھی نہیں کیا۔۔

مجھے حیرت ہوتی ہے ان پر۔۔بیٹا بیٹا کرتیں ہیں بچپن سے سنبھالا ہے پر اتنا نہیں کر سکیں۔۔

کہ اسکے دل سے آپ کے لئے گنجائش پیدا کر دیں۔۔

اب آپ ہی بتائیں میں کیا سمجھوں اس سب کو۔۔ آپ نے مجھے پالا ہے۔ آپ نے کہا تھا کہ ساحل کیلئے ہاں کر دوں میں نے ناچاہتے ہوئے بھی کر دی کیونکہ آپ جانتی تھیں مجھے ابھی شادی کرنی ہی نہیں تھی اور دوسرا شاہو بھی مجھے ناپسند کرتے تھے۔۔

انکی اچانک موسم کی طرح بدلی طبیعت تاثرات پر مجھے یقین نہیں تھا اسکے باوجود بھی میں نے حامی بھری۔۔ آپ نے مجھے سنبھالا انہوں نے شاہو کو۔۔

آپ نے کبھی شاہو کیلئے یا کسی کیلئے میرے دل میں کوئی خفگی ناراضگی رکھنے نہیں دی حالاں کہ میں اپنے لیے ساحل شاہ کی نفرت سے پور پور واقف تھی۔۔

انہوں نے جان لینے کی بھی کوشش کی بلکہ مجھے موت کے منہ تک پہنچا دیا ہر طرف سے جواب مل گیا تھا ڈاکٹرز کا۔۔

اسکے باوجود اپنی جان کے دشمن کو اپنا سر تاج بنا کر بیٹھی ہوں آپ نے تو ان سے کچھ نہیں چھینا۔۔

آپ نے مجھ سے کہا آپ کا بیٹا دل کا اچھا ہے، وہ میری جان لینا نہیں چاہتا تھا محض غصے میں اس سے یہ عمل ہو گیا۔۔

تب میں نے آپکی بات مان لی کبھی اپنے دل میں انکے لئے نفرت

نہیں رکھی حالاں کہ نفرت تو مجھے کرنی چاہیے تھی ساحل شاہ سے۔۔

جنہوں نے آپ کو اتنا تڑپایا، جنہوں نے مجھ سے بے وجہ نفرت کی مجھے دھتکارہ تھا بلکہ جان نکالنے کی بھی کوشش کر دی۔۔

پر آپ نے کہا تھا اور میں نے مان بھی لیا تھا۔۔ ہم دونوں کے بیچ وہی رشتہ ہے جو کہ ساحل شاہ زریش شاہ کے بیچ ہے۔۔ پھر آنٹی زریش نے ایسا کیوں نہیں کیا؟

انہوں نے ہمارے لیے ساحل شاہ کے دل سے بدگمانی کیوں نہیں نکالی مام؟؟ مام جب سب کو معافی مل گئی سب کو اتنی عزت مل گئی تو آپ کو کیوں نہیں؟ میرا دل دکھتا ہے مام۔۔ ہر اولاد اپنے ماں باپ کو اچھے مقام پر دیکھنا چاہتا ہے۔۔ ہر اولاد کی خواہش ہوتی ہے کہ اسکے باپ کی سب عزت کریں اسکی ماں کی سب عزت کریں۔۔

بے شک اولاد نافرمان ہوتے ہیں مام پر سب نہیں ہوتے۔ کچھ اولاد اپنے ماں باپ کیلئے خود کو بھی مٹا دیتے ہیں۔ کچھ اولاد اپنے لیے ماں باپ کو مٹا دیتے ہیں۔۔ کوئی اولاد اپنے ماں باپ کیلئے سب کی نگاہوں میں عزت دیکھنے کے خواہش مند ہوتے ہیں۔۔ اور میں بھی ان اولاد میں سے ہوں مام۔۔

آپ اتنی بڑی ہیں پر آپکو حویلی میں سب بری نگاہ سے دیکھتے ہیں۔۔ میرا دل پھٹنے لگتا ہے جب آپ نگاہیں لوگوں سے چراتی ہیں۔۔ کیا اس دنیا کے لوگوں کے دل میں اتنی گنجائش نہیں کہ وہ آپ کا ماضی بھول جائیں۔۔" وہ انکا ہاتھ پکڑ کر اپنے دل کی تمام باتیں آج انکے سامنے رکھتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

مام مجھے نا کبھی کبھی لگتا ہے عورت اپنے مرد کے علاوہ کچھ نہیں۔۔ اور" کہیں نا کہیں میں نے بھی اسی ڈر سے شاہو سے شادی کر لی۔۔ کیونکہ مجھے ڈر تھا۔۔ جو نقشہ میرا کھینچا گیا تھا میں بھی کل دوسری مہکار بن کر بیٹھی ہوتی سماج میں دبی دبی سی۔۔

مام آپ نے صرف اپنا ہی بتایا مجھے۔۔ کبھی یہ نہیں بتایا کہ آپ کے ساتھ اور کون کون تھا کیوں؟؟ کیونکہ تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجائی جاتی۔۔

پر آپ نہیں چاہتی تھیں میں کسی کو برا سمجھوں مام پھر آپ کو "کیوں سب نے برا بنایا ہوا؟ یا تو ماضی پر راکھ ڈال کر اسے دبا دیں۔۔

بس کرو روحا اتنا بھی کہاں میں ذلیل ہو رہی ہوں؟ کیوں اتنی" بدگمان ہو رہی ہو؟ کہاں سکھایا تھا میں نے تمہیں یہ سب؟ کہاں کہا تھا میں نے کہ زرا ایسی ہے یا ویسی؟؟ جو فتور دماغ میں

بھر کر بیٹھی ہو اسے ابھی کے ابھی نکال دو۔۔

میں ایک انتہائی بری عورت تھی جس کا نتیجہ بھگت رہی ہوں۔۔ تم یہ کیسے یقین سے کہہ سکتی ہو زریش نے میرے لیے ساحل سے نہیں کہا ہو گا۔

میں آج جتنا افسوس کروں اتنا کم ہے روحا۔۔

تم نے بھی تو اس مقام پر آکر ثابت کر کے دکھایا کہ میں واقعی ایک بری عورت ہوں میری منحوسیت ہر جگہ چھائی ہوئی ہے۔ اور ایک بات دماغ میں بٹھا دو کہ میں یہ جو بھگت رہی ہوں وہ میرا اپنا کیا دھرا ہے۔۔ اللہ کے بندوں کی دلآزاری کی تھی دیکھو میں تباہ ہوں۔۔

بہت مشکل سے مجھے راتوں کو نیند آتی ہے،، ایک بہت بڑا بوجھ ہے میرے دل پر۔۔ ساحل کی کوئی غلطی نہیں۔۔ اسنے میری اصلیت جاننے کے بعد بھی مجھے معاف کر دیا یہ مجھ پہ اسکے احسانات ہیں۔۔ جب ایک وقت آئے گا تمہیں بھی سمجھ آجائیں گے۔۔۔

پر اس وقت مجھے اپنی بھابھی کی نظروں میں مت گراؤ روحا اپنا

گھر سنبھال لو۔ میں نے تمہیں اپنی زندگی کا کڑوا سچ اسلئے بتایا تا کہ تم ایسی کبھی غلطی نا کر سکو۔۔

چھوٹے بڑوں سے سبق حاصل کرتے ہیں، اور سنبھل کر قدم اٹھاتے ہیں یہ تقویٰ نے ساحل شاہ کو سکھایا تھا ایک دن، میں نے بھی سنا تھا اسی کو لیکر تمہیں اپنی زندگی اپنے کرتوت سارے بتا دیئے میں نے۔۔

رب کے بندوں کی دلآزاری مت کرو میری جان۔۔ خدا تو معاف کر دیتا ہے پر اسکے بندے بہت مشکل سے معاف کرتے ہیں۔ اور جب تک اسکے بندے معاف نہیں کرتے تب تک کسی کی دلآزاری کرنے پر خدا بھی معاف نہیں کرتا۔۔

یہاں سب کے بڑے دل ہیں۔۔ سب نے معاف کر دیا ہے مجھے۔۔ پر میں نہیں سنبھلی۔۔ میں ایک بری عورت تھی اور رہوں گی اسکا وقت تمہیں بتا دے گا۔۔۔

پر خدا کے واسطے میری بچی مجھ جیسی منحوس عورت کیلئے تم اپنوں کی دلوں میں نفرتیں مت پیدا کرو۔۔

جو بھی غلطی کی ہے ساحل سے سوری کر لوں وہ بہت اچھا ہے تمہیں سمجھے گا۔ اور آئندہ ایسی غلطی کرنے سے پہلے اپنی ماں کے کردار کے بارے

میں ضرور سوچنا۔۔

اگر تمہیں ساحل سے کوئی اعتراض تھا تو تم شادی سے پہلے کہہ دیتی پر اب جو بھی ہے دنیا تمہاری ساحل شاہ ہے۔ زریش شاہ کیلئے دل میں جو بدگمانی آئی ہے اسے نکال دو۔۔ وہ کوئی سوتیلی ماں نہیں ہے شاید تمہیں یہ معلوم نا ہو کہ میری خود غرضی سے اپنا گھر چھوڑ کر جانے پر صرف ساحل کیلئے زریش خان نے اپنے سے بڑے شادی شدہ مرد سے شادی کی تھی اور وہ بھی حویلی کے اکلوتے بیٹے رضا زیدی کا رشتہ ٹھکرا کر۔۔ اگر وہ وہاں جاتی تو اسکے لئے سکون دولت عیش آرام ہوتا۔۔ وہاں اسے عزت سے رخصت کر کے لے جا رہے تھے۔

یہاں بے حس خاندان کے بیچ نا ہوتی۔۔

مجھے امید ہے تمہیں میری بات اچھے سے سمجھ آگئی ہو گی۔ میں نے جو کیا ہے یہ سب اسکا مکافات عمل ہے۔ اگر میں ایک اچھی عورت ہوتی۔۔ تو میرا سر صرف خدا کے سامنے جھکا ہوتا۔۔ جیسے تقویٰ تمہاری ماں کا جھکتا ہے۔۔

پر میں ایک بری ہوں روحا جسکی نظریں دنیا کے سامنے جھکتی ہے میں کترا جاتی ہوں لوگوں سے تو اپنے اعمالوں کی وجہ سے۔۔

یہ پرایا گھر ہے میں یہاں مزید کچھ نہیں کہہ سکتی جس سے

تمہاری سوچ کا کسی کو معلوم ہو اور تمہارا گھر خراب ہو۔۔" وہ غصے سے اسے بیچ میں جھڑک کر ٹوکتیں ہوئی بولی۔۔

کیا غلطی کی ہے؟؟؟" مسلسل اسے خاموش پا کر انہوں نے پوچھا۔۔" جس پر نا چاہتے ہوئے بھی روحا نے گہرا سانس کھینچ کر انہیں شرمندگی سے سر جھکا کر بتا دیا۔۔
روح؟؟" مہکار شاہ حیرت سے اسے دیکھنے لگیں۔ انہیں یقین نہیں آرہا" تھا یہ انکی بیٹی نے کیا ہے۔۔

آئم سوری مام میں ایسا نہیں چاہتی تھی۔۔ پر میں مجبور ہو گئی، مجھے کچھ" سمجھ نہیں آیا، ناہی انکی موجودگی کو قبول کر پا رہی تھی۔ مختصر یہ کہ میں قبول نہیں کر پا رہی یہ سب ابھی۔۔ آئی مین کہ بہت مشکل ہے میرے لیے انکا قریب آنا۔۔" اسنے شرمندہ متغیر ہوتے اپنی آنکھیں رگڑیں۔

اف اف روحا کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ میری اتنی سمجھدار بیٹی تھی" تم کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ کیوں ایسی بچگانہ حرکات کر رہی ہو؟ تمہیں

چاہیے تھا ساحل سے اس مسئلہ کو ڈسکس کرتی وہ میچور ہے، سمجھدار ہے تمہاری پرابلم سمجھ کر تمہیں وقت دیتا تمہیں پیار محبت دیتا پر تم یہ کیا حرکت کر بیٹھی۔۔

اور افسوس تو مجھے تمہاری کم عقلی پر ہے کہ رات اس سے جھوٹ بولا صبح اٹھ کر نماز بھی پڑھی تلاوت بھی کی۔۔ کیا سوچتا ہوگا وہ تمہارے بارے میں؟ کہ یہ تربیت کی ہے میں نے تمہاری؟" مہکار شاہ کیلئے بس سر پکڑ کر بیٹھنے کی کمی رہ گئی تھی وہ اتنی خوش تھیں ان دونوں کی شادی سے۔۔

پر اچانک روحا کی باتوں نے انہیں اندر ہی اندر خوفزدہ کر دیا تھا۔
معاً روحا کے ہچکیاں بھرتے وجود کو مہکار شاہ نے گھبراہٹ سے سینے سے لگا دیا۔۔

اسکے کانوں میں ساحل شاہ کے الفاظ گونجے جہاں وہ کہہ رہا تھا کہ "تمہاری تلاوت سننے کیلئے بیٹھا تھا" روحا کا دل دھڑک اٹھا۔۔ وہ پورپور پسینہ تو اپنی ماں کی باتوں سے ہو گئی تھی۔۔ پر ساحل شاہ کے اسکا جھوٹ جاننے پر اسنے بمشکل خود کو اپنے پاؤں پر کھڑا رکھا۔۔

بد گمان کر رہی ہو اسے خود سے جان بوجھ کر۔۔ ایک بات میں تم سے "
روحا آج کہہ رہی ہوں میں, بے شک تمہاری ماں ہوں میں نے
سینے سے لگا کر پالا ہے اپنی ساری زندگی۔۔
مجھ سے ہزاروں کوتاہیاں ہو گئی ہیں تمہارے معاملہ میں جس سے
حجاب مجھ سے ناراض ہے۔ جس سے باذل مجھ سے ناراض ہے۔
پر اس رشتے میں 'میں تم سے یہ کوتاہی نہیں ہونے دوں گی۔ میں
تمہیں ایسی بیوقوفی ہر گز نہیں کرنے دوں گی جس سے ایک بار پھر میری
وجہ سے یا میری تربیت کی ہوئی بیٹی کی وجہ سے میرے بیٹے کا دل
دکھے۔۔
وہ مزید بد گمان ہو مجھ سے۔۔ تمہیں چاہیے آج جب وہ آئے تو اس
سے معافی مانگنا۔۔ تمہیں اب شوہر کے حقوق کو پڑھنا چاہیے۔۔
جب اس سے منہ موڑا تھا، اسے دھتکارہ تھا جھوٹ بولا تھا
فرشتوں کی لعنت ہوتی ہے اس پر۔۔ اللہ تمہاری نادانیوں کو
معاف کرے تمہیں اپنے حفظ امان میں رکھے۔۔ آمین" اسے
ہچکیوں سے روتے دیکھ کر انکا دل دکھ سے بھاری ہو گیا۔۔ لگتا تھا بہت
کڑوے الفاظ اس معصوم سی جان سے استعمال کر دیئے تھے جس کے بعد وہ

یوں رو رہی تھی۔۔

مام میں مزید کچھ نہیں چاہتی۔۔ میں شاہو کو منالوں گی۔۔ ان" سے سوری بھی کر دوں گی پر اگر زریش آنٹی نے ہارون انکل سے محبت کے بجائے ساحل کی وجہ سے شادی کی ہے تو۔۔ انہیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا اگر آپ اس گھر میں پھر سے سابقہ حیثیت سے رہیں۔۔" اسنے ڈرتے ڈرتے ہوئے اپنی اولین خواہش کا اظہار آج ہمت کر کے کر ہی دیا۔۔
پر اسے نہیں معلوم تھا وہ اس خواہش سے کیا کچھ کھو دے گی۔۔ شاید اسے اس کا زیادہ غم نا ہو۔۔

کیونکہ وہ اپنی ماں کو محبت پا کر پھر کھونے کے غم میں نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔ وہ چاہتی تھی انہیں پھر سے دنیا عزت سے دیکھے۔۔ اور اگر ایک انسان لوٹ کر آئے۔۔ ماضی کی غلطیوں پر دھند پڑ گئی تھی اور اب جو روشن مستقبل تھا اگر اس میں زریش آنٹی ہے، پر ساتھ مہکار شاہ بھی پھر سے مسز مہکار ہارون شاہ بن جاتی تو اس میں کون سا عیب تھا؟

ہزار لوگ معاف کر دیتے ہیں اپنی محبت کو۔۔ کیا ہارون شاہ نہیں کر سکتے تھے۔۔

اور روحاز ریش شاہ کی جگہ تو نہیں چاہتی تھی بلکہ وہ اپنی ماں کو ایک اچھا مقام دلوانا چاہتی تھی۔۔ یہی تو امید آس چھپکے سے لیکر وہ پاکستان آئی تھی۔۔

اسلئے تو اسے پاکستان سے اتنا لگاؤ تھا کیونکہ اسکی ماں کی خوشیاں پاکستان میں تھیں۔۔ وہ اپنی ماں کو وہ مقام دلوانا چاہتی تھی جو انکا حق تھا۔۔

اسلیے تو اسنے سالوں ساحل شاہ کی بے رخی برداشت کی تھی۔۔ پر اسکے باوجود جب بھی موقعہ ملتا وہ وہ پہل کرتی اور اسے منانے لگ جاتی۔۔

اسے زریش شاہ کو ہارون شاہ کی زندگی سے نہیں نکالنا تھا بلکہ ہارون شاہ کے گھر میں جو ایک روم سالوں سے بند پڑا تھا وہ واپس کھلوانا چاہتی تھی۔

ہاں وہ مہکار شاہ کے روم کا سوچ رہی تھی، جس میں مہکار شاہ کی ذرہ ذرہ سی چیز پڑی تھی۔ زریش شاہ کی آسانی کیلئے ہی ہارون شاہ نے اس روم میں تمام مہکار شاہ کی چیزیں پھینک کر دروازے کو تالا لگا دیا۔۔

بس کرو روحی۔۔ میں نے کبھی تم پر ہاتھ نہیں اٹھایا پر اب میں" چہرہ سرخ کر دوں گی تھپڑوں سے تمہارا۔۔ یہ کیسی اپنوں کیلئے بدگمانیاں پال کر بیٹھی ہو تم؟ کیا بیوقوفوں والی باتیں کر رہی ہوں دماغ ٹھیک ہے تمہاری؟؟ میں نے تمہیں یہ سب تو نہیں سکھایا تھا کہ تم سب کو جج کرو۔۔

ہو سکتا ہے زر نے کہا ہو اور ساحل نے نا سنا ہو۔۔ نیت کا مالک تو رب ہے بیٹا ایسا نہیں کہتے۔۔

شخصیت کے ایک نا ایک پہلو میں سب اچھے ہوتے ہیں۔ صرف ہمارے سمجھنے کی بات ہے۔۔ تم دل سے یہ سب باتیں آج ابھی ہی ختم کر دو۔۔" مہکار شاہ اندر ہی اندر خوفزدہ ہو گئی تھیں اسکی باتوں سے۔۔ انہوں نے نرمی سے محبت سے اسے سنبھالنے کیلئے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرا اور پیار سے سمجھایا تاکہ آئندہ یہ باتیں وہ کسی کے سامنے نا کر سکے۔۔

وہ جانتی تھیں ساحل زریش شاہ سے کتنی محبت کرتا ہے وہ ان پر حرف برداشت نہیں کر سکتا اور آج اسکی بیوقوف بیٹی یہ سب باتیں کر رہی تھی اگر وہ سن لیتا یا اسکی سوچیں جان جاتا کہ وہ اس

نیت سے آئی ہے۔۔

پھر تو روحا شاہ کی بھی بربادی کہ ذمہ دار مہکار شاہ ہوتی۔۔

یہی تو بات ہے مام آپکی۔۔ آپ سب کیلئے اچھا سوچتی ہیں۔ پر میں" نوٹ کر چکی ہوں یہاں آکر مام کہ آپ کو سب عجیب طریقے سے ٹریٹ کرتے ہیں۔۔ صرف ڈیڈ میرے علاوہ کوئی پسند نہیں کرتا آپکو کیوں مام؟ آپ سب کا بھلا کرتی ہیں سب کیلئے دعائیں کرتی ہیں بدلے میں آپکو یہ سب کیوں؟

باذل تو صاف صاف آپ سے نفرت جتاتی ہے۔۔ میرا دل کرتا ہے اسے تھپڑ ماروں پر نہیں مار سکتی کیونکہ وہ مجھے جان سے عزیز ہے میری بڑی اور ننھی گڑیا ہے وہ۔۔

ماما بھی آپکو زیادہ لائیک نہیں کرتیں انکے بیہیور سے مجھے احساس ہوتا ہے۔۔ صرف ڈیڈ آپ کو پیار کرتے ہیں اور میں مام۔۔ مجھے یہ سب اچھا نہیں لگتا میں چاہتی ہوں آپ کو ویلیو ملے آپکو آپکا مقام ملے۔۔ آپ ماضی میں کیا تھیں کیوں تھیں اس سے مجھے کوئی سروکار نہیں۔۔ ہم انسان ہیں، اور انسانوں سے خطائیں ہو جاتی ہیں۔۔ مام یہاں کوئی بھی دودھ کا دھلا نہیں ہوگا آئی ایم شیور۔۔

آپ کتنی اچھی ہیں۔۔ کیا ہیں یہ میرا دل جانتا ہے۔ اور ہارون انکل کو آج بھی لائیک کرتی ہیں مام حلالہ تو ہو گیا نا آپکا پھر ہارون انکل کیا اتنا نہیں کر سکتے؟ شاہو آپکو آپکا مقام دلوا سکتے ہیں اور میں نے شادی بھی اسلئے ہی کی ہے تاکہ میں ان سے کہہ کر آپکو آپکا مقام دلوا سکوں۔
اور میں تب تک شاہو کو پاس آنے نہیں دوں گی جب تک وہ آپکو آپکا مقام دلوا کر مام کہہ کر یہاں اس گھر میں نہیں لاتا۔۔۔

"چٹاخ "
روحا کی ابھی منہ میں ہی باتیں تھیں جب مہکار شاہ کا ہاتھ اٹھا اور روحا شاہ کے گال پر نشان چھوڑ گیا۔۔ جبکہ مقابل کھڑی گال پر ہاتھ رکھے روحا کا سر چکرا گیا وہ ششدر اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی جنہوں نے زندگی میں پہلی بار ان پر ہاتھ اٹھایا تھا۔۔
مہکار شاہ کی غیظ و غضب سے آنکھیں سرخ ہو گئیں۔۔
خبردار آئندہ ایسی کوئی بکواس سوچی۔۔ نہیں جانتی تم اس دنیا کو۔۔۔"
اور کوئی فضولیت کی شرط رکھی۔ مذاق سمجھا ہوا ہے تم نے رشتوں کو۔۔
تمہاری ماں سن لے تمہارے الفاظ وہ تو مجھے مار دے گی کہ اسکی بیٹی کو میں استعمال کر رہی ہوں۔۔

ایسا کچھ ہوا بھی تو ساری دنیا مجھے مارنے کو دوڑی آئے گی کہ بھائی کی بیٹی بیاہ کر اپنا راستہ بنایا ہے۔ خبردار آئندہ کبھی ایسا کچھ کہا۔ نہیں چاہیے مجھے ہارون شاہ سمجھی۔ نہیں ہیں میرا وہ مقدر۔۔ تمہیں سمجھ کیوں نہیں آرہا کہ میں نے خود اپنے نصیب کو روندا تھا۔۔

عزت سے چار دیواروں میں بیٹھی تھی پر سر پر دولت ہڑپنے کا اندھی خواہشات، دنیا کا بخار چڑھا۔۔

جیسے دیواریں دہلیز پھلانگی روند دی گئی۔۔ نوچ دیا تھا مجھے حیوانوں نے۔۔ اور یہ سب میری اپنی غلطی سے ہوا تھا۔۔ ہارون شاہ بار بار آئے تھے مجھے لینے پر میں خود نہیں گئی حتیٰ کہ میرا چھوٹا بیمار کمزور سا بیٹا جس میں اتنی سکت نہیں ہوتی تھی کہ ایک نوالہ پکڑ کر منہ میں ڈال دے۔۔ اتنا کمزور ہوا کرتا تھا۔۔

وہ بھی آیا تھا مجھے لینے پر میں اندھی تھی۔۔ تمہیں یہ معلوم ہے کہ میں نے اپنے باپ کو خود مارا تھا؟ تمہیں یہ معلوم ہے میں نے طلاق کی ضد خود کی حالاں کہ ہارون شاہ نہیں دینا چاہتے تھے۔۔

تمہیں یہ معلوم ہے میری پھپھو بیمار ایک جگہ پڑی ہوتی تھیں۔۔ جو مجھے مان سے بیاہ کر لائی تھیں انہیں بھی میں نے پلٹ کر نہیں دیکھا۔۔

کیونکہ مجھ میں غرور تھا تکبر تھا۔۔

مجھے آج اپنی غلطی کا احساس شدت سے ہوا ہے کہ میں ایسی ڈائن ہوں جسنے اپنے بھائی کی اولاد کو بھی برباد کر دیا۔۔" وہ رونے لگیں۔۔

میں مر جانا تو پسند کروں گی مگر ایسی ذلالت بھری زندگی کبھی" نہیں برداشت کروں گی۔۔

چھوڑو ان باتوں کو۔۔ میرے لئے تم ہی میری کل کائنات ہو اور میں بس تمہیں خوش دیکھنا چاہتی ہوں۔۔

تم خوش رہو اور میرے شاہو کو خوش رکھو میرے لیے یہی سب میری کل کائنات ہے۔ ایسی آئندہ کبھی بات مت کرنا کہ تم نے میرے بیٹے سے محبت میں نہیں بلکہ مطلب میں شادی کی ہے۔۔ روحا میری تربیت ایسی نہیں ہو سکتی۔۔

وہ ایکدم آنکھیں صاف کرتی خود کو سنبھالتیں مسکرائیں اور روحا کا " چہرہ سینے سے لگائے پچکارتے ہوئے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔

روحا انکی حالت، انکے تھپڑ پر خاموش پڑ گئی تھی۔ جانتی تھیں وہ سب کے زخم برداشت کر لیتی ہیں۔۔ اکیلے چھپ کر رو لیتی ہیں۔ پر کبھی کسی سے شکوہ نہیں کرتیں۔۔

سب اپنے اپنے ماضی کو بھول گئے، صرف مہکار شاہ کے ماضی کو کوئی بھولنا نہیں چاہتا حیرت تھی اسے۔۔

بڑی مردانگی کے دعوے کرتے ہیں مرد پھر کیا ہارون شاہ چاہتے" آپکو نہیں سنبھال سکتے تھے؟" پر روحا جانتی تھی اسکی مام جان بھوج کر سب کا قصور اپنے سر لیکر سب کا کردار دودھ جیسا صاف کر دیا تھا سب کو بے قصور ٹھہرایا تھا سواء خود کے۔
مجھ سے غلطی ہو گئی مام کے میں نے شادی کر لی۔۔"وہ ان تمام سوچوں" سے حد سے زیادہ کافی تلخ غصہ ہو گئی تھی جو منہ میں آیا بول گئی۔۔

کیا کہہ رہی ہو روحا۔۔؟؟؟"مہکار شاہ کو بری طرح دھچکا لگا اسکی" بات سے۔۔
ٹھیک سن رہی ہیں مام۔۔ میں بالکل انکے ساتھ کمفرٹبل نہیں۔رات" مجبوراً مجھے انہیں دور رکھنے کیلئے بہانہ بنانا پڑا۔۔مجھے لگتا ہے مجھے اتنی جلدی شادی نہیں کرنی چاہیے تھی کیونکہ۔۔۔۔
مام ایک بیٹی سب اپنے ماں سے شیئر کرتی ہے تو میں بھی آپ سے کر رہی ہوں۔۔

کیونکہ مام میں انکی قربت کو برداشت نہیں کرپاتی۔ میں خود میں اتنی سکت نہیں پاتی۔۔ میں ڈر جاتی ہوں بلکہ میری بہت بری حالت ہوجاتی ہے اس سب سے مام۔۔ اسلیے میں نے انہیں رات کہہ دیا کہ میں ٹھیک نہیں پر آپ ان سے بات کرلیں مجھے ایسا کوئی تعلق نہیں رکھنا ابھی ان سے۔۔

ورنہ میں پچھتاتی رہوں گی ان سے شادی کرکے صرف خود پر جبر ہی کرسکوں گی اور اپنے آپ کو ہی مارتی رہوں گی دوسرا تو کچھ نہیں کرسکتی۔۔"
مہکار شاہ اسکی بات سن کر بے جان ہوتیں صوفے پر جا کر گر گئیں

تم ایسی تو نا تھی روحا؟" وہ حیرت سے پوچھنے لگیں روحا کو انکا انداز لہجہ " حالت عجیب لگی۔۔
جی میں ایسی نہیں تھی۔۔ کیونکہ پہلے میری کچھ ضروریات تھیں" شادی کو لیکر۔۔۔ پر اب جب آپکو کچھ نہیں چاہیے تو آئم سوری میں کوئی قربانی نہیں دوں گی۔۔ میں کوئی نعوذ باللہ طلاق کی یا ایسی ویسی باتیں نہیں کر رہی۔۔ اگر مرد کے حقوق ہیں تو اللہ نے عورتوں کیلئے بھی حقوق بنائی ہیں۔۔ مجھے یہ بھی پتا ہے یہ سب اچھا نہیں گناہ میں

شمار ہوتا ہے۔ پر آپ یہ بھی دیکھ لیں وہ مجھ سے کئی گنا زیادہ عمر میں بڑے ہیں۔۔ بلکہ میں انکے سامنے کوئی چھوٹی بچی لگتی ہوں۔۔

جانے کیا سوچ کر انہوں نے مجھ میں انٹرسٹ لیا پر شاید میں بھی ہر لڑکی کی طرح یہ حسین سوچنے لگی تھی لمحات پر اب یہ سب مجھ پر بہت بھاری ہیں تو اس لیے معذرت کر لیتی ہوں۔۔

آپ کو یہاں میں نے روکا ہوا تھا۔۔ اور اب آپ شاہو سے بات کر لیں تاکہ ہم گھر چل سکیں۔۔" اسکا لہجہ اچانک بدل کر سخت ہو گیا تھا۔۔ وہ بالکل پہلے والی ڈری سہمی روحا نہیں لگ رہی تھی۔۔

تمہارا دماغ ٹھیک ہے؟؟؟" مہکار شاہ غصے سے اسکی بکواس پر" بھڑک کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔۔ یہ کیا مقام تھا جہاں وہ روحا شاہ کو دیکھ رہی تھیں۔۔

کہیں انکا برا سایہ اس پر بھی؟؟؟" روحا پاگل مت بنو میرا بیٹا بہت خوبصورت ہے یہ رشتہ۔۔۔۔

کون سا رشتہ؟؟" باہر موجود ساحل شاہ نے گہرا سانس بھرا" اور خود کو مکمل طور پر پر سکون کرتے بلکہ اپنے آپ پر ضبط کرتے ہوئے وہ ڈور دھکیل کر اندر داخل ہوتا ہوا انجان ہوتے مسکراتے ہوئے پوچھا۔۔

ساتھ ہی پیچھے ہاتھ کر کے ڈور بند کر دیا۔۔

وہ جو موبائل سگریٹ کا پاکیٹ بھول گیا تھا وہی لینے کیلئے واپس سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آیا تھا پر وہاں تو الگ ہی رام کتھا شروع تھی جسے سن کر وہ خود بخود خاموش رک گیا۔۔

کک۔۔ کچھ نہیں بد میں وہ روحا کو رشتے کا سمجھا رہی تھی ابھی" نا سمجھ ہے نا تو۔۔۔" مہکار شاہ اچانک سے ساحل کی آمد پر گھبرا گئیں۔۔

ڈر تو روحا بھی گئی سہمی سی نگاہوں سے سامنے دیکھا جہاں چوڑے وسیع کندھوں والا ساحل شاہ سائیڈ ٹیبل دراز پر جھکے ہوا تھا۔۔

وہ خفیف سی سر کو جنبش دیتا ان پر غلط نگاہ ڈالے بغیر اپنا موبائل لیکر جیب میں رکھتا دراز سے سگریٹ اور لائیٹر نکال کر وہ لبوں میں ایک سگریٹ دبائے روحا کے سراپے کو دیکھنے لگا۔۔

روحا جو پہلے سے اسے دیکھتی تاثرات جانچنے کی کوشش میں تھی اچانک سرخ گرے سپاٹ تاثرات والی آنکھوں کو خود پر ٹکا پا کر کر وہ اندر تک لرز گئی۔

لائیٹر جلاتے ہوئے اسنے روحا کے پاس کھڑیں مہکار شاہ پر نگاہ ڈالی۔۔

ناسمجھ مجھے تو کہیں سے نہیں لگ رہی۔"وہ گہرا کش لیکر دھواں " فضا کے سپرد کرتا بھاری قدم لیتا روحا کی جانب بڑھا۔۔

روحا انکے سیاہ بوٹوں کو اپنی سمیت بڑھتے دیکھ کر ایک دم اپنی مام کے کندھے کے اوٹ میں ہو گئی۔۔

ایسا کیا سمجھا دیا میری بیگم کو جو مجھ سے اس طرح چھپ رہی " ہے؟"اسنے روحا کی حرکت دیکھتے سنجیدہ مہکار شاہ سے پوچھا۔

انہیں اندر کچھ کھٹکا۔۔"نن نہیں بیٹا تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے روحا کیوں چھپے گی تم سے؟وہ تو تمہیں کافی پسند کرتی ہے۔۔بس کچھ کنفیوژ ہے۔۔"مہکار شاہ نے اسکے انداز پر گڑبڑاتے ہوئے سائیڈ ہو کر پیار سے کہا۔۔

انکے اچانک سامنے سے ہٹنے اور دراز قامت ساحل شاہ کے سامنے آنے پر روحا کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔۔

کیا کنفیوژن ہے تمہیں روحا ساحل شاہ؟؟"اسنے ہاتھ بڑھا کر " اسکی ٹھوڑی کو آہستہ سے دبوچتے ہوئے جھکا چہرہ اوپر اٹھا لیا۔۔

لہجے کا سرد پن روحا کی ریڑھ کی ہڈی میں خوف کی لہر دوڑا گیا۔
اسنے آہستہ سے حلق تر کرتے نفی میں سر ہلا دیا۔۔

مجھ سے کوئی تکلیف ہے؟" اسکی حالت کی پرواہ کیے بغیر اسنے دھواں"
لبوں سے چھوڑا۔۔جو بادلوں کی صورت اختیار کرتا ہوا سیدھا روحا نے
چہرے سے جا لگا۔۔
مام۔۔"وہ اس بے حسی پر مچل کر بری طرح کھانسنے لگی۔۔"

ساحل بیٹا اسے سس۔سانس کی پرابلم ہے۔۔۔"ساحل کے"
اس پر اسرار سے رویے سے مہکار شاہ زرد پڑتیں گھبرا کر روحا کی
سمیت بڑھی پر اچانک انکے قدموں کو ساحل شاہ کی قہر
بھری گھورے نے روک دیا۔۔

آپ کی طرح ڈھیٹ ہے نہیں مرے گی آسانی سے بے فکر"
رہیں۔۔"اچانک سے اسکے چہرے سے ماسک اترا جیسے اور وہ انتہائی
نفرت سے مہکار شاہ پر نیچی آواز میں غرایا۔۔
جسے سن کر مہکار شاہ کا وجود پتھر کا ہو کر رہ گیا۔

سا۔ساحل۔"خوف سے انکے لب پھڑ پھڑائے۔۔"
روحا کا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا۔۔

نام مت لو میرا سمجھی۔۔نفرت ہے مجھے تم دونوں سے انتہائی کی"
نفرت کرتا ہوں میں تم دونوں سے۔۔
خاص کر کے اس مریضہ سے۔۔۔"اسنے دھاڑتے ایک جھٹکے
سے روحا کو جھنجھوڑ دیا۔۔

مام!!"وہ خوف سے چیخ پڑی اور وحشتزدہ نظروں سے مقابل اچانک"
بدلی شخصیت کو دیکھنے لگی۔
ساحل پلیز۔۔"بے آواز روتیں مہکار شاہ ساحل کے روحا کو"
تکلیف دینے پر تڑپ گئیں۔۔

شش!!!آواز نہیں نکلنی چاہیے دونوں کی۔۔"اسنے اچانک لبوں پر انگلی"
رکھ کر دونوں کی آواز حلق میں دبا دی اور پھیلی آنکھوں سے اسے دیکھتی روحا
کی طرف پلٹا۔۔

تم نے ثابت کر دیا مریضہ کہ تم اس عورت کی تربیت ہو۔۔ راس" نہیں آئی تمہیں عزت ہے نا۔۔

ٹھیک کہا تم نے اور ٹھیک سوچا۔۔ نہیں کرتا میں تم سے محبت۔۔ صرف ماموں جان کا دکھ سن کر ترس آگیا تھا تم پر اسلئے انکا بوجھ کم کرنے کیلئے اور تم دونوں کو جدا کرنے کیلئے یہاں لایا ہوں تمہیں اس پنجرے میں قید کرنے کیلئے۔۔ اور نا مجھے تم میں انٹرسٹ ہے نا ہی تمہارے وجود میں۔۔۔" وہ اسکے کان کے پاس جھکا سرگوشی میں بولا۔۔

"سس۔۔ ساحل بچی ہے۔۔۔۔"

بچی ہی تو نہیں ہے یہ۔۔۔" مہکار شاہ کی کوشش پر وہ پھاڑ کھانے والے" انداز میں بھڑکتا انکی بات کاٹ گیا۔۔

بچی نہیں ہے یہ۔۔۔ یہ آپکی کاپی ہے۔۔ عزت مان رتبہ راس" نہیں آئے گا اسے بھی۔۔ مطلبی عورت خود غرض ہے یہ۔۔۔ اگر میں اپنے باپ سے آپکی شادی کروادوں تو یہ اپنا جسم مجھے دے دے گی۔۔ اور اسلئے ہی شادی کر کے آئی ہے۔۔

اگر ایسا نہیں ہو سکا تو اسے دمہ شروع ہو جاتا ہے۔۔ نہیں جھیل سکتی میری قربت۔۔ مرنے لگ جاتی ہے۔۔

بھول گئیں آپ۔۔ ہارون شاہ کے حسن سے متاثر ہو کر یوکے سے یہاں آئی تھیں۔۔ پر جب میرے بعد دولت کی کمی کا احساس ہوا تو دور کر دیا میرے باپ کو خود سے۔۔

کیونکہ مطلب جو ختم ہو گیا تھا آپ کا۔۔ بس وہی۔۔ اسی نقش قدم پر چل رہی ہے آپکی مریضہ۔۔۔" وہ تھر تھر کانپتی روحا کے منہ کو مٹھی میں دبوچے انتہائی نفرت حقارت سے انہیں آئینہ دکھا رہا تھا۔۔

مجھے تو حیرت ہے کیسے چالاکی سے آپ نے اپنے بھائی کو برباد کیا" کہ انہیں محسوس بھی ہونے نہیں دیا۔۔ انکی بیوی کی خوشیاں چھین لیں۔۔ تھا کیا اس معصوم عورت کے پاس ایک شوہر دو بچیاں۔۔ ہر آپ سے نہیں دیکھی گئیں ان کی خوشیاں۔۔

ہڑپ گئیں انکی خوشیوں کو۔۔ دیکھیں آئینہ اپنا۔۔ کتنا بدصورت ہے دیکھیں غور سے۔۔" وہ سرد لہجے میں کہتا روحا کے بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر جھٹکے سے روتی ہوئی مہکار شاہ کے پاس لے آیا۔۔

بس کر دیں آپ شاہ۔۔۔"روحا اپنی ماں کو سر جھکائے روتے دیکھ کر" ہمت کرتی چیخ اٹھی۔۔

چٹاخ۔۔۔"اسکی ذرا سی بلند چیخ پر ساحل شاہ کا ہاتھ اٹھا اور" سامنے کرتے ہوئے اسکے چہرے کو تیزی سے نشان چھوڑ گیا۔۔

وہ لڑکھڑائی گرنے لگی پر اسکے بالوں کی سلت پکڑنے اسے گرنے نہیں دیا۔۔

آئندہ اگر ذرا سی اونچی آواز میں مجھ سے بات کی زبان گدی سے کھینچ کر ہاتھ" میں دے دوں گا۔۔"وہ اسکی سرخ سیاہ پھیلی آواز میں دیکھتا سرد بریفلے لہجے میں بولا۔۔

ایسا مت کرو ساحل پلیز کچھ خیال کرو وہ بچی ہے نا سمجھ ہے" تمہیں سزا دینی ہے تو مجھے دو۔۔کیونکہ اسکی پرورش کی ذمہ دار میں ہوں پر خدا کیلئے اسے تکلیف مت دو۔۔۔"مہکار شاہ روتیں اسکے سامنے ہاتھ جوڑ گئیں۔۔

روحا کبھی اپنی ماں کے جڑے ہاتھ دیکھتی تو کبھی ساحل شاہ کے لبوں کی مسکراہٹ۔۔

میں نے تو آپ کو معاف کر دیا۔۔ماما۔۔بے فکر رہیں میری"
طرف سے آپ سے کوئی رنجیشیں نہیں۔۔کیونکہ آپکو معاف کر کے
بدلے میں آپکی بیٹی جو لے لی ہے میں نے۔۔"وہ مکراتا روحا کے گال پر
انگوٹھا سختی سے سہلاتا ہوا بولا جہاں نیلے انگلیوں کے نشان پڑ گئے تھے۔۔
وہ درد سے روتی آنکھیں میچ گئی۔۔اور اسے کانپتے روتے دیکھ کر مہکار شاہ خود گھٹی
گھٹی آواز میں رونے لگیں۔۔

ہو گئی آپ دونوں کی میٹنگ؟اب ایسا کریں جو سامان آپکی بیٹی نے آپکا"
منگوایا ہے وہ لیکر یہاں سے نکل جائیں۔۔
کیونکہ آپ نہیں دیکھ سکتیں اپنی پیاری سی بیٹی کی بربادی۔۔
اور کیا کہا تھا باذل شاہ سے کہ وہ مہکار شاہ ہے۔۔"اسنے ماضی کی ایک
ہولناک بھڑکتی راکھ سے چنگاری اٹھا کر مہکار شاہ کے سامنے کر دی۔۔
روحا کی جو میچی آنکھیں تھیں پٹ سے کھلیں اور نا سمجھی سے اپنی مام کو
دیکھا۔انہوں نے ایسا کب کہا باذل سے؟؟باذل تو بات ہی نہیں کرتی اپنی
پھپھو سے۔۔
مہکار نے حلق تر کرتے ساحل کی لبوں کی جتائے ی معنی خیز
مکراہٹ کو دیکھا اور سوالیہ خود پر ٹکی ہوئی روحا کی نظروں کو۔۔

انکی سانس جیسے سینے میں اٹک گئی اپنی بیٹی کی آج سوالیہ نگاہ دیکھ کر۔۔
ککک کچھ نہیں کہا میں نے ایسا۔۔۔"انہوں نے جلدی سے نفی"
میں سر ہلایا۔۔جبکہ آنکھیں روحا پر ہی موجود تھیں۔۔

میں یاد دلادوں؟؟؟"ساحل انکی حالت سے محظوظ ہوتے پھر سے"
بولا۔۔
مم میں جاتی ہوں۔۔روحا کا خیال رکھنا۔۔مم۔۔میں اپنے"
بھائی کے پاس جارہی ہوں۔۔وہ مجھے یاد کر رہا ہوگا۔۔"مہکار شاہ خوف سے
لٹھے کی مانند سفید پڑتیں نفی میں سر ہلاتی ہوئیں وہاں سے جانے
لگیں۔۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔"ساحل کا قہقہہ پیچھے جاندار تھا۔۔"
روحا کبھی نا سمجھی سے انہیں قہقہہ لگاتی دیکھتی تو کبھی اچانک روم سے
جاتیں اپنی ماں کی پشت کو دیکھتی رہی۔۔
مام۔۔!!"روحا ساحل کی گرفت کمزور ہوتے ہی جھٹکے سے اپنے بال"
چھڑوا کر انکے پیچھے بھاگی تھیں اور ابھی دروازے پر پہنچی کہ ایکدم مہکار شاہ
نے ایک بھیگی نگاہ اس پر ڈال کر دروازہ بند کر دیا۔۔

مام۔۔مام کیا ہوا مام۔۔مام آپ ایسے کیوں کر رہی ہیں، مجھے کیوں چھوڑ کر"
جا رہی ہیں مام مجھے آپ کے ساتھ چلنا ہے۔۔"وہ چیختی روتی دروازہ کھولنے کیلئے
مچلنے لگی۔۔

چہ چہ بے بی کی مام بھاگ گئیں۔۔"وہ ہنستا ہوا، چلتا اسکے پیچھے"
کھڑا ہوا اور اسکی کمر میں سختی سے بازو حائل کر کے اسے کھینچ کر ساتھ
لگاتے ٹھوڑی کندھے پر رکھ کر کان میں سرگوشی کی۔۔

شٹ اپ۔۔"وہ پھولی سانسوں سے اسے نوچنے کیلئے غرا کر"
ہھڑ پھڑائی پر وہ کوئی بچہ نہیں تھا جسے وہ دبوچ کر نوچ لیتی۔۔
اسکی حرکت پر ساحل کا زوردار قہقہہ گونجا، جو کافی دیر تک گونجتا
رہا۔۔
وہ جھٹکے دے گھسیٹ کر اسے بیڈ کے پاس لایا اور بے دردی سے بیڈ پر
منہ کے بل پھینکا۔۔
آہ۔۔۔"اسکے بے رحمانہ سلوک پر اسکی درد سے کراہ نکلی۔۔اور"
پھوٹ پھوٹ کر روتی بیڈ میں چہرہ چھپا گئی۔۔

کیا کہا تھا مرد مردانگی کے دعوے کرتے ہیں صرف۔۔؟" اسنے جھٹکے سے اسکے بال مٹھی میں پکڑ کر ایک پاؤں اسکے پاس رکھتے اسکا چہرہ بلند کیا۔

نہیں میری نازک سی جان مرد سب دعوے نہیں کرتے۔۔" اسکا پتا تمہیں لگ جائے گا ساحل شاہ سے۔۔

اگر آج کے بعد اس عورت سے کانٹیکٹ کرنے کی کوشش کی تو ابھی جو یہ زخم صرف چہرے پر دیئے ہیں بعد میں پورے وجود پر ہوں گے اور میں یہ نہیں دیکھوں گا کہ تم مریضہ ہو۔۔

یہ بھی نہیں دیکھوں گا کہ تم میرے ماموں کی لاڈلی بیٹی ہو۔جب تم انکی نہیں تو میں بھی تمہارا نہیں۔۔اگر بات کرنی ہے تو اپنی ماں سے کرنا اور تمہیں اندازہ ہو گا کہ تمہاری اصلی ماں کون ہے۔۔

جس دن مجھے معلوم پڑا تم نے مہکار شاہ سے رابطہ رکھنے کی کوشش کی ہے اس دن تمہارے وجود پر یہ چمڑی موجود نہیں ہو گی۔۔

اور اگر تم مر بھی گئی تو کسی کو دکھ نہیں ہو گا سواء تمہاری اس نام نہاد مام کے کیونکہ اسکے علاوہ تم نے کسی کو اپنا سمجھا کہاں ہے سب ہی تو تمہیں انکے قصوروار لگتے ہیں۔۔" وہ سرد لہجے میں اسکا چہرہ پاس کیے آہستہ سے کہہ رہا تھا۔۔روحا انکی آنکھوں میں اچانک پہلے جیسی

نفرت دیکھ کر پتھر کی مورتی بن گئی۔

ٹھیک کہا تھا تم نے غلطی کر دی ہے تم نے مجھ سے شادی کر کے اور "
اس غلطی کا احساس میں تمہیں ہر لمحہ دلاتا رہوں گا روحا
ساحل شاہ۔۔۔

آج کے بعد میں نے تمہارے منہ سے اپنی ماں کیلئے ایک لفظ بھی
سنا تو تمہارا چہرہ بگاڑ دوں گا۔ اگر تمہارا بات تمہاری بہن میرے
سامنے تمہاری معصومیت کے رونے کا روتے تو کبھی بھی تم سے شادی نا کرتا
اور نا ہی کبھی تمہاری شادی ہونے دیتا۔۔

میرے ماموں کی وجہ سے میں نے جو تمہیں اتنے دنوں سے
عزت محبت دی ہوئی تھی تمنے ثابت کیا کہ تم اسکی لائق نہیں۔۔ اسی
طرح جس طرح میرے باپ نے تمہاری مام کی محبت دیکھتے
ہوئے انہیں عزت دی اپنا نام دیا پر انہیں راس نہیں آیا۔۔۔" وہ
اسکی ساکت خوفزدہ آنکھیں دیکھتا ہوا بول رہا تھا

کل رات جو مجھ سے جھوٹ بولا تھا،، اسکا انجام تمہیں جلد ہی دکھا "
دوں گی اور ایک بات میں جا رہا ہوں آفس اور مام سمن کو چھوڑنے
پیچھے یہ مریضہ کے بہانے بنا کر بیٹھنے کی ضرورت نہیں نا ہی

میری ماں سے لاڈ اٹھانے کی کوشش کرنا۔۔
اٹھو پہلے ہمارا روم صاف کرو میرے کپڑے ہیں انہیں پریس کر کے لنچ ریڈی کرو۔۔
ڈیڈ گھر لنچ کرتے ہیں مام کو ایک کام بھی کرنا نا پڑے سمجھی؟؟؟" اسنے بالوں کو جھٹکہ دیکر اسے ہوش کی دنیا میں پھینکا۔۔

بھیو!!!"معاً دروازہ ناک ہوا اور سمن کی آواز گونجی۔"
ساحل نے اسکے سفید چہرے سے نظریں ہٹا کر دروازے کی طرف دیکھا۔

آرہا ہوں جانِ بھیو۔۔"وہ پیار سے بولا۔۔روحا کی آنکھوں میں نمی" تیر گئی۔۔
میں چاہتا ہوں میرے ماموں مامی جب تمہیں دیکھیں انہیں" فخر ہو تم پر اسلئے اٹھو کافی دل بہلا لیا میرا ان بھڑکیلے کپڑوں سے اب جلدی سے کوئی سادہ سوٹ پہن کر ہمارے جانے کے بعد کام پر لگ جائو۔۔
تمہاری مام خطرہ دیکھ کر نکل گئی پیچھے اپنی مریضہ کو چھوڑ کر۔۔۔"وہ اسے

دوبارہ پٹخ کر اپنا کوٹ سیدھا کرتا۔۔
سگریٹ لبوں میں دبا کر دوسرہ سلگاتے ہوئے کچھ پل رکتے اسکے چہرے کو دیکھنے لگا۔۔
وہ آنکھیں بند کیے بے آواز خوف سے زرد پڑتی رو رہی تھی۔۔ اسنے گہرا کش لیتے سگریٹ انگلیوں دبا کر دھواں منہ میں بھرتے ہوئے اچانک پھر سے اسکے اوپر جھک کر دوسرے ہاتھ سے اسکا چہرہ مٹھی میں دبوچ لیا۔۔

اس بے حس گرفت پر روحا نے پٹ سے بھیگی سیاہ آنکھیں کھولیں جن کو زوردار تصادم مقابل کی حقارت بھری نگاہوں سے ہوا۔۔۔
روحا بھی جواب میں نفرت سے نگاہ پھیرتی پر اس سے پہلے اسکے ارادوں سے اسکے آس پاس خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگی۔۔
اسنے دھواں نہیں چھوڑا تھا" اسکے دماغ میں ابھی یہ سوچ آئی ہی تھی کہ " ایکدم سے اسنے ٹھوڑی پکڑ کر جھٹکے سے چہرہ پاس کیا اور سپنے ہونٹ اسکے نازک سے ہونٹوں پر ثبت کرتے ہوئے سارا دھواں اسکے اندر منتقل کیا جس سے روحا کی آنکھیں کافی حد تک پھیل گئی۔۔
اسنے جس طرح اچانک اسے قریب کیا تھا اسی طرح

سانسوں کے بجائے دھواں اس میں منتقل کرتے نفرت سے پیچھے پھینکا، وہ مسکراتی نظر اسکے تڑپتے ہوئے وجود پر ڈالتے انہیلر اٹھا کر اس پر پھینکا ساتھ لبوں میں سگریٹ دباتا ہوا بھاری قدم بھر کر وہاں سے نکلا۔۔۔

بھیو کیا ہوا اچانک آنٹی روتی ہوئی جا رہی تھیں کیوں؟؟" ساحل" شاہ کے باہر آکر روم کا دروازہ واپس بند کرنے پر سمن نے فکرمندی سے پوچھا۔۔

ارے کچھ نہیں بھائی کی جان بس تھوڑا ماں بیٹی میں ناراضگی ہو گئی" تھی۔۔ اور تمہاری بھابھی بھی کافی بدتمیز ہے اپنی ماں کو یہاں سے نکل جانے کا کہا اسلئے وہ روتی ہوئیں چلی گئی۔۔
میں نے تمہاری بھابھی کو سمجھایا پر وہ الٹا مجھ سے ناراض ہو گئی اور اپنی طبیعت خراب کر لی۔۔ ابھی میں اسے منا کر آرہا ہوں۔۔" ساحل شاہ نے اسکے شانوں کے گرد بازو حائل کرتے ساتھ سیڑھیاں اترتے ہوئے اسے بتایا۔۔

بھابھی نے ایسا کہا اپنی مام سے؟؟" سمن کیلئے زبردست شاکڈ" تھا۔۔ بھلا روحا اپنی مام کو ایسا کہہ سکتی تھی؟ یہ پاسیبل ہی نہیں تھا۔۔

اسنے مشکوک نگاہوں سے اپنے بھائی کی جانب دیکھا۔

گویا تمہیں اپنے بھائی پر یقین نہیں؟" سامنے دیکھتے وہ متبسم سا اسکی" آنکھوں کو بغیر دیکھے پڑھ گیا۔

نن نہیں یقین ہے آپ پر بھائی۔۔ پر مجھے حیرت ہے جو لڑکی مام مام" کہہ کر نہیں تھکتی تھی وہ اپنی مام کو گھر سے نکلنے کا کہہ کر گئی۔۔

میری جان شادی میں بڑی طاقت ہے۔۔ اسنے بدل دیا ہے" تمہاری معصوم سی بھابھی کو۔۔ اب وہ بڑی خطرناک ہو گئی ہے۔" وہ شرارتاً بولا۔۔

بھائی خطرناک نا بولیں اسے وہ میری دوست ہے۔۔ آپ بتائیں" وہ کیسی ہے؟ انہیں بلا لیتے ساتھ چلتی ہمارے آپ نے کہا تھا وہ ہمارے ساتھ چل رہی ہے؟" وہ خفگی سے بولی۔۔

ساحل نے اسکے ساتھ نیچے قدم رکھے۔۔

اب میں کیا کہتا۔۔ اس سے کہا چلو پر دو دنوں میں تمہاری" بھابھی کے مزاج نہیں مل رہے۔۔ اسنے انکار کر دیا کہہ رہی تھی طبیعت ٹھیک نہیں آرام کرنا چاہتی ہے۔۔"ساحل نے اپنی مام کی سوالیہ نگاہیں دیکھتے بظاہرہ بہن کو سناتے کہا۔

اچھا اچھا آرام کرنے دو اسے۔۔ چلو پھر جلدی آکر میں دیکھتی ہوں بچی" کو وقت ہی نہیں دیا، ناراض ہو گی مجھ سے میری بیٹی۔"زریش متفکر ہو کر جلدی سے بولیں۔۔
انکے چہرے کی فکر اور روحاشاہ کے لہجے کی کڑواہٹ یاد کر کے اسکا خون نئے سرے سے کھول اٹھا۔۔ آج اپنے ماموں کی آنکھیں سامنے آگئیں ورنہ وہ اس لڑکی کی حال ادھیڑ دیتا۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

دل!"وہ جو بیٹھا نیچے رو رہا تھا اسکے اچانک گم ہو جانے پر۔۔ دفعتاً"

پشت پر کچھ جھکتے کان کے پاس سسکتی ہوئی سرگوشی کی گئی۔۔
دلاور نے دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ سر اٹھاتے ہوئے اس سرگوشی سمیت کیا۔۔
موجودگی کا احساس کرتے ہوئے اسنے گردن گھما کر ذرا سی سانس کھینچی جس میں اسکی سانسوں کی مہکتی ہوئی خوشبو جیسے ہی نتھنوں سے ٹکرائی وہ خوش ہو کر دھڑکتے ہوئے دل سے جلدی سے اٹھا۔۔
"تقی!!" وہ جیسے پلٹ کے اسکے مقابل آیا، ملگجے اندھیرے میں سامنے دلہن کے سرخ کپڑوں میں وہی تو کھڑی تھی مگر جسے دیکھ کر وہ گھبرایا تھا وہ تھا اسکے چہرے پر بہتا ہوا لہو۔۔۔

"یی۔۔ یہ کیا ہوا تمہیں؟؟" وہ بری طرح بوکھلا کر اسکی طرف بڑھا جب وہ ہوتی ہوئی اچانک اسکی پہنچ سے دور ہوتی نفی میں سر ہلانے لگی۔۔

"توقیع!! مم۔۔ میں تمہارا دل؟؟" اسے روتے دور ہوتے دیکھ کر وہ اپنے سینے پر ہاتھ رکھتا اپنی پہچان کرواتا اسے پھر سے چھونے کیلئے آگے بڑھا۔۔

دل۔۔۔ "دلاور کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی وہ چیخی اور اچانک بری طرح"
گھسیٹتی ہوئی لہولہان اندھیرے میں اس سے دور ہوتی گئی۔۔
یہ ایک ویرانی میں دل دہلا دینے والا منظر تھا جہاں توقیع کو کوئی
گھسیٹتا ہوا اس سے دور لیکر جا رہا تھا۔ وہ جو اسکے پاس اسکی بن کر آئی تھی
اچانک کوئی بے دردی سے اس سے دور گھسیٹتا ہوا اسے لیکر جا رہا تھا۔
دلاور کا پورا وجود درد سے سن ہو گیا۔۔ اچانک منہ پر گرتے مادے کو
چھو کر دیکھا تو اسے احساس ہوا وہ خود بھی اچانک لہولہان ہو گیا
تھا۔۔ دفعتاً کسی اپنے کے دور جانے پر، اور وہ بھی اسکی توقیع کے۔۔ کسی
زخمی شیر کی طرح بپھر گیا۔۔
توقیع!!!" اسکے منہ سے بلند خونخوار دھاڑ زمین و آسمان پہ "
گونج اٹھی۔۔۔ وہ اس سیاہ سائے کو نوچنے کیلئے خطرناک ارادوں سے
پوری توانائی سے توقیع کی سمیت بھاگا تھا۔۔

توقیع۔۔۔ "اچانک دھاڑ کے ساتھ اسکی آنکھیں پوری وا"
ہو گئیں۔۔ پر وجود ابھی بھی سن تھا۔۔
اسکی دھاڑ گونجتی رہی تھی جو کہ اسکے آنکھ کھولنے پر بھی اسے محسوس ہوئی
البتہ اپنے سر میں درد کی ٹیسیں محسوس کرتا وہ جھٹکے سے سیدھا

ہو کر واپس گاڑی کی سیٹ پر بیٹھا۔
اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا، نظریں سرخ دھندلی سی تھیں، آنکھوں پر موجود لہو نے اسکے سامنے سرخ تہہ جمالی تھی۔۔
پر جب وہ حواس بحال کر کے آہستہ سے سیدھا ہوا تھا، اسکا دماغ ان سارے خیالی منظر کو یاد کرتا پھر سے سن ہو گیا تھا۔

اس کا ساتھ سفر کرنا، راہ میں گرنا، اور پھر غصے سے انکار کرنا، دلاور کا خوف کہ وہ ابھی سے ہار گئی کیا اسے بیچ راہ میں چھوڑ کر جا رہی تھی؟ سوچ کر کے غصہ ہونا اور اسکے مقابل خود بھی گھٹنوں کے بل بیٹھ جانا۔۔
بر جلد اسکا نفی کرنا، اور ساری عمر ساتھ چلنے کا اظہار،، اسکا بانہوں میں آنا، شرمانا، ہونٹوں کو چھو کر چھپ جانا، پھر پائل کی کھنک کی آواز میں اسے گھمراہ کرنا۔۔۔
پھر اچانک ہی منظر بدل جانا، گاڑی میں بیٹھنا، اسکا بیدار نا ہونا، چغتائی کے آدمیوں کا پیچھا کرنا اور اچانک فائرنگ کرنا، پر دلاور کے دھوکہ دیکر راہ بدلنا، اور اچانک خود ہی دھوکہ کھا کر کھائی میں گر جانا، پر اس سے پہلے اسے چھونا اسکی سانسوں کو محسوس کرنا۔۔ اور ساتھ ساتھ ایک سانس میں کھو کر اچانک منظر کا بدل

جانا۔۔

یہ سب کیا تھا؟؟" اسنے سب کچھ سوچتے ہوئے گھومتے بھاری" ہوتے سر کو دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔۔

اچانک اسے خود سے دور ہوتی توقیع یاد آئی۔۔ وہ ہڑبڑا کر پھر سے ہوش کی دنیا میں لوٹا۔۔ سارے حواس بحال ہوئے اسنے گھبرا کر نمی کو محسوس کیا۔ وہ سیدھا ہونے لگا اور نمی کو چھو کر دیکھا تو وہ لہو تھا جو اسکے سر سے نکلا تھا۔۔

اسے یاد آیا وہ جب ساتھ سیٹ پر سوئی ہوئی توقیع کو وقتاً فوقتاً دیکھتا یہ سوچتے کہ اسے ساتھ لے جائے یا وہیں چھوڑ جائے۔ سفر کر رہا تھا، ابھی کوئی حتمی فیصلہ بھی نہیں لیا تھا، اسکی گاڑی پل پر تھی تبھی اچانک ہی ساتھ والی گاڑی نے زوردار دھماکے کے ساتھ اسکی گاڑی کو اچانک ہی پہاڑی پل سے ٹکر ماری تھی۔۔
اسے اپنی فکر نہیں تھی اسکے منہ سے توقیع کیلئے دھاڑ بلند ہوئی تھی،، وہ کیسے بھول گیا تھا کہ اسکے دشمن کتنے ہیں وہ کیسے اسے ساتھ لیکر لمحے

کا بھی سفر کرتا۔۔

اسکی گاڑی بلند پہاڑی پل سے گری تھی، اور وہ کچھ مزید سوچتا تبھی ساتھ سیٹ پر پڑی توقیع کو بھی اس حادثے سے ہوش آچکا تھا۔ وہ بندھی ہوئی تھی اسکے باوجود ہاتھ پاؤں مار رہی تھی۔۔

ابھی دلاور کچھ کرتا اسکے لئے کہ اچانک لڑکھ اسکا سر بھی گاڑی سے ٹکرایا تھا، اور آنکھوں کے سامنے دھند چھا گئی۔۔ اسی دھند میں وہ سارے خیالات آنکھوں کے سامنے حقیقت بن کر چلنے لگے تھے۔۔

بری طرح گمراہ کرتے خیالات تھے جن کا مطلب وہ سمجھ نہیں پایا تھا، اسکا سفر کرنا، پھر سفر میں گر جانا، دلاور کا موت کی پرواہ کیے بغیر اسکے پاس جانا اور اسکی سانسوں سے سانسیں ملانا۔۔

جسے سوچتے اس حالت میں بھی اسکی گھنی مونچھوں تلے لبوں پر مدھم سی مسکراہٹ آگئی۔۔ پر اچانک وہ مسکراہٹ غائب ہو گئی تھی، لبوں پر ہی کہیں دم توڑ گئی جب توقیع کی سسکتی سرگوشی "دل" کے نام سے اسکے کانوں میں گونجی۔۔

اسکا پلٹ کر دیکھنا اور پھر اسے چھونے کی تڑپ؟ "کیا وہ اسکے لئے تڑپے گا پھر سے؟

اور اسی تڑپ میں دونوں جدا ہو جائیں گے؟؟؟" جیسے اس خیال "
میں اچانک کوئی گھسیٹتے ہوئے اسکی توقیع کو اس سے جدا کر گیا
تھا۔۔

توقیع!!!" تیزی سے آگے بڑھتی ہوئی گاڑی نے زوردار جھٹکا کھایا، دلاور نے "
پھر سے سر کے ٹکرانے پر ایکدم ہاتھ اسٹیئرنگ وہیل پر رکھتے خود کو
سنبھال لیا تھا۔۔
اسنے اسکی تلاش میں نظریں جیسے گھمائیں، اگلے ہی لمحے بالکل فریز
ہو کر پتھر کا ہو گیا تھا۔۔۔
گاڑی میں پانی اسکے پیٹ تک موجود تھا، اور صرف وہ اکیلا ہی گاڑی
میں موجود سانسیں لے رہا تھا۔۔
توقیع؟؟" اسکے دماغ نے سرسراہٹی ہوئی سرگوشی کی۔۔ ساتھ ہی "
پانی کے تیز بہاؤ پر گاڑی جو اٹکی تھی اچانک وہاں سے نکلی اور ایک بار
پھر تیزی سے بہتی جا رہی تھی جسکے ساتھ ہی آہستہ آہستہ بند گاڑی
میں بھی پانی بڑھتا جا رہا تھا

دلاور نے خوفزدہ ہوتے پاس سیٹ کو دیکھا، جہاں پانی کے اوپر سرخ

کپڑا لہرا رہا تھا۔۔

اور اسے یاد آیا کہ اسکے ہاتھ تو بندھے ہوئے تھے۔۔

توقیع!!!"معاً اسکی زخمی دھاڑ ساکن فضا میں دہلاتی ہوئی"
خوفناک آواز میں گونج اٹھی وہ ہڑبڑاتا ہوا ایکدم اس سیٹ کے پاس آیا
اور ہاتھ بڑھا کر اسنے جلدی سے پانی میں ہی اسکے ساکن بندھے ہوئے
وجود کے گرد سے سیٹ بیلٹ کھولی۔۔۔
کندھوں اور کمر کے گرد سے سیٹ بیلٹ کھولتے ہی اسنے اچانک
سے اسکا وجود کھینچ کر پانی سے باہر نکالا۔۔۔
وہ بھیگا بے جان سا وجود لہراتا ہوا اسکی بانہوں میں آگیا۔۔

توقیع!!قوتیع میری جان میری تقی۔ میری زندگی آنکھیں کھولو"
توقی۔۔۔"وہ خوفزدہ چیخ چیخ کر پکارتا ہوا اسکے بھیگے نم وجود کو جھنجھوڑتے
ہوئے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا۔۔

توقیع پلیز آنکھیں کھولو۔۔ تقی میں ستایا ہوا شخص ہوں مجھے اور مت"
ستاؤ میری جان آنکھیں کھولو!!"اسکے منہ سے ٹیب اتار کر وہ اسے

سینے میں بھینچتا بے بسی کے عالم میں وحشزدہ تھا۔۔

دیکھ لی میری زندگی کتنی وحشتناک ہے۔۔ چھین لیا نا تمہیں مجھ سے "
توقیع!!!" وہ روتا ہوا غرایا۔۔ اسے سینے میں بھینچتے روتا ہوا آس پاس
دیکھنے لگا۔۔
جہاں جہاں وہ شیشے سے دیکھتا تو پانی اپنی پوری طاقت سے شیشے
توڑنے کے چکر میں تھا۔ دور دور تک صرف اور صرف پانی ہی پانی تھا
جو اسے تیز بہا کر جانے کہاں لیکر جا رہا تھا۔۔ ضرور وہ کسی
گہرائی میں گر رہا تھا تبھی تو اتنی تیز رفتاری سے جا رہا تھا۔۔

توقیع اٹھو دیکھو ہم کہاں پہنچ گئے۔۔۔ دیکھو اپنی آنکھوں سے زندگی کتنی تنگ "
ہے مجھ پر۔۔ ابھی تمہیں آئے چوبیس گھنٹے بھی نہیں ہوئے اور دیکھو کہاں
پہنچا دیا مجھے۔۔" وہ اسے پھر سے جھنجھوڑنے لگا۔۔
پر اسے کوئی ہوش نہیں تھا، اسکا وجود بالکل ٹھنڈا سن پڑ گیا تھا۔۔
جیسے خون سارا وجود میں جم چکا ہو۔۔
وہ بوکھلاتا اسے ہوش میں نا آنے پر دلاور نے یہاں وہاں دیکھا
اچانک اسے گاڑی کی چھت یاد آئی۔۔ وہ ایکدم ہی توقیع کے وجود کو بانہوں

میں بھر کر تیزی سے بٹن دباتے ہوئے سنروف کو کھولتا دیکھنے لگا۔۔
جیسے ہی گاڑی کی چھت کھلی یخ ٹھنڈی ہواؤں نے ایکدم اندر داخل ہو کر وجود پر
حملہ کر کے کپکپی طاری کرنی چاہی پر وہ بے حس ہو گیا تھا۔۔
لڑکھڑاتا سنبھلتا ہوا وہ توقیع کے وجود کو بانہوں میں بھر کر سیٹ پر
سنبھل کر کھڑا ہوتے ایکدم گاڑی کی چھت کو تھاما۔۔

وہی سرد ہوائیں وہی برفانی پہاڑ، وہی برف کے پانی میں تیرتے ہوئے
ٹکڑے۔۔ اور بس وحشتناک تھی تو ہوائیں۔۔ جنہوں نے مزید خون
جمانے میں کوئی قصر نا چھوڑی تھی۔۔

دلاور نے اپنی پوری قوت لگا کر توقیع کو باہر چھت پر منتقل کیا اور خود
سیٹ پر کھڑا ہوتا۔۔ یہاں وہاں کی صورتحال کا جائزہ لینے لگا کہ کس
طرح اس ناگہانی موت سے بچا جائے۔۔

یہ تو طے تھا جب گاڑی پل سے پانی میں گری تھی توقیع بیہوش ہو گئی
تھی، اور دلاور کا سر ونڈو سے ٹکرا کر ایک جانب لڑھک گیا تھا۔
پر جیسے ہی آہستہ آہستہ گاڑی میں ٹھنڈا پانی گھسنے لگا اس سے توقیع کا خون

حبم چکا تھا۔ اور اب اسے بچانا تھا کسی بھی حال میں ورنہ اسکے جو بیہوشی میں جانے سے پہلے منظر لہرائے تھے خوفناک وہ سچ نا ہو جائیں۔۔

وہ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ ایک بار پھر گاڑی جھٹکے سے رکی۔۔ بھیگی توقیع اچانک اس جھٹکے سے اسکے ہاتھ سے پھسل جاتی پر اسنے فوراً اسکے وجود کو ہاتھوں میں دبوچ لیا۔۔

پانی کے زور پر گاڑی تو مسلسل ہل رہی تھی پر اسکی خوش قسمتی کہ وہ ایک جگہ پھر سے اٹک گئی تھی۔۔

دلاور نے آہستگی سے خود بھی گاڑی کی چھت پر آتے ہوئے پاؤں اندر ہی لٹکے رہنے دیئے اور باہر گاڑی کا جائزہ لیا۔۔

یہ دیکھتے تھوڑا بہت سکون آیا کہ ایک سائیڈ درخت تو دوسری سائیڈ پتھر سے اسکی گاڑی اٹک گئی تھی۔۔

اب یا تو درخت کو ٹوٹنا تھا یا پتھر کے دور ہونا تبھی ہی یہ گاڑی آگے پانی کے بہاؤ پر بڑھ سکتی تھی۔۔

اسنے شام کے ان پہروں میں رب کے مہربان ہونے پر آسمان کی سمیت ایک شکرانے بھری نگاہ ڈالی۔۔

یہ مری کا ہی کوئی برفانی مگر جنگلات بھرا علاقہ تھا، جہاں دونوں سائیڈز مین تو تھی پر اس سے کافی دور تھی۔ اور دلاور جاتا بھی کیسے وہاں تک توقیع کو لیکر۔۔

اور اگر نا بھی لیکر گیا تو یہیں اسکا وجود اسی سردی میں ختم ہو سکتا تھا۔۔ سب سے پہلے تو اسے رب نے موقعہ دیا تھا کہ اسے ہوش میں لا سکے۔۔

اور اسنے ایسا ہی کیا۔۔ اسکا سر گود میں رکھتے دلاور نے سینے پر دونوں ہاتھوں کا زور دیتے، گہرا سانس بھر کر چہرے کو پکڑتے اس پر جھک کر اپنی سانس کو اسکے اندر منتقل کیا۔۔

توقیع!!' وہ گال تھپتھپاتا ہوا آس پاس دیکھتے پھر سے گہرا سانس" بھر کر اسکے چہرے پر جھکا۔۔

سر پر چوٹ کی وجہ سے اسکا خود کا سر چکرا رہا تھا پر خود سے زیادہ اسے اہم وہ گود میں سر رکھے پڑا وجود تھا۔۔

اور یہ بھی جانتا تھا جب اسے ہوش آئے گا تب یہاں کا منظر دیکھ کر اسکی کیا حالت ہو گی۔۔

اور مزے والی بات یہ تھی کہ انکے پاس کھانے کیلئے بھی کچھ نہیں تھا سواء ایک دوسرے کے۔ وہ اسے کیسے یہاں زندہ رکھے گا اور یہاں سے بچا کر نکلے گا بھی کیسے۔۔

اگر وہ تیر کر نکلے بھی تو کیا توقیع دل مضبوط کر لے گی۔۔ اسکے سواء راستہ بھی تو کوئی نہیں تھا۔ کوئی زی روح موجود نا تھی سواء انکے۔

اگر کمینوں کو پھینکنا ہی تھا تو بھی کسی اچھی جگہ پھینکتے یہاں کہاں لا کر جنگلات میں بھینک دیا تھا۔۔

وہ توقیع کو ٹھنڈی سانسوں سے اٹھتے نا دیکھ کر جھٹکے سے اپنی شرٹ کو اتار گیا۔ اور اسکا اوپری سوکھا جو تھوڑا بہت حصہ تھا اسے سمیٹ کر ایک گھڑی کی شکل دیتے منہ پر رکھا اور اس میں ٹھنڈی سانسیں چھوڑتے پھر سے کھینچتے سانسوں کو گرم کرتا ہوا انہیں سانسوں سے توقیع کے چہرے پر جھک گیا۔۔

وہ پوری جدوجہد کر رہا تھا، خاموش نہیں بیٹھا نا ہی ہار مانی بلکہ پوری شدتوں سے اس میں سانسیں منتقل کرتے وہ اسکی ناک کے رستے اندر داخل ہوئے پانی کو بھی زور دیتے ہوئے منہ سے نکالنے لگا۔۔

اسکی اتنی بار کوشش کرنے پر بھی وہ ذرا سے ٹس سے مس نا ہوئی۔۔ دلاور نے

آسمان کو دیکھا کہ اور رب سے مخاطب ہوا" ایسی بھی کیا ناراضگی مجھ
"سے۔۔
وہ آنکھوں میں آئی نمی پیچھے دھکیلتے ہوئے اسکے خوبصورت چہرے کو
دیکھنے لگا۔

توقیع بابا کیا کہیں گے کہ انکی بیٹی دی اور میں نے خیال بھی ٹھیک سے"
نہیں رکھا۔۔" وہ اسکا گال تھپتھپاتا ہوا گہری سانس کھینچ کر ایک
آخری موم سی امید کے تحت اس پہ جھکنے ہی لگا تھا۔۔

ہے لڑکے۔۔۔!!!" اچانک فضا میں اسے متوجہ کیلئے پکار گونجی۔۔"
وہ جھکتا جھکتا اچانک پکار پر جھٹکے سے سیدھا ہوا۔۔
اسنے بائیں جانب دیکھا۔۔

لڑکے یہاں!!" معاً پھر سے پکار گونجی دلاور نے دائیں جانب دیکھا اور"
یہ دیکھ کر وہ حیران ہو گیا تھا کیونکہ وہاں دور دریا کنارے کوئی ایک
نہیں جانے کتنی تعداد میں لوگ جمع تھے۔۔۔
اسکے حواس بحال ہوئے اسنے توجہ غور کیا تو وہ کوئی جنگلی علاقہ

نہیں بلکہ جنگلات والا گاؤں تھا۔۔ اور سامنے دھندلے سے چادریں اوڑھے کھڑے لوگ انہیں کو دیکھ رہے تھے۔

دلاور کے دیکھنے پر وہاں موجود عورتوں بچوں میں کھلبلی مچ گئی جبکہ مرد حضرات سنجیدہ شاید پریشان کھڑے تھے۔

وہ ابھی توقیع کو دیکھتے پھر انہیں دیکھتا کہ کہیں پھر یہ بھی کوئی خواب تو نہیں یا پھر وہی خیالات۔۔

پر نہیں۔۔۔ کیونکہ سامنے موجود لوگوں میں سے اچانک ہی کچھ جانباز لوگوں نے اس تیز بہاؤ والے سرد پانی میں بھی شام کے اس ٹھنڈے پہر چھلانگیں لگا دی تھیں۔۔

اور کہیں گم ہو چکے تھے۔۔۔

کہیں کوئی انسانی جان کے دشمن تو نہیں؟" اس سنسان جگہ پر" جہاں اتنا گہرا پانی اور بڑے بڑے درخت برفانی بلند پہاڑ موجود تھے۔۔

ایسی جگہ پر اچانک ان لوگوں کی موجود کسی خطرے سے خالی نہیں ہو سکتی تھی۔ نظروں کے فوکس کرنے پر انکے عجیب و غریب ہونے

سے یہی اندازہ لگایا کہ وہ آدم خور تو نہیں ؟؟؟
پر ایک ہی جگہ اتنے آدم خور کیسے ہو سکتے ہیں ؟؟" ساتھ یہ بھی سوچ آئی"
کیا رب اس پر مہربان ہو چکا تھا کیا اسکے لئے اپنے بندے بھیج"
"دیئے تھے ؟؟

وہ حیران ہو گیا تھا جب ان سب جوانوں نے ساتھ لائی ہوئی رسیوں سے گاڑی کو سختی سے باندھ دیا تھا۔ اور گاڑی کا سہارا لیکر وہ پانی سے باہر آتے ہوئے سامنے موجود لوگوں کو اشارہ دینے لگے تھے۔
انکی کمر میں ایک رسی بندھی ہوئی تھی جو کہ انہیں پانی کے بہاؤ سے بچانے کیلئے تھی۔ ساتھ انہوں جو دوسری رسیاں گاڑی سے باندھی تھیں ان رسیوں کو سب نے پکڑ کر حرکت دی جس سے کنارے پر موجود مزید تمام نوجوانوں نے کھینچنا شروع کر دیا تھا۔ پیچھے انکا زور اور آگے انکا کھنچنا، گاڑی نے حرکت کی۔۔
دلاور کا دل دھڑک اٹھا جب گاڑی جو اٹکی ہوئی تھی اچانک جھٹکے سے نکلی۔۔
زوردار جھٹکا لگا جس سے وہ پھسل کر پانی میں گرتا کہ برقی رفتاری سے گاڑی کی چھت کو پکڑ کر خود کو دنبھالنے کے ساتھ توقیع کے سرد سن وجود کو

مضبوطی سے پکڑ لیا۔

"بھائی آپ گاڑی کے اندر کھڑے ہو جائیں پانی کا بہاؤ موسم کی وجہ سے زیادہ تیز ہے۔ گاڑی ایسے کئی جھٹکے کھا سکتی ہے آپ دونوں کو نقصان ہو سکتا ہے۔" معاً دلاور کو گرتے سنبھلتے دیکھ کر اچانک ایک نوجوان کی نظر اس پر پڑی ادنے جلدی سے سانس بحال کرتے ہوئے کہا۔

دلاور نے پانی ہواؤں کے تیز شور پر اسکی آواز سنی اور فوراً سے عمل بھی کیا، کیونکہ وہ خود یہی کرنے والا تھا، صورتحال کو دیکھتے ہوئے۔
اسنے ایک بازو توقیع کی کمر میں حائل کرتے ہوئے اسکو سنبھال کر دوسرا گاڑی کی چھت پر رکھا اور آہستہ سے سیٹ کا تعین کرتے ہوئے ہوئے وہ اندر پانی سے آدھی ہوئی گاڑی میں اتر گیا۔۔ اور توقیع کو کھینچ کر پاس کرتے ہوئے اسے کندھے پر ڈال کر ایک ہاتھ سے اسے پکڑے دوسرے سے گاڑی کو تھام کر سر دپانی میں کھڑا تھا۔۔
اسے تو حیرت تھی اتنے سر دپانی میں وہ لڑکے کیسے موجود تھے۔ اسنے انہیں دیکھتے اپنی ہڈی کو توقیع کی کمر کے اوپر ڈال دیا تھا۔ فضا میں پانی

کے شور کے ساتھ اسکے پاؤں میں موجود پائل کی بھی آواز وقتاً فوقتاً گونج رہی تھی۔

گاڑی کو نکالنا نہایت ہی مشکل ہو گیا تھا، وہ اپنی پوری کوشش کر رہے تھے پر گاڑی پانی کے تیز بہاؤ پر نکلنا ناممکن بن چکی تھی۔

اچانک ہوائیں تیز ہوتیں ساتھ گاڑی بھی پانی کے تیز بہاؤ میں بہنے کیلئے اسی ہواؤں کے رخ سمیت بڑھ جاتی، اب کیا ہونا تھا، صورتحال کو سمجھنا بہت مشکل تھا۔

اس حالت میں توقیع کو پانی میں لیکر جانا بھی سراسر اسکی موت برابر تھی۔۔

"کوئی اور راستہ نہیں جس سے نکلا جائے؟" دلاور جان گیا تھا کہ گاڑی کا یہاں سے نکلنا ناممکن میں سے ہے البتہ وہ خود یہاں سے توقیع کو لیکر نکل جائے یہی رب کی اس پر کرم نوازی ہو گی۔۔

"جی بھائی گاڑی تو ہم یہاں کسی درخت سے باندھ دیں گے۔ اور صبح سارے بندوبست کے ساتھ نکال بھی لیں گے ابھی آپ اگر ممکن سمجھے تو چلیں گے ہمارے ساتھ؟" ان سب نے دلاور کی بات سن کر باہر آتے ان میں سے ایک نے سب کی تاکید کے بعد پوچھا۔۔

"دلاور کو یہی لگا" نیکی اور پوچھ پوچھ

ہاں ضرور مجھے کوئی ایشو نہیں بس جلدی کوئی بندوبست بن جائے تاکہ "
میں اپنی بیوی کو لیکر باہر آسکوں۔۔" اسکی رضامندی جان کر ہی
سب نے ایک بار پھر کھلبلی مچ گئی تھی انہوں نے جلدی جلدی سے
کارکردگی دکھاتے ہوئے گاڑی کو پاس موجود تمام درختوں سے کس کر باندھ دیا
تھا کہ وہ وہیں ساکت ہو گئی تھی۔۔

اس دوران انہیں کافی گھنٹے بیت گئے تھے، اور اندھیرا ابھی کافی پھیک چکا تھا
مزید، جنگلات بھرا علاقہ تھا جس وجہ سے اندھیرا ابھی کافی
گہرا ثابت ہو رہا تھا۔

وہ کنارے سے زیادہ دور نہیں رہے تھے، پر پھر بھی گسڑی نکالنا مشکل تھا۔
پر اب سب دے بڑی مشکلات کا وقت تھا کہ توقیع کو کیسے اس
ٹھنڈے پانی سے نکال کے لے جایا جائے۔ جبکہ اسکے جسم کو اس
وقت تپش کی ضرورت تضی تاکہ اسکا خون روانی کر سکے۔ اگر ایسا ہی رہا تو
اسکے لئے یہ کافی ذایت ناک ہوتا وہ اسے یقیناً آج کھو دیتا۔۔

پر وہ خدا سے ناامید کبھی نہیں ہوا تھا، اسنے اپنی زندگی کی تمام وحشتیں
برداشت کی تھیں تو وہ صرف رب کی رضا سمجھ کر، کچھ مجبور

ہو کر۔۔۔

اور آج اسنے کسی قیمت اپنا یقین نہیں ٹوٹنے دیا، یہاں تک بھی جب اسنے توقیع کو اپنی پشت پر رسیوں سے باندھا، اور دوسری رسی کو کس کر اپنی کمر میں باندھ لیا۔۔

اسنے رب کا نام لیکر گاڑی سے باہر نکلتے ہوئے ایکدم پانی میں چھلانگ لگائی۔۔ جہاں "بسم اللہ" کرتے ہوئے ان نوجوانوں نے ایکدم اسکی سمیت تیرتے ہوئے اسکے بازوؤں کو تھاما تھا وہیں دوسری طرف اشارہ دیتے کھینچنے کا حکم دے دیا۔۔ اسکے ساتھ نوجوان پیراک تھے۔ جو بڑی ہمت سے اسکے بازوؤں کو تھام کر پسنی کے بہاؤ کو مات دیتے رسی پر کھینچتے ہوئے کنارے کی سمیت بڑھ رہے تھے۔

پانی نہایت ٹھنڈا تھا، توقیع کا سر اسکی گردن پر رکھا تھا، ہاتھ آگے تھے صرف منہ کے علاوہ وہ پھر سے ٹھنڈے یخ پانی میں پوری بھیگ چکی تھی۔۔

دلاور کا دل اس قدر آتشیں ہو گیا تھا کہ بس نہیں تھا وہ پانی ہوا برف سب میں آگ بھڑکا دے۔ اگر اسکی توقیع کو کچھ ہوا تو اس زندگی کو وہ اپنے ہاتھوں سے یہیں ختم کر دے گا۔۔

پر وہ رب سے نا امید نہیں تھا، بہت ہمت سے اسنے اسے ساتھ لمحے جینے کیلئے خود غرض ہو کر پاس رکھا تھا۔ وہ کیسے ہار دیتا اسے۔۔

اللہ رحم کرے۔۔ اللہ رحم کرے۔۔ "انکے کنارے کے قریب" آنے پر سب نے اللہ کو حامی کرتے ہوئے رسی کو جلدی جلدی کھینچتے ہوئے سب لڑکوں کو، اور ساتھ دلاور کو بھی سہارے دیکر باہر خشک زمین پر لائے جہاں وہ آتے ہی منی بل گہرے سانس بھرتا ہوا گر گیا۔۔

وہاں موجود سب کے دل دہل اٹھے جب اسکی پشت پر بندھی دلہن کو دیکھا، روح کانپ گئی سوچتے کہ خدا نہیں کس طرح اچانک ہولناک موت کے منہ سے انکی زندگی کو بچایا تھا۔۔۔
آگے تو پانی سیدھا پہاڑ کے نیچے گر رہا تھا، ساتھ ساتھ کتنے پتھر تھے۔ اگر انکے لڑکوں کی گاڑی پر نظر نا پڑتی، اور ایسے حادثات سے پہلے آشکار نا ہوتے تو شاید ہی آج وہ زندہ باہر ہوتے۔۔

گرم چادریں لاؤ جلدی۔۔ "بوڑھی عورتوں نے جلدی سے کہتے ہوئے دلاور کی" پشت سے توقیع کے وجود کو کھولا۔۔

اللہ اللہ مہتاب بنو (چاند سی دلہن) تو ٹھنڈ سے نیلی پڑ گئی ہے۔۔""
ایک معزز عمر دراز خاتون نے دلاور کی پشت سے توقیع کو الگ
کرتے لڑکیوں کی لائی ہوئی چادروں میں لپیٹ کر جب چہرہ دیکھا تو
ہول کر گویا ہوئیں۔۔۔

اٹھ جوان ہمت کر۔۔"مرد حضرات نے آگے بڑھتے ہوئے دلاور کے"
وجود کو کندھوں بازوؤں سے پکڑ کر کھڑا کیا تھا۔۔
اسکا خون پہلے ہی بہت بہہ چکا تھا اور اب مسلسل سانس
روک کر تیرنے پر اسکی حالت خراب ہو گئی تھی۔

دادا حضور انہیں گھر لے چلیں۔"سب لڑکوں نے شال اوڑھتے ہوئے"
انکے پاس آکر کہا۔۔
ہاں ہاں جلدی چلو بچی کو بھی ہوش نہیں اللہ خیر کرے ہیروں"
جیسی دلہن ہے، خدا عمر دراز کرے آمین آمین۔۔"دادی حضور
بوکھلائیں ہوئیں کہتیں توقیع کو بازوؤں میں بھر کر جانے لگی تھیں پر
دلاور نے حواس بحال کرتے ایکدم آگے بڑھتے ہوئے ان عورتوں سے کھینچ کر
توقیع کو اپنے بازوؤں میں بھر لیا اور ہراساں نظروں سے اسکے

چہرے کو دیکھنے لگا۔۔

اس افتاد پر وہ عورتیں بوکھلا گئیں جبکہ مردوں نے انہیں ریلیکس رہنے کا اشارہ دیا اور انہوں نے دلاور کو دیکھا۔۔

توقیع!! توقیع آنکھیں کھولو توقیع۔۔ یہ آنکھیں کیوں نہیں کھول" رہی اسے کہو آنکھیں کھولے میں اسے ایسے نہیں دیکھ سکتا پلیز اس سے کہو آنکھیں کھولے توقیع۔۔" وہ پاگلوں کی طرح ہوش میں آتے چادروں میں لپٹی ہوئی توقیع کو جھنجھوڑتا ہوا دیوانہ سا غرا رہا تھا۔

بیٹا سنبھالو خود کو اللہ نے چاہا کچھ نہیں ہوگا آؤ ہمارے ساتھ چلو" جلدی اگر یہیں کھڑے رہے تو خدانا کرے بہت نقصان اٹھانا پڑے گا تمہیں۔۔
یہیں پاس ہے گاؤں ہمارا وہاں چلو ان شاءاللہ جلد ہی ٹھیک ہو جائے گی۔۔ موسم کے تاثرات دیکھ کر لگ رہا ہے چند منٹ میں ہی پھر سے برف باری ہونے والی ہے۔۔" دو بڑھے سفید لمبی داڑھیوں والے آدمیوں نے

اسکے دائیں بائیں شانے کو تھام کر حوصلہ دیتے ہوئے اسکی آنکھوں سے آنسوں صاف کیے اور اپنی شال اسکے گرد ڈالی۔۔

ان سب کو وہ خوبصورت سا نوجوان ساتھ بہت بھایا تھا، اور ساتھ حوروں جیسی بنو لیکر شاید یہاں گھومنے آیا تھا، پر اکثر کی طرح شاید اسکی بھی گاڑی پل سے ہی گری ہو گی۔۔

ٹھیک ہو جائے گی؟؟" دلاور نے توقیع کے نیلے چہرے کو دیکھتے انکی" آنکھوں میں دیکھا۔۔ وہ اس قدر اب ٹوٹ چکا تھا کہ دل چاہا خدا سامنے آئے اور وہ اسکے آگے ہاتھ جوڑ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگ جائے۔۔۔

جانے کون سا اسکا عمل ایسا برا تھا کہ وہ اس قدر وحشتوں میں آگیا تھا، کیا لوگ ٹھیک کہتے ہیں وہ سچ میں منحوس تھا جس وجہ سے اسکی پرچھائی میں جو بھی آتا اپنا آپ کھو دیتا تھا۔۔

ہاں بالکل ٹھیک ہو جائے گی بیٹا ہمت کرو ایسے بہت سے حادثے" ہوتے ہیں اور اللہ کا کرم ہے ان میں بہت سے لوگوں کو ہمارے نکال لاتے ہیں۔۔" وہ دلاور کو سمجھاتے ہوئے اسے لیکر سامنے اونچے برفانی ڈھلوان

کی طرف بڑھتے ساتھ چلتے لڑکوں سے بولے۔۔

جاؤ جلدی سے مبشر کے روم میں آتش دان جلاؤ۔۔" دادا حضور کے "
کہنے پر "جی" کرتے ہوئے ایک نظر دلاور پر ڈال کر بھاگے۔۔

بہت مشکل سے ایک دوسرے کے سہارے وہ برفانی ڈھلوان
چڑھ کر اوپر آئے تھے۔

ہمارے لڑکوں نے تمہاری گاڑی کو دیکھا تھا جب بادشاہ اسے اپنے "
ساتھ لیکر جا رہا تھا۔ وہ ہم سب کو بلانے آئے اور ہمارے نوجوانوں
رسیاں اٹھا کر تمہیں بچانے کیلئے آ گئے۔۔۔

اور پھر اللہ کو کرم دیکھو، بادشاہ پوری موج میں تھا پر رب جسے رکھے
کون چکھے۔" وہ ان سے کہہ رہے تھے جبکہ ڈھلوان کے نیچے موجود لوگوں کے
ہاتھ میں لائٹنگ تھامے کھڑے تھے سب۔۔

وہ جلدی جلدی نیچے اترے۔ لوگوں میں کھلبلی مچ گئی،

میں جا کر کمرہ ٹھیک کرتی ہوں تب تک لیکر آئوں انہیں۔۔""
وہاں موجود دادی حضور نے جلدی سے کہا اور لائیٹنگ تھامے کھڑی لڑکیوں
کو اپنے ساتھ اشارہ دیکر تیز تیز قدم اٹھائے آگے بڑھ گئیں۔۔

کیا ہوا؟ کون ہیں؟" سب کی سرگوشیاں گونج گئیں اندھیرہ تیز "
بڑھ گیا تھا کہ وہ آس پاس کچھ بھی دیکھ نا پائے نا ہی دلاور کو کچھ ہوش تھا

دیکھنے کا۔۔

جو ہوش تھا وہ سب توقیع کیلئے تھا، جسے بھاگتے ہوئے وہ ساتھ ساتھ جھنجھوڑ کر ہوش میں لانے کی کوشش بھی کر رہا تھا۔۔

فضا میں ہواؤں کی سرسراہٹ کے ساتھ مویشیوں کی آوازیں، دور دور بھونکتے ہوئے کتے، ساتھ وقتاً فوقتاً گھوڑوں کی سانس چھوڑنے کی مخصوص آواز بھی شامل تھیں۔۔

اور ان سب آوازوں میں لوگوں کی سرگوشیاں، بھاگتے قدموں کی آہٹ بھی تھی۔ ایک براسا کاٹھ کا گیٹ دھکیل کر لڑکوں نے کھولا۔۔۔

وہ دونوں بوڑھے آدمی داخل ہوئے پیچھے دوسرے لوگ بھی، روشنی گرمائش کیلئے دور دور آگ دہک رہی تھی جس سے نکلتی گرمائش اس پورے بڑے سے میدان میں پھیلی ہوئی تھی۔۔

جانے کتنے اس کمپاؤنڈ میں گھر تھے۔ سارا جوائن سسٹم لگ رہا تھا، قطاروں میں کمرے بنے ہوئے تھے۔۔ لڑکیاں بچے بوڑھے جوان مرد بہت سے لوگ تھے اس کمپاؤنڈ کے بیچ تھے۔

یہاں آؤ۔۔۔" دائیں جانب سے ایک روم سے عورت نکل کر آئی وہی"

سابقہ عورت تھی جو لڑکیوں کو لیکر ان سے پہلے وہاں سے بھاگی تھی۔۔
دلاور توقیع کو تھامے اندر بڑھ گیا، عورتیں سائیڈ ہو گئیں تھیں دلاور نے اندر داخل ہوتے سامنے آتش دان کی روشنی میں پڑی چارپائی پر توقیع کو ڈالا۔۔

قریب بوڑھی خاتون اور جوان عورت نے لحافے اٹھا کر توقیع کے اوپر ڈال دیئے۔۔

بے فکر رہو ان شاءاللہ آتش دان گرمائش پر جلدی ہی خون میں" روانی آجائے گی اور ہوش بھی آجائے گا اسے۔۔"بات کرتے ہوئے انکے منہ سے بھانپ نکل رہی تھی۔۔

اس بوڑھے بوڑھی کے بہوؤں نے دروازے پر جمع ہوا رش کم کیا دلاور ایک کاٹھ کی پڑی چیئر اٹھا کر چارپائی کے قریب آکر بیٹھ گیا۔۔۔

بس یہ اٹھ جائے مجھے اللہ سے اور کچھ نہیں چاہیے۔۔"اس" بوڑھے سفید داڑھی والے آدمی کا ہاتھ سر پر آنے سے اسنے آنکھیں پونچ کر کہا۔۔

اللہ پر یقین رکھو سب ٹھیک ہو جائے گا بچے۔"ان دونوں بڑھے میاں" بیوی نے پیار سے کہا۔۔ دلاور توقیع کی بند آنکھوں کو دیکھتا بے چین

تھا۔۔

ذراسی تو حرکت کرلے وہ۔۔ کتنا تڑپا رہی تھی، شاید اپنے سارے بدلے بے باک کرنے کے ارادوں میں تھی۔۔

"جاؤ دودھ میں ہلدی ملا کر لے آؤ بچے کو بھی چوٹیں لگی ہوں گی۔۔" دلاور کو دیکھتے اس بوڑھے آدمی نے کہا۔

ایک شاید باہر رہ گیا تھا دوسرے دلاور کے ساتھ ہی تھا،

"جی میں بھیجتی ہوں۔ بنو کو ہوش آجائے تو اسکے لئے بھی نیم گرم دودھ لے آؤں گی۔" وہ سر ہلاتیں ہوئیں بدروازے کی طرف بڑھ گئی۔

انکے باہر قدم رکھتے لڑکیوں عورتوں نے گھیر لیا تھا، وہ سرگوشی میں ان سے کچھ کہہ رہی تھیں جو کہ دلاور کو کچھ سمجھ نہیں آئی البتہ انکے رویے سے یہ اندازہ لگا چکا تھا وہ بہت مہمان نواز بلکہ نرم دل لوگ ہیں۔۔

"اگر اس سب کے بعد بھی ہوش نا آئے تو تم کچھ کوشش کرنا۔۔" بوڑھی عورت کے جانے کے بعد پاس بیٹھے دادا حضور نے دلاور کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے آہستگی سے کہا۔۔

"اسنے ناسمجھی سے انہیں دیکھا۔۔" میں کیسے؟

وہ بوڑھے دادا حضور اسے دیکھ کر مسکرا دیئے۔۔ اور انکی مسکراہٹ کو دیکھتے دلاور کے دماغ میں بھی کلک ہوا۔۔ وہ سرخ پڑ کر چہرہ جھکا گیا۔۔

ابھی ہم ناراض ہیں۔" وہ توقیع کی زندگی خراب کرنا نہیں چاہتا تھا۔" اسکا کیا تھا آج ہے کل نہیں۔۔ پر اسے توقیع کو برباد نہیں کرنا تھا کہ کل کچھ برا وقت برداشت کے۔۔

تبھی بہانے کے طور جو منہ میں آیا کہہ دیا، جسے سن کر وہ بوڑھے دادا حضور قہقہہ لگا اٹھے۔۔

جان سے بڑھ کر بیٹے ناراضگی تو نہیں ہوتیں۔۔ خدانخواستہ اگر ایسے ہی " سن پڑی رہی تو بیٹی کے وجود کو کوئی بھی حصہ حرکت سے ناکام ہو سکتا ہے۔۔" انکی بات سن کر دلاور کا دل اچھل کر حلق میں آیا۔۔

اللہ نا کرے۔۔" اسنے دھڑکتے دل سے توقیع کو دیکھتے ان سے کہا۔۔" بس نا پھر، اللہ نا کرے۔۔ کہتے ہیں ہمت بندہ مدد خدا۔۔ وہ" صورتحال کو جان کر کے کوئی اعتراض نہیں کرے گی۔۔ اگر کیا بھی تو تمہاری دادی حضور سمجھا دیں گی بچی کو۔۔" وہ اسے اپنا بیٹا سمجھ کر بات کر رہے تھے دلاور سر جھکا کر اثبات میں ہلا گیا۔۔

اور چور نگاہوں سے توقیع کو دیکھنے لگا۔ اسکا دل دھک دھک کر رہا تھا، دماغ باز رکھنے کیلئے اکسا رہا تھا۔۔

اسنے اس سب سوچوں کو جھٹک کر وہاں کے لوگوں پر جما دیں۔ اسنے پاس چیئر پر بیٹھے دادا حضور کو دیکھا۔۔

سفید داڑھی سفید بال، سفید کپڑے سیاہ شال کندھوں کے گرد لپیٹے بیٹھے تھے۔ دلاور کو کچھ ان لوگوں کو حلیہ یاد آیا۔۔ بھڑکیلے لباس عورتوں کے دور سے لائیٹنگ کی روشنی میں چمک رہے تھے۔۔

جبکہ لڑکوں نے سادہ شلوار قمیض سوئیٹر یا شال اوڑھی ہوئی تھی۔ انکا لہجہ دیہاتی تھا، وہ سادہ رحم دل تھے۔۔ جنہوں نے نا صرف انکی جان بچائی بلکہ اسکی توقیع کو بھی بچا کر دیا۔۔ اور اسکے لئے انتا سب کچھ کر رہے تھے۔

نئے لوگوں کو دیکھنے کیلئے چھوٹے سے بڑے تک بہت متجسس تھے، بلکہ دروازے پر ہی کھڑے دلاور کی آواز سن رہے تھے پر اندر آنے سے پہلے اس بوڑھی عورت نے انہیں جھڑکتے ہوئے صبح دیکھنے کا کہتے بھگا دیا تھا۔

دلاور ان سب کا شکر ادا کرنا چاہتا تھا پر اس میں سکت کہاں تھی اتنی۔ وہ نڈھال ہو چکا تھا۔

یہ لو بیٹا یہ پی لو اور یہ کپڑے یہاں رکھ دیتی ہوں۔" اس بوڑھی" نرم گو عورت نے اسٹیل کا دودھ سے بھرا گلاس دلاور کو تھماتے ہوئے کپڑے سامنے دیوار سے لگے ہینگر سے لٹکا دیئے۔۔

دلاور نے شکریہ کہتے گلاس تھاما اور سر ہلاتے ہوئے نظریں توقیع کے چہرے پر ٹکا دیں۔۔

"تم بھی آرام کرو ان شاء اللہ اللہ پاک سب بہتر کرے گا بچی کو بھی ہوش آجائے گا جلدی بس پریشان مت ہونا۔۔ یہ دودھ پیو کچھ ضرورت ہو تو ہم باہر بیٹھے ہیں۔ ہچکچانا نہیں ہمیں اپنا ہی سمجھنا بس آواز دینا ہمیں۔" اس نورانی سفید داڑھی سفید چہرے والے بوڑھے نے دلاور کے سر پر خود ہی جھک کر بوسہ دیتے اسے ششدر سن کر دیا۔۔۔

"بہت اچھا لگا تمہاری خود سے زیادہ اپنی بیوی کیلئے فکر دیکھ کر۔۔ اللہ پاک تم دونوں کو ہمیشہ سلامت ساتھ رکھے گا۔۔" وہ اپنی شفقت بھری آواز میں دلاور کے چہرے کو دیکھتے بولے۔۔

"بنو کو ہوش آئے تو مجھے آواز دے دینا میں اسکے لیے نیم گرم دودھ لاؤں گی۔۔ تاکہ جلد بہتر ہو جائے ہاں۔۔" دادی حضور تاکید کرتیں بولیں۔۔ دلاور نے ہولے سے مسکرا کر سر ہلا دیا۔ دونوں ممتا شفقت بھرا لمس اسکے سر پر پھیرتے ہوئے کمرے سے نکل گئے اور دروازہ بھی بند کر دیا۔۔۔

باہر کھنک سرگوشیوں سے اندازہ ہوا کہ سب موجود تھے۔ وہ انکی سادگی پر مسکرایا اور گہرا سانس بھرتے ہوئے سر میں آتے چکروں کو

محسوس کرتے اسنے ایک ہی سانس میں آدھا گلاس پی کر باقی آدھا لیکر چیئر سے اٹھتا ہوا چارپائی پر بیٹھا۔

کیٹی۔۔۔!!" وہ پیار سے پکارا اسکے گال تھپکنے لگا تھا۔ پر اسکی آنکھیں" ویسے ہی بند تھیں اور وہ بے حرکت بے حس۔۔

اسکے نیلے ہونٹوں کو انگلیوں سے کھول کر دلاور نے دودھ کا آدھا گھونٹ اسکے منہ میں ڈالا۔۔

پُر دانت جکڑے ہونے کی وجہ سے اسکے منہ سے دودھ واپس سے باہر نکل گیا اسے اسنے تیزی سے صاف کیا۔

میری عزت۔۔" اسنے محبت دے سرگوشی کی کہ وہ خوش ہو کر" اٹھ جائے کہ وہ اسے واقعی اپنی مانتا ہے۔۔ پر اسکے باوجود بھی وہ ٹس سے مس نا ہوئی۔۔

اگر تم اٹھ گئی تو قسم تو میں تمہیں بچے بھی دے دوں گا اور جتنا مجھ سے ہو سکا" اتنی خوشیاں بھی۔۔۔ آنکھیں کھولو جاناں۔۔" اسنے نم لہجے میں جھک کر اسکی پیشانی پر اپنے ہونٹ ثبت کیے۔

پر کیا فائدہ ہوا، وہ اپنے بھائی جیسی ضدی نخریلی تھی خاموش پڑی

تھی۔۔ اسکے اتنے نخروں پر دل کا بھی دماغ خراب ہونے لگا۔

دیکھو لڑکی خواب میں تو بڑی خواہشات ظاہر کر رہی تھی۔۔ اور میں" پہلے سے برا شخص ہوں۔۔
مت بھولو اپنوں میں تم بھی شامل ہو اگر نا اٹھی تو وہ دادا جو کہہ کر گئے تھے میں وہ سچ میں کر دکھاؤں گا۔ بعد میں روتی مت رہنا۔۔" اسنے غصے سے دھمکاتے کہا پر وہ شاید اسے سیریس نہیں لے رہی تھی۔۔
تم ویسے ہی مجھے دہشتگرد سمجھتی رہی ہو۔ اگر تین تک گننے پر نا اٹھی تو میں سچ" میں سوتے سوتے ہی ڈاکا ڈالوں گا۔" توقیع کی ٹھوڑی پکڑ کر اسنے چہرہ دائیں بائیں ہلایا اور اسکے نیلے چونچ کی مانند بنے ہونٹوں کو دیکھا۔۔

بیہوشی کے دوران اسنے جو اسے بیچ راہ میں ہی کھونے کا خواب دیکھا تھا، گمراہی میں گم ہونے کا خواب، گہرائی میں گرنے کا خواب دیکھا تھا اس سے وہ خوفزدہ تھا۔
اور اب توقیع کے مسلسل ہوش میں نا آنے پر وہ اندر ہی اندر گھبرا گیا۔
بیٹا!!"معاً ابھی وہ کوئی حتمی فیصلہ لیتا تبھی دروازے پر دستک ہوئی۔"

جی۔۔" دلاور فوراً سے سیدھا ہوتا چارپائی سے اٹھ کھڑا ہوا اور گلاس "
ایک ہی گھونٹ میں ختم کرتے ہوئے وہ دروازے کی طرف
بڑھا۔
اسنے در کھولا تو سامنے چار پانچ عورتیں، تین سترہ اٹھارہ سالہ لڑکے
کھڑے تھے۔۔
بھاؤ یہ دادی جان نے دی ہیں لکڑیاں آتش دان میں ڈال دیں وہ "
برف باری شروع ہو گئی ہے بنو کیلئے اچھا نہیں۔۔" سامنے نیم
اندھیرے میں لمبے چوڑے دلاور خان کو دیکھ کر وہ کچھ جھجھک گئیں۔۔

برف باری ہو رہی ہے؟؟" دلاور سن کر پریشان ہو گیا۔ اسکے ہتھیار "
پاسپورٹس پیپرز سب گاڑی میں تھے۔ گو کہ بیگز فل پروٹیکشن
والے تھے کیونکہ وہ ان میں کبھی کبھی ہتھیار اور کاغذات بھی لے جاتا
تھا، جس پر کافی اٹیک بھی ہوتے تھے۔۔

اسکے سامان کو کچھ نہیں ہو گا اس فکر سے وہ آزاد تھا مسئلہ تو یہ تھا
برف سے گاڑی پر جب دباؤ پڑے گا گاڑی تو نیچے پانی میں اتر جائے گی پھر
کیا وہ اسے نکال پائیں گے۔۔؟

اسنے صبح ان لڑکوں کے ساتھ خود جانے کا فیصلہ کیا۔۔

بہت بہت شکریہ آپ سب کا۔۔پلیز ان اگر صبح کوئی"
میری گاڑی نکالنے جائے تو مجھے ضرور لے جائیں۔"اسنے لکڑیاں لیتے
ہوئے گلاس دیکر ریکویسٹ کی ان سے۔۔

بھاؤ میں اٹھانے آپکو آجاؤں گا۔صبح چھ بجے سب جائیں گے۔""
ان میں سے ایک لڑکے نے جلدی سے خوش ہوتے کہا۔۔کیونکہ
اسنے سب کا آخری فیصلہ سن لیا تھا کہ وہ سب صبح چھ بجے
سارے بندوبست کر کے جائیں گے گاڑی نکالنے۔۔

وہ گاڑی تو اب کسی کام کی نہیں رہی تھی پر شاید وہ ان سب کے کام آئے تبھی
دلاور خاموش ہو گیا اور اس لڑکے کے بالوں پر ہاتھ پھیرتے تھینکس
کہا۔۔
وہ سب اس سے بات کر کے خوش ہو گئے تھے۔
انکے جاتے دلاور نے ایک نظر آنگن کے آگے کھلے میدان میں
گرتی برف پر نظر ڈالی اور گہرا سرد سانس لیتا ہوا واپس دروازہ بند

کر کے لڑکیاں اٹھا کر بجھتے آتش دان کے پاس آ بیٹھا۔۔
اسکی تپش سے اسکے خون کی روانی بڑھی۔ وجود میں بھی جیسے ساری توانائی لوٹ آئی آہستہ آہستہ۔۔ چند منٹ میں چمڑی اسکی دہک اٹھی اور سرخ ہونے لگی۔۔
اسنے اچھے سے لکڑیاں اس میں ڈالیں اور ہوا کرتے ہوئے آگ پھڑ سے تیز کر دی۔۔۔ روم میں پہلے کی نسبت درجہ حرارت بھی بڑھ گئی۔۔
اسے اب بھیگے کپڑوں سے الجھن ہونے لگی۔ ساتھ ہی اس بوڑھی عورت کے دیئے ہوئے کپڑے یاد آئے اسنے لکڑی آتشدان میں ڈالتے وہ وہیں نیچے بیٹھ کر پاؤں سے شوز اتارنے لگا۔
شوز میں پائوں نکالتے ساتھ کتنا پانی نکل آیا تھا۔
کلائی میں بندھی گھڑی کو دیکھا جس میں رات کے گیارہ بج رہے تھے۔ پر یہاں ایسا لگ رہا تھا جیسے دو بجے ہوں۔۔
اسنے گھڑی اتاری ساتھ شرٹ بھی اتار کر ہاتھ میں پکڑے دیوار میں لگے ہینگر کے پاس آ گیا۔
اپنی گھڑی وہاں رکھی ٹیبل پر رکھتے شرٹ نچوڑ کر اسنے لٹکا دی۔ بیلٹ بھی ساتھ اس پر رکھی۔۔ اسنے توقیع کے کپڑوں کو دیکھا۔

ستاروں زری چمک سے سرخ گلابی بھڑکیلا لباس تھا اور بھاری بھی۔ دلاور دیکھ کر حیران ہوا کہ چبھتے نہیں انہیں یہ سب۔۔

وہ سر جھٹک کر دونوں کے کپڑے اٹھا کر چارپائی کے پاس آیا، اور وہاں رکھی ہوئی چیئر کی پشت پر لٹکا دیئے۔ اسنے دروازہ اندر سے بند کر دیا۔ اور پلٹ کر توقیع کو دیکھا۔۔

جو لحافوں میں دبکی ہوئی تھی پر ہوش ابھی بھی نہیں تھا۔ اسکے بھاری ہو گئے تھے اسکی طرف بڑھتے۔۔ پر وہ خود کو حوصلہ دیئے آگے بڑھ کر چارپائی کے پاس آیا بہر حال اب اسکے علاوہ کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔۔

اسکے پاؤں کے پاس آکر اسنے لحاف اٹھایا اور اسکی ٹانگوں پر رکھا۔۔ سفید پاؤں میں پہنی بھاری پازیب کو دیکھتے اسنے پاس بیٹھ کر انگلی اسکے پاؤں کی پشت پہ پھیریں۔۔

اور آہستہ سے پازیب کو اتار لیا۔ اسی طرح اسنے اسکے دوسرے پاؤں سے بھی پائل کو نکالا اور اوپر لحافے ڈال دیئے۔

گہرا سانس خارج کرتے وہ بالوں پر ہاتھ پھیرتا ہوا، پازیب کو چیئر پر رکھ کر اسنے چارپائی پر بیٹھتے ایک آخری امید کے تحت توقیع کی

ٹھوڑی تلے انگلیاں رکھ کر دہکتی ہوئیں سانسیں اسکے چہرے پر چھوڑیں۔۔
وہ اسکی پلکوں کو دیکھنے لگا کہ ذرا سی جنبش آجائے۔۔
توقیع!!" اسنے گھمبیر سرگوشی کرتے اسکے کندھے کو تھاما۔۔"
معاً اسکے بھیگے کپڑوں کا احساس کرتے دلاور چونکا۔۔

آہستہ سے اسکے اوپر لحاف اتار کر سائیڈ کیے اور ایک نگاہ روم میں پھیری کہ کہیں سے ٹھنڈک تو نہیں آرہی۔۔ پر اسکے باوجود روم باہر برف باری ہونے سے ٹھنڈا ہو گیا تھا۔ دلاور نے اپنی ہڈی اور توقیع کے گرد لپٹے ہوئے دوپٹے کو کھینچ کر نکالا چارپائی کے نیچے پھینک دیا۔
وہ اٹھا اور مجبوراً بنا اجازت ہی الماری سے شرمندہ ہوتے تولیہ نکال کر واپس چارپائی کے پاس آیا اور تولیے کو ہاتھ میں پکڑ کر توقیع کو سر بلند کرتے بال رگڑ کر خشک کرنے لگا۔

اسکے بال خشک کرتے اسنے تولیہ اپنے سر پر پھیرا اور جا کر اسے سامنے لٹکی ہوئی بندھی رسی پر ڈال دیا۔۔
فرش کافی یخ بستہ تھا، خاموشی گہری تھی البتہ برف گرنے کا احساس ابھی بھی ہو رہا تھا۔ اسنے مزید انگیٹھی میں لکڑیاں ڈالیں۔۔

اور کچھ دیر آگ کو گھورتے ہوئے وہ پلٹا، نظریں سیدھا چارپائی پر گئیں جہاں وہ بھیگے دلہن کے لباس میں پڑی تھی.

جبکہ روم میں ملگجا اندھیرا تھا، ایک نظر یے سے دیکھا جاتا ماحول کافی رومینٹک تھا،، شکر تھا وہ ہوش میں نہیں تھی۔۔۔

اسنے دھڑکتے دل سے سوچا۔۔

کیا بیوقوفی ہے میں اس سے ڈر رہا ہوں؟" اسنے خود کو جھڑکا۔ اور چلتا" ہوا چارپائی کے پاس آیا۔۔

کتنا اچھا ہوتا اگر وہ ہوش میں ہوتی۔۔ اس سے سرگوشیاں کرتی۔۔"

"سنیں" کہتی باتیں کرتی، شرارتیں۔۔" وہ اسکے پاس آکر بیٹھا اور نیم دراز ہوتے ہوئے دونوں پر لحاف ڈال دیئے۔۔

اسنے توقیع کے ہاتھ کو تھاما۔۔ اور ہونٹوں سے لگاتے ساتھ ہی پیشانی پر محبت کی مہر ثبت کرتے اسکی بند آنکھوں پر ہونٹ رکھے۔۔ اور پھر اسکی چھوٹی سی ناک کو چھوتے ہوئے وہ اسکی آنکھوں کو دیکھنے لگا۔

توقیع؟؟" اسنے بھاری کان میں سرگوشی کرتے ہوئے آہستہ سے اسکی" کان کی لو کو ہونٹ میں لیکر سہلایا۔۔ اپنے مضبوط ہاتھ میں دبے اسکے ہاتھ کو تکیے سے لگایا۔۔

نیلی کیٹی۔۔" اسنے سرگوشی کرتے اسکی انگلیوں کو مضبوطی سے اپنی انگلیوں"

میں جکڑ لیا۔ اور اپنے دہکتے ہوئے ہونٹ اسکی شفاف سفید گردن کی شہ رگ پر رکھے۔۔

اسکا دوسرا بازو آہستہ توقیع کی نازک کمر میں حائل ہو گیا، اسکی قربت کی سرخیاں آہستہ آہستہ دلاور کی آنکھوں پر حملہ آور ہونے لگی۔

اسنے خمار آلودہ نگاہوں سے توقیع کو دیکھا کہ وہ جاگ جائے اور وہ خود پر ضبط بھی کر سکے۔

وہ گہرا سانس بھر کر اسکے دونوں گالوں کو چومتا ہوا ٹھوڑی پر لب رکھ کر اسکے ہونٹوں کو دیکھتا اسکی آنکھوں کو دیکھنے لگا۔۔

اب تمہیں ہوش بھی آئے گا، بلکہ سارے ہوش ٹھکانے بھی آجائیں" گے۔" اسنے سرگوشی کی اور حتمی فیصلہ لیتے ہوئے لبوں میں مسکراہٹ دبا کر وہ اسکے وجود پر موجود بھاری بھیگے کپڑوں کو دیکھنے لگا۔۔

وہ جھک کر اسکے دل کے مقام پر ہونٹ ثبت کرتا، آہستہ اسکے کندھے سے شرٹ کو سرکاتے ہوئے وہاں اپنے ہونٹ ثبت کیے۔۔

چند ہی لمحات میں، روم میں معنی خیز خاموشی چھا گئی، اور آہستہ آہستہ فسوں خیز ماحول بن چھا گیا، جہاں دلاور خان کی دہکتی سانسوں

کے ساتھ دوسرے وجود کی مدھم سی سانسیں روم کی فضا میں ہولے سے بکھریں۔۔

اسنے دونوں پر لحاف ٹھیک کرتے توقیع کے سرخ تپتے ہوئے چہرے کو دیکھا۔ انگلی ناک کے قریب رکھی جہاں سے آہستہ آہستہ سانسیں رواں ہونے لگی تھیں۔۔
وہ متبسم ہوا، اور مخمور نگاہوں سے اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھا۔ وہ شہزادیوں جیسی آن بان رکھنے والی حسن کے دولت سے مالامال آج اس بدکردار شخص کے بانہوں میں تھی جس کی سماج میں عزت دھول برابر تھی۔۔

پر یہ اسکی اپنی عزت تھی۔ اسکی توقیع۔۔ وہ اسکے نازک مدہوش سراپے کو دیکھتا، سایہ بن کر اوپر جھک گیا، اور محبت سے لبریز نگاہوں سے اسکے چہرے کو دیکھتے سر اسکی گردن میں چھپایا جس سے اسکی انگلیوں میں حرکت ہوئی۔۔

پر وہ اسکے سراپے کی مہک، قربت، مدہوش کرتی تنہائی سرد

رات میں خود پر کیے ضبط کی تمام حدیں پھلانگ گیا۔ اسنے ایک گہرا سانس توقیع کی گردن میں کھینچتے اپنی ناک سہلائی۔ اور ساتھ ہی مضبوط بازو اسکی پتلی سی نازک کمر میں حائل کر کے اسے اپنی طرف کھینچ لیا۔ وہ کھینچتی ہوئی جھٹکے سے اسکے دہکتے چوڑے سینے سے آ لگی۔۔

اسکی دہکتی قربت، آتشدان کی تپش سے توقیع کا وجود حرکت کرنے لگا، جسے دلاور نے محسوس کرتے اسکے خدوخال پر اپنے ہونٹوں کا لمس چھوڑا۔۔

"معاً وہ کراہی۔۔ وہ سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگا اور اسکے چہرے کے پاس آیا۔ اسکی آہستہ سے تیز ہوتی سانسوں کو محسوس کرتے ہوئے وہ اسکے بالوں میں ایک ہاتھ پھنسا کر چہرہ اٹھا کر پاس لایا۔۔

"کہو! سناؤ! شور مچاؤ، چلاؤ، ضد کرو نخرے دکھاؤ، بس خاموش نا رہو میری جان۔۔" وہ التجائیہ بھاری گھمبیر سرگوشی میں بولا۔۔

اسکا ابھی بھی جسم جیسے بے جان تھا، چہرہ خوف سے زرد پڑا جب حواسات پر وہ وحشتناک منظر لہرا رہے تھے۔۔

جہاں وہ اس سے ہاتھ منہ کھولنے کی منتیں کر رہی تھی اور عہ ڈرائینگ کرتا،

معغرور بنا انجان ہو کر بیٹھا تھا جیسے اسکے ساتھ سفر میں کوئی اور ہے ہی نہیں۔۔ پر اچانک گاڑی جھٹکا کھا کر گری تھی جسکے ساتھ ہی دلاور خان کا سر ٹھاکے ساتھ ونڈو سے لگا جہاں لہوں کی چھینٹیں اٹھیں۔۔

وہ منظر دیکھتی تو قسیع چیخوں آہوں کیلئے پھڑ پھڑا رہی تھی پر اسکی آزادی سے پہلے ہی گاڑی ڈھرام سے سیدھا پانی میں جا گری۔۔۔

وہ اٹھنے رونے چیخنے کیلئے مچل رہی تھی، پر اسکی بے بس آنکھیں اس پر آئیں اور دوسرے پل وہ لہرا کر گرا تھا۔۔

گاڑی جھٹکے کھاتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی وہ بے آواز روتی خوف سے سن ہوتی خدا کو یاد کرتی دل ہی دل میں آیت الکرسی پڑھنے لگی تھی۔۔

اور پھر اچانک اسکے پاؤں سے ٹھنڈا پانی ٹکرایا۔۔ وہ محسوس کرنے لگی تھی پر کر کچھ بھی نہیں پائی۔ ابھی کلائیاں چھڑواتی یا حرکت کرتی تبھی اسکے کانوں تک یخ بستہ پانی ٹکرایا۔۔ وہ رونے لگی پھڑ پھڑاتی آنکھیں میچ گئی۔۔

اپنے باپ بھائیوں ماں کو اندر ہی اندر چیخ چیخ کر بلانے لگی پر کچھ بھی نا ہو سکا، آخر کار پانی اسکے چہرے پر آگیا۔۔

اسکی ناک سے گھسنے لگا، آنکھوں کے سامنے نیلا پانی۔۔ سانسیں بند ہونے پر وہ رب کے سامنے گڑگڑانے لگی تھیں۔۔

دلاور۔۔۔صام۔۔۔"اچانک اسکی وحشتناک چیخیں گونج اٹھیں۔۔"
وہ پھڑ پھڑانے چیخنے لگی جس پر دلاور نے ایکدم بوکھلاتے اسکے منہ پر
اپنا بھاری ہاتھ رکھ کر اسکی چیخیں دبا دیں۔۔
اسکی چیخیں دب گئی تھیں، فضا میں گوں گوں غر غر گونجنے لگیں
البتہ اسکے ہاتھ پاؤں خود کو بچانے کیلئے وحشتیانہ حرکت کر رہے
تھے جسے محسوس کرتے ہی دلاور نے اپنا پورا بھوج اس پر آہستہ سے ڈال دیا۔۔
توقیع ہشش!!ہم ٹھیک ہیں توقیع۔۔"وہ گھبرایا باہر لوگوں کا خیال کرتا"
اسکی کلائیاں پکڑ کر دوسرے ہاتھ اسکے منہ پر سختی سے دبایا۔
اسے بالکل بے بس کر دیا۔۔اسکی آنکھوں سے گرتے ہوئے آنسوں کو جھک کر
ہونٹوں سے چھوتے ہوئے دلاور نے آہستہ سے اسکے ہونٹوں سے ہاتھ ہٹا دیا۔۔اور
وہی ہاتھ اسکی کمر میں حائل کرتے اسکی پشت کو سہلایا۔۔
روتی ہوئی توقیع اچانک ان انگلیوں کے لمس پر تڑپ کر گہرا
سانس بھرتی سختی سے آنکھیں میچ گئی۔۔
دل!!"وہ ہراساں آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھنے لگی۔۔"
دلاور نے اسکی پھیلی آنکھوں میں دیکھا۔۔وہ اندھیرے میں اسکی
دہکتی سانسوں آنکھوں کو پاس پا کر پاگل ہوتی دونوں لرزتے ہوئے ہاتھوں میں

چہرہ تھام گئی۔۔

دل۔۔ دل۔۔ آپ ہیں نا۔۔" وہ اچانک پھوٹ پھوٹ روتی اسکے چہرے کے نقوش کو آتشدان کی روشنی میں چھو کر محسوس کرنے لگی

ہاں میں ہوں تمہارا دل۔۔۔ اور تم اپنے دل کی عزت!" وہ اسکے ہاتھ کو تھام کر ہونٹوں سے لگاتا سرگوشی میں بولا۔۔

دد۔۔ دل آپکو کچھ ہوا تو نن۔۔ نہیں نا۔۔ ہم۔۔ زندہ ہیں نا۔۔ آپپ۔۔ آپکو کچھ ہوا تو" نہیں نا۔۔ وہ سب جھوٹ تھا۔۔ سب برا خواب تھا۔۔ آپ کو کچھ نہیں ہو سکتا۔۔ ہم الگ نہیں ہو سکتے دل۔۔ مجھے آپ کے ساتھ جینا ہے۔۔۔ آآ۔۔ آپ دور مت جائیں مجھ سے۔۔" وہ اسکے سر کو چھوتی اسکی آنکھوں کو چھو کر دیکھتی سسکنے لگی۔۔

میں ٹھیک ہوں توقیع میں یہیں ہوں تمہارے پاس ہم ٹھیک ہیں۔۔" دلاور اسے اپنے آغوش میں بھر کر سینے سے لگاتے گویا ہوا۔۔

میں ڈر گئی تھی دل ممم۔۔ میں نے۔۔ مم۔۔ موت۔۔۔ دیکھی۔۔" وہ اسکے سینے میں چھپ کر روتی اس سے گویا ہوا ہوئی۔۔

کچھ نہیں ہوگا تمہیں۔۔کچھ نہیں ہونے دوں گا تمہیں۔۔"وہ آنکھیں میچ کر"
اسکے سر کو سینے میں چھپائے گردن میں چہرہ چھپا کر اسے
پر سکون کرنے لگا۔۔
اسکی پشت پر رینگتی ہوئی انگلیوں،پاؤں پر سہلاتی اسکے بھاری مضبوط پاؤں
انگلیوں کا لمس، گردن میں دہکتی سانسوں کو محسوس کر کے توقیع کو دل
بری طرح سے دھڑک اٹھا۔
اسنے جھجھکتے ہوئے سرخ بھیگی آنکھوں کو کھولا۔۔نظروں کے سامنے
اسکا چوڑا سفید سینہ آگیا۔۔اسکی سانسیں بڑھنے لگی آہستگی سے۔۔
اچانک گردن پر اسکے دہکتے ہونٹوں کے لمس کے ساتھ مونچھوں کی چبھن کو
بھی محسوس کرتے وہ مچل اٹھی۔۔
اسکا تنفس بگڑنے لگا،پر وہ اسکی کمر کو سہلاتا محبت سے اسکی گردن کو بھی
چھو رہا تھا جس سے توقیع کی آنکھیں بھاری ہونے لگیں۔۔
دل۔۔۔"وہ خوفزدہ ہو گئی، شرم سے سرخ پڑ کر اسکی قربت کو"
محسوس کرتی لحاف پکڑ کر خود پر ڈالتی جھٹکے سے کروٹ بدل کر آنکھیں
میچ گئی۔۔
دلاور نے سرخ نگاہوں سے اسے دیکھا جو کہ فاصلہ قائم کرتی،ڈر سے
ہولے ہولے کانپ رہی تھی۔۔اسکی سانسیں خود بھاری تھی اسکے خمار

لمس سے۔۔

توقیع نے سختی سے مزید آنکھیں میچلیں جب کمر پر رینگتا ہوا ہاتھ آگے حائل ہوا اور جھٹکے سے اسے واپس کھینچ گیا اپنی سمیت۔۔

اسکے چوڑے دہکتے سینے سے جیسے ہی توقیع کی پشت ٹکرائی وہ زرد پڑ کر بچھی ہوئی چادر کو مٹھی میں دبوچ کر گہرے سانس بھرنے لگی۔۔

کچھ کہو گی نہیں یا یونہی سانسیں بھر کر رات گزارو گی؟" اسنے مزید" پاس کرتے ہوئے اسکے کندھوں تک لحاف اوڑھایا۔۔ کانپتی ہوئی ٹانگوں پر اپنی بھاری ٹانگیں رکھ کر توقیع کی جان نکال دی۔۔

اسکی لرزتی پلکیں حد سے زیادہ بھاری ہو گئیں، اس پر اسکی قربت کا پل پل بھاری پڑنے لگا۔۔ اسکے وجود میں جمے ہوئے خون کی روانی تیزی سے بڑھ گئی۔۔

سس۔۔ سنیں۔۔" وہ تیز تیز سانسیں لیتی اپنا حلق تر کرتی" آگے بڑھتے ہوئے اسکے ہاتھ پر اپنا لرزہ کانپتا ہاتھ رکھ کر دلاور کی کوشش کو ناکام کرنے لگی۔۔

پر یہ کمزور سی گرفت اسے کہاں روک پائی۔ وہ اپنی منمنانیاں کرنے لگا تھا۔ بے باک جارتیں کر رہا تھا اور توقیع کی ادھ کھلی آنکھیں آتشدان کی دہکتی آگ پر ٹکی تھیں۔۔ اور وہ ان جارتوں کو

برداشت کرتی بچھی ہوئی چادر کو پھر سے جکڑ گئی۔۔

اسکے فاصلہ بنانے کی حرکت کو دیکھتے دلاور نے اسکے سر کے نیچے سے تکیہ نکال کر چیئر پر رکھا اور اسکا سر اٹھا کر اپنے کندھے کے قریب بازو پر رکھتے وہ اسکی کمر کو تھام کر اپنے پاس کرتے کھینچ لیا۔

وہ سانس کھینچ کر رہ گئی۔ اور ہولے سے زبان اپنے ہونٹوں پر پھیری۔۔ وہ اسکی جھلساتی قربت سے کسمسا گئی، اپنا حلق تر کرتے اسنے چہرہ اسکے بازو میں چھپایا۔۔

ہوں۔۔" دلاور نے مسکراتے ہنکارہ بھرا اور اسکی پشت پر پھیلے نم" سنہری چمکتے ہوئے بالوں کو انگلیوں سے سمیٹ کر ایک سائیڈ کر دیا۔

ہہ۔۔ہ۔ ہم کہاں ہیں؟" وہ انگلیوں کے لمس پر تڑپتی اسکے بازو پر اپنے دانت" جما کر آنکھیں میچ گئی۔ اسکے دانتوں کے مضبوطی سے جکڑنے پر وہ مسکرایا اور اسکی گردن پر ہونٹ رکھے۔

ایک دوسرے میں" اسنے پشت پر جھک کر کان میں" سرگوشی کی تو قسیع چہرہ تکیے میں دبا گئی۔ وہ اپنی پشت پر ہونٹوں کے لمس مونچھوں کی سرکتی چبھن کو محسوس کرتی نڈھال پڑی گہری سانسیں لے رہی تھی۔۔

وہ اسکی پشت پر ہونٹ رکھتا، اسکے پور پور کو سیراب کر رہا تھا ہونٹوں سے۔ اسکی پیاس بڑھنے لگی تھی اور وہ اسکے وجود کو ہونٹوں سے چھونے لگا۔

اسکے دہکتے ہونٹ جیسے ہی کمر پر ثبت ہوئے، "دل" وہ دہل کر "سی" کرتی اسے پکارتی ہوئی گھبرا کر پلٹ گئی۔۔

پر وہ ہوش میں کہاں تھا جو اسکی روک ٹوک خوف سے رک جاتا۔۔ اسکی گھبراہٹ سے روکنے پر بھی وہ نہیں رکا۔ توقیع اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگی اور گہرے سانس کھینچتی اسکی دہکتی آگ جیسی قربت برداشت کرتی تکیے کو دونوں ہاتھوں کی مٹھی میں دبوچ گئی۔

وہ اپنے پور پور اسکی گرم سانسیں مونچھوں کی چبھن محسوس کر رہی تھی، اسکے ہونٹوں کی شدت جھیلنے لگتی۔ اسکی بے باکیوں نے اسکی سانسیں بند کر دی تھیں۔

اسکی سانسوں کو گردن کے پاس محسوس کرتے اسنے اپنی انگلیاں اسکے گھنے بالوں میں پھنسالیں۔۔

وہ دونوں دھڑکنوں کے ملن پر متبسم ہو گئے۔ دلاور نے ایک ہاتھ اسکی گردن میں ڈالا اور دوسرا اسکی کمر میں حائل کرتے ہوئے وہ اسکی گردن میں شدت سے جھک گیا۔

وہ سرخ تپ گئی۔ شرم سے اسکا چہرہ لہو ٹپکانے لگا، وجود میں پھر

سے کپکپی طاری ہوئی اور گھبراہٹ پہلے سے بڑھ گئی۔
اسنے کمر میں بازو ڈالتے مزید قریب کھینچا جس پر توقیع سرخ پڑتی چہرہ موڑ کر آنکھیں میچ کر لب سختی سے بھینچ لیے۔
دلاور نے اسکی گردن کو ہونٹوں سے چھو کر، چہرہ اسکا اپنی سمیت گھمایا۔۔
"توقیع؟" چہرہ مقابل کرتے دونوں کی دہکتی سانسوں کو الجھاتے ہوئے اسنے پکارا۔۔
توقیع کی حیا سے پلکیں انتہائی بھاری ہو گئی کہ وہ چاہ کر کے بھی اسکی آنکھوں میں نا دیکھ سکتی۔
جان۔۔"اسے ٹس مس نا ہوتے دیکھ کر کان کے پاس سرگوشی کی۔۔"
توقیع نے بالآخر اسکی محبت سے لبریز سرگوشی پر نچلا لب دانتوں میں دبایا اور ہمت سے پلکیں اٹھا کر سامنے دیکھا۔۔

مسلسل پانی میں رہنے کی وجہ سے اسکی آنکھیں انتہائی سرخ ہو گئی تھیں، ان سرخ خمار آلودہ نگاہوں کے نیلے رنگ کو ساتھ دیکھتے وہ کئی لمحات مبہوت ہوتا اسکی آنکھوں میں ہی دیکھتا رہ گیا۔۔
جج۔جی۔۔"وہ ہولے سے مسکراتی سرگوشی سے مدھم آواز میں بولی جو کافی" مشکل سے دلاور نے سنی۔

میں تم سے عشق کرتا ہوں۔۔"وہ اسکی دونوں آنکھوں کو باری باری چوم کر"
سرگوشی میں بولا۔۔"اور میں بھی دیوانی ہوں اپنے مجازی خدا کی۔"
اسنے اپنے ہاتھ کو اسکے گال پر رکھا اور سرگوشی میں بولی۔۔
دلاور نے سن کر مسکراتے اپنا ہلکی بڑھی شیو والا گال اسکے ہاتھ پر سہلایا۔
اور وہ مسکراتی دوسرا ہاتھ دوسرے گال پر رکھتی سر اٹھا کر اپنے لرزتے
ہوئے ہونٹ اسکی چوڑی پیشانی پر رکھ کر آنکھیں شرم سے میچ گئی۔۔

یہ سب کچھ اسنے اتنا اچانک کیا کہ دلاور ساکت سا سن
رہ گیا اسکے اقرار، الفت، لمس پر۔۔۔
وہ لڑکی واقعی دیوانی سی لگی اسے۔۔اسنے اپنی انگلیوں کی مدد سے اسکے گالوں پر چپکے
ہوئے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے ہوئے انگلی کی پشت کان پر پھیری وہ سمٹنے
لگی اس میں۔۔اور اسکا سمٹنا بھی دلکش تھا۔۔
وہ انگلیاں کی پشت سرکاتے ہوئے اسکے گال ٹھوڑی سے گھماتے گردن پر
لایا۔۔توقیع نے آہستہ سے حلق تر کیا۔وہ گردن کی حدیں پھلانگتا ہوا
جارہا تھا توقیع نڈھال ہوتے تڑپ مچل کر سارا فاصلہ
سمیٹ کر اسکے ہاتھ کو بیچ میں روک لیا۔

اور پھولی سانسوں سے اسکے چہرے کو دیکھنے لگی۔۔

پر وہ بھی مسکراتا، اپنی منمانی کرتا فاصلہ اختیار کر کے اپنی انگلیوں کے لمس سے ہی اسکی جان نکال گیا۔

وہ انگلیاں سرکتی ہوئی کمر میں حائل ہو گئیں اور وہاں وہ آہستگی سے انگوٹھے سے سہلانے لگا۔۔

اسنے مچلتے اسکی پشت پر اپنے ناخون چبھا دیئے۔۔ دلاور اسکی میٹھی سی چبھن پر ہولے سے مسکرایا، اور ہونٹوں سے اس تڑپتے ہوئے وجود کو سیراب کرنے لگا۔

وہ گہرے گہرے سانس لیتی، پلکوں کو عارضوں پر گرائے اسکے نرم گرم دہکتے ہونٹوں کی شرارتیں جھیل رہی تھی۔

اسکے وجود کے پور پور میں دھڑکنے بری طرح دھڑک رہی تھیں، رواں رواں اسکے لمس سے کانپتا بے جان کرتا جا رہا تھا۔ وجود میں برقی لہریں سی اٹھ رہی تھیں وہ بار بار تڑپ کر اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتی یا پھر حلق تر کرتی۔۔ وہ اسے سیراب کرتا، سالوں کی تڑپ یادوں کو مٹا رہا تھا۔ اسکے ہر شکوہ شکایات خود میں رفتہ رفتہ جذب کرتا جا رہا تھا۔ اسکی مونچھوں داڑھی کی چبھن سے لب دانتوں میں ذرا سی آنکھیں کھولتے بکھرے تنفس کے ساتھ اچھت کو دیکھا۔۔

فضا میں دونوں کی بکھری بڑھتی سانسیں گونج رہی تھیں، معاً وہ اسکی سمیت آکر اسکی گردن کو ہونٹوں سے چھوتے ہوئے اسے ایک نئے امتحان میں ڈال دیا۔۔

وہ اسکی شدتوں کی بارش میں بھیگتی جا رہی تھی، اور وہ جنون دیوانگی سے اسے بھگا رہا تھا۔۔۔ اسنے بے جان ہوتے ہاتھوں کو حرکت دی اور آہستہ سے اسکے کندھوں پر رکھا۔ وہ ہونٹوں کے لمس سے گردن کو بھگا کر جب اسکے چہرے کے پاس آیا تو قسیع نے جھٹکے سے ڈر کر چہرہ موڑ دیا۔

دل مم۔ میں۔۔۔ "وہ کچھ کہنا چاہتی تھی پر پھولی سانسیں اسے کسی قسم" کی اجازت نہیں دے رہی تھیں بولنے کی۔

دل تمہاری سانسوں میں اترنا چاہتا ہے" سرگوشی میں کہتا" اسکے گال پر لب رکھ کر اسکا چہرہ اپنی طرف گھمایا، وہ اپنی بے بس آنکھوں سے اسکی سرخ خمار کے رنگوں سے لبریز آنکھوں میں دیکھنے لگی جہاں محبتوں کے کتنے رنگ آباد تھے۔۔ جذبات کے بہکے بہکے تاثرات لہریں ٹھاٹھیں مار رہی تھیں۔۔

کیا ہوا؟" اسکے یک ٹک دیکھنے پر دلاور نے چہرے پر پھونک"

مارتے اسکی دھڑکنوں سے دھڑکنیں ملا کر دونوں کے دل کو قرار بخشا۔۔

وہ ہولے سے مسکرائی اور اسکی گردن میں بازو ڈالتے اسکے چہرے کو پاس کر کے اسکی گھنی مونچھوں کو اپنے نازک ہونٹوں سے چھو کر انکے چبھتے لمس سے کسمسائی۔۔
اور اسکے مسکراتے ہوئے تاثرات دیکھتی شرارت سے دانتوں میں دبوچ گئی۔۔۔
دونوں کی الجھتی جھلساتی سانسوں پر، وہ دونوں ہی ایک پل کیلئے اپنی سانسیں روک گئے۔ توقیع نے جیسے ہی سانسیں چھوڑیں دلاور نے اسکی سانسوں میں گہرا سانس کھینچا اور ساتھ ہی اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر اسکے نازک گلابی ہوتے ہونٹوں پر اپنی تمام تر شدتوں سے جھک گیا۔۔

وہ آنکھیں میچ کر اسکے بالوں کو سختی سے جکڑ گئی۔۔ اسکی دھڑکنیں اسکے بھیگے نرم گرم لمس پر تیز ہو گئی کہ وہ جیسے جان ہارنے لگی۔۔
پر آہستہ آہستہ ہوتی نرم گرفت پر وہ بھی بالوں میں گرفت نرم کرتی بے خود سی

اسکے لمس پر، اسکا ساتھ دیتی اسکے گھنے بالوں میں اپنی انگلیاں سہلانے لگی۔۔

دونوں ایک دوسرے کی سانسیں خود میں جذب کرتے، ایک دل ایک سانس ہوگئے۔ دلاور نے اسکی کمر میں بازو ڈالتے آہستہ سے کروٹ بدلی۔۔

توقیع ذرا سی اجازت پر گہرے سانس لینے ہی لگی تھی کہ اسنے اسکا سر ٹھیک سے بازو پر منتقل کرتے اسے واپس سے کھینچ کر، اسکے نرم بھیگے گلابی ہونٹوں کو اپنی قید میں لے لیا۔

وہ نازک چھوٹا سا کمسن وجود کانپ ٹا لرزتا اسکے قریب تھا، دلاور اپنی شدتوں پر اسکی بھیگتی آنکھیں دیکھتا مسکرایا لحاف ٹھیک سے اسکے وجود پر ڈالتے اسے اپنے حصار میں لینے لگا تھا کہ ایکدم توقیع گھبراتی جھٹکے سے کروٹ بدل گئی۔۔

توقیع!!" دلاور نے بھاری گھمبیر سرگوشی کرتے وجود کو کھینچ کر واپس" سے اپنے حصار میں لیا۔

پر اسنے کوئی جواب نہیں دیا البتہ اسکی قربت پر لرز رہی تھی۔ "پہلے تو سنیں، دل، کر کے بڑی ہی قریب بھاگے آرہی تھی اب جب میں

پاس آرہا ہوں تو بھاگ کیوں رہی ہو؟" اسکی خمار آلودہ سرگوشی پر اسنے سختی سے آنکھیں میچلیں۔۔

م۔مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔" وہ بھیگی آواز میں گویا ہوئی۔۔"
مجھ سے؟" دلاور نے اسے سینے میں بھینچ لیا۔۔وہ سرخ تپ کر ہولے"
سے سر ہلاتی اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر گہرے سانس بھرنے لگی۔
تو میں چلا جاؤں؟" وہ گھمبیر آواز میں پوچھتا اسکے کان سے بال"
سمیٹ کر کان کی لو کو دانت میں دبوچ لیا۔وہ سرکتا ہوا اسکی آگے
گردن میں آنے لگا تبھی اسکی سرگوشی سن کر وہ تڑپ کر پلٹتی ہوئی
اسکے سینے میں چھپ کر اسکی گردن میں چہرہ چھپا گئی۔۔
نہیں۔۔" وہ پھولی سانسوں سے اسکے کان میں کہتی اس میں چھپنے"
لگی۔۔دلاور نے مسکراتے ہوئے اسکے چہرے کو ہاتھوں میں تھاما۔۔
وہ آنکھیں موندیں پڑی تھی جسے دیکھتے اسنے جھک کر ہولے سے اسکے ہونٹوں
کو چھوا۔تو قسیع اسکی سانسوں کو جھیلتی لرزتی پلکوں کو اٹھا کر اسکی آنکھوں
میں دیکھنے لگی۔۔
مجھ سے ڈرو گی تو پیار کیسے کرو گی؟" اسنے اسکا بازو سر اٹھا کر اپنی گردن"
میں حائل کیا۔

توقیع نے ہولے سے آنکھیں موند کر نفی میں سر ہلاتے اسکی گردن کو تھاما، ساتھ دوسرا ہاتھ اسکے چوڑے وسیع پشت پر رکھا۔
وہ پوری طرف سے اسکے حصار میں آ گئی تھی، اسکی تیز سست ہوتی دھڑکنے وہ مسکرا کر سننے لگا۔ اور کمر میں بازو حائل کرتے اسے مزید پاس کھینچتے ہوئے اپنی ناک کو اسکے گال پر سہلاتے ناک کر پاس آیا اور اسکی مدھم دہکتی سانسوں میں گہرا سانس لیتے گرفت مضبوط کی، اور اسکے کانپتے خشک ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھنے ہی لگا تھا کہ وہ کترا کر اسکے سینے میں چھپنے لگی۔۔
دل۔۔"اسنے تیز تیز دھڑکتی دھڑکنوں سے اسے پکارا۔۔"
ہوں۔۔"دلاور نے نرمی سے گال سہلاتے اسکے بالوں میں انگلیاں ڈالیں اور" انہیں سہلاتا ہوا اسکا چہرہ اپنے مقابل لایا۔۔

مجھے کبھی خود سے الگ مت کیجئے گا اب۔۔ میں آپ کے بغیر" مر جاؤں گی۔۔"وہ گہرے گہرے سانس لیتی
سرگوشیانہ گویا ہوئی۔۔
دلاور اسکی سرگوشی پر اسکے چہرے کی سرخیوں کو دیکھا اور اسکے لبوں کو۔۔ صرف اسکے لب ہی نہیں اسکی دھڑکنیں بھی یہی

سرگوشیاں کر رہی تھیں۔۔

اچانک ہی اسکے گرد موجود اسکی سخت گرفت کمزور ہوئی۔۔اسکے نازک سے وجود پر جو اسکا بھوج تھا وہ آہستہ سے پیچھے ہو گیا۔۔

توقیع نے شرم حیا سے سرخ نظریں اٹھا کر ذرا سی ہمت کر کے اسکے چہرے کو دیکھا۔۔وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ توقیع کے دیکھنے پر مسکرایا اور آہستگی سے اسکے سر کو تکیے پر منتقل کر دیا۔۔۔

"دلاور۔۔؟" اسکے مسکرا کر اچانک سپاٹ ہوتے تاثرات کو دیکھتی وہ تڑپ اٹھی کہ کہیں اسے ناراض تو نہیں کر دیا۔۔

"سو جاؤ!" وہ اسکے گال تھپتھپا کر اس پر لحاف ٹھیک کرتے خود اٹھ بیٹھا۔

وہ حیران ہو گئی اسکے جملے پر۔۔اس پر شدتیں لٹاتے لٹاتے اچانک یوں سرد سپاٹ کیوں ہو گیا تھا۔۔

"آئم سوری۔۔" وہ بھرائے لہجے میں کہتی اسکے حصار میں آنے کیلئے آغوش میں آ گئی اور گردن میں بانہیں ڈال کر اسکے چہرے کو دیکھنے لگی۔۔

دلاور نے بھی نظریں اسکے چہرے پر ڈالیں۔۔ "میں ساری زندگی تمہارا نہیں ہو سکتا۔۔ منظور ہے؟" وہ اسکی آنکھوں، پنکھڑیوں جیسے ہونٹوں کو دیکھتا گویا ہوا۔۔

جج۔۔جی؟؟؟" توقیع نے نا سمجھی سے اسکے چہرے کو دیکھا۔ وہ کیوں" ایسا کر رہا تھا۔ پہلے وہ ڈر گئی تو اسے منا لیا اور جب وہ مان گئی تو خود کو اسکا کرنے کے بجائے کہہ رہا تھا کہ وہ اسکا نہیں ہو سکتا۔۔۔

کیا جی۔۔؟ سیدھی طرح سمجھ نہیں آ رہی کہ یہاں سے نکلتے میں" تمہیں تمہارے گھر چھوڑ دوں گا۔۔" وہ رات کے اس پہر جہاں ارد گرد فسوں محبتیں رقصاں تھیں اس پل اس سے کرخت لہجے میں کہہ رہا تھا۔

پپ۔۔پر کیوں؟ دل میں تو آپ کی ہوں۔۔ مم۔ میں کیوں جاؤں" واپس؟" اسکی آنکھوں میں تیزی سے آنسوں آ گئے۔ کتنا کٹھور سخت دل شخص تھا ابھی وہ دونوں جان دیتے دیتے بچے تھے۔۔

ایک دوسرے کا ہونے کیلئے تڑپے تھے اور جب رب نے انہیں واپس ملا دیا تھا تو اسکی یہ دل جلاتے، روح کو تڑپاتے ہوئے فیصلے۔

ہاں تم میری ہو۔۔ اور یہ میں مانتا ہوں۔۔ تم میری ہی رہو گی پر یہ" بھی صرف میں مانوں گا۔۔ تم یہ کبھی مت سوچنا منظور ہے؟" اسنے

اسکی کمر میں بازو ڈالتے اسے پاس سرکایا۔ توقیع نے حلق تر کرتے اسکی آنکھوں میں دیکھا کہ یہ کیسے فیصلے ہیں

تت۔ تو میں کیا سوچوں؟" اسکی پلکیں بھیگنے لگیں۔۔"

تم۔۔۔" دلاور اسکے سوال پر لاجواب ہوتا۔۔ آتشدان کی آگ کو دیکھنے لگا۔۔"

تم اپنی زندگی پر توجہ دینا، کچھ بن کر دکھانا، اپنا نام توقیع دلاور خان" رکھنا، ایک نام بنانا دنیا میں کہ اس قبر میں جو میرا نام خاموش دفنا ہوا ہے، وہاں سے پوری دنیا میں گونجنے لگے۔۔

جب جب تمہارا نام پکارا جائے تو ایسا لگے دلاور خان کی عزت کو فخریہ نگاہوں سے دیکھا جا رہا ہے۔۔ میں دفن ہو گیا ہوں کہیں کسی کونے میں۔۔ پر تم میرا ایک نام بنانا۔۔ اپنے نام سے۔۔

اور دنیا جب تمہارے نام کی معنی پڑھے تو سب کے لبوں پر یہی ہو

"عزت دلاور خان"۔۔

تم مجھے نہیں سوچنا بلکہ تم میرا فخر بن جانا۔۔" وہ اسکے چہرے پر ہلکی سے محبت کی پھونک مارتا اسکے برستے ہوئے آنسوں کو ہونٹوں سے چن کر اسے بیڈ پر ڈال دیا۔۔

دل!!!" وہ غصہ ہوئی اسکے سینے پر ہاتھ مارے۔۔"

شش!!" دلاور نے اسکے ہاتھ پکڑ کر تکیے سے لگائے۔ اور اسکی آنکھیں چوم "
لیں۔۔ "تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔۔" وہ روتی نیچی آواز میں
غرائی۔۔۔
تمہیں ابھی اندازہ نہیں کہ میں کیا کیا کر سکتا ہوں؟" وہ اسکی آنکھوں "
میں دیکھتا اسکے نازک سے ہونٹوں کو جھک کر ہولے سے چھونے لگا۔۔ پر
اسکے تڑپانے پر تو قیع نے غصے سے چہرہ موڑ لیا۔۔
یہاں نا صحیح یہاں ہی صحیح۔" اسنے انگوٹھے سے ہونٹ سہلاتے "
اسکی گردن پر پھیرا اور پوری شدت سے جھک گیا۔

تو قیع نے اسکے گدگدانے والے لمس پر کھکھلاہٹ مشکل سے ضبط کی
جب وہ جا بجا لمس چھوڑتا ہوا اسکے چہرے کے سامنے آیا اور خفگی
کے بجائے اسکی مسکراہٹ چھپی دیکھ کر وہ بھی مبہم سا مسکرایا۔۔

بات سمجھ آئی میری۔۔" اسکی پیشانی ہونٹوں سے چھو کر وہ گویا ہوا۔۔ پر "
تو قیع نے نفی میں سر ہلاتے اپنی کلائیاں آزاد کروا کر اسکی گردن میں
حائل کر دیں۔۔
وہ اسکے پاس آ گئی۔۔ پر دلاور نے نفی میں سر ہلاتے اسکی کلائیاں اپنی

گردن سے نکال لیں اور خود بھی فاصلہ بنا کر دور ہو گیا اس سے۔۔
اسکے اس طرح کے رویے پر وہ بے آواز رونے لگی۔۔
"میں نہیں کروں گی یہ سب کچھ، سب کو بتاؤں گی تم بہت برے ہو۔۔" وہ روتی کروٹ بدل گئی۔۔
اسکا دل غم سے پھٹ رہا تھا یہ سوچتے ہوئے کہ وہ اسے خود سے پھر الگ کر دے گا۔ وہ لحاف میں اندر ہو کر منہ پر ہاتھ جمائے بے آواز رونے لگی۔
اسکی مدھم سی بلند ہوتی سسکیوں پر قمیض کے بٹن بند جرتا دلاور پلٹ کر اسکے وجود کو دیکھنے لگا۔ بہت مشکل تھا اس سے نظریں چرانے۔ بہت مشکل ثابت ہوا تھا، اسکے پاس آنے پر اسے خود سے دور کر دینا۔۔ پر وہ مجبور تھا۔۔ کیونکہ ڈاکٹر نے بھی کم وقت کہا تھا دوسرا اسے خود اپنی سانسوں کی گارنٹی نہیں تھی۔۔

وہ بعد میں یہ سوچے کہ خود چلا گیا اسے برباد کر کے اس سے بہتر تھا اسے آباد ہی رکھتا۔ یہ بھی اسے اندازہ تھا آج وہ اسے غلط سمجھ رہی تھی پر ایک وقت آئے گا جب اسے احساس ہو گا کہ دلاور خان نے اپنے قدم روک کر اسکے لئے کتنی آسانیاں پیدا کر دی تھیں۔

پر وہ جانتا تھا ابھی وہ میچور نہیں تھی، نادان تھی ناسمجھ تھی۔ پر وہ تو نہیں تھا۔۔ اسے نفس کے سامنے کمزور نہیں ہونا تھا بلکہ وہ اپنی توقیع کو آباد دیکھنا چاہتا تھا۔

وہ جب اپنی عشی کو چھوڑ آیا تھا آباد کرنے کیلئے تو پھر اسکا کیا قصور تھا۔ وہ بھی تو آباد ہونی چاہیے تھی۔

میں دودھ لاتا ہوں تمہارے لیے۔۔ تب تک لے لو۔۔" وہ اسکے سر" پر ہونٹ رکھ کر کپڑے اسکے پاس رکھتا چارپائی سے اتر آیا نیچے۔۔

توقیع نے ذرا سا آنکھوں سے لحاف ہٹا کر آتشدان کی سمیت دیکھا جہاں وہ اسکائی کلر شلوار قمیض میں موجود، کندھوں پر سیاہ شال اوڑھے اپنے شوز پہن رہا تھا جو کہ آتشدان کی تپش سے گرم ہو کر خشک ہو چکے تھے۔

اسکے کپڑوں کو دیکھ کر اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ کسی کے گھر میں موجود ہیں۔ دلاور کے لکڑیاں آتشدان میں ڈال کر اٹھنے پر توقیع نے سختی سے آنکھیں میچلیں اور دوتی بن گئی۔

وہ اسکی حرکت دیکھ چکا تھا پر نظر انداز کر گیا۔ شال اچھی طرح

اوڑھ کر وہ دروازہ کھولتے باہر نکل گیا۔۔

وہ اب تک سمجھ رہی تھی لوٹ آئے گا اور اپنے رویے کو مذاق کہے گا یا اس سے سوری کرے گا۔ پر وہ حقیقتاً ایک سنگ دل انسان تھا۔۔

شاید اسکے دل سے محبت ہی ختم ہو چکی تھی تبھی تو اس طرح دھتکار گیا۔ پہلے تو اسکا دل کیا سب کچھ تہس نہس کر دے پر پھر اسکی یہ محبتوں میں اکڑ نظر اندازی، بے وفائی توڑنے کیلئے وہ ٹھان چکی تھی۔

بھڑکیلا لباس تھا جسے دیکھتے وہ ڈر گئی ان کی چبھن سے۔۔ ستارے موتی زری کیا کچھ نہیں تھا جس سے پورا سوٹ تیار کیا ہوا تھا۔ حتیٰ کہ شلوار بھی۔

وہ سادہ نفیس کپڑے پہنتی تھی، اسکی نازک سی طبیعت پر بہت بھاری پڑتے تھے ایسے لباس۔۔ پر مجبوری کے تحت وہ لباس سمیٹ کر زیب تن کرنے لگی۔۔

ان بیتے لمحات کو یاد کرتے اسکے وجود سے سرد لہریں اٹھ رہی تھیں۔۔

وہ لب دانتوں میں دبا کر شرٹ پہننے لگی تھی پر بری طرح سے بالوں سے الجھ گئے۔

وہ جھنجھلا گئی۔۔ جس وجہ سے شرٹ کے دامن اور سائیڈ پر لگی

چھوٹی سی گل گھریاں کھنک اٹھیں۔
اسے تعجب ہوا کہ کیسے پہنتی ہیں ایسے کپڑے۔ اس گھر کے لوگوں کے ہی ہیں یا کسی اور کے۔ اسنے سائیڈ سے بال کو اٹھا کر پیچھے کیا اور آگے شرٹ کے بنے بٹن کو کھول کر اسنے وہ قمیض پہنی۔۔
بال قمیض سے نکال کر اسنے بمشکل پاؤں زمین پر رکھے اور پر لڑکھڑا گئی کمزوری باعث۔۔
سنبھل کر۔۔ "معاً گھمبیر بھاری آواز پر توقیع کا دل اچھل کر حلق" میں آگیا۔ اسنے نظریں اٹھائیں تو مقابل ٹرے میں اسٹیل کا بڑا سا گلاس تھامے کھڑا تھا۔۔
دونوں کی خمار سے لبریز کچھ دیر کے بیٹے جان لیوا لمحات کے رنگوں سحر سے بھاری آنکھیں کا تصادم ہوتے ہی توقیع سٹپٹا کر نظریں جھکا گئیں۔۔
وہ کب آیا؟" سوچ کر اسکے پسینے چھوٹ گئے۔۔"

کہاں جا رہی ہو؟" آتشدان کے پاس لکڑی کی خوبصورت بڑی سی ٹیبل" پر اسنے ٹرے رکھا۔۔ تب تک توقیع حلق تر کرتی خود کو سنبھال چکی تھی۔

سوری وہ دروازہ آواز ہی نہیں کرتا اور دوسروں کا گھر ہے تو دستک دیکر آنا"
مجھے ٹھیک نہیں لگا۔۔"اسکی دہکتی رنگت دیکھتے اسنے بادل نخواستہ صفائی
دی۔جبکہ نظریں کے سامنے وہ لمحات گھومتے اسکے قدم ڈگمگانے
لگے۔۔

پر توقیع کیا کہتی شانوں پر اسکے ہاتھ جھٹک کر وہ اسنے سامنے تولیے کو
دیکھا اور بہت مشکل سے چلتی ہوئی وہاں تک پہنچی۔۔
اسکے بدلے انداز پر دلاور نے پلٹ کر آتشدان کی روشنی میں اسے دیکھا
جہاں وہ تولیہ اتار کر اپنے بالوں کو کوا چھے سے خشک کر رہی تھی۔
وہ اس چمکتے سرخ بھڑکیلے لباس میں مبہوت، بے خود
سحر زدہ سا اسے دیکھتا رہ گیا۔۔وہ کیسے اس سے کہتا کہ تم کتنی حسین
ہو۔۔

وہ ایک خوبصورت سمندر کا قیمتی موتی تھا۔۔جسکی رکھوالی خود خدا کا بنایا
ہوا سمندر کرتا تھا، اور وہ دنیا کا دھتکارہ ہوا شخص۔۔جسکی رکھوالی کیلئے خدا
کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔
میں نے تم سے کچھ کہا ہے"اسکے جواب نا دینے پر دلاور کو خود ہی جان"
بوجھ کر غصہ آگیا۔۔
کیا سننا چاہتے ہیں آپ؟"توقیع نے اسے دیکھے بغیر پوچھا۔"

طبیعت کیسی ہے اب؟ آئی مین کیا فیل کر رہی ہو؟ کہیں چوٹ "
تکلیف تو نہیں؟" وہ اسکے سوال پر لاجواب ہوتا نظریں اس سے ہٹا کر
آتشدان کو دیکھنے لگا۔

میری طبیعت کے بارے میں جان کر آپ نے کیا کرنا ہے؟"
چھوڑیں صاحب رہنے دیں بلکہ آپ کے دل میں جو آتا ہے وہ کریں۔۔" وہ
استہزائیہ مگر تلخ لہجے میں کہتی اپنے بالوں میں انگلیاں پھیرتی ہوئی
چارپائی کی سمیت بڑھ آئی۔۔

میرا دل پتا ہے کیا کرتا ہے۔۔" وہ اسکے سامنے سے گزر رہی تھی جب "
اچانک ہی دلاور نے اپنی پکڑ اسکے بالوں میں ڈالی جھٹکے سے کھینچ کر
مقابل لے آیا۔
توقیع نے استفہامیہ دیکھا۔۔
کبھی کبھی دل چاہتا ہے اپنے ساتھ تمہیں بھی مار دوں۔۔" وہ وہ سرد "
دہکتے لہجے میں گویا ہوا۔ توقیع نے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔
تو ابھی تک زندہ کیوں رکھا ہوا ہے؟" وہ غصے سے مگر بھرائی آواز میں "
بولی۔ دل چاہ رہا تھا گریبان سے پکڑ کر جھنجھوڑ دے اسے کہ کیوں کرتے ہو اتنے

ستم۔۔

پر ترس آجاتا ہے تم پر۔۔ورنہ ارادہ تو اس رات تمہارے روم" میں آتے کر آیا تھا کہ جاتے ہوئے تمہیں ہمیشہ کیلئے ختم کر جاؤں گا۔۔پر تمہاری معصومیت بے بسی دیکھتے رحم آگیا۔۔"اسکی بات پر توقیع کے آنسوں گالوں پر گر پڑے جس پر دلاور مسکرادیا۔۔

مت کھایا کرو مجھ پر رحم دل۔۔رحم کھاتے کھاتے ناسور نادے دو" مجھے۔۔"وہ آنسوں صاف کرنے کیلئے آگے آتے اسکے ہاتھ کو چھونے سے پہلے جھٹکتی غرائی۔۔

محبتیں تو مار دیتی ہیں ناسور پھر بھی زندہ رکھتے ہیں۔۔تم زندہ رہنا یہی کافی" ہے۔۔چلو اب بتائو کہاں تکلیف ہے؟"وہ اسکے کلائیوں کو جھٹکے سے اسکے پیچھے کمر پر باندھ کر ایک ہاتھ سے پکڑے دوسرے سے اسکے آنسوں جتاتے ہوئے صاف کرنے لگا۔۔

جاننا چاہتے ہیں کہاں تکلیف ہے؟"وہ روتی ہوئی اسکی آنکھوں" میں دیکھتی بولی۔۔

دلاور نے بے بسی سے اسے دیکھا۔۔"کوئی ڈائیلاگ مت مارنا۔۔تھپڑ

"کھاؤ گی۔۔

ڈائیلاگ نہیں حقیقت ہے "دل" میں تکلیف ہو رہی ہے۔۔"وہ" پھڑ پھڑاتی اسکی گرفت توڑنے کی کوشش کرتی بولی۔

پر مجھے تو نہیں ہو رہی کوئی تکلیف۔۔"اسنے جھٹکے سے پاس کر کے اسکی" ناک سے اپنی ناک ملا کر دونوں بازو اسکی کمر میں باندھ لیے۔۔

توقیع روتی اسکی گردن میں بازو حائل کر لیے۔۔"آئی لو یو دل۔۔آئی لو یو سو مچ۔۔پلیز مجھے خود سے کبھی جدا مت کیجئے گا۔۔چاہے پاس رکھ کر تکلیف دے دیں ہر اذیت دے دیں۔۔پر خود سے جدا مت کریں۔۔مجھے نہیں رہنا آپ کے بغیر۔۔کبھی نہیں رہنا۔۔"وہ ہچکیاں بھرتی سرگوشیوں میں کہنے لگی۔۔

وہ خاموشی سے اسے بانہوں میں تھامے کھڑا تھا۔

آپ کچھ کہیں نا دل!کیا آپ میرے بغیر رہ لیں گے؟؟"اسکی" مسلسل خاموشی پر توقیع نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرا۔

دل نے اسکی متورم آنکھوں کو دیکھا اور لرزتے ہوئے کچھ سننے کیلئے کچھ کہنے کیلئے اکساتے ہوئے ہونٹوں کو۔۔

نہیں۔۔ کبھی نہیں۔۔ بہت مشکل ہے تمہارے بغیر جینا۔۔ "وہ مسکراتا" ہوا اسکے دل کی دنیا کو بہار کر گیا۔

وہ بھیگی آنکھوں سے خوشی سے کھکھلاتی ہوئی اسکے سینے سے آسودگی سے لگی۔۔

تو کیوں کرتے ہیں بار بار مجھے جدا۔ جب آپ کو معلوم ہے ہم دونوں" ایک دوسرے کے بغیر نہیں رہ پائیں گے۔۔ "وہ پھر سوال بن گئی جان لیوا سوال جسکا جواب خاموشی کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔۔

ایسا کرو مجھے ایسا وظیفہ بتاؤ جسے پڑھ کر دونوں اس مٹی کے بت کو چھوڑ" کر کہیں دور اڑ چلیں۔۔ "اسنے آگ کی روشنی میں کھڑے ہوتے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے گول گھمایا۔۔ اور ایکدم دور کرتے ہوئے پاس کھینچا لیا۔۔

وہ خوشی کھکھلا اٹھی۔۔ اسکے بھیگے ہونٹوں، بھیگی پلکوں والی متورم آنکھیں کی مسکراہٹ اسے بہت بھلی لگی تھی۔

تم کانپ رہی ہو ایسا کرو یہ دودھ پی لو اچھا فیل کرو گی۔۔ "اسنے نیم گرم" دودھ کا گلاس اٹھا کر اسکے سامنے کیا۔۔

آپ پی لیں آپ بھی اچھا فیل کریں گے اور یہ جو سڑو سڑو سے "

تاثرات ہیں وہ بھی ختم ہو جائیں گے۔۔" وہ شرارت سے گویا ہوئی اور گلاس اسکے ہاتھ سے لیکر اسکے ہونٹوں سے لگا گیا۔

اس میں ایک گھنٹوں بھر کر دلاور نے بقیہ دودھ اسکے ہونٹوں سے لگا دیا۔۔ وہ اسکی مونچھوں پر لگے دودھ کو دیکھتی گلاس دودھ کا اسکی زبردستی پلانے پر پی گئی۔۔

آپکی مونچھیں۔۔" وہ ہنسی نے لگی۔۔"

مجھے اندازہ ہو گیا تھا۔۔" وہ متبسم ہوتا اسکے ہونٹوں کو دیکھتا اپنی مونچھیں" صاف کرنے لگا پر توقیع نے ہاتھ روک کر اپنی مومی گلابی انگلیوں اور بڑی توجہ چاہت سے اسکی بھوری مونچھیں صاف کیں۔۔

اب میری باری۔۔" وہ گلاس اپنی جگہ رکھ کر اسکی کمر کو سختی سے" جکڑے سینے سے لگاتا ہوا ہونٹوں پر شدت سے جھک گیا۔

اسکے لمس پر توقیع آنکھیں موند کر اسکے شوز پر پاؤں رکھتی اسکی گردن میں بازوؤں باندھ کر اسکی شدتوں میں خود بھی شامل ہو گئی۔۔

آج تمہاری جان نانکل جائے۔۔" اسکے تھر تھر کانپنے پہ وہ اسکی" پیشانی سے پیشانی ٹکا کر گہرے سانس لیتا بولا۔

اسے کمر سے پکڑ کر اٹھاتے ہوئے ٹیبل پر بیٹھا دیا، اسکی کنڈیشن ہی

ایسی نہیں تھی بغیر اسکے سہارے کے کھڑے رہ سکے۔
دلاور نے اپنے اور اسکے کپڑے اٹھا کر نچوڑتے ہوئے رسی پر پھیلا دیئے۔ اور چارپائی کے پاس آتا دو لحافوں سے ایک لحاف نیچے بچھایا اور دوسرا اوڑھنے کیلئے ٹھیک کیا۔

اسنے گھڑی میں وقت دیکھا تو 3:40 ہو گئے تھے۔ چھ بجے اسے پغر سے جاگنا تھا۔ وہ اسکے پاس آیا اور اسے بانہوں میں بھر کر تکیے پر ڈالتے خود شوز اتار کر، فولڈ آستین کھولتے آگے کے بٹن کھول کر قمیض اتار کر چیئر پر ڈال دی۔۔ اور دونوں پر لحاف اچھے طرف سے ڈالتے ہوئے توقیع کا سر اپنے بازو پر ڈالا۔۔
افف۔۔ "معاً وہ سٹپٹا گیا۔۔"
کیا ہوا۔۔ "توقیع نے بوکھلا کر اسے دیکھا۔۔"
چبھ رہے ہیں تمہارے کپڑے۔۔۔ "اسکے ناگواری سے کہنے پر وہ ہنس" پڑی۔۔
تمہیں ہنسی آرہی ہے؟ میری مونچھوں داڑھی پر تو بڑی سی سی کر رہی تھی۔۔۔"

دیں۔۔" اسنے خفگی سے کہتے پیچھے چیئر پر رکھے دوسرے تکیے کا کہا۔
دوسرا تکیہ ضروری ہے۔۔؟ تم اب سے اسے ہی اپنا تکیہ سمجھو"
یہ تمہارے لیے ہی اتنے مضبوط کیے ہیں۔۔ بس ان کا کچھ کرو۔۔" وہ اپنے
چوڑے مضبوط بازو کی طرف اشارہ دیتا گویا ہوا۔۔
توقیع اسکی بات سن کر گلنار ہو گئی۔ "کیا کروں؟" وہ جھجھکتی ہوئی بولی۔۔
دلاور نے تکیے پر سر رکھتے اسکی لرزتی پلکوں کو دیکھا۔۔ "پہلے کی۔۔۔۔" اسکا
ابھی جملہ مکمل نہیں ہوا تھا کہ اسنے بوکھلا کر اسکے ہونٹوں پر سختی سے ہاتھ
جما لیا۔۔۔

اتنی بڑی چارپائی ہے لازمی تو نہیں چپک کر سوئیں۔۔" وہ آہستہ خفگی سے "
بولی۔۔
چارپائی تو بڑی ہے پر میرا دل تنگ اس میں جتنا تم سمٹ کر آؤ گی"
اتنا اچھا رہے گا۔۔ اور اسے چپک کر سونا نہیں بلکہ سکون سے سونا کہتے
ہیں۔۔" وہ اسکے گالوں سے سنہری بالوں کی لٹیں سمیٹتا کان کے پیچھے اڑستے
ہوئے بھاری آواز میں بولا۔
توقیع کی دھڑکنوں میں تلاتم برپا ہو گیا۔ وہ آہستگی سے کروٹ بدل گئی۔
اور دلاور نے مسکراتے ہوئے اسے پاس کھینچ کر خود میں بھینچ لیا۔

آپ دودھ لیکر کب آئے تھے؟" وہ آتشدان کی آگ کو دیکھتی اسکی
گردن میں لپٹے ہوئے اسکے چوڑے بازو پر ہولے سے دانت مارنے لگی۔۔
سو جاؤ یاد دلا کر اپنی موت کو ہی دعوت دے سکتی ہو۔۔" وہ گھمبیر آواز
میں بولا تو قسیع نے سٹپٹا کر آنکھیں میچلیں۔۔ پر اسکی بے باکیوں
جارتوں پر وہ سہمی سہمی سی رہی۔۔
اسکے ہونٹ تو قسیع کے سر پہ تھے اور وہ اسکے آغوش میں چھپی
ہوئی تھی۔۔ البتہ چہرے پر خوبصورت شرمگین مسکراہٹ رقصاں
تھی اور دھک دھک کرتی دھڑکنیں پور پور میں دھڑک رہی
تھیں۔۔

وہ گہری نیند میں اسکے سینے پر پڑی سکون سے اسکی گردن میں
چہرہ چھپا کر سوئی رہی۔۔ اور دلاور اسکی پشت سہلاتا اسکے بالوں میں
انگلیاں پھیرتا بقیہ رات اسے سوچتے ہی جاگتا رہا۔

پورے چھ بجے اسکے دروازے پر دستک ہوئی۔
"بھاؤ میں صدیق"
دست کے ساتھ گونجتی یہ رات والے لڑکے کی آواز تو نہیں تھی کافی

بھاری تھی پر وہ "جی آیا" میں جواب دیتا۔ توقیع کی پیشانی چوم کر اسے آہستگی سے تکیہ پر ڈالتا اٹھا ہی تھا کہ وہ بھی نیند میں ہڑبڑا کر اسکا ہاتھ پکڑ گئی۔۔

دل!!" شاید وہ ابھی تک اسکے بچھڑ جانے کی دہشت میں مبتلا" تھی۔ تبھی اسکے دور ہونے کو محسوس کرتی گھبرا کر چیخ اٹھی
میں یہیں ہوں تمہارے پاس۔۔" وہ اسکے ہاتھ کی پشت پر بوسہ دیتا" لحاف اس پر ٹھیک کرتے اسے تھپکنے لگا۔

چند منٹ میں اسکی سانسیں روم میں بکھرنے لگی۔۔ دلاور نے گہری سانس لیکر بے بسی سے اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھا اور جھک کر اسکے چھوٹے سرخ ہونٹوں کو چھوا۔
وہ زیر نیند بھی مسکرائی۔ اور اسکی مسکراہٹ پر ایک مسکراتی نظر ڈالتے وہ بے آواز اپنی ہڈی اٹھا کر اسکے پاس لایا اور اسکی مٹھی میں اپنی ہڈی دیکر پاس خوشبو کیلئے رکھی جسے محسوس کرتی وہ یونہی مسکراتی رہی۔۔
دلاور نے پر سکون ہوتے شوز پہن کر شرٹ کو پہنا اور شال شانوں کے گرد اوڑھتے ہوئے ایک آخری نگاہ ادکے پر سکون چہرے پر ڈالتے ہوئے

دروازہ کھول کر باہر آیا اور جلدی سے بند کر دیا۔۔۔
"السلام علیکم بھاؤ!" دروازے کے باہر موجود تمام لڑکوں نے باری باری اپنا
تعارف کرواتے ہوئے ہاتھ ملایا اس سے۔

"اب دلاور کی باری تھی جس پر اسے سمجھ نا آیا کہ "دلاور" بتائے یا "دلشیر
آپ دل ہیں۔۔" ایک لڑکے نے شرارت سے کہا۔۔۔"
دلاور نے چونک کر دیکھا۔
وہ بھاوج نے ابھی چیخ کر کہا تو ہمیں لگا آپ کا نام ہے۔۔"پاس"
کھڑے سب سے بڑے صدیق نے انور کو گھورتے دلاور سے
شرمندگی میں کہا۔
وہ ہولے سے مسکرا دیا جب توقیع کی چیخ یاد آیا۔
نہیں دل نام نہیں بس وہ کہتی ہے۔نام میرا دل۔۔دلاور خان ہے۔۔"وہ"
ہمت کرتا ایکدم کہہ کر نظریں پھیر گیا۔
اسے لگا سن کر سکتہ چھا جائے گا پر انکے تبصرے پر وہ ششدر
ہو گیا۔۔
واقعی لگتے بھی دلاور ہو بھاؤ بہت بہادر ہو تمہاری آنکھیں کہہ رہی ہیں"

بہت تجربہ ہے زندگی کا۔" صدیق نے اسکے کندھے کو تھپتھپایا۔ وہ
دلاور سے بڑھا تھا
اور دلاور بے ساختہ چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

بھاؤ صدیق دادی حضور فرما رہی ہیں بھاؤ دل کو لیکر آئیں نہار توڑ کر"
پھر جایئے گا۔" چھوٹا شکیل ان سب کے پاس آتا ہوا بولا۔۔
اور دلاور کی نگاہیں خود پر ٹکی دیکھ کر سٹپٹا گیا۔۔

اسکے سٹپٹانے پر سب کے قہقہے گونج اٹھے۔۔
دراصل دلاور اسکی ساری کارستانی ہے۔ اسنے جیسے بھاوج کے منہ"
سے دل سنا بھاگ کر سب کو بتا آیا۔۔" رحیم بخش نے شکیل کا
بھانڈا مزید پھوڑا وہ دلاور کی آنکھوں کی تپش پر بوکھلاتا ہوا وہاں سے الٹے پاؤں
بھاگا۔
اسکی حرکت پر دلاور کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔ پر توقیع کی نیند
کا سوچتے وہ جلد سے سنبھل بھی گیا۔۔

بھاوج ٹھیک ہیں؟" ساتھ چلتے ہوئے ان پندرہ بیس جوان لڑکوں نے"

چھوٹے موٹے سوالات کرنے شروع کیے جن کے جواب کچھ وہ دے رہا تھا اور کچھ میں سر ہلا دیتا۔۔

وہ آکر رسوئی کے سامنے آنگن میں رکھی ہوئی چارپائیوں پر بیٹھ گئے جہاں بھڑکیلے چمکتے لباسوں میں زیورات سے سجی عورتیں پاس پاس رسوئی میں ناشتہ تیار کر رہی تھیں۔۔
وہ منظر اس قدر خوبصورت پر سکون تھا کہ دلاور کو سب کچھ دیکھتے دلچسپی ہونے لگی۔۔
اور وہ سوچ رہا تھا تو قسیع یہاں زیادہ بور نہیں ہو گی اور یہاں ڈسٹ بھی نہیں تھی جس سے اسکی طبیعت ناساز ہونے کی فکر ہوتی البتہ سردی زیادہ تھی جو اسکی طبیعت ناساز کر سکتی تھی۔۔
خیر اسے جلدی یہاں سے نکلنا تھا۔۔

دل بھاؤ شکر ہے آپ بھاوج کے ساتھ آئے ہمارے گھر صدیق" بھائی کی شادی ہے کچھ دنوں میں۔ بھاوج کو کہیے گا بنو کو سجا دے شادی میں۔۔" ایک سترہ سالہ چنچل سی لڑکی تھی جسنے دوسری لڑکیوں کی سرگوشی کے بعد ہمت کر کے دل سے کہا۔۔

اسکی بات سن کر دل نے اسے دیکھا اور پھر اس لڑکی کو گھورتے صدیق کو۔ دلاور کے دیکھنے پر صدیق بے ساختہ جھینپ گیا۔

دوسری چارپائیوں پر بیٹھے لڑکوں بھائیوں کا قہقہہ بے ساختہ تھا پر ابا حضور کے ساتھ دادا حضور کے آنے پر وہ ایکدم خاموش ہو گئے۔۔ البتہ کافی لوگ چور نگاہوں سے اسکے سرخ سفید خوبصورت چہرے کو دیکھ رہے تھے۔

دلاور نے دیکھا ان بڑھے دراز دو شخص میں ایک وہی تھے نرم گو سے رات اسے مشورہ دینے والے۔ انکی مسکراتی آنکھیں دیکھ کر دلاور اب خود ہی جھینپ گیا۔

اب کی بار قہقہہ دادا حضور کا بلند تھا۔ سب نے حیرت سے چونک کر دیکھا انہیں۔۔

ہاں بھئی دل صاحب کیا حال احوال ہیں؟" انہوں نے جان بوجھ کر" شریر لہجے میں پوچھا۔ کوئی نہیں سمجھ سکا وہ کیوں چھیڑ رہے تھے دل کو۔۔

البتہ اس ہمیشہ سے سنجیدہ رہنے والے شخص کے قہقہ لگانے پر حیران ضرور تھے۔۔۔

وعلیکم السلام الحمد للہ میں ٹھیک ہوں. آپ کیسے ہیں؟"سب کی"
نظریں خود پر پا کر وہ مسکراتے بولا۔
الحمد للہ" دونوں نے ساتھ جواب دیا۔"
رات برف باری اور موسم کے صورتحال کو دیکھ کر ڈاکٹر نہیں بلایا ئے"
تھے ابھی میں نے ڈاکٹر کو بلوایا ہے۔" دادا حضور نے سنجیدگی سے کہا دلاور
کیا کہہ سکتا تھا۔ اسے واقعی توقیع کا چیک اپ کروانا تھا۔

....★☆☆☆☆☆★....

وہ میرون چوڑیدار پاجامہ پر گولڈ رنگ گھیر یدار پاؤں سے تھوڑا اوپر
ٹخنوں کو چھوتے فراک میں زیب تن کیے،، پاجامہ ہم
رنگ شیفون کا دوپٹہ سر پر ڈال کر شانوں پر پھیلائے، گولڈ رنگ
جراؤدار کھوسہ پہنے کلائیوں سیڑھیاں اترتی ہوئی سادگی میں بھی
غضب ڈھا رہی تھی۔
جیسے پورا نور سمیٹ کر اسکے چہرے پر آگیا تھا۔ وہ نکھری نکھری
مہکتی گلاب کی طرح لگ رہی تھی۔

اسنے گلابی بھرے بھرے ہونٹوں پر اسکی شدتوں کو چھپانے کیلئے میرون ہلکی کلر کی لپسٹک لگائی ہوئی تھی۔ آنکھوں میں حیا سمائے وہ بمشکل سیڑھیوں پر قدم سنبھالے رکھتی اتر رہی تھی۔۔
تقویٰ زیدی کی نظریں اسی پر تھیں اور انہوں نے اسکی حیا سے لبریز آنکھوں کو دیکھتے دل ہی دل میں اسکی نظر اتاری۔۔

کیسی ہو؟ صام نے جھگڑا تو نہیں کیا نا؟" وہ اتر کر تقویٰ زیدی کے پاس آئی"
تبھی تقویٰ نے اسکی پیشانی چومتے پوچھا۔
اس کمینے باگڑ بلے کے نام پر اسکے چہرے پر جیسے کسی نے لالی پھینک دی۔۔
وہ مجھ سے کیوں جھگڑا کرنے لگا۔۔" وہ اپنی حیا چھپانے کیلئے نظریں"
چراتی بظاہر روب سے بولی۔۔
ہاں یہ بھی ہے۔" تقویٰ نے شرارت سے تاکید کرتے سر"
اثبات میں ہلایا۔۔ عرشیہ نے جانچتی ہوئی نظروں سے انہیں دیکھا اور انکے لبوں پر چھپی مسکراہٹ نظروں کے چرانے پر وہ چڑ گئی۔۔
پھپھو۔۔" اسنے احتجاجاً کہا وہ قہقہہ لگا اٹھیں۔۔"

بھئی میں تاکید تو کر رہی ہوں تمہاری اب احتجاج کیوں کر رہی ہو؟" وہ انجان بن کر بولیں۔

آپ چھیڑ رہی ہیں مجھے جانتی ہوں۔۔" اسنے خفگی سے کہا۔ اسکا دل" بھر آیا بیٹا اپنی منمانی کر کے خراٹے مار تا مزے سے پھیل کر سویا ہوا تھا اور ماں یہاں اسے چھیڑ رہی تھی۔

بہت مشکل سے وہ اس اینا کونڈا سے جان چھڑوا پائی تھی ورنہ اس بس چلتا تو نگل ہی لیتا اسے۔ اسکا اب بس نہیں چل رہا تھا وہ صمصام زیدی کا منہ توڑ دے۔

نواب کے بعد میں فرمان تو دیکھو کھانا یہی آجائے گا تم یہاں سے کہیں مت جاؤ۔۔ اسکا کمینے کا ارادہ تھا کہ وہ اسکی شدتیں جھیلتی رہے اور وہ اپنی منمانیاں کرتا رہے۔

بہت مشکل سے رو دھو کر وہ اسکا تنگ حصار توڑ کر جان چھڑوا پائی تھی۔ اسکے فریش ہو کر چینج کر کے باہر آنے تک روم کی فضا میں اسکے خراٹے گونج رہے تھے۔۔

پہلے تو اسکا دماغ کیا وہ تکیہ اٹھا کر اسکے چہرے پر رکھ کر کام ہی کمینے کا

تمام کر دے جیسا اسنے آج اسے ستایا تھا۔ پر اسکی چوڑے وسیع سینے کو دیکھتے۔

اس میں چلتی سانسوں دھڑکنوں کو دیکھ کر وہ بے ایمان ہو بیٹھی تھی۔۔ ایسے ہی بال ڈرائی کر کے ہلکا پھلا میک اپ کیا تاکہ سرخی چھپ جائے اور دوپٹہ سلیقے سے اوڑھ کر گردن چھپا دی تھی۔۔

"تمہیں وہم ہو رہے ہیں میں تو اپنی خوبصورت سی بیٹی کا ساتھ دے رہی ہوں۔" تقویٰ کا دل نہیں بھر رہا تھا اسے دیکھنے سے۔۔

وہ کھل کر جتنی گلاب ہوئی تھی وہ چاہ کر نظریں ناچرا پائیں اسکے مہکتے چہرے سے۔

اسکے وجود سے اٹھتی صمصام زیدی کی مہک کو بھی وہ نہیں چھپا سکی جسکی وجہ سے بھی تقویٰ زیدی مسلسل مسکرا رہی تھیں۔۔

"اچھا پھر چلیں۔۔ مان لیں آپکا بڑا بیٹا ٹاپ کا کمینہ ہے"

"ٹھیک؟" اسنے جانچتے ہوئے پوچھا۔

"ہشش شوہر کو ایسے نہیں کہتے۔۔" تقویٰ نے سرزنش کرتے آنکھیں دکھائیں۔ عرشیہ نے منہ بسور لیا۔

"پلیز پھپھو اس بندے کیلئے مجھے تمیز کا مت کہا کریں۔۔" وہ مصنوعی غصے سے کہتی بھوک لگنے پر انکے پیچھے کچن میں آ گئی۔

عشی بیٹا میں جانتی ہوں وہ بہت غلط بیہیو رکھتا ہے۔۔ مجھے اسکا" اندازہ بھی ہے پر ایسا نہیں ہو سکتا کہ تمہیں اسے احساس دلاؤ اسکے رویے کا بجائے اسے مزید بھڑکاؤ" تقویٰ نے اسکے گال ہر ہاتھ پھیر کر پیار سے سمجھایا۔۔

وہ چاہتی تھیں کہ اب جب وہ آگے بڑھ چکے تھے اس رشتے کو لیکر تو بیچ میں یہ بدگمانیاں ختم کر دیں۔۔

اماں! آپ صرف جانتی ہیں کہ آپکا بیٹا مجھ سے غلط بیہیو کرتا ہے۔۔" آپ مجھ سے پوچھیں جب میں اسے برداشت کرتی ہوں۔۔ جاننے میں اور برداشت کرنے میں بہت زیادہ فرق ہے۔ میں جانتی ہوں آپ ایک ماں ہیں اور ماں کیلئے کبھی اپنی اولاد بری نہیں ہو سکتی پر مجھے یہ کہنے سے ذرا بھی ہچکچاہٹ یا شرمندگی نہیں ہو گی کہ آپکا بیٹا بدتمیز ہے۔۔۔

اسنے فارس کی انگلیاں توڑ دیں آپ خود بتائیں بات کیا تھی وہ غلط فہمی میں تھا اسے لگا تھا میں اسکے انتظار میں بیٹھی ہوں بس۔۔

انسان سے غلط فہمیاں ہو جائیں ہیں اسکا مطلب یہ تو ہرگز نہیں ہوتا کہ ہم اگلے بندے کو جانے سوچے بغیر اسکی انگلیاں توڑ دیں یا بغیر

لحاظ کے حق جتا کر بیوی کو اس طرح زبردستی اٹھا کر لے آئیں اور۔۔۔" اسنے اپنے لہجے کو بھیگنے سے بمشکل روکا۔

عرشیہ۔۔" تقویٰ اسکی تکلیف محسوس کرتیں پاس آئیں پر وہ نفی" میں سر ہلا کر اپنی آنکھیں دوپٹے سے صاف کر گئی۔۔

ضرورت نہیں رہی اماں سہاروں کی۔۔ جس طرح سے ڈیڈ نے مجھ سے" خاموشی اختیار کر لی ہے۔ جس طرح بھائی چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ جس طرح شوہر کو جو جی میں آئے کرتا ہے کبھی دھتکارتا ہے تو کبھی منمانیاں کرتا ہے۔۔ اس سب کو برداشت کرتے مجھ میں اتنی ہمت ضرور ہے کہ میں خود کو سنبھال سکوں۔۔

اگر آپ میں سے کوئی بھی یہ سوچ رہا ہو گا کہ میں اسے معاف کر دوں گی یا عورت ہو کر جھک جاؤں گی تو اپنے بیٹے کو سمجھا دیجئے گا کہ مجھے عورت سمجھ کر وہ بار بار کمزور کر کے اپنی منمانیاں ضرور کر سکتا ہے پر میرے دل میں کبھی جگہ نہیں بنا سکتا۔۔

اور اسے یہ بھی کہیے گا کہ پہلے تو میں ماراض تھی پر اب میری ناراضگی بھی مار دی اسنے۔ اب میرے سامنے گڑگڑائے گا بھی تو بھی میں اسکے لئے ذرا سی جگہ نہیں بناؤں گی دل میں۔۔

اگر وہ صرف خدا کے سامنے جھکتا ہے تو پلیز اس سے یہ بھی کہہ دیجئے گا کہ میں بھی مسلمان ہوں میرا بھی سر صرف خدا کے ہی سامنے جھکتا ہے۔۔" وہ کہہ کر وہاں رکی نہیں بلکہ کچن سے تیزی سے باہر نکل آئی تبھی ہی ٹکراؤ کچن کی سمیت بڑھتے ہوئے صائم زیدی سے ہوا۔۔

ماشاءاللہ ماشاءاللہ چاند تو ہمارے آنگن میں اتر آیا ہے۔۔" اسکے چہرے پر نظریں پڑتے ہی صائم زیدی کے منہ سے بے ساختہ نکلا عرشیہ جھینپ کر انکے سینے میں چہرہ شرم سے چھپا گئی۔۔
اسکے شرمانے پر صائم زیدی حصار ڈالتے قہقہہ لگا اٹھے۔۔
میرا بچہ شرما گیا۔۔" وہ اسے بات کرنے کیلئے اکسانے لگے" کیونکہ آنکھیں پونچھتے ہوئے دیکھ چکے تھے۔۔

میں کیوں شرمانے لگی۔۔ میں تو ناراض ہوں آپ سے۔۔" وہ منہ" بنا کر بولی
چلو یہ تو شکر ہوا کہ شرما نہیں رہی میری پرنسس، اب بس" یہ بتا دے کہ ناراض کیوں ہے؟" اسے حصار میں لیکر واپس کچن میں داخل ہوتے وہ اسکے سر سے پیسے وار کر ملازمہ کے حوالے

کر گئے۔۔

آپ میری نظر اتار رہے ہیں؟"عرشیہ نے حیرت سے"
پوچھا

ہاں کیونکہ ہمیں ڈر ہے تمہاری شہزادیوں جیسی بیٹی کو ہماری نظر نا لگ"
جائے۔۔"صائم زیدی اسکی حیرت پر ہنس پڑے۔

پر میں تو قسیع جیسی تو حسین نہیں کہ مجھے نظر لگ جائے۔"
جب اتنی پیاری سی بیٹی کو آج نظر نا لگا سکے تو مجھ جیسی چڑیل کو کیسے
لگائیں گے۔"وہ منہ بنا گئی بھلا ماں باپ کی نظر بھی کبھی لگی ہے کیا
اولاد کو۔۔

ہاہاہا تمہیں کسنے کہا تم چڑیل ہو؟"صائم زیدی کا قہقہ بے ساختہ تھا۔"
عرشیہ نے خفگی سے انہیں دیکھا۔

تم کم نہیں ہو میری جان۔۔ تو قسیع سے کسی بھی طرح کم نہیں ہو"
ماشاءاللہ بالکل ایک جیسی ہو بالوں میں قد میں سوچوں میں
شرارتوں میں حتیٰ کہ محبت میں بھی۔۔بس آنکھوں کا رنگ
الگ ہے۔۔

اور تمہارے بال تھوڑے سے زیادہ سنہری ہیں تو قسیع کے لائیٹ۔۔بس یہی

چیلنج ہے باقی بالکل ایک جیسی ہو اور حسن میں میری تینوں بیٹیاں ایک سے بڑھ کر ایک ہیں۔۔" تقویٰ نے اسکی پیشانی چومتے ہوئے کہا عرشیہ نے ممتا کے احساس سے انکی گردن میں بازوؤں حائل کر دیئے۔

ویسے یہ آپکی تیسری بیٹی نظر نہیں آرہی؟" عرشیہ نے آنکھیں نچائیں"

وہ روم میں ہو گی ایسا کرو صام کو جگانے کے ساتھ صارم اور باذل کو بھی جگا" دو اس وقت سونا ٹھیک نہیں پھر رات کو آرام کر لیں۔۔" ڈنر کا انتظام کرتیں تقویٰ زیدی نے اسے ہدایت دیں صائم زیدی بھی ایپرن باندھ کر اسکی ہیلپ کیلئے میدان میں آ گئے تھے جنہیں وہ گھورنے لگیں پر صائم زیدی عرشیہ کی موجودگی کے باعث شرافت کا لبادا پہنے کھڑے تھے۔

البتہ عرشیہ انکے منہ صام کا سن کر سرخ پڑتی سٹپٹا گئی۔۔ ص۔صام؟" وہ گھبراہٹ چھپائے انجان بن گئی۔"

ہاں بیٹا اسے بھی جگا دو کافی وقت ہو گیا ہے۔" تقویٰ نے نرمی سے مسکراتے" ہوئے کہا۔ اور کام میں مصروف رہیں۔۔

ویٹ ایک منٹ وہ کھوتا کیا میرے گھر میں موجود ہے؟؟""
صائم زیدی کا دماغ چلا اور انہیں اپنی انسلٹ یاد آئی جو کہ اسنے "آپ کون" کہہ کر کی تھی۔۔

عرشیہ کی حالت اندر ہی اندر مزید خطرناک ہو گئی، صائم زیدی کے متوجہ ہونے پر وہ سٹپٹا گئی۔۔
آپ کیا کہنا چاہتے ہیں سائیں وہ کہاں جائے گا؟" تقویٰ نے "خفگی سے دیکھتے پوچھا۔
پپ۔۔پر وہ کھوتا۔۔ س۔سوری میرا مطلب وہ آپکا کھوتا۔۔ آئم سوری"
"میرا مطلب وہ میرا کھوتا۔۔۔۔
ہاہاہاہا۔۔۔"عرشیہ کی منہ سے دونوں کے دیکھنے پر بوکھلاہٹ میں" جانے کیا کچھ نکل رہا تھا وہ گھبراہٹ سے پسینہ پسینہ ہو گئی تھی جبکہ اسکے القاب پر انکا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

سوری" اسے خود ہی خود پر ہنسی آ گئی۔۔ تقویٰ زیدی کی گھورتی نظروں سے" مسکراہٹ دانتوں میں دبا کر شرمندگی سے آنکھیں میچ کر وہ ہنسی

روک گئی۔۔

کیوں میری بیٹی کو گھور رہی ہو مولانی۔۔ ٹھیک تو کہہ رہی ہے وہ۔۔ کھوتا ہی تو" ہے ہاہاہا۔۔" وہ عرشیہ کا خفت سے سرخ چہرہ دیکھ کر پھر سے قہقہہ لگا اٹھے۔۔

قسم سے سائیں انتہائی غلط الفاظ بول رہے ہیں بچوں کے سامنے۔۔" تقویٰ کو" ہرگز پسند نہیں آیا عرشیہ کا بیوی ہو کر اپنے شوہر کو ایسا کہنا۔۔
سوری اماں وہ بابا کے کہنے پر منہ سے پھسل گیا۔"عرشیہ نے انکی" ناگواریت کا احساس کرتے فوراً شرمندگی سے معذرت کر لی۔
ارے تم کیوں معذرت کر رہی ہو۔۔۔ غلط کیا کہا ہے تمنے؟ اگر ہم" کہیں؟" صائم زیدی نے اسکا چہرہ foal کھوتے کو کھوتا نا کہیں تو کیا ہاتھوں میں بھر کر پیشانی چوم لی۔۔

آپ تو بس ہی کریں پہلے تو قسیع کو بگاڑ کر رکھا ہوا تھا اب اسکی" باری۔۔" تقویٰ نے مصنوعی گھوری سے نوازہ۔۔

تم دیکھ رہی ہو اس بوڑھیا کا دن بدن دماغ خراب ہوتا جا رہا ہے۔" انکی"
گھوری پر صائم زیدی نے عرشیہ کو اشارہ دیا وہ بوڑھیا کہنے پر سٹپٹا گئی۔۔
فوراً سے تقویٰ زیدی کو دیکھا جو کہ ماشاءاللہ سے ابھی فٹ فاٹ تھیں
کہاں سے بوڑھیا تھیں۔۔
یہ خود تو جائیں گے بلکہ ساتھ اسے بھی لے جائیں گے۔" صائم زیدی"
کے شیرنی کے گھپا میں ہاتھ ڈالنے پر وہ چونک کر اپنی ساس کو دیکھنے
پھر سسر کو۔۔

جاؤ تم جا کر صام کو جگاؤ۔۔" تقویٰ نے سنجیدہ سے کہا۔"
پر صام تو گھر میں موجود ہی نہیں۔۔" عرشیہ نے بوکھلاہٹ"
سے کہا۔
کیا مطلب کہاں گیا؟ وہ تو روم میں تھا نا؟؟" تقویٰ زیدی نے"
حیران ہوتے عرشیہ کو دیکھا کیونکہ انہوں نے تو صام کی گاڑی باہر ہی
دیکھی تھی۔
اور ملازمہ بھی تو صام کا روم میں ہونے کا بتا رہی تھی پھر عرشیہ؟
وہ۔۔ وہ مجھے نہیں معلوم۔۔ میں نے تو نہیں دیکھا اسے۔۔ وہ آئے روم"
میں اپنا سامان لیا اور مجھے برا بھلا سنا کر پھر نکل گئے۔۔ اسکے

بعد واپس نہیں آئے۔۔ حتیٰ کہ مجھے کہا ہے اگر گھر سے اب باہر قدم بھی رکھے تو جس طرح فارس کی انگلیاں توڑی ہیں اسی طرح میری ٹانگیں توڑ دے گا۔۔

مزید نواب صاحب کہہ کر گئے ہیں نا اب میں اپنی مام کے گھر جا سکتی ہوں کیونکہ وہاں فارس ہے اور اسے پسند نہیں اسکی بیوی کسی غیر محرم کی موجودگی اپنے گھر بھی جائے۔۔ اور نا ہی ہاسپٹل جا سکتی ہوں کیونکہ وہاں بھی غیر محرم موجود ہیں۔۔۔" اسنے ڈبڈباتی نظروں سے سر جھکا کر کہا۔

یہ کیا بچپنا ہے۔۔" تقویٰ حیرت زدہ غصے سے گویا ہوئیں"

تمہیں ابھی بھی بچپنا لگ رہا ہے؟ وہ اس قدر تنگ نظر ہو گا مجھے" اندازہ نہیں تھا۔۔ اسکی بہن یونی میں پڑھتی تھی، اسکی ماں ہاسپٹل میں میٹنگز میں جاتی ہے وہاں تو غیر محرم موجود ہوتے ہیں۔۔ تم سمجھا دو اسے تقویٰ اب میں مزید برداشت کرنے کے موڈ میں نہیں ہوں بہت کر لیا اسکا بچپنا برداشت۔۔ یہ کیسی تنگ نظر پال رہا ہے کیا اسے اپنی بیوی کے کردار پر یقین نہیں۔۔

وہ کیوں ہمیں ہماری نظر میں گرانے پر تلا ہوا ہے۔۔
وہ آج آئے تو اسے سمجھا دو تقویٰ کہ میں اسکی بیوی کو نہیں بلکہ اپنی بیٹی کو گھر لایا ہوں۔۔ اگر اسے اپنی بیوی چاہیے تو پہلے اس قابل بن کر دکھائے۔۔
اور آئندہ میری بیٹی پر احکامات چلانے کی کوشش نا کرے۔۔ ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔۔" صائم زیدی نے بمشکل صام کی تنگ نظر پر خود پر ضبط کرتے تقویٰ زیدی سے کہا۔۔
وہ خود پریشان کھڑیں عرشیہ کی آنکھوں میں آئی نمی کو دیکھ رہی تھیں۔۔
وہ آئے گا تو میں سمجھا دوں گی اسے۔۔ تم جاؤ باہر بیٹھو میں ڈنر لگاتی ہوں۔ دل چھوٹا مت کرو میں سمجھاؤں گی اسے، ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہو گی اسے ورنہ ایسا تھوڑی کہتا" عرشیہ کی آنکھیں چوم کر وہ بولیں۔۔

نہیں کوئی ضرورت نہیں اسے یہاں آنے کی۔ اگر کسی کو اسکی ضرورت ہو تو اسکے گھر چلے جائیں وہ میرے گھر میں اپنی غلطیوں کا کفارہ کیے بغیر نہیں داخل ہو گا۔"
اور اسے سمجھاؤ بلکہ اچھی طرح سے سمجھاؤ یہ بھی کہہ دو اس سے کہ آئندہ میری بیٹی کے آس پاس بھٹکے ہوئے نظر نا آئے۔۔" صائم

زیدی نے سختی سے وارننگ دی۔
عرشیہ جو سننا چاہتی تھی سن کر سکون سے گہرا سانس بھر گئی اور وہاں سے نکل گئی۔۔

آپ پریشان نا ہوں۔۔" تقویٰ متفکر ہو کر انکے پاس آئیں۔"
کیسے پریشان نا ہوں؟ وہ ایسا رویہ رکھ رہا ہے اس سے تمہیں اندازہ ہے" تقویٰ وہ کس صورتحال سے گزر رہی ہے۔ میں اسے اس صورتحال سے نکال کر یہاں پر سکون رکھنے کیلئے لایا ہوں جبکہ یہ بھی جانتا ہوں وہ پر سکون ہو نہیں سکے گی۔ اسکے ماں باپ کی جو حالت ہے اس میں اسکا نارمل بیہیو کرنا بھی ہمارے لیے رحمت ہو گی۔۔
تمہارا بہٹا اسے ساتھ سپورٹ دینے کے بجائے مزید ایسی پابندیاں لگا رہا ہے اس پر۔۔ جو کہ کوئی دشمن بھی اسے اس وقت اپنے ماں باپ کے پاس جانے سے نا روکے۔۔
تمہارے بیٹے نے انتہا کر دی ہے۔ کل کلاں مجھ سے کوئی شکوہ مت کرنا اسلیے بہتر ہے اسے اچھے سے سمجھاؤ کہ اس وقت عرشیہ کے آس پاس نا آئے۔ اگر چہ وہ ایسے ہی رویے میں رہا تو مجھ سے کسی قسم کی توقع مت رکھیئے گا۔۔۔

میں اسے رویے سے پہلے ہی کافی پریشان ہوں مجھے مزید شرافت کا چولہ اتارنے پر مجبور نا کرے۔۔ ورنہ جو نازو سے محل کی چھاؤں میں رکھ کر پالا ہے۔۔ ہر وہ کمی پوری کی انکی جو میرے اندر تھی اور اب وہ۔۔۔۔" وہ دلبرداشتہ ہو گئے تھے۔۔

"سائیں ایسا تو نا کہیں۔۔ اولاد نادنیاں کر جاتیں ہیں ماں باپ کا فرض ہے انہیں سیدھی راہ دکھانا۔ میں کوشش کروں گی میرا بیٹا بھٹکے نا آپ بے فکر رہیں ایسا کوئی۔۔" تقویٰ انکے ہاتھ کو تھام کر انہیں یقین دلایا ساتھ حوڈلہ بھی دیا۔۔

وہ گہرا سانس بھر کر انہیں دیکھتے مسکرائے۔۔ اور انکے گال پر ہاتھ رکھتے ہوئے اچانک جھک کر انکے ہونٹوں پر بوسہ دیا۔۔ "بس تمہارے صدقے ہی معاف کرتا آرہا ہوں۔" انہوں نے تقویٰ کے گھبرائے حیران پریشان خفتزدہ چہرے کو دیکھتے محبت سے کہا۔

انکے مزید پھیلنے سے پہلے وہ کترا کر سٹپٹائی ڈور کی جانب چور نظروں سے دیکھتیں چولہے کے سامنے آگئیں۔

انکی اچانک انداز پر صائم زیدی نے بمشکل قہقہہ ضبط کیا۔

"شکر خدا کا۔۔" وہ سکون بھرا سانس لیتی ہوئی سیڑھیاں

چڑھ رہی تھی۔ وہ جانتی تھی اب جب وہ ایک بار اپنی منمانی کر چکا تھا اسکی شدتوں سے انداز سرگوشیوں سے لگ رہا تھا وہ جیسے سایہ بن گیا تھا۔۔

جیسے کوئی پاگل جن عاشق ہو جائے اور بالکل چمٹ جائے دور ہونے کا نام نا لے۔ یہی تو حال تھا اسکا، اور عرشیہ خوفزدہ تھی اندر ہی اندر۔۔

بہت مشکل تھا اسکے ساتھ ایک لمحہ بھی گزارنا اسکے لئے۔ وہ جیسے اسکی قربت میں موت کے منہ سے لوٹ آئی تھی، اسکی سانسوں کی جھلساتی تپش اور ہونٹوں کی شدتوں سے وہ کتنا روئی بھی تھی۔۔

وہ بہت مشکل سے اسے بہلا پایا تھا پر جان پھر بھی نا چھوڑی اسکی۔۔ اور اب پھر سے وہ سب کچھ نہیں چاہتی تھی بلکہ اب تو وہ آگ میں گھی ڈال کر بھڑکانے والا کام کرنا چاہتی تھی۔۔

وہ ضرور تڑپے گا اب اسکی قربت کیلئے، اور وہ اسکے تمام راستیں بند کر دے گی پھر سمجھ آئے گا اسے عرشیہ زیدی کیا چیز ہے۔۔

ایک تو اسنے اسکی جان سے پیاری سہیلی کو اس سے دور کر کے اسے جتنی اذیت دی تھی اس کا بھی حساب پورا کرے گی۔

صائم زیدی کو بھڑکانے کا مطلب یہی تھا اسکا کہ وہ اسکے گرد کچھ سکیورٹی ویکیورٹی بنائیں، اسکا بیٹا تو آدم خور ثابت ہو رہا تھا اسکے لئے۔

صارم!!" وہ ساری سوچیں جھٹک کر دستک دیتی اپنے روم کے سیاہ" گلاس دوڑ کو دیکھنے لگی۔۔

کبھی وہ اس روم کے سامنے سے گزرتے ہوئے سوچتی تھی کہ کیا ہوگا اسکا روم اندر سے۔۔ اب وہ کئی بار اندر چلی گئی تھی پر اسکے اندر جو احساسات پہلے تھے وہ کہیں مر چکے تھے۔ وہ روم اب اسکا تھا پر اسے کوئی خوشی نہیں تھی۔ اسکی آنکھیں جو اس روم کو "خواب" سمجھتی تھیں آج حقیقت بن گیا تھا پر کوئی خواہش آرزو نہیں تھی

حتیٰ کہ وہ مغرور انسان اسکی رگ وروح میں اتر چکا تھا، جو کبھی ناقابل تسخیر لگتا تھا گزرے لمحات میں اسے بے بس کرنے کے ساتھ اسکے آگے خود بھی بے بس ہی تو تھا۔۔

اگر وہ کوئی پل نکال کر اسکی لٹائے جنون پر تھوڑا سا غور کرتی تو مغرور ہو جاتی۔ وہ شاید نہیں جانتی تھی ایسی طبیعت کے شخص۔۔

اپنی ذات کے بادشاہ ہوا کرتے ہیں، ان سے ضد لگانا اپنا نقصان کرنے کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا، اور اگر وہ چاہے اس بادشاہ طبیعت کے شخص کو تسخیر کرنا تو اسے جیتنا ہوگا پہلے اس شخص کا دل پھر ہی وہ اپنی منمانیاں کر

سکتی تھی بلکہ محبتوں میں اسے جھکا بھی سکتی تھی۔۔۔
پر تکرار کر کے جھکانا رشتوں میں تباہی کے علاوہ کچھ نہیں ہوا کرتا۔۔
نشہ کر کے سوئے ہوئے ہو پاگلوں کے سرداروں۔۔" وہ غصے سے تیز تیز"
دستک دینے لگی۔۔
اور اس شور پر بمشکل صارم کے خراٹے بند ہوئے۔ وہ ہڑبڑا کر آنکھیں کھول کر دروازے کو دیکھنے لگا۔۔ پر نظریں دروازے کی جانب جانے کے بجائے منہ پر سامنے رکھی ہوئی لات پر گئیں۔۔
ایک سرخ و سپید پاؤں اسکے منہ پر تھا جبکہ دوسرا اسکے کندھے پر۔
صارم!!" عرشیہ کی پانچوی پکار تیزی سے گونجی۔"
آرہا ہوں ویٹ کرو جنگلی بلی۔" وہ غصے سے خود بھی بھڑک گیا تھا۔"

جنگلی ہو گی تیری عورت۔۔" عرشیہ نے غیظ و غضب سے ہاتھ دروازے"
پر مارتی اس پر چڑھ دوڑی۔ صارم اسکے رویے سے ہی سمجھ گیا تھا
ضرور بھائی نے ہی میٹر گھمایا ہو گا اسکا تبھی انکا غصہ اس معصوم پر نکالنے آ گئی ہے۔۔
اگر دو منٹ میں باہر نہیں نکلے لڑکی کو لیکر تو میں نے تم پر اغوا کا"

کیس کروادینا ہے۔" وہ وارن کرتی وہاں سے جانے لگی۔۔

ہاں ہاں بلائیں پولیس کو اور دکھائیں کتنی تذلیل ہو رہی ہے ایک ڈاکٹر کی۔""
وہ باذل کے پاؤں کی چھوٹی سی انگلی سے پکڑ کر اونچا کرتا اپنی آنکھوں کے سامنے لہرا گیا۔۔

سرخ گلابی تلوؤں سے نظریں ہوتیں اسکی ٹخنوں ٹانگوں سے سے جاتی اسکی کمر پر آئی اور سامنے دیکھ کر وہ دہل گیا جہاں وہ اسکی ٹانگوں میں منہ چھپائے پڑی سو رہی تھی۔۔

یا خدا یہ کیا نمونہ اٹھا کر میرے گلے ڈالا ہے۔ ایک تو سارا" وقت سونے نہیں دیا، اوپر سے نئی نویلی دلہن کے سونے کے ڈھنگ دیکھو۔۔"
اسنے پاؤں منہ سے دور جھٹک دیئے اور خود جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔۔
سامنے وہ منہ اسکے پاؤں میں دیئے الٹی پڑی تھی۔ صارم کو تو جھٹکا تھا وہ الگ پر اس مغرور حسینہ کو اپنے پاؤں منہ چھپا دیکر سونے پر وہ حقیقت میں زیافہ کی طرح صدمے میں آگیا تھا۔
سونے سے پہلے بھی وہ جدھر کروٹ بدلتا وہ بیڈ سے اتر کر اسکی

سمیت آتی اور اسکا بازو اٹھا کر اسکے آغوش میں خود کو سما کر اپنی پشت اسکے چوڑے سینے سے لگاتی اور پھر بلینکٹ میں اسکے ساتھ سو جاتی۔۔

جنی "اسنے کچھ جھجھک کر اسکی پشت پر ہاتھ مارتے ہوئے اسے ہوش" دلانا چاہا کہ کیوں اس بلیک مین کے پاؤں چوم کر اسے گناہگار بنا رہو۔۔ پر وہ اٹھنے کے بجائے "ڈونٹ ڈسٹرب می مام" کہہ کر زوردار انگڑائی لیتی سیدھی ہو کر اسکے سامنے لیٹ گئی۔ اس ساری صورتحال پر صارم کا دل دھڑک گیا۔ اور اسے سٹپٹا کر نظریں بھی چرانی پڑیں توبہ میں اسکی مام ہوں؟" اسنے جھڑ جھڑی لی"

وہ تو شاید نیند کے نشے میں ڈوبی غافل ہوئی پڑی تھی اپنے حلیے اپنے آپ سے۔۔ اسے یہ بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ جہاں پڑی تھی اور جس طرح پڑی تھی اس سے صارم زیدی کی دل کی حالت غیر ہو چکی تھی۔

بچے کی طبیعت خراب ہو رہی ہے جانی اٹھ جا۔۔" اسنے گھنے سیاہ"

بالوں کو کھجاتے سانس بھرا۔۔

اسنے ایک خفا نظر باذل پر ڈالی اور سائیڈ ٹیبل پر رکھے ہوئے جگ سے پانی کا گلاس بھر کر لبوں سے لگایا۔۔

باذل!" باذل نخواستہ اسنے پانی تھوڑا ہاتھ میں لیکر اسکے چہرے پر" چھینٹیں پھینکی۔۔

واٹ!!!" وہ غرا کر پانی کی چھینٹوں پر جیسے اٹھی سیدھا صارم سے" ٹکرائی۔ ناصرف باذل کا بلکہ صارم کا دل دھڑک اٹھا۔

ایک لمحے کیلئے اسکی نیند کی سرخی سے لبریز گرے کرسٹل جیسی آنکھوں میں دیکھتے بالکل مسمرائز ہو گیا۔ وہ دونوں ہی خاموش بت بن گئے ایک دوسرے کو ایک ہاتھ کے فاصلے پر پا کر۔

کیا دیکھ رہے ہو؟؟" اسنے ابرو اچکائی اور نیند سے بوجھل لہجے میں پوچھتے" ہاتھ بھر کا فاصلہ سمیٹ گئی۔۔

صارم کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔ گہرا سرد سانس فضا میں چھوڑتا خود پر بمشکل کنٹرول رکھ کر نفی میں سر ہلاتے اسے خود سے دور کرنے کیلئے کمر سے تھاما جب وہ اسکے بازو تھام کر اپنی کمر کے گرد حائل کر کے اسکے کندھے پر سر رکھ کر آنکھیں موند گئی۔۔ اسکے نرم

سر اپے کے لمس سے صارم کی دھڑکنیں اتھل پتھل ہوئیں۔

"I want to sleep in your arms"

وہ اسکے کان میں سرگوشی سے بولی، کتنی پر سکون نیند سوئی تھی وہ جسکا اندازہ نہیں تھا اسے کہ وہ کبھی اس طرح سکون سے بھی سو سکے گی۔

"Nice hoax baby"

صارم ایسی فرمائش پر ٹھٹھک گیا تھا۔ پر اس چالاک لڑکی کے پچھلے واقعات یاد کرتے وہ فوراً سے اپنے امڈتے ہوئے جذبات پر بند باندھ گیا۔
وہ گردن گھما کر اسے دیکھنے کی کوشش کرنے لگا پر اسنے اپنا چہرہ بالکل اسکی گردن میں چھپایا ہوا تھا۔۔
وہ غصے سے اسکے بچوں کی طرح چمٹنے پر جھنجھلا گیا۔ اچھے خاصے موڈ میں اٹھا تھا وہ لڑکی جان بوجھ کر اسکا امتحان لے رہی تھی تاکہ پھر سے اسکے بہکنے پر نئے گھٹیا الزامات لگا سکے۔

اٹھو بیوقوف عورت باہر مام ڈیڈ آئے ہوئے ہیں۔" وہ اسے جگانے کی کوشش"
کرتے کمر سے تھام کر جھنجھوڑ گیا پر اگلے ہی پل اسکا گھٹنا لگنے سے کراہ کر
سیدھا اپنی جگا پر گرا۔
موقعے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے باذل نے فوراً دونوں کے اوپر بلینکٹ ڈال دیا۔ اور
پھر سے سابقہ پوزیشن میں آکر سونے لگی

افف "صارم کا دماغ درد سے سن ہو گیا، اور جب تک وہ دماغ کو"
ٹھکانے لگا پایا تب تک وہ مزے سے سکون بھری نیند میں پڑی
تھی۔
صارم کو تو پل میں اسکے انداز سے خوف آگیا، وہ حقیقت میں اسے
کوئی چڑیل لگی چمٹنے والی۔ پر اگر وہ چڑیل تھی تو سیاہ دیو وہ بھی تھا۔
اسنے جھٹکے سے کروٹ بدلی۔ اگلے پل باذل اسکے نیچے تھی اور وہ گھورتا ہوا اسکے
اوپر۔۔
واٹ نانسینس!!!" اس جھٹکے سے وہ دہل کر پھر سے چیخی۔۔۔"
تمہاری تو۔۔۔ اپنی باری پر مزے اور ہماری باری پر نانسینس؟؟" اسکی"
کلائیاں مضبوطی سے جکڑ کر اسنے تکیے سے لگا دیں
باذل حیرت سے اسکے چہرے کو دیکھنے لگی۔۔ سکون بھری نیند

لیسنے کا جو خمار تھا صارم زیدی کے تیور دیکھ کر اڑن چھو ہو گیا تھا۔
تم پھر سے اپنی گھٹیا حرکات کر رہے ہو؟" وہ ڈرتے ہوئے بولی"
مجبور کیا ہے تمنے۔۔" اسنے جتاتے ہوئے کہا۔۔"

آئی ہیٹ یو!" اچانک فضا میں سرگوشی کرتے صارم کو لب "
بھینچنے پر مجبور کر دیا۔ اسنے تیکھے چتون سے اسے گھورا۔۔
مجھے کب عشق ہوا ہے تم سے جو منہ سے زہر اگل رہی ہو؟؟ میری بھلا"
سے جاؤ۔۔۔" وہ سرد انداز میں بول رہا تھا پر اگلے پل اسکے انداز پر خود ہی
سرد پڑ گیا۔

"I want to sleep in your arms every evening, every night, every morning, all my life. But I hate you so much, black man. Stay far away from me, as the world is from heaven. I want to hurt you so much that you will never....."
وہ کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گئی۔۔

ڈونٹ وری میں تمہیں اپنی زندگی میں اتنی مہلت ہی نہیں دوں گا کہ تم"

مجھے ہرٹ کر سکو۔۔" وہ اسے دور دھکیلتا ہوا اٹھنے لگا جب پیچھے سے اسکی گردن میں بازو ڈال کر وہ اسکے آگے پاؤں باندھ کر اسکی پشت پر چمٹ گئی۔

اسکا بوجھ پشت پر آنے کے باوجود وہ کھڑا ہو گیا۔ باذل اسے غصہ نا ہوتے دیکھ کر گندمی رنگ چوڑے کندھے پر سر رکھ دیا۔
میں تمہیں اتنا ہرٹ کرنا چاہتی ہوں کہ تم چھپ چھپ کر رونے" لگو۔۔۔ اور کسی کو بتا بھی نا سکو۔" اسنے پھر سے کہا۔

وہ اسکے فضول خواہش پر سر جھٹکتا ہوا گلاس وال کے پاس آیا اور پردے برابر کیے۔ باہر اندھیرا چھا گیا تھا، اور وہ اتنی دیر سونے پر پریشان ہو گیا۔ سب کیا سوچ رہے ہوں گے؟" اسنے ٹینشن ہونے لگی۔ پر یہ بھی تو تھا" کہ وہ تین دن کا جاگا ہوا تھا اتنا سونا تو بنتا تھا اسکا۔ وہ سوچتے مطمئن ہوتا پلٹنے لگا تھا معاً شیشے میں مدھم سا اپنا عکس دیکھتے وہ ساکت سا ہو گیا۔۔

وہ سامنے تھی اسکے، اور گردن پر سر ٹکائے شاید آنکھیں بھی موندیں سو رہی تھی۔ صارم کا دل دھڑک اٹھا۔
گرے بال، سرخ سفید رنگت، پتلی سی چھوٹی ناک، گلابی چھوٹے سے

ہونٹ، گھنی پلکیں عارضوں پر جھکائے سوئی ہوئی تھی۔

اسے لگ رہا تھا اسے ساتھ سلا کر اسنے بری طرح مصیبت گلے ڈال دی ہے۔۔

اب کیا اسے یونہی اٹھا کر باتھ روم میں جائے؟

سخت طرح جھنجھلا کر وہ آہستہ سے قدم بھر کر بیڈ کے پاس آیا احتیاطاً اسکے بندھے پاؤں ہاتھ کھولتے ہوئے بیڈ پر ڈال کر جیسا سیدھا ہوا تھا، نظریں سیدھا اسکی گھورتی آنکھوں سے ٹکرائیں۔۔

وہ اسکی چالاکی سے دور کرنے پر فوراً سے جاگ گئی تھی اور اب سخت نظروں سے گھور رہی تھی جیسے کوئی بچہ گھورنے لگے۔

صارم نے بمشکل قہقہہ ضبط کیا۔ اور ہنستے ہوئے تولیہ اٹھائے باتھ روم میں بند ہو گیا۔۔

وہ غصہ ضبط کیے چلتی ہوئی مرر کے سامنے آتی خود کو دائیں بائیں سے دیکھنے لگی۔۔

اسنے اپنے پیٹ کو دیکھا، اور اس پر ہاتھ پھیرا،، وہ ڈر گئی یہ سوچتے ہوئے کہ اس میں کتنے بے بیز اسٹے کر رہے ہوں گے۔ کیونکہ وہ اسے کس بھی تو اتنی ہی کر چکا تھا۔

پر پہلے ایلی کہتی تھی کس سے بے بیز ہوتے ہیں، اور اس دن کہہ رہی تھی "
بے بیز کس سے نہیں ہوتے؟" اسنے الجھ کر خود کو پرکھا۔۔
اور ہاسپٹلز والی ان عورتوں کو یاد کیا، جنکے پیٹ بڑے تھے اور وہ کراہ رہی
تھیں۔۔ اسکا تو ابھی اتنا ہی پیٹ تھا حالاں کہ بہت سے دن ہو گئے
تھے جب اسنے کس کیا تھا۔۔
نہیں میں نے تو اسے کس کرنے نہیں دیا اس رات۔۔ "وہ لب "
دانتوں میں دبا گئی۔۔
پر آج تو اسنے کیے نا!" وہ پریشان ہو گئی۔۔ "پر میں نے بھی تو اسے پہلے کر دی "
تھی کس۔۔ "وہ بالوں میں ہاتھ پھنسائے ڈپریسڈ ہوتی چیئر پر بیٹھ گئی۔۔

کہیں میرے بے بیز بلیک مین کے پیٹ میں تو نہیں چلے "
گئے؟" وہ بڑبڑا کر خوف سے بل کھا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔
نہیں! ایسے کیسے ہو سکتا ہے؟ وہاں بھی تو گرل اپنے بوائے فرینڈ کو کرتی "
تھیں" اسنے پسینہ پسینہ ہوتے سوچا

اوہ! پھر شاید وہ بے بیز انجکشن سے نکال کر ہاسپٹل میں دے آتے "
ہوں۔ تبھی تو وہاں سے لیڈیز انجکشن سے لے لیتے تھے۔ اور یتیم خانے وہاں

بھی تو بہت بے بیز ہوتے ہیں شاید بوائز کے ہوں؟" اسنے سر کھجاتے ہوئے سوچا۔

ہاں اسلیے تو مشرقی لڑکیاں اپنے شوہر کو کس نہیں کرتی کیونکہ وہ انجکشن سے ڈرتی" ہوں گی۔ پر اب میں بلیک مین سے بے بیز کیسے لوں۔۔ اور تو اسکے بے بیز جو میرے پاس ہیں۔۔ ظاہر ہے اسنے بھی تو کس کیا نا مجھے۔۔ کیا اتنے بے بیز ایڈجسٹ کر لیں گے؟" سوچوں سے اسکا سر پھٹنے لگا تھا۔

وہ آئینے میں خود کو دیکھنے لگی جہاں گردن پر کافی اسکے کاٹنے کے نشان تھے۔۔

یہ تو بہت اچھا ہے اس طرح بلیک مین کی جلدی سے" شرط پوری ہو جائے گی۔ اور میں بھی آزاد۔۔

پر ویسے بھی کوشش کرتی رہوں گی اگر چھوڑ دیا تو اسکے بے بیز کو پارسل کر کے دے دوں گی وہاں سے۔

اور اس سب کا ایلی کو بھی نہیں بتاؤں گی۔۔" اسنے ساری پرابلمز کا بیٹھے بیٹھے سلوشن نکالا اور باتھ روم کے دروازہ کھلنے پر سٹپٹا کر شرٹ جلدی سے نیچے کر لی۔

کچھ دیر میں دونوں تیار ہو کر نیچے آ گئے۔

السلام علیکم مام بھابی صاحبہ!" ڈائننگ ٹیبل پر آتے وہاں اپنی ماں"
ساتھ مسکراتی ہوئی عرشیہ کو پا کر شرارت سے کہا۔

وعلیکم السلام باذل کہاں ہے؟" تقویٰ نے جواب دیتے نرمی سے پوچھا۔ انہوں
نے عرشیہ سے بھی کہہ دیا تھا کہ اس سے رویے میں کوئی کمی نہیں
ہونے چاہیے۔۔
وہ بہت سوئیٹ لڑکی لگی انہیں، یقیناً نرم رویے سے مزید وہ نرم بن کر پگھل
جاتی۔ عرشیہ کو بھلا کیا تکلیف ہو سکتی تھی۔ وہ اسکے بھائی جیسے
دوست کی پسند کی بیوی تھی تو ظاہر ہے اسکی بھی پسند ہی ہوگا۔۔ اور ویسے بھی
وہ توقیع سے باذل کے بابت پہلے ڈسکس کر چکی تھی۔
دونوں نے یہی ڈیسائیڈ کیا تھا پرانی باتیں بھول کر ایک نئ
شروعات کریں گے اور ساری بیسٹ فرینڈز بن کر اسے بھی بدل
دیں گیں۔ پر کاش توقیع یہاں ہوتی۔ سوچ کر اسکا دل اداس ہو گیا تھا۔
میں یہاں ہوں۔۔۔" اچانک پیچھے سے انکے گلے میں بازو ڈال کر باذل"
نے کہا تقویٰ پہلے تو چونک گئیں پھر بے ساختہ اسکی
شرارت پر قہقہہ لگایا۔۔
شریر ڈرا دیا۔۔" انہوں نے اسکے گال پر بوسہ دیتے مدھم سی چپٹ مار کر"

ساتھ والی چیئر پر بٹھا دیا۔
ڈیڈ کہاں ہیں؟" صارم نے ڈنر کرتے پوچھا۔"
نائیٹ ڈیوٹی پر ہیں۔" تقویٰ نے مسکراتے جواب دیا۔"

ماشاءاللہ بہت بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔" اسے شلوار قمیض"
دوپٹے میں دیکھتے انہوں نے ستائش سے کہا۔۔ باذل کے انکی تعریف
پر گال سرخ ہو گئے۔۔
یس بل۔۔۔ صارم جی مجھے بہت سلیولیس میکسی پھہننے کیلئے کہہ رہا تھا"
پر وہ مجھے اچھی نہیں لگا۔۔ میں نے آپکے لئے یہ پہنا ہے۔۔" وہ نظریں
جھکا کر بولی۔
پاس بیٹھی عرشیہ اسکی اردو پر ہنسی ضبط کر گئی جبکہ جوس کا گلاس
منہ سے لگائے صارم نے جیسے گھونٹ بھرا اسکی بات انداز اور اردو پر
اسے بری طرح اچھو لگا۔۔

خیال سے۔۔" تقویٰ نے اسے گھورا۔"
سوری وہ۔۔۔ حلق میں کچھ پھنس گیا تھا۔۔" اسنے ہولے سے"
کھانستے ہوئے باذل کے چہرے کو دیکھتے کہا۔

ویسے مجھے ابھی قائد اور اقبال کے رونے کی آواز آئی۔۔"عرشیہ نے"
آس پاس دیکھتے ہوئے کہا جیسے انہیں ڈھونڈنے کی کوشش کر رہی ہے۔۔
ہاہاہا میں نے روم میں بھی سنیں۔۔"صارم کا قہقہہ جاندار تھا۔۔"
بہت بد اخلاق ہو گئے ہو۔۔چپ کرا احمق کہیں کے۔۔"تقویٰ نے دونوں کو"
جھڑکا۔۔

ایویں مام چولیں مار رہی ہے زبردستی ملبوسات زیب تن کروائے ہیں۔""
صارم نے جان بوجھ کر ایسے الفاظ کا انتخاب کیا جن کی اسے خاک
بھی سمجھ نہیں آئی۔

تمہاری موجیں مولوی ہاہاہا۔۔"عرشیہ نے اشارے سے کہا اور"
دونوں تالی مار کر قہقہہ لگا اٹھے۔

ان دونوں کے یوں تالی پر قہقہہ لگانے سے باذل نے غصے سے سرخ ہوتے اپنی
ساس کو دیکھا۔۔

بیٹا کھانے پر جو ایسی حرکات کرتے ہیں انکا شمار بد اخلاق میں"
ہوتا ہے۔بس آپ بہت پیاری سلجھی ہوئی بچی ہیں اور میرے لیے
یہ خوبصورت کپڑے پہنیں بہت بہت شکریہ۔"تقویٰ زیدی

نے اسکے گال چوم کر اسکی پلیٹ میں کھانا نکالا۔۔

بھائی کہاں ہیں؟"صارم کے پوچھنے پر تقویٰ نے بے بس نظروں سے " دیکھا۔۔اور پھر انکی نظروں کا مفہوم عرشیہ کا سپاٹ چہرہ دیکھتے ہوئے وہ خاموش سر جھکا گیا۔۔۔

مام مجھے آپکے ساتھ سونا ہے۔"عرشیہ روم میں اسکی موجودگی ابھی " بھی پا کر اسکے پاس ناجانے کا ٹھان چکی تھی۔اسنے جو کر لیا تھا وہ اسکے لیے بہت تھا اب وہ ہرگز اسکے سامنے کمزور نہیں پڑے گی۔
کیوں نہیں میری جان۔۔" تقویٰ زیدی کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا" انکی اجازت پر وہ پر سکون مسکرا دی باذل کا دل بجھ گیا۔
کاش وہ پہلے کہہ دیتی ان سے۔وہ عرشیہ کو انکے روم کی سمیت بڑھتے حسرت سے دیکھتی رہ گئی۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

عرشیہ کا آفس میں آج پہلا دن تھا اسلئے وہ صبح ہی آپنے ماں

بھائی کے گھر روانہ ہو گئی تھی۔۔ صارم بھی ڈیوٹی پر جا چکا تھا پیچھے گھر میں صرف تقویٰ زیدی اور باذل تھی۔

روم میں آ کر سب سے پہلے وہ ایلی کو کالز کرنے لگی، پر اسکا موبائل بند جا رہا تھا۔ پھر اسنے جیزی کو کال کی۔
ہیلو!" وہ اپنے دوستوں کو ساتھ بیٹھی تھی باذل کی کال دیکھ کر چونکی اور پھر" یہاں وہاں دیکھتی سائیڈ آ گئی۔

بولو!" وہ نخوت سے بولی۔ باذل کو غصہ تو آیا پر ضبط کر گئی۔"
ایلی کا موبائیل کیوں بند ہے؟" اسنے پوچھا۔"
کیوں تمہیں نہیں معلوم؟" جیزی نے چبھتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔۔"
اگر معلوم ہوتا تو تم سے پوچھتی؟" اسنے غصے سے کہا۔۔"
انتہا کی ڈھیٹ لڑکی ہو تم باذل شاہ! تم ایک نافرمان اولاد ہو جب" تمہارے ڈیڈ تمہیں کہہ چکے ہیں ایلی سے دور رہو، وہ بار بار تمہیں اسے دور کر چکے پھر بھی تم۔۔۔ شیم آن یو۔۔ تم تو روحا کی بہن لگتی نہیں انتہا کی بد تمیز بے شرم لڑکی ہو۔۔ خبردار اگر آئندہ ایلی سے رابطہ رکھنے کی کوشش کی۔۔ وہ تم سے تعلق ختم کر چکی ہے۔۔

اسنے دوسرے دوست بنا لیے ہیں۔۔وہ تم جیسی بد اخلاق لڑکی کو اپنی زندگی سے نکال چکی ہے اسلیے آئندہ اسے کال کر کے بات کرنے کی۔۔
اگر کال کی تو میں تمہارے شوہر کو کال کر کے کہوں گی بلکہ تمہارے ڈیڈ کو بھی کہ تم انتہا کی بد تمیز لڑکی ہو اور تمہارے بہت سے یہاں افیئرز تھے اور تم وہاں سے میری بہن کے ساتھ بھاگنا چاہتی ہو۔۔"جیزی نے دھمکاتے ہوئے غصے میں کہتے موبائل بند کیا اور یہاں وہاں دیکھتے پسینہ صاف کر کے موبائل شورٹس کی جیب میں ڈال کر جیسی ہی مڑی مقابل وجود کو پا کر اسکی روح ہی فنا ہو گئی۔۔

کون تھا؟"ایلی نے غبارہ پھوڑتے ابرو اچکاتے ہوئے پوچھا۔"
کوئی نہیں ایک گھٹیا ترین لڑکی تھی گلے پڑ گئی بس اسے دھمکا رہی۔۔"وہ چبھتے" ہوئے لہجے میں کہتی نظر انداز کیے جانے لگی۔
شام کا پہر تھا اور وہ یہاں پارک میں موجود تھے جہاں سارے فرینڈز فرینڈز آتے تھے۔پر باذل شاہ کی کمی کو محسوس کرتے وہ بھی یہاں آ گئی تھی جہاں وہ ہمیشہ باذل شاہ کے ساتھ آتی تھی۔
ساری دنیا کو گھٹیا کہہ دینا پر اسے نہیں۔۔ناہی اسے کبھی دھمکانے یا" ڈرانے کی کوشش کرنا۔۔"کندھے سے پکڑ کر اسنے کھینچ کر واپس مقابل

کھڑا کیا۔۔

وہ کچھ باڈی بلڈر تھی جس وجہ سے اسکا جیزی پر کافی کنٹرول تھا۔۔اور جیزی اسکی نفسیاتی حالت سے بھی ڈرتی تھی۔

نہیں تھی تمہاری محبوبہ۔"وہ ناگواری سے بول کر جانے لگی۔"

ہونی بھی نہیں چاہیے کیونکہ اگر ہوئی تو اسکے بعد تمہارا جو حال کروں گی" تمہارا چہرہ تمہارے یار بھی نہیں پہچان پائیں گے۔۔"وہ واپس گھسیٹ کر مقابل لاتی بولی۔۔جیزی گرتے گرتے بچی۔۔

تمہاری پرابلم کیا ہے ایلی؟اب کیا میری زندگی میں انٹرفیئر" کروگی؟"وہ غصے سے غرائی۔حد تھی اس دوٹکے کی مسلم لڑکی کیلئے اتنا پیار اور اپنی بہن کو سب لوگوں کے سامنے گھسیٹ رہی تھی۔

کوئی پرابلم نہیں بس باذل سے دور رہنا اور اپنے اس گھٹیا فرینڈ کو" لمٹ میں رکھو۔"وہ پیچھے لڑکے کی طرف اشارہ دیتی وہاں سے جانے لگی۔

جیزی نے اپنے دوست کو دیکھا۔۔"ویٹ ایلی!وہ تم سے پیار کرتا ہے اور شادی کرنا چاہتا ہے۔۔"جیزی نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا۔۔

ہاہاہاہا اس سے کہہ دو میں خود کسی اور سے پیار کرتی ہوں اور اسی سے" شادی کرنا چاہتی ہوں۔۔ویسے تم کیوں اپنے دوستوں کو مجھ سے پٹوانے میں

انٹرسٹڈ ہو؟ ہر بار کوئی نمونہ لے آتی ہو؟" وہ ہنستی ہوئی دلچسپی سے بولی۔۔

جیزی اس پر ایک خونخوار نظر ڈالتی وہاں سے چلی گئی۔ جان گئی تھی وہ باذل کے بارے میں ہے۔۔
پیچھے ایلی نے بے سکونی کے عالم میں گہرا سانس بھرتے اسکی موجودگی کو پاس محسوس کرنا چاہا، اسکی خوشبو کو سونگھنا چاہا پر وہ آس پاس ہوتی تو محسوس ہوتی۔۔

وہ اس وقت نشے میں تھی۔۔ اور اسے صرف اسکی کمی محسوس ہو رہی تھی۔ چلتی ہوئی ایک مخصوص جگہ پر جا کر بیٹھ گئی درخت کے نیچے جہاں وہ دونوں ہمیشہ بیٹھتی تھیں۔۔
چھوٹی بہو آپکو باہر بیگم صاحبہ بلا رہی ہیں۔۔ "ملازمہ دستک دیکر باہر ہی" بولی کب کی ساکت کھڑی باذل مشکل سے اس آواز پر ہوش میں آئی۔
جھوٹ ہے میں جانتی ہوں۔۔ ایلی میری بیسٹ فرینڈ ہے وہ" میرے بغیر کبھی نہیں رہ سکتی۔" وہ خود سے بڑبڑائی اور آنکھوں سے پھسلتے ہوئے آنسوں مشکل سے رگڑے۔

وہ جان گئی تھی ایلی شاید اسکے بات نا کرنے پر ناراض ہو گئی تھی۔ اور اسے اب منانا تھا۔۔ پر منائے کیسے؟ یہی سوچتے اسکے دماغ میں تقویٰ زیدی کا خیال آ گیا۔

انکی ممتا کو یاد کرتے اسکے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔۔ انکی بھی تو دوستی تھی عائشہ خان تھا۔ وہ ضرور اسے اچھا سا آئیڈیا دے سکتی تھیں۔۔ سوچ کر ہی موبائل وہیں پھینک کر باہر بھاگی۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے اور بیچ میں انکے فائل کھلی ہوئی تھی جہاں سامنے ہی ڈیتھ سرٹیفکٹ موجود تھا جس پر بڑے حرف میں "ریپسٹ" "کلر" جانے کیا کیا درج تھا اور ساتھ ہی اہم "دلاور دانیال خان" تھا جس پر ان دونوں کی نظریں جمی ہوئی تھی۔۔

کچھ ملا؟؟" وہ استہزائیہ بولا۔۔ "اگر اب میں پڑھوں اس فائل کو تو" پچاسویں بار ہو گا۔" وہ کپ ٹیبل پر رکھتے گہرا سانس لیتا ہوا بولا۔

پر ایسے کیسے یار۔۔۔ کچھ تو مس ہے۔۔ یہ تو کلیئر ہے کہ اگر مرڈر دلاور" نے کئے، ریپ اسنے کیے، وہ مر گیا۔۔ تو پھر یہ کون ہے کیا

اسکا دوسرا جنم؟ تمہیں یہ تو سوچنا چاہیے کہ اسے مرا ہوا کیوں کہا گیا؟" ساحل نے اسے دیکھتے کہا۔

وہ پولیس والے کہاں ہیں جنہوں نے یہ کیس ہینڈل کیا تھا؟" ریٹائرڈ ہیں کیا؟" صام نے پہلی بار لب کشائی کی۔
یہ اتفاق سمجھو یا کچھ پر اسکے وکیل کا مرڈر ہو گیا، اس لیبارٹری" کو آگ لگ گئی تھی جس میں کئی جانیں بھی گئی تھیں۔۔ اور ایک حادثے میں ان پولیس والوں کی بھی موت ہو گئی۔۔" وہ ہنستے ہوئے بولا۔۔

دری فضول گوئی بند کرو سچ بتاؤ!" ساحل نے اسے جھڑک دیا۔"
ہاہاہا آپ کو یہ بھی جھوٹ لگے گا رات صام صاحب پر الزام لگانے" والی مس سحر ش تارڑ کا مرڈر ہو گیا ہے۔ اور وہ جاتے ہوئے اپنے گارڈ سے کہہ کر گئی تھی کہ وہ صصام زیدی کے بلانے پر معافی مانگنے جا رہی ہے اپنے فارم ہاؤس پر۔۔۔" دریاب نے کافی کا سپ لیکر قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

واٹ !!!" ساحل صام کا دھاڑ سا تھ گونجی۔۔"

افکورس سائیں۔۔۔رات سے گھر نہیں گیا۔۔ آئی جی کی آفس"
میں تھا، ابھی گھر نکلنے ہی والا تھا تبھی کال آ گئی تھی انسپکٹر کی کہ چوبیس
گھنٹے ہو گئے ہیں مس سحر ش تارڑ صمصام زیدی کے ساتھ نکلی ہے ابھی
تک نہیں پہنچی۔۔

اس گارڈ سے یہ سن کر ہم فارم ہاؤس کیلئے نکل گئے، جب وہاں
دیکھا تو اسکا خون ہر جگہ پھیلا ہوا تھا۔۔۔ کوئی گھسیٹ کر اسے باہر لے
گیا تھا اسکے بعد کوئی نشان اتا پتا نہیں لاش کہاں گئی اور آیا کون
یہاں؟

حتیٰ کہ سحر ش کا موبائل نہیں مل رہا۔۔ اسکے ساتھ زیادتی ہوئی ہے
بیچاری کے ساتھ برا حال ہوا ہے۔۔ اور وہ ایک ریکارڈنگ میں
صمصام چھوڑو چھوڑو دور ہٹو بول رہی ہے۔۔

ابھی تو وہ ٹیپ ریکارڈنگ میں نے چھپا دی ہے، کیونکہ کسی کے ہتھ نہیں
چڑھی تھی۔۔ اسلئے میں نے چیک کر کے چھپا دی ہے۔ پر اگر یہ
پلاننگ ہے کسی کی تمہیں پھنسانے کی صمصام تو ضرور اسکے علاوہ بھی
تمہارے لیے ثبوت بنائے گئے ہوں گے۔۔

میں نے کافی تفتیش کی رات۔۔ ساری رات وہیں تھا فارم ہاؤس

پر، پاس جنگل میں دھکے کھاتے اسے ڈھونڈتے رہے پر وہ نہیں ملی۔۔
اب سچ جانے کیا ہے۔۔ خیر یہ تو میں معلوم کر کے ہی رہوں گی
لاش کہاں ہیں۔۔ اسکے بعد پتا ویسے بھی چل جائے گا۔" وہ مضبوط
ارادوں سے بولا۔

میں ابھی گھر کے لئے نکل رہا تھا تبھی آپ نے کال کر دی کہ دلاور کی"
فائل دو تو لے آیا۔۔" اسنے سب کچھ انہیں کہہ سنایا جسے سننے کے
بعد کوئی انسان تو ہوش رکھنے سے رہا۔۔

صام سر پکڑے صوفے پر بیٹھ گیا، کوئی تو تھا جو اسکے پیچھے پڑ گیا
تھا۔
تم نے سنا ہو گا سحر ش نے اپنے بیان میں کہا تھا کہ اسے"
بلیک میل کیا گیا تھا صصام زیدی کے خلاف بیان دینے پر۔۔
تو یہ کیس تمہارے خلاف مضبوط نہیں ہو سکتا، کیونکہ ایک جیتے
جاگتے انسان کی گواہی بہت اہمیت رکھتی ہے بنسبت مرنے کے۔۔
ہم کیس ثابت کر سکتے ہیں، یہ صاف ظاہر ہے اسنے تمہارے
خلاف ایکشن نا لینے بلکہ ڈر کر ہارنے کی وجہ سے تمہارے دشمنوں سے

" مات کھائی ہے۔۔
ساحل نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا۔۔
نہیں بھائی یہ مات نہیں۔۔ایک نئی چال ہے۔۔ایک نئ"
بربادی۔۔دلاور کے بعد صمصام زیدی کی۔۔
پر شاید کھلاڑی بوڑھا ہو گیا ہے جو مجھ سے ٹکر لینے کی غلطی کر بیٹھا،
شاید وہ یہ بھول گیا کہ اب ہم بچے نہیں رہے۔۔پر خیر بہت اچھا
ہے یہ کیس۔۔۔
بلکہ میں چاہتا ہوں یہ منظر عام پر آئے دلاور کی ساری ہسٹری
مٹا دی گئی ہے۔۔یہ سمجھتے ہوئے کہ اب کسی ایکشن نہیں لے پائے گا۔۔
پر اب وہی قاتل، وہی کیس، پر مجرم نیا، اور کھلاڑی نیا ہو گا میدان
میں۔۔"وہ ساحل شاہ کی مسکراتی آنکھوں دیکھ کر بولا۔۔

آئی جی نے تو کہا تھا دلاور خان کی فائل جل گئی تھی پھر یہ کہاں"
سے آئی؟"صام نے چائے کے سپ لیتے دریاب سے پوچھا۔۔
بھائی سے پوچھ لو۔۔"دریاب کندھے اچکا گیا۔۔"
صام نے حیرت سے ساحل کو دیکھا۔۔وہ صام کی نظروں سے
گہرا سانس بھر کر اٹھا۔

کافی ساحل پہلے کاپی بنا کر رکھی تھی فائل کی سوچا تھا جب میں "
وکیل بن جاؤں گا اور دریاب ایس پی تو سب سے پہلے یہی فائل کھولیں
گے۔۔
پر اس سے پہلے اسکی ناگہانی موت نے ہمارے ارادوں کو بھی توڑ دیا۔۔" وہ
چلتا ہوا ونڈو کے پاس آیا اور باہر دیکھنے لگا۔۔
وہ بادلوں کی دھند میں اسکا چہرہ ڈھونڈنے لگا۔

لاسٹ ٹائم نویرہ سے ملنے تم گئے تھے؟" صام اسکے پاس آکر آہستگی سے بولا۔"
دریاب نے غصے سے اسے گھورا۔۔" کول ڈاؤن جسٹ ایسے ہی پوچھ رہا ہوں۔"
صام نے اسکے بھڑکنے سے پہلے کندھوں کو تھاما۔
تم جانتے تھے صام میں تم سے بات کر رہا تھا ہم دونوں ساتھ نکلے تھے"
وہاں سے۔۔" وہ غصے سے غراتا ہوا اسکے ہاتھ جھٹک کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

ڈیٹس پوائنٹ !! تم میرے ساتھ تھے، دلاور کو لگتا ہے ریپ تمنے کیا"
ہے، وہ بے گناہ ہے پھر اصلی مجرم کون ہے؟" صصام زیدی پوری
قوت سے گرجتا ہوا ہاتھ ٹیبل پر مار گیا۔

"یہ کیا بکواس ہے صام؟؟ الزام لگا رہے ہو مجھ پر؟" وہ سرد لہجے میں کہتا خونخوار تیوروں سے صمصام زیدی کے سامنے آ گیا۔
ساحل اسکے لہجے کو دیکھتے پاس آ گیا پہلے ہی۔۔ "کنٹرول کرو دری یہاں سب کی بات ہو رہی ہے صام نے تم سے کہا تم نے اس پر الزام لگایا ہے۔۔" ساحل نے اسکے شانوں کو تھاما جبکہ وہ خون آلودہ نظروں سے صام کو دیکھ رہا تھا

"اسنے مجھ سے یہ کہا ہے بھائی۔۔ جانتا ہے میں اس سے محبت کرتا تھا اسکی عزت کرتا تھا کیا میں اسکی عصمت دری کروں گا؟؟" وہ آپے سے باہر ہو کر چیخا۔

"شٹ اپ!! نام مت لینا اس محبت کا میرے سامنے۔۔ گھٹیا لڑکی تھی۔ کھیل گئی وہ دونوں سے جدا کر گئی دونوں کو۔۔ اگر آج وہ زندہ ہوتی تو میں اپنے ہاتھوں سے اسے شوٹ کر دیتا۔۔۔" صمصام زیدی کی آنکھوں میں ہر وہ منظر لہرایا جہاں اسکا دل خون کے آنسوں رویا تھا۔

تم دونوں پاگل مت ہو۔۔وقت دیکھو اور صورتحال۔۔"اسنے انہیں"
جھڑک دیا غصے سے۔۔
میرے پاس ایک پلان ہے۔"وہ ماسٹر مائنڈ تھا سب جانتے"
تھے۔ابھی بھی اسکے مخاطب پر دونوں نے چونک کر اسے دیکھا۔

کیا؟؟؟"صام دری انکے پاس کھینچ آئے۔۔"
میری بیوی نہیں سدھر رہی مجھے بتاؤ میں کیسے کیس کروں؟"وہ"
بیچارگی سے اپنا ناسور روتا ہوا صوفے پر سر تھام کر بیٹھ گیا
ہاہاہاہا۔"انکی حالت پر ان دونوں کا ساتھ قہقہہ گونجا۔۔"

....★☆☆☆☆☆★....

اسنے گھر کال کر کے ملازمہ سے اپنی مام کی طبیعت خیریت کا پوچھنے
کے بعد مطمئن ہوتے عرشیہ کا پوچھا تو اس سے معلوم ہوا وہ صبح ہی
اپنی مام کے گھر چلی گئی تھی۔

رات جب اسکی آنکھ کھلی تھی اسنے کافی اسکا انتظار کیا تھا،اسکے

آنکھوں کے خمار کو جی بھر کر دیکھنے کی آرزو تھی پر وہ انتہا کی ظالم لڑکی تھی جا کر مام کے ساتھ سو گئی تھی جسکا معلوم ہوتے ہی وہ غصے سے انیکسی میں آ گیا تھا۔ اور صبح بغیر ناشتے کے ہی آفس نکل گیا۔۔

وہاں پھر بارہ بجے تک وہ آپس میں بات کرتے اس نئے دھماکے کو ڈسکس کرتے رہے تھے۔

دریاب کی آمد سے پہلے اسنے ساحل شاہ کو دل کے منہ سے سنی ساری باتیں بتا دی تھیں،، ساحل نے اس سے پوچھا تھا کہ "تم "اس تک کیسے پہنچے ؟

تب صام نے اسے بتایا کہ جب اسکے معلوم ہوا، بلکہ جس ملازمہ سے اسے معلوم ہوا کہ عرشیہ بھاگ گئی ہے، وہاں پہنچ کر دلاور کے زندہ ہونے کی باتیں سن کر اور پھر یہ کہ دلاور کو اسکا بھائی لیکر گیا ہے۔ وہ جب غصہ سے نکلا اسکا خون کھول رہا تھا، اسکے سر پر جنون سوار تھا اسے لگا تھا کہ دونوں بھائی بہن نے مل کر اسے برباد کرنے کی پلاننگ کی ہے۔

اور اسنے ان تک پہنچنے کی ٹھان لی، اس صورتحال میں اس کا مین فوکس یہ تھا کہ وہ دلاور تک کیسے پہنچے ؟ تبھی اسکے دماغ میں خیال آیا تھا کہ اس تک یہ بات کس نے پہنچائی ؟ اگر اس ملازمہ کو

انہیں بدنام کرنا ہوتا تو سب گیسٹس کو بتا دیتی۔۔

پر اسکا مین ٹارگیٹ صرف صمصام زیدی تھا اور اسے ہی سنانے کیلئے یہ بات کہیں گئی۔ مزید اپنے شک کو یقین میں بدلنے کیلئے اسنے گیسٹس کی باہر ہی باہر سے تفتیش شروع کی جس سے اسے اندازہ ہوا کہ وہ ہال جانے کے انتظار میں ہیں، دلہن کے غائب ہونے کا تو انہیں معلوم ہی نہیں۔۔

تب وہ مسکرا دیا، کیونکہ اتنی آسانی سے کیس سولو ہو گیا تھا، اسنے کسی کو کانوں کان خبر دیئے بغیر ملازمہ کو اپنی سیکرٹری مینجر کے ساتھ مل کر کڈنیپ کروالیا۔

اس ملازمہ کو نہیں معلوم تھا دل کہاں ہے۔ پر اسکے موبائل کو معلوم تھا وہ اس وقت کہاں ہیں۔۔

بس اسنے اسکے موبائل کو لیکر ہی اسکی لوکیشن ٹریک کروائی تھی، اور پہلی فرصت میں مری کی فلائٹ بک کروائی۔

وہ ملازمہ ابھی تک اسکی سیکرٹری کے گھر موجود تھی، صمام کو اسے اپنی بہن کے پاس بھیجنا تھا بس وہ اسے کوئی سگنل دے۔۔

موبائل نکال کر اسنے عائشہ خان کے نمبر پر کال کی۔۔ جو جلد ہی پک

کرلی گئی۔ بھلا یہ کہاں ممکن تھا صام کال کرے اور عائشہ خان دیر لگائے۔

السلام علیکم کیسی طبیعت ہے اب آپکی؟"کال پک ہوتے ہی اسنے" پوچھا۔

وعلیکم السلام جیتے رہو ابھی تمہارے بارے میں سوچ رہی تھی خدا لمبی عمر" عطا فرمائے آمین۔۔ میں بالکل ٹھیک ہوں تم تو آتے نہیں اپنی بوڑھی مامی کے پاس۔"انہوں نے خیر خیریت کے ساتھ لگے ہاتھوں شکوہ کر دیا۔

خود کو بوڑھی کہہ کر پلیز آپ حسن کی توہین نا کریں میری پیاری" مامی۔۔"وہ ان سے محبت سے گویا ہوا۔عائشہ کا دل ہی واری ہو گیا اس پر۔۔

جانے کیوں وہ صام کو دیکھ کر حسن پسند ہو جاتی تھیں، یوں کہا جائے کہ وہ صام کے انداز لہجے اسٹائل سے کافی متاثر تھی تو غلط نہیں تھا

بس بس مکے مت مارو مجھے۔۔کام کیلئے ہی کال کی ہو گی، بتاؤ۔"وہ خفگی" سے بولیں صام ہولے سے مسکرایا۔۔

ویسے کافی عقلمند خاتون ہیں کچھ عقل اپنی بیٹی کو بھی دے دیں اسنے ایک بار" بھی یہ نہیں بتایا وہ اس وقت کہاں ہے؟" اسکی سنجیدہ بات پر عائشہ کا قہقہ بے ساختہ تھا۔

وہ آفس گئی ہوئی ہے آئے تو کلاس لیتی ہوں، اور سناؤ سب ٹھیک" ہے نا تم دونوں کے بیچ؟" وہ متفکر ہوئیں، ماں تھیں

نہیں شکریہ آپکا بیوٹیفل لیڈی، میں خود جا کر اسکا دماغ ٹھکانے" لگاتا ہوں آپ بے فکر رہیں بس یہ جان لیں پہلے سے بہت اچھا ہے ہمارے بیچ۔" اسکا لہجہ بیٹے لمحات میں اپنی بے خودی عرشیہ کی بلند دھڑکنوں کو یاد کرتا تبسم ہوا جسے محسوس کر کے عائشہ کے دل میں ٹھبڈ سی اتر گئی۔

بس سب ٹھیک کر دو تم صام، وہ نادان ہے پر تم میچور شخص ہو، جانتی ہوں" دونوں ہی بلا کے جذباتی ہوں پر کچھ برداشت کرنے کا خود میں حوصلہ رکھو۔۔ سمجھ رہے ہو نا میری بات کو؟" عائشہ نے اسکی خاموشی کو

محسوس کرتے پوچھا۔
آفکورس سمجھ گیا۔ میں اسے بھی سمجھادوں گا ڈونٹ وری آپ "
اپنا خیال رکھیں اور ٹینشن بغیر رہیں ان شاءاللہ اللہ نے
آزمائش دی ہے وہی ختم کرے گا۔" وہ متفق ہو کر مسکراتے بولا

بے شک اپنا خیال رکھا اور گھر والوں کا بھی۔۔ صائم بھائی کو "
تنگ مت کیا کرو سمجھے ناہی میری بیٹی کو زیادہ۔" وہ آخر میں ہنستے
ہوئے گویا ہوئیں صام کا بھی قہقہہ بلند تھا
جان گیا تھا اسکے باپ نے ضرور اسکا دکھ رویا ہو گا۔

انہیں اللہ حافظ کہنے کے بعد موبائل جیب میں رکھتے اسنے مینجر کو بلا کر
آئے ہوئے پراجیکٹس کو دیکھنے کیلئے کہا اور چند مزید ہدایات دیتا ہوا وہ
کیز اٹھا کر کوٹ کندھے پر ڈالتا آفس سے نکل گیا۔
کلائی میں برانڈڈ گھڑی، وائیٹ شرٹ پر بلیک کوٹ کندھے ہر
رکھے وہ لمبا دراز قد کا مالک صمصام زیدی نے بیس منٹ کی
فاسٹ ڈرائیونگ کرتے عرشیہ صمصام زیدی کی آفس میں
قدم رکھا۔

گڈ آفٹر نون سر!" سیاہ بوٹ میں مقید قدم رکھنے سے پہلے ہی "
ڈور کھلتے اسکی مخصوص خوشبو ریسپیشن پر موجود گرل کی ناک کی نتھنوں سے
جونہی ٹکرائی وہ ہڑبڑا کر کھڑی ہوتی مودب گویا ہوئی۔
اسنے کندھے پر موجود کوٹ کو تھامنے ہاتھ کی انگلی سے اسے بیٹھنے کا
اشارہ دیا اور اپنی مغرور چال چلتا ہوا لفٹ میں داخل ہو گیا تھا۔
لفٹ سے نکل کر وہ آس پاس کے سلام کا پر زیر کب جواب دیتا ڈور
دھکیل کر بغیر اجازت ہی اندر داخل ہو گیا تھا۔
تمہیں آج ریسٹ کرنا چاہیے تھا، آج کیلئے فضل صاحب (مینجر)"
موجود ہیں کچھ دن ریسٹ کرو اسکے بعد آکر جوائن کرنا۔" وہ فائل پر سائن
کرتی ہوئی ساتھ فارس کے پٹی بندھے ہاتھ کو دیکھ کر پریشانی سے بولی۔

نہیں وہ مجھے تمہاری ٹین۔۔۔۔"
ابھی اسکی بات بیچ میں ہی تھی کہ اچانک ڈور کھلا اور وہ اپنی پروقار
سحر انگیز شخصیت کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ اسکی نیلی اوشن
آنکھیں لاپروائی سے وہاں موجود لوگوں پر گھومیں اور وہ چلتا ہوا سیدھا
سامنے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے، پھیل کر بیٹھ گیا۔
وہ ساکت سی ہو گئی اسے یہاں دیکھتے، کل کے بعد آج اسے اپنے سامنے

یوں دیکھتے ہوئے اسکی دھڑکنیں لمحے کیلئے دھڑک اٹھیں۔۔
وہ لبوں پر زبان پھیر کر اس سے نظریں پھیرے فارس کی غصے سے سرخ رنگت کو دیکھنے لگی۔
ایکسکیوزمی!" وہ فضل صاحب سے بولی جو کہ صمصام کو سلام کرتا وہاں سے "
نکل گیا۔ صام کی نظریں فارس پر تھیں جو کہ عرشیہ کے
مقابل بیٹھا تھا۔

اوس دے سہ دہ پارہ راغلے "(اب یہ کس لیے یہاں آیا ہے؟)"
فارس کو بے تحاشہ اس پر غصہ تھا
پتہ نیشتہ (معلوم نہیں) خیر تم کیا کہہ رہے تھے؟" وہ صام کی"
نظروں کی تپش کو محسوس کرتی اندر کی گھبراہٹ پر ضبط کیے بیٹھی تھی
سہ سہ (کچھ نہیں)" وہ خراب موڈ سے بولا"
اچھا پھر تم جاؤ آرام کرو جب تمہارا ہاتھ ٹھیک ہو گا تو پھر آجانا۔"""
عرشیہ نے ہولے سے سرد سانس خارج کرتے اسے جلدی سے
ٹالنا چاہا۔
اوکے پر میں کل سے جوائن کر رہا ہوں۔۔ اپنا خیال رکھنا، آف ٹائم گھر "
ضرور آنا مہمان ہوں تمہارا اور تمہیں ذرا احساس نہیں میرا" وہ شکوہ

کن کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔

اسکے شکوہ کو دیکھتے ہوئے صمصام زیدی بھی اٹھ کھڑا ہوا اور اسکے سرد تاثرات دیکھتے عرشیہ بھی بوکھلا کر کھڑی ہو گئی۔

دروازہ بند کر دو!" اسنے فارس سے کہا"

اسکا ہاتھ۔۔۔"عرشیہ نے ادے غصے سے دیکھا۔کیا وہ پھر یہاں"

تماشا لگانے آیا تھا

دوسرا ابھی صحیح سلامت ہے۔"وہ جتا کر بولا تھا جسے سنتے"

فارس ایک خونخوار نظر اس پر ڈالتا تھا کے ساتھ دروازہ بند کر گیا کہ اس آواز سے عرشیہ دہل گئی۔

کیا بھونک رہا تھا وہ؟"فارس کے جاتے ہی وہ کڑے تیوروں سے"

سرخ لباس میں کھڑی کھلی کھلی مگر سرخ غصہ لگ رہی تھی

تم یہاں کیوں آئے ہو؟" اسکی بات نظر انداز کرتی وہ واپس اپنی جگہ پر" جا کر بیٹھی۔

میں نے جو سوال پوچھا ہے اسکا جواب دو؟"وہ اسکے نظر اندازی پر"

غصے سے آگے بڑھتا جھٹکے سے چیئر گھما کر اپنی سمیت رخ کرتا غرایا۔

پاگل ہو گئے ہو؟ آخر چاہتے کیا ہو؟ کیوں یہاں آکر چیخنا شروع کر دیا"
ہے؟ اگر صمصام زیدی استعمال کر کے اب پھر سوچ رہے ہو میرا
تماشا لگاؤ گے تو میں تمہیں شوٹ کر دوں گی۔۔ تم نے اپنی تسکین
حاصل کی نا اب اور رہ گیا ہے؟" وہ پھنکاری

کیا کہنا چاہتی ہو؟ کیسی تسکین؟ کیا استعمال؟؟' صام نے پل میں"
ہوتی لہو آنکھوں سے اسے مقابل بازو جکڑتے کھینچ کر کھڑا کیا
ڈونٹ ٹچ می! کیا استعمال کیسی تسکین تو وہ خود سے پوچھ لو۔۔ اور پلیز"
یہاں سے جاؤ پلیز میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں صام مجھے
مزید اب ذلیل مت کرو انف!" وہ بازو جھٹکے سے چھڑوا کر تلخ انداز
میں کہتی جانے لگی کہ ایکدم صام نے اسکی کمر میں بازو حائل
کر کے جھٹکے سے گھما کر سینے سے لگایا۔
یا وحشت!!" وہ چیخ پڑی بے ساختہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھے"
کچھ دیر تو دھڑکنیں حواس بحال کرتے وہ گزار گئی
آخر تمہاری پرابلم کیا ہے؟؟" وہ غصے سے چیخی اور خود کو چھڑوانے لگی"
میری پرابلم یہ تمہاری بے وجہ کی اکڑ ہے سمجھی!! مزید ذرا سی بھی"
بکواس کی تو منہ توڑ کر رکھ دوں گا۔ سمجھ کیا رکھا ہے تم نے مجھے؟ کیا

بکواس کر رہی تھی استعمال کیا ہے میں نے تمہیں؟ اتنا نفس پرست سمجھتی ہو مجھے؟" وہ دھاڑ اٹھا اسکے چہرے پر۔۔۔

چہ چہ صمصام سائیں لگتا ہے کردار پر بات آئی تو روح بلبلا اٹھی" ہے۔۔ "معاً اچانک اسکے سرخ آگ بگولہ چہرے کو دیکھتے وہ استہزائیہ کہتی قہقہہ لگا اٹھی۔

شاید وہ بھول گیا تھا کہ اسنے اسکے کردار کو کتنا گھسیٹتا کچلا تھا۔

ٹھیک سنا تم نے۔۔ بیوی کی مرضی بغیر کوئی زبردستی کرے تو" محبت نہیں حوس ہی کہلاتی ہے اور تم صمصام زیدی کل یہ ثابت کر چکے تھے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں تیار نہیں تھی میں نے مزاحمت کی تھی پر تم نے مجھے مجبور کر دیا۔۔" وہ اسکے منہ پر سرد لہجے میں گویا ہوئی

اگر میں نفس پرستی پر آیا تو تم یہاں دکھائی نہیں دو گی عرشیہ" صمصام مجھے ظالم بننے پر مجبور مت کرو اتنا کہ میں تمہارے وجود پر خال بھی ادھیڑ۔۔۔" اسنے جھٹکے سے اسکے بالوں کو پکڑتے غصے سے سرد لہجے میں کہا

وہم ہے تمہارا۔۔"عرشیہ نے جتاتے ہوئے نفرت سے کہا"
رسی جل گئی مگر بل ابھی تک نہیں گیا۔"وہ کاٹ دار نظروں سے"
دیکھتا طنزیہ بولا
اگر رسی جلی تو جلا کر بھسم تمہیں بھی ساتھ کر دے گی۔۔پھر تمہارا"
غرور و تکبر خاک ہو جائے گا۔"وہ بے حسی سے گویا ہوئی

خونخوار نظروں سے اسکی آنکھوں میں دیکھتے صمصام زیدی گرفت اس
پر مزید بڑھ گئی وہ مزید آگ بگولہ ہوئی
آئے کیوں ہو تم یہاں؟"وہ نیچی آواز میں چلائی"
تمہیں زیر کرنے۔"وہ غصے سے بولا،عرشیہ نے ٹھٹھک کر دیکھا،کس"
ڈھٹائی سے اسے کہہ رہا تھا زیر کرنے اور وہ بھی غصے سے۔۔اسے اکڑ کس
بات کی تھی
یہ تمہارے خواب ہی رہ جائیں گے صمصام زیدی کہ تم عرشیہ کو"
زیر کر سکتے ہو۔اس سے پہلے ہم دونوں کا یہاں تماشا بنے لوگوں کو
مفت میں دیکھنے کو ملے بہتر یہی ہے تم یہاں سے جاؤ،آج میرا
پہلا دن ہے اور میں یہاں پہلے دن تماشا لگانا نہیں چاہتی۔۔"سبکی

توہین سے اسکا دماغ گھوم رہا تھا وہ ناگوریت سے جان چھڑوانے کیلئے بولی

اگر میری آمد سے تماشا لگتا ہے تو ٹھیک ہے مجھے فرق نہیں پڑتا"
اگر تمہاری زندگی میری موجودگی سے کیوں نا تماشا بن جائے، نا میں تم سے پوچھ کر آیا تھا نا ہی تمہارے سوکالڈ آرڈر پر جاؤں گا۔ اور اگر تمہیں حوس، نفس پرستی یا استعمال لگتا ہے تو یہ تمہاری نفسیاتی بیماری ہے، نفسیات پڑھتے پڑھتے خود ہی نفسیاتی بن گئی ہو۔
اب اپنے یہ نخرے دکھانا بند کرو اور مجھے بتاؤ وہ آسٹریلین کتا کیا بھونک کر گیا تھا تم سے؟" وہ بھی جتا کر کہتا اسکا چہرہ لال کر گیا۔

ہاں ٹھیک ہے میں ہوں نفسیاتی اب دفع ہو جاؤ اور ایک بات "
تمہیں پرابلم کیا ہے فارس سے؟ اب جب ہم دونوں کا اسے معلوم ہے کہ ہم شادی شدہ ہیں، اور یہ بھی کہ سب کو اندازہ لگ چکا ہے کہ ہم "ایک ہو چکے ہیں پھر تم اسکا پیچھا چھوڑ کیوں نہیں دیتے؟؟
مجھے صرف ان باتوں کا جواب دو صمصام زیدی کبھی میں نے تمہارے "

کردار پر انگلی اٹھائی؟ کیا کبھی میں نے تم سے تمہارا پرسنل جاننے کی کوشش کی؟ کبھی اگر تم دوسرے لوگوں سے انکی لینگویج میں بات کرتے ہو کیا میں کہا کہ کیا بات کر رہے ہو؟

جب میں تمہارے راستے نہیں، نا مجھے انٹرسٹ ہے پھر تم کیوں سو کالڈ نفسیاتی عاشقوں کی طرح میری لائیف میں انٹرفیئر کرتے ہو؟ نکاح کیا ہے اسکا مطلب یہ تو نہیں کہ میں سانس بھی تم سے پوچھ کر لوں؟" وہ بھڑک اٹھی

کر لو تم پر پابندی ہے کسی کی؟" وہ استہزائیہ لاپرواہی سے بولا۔"

سو کالڈ نفسیاتی عاشقوں کا نہیں معلوم البتہ نفسیاتی کل سے ضرور ہو گیا "

ہوں۔ اور رہی بات انٹرفیئر کی تو وہ میں تمہاری ذات سے لیکر تمہاری سانسوں میں بھی کروں گا۔" اسنے کہنے کے ساتھ موبائل نکالا اور وہاں گوگل ٹرانسلیٹر پر کلک کیا

بولو وہی جو وہ بھوک کر گیا ہے۔۔" اسنے موبائل کا مائیک عرشیہ کے "

منہ کے سامنے کیا جو کہ خونخوار سرخ آنکھوں سے اسے گھور رہی تھی۔

کچھ نہیں۔۔" وہ مائیک سے منہ سے دور کر کے بولی۔"

میں نے کہا اسکا بتاؤ کیا بول کر گیا؟؟" وہ دھاڑ اٹھا اس پر۔۔"

اندھے ہو یا بہرے؟ کہہ رہی ہوں نا وہ کچھ نہیں بول کر گیا۔" وہ بھی الٹا" اس پر دھاڑی۔

صام نے قہر آلودہ نظروں سے اسکے چہرے کو دیکھا کہ اسکی بات سے زیادہ وہ اسے اہمیت دے رہی ہے۔

تو تم ایسے نہیں بتاؤ گی؟" وہ اسکا رخ جھٹکے سے اپنی سمیت کرتا اسکے" چہرے کو دیکھ کر بولا۔
عرشیہ دہل کر اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی کہ اب کیا کرنے والا ہے؟ (کیا بتائے اسے پشتو میں تو وہ "کچھ نہیں" ہی بول کر گیا تھا) اسکا دل کیا اپنے بال نوچ لے کہاں پھنس گئی تھی۔

وہ "کچھ نہیں" بول کر گیا تھا!" اسنے چبا کر بمشکل اسکا منہ توڑنے کی" خواہش کو دباتے ٹھہر کر بتایا۔

بکواس بند کرو تو کیا وہ اپنے فرشتوں سے باتیں کر رہا تھا پشتو" میں؟" وہ اچانک عرشیہ کو جھنجھوڑ کر گرجا

یاخدا مجھے صبر دے" وہ اپنا سر پکڑ کر چھت کو دیکھتی متغیر ہوتی بولی"
اوکے فائن کچھ نہیں کہا تھا نا اسنے ٹھیک ہے!!اب وہ اپنا"
دوسرا ہاتھ بھی تڑوائے گا تمہاری آنکھوں کے سامنے، تماشا بھی لگے گا اور
بتائے گا بھی خود۔۔" اسے پیچھے دھکیلتے ہوئے وہ غضبناک انداز میں کہتا
وہاں سے مڑنے لگا تھا کہ ایکدم عرشیہ اسکے سامنے آ گئی۔۔

مر جاؤ تم کہیں منحوس انسان۔۔" وہ جھٹکے سے اسکے ہاتھ سے موبائل"
چھینتی گوگل ٹرانسلیٹر پر لینگویج سیٹ کر کے بولی۔۔
سہ سہ" اسکی آگ برساتی نظریں صمام کے چہرے پر تھیں"
جب گوگل سے آواز گونجی
"کچھ نہیں"
بکواس بند کرو ایسا کچھ نہیں تھا سمجھی! بیوقوف سمجھا ہوا ہے مجھے؟"
اسنے "دہ سہ دفع" کہا تھا۔۔
اسنے مجھے دفع کہا اور میں نے اپنے کانوں سے سنا تھا۔۔ پھر تمنے بھی
"پتا شا" کہا تھا اس سے اسکے بعد یہ بھونکا تھا۔۔" وہ اس پر
غرا رہا تھا
اسکی بات سن کر عرشیہ بیہوش ہوتے ہوتے بچی۔ اسے غشی کے

جھٹکے لگے۔

یا خدا مجھے مار دو! آج مار ہی دو میں اس مینٹل شخص کے ساتھ نہیں رہ"
سکتی۔" وہ حواس باختہ بڑبڑاتی خدا سے ہم کلام تھی
اسنے نے جاہل انسان دفع نہیں کہا" اوس دے سہ دہ پارہ را غلے" کہا"
تھا" دہ سہ دہ پارہ"۔۔۔ وہ چبا چبا کر بولی" یعنی کہ وہ پوچھ رہا تھا کہ تم یہاں
"کیوں آئے ہو۔۔
پھر میں نے پتا شا نہیں" پتہ نیشتہ" کہا یعنی معلوم نہیں" وہ
کہہ کر گہرے گہرے سانس لینے لگے۔۔

گڈ!" صمصام زیدی کے اعصاب پر سکون ہوئے۔۔ دفعتاً چونکا"
خدا کے واسطے اسنے صرف ایسے ہی پوچھا تھا" عرشیہ اسکا چونکنا"
دیکھ کر پہلے ہی ہاتھ جوڑ چکی تھی اسکے آگے

وہ ہوتا کون ہے میرے بارے میں پوچھنے والا؟" اسکا غصہ ایک بار"
پھر سوا نیزے پر پہنچ گیا جسے دیکھتے وہ نڈھال ہو کر بے بسی سے دیکھتی
اپنا گلا چیخ چیخ کر سوکھ جانے پر جا کر پانی پینے لگی۔
اسنے ابھی گلاس منہ سے لگایا ہی تھا جب اچانک اسنے پیچھے سے

اسے تنگ حصار میں لیا۔۔

رات کیوں نہیں آئی؟"وہ پوچھ رہا تھا جبکہ اسکے اچانک حصار پر"
ہڑبڑانے سے اچھو لگا وہ بری طرح کھانسنے لگی

جسکا فائدہ اٹھاتے ہوئے صمصام نے اسکے سر سے حجاب اتارا اور
اونچی بندھی پونی کو بھی آہستہ سے کھل کر اسکے ہاتھ سے گلاس لیکر ٹیبل
پر رکھا اور اسکا رخ اپنی طرف گھما لیا۔

یی۔۔یہ کیا پاگل پن ہے؟"وہ ہراساں سٹپٹا کر اسکے ہاتھ سے حجاب"
جھٹپنے کیلئے بڑھی پر صام نے اسے اسکی مین چیئر پر پھینک دیا

اب بتاؤ اور وہ بھی نرمی سے۔۔"وہ پچھلی بکواس سننے کے موڈ میں"
نہیں تھا تبھی دونوں بازوؤں اسکی کمر میں باندھ کر اسے قریب تر
کر لیا

یہ جنون ہے"اسکی بات پہ غور کرتے اسنے اپنے بازوؤں میں سختی"
لائی،وہ اسکے سینے میں بھینچتی جا رہی تھی سرخ لال ہوتی وہ اسکے
کندھوں کو تھام گئی

صام پاگل مت بنوں یہ آفس ہے۔۔"وہ اسکے کندھوں پر زور دیتی"

اسے دور کرنے لگی

مجھے فرق نہیں پڑتا، سڑک کیوں نا ہو" وہ کندھے اچکاتا اسکی" آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

دونوں کی آنکھیں ابھی تک خمار کی مدھم سی لالی موجود تھیں، یہ بھی دونوں کو اندازہ تھا کہ دونوں میں سے کوئی بھی رات سو نہیں پایا تھا۔ پر وہ دونوں اعتراف نہیں کر سکتے تھے۔۔

میں تمہیں بتا چکی ہوں میں یہ سب نہیں چاہتی۔۔ تم" زبردستی مت کرو میرے ساتھ صام۔۔ میں مجبور ہو جاؤں گی کسی انتہائی قدم کو اٹھانے پر۔۔۔" اسنے مشکل سے اسکی دہکتی سانسوں سے اپنی سانسوں کو الجھنے سے بچایا

اٹھا لو میں بھی دیکھنا چاہتا ہوں کتنی نفرت ہے تمہیں مجھ سے" پھر میں تمہیں دکھاؤں گا اپنی نفرت۔۔" وہ غصے سے اسکے منہ پھیرنے کترانے پر ضبط کرتا بولا

جاؤ یہاں سے پلیز ایمپلائرز کیا سوچ رہے ہوں گے صام کے ہم"

یہاں اتنی دیر سے اندر؟" وہ اسکی بات نظر انداز کرتی جھنجھلا گئی اسکے حصار میں

میں لوگوں کی سوچ پر چلنے والوں میں سے نہیں ہوں نا ہی مجھے احساس" "دلا کر اپنا وقت برباد کرو۔

چاہتے کیا ہو؟" وہ بھڑک اٹھی"

تمہیں صبح شام رات بس" وہ گھمبیر تا سے مگر جتاتے ہوئے بولا"

جسم چاہیے میرا؟" عرشیہ نے کاٹدار انداز میں پوچھا"

وہ میرا ہی ہے اسکی فکر مت کرو، بس اپنی سانسیں روح بھی"

سونپ دو مجھے اور یہ زبان بھی تاکہ اسے لگام لگا سکوں" اسنے جبڑا پکڑ کر اسکی زبان پر انگلی رکھی۔ اس ناگہانی آفت پر وہ ہڑبڑا کر اسکی انگلی محسوس کرتی فوراً سے دانت اس پر بھینچ گئی۔

اسکی سنہری آنکھوں نے اسے دیکھا تکلیف ہوئی تھی تبھی تو صمصام زیدی نے لب بھینچ لیے تھے۔ عرشیہ کے منہ میں خون گھل گیا اسنے ابکائی دیکر اسکی انگلی کو نکالا

صام نے مہبم سا مسکراتے اپنی انگلی سے نکلے خون کو دیکھا اور دانتوں کے نشان کو۔

عرشیہ نے بھی کچھ خفا ہوتے اسکی انگلی کو دیکھا، وہ غصے کے جذبات میں اسکی انگلی ہی کاٹ گئی

"صام اسکی ہوائیاں اڑے چہرے کو دیکھتا اس! انٹرسٹنگ"

انگلی کو اپنی ہونٹوں میں دبا کر مسکراتی معنی خیز نظروں سے اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا

اسکی نیلی مسکراتی آنکھوں سے عرشیہ کا دل بلند انداز میں دھڑکا۔

"چھوڑو بدتمیز انسان!" وہ سٹپٹا کر جھٹکے سے آزاد ہوتی اس سے دور ہو کر اپنے حجاب کی جانب بڑھی تھی کہ ایکدم ہی اسکی کلائی کو سخت گرفت میں پکڑا اور جھٹکے سے واپس کھینچا کہ وہ "آہ" خوفزدہ کراہ کر لہراتی ہوئی سیدھا اسکے سینے سے زور سے لگی۔

"صام!" دہشت زدہ ہوتے اسنے اسکے کندھوں کو تھاما

اسکے دہکتے گالوں کے گرد سہنری لٹوں کو سائیڈ کرتے وہ انگوٹھا اسکے دہکتے لال گال پر سہلاتا ہوا اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا

"بہت برا کر رہے ہو چام میں بتا رہی ہو میں بابا کو کہوں گی تم یہاں آکر اپنی غنڈہ گردی دکھا رہے ہو۔۔ میں کوئی سستی سو کالڈ ڈرامہ ہیروئن نہیں جو تمہارے روم میں ہر وقت پڑی تمہاری ضرورت

پوری کرتی رہے۔
ناہی میں کوئی بکری ہوں جس پر تم اپنے احکام لاگو کر سکتے ہو۔۔ دور رہو مجھ سے
میں قسم سے تمہارا یہ حنیف ٹیڑھے جیا منہ ہے مزید
ٹیڑھا کر دوں گی۔۔" اپنے ہونٹ کی طرف اسکے ہونٹوں کا آہستہ آہستہ
ٹیڑھا ہوتے بڑھتے دیکھ کر وہ دہل کر سر دور کرتی گئی۔۔

آہہہ۔۔" اچانک فضا میں اسکی بلند چیخ گونجی"
جب صام نے اسکے پیچھے ہونے پر اچانک سے حصار کھولا تھا کہ وہ
ایکدم لڑکھڑاتی پیچھے جا گری
ہاہاہا۔۔" اسے چیخ کر زمین بوس ہوتے دیکھ کر وہ قہقہ لگا اٹھا۔ اور چیئر"
گھما کر اسکے مقابل لاتا ہوا اس پر بیٹھ گیا

تمہارا چاچا حنیف نہیں میں ون اینڈ اونلی صمصام زیدی ہوں۔۔"
جو تمہیں آسمان پر بٹھا سکتا ہے تو زمین بوس بھی کر سکتا ہے گاٹ
اٹ!" وہ جتا کر بولا
عرشیہ نے بھیگی غصے لال انگارہ ہوتی آنکھوں سے دیکھا۔

تم بے غیرت کمینے کتے مینڈک ذلیل گھٹیا اللہ کرے پتلے سوکھ"
کر کانٹا ہو جاؤ، تمہاری آنکھیں سفید ہو جائیں، تمہاری ناک بہتی
رہی سر میں جوئیں پڑ جائیں۔۔ تمہارے دانت پیلے ہو جائیں
چہرے پر ہزاروں مپلز آ جائیں تمہیں سب موالی سمجھیں۔۔
تم نے مجھے گرایا ہے اللہ کرے آج تم منہ کے بل گھڑ میں گرو، سارے
لوگ تم پر ہنسیں گھڑ کی عوام تمہاری آنکھوں منہ میں چلی جائے۔۔"
وہ روتی چیخ چیخ کہہ رہی تھی صام ریلیکس انداز میں بیٹھا جھول رہا
تھا۔

ویسے کافی خوبصورت ہو۔ روتے ہوئے مزید خوبصورت لگ رہی ہو جو جو "وہ"
طنزیہ ہنستے ہوئے بولا۔
عرشیہ کو احساس ہوا کہ وہ اس تھرڈ کلاس آدمی کے سامنے
ہنس رہی ہے وہ فوراً سے اپنی اپنے آنسوں رگڑ کر اٹھی۔
مرو۔۔!" وہ غرا کر لات اسکی چیئر پر مار کر اسے گرانے والی تھی کہ"
ایکدم ہی اسکی لات صام نے فضا میں بلند ہی پکڑ لی۔۔
صام نن۔۔ نہیں!!" وہ بوکھلا کر خوفزدہ چیخ پڑی۔۔ ہیل کی ایک"
ایڑی فرش پر مسلسل ٹیڑھی میڑھی ہو رہی تھی اور وہ ہراساں ایک

پائوں پر کھڑی تھی۔
اگر وہ جھٹکے سے چھوڑتا تو ضرور اسکی ٹانگ ٹوٹ جاتی۔۔

ہمم! تو کیا کہہ رہی تھی؟ میں حوس پرست ہوں؟" اسنے ٹانگ کو"
ہولے سے جھٹکا دیتے پوچھا
نن۔۔ نہیں!" اسکی آنکھیں صاف وارننگ دے رہی تھیں کہ اگر وہ"
ہاں کرے گی تو واقعی وہ سے گرا دے گا۔
نہیں! میں ہوں، پر حوس نہیں تمہاری قربت پرست" اسنے"
کہتے جھٹکے سے اسے اپنی سمیت کھینچا وہ گھبراتی ہوئی اسکے اوپر آئی۔
آج میں انتظار کروں گا" وہ اسکے چہرے کو دیکھ کر گویا ہوا۔"
میری بلا سے ساری زندگی انتظار کرتے رہو" وہ کاٹ کھانے کو دوڑی"
نہیں اتنا بیوقوف نہیں۔۔ رات کو اگر نہیں آئی تو صبح گھر سے"
سب کے سامنے اٹھا کر لے جاؤں گا۔" وہ دھمکاتا ہوا بولا

اسکی بات سن کر عرشیہ کے دماغ میں فوراً سے ایک منصوبہ
بنا جس پر اسنے بمشکل مسکراہٹ روکی۔
ٹھیک ہے میں آجاؤں گی پر ایک شرط پر!" اسنے مسکراتے"

اسکی شیو پر انگلیاں سہلائیں

بتاؤ!" وہ بادل نخواستہ پوچھنے لگا"

یہی کہ تم ابھی یہاں سے جاؤ بغیر تماشے کے شرافت سے، پھر"

رات کو ملتے ہیں۔۔" اسنے حکم سنانے والے انداز سے کہا صام نے

سنتے ہوئے اسکی گردن سے بالوں کو پیچھے کیا جہاں دونوں کی بے خودی کے

واضح نشانات ابھی موجود تھے

بیوقوف سمجھا ہوا ہے؟" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا ہولے سے مسکرا"

ہوتا بولا۔

کیوں بیوقوف بنانے لگی؟ جب سب سو جائیں گے تب آجاؤں"

گی۔۔ اور اگر تم جاگے رہے انتظار میں تو ٹھیک ہے ورنہ۔۔" وہ

بے باکی سے بولتی کچھ بولڈ سی اسے لگی۔۔ یہ انداز اس ہمہ وقت چیختی چلتی

ککڑی عرشیہ کا تو نہیں تھا

وہ تو انگارہ چباتی تھی، جس طرح سے اسکا حصار توڑ کر روکر اٹھ کر بھاگی

تھی، اب اتنی ٹھنڈی اور وہ بھی دوبارہ پاس آنے کیلئے مان گئی۔۔ حیرت

والی بات تھی۔۔

پر وہ جانتا تھا اتنی جلدی تو ماننے والوں میں سے نہیں تھی ضرور کچھ تو

ہو گا اسکے دماغ میں

ٹھیک ہے دروازے کھلے رہیں گے تمہارے لیے ساری رات۔۔ پر یاد" رکھنا بعد میں نا آئی تو تمہارے عزیزوں کے سامنے گھر میں گھس کر اٹھا کر لے جاؤں گا۔" وہ مان گیا تھا اور عرشیہ کے جلتے دل میں ٹھنڈک پڑ گئی۔

وہ یہی تو چاہتی تھی وہ مان جائے۔۔

ٹھیک ہے اب جاؤ۔۔" وہ غصے بولی"

اتنی جلدی؟" وہ اسے اپنی طرف کھینچ گیا۔۔"

آں ہاں! مسٹر صام سوچ لیں پھر۔۔" وہ فوراً سے اسکے منہ پر ہاتھ رکھتی" اسکی کوشش ناکام کر کے ایک ادا سے بال پیچھے کرتی اسکی گرفت سے نکلی ہوئی کھڑی ہوئی۔۔

ویل مسز صمصام زیدی! ہمارے پاس دھوکے کی سزا بہت بری ہے۔۔" دغا کر کے مکر مت جانا، کیونکہ معصومیت مجھے کچھ خاص پسند نہیں آتی۔۔ مجھے وہ پسند ہے جو پاس آئے تو آگ لگا دے، دور رہے تو بھی جلاتی رہے۔۔" وہ اسکے سر پر حجاب لپیٹتا ہوا کچھ جتانے والے تو کچھ سرد

انداز میں گویا ہوتا اسکا حال تھپتھپا کر وہاں سے کوٹ کندھے پر ڈالتا ہوا نکلا۔۔

اور ہاں مجھے پسند نہیں کوئی میرے علاوہ تمہیں احساس جتائے۔""
وہ کہہ کر نکل گیا۔
عرشیہ ناسمجھی سے دیکھنے لگی کہ یہ بول کیا گیا ہے؟
معاً دھماکے کی طرح اسکے دماغ میں فارس کی بات گونجی۔۔
وہ بھاگ کر گلاس وال کے پاس آئی۔اور نیچے کا منظر دیکھنے لگی۔۔
جہاں کچھ دیر میں ہی وہ منظر لہرایا صمصام زیدی کے ساتھ
فارس خان ضبط غصے سے جا رہا تھا۔
عرشیہ نے جلد ہی مینجر فضل صاحب کو بلایا۔
آپ کو معلوم ہے فارس خان صمصام زیدی کہاں جا رہے"
تھے؟"اسنے مینجر کو اجازت دیتے اندر قدم رکھتے ہی جلدی سے پوچھا۔

جی میڈم!وہ فارس صاحب شاید ڈرائیونگ نہیں کر سکتے تھے"
اسلئے وٹینگ روم میں بیٹھے تھے۔اسلئے مسٹر صمصام نے انہیں لفٹ
پیش کر دی۔وہ انہیں ڈاکٹر کے پاس لیکر جا رہے ہیں۔"فضل

صاحب کافی متاثر ہوئے تھے صمام کی مخلص رحمانہ طبیعت سے۔
جبکہ یہ تو عرشی ہی جانتی تھی کہ وہ کتنا رحم دل ہے۔
اوکے آپ جائیں۔" اسنے انہیں جانے کیلئے کہا۔ اور خود سامنے "
فارس کی گاڑی کو جاتے دیکھتی رہی
اور وہ نواب اپنی وہاں موجود اسسٹنٹ کو کوٹ تھماتا فارس کی گاڑی کے
غائب ہوتے آنکھوں پر سن گلاسس لگا کر اپنی گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ
پر جا بیٹھا

یا اللہ مجھے صبر دے ورنہ سائیکو شخص یا مجھے مینٹل کر دے گا یا خود۔۔""
وہ دکھ سے بولی
میڈم بہت اچھے انسان ہیں۔" فضل صاحب فائل لیکر آتے "
پھر سے بولے۔۔ وہ تو پہلے سے اسکی مکاری دیکھ کر بیٹھی تھی انکی
تعریف پر بلبلا اٹھی۔۔۔
مجھے لگتا ہے آپ کو میٹنگ میں جانے سے پہلے آج فائل ریڈ کرنی "
چاہیے میڈم! ورنہ وہاں مسئلہ ہو جائے گا وہ ہماری پیش کش کو ٹھکرا
دیں گے اور ایس کے بلڈرز کی ریپوٹیشن کو نقصان پہنچے گا۔" فضل صاحب
نے میٹنگ کیلئے موجود فائل انکے حوالے کرتے ہوئے کہا۔۔

ہمارے ورکرز کی کارکردگی کیسی ہے؟" اسنے فائل لیکر کھولتے پوچھا"
اے ون ہے میڈم ایس کے پاکستان کی ٹاپ بلڈرز میں سے ون ہیں۔""
وہ خوشی سے بتانے لگے
اور ہمارا مہیا کیا ہوا بلڈنگز پلازہ ہاؤس کیلئے مٹیریل کیسا ہے؟" وہ انکی آنکھوں"
میں دیکھتی دوسرا سوال پوچھنے لگی

بے مثال ہے میڈم یہاں ہزار بلڈرز ہمارے مٹیریل ورکرز کو چوری کرنا"
چاہتے ہیں پر مسٹر ساحل کی کڑی نظر ہوتی ہے ورکرز پر۔" وہ رازداری
سے بولے

ہمم گڈ! آپ کو مجھ میں کون سی خامی دکھائی دی؟" ابکی بار ڈاریکٹ سوال"
پر فضل صاحب ہڑبڑا اٹھے
نن نہیں جی میڈم مجھے کون سی خامی دکھائی دینی ہے ماشاءاللہ اللہ"
پاک نے آپ کو اس قابل بنایا ہے کہ آپ اپنے باپ کی جگہ
آسانی سے سنبھال گئی ہے کہاں ایسی اولادیں ملتی ہیں۔" انہوں نے
ستائش سے کہا

اچھائی کی بات نا کریں اس میں نے ریکارڈ توڑے ہوئے ہیں جو کہ ابھی "
تک نہیں جڑ سکتے، اب آپ بغیر کسی مشورے میں ٹائم
ویسٹ کیے میٹنگ ڈن کریں اور میرے ساتھ چلتے ہوئے مجھے چیدہ
چیدہ امپورٹنٹ پوائنٹس بتاتے جائیں۔۔" وہ اپنا ہینڈ پرس اٹھا
کر حجاب کو ذرا ٹھیک سے سیٹ کرتی فائل تھامے آگے بڑھ گئی
فضا میں اسکی ہیل کی تیز تیز آواز گونجنے لگی، فضل صاحب
پیچھے تیز تیز چلتے پچھلے سوال پر غور کرنے کے بعد خفت زدہ سے ہوتے
انہیں بتانے لگے اہم پوائنٹس
آپ یہ پرس دیں میڈم!" ساتھ چلتی اسسٹنٹ نے مودبانہ "
کہا

نو تھنکس مجھے اپنا بوجھ خود اٹھانے کی عادت ہے۔" اسنے بغیر دیکھے "
تیزی سے قدم اٹھاتے ہوئے اپنی مغرور چال چلتی فضل
صاحب کو سننے کے ساتھ فائل بھی ریڈ کرتی جا رہی تھی
اور عرشیہ زیدی کی دہرائی ہوئی لائنز کو اسسٹنٹ نوٹ پیڈ میں
تیزی سے لکھتی جا رہی تھی۔

وہ سب دانیال خان کی بیٹی کو دیکھ رہے تھے۔۔
کچھ اولاد ایسی بھی ہوتی ہیں اگر ماں باپ تھک کر گرنے لگیں تو انہیں پشت پر اپنی سپورٹ دیکر کبھی گرنے نہیں دیتے
اگر بیٹیوں کو مان عزت رتبہ تعلیم دی جائے تو بیٹیاں کہیں سے بھی بیٹوں سے کم نہیں ہوا کرتیں، یہ آج عرشیہ خان کو دیکھتے سب نے سبق حاصل کیا تھا۔

....★☆☆☆☆☆★....

میرے یار میرے ساتھی میرے جگر تمہارے لیے ایک "
دھماکے دار نیوز ہے۔" ظفر حیدری گھر میں داخل ہوتے چہکتے ہوئے بولے۔۔ اپنے ہاتھ تولیے سے صاف کرتے لنچ ٹیبل پر آتے ہوئے فیروز چغتائی نے چونکتے دیکھا۔
مجھ سے بات مت کر ظفر!" وہ غصے سے بولے۔ ظفر کا قہقہ بلند تھا۔"
ایسے کیسے بات نا کروں تمہارے لیے دھماکے دار خبر لایا ہوں، تمہارا"
غصہ اس زبردست نیوز کو سنکے سارے دکھ بھی ختم سمجھو۔۔"

ظفر صاحب کہتے ہاتھ دھو کر خود بھی مقابل آ گئے تھے۔۔

"میں تجھ سے بات ہی نہیں کر رہا تمہاری وجہ سے میں نے اس غدار سے ہاتھ ملایا تھا۔۔ یہ صلاح دیا اسنے ہمارے سامنے معصوم نا سمجھ ٹوٹا پھوٹا بنتا رہا تھا اور پیٹھ پیچھے یہ نکلا۔۔" وہ غرا اٹھے دریاب کو یاد کرتے۔۔

"ارے تم میری بات تو سنو جگر سارے دکھ تمہارے بہتے پانی میں چلے جائیں گے دشمنوں کے ساتھ۔۔" ظفر کے محظوظ ہو کر کہنے پر فیروز نے کچھ چونکے دشمنوں کے نام پر دیکھا۔

"کیا مطلب؟" وہ ٹھٹھکے

"یہ ہوئی نا میرے یار والی بات۔۔" وہ مسرور ہوتے کھانا کھانے لگے۔

اور چغتائی اسے گھورنے۔۔

"اب بتاؤ گے؟" وہ غصے سے بولے

"بتا رہا ہوں پہلے کھانا کھانے دے۔" نوالہ منہ میں ہونے کی وجہ سے انکا لہجہ بھاری ہو گیا گہرا سانس بھر کر افسوس سے نفی کرتے ہوئے فیروز صاحب نے بھی کھانا کھانا شروع کر دیا۔

دلاور اور اسکی محبوبہ کا دی اینڈ کر کے آیا ہوں "معاً نوالہ نگلتے ہوئے"
فیروز چغتائی کو اچانک ہی اس سرگوشی پر پھندا لگا۔۔وہ بری طرح کھانسنے لگے۔

ہاہاہاہا لگا نا جھٹکا۔" ظفر قہقہہ لگا اٹھے۔"
کک کیا کہہ رہے ہو مطلب کیسے؟ کک۔۔کیسے مارا تمنے اسے؟" وہ"
پانی پی کر ہڑبڑاتے ہوئے بولے۔انہیں سمجھ نا آیا خوش ہوں یا جشن منائیں
مطلب یہ کہ وہ مری سے واپس آرہا تھا کہ پل سے گزرتے ہوئے"
میرے آدمیوں نے اسکی گاڑی کو ٹھوک دیا جس سے وہ سیدھا نیچے
ہاہاہا" وہ خوشی فتح کے نشے سے بلند و بانگ قہقہہ لگا رہے تھے۔
قہقہہ تو فیروز صاحب لگانا چاہتے تھے پر ہنسیں کیسے۔۔
مطلب؟ نیچے پل سے گرا؟ اور وہ پل کتنی اونچائی پر تھی؟ کیا پتا وہ بچ گیا"
ہو؟" انہوں نے ایک سانس میں کتنے سوال پوچھ ڈالے
ریلیکس ریلیکس سب بتاتا ہوں۔۔" وہ کھانا چھوڑ کر اٹھ آئے۔۔"
چغتائی بھی اسکے پیچھے چلتے لاؤنج میں آ گئے۔۔

بیٹھو!" ظفر نے کندھا تھپتھپاتے ہوئے فیروز صاحب کو"
بیٹھنے کا کہا وہ مقابل بیٹھ گئے۔ بلکہ بہت بے تاب تھے جاننے
کیلئے۔ جیسے کوئی صدیوں کا بھوکا کھانے کیلئے مچلتا ہے

بات یہ تھی میں نے اسکی بہن کو کڈنیپ کروانا تھا پر اس سے"
پہلے وہ کر گیا اور میں ہاتھ ملتا رہ گیا۔ پر اس وقت جو میرے ہاتھ لگا
تھا وہ تھا دلاور خان۔۔
وہ اپنی بہن کو ہم سے بچا کر گیا اور اپنی زندگی ہمیں دے گیا۔۔" وہ مکروہ
قہقہہ لگا اٹھے۔۔ فیروز صاحب الجھ گئے۔

نہیں سمجھے نا؟ تم واقعی معصوم ہو فیروز۔" انہوں نے قہقہہ لگایا اور فیروز"
صاحب نے غصے سے دیکھا

اچھا ناراض مت ہو بتا رہا ہوں۔ میں نے دلاور کا پیچھا کیا چھپکے سے"
بغیر اسے احساس دلائے۔ وہ مری گیا میں بھی وہیں گیا۔۔
میرا ارادہ تو اسے وہیں مارنے کا تھا رات کو دونوں بہن بھائی کو پر قسمت
اچھی تھی کہ وہ اپنی بہن کو واپس گھر چھوڑ آیا۔۔

میں اسکی گاڑی پر اٹیک نہیں کروا سکا کیونکہ میری کوئی تیاری نہیں تھی۔ اور شاید اسکی بہن نے اپنے اس شوہر کو جانے کیا کہا تھا وہ اپنی بہن اسے واپس دے آیا۔

میرا پلان پھر سے خراب ہو گیا، وہ ٹوٹا ہوا تھا میرے لیے مارنا اسے آسان تھا پر ایک گئی پھر دوسری آ گئی۔۔

میں اسے رات کو ہی مار دیتا پر تجھے پتا تو ہے وہ جھوٹ موٹ کا سوتا ہے حالاں کہ اسے انسومیا ہے۔۔ یا وہ سلیپنگ پلز پر سوتا ہے۔

میں اسکی محبوبہ کے ساتھ اسے نامار پایا پر رب کہتے ہیں نا بڑا مہربان ہے۔۔ وہ برائی کو زیادہ دیر زمین پر رہنے نہیں دیتا۔ اسکے ساتھ وہی ہوا وہ اپنی محبوبہ کو لیکر جیسے نکلا میرے آدمیوں نے اس پر اٹیک کر دیا اور وہ اونچائی سے نیچے پانی میں گرا ہے۔۔

اور وہ پانی کوئی معمولی نہیں تھا، ٹھنڈا یخ پانی کہ جسم کو بے جان کر دے۔۔ انکی گاڑی اس میں گری۔۔" وہ بتا کر سکون سے بیٹھ گیا

تمہیں لگتا ہے وہ مر گیا ہو گا ظفر؟ وہ پہلے مرا تھا جواب " مر گیا ہو گا؟" فیروز نے کہہ کر لب بھینچ لیے۔

مجھے معلوم ہے تمہیں یہی خدشات ڈرائیں گے۔ اسلئے میں وہیں" تھا اتنے دن سے تفتیش دوران معلوم ہوا کہ وہ گاڑی وہاں موجود ہی نہیں بلکہ وہ بہا کر انہیں سیدھا کھائی میں نیچے لے گئی جہاں انکے فرشتے بھی ان تک نہیں پہنچ سکتے ہاہاہا۔۔" ظفر قہقہہ لگا اٹھا۔

تو میں یقین کر لوں نا ظفر؟ وہ مر گیا واقعی؟ پھر ایسا نا ہو کہ میرا" جشن پانی میں جائے؟" وہ جھجھکتے ہوئے بولے۔۔

بالکل بالکل کر لو۔۔" وہ یقین دلاتے بولے فیروز صاحب کا خوشیوں بھرا" قہقہہ بلند تھا
پھر تو پھر ایک خوشخبری مجھ سے بھی سن لو۔۔" انہوں نے مسرور" ہوتے ہوئے کہا۔۔
کیا؟ شکر تمہاری ہمہ وقت سڑی ہوئی صورت پر کوئی" مسکراہٹ تو آئی ورنہ میں اکتا کر یہاں سے بھاگا تھا۔" ظفر صاحب نے کہا

بس تمہاری کرم نوازی ہے یار واقعی تمہارے جیسے دوست رحمت ہوتے"

ہیں۔۔ ہماری دوستی تاحیات سلامت رہے جتنا تم نے مجھے سہارا دیا ہے نا ظفر اتنا کوئی اپنے بھی نہیں کرتے" وہ مشکور ہو گئے تھے خدا کے شکر گزار تھے

"کیسی بات کر رہے ہو یار تمہارے احسان کیا کم ہیں مجھ پر؟ تم نے۔۔۔۔"
بس بس اب شروع مت ہو جانا یہ میرا فرض تھا۔"
اچھا اب خوشخبری سنو جو میں نے سنبھال کر رکھی ہوئی ہے۔۔" انکے لبوں پر پراسرار سی مسکراہٹ تھی اب الجھنے کی باری ظفر صاحب کی تھی
سحر ش تارڑ کا قتل ہو گیا۔۔" انہوں نے رازدارنہ کہتے اچانک" ظفر حیدری کے سر پر دھماکہ کیا۔۔
واٹ ؟؟؟؟" انہیں سن کر جیسے کرنٹ لگا وہ بوکھلا کر حیرت زدہ" ششدر کھڑے ہو گئے۔۔۔
ہاہاہاہا۔۔" اسکی حالت پر فیروز صاحب کا قہقہہ جاندار تھا" مجھے اندازہ تھا۔۔ ابھی مزید تو سنو۔۔ وہ قتل صمصام زیدی نے کیا" ہے صائم زیدی کے بیٹے دانیال خان کے داماد نے۔۔" وہ ہنستے ہوئے گویا ہوئے۔۔

پر مجھے تو ابھی یہ کہیں سے بات معلوم نہیں ہوئی۔۔"انہوں نے پوچھا"
کیونکہ یہ بات وہ کمینہ دریاب خان ابھی دبا کر بیٹھا ہے صرف "
تفتیش کر رہا ہے اور میڈیا میں مسلسل سحر ش تارڑ کی پہلے سے
غیر حاضری تھی تو کوئی ایکشن ابھی نہیں اٹھا۔پر اسکے ڈرائیور نے کہہ دیا
وہ صمصام زیدی سے ملنے گئی تھی۔"وہ مزید بولے پر ظفر الجھ کر فیروز کو
دیکھنے لگے۔۔
اگر ابھی کسی کو علم نہیں تھا تو اسے کیسے ہوا؟"سوچ نے نیا کھاتہ کھولا"
پر وہ جھٹک گئے۔

تم پریشان نا ہو کمال دیکھنا میرا اب۔۔بس دیکھتے جاؤ کیسے برباد"
ہوتے ہیں یہ سب۔۔اگر صمصام زیدی برباد ہوا تو دانیال کی بیٹی برباد ہو گی اور
اگر وہ برباد ہوئی تو وہ دل کی مریضہ اسکی ماں اور کوما میں پڑا اسکا باپ
سیدھا اوپر پہنچ جائے گا رہا دریاب خان تو وہ بیچارہ بچپن سے ہی معصوم
اپنے بھائی کا کٹھ پتلا تھا کیا بگاڑ لے گا۔۔۔
بس تم اس سے کوئی پولیس ہونے والی ناراضگی مت جتانا بلکہ خوش ہو کر
ملنا جشن میں، مبارک باد بھی دیں گے کیونکہ اسنے میڈیا میں

کہہ دیا تھا کہ وہ اپنے باپ کو سرپرائز دینا چاہتا تھا۔۔
بس اسی پر ہم بھی خوش ہیں اور اسکی کامیابی کے خواں ہیں سمجھے کچھ ؟"
فیروز صاحب نے خاموش بیٹھے ظفر صاحب سے پوچھا۔۔
وہ چونک کر آہستہ سے سر ہلا گئے۔۔"بھلا میں نے کبھی انکار کیا ہے
تمہارا ساتھ نا دینے سے۔۔"وہ مسکرائے۔۔

اسلئے تو مجھے اپنی یاری پر فخر ہے۔۔"انہوں نے کھڑے ہو کر بانہیں"
پھلائیں ظفر صاحب ہنستا اس خوشی کے موقعہ پر انکے گلے لگا۔
اچھا اب تم یہیں رہو کہیں جانا تو نہیں ہے نا؟"الگ ہوتے انہوں"
نے پوچھا
"کیوں خیریت ؟"
ہاں خیریت ہے بس ایک میٹنگ کیلئے جانا گھر میں"
تمہاری بھابھی اکیلی ہے اور مجھے کچھ منٹ میں آؤٹ آف سٹی
جانا ہے۔۔"انکے استفسار پر بتایا
اچھا اچھا ٹھیک ہے تم جاؤ ان شاءاللہ کامیاب ہو کر لوٹو گے۔۔"
"بھابھی کی طبیعت کیسی ہے؟
وہ ٹھیک ہیں ابھی آرام کر رہی ہیں، کچھ دیر میں نرس بھی انکی آنے والی ہے"

تمہیں یہاں کوئی پرابلم نہیں ہو گی۔۔" وہ اسے مطمئن کرنے لگے۔۔

ارے کیسی باتیں کر رہے ہو یہ پہلی بار تو نہیں رہ رہا پہلے بھی تو رہتا تھا"
نا۔۔ آؤ چلیں لنچ کر لیں پھر چلے جانا۔۔" وہ کہہ کر آگے بڑھے

نہیں یار کافی دیر ہو گئی ہے ابھی نکلنا ہے مجھے فلائیٹ کا وقت نکل رہا تھا۔۔"
تم کر لو اور اندر بھابھی آرام کر رہی ہے اسکا بھی خیال رکھنا میں کار ہا ہوں۔۔"
وہ صوفے پر رکھے کوٹ بریف کیس اٹھا کر ظفر صاحب سے ملتے
ہوئے گھر سے نکل گئے۔
انہیں سی آف کر کے ظفر صاحب خاموش گھر میں
داخل ہوئے اور جا کر ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ گئے۔۔ کھانے کے دوران وہ
سحر ش تارڑ کے قتل کے بابت بھی سوچ رہے تھے۔

اوں ہوں کھانا تو کھانے دو۔۔" اسکی اچانک بیچ میں مداخلت پر"
وہ ناگواری سے بولے۔۔ پر پھر گود میں بوجھ پا کر وہ مسکرا دیئے

....★☆☆☆☆☆★....

السلام علیکم طبیعت کیسی ہے؟" وہ کیپ سر سے اتارتا ہوا دروازہ ناک "
کرکے اندر داخل ہوتا بولا۔
وعلیکم السلام ماشاءاللہ اللہ پاک نظر بد سے بچائے میرا"
شہزادہ!" جائے نماز پر بیٹھیں عائشہ خان نے سلام کرکے
چہرے پر ہاتھ پھیرتے بھاری گھمبیر آواز پر جیسے نگاہ اٹھائیں مقابل
کھڑے پولیس کے یونیفام میں ملبوس، شہد رنگ بال شہد
رنگ اپنے باپ جیسی خوبصورت آنکھیں، لمبا چوڑا دراز قامت،
دریاب خان کو دیکھتے وہ نہال ہو گئیں
دریاب کی نظریں انکے حجاب کے ہالے میں خوبصورت نورانی
چہرے سے ہوتیں پاس موجود حجاب کے ہالے میں سمن دریاب
کے چہرے پر ٹکیں۔۔
وہ ثنا پڑھ رہی تھی، خدا دے ہم کلام تھی اسکی توجہ دریاب خان کی
طرف نہیں تھی البتہ دریاب خان کی توجہ ذرا سے لمحے کیلئے
بھٹک گئی تھی۔۔
کہاں تھے دن رات سے ناماں کی خبر نا بہن کی ناہی باپ کی۔" وہ پاس "
بلاتیں گویا ہوئیں

جاب پر تھا جانی! ورنہ آپ کے بغیر رہ پاتا ہوں کیا؟" وہ چلتا"
اپنی ماں کے پاس آگیا اور پینٹ اوپر کھینچ کر تھوڑی سی انکے پاس بیٹھ
گیا
اللہ سلامت رکھے کافی ٹف ڈیوٹی ہے اپنے ڈیڈ کے پاس گئے تھے؟" انہوں"
نے درود پڑھ کر دریاب کے سر پر پھونک ماری اسنے انکے چہرے کو
تھام کر پیشانی پر بوسہ دیا۔۔

اس منظر کو سلام پھیر کر من نے دیکھا تھا تبھی دریاب نے
نظریں بھی سامنے اٹھیں۔۔ اسکے گالوں میں ہولے سے نمودار ہوتے
گڑھے اس بات کے گواہی تھی کہ وہ کوئی اور نہیں "ڈبل بیٹری" ہی تھی

جی گیا تھا، صارم وہاں موجود تھا، اسنے بتایا عرشیہ بھی صبح وہاں"
سے ہو کر پھر آفس گئی ہے۔ اور میں بھی انکے پاس سے ہو کر مسجد
"میں نماز پڑھنے کے بعد آیا ہوں۔

اچھا یہ تو بہت اچھا کیا نماز وہیں سے پڑھ آئے اب جلدی سے"
چینج کر کے فریش ہو جاؤ میری بیٹی تب تک کھانا ٹیبل پر لگا دے

"گی۔ لنچ کے بعد آرام کر لینا۔۔

من اپنی ساس کی بات پر چونکی۔(وہ اس فتنے کیلئے تو نہیں آئی تھی پھر اسکا کام کیوں کرے) اسنے سوچا پر لب پیوست کیے جائے نماز تہہ کر کے رکھی اور ٹیبل پر رکھا ہوا اپنا چشمہ اٹھا کر آنکھوں پر پہنا۔۔

دری نے بمشکل قہقہہ ضبط کیا۔

من وہاں سے بغیر کچھ کہے نکل آئی۔۔ اور اپنی ماں کو جی اچھا کہہ کر وہ بھی اسکے پیچھے آگیا۔

اے رکو!" باہر آکر اسنے من کو پیچھے غصے سے ٹوکا۔"

نام ہے میرا ثمن ہارون شاہ" وہ بغیر رکے جتا کر بولی۔۔ دری نے اس" بیٹری کے گڈ گڈ پر ابرو داد میں اٹھائی

تم نے سنا نہیں ڈبل بیٹری" وہ آگے بڑھ کر غصے سے بولا"

ہاں میں نے نہیں سنا فتنے!" وہ طیش سے سرخ ہوتی بدلہ چکا گئی"

تمہاری تو موٹی فتنی کیا بکواس کیا مجھے فتنہ بول رہی ہو؟" وہ طیش"

میں جھٹکے سے اسکی کلائی پکڑ کر رخ اپنی سمیت کرتا مصنوعی غیظ سے نیچی آواز میں گرجا

لگتا ہے آپ کے کان خراب ہو گئے ہیں سانڈ کہیں کے میں نے "فتنے" کہا ہے "فتنہ" نہیں۔۔
اور میری تو نہیں تمہاری تو تو۔۔" اسنے جھٹکے سے ہاتھ چھڑوا کر اسی کے انداز میں کہا
دری اسکے روب پر ششدر تھا۔ بیٹری سیل بدل کر آئی تھی کیا جو اتنا ہاوور آگیا تھا اس میں۔۔
چاکلیٹ کی کیڑی موٹی سانڈی یہاں کیا کر رہی ہو؟" وہ اس بار" روب سے بولا پر وہ کیا دبنے والوں میں سے تھی۔۔
اور دریاب خان کو تو وہ چاکلیٹ بنا کر کھا لے اسکا سر پر سوار ڈر کہیں ختم ہو گیا تھا۔ اب وہ خود ہی شیر تھی۔

اور اسکے پاس پہلوانوں جیسا شہزادہ بھائی تھا اگر اسے بتا دیتی اسکے پچھلے وریے کا تو اب تک اپنی ٹانگوں پر کھڑا نہیں رہتا۔ پر شکر اسکی ماں کا جنہوں نے منع کر دیا ساحل اور ہارون شاہ کو کچھ بتانے سے

اپنے گھر آئی ہوں اور اب فضول بولنے سے پرہیز کریں۔۔ناہی میرے "
سر لگے میں یہاں آپ کے نام سے نہیں بلکہ اپنی آنٹی کی طبیعت کی
وجہ سے یہاں ہوں۔۔
تو بہتر ہو گا میرے سامنے بار بار سستے پرانے عاشقوں کی طرح اپنی
محبت کے رونے مت رویئے گا۔ورنہ مجھے آپکا بھانڈا اصام بھائی بلکہ
آنٹی کے سامنے پھوڑنے میں ذرا بھی دیر نہیں لگی گی۔
دوسری بات میں جب تک یہاں ہوں، کوشش کیجئے گا میرے
سامنے کم ہی آیئے گا۔ میں یہ بار بار نہیں برداشت کرنا چاہتی کہ
میری شادی میری مرضی کے خلاف ہوئی ہے۔۔
تیسری بات اب اگر مجھے موٹی کہا تو منہ توڑ دوں گی۔۔کیونکہ مجھ سے زیادہ
موٹے آپ ہیں۔۔

بیٹری مجھے کہنے کی جرات مت کریں، کیونکہ اگر اس بیٹری نے
اپنے پاوور دکھائے تو آپ یہاں کھڑے رہنے کے لائق نہیں رہیں گے۔۔
چوتھے بات، آپ اس خوش فہمی میں مت رہیے گا میں آپ
لیے آئی ہوں یا آپ پر مر گئی ہوں۔۔

نو نیور! اگر آپ کسی سے پیار کرتے ہیں تو میرا بھی ایک خواب ہے شادی کروں گی تو اس سے جو مجھے پرپوز کرے گا، بلکہ اپنی چاکلیٹ والی کمپنی میرے نام حق مہر میں لکھے گا۔۔

تو اس بات سے ہم دونوں واقف ہیں کہ نکاح مجبوری تھی فائن! پھر جلد اس مجبوری سے چھٹکارہ حاصل کریں گے تب تک کیلئے السلام علیکم آپ وہاں بیٹھیں میں کھانا لگاتی ہوں۔۔" وہ سپاٹ لہجے میں وارن کرتی جتاتی بولتی آخر میں لہجہ ہی بدل گئی کہ دریاب حیران پریشان اس بدلی ڈبل بیٹری کو دیکھ رہا تھا۔

"تم۔۔۔"

وائو یہ کیوٹ سی گرل کو ہے دری"؟ اچانک فارس کی دسے" دریاب خون کا گھونٹ ہی کر خاموش رہ گیا، ورنہ وہ اس بیٹری کو چھوڑتا نہیں۔۔

ملازمہ۔۔۔۔" دریاب نے اپنا بدلا لینے کیلئے ابھی منہ کھولا ہی تھا" تبھی اسے کاٹ کر بیچ میں سمن بولنے لگی

میں انکی منکوحہ ہوں سمن دریاب خان،، ابھی رخصتی نہیں ہوئی پر"
میں مام کیلئے یہاں ہوں۔ اگر آپ کو بھی بھوک لگی ہے تو جا کر
کرسیوں پر بیٹھیں میں تب تک شرما کر آتی ہوں۔۔" وہ کپڑا دانتوں
میں دبا کر چلی گئی البتہ اسکی آخری بات پر دونوں کے قہقہے تھے۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

تمہیں یہ پھر سے کون سا بخار چڑھ گیا ہے وکالت کا؟" ہارون"
شاہ نے نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے اس سے پوچھا۔
بخار کی کیا بات ہے آپ جانتے مجھے ایک نا ایک دن واپس"
جانا تھا اپنی فیلڈ میں۔" ساحل نے چمچ تھام کر بغیر انہیں دیکھے
جواب دیا۔
تمہیں اندازہ ہے، کتنی تکلیف ہو گی مجھے یوں تمہیں دن رات پھر سے"
سڑے ہوئے منہ کو لیکر چلتے دیکھتے، منہ میں سارا دن رات
سگریٹ دبائے رکھنا نا آرام کرنا نا سکون۔۔
ساحل کم از کم میں تمہیں یہ تو کرنے نہیں دوں گا۔ عزت سے

ایک جگہ بیٹھے ہو اچھا خاصہ کما رہے ہو پھر یہ ذلالت اٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔۔

پچھلی بار دیکھا ایک سیاسی کیس میں کیسے بیچ سڑک ایکسڈنٹ کے بہانے اس بیچارے ایماندار وکیل کو مار گئے، آدھا گھنٹہ لاش وہی تڑپتی رہی کسی میں اتنی ہمت نہیں ہوئی اٹھا کر ہاسپٹل ہی چھوڑ آئے۔ سارے لوگ ویڈیو اور وہ کیا منحوس بلا ہے جسنے مذہب ہی لوگوں کا پھیر دیا ہے نا شرم نا حیا۔۔ ٹک ٹاک ہاں وہی لوگ جمع ہو کر تماشا بناتے رہے اور شوشل میڈیا لوگوں کی بے حسی دکھاتے خود رپورٹر میں تماشا دیکھ رہے تھے جب تک پہنچایا گیا تب تک اسنے آخری سانس لے لی۔۔" ہارون شاہ نے غصے سے اسے بتایا زریش نے افسوس تاسف سے استغفار پڑھا۔

میں تو بالکل تمہیں اجازت نہیں دینے والی ساحل آگے تمہاری مرضی اگر نافرمانی کرتے ہو تو کرو۔۔" زریش شاہ کا تو دل ہی کانپ گیا۔۔

وہ کہاں اپنے بھالو کو ایسی بری فیلڈ میں جانے دے سکتی تھی، بے شک موت آزمائش اللہ پاک کے ہاتھ میں ہے پر آج کے دور

کے کچھ لوگ بے حس حیوان بن چکے ہیں اپنے مطلب کیلئے ہزاروں ہستیاں مٹانی پڑی اس سے بھی پرہیز نہیں کرتے۔۔

یار کیا دونوں بچوں جیسی باتیں کر رہے ہو، زندگی موت اللہ کے ہاتھ میں" ہے۔ مجھے ایک امپورٹنٹ کیس کو سولو کرنا ہے پلیز ٹرائی ٹو انڈرسٹینڈ ڈیڈ! ضروری ہے۔۔" اسنے اپنے ماں باپ دونوں کو دیکھتے عاجزانہ کہا

سمجھنے کی تم کوشش کرو بے شک اللہ کے ہی ہاتھ میں ہے سب کچھ پر" زمین پر موجود کچھ لوگ حیوان بن چکے ہیں جن میں احساس کی ذراسی رمق نہیں موجود۔۔
میرے پاس کوئی پانچ چھ اولاد نہیں ہماری کل کائنات تم چار و ہو۔۔
میں کوئی رسک نہیں لے سکتا، تو بہتر یہی ہے جو کوئی بھی دوست ہے اس سے کہو دنیا میں اور بھی بہت سے وکیل ہیں تمہارے علاوہ انہیں ہائر کر لے۔۔
تم واپس نہیں جا رہے اس فیلڈ میں یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔۔
مجھے تو افسوس ہو رہا ہے میں نے پڑھنے کیوں دی تمہیں وکالت۔۔" وہ

کہہ کر رکے نہیں چیئر سے اٹھ کر ڈائیننگ ہال سے نکل گئے۔ پیچھے ساحل بے بسی سے انکی پشت دیکھتا اپنی مام کو دیکھنے لگا۔

مجھ سے کوئی امید مت لگاؤ ساحل، میرا دل خود اب ڈر گیا ہے۔۔"

بہتر یہی ہے یہیں اپنے باپ کے ساتھ آفس جاؤ۔۔ سگریٹ پی پی کر اپنے ہونٹ ہی عنابی کر دیئے ہیں۔۔

کیسے خوبصورت سرخ ہوا کرتے تھے۔۔ پتا نہیں کس نافرمان کے ساتھ رہ کر تمہیں یہ لت لگی۔۔" وہ غصے سے کہتیں برتن اٹھا کر کچن کی طرف بڑھ گئیں۔۔

ساحل نے انہیں دیکھتے گہرا سانس بھر کر کھانا کھانا شروع کر دیا، اور جلدی سے ڈنر کر کے وہ ہاتھ صاف کرتا کچن میں آ گیا۔

مام کیا ہے یار دو سال کا بچہ خود کو فیل کر رہا ہوں۔۔ ایک ہی تو کیس" سولو کرنا ہے کچھ نہیں ہوتا مجھے۔ آپکا بیٹا کیا اتنا کمزور ہے؟ ڈیڈ کے ساتھ آفس جوائن کرنے سے پہلے کچھ ہوا تھا مجھے؟" وہ انکے کندھے پر ہاتھ رکھے سر پر ٹھوڑی ٹکائے محبت سے پیش آ رہا تھا تاکہ کچھ چانس سپورٹ کے بنے۔۔

ہاں تو سمجھ لو دو سال کے ہی ہو۔۔ پر مجھ سے کوئی امید مت لگاؤ، جب"

جب تمہاری سٹڈی کی بات آتی ہے تمہارے ڈیڈ مجھے گھورتے ہیں کیونکہ وکالت میں بھی میں نے ٹانگ اڑا کر ان سے بحث کر کے تمہیں ایڈمشن ڈلائی تھی پر اب میں نے سوچ لیا ہے کوئی سپورٹ انکے خلاف جا کر نہیں ملے گی۔" وہ صاف ہری جھنڈی دکھا گئیں۔۔

ساحل نے انکار خ اپنی جانب موڑتے ہوئے گھورا۔۔
"نہیں مطلب آپ میرے احانات بھول گئیں وہ جو کاجل ایرئنگز پتا نہیں کیا کیا لا کر دیتا تھا آپکو ڈیڈ کا کہتے وہ سب بھول گئے آپ کو؟؟" اسنے ماضی کے اپنے شریر پل یاد دلانے پر زری سرخ پڑ گئیں۔۔
"حد کرتے ہو تم بھی ساحل ملازمہ کا ہی خیال کر لو۔۔ بتاؤ کس کا کیس ہے جسکے لئے اپنے باپ کی بھی نافرمانی کرنے پر تلے ہوئے ہو۔۔"
معاً وہ اسکے چہرے کے تاثرات دیکھتیں نرم پڑ گئیں
"آپ سے تو کچھ سیکرٹ نہیں تو بس یہی سمجھ لیں کسی کی مسکراہٹ ہے اس کیس میں، کسی کے آنسوں، خوشی، غم، تکلیف حتیٰ کہ زندگی بھی۔۔"
"اور وہ ہے بھی اپنا، اب آپ بتائیں اتنی زندگیاں ٹھکرا کر میں اپنی

زندگی عزیز کر کے لوگوں کے خوف سے بزدل بن جائوں؟بس آپ اپنے شوہر سے بات کریں کچھ کنوینس کریں اپنے محبت بھرے انداز میں۔۔ پتا ہے آپکا شاہ ہے اور آپ کے سامنے ہی مجبور ہے۔۔ہاہاہاہا۔۔"وہ شرارت سے کہتا قہقہہ لگا اٹھا۔

تھپڑ کھاؤ گے ساحل تمیز کرو۔۔"وہ جھینپ کر خفتزدہ ہوتیں گھور کر" پلٹ گئیں۔۔

تو پھر کیا ارادے ہیں آپ کے محترمہ عزیز والدہ صاحبہ؟"" پیچھے محبت بھرا حصار ڈال کر اسنے انکے سر پر بوسہ دیا۔

بس کرو مسکے لگانا، کرتی ہوں بات۔۔"وہ بازو پر ہاتھ مارتیں اسے ہنسانے پر" مجبور کر گئیں

اچھا میں ذرا ڈیڈ سے بنا کر آتا ہوں چانسز بڑھ جائیں گے۔۔"وی آنکھ" دبا کر بولتا وہاں سے ہنستے ہوئے دور ہوتا پلٹا کہ ایکدم اسکے لبوں کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔۔

جب سامنے دہلیز پر سرخ آنکھوں سے ان دونوں کی محبت، باتیں سنتی دیکھتی روحا شاہ کو پایا۔۔

آنٹی میرا کھانا۔۔"وہ ساحل کو ایسے نظر انداز کر گئی جیسے وہ وہاں موجود"

ہی نا ہو۔۔

ارے روحی میری جان تم کب آئی؟"زریش اچانک اسے سامنے" پاکر چھکتی مسکراتی اسکی جانب بڑھی۔کیونکہ وہ جب گھر آئیں تھیں سمن کو چھوڑ کر تو انہیں گھر پر روحا نہیں ملی تھی۔وہ تو گھبرا گئی تھیں اور فوراً سے حجاب کو کال کر کے پوچھا تو وہاں سے معلوم ہوا روحا گھر ہے انکے۔۔

حجاب شاہ ناراض ہو گئی تھیں وہ چھپے دھکے انداز میں پوچھنے لگی تھیں کہ روحا ان سے پوچھ کر نہیں آئی کیا۔۔

پر زریش نے بات سنبھال لی اپنی اور انکی عزت کا خیال کر لیا کہ وہ پوچھ کر آئی تھی۔۔بس وہ اسکی خیر خیریت پوچھنے لگی تھیں کہ ٹھیک سے پہنچ گئی ہے یا نہیں۔۔

ایک طرح سے انہیں روحا کا یوں اکیلے بغیر بتائے چلے جانا بالکل نہیں بھایا تھا پھر انکے آزاد ملک سے آنے کا سوچتے وہ مطمئن ہو گئیں کہ ابھی شروعات ہے شاید آگے ٹھیک ہو جائے۔

جی ڈیڈ ابھی چھوڑ کر گئے ہیں۔۔" وہ ان سے کہتی اندر بڑھ آئی اور اپنا کھانا ٹرے
میں نکالنے لگی۔
اچھا تو حیدر بھائی کو بلا لیتی تم ساتھ بیٹا۔۔ چائے پی لیتے سب "
ساتھ۔" روحا کے نظر انداز کر کے بغیر دعا سلام کے جانے پر وہ
ساحل سے اپنے تاثرات چھپاتیں مسکراتیں گویا ہوئیں۔۔

میں نے کہا نہیں سوری وہ الریڈی لیٹ ہو رہے تھے دراصل مام ڈیڈ کو "
انکے فرینڈ کی پارٹی میں جانا تھا، بزنس پارٹی تھی تو ضروری تھا
جانا۔۔" وہ آہستگی سے بولی حالانکہ وہ مہکار شاہ کے ساتھ نا آنے پر ناراض
ہو کر بغیر ڈنر کیے غصے واپس آ گئی تھی
ایکسکیوزمی اینڈ گڈ نائیٹ۔" وہ سامنے کھڑی زریش شاہ سے گویا تھی اور "
اسکے انداز تہوار کو دیکھتا ساحل مٹھیاں لب بھینچے کھڑا تھا
تو گویا وہ اسکے حکم کی نفی کر کے چلی گئی تھی اور وہ اسے گھر میں ڈھونڈ رہا
تھا کہ کس کونے میں چھپی ہے۔

بات سنو میری!" وہ روحا کے جانے پر ساحل کے پیچھے "
جانے سے پہلے اس سے غصے سے گویا ہوئیں۔

جی!" ساحل خود پر ضبط کرتے نارمل ہو کر انکی طرف مڑا۔"
یہ سب کیا ہے؟ کوئی ناراضگی ہے تم دونوں کے بیچ؟ اتنی سوئیٹ لڑکی ہے"
اس طرح سپاٹ سا رویہ ہو گیا ہے اسکا کیا تمنے کوئی
تکلیف دی ہے اسے ساحل؟" انہوں نے مشکوک ہوتے پوچھا۔
وہ سن کر گہرا سانس بھر کر ہولے سے مسکرایا" آپکو لگتا ہے
میں اس چیونٹی جتنی لڑکی کو تکلیف دوں گا مام؟ کوئی تکلیف نہیں دی بس
تھوڑا سا ناراض ہے وہی شو کر رہی ہے۔ آپکو معلوم ہے محبتوں میں
رنجشیں تو ہوتی رہتی ہیں۔۔
بس تھوڑا سا مذاق میں ڈرا دیا بس اس بات کو دل پر لیکر بیٹھی
ہے۔۔ میں منا لیتا ہوں آپ فکر مند مت ہوں۔۔" وہ چہرہ ہاتھوں
میں بھر کر محبت سے گویا ہوتا انکی پیشانی چوم کر بغیر مزید کچھ سنے
وہاں سے نکل گیا۔۔

زریش اسے جاتے ہوئے دیکھتی رب سے انکی خوشیوں کی دعائیں مانگنے
لگیں۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

اسنے روم میں قدم رکھتے دروازہ پلٹ کر لاک کیا، روحا بغیر اسے دیکھے اپنے اوپر چادر درست کی تکیہ ٹھیک کر کے لیٹ گئی۔
اسنے جتنا جلدی جلدی کھانا کھا کر چینج کر کے اسکے آنے سے پہلے سونے کی کوشش کی تھی پر پھوٹی قسمت وہ پھر بھی پہنچ گیا۔
کہاں گئی تھی؟" دروازہ بند کر کے وہ چلتا ہوا اسکے سر پر کھڑا ہوا اور" جھٹکے سے اسکے اوپر سے بلینکٹ کھینچ کر دور پھینکتے ہوئے دبے لہجے میں پوچھا

روحا نے اس بیہیور پر اپنی متورم آنکھیں اٹھا کر انکی غصے سے لبریز گرے آنکھوں میں گھورا اور جھٹکے سے کروٹ بدل گئی۔
تمنے سنا نہیں مریضہ کہاں گئی تھی میری بغیر اجازت کے؟"
تم سے کہا تھا نا مام کو مام کہنا اور انکا کام میں ہاتھ بٹانا۔ پھر تم بغیر اجازت کے کہاں گئی تھی؟" اسنے بازو سے پکڑ کر اپنی سمیت گھسیٹ لیا اسے اور جھٹکے سے رخ اپنی طرف کرتے غصے سے پوچھا

آپ کہنا کیا چاہتے ہیں کہ اب میں اپنے گھر بھی آپ لوگوں" سے پوچھ کر جاؤں؟ نا آپ تھے گھر میں نا آپکی مام ناڈیڈ پھر میں

کس سے پوچھتی؟"وہ غصے سے دبے لہجے میں بولی

کس زمانہ میں رہتی ہوں موبائل نہیں ہے کیا گھر میں؟یا مجھے "
بیوقوف سمجھا ہوا ہے؟"ساحل نے دبے دبے لہجے میں غراتے
ہوئے کہا اسکا حلق سوکھ گیا
میرا کوئی موڈ نہیں آپ جیسے دھوکے باز فریبی شخص کے منہ لگنے کا ناہی"
میرے پاس آپ سب کے نمبر موجود ہیں اور نا آپ نے مجھے کوئی
موبائل لیکر دیا ہے جس سے آپ کو کال کر کے آگاہ کر سکوں اسلئے مجھے ابھی
سونے دیں۔۔
اور رہی بات مام کی تو نا آپ اپنی مام کی جگہ کسی کو دینا پسند کرتے ہیں نا ہی
میں تو اس بحث کو یہیں ختم کریں آپ۔۔"وہ کہہ کر اپنا بازو
اسکے چوڑے ہاتھ سے چھڑوانے لگی۔۔

کس بات کی اکڑ آ گئی ہے تم میں؟ایک ہاتھ کو برداشت کی ٹھیک "
سے ہمت نہیں اور تکرار لگا رہی ہو مجھ سے؟"وہ طنزیہ بھڑکتا ہوا بولا
روحا نے ڈبڈباتی نظروں سے انہیں دیکھا۔
تکرار لگانے کیلئے لازمی نہیں انسان آپ جیسا دھوکہ باز اور گینڈا ہو۔۔"

ہمت کی بات ہے یہاں تو الحمدللہ مجھ میں موجود ہے۔" اسکی آواز بھر آئی۔۔

ساحل نے مشکل سے ہنسی کنٹرول کی۔۔"دھوکے باز مجھے کہہ رہی ہو تم کیا ہو؟ کبھی خود پر غور کیا ہے تمنے؟ سواء کٹھ پتلی کے اور کچھ نہیں ہو تم۔۔ بغیر اس نام نہاد ماں کے سانس بھی نہیں لے سکتی۔۔ وہ اس قدر تمہارے حواسات پر حملہ آور ہے کہ اسکے آگے تمہیں اپنا گھر برباد ہوتا دکھائی نہیں دے رہا۔۔
بتاؤ کیا جادو کیا اسنے تم پر؟ کبھی اپنی بہن ماں کو اتنی اہمیت دی ہے؟" وہ اسے جھٹکے سے مقابل بٹھاتا ہوا ہلا کر رکھ گیا
روحا نے خونخوار طریقے سے انکی آنکھوں میں دیکھا۔۔"کیا میں نے آپ سے پوچھا کہ اس عورت نے آپ پر کیا جادو کیا ہے جسکے آگے آپ کو آپکی اپنی سگی ماں دکھائی نہیں دے رہی؟ جسکی وجہ سے نا آپ اپنی بیوی کو اہمیت دے رہے ہیں نا ہی انہیں عزت۔۔ کیا ایسے بیہیور رکھتے ہیں شوہر اپنی نئی نویلی دلہن سے۔۔؟؟" وہ کاٹ دار انداز میں نڈر گویا ہوئی

چٹاخ" دفعتاً روم کی فضا میں تھپڑ کی زوردار آواز گونج اٹھی جسکے "
ساتھ ہی روحا جا کر بیڈ پر منہ بل گری۔۔

وہ عورت نہیں ماں ہے میری۔ انکا ذکر آئندہ کبھی اس بداخلاقی سے "
کیا تو زبان کھینچ کر ہاتھ میں نکال دوں گا۔۔
کیا سمجھتی ہو خود کو؟؟ میری نرمی کا ناجائز فائدہ مت اٹھاؤ سمجھی۔۔
اور آج کے بعد اگر تم نے بغیر مام یا میری اجازت کے گھر سے باہر
قدم بھی رکھا تو ٹانگیں توڑ کر ہاتھ میں دے دوں گا۔۔ روز اسکے پاس
بیٹھ کر ایک نیا فتور دماغ میں لے آتی ہو۔۔" وہ دھاڑتا اسے بالوں
سے پکڑ کر مقابل چہرہ کرتا غرایا

روحا سختی سے آنکھیں میچ کر رونے لگی۔۔ "مار دیں آپ مجھے ایک ہی دفع کم
از کم آپ سے جان تو چھوٹ جائے گی دوغلے انسان۔۔" وہ چیخ پڑی
اس پر۔۔

ساحل نے جھٹکے سے بالوں کو چھوڑ کر اسکا گلا پکڑ لیا۔ اسکے اتنی جلدی
گلا جکڑنے پر روحا کی آنکھیں خوف سے پھیل گئیں

بولو اب کیا کہہ رہی تھی مار دوں تو کر دوں یہ خواہش پوری ایک بار"
ہی؟" اسنے گلے میں پکڑ نرم رکھی البتہ آنکھوں میں قہر بھر لیا
جسے دیکھتے اسکی روح فنا ہو گئی۔۔

شش۔۔ شاہو!!" اسکی آنکھوں میں سالوں پہلے کا وہ منظر لہرایا"
وہ زرد پڑ گئی خوف سے۔۔
کیوں کیا ہوا تمہیں تو مرنا ہے نا؟" وہ تمسخرے سے بولا۔۔"
نن۔۔ نہیں۔" روحا نے روتے ہوئے سر نفی میں ہلایا"
توبہ کرو ابھی اور آج کے بعد تمہیں ایسی بد اخلاقی انجام دیتے دیکھا تو"
سیدھا پوچھوں گا نہیں جان نکال دوں گا۔۔
آئندہ اگر اپنی اس ہوتی سوتی مام کے پاس گئی تو پاؤں سے خال تو اکھاڑوں گا
پر ایسی کال کوٹھڑی میں جا کر بند کروں گا کہ تم چاہ کر بھی وہاں سے نکل
نہیں سکوں گی روحا ساحل شاہ۔۔
مجھے سفاک جابر بننے پر مجبور مت کرو، شاہوں کا خون دوڑ رہا ہے رگوں
میں ہم محبت میں معتبر کر سکتے ہیں تو اس درندگی پر بھی اتر سکتے ہیں
جن سے روح بلبلا جائے۔۔

بہتر یہی ہو گا تمہارے لیے کہ اپنی اس پھپھو کا سہارہ لینا بند کرو اور اپنے گھر پر توجہ دو۔۔

اور یاد رکھنا آج کے بعد اگر مجھے معلوم پڑا کہ تم نے میری حکم عدولی کی ہے یا امام سے بد تمیزی، یا میرے کام کسی ملازمہ نے کیے ہیں تو اس دن تمہارے وجود پر حنال باقی نہیں رہے گی یہ ساحل شاہ کی زبان ہے۔۔" وہ سرد لہجے میں بولتا گھسیٹتے ہوئے اسے بیڈ سے اتار کر مقابل کھڑا کر گیا۔۔

اسنے وحشت سے سانس ہی روکلی۔

آج کی حکم عدولی کی سزا یہی ہے تمہاری کہ جاؤ الماری میں رکھے " سارے میرے کپڑے نکال کر پریس کرو اور انہیں اچھی طرح سے ہینگ کر کے وارڈروب میں سیٹ کر دو ساتھ اپنے بھی جاؤ نکلو۔۔" اسنے حکم دیتے اسے پیچھے دھکیل دیا۔۔

وہ گرتی گرتی بچی اور سنبھل کر چہرے پر ہاتھ رکھے بلک بلک کر رونے لگی۔۔

تم نے سنا نہیں میں نے کیا کہا؟ آواز بند!!" وہ اسے وہیں دیکھ کر "

اسکے سر پر گر جا۔۔

آہ!" روحا کے منہ سے چیخ نکلتے نکلتے بچی۔ وہ پھیلی آنکھوں سے اسے دیکھتی" مشکل اپنا حلق تر کیے لرزتے وجود سے ساتھ اپنی آواز حلق میں دبائے جا کر الماری کے سامنے کھڑی ہو گئی۔۔

یہ میں نے کچھ دوائی لیں ہیں تمہارے لیے تقویٰ آنٹی کے کہنے پر۔۔۔" انہیں روز رات کو کھانا ہے تمہیں اور صبح نہار منہ۔۔ اور یاد سے صبح چھت پر جا کر کچھ ایکسرسائز کے اسپیٹ بتاؤں گا انہیں کرنا ہے۔۔ اگر ایک دن بھی بیچ میں چھوڑی تو تو چمڑی ادھیڑ دوں گا۔ اسے صرف میری دھمکی مت سمجھنا۔۔ وہ شاپر سے دوائی نکال کر بیڈ پر پھینکتا ہوا اسے دیکھنے لگا۔۔

وہ رات کے اس پہر اسکے جان بوجھ کر دی گئی اس سزا پر بے آواز روتی ہوئی اسکے سارے غیر استری شدہ لباس نکال کر صوفے پر رکھنے لگی۔

اسکا نازک سراپا اسکی گرج و غراہٹ کے خوف سے ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔ وہ پشت پر سیاہ بال کھولے بغیر دوپٹے کے اپنے خوبصورت خدوخال کم سن سراپے سے لاپرواہ اسکے ایک لباس کو لیکر

آئرن کے پاس آ گئی۔

وہ دوائی کا ایک وزن لیے گلاس پانی کا بھر کر چلتا ہوا اسکے پاس آ گیا۔۔
"یہ لو کھاؤ!" اسنے روب سے کہتے دوائی اسکے سامنے کی پر روحانے
ایک غلط نگاہ بھی اس پر نہیں ڈالی

بہری ہو گئی ہو؟ کروں دوسرے تھپڑ سے کان صاف؟" اسکے "
رسپانس نا دینے پر اسنے غصے سے کہا وہ گھبرا گئی۔۔

اسکا بھاری ہاتھ پہلے ہی دماغ کی نسیں ہلا دیتا تھا مزید اس میں
سکت نہیں تھی تبھی روتی ہوئے غصے سے بغیر استری اسٹینڈ پر رکھے اسکے
ہاتھ سے دوائی لیکر کھانے لگی

یہ سارے کپڑے استری بعد ہینگ کر کے پھر سونا۔ اگر ذرا سی ہڈ"
حرامی دکھائی تو دماغ ٹھکانے لگا دوں گا۔" وہ سختی سے کہتا گلاس واپس اپنی
جگہ رکھ کر دوائی ٹیبل کے دراز میں رکھتے۔۔ ٹیبل پر رکھی دلاور کی فائل کو
اٹھایا اور کچھ دیر اسکی اوپر لگی تصویر کو دیکھتے ہوئے وہ اس کمسن سے بچے کی تصویر

پر انگلی پھیر کر مسکرایا تھا۔۔

یہ سب اسکے چھوٹے بھائیوں کی طرح تھے پر کاش وہ کچھ کر سکتا اسکے لئے۔ گہرا سانس فضا کے سپرد کرتے ہوئے اسنے لیٹ ٹاپ اٹھایا۔۔

وہ سٹڈی روم میں چلا گیا، پیچھے وہ گالوں کو رگڑتی ہوئی اسکی جلی ہوئی شرٹ کو پھیلی آنکھوں سے دیکھتے، اسکے اوسان خطا ہو گئے۔۔

کچھ نا سوجھتے ہوئے اسنے گھبرا کر اس شرٹ کو بیڈ کے نیچے پھینک دیا۔۔ وہ ابھی سیدھی ہوئی ہی تھی معاً اسکا رکھا ہوا موبائل ایکدم سے چیخا روح کی چیخ خوف سے گونجتی گونجتی بچی۔۔

دیکھو کون ہے۔" اسکی اندر سے آواز گونجی۔۔"

روحا نے ایک نظر اسٹینڈ پر موجود استری کو دیکھا اور چلتی ہوئی موبائل کے پاس آئی۔۔

سامنے سکرین پر موجود تصویر کو دیکھتے وہ مبہوت ہو کر رہ گئی۔۔"ایک تھپڑ "سے آواز بند ہو گئی ہے کیا؟ موبائل لے آؤ

وہ غصے سے بار بار طنز کرتا بولا اسکی مسلسل خاموشی اور موبائل کی آواز پہ

غصہ یوا۔۔

کوئی لڑکی ہے مسکان علوی نیک نیم فیری" اسکی گھٹی گھٹی آواز حلق سے "
نکلی۔۔ آنسوں ٹوٹ کر گالوں پر گرے۔۔

ہٹو پیچھے۔" وہ تن پھن کرتا غم و غصے سے آتا اسے بازو سے پکڑ کر پیچھے دھکیلتے ہوئے "
موبائل اٹھا کر دیکھنے لگا، مقابل فرد کو دیکھتے مسکراہٹ لبوں پر پھیل
گئی۔۔

مجھے امید تھی تم بھاگ آئو گی۔۔" وہ کال او کے کرتے کان سے لگا کر اسکے "
کچھ بولنے سے پہلے جلدی سے بولا جسکے بعد دونوں کے قہقہے بے ساختہ
تھے۔۔

وہ سگریٹ کا پاکیٹ لیے قہقہہ لگاتا ہوا سٹڈی روم کا دروازہ بند کر کے اندر
چلا گیا اور وہ محض اسکی پشت کو تکتی ہوئی رہ گئی۔۔ اسکا ہاتھ اپنے گال کی
طرف گیا۔۔

روتے ہوئے وہ واپس کپڑوں پاس آ گئی۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

تم ناراض ہو مائی بے بی؟" اسکی مسلسل خاموشی کو محسوس کرتے ایلی نے" پوچھا۔۔

جب کہ وہ ایک مسرور سی فیلنگز کے ساتھ مبہوت سامنے بیٹھے صائم زیدی تقویٰ زیدی اور عرشیہ خان کو دیکھ رہی تھی۔ وہ سب چائے سے لطف اندوز ہوتے کسی بات پر ہنس رہے تھے۔ وہ بھی کچھ دیر پہلے انکی ہنسی میں شامل تھی پر اچانک ایلی کی کال پر وہ ایکسکیوز کر کے اٹھ آئی پر اب دل کر رہا تھا جلدی سے کال ختم ہو ایلی اپنی ناراضگی ختم کرے تو وہ جا کر اپنے ساس سسر کی لو سٹوری سنے۔۔

جو کہ انکا سسر یعنی صائم زیدی دونوں بیٹیوں کو بتا رہے تھے۔ شادی کے بعد سے لیکر صام صارم توقیع کی پیدائش تک۔۔

بازل؟؟" اسکے پھر بھی جواب نا دینے پر دوسری طرف ایلی غرا" اٹھی۔ وہ ہڑبڑا کر ہوش میں آئی جسکے ساتھ ہی ہاتھ سے فون چھوٹ کر نیچے گرا۔

نن نہیں۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں کبھی کال اٹینڈ نہیں کرتی کبھی ایسے چیختی ہو" کبھی جیزی کال کر کے کہتی ہے تم مجھ سے دوستی ختم کر چکو ہو" اسکی غراہٹ سے پہلے تو بازل گھبرا گئی تھی پھر نیچی آواز میں درخت کی

آڑ میں آکر اس پر پھنکاری

ویٹ جیزی؟ یہ جیزی کو کیوں ہمارے بیچ لا رہی ہو؟" اسکی پھنکار کو"
نظر انداز کرتے ایلی نے ٹھٹھک کر جیزی کے ذکر پر پوچھا۔

کچھ نہیں بس وہ ایسے ہی منہ میں آگیا۔" باذل دونوں بہنوں میں"
جھگڑا نہیں چاہتی تھی تبھی جھٹلا گئی

نہیں باذل مجھ سے جھوٹ مت بولو میں تمہاری رگ رگ سے"
واقف ہوں یہ مت بھولو بتاؤ کیوں موڈ آف ہے میری ڈارلنگ کا
کیا کہا ہے جیزی نے؟" وہ محبت سے پچکارنے لگی باذل کی آنکھوں میں
نمی تیر گئی۔۔۔

جیزی نے کہا تم دوسرے فرینڈز بنا چکی ہو کیا یہ سچ"
ہے؟" وہ بس اتنا ہی بولی جسے سن کر ایلی کافی دیر خاموش رہ گئی اور اسے
اپنی بہن کی بات یاد آئی تو مطلب وہ باذل کو دھمکا رہی تھی۔

کیا تمہیں لگتا ہے ڈارلنگ میں تمہارے علاوہ کسی اور کی ہو سکتی"
ہوں؟" اسنے محبت سے پچکارتے ہوئے پوچھا۔ باذل مسکرا دی۔۔

نہیں۔۔" اسنے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔۔"

اچھا بتاؤ کیا کر رہی ہو اس وقت؟" وہ دھیان بٹانے کیلئے بولی"

کچھ نہیں ڈیڈ ماما کے ساتھ ہوں لان میں یہاں ڈیڈ اپنی اسٹوری سنا"
رہے ہیں اتنی انٹرسٹنگ ہے ہاہاہا اور یو نو بلیک مین۔۔

یاہ آئی نو کالے شخص احساس کمتری کے مارے ہوتے ہیں اور وہ حیوان کا"
دوسرا روپ ہوتے ہیں جو احساس کمتری کے مارے ہوتے ہیں۔۔ اور تم
مت بھولو کہ یہ پاکستانی کتنے برے ہوتے ہیں انہیں مام ڈیڈ کہنا بند
کرو۔۔
ٹھیک کہا ناڈارلنگ ؟" وہ بیچ میں ہی اسکی بات کاٹ کر انتہائی
نفرت سے کاٹ دار انداز میں بولی باذل کے لبوں کی مسکراہٹ پل
میں سمٹ گئی۔۔

ہوں" وہ آہستہ سے سر ہلا گئی۔۔"

ڈونٹ وری میری جان میں تمہیں یہاں سے جلدی نکال لوں گی"
تمہیں کسی بھی تکلیف کو چھونے سے پہلے ہی۔۔ کیونکہ میں جانتی ہوں تم
اتنی بھیڑ میں بھی اکیلی ہو گی۔۔
اور ہم دونوں ایک ساتھ مکمل۔۔ اسلئے بس مجھے اس ڈاکٹر کا نمبر

دو میں ٹھیک سے بات کرتی ہوں تمہاری نہیں مان رہا میری ضرور
"مانے گا۔
اسکے مطالبے پر باذل نے چونک کر موبائل کو دیکھا۔ اسکا دل جانے کیوں بری طرح دھڑکا، بے ساختہ انگلیاں بھی لرز گئی۔ وہ یہاں وہاں دیکھتی جیسے بھاگنے کی جائے تلاش کر رہی تھی۔

ڈرالنگ؟" اسکی پھر سے خاموشی پر ایلی نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے"
بظاہرہ پیار سے پکارا۔
وہ مجھے طلاق دے رہا ہے ڈونٹ وری!" وہ جھوٹ بول کر ایکدم آنکھیں میچ"
گئی۔ کیونکہ زندگی میں پہلی بار اسنے ایلی سے جھوٹ بولا تھا۔ اسلئے
جھجھک ہو رہی تھی اسے

اوہ واؤ کیا سرپرائز دیا ہے سوئیٹ ہارٹ یقیناً اگر میں تم سے ناپوچھتی تو"
تم اچانک یہاں آکر مجھے سرپرائز کر دیتی" وہ خوشی سے بے تاب ہوتی
چیختی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

کیا تم مجھے سرپرائز دینا چاہتی تھی؟" اسے جو ڈائوٹ تھا باذل پر وہ"

ایکدم کلیئر ہو گیا تھا وہ سگریٹ کا گہرا کش لیتی نشہ فضا میں گھولتی ہوئی اسکی تصویر پر ہونٹ رکھ کر خمار آلودہ لہجے میں بولی پر باذل نے اپنے آنسوں پر ضبط کرنے کیلئے موبائل کان سے دور کر کے ہاتھ نیچے کر دیا۔

اچھا بتاؤ کب آ رہی ہو؟ اور کب طلاق ہو رہی ہے تمہاری؟ میں" تمہیں پک کرنے آؤں گی کسی کو مت بتانا تم یہاں آ رہی ہو سب کو سرپرائز دیں گے۔۔
اور میں نے تمہارے لیے آکسفورڈ یونیورسٹی میں جانے کیلئے ساری تیاریاں کر لی ہیں ہم سیدھا وہاں جائیں گے اور ایڈمشن لیکر پھر سب کو انفارم کریں گے۔۔" ایلی نے ٹھان لیا تھا کہ وہ اس سے نکاح کرے گی تاکہ آگے وہ اس سے کبھی ناراضگی ناجتائے مطابق جیزی کے کہ وہ مسلم ہے نکاح سے وفا کرتی ہے۔۔

تو اسنے سوچ لیا تھا وہ اپنی باذل کو ہرٹ نہیں کرے گی۔۔

وہ جلد ہی دے رہا ہے اپلائے کر دیا ہے اسنے کچھ دن میں ہی۔۔" وہ پھنسی پھنسی" آواز میں کہتی ساتھ ہی اللہ حافظ کہتی کال ڈسکنیکٹ کرتی موبائل اسکرٹ

کی جیب میں ڈال دی۔

وہ اپنا تنفس بحال کرنے لگی۔۔ اسے سمجھ نہیں آیا اسنے کیوں جھوٹ بولا اس سے۔۔ اتنا اچھا موقعہ تھا ایلی خود ہی صارم کو سائیڈ لگا رہی تھی پھر بھی اسنے جان چھڑوانی حالاں کہ اسنے خود ہی ایلی کو انوالو کیا تھا۔۔

معاً اسنے کسی کی نظروں کی تپش پر نگاہ سامنے اٹھائیں۔۔ اوپر لٹکی ہوئی جوجو اسکے دیکھنے پر پورے دانتوں کی نمائش کرنے لگی۔
پر اس عجیب و غریب لٹکے ہوئے سر چھوٹی چھوٹی آنکھوں کو اپنی نظروں کے سامنے پکار اسکا دل بلند دھڑکا۔
جوجو الٹی لٹکی اسے مسکراتے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

آہہہ آہہہ آہہ۔۔ آآآ۔۔۔ "دفعتاً فضا اسکی بلند وحشتناک چیخوں سے گونج" اٹھی۔۔ وہ اچانک ہی فل رفتاری سے وہاں سے بھاگی تھی اور اسکے ساتھ ایک جھمپ لگا کر درخت سے نیچے اترتی جوجو بھی باذل کے پیچھے چیختی بھاگتی آرہی تھی۔۔

ڈیڈ ماما۔۔ عشی!!" وہ چیختی روتی انکی طرف بھاگ رہی تھی کہ "
اچانک بیچ میں ہی اچھل کر رکی جب سینہ پھیلا کر سامنے جوجو
آ گئی تھی۔۔
باذل کا رنگ سپید لٹھے کی مانند ہو گیا۔ وہ آنکھیں پھیلا کر اچانک
سے گھر میں اس نئی مخلوق کو دیکھنے لگی۔

جبکہ اسکی آنکھوں میں خوف دہشت دیکھ کر جوجو میں بھی کنگ
کانگ جتنی طاقتیں آسمائی تھیں۔۔

اللہ اللہ جوجو!!" تقویٰ دہل کر اٹھیں اور غصے سے جوجو کو ٹوکا پر وہ انہیں "
نظر انداز کرتی ہراساں باذل کی جانب بڑھ رہی تھی۔
تقویٰ صائم زیدی کے برعکس عرشیہ کا قہقہہ بلند تھا۔
جوجو شرم کرو وہ تمہارے ڈاکٹر کی بیوی ہے۔۔"عرشیہ ہنستی ہوئی"
پارکنگ ایریا میں صارم زیدی کی گاڑی کو رکتے دیکھ کر با آواز بلند بولی

ہشش ہش!" باذل روتی ہوئی اسے لات سے دور رکھنے کی کوشش کرنے لگی تھی"

کہ اچانک ہی اسکی لات سے جوجو جھپ کھا کر چمٹی۔۔
آہہہ!!!" اپنی ناٹک سے اس بندری کو چمٹتے دیکھ کر اسکے اوسان خطا"
ہو گئے وہ دھڑام سے خوف سے پیچھے گری۔۔

یاوحشت!!" تقویٰ صائم ایکدم اسکی سمیت بھاگے پر انکے پہنچنے سے"
پہلے باذل جوجو کے منہ پر لات مار کر سامنے اپنی طرف بھاگتے ہوئے
آتے صارم کو دیکھ کر گرتی پڑتی جوجو کے سنبھلنے سے پہلے خود اٹھی

صارم وو۔۔وہ!!" وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی بھاگتی ہوئی سیدھا اسکے"
سینے میں چھپی۔۔اسکا تھر تھر کانپتا وجود دھک دھک کرتا
دل صارم کے چوڑے سینے کا حصہ بن گئے۔۔
جب کہ سب کے سامنے اس افتاد پر وہ ششدر سا کھڑا رہ گیا۔

پلیز بلیک میں مجھے چھپا دو پلیز مجھے چھپا دووو۔۔وہ۔۔بندری۔۔""
وہ ہچکیوں سے روتی جوجو کی طرف اشارہ کرنے لگی پر اسے پیچھے ناپا کر وہ
حیران پریشان آس پاس دیکھنے لگی۔۔
وو۔۔وہ یی۔۔یہیں تھی۔۔سس۔۔سفید بندری تھی۔۔چچ۔۔چھوٹی سی۔۔""

پھولی سانسوں دھک دھک دھڑکنوں سے وہ یہاں وہاں اسکے حصار میں کھڑی درختوں کو بھی دیکھنے لگی۔

تقویٰ صائم زیدی نے آسودگی سے اسے اپنے بیٹے کے پاس دیکھا، باذل کی محبت کو دیکھتے انہیں تھوڑا بہت جو شک و شبہ تھا وہ بھی آج دھل گیا۔

دفعتاً سر پر کسی نے انگلی بجا کر اس متوجہ کیا۔۔
ٹرسٹ می صارم یہیں تھی۔۔"وہ انگلی پر متوجہ ہوتی صارم کو یقین دلانے" کیلئے پلٹی تبھی نگاہ اسکے کندھے پر گئی۔۔

جو جونے اسے دیکھ کر پھر سے دانتوں کی نمائش کی اور ساتھ ہی ڈرانے کیلئے """بھاؤ
آہہہ۔۔"باذل کی چیخ بے ساختہ تھی"

ہاہاہاہا۔۔۔"معاً فضا خوشگوار قہقہوں سے گونج اٹھی۔ جس میں صائم" زیدی تقویٰ زیدی عرشیہ صارم کا قہقہہ شامل تھا۔

اسنے سب کو ہنستے دیکھ کر خفا نظر سب پر ڈالی اور ایکدم جوجو کے منہ پر ہاتھ مار کر اسے صارم کے کندھوں سے پیچھے گراتی ہوئی روتی گھر کی سمیت بھاگ گئی۔۔

سب نے مل کر اسے ڈرایا تھا اور وہ بلیک میں کمینہ بھی آکر اس پر ہنس رہا تھا، اور وہ نواب زادی چڑھ کر اسکے کندھے پر بیٹھ گئی تھی۔ اس جوجو کو اتنی ویلیو دینا کہ اسے کندھے پر بٹھا دینا باذل کو زہر لگا تھا۔۔ شرم کرو کوئی ایسے کرتا ہے اپنی مالکن کے ساتھ۔۔"صارم نے اسے" کندھے سے اٹھا کر سامنے کیا۔اور شرم دلائی۔۔وہ بھی ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتی چیختی اسکے سر پر چڑھ گئی۔۔

جاؤنالائق جا کر منا آئو اسے کتنی خوش بیٹھی تھی تمہاری اس جوجو" نامی بلا نے بچی کی جان نکال دی۔۔"صائم زیدی نے پاس آکر جھڑکا جاؤصارم واپس لیکر آؤ۔۔"تقویٰ نے بھی تاکید کی اور اسے نظروں" سے ہدایت دی۔۔

جاؤاور اس توقیع کی بیٹی کو بھی لیکر جاؤجا کر معافی مانگ آئے"

اس سے۔۔ ایویں بچی کو ڈرا دیا۔" عرشیہ نے بھی اپنا حصہ ڈالنا لازمی سمجھا۔

اچھا اب اتنا فورس کر رہے ہو سب تو جانا ہی پڑے گا۔۔" وہ سر" کھجاتا ہوا جوجو کو آنکھ دبا کر بولا۔

ویسے صارم کبھی پہلے تو اتنا جلدی نہیں آئے آج خیریت؟"""
عرشیہ نے اسکے اتنا جلدی آجانے پر مصنوعی حیرت کا اظہار کیا۔
وہ بڑھتے قدم کے ساتھ سرخ پڑ گیا۔
ہاں میں بھی یہ سوچ رہا تھا کہ یہ میرا بیٹا جو دن رات ہاسپٹل کو" گھر بنا کر بیٹھا تھا آج کچھ جلدی ماں باپ کی یاد نہیں آگئی؟" صائم زیدی نے صارم کا چہرہ متغیر دیکھتے چھیڑا۔

میں جا رہا ہوں واپس ایک پیشنٹ کی فائل لینے آیا تھا، خود" منائیں میں نے ٹھیکا نہیں لے کر رکھا۔۔" وہ انہیں چھیڑتے دیکھ کر خفگی سے کہتا چہرہ موڑ گیا۔

ہاہاہا کبھی وہ بھی دن ہوا کرتے تھے جب میرا بیٹا ڈرائیور کے ہاتھ سے فائل" منگواتا تھا۔۔" جہاں صائم زیدی کا قہقہ بلند تھا وہیں صارم کا برا حال

ہاں تو نا اب فائل روم میں ہے اور ماشاءاللہ سے دلہن بھی روم میں" تو ظاہر ہے دولہے کو خود آنا پڑے گا نا۔۔" عرشیہ نے کوئی کمی نا چھوڑی اسے تنگ کرنے میں صارم نے تنک کر ماں کو مدد طلب نظروں دیکھا۔

بس بھی کرو! تم جاؤ جا کر میری بیٹی کو لیکر آئو اور آپ تو حد کرتے" ہیں۔۔ تم باز آجاؤ عشی۔۔" وہ اپنے شوہر کے ساتھ بہو کو بھی جھڑک گئیں پر وہ دونوں کہاں باز آنے والے تھے صارم کے ماں کی ہدایت پر جانے سے پیچھے تالی مارتے زوردار قہقہہ لگا اٹھے جس سے اسکا چہرہ شرم سے سرخ تھا پر وہ بھی ڈھیٹ بن گیا۔۔

وہ روم میں دبے قدموں سے آتا دروازہ بند کر گیا۔
اور چلتا ہوا بیڈ پر پڑے وجود کو دیکھتے اسنے جوجو کو چپ رہنے کا اشارہ کرتے

بیڈ پر بٹھایا اور خود باذل کے پاس آ گیا۔

مجھ سے یہ بیوقوفوں والی گیم مت کھیلو!" وہ غصے سے گویا ہوئی اسکے دبے"
پاؤں آنے والی حرکت پہ۔۔
تو بتائو کون سی گیم کھیلوں۔" صارم نے اسکا بازو پکڑتے کھینچ کر مقابل"
کھڑا کیا اور اسکی نم آنکھوں کو دیکھا۔۔
اس میں رونے والی کیا بات ہے یار وہ بچوں کی طرح ہے بس"
تو قسیع نے اسے ایسا شرارتی بنایا ہے ورنہ وہ نقصان نہیں دیتی ہماری
چھوٹی بہن کی طرح ہے۔۔" وہ مسکراتے اس سے بولا۔۔

وہ میری ٹانگ کو کھانے کیلئے ٹانگ سے چمٹ گئی تھی۔۔" اسنے"
سینے پر اسکے ہاتھ مارتے غصے سے کہا۔

چی چی۔۔" معاً پیچھے شرارتاً جوجو نے آواز نکالی"
باذل نے آنکھیں پھیلا کر دیکھا اور بیڈ پر اپنی جگہ لیٹی ہوئی بندری کو
دیکھ کر اسکی بے ساختہ ہی چیخ گونج اٹھتی پر اس سے پہلے کمر
میں بازو ڈال کر جھٹکے سے اپنی سمیت گھما لیا اور اگلے ہی لمحے اسکے

ہونٹوں پر اچانک ہی اپنے ہونٹ رکھ دیئے۔
باذل نے سانس روک کر پلکیں اٹھاتے اسکی آنکھوں میں دیکھا جہاں وہ مسکراتی نظروں سے دیکھتا اسے خود میں بھینچ گیا۔۔
اسنے بغیر مزاحمت کے حلق تر کیا اور اسکے نرم گرم لمس پر بازو اسکی گردن میں حائل کر دیئے۔اسنے اسکا ساتھ پا کر سختی سے اسے خود میں بھینچتے ہوئے اٹھا کر بیڈ پر لٹایا۔۔

جو جو آنکھوں پر ہاتھ رکھتے جھمپ لگا کر بیڈ سے اتر کر بیڈ نیچے چلی گئی۔صارم اسکی حرکت پر قہقہہ لگاتا باذل کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔۔
ناراضگی ختم ہوئی؟"اسنے بھیگے ہونٹوں پر انگلی پھیرتے پوچھا۔"
شٹ اپ!"وہ غصے سے چیختی چہرہ موڑ گئی۔۔"
ہاہاہا لگتا ہے بڑی ناراضگی ہے اسلئے بڑا کچھ کر کے منانا پڑے گا۔"اسکی"
بات سے وہ پیچھے کھسکتی مسکراہٹ چھپانے لگی۔۔۔
مجھے جانا ہے"وہ بغیر اسے دیکھے بولی"
کہاں؟"صارم نے اسکے گرے بالوں سے چھیڑ چھاڑ کرتے پوچھا۔"

کہیں تم سے دور"وہ کہہ کر لب بھینچ گئی اسنے اسکے چہرے کو دیکھا۔"

پر میرا موڈ نہیں۔۔"وہ اسکی گردن میں چہرہ چھپا کر گہرا"
سانس کھینچتا اسکی جان آدھی کر گیا۔۔
وہ جس سے نفرت جتانا چاہتی تھی پر اسکے لمس میں جانے
کیسی کشش تھی کہ بندھتی جا رہی تھی۔اسے خود پر اپنی بے بسی پر رونا آنے لگا۔
صارم کی بڑھتی بے تیابیوں سے اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ اسے ایلی کو نمبر دے
دینا چاہیے تھا،اس سے پہلے وہ اسکے پر کاٹے،یا وہ پھنس جائے
اسکے جال میں اسے اڑ جانا چاہیے تھا۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

سنیں!یہ کیا ہے؟"کب سے بیٹھی خاموشی سے دیکھتی توقیع"
سے اب رہا نا گیا تو سرگوشی میں پوچھتی چارپائی سے اتر کر اسکے
پاس آکر بیٹھ گئی۔اور اسکے ہاتھ میں موجود ایک عجیب و غریب
چیز کو دیکھنے لگی جس سے وہ خاموش بیٹھا مسلسل سر کھپا رہا تھا۔
اسنے سر اٹھا کر اسے دیکھا"ٹرانسمیٹر ہے"وہ سپاٹ لہجے میں گویا ہوا
اس سے کیا ہوتا ہے؟"وہ بلٹس اٹھا کر حیرت سے دیکھتی ٹرانسمیٹر کا"
پوچھنے لگی

آواز جاتی ہے۔" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولا"
کہاں؟" توقیع حیران ہوئی"
"جہاں یہ کنیکٹ ہوگا"
اور آپ کہاں کرنا چاہتے ہیں؟" وہ اشتقاق سے بولی"
جیکی کے ساتھ۔" وہ مصروف سا بولا"
وہ کون ہیں؟" توقیع چونکی"
میرے کرائم پارٹنر، یعنی دہشتگرد۔۔" وہ متبسم سا بولا"
توقیع سن کر چونکتی ہوئی رہ گئی" اور کون ہیں آپکے پارٹنر؟ کیا لڑکیاں ہیں
"آپکی پارٹنر؟

ہمم بہت ہیں۔" وہ ہولے سے سر ہلا گیا۔ توقیع نے لب سختی سے بھینچ"
لیے۔" خوبصورت ہوتی ہیں یا عام سی؟" وہ جھجھک گئی
ہر کوئی خوبصورت ہوتا ہے بس نظریں ہماری خراب ہیں جو ہمیں کوئی"
اچھا کوئی برا لگتا ہے" دلاور کے کہنے پر وہ سٹپٹا گئی
ن نہیں میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ کیا انکے نقوش خوبصورت"
ہیں مینز لڑکیوں کے؟" اسنے تصحیح کرتے دانتوں میں زبان دبائی

غور نہیں کیا کبھی۔ دیکھ کر بتاؤں گا" وہ اسے سمجھ رہا تھا کہ وہ کیا"
جاننا چاہتی ہے بس مسکراہٹ روکے وہ سنجیدگی سے جواب
دے رہا اور اب وہ پھر اسکے جواب پر گھبرا کر سٹپٹائی۔

دیکھ کر کیوں جواب دیں گے دفع کریں میں تو ایسے ہی پوچھ رہی تھی۔۔ آپ"
رہنے دیں مجھے ضرورت نہیں۔۔" اسنے جلدی سے کہا مبادا وہ ارادہ
بنا ہی نا لے انہیں دیکھنے کا

یہ بھی صحیح!" وہ راضی ہو گیا جسے سن کر توقیع نے سکون کا"
سانس لیا۔۔ اور ایک سوٹ کیس میں دیکھنے لگی کہ خوفزدہ
ہو گئی اسے دیکھتے۔۔

یہ کیا ہیں؟" اسکی آواز حلق میں پھنس گئی اور آنکھیں پھیلا کر"
سرگوشی سے مدھم آواز گلے سے نکلی

ہتھیار۔۔۔" دلاور نے اسکے چہرے آنکھوں کو دیکھتے پھر اپنے"
ہتھیاروں کو دیکھا اور آہستہ سے گویا ہوا۔

ککک۔ کس لیے؟"اسنے حیرت سے پوچھا۔"
ہتھیار کیوں ہوتے ہیں؟"اسنے توقیع کی آنکھوں میں دیکھتے سوال کیا۔۔"
وہ گہرا سانس بھر کر سمجھتی سر ہلا گئی۔

آپ یہاں بھی لڑیں گے؟"وہ تھوک نگل گئی"
ضرورت پڑی تو لڑنا پڑے گا۔"اسنے ڈیوائس کو چیک کرنا شروع کیا۔۔"
وہ خاموشی سے بیٹھی رہی کبھی اسے دیکھتی تو کبھی اسکے ہتھیاروں کو۔۔

سنیں!"معاً کچھ سوچ کر اسنے پکارا۔۔اسکی پکار کے انداز پہ دلاور نے"
مسکراہٹ ضبط کرنے کیلئے نچلہ ہونٹ دانتوں میں دبالیا اور سختی سے
"مسکراہٹ روکی۔۔"فرماؤ؟

وہ میں کیا سوچ رہی تھی کہ کیوں نا ہم اپنی ٹیم بنائیں؟"اسکی طرف"
دیکھے بغیر وہ آہستہ سے کانپتی انگلیوں میں سوٹ کیس سے ایک
عجیب وغریب ہتھیار نکال کر دیکھنے لگی۔۔

کیسے؟کن لوگوں کے ساتھ؟"وہ الجھتے اسکا چہرہ دیکھنے لگا۔یہ تو"

بہر حال ثابت ہوا کہ وہ اسکی موجودگی میں کام کرنے سے رہا اگر ٹیم اسکے ساتھ بنالی تو وہ نکما کہلوایا جائے گا۔۔

آپ مجھے سکھائیں اور پھر ہم ملکر اپنے بچوں کو سکھائیں گے اسکے بعد" مشہور بن کر اچھے اچھے کام کریں گے۔" وہ جھجھکتی ہوئی اس سے بولی

اچھے کام کرنا آسان ہے کیا؟" وہ تمسخرے سے بولا۔۔"
آسان تو کچھ بھی نہیں جب آپ دہشت کیلئے جان داؤ پر لگا سکتے" ہیں تو کیا اچھائی کیلئے ہم نہیں لگا سکتے؟" وہ ہتھیار رکھ کر اسے دیکھنے لگی۔۔
دلاور نے بھی سامنے سے ہتھیار ہٹا کر سادہ سے مخمل کے سنہری سوٹ میں بیٹھی سنہری بالوں والی اس قیامت خیز بلا کے بازو کو جکڑ کر فاصلہ ختم کرتے ہوئے اپنی سمیت پوری قوت سے کھینچا کہ وہ دہل کر سیدھا اسکے سینے سے آ لگی۔۔

اسنے پاس آکر اسکی آنکھوں میں دیکھا تو قسیع نے حیا سے پلکیں جھکالیں" بچے چاہیے تمہیں؟" وہ کان کے پاس سرگوشی کرنے لگا۔
اسکی سرگوشی سے تو قسیع کے وجود کا سارا خون سمٹ کر اسکے چہرے

پر آ گیا۔۔ حیا سے پلکیں مزید جھک گئیں "جج۔۔جی" وہ آہستہ سے سر ہلا گئی۔۔

کیا کرو گی انکا؟" وہ اسکی لرزتی جھکی پلکیں دیکھتا اسکے گالوں پر آئی لٹوں کو پیچھے " کرنے لگا۔

ہم اپنی فیملی بنائیں گے۔۔" وہ چاہ سے اسکی آنکھوں میں دیکھتی گویا" ہوئی۔۔
اسکے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا۔ "میرے ساتھ ؟" وہ کان کے پاس بولا تو قسیع سر ہلا گئی۔۔ "جی وہ میں پھر انہیں کام سکھادوں گی آپ مجھے مشہور کرلیں پہلے۔۔ اسکے بعد اگر صحبت اچھی ہو گی تو آپ بھی جلدی اچھے کام کرنا لگ جائیں گے۔۔" وہ اسکی گرم سانسیں چہرے پر محسوس کرتی اسکے گریبان کے بٹنوں پر انگلیاں پھیرنے لگی۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے تمہاری صحبت میں رہ کر میں کوئی کام کر پاؤں ؟"" اسنے مسکراتے گھمبیر لہجے میں پوچھا

پیار تو آپ کرتے نہیں مجھ سے۔۔۔۔"وہ سرگوشی سے کم آواز میں" شکوہ کن ہوتی بولی۔اسنے محسوس کیا تھا وہ اس سے فاصلے بڑھا رہا تھا جان بوجھ کر

کل رات اتنا پیار کیا وہ کم تھا کیا؟"اسنے اسکے شانوں سے بال" سائیڈ کرتے مدھم سی سانس اسکی خوشبو میں بھری۔۔ اسنے کوئی جواب نہیں دیا سر جھکائے مسکرا رہی تھی۔۔

سنیں!"وہ ہونٹوں پر زبان پھیر کر اس سے بولی۔۔" پیار کرنے کا موڈ بنا رہا ہوں اب تم ڈسٹرب کر رہی ہو؟"اسنے" آنکھیں دکھائیں توقیع سٹپٹا گئی۔۔"نہیں و۔۔وہ میں کہہ رہی تھی کہ آپ یہ سب چھپا دیں لوگ یہاں سادہ سادہ ہیں کیا سمجھیں گے؟"اسنے انگلیاں چٹخاتے کہا

وہ تمسخرے سے ہنسا۔۔"یہاں کے لوگ تمہاری سوچ سے اوپر کی پہنچی ہوئی چیز ہیں"وہ معنی خیزی سے سے بولتے توقیع کی چونک کر دیکھنے پر اسکی آنکھوں میں دیکھتا ہونٹ پر جھکنے لگا تھا کہ معاً اچانک ہی دستک

ہوئی۔۔

دلاور بیٹا!" دادا حضور کی آواز تھی تو قسیع نے سٹپٹا کر انکے آغوش کو ڈھیلا" پا کر فاصلہ بنایا اور سر پر دوپٹہ ٹھیک سے رکھتی چہرے سے پسینہ صاف کر کے کھڑی ہو گئی۔

دلاور نے "جی آیا" میں جواب دیتے سارے ہتھیار سوٹ کیس میں رکھے اور اسے جلدی کو ڈلگا کر چارپائی کے نیچے رکھ دیئے اور کھڑا ہوتا تو قسیع کو چارپائی پر خاموشی سے بیٹھنے کا اشارہ دیتا دروازے کی طرف بڑھ آیا۔

السلام علیکم جی" اسنے دروازہ کھولا تو دادا خضور کے ساتھ دوسرا آدمی بھی اندر" داخل ہو گیا۔
دل بیٹا یہ ڈاکٹر ہے میں نے دھی رانی کیلئے بلایا ہے اسے۔۔" دادا حضور" اور ڈاکٹر نے اسکے سلام کا جواب دیا اور دل کی استفہامیہ نگاہیں دیکھتے انہوں نے تعارف کروایا جسکے بعد دل نے انہیں چیئرز پیش کیں دونوں اس پر بیٹھ گئے۔۔

پیچھے انکے بھابی اماں اور دادی حضور بھی آ گئیں توقیع کو دیکھنے کیلئے۔ انکا دل ہی نہیں بھر رہا تھا اس نیلی آنکھوں والی لڑکی کو دیکھنے سے۔۔

سنیں!" توقیع نے پریشان ہوتے پاس کھڑے دلاور کا ہاتھ پکڑ کر اسے " پاس کیا۔ اور ڈاکٹر کے چیک اپ کے بعد انجکشن کو دیکھتے اسکی آنکھوں میں پانی آ گیا۔۔

کیا ہوا؟" وہ متفکر اسکے پاس بیٹھا۔۔" مجھے نہیں لگانا انجکشن آپ دوائی " دے دیں بس میں ٹھیک ہوں دل۔۔" وہ بھرائی آواز میں انجکشن کو دیکھتی اس سے بولی

ابھی تم میری ٹیم میں آنا چاہتی ہوں وہاں تو گولیاں چبھتی ہیں یہاں تم " ایک انجکشن سے ڈر رہی ہو؟" وہ شرمندہ کرتی نظروں سے دیکھنے لگا پر توقیع نے منہ بنا لیا۔۔

وہاں آپ ساتھ ہوں گے نا۔۔ مجھے سچ میں نہیں لگانی میں تو ٹھیک "

ہوں بالکل۔۔۔"وہ ڈاکٹر کے انجکشن لیکر پاس آنے پر نفی میں سر ہلاتی دلاور کے ساتھ لگ گئی۔۔

بیٹا لگالو یہ تمہیں آرام دے گا بلکہ تکلیف سے بھی بچائے گا۔۔ سردپانی" میں رہنا آسان بات نہیں پھر یہ بعد میں بیماریاں ظاہر کرے گا اندر کی۔۔ شاباش لگالو۔۔۔"دادا حضور نے پیار شفقت سے کہا توقیع نفی میں سر ہلاتی دلاور میں سمٹ گئی۔۔

بزدل مت بنو ایک انجکشن کی بات ہے توقیع" دلاور نے جھڑکا"
ڈاکٹر کو انجکشن پکڑے مسلسل کھڑا دیکھ کر۔۔

نہیں مجھے سچ میں نہیں لگانا آپ انکار کر دیں یا خود لگالیں ویسے بھی بات تو" ایک ہی ہے آپ لگائیں یا میں۔۔"وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر ضدی لہجے میں گویا ہوئی۔۔

بیگم آپ جا کر مدد کروانکی۔"دادا نے اپنی مسکراتی کھڑیں بیوی کو" اشارہ دیا جسکے ساتھ ہی اماں بھی توقیع کی جانب بڑھیں اسے پکڑنے کیلئے۔۔

نہیں دد۔۔ دل مجھے سچ میں نہیں لگانا۔۔" وہ پھڑ پھڑاتی، انجکشن بازو کے قریب اور خود کو جکڑا ہوا ان عورتوں کو بیچ دیکھ کر وہ دلاور کو خوفزدہ نظروں سے دیکھتی رونے لگی۔۔

"اچھا ایک منٹ ڈاکٹر صاحب! ایسا کریں آپ دوائی میری بیوی کو کھلا دیں اور انجکشن میرے بازو میں لگا دیں۔۔" وہ ہچکیوں سے روتی جھٹکے سے خود کو چھڑوا کر اس میں چھپ گئی۔۔

"یہ انجکشن آپکی وائیف کیلئے ہے۔" ڈاکٹر نے اس نئے کھاتے پر دادا حضور کو دیکھتے پھر دل سے کہا۔۔
"جی آپ بھی میری بیوی کا بازو سمجھ کر مجھے لگا دیں ان شاء اللہ شفا اسے ہی ملے گی۔۔ اور پلیز دوائی اچھی سی دے دیں۔۔" وہ اسے روتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا تھا تبھی بیچ میں ہی ایسا الٹا سیدھا فیصلہ لینا پڑا جسے سن کر توقیع انجکشن سے بچتی اسکے سینے میں خوشی سے منہ چھپا کر بغیر احساس کیے ہونٹ اسکے دل کے مقام پر رکھے۔۔

اسکی اس ادا پر مشکل سے اسنے اپنے تاثرات سنجیدہ رکھے سب کے

سامنے اور ایک بازو ڈاکٹر کے سامنے کرتے دوسرا توقیع کے گرد حائل کر دیا۔۔

آپ یہ وقت پر انہیں دوائی دے دیجئے گا۔" دادا حضور کی رضامندی پر" ڈاکٹر نے بھی انجکشن دلاور کے بازو میں لگا دیا۔ اور دوائیاں انکے حوالے کرتے ٹائم ٹیبل نوٹ کرواتا ہدایت دینے لگا۔۔

توقیع نے انجکشن لگتے ہوئے بھی نہیں دیکھا محض کام ختم ہونے پر مسکراتی انگلیوں سے دلاور کا بازو سہلانے لگی تاکہ درد نا ہو۔۔

وہ سر ہلاتا ہوا ہدایات سننے لگا تھا، وہاں موجود خواتین کا منہ کھلا ہوا تھا، وہ حیران تھیں اس عجیب و غریب حالت پہ۔۔

انجکشن ایک کا لگوا دوسرا رہا تھا، اور شفا اسے ملے گی؟ یہ بھائی کیا سین تھا انکی سمجھ سے باہر تھا۔

پر دادا حضور سمجھ گئے تھے اس انداز کو۔۔ اس الفت جنون عشق کو وہ جان کر ہولے سے مسکرائے اور توقیع کے سر پر ہاتھ پھیرتے ڈاکٹر کو لیکر وہاں سے نکلے۔۔

ڈاکٹر نے بھی اس جوان اور اس حسن کی دیوی کو دیکھا، اگر کسی اور کے

ہاتھ لگتے یا تو اب تک اس لڑکے کو مار کر اس سے یہ لڑکی یہاں چھین چکے ہوتے پر وہ شکر گزار تھے کہ دادا حضور کے ہاں وہ آئے تھے۔۔ ہو سکتا تھا یہاں بچ جائیں۔۔

اب نخرہ بند کرو اور جلدی سے یہ کھا لو۔۔" وہ جگ سے پانی کا" گلاس بھر کر اسکے پاس آیا اور اپنے ہاتھ سے اسے دوائی کھلانے لگا۔۔

سنیں! کیا آپ مجھے اپنی ٹیم میں نہیں شامل کر رہے؟" وہ دوائی" کھا کر جھجھکتی ہوئی پوچھنے لگی۔
تم اپنا حال دیکھ رہی ہو مضبوط بنائو خود کو پھر رکھوں گا۔" وہ شال" کندھوں کے گرد اوڑھ کر بولا۔۔

آپ کہاں جا رہے ہے دل؟" وہ گھبرا کر کھڑی ہو گئی۔۔"
یہیں ہوں یہاں سے نکلنے کیلئے جیکی سے رابطہ کرنے کی کوشش کرتا" ہوں، دروازہ اندر سے بند کر دینا اگر دادی حضور اور دادا حضور کے علاوہ کوئی آئے تو نا کھولنا۔۔" وہ قریب آکر اسکی پیشانی پر بوسہ دیتا بولا۔
آپ کب آئیں گے؟؟" وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔۔"

کچھ دیر لگ جائے گی یہاں کی صورتحال کافی بری ہیں دیکھتا ہوں کچھ کروں"
اور یہاں سے نکل چلیں" وہ اسکے پیچھے آرہی تھی دروازے کے قریب پہنچتے
دلاور رکا اور اسکی طرف پلٹا۔۔
تمہیں ڈر تو نہیں لگے گا نا؟" وہ اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں"
بھر کر بولا۔۔ توقیع نے پڑھی ہوئی آیت الکرسی اسکے سر پر پھونک
دی۔۔۔

نہیں میں بھی آیت الکرسی پڑھ لیتی ہوں آپ بس جلدی۔۔۔""
اسکے باقی کے الفاظ زبان کی نوک پر اٹک گئے جب اسنے چہرہ پاس
کرتے اسکے سرخ سرد ہونٹوں پر اپنے گرم دہکتے ہونٹ جما دیئے۔
وہ خاموشی سے بغیر مزاحمت کے کھڑی رہی اور نا ہی دلاور کا دل کیا
اسے الگ کرنے کیلئے پر مجبوری تھی وہ الگ ہوتا اسے سانس بحال
کرنے کا وقفہ دیتے ہوئے پھر سے بھیگے ہونٹوں کو نرمی سے چھوا۔۔

ڈرنا نہیں خدا پاس ہے۔۔" وہ گال تھپتھپا کر دروازہ کھول کر باہر نکلا۔۔ توقیع"
نے جھکی پلکوں سے سر ہلاتے ہوئے اپنا نچلہ لب دانتوں میں دبا کر دلاور کو

بے بس کرتے ہوئے اسکی نظروں کی تپش سے گھبرا کر دروازہ بند کر گئی۔

اگر لیٹ ہوا تو کھانا کھا کر سو جانا۔۔" اسنے باہر سے ہی کھڑے ہوئے" کہا اور اسکے جواب کا کچھ دیر انتظار کرتے خاموشی سے وہاں سے نکلا تو قی انکے قدموں کی دھمک دور ہوتی محسوس کرتی مسکراتی ہوئی گول گول گھوم کر جیسے پریوں کے دیس میں پہنچ گئی۔۔

پہلے کی نسبت اب جس طرح سے اسے چھوتا تھا جیسے کوئی خواب سحر طلسم ہوتا تھا۔۔

ایسا میٹھا خواب جو وہ کبھی نہیں چاہتی تھی رکے۔ بس وہ دیکھتی رہنا چاہتی تھی۔ اور اسکے سحر میں کہیں گم ہو جانا چاہتی تھی۔

وہ کھکھلاتی ہوئی خوشی سے آئینے کے سامنے کھڑی ہوتی اپنے دہکتے گال دیکھنے لگی۔۔

دل!" اسنے دھک دھک دھڑکتے سینے پر ہاتھ رکھتے بڑی محبت سے" اسکا نام لیا تھا۔ وہ جو اندر دھڑک رہا تھا یہ وہی تو تھا اسکا دل۔۔

ہمیشہ کی طرح پاگل کر دینے والا۔۔۔

وہ سوچتی خود کو اسکے سنگ محسوس کرتی پریوں کے دیس میں پہنچ گئی۔۔
جہاں ہوائیں بادل تتلیاں پھول تھے اور ان کے سنگ وہ دونوں بارش میں
بھیگتے ہوئے ساتھ مدہوش ایک دوسرے کی قربت میں جھوم
رہے تھے۔۔

کاش بارش ہو جائے اور میں تمہاری بانہوں میں رہوں!" اسنے"
سوچ کر چہرہ ہاتھوں میں چھپالیا۔۔

بنو آپکو دادی حضور باہر بلا رہی ہیں۔ "معاً اسکا خواب سحر ٹوٹا جب"
دروازے پر دستک ہوئی۔ وہ گول گول جھومتی ہوئی ٹھٹھک کر رکی۔۔

دادی حضور؟" اسنے سن کر لب دانتوں میں دبالیا کہ انہوں نے کہا"
تھا دادی کے آنے پر ضرور کھولنا۔۔
پریہاں دادی حضور نے بلایا تھا اب کیا کرے؟

....★☆☆☆☆☆★....

معاف کریں صام صاحب بڑے صاحب نے آپکو اندر بھیجنے سے "
منع کیا ہے مجھے۔" وہ اندر بڑھ رہا تھا اسکا ضبط اب جواب دے گیا تھا،
اسنے صائم زیدی کی گاڑی کو نکلتے اور گیٹ بند ہوتے دیکھا۔
وہ گھر میں داخل ہو رہا تھا کہ ایکدم سامنے گارڈ آ گیا اسکے اور ڈرتے
معذرت کے ساتھ گویا ہوا

وہ ساری رات ہی دروازے کے باہر بیٹھا اسکے انتظار میں رہا تھا کہ وہ،
وہ اپنے قول مطابق آئے گی تو اسے بانہوں میں بھر کر اندر قدم رکھے گا۔
اسکے راہ میں بیٹھتے، دل شدت سے چاہ تھا کہ ساحل سے
سگریٹ ہی منگوا لے اور اتنے پیئے کہ جو اندر غصے طیش کی لہریں اٹھ رہی
تھیں ان پر ضبط آ جائے۔
پر وہ اپنی ماں کا دل نہیں توڑنا چاہتا تھا کیونکہ انہوں نے سگریٹ یا کسی
بھی حرام شے سے منع کیا ہوا تھا کہ بھول کر بھی اسے نا چھونا جسکا روز
قیامت حساب دینا پڑے۔
وہ چاہتی تھیں انکے شوہر کے ساتھ اولاد بھی باعث فخر ہوں رسول ﷺ
کیلئے انکی امت۔
حساب پر کسنے رکھا تھا؟" اسنے سرد لہجے میں اس سے پوچھا"

آآ۔۔ آپ نے!" وہ ہڑبڑا گیا"

سیلری کون دیتا ہے؟" اسنے سابقہ انداز میں ہی مزید پوچھا"

آپ۔۔" وہ نظریں جھکا گیا"

"میں کون ہوں؟"

صمصام زیدی۔" وہ شرمندہ ہو گیا"

"حکم دینے والا کون تھا؟"

"آپکا باپ۔"

"تم کیا ہو یہاں؟"

گارڈ۔۔" وہ شرم سے پانی پانی ہو گیا۔۔"

گھر کس کا ہے؟" اسنے چبھتے لہجے میں پوچھا۔"

آپکا۔۔" وہ مزید شرمندہ ہوا"

"کھڑے کس کے سامنے ہو؟"

"آپ کے۔۔"

بکواس کس سے کر رہے ہو؟" ابکی بار اسکا لہجہ غصیلا تھا"

آپ سے۔۔" وہ کہہ کر ہڑبڑا گیا۔"

دفع کہاں سے ہو گے؟" وہ ابرو اٹھا کر پوچھنے لگا۔۔"

سس۔ سوری سر یہیں سے۔" اسنے معذرت کرتے مزید پھنسے"

کے بجائے سائیڈ اختیار کرلی۔۔
صام اسے تند و تیز نظروں سے گھورتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔

آؤ بیٹھو میں ناشتہ لگاتی ہوں۔"ہاسپٹل کیلئے تیار تقویٰ زیدی روم سے "
باہر نکلی اور سامنے بازو فولڈ کیے سیٹ بالوں سے ماتھے پر تیوریں سجائے
کھڑے صمصام زیدی کو دیکھتے بولیں

نہیں بھوک نہیں ہے وہ آپ کی بہو کہاں ہے؟"اسنے نفی میں "
سر ہلاتے اپنی ماں کی طرف بڑھ کر انکی پیشانی چومی۔

خاموش رہو بھوک نہیں!چلو میرے ساتھ اور یہ کیا"
حالت بنائی ہوئی ہے تیار کیوں نہیں ہوئے آفس کیلئے؟"وہ اسکی
بات نظر انداز کرتیں بازو سے پکڑ کر اسے لے جانے لگیں پر صام نے
انہیں روک لیا۔۔
بھوک نہیں ابھی مجھے سچ میں،، میں آپکی بہو کا دماغ ٹھکانے لگانے آیا"
ہوں۔۔ ساری رات مجھے انتظار میں بٹھائے خود یہاں عیش سے آرام
کرتی رہی ہو میں وہاں انتظار میں بیٹھا رہا۔۔

عرشیہ!!!" اسنے غصہ ضبط کرتے غراتے ہوئے لاؤنج کے بیچ آکر اسے پکارا۔۔

صام تمیز کرو۔۔ تمہارے ڈیڈ نے منع کیا ہے۔۔ سارے ادب " لحاظ بھولتے جارہے ہو تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے؟" وہ غصہ ہو گئیں اسکی بداخلاقی پر۔۔

میرا دماغ ٹھیک ہے مام۔۔ آپکی بہو کا خراب ہو گیا ہے۔۔ مجھے " ساری رات انتظار کرنے کا کہتی خود یہاں آرام کرتی رہی اور میں وہاں باہر اسکا انتظار کرتا رہا۔۔" وہ غصے سے دبے دبے لہجے میں بولا تقویٰ حیران ہوئیں۔۔

تمہیں عرشیہ نے کہا انتظار کیلئے؟" انہوں نے پوچھا۔"
جی آپکی بہو صاحب نے کہا تھا جب میں اسکی آفس گیا تھا۔"
اسنے کہا رات کو آؤں گی پر مجھے انتظار۔۔۔" تقویٰ زیدی کی آنکھیں دکھانے پر وہ لب بھینچ گیا۔۔

وہ ناراض ہو گی تم سے تمنے اسے روکا تھا اپنے ماں باپ کے پاس جانے سے "

اور برا رویہ بھی اختیار کیا جو کہ تمہیں نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔
تمہارے ڈیڈ اور میں کافی ہرٹ ہو رہے ہیں صام تمہارے رویے سے۔
تمہیں الگ کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ تم مزید بد اخلاقی کا مظاہرہ کرو بلکہ اچھا رویہ اختیار کرو یہ تمہارے ڈیڈ چاہتے ہیں۔
پر تم اپنی حرکات سے ایک بار نہیں بار بار انہیں ہرٹ کر رہے ہو۔ بلکہ اپنی بیوی سے یہ کون سے مرد چیخ چیخ کر بات کرتے ہیں کیا یہ سیکھا ہے تم ہم سے؟
کبھی دکھا ہے اپنے ڈیڈ کو مجھ سے اونچی آواز میں بات کرتے ہوئے؟ تھوڑا تمیز ادب لحاظ کا دامن تھاموتم۔۔ ایسے بد اخلاقی سے ہمارے دل دکھیں گے اور رشتے ٹوٹ جائیں گے اور کچھ نہیں ہوگا۔" تقویٰ زیدی نے اسے ناراضگی مگر تحمل۔سے سمجھایا جسے اسنے خاموشی سے سنا۔

اسنے کہا میں نے اسے اپنے ماں باپ کے پاس بھ ءجنے سے روکا ہے" اور آپ دونوں نے یقین کر لیا؟ کیا میں اتنا نفسیاتی یا پاگل لگتا ہوں اس حالت میں ایک بیٹی کو اپنے ماں باپ کے پاس جانے سے روکوں گا؟" وہ افسوس تاسف سے اپنی ماں کو دیکھتا گویا ہوا۔۔
تقویٰ نے اسے دیکھا "تمہارے سابقہ رویوں سے ہم پہلے ہرٹ تھے۔

تمنے شادی والی رات اسکے بارے میں کیا کچھ نہیں کہا تھا۔ پھر کیسے یم تمہارے حق میں بات کرتے؟ تم اتنا کچھ کر گئے کہ مجبوراً ایک باپ کو اپنے لاڈلے بیٹے کو بے گھر کرنا پڑا تکلیف جان سکتے ہو انکی؟ ساری ساری رات تمہیں سوچتے، کبضی توقیع کو کبھی میرے بھائی کو۔۔

تمہیں اپنے باپ پر ترس نہیں آتا تو پلیز صام میرا شوہر سمجھ کر انکے سامنے کچھ ادب سے پیش آیا کرو وہ تمہارے رویے سے ہرٹ ہو رہے ہیں اور میں اپنے شوہر کو ہرٹ ہوتے نہیں دیکھ سکتی۔

اس سے پہلے کہ میں کوئی انتہائی قدم اٹھاؤں تمہیں لیکر۔۔۔۔

آپ کے ہر قدم میری آنکھوں پر۔۔ پر میں آپکے شوہر کو ہرٹ نہیں" کر رہا۔۔

میں صرف اتنا پوچھنا چاہتا ہوں آپ سے کہ کیا آپ ڈیڈ سے چیخ کر بات کرتی ہیں؟ نفرت بھری نگاہ ڈالتی ہیں؟" انکے سوال پر وہ لاجواب ہو گئیں۔۔

بے شک عزت دینے پر ہی عزت ملتی ہے۔ اور شوہر تو مجازی خدا ہوتا ہے، اگر دوسرا سجدہ جائز ہوتا تو بیوی اپنے شوہر کو کرتی اور اولاد اپنی ماں کو۔۔۔

معاً ہیل کی ٹک ٹک پر اسکی گھنی مونچھوں تلے مبہم سی مسکراہٹ آئی۔۔

اماں؟"عرشیہ اپنی رو میں فائل دیکھتی سڑھیاں اترتی ہوئی نیچے آئی" اور تقویٰ زیدی کو بلایا۔۔
پر تقویٰ کے بجائے صمصام زیدی پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ پھنسا کر اسکے سامنے کھڑا ہو گیا۔
بلیک وائیٹ فلاور پرنٹڈ اسکرٹ پر، فل سلیو ہائی نیک، گھٹنوں سے تھوڑا سا اوپر بلیک بلاؤز پہنیں اس پر اونچی پونی کانوں میں بلیک اسٹون ایرنگز کلائی میں برسلٹ، سر پر سکارف پہنے کھڑی تھی۔۔
وہ ایک گہری متبسم سی نگاہ کے ساتھ اسے سر سے پر تک دیکھ آیا اور چلتا ہوا اسکے سامنے چار قدم کے فاصلے پر کھڑا ہوا۔۔
وہ آج پر سکون اسکے ماسٹر بیڈ پر مزے دار نیند سوئی تھی۔ اتنا سکون تو اسے پروجیکٹ ملنے کی خوشی نہیں ہوئی تھی جتنی خوشی اسے دروازے کے باہر کھڑا دیکھتے ہوئی تھی۔۔

خوش ہو؟"وہ سپاٹ انداز میں بولا۔"

ہاں بہت!" وہ مسکراتی سر ہلا کر فائل سے نگاہ اٹھائے سامنے دیکھنے لگی"
تم؟؟؟" معاً وہ چیخ اٹھی"
آفکورس میں۔ تمہیں کیا لگا؟" اسکی پھیکی پڑتی رنگت کو دیکھتے وہ"
اسکی سنہرہ پھیلی آنکھوں میں اپنی سرخ رت جگے والی نیلی
آنکھیں گاڑ کر بولا

گاڈ گارڈ!!! یہ اندر کیسے آیا؟" وہ قدم پیچھے لیتی چیخ پڑی۔۔"
صام چلو یہاں سے۔۔" تقویٰ ایک نظر عرشیہ کے ہوائیاں"
اڑے چہرے کو دیکھ کر بولیں
نو مام یہیں میرا بریک فاسٹ بنائے گی آخر بیوی ہے میری""
منکوحہ نہیں۔" وہ جو جتانا چاہ رہا تھا اس سے تقویٰ نے
مسکراہٹ دبائی، اور عرشیہ نے حلق تر کیا

واٹ میں کیوں بنائوں گی تم ہوتے کون ہو اندر کیسے۔۔۔ آہہ۔۔۔" اسکی"
بات بیچ میں ہی تھی جب وہ اسے جھپٹنے کیلئے اسکی طرف لپکا
عرشیہ کی چیخ بے ساختہ نکلی اسنے ہاتھ میں موجود فائل اسکے
منہ پر مارتے ہی ایکدم دوڑ لگائی۔۔

ہاہاہاہا۔۔"سیڑھیاں اترتی اس صورتحال کو دیکھتی بازل کھل کر قہقہہ لگا" اٹھی تھی۔

تم سمجھاؤ انہیں کچھ بازل میرا دماغ گھوم رہا ہے کیا بچپنا لگا رکھا ہے" دونوں نے۔۔" تقویٰ زیدی نے اسے دیکھتے جھنجھلا کر کہا اور بازل انکے اتنی ویلیو دینے پر حیرت زدہ تھی۔۔

پر وہ روکنے والی نہیں تھی کیونکہ کل جو جو والا سین اسے اچھے سے یاد تھا کیسے وہ مزے سے قہقہہ لگا رہی تھی۔۔

اب کنگ کانگ پورا اسکے پیچھے تھا اور محظوظ ہونے کی باری بازل کی تھی جبکہ وقتاً فوقتاً قہقہہ چیخ لگاتی عرشیہ ڈائیننگ ٹیبل، تو کبھی لائونج کے گرد گول گول گھوم رہی تھی

مام بچاؤ مجھے ڈیڈ!!"وہ ہیل کے ساتھ مشکل سے بھاگتی پورے گھر" میں چیلتی جا رہی تھی بازل کے قہقہے بلند تھے تقویٰ نفی میں سر ہلاتیں کچن میں آ گئیں۔۔

بازی میری جان بچاؤ اپنی بہن کو۔۔"وہ نڈھال ہوتی صام کو ناہارتے دیکھ" کر بازل کو ہیلپ کیلئے بلانے لگی۔۔

میں کیوں میری کون سی ہیلپ کی آپ نے۔۔بھائی چھوڑیے گا" مت۔۔"وہ منہ بنا کر کہتی صام سے بولی۔۔

جسکے قدموں میں تیزی آگئی اور عرشیہ کا دل اچھل کر حلق میں۔۔"ہاہاہاصام قسمے اگر مجھے پکڑا تو میں کبھی بات نہیں کروں گی تم سے ڈھیٹ انسان۔۔"وہ کھکھلاتی صوفے کے گرد گھوم کر ایکدم دروازے کی طرف بھاگی۔۔

آن ہاں کہاں بھاگے جارہی ہیں محترمہ بھابھی صاحبہ!"اسکے" دہلیز کراس کرنے سے پہلے ہی صارم دروازے کی پٹ پر دونوں ہاتھ رکھ کر پھیل کر کھڑا ہو گیا

بھورے بلے سامنے سے ہٹو صارم ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔۔"وہ پھولی" سانس کے ساتھ چیخی

ہاہاہا ایسے ہی بھول گئی اپنی کل کی واری؟"وہ زوردار قہقہہ لگاتا ہوا سنبھل کر راستہ" روکتے بولا۔بازل بھی بھاگتی ہوئی سیڑھیاں اتر آئی صارم کی آواز پر اور مسکراتی

اشتقاق سے دیکھنے لگی

فارمی میرے پیارے بھائی میرے اچھے گڈے پلیز ہٹو ورنہ " کنگ کانگ پہنچ جائے گا۔" وہ ہڑبڑاہٹ گھبراہٹ میں اسکی منت سماجت کرنے لگی

اوں ہوں میری پیاری بھابھی ماں آپ کا پیار میں کل ہی دیکھ چکا۔" کیسے مزے لیکر قہقہے لگا رہی تھی ڈیڈ کے ساتھ ہم غریب معصوم بچوں کی بے بسی پر سوتیلی ڈائن۔۔" وہ دانت پیس کر بولا۔
کل تک کمینہ بیوی نام سے شرماتا تھا اور آج کیسے بدلے لے رہا تھا۔۔
عرشیہ نے خود کو دونوں بھائیوں کے چنگل میں خود کو پھنسا ہوا پایا۔" تمہیں شرم نہیں آتی میں تمہاری اکلوتی بھابھی ہوں" وہ ڈبڈبائی نظروں سے صارم کو دیکھنے لگی اور پیچھے آکر کھڑے ہوتے سائے کو محسوس کیا۔

نہیں الحمدللہ ہم دونوں بھائیوں نے شرم اپنی بیویوں دے دی ہے۔"" اسنے اوور آل دوسرے بازو پر منتقل کرتے فخریہ بیان کیا

اب تم خود آؤ گی یا میں آئوں؟" وہ پیچھے دو قدم پر کھڑا تمسخرانہ بولا" عرشیہ نے گردن گھما کر اس کمینے کی سرخ آنکھوں میں دیکھا اور اسکے پیچھے مسکراتی گرے آنکھوں گرے بالوں والی اس انگریزن کو۔۔۔

سنبھل کر بازل" وہ ایکدم اچانک خوف سے چیخی۔"
کیا ہوا" بازل کے نام پر صارم صام ہڑبڑا کر پلٹے۔۔ صارم کا تو دل جیسے باہر" آگیا۔۔

ہاہاہا۔۔" عرشیہ ایکدم زوردار قہقہہ لگاتی دونوں کو بیوقوف بنا کر، صارم" کے بازل کی طرف لپکنے پر موقعہ دیکھتی وہاں سے باہر بھاگی۔
کک کچھ نہیں؟" ان دونوں بھائیوں کی نظریں خود پر پکار بازل بوکھلا گئی۔" بھائی چھوڑیئے گا مت اس سوتیلی جنگلی بلی کو۔۔" اسکے پیچھے صام کو" جاتے دیکھ کر صارم نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا جبکہ عرشیہ کے باہر بلند قہقہے تھے دونوں کو بیوقوف بنانے پر۔۔

ooooo

چلو" وہ چلتا ہوا اسکے پاس آیا، وہ نامحسوس طریقے سے اسکے گالوں کی" لالی کو دیکھتے مسکرایا۔

کیوں؟" بازل نے تیکھے چتون سے گھورا"

سوئیں!" وہ آس پاس دیکھتا ہوا رازداری سے بولا۔"

میں سو کر اٹھی ہوں خود جا کر سو۔۔" اسنے سرخ ہوتے غصے سے مدھم "

آواز میں کہا۔

سوچ لو ہگ کر کے سوؤں گا۔۔" وہ اسکے چہرے کو دیکھتا معنی خیزی سے "

بولا بازل کی پلکیں لرز گئی اسنے حیرت سے اسے دیکھا۔

مجھے سونا ہی نہیں ہے تو کیوں دماغ کھا رہے ہو جاؤ خود جا کر سو مجھے "

بریک فاسٹ کرنا ہے۔" وہ دل کے بے ایمان ہونے پر خود پر جبر کرتی

گویا ہوئی۔

حالاں کہ اسکے سامنے سے جا سکتی تھی پر جان بوجھ کر بے ساختہ

کھڑی تھی۔ جسکا صارم کے علاوہ اسے احساس ہی نہیں تھا۔

اور وہ اپنی نرمی کی حرارت پر اسکے گرد جمی ہوئی برف کو آہستہ آہستہ پگھلتے

ہوئے دیکھ رہا تھا۔

میں آتے ہوئے سوچ کر آیا تھا کہ تمہارے ساتھ سوؤں گا تو سکون کی "

نیند آئے گی اور ساری رات جاگنے کی جو تھکن ہے وہ بھی اتر جائے گی۔

اسلئے جلدی جلدی آیا تھا پر اب تمہارا موڈ نہیں ہے تو کوئی بات

نہیں اب ظاہر ہے زور زبردستی کرنے سے میں رہا۔۔

پہلے بھی اکیلا سوتا تھا اب بھی سو جاؤں گا نو پرابلم۔۔" وہ فل میسنے موڈ میں بیچارگی سے کہتا کندھے اچکا کر کچن میں کھڑی اپنی مام کی طرف بڑھ گیا۔۔

بازل اسکے اداس چہرے، شکستہ قدموں کو دیکھتی اپنے ہونٹ کچلنے لگی۔ اور آہستہ سے خود بھی اسکے پیچھے آ گئی۔
اسنے دہلیز پر قدم رکھا تو وہ اپنی ماں کے شانے پر سر رکھے آنکھیں موندیں سو رہا تھا۔
تقویٰ نے اسے دیکھتے پاس آنے کا اشارہ دیا۔ وہ مسکراتی اسکے پاس آ گئی۔۔
"میں ناشتہ لگا دوں پھر تمہیں چھوڑ کر آتی ہوں۔۔" انہوں نے اسکے چہرے سے بال سمیٹ کر اسکے دونوں گال چوم لیے۔
کتنی پیاری تھی وہ۔ اب انہیں اپنے بیٹے کی چوائس پر فخر ہونے لگا تھا۔
انہیں تو لگا تھا جب شروع میں آئی تھی کوئی انتہائی بدتمیز لڑکی تھی پر اب دیکھتے نظریں ہی نہیں پلٹنا چاہتی تھی اسکے چہرے سے۔
کہاں چھوڑ کر؟؟" صارم نے اپنی ماں کی آواز پر پٹ سے آنکھیں کھولی جو کہ سیدھا اسکی گرے آنکھوں سے ٹکرائیں

بیٹا وہ اپنی مام ڈیڈ کے پاس جانا چاہتی ہے۔ کل روحا نے اسے بلایا تھا" پر وہ جا نہیں سکی، تم تھکے ہوئے ہو اسلئے میں نے سوچا میں چھوڑ آتی ہوں اور حجاب سے مل بھی لوں گی۔" تقویٰ نے اسکے گال ہر ہاتھ رکھتے بتایا۔۔

اور صارم خفا نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔
ہمم !جو بہتر لگے۔۔ میں سونے جا رہا ہوں مام ناشتہ بارہ بجے کروں گا۔" وہ" کہتا سیکنڈ میں ہی وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔
پر جاتے ہوئے اس سے نظریں پھیرنا نہیں بھولا جس سے وہ تڑپ گئی اندر ہی اندر۔۔

یہ تمہارے لیے لایا ہے حجاب نے اسے بتایا کہ تمہیں بلیک " بیلو بیریز پسند ہیں تو آتے ہوئے لے آیا تھا۔۔" تقویٰ نے بیری واش کر کے باول میں بیریز نکال کر اسکے سامنے رکھیں۔
باذل کی آنکھیض چمک اٹھیں۔۔
وہ مام سے بات کرتا ہے؟" اسے حیرت ہوئی۔(پھر تو ڈیڈ سے بھی کرتا" ہو گا؟)

ہاں شاید کرتا ہو۔۔" وہ سر ہلا کر بولیں "یہ جا کر اندر رکھ آؤ تب تک "
میں تمہارا ناشتہ ٹیبل پر لگاتی ہوں۔ ان دونوں کا تو بچپنا ہی ختم نہیں
ہو رہا۔" وہ اسے صارم کا بریف کیس اور اوور آل تھماتی بولیں۔۔
باذل اب انہیں انکار کیسے کرتی۔۔ "جی" اسنے اردو میں کہا جس پر انہیں
بے ساختہ ہی پیار آیا۔
خوش نصیب ہے حجاب جسے اتنی کیوٹ سی بیٹی ملی ہے۔" وہ اسکی "
پیشانی چومتی بولیں۔۔ گھر انے اس تبصرے پر آنسوں کا گولا حلق
میں دبایا۔
بغیر کچھ کہے بازو پر اوور آل، بیریز سے بھرا باول اٹھا کر اسنے دوسرے
ہاتھ میں بریف کیس تھاما اور وہاں سے جانے لگیں

ماما!" دہلیز پر پہنچ کر وہ انہیں بلانے لگیں۔"
جی ماما کی جان۔" تقویٰ ٹرے میں کھانا لگاتیں متوجہ ہوئیں۔۔"
میں بھی صارم کے ساتھ ناشتہ کروں گی۔ اا۔۔ اور ہم کل چلیں گے مام"
کے پاس کل ڈیڈ بھی ریسٹ میں ہوں گے اوکے؟" اسنے ہچکچاتے
پوچھا۔

تقویٰ کو اسی جملے کا انتظار تھا، دل میں ٹھنڈک سی اتر گئی۔۔ کیونکہ وہ صارم کا چونکنا اور خفگی دیکھ چکی تھی۔ اور اب وہ دیکھنا چاہتی تھیں بازل کو کتنا فرق پڑتا ہے۔

جیسے تمہیں ٹھیک لگے میرا بچہ۔۔" وہ متما کی مٹھاس سے بولیں" بازل کے دل میں گڈ مڈ ہو گئی۔۔
لو یو سو مچ یو آر سو سوئیٹ۔" اسنے ایکدم ہی باول سب کچھ کاؤنٹر پر رکھے اور" بھاگ کر اسکے گلے میں بانہیں ڈالتے اسکے دونوں گال چوم کر زوردار جھپی دیکر الگ ہوئی اور ہنستی ہوئی واپس سے سب کچھ اٹھا کر وہاں سے بھاگی۔۔

سنبھال کر بازل!" اسے بھاگتے ہوئے سیڑھیاں چڑھتے دیکھ کر وہ ہول" اٹھیں۔" سنو بھولنا مت شاپنگ پر جانا ہے۔" ساتھ ہی بولیں۔ نہیں آپ آرام سے جاب پر جائیں میں بلیک مین کے" ساتھ چلی جاؤں گی۔۔" ریلنگ کے پاس رک کر اسنے جلدی سے کہا اور اندر داخل ہو گئی۔

تقویٰ نے مسکراتے "بلیک مین" پر نفی میں سر ہلایا۔

ooooo

یہ میرے ہیں تمنے کیوں لیے ہیں جاؤ اپنے گھر کھانا۔۔"صارم" تولیے سے بال رگڑ کر جب باہر آیا تو اسے روم میں داخل ہوتے اور ہاتھ میں بیریز کا باؤل دیکھ کر غصے سے چھین کر بولا۔

واٹ نانسینس! یہ میرے ہیں۔۔"وہ اوور آل اور بریف کیس کاؤچ پر" بھینک کر اسکی سمیت غصے سے بڑھی۔

جسٹ واؤ! تمہارے پیسوں سے لیے ہیں نا میڈم!"وہ کاٹدار انداز میں" طنزیہ بولا۔
باذل کا غصے سے چہرہ سرخ پڑ گیا۔۔"ربش! یہ میرے لیے خریدیں ہیں تمنے ماما کہہ رہی تھیں۔"اسنے مٹھیاں بھینچیں

ہاں خریدی تھیں، پر اب میرا موڈ نہیں تمہیں دینے کیلئے۔۔اسلئے" میرے منہ مت لگو اور نکلو یہاں سے مجھے سونا ہے۔"اسنے نخوت

سے کہتے بیریز نکال کر اپنے منہ میں ڈالیں۔۔

بازل کا دل پیسج گیا۔۔

یو بلیک مین سٹوپڈ۔۔"وہ غصے سے غراتی اسکی طرف بڑھی۔۔۔"

ایک منٹ ایک منٹ۔۔اب کیا ہے؟جاؤنا یہاں کیوں آئی ہو"

بھئی؟"اسنے ہاتھ سامنے کرتے اسے روک کر غصے سے طنزیہ پوچھا۔

بازل خونخوار نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

تم دے رہے ہو یا میں تمہارا منہ توڑ دوں؟"اسنے پنچ بنا کر دکھایا۔"

کیا زبردستی ہے؟غنڈہ گردی کر رہی ہو؟"اسنے آنکھیں دکھاتے"

حیرت سے منہ بیری ڈالی

ہاں کر رہی ہوں اب شرافت سے مجھے دو ورنہ میں ابھی امریکہ"

چلی جاؤں گی۔۔"اسنے دھمکی دی جسے پر صارم کا قہقہہ بے ساختہ

تھا۔

چلی جاؤ پھر میں بھی ایک لڑکی دیکھ کر آیا ہوں۔۔تم جب جاؤ گی"

میں سیدھا نکاح کروں گا۔"وہ جھوٹ کا سہارا لینے لگا بازل ٹھٹھک گئی۔

کون سی لڑکی؟ہاہاہا ویری فنی وہ جیسے تم جیسے بلیک مین سے شادی کر لے گی۔""

معاً اسنے قہقہہ لگایا۔۔

اوہیلو میڈم اس خوش فہمی میں مت رہو۔۔ اگر تم زبردستی" میری زندگی میں ٹانگ نا اڑاتی تو میں ایک صوبر نرم گو تمیز یدار بااخلاق اور شرمیلی سگھڑ لڑکی سے شادی کرتا۔ اب تک وہ میری بانہوں میں پڑی آرام سے سو رہی ہوتی۔۔" اسنے تصور میں شرمیلی بازل کو دیکھتے بے ساختہ قہقہہ لگایا۔

اسے اپنی ہی بات پر الجھتے دیکھ کر وہ باؤل جھپٹنے کیلئے آگے بڑھی، پر صارم نے جھٹکے سے ہاتھ پیچھے کر دیئے۔ بازل ناکام ہوتی غصے سے ای کرتی اسکے پاؤں پر اپنا پاؤں مار گئی

میں یہ اپنی اسی بیوی کو دوں گا جو مجھے پیار کرے گی۔۔ اور میرا کہنا" مانے گی تم تو بد تمیز لڑکی دور رہو ان سے۔" اسنے غصے سے آنکھیں دکھائیں اور چلتا ہوا اپنے بیڈ کی طرف بیریز کھاتا بڑھا

بازل ضبط سے کھڑی اسے گھور رہی تھی۔۔ جس پر صارم مشکل سے مسکراہٹ دبائے بازل کی سائیڈ باؤل رکھ کر خود اپنی جگہ بیٹھا۔

ہٹاؤ میری جگہ سے انہیں۔۔" اسنے پاس آکر اپنی جگہ پہ "
بیریز کو دیکھ کر غصے سے چیخ کر کہا۔
اوہیلو! رات تمہاری ہے دن کو میرا ہے یہ روم۔۔ تم نے رات کو "
مزے سے سو کر گزارا میں نے کچھ کہا؟ اب یہ میرا بیڈ ہے اور
میری مرضی میں کچھ بھی کروں۔" صارم نے مصنوعی غصے سے کہا۔
تم یہ دو ٹکے کی بیریز لیکر مجھے اپنے تیور دکھا رہے؟ میں اپنے ڈیڈ سے "
ابھی کہوں تو وہ ڈھیر لیکر آئیں میرے لیے سمجھتے کیا ہو تم خود کو۔۔" وہ
اسے کھاتے ہوئے دیکھ کر غصے سے مٹھیاں بھینچے بولے۔

مسئلہ کیا ہے تمہیں محترمہ؟ جاؤ نا، جاؤ اپنی مام کے گھر۔۔"
میں پہلے بھی سو جاتا تھا ضرورت نہیں تمہارے آنے کی۔۔" وہ
جتا کر کہتا اسکے سر اپے کو دیکھتا ہوا تکیہ اٹھا کر بانہوں میں
دبوچا اور غصے سے لائیٹ آف کرتے ہوئے وہ بیڈ پر لیٹ گیا۔
بازل ہونٹ بھینچے وہیں کھڑی رہی۔ جب اسے احساس نہیں کہ وہ اسکے
لئے آئی ہے تو وہ کیوں اس بلیک مین کے پاس جائے۔
ہونہہ! جیسے میں تو مر رہی ہوں اسکی بانہوں میں آنے کیلئے اسکی "
بیریز کیلئے۔ کرے جا کر دوسری شادی میں نے کون سا ساری

زندگی اسکے ساتھ رہنا ہے۔ چلی جاؤں گی پھر آئے گا اپنی اوقات میں بلیک مین نا ہو تو۔۔" وہ پاؤں پٹخ کر دروازہ کھولے نکل گئی۔۔

صارم نے غصے سے اسے جاتے ہوئے دیکھا اور تکیہ نیچے پھینک کر زبردستی سونے کی کوشش کرنے لگا تھا جو کہ کافی مشکل تھا۔

اسنے چادر اٹھا کر سر تک تان لی۔۔ وہ سخت ناراض تھا اس سے اب سوچ لیا تھا مر کر بھی بات نہیں کرے گا اس جنی سے۔

اپنا مطلب پڑتا ہے کیسے چمٹ جاتی ہے، جیسے کہ وہ اسکا خریدہ ہوا ہو۔ اسکی باری آتی ہے تو محترمہ کو اپنی ماں یاد آجاتی ہے۔

وہ غصے سے سوچ رہا تھا جب نرم ملائم نازک سا وجود اسکی بانہوں میں آگیا۔۔ اسکی خوشبو کو محسوس کرتے وہ چونک گیا۔

تم گئی نہیں؟" جھٹکے سے چادر ہٹا کر وہ بے یقینی کے عالم میں" خوشگوار حیرت سے بولا۔ اور گردن گھما کر دروازے کی طرف دیکھا جو کہ بند تھا۔

ڈونٹ ٹاک وتھ می!" وہ غصے سے کہتی کروٹ بدل گئی۔۔۔"

افففف!" گھمبیر سرگوشی کرتے صارم نے خوشی بے یقینی کے عالم" میں اسے بانہوں میں بھینچ لیا۔

دور رہو مجھ سے۔۔" بازل نے اس مطلبی شخص کو جھڑک کر ٹہوکا مارا۔"
دور ہو جائوں؟" وہ سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگا۔ بازل نے بھی سر ہلا دیا۔"
جس پر وہ پھر سے ناراض ہوتا کروٹ بدل گیا۔۔

اسنے مسکراہٹ ضبط کی۔ اور سر اٹھا کر اسے دیکھتے آہستہ سے پاس آ کر
اسکے کان کی لو کو دانتوں میں دبوچ لیا۔
آہ۔۔" وہ اسکی اس حرکت پر تڑپ کر سٹپٹایا"

تم چالاک جنی، خود مزے لوٹ رہی ہو اور میری باری آئے تو دور"
ہو جائوں۔۔" وہ غصے سے بھرکتا ہوا اسے کمر سے پکڑ کر سامنے پٹخ گیا اور
اسکے اوپر آ گیا۔

ہاہاہا دور رہو ورنہ پنچ ماروں گی بلیک جن کہیں کے۔" وہ کھکھلاتی ہوئی اسکے"
سینے پر ہاتھ رکھ کر دور کرنے کی کوشش کرنے لگی پر وہ مسکراتا ہوا اسکی
کلائیاں پکڑ کر تکیے سے لگاتا اپنا پورا وزن اس پر ڈال کر اسکی جان مشکل
میں ڈال دی۔۔
صارم!" معاً وہ اسکی بے باک جارت پر گھبرا کر زرد ہوئی۔"

کیا ہوا؟" وہ گہری مسکراہٹ سے اسے دیکھتا گالوں کو سہلانے لگا۔۔"

دور ہٹو!" اسنے اچانک غصے سے غرا کر کہا۔۔"

کیا ہوا؟؟" صارم نے حیرت سے اسے دیکھا جو اسکی ذرا سی"

جارت پر تھر تھر کانپنے لگی تھی۔۔ وہ بھی اس قدر اچانک کہ

اسکے لئے یہ قبول کرنا مشکل تھا ایسا بھی کیا کر دیا جس سے اسکے پسینے

آ گئے تھے۔

بازل!" وہ اٹھ بیٹھا جسکے ساتھ وہ بھی روتی تڑپ کر پیچھے کھسک گئی۔۔"

ارے کیا ہوا یار محض مذاق تھا بازی۔۔" اسنے محبت سے پچکارا پر وہ غصیلی"

نگاہوں سے دیکھتی اسکا ہاتھ جھٹک گئی۔

ہاتھ مت لگاؤ مجھے باسٹرڈ!" وہ ہذیانی ہو کر چیخی جسکے ساتھ گھبرا کر صارم"

نے جلدی اسکے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

پاگل ہو گئی ہو کیا؟ ایسا کیا کر دیا جس پر یوں پاگل ہو رہی ہو؟" اسنے گھورا پر"

اسکی برستی گرے وحشتناک آنکھوں میں دیکھتا۔۔

کیا ہوا بتاؤ؟ سوری مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔" وہ اسکی"

کنڈیشن بگڑی حالت کو دیکھتا شرمندہ ہو کر اسکے آنسوں پونچھتا

ہوا پیار سے بولا

بازل نے اسکی نادم نظروں میں دیکھا" تم نے ایسا کیوں کیا یہ گندہ فعل ہے۔" وہ اپنے گال رگڑتی اس سے بولی جس پر وہ الجھ گیا سوری کرو مجھ سے آئندہ نہیں کروگے ایسا؟ آئی نو تم اچھے ہو بلیک مین پر" یہ سب گندے لوگ کرتے ہیں تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔ میں ہرٹ ہوئی ہوں بہت۔۔" وہ اس سے کہتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

آئم سوری یار۔۔ جنی! سوری ایسا نہیں ہوگا آئندہ۔۔" وہ اپنے ہوش میں" نہیں تھی شاید اسے اسلئے اچھا بول گئی تھی پر صارم کو سن کر بہت اچھا لگا تھا کہ شکر اسنے تھوڑا بہت تو اعتراف کیا
آئم سوری میری ج۔۔۔ میں تمہیں ہرٹ نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔"" اسکی کمر میں بازو حائل کر کے اسے اپنے پاس کھینچتے اپنے آغوش میں لے لیا۔ اور ساتھ ہی اسکے بھیگے گالوں پر بوسہ دیتے بازل کے دل کی دھڑکنوں میں ادھم برپا کر دیں۔۔

اٹس اوکے! بٹ آئندہ۔۔۔" وہ سوں سوں کرنے کے ساتھ سامنے

رکھا ہوا باؤل اٹھا کر کھانے لگی۔ اسکے چپ کرنے اپنی عزت کے بچ جانے پر صارم نے رب کے دل ہی دل میں ہزاروں شکرانہ ادا کیے تھے۔ اسکے سر پر بوسہ دیتا، جا کر اپنی جگہ لیٹ کر آنکھوں پر بازو رکھ لیا تھا۔۔ بازل بیریز کھاتی ہوئی اسے کچھ دیر دیکھتی رہی۔

واٹ ہیپنڈ؟" اسکی آنکھوں سے بازو ہٹا کر سیدھا کرتے وہ اس پر" اپنا سر رکھ کر اسکے سینے پر باؤل رکھتی اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی

صارم نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔ اسکی سمجھ ہی نہیں آئی، کبھی انتہائی بولڈ، تو کبھی انتہائی معصوم جیسے اسے کچھ پتا ہی نہیں میاں بیوی کے ریلیشن کا۔

وہ کیا سمجھے اسے؟ وہ پھر اسکے ساتھ گیم کھیل رہی تھی یا یہ صرف اسے دور کرنے کا ایک بہانہ تھا؟

پر اچانک ہی اسکا کانپ جانا، رونا، چیخنا، پسینے ہو جانا یہ سب کیا تھا۔۔

کچھ نہیں۔۔" وہ کہہ کر اسکی طرف سے کروٹ بدلنے لگا۔ اسکا دل" برا ہو گیا تھا یہ سوچتے کہ جب وہ اسکے ساتھ مخلص ہو رہا تھا تو پھر کیوں ایک نئی گیم؟

وہ جھنجھلا کر باؤل اٹھا کر بیڈ سے اترتی ہوئی پھر سے دوسری طرف آ گئی اور گہرا سانس لیکر اسکے بازو کو سیدھا کیا اور سر اس پر رکھ کر سینے سے پشت لگاتی، اسکے دوسرے بازو کو اپنی کمر میں حائل کر کے خود ایک ایک کر کے سکون سے پڑی بیری کو اٹھا کر کھا رہی تھی صارم نے آنکھیں کھول کر اسکی پشت کو دیکھا۔ اور سختی سے لب بھینچ لیے۔ کچھ دیر اسے دیکھتے ہوئے۔ اسنے کچھ سوچا اور چادر دونوں کے اوپر ڈالتے ہوئے اسکے تاثرات ترچھی نگاہوں سے جانچتے صارم نے اسکے پاؤں پر اپنا پاؤں رکھا، کمر میں حائل بازو کو زور دیکر اپنی طرف کھینچتے پشت سے لگا کر جو ذرا سے فاصلے تھے انہیں بھی سمیٹ لیا۔

وہ کسی قسم کے تاثرات، یا مزاحمت کے بغیر خاموش پڑی تھی۔
صارم نے اسکی گردن میں چہرہ چھپا کر اپنی ناک کو سہلایا۔
ابکی بار وہ سمٹ گئی اس میں۔۔ اور اسکے ہاتھ پر اپنے ہاتھ کو رکھتے آنکھیں میچلیں۔۔
ت۔۔ تم سو نہیں رہے؟" وہ پوچھ کر لب دانتوں میں دبا گئی۔"
تمہاری قربت میں نیند کس کافر کو آنی ہے۔" صارم نے"

گھمبیر آواز میں کہا، گردن سے بال سمیٹ اسنے اپنی گرم دہکتی سانسوں سے اسکی گردن کو سلگا دیا، بازل نے ضبط سے اسکے ہاتھ کی پشت پر اپنے ناخون چبھو دیئے۔

جسے محسوس کرتے صارم نے، اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو اسکی انگلیوں سے الجھا کر سختی سے جکڑ لیا۔۔

اا۔۔اگر تم ایسا کروگے تو میں پھر کبھی نہیں آؤں گی۔"وہ پریشان ہو گئی" تھی، اسکے ہونٹ گردن سے سرکتے ہوئے دیکھ کر

خود ہی مزے سے بیری کھا رہی ہو، میں ہم دونوں کیلئے لائی ہیں۔""

اسنے جھٹکے سے اسکا رخ اپنی سمیت موڑتے ہوئے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر کہا

تم دوسری لے لینا یہ میری ہیں۔"وہ منہ بسور کر بولی"

ویسے تمہیں کیا پسند ہے؟"وہ اسکی توجہ بٹانے کیلئے گویا ہوئی۔"

مجھے شبنم سے بھیگی ہوئی اسٹرابیری"وہ اسکے گلابی نم ہونٹوں کو دیکھتا ہوا" گھمبیر بھاری آواز میں بولا

بیڈ بوائے!"وہ ہنستی ہوئی سمجھ کر ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر انہیں چھپا گئی"

یہ زیادتی ہے سوچ لو۔۔شرافت سے مجھے دو گی تو آسانی ہو گی اگر میں" نے زبردستی کی تو مصیبت میں پڑ جاؤ گی۔"وہ اسے سینے کے

قریب کرتا بولا۔

یہ غلط ہے۔" اسنے آنکھیں دکھائیں"
تو تم بتاؤ صحیح کیا ہے؟" وہ اسے الٹا گھوریوں سے نوازتا بولا۔ بازل نے"
اس ضدی شخص کو بے بسی سے دیکھا۔۔ ایک تو اسکی دہکتی قربت،
جھلساتی سانسیں اوپر سے نواب کی نئی فرمائشیں۔۔

میں ڈیڈ کو کہوں گی وہ تمہیں لاکر دے گا۔۔" اسنے صارم کے ہونٹوں ہر ہاتھ"
رکھا۔
ہر اسنے الٹا ایک اسکا ایک بازو اپنے سر کے نیچے دیکر گردن میں
حائل کیا دوسرے ہاتھ کی کلائی جکڑ کر اسکی پشت سے لگادی
اسکا حصار توڑنا اسکے لئے یقیناً کوئی بڑی بات نہیں تھی پر اس انسان
کے اچانک رویے میں جیسے جادو آگیا تھا، جسنے بازو کے دونوں پاؤں کو
باندھ دیا تھا۔۔
کبھی کبھی تو یوں لگتا جیسے اسکے قدموں میں صارم زیدی کی نام کی زنجیریں
ڈالی گئی ہوں۔۔ رات بھی وہ کتنی دیر جاگتی اسکی قربت کے طلب کی خواہ
رہی تھی

اسے مشکل سے نیند آئی تھی اسکے کمرے میں، وہ جو سوچ کر آئی تھی کہ اسے صوفے پر سلائے گی مجبور کر کے پر دل اب چاہتا تھا وہ اسکے انتہائی قریب ہو کر سوئے کہ اسکا وجود اسکے مضبوط حصار میں قید ہو جائے۔

مجھے ڈیڈ کی لائی ہوئی نہیں بلکہ ڈیڈ کی بیٹی کی چاہیں۔۔"وہ ہولے سے ہنس کر" بے باکی سے بولا۔۔
بازل کو سمجھ نہیں آیا کہ وہ جھجھک کیوں رہی ہے؟ اسے جھجھک کس بات کی آرہی ہے اس سے؟ جن پلوں کا وہ خواہ تھا انہیں سوچتے اسکی دھڑکنوں میں روانی آرہی تھی۔

پھر تم سو جاؤ گے؟"اسکی شیو پر انگلی پھیرتے ہوئے وہ پوچھنے لگی"
ہاں تھوڑا تھوڑا۔۔"صارم نے اسکی ادا پر اپنی شیو کو اسکے گال پر سہلایا وہ" گڑبڑاتی دور ہونے لگی پر پیچھے اسنے سر کو پکڑ کر کوشش ناکام کر دی۔
وہ اسکی دھڑکنوں کا شور واضح سن رہا تھا۔اور بازل اسکی۔۔
تھوڑا تھوڑا کیوں؟"وہ پھولتے سانس کے ساتھ بولی"
کیونکہ تم پاس ہو۔۔"اسکی ناک سے ناک سہلاتے ہوئے اسنے اپنی"

بھاری ٹانگ کو اسکی نازک ٹانگوں پر رکھ کر اسکے نازک سے وجود کو چوڑے سینے میں چھپا لیا

شاپنگ پر چلو گے؟" اسنے اسکے بالوں میں انگلیاں سہلائیں۔"
اس پہر وہ اسے بالکل مشرقی لڑکی لگی۔ "میری پسند کی شاپنگ کرو گی؟"
اسکی آنکھوں میں چمک آ گئی

نہیں ماما کی۔۔" وہ تقویٰ زیدی کی پسند کی شاپنگ چاہتی تھی فوراً سے"
جواب دے گئی۔
ہماری پسند ایک ہی ہے۔ چلو پھر ڈن میں سو کر اٹھوں گا تو شاپنگ"
پر چلیں گے۔۔" وہ اسکے ہاتھ پر بوسہ دیکر خوشی سے بولا۔۔
بازل نے اسکی آنکھوں میں دیکھا اور اس فرمائش کو پڑھی جواب وہ
اس سے کر رہا تھا۔ اسنے پہلے نظریں روم میں پھیریں کہیں جوجو تو
نہیں موجود۔۔۔
وہ انتہائی کی بدتمیز میسنی بندری تھی کل بھی بیڈ شیٹ کی اوٹ سے
ایک آنکھ نکال کر انہیں دیکھ رہی تھی۔

صارم نے سمجھ کر ہنستے ہوئے لیمپ بھی آف کر دیا اور ساتھ ہی گھپ اندھیرے کے ہوتے ہی دونوں پر بلینکٹ سر تک تان دیا۔۔

صارم نے بیری اٹھا کر اسکے ہونٹوں میں دبائی، بازل نے دھڑکتے دل سے کلائی کے آزاد ہونے پر اسکی گردن میں ہاتھ ڈالا اور ایک جھٹکے سے ہمت کر کے فاصلے مٹا دیئے۔۔

وہ نرم لمس، اور بیری کے ذائقے پر بے خود ہو کر وقت کو بھلا بیٹھا۔۔ناہی بازل نے کوئی مزاحمت کی بلکہ خاموش پڑی تھی اسکے حصار میں۔۔

محض جب اسکی موبائل کی کال ٹون گونجی اسنے پک کرنے کے بجائے ہاتھ مار کر اسے گرا دیا۔۔

اسکے سونے کا ارادہ تھا یا نہیں البتہ اسکی بے تابیوں پر وہ پاگل ہونے لگی تھی۔ اسکے لمس سے اسکے وجود میں سرور کی لہریں اٹھنے لگیں۔۔

پر صارم کو ڈر ہونے لگا کہ اسکا ضبط ناٹوٹ جائے، اسی وجہ سے اسنے جھٹکے سے اسے گھمایا اور اسے پشت سے حصار میں لے لیا۔

وہ اسکے حصار میں کانپ رہی تھی اور وہ اسکی کمر کو ہولے ہولے سہلاتا ہوا اسے ریلیکس کرنے لگا تھا۔

ooooo

صام تمہیں میری قسم میں آرہی تھی پر ڈیڈ جاگ گئے تو میں"
نہیں آسکی۔۔نائیٹ ڈیوٹی پر صارم تھا اور ڈیڈ گھر تو تم سوچو اگر میں
آجاتی تو کیسی شرمندگی ہوتی جنگلی بلے۔۔"وہ بھاگتے بھاگتے تھک
چکی تھی اور اب تو منحوس جو جو بھی صام کے اشارے سے پیچھے لگ گئی
تھی۔۔

کبھی سامنے آجاتی تو کبھی پیچھے سے۔۔اسکی جان نکال دیتی وہ چھوٹی سی اسکی
کمینی چمچی۔۔

عرشیہ نڈھال ہو چکی تھی،وہ کمینہ جان بوجھ کر اسے سزا کے
تحت بھگا رہا تھا مسلسل۔۔
بھوک پیاس،اور تیز تیز دوڑنے سے اسے پیٹ میں سخت
درد ہونے لگا تھا جس سے وہ سرخ پیسنہ پسینہ ہو گئی تھی جیسے جاگنگ کر
رہی ہو۔۔اسکی منت سماجت کام نہیں آرہی تھی

وہ سامنے ڈور ہے وہاں جاؤ اور شرافت سے بریک فاسٹ تیار"

کروا سکے بعد باقی سارے فیصلے ہوں گے کہ تمہیں کون سی سزا دینی ہے۔" وہ اس سے دو قدم کے فاصلے پر تھا اور عرشیہ بھی پول سے دو قدم کے فاصلے پر کھڑی گہرے سانس لے رہی تھی.

"سزا؟؟؟" وہ چیخی۔۔ نو دس پورے گھر کے چکر لگانے کے بعد بھی اس کمینے کو ابھی سزا دینی تھی؟
"تم میرے ساتھ زبردستی کر رہے ہو اور زبردستی سے گناہ ملتا ہے شرم کرو ایڈیٹ نانسینس۔۔" وہ نیچی آواز میں چلائی، غم و دکھ سے۔۔

"ریئلی؟ پر میں نے تو سنا ہے شوہر بیوی کو پیار کرنے سے ثواب ملتا ہے۔ اور میں سوچ رہا ہوں، میں اتنا ثواب کماؤں کہ میری نسلیں بغیر جدوجہد کے سیدھا جنت میں جائیں۔" وہ سنجیدہ بول رہا تھا عرشیہ نے چونک کر اسے دیکھا۔
اور اسکی معنی خیز بات سمجھ کر اسکے گال تیزی سے گلابی ہوئی۔ "رہی بات سزا کی تو میں نے وہاں پہلے تمہیں وارن کیا تھا کہ مجھے دھوکہ مکاری پسند نہیں۔۔ "

تم انتہائی کے بے ہودہ بد تمیز گندے شوہر ہو سمجھے۔ اللہ کرے تمہیں" حوروں کے بدلے وہاں آفریکن ملیں۔۔" وہ شرم سے کانپتی آواز میں پھٹ پڑی

انٹرسٹنگ! ویری انٹرسٹنگ! کیا تمہیں لگتا ہے وہاں جنت" میں' میں تمہیں سکھ کی سانس لینے دوں گا؟" وہ استہزائیہ اسکی سوچ پر ہنسا۔۔

خوش فہمی سے نکل آؤ مسٹر! وہاں تمہاری ٹکے کی نہیں چلے گی۔ اگر تمہاری" چلی تو میں سو سائیڈ کر لوں گی۔" وہ غصے طیش میں بولی۔

شوق سے کروا بھی بھی چھت پہ جاؤ اور نیچے کود جاؤ سیدھا جنت" میں جاؤ گی۔" وہ بے حسی سے مشورہ دینے لگا۔

اپنے جیسے تھرڈ کلاس ٹھر کی مشورے کو اپنے پاس ہی رکھو سمجھے۔۔" میرے منہ لگنے کی کوشش مت کرو۔۔" اسنے تیز لہجے میں کہا چیلنج مت کروا بھی ایسے منہ لگوں گا پھر سانس بھی نہیں ملے گی۔"" اسنے نامحسوس طریقے سے قدم اسکی سمیت اٹھایا اور متبسم ہوتے بولا۔

دیکھو صام مجھے آفس جانا ہے میری اہم میٹنگ ہے۔" اسنے تحمل"
سے احساس دلایا۔۔
تو؟؟" وہ ابرو اچکا کر پوچھنے لگا۔۔"
تو مجھے جانا ہے۔۔۔" وہ دانت پیس کر اسکا خون پینے کیلئے بڑھی۔ پر پھر"
رک گئی۔
تم ایسے نہیں جاؤ گی۔" وہ اسکی طرف بڑھا"

آہہ۔۔" وہ جو اسکے خوف سے پیچھے ہونے لگی تھی اچانک پاؤں پھسلنے پر"
پیچھے کی جانب گرتی کہ ایکدم آگے بڑھتے صام نے اسکی کلائی کو پکڑا۔۔ وہ
جھول گئی۔۔ اور آنکھیں انتہائی حد تک پھیل گئیں دل دھک
دھک کر رہا تھا.

میں پیدا ہی کیوں ہوئی۔۔" وہ اپنی بے بسی پر چیختی رونے لگی"
چپ!!" صام نے غصے سے دھاڑ کر اسکی آواز کو حلق میں دبا دیا۔۔ وہ"
حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔
میری لئے آئی ہو تم خطرہ دار کبھی اپنے ہونے پر افسوس کیا زبان کاٹ"
کر ہاتھ میں دے دوں گا۔" وہ سرد لہجے میں غرایا۔۔

عرشیہ آنکھیں پھیلائے ہکا دکا اسکے اظہار پر اسکے کندھوں کو تھامے کھڑی دیکھ رہی تھی

یہ کیسی محبت ہے؟"وہ اس سے گویا ہوئی۔۔"
کہا نا یہ محبت نہیں جنون ہو تم میرا۔"اسنے جبڑے کو پکڑ کر" اسکی آنکھوں میں دیکھتے جتایا۔
کیا جنون ہے یہ تمہارا صمصام زیدی جس میں میری ذات،" کردار کو صرف اذیتیں مل رہی ہیں۔۔"وہ بھرائی آواز میں کہتی اسکی نیلی سرخ آنکھوں میں دیکھنے لگی

میرے کردار کو تم نے چھوڑا ہے؟میرے جنون کو تم نے حوس کا نام دیا وہ" کیا تھا؟"وہ بھینچی آواز میں بولا
وہ یہ تھا کہ محسوس کرو جب کسی اپنے سے اذیت ملے تو کیسی لگتی ہے۔" کیسا لگا تھا جب میری انگلی اٹھائی تمہارے کردار پر؟تکلیف ہوئی نا تمہیں؟
ویسے ہی مجھے تکلیف ہوئی تھی جب تم نے سب کے سامنے میرے میرے کردار پر انگلی اٹھائی حالاں کہ تم جانتے ہو کہ میں کسی کی

طرف نہیں دیکھتی سواء تمہارے۔ پھر بھی تم نے کہا میں بھاگ گئی ہوں۔۔

نفرت ہوئی تھی اس وقت صام زیدی مجھے میری محبت سے جب تم نے کہا مجھے میں بھاگی ہوئی ہوں۔۔ مہری محبت اسی وقت مر گئی تھی سمجھے۔۔

دل توڑا ہے میرا تم نے، اور میں اسے تمہیں کبھی جوڑنے نہیں دوں گی کبھی نہیں۔۔ اور یہ سب تمہاری انا تمہارے غرور کی وجہ سے ہوا ہے۔۔

مام کہتیں تھیں، تمہارے دل میں محبت کو جگاؤں کہیں دیر ہو کر اس محبت کی قبر نا بن جائے تمہارے دل میں۔۔

ہرہٹس آف یو! وہ قبر تم نے میرے دل میں بنا دی۔۔ جس پر میں تمہیں ہاتھ بھی پھیرنے نہیں دوں گی۔۔" وہ سرد لہجے میں کہتی جھٹکے سے اسے پیچھے دھکیل کر روتی ہوئی بھاگی۔۔

آہ۔۔" اسنے ابھی ایک قدم ٹھیک سے نہیں اٹھایا تھا کہ صام نے" جھٹکے سے اسے اٹھا کر کندھے پر ڈالا۔۔

صام "عشی دہل گئی۔"

باقی ساری باتیں ایک طرف، کہا تھا نا دھوکہ مت دینا؟ جان" بوجھ کر مجھے رات انتظار کروایا اور دروازے بھی اپنے فتنے پن سے بند کروائے ہاں؟" اسے لاؤنج میں موجود کاؤچ پر پھینکا۔
وہ کراہی اور پھیلی آنکھوں اسکی طرف جلدی سے دیکھا جہاں اسکی نیلی آنکھوں میں رت جگے کی سرخی نمایا تھا۔۔

جان بوجھ کر کیا نا تمنے؟" وہ غصے سے گھورتا ہوا بولا۔"

آفکورس تمہیں کیا لگا میں تمہیں ایسے چھوڑ دوں گی؟ تمہیں پتا ہے" تمہارا روم، تمہاری مین چیئر حتیٰ کہ تمہاری حیثیت بھی اس گھر میں مجھے دی گئی ہے۔ اور مزے کی بات سنو مجھے ڈی گریڈ کرتے کرتے خود ہی اپنوں سے ڈی گریڈ ہو گئے۔" وہ تمسخرے سے کہتی اسے دیکھنے لگی۔
بہر حال اسکے آنسوں اسکی باتوں کا اس پر کوئی اثر نہیں پڑا تھا جو کہ اسکے تاثرات سے صاف لگ رہا تھا پھر وہ کس بات کا ماتم کرے؟

نام کس کا ہے تمہارے پاس؟" وہ اسکے اطراف میں ہاتھ رکھ کر"

اس پر جھک آیا۔ "پہلے تمہیں یہ حیثیت نہیں ملی تھی؟" وہ ہولے سے
مسکرایا۔ لہجے میں ایک کاٹ تھی جسنے اسکا چہرہ متغیر کر دیا

"فار کائنڈ یور انفارمیشن! میں وہاں تمہاری حیثیت سے موجود نہیں
ہوں۔" وہ جتا اسکی آنکھوں میں دیکھتی جتا کر بولی

"رئیلی؟ آئم امپریسڈ! پھر میرے روم میں میری چیزیں کیوں یوز
کر رہی ہو؟ سب تمہیں بڑی بہو کیوں سمجھ رہے ہیں؟ آج سے پہلے تم
میرے روم میں نہیں آئی؟" وہ مضحکہ انداز میں بولتا انگوٹھے سے
اسکے ہونٹوں کی سرخی کو سہلاتے ہوئے دیکھنے لگا کہیں لالی تو نہیں لگائی پر
یہ دیکھ کر اسکے اعصاب پر سکون ہوئے کہ یہ سرخی اسکی اپنی
ہے۔
وہ نہیں چاہتا تھا اسکی طرف کوئی زی روح متوجہ ہو سواء اسکے۔
"تم کہنا کیا چاہتے ہو؟ کہ میری کوئی حیثیت نہیں اس گھر
میں؟" وہ متغیر ہوتی اسکا ہاتھ جھٹک کر پھنکاری
"میں یہ کہہ رہا ہوں تمہاری حیثیت ہے پر صمصام زیدی کے نام
سے۔ ورنہ میں رہنے نہیں دوں گا اس دنیا میں ہی اگر ہمیں ایک

"دوسرے سے جدا کرنے کی کوشش کی۔

اوہ تو تم مجھے دھمکا رہے ہو؟" وہ ابرو اٹھا کر تلخ ہوتی بولی"
دھمکی نہیں حقیقت بتا رہا ہوں۔۔" صام نے کہنے کے ساتھ اسکی"
ٹیل پونی کو مٹھی میں پکڑا۔ عرشیہ کی حالت غیر ہونے لگی جب
اسکے اگلے ارادوں کو سمجھا۔

اسنے اسکا سر اونچا کرتے انتہائی سخت گرفت اسکے ہونٹ پر
جمائی کہ اسکی آنکھوں میں آنسوں آ گئے۔ کس بات کا بدلہ لے رہا تھا
وہ؟
کیا اسنے ایک بھی لفظ غلط بولا تھا۔ غصے سے سوچتے اسنے اسکے
کندھوں کو مٹھی میں دبوچا۔ اسنے اپنی شرٹ کے بٹن کھولنے
شروع کیے جنہیں دیکھتی وہ خوفزدہ ہو گئی۔

صام وقت دیکھو۔۔" اسنے تنفس بحال کرتے حیرت کے شدید"
جھٹکے کے زیر اثر کہا۔
تمہیں رات کی قربت راس نہیں۔۔" اسنے کہنے کے ساتھ"

شرٹ اتار کر اسکے چہرے پر پھینکی اور چلتا ہوا جا کر دروازہ بند کرنے لگا۔

اسنے گہرے سانس اسکی خوشبو میں بھر کر شرٹ کو چہرے سے ہٹایا اور خوفزدہ نظروں سے اسکی پشت کو دیکھا گزری قربت کی یادوں سے اسکے وجود میں سرد لہریں اٹھنے لگیں وہ اپنے لرزتے دکھتے ہوئے ہونٹوں پر انگلیاں رکھتی اٹھ بیٹھی۔۔

صص۔۔صام میں پکارات کو آئوں گی۔۔"وہ جھٹکے سے اتر کر کاؤچ کی دوسری طرف کھڑی ہوئی"

شرافت سے اپنی سابقہ جگہ پر آؤ۔"اسنے سرد لہجے میں" حکم دیا۔۔"ہرگز نہیں۔۔"عرشیہ نے نفی میں سر ہلاتے قدم پیچھے لیے۔۔

تم!!!"وہ غصے سے کاؤچ پر پائوں رکھکر ایک جست میں اسکی کمر" میں بازو حائل کر کے اسے سختی سے خود میں بھینچ کر اوپر اٹھا لیا۔

ہاہاہاہا۔۔"وہ زمین سے پاؤں اوپر دیکھ کر اسکے اچانک حملے سے قہقہہ" لگا اٹھی۔کمینے نے جان نکال دی تھی اسکی۔۔

پر وہ تو زیادہ ہنسنا جیسے اپنی توہین سمجھتا تھا،اس خوبصورت موقعہ پر بھی

اسکے لب نا ہلے۔
وہ اسے اٹھائے روم کی طرف بڑھا، عرشیہ کی ہتھیلیاں بھیگ گئیں۔۔"ص۔۔۔"اسکی ابھی التجا بیچ میں ہی تھی جب اچانک ہی انیکسی میں جوجو کی وحشزدہ چیخنے کی آوازیں گونجیں۔۔

جوجو؟؟"اسکی چیخوں سے عرشیہ کا دل کانپ گیا۔۔"
صام نے جلدی سے اسے نیچے اتارا۔۔پر اسکے بھاگنے سے پہلے اس چیخوں کی طرف عرشیہ دہل کر بھاگی۔

وہ کچن میں آئی تبھی اچانک جوجو وحشزدہ بھاگتی اس سے ٹکڑا کر صام کے کندھے پر چڑھی اور بری طرح چیختی مسلسل گردن میں بانہیں ڈال کر سر کے پیچھے چہرہ چھپا گئی۔

عرشیہ نے خوفزدہ ہوتے جوجو سے نظریں ہٹا کر کچن میں کی طرف نگاہ اٹھائیں۔۔
آہہہ۔صامم۔۔۔"اگلے ہی لمحے فضا میں اسکی وحشتوں سے"
بھرپور چیخ بلند ہوئی اوسان خطا ہو گئے۔وجود ہی خوف سے سن پڑ

.گیا

عرہ!!"صام نے اسکی چیخ پر بھاگ کر اسکے گرنے سے پہلے "
اسے بازو میں تھاما جہاں وہ بیہوش ہوتی دوسرے لمحے ہی جھول گئی۔۔
ایسا کیا تھا کچن میں؟"اسنے سوچتے قدم بڑھا کر دہلیز ہر رکھے۔"
جوجو کانپتی اس میں مزید چمٹ گئی۔عرشیہ اسکے بازوؤں میں
تھی جبکہ منظر جہاں اسکی نگاہ ٹکی ہوئی تھیں وہ تھا سامنے کچن کا
کاؤنٹر۔۔

جس کی ٹرے میں "سحر ش تارڑ "کا سر اور ہاتھ بازو کٹے ہوئے رکھے
تھے۔ایک لمحے کیلئے اس منظر سے وہ بھی ساکت ہو گیا تھا۔۔
معاً اسکے دروازے پہ دستک ہوئی۔۔وہ ہوش کی دنیا میں لوٹا پر
اسکی نظریں سامنے سے نہیں ہٹیں۔جہاں اس معصوم بے گناہ
لڑکی کو نشانہ بنا کر اس طرح درندگی کا نشانہ بنایا تھا۔۔
کون؟"عرشیہ کے وجود کو کاؤنچ پر ڈال کر وہ کانپتی جوجو کی پشت سہلاتا ہوا"
دروازے پر آیا اور سرد غصیلی آواز میں پوچھا۔

بھائی میں ہوں صارم جلدی دروازہ کھولیں۔۔"دوسری طرف "
سے صارم کی گھبرائی ہوئی آواز گونجی

"اسنے فوراً سے ڈور کھولا۔ "کیا ہوا؟

بھائی باہر گیٹ پر ایس ایس پی کھڑے ہیں سرچ وارنٹ کے "
ساتھ، انہیں لگتا ہے سحر ش تارڑ کی گمشدگی میں آپکا ہاتھ ہے وہ
گھر کی تلاشی لینا چاہتی ہیں۔۔ "ایک نیا دھماکہ ھتا ہوا اسکے
اعصاب پر۔۔
ان سے کہو ویٹ کریں۔۔ "وہ کہتا اپنی موبائل کی طرف بڑھا۔"
بھائی میں نے کہا پر وہ مان نہیں۔۔۔۔"
ان سے کہو صمصام زیدی کا حکم ہے وہٹ کریں ورنہ دفع ہو جائیں۔۔ "وہ"
پلٹ کر دھاڑ سے عزایا۔ صارم چونک گیا

ج جی۔۔ "وہ سر ہلاتا ہوا وہاں سے پلٹا پر اندر بیہوش پڑی عرشیہ کو دیکھتے "
اسکا دل خوف سے ضرور دھڑکا تھا۔۔

ساحل کہاں ہو؟ "موبائل کان سے لگاتے سلام کے فوراً بعد بولا"
آفس کو چھوڑو دریاب کو لیکر فوراً سے یہاں پہنچوں وہ لاش میرے "
کچن میں کٹی ہوئی رکھی ہے اور دروازے پر پولیس کھڑی ہے۔ "وہ نپچی آواز

میں غراتے ہوئے بولا۔۔

واٹ؟؟؟؟" ساحل کی حیرت سے دھاڑ گونجی صام نے طیش"
میں موبائل دیوار پر مارا۔۔ "کون تھا وہ جسکے نشانہ اس پر سیٹ
"تھا؟
عرہ؟؟" وہ عرشیہ کے پاس جاتے اسکا چہرہ تھپتھپایا، تبھی جوجو"
بھی ڈرتی ڈرتی پانی کا آدھا گلاس بھر کر دوپائوں پر چلتی ہوئی صام کے
پاس آئی اور اسے گلاس دیا

تھینکس!" اسکا گال سہلاتے ہوئے صام نے پانی کی چھینٹیں عرشیہ کے"
چہرے پر ماریں۔۔

صص۔۔ صام وو۔۔ وہ اندر ان۔۔ در۔۔ اندر کچن میں۔۔" صام کی جدوجہد"
سے وہ ہوش کی دنیا میں لوٹتی حواس بحال ہوئے، دماغی پردوں پر کچھ دیر
پہلے کا منظر لہراتے ہی وہ دہشت زدہ ہو گئی۔
کچھ نہیں ہے سب ٹھیک ہے ریلیکس!" وہ اسکا چہرہ ہاتھوں کے"
پیالے میں بھر کر اپنی سمیت گھماتا ہوا نرمی سے پہلی بار اس سے

گویا ہوا۔۔۔

عرشیہ نے ہراساں پھیلی آنکھوں سے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔

"جھوٹ مت بولو تمہارے کچن میں کٹی ہوئی لاش رکھی ہے۔۔" وہ وحشتیانہ غصے خوف سے چیخ اٹھی

صام اسے دیکھتا گہرا سانس بھر کر بالوں کو مٹھی میں پکڑے اٹھ کھڑا ہوا۔ ناصرف وہ سوچوں میں الجھا ہوا تھا بلکہ جو جو بھی اسے دیکھتی تو کبھی بھاگ کر کچن میں دیکھ کر آتی اور پھر سے چیختی خوف سے چھپ جاتی۔۔

ککک۔۔ کون ہے یہ صام؟" وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی اٹھ بیٹھی" ایکٹریس ہے جسنے مجھ پر الزام لگایا تھا۔۔" وہ شرٹ اٹھا کر پہنتا" سپاٹ لہجے میں بولا۔۔

پھر یہ تمہارے کچن میں کیسے؟" وہ نہیں جانتی تھی یہ کون سی" ایکٹریس ہے اور کیا صام پر الزام لگا، اسکے حواس اعصاب تو خوف سے بری طرح سن تھے، سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مجروح ہو چکی تھیں

چل کر آئی ہے۔" اسنے کاٹ دار نظر اس بونگے سوال پر ڈالی۔۔"
یہ تم مجھ پر کیوں بھڑک رہے ہو؟ کیا میں نے کیا ہے یہ "
سب؟؟" اسنے سپاٹ لہجے کو دیکھتے وہ غصے سے غرا اٹھی۔

اگر تم رات آجاتی تو کسی کی ہمت نہیں ہوتی میری موجودگی میں "
میرے کمرے میں گھسنے کی۔" اسنے پلٹ کر غصے سے جتایا۔

اندھے ہو کیا؟ کچن میں بدبو دیکھو تمہیں لگتا ہے یہ رات کی رکھی "
"ہوئی ہے؟ غور سے جا کر دیکھو پہلے خون کی بو۔۔

کیا جب وہ عرشیہ کے ساتھ تھا، رات کو وہیں سویا تھا تو پیچھے
اسکے روم میں کوئی آیا تھا شاید۔۔
اسے انیکسی میں سکون نہیں آرہا تھا اور وہ وہاں گیا ہی نہیں تھا زیادہ تر
باہر سے ہی لوٹ جاتا، تو مطلب وہ جو فارم ہاؤس سے اسکی لاش
گھسیٹی گئی تھی وہاں سے نکال کر پھر کاٹ کر اسکے یہ حصے یہاں رکھے گئے
تھے تاکہ شک سارا صمصام پر آئے۔۔

باقی کا حصہ، مطابق دریاب کے کہ زیادتی کی گئی تھی، شاید اسی وجہ سے یہاں نہیں دیا گیا تھا۔ وہ شرٹ پہن کر جلدی سے کچن کے سامنے آ گیا تھا اور اندر جانے کے بجائے اس کے سر کو دیکھنے لگا۔
اسکے رکھے ہوئے کہنیوں تک ہاتھ، ان پر موجود رسیوں کے بندھنے کے نیلے نشان موجود تھے۔ اگر وہ آج ذرا سا لیٹ ہوتے تو ضرور یہاں اس میں جسم کھانے والے کیڑے پڑ جاتے۔

حد تو یہ تھی کوئی نہایت شاطر دماغ حیوان تھا جسنے پہلے اسے بیوقوف بنا کر بلایا، پھر اسکے ساتھ زیادتی کی اور بعد میں اسکی لاش کو گھسیٹ کر لے گیا تھا اور باقی کا وجود غائب کرتے، صرف صمصام کو دنیا کے سامنے حیوان ثابت کرنے کیلئے اسکا سر اور بازو یہاں رکھ دیئے تھے۔۔

یہیں سے صام سمجھ گیا تھا کہ یہ قاتل وہی ہے جسنے دلاور کو پھنسایا تھا۔ اسے ریپسٹ، اور صام کو حیوان بنانا چاہتا تھا۔
پہلے اسکے کردار پر اٹیک کیا گیا، دنیا میں بدنام کرنے کی کوشش کی، جس طرح پہلے دلاور کو، اور پھر اسے، پر صام نے جھوٹ کا ساتھ

دینے کے بجائے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔
پر اسے یہ بھی شک تھا اگر لاش پہلے رکھی ہوتی تو کیا اسے شک نا ہوتا؟ اس بو سے خبر نا پڑتی؟ یہ ضرور ابھی اسکی غیر موجودگی میں کیا گیا تھا۔ وہ گھر میں گیا تھا پیچھے یہ لاش رکھی گئی تھی اور فوراً سے پولیس کو بھی اطلاع کر دی گئی تھی۔
پر وہ اپنی بندری کا دل نہیں توڑنا چاہتا تھا، اسے ایساری ایکٹ دینے لگا جیسے اسنے ٹھیک کہا ہو۔

معاً اسے اپنی پشت پر کسی کی گرفت کا احساس ہوا۔ صام نے پلٹ کر دیکھا تو عرشیہ شرٹ کو مٹھیوں میں تھامے کھڑی تھی۔۔

میں تمہیں نہیں کھو سکتی صام کچھ کرو۔ پتا نہیں کیسی قسمت پائی" ہے جن سے محبت ہوتی وہ بچھڑ جاتے ہیں آہستہ آہستہ۔۔
کیا میں منحوس ہوں؟؟؟" وہ روتی ہوئی اس سے پوچھنے لگی۔ اسکی آنکھوں میں حراس وحشتیں چھائی تھیں وہ بہت خوفزدہ تھی۔۔
مجھے لگتا ہے تمہارا چہرہ پہلے مجھے تھپڑوں سے سجا دینا چاہیے۔" پھر تمہاری عقل ٹھکانے آئے گی۔ تم میری ہو، اور میری کسی چیز یا

وجود کو کوئی برا کہے میرا دل اس دنیا سے ہی مٹانے کیلئے کرتا ہے۔
میں دوسری دفع تمہیں خبردار کر رہا ہوں عمرہ اگر آج کے بعد تم نے خود کو کچھ بھی برا بھلا کہا تو میں سچ میں وہ پیچھے والا حال تمہارا کروں گا۔"
اسکا چہرہ جکڑتے وہ اپنے دل کی تکلیف چھپا کر سخت و سرد لہجے میں بھینچی آواز میں گویا ہوا۔

اگر میں کوئی حیوان ہوتا تو تمہیں سچ میں کھا لیتا۔"معاً اسکی سنہری" آنکھوں میں غصے کی لہر ابھرتی دیکھتے اسکی ناک پر سختی سے دانت مار کر وہ سنجیدگی سے بولا

کیا بکواس ہے یہ۔۔"وہ غصے سے اسکے سینے پر ہاتھ مار کر پھڑپھڑا" کر خود کو چھڑواتی ہوئی دور ہو گئی
وہ اس سے اپنا دکھ درد شیئر کر رہی تھی اور اسکا مینٹل موڈ آن ہو گیا تھا۔بس موقعہ چاہیے تھا اس بندے کو اپنا ایٹیٹیوڈ شو کرنے کا۔
اسے تو لگ رہا تھا وہ منظر سے خوفزدہ پریشان، ہو کر سر پکڑے بیٹھا رہے گا۔پر یہاں بھی اسکا مینٹل موڈ آن تھا۔اس بندے میں شرم تو پیدائشی نہیں تھی۔

بکواس نہیں حقیقت ہے" وہ لاپرواہی سے کہتا پلٹ گیا"
تمہیں اندازہ ہے اگر دنیا کو معلوم پڑ جائے تمہارے کچن میں کسی کی"
کٹی لاش رکھی ہے اور وہ بھی اس لڑکی کی جسکا پنگا تمہارے ساتھ ابھی تازہ
تھا۔۔

دنیا حقیقت میں تمہیں مینٹل یا حیوان سمجھ لیتی صام، کیونکہ
تمہارے غصے سے سب واقف ہیں کہ تم غصے سے اپنے ملازمین کو نہیں
بخشتے نا ہی اپنوں کو۔۔

اور تم سے تمہارے خاندان میں اتنا جلتے ہیں سوچو کیا ہو گا تمہارا۔۔
سب یہی کہیں گے تم ایک نفسیاتی انسان ہو، اور بدلہ لینے کیلئے تم نے
اس ایکٹریس کے ساتھ ایسا کیا ہے۔۔

مجھے بہت برے خیالات آرہے ہیں آئندہ کے صام میں وہ سب
برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔

میں ماضی کو پھر دہرانا نہیں چاہتی صام، مجھ میں اب وہ سب کچھ
سہنے دیکھنے کی ہمت نہیں ہے۔" وہ بھیگی آواز میں بولی۔

صام نے گردن پھیر کر اسے دیکھا۔ باقی ساری باتوں کو ایک طرف

رکھ کر اسنے کچھ غور کیا۔ "کیا تمہیں یقین ہے یہ میں نے نہیں
"کیا؟

عرشیہ نے اس سوال پر گھور کر اسے دیکھا۔۔ "نہیں مجھے کیوں یقین ہونے لگا؟ تم کون سے میرے چاچے کے بیٹے ہو جس پر مجھے اندھا یقین ہونے لگے؟

کیا ہوگا تمنے رات غصے میں یہ سب۔ جب دیکھا ہوگا میں"
نہیں آئی ہوں گی تو میرا غصہ اس پر نکال دیا ہوگا۔۔" وہ جل بھن کر اس بونگے سوال پر طنز یہ بولی

بھلا یہ بھی پوچھنے والی بات تھی؟ کیا وہ ایسا کر سکتا تھا؟ پاگل تھا وہ شخص جو اسے بار بار اپنی حرکات سے غصہ دلا رہا تھا۔ کیا اسنے خود کی طرح اسے سمجھا ہوا تھا؟

صمصام نے اسکی پشت کو دیکھا۔ اور پھر ایک بھی فالتو نظر یہاں وہاں ضائع کیے بغیر اپنا مضبوط بازو اسکی کمر میں حائل کرتے جھٹکے سے اسے اپنی سمیت گھمایا۔۔

آہ۔۔ صام۔۔۔" وہ لہراتی دہل گئی کہ یہ انسان کر کیا رہا ہے۔"

ہاں میں غصہ نکالنا چاہتا ہوں صرف تم پر۔۔ اور اگر میں نے "
یہ سب کیا ہے تو میں اس سے برا تمہارے ساتھ کرنا چاہتا
ہوں۔۔ پچھلی بار سے بھی برا حال کر دینا چاہتا ہوں تمہارا۔۔۔" وہ
سرگوشی میں سپاٹ لہجے میں کہتا بات کے اختتام ہونے پر اپنے
ہونٹ اسکے لبوں پر سختی سے ثبت کر کے اسنے دوسرا بازو بھی اسکی
کمر میں حائل کیا اور اسے پاس کھینچ لیا

عرشیہ کا تو اس افتاد پر دماغ ہی گھوم گیا، باہر پولیس کھڑی تھی، سر پر
اتنی مصیبت پڑی تھی، ساری زندگی داؤ پر لگی تھی اور وہ۔۔۔۔

بھائی؟" معاً دستک ہوئی، ورنہ وہ تو مزید اسے خود میں بھینچتا"
جا رہا تھا ایکدم جدا کیا کہ وہ گرتے گرتے بچی۔۔

اور پھر سے کلائی پکڑ کر اسے کھینچا وہ لہرا کر سینے سے لگی تبھی اسنے چہرہ
ہاتھوں میں تھاما اور اسکے سرخ گلابی بھیگے ہونٹوں پر آہستگی سے لب
رکھے۔۔
دونوں کی سانسیں تیز تھیں، جو ایک دوسرے سے الجھتی جا رہی

تھیں۔۔وہ نرمی سے چھو کر اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔
ایسے رات کو آجاتی تو دونوں کی تشنگی مٹا دیتا۔"اسنے متبسم ہو کر"
کہا۔۔
تم۔۔۔"عرشیہ کا دل کیا اسکا سر پھاڑ دے۔۔"
میں آجاتا پر وعدہ تمنے کیا تھا آنے کا۔۔"وہ اسکی بات کو اپنے"
مطلب میں لیتا جتانے لگا۔۔۔
تم ایک سچ میں پاگل شخص ہو۔۔"وہ یا تو خود پاگل تھی یا صمصام زیدی۔۔کیا"
یہ سب اتنا آسان لگ رہا تھا جو وہ انہیں آسان ہلکے میں لے
رہا تھا۔

بچ کر رہنا، پہلا شکار ہی تم ہو۔۔"اسنے جتاتی ہوئی نظر ڈال کر کہا اور"
اس مدھم مسکراہٹ اسکی سمیت پھینک کر وہاں سے جانے
لگا۔۔
عرشیہ نے ششدر اس شخص کی پشت کو دیکھا معاً کچھ احساس
ہونے پر اسنے ٹھٹھک کر گردن گھمائی تو سامنے ہی جو جو ہاتھ چہرے پر رکھ کر
بیچ انگلیوں سے سارا منظر ملاحظہ کر رہی تھی۔
مجھے لگتا ہے اب تم اس گھر میں رہ کر بگڑ رہی ہو۔۔"اسنے دل"

میں کہا جب جوجو چل کر اسکے پاس آئی اور اسکی اسکرٹ کو تھام کر ایک طرف لے جانے لگی۔

عرشیہ خوفزدہ جا رہی تھی کہ اب کہیں کچھ اور تو نہیں دیکھ لیا؟ پر اسے سیدھا لا کر توقیع کی تصویر کے سامنے کھڑا کر دیا۔
وہ تصویر اوپر وال پر سجی ہوئی تھی، ظاہر تھا صمصام زیدی کا گھر تھا تو توقیع کی ہی تصویریں سجی ہونی تھیں ہر طرف۔۔
یاد آ رہی ہے؟" اسکی آنکھیں نم ہوں گئیں جب جوجو نے سر"
اثبات میں ہلا دیا۔ توقیع کے جانے کے بعد کوئی اسے گوڈ میں کھانا بھی نہیں کھلاتا تھا صرف آ کر اسکے گھر میں رکھ جاتے تھے۔ پر وہ بچوں کی طرف توقیع کے آغوش میں پلنے والی تھی، اسے کہا عادت تھی اس سے دور ہونے کی۔

ارے "عرشیہ جیسے ہی تصویر لیکر اسکے مقابل بیٹھی جوجو جھٹکے سے"
وہ تصویر جھپٹ کر وہاں سے چیختی بھاگ گئی۔
اس جانور کی محبت توقیع سے مثالی تھی۔۔

اسے لگ رہا تھا صام سے چاپلوسی کر کے تو قسیع کو حویلی سے واپس بلانا ہی چاہیے۔۔

بھائی وہ پولیس والے غصہ ہو رہے ہیں۔۔ انکا کہنا ہے بس گھر کی تلاشی" لیں گے اور کچھ نہیں۔۔ مام ابھی ہاسپٹل گئی ہوئی ہیں اور ڈیڈ بھی گھر پہ نہیں میٹنگ میں گئے ہیں۔
صرف آپ اور میں ہوں گھر میں۔۔ کیا انہیں چیکنگ کرنے کی اجازت دوں؟" صارم صام کو سامنے پا کر پریشانی سے بولا

یہ ڈاکٹر صائم زیدی کا صمصام زیدی کا تمہارا گھر ہے۔ کوئی بھی" منہ اٹھا کر گھر میں گھسے گا کیا تم اسے اجازت دے دو گے گھر میں گھسنے کی؟" صام نے غصہ دباتے پوچھا

ہرگز نہیں دیتا بھائی پر انکے پاس سرچ وارنٹ ہے۔۔" صارم نے" انہیں سمجھانا چاہا۔۔ کیونکہ جانتا تھا سحرش کے کیس میں صمصام زیدی شامل تھا
تو؟؟" وہ سپاٹ تاثرات سے بولا۔۔ صارم لاجواب ہو کر اسے دیکھنے لگا۔"

"آپ کو جو ٹھیک لگے کریں پھر خوامخواہ میری نیند خراب کر دی۔۔"وہ جھنجھلا کر بولا

جاؤ آرام کرو میں سنبھال لوں گا شاباش۔۔"وہ اسکے سر کے بال" ٹھیک کرتا بولا۔۔
میں تو جا رہا ہوں پر یاد رکھیئے گا میرے بھائی کو کچھ نہیں ہونا" چاہیے۔۔"اسنے وارن کرنا لازمی سمجھا جس پر وہ مسکرا دیا۔

تمہارے ہوتے ہوئے کسی کی ہمت تمہارے بھائی کو کچھ کہے؟"اسے" ساتھ لگاتے ہوئے وہ بولا۔۔

ہاں صارم۔۔"اسی وقت دریاب اور ساحل بھاگتے ہوئے بیک ڈور" سے اسکی طرف بڑھے۔پر اسنے صارم سے چھپا کر خاموش رہنے کا اشارہ دیا۔

عرہ انہیں اندر لے جاؤ میں آتا ہوں۔۔"وہ صارم کو لیکر وہاں سے" جانے لگا اور پیچھے کھڑی ہوئی عرشیہ سے بولا۔۔

یہ کیوں آئے ہیں؟" صارم کو کچھ گڑبڑ کا احساس ہوا۔ اسنے صام کی"
آنکھوں میں دیکھا۔
پتا ہے تمہیں، دونوں کام کے بندے ہیں اسلئے بلایا ہے۔ بے فکر رہو"
سب ٹھیک ہو جائے گا میں کہہ رہا ہوں۔ بازل کے پاس جاؤ۔۔" وہ
اسے بہلا پھسلا کر وہاں سے لے جانے لگا۔
صارم اس سے کہہ رہا تھا سلام تو کرنے دیں پر صام نے یہ بھی
موقعہ نہیں دیا اسے۔۔

ooooooo

اگر آپ نے ایک بھی قدم اٹھایا تو میں کیس کروادوں گی آپ"
پر۔۔" انہیں زبردستی گھر میں گھستے ہوئے دیکھ کر بازل ان پر چیخ اٹھی۔۔
دیکھیں مس ہمیں اپنا کام کرنے دیں ہم سرچ وارنٹ ساتھ لائے ہیں"
آپ ہمیں نہیں روک سکتیں۔۔" ایس ایس پی نادر پرویز نے غصے سے
کہا

کس کی اجازت سے اندر گھسے ؟؟" صمصام زیدی نے سامنے آکر سرد
لہجے میں ایس ایس پی سے پوچھا۔
اجازت ہم کورٹ سے لیکر آئے ہیں آپکی اجازت کی ضرورت "
نہیں مسٹر صمصام زیدی۔۔" ایس ایس پی نادر پرویز نے سرچ وارنٹ
صمام کی آنکھوں کے سامنے کیا جسے وہاں آتے ساحل شاہ نے
جھپٹ کر اس پر اپنی غصے ضبط سے سرخ آنکھیں دہرائیں۔

یہ شک کس بنا پر ہے ؟" اسنے پڑھتے ہوئے ایس ایس پی سے "
پوچھا۔
آپ بے خبر نہیں ہوں گے ایڈوکیٹ صاحب !جانتے ہوں گے "
"مس سحر ش اور صمصام زیدی کے معاملے سے۔۔

"میں سب سے باخبر ہوں ایس ایس پی صاحب "
ایس ایس پی کی پوسٹ پر تو آگئے پر کام ابھی بھی کانسٹبل والے ہیں۔ تمہارا "
قصور نہیں میٹرک کلاس پاس جب کوئی اتنی بڑی سیٹ پر آجائے
تو ان سے یہ غلطیاں ہوتی رہتی ہیں پر خیال سے سب کوئی آپ کو
پروموٹ نہیں کرے گا۔" اسنے سرد لہجے میں طنز سے جو جتانا

چاہا تھا ایس ایس پی باخوبی جان گئے تھے اور جان کر ساحل کو کاٹ دار نظروں سے دیکھا۔

ایڈوکیٹ صاحب آپ زیادہ پرسنل ہو رہے ہیں ہمیں ہماری جاب " کرنے دیں۔۔"نادر پرویز نے غصے سے کہتے اندر جانا چاہا گھر میں کہ صمصام نے غصیلی نگاہوں سے گھور کر راستہ بند کر دیا۔۔

جی درست فرمایا آپ نے۔۔ہمارا کام ہی پرسنل میں گھسنا" ہے۔اب آپ خود بتائیں گے اس شک کی وجہ یا ہم خود گھس جائیں اس میں؟"اسنے طنزیہ کہتے سرچ وارنٹ سامنے کیا

ہمیں شک اسلئے ہے کیونکہ دلاور خان بھی اسکا کزن، بہنوئی تھا، خون" ایک ہی آرہا ہے اور مس سحر ش تارڑ کا بھی ان سے ہی جھگڑا تھا اسلئے انکی گمشدگی ہمارا شک پہلے ان پر ہی جاتا ہے۔"وہ ضبط سے بولے۔

کچھ زیادہ بول رہے ہو خبردار اسکا نام بھی زبان پر لیا منہ توڑ دوں گا ایس"

ایس پی۔۔"صمام طیش اس پر غرا اٹھا اور اسکا منہ پھوڑنے کیلئے اسکی سمیت بڑھا پر بیچ میں ہی ساحل صارم نے انہیں پکڑ لیا۔
نادر پرویز کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔جسے دیکھتے صمصام زیدی کا خون کھول اٹھا۔۔

آپ سرچنگ نہیں کر سکتے ایس ایس پی۔میں بھی ایک " وکیل ہوں اور آپکا یہ سرچ وارنٹ بے بنیاد ہے۔۔آپ نے بھی دیکھا ہوگا سحرش نے اپنے لائیو میں کہا تھا۔۔اسے صمصام زیدی کے خلاف بولنے کیلئے بلیک میل کیا گیا تھا۔
کچھ سمجھ آیا کہ اسے کوئی دوسرے پرسن بلیک میل کر رہے تھے نا کہ صمصام زیدی کا اسکے ساتھ کانٹیکٹ ہے۔۔

ذرا دماغ کا استعمال کر کے بعد میں ہی وارنٹ لیا کریں۔صمصام زیدی کا سحرش تارڑ سے کوئی تعلق نہیں۔بہتر یہ ہے کہ آپ صمصام زیدی کے گھر میں گھسنے کی کوشش کرنے کے بجائے سحرش تارڑ کو ڈھونڈنے کی کوشش کریں۔۔
صمصام زیدی نے سحرش تارڑ کے آخری معافی کے لائیو پر ٹیگ

کرنے سے اسے معاف کر دیا اسلئے اس پر ساری پابندیاں ختم کر دیں تھیں۔۔

اور اب اسکے غائب ہونے کے شک پر آپ کو اس بلیک میلر کو ڈھونڈنا چاہیے نا کہ اس سب میں صمصام زیدی کو گھسیٹنا چاہیے۔۔ بہتر یہ ہے ابھی آپ یہاں سے نکلیں۔۔ اگر پھر بھی آپ کو کچھ کہنا ہے تو ہم سیدھا کورٹ میں ملیں گے۔ یہ شک بے بنیاد ہے۔ بلکہ میں کیس آپ پر کروا سکتا ہوں گھر میں گھسنے اور وہاں موجود گرلز کو ہراساں کرنے پر نادر پرویز۔۔" ساحل شاہ کی کرخت آواز پر ایس ایس پی انہیں گھورنے لگا۔۔

ساحل صاحب میں جانتا ہوں مجھے قانون پڑھانے کی" ضرورت نہیں کیونکہ قانون میں خود ہوں۔۔ یہ سرچ وارنٹ میں نے آپ کے کزن کی سمجھ کیلئے لایا ہوں اگر میں اسے نا بھی لاتا تو بھی آپ مجھے روک نہیں سکتے گھر کی تلاشی لینے یا صمصام زیدی کو لے جانا۔۔ اتنے اختیارات حاصل ہیں مجھے۔ بہتر یہ ہے ہمیں ہمارا کام کرنے دیں ورنہ ہم مجبور ہو جائیں گے صمصام زیدی کو لے جانے پر۔۔" ایس ایس پی تمسخرانہ مگر جتا کر بولا۔

السلام علیکم سر!" تبھی وہاں دریاب عرشیہ کے ساتھ آیا۔۔"
یہ کیس میں ہینڈل کر رہا تھا۔۔" اسنے انکے آنے اور تفتیش"
.کرنے پر کچھ نا سمجھی سے پوچھا
ہاں تم کر رہے تھے پر تمہاری مسلسل ناکامی کی وجہ سے مجھے ہی آنا پڑا کیونکہ وہ"
میڈیا کا پرسن ہے۔ ایسے اسکے گمشدگی زیادہ دیر تک نہیں چھپ
"سکتی۔۔

جی بہتر آپ کر لیں تفتیش۔۔" اسنے انہیں اجازت دی۔ نادر پرویز"
کچھ چونک گئے۔ چونکے صام ساحل بھی تھے۔
پر کچھ سوچ کر خاموش ہو گئے۔۔۔

میں چاہوں تو ابھی آئی جی کو کال کر سکتا ہوں پھر تمہارا راہ رخ یہاں"
میرے گھر کے علاوہ اس شہر کی طرف بھی نہیں ہو گا۔۔ پر
میں چاہتا ہوں اپنی تسلی کرو اور نکلو یہاں سے۔۔" دریاب کی تسلی پر
اسنے جتاتے ہوئے کہا۔۔
نادر پرویز کا چہرہ متغیر ہو گیا پر وہ ضبط کیے انہیں دیکھتا اپنی لائی ہوئی ٹیم کو

حکم دیا۔۔اور خود گھر کے پیچھے جانے لگا جس پر ساحل شاہ کے لبوں پر گہری مسکراہٹ تھی۔۔

کچھ یاد آیا۔۔"صمصام نے دریاب کے ہاتھ سے سرچ وارنٹ لیکر" دیکھا۔

صارم تم جائو پیچھے۔۔"دریاب نے صارم کو اشارہ دیا وہ الجھتا سر ہلا کر" بازل کو یہیں رہنے کا کہتے وہاں سے چلا گیا۔۔

سرچ وارنٹ پر ایس ایس پی صاحب کے سائن دیکھ کر ان تینوں کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔

کیا یہ مسکرانے کا وقت ہے؟"عرشیہ نے پاس آتے ہوئے" طنز کیا۔۔

میری جان خزانہ ہاتھ آجائے تو غریب مسکراتے ہی ہیں۔""" دریاب نے اسے ساتھ لگاتے محبت سے کہا۔

عرشیہ نے حیرت سے اسکا نارمل انداز دیکھا صمام کے ساتھ۔۔

جائو سب کو لیکر آئو۔۔"معاً اچانک وہاں بھینچی ہوئی نادر پرویز کی آواز" گونجی۔

وہ انسپیکٹر سے کہتا آکر صمصام کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔ اسکی آنکھوں میں غصے کی چنگاریاں تھیں۔ اگر وہ چاہتا تو ابھی صمصام زیدی کو تفتیش یا شک میں لے جا سکتا تھا اتنے رائیٹس تھے اسے۔ وہ ضلع کا ایس ایس پی تھا۔ اپنے شک پر تفتیش کر سکتا تھا۔

پر یہ بھی جانتا تھا، اگر صمصام زیدی کو لیکر گیا تو اسکا بیک گراؤنڈ حویلی باپ بڑا ڈاکٹر، اور اسکے چاچا منسٹر۔۔

یہ سب ملکر پھر اسکا ہی پتا کاٹ دیتے۔ وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پائے صمصام کو خونخوار نظروں سے گھورنے کے علاوہ۔۔

آپ ہمارے شک کے دائرے میں ہیں ابھی۔ ہم آپکی ریپوٹیشن کا خیال" کرتے ہوئے آپ کو نہیں لیکر جا رہا پر جب تک سحر ش تارڑ کا پتا نہیں چل پاتا آپ پاکستان سے کہیں باہر ممالک نہیں جا سکتے۔۔"نادر پرویز نے اسے کہا۔

صام طنزیہ مسکرایا اور ساحل سے اسکا موبائل لیکر اپنے آفس میں موجود سیکرٹری کو کال لگائی۔

میں صمصام زیدی بات کر رہا ہوں۔۔ میں نے جو میٹنگ پوسٹپون کی"
تھی۔ اسے واپس اپنے ٹائم پر سیٹ کرو اور بارہ بجے کی میری کینیڈا کی
فلائیٹ بک کروادو۔۔" وہ جان بوجھ کر ایس ایس پی کو سنانے کیلئے
کہنے لگا۔

اگر آپ چاہیں تو لے جا سکتے ہیں اپنے کیس کے شک پہ"
سر۔۔" دریاب نے ان سے کہا۔ عرشیہ کا دل کانپ گیا اسنے
بھائی کے بازو پر ناخن چبھوتے اسے گھورا۔۔

ہاں اگر آپ کی تفتیش ابھی باقی ہے تو آپ لے جا سکتے ہیں قانون"
صاحب!" ساحل نے بھی تاکید کی نادر پرویز کو صاف صاف
انکا مذاق اڑانا لگا۔
وہ ہونٹ بھینچ کر سب پر ایک جتاتی ہوئی وہ نظر ڈالتا وہاں سے پلٹا۔
یہ اتنی آسانی سے کیوں ہار کر چلے گئے؟" عرشیہ کو حیرت کا جھٹکا"
لگا انکے آسانی سے جانے پر۔۔
یہ ہار نہیں میری جان یہ ڈر ہے۔۔ یہ وہ ڈر ہے جو سالوں پہلے"
ٹوٹے ہوئے لوگوں سے نہیں آپایا۔۔ تب پیہ بولتا تھا۔ پر اب پیہ

ڈرا رہا ہے۔ اب یہاں کوئی ٹوٹا ہوا نہیں۔۔
اور یہ دیکھنے بھی کوئی ایسی ٹوٹی ہوئی زنجیر کو آیا تھا جس سے یہ اپنی کڑی باندھ سکے۔۔" دریاب نے مسکراتے ہوئے اس سے کہا
اگر انگلیاں ساتھ جڑ جائیں تو وہ سامنے والے کے بولتے منہ کو بند کر سکتے تھے۔ اور اس وقت وہ چاروں ایک ہاتھ کی انگلیاں تھے۔۔

درحقیقت وہ ایک ہاتھ کی پانچ انگلیاں تھیں۔ چار انگلیاں تو ہاتھ میں موجود تھیں، پر ایک انگلی کو کسی نے بے دردی سے کاٹ دیا تھا۔۔
اور اس انگلی کا ہی حساب لینا تھا بلکہ اس انگلی کو واپس جوڑنا بھی تھا تاکہ وہ ایک مضبوط مٹھی بن جائیں جسے کوئی نا کھول سکے۔

نہیں بات یہ نہیں، بات یہ ہے کہ ہماری ٹوٹی ہوئی زنجیر کو ایس" ایس پی صاحب نے اپنی کرم نوازی سے ایک کڑی بخش دی تھی جو ہمیں اب جوڑنی ہے۔" ساحل شاہ سرچ وارنٹ کو یاد کرتا مسکرایا۔

بھائی وہ آپکے روم میں لڑکی کون ہے جسنے پورے انیکسی کو تالاب بنایا ہوا" ہے۔ اس میں سرف ڈال کر وہ جاگ بنائے کچن میں رکھے

برتن بھی دھو رہی تو فرش بھی۔۔
اتنی تیز سرف کی بو ہے سارا پیکٹ ہی اسنے پانی میں ڈال دیا ہے۔۔"اسکے نفیس سنجیدہ سے بھائی کی انیکسی کی یہ حالت دیکھ کر اسکا جی اکتا گیا تھا.

کون ہے؟؟"صام حیرت کے جھٹکے سے مڑ کر عرشیہ کو دیکھنے" لگا۔وہ تو وہاں موجود تھی بازل بھی وہیں تھی ملازمین سامنے ڈور پر کھڑے تھے پھر کون تھی؟

دو بار ایس ایس پی صاحب پھسلتے پھسلتے بچے ہیں۔"صارم یاد کر کے" افسوس کرنے لگا۔

خیال سے اسنے اپنے لیے عورت سن لیا تو منہ میں دو دانت" بھی نہیں بچیں گے۔"ساحل نے ہنستے ہوئے کہا۔

کون ہے؟"صمصام نے ٹھٹھک کر پوچھا"
میری دوست ہے پولیس میں نہیں جانا چاہتی، اسکے ڈیڈ بضد ہیں"

اسے پولیس میں بھیجنے کیلئے اسلئے پناہ کیلئے آئی ہے میرے پیچھے۔۔لگے ہاتھوں کام بھی آ گئی تمہارے۔۔
ہاتھ کی کافی صفائی ہے۔۔زندہ وجود کو بھی دو سیکنڈ میں غائب کر سکتی ہے پھر وہ تو ٹکڑے تھے۔۔"ساحل نے دلچسپی سے بتایا۔۔

کیا کرائیمنل ہے؟"صام نے ابرو اچکا کر پوچھا۔"
نہیں ہے تو نہیں پر اسے شوق یہی ہے بننے کا۔"
تم دریاب کیس کی ایک فائل جو تھی وہ اپنے پاس رکھو اسکی دوسری فائل کھولو۔صام تمہیں معلوم ہے نا کیا کرنا ہے۔کیس اوپن کروانے کی درخواست دو۔۔"وہ موبائیل پر کسی کا نمبر ڈائل کرتا ان سے کہہ کر سائیڈ چلا گیا۔

صام صارم کو سمجھ نہیں آیا کہاں گئے وہ لاش کے ٹکڑے اور کہاں سے آئی یہ اچانک لڑکی
پر عرشیہ نے اسکی پھرتی دیکھی تھی۔اس لمبی اونچی دراز بالوں والی لڑکی کی پھرتی کام پر وہ خود ہی دل مسوس کر رہ گئی. اسکی نظریں صام پر تھیں کہ وہ ناجائے اس لڑکی کو دیکھنے۔اسکا دل گوارہ نہیں کر رہا تھا وہ دونوں ایک

دوسرے کو دیکھیں۔

oooooo

آہہہ دل!!!" سامنے والا منظر دیکھتے اسکی خوف سے چیخ نکل گئی۔ پر "
چیخ کے ساتھ ایکدم ہی اسکے منہ پر وہی خون سے رنگا سرد ہاتھ آکر اسکی
مزید دل دہلا دینے والی چیخوں کا گلا گھونٹ گیا

شش!!" اسنے سرد غصے بھری سرگوشی کر کے اسکی پھیلی آنکھوں "
کو دیکھا۔ اچانک اسکی پھیلی آنکھوں سے آنسوں ٹوٹ کر گالوں پر
گرے۔۔

تت۔۔ تم نے مار دیا اسے۔۔" وہ سرسراہتی خوفزدہ آواز میں بولی۔ "
مجبوری تھی۔" وہ آہستہ سے پیچھے ہٹا اور اس لاش کے پاس بیٹھ کر "
اسکی تلاشی لینے لگا۔

یہ لو پکڑو۔۔" جھٹکے سے اس مرے ہوئے وجود سے شال کھینچی اور "
تو قمیع کی سمیت بڑھائی۔۔

نہیں۔۔۔" وہ روتی خوفزدہ ہو کر پیچھے ہوئی۔۔"

میں نے کہا پکڑو یہاں تمہارے سگے آکر تمہیں سردی سے نہیں "

بچائیں گے۔۔" اسنے غصے سے زبردستی وہ شال اسکے شانوں کے گرد ڈال کر اسے اس میں لپیٹ لیا۔

آپ نے غلط کیا دل آپ کو اسے مارنا نہیں چاہیے تھا، آپ" اسے بیہوش کر دیتے تب تک ہم یہاں سے دور بھاگ جاتے۔۔ پر۔۔۔" وہ اسکے لہولہان ہاتھ کو دیکھتی نوچی ہوئی شہ رگ کو دیکھنے لگی۔۔ اس آدمی کے اچانک حملہ آور ہونے سے، دلاور نے کچھ نا سوجھتے ہوئے اپنے ناخون میں موجود بلیٹس سے اس آدمی کی پوری شہ رگ ہی نوچ کر گوشت ادھیڑ دیا تھا۔ کہ گردن کا وہ منظر دیکھ کر توقیع کی رنگت زرد ہو گئی تھی

اگر راستے میں کانٹا آجائے تو تم کیا کرو گی اسے اٹھا کر سائیڈ" پھینکو گی یا اسے اٹھا آگے پھینکو گی تا کہ وہ پھر راہ میں حائل ہو سکے؟" اسنے پیسے اور کچھ ضروریات کی چیزیں نکال کر اپنی جیب میں رکھتے اس سے طنزیہ پوچھا۔

تو لازمی تو نہیں تھا نا کہ آپ اسے مار ہی دیں، آپ اسے باندھ کر چلتے"

یہاں سے۔۔" وہ دبے غصے سے بولی

یہاں کیا تمہارے رشتے دار رہتے ہیں جو اس برفانی جنگل میں آکر" اسے کھولتے ؟مزید کچھ نہیں میرے ہاتھوں سے بچ کر وہ برفانی ریچھ یا کسی دوسرے جانور کا ہی شکار بن جاتا۔۔ اسلئے اب اپنی آواز بند رکھو مجھے جو بہتر لگا میں نے کیا، تمہیں زیادہ پتا تھا تو خود سنبھالتی بجائے چیخنے کے۔" وہ سرد لہجے میں جتا کر کہتا بات ختم کر گیا
پر اسکا تو دل خون کے آنسوں رو رہا تھا۔ کتنی خوش تھی زندگی کو آہستہ آہستہ وہاں خوبصورت راہ اختیار کرتے دیکھ کر کہ اچانک ہی جیسے خوشیو کی مدت ختم ہو گئی۔۔

جب اسے دھوکہ سے لے جا کر بیلابائی کے سامنے کھڑا کر دیا، بیلابائی وہاں کے سب سے بڑے دہشت گرد کی رکھیل تھی۔ وہ انتہائی حسین ہوا کرتی تھی پر اسکی جوانی کو اس کبار نامی دہشت گرد نے ختم کر دیا تھا۔
وہ بھی اس حادثے میں آگئی تھی، اور دادجان بھی۔
اصل کہانی یہی تھی جو دادا جان نے رات انہیں بتائی تھی۔ وہ اپنی جوانی میں کوئی اچھے انسان نہیں تھے بلکہ وہ بیلابائی کے دلال تھے۔ ایک دن

انہیں لیکر اسی پل سے گزر رہے تھے تبھی انکا بھی ایسے ہی ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا، پر انکی زندگی ابھی باقی تھی جو انہیں کبار نامی آدمی نے اپنے ساتھیوں سمیت نکال لیا تھا۔۔

وہ وہاں انکے گاؤں رہے کچھ وقت گزارا پر اچانک ایک دن ان پر انکشاف ہوا کہ وہ جہاں رہ رہے تھے وہ کوئی اور نہیں بلکہ دہشت گرد تھے۔

وہ سارا گاؤں ہی دہشت گردوں کا تھا، جہاں وہ ہر جگہ سے پورے شہروں سے چوری کرنے کے بعد یہاں چھپتے تھے۔

یہ جان کر وہ اور بائی وہاں سے بھاگنے لگے پر انہوں نے دونوں کو پکڑ لیا۔ وہ دونوں بہت گڑگڑائے انکے سامنے پر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

ان کے سامنے دو آپشن تھے، ایک تو موت کا دوسرا وہیں انکے پاس انکے ملازمین بن کر رہنے اور باہر دوسری دنیا سے تعلق ختم کر دینے کا۔

اور ان دونوں نے وہاں دہشت گردوں میں رہنے کے بجائے موت کو چنا، پر برا ہو قسمت کا وہیں دادا جان پر کبار کی بہن کی نگاہ پڑ گئی۔ اور انہوں نے اپنے بھائی سے انکی جان کی بھیک مانگ لی۔

پھر یوں ہوا کہ دادا جان کی شادی کبار کی بہن سے کروادی گئی اور بائی کو ہمیشہ کیلئے کبار نے اپنی رکھیل بنا کر رکھ دیا،

دادا جان نے وقت کے گزرتے ہوئے حالات سے سمجھوتا تو کر لیا، پر

اپنی اولاد کیلئے ایک الگ کمپاؤنڈ بنالیا، جہاں وہ سب رہتے تھے جو رسول ﷺ کی دی ہوئی ہدایتوں پر چلتے تھے۔ البتہ بائی کبار کا کمپاؤنڈ الگ تھا. داداجان نے بائی کو بچانے کی بہت سی کوششیں کیں پر انہوں نے ہار مان لی۔

وہ تو ٹوٹ چکی تھیں پر کبار ابھی تک ہٹا کٹا تھا، کیونکہ ابھی اسے ڈاکا ڈال کر کھلانے والے بہت تھے پر داداجان کو یقین تھا ایک دن وہ بھی ختم ہو جائیں گے۔

وہ کتنوں کو راہ راست پر لائے تھے، پر اب بیلا بائی نے جیسے ہی توقیع کی خوبصورتی کا کبار کو فون پر بتایا تھا انہوں نے رات داداجان کو دھمکی دی تھی انہیں رکھے کیونکہ کبار آکر دیکھنا چاہتا تھا انہیں۔۔

پر داداجان جان گئے تھے وہ حیوان حوس پرست، پہلے تو دلاور کی جان لے گا اور پھر اس معصوم انیس بیس کی بچی کے ساتھ ظلم کرے گا۔

یہی سوچتے انہوں نے اپنی جان پر کھیل کر رات کے اندھیرے میں انہیں جلدی سے وہاں سے بھگا دیا تھا۔ کیونکہ وہاں جو کوئی بھی آتا تھا یا تو موت کو چنتا یا انکی ملازمت کو۔۔

پر یہ دادا جان تھے جنہوں نے کتنے مسافر پرندوں کو پروان
چڑھایا تھا، یقیناً اللہ جسے چاہے خاک سے سونا بنا دے۔
وہ جو کبھی دلال ہوا کرتا تھا آج پانچ وقتی نمازی، بلکہ پاس والی مسجد کا مولوی بھی
خود تھا، اور وہاں آدھے سے زیادہ لوگوں کو راہ پر لانے والا بھی وہی۔۔
وہ دونوں بھاگ تو آئے تھے پر کبار کے موجود کتے انکے پاؤں سونگھتے وہاں تک
پہنچ گئے۔ اور ابھی تک آ بھی رہے تھے۔

مجھے لگتا ہے آپ کو ان سے صاف کہہ دینا چاہیے تھا کہ"
آپ بھی انکا ہی اہک حصہ ہیں۔ تو وہ سوچ سمجھ کر ہمیں وہاں سے نکالتے
"اب ہم کہاں جائیں۔۔۔
تم۔۔۔۔۔۔۔"
آہہہ۔۔۔ "معاً ابھی دلاور کے الفاظ بیچ میں ہی تھی کہ اچانک ایک بار"
پھر وحشتزدہ توقیع چیخ فضا میں گونج اٹھی
چپ، بالکل چپ!!" وہ اپنا سر پکڑے اچھل کر لات سر پر وار"
کرنے والے کی گردن میں مارتا اسے گرا کر سنبھل کر توقیع کے سامنے آیا
اور غصے سے اسکی آنکھوں کے سامنے گن نکال کر اس وجود کو سینے کا
نشانہ لے لیا۔

یہ توقیع کا دلایا ہوا طیش ہی تھا۔ وہ روتی اسکے سر سے خون دیکھ کر تھر تھر کانپ رہی تھی پر وہ غصے سے گھورتا اپنے بیگز اٹھا کر آگے بڑھا۔

"دد۔۔ دل آپکی حالت۔۔" وہ ڈرتی ڈرتی پیچھے آتی بولی۔

"آگے ہو جائو۔۔" اسنے اسکی بات نظر انداز کرتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔ اسکے اچانک نرم تاثرات سے یوں سرد ہو جانے پر توقیع ہونٹ بھینچے شال سختی سے اپنے گرد اوڑھ کر آگے بڑھ آئی۔۔

وہ وقتاً فوقتاً مڑ کر دیکھتی تو اسکی گھورتی ہوئی نظریں پا کر گڑبڑا جاتی۔ پھر سے آگے بڑھنے لگتی۔

"منہ ڈھانپ لو!" وہ سرزش کرتا بولا"

"جج۔۔ جی!!" سٹپٹا کر اسنے چہرہ ڈھانپا۔ اور خاموشی سے دونوں آگے سفر کرنے لگے تھے۔ دلاور کی نظریں چاروں اطراف گھوم رہی تھیں ویسے ہی توقیع کی سماعتیں اسکے قدموں سے لپٹی ہوئی تھیں۔

"سنیں؟"

"تم اب سنیں سنیں بند کرو اور خاموشی سے چلو۔۔" اسنے غصے سے گھڑکا۔

نہیں وہ میں کہہ رہی تھی آپ کہیں بیٹھ جائیں تو میں آپکی پٹی"
"کر دوں۔۔وو۔۔وہ پہلے والی آپکو یاد ہے۔ویسے۔۔

تم جو بھی کہہ رہی تھی وہ گھر چل کر کہنا ابھی میرا دماغ کھانے کی"
کوشش مت کرو۔"وہ گھور کر کہتا اسکی بات نظر انداز کر گیا
ایسے تو مت کریں دل آپکا خون بہہ رہا، آپ کو کچھ ہو گیا تو میں کس"
کے ساتھ جاؤں گی؟"وہ بھرائی آواز میں بولی۔پر دلاور نے بیگ
زمین بوس کر کے اسکے سامنے آیا اور اسے پیچھے بیٹھنے کا کہا۔۔

پیپ۔پر؟؟؟"وہ شرم سے سرخ ہوتی جھجھک کر پیچھے ہوئی۔۔"
پر کی کچھ لگتی میں تمہارا ملازم نہیں لگا بیٹھو۔۔ورنہ تمہارا بار بار"
بریک لگانا، میرا بریک لگا دو گی۔"وہ خونخوار نظروں سے کہتا اسے غصے
سے جھڑک گیا۔۔
تو قسیع شرمندہ ہو کر یہاں وہاں دیکھتی اسکے پیچھے آ گئی اور اسکے سامنے
بیٹھنے پر وہ اسکی گردن میں بازو ڈالتی اسکے ساتھ لپٹی۔
اسکا شرم سے چہرہ سرخ تھا، گال دہک گئے تھے جبکہ دلاور کی گھنی
مونچھوں تلے محظوظ کن مسکراہٹ تھی اور دل میں ہلچل۔۔۔

اسکا دل بے ایمان ہونے لگا تھا۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا اور بیگ دونوں ہاتھوں میں تھامے وہ چلنے لگا۔ اسکی ٹانگیں اسکی کمر کے گرد حائل ہو گئیں۔

وہ برف میں اپنے بھاری بوٹ رکھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا، آس پاس گھنے درخت تھے۔۔ اور ساتھ محتاط انداز بھی تھا۔ وہ رات سے نکلے تھے اور اب تک چل رہے تھے، کافی دور نکل آئے تھے۔ بھوکے پیاسے تو تھے پر تھکن سے انگ انگ بھی دونوں کا دکھ رہا تھا۔۔

اور ان دونوں کو جلد ہی کسی ٹھکانے کی تلاش تھی۔ وہ اس گاؤں کو بہت پیچھے چھوڑ آئے تھے۔ اور کچھ ہی فاصلہ تھا، انہیں سڑک تک پہنچنے کا۔

ooooooo

"کہاں سے آرہے ہو؟"

وہ تیز تیز قدم اٹھا کر اندر کی طرف بڑھ رہا تھا معاً اس پر سمن کی نظریں پڑیں، اسکے اتنی ایمرجنسی میں بھاگ کر نکلنے اور پھر یونہی تیزی سے اندر آنے پر سمن کو حیرت ہوئی تھی کہ فتنے کو کون سی مرگی پڑ گئی ہے؟ آرہا جارہا ہے۔

دریاب کے قدم آواز پر ٹھٹھک گئے اسنے بے ساختہ قدم روک کر سر پلٹ کر دیکھا۔وہ گرین کلر کے شلوار قمیض میں، دوپٹہ سر پر ڈالے کمر پر ہاتھ ٹکائے ابرو اچکا کر پوچھ رہی تھی

وہ اسکی مداخلت اور دادا گری پر تپ اٹھا اور چلتا ہوا اسکے پاس جا پہنچا۔۔"تم سے کام ہے؟"اسنے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا
ہاں جی کیونکہ اس گھر کے اب سے کچھ رولز ہیں جو میں نے بنائیں" ہیں۔۔"وہ جتا کر بولی
اوہ!"دریاب اسکے رویے سے متاثر ہوتا داد میں ابرو اچکا گیا۔۔"ذرا" بتانا فرمائیں گی محترمہ مہمان کہ آپ نے اس گھر کے چشم وچراغ کیلئے کون سے رول بنائیں ہیں؟"اسنے بازو سینے پر باندھے۔
مسٹر بجھے چراغ!اس گھر کے یہ رول ہیں کہ گھر سے نکلتے وقت" اللہ حافظ اور گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا فرض ہے، اور اگر کہیں بھی جانا ہوا ایمرجنسی تو گھر میں بتا کر جانا ہوگا مجھے کہ کہاں جا رہے ہو تاکہ میں آپکی ماتا شری تک آپکی گمشدگی کا وجہ بتا سکوں۔"وہ بھی اسی کے انداز میں طنزیہ بولی

اچھا رولز تو بنا لیے کیا تمہیں یہ پتا نہیں تمہاری ویلیو اس گھر میں صرف ایک مہمان کیئر ٹیکر کے علاوہ کچھ نہیں؟" اسنے سلگھایا سمن کو۔۔

آفکورس جہاں آپ جیسے فتنے ہوں، جنہیں گھر میں دوسری بار سالن نہیں پوچھا جاتا تو وہ ضرور سب کو اپنے نظریے مطابق دیکھنا پسند کرتے ہیں۔

پر میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں مسٹر سڑک چھاپ پولیس والے! کہ میری ماں یعنی زریش شاہ بعد میں پہلے خان ہے اور وہ دانیال خان کی سگی کزن ہے انڈرسٹنڈ؟ اس حاب سے اس گھر میں میرا اتنا ہی حق ہے جتنا کہ آپکا۔۔

سو آئندہ مجھے یہ چار سو بیس لوگوں جیسے تیور دکھانے کی کوشش مت کرنا کیونکہ میں سمن شاہ ہوں کوئی کیئر ٹیکر نہیں۔ میں چاہوں تو آپکو اپنا گارڈ رکھ لوں آئی سمجھ ساحل شاہ کی بہن ہارون شاہ کی بیٹی ہوں۔" وہ دو انگلیوں سے چٹکی بجاتی اس پر اسکی اوقات واضح کرنے لگی۔

دریاب کو اسکی چھوٹی انگلیوں اور، بچگانہ تیوروں پر ہنسی آنے لگی جسے وہ خوبصورتی سے ضبط کر گیا۔

تم مجھے اوقات دکھا رہی ہو؟" وہ اسکی سمت غصیلے تیوروں سے بڑھا"
پر وہ ڈٹی وہیں کھڑی رہی بجائے خوفزدہ ہو کر پیچھے ہونے کے۔۔ کیونکہ
دریاب جانتا تھا ابھی اسے اندازہ ہی نہیں وہ کیا کچھ کر سکتا تھا اسکے
ساتھ اگر چاہے تو۔۔

واضح ہو گئی ہے آئی ایم شیور۔۔" وہ نخوت سے بولی"
سمجھتی کیا ہو تم خود کو ہاں؟ ایک ہاتھ سے مسل دوں کبھی دیکھا ہے خود کو"
میرے برابر؟؟" وہ اس پھولے گالوں والی، چھوٹی سی لڑکی کو دیکھتا اپنے قہقہ دبا رہا
تھا

ہاں ٹھیک فرمایا آپ نے۔۔ یہی تو ساری بات ہے کہ کبھی میرے"
برابر آپ کو لائے؟ نہیں۔۔
کیونکہ آپ مرد ہیں آپ کے عیب کوئی نہیں دیکھے گا، اچھی خاصی
جاب ہے ہٹے کٹے پہلوان ہیں بس۔۔
اور اگر یہی ہٹی کٹی پہلوان لڑکی بن جائے تو اسکے لئے طعنے مصیبتیں طنز۔۔
مطلب وہی دوغلا پن سماج میں منافق لوگ۔۔ آپ کو کبھی کسی

نے کہا کہ آپ حقیقت میں ایک سانڈ جیسے ہیں؟
نہیں بھئی کیوں کہیں گے آپ کو ایسا۔ پر مجھے تو چشمے، موٹائی میں ہر کوئی ٹوکتا رہتا ہے جیسے کہ انکا ابا آکر مجھے کھلاتا تھا۔
خیر بھاڑ میں بھیجو سب، صرف موقعہ چاہیے آپ کو مجھ سے باتیں بگاڑنے کا۔ ہونہہ رولز یاد رکھیئے گا۔" وہ کہہ کر جانے لگی جب دریاب نے جھٹکے سے اسکی مومی کلائی تھام کر کھینچ کر واپس مقابل کر دیا۔
ایسے ہی بھاگتی جا رہی ہو بیٹری میری بھی سنتی جاؤ" اسنے سامنے کھڑا کرنے کے انداز میں جیسے پٹخ دیا اسے
یہ کیا بدتمیزوں والی حرکت ہے؟" وہ غصے سے اپنی کلائی اسکی چوڑی ہتھیلی میں دیکھتی بولی

تمہاری جیسی ہی ہے۔۔ اور کیا کہہ رہی تھی مجھے کہ میں سڑک چھاپ پولیس والا ہوں؟ کیا میں نے کبھی تمہیں راستے میں تنگ کیا ہے؟ یا کبھی تمہارا راستہ روک کر کھڑا ہوا ہوں؟" اسکی آنکھوں میں دیکھ کر غصے سے بولا
راستے روکنے کی ہمت تو کسی میں نہیں، ہاں ہو سڑک چھاپ کیوں اب کیس کرو گے؟" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی تمسخرے سے

مزید بولی۔۔"کرلو ان شاءاللہ بھیو ضرور میرا کیس لڑیں گے۔۔"وہ لاپرواہ ہو گئی

بیوقوف!اگر میں نے کیس کیا یا راستہ روکنے پر مجبور ہوا بھی تو وہ " کیس کروں گا کہ نا باپ کے ہاتھ پہنچیں گے نا بھائی کے اسلئے میرے منہ لگنا کچھ کم کر دو!میری کھوپڑی الٹا کام کرتی ہے ایسا نا ہو تمہاری کایا ہی الٹ ہو جائے۔"وہ معنی خیزی سے اسکی سمت کچھ جھک کر بولا۔ارادہ صرف اسے ڈرانے کا تھا

کہنا کیا چاہتے ہو؟"وہ نا سمجھتی غصے سے بولی۔۔"

یہی کہ اپنی اوقات میں رہو۔"اسنے پھر سے جتایا"

مجھے اوقات میں نہیں رہنا بلکہ اب آپ خود اپنی اوقات " میں رہیں۔۔کب سے دیکھ رہی ہوں باتیں ہی بڑھاتے جا رہے ہیں۔۔۔ اگر آپ نے رولز فالو نہیں کیے تو میں آپکی مام کو بتا دوں گی آپ کو سلام دعا کی ہدایت کرنے پر آپ نے میری انسلٹ کی۔۔

اس سے پھر کیا ہو گا۔ وہ بیمار ہیں اس ٹینشن سے مزید بیمار ہو جائیں گی۔ اور اگر وہ بیمار ہوں گی تو سب متوجہ ہوں گے، اور اگر سب متوجہ ہوئے تو ظاہر ہے وجہ پوچھیں گے اور جب وجہ پوچھیں گے تو لازماً انہیں بتانی پڑے گی، اور جب وجہ بتائی جائے گی کہ آپ میری انسلٹ کرتے ہیں پھر سب آپ سے ناراض ہوں گے اور ساحل بھائی دو بجائیں گے۔۔

اس سے کیا ہو گا آپ ڈسہارٹ ہوں گے اور جب آپ ڈس ہارٹ ہوں گے تو مزید آگ بگولہ ہوں گے۔ اور ظاہر ہے پھر غصہ مجھ پہ نکالیں گے اور جب غصہ مجھے پر نکالیں گے تب پھر آپ بد اخلاق کہلائیں گے۔

اور ہر جگہ بد اخلاق کہلائے جائیں گے، جس سے آپ کی مام کے سامنے آپکی عزت خراب ہو گی۔ وہ آپکو بد اخلاق کہہ کر گھر سے نکال دیں گی۔

اور جب آپ بے گھر ہو جائیں گے تب پریشان ہوں گے، اور اس پریشانی میں جاب نہیں کر پائیں گے۔ جب جاب نہیں کر پائیں گے تو لازماً آپ کی ریپوٹیشن خراب ہو گی۔

جب آپکی کارکردگی خراب ہو گی تو آپ کو دھکے دیکر نکال دیں گے۔ اور

جب آپ کو پولیس سے نکال دیں گے تو لازماً آپ ہر جگہ دھتکار جانے پر ٹوٹ جائیں گے، اور کوئی راہ نا دیکھ کر آپ مجبور ہوں گے سوسائیڈ کرنے پر۔۔ اور اگر آپ سوسائیڈ کریں گے تو اللہ کو ناپسند ہو جائیں گے، اور اللہ کے ناپسند لوگ تو جہنمی ہوں گے۔۔

تو آپ آپ خود ڈیسائیڈ کریں سلام کریں گے یا اللہ کے ناپسند بنیں گے؟" وہ گہرا سانس بھر کر سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی

دریاب ششدر شاکڈ کی کیفیت میں کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔

تم ہوتی کون ہو مجھے بلیک میل کرنے والی؟" وہ دانت پیس کر گھومتے سر سے بولا"

میں سمن دریاب خان بھی ہوں اور میں سمن ہارون شاہ بھی"

اب آپ خود ڈیسائیڈ کریں میں کون ہوں۔" وہ لاپرواہ انداز میں اپنی پونی پیچھے پھینکتی وہاں سے جانے لگی کہ ایکدم ہی دریاب نے بازو جکڑ کر اسے واپس اپنے سامنے کھینچ دیا، اور دوسرا بازو بھی سختی سے جکڑ لیا اور اسے ایک ہاتھ کے فاصلے پر پاس کھڑا کر دیا۔

اب بولو کیا کہنا چاہتی تھی اوقات نہیں میری۔ زبان کو لگام دوں." لگاؤں ابھی تمہاری زبان کو لگام؟ پھڑ پھڑ چلتی بیٹری۔۔" دریاب

روعب سے گویا ہوا تھا۔

دری!" معاً ابھی وہ کچھ اور ایک دوسرے سے کہتے وہیں عائشہ دانیال"
کی اواز گونجی۔
جی مام!" دریاب نے فوراً سے سمن کو پیچھے دھکیلا۔۔"
یہ کیا ہو رہا تھا؟" انہوں نے تھوڑی بہت جھلک جو دکھی تھی اس"
میں دریاب کا سپاٹ رویہ دیکھ کر غصہ ہوئی تھیں

مام وہ۔۔"
نہیں ماما یہ مجھے دھمکا رہے تھے۔۔" وہ ضبط سے عائشہ بیگم کو دیکھ کر"
جلدی سے بولی۔ دریاب نے سٹپٹا کر اسکی طرف دیکھا اور
عائشہ بیگم نے دریاب کی طرف

یہ کیا کہہ رہی ہے دری سمن؟ کیا تم سچ میں اسے تنگ"
پریشان کر کے دھمکا رہے تھے؟" انہوں نے سخت لہجے میں پوچھا۔۔
وہ سمن کے چہرے پر محظوظ کن مسکراہٹ دیکھنے لگا۔
جی مام مجبوراً آپ کی بہو کو بلیک میل کرنا پڑا پوچھیں کیوں!" دریاب"

نے بات کا آغاز کرتے ہوئے ساتھ ہی بازو اپنا سمن کی کمر میں ڈالا۔۔

اسے تو سو وولٹ کا جھٹکا، اپنی کمر میں اسکے چوڑے بازو کو محسوس کرتے دیکھتی کسمسانے لگی۔

"وہ بوکھلا گئی اس چالاک شخص کی چالاکی پر۔۔۔۔ نن نہیں مام"

"عائشہ سمن کی بڑبڑاہٹ دیکھتی اسکی کمر میں دریاب پر کیوں؟"

کا بازو محبت بھری نگاہوں سے دیکھتی پوچھنے لگی۔

"وہ اپنی معصوم پیاری سی ناسمجھ عقل سے پیدل، بیوی کو بلیک میل اسلئے کر رہا تھا کیونکہ مام مجھے لگتا ہے یہ بہت کمزور ہو گئی ہے یہاں آکر۔۔

میں نے اس سے کہا ہے کافی کمزور ہوتی جا رہی ہو ٹھیک سے کھانا کھایا کرو، اور ریلیکس رہو یہاں یہ تمہارا اپنا گھر ہے۔ کچھ چیز کی ضرورت ہو تو مجھ سے بے جھجک کہنا۔ اور آتے جاتے مہمانوں کو سلام دعا لازماً کیا کرو کیونکہ بہو ہے یہ اب۔۔

بس اتنی سی بات پر مجھے موٹے سانڈ، سڑک چھاپ پولیس والا، چار سو بیس موالی، اور جہنمی کہہ رہی تھی بس میں یہ کہہ رہا تھا کوئی بات بری لگی ہو تو میں معذرت کرتا ہوں پر ایسے تو نہیں کہتے کسی کو فتنے پھاپھا کٹنے جہنمی۔۔" وہ کہہ کر رکا نہیں ناراضگی سے چلا گیا.

عائشہ دانیال کی سمن پر آنکھیں ٹکی تھیں، جبکہ سمن ہوائیاں اڑے چہرے کے ساتھ جاتے ہوئے اس کمینے فتنے کو دیکھ رہی تھی جسنے سیڑھیاں چڑھنے سے پہلے پلٹ کر اس کے دیکھنے پر آنکھ دبائی تھی۔ اسکی شہد رنگ آنکھوں کی شرارت پر اسکا ننھا سا دل تیزی سے دھڑک اٹھا، اسکے کمر پر کچھ دیر پہلے ہاتھ کو محسوس کرتی وہ سرخ پڑ گئی۔

بیٹا ایسے نہیں کہتے اپنے مجازی خدا کو گڑیا وہ بڑا بھی تو ہے تم سے، یہ کافی" برے الفاظ ہیں اللہ گناہ دیتا ہے ان سے۔۔ آئندہ خیال رکھنا میری پیاری سی بیٹی اور جاؤ اس سے سوری کر کے آؤ اچھا لگے گا اسے جاؤ شاباش جب تک میں کچن میں ناشتے بناتی ہوں تب تک اسے سوری کر کے لے آؤ نیچے پھر ساتھ ناشتہ کریں گے۔"عائشہ نے نرمی سے اسکے گال چھو کر کہا۔۔

سمن ضبط سے اپنا چمشہ ٹھیک کرتی پانیوں بھری نگاہوں سے دیکھنے لگی۔ کتنا چالاک تھا۔ اور ایسے انسان کو پھاپھا کٹنا نہیں کہتے تو کیا کہتے ہیں۔۔

کیسے کہہ رہا تھا شرافت کا پوڑا کہ ضرورت ہو تو مجھ سے کہنا۔ منحوس

آتے جاتے ایک نظر نہیں ڈالتا اور بات کرتا ہے۔۔

ماما یقین کریں سب جھوٹ بول رہا تھا۔۔" انکے جانے پر وہ پیچھے پاؤں پٹختی منمناتی رہ گئی
میں چھوڑوں گی نہیں تمہیں موٹے سانڈ سمجھتے کیا ہو خود کو پھاپھا کٹنے سب کو برا بنا کر خود ستے ساوترے بن رہے ہو۔" وہ غصے ضبط سے کہتی سیڑھیوں کی طرف بڑھی

السلام علیکم مس شرمیلی!" فارس سیڑھیاں اترتا سامنے گول مٹول گالوں موٹی آنکھوں پر چشمہ پہنے سمن کو دیکھتا شرارت سے بولا۔۔
وعلیکم السلام مس نہیں مسز۔۔" وہ منہ بنا کر بولی فارس کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ وہ تو پہلے اسے زہر لگتا تھا مزید اسکا قہقہہ لگانا سمن کو تپا گیا پر مروت مارے وہ خاموش رہی

تم ایسی لگتی ہی نہیں جس حساب سے تمہیں مسز کہا جائے۔"
میرے خیال سے تم مس ہی ٹھیک ہو مس کیوٹ۔ اور تمہارے گالوں میں ڈمپل پڑتے ہیں آئی لائیک اٹ۔۔" وہ پرتپش نظروں

سے اسکے چہرے کو دیکھتا گویا ہوا۔۔

آپ اپنے خیال اپنے پاس رکھیں میں خیالات پر چلنے والی لڑکی" نہیں اسلئے ان باتوں سے پرہیز ہی کریں۔ اور ڈمپل کوئی انوکھی چیز نہیں پاکستان میں ہر دسویں لڑکی کو پڑتے ہوں گے۔ پر وہ سوکھی سڑی ہونی کی وجہ سے غائب کر دیتی ہیں۔۔ تو آپ انہیں ہی آئی لائیک اٹ کہا کر، کاز آئی ڈونٹ لائیک اٹ !!" وہ تیز ماچس کی تیلی کی طرح اچانک بھڑکتی گویا ہوئی اور خفگی ناپسندگی سے دیکھتی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔۔

ہاہاہا" فارس نے قہقہہ لگایا اسکے بھڑکنے پر۔۔ سمن مزید منہ" لگائے بغیر مٹھیاں بھینچے آگے بڑھ گئی

شاید بے بی کو معلوم ہی نہیں جس کی مسز بننا چاہتی ہے وہ کسی اور کے" خیالوں میں ڈوبا ہوا ہے۔ تو سوئیٹ ہارٹ تم دریاب خان کے کام کی ناسہی پر فارس خان کے کام کی ضرور ہو۔۔ اور تمہیں اپنے کام کی بنا کر ہی رہوں گا۔

ویسے بھی کہتے ہیں نا عورت تعریف کی بھوکی ہے۔۔" وہ بے باک

نظروں سے پیچھے اسکی پشت کو دیکھتا اسکے نظروں سے اوجھل ہونے پر گہرا بھاری سانس فضا کے سپرد کرتا ہوا سیڑھیاں اترنے لگا۔

پھاپھا کٹنے!!!" وہ غصے سے نیچی آواز میں غرا کر دھڑام کے ساتھ " ڈور پر لات مار کر کھولتی اندر داخل ہوئی۔۔۔
تم!!" دریاب اسکے اس طرح بدتمیزی سے آنے پر اچانک " سٹپٹاتا ہوا گرج اٹھا۔ پر اسکے برعکس سمن کی چشمے کے پیچھے پھیلی آنکھیں اس سانڈ کے محض تولیے میں لپٹے وجود کو دیکھ رہی تھیں، وہ ششدر تھی

استغفراللہ" اسنے اپنا ہاتھ حیرت سے اپنے منہ پر رکھا۔۔"

انتہائی کی بدتمیز لڑکی ہو نکلو یہاں سے۔۔" دریاب اندر ہی اندر شرمندہ " ہوتا اسے جھڑک کر غصے سے بولا۔۔
ہاہاہاہا۔۔۔" معاً اچانک وہ کھکھلا اٹھی، دریاب نے دانت پیسے۔"

تم جا رہی ہو یا میں۔۔۔" اسنے خفت سے جھنجھلا کر غصے سے کہا۔"

بیڈ پر اسکا یونیفارم رکھا تھا اور وہ ابھی باتھ لیکر باتھ روم سے نکلا تھا ابھی بالوں میں ہاتھ پھیر کر نمی جذب کر رہا تھا کہ اچانک افتاد بو کھلا گیا

سمن تو پہلے ہکا بکا ہو گئی اسکے وجود کو دیکھ کر، بعد میں اسکا شرم سے لال ہوتا چہرہ دیکھتے وہ قہقہہ لگا اٹھی۔

"بھئی میں کیوں جاؤں یہ میرا بھی روم ہے۔۔ جتنا آپ کا ہر چیز میں حصہ ہے اتنا ہی میرا، اس مطابق جتنا آپ کا اس گھر میں حصہ ہے اتنا ہی میرا۔۔" وہ محظوظ ہوتی اندر ایک کمینگی خوشی محسوس کرتی چلتی ہوئی سامنے فروٹ باسکٹ سے صوف نکال کر کھاتی اسکے وجود کو شرارت سے دیکھنے لگی۔۔

"مروگی میرے ہاتھو من یہ کوئی مذاق کا وقت نہیں نا ہی میرا موڈ ہے۔۔ چلو اب نکلو ورنہ مام سے یہ بھی کہوں گا آپ کی بیٹی میرے روم میں بد اخلاقی سے گھس آئی جب میں کپڑے چینج کر رہا تھا۔" اسنے دھمکایا پر سمن کو تو اسکے سٹپٹائے ہوئے تاثرات مزے دے رہے تھے وہ کہاں اب اسکی باتوں میں آنے والی تھی۔۔

ہاں تو کہہ دو ماتا شری نے خود مجھے بھیجا ہے تا کہ اپنے سانڈے جیسے"
مجازی خدا سے سوری کر سکوں اب تم خود ہی ہاف ننگے کھڑے تھے
اس میں مجھ معصوم کی کیا غلطی ہے جی؟" وہ آنکھیں پٹپٹانے لگی۔

دریاب تو حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔ وہ جسے نا سمجھ معصوم بچی سمجھتا تھا
وہ درحقیقت اس قدر چالاک لومڑی ہو گی اسے اندازہ نہیں تھا

اور دوسری بات۔۔ میں نے ایک ڈائجسٹ میں پڑھا تھا "دو"
میاں بیوی ایک لباس ہوتے ہیں" تو ڈونٹ وری شرماؤ مت مجھے
اپنا لباس ہی سمجھو۔۔۔" وہ ہنسی دباتی اسے چھیڑنے لگی تھی۔۔ پر اسے
خود نہیں معلوم تھا ان الفاظ کی معنی کتنی بھاری ہے۔۔

وہ تو نا صحیح البتہ دریاب اچھا خاصا چونک کر اسے دیکھنے لگا۔
کون سے فضول ڈائجسٹ پڑھتی ہے۔۔ اگر تم میرا لباس ہو تو کیا"
میں بھی۔۔۔۔" وہ غصے سے کہتا کہتا کنٹرول کر گیا
پر وہ شرمندہ ہوئے بغیر کھکھلا اٹھی۔ اسے اندازہ نہیں تھا وہ اس سے

معنی خیز باتیں کر رہی ہے۔ دریاب کبھی اسے دیکھتا تو کبھی پیچھے دروازے کو کہ کوئی آنا جائے۔

ہاہاہاہا نہیں میں اتنے پھیلے ہوئے ڈریسز نہیں پہنتی تمہارے "
کپڑے پہننے سے میں ان میں غائب ہو جائوں گی۔۔"وہ صوف سے بائیٹ لیکر بولی۔
وہ جو غصے سے اسے گھور رہا تھا، بے ساختہ ہی نظریں اسکے صوف کے رس سے بھیگے چھوٹے سرخ ہونٹوں پر گئیں۔۔
نگاہوں میں بغاوت اترنے لگی جس پر اسنے کافی ضبط کیا اور حقیقت کا آئینہ دکھایا کہ ناوہ اسکی ہے ناہی خود اسکا۔۔

واہ واہ تم خود کو تو جیسے چیونٹی سمجھتی ہو ناہاتھی کی کچھ لگتی نکلو یہاں سے۔"وہ "
طنزیہ کہتا جھڑک اٹھا اسے۔
سمن کا توہین سے چہرہ سرخ پڑ گیا۔۔"ہاتھی ہو گے تم، اور یہ تم خود کو تو جیسے سلم سمارٹ سمجھتے ہو کبھی ٹھیک سے کسی آئینے کے سامنے آئے ہو؟"وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں طنزیہ بولی

آیا ہوں ہزار بار آیا ہوں کم از کم تم سے تو کم ہی ہوں۔۔"وہ جتا کر بولا۔"
ہیں؟؟؟"سمن کی آنکھیں "کم" پر پھیل گئیں"
یی یہ تم خود کو کم سمجھتے ہو؟"وہ حیرت سے بولی"
ہاں تو اب نکلو مجھے دیر ہو رہی ہے ڈیوٹی سے۔۔"وہ آنکھیں دکھاتا اسکے"
پاس آنے لگا۔۔کہ خود ہی باہر پھینکنا پڑے گا ورنہ یہ نہیں جائے گی

نہیں مجھے یہ غلط فہمی دور کرنے دو کہ کم مجھ سے۔۔"وہ غصے سے پھولتے"
تنفس سے بولی۔۔
بعد میں کرتی رہنا خود کو آئینے میں دیکھ کر۔۔"دریاب نے دانت"
پیستے اسکی کلائی جکڑی اور اسے گھسیٹتا ہوا ڈور سے باہر پھینکنے کیلئے بڑھا کہ ایک
دم جھٹکے سے اسنے کلائی چھڑوائی اور دوسرے لمحے ٹھاکے ساتھ دروازہ
بھی بند کر دیا۔۔
دریاب اسکے اس عمل سے سٹپٹا گیا۔۔"پاگل تو نہیں ہو گئی تم؟؟؟"
اسنے غصے سے گھورا۔۔اتنی بچی بھی نہیں تھی جو سمجھ نا سکے۔۔
پاگل میں نہیں پاگل آپ ہو گئے ہیں کہاں سے میں آپکو خود سے موٹی"
لگتی ہوں؟؟"وہ غصے سے چیخی اور صوف اسکے سینے پر مارا جس سے وہ کراہایا۔

جاہل عورت دماغ تو نہیں ہل گیا تمہارا۔۔؟" اسکے دروازہ بند کر دینے پر دریاب جھنجھلا گیا۔

دماغ میرا نہیں آپ کا ہل گیا جاہل مرد۔۔" وہ اسکی چوڑی بھیگی کلائی تھام کر زبردستی کھینچتے ہوئے آئینے کے سامنے لے آئی۔۔

اس تگ و دو میں اسکا سانس پھول چکا تھا بلکہ دوپٹہ بھی سر سے لڑھک کر ایک شانے سے ڈھلک گیا تھا۔

اسکے ہلتے ہونٹ آنکھوں پر چشمے، ڈھلتے دوپٹے سے، دریاب نے ہونٹ بھینچ کر نظریں پھیریں۔۔" جاؤ یہاں سے من۔۔" وہ پلٹ کر سرخ چہرے سے وہاں سے جانے لگا کہ وہ غصے سے اسکی کلائی تھام گئی۔۔

کیوں حقیقت سامنے آنے پر شرمندہ ہو گئے؟" اسنے غصے سے کہا۔" دریاب نے بہت مشکل سے اپنا سانس بحال کرتے خود پہ ضبط کیا۔۔

کیسی حقیقت؟" اسے بھگانے کیلئے وہ کچھ سوچ کر پلٹا اور مبہم سی مسکراہٹ سے بولا

یہی کہ مجھ سے موٹے ہو تم۔۔" اسنے جتایا اور اپنی کلائی میں اسکے مضبوط ہاتھ کی گرفت کو دیکھا

اچھا تو آؤ خود ہی دیکھ لو۔۔" دری نے کہنے کے ساتھ اسے اچانک اپنی"
سمت کھینچا۔
دریاب!!!" وہ دہل کر کھینچتی ہوئی اسکی سمت آئی جب اسنے اسکے"
شانوں سے پکڑ کر اسے سینے سے لگنے سے پہلے سنبھالا اور جھٹکے سے پلٹ
کر اسکی پشت کو ساتھ لگاتے ہوئے وہ قد آور آئینے کے سامنے لے آیا۔
اب بولو!" اسنے کان کے پاس جھکتے ہوئے سرگوشی کی اور اسکی آنکھوں"
سے چشمہ اتارا جس سے اسکی آنکھوں کی نظریں دھندلی سی ہو گئیں۔
ہاں تو اب بتائو کون ہے موٹا سانڈ؟ مجازی خدا، ایک لباس؟""
وہ جھٹکے سے اسکے بالوں میں موجود پونی کو نکالتا ہوا بال اسکی پشت
شانے پر بکھیر گیا اور کمر میں بازو حائل کر کے اسے مزید
پاس کر کے کان میں سرگوشی سے پوچھا۔۔

یی۔۔۔" سمن کی آواز حلق میں پھنس گئی۔۔ اسکا وجود اچانک ہی"
جیسے اسکے قریب آنے پر انگارہ ہو گیا تھا۔ وہ حلق تر کرتی کمر میں
موجود اسکے چوڑے بازو کو نکالنے لگی

کون سا اعتراض ہے؟ ڈائجسٹ میں یہ نہیں پڑھا؟" اسکی"

مزاحمت بولتی بند ہونے پر دریاب نے مسکراہٹ چھپائی پر نظریں جب چہرے سے پھسل کر اسکی سامنے بکھری زلفوں پر گئیں وہ خود ہی مبہوت ہو کر رہ گیا۔۔

ن۔ناشتہ پہنیں جائیں۔۔۔"وہ بوکھلاہٹ میں کہتی اسکے بازو کو" کمر کے گرد لپٹے ہونے پر بوکھلائی شرمندہ سی کھولنے کی کوشش کرنے لگی۔

اسے اپنی بیوقوفی پر سخت رونا آنے لگا،اوپر سے آنکھوں پر بھی سخت غصہ آیا کہ اللہ نے اسکا نور واضح کیوں نہیں دیا آنکھوں میں۔۔

وہ دانتوں میں ہونٹ دبا کر مزاحمت کرنے لگی،اسکی دھڑکنیں پور پور میں تیز دھڑک رہی تھیں جب اچانک ہی اسنے جھٹکے سے اسے گھمایا۔۔

ککک۔۔کیا کر رہے ہو دری۔۔"اسکے دوسرے چوڑے مضبوط بازو کو اپنی" کمر میں حائل ہوتے دیکھ کر اسکا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔

اسنے وحشتزدہ نظروں سے اسکے چہرے کی سمت دیکھنا چاہا،پر اسکے تاثرات نظر دھندلی ہونے کی وجہ سے نہیں دیکھ پائی۔۔

اسنے اپنے لرزتے ہوئے ہاتھ اسکے سینے پر رکھے اور اسے دور کرنے کی کوشش

کرنے لگی۔ اسکے گال شرم حیا سے گلابی ہو گئے تھے۔
کیوں تمہیں نہیں معلوم؟" وہ کان میں جھک کر کہتا اسکے بالوں"
میں چہرہ چھپا کر گہرا سانس اسکی مدہوش کن مہک میں
بھرتا ہوا بے خود ہو گیا۔۔
اسی بے خودی میں اسنے اسکی کمر پر بازوؤں کا حصار تنگ کر دیا، جسکے
ساتھ ہی سارے فاصلے ایک دم سے سمیٹ گئے اور وہ دہکتے چہرے
کے ساتھ آنکھیں میچے ہونٹوں پر زبان پھیرتی گردن پر اسکی مونچھوں کی چبھتے
لمس پر ہولے سے ہونٹ کھول کر بھاری پھولی سانس خارج کرنے
لگی۔۔

اسکی جان ہاتھوں سے نکل گئی تھی جب اسنے دہکتے ہونٹوں نے ذرا سا
اسکی گردن کو چھوا تھا، وہ آنکھیں سختی سے میچ کر ہاتھوں کی مٹھیاں بنائے
رونے جیسی ہو گئی

اسکے تنگ سے تنگ ہوتے حصار میں وہ بے جان ہونے لگی۔ وہ
اسکی خوشبو میں گہرے سانس لے رہا تھا بے خود سا۔۔ اور وہ
بے جان ہوتی جیسے سانسیں ہار رہی تھی۔۔

"در۔۔۔۔"

معاً روم کی فضا میں اچانک ہی دریاب کے موبائل کی چیخیں گونجیں۔۔ سمن کی خوف سے چیخ نکل گئی۔ جسکے ساتھ ہی اسنے اپنی خمار سے بھری آنکھیں جھٹکے سے وا کیں۔۔

اور آنکھیں کھولے صورتحال کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگا۔ جب ہوش بحال ہوئے، ماحول پر چھایا ہوا فسوں طلسم ٹوٹا اسکی نظریں اپنے تنگ حصار میں بھینچے نرم روئی سے کانپتے وجود پر گئیں۔۔

دریاب کا دماغ بھنک سے اڑ گیا۔ "من۔۔۔" اسنے گھبرا اس سے دور ہونا چاہا پر وہ روتی ہوئی گرنے لگی تھی جسے اسنے بوکھلا کر تھاما

پر اپنے ہاتھ میں موجود اسکا چشمہ بالوں کی پونی دیکھ کر اسکا دل مزید گھبرا گیا۔۔ اور پھر اسے اپنے تنگ کرنے والی سوچ یاد آئی جس سے سخت شرمندہ ہو گیا

وو۔۔وہ۔۔۔ "اسے سمجھ نہیں آیا وہ روتی ہوئی سمن کو کیسے چپ کروائے۔" جلدی سے اسکی آنکھوں پر گلاسس لگائے۔۔

و۔۔وہ سوری یار میں بس تنگ۔۔۔"اسنے خفت سے اسے سنبھالنا چاہا پر اسنے غصے سے ہاتھ جھٹک دیئے۔۔

شٹ اپ۔۔بہت برے ہیں آپ۔۔"وہ غصے روتی ہوئی کہتی اپنا دوپٹہ درست کرنے لگی اور چشمہ ٹھیک سے آنکھوں پر لگاتے اسے دیکھا۔

میں کیوں برا ہوں؟"ابکی بار دریاب کو بھی غصہ آگیا۔۔"کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا جاؤ؟"اسنے بھینچی آواز میں پوچھا۔

نہیں کہا آپ نے۔۔میں سب کو بتاؤں گی۔۔آپ نے میری پسلیاں توڑ دی ہیں۔۔"وہ ہچکیاں بھرتی کانپتی ہوئی اپنی کمر سہلانے لگی۔

"دریاب چونکا۔۔"دھت تیری

اگر تمنے کسی کو بتایا تو میں۔۔۔می۔۔میں تمہیں چاکلیٹ کا ڈبا نہیں لیکر دوں گا۔۔"کچھ ناسوجھتے ہوئے اسنے اپنی خفت شرمندگی قصور چھپانا چاہا۔۔

رشوت دے رہے ہو؟"سمن نے بھیگی آنکھوں سے اسے غصے سے گھورا۔"

قسم سے نہیں مم۔میں بلکہ میرا پہلے ہی ارادہ تھا تمہیں لیکر دینے"

کا۔ پھر سوچا کہ "اسنے بوکھلاہٹ میں سمجھ نا آیا کیا کہے۔۔
اچھا خاصا پھنسا تھا اس موٹی کے سامنے۔
پھر سوچا کہ پہلے اسکی کمر توڑ لیتا ہوں، تا کہ وہ ایک جگہ لنگڑی"
ہو کر بیٹھ جائے اور پھر تم مزے سے مجھ پر رحم کھا کر مجھے
رشوت دیکر میرا ایمان خرید لو۔۔
یہی سوچ ہے نا آپکی؟ میں آپکو پہلے ہی جان گئی تھی۔ یہ جو ہاتھی کی دم جیسی
شکل لیکر چلتے تھے مجھے پتا تھا آپ اندر سے ایکدم کے پھاپھا کٹنے
اور فتنے ہو۔۔۔
مجھے برا بنا کر آئے تھے نا اب دیکھو جا کر ماما کو نشان دکھاؤں گی یہاں بھی
اور یہاں بھی۔۔" وہ خونخوار دھمکاتی ہوئی وہاں سے جانے لگی دریاب نے
بوکھلا کر اسکی کلائی تھامی

کیا ہو گیا ہے تمہیں من اتنی اچھی ہوا کرتی تھی۔ ایسے چغلی کرتے اچھی لگو گی؟"
دیکھو میں کیا سوچ رہا تھا کہ کیوں نا ہم شام کو شاپنگ پر چلیں؟" وہ
اچھا خاصا پھنسا تھا۔۔
وہ تو کمر توڑ کہہ رہی تھی پر اسکی ماں تو سمجھ جائے گی بیٹے نے کون سا
گل کھلایا ہے۔۔

دریاب کا دل کیا اس فتنی کا گلا گھونٹ کر یہیں کہیں چھپا دے اسے۔
بھکاری سمجھتے ہیں مجھے ؟ کیسے اوقات دکھا رہے تھے مجھے بھول گئے "
پہلے ؟" وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں پلٹی

وہ سٹپٹا گیا اس چھوٹے پیکٹ کے سامنے
دیکھو یار ایسا کچھ نہیں تھا بلکہ۔۔۔ بلکہ میں تو بس ایسے ہی تمہیں تنگ "
کر رہا تھا تمہاری کمر کیوں توڑوں گا؟ جو دھرتی پر بوجھ ہوتے ہیں نا انکی کمر
نہیں ٹوٹتی جلدی، من اچھی لڑکی سمجھنے کی کوشش کرو۔۔
تم میری کزن ہو بھلا میں تمہیں تکلیف دے سکتا ہوں ؟" وہ سرخ
چہرے کے ساتھ منت سماجت پر آ گیا۔
سمن نے حیرت سے اسکی بوکھلاہٹ گڑبڑاہٹ کو دیکھا۔
تکلیف تو اسے کم ہو گئی تھی بلکہ اسکے وجود کی حرارت جو اس میں
منتقل ہوئی تھی وہ بھی زائل ہو گئی تھی بس اب صرف وہ گڑگڑا رہا تھا۔

اچھا تب تو کزن یاد نہیں آتی جب ڈی گریڈ کرتے ہیں ؟" وہ کمر پر ہاتھ رکھ "
کر ابرو اچکا گئی۔۔
کیسی باتیں کر رہی ہو پیاری لڑکی بھلا میں تم جیسی اچھی بچی کو ڈی گریڈ کروں "

گا۔۔ تم دنیا کی سب سے حسین لڑکی ہو۔۔ موٹا تو میں ہوں اب خوش؟" وہ اسے پچکارنے لگا اور دل ہی دل میں خود کو کوس رہا تھا۔

کیوں خوش؟ وہ چاکلیٹ کا بول رہے تھے؟" اسنے غصے سے جھڑکتے روب سے کہا

ہاں ہاں مجھے یاد ہے آتے ہوئے لے آؤں گا۔" دریاب نے فوراً سے شرافت سے حامی بھری

اور وہ شاپنگ؟ اور میرے رولز؟" وہ چلتی ہوئی آئینے کے سامنے آئی اور اپنا چشمہ درست کرتی پونی وہیں رکھ کر برش اٹھایا۔۔

دریاب نے چند پل مبہوت ہوتے اسکی کمر پر سیاہ بکھرے بالوں کو دیکھا، اور انکی مہکتی خوشبو کو سانسوں میں پایا۔۔

میں جاؤں ماما کو بتانے؟" اسکی خاموشی پر وہ غصے تحکمانہ انداز میں پلٹی

نن نہیں۔۔ مجھے سب منظور ہے بس۔۔ اپنے منہ کو بند رکھو۔۔" وہ دانت پیس کر ہوش میں آتا بولا

ٹھیک ہے میں بھی آج رات کو سوچوں گی کہ بتاؤں یا معاف

کر دوں۔۔ خیر یہ تو بعد کی بات ہے پر اس سے پہلے جلدی سے
تیار ہو کر نکلو سست انسان اور یاد سے مجھے کالج ڈراپ کر دینا۔۔
ورنہ ماما سب کو بتا کر ایسی درگت بناؤں گی سمن نام سے بھی
جھرجھری آجائے گی جلدی کرو" وہ غصے روب سے حکم دیتی بالوں کی
واپس پونی بنا کر دوپٹہ ٹھیک سے اوڑھتی ہوئی جانے لگی
دریاب نے دانت پیس کر خود پر ضبط کرتے حکم پر تلملا کر ہاتھوں کی
مٹھیاں بنائیں معاً وہ اچانک کچھ یاد آنے پر پلٹی جلکے ساتھ ہی وہ
سٹپٹا کر سیدھا ہوتا زبردستی اسے دیکھتے مسکرایا۔۔
جلدی ریڈی ہو ابھی کیا احمقوں کی طرح مجھے تک رہے ہو۔۔" وہ"
جھڑک گئی دریاب نے سختی سے دانت پیسے
اب تم دفع۔۔ میرا مطلب نکلو گی تب ہی چینج کروں گا نا۔۔" وہ بھینچی آواز"
میں بولا ابکی بار سٹپٹانے کی باری سمن کی تھی۔
میرے کو بتانے کی کوشش مت کرو جا رہی ہوں پر یاد رکھنا یہ روم"
آدھا میرا ہے کیا؟" وہ جتاتی ہوئی بولی دریاب کا دل کیا کچھ اٹھا کر
اس فتنی کا سر پھوڑ دے نکمی میسنی فتنی عورت۔۔

پتا ہے اب د۔۔ جاؤ!" ضبط سے بولا۔۔"

سمن ایک روب دار جتاتی ہوئی نظر ڈالتی وہاں سے نکلی
افف خدایا۔۔" دریاب نے شکرانے بھرا گہرا سانس لیکر"
بھاگ کر دروازہ بند کیا اور سکون بھرا سانس لیکر خود کو
کوسا۔۔

پوری بلاسٹ بیٹری تھی۔۔" اسنے سوچتے اسکے بلیک میل پر دانت"
پیسے اور یونیفارم اٹھا کر وہاں سے جانے لگا تھا معاً قد آور آئینے کے
سامنے گزرتے ہوئے اسکی آنکھوں کے سامنے وہ بے خود بہکے پل
لہرائے۔
اسنے بری طرح سے اس منظر کو آنکھوں کے سامنے جھٹکا، وہ چینج کر کے
جب واپس روم میں آیا تب موبائل کو پھر سے بجتے ہوئے پایا وہ جلدی
سے گھڑی پہن کر بالوں میں برش لگاتے بیلٹ پہنتے ہوئے گن کو چیک
کیا۔۔
اور میگزین فل دیکھ کر اسے جلدی سے بیلٹ میں لگاتے ہوئے، شوز
اٹھا کر بیڈ پر بیٹھا۔ جب نظریں موبائل سکرین پر پڑیں تو سامنے
"زیاف "کا نام دیکھا۔
ایک پل کیلئے وہ ساکت سا ہو گیا۔۔

پر بار بار کال پر اسنے او کے کرتے ہوئے کان سے لگایا۔۔

"السلام علیکم یارے کہاں ہو کتنی کالز کر رہا ہوں ہوش میں تو ہو یا ابھی تک بیوی کے بانہوں میں پڑے ہو؟" دوسری طرف وہ طنزیہ بولا
اسکی بات سنتے دریاب کی آنکھوں کے سامنے اپنی بانہوں میں بھینچا ہوا وجود لہرایا۔۔

"میں ایسے فضول حرکات نہیں کرتا۔" اسنے سر جھٹکا۔۔

"ہاہاہا کیونکہ تم حرکات نہیں عمل کرتے ہو۔۔ پر میرے جانی میں بھی آرہا ہوں ٹکر لگانے پہلا حق میرا تھا پر ظالم سماج۔۔۔
خیر اسلئے میں واپس آرہا ہوں اور آتے اپنا کانٹا سیٹ کرنا چاہتا ہوں۔۔

"اسلئے تم سے ایک ہیلپ چاہیے تھی۔۔ پر پہلے یہ بتا یہ آواز کیوں اتنی سڑی ہوئی ہے بھابھی سے لڑائی ہوئی ہے کیا؟" وہ سنجیدہ ہوتا آخر میں پھر شرارت سے بولا۔۔

"نہیں کچھ نہیں بس تھکن کی وجہ سے۔۔ خیر تم بتاؤ کون سی ہیلپ چاہیے؟" وہ چونکا تھا اسکی ہیلپ والی بات پر۔۔

اوہ ہو افف تھکن۔۔"اسنے بے باکی سے آہ بھرتے کہا"
شٹ اپ یار ڈیوٹی کی بات کر رہا ہوں۔۔"دریاب سرخ پڑتا اسے"
گھڑکا اٹھا۔۔

ہاں تو میں بھی وہی کہہ رہا ہوں کمینے تیری سوچ ہی گھٹیا ہے۔"اسنے"
سٹپٹاتے ہوئے کوسا۔۔اسکے سٹپٹانے پر دریاب ہنس پڑا۔۔۔

گدھے کی طرح ہنسنا بند کر تھکن تو ہو گی جب ایس پی ہو کر کانسٹبل کے"
کام کرو گے۔اپنی پوسٹ کا کچھ تو فائدہ اٹھاؤ کوئی روب شوب چلاؤ۔۔
آرام کرو موج کرو۔۔"وہ ہنستے ہوئے بولا۔۔

ہاں تاکہ میں بھی بتاخوروں(رشوت خور) کی لسٹ میں شامل"
ہو جائوں۔۔اگر آرام ہی کرنا ہوتا تو کیوں جاتا اس فیلڈ میں۔
خیر چھوڑو اسے یہ فضول بحث ہے تم کام کی بات کرو۔۔"وہ بیلو ٹوتھ کان
سے لگائے شوز پہننے لگا۔۔

اچھا مذاق کر رہا تھا۔۔ چھوڑ۔۔"

وہ مجھے کہنا تھا شام کو میں آرہاں واپس تو کہنا ہے کہ میں نے اماں سائیں کو بھی راضی کر لیا ہے رشتے کیلئے بس اب چاہتا ہوں کہ ایک بار تمہاری کزن سے پوچھ لوں۔۔

اسلئے کیا تمہارے پاس اسکا نمبر ہے مجھے کچھ بات کرنی ہے اس سے۔۔" وہ شرماتے ہوئے بولا دریاب چاہ کر دکھاوی قہقہہ بھی نا لگا سکا۔۔

ہیلو بھئی صدمے میں تو نہیں چلے گئے ہاہاہا مجھے پتا تھا تمہیں" شاک ضرور لگے گا۔۔ کہ میں بھی تیرے برابر آگیا ہوں۔۔" وہ کھکھلا اٹھا۔۔

بس بکواس ہی کرتے رہنا، نہیں میرے پاس اسکا نمبر میں" بات نہیں کرتا اس سے۔۔" اسنے سنجیدگی سے نظریں چراتے ہوئے دوسرا شوز پہنا۔۔ بالآخر یہ ہونا ہی تھا۔

ہیں پر۔۔۔"

سچ کہہ رہا ہوں میرے موبائل میں صرف پولیس والوں کے دوستوں" کے کانٹیکٹ نمبر ہے۔۔ اچھا چل ڈیوٹی سے لیٹ ہو رہا ہوں یہاں آجاؤ

پھر بات کرتے ہیں اللہ حافظ۔۔" اسنے اسکی ارے ارے سننے کے بجائے فوراً سے کال ڈسکنیکٹ کر کے بیلو ٹوتھ نکال کر زور سے پھینکا۔۔

وہ غصے سے اٹھتا کیپ لیکر انتہائی سنجیدہ تاثرات کے ساتھ نیچے آیا کہ سمن چاہ کر اسے مخاطب نہیں کر سکی۔۔

ناشتے کے بعد وہ جب بیگ اٹھا کر لاؤنج میں آئی تو لاؤنج خالی تھا اور کچن سے عائشہ خان کی آوازیں آرہی تھیں۔۔

اسنے بھاگ کر ایک امید سے باہر جا کر دیکھا تو وہاں بھی اسے ناپایا۔

چاچا چادری کہاں گیا؟" قریب کھڑے پودوں کو پانی دیتے ہوئے" مالی کو اسنے مخاطب کیا

بیٹا وہ تو ابھی نکل گئے ہیں۔۔" انہوں نے مسکراتے جواب دیا۔۔"

توہین سبکی کے احساس سے سمن کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

اگر آپ کو کالج جانا ہے تو میں ڈرائیور کو بلا کر لاؤں بیٹا؟" وہ اسے" چاکلیٹی کلر کے عبایے میں دیکھ کر بولے

نہیں اسکی ضرورت نہیں میں اپنے بھائی کو کال کرتی ہوں۔" اسنے"

بمشکل خود پر ضبط کیا اور واپس گھر میں آئی۔۔

بیٹا تم واپس آ گئی؟ دری کے ساتھ نہیں گئی؟"عائشہ نے اسے پھولے"
منہ سے واپس آتے دیکھ کر پریشانی سے پوچھا

جی ماما انہیں کہیں اور جانا تھا اسلئے میں نے ان سے کہا آپ"
چلیں جائیں میں بھیو کے ساتھ چلی جاؤں گی۔۔"وہ کہہ کر رکی
نہیں ایک پھیکی سی مسکراہٹ پاس کرتی وہاں سے اپنے روم کی
طرف تیزی سے بڑھ گئی
روم میں آکر اسنے دروازہ بند کیا اور بیگ اسکارف اتار کر پھینکتے وہ
شرمندگی سے روتی بیڈ پر گر گئی۔

سمن کیا بات ہے دری نے کچھ کہا ہے کیا بیٹے؟"عائشہ اسکے"
پیچھے پیچھے آتیں پریشانی سے گویا ہوئیں
نہیں ماما سچی انہوں نے کچھ نہیں کہا۔۔مجھے نہیں جانا کالج میرا دل"
نہیں کرتا اسلئے نہیں گئی۔"وہ اپنے آنسوں رگڑ کر چہرہ صاف کرتی
عبایا اتار کر دوپٹہ لیتی باہر آ گئی۔۔

پر ایسے کیسے بیٹا تمہیں ایگزام بھی دینے ہیں زری نے خاص ہدایت کی ہے"
تمہاری پڑھائی کی بیٹے۔۔"عائشہ نے اسکا چہرہ جانچتے ہوئے
متفکر کہا

کوئی بات نہیں انہیں کون بتائے گا۔ میں تو یہاں آپ کے پاس"
رہنا چاہتی ہوں۔۔"اسنے مسکراتے پاس آکر انکے گرد بازو ڈالے اور
سینے پر چہرہ رکھا

اچھا ٹھیک ہے آج چھٹی کرلی کل سے میں خود دری سے بات کروں گی وہ"
تمہیں ڈراپ بھی کرے گا اور ٹیوشن بھی دے گا پھر دیکھنا کیسے میری
بیٹی پوزیشن ہولڈر بنے گی۔"انکی بات پر سمن نے حیرت سے دیکھا۔

وہ سب بعد کی باتیں ہیں پہلے آئیں میں آپ کو دوائی دوں چلیں"
شاباش۔۔"وہ سر جھٹکتی انکا ہاتھ پکڑ کر روم کی طرف بڑھ گئی۔
عائشہ نے محبت پاش نظروں سے اسکے سر کو دیکھا۔۔

جی آنٹی؟" وہ انکے بلاوے پر ناک کر کے روم میں داخل ہوئی۔ زریش نے" اشارے سے پاس بلالیا۔ اور قرآن کو چوم کر اٹھ کر اپنی جگا پر رکھ آئیں۔
وہ فارغ الوقت میں تلاوت ہی کیا کرتی تھیں، یہ انکی عادت پختہ تھی۔ ایک سپارے کی تلاوت کرتے ہوئے اچانک انکے دماغ میں روحا کا پورے دن کا وریا گھوم گیا۔
بغیر تاخیر کے انہوں نے ملازمہ کے ہاتھوں روحا کو بلایا جو کہ کچھ منٹ بعد اسکے سامنے تھی اور انکے اشارے پر چلتی ہوئی بیڈ کے کنارے ٹک گئی۔۔
طبیعت کیسی ہے میری بیٹی کی؟" وہ پاس آکر اسکے سر پر پھونک مارتی" پیشانی پہ بوسہ دیکر بیڈ پر اپنی سابقہ جگہ پہ بیٹھیں۔
جی ٹھیک ہوں۔" وہ آہستہ سے جھکی نظروں سے بولی۔۔"

کیا بات ہے روحی میری جان کوئی ہم سے ناراضگی ہے کیا؟" اسکی" خاموشی کو پاکر وہ دل مسوس کر بولیں۔
نہیں۔۔" اسنے آہستہ سے نفی میں سر ہلایا۔۔"

"یہ کیا بات ہوئی۔ بیٹا اتنا تو مجھے اندازہ ہے کہ ضرور تمہیں ہم سے کوئی تکلیف ملی ہے انجانے میں ہی جسنے ہماری پھول سی بچی کی مسکراہٹ چھین لی ہے۔۔

بتاؤ کیا بات ہے روحا۔۔ دیکھو میرا بچہ جو بھی گلا شکوہ ہے ہم سے کہہ دو میں پوری کوشش کروں گی کہ تمہارے شکوے ختم کر سکوں تمہاری تکلیف بھی۔۔

تمہارے ڈیڈ بھی رات پریشان ہو رہے تھے تمہارے لئے۔ اتنا اداس اور وہ بھی شادی کے شروع والے دن بیٹا ہمیں پریشانی ہو رہی ہے" وہ اسکے ہاتھ تھام کر محبت سے بولیں۔۔

صبح سے وہ انکی روک ٹوک کے باوجود بھی ساحل کا، گھر کا ہر کام کر رہی تھی۔ زریش شاہ نے تو گھبرا کر کافی بار منع کیا کہ نا کرے پر وہ سن کہاں رہی تھی انکی۔۔

"کیسے شکوے گلے؟" روحا نے اپنے آنسوؤں پر ضبط کرتے نظریں اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"کیا تم ناراض ہو ہم سے؟ یا ساحل سے؟" وہ جھجھک کر بولیں

"نہیں۔۔" اسنے نفی میں سر ہلاتے بیڈ کی چادر پر انگلی پھیری۔

پھر کیوں مجھ سے باتیں نہیں کرتی ناہی گھر میں کھلکھلاتی ہو۔۔ میں تو"
یہ سوچ کر لائی تھی اپنی بیٹی کو کہ ہم دونوں ساتھ مل کر ڈھیر ساری باتیں
کریں گے ایک دوسرے سے راز شیئر کریں دوستی کریں گے۔۔
پر تمہیں شاید میں پسند نہیں آئی ہے نا؟" انہوں نے افسردگی سے
کہا۔
نن۔۔ نہیں ایسی بات نہیں آپ اچھی ہیں۔۔ بس میرا دل نہیں کرتا،"
مجھے خاموشی پسند ہے۔" وہ بوکھلا کر نفی کرتی پھر نظریں چرا گئی۔۔
ساحل سے لڑائی ہے؟" ابکی بار سوال پر روحا کی آنکھوں میں نمی تیر"
گئی۔
نہیں وہ اچھے ہیں۔۔" اسنے کہتے ضبط سے ہونٹ دانتوں میں دبا لیے۔"
پھر مام کی یاد آرہی ہے؟" زریش نے اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے"
میں بھرا۔۔ روحا نے پانی بھری نگاہوں سے انہیں دیکھا اور
اچانک چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔

زریش پہلے تو گھبرا گئیں، اور بعد میں اسکی طبیعت کا احساس
ہوتے اپنے حصار میں لیکر سر پر بوسہ دیا۔ روحا انکے سینے میں
چہرہ چھپا کر بے آواز رونے لگی۔۔

بس۔۔ ہم مام کو بلا لیتے ہیں یہاں رونا نہیں میرا بیٹا۔ تم تو اتنی بہادر" بیٹی ہو۔۔" اسکے رونے کی شدت سے کانپتے ہوئے وجود کو تھپتھپاتیں ہوئیں زریش اسے بہلانے لگیں

میں گئی تھی انہیں بلانے کیلئے پر انہوں نے صاف صاف کہا کہ" اب میں ان سے رابطہ نا رکھوں اور صرف اپنے گھر پر توجہ دوں۔۔ وہ کہہ رہی ہیں آپ میری مام ہیں اور وہ پھپھو۔۔ میں نے انہیں بہت منتیں کیں اور دھمکیاں بھی دیں کہ اگر وہ میرے ساتھ نہیں چلیں تو میں نہیں جاؤں گی۔۔
پر ماما نے سن کر زبردستی مجھے بھیج دیا یہاں۔۔ اور مجھے دھمکی دی ہے کہ اگر میں نے اپنا گھر چھوڑا تو وہ خود کو کچھ کر لیں گی۔۔" اسنے روتے ہوئے انہیں آہستہ سے سب کچھ بتایا
جب وہ اپنی مام مہکار کو لینے گئی تھی اور ان دونوں کی باتوں روحا کی ضد کو سن کر حجاب شاہ نے نا صرف مہکار شاہ پر بھی گرجی تھیں بلکہ یہاں روحا کو بھی چھوڑ کر گئیں ساتھ دھمکی بھی دے دی۔۔
آہمم!!" ابھی روحا مزید کچھ کہتی یا ششدر بیٹھیں زریش شاہ کچھ سوچتیں"

کہتیں اسی وقت خاموش کھڑے ساحل نے دستک دیکر
قدم اندر رکھے اور دونوں کو اپنی سمت متوجہ کیا۔۔
اسکی بھاری آواز، قدموں پر روحا نے اپنا سانس ہی روک لیا۔
تم کب آئے۔"زریش شاہ نے سامنے کھڑے بیٹے کو دیکھتے پوچھا اور"
روحا کے سر پر دوپٹہ ٹھیک کیا
ابھی آیا ہوں اگر آپ فری ہوں تو باہر میری ایک فرینڈ آئی ہوئی"
ہے آکر ان سے مل لیں۔۔اور ایک روم بھی ملازمہ سے کہہ کر سیٹ
کروادیں وہ دو ڈھائی ہفتے یہیں ہمارے گھر اسٹے کرے گی۔"اسکی
سپاٹ نظریں وقتاً فوقتاً مدھم سی ہچکیاں لیتے روحا کے وجود پر
تھیں اور وہ مخاطب اپنی ماں سے تھا۔

اچھا ٹھیک ہے تم چلو میں آتی ہوں۔۔"وہ مسکرا کر بولیں۔۔"
اسے بھی منہ دھلوا کر لے آئیں ملنا چاہتی ہے۔۔"وہ کہہ کر رکا"
نہیں۔۔

مجھے نہیں ملنا آنٹی کسی سے بھی۔۔"ساحل کے جاتے ہی وہ غصے سے"
سر اٹھا کر بولی۔۔

مطلب وہ اپنی دوستیں لے آئے انہیں یہاں رکھے اور وہ انکی ملازمہ بن کر ان سے ملے۔۔جب اسکی باری آتی ہے تو گینڈے کو بدلے کے دورے پڑتے ہیں۔۔

"بیٹا برا لگے گا اسے۔۔ہم دونوں رات کو تفصیل باتیں کریں گے اس وقت میری اچھی بیٹی بن کر چلو۔۔میں تمہاری مام کو بھی بلالوں گی۔اور حجاب کو بھی سمجھاؤں گی۔۔" اسکا چہرہ صاف کرتے ہوئے انہوں نے اسکے گالوں پر بوسے دیئے۔

روحا نے مشکوک نگاہوں سے انہیں دیکھا۔"پکی بات ہے؟" حیرت سے بولی۔۔

"پکی بات ہے میں اپنی بیٹی کی مسکراہٹ کیلئے کچھ بھی کروں گی۔۔" انہوں پیار سے کہتے اسے ساتھ کھڑا کیا اور آئینے کے سامنے لاتے ہوئے اسکے بالوں کے سامنے سے پف بناتے، دو لٹیں اسکے نانا کرنے جھینپنے کے باوجود نکالیں۔۔

اور چھوٹے سے سرخ ہونٹوں پر گلابی لائیٹ سی لپسٹک لگا کر کلائیوں میں خوبصورت کنگن پہنا دیئے۔

مجھ سے تو میک اپ ہوتا نہیں پر کم از کم اتنا تو بن سنور کر چلنا"
چاہیے تمہیں۔۔" انہوں نے اسکے چہرے کو دیکھتے نظر اتاری اور سیاہ
بڑی سی آنکھوں کو مزید خوبصورت بناتے ہوئے کاجل کی سیاہی ڈال کر
انتہائی خوبصورت بنا دیا اسے۔

مجھے سمن کی یہی بات بری لگتی تھی کہ وہ گھر میں آدم بیزار ہو کر چلتی"
تھی بکھرے بال کندھے پر دوپٹہ۔۔ ذرا سی توجہ خود کو نہیں دیتی تھی۔
پر اب تمہاری حرکات دیکھ کر لگ رہا ہے تم بھی ایسی ہی ہو۔۔" وہ خفگی
سے بولیں جس پہ روحانے انہیں دیکھتے پھر آئینے میں خود پر نگاہ
ڈالی۔
وہ صرف باتھ لیکر رائل بیلو کلر کے گھیر دار فراک میں
ملبوس تھی، بال ڈرائے کر کے ابھی چوٹی بنانے والی تھی تبھی ملازمہ نے انکا
پیغام دے دیا تھا وہ ایسے ہی دوپٹہ اٹھائے چلی آئی۔۔
پر اب ساحل شاہ کی اور اسکی دوست کی آمد اپنا یوں تیار ہونے
اسے کچھ عجیب سا لگ رہا تھا کہ وہ کیا سوچے گا اسکی دوست کا سن
کر تیار ہو کر آئی ہے۔
اسے عجیب تو لگا پر وہ چاہ کر کے کچھ نا بول پائی محض خاموشی سے انکے پیچھے

چل پڑی۔۔ اسکا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا اور اسے اسکی دوست یاد آئی۔۔

السلام علیکم آنٹی!" فیری زریش خان کو دیکھتی مسکرا کر اٹھ کھڑی" ہوئی۔۔
وعلیکم السلام کہاں گم ہو گئی تھی؟ ماشاءاللہ کتنی بڑی ہو گئی ہو اور خوبصورت" بھی۔۔" زریش مبہوت سی اسے دیکھتیں گویا ہوئی
وہ قہقہہ لگا اٹھی۔۔" یہیں تھی میں۔۔ بس آپکو ہی جلدی پڑی تھی وکیل صاحب کی شادی کی۔۔" اسنے ساحل کو آنکھ دبا کر کہا زرہنس پڑیں البتہ پیچھے کھڑا وجود سمجھا نہیں تھا اس جملے کو۔۔

ہاں بس تم سے بھی پیاری لڑکی مل گئی تھی ہمیں۔۔" انہوں نے چھیڑتے" ہوئے کہا ساتھ ہنسیں۔۔
اندازہ ہے مجھے بس آپ جلدی سے درشن کروادیں، میں بھی تو" دیکھوں کس نے اپن کو مات دی ہے۔۔" اسنے شریر پن سے کہتے یہاں وہاں اپنی نگاہیں دہرائیں۔۔
ساحل اسکی ایکٹنگ پر افسوس سے نفی کرنے لگا۔

ہاں ہاں ضرور دیکھو۔۔"زریش شاہ نے کہتے ہوئے پلٹ کر پیچھے خاموش" کھڑی روحا کو حصار میں لیتے سامنے کر دیا۔۔

اسکا دل تیزی سے دھک دھک کر رہا تھا جبکہ پلکیں خود ہی جھک گئی تھیں۔۔البتہ فیری کی نگاہیں جیسے ہی اسکی طرف اٹھیں وہ خاموش لب رہ گئی۔۔
اسکے کانپتے پتلے سے ہاتھ، چھوٹا سا وجود جھکی پلکیں دیکھتی وہ اپنی حیرت چھپائے ذرا سی نظریں اٹھا کر ساحل کو دیکھنے لگی۔۔
جسنے گہرا سانس بھرتے ہوئے نظریں چرا لیں۔۔
فیری کا دل چاہا دونوں کی جوڑی پر ایکدم سے قہقہہ لگائے پر اسنے بہت مشکل سے ضبط کیا اور بڑے ناخون والی انگلی کو روحا کی ٹھوڑی تلے رکھ کر اسکا چہرہ اوپر اٹھایا۔۔

ہمیں یہ رشتہ۔۔۔۔"ساحل نے گھبرا کر دیکھا کوئی بونگی نا مار لے۔۔" منظور ہے بھئی۔۔ہم کچھ انوکھا ایکسپیرینس کرنا چاہتے ہیں"وہ کہہ کر" خاموش کیا ہوتی۔ساحل اور اسکا قہقہہ بے ساختہ تھا۔
زریش نے دونوں کو آنکھیں دکھائیں البتہ ان دونوں کے خود پر قہقہوں سے

روحا نے سر اٹھا کر اسے دیکھنا چاہا۔۔
پر دوسرے پل، بلیک لیڈر کے لمبے کوٹ لانگ بوٹ میں موجود اونچی پونی والی اس دراز قد لڑکی کو دیکھ کر وہ خود ہی مبہوت سی ہو کر رہ گئی۔۔
اسکی زخمی نظریں فیری سے ہوتی ہوئی ساحل شاہ پر آ گئیں جو کہ خاموش بیٹھا اب اسے دیکھ رہا تھا۔

بہت کیوٹ ہے سیریسلی آنٹی یہ سڑا ہوا شخص کیا اس معصوم سی" لڑکی کو ڈیزرو کرتا تھا۔۔ لڑکی میں بتا رہی ہوں آواز اٹھاؤ اپنے لئے ظلم ہو رہا ہے تم پر۔۔" اسنے ساحل کو چھیڑنے کیلئے روحا کو آنکھیں دکھاتے ہوئے سمجھانا چاہا پر وہ اندر سے زخم زخم ہو گئی تھی۔۔
ایک سپاٹ سی نظر ساحل شاہ پر ڈالتے اپنا نچلہ لب دانتوں میں سختی سے بھینچ کر وہ زریش شاہ کا حصار توڑتی بغیر ایکسکیوز کیے وہاں سے تیزی سے نکلی۔۔

روح۔۔۔" زریش نے بوکھلا کر اسے پکارا۔ پر وہ کسی کی پکار پر نا رکی۔ ساحل" کی نظروں کے سامنے اسکا سراپا ہونٹوں کی لالی اور حرکت گھوم رہی تھی۔ وہ بے ساختہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔

لگتا ہے کام ہو گیا۔۔"وہ فخریہ کہتی سامنے صوفے پر بیٹھنے لگی تھی کہ "
اچانک ساحل کے خطرناک ارادے دیکھ کر ایکدم کھکھلا کر
چھلانگ مارتی صوفے کے اس پار ہو گئی۔

یا اللہ!!"زریش شاہ نے دہل کر اسکی حرکت پر سینے پر ہاتھ رکھا۔"
دیکھ لوں گا چڑیل ٹھیک کرتا ہے تمہارے ساتھ فاتح تم ہو ہی اسی کے "
لائق۔۔"ساحل کا بس نہیں تھا اس چڑیل کو شوٹ کر دے۔۔
اسکا نام مت لو میرے سامنے ورنہ۔۔"اسنے گن نکالنی چاہی پر"
زریش شاہ کی پھیلی آنکھیں دیکھ کر شرافت کے لبادے میں
آ گئی۔۔
مام آپ اسے کچھ دیں کھانے کیلئے اور پلیز اسکی کسی بات میں"
مت آئیں۔۔یہ اپنے ماں باپ کی بھی نہیں فتنی ہے پوری ابھی انہیں
"لڑا کر آئی ہے یہاں۔۔
میں اسے لیکر آتا ہوں۔"وہ انہیں وارن کرتا ہوا وہاں سے نکلا۔۔"

فیری نے اس ناقدری پر زریش شاہ کی طرف دیکھا۔

نہیں آنٹی ایسا بالکل بھی نہیں ہے میرے مام ڈیڈ مجھ سے بہت پیار" کرتے ہیں وہ بس انکا ایک مجرم مر گیا ہے اور اب انہیں شک ہے وہ میں نے مارا ہے اسلئے میں ناراض ہو کر آئی ہوں۔۔
اور پیچھے تھوڑا سا ڈیڈ مام لڑ پڑے۔۔"اسنے بیچارگی سے کہتے زریش شاہ کے کندھے پر سر رکھا یوں جیسے سالوں کی پیاسی ہو محبت کیلئے۔۔
اسکی بات پر انکا تو خون ہی خشک ہو گیا کہ کہہ کیا رہی ہے۔۔

کوئی باپ اپنی بیٹی کو ایسے کیسے کہہ سکتا ہے؟"انہوں نے ہولتے ہوئے غیر" یقینی سے پوچھا۔۔پر فیری ابھی اپنے غم گنوانے کے موڈ میں تھی انہیں ہاتھ سے پکڑ کر صوفے پر لے آئی اور اپنی گن نکال کر ٹیبل پر رکھتی وہ سیدھی ہو کر چڑھ کر بیٹھی

یہ کسے اٹھا کر لایا ہے؟"وہ اس بڑی سی گن کو دیکھتی ششدر لڑکی ذات" کے اس روپ پر سوچنے لگیں۔
ارے آنٹی ڈریں مت، یہ تو میں بس اپنی ماں سے ایمپریس ہو کر" اپنے پاس رکھتی ہوں۔۔ورنہ یہ کھولنا ہے آپ ٹرائی کر سکتیں ہیں لیں۔۔"زریش شاہ کے تاثرات دیکھتی وہ مسکراتی ہوئی اٹھا کر انہیں

دکھانے لگی۔۔

اچھا۔ اچھا تم بیٹھو میں تمہارے لئے کچھ لاتی ہوں۔۔" وہ ایکدم گھبرا" کر اٹھ کھڑی ہوئیں اور ایک نظر بھی ڈالے یار کے بغیر وہاں سے نکلیں۔۔
بیٹی پر باپ مرڈر کا الزام لگا رہا ہے، اور ماں سے ایمپریس ہو کر بیٹی نے گن ساتھ رکھی ہوئی ہے۔
زریش شاہ نے فیری کو کافی وقت پہلے دیکھا تھا جب وہ چھوٹی تھی پر اب اسکے انداز تیور کام دیکھ کر انکا تو دل خوف سے کانپ گیا کہ یہ کیسی دوست ہے ساحل کی۔۔

oooooooo

دل!!" وہ سڑک کنارے جا رہے تھے تبھی اچانک انکے "
قریب ہی چڑچڑاتی ہوئی گاڑی آکر رکی۔
وہ آہستگی سے تھما کہ کہیں اسکی آنکھ نا کھل جائے۔۔
اسے دیکھتے ہوئے جیکی اور کچھ لڑکے پیچھے سے اتر آئے جو کہ فل یونیفارم میں تھے۔
دلاور نے ایک سرسری سی نظر سب پر ڈالی اور گاڑی کا ڈور کھولنے کا

اشارہ دیا۔ اور دروازہ کھلتے ہی اسنے آہستگی سے توقیع کو گاڑی کی سیٹ پر ڈال دیا۔۔

وہ رات سے بھوکی پیاسی اسکے ساتھ سفر کر رہی تھی۔۔ اب تو شام کے چھ بج رہے تھے۔ اسکے کندھے پر سر رکھے وہ بھوک سے پیٹ میں ہوتے درد سے روتی روتی جانے کب کی سو گئی تھی۔۔ اور وہ اتنا بے بس تھا کہ کہیں سے اسکے لئے کچھ بھی نہیں لا سکتا تھا۔۔

"کیپ سائلنس میری پارٹنر ٹی ڈی سو رہی ہے!" اسنے شور کے گونجنے سے پہلے سرد لہجے میں سب کو خاموش کروایا۔ وہ حیرت زدہ ہو گئے پر بولے کچھ نہیں۔۔ خاموشی سے اسکے پارٹنر کی نیند کا احترام کرنے لگے۔۔

"کرنل صاحب نے کہا ہے اگر تم نے پکڑ کر دیا تو وہ تم سے بڑی ڈیل کریں گے۔ بلکہ تمہیں انعام سے بھی نوازیں گے۔ پر نام انکے آفیسر کا ہو گا کیونکہ مشن انکا ہے۔" جیکی اسے لیکر ایک سائیڈ آ گیا۔۔

تبھی وہاں دوسری گاڑیاں بھی آ کر رکیں جن سے کنتے ہی آفیسرز نکل آئے تھے۔۔

"مجھے فضول سے انعامات کی ضرورت نہیں بس تم ان سے آخری ڈیل

کروایک کروڑ کی۔" وہ اس سے رومال لیکر جما ہوا خون صاف کرنے لگا ساتھ ہی وہ پانی کی بوتل لیکر بھاگا اسکے پاس آیا جسے تھام کر دل نے ہونٹوں سے لگاتے ہوئے گاڑی کے شیشوں سے اسکا چہرہ دیکھا۔۔

دل کی نظروں کے تعاقب میں جیکی نے بھی چور نظروں سے گاڑی کی طرف اس حسینہ کو دیکھا

اسکی بیٹی ہے کیا؟" وہ کچھ سوچتا ہوا بولا۔۔"

شاید ٹھیک سے چہرہ نہیں دیکھ پایا تھا۔" نہیں میرے حقیقی دشمنوں کی بیٹی ہے۔" وہ بے تاثر لہجے میں کہا پاس آتے ہوئے میجر صاحب سے ہاتھ ملانے لگا۔

کرنل آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں ڈی کے۔۔" انہوں نے فون دلاور کو" تھامایا۔۔

دلاور تھام کر اسے سائیڈ آگیا پر ان سے بات کرتے ہوئے اسنے دو شرطیں رکھی تھیں کہ وہاں موجود جتنے بھی لوگ ہوں گے ان میں بے قصور بھی شامل ہیں تو انہیں ناجانی نقصان ہونا چاہیے نا ہی مالی۔۔ اور جنہیں وہ کہے گا چھوڑنے کیلئے تو انہیں چھوڑ دیا جائے گا۔ اسکی یہ شرطیں منظور تھیں انہیں۔۔ اور وہ خوشی سے اسے ایوارڈ سے بھی نوازنا چاہتے تھے اگر وہ کامیاب ہوا کبار کو پکڑنے میں۔۔۔

بات ہو گئی ہے میری۔۔ میں ان کے ساتھ جا رہا ہوں تم گاڑی لیکر "
گھر جاؤ اور اپنی بیوی سے کہنا اسے میرے روم میں پہنچا دیں۔۔"
اسنے جیکی سے کہا۔۔

جیکی کو جھٹکا لگا تھا، اس لڑکی کو دلاور کے روم میں پہنچانے کا سنتے
ہوئے۔۔ پر وہ اسے کچھ سوال کا جواب دیئے بغیر گاڑی کے پاس آیا اور اپنی ڈی
کے والی ہڈی نکال کر اسے آہستہ سے پہنا دی
اسکے چہرے پر ہڈی ڈالتے ہوئے اسنے جیکی کو اشارہ کیا جو اسے اللہ
کے امان میں کہتا ہوا دوسری طرف سے بھاگ کر گاڑی میں
جا بیٹھا۔۔
جانے کیوں رب ایسا موقعہ ہی نہیں دے رہا تھا جس سے وہ اسے
الگ کر سکے۔ پہلے گھر چھوڑنا چاہا تو وہ اٹیک
اسکے بعد پھر وہاں سے گھر چھوڑنا چاہا تو پھر یہ دہشت گرد راہ
میں۔۔ پر اسکے لیے آج یہ قابل فخر تھا کہ کچھ نا ہو کر بھی کچھ ہے وہ۔۔
وہ مٹ کر بھی ابھی باقی ہے۔۔۔
اسنے رب کی ذات کو سوچا کہ واقعی وہ کسی کو بے نام نہیں چھوڑتا، آج اسکا
نام "ڈی کے" دوسرا مقام لینے جا رہا تھا۔

میں نے بات کی ہے میجر صاحب سے راستے میں کوئی گاڑی کو "
نہیں روکے گا۔۔" اسنے اپنے بیگ گاڑی میں رکھے اور دوسرے بیگ
سے تمام ہتھیار نکال کر کندھے پر ڈالتے ہوئے اسنے ایک الوداعی نگاہ
جاتی گاڑی پر ڈال کر اپنے چہرے پر ہڈی ڈال دی۔۔
اور دوسرے لمحے وہ ایک ایک ہو کر پورے جنگل میں پھیلتے گئے۔۔
وہ صبح دیکھنا چاہتا تھا خیری کے کیا تاثرات ہوں گے توقیع کو
دیکھ کر اور توقیع کے تاثرات کیا ہوں گے خود کو ایک الگ جگہ پر
پا کر۔

ooooooo

اسنے قدم اندر رکھے تو وہ سامنے ہی آئینے کے کھڑی،، شاید ساتھ
ساتھ رو بھی رہی تھی اور کلائیوں میں پہنے بھاری کنگن بھی اتار کر پٹخ رہی تھی۔
ساحل نے گھنی مونچھوں تلے مسکراہٹ دبا کر دروازہ بے آواز بند کیا
ساتھ ہی کوٹ اتار کر دبے پاؤں چلتے ہوئے صوفے پر رکھتے آکر اسکے پیچھے
کھڑا ہوا جہاں وہ ہاتھوں میں چہرہ چھپائے ہولے ہولے کانپ رہی
تھی۔

ایسا کیا ہوا ہے جس پر تمنے یہ ناٹک شروع کر دیا ہے؟"وہ غصے سے"
کہتا ہوا اپنے چوڑے بازو اسکی کمر میں باندھ کر اسے سینے سے لگاتے
اسکے ناتواں کندھے پر اپنی ٹھوڑی ٹکا دی۔
آہ۔۔ آپ؟؟؟"روحا اچانک اس افتاد پر خوف سے اچھل پڑی"
اوپر سے اسکا سخت غصیلا لہجہ وہ ڈر گئی۔

کیوں رو رہی تھی؟"اسنے روب سے پوچھا"
آپکو کیا ہے؟"وہ غصے سے بولتی نڈھال سی اسکا حصار توڑنے لگی۔"
ہمم! مجھے کیا ہے؟مطلب رسی جل گئی بل ابھی تک نہیں گیا؟""
اسنے طنزیہ پوچھا
کہنا کیا چاہتے ہیں آپ؟"وہ خود کو سنبھالتی ٹشو اٹھا کر آنسوں"
صاف کرتی کانپتی آواز میں گویا ہوئی۔
یہی کہ وہاں سے روتی کیوں بھاگ آئی؟"اسنے اسکے ہاتھوں کو پکڑ کر اپنے"
سامنے ہتھیلیاں کھولنی چاہیں پر روحا نے سخت مزاحمت کرتے
ہتھیلیاں بند کر دیں۔۔ پر وہ بھی اچھا خاصا ضدی شخص تھا اپنی قوت
لگاتے ہوئے اسکی مٹھی کھول کر ایک ہاتھ کی انگلیوں سے انگلیاں پھنسا کر، پھر

دوسرے کی انگلیاں کھول کر ان سے بھی اپنے دوسرے ہاتھ کی انگلیاں پھنسا لی۔۔

دونوں ہتھیلیوں کی پشت پر باری باری بوسہ دیتے ہوئے اسکی کمر کے گرد باندھ لیے بازو۔۔

میری مرضی۔۔جب آپ اپنی دوست کو اپنی مرضی سے لا سکتے" ہیں تو کیا مجھے حق نہیں اپنی مرضی چلانے کی؟" اسنے سپاٹ روکھے لہجے میں پوچھا۔

کس نے کہا تمہیں حق نہیں؟" اسنے کان میں سرگوشی سے" پوچھا۔۔ایک لمحے کیلئے اسکی دھڑکنے تیز دھڑکیں۔۔دوسرے پل اسکے تھپڑ، اسکی نفرت اسکا بدلہ یاد آتے ہی وہ سرد پڑ گئی۔۔

مجھے آپ دبا رہے ہیں اپنے آگے۔۔میں کمزور ہوں اسلئے اگر اسکی" جگہ کوئی اچھی خاصے عورت آپ کو مل جاتی تب لگتا آپ کو پتا۔صرف عورت کو ہی حکم نہیں ہے مرد کی عزت کرنے کی مرد کو بھی حکم ہے عورت کی عزت کرے۔

کیا رسول ﷺ اپنی زوجات کی عزت نہیں کرتے تھے؟" وہ جلے دل

سے کل سے بیٹھی تھی آج موقعہ ملتے ہی بھڑاس نکالنے کی کوشش کرنے لگی تھی پر دل بھر آیا اور وہ بھرائی آواز کی وجہ سے کچھ مزید بول ہی نہیں پائی۔۔

بات صحیح کی ہے تم نے آجاؤ ذرا تمہیں میں بھی بتانا چاہتا ہوں" کہ مرد کہاں کہاں برا ثابت ہوتا ہے۔۔" وہ اسکے سر پر بوسہ دیتا ہوا اسکا ہاتھ پکڑے ہوئے ساتھ لیکر بیڈ کی سمت بڑھا۔۔ وہ آنا تو نہیں چاہتی تھی پر اسکے سامنے کون سی مزاحمت کر کے خود کو آزماتی۔۔
اسنے لا کر اسے بیڈ پر بٹھایا اور خود چیئر گھسیٹ کر اسکے مقابل بیٹھ گیا جس پہ روحا نے غصہ سے اپنا رخ دوسری جانب موڑ لیا۔
پہلے یہ دیکھو۔۔" اسنے اسکی ٹھوڑی سے پکڑا اور اسکے چہرے کا رخ" اپنی سمت کیا اور اسکے سامنے اپنی ہتھیلی کر دی جس پہ لاتعداد سرخ نشان تھے۔۔
یی۔۔ یہ کیا ہے؟" روحا دہل کر اسکے ہاتھ کو پکڑے دیکھنے لگی۔۔"
یہ سزا ہے میری جو کہ میں نے خود دی ہے، تم پر ہاتھ اٹھانے کی" وجہ سے۔۔ یہ مت سمجھنا یہ تھرڈ کلاس عاشقوں والی

حرکت کی ہے۔۔ نہیں تم نے میری بے قصور ماں کو گھسیٹ لیا اس تیز میں میرا ہاتھ اٹھ گیا تھا۔ پر تمہیں یہ تھپڑ بھی اسی وجہ سے پڑے جب تم نے میری ماں کو ڈی گریڈ کیا۔۔

کیا میں نے تمہاری ماں کے خلاف کبھی افف کی ہے؟ تمہاری ساری باتیں سنیں تھیں میں نے۔ اور دکھ ہوا تھا سن کر تم میری ماں کو یہ سوچتی ہو۔۔ میری ماں کو غلط قرار دے رہی تھی ایک بار نہیں بار بار۔۔۔

ہوں گے وہ مرد جو اپنے بیویوں کے بعد ماں باپ کو ٹھکرا دیتے ہیں پر میں ان میں سے نہیں ہوں روح۔ مجھ پر میرے باپ پر اس ماں نے اپنی جوانی وار دی ہے۔۔

اور انہیں تم بد اخلاقی سے اس رات عورت کہہ رہی تھی جسنے میری آنکھوں پر پٹی باندھی ہے۔۔

اگر وہ میری آنکھوں پر نفرت کی پٹی باندھتی تو تم کبھی بھی میری عزت بن کر نا بیٹھی ہوتی۔ نا ہی مہکار شاہ کے اتنا کرنے کے بعد میں انہیں تمہارے ایک بار کہنے پر معاف کر دیتا۔

مرد کے دل کو تم کبھی سمجھ نہیں سکی روحا شاہ، اور سمجھو گی بھی نہیں کیونکہ تم نے جن ہاتھوں میں پرورش پائی ہے وہ بھی کبھی مرد کو سمجھ

ناپائیں۔۔

بھلے تمہاری اور تمہاری مام کی خواہشات الگ ہوں، پر دونوں نے ایسے ہی اپنی خواہشات کیلئے اپنے گھر کو برباد کیا اور الزام دوسروں پر لگا دیا۔

تمہیں احساس ہو گا، اور تم بھی ویسے ہی الزام کسی دن میری ماں پر لگا دو گی۔۔

اور تمہیں لگتا ہے میں نے تمہیں نفرت سے شادی کی ہے؟ اگر نفرت سے شادی کرتا تو آج اس جگہ تم کسی اور کو پاتی۔۔

اور نا میں شرمندگی میں خود کو سزا دیتا نا ہی تمہیں وضاحتیں۔۔

مرد جب ضد پر بدلے پر آئے تو کچھ بھی کر سکتا حتیٰ کی حیوان بے حس بننے پر بھی دیر نہیں کرتا۔ میں نے تمہیں کسی سے دور کرنے کی کوشش کی ہے تو ضرور کوئی وجہ ہو گی۔۔ اگر ہے بھی تو میں نہیں چاہتا تمہیں معلوم پڑے۔

"بھلے لوگ سوچتے ہیں میں نے تم سے بدلے کیلئے شادی کی ہے۔

میں بھی غصہ میں کہہ گیا جب تمہاری سوچ کا معلوم پڑا کہ تم نے مجھ سے میری الفت دیکھ کر شادی نہیں کی۔ اور تمہیں زندگی زہر

لگ رہی تمہیں شادی کرنی نہیں چاہیے تھی۔۔ تمہیں پتا ہے ایسے الفاظ اگلے بندے کے دماغ پر کیا اثر ڈالتے ہیں؟

وہ تو یہی سوچے گا نا کہ میں انتہائی گندہ کوئی حوس پرست شخص ہوں۔۔ جس نے تمہیں زندگی کے تلخ پہلو سے روشناکروایا ہے جس سے تم ہرٹ ہو گئی ہو۔وہ تو یہی سمجھیں گی میں ایجڈ ہوں زبردستی کی کوشش کی ہے۔۔

میں تربیت اپنی ماں زریش کا ہوں اور خون ہارون شاہ کا۔ اگر تمہیں اس بات کا برا لگتا ہے تو بھلے لگے۔ کیونکہ اس عورت نے پیدا کر کے مجھے اپنی دادی کے حوالے کر دیا کہ اسکی فگر خراب ہو رہی ہے وہ مجھ جیسے زبردستی کے بوجھ کو نہیں سنبھال سکتیں۔۔

یہ اب مت سوچنا کہ مجھے یہ زریش شاہ نے بتایا ہے۔ نہیں میں ان سے پہلے یہ سب جانتا تھا کیونکہ ماما جتنا طنز کرتی تھیں، غصے میں آکر مجھے مارتی باتیں سناتی کبھی دادی سے لڑتی تو ان میں ہی مجھے اندازہ ہو گیا۔

وہ میرے ایک جنم کے بعد میرے باپ کو اپنی محبت کیلئے ترساتی رہیں ہیں۔ اندازہ بڑا ہوا تو رویوں کو یاد کر کے ہو گیا مجھے۔۔

جس لڑکی سے نفرت کرتی تھی اپنا بیٹا پورا اسکے پاس پھینک دیا

جانتے ہوئے بھی کہ وہ معصوم لڑکی میڈیکل کی پڑھائی کرنے آئی ہے۔
اتنا مجبور کرتی تھی اسے کہ وہ دن کو پڑھنے کے بجائے راتوں کو جاگ جاگ کر پڑھتی تھی۔
میں یہ سب بتا کر تمہیں ہرٹ کرنا یا تمہاری ماں کے خلاف بدگمان کرنا نہیں چاہتا۔۔ بس اتنا کہنا چاہتا ہوں آئندہ میری ماں کے خلاف ایک لفظ نہیں بولنا

مجھے تمہاری ادائیں تمہاری نازک سی حرکتیں، تمہارا ٹھہراؤ، حیا پسند تھی۔ تمہارا میری نظروں سے جھجک جانا مجھے بھایا تھا۔ ہاں میں بے باک ہوں کیونکہ مجھے تمہارے لبوں کی حرکتیں شرارتیں پسند آئی تھیں۔۔
بری نیت سے نہیں تھی بس دل میں کشش پیدا کر گئی تھیں دیکھنے کی۔ کسی کو محبوب کی آنکھیں پسند آتی ہیں کسی کو بال، کسی کو بول، تو کسی کو چال، پر مجھے تمہارے ہونٹ پسند آئے انکی شرارتیں پسند آئیں تھیں۔۔
بے ساختہ ہی حالانکہ دنیا دیکھی ہے میں نے رب نے شاہکار بنائے ہیں دنیا میں، بے تحاشہ حسن کو اسنے دنیا میں اس

بے نیاز نے اتارا ہے۔ دنیا کو دولت کی بھوکی ہے اور میرے پاس اتنی دولت ہے کہ میں چاہتا تو کسی سے بھی شادی کر سکتا تھا۔ کیونکہ میری ماں میرے باپ نے کبھی بھی اپنی زور زبردستی ہم دونوں بہن بھائی پر مسلط نہیں کی۔ اسکے بعد بھی میں نے تمہیں پسند کیا تو بدلے کیلئے یا تمہارے مام سے جدا کرنے کیلئے نہیں بلکہ الفت میں تمہیں یہاں قید کرنے کیلئے لایا تھا۔

تمہیں مضبوط بنانے کیلئے لایا تھا پر تم نے تھپڑ بھلے نا مارا ہو پر اپنے الفاظ سے منہ پر جو مجھے طمانچہ مارا تھا اس سے میرے جو

احساسات میرے جو جذبات تھے تمہارے لیے وہ سرد پڑ چکے ہیں۔۔

میری الفت مجروح ہو چکی ہے۔ کیا میں اتنا نفس پرست نظر آتا ہوں کہ تم مجھ سے اپنا مسئلہ شیئر کرتی اور میں تمہیں ٹارچر کرتا یا زبردستی۔۔

حقیقت اب یہ ہے کہ پہلے جو دل بے تاب ہوا کرتا تھا تمہیں دیکھ کر سرد پڑ گیا ہے کہ تم راتوں کو سینے پر بھی آجاتی ہو تو کوئی جذبہ پیدا نہیں ہوتا دل میں۔۔

میں نے جب نکاح کیا تھا تم سے تو پاک بندھن کے بندھنے پر تمہارے لیے جو تھوڑی بہت بدل میں بغاوت تھی وہ بھی ختم کر دی تھی۔ مخلص ہو کر تمہارے پاس آیا تھا نکاح کے بعد تبھی تم پر اس قدر ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔

تمہیں کہا تھا تم دنیا کی خوبصورت لڑکی ہو میری نظر میں کیا تم نے یقین کیا؟ میں نے جو تمہیں اتنا مان دیا تھا کیا تم نے مان رکھا؟ کیا تم نے میری ذات پر بھروسہ رکھا؟ میرے کہے پر یقین کیا؟ جھوٹ بولنے کے بجائے اگر تمہیں کوئی مسئلہ تھا تو تم مجھ سے شیئر کرتی، میں کیا اپنے حوس کیلئے لایا تھا تمہیں؟ اگر مجھے نفس کی پوجا ہی کرنی ہوتی تو تمہیں کیوں لاتا اپنے پاس؟ نا میں تمہیں اپنے حوس میں لایا ہوں نا ہی نفس کی پوجا میں۔۔۔ اپنے ماموں کے آنسوں دیکھ کر تمہیں لایا تھا کہ ایک دن ایسا بناؤں گا دیکھنے والے فخر کریں گے۔ لڑکیوں کے طنز پر تم نظریں جھکاؤ گی نہیں بلکہ منہ توڑ کر رکھ دو گی۔۔

پر میرے مان میرے سپنے میرا بھرم سب تہس نہس ہو چکا ہے۔ اب کوئی امنگ باقی نہیں رہی جس پر میں پلٹ سکوں۔ میں اتنا گرا ہوا شخص نہیں تھا۔ جس مان خوشی سے تمہیں لایا تھا اسی مان

خوشی سے تمہیں اپنا بنا تا نا کہ زور زبردستی کرتا۔
پر نہیں تمہیں یہ ضروری نہیں لگا، تم نے یہ گوارہ کیا کہ میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جھوٹ بول لو۔۔"وہ سنجیدگی سے کہتا خاموش ہوا روحا نے اپنی بھیگی آنکھیں سختی سے میچیں۔۔

میں یہ نہیں پوچھوں گا کہ کیوں کیا تم نے ایسا، پر میں یہ ضرور" کہوں گا۔جب تم لوٹ کر جاؤ گی تو حقیقت میں سب کو ہار جاؤ گی۔ اور میں پلٹ کر آنے کا تمہارے پاس باقی کوئی راستہ نہیں چھوڑوں گا۔۔ تمہاری پھپھو کا بتا کر یہ مت سمجھنا تمہارے دل میں نفرت بھر رہا ہوں، کیونکہ آجکل تم بہت کچھ سوچ رہی ہو اپنی طرف سے، مجھے اور میری ماں کو برا بنانے کیلئے شاید تم نے ڈگری حاصل کی ہوئی ہے۔۔ اب تم نے ایسا کوئی مان نہیں دیا مجھے جس سے میں تمہیں کہہ دوں وقت ہے احتیاط کر لو۔۔جب پانی سر کے اوپر چلا جائے گا تب تمہیں احساس ہو گا۔۔
میری طرف اب لوٹنے کی کوشش مت کرنا کیونکہ میں سرد پڑ چکا ہوں۔ میں نے زریش مام کے آنے کے بعد کبھی ٹھوکر نہیں کھائی تھی۔۔

ایک ان سے پہلے کھائی تھی اپنی ماں سے جس نے مجھے جنم دیکر بوجھ سمجھ کر پھینکا تھا، دوسرا اپنی بیوی سے جسنے مجھے نفس پرست سمجھ کر دھتکارا ہے۔" اسکی سپاٹ بات پر روحا نے تڑپ کر اسے دیکھا۔۔ میں ایک ماہ دیکھوں گا۔ اگر اس کے بیچ تم میں کوئی سدھار نہیں" آیا۔ میرے گھر کے بجائے تمہارے لبوں پر مام مام کا ورد رہا تو معاف کرنا اس لڑکی کی میری زندگی میں کوئی جگہ نہیں۔۔

اور ہاتھ پکڑ کر میں خود تمہیں تمہارے گھر چھوڑ آؤں گا ہمیشہ کیلئے۔۔

ہزاریں لاڈلیاں اپنا گھر چھوڑ کر جاتی ہیں۔ کیا پھر وہ اپنی مائیں اپنے شوہر کے گھر لے جاتی ہیں؟ میری ماں کو فورس کر رہی ہو اپنی مام کو یہاں بلانے کیلئے،، اگر وہ آگئیں تو یہاں سے اس بار وہ اکیلی نہیں جائیں گی بلکہ انکے ساتھ تم بھی جاؤ گی اور میری ضد سے تم واقف ہی ہو گی۔۔

جب شادی کر سکتا ہوں، تو ختم بھی کرنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ تمہیں سوچ کر یہیں کہوں گا وقتی کشش تھی فریب کی۔۔" وہ کہہ کر اپنا ہاتھ چھڑواتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔۔

روحا نے حیرت سے اسکی پشت کو دیکھا۔ "اگر وہ آگئیں تو یہاں " سے اس بار وہ اکیلی نہیں جائیں گی بلکہ انکے ساتھ تم بھی جاؤ گی

اسکے کانوں میں ہر ایک جملہ اسکا سائیں سائیں کرنے لگا تھا،
""تمہیں سوچ کر یہیں کہوں گا وقتی کشش تھی فریب کی۔۔

شاہو!" وہ اسے باتھ روم میں بند ہوتے دیکھتی تڑپ گئی اندر سے۔ پر لبوں"
نے حرکت بھی نا کی۔
اچھا ہو گا اگر تم اس وقت یہاں میری موت کا ماتم کرنے کے"
بجائے باہر جاؤ اور میری آئی ہوئی دوست کو تھوڑا بہت وقت دو۔ اگر تم
اس گھر کا فرد خود کو سمجھتی ہو تو جاؤ ورنہ بیٹھی رہو یہیں اور مجھے
صرف ایک ماہ کی مہلت دے دو تا کہ کوئی بعد میں یہ نا کہے لڑکی کو
شادی کے پہلے دن ٹھکرا دیا۔" وہ سرد لہجے میں بے رخی سے کہتا باتھ
روم کا دروازہ بند کر گیا

روحا کا دل زخم زخم ہو گیا تھا،،"کیا اسکے دل میں میرے
لیے اب ذرا سے جذبات نہیں؟" وہ روتی ہوئی باتھ روم کے ڈور کو دیکھتی۔ خ
سوچنے لگی۔
اور پھر سوچا کہ اندر سے تو باہر کا سب کچھ دکھتا ہے اسنے فوراً سے اپنے
آنسوں رگڑ ڈالے اور آہستہ سے بیڈ سے اٹھ کر وہ پھر سے آئینے کے سامنے

آئی۔

اس بار لائیٹ نہیں بلکہ ڈیپ ریڈ لپسٹک لگا دی غصے میں۔۔

اور کچھ دیر اپنے ہونٹ دیکھنے لگی۔۔

"مجھے تمہاری ادائیں تمہاری نازک سی حرکتیں، تمہارا ٹھہراؤ، حیا پسند تھی۔ تمہارا میری نظروں سے جھجھک جانا مجھے بھایا تھا۔ ہاں میں بے باک ہوں کیونکہ مجھے تمہارے لبوں کی حرکتیں شرارتیں پسند آئی تھیں۔۔

بری نیت سے نہیں تھی بس دل میں کشش پیدا کر گئی تھیں دیکھنے کی۔ کسی کو محبوب کی آنکھیں پسند آتی ہیں کسی کو بال، کسی کو بول، تو کسی کو چال، پر مجھے تمہارے ہونٹ پسند آئے انکی شرارتیں پسند آئیں تھیں۔۔"

وہ کھڑی اسکی کہیں باتیں سوچنے لگی۔۔ یہ سچ تھا کہ اسنے تھپڑ مارتے وقت ہاتھ ہولا رکھا تھا پر پھر بھی مارا تو تھا نا۔۔ شاید وہ ڈر گیا تھا اگر زور سے مارتا تو ضرور اسے کچھ ہو جاتا پھر ہاسپٹل لے جانا پڑتا اور سب پوچھتے وجہ۔۔

"پہلے ہونٹ پسند آئے تھے اب کون سی میں نے سرجری کرا دی

ہے۔"وہ ہچکی لیتی اپنی آنکھیں رگڑ کر سرخ چھوٹے سے ہونٹ دیکھنے لگی۔

اسکے ہونٹ چھوٹے تھے اپنی ماں کی طرح۔وہ اپنی ماں کی کاپی تھی۔وہی سیاہ آنکھیں،وہی سیاہ بال،ویسی ہی گوری رنگت،اور چھوٹے سے ہونٹ۔۔

ہاں اب میں پسند کیوں آؤں گی اب وہ آگئی ہے نا۔جس سے گہری" دوستی ہے۔میرے لیے تو اب ارمان ٹھنڈے پڑ چکے ہیں۔۔"وہ آئینے پر لپسٹک مارتی روتی غصے سے اسکی نقل اتارنے لگی۔۔

اب کسی دوسری کیلئے ارمان ہوں گے۔۔میں تو بیکار ہوں۔۔"اسنے" کہتے اپنی ہچکی دبائی۔۔اسکی نظروں میں بار بار فیری کا سراپا لہرا رہا تھا۔۔

ضرور وہ چلی گئی ہو تبھی مجھ سے شادی کی ہے۔اب جب وہ آگئی ہے تو" میرے لئے ارمان ٹھنڈے پڑ چکے ہیں۔۔"وہ غصے میں جان بوجھ کر اسکا کلون اٹھا کر آئینے پر اسپرے کر رہی تھی۔۔

یہ کیا کر رہی ہو؟"معاً پیچھے سے آئی آواز پر اسنے اچھل کر پلٹتے دیکھا" جہاں وہ ٹراوزر میں گلے میں تولیہ ڈالے سخت نظروں سے اسے گھور رہا تھا۔

اسکی دھڑکنیں سست پڑ گئیں اسکے چوڑے وسیع سینے پر بوندوں کو دیکھتے ہوئے۔ اسکی آنکھوں کے سامنے اس صبح کے منظر لہرائے۔۔ اسکے گال گلابی پڑ گئے تھے
ساحل کی غصیلی نظریں آئینے پر لگے سرخ رنگ سے اور کلون کی فضا میں پھیلی خوشبو سے ہوتی ہوئی اسکے چہرے پر آئیں اور بے ساختہ متورم آنکھوں بھیگی پلکوں سے پھسلتے ہی اسکے گلابی سے ڈیپ سرخ رنگ ہونٹوں پر چلی گئی۔

جواب ہے تمہارے پاس کوئی؟" وہ نیچی آواز میں غصے سے گویا ہوا۔۔" روحانے آنکھیں اٹھا کر اسکی گرے آنکھوں میں دیکھا۔ "ہوگا بھی تو میں آپکو دینے کی پابند نہیں۔۔" وہ چیخ کر کہتی وہاں سے جانے کیلئے نکلی، تبھی اچانک اسکا بازو اسکی کمر میں حائل ہو گیا، اور اسکے آگے بڑھتے ہوئے قدموں میں زنجیریں ڈال دیں۔۔

دھک سے اسکا دل کانپا، اسنے اپنا حلق تر کیا۔ اور سست تیز ہوتی دھڑکنوں کو اندر ہی تھپکا۔۔ کہ ہو سکتا ہے جیسا وہ سوچ رہی ہے ویسا نا ہو؟ وہ اسکی کسی بھی جارت کا سوچتی پسینہ ہو گئی۔

اور ہو سکتا ہے جیسا تم سوچ رہی ہو اس سے بڑھ کر ہو؟" اسکے اندر سے تھپکی پر" آواز اٹھی پلکیں بے ساختگی میں لرز اٹھیں۔۔

پابند ہو ابھی تم میری اس بات کو دماغ میں اچھے سے بٹھالو تو زیادہ" بہتر ہے۔۔" وہ کہتے جھٹکے سے اسے مقابل واپس اسی پوزیشن میں کھڑا کرتا اسکے ہاتھ کو پکڑ کر اسی کے دوپٹے سے آئینہ سامنے صاف کرتا ہوا گویا ہوا۔۔

اپنی پشت سے اسکے بھیگے سینے کو لگتے، کمر میں موجود اسکے مضبوط بازو، اور ہاتھ میں جکڑے اسکے ہاتھ پا کر اسکی پلکیں جھک کر گر گئیں۔

اسنے ایک نظر اٹھا کر آئینے میں نہیں دیکھا جہاں وہ بے مقصد اسکے ہاتھ کو آئینے پر پھیرتا ہوا، اسکی جھکی پلکوں گلابی پڑتے اپنے وجود کی حرارت سے دہکتے گالوں کو دیکھنے لگا۔

شیشے پر رکھی اسکی انگلیوں میں آہستہ سے اسنے اپنی انگلیاں پھنسائیں۔ وہ حلق تر کرنے لگی۔

اسنے پیچھے ہوتے ہاتھ پکڑا، روحا کی سانسیں تیز ہوئیں جب اسنے

جھٹکے سے اسے اپنی سمت گھمایا۔
اس جھٹکے سے گول گھومتی ہوئی وہ سیدھا اسکے چوڑے سینے سے لگی اور ساتھ ہی اسکے ہونٹ سیدھا اسکی گردن کے نیچے ثبت ہوئے۔۔
روحا کے وجود میں سرسراہٹ کرتی سرد لہریں سی اٹھنے لگیں، اسنے ڈرتے ڈرتے ہونٹ پیچھے کیے جہاں اپنے لبوں کے سرخ نشان اسکی گردن کے نیچے سرخ وسفید سینے پر تھے۔

ٹھک ٹھک "معاً ابھی دونوں اپنی دھڑکنیں ہی سن پاتے فضا" میں دستک کی آواز گونج اٹھی۔

شرٹ نکالو میری۔۔"سپاٹ لہجے میں کہتے اسنے جھٹکے سے" روحا کو خود سے دور کیا۔وہ سٹپٹا اٹھی۔اور حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔۔

اوئے وکیل!!"دروازے پر ہڈی نما کھڑی لڑکی کو روحا نے جی بھر کر" کوسا۔اور بمشکل خود پر ضبط کرتی ہوئی وارڈروب کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی تھی۔۔
وہ پلکوں کی اوٹ میں چور نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی جو کہ برش کرتا

کلون خود پر چھڑک کر اچانک ہی پلٹا کہ وہ بوکھلا گئی۔۔
یہیں پر لگ جاؤ درخت بن کر روم پر سایہ کرو یہی کام ہے تمہارا۔""
اسنے پاس آکر اسے وہیں کھڑا دیکھتے گہرا طنز کیا۔"ہٹو پیچھے" ساتھ ہی جھڑکا کہ وہ خاموشی سے پیچھے بھی ہو گئی اور ذرا سی نظریں اٹھا کر اسکی گردن کے نیچے دیکھنے لگی۔

جہاں وہی نشان ابھی بغیر چھیڑ چھاڑ کے موجود تھا۔اسکی دھڑکنوں کو کچھ ہوا۔۔کہ اچانک ہی اسکی نظریں بھی اسی پر آئیں۔۔
کافی بنا کر روم میں بھیج دینا۔"کچھ دیر خاموشی سے اسکی سیاہ آنکھوں" میں دیکھتے وہ شرٹ پہن کر بٹن بند کرتا آستین فولڈ کرنے لگا ساتھ ہی پلٹتے ہوئے حکم دیتا ٹیبل کے پاس آیا اور وہاں سے سگریٹ اٹھا کر اسکی توقع مطابق لبوں میں دبائے سلگاتا ہوا سلیپر پہن کر وہاں سے نکل گیا۔۔

وہ گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔۔اور وارڈروب بند کرتے ہوئے اسنے سر اس سے ٹکا کر آنکھیں موندیں۔روم میں صرف اسکے کلون کی خوشبو رہ گئی تھی اور وہ اسے حکم دیتا وہاں سے نکل گیا۔۔

"کیا الفت بس اتنی سی تھی؟"

oooooooo

کہاں جا رہی ہیں آپ؟" وہ جیسے ہی ملازمہ کو ہدایت دے کر کچن سے" نکلیں مہکار شاہ کو چادر اوڑھے پرس اٹھا کر جاتے ہوئے دیکھتے انہوں نے سرسری سے پوچھا۔

کیوں؟" مہکار شاہ نے آواز پر رک کر پہلے حجاب کو دیکھا جو کہ لاؤنج" میں صوفے پر آکر بیٹھتیں ہوئیں میگزین کھول کر دیکھنے لگیں۔۔
ایسے ہی پوچھ رہی ہوں آپ بتانا پسند کریں گی؟" وہ مسکرائیں اور بولیں۔"
روحا کے جانے کے بعد مہکار شاہ اور حجاب شاہ میں کافی تو تو میں میں ہوئی تھی، اس جھگڑے کا موضوع بازل اور روحا تھی۔
حجاب کا کہنا تھا اب اسکی بیٹیوں کو چھوڑ دیں وہ اپنے اپنے گھر کی ہو گئی ہیں تو انہیں انکے گھر میں رہنے دیں۔۔ بلکہ وہ تو مہکار شاہ کے جا کر ہارون شاہ کے گھر میں رہنے پر بھڑک بیٹھی تھیں کہ ضرورت کیا تھی انہیں وہاں جا کر رہنے کی۔

اسی بات کو لیکر انہوں نے بات کی جس پر کافی واویلا ہوا تھا، مہکار شاہ کا کہنا تھا کہ اسے روحا نے مجبور کیا تھا، اور روحا بھی مان رہی تھی کہ ہاں اسنے کہا تھا بلکہ وہ اپنی مام کو ایک نا ایک دن اس گھر میں انکا حق دلا کر رہیں گی۔۔

اسی بات پر زیادہ جھگڑا ہوا تھا کہ حجاب شاہ نے صرف بیٹی کو تھپڑ مارنے کی کسر چھوڑ دی ورنہ دل تو چاہا تھا وہ بھی پوری کر دیں۔

بازل کی طرف جا رہی ہوں۔۔ مجھ صرف اس سے ملنا ہے۔ اب " یہ مت سوچنا اسے بھی اپنے برے سائے سے برباد کرنے جا رہی ہوں۔۔ مجھے اس سے کام ہے کچھ۔" وہ سپاٹ لہجے میں کہنے لگیں دونوں کے بیچ ابھی بھی ناراضگی تھی۔
حجاب کو نہیں لگتا تھا اسنے کچھ غلط کہا ہے۔ وہ چاہتی تھیں اسکی بیٹی کا اگر بنا ہے تو وہ آباد رہے نا کہ پچھلی ماضی کی باتوں کو دہرا کر وہ خاک اپنے نصیب میں ڈالے۔

وہ کل آ رہی ہے یہیں آپ یہاں بات کر لیجئیے گا۔۔" وہ پھر مسکراتی "

بولیں۔
آگے بڑھتی ہوئیں مہکار شاہ ٹھٹھک کر اسکی بات پر رکیں اور پلٹ کر اسے دیکھنے لگیں۔۔
"تمہیں کیا سچ میں لگتا ہے حجاب میں تمہاری بیٹیوں کو برباد کر رہی ہوں؟" انہوں نے دکھ سے پوچھا۔
"میں نے ایسا تو نہیں کہا۔ میں بس یہی کہنا چاہتی ہوں وہ آئے گی کل آج وہ گھر پر نہیں بلکہ صارم کے ساتھ شاپنگ پر گئی ہے۔ اور انکے گھر کی صورتحال بھی کچھ گھمبیر ہیں تو مجھے مناسبت نہیں لگ رہا آپ جائیں مجھے لگتا ہے اگر آپ کو رشتے نبھانے ہیں تو آپ عائشہ کے پاس جائیں عیادت کیلئے۔"

"نہیں آج تم صاف صاف بتا دو مجھے حجاب کہ کیا تم سچ میں مجھے اپنی بیٹیوں کی دشمن سمجھتی ہو؟ کیا برا کیا ہے میں نے تمہاری بیٹیوں کے ساتھ کہ مجھ پر اتنی پابندیاں غیروں کی طرح لگا رہی ہو؟
ایک سادہ سی خواہش ظاہر کر دی میں میں نے ملنے کی اس پر تم مجھ سے اس طرح بیہیو کر رہی ہو کہ میں تو جیسے اسکی دشمن ہوں۔
کب تک وہ مجھ سے خفا رہے؟ آج میں ہوں کل میں نہیں ہوں کیوں

مجھ پر ایسی پابندیاں لگا رہی ہو؟" مہکار شاہ اسکے سامنے آتیں آج پھٹ پڑیں۔۔

حجاب نے انکی سنتے میگزین ٹیبل پر رکھی اور اٹھ کھڑی ہوئیں۔۔

"یہ خیال آپ کو پہلے کیوں نہیں آیا کہ اسکی ناراضگی لمبی ہوتی جا رہی ہے؟" اسنے پر سکون لہجے میں پوچھا۔۔ ایک پل کیلئے مہکار شاہ خاموش رہ گئیں۔۔

"پہلے تم اسکے مزاج سے واقف تھی وہ میرا چہرہ دیکھنا گوارہ نہیں کرتی تھیں۔۔" انہوں نے دکھے دل سے کہا۔۔۔

"ابھی بھی ویسی ہی ہے۔۔ بالکل کل آئے گی تو دیکھ لیجئے گا۔" حجاب شاہ پر انکے دکھ کا جیسے اثر ہی نا ہوا۔ بیٹیوں کیلئے وہ پتھر کی بالکل بے حس ہو کر رہ گئیں تھیں۔۔

"تم صاف کیوں نہیں کہتی کہ تم بازل سے ملنے ہی نہیں دینا چاہتی مجھے۔" وہ آج نہیں کل جا رہی ہے مجھے ابھی وہاں کی ملازمہ نے بتایا وہ گھر ہے اس وقت۔" بھیگی غصے بھری آواز میں گویا ہوئیں جس پر حجاب نے چونک کر انہیں دیکھا۔

آپ نے اسکے بارے میں کال کر کے پوچھا؟" وہ حیران ہوئیں"
ہاں کیوں گناہ کر دیا؟ اپنی بھانجی کے بارے میں پوچھا ہے۔۔" وہ جتا کر"
بولیں کہ وہ صرف اسکی بیٹیاں نہیں حیدر شاہ کا خون ہیں

آپ چاہتی کیاں ہیں مجھے یہ بتائیں آپ ؟ کیوں وہاں جا کر"
تماشا لگا کر یہ بتانا چاہتی ہیں کہ میری بیٹی بد تمیز ہے؟ جانتی ہیں
وہ آپ کو دیکھ کر آؤٹ آف کنٹرول ہو جاتی ہے جان بوجھ کر جانا
چاہتیں ہیں وہاں؟" معاً حجاب شاہ کا ضبط ٹوٹا وہ چیخ اٹھیں اس
پر۔
اور اسکی باتوں پر مہکار شاہ ششدر کھڑی رہ گئیں۔۔

تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ میں وہاں جا کر تمہاری بیٹی کا گھر برباد کرنا"
چاہتی ہوں؟ مطلب تم مجھ پر صاف صاف تمہاری بیٹیوں کے
گھر برباد کرنے کا الزام لگا رہی ہو؟" وہ پاس آئیں اور غیر یقینی سے گویا
ہوئیں۔
آپکو جو سمجھنا ہے سمجھیں میں بس یہی کہنا چاہتی ہوں آپ انکے"

سسرال مت جائیں ابھی۔۔"وہ سپاٹ لہجے میں کہتی جانے لگیں۔۔

تم ہوتی کون ہو مجھے روکنے والی اپنے بھائی کی اولاد سے ملنے سے۔۔"وہ غصے سے" غرا اٹھیں
میں ماں ہوں مہکار شاہ۔۔ میں نے جنم دیکر تکلیفیں اٹھائیں ہیں۔۔" مجھے حق ہے میں اپنی بیٹیوں کو گھر سنوارنے دوں۔"حجاب شاہ پیچھے نہیں ہوئیں ان سے تیز آواز میں بولیں۔۔

تم صاف کیوں نہیں کہتی کہ تم میرے برے سائے سے اپنی بیٹیوں کو" بچانا چاہتی ہو۔۔"وہ دکھ تکلیف سے رو پڑیں۔ اور روتے ہوئے بولیں۔۔

اگر آپ ایسا سوچ رہی ہیں تو سوچیں مجھ اس سے کوئی فرق نہیں" پڑتا۔۔"وہ منہ موڑ کر سرد مہری سے گویا ہوئیں۔۔

حجاب!!"دفعتاً حیدر شاہ کی غصیلی آواز گرجی۔ مہکار شاہ اسکے" اس قدر بے حس بن جانے پر روتی ہوئی وہاں سے بھاگیں۔۔

کہہ دیں آپ کو بھی جو کہنا ہے پر یاد رکھیں یا تو میں زہر کھا کر"
مروں گی یا اس زہر سے اپنی بیٹیوں کو بچاؤں گی۔ کہا کیا تھا میں
نے محض یہی نا کہ کل وہ آئے گی تو مل لیجئے گا اس پر اتنا واویلا ابھی میں نے
روحا کو منا کر بھیجا ہے۔ زریش اسے لیکر اداس سی ہے کس لیے؟
آپکی بہن کی وجہ سے وہ اپنے گھر میں خوش نہیں ہے۔۔
اسے اپنا گھر نہیں بس مام چاہیے۔۔
اگر آپ کو ہمیشہ کی طرح آج بھی مجھے سنانا ہے تو سنائیں حیدر شاہ
میں سن لوں گی پر خدا کا واسطہ اب چھوڑ دیں آپ دونوں میری
بیٹیوں کا پیچھا۔
آپ نے اتنے سال اپنی بہن کی فکر میں مجھ سے میری بیٹی لے لی۔ پر
اب مجھے اتنا حق دیں کہ میں اپنی بیٹی کا گھر ہی سنبھال سکوں۔
نہیں دیکھ سکتی میں اسے ایک اور مہکار۔۔۔" انکا ضبط ٹوٹ چکا تھا وہ
زندگی میں پہلی بار حیدر شاہ سے بھی تیز آواز میں بولتیں وہاں سے
نکل گئیں۔۔

پیچھے وہ کھڑے حیرت سے اسکی باتوں کو سوچ رہے تھے۔

صاحب بڑی میڈم نے دروازہ اندر سے لاک کر دیا ہے۔"ملازمہ نے" بھاگ کر حیدر شاہ کو بتایا وہ بوکھلا کر بیگ وہیں پھینکتے حجاب کو سخت نظروں سے گھورتے ہوئے اوپر کی سمت بھاگے۔۔

پر اسنے کوئی نوٹس نہیں لیا بلکہ خاموش رہ کر اب اسکے دل میں ناصور ہو گئے تھے۔ اتنی خاموشی کہ لبوں کو بولتے ہوئے تکلیف محسوس ہو رہی تھی پر وہ سوچ بیٹھی تھیں اپنی بیٹیوں کیلئے اسے لڑنا ہے۔۔

وہ حیدر شاہ کی اوپر مہکار آپی نامی پکاریں سنتیں ہوئی بھی بہریں بن کر کچن میں داخل ہو گئیں۔ اور اپنے آنسوؤں کو رگڑ ڈالا۔۔

oooooooo

اسکی آنکھیں کھلیں اسنے خود کو ایک جہازی سائیز بیڈ اور بڑے سے ماسٹر بیڈ روم میں پایا، جو کہ ایک ہال نما روم تھا، اسنے نگاہ گھمائی تو ششدر تھی کیونکہ وہ کسی بہت امیر شخص کا روم لگ رہا تھا۔ سنہری فرنیچر تھا، وال سیاہ تھیں اور وہاں رکھے مجسمے بھی سیاہ۔ وہ یونہی نظریں گھما کر کچھ تلاش کرنا چاہتی تھی جس سے اندازہ لگا پاتی کہ وہ کہاں ہے۔۔

اسے تو ڈر تھا کہیں وہ دہشت گرد تو اسے نہیں پکڑ گیا؟ اگر ایسا ہے بھی تو

دل کہاں ہے؟
ابھی وہ مزید کچھ سوچتی وحشتزدہ ہوتی تبھی اسکی نظریں سامنے ہینگ ہڈی پر پڑیں، جن پر ڈی کے والی زیادہ تعداد میں موجود تھیں
اسکے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی، وہ پہلے تو ساکت تھی پھر آہستہ آہستہ مسکرائی اور اٹھ کر اس تمام چیزوں کو چھوا جس سے اندازہ ہوا کہ وہ سچ میں اسکے گھر میں موجود ہے۔
جہاں دیواروں پر عرشیہ کی لاتعداد تصویریں موجود تھیں۔

ہارٹ میں دانیال ماموں اور عائشہ ماموں کی تصویریں تھیں نا تھیں تو صرف دریاب کی جسکا ہر فریم خالی تھا۔۔
نادل تھا ناہی دری۔۔ البتہ وہ بھی ایک جگہ موجود تھی اور وہ تو اسکے نکاح کی تصویر تھی جس میں وہ گلابی پروم فراک میں چھوٹی فیری بن کر بیٹھی تھی حجاب پہنیں۔۔

پُر اسکے پاس والا کاٹ لیا گیا تھا وجود،، اور وہ کوئی اور نہیں دل ہی تو تھا۔ بھلا اسنے اپنے آپ کو کیوں مٹا دیا؟

وہ بھاگ کر بالکنی میں آئی جہاں پھول رکھے ہوئے تھے اور بالکنی کی ریلنگ پر ایک گلابی پھولوں والی بیل بھی موجود تھی۔۔

باہر موجود گھوڑے، اور ان کے بیچ چلتا ہوا حقیقی سفید بھیڑیا۔۔ جو کہ گھوڑے کے ساتھ کھیل رہا تھا

یہ دیکھ کر تو قسیع کو دھچکہ لگا کہ ایک بھیڑیا انسانوں کے بیچ اس طرح سے چل رہا ہے۔۔ بھلا کیسے۔۔ اور وہ بھیڑیا بھی تو کتنا بڑا تھا آسانی سے کسی کو بھی چیر پھاڑ سکتا تھا۔

اسنے حیرت سے موسم کو دیکھا۔ دور دور تک پہاڑ، سرسبز زمینیں۔۔ وہ حیرت زدہ مسمرائز ہو کر موسم پر رہ گئی۔

اسکا حلق خشک تھا، بھوک سے جان نکل رہی تھی پر اسے کوئی احساس نہیں ہو رہا تھا۔۔ وہ آہٹ پر چونک کر جب روم میں آئی تو وہاں ایک انجان لڑکی تھی ٹرے تھامے اندر آ گئی تھی۔۔

السلام علیکم "ملازمہ نے اسے دیکھتے فوراً سے سلام کیا جسکا اسنے" مسکراتے جواب دیا۔

"وعلیکم السلام۔۔ کیا آپ مجھے بتا سکتی ہیں میں کہاں ہوں؟"

جی آپ ڈی کے کے گھر میں ہیں۔۔"وہ اس حسن کی پری کو دیکھتی گویا ہوئی۔۔

وہ تو مجھے بھی پتا ہے یہ میں اپنے پارٹنر کے گھر ہوں پر کیا مجھے " کوئی یہ بتائے گا کہ یہ گھر کہاں کس شہر میں تعمیر ہے؟وہ جتا کر بولی اس لڑکی نے مشکل سے مسکراہٹ روکی

آپ ڈی کے کی پارٹنر ہیں اور آپکو یہ نہیں معلوم آپ کہاں ہیں؟"" اسنے ٹیبل پر کھانا لگاتے ہوئے شرارتاً طنز کیا

توقیع کی بھنویں سکڑ گئیں۔۔"کیا آپ نے کبھی مجھے یہاں پہلے دیکھا ہے؟"وہ بھی اسی کے انداز میں طنزیہ بولی

نہیں۔"اسنے معصومیت سے نفی میں سر ہلایا۔"

تو پھر مجھے کیسے معلوم پڑے گا یہ گھر کہاں ہے۔میں نے ابھی " جوائن کیا ہے انکی ٹیم کو۔۔میرا نام ٹی ڈی ہے۔یا آپ ٹی کے بھی کہہ سکتی ہیں مجھے پر مجھے اس سے ٹیک کیئر والی فیلنگز آرہی ہیں اسلئے ٹی ڈی ٹھیک ہے۔"اسنے کہنے کے ساتھ وضاحتیں بھی بیان کر دیں جن پر مشکل سے اسنے قہقہہ دبایا معاً باہر سے کسی کی چیخنے کی آوازیں آنے لگیں۔۔

یہ کون ہے؟" توقیع گھبرا کر چونکیں جب وہ لڑکی ایکدم سامنے آکر "
دروازہ بند کر چکی تھی۔
یہ آپ کے باس کا چھوٹا بھائی ہے۔ اور آپ کو دیکھنے کی ضد کر رہا"
ہے اسلئے میرے شوہر اسے زبردستی گھسیٹ کر کالج لیکر جا رہے
ہیں۔۔
آپ بے فکر ہو کر ناشتہ کریں۔۔ یہ گھر کا غان میں موجود ہے۔ اور
ڈی کے نے کہا ہے اپنے آنے تک آپ کو کوئی نا دیکھے۔" وہ مسکراتیں
کھانا دیکر چلی گئی تھی اسے۔

بریک فاسٹ زبردست قسم کا تھا کہ توقیع نے سب کچھ بھول کر
پہلے تو بھاگ کر باتھ روم سے ہینڈ فیس واش کر کے آئیں اور اسکے
بعد جلدی سے ناشتہ کیا۔
عجیب بیہیو تھا یہاں کا۔ اسے قید کر کے رکھا ہوا تھا، وہ آتی لنچ ڈنر
دیتیں پھر چلی جاتیں یا کسی ضرورت کا پوچھیں پھر ڈور لاک
کر کے چلی جاتیں۔۔
اسنے پورا دن روم کو دیکھتے گزارا۔۔ بالکنی گلاس وال اسنے سب بند کر دیئے

تھے کیونکہ اسنے سنا تھا بھیڑیے پہاڑ تک چڑھ جاتے ہیں۔
پھر اس تک پہنچنے میں کتنی دیر لگتی اسے۔۔

پورا دن گزر گیا، اسنے باہر نکلنے کی کوشش کی پر دروازہ باہر سے بند تھا، اسنے اس لڑکی سے ڈی کے کا پوچھا تو اسنے انجان ہونے کا اظہار کیا کہ وہ کچھ نہیں کہہ سکتی

توقیع کو غصہ تو بہت آیا پر ضبط کیے اسنے پہلے نماز پڑھی، اللہ سے اسکی اپنے عزیز قریب ماں باپ ماموں مامی بھائیوں بھابیوں اور سب کی خیریت کی دعا مانگی۔۔ اور اسے سوچتی واپس بیڈ پر آکر لیٹ گئی۔۔ پر اس سے پہلے اسنے ایک اسکا ڈریس نکالا تھا اور وہی پینٹ شرٹ، نائیٹ سوٹ کے طور چینج کر کے زیب تن کر کے بیڈ پر دھڑام سے گر گئی۔۔
بیڈ پر لیٹ کر بھی وہ کافی دیر اسے سوچتی رہی، پھر اکیلے گھر، انجان جگہ انجان لوگوں اور بھیڑیے کی موجودگی کو سوچتے ہوئے وہ بلینکٹ منہ تک اوڑھ کر گٹھڑی نما بنتی سو گئی۔۔
اور یہ پھر اسکی نیند کی بیہوشی تھی کہ وہ لوٹ کر آیا،، چینج کیا، اسے

دیکھا اور اسکے بلینکٹ میں آکر اسے حصار میں لیے اسکا سر اپنے بازو پر رکھ کر چہرہ اسکے بالوں میں چھپائے سو گیا تھا پر وہ جاگ نہیں پائی۔۔

اسکے سر بازو پر پٹی بندھی ہوئی تھی جو کہ آئے ہوئے زخموں کی علامت تھی۔۔وہ اسکی قربت اسکی خوشبو کو محسوس کرتا سر بازو سے اٹھتے ہوئے درد سے لاپرواہ بے حس ہو کر مدہوش ہو گیا تھا۔
اسکی آنکھوں کے سامنے بھی دونوں کے ساتھ گزارے بیتے لمحے تھے۔اور گھنی مونچھوں تلے گہری مسکراہٹ۔۔

oooooooo

سر مسٹر فاروق کا کہنا ہے انہوں نے آپ کی غیر حاضری میں " کچھ نہیں کیا تھا انکا نام بلاوجہ لیا گیا ہے۔" صمصام زیدی کے ساتھ موجود لفٹ کی طرف تیز تیز قدموں سے بڑھتی سیکرٹری اس سے کہتی لفٹ میں داخل ہونے لگی تھی کہ اچانک وہ ٹھٹھک کر رکا جسکے ساتھ ہی اسے بھی بری طرح سے بریک لگی۔۔

بلیک بلیزر پہنیں، بلیک ہی آفس شوز میں، جیل سے اسکے بھورے بال سیٹ تھے، اور ان اوشن نیلی آنکھوں پر بلیک سن گلاسس لگے ہوئے تھے جو کہ اسکی سفید و سرخ رنگت پر بہت خوبصورت لگ رہے تھے کہ وہاں میٹنگ روم کی طرف جاتے ہوئے وہ جہاں سے گزر رہا تھا لڑکیاں حتیٰ کہ لڑکے بھی اسے جی بھر کر دیکھ رہے تھے۔

بہت کم دیدار اسکا ہوتا تھا کہ وہ صمصام زیدی انکے بیچ سے گزر کر جائے اور وہ اسے قریب سے دیکھ پاتی تھیں، وہ جہاں رکا تھا وہیں لڑکیاں آپس میں بات کرنے کے بہانے رکیں پلکوں کی اوٹ سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

یہ پاکستان تو تھا، پر اب یہاں کی لڑکیاں ویسٹرن کنٹریز کے طور طریقے اپنانے لگیں تھیں، جہاں کسی کو دیکھنا یا نا دیکھنا انکے دل پر ڈیپینڈ کرتا تھا

ویسے ہی ابھی کچھ لڑکیاں جھجھک کر اسکی نیچر سے دیکھ رہی تھیں تو کچھ دل کھول کر آنکھوں میں بھر کر، یہ بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ پانچ انگلیاں برابر نہیں۔

اسنے اپنی آنکھوں سے ذرا سا بلیک گلاسس نیچے کیا اور ساتھ کھڑی

ہوئی اپنی سیکرٹری کو اشارہ دیا تھا جسنے فوراً سے اثبات میں سر ہلا کر حکم پر تابع ہوئی۔۔

السلام علیکم مسز صمصام زیدی!" صمصام زیدی کی سیکرٹری نے اسے سلام" کر کے متوجہ کیا، اور صام کی نظریں ان پر تھیں کیونکہ اسکے دائیں آسٹریلین کتا، اور بائیں مسٹر فضل تھا۔۔

دونوں اس سے کچھ کہہ رہے تھے اور وہ مٹی کلر کے اسٹائلش حجاب، اور سر پر ٹکائے بلیک گلاسس پینٹ شرٹ کے اوپر اسنے ٹرینچ کوٹ پہنا ہوا تھا جسنے اسکا لُک غضب کا بنا دیا تھا

کوٹ کے بڑے کالر اور اسکے عربک حجاب کو دیکھتے، وہ مغرور کسی ریاست کی شہزادی لگ رہی تھی۔ صمصام زیدی کا مقصد اسے احساس دلانا تھا کہ وہ اسکی میٹنگ میں اس آسٹریلین کتے کو ساتھ کیوں لائی ہے؟

وعلیکم السلام!" وہ بغیر دیکھے، بغیر متوجہ ہوئے، بری طرح سے" نظر انداز کرتی ہوئی اسکے سامنے سے گزری بالکل ہاتھ کے فاصلے سے اسکا چہرہ گلاسس لگی اوشن نیلی آنکھوں کے سامنے سے گزر گیا تھا۔

حتیٰ کہ اسکے لبوں پر لگی نیچرل لپسٹک کو بھی اسنے واضح دکھا، اسکی خوشبو

کو بھی دل سے محسوس کیا تھا کہ اسکی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئیں پر حیرت یہ کہ اسنے پاس سے گرزتے ہوئے بھی متوجہ ہونا ضروری نہیں سمجھا؟ اپنی مغرور چال چلتی ہوئی وہ اسی لفٹ میں داخل ہوئی اپنے دونوں سپون کے ساتھ پر ایک نظر اس پر نہیں ڈالی کیوں؟ کیا وہ اسے اگنور کر گئی تھی؟ اتنا مغرور پن کس لیے؟ وہ اسکا طیش سے چہرہ سرخ کر گئی اسنے مٹھیاں بھینچیں جسکے ساتھ اسکے ہاتھ کی، بازو جبڑے کی رگیں پھول اٹھیں

اپنے اندر کے ابال کو باہر نکالتے اسنے سرسری سی نظر دائیں طرف بے مقصد ڈالی اور پھر وہی کاٹ دار سرخ چنگاریاں نکالتی ہوئی اٹھا کر لفٹ کے بند ہوتے دروازے میں ظاہر ہوئی عرشیہ صمصام زیدی پر ڈالی

اسکے پیچھے پیچھے فائل میں دیکھتے کچھ کہہ رہے تھے، جبکہ انکے آگے سامنے وہ ٹرینچ کوٹ کے جیب میں ہاتھ ڈالے مغروریت سے سامنے دیکھنے لگی

اسی لمحے ہی تو صمصام زیدی کی ضبط سے سرخ نیلی آنکھیں اس پر اٹھی تھیں، دونوں کی نظروں کا شدید تصادم تھا، ایک میں جنون کی

چنگاریاں تھیں تو دوسری میں دنیا جہاں کی معصومیت کے ساتھ
معغروریت
اسکی اوشن نیلی آنکھوں میں دیکھتے سر پر اٹکے ہوئے سیاہ گلاسس کو
اسنے آنکھوں پر چڑھایا تبھی اسنے آنکھ دبائی ساتھ ہی آنکھوں پر گلاس
چڑھ گیا اور لبوں پر متبسم۔۔

صمصام کا انگ انگ جل اٹھا، وجود میں چنگایاں بھڑک اٹھیں
کے بہت مشکل سے اسنے خود پہ ضبط کیا ورنہ دل چاہا ابھی لفٹ کا
ڈور توڑ کر اندر داخل ہو جائے۔
سیکرٹری اور اسسٹنٹ خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھیں۔۔
"سر مسٹر فاروق کا کیا کرن۔۔۔۔"
جیل میں ڈال دو۔۔"معاً وہ پلٹ کر اس پر گرج اٹھا"

سس۔سر جیل میں مگر کیوں؟"سیکرٹری کی آنکھیں پھیل گئی۔"
بلاوجہ کسی کو جیل میں ڈالنا؟

کیونکہ میں کہہ رہا ہوں، میرے وقت کو ضائع کرنے پر"وہ سرد"

لہجے میں بولا اور لفٹ خالی ہونے پر بھی غصے سے ان لاتعداد سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا

اسکے طیش و سرخ رنگ کو دیکھتے انکا چہرہ دھواں ہو گیا، دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔
میم میں سر کا یہ حکم لکھ دوں؟" اسکی اسسٹنٹ نے مودبانہ "
پوچھا۔
آر یو کریزی؟ وہ غصے میں ہیں۔ ضبط کر رہے ہیں خود پر بعد میں ریلیکس "
ہوں گے تب پوچھیں گے۔" سیکرٹری آنکھیں دکھاتی بولی اور صام کے پیچھے ہی بھاگی

میم میں پوائنٹ؟" اسنے سیکرٹری کی دہرائی لائنز نوٹ بک "
میں لکھتے ساتھ ہی پوچھا
آج کی میں پوائنٹ ہے تمہارے لیے شٹ اپ!" سیکرٹری "
صمصام کے غصہ ہونے پر پریشان اپنی بی پی کنٹرول رکھنے کی کوشش کرتی
پلٹ کر اس سے غصے سے بولی

اوکے میم!" اسسٹنٹ نے فرمانبرداری سے سر ہلایا، وہ زچ ہوتی مٹھیاں" بھینچ کر سیڑھیوں پر بھاگی کیونکہ صمصام زیدی آگے نکل چکا تھا کافی۔۔

ooooooo

ایس کے بلڈرز آج سے نہیں کافی پہلے سے کام کرتے آرہے ہیں ہمارے لیے" یہ میں مانتا ہوں۔ پر مسز صمصام زیدی یہ تب کی بات تھی جب اس میں ہارون شاہ، دانیال خان، ساحل شاہ اور دریاب خان تھے

پہلے کی تمام بنی عمارتوں میں آپ کے انڈر کتنی عمارتیں بنی ہیں انکا ریکارڈ کہاں ہے؟ جہاں تک مجھے معلوم ہے ساحل شاہ واپس اپنی فیلڈ میں جا چکا ہے، دریاب خان اپنی، دانیال خان ناساز طبیعت باعث فی الحال کنارہ کش ہیں رہے ہارون شاہ تو وہ آپکے ساتھ کیوں نہیں آئے؟ اور میں کیسے یقین کرلوں کہ آپ میرے پراجیکٹ کیلئے بیسٹ ہیں؟" یہ صمصام زیدی کے الفاظ تھے سب کی پریزنٹیشن سننے خاص طور فارس کی سننے کے بعد

اسکے لبوں سے نکلے, مسز صمصام کے بجائے عرشیہ خان سن کر اسنے بمشکل ضبط کیا تھا۔

شاید آپ بھول رہے ہیں مسٹر صمصام زیدی کہ میرا پہلا پراجیکٹ "
چل رہا ہے اور میرے انڈر ہی ہے ابھی تک کوئی شکایت نہیں آئی،
میں بھی ساحل شاہ دریاب خان کی بہن ہوں انکا کام میرا کام
الگ نہیں بائی داوے اگر آپ مطمئن نہیں ہمارے کام سے اب تو آپ
پلیز دوسروں پر توجہ دیں اور ہمیں اجازت دیں۔" اسنے سامنے بیٹھے
سب کی طرف اشارہ دیتے ہوئے سپاٹ انداز میں کہا

اور اٹھنے لگی پر صمصام زیدی نے ہاتھ کے اشارے سے اسے بیٹھنے کا کہا۔
ری لیکس رہو ہمیں ہی ملے گا یہ پراجیکٹ۔" پاس بیٹھے فارس نے "
اپنے دکھتے ہوئے ہاتھ سے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا چاہا پر اسکی آنکھوں کی تپش کو
"محسوس کرتے وہ اپنا ہاتھ پیچھے کرتی گہرا سانس بھر گئی" ہمم

میرا ایک ٹاسک ہے اگر جسنے اچھے سے ادا کیا میں اسکے پر پوزل پر "
خاص توجہ دوں گا۔ میرے مطابق انسان کو ہر طرح کی مصیبت
کیلئے تیار رہنا چاہیے۔" وہ کھڑا ہوا اور اپنے سیٹ کی پشت ہاتھ ٹکا کر
میٹنگ روم میں بیٹھے تمام مینجرز آنرز کو دیکھا۔
اسکا پراجیکٹ ایک بیوہ یتیم عورتوں کیلئے گھر بنانے کا تھا، ایسا

گھر جن میں ہر طرح کی سہولت مہیا ہوں، حتیٰ کہ یہ بھی کہ وہاں
سینٹر بنائیں جائیں گے جن میں وہ اپنے ہنر کے مطابق کام کر کے
اپنا اجر حاصل کر سکتی ہیں
اور انکے ہنر کو باہر کے ممالک تک پہنچایا جائے گا۔

مثلاً؟" ایک آدمی نے اٹھ کر پوچھا، عرشیہ فارس سب الجھ کر"
اسے دیکھنے لگے، یہ کون سا اور کہاں کا ٹاپک آگیا اسکے لبوں پر؟
عرشیہ کو تو گڑبڑ کا احساس ہوا تھا، پر وہ مطمئن رہی کیونکہ وہاں سب موجود
تھے۔۔
مسز صمصام زیدی آپ یہاں آکر بیٹھیں!" دفعتاً اسنے سب کی موجودگی"
میں اپنی مین چیئر کے پاس والی چیئر کی طرف اشارہ دیا
نو تھینکس مسٹر زیدی میں ٹھیک ہوں یہاں" وہ سب کے لبوں کی معنی"
خیز مسکراہٹ اس شخص کے لاپرواہ ہونے پر سٹپٹا گئی۔
مجھ تم سے کچھ پوائنٹس پوچھنے ہیں اس پریزنٹیشن میں "فارس"
جانتا تھا وہ صرف اسکے پاس سے عرشیہ کو اٹھانا چاہتا
ہے تبھی اسنے اسے اگنور کرتے عرشیہ کے سامنے فائل رکھ دی اور
پوائنٹ آؤٹ کیا

آپ نے سنا نہیں میں نے کیا کہا؟" وہ غصے سے بھڑک "
اٹھا۔ دونوں فائل سے نظریں ہٹا کر سامنے بھورے سٹائل سے سیٹ
بالوں، نیلی آنکھوں میں غصہ لیے گھورتے صام کو دیکھا۔

میم پلیز سر کو کچھ اہم بات کرنی ہے۔" سیکرٹری نے معاملہ سمجھانا"
چاہا، عرشیہ سب کی نظریں خود پر تکی پا کر ضبط سے اٹھی اور جھٹکے سے
چیئر چھوڑ کر اپنے چلتی اسکی آنکھوں میں خونخوار طریقے سے دیکھتی
"!اسکے سامنے پاس والی چیئر پر بیٹھی "ناؤ پلیز کنٹنیو
ایمپریسو!" اسکے بدلے طور طریقے اسکے دل کو بھائے وہ بھری محفل "
میں سراہے بغیر نا رہ سکا۔
عرشیہ کا دل چاہا ہزار گالیوں سے نوازے پر منحوس شوہر کا لقب رکھتا
تھا کہ چاہ کر کے بھی کچھ نا کہہ پائی
فارس عرشیہ کی سیٹ پر سیکرٹری کو بیٹھتے دیکھ کر ضبط سے دانت
پیس کر پین مٹھی میں دبا گیا

مثلاً اگر آپکی اس عمارت کی تعمیر میں چھوٹی سی غلطی جسکا آپکو"
معلوم نہیں، پر آپ سے وہ ہو جاتی ہے، وہ ایک بڑا کرائم ہے جسکو

لیکر میں آپ پر کیس کروادیتا ہوں، کیس ہوجاتا ہے۔ آپ سزا کاٹ لیتے ہیں اسکے بعد آپ اگر آپکو معلوم پڑتا ہے وہ آپ نے غلطی کی نہیں ہے۔ آپ آواز اٹھانا چاہتے ہیں کیس اوپن کروانا چاہتے ہیں پھر کیسے کریں گے؟ آپ لکھ کر دے سکتے ہیں؟؟" وہ بولتا اپنی سیٹ پر آکر بیٹھا۔۔

وائی ناٹ۔۔ "سب خوش اسلوبی سے راضی ہوئے۔۔ راضی ہونا ہی تھا" بہرحال پیسے جو لیے تھے۔

فارس چونکا، جبکہ عرشیہ کی دل کو کچھ ہوا۔۔ یہاں اسکے دل کی بات کردی گئی تھی کاش وہ خود پرنا پر اپنے بھائی کے کیس کو ری اوپن کروادے۔

اسنے سوچ لیا تھا وہ یہ ضرور کرے گی۔ ایک بار صرف سب کچھ نارمل ہوجائے صورتحال، پولیس کی جواب آنکھیں ٹکی ہوئی تھیں صمصام زیدی پر وہ مسئلہ حل ہوجائے تو وہ دلاور کے کیس کو ری اوپن کروائے۔

ہمیں ضرورت نہیں۔۔ تم کچھ مت لکھنا، یہ لا پڑھانے آیا ہے یا اپنے" پراجیکٹ دینے؟" فارس بھی کسی گڑبڑ کا احساس کرتا عرشیہ کے ہاتھ میں سفید صفحہ دیکھ کہا

پر وہ ہاتھ میں سفید صفحہ دیکھ کر بہری ہو گئی، اسکے احساسات کا سامنے والے اچھی طرح معلوم تھا تبھی ریلیکس ہو کر بیٹھ گیا

اسنے پین اٹھالی۔ "مجھے یہی صفحہ عدالت تک پہنچانا ہے۔" وہ سوچتی ہوئی پین اٹھا کر مسکرائی

فارس کی روک صام کی مسکراہٹ کو اسے کسی کا احساس نا تھا، بس آنکھوں کے سامنے دل تھا، اور محسوس اسکے زخم ہو رہے تھے۔

وہ جو ناسور تھے وہ ان پر نم آنکھوں سے قلم صفحے پر چلانے لگی۔ کاش اسکی یہ درخواست کورٹ تک پہنچ جائے۔۔ اسنے آنسوؤں ضبط نہیں کیے بلکہ خاموشی سے لکھتی گئی۔۔۔

یہاں تک کہ آہستہ آہستہ سب سیکرٹری کے پاس جمع کروائے اب نظریں جھکائے بیٹھے تھے۔

یہ تو صام اس سے گھر میں بھی کروا سکتا تھا پر وہاں اسے فوراً شک ہو جاتا کہ وہ کس لئے یہ مانگ رہا ہے

اسے یہ آئیڈیا اچھا لگا تھا، وہ پلان مطابق اس پر عمل بھی کر گئی۔ کیونکہ کیس سزاؤں کے معاملے میں صمصام زیدی کے ساتھ وہ بھی زخمی تھی اندر سے

چلو فارس!" اپنے سائن کے طور اپنے نام کا آخری حرف صفحے "
کے نیچے لکھتے اسنے لکیر دی اور ساتھ چھوٹا سا "دل" بنا دیا۔ وہ نم آنکھوں پر
سیاہ گلاسس لگا کر اٹھی اور جھٹکے سے وہاں سے نکل گئی۔۔
انکے قیمتی وقت کی پیمنٹ کر دو۔۔" وہ حکم دیتا آنسوں کے نشان بھری "
درخواست کو اٹھا کر اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔۔

سر ان سب کا کیا کرنا ہے؟" وہ سب کی لکھی درخواستوں کو سامنے "
کرتی بولی۔۔۔
ڈسٹبن میں ڈال دو!" وہ عرشیہ کی سائن دیکھتا موبائل کان سے لگائے "
پلٹا۔

رکو تم میری بات سنو عشی!" وہ غصے سے کہتا اسکے پیچھے پیچھے آیا۔ گاڑی "
کے قریب پہنچنے پر وہ تقریباً بھاگتا طیش میں بولا۔۔۔
کیا ہے فارس؟؟" وہ گاڑی کے ڈور کو کھولے ضبط سے بولی۔۔"

کیوں لکھی تم نے وہ اسکے کہنے پر درخواست؟ کہاں ہوتا ہے یہ سب؟"

کیوں روئی تم ؟" اسکے مقابل آتے وہ بھڑکتا استفسار کرنے لگا۔
اسنے سب سے لکھائی۔ بس جاننا چاہا تو میں نے بھی لکھ دی۔"
اس بحث کو چھوڑو اور چلو۔۔" وہ نظریں چراتی اپنی گاڑی میں بیٹھنے لگی۔۔
بکواس ہے! اسنے نہیں لکھائی کسی سے بلکہ اسنے تمہاری کمزوری" دکھائی سب کو جس طرح تم روئی پیچھے تم پر سب ہنس رہے تھے۔
اسے لگا تھا تم نے جواب دیکر اسکا مذاق بنایا ہے، اور پھر اسنے تمہیں کمزور کر کے تمہارا مذاق بنا دیا۔ میں نے ابھی سب دیکھ کر آرہا ہوں۔۔
تم جیسے نکلی پیچھے اسنے تمہاری تحریر سب کے سامنے کی اور وہاں سب قہقہہ لگا اٹھے۔۔
کیوں بنایا تم نے خود کو اتنا مضبوط اسکے سامنے پہلے جب آخر میں تمہیں ایک دبکی گھسی پٹی احساس سے مجروح، کمزور لڑکی ہے خود کو ثابت کرنا تھا۔" وہ نیچی آواز میں بھڑک گرج رہا تھا
عرشیہ کا چہرہ دھواں ہو گیا، وہ ششدر اسکے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔۔
جھوٹ!" وہ بڑبڑائی (وہ اسکی بیوی تھی سب کے سامنے مسز صمصام زیدی" جتا رہا تھا بھلا کیسے اسکا مذاق بناتا؟)

جاؤ جا کر دیکھو میں اگر جھوٹ بول رہا ہوں تو جا کر دیکھ آؤ اس ڈسٹبن" میں سب کی شیٹس پڑی ہیں تمہاری بھی ہو گی یا کم از کم وہ کہیں دوسری جگہ پھینک گیا تھا

پر پیچھے وہ غرور میں غرق شخص جتنا مذاق بنا رہا تھا میرا دل کیا۔۔۔۔

بس فارس!"وہ سن نہیں سکی۔۔"

اسے لگا دل پھٹ جائے گا اسکا، یہ سب سنتے وہ مر کیوں نہیں گئی؟ وہ ہر جگہ اسکی رسوائی کرتا رہتا ہے۔ آخر اسکا گناہ کیا ہے؟؟

عشی رونا نہیں۔۔"وہ اسکے گال پر پھسلتے ہوئے آنسوں دیکھ کر بولا۔۔"میرا" مقصد تمہیں بدگمان کرنا نہیں عشی پلیز۔۔ میں بس یہ کہہ رہا تھا کہ تم وہاں روئی کیوں کمزور کیوں ہوئی؟ میں صمصام زیدی سے اپنے پہلے کی رویے کی معافی لینے جا رہا تھا تبھی وہاں انہیں ہنستے دیکھا مجھے سخت برا لگا۔۔

میں نہیں کہتا وہ برا ہے بلکہ وہ تمہارے لیے پرفیکٹ ہے، شاید ہم دونوں ایک دوسرے کیلئے بنے نہیں تھے۔۔

پر کیا تم نے دیکھا وہ کہیں سے تمہیں ڈیزرو کرتا ہے؟ وہ تمہاری ذات کا

مذاق بنا گیا۔۔ مجھے دکھ ہوا ہے تمہارے لیے۔۔
تم میری مضبوط دوست تھی۔۔
پھر ایسا کیوں؟" وہ اسے بے آواز روتے دیکھ کر دکھ سے غمگین آواز میں بولا۔۔
جا کر ان سے پوچھو جن کے ناسور پر انگلی رکھ کر زور دیا جائے کتنی تکلیف ہوتی" ہے۔ آنکھوں کا رشتہ دل سے ہے۔ جب دل دکھتا ہے آنکھیں خود بھیگتی ہیں انہیں ہم نہیں بھگوتے۔۔" وہ اپنے گالوں سے آنسوں رگڑ کر اندر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتی ٹھا کے ساتھ ڈور بند کر چکی تھی اور دھندلی آنکھوں سے سامنے راستے کو دیکھتی گاڑی آگے بڑھا دی۔۔
تم اپنے جنون اور جلن کا بدلہ میرے کردار کو ہمیشہ روند کر کیوں لیتے ہو" صام؟" وہ ہچکیوں سے گاڑی میں روتی اسکے مذاق قہقہے کو تصور کرتی رو رہی تھی۔
اور پیچھے اسکی آنکھوں میں صمصام نامی بلا کے شکوہ بھرے آنسوں دیکھتا وہ مسکراتا ہوا اپنی گاڑی میں بیٹھا۔

ہاہاہا تم بھی عشی یار حد کرتی ہو۔۔ ہاتھ ہی تو پکڑ رہا تھا کون سا بازو سے پکڑا" تھا۔۔" گاڑی میں بیٹھتے ہوئے ونڈو بند کر کے دوسری طرف

قریب آتے عرشیہ کو ڈھونڈتے ہوئے صمصام زیدی کو دیکھ کر
فارس نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا

قہقہے فارس کی آواز بند گاڑی کے ونڈو پر وہ چونک اٹھا۔
ہاہاہا فارسی۔۔" تبھی گاڑی سے دبی دبی عرشیہ خان کے ہنسنے کی آواز ساتھ "
گونجی

اتنا پیار سے نام لیتی ہو اور پھر مجھ سے شکوہ کرتی ہو دل پھینک بندہ "
ہوں۔" وہ فرینک انداز میں بے باکی سے بات کر رہا تھا۔ جیسے کسی نشے
میں ڈوبی خمار میں بھری آواز۔۔

وہ ساکت سا ہو کر رہ گیا دو قدموں پر، تبھی وہ بوکھلا کر تیزی سے گاڑی
وہاں سے بھگا کر لے گیا اور موبائل کے بٹن پر انگلی رکھ آواز بند کی
میں نہیں تو، تم بھی نہیں صمصام زیدی!" وہ ہونٹوں پر گہری "
مسکراہٹ سجا کر گویا ہوا ساتھ ہی فضا میں اسکا زوردار قہقہہ
گونجا۔۔ کیونکہ مسٹر صمصام زیدی کے قدموں کو وہیں زمین نے
جکڑ لیا تھا۔

"شاید بیچارہ آیا تھا عرشیہ خان سے ملنے پر چہ چہ۔۔ "

ooooooo

تم گھٹیا ترین لڑکی ہو" وہ چیختی روتی اپنے منہ سے نکلتا خون صاف کرتی بولی"
جب ہی اسنے اچانک اسکے بالوں کو مٹھی میں پکڑ کر اسکا سر
تیزی سے دیوار پر مارنا چاہا کہ وہ وحشت سے چلا اٹھی

ایلی!!!" اسکی آنکھیں خوف ہراس سے پھیل گئی جب اسکی چیخ"
کے ساتھ سر ایک انگلی کے فاصلے پر رکا۔
کیوں کہا تم نے ایسا اس سے؟لڑانا چاہتی تھی اس سے مجھے؟" وہ غرا"
کر اسے زمین پر پھینک گئی۔۔

گھٹنوں بل گرتے وہ جلدی سے پیچھے ہوئی اور روتی نفی کرنے لگی۔۔"تم پاگل ہو ایلی تم
میری بہن ہو اور وہ صرف دوست۔۔
میں تمہارا برا چاہوں گی؟ تم اسکے لئے میرے ساتھ جانوروں والا
سلوک کر رہی ہو۔۔" وہ روتی سسکتی ہذیانی ہوئی

وہ میری دوست نہیں میرا جنون ہے میرا لو میرا بے بی ہے۔۔""
اسکی بات پر مسکراتے ہوئے وہ اسکا منہ جکڑے چلائی

تم برباد ہو گئی دیکھنا۔۔ تم بری طرح برباد ہو گی۔۔" دکھ تکلیف سے روتی وہ آہیں"
بھرتی بولی

ہاہاہاہا اپنی یہ سو کالڈ پاکستانیوں والی بد دعائیں مجھے مت دو۔۔ ایک بار اسے"
حاصل کرنے دو پھر دیکھاؤں گی تمہیں آباد کیا ہے برباد کیا۔۔"
اسنے قہقہہ لگایا

تم ایسے ہی رہو گی۔۔ بلکہ پاگل بن جاؤ گی خدا تمہیں معاف نہیں کرے"
گا۔ ایک دن تم پاگلوں کی طرح رو گی پر تمہارے پاس کوئی راہ فرار راہ
راست نہیں ہو گی۔۔
تم چیخو گی میری طرح پر تمہاری کوئی نہیں سنے گا۔۔" وہ ہچکیاں بھرتی
اپنے ہاتھ کو اسکے پاؤں تلے کچلتے دیکھ کر پہلے سے تیز دھاڑیں مارنے لگی۔۔

اسے جیسے معلوم پڑا تھا بازل سے، اسنے سیدھا اسے کڈنیپ کر لیا تھا۔ اسکی ماں سمجھ رہی تھی وہ اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ آؤٹنگ پر گئی ہوئی ہے حالانکہ تین دن سے اسنے یہاں اسے قید کر کے رکھا تھا اور اس کے بال نوچ کر اس پر تشدد کی انتہا کر رہی تھی
اور حیرت تو جیزی کو اس کی تھی کہ وہ ایک دوسرے مذہب کی لڑکی کے ہوس میں اس طرح غرق ہو چکی ہے کہ وہ اپنی بہن کو بھلا بیٹھی ہے۔۔

ہاہاہاہا پاگل تو تم ہو جاؤ یہاں رہتے ہوئے۔۔ اور مزے کی بات بتاؤں؟" تیرا وہ فرینڈ ہی میری مدد کرے گا پاکستان پہنچانے میں، پر اس سے پہلے اسے بدلے میں کچھ چاہیے۔۔۔
اسکا انتظام کر رہی ہوں۔۔" اسنے مکروہ قہقہہ لگاتے اسکے سر پر دھماکہ کیا۔۔

بوبی؟" دھواں دھواں چہرے، سوکھے خشک لبوں اور پھیلی آنکھوں سے " اسنے پوچھا۔
ہاں بوبی۔۔" وہ اسے غور سے دیکھتی بولی۔۔ جیزی کا چہرہ سپید لٹھے کی مانند "

پڑ گیا۔

ooooooo

سیہ رہنے دو۔۔" اسے بلیک شرٹ پر ہاتھ رکھتے دیکھ کر وہ نفی کرتا بولا۔۔"
کیوں؟" بازل نے تیکھے چتون سے گھورتے اس خوبصورت فل"
سلیو لیس نفیس کڑھائی والی شرٹ کو دیکھا۔ بھلا اس میں کیا
خرابی ہے اب؟ اتنی شرٹ ریجیکٹ کر چکا تھا اب یہ تو ہر طرح
سے پیاری تھی اور سب سے خوبصورت بات کہ وہ بلیک تھی۔۔
اس میں کیا خرابی ہے؟ ماما کے پاس بھی تو ایسی ہے براؤن کلر کی"
انہوں نے اس دن پہنی ہوئی تھی۔۔" وہ شرٹ کو جانچتی بولی
پر مام کو بلیک پسند ہے۔" اسنے جتایا"
تو مجھے کون سا ناپسند ہے بلیک مین؟ خانہ کعبہ کے غلاف"
کا رنگ بھی تو بلیک ہے۔" وہ جتاتی ہوئی بے ساختگی میں کہہ اٹھی
تھی صارم نے کچھ چونکتے ہوئے شرٹ چھڑوانے کیلئے جو اسکے ہاتھ کو
تھاما تھا وہ ساکت ہو گیا۔۔

اچھا؟" اسنے دھیرے سے پوچھا۔ شرٹ کی نیک پر موجود موتیوں"

پر انگی پھیرتی وہ اسکے اچھا پر ساتھ سر ہلا گئی۔

پر تمہیں تو سفید پسند ہے؟" وہ شرٹ ہینگر سے نکال کر بازو پر ڈالتے" بولا۔۔

صارم نے حجاب میں لپٹے ہوئے اسکے سفید چہرے کو دیکھا جو دوسرے کپڑوں پر نظریں دہرا رہی تھی۔۔

ہاں کیونکہ اللہ کے نور کا رنگ بھی سفید ہے۔۔" وہ ایک ہاتھ سے عبایا" تھامے دوسرے میں اسکے اسکے ہاتھ کو پکڑتی ہوئی آگے بڑھی۔۔

صارم کو لگا کہ وہ شاید اپنے ہوش میں نہیں ورنہ کیا باذل شاہ جو ہمہ وقت منہ سے کچھ بھی نکالنے والی، دل آزاری کرنے والی، نفرت جتانے والی اسکے منہ پر تھوکنے والی کیسے اللہ کے نور اور خانہ کعبہ کے غلاف کی بات کر سکتی تھی؟

(کیا یہ سب اسلئے تھا کہ ہم لوگوں کے اندر کو نہیں جانتے؟)

(یا دل اسکا بول رہا تھا؟؟)

وہ آدھا گھنٹہ پہلے آئے تھے اور ابھی تک شاپنگ پر بحث کرتے رہے تھے کہ کون سا لینا ہے، کیا لینا ہے۔
بازل کو کچھ اندازہ نہیں تھا کیونکہ وہ شاپنگ کرنے جاتی وہاں جو پسند آتا اٹھا کر لے آتی، پر یہاں، اسے چن چن کر لینے تھے۔ کیونکہ اسے تقویٰ زیدی کی بے تحاشہ محبت چاہیے تھی۔

اسنے اپنی ماں سے بات کی تھی وہ اس سے بہت خوش تھیں، عجیب اتفاق تھا، حجاب شاہ کیلئے وہ جو بازل شاہ کیلئے پریشان ہوا کرتی تھیں اب اسکے لئے پر سکون تھیں
اور جو روحاشاہ کے مستقبل سے بے فکر تھیں کہ وہ اپنے گھر کو خوبصورتی سے سنبھالے گی اسکی طرف سے انہیں اب راتوں کو نیند نہیں آتی بلکہ اپنی بیٹیوں کے لیے رب پانچوں وقت دعا میں ہاتھ بلند رکھتی۔۔

تم ایک الجھی ہوئی لڑکی ہو انت الحیات "وہ گہرا سانس بھرتا ہوا" اسکے پیچھے آتا بولا۔۔
بازل نے ٹھٹھک کر اسکے آخری الفاظ کو سنا، اور پھر سامنے آئینے میں

دیکھا۔۔ جہاں وہ بلیک عبایے میں، کور سر پر وائیٹ اسلامک سٹائل حجاب پہنیں سادہ سے چہرے کے ساتھ تھی، میک اپ تو اسے پہلے پسند نہیں تھا نا اسنے کبھی اوور آجکل میک اپ تھوپنے والا فیشن کیا تھا۔۔

کبھی کہیں محفل میں زیادہ بھی ضرورت ہوتی تو وہ لائٹ سا کوئی لپ گلوز لگا لیتی تھی۔ اسکا سفید ہاتھ پیچھے کھڑے ہلکی بڑھی ہوئی سیاہ شیو، ہلکی مونچھوں والے، بلیک پولو شرٹ جو کہ بازل نے اسکے لئے منتخب کی تھی پھر تقویٰ زیدی کا نام دے دیا تھا کہ وہ رکھ کر گئیں ہیں، ساتھ ہی خاکی کلر کی کارگو پینٹ پہنی ہوئی تھی

سیاہ گھنے بال اسکے ہمیشہ کی طرف سلیقے سے جمے ہوئے تھے۔ وہ عام سے حلیے میں رہنے والا صارم زیدی اسکی پسند پر یہ کارگو پینٹس پہن کر شاپنگ پر آیا تھا۔

یہ اسکی نظر میں ٹین ایجر لڑکے پہنتے تھے وہ صوبر سنجیدہ سا شخص تھا سادہ سے کپڑے پہننے والا۔۔ پر اسکے لئے لڑکا بن کر آیا ہوا تھا اور وہ خود اسکے دل کی شہزادی بالکل عبایے میں چھپی اسکے دل کی تاروں سے چھیڑ چھاڑ کرتی۔۔

وہ اسکے لئے کپڑے پسند کرنے کی کوشش کر رہا تھا پر اسکا دل بے ایمان ہو رہا تھا، اسے ایسے کپڑے چاہیے تھے جس میں وہ بالکل چھپ جائے کسی کی بھی نظر اس پر نا آئے۔۔

تم نے ابھی کیا کہا؟" وہ پلٹ آئی"
کیا کہا؟" صارم اسکی آواز پر چونک کر اسے دیکھنے لگا"
تم نے ابھی مجھے گالی دی اردو میں؟" اسنے غصے کو دباتے مشکوک نگاہوں" سے کہا
استغفراللہ میں کیا تمہیں ایسا لگتا ہوں؟ خدا خدا کر و لڑکی" میں گالیاں نہیں دیتا۔" وہ منہ بنا کر خفگی سے بولا

اچھا! پھر مجھے بتاؤ انتا منتا کہا تم نے مجھے الجھا ہوا کہہ کر۔۔"" اسنے بازو باندھ کر تیکھے چتون سے پوچھا

غلط فہمی ہوئی ہے تمہیں میں نے کوئی انتا منتا نہیں کہا۔۔ہاں الجھی" ہوئی کہنے کے ساتھ انت الحیات ضرور کہا۔۔" وہ کہہ کر آگے بڑھنے لگا پر بازل نے سامنے آکر اسکا راستہ روکا۔۔

بھاگ کہاں رہے ہو۔۔ہاں یہی والا تھا اسکی معنی کیا ہے؟اور ایک "
بات کچھ بھی الجھا ہوا نہیں ہوتا نا انسان نا لہجے نا انداز نا ہی لوگ۔۔
بس ہماری اپنی سوچ ہے کہ ہم کسے کیا سمجھتے ہیں الجھا ٹوٹا، خوش،
یا۔۔۔۔۔"وہ کچھ کہنے والی تھی کندھے اچکا گئی۔۔

یا؟؟"صارم نے تجسس سے پوچھا اور بازل نے اسکی بھوری آنکھوں میں "
دیکھا"یا بری۔۔"وہ مسکرائی۔

معنی جان کر تمہیں کیا کرنا ہے؟"وہ اسے لیکر آئینے کے سامنے آیا اور "
ساتھ وہ ڈریس بھی نکال لایا، سفید جس پر گولڈن کلر کی نفیس سی کڑھائی
موتیوں والا کام تھا بارڈر آستینوں پر۔۔

مجھے بھی کہنا ہے۔۔"وہ منہ بنا کر بولی۔۔"
"نہیں تم صرف بلیک مین کہا کرو وہ زیادہ اچھا ہے۔۔"
ہاہاہا وہ تو میں کہوں گی۔۔تم معنی بتائو۔"وہ بضد تھی جاننے کیلئے اور بغیر "
جانے وہ رہے گی نہیں اتنا سمجھ آگیا تھا اسے۔۔

انت الحیات مطلب۔۔۔۔ آہمم۔۔ یہ تمہارے نام بازل کی معنی "
"ہے۔۔
پر میں نے تو کبھی نہیں سنا انت منت میرے نام کی معنی ہے۔"
میں تو ہمیشہ یہی سنا ہے رحم کرنے والا، سخی، بخشش کرنے والا،
عنایت کرنے والا بس۔۔ یہ کہاں سے آیا ہے؟" اسکی بات سے
صارم کو ہنسی آنے لگی۔

انت الحیات یہ قصہ آپکی سمجھ سے باہر ہے۔۔ یہ شدار دو"
ہے جو کہ آپکو سمجھ نہیں آئے گی۔ اسلئے چھوڑیں اسے یہ ہم کبھی پرائیویسی
میں ڈسکس کریں گے یعنی روم میں ابھی ہم پبلک میں ہیں۔۔" وہ پیار
سے آہستہ آہستہ سمجھانے کے ساتھ سامنے اسکے چہرے کے
کپڑے رکھتا دیکھ رہا تھا۔۔

پرفیکٹ!" وہ خوشی سے بولا"
نو بلیک مین!!" پر دوسرے ہاتھ سے ان کپڑوں کو دور کیا بلکہ خود"
جا کر سامنے مرد حضرات کی ہینگ ٹی شرٹ میں سے
ایک خوبصورت سلیولیس وائیٹ کلر کی شرٹ نکال لائی

اسکے بلیک مین کہنے پر پاس کھڑا کچھ فاصلے پر سیلر بوائے نے
مسکراہٹ ضبط کی جسے صارم نے دیکھ لیا تھا پر کہا کچھ نہیں۔۔
اسنے اسے آئینے کے سامنے کیا اور وہ وائیٹ کلر کی شرٹ اس پر رکھی
اور بلیک کلر کی خود پر۔۔
"اب سوٹ کر رہا ہے نا؟ ہم دونوں کل یہی پہنیں گے ڈن؟"
کیا دیکھ رہے ہو؟" سخت غصیلی سرد آواز میں دفعتاً اسنے وہاں"
ایک لوفر ٹائیپ لڑکے سے پوچھا جسکی آنکھیں بازل پر ٹکی ہوئی تھی

دیکھ رہے ہیں لنگور کے ساتھ انگور۔۔" وہ اسکی گندمی رنگت کو"
نشانہ لیتے ہوئے کہہ کر قہقہہ لگا اٹھے۔
بازل کے ساتھ اور بھی بہت سے لوگ چونکے پر دیکھتے ہوئے خاموشی سے
آگے بڑھ گئے۔
ابے سن بلیک مین! بہن ہے کیا تیری؟" اسنے پاس آتے"
ہوئے عبایے میں موجود بازل کے سراپے کے خدوخال کو دیکھنا
چاہا پر وہ پوری پردے میں تھی جس سے وہ کافی بدمزہ ہوا زبان خود ہی
بدتمیز۔۔

ایک منٹ سائیں!" وہ اسکی سمیت بڑھتے ہوئے صارم کا بازو پکڑ کر"
اپنے بازو پر رکھے کپڑے اسکے بازو پر منتقل کر چکی تھی
باز۔۔۔ صارم کے الفاظ ابھی منہ میں ہی تھے جب وہ اسکے سامنے"
جا پہنچی۔۔

کیا بول رہا تھا اب بول؟ ابے؟ بلیک مین؟" اسنے مقابل آتے ابرو"
اچکا کر پوچھا
افف کیا آئٹم ہو، دیسی اور ودیسی۔۔" وہ اسکے لہجے اور عبایے کو دیکھتے وہ"
سمجھ گیا تھا ضرور انگریزن مسلم ہوئی ہے۔۔
کہاں سے بھگا۔۔۔"
چٹاخ۔۔۔ اس کے ابھی الفاظ منہ میں ہی تھے جب اچانک ہی بازل
کا ہاتھ اٹھا زوردار انداز میں اسکے منہ پر پڑا وہ بوکھلا گیا۔۔
یہ دیسی تھا اب ودیسی دیکھ۔۔" وہ تھپڑ مار بولی ساتھ ہی ایکدم ہی اچھل"
کر لات سیدھا اسکے منہ پر ماری خود زمین پر ہتھیلی ٹکا کر ایکدم سے
سیدھی کھڑی ہو گئی
جبکہ اس کی پھرتی کو دیکھتے جہاں صارم ہکا بکا تھا وہیں لوگ ششدر

آنکھیں پھیلا کر دیکھ رہی تھے۔۔

میرا ہے وہ بلیک مین۔۔"وہ غراتی ٹھوکر اسے منہ پر رسید کی"
جس پر وہ بلبلا گیا۔۔
کون ہے تو۔۔"وہ لڑکا جھنپ کھا کر اٹھتا ہوا اسکے مقابل آیا۔۔"
ماں ہوں تیری سالے۔۔اور یہ باپ ہے تیرا۔۔"وہ اس پر اس"
سے تیز آواز میں چنگارتی،زوردار مکا اسکے منہ پر رسید کر چکی تھی وہ
کراہ اٹھا
فضا ایکدم اس چھوٹی سی لڑکی کی جرات حوصلہ ہمت اور اردو میں
جملے پر قہقہہ لگا اٹھی۔۔
یہ سچ میں سب کی استاد ہے۔۔"چھوٹے لڑکے بڑے قہقہہ لگا رہے"
تھے۔
بس کر میری شیرنی۔۔مجھے خفتزدہ مت کر۔۔مرد میں ہوں،مجھے"
ثابت کرنے دے۔۔ہمیشہ مرد اچھا لگتا ہے اپنی عزت کی
حفاظت تحفظ کرتے ہوئے۔۔"اسے ٹھوکر در ٹھوکر مارتے دیکھ کر صارم نے
ہنستے ہوئے اسے تھاما اور کھینچ کر اس لڑکے سے دور لے آیا جو کہ ایکدم سے وہاں
سے بھاگا تھا۔۔

چل نا میرے کو مت سکھا۔۔"وہ ناراضگی سے کہتی آگے بڑھی۔۔"
سکھا نہیں رہا، اگر تم نا آگے بڑھتی تو میں شاید اسکا کچھ برا کر دیتا۔پر"
یہ بھی ہے راہ سے بھٹکے ہوئے لوگوں کو بغاوت پر اکسانے یا انہیں
"مارنے پیٹنے کے بجائے ہم۔۔۔۔

سب راہ سے بھٹکے ہوئے نہیں ہوتے سائیں کچھ انسانوں کے بیچ شیطان"
بھی موجود ہیں۔جنہیں اگر ہم اوقات نا دکھائیں نا تو وہ کبھی نہیں
سدھریں گے۔
آج اسنے کہا ہے کل وہ میرے سامنے اگر اکیلی ہوئی تو بھی بولنے کی
جرات نہیں کرے گا۔بلکہ یہاں جتنے لوگوں نے دیکھا میری
ہمت کو اگر اب میں آپکو چھوڑ کر آگے جاتی تو کوئی نہیں آئے گا
میرے سامنے۔۔
اگر اس لڑکے کو اگنور کر کے اسے چند اچھی باتیں سنا کر آگے بڑھتے تو چار
دوسرے راہ میں آجاتے اپنی نفس کی تسکین کیلئے۔۔تو میں
بات یہ کہ ہر جگہ نصیحت کام نہیں آتی۔"وہ ضبط سے کہتی آگے بڑھ گئی۔۔

غصہ تمہیں کس بات کا ہے؟" وہ پیچھے آتا محبت سے پچکارنے لگا۔۔"
اسنے آپکو بلیک مین کہا میں اسکا منہ ہی رہنے نا دیتی جس سے "
وہ کبھی بول پاتا۔۔ یہ بات آپ کان کھول کر دماغ میں بٹھالیں آپ
صرف میرے بلیک مین ہیں۔۔ دنیا کے نہیں
آئندہ اگر کسی نے کہا تو میں اسکی گردن توڑ دوں گی اور کیس آپ پر
کرواؤں گی۔۔" اسکی غصیلی دھمکی پر صارم کا قہقہہ زوردار تھا۔۔
اچھا چھوڑو سب مجھے بتاؤ مجھے وائیٹ اور خود بلیک کیوں لیا ہے؟" وہ "
اس سے بات بڑھانے کیلئے بولا ساتھ اسکے لئے اسکا رف بھی
پسند کرتا جا رہا تھا

کیونکہ میں سفید ہوں تو آپکی ہوں نا!! آپ بلیک ہیں تو میرے ہیں نا؟"
اسلئے بلیک میرا وائیٹ آپکا۔۔" وہ ہنستی بولی۔۔

کون سا گیم کھیل رہی ہو انت الحیات؟" وہ اسکی بات سے "
حیرت کے شدید جھٹکے سے سنبھل کر بولا

ہاہاہا تمہیں گمراہ کرنے والا۔۔" وہ چھوٹا سا قہقہہ لگا کر آنکھ دباتی بولی۔۔۔"

واقعی تمہاری ذات میں ہو رہا ہوں۔ بلکہ کر رہی ہو۔" وہ بڑبڑا کر رہ گیا"
اچھا میں سوچ رہا تھا اگر شاپنگ ہو جائے تو ہم چلیں گے کچھ "
کھانے پینے۔۔" اسنے پیچھے سے کہا
نہیں ابھی مجھے بال کٹوانے ہیں کیونکہ پیسٹھ میں چبھتے ہیں۔۔" وہ منہ بسور کر"
بولی صارم چونکا۔۔

کوئی ضرورت نہیں میں گھر چل کر تمہارے بالوں کی چوٹی کر دوں"
گا۔۔ اگر بال کٹوائے، یا چھونے بھی دیئے کسی کو تو میں تم پر دل توڑنے والا کیس
کروائوں گا۔۔" اسنے سنجیدہ غصیلی دھمکی دی
ہاہاہا۔۔" بازل اسکے آخری جوک پر کھکھلا اٹھی "حیرت کی بات"
ہے تمہیں لگتا ہے تمہارے پاس دل بھی ہے؟" وہ معنی خیزی سے بولی
جن سے صارم کی دھڑکنیں تیز ہوئیں

ہاں ابھی تو موجود ہے سوچ رہا ہوں کسی کو دے دوں اب رات کو کسی کو پاس"
پا کر، اسکی لاتیں کبھی منہ پر تو اسکا سراپا میں دیکھتے دل چاہتا ہے
دل پھینک دوں۔۔" اسکی ذو معنی بات پر وہ سرخ ہوئی۔۔۔

نکال کر عزت سے دیجئے گا، پھینک کر دیں گے تو پھینکتا ہی رہ جائے گا۔"
اگر عزت سے سونپیں گے تو عزت ہی ملے گی۔۔"اسے سمجھانا
لازمی لگا

تو کب لے رہی ہو؟"اسکی سرگوشی پاس سے گونجی وہ گھبرا کر بوکھلاتی"
ہوئی ایکدم بھیڑ میں داخل ہو گئی۔۔

صارم اسکی حالت پر مشکل سے قہقہہ دباتا ہوا اسکے پیچھے جانے لگا۔۔

دل پھینکنے دینے کا عمل سکھایا جا رہا تھا،"
جب دل دینے لینے کی التجا کی تو بھاگا جا رہا تھا۔۔"اسنے پاس آکر
طنزیہ شعر پڑھا وہ اپنا قہقہہ اسکی جلی صورت پر دبا نہیں
سکی

oooooooooo

ہاہاہاہاں جی۔اور میں ناسب میں ہیلتھی ہوا کرتی تھی تو سب کو مار کر"

بھاگ جاتی تھی۔۔ پر دو منٹ میں منحوسوں کی امائیں اپنے ریں ریں کرتے بچوں کے ساتھ گھر میں موجود ہوتی تھیں پھر مام کی مجھ پر چیخیں۔۔" اسکی باتوں پر سمن کا قہقہہ بے ساختہ تھا جس پر اسنے مشکل سے ضبط کیا

ہاہاہا پھر تو آپ بڑی خطرناک بندی ہوں گی ابھی بھی۔۔" فارس" نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا
بالکل اور پتا ہے کیا۔۔ جب میں کسی کو مار کر آتی تو کسی کو یقین نہیں ہوتا" تھا سواء مام کے۔۔ صرف وہی ان اماؤں سے معذرت کرتیں جبکہ بھیو اور ڈیڈ مجھے چھپا دیتے یا مام کی پہنچ سے اوپر کر دیتے۔۔" وہ بچپن کی باتیں یاد کرتی کھکھلاتی ہوئی اسے بتا رہی تھی

وہ ابھی اس سے صبح والی بات کی معافی مانگنے آیا تھا کہ اس سے کوئی غلطی ہوئی تھی بات کرنے میں تو معاف کر دے۔
اسکے اس طرح بڑے ہو کر شرمندہ ہوتے معافی مانگنے پر ثمن نے اسے معاف کر کے اپنا کام کرنا چاہا ہی تھا تبھی وہ بھی پھر پھیل کر اسکے کتاب اٹھائے بیٹھ گیا۔

اور اپنی آسٹریلیا میں گوروں کے ساتھ کی ہوئی شرارتیں اسے بتانے لگا جس پہ وہ ہنستی اپنی باتیں بھی شیئر کرنے لگی۔ اس دوران دونوں قہقہہ لگا رہا تھے تبھی ہی اسی وقت دریاب تھکا تھکا سا ڈیوٹی سے لوٹا۔۔
اسکا ارادہ صوفے پر گر کر پانی مانگنے کا تھا، پر فارس کے ساتھ بیٹھتی قہقہہ لگاتی، بار بار موبائل پر آئی کالز کو کٹ کرتی سمن کو دیکھتے وہ لب بھینچ گیا

کون ہے؟" اسے کال ڈسکنیکٹ کرتے دیکھ کر پوچھا"
کوئی نہیں دوست ہے۔" وہ بوکھلاہٹ میں گویا ہوئی۔ اب اسے" بتانے سے رہی کہ کوئی لڑکا ہے بار بار کال کر کے اس سے بات کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ یا وہ یہ بھی کہہ ناپائی کہ رانگ نمبر ہے

اسکا جھوٹے جملے بوکھلاہٹ پر دریاب کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ بکھر گئی
آپ آگئے۔۔ میں پانی لاتی ہوں۔۔ پر سب سے پہلی بات میں" یہ لائن نہیں بولوں گی بلکہ میں یہ پوچھنا ہے سلام نہیں کیا کیوں؟

واپس جائیں سلام کریں اور پھر اندر آئیں۔۔" آہٹ پر چونکتے سامنے دریاب خان کو پا کر وہ دوپٹہ سنبھال کر کھڑی ہو گئی

"کیا بکواس ہے اب اپنے گھر میں تم سے پوچھ کر آنا پڑے گا؟ ہو کون تم؟ عزت سے رہنے دیا ہے تو اسی عزت میں رہو مالکن بننے کی کوشش مت کرو سمجھی۔۔۔

اور آئندہ خبردار میرے سامنے اپنی زبان چلائی۔۔ میں تمہارا خریدہ ملازم نہیں۔ اگر یہ گھر پسند نہیں تو تمہیں بلایا کس نے ہے؟ جاؤ اپنی ماں کے گھر یہ تماشا لگاؤ۔۔۔ زندگی حرام کر دی ہے گھر میں۔۔" وہ اچانک اس پر گرج برس بڑا کہ اندر کی ساری بھڑاس نکالتے دھاڑا۔۔

آہ۔۔۔ "اسکے اچانک سر پر گرجنے سے سمن کی چیخ نکلنے لگی تھی کہ" اسنے بروقت منہ پر ہاتھ رکھا اور آنکھیں پھیلا کر زرد رنگت سے اسکی سرخ دہکتی رنگ اور انگارہ آنکھوں کو دیکھا

یہاں دو مجھے اور جاؤ چائے بنا کر لاؤ!" اسنے غصے سے کہتے جھپٹے اسکے" ہاتھ سے بجتا ہوا موبائل چھینا اور بازو پکڑ کر اسے کچن کی طرف دھکیلا۔۔۔

"یہ کس طرح اس معصوم لڑکی سے پیش آرہے ہو دری؟ کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ کہا کیا تھا اسنے تم سے کہ سلام کر لو۔ تمہاری بھلائی کیلئے کہا تھا اسنے پر تمنے حد کر دی۔۔
پتا ہے کب سے صرف تمہاری تعریفیں میں بول رہی تھی، اور تم نے آتے اسکے ساتھ بد تمیزی والا سلوک کر لیا، ایسا تو کوئی اپنی زر خریدی ملازمہ کے ساتھ بھی نہیں کرتا افسوس ہوا تم پر۔۔۔"
فارس نے افسوس دکھ سے نفی میں سر ہلایا

"جھوٹ مت بولیں میں نہیں تعریف کی انکی۔۔" سمن روتی ہوئی اس قدر تذلیل پر ٹوٹتے بکھرتے وجود کو سنبھال کر وہاں سے بھاگی۔۔

"ارے سمو۔۔ من رکو میری بات سنو چلو تمہیں آئسکریم کھلانے چلتا ہوں۔۔" فارس اسکے پیچھے بھاگا
"کوئی ضرورت نہیں۔۔" وہ غصے سے چیختی منہ اسکے دروازہ بند کر گئی۔"
فارس نے گہرا سانس لیا اور پر سکون مکراہٹ لبوں پر سجا کر غائب کر دی۔۔

آنٹی ہاسپٹل گئی ہوئی ہیں وہ اکیلی پریشان بیٹھی تھی مجھے دیکھ کر باتیں کرنے"
آ گئی اور تم نے ہماری فرینڈشپ بھی نہیں ہونے دی کتنی معصوم لڑکی ہے۔۔
جا کر سوری کرنا پلیز۔۔۔"وہ پاس آ کر وہاں موبائل کو دیکھتے دری سے بولا۔۔۔
یہ ہم دونوں کا پرسنل معاملہ ہے فارس پلیز اس میں نا ہی بولو"
تو اچھا ہے۔مجھے اسکا یوں زور زور سے ہنسنا پسند نہیں۔۔میں شوہر ہوں
اسکا ٹوک سکتا ہوں۔۔"وہ جتا کر اس پر بغیر ناگواریت چھپائے بولا۔۔

پر یار تم نے جو کہا وہ کہیں سے ٹوکنا نہیں تھا بلکہ سیدھی سیدھی"
تذلیل تھی لڑکی ذات کی۔۔"اسنے نرمی سے سمجھانا چاہا۔۔۔

شٹ اپ یار یہ میرا اور میری بیوی کا معاملہ ہے۔مجھے اچھا"
نہیں لگ رہا اسے ڈسکس کرنا بات ختم کرو۔۔"وہ سمن کے موبائل اپنی
پینٹ میں ڈال کر بولا۔۔

سوری ٹو سے پر وہ ابھی کہہ کر گئی ہے کہ وہ جلدی ہی یہ رشتہ ختم کرنے"
والی ہے۔۔بلکہ وہ کسی کو لائیک کرتی ہے، تمہیں لائیک نہیں کرتی۔۔"اسکے
مقابل صوفے پر بیٹھتے ہوئے اسنے فکرمندی سے کہا

دریاب نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا۔۔ یہ کافی شدید حیرت کا جھٹاکا تھا اسکے لئے کہ سمن نے اسے بتا دیا کہ وہ کسی اور کو پسند کرتی ہے؟

تو پھر ابھی تک اس سے کیوں نہیں شیئر کر رہی؟؟ کیا وہ فارس سے زیادہ گیا گزرہ ہے کہ وہ ایک غیر انجان سے شیئر کر سکتی پر اپنے کزن سے نہیں۔۔

تمہیں پتا ہے میں کیا چاہتا ہوں دری؟ میں یہی کہنا چاہتا" ہوں کہ پلیز اگر تم دونوں کا مجبوری والا رشتہ ہے تو تم پیچھے ہٹ جاؤ اور اسے اسکی خوشیاں حاصل کرنے دو۔۔ یہ مشرقی لڑکیاں ہیں سر کٹوا دیں گی اپنی پسند کا اظہار نہیں کریں گی بلکہ سمجھوتے کریں گی ساری زندگی روتی رہیں گی۔۔

اسلئے اسکی خوشیوں کیلئے خود کو مرد ثابت کرنا نفس وخواہش کو مت دیکھنا، بلکہ اسکی معصوم خوشیوں کو دیکھنا۔۔ باقی تمہاری مرضی۔۔" وہ اپنی ساری باتوں سے دریاب کو اٹھاہ گہرائیوں میں پھینک کر مسکراتا ہوا باہر کی طرف نکل گیا۔۔۔

پیچھے وہ موبائیل نکال کر اسکی سکرین پر زیاف زیدی کا نمبر دیکھتا رہا۔۔

oooooooo

اپنے چہرے کے نقوش پر جابجا نرم گرم لمس کو پا کر وہ کسمسائی۔ اسنے انگڑائی لی اور بیدار ہو کر، آنکھوں پر ہاتھ رکھتے باہر سے آتی روشنی کو دیکھا، وہ حیران سی یہ محسوس کر کے کھڑکیاں کھلی ہوئی ہیں۔ حالانکہ سونے سے پہلے بھیڑیے کے ڈر سے وہ بند کر کے سوئی ہوئی تھی۔

وہ بند کرنے کی نیت سے اٹھنے لگی تھی تبھی اسکا دل خوف سے بری طرح کانپ اٹھا اسکے ساتھ وہ ڈر گئی، جب اچانک اسکی نظروں نے پاس ہی پاؤں کے قریب کھڑے اس وجود کو پایا۔۔

وہ حیرت سے، آنکھیں پھیلا کر ہونقوں کی طرح انہیں دیکھ رہی تھی۔

آہہہہ۔۔۔ "معاً وحشت سے اسکی چیخ زوردار روم کی خاموش فضا" میں گونج اٹھی تھی۔ وہ مسلسل چیخنے لگی۔

اسے چیختے دیکھ کر پاس کھڑے وجود نے بھی قدم اسکی طرف اٹھائے اور غرر غرر کی آواز نکالتا ہوا اسکی سمت آرہا تھا۔

دل۔۔دل!!ڈیڈ۔۔۔میں مر گئی۔۔بھائی آآ۔۔۔"وہ چیختی جیسے ہی اٹھ کر" سپید لٹھے کی مانند پڑتی بیڈ کی دوسری طرف بھاگنے لگی تھی کہ اچانک ہی اسکی کمر میں حصار ڈالکر اور قہقہہ لگاتے ہوئے اسکے وجود کو لیکر کروٹ بدل لی

"ہاہاہا کیا ہوا سنیں کی کچھ لگتی۔"

دلاور جو ساری رات خاموش اسکی خوشبو میں پڑا تھا، اپنی سوچوں خیالوں میں پڑا تھا، اسے ہوش تب آیا جب تلاوت پاک کی تلاوت روم میں خوبصورت سحر انگیز آواز میں گونجی۔

اسکی آنکھوں کے سامنے بچپن کے وہ مناظر لہرائے جن میں وہ سب جمعہ نماز کے بعد ملکر تلاوت کرتے تھے۔وہ ماضی میں کھو سا گیا۔اسکی آنکھیں بہنے لگیں۔

وہ جیسے جیسے قرآن پڑھتی جا رہی تھی ویسے ویسے وہ چہرہ تکیے میں دیکر تکیہ بھگوتا جا رہا تھا۔

وہ دنیا کے سامنے اتنا مضبوط، اور اللہ کے سامنے اتنا کمزور تھا کہ اسکے "الف ل م" اسکی سسکیاں گونجنے کیلئے مچلتی تھیں۔

"کیوں وہ اسے یہاں لایا تھا؟ وہ تو اسکے زخم نوچنے لگی تھی پہلے دن ہی۔"

اسنے سرد سرخ نگاہ سے اسے دیکھا کہ وہ اسکے ناسور کو نوچ رہی ہے۔ پر جب سامنے بیٹھی، صبح کے پر نور اجالے میں، حجاب کے ہالے میں اسکا گلابی شادابی چہرہ قرآن کے صفحے پر ٹکی جھکی پلکیں دیکھتے، اسکا دل گھبرایا کہ وہ یہ جرات کرتے خود خوف خدا سے ڈر کر نظریں جھکا کر پھیر گیا۔

اسکے پاس سکون ہو کر بھی سکون نہیں تھا، اسکے پاس نیند ہو کر نیند نہیں تھی، اسکے پاس اپنے ہو کر اپنے نہیں تھے، اسکے پاس خلوص ہو کر خلوص نہیں تھا، اسکے پاس زخم ہو کر مرہم نہیں تھا، اسکے پاس ناسور ہو کر خون نہیں تھا۔۔

وہ بھری دنیا میں ہو کر اکیلا تھا، اسکے پاس باپ ہو کر اسکا سایہ میسر نہیں تھا، اسکے پاس ماں ہو کر اسکی ممتا میسر نہیں تھی۔

بھائی ہو کر کندھا موجود نہیں تھا، بہن ہو کر مجبور تھا، ہمسفر تو موجود تھا پر سفر باقی نہیں تھا۔

وہ کب تلاوت کر کے اسکے پاس آئی، اسے پھر سے ہوش اسکے سر پر پھونک مارنے پر آیا، اسے جگانے لگی پر وہ خاموش پڑا رہا تھا تو وہ

تھک کر پھر خود دوسری طرف آئی، اور اسے منہ کے بل پڑا دیکھ کر اسکی پشت پر ٹھوڑی ٹکا کر وہ آنکھیں موند لیں۔۔

پر اسکے سوتے ہی وہ چڑ کر اسے خود سے دور کر گیا، اسے لگا تھا وہ کوئی شرارت کرے گی، تنگ کرے گی پر اسکے ڈھیٹوں کی طرح پھر سے سونے پر وہ غصے سے اسے دور کر گیا۔۔

اور جب اسکے چہرے کو دیکھا، تو خود سے ضبط کھو گیا۔

وہ اسکے نقش نقش کو بغیر محسوس کروائے چھونے لگا تھا، پر جلدی اسے احساس ہو گیا، ابھی وہ سونے کی ایکٹنگ کرتا کہ ایکدم سے اسکی چیخوں "میں مر گئی" پر قہقہہ لگا اٹھا

اتنی آسانی سے مرنے دوں گا تمہیں؟ بہت تڑپانا ہے تمہیں یہاں۔۔" بہت رلانا ہے ابھی تمہیں۔" وہ اسے تکیے پر ڈال کر اسکی آنکھوں میں دیکھتا جھوٹے دعوے کرنے لگا، بغاوتِ دل کر کے۔۔۔

مجھے منظور ہے" وہ بغیر احتجاج کے، اسکے حصار کو پکار خوف کے حصار" سے نکلتی ہوئی مسکراتی بولی۔۔

جو اتنے بڑے بڑے بھیڑیوں سے اسکی آبرو کو اپنی عزت کو بچا کر لایا

تھا کیا وہ اسے اس بے زبان جانور سے نہیں بچا سکتا تھا۔
مجھے لگتا ہے تم میرے ہاتھوں مرو گی۔" وہ اسے آنکھیں دکھاتا"
بولا۔۔۔
اور مجھے لگتا ہے یہ میری خوش قسمتی ہو گی، میرے سات خون"
آپکو معاف ہیں بس یہ بات تاحیات یاد رکھیے گا۔" اسنے سچائی
سے کہتے آنکھیں شرارت میں جھپکائیں۔۔

چلو تمہیں دکھاتا ہوں اب تمہاری زندگی۔۔ تم خود اب یہاں سے نا"
بھاگی تو میرا نام دلا۔۔۔ڈی کے نہیں۔۔" وہ جھٹکے سے اپنی جگہ چھوڑتا ہوا
اٹھا۔
پہلے آپ اپنے جانوروں پر پابندی لگائیں یہ ہمارا روم ہے کوئی بھی گھس"
جر آرہا ہے۔ مطلب میاں بیوی کی کوئی پرائیویسی ہی نہیں حد ہے۔۔" وہ
کھڑکی کے پاس کھڑے بھیڑیے کو دیکھتی غصے سے بولی

خبردار کبھی انہیں کچھ کہا زبان کھینچ لوں گا۔" دلاور کو برا لگا جب اسنے اسکے"
وولف پر پابندی لگانی چاہی۔ وہ اسکے تنہائی کے دوست تھے۔ اسکے
آنے کا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ اپنے پرانے دوستوں کو نکال دے زندگی

سے۔۔

وہ اسکا بازو پکڑ کر وارن کرتا اسے کھینچتے ہوئے روم سے باہر نکلا۔۔

وہ بھی اسکے ساتھ جانے لگی بغیر احتجاج مزاحمت کے۔

وہ تیز تیز سیڑھیاں اتر رہا گھبرائی توقیع بھی ننگے پاؤں کے ساتھ بھاگتی جا رہی تھی۔

کس کو ساتھ لائے تو دلاور ے؟"خیری کب سے مایوس بیٹھا تھا" اچانک ہی سیڑھیاں اترتے دل کے نیچے آنے اور اسکی کلائی میں نازک ہاتھ دیکھتے ہوئے وہ بے چین ہو کر اٹھ کھڑا ہوا

تمہاری ماں کو۔۔"دل نے اسکی بے چینی نظروں کی بے تابی دیکھتے کہا" تو پیچھے ہو اور مجھے اپنی ماں کو سلام کرنے دو۔"اس سے صبر نہیں ہو رہا" تھا۔دل سے ایک ہی دعا تھی بس جیسے تیسے وہی ہو جسے وہ ماں کے مقام پر دیکھنا چاہتا ہے۔

اسکا دل دعا میں خدا کے آگے جھک آیا، آنکھوں میں ماں کے نام سے نمی تیر گئی۔

دلاور نے اسے گھورا جب اچانک ہی وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر

پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

"ہم رشتوں کو ترسے ہوئے لوگ ہیں دلاور ے، ماں کا مقام دیکر ہمیں اور مت تڑپاؤ۔ تم بہن کہو گے میں اسے بہن مانوں گا، تم ماں کہو گے میں ماں مانوں گا، تم بھابھی کہو گے میں اسے بھابی مانوں گا۔۔" وہ ہچکیاں بھرتے اسکے سامنے بولا۔

"رونا بند کرو بزدل!!" اسے یوں اپنے سامنے رشتوں کیلئے روتے دیکھ کر دلاور اس پر غصے سے گرج پڑا۔

اسنے ایک ہچکی لی اور آستینوں سے چہرہ صاف کر کے خود پر ضبط کرنے لگا۔ "میں رو نہیں رہا دلاور ے، آنکھیں خود برستی ہیں۔ ہم کہاں رلاتے ہیں انہیں۔۔" اسنے چور نظروں سے اسکے دیوار جیسے وجود کے پیچھے کھڑے وجود کو دیکھنے کی کوشش کرنے لگا۔

دلاور نے اسکا مزید امتحان لیے بغیر اسکے سامنے کھینچ کر دھواں چہرے والی توقیع کو گھسیٹ کر کھڑا کر دیا

"لو دیکھ لو اپنی ماں۔۔ اٹھا کر لایا ہوں اب خوش۔۔" وہ توقیع کی پشت پر کھڑا اسکے شانوں کو تھامے خیری کے سامنے کھڑا کر گیا

سبحان اللہ" اسکے چمکتے حجاب کے ہالے میں چہرے کو دیکھتے"
خیری کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔
دلاور نے تمسخرے سے مسکراتے نظریں اسکے ساکت تاثرات
سے پھیر لیں۔۔
توقیع نے اس کسمن لڑکے کو دیکھتے، اسکے لہجے کی پیاس تکلیف
بے تابی پر، خود کو ماں کا درجہ پانے پر بہت مشکل سے اپنے آنسوؤں پر ضبط
کیا۔۔

نام کیا ہے آپکا۔" وہ زبردستی مسکرائی خیری کے آنسوں بے ساختہ"
گالوؑں پر گرا۔۔
ماں تو خود نام دیتی ہے۔" وہ بہتی آنکھوں سے مسکرایا، دلاور اپنے آنکھوں کی نمی"
چھپانے کیلئے رخ موڑے کسی کو ڈھونڈنے لگا۔

بس کرو ناٹک، ایکٹنگ ہاؤس نہیں یہ۔۔" دفعتاً ابھی توقیع"
بوکھلاہٹ میں خیری کو کوئی نام دیتی غصے سے وہ گرج کر دونوں کو خوفزدہ
کر گیا۔

جیکی کہاں ہے؟؟" اسنے سرد لہجے میں خیری سے پوچھا"
ووہ تو صبح چلا گیا جب تم آئے۔" اسنے فوراً سے تاثرات تلے دبتے"
جواب دیا

ناشتہ تیار ہے؟" اسکا دوسرا سوال اٹھا"
نہیں م میں ابھی کرنے والا تھا۔۔" وہ بوکھلاہٹ میں جانے لگا"
جب اسنے ٹوکا۔۔
رکو تم!! یہ میم صاحبہ آئی ہے اپنی مرضی سے یہاں ہماری ملازمت "
کرنے۔ کوئی ضرورت نہیں تمہیں اب اس گھر میں کام کرنے کی
ٹیسٹ پر توجہ دو اور ڈاکٹر بنو جلدی۔۔" اسنے غصے سے حکم سنایا
خیری آنکھیں پونچھتا حیرت سے دیکھنے لگا

پر۔۔۔۔"
میرے سامنے اب بکواس کرنے کی ضرورت نہیں۔۔ جاؤ"
واک کرو تب تک یہ ناشتہ بنائے گی۔۔ ٹھیک بیس منٹ
بعد آنا ٹیبل پر۔" اسنے باہر جانے کا اشارہ دیا

خیری اسکے بدلے انتہائی سرد تاثرات سے حیران ہوا اور اس نیلی آنکھوں والی لڑکی کو دیکھا۔ پر اسکے بگڑے تیوروں کا احساس کرتے وہ ایک خاموش نظر توقیع کے چہرے پر ڈال کر وہاں سے نکل گیا

سنا تم نے؟"خیری کے جانے کے بعد دلاور نے جھٹکے سے اسکا رخ" اپنی سمت کیا اور بازو سے پکڑ کر قریب کر لیا
توقیع کی پلکیں اس افتاد پر لرز گئیں۔۔

ناشتہ بنانا، گھر کی صفائی کرنا، میرے کپڑے پریس کرنا، دھونا،" خیری کے سب کام کرنا، کیونکہ وہ تمہیں ماں مان چکا ہے تو تمہارا فرض ہے اسے ماں والی سہولتیں مہیا کرنا، میری بیوی کے عہدے پر آئی ہو تو تمہارا فرض ہے جب تک بھاگتی نہیں یہاں سے مجبور ہو کر، یہاں خود ہاتھ جوڑ کر یہاں سے جانے کی درخواست نہیں لرو گی تب تک باہر کھڑے میرے گھوڑے سے لیکر میرے گھر کی صفائی سنبھال تمہارے کندھوں پر ہو گی۔۔
یہ مت سوچنا کل جو لڑکی تمہیں ناشتہ کھانا دے رہی تھی وہ تمہاری

ملازمہ تھی۔۔ہرگز نہیں۔۔
تم ہی اس گھر کی ملازمہ ہو اور تم ہی اس گھر کی مالکن۔۔۔
جس دن تمہاری کوئی غلطی یا کوئی بھی خطا مجھے نظر آئی یا خیری تمہاری وجہ سے ہرٹ ہوا تو اس دن ہمارے اس آخری رشتے کا بھی وہ آخری دن ہوگا۔۔
بہت برا میں بن گیا اپنی نظروں میں، اب بری تم بنو گی میری نظروں میں جب تم مجھ سے گڑگڑا کر جان چھڑوا کر یہاں سے بھاگو گی، اور اپنے باپ کو اپنی دوسری شادی۔۔۔۔۔

دل پلیز سب کچھ کہہ دیں یہ مت کہیں گالی لگ رہی ہے۔۔""
اسنے بھرائی آواز میں کہتے تڑپ کر اسکے ہونٹوں پر اپنا ہاتھ رکھ دیا
ہاہاہا وقت بتائے گا تمہیں گالی دے رہا ہوں یا حقیقت بتا رہا ہوں۔۔"وہ"
سرد تمسخرانہ قہقہہ لگاتا اسکا ہاتھ پکڑ کر اسکی پشت پر باندھ گیا
توقیع نے ڈبڈبائی نظروں سے اسے دیکھا

آپ نے شاید عورت کو غلط سمجھ لیا ہے دل۔۔پر میں آپکو بتا"
دوں میں بنت حوا ہوں، تقویٰ زیدی کی بیٹی ہوں، عائشہ خان کی بہو

ہوں۔۔

میں وفا پسند عورت کی بیٹی ہوں، بے وفائی میرے خون میں نہیں، نا ہی میں اپنے محرم سے بے وفائی کر کے گنہگار بن سکتی ہوں۔ آپ آزما لیں مجھے، میری وفا کے امتحان لے لیں، پر میں اپنی پوری کوشش کروں گی اپنے مجازی خدا کے حکم پر سر آنکھوں پر رکھوں، اگر پھر بھی مجھ سے غلطی ہو گئی، کیونکہ میں خطا کی پتلی ہوں، انسان ہوں نا، اگر خطا ہوئی تو آپ مجھے دل چاہی سزا دیجئے گا۔۔" وہ نظریں جھکا کر بولی

دلاور نے اسکی جھکی پلکوں کو دیکھتے بے بسی سے لب دانتوں میں دبائے اور سر ہلا دیا۔۔

دیکھ لوں گا تمہیں تمہارے ان دعوے کے ساتھ۔ اب جاؤ جلدی" ناشتہ بناؤ مجھے کہیں کام سے جانا ہے آکر میرے کپڑے پریس کرو۔۔" اسنے جھٹکے سے خود سے دور کیا وہ گرتے گرتے سنبھلی۔۔

اسے حیرت شکوہ بھری نگاہوں سے دیکھا تو وہ تیزی سے ایک سمت بڑھ گیا۔۔

سنیں!" توقیع نے ہڑبڑا کر پکارا۔ دلاور سنیں پر ضبط سے مٹھیاں بھینچ گیا۔"

کیا شرافت سے چھوڑ دیا ہے اسلئے بلا رہی ہو؟" پلٹ کر وہ چبھتے لہجے "
میں طنز کرنے لگا۔ اسکی نظروں اور معنی خیز بات پر اسکے رخسار
دہک گئے

ن۔ نہیں وہ میں پوچھ رہی تھی کہ ناشتے میں کیا کھائیں گے؟" اسے "
سخت گھوری ڈالی
اپنی نیند کھلا دو یہ جو چار سو گھنٹے سوتی رہتی ہو۔۔ آج کے بعد جب "
تک رات کو میں گھر میں نا آؤں میرے لیے جاگتی رہو گی۔۔
اگر سلیپنگ کوئین بننے کا شوق ہے تو بتاؤ ہمیشہ کیلئے سلا دوں؟" وہ طنز کے
تیر پھینکتا ایک اور سزا سنائے رکا نہیں نظروں سے اوجھل
ہو گیا۔
"توقیع نے اس جل ککڑ پر لب بھینچے۔" کھڑوس۔۔

اماں۔۔!" فضا میں سرگوشی سی گونجی"
توقیع نمی آنکھوں میں چھپاتے ہوئے حیرت سے پکار پر پلٹی سامنے
دروازے کے آڑ میں چھپا خیری دبے قدموں سے اندر داخل ہوا
وہ ناشتہ کے متعلق سوچ رہی تھی کیا بنائے۔ ابھی تو خیری کو نہیں جانتی

تھی۔ پر وہ اس سے دو تین سال ہی بڑی تھی جسے اسنے اماں بنا لیا تھا۔ وہ تو سمجھ نہیں پا رہی تھی اس مقدس خطاب کو کیسے سنبھالے۔
اسکے ناتواں کندھے کون کون سی زمہ داریاں اٹھائے۔

توقیع نے جب اسکے قدموں کو دیکھا، وہاں ایک پاؤں کو دیکھتے دل دھک سے جیسے بند ہوا۔ پھر اسکے معصوم چہرے کو دیکھا جو اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر رہا تھا۔۔
وہ ایک ہراساں نظر پلٹ کر پیچھے دیکھتی ہوئی اسکے بلاوے پہ بڑھ گئی۔

"یہ جو سزائیں سنائیں ہیں جان بوجھ کر اپنا ناشتہ آپکو نہیں بتایا تاکہ آپ غلطی کر دیں اور آپکو غلطی سی سزا دیں۔۔ پر میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔" کچن پر نظر پھیرتے ہوئے اسکی بات پر مسکرائی

"تم پریشان نا ہو میں کہیں نہیں جا رہی۔ تم بس مجھے بتا دو کہ کیا کیا کھاتے ہیں دونوں آپ میں بنا لوں گی آسانی سے۔" وہ سہولت نرمی سے بولی
اسکے لہجے کی مٹھاس پر خیری کا دل دھڑک اٹھا۔

کچھ اور بنائیں نا بنائیں پر میرے دلاورے کو موم بنالیں۔۔وہ جھوٹا کا"
پتھریلا پردہ چہرہ کر چل رہا ہے اسے اتار دیں۔۔"وہ اسکے ہاتھ تھام کر
اچانک التجا سے بولا

توقیع دھیرے سے مسکرائی۔۔
مجھے اپنی آپی سمجھ لو،بس میرے ساتھ رہو اللہ سے مل کر دعائیں"
مانگے گے۔۔"وہ مسکراتی بولی اور اللہ سے اپنے بھائی کی دراز عمر کی دعا
مانگی جنہوں نے اسکی زندگی سنوار لی تھی۔
صام صرف اسکا بھائی نہیں رب کا دیا انمول تحفہ تھا۔

oooooooo

"!دروازہ کھولو"
وہ ابھی لمبی کلاس اپنی ماں سے لیکر آرہا تھا۔۔عائشہ خان کے گھر
میں قدم رکھتے سمن نے ان سے اجازت لی کہ وہ اپنی ماں کی
طرف آج رات جارہی ہے

پر اسکی متورم آنکھیں دیکھ کر عائشہ خان سمجھ گئیں تھیں، کیونکہ دریاب بھی گھر آچکا تھا البتہ فارس باہر نکل گیا تھا
انہوں نے دریاب کو بلا کر اچھی خاصی کلاس لی جس میں وہ سارے وقفے دوران خاموشی سے سنتا آخر میں بس "سوری" بولا ان سے۔
تبھی عائشہ نے حکم دیا اسے کہ جا کر یہ سوری ثمن سے کرے بلکہ اسے منائے اور اور ان سے وعدہ کرے وہ اسے پڑھائے گا ٹیوشن دے گا۔
دریاب نے اپنی مصروفیت ٹف روٹین کا رونا رویا ہر عائشہ خان نے خان پر پردے ڈال لیے یہ کہتے کہ تمہارے ڈیڈ کی بھی ٹف روٹین تھی اسکے بعد بھی وہ جاب سے آکر تم تینوں کو پڑھاتے تھے تو تم اسے پڑھا سکتے ہو۔

وہ طوہاً کرہاً راضی ہوا اور اپنی ماں کو دوائی دینی چاہی تو انہوں نے غصے سے جتایا کہ وہ دیکر گئی ہے بلکہ کھانا بھی تیار کر کے لے آئی تھی یہاں انہیں کھلانے۔۔
دریاب خاموشی سے سر ہلا کر انہیں شب بخیر کہتا، باہر نکلا، اور لان میں آکر کچھ دیر تو چہل قدمی کرتا سموکنگ کر رہا تھا
دری!!" دفعتاً فضا میں اپنی ماں کی جھڑکتی آواز دیکھ کر اسنے سگریٹ " چھپانے کیلئے جلتا سگریٹ مٹھی میں ہی دبا کر مسل ڈالا۔۔

جی؟" پلٹ کر دیکھا تو وہ سامنے کھڑکی میں کھڑی تھیں"
تم گئے نہیں؟" انہوں نے دکھ تاسف سے پوچھا۔ کیا اسکا بیٹا ایک"
سوری نہیں بول سکتا؟
میں جا رہا تھا۔" وہ نظریں جھکا کر لب بھینچتے ہوئے بولا"
کچھ میری تربیت کا اثر دکھاؤ۔" وہ دکھ سے بولتیں کھڑکی بند کر کے"
پردے برابر کر دیئے۔

جا رہا ہوں یار" وہ بدمزہ ہو کر ہاتھ جھاڑتے ہوئے غصے سے اندر بڑھا کہ اگر"
جانا تو خاموشی سے چلی جاتی یہ ناٹک کرنا ضروری تھا۔۔
تیز تیز قدم اٹھا کر وہ دروازے کے سامنے آیا اور اب مسلسل
دستک دے رہا تھا پر وہ کھولنے پر آمدہ نہیں تھی

ثمن دو منٹ میں دروازہ کھولو اگر نہیں کھولا تو میں دروازہ توڑنے میں"
دیر نہیں کروں گا سمجھی۔" اسنے نیچی آواز میں مگر کرخت لہجے میں
دھمکی دی جو کہ کارآمد ثابت ہوئی دوسرے لمحے کھٹکے سے دروازہ کھولا اور وہ
"سرخ خونخوار نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔" کیا ہے؟؟

تم مجھے بتاؤ یہ کیا ناٹک ہے؟ کیوں مام کو پریشان کر رہی ہو؟" وہ غصے سے گھورتا ہوا اندر داخل ہوا ثمن اس سانڈ کے یونہی بغیر اجازت اندر چلے آنے پر حیرت زدہ سی پیچھے ہوئی

کیا پریشان کیا ہے میں نے آپکی مام کو؟ مجھے بھی ذرا بتائیں اب" نواب صاحب کو کیا تکلیف پہنچ گئی ہے؟" طنزیہ چبھتے لہجے میں گویا ہوئی

کہاں جا رہی ہو؟" وہ بیگ بیڈ سے اٹھا کر نیچے پھینکتا پکٹ کر اس" سے پوچھا

آپ سے مطلب؟ اور آپ ہوتے کون ہیں مجھ سے پوچھنے والے؟ دیکھیں" دریاب صاحب میں پہلے دن آپ پر واضح کر چکی تھی۔ کہ میں یہاں صرف آنٹی کیلئے آئی ہوں۔۔

نا آپکو انٹرسٹ ہے اس زبردستی کے رشتے میں نا ہی مجھے۔

مہربانی کر کے مجھ پر حکم چلانا بند کریں۔ اور یہ جو سب کے سامنے تذلیل کرنے کا سب کا ٹھیکا اٹھایا ہوا ہے اسے بھی بند کریں۔۔" فارس کے سامنے اپنی اتنی تضحیک ذلت سے وہ کتنی دیر روتی رہی تھی اور اب جب وہ اسے اس وقت دیکھنا نہیں چاہتی تھی اسکے یوں زبردستی روم

میں گھس آنے اور حکم چلانے پر جو کب کی بھری بیٹھی تھی پھٹ پڑی۔۔

منکوحہ ہو میری سمجھی! چاہے کس حال میں نکاح ہوا ہے"
مگر فی الحال میں مجبور ہوں تمہیں منکوحہ کہنے پر۔۔ہاں ٹھیک کہا مجھے نہیں ہے انٹرسٹ تم میں۔۔
مگر میرے ماں باپ گھر اور باہر کی صورتحال کو دیکھتے میں مجبور ہو گیا ہوں کہ زبردستی کا پھندا پہن کر چلوں۔۔
اسلئے عزت سے رہو یہاں کھاؤ پیو پر ایک دائرہ بناؤ جس میں خود پر باور کرواؤ کہ تم ابھی کسی اور کے نکاح میں ہو تو فی الحال اپنی پلاننگ بند کر دو۔۔
دوسرا دائرہ بناؤ جس میں خود پر باور یہ کرواؤ کہ ہم مجبوری کے رشتے میں ہیں، بہتر ہے میرے کسی راستے میں نا آؤ نا ہی اپنی اوچھی حرکتوں سے مجھے غصہ دلاؤ۔۔
میں بہت ضبط کرنے والا بندہ ہوں، غصہ نہیں کرتا اتنی جلدی۔۔
پر جب غصہ کرتا ہوں تو سامنے والا کو پھر پہچانتا نہیں کہ کون ہے۔
اسلئے اپنی ایک حد مقرر کر دو تو تمہارے لیے اچھا رہے گا۔" اسکی

باتوں سے ثمن کا چہرہ احساس سبکی، تضحیک آمیز لہجے سے، متغیر تھا

سب باتوں کو سن کر میں بس یہی کہوں گی کہ میں آپکی پابند نہیں" ہوں، میں اپنی مرضی سے جینے والی اور جینے دو والی لڑکی ہوں۔
اور مجھے یہ بتائیں کہ کیسی پلاننگ، کیسی اوچھی حرکتیں ہیں میری پلیز ذرا واضح کر دیں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟" اسنے ضبط کرتے پوچھا

یہ تمہیں پتا ہو گا بہر حال۔۔ میرے سامنے تو یہ" معصومیت کا ناٹک نہیں کرو، کیونکہ میں نہیں مان سکتا کہ تم ایک معصوم ناسمجھ دنیا سے بے خبر لڑکی ہو۔۔
جو آنکھیں چار کرتی ہیں وہ سب مطلب جان جاتی ہے تو آئندہ خیال رکھو۔۔" وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں کہتا جانے لگا تھا پر اسکے الفاظ نے ثمن کے وجود میں چنگاریاں برپا کر دی تھیں

ایسے نہیں جا سکتے آپ مسٹر دریاب خان! مجھے یہاں جواب" دیں آپ کہ کیا آپ میرے کردار پر انگلی اٹھا رہے ہیں؟" وہ

تقریباً غصے سے چیخ اٹھی
آنکھوں میں جیسے خون اتر آیا اسکے۔۔۔
"میں نے جو کہا ہے وہ سچ ہے جسے تم جھٹلا نہیں سکتی اسلئے بہتر ہے
آئندہ تمیز سے پیش آؤ آج مجھے روکنے کی کوشش کی ہے آئندہ مت
کرنا۔۔کیونکہ راستہ کاٹنے والے مجھے زہر سے زیادہ برے لگتے ہیں۔۔" جھٹکے سے
کلائی چھڑواتے اسے خبردار کیا۔
"کیا سچ ہے ہاں؟ کس سے میں نے آنکھیں چار کی ہیں جس سے
آپ نے مجھے دیکھ لیا ہے؟ کہنا کیا چاہتے ہیں آپ ذرا کھل کر
وضاحت دیں بزدلوں کی طرح چھپ کر وار نا کریں۔" وہ برس چیختی پڑی

"ڈھونگ رچانا بند کرو!! اپنے اس اوور ایکٹنگ سے مام کو بتانا چاہتی ہو؟" وہ جھٹکے سے دور بند کرتا پلٹ کر اسکے سامنے آتے ٹھوڑی کو مٹھی میں دبوچ گیا
ثمن نے پہلے تو غیر یقینی سے اسے دیکھا۔۔یقیناً اسنے دریاب خان کو ایسا سوچا نہیں تھا۔پر آج اسکا جو چہرہ سامنے آیا تھا اسکے بعد وہ ایک منٹ بھی یہاں رہنا اپنی توہین سمجھتی تھی۔۔
"میرا موبائل دیں میں ابھی کے ابھی آپ کے اس گھر سے جا رہی

ہوں۔۔" وہ غصے غضب کو دباتی اپنی ہتھیلی سامنے کر کے بولی جس سے دریاب کے لبوں پر تلخ مسکراہٹ بکھر گئی۔۔

کیوں چاہیے موبائل؟" اسنے طنزیہ پوچھتے ہوئے پینٹ کی جیب " میں ہاتھ پھنسائے۔ وہ اسکے تیور، طنزیہ مسکراہٹ سے وہ ٹھٹھک گئی۔

میرا موبائل ہے، میرے بھیونے لیکر دیا ہے، مجھے دیں۔ کیوں سے " کیا مطلب ہے آپکا۔۔" وہ غصے سے کہتی خود ہی آگے بڑھ کر اسکی پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر نکالنے لگی تھی کہ اگلے لمحے جو اس پر افتاد ٹوٹی اس سے وہ سن ساکت ہو گئی تھی۔۔

اسکا جیسے ہی پاس آنا ہوا، دریاب نے اسکی کمر میں بازو کا حصار ڈال کر اسے جھٹکے سے پاس کرتے سینے سے لگایا، ثمن کی دھڑکنیں منتشر ہو گئیں

مزید وہ کوئی احتجاج کرتی، اسکی ٹھوڑی کو پکڑ کر اوپر اٹھاتے ہوئے وہ اچانک ہی اسکے چہرے پر جھکا کہ اسکے شدت بھرے لمس جارت سے وہ پتھر کی مورتی ہو کر بے جان رہ گئی اسکے تنگ حصار میں۔

معاً دروازے پر دستک ہوئی۔ اسنے ہوش میں آتے آہستہ سے اسکے

وجود کو خود سے الگ کیا۔ اور بیڈ پر بٹھا دیا۔۔

کون ہے؟" ایک گہرا سانس لیکر وہ اپنے تاثرات نارمل کرتا ہوا،"
دروازہ کھول کر باہر آیا اور دروازہ واپس بند کر دیا

چھوٹے خان وہ باہر شاہ سائیں آئے ہوئے ہیں۔" ملازمہ نے اسے"
ساحل شاہ کے آنے کی نوید سنائی
وہ متبسم ہوتا ہولے سے سر ہلا گیا، اسے کوئی شرمندگی نہیں تھی اسنے
کیا کیا ہے۔ جب وہ اسکے نکاح میں ہو کر کسی غیر سے بات
کر سکتی ہے۔ اسے لوٹ آنے کا کہہ سکتی ہے
سب کے سامنے فرمانبردار، نیک بننے کا ڈھونگ کر سکتی ہے تو وہ
کیا ایک جارت نہیں کر سکتا جس سے اسے اسکی اوقات
میں رکھ سکے کہ وہ اس وقت کیا پوزیشن رکھتی ہے اسکے گھر
میں۔۔

oooooooo

اسکے کانوں میں صرف اسکا قہقہہ گونج رہا تھا تو کبھی بھیگی آنکھیں۔

یہ تو حیرت کی بات تھی کہ ابھی اپنے بھائی کیلئے رو کر بھاگی تھی اور باہر ایسی گفتگو عرشیہ وہ بھی فارس سے کیسے ممکن تھا؟ کیا اسکی بھائی کیلئے فیلنگز ہی دو منٹ کی دکھاوی تھیں؟

نہیں وہ جان دیتی ہے اپنے بھائیوں پر۔" اسکے دل فوراً سے نفی کر گیا۔۔"

کیونکہ اسے یاد تھا وہ جب دلاور کے خلاف برا بھلا کہتا تھا عرشیہ غصے سے سرخ ہو جاتی یا اسکی آنکھیں ضبط سے لہو جیسی ہو جاتی تھیں جس وقت وہ اسکی برداشت کرتی تھی۔۔

کیا یہ اس آسٹریلین کتے کی کوئی چال ہے؟" اسنے لب بھینچتے" ہوئے سوچا۔ اگر ایسا ہو گا تو وہ سیدھا اسے شوٹ کر دے گا۔

جسنے ان دونوں کے بیچ غلط فہمی پیدا کی تھی۔۔ اسے لگ رہا تھا اگر وہ کسی وجہ سے ناراض ہے تو اسے آج رات ہی کڈنیپ کر کے صارم کی بائیک پر اسے لیکر لانگ ڈرائیو پر جانا چاہیے جس سے اسکا موڈ اچھا ہو جائے گا اور وہ اسکی عقل ٹھکانے لگا دے گا۔

اسنے سوچ کر سر اثبات میں ہلایا اور اس پلان کو ڈن کیا۔۔ وہ اس وقت گیارہ طبجے گھر جا رہا تھا کیونکہ پہلے سے بہت غصے میں تھا اگر وہ گھر جاتا ایسی طیش میں تو ضرور عرشیہ کے سر پر جا کر

کھڑا ہوتا۔۔

اور اس سے سوال کرتا تو ضرور کہتی اسے بد کردار کہہ رہا ہے۔ تبھی بے مقصد بیٹھا رہا تھا۔ پر اب اسکی ماں کی کال آچکی تھی کہ وہ کھانا بنا چکی ہیں اسکا۔۔

آکر جلدی کھائے ورنہ وہ خود وہاں آجائیں گی، انکی دھمکی سے وہ مجبوراً اٹھا اور سب گھر روانہ ہو رہا تھا

صائم زیدی گاؤں کی ہاسپٹل میں چکر لگانے گئے تھے اور صارم دانیال خان کے پاس نائیٹ ڈیوٹی دے رہا تھا۔ گھر اسے ضروری جانا تھا کیونکہ پچھلی بار والا واقعہ ابھی تازہ تھا۔ اگر ساحل کی دوست بروقت وہ کام نا کرتی تو آج وہ جیل میں ہوتا

دریسب نے باڈی لیبارٹری ٹیسٹ کیلئے بھیج دی تھی۔ جونکہ ان تینوں کے زیر اثر تھی۔ اسے عرشیہ کی دی ہوئی درخوادت یاد آئی۔ اسنے یہ ساحل کو دینے کیلئے سوچا۔

السلام علیکم بھائی میں نے عشی سے سائن کروا دیئے ہیں۔ اب بس" آپ لیں اور جلدی کیس اوپن کریں تاکہ سب کھل کر سامنے آئے اور ہم ایک ہو سکیں۔۔" اسنے خوش دلی سے کہا۔

سوچ کے ساتھ ہی اسنے کانٹیکٹ کیا اور کال اوکے ہوتے ہی سلام بھیجتے مدعے پر آیا۔۔

وعلیکم السلام میرے شہزادے بالکل تم ایسا کروں ڈرائیونگ کر رہے ہو تو" یہ یہیں سے مجھے دے دو تاکہ ہم یہاں کچھ سوچ سکیں میرے ساتھ مسکان بھی ہے۔" ساحل نے ساتھ بیٹھی فیری کو دیکھتے کہا

اوکے جیسا آپکو مناسب لگے میں آرہا ہوں۔۔" اسنے کہہ کر الوداع" کلمات کے بعد کال ڈسکنیکٹ کی اور رخ سامنے موڑ جونہی کاٹا اچانک سے سامنے آتے ٹرک نے اسے بھری طرح سے گھسیٹا اور دوسری طرف سے اچانک بائیک سواروں نے ٹھاٹھا کر کے اسکی گی ہر اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی۔۔

سسکی گاڑی بلٹ پروف تھی وہ بے فکر رہا تھا پر سامنے ٹک لگاتے ٹرک سے کیسے بچائی گاڑی۔۔

سوچتے ہوئے اسنے ایکدم سے جھٹکا دیکر گاڑی جیسے ہی سائیڈ کرنی چاہی پیچھے سے کسی دعری گاڑی نے زوردار ٹکر ماری جس سے وہ اپنا بیلنس کھو کر گاڑی کی سیٹ سے اٹھا

اسکا سر گاڑی کے گھومنے پر ونڈو سے ٹکرایا، گاڑی جیسے کنٹرول سے باہر تھی موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ایک اور ٹکر زوردار لگائی اسے

ایک اکیلی گاڑی پر اس قدر بے رحمانہ سلوک دیکھتے فضا لوگوں کی چیخ وپکار سے گونج اٹھی، ایک دم سے پکاریں مچ گئیں۔

ooooooooo

السلام علیکم بھائی سب خیریت ؟"وہ مسکراتا لاؤنج میں آیا جہاں" ساحل پریشان سا کھڑا تھا۔
وعلیکم السلام سب ٹھیک ہے دری یار ابھی من نے کال کر کے بلایا یہاں۔۔" سب ٹھیک ہے؟ کہیں تم اسکے ساتھ لڑائی تو نہیں کی؟"وہ نہایت پریشان متفکر ہو کر بولا۔۔

ہاں لڑائی کی ہے آپکی من صاحبہ سے۔"وہ شرارت سے مسکرایا" کیا مطلب تم سچ میں جھگڑا کیا ہے میری بہن سے؟"اسکے تیور"

ایکدم سے سپاٹ ہو گئے تھے۔ وہ جانتا تھا اسکی بہن کتنی حساس ہے بہت مشکل سے اسے دنیا کے طنز و تیر سے بچا کر پالا تھا اور اب۔۔

ہاہاہا کیسی باتیں کرتے ہیں آپ بھی۔۔ جا کر پوچھ لیں کونسی لڑائی کی ہے میں" نے۔۔ جسٹ موبائل چھینا ہے اس سے سارا دن الٹے سیدھے ناول پڑھتی رہتی ہے۔

ایک تو پہلے سے آئی سائیٹ اس حد تک ویک ہے کہ بغیر چشمے کے سب دھندلا دکھتا ہے اسے۔ اوپر سے جب سارا سارا دن موبائل سے چپکی رہے گی تو۔۔۔" وہ مسکراتا کہتا کندھے اچکا گیا

افف، وہ عادی ہے ناول کی۔۔ زیادہ نہیں پڑھتی میں نے دیکھا ہے اسے" صرف ایک دو اقساط ہی پڑھتی ہے۔ تمہیں پوچھ کر کچھ کرنا چاہیے تھا۔ ہرٹ کر دیا ہو گا میری بہن کو۔۔ کہاں ہے وہ اب جا کر مجھے خود منانا ہو گا اسے۔۔" وہ اسے جھڑکتا دریاب کے روم کا اشارہ دینے پر آگے بڑھ گیا تھا۔

پیچھے کھڑے دریاب نے مونچھوں پر انگلی پھیرتے ہوئے، مسکراتے ہوئے

پشت دیکھی کہ من صاحبہ کچھ بولنے کے لائق رہی ہو گی تو بولے گی نا۔۔
وہ زیادہ نہیں تو اتنا کر آیا تھا کہ اسکا تنفس بگڑ گیا۔ اور دل منتشر۔۔۔

واٹ ؟؟؟" دریاب جو بے خیالی میں کھڑا مسکرا رہا تھا اسکی بولتی"
بند کر کے۔ ساحل شاہ کی اچانک غصے بھری آواز ہر چونک
اٹھا۔۔
کیسے کہاں ؟؟" وہ الٹے قدموں سے بھاگا واپس۔۔"
کیا ہوا بھائی سب ٹھیک ہے ؟" دریاب اسے الٹے قدموں سے"
بھاگتے واپس آتے دیکھتا پریشان ہو کر اسکی طرف لپکا۔۔

صمصام کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔۔ کسی نے اسکی گاڑی پر اٹیک کیا"
ہے۔۔" اسکے نہیں تھے گویا دھماکے تھے جو دریاب کے سر پر پھٹے تھے
یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟؟" وہ غصے سے غرا اٹھا۔۔"
بیچ راستے میں اچانک اس ہر گولیا چلا کر دوسری طرف"
سے اسکی گاڑی کو ٹکر ماری ہے جس سے وہ بری طرح زخمی ہو گیا ہے اور
اب ہاسپٹل میں ہے۔۔" وہ اسے بتا رہا تھا ساتھ ہی دریاب
ساحل باہر کی طرف تیزی سے بھاگے تھے۔۔

ابھی اسنے کال کی مجھے کہ اسنے عرشیہ سے سائن کے لیے ہیں بلکہ اسنے" خود ہی درخواست لکھ دی ہے۔"ساحل ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتا افسوس سے بول رہا تھا

دریاب نے سن کر مٹھیاں بھینچیں اور بھاگ کر اپنی گاڑی کی سیٹ سنبھالی۔۔دوسرے پل ایک دوسرے کے پیچھے کسی جہاز کی طرح دونوں گاڑیاں اڑتی ہوئی نکلیں۔۔

ooooooo

کیا ہوا ہے تمہیں بتاؤ مجھے کہاں تکلیف ہو رہی ہے۔۔"وہ جھٹکے سے" چیئر چھوڑ کر انکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھامے پوچھ رہا تھا جبکہ وہ وجود خاموش پڑا چھت کو گھورتا ہوا بس آنکھوں سے آنسوں بہا رہا تھا

فیروز چغتائی کی حالت بے تحاشہ خراب ہونے لگی تھی اس صورتحال سے، مسلسل بہتے آنسوں دیکھتے۔

کیا ہو رہا ہے تم کیوں منہ بند کر کے کھڑی ہو؟؟" وہ غصے سے غرا اٹھے "
نرس پر جو کہ خود پریشان کھڑی تھی۔۔

سر کچھ پریشانی والی بات نہیں یہ آپ دیکھتے ہیں ہوتا ہے انکے "
ساتھ اکثر۔۔" نرس نے بوکھلاتے جواب دیا

ہوتا ہے سے کیا مطلب ؟ علاج کس لیے ہو رہا ہے؟؟ اتنے سال ہو گئے "
ہیں، جتنا میں نے پیسہ خرچ کیا ہے اس سے عمارتیں بلند
ہو جائیں پر میری بیوی ٹھیک نہیں ہو رہی۔۔
دن بدن اسکی حالت گرتی جا رہی ہے۔۔ تم کر کیا رہی ہو؟ اور اسکے
وہ۔۔۔ انکی دھاڑ ابھی بیچ میں ہی گونج رہی تھی جب اچانک ہی اس
ساکت پڑے وجود کو جھٹکا لگا۔۔
شما۔۔؟" فیروز صاحب خوفزدہ ہو کر اسکے وجود کو تھام گئے۔۔"
فیروز چغتائی کے سنبھالنے سے انکی حالت نہیں سنبھلی۔ نرس
الگ خوفزدہ ہو گئی تھی۔۔

ممم۔۔م۔ میں ڈاکٹر کو بلاتی ہوں۔۔" نرس بھاگ کر روم سے نکلی تاکہ "

ڈاکٹر کو کال کر سکے۔

فیروز صاحب کی آنکھوں سے بے تحاشہ آنسوں گالوں پر گرتے داڑھی میں جذب ہو رہے تھے۔

"شما کیا ہوا؟ کچھ تو بولو میری جان۔۔ دیکھو آجائے گی تمہاری بیٹی لوٹ کر آئے گی ہماری شہزادی۔۔ تم کچھ تو بولو کیا تکلیف ہو رہی ہے۔۔" وہ روتے ہوئے اسکے شانوں کو پکڑ کر بھیگی آنکھوں میں دیکھنے لگے۔

پر انکا وجود لرزنے لگا، وہ کچھ حیران ہوئے۔ اچانک انکے ساکت وجود میں جان کیسے آگئی؟ کیوں وجود کانپ رہا تھا۔۔

انہوں نے بلینکٹ جیسے ہی اٹھایا، دوسرے ہی لمحے سپید پڑتے فوراً سے بوکھلا کر انکے اوپر بلینکٹ ڈال دیا۔۔

"نرس نرس۔۔۔" وہ تیز تیز آواز میں غراتے ہوئے جب باہر آئے تو پورا گھر ہی خالی پایا۔۔

نرس جانے کہاں جا کر چھپی تھی کہ منظر سے ہی غائب تھی۔

"ملازمہ؟؟ گارڈ۔۔۔" وہ غراتے ہوئے باہر نکلتے لاؤنج سے پر گھر پورا سنسان تھا سواء انکی بیوی، اور انکے کوئی بھی موجود نہیں تھا۔

وہ ابھی لوٹ کر آئے تھے، آئوٹ آف سٹی سے آئے تھے، اچانک اندر آکر بیوی کے سامنے آتے انہیں سرپرائز دینے کی خوشی میں انہوں نے گھر کا تو نوٹس ہی نہیں لیا تھا کیا ہو رہا ہے۔

پر وہاں دیکھا تو انکی بیوی بیڈ پر پڑی بے تحاشہ رو رہی تھی بغیر آواز کے اور نرس جو تھی وہ سامنے ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھی۔
انہوں نے خونخوار نظروں سے پہلے تو نرس کو دیکھا پھر بیوی کو سنبھالا پر انکی حالت سنبھلنے کے بجائے مزید بگڑ رہی تھی جنہیں دیکھتے وہ فوراً سے پاس لپکے اور انکی حالت پر وہ خوفزدہ ہو گئے تھے۔
نرس گھر سے بھاگ گئی تھی۔ پر انہیں جو دکھ تھا وہ یہ کہ حیدری نے اس وقت رات کے اس پہر اسکی بیوی کو یوں تنہا چھوڑ کر اچھا نہیں کیا تھا۔

تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔۔ شما میری قسم ہے تمہیں اگر مجھے چھوڑ کر گئی۔"
ایک تمہیں دنیا میں واحد سہارا ہو جسے دیکھ دیکھ کر جی رہا ہوں۔ خدا کے واسطے مجھے تنہا مت کرنا ورنہ میری موت عبرتناک ہو گی۔۔" وہ روتے ہوئے برستی آنکھوں سے جلدی جلدی سے انکے وجود کو

چادر میں لپیٹ کر گاڑی کی چابیاں اٹھاتے بانہوں میں بھر کر وہاں سے بھاگے۔

انکی بیوی کی زرد رنگت سپید ہونٹ گہرے سیاہ آنکھوں کے حلقے انکی حالت حد سے زیادہ تشویشناک تھی
گاڑی کے پاس آتے انکے پاس ایک ملازم بھی موجود نہیں تھا جو کہ گاڑی کا ڈور اوپن کرے وہ سوچ رہے تھے اب کیسے کریں ڈور اوپن ابھی کوئی کوشش کرتے جب انکا ہاتھ کسی نے تھام لیا۔۔

کہاں لیکر جا رہے ہو؟" سامنے کھڑے ظفر حیدری نے "
حیرت سے پوچھا۔
بکواس بند کرو ظفر تمہارے سہارے چھوڑ کر گیا تھا نا میری "
بیوی کیا ہوا ہے انکے ساتھ ایسا اچانک ؟؟ کیوں حالت
خراب ہو گئی ہے اس طرح؟
نرس کس لئے بھاگی؟ نا ملازم ہیں گھر میں نا گارڈ اور نا ہی تم تھے۔۔"
فیروز چغتائی سامنے دوست کو پا کر بادلوں کی دھاڑ سے گرج اٹھے۔۔
تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے کوئی کہیں نہیں بھاگا فیروز۔۔ کیا ہو گیا"

ہے بھابی کی حالت ایسی پہلی بار تو نہیں ہوئی؟ ایسا تو بہت بار ہو چکا ہے انکے ساتھ۔۔

ذرا سی چینجنگ یا تمہاری غیر موجودگی میں اکثر حالت ایسی ہو جاتی ہے۔۔ اس پر بلیم مت دو کہ اسکے ساتھ برا کیا گیا ہے۔

میں یہاں کل پرسوں سے نہیں تھا کیونکہ مجھے ایک اہم میٹنگ کیلئے فوراً سے جانا تھا میں تمہیں بتانا چاہتا تھا پر سوچا تم بھابی کو لیکر پریشان ہو گے اسلئے میں نے خاموشی سے جانا بہتر سمجھا اور ملازمہ یہیں نرس کے ساتھ تھی۔۔

گارڈ کو میں نے خود یہاں سے نکالا تھا ہماری غیر موجودگی میں۔" ظفر نے دکھ غصے ضبط کی ملی جلی کیفیت سے کہا

تمہیں اندازہ ہے ظفر میں کس مشکل وقت میں تمہیں اپنی بیوی" کے پاس چھوڑ گیا اور تم اسے چھوڑ کر اپنے کام سے نکل گئے اور کہتے ہو کہ تم مجھے پریشان نہیں کرنا چاہتے تھے اگر خدانخواستہ شما کو کچھ ہو جاتا تو میرا سوچا ہے کیا ہوتا؟" انہوں نے دکھ تاسف سے کہا۔۔

کچھ نہیں ہوتا چلو اندر ابھی نرس ڈاکٹر کو لینے گئی ہے وہ آ ہی رہی ہو گی۔"
چلو بھابی کو اندر لے چلو۔۔"وہ شانو پر ہاتھ رکھے اسے اندر لے جانے لگا
پر فیروز اپنی بیوی کی ایسی حالت دیکھ کر کہاں واپس جا سکتے تھے۔۔

مجھے ضرورت نہیں انتظار کرنے کی بلکہ اب تم بھی جا سکتے ہو۔۔اور"
یہ تو بتائو یہ کسنے بتایا تمہیں کہ میں آ چکا ہوں؟"انہوں نے
حیرت سے پوچھا۔

یہ پوچھ کر تم کیا ثابت کرنا چاہتے ہو فیروز کہ جان بوجھ کر میں"
تمہاری بیوی کو اکیلا چھوڑ کر گیا تھا؟اور ضد کس بات کی کر رہے ہو
رات کے اس پہر کون سی ہاسپٹل کھلی ہو گی؟"وہ ابھی کہہ ہی رہا تھا پر
فیروز بیوی کی لمحہ بہ لمحہ بگڑتی حالت کو دیکھتے غصے سے شانہ
جھٹک کر گاڑی کا ڈور کھول کر فرنٹ سیٹ پر اپنی بیوی کو ڈالا ساتھ ہی دروازہ
بند کرتے ہوئے ظفر کو دیکھا۔۔

میں ڈاکٹر کیلئے رک کر اپنی بیوی کے مرنے کا انتظار نہیں کر سکتا۔"
اور بہت بہت شکریہ میری فکر میں آنے کیلئے۔۔پر میں

نے ایسا نہیں کہنا چاہا تھا۔۔
مجھے لگا نرس بھاگ گئی ہے تو تمہیں کس نے بتایا۔۔اب اگر نرس آئے تو اس سے کہنا واپس چلی جائے۔ میں دوسری نرس ہائر کر رہا ہوں اور اسکا حساب کل صبح ہو جائے گا۔" انہوں نے کہہ کر بات ختم کر دی اور گھوم کر دوسری طرف آتے ہوئے اپنی سیٹ کو سنبھالا۔۔
گاڑی جہاز کی سپیڈ سے بھاگتی ہوئی نویرہ ولا سے نکلی۔۔

oooooooo

میں منحوس ہوں سچ میں منحوس ہوں مجھے مار دیں آپ۔۔ میں" نہیں دیکھ سکتی یہ سب کچھ اماں مجھے نہیں دیکھنا یہ انہیں ٹھیک کر دیں اللہ۔۔۔" وہ کسی کے سنبھلنے سے نہیں سنبھل پا رہی تھی۔
اسکی چیخیں آہیں پکاریں وہاں ہاسپٹل میں گونج اٹھی تھیں۔جب اسکے سامنے سے وہ خاموش اسٹریچر پر خون میں لت پت گزرہ۔یوں محسوس ہوا جیسے عرشیہ زیدی کی روح بھی ساتھ گھسیٹ گیا ہو۔۔

اسکے سنبھلنے سے پہلے گاڑی کے ڈور کھول کر اسکے سر پر بری طرح سے وار

کر دیئے گئے تھے جن سے وہ لہولہان تھا۔

پر ابھی اسے مزید مارتے یا فائر کرتے وہاں کچھ گاڑیاں روک کر لوگ چیختے پکارتے ہوئے بھاگ پہنچے تھے جنہیں دیکھتے وہ لوگ بھاگ نکلے تھے۔

اور سب نے خون میں لت پت صمصام زیدی کو دیکھتے ششدر ہو کر فوراً سے اسکا موبائل ڈھونڈا۔ اور سامنے ہی ساحل شاہ کا نمبر دیکھتے ہوئے اسے کال کر دی گئی۔

جن لوگوں نے اسے بچایا تھا وہ کراچی شہر کے ہی تھے اور اچھی طرح سے صمصام زیدی اسکے بھائی باپ سے واقف تھے۔

اس طرح سے وہ انہوں نے صائم زیدی اور صارم زیدی کو کال کر کے انفارم کر دیا جس پر وہ سنتے فوراً سے بھاگ پہنچے تھے تب تک وہ لوگ بھی صمام کے بے جان ہوتے بھاری وجود کو اٹھا کر اپنی گاڑی میں ڈالتے ہوئے توقیع ہسپتال کیلئے روانہ ہوئے تھے۔۔

انکی گاڑی کے پہنچتے صائم زیدی تقویٰ زیدی بازل عرشیہ صارم سارے گھر کے افراد وہاں پہنچے تھے اور جیسے ہی گاڑی سے لت پت وجود کو نکالا گیا فضا میں عرشیہ خان کی چیخیں وحشیانہ تھیں۔۔

صام۔۔صام۔۔"وہ بھاگتی پاگلوں کی طرح چیختی اسکے بیہوش وجود کے"
پاس آئی اور جھنجھوڑنے لگی تھی پر تقویٰ بازل نے روتے ہوئے بھاگ کر، ہذیانی
ہوتی عرشیہ کو بازوؤں سے پکڑ لیا۔
سنبھالو خود کو کچھ نہیں ہوگا میرے شہزادے بیٹے کو۔۔خدا کچھ ہونے"
نہیں دے گا برا میرے بچے کے ساتھ۔۔۔جنہوں نے بے گناہ
میرے بچے پر ظلم کیا خدا اسکا برا حال کرے گا۔۔"تقویٰ روتی ہوئیں
عرشیہ کا چہرہ سینے میں چھپائے سسکنے لگیں۔۔

صائم زیدی کی آنکھیں بھیگنے لگی تھیں۔کیا قصور تھا اسکا، صرف
کامیاب تھا کیا یہ گناہ ہے اسکا؟خدا نے اسے جہان میں
عزت عطا فرمائی تھی اسے بلندیوں پر کامیابی بخشی تھی۔۔

کیوں اسکے بیٹے کو بار بار تنگ کر رہے تھے۔انہیں معلوم پڑا تھا پہلے پرسوں
اسکے گھر میں پولیس آئی تھی اور گھر کی تلاشی لی تھی۔۔
اگر صائم زیدی گھر پر موجود ہوتے تو اس کی ہستی ہلا کر رکھ دیتے۔۔
میں چھوڑوں گا نہیں انہیں۔۔"صارم بے تحاشہ روتا اپنے بھائی کی"
بند آنکھوں پر ہاتھ پھیر کر خون صاف کرتے چیخا۔۔

اندر لے چلو اسے۔۔"صائم زیدی نے اسے سے کہا جسنے آستیں پر"
آنکھیں پونچھتے ہوئے اپنے باپ کو دیکھا اور کمپاؤڈر کے اسٹریچر لانے
پر دونوں باپ بیٹے نے اس جوان و سیع سینے والے وجود کو گاڑی سے نکال کر
اس پر ڈالا۔۔۔

صام۔م۔م۔میں مر جاؤں گی صام۔۔مت کرو میرے"
ساتھ اتنے ظلم۔۔"عرشیہ چیختی تقویٰ زیدی کا حصار توڑ بھاگتی ہوئی
اسکے پاس پہنچی
اور اسکے وجود کو پکڑ کر غصے سے دھاڑے مار کر روتی جھنجھوڑنے لگی۔"اٹھ جاؤ
صام نہیں کرتی کوئی شکوہ اٹھو اللہ کا واسطہ اٹھ جاؤ نہیں دیکھ سکتی ایسے
بابا آپ کہیں نا اسے اٹھ جائے۔۔۔"وہ روتی نڈھال ہو گئی تھی صائم زیدی
نے اسکی حالت دیکھتے تقویٰ کو آنکھیں دکھائی جنہوں نے آگے
بڑھتے اسے پھر سے سنبھالا۔۔

سنبھالو خود کو عرشیہ میرا بچہ خدا سے دعا کرو وہ کچھ نہیں ہونے"
گا بے گناہ کے ساتھ۔۔ظلم کیا ہے ظالموں نے۔اس ظلم کا

جواب خدا خود دے گا انہیں۔۔" بازل نے بھی روتے ہوئے عرشیہ کو سنبھالا۔۔

وہ ہچکیاں بھرتی کبھی سٹریچر پر جاتے ہوئے اس خاموش پڑے وجود کو دیکھتی تو کبھی تقویٰ زیدی کو۔۔

ہمارا قصور کیا ہے؟؟؟ میرا بھائی، میرا باپ میرا شوہر۔۔ کیوں اماں" کیوں؟؟ کیا قصور ہے ہمارا؟؟" وہ پاگل وحشیانہ ہو کر چیخ مار رہی تھی جیسے عرش الٰہی تک پہنچانا چاہتی ہو۔

لوگ چور نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے افسوس کر رہے تھے۔۔

یا اللہ۔۔ اے میرے خدا۔۔ ہمارا قصور تو بتا دے۔۔" وہ بیچ توقیع" ہسپتال کے احاطے میں لوگوں کے ہجوم سے افسوس رحم دکھ بھری نگاہوں سے انجان خود سے اپنے حال سے انجان دھڑام سے گھٹنوں سے بل گرتی چیخ چلاتی اب رب کو پکارتی سب کے دل پھاڑنے پر آ گئی تھی۔۔

سنبھالو خود کو عرشیہ کچھ نہیں ہو گا بھائی کو۔۔" بازل اسکے پاس" بیٹھتی اپنے ہاتھوں سے آنسوں صاف کرنے لگی، تقویٰ نے اٹھانے

ساتھ لپٹانے کی کوشش کی تو وہ نفی کر کے دور ہو کر پھر سے اللہ کو پکارنے لگی

عشی!!"گاڑی سے باہر نکل کر آتا سامنے اپنی بہن کو پا کر دریاب دھاڑا۔۔"
بھائی!"بھائی کی آواز سنتے عرشیہ کے وجود میں جیسے کسی نے ایک "
نئی روح پھونک دی ہو۔۔
بھائی دیکھیں اسے کیا ہو گیا ہے۔۔ کس نے اسکے ساتھ ایسا کیا"
ہے آپ انہیں دردناک موت دے دیں۔۔ آپ بتا دیں انہیں
جنہوں نے ایسا کیا ہے انکو کہ وہ اکیلا نہیں جس بار بار ٹارچر کرنے
آرہے ہیں۔۔"وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی ہوئی بلکی۔
دریاب ٹھا کے ساتھ گاڑی کا دروازہ بند کرتا بھاگ کر اسکے پاس
پہنچا اور اپنی چھوٹی سی جان کو یوں تڑپ کر روتے دیکھتے خود تڑپ گیا۔۔
جھک کر اسے اٹھاتے ہوئے بانہوں میں بھر کر چوڑے سینے میں
اسکے چھوٹے سے وجود کو چھپاتے سب کی نظروں سے اسے محفوظ کر لیا۔
کچھ نہیں ہو گا اسے بھائی کی جان۔۔ پرفیکٹ لوگ آزمائش ضرور"
اٹھاتے ہیں پر اتنی جلدی ہار نہیں مانتے۔۔"اسکی پشت سہلاتے سر
پر بوسہ دیتے ہوئے اسنے اسکا دوپٹہ اٹھا کر اسکے وجود کے گرد لپیٹنا چاہا

تبھی احساس ہوا کہ وہ تو حواس ہی کھو چکی ہے۔۔

کہاں ہے صام؟؟" اسی پل بھاگتے ہوئے ساحل شاہ بھی وہاں داخل"
ہوا تقویٰ زیدی بازل نے اسے اندر کی جانب اشارہ کیا جس پر وہ اندر
انہیں دیکھ کر حوصلہ دیتا اندر سمیت بڑھ گیا

اندر آجاؤ دریاب "ساحل نے جاتے ہوئے اس سے کہا وہ سر"
ہلاتا ہوا عرشیہ کو بانہوں میں اٹھا کر جانے لگا تبھی مخصوص سی آواز سن
کر وہ ٹھٹھک گیا۔
اسنے پلٹ کر دیکھا تو پیچھے ہی فیروز چغتائی کو پایا۔۔

آپ یہاں خیریت؟" وہ ٹھٹھک گیا"
میں نے سنا صام زیدی کے بارے میں نیوز سے آتے ہوئے پر مجھے"
یہاں ایک کام سے آنا پڑا ہے. حالانکہ میں جانا تو دوسرے ہسپتال
میں چاہیے تھا پر میرا دل فی الحال کہیں مطمئن نہیں اسلئے میں
اپنی بیوی کو توقیع ہسپتال لایا ہوں اگر ڈاکٹر تقویٰ زیدی فری ہوں تو میری
بیوی کو دیکھ لے اچانک حالت خراب ہو گئی ہے۔" انہوں نے

سامنے کھڑی اپنے آنسوں صاف کرتیں ڈاکٹر تقویٰ کو دیکھا

لے آئیں آپ انہیں اندر۔۔" دشمنی اپنی جگہ پر یہاں زندگی اور "
فرض اصول کی بات تھی۔ اگر وہ آیا تھا تو کسی قیمت پر بھی تقویٰ اسے خالی
ہاتھ نہیں لوٹا سکتی تھی۔۔

آجائیں ان شاءاللہ سب ٹھیک ہوگا۔۔" دریاب ان سے کہتا "
عرشیہ کو اٹھا کر اندر کی طرف بڑھا۔ بازل تقویٰ زیدی کے پیچھے ہی
فیروز چغتائی نم آنکھوں سے بیوی کے وجود کو دیکھتا گاڑی سے نکال کر اندر کی
طرف بڑھا۔

oooooooooo

آپریشن تھیٹر میں اس وقت چار لوگ موجود تھے۔ صائم زیدی
صارم زیدی اسکا علاج کر رہے تھے جبکہ دریاب ساحل دونوں اسکے
.اسکے پاس بیٹھے تھے
یہ کیا ہے؟" دریاب نے صام کے وجود کے پاس آتے ہوئے کہا،"
ساحل صائم زیدی دونوں چونک کر متوجہ ہوئے۔

پتا نہیں کیا ہے ہاتھ کھول نہیں پا رہے۔۔"صارم اسکی بھینچی مٹھی کو"
دیکھتے ہوئے گویا ہوا۔ مٹھی کو کھولنے کی شاید پہلے بھی کوشش کی جا چکی تھی
اسلئے بری طرح سے ناخون کے نشان اسکی سفید سرخ چمڑی کا
گوشت ادھیڑ گئے تھے
صائم زیدی اسکا علاج کر رہے تھے صارم زیدی اسکے ساتھ بازل
عرشیہ کے روم میں موجود تھی اور تقویٰ زیدی مسز فیروز چغتائی کا
چیک اپ کر رہی تھی

کھول کر دیکھو کیا ہے۔۔مجھ میں اب ہمت باقی نہیں رہی کہ اسکی مٹھی"
.کھول سکوں۔۔"صائم زیدی نے ساحل سے کہا

صارم روئی سے صام کے زخم صاف کر رہا تھا۔ دریاب کو جو شک
تھا وہ یقین میں بدلنے کے خدشات سے وہ کچھ چونکا ہوا تھا
ساحل نے پاس آکر صام کے ماتھے پر بوسہ دیتے اسکے چہرے پر ہاتھ
پھیرا۔ وہ ضدی تھا غصیلا تھا، جذباتی تھا پر ان سب کا بگڑا ہوا شیر
تھا۔ جس سے دشمن بھی خوف کھاتے تھے۔ اسلئے تو ہاتھ دھو کر اب

صمصام زیدی کے پیچھے پڑ چکے تھے۔
ساحل نے اپنی نم ہوتیں آنکھیں میچ کر گہرا سرد سانس فضا میں خارج کیا اور اسکے ہاتھ کو پکڑ کر دریاب ساحل آہستہ سے کھولنے لگے پر اسکی گرفت مٹھی پر اتنی تیز تھی ہی نہیں انکی باری جس پر وہ قوت لگا دیتے۔

دونوں نے بیک وقت چونک کر اسکے وجود کو دیکھا۔"یہ ہوش میں ہے؟"ساحل نے حیرت سے پوچھا۔
نہیں بھائی بیہوش ہیں۔"صارم نے نفی میں سر ہلایا"
تم نے کوشش کی تھی مٹھی کو کھولنے کی؟"دریاب نے پوچھا"
جی بھائی بہت پر کھلی نہیں بھائی گرفت کمزور نہیں کر رہے۔۔""
صارم نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا جبکہ ساحل شاہ اسکے زخمی ہاتھ کی مٹھی سے وہ درخواست نکال کر دریاب کو دکھانے لگا۔۔
کس لیے کر رہا ہے یہ؟؟"ساحل نے دریاب سے سوال پوچھا۔کہ"
کس لیے کر رہا ہے یہ ایک مٹھی نا کھولنے پر اسکے وجود کو لہولہان کر گئے تھے۔

اسنے خود کو تو مٹانا ضروری سمجھا پر مٹھی اپنے اصلی حقداروں کے پاس آکر کھلی۔۔

کیا یہ محبت نہیں اسکی؟ اگر اکڑ ہوتی اس میں غرور ہوتا تو کیا آج وہ یہاں پڑا ہوتا؟ وہ صرف اپنی بادشاہ طبیعت کا مالک تھا بس۔۔

اور دنیا نے اسے جانے کیا کیا بنایا ہوا تھا۔۔

خیر اسے دنیا سے شکوہ نہیں تھا۔ وہ تو ویسے بھی کسی کو جج کرنے خود کو نعوذ باللہ خدا سمجھنے لگی ہے۔

اگر اسنے محض ایک صفحہ پر اپنی جان کی پرواہ نہیں کی اب ہمیں اس "صفحہ پر درج تحریر کو عدالت تک پہنچانے کیلئے اپنی جان کی بازی لگانی ہو گی۔۔

پھر چاہے اس دوران دریاب خان کو موت کیوں نا آجائے۔

اب یہ کیس کھل کر رہے گا۔۔" وہ ساحل شاہ سے کہتا ہوا باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔

موسم کے تیور بدل گئے ہیں۔۔ "صائم زیدی گلوز پہنے ہاتھوں سے "کھڑکیاں بند کرتے بارش کے موسم کو بنتے دیکھ کر گویا ہوئے اور چلتے

واپس بیٹے کے پاس آ پہنچے۔۔

صام؟؟"ساحل نے اسے ہوش دلانا چاہا۔۔وہ ایسے خاموش پڑا"
اسے بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا
بھائی انجکشن کے زیر اثر ہیں"صارم نے متوجہ کیا اور اسکے ہاتھ پر اسٹیچز"
لگانے لگا۔صائم زیدی سر پر لگا رہے تھے اور ساحل خاموش بیٹھا
تھا انکے پاس۔۔۔

دریاب جب باہر آیا تو دیکھا وہاں سب لوگ پہنچ چکے تھے۔
ہارون شاہ زریش، روحا، حیدر شاہ حجاب شاہ، حتیٰ کہ
فارس اور اسکی ماں بھی۔۔
ساحل کی دوست کسی کام سے نکلی تھی۔۔

دری عشی میری بچی کہاں ہے؟"عائشہ نے فارس کے ہاتھ"
کندھوں سے ہٹا کر ہچکیاں بھرتے ہوئے پاس آ کر پوچھا
دریاب صام کیسا ہے؟"دریاب کے اندر سے آنے پر سب اسکی"
طرف لپکے

عرشی وہاں ہے۔" اسنے اپنی ماں کو پاس والے وارڈ کی طرف اشارہ"
دیا جہاں بازل داخل ہو رہی تھی اندر۔۔ عائشہ خان روتیں ہوئی اسی
طرف بھاگ گئیں
چوٹیں سر پر گہرہ آئی ہیں۔۔ علاج کر رہے ہیں بابا اور چھوٹے۔۔" وہ سر"
اثبات میں ہلاتا ہوا انہیں جواب دیکر گردن گھمائی تو دور کوریڈور
میں بینچ پر بیٹھے پریشان فیروز چغتائی کو پایا۔

اور پھر سامنے دیکھا تو روم میں شاید تقویٰ زیدی اسکی بیوی کا چیک
اپ کر رہی تھی۔ وہ انہیں حوصلہ دینے کیلئے آگے بڑھا۔۔
کچھ نہیں ہوگا اللہ سے دعا ہے جاؤ سب اسے سجدے دیکر فریاد"
کرو وہ کچھ نہیں ہونے دے گا۔" حیدر شاہ نے اپنی بیٹی روحا اور بیوی سے
کہا وہ دونوں سر ہلا کر آگے بڑھیں تو انکے پیچھے ہی زریش شاہ بھی چل
پڑیں۔۔

صامے۔۔!! صام!! کس کی ہمت ہو گئی میرے یارے کو مارنے کی"
میں انکی ہستیاں مٹا دوں گا۔۔" معاً وہ اندھا دھند بھاگتا گرجتا ہوا
ہاسپٹل کی لفٹ سے نکلا۔

حیدر شاہ ہارون نے آگے بڑھتے ہوئے اسے سنبھالا۔۔
کچھ نہیں ہوا سنبھالو خود کو زیاف۔۔"انہوں نے اسے پکڑ لیا ورنہ وہ"
سرخ چہرے سے آپے سے باہر سب کچھ تہس نہس کرنے در پہ
تھا

وہ حوصلہ دینے کیلئے ابھی فیروز چغتائی کے پاس بیٹھنے ہی والا تھا تبھی
فضا میں زیاف زیدی کی غراہٹ سن کر وہ کچھ ٹھٹھک کر چونک
اٹھا۔۔

من؟؟؟"زیاف کے چہرے کو دیکھتے اسے جو یاد آئی اسکی غیر موجودگی کو"
محسوس کرتے ہوئے وہ بجلی کے جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔
"م میں آتا ہوں۔۔"
فیروز چغتائی نے حیرت سے اسے اپنی جگہ سے اٹھ کر بھاگتے ہوئے
دیکھا۔انکے لبوں پر تلخ طنزیہ مسکراہٹ آگئی کہ یہ تھی اسکی
محبت
اسکے باپ کو ایک حوصلہ کا ہاتھ بھی نہیں دے سکا مسٹر دعوے دار
دریاب خان۔۔

مام!!"ٹھاکے ساتھ دریاب نے دروازہ کھولا اور اندر قدم رکھا"
یاوحشت!"عائشہ خان بیٹی کو سینے سے لگائے بیٹھیں اسے ہوش"
دلانے کی کوشش میں تھیں اچانک دریاب کی گرجدار آمد پر
خوفزدہ ہو کر اچھلیں۔۔

دل جیسے اچھل کر حلق میں آگیا، جبکہ ان سے بری حالت تو
دریاب کی تھی۔۔
من کہاں ہے؟"اسکی سرسراہتی ہوئی آواز روم کی فضا میں گونجی۔"
عائشہ خان نے چونک کر دیکھا

ک۔کیا مطلب وہ تو ساحل کے ساتھ گھر سے گئی تھی نا؟اسنے"
کہا تھا وہ جا رہی ہے۔۔"عائشہ خان بیٹی کو بیڈ پر ڈال کر سپید
پڑتے ہوئے چہرے کے ساتھ اٹھ کھڑیں ہوئیں۔۔۔

دریاب کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔
آپ نے مجھ سے کہا تھا نا کہ جا کر اسے مناؤں۔۔پھر آپ کس"

طرح سے یہ سوچ لیا کہ وہ چلی گئی؟" اسکی بھینچی غضبناک آواز طیش میں گونجی۔۔

دد۔۔ دری خدا کیلئے مجھے ڈراؤ نہیں کیا ہوا۔۔ مجھے تو اچانک فارس" نے کہا صام کا بری طرح سے ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔ میں نے دو چار آوازیں دیں ثمن کو پر وہ نہیں آئی تو مجھے لگا شاید سیچ میں چلی گئی ہو گی۔۔" عائشہ نے خوفزدہ روتے ہوئے بتایا۔۔

اوہ میرے خدایا سب یہاں ہیں اور وہ اکیلی۔۔۔" دریاب نے اپنے" سر کے بالوں کو پکڑتے ہوئے کہا۔۔

اگر اسے کچھ ہو جاتا تو کیا جواب دیتے وہ ساحل شاہ کو ہارون شاہ کو۔۔

کک۔۔ کچھ نہیں ہو گا دری۔۔ کک۔۔ کچھ نہیں ہو گا اسے تت۔۔ تم جاؤ" جاؤ جلدی جاؤ اسکے پاس خدا نا کرے کچھ نہیں ہو گا بھاگو یہاں سے۔۔۔" اپنے دل میں اٹھتے درد دھواں دھواں چہرے گھبراتے ہوئے بولیں۔۔

دریاب ایک نظر خاموش پڑی بہن پہ ڈال کر الٹے قدموں سے وہاں سے نکلا ہی تھا کہ ایکدم سے سامنے فارس آ گیا۔۔

کیا ہوا اتنے بوکھلائے ہوئے کیوں ہو؟" وہ اسکا راستہ روکے کھڑا تھا اور "
دریاب کا اس وقت موڈ بالکل کسی جنگلی جانور کی طرح ہو گیا تھا کہ
سامنے آتی ہر چیز کو چیڑ پھاڑ دے

اسنے گرم سرد سانسیں خارج کرتے ہوئے اپنا بھاری ہاتھ اسکے
کندھے پر رکھا اور اسکے سنبھلنے سے پہلے ہی جھٹکا دیکر سے کسی مٹی کے
ڈھیر کی طرح سائیڈ کر کے تیز رفتاری سے لمبے ڈگ بھرتا
.وہاں سے نکلتا چلا گیا

دریاب بات تو سنو۔۔!!" وہ پیچھے بھاگا اسکے پر وہ نکل گیا ہا سپٹل "
سے۔

اسنے قدم جیسے باہر رکھے تھے تیز ہوا اور اسکے ساتھ، گرج چمک بوچھاڑ
بارش نے اسکا ویلکم کیا۔
وہ سب کچھ نظر انداز کرتا ہوا بھاگ کر اپنی گاڑی میں بیٹھا اور
تیزی سے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے جہاز کی سپیڈ سے وہاں سے نکلتا
دور جا چکا تھا۔۔

oooooooo

مسٹر دلشیر خان!"ڈاکٹر نے آکر اپنی سیٹ سنبھالی اور اپنے خیالوں" میں بیٹھے ہوئے دلاور کو مخاطب کیا۔

ہمم!"اسنے چونک کر دیکھا"

میں معذرت کے ساتھ کہہ رہا ہوں۔۔پہلے میں نے آپ کو" کہا تھا علاج کروالیں پر آپ نے تب نہیں مانی میری بات۔۔۔" ڈاکٹر نے اسے متوجہ دیکھ کر تمہید باندھی

تو اب ؟؟؟اب آیا تو ہوں؟"اسنے غصہ ضبط کرتے ہوئے پوچھا۔" کیا بتاتا ڈاکٹر کو کہ مجھے مایوس مت لاٹاؤ۔۔میں نے اپنے اصولوں کے خلاف جنگ لڑ کر قدم پہلی بار یہاں رکھے ہیں تو ناکام مت بھیجو۔۔۔

وہ تو ڈاکٹر کو یہ بھی نہیں بتا سکتا تھا کہ ساری رات جب اسکے پاس پڑا تھا تو اسکی قربت کا نشہ اسے کتنا ستانے لگا تھا، جیسے ایک ڈرگز ایڈکٹ کو ڈرگز نا دیا جائے، بلکہ اسکے سامنے کچھ فاصلے پر رکھ کر اسے باندھ دیا جائے تو کیا حال ہوتا ہے اسکا، ٹھیک ویسے ہی وہ رات

اسکی قربت میں رہ کر بھی پیاسی مچھلی کی طرح تڑپا تھا۔

اسکی آنکھوں کے سامنے ایک گھر گھوم رہا تھا جس کے آنگن میں دو چھوٹے بچے بھاگ رہے تھے۔۔اور وہ دونوں ساتھ کھڑے انہیں دیکھ رہے تھے۔

اسکے ساتھ زندگی گزارنے آئی تھی وہ۔۔اس پر جان وارنے آئی تھی وہ،،اور دلاور خان اسے دھتکارنے کے علاوہ کچھ نہیں دے سکتا تھا۔۔

اور جب اسے دھتکارتا تھا تو اسکی جان نکلتی تھی۔۔وہ اپنے عشق اپنے محبت اپنی معصوم سی کیٹی کو خود اپنے ہاتھوں سے دھتکارتا تھا۔۔

وہ جو شہزادی بننے کے لائق تھی صبح سے اسکے گھر کی ملازمہ بن کر رہ رہی تھی۔وہ جب جب آفس سے باہر نکلا تو اسے کام میں مصروف پایا۔۔کبھی جھاڑو لگاتے ہوئے تو کبھی پوچہ۔۔پھر انکے لیے کھانا بنانا۔وہ اسے ستانے کیلئے رات کا کھانا بھی کھائے بغیر نکل آیا تھا اور اب ایک بج رہا تھا جب اسنے زبردستی گن پوائنٹ پر ڈاکٹر کو گھر سے لے آیا اور ہاسپٹل کھلوائی تھی اور ابھی اس میں بیٹھا، مسلسل گن پوائنٹ پر ڈاکٹر سے یہ جاننے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ جی سکتا ہے یا نہیں؟

اب آنے کا کیا فائدہ؟ میں نے چھ ماہ پہلے آپکو منتیں کی تھیں پر "
آپ نے کیا کیا سر درد کی گولیاں کھاتے رہے بغیر علاج کی
دوائی کھائی۔۔
جب جانتے تھے آپکو کینسر ہے تو کیوں اپنا علاج نہیں کروایا؟ اب کوئی
بچاؤ نہیں۔ اسکے علاوہ کہ دو اڑھائی ماہ اگر زندہ رہے تو ان دوائیوں کے زیر
اثر رہو گے۔
خوش رہو اور خود کو خوش رکھنے کی کوشش کرو۔۔ جو کام کرتے ہو خود کو
تکلیف دیتے ہو وہ اب چھوڑ دو۔۔ کیونکہ پہلے تو تمہارا خون بار بار بہہ کر یہی
" تمہیں مار دے گا تمہارا کام۔۔

اپنا لیکچر بند کر۔۔۔ "وہ اکتا کر غصے سے گرجا۔۔ ڈاکٹر نے "
خاموش ہوتے افسوس سے اسے دیکھا۔

مجھے ایک سوال کا جواب دے۔۔ "اسنے لات سے دوسری چیئر "
کھسکائی اور اس پر اپنے بھاری بوٹ میں مقید پاؤں رکھتا ہوا ہوا نیم دراز
ہوتے سامنے رکھے ریموٹ سے ایل ای ڈی آن کر دی۔۔

بولو۔۔!"ڈاکٹر مجبور اسکے ہاتھ میں گھومتی ہوئی گن دیکھتے بولا۔۔"
تیری شادی پسند کی ہے؟"اسنے ایک سرسری سی نظر"
ڈاکٹر پر ڈالتے پوچھا۔وہ غصہ ہوئے تھے پر سنل سوال پر۔۔
پر خود پر ٹکی اسکی سرخ شہد والی آنکھوں سے گھبرائے ہوئے بھی تھے تبھی
سر ہلایا۔۔

مزے ہیں ہاہاہا۔"وہ قہقہہ لگا اٹھا"ہماری تو سالی قسمت ہی خراب"
ہے۔جہاں سے شروع ہونی چاہیے تھی وہی سے ختم ہو رہی ہے۔۔"
ڈاکٹر کا چہرہ اسکے قہقہے سے متغیر تھا۔

اگر مثال لے لو۔تمہیں اسے بدگمان کرنا ہو۔اور وہ کافی ضدی ہو،تم سے"
زیادہ پیار بھی کرتی ہو۔سب کچھ چھوڑ کر چلی آئی ہو۔۔۔
پھر اسے واپس کیسے بھگایا جائے؟"اسنے پلٹ کر ڈاکٹر سے پوچھا۔۔
جو اسکے اس سوال کے پیچھے،اسکے لوٹ آنے اور علاج کا دریافت کرنے
کا اب مطلب جان کر ساکت پتھر کا ہو کر رہ گیا۔
بول بھی۔۔وقت نہیں میرے پاس۔۔"وہ غصے سے اچانک بولا"
ڈاکٹر سٹپٹا گیا۔۔

اسے بدگمان۔۔۔۔" اسکی بات بیچ میں رہ گئی دلاور نے ہاتھ سامنے "
کرتے اسے خاموش کروایا اور ریموٹ سے والیم فل کر دیا۔۔

ناظرین ملک کے مشہور بزنس مین صمصام زیدی پر بیچ راہ اچانک "
جان لیوا حملہ جس سے انکی کنڈیشن تشویشناک ہے۔" وہ یہ دو
لائنز سن کر سامنے اسکرین پر چہرہ دیکھتے بپھر کر اٹھ کھڑا ہوا اور
خونخوار ہو کر آگے ہی بڑھا تھا کہ معاً ٹھٹھک گیا۔۔

وہ کس حق سے جا رہا ہے؟؟" اسکے دماغ میں سوال گونجا۔"
مجھے تو اسکا فائدہ اٹھانا چاہیے۔۔۔" اسکے دل نے کہا۔۔۔"

اسکی آنکھوں میں جو قہر ابھر آیا تھا وہ زائل ہو گیا، اسکی جگہ
ایک شاطر مسکراہٹ نے لے لی۔۔
تم جاؤ گی اب تو قسیع بے بی۔۔ بھاگتی ہوئی یہاں سے نکلو گی۔۔" وہ سوچ کر "
قہقہہ لگا اٹھا۔
جاؤ چھٹی کرو، نہیں چاہیے تیرا علاج۔۔۔" دروازے کے پاس "
پہنچتے ہوئے اسنے گن بیلٹ میں لگائی اور چہرے پر ماسک لگاتے ہوئے

ہڈی سر پر ڈالی۔۔
ڈاکٹر سے کہہ کر وہ رکا نہیں وہاں سے باہر نکل گیا۔ اسکے جانے کے بعد ایک گہرا سانس لیکر ڈاکٹر نے بھی خود کو ریلیکس کیا، اور پھر نظریں اسکی رپورٹ پر ڈالنی شروع کر دیں۔۔

ooooooo

دھڑام۔۔۔
پورے گھر میں اچانک کسی چیز کے زوردار دھماکے کے ساتھ گرنے کی آواز گونجی۔
آہہ۔۔"غنودونگی میں جاتی ہوئی ثمن چیخ کر اچھل کر اٹھ بیٹھی"
اسکا پورا سر جیسے چکرا کر رکھ دیا گیا۔"مم۔۔ماما۔۔"دھک دھک کرتے دل کے ساتھ وہ پسینے میں بھیگ گئی۔
اسکے ساتھ اچانک جو کچھ دریاب نے کیا تھا وہ سمجھنے سوچنے کے لائق ہی نہیں تھا۔ اسنے صرف لبوں پر سخت گرفت محسوس کی تھی اچانک اور بس اسکے بعد اسکا پورا سر وجود سن رہ گیا۔
اسکے بازو اسکی کمر میں حائل ہوئے، اسکے کانپتے وجود کو تنگ حصار میں قید کیا۔ کچھ بھی تو وہ محسوس نہیں کر پائی صرف اسکی جان لیوا

شدت کے۔۔

بس وہ دھڑکنوں کے اچانک پورے وجود میں دوڑنے پر خوفزدہ تھی، اسکا انگ انگ پسینہ پسینہ تھا۔ وہ کانپ رہی تھی۔ جیسے کوئی بیمار مریضہ لڑکی ہو۔۔

پر وہ پکار پر اس طرح اسے بیڈ پر پھینک کر نکلا تھا کہ پھر پلٹ کر ایک نظر بھی ڈالنا ضروری نہیں سمجھی کہ وہ اس اچانک اسکی جرات سے زندہ بھی ہے یا نہیں۔۔

کبھی کبھی سوچ کر اسنے رونا آتا، اور کبھی کبھی زندگی میں پہلی بار کسی کے استحقاق سے ھٹامنے اور چھونے پر پلکیں بھاری بھی ہو گئی۔۔

دماغ اس قدر شرارتی تھا کہ اسے بار بار، پچھلے گزرے لمحات میں پھینک آتا، اور ثمن اسکے حصار میں سارے راستے مدود محسوس کرتی کروٹ بدل کر دھڑکنوں کو بحال کرنے لگتی۔

اسے احساس ہی نہیں ہوا کب اسکی آنکھیں بند ہونے لگیں روتے، جھجھکتے، غصہ ہوتے۔ تکیے کو نوچ کر طیش اتارتے ہوئے وہ بالآخر نیند کی وادیوں میں اترنے لگی تھی۔۔

اسنے سوچ لیا تھا کہ نا وہ اسکے سامنے آئے گی نا ہی اسے دیکھے گی۔ اس سے بات بھی نہیں کرے گی۔ اسنے جو اس پر الزام لگایا تھا وہ اچھی طرح سمجھ گئی تھی۔

اسے لگتا تھا ثمن ہارون شاہ نے کسی غیر محرم سے آنکھیں چار کی مطلب پیار کیا ہے۔۔۔

سوچ سوچ کر اسے رونا آرہا تھا کہ وہ ایسا سمجھتا تھا، اسے رہنا ہی نہیں تھا یہاں اب۔ پر وہ اپنی ماں کو کیسے بتائے کہ جس کا دل جیتنے کیلئے بھیجا ہے وہ دل توڑ نوچ رہا ہے۔

کون ہے؟"معاً آہٹ پر وہ چونکی۔"

اسنے ہاتھ مار کر لائٹ جلانی چاہی پر بٹن تو لائیٹ کے آن ہی تھے۔

ٹھا۔۔ اچانک ہی ٹھاک کے ساتھ زوردار آواز سے کھڑکیاں بند ہوئیں۔۔

آہہہ۔۔"ثمن کی خوفناک چیخ پورے گھر میں گونج اٹھی۔"

اسنے اچھل کر دیکھا تو کھڑکیاں مسلسل ٹکرا رہی تھیں۔۔

بب۔۔بارش!!"دھک دھک کرتے دل سے اسنے طوفان بارش"
کو باہر پایا۔۔
کون ہے؟؟"قدموں کی دبی دبی سی آہٹ اسے اس وقت پوری طرح"
سے محسوس ہوئی۔۔اسکے وجود سے جان نکلنے لگی تھی۔۔
ماما۔۔"وہ ہراساں بھرائی آواز میں پکارنے لگی"

وجود کی اتنی سکت نہیں تھی کہ اس ہارر مووی کی طرح ٹکراتی ہوئی کھڑکیوں
کو ہی بند کرلے۔
دد۔دریاب۔۔"اسنے ڈرتے روتے ہوئے پکارا۔۔جب کوئی آکر اسکے"
دروازے کے پاس کھڑا ہوا۔۔

ثمن کے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے وہ ڈر سے تھر تھر کانپ رہی تھی۔
دری تم ہونا۔۔"وہ روتی ہوئی بولی"
دد۔دری مجھے سچ میں ڈر لگ رہا ہے۔۔"اسنے ہچکیوں سے روتے ہوئے"
کہا۔
تبھی کھٹکے سے دروازہ کھلا۔ثمن نے ڈرتے ہوئے قدم پیچھے لیے۔اور بجلی گرج
چمک میں سامنے والے نقاب پوش کو دیکھتے اسکے اوسان خطا

ہو گئے۔

ککک۔۔کون ہو؟میں پوچھتی ہوں کون ہو تم؟؟"وہ چیختی چلاتی پاس رکھی"
چیزور کو اٹھا کر سامنے مارنے لگی۔

جسکے ساتھ ہی مقابل نے کسی بھیڑیے کی طرح اچانک اندر
داخل ہوتے بھاگ کر اسے دبوچ لیا۔۔
بھیو بھیو!!!دری۔۔۔ڈیڈ۔۔"وہ مزاحمت کرتی دہشت زدہ سی گرج"
چمک کے ساتھ چیختی اسکا منہ نوچنے کی کوشش کرنے لگی جب
اچانک ہی اسکے روئی سے نرم بازو میں وحشی گرفت ڈال کر اسے
دھڑام سے بیڈ پر گرایا۔۔

مام۔۔!!!"وہ اپنی آنکھوں کے سامنے قیامت کو دیکھتی حلق کے بل چلا"
اٹھی۔جب مقابل حیوان نے جلدی سے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسکی
آواز کو حلق میں دبایا۔۔
ثمن کی اچانک اس روح بلبلا دینے والے منظر پر،مقابل حیوان کو پا کر
آنکھیں ابل کر باہر آگئیں۔۔

دریاب۔۔!!!" اپنے منہ پر رکھے چوڑے ہاتھ کے زور اسنے مشکل سے منہ "
کھولا اور پوری قوت سے اسکے ہاتھ کی ہتھیلی پر دانت گاڑھ کر نوچا
آہ۔۔**** "مقابل نے گندی گالی سے نوازتے ہوئے چیخ کر بلبلاتے "
ہوئے جیسے پیچھے ہوا ثمن چیخ کر وہاں سے اٹھ کر گرتی پڑتی بھاگنے ہی لگی تھی کہ ایکدم
خوفناک مسکرہ قہقہہ لگاتے ہوئے اسنے ثمن کی چوٹی کو پکڑ لیا۔
کہاں بھاگ رہی ہو "گالی"۔۔ "وہ غراتا ہوا اپنے ہاتھ سے خون نکلتے ہوئے "
دیکھ کر فوراً سے اپنے کپڑے پر ہتھیلی کو دبالیا کہ کہیں نیچے فرش پر
کوئی ثبوت نا رہ جائے۔۔

چھوڑو مجھے کتے بے غیرت۔۔ اللہ کے واسطے حیوان جانور چھوڑ دو۔۔ "وہ"
سفید لٹھے کی مانند رنگت لیے، بے تحاشہ روتی چیختی چلاتی مشکل سے اپنی
جان چھڑوا کر بھاگی تھی پر پھر سے اس حیوان جمگلی نے اسکی چوٹی کو
مٹھی میں دبوچ کر واپس گھسیٹا تھا کہ وہ کھینچ آئی

ملازمہ۔۔!!! ماما۔۔۔ اللہ کے واسطے مجھے بچالیں مام۔۔ ڈیڈ۔۔۔ "وہ روتی "
چلا رہی تھی دروازے کی طرف لپکنے کی کوشش کرنے لگی تھی پر اسکی

اس کوشش کو ناکام کر دیا گیا۔۔

ہاہاہا کوئی نہیں ہے یہاں صرف تمہارے میرے علاوہ۔۔" اسکا غلیظ "
قہقہہ حوس میں ڈوبی آواز روم کی فضا میں قہقہے کے ساتھ گونجی

ثمن اپنی بربادی، اس قیامت کو سامنے دیکھتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔
جانے دو مجھے پلیز ماممم۔۔۔" اسکی چیخ دلخراش تھی جب اسے "
واپس بیڈ پر پھینکا گیا۔۔
وہ ہچکیاں بھرنے لگی فوراً سے سیدھی ہوئی۔۔ تبھی وہ سامنے آیا اور اس پر پھر سے جھکا۔۔
آہ۔۔۔" ایک حلق بل غراہٹ کے ساتھ ثمن نے تکیے اٹھا کر "
پھر سے اسکے منہ پر مارا۔۔ اور پھر مارتی گئی۔۔ اسکے ہاتھوں بازوؤں پر بری طرح خراشیں پڑ گئی تھیں
اس چھینا جھپٹ میں اسکے شرٹ کی آستینیں پھٹ چکی تھیں۔۔ وہ اپنے ہوش و حواس میں نہیں تھی سواء اس درندے وحشی کے علاوہ اسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

موت جیسے آنکھوں کے سامنے ناچ رہی تھی، وہ اپنی قسمت پر دھاڑیں مارنا چاہتی تھی، چیخنا چلانا چاہتی تھی پر اس حیوان نے وہ تکیہ اسکے ہاتھ سے چھین کر اسکے منہ پر رکھ کر اسکی سانسیں دبا دیں

ہوں۔۔ غوں۔۔۔۔"وہ بری طرح دم گھٹنے پر پھڑ پھڑانے بیڈ کو نوچنے لگی۔" اسکے حلق سے بری طرح آوازیں نکل رہی تھیں۔۔ آنکھیں اوپر چلی گئی اور دل جیسے بالکل بند ہو گیا۔۔

باہر گرج برس ہو رہی تھی، بارش طوفان کی آوازوں نے ماحول وحشتناک کر دیا تھا۔ روم میں جو اسکی چیخیں تھیں اچانک دم توڑ چکی تھیں۔۔

بوچھاڑ بادلوں کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا۔ وہ بالکل ساکت ہو گئی جسے محسوس کرتے ہوئے اسنے تکیہ اسکے منہ سے ہٹایا اور ثمن کے ساکت وجود کو دیکھا۔

وہ کچھ قریب آیا اسکے اور ناک کے قریب انگلی رکھی، آیا وہ زندہ بھی ہے یا مر گئی۔ اسکی سانسیں بند تھی مطلب وہ مر چکی تھی۔۔

اسکے لبوں پر شاطر مسکراہٹ رقصاں تھیں، ایک کام ہو چکا تھا اسے ختم کرنے کا۔ اب دوسرا کام تھا۔۔

اسنے یہاں وہاں دیکھا اور پھر سے اسکے بازوؤں کو پکڑ کر سیدھے طریقے سے ڈالا۔ اسکے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ اسکے سرخ لبوں پر انگلیاں پھیرنے لگا تھا

آہہہ۔۔۔"احچانک ہی ثمن پوری قوت سے چیختی اپنے ناخون اسکے منہ پر" مار کر اس پر جھپٹ گئی۔۔

آہہہ۔۔۔"اگلی دھاڑ مقابل کھڑے حیوان کی تھی جو کہ اسے مرا ہوا" سمجھنے کی بیوقوفی کر چکا تھا۔ آنکھوں میں پڑتے ہوئے ناخونوں سے اسکی دھاڑیں خوفناک تھیں۔۔ وہ بلبلاتا ہوا جیسے پیچھے ہوا زمین پر پڑے ہوئے ٹائم پیس سے ٹکڑا کر لڑکھڑاتا ہوا اپنے اناری پن سے زمین بوس ہو چکا تھا۔۔

روم کی فضا میں دھڑام کی آواز گونجی۔۔

تھر تھر کانپتی ہوئی ثمن نے ہچکیاں دباتے اپنے منہ پر کانپتے ہاتھ رکھے۔ روم میں آتی یخ بستہ ہوا کے باوجود اسکا وجود پسینے میں نہایا ہوا تھا۔ ہوتی

بھی کیوں نا، وہ اچانک آفت، برا سایہ حیوان اسکی آبرو کو نوچنا چاہتا تھا۔

وہ کسی کی امانت تھی، کسی کی عزت تھی، باپ کا مان تھی، بھائی کا اٹغاسر تھی۔ بھلا وہ کیسے خود کو لوٹنے دے سکتی تھی۔۔

وہ عورت ضرور تھی پر وہ کمزور نہیں تھی۔ وہ سامنے گرے وجود کو دیکھ کر روتی ہوئی سسکتی گہرے سانس بھرتی اٹھ بیٹھی اور درد گرتی گردن گھما کر دروازے کو دیکھا۔۔

ڈیڈ۔۔!!!" وہ پوری قوت سے چلائی تا کہ ان تک اسکی چیخیں پہنچ جائیں۔۔

کہاں تھے گھر کے مکین، کہاں تھا اسکا رکھوالا؟ کہاں تھی اسکی ساس؟ کوئی نہیں تھا کیا اسے اس حیوان سے بچانے والا؟ سوچ کر وہ روتی ہوئی اپنے بے جان ہوتے وجود کو گھسیٹ کر بیڈ کی دوسری طرف اتری اور دروازے کی سمت بھاگی۔۔

اسکے ناخون خون آلودہ تھے، اسکی ٹانگیں بے جان ہو گئی تھیں، وجود میں باقی سکت نہیں بچی تھی۔ نا ہی اسے لگ رہا تھا وہ دو قدم بھی اٹھا کر چل پائے گی۔ پر کہتے ہیں نا، بات جب آبرو کی آجائے، عورت میں بھی پہلوانوں

کی طاقتیں آجاتی ہیں۔۔
وہ زمین پر گرا چیخ رہا تھا، ثمن نے دبے قدموں سے روتے ہوئے ہچکیاں دبائے دبے قدم دروازے کی جانب بڑھائے۔۔

بھاگ رہی ہو****؟؟"ایک حیوانی خونخوار غراہٹ کے ساتھ" جھپٹ کر اسکی ٹانگوں کو جکڑا۔۔

آہہ۔۔۔"وہ اس حملے سے بوکھلا کر خوفزدہ ہوتی حلق بل چیخ پڑی۔۔" ساتھ ہی دھڑام سے اس حیوان کے گھسیٹنے پر زمین بوس ہوئی۔۔ درد سے اسکی چیخیں بلند ہو گئیں۔۔
صرف کچھ ہی تو فاصلہ تھا اسکے اور دروازے کے بیچ۔۔ اسنے قالین کو جکڑ لیا۔۔
چھوڑو مجھے حیوان درندے۔۔۔۔"وہ روتی اسکے منہ پر لاتیں مارنے کیلئے مچلنے" لگی پر اس حیوان کے دونوں مضبوط ہاتھ زنجیروں کی صورت اسکے پاؤں میں آچکے تھے۔

بھیو۔۔ڈیڈ۔۔"وہ جیسے اسے واپس گھسیٹنے لگا، ثمن کی دھاڑیں آہیں پکاریں"

دردناک تھیں۔۔

چٹاخ چٹاخ۔۔وہ حیوان اپنے منہ پر مارے ہوئے اسکے ناخونوں کا بدلہ لیتا ہوا اسکے چہرے پر ایک کے بعد دوسرا زوردار تھپڑ مارنے لگا۔۔
ثمن کا پورا دماغ تھپڑوں سے سن ہو گیا، دماغ میں پھر سے زوووں کی ایک تیز لہر گونجی۔۔وہ سر تھامے نڈھال گر گئی۔۔
اسکی آنکھوں کے سامنے سیاہ پردہ چھا گیا اور دماغ نے کام کرنا ہی چھوڑ دیا۔
منہ میں شاید گال پھٹ گئی تھی جس سے نکلتے ہوئے خون کا ذائقہ پورے منہ میں گھل گیا۔

آہہہ۔۔۔"اسنے قالین کو پکڑا پر وہ گھسیٹ کر کھینچ لایا اسے واپس اپنے" سامنے قریب اور اسکے سامنے والے سر کے بالوں کو مٹھی میں پکڑ کر سر کو اونچا کرتے ہوئے زردار وحشیانہ طریقے سے ٹھاکے ساتھ اسکا سر واپس نیچے دے مارا کہ ثمن کی اذیت بھری چیخ زمین وآسمان پر دہلاتی ہوئی گونج اٹھی

ہاہاہا کوئی نہیں گھر میں سب چلے گئے تمہیں میرے لے چھوڑ کر۔۔"

چلاؤ چلاؤ اور چلاؤ کوئی نہیں آئے گا آج تمہیں مجھ سے بچانے۔ اور جب تک آئیں گے تب تک میں تمہاری لاش کو بھی غائب کر چکا ہوں گا۔۔" وہ اپنی مکروہ غلیظ آواز میں کہتا ہوا اپنی شیطانیت پر اتر آیا تھا وہ معصوم سی ثمن کے لات مارنے کی کوشش کو دیکھتا اسکے منہ پر پنچ مارنے لگا جس سے ثمن کی چیخیں کربناک تھیں

اسکا پورا وجود اب مزید اذیت برداشت کرنے سے ناکاری ہوتا، درد سے سن پڑ گیا تھا اور وہ اب اسے حرکت کرتے نا دیکھ کر کچھ اٹھا کر اسکے ہاتھ اب باندھنا چاہتا تھا۔

"تمہیں آج میں چھوڑوں گا نہیں۔۔ موت دکھاؤں گا تمہیں، حیوان بن کر دکھاؤں گا۔۔" وہ اسکے منہ پر حیوان کی طرح غراتا ہوا نیچے پڑے تکیے کے کور کو جلدی جلدی اتارا اور اسکی کلائیوں کی طرف بڑھا۔ اسکے ارادے وحشی ہو چکے تھے۔ وہ قیامت لانے کے ارادوں میں تھا۔

وہ جیسے کسی خطرناک مووی کا کوئی حیوان لگ رہا تھا جسے یہ سب کرنے کا بڑا فن اور جنون ہو۔۔

"آہہہہ۔۔ آآآآ۔۔۔۔۔" ایک دلخراش زوردار چیخ کے ساتھ ہی ثمن

نے ہاتھ میں آئے ٹائم پیس کو اٹھایا اور اگلے لمحے پوری قوت وجود کی لگا کر اس اللہ کو حامی رکھتی ہوئی اس حیوان کے منہ پر مارنا شروع کر دیا یہاں تک کہ اس آدمی کی درد بھری چیخیں گونجی اور وہ گرتا پڑتا جیسے پیچھے ہوا ثمن اپنی دھندلی نظروں سے مرتی گرتی رینگتی ہوئی اسکی پہنچ سے دور ہوئی۔۔

رکو گالی "وہ غلیظ ہانکتا اسکی ٹانگ کو پکڑ کر واپس گھسیٹنے لگا تھا جبھی ثمن نے اپنی" دوسری لات اسکے منہ پر پوری قوت سے ماری۔۔
جانے رب نے پھر سے اتنی ہمت کہاں سے دے دی تھی اس میں کہ زوردار انداز میں لات مارتے ہوئے اسے پیچھے گرا کر وہ گھٹنوں کے بل رینگتی ہوئی باہر کی طرف بڑھی۔۔

دد۔۔دری مام۔۔ڈیڈ۔۔۔"وہ روتی تیز تیز گرے ی گھٹنوں کے بل رینگتی جیسے" ہی دہلیز پار کی دروازے کا سہارا لیکر وہ کھڑی ہوئی۔
اسکے نا صرف اس چھینا جھپٹ میں کپڑے اس حیوان نے پھاڑ دیئے تھے بلکہ اسکے سر منہ سے خون بھی نکل رہا تھا۔چہرہ آنکھوں سے بھیگا ہوا تھا، سوجھی آنکھیں سوجھا چہرہ لیے وہ گرتی پڑتی خدا کی مدد

سے اپنی جان بچا کر اہنی آبرو محفوظ کر کے اندھا دھند وہاں سے بھاگی۔۔
آہ۔۔"وہ کسی چیز سے ٹکرا کر جیسے گری۔۔اسکے منہ سے بلند چیخ نکلی۔۔"
دوسرے لمحے پھر سے اسکی ٹانگ کو پکڑا گیا اور قہقہہ لگاتے ہوئے وہ
اسے گھسیٹ کر واپس اندر لے جانے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔

"چھوڑو مجھے کتے کمینے حیوان۔۔"
یااللہ۔۔۔"وہ پھر سے پکڑ جانے پر روح فنا ہوتے لمحات کا سوچتی "
رب کو یاد کر کے پوری قوت سے چیختی صوفے کو جکڑ گئی۔۔

ہاہاہا نا اللہ نا ہی اسکے بندے۔۔کوئی نہیں بچائے گا تمہیں آج۔۔"
تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر کے میں کتوں کو دے دوں گا۔۔"جھٹکے سے اسکی
ٹانگیں چھوڑ کر ہاتھ کے پاس آیا،اور اسکے ہاتھ پر زوردار ٹھوکر ماری جس سے
اسکی روح فنا کر دینے والی چیخیں بلند تھیں۔۔
بہت شوق ہے تمہیں بچنے کا اب بچا کر دکھاؤ خود کو!!"وہ اسکے ہاتھ پر"
بھاری بوٹ رکھ کر کچلتے ہوئے ساتھ غرانے لگا۔۔

من۔۔!!!"گاڑی کے پورچ میں رکنے کے ساتھ دریاب خان کی دھاڑ"

زوردار تھی جو اسے وہاں سے لیکر یہاں تک بلند سنائی دی۔۔

دری۔۔۔!!دری۔۔۔"وہ چیختی زوردار آواز میں چیختی اسے اللہ پر یقین تھا وہ" بے گناہ کے ساتھ ایسا نہیں ہونے دے سکتا۔۔

اسکے ہاتھ پر جیسے اذیت ناک دباؤ غائب ہوا، ثمن اپنے بے جان وجود کو گھسیٹ کر اٹھی اور صوفے کا سہارا لیکر کھڑی ہوتی اندھا دھند باہر کو بھاگی۔۔

دریاب۔۔دری۔۔۔"اسکی چیخیں بلند تھیں وہ رب کا شکریہ کرتی" ہوئی جیسے ہی دہلیز پار کر کے سیڑھیاں گرتے پڑتے اتر کر، بغیر زخموں، گرنے سے چوٹوں کی پرواہ کیے بوچھاڑ یخ بستہ ٹھنڈی ٹھار بارش تلے آئی لہرانے لگی۔۔

من!!!!"دریاب غراتے گرجتے ہوئے گاڑی کا ڈور ٹھاکے ساتھ کھولتا" چلتی گاڑی کو وہیں چھوڑ کر بھاگ کر اسکے بارش میں لہراتے ہوئے وجود کو بانہوں میں بھرا۔۔

دری۔۔۔دد۔۔۔تم۔۔۔"وہ جیسے ہی اسکے مضبوط بانہوں کے حصار میں آئی" جھول گئی۔۔

من۔۔من کیا ہوا؟؟؟"دریاب اسکے لرزتے وجود کو بانہوں میں بھر کر" جھنجھوڑتا ہوا دھاڑا۔۔

وہ بارش میں بھیگتی ہوئی اسکے مضبوط حصار کو پا کر پر سکون ہوتی جیسے اب مکمل طور حواس کھو چکی تھی۔۔

وہ جس کی امانت خود کو تصور کر کے اپنی آبرو کی حفاظت کر رہی تھی اس حیوان سے۔اب اسکی پناہوں میں آکر وہ خود کو اسے باحفاظت سونپ کر مزید سکت نہیں جمع کر پائی کہ اپنے حواس بحال رکھ سکے۔

کون ہے؟؟؟"ثمن کی یہ حالت دیکھتے وہ بادلوں کی دھاڑ کے ساتھ خود" بھی گرج اٹھا۔وہ اسکے وجود کو بانہوں میں اٹھا کر بارش میں پورا بھیگتا اسے سینے سے لگائے اندر کی طرف بڑھا۔

ٹھا۔۔دفعتاً پیچھے کچھ گرنے کی آواز آئی۔دریاب نے جھٹکے سے مڑ کر دیکھا تو کوئی وجود تھا جو زوردار طریقے سے کسی چیز سے ٹکڑا کر گرا تھا۔

ہے رکو *** کی اولاد!!" اسنے گرجتے ہوئے دھاڑ کے ساتھ اس وجود کی"
ومت بڑھتے جلدی سے اپنی گن نکالی اور ثمن کو وہیں فرش پر ڈال کر وہ
اس وجود کے بھاگنے سے پہلے ٹریگر دباتا ہوا اسکے سینے کا نشانہ لینے لگا
تھا پر وہ گرتا پڑتا جیسے اٹھا ٹھاہ کے ساتھ گولی سیدھا اسکی ٹانگ
میں گرم سوئی کی طرح گھسی۔۔۔

آہہ۔۔۔"گولی جیسے ہی ٹانگ میں لگی اسکی روح بلبلا اٹھی پر وہ برداشت"
کرتا جھٹکے سے سنبھل کر بغیر درد کی پرواہ کیے موت کو اپنی طرف آتا
دیکھ کر بھاگا۔۔
آہہ۔۔دری۔۔دری۔۔۔"وہ ابھی اسے جھپٹنے ہی والا تھا معاً ہوا کے زور پر جیسے ہی"
بارش ثمن کے منہ پر پڑی وہ ہوش میں آتی ہاتھ پیر مارتی بری طرح
سے چیخنے لگی تھی۔۔۔

من۔۔۔!!!"وہ گھبرا کر اندر بھاگا۔۔تب تک ثمن بھی گھسیٹ جانے"
کے خوف سے روتی ہوئی گھٹنوں کے بل گھر سے باہر نکل کر کھلے میدان
میں آ گئی جہاں تیز بوچھاڑ بارش نے آج حد کر دی تھی۔۔

ایک تو گھپ سیاہ رات، اوپر سے اسکی نظر دھندلی۔ وہ نا اسے سیکھ پائی نا ہی اسکے گھٹنوں کے بل مقابل بیٹھنے کے انداز کو۔۔

دری!!!" اسکی خوشبو کو محسوس کرتی وہ سسک اٹھی۔"

ششش۔۔" وہ اسکی حالت کو سمجھتا ہوا اسکے لبوں پر ہاتھ رکھ کر، وجود پر" موجود کپڑوں پر ڈھائے ظلم کو دیکھتا اسکی پیشانی پر لب رکھ کر، آگ اگلتی آنکھوں کو سختی سے میچے، کھینچ کر پاس کرتے ہوئے اسے سینے میں دبوچ کر بانہوں میں چھپا لیا۔۔

دد۔۔ دری۔۔ وو۔۔ وہ۔۔" وہ مضبوط پناہوں کو پا کر سسک اٹھی۔۔"

کچھ نہیں ہے میں آگیا ہوں نا۔۔ کوئی تمہیں چھو بھی نہیں سکتا۔۔" وہ" اسکے چہرے کے نقوش پر جا بجا اپنے ہونٹ رکھتا اسے پھر سے سینے میں چھپا گیا۔۔

وہ سفید روش پر گھٹنوں کے بل بیٹھا اسکے کانپتے ہوئے ہچکیاں بھرتے وجود کو اپنی بانہوں میں چھپائے ہوا تھا۔

تبھی ہی وہ اوور کوٹ میں اونچی پونی بنائے، سر پر ٹوپی ڈالے ایک ہاتھ

میں گن تو دوسرے میں موجود رسی کو کھینچتی ہوئی دریاب خان کے پاس آئی۔

ایک تو تیز بارش اور سے بادلوں کی گرج، طوفان کو شور، اور اس میں پیچھے سے آتے بوٹ کے بھاری قدم دھب دھب کی الگ سی آواز نکال رہے تھے۔۔

آہٹ پر اسنے گردن گھما کر دیکھا تو سامنے اونچی لمبی وہی ساحل کی دوست کھڑی تھی۔ اسکے ہاتھ میں موجود بڑی سی گن اور دوسرے میں رسی کو دیکھتے اسنے نا سمجھی سے رسی کا تعاقب کیا اور دوسرے ہی لمحے حیران ہوا جب اس رسی میں موجود کسی کی گردن کو پھنسا ہوا پایا۔

ککک۔۔ کون ہے۔۔" آہٹ تو ثمن بھی سنی، کسی اور کی موجودگی بھی" محسوس کی تھی دریاب کی شرٹ کو مضبوطی سے تھامے اسکے کندھے سے دیکھنے کی کوشش کرنے لگی پر اسے دکھائی کچھ بھی نا دیا۔۔

اسکی ناکامی پر وہ دھیرے سے مسکرایا، اور اسکے وجود کو بانہوں میں

بھر کر اٹھا۔ "کوئی نہیں۔۔" اسنے بغیر مسکان کی موجودگی کا خیال کیے اسکی دونوں آنکھوں پر بوسہ دیا۔۔

دری۔۔" وہ اسکے تحفظ سے ہچکیاں بھرتی گردن میں بانہیں ڈال کر،" چہرہ چھپا گئی۔۔" مم۔مجھے لگا میں مر جج۔۔جاؤں گی۔۔" اسنے رونے کے درمیان بارش کی بوچھاڑ منہ پر برداشت کرتے ہوئے کہا۔ دریاب نے بغیر جواب دیئے اسکی پشت کو سہلایا۔۔۔
اگر اسے کچھ ہوتا تو صرف وہ نہیں بلکہ ایک بار پھر دریاب خان بھی مر جاتا۔

یہ کوئی مہرہ ہے۔۔" رسی چھوڑ کر اسنے دریاب کو بتایا۔"
میں جانتا ہوں۔۔ایسے کوئی بھی سامنے نہیں آتا، ایک پرانا کھلاڑی" تو ہرگز نہیں۔۔
پر اس سے یہ معلوم ہوا ہے اگر یہ ایک مہرہ سامنے آگیا ہے تو اس طرح کے دوسرے مہرے بھی ہوں گے۔۔کوئی تو زندہ مل ہی جائے گا۔۔" وہ سرد ٹھنڈے ٹھاڑ لہجے میں کہتا اپنی گن سے مقابل کے سینے کا نشانہ لینے لگا۔

آہہہ۔۔"فضا میں ثمن کی چیخوں کے ساتھ ٹھاہ ٹھاہ کی آوازیں گرجدار" ثابت ہوئی جنہوں نے جیسے کان کے پردے پھاڑ دیئے۔
اسکے وجود کے ٹکڑے کر دو کہ روح اپنے جسم کا حال دیکھ کر بلبلا جائے۔پر" چہرہ کو کچھ نہیں ہونا چاہیے۔۔"وہ کہہ کر جانے لگا۔
فیری اس لاش کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھی۔۔۔اسکا چہرہ اپنی سمیت گھمایا،اسی وقت بجلی چمکی اور پورے آسمان کو سفید کرتی اسکے سامنے اسکی صورت بھی واضح کر گئی

ایک بدصورت شکل تھی جس کے بیچو بیچ گولی ماری گئی تھی۔اگر یہ گولی نا ماری جاتی تو آج وہ اسے دریاب کے پاس زندہ لیکر آتی
پر جیسے ہی وہ اسے پکڑنے لگی تھی جانے کہاں سے اسکے دماغ پر فائر کر دیا گیا۔
گاڑی کی چابی؟"اسنے پیچھے سے پوچھا"
اسی میں ہے۔۔"گھر کی دہلیز پار کر کے اندر داخل ہوتے دریاب" نے جواب دیا۔
فیری نے جھک کر اس مردہ وجود کو کندھے پر اٹھا کر ڈالا اور وہ اٹھ کھڑی ہوتی دریاب کی گاڑی کی طرف بڑھی۔۔

اسے پیچھے گاڑی میں ڈالتے ہوئے اسنے کوٹ جھٹ کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔ اور دوسرے لمحے گاڑی سٹارٹ کرتی ہوئی ریورس بیک لیتی ٹرن سٹیئرنگ سنبھالتی خان ولا سے نکلتی چلی گئی۔۔

مم۔۔ مجھے اندر نہیں ج۔ جانا دد۔ دری۔۔ م۔ مجھے مام۔۔ ڈے۔ ڈیڈ کے" پاس جانا ہے۔۔ بب۔ بھیو۔۔ کے پاس جانا۔ ہے۔۔" اسکے قدم اندر کی طرف محسوس کرتی ہوئی وہ رونے سسکنے ہاتھ پیر خوف سے مارنے لگی۔۔

کوئی نہیں ہے من میں ہوں صرف۔۔" دریاب نے محبت سے پچکارا پر" وہ نفی میں زور شور سے سر ہلاتی چیخنے مزاحنت کرنے لگی۔۔

نن۔۔ نہیں مم مجھے بھیو کے پاس جانا ہے مم. مجھے مام کے پاس" جانا ہے۔۔ ڈیڈ!!! ڈیڈ!!" وہ زور سے چیخیں مارنے لگی اسکا منہ نوچنے کی کوشش کرتی روتی چلانے لگی۔

دریاب سیڑھیاں طے کرتا، حیرت سے گھر میں کسی کو بھی ناپا کر، ششدر ہوتا اپنے روم کے سامنے آیا، اور لات مار کر دروازہ کھولا۔۔

وہ۔۔ووہ۔ آ۔ آگیا اا۔۔وہ آگیا۔۔۔" دروازہ جیسے کھٹک سے کھلا ثمن کے "
دماغ کے پردوں پر وہ لمحہ لہرایا۔۔
اسنے کبھی ایسی اذیت برداشت کرنا تو دور کبھی جھیلی بھی نہیں تھی،
اچانک جو اسکے ساتھ ہوا تھا اس سے اسکے دماغ پر کافی برا اثر پڑا
تھا۔
اسکی چیخوں آہوں کو نظر انداز کرتے ہوئے دریاب اپنے اندھیرے
میں ڈوبے روم میں داخل ہوا۔ اور موبائل نکال کر اسنے ٹارچ آن کی
اسکی۔۔
وہ اسکی گردن میں چہرہ چھپائے تھر تھر کانپ رہی تھی۔ اور
دریاب نے ایک نظر پورے روم پر ڈال کر آگے بڑھتے ہوئے ثمن کے وجود کو
بیڈ پر ڈالنا چاہا۔۔

نن۔۔ نہیں۔۔" وہ روتی چلاتی نفی کرتی اسے دور ہونے نہیں دے رہی تھی، اسی "
تگ ودو میں اسنے جیسے دریاب کی گردن میں پکڑ مضبوط کی وہ اسے ڈال کر
جو اٹھنے لگا تھا خود بھی اسکے اوپر گر گیا۔
من میں یہی ہوں تمہارے پاس۔۔" وہ تکیے پر ہاتھ رکھ کر اسکی دھک "
دھک کرتی تیز دھڑکنوں کو سنتا اسے بہلانے کی کوشش کرنے لگا۔

نن۔۔ نہیں۔۔ تت۔۔ تم جا رہے ہو۔۔ "وہ ہچکیاں بھرتی اسکے کالر کو" مٹھیوں میں دبوچ گئی

میں کہیں نہیں جا رہا من تمہارے پاس ہوں۔۔ "وہ سر اٹھا کر" اسکے چہرے سے بھیگے بال سمیٹتا ہوا پیار سے بولا
نن۔۔ ننہیں۔۔ م۔ مجھے ب۔ بھیو کے پاس جانا۔۔ ہے۔۔ "وہ ہچکیوں" سے روتی ہوئی نفی میں سر ہلاتی بولی

دریاب نے بے بسی سے اسکے چہرے کو دیکھا۔ وہ کیسے بچائے گا کل صبح اسے سب کی نظروں سے۔ "بھیو کے پاس جا کر انہیں پریشان کر رہا ہے؟" اسنے ناراضگی سے پوچھا۔۔

وہ نفی میں سر ہلاتی ہچکیاں بھرنے لگی۔۔ "میرا کوئی نن۔۔ نہیں ہے یہاں۔۔ مم۔۔ مجھے کوئی۔۔ نہیں بچاتا۔۔ تم برے ہو۔۔ مجھے اپنے مام ڈیڈ کے پاس جانا ہے۔۔
اپنے بھیو کے پاس جانا ہے وہ مجھے چھپا لیں گے۔۔ "وہ گھٹی گھٹی چیخوں سے بولی

اسکی حالت کافی تشویشناک تھی۔۔
ٹھیک ہے تم جاؤ اپنے بھیو کے پاس میں جا رہا ہوں۔" وہ کہہ کر"
اپنے اسکے ہاتھ سے جھٹکے سے اپنا کالر آزاد کرواتا اٹھا۔

اسی وقت ٹھاہ کے ساتھ زوردار انداز میں کھڑکیاں ٹکرائی اور شرر
کی آواز سے پردے اڑتے ہوئے، ٹھنڈی یخ بستہ ہوا روم میں داخل ہوئی۔۔
روم میں ایک پراسرار سا ماحول پیدا کر گئے۔۔ ثمن نے اپنی
سانس بھی دبالی۔۔ پر جیسے ہی بادل زوردار آواز سے گرجے اسکی چیخیں بلند
ہو گئیں
چھوڑو مجھے۔۔ چھوڑو تمہیں اللہ کا واسطہ چھوڑو۔۔" وہ بیڈ پر بن پانی کی مچھلی"
کی طرح تڑپتی ہاتھ پاؤں مارنے لگی۔

من۔۔!! من میں ہوں من۔۔۔" دریاب بوکھلاتا ہوا جلدی سے کھڑکیاں"
بند کرتے بھاگ کر اسکے پاس آیا اور اسکے تڑپتے ہوئے وجود کو پھر
سے مضبوط حصار میں قید کر لیا۔

دری۔۔"وہ لگے ہوئے زخموں کی تکلیف سے سسک اٹھی۔"
میں ہوں ناپاس ششش!"وہ اسے گردن میں لب رکھ کر اسکے وجود کو"
بانہوں میں بھر کر کھڑا ہوا۔
اسکے کپکپاتے ہوئے روئی سے تن کو اسنے مضبوط بانہوں میں چھپالیا،اور
اب گلاس وال بند کرتے ہوئے ساتھ پردے برابر کرکے روم میں
گھپ اندھیرہ کردیا۔
اسے حیرت تھی کہ چلوصام کاایکسیڈنٹ ہوا،مام فارس انکے پیچھے
آئے،پرگارڈاور ملازمہ کہاں گئیں گھر کی؟
وہ اتنی چیخ رہی تھی چلارہی تھی کیاایک بھی ان تک نہیں پہنچی ہوگی۔۔
اسکاوجود ابھی تک ہچکولے کھارہاتھا،وہ خاموش تو تھی پر اسکی
ہچکیاں،بیچ میں کراہ نے دریاب کوپریشان کردیا۔
اسے آرام کی سخت ضرورت تھی پر وہ اسکے شانوں کو مٹھی میں جکڑے
اس سے لپٹی ہوئی تھی۔۔

من۔۔"اسے پیار سے پکارتے ہوئے بیڈ کے پاس آکر آہستہ سے اسے"
بیڈ پر لیٹایا۔پر وہ ہوش میں آتی خوف سے اسکے مضبوط بازوؤں کو دبوچ گئی

من میری پہلوان۔۔!!" وہ پچکارتا اسکے نوچے ہوئے بالوں کی سنوارنے لگا۔"

"آہ" وہ درد سے سسک اٹھی۔

ہشش!!" اسکے سسکنے پر دریاب سٹپٹایا تھا پر جلدی خود کو سنبھال کر" گھمبیر تا سے بولا

من!!!" اسنے ہولے سے گال پر انگلیاں رکھیں۔ اور گال کو سہلایا۔۔"

"ہوں۔۔" بالآخر اسنے جواب دیا دریاب کی گھنی مونچھوں تلے مسکراہٹ آ گئی۔

رو رہی ہو؟" اپنے ہاتھ کی انگلیاں بھیگتے دیکھ کر اسنے پوچھا"

م مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔" وہ سسکیوں کے درمیان بولی"

میرے ہوتے ہوئے بھی؟" اسنے دکھ سے پوچھا۔ سچ ہی تو تھا کون سا"

اسنے اپنے ہونے کا احساس دلایا تھا جو وہ اسکے ہونے سے تحفظ کا مان پاتی۔۔

انکی لڑائی میں وہ معصوم ٹارگیٹ ہونے والی تھی، ایک بار پھر کیا

دریاب کسی کو کھو دیتا۔ اسنے فوراً سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے جھک کر من کے ماتھے پر اپنے ہونٹ رکھتے اسکے ہاتھوں کو تھاما۔

اسنے مجھے مارا۔۔" وہ روتی اب اسے بتانے لگی۔"

میں نے اسکا وجود گولیوں سے بھر دیا ہے، اسنے تمہیں مارا میں نے" اسکی روح کو گھائل کر دیا ہے۔" وہ اس سے کہہ رہا تھا من نے اپنی دکھتی

آنکھوں کو مشکل سے واہ کیا۔
اندھیرا کافی گہرا تھا کہ وہ اسکی دہکتی سانسوں کو محسوس کرنے کے علاوہ اسے دیکھ نا پائی۔ اسنے واپس پلکیں گرا دیں۔۔
دریاب نے اپنی سانسوں کے ساتھ اسکی مدھم مدھم سی سانسیں محسوس کی تو پر سکون ہوا۔
میں یہیں ہوں ہاں۔۔" اسکی پیشانی چوم کر وہ اٹھنے لگا پر ثمن نے "
بوکھلاتے ہوئے اسکی شرٹ کو مضبوط سے جکڑ لیا۔۔
""نن۔۔ نہیں۔۔
وہ خوف سے اسکا سیکنڈ کیلئے دور جانا گوارہ نہیں کر رہی تھی۔ "بس دو منٹ۔۔۔" وہ شرٹ چھڑوا کر جلدی سے اٹھا۔ ساتھ ہی اسکی سسکیاں ابھرنے لگیں۔۔
جسے سنتے ہوئے دریاب نے موبائل کی ٹارچ آن کرتے جلدی جلدی سے وارڈ روب کو کھولا۔ اور وہاں سے اپنا سلیپنگ گاؤن جلدی سے نکال کر بھاگ کر اسکے پاس آیا اور گال پر ہاتھ رکھتے اپنے ہونے کا احساس دلایا۔۔

دد۔۔۔ دری۔۔" وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر سسک اٹھی۔"
ہوں!! ڈرو نہیں ہم گھر میں نہیں ہیں۔۔" وہ اسے بہلانے لگا۔"

تو۔۔؟" ثمن لمحے کیلئے حیران ہوئی۔"

تو ہم میرے فلیٹ میں ہیں وہاں کوئی نہیں آسکتا۔۔باہر پولیس بھی موجود" ہے۔" وہ اسکا خوف ختم کرنے کیلئے جھوٹ کا سہارا لینے لگا۔

ثمن سن کر چونکی۔ تھوڑا بہت سکون بھی آگیا وجود میں۔۔

کوئی نہیں آسکتا؟" اسنے یقین دہانی چاہی"

کوئی بھی نہیں۔۔" دریاب نے اسکے کانپتے ہاتھ کو اپنے مضبوط ہاتھ میں" لیکر سہلایا۔ وہ واقعی پر سکون ہو گئی تھی جسے محسوس کرتے دریاب کو بھی سکون آیا۔۔

کچھ دیر وہ سوچ سوچ کر جھجھکتا رہا،، بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اسنے ایک سرد سانس فضا کے سپرد کیا اور پھر اسکے وجود پر پھٹے کپڑوں کو دیکھا۔

جانتا تھا اگر وہ صبح دیکھے گی تو پھر سے وحشت زدہ ہو جائے گی۔ اور دریاب کسی قیمت یہ سب نہیں چاہتا تھا۔ تبھی حتمی فیصلہ کرتے ہوئے اسنے اپنا چوڑا بازو ثمن کی کمر میں حائل کیا اور اسے اپنی سمت کھینچا۔۔

دری۔۔"اسکے لبوں سے کپکپاتی آواز نکلی۔ جس پر اسنے کوئی رسپانس"
نہیں دیا۔۔ بلکہ اسکے ہاتھ بازو سے اٹھا کر اپنے شولڈر پر رکھے اور نظریں
جھکاتے ہوئے وہ اسکے کمسن وجود پر گاؤن ڈال کر، اسکی ڈوریاں کس کر آگے سے
باندھ لیں۔۔

ڈرو نہیں میں یہیں ہوں۔۔"اسکا سر تکیے پر ڈال کر دری نے اسکے اوپر"
بلینکٹ ڈالا اور اسکے کپڑے اٹھا کر وہ سائیڈ رکھتا ہوا تلیہ ہینگر سے
اٹھا کر جب اسکی طرف بڑھ رہا تھا اسی وقت لائیٹ نے ایک جھٹکا
دیا۔۔
اسنے ایک جھلک دیکھی تھی اسکی، بند آنکھوں کو دیکھتا وہ دھیرے
سے مبہم مسکرایا، اور چلتا ہوا واپس اسکے پاس آتے ہوئے اسے پھر سے
اٹھایا۔۔
وہ اسکے سامنے کھڑا تھا، اور ثمن نے اسکی بھیگی شرٹ کو تھاما ہوا
تھا تبھی پورا روم روشنی سے چمک اٹھا۔۔
دریاب نے ایک نظر اپنے روم پر ڈالتے ہوئے اسکے بالوں کی چوٹی کو کھولا۔ وہ
جب اسکی پشت پر بکھرے تب اسنے تولیے سے اسکا سر
پونچھنا شروع کر دیا۔

کچھ دیر یہی عمل جاری رہا، نتیجتاً اسکے بال کافی حد تک نمی چھوڑ چکے تھے۔
اور ساری نمی تولیے نے جذب کرلی تھی۔
اسنے تولیے کی دوسری سائیڈ اپنے بالوں گردن پر گھمائی اور ثمن کو پھر سے بیڈ پر لیٹا کر تولیہ صوفے پر پھینکا۔۔

آہہہ۔۔"اسے بیڈ پر ڈال کر اسنے گاؤن کی آستین کو فولڈ کرنے کیلئے اسکا" ہاتھ پکڑا وہ کراہ کر پیچھے کھسک گئی۔۔
ککک۔کیا ہوا؟"دریاب نے ہاتھ کو چھوڑ کر کلائی کو تھاما وہ پھوٹ" پھوٹ کر درد سے روئی۔۔۔

اا۔۔اسنے م۔مارا۔۔۔"ثمن نے ہچکیوں کے درمیان بتایا جسے سنتے ہوئے" دری نے چونک کر اسکی آستین کو آہستہ آہستہ فولڈ کیا، جیسے اسکا کچلا ہوا ہاتھ سامنے آیا وہ سختی سے لب بھینچ گیا۔
ثمن اپنی ہچکیاں دبانے لگی۔اور دریاب پشیمان ہو گیا کہ کتنی دفعہ اسکے ہاتھ کو تھاما تھا۔وہ سوچتا افسوس سے جھک کر سائیڈ ٹیبل کی دراز فرسٹ ایڈ باکس نکالا۔۔
اور اسکے پاس بیٹھتے ہوئے اسکے ہاتھ پر پھونک مارتے روئی پر مرہم لگا

کر وہ اسکے ہاتھ پر لگانے لگا۔۔

سی۔ننن۔۔ نہیں۔۔ در۔۔ دری۔۔"وہ سسکی خود میں درد سے سمٹ کر روتی"
نفی کرنے لگی پر دریاب نے اسکی کلائی کو مضبوطی سے تھام لی
کچھ نہیں ہوگا ششش من۔۔ میں ہوں نا، درد ختم کرنا ہے شاباش رونا"
نہیں۔۔"وہ اسے بہلاتا ہوا ساتھ ساتھ مرہم لگا رہا تھا۔ ثمن روتی
سسکیاں دبانے کی کوششوں میں تھی

میں نے سوچا نہیں تھا تم اتنی ڈرپوک ہو گی۔۔"وہ اسے بے تاحشہ"
روتے دیکھ کر اکسانے لگا۔
تمہیں ایسے کوئی تت۔ تکلیف دے پھر پوچھوں گی۔۔ااا۔۔ اسنے"
میرے ہاتھ پر بو۔۔ بوٹ رکھ کر ملا۔۔"وہ ہچکیاں بھرتی بولی

آئی ایم سوری۔۔"دریاب روح تک گھائل ہو گیا۔ وہ بلبلا اٹھا دل چاہ"
جا کر اس میں رب سے مانگ کر جان ڈالے اور پھر اسکے
ٹکڑے کرے۔۔
اسکی آنکھیں کھول کر ان میں ڈراپ ڈالتے ہوئے اسنے چہرے پر

مرہم لگایا، اور سب چیزیں واپس فرسٹ ایڈ باکس میں ڈالتے ہوئے۔ وہ خود چینج کرنے کا سوچ رہا تھا پر ثمن کی حالت کو دیکھتے وہ ارادہ ترک کر گیا۔

کچھ دیر وہ خاموش کھڑا رہا تھا، اور خالی نظروں سے ثمن کے تکلیفدہ چہرے کو دیکھتا رہا۔۔

معاً روم کی فضا میں اچانک موبائل کی آواز گونج اٹھی۔

دری!!" اچانک پاس سے تیز آواز پر ثمن کی چیخ نکل پڑی۔۔"

شش!" وہ لپک کر پاس آیا اور اسکے ہونٹ پر اپنی انگلی رکھتے موبائل کو" دیکھا جہاں ساحل بھائی لکھا ہوا تھا۔

جی بھائی۔۔" موبائل اوکے کرتے ہوئے اسنے کان سے لگایا اور ثمن کے لبوں کی" ہچکیوں کو ہتھیلی تلے دبا لیا۔۔

فیری نے بتایا ثمن کی طبیعت ٹھیک نہیں؟" ساحل کی متفکر،" بے تاب آواز موبائل سے گونجی

جی وہ اسے بخار ہو گیا ہے۔" اسنے شرمندگی سے پھر جھوٹ کا"

سہارا لیا

افف!! تمہیں کہا تھا مت ڈانٹنا اسے پر تم نے میری بات "
مانی۔۔ کیسی ہے طبیعت اب اسکی؟" وہ اپنی گرج دبا کر بہت مشکل سے آواز
نیچی رکھ پایا

کیسی ہے طبیعت اسکی؟" اسنے بے چینی سے پوچھا"

ہلکا سا بخار تھا۔ میں نے دوائی دے دی ہے آرام کر رہی ہے۔۔" اسکی"
آواز سپاٹ تھی۔ یا وہ شرمندگی چھپانا چاہتا تھا

ٹھیک ہے جیسے صام کو ہوش آتا ہے میں فوراً یہاں سے نکلتا ہوں۔ پر "
تم اسے اکیلا مت کرنا وہ ڈر جائے گی۔ میں مام کو بھیجتا ہوں۔۔"
ساحل نے ہدایت دی

جی آپ پریشان نا ہوں نا ہی ماما کو پریشان کرو، وہ بالکل ٹھیک ہے اب ذرا"
سا بخار ہوا تھا اب آرام کر رہی ہے۔ پہلے اتنی ٹینشن ہیں پھر سے
سب پریشان ہوں گے۔

میں خیال رکھ رہا ہوں اگر طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو آپ کو کال
کر لوں گا۔" اسنے خاموش پڑی ثمن کے گال پر ہولے ہولے سے انگوٹھا

پھیرتے ہوئے کہا

ٹھیک ہے خیال کرو میں یہاں ہوں۔ عرشیہ کی فکر مت کرو ہم" سب یہاں ہیں۔ اگر کچھ زیادہ مسئلہ ہو تو فوراً سے من کو لیکر یہاں چلے آنا دریاب۔۔" اسنے ہدایات دیتے آخر میں سختی سے وارن کیا۔۔
دری خاموشی سے سر ہلا گیا۔ "جی ٹھیک ہے۔ عشی کیسی ہے اب؟" اسنے کہتے عرشی کا پوچھا۔۔
کیسی ہو سکتی ہے۔ خود کو منحوس بول رہی ہے مارنے کی کوشش کر چکی ہے" خود کو۔۔ میرا دماغ خراب ہو رہا ہے قسم سے مجھے پتا لگ جائے کس نے کیا ہے تو سرے عام میں دنیا کے سامنے اسے پھانسی "پر لٹکا دوں۔۔

کیا!!!" وہ اپنی بہن کے بارے میں سن کر ہول کر اٹھ کھڑا ہوا۔"
پریشان مت ہو صارم نے اسے انجکشن لگا دیا ہے۔ وہ آرام کر رہی ہے۔۔"
پر اس نیلے بلے کو ہوش نہیں آ رہا۔۔" گہرا سانس بھر کر ساحل گویا ہوا۔۔
ان شاءاللہ آ جائے گا۔" بے بسی کے عالم میں کھڑا دریاب اپنے"

بالوں کو مٹھی میں جکڑ گیا۔۔

خیال رکھو۔ ثمن جب جاگ جائے تو لے آنا یہاں۔۔ اگر وقت ملا" تو میں ہی آجاؤں گا۔" اسنے کہہ کر الوداعی کلمات ادا کیے اور کال ڈسکنیکٹ کر دی۔

موبائل ٹیبل پر رکھتے دریاب ذہنی اذیت سے سر تھام گیا۔۔

ایک طرف بہن، دوسری طرف من۔۔ تیسری طرف صام۔۔

وہ اکیلا کہاں جائے۔ پر ثمن کو اکیلا تو نہیں کر سکتا تھا کیونکہ عشی کے پاس بہت تھے پر اگر ابھی ثمن کے اس صورتحال کے بارے بتایا تو کہرام مچ جاتا۔

اور ساحل؟؟؟ اسکے تاثرات کا تو سوچ نہیں سکتا تھا۔۔

اسنے بیڈ کی طرف دیکھا۔ وہ معصوم سی لڑکی۔ غلطی کیا تھی اسکی، رشتوں کو نبھانے میں پیس گئی تھی بیچ۔۔

کاش میں تمہیں خوشیاں دے پاتا۔۔ کاش کہ تم میری زندگی"

میں نا آتی۔۔"وہ چلتا ہوا اسکے پاس بیڈ کنارے پر بیٹھا۔اسکے گالوں کو دیکھا جو سوجھ کر مزید پھول گئے تھے نیلے پڑ کر۔۔
اسکے ماتھے پر سرخ نشان تھا۔

کیا سب تک یہ سب مٹ جائیں گے؟یا اسکی حالت"
میں بہتری آجائے گی؟"اسنے سوچتے ہوئے بالوں کی چھوٹی سی لٹ کو انگلی پر سمیٹا۔
اور سوجھی آنکھوں کو دیکھا۔بے ساختہ جھک کر ان پر پھونک ماری جسکے ساتھ پلکوں پر ٹھہرا سفید موتی ٹوٹ کر اسکے گال پر پھسل گیا۔
دریاب میں اتنی ہمت باقی نا بچی کے اسے سمیٹ لیتا۔
وہ اسکے گھر کے بجائے دوسری جگہ کو تصور کرتی پر سکون پڑی تھی۔پر شدت سے رونے کی وجہ سے اسکا وجود ابھی ہچکیاں بھر رہا تھا۔

وہ اسکے گالوں کو گڑھے یاد کرتا جھک کر بوسہ دینے لگا تھا،پر اسکے چہرے پر زخم دیکھتے وہ بیچ میں ہی رک گیا۔
خاموشی سے اسکے سر اور ہونٹ کو دیکھنے لگا۔

پھر بے ساختہ ہی اسکے چھوٹے سے گلابی ہونٹوں پر جھکا۔
ثمن نے غنودگی میں اسکے لمس، دہکتی سانسوں کو پھر سے ایک بار محسوس کیا۔ وہ نرمی سے چھو کر دور ہوا،، اور دوسری طرف آکر اسے چھوٹے سے وجود کو بانہوں میں بھر کر اپنے مضبوط آغوش میں لیتے ہوئے بلینکٹ دونوں پر ڈال دیا۔

وہ اسکے چوڑے وسیع سینے پر سر رکھ کر سو گئی۔ دریاب کی یہی دعا تھی کہ "کاش صبح ہو اور یہ سب ایک برا خواب ہو۔۔
ورنہ وہ سب کو کیا جواب دے گا، جب ثمن کو دیکھیں گے۔۔

oooooooooo

یا اللہ خیر کیجئے!" تیز بوچھاڑ طوفان بادلوں کی گرج دیکھتے وہ لاؤنج میں" بیٹھی تھیں۔ ہاتھ میں تسبیح بھی تھی جس پر اسم اللہ پڑھ رہی تھیں۔
صام کے ایکسیڈنٹ کا انہوں نے سنا تھا، پر وہ حتی الامکان کوشش کرتی تھیں، کہ وہ اپنا سایہ سب سے دور رکھیں۔ پھر ایسا نا ہو کہ ایک بار پھر بھی کسی کے سامنے وہ بری ثابت ہوں۔
انہوں نے سب سے رشتہ توڑ لیا تھا، وہ بس اپنے بھائی بھتیجوں تک

خود کو محدود رکھتی تھیں۔ پر جانے کیسے روحا کے دماغ میں یہ سب باتیں آ گئیں کہ ایک بار پھر وہ نا صرف حجاب شاہ کے سامنے بری ثابت ہوئی تھیں، بلکہ سب کے سامنے بھی بہت بری بن گئی تھیں۔

جیسا حجاب شاہ سوچتی تھی ضرور سب نے اسے وہی سوچا ہوگا۔ پر وہ ایسا تو نہیں چاہتی تھیں۔ وہ ایسے قید میں پھنسی ہوئی تھیں کہ اب بیٹھ کر ایکدن انہیں کوئی ایسا فیصلہ ضرور کرنا تھا جس سے وہ سب کی زندگیاں آسان کر سکے اپنے سائے سے۔
ابھی وہ نوافل ادا کرتیں، تسبیح پڑھ کر سب کیلئے دعا مانگ رہی تھیں، حصوصاً صمصام زیدی کیلئے دعا مانگ رہی تضیں اسکی لمبی زندگی کیلئے دعا مانگ رہی تھیں۔۔

میڈم آپ سے ملنے کوئی آیا ہے بھیج دوں اندر؟"معاً رات کے دو بجے گارڈ" اندر داخل ہوتے انہیں مخاطب کیا۔ مہکار شاہ نے چونک کر آواز پر دیکھا۔

مجھ سے ؟" انہوں نے حیرت سے پوچھا۔"
جی میم وہ مہکار شاہ کہہ رہے ہیں۔۔" وہ مودبانہ گویا ہوا"

اچھا کہہ دو صبح آئے اس وقت گھر میں کوئی نہیں۔۔" انہوں"
نے کہہ کر بات ختم کر دی۔
اوکے میم!" وہ سر ہلا کر وہاں سے چلا گیا۔ اسے جاتے ہوئے دیکھتیں"
مہکار شاہ حیران تھیں کہ اس وقت، رات کے دوسرے پہر
اس بارش طوفان میں کون آسکتا ہے ان سے ملنے۔

وہ کچھ دیر سوچتی رہیں، گارڈ دوبارہ نہیں آیا تو وہ سر جھٹک کر رہ گئیں کہ ہوگا
کوئی آلتو فالتو۔ پر حیرت تھی رات کے اس پہر۔۔
انہوں نے تو روحا کی آن لائن شاپنگ بھی نہیں کی تھی جسکی ڈلیوری کا سوچتے
وہ کچھ پر سکون ہوں۔ یہ بات اب دماغ میں بیٹھ گئی تھیں انکے۔
صبح حیدر سے بات کروں گی۔" انہوں نے کچھ سوچ کر حتمی فیصلہ لیا اور"
پر سکون ہو کر لاؤنج سے اٹھیں اپنا روم سے موبائل لینے کیلئے تاکہ ان سے پوچھ
سکے کب تک آئیں گے واپس۔۔۔
وہ ایک چھوٹی سی راہ داری گزر کر اپنے روم میں آئیں، اور تسبیح آنکھیں سے

لگاتے ہوئے انہوں نے ساتھ ساتھ صمصام کی دعائیں بھی شروع کر دیں۔۔

سامنے ٹیبل پر موبائل دیکھتے وہ تسبیح اپنی جگہ پر رکھ آئیں اور آکر موبائل اٹھایا۔۔۔

"سرپرائز مائی ڈارلنگ!!" دفعتاً موبائل اٹھا کر نمبر ڈائل کرتے انہوں نے جیسے ہی موبائل کان پر رکھا، اس سے پہلے ہی اسکی کوشش کو ناکام کرتے جھٹکے سے موبائل پیچھے سے چھین لیا گیا، اور دوسرے بازو کو حصار باندھ کر اسکے کان میں وہی مخصوص سرگوشی کر دی گئی۔

مہکار شاہ نے چونک کر سرگوشی پر سر اٹھایا تبھی سامنے آئینے میں وجود کو پا کر کر اسکے حلق سے دلخراش چیخ بلند ہونے لگی تھی کہ اچانک ہی ایک بھاری ہاتھ اسکے منہ پر آگیا۔۔

"ششش!!! نہیں!! آواز نہیں ڈارلنگ!" آنکھیں دکھاتے اسنے خبردار کیا۔۔ وہ پتھرا گئی

نہیں بدلی۔۔ بالکل بھی نہیں بدلی۔۔۔ آج بھی وہی غضب کا حسن۔۔ غضب "

کی خوبصورتی صرف میرے لیے۔" اسکے بالوں سے پکڑ کر جھٹکے سے اسکا رخ اپنی سمت موڑا۔

اور اب اسکی شیطانی آنکھیں بالکل اسکی آنکھوں کے سامنے تھیں۔
مہکار شاہ کی روح فنا ہو گئی
اسنے اسکی دونوں آنکھوں میں دیکھتے حلق تر کیا۔۔

بہت خوبصورت ہے وہ۔۔ بالکل کوئی حور۔۔" اسکی پر اسرار"
سرسراہتی ہوئی سرد سرگوشی اسکے کان میں گونجی۔

مہکار شاہ کا دماغ سن پڑ گیا جب اسکی سرگوشی کا پس مطلب جانا۔۔
تتت۔۔ت۔۔ تم۔۔" اسکی خوف سے دبی دبی چیخ تھی"
ہاہاہاہا میں۔۔ تمہارے لیے۔۔ تمہیں لینے۔۔ تمہیں محسوس کرنے۔"
اسے پانے، اسے نوچنے، اسے چھیننے، کیلئے۔۔
بہت بہت شکریہ اسے یہاں لانے کیلئے۔۔۔" وہ اسکے کان میں کہتا اسکے ہوش حواس چھین گیا، روم کی فضا میں اسکا مکروہ

قہقہہ کتنی دیر تک گونجتا رہا۔۔
وہ جیسے ہی لہرائی اسنے اپنی بانہوں میں جکڑ لیا اسے۔ اسکے چہرے کو دیکھتے اٹھا کر بیڈ کی طرف بڑھا۔۔

ooooooooo

تم نے بلایا؟" صائم زیدی نے اسکی آفس میں قدم رکھتے ہوئے پوچھا۔"
ہاں آئیں آپ سے کچھ کہنا ہے۔" وہ تھکی تھکی سی متورم آنکھوں سے"
انہیں دیکھتی بولیں
ہمم!" وہ چلتے ہوئے انکے پاس آئے اور آنسوں صاف کرتے ہوئے پیشانی"
پر مہر ثبت کی۔
جس طرح پہلے ہر آزمائش میں رب کو یاد رکھا ہے اسکے رضا"
اسکی بہتری کو سمجھا اسے دعائیں مانگی ہیں اس بار بھی ویسی ہی مجھے
میری تقویٰ چاہیے۔۔" صائم زیدی نے محبت سے کہا۔۔
انکے آنسوں تیزی سے بہہ نکلے۔" بہت مشکل ہے سائیں! اپنی جوان
مضبوط بیٹے کو ایسی حالت میں دیکھنا۔۔ جانے کیا بیتتی ہو گی ان ماؤں
باپ پر جب انکی جوان اولاد ان سے چھین لی جاتی ہے۔" وہ اپنی ہچکیاں

دبانے لگیں۔۔

ہمت مت ہارو تقویٰ، تم سے ایسی توقع نہیں تھی مجھے۔ تم نے ہمیشہ مجھے "
ہمت حوصلہ دیا ہے اور آج بھی میں تم سے اسی مضبوطی اسی طاقت
ہمت کا خواں ہوں جو تم ہمیشہ سے برے وقت میں مجھے دیتی آئی ہو۔۔
ہمیں رب پر یقین کامل ہے ان شاء اللہ وہ ہماری تمام اولاد کو اپنے حفظ امان
"میں رکھے گا۔
آمین۔۔"وہ سر ہلاتیں بولیں۔"
کچھ کہنا ہے؟"انہوں نے بات بڑھائی"

جی!وہ وارڈ میں مسز چغتائی موجود ہیں، میں تو انکی طبیعت کا نہیں کہہ "
سکتی آپ ان سے کہہ دیں یہ سب۔۔"چیک اپ کے بعد
تقویٰ زیدی نے مسز چغتائی کو دوائی تو دے دی تھی البتہ انکے شوہر کو ہدایت کرنی
تھی۔۔

اچھا میں کہہ دیتا ہوں تم جا کر عرشیہ کے پاس سے چکر لگا"
کر آؤ!"وہ سر ہلاتے کہہ کر لب بھینچ گئے اور تقویٰ زیدی سے دواؤں کا نسخہ

تھام کر باہر آئے۔
انکے پیچھے تقویٰ زیدی اپنا دوپٹہ ٹھیک کرتیں ہوئیں باہر نکل گئیں آفس سے۔
"مسٹر فیروز چغتائی!" صائم زیدی نے ذرہ سا ڈور اوپن کرتے سامنے پریشان بیٹھے انہیں پکارا وہ چونک کر متوجہ ہوئے اور صائم زیدی کے بلاوے پر سر ہلاتے ہوئے آفس میں داخل ہو گئے۔

"میری بیوی نے چیک اپ کیا ہے آپکی مسز کا۔" انہیں سامنے چیئر پر بیٹھا کر انہوں نے تقویٰ کی چیئر سنبھالی اور تمہید باندھی
"جی آپ کہیں میں سن رہا ہوں۔۔" وہ بے چین ہوئے۔

"مجھے یہ کہتے ہوئے اچھا تو نہیں لگ رہا پر اگر آپ انکا علاج چاہتے ہیں تو، دوسری شادی کر لیں۔ مسز چغتائی کی ایسی کنڈیشن نہیں کہ وہ۔۔۔ ہوپ سو کہ آپ سمجھ رہے ہیں۔
ایک ڈاکٹر ہونے کے ناطے یہی آپ کو مشورہ دے سکتے ہیں۔ اگر ایسا چلتا رہا تو وہ کبھی ریکور نہیں ہو سکیں گے بلکہ دن بدن انکی حالت میں تبدیلی آئے گی جو کہ آپ کے لئے مشکل اور مسز چغتائی کیلئے موت کا

"سبب بن سکتی ہے۔۔۔

کیا بکواس ہے؟؟؟" ساری بات خاموشی سے سنتے وہ سرخ"
چہرے ضبط سے آخری بات سن کر دھاڑ اٹھے۔
اگر آپ کو برا لگا تو میں معذرت چاہتا ہوں، حقیقت یہی ہے۔"
یہ کچھ دوائیاں ہیں جنہیں دینی ہیں اپنی بیوی کو ان شاءاللہ اللہ پاک شفا
دے گا۔" وہ کہہ کر گہرا سانس لیتے مسٹر چغتائی کو پتھر کا بت
بنا کر وہیں چھوڑے وہاں سے نکل گئے

پیچھے انکے کان سائیں سائیں کر رہے تھے کہ وہ تو اپنی بیوی کے کبھی اس نیت
سے پاس بھی نہیں بیٹھے۔۔
پھر؟؟؟" انکا سر سن پڑ گیا۔۔ وہ سر ہاتھوں میں گرا کر سوچنے"
لگے۔ کہاں منہ کھولیں؟ اگر کہیں اور جائیں گے ٹیسٹ کیلئے پھر تو
ایک بدنامی کا پھندا پھر سے تیار ہو کر گلے پڑ جائے گا۔۔
یارب العالمین مجھے کوئی راہ دکھا۔" کچھ نا سوجھتے ہوئے انہوں نے چہرہ"
ہاتھوں میں چھپایا اور بے آواز سسک سسک کر رونے لگ پڑے۔۔

ooooooo

اسنے گاڑی پورچ میں داخل کی۔ اور باہر نکل کر چلتا ہوا گیٹ کے پاس آتے گیٹ کو بند کر دیا۔ وہ جیسے ہی پلٹا ایکدم سے بھاگ کر اسکا وولف چھلانگ لگا کر اپنے دونوں آگے کے ہاتھ اسکے دائیں بائیں کندھوں پر رکھ کر کھڑا ہو گیا۔

تم ابھی سوئے نہیں؟" اسنے ناگواریت سے پوچھا جبکہ وہ دلاور کو سونگھ رہا تھا۔ یہ اسکی سکیورٹی تھی جو کہ دلاور کی بیوی گھر میں ہونے کی وجہ سے وہ اب اسے بھی سونگھ کر داخل دے رہا تھا۔

پیچھے ہو جاؤ اب۔۔" اسنے جھڑکتے اسے پیچھے کیا وہ ایک " غراہٹ کے ساتھ نیچے اترتا ہوا اسکے گرد گھوم گیا۔ دلاور نے آگے بڑھتے ہوئے گاڑی کی ڈکی کو اوپن کیا جس میں سے وہ ایک جست لگا کر شاپر کو اپنے اونچے خونخوار دانتوں میں دبائے، وہاں سے تیزی سے بھاگ گیا۔

اسکے جانے کے بعد وہ اپنے گھوڑے کے پاس آیا، پر اسکے پاس پانی چارہ دیکھ کر وہ ضبط کر گیا کہ ایک دن میں کوئی اتنا کیسے پرفیکٹ کام کر سکتا

تھا ہے۔
ضرور خیری نے ہی اسکی مدد کی ہو گی۔" اسنے سوچ کر لب دبائے۔ جان"
گیا تھا فتنے کو اس میں ماں والی آتما جو نظر آ گئی ہے اب پیچھے
ہٹے گا۔۔
پر اگر اسکے سامنے اسکی ہیلپ کروانے پر سزا دی جائے تو وہ قطعی دوبارہ
اسکی مدد کروانے کیلئے راضی نہیں ہو گا۔

اسکے لبوں پر پر اسرار سی مسکراہٹ تھی۔ جسکے ساتھ وہ گھوڑے کی
پشت پر ہاتھ پھیر کر اندر کی سمت بڑھ گیا۔
کہاں رہ گئے تھے دلاور ے؟" اسکے گھر میں قدم رکھتے ہی سامنے"
بیٹھا خیری لپک کر اسکے پاس بھاگا آیا۔

تجھے کتنی دفع کہا ہے نماز پڑھ کر سو جایا کر۔۔" اسے اس وقت تک"
جاگتا دیکھ کر دلاور نے غصے سے جھڑکا۔ خیری نادم پڑ گیا۔۔
اگر اتنی نیند کی پرواہ ہے میری تو جلدی آیا کر۔۔" وہ بھی اب غصے سے گویا"
ہوا، ایک تو آدھی آدھی رات گھر سے غائب ہوتا ہے اور دوسرا اگر
کچھ بولے تو وہی ستا روعب، بھڑکنا۔۔

بکواس بند کر، اب اکیلا نہیں میں فوت ہو گیا بھی تو، یہ جو"
اندر ماں بیٹھی ہے اسکی پیچھے بڑی ریاست ہے ذرا سی بھیک مانگے گا۔
چھت مل جائے گی تمہیں۔۔
اب جا فوت ہونے۔۔"وہ نیچی آواز میں اس پر سرد لہجے میں
غرایا۔۔
خیری ایک شکوہ کن نظر اس پر ڈال کر لب بھینچتے، وہاں سے
جانے لگا۔
جس دن میں فوت ہو گیا رو کر پکارو گے تب بھی نہیں آؤں گا۔"وہ"
بھرائی آواز میں جاتے ہوئے بولا، اسکی اس بکواس پر دلاور کا دل کیا
کھینچ کر ایک لگائے اسے۔۔

پر پھر رات کا پہر دیکھ کر وہ ضبط کر کے رہ گیا۔ البتہ اسکا موڈ سخت
خراب ہو گیا تھا۔ خیری کی بکواس پر۔ وہ ایک سخت نظر
اسکی پشت پر ڈال کر آگے بڑھا۔

اگر کسی دن غلطی سے بھی خود کو نقصان پہنچایا تو اس دن سب سے پہلے"

میں تمہارے ٹکڑے کر دوں گا۔" وہ آدھی سیڑھیوں پر چڑھ کر رکتا
بے چینی سے ریلنگ پر ہاتھ رکھے جھکا اور نیچے اسکی طرف خونخوار دھمکی
دی۔ جسے سن کر خیری مزے سے لیٹ گیا کہ آگ تو لگ گئی
ہے۔ اب بھڑکتا رہے۔

پر اس سب میں وہ توقیع کو تو بھول ہی گیا کہ یہ بھڑکتا ہوا شعلہ
اسکی اینجل کی طرف ہی جا رہا ہے۔ جبکہ دلاور دعا ہی کر رہا تھا کہ وہ
سوئی ہوئی ہو سلیپنگ کوئین تا کہ اسکی اچھی خاصی واٹ لگا سکے۔
اپنے اعصاب پر سکون کرتے چہرے پر خطرناک تاثرات
سجائے اسنے ڈور پر بد اخلاقی سے لات ماری۔
بسم اللہ۔" اس ٹھاہ کی آواز سے وہ اچھل پڑی منہ سے "
بے ساختہ نکلا۔۔ اور سامنے اندر داخل ہوتے وجود کو پا کر اسکے
بے چین دل کو قرار آیا۔۔
دلاور نے بسم اللہ پر گردن گھمائی اور آئرن سٹینڈ کے قریب اسے
کھڑا دیکھ کر وہ بد مزہ ہو گیا۔
منہ میں زبان نہیں کوئی داخل ہو تو سلام ہی کر لے انسان۔" وہ غصے "
سے بولا۔ اسے لڑنے کیلئے موقعہ چاہیے تھا

ا۔السلام علیکم "توقیع بے ساختہ شرمندہ ہوتی بوکھلا کر بولی۔پر وہ"
جواب دیئے بغیر اسے اگنور کرتا بیڈ کی طرف بڑھا

یہ کیا ڈھیر لگایا ہوا ہے میرے بیڈ پر؟"اسنے سرد سخت لہجے"
میں بیڈ پر ڈھیر کپڑوں کو دیکھتے کہا
یی۔۔یہ کپڑے ہیں آپ کے سوچا آئرن کر دوں۔"آئرن سٹینڈ پر رکھ"
کر وہ سٹپٹاتی استری شدہ کپڑوں کی طرف بھاگی، کہیں وہ ضائع نا
کر دے اسکی محنت۔

یہ میرا بیڈ ہے دیکھا نہیں تمنے کیا؟تمہارے کپڑوں کی ٹیبل"
نہیں۔خبردار آئندہ اپنے فضول کام اس طرح کیے۔۔"وہ سرد و
کرخت لہجے میں گویا ہوتا اسکی ساری محنت پر ایک سیکنڈ میں پانی
پھیر دیا۔۔
تقریباً وہ گیارہ بجے سے اسکے وارڈروب سے سارے کپڑے نکال
کر استری کر رہی تھی اور بارہ سوٹ اسنے کر کے بیڈ پر رکھے تھے کہ پھر وارڈ
روب میں سیٹ کرے گی۔
پر اسنے آکر ایک ہی جھٹکے میں ہاتھ مار کر سارے زمین پر گرا دیئے۔

م۔ میں آئندہ خیال کروں گی۔" وہ کہتی لب دانتوں میں دبائے ابھی"
جھک کر نیچے سے اٹھاتی اس سے پہلے ہی لات مار کر اسنے اپنے
کپڑے دور پھینک کر اسکی بچی کچی محنت کا ستیاناس کر دیا۔۔
دل۔۔۔" تو قسیع تڑپ گئی۔ دکھ سے آنکھوں میں پانی بھر کر اسے دیکھنے"
لگی۔ اسی وقت سرخ انگارہ نگاہوں سے دلاور نے بھی اسی کی آنکھوں میں
دیکھا تھا۔
وہ شکوہ کر رہی تھی، اسکی بے حسی پر۔۔۔ اور دلاور کو کافی خوشی ہوئی تھی یہ دیکھ
کر۔۔ مزید اسنے جھٹکے سے اسکے بازو کو دبوچ کر پاس کر دیا۔
دل نہیں ہوں میں۔۔" وہ اسکے منہ پر سرد لہجے میں نیچی آواز میں"
غرایا۔۔
ایسا کیوں کر رہے ہیں؟" وہ آنکھیں جھپٹ کر بولی۔ دلاور کے دل کو کچھ ہوا"
جب اسنے آنکھوں کی نمی کو پیچھے دھکیلا۔
پر وہ کوئی کمزور شخص نہیں تھا جو اسکے سامنے کمزور پڑ جائے۔
اب تم مجھے بتاؤ میں کیا کر رہا ہوں؟" وہ سرد لہجے میں"
طنزیہ بولتا بازو اسکی کمر میں باندھ کر اسے قریب کر گیا

نن۔۔ نہیں۔۔" وہ اسکی گرم دہکتی سانسیں چہرے پر پاتی نفی کرنے لگی۔"

اسنے حیا سے اسکے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر فاصلہ قائم کرنا چاہا تبھی اسنے کمر پر موجود گرفت کو تنگ کیا۔

تو قسیع نے جھٹکے سے آنکھیں میچیں۔۔

دلاور نے طنزیہ مسکراتے اسکے دہکتے گالوں کو دیکھ کر آہستہ سے اپنے خراب شوہر استری شدہ کپڑوں پر رکھ کر، اسکے ایک ہاتھ میں انگلیاں پھنسا کر جھومنے لگا۔

بولو دلشیر۔۔" اسنے انگلی پکڑی اور جھٹکے سے اسے گول گھمایا۔۔وہ اسکی انگلی" پکڑے گول گھوم کر واپس اسکی بانہوں میں آگ گری۔۔

تب تک وہ اصطبل سے ہوئے خراب بوٹ کو اچھی طرح سے اپنے ہی استری شدہ کپڑوں پر صاف کر چکا تھا۔

وہ دس بارہ سوٹ جو اسنے کافی محنت سلیقے سے استری کیے تھے دلاور کے قدموں تلے بے مول ہو گئے۔

دل۔۔۔" اسنے مدھم سی ہونٹوں کو حرکت دی۔"

اسکا بازو تو قسیع کی کمر میں تھا، اور تو قسیع کا ہاتھ دلاور کے شانے پر۔

ڈر بھی تھا کہ کہیں وہ گرا نا دے۔ اسی ڈر میں اسنے سختی سے اسے جکڑا ہوا تھا۔

شیر!" اسنے جھٹکے سے اسے پاؤں پر کھڑا کیا، جسکے ساتھ وہ"
سیدھا اسکے سینے سے لگی۔ "دلاور۔۔" وہ کان میں شرمیلی سی
سرگوشی میں بولی۔۔
اسکا چہرہ غصے سے متغیر ہو گیا۔۔ "میں تمہارا شوہر ہوں اور میرا
حکم ہے تمہیں کہو دلشیر!" اسنے حکم دیا

آپ مجازی خدا ہیں آپکا حکم سر آنکھوں پر، پر مام کہتی ہیں شوہر کا نام"
نہیں لیتے۔ بداخلاقی کے زمرے میں آتا ہے۔" وہ نظریں جھکا کر بولی
واہ بڑی بااخلاق بن رہی ہو۔" اسنے طنز کیا تو قسیع نے ہنسی چھپانے"
کیلئے جیسے سر جھکایا نیچے پڑے کپڑوں کو دیکھ کر اسکی بے ساختہ چیخ
نکلی۔

دلی۔۔ یہ یہ آپنے کیا کیا؟ میری محنت!!!" اسکی آواز"
بھرائی۔۔ وہ فوراً سے اسکے قدموں میں بیٹھ کر کپڑے دیکھنے لگی پر
افسوس تب تک وہ سارے کپڑوں کا بیڑا غرق کر چکا تھا۔

کچھ نہیں ہوا صبح دھو کر پھر استری کر دینا۔۔" وہ کرخت لہجے میں"

کہتا جا کر صوفے پر بیٹھا۔ توقیع اسکے بوٹ کو دیکھنے لگی۔۔

"آپ پلیز اپنے بوٹ اتار دیں دل یہ خراب ہو چکے ہیں نیچے سے سارا قالین داغ دار کر دیا ہے انہوں نے۔۔" وہ پریشانی سے اسکی طرف لپکی اور جلدی سے اسکت سامنے بیٹھتی ہوئی بوٹ اتارنے لگی۔

"یہ کیا ناٹک ہے اٹھو۔۔" دلاور اسے قدموں میں بیٹھ کر بوٹ اتارتے دیکھتا دھاڑ اٹھا۔

"کوئی ناٹک نہیں ہے آپ بوٹ دیں مجھے تاکہ میں انہیں صاف کر کے رکھوں۔۔" وہ ڈر تو گئی تھی اسکی دھاڑ سے دل میں پر بظاہرہ مسکراتی رہی۔۔

جسے دیکھتے دلاور کو مزید طیش آیا۔ "کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جاؤ دفع ہو جاؤ۔۔" اسنے پاؤں سمیٹنے چاہے پر ابکی بار اسکے نخرے پر توقیع کو بھی غصہ آگیا

وہ ضدی تو تھی اور اب اپنے ضد پر اڑ کر زبردستی دلاور کی ٹانگوں کو پکڑے، اسکی مزاحمت کے بعد بھی اسکے شوز، سوکس اتارے اور اسکے پاؤں کی پشت پر اپنی انگلیوں کو پھیر کر وہ شرارت سے مسکراتی ہوئی اٹھی۔

اسکے لمس ضد پر وہ دھڑکتے دل سے بیٹھا رہ گیا۔

آپ فریش ہو جائیں میں کھانا لاتی ہوں۔" وہ اسکے تاثرات "
سے انجان تھی۔ جبکہ دلاور کا دل اسکی کمر میں جھولتی ہوئی چوٹی میں
اٹکا ہوا تھا
اسنے جھک کر سارے کپڑے اٹھائے۔ وہ سامنے بیٹھا کتنے لمحے
مبہوت سا رہ گیا۔ وہ حسین نہیں حسنِ آتش تھی۔۔

جان بوجھ کر اسکے پاؤں میں پہنی زنجیروں کو توڑنے پر تلی ہوئی تھی۔ اور
ایک بار اگر اسنے توڑ دیں تو پھر وہ خود ساری زندگی روتی رہے گی۔
وہ دم بخود بیٹھا تھا، جب وہ دوپٹہ سائیڈ رکھ کر سارے گندے
کپڑے ٹب میں رکھتی، اب پوچے سے قالین کو صاف کرنے لگی
تھی۔
اسے احساس تھا اسکے پاس دوسرے کپڑے بھی نہیں پر وہ
جان بوجھ کر زندگی اس پر تنگ کر دینا چاہتا تھا۔
پر ابھی تو اسکی موجود، اسکی دلکشی اس پر سانسیں بھاری کر رہی تھی۔ وہ
نظریں پھیر کر اٹھا، پر دل نہیں مانا۔۔
چور نظروں سے اسے دیکھتے آہستہ سے واپس ٹک گیا۔ اور اپنے پاؤں

ٹیبل پر رکھ دیئے۔

دل آپ فریش ہو جائیں نا میں کھانا بھی گرم کر کے لے آؤں!" وہ قالین صاف کر کے اب اسکے شوز صاف کر رہی تھی۔

پر وہ اپنے خیالوں میں بیٹھا تھا۔ اسکا دل کیا اب اٹھ کر اسکے بال کھول دے، اور اسے بانہوں میں بھینچ کر اس نازک سی تتلی کا دم اپنے بانہوں میں نکال دے۔۔

توقیع کو اسنے کوئی رسپانس نہیں دیا، بلکہ ایل ای ڈی آن کرتے ہوئے وہ جان بوجھ کر وولف ہارر مووی

"UnderWorld rise of the lycans"

کو دیکھنے لگا۔ ہارر مووی سے توقیع کی جان جاتی تھی۔ اور وہ بھی وولف کی جو اسکے گھر میں موجود تھا سوچ کر اسکا خون خشک ہو گیا۔

اور اس مووی کے اسٹارٹ سے ہی اندازہ ہو رہا تھا کہ ضرور ہارر ہے۔ اسنے پلکوں کی اوٹ سے دلاور کی طرف دیکھا۔ وہ صوفے پر پھیلا ہوا پڑا تھا۔ ایک ٹانگ صوفے پر تو ایک ٹیبل پر رکھی تھی۔ "آآ۔۔ آپ دل فریش ہو جائیں بعد میں دیکھ لیجئے گا۔" وہ حلق تر کرتی بولی پر اگلے پل اسکی سرد گھوری سے وہ لب دانتوں میں دبا گئی۔ خاموشی سے

وہاں سے اٹھی۔ اسکے دماغ میں ایک تورات کا پہر دوسرا وولف کا اپنا ہی سین گھوم رہا تھا۔

سنیں! آ۔ آ آپ کھانا کھائیں گے؟" وہ شوز صاف کر کے رینک میں رکھتی، وہ ہاتھ منہ دھو کر دوپٹہ سر پر اوڑھتی اسکی طرف پلٹی، پر اسکی نظروں کو پہلے سے خود پر ٹکا پا کر وہ سٹپٹا گئی۔۔

کیوں میں نے روزہ رکھا ہوا ہے؟" وہ طنزیہ چُبھتے لہجے میں بولا۔۔" نہیں۔۔ وہ آپ ابھی تک فریش نہیں ہوئے تو میں نے" سوچا۔۔" تو قسیع نے اسکے برا ماننے پر صفائی دی۔
دھولوں گا۔۔" اسنے سر جھٹکا۔ جبکہ ایل ای ڈی سے نکلتی ہوئی چیخیں" غراہٹیں تو قسیع کا پورا وجود سرد کر گئیں۔
اسنے سر ہلاتے ہوئے دلاور کو پلکوں کی اوٹ سے دیکھا۔ تو وہ مووی کی طرف متوجہ تھا۔ وہ اپنی انگلیاں چٹخاتی ہوئی کھڑکی کی طرف پلٹی تو اسے بھی بند پایا۔

خیری بھی سو گیا ہو گا۔۔" اسنے گھبراہٹ سے دھڑکتے دل سے"

سوچا۔ اگر اس سے کچھ کہتی ہے تو وہ برا مان جاتا ہے۔ اب وہ کہاں جائے۔

سنیں!" اسنے کچھ سوچ کر دلاور کو پکارا۔۔ پر وہ سن کر نظر انداز کر گیا یا" جان بوجھ کر جواب نہیں دیا۔

تو قسیع نے کچھ الجھتے ہوئے اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔ اور سامنے والا منظر دیکھتے ہوئے وہ سٹپٹا کر کانوں کی لو تک سرخ پڑتی نظریں پھیر گئی۔

وہ اتھل پتھل دھڑکنوں سے پلٹ کر بے وجہ کھڑکی کے پٹ چیک کرتی ان پر پردے برابر کرنے لگی۔

ہمم!!" سین کے ختم ہوتے دلاور نے ہنکارہ بھرا پر تو قسیع نے حلق تر" کرتے ہوئے نفی میں سر ہلا دیا۔

تو پکارا کیوں؟" اسکے انکار پر وہ بھڑک اٹھا۔"

و۔۔ وہ میں کہنا چاہتی تھی کہ آپ نے دروازے بند کر دیئے ہیں" سب؟" اسکے بھڑکنے پر وہ گھبراتی ہوئی بولی

نہیں کر دینا خود سارا دن کرتی کیا ہو۔" وہ موو کو میوٹ کر کے" ریموو ٹ وہیں صوفے پر پھینک کر اٹھا اور ہڈی کو پھینکتے ہوئے اسنے تو قسیع کی

نظروں کے سامنے شرٹ اتاری۔

اسکے سرخی مائل چہرے پر شرٹ کو پھینکتے ہوئے وہ گن بیڈ پر رکھ کر بیلٹ ساتھ پھینکتا ہوا باتھ روم کی طرف بھر گیا۔۔وہ صرف اسے جاتے ہوئے بے بسی سے دیکھتی رہی۔۔۔

نواب صاحب کے تیور ہی اپنے گھونسلے میں آکر بدل گئے ہیں۔ تم" صرف واپس چلو پھر پورے حساب نالیے تو میرا نام بھی توقیع دلاور نہیں۔" وہ پاؤں پٹخ کر وہاں سے جانے لگی۔

ایک چور نظر جیسے اسکرین پر ڈالی وہاں رکے ہوئے دل دہلا دینے والے سین کو دیکھتے اسکی بے ساختہ چیخ نکلی۔
ہاہاہاہا۔۔"دفعتاً اسکی چیخ کو سنتے باتھروم میں بلند و بانگ قہقہہ" گونجا۔
جسے سن کر توقیع خجالت سے سرخ پڑتی وہاں سے جلدی سے نکلی مبادا وہ باہر آکر نا مذاق بنائے
وہ ڈرتی ہوئی ایک ایک قدم پھونک پھونک کر سیڑھیوں پر رکھ رہی

تھی۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں دروازے کھلے ہونے کی وجہ سے بھیڑیا اندر ہی نا آجائے۔

کاش وہ اپنی جوجو کو ساتھ لے آتی تو؟" اسکے دل سے ہوک اٹھی۔"

"استغفار کیا پتا وہ میری جوجو کو کھا ہی جاتا۔" بھیڑیے کی موجودگی کا سوچتے ہوئے وہ جھرجھری لیکر وہ جلدی سے ایک دوڑ میں کچن میں داخل ہوئی اور لائیٹ آن کرتے ہی دروازہ بند کر دیا۔

کچھ دیر میں وہ جلدی جلدی دونوں کا کھانا گرم کر کے ابھی ٹرے نکالنے کیلئے پلٹی ہی تھی اسی وقت ٹھاہ کے ساتھ ڈور اوپن ہوا۔

آہہ۔۔۔" وہ جو پہلے ہراساں تھی اس افتاد پر چیختی ہوئی پیچھے سنک سے" جا لگی۔

کیوں چیخ رہی ہو؟" آنے والے نے غصے سے زچ ہو کر پوچھا۔ تو قیع نے" مانوس آواز پر میچی آنکھیں ڈرتے ڈرتے ہوا کیں اور سامنے دہلیز پر ٹراؤزر میں کھڑے سفید چوڑے وسیع سینے کے مالک دلاور خان کو دیکھتے اسکی دھڑکنوں نے لے بدلی۔

وہ پہلے جو خوف سے دھڑک رہی تھیں اب اسکی اچانک آمد سے دھڑکنیں لگیں۔۔

وو۔ وہ مجھے لل۔۔ لگا وہ بھیڑیا۔۔" اسنے اعصاب پر سکون کرتے ہوئے"

گہرا سانس بھر کر جواب دیا۔
بھیڑیا نہیں ہے وہ۔۔ دلاور ہے۔" اسنے غصے سے باور کرواتے ہوئے قدم"
اندر رکھے اور ایک نظر اسکے ہولے سے کانپتے سراپے پر ڈال کر وہ چولہے
پر رکھے کھانے کو دیکھنے لگا۔

توقیع آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھنے لگی۔"دد۔ دلاور؟" اسے یقین نہیں آیا کہ وہ
ایک بھیڑیے کو دلاور کہہ رہا ہے۔

ہاں کیوں؟ تم لوگ ہی تو کہتے تھے دلاور ایک بھیڑیا ہے۔" وہ چبھتے کاٹ دار"
لہجے میں کہتا اسکے سامنے آگیا۔
میں نے تو۔۔۔ کہ۔ کبھی۔۔" اسکے الفاظ ابھی بیچ میں ہی تھے جب"
اسکے بازو کے نیچے سے ہاتھ لے جا کر نل کھولا پیچھے سے۔

اسکی قربت پر توقیع کے الفاظ منہ میں ہی الجھ کر کہیں پھنس
گئے۔ وہ اسکی اس جارت پر آنکھیں موند کر خاموش کھڑی رہ
گئی۔ اور اپنے لرزتے ہوئے ہاتھ اسکے بازو پر رکھے

اسکی حدت حرارت پر اسکے وجود میں سرد لہریں سی اٹھنے لگیں۔ ماتھے پر ننھے ننھے شبنم کے جگنو جگمگائے۔ وہ دعا کرنے لگی کہ جلدی وہ پیچھے ہو جائے تاکہ اسکی رکی ہوئی سانس بحال ہو۔۔

پر اسکی قربت خوشبو کو محسوس کرتا ہوا وہ خاموش کھڑا ہاتھ ہی کب سے دھوئے جا رہا تھا۔

ڈر رہی ہو؟" اسنے کان کے پاس بھاری گھمبیر سرگوشی کی۔ توقیع کا دل" اسکی دہکتی سانسوں پر تیزی سے اچھلا

نن۔ نہیں آ۔ آپ کو کھانا دینا ہے۔" اس سے اپنی پلکیں اٹھانا محال" ہو گیا اور وہ پوچھ رہا تھا ڈر رہی ہو۔

کیا بے نیاز انجان پن تھا اسکا۔

کھانا مجھے کھانا ہے پسینے تمہارے نکل رہے ہیں؟" اسنے ہلکا پھلکا طنز" کیا۔ توقیع نے سٹپٹا کر نفی کرتے ماتھے کو صاف کرنا چاہا تبھی ایک قدم مزید اسنے اسکی جانب اٹھایا جس سے وہ گھبرا کر سینے پر ہاتھ رکھ گئی۔

اسکی کمر سنک سے جا لگی تھی، اور دلاور کی قربت نے دماغ کی

حسیں ہلا دیں۔۔

لگتا ہے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں۔ میرے پاس تمہارے" لیے ایک زبردست سرپرائز ہے جسے دیکھنے کے بعد تم بالکل ٹھیک ہو جاؤ گی۔۔

ایسا کرو جاؤ سیدھا روم میں اور بیڈ پر رکھے ہوئے میرے لیپ ٹاپ کو اٹھا کر سامنے جو کلپ ہے اسے آن کرو اور مزے سے دیکھو۔۔ تب تک میں آتا ہوں، جاؤ شاباش۔۔" ایک بازو اسکی کمر میں حائل کر کے اسے پاس کیا اور دوسرے ہاتھ سے اسکی گال پر جھولتی ہوئی لٹ پکڑ کر انگلی پر لپیٹتے ہوئے چہرے پر سرد پھونک ماری۔ وہ ابتر ہوئی سانسوں سے اثبات میں سر ہلاتی گہرا سانس کھینچ کر رہ گئی۔

اسکی چہرے پر ٹکی نظروں کی تمازت سے توقیع کے گال دہک اٹھے، چہرہ اس عنایت پر انار رنگ ہو گیا۔

اسکے کہا تو تھا جاؤ دیکھو پر وہ آزاد تو نہیں کر رہا تھا حصار سے۔ بلکہ اسکی بالوں کی لٹ سے کھیل رہا تھا۔ رات کے تیسرے پہر کچن میں کھڑے ہو کر۔۔۔

اسنے ذرا سی نگاہ اٹھا کر اسکی انگلی کو دیکھا، اور اپنے تنفس کو سنبھالتے ہوئے وہ اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی تھی۔
وہ کھیل تو اسکی لٹ سے رہا تھا، پر اسکی سرد سرخ نگاہیں توقیع کے چہرے کا طائف کر رہی تھیں

نظروں کے اس تصادم پر دونوں کے دل ساتھ دھڑکے تھے۔ وہ ضبط کی تمام طنابیں توڑ کر اسکے بھرے بھرے گلابی پنکھڑیوں پر جھکنے لگا۔

س۔۔ سس۔ سنیں!" توقیع اسے پھیلی آنکھوں سے دیکھتی جب "
اسکی ناک کو اپنی ناک سے الجھتا ہوا پایا، دھک دھک کرتے دل کے ساتھ، اسکے دھڑکتے ہوئے دل کے مقام پر اپنا موم جیسا ہاتھ رکھتے، آنکھیں بند کر گئی۔
"!!اینجل"
دلاور تمام فاصلے سمیٹ لیتا اسی وقت خیری بوکھلاتا ہوا جیسے اندر داخل ہوا، انگلی جتنا فاصلہ ختم کرتے ہوئے، دلاور نے اس آواز پر بوکھلاتے ہوئے "جاؤ" کہہ کر قدم پیچھے اٹھایا۔۔

جج جی۔۔۔" توقیع کا دل خیری کی آمد سے اچھل کر سینے پسلیوں کو توڑنے لگا۔۔

آپ ٹھیک ہیں؟" نیند کے خمار میں ڈوبی ہوئی آنکھوں کو مسلتا ہوا وہ دھک دھک کرتے دل سے بولا۔۔

جہاں دلاور بے نیاز بن کر جلے ہوئے سالن کو دیکھ رہا تھا وہیں توقیع اسکے چوڑے وجود کی آڑ میں چھپ گئی۔ کہ نظروں کے سامنے بس اسکا چوڑا توانا بازو اور اس پر بندھی پٹی تھی۔

جی میں ٹھیک ہوں۔۔" اسنے اپنے دوپٹے کو سختی سے انگلیوں میں الجھایا۔ اور شکوہ کن نگاہوں سے دلاور کو دیکھا پر وہ تو جیسے سب کچھ کر کے بھی معصوم بن گیا تھا۔

البتہ خفت شرمندگی سے توقیع کی جان نکل رہی تھی۔

تھینک اللہ میں تو ڈر گیا کہ کہیں میری اینجل کو چوٹ تو نہیں لگی۔" وہ سکون بھرا سانس لیکر معصومیت سے بولا

اسکی اس معصومیت پر فوت ہونے کو آتے دلاور نے دانت پیسے۔ اور

ایک سخت گھوری سے اسے دیکھا۔۔

وو۔وہ میں سس۔سو رہا ہوں۔۔م۔میرا مطلب سو رہا تھا کہ "

اچانک اینجل کی چیخ سنی۔۔"خیری اسکے بگڑے تیور، سرخ شہد سرد تاثرات والی آنکھوں کو دیکھ کر الٹے قدم لیتا وہاں سے بھاگا۔

تم نے اسے اپنا نام اینجل بتایا ہے؟"وہ جو چھوٹے چھوٹے قدم لیکر وہاں "

سے خود بھی کھسک رہی تھی اچانک اسکی سرد آواز پر اچھل پڑی۔

نن۔۔نہیں اس۔اسنے ابھی نام ہی نہیں پوچھا۔۔خود کہہ رہا ہے۔۔کہ "

ماں تو اینجل ہوتی ہے۔۔"وہ اپنی انگلیاں پٹخاتے ہوئے شرمندگی سے بولی

اور اسکے جواب نا دینے پر نگاہ اٹھائی تو سامنے ہی اسے نئے سر سے کچھ

بناتے ہوئے پایا۔اسکی موجودگی میں توقیع نے جھوٹے منہ بھی یہ

نہیں کہا کہ میں کر دیتی ہوں بلکہ وہ مسلسل خاموشی سے پھر سے چھوٹے

چھوٹے قدم اٹھا کر جب دہلیز پار کی تو ایکدم تیزی سے دوڑ لگائی اور

بھاگتے ہوئے سیڑھیاں طے کیں۔۔

غلطی سے بھی نگاہ پلٹ کر نہیں دیکھی۔پیچھے کھڑے وجود کے لب

متبسم ہوئے بھاگتے ہوئے قدموں کی آہٹ پر۔۔

oooooooooo

روم میں آکر اسنے اپنی دھڑکنے بحال کیں، آئینے میں اپنے عکس کو دیکھتے ہوئے وہ ابتر دھڑکنوں کے ساتھ چہرے پر جھولتی ہوئی لٹ کو چھونے لگی۔

ایک چور نظر سی دروازے پر ڈالتے اسنے بے ساختہ اس لٹ کو لبوں سے لگایا۔ دوسرے لمحے اسکی پلکیں حیا سے گر گئی وہ دروازہ بند کر کے اس سے پشت ٹکا کر کھڑی ہو گئی۔

رفتہ رفتہ اسکے نزدیک آرہا تھا، شکر تھا خیر آگیا۔ سچ میں اسے جانے کیوں اسکی قربت سے جھجھک ہونے لگی۔

حالانکہ اسکا چھونا کوئی نیا نہیں تھا، وہ اپنے لمس سے اسے پور پور مہکا چکا تھا۔ پر اسکی پھر سے قربت کا سوچتے اسکی جان نکل نے لگی تھی۔

میں جتنا سوچوں گی مجھے اتنی ہی گھبراہٹ ہو گی۔ کنٹرول توقیع" ریلیکس۔۔" اسنے اپنے احساسات کو سمجھتے خود کو پر سکون کیا اور آنکھیں میچ کر ایک گہرا سانس فضا کے سپرد کیا۔

وہ چلتی ہوئی بیڈ کے پاس آئی، اور بیڈ شیٹ ٹھیک کرتے ہوئے اسنے

اسکے بکھرے کپڑے اٹھائے دوسرے میلے کپڑوں کے ساتھ رکھتے اسکی نیو موبائل، والٹ، گھڑی چابیاں اٹھا کر ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ کر وہ ابھی بیڈ کی طرف بڑھی تھی دفعتاً اسکی بات یاد آئی بیڈ پر چڑھ کر بیٹھتے ہی اسنے اسکی جگہ پر رکھے دلاور کے لیٹ ٹاپ کو اٹھایا اور گود میں رکھتے ہوئے اسنے آن کر کے سامنے موجود کسی جیکی نامی میل پر آئے ہوئے کلپ کو دیکھا اور ہیڈ فون کان پر لگاتے ہوئے اسنے کلپ پلے کیا۔۔۔

سامنے ہی دل دہلا دینے والا منظر تھا، جہاں کوئی گاڑی تھی۔ جسکے آگے پیچھے سے اچانک ٹکریں ماری گئی تھیں۔۔
وہ سفید لٹھے کی مانند رنگت سے دیکھ رہی تھی آنکھیں پھیلا کر۔۔
اسکے کانوں میں اچانک ٹھاہ ٹھاہ کی آوازیں گونجیں۔۔

بھائی!!! بھائی۔۔!!" دفعتاً وہ نوچ کھینچ کر ہینڈ فون سے نکالتی ہذیانی ہو کر چلا اٹھی۔۔
میرا بھائی۔۔ صام۔۔ صام۔۔" وہ روتی روم کے بیچوں بیچ گھٹنوں کے بل گر کر چلانے لگی تبھی وہ اسکی چیخوں پر افسوس کرتا ہوا روم میں داخل ہوا۔

کیا ہوا اینجل ؟" اسنے ہمدردی سے پوچھا۔"
دد۔دل۔۔دل میرا بھائی۔۔دل وہ گاڑی کسی اور کی نہیں میرے بھائی"
صام کی ہے دل۔۔وہ میرا صام ہے میرا شہزادہ بھائی ہے اللہ کے
واسطے دل اسے بچالیں۔۔۔دل اللہ کے واسطے دل میرے بھائی کو ان درندوں
سے بچالیں۔۔"وہ اسکی آواز سن کر گرتی پڑتی بھاگ کر اسکے قدموں
میں آئی اور چیختی روتی گڑگڑاتی منتیں کرتی اسکے سامنے ہاتھ جوڑ کر پھوٹ
پھوٹ کر رونے لگی۔۔

کیسے بچاؤں جانِ دل!وہ حادثہ ہو چکا ہے۔۔میں باہر تھا کسی کام"
سے۔۔پیچھے تمہارے اپنوں کے ساتھ ظلمات ہو رہے ہیں۔۔
شاید وقت نے کروٹ بدلی ہے۔سب تہس نہس ہو رہے ہیں
تمہارے اپنے۔۔بکھرتے جا رہے ہیں۔۔"وہ محبت سے پچکارتا ہوا اسکے
مقابل بیٹھا اور انگلی اسکی ٹھوڑی تلے رکھتے اسکا چہرہ بلند کر کے
دوسرے ہاتھ سے گالوں پر سے آنسوں سمیٹ لیے۔۔
توقیع کو لگا اسکے کانوں میں جیسے سور پھونکا گیا ہو۔وہ سائیں سائیں
کرتے کانوں، سن اعصاب کے ساتھ دلاور کا چہرہ دیکھنے لگی۔۔

تت۔۔ تہس نہس۔۔۔بب۔ بکھرے؟؟" اسکا لہجہ خوف سے "
کپکپا گیا۔۔
ہاں! اور تمہارے بھائی کو ہوش نہیں آرہا۔ مجھے سن کر دکھ ہو رہا ہے۔"
پہلے لڑکی سے ناجائز تعلقات کا الزام، پھر مرڈر کا الزام، گھر کی
چیکنگ اور اب یہ خطرناک حادثہ۔۔
تم نے پورا دیکھا ویڈیو؟ جہاں گاڑی سے باہر نکال کر اسکے سر پر کچھ مار رہے
ہیں اور تمہارے بھائی کی گردن نیچے لڑھک جاتی ہے۔۔؟؟" وہ اپنے سفاک
بے حس سرد لہجے میں بظاہرہ معصوم بن کر اسکے دل پر خنجر سے وار کر
رہا تھا۔

توقیع کا وجود ہی جیسے برف کی طرح ٹھنڈا پڑ گیا۔ اتنا سب کچھ
ہو گیا اور اسے کچھ پتا ہی نا چلا؟ وہ یہاں خوشیوں سمیٹ رہی ہے۔۔ اور
وہاں اسکا بھائی تکلیفیں۔۔۔

ششش!! رونا نہیں۔۔" دلاور نے سرزش کرتے ہوئے اسکے گالوں پر بہتے "
آنسوں انگوٹھے سے مسلے۔۔
تمہیں ایک ہمدرد،، مشکل وقت میں میری ہمسفر ہونے کے ناطے "

مشورہ دوں؟" اسنے کچھ سوچتے ہوئے استفسار کیا

توقیع سن اعصاب خالی ویران نگاہوں سے اسکے چہرے کو تک رہی تھی، جبکہ اسکے دماغی پردوں پر کچھ دیر کا گزرا ہوا وہ منظر لہرا رہا تھا

"مجھے تمہاری کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مجھ میں اتنی سکت ہے کہ میں اپنے یہ چار پانچ فضول کام خود کر سکتا ہوں۔ اگر تم یہ سب کر کے میری بیوی کی حیثیت سے رہ کر "سنیں" "دل" کہہ کر میرا دل جیتنے کی کوشش سے آئی ہو تو مخلص ہو کر بتا رہا ہوں سب فضول ہے۔۔
آج نہیں تو کل میں تمہیں خود ہی ہاتھ پکڑ کر چھوڑ آؤں گا، بہتر یہی ہے کہ ابھی جاؤ اپنے بھائی باپ کے پاس۔۔ آؤ!!" وہ کہہ کر اٹھا اور ساتھ شانوں سے تھام کر اسے بھی اسکے قدموں پر کھڑا کیا۔۔

"رکو میں کپڑے چینج کر لوں۔۔ ابھی اس اینجل کو اپنوں کو پاس پہنچاتے ہیں تاکہ کچھ شفا ملے انہیں۔۔" وہ اسکی خاموشی ویران آنکھوں کو دیکھتا گال تھپتھپا کر محبت سے کہتا بے ساختہ جھک کر اسکی پیشانی پر بوسہ دیا اور پیچھے ہوتے ہوئے وہ وارڈروب کی طرف بڑھا۔۔

وہ لمبا شادی والا دوپٹہ پہن لو اور وہ چپل بھی جو دادی حضور نے دی تھی۔""
اسکے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ ڈریسنگ روم میں بند ہو گیا۔۔

اسکے لبوں پر جاندار مسکراہٹ تھی جبکہ اسکے پیشانی پر لمس سے
اسکے کتنے آنسوں گالوں پر بہہ چلے تھے۔ اسنے بھی کچھ سوچ کر قدم
بڑھائے۔

وہ خود کو پر سکون رکھ کر، اپنی ضبط کی لگامیں تھام کر، سرخ آنکھوں سے دروازہ
کھول کر باہر نکلا۔۔
توقیع!" اسے اپنی جگہ پر ناپا کر اسنے بوکھلاہٹ میں پکارتے روم"
میں نگاہیں دہرائیں۔۔
تبھی نگاہ اٹھ کر سیدھا وہاں گئی جہاں وہ دامن پھیلائے کھڑی تھی۔ وہ
پتھر کا بن کر رہ گیا۔
وہ اسکے ساتھ چلنے کے بجائے جائے نماز پر کھڑی ہلتے ہوئے لبوں،
بہتی آنکھوں کے ساتھ کھڑی تھی وہیں جہاں اسے ہونا چاہیے تھا۔
وہ اللہ کے سامنے گڑگڑا رہی تھی اپنے بھائی کے لیے۔ وہ بے آواز روتی سسک

رہی تھی۔ کیونکہ اس بھائی نے کہا تھا ہار کر مت لوٹنا۔۔
پر اسکا دل یہ سب جان کر تکلیف سے پھٹ رہا تھا وہ بارگاہ الٰہی میں پھوٹ پھوٹ کر روتی سجدے میں سر رکھے اپنا دامن پھیلا چکی تھی۔۔

اسکی لہوں ہوتی آنکھوں سے آنسوں ٹوٹ کر نکلا، اور گالووں سے پھلستا بڑھی ہوئی شیو میں جذب ہو گیا۔
اسکے سر سے درد کی ٹیسیں اٹھنے لگیں، جن سے وہ پاگل ہو رہا تھا۔
بند کرو ناٹک۔۔ اگر اتنا ہی بھائی پیارا ہے تو جا کیوں نہیں رہی"
اسکے پاس دو غلی عورت۔۔" وہ غم و غصے سے دھاڑ اٹھا۔ توقیع مجبوری پر ہچکی بھر اٹھی۔
اور وہ بھی اپنی آنکھوں کے بہتے آنسوں شدت سے رگڑتا ہوا، زوردار لات شیشے کی ٹیبل کو رسید کرتے ٹھاہ کے ساتھ دروازہ کھولے وہاں سے آندھی طوفان کی طرح نکل گیا۔۔

oooooooooo

پلیز اماں مجھے ایک بار ملنے دیں۔۔ پلیز۔۔ وہ اٹھ جائے گا پلیز۔۔""

اسے جیسے ہوش آیا وہ بھاگ دروازہ کھولے باہر آئی، اور کوریڈور میں بیٹھی عائشہ خان،، تقویٰ زیدی سے ابھی تک اسے ہوش حواس کی دنیا میں نالوٹنے کا جان کر، وہ منتیں کرتی گڑگڑانے لگی تھی

عشی خود کو سنبھالو بیٹا سب ٹھیک ہو جائے گا، چلو گھر ان"
شاءاللہ صبح سب ٹھیک ہو جائے گا۔" تقویٰ زیدی اسکی بگڑی حالت کے پیش نظر اسے یہاں سے لے جانا چاہتی تھیں تاکہ گھر میں رہ کر اسے سنبھال سکیں یہاں رہے گی تو مزید دماغ پر ڈپریشن رہے گا۔
نہیں اماں اللہ کے واسطے اللہ کو پہچانے مجھے جانے دیں میں اسکے"
بغیر ایک منٹ سکون کی سانس نہیں لے سکتی کیوں نہیں سمجھتے آپ لوگ کچھ نہیں ہے میرے پاس ان کے علاوہ۔۔۔
باپ خاموش پڑا ہے، اس پر میرے چیخنے چلانے رونے سسکنے کا "فرق نہیں پڑتا، بھائی منہ موڑ گیا ہے۔۔۔
ششش عرشی۔۔" تقویٰ نے دلاور کا راز فاش کرتے دیکھ کر گھبراتے" اسکے منہ پر ہاتھ رکھا۔

جانے دیں آپ مجھے اماں۔۔۔مام آپ کچھ کہتیں کیوں نہیں؟"وہ"
خاموش بیٹھی اپنی ماں کے پاس آئی اور انکے گھٹنوں پر سر رکھ کر
سسک پڑی۔۔

صبح کے پانچ بج رہے تھے، سب اپنے اپنے گھر روانہ ہو گئے تھے۔ تمام دعاؤں سے نوازتے ہوئے۔ اب یہاں صرف عرشیہ تقویٰ زیدی، عائشہ خان، موجود تھے۔

ساحل تو دریاب کے پاس جانے والا تھا، پر فیری جانتی تھی اگر اس وقت وہ اسکے پاس گیا تو لازماً اب شک کا دائرہ دریاب کے گرد جائے گا، اور جب تک بات سمجھے گا تب تک شاید کوئی بڑا ہنگامہ ہو جائے۔

یہی سب سوچ کر اسنے ساحل کو مطمئن کیا اور کیس کی طرف توجہ دلا کر سیدھا گھر لے گئی اسے۔

حیدر حجاب شاہ بھی اپنے گھر چلے گئے، ہارون زریش شاہ بھی انکے ساتھ فجر کی نماز کے کچھ وقت پہلے نکلے۔

بازل بھی گھر گئی تھی تاکہ کچھ بنوا کر انکے لئے بھیج سکے۔ صائم زیدی نے زبردستی صارم کو بھی بازل کے ساتھ بھیجا تھا، کیونکہ انہیں اب

دشمنوں پر یقین نہیں رہا تھا وہ کسی وقت کسی کو بھی اکیلا دیکھ کر ٹارگیٹ کر سکتے تھے۔۔

زیاف بہت بے چین تھا صام سے ملنے اسکی طبیعت جاننے کیلئے پر ابھی وہ پولیس اور صائم زیدی کے ساتھ واردات والی جگہ گئے ہوئے تھے۔

پیچھے صرف چار پانچ لوگ ہی بچے تھے۔

"جانے دو تقویٰ، ملنے دو اسے۔۔" عائشہ اپنی آنکھیں دوپٹے سے پونچھتی جھک کر بیٹی کے سر پر لب رکھے غم زدہ سی بولیں۔۔

عرشیہ نے سسکتے ہوئے انکے ہاتھ پکڑ کر چوم لیے۔

"عرشیہ خبردار اگر خود کو ذرا سی بھی تکلیف دی۔ پھر مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔" انہوں نے اسے بھاگتے دروازے کی طرف جاتے دیکھ کر وارن کیا۔۔

وہ لب دانتوں میں دبائے سر ہلا گئی۔

"کیا تمہارا جانا لازمی ہے؟ اسکی حالت ایسی ہے جہاں تمہارا جانا رونا اسے مزید نقصان پہنچا سکتا ہے عشی!" کب سے خاموش

سائیڈ کھڑے فارس نے لب کشائی کی۔

اسکی بات میں مضبوطی تھی جس نے عرشیہ کے قدم جکڑ لیے۔
میری مانو تو اسے علاج کرنے دو، اگر پھر بھی تم اسکے پاس جا کر"
اسکے سامنے رونا چیخنا چاہتی ہو تو جاؤ کرو شوق سے پھر اسکی موت کی
ذمہ۔۔۔۔

شٹ اپ فارس!!"موت لفظ پر وہ ایکدم سے بپھر کر غرا اٹھی"
وہ کمزور نہیں۔۔ صمصام زیدی ہے۔۔ دشمن اپنی اوقات سے گر"
جائیں گے پر اسے کچھ نہیں کر سکیں گے۔ پر جب وہ اپنی اصلیت پر آ گیا
تو چھوڑا گا نہیں انہیں۔۔ میرے ایک ایک آنسوں کا بدلہ لے گا۔۔"وہ
چیخ کر کہتی ٹھاہ کے ساتھ دروازہ بند کر گئی۔
یہ ایسے کیوں مجھ سے بیہیو کر رہی ہے؟؟ کیا میں نے کیا ہے یہ"
سب؟؟" دیوار ہر ہاتھ مارتے وہ دبے دبے غصے سے گویا ہوا۔۔

جبکہ فلمی ڈائیلاگ پر، مسکراہٹ ضبط کی، بظاہرہ ضبط سے سرخ
چہرہ لیے وہ ایک نظر عائشہ خان پر ڈالتا تیزی سے وہاں سے

نکلا۔۔

فارس غلط سمجھ رہے ہو فارس۔۔"عائشہ خان نے" گھبراتے ہوئے پیچھے سے کہا پر تقویٰ نے پاس بیٹھ کر اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے اپنے حصار میں لے لیا۔۔"تقویٰ یہ سب کیا ہو رہا ہے؟"

سب ٹھیک ہو جائے گا رب کی آزمائشیں ہیں ان شاءاللہ اللہ پر" یقین ہے سب ٹھیک کر دے گا وہی۔ آئیں میں آپ کچھ آرام کر لیں کب کی بیٹھی ہوئی ہیں آپ۔ پھر طبیعت خراب ہو جائے گی۔۔۔" تقویٰ انہیں حوصلہ دیتیں ساتھ لے کر اٹھیں۔۔

اگر پیچھے اسنے پھر کچھ کیا تو؟"انہوں نے گھبراتے خوفزدہ ہوتے" پوچھا۔

اللہ نہیں کرے گا ایسے۔ میں نے سمجھایا ہے اسے۔وہ کبھی حرام" موت کو نہیں سوچے گی۔"تقویٰ اسے اپنے ساتھ لیکر وہاں سے چلی گئی اپنے کیبن کی طرف۔۔۔

ooooooooooo

عرشیہ نے دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ قدم اندر رکھا، آنکھیں میچ کر وہ اندر داخل ہوتی ساتھ ہی دروازے سے پشت ٹکا کر وہ سسک اٹھی۔
اسکی حواسات پر چھائی ہوئی خوشبو، اسکا احساس، اسکی موجودگی، اسکی سانسوں کی آوازیں۔۔
سب نے ملکر اس نازک سی جان کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔۔وہ مزید پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

ناچیخوں نافریاد کروں۔پر کیوں؟ مجھے پل پل اذیت دیکر کہتے ہیں آواز نانکالو۔۔"وہ" آواز دبا کر ہچکیاں بھرنے لگی۔

وہ نہیں دیکھ سکتی تھی اسے بے جان ساکت، خاموش، بے آواز، بغیر روب، بغیر غصے کے۔۔
اسنے صرف اسے تنگ کرنے کیلئے اگنور کیا تھا۔اسے کیا معلوم تھا وہ اس طرح اگنور کرے گا کہ ناغصہ نا اسکی باتوں کو سہنا ناہی چہرہ متغیر ہو کر خود پاگل ہو جانا۔۔

یہ کیسی الفت ہے تمہاری صام؟؟ جس میں صرف مجھے اذیت ملتی ہے۔ کبھی مجھے توڑنا، کبھی مذاق بنانا، کبھی نفرت کرنا، کبھی جنون بنانا، کبھی سانسوں میں اتارنا، تو کبھی خاموش ہو کر بے مول کر جانا۔۔" وہ چیخ چیخ کر رونا چاہتی تھی، اسے جھنجھوڑنا چاہتی تھی پر اس میں اتنی سکت نہیں تھی نگاہ اٹھا کر اسے دیکھ سکے۔

اسے لگا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے، پر وہ اسکا وہم تھا۔ اسے لگا وہ اسے گھور رہا ہے۔ پر یہ بھی وہم تھا۔۔

میں ہر خواہش تمہاری پوری کروں گی۔ چاہے تو انگڑائی بھی لوں گی۔" تمہاری سانسوں میں سانسیں لوں گی۔ تمہارا غصہ برداشت نہیں کروں گی۔۔

تم ایک سناؤ گے میں ہزار سناؤں گی، تم معافی کا کہو گے میں تمہارا منہ توڑ دوں گی۔ میرے ساتھ ایسا مت کرو صام۔۔" وہ ٹوٹ کر روتی ہوئی رکی۔۔ اور گہرا سانس کھینچا۔۔

جس سے اسکی گردن کا گڑھا اور مزید خوبصورتی سے نمایا ہوا۔۔

چاہے تو مجھے بدتمیز لڑکی کہہ دو۔ پر اس طرح خاموشی کیوں؟""

اسنے اذیت سے پوچھا پر ہر سوال کا جواب ندارد

کیوں صام؟؟؟" اسنے چیخ کر پوچھا۔"

کیونکہ !الفت نہیں جنون ہو تم۔" دفعتاً ایک جست میں تمام" فاصلے سمیٹ کر اسکی گردن میں چہرہ چھپاتے ہوئے اسنے جنونی انداز میں خوشبو اپنی سانسوں میں اتاری۔۔

آہہ۔۔۔" اسکی شدت جنون سے عرشیہ کی سانسیں اکھڑ" گئیں۔ پر اسنے الٹا مزید اسکی ساری مہک خود میں سمیٹنے کیلئے اپنی پوری قوت لگا کر سانس کھینچا۔ وہ تڑپ کر مچلی۔۔

صام!" اسکی اس اچانک افتاد پر دبی دبی سی چیخ نکل گئی۔ بوکھلا کر" اسنے اپنی پوری آنکھیں وا کیں اور سنہری آنکھوں کو پھیلا کر دیکھا تو سامنے بیڈ کو خالی پایا جہاں اسے ہونا چاہیے تھا وہ جگہ بالکل ویران تھی۔۔
تم نے کہا تھا تم مجھے اپنی ساری سانسیں دے دو گی۔۔ دو مجھے۔۔" اسنے" اسکے کان میں سرد سی سرگوشی کی۔۔
اسکے اس بدلے انداز پر عرشیہ کی جان اسکے ہاتھوں سے نکلنے لگی۔

وہ کب ہوش میں آیا؟ کب اسکی سمت بڑھا؟ اسے کیوں خبر نا ہو سکی۔۔

یی۔۔ یہ کیا کہہ رہے ہو؟؟" خوف سے اسنے ہکلا کر پوچھا۔ اسکا دل" ہی جیسے بند ہو گیا تھا، اسکی جگہ اسنے پورے وجود میں صرف اسکے دل کی دھڑکنوں کو محسوس کیا تھا۔۔ اسکا جنونی انداز اسکی سانسیں چھین گیا۔

تت۔۔ تم زندہ ہو؟؟؟" وہ ششدر سی اسے چھونے کیلئے ہاتھ آگے بڑھانے" لگی تھی کہ ایکدم سے اسکی کلائیاں جکڑ کر دروازے کے ساتھ لگا دیں۔۔ عرشیہ کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔

تمہیں کیا لگا تمہیں ایسے ہی چھوڑ کر مر جاؤں گا؟" وہ تمسخرانہ" ہنسا۔

اسکی آنکھیں حد سے زیادہ پھیل گئیں جب وہ ناک کی سیدھائی میں سانسیں لیتا ہوا اسکے کان کے پاس آیا۔۔ وہ بت بن کر سن سی کھڑی ہو گئی۔

اسکی آنکھوں سے تیزی سے آنسوں گرنے لگے۔۔

لے لو جان بھی لے لو۔۔ پر مجھے اجازت دو میں تمہاری جان لے لو"

جھوٹے انسان۔۔" وہ ایکدم روتی چیختی جھٹکے سے کلائیاں چھڑوا کر اسکے کندھوں پر مکے مارنے لگی۔۔

کون سا جھوٹ بولا ہے میں نے؟؟؟" وہ غصے سے دریافت کرتا اسکی" کلائیاں جھٹکے سے واپس پکڑ گیا۔۔

تم کب سے ہوش میں ہو؟؟؟" وہ بپھر کر غرائی۔۔ صام نے لہو" رنگ آنکھوں سے اسے دیکھا۔
اگر میں کہوں میں ہوش میں ہی تھا تو؟" وہ پیچھے ہو کر ابرو اچکاتا ہوا بولا" اور پینٹ کی جیب میں ہاتھ پھنسا لیا۔

نڈھال سی عرشیہ نے گہرے گہرے سانس لیتے ہوئے سنہری سرخ خونخوار نظروں سے اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھا اور سر پر بندھی ہوئی پٹی کو نظروں کے حصار میں لیا۔۔

تو میں یہی کہوں گی کہ تم ایک انتہائی کے ذلیل شخص ہو۔۔ کیوں کیا" ایسا؟؟" وہ چلا کر اسکے کالر کو مٹھیوں میں جکڑ گئی۔۔

ہاہاہاغلط!!"صام نے جھٹکے سے اسکے ہاتھوں سے کالر آزاد کرواتے ہوئے" قہقہہ لگایااور اسکی نفی کی۔۔

کیونکہ میں اپنے نام کاایک ہوں۔"وہ اسکے سراپے کو گہری نگاہوں" سے دیکھنے لگا۔

الجھے بکھرے بال،نیلا گھٹنوں کو چھوتا فراک،اور گھیر دار شلوار پر بے ترتیب سا دوپٹہ۔۔

اسکی بالوں کی بندی ہوئی چوٹی سے نکلی الجھی سی الٹیں اسکے بھیگے گلابی گالوں سے چپکی ہوئی تھیں،متورم سوجھے پپوٹے والی سنہری سرخ آنکھیں، سرخ چھوٹی سی ناک،گلابی کانپتے ہوئے لب۔۔باقی کا فاصلہ طے کرتے ہوئے۔۔

اسنے دلکشی سے مبہم سی مسکراہٹ لبوں پر سجاتے ہوئے،نچلہ لب دانتوں میں دبایا۔۔

کیوں کیا تم نے ایسا صام؟تمہیں شرم نہیں آئی؟اگر تمہیں ہوش" تھا تو تم نے ہمیں جواب کیوں نہیں دیا؟سب کو اتنا رلایا،اتنا پریشان کیا۔۔بابا صارم اماں مام سب کتنے روئے تھے۔۔"وہ اسے شرمندہ کرنے لگی پر وہ صام ہی کیا جو شرمندہ ہو جائے۔

یہ سچ تھا کہ اسے جب سر پر چوٹیں لگائی گئی تھیں تب وہ اپنے حواس برقرار نہیں رکھ پایا تھا۔ پر جب وہ چیخ کر اسکی سمت لپکی اسے جھنجھوڑنے لگی تھی تب وہ ہوش میں تھا اور جان بوجھ کر خاموش پڑا اسکے ضبط کا امتحان لے رہا تھا۔۔

معلوم ہوا اگنورنس کیا ہوتی ہے؟" وہ اسکے قریب ہوتا چہرے پر" جھک کر جتاتے ہوئے گویا ہوا جس کے ساتھ عرشیہ کے سر پر جیسے دھماکے ہوئے

تت۔۔۔ تو۔۔۔" اسکے الفاظ ہی جیسے سب ختم ہو گئے تھے۔ وہ اپنا سر" پکڑ گئی۔۔

صام نے بے فکری سے کندھے اچکائے۔۔

تو کیا یہ سب تم نے اسلئے کیا؟" وہ پوچھتے ہوئے ہکلا گئی"

کیسا شخص تھا؟ کیا انسان تھا یہ؟ کیسے اپنے ماں باپ بھائی کو رلایا تھا۔۔ کس طرح اسے تڑپایا تھا۔۔

اگر وہ ہوش میں تھا تو انہیں جواب صرف اسلئے نہیں دیا کیونکہ

انہوں نے اسے اگنور کیا تھا؟

تم میں احساس نام کی چیز ہے صام؟ آج تم مجھے بس اتنا جواب " دو کہ تم میں احساس ہے؟" اسکا چہرہ اسکی بے حسی پر سرخ پڑ گیا تھا۔

وہ اس انسان کا کچھ کر نہیں سکتی تھی ورنہ دل چاہ رہا تھا آج اسکا حقیقت میں کچھ کر دے۔

وہ اسے اتنی سی اگنورنس پر اتنا ستانے لگا تھا۔۔ کہ وہ خود کو ہی ختم کرنے لگی تھی۔۔

تمہیں اندازہ ہے میں اپنی جان دینے لگی تھی؟" اسنے بہت مشکل سے " اپنے آپ پر کنٹرول کیا ورنہ نصیب میں ایسے بے حس شخص کو پا کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑتی۔۔

تو تمہیں یہ کب سے لگنے لگا جب تم اگنور کرتی ہو تو میرا دل تمہیں " پھولوں کا ہار پہنانے کا کرتا ہے۔" دفعتاً وہ بپھر گیا۔ اسکی غراہٹ پر عرشیہ کانپ گئی۔

کب اگنور کیا میں نے تمہیں؟؟" وہ چلائی"
صام ٹھٹھک کر اسے دیکھنے لگا۔ "تو تمہیں نہیں پتا تم مجھے کب اگنور کرتی ہو؟" وہ سرد لہجے میں پوچھتا قدم اسکی طرف اٹھانے لگا۔
عرشیہ کو جانے کیوں آج اس مطلبی بے حس شخص سے خوف آیا۔۔
اسنے جب اس کے وجود کی خوشبو کو خود میں جذب کیا تھا تب ہی وہ اسے کوئی عجیب سا لگا۔۔

کیا تمہیں میری بات بے مقصد لگتی ہیں؟" اسکے بھاری ہاتھ "
عرشیہ کے کندھے پر جیسے ہی جمے وہ روح تک سرد پڑ گئی

صص۔۔صام تم پاگل ہو چکے ہو۔۔سچ میں سر پر لگی چوٹوں نے تمہارے "
دماغ پر اثر کر دیا ہے۔۔" اسکا لہجہ کپکپا گیا۔ وہ ہراساں نظروں سے اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔

ہاں ہوں میں پاگل بھی۔۔اور نفسیاتی بھی۔۔تمہاری خوشبو، موجودگی، لمس، "
انگڑائی، نیند، خمار بھری آنکھیں، بھاری سانسیں، جھکی پلکیں۔۔
کانپتے لب، لرزتا ہوا سراپا۔۔

سب نے ملکر مجھے پاگل کیا ہوا ہے۔۔" وہ جھٹکے سے کھینچ کر اسے پاس کرتا ہوا جنونی ٹھنڈے ٹھہرے انداز میں بولا۔۔

وہ آنکھیں حیرت کے جھٹکے سے پھیلا کر اسے دیکھنے لگی۔۔
مجھے تم سے بات کرنا ہی نہیں چاہیے۔ میں فضول ہوں، بے مول ہوں" میں کوئی اوقات نہیں میری۔۔ کچھ نہیں میں تمہارے آگے۔۔
تمہارا دل جو کرتا ہے کرو مسٹر صمصام زیدی میں جا کر تمہارا چہرہ سب کے سامنے بے نقاب کروں گی۔ پھر تمہیں بابا بتائیں گے۔
کبھی تمہارے پاس۔ سسس۔۔۔۔" وہ جس تیزی سے کہتی وہاں سے پلٹ کر بھاگنے لگی تھی اسنے اسی برقی رفتاری سے اسکی کمر میں بازو حائل کر کے جھٹکے سے کھینچا۔
وہ لہراتی "آہ" کرتی سیدھا اسکے چوڑے وسیع سینے سے ٹکرائی اور حد سے زیادہ پھیلی آنکھوں سے جیسے اسکی آنکھوں میں دیکھا اگلے ہی لمحے صرف اسے خود پر جھکتے ہوئے پایا۔۔
وہ کس طرح اسے پاس آنے سے روکتی؟ وہ اس وقت جتنا اسکے پاس آگیا تھا اسکی شدت نے سانسیں جکڑ لیں۔

اسنے سخت ہراساں ہوتے مزاحمت کی۔ پر اسنے الٹا دوسرا بازو بھی اسکی نازک کمر میں حائل کیا اور اسے اٹھا کر اپنے بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔

کتنا دور جانا ہے؟ مجھے بتاؤ میں اتنے فاصلے مٹاؤں۔۔" وہ اسکے ہونٹوں کو آزادی بخش کر اسے اپنی جگہ پر بیڈ پہ منتقل کرتا اسکی آنکھوں میں جتاتے ہوئے دیکھنے لگا۔۔

عرشیہ نے آنکھیں میچ کر اپنی ابتر سانسوں کو کھینچا۔۔

لگتا ہے تمہیں آکسیجن ماسک کی ضرورت ہے۔" وہ استہزائیہ ہنسا۔۔

تم مجھے ایک ہی دفعہ موت دے دو۔۔" وہ روتی غصے سے بولی۔۔"

اتنی آسان کر دوں تمہاری زندگی؟" اسکے سوال پر وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔۔"

میرا گناہ؟" اسنے سسکی دبا کر پوچھا۔"

تمہارا گناہ!! صمصام زیدی کو نظر انداز کرنا۔ میں نے تمہیں شروع دن سے کہا تھا میں ہوں نفسیاتی۔۔ تم نے ایک خود میں گم رہنے والے

شخص کو نفسیاتی بنایا ہے تو اب برداشت کرو مجھے۔۔۔
ابھی تو تمہاری زندگی وہ بناؤں گا کہ تم میرے بغیر سانس لینا بھی بدترین جینا سمجھو گی۔" اسنے سرد لہجے میں کہتے ہوئے اسکی سرخ آنکھوں میں دیکھا
عرشیہ کا تنفس بگڑنے لگا اسکے ارادے جان کر۔۔
بب۔۔باہر سب موجود ہیں۔۔" اسنے احساس دلانا چاہا۔۔پر وہ اسکی" انگلیوں سے انگلیاں پھنسا کر بغیر اپنے ہاتھ پر لگے سٹیچز کا خیال کیے۔اسکی آنکھوں میں اترتا ہوا روح پر قابض ہوتا اسکی سرخ ناک کو لبوں سے چھو کر اسے دیکھنے لگا۔۔
وہ لب دبائے اب اسکے ارادوں کو جان کر اپنے ارد گرد خطرے کہ گھنٹیاں محسوس کرتی چور نگاہوں سے بند دروازے کو دیکھنے لگی۔۔
اسنے اپنا حلق تر کیا جب وہ اسکی خوشبو کو پھر سے خود میں جذب کرنے لگا۔وہ اسکے جادوئی لمس پر اپنی لرزتی ہوئی پلکیں میچ گئی۔۔
اسنے گردن پر سے اپنی ناک سہلاتے ہوئے اسکے رخسار کو سہلایا اور اسکی مدھم چلتی ہوئی سانسوں میں گہرا سانس لیتے ہوئے اسکی بند آنکھوں پر اپنے ہونٹ رکھے۔۔

ص۔صام تمہیں اپنی مام کو اا۔ایٹلیسٹ اا۔۔اپنے زز۔۔زندہ۔۔ہونے ہونے کا"
بتانا چاہیے۔۔"اسنے اپنے چہرے کے نقوش پر اسکا شدت
بھرا لمس اور جھلساتی ہوئی سانسیں محسوس کرتے ایک ٹوٹی پھوٹی
کمزور سی کوشش کی۔

پہلے اپنی بیوی کو یقین دلادوں کہ وہ مرنے کی غلط فہمی دماغ سے نکال دے۔۔"
اسے چھوڑ کر تو میں مرنے سے رہا۔۔"وہ تمسخرے سے کہتا ہوا اسکی
بے بس حالت پر محظوظ ہوتے اسے بالکل قید اور اپنے سامنے بے بس
کرتے اسکے ہونٹوں کو فوکس میں لیکر شدت سے جھک گیا۔
اسکی شدت کو محسوس کرتے ہی عرشیہ نے اپنی انگلیوں کی گرفت
صام کی انگلیوں پر سخت کر دی۔۔

یہ تو اسکے دماغ میں اچھی طرح سے آگیا تھا کہ وہ ذرا سی اگنورنس پر
اسکی جان لینے کے در پر آسکتا ہے۔
اسنے جن اور انسان کی سٹوری ثمن سے سنی تھیں، جس میں ایک
پاگل سا جن لڑکی کا دیوانہ ہو جاتا ہے، اور اس سے چمٹ جاتا ہے
اسکی زندگی ناسور کر کے۔۔

ٹھیک ویسے ہی آج خود پر جھکے صمصام زیدی کے حصار میں خود کو پا کر وہ ایسا فیل کر رہی تھی۔

وہ بھلے دنیا کے سامنے مضبوط ثابت ہو جائے،، پر یہ پاگل شخص اسے کبھی اپنے سامنے نہیں ہونے دے گا۔

وہ اپنے ذرا سے اگنورنس کا اس سے اس طرح تڑپا کر بدلہ لے سکتا ہے۔ اسے نہیں بلکہ جس جس نے اسے نظر انداز کیا انہیں اس طرح تڑپا سکتا ہے

تو کیا وہ بھی پشت پر اسکا مذاق اڑانے پہ اسکا حساب لے اس سے؟ وہ بھی اسے مارنے مقام پر آجائے؟

وہ شدت سے دعا کرنے لگی کوئی آجائے اور آکر اس دیو سے اسکی جان بچا لے۔ پر قسمت اس قدر خراب ثابت ہوئی تھی کہ کسی نے بھی ایک منٹ کیلئے دروازے کو ناک نا کیا۔

مجبوراً اسے ہی اپنا بچاؤ کرنے کیلئے اسکی گردن میں چہرہ چھپا کر اسکے تنگ حصار میں سمٹنا پڑا۔۔

oooooooooooo

آہہ۔۔"اسنے جیسے بھاری بوٹ کی لات نیچے ہاتھ جوڑ کر بیٹھے وجود کو ماری" اسکی اس سفاکیت پر چیخ بلند ہو گئی۔۔

چیخ اور چیخ سالے۔۔ایک کام ڈھنگ سے نہیں کرپایا۔۔"وہ خونخوار" بپھرا ہوا ہانپتا اس وجود پر ایک کے بعد دوسری ٹھوکر مارنے لگا۔
مم۔۔معاف کردو ہمیں میں نے بہت پیٹا تھا اسے بہت ٹکریں" ماریں پھر بھی وہ بچ گیا۔"اسنے ڈرتے کراہتے ہوئے کہا۔۔

شٹ اپ۔۔۔بکواس کر رہا ہے کچھ نہیں ہوا اسے۔۔ٹھیک ٹھاک " ہے۔۔ٹرک کے اگر ٹکر لگتے کیا وہ بچ جاتا؟جب باہر نکالا تو ایک گولی بھی نہیں مار سکتے تھے؟"دوسرا وجود دھاڑتا اسکی آواز حلق میں دبا گیا۔۔

کیسے مارتے ٹکر فوراً سے اتنے لوگ پہنچ گئے اگر گولی مارتے تب تک اپنی" جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے۔۔"وہ ڈرتے ہوئے بولا۔۔

دیکھا دیکھا اسے اپنی جان کی پڑی تھی۔۔ "ٹیبل پر لات مار کر وہ"
غرایا۔۔۔
ریلیکس ہو جاؤ! یہ ہار نہیں ہے۔۔ ابھی کھیل بڑا ہے۔۔ دوسرا"
ٹارگیٹ لو اس میں الجھاؤ۔۔ اور الجھاتے جاؤ ہار خود دیکھو گے کس
کی ہو گی ہاہاہا۔۔۔ "اسنے مکروہ قہقہہ لگایا۔ وہ مٹھیاں بھینچ گیا۔۔

ٹرک والوں کا کیا کرنا ہے؟ ڈاکٹر صائم زیدی تو انکے پیچھے خود پڑ گیا ہے"
ہاتھ دھو کر۔۔ "اسنے کہتے سگریٹ کا گہرا کش لیا اور ٹانگ پر
ٹانگ چڑھائی۔۔۔

آسان سا حل ہے۔ ایکسڈنٹ بہت ہو رہے ہیں آجکل۔۔ دونوں کا"
بلاسٹ کروادو۔۔ "اسنے حکم دیا وہ سوچ کر سر ہلا گیا۔

اور اس کا کیا کرنا ہے؟" اسے سوچوں میں گم دیکھ کر متوجہ کیا اور"
سامنے بندھے ہاتھ والے وجود کو دیکھا

کافی دن سے تم نے انکو اؤنٹر نہیں؟" اسنے طنزیہ پوچھا"

دوسرے وجود نے بے ساختہ قہقہہ لگایا۔۔
مصروف اتنا کر دیا مجھے موقعہ نہیں دیا کسی نے۔۔" اسنے آنکھ دبائی اور "
معنی خیزی سے بولا ساتھ ہی وہاں موجود تمام وجود کے قہقہے بلند تھے سواء
ایک دو کے۔۔

انکے قہقہوں کی وجہ جان کر بندھے ہوئے وجود کا حلق خشک ہو گیا۔۔
"ہہ۔۔ ہمیں معاف کر دو مم۔۔ میں مار دوں گا اس۔۔ اسے جج۔۔ جسے
کہو گے پر مجھے مارو نہیں۔۔ میں سچ میں مم۔۔ مار دوں گا اسے۔۔۔" وہ روتا
گڑگڑانے لگا۔

تمہارا اب جینا کا مقصد نہیں ہے۔۔ گھر جا کر بھی تو تمہیں صرف "
رونا ہی ہے۔۔ اسلئے یہیں اپنا شوق ختم کرو اور جو بعد میں خواہش کرو
گے وہ ہم تمہاری پہلے ہی پوری کر دیتے ہیں۔۔* اسکے کہتے سامنے بیٹھے
سگریٹ کے کش لیتے وجود کو آنکھ دبائی وہ سر ہلا کر قہقہہ لگا اٹھا۔۔

مجھے ایک کام سے جانا ہے۔ ختم کرو اب یہ میلو ڈرامہ۔۔" وہ "
بیزاریت سے کہہ کر اٹھا۔

یہ میلو ڈرامہ تمہاری وجہ سے لگا ہے۔۔" وہ پیچھے سے بولا۔۔"
بس اب جتاتے رہو۔۔" اسنے اکتاہٹ سے کہتے قدم وہاں سے نکال"
لیے۔۔
مجھے افسوس ہے کہ ہم ایک بندے کو دوبارہ کسی دوسرے کام پر نہیں"
لگا سکتے یہ ہمارے رول کے خلاف ہے۔" اسنے کہنے کے ساتھ ہی
بیلٹ میں لگی ہوئی گن کو نکالا اور اسکی پیشانی کا نشانہ لیا۔۔

oooooooooo

یہ لو!" اسنے ایک بھرپور نظر روتی ہوئی جیزی پر ڈال کر پیپرز اور"
ایک لفافہ سامنے چیئر پر پرسکون جھولتی ہوئی ایلی کی گود میں پھینکا۔

بوبی کی آواز پر ایلی نے بے چینی سے آنکھیں کھولیں اور ایک نظر سامنے
کھڑے بوبی پر ڈال کر اپنی گود میں دیکھا۔۔

تمہیں میری قسم ایلی مت کرو ایسا پلیز۔۔" وہ غصے سے روتی ہوئی حلق"
کے بل چیخی۔۔

پر وہ جنون میں آکر بالکل اندھی ہو چکی تھی، اسے کچھ اچھا برا سمجھ نہیں آرہا تھا۔ اسے بس بازل چاہیے تھی اور کسی بھی حال میں چاہیے تھی۔
یہاں تک کہ وہ اپنے اس جنون کے پورا کرنے کیلئے ایک بڑی قربان دینے والی تھی۔

شٹ اپ!!" وہ الٹا اس پر چیخی۔ اور پاک جانے کیلئے جعلی" پیپرز دیکھنے لگی۔
یہ بہت مشکل سے میں نے حاصل کیے ہیں۔ بہت منتیں پیسے" خرچ کیے ہیں۔۔" وہ جیزی کے مقابل بیٹھتا ہوا بولا۔ اور اسکے سلکی بالوں کو چھوا۔۔

ڈونٹ ٹچ می باسٹرڈ!! پلیز پلیز ایلی مجھے جانے دو پلیز ایلی۔۔" وہ بوبی" کے تیور دیکھتی اسکا ہاتھ جھٹک کر اپنی بہن کی ٹانگوں کو پکڑے منتیں کرنے لگی۔
پر وہ لاپرواجیسے سن ہی نہیں رہی تھی خاموشی سے پیپرز، فوٹو شوٹ کو دیکھنے لگی۔ اسکے لبوں پر جاندار مسکراہٹ تھی یہ سوچتے ہوئے کہ یہ چند فوٹ ہی بازل کے دل کی ساری آئی بغاوت ختم کر دیں گے۔۔
وہ خود چل کر آئے گی اسکے پاس اور وہ اسے لیکر واپس سے چلی جائے

گی۔ ویسے بھی اسنے سناھا جعلی پیپرز کے ذریعے بھی بہت سے لوگ آتے جاتے رہتے ہیں۔
بازل کے ساتھ وہ بھی واپس آجائے گی۔۔

تو اب تم نے کیا سوچا؟" بوبی اسکی خاموشی اور جیزی کی"
گڑ گڑاہٹ سے اکتا کر بولا
کیا سوچنا ہے؟" وہ ابرو اچکا کر بولی۔۔"
آں ہاں ڈارلنگ! ایسی بلیک میلنگ مت کرنا، سوچنا بھی مت کیونکہ "
میں ختم کروانے والے کام بھی کرتا ہوں۔ ایسا نا ہو پاک جانے کی جستجو میں تم سیدھا اوپر پہنچ جاؤ۔
شرافت سے اب دینے کی بات کرو۔۔" وہ اپنی اصلیت پر اتر آیا جیزی حیرت سے اپنے دوست کو دیکھنے لگی۔۔
بوبی!!!" وہ ششدر تھی یہ جان کر کے کہ وہ یہ کام کرتا ہے۔۔"
یس ڈارلنگ یہ سب تمہارے لیے۔۔" وہ اسکی حیرت پر"
بے باکی سے اسکے لبوں پر جھکنے لگا تھا پر جیزی نے نفرت حقارت سے اسے پیچھے دھکیلا۔۔" دور رہو کتے کمینے تم دوست کہلوانے کے لائق "نہیں ہو۔۔

ہاہاہاہاں واقعی میں دوست نہیں۔۔ میں نے تو شرافت سے "
تمہاری بہن کو آفر کی تھی۔۔ پر اسے ہم ذات میں انٹرسٹ نہیں
ہاہاہا تو اسنے اپنے کام کیلئے مجبوراً تمہارا ایک رات کیلئے مجھ سے سودا
کیا ہے۔ اور اسکے بدلے میں نے تمیاری بہن کی خواہش کو پورا کر دیا
ہے۔۔ "بوبی نے اسکے سر پر بلاسٹ کیا۔۔
جیزی سن کر پتھر کی ہو گئی۔۔ کتنی دیر وہ کچھ بولنے کے لائق نا رہی تھی۔ جسکا
فائدہ بوبی اچھے سے اٹھا رہا تھا اسے ٹچ کر کے۔۔
ایلی!!!" دفعتاً وہ خونخوار انداز میں چیخی "
میرے پاس اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ مجھے امید ہے تم اپنی بہن کی اتنی "
ہیلپ ضرور کرو گی۔ "وہ اپنی سفاکیت کو بہن رشتے کا لبادا اوڑھانے لگی۔۔

شٹ اپ تو جسٹ شٹ اپ !!پیدرو مار دے گا تمہیں ایلی۔۔ اگر "
مجھے کچھ ہوا تو وہ تمہاری جڑ اکھاڑ دے گا۔
خدا کیلئے میرے ساتھ ایسا مت کرو۔۔ میں پیدرو سے شادی
کرنے والی ہوں ایلی۔۔ میں تمہاری بہن ہوں ایلی یہ گھٹیا انسان ہے ایلی
مجھے مار دے گا مت کرو میرے ساتھ ایسا ایلی۔۔

ایلی مجھے بچالو، مجھے بخش دو! میں نے کبھی تمہارے لیے برا نہیں سوچا ایلی۔۔ تم دلدل میں اتر رہی ہو۔۔" وہ چیخ چیخ کر روتی ہوئی ایلی کے سامنے زمین پر بیٹھی گڑگڑانے لگی تھی

اور بوبی بس بے خود سا اسکے حسن کو تک رہا تھا۔ پتلی سی حسین یا یوں کہا جائے بے انتہا حسین۔۔

ناک میں بالی، گرین آنکھیں۔۔ پیدرو کے ہوتے ہوئے کوئی اسکی طرف نظریں نہیں اٹھاتا تھا یونی حتیٰ کہ کلب میں۔۔

کیونکہ پیدرو ایک چلتا پھرتا غنڈہ تھا۔

پر اب اسکا سودا ہو چکا تھا بوبی سے اور اسکا سودا کرنے والی خود اسکی بہن تھی۔ بوبی سے صبر نہیں ہو رہا تھا۔ وہ بس چاہتا تھا وہ ابھی اسکے پاس آجائے۔

شٹ اپ یو **** تم وہی ہو نا جو مجھے اور بازل کو ہر حال میں الگ کرنا" چاہتی تھی۔۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں اسے چاہتی ہوں، تب تمہیں سسٹر یاد نہیں آئی؟" ایک زوردار تھپڑ جیزی کے گال پر مارتے ہوئے وہ غرائی

لے جاؤ اسے۔ منہ بند کر دو۔۔ اور پھر چھوڑ دینا گھر۔۔" اسنے"

بوبی سے کہا۔ وہ تو جیسے اشارے کیلئے ہی بیٹھا تھا فوراً سے رال ٹپکاتے ہوئے جیزی کی طرف لپکا۔

"میں پیدرو سے پیار کرتی ہوں۔۔ میں اس سے شادی کرنا چاہتی ہوں پلیز۔۔" وہ چیختی روتی گڑگڑانے پر ایلی نے جیسے کانوں ہر پردہ ڈال دیا۔۔۔

دور رہو مجھ سے پلیز پلیز ایلی مت کرو ایسا یہ مار دیں گے مجھے۔

"نہیں مرو گی تم۔۔!! میرا بھی تو افیئر چاہتی ہو سمپل بس بوبی کا دل خوش کر دو۔۔ پیدرو اگر تم سے سچا پیار کرتا ہو گا تو تمہیں ایکسپیٹ کر لے گا۔ تم بچپن کے حادثے کا کہہ دینا۔۔" وہ فوٹوں اور پیپرز اٹھا کر نکلی۔ بوبی نے جیزی کو بالکل باندھ لیا اور ایلی کے نکلتے ہی وہ بھی اسے اٹھا کر وہاں سے نکلا۔۔۔

وہ دوست کے روپ میں ایک بھیڑیا تھا، اور وہ بہن جسکی زندگی وہ سنوارنا چاہتی تھی، جسے مسلم لڑکی کے پیچھے برباد ہونے سے بچانا چاہتی تھی اس بہن نے اسی کی زندگی جہنم سے بدتر کر دی۔۔

وہ نہیں جانتی تھی آنے والا وقت کیا ہو گا، پر وہ روتی ہوئی اپنی بہن کیلئے دعا مانگ رہی تھی۔ اسکا نازک دل کانپ رہا تھا۔ اگر بوبی کسی ٹیم میں ملوث ہے تو ظاہر اسکی یہی آخری سانسیں ہوں گی جو وہ سامنے اپنے

بہن کو جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی اور پکار بھی نہیں پا رہی تھی۔ واقعی شیطان نے اسے جکڑ لیا تھا۔

ooooooooo

....★☆☆☆☆☆★....

کیا کہا ڈاکٹر نے؟ اور کس ڈاکٹر کے پاس لیکر گئے تھے؟""
ظفر حیدری نے اندر قدم رکھتے خاموش تنہا سوچوں میں گم بیٹھے فیروز چغتائی کو دیکھتے استفسار کیا۔

کچھ نہیں۔۔" انہوں نے چونک کر دیکھا اور سامنے ظفر کو دیکھتے انہوں" نے نفی میں سر ہلا دیا۔
ایسے کیسے کچھ نہیں کہا؟ بھابی کی اتنی حالت خراب تھی. کچھ تو" کہا ہو گا نا۔۔" ظفر حیدری حیران سا مقابل بیٹھتے بولا۔ اسنے خود دیکھا تھا بہت سیریس حالت تھی مسز فیروز کی اور اب وہ

کہہ رہا تھا کچھ نہیں۔۔

ایسے کیسے؟؟؟

ہاں کہا تو ہے۔۔یہی کہ اپنے گھر پر توجہ دو۔۔"وہ کافی مرجھائے ہوئے" تھے۔یوں کہا جائے کہ وہ اچانک بالکل ٹوٹ گئے تھے تو ٹھیک رہے گا۔ کیا فائدہ اس دھن دولت کا جب انکے پاس انکی بیوی ہی سلامت نا ہو۔۔

کس کیلئے وہ سمیٹ رہے تھے؟ جس کے لئے سمیٹنا تھا وہ تو کب کی چلی گئی تھی۔اب کیوں اتنی بھاگ دوڑ کر رہے تھے۔جو بچا ہوا تھا خزانہ اسے بھی لٹا دیا تھا۔۔

ضرور کچھ ہوا ہے فیروز تم کچھ کہہ کیوں نہیں رہے؟ کیا ہوا ہے سب" ٹھیک ہے اتنے اداس کیوں ہو؟ کیا کہا ڈاکٹر نے پہلے مجھے وہ بتاؤ!" ظفر حقیقت میں اچانک ایک رات میں اسکی آنکھوں کے نیچے بھابی کی طرح گڑھے حلقے دیکھ کر متفکر پریشان ہو گیا

کچھ نہیں ظفری۔۔کچھ نہیں۔۔میں کہاں اداس ہوں؟ زندگی تو"

شروع دن سے اداس ہے۔ عجیب صورتحال ہے، جانے کون قصوروار ہے۔ میں ہنسنا چاہوں تو اب میرے سامنے دو دو چہرے آ گئے ہیں جنہوں نے پہلے تو میری مسکراہٹ لے لی، اور اب آنکھوں کی نیند بھی چلی گئی۔۔

کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ کتنا بدنصیب ہوں میں۔ سب کچھ ہار کر بھی جی رہا ہوں عجیب ساڈھیٹ ہوں۔ جانے کیسے لوگوں کو ہارٹ اٹیک آجاتے ہیں۔ کیسے راتوں کو اچانک اچانک مر جاتے ہیں۔۔ سوچتا ہوں کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ۔۔ ایک ہم ہیں جو مانگیں موت تو بھی گناہ،، اور اگر جئیں زندگی تو بھی ناسور۔۔

رب سے شکوہ نہیں کر پاتے۔۔ پر خیر شکوہ کریں بھی کس منہ سے کبھی اسکے در پر گیا ہوں؟ اسنے تو ہر بندے سے کہا ہے جب تجھے لگے تیرے سارے در بند ہو گئے ہیں تو میرے پاس چلے آنا میں تمہارے وہ در کھولوں گا جہاں سے تمہاری زندگی کا سکون لوٹ آئے گا۔ اور یقیناً وہ در دل کا ہو گا، جہاں سے دل میں روشنی اترتی ہے نور کی۔ پر حیرت مجھے خود پر ہے میں اتنا ہار کر بھی کبھی اس کے در پر فریاد لیکر نہیں گیا۔ مجھے بنانے والا تو وہی ہے میں اسکے پاس کیوں نہیں گیا؟؟ حالانکہ ہر بچہ چوٹ لگنے پر رو کر ماں کے پاس فریاد لیکر

جاتا ہے۔ پھر میں اسکا بندہ ہو کر کبھی اسکے در پر نہیں گیا۔۔" وہ کھوئے کھوئے سے انداز میں بول رہا تھا۔

ظفر کا ماتھا ٹھنکا۔ وہ چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ "کیا ہو گیا ہے کیوں ایسی "بہکی بہکی باتیں کر رہا ہے فیروز؟

بہک میں خود گیا ہوں ظفر۔۔۔ میں جانے کہاں بہک " گیا ہوں مجھے سمجھ نہیں آرہا۔۔ گمراہی میں یا حوس میں۔۔

آج تجھے ایک واقعہ بتاتا ہوں۔۔ عجیب و غریب واقعہ ہے۔۔ میں گیا تھا نا یہاں جب تمہاری بھابی کو لیکر ایک ہاسپٹل میں۔۔

وہاں پہلے سے ایک واقعہ ہو گیا تھا، اور حیرت انگیز طور پر واقعہ ڈاکٹر کے بڑے بیٹے کے ساتھ ہوا تھا، جسے شاید وہ زیادہ پیار کرتا تھا۔

تم سمجھ سکتے ہوئے کہ پہلی اولاد کتنی پیاری ہوتی ہے۔ اس ڈاکٹر کی بھی وہ پہلی اولاد تھی۔" چغتائی سیریس انداز میں بتا رہا تھا جبکہ ظفر حیدری کے تاثرات سپاٹ ہوئے، وہ سمجھ گیا کس کی بات کر رہا ہے۔

میں جانتا ہوں انہیں فیروز مجھے کچھ مت بتا۔۔"وہ ناگواری سے"
بولا۔نام تک سننے کیلئے روادار نہ تھا۔
نہیں میں نام نہیں لے رہا میں اپنے ساتھ ہوئے ایک عجیب"
وغریب واقعی کو بتا رہا ہوں۔۔"فیروز چغتائی آج اپنے حواس میں
نہیں لگ رہا تھا۔وہ بہت زور دے رہے تھے سنانے کیلئے

واقعہ کچھ یوں تھا"ظفر کے خاموش ہونے پر انہوں نے آغاز"
کیا"میں بیوی لیکر اندر گیا، میں نے وہاں ایک جانے پہچانے
لڑکے کو مخاطب کیا۔اسنے فوراً سے ڈاکٹر سے کہا جنہوں نے
ایک سپاٹ نگاہ ڈالی۔
حالاں کہ اسکی آنکھیں بھیگی ہوئی تھی، چہرہ رونے سے سرخ تھا،
اور وہ خود سیاہ شال میں چھپی لرز رہی تھی۔۔اسنے سیدھا میری
آنکھوں میں نہیں دیکھا بس پیغام سن کر میرے آدھے چہرے
پر نگاہ ڈالی۔
اور حامی بھر کر اندر بڑھ گئی۔اندر کا ماحول کچھ یوں تھا، جیسے دل کے عزیز
شخص کو نقصان پہنچا ہو سب تڑپ اٹھے ہوں۔

میں نے اپنی بیوی کو ایڈمٹ کروایا، اور باہر بیٹھا اپنی قسمت روتا، اپنی بیوی کیلئے پریشان تھا۔

میں نے پتا ہے وہاں کیا دیکھا ظفر؟" وہ فیروز نے اسے مخاطب کیا پر وہ خاموش بیٹھا تھا، بغیر کسی ہاں ہوں کے۔

میں وہاں رب کی بندگی دیکھی۔ ایک باپ بیٹی کی یہ حالت " دیکھ کر فوراً سے سجدہ کرنے چلا گیا، وہاں آئے خاندان کے لوگ ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے جاؤ دعا کرو، جاؤ رب کو راضی کرو آزمائش ہے۔

کسی نے یہ نہیں پوچھا آزمائش کس کی ہے؟ کیوں کی ہے؟ بس سب کہہ رہے تھے جاؤ رب کی بارگاہ میں۔۔

میں حیران سے اس آدمی کو دیکھنے لگا جسکا سینا پھٹنا چاہیے تھا، ایک جوان بیٹا لہولہان آیا تھا سامنے۔ وہ لبوں پر کچھ پڑھتا ہوا نگاہیں جھکائے آپریشن تھیٹر میں داخل ہو گیا۔

اسکی بیوی وارڈ سے نکل کر آفس روم میں داخل ہو گئی، میں بھی پیچھے لپکا، پر مجھے نرس نے اندر جانے کی اجازت نہیں دی۔

یہ کہہ کر ڈاکٹر صائم زیدی آپ سے بات کریں گے۔
میں سر ہلا کر واپس پیچھے ہو گیا، پر کچھ دیر میں پھر ڈاکٹر صائم زیدی بھی اسی کیبن میں داخل ہو گیا۔ میں پھر لپکا قریب پہنچا، دوازہ بند تھا،
پر جو سنا اسکے بعد میری جو دو گھنٹے آنکھ لگتی تھی وہ بھی نیند کہیں کھو گئی۔۔"
اسنے رومال سے آنکھیں صاف کیں۔۔
ظفر نے بیزاریت سے ساری بات سنی پر آخر میں تجسس ہوا۔
"کیا کہا اسنے اپنی بیوی سے جس سے تمہاری نیند چلی گئی؟"

فیروز نے رومال پر جذب ہوئے آنسوں کی نمی کو دیکھا، "وہ اپنی بیوی سے کہہ رہا تھا صبر کرو، رب پر یقین رکھو، اسی طرح جیسے ہمیشہ سے رکھتی آئی ہو۔۔"

ہاہاہاہاپاگل ہو گئے ہو کیا فیروز؟؟" ظفر کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔"
فیروز صاحب نے چونک کر اسے دیکھا
اگر اتنا صبر کا کہہ رہا تھا تو کیوں گیا پولیس میں؟ کیوں کھوج لگا رہا ہے"

اپنے بیٹے پر اٹیک کرنے والوں کی؟ خاموشی سے بیٹھ کر تماشا دیکھے نا۔۔
تم نہیں جانتے فیروز یہ دنیا دوغلی ہے۔ یہاں سیاست ہے۔
اپنا انصاف چھین کر لو،، یہ جو صبر یقین کا درس دے رہا تھا
ڈالٹر سب جھوٹ ہے۔۔
کیونکہ اسکے بیٹے پر نا تم نے اٹیک کروایا نا ہی میں نے۔ پھر کون سا
دشمن پیدا ہو گیا ہے؟ یہ جھوٹ بول کر جھوٹ کے حادثے بنا
کر میڈیا کی ہمدردی وصول رہے ہیں۔۔
پتا ہے کیوں؟" چبھتے ہوئے لہجے میں ظفری نے کہا فیروز نے خالی
نگاہ ڈالی

کیونکہ وہ اپنے اس چھپے ہوئے درندے کو بے قصور ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ وہ"
تیری محروم بیٹی کو قصوروار ٹھہرانا چاہتے ہیں۔
بھول گئے تم فیروز؟؟ کس بے دردی سے مارا تھا؟ بھول گئے تم کس درندگی
سے نوچا تھا؟
کس صبر کی بات کر رہے ہو؟ کیوں خود کو تکلیف دے رہے ہو؟ کیا خدا
نے تمہیں انصاف دلایا؟ خدا تو ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے پھر
کیوں تیری بے گناہ بیٹی کو انصاف نہیں دلایا؟

پتا ہے وہ بھیڑیا مزے سے زندگی جی رہا ہے۔۔
میں سمجھا مر کھپ گیا پر نہیں وہ بچ گیا۔۔ وہ جی رہا ہے پھر سے زندگی۔۔
اور تم ایسے ہار نہیں مان سکتے یہ باتیں تمہیں کمزور بنا رہی ہیں۔۔ اگر کیس کھلا تو تمہیں لڑنا ہو گا اپنی بے گناہ بیٹی کیلئے فیروز۔۔۔
انکے دو گھنٹے کے صبر سے تمہارا سالوں کا صبر بھاری ہے فیروز یہ یاد رکھنا، اعمال نامہ بھی تولہ جائے گا،، اور تیرا صبر بھی۔۔
تیرے صبر کے سامنے انکا صبر کچھ نہیں۔۔ تمہیں توڑ رہے ہیں فیروز۔۔ وہ تمہیں بس توڑنا چاہتے ہیں۔ ان سے دور رہ۔۔
یہ دو غلے لوگ ہیں اور ان دو غلے لوگوں کیلئے آخرت جہنم ہے۔۔
اگر اسلام کو دیکھ کر لڑنا ہے تو سنو
حضرت علیؓ نے فرمایا ہے جو اپنے انصاف حق کیلئے نا لڑھ سکے وہ ہم میں سے نہیں۔۔
اب تم خود فیصلہ کرو تمہیں مسلمان کہلوانا ہے یا بزدل۔۔" وہ غصے سے بغیر سانس کیلئے رکے کہتا اٹھا۔
اگر انکے پاس جانے کے بعد مجھ پر یقین ہو تو ایک بار ضرور سوچنا۔ اور"

دوسری بات۔۔ان کی کسی بات پر یقین مت کرنا، دیکھو انہوں نے تمہیں کمزور کیا ہوا ہے۔ تم خود فیل کرو خود کو کیا تم میں پہلے کی وہ طاقت بچی ہے کہ تم اپنے خلاف اپنی بیٹی کی حق کیلئے لڑھ سکو؟
ہر گز نہیں جہاں تک میرا تجربہ ہے، تم ہار چکے ہو۔ وہ تمہیں ہرا چکے ہیں اب تمہارے پاس صرف ایک جگہ فقیر بن کر بیٹھنے کے انہوں نے کوئی راستہ نہیں چھوڑا۔۔
میں ایک دوست کے ناطے کہہ رہا ہوں اپنے حق کیلئے ضرور لڑنا پھر چاہے مجھے خود سے الگ کر دینا میں یہ گوارہ کر لوں گا پر اپنے دوست کے ساتھ ناانصافی ہونے نہیں دے سکوں گا۔۔
"اگر گنہگار دوسرا ہوا بھی تو میں تمہارا ساتھ دوں گا بلکہ سچ کا ساتھ دوں گا۔۔

ابھی چلتا ہوں جاب پر جانا ہے۔۔" وہ گہرا سانس بھر کر" مسکرائے اور آگے بڑھتے انکے حوصلے کیلئے کندھا تھپتھپایا۔

نرس وہ گارڈ کہاں ہیں ابھی تک آئے نہیں میں انکے لیے بیٹھا " ہوں۔۔" ظفری کی ساری باتیں سننے کے بعد فیروز صاحب محض یہی بولے۔

درمیانے قد کا مالک ظفر حیدری نے سر کر گہرا سانس لیا اور سر اثبات میں ہلایا۔۔

مجھے خود حیرت ہے۔ کل رات مجھے نرس کی کال آئی تھی اسنے کہا" مسز فیروز کی طبیعت خراب ہو چکی ہے آپ کسی بھی حال میں وہاں پہنچے۔۔

میں ڈاکٹر کو لیکر آتی ہوں۔۔ پر وہ ابھی تک نہیں آئی۔۔

خیر اگر معاملہ سیریس ہے اور تم بتانا مناسبت نہیں سمجھتے تو میں ایسا کرتا ہوں چھٹی کے وقت نرس اور گارڈ کا معلوم کرواتا ہوں۔۔" ظفر حیدری انہیں حوصلہ دیتے کچھ یہاں وہاں کی باتوں کے بعد ان سے اجازت لیکر چلے گئے۔

فیروز صاحب نے انکے جاتے سر صوفے کی پشت سے ٹکایا اور نڈھال سے ڈھے گئے۔

انہیں تعجب تھا انکی زندگی میں اچانک اتنا بڑا واقعہ ہو گیا، نرس گارڈ ملازم سب بھاگ گئے گھر میں کوئی نہیں تھا، بیوی کا ریپ ہو گیا اور ان کا دماغ خالی تھا ویران تھا کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔ اندر سے ساری ہمتیں طاقتیں اچانک جیسے کسی نے کھینچ لیں تھیں۔

وہ اب دنیا سے کون سی جنگ لڑیں جب انکے پاس انکی بیوی محفوظ نہیں تھی۔۔

اسکا کیا مطلب تھا؟ وہ کمزور تھے یا انکا ایمان؟

ooooooooo

صبح سورج کی پر نور سنہری کرنیں ہر سو بکھر چکی تھیں، اور ساری سیاہی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ اندھیروں کے بعد اجالے پھیل چکے تھے۔

اسنے نماز کے بعد تلاوت کی، اور سب کی دعائیں مانگ کر وہ اٹھی اور دوپٹہ کھول کر اسنے اچھے سے سر پر اوڑھا اور سامنے پھیلا کر وہ روم سے نکل گئی۔۔

وہ باہر آئی تو زریش خان کو کچن کی طرف جاتے ہوئے پایا، اسنے سلام کیا جن پر انہوں نے متوجہ ہوتے مسکرا کر اسکے چہرے کو دیکھا اور پیار سے جواب دیا۔

وہ مسکرائی اور سیڑھیاں اتر کر چھوٹے بڑے قدم لیتی گھر سے باہر نکل

آئی۔ زریش خان ناشتے کی تیاری کرنے لگی تھی اور روحا انکا ہاتھ تو بٹانا چاہتی تھی پر ساحل شاہ کے حکم کے مطابق صبح اسے کچھ اسکرسائز کرنی ہوتی تھی۔

اسی کیلئے وہ لان میں آگئی۔ پہلے تھوڑی بہت واک کرنی تھی۔ پھر گھر کی بیک سائیڈ چند ایکرسائز کرنی تھی۔

صبح ہوتے سب کو کال آگئی تھی کہ صمصام زیدی کو ہوش آچکا ہے۔ یہ سن کر سب پرسکون ہوئے شکرانے کے دو نوافل بھی ادا کر دیئے۔
روحا کہ دماغ میں اب یہ بات گھوم رہی تھی کہ اس دن ساحل شاہ نے اپنی نفرت انتقام کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ اگر اسکی بہن یعنی کہ بازل نا کہتی۔۔
یہ سوچ اسے مسلسل کھائے جا رہی تھی کہ بازل نے کیا کہا تھا ساحل شاہ سے؟ بازل یہ جانتی تھی کہ روحا شاہ ساحل شاہ کی طرف کافی متوجہ تھی۔
پر اسنے تو ہمیشہ سے اسے بازر کھا تھا، پھر اچانک ساحل شاہ کے پاس اسکے لیے کیا سفارش کا کام کیا تھا کہ اسکی بہن کو رکھ

لو؟

آخر باذل شاہ نے اس سے بات کیسے کی؟ وہ تو اسکی ماں اور اس سے چڑتی تھی پھر کیسے اس سے بات کی تھی؟ اسنے تو اسکے دماغ میں بات ڈالی تھی کہ ساحل شاہ سے کہہ کر دیکھے اسکا مام کو گھر میں جگہ دے۔۔

یہاں آکر وہ الجھ جاتی کہ آخر باذل کرنا کیا چاہتی تھی؟ کیا وہ فساد چاہتی تھی؟

نہیں ایسا تو نہیں وہ مجھ سے بے تحاشہ پیار کرتی ہے ضرور اسنے کوئی" دوسری بات کی ہوگی مجھے بات کرنی چاہیے اس سے ایک بار روبرو۔۔"وہ سوچ کر حامی بھر گئی۔۔

کل سے ویسے بھی اسکا یونی جانا سٹارٹ تھا، تو کیوں نا وہ وہاں باذل کو بلا کر بات کر لے۔

اسنے سوچ کر حتمی فیصلہ لیا اور دل سے حامی بھر لی ویسے بھی شادی کے بعد دونوں ہی نہیں مل پائی تھیں۔

وہ چار آدھے ادھورے لان کے راؤنڈ لگا کر ابھی بیک سائیڈ بیزاریت سے جانے والی تھی تبھی آواز پر ٹھٹھک کر رکی اور تولیے سے گردن پر پسینے سمیٹتے

ہوئے اسنے پلٹ کر دیکھا تو سامنے ہی بڑے سے گیٹ سے ٹریک سوٹ میں وہ دونوں اندر داخل ہوئے تھے۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد تمام میڈیا چینلز پر یہ نیوز ہیڈ لائنز" ہوں کہ دلاور خان کا کیس ری اوپن ہو رہا ہے۔" اسنے ساتھ چلتی فیری کو اپنے ارادوں سے آگاہ کیا۔

پھر کیا ہو گا وہی احتجاج، شور شربا؟" فیری نے اسے استفہامیہ" نگاہوں سے دیکھا۔
وہ ہولے سے ہنسا اور نفی میں سر ہلایا" ایسا کیوں ہو گا؟ دلاور تو ہے نہیں پھر یہ تماشا کیوں؟ کون کرے گا یہ راز فاش کہ دلاور زندہ ہے؟
اگر کسی نے کیا بھی تو خود پھنسے گا، کیونکہ پولیس اہلکاروں نے خود دیکھا ہے اسے مرا ہوا۔ اگر وہ بولے تو انکی جاب؟ اور اگر فیروز چغتائی بولا تو وجہ؟ اس بار اگر وہ بولا تو خود ہی پھنس جائے گا۔ بلکہ اسکی پشت پر موجود لوگ میں خوف ہراس پھیل چکا ہے۔ تبھی تو بار بار اٹیک کر کے ڈرا رہے ہیں۔۔
پر خیر اس بار مقابل ایک نہیں چار ہیں۔ نا دلاور سامنے آئے گا نا ہی

دریاب پیچھے ہٹے گا۔
ساحل تو ہے ہی انکا بڑا بھائی جسکا ساتھ ان سب کو ہر لمحہ ہر پل میسر ہوگا، البتہ صمام۔ وہ تو ہے ہی ہمارا موڈی کنگ۔۔
اسکی چمک نے سب کو اندھا کیا ہوا ہے۔۔ اور انکے اسی اندھے پن کا ہمیں فائدہ اٹھانا ہے۔۔" وہ اسکی چمکتی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔
روحا کی آنکھوں میں مرچیں جیسے پھیل گئیں جب ان دونوں نے ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھا تھا
وہ ساحل شاہ کو سامنے دیکھ کر ایک چھوٹے بونے قد کے درخت کی آڑ میں ہو گئی جس میں پیلے پھول لگے ہوئے تھے
اور وہیں کھڑی ہوئی انہیں چھپ کر دیکھنے لگی۔۔

یہ لڑکی جب سے اس گھر میں آئی تھی اس مغرور سے نواب کو دو پل نہیں مل رہے تھے کہ بغیر وجہ کے روم میں آئے یا ان سے بھی بیٹھ کر دو باتیں کر لے۔
اگر روم میں آتا بھی تو اس پر ہزاروں حکم چلاتا کہ جنہیں پورا کرتے ہوئے وہ جب اسے دیکھنے کیلئے پلٹتی تب وہ روم سے غائب ہوتا۔۔
کبھی کبھی دل کراتا وہ جب رات کو جانے کون سے پہر سونے کیلئے آتا تھا،

کہہ دے کہ کیوں آئے ہو جاؤ ابھی بھی اس سے باتیں کرو۔۔
پر اسے آکر خاموشی سے پاس لیٹ جانے پر خوامخواہ اسکی
دھڑکنیں بھڑ جاتیں اسکی خوشبو سگریٹ کی بو سے وہ تولا پرواہ ہو
چکا تھا اس سے بھی اور اسکے وجود موجودگی لمس سے بھی۔
وہ جو دیوانہ وار اس پر سایہ بن جاتا تھا، اس لڑکی کے بعد اسے
ایک فالتو نظر سے بھی نوازنے کا روادار نہیں تھا

مجھے لگتا ہے یہ سب تم لوگوں کو الجھانے کیلئے کر رہے ہیں تاکہ تم"
سب کی توجہ اس طرف جائے اور کوئی بھی دلاور کے کیس کو
اوپن نا کروا سکے۔
میں کہتی ہوں۔۔ کہ اگلے اٹیک کیلئے تیار ہو جاؤ ایسے خاموش
نہیں رہیں گے۔۔۔
کیا تمہیں لگتا ہے جو صرف ایک درخواست کیلئے تم لوگوں کی جان
لینے پر آسکتا ہے وہ چھوڑے گا تمہیں؟"فیری کی بات پر وہ کھل کر ہنسا
تمہیں کیا لگتا ہے یار؟ میں ایک وکیل ہوں۔۔ وہ اتنی سورس رکھتے"
ہیں کہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ صمصام زیدی کو ایک کال کی ضرورت ہے
بس۔۔ وہ اتنا بڑا بزنس مین جو کہ ہر جگہ اپنے گارڈز ساتھ رکھتا ہے۔

سوچنے والی بات نہیں کہ ایسے موقعہ پر رات کے اس پہر وہ آفس سے نکلا ہے اور کیوں اکیلا نکلا ہے؟

کبھی کبھی کوئی اتنا کتنا شاطر کیوں نا ہو؟ جذبات میں کوئی غلطی ضرور کر جاتا ہے جس پر بعد میں اسے صرف رونا ہی پڑتا۔۔

کتابوں ناولوں میں ایسے ہی تو نہیں کہا جاتا قدم پھونک پھونک کر رکھو۔ سوچو تحمل سے۔۔ پر ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ کوئی اپنے سیاہ کرتوت کتنے کیوں نا چھپائے ایک دن سامنے آ ہی جاتے ہیں۔۔

اور بیٹھا ہوا بادشاہ نیتیں دیکھتا ہے' چالیں، گیم پلان نہیں۔۔

اس دور میں کون درخواستیں دیتا ہے؟" وہ کھل کر اسکے سامنے بیان کرتا بوتل پانی کی لبوں سے لگا گیا۔۔

فیری نے ایک گہرا سانس کھینچا اور یہاں وہاں گردن گھماتے ہوئے سر اثبات میں ہلا گئی۔

رہی میری بات تو مجھے ٹینشن نہیں اتنی خود میں سکت ہے کہ اپاہج" ہو کر بھی وقت کو اپنے ساتھ بھگاؤں گا پھر چاہے تمہا کیوں نا ہوں۔۔

میں نے کسی سے سبق سیکھا ہو یا نا ہو پر میں نے پرائیوٹ انویسٹیگیٹر ڈی کے سے بہت کچھ سیکھا ہے۔" وہ ذکر کرتے متبسم ہوا۔۔ "بہت جانا ہے

کہ پہچان کھول کر ایک نام بنانا، خود کو بلند رکھنا، ہار نا ماننا، دنیا میں قدم جمع لینا یہ ایک بڑی بات ہے۔۔

ایک دن ایسا ضرور ہو گا کہ دانیال خان کے نالائق اولاد پر دنیا کو فخر ہو گا بلکہ اسکی زندگی سے بہت کچھ سیکھنے کو بھی ملے۔۔

اگر صبر تولہ گیا تو دلاور خان سب سے آگے ہو گا۔" وہ ساتھ باتیں کرتے ہوئے اندر بڑھ گئے۔

فیری اسکے بولنے کے انداز سے کافی متاثر تھی اور غور سے اسے سن بھی رہی تھی۔

وہ بچپن میں اسکی خاموشی سے متاثر ہوا کرتی تھی اور جب اسنے بولنا شروع کیا تو وہ اسکی بیانات سے کافی متاثر ہونے لگی تھی۔

اگر اسکی زندگی کا اپنا مقصد نا ہوتا تو ضرور روحا کی جگہ وہ خود لے لیتی۔

کیونکہ اسکی پسند گی تھی اس میں پر شادی کے بارے میں اسنے کبھی سوچا نہیں تھا۔

اگر اسکا پلان ہوتا بھی تو وہ پہلے ہی ساحل شاہ کو آگاہ کر لیتی۔۔

انکے اندر غائب ہوتے ہی وہ غصے ضبط سے سرخ سی درخت کی آوٹ سے نکل کر باہر آ گئی۔ اسکا غصے سے برا حال تھا۔

کیسے وہ اسکے سامنے کھل کھل کر ہنس رہا تھا۔

ایک فضول نگاہ بھی اسکی سمت نہیں ڈالی۔۔ یہ ہی سوچ لیتا کہ وہ اس وقت بیک سائیڈ پر ایکسرسائز کرتی ہے۔

پر نہیں۔۔ جانے کیسے ڈراموں فلموں میں ہیرو کو اچانک آگاہی مل جاتی ہے کہ اسکی محبوبہ وہاں ہے۔ اور وہ نواب فوراً سے پہنچ جاتے تھے پر ایک یہ تھا۔

اسنے سوچ کر غصے سے لات درخت پر ماری۔۔ "اووو۔۔ سی۔۔" اگلے ہی پل وہ خود ہی کراہ گئی۔ پر اس سے سبق حاصل کر لیا تھا ٹکر ہمیشہ اس سے لینی چاہیے جو برابر کا ہو۔۔

خیر ایسا ہو یا نا ہو پر روحا نے یہی سوچ لیا تھا۔ وہ بجھے دل سے بیک سائیڈ جانے لگی معاً کچھ سوچ کر ٹھٹھک گئی۔

وہ اس وقت روم میں تیار ہو رہا ہو گا۔" اسکے دل میں چور سا" خیال آیا۔۔

تو میں کیا کروں؟" اسنے غصے سے سوچا"

یہ تو دیکھ سکتی ہوں نا کہ وہ لمبی چپکلی میرے روم میں اسکے پیچھے تو نہیں" چلی گئی؟" اسنے ضبط سے سوچا اور اگلے پل لپٹ کر مڑی اور تیز

بھاگتی ہوئی اندر کی طرف بڑھی۔۔

ارے ارے کیا ہوا بیٹا؟" ہارون شاہ جو کہ ابھی روم سے نکلے تھے روحا کی"
اسپیڈ دیکھ کر حیران ہو گئے۔
ہانپ تو وہ بھی گئی تھی پر انکی اچانک آمد تصادم سے وہ حبزبز ہو گئی۔
"نن۔۔ نہیں ڈیڈ بس وہ۔۔ میں۔۔" اس سے کوئی بات ہی نہیں بن پڑی
خفت سے اسنے سر ہی جھکا لیا۔

اچھا جاؤ سنبھل کر خوش رہو۔۔" اسکی مشکل کو بھانپتے ہوئے وہ"
شفقت سے اسکا سر تھپتھپا کر بولے۔ اور روحا بھی مری ہوئی آواز
میں "جی" کہتی آہستہ سے قدم آگے بڑھا کر زبان دانتوں میں دبالی۔۔

کیا ضروری تھا بیوقوفوں کی طرح بھاگنا۔۔ کیا سوچتے ہوں گے ڈیڈ کہ"
میں ان کی آمد سے یوں بھاگ رہی ہوں؟" سوچ کر ہی اسکا دل
دھڑک اٹھا۔
ہاں تو سچ ہی ہے۔۔" دل نے بھی دھڑلے سے بغاوت دکھائی۔"

شٹ اپ۔۔ میں اس بنا پونچ کی فیری کو دیکھنے جا رہی تھی،"
ساحل کے بعد میرے روم پر ناقبضہ جما لے۔۔" اسنے دل کو ڈپٹتے
ہوئے جتایا اور کچن میں آ گئی تا کہ ہارون شاہ کو اس ہر شک نا ہو۔۔۔
ویسے تو وہ بھی ایک گھنی میسنی سی لڑکی تھی، اپنے بھید کسی پر کھلنے نہیں دیتی تھی۔
کرلی ایکسرسائز؟" اسکے کچن میں قدم رکھتے ملازمہ کی مدد کے"
ساتھ ناشتہ تیار کرتیں زریش شاہ نے پوچھا

جی ابھی۔۔" اسنے کھسیا کر جھوٹ بولا۔۔"
یہ لو فریش جوس پی لو۔۔" انہوں نے جوس کا گلاس اسے تھمایا۔"
روحا نے ترچھی نگاہوں سے وہاں رکھے دو گلاس کو کھالی پایا۔۔
اور دیکھا دیکھی میں خود بھی تھام کر ایک سانس میں پورا پی لیا۔۔
حالانکہ آج سے پہلے اپنی مام ماں کی اتنی منتوں گڑگڑاہٹوں کے بعد بھی کبھی
واک ایکسرسائز کرنا، جوس کا گلاس یوں صبح صبح نہار منہ
نہیں پیا تھا۔۔

کل تم یونی چلی جاؤ گی تو میں سوچ رہی ہوں۔ آج تم میں ثمن ایک"
چکر بازار کا لگا لیں۔ تم جچھ شاپنگ کر لو ضروریات کی چیزیں لے لو۔۔

"ساتھ موتیے کی خوشبو لے لینا۔۔

موتیے کی خوشبو کیوں؟" وہ تو بہت کچھ مزید کہہ رہی تھیں روحا نے" چونک کر نا سمجھی سے بیچ میں پوچھا۔

ساحل کو پسند ہے کافی۔۔" انہوں نے سرگوشیانہ اسے بتایا۔۔" روحا ٹھٹھک گئی۔۔ دوسرے لمحے سٹپٹا کر نگاہیں پھیرتی سرخ پڑ گئی۔۔

ہاہاہا" زریش شاہ اسکے دہکتے گال دیکھ کر ساتھ لگاتیں سر چوم گئیں" میں آتی ہوں۔۔" وہ حیا سے لال ہوتی بھاگ کر وہاں سے نکلی۔۔ پیچھے دور" تک زریش شاہ کے قہقہے نے اسکا پیچھا کیا۔

oooooo

اسنے قدم روم میں رکھے تو اسے بغیر شرٹ کے الماری کے سامنے کھڑا کچھ ڈھونڈتا ہوا پایا۔

روحا نے ایک طائرانہ نگاہ روم پر ڈالی۔ وہ کہیں نہیں تھی اسنے سکون

بھرا سانس لیا اور پلٹ کر دروازہ بند کر دیا۔
آہٹ پر ساحل نے ذرا سی نگاہ اس پر ڈالی اور پھر بے نیاز ہو کر اپنے کام میں مصروف ہو گیا

کچھ ڈھونڈ رہے ہیں؟" پہلے تو اسنے سوچا نا جائے یہیں سے پہلے خود"
بھاگ جائے باتھروم میں تاکہ یہ جو بیچ میں سرد جنگ تھی
اس میں کچھ تکرار سی آئے اور وہ بات تو کرے کچھ۔
پر پھر اسکے غصے کا سوچتے وہ یہ کرنے سے باز آتی نا چاہتے ہوئے بھی اسکے پاس آ گئی۔
ہمم!!" اسنے محض ہنکارہ بھرتے ہوئے اگلے لمحے سارے سوٹ کو نکال کر"
باہر پھینکا۔
یی۔۔ یہ کیا کر رہے ہیں آپ کو کچھ چاہیے تو بتا دیں۔۔" روحا ایکدم"
بوکھلا کر غصہ دباتی سارے آئرن شدہ سوٹ اٹھا کر وارڈروب
میں رکھنے کیلئے آگے بڑھی۔
غصے میں وہ اسکے مقابل آ گئی تھی، جسکا احساس اسے اچانک ہوا
جب وہ ڈریس ہینگ کرنے لگی تھی تب اچانک اسکے سینے سے
اسکی پشت ٹکرائی۔

آ۔۔ آپ کو کچھ چاہیے۔۔"وہ جھجھک کر پیچھے ہوتی پلٹی تو سامنے ہی اس"
دیو جامت کو پایا
نہیں میں یہاں جھک مارنے کیلئے کھڑا ہوں۔"ساحل نے"
تنک کر کہا۔
تو مارتے رہیں۔۔"وہ تلخ ہو کر بولی۔ابھی اسکے ساتھ قہقہے لگا رہا تھا اور جب"
اس سے بات کرنے لگا جیسے منہ میں کڑوا بادام چبا لیا تھا۔
تم!!!"ساحل اسکی جرات پر بل کھا کر اسکی طرف بڑھا"
روحابو کھلا گئی
آپکے کپڑے میں نے ڈریسنگ روم میں رکھ دیئے ہیں۔"اسنے"
جلدی سے کہا مبادا جان ہی نا نکال دے دیو۔۔
تمہیں کس نے کہا کپڑوں کو ڈریسنگ روم میں ہینگ کرنے"
کیلئے؟"وہ غصے سے گویا ہوا۔
تو آپ کون سے باتھ روم سے کپڑے پہن کر آتے ہیں؟"اسنے الٹا غصے"
ضبط سے جواب دیا ساحل چونکا
واٹ یو مین؟ کہنا کیا چاہتی ہو؟"وہ سرخ پڑ گیا"

مم۔میرا مطلب وہ نہیں تھا'مطلب آپ تولیے میں آتے"

ہیں پھر کپڑے لیکر ڈریسنگ روم میں چینج کرنے کیلئے جاتے ہیں تو میں نے پہلے سے وہاں کپڑے ہینگ کر دیئے تاکہ آپکے قیمتی وقت کی بچت ہو جائے۔" وہ متغیر ہوئے چہرے سے بولی

میرے وقت کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں جتنا کہا ہے اتنا کیا" کرو آئندہ کپڑے یہیں باہر رکھنا۔ تمہارے وقت کی بچت کے پیچھے میں نے اپنے بیس منٹ یہیں فضول بحث میں ضائع کر دیئے۔" وہ سرد مہری سے کہتا پلٹ گیا۔۔

مجھے بھی ضرورت نہیں آئندہ فضول کام کرنے کی۔" وہ بجھے جلتے ہوئے دل سے" ضبط کرنے کے باوجود بولنے سے باز نہیں آئی۔ "جا کر اپنا قیمتی وقت اس ہوتی سوتی کو دو۔۔" بڑبڑا کر کپڑے ترتیب سے ہینگ کرنے لگی واپس تبھی اسکی بڑبڑاہٹ سے ساحل کا ماتھا ٹھنکا

کیا کہا؟ کون سے فضول کام اور کیا ہوتی سوتی؟" اسنے جھٹکے سے روحا کا" بازو پکڑ کر اپنی سمت پلٹا
آہ۔۔" وہ دہل گئی منہ سے بے ساختہ کراہ نکلی اس اچانک افتاد پر"

دوسرے پر اسکے سوال کو سوچ کر چہرہ دھواں دھواں ہو گیا۔ اسنے پھیلی آنکھوں سے اسے دیکھا کہ "سن لیا؟ بڑبڑاہٹ کو بھی؟" وہ ہونقوں کی طرح دیکھ رہی تھی۔۔

کچھ نہیں۔" اسنے جھنجھلا کر بازو چھڑوانا چاہا پر اسنے مزید گرفت " سخت کرتے اسے جھٹکا دیا جس سے وہ اس جھٹکے سے اسکے سینے سے جا لگی۔۔

ہوتی سوتی مطلب پہلے سے ہوئے کام نہیں کروں گی آئندہ۔۔" اسنے ڈرتے " بات بنائی اور اسکی گرے آنکھوں میں جھجھکتے دیکھا

یہی تمہارے لیے بہتر رہے گا۔" اسنے جتایا۔ روحا کا پورا پورا جل " اٹھا۔ وہ کہنا چاہتی تھی ہاں جا کر آئندہ اپنی ہوتی سوتی کو کہنا پر وہ لب پیوست رہی۔۔

ایکسرسائز کی؟" معاً اسنے سرد لہجے میں پوچھا اسکی جان " ہاتھوں میں آ گئی۔۔

جج۔۔جی کر دی۔۔" وہ سر جھکا کر بولی۔۔"

کہاں پر؟" دوسرا سوال وہ سپید پڑ گئی"

وو۔۔وہیں جہاں روز کرتی ہوں۔۔" اسنے کترا کر بات بنائی"

کہاں کرتی ہو؟" ساحل نے اسکے بازو کو چھوڑ کر کمر میں بازو حائل "
کیا۔ روحا کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔ وجود میں سرد لہریں
سی اٹھنے لگیں۔ جب اسنے کھینچ کر مزید پاس کیا اسکی پلکیں لرز اٹھی
اتنے دن، بے رخی سرد مہری تلخی کے بعد اچانک اسکے لمس،
خوشبو قربت کو پا کر آنکھوں میں نمی تیر گئی

گھر کی بیک سائیڈ پر۔۔ جہاں آپ نے جہاں تھا صبح کوئی نہیں "
ہوتا۔۔" اسنے ایک ہاتھ سے کپڑے تھامے دور سرا اسکے سینے پر
رکھا۔۔
آج بھی وہیں کی؟" اسنے گھمبیر لہجے میں استفسار کرتے ہوئے دوسرے "
ہاتھ کے انگوٹھے سے اسکی ٹھوڑی کو پکڑ کر اونچا کیا۔ روحا نے حلق تر
کرتے سر اثبات میں ہلا دیا" آآ۔۔ آپ انویسٹیگیشن کیوں کر رہے
ہ۔ ہیں۔" وہ اپنی تمام تر ہمتیں مجتمع کر کے گویا ہوئی
اور اسکی پر تپش نظروں سے پلکیں جھکا لیں۔۔ وہ اسکی تیز گرم دہکتی
سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کر رہی تھی اور اسکے اگلے قدم کو
سمجھ کر اسنے اپنے لرزتے خشک ہوئے لبوں پر زبان پھیری۔۔

اسلئے کہ اگر تم وہاں تھی تو درخت کے پیچھے کون تھا؟" اسنے اچانک ہی"
روحا کے سر پر دھماکہ کیا۔۔
وہ جو اسکی جارت بے باکی کو سوچ کر سرخ ہو چکی تھی اس دھماکے سے
جھٹکے سے پوری آنکھیں وا کیں اور اسے دیکھا
کک۔۔ کہاں؟ کک۔ کون سا درخت؟ مم۔ میں تو کسی"
درخت کے پاس نہیں گئی۔۔ میں گھر کی پچھلی سائیڈ پر تھی۔۔"
اسنے بوکھلاتے ہوئے کہا
اچھا! اگر تم کہیں نہیں گئی تو یہ کیا ہے؟" ساحل نے کہنے کے"
ساتھ ہی اسکے سر سے پیلے پھول کی پتیاں اٹھا کر اسکے سامنے
کر دیں۔
جنہیں دیکھ کر روحا کا چہرہ پھیکا پڑ گیا۔ جانے کیسے لڑکیاں اتنے لمبے
لمبے جھوٹ بول کر پلان بناتی ہیں اسکی تو پہلی بار ہی توبہ ہو گئی۔۔
چہرہ احساس شرمندگی سے سرخ پڑ گیا تھا۔۔
مجھے نہیں معلوم آتے ہوئے شاید گر گئے ہوں گے۔۔" وہ کسمسا کر اسکا"
حصار توڑنے لگی تھی جب اچانک کسی سائے کی طرح وہ اسکے
چہرے پر جھک کر اسکی تمام کر مزاحمت بے کار کرتے ہوئے
وارڈروب کا پٹ بند کیا اور جھٹکے سے روحا کی پشت اس سے لگا دی

وہ اسکے اچانک پہلے حملے سے نہیں سنبھلی تھی اسکی یوں بے تابی شدتوں پر بے جان سی ہو گئی تھی۔ وہ جانے کون سی پیاس مٹا رہا تھا روحا کیلئے اپنے پاؤں کھڑا رہنا محال ہو گیا۔

اوئے وکیل!" انہیں ابھی ایک دوسرے میں گم ہوئے ایک منٹ" ہی لگا ہو گا جب اچانک ہی دروازہ پر دستک ہوئی۔
ساحل ہوش کی دنیا میں قدم رکھتا بے ساختہ قدم پیچھے لے گیا۔۔
وہ اسکے اچانک دور ہونے پر گرنے لگی تھی اگر بروقت وہ اسے شانوں سے پکڑ کر سنبھال نا لیتا۔
سوری!!" دفعتاً وہ گھمبیر بھاری آواز میں بولا اپنا بگڑا تنفس بحال کرتی" روحا نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔۔
آئی نو تمہارے لیے یہ برداشت کرنا بلکہ جھیلنا مشکل تھا پر یہ" اچانک غیر متوقع تھا۔ میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔" وہ صفائی دیکر رکا نہیں

آرہا ہوں تم فائل لیکر نیچے چلو میں آتا ہوں۔۔" ساحل نے باہر"

کھڑی فیری سے کہا اور خود باتھ روم میں بند ہو گیا

جبکہ پیچھے کھڑا وجود اسکے صفائیاں پیش کرنے پھر یوں نظر انداز کرنے پر ساکت سا ہو گیا۔۔

یہ اچانک غیر متوقع تھا، میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا" اسکے کانوں میں یہ جملہ بازگشت کرنے لگا اور وہ ایک طویل گہرا سانس پلٹ کر وارڈروب میں اسکے کپڑے ترتیب سے رکھتی۔۔
پھر اسکی ٹائی گھڑی موبائل شوز ضروریات کی ساری چیزیں نکال کر باہر رکھتی خود جا کر بالکنی میں کھڑی ہو کر کھلی فضا میں اپنی سانسیں بحال کرتی گہرے گہرے سانس لینے لگی۔۔
اسکے بعد پیچھے اسکی کوئی پکار نہیں آئی۔ وہ خاموش کھڑی رہی اور جب کافی دیر گزر گئی تو روم میں لوٹی پر روم کو خالی دیکھ کر اسنے فریش ہونے کی نیت سے قدم باتھ روم کی طرف بڑھائے
پر کچھ سوچ کر وہ روم سے باہر آئی اور چھپکے سے سیڑھیاں اتر کر اسنے چور نگاہوں سے چپکے سے ڈائننگ ہال میں دیکھا اور یہ دیکھ کر اسکا دل دھک

سے رہ گیا کہ وہ ساحل کی پاس والی چیئر یعنی کہ اسکی چیئر پر بیٹھی کسی بات پر قہقہہ لگا رہی تھی اور وہ سب ہنس رہے تھے۔۔

وہ کسی کی نظریں اپنی طرف اٹھنے سے پہلے پیچھے ہوتی لب دانتوں میں سختی سے دبائے واپس سیڑھیاں بھاگ کر طے کرتی روم میں بند ہو گئی تھی

oooooooooo

اس دن اسنے دیکھا تھا عرشیہ کے ذرا سا اسکارف حجاب اسٹائل میں لپیٹ کر باہر جانے پر تقویٰ زیدی نے اسکی پیشانی چوم کر اسے "اچھی بیٹی" کا خطاب دیا تھا۔

پھر اسے "پیاری بیٹی" کا خطاب صائم زیدی نے دیا تھا۔ ایک الگ ہی اس خطاب میں سرور تھا جو کہ اسکی رگ وپے میں دوڑ گیا۔
یہی سننا وہ تقویٰ زیدی کے منہ سے چاہتی تھی اسی لئے وہ وہ شاپنگ پر جانے پہ انکی پسند کو جان کر عبایا اور حجاب پہننے کی خواہش

ظاہر کی تھی۔

تو نا صرف صارم بلکہ جس جس نے بھی دیکھا اسکی تعریف کی۔ وہ تو پہلے ہی تعریفوں کی عادی تھی۔ جہاں امریکہ میں اپنی بہادری ندر پن، خوبصورتی کی وجہ سے تعریفیں وصولتی تھی اور یہاں ناگواریت۔۔

پر اسکی جگہ صرف ایک حجاب عبایے نے اسے سب کی نظروں میں واپس پہلے جیسا خوبصورت ترین کر دیا تھا۔ وہ اس وقت گھر میں صارم کے ساتھ موجود تھی اسنے صارم اور ملازمہ تینوں نے مل کر ناشتہ بنایا تھا۔ وہ تو صرف ایسے ہی موجود تھی ہیلپ کے نام کے طور پر۔۔

پر سارا ناشتہ ملازمہ اور صارم نے بنایا اور ڈرائیور کے ساتھ ہاوسپٹل بھیج دیا تھا۔ ناشتے کے پہنچتے ہی ایک زبردست سی نیوز آئی انکے لئے کہ صام کو ہوش آگیا ہے۔

وہ دونوں خوشی سے جھوم اٹھے۔ صارم کو سارے کام کاج چھوڑ کر فوراً سے رب کی بارگاہ میں سجدہ دیکر شکرانے کے نوافل ادا کرنے لگا تھا۔

اسکے پیچھے بازل بھی آگئی تھی اور اسے جائے نماز پر دیکھ کر خود خاموشی سی بیڈ پر بیٹھ کر اسے دیکھنے لگی۔

ایلی نے بلکہ سب نے اس سے کہا تھا مرد شادی کی پہلی رات جو حقوق مانگتے ہیں عورت سے ایسا تو کچھ بھی ان دونوں کے بیچ نہیں ہوا تھا۔ ناہی بلیک مین نے اس سے ایسے کسی حقوق کی طلب کی تھی ناہی کوئی بحث مباحثے ہوئے تھے۔ بلکہ اسنے ایک کوشش کی تھی ہنسی مذاق میں ہی پر بازل نے جب اسے ٹوکا اسکے بعد اسنے بھول کر بھی ایسی کوئی جارت نہیں کی۔ بلکہ وہ اسکے قریب ہو کر سوتی تھی، اسکے حصار میں آکر آغوش میں چھپ کر سوتی تھی۔

اب تو جیسے آہستہ آہستہ عادی بنتی جا رہی تھی۔ وہ آتا چاہے وہ سو کر ہی کیوں نا اٹھی ہو۔ پر وہ جب سونے لگتا اسکا دل خود اسے اکساتا اسکے بانہوں میں جانے کیلئے۔۔

اور وہ بھی دیر نہیں کرتی بلکہ اسکے بازو پر سر رکھ کر زبردستی بھی اسکے حصار میں سو جاتی تھی۔ اور وہ بھی تو اپنے پر حرارت حصار میں اسے جکڑ لیتا تھا۔۔

سب اسکی توقع کے خلاف ہو رہا تھا، ایسی ایک بھی بات بلیک مین میں نہیں تھی جو کہ ایلی نے بتائیں تھیں۔ ناپاکستانی اجڈ مردوں جیسا رویہ۔۔ ناہی زبردستی روز۔۔۔

یہ سب دیکھتے اسکا سل آہستہ آہستہ بغاوت پر اترنے لگا تھا، اسنے اپنی دوستوں کی کالز ہائی ہیلو اگنور کر دی تھی اور اسکی جگہ اسکی آنکھوں میں بلیک مین ہی رہتا تھا۔

اسکے اتنا سب کرنے کے باوجود، اسکا نرم لہجہ بلکہ رویہ،، اسے توجہ دینا۔۔ وہ کیوں بغاوت نا کرتی۔ وہ اسے جیسے کسی جادو میں جکڑ رہا تھا۔

دل بس اس میں سما جانے کیلئے اکسا رہا تھا، اسکے تمام دعوؤں پر پانی پھیر گیا تھا۔

اسنے اس دن ایلی کو طلاق کا چونا لگا کر، اسکے بعد اسکی کالز میسجز اگنور کر دیئے تھے۔ وہ ڈپریشن فری ہونا چاہتی تھی اور اسکا ایک ہی سلوشن تھا کہ وہ اسے اپنی بانہوں میں چھپا لے۔۔

میں پڑھوں؟" صارم کے دعا مانگنے پر وہ جلدی سے بولی اسنے "

مسکراتے ہوئے اسے دیکھا اور سر ہلا دیا۔

بازل کو حیرت بھی ہو رہی تھی کہ وہ اس سے اسکے بدلے رویے کا پوچھتا کیوں نہیں؟ وہ شک کیوں نہیں کر رہا کہ وہ کوئی گیم بھی کھیل سکتی ہے؟

ابھی وہ شکرانے کے نوافل کا بولی تو اسنے مسکراتے سر ہلایا، یہ نہیں

پوچھا کیا تمہیں آتی ہے نماز پڑھا۔۔
میں وضو کر کے آئی۔۔"وہ کھل اٹھی اور بھاگی وضو کرنے کیلئے۔"
یہاں آجاؤ۔"وہ وضو کر کے باہر آئی اور اب جائے نماز ڈھونڈ رہی تھی"
تبھی صارم نے اسے پاس بلایا۔۔بازل اسکے بلاوے پر چھوٹے قدم بھر کر
پاس آئی تبھی صارم اٹھ کر اسکے مقابل کھڑا ہوا اور اسکے دوپٹے کو تھام
کر اسکے خوبصورت چہرے کو حجاب کے ہالے میں لیا۔۔
اسے بازوؤں سے تھام کر اسنے اپنی جگہ کھڑا کیا اور خود اسکی جگہ
آگیا۔وہ ہنسنے لگی تھی پر صارم نے نفی میں سر ہلایا۔۔
وہ نوافل کی نیت باندھ کر کھڑی ہو گئی اور پڑھنے لگی۔صارم اس پر ایک
نظر ڈال کر دھڑکتے ہوئے دل، متبسم لبوں سے پلٹا۔۔

دعا کرنا یونہی ساتھ رہیں۔۔"اسنے فضا میں سرگوشی کی۔بازل نے"
سنی یا نہیں پر اسنے ضرور دعا مانگی۔
وہ ٹوپی رکھ کر جانے لگا تھا تبھی روم کی فضا میں اسکی موبائل کی آواز
تیزی سے گونجی۔۔
کال رنگ پر گانا لگا ہوا تھا، سلو ڈاؤن۔۔اسنے آگے بڑھ کر جلدی سے موبائل
کو اٹھایا اور نمبر دیکھ کر موبائل کان سے لگاتے سلام کیا۔۔

السلام علیکم!" اسکا ارادہ پاکستانی نمبر دیکھ کر یہ کہنے کا تھا کہ بازل شاہ" مصروف ہے۔۔ اگر اسکے دوستوں کا نمبر ہوتا تو کبھی نا اٹھاتا۔۔
اسکے سلام کے کتنی دیر دوسری طرف خاموشی چھائی رہی۔۔
صارم نے ایک نظر بازل پر ڈال کر ابھی کال ڈسکنیکٹ کرنی چاہی تبھی دوسری طرف سے آواز ابھری۔۔

ہنی کہاں ہو میں آگیا ہوں پاک۔۔ جلدی مجھ سے ملو مجھے ایک پل" کیلئے چین نہیں آرہا۔۔ تم یہیں آس پاس ہو پھر بھی بانہوں میں نہیں ہو۔۔ میری بانہیں ترس رہی ہیں بے بی کم آن۔۔ تم وہ راتیں بھول گئی جو ہم نے ساتھ بتائی تھیں،، پر یہاں ان یادوں نے میرا برا حال کیا ہوا ہے۔
کب تک چلے گا تمہارے کالے سو کالڈ شوہر کے ساتھ ناٹک؟ بند کرو یہ سب چھوڑ آؤ اسے میں یہاں تمہیں لینے آیا ہوں۔ تم میری ہو چکی ہو پھر یہ کھیل کیوں بتا دو اسے کہ تم اپنا سب کچھ مجھ پر وار چکی ہو۔۔
اگر اسے یقین نا آئے تو پروو دے دینا۔۔ بٹ جلد۔۔۔۔
جھٹکے سے کال ڈسکنیکٹ ہوئی۔۔ صارم اپنے سر دھواں دھواں چہرے کے

ساتھ کھڑا جیسے ساکت پتھر کا ہو کر اپنی جگہ منجمد ہو کر رہ گیا۔

کون تھی؟؟" بازل سلام پھیر کر اسے کال پر بات کرتے دیکھ بغیر دعا"
مانگے ہی دھڑکتے ہوئے دل سے بھاگ کر پاس آئی اور جھپٹ کر اپنا
موبائل اس کے ہاتھ سے نوچا۔

تم نے میری موبائل کو بغیر اجازت کے چھوا کیسے؟" وہ غصے سے غرا"
اٹھی۔ اور کانپتے ہوئے وجود، ہاتھوں کے ساتھ جلدی جلدی سے نمبر
دیکھا۔۔
پر وہاں ایلی کے نمبر کے بجائے پاکستانی انجان نمبر دیکھ کر اسکے وجود
میں ٹھنڈی سکون بھری لہر دوڑ گئی۔۔ لبوں پر جو کپکپاہٹ تھی وہ
مسکراہٹ میں بدل گئی۔
صارم خاموشی سے پہلے اسے غصے غیظ سے کانپتے ہوئے دیکھتا پھر اسکی
نمبر کو دیکھ کر پر سکون مسکراہٹ تاثرات ملاحظہ کر رہا تھا۔
کون تھا؟" موبائل آف کر کے وہ دراز میں رکھتی صارم کی جانب پلٹی"
پتا نہیں۔۔ اینڈ سوری بغیر اجازت موبائل چھونے کیلئے۔" وہ"
رکھائی سے کہتا پلٹا اور تیز قدموں سے روم سے نکلتا چلا گیا۔۔

افف مجھے اس طرح بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔ شاید بلیک مین ناراض ہو گیا۔" اسنے افسوس سے سوچتے زور سے پاؤں پٹخے اور جلدی سے اسکے پیچھے بھاگی

بلیک مین؟" وہ یہاں وہاں ڈھونڈتی کچن میں آواز پا کر وہاں آئی تو اسے" ایپرن باندھ کر ناشتہ بناتے ہوئے دیکھ کر وہ مسکرائی

پھر سے کس کا بریک فاسٹ بنا رہے ہو؟" وہ اندر آئی اور پاس" کھڑے ہوتے پوچھا

ہم دونوں کا۔۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولا"

اوہ ہاں مجھے کافی بھوک لگی ہے۔ کیا میں مدد کروں؟" اسنے جلدی سے" ایپرن اٹھا کر باندھنا چاہا پر ناکام ہو گئی۔

میرا باندھ دو۔۔" اسنے کہنے کے ساتھ اسکے آٹے والے ہاتھ نکال کر اپنی" کمر کے گرد حائل کر دیئے۔

صارم نے جبڑا بھینچ کر اسکی گرے آنکھوں میں دیکھا۔ اور آٹے والے ہاتھوں سے ہی سختی سے اسکی کمر کو جکڑا کہ وہ درد سے اچانک کراہ اٹھی

کک۔۔ کیا ہوا؟" بازل اسکے تاثرات دیکھتی حیران ہو گئی کہ"

اچانک اسکے تاثرات کیوں بدل گئے۔۔

پر وہ خاموش ہی رہا، جانے کیوں نرم رویے سے سپاٹ سرد بنالیا تھا۔ شاید کافی برا لگا تھا اسکا ٹوکنا۔۔

"آئی ایم سوری!" وہ نظریں جھکا کر بولی۔ صارم نے یہاں وہاں دیکھا۔ جیسے نظر انداز کرنا چاہتا ہو۔۔

"بلیک مین!" اسنے بازو کو چھوا جسکے ساتھ ہی اسنے کھینچ کر اسے ساتھ لگایا اور پیٹھ پر ایپرن باندھتے ہوئے جھٹکے سے گھما کر اپنے سینے سے اسکی پشت لگائی اور اسکے دونوں ہاتھ کو پکڑ کر آٹے میں ڈال دیئے۔

بازل کا دل اچھل کر سینے میں دھڑکتا ہوا، پسلیاں توڑنے لگا۔

"کیا بنا رہے ہو؟" وہ نظریں آٹے پر جما کر بولی

"پراٹھے۔" اسکے قریب ہوتے سرگوشی میں جواب دیا۔ اسکی دہکتی سانسیں گھمبیر آواز پر بازل کے ماتھے پر پسینے آ گئے۔

"ملازمہ!" اسنے احساس دلایا۔۔

"کام کر رہی ہیں۔۔" وہ جواباً بولا

"ہاسپٹل چلیں؟" وہ اسکے تنگ ہوتے حصار میں کسمسا اٹھی۔

کس بات کی مزاحمت کر رہی ہو؟" وہ بھڑک کر بولا۔۔ بازل نے "
حیرت سے پلٹ کر اسے دیکھا۔
واٹ یو مین؟" وہ گردن گھما کر اسے دیکھنے کی کوشش کرنے لگی جب "
اسنے اپنا چہرہ اسکی گردن میں چھپا کر سانس کھینچی۔۔
کب تک یہ دوریاں رہیں گی؟" وہ گھمبیرتا سے بولا"
ککک۔۔ کیا مطلب؟" وہ مشکل سے بولا"

اب کیا مطلب بھی سمجھاؤں؟ اتنی معصوم تو نہیں ہو یار جتنا شو کرتی ہو خود "
کو۔۔ لسٹ میں جو لکھا تھا بلیک مین کو حقوق دینا لازمی ہے۔۔ اسی
کی بات کر رہا ہوں۔۔" اسنے بات مکمل کرتے ہوئے اپنی انگلیاں اسکے
ہاتھوں سے پھنسا دیں۔۔

کب تک بلیک مین کے حقوق ضبط کرو گی؟ تمہیں ترس نہیں آتا"
اپنے بلیک مین کی تنہائی پر انت الحیات" اسنے آٹے بھری انگلی
اسکے ہونٹوں پر پھیری

بازل ہوش میں آکر سٹپٹا گئی۔۔ اسکا دماغ ماؤف ہو رہا تھا۔ وجود بھی

اسکے حصار میں سن پڑنے لگا تھا۔
کچھ کہو!" وہ اسرار کرنے لگا۔ اسے سمجھ نہیں آیا کیا کہے۔ وہ خاموش"
رہ گئی۔۔

میں آج رات انتظار کروں گا تمہارا۔۔" اسنے کان میں سرگوشی"
کرتے اسکے کان کی لو کو ہونٹوں کے دہکتے لمس سے چھو کر اسکے وجود میں
سرد لہریں اٹھنے لگیں

خوف سے چہرہ بھی سپید پڑ گیا وہ اسکا حصار توڑنے کی کوشش
کرنے لگی پر صارم لبوں پر تلخ طنزیہ مسکراہٹ سجائے اسکے تمام
راستے بند کیے اسے تھام کر کام کرنے لگا۔

اسکے دل بند ہونے کو آرہا تھا، گھبراہٹ حد سے سوا تھی۔ پر وہ کہاں
جانتا تھا اسکے دل پر اترتی قیامت۔۔

صارم سائیں۔۔!" دفعتاً ملازمہ کی آواز گونجی۔ صارم اسے وہیں رکنے کا"
کہتے وہاں سے نکل گیا۔۔

اسکے نکلتے بازل خوف سے زرد پڑتی گہرے گہرے سانس لینے لگی۔
"مطلب وہ جو کچھ سوچ رہی تھی بلیک مین کو ایسا کچھ نہیں چاہیے وہ
"سب اسکا وہم تھا؟ وہ بھی باقی مردوں کی طرح ہے؟

بریکنگ نیوز!! محروم دلاور خان کا کیس اوپن،، عرشیہ صمصام"
زیدی کی حکومت سے اپیل۔ وہ اپنے بھائی دلاور خان کا کیس پھر
سے کھولنا چاہتی ہے۔
کیس لڑنے کیلئے ایڈوکیٹ ساحل شاہ تیار، اپنی وائیف کو
سپورٹ کرنے والا مسٹر صمصام زیدی بھی آگے رہے۔ کیس کی تفتیش
"کرنے کیلئے ایس پی دریاب خان بھی میدان میں۔۔

رات ایک بھیانک ایکسیڈنٹ کے بعد آج صبح پریس"
کانفرنس میں صمصام زیدی کا دشمنوں کو للکار،، اگر دشمن کو لڑنا ہے تو
سامنے آئے بزدلوں کی طرح پیٹھ پیچھے وار کر کے اپنی کمزوری کو ثابت کر
"رہا ہے۔

نیوز چینل کے سامنے کھڑا صارم اپنے بھائی کو سامنے بڑی سی اسکرین

میں دیکھ رہا تھا جسکے ماتھے پر پٹی بندھی ہوئی تھی، چہرے پر بھی سرخ زخم موجود تھے۔
اور دائیں بائیں سامنے مائک موجود تھے اسکے۔

اسے سمجھ نہیں آیا وہ کیا ری ایکشن دے۔۔

ooooooooo

....★☆☆☆☆☆★....

"آپ کہاں تھے دل؟ آپ نے سنا دل عشی نے آپ کا کیس ری اوپن کیا ہے۔۔" وہ ابھی صام کی خیر خیریت جاننے کیلئے ٹی وی کے سامنے بیٹھی تھی۔۔ اپنے بھائی کو دیکھ کر اسکے دل میں ٹھنڈک پڑ گئی۔ ساتھ عرشیہ کی حکومت سے اپیل دیکھ وہ خوشی دے جھوم اٹھی تھی کہ اب اسکا دلاور سب کے بیچ چلے گا۔۔
بلکہ اسے دلشیر نہیں دلاور خان کی بیوی کے نام سے لوگ جانے گے۔
"سچ بتاؤ کون چھوڑ کر گیا تھا تمہیں میرے پاس؟" اسکی ساری

بے تابیاں نظر انداز کرتے ہوئے روم میں داخل ہو کر اسنے جھٹکے سے
اسکے بازو کو دبوچہ اور مقابل کھڑا کیا
تو قسیع اسکے اچانک بدلے تیوروں پر بوکھلا گئی۔

ڈیڈ۔"وہ ہکلا گئی۔۔کیونکہ صام بھائی نے کہا تھا کہ کسی بھی حال میں"
اسے نہیں بتانا کہ وہ اسے چھوڑ کر گیا ہے۔

وہ آنکھیں جھپکا کر بولی۔دلاور اسکی آنکھوں میں دیکھ کر جان گیا تھا کہ وہ
کچھ تو جھوٹ بول رہی ہے۔اس سے کچھ چھپا رہی ہے۔
کیا چل رہا تھا ان سب کے دماغ میں۔کیوں گیم کھیل رہے تھے وہ
اس سے؟پہلے اس تک پہنچنا،پھر اپنی بیٹی سونپنا،اقراب
اسکی بہن کو مہرہ بنا کر کیس ری اوپن کرنا۔۔

سوچ سوچ کر اسکا دماغ پھٹ رہا تھا۔

میرے ساتھ رہنا چاہتی ہو؟"وہ اسکا بازو چھوڑ کر محبت سے پچکارتا"
پوچھنے لگا۔

آپ نے رات کچھ نہیں کھایا پھر صبح بھی کچھ نہیں کھایا کیوں؟""
توقیع جانتی تھی وہ اپنے کسی مطلب کیلئے اچانک نرم پڑا ہے۔ تو کیوں نا وہ اپنا بھی مطلب پورا کر لے۔

دلاور نے سن کر دانت پیسے۔ "کھالوں گا، پہلے جو پوچھا ہے اسکا جواب دو۔"
آپ ناراض کیوں ہو رہے ہیں میں تو بس یہ کہنا چاہتی ہوں کیا آپکو" مجھ پر پیار نہیں آتا؟ دیکھیں میں کتنی کیوٹ ہوں، مام کہتی ہیں حسین بھی ہوں۔۔
"بھائی کہتا ہے دنیا کی سب سے زیادہ خوبصورت لڑکی ہوں۔

بکواس کرتا ہے۔ ایویں ہی دل خوش کرنا چاہتا ہے تمہارا ورنہ" خوبصورت بس میری بہن ہے۔" دفعتاً وہ غصے سے جل کر بھڑک اٹھا۔
وہ بے ساختگی میں بولا تھا، اور احساس ہوتے آنکھیں جھٹکے سے اس پر جمائیں جو کہ پھیلی حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

اپنی غلطی کا احساس ہوتے ہی دلاور نے زبان دانتوں میں دبالی۔۔

"اوہ تو آپ کا مطلب ہے میں اچھی نہیں۔۔ بلکہ میں تو خوبصورت ہوں ہی نہیں۔۔ یہ کہنا چاہتے ہیں آپ۔۔" وہ دکھ تاسف سے اسکے ہاتھ چہرے سے ہٹا کر پیچھے ہوئی۔

اسکی نیلی آنکھوں میں سمندر جیسا پانی تیر گیا۔ چہرہ پھیکا دکھ سے دھواں دھواں تھا۔

"اچھا ہے آپ نے بتا دیا۔ اسلئے کترانے لگے ہیں۔ کیونکہ اب میں آپکی پسند نہیں رہی۔ ہاں کیسے رہوں گی دنیا گھومی ہے حسین لڑکیاں دیکھی ہوں گی میں کیوں آپ کو اب پسند آنے لگی۔۔

میں بھی کس قدر بے قوف ہوں، اتنی دفعہ دھتکارنے کے باوجود ابھی تک دل میں آس امید لگا کر بیٹھی تھی کہ آپ کو تو اب الفت سے جنون ہو گیا ہو گا مجھ سے۔

جس طرح مجھے ہے جنون آپ کا ویسے ہی آپ مجھ سے محبت کرتے ہوں گے۔۔

پر نہیں۔۔۔" وہ دکھ تکلیف سے سسک اٹھی روتی ہوئی اس سے دور ہوتی پلٹ کر کھڑی ہو گئی۔

دلاور حیرت سے اسکی بدگمانی کو دیکھنے لگا۔(وہ پاگل تھی کیا اسنے بہن کو خوبصورت کہا تھا دوسری لڑکیوں کو تو اسکے برابر نہیں لایا تھا) اسکی رگیں تن گئی گھور کر اسکی پیٹھ کو دیکھ رہا تھا۔

"میں نے اپنی بہن کے بارے میں کہا تمہیں کب کہا تم خوبصورت نہیں ہو؟" بھڑک کر آگے بڑھتے اسنے توقیع کے بازو کو تھاما اور جھٹکے سے اپنی طرف کھینچا تو دھک سے رہ گیا

وہ سسک رہی تھی، رو رہی تھی اتنی سی بات پر۔
"میں نے ابھی کہا میرا بھائی ایسے ہی میرا دل بہلا رہا ہے میں حسین نہیں۔۔" اسنے ہچکیاں بھرتے ہوئے کہا

"پاگل عورت تو کیا باقی اتنی حسین لڑکیاں مر کھپ گئی ہیں؟ میری بہن بھی تو حسین ہے وہ کہاں گئی؟ اتنی زیادہ خوش فہم ہونے کی ضرورت نہیں بس یہی کہا تھا۔ یہ تو نہیں بولا کہ تم حسین نہیں۔" وہ سلگ سلگ کر چبا کر بول رہا تھا۔

وہ خود اعتراف کر رہا تھا کہ وہ دلشیر نہیں دلاور ہے۔ توقیع کے دل میں پہلی جیت پر پھول برسنے لگے۔

جھوٹ بول رہے ہیں آپ،، میں کیسے یقین کر لوں آپ نے کہا کہ " خوبصورت "بس "میری بہن ہے۔" وہ منہ بسور کر سوں کرتی اسکی طرف سے پیٹھ موڑ کر لب دانتوں میں دبا گئی۔۔

دلاور کا تو پورا سسٹم ہی ہل گیا اسکے نخرے سے۔ایک تو وہ بندہ سنجیدہ تھا اوپر سے یہ میڈم اس قدر نخرے دکھا رہی تھی حالانکہ اتنے نخرے تو وہ کسی مجرم کے بھی نہیں برداشت کرتا تھا۔

تم میری بات سمجھنے کی کوشش کرو یار کیٹی میں ایسا نہیں کہنا" چاہتا تھا۔۔ تم خود سوچو کیا ہماری عشی خوبصورت نہیں؟" اسکا دماغ گھوما ہوا تھا وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کیا بول رہا ہے۔۔

خوبصورت ہے۔۔" وہ سوں کرتی سر ہلا کر قہقہہ ضبط کرنے کی کوشش کرنے" لگی۔

پھر؟؟" وہ غرا اٹھا۔ شاید احساس ہو گیا تھا کہ وہ کیا بلوا چکی"
ہے اس سے۔ اسکی غصیلی غراہٹ سے ایک پل کیلئے اسکا دل
اٹھاہ گہرائیوں میں ڈوب گیا۔۔

تو کیا میں خوبصورت نہیں ہوں؟" توقیع نے پلٹ کر اسکے"
سامنے آتے پوچھا
دلاور نے ایک لمحے کیلئے اسکے سوال پر اسکے چہرے کو دیکھا۔" کتنی
تعریف چاہیے؟" اسنے پوچھا توقیع کی پلکیں لزر اٹھی
جتنی آپ کریں گے کم ہو گی۔" وہ حیا سے سرگوشی میں بولی۔ اسکی گھنی"
مونچھوں تلے مسکراہٹ اپنی چھپ دکھا کر غائب ہو گئی

اگر میں کروں تو مجھے بدلے میں کیا ملے گا؟" اسنے اپنا چوڑا مضبوط ہاتھ"
اسکے بازو میں ڈالا اور جھٹکے سے کھینچ کر اسکے کچھ سمجھنے سے پہلے اسکی
پشت سینے سے لگا کر کمر کر گرد دونوں بازو باندھ لیے

میں تو پوری آپ کی ہوں۔۔ میرے علاوہ بھی آپ کو کچھ چاہیے تو"
جہاں تک میری پہنچ میں ہے وہ میں کر دوں گی اگر وہ آپ کے حق

میں بہتر رہا تو۔" اسنے حیا سے پلکیں جھکاتے کہا
ہمم! تم خود کو کیا میری کرو گی محترمہ! تم خود آکر یہاں پھنس چکی"
ہو۔۔ ابھی بھی وقت ہے کچھ نہیں بگڑا کہو تو چھوڑ آؤں تمہیں؟" اپنی ناک کو
اسکی شہ رگ پر سہلاتے ہوئے وہ سرگوشیانہ بولا

آپ ناراض نا ہوا کریں دل۔۔ پھر جہنم میں بھی ساتھ لے جائیں"
گے بسم اللہ کر کے چلوں گی۔" اسنے مدھم آواز میں کہا۔۔

وہاں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ میں یہاں تمہارے لیے جہنم"
بنا دوں گا نادلبر۔۔" اسنے تمسخرانہ ہنس کر کہتے حصار کو تنگ
کیا۔
وہ شرم سے آنکھیں میچ کر خاموش کھڑی ہو گئی۔ اسکے گال دہک
اٹھے تھے اسکی قربت پر۔

اچھا مجھے بتاؤ کون چھوڑ کر گیا تمہیں؟ اگر تو تم نے سچ بولا تو تمہیں میں"
ایک حسین گفٹ دوں گا۔۔ جو کہ تمہیں ہمیشہ یاد رہے گا۔
اگر جھوٹ کہا تو ایسا درد دوں گا جو کہ ساری زندگی ناسور بن کر رہے گا۔ بلکہ کبھی

پلٹ کر نہیں دیکھوں گا تمہاری طرف۔۔

اب تم سوچ لو کیا تم مجھ سے جھوٹ بولو گی یعنی کہ اپنے مجازی خدا سے؟

میں تمہارا شوہر ہوں اور تمہیں حکم دے رہا ہوں مجھ سے سچ بولو کہ کون چھوڑ "کر گیا تھا تمہیں یہاں۔۔؟

اسکے اس طرح سے مجبور کرنے پر توقیع کے آنسوں نکل پڑے۔

دل!!" اسنے سسکی دبا کر پکارا جس کے ساتھ اسکی مسکراہٹ گہری" ہو گئی۔

سناؤ دلبر!" وہ مسکرایا۔۔"

مجھ سے پیار کرتے ہیں؟" اسکے غیر متوقع سوال پر وہ کچھ دیر گنگ رہ گیا۔"

نہیں۔۔" اسنے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے اسکے بالوں کی چوٹی" کے بل کو کھولا۔۔

سچ بول رہے ہیں؟" وہ اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھتی گویا ہوئی"

میرا تم سے جھوٹ کا کوئی تعلق ہی نہیں۔۔" اسنے سر گوشی کی اور اپنا" چہرا اسکے کھلے بالوں میں چھپا کر اسکی خوشبو کو سینے میں اتارا۔۔۔

غلط آپ مجھ سے تعلق بنا ہی جھوٹ کا رہے ہیں۔۔" دلاور نے"
اچانک قدم پیچھے لیے اور پلٹ کر دروازہ بند کرتے واپس اسکی
طرف پلٹ آیا۔
توقیع اسکے اچانک بدلتے ہوئے موڈ کو دیکھتی بمشکل اپنے پاؤں پر کھڑی رہ
پائی۔
اچھا تم خود بتاؤ سر پر زبردستی مسلط کیے ہوئے شخص یا وجود سے محبت"
ہو سکتی ہے؟" وہ اسکے کمر میں آہستہ سے بازو ڈالتا اسکا رخ اپنی
طرف جھٹکے سے گھما گیا۔

میں زبردستی مسلط کی ہوئی ہوں؟" توقیع نے حیرت سے اسکی"
آنکھوں میں دیکھا۔ وہ مبہم سا مسکرایا

کیوں تمہیں ابھی بھی شک ہو رہا ہے۔ سوچو اگر تم میری پسند سے لائی ہوئی"
ہوتی۔۔ تو میں کب کا تمہیں کڈنیپ کروا کر ابھی تک تمہاری
سانسوں سے لیکر تمہاری روح میں اتر چکا ہوتا۔۔" وہ اسکے بالوں کی لٹ
کو پکڑ کر کھینچتے بولا۔۔
جان بوجھ کر اسکے دل پر تیر پھینک رہا تھا۔

میری روح میں تو آپ بسے ہوئے ہیں۔۔" اسنے نظریں جھکاتے "
کہا۔
تو کیا فائدہ دلبر۔۔۔ سوچو میں نے تو نہیں اتارا نا تمہیں اپنی روح"
میں۔۔ تم نے خود اتارا ہے مجھے، تو اس پر میں افسوس ہی کر سکتا ہوں۔۔"
وہ انگلی اسکی پیشانی پر پھیرتا ہوا سائیڈ پر لے جاتا کان کے پیچھے سے
لیکر گردن پر لایا۔۔
تو قسیع اسکی سرکتی انگلی کی جارت پر حیا سے گلنار ہوتی آنکھیں
بند کر گئی۔
کیوں خود کو بے مول کر رہی ہو۔۔ ابھی واپس لوٹ جاؤ زندگی لمبی پڑی ہے"
تمہارے سامنے۔۔ مجھ سے زیادہ خوبصورت محبت پاؤ گی۔۔" اسنے اسکی
کمر پر زور دیکر اسے پاس کرتے اپنی دہکتی سانسیں اسکے چہرے پر
چھوڑیں۔۔

دل!" تو قسیع نے گھبرا کر کترانا چاہا بھی تو اسنے اسکے بالوں میں"
دوسرا ہاتھ پھنسا کر اسکے فرار کے راستے بند کر دیئے

بولو۔۔!" اسنے غصے سے کہا۔۔ تو قسیع نے بھاری پلکیں اٹھا کر انگلی کے فاصلے پر موجود چہرے کو دیکھا۔

"آپ سے زیادہ خوبصورت تو کوئی نہیں ہو سکتا نا۔۔ نا ہی کسی کے پاس سرخ سی آنکھیں ہوں گی جن میں جنون ہو۔۔ نا ہی کوئی میرے دل پر سلطنت کر سکتا ہے جس کی میں تو قسیع ہوں اور وہ میرا دلاور ہو۔۔۔
میں اپنی رگ روح سمیت آپ کی ہوں دل کسی اور کا تصور مرتے دم نہیں کر سکتی۔۔
آپ سے پیار کرتی ہوں بہت بہت۔۔" دفعتاً وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی اسکی گردن میں بانہیں ڈال کر چہرہ چھپا گئی۔۔

"اگر اپنے محرم سے محبت کا اظہار کرنے میں میں بے مول ہوتی ہوں تو ہو جانے دیں مجھے بے مول۔۔
ہو سکتا ہے رب کے سامنے سرخرو ہو جاؤں،،
آپ سے محبت کرنا میرے لیے ایک عبادت ہے دل۔ اور یہ عبادت میں تاحیات کرتی رہوں گی۔۔" وہ اسکے کان میں سرگوشیانہ روتی ہوئی گویا تھی۔

دلاور نے سکون سے آنکھیں موند کر نامحسوس انداز میں اسکے گرد بازو کا حصار تنگ کرتے اپنا چہرہ اسکے بالوں میں چھپا لیا۔۔

ہزاروں سوال اٹھے تھے اسکے اظہار کے بعد، ہزاروں احتجاج اٹھے تھے اسکے اعترافِ الفت سننے کے بعد۔۔

پر وہ خاموش تھا، وہ تھکا ہوا تھا، وہ پور پور زخم تھا، جیسے اسنے مرہم رکھا راحت لطف ملا وہ آنکھیں موند گیا۔۔

دلاورے جیکی آپ کو بلا رہا ہے۔۔" دروازے پر ناک کرتے ہوئے خیری" نے اسے پکارا۔۔

کہو سو رہا ہے۔۔" اسنے توقیع کے کان میں سرگوشی کرتے کان کی لو کو" دانتوں میں دبایا اور سختی سے جکڑا۔۔۔

درد سے وہ حلق تر کرتی گہرا سانس بھر گئی۔۔

خیری وہ سو رہے ہیں۔۔" توقیع اسکی ہدایت پر آہستہ آواز میں بولی" جب وہ اسے اٹھا کر بیڈ کی طرف بڑھا۔ وہ ساری رات آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس دوران اسنے اسکرین پر بہت کچھ دیکھا تھا۔

وہ چاہتا تو انکی جنگ میں خود کود سکتا تھا۔ پر جب وہ دلاور نہیں رہا، جب انہوں نے دلاور کو ہی مار دیا تو اب وہ کیوں وہ ایک غیر ہو کر انکی مدد کرے۔

اینجل آپکا بریک فاسٹ ؟رات بھی شاید آپ نے نہیں کھایا؟"" وہ اسے بیڈ پر ڈال کر ابھی اس پر جھکا ہی تھا معاً خیری کی آواز پر اسنے توقیع کی بند آنکھوں کو دیکھا

آرہی ہے جاؤ اب۔۔"اسنے غصے سے سخت لہجے میں حکم دیا" خیری سٹپٹا کر وہاں سے الٹا قدم لیے بھاگا۔۔
صبح ناشتہ کرواتے وقت ہی اس سے اینجل نے کہا تھا کہ وہ کپڑے دھوئے گی، اسے مشین اسٹارٹ کرنا سکھادے۔ اسلئے ہی تو وہ آیا تھا۔

خیری کے جاتے وہ اپنا دماغ شانت کر کے اسے دیکھنے لگا، وہ بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔
کون چھوڑ کر گیا ہے تمہیں یہاں؟"وہ واپس پوائنٹ پر آیا۔ توقیع اندر"

سے بجھ گئی۔ وہ اسے گھما پھرا کر بات بدل گئی تھی پر اس انسان کی سوئی ابھی وہیں اٹکی دیکھ کر اسنے لب بھینچے۔

"میں بیمار ہو رہی تھی تو میرے گھر والوں کو ترس آگیا اسلئے آپ کے پاس چھوڑ گئے۔" اسنے سادہ سا جواب دیا۔۔

"اچھا تب تو بیمار نہیں تھی جب میرے زندہ ہونے کے باوجود میرے بھائی کے نام کی رسمیں ادا کر رہی تھی؟" اسنے کاٹ دار لہجے میں سرد طنز کیا

اپنے دل میں چبھا تیر اسکے دل میں پیوست کر دیا۔ توقیع کے پاس جواب تو تھا دینے کیلئے پر وقت مناسب نا دیکھ کر وہ ندامت سے نظریں جھکا گئی۔

وہ طنزیہ ہنسا اور اسکے چہرے کو دیکھتے ہوئے اسے اپنے بازو پر ڈال کر وہ اپنی انگلی اسکے ہونٹوں پر پھیرنے لگا۔

"تم نے کھانا نہیں کھایا کیوں؟" وہ بے لچک آواز میں پوچھنے لگا۔

"آپ نے بھی تو نہیں کھایا۔" توقیع نے کہتے اپنی انگلی اسکے دل کے مقام پر رکھی۔ لہجہ سہما ہوا سا تھا پر وہ خود کو مضبوط رکھنے کی پوری کوشش کر

رہی تھی۔

"میں مروں گا کیا تم بھی مرو گی؟" اسنے بازو کو جھٹکا دے پوچھا

"ہم کیوں ابھی مریں گے؟ ابھی ہماری لمبی زندگی ہو گی ان شاءاللہ۔۔ اور ابھی میرا دل چاہتا ہے کہ ہم کہیں دور جنگل میں گم ہو جائیں۔۔ پہاڑ چڑھیں۔ جب مجھے سردی لگے تو آپ اپنے بازوؤں میں چھپا دیں، جب گرمی لگے تو۔۔۔۔

"وہ اسکی بات بیچ میں" اٹھا کر کسی کھائی میں پھینک دوں۔۔ کاٹ کر جان بوجھ کر پھر بدمزگی سے گویا ہوتا اپنا بازو اسکے سر کے نیچے سے نکال کر خود جا کر اپنی جگہ پر تکیہ ٹھیک کر کے سونے کی تیاری کرنے لگا۔

سونا بھی کیا تھا، نام کا گولیاں کھا کر بیہوش ہو جانا تھا۔ اور وہ بھی یہ زندگی کا تھوڑا وقت سکون سے بیہوش ہو کر گزارنا چاہتا تھا۔۔

"سنیں!" وہ اٹھ کر کھسک آئی اسکے پاس پر دلاور ڈھیٹوں کی طرح منہ بل گر کر چہرہ تکیے میں چھپا گیا تھا۔

سنیں نادل! کپڑے تو لیکر دیں، شاپنگ کرنی ہے۔" وہ اسکے پاس"
آکر اسکی پشت کو ہلاتی ہوئی بولی۔۔
دماغ نا کھاؤ! میں تمہارے لیے نہیں کمارہا، اگر آئی تھی تو ساتھ اپنا"
سامان بھی لے آتی۔۔" ہاتھ جھٹکتے ہوئے وہ بولا۔

تو کس کیلئے کمارہے ہیں کون سے ابھی آپ کے بچے ہیں جن کیلئے کما"
رہے ہیں آپ۔۔ مجھے لیکر دیں۔۔ آپ تو اتنے کنجوس ہیں کبھی کچھ
کھلانے بھی نہیں لیکر جاتے دل۔" وہ شکوہ کرنے لگی تھی۔۔
اسکے لبوں پر شیطانی مسکراہٹ دوڑ گئی۔۔
زہر دے دوں گا۔" اسنے جلاتے ہوئے کہا"

تو دے دیں۔۔" وہ اسکی پشت پر آکر سر کے بالوں میں انگلیاں"
پھیرنے لگی۔ اسکی مومی انگلیوں کے نرم ملائم لمس کو وہ چاہ کر کے بھی
نہیں جھٹک سکا۔
نا اسے نا ہی پشت پر آئے بوجھ کو۔۔ کس قدر ڈھیٹ بن کر آئی تھی۔۔ اسکی
اتنی انسلٹ کے بعد بھی یہی پڑی تھی۔۔

دل میری منہ دکھائی دیں۔ میں خیری کے ساتھ جا کر"
شاپنگ کرلوں گی۔۔"وہ جوئیں تلاش کرنے کیلئے اسکے بالوں میں
چھان بین کرنے لگی
کیسی منہ دکھائی؟ گھر سے باہر قدم نکالے تو ٹانگیں توڑ دوں گا۔"وہ آرام"
سے پڑا تھا۔ پر اسکی اس بات پر غصے سے گرجنا نہیں بھولا
توقیع نے افسوس سے سر نفی میں ہلاتے ٹھوڑی اسکے شانے پر رکھی
اور اپنی ناک کو اسکے کان پر سہلانے لگی

منہ دکھائی کیسی ہوتی ہے؟ جب دو نئے جوڑے ایک دوسرے کا دیدار"
کرتے ہیں تو شوہر اپنی بیوی کا منہ دیکھنے پر گفٹ دیتا ہے اسے منہ دکھائی
کہتے ہیں"توقیع نے اپنے ہاتھ اسکے بالوں میں الجھاتے کھیلتے ہوئے اسے
بتایا۔۔

پھر بیوی شوہر کو کیا دیتی ہے؟"اسنے آنکھیں موندتے پوچھا"
"بیوی نہیں شوہر دیتا ہے۔۔ آپ بھی دیں مجھے۔۔"
جب بیوی نہیں دیتی تو شوہر نے کھاتہ کھول رکھا ہے کیا؟ نہیں ہیں"
میرے پاس چھٹے۔۔"وہ مصنوعی غصے سے کہتا ہری جھنڈی دکھا گیا

دل آپ اتنے کنجوس کیوں ہیں؟ اگر ایسا کریں گے تو میں سچ میں ابھی" باتھ لیکر آپ کے کپڑے پہن لوں گی۔" وہ خبردار کرنے لگی۔

پہن لو پھر روم سے باہر نکل کر دکھانا۔۔" اسنے بھی الٹا دھمکی دی تو قسیع" نے ہونٹ بھینچ کر اسکے سر کو دیکھا۔

میں خود ہی نکال لیتی ہوں آپ ایسے نہیں دیں گے۔۔" وہ کہہ کر اٹھی" اور اسکے پینٹ کی جیبوں سے والٹ نکلنے کی کوشش کرنے لگی۔ اس سے پہلے ہی مسکراتے دلاور نے اپنی جیبوں پر دونوں ہاتھ رکھ دیئے۔
"!!! توقسیع جھنجھلا گئی۔۔" دل
جاؤ کام کرو نکلو نیند خراب مت کرو۔۔" وہ جھڑک اٹھا" اسے۔
توقسیع نے تاسف سے اسے دیکھا

جا رہی ہوں بعد میں بلایئے گا مت۔۔" نچلا ہونٹ پھیلا کر اور وہاں" سے جانے لگی تھی۔۔ دلاور نے بازو کے نیچے پلکوں کی اوٹ سے اسے دیکھا

وہ واقعی دوپٹہ اسکے نیچے سے کھینچنے کی کوشش کرتی بیڈ سے اتر چکی تھی۔ وہی دادی خضور کر دیئے ہوئے بھڑکیلے لباس میں بغیر دوپٹے کھلے سلکی بالوں اور خفگی سے سرخ چہرے سے وہ دوشیزہ قیامت لگ رہی تھی۔

دلاور نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دباتے ہنسی کو ضبط کیا، اور جھٹکے سے سیدھے ہو کر دوپٹے کو مٹھی میں جکڑ لیا۔

اب کیوں تنگ کر رہے ہیں چھوڑیں، مجھے بہت کام ہیں۔" وہ ناراضگی سے " کہتی اپنا دوپٹہ اسکے ہاتھ سے کھینچنے لگی تھی جب اسنے ڈھیلا کر کے اچانک کھینچا تھا تو قسیع آہ کے ساتھ لہراتی ہوئی اسکے سینے پر آگری۔۔

اسکے گرنے کے ساتھ اسکے بال دلاور کے سینے چہرے پر بکھر گئے۔
جس دن مجھے لگا تم نے مجھ سے جھوٹ بولا ہے۔ تمہیں میرے پاس " کوئی اور چھوڑ کر گیا ہے تو مسز دلاور اس دن تمیارا انجام برا ہو گا۔۔۔
میں سب کچھ معاف کر سکتا ہوں دھوکہ برداشت نہیں کر سکتا۔

جھوٹ بولنے والوں کے دوروپ سے مجھے نفرت ہے یاد رکھنا۔۔" وہ سرد لہجے میں بولتا اسکی سانسیں خشک کر گیا۔

بنا کر دینا لسٹ لے آؤں گا۔" وہ اسے باہر نہیں نکالنا چاہتا تھا کہ" کہیں اسکے دشمنوں کی نظر میں نا آجائے۔ جس طرح اسنے خیری کو رکھا ہوا تھا کالج سے گھر تک محدود اسی طرح اسے بھی رکھنے لگا تھا خود سے گھر تک محدود۔۔

اور جہاں تک اسکے متعلق معلوم تھا وہ بھی زیدی ہاؤس میں چار دیواروں کی سنگھار تھی۔
توقیع نے خاموشی سے سر اثبات میں ہلا دیا۔ وہ اسکی فرمانبرداری دیکھتا اسے اپنے بازو پر منتقل کرتے اسکی طرف کروٹ بدلی۔۔
آپ کو خوشی نہیں ہو رہی دل آپ کا کیس کھل گیا ہے اب آپکو" انصاف ملے گا؟" کچھ سوچ کر توقیع نے کہا

تمہیں کس نے یہ خوش فہمی دی ہے کہ میں بے قصور ہوں؟" اسنے"

نا سمجھی سے پوچھا

اوہ اچھا اچھا! مطلب تمہارے باپ کو لگا تھا میں بے قصور ہوں،،"
اسلئے انہوں نے اپنی بیٹی مجھے دے دی ہاہاہا۔۔"وہ بات کی جڑ تک پہنچ کر
زوردار قہقہہ لگا اٹھا۔

ایسا نہیں ہے۔۔ہم سب کو۔۔۔"
شٹ اپ! بکواس بند کرو میرے سامنے۔۔"دفعتاً وہ غیظ"
وغضب میں دھاڑا۔ توقیع سہم کی لب بھینچ گئی

آئندہ میرے سامنے کبھی ایسی بکواس کی تو سیدھا اوپر پہنچا دوں گا۔"
نہیں چاہیے مجھے تم سب دوغلے لوگوں کا ساتھ ہمدردی۔۔
یہ جو نیا کھاتہ کھولا ہے اس میں خود ہی پھنسے گے۔بیٹھ کر
تماشا دیکھو۔"وہ تمسخرانہ سرد لہجے میں کہہ رہا تھا۔

کوئی اور تو نہیں عشی کر۔۔۔۔"
ڈھونگ بند کرو۔۔جیسے جانتی نہیں ہو کون کر رہا ہے۔۔سب جانتا"
ہوں میں۔۔انجان نہیں ہوں میں کسی سے، جتنا انہوں نے سمجھ

لیا ہے۔۔
میری بہن کا نام یوز کر رہے ہیں کیس میں۔۔ پر دیکھنا اب کایا کیسے الٹتی ہے ان پر۔۔ جب ایک بار پھر وہی ذلالت برداشت کریں گے "تب ان کا خون ٹھنڈا ہو گا۔

وہ غصے سے گرج برس رہا تھا۔۔ تو قسیع خاموشی سے سن رہی تھی۔
جانتی تھی اگر جواب دیا یا الٹ کر کوئی سوال کیا تو وہ مزید غصہ ہو جائے گا۔
اسے اپنی خاموشی ہی بہتر لگی۔ ویسے بھی پلٹ کر جواب دینا بد اخلاقی کے زمرے میں آتا ہے۔ اور جب ایک انسان غصہ ہو اسکا درجہ بڑا ہو تو بھرم رکھنے کیلئے کئی جگہ خاموشی اختیار کر لینے سے رشتوں کی ڈور میں اور مضبوطی آجاتی ہے۔
اسے لگ رہا تھا غلطی اسکی ہے۔ وہ جب اچھے موڈ میں تھا تو اسے ایسی بات ہی نہیں چھیڑنی چاہیے تھی جو کہ اسکے موڈ کے خلاف ہو۔۔
آئی ایم سوری۔۔" اسنے سرگوشی میں معذرت کر لی اور اٹھ کر جانے لگی تھی کہ ایکدم دلاور نے اسکے بالوں کو پکڑ لیا۔

میں نے اجازت دی جانے کی؟" وہ ناگواریت سے بولا۔۔"
اسکا دل دھک دھک کرتا اسے ہراساں کرنے لگا۔ قریب سے
اسکی گرج غراہٹ برداشت کرنا اسکے دل بند کرنے کا مقام تھا۔

مجھے کام کرنے ہیں دل! دوپہر کا کھانا، آپکے کپڑے استری، گھر کی صفائی"
کپڑے دھونا کچن صاف کرنا۔۔۔" وہ منمنا کر اپنے کام گنواتی اسے
احساس دلانے لگی وقت کی قلت کا

پر اسنے سارے بال ہاتھ پر لپیٹ کر جھٹکا دیکر اسے اپنی سمت کھینچا وہ
لہراتی اسکے سینے پر آئی۔

کام گنوا کر جتانا چاہتی ہو ظلم ہو رہا ہے تم پر؟" وہ تلخی سے بولا"
ایسا کیوں کہہ رہے ہیں۔۔ اپنے گھر میں کام کرنا ظلم ہوتا ہے کیا؟""
اسنے خفگی سے دیکھا
پر نظروں کے اس تصادم پر اسکا دل دھڑک اٹھا۔ وہ اسکی جھکی
آنکھوں کو ہی تک رہا تھا۔ اسکی پلکوں پر دوسرے ہاتھ کی انگلی پھیری۔۔

توقیع کا دل دھڑک اٹھا جب وہی انگلی پلکوں سے سرک کر اسکے ہونٹوں پر آ ٹھہری وہ آہستہ سے اپنے لبوں کو چھپانے لگی۔

چلی جانا پر ابھی نہیں۔۔"وہ گھمبیر تا سے بولتا اسکے ہونٹوں کو دانتوں" سے آزاد کرواتا فوکس میں لیکر جھکا

توقیع اسے چہرے پر جھکتے، اپنی دھڑکنوں میں تلاطم برپا ہوتے محسوس کرتی اسکے شانوں کو تھام گئی۔
پر اگلے لمحے اسکے لمس شدت کو محسوس کرتی وہ کانپ گئی۔ اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہر دوڑ گئی، پر وہ تو جھک کر جیسے پیچھے ہٹنا بھول گیا تھا

توقیع کو لگا وہ اپنی ساری بدمزگی کا اس سے حساب لے رہا ہے اسکی سانسیں روک کر۔۔
کچھ دیر بعد اسے نڈھال چھوڑ کر وہ دور ہوا، اور اسے سانسیں بھرتے ہوئے دیکھ کر وہ ہولے سے متبسم ہوتا اپنی جیب سے والٹ نکال کر اسکے پاس پھینک کر روم سے نکل گیا۔

وہ ڈور بند کیے روم سے نکل گیا تھا البتہ توقیع ابھی تک اپنی سانسوں میں اسکی دہکتی سانسوں کی گرمائش محسوس کرتی دھک دھک دھڑکتے دل کے ساتھ والٹ دیکھتی چہرہ تکیے میں چھپا گئی۔۔
پر اسے تکیے میں اسکی خوشبو کو پا کر اسنے آہستہ سے تکیے کو لبوں سے چھوا اور اپنے بھیگے اسکی شدت سے کانپتے لبوں کی دانتوں میں دبا لیا۔۔
کتنی پاگل تھی اسکی ذرا سی الفت پر جھوم اٹھی تھی۔۔

oooooooooo

تم کیوں نہیں گئی من شاپنگ پر؟ زر سے ملی بھی نہیں بیٹا کیوں؟" زریش"
روحا کے جانے کے بعد دروازہ کھلا، ملازمہ نے بھاگ کر
عائشہ خان کو بتایا تو وہ بھی بھاگی چلی آئیں،
عائشہ خان آکر سمن کے پاس بیٹھ گئی۔۔
وہ جو خاموشی سے چھپ چھپ کر دریاب کے جانے کے بعد رو رہی تھی عائشہ خان کی آواز پر ایکدم سانس روک گئی۔

دریاب صبح ناشتہ خود تیار کر کے اسے کھلا کر اپنے روم میں چھوڑ کر گیا تھا۔ اور وہ دری دروازے لاک کر کے ڈری ڈری بیٹھی تھی کہ تقریباً دن کے بارہ بجے کے قریب ملازمہ نے آکر کہا کہ زریش خان اور روحا آئی ہوئی ہیں۔۔

اسکا دل تو بہت چاہا ماں بھابی سے ملنے انکے سینے لگنے کا پر وہ ضبط کیے مجبوراً پڑی رہی۔۔

ملازمہ کے پیچھے زریش خان نے بھی آکر دروازہ کھٹکھٹایا پر اسنے سونے کا ناٹک کر لیا۔ سب یہی سمجھ گئے۔۔ عائشہ خان تو بار بار آکر دروازہ کھٹکھٹا رہی تھیں۔۔ پر اسکے کانوں پر جوں بھی نا رینگی۔۔

اور وہ کافی دیر انتظار کر کے بعد چلی گئیں۔۔

زر نے تو ہدایت کی تھی کہ وہ جب اٹھے تو اسے گھر بھیج دیجئے گا۔ عائشہ خان تو رات سے من کیلئے پریشان تھیں۔ دریاب نے کہا تو تھا وہ ٹھیک ہے پر انکے دل کو کہاں چین آنے والا تھا جب تک وہ اپنی آنکھوں سے اسے ٹھیک ٹھاک نا دیکھلیں۔۔

میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔" اسنے بھاری بھیگی آواز میں"

کہا۔عائشہ چونک گئیں

من کیا ہوا بیٹا؟" ہولتے ہوئے انہوں نے اسکا بازو تھام کر اسے اپنی سمت "
موڑا۔پر اسے دیکھنے سے پہلے جو احساس تھا وہ چھو کر، چونکا گیا۔۔
یوں محسوس ہوا جیسے دہکتی آگ کو ہاتھ لگا لیا ہو۔" تمہیں تو تیز بخار
ہے؟" وہ بازو کو چھو کر جب اسکے چہرے کو دیکھنے لگیں انکی بے ساختہ
چیخ نکل گئی

من!!! یہ۔۔یہ کیا ہوا بیٹا یی۔۔یہ تمہارے چہرے کو"
یہ۔۔۔یا اللہ بیٹا کیا ہوا تمہارے ساتھ؟" عائشہ خان کا کلیجہ
منہ کو آگیا۔ثمن کا سوجھا چہرہ دیکھ کر۔۔

کک۔کچھ نہیں ماما۔۔بس رات لائیٹ اچانک چلی گئی تھی"
مم۔۔میں جیسے آپ سب کو ڈھونڈنے کیلئے باہر نکلی تو تیز بارش
گرج چمک ہو رہی تھی۔۔
میں گھبرا گئی اور ایسے سیڑھیاں چڑھ کر دری کو ڈھونڈنے گئی تبھی
اچانک پاؤں پھسل گیا اور میں گر گئی۔۔" وہ بیٹے مناظر، خود پر بیتی
قیامت یاد تو نہیں کرنا چاہتی تھی پر انہیں کہانی بنا کر بتاتے اسکی

سسکیاں گونج اٹھیں۔۔

یاخدا!میرا بچہ۔۔میرا بیٹا۔۔یہ سب میری وجہ سے ہوا" ہے۔۔کیا حالت ہو گئی ہے میری بیٹی کی۔۔"یہ سب دیکھ کر وہ رونے لگیں اپنی غلطی پہ۔

نہیں ماما میں ٹھیک ہوں آپ فکر مند نا ہوں دری رات آگیا" تھا انہوں نے دوائی دی تھی پلیز روئیں نہیں۔۔"وہ انہیں ری لیکس کرنے کی کوشش کرنے لگی پر وہ اسکی حالت دیکھ کر کہاں ریلیکس ہو سکتی تھیں۔۔

نہیں بیٹا یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے اگر میں دو قدم" چل کر تمہارے روم میں دیکھ لیتی تو آج یہ سب نا ہوتا۔تم رکو میں ڈاکٹر کو کال کرتی ہوں ابھی۔"وہ بوکھلائی ہڑبڑائی ہوئی اٹھیں۔۔
نہیں ماما پلیز۔۔!!بھائی والوں کو خبر لگ جائے گی تو وہ ناراض ہوں" گے۔پلیز آپ سمجھیں میں ٹھیک ہوں انہوں نے پین کلر کھلائی ہیں مجھے درد نہیں ہو رہا۔۔

وہ کہہ کر گئے ہیں کہ آکر ہاسپٹل لے جائیں گے اپنے ساتھ۔۔اور انہوں نے کہا ہے وہ ٹیوشن دیں گے مجھے، میری باتیں بھی مانیں گے اور چاکلیٹس بھی دیں گے۔۔" ثمن فوراً سے مچل اٹھی

کل رات وہ اسکی بانہوں میں اسکے سینے پر سر رکھ کر اسکے پرحدت حصار میں سوئی ہوئی تھی۔اور اسکی وقتاً فوقتاً الفت بھری عنایتوں سے بھی بھیگتی رہی تھی۔

اسے تکلیف آئی تھی تو اسنے محسوس کیا تھا وہ بالکل تڑپ گیا تھا، اسے بڑا دھچکہ لگا تھا، جس طرح وہ اسے چھپا چھپا کر سینے سے لگائے ساری رات جاگتا رہا تھا، اسکی ذرا سی کراہ پر تڑپ کر پور پور سماعت بن گیا تھا

وہ سب ثمن کو بہت بھایا تھا۔اسنے جب تھک کر آنکھیں موندیں تھیں ثمن نے چور نگاہوں سے دیکھا۔۔

اسکے شہد رنگ بال، گھنی مونچھیں چوڑا سینہ، کھڑی ناک دیکھ کر اسکی دھڑکنوں میں کچھ کچھ ہونے لگا تھا۔

یوں کہا جائے تو غلط نہیں تھا وہ اسکے سحر میں جکڑی جا چکی

تھی۔ مزید اسے بچے کی طرح بہلا کر کھلانا اپنے ہاتھوں سے، دوائی دینا، پھونک پھونک کر مرہم لگانا۔۔
یہ سب دیکھ کر اسکی ہارٹ بیٹ مس ہوئی تھیں۔۔

اور اب وہ نہیں چاہتی تھی ساحل بھائی کو معلوم ہو اور وہ دری سے اسکی وجہ سے جھگڑا کریں۔۔

پر بیٹا یہ بات چھپانے والی تو نہیں من! جب انہیں معلوم پڑے گا" بیٹا تمہارے مام ڈیڈ ناراض ہوں گے۔ بدگمانیاں ہوں گی رشتوں میں۔۔"عائشہ خان اسکے اسرار پر پریشان ہو گئیں۔۔

نہیں ہوں گی مام ناراض۔۔ میں جب ٹھیک ہوں گی تو انہیں خود بتا دوں" گی۔ اور اس میں آپ سب کی غلطی نہیں میں خود آپکو نہیں بتایا تھا کہ میں نہیں گئی ساحل بھائی کے ساتھ۔۔"اسنے اپنے آپ کو کور کیا ہوا تھا کہ ہاتھ بازو پر لگے زخم انہیں دکھائی نہیں دیئے تھے۔۔

"!!پر بیٹا"
پلیز ماما آپ کی بیٹی بیمار ہے آپکو چاہیے اسے کیک بنا کر دیں"
چاکلیٹ والا۔۔"وہ دکھے دل سے انہیں احساس دلانے لگیں
عائشہ خان نے نم آنکھوں سے اسکی پیشانی چومی۔۔

ضرور کسی کی نظر لگی ہو گی۔۔ میں پہلے تمہارا صدقہ دوں نظر"
اتاروں پھر بنا کر دیتی ہوں"وہ کہہ کر اٹھیں تاکہ اسکی نظر اتار
سکیں۔۔

تم اٹھنا مت میں آتی ہوں۔۔زرتو جان کر جانے کیا سوچے گی"
میرے بارے میں کہ میں اتنی لاپرواہ ہوں۔ کسی کو نہیں سنبھال سکتی
نا اپنی اولاد کو نا ہی کسی اور کی اولاد کو۔۔"وہ روتی ہوئیں خود کو کوستی روم سے نکلیں
تھیں۔۔

اسکی بات سن کر ثمن کو دل اداس ہو گیا تھا۔وہ اتنی سوئیٹ تھیں۔۔
صرف قسمت نے الٹے سیدھے کھیل کھیلے تھے۔ان میں انکا کیا
قصور تھا؟

سب جانتے تھے کہ دل عشی دری تینوں کتنے پیارے تھے۔ تھوڑے سے شرارتی تھے پر قسمت۔۔۔
اب کوئی نا مانے، سب انکی تربیت پر جلن میں انگلیاں اٹھانے لگے تھے۔ اسی میں عائشہ خان کی ہمت ٹوٹ چکی تھیں۔۔

وہ اپنے جوان بیٹے کو برباد ہوتے دیکھ کر ٹوٹ چکی تھیں۔۔

دری کا سوچتے اسکی نظروں میں رات کا وہ لمحہ لہرایا تھا۔ رات وہ اچھی طرح سے سمجھ گئی تھی کہ دو محرم کو ایک دوسرے کا لباس کیوں کہا گیا ہے۔

وہ دونوں محرم تھے، تو اسنے بڑے استحقاق سے اسکی کیئر کی بلکہ اسکے بھیگے کپڑوں کی جگہ اسے گاؤن پہنایا تھا۔ اور صبح اسکا لباس لیکر آیا اور اسے پھر وہ پہنا دیا۔۔

اس میں سکت نہیں تھی اٹھ کر چلنے کی۔ تب وہ اسے بانہوں میں بھر کر سیڑھیاں اتر تا نیچے لے آیا تھا۔

اسکی ہمدردی کیئر ایسی تھی تو اس انسان کی محبت کیسی ہو گی؟" وہ سوچ کر"
دھیرے سے مسکرائی اسنے اپنی چھوٹی سی انگلیوں سے اپنے ہونٹوں کو چھوا۔۔
اسے اپنے چہرے پر اسکی گرم سانسیں، اور مونچھوں کی گدگدانے والی چبھن
محسوس ہوئی۔
اگر رات دری نا آتا تو؟" وہ سوچ کر جھرجھری لے اٹھی۔"

oooooooo

صاحب ام کو کچ نہیں معلوم صاحب۔۔ام نے کھانا کھایا۔ پھر"
جب بیگم صاحبہ گئیں اماری بیگم نے ام کو چائے دیا اسکے بعد ام
کو نیند آگیا۔۔
ام کافی کوشش کیا جاگنے کا پر ام کو نیند تیز آیا پھر ام جانے کب
سو گیا۔۔" دریاب کے غصے سے رات کی غیر حاضری پر دریافت
کرنے پر روتے ہوئے بتا رہا تھا۔۔

اسکی بیوی کی رنگت زرد پڑ گئی، وہ منہ پر کپڑا رکھ کر رونے لگی۔۔
صاحب ہمیں بھی تو گلنار نے ہی چائے دی تھی ہمیں کچھ نہیں معلوم"

صاحب۔۔"اسکی ملازمین خوفزدہ سی روتی ہوئیں اسکے سامنے گڑگڑا رہی تھیں۔۔

دریاب نے ملازمہ گلنار کو دیکھا جو کہ انکے گارڈ کی بیوی بھی تھی۔
صاحب امارا یقین کریں صاحب!ام تو روزرات کو انہیں چائے بنا" کر دیتا ہے۔بڑی بیگم صاحبہ نے امارے چائے کیلئے دودھ الگ سے لیا ہوتا ہے۔۔
ام روز اس سے چائے بناتا ہے امارا یقین کریں صاحب ام کسی کو کچھ نہیں کہا۔۔ام تو سب کیلئے اپنے دل سے چائے بنایا تھا یہ سوچ کر کہ سب تھکا ہوا ہے۔۔
چائے پیئے گا تو اچھا ہو جائے گا۔۔"گلنار روتی اپنی صفائیاں پیش کر رہی تھی۔۔دریاب کسی سے کیا پوچھتا۔
وہ خاموشی سے انہیں دیکھتا سنتا رہا تھا۔انکے آنسوں انکے بے گناہی کا ثبوت تھے۔قصور تو انکا بھی نہیں تھا۔

قصور دریاب خان کا تھا،اور اسے اچھی طرح سے سمجھ آرہا تھا۔اسکا قصور کہاں تھا۔۔

اچھا جاؤ! آئندہ خیال رکھنا اگر سونے کا دل کرے تو دروازے بند کر لیا"
کرو گھر کے سارے۔۔"اسنے سرد لہجے میں کہا وہ بال بال بچ کر
رب کے شکرانے کرتے فوراً سے سب سر اثبات میں ہلا چکے
تھے۔۔

اسکے ہاتھ کے اشارے پر فوراً سے وہاں سے غائب ہوئے تھے۔ سحر ش
تارڑ کی جو آدھی باڈی ملی تھی انہیں اسے لیبارٹری میں دیا تو اس سے معلوم
پڑا کہ اسے پہلے اچھی طرح لیکویڈ سے واش کیا گیا تھا۔۔
جس سے اگر اس پر تھوڑے بہت ثبوت مجرم ملنے کے چانسز تھے
بھی تو وہ بھی ختم تھے۔ پھر رات ثمن پر اٹیک کرنے والے کے کے
چہرے پر بھی گولی مار کر اسکا چہرہ بگاڑ دیا تھا

پر افسوس انکی قسمت پر کہ چہرہ بگاڑنے سے ثبوت دوسرے مٹ
نہیں سکتے تھے۔ بے شک وہ کافی چالاکی سے آیا تھا، گلووز چڑھا کر ہر
چیز کارڈ سے پاک محض سیاہ لبادے اور غلیظ منصوبے سے۔۔

وہ ابھی انہیں سوچوں میں گم سگریٹ سلگا کر لبوں میں دبائے ایک نظر من کو دیکھ کر ڈیوٹی کیلئے نکلنے والا تھا دفعتاً موبائل رنگ پر اسنے چونک کر موبائل نکالا اور سامنے نمبر دیکھ کر اسکے منہ میں جیسے کڑوا بادام آگیا۔۔

"بھونکنگ! تاریخ گواہ تھی اسنے کبھی عزت نہیں دی تھی مقابل کو۔۔ مجھے چھوڑ تو اچھا بھونک لیتا ہے وہ بھونک کر دکھا۔" دوسری طرف سے الٹا طنز کیا اس پر۔۔

"بھونک لیا؟ اب بات کر۔۔" وہ پہلے سے جلا بھنا بیٹھا تھا اوپر سے اسکے طنز۔۔

صام نے مشکل سے خود پر کنٹرول کیا۔۔ "کیوں مرنے کا خواہش مند ہے؟"

"یہ صبح صبح کس بات کے دورے پڑے ہیں؟" دریاب کو سمجھ نہیں آیا صبح صبح کال کر کے وہ کیوں اسے سنا رہا تھا

"صبح نہیں بارہ بج رہے ہیں نواب! مرنے آرہا ہے؟" اسنے اکتائے ہوئے

لہجے میں پوچھا

اور کون کون تمہاری تعزیت کرنے آرہا ہے؟" اسنے الٹا اس پر ہی وار" کیا۔ جانتا تھا سب اسکی طبیعت خیریت دریافت کرنے آرہے ہیں۔

کیوں پریشان ہورہے ہو؟" صام اسکے لہجے میں پریشانی بھانپ کر" بولا۔۔ دریاب نے گہرا سانس بھر کر آسمان کو دیکھا۔۔

رات بہت کچھ ہو گیا تھا فارمی۔۔" اسکا لہجہ گھمبیر ہو گیا" تھا۔ اسے اپنے بانہوں میں نرم ملائم سسکتا ہوا وجود محسوس ہوا۔۔ اندر ہی اندر وہ تڑپ گیا۔۔ تڑپ تو مقابل بھی گیا تھا جسنے فارمی سنا تھا۔ کتنی عزت سے پیش آیا تھا پر اسنے ثابت کیا تینوں بھائیوں بہن کو عزت راس ہی نہیں آنی۔۔

کیوں فرشتوں نے منہ پر جوتے پھینکے تھے کیا؟" وہ کہنے کے ساتھ" قہقہہ لگا اٹھا۔۔

بڑا خوش ہورہا ہے؟" دریاب نے کاٹ دار لہجے میں پوچھا۔۔" خوش تو ہونا ہی تھا۔۔" اسنے گھمبیر لہجے کہتے اسکا تکیہ اٹھا کر بانہوں"

میں بھینچا۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے میں تمہیں خوش رہنے دوں گا؟" دری نے "
تمسخرے سے پوچھا۔
تو پھاپھا کٹنا کر کیا سکتا ہے؟ کم از کم کوئی چنگاری لگا سکتا ہے بس۔۔ میں "
اسے ہینڈل کر لوں گا۔
پر میرے شہزادے بیٹے تیری خیر تیرے فرشتے بھی نہیں
منائیں گے۔ جہاں بہن پہلوان ہے وہیں بھائی دو ہاتھ آگے ہے۔۔" اسنے
ثمن ساحل کا حوالہ دیا۔۔
اور دریاب واقعی حوالے میں ڈوب گیا جہاں وہ دونوں بھائی بہن کے بیچ
کرسی پر بندھا بیٹھا تھا۔۔ مقابل بیٹھی وہ موٹو صرف کاچکلیٹ کھا
رہی اور خود بھاری ہاتھ کے مکے۔۔

کیا بکواس ہے!!" وہ تصور میں تڑپ اٹھا۔"
ہاہاہا اے میرا گدھا ایس پی ڈر گیا، چہ چہ کیا کریں وکیل "
صاحب کے بھاری ہاتھ سے تو اچھے اچھوں کی گیلی ہو جاتی ہے۔" صام
کو بڑا مزہ آنے لگا اسکی حالت سے۔۔

یہ تو مریض ہے؟ ابھی موت سے اٹھ کر آیا ہے؟ لعنت ہو ایسے "
مریض پر جو بیڈ پر لنگڑا پڑا قہقہے لگا رہا ہے۔۔
جائے گا کہاں؟ میری بہن کے سامنے تڑلے کرتے تو تمہاری بھی وہی
حالت ہوتی ہے میرے شہزادے اپنے بارے میں کیا خیال
ہے؟" وہ اندر سے جل بھن اٹھا تھا۔
صام کا قہقہہ چھت پھاڑ تھا۔

میں تو کرنا چاہتا ہوں اسکے تڑلے۔۔ منتیں محبتیں۔۔ تمہاری بہن "
ہی ہاتھ نہیں آ رہی۔۔" معاً اسے مزید آگ لگانے کیلئے صام نے
لہجہ گھمبیر کرتے معنی خیزی سے کہا
تف ہو بے غیرت کھوتے دفع ہو جا۔۔" دریاب کا چہرہ سرخ "
انگارہ ہو گیا اور صام کا قہقہہ بلند تھا اسکا سپید چہرہ بے تحاشہ
سرخ تھا۔۔
اپنی بہن کے بارے میں اسکی فضول گوئی سن کر دریاب کے لب بھینچے
ہوئے تھے چہرے پر سرخی تھی۔

اب اچھا بول کیا ہوا ہے؟" کچھ توقف کے بعد وہ سنبھل کر بولا"
دریاب گہرا سانس لیکر آس پاس دیکھنے لگا۔ "ساحل بھائی
یا کسی کو انوالومنٹ کرنا اس میں ابھی۔۔" اسنے پہلے ہدایت کی صام
سیریس ہو کر بیٹھا اور حامی بھری۔۔

دریاب نے سرد سانس خارج کرتے آہستہ سے اسے رات کی
ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔۔
ملازم کہاں مر گئے تھے؟" وہ سن کر نیچی آواز میں گرجا۔۔"

ابھی ان کے پاس ہی کھڑا ہوں۔۔ سب کا کہنا ہے چائے پینے کے بعد"
انہیں نیند آ گئی تھی اسکے بعد انہوں نے تو کچھ نہیں سنا۔" وہ سپاٹ
لہجے میں بولتا صام کی ماتھے کی لکیروں میں اضافہ کر گیا

من کیسی ہے اب؟ بھائی کو معلوم پڑا وہ پاگل ہو جائے گا دری۔۔""
ساحل کے ری ایکشن کا تصور کرتے صام نے اسے وارن کیا۔۔
یہی تو میں ابھی نہیں چاہتا۔۔ سب بگڑ جائے گا۔۔ سمجھ رہا ہے نا"
"میری بات کو؟

جانتا ہوں بھائی غصے سے پاگل ہو جائیں گے۔ اور تمہیں فارمی "
بتاؤں کہ اسکا چہرہ سوجھ چکا ہے بالکل اور اب مجھے یقین ہے کہ بھائی نے
دیکھ لیا تو قسم سے انکی حالت بپھر جائے گی وہ پھر کچھ نہیں دیکھیں
گے۔
انہوں نے کبھی کانٹا بھی چبھنے نہیں دیا اسے۔ اور یہاں میرے پاس آکر وہ
پوری زخمی ہو چکی ہے۔۔" اسکے لہجے میں عجیب سی تھکن تھی۔

اسے تو کہیں لیکر نہیں جا سکتا؟" صام نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا"
کہاں لیکر جاؤں؟ ڈیوٹی ٹائم دیکھو صبح آٹھ بجے نکلتا شام کو چھ بجے"
واپس آنا اوپر سے اگر اسے کہیں لیکر بھی گیا تو پیچھے مام؟ گھر؟ اور بھائی
نے کہا ہے وہ کچھ دیر میں آئیں گے من کو لینے۔۔" اسکی بات سن کر
صام چونک گیا۔۔

واہ میرے گدھے بڑے عیش میں ہے۔۔" وہ جو درخت سے چھوٹے"
چھوٹے گلابی پھول کلیٹ کر رہا تھا صام کی آواز پر تڑپ اٹھا۔
"بکواس بند کرو، سوکھوتے مرے ہوں گے تبھی تو پیدا ہوا ہوگا۔"
اچھا مرمت میں بھائی کو یہاں بلوا لیتا ہوں۔۔ تم ایسا کرو ڈیوٹی سے "

جلدی لوٹنے کی کوشش کرو اور من کو ہاسپٹل لیکر جاؤ،، اسے تھوڑی فریش ہوا کیلئے لانگ ڈرائیو پر لے جاؤ۔۔

میں پیچھے سنبھال لوں گا۔" کچھ سوچ کر وہ پراسرار سا مسکرایا۔۔

کیا سنبھالے گا؟ اور میں اسے لانگ ڈرائیو پر لے جاؤں ہوش" میں تو ہے گھر کی صورتحال دیکھی ہے؟" دریاب سے اسکی اتنی شرافت ہضم نہیں ہو رہی تھی۔

وہ لیے دیئے رہنے والا بندہ، کسی کو منہ نہیں لگاتا تھا وہ اسکی اتنی ہیلپ؟ پولیس والا تو وہ بھی تھا، شک کے دائرے میں لینا اسکا فرض تھا۔

جانور سے جتنی وفاداری کر لو پر وہ کاٹنا نہیں بھولتے۔" صام نے" سپاٹ لہجے میں ایک مثال دی

یہ کس سے بول رہا ہے؟ تمہیں شرم ہے مجھے کتا بول رہا ہے؟ میری" ایج دیکھی ہے؟" دریاب اسکی بکواس پر بھڑک اٹھا۔

میں نے کب کتا بولا؟ میں لوگوں کی ذہنیت کا کچھ نہیں کر سکتا۔ اینڈ نا" "ہی میں کسی کی غلط فہمی دور کرنا پسند کرتا ہوں۔۔

بیسٹ آف لک" اسنے بات کی ختم کرتے مسکراہٹ لبوں پر"

سجا کر بلوٹوتھ کان سے نکال کر سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور بیڈ پر دراز ہو گیا تھا۔۔

اسکی نیلی پر تپش نظروں کا مرکز روم میں داخل ہوتی وارڈروب سے کچھ نکالتی عرشیہ کی نازک سی کمر پر جھولتی بل کھاتی سنہری چوٹی پر تھی۔

عجیب لوگ ہیں پہلے گھر سے نکالتے ہیں پھر منتیں کر کے اپنی" خوبصورت جوان دوشیزہ بہو کے روم میں منتقل کر دیتے ہیں۔۔"وہ محظوظ ہو کر اسے جلانے کیلئے تیر پھینکنے لگا۔

عرشیہ نے اسکی فضول گوئی سن کر خود پر ضبط کیا۔

کچھ دیر پہلے وہ اسے لیکر آئے تھے۔اور نواب صاحب کا اشارہ تھا اب اسکی ٹانگیں کام کرنے سے انکاری ہو گئی ہیں لہٰذا اب اسے سہارا مہیا کیا جائے۔

اور عرشیہ جانتی تھی اسے سہارے کی کیوں ضرورت پڑی ہے۔وہ بیوقوف بنا گیا تھا سب کو۔۔اسنے خود دیکھا تھا وہ بالکل ٹھیک ٹھاک تھا، بلکہ اسے بانہوں میں بھر کر بیڈ تک گیا تھا۔۔

پر سب کے سامنے آنے کی جب باری آئی تو ایسے ری ایکٹ کیا جیسے تازہ تازہ ہوش آیا ہے۔۔

کمینہ اس حد تک تھا کہ کانفرنس میں جانے کیلئے اپنے باپ کا سہارا لیا۔۔ماں ساس تو جان دینے پر آ گئی تھیں اور وہ حد سے زیادہ ڈھیٹ فرق ہی نہیں پڑ رہا تھا کہ بتا دے انہیں وہ ٹھیک ہے۔۔

اسکی اسی تشویشناک حالت کو دیکھتے وہ اسے گیارہ بجے ہاسپٹل سے گھر لائے تھے۔اور گھر آ کر وہ غصہ انا سے اپنی انیکسی میں جانے لگا تھا

پر تقویٰ زیدی کو یہ گوارہ کہاں تھا اپنے جوان بیٹے کو وہاں بھیجے۔انہوں نے خود کہا کہ وہ بھی اپنے بیٹے کے ساتھ انیکسی میں جا رہی ہیں

اور بازل تو انکے دوپٹہ کی گڑھ تھی، جہاں تقویٰ زیدی وہاں خود فوراً سے خود بھی تیار ہو گئی۔۔

یوں گھر کو انیکسی میں شفٹ ہوتے دیکھ کر صائم زیدی منتیں کر کے اس نواب صاحب کو واپس اپنے روم میں لائے تھے اور وہ بھی اپنے کندھوں کا سہارا دیکر۔۔

عرشیہ کا غصہ سے برا حال تھا، کیونکہ وہ جانتی تھی وہ ناٹک کر کے اب اپنی خدمت کروائے گا اس سے۔۔

پر اسنے بھی ٹھان لی تھی اسکی اصلیت تو وہ سب کے سامنے لا کر ہی رہے گی۔

صام نے ایک سپاٹ نظر بند دروازہ پر ڈالی۔۔

آہ!"عرشیہ اچانک اپنی کمر کے گرد سخت تنگ حصار پا کر" اچانک ہونے والی افتاد سے چیخ اٹھی۔۔

کیا کر رہی ہو؟"وہ مبہم سا مسکراتا، اپنی ٹھوڑی اسکے کندھے پر رکھ گیا" اسنے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ اپنی دھڑکنوں بحال کرنے لگی۔

کیوں کر رہے ہو یہ ناٹک؟ شرم نہیں آتی تمہیں جھوٹ بولتے" ہوئے؟"وہ بھڑکی

صام نے اسکے سر کو گھورتے ہوئے جھٹکے سے اپنی سمت موڑا اور رواڈروب کے پٹ بند کرتے ہوئے اسکے ساتھ لگا کر اسکے چہرے کے دائیں بائیں ہاتھ رکھ دیئے۔

کون سا جھوٹ بولا میں نے؟ کیا میں نے کسی کو کہا میں چل" نہیں سکتا؟ یا میں نے کسی کو کہا مجھے انکے گھر میں رہنا ہے؟ کیا

میں نے انہیں سے کہا مجھے سہارا دیں؟" وہ اسکے چہرے پر غرایا
عرشیہ کا دل کانپ اٹھا۔۔ "تت۔۔ تو تم ان سے کہہ دو کہ تم چل
سکتے ہو۔۔" وہ ہکلا گئی
میرا ان سے کوئی تعلق نہیں تو میں کیوں کہوں؟" وہ لاپرواہی اجنبیت سے "
کندھے اچکا گیا۔ مقابل کھڑی عشی کا تو سر ہی گھوم گیا۔۔
تو تم انکے گھر میں کیوں ہو؟" وہ ضبط سے بولی"
کیا میں آیا تھا تمہارا روم میں؟ یا میں نے ان سے کہا تھا مجھے "
اپنی بہو کے روم میں چھوڑ جائیں؟ میں اپنے گھر میں جا رہا تھا
تمہارے سسر خود میری منتیں کرنے لگے۔۔
تو میں کیا کرتا، بڑے تھے عزت احترام تو کرنا ہی تھا۔۔" اسنے
اپنے ازلی مخصوص ٹھوس لہجے میں کہتے عرشیہ کا چہرہ سرخ کر دیا۔۔
معاً وہ کچھ کہنے کیلئے اسکے چہرہ پر جھکا تو اسنے دائیں طرف چہرہ موڑ
لیا۔۔
جب انہیں ہی اپنی بہو کی پرواہ نہیں تو میں کیا کروں؟" اسکی"
.بے باک گھمبیر سرگوشی سے وہ کانوں کی لو تک سرخ پڑ گئی
اسنے کاٹ دار نظروں سے اسے دیکھا۔ "انکی بہو کیا اتنی کمزور ہے کہ
تم کچھ بھی سمجھ لو؟" اسنے چبھتے لہجے میں پوچھا۔

اچھا؟" وہ سن کر استہزائیہ ہنسا" کتنی مضبوط ہو؟" اسنے ذو معنی پوچھتے ہوئے" اپنا بازو اسکی کمر میں آہستگی سے حائل کرتے اسے کھینچ کر پاس کر دیا۔۔

تمہاری سوچ سے زیادہ!" وہ مسکرا کر اپنے تئیں اسے تکلیف دینے کیلئے" اسکے سرخ سپید ننگے پاؤں پر زور سے ہیل مارنے لگی پر وہ ٹس سے مس نا ہوتا مزید اسکے قریب ہو گیا

کیا کر رہے ہہ۔۔ ہوصام!" جائے فرار نا پا کر عرشیہ نے فاصلے" بنانے کیلئے اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے دھکیلنا چاہا پر اسنے الٹا اپنا بازو اسکی کمر میں سختی سے حائل کرتے انگلی بھر کا فاصلہ مٹا دیا۔
اسے کھینچ کر وارڈروب سے دور لاتے ہوئے، صام نے اسکی چوٹی کا اپنے ہاتھ پر لپیٹنا شروع کر دیا۔
نیچے قرآن خوانی کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔۔" اسنے احساس دلانا چاہا۔۔" بسم اللہ۔۔" وہ سن کر بولا"

مجھے بھی جانا ہے۔۔" اسنے گھورتے ہوئے کہا"
چلی جانا۔۔۔" وہ متبسم ہوتا بولا"

تم اگر سچ میں صمام مجھے اس طرح تنگ کروگے تو میں"
دوسرے روم میں شفٹ ہو جاؤں گی۔۔" وہ مزاحمت کرتی فاصلے
بڑھانے کی تگ ودو میں تھی۔۔

اگر ایسا آئندہ سوچا بھی تو ٹانگیں توڑ کر وہیل چیئر پر بٹھا دوں گا۔ پھر"
جہاں دل چاہے وہاں لیکر چلا جاؤں گا۔" وہ خونخوار لہجے میں بولا۔
عرشیہ نے حیرت سے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔
قسم سے پاگل ہو پورے کے پورے۔۔ جانے کہاں سے ہمارے خاندان"
میں آ گئے ہو۔۔ گئے کس پر ہو؟ نا اماں پر نا بابا پر نا ہی اپنوں پر۔۔" وہ ہلتے دماغ
سے بولی

میں صمصام زیدی ہوں! مجھے ضرورت نہیں کسی پر جانے کی۔ کیونکہ"
میں اپنے مزاج کا ایک ہوں۔۔۔
سنا تو ہو گا!! دی ون اینڈ اونلی صمصام زیدی۔۔" وہ سرد لہجے میں جتا کر

بولا۔۔

عرشیہ افسوس سے اسے دیکھتی سوچنے لگی کہ جانے کیسی اولاد ہو گی اسکی۔۔"خدا بس میری خیر کرے ورنہ تو اسکے بچے مجھے پاگل کر دیں گے۔"

ہاں اور میں بھی دنیا کی اکلوتی اکیلی عرشیہ زیدی ہوں جسے اسکے شوہر نے پاگل کر دیا ہے۔۔"وہ چیخ اٹھی۔اسکی بے بسی پر وہ محظوظ ہوا

اسکے محظوظ تاثرات دیکھتے ہی عرشیہ نے غصے سے فوراً اسکی شیو پر دانت گاڑھ دیئے۔

وہ دانتوں کا لمس محسوس کرتا، مسکرا دیا، وہ یہی چاہتا تھا کہ لڑے اس سے جھگڑا کرے، جنگلی بلی کی طرح کاٹے نوچے۔۔

اب میری باری۔۔"اسکے پیچھے ہونے پر وہ بے باکی سے اسکے چہرے کو دیکھتا گویا ہوا۔۔۔

ص۔صام۔۔"عرشیہ کی آنکھیں پھیل گئیں۔۔"پاگل ہو گئے ہو باہر مہمان آرہے ہیں۔کیا سوچیں گے۔۔"وہ احتجاج کرتی دور جانے کیلئے مچلی

قرآن خوانی شام کو ہے اسلئے بہانے بنانا بند کرو۔۔حاب "
بے باک کرو یہاں۔۔"وہ غصے سے تحکم بھرے لہجے میں بولا
نہیں جائیں گے قسم سے، سب اماں کی فرینڈز آرہی ہیں۔۔خوار"
ہو جاؤں گی پاگل مت بنو صام۔۔"وہ بری طرح مزاحمت کرتی رونے
جیسی ہو گئی۔۔

ایک شرط پر چھوڑوں گا۔۔"اسکی بے بسی کو دیکھتے وہ کچھ سوچ کر بولا۔۔"
کیا؟"وہ شکر کرتی حیرت سے دیکھ بولی"
گیو می ون۔۔۔۔!"اسنے ڈیمانڈ رکھی۔جسے سمجھ کر اسکا دماغ ہل گیا۔۔"
پر وہ لاپرواہ بنا اسکی کمر سے بازو نکال کر پینٹ کی جیب میں ہاتھ پھنسا
گیا
عرشیہ خود کو آزاد دیکھ کر خوشی سے قدم پیچھے لیکر بھاگی ہی تھی کہ ایکدم
سے اسنے کھینچا وہ واپس آہ کرتی اسکے سینے سے آ لگی۔
اسکے حواس جب بحال ہوئے،، تو احساس ہوا اسکا دوسرا ہاتھ
اسکی چوٹی میں لپٹا ہوا تھا۔۔
تمہیں خوشی نہیں ہوئی میں زندہ ہوں؟"وہ سپاٹ لہجے میں بولا"
نہیں۔۔!"اسنے ہانپتے کانپتے کہہ کر چہرہ گھمایا۔۔"

ٹھیک ہے میں تمہیں خوش کر دیتا ہوں۔۔۔" دفعتاً وہ اسے جھٹکے سے آزاد کرتا پیچھے ہوا۔۔

عرشیہ گرتے گرتے جب سنبھلی اور ڈرتے اسے دیکھا تو وہ پاگل شخص سائیڈ ٹیبل کے دراز سے گن نکال کر اسکا میگزین چیک کرتا اپنی کن پٹی پر رکھ چکا تھا۔

صام!!!!" اسکے ارادوں کو دیکھ کر عرشیہ کی بلند خوفناک چیخ نکل گئی، وہ چیختی ہوئی اسکی طرف بھاگی۔۔۔

ٹھاہ" کی دہلا دینے والی دہشت زدہ کرتی آواز روم کی فضا میں گونج اٹھی" پاگل ہو گئے ہیں کیا؟" اگلے لمحے چھین کر اسکے ہاتھ سے گن، نیچے پھینک دی" اور اسکا کالر جکڑ کر جھنجھوڑنا چاہا پر ٹس سے مس نا کر پائی اسے۔۔

اگر بروقت بھاگ کر اسکے ہاتھ کو پیچھے نا کرتی تو کیا ہو جاتا آج۔۔؟ سوچ کر اسکا وجود سرد پڑ گیا۔۔

کیوں روکا کرنے دیتی نا خود کو خوش!" وہ سرخ نیلی آنکھوں سے اسکی" مداخلت پر غرایا۔۔

مار دوں گی میں اپنے ہاتھوں سے تمہیں ظالم۔۔"وہ سنہری لہو لہو ہوئی"
آنکھوں سے اسکے سینے پر ہاتھ مارنے لگی۔۔

انتظار کس کا کر رہی ہو؟"وہ بے فکرانہ بولا۔جب اسنے تھم کر اسکی"
آنکھوں میں دیکھا۔۔
پر اگلے ہی لمحے اس حسین اتفاق پر وہ خود سن ہو کر رہ گیا۔۔جب وہ
اچانک ایک جھٹکے سے خود فاصلے مٹا کر اسکی گردن میں دونوں
بازو حائل کرتی اسکی گھنی بھوری مونچھوں تلے سرخ ہونٹوں پر جھک گئی۔۔
وہ اپنی فتح مندی پر مسرور سا ہو گیا۔۔فضا میں بانہیں پھیلا کر
اسنے اسے محسوس کرتے ہوئے،اسکے الگ ہونے کے ارادے کو
بھانپ کر فوراً سے اپنے دونوں بازو اسکے گرد باندھ لیے سختی سے کہ وہ
پھڑ پھڑا بھی نا پائی۔۔

oooooooooo

وہ اس فارمی کی حرکت بات پر سر نفی میں ہلاتا ہوا موبائل
جیب میں رکھ کر مٹھی میں پکڑے چھوٹے چھوٹے سے پھولوں کو دیکھنے لگا۔

وہ ایک چھوٹے لمبے پتوں ٹہنیوں والے پودے کے پاس آیا۔ اور پینٹ کو تھوڑا سا اوپر کھینچ کر پنجوں کے بل نیچے بیٹھ گیا، اسنے کچھ سوچا اور مسکراہٹ لبوں پر سجا کر وہ اس پر عمل کرنے لگا۔۔

واہ ایس پی صاحب آج کچھ کارنامہ کرنے کے موڈ میں لگ رہے ہیں۔" وہاں سے گزرتے ہوئے فارس کی بے ساختہ نظر جب اس سمت اٹھی وہاں پودوں کے قریب بیٹھے دریاب کو دیکھ کر خود بھی اس طرف آگیا

ہمم!" دریاب مسکراتا اسے دیکھ کر اپنا کام کرنے لگا۔"
کس کیلئے بنا رہے ہو اتنی توجہ الفت سے؟" فارس نے معنی خیزی سے پوچھا دریاب کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

کس کیلئے نہیں بس ایسے ہی موڈ ہوا تو بنا لیا۔" وہ کندھے اچکا گیا۔۔" اچھا پھر اس موڈِ الفت پر صرف اسکا حق ہے۔ جاتے ہوئے دے جانا اسے۔" اسنے مسکراتے جتایا۔۔۔ جسے سن کر دریاب کے لبوں کی جو مدھم سی مسکراہٹ تھی وہ غائب ہو گئی۔ ہاتھ بھی ساکت رہ گئے۔۔۔

کیا اسکے لئے نہیں بنا رہے تھے؟" اسکے ساکن ہاتھ دیکھتے وہ"
مسکراہٹ دبا کر بولا
تم سناؤ! کیسی جا رہی ہے تمہاری جاب؟" دریاب نے بات بدلتے"
ہوئے کہا۔۔
سہی ہے۔ ابھی یہ صمصام والا حادثہ ہو گیا تو آفس ہارون انکل ہی"
سنبھال رہے ہیں۔۔ پچھلے پراجیکٹ فضل صاحب دیکھ رہے ہیں صمصام
والے پراجیکٹ پر مجھے کام کرنا تھا پر اس حادثے نے فی الحال تو
خاموشی پھیلا دی ہے۔
میں عشی سے کانٹیکٹ کرنے کی کوشش کرتا ہوں کب تک آتی ہے آفس
خیر۔۔
اور تم ڈیوٹی پر نہیں جا رہے کیا؟" وہ جواب دیکر پھر اسکے ٹاپک پہ
آ گیا۔۔
جا رہا ہوں کچھ دیر میں نکلنا ہے۔ پر پہلے کچھ سکیورٹی فورس منگوائی"
ہے گھر کیلئے انہیں ہدایات دے دوں پھر جاؤں گا۔" ایک نظر
ڈال کر وہ واپس اپنے کام میں لگ گیا۔۔

سکیورٹی فورس؟؟مطلب ؟کیوں خیریت ہے نا؟اور یہ من ناشتے"
کی ٹیبل پر نہیں آئی؟سب خیریت ہے دری؟"فارس چونک
اٹھا ٹھٹھک کر ساتھ سوالات کیے

ہاں سب ٹھیک ہے!پریشان مت ہو۔۔دشمنوں پر کوئی بھروسہ"
نہیں تم جانتے ہو کب کس روپ میں کہاں وار کریں کوئی نہیں
جانتا۔۔
مام اور من دونوں اس وقت یہاں میرا کل اثاثہ ہیں تو میں نہیں
چاہتا انہیں کچھ ہو اسلئے میری غیر موجودگی میں سکیورٹی
فورس رہے تو میں ڈیوٹی پر سکون ہو کر کر سکوں گا۔۔
اور رہی من تو کالج سے چھٹی کرنے کا تو اسے صرف بہانہ چاہیے۔وہاں
بھی یہی شکایت تھی سب کی پڑھتی نہیں۔۔اور یہاں آکر تو اسکے اور
مزے ہو گئے ہیں۔۔
سو رہی ہے مام نے کافی بیدار کرنے کی کوشش کی اٹھی نہیں۔۔"دریاب
اپنا کام ختم کر کے اٹھا۔۔

یہ کہاں لیکر جا رہے ہو؟"اسے اندر بڑھتے دیکھ کر فارس نے پیچھے"

سے استفسار کیا
کیوں تمہیں چاہیے کیا؟" اسنے ہنس پر پوچھا تو فارس نے نفی"
میں سر ہلا گیا

گفٹ دے رہا ہوں۔۔ الفت میری مجھے پتا ہے کہاں لٹانی ہے۔" وہ"
پلٹ کر آنکھ دبا کر اندر بڑھ گیا
فارس نے سر اثبات میں ہلاتے کندھے اچکائے۔" تمہاری
"الفت زندگی،، تمہاری مرضی

oooooooooo

آہمم!" دروازہ دھکیل کر اندر قدم رکھتے دریاب نے گلا کھنکارہ"
ثمن جو چادر ہٹائے اپنے زخم دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی اسکی
اچانک آمد گھمبیر آواز پر بوکھلا گئی

آآ۔۔ آپ؟" اسے یونیفام میں ڈیوٹی کیلئے تیار دیکھتی، وردی میں"
اسکے چوڑے کندھے وسیع سینے کو دیکھ کر اسکا دل دھڑک اٹھا۔

گھبرا کر اسنے اپنے اوپر بلینکٹ کھینچ لیا

طبعیت کیسی ہے؟" دریاب اسکی بوکھلاہٹ گھبراہٹ کو نظر انداز"
کرتا نرمی سے بولا
وہ ابھی صبح تو دیکھ کر گیا تھا، پھر اسکے آنے اور استفسار کرنے پر وہ کیا
سمجھتی اس عنایت کو
ٹھیک ہوں۔۔ آپ ڈیوٹی پر نہیں گئے۔" اسکے ڈور بند کر کے چیئر کھسکا"
کر بیڈ کے بالکل پاس بیٹھنے پر ثمن نے اپنا حلق تر کیا

جو کچھ ایک رات میں ہو چکا تھا، اسکے بعد وہ نظر اٹھا کر اسکی
آنکھوں میں دیکھنے کی خود میں ہمت نہیں جٹا پا رہی تھی
آج شام کو ہاسپٹل چلیں گے تیار رہنا۔" دریاب نے اسے آگاہی دیتے"
اسکے پھولے گال کو انگلیوں سے چھوا۔
اسکے لمس سے ثمن کی دھڑکنوں میں گھبراہٹ اتر گئی

م۔ میں ٹھیک ہوں دری مجھے کہیں نہیں جانا۔۔" وہ نفی کرتی کروٹ"
بدلنے لگی پر دریاب نے اسکا بازو تھام کر واپس اپنی سمت کھینچ لیا۔

مجھے پتا ہے کتنی ٹھیک ہے۔ اسلئے نخرہ مت کرو اچھی بچی کی طرح"
تیار رہنا۔ اور تمہاری مام آئیں تھیں کیا کہا ان سے؟" اسنے جھڑکا
وہ خفگی سے اسے دیکھنے لگی۔

کچھ نہیں کہا۔۔ میں ان سے ملی نہیں۔۔ میں نے سونے کا ناٹک"
کرلیا۔۔ اور ماما کو بتا دیا۔۔۔
کیا بتایا؟" دریاب جو اسکی بات غور سے سن رہا تھا آخری"
بات پر چونک اٹھا۔۔

بات تو پہلے سن لیں۔۔ میں نے کہا میں رات بارش طوفان"
کی وجہ سے ڈر گئی تھی۔۔ آپ سب کو ڈھونڈنے پھر دری کیلئے اوپر گئی تو
میرا پاؤں پھسل گیا سیڑھیوں سے۔ اور اس طرح مجھے چوٹیں آئی۔۔
اور میں نے انہیں یہ بھی کہا کہ میرے گھر والوں کو آپ کچھ بھی نا
بتائیں میں جب ٹھیک ہوں گی تو خود بات کرلوں گی۔۔
میں نے صحیح کہا ان سے؟" وہ ساری باتیں اسکے گوش گزار کرا اب
رائے پوچھ رہی تھی
دریاب کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا۔۔

بالکل!اس سمجھداری کے بدلے میں تمہیں کچھ انعام دینا چاہتا"
ہوں،،اٹھو ذرا۔۔"وہ مسکراتے بولا
ککک۔۔کیا؟"ثمن کا دل تیزی سے دھڑکا"
اٹھو پھر دکھاؤں۔۔"وہ اسرار کرتا بولا جس پر اسنے سر اثبات"
میں ہلا کر اٹھنے کی کوشش کی پر کمر کے درد سے وہ نڈھال ہو گئی۔۔
اچھا رکو!"دریاب چہرے پر تکلیف کے آثار دیکھتا اسے روک کر خود"
انعام چھپائے اسکے پاس بیڈ پر ٹک گیا۔
ثمن نے دیکھنا چاہا اسکے ہاتھ میں کیا ہے پر وہ مسلسل پیچھے چھپا کر
بیٹھا تھا۔۔

اسکے ہاتھ میں کچھ تھا جسے وہ احتیاط سے پیچھے رکھ کر ہاتھ آگے کرتا، بلینکٹ
اسکے اوپر سے ہٹایا۔۔اور اسکی شرٹ کو درست کرتے ہوئے اسنے
اپنا بازو اسکی کمر میں حائل کرتے کچھ آگے جھک کر دوسرا ہاتھ
اسکی گردن میں حائل کرتے ہوئے آہستہ اٹھا کر بٹھایا
اس دوران اسکا چہرہ دریاب کے بالکل قریب آچکا تھا،اسکے
ملبوسات سے اٹھتی اسکے کلون کی خوشبو نے اسکے دماغ پر بری طرح اثر
دکھایا کہ وہ سن سی ہو کر رہ گئی۔۔

اسکی جھکی پلکیں دیکھتے، اسکی مدھم بخار سے دہکتی سانسیں محسوس کرتے ہوئے دریاب لمحے کیلئے وہیں خاموش رہ گیا۔۔ معاً وہ کچھ آگے بڑھا۔۔

وو۔۔۔ "من نے گھبراتے پیچھے ہونا چاہا پر ناکام ہو گئی۔۔ وہ اسے ہوش" دلانے کیلئے اپنی آنکھوں سے گلاسس اتار کر بیڈ پر رکھنے لگی۔ تبھی وہ اپنی ناک کو اسکے گال پر پھیرتا ہوا اسکی ناک کے پاس لایا۔

ثمن کے وجود میں اسکے چھونے سے کرنٹ دوڑ گیا، اسکی جان مزید تب نکلنے لگی جب وہ اسکی ناک سے اپنی ناک کو بے خودی میں ملا کر سہلانے لگا۔۔

اسکا رواں رواں دھڑکن بن گیا، اپنے ہونٹوں پر اسکی گھنی مونچھیں محسوس ہو رہی تھی۔ جس سے وجود میں سرد سی لہریں اٹھ رہی تھیں۔ اسکی مضبوط سخت انگلیاں اسکی کمر کو سہلا رہی تھیں۔۔

بال جتنا فاصلہ جو تھا وہ بھی اچانک ختم ہوا تھا، اسکے دہکتے ہونٹوں کو جیسے اپنے ہونٹوں پر محسوس کیا ثمن بل کھا کر اچھلی۔۔

سی۔۔ "درد سے وہ کراہ کر سٹپٹا گئی"

اسکے اچھل کر پیچھے ہونے، کراہنے سٹپٹانے پر دریاب کے بھی اچانک

ہوش ٹھکانے لگے۔ وہ بے خودی میں جو فاصلے اچانک مٹانے لگا
تھا ثمن کے اچھلنے پر خود بھی سنبھل کر بیٹھ گیا

بہت تیز بخار ہے تمہیں۔۔" اسنے نظریں چراتے ہوئے اسکے "
اوپر بلینکٹ درست کیا
جی ٹھیک ہو جائے گا۔۔" اپنا حلق تر کرتی وہ ہکلا گئی۔ اچانک "
بے ساختہ اس سے اچھلنے کی حرکت ہوئی تھی۔ کہ اب دل اسے
کوسنے لگا تھا

شام میں ہاسپٹل چلیں گے۔ دوائی دی ہے نا ان شاءاللہ ٹھیک ہو"
جاؤ گی۔" گھڑی میں وقت دیکھتے وہ اس سے نظریں ملانے سے
کترا رہا تھا
چھوٹے صاحب باہر کچھ لوگ آئے ہوئے ہیں۔۔" اسکی خاموشی میں"
وقت یوں بیت گیا کہ جس کام کیلئے وہ آیا تھا وہ تو بھول ہی گیا
"ملازمہ کے دستک دینے پر اسے ہوش آیا۔" آتا ہوں۔۔
دریاب کا دل اب اسے ملامت کر رہا تھا کہ وہ کیا کرنے لگا ہے بار بار۔
کیوں بھول رہا ہے کہ یہ رشتہ زبردستی میں جڑا ہے۔ پر وہ کیا کر

بیٹھا تھا رات سے۔۔

وہ کیا سمجھے گی اسے۔۔

تمہارے پاس کوئی بالوں میں سامنے سے لگانے والی پٹی ہے؟" اسنے"

"پوچھا۔ ثمن الجھ گئی" پٹی؟

وہی جسے عشی سامنے لگاتی تھی یہاں!" اسکے ثمن کے سامنے سر پر اشارہ"

دیا۔۔ پہلے تو وہ سوچتی رہی پھر اچانک ہیئر بینڈ کا خیال آیا تو

بے ساختہ قہقہہ گونج اٹھا۔

ہاہا۔۔ آہ۔۔" وہ جو ہنسنے لگی تھی اذیت سے کراہ اٹھی۔"

خیال سے !لازمی ہے کیا سب کا مذاق بنانا۔۔" اسنے غصے سے کہا وہ"

بھی خاموش ہو کر ہاتھ سے سامنے ٹیبل کا اشارہ دینے لگی

وہاں براؤن باکس میں رکھے ہیں۔۔" اسنے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھے"

کیک ڈیزائن باکس کا اشارہ دیا جسے دیکھتے اس چاکلیٹ کی دیوانی پر وہ

افسوس کر کے رہ گیا

آنکھیں بند کرو۔" اسکا حکم صادر ہوا"

کیوں؟" اسنے گھور کر اسے دیکھا"

بند تو کرو۔۔" دریاب زچ ہوا"

دکھائی کیا دے رہا ہے جو بند کروں۔۔" دفعتاً اسکے تلخ جملے پر وہ"
"حیران سا اسے دیکھنے لگا۔"مطلب ؟

بیٹری کہتے ہیں اور اب مطلب پوچھ رہے ہیں۔ جائیں آپ کے باہر"
مہمان آئے ہیں۔۔" وہ منہ پھولا کر بولی۔ دریاب خاموش سا بس
اسے دیکھنے لگا۔
چلا جاؤں گا بس آنکھیں بند کرو بغیر فضولیت سوچے بولے۔۔""
اسنے سختی سے کہنے کے ساتھ اسکے ہاتھ اٹھا کر اسکی سوجھی آنکھوں پر رکھ
دیئے۔

بس پانچ منٹ ایسے ہی رہو!" وہ کہہ کر اٹھا اور چلتا ہوا ڈریسنگ ٹیبل"
لے سامنے آتے باکس کو الٹ پلٹ کر کھولا

اندر پڑے ہوئے چاکلیٹس دیکھ کر اسنے مسکراہٹ ضبط کی۔"کوئی اتنا
دیوانہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اسکے دانت کیسے ہوں گے ؟"سوچ کر افسوس سے

اسنے ایک ہیئر بینڈ اور ہینڈ مرر تھاما، واپس اپنی جگہ سنبھالتے، مرر نیچے رکھتے ہوئے تھوڑی دیر بعد اسکے ہاتھوں کو تھاما۔۔
آنکھیں مت کھولنا من مار کھاؤ گی اگر کھولی تو!" اسنے وارن کرتے ہاتھ "
نیچے رکھ کر اسکے کھلے بالوں میں ہیئر بینڈ لگایا اور اسکے چہرے کو دیکھتے مرر سامنے کیا۔۔

اب آنکھیں کھولو۔۔" وہ بولا"
چشمہ دو پہلے۔۔" اسنے بیڈ پر ہاتھ مار کر بند آنکھوں سے چشمہ ڈھونڈنا"
چاہا پر ناپا کر اس سے بولی۔۔
اوہ ویٹ!" دریاب نے سر ہلاتے جلدی سے بیڈ پر ڈھونڈا وہ تکیے کے "
پاس مل گیا اسے۔ جلدی سے اٹھا کر وقت گزرتے دیکھ کر متفکر
ہوتے اسکی آنکھوں پر پہنایا۔۔

اب دیکھو۔۔" اسنے شیشہ سامنے کیا۔ من نے آہستہ سے پلکیں اٹھائیں"
اور آئینے میں خود کو دیکھا۔
سوجھا سرخ نیلا عجیب سے رنگ والا پھولا رخسار، نچلے ہونٹ کے
کنارے پر چھوٹا سا زخم، سوجھی چھوٹی ہوئی آنکھیں، بکھرے بال۔۔

اور بال پر آکر اسکی آنکھیں ٹھہر گئیں، اسکے ہیئر بینڈ کے اوپر لگے گلابی چھوٹے چھوٹے سے پھول اور پھولوں کے ساتھ چھوٹی ہری پتیاں۔۔
اپنے چہرے، اپنی جامت، حالت۔۔ پھر مقابل بیٹھے شخص اسکی شخصیت، اسکے طلسم سحر کو دیکھتے ہوئے اسکا دل بے خود خراب ہو گیا۔۔
تھینکس!" وہ محض جھوٹی مسکراہٹ لبوں پر سجائے نمی چھپا کر بولی"
بہت محنت سے بنا ہے۔" اسکا تاثرات بغور دیکھتے ہوئے دریاب" نے جتایا۔۔ ثمن نے چونک کر دیکھا۔۔

جی دکھ رہا ہے۔۔ اسلئے تو کہا تھینکس۔۔ بہت پیارا ہے۔۔" وہ کان کے پیچھے" بال اڑستی سر اثبات میں ہلا کر مسکرائی۔۔

وہ سن کر اسکے چہرے کو دیکھنے لگا۔ ثمن جو اندر تک چور ہو گئی تھی خود کو دیکھ کر۔ اسکی نظروں کے مفہوم کو سمجھ نا پائی
مجھے کچھ نہیں دو گی؟" معاً اسکا لہجہ بھاری ہو گیا"
جسے محسوس کرتے گھبراہٹ ہوئی اسے۔۔" میں کیا دوں۔۔ دوں آپکو؟" اسے اب بے مقصد بیٹھے دیکھ کر اسے الجھن ہوئی

ری ٹرن گفٹ !" وہ اسکے ہاتھ کو تھام کر بولا"
کوئی گفٹ دیکر مانگتا تھوڑی ہے۔ میرے پاس تھوڑے سے چاکلیٹس"
ہیں وہ میں نے دوپہر اور رات کیلئے رکھے ہیں۔۔" ثمن کو یقین ہو گیا تھا
وہ اسکے باکس سے چاکلیٹ دیکھ آیا تھا اور اب اسکی بری نظر
اسکے چاکلیٹس پر ہے

وہ ہولے سے متبسم ہوا۔ "اگر چاکلیٹس کے علاوہ کچھ مانگوں تو دو گی؟" اسنے
بھاری گھمبیر لہجے میں پوچھا۔۔
اسکی بدلی ہوئی آواز نے ثمن کو ٹھٹھکا ڈالا۔۔ "کیا؟" اسنے دھڑکتے دل سے
پوچھا

جواب دو پھر بتاؤں گا۔" وہ نفی میں سر ہلا گیا"
آپ ڈیوٹی سے اتنی جلدی کیوں آ گئے؟" اسنے بات بدلنی چاہی۔ وہ"
جانے کیا چاہتا تھا پر اسکا مردانہ گھمبیر لہجہ اسکے ہاتھ
ماتھا پسینے سے نم کر گیا

بات مت گھماؤ من جواب دو!" دریاب نے غصے سے ٹوکا"
ا۱۔ اگر میرے بس میں ہوا تو دے دوں گی۔۔ "وہ عجیب سی الجھن کا"
شکار ہو گئی۔۔
پرامس کرو!" دفعتاً وہ جانے کس موڈ میں بہہ چلا تھا ایکدم سے"
اسکے آگے چوڑی ہتھیلی پھیلا دی۔۔
ابھی دینا ہے؟" وہ بوکھلاہٹ سے بولی"
دریاب نے پر تپش نظروں سے دیکھتے نفی میں سر ہلایا۔ "بتا دیتا
ہوں۔۔ تم صرف پرامس کرو ابھی تو مجھے بھی دیر ہو رہی ہے۔۔ "وہ عجلت
میں گویا ہوا

پپ۔۔ پرامس۔۔ "ثمن نے جلدی سے اسکی ہتھیلی میں ہاتھ رکھ"
دیا۔۔ وہ ہنس پڑا۔۔ اور اپنی ہتھیلی میں اسکے ہاتھ کو ہولے سے دبایا۔۔
اس عجیب و غریب صورتحال سے وہ پریشان ہو گئی۔۔

رات کو۔۔!" معاً اسنے جھک کر اسکی طرف کان میں"
سرگوشی کی اور اپنے دہکتے ہونٹ اسکے گال پر رکھے "خوبصورت لگ رہی
ہو ڈبل بیٹری۔۔ "پھر سے سرگوشیانہ کہتا اسکے نچلے ہونٹ

کے کنارے اپنی ناک رکھ کر اسنے گہری سانس لی اور اپنے ہونٹ ثبت کر دیئے۔۔

ثمن نے گھبرا کر بلینکٹ کو تھاما، جانے وقت تھم گیا تھا، یا وہی پیچھے ہونا بھول گیا تھا، اسنے جھجھکتے ہوئے پلکیں اٹھائیں، اسے ویسے ہی جھکا دیکھ کر آنکھیں سختی سے میچ لیں بغیر درد کی پرواہ کیے۔۔

وہ اسکے زخم کو چھو کر اسے کانپتا ویسا ہی چھوڑ کر اٹھ گیا۔۔ اور ایک گہری نظر اسکے جھینپتے ہراساں تاثرات پر ڈال کر وہ قدم پیچھے لے گیا۔

دروازہ بند ہونے کی آواز پر اسنے ڈرتے ڈرتے آنکھیں کھولیں تو روم خالی پایا۔ البتہ اسکی جگہ اسکی خوشبو کو اپنے گرد حصار باندھتے محسوس کرتی، دھڑکنوں کو کن پٹی میں دھڑکتے سن رہی تھی۔۔

رات کو کیا؟؟"خوف گھبراہٹ کے حصار میں جکڑتی وہ" سوچنے لگی۔

میں ہی اول فول سوچ رہی ہوں۔۔ وہ مجھے صرف ڈرا رہا تھا۔۔ "اپنا حلق تر" کرتی ہوئی وہ آہستہ آہستہ سے لیٹ گئی

پر اپنے چہرے ہونٹوں پر اسکی سانسوں نے ثمن کی دل کی دنیا کا برا حال کر دیا۔۔

یہ اچانک گرگٹ کی طرح کیوں رنگ بدلنے لگا ہے؟" وہ بالوں" سے ہیئر بینڈ نکال کر حیرت سے دیکھتی سوچنے لگی۔
پر اسکے ہاتھ کے ہنر کو دیکھ کر وہ خود حیران تھی کہ کیسے بنا لیا تھا اسنے۔۔
کاش میں بھی سمارٹ ہوتی، اور آنکھوں پر چشمہ نا ہوتا۔۔" اسنے" چشمہ اتار کر ہیئر بینڈ دل کے مقام پر رکھتے آنکھیں موند لیں۔۔

ooooooooo

صاحب دونوں باپ بیٹے جانے کہاں غائب ہو گئے ہیں کل سے" نہیں آئے گھر۔۔ نا کوئی فون نا خیر نا خبر۔۔" انکے سامنے بیٹھی ہوئی عورت زار و قطار رو رہی تھی۔
اسکی بیٹیاں اندر روم میں تھی، صرف ایک ایجڈ عورت انکے سامنے بیٹھی تھی۔۔۔

لاسٹ ٹائم جاتے ہوئے آپکو بتا کر نہیں گئے وہ کہاں جا رہے ہیں؟""
فیروز صاحب نے پریشانی سے پوچھا۔
انہوں نے پہلے سوچا تھا وہ سب کچھ ان دنوں بیتا دریاب سے کہہ دیں۔ پر پھر دریاب کا بدلنا اپنے بھائی کا خیر خواہ ہونا انکی نظروں سے چھپا ہوا نہیں تھا۔
اور وہ کسی کو بتا کر ایک بار پھر اپنا ہی تماشا لگا سکتے ہیں اور تو کچھ حاصل نہیں ہونا تھا انہیں۔۔
انہیں شک اپنے گارڈ میں تھا جو کہ اچانک غائب ہو گیا تھا۔
وہ ظفر کے ساتھ آج نئے ملازمین گھر میں رکھ کر فوراً سے گارڈ کے گھر کیلئے روانہ ہوئے تھے پر یہاں آکر انہیں شدید جھٹکا یہ جان کر لگا کہ گارڈ اور اسکا جوان بیٹا پہلے سے ہی لاپتا ہیں اور انہیں غائب ہوئے چوبیس گھنٹے ہونے والے ہیں۔۔

آپکو کسی پر شک ہے؟ یا آپ نے اپنے بیٹے کو کسی غلط سرگرمیوں میں" دیکھا تھا یا محسوس کیا تھا؟" ظفر صاحب نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا

"وہ عورت پریشان ہو گئی۔۔" نہیں صاحب! وہ تو صرف آپ کے گھر جاب کرتا تھا۔ بس کبھی کبھار ہم سے آپکی پریشانی کا ذکر کر لیتا تھا۔۔

بچیاں نماز قرآن پاک کی تلاوت کرتیں تو خصوصاً بیگم صاحبہ کیلئے انکی خیریت صحتیابی تندرستی کیلئے دعائیں کرواتے تھے۔۔" وہ روتے ہوئے فیروز صاحب سے بولیں۔۔

انکے دل کو کچھ ہوا کہ وہ کیسے اپنے گارڈ پر شک کر سکتے ہیں۔۔" پر شیطان تو کسی بھی وقت غالب آسکتا ہے۔۔" انکے دماغ میں یہ بات آئی۔۔ پر ساتھ انکے پانچ وقتی نماز کا سوچ کر وہ توبہ کر اٹھے۔۔

اپکا بیٹا وہ؟ کیا کام کرتا تھا؟ مطلب وہ کہیں گیا تھا یا کچھ؟" وہ اپنی" جانچ تفتیش چھوڑ کر اب اس عورت کے آنسوں کیلئے انکی مدد کرنے لگے۔

نہیں صاحب ایسا کچھ نہیں تھا۔۔ ایک ایجنسی میں کام کرتا تھا۔۔"

شام کو تھکا ہارا آتا بہنوں سے مذاق مستی کرتا پھر کام سے چلا جاتا۔۔
رات اسے کال آئی ہمیں آنے کا کہہ کر جیسے گیا ہے نا اسکی کچھ خبر ہے نا ہی اسکے ابو کی۔۔
اللہ کے بعد انکے سواء ہمارا یہاں کون ہے صاحب ہماری مدد کریں۔۔ ہم غریب لوگ ہیں۔ پیسے نہیں کہاں جاؤں بھاگ دوڑ کروں۔۔ اگر کہیں فریاد لیکر جاتی ہوں تو پیسوں کیلئے مگر مچھ منہ کھولے بیٹھے ہیں۔۔" وہ عورت روتی گڑگڑائی۔۔

نہیں بہن ہاتھ نا جوڑیں۔۔ مجھ سے جہاں تک ہوئی مدد میں آپکی کروں گا۔۔" بلکہ میرے پاس ایک اچھا ایماندار ایس پی ہے۔۔ آپکو اسکا پتہ دیتا ہوں۔۔
اگر آج رات تک وہ دونوں نا آئے تو اس کے پاس چلی جانا۔۔ پیسوں کی یا کسی بھی رشوت کی فکر مند نا ہوں۔۔" اسنے کہنے کے ساتھ ایس پی دریاب کا کارڈ اپنے والٹ سے نکال کر انکی ٹیبل کے سامنے رکھ دیا۔

ظفر نے انکے اس اچھے کام پر کندھے پر ہاتھ رکھ کر انہیں سراہایا۔۔ اور کچھ حوصلہ دیتے دونوں نے چند نوٹ انہیں تھمائے اور انکے گھر سے

آگے پیچھے گاڑیاں لیکر نکل آئے۔۔

فیروز چغتائی گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے۔یہی حال ظفر حیدری کا بھی تھا۔۔

oooooooo

کیسی ہے اب طبیعت ؟"ساحل نے سامنے صوفے پر بیٹھے پوچھا۔"
فٹ فائن!"وہ متبسم ہوئے بولا"
ساحل نے سر ہلایا اور ایک دوسرے کو دیکھا۔
واقعی اتنے کا اندازہ نہیں تھا مجھے۔"دریاب موبائل جیب میں رکھ کر اندر"
آتا انکی خیریت دریافت،صام کے پر سکون جواب کو سن کر بولا

اندازہ تو مجھے بھی نہیں تھا اتنا،،احتیاط تو کرتے۔۔"ساحل نے"
افسوس سے کہا۔اسے واقعی افسوس تھا اب صام کے سر پر پٹی دیکھ کر۔۔
پریشان ناہوں میں بالکل فٹ ہوں بھائی۔"وہ انکی فکر مندی محبت پر"
مسکرا کر گویا ہوا۔اسکی مسکراہٹ دیکھتے دریاب نے ابرو اچکائے۔

ویسے آپکی بیوی نہیں سدھر رہی تھی وہ مسئلہ کہاں تک پہنچا"
بھائی؟"صام کے پاس بیڈ پر کہنی کے بل گرتے ماحول خوشگوار کرنے
کیلئے وہ شرارت سے پوچھنے لگا
متوجہ تو صام بھی ہوا تھا، اور ساحل کے موبائل چھوڑ کر چونکنے پر
بے ساختہ قہقہہ لگایا۔۔
ساحل اسکی شرارت سمجھ کر ہنسا۔"کہاں پہنچنا چاہیے؟"
اسنے الٹا سوال کیا اور ساتھ لائے ہوئے سگریٹ کے پاکٹ سے
ایک نکال کر اپنے عنابی لبوں میں دبایا۔۔

میں نے بھانجے بھانجی کا نام بھی سوچ لیا ہے۔ساحر بیٹے کا نام رکھیے"
گا اور بیٹی کا رانیہ "اسنے اشارے سے سگریٹ مانگتے ہوئے کہا اور
ساتھ ہی جھٹکے سے صام کی پشت کے نیچے سے تکیہ کھینچ کر اپنی کمر پر
ٹکاتے ہوئے ٹیک لگا کر بوٹ سمیت لیٹ گیا۔۔
سوچ لوں گا۔۔ابھی میری بیوی خود بچی ہے۔"وہ معنی خیزی سے کہتا"
دریاب کو قہقہہ لگانے پر مجبور کر گیا۔

ایکدم کافضول پولیس والا ہے۔۔" ان بے باک باتوں پر اسے ہنستے ہوئے دیکھ کر"
صام نے ناگواری سے ٹوکا۔۔
دری کا مزید مزہ آیا ہنسنے میں۔" تجھے اسلئے مرچیں پڑ رہی ہیں کیونکہ
"تجھے اچھی طرح سے فرائی کیا گیا ہے فارمی۔۔

اسکے جملہ گوئی پر صام اندر سے تلملا گیا، اگر ساحل شاہ کی موجودگی
کا احترام نا ہوتا تو ایک جملہ خود بھی اس پر کس دیتا۔
تیرا ٹپکنا لازمی تھا، میں اپنی بیوی سے تفصیلاً خیریت دریافت کر رہا"
تھا۔" نیم دراز ہوتے صام نے کچھ رازداری سے دری سے کہا۔۔
جسنے اسکے بدلے ہوئے انداز کو محسوس کرتے ہوئے چونک کر دیکھا۔ جسکے
دیکھتے اپنی شیو پر ہاتھ پھیرتے اسنے بے باکی سے آنکھ دبائی۔۔
تیرا جیسا بے غیرت شخص میں نے اپنی پوری زندگی میں نہیں"
دیکھا۔" دریاب اسکا اشارہ سمجھ کر سرخ پڑتا غرا کر ایک دم
کشن اٹھائے اسکی درگت بنانے لگا۔۔
صام کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

یہ کیا بدتمیزی ہے؟" ساحل پہلے دری کو کشن مارتے پھر"

صام کو اسکا گلا دبانے کیلئے اسکے اوپر چڑھتے دیکھ کر غصہ ہوتے جھڑک اٹھا۔

"صامے!" ابھی وہ دونوں سنبھلتے ٹھیک اسی وقت دروازہ کھلا، اور پریشان نڈھال، تڑپی ہوئی ممتا کے ساتھ زیاف نے قدم اندر رکھا۔

پر دوسرے لمحے اندر کا منظر دیکھ کر وہ صدمے میں چلا گیا، حق دق، منہ پورا کھل گیا۔

"استغفراللہ صامے!! استغفراللہ!" وہ جو سمجھا تھا، توبہ توبہ کرتے ہوئے کانوں کو ہاتھ لگاتے سرخ پڑتے پیچھے ہوا۔۔

"ہاہاہاہا" زیاف کے مطلب کو سمجھ کر نا صرف ساحل بلکہ دریاب کا قہقہہ بھی بے ساختہ تھا۔

"سنبھال اپنے صامے کو۔۔" ہنستے ہوئے دریاب نے سرخ چہرے والے صام کو پیچھے کیا۔

کیا بکواس ہے۔" صام بھنا گیا۔۔"

پر ان دونوں کی حالت سے وہ دونوں کافی محظوظ ہو رہے تھے۔

"بکواس کہاں؟ تیرے لیے پیپر جمع کروانے کے چکر میں بابا

سائیں کے کروا آیا۔" وہ پریشان سے اندر داخل ہوا اور چلتا ہوا اسکے پاس آیا۔

سب نے اسکی اتری ہوئی صورت چونک کر دیکھی۔

.کیا ہوا؟" صام نے سیدھے ہوتے فکرمندی سے پوچھا"
ہونا کیا تھا ابا نے مجھے چورن کھلائی میں آج ان کو کھلا آیا۔" وہ بجھا" بجھا ہوا تھا سب حیران ہوئے۔

مطلب؟" ساحل کو بھی تجسس ہوا وہ لیپ ٹاپ سائیڈ کر کے" لبوں سے سگریٹ نکال کر پوچھنے لگا۔
وہی ہونا تھا جو۔۔۔"

ابے تُو ڈائیلاگ بند کر بات مکمل کر لے پہلے۔" اسکے کسی" ڈائیلاگ کے شروع ہونے سے پہلے دریاب نے زچ ہو کر بولا۔ صام نے خونخوار نظروں سے دیکھا۔

گیا تھا پر اپنی جگہ بابا سائیں کے پیپر دے کر آیا ہوں۔ اب میری"

جگہ پھر سے بابا سائیں کو اپنا عہدہ سنبھلنا پڑے گا۔ نتیجتاً صورتحال جان کر مجھے گھر سے نکال دیا گیا۔" وہ دکھی تھا انتہائی۔

دونوں ہی ایک جیسے کرتوت کے مالک کہ مجبوراً والدین صاحب کو" لاتیں مار کر گھر سے نکالنا پڑ رہا ہے۔" موقعہ مناسبت دریاب نے طنز کرنا اپنا فرض سمجھا۔

حالانکہ صام ساحل متفکر ہوئے تھے نہایت،، کیونکہ جانتے تھے، زیاف زیدی کو سیاسیت میں لانے اسکا نام ابھارنے کیلئے انہوں نے حال ہی میں کتنی محنتیں کی ہیں۔۔

پر کیسے؟ کیا تم نے پیپرز نہیں دیکھے تھے؟ مطلب گئے تو تم تھے اپنے دینے" پھر انکل کے کیسے اور سائن وائن وہ سب پروسیس؟" ساحل کو حیرت ہوئی
"کیے تھے، دیکھے بھی تھے؟"

روم کا ماحول گھمبیر ہو گیا تھا، نظروں کا مرکز زیاف زیدی بن گیا

تھا۔ جو دکھ سنا رہا تھا یا کارنامہ اندازہ لگانا بہر حال مشکل تھا

پھر چاچا سائیں نے کچھ نہیں کہا؟ پیپرز نہیں دیکھے؟" صام" نے پوچھا۔ دریاب کا دل کیا دو لگا کر ایک جھٹکے سے سارا کچھ اگلوا دے۔ اتنا تو تجسس اسے مجرم کے منہ سے سننے کا نہیں ہوا تھا، جتنا وہ صدمے کا مریض پیدا کر رہا تھا۔
اسکے اندر کا پولیس والا بھڑکنے لگا

چورن کھلا دی بابا سائیں کو، جس طرح انہوں نے مجھے کھلائی وہاں بلا" کر۔۔۔ میں نے بھی اماں سائیں سے ملکر سائن لے لیے۔۔ پر دکھ ہے کہ وہ اپنی اولاد کو نہیں پہچان سکے۔۔
گھر سے نکال دیا۔" وہ غم سے نڈھال صام کو اسکی جگہ سے اٹھا کر خود وہیں لیٹ گیا۔

صام کھڑا ہو کر پھر دوسری جگہ بیڈ پر بیٹھ بھی گیا، کسی نے اسکی ٹانگوں پاؤں پر توجہ بھی نا دیں۔ اسپیشلی دریاب نے۔۔

پر زیاف ایسا کیوں کیا تم نے؟ انکل کی اتنی خواہش کو شش؟" ساحل"
نے استفسار کیا۔ ان سب کو حیرت تھی اس پر۔

کرتا تو نہیں پر جب میں نے خود پر غور کیا تو مجھے احساس ہوا کہ"
میں دماغ سے ابھی کمسن ہوں اسلئے بابا سائیں کو انکا عہدہ مبارک دے
دیا۔" وہ اپنی ترنگ میں بولا

دماغ سے کمسن!" سن کر دریاب کی آنکھیں پھیلی اور دوسرے پل"
اسکا قہقہہ چھت پھاڑ تھا۔
مسکراہٹ تو ساحل صام نے بھی مسکراہٹ چھپائی

بیٹے تو کچھ مزید غور و فکر کرتا تو تمہیں خود میں مزید خصوصیت"
مل جاتیں۔۔" دریاب کو کسی کا ریکارڈ لگانے کا موقعہ مل گیا تھا۔۔
اور وہ اب خوب لگا رہا تھا کہ غصے سے زیاف کا منہ سرخ ہو گیا۔۔

ویسے ساحل بھائی آپ نے ایک بات نوٹ کی دونوں میں؟""
ہنستے ہوئے آنکھوں کی نمی صاف کرتے دریاب نے کہا۔۔

یہ نمی اسکی آنکھوں میں ہمیشہ ہنسنے پر آجاتی تھی۔ اور اس نمی کی اصلی وجہ سے بھی سب واقف تھے۔

کیا؟" ساحل نے مسکراتے پوچھا"
یہی کہ ابھی ہمارے کمسن بچے نے اعتراف کیا کہ اسکے کرتوت کی" وجہ سے اسکے باپ نے گھر سے نکال دیا۔
مطلب دونوں کا اتنا رعب دبدبہ ہے باہر، ایک تو ایٹیٹیوڈ کنگ، دوسرا صدمہ کنگ ہے۔۔
پر گھر میں یہ حالت ہے جب دل چاہے لات مار کر دونوں کو گھر سے باہر۔۔۔" وہ کہہ کر پھر سے محظوظ ہوتا اپنی ریسرچ پر خود قہقہہ لگا اٹھا۔

صامے!!" زیاف نے مٹھیاں بھینچ کر صام کو دیکھا"
صام نے اسے نظروں کا ہی اشارہ دیا۔
ابھی وہ کوئی جوابی کاروائی کرتا تبھی ناک کر کے صائم زیدی اندر داخل ہوئے۔
وہ سب ان سے مل کر ہی اندر آئے تھے۔ پر انکے احترام میں کھڑے

ضرور ہو گئے تھے۔

انہوں نے بیٹے کی پشت کو دیکھا۔ پیچھے سے بیٹھا وہ بالکل صائم زیدی ہی لگ رہا تھا۔ بالکل انکی کاپی تھا، محض رویہ الگ تھا، طور طریقے لہجہ انداز اسکا اپنا تھا، ورنہ وہ انکی کاپی تھا۔

انکے سل سے اسکی لمبی عمر کی ہزار دعائیں نکلیں۔ ساتھ اسے سب کزنز کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے حیرت بھی ہوئی تو مسرور بھی ہوئے۔

"کیا اس بدلاؤ کی وجہ وہ عرشیہ کو سمجھتے؟ یا دلاور کو؟"

اتنا ضرور جان گئے تھے اسکے دل میں جو دلاور کا مقام ہے وہ کوئی نہیں "لے سکتا۔

زیاف موبائل کیوں آف ہے؟ رضا پریشا ہو گیا ہے۔ کم سے کم انہیں" بتا کر تو آتے کہ یہاں شہر آرہے ہو۔" صائم زیدی نے زیاف کو مخاطب کیا۔ وہ سٹپٹا گیا

تو انہیں کہہ دیتے آپ بھی کہ اولاد کو گھر سے نکالتے وقت سوچیں۔" بعد میں ہر کوئی صمصام زیدی نہیں کہ آجائے۔

ان سے کہہ دیں میری کوئی بیوی نہیں اسلئے میں صامے کے نقش

قدم پر نہیں چلوں گا۔" اسکے جواب نے نا صرف صائم زیدی کو حیران کیا بلکہ دریاب جو ابھی طنز کر بیٹھا تھا وہ بھی ہونہہ کر کے رہ گیا۔

زیاف!!" صائم زیدی نے سخت لہجے میں ٹوکا۔ وہ سٹپٹا گیا۔"

وہ آرہے ہیں یہاں پھر چلا جاؤں گا۔ آپ تو صرف بھگانے کے موڈ" میں رہتے ہیں۔۔ کبھی یہ سوچا ہے کہ دو بیٹوں کی شادی کروادی میرا بھی کچھ سوچ لیں۔
قسم سے کبھی کبھی تو ایسا لگتا ہے جیسا خیرات میں آیا ہوا ہوں۔۔" وہ دکھ غم سے کہتا اپنی موبائل آن کرنے لگا۔۔

دریاب قہقہہ لگانے والا تھا پر ساحل کی گھوری پر خاموش رہ گیا۔
نہیں آئے تم خیرات میں، کروادیں گے تمہارا یہ شوق بھی پورا۔۔" پہلے اپنی ذمہ داریاں سنبھال لو، رضا کے خواب پورے کرلو مل جائے گی تمہیں بیوی۔۔
اچھا صام میں آفس کا چکر لگانے جارہا ہوں۔۔ کوئی میٹنگ اٹینڈ

کرنی ہو تو بتا دو؟" زیاف کو جھڑکتے ہوئے انہوں نے اپنا رخ صام کی طرف کیا۔۔

نہیں کچھ دیر میں میری مینجر سیکرٹری یہاں آجائیں گیں۔۔ میٹنگ کا میں ٹائم سیٹ کر چکا ہوں۔ آپ آفس کا چکر لگا آئیں۔" وہ اپنے باپ سے بولا۔۔

وہ سر ہلا کر جانے لگے تبھی کچھ سوچ کر ساحل کی جانب مڑے، اور اسے اپنے کام میں مصروف (سگریٹ سلگانے) دیکھ کر انہوں نے افسوس کیا

ہارون بھائی کی کال آئی تھی آفس کے سامنے میڈیا جمع ہے عرشیہ" "خیالات ارادے جاننے کیلئے۔۔

جی! ہم سنبھال لیں گے آپ فکر نا کریں۔۔" ساحل ہاتھ نیچے کر کے" بولا۔۔

پر بدستور اُناک منہ سے نکلتا دھواں دیکھ کر وہ نفی میں سر ہلاتے وہاں سے نکلے۔ اس شخص کو سگریٹ اتنا عزیز تھا۔۔

ایک بار پھر دروازہ کھلا اور عرشیہ انوشہ ٹرے تھامے باری باری اندر داخل ہوئیں۔

السلام علیکم "عرشیہ تو پہلے ان سے مل چکی تھی، انوشہ نظریں جھکا کر" سب کو مشترکہ سلام کر کے ٹرے ٹیبل پر رکھ کر پیچھے ہو گئی۔

وعلیکم السلام انکل اور بھائی آئے ہیں؟ "سب نے سلام دیا اسے صام نے" اسکے ڈیڈ بھائی کے بارے میں بھی پوچھا۔

جی ڈیڈ آئے ہیں انکل کے ساتھ آفس گئے ہیں، بھائی نہیں آسکے انہوں نے" کہا وہ کل آپ سے مل لیں گے۔ "انوشہ نے دھیمی آواز میں جواب دیا وہ سر ہلا گیا۔

یہاں کوئی ایک دوسرے سے انجان نہیں تھے محض ایک محرم نا محرم، تمیز اخلاق کی دیوار حائل تھی۔ جسکی وجہ سے وہ کسی سے زیادہ فری نہیں ہوتی تھیں نا ہی کسی کو بے وجہ نظریں اٹھا کر دیکھتی تھیں۔

عرشیہ نے سب کو چائے سرو کی، وہ خوش ہوئے اسکے سر کو

چھوا بھی محبت سے۔ پر جب بلیک کافی لیکر صام کے پاس آئی اسنے انکار کر دیا۔۔

عرشیہ نے اسے گھورا۔۔ پر وہ نظر انداز کیے اپنی موبائل میں کچھ دیکھ رہا تھا۔

بعد میں پھر مت کہنا اب سیدھا رات کو ملے گی۔" وہ کہتی" وہاں سے جانے لگی۔

گڑیا تمہیں کہیں باہر جانا ہے؟" ساحل نے اس سے پوچھا وہ رکی۔"

نہیں بھائی ابھی تو جانے وقت نہیں کیونکہ گھر میں کام بہت ہیں" "آفس نہیں گئی۔

آفس سے میں چکر لگا کر آیا ہوں۔ اگر تمہیں کہیں باہر جانا ہو تو مجھے یا" ساحل بھائی کسی کو انفارم کر دینا۔" دریاب کی ہدایت پر وہ جی بھائی کہتی حامی بھر کر وہاں سے نکلی۔۔

oooooooo

توقیع صام کو دیکھ کر جانے کیا ری ایکشن دے گی۔" راہ داری سے گزرتے"

ہوئے عرشیہ نے کہا
پر توقیع ہے کہاں میں کب سے آئی ہوں وہ نہیں دکھی مجھے؟" انوشہ "
نے وہاں سے گزرتے متلاشی نظریں آس پاس پھیریں۔

یہاں نہیں ہے۔ انہوں نے اسے گاؤں بھیج دیا ہے۔ اتنا گھر سونا لگتا"
ہے۔۔ "عرشیہ کا دل اداس ہو گیا۔ اسے اپنے توقیع کے ساتھ
گزارے منظر یاد آئے۔۔
کون سے گاؤں؟" انوشے نے ٹھٹھک کر پوچھا۔"

انکے اپنے گاؤں، زید پور۔ حویلی چھوڑ دیا ہے صام نے اسے۔ تاکہ یہاں کی"
صورتحال سے محفوظ رہے۔ پر وہاں جانے کیسے گزارا کر رہی ہو گی۔" وہ وہاں کے
ماحول، صام کے فیصلے سے رنجیدہ ہوئی

ہیں؟ ویٹ! میں ابھی گاؤں کی ہاسپٹل سے ہی جاب کر کے آرہی ہوں پر"
میں نے تو حویلی میں توقیع کو نہیں دیکھا۔ میں تو ابھی وہاں سے ہی
آرہی ہوں۔۔
خصوصاً دعوت دی تھی مجھے اور دوسرے ڈاکٹرز کو بھی۔۔

میں حویلی گھومی سب سے ملی حتیٰ کہ زیاف سائیں بھی وہیں تھے۔ان سے پوچھ لو میں نے تو وہاں توقیع کو نہیں دیکھا۔۔
صبح سے شام کا عرصہ چھوٹا نہیں ہوتا۔ میں وہاں رہی پر مجھے وہ نہیں ملی۔"انوشہ نے حیرت سے بتایا اسے۔۔

کیا مطلب ؟اگر توقیع حویلی نہیں تو مجھ سے کیوں جھوٹ کہا" گیا؟"عرشیہ کی سماعتیں جیسے سن ہو رہی تھیں

"آخر توقیع کہاں گئی؟ ہو سکتا ہے وہ خان حویلی گئی ہو۔"
دفعتاً آواز پر وہ دونوں چونکیں، اور ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے ریلنگ کی طرف بڑھیں۔

لو حویلی سے آئے ہیں سب اگر توقیع ہو گی تو سامنے آجائے گی۔ آفٹر آل" صام اسکا بڑا بھائی ہے۔ صارم تو قی جان دیتے ہیں اس پر۔۔"انو نے اسے دیکھتے ہوئے جتایا

وہ دونوں دیکھ رہی تھیں، سب آہستہ آہستہ اندر داخل ہوئے تھے۔ حتیٰ کہ

رباب چاچی سائیں کے ساتھ انکے رشتے دار بھی، اماں (بڑی تائی) سائیں، دادا (بڑے تایا) سائیں۔۔
رضا چاچا سائیں بھی آئے ہوئے تھے۔۔

"اب دیکھو سب یہاں موجود ہیں صام بھائی کیلئے تم خود سوچو اگر سب آ گئے ہوں گے۔ تو قسیع اکیلی گھر میں چھوڑنے والی تو نہیں تھی۔
وہ ہے کتنی حساس۔۔ کیا اسے اکیلے ملازمین کے ساتھ چھوڑا؟" آگے وہ دونوں تصور نہیں کر سکیں۔۔
چلو نیچے۔۔" وہ انوشہ کو لیکر وہاں سے نکلی۔۔"

"ویسے تم آخری بار کب ملی تھی تو قسیع سے؟" عرشیہ نے دوپٹہ سر پر اچھی طرح سے اوڑھتے ہوئے اس سے پوچھا

"جب تمہارے ڈیڈ کو تو قسیع ہاسپٹل میں ایڈمٹ کیا گیا تھا۔" تب تو قسیع کی حالت بھی ناساز تھی کافی۔۔
وہ بھی ہسپتال میں ایڈمیٹ تھی۔ اسکے بعد اچانک کہاں گئی مجھے نہیں علم۔۔ پھر صورتحال بھی کچھ اس طرح تھیں کہ مجھے پتا

"نہیں بھتاناہی میں نے کسی سے پوچھا۔

عرشیہ نے سن کر گہرا سانس کھینچا اور سر اثبات میں ہلا کر اسکے ساتھ لاؤنج میں آ گئی۔۔
اچھا تم کسی سے توقیع کا ذکر مت کرنا۔"عرشیہ نے اسے ہدایت" دیتے ہوئے زیدی فیملی کی طرف بڑھ گئی۔۔

السلام علیکم اماں سائیں۔"وہ پاس آ کر بولیں۔۔"
وعلیکم السلام خوش رہو جیتی رہو سدا سہاگن رہو۔۔ دونوں لمبی دراز عمر" پاؤں، اور جلدی سے ہمیں خوشخبری دو۔۔"اماں سائیں نے اسے ساتھ بٹھا کر لپٹاتے ہوئے دعاؤں کی بوچھاڑ تو کر دی پر ساتھ ڈیمانڈ پر عرشیہ کا چہرہ سرخ ہوا، سٹپٹا کر جھینپ گئی
پر جواب نہیں دیا شرم سے محض خاموش رہی۔

تقویٰ تمہاری وہ چھوٹی انگریزن بہو کہاں ہے؟ توقیع بھی دکھائی نہیں دے" رہی؟"رباب چاچی نے عرشیہ کے سلام پر سرسری سا اسے سر سے پاؤں تک دیکھ کر سر اثبات میں ہلاتے بازل توقیع کو

کھو جا۔۔

اس سوال پر تو عرشیہ کے ساتھ سب نے تقویٰ زیدی کا چہرہ دیکھا تھا۔
بازل ابھی کچھ دیر پہلے اپنے گھر گئی ہے اسکی پھپھو کی طبیعت ٹھیک نہیں" ہے۔اور توقیع عائشہ کے پاس ہے، اسکی طبیعت ناساز رہتی ہے۔۔رات سے یہی تھی صبح گئی ہے کچھ دیر پہلے۔۔"اماں سائیں سب جانتی تھیں البتہ رباب کو بے خبر رکھا گیا تھا اسلئے اسکا پوچھنا بنتا تھا۔۔

تقویٰ نے شرمندگی سے نظریں چراتے ہوئے جھوٹ کا سہارا لے لیا۔اور دل میں فوراً سے اللہ سے معافی بھی مانگ لی کہ سچ بول دیتیں تو پھر سے معاملہ بگڑ جاتا۔۔

اپنی ساس کے نظریں چرا کر جھوٹ بولنے سے عرشیہ جان گئی تھی کہ اس سے واقعی کچھ چھپایا گیا تھا۔اور اسکا حساب وہ رات کو صام سے ضرور لے گی۔

ویسے وہ تمہاری چھوٹی بہو بڑی۔۔۔"رباب چاچی سب کی موجودگی میں"
کچھ کہنا چاہتی تھیں پر اماں سائیں کی گھوری پر منہ بنا گئیں۔۔
جی الحمدللہ بہت پیاری ہے۔۔ماشاءاللہ سے اللہ نے بہت"
پیاری بیٹیاں دیں ہیں مجھے۔"عرشیہ ملازمہ انوشے کے ساتھ کچن کی
طرف جا رہی تھیں جب پیچھے سے تقویٰ زیدی کی آواز پر ہولے سے
مسکرا دی۔۔
تقویٰ زیدی نے جان بوجھ کر وہاں سے عرشیہ کو اٹھایا تھا مبادا چبھتی
نظریں جو رباب کی تھیں عرشیہ سے دلاور کے متعلق کوئی سوال طنز
نا کر دے۔۔

ویسے بہت بہت مبارک ہو دلاور کا کیس ری اوپن کرنے کی۔"انوشے"
نے ساتھ چلتے ہوئے اچانک اسکے سر پر جیسے دھماکہ کر دیا۔
مم۔۔مطلب ؟"اسکے وجود سے جیسے روح پرواز کرنے لگی"
مطلب یہی کہ دلاور بھائی کا کیس ری اوپن کر رہی ہوا سکی مبارک ہو"
تمہیں۔۔ویسے مجھے یہ جان کر بڑی خوشی ہوئی، کہ ایک بہن نے بھائی کے
انصاف کیلئے یہ قدم اٹھایا، میری رب سے دعا ہے کہ دلاور

بھائی بے قصور ثابت ہوں۔۔

کیا ہوا اگر وہ نہیں۔۔ پر انکا نام تو دنیا میں عزت سے لیا جائے گا۔

جب چار لوگوں کے بیچ انکا ذکر چھیڑا جائے گا تو انہیں اچھے نام سے پکارا جائے گا۔

اس سفر میں ہم سب بہنوں کی طاقت تمہارے ساتھ ہے۔۔" انوشہ نے اسے پیچھے سے گردن میں حصار ڈالا اور گال پر کس کر دیا۔۔

عرشیہ کا تو وجود ساکت پتھر کا ہو گیا تھا، کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔

وہ صام سے ناراض تھی کہ اسنے اسکے بھائی کے آئے آنسوں پر اسکا مذاق بنایا۔۔

پر یہاں یہ کیا قصہ تھا؟ اگر اسنے مذاق بنایا تھا تو یہ کیس کیسے اوپن ہوا؟ کیا فارس نے کیا یا صام نے؟

ooooooo

میں ایس پی دریاب خان بات کر رہا ہوں۔" وہ ساتھ جمع ہوئے، روم" بند کر کے بیڈ پر بیٹھے تھے۔ اور انکے ساتھ بیٹھا دریاب موبائل کان سے

لگائے دوسری طرف نفوس سے اپنا تعارف کروانے لگا

وعلیکم السلام جی کہیے ایس پی صاحب ہمیں کیسے یاد کیا؟" جیکی کی آواز"
گونجی

مجھے ڈی کے سے بات کرنی ہے!" اسنے مطالبہ کیا"
کیوں؟" جیکی نے لیپ ٹاپ پر دریاب خان کی فائل اوپن کر دی۔"
یہ اتفاق تھا کہ دلاور کے لیپ ٹاپ میں اسکی فائل موجود تھی،
اور وہ اس وقت آفس میں بیٹھا دلاور کا انتظار کر رہا تھا جب اسکے
آفس نمبر پر کال آئی۔۔

ایک کیس کو سولو کروانا ہے اور کیوں؟" دریاب نے اسکی تفتیش پر"
ناگواری سے کہا

میں کچھ پوچھ سکتا ہوں؟" جیکی نے سوال کیا تبھی بازو فولڈ کیے ڈور دھکیل کر"
دلاور نے آفس روم میں قدم رکھے۔

ہاں کہو!" دریاب نے اجازت دی۔۔"
"اپنی چیئر سنبھالتے ہوئے دلاور نے نظروں سے پوچھا "کون ہے؟

آپ کے ریکارڈ میں تو ایسا کوئی کیس موجود نہیں جس میں آپ "
نے کسی پرپرائیویٹ انویسٹیگیٹر کو ہائیر کیا ہو کیس کیلئے۔
پھر اچانک ڈی کے کی کیوں ضرورت پڑ گئی؟" جیکی کے الفاظ سے نا
صرف دلاور بھی چونکا تھا دوسری طرف دریاب کے تاثرات دلاور
سے مختلف نا تھے

دلاور نے فوراً سے اپنا لیپ ٹاپ جیکی کے سامنے سے کھینچ کر جب
سامنے کیا، تو مقابل شہد رنگ بال، شہد رنگ آنکھیں اسکے
چہرے نقوش سے مشابہت رکھتے فوٹو کو دیکھ کر وہ خاموش رہ
گیا۔

حالات ہمیشہ ایک سے نئ رہتے۔ میرے ڈیڈ کا کہنا ہے جب "
مشکل پیش آئے تو مدد لینے سے انسان چھوٹا بڑا نہیں ہو جاتا۔۔
میرا موڈ بن گیا ہے اپنا ریکارڈ بدلوانے کا۔" اسکی بات پر دونوں

طرف خاموشی پھیل گئی۔

جیکی نے موبائل دلاور کے سامنے رکھ دیا، اور خود دوسری دیوار گیر اسکرین کی جانب متوجہ ہوا۔ جب یہاں صمصام کے روم میں بیٹھے سب اب اس طرف کے جواب کے منتظر تھے۔

زیاف نے نا سمجھتے ہوئے منہ کھولنے چاہا پر صام نے جلدی سے اسے خاموش کروادیا۔

دلاور نے کال کی لوکیشن کو ٹریک کیا۔

ایس پی دریاب! بظاہر تو ہماری آپس میں یہ پہلی زبانی" ملاقات ہے۔ پر یہ میں بھول نہیں سکتا کہ پچھلی بار آپ میرے دو کیس ریجکٹ کر چکے ہیں۔

اور ان کیسز کو اپنے بل بوتے پر سولو کیا تھا۔ مجھے امید ہے یہ کیس آپ خود سولو کرلیں گے آئندہ یہاں کال کرنے کا لک تکلف نہیں کریں گے۔

آپکا خیر خواہ ڈی کے!" اسنے اچانک دریاب کو مخاطب کیا تھا اور نہایت سرد سپاٹ لہجے میں کہتے دوسرے لمحے بغیر انکی

اف یا آپ سنے کھٹک سے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔

تین کیس پینڈنگ میں پڑے ہیں۔ تم نے انعام بھی نہیں لیا۔۔" واپس کیوں چلے آئے؟" جیکی اسکی آواز پر متوجہ ہوتا۔ اس ایکٹیو سے بندے کا ڈھیلا ڈھیلا حال دیکھ کر پریشان ہو گیا۔

تو کیا کروں میں؟؟" اچانک وہ ٹھاہ کے ساتھ چیئر کو پیچھے لات" مارتا غرا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ جیکی اپنی جگہ اچھل پڑا

دلشیر!! یار میں تو ایسے ہی کہہ رہا تھا۔۔" دھک دھک دل کے ساتھ" کھڑے جیکی نے جھجھکتے ہوئے کہا
جبکہ وہ سامنے کاؤنٹر پر ہاتھ ٹکائے بپھرا گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔۔
کیوں اسکی زندگی میں اب مداخلت کر رہے تھے سب؟ کیوں اس" "سے رابطے قائم کر رہے تھے۔۔

میرے ڈیڈ کا کہنا ہے جب مشکل پیش آئے تو مدد لینے سے انسان چھوٹا"

"بڑا نہیں ہو جاتا۔۔

اسکے کان میں اسکی گھمبیر آواز گونج رہی تھی۔ دل دھاڑے مار کر رو رہا تھا، جبکہ اسکی آنکھیں لہو رنگ کی ہو گئی تھی۔۔
ابھی جاؤ!" دفعتاً جھٹکے سے سیدھے ہوتے اسنے جیکی کے کالر کو" جکڑا۔ وہ روح تک دہشتزدہ ہو گیا اسکی لہو رنگ آنکھوں کو دیکھتے

ککک۔۔ کہاں؟" جیکی نے نا سمجھی سے پوچھا۔"
کہیں بھی پر مجھے انفارمیشن چاہیے اسی ٹیبل پر کہ کون کون بیٹھا ہے" اس وقت زیدی ہاؤس میں۔ جاؤ!!" اسنے دھاڑتے ہوئے جیکی کے کالر کو بدستوراً دبوچتے ہوئے جھٹکے سے گھما کر دروازے کی طرف دھکیلا کہ وہ گرتے گرتے ہوئے بمشکل بچا۔

اچھا تم غصہ نا ہو میں معلوم کرواتا ہوں رات سے پہلے تمہیں بتاتا" ہوں۔۔" جیکی اسکی اچانک بدلی ہوئی حالت کو سمجھا نہیں پر اسکے باجود اسکے دھکیلنے پر سر پہ آئی چوٹ پہ ہاتھ رکھ کر اسے ریلیکس کرنے لگا۔

دفع ہو جاؤ!" وہ غرایا۔ جیکی گھبرایا سا فوراً آفس سے باہر نکلا ورنہ "
آج اپنی جان سے ہی ہاتھ دھو بیٹھتا۔۔
آہ۔۔!" اندر سے اٹھی ٹھاہ کی آواز اور ساتھ ہی دروازہ سے نکلتے سر تھامے "
اچانک سامنے آنے والے انجان مرد کو دیکھ کر توقیع کی چیخ
بے ساختہ تھی۔
معاً وہ خاموش ہوئی تھی جب اسکی آنکھوں میں دیکھا۔ ایک پل
کیلئے اسے تصویروں کے بجائے سامنے دیکھ کر جیکی بھی ساکت رہ گیا
تھا پر دوسرے پل خود پر ٹکی اسکی آنکھوں کو سمجھتے وہ نظریں پھیر
گیا۔

اندر مت جائیں وہ ابھی اچھے موڈ میں نہیں نقصان دے گا آپکو۔" وہ"
کہہ کر توقیع کہ منہ کھلنے سے پہلے تیزی سے وہاں سے لمبے ڈگ
بھرتا نکلا۔۔

توقیع نے حیرت سے مڑ کر اسکی چوڑی پشت کو دیکھا۔۔" یہ
آنکھیں؟" اسکے دماغ میں کوئی دھندلا سا عکس لہرایا

پر ابھی وہ گہرائی میں جاتی اگلے پل ٹھاکی آواز سن کر وہ اچھل پڑی۔
"دل!" اسنے دھک دھک کرتے دل پر ہاتھ رکھا۔

جو بھی چیز تھی دروازے سے ٹکرا کر زمین بوس ہوئی تھی۔

اسنے بغیر سوچے سمجھے دروازہ دھکیل کر اندر قدم رکھ دیا۔ وہ دل کی
بھڑاس نکالنے کیلئے جو چیزیں تہس نہس کر رہا تھا اچانک اندر
داخل ہونے والی مانوس خوشبو پر خاموش رہ گیا۔۔

تم نے کر لیے کام؟" وہ سپاٹ سرد ناگوار لہجے میں گویا ہوا"
تو قسیع آنکھیں پھیلا کر سامنے رکھے کمپیوٹرز دیگر مشینوں کو دیکھ رہی تھی

ج۔جی کر رہی ہوں۔" اسنے گھبراتے ہوئے جواب دیا"
چھوڑ دو اسے!" وہ نیچے جھک کر لیپ ٹاپ اٹھانے لگی تھی اسکی سرد"
آواز پر بوکھلا کر سیدھی ہوئی۔

تو پھر یہاں کس لیے آئی ہو؟" سوال کے ساتھ اچانک ہی ڈور اور "
لائیٹ بند ہوئی۔ تو قسیع خوف آنے لگا
اسکے پاس کوئی جواب نہیں تھا جو دے کر اسے مطمئن کر سکے۔ اور یہاں سے نکل بھی سکے۔
آ۔ آپ غصہ کیوں ہو رہے تھے؟" اپنا حلق تر کرتی وہ آنکھیں "
جھپک کر بولی اور اندھیرے میں اسکی پشت کو دیکھتی انگلیاں چٹخانے لگی

وہ اس وقت خون آشام بھیڑیے سے کم روپ میں نہیں تھا۔ اگر کوئی بس چلتا تو چیر پھاڑ کر رکھ دیتا۔
وہ جان رہا تھا، دریاب خان اسکے ساتھ کون سا گیم کھیل رہا ہے۔
اور اسکے ساتھ سب ملے ہوئے ہیں حتیٰ کہ یہاں موجود یہ وجود بھی۔۔
وہ دنیا کے سامنے اسے دلاور ثابت کر کے، ایک بار پھر اسکے گلے میں پھندا ڈالنا چاہتا ہے۔ تو بیوقوفی ہی کر رہا تھا۔
اسنے ٹھان لیا تھا کہ جاتے جاتے انکی زندگیاں زہر نا کر دیں تو اسکا نام دلاور خان نہیں۔۔
جس طرح وہ ساری عمر ناسور جھیل کر آرہا تھا، اس بار باری انکی تھی۔

شاید رب نے ڈور تھمائی تھی جاتے ہوئے اپنا حساب بے باک کر کے جانے کی۔۔
رسی کھینچ کر انہیں منہ بل گرانے کی۔

آہہہ۔۔!"معاً اندھیرے میں اچانک توقیع کی چیخ بلند ہوئی"
جب دلاور نے کھینچ کر اسے کاؤنٹر سے لگایا۔
آفس روم میں ایک سرخ بتی روشن ہو گئی، توقیع نے آنکھیں پھیلا کر دیکھا تو سامنے سرخ لہو آنکھوں والے دلاور کو دیکھ کر اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہریں دوڑ گئیں۔۔

دد۔۔د۔دل!"اسکی زبان لڑکھڑا گئی۔"
شش!"اسنے لبوں پر اسکے انگلی رکھی۔۔اسکے اس عجیب سے تاثرات"
حرکت پر توقیع کانپنے لگی

د۔۔دل میں توقیع۔۔"وہ اسکے ہاتھ میں لمبا سا خنجر دیکھ کر"
گھبرا خوفزدہ سی پیچھے ہوتی روتی ہوئی بولی

کون توقیع؟" اسنے کہنے کے ساتھ خنجر کی نوک اسکی پیشانی پر ٹکائی"
اسکا دل خوف سے پسلیاں توڑنے لگا، دہشت سے اسکی آنکھیں
پھیل گئی۔ اسکے کانوں میں اس انجان مرد کی بات گونجنے لگی۔

آآ۔ آپکی بیوی۔۔۔" اسنے آنکھیں میچ کر کہا"
آنکھیں کھولو!!!" کاؤنٹر ہاتھ مار کر وہ گرج اٹھا۔ "آہ!!" توقیع چیخ کر پوری"
آنکھیں وا کر گئی۔۔

آنکھیں کھلی رکھو!" اسنے سرد لہجے میں خبردار کیا۔ توقیع"
سانس روک کر سٹل ہوئی پتھر کی بن گئی۔۔
میری بیوی؟" اسنے تمسخرانہ پوچھا اور خنجر کی نوک سیدھا"
سر کاتے ہوئے اسکی ناک کی سیدھائی میں لاتے ہونٹوں پر رکھ دیا۔
وہ سن پتھر کی ہو کر رہ گئی۔ جب اچانک سامنے دلاور نے اسکرین کو
آن کیا۔۔ سامنے وہ کسی مجرم سے سچ اگلوانے کیلئے یہی خنجر تھام کر
اسکے چہرے پر اپنی مہارت دکھا رہا تھا۔
بتاؤ کس کس سے ملی ہوئی ہو؟" اسکرین کے سامنے کرتے ہوئے وہ"
اسکے پیچھے آکر خنجر کو اسکی گردن پر رکھ کر کان میں سرد سرگوشی کی

تم خود کو میری بیوی کہہ لو پر میں غداروں کا دشمن ہی رہوں گا۔ اگر تم"
نے شرافت سے سب کچھ مجھے نہیں بتایا تو میں اس سے برا
"انجام تمہارا کروں گا۔۔

مت بھولو میں وہی ہوں جسکی پہلی جھلک کو دیکھتے ہی تمہارے"
حواس سلب کر گئے تھے۔ میں وہی ہوں جسنے تمہاری آنکھوں کے سامنے
کتنی گردنیں جدا کی ہیں۔۔
اگر تمہیں اپنی زندگی پیاری ہے تو بتاؤ کون سا گیم کھیل رہے ہو؟" اسکی
سرد وحشتوں میں ڈوبی آواز کو سنتے توقیع نے نم نگاہیں جھکائیں۔۔ اور
گہرا سانس لیا۔۔

اسنے اپنی گردن پر موجود اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا اور پلٹ کر اسکے
سامنے آ گئی جہاں اسکی سانسیں دلاور کی دہکتی گرم پھولی سانسوں سے ٹکرا
گئیں

میں وہ لڑکی ہوں دل، جو صرف دکھنے میں ہی اچھی ہے ورنہ اسکی"
ذات میں کوئی کشش نہیں۔۔

میں جب کبھی اکیلے میں بیٹھ کر خود کو سوچتی ہوں تو عجیب سی تھکن، عجیب سی ویرانی خالی پن مجھ میں محسوس ہوتا ہے۔۔
وہ تھکن وہ ویرانی آپکی گمشدہ ذات کی وجہ سے تھی مجھ میں۔۔
میں نے ہمیشہ اپنے باپ کی سنی، اپنی ماں کی سنی، اپنے بھائیوں کی سنی۔ میں نے کھایا اپنے گھر والوں کی مرضی سے، پیا اپنے گھر والوں ے ہاتھوں سے۔
میرا اٹھنا بیٹھنا پہننا اوڑھنا، جانا آنا سب اپنے گھر والوں کی مرضی سے کیا۔ میں نے زندگی میں کبھی اپنی مرضی سے کچھ نہیں کیا۔۔
صرف ایک کام کیا میں نے اپنی اکیس سالہ زندگی میں۔۔
آپ جانتے ہیں ہمارا نکاح بھی بڑوں کی رضا سے ہوا تھا۔۔ نکاح سے پہلے تو آپ سے بھی کتراتی تھی حالانکہ تھی نا سمجھ سی۔۔
پر نکاح کے بعد آپکی ذات میں کشش نے کھینچا، نکاح کے بعد ایک مقدس رشتے نے ہمیں ایک دوسرے کی طرف متوجہ کیا۔۔
بس اس اتنی ساری زندگی میں محض اپنی رضا سے میں نے آپ سے محبت کی۔۔

میں نے توقیع زیدی نے اپنی زندگی میں اپنی مرضی سے کچھ کیا ہے تو "صرف اور صرف آپ سے محبت ہے۔۔

آپ کہہ دیں ہمارے بیچ آئی غلط فہمی کو آپ نے دور کیا تھا؟ آپ " کہہ دیں ایک بار آپ نے مجھے حوصلہ دیا تھا؟ یہ بھی بتا دیں مجھے یہ کہا توقیع میں تمہارا ہوں؟

جب جب میں نے آپ کی طرف دیکھا کیا کبھی آپ نے مجھے نظروں سے ہی کوئی حوصلہ دیکر میری محبت کے محل کو ویران ہونے سے بچایا؟

آخری گھڑی تک بھی نہیں دل کبھی نہیں۔۔

مجھے آپ کی پرچھائی سے وحشتیں ہونے لگیں۔ آپکی سوچ سے،، آپکی یادوں " سے۔۔۔۔۔

وہ ابھی بات کر کے آج سب کچھ کلیئر کر دینا چاہتی تھی جب وہ خنجر کی نوک کو اسکی شہ رگ پر پھیر کر سر کاتے ہوئے سیدھا اوپر لاتے اسکی ٹھوڑی سے اوپر لاتے اسکے ہونٹوں پر رکھا توقیع کی آواز حلق میں پھنس گئی۔

تمہاری سزا یہ ہے کہ تم سارے دن میں سب کام کرنے کے "
علاوہ مجھ سے دن رات میں سو دفع کہو گی کہ تم صرف میری ہو۔۔
تم مجھ سے محبت کرتی ہو، میرے پاس آنے سے تم مکمل ہو گئی ہو۔۔"وہ
سرد لہجے میں گویا ہوا توقیع نے اسکے چہرے کو دیکھا اور اپنا ہاتھ
اسکے گال پر رکھتے وہ آگے ہو کر اسکی پیشانی پر اپنے لب ثبت کر گئی۔۔
یہ سب اچانک غیر متوقع تھا کہ دلاور کو جب احساس ہوا وہ
الٹے قدموں سے پیچھے وہاں سے بھاگی ہی تھی کہ اچانک کلائی سے پکڑ کر
مسکراتے ہوئے اسے واپس کھینچا۔۔

آپ۔۔۔ کھانا کھائیں آکر پلیز۔۔"وہ سیدھا اسکے چوڑے سینے "
سے لگتی شانوں کو تھام کر گھبرائی بولی

توقیع!"اسنے کان کے پاس سرگوشی کی"
پلیز دد۔۔دل کچھ تو کھ۔۔ کھالیں۔۔"وہ اسکی دہکتی سانسوں سے جھلستی "
اسکے ناک منہ پر ہاتھ رکھ گئی۔پر مونچھوں کی چبھن جیسے ہتھیلی پر محسوس
ہوئی وہ خود میں سمٹ گئی۔
کھلانا تمہارا فرض ہے پر تم کترا رہی ہو۔۔"اسکا دماغ ریلیکس "

ہو گیا تھا۔۔ وہ اسکی ذات میں کھو گیا تھا

اپنے چوڑے بازو اسکی نازک کمر میں حائل کرتے، کھینچ کر باندھے کہ وہ کراہ اٹھی
تو قسیع!" اسنے اسکی ہتھیلی پر ہونٹ رکھے تو قسیع نے بوکھلا کر ہاتھ "
حیا سے پیچھے کر دیا
جی۔۔" اسنے ملگجے اندھیرے میں اسکے چہرے کو دیکھا"
میں سونا چاہتا ہوں مجھے نیند نہیں آتی تو قسیع۔" اسنے اپنی پیشانی "
تو قسیع کے کندھے پر ٹکائی۔۔

"میں کھانا چاہتا ہوں مجھے بھوک نہیں لگتی۔"
میں تم سے دور جانا چاہتا ہوں پر دل نہیں مانتا،، تمہیں تکلیف "
دیکر بھگانا چاہتا ہوں پر کر نہیں پاتا،، میں جینا چاہتا ہوں پر جی نہیں
پاتا۔۔" اسنے گھمبیر سرگوشیاں کرتے ہوئے اپنے ہونٹ اسکی گردن
میں رکھے۔

میں ہوں نا دل،، آپ کی ساری تکلیف خود میں سمیٹ لوں گی۔"

میں آپکو سلا دوں گی،، آپ مجھ پر یقین کر لیں۔" وہ اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر بولی۔۔

یقین ہی تو نہیں کر پاؤں گا۔۔" معاً وہ ہنس کر بولا۔ توقیع کا چہرہ سرخ پڑ" گیا۔
کوئی بات نہیں میں آپکو کرنے پر مجبور کر دوں گی۔" وہ ٹوٹے بغیر" مسکرائی۔
دلاور اسکے چہرے کو دیکھتا، ایکدم شدت سے جھکنے لگا تھا کہ توقیع نے اسکے منہ پر سختی سے ہاتھ جمع دیا۔

پہلے چلیں کھانا کھائیں پھر کوئی اپنی مرضی۔۔" وہ اسکی ناک سے" ناک ملاتی اسکے جذبات میں پیٹرول جیسا کام کرتی دوسرے ہاتھ سے اسکا کمر کے گرد حصار توڑنے لگی۔

وہ مسلسل اسکا حصار توڑنے کی کوشش میں لگی ہوئی تھی۔ ایک ہاتھ اسکے لبوں پر رکھ کر دوسرے سے اسکا گھیراؤ توڑ رہی تھی پر تھک گئی دل!!" اسنے تھک کر گہرا سانس بھرا"

اسکے بعد میری چلے گی؟" اسنے ہونٹوں سے اسکے ہاتھ کو ہٹا کر اسکی"
گردن میں بازو ڈالا اور اسکی روک کا احترام کرتے ہوئے اسکے کان میں
سرگوشی کی

نہیں میں کپڑے دھوں گی۔" اسنے سرخ ہوتے نگاہیں جھکا کر سر"
نفی میں ہلایا۔۔۔
"پھر میری؟"
"نہیں گھر کی صفائی کروں گی۔۔"
"اسکے بعد میری چلے گی؟"
"آپ کے گھوڑے کو چارہ ڈالنے کی کوشش کروں گی۔"
"پھر؟"
خیری کے روم کی سیٹنگ کروں گی۔" اسنے لب دانتوں میں دبایا۔"
"پھر بعد میری۔۔۔۔؟؟"
"نہیں خیری کے انٹری ٹیسٹ کی تھوڑی سی ہیلپ کروں گی۔"
"پھر؟"
"!نہیں !رات کا کھانا بناؤں گی"
جب مجھے کچھ نہیں ملے گا تو میں کیوں کھانا کھاؤں؟" وہ غصے ناپسند گی"

سے بولا۔۔۔
اگر آپ ڈنر بھی ہمارے ساتھ کھالیں گے تو رات کو کچھ سوچوں گی۔" وہ"
شرم سے نگاہ جھکا کر اسکے کالر پر انگلیاں پھیرتی بولی۔۔
دونوں کے دل اس خاموش سی قربت پر دھڑک کر وقت کے
خلاف بغاوت پر اسکانے لگے تھے۔
رات کو مجھے ایک کیس کے سلسلے میں جانا ہے۔" دلاور نے"
بدمزگی سے کہا

میں انتظار کرلوں گی۔" وہ سرگوشی سے کم آواز میں بولی۔ اسکی گھنی"
مونچھوں تلے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی

ہو سکتا ہے صبح تک آؤں! ادھار والا سسٹم نہیں یہاں؟" وہ سرگوشی"
سے نیچی آواز میں کہتا اسکی دھڑکنوں میں تلاطم برپا کر گیا
نہیں۔۔ یہ بری بات ہے۔ ڈنر کرلیں گے پھر۔۔۔" وہ منمنا کر بولی"

اوکے میں آرہا ہوں چلو۔۔" اسنے اسکی خوشبو میں گہرا"
سانس لیتے اپنا حصار کسی زنجیروں کی مانند اچانک کھولا وہ

شرمگین مسکراہٹ کے ساتھ سنبھل کر پیچھے ہوئی۔۔

اپنے دھک دھک دھڑکنوں سے چلتی دروازے کے پاس آئی اور
جلدی سے اسے کھولنے کی کوشش کرنے لگی پر ناممکن۔۔
کوئی ہینڈل کچھ بھی تو نہیں تھا کھولنے کیلئے۔

وہ ابھی پیچھے ہو کر اسے پکارتی تبھی اپنی پشت پر اسکی موجودگی کا احساس ہوا۔وہ
آنکھیں موند گئی جب اسنے فاصلے سمیٹے۔
ویسے یہ ڈی کے کے ساتھ پہلی بار کوئی زیادتی کر رہا ہے حساب"
میں۔۔ کھانا دو وقت کا اور معاوضہ ایک وقت کا؟" اسکے
گھمبیر لہجے میں سوال پر توقع شرم سے آنکھیں میچ کر انگلیاں آپس
میں الجھا دیں۔۔
کوئی جواب ہے؟ یا میں اپنا حساب خود کروں؟" اسکی سنجیدہ سی آواز"
پر وہ بوکھلا گئی

وہ تو شاید اب اس سے کام سمجھ کر وصولے گا معاوضہ
مزدور بھی تو سارا دن کام کرتا ہے اا۔۔اور اسے"

مم۔۔معاوضہ۔۔ شش۔۔شام کو ا۱۔۔ایک وقت ملتا ہے۔۔"
ایک بونگی سی دلیل دیتے ہوئے اسکی زبان لڑکھڑا گئی۔

یہ بھی خوب کہا!" وہ شاید مطمئن ہو گیا۔یا توقیع کو ہی ایسا لگا پر"
اسکے بعد کوئی سوال نہیں ہوا محض کچھ دیر خاموش رہتے وہ اسکی خوشبو
کو محسوس کرتا رہا جب دروازہ کھلا وہ ایکدم روشنی آنکھوں کے سامنے پا کر
لڑکھڑا گئی پر کمر میں موجود بازو نے اسے گرنے سے بچا لیا۔

توقیع نے سنبھل کر جب کمر میں دیکھا تو اسکے چوڑے بازو کو پایا۔
اسکا دل دھڑک اٹھا۔۔
اسنے آہستہ سے یہاں وہاں دیکھ کر گھوم کر اسکی طرف دیکھا۔۔
خ۔خیری آجائے گا" وہ اس قدر طاقتور تھا کہ توقیع کو یقین"
تھا وہ اسکی انگلی کو بھی اپنی کمر سے جدا نہیں کر سکے گی اگر خود ضد
کر کے چھڑوایا۔

تو اندر آجاؤ!" وہ گھمبیر آواز میں کہہ کر اسے اندر کھینچنے لگا پر توقیع نے"
بوکھلا کر نفی میں سر ہلاتے دروازے کو پکڑ لیا

کھانا کھائیں پلیز۔۔"وہ ہراساں آنکھوں سے بولی۔"
اندر اسکا دم گھٹ رہا تھا وہ واپس نہیں جانا چاہتی تھی۔۔

اسنے جیسے نگاہ اٹھا کر مقابل کی نگاہوں میں دیکھنے کی جرات کی اسکی نگاہوں میں چھائی طلب کو سمجھ کر وہ گھبرا کر پیچھے ہوئی اور التجائیہ دیکھا۔۔
وہ دھیرے سے مسکراتا جیسے بازو ڈھیلا کیا وہ ایکدم پیچھے ہوتی الٹے سیدھے قدموں سے بھاگی۔
اور اسکی رفتاری کو دیکھتے دلاور کا دلکش قہقہہ پوری فضا پر چھا گیا۔
آجائیں دل کھانا کھالیں۔۔"وہ کچن میں داخل ہوتی بلند آواز میں" بولی۔

وہ الٹے قدم پیچھے لیتا، سرخ لہو آنکھوں سے دہلیز پار کر گیا۔واقعی اسے کوئی چوٹ نہیں لگی تھی۔۔اسکا خدشہ ٹھیک تھا۔
آرہا ہوں۔۔"گھر سے نکلتے ہوئے اسکے کانوں سے یہ مسرور سی آواز ٹکرائی۔"

اب ؟؟"موبائل رکھتے دریاب نے گہرا سانس کھینچ کر کہا"
مجھے لگتا ہے ہم میں سے کسی کو اسکے گھر جانا چاہیے۔"ساحل"
کی بات پر سب نے اسکی سمت دیکھا
پھر تو بڑا ہنگامہ ہو گا۔"دریاب نے حیرت سے کہا"

کیوں ہنگامہ ہو گا؟ابھی تم سے بات کرتے ہوئے اسنے محض یہی کہا کہ وہ"
تمہارا کیس اسلیے نہیں لے گا کیونکہ تم نے اسکے پہلے دو کیس ریجیکٹ کیے
"ہیں۔

ہاں وہ اسلئے کیونکہ شروع میں آپ جانتے ہیں۔سب کیا تھا۔"
پہلے ایس پی کے کیس اسکے پاس تھے پر میرے آنے پر وہ کیس مجھے
سولو کرنے تھے تو میں نے نئے سرے سے کیے اور اس سے وہ کیس لے
لیے۔
پر مجھے نہیں تھا معلوم وہ کتنا انویسٹ کر چکا ہے۔"دریاب نے
کندھے اچکا کر سب بتایا

میں جاؤں؟"کافی دیر سے خاموش بیٹھے صام نے ان سے کہا"

سوچنے دو پہلے۔اگر اسنے دو لفظ کچھ الٹے سیدھے کہے پھر تم نے ہنگامہ"
وہیں لگا دینا ہے۔"ساحل نے جتایا وہ انہیں گھورنے لگا۔
شاید آپ بھول رہے ہیں میری بہن اسی بد دماغ کے پاس ہے۔"وہ بھی"
جتانا نہیں بھولا
ہیں ہیں یہ ہو کیا رہا ہے؟صام تمہاری بہن کہاں ہے؟"زیاف"
حیران پریشان چیخا
خاموش رہو زی ابھی!"صام نے غصے سے اسے جھڑکا اسے حہرت"
ہوئی
البتہ وہ جیسے دریاب کو دیکھنے لگا دریاب نے نگاہیں پھیر دیں۔اسے کچھ
کھٹکنے لگا۔کچھ گڑبڑ کا احساس ہوا

صارم کہاں ہے؟"ساحل نے اسکے بابت استفسار کیا"
نہیں بھائی!اگر آپ ایسا سوچ رہے ہیں تو پلیز!میں صارم کو اس"
سب سے دور رکھنا چاہتا ہوں۔۔میں اسکے ذہن پر کسی قسم کا کوئی دباؤ

نہیں چاہتا۔" صمصام انہیں کچھ کہنے سے پہلے ٹوک گیا۔۔
اگر بابا کو بھیجیں؟" دریاب نے کچھ سوچ کر کہا"
اوہ پلیز! یہ چھپ چھپ کر کھیلنے سے مجھے مزہ نہیں آرہا اب!"
جب ہمیں اس سے خود کیس کی بات کرنی ہے تو ہم ہی بات کریں گے۔
ہم اسے ایک پرائیویٹ انویسٹیگیٹر کے طور پر لیں گے۔ جس طرح سے
اسنے کہا ایس پی دریاب۔۔
ویسے ہی وہ ہمارے لیے مسٹر ڈی کے!" صام کی بات پر دریاب ساحل
نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر اسے۔۔۔

oooooooo

مام بازل کہاں ہے؟" صارم ڈیوٹی سے جب تھک کر لوٹا، گھر میں"
اتنے سارے مہمان سے مل کر اسنے اپنے روم کا رخ کیا پر تھکن اور
سر چڑھ گئی جب روم میں بھی اسے نا پایا۔

عرشیہ بھابی، ڈاکٹر انوشہ دوسری کزنز آئی ہوئی تھیں وہ توقیع کے
روم میں موجود تھیں وہاں بھی اسنے پوچھا تو نہیں کا جواب چھیڑ چھاڑ

کا سامنہ کرنا پڑا۔
مزید کہیں خوار ہونے کے بجائے وہ روم میں موجود اپنی ماں کے پاس آیا اور اسکی گردن میں حصار ڈالتے پوچھا۔

وہ اسکی پھپھو بیمار ہے۔ وہیں گئی ہوئی ہے۔" تقویٰ نے اسکے گھنے بالوں پر ہاتھ پھیرتے سر پر بوسہ دیا"
مطلب؟" صارم چونکا اٹھا۔"

مطلب یہ کہ وہ اپنے گھر گئی ہے۔" تقویٰ اسکے چونکنے پر شرارت سے ہنستی ہوئی بولیں۔۔"

اوہ!" وہ اپنی ماں کی شرارت کو سمجھ نہیں پایا۔ گہری سوچ میں جاتے محض یہی بول پایا۔"
ہمم اوہ!" تقویٰ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔۔"

تم چلو روم میں میں تمہارے کپڑے نکال دیتی ہوں آؤ۔۔" وہ اسے لیکر جانے لگی پر وہ رک گیا"

نہیں مام آپ یہی رہیں،، اتنے مہمان اور گھر کے کام کر کے آپ بھی تو" تھک گئی ہوں گی میں خود کر لوں گا۔ آپ آرام کریں اور ریلیکس رہیں۔۔" وہ نفی میں سر ہلا کر اپنی ماں کی پیشانی پر بوسہ دیتا قدم پیچھے لیکر انکی ارے سنے بغیر روم سے نکل گیا۔

آخر یہ سب ہو کیا رہا ہے؟ وہ چاہتی کیا ہے؟؟" غصے سے صارم" کا دماغ گھوم گیا۔ وہ چلی بھی گئی اسے بغیر بتائے۔

اسکا بس نہیں چل رہا تھا ابھی کھینچ کر اسے واپس لیکر آئے۔
روم میں آکر اسنے جلدی سے دروازہ بند کیا لاک کرتے ہوئے اسنے اپنی جیب سے موبائل نکال کر غصے سے گھومتے دماغ کے ساتھ بازل کا نمبر ڈائل کیا۔

پک اپ دا کال!" وہ غصے سے یہاں وہاں ٹہلتا ہوا بولا۔"
پر دوسری طرف کوئی رسپانس نہیں۔۔

ایک بار دل چاہا جانے دے۔ کرنے دے اسے اپنی مرضی۔ پر

دوسری طرف دل چاہا کہ یہ کھیل اسکے گلے میں ڈال دے۔۔
اسے الٹا اس کھیل میں پھنسا کر ایسا نچائے کہ وہ توبہ کر جائے
آئندہ کسی سے اس طرح گیم کرنے سے۔۔

بازل کال اٹھاؤ!!" وہ موبائل پہ غرایا۔ اسے ایک پل کیلئے چین نا"
تھا۔۔ غصے انجانی کیفیت سے وہ پاگل سا ہو رہا تھا۔۔

چار پانچ دفعہ ٹرائی کرنے کے بعد بھی جب اسنے کوئی رسپانس
نہیں دیا تو غصے سے پاگل ہوتے اسنے اپنا موبائل ٹھاکر ساتھ دیوار پر دے
مارا۔۔
اسنے کبھی سوچا نہیں تھا وہ زندگی اس حد تک غصی کرے گا کہ
سامنے والے کی جان تک لینے پر آجائے۔
تم کتنا بھاگو گی مجھ سے اب مسز بازل زیدی!" جھٹکے سے سائیڈ ٹیبل"
دراز کھول کر اسنے اپنی بائیک کی کیز نکالیں، آفس شوز اتار کر اسنے بوٹس
پہنے، اور لیدر جیکٹ نکال کر پہنتے ہوئے تیزی سے روم سے باہر نکلا۔۔

کہاں جا رہے ہو صارم؟" تقویٰ زیدی جو اسکا کھانا ٹیبل پر لگانے کیلئے"

بایر آئی تھیں اسے اتنی تیزی سے باہر جاتے دیکھ کر حیران ہوئیں۔۔۔

مام بھوک نہیں ہے ابھی میں جب آؤں گا تو خود کھالوں گا۔ ابھی" ایک دوست کے پاس جارہا ہوں لیٹ نائیٹ آؤں گا آپ انتظار مت کیجئے گا۔" وہ ٹھہر کر بولا۔۔

پر بیٹے اس وقت! باہر بارش کا موسم ہو رہا ہے۔۔" تقویٰ پریشان متفکر" سی پاس چلی آئیں۔۔
کیا ہوا ہے کہاں جارہے ہو تمہارے ڈیڈ بھائی ناراض ہوں گے صارم"
"لیٹ نائیٹ آنے پر۔۔
بھائی سے ڈیڈ سے میں آکر بات کرلوں گا۔ ایک ایمرجنسی کیلئے" جارہا ہوں آپ پریشان نا ہوں پلیز جا کر آرام کریں۔" اپنی ماں کے ہاتھ تھام کر وہ ان پر ہونٹ رکھتا گویا ہوا

اچھا خیال سے جاؤ اور جلدی لوٹ آنا۔ موبائل آن رکھنا یاد سے دیکھ رہے" ہو باہر کی حالت۔۔" وہ آیت الکرسی پڑھ کر اسکے سر پر پھونک کر بولیں۔۔

جی جی آپ پریشان نا ہوں۔۔" اسنے سر اثبات میں ہلایا۔۔"
اللہ کے امان میں۔۔" وہ مسکرائیں اور اسے وہاں سے جاتے ہوئے"
دیکھا۔۔

oooooooo

وہ اپنی بہتی آنکھوں کے سامنے بجتے ہوئے موبائل کو دیکھتی تنگ آکر، ہتھیلی کی پشت سے اپنے گال رگڑتی ہوئی بیڈ سے اتر کر بالکنی میں آکر کھڑی ہو گئی۔

جیسا تم چاہتے ہو میں ویسا بالکل نہیں کروں گی۔ میں نے تمہیں" مختلف سمجھا تھا پر نہیں۔۔ میں غلط ٹھہری۔۔" اسنے سوچتے خود پر ضبط کرتے ریلنگ کو مضبوطی سے تھام لیا

بلیک پاؤں کو چھوتی نائیٹی میں ملبوس، شانوں پر بکھرے وہ چھوٹے بڑے گرے بال، کلائی میں پہنا ہارٹ شیپ بریسلیٹ، بھیگی متورم گرے کانچ سی آنکھیں
ان پر بھاری سیاہ گھنی پلکیں، چھوٹی ناک جو شدت سے رونے سے لال ہو گئی تھی، اپنے لرزتے ہوئے ہونٹوں کو بے دردی سے دانتوں تلے دباتی وہ بوند بوند برستی بارش تلے آکر کھڑی ہو گئی تھی۔

نیند اسکی آنکھوں سے کوسو دور تھی۔ وہ اپنے ماں باپ سے مل کر بہت خوش ہوئی تھی۔ اسکا باپ اس سے ملا تھا۔ اسکی ماں نے اسے بہت پیار دیا تھا۔۔

انسانیت کے ناطے ایک نظر وہ بیڈ پر پڑی مہکار شاہ پر بھی ڈال آئی تھی۔ اسے یہ جان کر خوشی سکون ملا کہ انکی حالت کو روحا سے پوشیدہ رکھا گیا تھا۔

بظاہرہ تو انہوں نے ہی حیدر شاہ سے کہا تھا روحا کو نا بتانے کا، پر کچھ بھی تھا بازل کافی خوش ہوئی تھی یہ جان کر کے۔۔

ایک تو ٹھنڈی ٹھنڈی رات کی بارش اوپر سے یخ بستہ ہوائیں، وہ خود سے بیگانہ ہو چلی تھی۔ اسکی نگاہوں میں وہ رات کے منظر گھومنے لگے جب وہ اسکے مضبوط حصار میں رات کو سوتی تھی۔

وہ بے چین ہو کر لب کچل گئی۔ دفعتاً اسکے روم کے ڈور پر دستک ہوئی۔ اسنے پلٹ کر دیکھا۔۔

مام تو ابھی گئی تھی اس سے مل کر، ڈنر کے بعد وہ ڈیڈ کے پاس ہی تھیں ابھی دس بجے اپنے روم میں آئی تھی تو اس وقت کون ہو سکتا ہے۔۔

دوسری دفعہ وہی مدھم سی دستک ہوئی۔ اسنے سن کر روم میں

قدم رکھے اور بھیگی نائیٹی کو دیکھتے ہوئے اسنے اپنا ایک اسکارف اٹھا کر اپنے شانوں کے گرد لپیٹ لیا۔۔

کون ہے؟"ڈور اوپن کرتے وہ ناگواریت سے بولی۔۔"
پر دروازہ کھٹلے سامنے کھڑے وجود کو ایک پل کیلئے یہاں دیکھ کر وہ ششدر رہ گئی۔۔
آپ؟"دوسرے لمحے اسکے چہرے پر زمانے بھر کی نفرت" سمٹ آئی۔۔
مجھے تم سے کچھ بات کرنے ہے۔"وہ جھجھک کر بولیں۔۔"
پر مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔"وہ غصے سے کہتی دوسرے لمحے" انکے منہ پر دروازہ بند کر گئی۔۔

بازل ایسا مت کرو ایک لمحے کیلئے میری بات سنو۔۔میں" تمہارا زیادہ وقت نہیں لوں گی بس میری تھوڑی سی بات سن لو۔۔ تمہارے فائدے کی ہے۔۔"مہکار شرمندہ ہوتیں منت بھرے لہجے میں کہتیں پھر سے دستک دینے لگیں۔۔

مجھے آپ سے کوئی فائدہ نہیں چاہیے۔ میں روحا نہیں"
انڈر سٹینڈ! میرے روم کے سامنے ابھی اسی وقت چلی جائیں خوامخواہ
رات کے اس وقت آپکا تماشہ لگے گا۔۔"وہ چیخی۔۔

مہکار شاہ ہڑبڑا کر خاموش ہو گئیں۔۔

بازل میں جانتی ہوں تم صارم سے بھاگ کر آئی ہو۔۔اگر تم میری"
ایک بات سن لو تو میں تمہاری مدد کر سکتی ہوں۔۔"وہ آہستگی سے
بولیں۔۔
بازل نے چونک کر دروازے کو دیکھا۔
میں تمہاری مدد کر سکتی ہوں۔۔"انہوں نے پھر سے کہا۔۔بازل کا دل"
دھڑک اٹھا۔۔
اسنے کچھ سوچ کر آہستہ سے دروازہ کھولا۔۔مہکار شاہ پر سکون ہو کر مسکرائیں۔اور
اسکے پیچھے ہٹنے پر اندر آ گئیں۔۔

کیسے کر سکتی ہیں مدد؟"بازل نے گھورتے ہوئے پوچھا۔۔"
تم بتاؤ سب ٹھیک ہے وہاں؟"انہوں نے اسکے چہرے کو دیکھتے ہوئے"

پوچھا۔
عجیب بات تھی اسکے اتنے سالہ ہونے پر آج تک بھی انہوں نے اسے نہیں چھوا، ناہی بازل نے انہیں کبھی چھونے دیا تھا۔۔ دونوں ہی ایک دوسرے کے لمس سے انجان تھیں۔۔

حتیٰ کہ یہاں تک دونوں آج پہلی بار ایک دوسرے سے اس طرح بات کر رہی تھیں۔۔
"زیادہ پرنسل ہونے کی ضرورت نہیں جو مدد کرنی ہے اسکا بتاؤ!" وہ چبھتے کاٹدار انداز میں بولی۔ مہکار شاہ نے سر اثبات میں ہلایا۔۔

"وہاں سے یہاں کیوں آئی ہو؟" انہوں نے پھر سے سوال پوچھا جس پر دانت پیستے بازل نے انہیں دیکھا۔

"دیکھو جب تم بتاؤ گی نہیں میں کس طرح سے تمہاری مدد کروں گی؟ مجھے صرف اتنا بتاؤ کہ کیوں صارم سے بھاگی ہو؟" وہ آہستہ سے پوچھتی اسکا چہرہ جانچنے لگی۔

وہ اپنے حقوق مانگ رہا ہے۔" اسنے مٹھیاں بھینچ کر سرخ آنکھوں سے ضبط"
کے عالم میں بتایا۔۔
بازل۔۔۔"

شٹ اپ نام مت لیں میرا!! آپ جانتی تھی سب شوہر مانگتے ہیں"
یہاں کے۔۔ سب کو چاہیے ہوتے ہیں تو پھر آپ نے کیوں نہیں روکی
میری شادی؟ کیوں مجھے یہاں سے نہیں نکالا؟؟" وہ لال آنکھوں سے ان پر
چڑھ دوڑی۔۔

وہ غصے قہر سے ہانپ رہی تھی انہیں غیظ و غضب بھری نگاہوں سے گھور
رہی تھیں۔۔
ایسا نہیں۔۔ بہت سے مرد سمجھوتے کر لیتے ہیں۔۔" مہکار نے اسے"
سمجھانا چاہا پر وہ بری طرح سر جھٹک گئی۔۔

مجھے کچھ نہیں معلوم مجھے سلیوشن چاہیے اس سب کا۔۔" وہ انکی"
بات کاٹ کر سرد لہجے میں جتا کر بولی

مہکار شاہ نے گہرا سانس کھینچا۔۔
سلیوشن یہی ہے کہ فی الحال کچھ وقت کیلئے تم یہاں سے چلی جاؤ!"
میں تمہاری مدد کرتی ہوں تم ایسا کرو ماسکو میں میری ایک
فرینڈ رہتی ہے اسکے پاس چلی جاؤ کچھ عرصے کیلئے۔۔"انہوں
نے بہت آہستہ نرمی تحمل سے اس سے کہا بازل نے چونک کر انہیں
دیکھا۔۔

میں چلی جاؤں؟"اسنے آنکھیں پھیلا کر پوچھا۔"
کیوں تم پہلے بھی تو جانا چاہتی تھی نا؟"مہکار شاہ نے چونک کر اسے"
دیکھا۔انہیں کچھ بدلاؤ سا محسوس ہوا اس میں۔
وہ جب سے آئی تھی انہوں نے نوٹ کیا تھا وہ اپنے ماں باپ سے بہت
پیار محبت سے باتیں کر رہی تھی۔۔
نا کوئی غصہ نا چیخ نا ہی چڑچڑاپن۔۔

کہیں تمہیں صارم زیدی سے محبت؟؟"انکے اگلے سوال پر بازل کا دل"
بے ساختہ تیزی سے دھڑکا۔۔

شٹ اپ! میں ایسے فضول کام نہیں کرتی۔۔" وہ بری طرح بداخلاقی کی"
حدود پھلانگتی انہیں جھڑک گئی۔

پر اپنے دل کو کیسے سنبھالتی۔۔ اسنے نظریں چرائیں اور اپنی دھڑکتی ہوئیں
دھڑکنوں پر ضبط کرنا چاہا پر واحد وجود کا وہ حصہ تھا جس پر اسکا کوئی ضبط
نا تھا۔

کیا کہتی ہو؟" مہکار شاہ نے پھر پوچھا۔۔"
م۔ میں سوچ کر صبح جواب دے دوں گی آپکو۔۔۔ پر ڈیڈ مام؟" اسنے پلٹ"
کر پوچھا
ان کی فکر مت کرو۔۔۔ تم بس اپنی سوچو۔۔ میں حجاب حیدر کو"
"سنبھال لوں گی۔

اوکے اب جائیں یہاں سے۔۔" اسے مزید وہاں انکار ہنا ناگوار لگ"
رہا تھا۔۔ فوراً سے ڈور کھول کر انہیں باہر کا راستہ دکھایا۔۔

مہکار شاہ ایک تاسف بھری نگاہ اسکے نخوت بھرے تاثرات پر

ڈال کر سر ہلاتیں وہاں سے جانے لگیں۔۔
میں صبح پھر سے تمہاری رائے پوچھوں گی۔۔" وہ کہنے لگیں پر بازل نے "
جواب نہیں دیا خاموش کھڑی رہی۔۔
انکے جاتے ہی وہ دروازہ بند کرنے لگی پر سامنے راہ داری میں حیران سی
کھڑیں اپنی ماں کو دیکھ کر وہ کچھ گھبرا گئی۔۔

مام!!" اسنے پکارا۔۔"
حجاب شاہ بھی ایک حیران سی نظر وہاں سے گزرتی مہکار شاہ پر ڈال
اس ناقابل قبول اتفاق کو دیکھتیں پاس آگئیں۔۔

تمہاری پھپھو کیا کہہ رہی تھیں؟" پاس آکر تجسس سے پوچھا۔"
کچھ نہیں ایسے ہی طبیعت اور ماماوالوں کے بارے میں پوچھنے آئیں"
تھیں۔۔" بازل جو پہلے سے جھوٹ تیار کر بیٹھی تھی آسانی سے کہتی
کندھے اچکا گئی۔۔

اچھا!!" حجاب کو شدید حیرت ہوئی۔ اور ہوتی بھی کیوں نا۔۔ مہکار شاہ"
چل کر آئی تھی اسکی چھوٹی بیٹی کے پاس اسکی طبیعت پوچھنے۔۔

یہ سچ کچھ ہضم ہونے والا تو نہیں تھا۔ پر انہیں یہ بھی معلوم تھا بازل مہکار کی آپس میں بنتی نہیں تو وہ ظاہر ہے انکا کیا چھپائے گی۔۔

صحیح! یہ لو تم تمہارے ڈیڈ لائے ہیں۔۔" انہوں نے بیریز نکال کر بازل کو" دیں انسے خوشی سے تھامیں۔۔

ابھی لائے ہیں؟" اسنے حیرت سے پوچھا تو انہوں نے مسکرا کر اسکے" خوش چہرے کو دیکھتے سر اثبات میں ہلا دیا۔

انہیں لگ رہا تھا انکی بیٹی کسی بات کو لیکر پریشان ہے پر ان سے شیئر" نہیں کر رہی تو اسے خوش کرنے کیلئے اپنی سی کوشش۔" انہوں نے محبت سے اسکی پیشانی چوم کر کہا۔۔

ڈیڈ کو میری طرف سے ہزار کس دیجئے گا۔۔" اسنے نم آنکھوں سے" بیریز کو دیکھتے کہا
اسکی آنکھوں میں وہ حسین منظر گھوم گئے جب وہ سنڈے کے دن اسے روحا کو باہر لیکر جاتے پھر روحا کو اسکی پسند کے آم اور بازل کو

اسکی پسند کی بیریز لیکر دیتے۔۔

تم خود دے دینا صبح۔ابھی جا کر چینج کر کے آرام کرو ورنہ فلو ہو جائے"
گا۔"حجاب شاہ نے سٹپٹاتے کہا۔۔
ہاہاہانو ابھی انہوں نے لا کر دیئے ہیں تو انعام کے طور پر آپکو بھی ابھی انہیں جا کر"
کسز دینی ہو گی۔"وہ ضد سے بولی۔۔

بازل!"حجاب شاہ اسکی ضد پر آنکھیں دکھانے لگیں۔سوچ کر"
خفت شرمندگی ہو رہی تھی۔۔
واٹ مام!آپ کی ایج کے کپل مزے مزے سے ہنی مون پر"
جاتے ہیں۔اور ایک آپ ہیں خود کو جانے کیا تصور کر لیا ہے۔اتنی
خوبصورت ہیں ڈیڈ کو خوش تو کریں جائیں پلیز۔۔"وہ اسرار کرتی منہ
بنا کر بولی

شادی کے بعد تم بہت بد تمیز ہو گئی ہے جاؤ اندر خود دے دینا"
صبح۔"وہ جھڑکتی وہاں سے پلٹیں۔
"آپ کو میری قسم پلیز مام۔۔"

بازل اب مار کھاؤ گی۔۔ کتنی دفع کہا ہے قسم دینا بری بات ہے۔" انہوں"
نے پلٹ کر غصے سے کہا تو وہ ناراض ہوتی انہیں واپس کرنے لگی۔۔
لے جائیں اور جا کر دے دیں مجھے نہیں کھانی "حجاب اس"
ضدی لڑکی کو آنکھوں نکال کر گھورتی رہیں۔۔

ٹھیک ہے رکھو اسے میں دے دیتی ہوں انہیں۔ پر صرف ایک باقی کی"
خود دے دینا۔" انہوں نے سرخ ہوتے جتایا۔ بازل قہقہہ لگا کر ڈور بند
کرتی بولی
نہیں ایٹلیسٹ سو تو آپ کو دینی پڑیں گی میں نے قسم دی ہے آگے آپکی"
مرضی اگر آپ کو اپکی بیٹی پیاری ہو گی تو دے دیں گی، ورنہ ویسے بھی
"میں تو سوتیلی ہوں۔۔
وہ مزے سے دروازے کے اس پار کھڑی بیریز کھا رہی تھی۔

اگر سامنے ہوتی تو دو تھپڑ مار کر ابھی عقل ٹھکانے لگا دیتی۔ کون سی دوسری"
ماں ہے تمہاری؟" اسکی بلیک میلنگ پر وہ بڑبڑاتی ہوئی چلی گئیں۔۔

انکے جانے کے بعد بازل ہنستی ہوئی اسکارف اتار کر بیڈ پر پھینکتی واپس بالکنی کے پاس آئی

اسکے ہاتھ میں فریش بیریز کا باؤل تھا جنہیں کھاتی سامنے بارش کی رفتار میں آئی تیزی کو دیکھ رہی تھی۔

وقتاً فوقتاً کڑکتی بجلی گرجتے بادلوں کو دیکھ رہی تھی۔ کچھ سوچ کر وہ آگے بڑھی۔

یخ بستہ ٹھنڈی ہوا کا جھونکا اسکے وجود سے ٹکرایا۔ ایک سرد لہر ریڑھ کی ہڈی میں دوڑ گئی

کہیں تمہیں صارم زیدی سے محبت ؟؟" اسکے کانوں میں مہکار شاہ کا" سوال گونجا۔۔

وہ آنکھیں موند کر دھڑکنوں کا رقص سننے لگی۔ بارش کی ٹھنڈی یخ بوچھاڑ نے اسے پورا بھگو دیا۔

وہ چلتی ہوئی بالکنی کے بیچوں بیچ آ گئی۔. اسنے باؤل ریلنگ پر رکھا اور آنکھیں کھولیں۔۔

اسکی پلکوں پر دو شبنم کے جگنو ٹھہرے ہوئے تھے۔ ہر سو گھیرا اندھیرا تھا۔ اسنے بازو فضا میں پھیلائے اور رقص کیلئے اپنے قدم آگے پیچھے لیے۔

یہ باربی ڈانس روحا کو بھی آتا تھا، دونوں بہنوں نے ساتھ سیکھا تھا باربی پرنسس کی موویز کو دیکھتے۔۔

اور اس وقت وہ خود سے بیگانی، آس پاس سے بیگانی بالکل ماحول میں کھو گئی تھی۔۔ شاید موسم کی یہ دوسری بارش تھی۔
"کہیں تمہیں صارم زیدی سے محبت ؟؟"
اس سوال کے پھر سے گونجنے پر اسکی رقص میں بھی تیزی آ گئی تھی۔
اسکی آنکھوں کے سامنے وہ منظر تھا جب وہ تھک کر آتا اور بانہیں پھیلا کر اسے بلینکٹ میں چھپا لیتا۔
جان بوجھ کر اے سی کی کولنگ بڑھا دیتا تاکہ وہ دور نا جائے۔

دل کے کسی کون میں بیٹھی بازل شاہ اسے اکسا رہی تھی، کہ "جہاں اتنی تکلیف اٹھائی ہیں وہاں تھوڑی اور سہی۔۔ جہاں اتنی نفرت جھیلی ہے وہاں کچھ مزید سہی۔۔
جاؤ واپس اور اسکی بن جاؤ۔۔۔ وہ مختلف ہے۔ اگر اسکی جگہ کوئی اور ہوتا تو تھوکنے پر تمہیں کاٹ دیتا۔ تم اسکے بھائی کو دیکھ لو کتنا سخت غصیلہ ہے۔۔

"وہ نفس کا پجاری نہیں، محبت حق ہے۔

پر دوسرے کونے میں بیٹھی بازل شاہ کہہ رہی تھی
پھر اسکے بعد کیا ہوگا؟ یہ تمہارا نہیں ہو سکتا، یہ وہی سیاہ"
رنگت والے احساس کمتری کے مریض مرد ہوتے ہیں۔۔
صرف نفس کے پجاری ہوتے ہیں
یہ تمہارے ساتھ وہی کرے گا جو ایلی نے کہا تھا۔ اگر یہ نفس کا
پجاری نا ہوتا تو کبھی بھی تم سے اپنے حقوق کی طلب کا نا کرتا۔۔
تمہیں مہکار شاہ نے راستہ دیا ہے۔۔ آسان راستہ یہاں سے نکل
"جاؤ۔۔

وہ ان دونوں کی کشمکش میں تھی جبھی دبے قدموں سے اسنے ایک پاؤں
اندر رکھا۔ اور ریلنگ پر زور دیکر دوسرا پاؤں بھی اندر رکھ کر وہ سیدھا
کھڑا ہوا
اور بھیگے چہرے پر آئے تمام بالوں کو پیچھے کرتے چہرے سے بارش کے
پانی کو سمیٹتا ہوا وہاں پہلے سے موجود وجود کو مسکرا کر دیکھا
نظریں جیسے اس سمت اٹھیں، اگلے ہی لمحے وہ مبہوت سا کت سا

رہ گیا۔۔

اسنے ڈور کھول کر روم میں تھکے تھکے قدم رکھے ہی تھے تبھی اعصام پر چونکانے والی خوشبو نے حملہ کیا۔ اسکی نگاہیں سیدھا سامنے اٹھیں۔۔

سامنے وہ بلینکٹ میں دبکی خوابِ خرگوش کے مزے لوٹ رہی تھی۔ روم میں ویسے ہی بھینی بھینی سی موتیے کی خوشبو چھائی ہوئی تھی۔ جسنے ساحل شاہ کے اعصاب پر بری طرح اثر کیا تھا۔

وہ سر جھٹک کر پلٹ کر دروازہ بند کرتا ہوا اندر داخل ہوا اور اپنا بیگ صوفے پر پھینکتے، کوٹ کا بٹن کھول کر خود بھی ساتھ گر گیا.

ایک فضا میں گہرا سانس کھینچتے ہوئے اسنے ایک سرسری سی نظر سامنے وجود پر ڈالی اور اور کھینچ ٹائی کی ناٹ کو ڈھیلا کرتے، اسنے شرٹ کا بٹن کھولا، ساتھ ہی آنکھیں موندیں سر صوفے کی پشت سے ٹکا کر پر سکون لیٹ گیا۔

کوئی آہٹ آواز ناپا کر روحانے ذرا سا بلینکٹ ایک آنکھ سے ہٹا کر دیکھا تو سامنے ہی وہ صوفے پر سر ٹکائے پڑا ناک منہ سے دھویں نکال رہا تھا، اس کے دل کو کچھ ہوا۔۔

ایک بھرپور نگاہ جب اسنے اسکے سراپے پر ڈالی تو احساس ہوا وہ تھکا سا آنکھیں موندیں پڑا ہے۔ ایک ہاتھ صوفے پر رہا تھا جسکی انگلی میں دبے سگریٹ کے دہکتے لال شعلے سے دھواں بادلوں کی شکل بنا کر فضا میں غائب ہو رہا تھا۔

دوسرے بازو کی کہنی صوفے پر ٹکائی ہوئی تھی۔ ایک پاؤں زمین پر تو دوسرا سامنے موجود ٹیبل پر رکھا تھا۔

شرٹ کے سامنے والے بٹن کھول دیئے گئے تھے، ڈھیلی ٹائی کی ناٹ، جس سے جھانکتا اسکا مردانہ سینا اسکی پلکوں کو حیا سے بھاری کر گیا۔
معاً فضا میں موبائل کی آواز گونجی۔
وہ ہوش میں آیا روحا ساتھ ہی آنکھیں موند کر واپس پہلے جیسی ہو گئی ساکت و جامد
ہمم بولو!" وہ دوسری طرف فین سے بات کرنے لگا۔ روحا نے ذرا سی"
ایک آنکھ کی پلکوں کو بلینکٹ سے باہر نکال کر سامنے کا منظر دیکھا۔
جہاں وہ اسی حالت میں پڑا، محض ایک ہاتھ میں موبائل تھامے کان

سے لگائے باتیں کر رہا تھا۔ کچھ دیر اسکی بھاری گھمبیر سی آواز ماحول پر سحر بن کر چھائی رہی۔

بعد میں اوکے اللہ حافظ کہتے اسنے کال ڈسکنیکٹ کی اور ایکدم ہی سامنے بیڈ کی طرف موبائل کو پھینکا، اس افتاد پر روحا کی چیخ نکل جاتی اگر بروقت سختی سے منہ پر ہاتھ نا جمع لیا ہوتا۔

یہاں آؤ!" دفعتاً بھاری رعب دار آواز روم کی فضا میں گونجی۔ بلینکٹ " اندر موجود روحا کی آنکھیں پھیل گئی۔ "کیا اسے معلوم پڑ گیا میں "جاگ رہی ہوں؟

سوچ کر اسکا دل سکڑ گیا۔ پر وہ ٹس سے مس نا ہوئی۔

روح میں تم سے ہوں۔۔" اس بار باقاعدہ نام لیکر پکارا گیا۔ روحا کا" دل اچھل کر حلق میں آیا۔ وہ سختی سے آنکھیں میچ گئی "کیا ضرورت تھی "اس کریکن کا جائزہ لینے کی

یوں تو گھورتا رہتا ہے پر ظاہر ایسے کرتا ہے جیسے میرا وجود ہی نہیں"

"یہاں۔۔ میں نا ہو تو۔

تم نے سنا نہیں؟" ساحل نے سر اٹھا کر اسکے ساکت وجود کو"

گھورا اور کرخت لہجے میں کہا۔۔

سن لیا۔" وہ خشک حلق سے لب دانتوں میں دبا کر بلینکٹ"

سائیڈ کر کے اٹھ بیٹھی۔ اسکے اٹھنے کے ساتھ اسکے سیاہ بال

لہراتے ہوئے اسکی پشت پر بکھر گئے۔

شاید اسکے لئے جاگ رہی تھی تبھی تو کپڑے چینج نہیں کیے تھے۔ گرین

پھولدار گھٹنوں کو چھوتے فراک ٹراوزر میں ملبوس تھی۔

اسکا نازک سا سراپا دوپٹے کے بوجھ سے لاپرواہ تھا۔

جی!" وہ بالوں کی چہرے پر جھولتی لٹوں کو کان کے پیچھے اڑستی ہوئی ننگے پاؤں"

چل کر اسکے پاس آئی۔

ساحل کی نظریں اسکے نازک سے سراپے سے الجھ گئیں، کہ پلٹنے کا

نام نہیں لے رہی تھیں

وہ نظروں کی حدت سے سرخ پڑتی کچھ ناسوجھتے ہوئے چل کر اسکے پاؤں

کے پاس آئی اور جھک کر اسکے پاؤں سے شوز اتارنے لگی۔

یہ کیا کر رہی ہو؟ تمہیں سر دبانے کیلئے بلوایا ہے شوز اتروانے کیلئے"

نہیں۔" اسکے جھنکے سر سیاہ گھٹاؤں کے بکھر جانے سے وہ ہڑبڑا کر

ہوش میں آتا غصے سے گویا ہوا۔

یہ میں اپنی مرضی سے کر رہی ہوں۔" روحا نے اسکی چوڑی ٹانگ "
کو پکڑ کر پاؤں کے پیچھے سے روک دیا، اور خود بال پیچھے جھٹکتی ہوئی نیچے بیٹھی اور
اسکے پاؤں سے شوز اتارنے لگی۔
مجھ پر اپنی مرضی مسلط کرنے کی کوشش مت کرو۔" وہ خشک لہجے "
میں کہہ رہا تھا۔ اسنے ہاتھ روک کر لب دبائے اسکی طرف
دیکھا۔
سامنے ہی وہ بھی ہونٹوں میں سگریٹ دبائے اسی کو ہی دیکھتے جا رہا تھا۔
مجھے کسی پر اپنی مرضی مسلط کرنے کا شوق بھی نہیں۔" اسنے جتا کر کہا "
اور جھپٹتے جھٹکتے ہوئے غصے سے اسکے پاؤں سے شوز سوکس اتار کر اٹھی اور جا کر
شوز رینک میں رکھے۔
ٹائی کون اتارے گا؟" وہ پیچھے کھڑی اسکے خشک لہجے پر آنکھوں کی نمی "
غائب کرنے کی کوشش میں تھی معاً اسکا آرڈر آیا۔۔
آپ اٹھیں فریش ہو جائیں پھر آپکا سر دبا دیتی ہوں۔۔" گہرا "
سانس بھر کر چلتی ہوئی اسکے پاس آئی۔۔
میں نے جو کہا وہ سنا تم نے؟" وہ اسکی بات نظر انداز کرتا بولا "
روحا کی جان پر بن آئی۔۔ بھلا وہ ٹائی کیسے اتارے خود بھی تو اتار سکتا ہے دو

منٹ ہی تو لگتے ہیں۔۔

(کہیں یہ موتیے کی خوشبو کا کمال تو نہیں؟) اسنے لرزتی پلکوں اسکے وسیع سینے کو دیکھا

اگر ایسا ہے تو صبح ہی باتھ لیکر اس خوشبو کو غائب کروں گی۔ یہ)

(تو بھاری پڑ رہی ہے۔

سو گئی ہو کیا؟" اسے وہیں بت بنا دیکھ کر وہ جھڑک اٹھا۔"

جج۔جی۔۔ نہیں۔۔" وہ ہڑبڑا کر ہوش میں آتی نفی میں سر ہلا کر آگے"

بڑھی ہی تھی کہ اسی بوکھلاہٹ میں لڑکھڑا کر سیدھا اسکے اوپر جا کر ڈھیر ہوئی۔

سس۔۔ س۔سوری س۔سوری وہ میں۔۔مم۔میں"

ٹائی۔۔ڈال۔۔سوری ٹائی نکالنے۔۔۔" اسکے حواس سلب کر گئے۔ ہڑبڑا کر بوکھلا کر وہ خود کو سنبھالتی پھیلی آنکھوں سے اسے دیکھتی کوئی احمق لڑکی لگ رہی تھی۔

چہرہ دھواں دھواں ہو گیا تھا۔" شا۔شاہو۔۔وو۔وہ۔۔" اسکی آنکھوں میں قریب سے سرخی دیکھتی پھیکی پڑ گئی

وہ اسکے چہرے کو دیکھتا ہوا، سنجیدہ تاثرات دیکھتا سیدھا ہو کر

بیٹھا۔ اور اسکی پھیلی ہراساں سیاہ نینوں میں دیکھتے انگلی میں دبا سگریٹ لبوں میں دبا کر آخری گہرا کش لیا۔

دفعتاً وہ پاؤں تلے سگریٹ کو مسل کر اسکے قریب ہوا۔
آآ۔ آپ با۔ باتھ لے لیں۔۔" وہ اس میں سگریٹ کی سمیل منہ"
سے نکلتا دھواں اور اسکے پاس آنے ہر فوراً سے چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی
وہ اتفاقیہ گری تھی، یا اسنے جان بوجھ کر پاس آنے پر گرایا تھا۔ اب
آدھی اسکی گود میں تو آدھی صوفے پر تھی۔

ساحل نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اسکے سیاہ گھنے گھٹاؤ دار بالوں میں ڈالا۔
اور جھٹکا دیکر اسکا سر اوپر کرتے ہوئے اپنی مغرور کھڑی ناک کو اسکی
گردن پر رکھتے اسکی خوشبو کو سونگھا۔۔

شش۔۔ شاہ!" روحا دہل گئی اسکے انداز پر۔"
یہ خوشبو؟" وہ سانس کھینچتا ہوا سیدھا اسکے بالوں کے"
قریب آیا اور ان ملائم سلکی بالوں کی خوشبو سونگھتے ہوئے پوچھا
اتنے میں ہی اسکی نازک جان ہاتھوں میں آگئی تھی۔ اسکے ماموں

سے پسینہ پھوٹ نکلا۔

اسنے سوالیہ نگاہوں سے روحا کے چہرے کو دیکھا۔ تو مطلب وہ یہ خوشبو لگا کر بیٹھی تھی۔

مام نے گفٹ کیا ہے۔" اسنے فوراً سے بہانہ سوجھا اور ڈاگ دیا۔" حالانکہ اسنے خود لیا تھا۔

مام؟؟؟" ساحل نے ابرو اچکا کر پوچھا (کیا مہکار شاہ نے اسے گفٹ" کیا تھا؟)

" س۔ سوری وہ آپکی مام۔"

میری مام تمہاری کیا لگتی ہے؟" وہ جو یہ سوچ کر کے ذرا سا خوش فہم" ہوا تھا کہ اسکی پسند جان کر کے اسنے یہ خوشبو لی ہے۔ پر اسکی بات سن کر کہ اسکی ماں نے لی ہے۔ اسکی ساری خوش فہمی ہوا ہو گئی اعصاب پر پھر سے بھاری بوجھ آن پڑا۔ روحا کے کوئی بھی جواب دینے سے پہلے اسنے اسے خود سے دور کیا۔ خود ہی ٹائی نکال کر صوفے پر کوٹ سمیت پھینکتا۔۔

لب بھینچے جا کر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا ہو گیا

انہیں کیا ہوا؟" روحا سیدھی ہو کر بیٹھی اور حیرت سے اسے دیکھنے"

لگی۔

وہ اپنی تمام چیزیں ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ کر باتھ روم میں بند ہو گیا۔۔
وہ بس دیکھتی رہ گئی۔ کچھ نا سمجھ آتے وہ اٹھی اور اسکا آفس بیگ کوٹ ٹائی اٹھا کر اپنی جگہ پر رکھ دیئے۔

وہ کچھ سوچ کر آئینے کے سامنے آئی اور خود کو دیکھنے لگی پر ایسی تو کوئی ڈراؤنی بات نہیں تھی اس میں کہ وہ پیچھے ہو جائے۔
حد ہو گئی ہے مطلب صرف بہانہ چاہیے مجھ سے خفا ہونے کیلئے۔۔ "مٹھیاں بھینچ کر اسنے خود پر ضبط کیا۔ اگر نا بھی کرتی تو کون سے اسکے ہاتھ پیر اکھاڑ دینے تھے اسنے

وہ چل کر وارڈروب کے سامنے آئی، اور اسکا نائیٹ ڈریس تھام کر جیسے پلٹی سامنے ہی اسے بھی باتھ روم سے باہر پایا۔
روزمرہ کی طرح وہ تولیے میں لپٹا اسکی سمت بڑھا۔

اسے ایک نظر دیکھ کر اسکی دھڑکنیں اتھل پتھل ہو گئیں۔
وہ اسکے پاس سے گزرتا ہوا اسے نظر انداز کرتا دوسرا تولیہ وارڈروب

سے نکال کر اور جھپٹ کر اسکے ہاتھ سے ڈریس لیکر وہ ڈریسنگ روم میں بند بھی ہو گیا۔

اسکے ٹھاہ کے ساتھ بند ہوئے دروازے پر وہ اچھل کر ہوش میں آئی۔۔"ہو کیا گیا ہے انہیں؟ کسی سے جھگڑا ہو گیا ہے کیا؟" وہ سوچتی ہوئی ونڈو کے پاس آ گئی

باہر تیز بوچھاڑ بارش کب کی برس رہی تھی جس کی چھینٹیں اب روم میں آ رہی تھیں۔ اسنے ذرا سا باہر کا منظر دیکھا۔ بہت حسین یادیں نظروں میں لہرائیں وہ مسکرا کر سر کھڑکی سے ٹکا کر وہ آنکھیں موندیں وقتاً فوقتاً چہرے پر شبنم کے قطرے محسوس کرنے لگی تبھی ڈور اوپن ہونے کی آواز پر ہڑبڑا کر ہوش میں آتی کھڑکیاں بند کرتی پردے برابر کرنے کے بعد وہ جیسے پلٹی خالی روم کو پایا۔

شاہو؟" اسنے ہڑبڑا کر پکارا پر جواب ندارد"

جلدی سے سلیپر پہن کر وہ بالوں کو سمیٹ کر جوڑے کی شکل میں قید کرتی شانوں پر دوپٹہ پھیلا کر باتھ روم ڈریسنگ روم اسٹڈی روم میں اسے ناپا کر وہ روم سے باہر آ گئی۔۔

ریلنگ پر ہاتھ رکھے باگھنے کے انداز میں سیڑھیوں کے اختتام پر آئی۔ گھر

میں ہر سو سناٹا چھایا ہوا تھا۔ ہارون شاہ زریش خان اپنے روم میں سو رہے تھے۔
صرف وہی تھی جو اسکا انتظار کر رہی تھی۔ اور انتظار کا پھل یہ ملا کہ نواب صاحب کے تیور بارہ پر جا پہنچے تھے۔

وہ تیز مگر دبے قدموں سے کچن کی طرف آئی تاکہ انکا کھانا گرم کر سکے۔ دہلیز پر قدم رکھ کر اسنے ہاتھ دروازے پر رکھتے اسنے دوسرا پاؤں اندر رکھنا چاہا پر سامنے کا منظر دیکھتے اسکے وجود سے جیسے تمام تر قوتیں چھین لی گئی ہوں۔۔

وہ کھانا گرم کرتی کاؤنٹر سے کمر ٹکا کر کچھ چبا رہی تھی۔ اسنے اس سے نظریں ہٹا کر اس لمبے چوڑے وجود پر ڈالیں جو کہ ٹیبل کے سامنے رکھی چیئر پر بیٹھا موبائل میں کچھ دیکھ رہا تھا۔

اسکی آمد سے فضا میں موتیے کی بھینی بھینی دلفریب سی خوشبو پھیل گئی۔ ناصرف ساحل بلکہ فیری نے بھی چونک کر دیکھا۔
اوہ! تم جاگ رہی ہو؟ میں نے سوچا سو رہی ہو گی اسلئے وکیل"

صاحب کو خود کھانا دینے آ گئی۔" فیری نے اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا

روحانے اسکی سن کر ایک خاموش نظر لاپرواہ انجان بنے بیٹھے ساحل شاہ پر ڈالی۔
وہ تو جانتا تھا نا میں جاگ رہی ہوں۔" سوچ کر اسنے سختی سے"
لب دانتوں میں دبایا۔
آؤ تم بھی کھالو۔" فیری نے کھانا برتنوں میں نکالتے اس سے کہا"
نہیں میں نے کھالیا ہے آپ دونوں کھائیں میری آنکھ کھل"
گئی تو دیکھنے آ گئی۔" وہ کہہ کر ٹیبل پر رکھی دو پلیٹوں پر نظر ڈالتی، اپنا پاؤں جو آگے بڑھانے کیلئے اٹھایا تھا وہ پیچھے لے گئی
دوسرے پل جھٹکے سے مڑی اور تیزی سے وہاں سے بھاگی۔

شکی کم اعتماد خاتون ہے۔" اسکے تاثرات کا جائزہ لیتی فیری"
ہنس پڑی۔

تم نے اس سے یہ کیوں کہا کہ تم مجھے کھانا دینے آئی ہو؟" ساحل"

نے اسے دیکھتے ناگواری سے پوچھا۔

یخ بستہ موسم، مہکتی خوشبو کے مناسبت سے تمہارے روم کا ماحول"
کافی ٹھنڈا ہوگا، مخلص ہونے کے ناطے میں نے سوچا تھوڑی سے آگ
ہی دہکادوں۔"اپنی بات مکمل کر کے ساحل کی خونخوار نگاہوں کی تپش پا کر وہ
قہقہہ لگا اٹھی۔

باتوں کی نسبت اس قہقہے کی گونج اتنی ضرور تھی کہ آخری سیڑھی چڑھتی
روحا کے کانوں میں پہنچ کر اسکے آنسوں میں روانی لا سکے۔

اسنے بھاگتے ہوئے دروازہ کھولا اور ٹھاہ کے ساتھ بند کرتے وہ روم میں
آئی۔۔ساتھ کمر دروازے سے ٹکا کر چہرہ ہاتھوں میں چھپائے بے آواز
رونے لگی۔۔

جب میری کوئی حیثیت اوقات نہیں اس گھر میں تو"
میری زندگی برباد کیوں کی۔لے آتا اپنی اس ہوتی سوتی دوست کو۔۔"اسکی
ہچکیاں بندھ گئیں

معاً زوردار آواز میں بادل گرجے۔اسنے اچھل کر دیکھا تو بالکنی کے ڈور کے
پردے لہرا رہے تھے۔

شاید طوفان آیا ہے"دھک دھک دل سے وہ رونا بھول کر اب موسم"

کو دیکھ رہی تھی۔

اچانک بجلی کے چمک سے اندھیرے میں ڈوبی بالکنی پوری روشن ہو جاتی۔ اسنے آگے بڑھتے گلاس ڈور بند کرنے چاہے، پر جیسے پاس آئی ایک ٹھنڈی ہوا کا جھونکا اسکے پور پور کو چھو کر دل کی دھڑکنوں میں شور پیدا کر گیا۔ سوندھی سوندھی مہکتی فضا نے اسے اپنے سحر میں جکڑ لیا۔۔

ماحول نے جیسے اس پر ایک سحر طاری کر دیا۔ قدم خود بخود آگے بڑھے، اسنے گردن گھما کر دیکھا اور دوپٹہ پاس رکھے بڑے سے گلدان پر رکھ دیا۔ اپنے جوڑے میں بندھے بال کو جھٹکے سے کھول کر وہ بجلی سے ڈرتی ڈرتی باہر آئی اور گھبرائے ہوئے دل کے ساتھ گلاس ڈور کو بند کیا

اسکا دل کہہ رہا تھا کہ بازل بھی ایسے ہی بارش میں کھڑی ہو گی۔ اسکے اداس ہونٹوں پر مہکتے گلاب بکھر گئے جب بارش کے قطرے نے اسکی پیشانی کو چوما۔

دوسرے پل وہ پوری طرح سے باہر آ گئی اور بوچھاڑ بارش میں بھیگتی گئی۔

چہرہ اوپر اٹھا کر وہ ساری سوچیں جھٹکتی آنکھیں موند کر تن من سے

بھیگنے لگی۔ اس موسم میں وہ کیا چاہتی ہے۔۔ اسنے سوچا۔
معاً اسے اپنے پیچھے اسکے بھاری قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی۔ وہ
حیران ہوئی کہ کیا وہ بھی اسکے ساتھ بھیگنا چاہتا ہے؟
ہماری شادی کی پہلی بارش مبارک ہو روحِ ساحل "قریب"
آتے اسنے جھک کر اسکے کان میں سرگوشی کی اور اسکے جھجھک کر دور
ہونے سے پہلے اپنے چوڑے بازو اسکی نازک پتلی سی کمر میں حائل
کر کے اسے اپنے پاس کر دیا۔
اسکی بھیگی ہوئی پشت سیدھا اسکے چوڑے سینے سے ٹکرائی۔
س۔۔ ساحل!" حیا سے بھیگی بوند بوند ٹپکاتی پلکوں کو عارضوں پر گرا کر"
اسنے سرگوشی کی۔
جانِ ساحل۔ "سرگوشی کا جواب سرگوشی میں دیتے ہوئے"
اسنے اپنے دہکتے ہونٹ جھک کر اسکی گردن سے بال سمیٹ کر
دوسرے شانے پر منتقل کرتے، بھیگتی سفید بے داغ گردن پر چمکتی بوند
پر اپنے ہونٹ ثبت کیے۔
اسکے لمس کی حدت سے وہ مچل اٹھی اسکے حصار میں۔ اسکے
ہونٹوں کا لمس اسکی گردن پر جا بجا محسوس کرتی وہ اس بوچھاڑ بارش
میں کھڑی ہونے کے باوجود اپنا خشک حلق تر کرنے لگی۔

تمہاری یہ خوشبو۔۔۔"وہ گہرا سانس بھر کر بولا۔روحانے"
بھاری گھمبیر سرگوشیوں پر آگے بندھے ہوئے اسکے ہاتھ پر اپنے
ٹھنڈے سرد لرزتی انگلیوں والے ہاتھ رکھے۔
ڈرگز کے نشے سے زیادہ خطرناک ہے۔"اسکے کانپتے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں"
میں لیکر اسنے اسکے بھیگے بالوں میں چہرہ چھپاتے جھٹکے سے
اسکا رخ اپنی جانب موڑا۔۔

وہ اسکے چوڑے سینے سے آ لگی۔ساحل نے اسکی بھیگی آنکھوں میں
دیکھتے،اسکے ہاتھ اپنے شانوں پر رکھے اور اپنے بازو اسکی نازک سی کمر
میں باندھ کر حصار تنگ کر دیا۔۔

وہ بھیگی پلکوں سے اسکی خمار سے لبریز گرے آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔
اندر چلو بیمار پڑ جاؤ گی۔"وہ جھک کر سرگوشیانہ کہتا اسکی"
ناک میں چمکتے سفید ہیرے کو گھنی مونچھوں تلے عنابی لبوں سے
چھونے لگا۔
اسنے گھبرا کر قدم پیچھے لینا چاہا پر،اسکی کوشش کو ناکام کرتے اسے
مزید پاس کر دیا۔وہ ٹھنڈی بارش ہواؤں تلے اسکے حصار میں

کھڑی چہرے پر بھٹکی رینگتی اسکی گرم جھلساتی سانسیں محسوس کرتی کسمسا رہی تھی

نن۔ نہیں۔۔" دانتوں کے کٹکٹانے سے اسکا لہجہ کپکپا گیا"
کیوں؟ اگر بیمار پڑ گئی تو؟" وہ کہتا اسکے آگے رکھے بالوں میں چہرہ"
سہلاتا ہوا اسکی بھیگی آنکھوں کو لبوں سے چھونے لگا
روحا سے اپنے پاؤں پر کھڑا رہنا اب محال ہو گیا۔ اپنی ٹھنڈی بھیگی پیشانی پر وہ اسکے دہکتے ہونٹوں کی محبت بھری مہر پا کر وہ گہرا اسکی کلون سگریب کی خوشبو میں کھینچتی آنکھیں بند کر گئی۔۔
چلیں؟؟" اسکا کوئی جواب ناپا کر وہ کان میں جھکتا اجازت طلب"
کرنے لگا۔ اسکے لہجے میں محبتوں کا خمار گھبیرتا سے روحا کے وجود کا سارا خون سمٹ کر اسکے چہرے پر آ گیا۔

اسنے لرزتی ہوئی حیا سے بھاری پلکیں اٹھائیں۔۔
دونوں کی آنکھیں چار ہوئیں، مقابل نے بھیگے بارش کے پانی کی وجہ سے لب بھینچ کر اسکی اپنی ناک اسکی ناک سے ملائی۔
سانسوں کے الجھنے پر وہ اپنی دھڑکنوں پر ہاتھ رکھ کر دھک دھک کرتے دل

کا رقص سننے لگی۔

وہ اسکے چہرے کے تاثرات کو دیکھتا بھیگے ہونٹوں پر جھکنے لگا۔ وہ بال مسافت پر اسکے بھیگے ہونٹوں مونچھوں کو دیکھتی اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔

دھڑکنیں تیز ہوئیں اسکی، جب فاصلہ سمٹنے لگا

مجھے سنگ ساحل بھیگنا ہے۔" وہ سانسوں کے میلاپ سے "
کتراتی ہوئی اپنی باہنیں اسکے سینے کے گرد پھیلا کر دل کے مقام پر چہرا ٹکائے آنکھیں موند گئی۔

روحا!!!" غصیلی بھاری گرجدار آواز پر وہ اچھل پڑی۔"
اسنے آنکھیں پھیلا کر ہڑبڑاتے سامنے دیکھا، اسے لگا کترا کر پھر سے اسے غصہ دلا دیا ہے۔

"پاگل ہو گئی ہو؟ بیمار پڑ کر مصیبت سر ڈالنی ہے میرے؟"
منظر پورا بدلا ہوا تھا، وہ سفید شلوار قمیض میں آستیں کہنیوں تک فولڈ کیے، ایک ہاتھ کی انگلی میں ہمیشہ کی طرح جلتا شعلہ دبائے، گلاس وال کے اس پار کھڑا سرخ غصیلی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

جج۔۔جی؟" وہ سمجھی نہیں۔۔ناہی کچھ سمجھ سکی۔ابھی وہ اسکے پاس تھا"
اور ابھی دروازے کے اس پار؟
اسنے اسکی غصیلی آنکھوں کو نظر انداز کرتے ہونقوں کی طرح آس پاس دیکھا۔
معاً حرکت کرنے پر اسے احساس ہوا ایک جگہ پر کھڑے رہنے سے اسکی ٹانگیں شل ہو چکی ہیں۔۔
وہ سب جو گزرا کیا خواب تھا؟" اسکا تیز تیز دھڑکتا دل ایکدم"
سے سست پڑ گیا۔
دماغ کی "ہاں" میں سرگوشی پر، کچھ دیر پہلے جو بوچھاڑ بارش میں اسے سحر کھنک فضاؤں کا رقص محسوس ہو رہا تھا ایکدم سے سب معدوم ہو گیا۔۔

تم نے سنا نہیں میں نے کیا کہا؟" اسے وہیں ضد میں کھڑا"
دیکھ کر ساحل کو طیش آ گیا۔
جی سن لیا۔" وہ سختی سے لب دانتوں میں دباتی، ایک شکوہ کن نظر"
اس طلسماتی دیو پر ڈال کر چہرے پر ہاتھ پھیرتی ہوئی، چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر گلاس ڈور کے پاس آ گئی۔۔

سگریٹ کا گہرا کش لیتے وہ بھی ایک قدم اٹھاتا ہوا اگلا سس ڈور کے پاس آ گیا۔۔

ایویں اس پر ساحل نام رکھ دیا، بارش سے تو اچھے بڑے لوگ خوش" ہو جاتے ہیں پر اس کریکن کا چہرہ دیکھ کر لگ رہا ہے اس نے کبھی "ایک بوند بھی خوشی سے بارش کی برداشت کی ہو گی۔۔۔

وہ بھیگی لٹ کو کان کے پیچھے کرتی گلاس ڈور کے پاس آ گئی، اور اپنا ہاتھ ڈور پر رکھا۔۔

ساحل کی نگاہ اسکے سراپے سے ہوتی ہوئیں، دانتوں میں دبے ہونٹ سے سرکتی ڈور پر رکھے اس چھوٹے سے ہاتھ پر آ گئیں۔۔

اسنے ہینڈل کو گھما کر تھوڑا سا ڈور کھولا۔ ہاتھ بدستور اُہینڈل پر جما ہوا تھا اور دروازہ بھی اتنا کھلا تھا کہ وہ مشکل سے آ سکتی اندر "اور اگر آ بھی جاتی تو اسکا سامنے پھیلا وجود!" وہ کیسے اندر جاتی؟

اسنے سوالیہ نگاہیں اٹھائیں۔ اسکی آنکھوں "اندر آ جاؤ" کو پڑھ کر وہ جگہ کو دیکھنے لگی۔

اب اتنی بھی کمزور نہیں تھی جتنا اسنے دروازہ کھولا تھا۔ "جج۔۔ جگہ دیں"

اسنے کٹکٹاتے ہوئے دانتوں سے کہا
اسکے کہنے کا اثر تھا کہ اس کریکن نے سن کر دروازہ تھوڑا سا مزید کھولا
"آجاؤ!" وہ سپاٹ سرد لہجے میں گویا ہوا
روحا نے پہلے اسکے لبوں میں دبکے سگریٹ کو دیکھا اور پھر گزرنے کی جگہ کو۔۔
ایک تو اسکے ساتھ رہ کر اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ جتنا کوئی انسان روٹی نہیں کھاتا اس سے زیادہ وہ سگریٹ پیتا تھا۔

پورے دن میں کھینچنے والی سانسوں میں وہ شاید سکسٹی پرسنٹ (60٪) سگریٹ کے دھویں کو اندر کھینچتا تھا، بیس پرنسٹ سرد سانسیں تو باقی بیس پرسنٹ نارمل انسان کی طرح سانسیں لیتا تھا۔
یہ تھا روحا شاہ کا پہلا اسکی ذات پر تبصرہ۔
کیا کوئی اتنے بڑے خاندان میں اسے سگریٹ سے روکنے والا نہیں تھا؟" وہ اسکے ناک منہ سے نکلتے چھوٹے چھوٹے بادلوں کو دیکھ رہی تھی اسکی خود فراموشی کو دیکھتے ساحل نے گہرا کش لیکر کچھ اسکی سمت جھکتے ہوئے سارا دھواں اسکے چہرے پر چھوڑا۔۔

ش۔ شاہو!!" وہ بوکھلا کر اسکی بے حسی پر ہوش میں آتی، پیچھے ہو کر "
کھانسنے لگی
وہ خاموش نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔ یہ اسکی نظروں کی
حدت تھی کہ اسکے گال دہک اٹھے۔
"وہ اپنی سانسیں بحال کرتی دوپٹے کو دیکھنے لگی، جو دروازے کے اس پار
رکھا تھا۔ پر وہ جائے کیسے؟ وہ پھیل کر جو سامنے کھڑا تھا۔
اب اسے سردی لگ رہی تھی "ججج۔۔ جگہ دیں مم۔۔ مجھے
ش۔ شاہو۔" اپنی سانسوں کی بری طرف گھٹنے پر وہ مشکل سے کہتی
سانسیں کھینچنے لگی
نتیجاً ساحل نے تھوڑا دروازہ مزید کھولا ہر ہاتھ پیچھے نہیں ہٹایا۔
کیا وہ مجھے تنگ کر رہا ہے؟" وہ سوچنے لگی۔ پر دل کیا اپنی سوچ کا منہ پھوڑ "
دے۔
"بھلا یہ سمندری کریکن اسے تنگ کرے گا؟"
اسے اپنا انہیلر چاہیے تھا، وہ مزید یہاں نہیں کھڑی رہ سکتی تھی۔
ٹھنڈی ہواؤں سے اسکا وجود شل ہو رہا تھا۔
اسنے ہمت کی اور ایکدم آگے بڑھ کر وہاں سے گرزنے لگی، اسے لگا وہ آگے بڑھے
گی تو ساحل دروازے کے ہینڈل سے ہاتھ ہٹا دے گا پر یہاں الٹا ہوا۔

وہ جیسے اندر داخل ہوئی ایک ہاتھ دیوار پر دوسرا ہینڈل پر رکھے اسنے دروازہ بند کر دیا۔۔
روحا کا دل دھڑک اٹھا وہ اسکے حصار میں قید ہو گئی۔

کیوں گئی بارش میں؟ تمہیں پتا نہیں ٹھنڈ لگ سکتی تھی؟""
سرد سپاٹ لہجے میں پوچھتے اسنے سگریٹ کو اپنے سلیپر تلے مسلا۔
روحا رکی سانسوں کے ساتھ اسے دیکھتی دروازے سے جا لگی۔ اسکے دائیں بائیں اسکے چوڑے بازو تھے۔

تم نے سنا نہیں میں نے کیا کہا؟" اسکی پٹر پٹر پھیلی"
آنکھوں میں دیکھتے وہ غصے سے بولا

مم۔۔ میری مرضی" اسنے دبے غصے سے کہتے، نظریں جھکا کر اپنی"
انگلیاں آپس میں الجھائیں
تمہاری مرضی پھر بیمار پڑ جاتی تو کیا وہاں بھی تمہاری مرضی"
ہوتی؟ مصیبت تو میرے گلے آجاتی کہ انکی بیٹی کو میں نے بارش

میں بیمار کیا ہے۔" اسکے غصے بھرے جواب پر وہ اس پر گرج پڑا۔
روحا کی آنکھوں میں ڈھیروں پانی جمع ہو گیا۔ اسکی گرج لفظ "مصیبت"
پر وہ خاموش کھڑی انگوٹھے سے زمین پر لکیر بناتی آنسوں پینے لگی۔

اوپر دیکھو میری آنکھوں میں اور جواب دو کیوں گئی باہر بارش میں؟""
اسکی ٹھوڑی کو پکڑ کر جھٹکے سے اسکا چہرہ بلند کیا
اگر میں بیمار ہوئی تو آپ سے نہیں کہوں گی۔" وہ بھرائی آواز میں"
بولی۔
تو کس سے کہو گی؟ شوہر ہوں میں تمہارا دماغ میں جو بھی مزید"
خناس بھرا ہے اسے نکال دو باہر سمجھی۔" وہ رعب دبدبے سے بولا
روحا کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ آ گئی" شکر آپکو احساس تو ہوا
کہ آپ شوہر ہیں میرے۔۔" وہ طنزیہ کہتی اسکا ہاتھ جھٹک کر وہاں
سے جانے لگی تھی کہ ساحل نے ٹھٹھک کر پہلے حیرت سے اسکے
لفظوں میں چبھن طنز کو محسوس کیا پھر اسکی کمر پر چپکے سیاہ
بالوں کو دیکھا

تمہاری اس بات سے کیا مراد ہے؟ کہنا کیا چاہتی ہو؟" وہ"

طیش سے بڑھکتا ہوا ایکدم سے اسکی نازک کلائی کو دبوچ کر کھینچتے اسکے شانوں کو دبوچا اور دوسرے لمحے اسے دیوار سے گھما کر لگا دیا

یہ حملہ اچانک غیر متوقع تھا کہ روحا کی چیخ خوف سے بے ساختہ تھا۔

شاہو!!!"خوف سے دل اسکا کن پٹی میں دھڑک رہا تھا۔"

گہرے گہرے سانس لیتے وہ پھیلی آنکھوں سے سامنے موجود سرخ آنکھوں میں دیکھنے لگی

وحشت سے اسکا دل سہم گیا۔۔

کیا کہنا چاہتی ہو تم اب کھل کر کہو!"وہ دھاڑا"

روحا کا وجود کانپنے لگا۔ آنکھیں سختی سے میچ کر گہرے سانس کھینچے۔

بتاؤ تمہیں تمہارا شوہر کیا ہے؟"اسکے جبڑے کو دبوچ کر چہرہ" بلند کرتے اسنے کہا

اسکا دل حلق میں جیسے اچھل آیا،وہ حیرت سے آنکھیں پھیلا کر اسے ناسمجھی سے دیکھنے لگی۔

پر وہ ناسمجھ بالکل بھی نا تھا کہ اسکے طنز کو سمجھ نا سکتا۔اسکی نظروں سے نظریں ملاتے ہوئے،اسکی نگاہیں اچانک سرکیں نیچے

وہ کانوں کی لو تک سرخ پڑ گئی۔دل کیا اسکی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دے پر وہ کچھ

بھی نا کر سکی بے بسی سے۔

شاہ!" اسکے شانے کو چھوڑ کر اچانک اسکا بازو اسکی کمر بھیگی" کمر میں حائل ہو گیا۔

ساتھ ہی ٹھاہ کے ساتھ طوفان کے تیز جھونکے سے بالکنی کا دروازہ کھلا اور ٹھنڈی ہوا کا جھونکا سیدھا ان دونوں کے وجود سے ٹکرایا۔

روحانے سہمی نگاہ ایک باہر کڑکتی بجلی پر ڈالی اور دوسری سر پر کھڑے گرجتے دیو پر۔۔

مم۔۔ میرا وہ مطلب نہیں تھ۔۔۔۔ وہ ابھی اپنا جملہ مکمل کرتی کہ" اسکی ٹھوڑی کو اوپر اٹھا کر وہ اچانک اسکے بھیگے نم ہونٹوں پر غصے سے جھک گیا۔۔

روحانے مچل کر اسکی شدت پر اسکے کندھوں سے شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑا۔ وہ نازک سا چھوٹا سا وجود اسکے ایک چوڑے بازو کے حصارے کھڑا تھا۔

دوسرا ہاتھ ساحل نے اسکے بھیگے نم بالوں میں الجھایا۔

ابھی چند منٹ ہی گزرے تھے کہ اچانک وہ اسکی شدتوں پر مچلنے لگی۔

اسکے تنگ حصار، اسکے جذباتوں کی شدت، وجود کی حدت سے

وہ بری طرح روتی مچلنے لگی۔۔
اسنے اپنی نازک کلائیاں اسکے کندھوں پر ماریں، اس سے آزادی چاہی پر وہ دیو جیسے پوری طاقتوں سے اس پر حاوی ہو گیا تھا
کیا ہوا؟" اسکی ابتر سانسوں میں ایک گہری سانس کھینچ کر" ساحل نے چہرہ پیچھے کیا
ش۔ شاہ۔۔و۔۔" وہ سانسیں کھینچتی اسکے بازوؤں میں لہرائی"
وہ ایک نظر اس پر ڈال کر بازوؤں میں اٹھائے بیڈ کی سمت بڑھا اور آہستہ سے اسکے وجود کو بیڈ پر ڈالا۔۔

آج لگتا ہے تمہیں احساس دلانا چاہیے کہ تمہارا ہی شوہر ہوں۔" وہ" اسکی آدھ کھلی آنکھوں میں دیکھتے کاٹدار لہجے میں کہتے پیچھے ہوا اور اپنی قمیض کے بٹن کو کھولتے اتار کر سائیڈ پھینکی۔
وہ سانسیں کھینچتی نم بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی، جب وہ اسکے دائیں طرف ہاتھ ٹکا کر اس پر جھکا
اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کو اسکے گلابی بھیگے ہونٹوں پر پھیرتے ہوئے مسلہ۔۔
مجھے خوشی ہوتی اگر تم اس وقت خوشبو میں نہائی ہوتی۔" اسکے وجود" سے موتیے کی کم خوشبو کو پکار وہ بولا

وہ کچھ نہیں بولی سر دپڑی اسے دیکھنے لگی۔۔

وہ ایکدم بار پھر اسکے چہرے پر جھکنے لگا۔ آئندہ کا تصور کرتی وہ بے آواز رونے لگی کہ اسی پل ٹھاہ کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا۔۔۔

وہ موسم کی مداخلت پر ناگواریت سے پیچھے ہوتا، دروازہ بند کرنے کیلئے اٹھا۔۔

اسکے پیچھے ہونے سے اس میں جیسے پھر سے روح پھونک دی گئی۔ وہ ہراساں نظروں سے اسکی چوڑی پشت کو دیکھنے لگی۔

اور ہڑبڑا کر کہنیوں کے بل اپنے بے جان وجود کو کھینچا اور لڑکھڑاتی اپنے قدموں پر کھڑی ہوئی۔

اپنی ہچکیاں دبائے وہ حلق تر کرتی منظر سے فراری کیلئے ڈریسنگ روم کی طرف بھاگی

"!آں ہاں میری پری"

وہ جو دروازہ بند کرتے آہٹ پر پلٹا تھا اسے بھاگتے دیکھ کر ایک جست میں اس کے پاس پہنچا اور اسکی نازک سے کلائی کو اپنی مضبوط پکڑ میں دبوچ کر واپس کھینچا۔۔

وہ لہراتی کھینچتی اسکے سینے سے آ لگی۔ اسکی بلند چیخ گونج جاتی جب ساحل شاہ کا چوڑا ہاتھ اسکے منہ پر آ گیا اور ساتھ ہی سرگوشی گونجی۔

وہ ہراساں پھیلی آنکھوں سے اسکی گرے جذباتیت سے چور خمار آلودہ نگاہوں میں دیکھنے لگی تھی

ساحل نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے جھٹکے سے اسے بازوؤں میں اٹھایا۔۔ "آج فرار کی خواہش مت کرو!" اسنے جھک کر اسکے چھوٹے سے ہونٹوں کو نرمی سے چھو کر گھمبیر لہجے میں کہا۔۔

وہ چلتا ہوا بیڈ کے پاس آیا اور اسے پھر سے بیڈ پر ڈالتے اسکے چہرے پر بکھری بالوں کی لٹوں کو انگلی سے سمیٹ کر پیچھے کیا۔۔
نن۔۔ نہیں۔۔ "دفعتاً اسکے جھکنے پر وہ روتی چیختی ہوئی پیچھے کھسکی۔"
کیا ہے؟؟ چاہتی کیا ہو آخر؟؟" وہ اپنے جذبات کی توہین پر غصے" غرایا۔
اور روحا ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔

"پلیز۔۔" نفی میں سر ہلاتے ہوئے وہ سسکی۔۔
سرخ آگ بگولا وہ اسے گھورنے لگا۔۔

آج کے بعد آئندہ اگر میری راہ میں آئی چمڑی ادھیڑ دوں گا""
لہولہان انگارہ آنکھوں سے وہ اسے دور دھکیلتا ہوا پیچھے ہوا۔۔
ایک خونخوار نظر اسکے ہچکیاں بھرتے وجود پر ڈال کر وہ پلٹا اور ٹھاہ کے ساتھ بالکنی کا دروازہ کھولتے باہر آگیا۔۔

کیسے بتاؤں تمہیں اپنی اذیت۔۔ کیسی حالت ہوتی ہے میری جب" آپکی قربت کا سوچتی ہوں۔۔" وہ اسکے پیچھے دھکیلنے پر ہچکیاں بھرتی تکیے میں منہ چھپائے رو رہی تھی۔۔

کچھ دیر بعد وہ سگریٹ لینے کیلئے روم میں داخل ہوا۔ آگے بڑھتے اسنے ڈریسنگ ٹیبل سے سگریٹ کا پاکیٹ اٹھایا اور جلتے سینے بھڑکتی سوچوں کے ساتھ لبوں میں سگریٹ دبا کر سلگاتے جیسے ہی سر اٹھایا نظریں بے ساختہ بیڈ پر پڑے اس وجود پر گئیں اٹھو چینج کرو!" اسکی آنکھوں کا خوف یاد آتے، اسکے وجود پر بھیگا لباس"

دیکھ کر وہ بولا۔
پر وہ ٹس سے مس نا ہوئی۔ "تم نے سنا نہیں میں کیا کہا؟" اسکے جواب نا دینے پر طیش میں اسکی طرف بڑھا اور جھٹکے سے اسکے بازو کو دبوچ کر سیدھا کیا تو بے جان سی کھینچ گئی اسکی طرف۔۔۔

ساحل چونک گیا۔ "روحا!" اسکی بند آنکھیں دیکھتے وہ بوکھلا کر سگریٹ ٹیبل پر رکھی ایش ٹرے میں مسلتا اسکے پاس بیٹھا اور اسکے گال کو تھپتھپایا۔۔
اسے چھونے سے احساس ہوا کہ وہ بالکل سرد پڑ چکی تھی۔ اور بیہوش بھی۔۔۔۔

تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے روحا حیدر شاہ؟ شکوہ تھا"
ساحل شاہ تمہاری زندگی میں نہیں، تمہاری طرف متوجہ "نہیں۔۔ تم سے بات نہیں کرتا۔۔ تم سے نفرت کرتا ہے۔۔۔

اب جب میں پورا تمہاری طرف متوجہ ہوں، تمہارے" شکوہ مٹانا چاہتا ہوں،، تم سے باتیں کرنا چاہتا ہوں تو کیوں ایسی ہو گئی

"ہو؟؟؟

اسنے شانوں سے پکڑ کر جواب طلب کرتے جھنجھوڑ دیا۔۔
پر مسلسل خاموشی پا کر، اسکے چہرے کو دیکھتے اٹھا۔۔
اور دوسری طرف آ کر وہ بیڈ پر بیٹھتے اسکے نازک روئی سے بازو کو جکڑتے کھینچ کر اپنے بازو پر اسکا سر رکھا۔

تم ایک خود غرض لڑکی ہو۔۔خود سے نظریں اٹھا کر اگر کبھی مجھے دیکھو گی تو" تمہیں احساس ہو گا میری تکلیف کا۔" وہ اسکے چہرے پر جھکا کہہ رہا تھا
دل تو نہیں کیا مگر جبراً اسنے جھک کر اسکی پیشانی پر لب رکھے۔
اور بلینکٹ کھینچ کر اسنے دونوں پر ڈالتے دوسرا بازو اسکی کمر میں حائل کیا اور اپنا چہرہ اسکی گردن میں چھپا کر آنکھیں موند لیں۔۔
اسکا نازک وجود اسکے چوڑے بازوؤں میں چھپ گیا تھا۔اسکے حصار کی حدت سے اسکا چہرہ دہک اٹھا۔

oooooooo

سنبھل کر!" وہ جو مبہوت سا اسے رقص کرتے، اسکے بھیگے نم وجود کو دیکھ"

رہا تھا اسکے اچانک پاؤں لڑکھرانے پر بوکھلاتے آگے بڑھ کر ایکدم سے اسکی کمر میں حصار ڈال کر اسے سنبھالا۔۔

"تم!!!" اچانک قریب سے اسکی آواز پر بازل نے پھیلا کر آنکھیں واکیں۔ اور اسے قریب سامنے ہاتھ مسافت پر پا کر اسکی چیخ نکلنے لگی تھی پر مزید آواز صارم نے منہ پر ہاتھ رکھتے اسکے حلق میں دبا دی۔۔۔

"کیوں وہاں سے بھاگ آئی؟" اسنے مسکراتی نظروں سے اسکی پھٹی آنکھوں میں دیکھ کر ابرو اچکایا

"ویسے کافی ہوشربا ہو۔ اسلیے نخرے دکھا رہی ہو؟" وہ کان کے قریب سرگوشی میں کہتا اسکے ساکت وجود کو جھٹکے سے گھما کر اسکی پشت سینے سے لگاتے اپنے بازو اسکی کمر کے گرد باندھے اور ٹھوڑی شانے پر ٹکا کر آنکھیں موندتا آہستہ آہستہ جھومنے لگا۔

"پہلے تو سوچا تھا تمہیں پاس پہنچ کر دور چار تھپڑ تمہیں ماروں گا۔۔" اسکی بات سن کر وہ غصے سے اسکا حصار کھولنے لگی۔۔

"شش! سنو تو ابھی۔۔" اسنے سرزش کرتے اسکے ہاتھوں کو تھام لیا اور کس کر اسکے آگے باندھ دیا۔۔

وہ جانے کیوں کمزور پڑھنے لگی۔ اسکی شیو کی ہلکی ہلکی سی چبھن پر وہ چھپ کر مسکرانے لگی۔۔

روم میں تمہیں ناپا کر یہی ارادے لیکر نکلا تھا۔"
تمہیں اندازہ ہے کتنا تھک گیا تھا میں بھاگ دوڑ کرتے۔
سوچا تھا گھر پہنچ کر بھائی کی خیر خیریت جان کر روم میں آؤں گا اور تمہیں تنگ ترحصار میں لیکر بیہوش ہوجاؤں گا۔" وہ اسکے کانوں میں رس گولتی سرگوشیوں سے شکوہ کر رہا تھا۔۔

زندگی میں پہلی بار اسکا دل سسکنے لگا کسی کے اتنے سے شکوے پر۔
پر جیسے ہی دروازے سے اندر داخل ہوا خالی روم دیکھ کر میرا سر گھوم"
گیا۔" وہ بدمزگی سے کہہ رہا تھا بھیگتا ہوا، بازل نے مسکراتے سامنے سیاہ آسمان کو دیکھا۔
پھر کیا تھا گھر والوں سے پوچھا، ہر جگہ تمہیں ڈھونڈا حتیٰ کے"
بیڈ کے نیچے۔۔ مجھے لگا تم مجھ سے چھپ رہی ہو۔۔ اسلئے ہر جگہ تمہیں
"ڈھونڈا وارڈروب سے لیکر کچن تک۔۔

مام سے پوچھا تو انہوں نے کہا تم اپنی پھپھو کی عیادت کیلئے گھر آئی" ہوئی ہو۔۔

مجھے بنا بتا کر آنے پر میں تمہیں دو کے چار تھپڑ مارتا اور گنتا ایک۔۔۔

پر جیسے نیچے آیا، مام کا چہرہ دیکھ کر میرا سارا غصہ ہی تمہارے وجود سے سرکتی ان بوندوں کی طرح بہہ گیا۔ مزید تھوڑی بہت جو تھکن تھی وہ تمہیں اس موسم میں اس طرح یوں مدہوش ہو کر رقص کرتے دیکھ کر تمہارے چہرے کو دیکھ کر میں ایکدم سے فریش ہو گیا ہوں۔۔

اب بس سونا چاہتا ہوں تمہیں بانہوں میں چھپا کر۔۔

مجھے لگ رہا ہے انت الحیات کہ مجھے تمہاری عادت ہو گئی ہے۔ تمہارے پاک وجود، معصوم سے لمس کا میں عادی ہو رہا ہوں۔۔" وہ اپنی شیو کو اسکی گردن میں سہلانے لگا۔

تت۔ تو تمہیں کیا تمہارے حقوق نہیں چاہیے؟" وہ ڈرتی ڈرتی" حیرت سے پوچھتی اسکے حصار میں پلٹ آئی اسکے سامنے۔۔

ہاہاہاہا مجھے کیوں ایسا لگ رہا ہے تم اسکی وجہ سے بھاگ آئی ہو؟""
اسکے سوال پر صارم کا مدھم قہقہہ بے ساختہ تھا۔

وہ مبہوت سی ہو کر اسے ہنستے دیکھنے لگی۔
شٹ اپ! مجھے جواب دو بلیک مین۔"معاً اسکے خاموش"
ہو کر دیکھنے پر خفت سے وہ جھڑک اٹھی اسے

چاہیں کیا تم دو گی؟"اسنے اقرار کرتے پوچھا۔وہ سٹپٹا کر فوراً سے نفی"
میں سر ہلانے لگی۔۔
صارم کو تعجب تو ہوا پر گہرا سرد سانس کھینچ کر اسے دیکھا۔۔
مجھے چاہیں میرے حقوق پر ایسے زور زبردستی، غصے سے نہیں بلکہ جب"
تم راضی ہو گی تب۔۔غصہ زبردستی جبر ظلم یہ شیطان کے حاوی
ہونے کی علامت ہیں، اور میں اپنے رب سے پناہ مانگتا ہوں۔۔"بازل
کے جلتے دل پر اسکے الفاظ نے بارش کا کام کیا۔۔۔

اور اگر میں کب راضی نا ہوئی تو؟"وہ اسے دیکھتی پوچھنے لگی"
تو میں تمہیں راضی کر لوں گا۔"اسنے خمار بھری سرگوشی اسکے کان"

میں جھکے کر کی بازل کا دل زور سے دھڑکا۔

اسکے بعد بھی نہیں تو۔۔؟"وہ اسے شانوں سے پکڑ کر دور کرتی بولی۔۔"
تو تم خود سوچو ہمارے بے بی کیسے ہوں گے؟"وہ ابرو اچکاتا ہوا ریلنگ کے پاس"
آیا اور بالوں چہرے سے پیچھے کرتے اسنے باؤل سے بیریز اٹھا کر منہ
میں ڈالیں۔۔
اسکی نگاہیں مقابل کھڑی بازل کے وجود سے جیسے ٹکرائیں وہ سٹپٹا کر خود ہی
گھوم گیا۔
بے بیز تو کس سے ہوتے ہیں تو ہمارے بھی ہو جائیں گے۔"وہ چلتی"
اسکے پاس آئی اور اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔

صارم نے گھوم کر ریلنگ سے کمر ٹکاتے اسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچا وہ سیدھی
اسکے سینے سے آ لگی۔

یہ جھوٹ کس نے تمہارے دماغ میں ڈالا؟"اسکی آنکھوں میں"
دیکھتے اسنے پوچھا۔
ڈونٹ سے لائیر!ایلی نے کہا ہے۔۔"اسنے منہ بنا کر کہا اور اپنا"

گال اسکے شانے پر ٹکایا۔۔
کون ایلی؟"صارم نے نا سمجھی سے پوچھا"
میری دوست میری بیسٹ فرینڈ ایلی۔۔ہم دونوں ساتھ پڑھے "
ہیں۔۔"وہ بیری منہ میں ڈالتی اسکے خوشی سے بتانے لگی۔

"غیر مسلم ہے نا۔۔"
ہمم ہمم۔۔"اسنے سر ہلاتے چہرہ اسکے سامنے کیا اور اسے بیری "
اسکے منہ میں ڈالنے کیلئے بڑھائی صارم نے جیسے ہی منہ کھولا بازل
.نے قہقہ لگاتے وہ اپنے منہ میں ڈال دی

وہ سارا دن ڈریسڈ رہی تھی۔جب جب اسکی یاد آئی وہ روتی رہی تھی یہ سوچ
سوچ کر کہ اب وہ اس سے نہیں ملے گی۔اب وہ یہاں سے ہی بھاگ
جائے گی۔۔
پر پھر اسکی قربت کو سوچتے وہ سسکنے لگتی، تقویٰ زیدی کو سوچتی وہ اپنی
چیخیں دبانے لگتی۔۔

پر اب وہ آگیا تھا خود اسکے پاس،وہ اسکے حصار میں کھڑی تھی،

اسکا بوجھ اسکے اوپر تھا اور وہ اسکی کمر میں بانہیں ڈالے کھڑا تھا

مجھ سے دوستی کر لو سب کچھ سمجھا دوں گا۔" اسکے بیری قریب" پہ پھر سے منہ کھولا بازل ہنستی نفی میں سر ہلاتی اپنے منہ میں ڈال گئی۔

کر رہی ہو پھر؟" اسنے پوچھا اور اسکے گال پر چپکی لٹ کو پیچھے کیا" نہیں میں بوائز سے دوستی نہیں کرتی۔۔" اسنے انکار کیا۔"

یہ تو بہت اچھی بات ہے پر میں کوئی غیر تو نہیں تمہارا محرم" ہوں۔" اسنے اپنے ہاتھ کی پشت اسکے گال پر پھیری۔

دو ہمسفر دوست ہی ہوتے ہیں۔۔ تم اقرار کرو تو میں تمہارے لیے راہیں" آسان کر دوں۔۔" اسنے آگے بڑھتے اسکی چمکتی پیشانی پر اپنے ہونٹ رکھے۔۔

بازل نے آنکھیں موندتے اپنی بانہیں اسکی گردن میں حائل کر دیں۔۔ ساتھ والی بالکنی میں کھڑیں مہکار شاہ جو کہ بیٹھی بازل کی متورم آنکھوں

بھاری لہجے، اور اچانک آمد کے بارے میں خوفزدہ ہو کر سوچ رہی تھیں

اچانک جانے پہچانے قہقہے کی آواز پر صوفے سے اٹھ کر بالکنی میں آگئیں اور پاس والی بالکنی کا منظر دیکھتے کتنی دیر وہ ساکت رہ گئیں۔۔
بلاشبہ وہ بارش میں بھیگتی بازل ہی تھی اور جس کے حصار میں تھی، جو اسکی پیشانی پر لب رکھے اسے حصار میں لیکر کھڑا تھا وہ تقویٰ کا بیٹا تھا۔۔۔

آنسوں پلکوں کا بندھ توڑ کر اسکے گالوں پر پھسلے۔ ان دونوں کی سلامتی کیلئے انہوں نے ہاتھ دعا میں اٹھائے۔
وہ یہ سوچ کر بھیگی آنکھوں سے مسکرائی کہ انہوں نے جب پوچھا تھا وہ صارم سے محبت کرتی ہے تب اسنے انکار کر دیا تھا۔۔
جس طرح وہ بے آواز باہر آئی تھیں اسی طرح اندر چلی گئیں۔ انکے لبوں پر رب کے شکرانے تھے۔ آنکھوں سے آنسوں بہہ نکلے تھے۔
دل و دماغ پر جو بوجھ خوف تھا وہ ان دونوں کو یوں ساتھ دیکھ کر اتر گیا تھا۔ وہ باوضو تو تھیں ہی جائے نماز بچھا کر انہوں نے رب کا شکرانہ ادا کرنا ضروری سمجھا۔

وہ جیسے دور ہوا، وہ بے سکون ہو گئی۔ فوراً سے آگے آتی اسکے ہونٹوں سے پیشانی ٹکا گئی۔

تمہیں راہ پر لاتے لاتے میں نا دیوانہ ہو جاؤں۔" وہ دل میں سوچتا" اپنے ہونٹ اسکی شہ رگ پر رکھ کر حصار تنگ کر گیا۔

ہمیں پچیس بے بیز چاہیے۔۔ اب تم خود سوچو جب مجھ سے دوستی" کرو گی تب تو آئیں گے۔۔" وہ اسے بازوؤں میں بھر کر آگے بڑھا اور روم میں داخل ہوا۔۔

روم میں داخل ہوتے اسنے بازل کو بیڈ پر لیٹایا اور خود پاس بیٹھ گیا۔

دوست؟" صارم نے ہاتھ آگے بڑھایا۔ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھنے" لگی۔۔

دیکھو بہت شریف بندہ ہوں گارنٹی کے ساتھ،، اگر تمہیں شک" میری شرافت پر تو تمہیں صرف اتنا بتا دوں کہ سب مرد ایک جیسے نہیں ہوتے۔۔

ہمارے ہاتھ کی انگلیوں سے اندازہ لگالو،، دیکھو کیا سب انگلیاں برابر کی ہیں۔۔" اسکے پوچھنے پر بازل نے نفی میں سر ہلایا

گڈ!اسی طرح دنیا میں کوئی بھی شخص برابر یا ایک جیسا نہیں ہوتا،،"
پھر چاہے اس میں عورتیں ہوں یا مرد ہر کوئی الگ مزاج
الگ طبعیت کے مالک ہوتے ہیں۔
چاہے پھر دو جڑواکیوں نا ہوں،وہ بھی ایک ساتھ زمین پر آئے ہوں
گے، شکل ایک جیسی ہو گی۔پر طبیعت عادت، عقل، سوچ
"وحرکت انکی بھی الگ ہو گی
اسکی بات کے جاری رہتے بازل نے اسکا ہاتھ تھام کر صارم کی
دھڑکنوں میں رقص پیدا کر دیا۔۔
اسنے بے یقینی سے اپنے ہاتھ میں موجود اسکے مخروتی انگلیوں والے سفید
نازک ہاتھ کو دیکھا۔۔

اس دوست کا تم سے وعدہ ہے یہ کبھی تمہیں ہرٹ ہونے نہیں"
دے گا۔"وہ اسکے ہاتھ کی پشت پر ہونٹ رکھ کر بازل کو دیکھتے بولا۔
بلیک مین۔۔"وہ تڑپ کر اٹھی اور اسکی گردن میں بانہیں ڈال کر"
سینے سے جا لگی۔صارم نے بھی مسکراتے اسے سینے میں بھینچ لیا۔۔

آئی لو یو۔۔"تیز گرج چمک میں اسنے ایک گمشدہ سی سرگوشی کی۔"

کیا کہا؟" صارم نے حیرت سے اسکا چہرہ سامنے کیا۔ بازل کا"
دل دھک سے رہ گیا اپنے الفاظ یاد کرتے۔۔
وہ سپید ہوئی رنگت سے اسکی بھوری آنکھوں میں دیکھنے لگی۔ تبھی
اچانک بجلی کی تیز چمک پورے روم میں بھی پھیل گئی ساتھ
جیسے ختم ہوئی پورے روم میں گھپ اندھیرا پھیل گیا۔۔

لائیٹ گئی۔۔" اسے بہانہ مل گیا بات بدلنے کا۔ اور وہ فوراً سے بدل بھی"
گئی۔ حیرت سے اندھیرے میں دیکھنے لگی۔۔

بات بدلنے کی کوشش مت کرو۔۔" صارم نے غصے سے کہتے پورا اسکی"
سمت پلٹا اور جبڑا پکڑ کر پوچھا۔۔

کون سی؟" بازل نے بھی غصے کا اظہار کیا۔۔"
ابھی تم نے کیا کہا سرگوشی میں؟" دفعتاً اسکا لہجہ بھاری ہوا۔"
بازل کا دل تیزی سے دھڑکا
وہ حیرت سے اپنے اندر کی تبدیلیاں محسوس کرنے لگی۔

آئی ہیٹ یو۔۔"معاً وہ شرارت کرتی اسکے بالوں میں انگلیاں پھنسا کر"
کان کے پاس جھک کر پھر سے یونہی سرگوشی میں بولی۔۔
پر صارم جانتا تھا اسنے یہ نہیں کہا تھا، کچھ تو الگ کہا تھا
کہ جسے ناسن کر بھی اسکا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔

تھینک یو۔۔"صارم نے شرارت سے کہتے اپنے دونوں ہاتھ کی انگلیاں"
اسکی انگلیوں میں پھنسائیں۔۔

تھک کیوں گئے تھے؟"وہ اندھیرے میں اسکی تیز سانسیں"
محسوس کرتی کترا کر بولی
تمہیں دیکھ کر نہیں گیا تھا تو تھکن ہی سوار ہونی تھی۔۔"صارم کو صبح کا"
وہ پہر یاد آیا جب اسنے اسکے ساتھ نوافل ادا کیا اور خود اسے
سراہے بغیر ایک فضول سے شیطانی کال پر اسے تکلیف دیئے وہاں سے
بغیر ناشتہ کیے چلا گیا تھا۔

مجھے تو تھکن نہیں ہوئی۔۔"وہ بوجھل دل سے بولی۔۔حالانکہ اسکے"
جانے کے بعد اسنے ناپانی کا گھونٹ حلق سے اتارا تھا ناہی نوالہ۔۔۔

محض اسکے باپ کی بھیجی گئی بیریز کو اسنے کھایا تھا، کیونکہ انکے محبت کے آگے کچھ نہیں تھا۔ پھر چاہے یہ عالم کیوں نا ہو۔۔۔

اچھا!" صارم دھیرے سے بولا۔۔ "پر اب تو تھک گئی ہو گی نا اتنی دیر" تک ڈانس کرتے ہوئے۔۔؟" اسنے پوچھا جب اسکی آنکھوں میں اسکا ڈانس کرتا وجود لہرایا۔۔

وہ پارٹنر ڈانس تھا، جو کہ وہ ایسے ہی فضا میں خالی ہاتھ تھامے ڈانس کر رہی تھی گھوم رہی تھی اپنے نازک سے وجود کو کسی موڑ رہی تھی۔۔

کتنی دفع اسکا دل بند ہوا تھا، کتنی دفع وہ مبہوت ششدر رہ گیا تھا

کتنی دفع اسکا دل کیا جا کر اسکے ہاتھ تھام لے۔ پر وہ ٹھہرا محض ایک ڈاکٹر اس خواب نگر کی شہزادی کے رقص میں کیسے ساتھ دیتا۔۔

اسنے تو کبھی عام سا ڈانس بھی ٹی وی پر نہیں دیکھا تھا۔

کبھی جو نظر پڑ جائے تو فوراً سے نگاہ پھیر جاتا، کہاں جانتا تھا کہ وہ پریوں کی طرح تنہائی میں رقصِ مدہوش ہوتی ہو گی۔

وہ دنیا کا عام سا سیاہ لڑکا، اور وہ پریوں کے دیس کی شہزادی۔۔

نہیں" اسکے سوال کا جواب اسنے نفی میں دیا"

میری یاد نہیں آئی؟" وہ حیران ہوا"
نہیں۔۔" وہ پھر سے نفی میں سر ہلا گئی۔۔ صارم کا دل سست پڑ"
گیا۔۔ کہ اسے کوئی احساس نہیں ہوتا پھر وہ کیوں اتنا بے چین رہا
تھا۔۔
وہ جو دور جانے کا بچھڑنے کا کہتی رہتی ہے اگر کو وہ کبھی دور ہوئی تو اسکا کیا
حال ہو گا؟

صحیح کہا مجھے بھی تمہاری یاد نہیں آئی۔" وہ بد مزہ ہو کر اپنے کچھ دیر پہلے "
کے اقرار سے مکر گیا۔۔
بازل نے مسکرا کر لب دبائے۔۔" تمہیں میری یاد نہیں آئی؟" وہ اسکے بال
میں انگلیاں پھیرتی صارم کے رگ و پے میں سکون کی لہریں
بکھیر گئی
سسر صاحب کو معلوم تو نہیں پڑ جائے گا میں انکی بیٹی کے روم"
میں ہوں؟" اسنے اسکی کمر میں دونوں بازو باندھے اور اسے اپنی سمت
کھینچ لیا۔
ساتھ ہی خود سیدھا پیچھے جا کر گرا۔۔

معلوم نہیں۔۔ تم بالکنی سے آئے ہو۔۔" اسکے کہنے پر صارم کی آنکھوں"
میں پھر سے وہی سب کچھ لہرایا۔۔
اگر وہ ریلنگ کے پاس آتی تو وہ اسے چوم لیتا۔۔ اتنا بے خود کر دیا تھا
اسنے۔۔

ہاں پہلی بار ایسا کیا ہے مجھے خود پر حیرت ہو رہی ہے۔۔ شرافت"
سے سیدھا وہاں سے آجاتا۔۔ پر تم تک جلدی پہنچنے کی تگ و دو
میں جانے کتنی چوٹ لگیں۔۔
ویسے کس کے ہاتھ تھام کر ڈانس کر رہی تھی؟" اسے جاننے کا تجسس ہوا۔۔"
تمہارے تو بالکل بھی نہیں۔۔" وہ اسکے سینے پر پڑی اسکی بڑھی ہوئی شیو پر"
انگلیوں کی پشت پھیرتی بولی۔۔

تمہارے میرے لیے کیا ارادے ہیں؟" وہ جھٹکے سے اسے بیڈ پر ڈال کر"
خود اس پر جھک آیا۔۔
ہم تو اب دوست ہیں نا۔۔" وہ شرارتاً بولی"
ہم دوست کے علاوہ بھی کچھ ہیں۔۔ جو پہلے بھی تھے۔۔" وہ گھمبیر لہجے"
میں کہتا اس پر جھک کر اسکی ناک سے اپنی ناک سہلانے لگا۔

وہ خاموش ہو گئی، جسے محسوس کرتے صارم نے اسکی شہ رگ پر ہونٹ رکھے، اسنے کوئی مزاحمت نا کی

وہ مزید جھکا اور اسکا چہرہ تھام کر، اسکی مدھم سرد سانسیں محسوس کرتا، اسکی بڑھتی دھڑکنوں کو سنتا، آنکھوں میں اسکے رقص کرتے سراپے کو بسائے، خود بھی آنکھیں موند کر اسکی بکھری سانسوں پر اپنی حکمت چلانے لگا۔

آہستہ آہستہ وہ دونوں ہی ایک دوسرے میں کھونے لگے۔۔

"بے بی۔۔ بازل نے ذرا سی مہلت ملنے پر تڑپ کر ممتا سے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھا۔۔"

"ہاہاہا۔۔ جمع کرو۔۔۔ صارم کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ اسنے شرارت سے کہتے پھر اسے اسکے بھیگے ہونٹوں پر اپنی حکمت جمائی

"بلیک میں۔۔ وہ اپنی گردن پر اسکی دہکتی جھلساتی سانسیں محسوس کرتی، اسکے چوڑے شانوں کو تھام کر بولی

"ہوں۔۔ متبسم ہوا۔۔"

"گھر چلیں۔۔ وہ مسکرائی۔۔"

"کون سے گھر؟ صارم نے سر اٹھا کر اسکی آنکھوں میں دیکھنا چاہا۔۔"

ہمارے روم میں۔۔ سونے کیلئے۔۔۔" اسنے نیند آنے لگی تھی۔ وہ اسکے "
لمس اسکی محبت سے بھیگ کر اس قدر ریلیکس ہوئی کہ نیند کی
میربان پری نے اسکی آنکھوں پر حملہ کر دیا تھا۔۔

اٹھو چینج کر لو۔۔" وہ اسکی پیشانی چوم کر دور ہوا۔۔"

تم؟" اسنے پریشانی سے پوچھا۔ کیونکہ بھیگا ہوا تو وہ بھی تھا"
میں گھر چل کر کروں گا۔" اسکا ہاتھ پکر کر اسے اپنے پاؤں پر کھڑا"
کرتے وہ بولا۔۔
مام ڈیڈ صبح پریشان ہوں گے؟؟" وہ کچھ متفکر بھی ہوئی۔۔"
صبح تم میری موبائل سے گڈ مارننگ کا میسج کر دینا انہیں۔۔" اسنے "
اندھیرے میں اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے گھول گھمایا وہ ہنس پڑی اسکے اناری
پن پر۔۔
پھر میں ابھی آئی۔۔۔" وہ اسکے شانوں پر ہاتھ رکھ کر اسکی ناک سے "
ناک ملاتی پیچھے ہونے لگی۔۔
پھر ایکدم سے آگے ہو کر اسکی داڑھی پر اپنے سرخ ہونٹ جما دیئے۔
آئی ہیٹ یو۔۔" وہ پھر سے نفرت کا اظہار کرنا نہیں بھولی۔"

تھینک یو۔" وہ بھی تشکر انے سے بولا"

وہ جیسے اس سے دور ہوئی، عجیب سا خالی پن اسکی بانہوں میں ارد گرد پھیل گیا۔

بازل نے اس سے دور ہو کر پہلے اندھیرے میں ڈوبے روم میں کینڈلز جلائیں۔ روم میں مدھم سی روشنی کے پھیلتے صارم نے سیدھا اسے دیکھا۔۔

وہ بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی، دھیرے سے مسکرائی۔

بیٹھو!" اسنے سرگوشیانہ اشارہ اسے کیا۔ اسنے نفی میں" سر ہلایا تو وہ اسے گھورنے لگی اور پھر بھی اس پر اثر نا دیکھ اسکی طرف بڑھی اور اسے شانوں سے تھاما ہی تھا جب اچانک ہی وہ اسکی کمر میں بازو باندھ کر اسے قریب کر گیا۔

کیا ہوا؟" بازل نے اس جملے سے گھبراتے ہوئے پوچھا"

کیا نہیں ہوا؟" اسنے انگلی بھر پر رکے اس چہرے کو دیکھا"

آئندہ یہ ڈانس مت کرنا۔" وہ سنجیدہ بولا"

کیوں؟" اسکی بھنویں تن گئیں۔"

کیونکہ مجھے ڈانس کرتی لڑکیاں اچھی نہیں لگتی۔۔" وہ اسکی آنکھوں میں"

دیکھ کر بولا، بازل لاجواب ہو گئی۔۔
تو تمہیں کیسی لڑکیاں اچھی لگتی ہیں؟" کچھ پل خاموش کے نذر ہو گئے"
معاً اسنے خاموشی کو گھبرا کر توڑا۔۔
"نماز پڑھتی ہوئی۔۔"
اچھی لڑکیاں وہ ہوتی ہیں جو نماز پڑھتی ہیں، قرآن پڑھتی ہیں، اچھے کپڑے"
پہنتی ہیں۔ سر ڈھانپ کر چلتی ہیں، گانے نہیں سنتی، جھگڑا نہیں
"کرتی، دھیمے بات کرتی ہیں، ڈانس نہیں کرتیں۔۔۔
کیا میں اچھی لڑکی نہیں ہوں؟" بازل کی آنکھوں میں نمی تیر گئی"
تم ہو۔ اسلئے تو کہہ رہا ہوں اچھی لڑکیاں ڈانس نہیں کرتی، تم بھی نا کرو۔۔""
وہ آہستگی سے مسکرا کر بولا۔۔

کیا تم اچھے لڑکے ہو؟" اسنے صارم کی سن کر بعد پوچھا"
"میں اچھا بننے کی کوشش کرتا ہوں۔"

اگر میں کہوں میں بری لڑکی ہوں، تو کیا تم مجھے چھوڑ دو گے؟" وہ"
حیرت سے پوچھتی اپنی کمر کے گرد اسکا حصار توڑ کر دور کھڑی
ہوئی۔

تم اچھی بن جاؤ۔۔" وہ اسکا ہاتھ تھام کر بولا"
میں بہت بری ہوں۔" وہ اسکے ہاتھ کی گرفت سے اپنا ہاتھ نکال کر"
مزید دو قدم پیچھے ہوئی

تمہیں ایک بات بتاؤں انت الحیات۔۔" وہ اسکے قدموں کو"
دیکھتے بولا۔۔
ہمم۔۔" اسنے سر اثبات میں ہلایا"
میں اتنا اچھا ہوں جتنا میں اچھا بن سکتا ہوں۔ اتنا اچھا نہیں ہوں"
"جتنا تم سمجھ کر دور جانے کی کوشش کر رہی ہو۔

مطلب؟" بازل نے نا سمجھی سے پوچھا"
مطلب۔۔۔" اسنے ہاتھ بڑھا کر اسکی کلائی کو تھاما اور اگلے لمحے جھٹکے"
"سے کھینچ کر اسے قریب تر کر دیا۔" دور مت جایا کرو۔
وہ مسکراتی ہنستی ہوئی اسکی گردن میں چہرہ چھپا گئی۔

بہت بھوک لگی ہے سوچ رہا ہوں یہاں سے چلتے کہیں ڈیٹ پر چلیں"
گے۔" وہ اسکے پیچھے چلتا وارڈروب کے ایک بند پٹ سے شانہ ٹکا

تم لڑکوں کی یہی پرابلم ہوتی۔ابھی دوستی کرو اور ابھی سے ڈیٹ پر چلو۔۔""
اسنے منہ بنا کر کہا صارم کا قہقہہ جاندار تھا
ہم لڑکوں کا دل بہت نازک سا ہے جلدی جلدی پگھلتا ہے۔اور"
جب گرلفرینڈ اپنی ہو تو فوراً سے پگھل جاتا ہے۔۔"اسنے
مسکراہٹ چھپا کر کہا

ایکسکیوزمی!میں تمہاری گرلفرینڈ کب بنی؟"اسنے تیکھے چتون"
سے گھورتے کمر پر ہاتھ ٹکائے
اس میں معافی مانگنے کی کیا بات ہے۔ابھی تم نے دوستی کی ہے۔"
ایک لڑکی جب دوست بنتی ہے تو اسے گرلفرینڈ ہی کہتے ہیں۔ادر
وائز میرا یہ پہلا تجربہ ہے۔۔اس گستاخ سے غلطی
"ہو جائے تو معافی کے بجائے کوئی سزا دیجئے گا اپنی سی۔۔

وہ گھمبیرتا سے کہتا پھیلنے لگا،بازل نے قہقہہ ضبط کرتے اسکے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ
کر اسے وارڈروب سے لگایا۔۔

دوستوں میں یہ سب نہیں چلتا مائی ڈیئر بلیک مین۔۔""
اسنے جتایا۔
مائی ڈیئر انت الحیات !ہم دوست کے علاوہ کچھ اور بھی ہیں۔۔ غور"
وفکر کرو، ورنہ تمہارا یہ دوست مر۔۔۔"اسکے ہونٹ پر پھر
سے سختی سے ہاتھ جم گیا۔۔۔

اپنے پر امس پر غور کرو۔۔"وہ کہہ کر اپنا ڈریس لیکر باتھ روم میں"
بند ہو گئی
صارم نے غور کیا۔۔
اس دوست کا تم سے وعدہ ہے یہ کبھی تمہیں ہرٹ ہونے نہیں"
"دے گا۔
اسکے دماغ میں اپنا کہا جملہ گونجا۔وہ بانہیں پھیلا کر اسکے انتظار
میں بیڈ پر گر گیا۔۔

میں ہیلپ کروں؟"اسے دیوار پھلانگنے میں ناکام ہوتے دیکھ کر اسکے"
کان کے پاس سرگوشی کی
وہ دونوں روم کی بالکنی سے اتر کر اب جس راستے صارم آیا تھا اسی راستے

بھاگ رہے تھے۔

کرو۔۔"وہ پریشان سی حامی بھر گئی"

اگر مام ڈیڈ کو معلوم پڑا جانتی تھی وہ کبھی اس پہر دونوں کو وہاں سے جانے نہیں دیں گے۔اسلیے وہ بھی چور راستہ اپنانے لگی تھی

چڑھو!"صارم نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اسکے لئے اپنا کندھا" پیش کیا. وہ سٹپٹا گئی۔۔

میرا شوز خراب ہے۔۔"اسنے اپنے بوٹس کو دیکھا"

میں نے جیکٹ پہنی ہے اتار دوں گا جلدی کرو گارڈ نا آجائے۔۔"اسنے" کہا تو وہ گومگو کی کیفیت میں کھڑی رہی

دفعتاً کسی چیز کی آہٹ پر وہ جلدی اسکے کندھے پر پاؤں رکھ کر اسکے تھوڑا سا بلند ہونے پر دیوار پر چڑھ کر بیٹھی۔۔

کون ہے؟؟"گارڈ کی کرخت آواز سنائی دی۔۔"

بلیک میں!"بازل خوفزدہ ہو گئی۔۔"

ہے کون ہے رکو رکو۔۔!!"دفعتاً گارڈ کی دھاڑ گونجی اسکے ساتھ ہی اگر ذرا سی"

صارم دیر کرتا تو بازل کی چیخیں۔۔

چور چور۔۔"گارڈ سیٹی بجاتا چیخنے لگا صارم نے مسکراتی ہوئی نظریں بازل کی" پھیلی آنکھوں میں ڈالی اور گارڈ کے رائفل کا نشانہ دیکھتے جلدی سے اس پار اتار اور بانہیں پھیلا کر بازل کو اشارہ دیا جو ایک نظر گارڈ کو دیکھتی قہقہہ لگاتی ہوئی دیوار سے اچھل کر صارم کی بانہوں میں آئی۔۔

"گاڑی؟"
گارڈ کی چیخوں سے سوسائٹی کے دوسرے گارڈ بھی الرٹ ہوئے خونخوار کتوں کی بھاؤ بھاؤ سے وہ دونوں چونکیں۔۔

آگے ہے۔۔"صارم نے اسکا ہاتھ تھاما اور دوڑ لگائی۔"
پیچھے خونخوار کتے بھاگتے آرہے تھے

وہ رہی۔۔"بازل نے دیوار کی اڑ میں رکھی اسکی ہیوی بائیک کو دیکھتے اشارہ" دیا
صارم نے ایک نظر پیچھے دیکھی اور یہ دیکھ کر قہقہہ لگا اٹھا کہ سسر

صاحب کے ساتھ دوسرے گھروں کے مکین بھی نکل آئے تھے باہر بارش میں۔۔۔

اسنے جھٹکے سے بائیک گھمائی اور کک لگاتے اسنے بازل کو بیٹھنے کا اشارہ دیا۔۔وہ کھکھلاتی پیچھے ایک نظر سب پر ڈالتی جھٹکے سے چڑھ کر بیٹھی۔۔

حیدر شاہ نے غور کیا تو رین کوٹ میں ملبوس بلیک بوٹس سر پر اسکارف لپٹے ہوئے کوئی اور نہیں بلکہ انکی اپنی چھوٹی بیٹی تھی اور آگے انکا داماد۔۔

انکی اس حرکت پر حیدر شاہ کو غصہ بھی آیا، اور ہنسی بھی۔۔۔

مزہ آیا؟" بائیک مین روٹ پر لا کر اسے بازل سے پوچھا۔"

"بہت۔۔" وہ ہنستی ہوئی بولی "ڈیڈ باہر آ گئے تھے۔۔"

ہاں میں نے دیکھا۔" صارم کو بھی ہنسی آئی یاد کر کے۔۔"

لانگ ڈرائیو پر چلیں؟" وہ اسکے شانے پر ٹھوڑی ٹکا کر، اسکے سینے کے گرد" ہاتھ باندھ کر بولی۔۔

ابھی دوستی کیے چار گھنٹے بھی نہیں ہوئے اور تم لڑکیوں کی فرمائشیں"
شروع۔۔"اپنا بدلہ چکاتے اسنے خوشگوار طنز کیا بازل کا قہقہہ
بے ساختہ تھا۔

لڑکیوں کا مجھے نہیں معلوم۔پر میرے بارے میں تم جان لو۔"اسنے"
حصار تنگ کیا اور آنکھیں موند لیں۔۔
پہلے میرے ساتھ ڈیٹ پر چلو پھر میں چلوں گا لانگ ڈرائیو"
پر۔۔"وہ بائیک کو ریس دیکر بولا
اوکے ڈن!"وہ بالآخر مان گئی۔۔کیوں؟"
وہ نہیں جانتی تھی پر اسکے ساتھ یوں برستی رات میں سفر کرنا
اسے بہت پسند آرہا تھا۔بہت پرسکون تھا اسکا ساتھ۔۔
کافی محظوظ کن تھا اسکا لہجہ۔۔۔
نرمی میں ایک الگ سی دنیا بسی ہوئی تھی۔۔
وہ ہاتھ تھام کر اڑنا چاہتی تھی۔۔
ایک حصار جو اسنے باندھا تھا وہ نہایت محفوظ کن تھا۔
اسنے اپنے حقوق سے قدم پیچھے لے لیے تھے۔

وہ اسکا دوست بن کر اسکا ہاتھ تھام چکا تھا۔۔

"پر اسے تو سیاہ مرد نہیں پسند۔۔۔"

دو سرخ آنکھوں نے اسکا دور تک پیچھا کیا۔۔
گہرا سانس بھر کر وہ جونہی آگے بڑھا بارش سے چھپنے کیلئے چھوٹی سی بلی بھاگی اس جگہ پر آئی۔
اسنے ناگواری سے اسے دیکھا جسنے اسکا راستہ کاٹا تھا۔
بلی کا چھوٹا سا سفید بچہ میاؤں میاؤں کرتا اس لمبے چوڑے وجود کو دیکھنے لگا
وہ بلی کا بچہ اس سے کچھ کہنا چاہتا تھا۔ پر وہ شاید بپھر چکا تھا وہ روٹ والا منظر دیکھ کر تبھی اپنا سیاہ بوٹ میں مقید پاؤں اس چھوٹی سی بلی کے سر پر رکھا۔
اور خاموش آگے بڑھ گیا۔۔۔

oooooooo

سر!" ملازمہ نے مخاطب کرتے کانپتے ہاتھوں سے ٹرے اسکے
سامنے کیا جس پر واحد بلیک کافی کا کپ رکھا تھا۔

دوسری!" وہ سرد لہجے میں بغیر دیکھے بولا"
ملازمہ کا چہرہ اتر گیا۔ یہ ظلم اب پانچویں بار تھا۔ وہ مسلسل
بلیک کافی اسکے حکم پر بنا کر لا رہی تھی اور وہ دوسری دوسری کرتا انکار
کرتا جا رہا تھا۔
اب تو سیڑھیاں اترنے کی بھی اس میں سکت نہیں تھی۔ پر اس
سے کیا کہے۔
وہ سر ہلا کر نڈھال سی واپس مڑی، جبکہ اسے ڈور سے جاتے دیکھ کر
صام اپنا لیپ ٹاپ بند کرتا، نائیٹ ڈریس لیکر باتھ روم میں بند
ہوا۔۔

کیا ہوا؟" ملازمہ کو ٹرے تھامے واپس آتے دیکھ کر اسنے پاس آکر"
پوچھا۔
دوسری۔۔" وہ نڈھال سی کہتی ٹرے تھما کر چیئر پر ڈھے گئی۔"
عرشیہ نے غصہ ضبط کرتے ویسے کی ویسی کافی کو دیکھا۔

چاہتا کیا ہے؟" وہ غصے سے پوچھنے لگی۔"
آپ ایک بار جا کر پوچھ لیں نا بڑی بہو۔۔"ملازمہ کی ٹانگوں میں اب"
ذرا بھی سیڑھیاں چڑھنے کی ہمت نہیں تھی وہ بیچارگی سے عرشیہ
سے گویا ہوئی۔
جسے سن کر وہ سٹپٹا گئی۔"مم۔۔ میں۔"اسنے حلق تر کیا۔۔

بابا نے تو اسے کہا تھا کہ دوسرے توقیع کے روم میں سو جاؤ، وہاں
توقیع کے کپڑے ہر چیز موجود تھی جو کہ اسکے کام آ سکتی تھیں۔۔
پر ابھی وہ ڈیسائیڈ کرتی کہ اسی وقت نواب صاحب کا آرڈر آ گیا کافی
چاہیے۔
تقویٰ زیدی بنانے والی تھیں پر انہیں مسلسل کام میں دیکھ کر عرشیہ
نے خود کہا کہ وہ بنا لے گی۔ اور انہیں آرام کرنے کیلئے بھیج دیا۔
پر اسے کیا معلوم تھا"میں بنا لوں گی" اتنا مہنگا پڑ جائے گا۔
یہ پانچویں بار اسنے کپ واپس بھیج دیا تھا دوسری کہتے۔ عرشیہ کو
لگا شاید اچھی نہیں بنی۔
اسنے ٹیسٹ بھی کیا تھا پر اس کڑوی کافی کا ذائقہ اسے خاک

سمجھ آتا۔۔

وہ پہلے کی طرح ہی تو بنا رہی تھی پر وہ مسلسل دوسری دوسری کرتا جا رہا تھا۔ کہ اب تو ملازمہ بھی ہار گئی تھی۔۔

ٹھیک ہے تم جاؤ آرام کرو۔" اسنے مسکراتے کہا۔ ملازمہ کا" مرجھایا ہوا چہرہ کھل اٹھا۔ اور وہ فوراً سے کھڑی ہوتی عرشیہ کو دعائیں دیتی وہاں سے غائب ہوئی۔

وہ تو بس پیچھے اسکی پھرتی کو دیکھتی رہ گئی۔۔

چاہتے کیا ہو تم چام خام۔۔" اسنے غصے سے سوچا اور دھڑکتے" ہوئے دل سے دوسری کافی بنانے لگی۔ کافی بننے کے دوران چند برتن واش کیے اور انہیں خشک کر کے رکھتی وہ کافی کپ میں نکال کر ٹرے میں کپ رکھ کر کچن سے دھڑکتے دل سے باہر نکل آئی۔۔

اسکے روم کے دورواز ے کو دیکھتی وہ یہ سوچتی سیڑھیاں چڑھ رہی تھی کہ کپ رکھ کر وہ فوراً سے وہاں سے بھاگ جائے گی۔۔

وہ بغیر ناک کیے دبے قدموں سے روم میں داخل ہوئی۔
اسنے ایک چور نگاہ روم میں دوڑائی مگر وہ دکھائی نہیں دیا، شاید رب مہربان ہو گیا تھا۔
سائیڈ ٹیبل پر کافی کا کپ رکھ کر وہ ٹرے دھک دھک کرتے دل سے لگائے وہاں سے بھاگنے کیلئے پلٹی۔۔
یوں لگ رہا تھا شیر کے گھپا میں قدم رکھ لیا ہو۔۔

آہہ۔۔۔"وہ جیسے ہی پلٹی تھی سیدھا دیوار نما وجود سے ٹکراتی زمین بوس" ہوئی، کمر میں لگی چوٹ سے اسکی چیخ بے ساختہ تھی۔۔
ٹرے ہاتھ سے دور جا گری، وہ زمین پر پڑی کراہنے لگی۔۔۔
اندھے ہو کیا؟ دیکھ کر نہیں چل سکتے؟"وہ مقابل کھڑے وجود کو" بھیگی آنکھوں سے دیکھتی غرائی

میں کھڑا تھا۔"وہ سپاٹ لہجے میں جتا کر بولتا بیڈ پر" بیٹھا۔
عرشیہ نے اسکے سڑے ایٹیٹیوڈ پر گھور کر اسے دیکھا
پر وہ اسے نظر انداز کرتا ٹیبل سے کافی کا کپ اٹھا کر خاموشی سے پینے لگا۔

اسے حیرت ہوئی۔(تو کیا دوسری دوسری اسلیے کہہ رہا تھا کہ میں لاؤں؟)اسنے سوچا اور کھولتے خون کے ساتھ اٹھ کھڑی ہوتی ٹرے جھپٹ کر اٹھائی کہ اب روک کر دکھاؤ

تن پھن کرتی وہ دروازہ کے پاس آئی اور ایک اس بے نیاز بنے بیٹھے اکڑو پہ نظر ڈال کر ہینڈل کو تھاما۔۔
اسنے تھوڑا سا زور دیا، ہینڈل گھمایا۔۔ پھر زور دیا۔۔
"یہ دروازہ کیوں نہیں کھل رہا؟" ہونقوں کی طرح اسکی شکل بن گئی وہ ٹرے ساتھ ٹیبل پر رکھ کر دونوں ہاتھوں سے ہینڈل کو جکڑے دروازہ کھولنے لگی۔

"یہ دروازہ کیوں نہیں کھل رہا؟" غصے سے ہانپتے وہ چیخی۔

"لاک ہے!" وہ نہایت پر سکون ہو کر بولتا کافی کے دو سپ لیکر واپس ٹیبل پر رکھ دیا اور اب نیم دراز ہو کر اسے دیکھنے لگا۔۔

"کیوں؟؟؟" وہ چلاتی ہوئی اس فضول جواب پر اسے دیکھنے لگی جو کہ پہلے ہی

اسے دیکھ رہا تھا۔

روم کیوں لاک ہوتا ہے؟" وہ الٹا ابرو اچکا کر دلچسپی سے پوچھنے لگا۔"

مجھ سے اپنے فضول قسم کے سوال مت پوچھو جلدی سے دروازہ کھولو مجھے گھٹن"

ہو رہی ہے۔۔" وہ اسکی نگاہوں کے تاثرات سے سرخ پڑتی بولی

تو یہاں آجاؤ تمہیں کسنے کہا لاک پر ریسرچ کرو۔" وہ ابرو سے پاس"

والی جگہ کا اشارہ کرتا اس سے بولا۔ عرشیہ کی آنکھیں اسکے

اشارے سے پھیل گئیں

یہ میرا روم نہیں ہے۔ میں یہاں نہیں سو رہی سمجھے۔ تم"

عزت سے دروازہ کھولو مجھے جانا ہے۔" وہ اتھل پتھل سانسوں مچلتی

دھڑکنوں سے جتا کر بولی اور پلٹ کر ہینڈل کو جھٹکے دیتی کھولنے کی

کوشش کرتی آنکھیں میچے دعا کرنے لگی

ایزیو وش۔۔ جب موڈ بنے تو آجانا میں سو رہا ہوں۔۔" وہ کندھے اچکا کر"

کہتا لائیٹ آف کر کے لیٹ گیا۔

یی۔۔ یہ لائیٹ کیوں بند کر دی؟؟" وہ گھپ اندھیرا پا کر خوفزدہ"

بوکھلائی۔ گلاس وال سے باہر کی بجلی کو دیکھ کر لبوں پر زبان پھیرنے لگی۔

ڈسٹرب مت کرو۔۔"وہ غصے سے بولا۔"

عرشیہ کو حیرت ہوئی، اتنی سی بات پر وہ اس قدم موڈ بگاڑے بیٹھا تھا۔

سب آ گئے تھے، اسکے روم کی طرف آ رہے تھے تب بھی کیا وہ اسکے پاس رہتی۔۔

وہ تو کسی جن کی طرف چمٹ جاتا تھا، اسے کون سمجھاتا، مجبوراً اپنے بھائی ساحل والوں کی آمد کا سن کر اسے ہی زبردستی اسکے حصار کو توڑنا پڑا تھا۔۔

اور اس پر بھی نواب کا موڈ بنا ہوا تھا۔۔

تو تم دروازہ کھول دو۔۔"اسنے بھی چبھتے لہجے میں کہا۔"

پر جواب ندارد۔۔وہ کافی دیر جواب کے منتظر کھڑی رہی پر اسنے کوئی رسپانس نہیں دیا۔۔

وہ تھک ہار کر خود ہی کوشش کرنے لگی پر سب بے کار۔۔

نتیجہ یہ نکلا کہ اس مالک کی طرح دروازہ بھی انتہائی کاڈھیٹ اور ضدی تھا۔کھلنے کا نام نہیں لے رہا تھا یا زیادہ ہی وفادار تھا۔

اسنے ایک نفرت بھری لات اسے رسید کی۔ اور پاؤں پٹخ کر بیڈ کی طرف دیکھا جہاں وہ شاید اب سو گیا تھا۔

اسنے کلائی میں بندھی گھڑی میں دیکھا رات کافی بیت گئی تھی۔۔ وہ بھی کافی تھک گئی تھی۔

نچلے لب کو چباتی وہ صوفے پر جا کر بیٹھی اور اسکا جائزہ لینے لگی کہ جاگ رہا ہے یا سو۔۔

کافی دیر جائزہ لینے کے بعد وہ بالآخر اس نتیجے پر پہنچی کہ واقعی وہ سو چکا ہے۔

اسنے ایک تشکر بھرا سانس لیا اور بے آواز قدموں سے چلتی وارڈروب کے پاس آئی اور اپنا نائیٹ ڈریس نکال کر باتھ روم میں بند ہو گئی۔۔

باتھ لیکر وہ باہر آئی اور بالوں سے تولیہ نکال کر ہینگ کیا۔ تھک اتنی گئی تھی آج کہ اس میں بالوں کو خشک کرنے کی ہمت نا تھی۔

ایسے ہی پیٹھ پر بال چھوڑ کر وہ بیڈ کی طرف بڑھی۔۔

ڈر حد سے سوا تھا کہ وہ جاگ نا جائے۔ اور اگر جاگ گیا تو اسکی جان گئی۔

کیا یہ سچ میں سو رہا ہے؟" اپنی جگہ سنبھالتے عرشیہ نے "

حیرت سے اسکی چوڑی پیٹھ کو دیکھا
ہو سکتا ہے۔"دل نے جواب دیا۔۔"
پر ایسے کیسے مطلب اتنا شریف کیسے ہو گیا اچانک؟"دماغ نے"
کہا۔۔اور یہ واقعی حیرت کی بات تھی۔

اسے اچانک ہو کیا گیا ہے؟"وہ اسکی پشت دیکھتی سوچنے لگی۔"
دیکھ لیتی ہوں سو رہا ہے یا محض پھر کوئی ناٹک۔۔"وہ سوچتی ایک ہاتھ"
تکیے پر رکھ کر کچھ بلند سر کو کیے اسکے چہرے کو دیکھنی کی کوشش میں
اسکی طرف پوری جھک آئی۔
آہہ۔۔"اسکی حلق سے چیخ نکل گئی جب اچانک وہ سیدھا ہوا"
اور عرشیہ کا ہاتھ پھسلا وہ دھڑام سے سیدھا اسکے سینے پر جا
گری۔۔
ص۔۔۔"اسکی آواز حلق میں دب گئی۔وہ بولنے کی کوشش کرنے لگی پر"
اس سے بولا کچھ نا گیا۔۔
کیا کر رہی ہو؟"صام کی سپاٹ آواز اسکے کانوں میں گونجی۔"
عرشیہ کے حواس جھنجھلا اٹھے۔۔
وہ کیا سوچ رہا ہو گا؟"سوچ کر اسکا دل ڈوب گیا شرم سے"

مم۔ میں وہ لائیٹ آن کر رہی تھی۔۔"وہ ہکلا کر بولی"
تو اپنی سائیڈ والا لیمپ آن کر دیتی۔"وہ اسکے بونگے بہانے پر برجستہ بولا"
عرشیہ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔وہ اٹھنے کی کوشش کرنے لگی پر اسکے
بھیگے بال اسکی شرٹ کے بٹن میں بری طرح الجھے تھے۔
اسکے ماموں سے پسینا نکل آیا۔
میں بھول گئی۔۔"اسنے کہا اور اتھل پتھل دھڑکنوں سے اسکی"
شرٹ بٹن سے بال نکالنے لگی

اسکے ماموں سے پسینا نکل آیا۔
میں بھول گئی۔۔"اسنے کہا اور اتھل پتھل دھڑکنوں سے اسکی"
شرٹ بٹن سے بال نکالنے لگی جب اچانک اسکا بھاری مضبوط ہاتھ
رینگتا اسکی کمر پر آیا
وہ ساکت ہو کر مقابل کو دیکھنے لگی، وہ تو پہلے اسی کو ہی دیکھ رہا تھا۔اسکی
نیلی اوشن بے تاثر آنکھوں میں دیکھتے اسنے حلق تر کیا۔

کہہ دو یہ بہانہ تھا۔۔" دفعتاً فضا میں اسکی گھمبیر آواز"
گونجی
اسکے لہجے کا بھاری پن محسوس کرتے عرشیہ کی انگلیاں کانپ گئی،
وجود جیسے بے جان سا ہو گیا۔

ککک۔۔ کون سا؟" اپنے ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں محسوس کرتی وہ"
جلدی سے بالوں کو اسکی شرٹ سے نکالنے کی کوشش میں مزید
الجھا گئی۔۔
اور یہ سراسر اسکی بزدلی کی وجہ سے ہو رہا تھا۔
ای۔۔" اسنے جب اسکی کمر کو سخت انگلیوں کی پکڑ میں دبوچا تھا"
وہ کراہ کر اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچ گئی۔۔
لائیٹ والا۔۔" وہ اسکے چہرے پر پھونک مار کر دوسرے ہاتھ کی انگلیوں"
سے اسکے رخساروں سے بھیگے نم بالوں کی چپکی لٹوں کو سمیٹنے لگا۔
ص۔صام میں تھک گئی ہوں۔۔" اسنے کسمسا کر دور جانے کی کوشش"
کی پر اسکے زلف خود بغاوت پر اتر آئے تھے
اسکے کف کے بٹن شرٹ کے بٹن کالر کے بٹن سب میں باری باری الجھ
کر اسکے لئے ایک پل صراط کھڑی کر دی۔۔

میں بھی۔" وہ اسکے گلابی سپید کان پر انگلیاں پھیرتا بولا۔"
تم نے کون سا کام کیا ہے؟" اسکی شرارتوں پر سمٹ کر گھورتے"
پوچھا
تمہارے سو کالڈ ہجر میں دن سے بیٹھ کر رات کا انتظار کیا ہے"
میں نے۔۔" وہ جتاتے ہوئے اپنے مخصوص لہجے میں یوں بولا جیسے اسکے
ہجر میں یہ گھڑیاں کاٹ کر اس پر احسان کیا ہو۔۔
تم میں شرم ہے تو ڈوب مرو۔۔" اسکا سو کالڈ ہجر کہنا اسے زہر"
لگا. وہ سمجھ رہی تھی کوئی رومینٹک سا جملہ کہے گا۔۔

سب کچھ ہے دولت شہورت، فیملی گاڑی بنگلہ بیوی صرف ایک"
شرم نہیں ہے۔ جو میرے کام کی نہیں انہیں میں اپنی زندگی میں
رکھتا نہیں۔۔" وہ ڈھٹائی سے گنوانے لگا۔
عرشیہ افسوس سے دیکھتی بالوں کو چھوڑ کر اب کمر سے اسکے ہاتھ کو
ہٹانے لگی۔

انگڑائی لو۔۔" دفعتاً اسکی مزاحمت کو دیکھتے اسنے جھٹکے سے اسے"

بیڈ ہر منتقل کیا اور اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے احتیاط سے اتار کر اسکے بالوں کو نکالتے ہوئے اسے حکم دیا۔۔

واٹ ؟؟" اسے سن کر دماغ جھٹکا لگا۔۔"
تم نے کہا تھک گئی ہو تو انگڑائی لیکر تھکن اتار دو۔۔" وہ اسکے پالوں کی لٹ تھام کر کھینچتے ہوئے بولا

تمہارا دماغ ہی خراب ہے مجھے سونے دو۔۔ ہمیشہ اوٹ پٹانگ " واہیات قسم کی فرمائشیں کرتے رہتے ہو۔۔" وہ اسکے دوپہر کی حرکت یاد کرتی جل کر بولی۔۔
اگر خود وقت پر اسکا ہاتھ پیچھے نا کرتی تو ضرور آج کچھ بڑا ہو جاتا۔۔
اگر تم نے انگڑائی نہیں لی تو میں تمہیں صبح تک سونے نہیں دوں گا۔ اور " تم واقف ہو کس طرح۔۔۔" اسنے اسکی پشت دیکھتے سرد لہجے میں وارن کیا

وہ جو اسکے چوڑے سینے سے نگاہیں شرا کر کروٹ بدل گئی تھی اس دھمکی پر منہ کھولے پلٹ کر اسے دیکھنے لگی۔

پتا نہیں کون سی وہ منحوس گھڑی تھی جب میں نے صمصام زیدی" تمہارے سامنے انگڑائی لی۔۔

میں اس صبح کو پوری زندگی کوسوں گی۔ کیونکہ اسکی وجہ سے یہ دماغ سے پیدل جن میرے پیچھے پڑ گیا تھا۔۔" وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں کہتی اپنے چہرے کے نقشے بگاڑ کر ہاتھ ٹیڑھے کرتی وجود بے ڈھنگا موڑتی کوئی عجیب سا نقشہ بنا کر اسے اپنی انگڑائی دکھانے لگی۔

اگر کوئی بچہ دیکھ لیتا اسکا کلیجہ پھٹ جاتا۔۔ پر یہ صمام کا سینا تھا جو نہایت پر سکون عالم پڑا اسکے بگڑے نقوش والے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

اب دیکھ لی انگڑائی؟ اب مجھے سونے دو۔۔" وہ غصے سے چیخ کر کہتی ایک چور" نظر اسکے سکس پیک پر ڈالے کروٹ بدلنے لگی تھی کہ اچانک ہی اسکا بازو اسکی کمر میں حائل ہوا اور دوسرے لمحے جھٹکے سے اسے .اپنی سمیت کھینچ گیا

عرشیہ سانس روکے سرکتی ہوئی سیدھا اسکے سینے سے لگی اور

آنکھیں میچ گئی جب وہ اسی برقی رفتاری سے اسکے بال پکڑ کر سر اونچا کرتے اسکی گردن میں جھکا۔

تمہارے پور پور تن من میں میں اس قدر تھکن بھر دوں گا کہ تم" خود انگڑائی لینے پر مجبور ہو جاؤ گی آج۔۔"وہ اسکے کان میں سرگوشی کرتا اسکی کان کی لو کو دانتوں میں دبا گیا۔۔

تت۔تو قسیع کہاں ہے؟"اسنے کمر کو تھام کر جب اسے اسکی" جگہ پر ڈالا وہ کپکپاتی آواز میں بولتی اسکے سینے پر ہاتھ رکھا۔
اپنے شوہر کے گھر۔۔"اسکے عام سے انداز میں کہا گیا جملہ" عرشیہ کی سماعتوں پر بلاسٹ کی طرح محسوس ہوا۔۔

دد۔دل کے پاس؟"وہ خود پر جھکے چہرے کو دیکھنے لگی۔"
جسنے اپنا توانا وجود کا بھار اسکے نازک وجود پر منتقل کرتے اسکے چہرے کو تھاما۔۔
ہمم!"وہ محض اتنا ہی بولا۔۔عرشیہ کی آنکھیں انتہائی حد تک" پھیل گئی۔۔

اپنے دل کے پاس ؟" اسکی آواز چیخ نما تھی۔ پر جواب ندارد"
حاب دو اب تم مجھے۔۔" وہ اسکے سوال کو نظر انداز کرتا بولا"
کک کیا حاب ؟" اسکا دل تیزی سے دھڑکا"
وہی نظر انداز کیوں کیا مجھے۔۔۔" وہ اسکی کمر میں بازو ڈال کر اسے"
قریب کرتا گویا ہوا
واٹ ؟؟؟؟ میں نے نظر انداز کیا تمہیں ؟ اور جو تم اتنی دیر سے مجھے کر"
رہے ہو اس سب کا کیا؟" وہ چیخ پڑی۔۔

تمہیں پھر بھی منانے کا احساس نہیں ؟" وہ غصے سے گھورتا بولا۔۔"
عرشیہ کا تو دماغ ہی گھوم گیا۔۔
مطلب خود جو اتنی دیر سے نظر انداز کر رہا تھا، بار بار کافی بنوا کر تنگ کر رہا تھا
اس سب کو کچھ نہیں اور وہ جو ذرا سی مہمان کی وجہ سے گئی تھی اس پر
اس نواب کو منایا جائے۔۔
صام !!" دفعتاً اسکا حصار تنگ ہوا۔ وہ گھبرا گئی پر فائدہ اب۔۔۔"
وہ غصے میں حاب کتاب کے ارادوں سے اسے حصار میں جکڑ
گیا۔ وہ اسنے کمزور سی مزاحمت کی پر ناکام ہو گئی۔
وہ اسکی شدتوں سے ڈر رہی تھی، اسکا وجود خود بخود آنے والے لمحات کا

سوچتے لزرنے لگا تھا۔ جسے محسوس کرتے وہ اسکے سینے میں سما گئی۔۔

اور نم آنکھوں سے اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھتی خود ہی اسکے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھ کر شکریہ ادا کرنے لگی اسکے احسان کا جو اسنے توقیع کو اپنے شوہر کے پاس بھیج کر اس پر کیا تھا۔۔

صام وہ بہت رو رہا تھا۔۔ "معاً اس سے الگ ہو کر وہ پھوٹ "
پھوٹ کر رونے لگی۔۔

شش! اب نہیں روئے گا تم رونا بند کرو۔۔ "صام نے غصے سے جھڑکتے "
اسے کھینچ کر سینے سے لگایا اور عرشیہ کے آنکھوں میں دیکھنے پر اپنی تمام تر شدتوں سے اسکے چہرے پر جھک گیا۔۔

اب مام کو بتا دو ایسا نا ہو اچانک خوشخبری سے دوسرا تماشا "
لگ جائے۔۔ "معاً اسکی آواز کان میں گونجی۔ عرشیہ نے گھبرا کر اسے دور کرنا چاہا پر احساس ہوا اسکی کلائیاں اسکے مضبوط ہاتھ کی گرفت میں تھیں۔۔

یہ مزاحمت بیکار ہے۔۔ "وہ جتا کر بولا۔۔ اسکا دل سست پڑ گیا۔۔ "
اسنے آنکھیں میچ کر اسکے سینے میں چہرہ چھپانا چاہا پر اسنے یہ

بھی کوشش ناکام کر دی۔۔

اور اب کی بار وہ خود اسکے گلابی پنکھڑیوں جیسے ہونٹوں پر جھکا۔
عرشیہ خود کو کوسنے لگی کہ خود ہی گدھی کھوتی بیوقوف کم عقل لڑکی ہے۔
جانتی بھی تھی کہ وہ آدمی دماغ سے پیدل ہے پھر بھی اسکے روم میں آ گئی۔۔
اگر وہ کافی نا پیتا تو جیسے قیامت آجاتی۔۔
اگر کافی نا لیکر جاتی تو ضرور وہ کوئی نیا تماشا لگاتا، لنگڑا تو پہلے بن کر بیٹھا تھا۔ اگر اسے اپنی جان بچانی تھی تو کسی بھی طرح اسے صبح آفس بھیجنا ہی تھا۔
پر چاہے شہد ہو کر اسکے ہاتھوں شہید ہونا ہی کیوں نا پڑے۔۔

وہ کافی پر سکون تھی یہ جان کر کے کہ صام نے بلکہ اسکے کنگ کانگ نے اپنی لاڈلی بہن اسکے بھائی کے پاس بھیج دی تھی۔۔
اسے ٹوٹ کر اس پر پیار آیا۔۔
اسنے اسکی بانہوں میں تو بہ کشن انگڑائی لی۔۔۔
ایک اور۔۔۔ "اسے دیکھتے اسکی نگاہوں میں خمار سا اتر آیا۔"

وہ بالکل بدل سا گیا، جیسے کسی نے ڈر گزدے دیئے ہوں اسے۔۔

اسنے فرمائش پر ہاتھ جیسے فضا میں اٹھائے اپنی دھڑکنوں پر محبت بھری مہر ثبت ہوتی محسوس کرتی وہ روح تک کانپ گئی۔۔
صا۔۔۔"اسنے اسے پکارنا چاہا پر صمصام زیدی نے اسکے ہونٹوں پر اپنا" بھاری ہاتھ رکھ مزاحمت کا آخری چارہ بھی چھین لیا۔۔

ooooooo

من اٹھو گھر آگیا۔۔"گارڈ کے گیٹ کھولنے پر دریاب نے گیٹ سے" اندر داخل کرتے اسکے رال پر سر رکھے سوئی ہوئی من کو جگانا چاہا۔
سونے کے دوران اسکی گردن لڑکھ رہی تھی بار بار، دریاب کو ڈر تھا کہیں گردن میں موچ نا آجائے پھر ایک نئی مصیبت میں پڑ جائے گا۔
یہی سوچتے اسنے اسکا سر اپنی گود میں رکھ کر آگے اسکے بازو حائل کر دیا تھا جس سے وہ گرنے سے بچ گئی تھی۔
دوسرے ہاتھ سے وہ مشکل سے ڈرائیو کر رہا تھا۔

جانے کیسے لوگ لانگ ڈرائیو سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ وہ لیٹ نائیٹ جب گھر لوٹ رہا تھا، خود کو احمق محسوس کر رہا تھا۔
ساتھ والی چیئر پر موجود وجود بھی کچھ یوں ہی کیفیت میں گھرا تھا تبھی آرام فرما رہا تھا۔

وہ اسے لیکر گیا تھا ہاسپٹل، وہاں سے ہو کر اسے ڈنر کروانے کے بعد آئسکریم پارلر لیکر گیا۔ تب تک وہ خوش باش تھی۔ آئسکریم کھاتے وہ کافی انجوائے کر رہی تھی۔
جب وعدہ کی بات چھیڑی تو وہ پھر سے کنفیوژ متغیر ہو گئی۔
اسنے جانے کیا سوچا تھا پر وہ اسے وعدہ لے چکا تھا اور اس وعدے کے مطابق وہ اسکے ساتھ لانگ ڈرائیو پر چلنے کیلئے آمدہ ہو گئی۔۔
دریاب نے نوٹ کیا تھا جب اسنے لانگ ڈرائیو کی بات کی تو، اسکی رنگت بحال بھی ہوئی، اور آنکھوں میں امید ٹوٹنے کی کرچیاں بھی تھیں۔۔
وہ اس سے کون سی امیدیں لگائے بیٹھی تھی وہ نہیں جانتا تھا، البتہ اپنی پچھلی تمام گستاخیوں پر نادم ضرور تھا کہ کیا سوچتی ہو گی وہ اسکے

بارے میں۔۔

دریاب خان اتنا کمزور ہے؟

جب اسنے اسے چاکلیٹس لیکر دیئے، یوں لگا اسے جیسے کسی بچی کو بہلانے کیلئے لایا تھا۔ عجیب لگا اسے، چڑ بھی آئی کے واپس لیکر چلا جائے گھر۔۔

پر جب اپنی بھول خطا کی وجہ سے اسکے معصوم چہرے کی حالت دیکھتا تمام احساسات ہر ندامت حاوی ہو جاتی۔

صام کمینے کھوتے سے اسے یہ امید نہیں تھی، اسے لانگ ڈرائیو کا آئیڈیا دیکر پیچھے سے اسنے ساحل کو خبر دے دی تھی کہ اسکی معصوم بہن کو چوٹ لگی ہے۔۔

وہ ڈرائیونگ کے دوران دریاب سے کال پر بات کرتا بپھر گیا تھا جسے محسوس کرتے ثمن نے انہیں یقین دلایا کہ وہ دریاب کی غلطی کی وجہ سے نہیں بلکہ سیڑھیوں پر بھاگنے کی وجہ سے گری ہے۔۔

پر وہ نہیں مانے سخت غصے غیظ و غضب میں لگ رہے تھے، اسنے

دریاب کو اسی وقت ثمن کو شاہ ولا لانے کا کہا پر ثمن نے انہیں منتیں کی کہ وہ صبح تک آجائے گی۔۔
ساحل وقت اور صورتحال کو دیکھتا خاموش ہو گیا تھا پر اسے حکم دیا تھا وہ تیار ہو جائے خود آئے گا اسے لینے۔۔

"میں چھوڑوں گا نہیں تمہیں کھوتے!" دریاب نے دل میں طے کیا تھا کہ اس کا حساب وہ صمام سے ضرور لے گا۔
کمینے نے خود آئیڈیا دیا اور خود ہی بے عزتی کروائی۔۔

اسنے گاڑی سفید روش کے بیچ روکی، اور خود احتیاط سے اٹھ کر اسکا سر سیٹ پر رکھتے گاڑی سے باہر نکل آیا۔

"من!" وہ وہاں کھڑے سکیورٹی فورس کے سلام کا سر ہلا کر جواب دیتا دوسری طرف گھوم آیا، ڈور کھول کر اسنے اسے پکارا۔۔
پر وہ ہنوز خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہی تھی۔ اسکا سر لڑھک گیا تھا۔
کیا اتنا بدمزہ تھا اسکے ساتھ سفر کہ وہ سونے پر مجبور ہو گئی۔

دریاب نے سوچتے سر کھجایا۔
ہاں کچھ ایسا ہی تو تھا۔۔یوں لگا رہا تھا کہ سیدھا سیدھا سفر کرتے بے مقصد راستے ناپ رہے ہیں دونوں۔۔ساتھ بیٹھی ثمن جمائیوں پر جمائیاں لے رہی تھی، اگر کبھی دریاب گردن گھما کر دیکھتا تو دھیرے سے مسکرا دیتی۔
بارش رک چکی تھی البتہ فضا میں خنکی ابھی موجود تھی۔

سرد فضا میں گہرا سانس بھر کر اسنے اسکی گود میں رکھی شاپرز کو اٹھایا جس میں آئسکریم چاکلیٹس تھے اسکے۔
پاس آتے گارڈ کو گاڑی کی کیز تھما کر اسنے آگے بڑھتے ثمن کو بانہوں میں اٹھا لیا۔
ہم گھر پہنچ گئے؟"اسکے بانہوں میں بھرنے پر وہ ہڑبڑا کر ہوش میں آئی۔اور سر اٹھا کر آس پاس کے ماحول کو موندیں موندیں ادھ کھلی آنکھوں سے دیکھتی اس سے پوچھنے لگی۔۔

ہوں۔۔"وہ جواباً سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا۔"
ماما سو گئیں؟"اسنے خاموشی میں ڈوبے گھر میں داخل ہوتے"

پھر سے پوچھا۔

"دریاب اسکے روم کی طرف بڑھتا اپنی ماں کے روم کے ہاں شاید۔۔" بند دروازے کو دیکھ کر بولا

ثمن نے ڈوبتے دل سے اسے اپنے روم کی طرف بڑھتا ہوا پایا۔ اسکا دل اچھل کر حلق میں جیسے آگیا۔

"وہ اپنے روم میں سس۔ سو سکتی ہوں؟ مم۔۔ میں تمہارے روم میں اکیلی سونے کے تصور سے خوفزدہ ہوتی ہڑبڑا کر بولی۔ دروازہ کھولنے کیلئے بڑھتے پاؤں دریاب کا وہیں ساکت رہ گیا۔

"اسنے ثمن کو بے یقینی سے دیکھا میرے روم میں؟"

"ہاں کل میں ماما کے ساتھ سو جاؤں گی۔ صرف آج رات۔۔ ابھی ماما کی نیند نہیں خراب کر سکتی میں۔۔" اسکی حیرت بھری نگاہوں کو دیکھتی وہ خفت زدہ، بے بس سی نظریں جھکا کر اسکے تاثرات سے نگاہ چرا گئی۔۔

"دریاب اسکی بے بسی کو دیکھتا، ترس کھا اگر مام کو معلوم پڑ گیا تو؟"

کر بولا۔
کیا؟" ثمن نے چونک کر دیکھا (کیا وہ مان گیا) اسکا دل دھڑکا۔۔"

یہی کہ ہم رات ایک روم میں سوئے تھے۔۔" اسکی بات سے ناصرف "
وہ بوکھلائی لاجواب ہو گئی تھی بلکہ کانوں کی لو تک سرخ پڑ گئی۔۔
دریاب نے حیرت سے اسکے سرخ ہوئے گالوں کو دیکھا۔ بات کی
نزاکت سے وہ واقف ہو چکا تھا،، گھنی مونچھوں تلے مسکراہٹ آئی پر وہ
کمال مہارت سے ضبط کر گیا۔

وہ جواب کے منتظر رہا پر ثمن کے پاس کوئی جواب نا تھا۔
میں گھر جانا چاہتی ہوں۔" دفعتاً اسکی بھرائی آواز خاموش "
ماحول میں گونجی۔۔
اس وقت ؟" دریاب کو حیرت ہوئی۔۔"
ہمم!" ثمن نے نیچے اترنے کی کوشش کی پر اسنے اسکی کوشش کو ناکام کر دیا۔"
دریاب نے گہرا سانس کھینچا اور لب بھینچ کر اسے یونہی اٹھائے
قدم پیچھے لیے۔ ثمن نے دھڑکتے دل سے اسکے چہرے کو دیکھا جو کہ
سپاٹ تھا۔

صبح جلدی اٹھ جانا۔۔"وہ آہستگی سے کہتا سیڑھیوں کی جانب بڑھ "
گیا۔۔

"کہاں گئے تھے دری؟"
ابھی سیڑھیاں چڑھ کر وہ روم کا ڈور، بوٹ کی ٹھوکر سے کھولتا،، پیچھے سے فارس کی آواز آئی نا صرف دریاب چونکا تھا بلکہ ثمن کا بھی چہرہ متغیر ہوا کہ وہ کیا سمجھے گا۔۔

ثمن نے ہراساں نگاہوں سے دریاب کو دیکھا، اسی وقت اسنے بھی اسکی کھلی آنکھوں میں دیکھا اور فارس کو جواب دیئے بغیر اندر داخل ہوا، نفی میں سر ہلاتے ہوئے ثمن کو بیڈ پر ڈالا۔۔
وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھی اور سراسیمگی سے دہلیز پر کھڑے فارس کو دیکھنے لگی۔ باہر سے داخل ہوتی روم میں روشنی سے فارس کا عکس سیاہ ہو کر روم میں پھیل چکا تھا.

دریاب نے اسکی سراسیمہ نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو

معنی خیزی سے مسکراتے ہوئے فارس کو پایا۔۔

کیا چل رہا ہے؟" اسنے خباثت سے ہنستے ابرو اچکایا"

رات کو سب کے سونے کے بعد چوری چپکے سے ایک روم میں"

آنا۔۔۔ہاہاہا۔۔" وہ شرارت سے کہتا قہقہہ لگا اٹھا۔۔

اسکی بات کے پس مطلب سے ثمن کا مر نے جیسا مقام آگیا

تھا، وہ نگاہ نہیں اٹھا پا رہی تھی۔ اسکا دل اٹھاہ گہرائیوں میں جیسے

ڈوب چکا تھا۔ آنکھوں میں شرمندگی خفت سے نمی تیر گئی۔۔

اگر جیسا وہ کہہ رہا ہے ساحل بھائی کو معلوم ہڑا تو؟" سوچ کر اسکی"

روح کانپ گئی۔

شٹ اپ فارس! ایسا کچھ نہیں۔۔وہ بس من ڈر۔۔۔"

ڈر!! بڑی بلا ہی یہی ڈر ہے۔۔" اسنے ہاتھ پر ہاتھ مار کر جیسے بات پکڑی۔۔ ثمن کا دل"

کیا اسکا منہ نوچ لے۔۔

اگر انکی نیت خراب ہوتی تو کیا وہ باہر اتنی دیر اکیلے تھے وہاں ایسا ویسا کچھ

نا کرتے؟ کون تھا وہاں انہیں روکنے والا۔۔

پر اب وہ اس گھٹیا سوچ کے مالک کی سوچ کیسے بھونکنے سے روکے۔۔
فارس جاؤ!" دریاب نے ناگواریت سے کہا۔۔ کہ جاؤ جو سوچنا"
ہے سوچو۔۔

ویسے تم بھی کمال کے آدمی ہو۔۔ قسمت بڑی خطرناک پائی ہے۔ دونوں بار"
ہی قیامت۔۔۔۔
مجھے افسوس ہوا نویرہ کیلئے۔۔ یہ سچ ہے مرے ہوئے لوگ کتنی دیر زندہ
رہ سکتے ہیں۔۔" وہ ہنستا مسکراتا معنی خیزی سے کہتا پیچھے ہو گیا۔۔

اپنی بکواس بند کرو فارس اور دفعہ ہو جاؤ!" معاً اسکی مسلسل"
بکواس سن کر آخر میں نویرہ کے ذکر پر وہ گرج پڑا۔
پر وہ اثر لیے بغیر ڈھٹائی سے ہنس رہا تھا۔

دریاب نے اسے غصے سے گھورا،، جبکہ فارس گہری نگاہوں سے ثمن کا
جائزہ لیکر دریاب کی طرف پلٹا۔۔

آل دابیسٹ۔۔" اسنے آنکھ دبائی اور الٹے قدموں سے پیچھے ہوتا وہاں سے چلا"
گیا اپنے روم کی طرف۔۔

ان دونوں کے کچھ نا کرنے کے باوجود بھی اپنی جگہ چور ہو کر رہ گئے۔
دھب "معاً غصے سے پھولتی رگوں کے ساتھ دریاب نے ہاتھ کا مکا بنا کر"
سیدھا دیوار پر دے مارا۔
دری۔۔۔"وحشت سے من کی چیخ نکل گئی۔۔"

سو جاؤ!" وہ دھاڑ کے ساتھ دروازہ بند کرتا اس سے غصے میں بولا"
ثمن جو اسے کہنا چاہتی تھی کہ اسکے چاکلیٹس آئسکرین فریج میں رکھ
کر آئے پر اسکی غصیلی آواز پر سائیڈ ٹیبل پر انہیں رکھ کر وہ جلدی سے
چادر کھینچ کر لیٹ گئی۔۔
صورتحال کے پیش نذر اسکا وجود ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔

وہ کچھ دیر خاموشی سے کھڑا رہا، اور پھر سر جھٹک کر آنکھیں میچے
گہرا سانس اندر کھینچا۔
من نے آنکھوں سے چادر ذرا سی ہٹا کر دیکھا تو وہ نائیٹ ڈریس نکال باتھ روم

میں بند ہو گیا تھا۔

نویرہ" وہ اس نام کو سوچنے لگی۔ اسکی آنکھوں کے سامنے اس دوشیزہ کا"
دھندلا سراپا لہرایا۔ وہ کافی دیر خالی دماغ سے چھت کو گھورتی رہی۔۔
کیا یہ ابھی تک اس سے پیار کرتے ہیں؟" بے ساختہ آئے"
دماغ میں سوال کو سوچتے اسنے جیسے ہی کروٹ بدلی پاس بیٹھے وجود کو پا کر
اسکی سانس رک گئی۔

یہ کب آئے؟" سانس روکے وہ اسے دیکھتے حیران ہوئی۔۔"
کافی دیر اسکی پشت کو دیکھ رہی تھی۔ روم میں پھیلتی بو کو محسوس کرتے
اسے اندازہ ہوا کہ دریاب اسموکنگ کر رہا ہے۔
اسے حیرت کا جھٹکا لگا۔ پر اتنی خود میں جٹا ناپائی کہ اسے مخاطب
کر سکے

وہ یونہی کافی دیر سوچوں میں گم اسکی سمت پیٹھ کیے بیٹھا اسموکنگ
کرتا رہا۔۔

حتیٰ کہ وہ اسکی پیٹھ کو دیکھتی دیکھتی نیند کی وادیوں میں اتر گئی۔ کمرے

میں دو وجود کی موجودگی ہونے کے باوجود گھر اندھیرا اور سکوت چھایا ہوا تھا۔

نا اسنے روم کی لائیٹ آن کی نا ہی اس سے کوئی بات۔۔

رات کے تقریباً تین بجے وہ سرد سانس فضا میں خارج کرتا آخری سگریٹ کا آخری کش لگا کر اسنے ایش ٹرے میں اسے مسلا۔۔
جلتے سینے میں اسنے پانی کا گلاس انڈیلا، اور لہو ہوئی شہد رنگ آنکھوں کو میچ کر خود کو پر سکون کرنا چاہا۔۔

آخر سب اسے نویرہ کے طعنے کیوں دیتے ہیں؟ کون سی بے وفائی کی ہے اسنے اسکے ساتھ؟ اسے انصاف دلانے کیلئے وہ کیا کچھ نہیں کر رہا؟
اسکی محبت میں اسنے دنیا سے اپنوں سے تعلق قطعی کر دیا تھا۔
اسکی محبت میں وہ کس کس حد تک گر گیا تھا یہ اسکا دل جانتا تھا۔ پھر بھی اسے طعنے، نویرہ کیلئے افسوس۔۔۔

سوچ کر اسکا دماغ گھوم گیا، دل چاہا سب کچھ تہس نہس کر دے۔
ٹھاک۔۔"دفعتاً سکوت چھائے روم کی فضا میں اچانک"
اسنے ہاتھ مار کر پانی کے بھرے جگ کو زمین بوس کرتے روم کی
ساکت فضا میں دھماکہ کیا۔۔

آہہہ۔۔۔"گہری نیند سوئی اچانک اس آواز پر ثمن چیخ کر اٹھ"
بیٹھی۔ دریاب اپنے خیالوں میں بیٹھا کانچ کے ٹکڑوں کو گھور رہا تھا
دفعتاً نسوانی خوفزدہ چیخ پر حیرت سے گردن گھمائی۔۔
گولڈن کلر کی شارٹ شرٹ میں ملبوس، ہاف سلیولیس سے
جھانکتے اسکے نرم ملائم سے سفید بازو، سیاہ بکھرے شانوں پر کھلے بال،
خوفزدہ نظروں سے دیکھتی ثمن کو پا کر وہ چونکا۔۔
اسکی موجودگی کو تو وہ فراموش کر چکا تھا۔
دد۔۔دری س۔سب ٹھیک ہے؟"اسنے آواز سنی تھی دھماکے کی۔"
اب خوف سے اس سے پوچھ رہی تھی
دریاب کی نگاہیں اسکے بھرے بھرے سراپے کے خدوخال سے
ہوتیں اسکی آنکھوں پر آئیں۔۔

دری!!" اسکے جواب نا دینے پر ثمن نے یہاں وہاں دیکھتے دھماکے کی وجہ "
تلاش کرنی چاہی۔

کیا ہوا؟" وہ اپنی جگہ پر لیٹ کر اسے دیکھتا بولا"
یہ یہ آواز کس کی تھی؟" وہ سخت وحشتزدہ تھی تبھی اسکے لہجے نگاہوں پر "
غور نا کر پائی۔۔
لیٹ جاؤ کچھ نہیں میرا ہاتھ لگ گیا تھا جگ کو بس۔۔" وہ "
ہلکے پھلکے انداز میں بولا
ثمن نے سن کر شکر بھرا سانس لیا۔ اسے لگا وہ کل رات والا درندہ
پھر سے آگیا ہے۔
آپ ٹھیک ہیں؟" وہ اپنی جگہ پر لیٹتی اسکی سمت کروٹ لیے بولی"
کیوں مجھے کیا ہونا ہے؟" دریاب نے پوچھا وہ سٹپٹا گئی"
وہ آپ کچھ دیر پہلے۔۔۔" اسنے ہچکچاتے ہوئے کہا کہ اچانک اسے "
اپنی کمر پر کچھ رینگتی ہوئی چیز محسوس ہوئی۔۔

دری۔۔" اسکی جیسے سانس رک گئی آنکھیں پھیلا کر دیکھتی تبھی"
اچانک ہی اسکی کمر کو مضبوط انگلیوں میں جکڑ کر اسنے اپنی

طرف کھینچا وہ گھسیٹتی ہوئی سیدھا اسکے سینے آ لگی۔۔

اسکی نا صرف سانسیں بند ہوئی بلکہ دل بھی اس اچانک افتاد پر ساکت ہو گیا۔

"کیا کچھ دیر پہلے؟" اسنے کہنے کے ساتھ اسکا دوپٹہ اس سے الگ کیا، ثمن کی آنکھیں مزید پھٹ گئیں کہ وہ کیا ارادے رکھتا ہے؟

ثمن کی سانس بھاری ہو گئی۔۔ "دد۔۔د۔دری مم۔۔مجھے۔۔نن۔۔نیند لگی ہے" اسکی آواز میں نمی آ گئی

"سو جانا۔۔" اسکا لہجہ انداز بدل گیا تھا۔وہ غصے میں طیش میں کون سا قدم اٹھا رہا تھا، اسکا انجام کیا ہو گا اس سب سے وہ لاپرواہ ہو چکا تھا۔۔

یا اسکا دماغ کچھ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھو بیٹھا تھا۔۔اسنے روتے اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے دور کرنا چاہا پر دریاب نے اسکے ہاتھوں کو جھٹکے سے سینے سے ہٹا کر اسکی تیز ہوتی دھڑکنوں کو سنا۔۔

ثمن کا دماغ سنسنا اٹھا، وہ اسے تکیے پر ڈال کر خود اسکی گردن میں جھک گیا، اسکی گھنی مونچھوں کی چبھن، ہونٹوں کے جا بجا شدت بھرے لمس سے بے جان ہوتی۔چوڑے سینے تو اناوجود تلے وہ بے ضرر سی آنکھیں میچ کر، دھک دھک کرتے دل سے اسکی پشت پر شرٹ کو مٹھیوں

میں دبوچ گئی۔۔

دری۔۔"اسکی بڑھتی جارتوں شدتوں وہ سخت بوکھلائی گھبرائی اسکے"
وجود کو خود سے دور کرنے کیلئے مزاحمت کرنے لگی تھی پر وہ اسکے نازک
روئی سے نرم وجود کے لمس کو محسوس کرتا، خود میں نہیں رہا تھا۔۔
اسکے ہاتھوں کو تھام کر انگلیوں سے انگلیاں پھنسا کر تکیے سے لگا دیئے۔ وہ اسکے
چہرے پر جھکنے لگا پر ثمن نے نفی میں سر ہلاتے اپنا چہرہ موڑ دیا۔۔
دریاب۔۔"وہ حلق تر کرتی خشک کانپتے لبوں پر زبان پھیرنے لگی۔ اسکے"
کترانے پر وہ اسکی گردن کان اور رخسار پر اپنی بڑھی ہوئی شیو اور ناک کو
سہلانے لگا۔۔
ناچاہتے ہوئے بھی اسکی جارتوں سے ثمن کے لبوں پر شرمگین
مسکراہٹ بکھر گئی۔۔ وہ آنکھیں موند کر اسکے ہاتھ پر اپنی گرفت مضبوط
کر گئی

وہ جانتی تھی وہ غلط کرنے والی ہے، یہ سب ٹھیک نہیں تھا ان دونوں
کیلئے۔ پر وہ صرف اسے قصوروار کہلانا نہیں چاہتی تھی۔
اس بے خودی کے عالم میں وہ بھی اسکے سنگ چلنا چاہتی تھی۔ وہ
یہ بھی جانتی تھی صبح اسے کس کس کا سامنا کرنا ہے، اپنی ماں اپنی

سانس۔۔

وہ خوش تھی کہ وہ بھی اسکا ساتھ دے گا۔

شاید وہ اسے چاہنے لگا تھا۔ اسکی جھلساتی سانسوں بے تابیوں سے وہ یہی اخذ کر پائی تھی

وہ بھی محبت کرنے لگا تھا اس سے۔ یہ سوچ ہی انوکھی تھی، اسکی قربت کو برداشت کرنا اسکے لئے آسان نہیں تھا پر وہ کر رہی تھی۔۔

اسنے اپنا چہرہ اسکی طرف کیا، دونوں کی دہکتی سانسیں لمحے کیلئے الجھی پر وہ کسی پیاسے کی طرح اسکی گلابی نازک سی پنکھڑیوں پر جھک گیا

اسنے خود کو اسکے رحم کرم پر چھوڑ کر، خود سپردگی کے عالم میں آنکھیں میچلیں۔۔

"!!نویرہ"

وہ اسکی پنکھڑیوں جیسے نرم گلابی لبوں کو نرمی سے چھوتا اسکے نازک سے وجود کو اپنے حصار میں لیتا، اسکی آواز سننے کیلئے بے تاب اسکے کان میں سرگوشی سے پکارنے لگا۔

نویرہ؟؟؟؟؟؟" ثمن ہارون شاہ کو یہ نام اپنے کان میں کسی بلاسٹ کی آواز "

سے گونجتا محسوس ہوا تھا۔۔

نوی۔۔۔"وہ پھر سے سرگوشی کرتا اسکے سیاہ گھنے بالوں میں انگلیاں"
الجھا گیا۔۔
دور رہو مجھ سے!!!"دفعتاً فسوں خیز ماحول میں ثمن کی چنگارتی ہوئی آواز گونجی"
ایک محبت کا بت تھا جو پاش پاش ہوا تھا، ایک ننھا معصوم سا
دل تھا جو لہولہان ہوا تھا۔
دور ہٹیں مجھ سے۔۔ہاتھ مت لگائیں مجھے دریاب خان۔۔"وہ چیختی چلاتی"
بری طرح مزاحمت کر کے نوچ کھوچ کر دور ہوئی تھی۔۔

کیا ہوا من؟؟"اسکے خونخوار ہونے چیخنے پر دریاب ہوش میں آتا"
حیران پریشان سا اٹھ بیٹھا
اٹھ تو وہ بھی گئی تھی مگر بیٹھی نہیں تھی بلکہ بیڈ سے اتر کر دور ہوتی بے آواز
رونے لگی تھی۔۔

خبردار!!نام مت لیں میرا اپنی زبان سے۔۔"وہ بپھر گئی۔۔"
آخر کیسے نا بپھر جاتی۔۔وجود اسکا، تصور کسی اور کا۔۔

وہ سوچ کر پھوٹ پھوٹ کر روتی گھن سے نگاہ پھیر گئی۔۔

ہو کیا گیا ہے تمہیں دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا؟"وہ جھٹکے "
سے بیڈ سے اتر کر آیا اسکے مقابل۔۔

ہاں ہو گیا ہے میرا دماغ خراب۔۔ میں اب اس گھر "
میں آپکی زندگی میں ایک پل کیلئے بھی نہیں رہوں گی۔۔
سمجھ کیا رکھا ہے آپ نے مجھے؟ کوئی طوائف ہوں؟ جسے جو مرضی
سمجھ کر استعمال کریں وہ معاوضہ لے جاتی ہے۔۔

کیا سمجھ رکھا ہے آپ نے مجھے؟"وہ اسکا کالر پکڑ کر چیختی استفسار کر رہی
تھی۔وہ کوئی چھوٹی سی ثمن نہیں لگ رہی تھی۔۔
بلکہ کوئی بڑی سی عورت تھی جو اپنے آپ کے لیے خونخوار ہوا ٹھی تھی۔۔

من!!"چٹاخ معاً روم کی فضا میں زوردار تھپڑ کی گونج اٹھی۔۔"
وہ اپنے گال پر ہاتھ رکھ کر اسے بے یقین نظروں سے دیکھتی سسک اٹھی۔۔

کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ پاگل ہو گئی ہو اچانک کیوں گالی دے رہی خود کو؟""
اسکے خود کو طوائف کہنے پر دریاب کا دماغ گھوم گیا اس حد تک کہ اگر
وہ پہلے سے بیمار نا ہوتی تو چہرہ سجھا کر رکھ دیتا۔۔

ہوش آیا کہ میں ثمن شاہ ہوں۔ آپکی بچھڑی ہوئی محبت نویرہ چغتائی"
نہیں۔۔
مت کریں میرے کانوں میں اسکی سرگوشیاں۔۔ گھن آرہی ہے
مجھے خود سے اور آپ سے۔۔
کیا سمجھ کر آپ میرے قریب آئے تھے کہ میں نویرہ فیروز
ہوں؟؟ کیا سمجھ کر آپ میرے وجود کو محبت سے بگھور رہے تھے کہ
یہ ثمن شاہ نہیں نویرہ چغتائی ہے؟؟" اسکی چیخوں سوالات پر وہ
خاموش اسے ہچکیاں بھرتے دیکھتا رہا۔۔

ثمن کی آواز دب گئی، اسکا گلا بیٹھ گیا۔۔

پھر ہے کیا تم میں جو میں تمہارے قریب آؤں؟" دفعتاً"
اسنے سرد لہجے میں پوچھا۔۔۔

ثمن کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ بہرہ ہو چکی ہے۔ اسکی آواز کسی جلتی ہوئی سلاخ کی طرح اسکے کانوں سے آر پار ہو گئی

نا آسمان ٹوٹا نا زمین پھوٹی۔۔

بس وہی ٹوٹ کر خاموش ہو گئی۔۔ حتیٰ کہ اسکے آنسوں رک گئے۔۔

وہ بے یقین نظروں سے مقابل کھڑے وجود کو دیکھ رہی تھی۔۔

جسکی کل کی عنایتوں سے وہ سمجھ بیٹھی تھی کہ دریاب خان کو اس موٹی سی لڑکی سے محبت ہو گئی ہے۔۔

اور اب دریاب خان کا جواب کیا تھا کہ۔۔۔۔۔

عورت میں ایک کشش خود ہوتی ہے کہ مرد بے خودی کے عالم"

میں بھی یہ جانتا ہے وہ کس لمس میں کھویا ہوا ہے۔۔

اگر تم میں وہ کشش نہیں ہے تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟؟

ایک عام سی خوبی بیان کر لو اپنی۔۔

کیا ہے تم میں جو میرے دل کو بھائے؟

نا تم ایک کامیاب لڑکی ہو۔ نا ہی کوئی باہمت۔۔ بائیس تیئس سال کی ہو پر ابھی تک گیارویں بارویں جماعت میں ہو۔۔

فضول قسم کے ناول پڑھنا اور ان پر تبصرے کرنا، یا بچوں کی طرح سارا دن چاکلیٹس کھاتے رہنا۔۔

!!!یہ ہو تم

کبھی خود پر غور کیا ہے؟

مجھے تو حیرت ہوتی ہے کہ کیسے ہمارا جوڑ بنا لیا؟

مجھے معاف کرو میں کسی بچی کے ساتھ نہیں گزار سکتا، جسے کسی بھی کنڈیشن میں چاکلیٹس یاد رہتے ہیں، جو چاکلیٹس ہر بہل جاتی ہے۔۔" وہ ہنس پڑا۔ اور گہرا سانس لیکر خود کو پر سکون کرتے اسکے چہرے سے نگاہیں چرائیں۔۔

اسکے سامنے اسکی ذات کا ایک سوال چھوڑ کر وہ پیچھے ہو گیا اور اسکی نظروں سے ہی اوجھل ہو گیا۔۔

وہ خاموشی سے آگے بڑھی اور بیڈ سائیڈ ٹیبل پر رکھے موبائل کو سرد بے جان ہوتے ہاتھوں سے بمشکل اٹھایا۔۔

جہاں اپنی ذات کی ویلیو نا ہو، جہاں اپنی وجود کی قدر نا ہو بلکہ کسی اور کو پانے کی چاہ، یاد کر کے یادوں میں کھونے کیلئے کھلونے کے طور پر استعمال ہو۔۔
وہاں رہنا طوائف کی زندگی سے زیادہ بدتر ہے۔۔

oooooooooo

وہ اسکے سینے پر سر رکھے پڑی سوچوں کو گم تھی، وہ یہ سوچ رہی تھی کہ توقیع اسکے بھائی کے پاس آخر کار اسکی سن کر چلی ہی گئی اور اسے بھیجنے والا اسکا اپنا شوہر تھا۔

اسنے جتنے زخم دیئے تھے دلاور کا نام لے لے کر اسے، آج اچانک ایک ہی لفظ سے اسکے سارے ناسور پر مرہم رکھ کر بالکل اپنے جادوئی سحر سے ٹھیک کر دیا تھا۔
وہ سوچکا تھا پر خوشی سے عرشیہ کو نیند نہیں آرہی تھی، وہ اسکے بانہوں نے مضبوط حصار میں پڑی، چوڑے سینے پر سر رکھے مسلسل یہی سوچ رہی تھی کہ ان شاءاللہ ضرور توقیع دلاور کی غلط فہمی کو دور کر دے گی اور اسے لے آئے گی۔ وہ ضرور لڑے گا اپنے حق کیلئے۔

اسنے سکون بھرا گہرا سانس لیا، اور نگاہیں اٹھائیں تو اسکی دہکتی گرم سانسیں اسکی پیشانی سے ٹکرائیں۔۔

اسنے ہاتھ اٹھا کر اسکی پیشانی سے بھورے بال سمیٹنے چاہے پر جونہی ہاتھ آگے کیا تو پورا آستین میں چھپا ہوا تھا۔
وہ دیکھ کر مسکرائی۔۔

وہ اسکی سفید شرٹ میں تھی۔ اسکی آستین نے بڑی تھیں، اور شرٹ بھی کافی کھلی ہوئی تھی۔۔
ہاتھ باہر نکال کر اسنے شرارت سے اسکے سرخ ظالم ہونٹوں پر انگلی رکھی اور اسکی مونچھوں کی گدگدانے والی چبھن کو اپنی انگلی کی پشت پر محسوس کیا۔

وہ سیدھی ہو کر اسکے سینے پر آتی، اپنا بوجھ اسکے سینے پر منتقل کرتے ہوئے اسنے اسکی بند ہوئی آنکھوں پر پھونک ماری۔
اسنے دیکھا وہ زندگی میں پہلی بار اسکی کسی بیوقوف حرکت پر متبسم ہوا تھا، اسے مزید ہمت ملی۔
اسنے دوسرا ہاتھ آستین سے نکال کر اسکی پیشانی سے بال سمیٹے اور اپنے

ہونٹ اسکی کشادہ پیشانی پر ثبت کر دیئے۔

"کیا دل کا کیس تم نے اوپن کروایا؟" اسنے اپنی مخمور آواز میں اسکے کان میں سرگوشی کی۔
صام کو لگا جیسے اسکی سرگوشی سے بھی جنون ہو گیا ہے۔
اسنے اپنی سرخ نیلی آنکھوں کو کھولا۔
دونوں کی آنکھوں کا زبردست تصادم ہوا۔ وہ دلچسپی سے اسکی آنکھوں کی سرخ رنگت دیکھ رہا تھا۔ جبکہ عرشیہ اسکی نگاہوں میں مشکل سے دیکھتی جواب کے منتظر تھی۔

"تم جان کر کیا کرو گی؟" اسکا لہجہ بھی بھاری تھا۔۔ عرشیہ نے اپنی کمر کے گرد سرکتا ہوا اسکا بازو محسوس کیا۔۔ کچھ دیر تو وہ بولنے کے قابل نہیں رہی۔۔

"میں جاننا چاہتی ہوں۔۔ میرا حق ہے کیونکہ کیس تو میں نے اوپن کروایا ہے اور مجھے معلوم نہیں یہ تو ناانصافی ہے۔۔" وہ آہستگی سے بولی

اگر میں بتانا ناپسند کروں تو؟" اسنے جھٹکے سے کروٹ بدلی ساتھ "
عرشیہ کا رخ بھی بدل لیا۔ اسکی پشت اسکے سینے سے جا لگی تھی اور
وہ اسکے تنگ حصار میں آکر متغیر ہو گئی۔۔

میں تم پر فیک سگنیچر لینے، نام کو استعمال کرنے کا کیس کرواؤں گی۔""
اسنے دھمکی دی پر اسکی جگڑ میں کراہ اٹھی۔

تو کرواؤ مجھ پر!! تمہارے ایسے ہزاروں کیس کو منہ دینے کی طاقت "
رکھتا ہے صمصام زیدی!" اسنے اسکے کان میں جھک کر سرگوشی سے
جتایا
اوہ تو اسکا مطلب ہے تم نے کروایا ہے۔" وہ اسے باتوں میں پکڑتی"
زبردستی اسکے حصار میں گھوم کر اسکے چہرے کے سامنے چہرہ
لائی
تم نے کیا ہے نا یہ سب؟" اسکی آنکھوں میں نمی تیر گئی"
نہیں ہم نے۔۔" وہ تفصیل میں جانے کے بجائے اتنا ہی بولا۔۔ وہ"
سارا کریڈٹ نہیں لینا چاہتا تھا اور وہ صمصام زیدی تھا وہی لیتا
تھا جو اسکا حق تھا۔۔

دوسروں کے حق پر ڈاکا ڈالنا اسکی شان کے خلاف تھا، ایسی چیپ حرکات وہ کرتا بھی نہیں تھا جس سے اسکی ذات میں کوئی عیب آئے۔

سوئی نہیں؟" اسنے پوچھا۔ عرشیہ کو ہم کو جاننا چاہتی تھی کہ" اس میں کون کون ہیں اسکے سوال پر شکوہ کن نظروں سے دیکھا۔۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟" وہ استفسار کرنے لگا۔"

کچھ نہیں۔۔" وہ کہہ کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگی جب جب اسنے" حصار مزید تنگ کر دیا

صام!" وہ غصہ نہیں کرنا چاہتی تھی پر اسکی بے حسی پر وہ غصہ ہو گئی" صبح نیند پوری کر لینا۔۔" وہ اسکی وہ اسکے چہرے سے بال سمیٹ کر" بولا

پتا ہے اب چھوڑیں۔۔" وہ کسمسانے لگی"

اب کچھ نہیں پتا۔۔ کل آرام کرو اور رات کو پھر سے ملاقات کریں" گے، بلیک ڈریس پہننا۔۔" وہ حکم دیکر اپنا چہرہ اسکی گردن دیکر اسکی شہ رگ کو چھونے لگا۔۔

وہ جو کسمسا رہی تھی اسکی بات سن کر اسکے دماغ کی رگیں ہل گئیں۔ اسنے

سٹپٹا کر اسکے کندھوں کو تھاما۔

اب پھر سے وہی سب کر رہی ہو بعد میں ظالم ہونے کے شکوے "
کرتی ہو۔" اسنے کان میں سرگوشی سے اس سے کہا
عرشیہ نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

مجھے متوجہ کرنے کیلئے تمہاری شرارتوں کی ضرورت نہیں ہے "
عرشیہ صمصام زیدی! تم اگر نفرتوں کی حدوں کو چھونے لگ جاؤ
گی تو بھی مجھے فرق نہیں پڑے گا۔۔
میں جنون کے معاملے میں مطابقت تمہارے واقعی سائیکو
سائیں ہوں۔۔
مجھے کسی کی نفرتیں محبتوں فرق نہیں دیتیں۔ میں بس وہ دیکھتا
"ہوں جو میں دیکھنا چاہتا ہوں۔

" تم مجھ سے دور ہونے کیلئے دنیا بدل دو گی،، پر ہر دنیا میں مجھے ہی پاؤں گی۔۔"
تم بچپن میں شرارتیں کر کے میرے خوف سے بھاگ جاتی "
تھی۔ تب تم کسی اور کی عزت ہوا کرتی تھی۔۔

اب تم شرارت کرو گی تو یہ یاد رکھنا میں تمہارے معاملے کبھی "بے بس نہیں۔۔

تم مجھے دھمکیاں دے رہے ہو؟"عرشیہ نے ابرو اچکا کر پوچھا۔۔"
تم سمجھ سکتی ہو"وہ لاپرواہی سے بولا"
میں تمہارا منہ نوچ لوں گی۔۔"وہ غصے سے بولی"
ان اختیارات کے بارے میں مجھے بھی سوچنا چاہیے۔۔"وہ کچھ چونک "
کر اسکی دھمکی کو سننے کے بعد کچھ یوں اسکے گلابی ہونٹوں کو دیکھنے لگا کہ
عرشیہ کا دل گھبرا اٹھا۔

اسنے گھبرا کر فوراً سے اسکے ہونٹوں پر اپنا ہاتھ جمایا۔۔
وہ اس پابندی کو دیکھتا اسے تکیے پر ڈال کر خود اس پر جھک آیا۔۔
وہ سختی سے آنکھیں میچ گئی۔۔اسنے اسکے چہرے کو دیکھتے ایک ہاتھ اسکے
چہرے کے پاس تکیے پر رکھا اور دوسرا ہاتھ اسکے بالوں میں پھنسا کر
انگلیوں سے آہستہ اسکے بالوں کی جڑوں کو سہلانے لگا۔۔

وہ بے بس تھی اسکے جذبات کے سامنے اور وہ اسے مزید کرنے لگا

تھا۔ اسنے آہستہ سے اپنا ہاتھ اسکے ہونٹوں سے ہٹا کر گردن میں حائل کر دئے۔۔

وہ یہ دیکھ کر مسکرایا، اسکی مسکراہٹ میں فتحمندی کا نشہ تھا۔ وہ فتح پانا چاہتا تھا اس پر اور پا رہا تھا۔ اسے اپنے آپ میں قید کرنا اسکی ہی فتح مندی تھی۔۔

وہ کل تک اسے نفرت سے دیکھتی تھی۔ اسکی آنکھوں سے دہکتی آگ کی چنگیاریاں نکلتی تھی اس وقت وہ مدھم سی سانسیں لیتی اسکے حصار میں تھی۔

اسنے آہستہ اپنی سانسیں اسکے چہرے کے قریب کیں۔۔

وہ بوکھلائی تھی پر خود کو مکمل قید پا کر وہ مزید مزاحمت کرنے سے خود کو باز رکھ گئی۔۔

کچھ دیر بعد وہ اس سے دور ہوا اور اسکی پیشانی کو چھو کر وہ وارڈروب کے پاس آکر اپنا ڈریس نکالنے لگا۔

اپنا تنفس بحال کرتی وہ اسکے چوڑے وسیع کندھوں کو دیکھتی اٹھ بیٹھی۔

وہ ایک نظر عرشیہ پر ڈال کر باتھ روم میں بند ہو گیا۔۔

اسکے باتھ روم میں بند ہونے پر وہ سکون بھرا سانس لیتی ایک

بے بس نظر بند دروازے پر ڈال کر بیڈ سے اترتی کھڑکی کے پاس آئی۔

اسنے اسکی شرٹ کو زیب تن کیا ہوا تھا، سفید شرٹ کی پشت پر بکھرے اسکے سنہری بال، گھٹنوں سے تھوڑا اوپر شرٹ لمبی آستینیں۔

وہ کافی دلکش لگ رہی تھی۔۔ گلاس وال کے پاس آکر اسنے گلاس وال کو کھولا۔ ایک ٹھنڈا تیز ہوا کا جھونکا سیدھا اسکے چہرے وجود سے ٹکرا کر فضا میں اسکی سنہری زلفوں کو بکھیر گیا۔

وہ لبوں پر مستقل رہنے والی شرمگین مسکراہٹ کے ساتھ بارش کے بعد تازہ ہوائوں کو اپنے چہرے پر محسوس کرتی، ہوا کے جھونکوں کے ساتھ اپنے انگ انگ سے اٹھتی اسکی مہک کو محسوس کرتی بازو بلند کر کے اپنے وجود کی تھکن کو نکالنے کیلئے جیسے انگڑائی لی اچانک ہی فضا میں بلند ہوئی۔۔

آہہہ!" اسکے منہ سے چیخ بے ساختہ تھی۔ اسے لگا وہ سیدھا نیچے " جا گری ہے۔ دفعتاً قدموں کی آہٹ پر عرشیہ نے آنکھیں وا کیں تو

خود فضا میں جھولتا ہوا پایا۔۔

معاً اسکی آنکھیں پوری کی پوری وا ہو گئیں وہ حیرت سے ششدر خود کو صمصام زیدی کے بازوؤں میں دیکھنے لگی۔

ککک۔۔ کہاں؟" اسکی ہراساں چیخ نکلی، وہ اسکے بازوؤں میں مچھلی" کی طرح تڑپ اٹھی۔ سخت مزاحمت کرنے لگی کیونکہ پچھلا وقعہ وہ بھولی نہیں تھی۔
وہ بھولے یا نا بھولے کون سا اب اسکے ارادوں کو روک سکتی تھی۔ اسنے غصے سے اسکے بال مٹھیوں میں جکڑ لیے۔ پر وہ اسکے قدموں کو روک نا پائی۔۔

کچھ دیر بعد وہ نماز کیلئے جانے لگا، وہ محبوت سی اس نیلی آنکھوں والے شہزادے کو دیکھ رہی تھی، یہ اسکی نظروں کی تپش ہی تھی کہ برش کرتے صمصام زیدی نے گردن گھماتے اسکے حجاب میں لپٹے چہرے کو دیکھا۔۔ اور اسکی دمکتی کو پا کر وہ اسکی طرف بڑھ آیا۔۔ وہ تو جیسے مبہوت سی ہو کر رہ گئی تھی، صمام نے اسکی محویط دیکھتے جھک کر

اسکی پیشانی کو چھونا چاہا پر وہ اچانک ہوش میں آتی اسے اتنا قریب دیکھ کر خوف سے بدک کر پیچھے ہو گئی۔۔

اسکے ہر اساں تاثرات دیکھتا مجبوراً وہ اپنا قہقہہ دباتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔

"وہ ہونقوں کی طرح اسے جاتے دیکھتی رہی کہ "وہ ٹھیک ہو گیا؟

اگر باوضو ناہوتی تو چار پانچ صلواتوں سے ناواز دیتی اس چالاک کنگ کانگ کو۔۔ صرف اسے حاصل کرنے کیلئے وہ پورا دن لولا لنگڑا بنا بیٹھا تھا۔

وہ روم سے نکلتے دروازہ کھول گیا تھا جسکا فائدہ اٹھاتی وہ اسکے روم سے نکل کر توقیع کے روم میں داخل ہو کر ہوتی دروازہ لاک کرتی سکون بھرا سانس لیکر مسکرائی۔۔

ooooooo

وہ فجر کے قریب گھر لوٹے تھے۔ رات کو ہی ہواؤں کے سنگ سفر میں انکے کپڑے بال وجود سرد ہوا میں خشک ہو گیا تھا۔

ٹھنڈ جب بڑھ گئی تھی اسنے گاڑی روک کر اسے اپنی بانہوں میں

چھپا لیا تھا۔ اور وہ آہستگی سے اسکی بانہوں میں چھپ بھی جاتی۔

کبھی کبھی تو صارم کو وہ افسانوی لڑکی لگتی۔ جانے کون سا روپ تھا اسکا اپنا۔ کبھی وہ تکبر میں ہوتی تو کبھی نفرت میں گھری، کبھی غرور کی بلندیوں پر بیٹھی ہوتی تو کبھی بھٹکی راہوں کی مسافر لگتی۔۔
کبھی اس دنیا سے انجان لگتی تو کبھی ایک گیمر لگتی۔
کبھی یوں لگتا وہ دنیا سے لڑھ جانے والی لڑکی ہے، کبھی ایسا فیل ہوتا جیسے وہ دنیا سے چھپ جانے والی لڑکی ہے۔
رات کا تیسرا پہر تھا، وہ سنسان بھیگی سیاہ سڑک پر بائیک روکے اس سے ٹیک لگائے کھڑا تھا جبکہ اسکی بانہوں میں سینے پر سر رکھے صارم کی دھڑکنوں کو سنتی، حصار میں چھپی کھڑی تھی

صارم زیدی اب اگر ایک نظر خود پر ڈالتا تو حیران ہوتا، کیونکہ اسنے اول تو کبھی آئندہ اپنی زندگی کو سوچا نہیں تھا، اسنے ہمیشہ یہی تصور کیا تھا جو ہوگا رب کی رضا سے ہوگا اور اسکے نصیب میں بہترین ہوگا۔
پر کبھی فطرت سے مجبور ہو کر اسنے کبھی تصور کر بھی لیا، کیونکہ یہ بھی اللہ کو پسند آتا ہے ہم جب ان سے اپنی پسند شیئر کرتے ہیں ان سے مانگتے

ہیں۔۔

اللہ مانگنے والے کو بہت پسند فرماتا ہے، اور ہمیشہ اپنے بندے کو بہتر سے بہترین سے نوازتا ہے۔

اسنے سوچا تھا اسکی عام سی زندگی ہوگی، عام سی روٹین ہوگی وہ جاب سے آئے گا تو اسکی صابر شاکر نرم گو سی نفیس بیوی موجود ہوگی اسکے انتظار میں۔۔

اسنے اپنی شریک حیات کا جو خاکہ بنایا تھا، وہ ایک نرم گو میچور باخلاق تمیز دار سنجیدہ سی لڑکی کا تھا، جسے یہ تو معلوم ہونا اول تھا فیملی کیا ہے اور چھوٹے بڑے کی عزت کیسے کرتے ہیں۔۔

جسکے سامنے رنگت صورت معنی نا رکھتی ہو، وہ سیرت کی دیوانی ہو۔ پانچ وقتی نمازی ہو حافظ قرآن ہو، صبح جب وہ نماز پڑھ کر آئے تو اپنے روم میں تلاوت کی آواز سنیں۔۔

کیونکہ وہ اپنے باپ کو بہت خوش نصیب سمجھتا تھا جن کے روم میں قدم رکھتے انکے کانوں سے انکی ماں کی تلاوت کی آواز ٹکراتی ہے۔۔

اور وہ دیوانے سے ہو جاتے ہیں اس آواز لب و لہجے کے۔۔

پر صارم زیدی کی زندگی میں سب اسکے بر عکس ہو گیا، اسکی زندگی میں بازل شاہ آ گئی۔ جسے سمجھنے میں سب فیل تھے۔ کوئی نہیں جانتا تھا وہ کیا ہے۔

اسنے کافی سوچا وہ کیا ہے؟ کون ہے بازل شاہ؟

جس کے بعد جواب یہی ملا کہ خود ڈھونڈنا پڑے گا کہ آخر یہ کون ہے؟

سوچنے والی بات تھی کہ وہ جس میں سب سے ٹکرانے کی طاقت ہے، جس میں مردوں جیسی طاقت ہے۔۔ جو خود کو کہیں سے کم نہیں سمجھتی۔۔

جو کبھی خود کو معصوم بناتی ہے کبھی چالاک۔۔ بھلا اس لڑکی کو بلیک مین کے حصار میں چھپنی کی کیا ضرورت پڑ گئی۔۔

ایسے لوگ بے مقصد سہارا تو نہیں لیتے۔۔

بہت سردی ہے نا!" اسنے آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا"

ہاں بہت۔۔" وہ اسکی گرے آنکھوں میں جھانکتا اسکے ہاتھ کو تھام کر" اسکی پشت پر اپنے ہونٹ ثبت کر گیا۔ وہ دیکھ کر آہستہ سے مسکرائی۔

صارم نے کبھی سوچا نہیں تھا کہ وہ کبھی یوں رات کے اندھیرے میں سنسان سڑک پر اپنی شریک حیات کے ساتھ کھڑا

رہے گا۔

یا اس جیسا عام سی زندگی گزارنے والا، دوستی لانگ ڈرائیو ڈیٹنگ بھی کرے گا۔

پر اس لڑکی نے اسے بدل دیا، اسکی خواہشات کو وسیع کر دیا تھا۔۔ وہ اللہ سے مزید مانگ رہا تھا۔۔

بلیک مین!" وہ مسکراتی اسکی شیو پر انگلیاں پھیرتی اسکی آنکھوں" میں دیکھنے لگی

انت الحیات!" وہ اسکے ہاتھ پر بوسہ دیتے بولا"

بازل نے اسکے قدموں پر اپنے پاؤں رکھے اور اپنے بازو اسکی گردن میں ڈال اونچی ہوئی۔

وہ قد میں اس سے لمبا تھا جس وجہ سے اسے مشکل ہو رہی تھی۔ اور اسکی مشکل کو وہ فوراً سے بھانپ گیا تبھی اپنی گردن جھکائی

دوستی میں یہ نہیں کرتے!" صارم اسکے ارادے بھانپ کر" اسکے چھوٹے سے گلابی ہونٹوں پر ہاتھ رکھ گیا۔ بازل نے اسکی روک پر اپنے دانت اسکے ہاتھ پر دبائے۔۔

افف!!" وہ کراہا یا ہاتھ فوراً سے پیچھے کھینچ کر اسکے دانتوں کی جگہ اپنے ہونٹ رکھ "
دیئے اور اسکی گرے آنکھوں میں دیکھا
میں چاہتا ہوں ہماری دوستی کا رشتہ پاک رہے۔۔" وہ شرارتاً"
بولا۔۔
پر ہم دوستی کے علاوہ کچھ اور بھی تو ہیں۔۔" بازل نے اسکی کانوں میں "
گونجتی لائن کو دہرایا۔
ایسا کیا!" وہ قہقہہ لگا کر اسکی کمر میں بازو ڈال کر جھٹکے سے اوپر بلند "
کرتا خود ہی اسکے چہرے پر جھک کر اسکی گلابی پنکھڑیوں اپنی نرم قید
میں لے لیا۔۔

اسنے کراچی کے بہت سے ایسے مقامات اسے دیکھائے تھے جنہیں دیکھ
کر وہ خوشی سے چیخیں مارتی ہاتھ فضا میں اٹھاتی۔۔
اس دوران صارم پر یہ انکشاف ہوا تھا کہ وہ سفر کی شوقین ہے۔
بائیک چلاتے چلاتے جب وہ دونوں تھک گئے تو نڈھال سے ہو کر
دونوں نے نماز سے پہلے گھر کی راہ لی۔ گھر پہنچتے ہی نماز کا وقت
قریب پہنچ چکا تھا۔
اسکے باپ بھائی کے بیدار ہونے سے پہلے وہ روم میں آئے اور پہلے

صارم نے باتھ لیا۔۔ بازل نے جلدی سے اسکے لئے پریس شدہ سفید ڈریس نکالا۔۔

اسنے یہاں آتے ہوئے نوٹ کیا تھا وہ صبح نماز پر سفید شلوار قمیض اور سفید ٹوپی میں جاتا تھا۔

تب اسکا دل نہیں کرتا اسے بلیک مین کہے۔ وہ بس چپکے سے اسے دیکھتی رہتی تھی۔ وہ اسکی طرف آتا اسے جگانے کی کوشش کرتا پر اسے بالکل سویا پا کر چلا جاتا۔

میں جا رہا ہوں آج جمعہ کا دن ہے تو لیٹ ہو جاؤں گا۔ تم فریش" ہو کر نماز پڑھ کر سو جانا میں جب آؤں گا تو تمہیں خود میں چھپا لوں گا۔" وہ ٹوپی پہن کر خوشبو لگا کر بازل کے پاس آیا اور اسکی ٹھوڑی کو دو انگلیوں پر تھام کر اسنے اسے ہدایت دی اور پیشانی پر بوسہ دیکر وہاں سے نکل گیا۔۔

یہ جو بیچ میں ایک منظر تھا اسنے بازل کی دھڑکنیں ساکت کر دیں۔ وہ سفید کپڑوں میں سر پر ٹوپی پہنیں اسکی ٹھوڑی کو تھام کر پیشانی چومتا اسے جلتے ہوئے شعلوں سے نکال کر ٹھنڈک بھرے حصار میں جکڑ لیتیں۔۔

اسکے جانے کے بعد بازل فرہش ہوئی کپڑے چینج کر کے وہ باہر آئی

برش بالوں میں کر کے ڈرائے کیا بالوں کو تبھی اسکے کانوں میں صام کی "آواز گونجی کہ "اچھی لڑکیاں سر ڈھانپ کر چلتی ہیں

اسنے ایک چور نگاہ روم پر ڈالی اور اسکارف اٹھا کر آہستہ سے چہرے کے گرد اسٹائل سے لپیٹ کر حجاب بنا دیا۔ اسنے ایک نگاہ اپنے چہرے پر ڈالی۔۔

اس سڑک کے وہ پل یاد آئے جب دونوں ایک کوٹ کے نیچے ایک سانس میں کھڑے تھے۔ اسکے لبوں پر جاندار مسکراہٹ آ گئی

وہ اٹھ کر بیڈ کی طرف بڑھی

وہ کیا سمجھے گا کہ اسکے لئے میں اچھی لڑکی بننا چاہتی ہوں؟"بیڈ پر" بیٹھ کر دفعتاً اسکے دماغ میں خیال آیا۔ دل دھڑک اٹھا۔

نہیں!" دماغ نے فوراً اس حرکت سے باز رکھا۔۔"کیا میں اسے" اپنی طرف مائل کر رہی ہوں؟"اسنے خود سے سوال کیا۔۔

جواب نا میں تھا پر حرکات تو ہاں میں جواب دے رہی تھی۔

دوسرے لمحے بازل نے کھینچ کر چہرے کے گرد لپٹے ہوئے اسکارف کو زمین بوس کیا اور اپنے بال بکھر دیئے۔۔

میں اچھی لڑکی نہیں ہوں۔" اسنے خود کو جتایا۔ ظاہر تھا وہ بلیک "
مین کے ٹائیپ کی لڑکی نہیں تھی۔ ضرور ایک دن تنگ آکر خود ہی الگ
کر دے گا۔
سوچ کر پر سکون ہوتی وہ اپنی جگہ پر لیٹ گئی۔ "پر اسکی خوشبو اسکی نرمی۔۔
"اسکا بے خودی میں ہو کر بھی اسکا خیال رکھنا۔۔
پر اسکے لیے یہ وقت خوبصورت نہیں تھا بہت مشکل بہت
آزمائش بھرا تھا۔
فضا میں دنیا کی سب سے خوبصورت آوازیں گونجنے لگیں۔ وہ اپنے
مسلمان بھائیوں کو بلا رہے تھے کہ آؤ نماز پڑھوں۔۔

وہ بیڈ پر پڑی تھی اسنے غور کیا تو ان آوازوں میں ایک آواز جیسے جانی
پہچانی سی لگی اسے۔ وہ گھبراہٹ سے اٹھ بیٹھی۔۔
وہ جو اسے یہاں سے کہہ کر گیا تھا نماز پڑھو اب وہ اپنی خوبصورت
آواز میں اپنے تمام بھائیوں کو بلا رہا تھا۔۔

اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ صارم زیدی ہے؟ وہ صارم زیدی

آذان دے رہا ہے۔
اسکی آنکھوں سے آنسوں نکل پڑے، اسنے ہراساں نظروں سے بند دروازے کی طرف دیکھا۔۔ اور پھر چلتی ہوئی گلاس وال کے پاس آئی۔۔
اسکا دل کر رہا تھا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر کہیں دور بھاگ جائے۔۔
اسنے بھاگ کر اپنا موبائل ڈھونڈا تاکہ مہکار شاہ کو کال کر سکے یا ایلی کو کال کر سکے۔۔
پر افسوس وہ موبائل تو لیکر ہی نہیں آئی تھی۔۔
یا اللہ۔۔" وہ بے آواز چیخنے کی کوشش کرتی بیڈ پر دھڑام سے گری اور تکیے میں منہ چھپا کر سسکنے لگی۔

کہتے ہیں اگر آپ کی آزمائش سخت سے سخت تر ہونے لگیں تو ممکن ہے آپ محبت کی منزلیں طے کر رہے ہیں، ہو سکتا ہے آپ محبوب بندوں کی فہرست میں گردانے جانے لگے، آزمائش آتی، تکلیف ملتی ہی اس لیے ہے تاکہ ہم سمجھ سکیں کہ جو درد ہمیں اپنی بساط سے زیادہ لگتا ہے وہ دراصل ہمارے حوصلوں کی حدود کے اندر ہوتا ہے اور ہم اسے پہچان نہیں پاتے بس تکلیف کی ذرا سی شدت پر ڈھے جاتے

ہیں۔۔

کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ صرف یہ کہہ دینے سے چھوڑ دیے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور انہیں آزمایا نہ جائے گا۔۔

ایسا ممکن نہیں۔ ہر مسلمان چاہے بھائی ہو چاہے بہن، انکی زندگی میں آزمائش اور تکلیف ضرور آتی ہے۔ کچھ آزمائش ایسی ہوتی ہیں کہ ہم بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہ پر لاتی ہیں، اور کچھ آزمائش تکلیف ایسی ہوتی ہیں کہ ہماری برداشت اور صبر ایمان کا امتحان لیتی ہیں۔۔

یاد رہے اگر کوئی اپنی زندگی میں امتحان نہیں دیتا تو وہ کبھی دوسری سیڑھی چڑھنے کیلئے لائق نہیں بنتا۔۔

انسان کے پاس "پر" نہیں کہ اڑ کر منزل حاصل کریں۔ انسان کو یا تو اپنے "پر" بنانے پڑتے ہیں، جن کے دوران انہیں آزمائش تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

یا تو انسان کو "پروں" کی ضرورت نہیں پڑتی کیونکہ وہ خود میں اتنا حوصلہ ہمت پاتا ہے کہ وہ اڑے بغیر بھی اپنی منزل حاصل کر لیتا ہے۔

اور کچھ بدقسمت ایسے بھی ہوتے ہیں کہ آزمائش کے دوران ایمان صبر برداشت کی رسی کو یوں توڑتے ہیں کہ نا صرف راہ سے گمراہ ہو جاتے ہیں بلکہ اپنا آج اور کل بھی کھو دیتے ہیں۔۔

وہ اپنا سر بیڈ کے کنارے سے ٹکائے خاموشی سے جائے نماز کو دیکھ رہی تھی۔۔

وہ جانتی تھی تقویٰ زیدی، عرشیہ زیدی بلکہ سب ہی یہاں نماز کے پابند تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو اچانک لڑکھڑائیں بھی راہ پر چلتے تو فوراً سے "یااللہ مدد" کہتے ہیں۔۔

ذرا سے غلط لفظ پر "اَستَغفِرُاللہ" پڑھتے ہیں۔یہاں پر جو کامیاب بادشاہ کہلاتے ہیں دنیا میں اپنے نام سے وہ بھی پانچوں وقت رب کے سامنے سر جھکاتے ہیں۔۔

جیسے اسکے ماں باپ بہن۔۔۔

اسے صارم زیدی کے ساتھ رہتے یہ معلوم ہوا تھا کہ وہ بدلہ نہیں لیتا، وہ جھوٹ نہیں بولتا، وہ نماز کسی بھی وقت کی ہو نہیں چھوڑتا، وہ چھوٹے بڑے سے محبت کرتا ہے۔۔

وہ بہت حساس طبیعت کا مالک ہے،، اور اپنے بڑے بھائی کا چھوٹے سا بیٹے جیسا ہے۔۔

سوچتے ہوئے اسکے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی، اسے احساس نا ہوا کہ

کب وہ کیسے سب کچھ بھول کر پھر سے اسکی ذات میں گم ہو رہی تھی۔۔

شاید اللہ سے بھی اسکے آنسوں دکھے نہیں گئے۔

ooooooo

سنیں!"اسنے گھبراتے گھبراتے ہوئے کہا"

دل نے ایک غصے بھری نگاہ جیسے ڈالی وہ بوکھلا کر نگاہیں جھکا جاتی۔۔

مجھ سے غلطی ہو گئی۔۔"اسکی آواز بھرائی"

اور میں غلطیوں پر معاف کرنے والوں میں سے نہیں۔۔"اسنے"

پلٹ کر کاٹ دار لہجے میں کہا وہ سٹپٹا گئی۔

ایسے کیسے دد۔دل غلطیاں تو اللہ بھی معاف کر دیتا ہے۔"اسنے"

انگلیاں چٹخاتے ہوئے کہا

ہاں تو وہ خدا ہے ستر ماؤں سے زیادہ پیار دینے والا۔۔پر میں اسکا بندہ"

ہوں میں کسی سے پیار نہیں کرتا تو مجھ سے یہ امید مت رکھو۔"وہ

جھڑکتے جتاتے ہوئے بولا

وہ اسکی کلائی کو تھام کر دوسرے میں گھوڑے کی باگ تھام کر اصطبل سے لیکر باہر نکلا۔۔

دلاور کیوں اینجل کی جان لینا چاہتا ہے۔۔"خیری دور کھڑا تڑپ" کر بولا پر دلاور کی سرخ خونخوار نظروں سے بوکھلا کر نظریں پھیر جاتا۔۔

مجھے ڈر لگے گا دل۔۔"وہ اس سفید گھوڑے کو دیکھتی اس میں چپکی" چھپی ساتھ چل رہی تھی۔

یہ تمہیں غلطی کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا۔"اسنے" سرد لہجے میں کہا

تو قیع نے شکوہ کن نظروں سے دیکھا اسکی آنکھیں برس رہی تھیں پر اس کٹھور دل پر ذرا سا بھی اثر نہیں ہو رہا تھا۔

غلطی کیا تھی، اسکا قصور کہاں تھا؟ وہ برتن دھو رہی تھی اور وہ اسے غصے سے بلاتا جیسے کچن میں داخل ہوا تو قیع کو بوکھلایا ہوا پا کر خاموش ہو گیا۔

اور اپنے لائے ہوئے ڈیپ ریڈ لانگ شرٹ میں ملبوس اسے دیکھتا کچھ دیر تو خاموش اسے دیکھتا رہا۔ اسکی خاموشی سے وہ گھبرا گئی تھی۔

اسنے مخاطب کیا تو وہ ہوش میں آیا اور چلتا ہوا اسکے پیچھے آکر سنہری بالوں کے جڑے کو کھول کر اسکی کمر پر بکھیر دیا۔۔

اسنے خیری کی موجودگی کا احساس دلایا تو اسنے غصے سے چپ کروادیا۔

یہ بھی الگ قصہ تھا کہ اسنے جیسے اسے کھانے پر لگایا تھا وہ اب جب دل چاہتا کھانا کھا کر اسکے پاس آجاتا۔۔

ایسے جیسے چھوٹا سا بچہ ناپسندیدہ کھانا کھا کر اپنی ماں سے انعام لینے آتا ہے یا شاباشی۔۔ ویسے ہی وہ کھانا کھا کر اپنی بیوی سے حساب کتاب کرنے آجاتا۔

توقیع تو یہ والا حساب رکھ کر خود ہی اب پھنس گئی تھی۔ وہ بندہ اتنا چالاک تھا کہ اسکی شرط اس پر ہی بھاری کر دی تھی۔

ایک بات جو اسنے نوٹ کی تھی کہ وہ دو دن سے غائب رہا تھا گھر نہیں آیا تھا، خیری سے معلوم پڑا کہ وہ ایک ہفتے نہیں آئے گا کیس کی انویسٹیگیشن کرنے گیا ہے۔

پر حیرت کے پہاڑ اس پر تب گرے جب وہ دوسرے دن رات کے چوتھے پہر اسکے پاس موجود تھا۔ اسکے بغیر نیند تو اسے بھی نہیں آرہی تھی۔

وہ تعجب میں ابھی اسکی خیریت کی دعا مانگ کر بیڈ پر لیٹی تھی تبھی

اسنے روم میں اپنے بھاری قدم رکھ کر ہڈی کو اس پر پھینکا تھا۔
اسے دیکھ کر توقیع کی خوشی کی انتہا نہیں رہی تھی وہ اسے سہی سلامت پاکر بھاگ کر اسکے سینے سے جا لگی تھی۔

اس کے اس قدر پرجوش استقبال سے ساکت تو وہ بھی رہ گیا تھا۔ اسنے غصے سے اسکی بچکانہ حرکت پہ اسے خود سے دور کرنا چاہا پر توقیع نے سختی سے اسکی گردن میں بازو باندھ لیے۔ وہ پھر خاموش رہ گیا تھا۔۔
پر کب تک خاموش رہتا، بالآخر اسے اٹھا کر بیڈ پر لایا اور پھر اسکیلیے پرجوش استقبال کو اپنی پرجوش جارتوں میں بدل دیا۔۔
خیری نے اس سے کہا تھا کہ وہ کبھی ایک دن میں یا دو دن میں نہیں لوٹا گھر۔ اگر کیس کی انویسٹیگیشن ہو بھی جائے تو بھی کافی دن باہر رہتا تھا۔۔
پر یہ تو چمکتار ہو گیا تھا اسکے نظریے سے۔ اسنے توقیع کی آمد اور دلاور کے جلدی گھر لوٹنے کی اس کرامت پر توقیع کو ہار پہنایا تھا وہ بھی اپنے ہاتھوں سے پھول جمع کر کے۔۔

اسکی بڑھتی جارتوں سے اسکے ہاتھ سے برتن گر کر ٹوٹ چکے تھے۔ اور سزا، وہ جانتی تھی برتن ٹوڑنے کی نہیں بلکہ اسکی جارتوں بے باکیوں میں خلل ڈالنے کی دی جارہی تھی۔۔

اور سزا یہ تھی کہ اسے گھوڑے سواری کرنی ہے۔۔ جسے سن کر توقیع خوف سے مسلسل رورہی تھی۔ ایک تو اسکا گھوڑا بھی عجیب تھا۔۔
اسے گھورتا رہتا تھا جب وہ اسے چارہ ڈالنے جاتی۔ لمبے بالوں والا گھوڑا وہ مہنگا نسلی گھوڑا تھا۔۔
اسکے ٹانگوں گردن سر پر لمبے سفید چمکتے ہوئے بال تھے۔ وہ اس قدر سفید خوبصورت تھا کہ دلاور اس پر ایک داغ بھی برداشت نہیں کرتا تھا۔
اصطبل کی صفائی گھوڑے کو پانی دینا یا نہلانے کا کام جیکی کرتا تھا، یا کبھی دلاور کر لیتا تھا، اسکی ویروولف کے پاس صرف دلاور ہی جاتا تھا۔
وہ زیادہ تر یہاں نہیں ہوتا تھا بلکہ کہیں غائب ہو جاتا تھا پھر اچانک سے آجاتا تھا۔ پاس کہیں جنگل پہاڑ تھے جہاں وہ رہتا تھا۔۔
ہوش سے کام لے دلاور ے کیوں بچی کی جان نکالنے پر تلا ہوا ہے۔ "خیری"

کی برداشت جواب دے گئی۔ وہ توقیع کو روتا ہوا نہیں دیکھ سکتا تھا۔
تو دفع ہو گا یا میں اتاروں جوتا؟؟" پلٹ کر غصے سے غراتے ہوئے وہ بولا۔"
خیری کی سٹی گم ہو گئی۔
پر آج وہ بھی گستاخ ہو گیا تھا، اسے دلاور نے جانے کا کہا تھا پر وہ آہستہ
آہستہ پیچھے قدم بڑھا کر آ رہا تھا۔۔
اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا جب توقیع بھیگی آنکھوں سے اسے
مدد طلب نگاہوں سے دیکھتی تو وہ مچل جاتا۔۔

میں کہتا ہوں دلاورے چھوڑ اسے ورنہ ہمارا سخت جھگڑا ہو جائے گا۔""
اسکی بلند بانگ آواز میں دھمکی فضا میں گونجی۔۔ دلاور نے ٹھٹھک
کر قدم روکے۔۔

اور حیرت سے پلٹ کر اس ڈھائی فٹ کو دیکھا" جھگڑا کرے گا
مجھ سے؟" اسنے استہزائیہ پوچھا۔ خیری خفت سے سٹپٹا گیا

دلاور کے سوال پر خیری کی صورت دیکھ کر روتی ہوئی توقیع کو بھی ہنسی آ گئی۔
ہاں لڑوں گا اپنی ماں کیلئے۔" توقیع کی مسکراہٹ پر وہ اپنی خفت چھپاتا"

سینا تان گیا۔

اچھا ذرا یہاں آؤ!" وہ اسے بلانے لگا پتلا سا خیری سٹپٹا رہا تھا۔۔ پر "
یہاں ماں کے آنسوں کی بات تھی وہ ہمت کرتا آگے بڑھا۔
نہیں خیری جاؤ یہاں سے۔" توقیع دلاور کے تیور دیکھتی گھبرائی "
اس سے بولی۔۔
نہیں اینجل میں اس دیو کے چنگل سے آپکو چھڑوا کر ہی رہوں گا۔۔" وہ "
مضبوط حوصلوں سے بولا۔۔ دلاور خود کیلئے اس ڈھائی فٹ کے منہ سے
دیو سن کر حیران ہوا
کل تک اسے باپ کہتا تھا آج ایک ماں کے ملنے پر وہ دیو ہو گیا۔
" آؤ چھڑاؤ اپنی ماں کو میں بھی دیکھتا ہوں کیسے چھڑواتے ہو"
کیا یہاں ماہابھارت کی شوٹنگ ہو رہی ہے؟" دفعتاً جیکی دلاور کو "
گھر میں ڈھونڈتا وہاں ناپا کر باہر آگیا تھا اور سرسبز میدان میں
کھڑے دلاور کے ایک ہاتھ میں گھوڑے کی بانگ کا سرا تو دوسرے
میں اسکی بیوی کی کلائی۔۔
پھر اسکی بھیگی آنکھیں دیکھا، خیری کے اردوں اور دلاور کی دھمکی
سن کر ہنستے ہوئے بولا۔۔

شکر جیکی تو آگیا۔۔بول نا اس سے کہ وہ بچی ہے کیسے گھوڑے سواری کرے"
گی۔۔ سمجھا اسے۔۔"اسکی آمد سے خیری کو حوصلہ ملا۔۔
پر جیکی اسکی بات سن کر حیران ہوا۔۔
لے جاؤ اسے یہاں سے جیکی!"دلاور نے ناگواری سے حکم دیا۔"
نہیں جیکی تجھے میرا ساتھ دینا ہوگا،اگر اسکا ساتھ دیا تو غلط"
ٹھہرائے گا۔"خیری نے پیچھے ہوتے جلدی سے کہا

ہاہاہاہا مجھے لگتا ہے یہاں سب نے اپنا اپنا کردار بنایا ہوا ہے۔تو مجھے"
"بھی حق ہے میں اپنا کردار خود چنوں۔۔
وہ توقیع کی آنکھوں میں دیکھتے ہنستے ہوئے بولا

کون سا کردار؟"خیری نے خفگی سے پوچھا"
بھئی تم ماتا شری کے سپوت ہو،ڈی کے ظالم پتی ہے تو میں اس"
جنگ میں ولن بن جاتا ہوں ہاہاہا۔"وہ قہقہہ لگا کر بولا۔۔

توقیع نے اسے حیرت سے دیکھا۔۔
لے جاؤ دلشیر اور ڈائمنڈ پر بٹھا کر جنگل میں بھیج کر گم کر دو۔۔"اسنے"

شرارت کہا تھا ہنستے ہوئے اور خیری کو پکڑ لیا۔

دلاور تو سر جھٹک کر توقیع کو لیکر آگے بڑھا تھا پر توقیع نے حیرت سے جیکی کو دیکھا تھا۔

اسنے پھر کوئی مزاحمت نہیں کی۔وہ خاموش ہو گئی تھی۔ایک نظر پلٹ کر دیکھا تو جیکی نے روتے غصے کرتے خیری کو گیٹ کے اندر بھیج کر گیٹ بند کر دیا اور پلٹ کر اب انہیں دیکھ رہا تھا۔
توقیع کو کچھ تو کھٹکا تھا یہاں۔۔

جیکی کون ہے؟" یہ پہلا سوال تھا اسنے دنوں سے اسکی زندگی میں" آنے کے بعد۔۔۔

کیوں تمہارا کوئی کام ہے؟" جھٹکے سے سامنے کرتے اسنے ناگواری سے" پوچھا۔اسکے تاثرات سے لگ رہا تھا جیسے توقیع کا کسی اور پوچھنا اسے اچھا نہیں لگا تھا۔

کیا آپ مجھے سچ میں جنگل میں گم کر دینا چاہتے ہیں؟" توقیع نے "
سپاٹ لہجے میں اسکا بانگ تھامے ہوا ہاتھ پکڑا اور ایک نظر پیچھے
سرسبز راستے کو دیکھا جو کہ گھنے جنگل میں گم ہو رہا تھا۔۔

کیوں تم نے ہی تو کہا تھا نا جنگل میں گم ہونا چاہتی ہو؟" وہ چبھتے لہجے میں "
بولا اور اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

پر میں نے تو آپ کے ساتھ کہا تھا۔" وہ نم آنکھوں سے بولی۔ دلاور کا"
ہاتھ رک گیا
اور اگر ہم بیچ میں کہیں جدا ہو گئے تو؟ اس دنیا میں کسی کا ساتھ "
تاحیات تو نہیں رہتا۔۔ کوئی نا کوئی، کسی راہ سفر پر تھک کر اپنا
راستہ الگ کر لیتا ہے۔۔
پھر وہ ماں بات کیوں نا ہوں۔" وہ اسکے سبز دوپٹے کے ہالے میں اسکا
چہرہ دیکھتا کان کے قریب لٹ کو انگلی میں تھام کر آہستگی سے
مسکراتا ہوا بولا۔۔

غلط کیوں کہہ رہے ہیں۔۔ ماں باپ تو اپنی جوانی سے لیکر بوڑھاپا اپنے "

بچوں پر لٹا دیتے ہیں۔۔سچے ہمسفر بھی تو عمر بھر کا ساتھ دیتے ہیں۔۔
جیسے ہم دیکھو بچپن میں جڑے تھے اب تک جڑے ہوئے ہیں
ایک رشتے میں۔۔"وہ اسکے ہاتھ نرم ہاتھوں میں دباتی بولی۔

دلاور نے استہزائیہ مسکراتے ایک نظر آس پاس پر ڈالی اور
اچانک اسکی لٹ کو کھینچا کہ وہ سی کرتی اسکے پاس آ گئی۔۔

میں چھوڑ بھی تو گیا تھا تمہیں!"اسکے پاس آنے پر اسنے سرگوشی"
کرتے جرم کا اعتراف کیا۔۔
پھر مل بھی تو گئے ہیں مجھے۔۔"وہ فراخ دلی سے اسکے جرم"
نظر انداز کر گئی۔
نہیں ملا تمہیں۔۔"وہ زور سے ہنسا اور نفی میں سر ہلایا۔۔"
توقیع نے سحر زدہ ہوتے اسکی مسکراہٹ کو دیکھا۔۔

تو مل جائیں۔"وہ بے خودی میں بولی دلاور نے چونک کر اسے دیکھا۔"
اگلے لمحے جھٹکے سے کھینچ کر اسے گھوڑے کی پشت سے لگاتے دائیں بائیں ہاتھ رکھ
دیئے۔

وہ سر سیمگی سے اسے دیکھنے لگی۔ اسنے گھوڑے کی پشت سے آگے آنے چاہا تو دلاور کے چہرہ پاتی، پیچھے جاتی تو گھوڑا کا خوف گھیر لیتا۔۔

جج۔۔ جیکی دیکھ رہا ہے۔۔" اسکی شہد رنگ نگاہوں کی حدت سے" سرخ ہوتی وہ بولی۔۔
دیکھنے دو اسے۔۔" وہ کہہ کر قریب ہونے لگا تو توقیع نے شرم سے" اسکے چہرے کو پیچھے کر دیا۔۔
جھجھکتے ہوئے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو وہ ابھی بھی انہیں ہی گھور رہا تھا۔ توقیع کو کچھ تو عجیب لگا اسکی نظروں سے۔۔

کچھ احساس ہوا کہ وہ ہے کون؟ ایسے کیوں اس کیلئے کہہ رہا تھا؟ وہ تو کبھی ملی نہیں اس سے پھر کیوں یوں لگا جیسے دیکھا ہے اسکی سیاہ آنکھوں کو۔۔

مل جائیں؟" وہ معنی خیزی سے پوچھنے لگا۔ توقیع نے چونک کر اسکی" آنکھوں کے تاثرات کو پڑھتے سر جھکا دیا۔۔

آپ میرے ساتھ جنگل میں چل کر میری خواہش پوری کرنا"

چاہتے ہیں؟" وہ خوشی سے آنکھوں میں چمک لا کر اسے دیکھنے لگی
دلاور مصنوعی حیرانگی سے اسے دیکھا۔ "اسی خوش فہمیوں کی وجہ سے
"اب مجھے بیوقوف لڑکی لگتی ہو۔۔
وہ ابھی محض اکیس سال کی تھی اسے نہیں معلوم تھا کہ شوہر کا دل کیسے
جیتتے ہیں۔۔ نا ہی اسے زندگی کا کوئی بڑا تجربہ تھا۔۔
وہ ہمیشہ سے شہزادیوں کی طرح رہی تھی۔ اور اب اسکے پاس آ کر ایسی
زندگی گزارنا جن میں دن رات پورے گھر کو سنبھالنا اور پھر اسکا
انتظار راتوں جاگ کر کرنا اسکی نازک سی جان پر بہت بھاری
تھا۔

یہ بڑی ذمہ داریاں تو شاید کسی نے سنبھالی ہوں گی۔ پر وہ اپنی ماں کی
سمجھائی باتوں ہر چلتی اپنی ماں کی زندگی سے سبق لیتی صبر تحمل سے جتنا
ہو رہا تھا اس سے وہ سب کر رہی تھی۔۔
اسنے یہ افف تک نہیں کی کہ تم سینئر ڈاکٹر کی بیٹی، ایک بلینئر
بزنس ٹائیکون کی زندگی، ایک ڈاکٹر کی لاڈلی بہن۔۔ حویلی کی اکلوتی بیٹی جو
سب کی آنکھوں کا تارا تھی۔۔

کیونکہ پوری حویلی میں صرف وہی تو انکی رحمت تھی۔۔ نا رضا زیدی بیٹی تھی نا ہی

کوئی دوسرا بیٹا تھا جسکی بیٹی ہوتی صرف صائم زیدی کی ہی بیٹی تھی جسے حویلی کی شہزادی کا بھی لقب دیا ہوا تھا اسکے دادا چاچا نے۔۔

پر اس سب کے باوجود اسنے کبھی غرور تکبر نہیں کیا، نا ہی دلاور کے گھر کے کام کرتے اسنے یہ سب سوچا۔۔
وہ سب چاہتی تھی جیت کر اپنے ماموں کے پاس لے جائے۔

اچھا ہے پھر آپ عقل دے دیں مجھے۔۔"وہ آنکھیں پٹپٹا کر بولی۔۔"
مر جاؤ میرے ہاتھوں ایک دن ایسی حرکتیں مت کیا"
کرو۔۔"وہ اسکی گردن کو پکڑے سپاٹ لہجے میں بولا۔۔
پھر آپکے کپڑے کون دھوئے گا؟"وہ اسکی شرٹ کے بٹن ہر انگلی"
پھیرتی شرارت سے بولی
تم سے پہلے بھی کپڑے صاف ستھرے پہنتا تھا۔۔ یہ بات"
دماغ میں بٹھالو کہ اپنا عادی نہیں بنا سکتی۔۔ میں نے وہ انسان
والا دل ہی نکال کر پھینک دیا ہے۔"وہ سرد لہجے میں اسکی گردن کو پکڑ کر
چہرہ پاس کرتے بولا

توقیع نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے گہرا سانس چھوڑا جسے محسوس کرتے دلاور نے چپکے سے اسکی چھوڑی ہوئی سانس کو اپنی سانسوں میں اتار لیا کہ کہیں یہ سانس کسی اور کی کھینچی سانسوں میں نا جائے۔

پہنتے تھے پر ان میں سرف صابن کی سمیل آتی ہے۔ میں نے" محسوس کیا تھا پچھلے کپڑوں میں۔ ٹھیک سے دھلے ہوئے نہیں تھے۔" وہ کسی بڑی خاتون کی طرح ناک بھنویں چڑھا کر بولی تو تم کون سا اپنی خوشبو سے دھوتی ہو کپڑے؟" وہ طنزیہ بولا۔ مگر" اسکی بات سے جانے کیوں اسکے گال گلابی ہوئے۔

پیچھے آتی چھوٹی سی لڑکی کے ہاتھ میں ٹوکری دیکھتے توقیع مسکرائی اور جھک کر اچانک دلاور کے بازو کے نیچے سے نکلی۔۔
اپنی خوشبو سے نا سہی! پر اپنی محبت کی خوشبو سے تو دھوتی ہوں نا۔۔" وہ" مسکراتی اس چھوٹی سی لڑکی کے پاس آئی اور اسکی ناک کو چھو کر اسنے اسکے ہاتھ سے ٹوکری کو لیا۔۔
دلاور جو اسے پکڑنے کیلئے غصے سے پلٹا تھا اسے کسی سفید چھوٹی سی لڑکی کے ساتھ ٹوکری تھامے اس میں زمین سے پھول چن کر اس ٹوکری

میں ڈالتے دیکھ کر خاموش ہو گیا۔۔

پتا ہے دل! کبھی کبھی آپ کے ساتھ رہ کر لگتا ہے جیسے اللہ نے زندگی" جنت بنادی ہے۔" وہ دونوں آگے بڑھتی زمین سے پھول چن رہی تھیں ان کے پیچھے دلاور غصے سے اسکی کمر سے نیچے آتے بالوں کو دیکھ رہا تھا۔
وہ کچھ آگے بڑھی تو مجبوراً اسے گھوڑے کی باگ کو تھام کر اسکے پیچھے آنا پڑا۔۔
وہ اسے نظر انداز کرتی اس چھوٹی سی لڑکی کے گال پر بوسہ دیتی اس سے باتیں کر رہی تھی دلاور کو عجیب سا لگ رہا تھا۔۔
وہ چاہتا تھا کہ اس بچی کے ماں باپ آکر اسے یہاں سے لے جائیں۔۔ویسے بھی یہ اسکی جاگیر میں زمین تھی شاید پھول دیکھ کر وہ بچی یہاں آگئی تھی۔۔

دل دیکھیں کتنی پیاری ہے۔۔" وہ پھول چن کر ٹوکری میں ڈالتی پلٹ کر" اسے دیکھتی بولی۔۔
تو؟" اسنے جلے دل سے کہا۔۔۔پر اسکی نظروں کو دیکھتے وہ چونک گیا" تھا۔۔وہ نگاہوں کے مفہوم کو پڑھ کر اس بچی کو دیکھنے لگا۔۔۔
جسکی آنکھیں شہد رنگ تو بال سنہری تھے۔

اسنے پھر توقیع کے چہرے کو دیکھا اور اسکے چہرے کی سرخی دیکھ کر وہ دل سے محظوظ ہوا تھا۔۔

کچھ نہیں۔" وہ آہستہ سے کہتی پلٹ گئی۔۔ پر وہ سمجھ گیا تھا اور اب بچی کو" دیکھ رہا تھا۔۔ جانتا تھا وہ بھی گئی ہے کہ سمجھ گیا ہے۔۔

بن کہے جو کہنا تھا وہ دلاور کو بہت پسند آیا اسکا انداز۔۔
یہ لو ہو گئی فل!" اسنے ٹوکری بھر کر پھولوں کی اس بچی کو تھمائی۔"
وہ خوش ہوتی شکریہ کے بدلے توقیع کے گال پر کس کرنا چاہتی تھی
تبھی اسے جھکنے کا اشارہ دیا۔۔
اس بچی کے اتنے سے اشارے کرنے پر توقیع کے دل میں گدگدی سی
ہونے لگی وہ خود ہی بڑے اشتقاق سے جھکی

جانے کیا ہوا کہ توقیع کے گھٹنوں کے بل بیٹھنے کے ساتھ وہ بھی چل کر اسکے ساتھ آکر بیٹھا تھا۔ توقیع نے پاس آکر بیٹھے وجود کو جیسے حیرت سے دیکھا اور یہی موقعہ دیکھ کر وہ چھوٹی سی بچی نے جلدی سے توقیع کے گال پر بوسہ دیا۔۔

یہ انکل کھڑوس ہیں ہمیں پھول نہیں دیتے۔" وہ دلاور کو کس دیئے"
بغیر منہ بنا کر کہتی وہاں سے بھاگ گئی۔
ہاہاہاہا۔۔" توقیع نے پہلے حیرت سے سنا اور پھر ایکدم قہقہہ لگا"
اٹھی۔ پر دلاور کو اس بچی کے بوسہ نا دینے پر سخت غصہ آیا اور وہ مٹھیاں بھینچ
کر اٹھنے لگا تھا جب اچانک ہی غیر متوقع توقیع نے اسکے گال پر اپنے
لب رکھ دیئے۔۔

دلاور کا دل جیسے دھڑکنا بھول گیا۔ صورتحال کچھ توقیع کی بھی ایسی ہی تھی
تبھی ایکدم سے شرما کر وہاں سے بھاگنے کیلئے اٹھی پر وہ اتنا بھی بے خبر
نہیں تھا ایک جھٹکے سے خود کھڑے ہو کر اسکی کلائی کو جکڑا۔۔

توقیع کا دل تیزی سے دھڑکا۔۔
جب جھٹکے سے اسنے واپس اپنی طرف کھینچا۔۔ سست ہوتی
دھڑکنوں سے، اسکی پشت سیدھا اسکے چوڑے سینے سے لگی۔

وہ جھکا اور آہستہ سے اپنے دہکتے لب اسکے گال پر رکھا۔ توقیع نے آنکھیں

میچ کر اپنے دل پر ہاتھ رکھ دیا کہیں اٹیک ہی نا آجائے
دفعتاً اچانک جھٹکے سے اسکی کمر میں بازو حائل کر کے دلاور نے اسے اوپر اٹھایا۔
آہہہ دل۔۔ دل مجھے ڈر لگ رہا ہے پلیز دل پلیز۔۔" وہ گھوڑے پر خود کو" دوسرے لمحے بیٹھا پا کر چیخ پڑی۔۔
جب خواہشات رکھتی ہو تو انکے پورا ہونے پر حوصلہ بھی خود میں رکھو۔۔۔" ہر خواہش امن میں پوری نہیں ہوتی۔۔" وہ کہتا اسکے سامنے آکر بیٹھا۔
توقیع کی آنکھیں پھیل گئیں جب اسنے اپنے سامنے اسے بھی گھوڑے پر بیٹھا ہوا پایا۔۔" تو کیا وہ بھی ساتھ چل رہا تھا؟ اور خیری ایسے ہی لڑ رہا تھا اس سے۔۔" اسکے لبوں پر مسکراہٹ آگئی پر اسکے موڈ کے پیش نظر اسنے سر جھکا کر مسکراہٹ ضبط کی

اسکے وجود کی خوشبو کو محسوس کرتی وہ جیسے کھل اٹھی تھی۔۔
دلاور نے ایک مسکراتی نظر اسکے جھکے سر پر ڈالی اور گھاس کھاتے گھوڑے کی باگ کو کھینچ کر چلنے کا حکم دیا اسے۔۔

آہہہ۔۔۔" گھوڑا جیسے حکم ملتے تیار ہونے لگا سفر کیلئے، اسنے مخصوص آواز"

فضا میں چھوڑتے سامنے جنگل کی طرف جاتے سرسبز راستے کو دیکھا اور اپنے آگے کے پاؤں اوپر اٹھائے کر رفتار پکڑی۔۔۔
توقیع کی اس سب سے جان نکل گئی۔۔ گھوڑے کے اوپر پاؤں کرنے پر اسکی چیخ نکل گئی اور دلاور کی طرف سرکتے ہوئے اسنے روتے اسکے شانوں کو پکڑا۔۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔" دلاور کا اسکی پتلی حالت پر قہقہہ جاندار تھا۔ اسنے " ایک بازو اپنا اسکی کمر میں حائل کیا اور دوسرے سے بانگ تھامی ہوئی تھی۔۔
فضا میں تیز گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز گونج رہی تھی۔۔
اور پیچھے چھت پر کھڑے دیکھتا خیری جھوم اٹھا۔۔

چھت پر کھڑے بنگڑا ڈالتے خیری نے زبان موڑ کر تیز سیٹی بجائی۔۔
توقیع نے سنبھل کر اپنی ٹھوڑی اسکے شانے پر رکھی۔ دوپٹہ اسکے سر سے ڈھلک گیا تھا، فضا میں اسکے سنہری بال اڑنے لگے۔۔
وہ نہیں جانتی تھی وہ اسے کہاں لیکر جا رہا ہے۔ پر اسکے ساتھ سفر

میں سکون بہت تھا۔ اسکی سانسیں توقیع کو اپنے کندھے پر محسوس ہو رہی تھیں۔۔

وہ جانتی تھی وہ اسکی خوشبو کو اپنی سانسوں میں کھینچ رہا ہے۔

کتنا پر سکون راحت بخش تھا یہ احساس، اسنے سوچتے مسکرا کر اسکے سینے کے گرد اپنی بانہیں ڈالیں۔۔

اسکی گردن پر اپنے ہونٹ رکھ کر وہ سکون سے آنکھیں موندنے والی تھی جب جنگل میں غائب ہونے سے پہلے اسکی نگاہیں بے ساختہ اپنے گھر کے سیاہ گیٹ کی طرف اٹھی تھیں۔۔

ایک قلعے نما وہ گھر تھا، آس پاس دو دو پہاڑ اور پہاڑوں کی بلندیوں سے ٹکراتے بادل۔۔

پر وہ چونکی تو اس وجود پر تھی جسنے ان سے نگاہ پھیر کر غصے سے پوری قوت لگا کر گیٹ پر مکا مارا تھا۔

"کیا وہ ابھی تک وہی کھڑا انہیں دیکھ رہا تھا؟"

کہاں چلیں؟" دفعتاً وہ اسکی سرگوشی کی جانب متوجہ ہوئی۔"

جہاں آپ لے جائیں۔۔" اسکے جواباً سرگوشی کو سن کر دلاور نے"

اسکی نازک سی کمر میں موجود اپنا بازو جھٹکے سے کھینچا۔
گم ہو جائیں گے پھر!" وہ گھمبیر سرگوشی میں بولا اسنے سر"
اثبات میں ہلاتے ابھی جواب دینا چاہا پر اچانک جنگل کے
گھنے قد آور درختوں سے نکل کر سامنے ویر وولف کو دیکھ کر اسکی چیخیں
عروج پر ہوتیں اگر وہ اسکی کمر سہلا کر اپنی موجود کا خوف میں
احساس نا دیتا۔۔
وہ اسکی کیفیت اپنے سینے میں دھڑکتے اچانک تیز دھڑکن
سے ہی محسوس کر گیا تھا۔ توقیع خود پر ضبط کرتے اپنے دانت اسکے
شانے پر گاڑھ دیئے۔۔

جو چیز میری ہے وہ تمہیں کبھی نقصان نہیں پہنچا سکتی" اسنے لبوں"
کی نہیں دل کی سرگوشی کی اسکے دل سے۔۔
پر اسنے سنی یا نہیں۔۔
دلاور نے بدلے میں اپنے دانتوں کو اسکی نازک سی گردن پر گاڑھا۔۔
توقیع سٹپٹا گئی اور اسکے انتقامی موڈ کو دیکھ کر کھکھلا اٹھی۔

ooooooo

کون ہو؟ اور کیوں بار بار تنگ کر رہے ہو مجھے ؟" وہ چھٹی کے ٹائم کالج کے گیٹ " سے باہر نکلتی موبائل بیگ سے نکال کر کان سے لگاتی دوسری طرف فین پر چیخ پڑی۔۔

سلام نا سہی! ایک چیخ ہی سہی۔۔"
"آپکی آواز کو سن کر ہم میں جان تو آئی۔۔

حقیقت میں دوسری طرف وجود میں جیسے جان آگئی اسکی آواز سے ہی۔
کیا بکواس ہے کون ہو آخر اور کیوں بار بار نیو نمبر سے کال کر رہے ہو؟""
ثمن نے اسکی شاعرانہ گھمبیر آواز پر ٹوکتے سائیڈ آکر پوچھا۔
وہ جس دن سے اپنے گھر آئی تھی اتنے دن جانے کون تھا جو دن میں تقریباً پانچ نمبر سے روز کال کرتا تھا اور وہ کبھی ایئر وپلین موڈ پر کرتی تو کبھی نمبر بلاک۔۔
اب تو تنگ آچکی تھی۔۔ اسکے بھائی نے میم سے پرمیشن لیکر اسے موبائل کال کرنے کیلئے دیا تھا پر یہاں بھی بیگ میں پڑا اسکا موبائل بار بار

زوں زوں کرتا رہا۔۔

ایک پل کیلئے دل چور ہوا تھا کہ کہیں "وہ" تو نہیں۔۔
پر دوسرے لمحے اس نام سے نفرت جتا کر سر جھٹک دیتی اور موبائل بند کر دیا۔۔
ابھی اسنے موبائل نکال کر بھیو کو کال کی تھی جھپٹی ہونے پر تبھی پھر سے کالز پر کالز مرے ہوئے مردوں کو جگانے والی شاعریاں ایک کے بعد دوسری اسکے نمبر پر آرہی تھیں۔۔

اسنے سوچ لیا تھا جب تک اسکا بھائی آئے تب تک کیوں نا دو دو ہاتھ کر ہی لے۔۔
آپ کو بھول نہیں پاتے اسلئے نئے نمبر کا استعمال کرتے ہیں۔۔"وہ"
سامنے رکھے ڈھیر ساری موبائل سمز کو دیکھتا مسکرایا۔۔
اگر اسنے یہ نمبر بلاک کیا تو وہ دوسری سم موبائل میں لگا کر پھر سے کرے گا۔
اسنے تقریباً اپنے تمام ملازمین کے کارڈ پر سم نکال لیں تھیں اور اب ڈھیر لگائے سامنے بیٹھا تھا۔۔

اسنے آج بھی چار دوسرے نمبر شہید لسٹ میں ڈال دیئے تھے پر ایک نمبر فتح لے گیا۔ اور اسنے جوش سے نمبر کو ہی چوم لیا۔۔ ثمن کا دماغ گھوم گیا۔۔ اسنے حیرت سے نمبر کو دیکھا۔

دیکھو مسٹر ٹھرکی!! یہ ٹھرکیاں جا کر کہیں اور نکالو میں ایسی" لڑکی نہیں ہوں اور اگر مجھے آئندہ تنگ کیا تو تمہارے گھر میں گھس کر ماروں گی ہلکے میں نالو سمجھے ثمن شاہ ہوں۔۔" وہ رعب دبدبے سے بولی۔۔

زیاف اسکے لہجے کا رعب محسوس کرتا دل تھام کر بیڈ پر گر گیا۔ اور اسکی مدھم سی سانسوں کو موبائل سے سنتا گہرا سانس لیا۔۔

ثمن نام بتانے کی غلطی پر لب دانتوں میں دباتی کال جلدی سے ڈسکنیکٹ کر کے سر پیٹ گئی۔

موبائل موٹھی میں دبا کر اسنے گیٹ سے باہر آتے یہاں وہاں نظریں دہرائی۔۔ اسے اپنے بھائی کی گاڑی کہیں نا ملی۔ وہ ابھی انتظار کرنے کیلئے واپس سے ویٹنگ روم میں جانے والی تھی دفعتاً اسکی مٹھی میں دبا موبائل پھر سے کانپنے لگا۔

اسنے چونک کر دیکھا، وہی نمبر تھا۔۔" یہ ٹھرکی ایسے نہیں

سدھرے گا۔" اسنے غصے سے سچا اور کال اوکے کرتے موبائل کان سے لگایا۔۔

تمہارے گھر میں ماں بہن نہیں ہیں کیا؟" وہ سائیڈ ہو کر پھاڑ" کھانے والے انداز میں غرا کر بولی

ماں ہیں۔۔ پر افسوس ہے انہوں نے اچھی تربیت نہیں کی میری۔ بہن" رب نے دی نہیں۔۔ اگر آپکی کوئی بہن ہو گی تو اسے اپنی بنالوں گا۔۔

شاہ جی اب سیریس بات پر آتے ہیں! وہ مجھے پوچھنا یہ تھا کہ آپکا نیک نیم کیا ہے مابدولت جاننا چاہتا ہے تاکہ آپکو مخاطب کر سکے۔" وہ نہایت عاجزانہ ہو کر بولا۔۔

ثمن کا دماغ گھوم گیا اس کمینے کی بات پر جو اپنی ماں کا نہیں تھا۔۔ یعنی وہ کہنا چاہتا تھا اسکی ماں نے اچھی تربیت نہیں کی اسلئے یہ ٹھرکپن دکھا رہا ہے۔

بھاڑ میں جاؤ!" وہ موبائل اسپیکر پر منہ رکھ کر خوفناک آواز" میں گویا ہوتی کھٹک سے موبائل بند کر چکی تھی۔۔

نہیں یہ نام اچھا نہیں۔۔ تم تو من ہو، تن میں دھڑکنے والا قلب۔۔"

بھاڑ میں جاؤ بھی بھلا نام ہوا۔۔"وہ نفی کرتا اسکا نام "من" ہی سیٹ کر گیا۔۔

ابھی کیلئے اتنا کافی ہے چھوری بد مزہ نا ہو جائے۔"وہ دل کو ڈپٹ کر موبائل" کو تمیز احترام سے سامنے رکھتا خود کلامی سے بولا
کیوں نا ایک روبرو ملاقات کی جائے۔۔عاشق نا صحیح چور کے بھیس" میں ہی دیدارِ یار ہو جائے۔۔"وہ کب سے بیٹھا ہوا تھا ایک نیا پروگرام سیٹ کرتا سٹی کی دھن پر روم سے نکل آیا۔۔

پہلے دل کیا دریاب کے سر پر دھماکہ کرے پہلی کال کا۔۔پھر سوچا ایک بار ملاقات ہو جائے پھر اسے بتائے گا کہ اب کنوارہ وہ نہیں مرے گا۔۔

من!"اسنے حیرت سے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا"
یا وحشت!"وہ اچھل کر اچانک آواز پر پلٹی۔۔اسکے چہرے کی" ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔۔
سب ٹھیک ہے؟"ساحل نے جھک کر اسکا زمین بوسہ ہوا"

موبائل اٹھایا اور اسکے ہاتھ میں تھماتے اسکا بیگ خود لیا۔

جج۔۔جی بھیو۔۔ آپ کب آئے؟" وہ اپنا بیگ اسے دیتی موبائل لیکر "
مٹھی میں دبا گئی۔
نمبر تو وہ بلاک کر چکی تھی پر اس ٹھرکی کے پاس تو جیسے سم کی
فیکٹری تھی۔۔
ابھی آیا ہوں۔۔جب تم کسی کو بھاڑ میں بھیج رہی تھی۔۔" اسنے متبسم "
ہوتے کہا
ووہ میری دوستی تھی۔۔ تنگ کر رہی تھی تو۔۔۔" وہ بوکھلاہٹ چھپا کر "
خجل ہوتی بولی۔۔ ساحل اسے اپنے ساتھ لیے گاڑی کے پاس آیا۔۔
سہی! اور بتاؤ دن کیسا گزار؟" اسنے بیگ پچھلی سیٹ پر رکھا اور اسکے "
لئے فرنٹ ڈور اوپن کیا۔
اچھا تھا۔۔" وہ آہستہ سے کہتی فرنٹ سیٹ پر بیٹھی۔۔۔"
ساحل نے حیرت سے اسے دیکھا۔" ذرا نقاب ہٹاؤ!"
دوسری طرف اپنی سیٹ پر آتے ساحل نے اس سے کہا۔۔
اپنے بھائی کی اس عجیب و غریب فرمائش پر ثمن حیران ہوتی
نقاب ہٹانے لگی۔ اسنے منہ بنا کر اپنا چہرہ بھائی کو دکھایا۔۔

ساحل کے سانس میں جیسے سانس آئی۔۔

کیا ہوا بتائیں تو صحیح!" ثمن نے نا سمجھی چڑ کے پوچھا۔"

مجھے لگا میں کسی اور کی بہن اٹھا لایا ہوں۔" وہ نرمی سے بولا ثمن کی آنکھیں"
حیرت سے پھیلی۔۔
"ہیں؟ کیوں کیسے؟"

بھئی مجھے لگتا ہے میں اپنی بہن کا دل کہیں کھو کر بیٹھا ہوں۔۔ جو کل تک"
میرا تھا آج کہیں اور لگا رہی ہے۔۔" وہ دکھ سے کہتا گاڑی اسٹارٹ
کر کے ریورس بیک لینے لگا۔۔

ثمن کا دل تیزی سے دھڑکا۔۔" مم۔۔ مطلب؟" اسکے دل کو چور جیسے
اسکے بھائی نے پکڑ لیا تھا۔
مطلب یہی کہ کل تو جس بہن کو پڑھائی سے وحشت کالج سے"
اسٹوڈنٹ کی بو آتی تھی۔ وہ کالج جانے سے بیمار ہو جاتی تھی وہ آج کہہ
رہی ہے کہ "اچھا دن" گزار۔۔" ساحل شاہ نے تفصیل جواب دیتے

اپنے رومال سے اسکے ماتھے کا پسینہ صاف کیا۔۔

افففف بھیو۔۔!!" وہ جو گھبرائی تھی بھائی کی تفصیل سن کر چیخنے کی قصر "
رہ گئی۔۔
ہاہاہا۔۔ بھیو کی جان! اسٹڈی بورنگ ہی ہوتی ہے۔لائیف انجوائے کرو، "
اس زندگی پر صرف تمہارا حق ہے۔" ساحل کا قہقہ بے ساختہ
تھا۔
اگر یہ بات ہفتے پہلے ساحل شاہ کہتا کہ "سٹڈی بورنگ ہے" تو
اسکی عید ہو جاتی۔پر اب اسٹڈی بورنگ تو نہیں تھی۔۔

مجھے حیرت ہوتی ہے۔" کچھ توقف کے بعد وہ سامنے دیکھتی بولی"
کس بات کی؟" ایک ہاتھ سے گاڑی ڈرائیو کرتے ساحل شاہ نے "
اسکے ہاتھ پر بوسہ دیتے پوچھا
یہی کہ آپ وکیل ہو کر کہتے ہیں اپنی بہن کو کہ سٹڈی بورنگ ہوتی ہے "
حالانکہ میں نے سنا ہے کہ سٹڈی کے بغیر انسان ناکام کہلاتا
ہے۔۔" وہ اپنے ہاتھوں کو دیکھتی بولی

ساحل نے گہری نگاہوں سے اسکے جھکے سر کو دیکھا۔۔
یہ کس نے اتنی بڑی بات کر دی مجھے ذرا اسکا نام بتا دو۔۔"وہ کہہ تو" عام لہجے میں رہا تھا پر ثمن جانتی تھی کہ وہ جان گیا تو دری کی جان لے لے گا۔۔

اور وہ یہ سب کچھ نہیں چاہتی تھی۔اسلئے تو اس دن بھی قسمیں دیکر اپنے بھائی کو واپس لائی تھی۔ورنہ اسکی حالت دیکھتے نا صرف اسکا بھائی بپھر گیا تھا بلکہ اسکا باپ بھی سخت ناراض ہوا تھا اسے دیکھ کر وہ عائشہ خان دریاب خان سے اسکی حالت کی وجہ دریافت کرنے لگے آدھا ہفتہ تو شدید رنجیدگی رہی تھی دونوں فیملی میں۔۔
ثمن نے ہر ممکن کوشش کی تھی انہیں یقین دلانے کی کہ وہ سیڑھیوں سے گری ہے۔پر انہیں کہاں یقین آنے والا تھا۔۔
مجبوراً اسنے اس تماشے کو بند کروانے کیلئے بھوک ہڑتال کی تب جا کر کچھ معاملہ ٹھنڈا پڑا ورنہ شاید دونوں فیملی میں ایک جنگ چھڑ جاتی۔۔

بس اس ساری صورتحال کا نتیجہ یہ نکلا کہ دانیال خان کے

ہوش میں آتے ہی دریاب ثمن کی طلاق ہو جائے گی۔
یہ نکاح جس مجبوری میں کیا گیا تھا وہ الگ تھی پر اب وہ کبھی بھی اپنی شہزادیوں کی طرح پلی بیٹی کو لاپرواہ لوگوں میں نہیں دے سکتے تھے۔۔
ثمن کو دوسرا دھچکہ تب لگا جب یہ فیصلہ بغیر چوں چراں کے دریاب خان نے بڑے سکون سے قبول کیا تھا۔۔
وہ ساری ساری راتیں روتی رہتی، اسے اسکے تنگ دلی پر،، الفاظ پر کوئی دکھ نہیں تھا۔ اسے جو کہنا تھا کہہ دیا تھا۔

اسے دکھ اس بات کا تھا غم اس بات کا تھا کہ کیوں آیا وہ اسکی زندگی میں، وہ تو بس عام طرح آئی تھی اپنی ماں کی مان کر پر اسنے نا صرف اسے استحقاق سے چھوا بلکہ وہ پہلا مرد تھا جس نے۔۔۔۔
وہ سوچتی تو دل لہو لہو ہو جاتا۔ اسکی ماں خاموش تھی جانے کیوں۔۔۔
کسی نے نہیں ناول میں پڑھا تھا۔" وہ چشمہ ٹھیک کرتی بولی"

غلط کہا ہے! لازمی نہیں ہر کوئی پڑھا لکھا کامیاب ہو۔۔"
کامیاب شخص وہ بھی ہوتے ہیں جو زندگی پر فتح پاتے ہیں، اپنی خواہشات پر

فتح پاتے ہیں۔ زندگی کو جینا سمجھتے ہیں۔۔
تمہارے پاس کس بات کی کمی ہے؟ اچھے برے کی تمیز ہے، پہچان ہے، شعور ہے۔ پیسہ بھی ہے باپ بھائی کامیاب ہیں۔۔
پھر کون سی کامیابی چاہیے تمہیں؟
تم کامیاب ہو اگر تم اپنی زندگی اپنی مرضی سے جیو گی، لوگوں کی مرضی سے نہیں۔۔
اگر سٹڈی کو زیادہ سیریس لیا تو میں تمہیں کالج سے نکال دوں گا۔"
یہ اسکا حتمی فیصلہ تھا جو اسنے ثمن کو سنایا تھا۔۔

بے فکر رہو میں تمہاری لائیف میں ایسا شخص لاؤں گا جو تمہارے لیے" ایک آئسکریم پارلر بنائے۔۔" وہ اسکے چھوٹے سے موم جیسے ہاتھ کو اپنے گال پر رکھتا پھر ہونٹوں سے لگا کر جیب سے چاکلیٹس نکال کر اسکے ہاتھ میں تھمائے۔۔۔

ثمن نے گہرا سانس بھر کر ان چاکلیٹس کو دیکھا۔۔
کبھی خود پر غور کیا ہے؟"
مجھے تو حیرت ہوتی ہے کہ کیسے ہمارا جوڑ بنا لیا؟

مجھے معاف کرو میں کسی بچی کے ساتھ نہیں گزار سکتا، جسے کسی بھی کنڈیشن میں چاکلیٹس یاد رہتے ہیں، جو چاکلیٹس پر بہل جاتی ہے۔۔"

نہیں بھائی مجھے نہیں کھانے۔۔"وہ اپنے دل کو مار کر سر نفی میں ہلاتی" ونڈو پر بازو ٹکا کر باہر بھاگتی دوڑتی دنیا کو دیکھنے لگی۔۔

ساحل حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا،، جبکہ ثمن کی بے یقین ساکت نگاہیں سامنے گاڑیوں کی چیکنگ کرتے دھوپ میں کھڑے دریاب خان پر تھیں۔۔
اسکی سفید رنگت دہک گئی تھی، شہد رنگ بال کشادہ پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے، وہ وردی میں ملبوس تھا۔
چہرے پر سرد سپاٹ سے تاثرات تھے۔۔

آپ ان سے بات نہیں کرتے؟" ثمن اسکی نگاہ اپنی سمت آنے سے" پہلے پیچھے ہوتی اپنے بھائی کے ہاتھ سے چاکلیٹس لیکر بولی۔۔

کس ان؟" اسکے چاکلیٹس لینے پر ساحل مطمئن ہوتا نا سمجھی سے بولا،،"
پر سامنے گاڑی کو روکتے چیکنگ کرتے پولیس والوں کو دیکھتے اسنے سمجھ کر
سر ہلایا۔

بات کرنے کا کوئی مقصد؟" ساحل شاہ نے سپاٹ لہجے میں"
پوچھا۔

ثمن نے دھڑکتے دل سے نامحسوس طریقے سے ونڈو کو آہستہ سے بند
کر دیا۔ وہ دعا گو تھی کہ وہ پلٹ کر اس طرف آئے اور اسکے بھائی کو
مخاطب کرے۔۔ وہ اسے دیکھنا نہیں چاہتی تھی۔

بھائی یقین کریں انہوں نے علاج کروایا، دن رات میری خدمت"
کی۔۔ آپ کی کل کورٹ کی تاریخ ہے میں چاہتی ہوں واپس پہلے جیسے
ہو جائیں۔۔
انکی کوئی غلطی نہیں۔۔ مجھے منظور ہے آپ سب کا فیصلہ۔۔ میں کوئی
عشق میں یا محبت میں مبتلا نہیں۔۔ پر سچ تو سچ ہوتا ہے نا بھیو۔۔
چار دن ساتھ رہ کر کسی سے محبت یا عشق نہیں ہوتا ناہی ہمدردی۔۔ مجھے

دریاب خان سے کوئی ہمدردی نہیں پر آپ ان سے بات کر لیں ان دونوں ماں بیٹے نے بہت کیا ہے آپکی بہن کیلئے۔۔

انکی کنڈیشن کو سمجھے بھائی۔ ایسے وقت میں اگر ہم نے ان سے منہ موڑا تو ہم کیسے اپنے ہوئے ان کے ؟ڈیڈ کو سمجھائیں۔۔ کسی اپنے کو مصیبتوں میں اکیلا تو نہیں کیا جاتا۔۔۔

میں ان سے بات نہیں کروں گی ناہی کبھی انکے گھر جاؤں گی بس آپ ان سے بات کر لیں۔۔ "وہ گاڑی کے پولیس والے کے قریب جانے پر اپنے بھائی کے بگڑے تاثرات دیکھتی منت سماجت پر اتر آئی۔۔

ساحل شاہ نے رومال سے پسینہ صاف کرتے دریاب خان کو دیکھا۔۔ اور اپنی بہن کو۔۔ پھر اسکے سر پر ہاتھ رکھتے سر تھپتھپایا۔۔۔

ooooooo

ساحل شاہ نے اشارے پر گاڑی پاس لا کر روکی۔۔ دریاب نے ایک گہرا سانس فضا میں چھوڑتے گاڑی کی ونڈو کو ناک کیا۔ ثمن کی اس دستک سے دھڑکنوں میں وحشت سی بھر گئی۔ اسنے آہستہ سے پہلو بدلا۔۔

اور جلدی سے نقاب لگا دیا، ہاتھ میں موجود چاکلیٹس بھیگ چکے تھے اور اسنے بھی بے دردی سے زندگی میں پہلی بار مٹھی کو اس طرح سختی سے پورا تھا کہ جیسے اسکا اپنا دل مٹھی میں کچلنے لگی ہو۔

"من ونڈو نیچے کرو!" ساحل اسے خاموش بیٹھا دیکھ کر بولا، ثمن نے گھبرا کر انہیں دیکھا۔ وہ نہیں جانتے تھے اسنے اپنی چھوٹی سی بہن پر کیا ظلم کیا ہے پر اسکی نظروں کو دیکھتے ساحل کچھ متفکر ہوا۔۔

"کیا ہوا؟" اسکا سرخ چہرہ دیکھتا وہ پریشان ہوا

"وہ سٹپٹا کر نفی کرتی جلدی سے پلٹ کر کچھ نہیں آج گرمی بہت ہے۔۔ ونڈو کھولنے لگی۔

اسنے جو دوسری دستک کیلئے غصہ ہو کر انگلی اٹھائی تھی، ونڈو کے اوپن ہوتے ہی اسکی انگلی وہیں بیچ راہ میں ساکت سی رہ گئی۔

اسکی اٹھی ہوئی رت جگے سے سرخ آنکھیں سیدھا ان آنکھوں سے ٹکرائی جو پہلے سے گزرے پلوں کی اذیت سے لہو نما تھیں

ایک پل کیلئے جیسے وقت تھم گیا تھا۔

وہ اتنے دن بعد اسے دیکھ رہی تھی، جو صبح شام دیکھتی تھی۔۔ بہت خوش ہو گا

وہ دو چار دن سے جو رکاوٹ ڈالنے والی آئی تھی ایک پل میں لہو لہو کر کے اسے سائیڈ لگا دیا تھا۔

کیا ہے تم میں جو میرے دل کو بھائے؟" ثمن شاہ کے کانوں میں "
جیسے اس تپتی دھوپ میں سور پھونکا
وہ جو خاموشی سے اسکی آنکھوں اسکے چہرے کو دیکھنے کی کوشش میں تھا کہ اسکے زخم کیسے ہیں۔۔
پر اس بے حس شخص کو صرف باہر کے زخم کی پرواہ تھی، اندر کے جو زخم اسنے دیئے تھے ان سے جیسے اسے کوئی سروکار نہیں تھا۔

ایک نفرت کاٹدار نظروں سے اسنے دریاب خان کو نوازتے کسی ناپسندیدہ شخص کی طرح دوسرے سیکنڈ نظر انداز کیا

مجھ میں کچھ ہو یونا ہو تمہارے دل کو بھانے کیلئے دریاب خان، پر ثمن " شاہ کو اب کبھی تم نہیں بھا سکتے" وہ نم آنکھوں سے سوچتی موبائل کو آن کیا۔۔

جیسے ہی اسنے موبائل کو آن کیا ٹنگ ٹنگ کی مخصوص نوٹیفیکشن کی آواز سے گاڑی کی فضا گونج اٹھی۔

کیا ہوا خیریت ؟" اپنی بہن کی بات کو سمجھتے ہوئے بالآخر ساحل" شاہ نے بڑے ہونے کے ناطے خود ہی پہل کر دی۔ بے شک وہ اپنی بہن کو جان سے عزیز تر رکھا ہوا تھا پر ان کزنوں کو بھی اسنے دل میں کم نہیں رکھا تھا اور ہے۔

کیس کے سلسلے میں تفتیش ہو رہی ہے۔ کالج سے لڑکی کو کڈنیپ کیا" گیا ہے کل، اور ہمیں اطلاع ملی ہے یہاں سے گزر رہے ہیں۔
سارے سٹاپ گاڑیوں بسوں کی چیکنگ کروا رہے ہیں، میں نے آپکی گاڑی کو دیکھا نہیں معذرت !" وہ ونڈو پر جھک کر ایک اچٹتی مگر گہری تفتیشی نظر اسکی موبائل کی سکرین پر ڈالتا ساحل شاہ سے بولا

اسکا ونڈو پر جھکنا آنا اسنے بھی موبائل کی اسکرین میں دیکھا تھا، اور چہرے پر ناگواریت سی پھیل گئی اسکی

اچھا اچھا ٹھیک ہے۔ چاہے تو کر لو چیکنگ میری گاڑی کی"
بھی۔"ساحل نے سمجھ جر سر ہلایا اور شرارت سے کہا۔۔
دریاب ہنس کر ایک سرسری نظر اسکی موبائل پر چلتی انگلیوں پر
ڈالتا پیچھے ہوا۔۔
جنہیں ہم جانتے ہیں ان سے کیا تفتیش کرنا" اسنے کہنے کے ساتھ "
گاڑی پر ہاتھ رکھ کر جانے کا اشارہ دیا۔۔
ساحل شاہ نے سر اثبات میں ہلاتے ہوئے گاڑی آگے
بڑھائی۔۔

سر یہ دیکھیں" دفعتاً فضا میں انسپکٹر کی آواز چیخ نما گونجی"
دریاب نے چونک کر گردن گھمائی تو دور سے بھاگتی ہوئی گاڑی کو پایا جسکی
طرف اسکے آفیسر بھاگ رہے تھے۔ دریاب نے فوراً سے اپنی گن نکالی
اور اسی کی طرف دوڑ لگائی

اسکے گاڑی کے ٹائر کا نشانہ بھاگتے ہوئے لیا اور ٹریگر پر انگلی رکھتے پیچھے کو زور
دیا۔۔
ایک دھماکے دار "ٹھاہ" کی آواز سے فضا وحشتناک ہو گئی

دری!!!!" احپانک اس دھماکے والی آواز پر اپنے خیالوں میں موبائل کو"
ھتام کر بیٹھی ثمن کی چیخ گونج اٹھی

بھائی بھائی دری۔۔" وہ تڑپ کر اپنے بھائی کی طرف پلٹی اور وحشت "
زدہ ہو کر بولی (کہیں اسے تو نہیں لگی) اسکا دل خون خون ہو گیا سوچتے

ریلیکس اسے کچھ نہیں ہوا ریلیکس من۔۔" اسکی حالت دیکھتے "
ساحل نے اسکا سر سینے سے لگا کر سر پر بوسہ دیا۔۔

بھائی گاڑی روکیں اور دیکھیں بھائی کیا ہوا پلیز پلیزیی۔۔ یہ گولی کی"
آواز؟" وہ روتی ہوئی اپنے بھائی کے سامنے گڑگڑائی

ساحل پریشان متفکر اپنی ساری کیفیت چھپا کر سر ہلاتا ہوا گاڑی
جھٹکے سے روک کر اسکے ہاتھ پر بوسہ دیتا باہر نکل آیا

دوسری طرف تڑپ کر ثمن بھی باہر آ گئی تھی۔۔

اسنے باہر آتے اسکی تلاش میں نظریں دہرائیں تو دور بہت دور اس سے وہ گاڑی کے گھیرے کھڑے تھے۔

وہ دور سے ہی اپنے دراز قد و سیع توانا جامت سفید و سرخ رنگت کی وجہ سے سب میں نمایا تھا۔۔

اسکی آنکھوں سے اپنی بے بسی پر آنسوں ٹوٹ کر گرے۔ اسے احساس ہوا کہ ہاں وہ ٹھیک کہتا تھا وہ بالکل ایک کمزور بزدل لڑکی ہے۔۔

وہ ایک انسان کے ٹھوکر مارنے کے بعد بھی اسکے لئے تڑپ گئی۔

اس میں اسکا تو قصور نہیں تھا، وہ تو انجان تھی دل سے کہ یہ بے بس بھی ہوتا ہے کسی کیلئے۔۔ یہ لگایا بھی جاتا ہے کسی سے۔

اسنے کیوں چھوا اسے۔۔ کیوں اس تن من پر اپنی مہر ثبت کی، کیوں اسکے کانوں میں سرگوشیاں کیں۔۔

وہ تو معصوم تھی، اسنے تو یہ طے کیا تھا کہ وہ دل جیتے گی یا ختم کرے گی۔۔ وہ یہ طے کر کے تو اسکے آستانے میں نہیں گئی تھی کہ وہ دل ہارے گی۔۔

بلکہ اسنے دل ہارا بھی نہیں تھا اس بے حس پتھر شخص پر۔۔۔

اس شخص نے اسکا دل نوچا تھا، کچھ دن بہلاتا رہا، کھیلتا رہا، اور جب اسے احساس ہوا کہ یہ تو کچھ نہیں گوشت کا لتھڑا ہے تو بس نوچ کر مسل دیا پاؤں تلے۔۔۔

چلیں بھائی۔۔"وہ خود پر ضبط کرتی اپنی بیوقوف حرکت پر استہزائیہ "
ہنستی گاڑی میں جا کر بھی۔۔
دریاب نے نظریں بے ساختہ اٹھائیں تو سامنے ساحل شاہ کو
پایا۔۔۔وہ مسکرا کر انہیں ہاتھ سے جانے کا اشارہ کرنے لگا۔۔

ساحل سر ہلا کر مطمئن ہوتا واپس گاڑی میں آ کر بیٹھا۔اور ایک
نظر خاموش ثمن پر ڈالتے گاڑی اسٹارٹ کی۔۔۔

پسند کرتی ہو؟"دفعتاً یہ گاڑی میں ساحل شاہ کی پرسوچ گھمبیر "
آواز نے ثمن کو متوجہ کیا۔
اسے تعجب یا گھبراہٹ نہیں ہوئی،کیونکہ دونوں بھائی بہن ہر چیز شیئر
کر لیتے تھے۔ایسے سوال پوچھنا،یا اسکی خواہش پسند کو جاننا ساحل
شاہ کا حق تھا جو کہ اسکی بہن نے اسے سونپا تھا۔۔
وہ جانتی تھی جیسا تڑپتی محبوبہ والا اسکاری ایکشن تھا ڈیم شیور وہ ضرور
پوچھے گا ایسا سوال۔۔۔

اس میں ایسا ہے کیا کہ ثمن شاہ اسے پسند کرے؟" اسنے"
مسکراہٹ دبا کر اپنے بھائی سے پوچھا
ساحل نے چونک کر دیکھا، دوسرے لمحے قہقہہ لگا اٹھا۔۔

اچھا لاصاہینڈسم آفیسر ہے۔۔" وہ شرارت سے بولا"
حسن کا مجھے اچار ڈالنا ہے کیا؟ آپکو آپکی بہن کا معلوم ہے وہ بٹی ہوئی"
چیزیں یا اترن پسند نہیں کرتی۔۔
اور دریاب خان بھی اترن سے کم نہیں۔۔" وہ نخوت سے ناک
چڑھا کر کہتی باہر دیکھنے لگی۔۔

ساحل شاہ نے کچھ حیرت سے اسے دیکھا
پر کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو لوگ کسی کو کھوتے ہیں، انہیں کافی"
تجربہ ہوتا ہے محبت کا، اگر انہیں دوسری محبت ہو جائے تو انکی
محبتوں میں شدتیں آجاتی ہیں۔۔ وہ کھونے کے ڈر سے کافی پوزیسیو
ہو جاتے ہیں۔۔ جب ٹھوکر لگتی ہے تو کسی دوسرے کی کیفیت
محسوسات سمجھ آتیں ہیں۔۔" اسنے اپنی سوچ مطابق کہا

نہیں بھائی۔۔ محبت پہلی اور آخری ہوتی ہے۔ دوسری محبت کچھ "
نہیں، وہ محبت نہیں ضرورت ہوتی ہے،، وقت کے ساتھ ختم
ہو جائے تو بیکار ناپسندیدہ وجود۔۔

رہی ٹھوکر کی بات تو ٹھوکر لگنے سے انسان صرف اپنا درد محسوس کرتا ہے
کسی دوسرے کا نہیں۔۔

ہم انسان ہیں نادان ہیں، ہم امید مان لگا بیٹھتے ہیں جب جانتے ہیں کوئی کسی
کا نہیں ہوتا۔

سمجھ تب ہی ہمیں آتی ہے جب ہم ٹھوکر کھاتے ہیں، اور سمجھ صرف
اپنی آتی ہے کہ یہ درد ملا مجھے، اور اس درد سے مجھے کتنا درد محسوس ہوا۔
یہ نہیں سوچیں گے ایسا درد اسے بھی تو دے دیا۔۔ اسکی کیا کیفیت
ہوں گی۔۔

نہیں انسان کو اس سے سروکار نہیں ہوتا وہ صرف اپنا سوچتا ہے خود
کو محسوس کرتا ہے، ایسے کوئی نہیں سمجھتے۔۔ الفاظ سے سمجھ جانے والے
انسان ہوتے تو آج سڑکوں پر سیاہ رات میں اکیلے انسان کسی کونے
میں نا بیٹھے ہوتے بلکہ ہر کوئی زمین کو چھوئے بغیر گاڑیوں میں ڈور رہا ہوتا۔
پر ہم انسان ہیں اتنی آسانی سے کیسے سمجھ لیں کسی اور کے تجربے کو۔۔ یا
کیسے بچائیں کسی دوسرے کو ایسی ٹھوکر سے۔۔

ہمیں اپنا تجربہ سبق دیتا ہے، ویسے ہی جیسے کسی دوسرے کا دکھ ہم نہیں سمجھ پاتے کسی دوسرے کی حالت ہماری سمجھ سے باہر ہوتی ہے۔۔

ہم محسوس نہیں کر پاتے کیونکہ ان میں ہماری محسوسات نہیں۔۔

ویسے ہی کسی دوسرے کا تجربہ ہمیں کچھ نہیں سکھاتا جب ہم خود ناٹھوکر کھالیں۔

اللہ پاک نے ہمیں سب سے زیادہ عقل مند بنایا ہے پر عجیب ہیں ہم ہمارے پاس عقل ہو کر بھی عقل نہیں۔۔

ہم دلدل کے پیچھے بھاگنے والے ہیں، جانتے ہیں نگل جائی گی۔۔ پر اسکی بناوٹ بہت خوبصورت ہے قریب سے جا کر دیکھ لینے میں کیا جاتا ہے۔۔" وہ کھوئی کھوئی سی بولی۔۔

معاً اسے احساس ہوا وہ کہاں سے کہاں نکل گئی ہے فوراً سے خاموش ہو گئی اور اپنے بھائی کو دیکھا۔۔

تم ایسی گہری باتیں کیسے کرنے لگی؟" ساحل نے حیرت سے اسے " دیکھا ثمن فوراً سے قہقہہ لگا اٹھی۔۔

کوئی گہری باتیں نہیں بس جو منہ آیا کہہ دیا۔ آخر روٹی تو میں بھی"
کھاتی ہوں۔" وہ ہنستے ہوئے بولی۔۔
وہ یہ نہیں کہہ پائی کہ ٹھوکر جب لگتی ہے تو اس انسان کو دنیا بھر
کی سمجھ آجاتی ہے۔

oooooooo

پانی لاؤں؟" وہ ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتا صوفے پر بیٹھا۔ روحا بالوں کی جلدی"
جلدی سے چوٹی باندھ کر اسکے پاس آکر بولی۔۔
ہمم!" ساحل شاہ بغیر آنکھیں کھولے جواب دیا وہ فوراً سے"
سائیڈ ٹیبل کی طرف لپکی۔ پر وہاں جگ خالی پا کر وہ ایک
نظر انکی بند آنکھوں پر ڈالتی گلاس جگ اٹھا کر باہر کی طرف
بھاگی۔۔
سنبھل کر جاؤ!" اسکے بھاگتے قدموں کی آواز سن کر اسنے پیچھے سے"
جھڑکا روحا کی ایکدم سے رفتار سست پڑ گئی۔۔

کیا رہا دن؟" وہ کچن کی طرف جا رہی تھی تبھی بیچ میں اسے ثمن مل"

گئی اسکے سلام کا جواب دیتے اسنے مسکراتے پوچھا۔۔
اچھا تھا، آپ گئی نہیں ہسپتال؟" ثمن نے اسے صبح والے کپڑوں"
میں دیکھتے پوچھا
تمہارے بھائی آئے ابھی ہیں۔وہ جب کہیں گے تب جاؤں گی۔""
اسنے مسکراتے جواب دیا
ہاں بھائی نے کہا تھا تمہیں لیکر جائیں گے۔ میں سمجھی چلے"
گئے ہوں گے ابھی۔۔" وہ سر ہلا کر بولی

ویسے کہیں وہ والی بات تو پہلے کنفرم نہیں کرنے جا رہے۔" ثمن"
اسکے پیچھے پیچھے کچن میں آکر سرگوشیانہ بولی کہیں اسکی ماں نا سن
لے۔۔

کون سی والی بات؟" فریج سے پانی کی بوتل نکال کر فریج بند کرتی وہ اسکی"
طرف پلٹ کرنا سمجھی سے پوچھنے لگی۔
ساتھ ہی ٹرے اٹھا کر پانی کا بھرا گلاس اسنے ٹرے میں رکھا۔

ابھی نے سنا بھائی تمہیں بھاگتے دیکھ کر غصے سے بولے سنبھال کر، اور"

پھر اچانک انہوں نے رات کو مام سے کہا وہ تمہیں ہاسپٹل لیکر جائیں گے۔۔

اس سب کو میں کیا نام دوں کیا نام دوں۔۔" اسنے اپنے بازو پیچھے آکر روحا کے گلے میں ڈال کر گنگناتے ہوئے پوچھا

روحا نے پہلے اسکی بات پر پھر ساحل کے احتیاط پر غور کیا تو سرخ پڑ گئی، دل بے ساختہ دھڑکا تھا

نہیں ڈلیوری کیلئے جا رہے ہیں آتے ہوئے چار پانچ ساتھ لائیں گے۔" وہ" جلے دل سے کہتی اسکے بازو جھٹک کر آگے بڑھی پیچھے ثمن نے اسکے جواب ہر جاندار قہقہہ لگایا۔۔۔

اوئے ہوئے بھابی جی آپ تو بڑی فاسٹ سروس نکلیں۔۔" ثمن نے" پیچھے آتے چھیڑتے ہوئے کہا

ماما اپنی بیٹی کو سمجھائیں۔۔" روحا نے اسے پیچھے آتے دیکھ کر روم میں بیٹھیں" زریش شاہ کو پکارتے کہا" پتا نہیں کیا بکواس کرتی جا رہی ہے۔۔

لگتا ہے دریاب بھائی نے بہت کچھ۔۔۔۔ وہ ابھی کوئی بے باک جملہ کہہ کر ثمن کا پارہ ہائی کرتی اس سے پہلے سامنے سیڑھیاں اترتے

ساحل شاہ کو دیکھ کر اسکی بولتی بند ہو گئی۔۔

کیا ہے کیوں چیخ رہی ہو؟" اسنے نیچے آتے روحا سے غصے میں"
پوچھا۔۔

بھائی میں نے پوچھا کہ کیا ہوا طبیعت کو ٹھیک ہو کیوں ہاسپٹل"
جا رہی ہو۔۔
تو اسنے شرماتے کہا خوشخبری ہے۔۔ پھر میں نے حیرت
سے پوچھا کیسی خوشخبری جو ہاسپٹل جا کر معلوم ہو گی۔۔ اس پر
میرے سوال سے مام کو بلا رہی ہے۔۔ میں نے کچھ غلط کہہ دیا؟"
ساحل شاہ کے سوال پر روحا کو بوکھلاتے دیکھ کر ثمن نے فوراً سے
معصومیت کے ریکارڈ توڑے اور آنکھیں پٹپٹا جربات مکمل کی۔۔
ساحل شاہ کی چبھتی ہوئی نظروں سے روحا کی رنگت پھیکی پڑ گئی۔
مم۔۔ میں نے کب۔۔۔" اسنے صدمے کی کیفیت میں پلٹ"
کر ثمن کو دیکھا۔ یہ تو اسنے ذکر کیا تھا خوشخبری کا۔۔
بھیو کیسی خوشخبری؟" من اسکی طرف دیکھ کر معصومیت سے"
مسکرائی۔۔

کچھ نہیں بیٹا!قدرتی خوشخبری ہے" اسنے دوسرا جملہ مدھم پر"
جان بوجھ کر روحا کو سناتے ہوئے کہا اور پانی کا گلاس اٹھایا

ثمن نے کچھ نہیں بیٹا کے آگے کان لگا کر سننا چاہا پر ناکام ہو گئی۔ البتہ
شرمندگی سے روحا نے ساحل شاہ کے آگے نظریں جھکا دیں
میں باہر انتظار کر رہا ہوں جلدی آجاؤ اور اپنی پچھلی رپورٹس بھی"
ساتھ لانا۔۔" وہ اسے حکم دیتا گلاس اسکی تھامی ہوئی ٹرے میں رکھ
کر آگے بڑھا اور ثمن کے گال کو چھو کر اپنی ماں کے روم میں طرف چلا
.گیا

بھائی نے کیا کہا تھا سرگوشی میں۔۔" ساحل کے اپنی ماں کے"
روم میں غائب ہوتے ہی وہ لپک آئی روحا کے پاس
اور تجسس سے پوچھا۔۔ روحا نے اسے دیکھا
انہوں نے کہا۔۔۔ ہمارے بچوں کی اس پھپھو کٹنی کا گلا گھونٹ دو۔" وہ"
اسکے منہ پر پھاڑ کھانے والے انداز میں گویا ہوئی ثمن پہلے تو سٹپٹائی پر
جیسے اسکا سرخ تپا تپا چہرہ دیکھا قہقہہ بلند لگایا۔۔

پکڑوا سے۔۔"وہ اسے گھورتی ٹرے تھما کر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی ثمن"
ہنستی ہوئی کچن میں آئی اور ٹرے رکھ کر کاؤنٹر سے کمر ٹکا کر کھڑی ہو گئی۔۔

oooooooo

اسلام علیکم!"وہ چینج کر کے چادر پہن کر رپورٹس اٹھائے باہر آئی تبھی"
سامنے گیٹ سے گاڑی اندر داخل ہوئی اور آ کر پورٹیکو میں رکی۔ڈرائیور
نے جلدی سے طاہر نکل کر گاڑی کا ڈور کھولا۔۔
جس میں سے عائشہ خان اپنی چادر سنبھال کر باہر نکلیں،
ساحل نے انہیں دیکھتے سلام کیا اور عائشہ خان ساحل
روحا کو وہاں دیکھ کر خوش ہوئیں۔۔

وعلیکم السلام کیسے ہو دونوں کہیں جا رہے ہو؟"ساحل روحا کے"
سلام کا ساتھ جواب دیکر وہ انکی طرف آ گئیں اور ساحل کے
دعا کیلئے سر بڑھانے پر انہوں نے سر پر ہاتھ پھیرتے دونوں کو
دعائیں دیں۔۔

اللہ کا شکر ہے آپ سنائیں طبیعت کیسی ہے آپ کی؟ آپی (تقویٰ" زیدی) نے بلایا تھا اسکے چیک اپ کیلئے تو انہیں کے پاس لیکر جارہا ہوں۔" ساحل نے جواب دیکر روحا کے ہاتھ سے رپورٹس لیں۔۔

اچھا اچھا صحیح! ان شاء اللہ اللہ پاک شفائے کاملہ عطا فرمائے" گا۔۔ پوری سفید ہوتی جارہی ہے خون کی بھی کمی لگ رہی ہے مجھے۔۔" وہ ساتھ کھڑی روحا کی آنکھوں میں دیکھتی متفکر ہو کر بولیں

جی آپی کو بتایا تو انہوں نے کہا لیکر آؤ میں دیکھ لیتی ہوں اسلئے" " آفس سے ہاف ڈے کر کے آگیا۔۔

چلو اللہ کے امان میں، جاؤ خیریت سے خوش رہو، میں" ہسپتال سے ہی آرہی تھی، صبح وہاں تھی۔۔ اب گھر جارہی تھی پر سونے "سونے گھر میں دل نہیں لگ رہا تھا تو یہی آگئی۔۔

ساحل نے دیکھا بات کرتے انکی آنکھوں میں نمی آگئی، جبکہ لبوں پر نرم سی ہمیشہ سے رہنے والی مسکراہٹ تھی۔۔

وہ عورت جسے دانیال خان سجا کر اپنی نظروں کے حصار میں رکھا

تھا، آج سادہ کپڑے اداس آنکھوں مرجھائی سے صورت اور ویران جگہوں سے بھاگ رہی تھیں۔۔

ساحل کے دل کو کچھ ہوا، اسنے آگے بڑھ کر انکے ہاتھوں کو تھاما اور انکی پشت پر اپنے ہونٹ رکھ دیا۔۔

"آپ کا ہی گھر ہے جب دل چاہے آئیں ہماری دلوں میں ہیں۔ ان شاءاللہ انکل بھی جلدی ٹھیک ہو جائیں گے۔۔" عائشہ انکی محبت پر آبدیدہ ہو گئیں۔۔

خدا نے بہت خوبصورت فیملی سے نوازہ تھا ان کا جتنا شکریہ ادا کرتی اتنا کم تھا۔

"دھیان سے جاؤ اور خیریت سے واپس آؤ! اور تم اپنا خیال رکھا کرو۔۔۔ ابھی سے یہ حالت ہے اتنی سادگی نئی نویلی دلہوں کو اچھی نہیں لگتی۔۔

ابھی ہمیں دادی بنانا ہے ہمت کرو جینا سیکھو۔۔" انہوں نے آگے بڑھتے روحا کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرا اور پیار بھری سرزنش کرتی بولیں

وہ کیا کہتی سب جانے آج کیوں خوشخبری کے پیچھے پڑے تھے، جبکہ شاہو ٹھیک کہہ رہے تھے کہ قدرتی ہو سکتی ہے بس۔۔

وہ نگاہیں شرم سے جھکا گئی ساحل اسکے سادہ سے سراپے کو دیکھتا جا کر گاڑی کا ڈور کھولنے لگا۔

بن سنور کر رہو گی تو شوہر کو اچھا لگے گا۔ باہر نا صحیح پر جب وہ گھر آئے تو کچھ" تیاری کر لیا کرو۔۔ اپنا خیال رکھو زیادہ۔۔"عائشہ نے اسکی پیشانی چوم کر اسے بھی ساحل کے پیچھے بھیجا۔۔

وہ فرمابرداری سے سر ہلا کر وہاں سے جلدی سے آگے بڑھی کہیں پھر یہ بھی خوشخبری نا پوچھ لیں۔۔

اسنے گاڑی کا ڈور کھولنا چاہا تبھی پیچھے سے اسنے آکر اسکے لئے ہی کھولنا چاہا، دونوں کی ایک ہی کوشش کی وجہ سے روحا کا ہاتھ اسکے ساتھ کے نیچے دب گیا۔

اسکا دل چاہا اسکے چوڑے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیکر اسکے ہاتھوں کی حدت کو محسوس کرے۔ پر دل کے ارمان دل میں دبا کر ڈور کھلنے پر وہ اندر بیٹھ گئی

اسکے سر کو دیکھتے ساحل خاموشی سے دروازہ بند کرتا دوسری طرف آیا، اور آکر اپنی سیٹ سنبھالتے گاڑی اسٹارٹ کی۔۔

جو بھی تکلیف محسوس ہوتی ہے آپی کو کھل کر بتانا، مسم کرنے کی"
ضرورت نہیں وہاں۔"گاڑی گیٹ سے باہر نکالتے اسنے سنجیدگی سے اسے
سمجھایاوہ سپاٹ سنجیدہ بھاری آواز پر نظریں اٹھا کر اسے دیکھنے لگی، پر
وہ اسکی طرف اب متوجہ نہیں تھا کان میں بلوٹوتھ سیٹ کر رہا
تھا۔۔

سیاہ فورپیس ڈریس میں ملبوس، لمبا چوڑا، سیاہ گھنی داڑھی، گھنی
مونچھیں عنابی لب پیوست کیے، اپنے مخصوص اسٹائل میں سیاہ
گھنے بال سیٹ تھے، مغرور ناک، سنجیدہ سپاٹ تاثرات والی
کرسٹل جیسی گرے آنکھیں سامنے ٹکائے ڈرائیونگ کرنے میں
مصروف تھا۔
سارے کزن میں بڑے ہونے کی وجہ سے اسنے نوٹ کیا تھا
سب اسکی بہت عزت کرتے تھے، احترام سے بھائی کہہ کر
بلاتے تھے۔۔
اسنے اسکے بازوؤں کو دیکھا، سوچ کر اسکا دل دھڑک گیا جب نکاح
والی رات وہ اسکے چوڑے بازوؤں میں آئی تھی۔
اسکی نگاہیں اسکی چوڑی کلائی پر آئیں جس میں برانڈڈ گھڑی بندھی ہوئی

تھی۔

وہ مہارت سے اسٹیئرنگ وہیل گھماتا ڈرائیو کر رہا تھا۔ روحا نے گہرا سانس بھر کر اسکی گردن کو دیکھا وہاں سے نگاہیں پھسل کر جیسے اسکی جیب پر آئیں سگریٹ کے پیکٹ کا کونا دیکھ کر اسکا دھڑکا دل جل بھن گیا۔

ابھی پھر سے پینا شروع کر دے گا" وہ سوچ کر لب دانتوں میں دبائے" ونڈو سے باہر دیکھنے لگی

اگر میں چھپا دوں؟" اسکے دماغ میں خیال آیا۔۔ اسکے ساتھ دل کی" دھڑکنیں بھی تیز ہو گئیں۔۔

اسنے چور نگاہوں سے پہلے ساحل شاہ کو پھر جیب سے نمایاں ہوتے پیکٹ کو دیکھا۔ اور اپنا گود سے ہاتھ اٹھا کر سیٹ پر نامحسوس طریقے سے رکھ دیا

وہ سامنے دیکھتی ساتھ چور نگاہوں سے پلکوں کی اوٹ سے ساحل کو بھی دیکھنے لگی جو کہ کسی سے باتوں میں مصروف تھا۔

اسکا ہاتھ انگلیاں کانپنے لگیں، ماتھے پر ننھے ننھے پسینے آ گئے، دل بھی بری طرح سے گھبرا رہا تھا پر ایک ہمت تھی جس کے سہارے وہ یہ کر رہی تھی۔

آہستہ آہستہ ہاتھ بڑھا کر اسنے اسکی جیب کے بالکل پاس کر دیا، ساحل

شاہ کے ایک سرسری نظر دوسری طرف ڈالنے ہر روحا نے جلدی سے پاکیٹ باہر کھسکایا اور آہستہ سے چوٹکیوں میں پکڑ کر باہر کھینچ لیا۔

اسکا دل اس قدر خوف سے تیز دھڑک رہا تھا کہ کن پٹی میں سنائے دینے لگا۔ پر پھر بھی وہ باز نہیں آئی ساحل شاہ کے گردن موڑنے سے پہلے ہاتھ چادر میں چھپا کر واپس گود میں رکھ دیا اور پاکیٹ دوسری طرف منتقل کرتے وہ باہر دیکھتی گہرے گہرے سانس کھلی فضا میں لینے لگی۔۔

زندگی کی پہلی چوری۔۔ جسنے جان نکال دی اسکی۔۔

وہ آنکھیں موند کر ایک گہرا سانس لیتی خود کو ریلیکس کرنے لگی

کیا ہوا؟ آر یو فائن؟" اسکی سانسوں کی آواز پر ساحل نے متفکر ہو کر" پوچھا۔۔

اسنے انہیلر کیلئے نگاہیں دہرائی آس پاس پر وہ کہیں نہیں ملا۔۔

روحا نے چونک کر اسے دیکھا، ساحل اسکے چہرے پر پسینے ہولے کانپتے ہاتھ دیکھتا چونک گیا۔

روحا نے اسکی آنکھوں میں دیکھا، اس رات کے بارے میں

اسنے کوئی بھی سوال جواب نہیں کیا تھا اس سے۔۔
البتہ وہ سرد سپاٹ ہو کر بھی کیئر رہا تھا اسکی۔۔پر یہ بھی تھا کہ اسنے اسے ایسے نظر انداز کیا تھا بیوی کے نظریے سے جیسے رات کو کوئی وجود ہی نہیں روم میں۔۔

سانس نن۔۔ نہیں آرہی۔۔"روحا نے گہرے گہرے سانس" لیتے نم آنکھوں سے اسے دیکھا
ایک چوری کے بعد یہ دوسرا گناہ تھا جو وہ جھوٹ بول کر کر رہی تھی۔۔
انہیلر نہیں لائی ساتھ؟"ساحل نے پریشان ہوتے پوچھا۔"
نن۔۔ نہیں۔۔۔"وہ شرمندگی سے گہرا سانس کھینچتی رونے لگی۔۔"
رو نہیں!! گہرے سانس لو شاباش۔۔۔"کال ڈسکنیکٹ کرتے اسنے" کان سے بلوٹوتھ نکالا اور اسکا گال تھپتھپایا۔۔

سس۔۔ سانس نہیں آرہی۔۔"وہ بھیگی پلکوں سے اسے دیکھتی بولی۔"
ساحل نے گاڑی کی سپیڈ سلو کی تو پیچھے سے تیز گاڑیوں کی آوازیں آنے لگی۔

اسکا دل کیا غصے سے جانے کیا کر دے۔ پر خود پر ضبط کیے بیٹھا رہا، اسنے آس پاس مدد کیلئے کچھ ڈھونڈنا چاہا پر کچھ نا ملا۔۔

معاً اسکی گاڑی رکی کیونکہ ٹریفک سگنلز ریڈ ہوئے تھے۔ ساری گاڑیاں رکیں ساحل نے شکر خدا کا کیا اور روحا کی طرف پلٹا۔

"اب ٹھیک ہے سب؟"

نہیں۔۔"وہ نفی میں سر ہلانے لگی۔ ساحل نے لب بھینچ کر اسکی" پشت کو سہلایا۔ نگاہیں جونہی ونڈو کی طرف اٹھیں تو سامنے ہی بائیک پر بیٹھے لڑکوں کو روتی ہوئی روحا کو دیکھتا پایا۔

اسکی آنکھوں میں جیسے خون اتر آیا، روحا نے اسکی نظروں کی تعاقب میں دیکھا۔۔ وہ لڑکے بھی روحا کو دیکھ کر مسکرائے

ساحل کا دل کیا باہر نکل کر دونوں کا منہ پھوڑ دے۔ اسنے جھٹکے سے گھورتے ہوئے ونڈو بند کی۔ وہ دونوں بھی خود کو غیظ و غضب سے گھورتے ساحل شاہ کو دیکھ کر سٹپٹا گئے۔

تیز سانس لو!" اسے غصہ تو روحا پر آیا تھا دیکھا کیوں اسنے باہر" جس کی وجہ سے وہ دونوں خباثت سے مسکرائے تھے۔

اسکی قریب سے گرج پر وہ سانس کیا لیتی الٹا سانس
روک کر اسکی آنکھوں میں سیاہ پھیلی آنکھوں سے دیکھنے لگی۔

ٹھیک ہو گئی؟ آرہی ہے سانس؟" وہ اسکی ناک منہ کے سامنے"
انگلی رکھ کر اسکی پٹر پٹر سیاہ گھورتے نینوں میں دیکھتے بولا
روحا نے خفیف سی سر کو نفی میں جنبش دی
اسکی کلون کی خوشبو سے اسکی سانسیں واقعی بند ہوتیں دھڑکنیں
تیز ہو رہی تھیں۔۔
ساحل اپنی شیو پر ہاتھ پھیرتا پیچھے ہوا۔۔
روحا نے اسے پیچھے ہوتے دیکھ کر گہرا سانس کھینچا۔۔
ساحل نے اسے دیکھتے ہاتھ بڑھا کر اپنی طرف والا بھی ونڈو بند کر دیا
اب ٹھیک ہے؟" وہ ابرو اچکا کر بولا"
روحا کو گھبراہٹ ہونے لگی، جھوٹ جیسے گلے پڑنے لگا تھا اسکے۔
"نن۔۔۔ہ۔ہاں۔۔ تھو۔ تھوڑی تھوڑی آرہی ہے۔" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی
دوسرے ہاتھ کی مٹھی سگریٹ کا پیکٹ دبوچے اپنا نچلہ لب دانتوں
میں دبا گئی

"کوشش کرو جلدی ہی ہاسپٹل پہنتے ہیں۔۔"
لائیٹ کے گرین ہوتے اسنے گاڑی آگے بڑھادی، اسکا دل جو سست پڑا تھا کچھ سوچ کر ایک دم سے خالی خالی ہو گیا۔ آنکھوں سے آنسوں تیزی سے گالوں کو بھگونے لگے۔۔

یہاں سے آپ مجھے گھر چھوڑ دیں گے؟"وہ اسکی طرف دیکھے" بغیر بولی
کون سے گھر؟"ساحل شاہ نے جیب میں ہاتھ ڈال کر" سگریٹ کے پیکٹ کو ڈھونڈنا چاہا پر اسے احساس ہوا شاید گھر ہی چھوڑ کر آیا ہے۔
مام والوں کے گھر۔"اسنے تھوڑی سی ونڈو نیچے کی اور باہر دیکھنے لگی"
ٹھیک ہے"وہ بغیر پوچھے وجہ جانے خاموشی سے سر" اثبات میں ہلا کر واپس سے بلوٹوتھ اٹھا کر کان میں لگائے دوسری طرف سے واپس سے رابطہ قائم کیا اور اسکی باتوں کا جواب دینے لگا۔
روحا نے اس بے حسی نظر اندازی پر سختی سے آنکھیں میچی۔ وہ جانتی تھی وہ بہت غلط کر رہی ہے اسکے ساتھ۔ پر وہ کیا کرے مجبور تھی۔۔

اسے احساس ہوا تھا جیسے اسکی ساس کو بھی لگ رہا تھا غلط جیسے دونوں کی شادی کروا کر دونوں کے ساتھ ناانصافی کی گئی ہے۔

اسکا سسر اسے پاس بٹھا کر اسکی خاموشی کی وجہ پوچھتے کوئی گیم کھیل لیتے۔۔وہ جیسے اسکا دل اس گھر میں بہلانے کی کوشش کرتے

اب تو ثمن بھی آ گئی تھی اسکی نند کم دوست زیادہ تھی۔سب ٹھیک تھا۔۔ایک ناتھا تو انکار شتہ۔۔۔

ازدواجی زندگی۔۔۔

وہ جب ہاسپٹل کے پارکنگ ایریا میں رکے روحا نے سگریٹ کا پیکٹ چادر میں چھپایا اور اسکے ڈور کھولنے ہاتھ تھامنے پر وہ باہر نکل آئی۔

سب ٹھیک ہے نا؟" وہ اسکا سرخ بھیگا چہرہ دیکھتا پریشان ہوا" جی۔۔" اسنے اثبات میں سر ہلایا تو وہ رپورٹس تھامے اسے " ہاسپٹل کے اندر لے گیا۔اسکا چوڑا ہاتھ اسکے شانوں کے گرد تھا۔وہ اسے لیے ہاسپٹل کے اندر داخل ہوا۔۔

کتنی نظروں کے حصار میں آ گئے تھے وہ دونوں۔ساتھ چلتا وجود لڑکیوں کی نظروں کے حصار میں تھا۔اور روحا کا دل کر رہا تھا سب کی نظروں میں پیٹرول چھڑک کر اسکی جیب سے لائیٹر نکال کر

آگ لگا دے۔

تم بیٹھو میں دیکھتا ہوں آپی آئی ہیں" وہ اسے راہ داری میں بینچ پر بٹھا" کر کہتا آگے بڑھ گیا

روحا سر ہلاتی بیٹھ گئی اور اسے جاتے ہوئے دیکھتی رہی۔ معاً پاس آکر کسی وجود کے بیٹھنے پر اسنے چونک کر دیکھا۔۔

ہائے!" لڑکی تھی جسنے روحا کو دیکھ کر مسکراتے کہا تھا۔"

جواباً روحا بھی مسکرائی اور اس لڑکی کا حوصلہ بڑھا۔

ویسے یہ کون تھے؟ بھائی تھے تمہارے نمبر سوری مطلب نام کیا ہے" اسکا؟" اسنے نظروں سے اوجھل ہوئے ساحل شاہ کا اشارہ دیا۔

بھائی ہوں گے تمہارے شوہر ہیں میرے۔۔" وہ غصے سے نیچی آواز میں" اس لڑکی پر دھاڑی

اس لڑکی کی تو لفظ شوہر پر رنگت زرد ہوئی تھی البتہ وہاں سے گزرتے ہوئے لوگوں نے بھی حیرت سے انہیں دیکھا۔

چیخ کیوں رہی ہو میں کون سا کھا رہی ہوں" وہ لڑکی روحا کو گھورتی ہوئی" وہاں سے اٹھی روحا کا دل کیا منہ نوچ لے اسکا۔۔

وہ مٹھیاں دبائے اسے گھورتی رہی۔۔

روح!"معاً بھاری آواز پر چونکی "جی" وہ ساحل شاہ کو دیکھے بغیر بولی"
آؤ!" وہ اسکے چہرے کے تاثرات پر متبسم ہوتا ہاتھ تھامنے لگا پر اسنے"
اپنا ہاتھ پیچھے کر دیا۔۔
سیاہ آنکھوں میں ڈھیر سارا پانی جمع کیے وہ اسکے سیاہ بوٹوں کو دیکھ رہی
تھی
ساحل شاہ نے گہرا سانس بھر کر آس پاس پر ایک
نظر ڈالی۔۔کچھ دور وہ لڑکی بھی کھڑی اسے دیکھ رہی تھی ساحل کے دیکھنے پر
دلکشی سے مسکرائی
میں اسکا منہ نوچ لوں گی۔۔"وہ غصے سے اٹھی"
دوسرے ہی لمحے ساحل نے جھک کر جھٹکے سے اسے بانہوں میں
اٹھا لیا اور آگے بڑھا۔۔
وہ ششدر رہ گئی۔۔۔

کیا ہوا اسے ساحل؟"پاؤں کی مدد سے اندر داخل ہوتے ساحل"
شاہ کی بانہوں میں روحا کو دیکھ کر تقویٰ زیدی گھبرا کر اپنی چیئر سے

اٹھیں۔۔

آپ دیکھ لیں بیچ راہ میں اچانک سانسیں رک گئی تھی۔۔"اسے" دیوار کے ساتھ لگے بیڈ پر لیٹاتے ہوئے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر کہا اور پیچھے ہو گیا

روحا کو جانے کیوں اسکا لہجہ چبھتا ہوا محسوس ہوا۔۔

انہیلر نہیں تھا پاس؟" تقویٰ زیدی روحا کے پاس آئی اسنے اٹھ کر" بیٹھنا چاہا پر انہوں نے اسے لیٹے رہنے کا اشارہ دیا۔۔

نہیں۔۔"ساحل نفی میں سر ہلاتا جیب میں ہاتھ پھنسا کر کھڑا" ہو گیا

روحا نے اسکے ہاتھ کی حرکت کو دیکھتے سگریٹ کا دبا اپنی کمر کے نیچے چھپا دیا۔

پھر خود سانس بحال ہو گئی؟"انہوں نے چونکتے پوچھا روحا سٹپٹا کر" سر اثبات میں ہلا گئی۔ بہر حال جھوٹ بولا تھا اب اس جھوت کو کھینچنا تھا۔۔

ہوا تو کچھ نہیں بس گناہ ہی بڑھ رہا تھا۔

جس کے لئے سانسیں روکی تھیں اسنے تو ایک غلط نگاہ بھی ناڈالی۔""

وہ اپنا بھرم آپ رکھنے لگی
"یہ تو بہت اچھی بات ہے۔" تقویٰ زیدی خوش ہونے لگی ساحل
نے گلا کھنکار کر سر ہلایا اور نظریں ارد گرد ڈالیں۔۔

oooooooooo

"رکو!" وہ چھت سے کپڑے اتار جبرا بھی نیچے اترنے کیلئے سیڑھیوں کی
طرف بڑھی تھی جب اچانک تیزی سے سیڑھیاں چڑھ کر
وہ اسکے سامنے آگیا۔
"جی؟" وہ اس وجود کے اچانک سامنے آنے پر حیران ہوتی اسکی
سیاہ آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔

"دلشیر کل تمہیں کہاں لیکر گیا تھا؟" وہ سرد لہجے میں گھورتے بولا
توقیع نے ٹھٹھک کر اس سوال پر اسے دیکھا۔ "آپ کون ہوتے ہیں
پوچھنے والے؟" اسے بالکل پسند نہیں آیا تھا اس انسان کا یوں سامنے آکر
پوچھنا وہ بھی اسکی پرائیویسی کے بارے میں۔۔
وہ ناگوار نظر سے نوازتی دوپٹہ سر پر سیدھا کر کے اسکی دوسری
طرف سے جانے لگی۔۔

صمصام زیدی کے ساتھ آئی تھی نا دلاور کے گھر؟" اسکی سرد آواز کھلی"
فضا میں گونجی۔۔ توقیع منہ کے بل اچانک سیڑھیوں پر گرتی اگر وہ
بروقت اسکی کلائی کو پکڑ کر واپس نا کھینچتا۔۔
تت۔۔ تمہیں کیسے معلوم؟" اسنے سنبھل کر سپید پڑتے اپنی کلائی"
اس انجان کی گرفت میں دیکھتے جھٹکے سے اسکے چوڑے ہاتھ کی
گرفت سے چھڑوانی چاہی پر اسنے پکڑ مزید سخت کرلی، اور اسکی
نیلی آنکھوں میں دیکھا۔۔

توقیع کو لگا اسکی کلائی کی ہڈی چٹخ کر ٹوٹ جائے گی، وہ درد سے کراہ کر کلائی کو
حرکت دینے سے باز آگئی۔۔

کک۔۔ کون ہو تم؟" وہ ہراساں نظروں سے اسے دیکھنے لگی"
پہلے میرے سوال کا جواب دو۔۔" جیکی نے اسکی خوبصورت آنکھوں"
میں اپنا خوف دیکھتے مسکرا کر کہا

مم۔۔ میں دل کو بتاؤں گی۔۔" وہ روتی ہوئی بولی۔۔"
شوق سے بتانا پھر میں یہ بتاؤں گا کہ تم جو اسے صائم زیدی کے"

ساتھ آنے کا چونا لگا رہی ہو۔۔ میں سچ فاش کر دوں گا۔۔
اور یہ مت سوچنا کہ وہ جھوٹ بولنے والے کو بخش دے گا۔ جان نکال دے گا تمہاری کیونکہ وہ پہلے جیسا دلاور نہیں۔۔۔ نا ہی وہ تم سے کوئی محبت کرتا ہے اسلئے دور رہو اس سے۔۔
اب اگر میں نے تمہیں اسکے قریب آتے دیکھا، نقصان تم نہیں کوئی اور اٹھائے گا۔۔۔" وہ اسکی طرف جھکا سرد لہجے میں وارن کر رہا تھا
توقیع کی حیرت خوف سے پھیلی آنکھیں اس پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔
بہت خوبصورت ہو گئی ہو!!" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا سرگوشی" میں بولا اور اپنا قدم اسکی طرف اٹھایا

دل!!!" وہ اسے مسلسل اپنی سمت بڑھتے دیکھ کر اچانک غیر متوقع سیاہ" آنکھوں کی وحشت سے چیخ اٹھی۔۔

تم!!" جیکی نے نیچی آواز میں غراتے اسکی کلائی کو چھوڑ کر اسکے" جبڑے کو مٹھی میں جکڑا۔ توقیع کا خوف سے دماغ سنسنا اٹھا وجود میں سرد لہریں دوڑ گئیں اسکی اتنی جرات پر۔۔۔

توقیع!" دفعتاً نیچے سے دلاور کی غصیلی آواز آئی"
جیکی گھبرا گیا۔۔ "اگر منہ کھولا تو اچھا نہیں ہوگا۔۔" وہ اسے جھٹکے سے
پیچھے دھکیل کر ایکدم سامنے دیوار کی طرف بھاگا۔۔
توقیع!!!" توقیع کے چیکرا کر زمین بوس ہونے سے پہلے دلاور نے"
بھاگ کر اسکے وجود کو بانہوں میں بھرا۔
دد۔دل۔۔ "وہ دھندلی نظروں کے سامنے دلاور کا چہرہ دیکھتی اسکی"
بانہوں میں جھول گئی۔۔
کک۔۔ کیا ہوا دلاور!" دلاور کی دھاڑ سے نیچے سے خیری بھی بھاگ"
آیا۔۔ اور دلاور کی بانہوں میں توقیع کا وجود دیکھ کر وہ چیخ پڑا۔۔
کیا ہوا اینجل کو دل؟؟" اسنے خوف سے پوچھا"
جا کر وہاں دیکھو۔۔" دلاور نے دھاڑتے دیوار کی طرف اشارہ دیا اور"
توقیع کی کلائی پر انگلیوں کے سرخ نشان دیکھے وہ اسے لیکر نیچے بھاگا۔۔
کیا ہوا ڈی کے؟" جیکی بھاگتا ہوا نیچے سے آیا دلاور کو اوپر سیڑھیوں کی"
طرف بھاگتے دیکھ کر پریشانی سے پوچھا

جاؤ جلدی ڈاکٹر کو بلاؤ!!" اسنے حکم دیا اور سیڑھیاں بھاگتے ہوئے"

طے کیں۔۔
جیکی توقیع کی جھولتی ہوئی کلائی کو دیکھتا گہرا سانس بھر کر پلٹا۔۔
""اسے امید تھی کہ وہ اب دلاور سے دور رہے گی

ooooooo

تم نے ابھی تک کوئی وکیل ہائر نہیں کیا؟ کل کورٹ کی پہلی تاریخ"
ہے!"گاڑی پارکنگ میں روک کر ظفر حیدری وہیل چیئر پر اپنی
بیوی کو لان میں تازی ہوا کیلئے لائے فیروز چغتائی کے پاس آ گئے۔۔

ہاں معلوم ہے۔"وہ ہولے سر سر اثبات میں ہلا کر بولے۔"آؤ"
بیٹھو وہاں۔۔غائب ہی ہو گئے ہو۔"فیروز چغتائی نے سامنے موجود
چیئرز کی طرف اشارہ دیا اسے وہ سر ہلا کر ششدر سے آگے بڑھے۔۔

کیا تمہیں کیس نہیں لڑنا؟"ایک چیئر سنبھال کر مقابل چیئر کو"
سنبھالتے فیروز صاحب سے پوچھا۔

کیس لڑھ کر فائدہ؟ نا دلاور ہے نا ہی نویرہ۔۔جو انصاف ملنا تھا وہ مجھے"

سالوں پہلے مل گیا تھا۔۔ میں نے اپنی بیٹی کو کھویا اور خان صاحب نے اپنے بیٹے کو حاب برابر۔۔۔"فیروز صاحب نے گہرا سانس بھر کر کہا

ظفر حیدری تو سکتے میں آ گئے اسکی منہ بیانی سن کر۔۔۔
تمہارا دماغ ٹھیک ہے فیروز؟ کہاں کھویا ہے خان نے اپنا بیٹا؟ وہ"
تو زندہ ہے!" ظفر بھڑک اٹھے اسکے ہارے ارادوں سے۔۔

کیا مطلب؟؟ پر تم نے تو کہا تھا دلاور کو تم نے اسکی محبوبہ"
سمیت؟؟"فیروز چغتائی نے حیرت سے کھڑے ہوتے ظفر
حیدری سے پوچھا
وہ لاجواب ہو کر فیروز کے چہرے کو دیکھنے لگے۔۔
مجھے جواب دو ظفر!!!" انہوں نے آگے بڑھتے ظفر صاحب کے"
کندھوں کو دبوچا۔۔

کیا کرتا میں؟؟ وہ پھر سے زندہ ہو گیا۔۔ بلکہ آج رات اسے آرمی کی"
طرف سے بہادری کا انعام بھی ملنے والا ہے۔ وہ دلشیر خان بنا ایک

مسجد کے مولوی کا بیٹا کہلوا رہا ہے خود کو۔۔
اور ہم میں اتنی طاقت نہیں اسکا راز فاش کر دیں۔۔ اگر کرتے ہیں تو خود پھنسے گے۔۔" اپنے کندھے جھٹک کر وہ غراتے ہوئے بولے

چلو ٹھیک ہے تم مانتے ہو اسے سزا دے دی گئی۔۔ چلو مجھے بتاؤ کون سی سزا ملی ہے اسے؟"
صرف بدنام ہی ہوا۔۔۔ ایک ماہ دو ماہ پانچ ماہ جیل میں رہا اسکے بعد غائب۔۔۔
کیا ہوا تکلیف ملی اسے؟ کچھ نہیں ہم نے تو کچھ نہیں کیا اسکے ساتھ!!
صرف بدنامی سے بچنے کیلئے اسے مرا ہوا کہلوایا۔۔
جس طرح نویرہ تمہاری بچی تھی اسی طرح میری بچی تھی۔۔ وہ مجھے چاچو چاچو کہتی تھی۔۔ آج بھی میری آنکھوں کے سامنے جب اسکا معصوم چہرہ آتا ہے میرا دل تڑپ جاتا ہے۔۔

وہ جھوٹا کیس لڑیں گے کیونکہ انکے پاس اب بڑا وکیل ہے ساحل شاہ! انکے پاس پولیس والا ہے دریاب خان! انکے پاس سپورٹ ہے بزنس ٹائیکون اسکی منسٹر فیملی۔۔

اسکے ڈاکٹر باپ۔۔

اب ہمارے پاس کیا ہے؟ تم ایک تھے بزنس ٹائیکون تم نے اپنا بزنس مینجر کے حوالے کر دیا۔۔

وہ کیس لڑیں گے اسے دنیا کے سامنے بے گناہ ثابت کریں گے، اور پھر وہ ڈی کے دلشیر خان سے دلاور خان بن کر آجائے گا۔ دنیا اسکی واہ واہ کرے گی اور اس کہانی کا ڈی اینڈ!" انہوں نے اپنے دل کی بھڑاس غصے سے نکالی۔۔

فیروز صاحب کچھ دیر خاموش ہو گئے تھے۔

ٹھیک ہے میں کسی وکیل سے آج رابطہ کرتا ہوں۔" انہوں نے گہرا" سانس بھر کر کچھ توقف بعد بولے

اسکی ضرورت نہیں تم بس کیس لڑنے کیلئے خود کو تیار کر لو۔۔" میں تم پر کوئی آنچ آنے نہیں دوں گا ناہی ڈپریشن۔۔ تم بھابی پر دھیان دو انہیں سنبھالو میں نے ایک وکیل سے رابطہ کیا ہے وہ کچھ دیر میں یہاں پہنچنے والا ہے۔۔" ظفر صاحب نے کہتے اسکے کندھے کو تھپتھپایا اور اپنی چیئر سنبھال کر شما بیگم کو دیکھا۔

چلو یہ بھی صحیح ہے۔۔"ملازمین کے آنے پر انہوں نے ٹرے سے"
سوپ لیکر ٹیبل پر رکھا اور اسے دو کپ چائے کے بولے۔

ظفر حیدری فیروز چغتائی کو دیکھنے لگے، انہوں نے مسکراتے ہوئے
سوپ کا ایک چمچ بھرا اور نیم دراز بڑی سی چیئر پر موجود اپنی بیوی کے پاس
لائے۔۔

منہ کھولو شاباش۔۔"انہوں نے اپنی شریک حیات سے پیار"
سے کہا اور یہ پل وہ تھا جب ظفر حیدری ششدر گنگ رہ گئے۔۔
جب اس ساکت پڑے وجود کے منہ نے حرکت کی، اور انہوں
نے منہ کھولا، فیروز چغتائی نے خوشی سے نم ہوئی آنکھوں سے انکے منہ
میں آہستہ سے سوپ بھرا چمچہ ڈالا۔۔

واٹ آسر پرائز فیروزی۔۔یی۔۔یہ کیسے ہوا؟؟؟ب۔۔بھابی"
حرکت کر سکتی ہے؟"خوشی سے انکی آواز ہکلا گئی۔۔

ہاہاہااہاں یہ اس رب کا کرم ہے دوسرا ڈاکٹر تقویٰ زیدی کا ٹریٹمنٹ "
اور میری دن رات کی کیئر کا پھل!!"فیروز صاحب خوشی سے
قہقہہ لگا کر بولے۔۔

یہ تو زبردست ہے۔ دشمن سے اگر فائدہ مل رہا ہے تو اس سے "
بڑی بات کیا ہو سکتی ہے۔ تم نے مجھے نہیں بتایا؟ اس پہلی خوشی پر
مٹھائیاں بانٹ کر رب کا شکریہ ادا کریں گے۔ اتنے سالوں بعد
بالآخر بھابی نے زندگی کی طرف قدم لوٹائے ہیں۔۔"وہ خوشی سے نم ہوئی
آنکھوں سے بولے۔۔بڑے جوش میں تھے۔۔
میں تمہیں بتانے والا تھا پہلے دن سے، پر میں نے سوچا اگر تم خود "
آکر اچانک سے دیکھو تو اچھا ہے۔۔
اللہ مجھ پر مہربان ہوا ہے، اور یہ سب رب سے معافیوں کی
وجہ سے ممکن ہوا ہے۔ ورنہ میں تو گمراہ ہو چلا تھا۔۔"وہ آہستگی
سے گویا ہو کر رومال سے اپنی بیوی کے منہ کو صاف کرنے لگے۔۔

ہاں یہ واقعی زندگی کا سب سے بڑا سرپرائز ہے آخر کار میرے "
"دوست کی زندگی میں خوشیوں نے دستک دی ہے

ooooooo

دریاب خان لڑکی کے ماں باپ سے الوداعی کلمات پڑھ کر انہیں جانے کی اجازت دیتے ابھی سر سیٹ سے ٹکا کر آنکھیں موند کر سکون بھرا سانس لینا چاہا پر سکون کہاں تھا؟

کیا اسکا چہرہ ٹھیک ہو گیا ہو گا؟" دماغ میں خیال آیا۔۔"ایک " ہفتے کا ٹائم کم تو نہیں ہوتا۔۔"وہ خود ہی جواب دیکر مطمئن کرنے لگا۔

وہ دھیرے دھیرے اپنی چیئر کو جھلانے لگا، اسکی بند آنکھوں کے پیچھے اپنی بے ساختگی کے کچھ پل لہرا رہے تھے۔۔

معاً دروازے پر دستک ہوئی، جس پر وہ سر جھٹک کر سیدھا ہوا۔
اسکی ڈیوٹی کا آف ٹائم تھا۔۔
یس کم ان!" اپنی کیپ سر پر پہنتے گن اٹھا کر چابیاں ٹیبل کے دراز " سے نکالتا ہوا کھڑا ہوا۔۔

ایک آفیسر اندر داخل ہوتا اسے سلیوٹ کر کے سائیڈ کھڑا ہوا
سر آپ سے کوئی لیڈی ملنے آئی ہیں اندر بھیج دوں؟" آفیسر نے احتراماً"
کہا
میرا آف ٹائم ہے اب!" گھڑی میں وقت دیکھتے اسنے آفیسر سے"
کہا
یس سر! میں نے اس لیڈی سے کہا پر انہوں نے جواباً کہا کہ"
بہت دور سے بہت مشکل سے آئی ہیں۔۔
تین لڑکیاں بھی ساتھ ہیں انکے۔۔" آفیسر نے دریاب خان کو دیکھتے
جواب دیا۔۔ وہ سن کر چونک گیا۔۔

اچھا جلدی بھیج دو انہیں اندر! انکے جانے کے بعد پی اے کو بھی بھیج"
دینا۔" اسنے حکم دیتے اپنی چیئر واپس سے سنبھالی

اوکے سر!" وہ مؤدب سر ہلا کر سلیوٹ کر کے وہاں سے باہر نکلا"
دریاب ابھی سوچ رہا تھا کہ کون ہو گا۔ تبھی دروازہ ایک بار پھر ناک ہوا
یس کم ان!" اسنے اجازت دی آفیسر نے دروازہ کھولا ساتھ آئی تینوں"
لڑکیوں اور اس عورت کیلئے۔۔

السلام علیکم سر!" وہ ادھیڑ عمر عورت اندر داخل ہوتی سامنے "
آفس روم میں بڑی سی ٹیبل کے سامنے بیٹھے ایس پی دریاب خان کو
دیکھ کر بولیں۔۔

وعلیکم السلام بیٹھئیے پلیز!" اسنے سامنے رکھی تین چیئرز کی طرف "
اشارہ کیا۔۔
دو لڑکیاں اس عورت کے ساتھ دریاب خان کے مقابل بیٹھیں
جبکہ تیسری چھوٹی سائیڈ صوفوں پر جا کر بیٹھ گئی۔۔

سر اس اماں کا کہنا ہے کہ انکے شوہر اور جوان بیٹا کافی دنوں سے لاپتا ہیں،"
ناکال کر رہے ہیں نا کوئی خبر اچانک گم ہو گئے ہیں۔" آفیسر نے انکا سنایا ہوا
قصہ دریاب خان کے گوش گزارا
دور بیٹھی چھوٹی سی لڑکی چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر رونے لگی۔ سامنے بیٹھیں
ان دونوں لڑکیوں کی آنکھوں میں آنسوں آ گئے۔۔
دریاب نے ساری صورتحال دیکھتے سامنے بیٹھی عورت کو بولنے کیلئے
اشارہ دیا۔۔

سر میرے شوہر ایک پہریدار تھے، آپ جانتے ہوں گے انہیں"
کسی سے کوئی دشمنی نہیں ہماری۔۔نوکری کرتے تھے چار پیسے آتے تبھی گھر
چلتا تھا۔"وہ بات کی شروعات کرتیں روپڑی پاس کھڑے آفیسر
نے دریاب نے اشارے پر انہیں پانی کا گلاس تھمایا۔۔۔
"دریاب چونکا ضرور تھا کہ اس عورت کا کہنا" آپ جانتے ہوں گے
اسنے عورت کو پہچاننے کی کوشش کی پر اسے تو یاد نہیں آیا وہ کبھی ان سے ملا
ہے۔
فیروز چغتائی کے گھر پر گارڈ تھے مظفر نام تھا انکا، سات آٹھ دن"
پہلے گھر سے نکلے تھے پھر تو جیسے کہیں گم ہو گئے۔
میرا بیٹا دن رات کام کرتا پیسے جمع کر رہا تھا دبئ جانے کیلئے تا کہ وہاں
جا کر نوکری کر سکے اور بہنوں کا جہیز جمع کر سکے۔۔
وہ بھی آٹھ نو دن سے غائب ہے سر گھر نہیں لوٹے۔۔
ہم غریب لوگ ہیں ہماری کسی سے کوئی دشمنی نہیں اپنا عزت کا
کماتے ہیں چار پیسے آتے اور گھر میں چرخ ہوتے ہیں۔۔
مجھ سے انصاف کریں میرے جوان بیٹے میرے شوہر کو ڈھونڈ کر دیں
سر۔۔۔"وہ عورت منہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔

سر پلیز ہماری مدد کریں میرے ابو کو ڈھونڈ کر لائیں میرے بھائی کو"
ڈھونڈ کر دیں سر پلیز۔۔"وہ چھوٹی سی لڑکی اپنی ہچکیاں دبا کر اپنی سیٹ چھوڑ کر
چلتی ہوئی دریاب کے پاس آئی اور کسی کے سمجھے یا ایسا کچھ سوچنے سے
پہلے وہ دریاب کے پاؤں پر بیٹھ گئی۔۔

سر ہمیں بہت ڈر لگتا ہے نا ابو ہیں نا بھائی ہیں۔۔"وہ سسکتی ہوئی بولی۔۔"
بیٹا بیٹا!!!"دریاب خان گھبرا کر کھڑا ہو گیا اور جلدی سے اس"
چھوٹی سی لڑکی کو زمین سے اٹھایا۔۔
سامنے بیٹھی بڑی لڑکیوں نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر سسکنا شروع کر دیا
تھا۔۔
دریاب نے اس چھوٹی سی لڑکی کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اسے پانی کا گلاس
منگوا کر آفیسر کے ہاتھ سے لیکر پلایا۔۔
وہ تیز تیز ہچکیاں لے رہی تھی۔۔

اگر آپکے شوہر بیٹے اتنے دن پہلے سے غائب تھے تو آپ آج کیوں آ رہی ہیں؟"
اتنے دن کہاں تھیں آپ کیوں گمشدگی کی رپورٹ نہیں کروائی؟"اس
لڑکی کو پاس وال چیئر پر بیٹھا کر اپنی چیئر سنبھالتے دریاب خان نے

مقابل بیٹھی عورت کو مخاطب کیا۔

ہم تو کب کے آنے والے تھے۔۔ پر ہم جب باہر نکلتے تو ہمیں دھمکیوں بھری" کال آجاتی۔۔ واہیات واہیات قسم کی میری معصوم بیٹیوں کیلئے دھمکیاں آتیں۔۔
شوہر بیٹا تو غائب ہو گیا پر مجھ میں اپنی بیٹیوں کے بے آبرو ہونے کی ہمت نہیں تھی۔۔
اسلئے خدا کو ستاتے انتظار میں رہے۔۔ آج بھی بہت مشکل سے "بازاروں کی گلیوں میں گھومتے گھومتے یہاں آ پہنچے ہیں اسلئے شام ہو گئی ہے۔۔

آپ بے فکر رہیں اپنے بیٹے شوہر کی تصویر دیں اور آفیسر کے ساتھ جا کر" رپورٹ درج کروائیں ان شاءاللہ جلدی ہی کوئی نتیجہ نکلے گا۔۔
اپ بہنوں کو لیکر آج گھر جائیں کل صبح میں خود آؤں گا، جچھ تفتیش کیلئے۔۔" دریاب نے چھوٹی لڑکی کے سر پر ہاتھ رکھتے ان سے کہا

دو آفیسر کی ڈیوٹی آج انکے گھر پر لگا دو" اسنے انسپکٹر کو حکم دیا اور انکے" کھڑے ہونے کے ساتھ خود بھی کھڑا ہو گیا۔۔

یہ لو یہاں سے جاتے ہوئے شاپنگ کر جانا۔۔"اسنے اپنے" والٹ سے کچھ نوٹ نکالے اور اس چھوٹی لڑکی کے ہاتھ میں تھما دیئے۔۔
مجھے پیسے نہیں چاہیے سر مجھے ابو چاہیے بھائی چاہیے۔۔ہمیں اکیلے" گھر میں ڈر لگتا ہے۔کوئی ہمیں کالج اسکول لیکر نہیں جاتا ناہی کوئی سامان لاتا ہے گھر کا۔۔"وہ لڑکی پیسے لوٹاتی نفی میں سر مسلسل ہلاتی ہوئی روتی دریاب کے سامنے ہاتھ جوڑ گئی۔۔

اسکی حالت دیکھ کر اسے اپنا باپ یاد آگیا۔۔اور آنکھیں فوراً سے نم ہو گئیں۔۔
باپ بھائی تو اسکے بھی۔۔۔

oooooooo

سب ٹھیک ہے؟"وہ مسکرا کر آنکھ دباتا ہوا بولا۔۔"
ہاں۔۔"ایلی نے ہوٹل کے روم کا جائزہ لیکر سر ہلایا۔۔"

یہ ہوٹل تمہاری محبوبہ کے گھر سے صرف تیس میل کی دوری" پر واقع ہے۔" بوبی نے اپنے بال بناتے ہوئے کہا

وہ کیسے بھاگی؟" اسنے سن کر نظر انداز کرتے اس سے دوسرا سوال" پوچھا۔
بوبی نے ایڑی کے بل پر گھوم کر اسے دیکھا۔۔" سب کی باری آرام سے م** لیے میری باری آئی تو سالی چکما دیکر بھاگ گئی۔۔" وہ غصے سے برش دیوار پر مار کر بولا۔۔

سب کی باری؟" ایلی نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا" سب کی باری سے کیا" مراد ہے تمہارا؟" وہ اسکی طرف لپکتی غرائی
آہ ہاں! احسان فراموش مت بنو ایلی۔" اسکے مارنے والے ارادے دیکھ" کر پہلے سے پیچھے ہوا۔۔

بکواس مت کرو بوبی مجھے بتاؤ کیا کیا جیزی کے ساتھ؟" وہ ٹیبل" پر لات مار کر چیخی۔۔
بتاتا ہوں ریلیکس!" اسکا بپھرا روپ دیکھتے بوبی نے اسے شانت کرنا"

چاہا۔۔

گاڈ سوئیر! میں نے اسے ابھی تک چھوا بھی نہیں تھا صرف دیدار ہی" کرتا رہ گیا اسکے حسن کا۔۔

تمہیں یہاں بھیجنے کیلئے بڑی محنت لگی ہے۔پاک والوں کی سکیورٹی بھی سخت ہو گئی ہے۔۔ تمہارا فیک ویزا، فیک شناخت سب میں نے اکیلے نہیں کیا بلکہ میرے کچھ دوست شامل تھے۔

جنہوں نے تمہاری لالچ میں یہ سب کیا تھا پر تم نے ہمیں دھوکہ دیا اور خود کے بدلے اپنی بہن کو دے دیا۔۔ وہ چیونٹی جیسی ہاہاہا۔۔

خیر انہوں نے تمہاری غداری کا اس سے تھوڑا بہت حساب لیا پھر اپنا اجر لیکر مجھے دے دیا۔۔

میں نے طبیعت بحالی کیلئے اسے دو دن رکھا پر جب وقت میرا پاس آیا وہ مجھے چمکا دیکر بھاگ گئی۔" اسکی ابھی بات مکمل ہوئی تھی جب ایلی کی زوردار لات بوبی کے منہ پر پڑی۔۔

دھوکہ دیا ہے تم نے مجھے۔۔ ایلی کو دھوکا دیا ہے۔۔" وہ اسے زمین پر ایک ہی" وار میں بوس کرتی گھٹنا سینے پر رکھ کر اسکے کانوں کے پردے پھاڑنے والی تھی اپنے بھاری ہاتھوں سے جب وہ بیچ میں ہی چیخا۔۔

سوچ لو اگر تم نے مجھے کچھ کیا تو ہر گز اپنی محبوبہ کو حاصل نہیں کر پاؤ"
گی۔۔ میں اپنی موت کا ذمہ دار پہلے سے تمہیں ٹھہرا چکا ہوں۔۔"ایلی
ٹھٹھک گئی۔۔

کیا مطلب ؟؟"اسے سمجھ نہیں آئی اسکی بات وہ الجھی تبھی بوبی سے"
پیچھے گرا کر خود بدک کر پیچھے کھسکتا کھڑا ہوا۔
ہاہاہا اڑ گئے نا ہوش !ابھی رکو۔"وہ قہقہہ لگاتا اپنا موبائل نکال کر کچھ ڈھونڈنے لگا"
"اٹز سرپرائز فار یو سوئیٹ ہارٹ !"اسنے آنکھ دبائی اور موبائل کی سکرین
اسکے سامنے کی۔۔

ایلی نے دیکھ کر جھٹکے سے اسکے ہاتھ سے چھینا اور سامنے سفید لیٹر کو زوم
کر کے پڑھا۔۔
یہ میری لکھی ہوئی وصیت ہے، اس وصیت کے مطابق میں ایلی"
کپریاٹی کے پیچھے جا رہا ہوں اسکے بلاوے پر۔۔ بما تمہارے بلاوے کے ایس
ایس کی پرنٹڈ کاپی جمع کروائے، اگر میری اس دوران موت ہوتی ہے تو
میری موت کی ذمہ دار "تم "یعنی کہ ایلی کپریاٹی ہو گی۔ اور مزے کی
بات یہ میں اپنے وکیل کے پاس جمع کروا کر آیا ہوں۔ اووولالا۔۔۔"وہ

ہنستے ہوئے پڑھتا جا کر بیڈ پر گرا۔
ایلی موبائل کو گھورتی دنگ رہ گئی۔۔

تم نے اسے جانے کیسے دیا؟"اسکا خوف سے دل سکڑ گیا۔۔"
کسے ؟"بوبی نے حیران ہوتے پوچھا"

جیزی کو اور کسے۔"وہ غراتی بولی۔۔"تمہیں کیا لگتا ہے اب تم بچ"
جاؤ گے ؟"موبائل اسے مار کر وہ چیخی۔۔

بتایا تو تھا*** بھاگ گئی"اسنے غلیظ گالی دیتے کراہ کر سر کو سہلایا"
تو تم نے اسے تلاش کیوں نہیں کیا؟"خوف سے اسکا دل بیٹھے جا رہا"
تھا۔۔
کیسے کرتا؟وہ بھاگ کر جانے کہاں گم ہو گئی تھی۔۔اوپر سے تمہاری بہن"
کی گمشدگی کے پوسٹر دیواروں پر لگنے لگے تھے تو میں کیا کرتا؟بھاگنا ہی
پڑا۔۔
"تم نے میسج کر دیا کہ تم گم ہو گئی ہو تو تمہارے لیے یہاں آ گیا۔۔
اوہ شٹ شٹ شٹ باسٹر!!!"وہ مٹھیاں بھینچ گئی"

تمہیں پتا ہے اب تمہارا یہ وصیت نامہ کسی کام نہیں آ گئے اگر" وہ پیدرو کو مل گئی۔۔"وہ پوری قوت سے چیخی۔۔۔

آہستہ بولو یہ روم ساؤنڈ پروف نہیں۔۔"بوبی نے ناگواریت سے اسے" ٹوکا۔۔۔
شٹ اپ جشٹ شٹ اپ یو باسٹرد****"وہ اکسی باتوں میں نہیں" آئی خوف سے یہاں وہاں چکر کاٹنے لگی۔۔

تم خوام خواہ پریشان ہو رہی ہو اسکی ایسی حالت ہی نہیں تھی کہ وہ جنگل کو پار" کر سکتی۔۔
لگ گئی ہو گی کسی کے ہاتھوں اور اب تک ہلاک ہو چکی ہو گی سو ڈونٹ "!وری جسٹ چل

شٹ اپ جسٹ چل کی اولاد! تم نے دو دن اہنی ماں سمجھ کر اسکا" خیال رکھا؟ یہ دو دن تم پر نا صرف بھاری پڑیں گے بلکہ مجھ پر بھی۔۔
وہ درندہ ہے ایک! اگر اسنے اسکی حالت ویسی دیکھ لی یا جیزی نے ہمارے بارے میں بتا دیا تو وہ ہمیں نہیں چھوڑے گا۔۔"وہ حواس باختہ

بڑبڑائی۔۔

تو اسکا حل یہی ہے کہ تم اپنی محبوبہ کو اٹھاؤ اور جلدی یہاں سے" نکل چلیں۔۔یو ایس اے کے بجائے کہیں اور چلیں۔۔"بوبی نے لمبے چوڑے پیدرو کا تصور کر کے جھرجھری لیکر کہا

میں نے دیا ہے نا تمہیں اسکے شوہر کا نمبر! بھیج دو اس پر تصویر۔۔یہ" لو موبائل۔۔"وہ اتر کر اسکے سامنے آیا اور اسکی ہتھیلی میں موبائل تھمایا۔۔۔

وہ جیسے ہی اسے دھکے دیکر باہر نکالے گا تم اس سے رابطہ کر لو اور ساتھ لیکر" "نکل چلیں گے۔۔
ایلی نے ساری سوچیں جھٹک کر موبائل تھاما۔۔

ooooooo

گھبرانے کی کوئی بات نہیں دھوپ کی وجہ سے بیہوش ہوئی ہے۔""" ڈاکٹر نے معائنہ کرنے کے بعد خاموش کھڑے دلاور خان

سے کہا

دروازے کے باہر خیری کھڑا تھا اور نیچے لاؤنج میں جیکی۔

دھوپ کی وجہ سے؟" دلاور نے ابرو اٹھا کر ڈاکٹر سے پوچھا کہ تم"
شیور ہو دھوپ کی وجہ سے ہوئی ہے بیہوش

اسکے انداز سے ڈاکٹر ہڑبڑا گیا "جج جی آپ کسی دوسرے ڈاکٹر سے بلا
کر چیک اپ کروا سکتے ہیں۔۔" اسنے کہتے اپنی ہی بات سے خود ایگری
کرتے سر ہلایا

کیا واقعی وہ دھوپ کی وجہ سے بیہوش ہوئی ہے یا دھوپ نے تمہاری"
ڈگری تیل کر دی ہے؟" وہ سائیڈ ٹیبل کے دراز سے گن نکال کر اسکی
میگزین چیک کرنے لگا۔

ڈاکٹر کو وہ لہجے انداز سے کوئی پر اسرار سا شخص لگ رہا تھا مزید
اسکے پاس گن اور دراز میں بلٹس دیکھ کر انکے ہاتھوں میں پیسوں کے
بجائے پسینے آ گئے

میں ایک بار پھر چیک۔۔۔۔۔"
آں ہاں! یہ غلطی مت کرنا ورنہ اگلی غلطی میں کروں گا۔ سچ بتاؤ"
اور بیگ اٹھاؤ" اسنے ٹوک کر حکم دینے کے ساتھ باہر کا اشارہ دیا

ڈر سے بیہوش ہوئی ہے۔۔ میں یہ نسخہ لکھ۔۔۔"
خیری اسے باہر کا راستہ دکھاؤ! اور جیکی کے پاس ہی بیٹھو میں آتا"
ہوں" اسنے شرافت سے دروازے کی طرف اشارہ دیتے ہوئے باہر
کھڑے خیری کو مخاطب کیا

ڈاکٹر نے اسے دیکھتے پین واپس جیب میں رکھی اور سر ہلا کر ٹیبل پر
رکھی فیس اٹھائے بیگ لیکر وہاں سے نکلا اسکے نکلتے دلاور نے پلٹ کر
دروازہ بند کیا اور گہرا سانس لیکر گن پیچھے لگائے بیڈ کی طرف
بڑھ آیا۔۔

وہ سامنے گردن تک چادر ڈالے آنکھیں موندیں پڑی تھی۔
اسکے گالوں پر آنسوؤں کے مٹے مٹے نشان تھے

وہ چلتا ہوا اسکے پاس بیٹھا، اور سائیڈ ٹیبل پر رکھے پانی رکھے جگ سے پانی گلاس میں ڈالا اور ہاتھ پر تھوڑا ڈال کر اسکے چہرے پر چھینٹیں مارنے ہی لگا تھا، معاً رک کر تھم گیا۔۔

اسنے پانی پیچھے پھینک کر بیڈ شیٹ پر ہاتھ صاف کیا اور اسکے چہرے کو دیکھنے لگا۔۔ اسکی کلائی کی یاد آتے اسنے چادر ہٹا کر اسکی کلائی سامنے کی جہاں سرخ نیلے نشان پڑ گئے تھے۔

اسکی بند آنکھوں کو دیکھتے اسنے اسکے ہاتھ کی پشت پر اپنے ہونٹ رکھے اور مرہم فرسٹ ایڈ باکس سے نکال کر اسکی کلائی پر لگایا۔

ہاتھ رومال سے صاف کرتے وہ اسکی گھنی جھکی پلکوں کو دیکھنے لگا۔ اسکی نظروں میں جنگل کے وہ سارے خوبصورت مناظر گھومے جب وہ اسکے آگے بیٹھی کسی بھی جانور کو دیکھتی تو خوشی سے چیخیں مارتی۔۔

اسکا خوف ختم ہوا تو وہ آس پاس کے مناظر میں گم ہو گئی، اور وہ اس میں۔۔۔۔

اسکی نیلی آنکھیں جب اسکی آنکھوں سے ٹکراتیں وہ دونوں ایک دوسرے میں کھو جاتے اور دلاور گھوڑے کو روکے متبسم سا اسکے چہرے کو تھام کر اس پر جھک جاتا۔۔

وہ یوں تھی جیسے ویرو ولف کے شکنجے میں چیختی چڑیا، جو اپنی مرضی سے

ایک وولف کے شکنجے میں آئی تھی۔۔

وہ جب گھوڑے کو جھیل کنارے لایا تھا تب وہ کتنی خوش ہوئی تھی،،
اسکے چہرے کی خوشی دیکھنے لائق تھی۔۔وہ اسکی مدد سے گھوم کر اسکے
سامنے سیدھی ہو کر سامنے رخ کرتی بیٹھی اور گھوڑے کی بانگ اپنے ہاتھ
میں تھام لی۔۔

دلاور نے ایک ہاتھ اسکی بانگ میں پکڑے ہاتھ پر رکھا دوسرا اسکی
کمر میں اور اپنا چہرہ اسکے بالوں میں چھپا لیا۔۔

وہ آس پاس کی مبہوت مناظر میں بالکل کھو چکی تھی، اسنے کبھی
سوچا نہیں تھا اسکی زندگی میں ایسا دن ہوگا۔۔
کاش وہ پینٹر ہوتی تو یہ مناظر سفید کاغذ پر چھاپ دیتی۔۔

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا جب وہ عرشی کو بتائے گی تو اسکے پاس کتنی
حسین حسین باتیں خوابناک مناظر ہوں گے۔وہ پاکدامن تھا تبھی تو
رب نے اس جنت میں اسے رکھا ہوا تھا۔۔

اور اسکا یقین تھا، جب شعور آیا احساس ہوا کہ وہ پاکدامن ہے تو رب اسے بھی پاکدامن ہی ہمسفر سے نوازے گا۔

اسکی سوچیں اور تھیں اور دلاور کی اس میں۔۔
اسنے جھک کر اسکی پیشانی پر محبت کی مہر ثبت کی، اسکی بھیگی آنکھوں کو ہونٹوں سے چھو کر وہ اسکے رخساروں پر لب رکھتا، چھوٹی سی ناک کو لبوں میں دبا کر اسنے اسکی ٹھوڑی کو بھی اپنے لمس سے بھگویا۔۔

اب وہ اسکے گلابی ہونٹ دیکھنے لگا صرف وہی تھے جنہیں چھو کر اسکے نقش نقش کو چھونے کا دعویٰ خود سے کر سکتا تھا۔
وہ حواس میں نہیں تھی اگر وہ اپنی مرضی سے اس پر محبت سے جھک جاتا تو اسے کون سا علم ہونا تھا۔۔

وہ سوچ کر شاطرانہ مسکرایا اور اسکے گلابی ہونٹوں پر انگلی پھیر کر اسکے دائیں بائیں ہاتھ رکھ کر فوکس میں لیکر چہرے پر جھکنے لگا۔۔
دل۔۔"وہ ابھی ایک انگلی کے فاصلے پر ہی تھا جب اچانک وہ سسکی"

ہوئی ہوش میں آئی دلاور اس کے "اس "پل ہوش میں آنے پر
سٹپٹا کر لب بھینچے پیچھے ہوا
تقی!" دلاور نے اسکے گال پر ہاتھ رکھا جس سے وہ فوراً سے آنکھیں کھول کر "
ہوش میں آئی اور مقابل چہرے کو دیکھ کر وہ آخری منظر کو
سوچتی روتی ہوئی جھٹکے سے اٹھ کر دلاور کی گردن میں بانہیں ڈالے اسکی
گردن میں چہرہ چھپائے بڑبڑانے لگی

مجھے خود سے الگ مت کریں۔۔ مجھے معاف کر دیں۔۔ میں آپ "
" کے بغیر نہیں جی پاؤں گی دل۔۔
شششش!! کون تمہیں الگ کر رہا ہے خود سے۔۔" وہ اسے بانہوں میں بھر "
کر بیڈ سے اٹھا۔ توقیع نے اس کے جواب پر بھیگا چہرہ گردن سے
اٹھا کر اسکی آنکھوں میں دیکھا

مجھے الگ نہیں کر رہے؟" وہ بے تحاشہ خوشی اور غیر یقینی سے پوچھنے "
لگی
نہیں! اگر تم مجھے بتا دو گی کہ چھت پر کون تھا تو میں تمہیں خود سے "
"الگ نہیں کروں گا۔۔

توقیع کی رنگت جو اسکی پچھلی بات سے بحال ہونے لگی تھی اسکی ابکی بات سن کر چہرہ ایک دم سے پھیکا ہو کر جیسے بے رونق ہو گیا۔

اس لڑکے نے دلاور کو کچھ نہیں بتایا۔۔"وہ سوچنے لگی"
دلاور اسکے چہرے کو دیکھتا دو چار قدم ٹہل کر آہستہ سے بہت احتیاط سے اسے کسی نازک آبگینے کی طرح کسی معصوم بچے کی بیڈ ہر ڈال کر خود اسکے دائیں بائیں ہاتھ رکھے جھک گیا۔۔

کک۔۔کون تھا۔۔۔"توقیع بوکھلا گئی سوچ کر"
وہ تو میں تم سے پوچھ رہا ہوں کہ کون تھا؟اگر تم مجھے بتا دو گی تو میں"
تمہیں مزید اس سے آگے جنگل میں لے جاؤں گا سیر کیلئے۔۔
امرود دیگر میوے بھی توڑ کر دوں گا،اور محبت بھی کروں گا۔۔"وہ کسی بچے کی طرح اسے لالچ دیتا اسکے کان میں جھک کر کہہ رہا تھا۔۔

اس قدر زبردست آفر سے توقیع کی آنکھیں نم ہونے لگیں،کیونکہ اگر اسنے بتا دیا تو یقیناً جیکی بھی بتا دیگا کہ وہ صام کے ساتھ اسکے پاس آئی ہے۔۔

اور عرشی نے نہیں بلکہ صام اسکا بھائی کیس اوپن کر کے اسے انصاف دلا رہا ہے۔ وہ غصے سے پاگل ہو جاتا اور ضرور اسے بھی واپس چھوڑ آتا۔۔۔

مم۔۔ میں نہیں دیکھ سکی اسے۔۔" وہ سر نفی میں ہلا کر اسکی نظروں سے نظریں چرا کر بولی

وہ کچھ دیر خاموشی سے اسکے چہرے کو دیکھتا رہا، اور پھر ایکدم سے اس سے دور ہو کر پیچھے ہوا۔۔

دل!!!" توقیع اسکے غصے سے پیچھے ہونے پر گھبرا کر اٹھی۔ پر وہ ٹھاکے " ساتھ دروازہ باہر سے لاک کر کے جا چکا تھا۔

اسکے بھاری دھب دھب کرتے قدموں کی آواز اسنے دور جاتی محسوس کی تھی۔۔

میں کیسے بتاؤں آپکو اگر آپ نے پھر مجھے خود سے الگ کر دیا تو!" وہ روتی غصے سے طیڈ پر بیٹھ کر پانی کے جگ کو گرانے لگی تھی پر ٹھٹھک گئی کہ اس پانی کے جگ بیچارے کا کیا قصور؟ پانی تو بیچارہ پینے کیلئے ہوتا ہے۔۔

وہ سوں سوں کرتی سسکتی ہوئی گلاس پانی کا بھر کر پینے لگی، اسکے بعد اسے سوچتے اسنے دوسرا بھی پی لیا، اور ساتھ جیکی کی بلیک میلنگ سے وہ بے تحاشہ روتی پھر سے پینے لگی۔۔۔

وہ اس سے کیا کیا چھپائے؟ وہ سوچ کر پھوٹ پڑی اور روتے بڑے بڑے گھونٹ بھر کر غصے میں دکھ بے بسی میں جگ اٹھا کر منہ سے رکھ لیا۔۔

اور آخر میں نتیجہ یہ نکلا کہ پیٹ پکڑ کر بیٹھ گئی۔۔ "دل!" پانی زیادہ پینے کے خوف سے وہ رونے لگی۔۔

oooooooo

دل اینجل کیسی ہیں؟" خیری سیڑھیاں اتر کر نیچے آتے دلاور کو دیکھ کر بے چینی" سے اٹھ کر کھڑا ہوتا بولا

جیکی بھی اسکی آمد میں کھڑا ہوتا دلاور کو دیکھنے لگا

تم جاؤ یہاں سے اور اپنے روم کا دروازہ بند کر دو!" اسنے خیری سے "

سرد لہجے میں کہتے جیکی کو ساتھ آنے کا اشارہ دیا۔۔

کہیں جا رہے ہو دل؟"خیری پریشان سا پیچھے سے بولا پر اسکی شعلہ "
بھڑکتی آنکھوں کے دیکھتے الٹے قدموں سے وہاں سے بھاگا۔۔

کیا ہوا ڈی کے!"باہر آکر اسکے سامنے کھڑے ہوتے جیکی نے "
فکرمندی سے کہا
میری بیوی سے کیا کہا تھا تم نے؟"پینٹ کی جیب میں ہاتھ پھنسا"
کر وہ اس سے سپاٹ کاٹدار لہجے میں پوچھ رہا تھا
اسکے لہجے میں چبھن کاٹ جیکی کو پریشان کر گئی

مم۔میں ان۔۔۔۔"
صتف سچ! جھوٹ بولنے والے کے انجام سے تم واقف ہو۔"ہاتھ سامنے "
کرتے اسے جھوٹ بولنے کی کوشش کرتے دیکھ کر وہ ٹوک گیا
کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا وہ اسے تکلیف دے۔مگر جیکی شاید
چاہتا تھا
وہ تم سے جھوٹ بول رہی ہے کہ وہ۔۔۔"اسکا جملہ ابھی منہ میں "

تھا، بات مکمل نہیں ہوئی تھی تبھی زوردار مکا گھوم کر اسکے منہ پر پڑا۔

"!بھابی بولو"

وہ پیچھے لڑکھڑا گیا "بھابی۔۔" سنبھل کر اسنے ناچاہتے ہوئے بھی دہرایا۔۔

بھابی آپ سے جھوٹ بول رہی ہیں کہ انہیں آپ کے پاس انکا باپ" چھوڑنے آیا۔۔" وہ سر جھکا کر بولا

تو تم نے اسے چھوا از دیٹ رائیٹ؟" اسنے سرد لہجے میں پوچھا"

وہ گر رہی۔۔۔۔۔"

جھوٹ نہیں۔۔" اسکے منہ پر دوسرا مکا پڑا۔۔ وہ سر اثبات" میں ہلا گیا

تم نہیں جانتے تھے وہ کون ہے؟ تم کس کو چھونے کی جرات کر رہے" ہو؟" اسنے خونخوار لہجے میں پوچھتے جھٹکے سے اسکے کالر کو جکڑا

اسکے ناک سے سیدھی خون کی لکیر بہتی ہوئی ٹھوڑی پر آ گئی۔۔ دو بھاری مکوں سے اسکا دماغ گھوم گیا تھا وہ مزید اسکے لاتوں مکوں کی توفیق خود میں محسوس نہیں کر رہا تھا

مجھے معاف کر دو ڈی کے! میں بس اس سے کہنے والا تھا کہ تم سے"

جھوٹ نا بولے اور سچ سچ تمہیں بتا دے۔۔وہ تمہیں میری بلیک میلنگ کے بارے میں بتانے والی تھی پھر مجھے غلطی کا احساس ہوا "تو میں نے اسے ڈرایا۔۔

کیا میں چھوٹا بچہ ہوں جو وہ مجھ سے جھوٹ بولے گی اور میں کچھ نہیں" "جانتا سوچ کر خاموش رہوں گا؟
اسنے اسکے پاؤں کے قریب بیچ میں زمین پر ٹھا کی تیز آواز سے فائر کرتے اسے آنکھیں میچ جانے پر مجبور کر دیا

مجھ سے غلطی ہو گئی۔۔"وہ اعتراف جرم کرنے لگا۔ہریہ" اعتراف جرم دلاور خان کے کس کام کا؟
اسکی بیوی کو چھونے کی جرات وہ کس طرح کر سکتا تھا وہ بھی اسکے گھر میں رہتے ہوئے۔۔کیا وہ سمجھتے تھا دلاور نادان بچہ ہے جسے کچھ نہیں معلوم کہ اسکی بیوی کو اسکا بھائی چھوڑنے آیا تھا۔۔
اسکے کیس کو اسکا سالا اوپن کرنا چاہتا ہے،اسکی بہن کی اسکے پاس موجودگی کے ساتھ اسکا سالہ بھی وہاں موجود تھا۔۔
کیا دلاور اتنا بے خبر بھی ہو سکتا ہے اسکی نظر میں کہ وہ اسکے

قلعے میں اسکی شہزادی پر ہی حملہ کرنے لگا تھا۔

بھاگو!" اسنے حکم دیا۔"
جیکی کی رنگت پھک ہوئی۔۔"دلشیر میں نے تمہارے
فائدے۔۔۔۔۔

بھاگو!!!!"وہ غرایا ساتھ دو چار فائر کر دے کہ ان گولیوں کا رخ اب"
آہستہ آہستہ اپنی سمت ہوتا دیکھ کر وہ مجبوراً بھاگنے لگا۔۔
اگر میں کہے بغیر تم کہیں رکے تو اسکا انجام موت ہوگا اور میری"
گن کی تمام گولیاں تمہارے سینے میں۔۔"گھوڑے کی بانگ کو تھام
کر وہ جھٹکے سے اسکی پیٹھ پر چڑھ کر بیٹھا۔۔

یہ تو سزا تھی اسکے جیکی کی۔۔اسکے وفادار جیکی کی۔جسکے بھاگتے
قدموں کے ساتھ وہ اپنی میگزین خالی لرتا جا رہا تھا۔۔
اسے لگا بھاگتے بھاگتے اسکے پیٹ کے عضوے منہ سے نکل آئیں گے۔
اسکا سر چکرا رہا تھا۔

اگر اسے معلوم پڑا کہ وہ حقیقت میں "جعفر" ہے تو؟

پھر تو پہلا قتل بغیر اسکے جرم ہونے کے بھی دلاور کا کرنا واجب ہو جائے گا

وہ بھی غصے میں تھا اور جیکی نے اسکی بیوی کو چھونے کی بھی جرات کر دی تھی۔۔ اتنی وہ اسے اذیت دینے کا خواہش مند تھا کہ وہ تڑپ جائے۔۔
جیسے ابھی اسکی گولی اسکے ٹانگ کے گوشت کو چیرتی ہوئی گئی۔۔ اور وہ ایک اذیتناک چیخ سے منہ کے بل گرا۔۔

پر وہ جیکی تھا اسکا آدمی۔۔ گھوڑے کے ٹاپوں کے قریب آنے سے پہلے ٹانگ گھسیٹ کر اٹھا کھڑا ہوا اپنے پاؤں پر۔۔۔
اسکی نظروں کے سامنے اسکی کلائی اور نیلی ہراساں آنکھیں گھوم رہی تھیں
وہ اسکی ٹانگ کا نشانہ لیکر فائر کرتا کہ وہ بھی اسکا ارادہ بھانپ کر ایکدم سے ندی میں چھلانگ لاگ کر ندی میں غائب ہو گیا

باہر نکلو جیکی!" ندی کے کنارے اسکا گھوڑا چلتا جا رہا تھا اور اسکی"
شہد رنگ سرخ آنکھیں اس پانی ہر ٹکی تھیں۔۔۔

وہ آج اسکا بخار اتار ہی دینا چاہتا تھا ایک ہی بار میں۔۔۔

ooooooo

کیا کر رہی ہو روحی؟" مہکار شاہ نے تکیوں کا سہارا لیتے اپنی کمر ٹکائی اور"
سامنے کھڑی موبائل تھامے کچھ دیر بغور روحا کو دیکھتی رہیں۔۔ کچھ سوچ کر
بولیں۔۔

ہوں۔۔!" اسنے چونک کر گردن گھمائی۔ "مام وہ میں بازی کو کال کر رہی ہوں"
بزی جا رہی اسکا نمبر۔۔" وہ موبائل سامنے کر کے بولی۔۔
کیوں خیریت؟" مہکار شاہ نے چونک کر پوچھا۔"
مام میں چاہتی ہوں بازی آئے یہاں مجھے اس سے بات کرنی ہے"
کچھ۔۔" روحا انکے پاس آ کر انکے ساتھ بیڈ پر بیٹھ گئی۔

اگر تمہیں بات کرنی ہے تم اسکے پاس چلی جاؤ، ابھی اسے مت بلاؤ"
یہاں بلکہ خود جاؤ اسکا ابھی نیا نیا گھر ہے۔۔ بلکہ میں تو کہتی ہوں
تقویٰ حجاب سے بات کر کے ان دونوں کو ہنی مون پر بھیج دیں۔" مہکار شاہ
نے اپنی سوچ کو روحا کے سامنے ظاہر کیا۔۔
روحا انکی بات سمجھ کر سر ہلا گئی تھی۔

اوکے کل صبح میں مام کے ساتھ جاؤں گی آپ بھی چلیے گا۔" وہ انکا ہاتھ "
تھام کر بولی۔۔

نہیں بیٹا آپ چلی جانا مجھ میں کھڑے ہونے کی باقی سکت "
نہیں۔" وہ اسکے ہاتھ چوم کر بولیں۔۔
مام کیا ہو گیا ہے آپکو اچانک ؟" روحا کی آنکھوں میں نمی تیر گئی "
انکی حالت دیکھ کر۔۔
شکر کہ وہ آج یہاں آئی اور اپنی مام کو دیکھا، وہ بہت بیمار ہو گئی تھیں اور
اسے کسی نے بتایا تک نہیں۔۔
بیٹا کچھ نہیں، بس ہلکا سا بخار ہے۔ میں نے ہی تمہارے مام ڈیڈ کو "
کہا تھا کہ تمہیں پریشان نا کریں۔" مہکار شاہ نے اسے بے فکر کرنا چاہا

پر وہ انہیں خفگی سے دیکھتی آگے بڑھ کر انکی گردن میں بازو ڈالے گال پر بوسہ دیتی چہرہ گردن میں چھپا کر خاموش ہو گئی۔۔

روحاتوان سے اپنی پرابلمز شیئر کرنے آئی تھی پر انکی حالت دیکھ کر وہ انہیں مزید پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی تبھی خاموش سی تھی۔

شاہو کیسا ہے؟"مہکار شاہ اسکا نازک سا وجود بانہوں میں بھر کر" بولیں

"اچھے ہیں۔۔ آپ کے سڑے ہوئے شاہو۔۔"

مجھے تو سوچ کر مام ہنسی آتی ہے کہ آپ کہتی تھیں۔۔ میرا شاہو اتنا نرم گو" ہے اتنا ہے جیسے بولتے ہوئے اسکے منہ سے شہد کی مکھیاں انکلتی ہیں اور اگلے کو کاٹ لیتی ہیں۔۔"وہ استہزائیہ کہتی جل کر دل کی بھڑاس نکالنے لگی۔۔

اسے خود پر غصہ آرہا تھا کہ اسنے کیسے وہ گھٹیا حرکت کی گاڑی میں، پر قصور اسکا بھی نہیں تھا وہ بس دیکھنا چاہتی تھی کہ وہ اسے متوجہ کر سکتی ہے یا نہیں۔۔

پر نتیجہ صفر نکلا۔۔۔

اسکا انداز ایسا تھا جیسے بس ٹھیک ہو جاؤ گی، تمہیں خیال رکھنا چاہیے تھا اپنے انہیلر کا، اب مجھے کیا دیکھ رہی ہو میں کیا تمہارا انہیلر ہوں؟

اور روحا کو رونے کا موقعہ چاہیے تھا، اسکا دل چاہا دھاڑے مار کر روئے، اتنا روئے روشنیوں کے شہرِ کراچی باشندے جمع کر لے، اور بتائے اس بے حس کی ستم بھری داستان۔۔۔

پر وہ خود پر جبر کرتی رہی، کرتی رہی۔۔

ابھی وہ اپنے ڈیڈ کا انتظار کر رہی تھی، اپنی ماں کے ساتھ وہ کافی دیر بیٹھی باتیں کی تھیں۔۔ ابھی وہ اپنی مام کے پاس آئی تھی پر جیسے انہیں دیکھا تو دہل گئی۔

وہ کافی کمزور ہو گئی تھیں، خاموش آنکھیں موندیں بیڈ پر نیم دراز تھیں، اسکی آہٹ پر بغیر آنکھیں کھولے اسے پہچان لیا تھا۔ انکے لبوں سے نکلے جملے "میری جان آئی ہے" نے اسے رولا دیا۔

اور وہ روحا تھا روحا حیدر شاہ، اسنے اپنی زندگی میں بہت کچھ جھیلا تھا، لفظ احساس کمتری کی وہ مثال خود تھی، اسے موقعہ

چاہیے ہوتا تھا کسی بھی بہانے اپنے آنسوں بہا کر اندر کی تکلیف کو باہر نکالنے کی۔۔

انکے ماں باپ نے انہیں بہت سمجھایا پڑھایا لکھایا، پر پڑھانے سمجھانے کے بعد بھی لوگوں کی باتوں نے روحا حیدر شاہ پر بہت برا عمل دکھایا۔

اور وہ روتو (رونے والی) تھی اسے موقعہ چاہیے ہوتا تھا رونے کا، اب کی زندگی میں ساحل شاہ نے اسے اچھی طرح سے دے دیا تھا۔
بچپن میں سب کی یہی کوشش ہوا کرتی تھی کہ وہ کسی بات سے رونا نا شروع کر دے، وہ کانفیڈنٹ نہیں ہوا کرتی تھی بازل شاہ کے مقابل، حیدر شاہ نے اپنی پوری کوشش کی تھی اسے کانفیڈنٹ بنانے کیلئے، نتیجہ یہ نکلا تھا کہ اب وہ مقابل کو جواب دے سکتی تھی۔
ایسے نہیں کہتے، سڑے ہوئے کیوں؟ وہ اتنا پیارا ہے۔ ایک بار دیکھ کر دل" بار بار دیکھنے کا کرتا ہے۔ کبھی کبھی تصور کرتے ہوئے بھی مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں میری نظر نا لگ جائے اسے۔" وہ نظروں کے سامنے گھومتے ساحل شاہ کو دیکھتی مسکرائیں اور روحا سے گویا ہوئیں۔۔

روحا نے انہیں دیکھا "مطلب وہ تصور کر کے دل کو گویا سکون دیتی ہیں"
اسکا دل بھیج گیا۔۔
جانے کب ساحل شاہ انکی بھی فیلنگز کو سمجھے گا، کہ ہاں ہوئی ہیں ماضی میں غلطیاں پر انسان تو وہی ہے ناجو ماضی بلا کر حال میں جیئے۔جو ماضی میں جیتے ہیں وہ انسان نہیں پتھر کے ٹوٹے پھوٹے پتلے ہوا کرتے ہیں۔۔

انسان کی ڈیفینیشن یہی ہے۔معاف کرنے والا، سب کی مدد کرنے والا رحم دل۔۔

روحا ساحل آیا ہوا ہے۔"معاً وہ ابھی اپنی مام کے چہرے کو اداس" دل سے دیکھ رہی تھی تبھی حجاب شاہ سوپ کا پیالہ لیکر روم میں داخل ہوتیں روحا سے بولیں۔۔

ساحل؟اس وقت؟"وہ پہلے چونکی پھر رات کا ٹائم دیکھا۔"
جی بیٹا وہ آیا ہوا ہے دیکھ لو جا کر شاباش۔۔"ٹرے میں رکھا سوپ" کا پیالہ اور پانی کا گلاس انہوں نے سائیڈ ٹیبل رکھتے، ٹیبل کے دراز سے

دوائیاں نکالیں۔۔

روحا محبت پاش نظروں سے اپنی ماں کو دیکھنے لگی کہ اس دور میں بھلا کون بھابی اپنی نند کی اس طرح سے کیئر کرتی ہیں۔
اسکی ماں ایک خوبصورت عورت تھی، کاش وہ اپنی ماں جیسی بن سکتی۔
جی ماما میں جاتی ہوں۔" اسنے مسکراتے ہوئے انہیں جواب دیا اور اپنی" مام کے گال پر کس کیا۔۔
میں انہیں ابھی لیکر آئی۔۔" وہ سرگوشی کرتی اٹھی اور گھوم کر اپنی ماں کے" پاس آتے انکے گلے میں بازو انکی گردن ڈالتے انکے دونوں گال چوم لیے۔۔

آئی ایم سوری میرے پچھلے رویے کیلئے۔" وہ ایک سمجھدار بچی تھی۔"
میرا بچہ میں چاہتی ہوں تم اپنا گھر سنواروں اپنا مقام" بناؤ اور زندگی جینا سیکھو۔" وہ اسکی پیشانی چوم کر لاڈ سے سینے سے لگاتے گویا ہوئیں۔۔
ان شاءاللہ۔۔۔" وہ مسکرائی اور ان سے الگ ہوتی باہر کی طرف" بڑھی۔۔

وہ جیسے ہی روم سے نکلی سامنے ہی وجود کو اپنے روم میں داخل ہوتے پایا۔۔
اسکا دل تیزی سے دھڑکا۔۔ دفعتاً اسے خیال آیا کہ اسنے سگریٹ کا پاکیٹ تو سامنے ہی رکھا ہوا تھا۔

استغفراللہ" اسنے دھک کرتے خوف سے سینے پر ہاتھ رکھا۔"
"میں مر گئی" اسنے سر پر ہاتھ رکھا اور دوسرے لمحے تیز دوڑ لگائی۔۔
آپ کیسے ہیں؟" جہاز کی سپیڈ سے روم میں داخل ہوتے اسنے"
چھوٹتے ہی پوچھا۔ اسکے روم کا جائزہ لیتے ساحل نے آواز پر بغیر چونکے اسے دیکھا، اور یوں دیکھا کہ کیا تمہیں اتنی میری ٹینشن ہے کہ بھاگ کر میرے بارے میں پوچھنے آؤ؟
تمہاری سانس میری پرواہ میں پھول چکی ہے، اور اب تمہارا وجود ہولے کانپ رہا ہے بلکہ ماتھے پر بھی پسینہ آرہا ہے۔

اسکی گرے کرسٹل آنکھیں سوال کر رہی تھیں اس سے۔ کرتی بھی کیوں نا، بلاوجہ اس وکیل سے بے مقصد طبیعت کا پوچھ لیا تھا، حساب تو اب ہونا تھا اور یہ کیس اب جانے کہاں ختم ہونا تھا.

البتہ اسکی سوالیہ نظروں سے وہ شرمندہ سی ہو گئی۔
میں کہہ رہی تھی آپ کیسے آئے؟" وہ لبوں پر زبان پھیر کر سامنے"
ٹیبل کو دیکھنے کی ناکام سی کوشش کرنے لگی پر وہ لمبا چوڑا سا وجود جیسے جان
بوجھ کر سامنے پھیل کر کھڑا تھا۔

جیسے لوگ آتے ہیں۔" یہ کیا سوال تھا کہ وہ کیسے آیا۔۔ اسنے اب کی"
بار چونک کر دیکھا "کیا میرے آنا پسند نہیں آیا تمہیں؟" وہ پوچھ رہا
تھا اپنی بھاری آواز مخصوص سپاٹ لہجے میں
روحا سٹپٹا گئی ایک تو ہمیشہ الٹے کاموں میں پھنس جاتی تھی۔
"""نہیں میں وہ کہنا نہیں چاہتی۔۔۔
تو تم یہ کہنا چاہتی ہو میں یہاں کیوں آیا رائیٹ؟" وہ اسکے چہرے"
کی متغیر ہوئی رنگت دیکھنے لگا اس بار بھی وہ بوکھلائی

نہیں میں یہ کیوں کہوں گی؟" اسنے بے یقینی سے دیکھا"

تو پھر تم یہ کہنا چاہتی ہو میں چلا جاؤں؟" اسکی ابرو اٹھ گئیں"

سوالیہ۔۔۔وہ بے بس سی ہو گئی اسے دیکھتے

اسنے کپڑے چینج کیے تھے وہ اس وقت جامنی کلر کی لانگ شرٹ، سفید چوڑیدار پاجامے میں ملبوس تھی، بالوں کی اونچی پونی بنائی ہوئی تھی، سفید جامنی رنگ کے امتزاج کا دوپٹہ کندھے پر جھول رہا تھا، جسنے یقیناً میکے آکر پورے گھر کا جھاڑو لگایا ہو گا۔۔
استغفراللہ میں یہ بھی کیوں کہوں گی؟" اسنے حیران پریشان" گھبراتے کہا
توجو کہنا چاہتی ہو وہ صاف کہہ دو کہ میرا آنا پسند نہیں آیا۔۔"" اسکے سنجیدہ ناگواریت سے کہنے پر روحا کے چہرے کی ہوائیاں اڑی۔۔
اللہ اللہ میں نے یہ بھی کب کہا؟ میں تو یہ کہہ رہی ہوں" آپ اچانک مطلب کہ کسی کام سے آئے ہیں؟" وہ کچھوے کی رفتار سے آگے بڑھی تاکہ ٹیبل پر رکھا سگریٹ کا پیکٹ دیکھ سکے۔ ساتھ ہاتھ نچا کر اسکی نظروں کو بٹھکانے کیلئے صفائی پیش کی

اسکی آمد اچانک تھی اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ آئے گا۔ اگر اسنے دیکھ لیا یا اسے معلوم پڑ گیا کہ وہ چوری کر کے آئی ہے اسکے سگریٹ کی تو؟

کیوں یہاں میں صرف کام سے آسکتا ہوں؟ تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ "
یہاں میں صرف کام سے آؤں؟" اسکی کشادہ پیشانی پر لکیریں
ابھریں
روحا کی تو جان جیسے نکلنے لگی "اسنے یہ بھی کب کہا؟" مانا کہ وہ وکیل
تھا پر اس بیچاری کو کیوں پھنسا کر سزا دینے کا خواہش مند ہو چلا تھا

میں یہ تو نہیں کہہ رہی۔۔" اسکی آنکھوں میں اس انتہا ظلم "
پر، نکمین پانی جمع ہو گیا، اسکی کاجل سے لبریز آنکھیں مزید سحر
انگیز ہو گئیں۔۔
تو تم کیا کہنا چاہتی ہو؟" اسنے اپنی بھنویں اچکائی۔ اچھا تھا کہ وہ یہ "
کیس ہار جائے ورنہ اس سر پھرے وکیل پر بھروسہ نہیں
تھا کہ وہ اسے باعزت بری کر دیگا

کچھ نہیں۔۔" وہ نفی میں سر ہلا کر اچانک اسکے دائیں طرف "
سے ہوتی تیزی سے ٹیبل کے سامنے آئی اور وہاں رکھا پیکٹ دیکھ کر اسکی
جیسے سانسوں میں تازہ سانسیں آگئیں۔۔

چہرے کی رنگت تو بحال ہوئی دل بھی پر سکون سا ہوا تھا۔۔

کیا چھپا رہی ہو؟" اسکی پشت کو دیکھتے اسنے ناپسندیدگی سے پوچھا"
روحا سن کر جھٹکے سے مڑی "نن۔۔ نہیں کچھ نہیں۔۔ میں کیا
چھپاؤں گی آپ سے؟" اسے دیکھتے اٹکتے ہوئے کہا

تمہارے پیچھے کیا ہے؟" وہ مشکوک ہوا، جس سے روحا کا دل اچھل"
کر حلق میں آگیا۔
کچھ بھی تو نہیں۔" وہ مسکرائی دلبرائی سے"
ساحل نے جیب سے سگریٹ کا پاکیٹ نکال کر ان میں سے
ایک سگریٹ لبوں میں دبا کر سگریٹ سلگایا۔۔ وہ ہونقوں کی
طرح اسے دیکھ رہی تھی دل میں یہ سوچتے کہ اسنے دوپہر سے اب
تک اسے سگریٹ پینے نہیں دیا۔
وہ اپنی کامیابی پر جشن منائے یا اپنے بیوقوف ہونے پر؟
مجھے کیوں لگ رہا ہے تم کچھ چھپا رہی ہو مجھ سے؟" اسنے دھواں سائیڈ"
چھوڑا

آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔"کامیابی کی ساری ایکسائیٹمنٹ چھو ہو گئی۔"
اب وہ بد دلی سے بولی
اگر یہ سچ ہوا تو؟"وہ قدم اٹھا کر اسکے پاس آیا اسنے سگریٹ کا"
دھواں اس سے دور کر دیا البتہ اسکے منہ سے ابھی تک نکل رہا تھا۔
اگر اسے سانس لینے میں تکلیف نا ہوتی تو ضرور ایسے ہی دھواں وہ بھی اپنے منہ سے نکالتی۔کتنا مبہوت کرنے والا لگ رہا تھا۔
جیسے کسی مووی کے سرد پتھر دل مافیا کا سین ہو۔
مام کی طبیعت ٹھیک نہیں میرے خیال سے آپ کو وہاں جانا"
چاہیے۔"وہ منہ بنا کر کہتی مزید قریب ہو گئی ٹیبل سے۔وہ خود کو ابھی چور سننے کے موڈ میں نہیں تھی۔

وہ سن کر چونکا نہیں کیونکہ وہ جانتا تھا انکی طبیعت کا،انہوں نے تو نا پوچھا پر ساحل شاہ اکثر اپنے ماموں سے پوچھتا رہتا تھا۔
آج بھی روحا کو اسلئے جانے دیا تھا تاکہ وہ اسکے بہانے انہیں دیکھ سکے۔تاکہ وہ اس خوش فہمی میں نا رہیں کہ وہ خاص انکے لئے آیا ہے۔

اسنے ثابت کر دیا تھا کہ ساحل شاہ معاف تو کر سکتا ہے پر پھر

سے دل میں جگہ نہیں دے سکتا۔

کیا تم مجھے یہاں سے بھگانے کے موڈ میں ہو؟" وہ دو قدم اٹھا کر"
قریب ہوتے ناگواریت سے پوچھتا پھر سے سوالیہ ابرو اٹھا گیا
روحا کا چہرہ دیکھ کر یہ اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ وہ دنیا کی سب سے
بیچاری لڑکی ہے۔ اسکی ہر بات غلط ڈائریکشن میں جاتی ہے۔

آپ میری ہر بات کو غلط وے میں کیوں لے رہے ہیں شاہو؟"
میں نے کب ایسا کہا؟" وہ زچ ہو کر غصے سے پھولی نتھنوں کے ساتھ بولی

رائیٹ!! تمہارے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میں تمہاری ہر بات کو"
غلط مطلب میں لے رہا ہوں۔۔ مطلب میں تمہارے ساتھ
زبردستی کرتا ہوں، میں ایک ظالم شخص ہوں، میں ایک پتھر شخص
ہوں، میں نے بچپن سے تمہاری قدر نہیں کی، اور اب میں تم سے
بلاوجہ جھگڑا کر رہا ہوں؟" وہ جتا جتا کر پوچھ رہا تھا۔۔

اور روحا!!! وہ تو تھی دنیا کی بیچاری لڑکی۔۔ اسکی آنکھوں میں پانی جمع نہیں
ہوا بلکہ تالاب جمع ہو گیا، صورت تو ویسے ہی اسکے پاس ہونے پر سرخ
تھی اب تو لال انار ہو گئی۔۔۔

رائیٹ آپ ایک انتہائی کے بد دماغ شخص ہیں! پتھر دل نہیں بلکہ پہاڑ" دل ہیں، پہاڑ جتنا سخت نہیں ہوتا اتنے۔۔ پتھر کو تو دو چار منٹ میں توڑا جا سکتا ہے پر آپ کا دل پہاڑ ہے جسے لگتا ہے سالوں لگے گیں توڑنے میں۔۔

کتنا گھمنڈی سر پھرے الٹے دماغ کے وکیل ہیں جو کمزور لڑکی کو اپنے الفاظ میں پھنسانہ چاہتے ہیں۔ میرا بس چلے تو آپ کو کڑی سے کڑی سزا دوں۔۔ ایسی کڑی سزا کہ یاد کریں کہ آپ کا ٹکراؤ ایک لڑکی سے ہوا تھا۔۔" وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پھولے تنفس کے ساتھ "دل" میں چیخ رہی تھی۔۔

البتہ وہ اسکے سامنے رو رہی تھی۔۔۔

یہ تم رو کر کیا ثابت کرنا چاہتی ہو کہ یہاں آکر میں نے تم پر ظلم" کیا ہے؟" اسنے اسکی آنکھوں میں چنگاریاں لبوں پر سسکیاریاں چہرے کے "بیچاری پھنسی لڑکی" کے تاثرات دیکھتا پھر سے بولا

کیا وہ اسکا ضبط آزما رہا تھا یا یہاں آکر اسے آج رات ہی پاگل کر دینا چاہتا تھا۔ پر سکون سا سگریٹ پیتا اسکی برستی آنکھوں کو دیکھ رہا

تھا۔

روحا نے بغیر جواب دیئے جلدی سے آنسوں گالوں سے پتلے سے سفید ہاتھوں سے رگڑ ڈالے اور گہرا سانس بھر کر مسکرائی کہ "دیکھو کوئی ظلم نہیں کیا۔۔

البتہ اسنے بولنے سے توبہ کرلی۔۔ ساحل شاہ نے اپنی سپاٹ نظروں کو اسکے لبوں کی زبردستی والی مسکراہٹ پر ٹکا کر سگریٹ کا آخری کش لیا۔۔

اسکے گالوں کے دائیں بائیں چھوٹی سی لٹوں کو دیکھ رہا تھا، اسکے کان کی سفید نوزپن کو دیکھ رہا تھا جو کہ اس وقت روم کی سنہری لائیٹ کی وجہ سے شعاعیں بکھیر رہی تھی۔۔

اسکے مسکرانے پر اسکے سفید چھوٹے سے موتیوں جیسے دانت نظر آرہے تھے۔

وہ تین قدموں کے فاصلے پر کھڑا تھا تاکہ سگریٹ کا دھواں اس سے دور رہے۔۔ اسکے باوجود اسکے تن سے اٹھتی موتیے کی خوشبو کو وہ یہاں پر بھی اچھی طرح محسوس کر رہا تھا

"یہ زبردستی مسکرا کر تم سب کو یہ تو نہیں بتانے والی کہ میں

جتنا تم پر ظلم کرتا ہوں پر تم اسکے باوجود بھی یونہی مسکراتی میرے آگے پیچھے ہوتی ہو؟" اسنے سگریٹ ختم کیا۔۔ اسکے منہ ناک سے مدھم سا دھواں نکل رہا تھا وہ صبح والے فورپیس بلیک ڈریس میں تھا فرق یہ تھا کہ اسنے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی ہوئی تھی، کوٹ کو اسنے کندھے پر ٹکایا ہوا تھا
بلیک شرٹ کی آستینیں اسکے بازوؤں سے چپکی ہوئی تھیں، نا صرف آستینیں بلکہ شرٹ اسکے سینے سے بھی چپکی ہوئی کافی سوٹ کر رہی تھی اس پر اسے مزید ہینڈسم بنا کر دل کو دھڑکا رہی تھی

روحا نے سوال پر مسکراہٹ میں تبدیلی لائی بناوٹی سے قدرتی کرتے چند دانتوں کی مزید نمائش کی اور کولگیٹ کا اشتہار بن کر اسنے جیسے قسم کھالی ہو وہ اب کچھ نہیں بولے گی

میں جانتی ہوں سمندری کریکن آپ یہاں مجھے میری دونوں ماؤں" کے سامنے برا ثابت کرنے آئے ہیں۔" اسنے دل میں سوچا اور چہرے پر چالاک مسکراہٹ سجالی۔

میں نے صبح تمہیں اپنا سگریٹ کا پیکٹ رکھنے کیلئے دیا تھا وہ"
کہاں ہے گھر میں مجھے مل نہیں رہا۔ کہاں ہے؟" اسنے بات کا
آغاز کیا
اسکے آغاز کے ساتھ روحا کو لگیٹ کا اشتہار، کے بجائے قرض
سے پریشان آدمی کا اشتہار بن گئی، جیسے ابھی کسی اعلیٰ سطح کی لون دینے والی
بینک کا اشتہار دے گی

مم۔۔ مجھے؟" اسنے لبوں سے قفل ہٹائے، نا بولنے کی قسم کو توڑ دیا"
آخر کار اشتہار میں بولنا تو پڑتا ہے
کیوں میرے روم میں تمہیں میری کوئی دوسری بیوی نظر آتی"
ہے؟" وہ لاپرواہی سے کہتا اسکے روم کے ڈیکوریشن پیسز دیکھنے لگا جو کہ دیوار
میں لگے شیلف میں رکھے تھے

اسکے پشت دینے پر روحا نے جلدی سے سگریٹ کا پاکیٹ اٹھا کر
دوپٹے میں ہاتھ لپیٹ کر پیکٹ چھپا دیا۔۔
اللہ نا کرے! شاہو پر مجھے تو کبھی آپ نے سس۔۔ سگریٹ رکھنے"
نہیں دیئے" وہ پریشان سی اسکے پیچھے آئی

تو کیا مطلب کیا تم میری بیوی نہیں؟ ایک کام میں نے پہلے "
نہیں دیا تو کبھی نہیں دوں گا؟ تم صاف کہہ دو تم مجھے جھوٹا ثابت کرنا
چاہتی ہو!" وہ سرد سپاٹ لہجے میں کہتا شیلف میں رکھے بیضوی
شکل کے شوپیس کو اٹھا کر دیکھنے لگا جس میں ایک کپل
سپورٹس لائیٹ میں ڈانس کر رہا تھا۔

اللہ اللہ!" اسنے تنگ آکر سر پر ہاتھ مارتے یہاں وہاں ٹہلتے یاد کرنا"
چاہا،، پر ایک واحد ہاتھ میں چھپے ہوئے سگریٹ کے پیکٹ کے
علاوہ اسے تو نہیں لگتا تھا کہ اسے اسنے سگریٹ دیا تھا۔

کہیں آپ نے کہیں رکھ تو نہیں دیا؟" وہ چلتا ہوا ڈریسنگ ٹیبل کے"
پاس آیا اور اسکی چیزیں دیکھنے لگا۔۔ روحا نے کافی سوچ وچار کے بعد
کہا
تم مجھے بھلکر کہنا چاہتی ہو؟" اسنے سرد نگاہیں آئینے میں اسکی"
طرف اٹھائیں۔۔ اسے انتہائی حد تک سنجیدہ دیکھ کر اسکی سٹی
گم ہو گئی وہ فوراً سے نا میں سر ہلانے لگی

پر آپ نے مجھے سگریٹ نہیں دیئے۔۔"وہ پھر سے کمزور کوشش"
کرنے لگی۔

تمہارے پاس وقت ہے تم یاد کر سکتی ہو کہ میرے سگریٹ"
تمہارے پاس ہیں یا نہیں!"وہ اسکے روم میں ہر چیز کو دیکھتا اب
سٹڈی روم میں جانے لگا۔
مجھے یاد نہیں آرہا کہ کس وقت آپ نے مجھے سگریٹ دیئے۔"وہ"
تھک کر اسکے پیچھے آتی پسینا پسینا ہوئی بولی
کیا صبح میں نے تم سے بلیک فائل منگوائی تھی؟"وہ بولا اور سٹڈی"
روم کی لائیٹ آن کی
جی منگوائی تھی۔"روحا کو فوراً سے یاد آیا"
گڈ!"اسنے سر ہلایا"پھر کیا میں نے تمہیں ریڈ فائل رکھنے کیلئے"
"دی تھی؟
جی دی تھی۔۔"روحا نے سر ہلایا کیونکہ اسے یہ یاد تھا جب وہ برش کر"
رہی تھی اسنے اسے ٹیبل پر ریڈ فائل دی تھی رکھنے کیلئے۔۔"پر فائل کا
"سگریٹ سے کیا کنیکشن؟

ڈٹس پوائنٹ ! کنیکشن۔" اسکاری ایکشن یوں تھا جیسے ایک وکیل کے"
ہاتھ میں مجرم تک پہنچنے کا سرا ہاتھ آگیا ہو

پر آپ سگریٹ تو نہیں ملے۔" وہ اسکے پیچھے اسسٹنٹ کا کام کر رہی تھی"
کہ وکیل صاحب فالتو میں خوش ہو رہے ہیں مجرم تو ہاتھ آیا
نہیں
یہی کہ جب تمہیں یاد ہے صبح کیا ہوا تھا، میں نے تمہیں صبح"
فائل دی تھیں وہ یاد ہیں پھر تمہیں میرے سگریٹ کیوں نہیں
یاد؟" وہ غصے سے بک ٹھاکر ساتھ ٹیبل پر رکھ کر اسکی طرف پلٹا
کیونکہ مجھے ملے نہیں اگر مجھے ملے ہوتے تو کیوں مجھے یاد نہیں ہوتے؟" وہ دیوار"
سے لگ کر رونے جیسی ہوتی کمزور لہجے میں صفائی دینے لگی
تو تمہیں کیا لگتا ہے میں جھوٹ بول رہا ہوں؟" اسنے غصے سے پوچھتے"
ہوئے اسکی طرف بڑھا۔۔ روحا کو لگا اب گئی جان

روحا سچ بول دے ورنہ یہ سمندری کریکن جان نہیں چھوڑے گا۔""
اسنے نم آنکھوں سے سوچا وہ اسکے دو قدم پر رکا تھا

"بولو میں جھوٹا ہوں؟ میں نے تمہیں سگریٹ نہیں دیئے؟"
اسنے اپنی پانیوں بھری آنکھیں اسکی آنکھوں میں ڈالیں۔

ہاں نہیں دیئے کیونکہ میرے پاس صرف یہی ہیں دوسرے نہیں۔۔"
یہ میں نے چرائے ہیں آپ نے دیئے نہیں ہیں۔" وہ غصے ضبط سے کہتی
اپنا کانپتا ہوا ہاتھ اسکے سامنے کر گئی جس میں سگریٹ کا پیکٹ
تھا۔
ساحل شاہ نے اسکے چہرے کو دکھا وہ آنکھیں میچے انجام کیلئے
کھڑی تھی، اسنے مجبور کر دیا تھا کہ اپنا جرم وہ خود قبول کرے
کیوں چرایا؟" اسنے ہاتھ بڑھا کر بے آواز دروازہ بند کرتے لائیٹ کو آف "
کر دیا۔
آآ۔ آپ کو متوجہ کرنے کیلئے۔۔" وہ مجرم سی کھڑی ہو گئی"
میں ہوا؟" اسنے دو قدم کا فاصلہ مٹایا اسکے نازک سے وجود کے "
قریب ہوا۔ روحا نے چونک کر آنکھیں وا کیں

نن۔ نہیں۔۔" اسنے حیرت سے بند دروازے اور بند لائیٹ کو دیکھتے "
اندھیرے میں اسے دیکھا

پھر کیا سوچا؟" اسکی انگلی روحا کی ٹھوڑی تلے آکر اسکے وجود میں "
برقی لہریں پیدا کر گئی جیسے
ککک۔۔ی۔یہی کہ آئی ایم لوسٹ یور اٹینشن۔" یہ کہتے ہوئے اسکا چھوٹا "
سا دل سو کی سپیڈ سے بھاگ رہا تھا

تمہیں احساس ہوا؟" وہ پوچھ رہا تھا روحا کی آنکھ سے موتی ٹوٹ کر گال پر "
گرا
ہوں۔۔۔آپ کو سگریٹ زیادہ پسند ہیں۔۔" وہ نظریں جھکا سرگوشی "
"میں بولی "بنسبت میرے
بالکل ٹھیک کہا۔کیونکہ وہ میرا نشہ ہے۔نشہ سب کو پسند آتا "
ہے۔۔" اسنے انگوٹھا سے اسکے گال پر ٹھہرے ہوئے موتی کو مسل دیا
وہ اتفاق کرتی سر ہلا گئی "ا۔اسلئے آپ پریشان ہو کر یہاں آئے
سگریٹ پوچھنے ورنہ آپ کبھی نہیں آتے۔۔" بات کے اختتام پر
اسکے دوسرے گال کا موتی ٹوٹ کر گرا
یہ بھی بالکل ٹھیک کہا۔پر سگریٹ چرانے کے بعد بھی تو کچھ ہوا "
تھا" وہ پوچھ رہا تھا یا جتا رہا تھا

اسنے ایسے جھٹکے سے سر اٹھایا جیسے ٹھاٹھا کر کے اوپر سے ٹوٹا ہوا پہاڑ اسکے سر پر آن گرے ہوں

"کیا روحا شاہ تم سچ میں بیوقوف ہو؟" وہ خود سے پوچھ رہی تھی جواب مثبت آیا کہ روحا شاہ تم واقعی بیوقوف لڑکی ہو تم وکیل کی جیب میں سے سگریٹ نکال کر آئی اور تمہیں کیا لگتا ہے اسے معلوم نہیں ہو گا

"تو کیا اسے یہ بھی معلوم ہو گا میں نے جھوٹ کی سانسیں لی تھیں صرف اسکی اٹینشن پانے کیلئے؟

آفکورس معلوم ہو گا وہ کوئی چھوٹا بچہ نہیں جسے معلوم نا ہو کون جھوٹی سانسیں کھینچ رہا ہے کون اصلی۔۔"

"مطلب فائنل رزلٹ، روحا تم واقعی بیوقوف ہو۔"

"اب کیا کیا جائے؟" وہ ہراساں نظریں اٹھا کر مقابل جھکے وجود کی آنکھوں میں دیکھنے لگی

"بھاگنا چاہیے۔" وہ ایکدم بائیں طرف سے دروازے کی طرف بھاگی کہ اچانک سے ہی چوڑا بازو اسکے سامنے آکر دیوار پر ہاتھ رکھا اسنے سانس روک کر بازو کو دیکھا اور سر نفی میں ہلا کر واپس دیوار

سے لگی۔۔اور اسے دیکھتی جبراً مسکرائی

وہ اچانک ہی دائیں طرف سے بھاگی کہ ایکدم وہاں بھی اسکا بازو سامنے آگیا

سوری "وہ ناکام ہو کر واپس اپنی جگہ پر کھڑی ہوئی"

ہو گیا؟" اسنے چبھتے لہجے میں کہا"

جی ہہ۔ ہو گیا۔۔" وہ شرمندگی سے بولی"

ڈس ٹائم !ڈو یو وانا مائی اٹینشن؟" اسنے کمر میں بازو حائل کر کے"

اچانک اسے انتہائی قریب کر لیا

یہ کیا سوال تھا؟ روحا نے گھبرا کر اسے دیکھا۔۔وہ اتنے دنوں بعد خود پاس آیا تھا اور سوال بھی کیا پوچھ رہا تھا۔۔مطلب وہ ٹھیک ٹھاک پلان بنا کر آیا تھا کہ اسے ہارٹ اٹیک دے کر ہی رہے گا

کیا وہ سوچ رہا تھا کہ اسنے اسکی "اس" اٹینشن کیلئے یہ سب کیا تھا؟ شرمندگی سے اسکا چہرہ مزید لال ہو گیا

وہ اب یہ نہیں کہے گی کہ روحا تم کتنی بیوقوف ہو

پر اسے اپنے کیے پر ایک بار رونا تو ضرور چاہیے تھا کہ وہ کیا کر آئی تھی۔۔

"نہیں۔" وہ اس سے گویا ہوتی سر نفی میں ہلا گئی کہ وکیل صاحب

آپ جس توجہ کہ اخذ کر چکے ہیں میرا وہ مطلب نہیں تھا
ریئلی؟"وہ بھی جاننا چاہتا تھا کہ اتنی ایکٹنگ کے بعد تمہارا"
مطلب کیا تھا
اسکے انکار پر اسنے اسکی کمر میں حصار کو تنگ کر دیا
میں دیکھنا چاہتی تھی آپ کو میری کتنی فکر ہے نا کہ وہ"
توجہ۔۔۔"وہ ایک سانس میں کہہ کر لب دانتوں میں دبا گئی

پھر کیا دیکھا؟"اسنے اسکی گال پر بھیگی لٹ کو پکڑا"
اسے لگا وہ اسکی لٹ کو کھینچے گا وہ پہلے سے دل کو مضبوط کر گئی"نن۔۔ نہیں کرتے
فکر۔۔"وہ بھرائے دل سے بولی
اسی طرح جس طرح تم نہیں کرتی میری؟"اسنے آہستہ سے اسکی"
لٹ کو کان کے پیچھے لگاتے ساتھ ہی سرگوشی میں پوچھا
یہ تو بن لگائے ایک تھپڑ تھا وہ سرخ چہرے سے سر جھکا گئی۔۔
میری چیزیں چرا کر تم خود کو چور ثابت کر سکتی ہو دل چرانے والی"
بچپن کی دیوانی نہیں۔۔"وہ اسے آئینہ دکھانے لگا

بچپن کی؟"اسنے حیرت کے جھٹکے سے سر اٹھا کر اسکی آنکھوں"

میں دیکھا۔۔

کتنا تیز تھا ہر کسی کے بارے میں معلومات رکھتا تھا کہ کون کیا ہے کون کتنے پانی میں ہے۔

جھوٹ "وہ جھوٹے دعوے سے بولی یہ تو غلط تھا وہ صرف اسکی ماں کا" شاہو تھا بس۔۔۔

اگر میں ابھی ثابت کر دوں تو؟"وہ ابرو اچکا کر چیلنجنگ انداز میں بولا"

وہ خوفزدہ ہو کر اس سے دور ہونے لگی پر کیا وہ ایسا کر سکتی تھی؟ اسکا دوسرا بازو بھی اسکی نازک سی کمر میں حائل ہو گیا

وہ اسکے چوڑے سینے میں آسمائی جب وہ جھک کر اسکی خوشبو کو گردن سے محسوس کرنے لگا

یہ خوشبو مجھے پاگل کرنے کیلئے لگائی ہے؟"اسنے سرگوشی میں پوچھنے" کے ساتھ اپنے دہکتے لبوں جیسے اسکی شفاف پتلی گردن پر ثبت کیے۔

روحا کو یوں لگا وہ جیسے کسی دہکتی آگ میں آسمائی ہو

اسکی ناک سے پھوٹتی گرم دہکتی سانسیں اسکی گردن پر ہونٹوں کے سرکنے کے ساتھ محسوس ہوتی اسکے وجود میں کپکپی طاری کر گئیں

اسنے اسکی شرٹ کو مٹھی میں دبوچ لیا"مم۔۔مجھے پسند آئی۔۔

"مام۔۔نے گفٹ کیا۔۔
کیا تم مجھ سے سچ بول سکتی ہو؟" وہ اسکے کان میں گھمبیر سرگوشی کرتا"
اسکے بالوں میں موجود پونی کو کھینچ لیا
وہ اسکی کمر کو محبت سے سہلانے لگا اور اپنی گھنی شیو کو اسکی گردن پر
سہلا کر اسکی جان شاید آج رات نکالنے کے ارادوں میں تھا۔۔

نن۔نہی۔۔۔ہاں۔۔"وہ حلق تر کرنے لگی"
تمہیں پتا تھا کہ مجھے یہ خوشبو پسند ہے؟" وہ اسکے بالوں میں"
انگلیاں سہلانے لگا،،روحانے چہرہ اسکے سینے پر رکھتے گہرا
سانس بھرا
اسے لگ رہا تھا وہ اسکی سانسیں ارد گرد سے کم کرنا چاہتا تھا،اور
اسکے لئے وہ اپنی قربت کا استعمال کر رہا تھا
اسے واقعی گھٹن محسوس ہونے لگی۔۔وہ آس پاس جانے لگی پر اسکے
آہنی حصار میں کسمسانے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکی۔۔
اسنے گہرا سانس کھینچا"دد۔۔دروازہ کھولیں۔۔"وہ مزاحمت کرنے
لگی ساحل نے آہستہ سے اسکا حصار نرمی سے کھولا اور اسے آزاد کیا
وہ تڑپ کر پیچھے ہوئی اور لڑکھڑانے لگی پر اسنے پھر سے اسکی کمر

میں بازو حائل کرتے اسے سنبھال لیا
سنبھل کر۔۔"وہ بھاری آواز میں بولا"
روحا نے سر ہلاتے ہوئے بازو کمر سے نکالا۔۔وہ آگے بڑھی پھر سے دوپٹے سے لکھڑا کر منہ کے بل گرتی۔۔"خیال سے"وہ متبسم ہوا۔۔اور سر کا کرا اسکی کمر سے بازو کو نکالا اسنے اپنی رکی ہوئی سانس کو بالکل روک دیا

جی۔۔"وہ سنبھل کر پھر سے آگے بڑھی دروازے تک پہنچ کر اسنے"
ہینڈل پر ہاتھ رکھا اور ساتھ سر بھی ٹکالیا۔وہ گہرا سانس بھرنے لگی
اسکی سانس بالکل رک چکی تھی اسکی قربت سے وہ تڑپنے لگی
جب پیچھے سے اسنے آکر اسکی کمر میں بازو حائل کرتے جھٹکے سے اپنی سمت رخ کیا۔۔

میں بناوٹی رکاوٹوں پر توجہ نہیں دیتا۔۔مجھے متوجہ کرنے کیلئے"
"تمہیں حقیقت میں سانسوں کا رقص رچانا پڑے گا۔
اسکی بات سن کر اسنے اپنی آنکھیں اٹھا کر اسکی آنکھوں میں دیکھا جس پہ ساحل شاہ نے جھک کر اسکے چہرے پر

پھونک ماری
وہ مسکرائی اور آنکھیں موند گئی۔۔ اسکی بند آنکھوں پر انگلیاں پھیرتے ہوئے ساحل شاہ نے اسکے کھلے بکھرے بالوں میں انگلیاں پھنسا کر دوسرا ہاتھ اسکی کمر میں حائل کیا

میں توجہ دے رہا ہوں سنبھال لینا خود کو۔۔" وہ اسے بوکھلاتا اسکی" گلابی پنکھڑیوں جیسے ہونٹوں پر ہونے سے لب رکھ کر چھوتے اسکی ختم ہوئی سانسوں کو محسوس کیا

پتا لگا میری توجہ کیسے حاصل ہو گی۔۔" ساحل شاہ نے کہتے" اسکی بغیر کوئی آواز بات سنتے بالوں کو نرمی سے ہاتھ میں پکڑ کر اسکے چہرے پر اپنی شدتوں کو مٹانے کیلئے جھک گیا

روحا نے خود کو خود امتحان میں ڈالتے اسکی پشت پر شرٹ مٹھیوں میں دبوچ لیا
وہ اچانک کیوں آیا مہربان ہو گیا تھا، اسے تو سخت ناراضگی تھی نا اس پر پھر وہ کیسے اس طرح نرم پڑ گیا۔۔

پر وہ عہد کر چکی تھی جب تک وہ اعتراف نہیں کرے گا کہ "ساحل شاہ روحا شاہ سے محبت ہے" تب تک وہ خود کو وقتی جذبات کے حوالے سے بے مول ہونے نہیں دے گی۔۔

وہ اسکی ماں کا بدلہ نہیں بننا چاہتی تھی۔ وہ اتنی کمزور لڑکی نہیں تھی کہ وہ اسکے پاس آکر اسکی محرمیوں کا بدلہ بنے۔۔
اسنے اگر اسکی ماں کا ساتھ نہیں چھوڑا تو وہ اس عورت کی محبت تھی جسنے اسے باندھ کر رکھا تھا۔ اسنے کئی بار کہا تھا اس سے کہ ساحل شاہ لوٹ آؤ اپنی ماں کے پاس۔۔
خیر وہ روحا حیدر شاہ ہے۔ کمزور صحیح پر اس ناقابل تسخیر وجود کو جیت کر ہی سکون بھری سانس لے گی۔۔

oooooooo

سنو دریاب جاتے ہوئے یہ ثمن کو دے جانا۔" وہ صبح تیار ہو کر" نکل رہا تھا تبھی روم سے عائشہ خان ایک بیگ لیکر باہر آئیں

دریاب نے چونک کر گردن گھمائی اور بیگ کو دیکھتے پھر اپنی ماں کو دیکھا۔ "میں دے آتا مام پر مجھے دیر ہو رہی ہے آپ ایسا کریں ڈرائیور کو دے دیں وہ دے آئے گا۔"

دریاب نے انکے سر پر بوسہ دیتے ہوئے کہا اور وہاں سے جانے لگا۔ عائشہ خان ناکام سی رہ گئیں۔۔ انہیں سمجھ نہیں آرہا تھا دونوں ہنستے مسکراتے چھوڑ کر گئیں تھیں سونے پھر اچانک ایسا کیا ہوا کہ دونوں کے بیچ اس قدر سرد مہری آگئی۔۔

"آنٹی دیں میں دیکر آتا ہوں مجھے ویسے بھی آفس کے کام سے آج ہارون انکل کے گھر بھی جانا ہے۔۔" دریاب نے ابھی چند قدم ہی اٹھائے تھے تبھی اسکے پیچھے فارس خان کی آواز گونجی جو کہ اسکی ماں سے مخاطب تھا

اسکے تیزی سے دہلیز کی طرف بڑھتے ہوئے قدم سست ہو گئے۔ بے خاستگی میں اسنے سر پر کیپ پہنتے پلٹ کر دیکھا

اسکی ترچھی نظروں میں دیکھتے عائشہ خان کے دل کو کچھ ہوا۔ انہوں نے مسکراہٹ چھپائی۔۔

ہاں بیٹا بالکل۔۔۔۔۔"
مام میں ویٹ کر رہا ہوں۔۔۔"انکے جملے کے مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ" بول اٹھا۔۔
فارس کے ساتھ عائشہ خان نے بھی چونک کر دیکھا وہ اپنی ماں پر ایک نگاہ ڈال کر دہلیز پار کر گیا۔۔

بہت شکریہ تمہارا میرے بچے تم آرام سے جاؤ دراصل"
درءاب خود وہاں ایک کام سے جا رہا ہے وہی سے آئے گا اچھا لگے گا۔"وہ نرمی محبت سے کہتیں فارس کے سر پر ہاتھ پھیر کر بولیں اور باہر سے آتی ہارن کی آواز پر جلدی سے باہر کو بڑھیں۔۔۔

تم نے تو انکار کر دیا تھا۔۔"گاڑی کے پاس آتے انہوں نے جتاتے ہوئے" دریاب سے کہا اور پچھلی سیٹ پر بیگ رکھ دیا

کام یاد آ گیا مجھے۔۔۔"وہ بغیر اپنی ماں کی طرف دیکھے دوسری"
طرف دیکھتا بولا

اچھا یہی بات میری طرف دیکھ کر بولو۔۔۔"انہوں نے ونڈو ہر ہاتھ رکھ"
کر اس سے کہا۔۔
کیوں دیکھنے میں کیا ہے۔۔"وہ کندھے اچکا کر مرر میں دیکھنے لگا"
تم گھر میں کسی کی آنکھوں میں دیکھ کر جھوٹ نہیں بول سکتے اسپیشلی"
دلاور کی۔۔"انہوں نے جتایا۔۔

وہ بچپن بیوٹیفل لیڈی یہ جوانی مستانی دیوانی ہے۔یہ بڑے جرم"
کرواتی ہے"اسنے مدھم سی سیٹی بجا کر کہا

مجھے کیوں لگ رہا ہے تم میری آنکھوں میں دیکھنے سے بھی کترا رہے"
ہو؟"انہوں نے مسکراہٹ دبا کر اسکی سامنے نگاہیں اسٹی ؔرنگ
وہیل ہر بجتی انگلیوں کو دیکھا

آپکو غلط فہمی ہے۔۔"وہ انکی طرف دیکھتا سنہری ممتا کی محبت سے"

لبریز آنکھوں میں شرارت دیکھتا قہقہہ لگا اٹھا

تنگ کر رہی ہیں۔" وہ بھانپ گیا ہنستے ہوئے بولا"
میں کیوں تنگ کرنے لگی۔۔ تمہارے ڈیڈ اپنا ہر کام مجھ سے کرواتے تھے"
اور میرا کام خود کرتے تھے شوق سے۔۔۔
کہیں تم انکے نقش قدم پر تو نہیں؟" انہوں نے جانچتی نظروں سے
دیکھا
ہاہاہا میں نے ایسا کون سا کام کر دیا اس موٹو کا؟" وہ استہزائیہ قہقہہ"
لگا اٹھا۔ عائشہ خان کو اسکا لقب اور قہقہہ پسند نہیں آیا

موٹی نہیں ہے وہ بس تھوڑی ہیتھلی ہے۔۔ کم از کم سوکھی کانٹا تو نہیں آجکل کی"
لڑکیوں کے پیچھے فیشن میں بھاگتی۔۔۔" انہوں نے جتانا ضروری سمجھا

کم آن مام! یہاں وہ نہیں اسلئے اسکا دل مت رکھیں۔۔ وہ آجکل کی لڑکیوں"
کے پیچھے بھاگتی تو بھی بہتر تھا۔۔ پر اسنے آنکھوں پر مزید نمبروں والا
چشمہ چڑھا لیا ہے اور عجیب بیوقوف لڑکیوں کی طرح چاکلیٹ
کھا کر ویٹ بڑھا لیا ہے۔۔۔" وہ ناگواریت چھپائے بغیر بولا

دری کہیں تم نے اس سے یہ سب کہہ تو نہیں دیا؟" انہیں خدشہ "
ہوا۔ دریاب نے انکے چہرے کو دیکھا جواب نہیں دیا
بولو دری کچھ کہا اس سے ؟ کیا اسلئے وہ یہاں سے گئی ہے۔" دریاب کی "
خاموشی نے انہیں ڈرا دیا

آپ اس سے پوچھ لیجئے گا" وہ کندھے اچکا کر بولتا انہیں دیکھنے لگا۔۔ "
اگر تم نے ذرا کچھ کہا ہو گا دری اس سے پھر تمہارے لیے اچھا نہیں۔۔ "
تم خود بھی موٹے ہو۔۔" وہ جتا کر جھڑکتی ہوئی بولیں۔۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔" انکی آخری بات پر وہ محظوظ ہو کر قہقہہ لگا اٹھا۔۔ "
موٹا نہیں ہوں مام جانی !لڑکیاں مرتی ہیں اسے باڈی کہتے ہیں۔۔" وہ "
چڑاتے ہوئے بولا۔۔

شام کو گھر آجاؤ پھر پوچھوں گی تم سے۔۔" وہ گھورتیں دھمکاتی ہوئیں بولیں "
اور پیچھے ہوئیں۔۔۔
ہاہاہا او کے ڈیئر سوئیٹ اینڈ کیوٹ مام لو یو مس یو۔۔ دو پیر کو کچھ اچھا "

احتتام کیجئے گا مہمان ہیں کچھ۔۔" وہ گاڑی آگے بڑھاتا بولا

اللہ حافظ اپنا خیال رکھیئے گا۔ اگر ہو سکے تو مہکار آنٹی کو دیکھ کر آئیں انکی طبیعت ٹھیک نہیں۔۔" اسنے جاتے ہوئے ہدایت دی۔

اکے میں کچھ اچھا احتتام کروں گی۔ اور شام کو کوشش کروں گی انکی خیر" خیریت جاننے کی۔۔ میری بیٹی کو ڈھیر سارا پیار دینا
"میرا۔۔۔ اللہ کی امان میں
وہ گاڑی بہت سلو چلاتا اپنی ماں کی ہدایت سن رہا تھا

آفیسر سلام کرنے کے ساتھ مسکراتے ایک دوسرے کو دیکھتے پھر ایس پی صاحب کو فرمانبرداری سے ماں کی ہدایات سنتے ہوئے دیکھ رہے تھے

ہاہاہا باقی سب تو ٹھیک ہے آخری ہدایت پر غور کر لیں کہیں آپکی بیٹی" رونے نا لگ جائے اس موٹے کی آپکا دیا ہوا پیار دینے پر۔۔۔" وہ محظوظ ہو کر جاندار قہقہہ لگاتا انکی طرف جھکا کہ کوئی سن نا لے۔۔

بدمعاش!!"عائشہ خان سٹپٹا کر بولیں۔۔"

شکریہ بیوٹیفل لیڈی ہم نے یہ اعزاز کے طور قبول کیا۔ آپکا دیا" ہوا پیار باحفاظ ایک عوام کا محافظ ہونے کی صورت میں پہنچا آؤں گا۔۔"اپنی کیپ کو رعب سے ٹھیک کرتے وہ مسکراتا ہوا گردن اکڑا کر بولا

ہاہاہا۔۔۔"ابکی بار قہقہہ عائشہ خان کا بے ساختہ تھا۔"
آس پاس والوں نے نظریں دریاب خان کے اشارے پر جھکا دیں

اسکی نظریں خود گھوم گئیں کہ کہیں اسکی ماں کو اسکی نظر نا لگ جائے۔
بہت بدمعاش ہو جاب۔۔"وہ ہنس کر خود کو جلد سنبھالتیں" بولیں اور اس پر آیت پڑھ کر پھونکتے ہوئے پیچھے ہوئیں۔۔

دریاب ایک محبت بھری نظر ان ہر ڈال کر گاڑی باہر لایا وہ جب اندر ہوئیں گارڈ گیٹ پر آئے تبھی اسنے آگے گاڑی بڑھائی

"ڈرھتا انکی ماں کو کوئی تکلیف نا پہنچائے۔۔"

بہت اچھا لگا آپکو اتنے عرصے بعد ہنستے ہوئے دیکھ کر۔۔۔ میری پھپھو"
"بھی بالکل آپکی طرح ہنستی" تھیں
آپ نے بہت اچھی کوشش کی دری ثمن کو پاس لانے کی پر افسوس۔۔۔
کاش دونوں ایک دوسرے کو سمجھتے۔۔۔ دری نے اسکی خوشی کیلئے اسے
گھر سے دور کیا ہے۔۔۔" انکے اندر آنے پر فارس انکے ہاتھ تھام کر
بولا۔۔۔
کیا مطلب ؟؟؟"عائشہ خان سمجھی نہیں اسکی بات کو۔۔وہ الجھ"
گئیں یہ جان کر کہ دری نے ثمن کو گھر سے بھیجا ہے اسکی خوشی
کیلئے۔۔۔

مجھے زیادہ کچھ نہیں معلوم بس اتنا جانتا ہوں دری اس رات ثمن کو"
ہاسپٹل سے لیکر اپنے روم میں کے گیا تھا۔۔زیادہ کچھ ہیں جانتا
میں آفس ورک کر رہا تھا انہوں نے مجھے دیکھا نہیں۔۔
میں غلط نگاہ سے نہیں دیکھ رہا شاید یہاں یہ نارمل ہو۔۔۔

پر ثمن صبح روتی ہوئی بھائی کو کال کر کے انکے ساتھ وہاں سے گئی تھی۔۔۔"
ایک کے بعد دوسرا بم وہ عائشہ خان کے سر پر پھوڑتا انہیں وہیں پتھر کا مجسمہ بنا کر چھوڑتا اپنی گاڑی میں جا کر بیٹھا

انکی جو مدھم سی مسکراہٹ تھی کہیں غائب سی ہو گئی۔۔
فارس خان نے مسکراتی نظروں سے انہیں دیکھا اور گاڑی وہاں سے نکال کر لے گیا۔۔۔

دری ثمن کو اپنے روم میں۔۔۔۔"انکا دل ڈوب گیا مزید آگے"
سوچتے۔۔۔وہ نفی کرنے لگی کہ اسکا بیٹا یہ بالکل نہیں کر سکتا ضرور فارس کو غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔۔

ہاں اسے غلط فہمی ہوئی ہے اگر ایسا ہوتا تو ثمن اس سے مسکرا کر کیوں ملتی لاڈ"
"کیوں کرتی وہاں؟

ooooooo

....★☆☆☆☆☆★....

السلام علیکم "گھر میں قدم رکھتے اسکا سب سے پہلے مقابلہ"
سامنے ملازمین کو ہدایت دیتیں زریش خان سے ہوا۔ اسنے پاس
آکر بیگ نیچے رکھتے انہیں سلام کر کے متوجہ کیا

وعلیکم السلام ماشاءاللہ۔۔"بھاری گھمبیر آواز پر زریش خان جیسے ہی"
پلٹیں مقابل دریاب خان کو وردی میں ملبوس دیکھتے سلام کا
جواب دینے کے ساتھ انکے منہ سے بے ساختہ نکلا۔۔۔
وہ ہنس پڑا۔۔۔"کیسی ہیں آپ اور انکل بھابھی۔۔"اسنے اسکے سواء سب کا
پوچھ ڈالا۔۔
الحمدللہ سب ہی ٹھیک ہیں تم بتاؤ کیسے ہو، آؤ اندر بیٹھو دانی عائشی کا"
بتاؤ وہ کیسے ہیں؟ اللہ پاک انہیں اپنے حفظ امان میں رکھے جلد
صحتیاب کر دے۔"وہ جو ہولے سے مسکرا رہا تھا اپنے باپ کے ذکر پر اسکا
دل جیسے اداسی کی لمبی چادر اوڑھ کر لیٹ گیا

آمین! اچھے کی امید ہے رب سے۔"وہ آہستہ سے بولا۔۔"
زریش خان نے ان شاءاللہ کہتے ملازمہ کو بیگ کی طرف

اشارہ دیا کہ جا کر ثمن کے روم میں رکھ آئے۔
وہ چلی گئی تو انہوں نے دریاب کو اندر چل کر بیٹھنے کا کہا

بچوں کی نادانیوں کو چھوڑ کر بڑوں کی یہ بہت اعلیٰ عادت تھی کہ اگر کوئی دشمن بھی دہلیز پر آجاتا ہے تو اس سے یہ نہیں پوچھتے تھے تم کیوں آئے میرے گھر اور تم تو وہی ہو نا جسنے مجھے تکلیف دی۔۔یا اسکے ساتھ میرا جھگڑا تھا۔

یہی وجہ تھی کہ اتنی ساری لوگوں کی سازشوں کے بعد بھی وہ آج تک ایک ساتھ تھے ہنستے روتے مسکراتے اداس ہوتے پھر سے حوصلہ بھر کر پروں میں اڑان بھرتے
بہت بہت شکریہ! پر اس وقت مجھے بہت دیر ہو رہی ہے بس"
دعا کریں آج ساحل بھائی کی پہلی تاریخ ہے کورٹ میں۔۔ آج
"معلوم پڑے گا کہ مقابل کون ہے۔۔اور آگے کیا ہو گا۔۔

ان شاءاللہ میرا بیٹا اچھا کام کرنے جا رہا ہے اللہ اچھے کام میں"
"ساتھ ہوتا ہے تم فکر مت کرو رب پر یقین رکھو سب بہتر ہو گا۔۔

بے شک رب پر یقین ہے انہیں کی رضا پر چل رہے ہیں۔" وہ"
مسکرایا۔ "میں چلتا ہوں سب کو سلام دیجئیے گا۔" وہ ان سے اجازت
لینے لگا۔
ہارون شاہ آفس کیلئے چلے گئے تھے، ساحل شاہ اپنے روم میں تھا
جسے ڈسٹرب کرنا اسنے بہتر نا سمجھا ویسے بھی کورٹ میں میٹنگ
ہونے ہی والی تھی۔۔۔
اسے ڈھونڈا اسنے مناسب بھی نا سمجھا۔ پر اندازہ تھا ابھی تک کالج جا
چکی ہو گی۔

اللہ کے امان میں۔" انکے چائے کافی کے اسرار سے اسنے"
معذرت کرلی۔ زریش شاہ نے اسے وردے میں دیکھ کر اسکی جلد باز
کو سمجھتے اجازت دے دی۔

بہت سی دعاؤں سے نواز کر بھیجئے گا ہمارے وکیل صاحب کو۔۔ آج"
آپ سب کی دعائیں بڑی کام آنے والی ہیں۔۔" وہ جاتے ہوئے بولا۔۔۔
ضرور میری جان! ہماری دعائیں ہماری سبھی اولاد کیلئے ہیں۔ سچ کی کشتی"
ہلتی ضرور ہے ڈوبتی کبھی نہیں۔۔

کوئی جھوٹ اتنا طاقتور نہیں کہ سچ کو دبا سکے۔

بس یہ یاد رکھنا کوئی اپنے گناہ غلطی کو چھپانے کیلئے جھوٹ بولتا ہے تو ایک جھوٹ کو دبانے کیلئے ہزار جھوٹ اور بول لیتا ہے، پر ہر جھوٹ اتنا بدبودار نہیں ہوتا کہ سب کو متوجہ کر سکے۔۔
ان میں ایک جھوٹ ایسا بھی ہوگا جو اپنی بدبو سے سب کو متوجہ کرے گا، اور اپنی اصلیت سے واقف کر دے گا ان شاءاللہ وہ وقت آچکا ہے اور مجھے اپنے بھالو پر پورا یقین ہے۔
بس ناامید مت ہونا رب سے۔۔۔ نا ہی سچ کا ساتھ چھوڑنا۔۔ سچ وہ پھول ہے "جو ہر سیزن میں اپنی خوشبو سے دنیا میں نمایاں رکھتا ہے۔

بے شک!" وہ دل سے بولا اور ان پر ایک محبت بھری نگاہ ڈال کر اللہ " حافظ کہتا وہاں سے نکلا۔۔۔
معذرت بیٹا یہاں سے جاتے ہوئے ثمن واک کیلئے گئی ہے اسے " بھیج دینا۔۔" اسے پیچھے بلانے کے بجائے وہ اسکے پاس آکر بولیں۔۔

دریاب کے بڑھتے ہوئے قدم ٹھٹھک کر تھم گئے۔

وہ کالج نہیں گئی؟" اسنے اپنے تاثرات چھپا کر سرسری سا پوچھا۔"
نہیں ساحل نے کہا گھر میں رہے آج۔۔ دشمنوں کا بھروسہ"
"نہیں۔۔۔
ہاں یہ ٹھیک کیا بھائی نے۔۔ ٹھیک ہے میں کے آتا ہوں اسے"
پھر جاتا ہوں۔۔" وہ اپنی کیپ اتار کر گاڑی میں رکھتا ہوا ساحل کے
فیصلے سے مطمئن ہوتا وہاں سے نکل گیا۔۔

زریش اسے دیکھ کر جاتی ہوئی مسکرائیں، پیچھے سے وہ بالکل دانیال خان
لگ رہا تھا۔ وہی مغرور چال، چوڑے شانے وہیں زمین پر پروقار
انداز میں اپنے قدم۔۔۔
وہ نا صرف آنکھوں سے بالکل تھے ہی پوری کاپی دانیال خان کے۔
پتا نہیں دلاور کیا ہوگا" سوچتے ہوئے انکی آنکھیں اسے یاد کرتی نم ہوئیں۔۔"
ثمن نے اسے کچھ نہیں بتایا بس آکر اتنا ان سے کہا کہ "دریاب خان
"کو کامیاب عورت چاہیے اپنی زندگی میں اور وہ کامیاب نہیں۔۔

ooooooo

کوئی اپنا ہمدرد ہو، مجھے سے رک کر پوچھے کیسے ہو؟ میں تھم کر دل تھام کر"
"مودبانہ عاجزانہ ہو کر کہوں "کنورہ ہوں"۔۔

ثمن نے رک کر چبھتی نظروں سے گھورا۔۔وہ سٹپٹا گیا۔۔
میں بتا رہا تھا تمہیں کہ دیکھو یہ صبح میں نے پڑھا فیس"
بک پر کیسے شدید سنگل لوگ ہیں۔۔مجھے تو کراہیت ہونے لگی ہے
فیس بک سے۔۔
اور مجھے چڑ ہوتی ہے ایسے لوگوں سے جو کنوارہ کنوارے کا رولا ڈالے پھرتے"
ہیں۔۔ بھئی اتنے کنوارے ہو تو اپنے ابے کے پاس چلے جاؤ اگر انہوں نے
تمہیں لائق سمجھا تو کروا دیں گے۔ نہیں تو اتنا ہی سنگل پن تکلیف دے
"رہا ہے انہیں تو کنویں کیوں نہِن چھلانگ لگا لیتے۔۔؟
اسکی تیز دبے غصے بھری آواز سے زیاف نے بوکھلا کر یہاں وہاں
دیکھا۔۔ کہیں کسی نے شدید سنگل کی نے عزتی تو نہیں سن لی۔

موبائل لیا تھا کسی کو اپنا بنانے کیلئے، کوئی ہمدرد بنانے کیلئے، میں"
اکیلا تنہا سا بیچارہ لڑکا سوچا تھا دکھ سکھ میں کوئی کام آئے گا۔
کبھی نیند نہیں آئے گی تو اسے کال کر کے اسکی سریلی میٹھی کوئل جیسی آواز

سن کر دل کو ڈھارس ملے گی۔ کہ کوئی تو ہے اس بھری دنیا میں میرے لیے۔۔۔

کوئی تو ہے اس آباد جہاں میں جو میرے لیے میرے سکون کیلئے دو وقت نکال کر بات کر سکتا ہے۔۔"وہ اسنے منہ سے تو خود کو مسکین نہیں کہا تھا پر اسنے کوشش تو پوری کر دی تھی۔

اسنے شدید کنواروں والا ٹاپک بند کر دیا تھا مبادا کہیں بے عزتی کر کے بھگا نا دے

اسنے دوسرا ٹاپک کھولا، خود کو مسکین بنایا ہوا تھا اب، باقی کیا کرے اسنے خود کو مسکین بنا ڈالا، محض ایک لڑکی کیلئے، اسے ڈر تھا کوئی یہاں پہچان کر لعنت نا بھیج دے۔

ثمن کو خوشی ہوئی تھی کہ اسکے جواب مل گئی تھی البتہ اسکی شدید سنگل فیس بک کے لوگوں کی شکایتوں میں اسے ذرا برابر انٹرسٹ نہیں تھا۔۔

میری مانوں تو رات کو نماز پڑھ کر سویا کرو آرام کیا سکون بھی مل"

جائے گا۔ خوامخواہ نامحرم لڑکیوں کی آواز کی تمنا کر کے خود کو بھی گنہگار بنا رہے ہو اور انہیں بھی۔

یاد رکھنا گناہ میں لذت ہو گی پر سکون نہیں۔۔۔ یہ سکون تمہیں وہیں ملے گا رب کے پاس سے۔" وہ اسے دیکھے بغیر بولی۔۔

اسنے اسکارف پہنا ہوا تھا براؤن شلوار قمیض میں وہ واک کرتی اب پانی کی بوتل منہ سے لگا کر پانی پینی لگی تھی۔

وہ اسکی بات سن کر دل سے مسکرایا، اور اسکی آنکھوں پر موجود چشمہ کو چھونے کی خواہش کو دل میں دبا دیا۔۔

وہ جو اسکا بڑا سا چشمہ بار بار ناک پر آجاتا تھا، یہ پہلا لڑکا تھا جسکا دل بھی پھسل سا جاتا تھا۔۔

"!بے شک"

ان شاء اللہ میں اللہ کے پاس ہی جاؤں گا۔ میں اتنی دفعہ سچی " نیتوں سے جاؤں گا رب کے دربار میں کہ رب خوش ہو کر تمہیں اتنا اجر دے گا۔" وہ دل میں سوچ کر پختہ ارادہ باندھ چکا تھا۔۔

میں یہاں روز آتا تھا تمہیں دیکھنے کیلئے۔۔"وہ بات بڑھانے کیلئے" بولا۔

کیوں مجھے دیکھنے ؟"من نے سن کر تیکھے چتون سے گھورا"

زیاف نے خاموش ہو کر اسکے چہرے کو دیکھا کہ کیا نہیں جانتی ایک لڑکا کیوں کسی کی لڑکی کی راہ دیکھتا ہے؟

کیونکہ تم میری محسن ہو، تم نے مجھے چور سے انسان بنایا، مجھے نماز کی" ہدایت کر کے اللہ کے گھر آنے کی دعوت دی ہے وہ برا تو نہیں ہوا۔۔۔

میں اپنے محسن سے مل نہیں سکتا کیا؟"وہ سامنے آکر بولا۔۔

ثمن کے بڑھتے قدم وہیں ساکت ہو کر رکے۔۔اسنے حیرت سے مقابل کھڑے اس خوبرو سے لڑکے کو دیکھا جو کہیں سے بھی چور یا مسکین غریب نہیں لگ رہا تھا۔

اسکا اسٹینڈرڈ ہی کسی اعلیٰ گھر کی نشاندہی کر رہی تھی، آنکھیں کسی ذہنی بھوری تھیں، لہجہ جان بوجھ کر بچکانہ ہو جیسے۔

لمبا چوڑا وہ ٹھٹھکانے والا تھا، اتنا خوبصورت تھا پھر بھی خود کو ایسے پیش پیش کرنے کی کوشش کر رہا تھا جیسے دنیا کے تمام تر ظلمات

اسکے ساتھ ہوتے ہوں۔

ابھی جیسے کچھ دیر پہلے بتایا کہ وہ جہاں اب رہتا ہے وہاں اسکے ساتھ ایک روم میں مچھر رات کو بھوں بھوں کر کے اسے جگاتے ہیں۔۔ اسے بہت برا لگتا ہے جب وہ فی میل مچھر اسے اپنی طرف متوجہ کرتی ہیں۔ اگر کوئی بیوی ہوتی تو انکی جرات نا ہوتی کسی معصوم کی نیندوں کو خراب کرنے کی۔۔

ثمن کا دل تو چاہا اس بونگی پر لوٹ پوٹ ہو جائے پر وہ چہرے پر کوفت بھرے تاثرات لیے سست رویے سے چل رہی تھی۔
تاکہ وہ خود ہی بیزار ہو کر بھاگ جائے، ورنہ اس لڑکے کا اسکے ساتھ یوں واک کرنا یا ٹھٹھک کر دیکھنا اسے گھبراہٹ میں مبتلا کر رہا تھا
کہیں کوئی دیکھ کر اسے بیوقوف ناکام لڑکی کے ساتھ بدکردار لڑکی بھی نا کہہ دے۔۔۔
میں کوئی محسن نہیں تمہاری، مجھے جو برا لگا نارملی انسان سب کو ایسی بری" عادتیں بری لگتی ہیں سو میں نے آپکو ٹوک دیا۔۔ اسکا مطلب یہ

نہیں کہ تم میری راہ تکو اور ایسی مسلسل باتیں کرو۔۔" وہ سختی سے دوٹوک بولی

مائنڈ اٹ !ہر کوئی نہیں چاہے گا برائی پر چل رہا انسان اچھائی پر "
چلے۔جو چاہتے ہیں وہ محسن ہی کہلاتے ہیں۔۔ سو تم انکار نہیں کر سکتی کہ تم
میری محسن نہیں۔۔" وہ اسکے موٹے چشمے کے پیچھے پھیلی بڑی خوبصورت
سی آنکھوں میں آنکھیں گاڑ کر جتاتے ہوئے بولا

تم پڑھے لکھے ہو؟" وہ اسکے انگلش بولنے پر حیران ہوئی۔"
ہاں تھوڑا بہت۔۔" وہ اپنی اعلیٰ تعلیم کو تھوڑے بہت میں کنورٹ "
کر کے کندھے اچکا کر بولا

اداس کیوں ہو؟" وہ اپنے ٹاپک سے ہٹ کر اسکی آنکھوں میں دیکھتے "
پوچھا
کک۔۔ کیا مطلب ؟" ثمن کو وہ کوئی چور شور نہیں کچھ اور ہی لگا۔ اسنے "
ڈرتے اپنے چشمے کو ناک سے اوپر کیا اور آنکھوں پر ٹھیک سے سیٹ کر کے
یہاں وہاں دیکھا

زیاف دلچسپی سے اسکی یہ ادا دیکھ رہا تھا۔۔
یہی کہ تم اداس ہو مجھ سے جان چھڑوانے کی کوشش میں اکتا کر"
جوابات دے رہی ہو کیا میں اچھا دوست نہیں؟" وہ اپنی پینٹ کے
پاکیٹ میں ہاتھ پھنسا کر یکسر مختلف انداز رویے میں پوچھ رہا تھا۔
ایکسکیوزمی میں کوئی دوست نہیں ہوں تمہاری خبردار یہ بکواس"
آئندہ کی۔۔" اسنے خود کو مضبوط بنا کر سختی سے کہا اور دوسری طرف
سے جانے لگی تھی کہ اچانک زیاف نے اسکا راستہ روکا۔۔
ہاں تو دوستی کر لو۔۔ اچھے دوست سے شروعات کرتے ہیں۔۔""
زیاف نے اپنا ہاتھ اسکی طرف بڑھایا۔۔
پر ثمن کی نگاہیں اس پر نہیں کچھ دور فاصلے پر موجود ان دونوں کو تنقیدی نگاہوں
سے دیکھتے دریاب خان پر تھیں۔۔

مقابل وردے میں ملبوس سلیقے سے بالوں کا پف اسٹائل بنے۔ وہ اپنے
دراز قد کے ساتھ سامنے کھڑا کاٹدار سرخ چنگاریاں اگلتی نگاہوں سے ثمن
کو گھور رہا تھا۔

ثمن کا دل اٹھاہ گہرائیوں میں ڈوب گیا، وہ اپنا حلق تر کرنے لگی کہ

اب کیا پھر سے کوئی تلخ بات کر کے اسکا اندر جلائے گا۔۔
وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے زیاف کی سریاب کی طرف پیٹھ تھی اسکے باوجود دریاب اسے پہچان گیا تھا۔۔

دوست۔۔"زیاف اسے ساکت دیکھتے خود ہی اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔"
اور دوسری انگلی سے اسکا چشمہ تھام کر آنکھوں پر ٹکایا

ککک۔۔کیا۔کر رہے ہو۔۔"اسکے لمس سے وہ کرنٹ کھا کر پیچھے ہوئی"
اور جھٹکے سے اپنا ہاتھ زیاف کی گرفت سے نکالتے حیرت بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی۔۔

اسکا دل خوف سے سکڑ گیا تھا ورنہ وہ ایک زوردار تھپڑ زیاف کو اس حرکت پر دے مارتی۔۔
آآ۔۔آئندہ میرے راستے میں مت آیئے گا۔"وہ غصے میں پھولتے"
تنفس سے کہتی وہاں سے تیزی سے بھاگی۔۔

من!!!"زیاف اسے اچانک سرد رویے سے ششدر جیسے مڑا"

سامنے دریاب کو پایا۔۔

افف! کیا ہے یار ہر بار ٹپک پڑتے ہو۔۔" وہ بد مزہ ہو کر چلتا ہوا" دریاب کے پاس آیا۔۔

وقت دیکھو زیاف! بہتر ہو گا کہ اس ٹائم من سے دور رہو۔۔ یہ کوئی اچھی" بات نہیں۔۔ وہ کسی کی بہن بیٹی عزت ہے اور اس سے اس طرح پبلک پارک میں ملنا کہاں کی شرافت ہے۔۔ اگر کوئی دشمنی میں تمہاری یا ساحل بھائی انکل کی تصویر لیکر اخبار میں دے دے۔۔

کوئی بھی بکواس کر کے تو کیا ہو گا اندازہ ہے تمہیں؟" اسکے لہجے میں محسوس کیے جانے والی پھنکار تھی۔

ارے ارے!! یہ کوئی پلبک پارک نہیں بس آس پاس سوسائٹی" کے لوگ آتے ہیں اور میں اس سے کافی فاصلے پر تھا۔۔ وہ واک کر رہی تھی اداس تھی میں بس اسے ہنسا کر اسکا موڈ بحال کر رہا تھا۔۔

اور اگر ایسا کچھ ہوا بھی تو ڈونٹ وری زیاف زیدی اتنی ریسورس رکھتا ہے کہ اسکی محبت کی طرف کوئی بری نگاہ اٹھائے، تو اسکی کیا اسکے پورے خاندان کی آنکھیں نوچ کر انکی آگی پچھلی نسل کو نابینا کر دے۔" اسکا

لہجہ عزلی انداز میں سپاٹ تھا۔۔

ویسا جیسے وہ باہری لوگوں کو ڈیل کرتا تھا، ایسے لہجے میں اسنے اپنے کزنوں سے کبھی بات نہیں کی۔ وہ ہمیشہ اپنے جان پہنچان والوں سے جولی انداز میں ملتا جلتا تھا۔

پر دریاب سے سرد اپاٹ انداز میں جتا کر کہتا آنکھوں پر سن گلاسس لگا کر وہاں سے نکل گیا۔۔۔

"محبت"

اسکے کانوں میں اسکا کہا گیا فقرہ گونجا۔ اسنے اسکی پشت کو خون آشام نظروں سے گھورتے ہوئے اپنی مٹھیاں اس قدر سختی سے بھینچ کر خود پر ضبط کیا کہ دماغ کی رگیں پھول اٹھیں تھیں۔۔۔

معاً کچھ سوچ کر وہ جھٹکے سے مڑا اور تیزی سے آگے بڑھا۔۔

آہ" وہ جیسے بھاگتی ہوئی روم میں داخل ہو کر ڈور بند کرنے اتنی تیزی سے" وہ اندر داخل ہوا اسے اندر کی طرف دھکیلتے ہوئے اسنے جھٹکے سے پلٹ کر دروازہ بند کیا

اسے حیرت بھری پھیلی نگاہوں سے دیکھتی ثمن کا دماغ گھوم گیا۔
"ی۔ یہ کیا بدتمیزی ہے دریاب خان نکلیں میرے روم سے۔۔"
اسے اپنی سمت مڑتے دیکھ کر وہ ہراساں پیچھے ہوتی بھرائی آواز میں بولی

اسکا نا صرف دل تیزی سے دھک دھک کر رہا تھا، اسکی تیوریں نگاہوں کی چنگاریوں سے ہاتھوں کی انگلیاں بھی کانپ رہی تھیں۔

بہت شوق ہے تمہیں ہاتھ پکڑوانے کا۔۔" اسنے ایک جست میں"
آگے بڑھ کر اسکے اسی ہاتھ کو اپنے سخت ہاتھ میں دبوچا جسے زیاف نے
پکڑا تھا
چھ۔۔ چھوڑیں۔۔" وہ رونے جیسی ہو گئی۔ اسکے ہاتھ کی سختی سے ثمن کی جان"
جانے لگی۔۔ وہ ہراساں نظروں سے اسے دیکھتی اپنا ہاتھ چھڑوانے کی
کوشش کر رہی تھی۔

جواب دو مجھے۔۔ تمہیں پتا نہیں ابھی تم میرے نکاح میں ہو؟؟"
اسلئے یہاں بھاگ کر آئی ہو۔۔" اسنے ہاتھ کو دبوچ کر ثمن کی پشت سے لگا
دیا کہ وہ سسکیاریاں بھر اٹھی۔۔

پاگل ہو گئے ہیں۔۔۔ چھوڑو ورنہ ابھی بھائی کو بلا کر آپکے سارے کرتوت "
بتا دوں گی۔۔" وہ روتی اسکے زوردار پشت پر جھٹکے سے سیدھا اسکے
سینے سے جا لگی
اسے یوں لگا دل جیسے اچھل کر حلق میں آ گیا ہو۔۔ اسنے اپنا دوسرا
ہاتھ اسکے بازو پر رکھا

بلاؤ تاکہ میں بھی دیکھوں کیا کہنا چاہتی ہو اس سے۔۔" وہ اسکے "
چہرے پر جھک کر چباتے ہوئے بولا
ثمن کے آنسوں اسکے گالوں پر تیزی سے پھسلنے لگے۔ وہ اسکی آنکھوں میں
دیکھتی ہونٹ چبانے لگی۔
اب کیا چاہتے ہیں؟ جائیں نا اپنی محبت کے پاس۔۔ جا کر "
سوگ منائیں اپنی محبت کا، مہربانی کر کے مجھ سے دور رہیں۔۔
میری مرضی میں کچھ بھی کروں آپکو کیا تکلیف ہے اب۔۔۔"
اسنے دبے دبے غصے، چھپے ہوئے شکووں سے کہتے دونوں کے بیچ ہاتھ رکھتے
فاصلہ بنا کر

تو تمہیں کیوں خوش فہمی ہوئی کہ میں اپنی محبت کے پاس نہیں"
جاتا؟ یا اسکے سوگ نہیں مناتا؟" وہ چبھتے ہوئے لہجے میں بولا اور اسکے
دوسرے ہاتھ کو بیچ سے نکال کر موڑتے ہوئے دوسرے ہاتھ کے ساتھ
پشت سے لگا دیا

ثمن کو تکلیف تو بے تحاشہ ہوئی، پر اسکا دل یہ دیکھ کر زور سے دھڑکا کہ وہ
اسکے چوڑے بازوؤں کے حصار میں آ گئی تھی مزید وہ اسکے دائیں بائیں
سے بازوؤں کا زور دیتا اسے مزید تکلیف دے رہا تھا نتیجاً وہ درد سے سمٹ
کر اسکے سینے سے آ لگی۔۔
اسکی غصے سے گرم دہکتی ہوئی سانسیں ثمن کے چہرے پر پڑ رہی تھیں، وہ نا
سر جھکا سکتی تھی نا اسکی آنکھوں میں دیکھ پا رہی تھی۔۔
اگر سر جھکاتی تو سر سیدھا اسکے سینے سے جا لگتا۔۔ اور اسے دیکھتی
تو اسکی دہکتی سانسیں چہرے کو جھلسا رہی تھی۔۔

ایک بار نہیں ہزار بار منائیں مجھے کوئی اس قسم کی فضول خوش فہمی نہیں نا"
ہی آپکے حوالے سے میں ایسی کوئی خوش فہمیاں پالنا چاہتی ہوں۔۔
آپ برائے کرم مجھے آزاد کریں۔۔۔ اب جب ہمارے راستے الگ ہیں تو

کیوں یہ ظلم کر رہے ہیں۔۔"وہ اسکے بازوؤں کے تنگ ترحصار کو توڑنے کی کوشش کرتی نیچی آواز میں گویا ہوئی

تمہیں آزاد کر دوں!طلاق چاہیے تمہیں تاکہ تم اپنی "محبت" کے ساتھ" زندگی سکون سے گزار سکو۔۔۔"وہ چبا کر اسکے چہرے پر پھنکارا۔۔
ثمن نے دہل کر اسکی بات کو سنا"محبت؟"اسکے گلابی لب حرکت میں آئے پر آواز جیسے حلق میں دب گئی۔۔۔

"اوہ تو اس محترم نے اس چور کو اسکی "محبت" ہی بنا دیا۔۔"
دل کیا کہہ دے واہ دریاب خان واہ۔۔کیا سوچ ہے تمہاری۔۔۔
اسے تو اپنے دل سے نفرت ہونے لگی کہ کس انسان کیلئے وہ اسے ذلیل کر کے راتوں کو سونے نہیں دیتا تھا۔
ساری ساری راتیں رلانے لگا تھا۔۔اس انسان کیلئے جسکی سوچ اس قدر نیچ تھی کہ اس انسان نے اسکا ہاتھ تھاما اور اسنے اسکا ہاتھ موڑ توڑ کر کے ساتھ اس پر "محبت" کا ٹھپا لگا دیا۔۔

اسے نہیں معلوم تھا لوگ ستمگر کس کو کہتے ہیں!پر اسے اپنی زندگی کا بڑا

ستمگر تو یہ لگا۔۔
جسے خوب آتا تھا کہ ستم کس طرح کیا جاتا تھا کسی دل پر۔۔

آپکو جو سوچنا ہے جو کہنے ہے کہیں پر مجھے آزاد کریں۔۔اپنے اس بے رحم"
حصار سے بھی اور بے نام بے مقصد ان چاہے رشتے سے بھی۔۔
مجھے آپ ابھی کے ابھی آزاد کریں۔۔۔باقی کی کاروائی بعد میں ہو گی۔۔۔۔"وہ
اس سے روتی کہنے لگی تھی پوری قوت لگا کر حصار توڑنے کی کوشش کر رہی
تھی۔۔

دریاب کا پورا دماغ گھوم گیا تھا ایک طرح زیاف کے اعتراف
اور دیدہ دلیری سے تو دوسری طرف اسکے طلاق کے مطالبے
سے۔۔
مطلب دونوں طرف سے ملکر اسے براسب کی نظروں میں بنانا
چاہتے تھے تاکہ وہ اسے طلاق دیکر جائے اور نا صرف پورے خاندان
میں بعد میں بدنام ہو بلکہ قصوروار بھی ٹھہرایا جائے۔۔۔
اور یہ دونوں عیش سے اپنی زندگی گزاریں۔۔
اور وہ تو پہلے برے ہیں سب کی نظروں میں ایک بار پھر سے

ہو جائیں۔۔
وہ اس چھوٹی سی لڑکی کی پلاننگ سمجھ کر ششدر رہ گیا۔

تم دونوں کیا سمجھتے ہو بہت چالاک ہو؟"معاً وہ استہزائیہ "
مسکرا کر اسکے پشت پر بندھے ہاتھوں میں اپنی انگلیاں پھنسا جھٹکے سے
گھماتے ہوئے اسے دیوار کے ساتھ زور سے لگایا اور دائیں بائیں بلند کر کے
اسکے ہاتھ دیوار سے لگا دیئے۔۔۔

وہ سر اور کمر کے دیوار سے زوردار طریقے سے لگنے پر آنکھیں میچ کر اپنی
سسکیاں دبانے کیلئے لب دانتوں میں کچل گئی۔۔

آپکا دماغ خراب ہو گیا ہے۔۔۔"وہ گھومتا ہوا سر سنبھال کر ضبط سے "
بولی
نہیں دماغ تو اب میرا ٹھیک ہوا ہے ڈبل بیٹری! تم کیا سمجھتی ہو"
موٹا چشمہ لگا کر تم مجھے بیوقوف بنا دو گی اور میں بن جاؤں گا؟"وہ تلخ
تمسخرہ اڑانے والے انداز میں ہنسا

وہ اسکی الٹی سیدھی باتوں کو سن کر چکرا گئی۔ دل اسکا ٹوٹا تھا اور اپنی باتوں سے پاگل وہ لگ رہا تھا۔

آپ جا کیوں نہیں رہے میرے روم سے میں مام کو بلا لوں گی۔۔"وہ"
دیوار سے لگی کلائیوں کو چھڑوانے کی کوشش کرتی بولی
ہاہاہاہا چہ چہ پکڑ جانے کا ڈر آگیا ہے یا پلان فیل ہونے کا دکھ رلا رہا"
ہے؟" دریاب کا قہقہہ اسکی بے بسی پر بے ساختہ تھا

ثمن نے روتے ہوئے اس سنگدل کو دیکھا، جانے کیا کیا سوچ کر اپنے
دل کو اسکی طرف سے جان بوجھ کر بدگمان کر رہا تھا۔۔

دماغ نا کھائیں میرا چھوڑیں۔۔"وہ سخت مزاحمت کرتی اسے دیکھے"
بغیر رو رہی تھی۔ جسے دیکھتے ایکدم ہی دریاب نے سختی سے کلائیاں دبوچ کر
اپنا وزن بھی اس پر منتقل کر دیا

ثمن کی اس افتاد پر سانس ہی سینے میں دب گئی، وہ بے یقینی سے
ایک نظر دروازے پر ڈال کر پھر اسے دیکھنے لگی۔۔

کس قدر وہ پولیس والا ہو کر ظلم کر رہا تھا، ٹھیک کہتے ہیں لوگ پولیس والے ہوتے ہی ظالم ہیں

وہ دیوار سے لگی خاموش سانس روکے کھڑی تھی، اسکا وجود ہی نہیں دل بھی بری طرح کانپ رہا تھا

اور وہ خون آشام نظروں سے اسکی ناک پر رکھی عینک کو دیکھتا اپنی جھلساتی سانسوں سے اسکا چہرہ جھلسا رہا تھا

وہ نادائیں جا سکتی تھی نا بائیں۔ حتیٰ کہ گردن کو بھی حرکت نہیں دے سکتی تھی۔۔

میں ایسے ہی گھیراؤ تنگ کروں گا تم دونوں کے پلان پر کہ تم اپنا بھانڈا" خود پھوڑو گی۔ میرا استعمال تمہیں تو اب بہت مہنگا پڑنے والا ہے ثمن دریاب خان۔۔۔

اور بتا دینا اپنے اس خوش فہم کو کہ میرا استعمال کر کے دیکھتا ہوں کیسے تم دونوں کبھی مل۔۔۔۔

شٹ اپ!!!" وہ مزید سن نہیں پائی پھوٹ پھوٹ کر رونا چاہتی" تھی اسکے الزامات پر۔۔۔

پر اسکے شٹ اپ کو سنتے طیش میں آکر اسنے دیوار سے ہاتھ سر کا کرواپس اسکی کمر پر پیچھے باندھے۔ ثمن نے خوف سے اسے دیکھا اور دریاب نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے پھر اسکے کانپتے ہوئے گلابی لبوں کو دیکھا۔

وہ اسکی نظروں سے اسکے ارادے سمجھ کر جھٹکے سے چہرہ گھمانے کا سوچتی ابھی عمل کرنے ہی والی تھی کہ وہ پہلے سے اسکے ارادے بھانپ کر تیزی سے جھک گیا

اسکے نرم گرم دہکتے لمس پر سن پڑ گئی۔۔ خاموش تو وہ بھی ہو گیا تھا۔۔ آہستہ سے اسکی کلائیاں چھوڑ دیں۔۔

ثمن نے تڑپ کر خود کو گرنے سے بچاتے اسکے کندھوں کو تھاما، اور دریاب نے اسکے چشمے کو بیچ سے نکال کر اسکی کمر کو تھام لیا۔۔۔

اسنے بس خود کو اسکے تنگ ترہوتے حصار میں پایا، دونوں کہ دھڑکنوں کو سننے لگی۔۔

معاً وہ کچھ دور ہوا،، ثمن نے اسکے بانہوں میں لہراتے ہوئے گہرا سانس بھرا۔۔

میں آؤں گا تمہیں ٹیوشن پر لینے میڈم صاحبہ شام کو تیار" رہنا۔۔" وہ اسے جھٹکے سے بانہوں میں اٹھا کر بیڈ پر لایا اور اسکے کانپتے وجود کو بیڈ پر ڈالا۔۔۔

میں ہرگز بھی آپکے ساتھ آپکے پاس نہیں آؤں گی۔۔" وہ بدک کر" دوسری طرف بیڈ کے اترتی ہوئی کانپتی ٹانگوں سے کھڑی نا رہ پائی نیچے بیٹھ گئی۔۔

یہ تو شام کو پتا لگے گا۔۔ مجھے اب اچھا بننا ہے میڈم۔۔ اور اچھا" بننے کیلئے تمہارا ہونا ضروری ہے۔۔ اور تم دونوں کا برا بننا بھی لازم ہے۔" وہ جتا کر بولتا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آتے اپنے بال شرٹ کو درست کرتا اپنی مونچھوں پر انگلیاں پھیرنے لگا۔

ہزار کوشش کر لیں برے ہیں برے ہی رہیں گے آپ۔۔" وہ نیچے بیٹھی روتی" ہوئی بولی
ویل دیکھ لیں گے۔۔ ویسے کیا اب چاکلیٹ نہیں کھاتی؟ کوئی ٹیسٹ" نہیں تھا؟" وہ اپنے ہونٹوں زبان پھیر کر معنی خیز سے بولا

اللہ کرے تمہارے سارے بچے چپا کلیٹس کھا کھا کر پاگل"
ہو جائیں۔۔" ثمن نے روتے ہوئے دل سے کوسا۔۔اور بے دردی سے اپنے
ہونٹوں کو مسلنے لگی۔۔

سوچ لو پھر تکلیف تمہیں ہو گی۔۔"وہ سرسری لاپرواہی سے بولتا"
شیو پر ہاتھ پھیرتا سوچ رہا تھا کہ کھڑکی سے جائے یا ڈور سے۔
اگر کھڑکی سے جاتا ہے تو اسے کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا، اگر ڈور
سے جاتا ہے تو ضرور ساحل اور اپنی ساس کو سوال جواب دینا
پڑے گا۔۔

ثمن کے جواب ختم ہو گئے تھے۔وہ کیا سوچ بیٹھا تھا کہ اتنی ذلالت کے
بعد اب وہ پھر اسکے ساتھ جائے گی اور اس سے محبت کرے گی یا
اسکا ساتھ دے گی۔۔۔
ابھی ابھی اس پر الزام لگا رہا تھا اور ابھی۔۔۔۔۔

کھٹکے کی آواز پر اسنے سر اٹھا کر چشمہ ٹھیک کرتے دیکھا تو دروازے پر
کوئی نہیں تھا۔

ایک خیال کے آتے وہ جھٹکے سے اٹھی بیڈ پر چڑھ کر رینگتی ہوئی وہ جب آگے آئی تو ششدر رہ گئی
اسنے صاف گال سے رگڑتے چشمہ صاف کرتے زندگی میں پہلی بار دیکھا تھا ناول سے ہٹ کر اپنی آنکھوں سے۔۔

وہ کھڑکی سے نکل رہا تھا، ثمن کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھیل گئیں۔۔ وہ منہ میں چاکلیٹ دبائے اب بس دوسری طرف اترنے والا تھا کہ ثمن نے ایک چھلانگ سے اتر کر آگے بڑھتے جھٹکے سے ساتھ اسکے منہ سے چاکلیٹ کھینچا۔۔ چاکلیٹ کی ریپر کے ساتھ وہ سیدھا پیچھے ہتھیلیوں کے بل جا گری۔۔

ہاہاہا۔۔ "دریاب نے قہقہہ لگاتے اسے دیکھا اور دانتوں میں دبا" چاکلیٹ منہ میں لے لیا۔ انکی چال ان پر الٹنے کا سوچ کر اسکا موڈ بحال ہو گیا تھا۔۔
وہ ایک جتاتی ہوئی نظر ثمن کے لال بھبوکہ چہرے پر ڈالتے جھٹکے سے ہاتھ چھوڑ دیئے۔۔
ثمن نے تیزی سے اٹھ کر بھاگتے کھڑکی سے آدھا دھڑ باہر نکالتے

ہوئے اسے ہاتھ جھاڑتے ہوئے دیکھا
وہ یہاں وہاں دیکھتا ایک نظر سر اٹھا کر اسے دیکھتے ہاتھ کے
اشارے سے بائے کرتا وہاں سے چلا گیا۔
ثمن اسے دور تک جاتی دیکھتی رہی۔۔ اسکا دل کیا دلگدستہ اٹھا کر اسے
دے مارے پر وہ موٹا اس سے تو بڑا تھا لازماً پھر جان نکال دیتا
اسکی۔۔۔

ثمن بھائی کھانے پر انتظار کر رہے ہیں۔۔" وہ آئینے کے سامنے کھڑی"
خود کو دیکھ رہی تھی تبھی اپنی کی آواز سنی۔۔

اچھا ہوتا آج بھابی یہاں ہوتی مام بھائی کے کیس کی پہلی تاریخ ہے۔"
انہیں وش تو کرنا چاہیے تھا۔۔" دوپٹہ ٹھیک سے اوڑھتی وہ باہر آئی

اسکی ابھی بات مکمل ہوئی تھی تھی سلام کرتی جھینپی حیا سے سرخ
چہرہ لیے روحا گھر میں داخل ہوئی۔۔
ساحل نے آواز پر حیرت سے موبائل سے نگاہ ہٹا کر سامنے
اٹھائیں۔۔

وہ چادر اتار کر تہہ کرتی ملازمین کو دیتی جیسے مڑی ساحل شاہ کی نگاہوں سے نگاہ ملانے پر مزید سرخ ہو گئی۔۔

"کس کے ساتھ آئی ہو؟" اسے اتنی سویر آتے دیکھ کر زریش کو خوشگوار حیرت بھی ہوئی اور فکرمندی بھی

مام ماماڈیڈ سے اجازت لیکر ڈرائیور کے ساتھ آئی ہوں۔۔" وہ ساحل کے پاس دھڑکتے دل کے ساتھ آتی اسے ناشتہ سرو کرنے لگی۔
اسکا جواب سن کر ساحل نے نگاہیں واپس موبائل پر ٹاک دیں

"اوہ روحا شاہ! تم تو میکے گئی تھی نا؟" اپنی موبائل جیب کی پاکیٹ میں ڈالتی فیری بھی ڈائننگ روم میں داخل ہوئی جہاں سب نے اپنی چیئرز سنبھالی ہوئی تھیں۔۔

فیری کو دیکھ کر روحا کے منہ میں جیسے کسی نے کڑوا بادام ڈال دیا، اسکی شکل ایسی بن گئی جیسے دنیا کی سب سے بری چیز دیکھ لی ہو۔۔
ثمن نے مشکل سے مسکراہٹ دبائی زریش شاہ نے آنکھیں دکھائی

فیری کو وہ کندھے اچکا کر روحا کو مزید جلانے کیلئے ساحل شاہ والی کرسی سنبھالنے والی تھی کہ اسی پل پاس کھڑی روحا نے جلدی سے وہ چیئر خود سنبھال لی اور اپنی پلیٹ میں ناشتہ نکالنے لگی۔۔
اس بار نا صرف اسکے کرسی پر گرنے کے انداز میں بیٹھنے پر ساحل شاہ مسکراہٹ لبوں کے گوشوں میں چھپائی تھی فیری زریش شاہ کا بھی یہی حال تھا۔۔
البتہ ثمن کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

یہ کیا بیڈ مینرز ہیں؟"روحا کے چہرے کے شرمندہ تاثرات" دیکھتے زریش شاہ نے بیٹی کو ٹوکا۔
سوری! مجھے وہ شیخ چلی کا قصہ یاد آگیا۔۔ تو ایسے ہی ہنس پڑی۔۔۔"اسنے" چالاکی سے مسکراہٹ ضبط کی
روحا کا دل کیا اس کمینی کے سر پر ہتھوڑا مار کر کہہ کہ اب بتاؤ پسند آیا شیخ چلی۔۔

فیری نے دوسری کرسی سنبھال لی۔پر ساحل پر جتایا ضرور کہ دیکھو اسکا کمال۔۔۔

وہ سب خاموشی سے ناشتہ کرنے لگے۔ اسنے چور نگاہوں سے ساحل شاہ کو دیکھا۔۔ ثمن نے اسکی چوری دیکھتے کھانسنا شروع کر دیا۔ وہ سٹپٹا گئی۔۔

دل چاہا اس فتنی کا سر پھوڑ دے۔۔

اسے جاننے تو دیتی کہ اسکی آمد سے وہ متبسم ہے یا نہیں۔۔

"مجھے کل والی فائل دو جو تمہیں رکھنے دی تھی۔۔" ہاتھ نیپکن سے صاف کرتے وہ اٹھتے ہوئے بولا۔۔

اسکے اٹھتے روحا کا دل کھانے سے اکتا گیا وہ بھی جلدی سے اٹھی اور ان سے معذرت کرتی ساحل شاہ کے پیچھے بھاگی۔۔

"لڑکی میں کافی پھرتی آ گئی ہے۔۔" فیری نے اسکی تیز تراری چیک کرتے پیچھے سے کہا۔۔ وہ جاتے ہوئے فیری پر ایک جتاتی ہوئی نظر ڈال گئی تھی.

"بس آپکی کرم نوازی ہے۔" ثمن اپنی ماں کے جھڑک تھپڑ سے بچنے

کیلئے بھاگ کر دوسری چیئر پر بیٹھتی ہوئی بولی۔۔

فیری نے اعزاز قبولتے قہقہہ لگایا۔۔

ooooooo

صام پیچھے ہو جاؤ!" وہ اسے آئینے کے سامنے ہٹانے کیلئے لاکھ جتن کر"
چکی تھی پر وہ آہستہ اور سست رویے سے اپنے بال بنا رہا تھا۔
عرشیہ کو غصہ اس قدر تھا کہ اگر وہ دو قدم پیچھے نا ہوا تو وہ اسکا
سر پھاڑ کر یا تو گنجا کر دے گی یا کچھ بھی۔۔۔

تمیز سے!" اسنے سرد لہجے میں کہا۔۔ اسکی اپنی ابرو اٹھی ہوئی"
تھیں۔۔ عرشیہ نے اسکا انداز سنتے "رئیلی!" کہتے اپنی ابرو اچکائیں۔۔۔

مجھ سے بات کرتے یہ ہمیشہ یاد رکھنا کہ تم صمصام زیدی سے بات کر"
رہی ہو۔" اسنے جتایا اور ایک بار پھر اپنے بال درست کرنے لگا
یہ صرف وہ اسکا ضبط آزما رہا تھا، کیونکہ آج اسکے بھائی کے کیس کی
پہلی تاریخ تھی اور وہ جلدی جلدی تیار ہو کر وہاں پہنچنا چاہتی تھی۔۔

پر ہمیشہ راستے میں مصیبتیں ضرور آتی ہیں، عرشیہ خان کے راستے میں دوسری کوئی مصیبت آئے نا آئے اس کنگ کانگ کی شکل میں ضرور آجاتی تھیں۔۔

ویسے صام تم گنجے ہو جاؤ گے تو کتنے ہینڈسم لگو گے۔ آئی ایم شیور تم پر" گنجا پن بھی پرفیکٹ لگے گا کوئی اور کہے یا نا کہے تمہاری ساس ضرور کہے گی۔۔" وہ بازو سینے پر باندھ کر چبھتی مسکراہٹ سے بولی۔۔

فی الحال تو اسکے بال ہی اسکی راہ کے رکاوٹ تھے تو عرشیہ انہیں ہی بد دعا دے سکتی تھی۔ حالانکہ اس نیلے بلے کا آدھا حسن تو اسکے بال تھے۔ جنہیں وہ سنوار سجا کر رکھتا تھا۔۔

وہ ایک نفیس عجیب قسم کا سائیکو مین تھا۔ یا صرف اسے ہی اپنا سائیں سائیکو لگتا تھا۔۔

میں بھی سوچ رہا تھا تم اگر گنجی ہو جاؤ گی تو کیسی لگو گی؟" وہ الٹا اس سے" بولا عرشیہ خود کو تصور میں دیکھتی خوفزدہ ہو گئی۔۔

میں کیوں گنجی ہوں! گنجے ہوں تمہارے بچے۔۔" وہ غصے سے چیخ کر"
جھرجھری لیتی بولی

ہو جائیں۔۔" اسے کون سا فرق پڑتا تھا۔۔ اپنا ایک ہاتھ بائیں"
جانب رکھتے اسے سیدھا دیوار سے لگا دیا

ہاں تمہیں کیوں فرق پڑے گا۔۔۔" وہ جلے دل سے بولی۔ کیونکہ اس نواب"
کا اب موڈ بدل چکا تھا اور اسے بچے دس سال کے بعد چاہیے تھے
جب وہ بوڑھا ہو گا۔۔

رات اسکے خیالات جان کر عرشیہ کا دل بس اسکا گلا گھونٹنے کو
اکسا رہا تھا پر وہ کچھ کر نہیں پائی۔۔

اگر مجھے عدالت میں پہنچتے دیر ہوئی تو تمہاری خیر نہیں۔" اسے"
چہرے پر جھکتے دیکھ کر اسنے دھمکانہ ضروری سمجھا۔

صام اسکی دھمکی سے تمسخرانہ ہنسا۔"اگر میں آج جانے ہی نادوں تو کیا کرو گی؟"وہ سپاٹ لہجے میں بولا

صمصام زیدی!ہو گے تم پرفیکٹ مگر ہم بھی دماغ سے ہلے ہوئے لوگ ہیں۔""
اسنے جاتے ہوئے سامنے آئی لٹ کو پھونک مار کر اڑایا۔۔۔
بہت زیادہ بولنے لگی ہو!"اسنے احسان کرنے والے انداز میں جتایا"
مجھے بولنے کی عادت ہے۔"اسنے یہ احسان خاک سمجھ کر اڑایا"
اپنی عادت کو بدلو۔"اسنے حکم دیا"
تم سننا بند کر دو۔"وہ کون سا حکم سننے والوں میں سے تھی"

"!میں فضولیت نہیں سنتا مائنڈ اٹ"
"اسلئے کم بولتے ہو۔۔"
کیا تم مجھے فضولیت بولنے والا کہہ رہی ہو؟"اسے حیرت تھی دنیا"
اس سے دو لفظ باتیں کرنے کیلئے مرتی تھی وہ اسے فضقل بولنے والی کہہ رہی تھی۔
وہ بھی پورے اعتماد سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر

سوچ ہے" وہ کندھے اچکا گئی کہ جاؤ سوچوں میں نے ایسا کہا ہے یا"
نہیں۔۔
تم نے مجھے بیوقوف سمجھ رکھا ہے۔۔" طرش غصے سے پٹختے ہوئے وہ"
غراتا اسکے دونوں طرف ٹھا کے ساتھ ہاتھ رکھ چکا تھا۔۔
غصہ تو ناک پر ہمہ وقت دستک دیتا رہتا تھا۔ ابھی بھی بات
کیا تھی اور نواب کو غصہ آگیا تھا۔ اسے کون سا فرق پڑنے والا
تھا آئے یزار بار آئے۔۔

سمجھنے کی کیا ضرورت ہے؟" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولی۔۔ کہ آئو"
ہاں ہو اب کیا کرو گے؟

زبان کاٹ کر بولنے سے محروم کر دوں گا۔۔" وہ ہاتھ دیوار پر مار کر بولا"
پھر اپنی بہن کا خیال رکھنا ہاہاہا۔۔۔" وہ کہتی قہقہہ لگا اٹھی۔۔"
میرا بھائی تمہارے سارے کرتوت جانتا ہے۔ بس تمہیں"
میرے سر کی وجہ سے بخش دیتا ہے سائیکو سائیں۔۔" وہ
قہقہہ لگاتی اسکے شانوں پر بازو رکھ کر مزے سے بولی

مجھے سن کر خوشی ہوئی کہ مستقبل کا دشمن پیچھے نہیں۔۔"وہ پر سکون سے"
بولا۔۔۔
اس ہر اسکی بہن کی دھمکی نے اثر نہیں دکھایا؟کیوں نہیں دکھایا؟پر
کیوں؟
عرشیہ نے اسکے چہرے کو دیکھا۔۔

تکلیفیں جنون میں دی جاتی ہیں الفتوں میں نہیں۔۔"وہ ہنس کر بولا اور"
اپنے کھردرے پن والے ہاتھ عرشیہ کی کمر پر رکھے۔اسکے وجود سے
اسے جان نکلنے لگی جیسے غبارے سے ہوا

اس کمینے پر غصہ اتنی جلدی کیسے چلا گیا؟یہ اتنا پر سکون کیوں
ہو گیا؟
اگر تمہارا بھائی سب کچھ جانتا ہے تو اسے یہ بھی معلوم ہونے دو"
کہ ہم ایک دوسرے کو روز کتنا وقت دیتے ہیں۔۔"اسکی معنی خیز
بات سن کر عرشیہ کا دماغ بھنک سے اڑا

یہ کیا بیہودگی ہے صمصام زیدی مجھے جانا ہے۔۔"وہ گھبراہٹ سے"

پیچھے ہوئی پر فرار کا راستہ بند تھا۔۔ اسے لگا خود گولی اپنے ہی سر رکھ کر چلائی ہے۔۔۔

"یہ بیہودگی نہیں رومینس کہتے ہیں۔ جو کہ صمصام زیدی اپنی بیوی سے کرتا ہے۔۔" وہ استہزائیہ مسکراہٹ سے بولتا اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھام گیا

"ایک منٹ مسٹر صمام زیدی ابھی اپنی بلے جیسی آنکھیں نکال کر مجھے گھور رہے تھے بھول گئے؟" وہ اسکے منہ پر ہاتھ رکھ کر جتاتی ہوئی بولی۔۔
اسکی کلائی سن تبھی ہوئی جب اسنے ہتھیلی پر ایک لمس محسوس کیا وہ کانوں کی لو تک سرخ پڑ گئی۔۔۔
مزید وہ اسکی پشت پر شرٹ کی بیک زیپ پر انگلی والا ناخون پھیرتا اس محسوس آواز نکال کر جیسے میوزک چلا رہا تھا۔۔
روم کا ماحول ایک دم سے گرم کے بجائے فسوں خیز ہو گیا، وہ آہستہ سے ہاتھ پیچھے کر کے وقت کو دیکھنے لگی تھی پر جھٹکے سے اسے کھینچ کر پاس کرتے وہ کوشش بھی ناکام کر دی۔۔۔
عرشیہ نے اپنے بازو اسکی گردن میں لپیٹ لیے۔ اور وہ بھی بے خود ہوتا

اسے خود میں جذب کرتا اسکے ہاتھ پکڑ کر پشت پر مٹھی میں دبوچ لیے اور دوسرے سے اسکے ہاتھ کی ٹھوڑی کو جکڑتے اسکی بڑھتی ہوئی سانسوں بکھرے تنفس کو محسوس کیا۔۔
اور پھر سے جھک گیا۔۔۔

انکی گاڑی باہر تیار کھڑی تھی گارڈ سمیت،، صمصام زیدی جانتا تھا اسے کیسے پروٹیکٹ کرنا ہے۔ جانتا تھا سب کی نظر اسکی بیوی پر ہو گی
اب۔۔۔
اگر اس پر برا سایہ بھی آیا تو وہ ہستیاں مٹانے میں بھی دیر نہیں کرے گا۔ کیونکہ اسے اپنا جنون دوبارہ نہیں مل سکتا تھا۔۔
وہ ہزاروں میں ایک تھی جو ڈٹ کر مقابلہ کر سکتی تھی۔۔

oooooo

انت الحیات! کیا ہوا تمہیں؟ تم ٹھیک ہو؟" وہ تیزی سے اپنے" کیبن میں داخل ہوا تو سامنے موجود وہ بیڈ پر وہ نیم دراز تھی۔۔

کیا آپ ڈاکٹر ہیں؟" وہ اسکے سوال بے چینی کو نظر انداز کرتی بولی"

صارم نے بغور اسکے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لیا۔ اتنا وہ ان دنوں جان ہی گیا تھا اسے کہ وہ غصے ناراضگی میں ہے۔۔۔

جی میں ڈاکٹر ہوں اور آپ بالکل ٹھیک جگہ آئی ہیں۔۔"اسنے" پلٹ کر دروازہ بند کیا اور چلتا ہوا اسکے پاس آیا۔۔
اسنے چٹکیوں کی مدد سے اپنا ماسک نیچے کیا۔۔اور اسکے چہرے کو دیکھتے جیسے ساری تھکن ہی اتر گئی اسکی۔۔۔

کیا تم روئی ہو؟"اسکی سوجھی آنکھیں سرخ ناک دیکھتا وہ پریشان ہوا" تھا۔اسے گھر سے ابھی کال آئی تھی کہ بازل گھر میں نہیں۔۔
ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اتنی صبح کہاں جا سکتی ہے وہ۔۔اسے سخت پریشانی نے آن گھیرا تھا۔۔وہ آپریشن تھیٹر سے باہر نکلا تبھی دوسرے ڈاکٹر نے راہ داری سے گزرتے سلام کرتے اسے آگاہ کیا کہ اسکے کیبن میں ایک پیشنٹ موجود ہے جو سب کو چیخ چیخ کہہ رہی ڈاکٹر صارم کو بلاؤ۔۔۔۔

اسنے حلیہ نقشہ پوچھنا ضروری نہیں سمجھا بس بھاگتا ہوا کیبن

میں داخل ہوا تھا تبھی نگاہیں جیسے اٹھیں سامنے ہی خواب نہیں خواہش کو حقیقت میں بدلتا ہوا پایا۔۔

اسکے دل کو جیسے قرار آگیا اسکا دیدار کر کے۔۔ اندر داخل ہونے کے ساتھ اسنے گھر اسکی یہاں موجودگی کا میسج بھی بھیج دیا تھا۔
اور اب بڑھ کر اسکے چہرے کو جائزہ لے رہا تھا جس سے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ واقعی روئی ہے۔۔

آپ سے مطلب ؟ مجھے بخار ہے سر درد بھی ہے۔۔۔" وہ جھڑک کر کہتی بیڈ پر لیٹ گئی۔ صارم نے اسکے چہرے کو ہاتھ بڑھا کر چھونا چاہا تو بازل نے اسکا ہاتھ جھٹک دیا۔
وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا اور پھر گہرا سانس بھر کر گلوز اتارتے ہوئے وہ سٹیتھو سکوپ لیکر اسکے پاس آیا۔۔

آپکو بخار کیسے ہوا؟" وہ اسکے سامنے کھڑا ہو تا پروفیشنل انداز میں" پوچھنے لگا۔
رونے سے۔" بازل نے پھنسی آواز میں جواب دیا کیونکہ ابھی ڈاکٹرز پر چیخنے "

اور مسلسل رونے سے اسکا گلا بیٹھ گیا تھا

اور آپ کیوں روئی؟" اسنے مسکراتے ہوئے پوچھا پر اسکے ماتھے پر تیور دیکھ کر" سنبھل گیا۔۔ "دیکھیں ناراض مت ہوں ہمیں پیشنٹ کی مینٹلی حالت جاننے کا پورا حق ہے کہ کس وجہ سے وہ مینٹلی ڈسٹرب ہوئی اور کیوں بخار آگیا۔۔۔" اسنے وضاحت دی۔

اسکے خوبصورت نرم انداز کی وضاحت پر وہ اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔ دیکھ تو وہ بھی رہا تھا ایک نے ساری رات جاگ کر روتے روتے آنکھیں لال انگارہ کی تھیں جبکہ دوسرے نے اپنے فرض کیلئے جاگ کر۔۔۔۔

روتے کیوں ہیں؟" وہ الٹا اس سے پوچھنے لگی"
جب تکلیف ملتی ہے تب۔" وہ اسکی گردن کے نیچے جھک کر تکیہ" ٹھیک کرنے لگا۔ بازل کو یوں لگا وہ اسے حصار میں لے رہا ہو۔۔
پر جیسے آنکھیں کھولیں اسے دور پا کر احساس شرمندگی سے اسکا چہرہ سرخ لال ہو گیا۔۔ مطلب وہ خوامخواہ شرما رہی تھی۔۔

ہاں تو مجھے ملی ہے۔۔"وہ کاٹ کھانے کو دوڑی۔۔"
کس نے دی ہے؟"اسکے تاثرات کو دیکھتے صارم نے مسکراہٹ ضبط"
کرتے پوچھا۔۔
یہ آپکا سر درد نہیں۔۔۔"اسنے جتایا۔۔"
سر درد تو میرا ہی ہے کیونکہ علاج جو مجھے کرنا ہے۔اگر آپ بتائیں گی"
نہیں کہ کس نے تکلیف دی کیوں دی تب تک میں علاج نہیں
کر سکتا۔۔"اسنے صاف ہاتھ کھڑے کر دیئے۔۔

مگر کیوں؟"بازل نے حیرت سے پوچھا۔"

میری کیبن میں آنے کے کچھ رولز ہوتے ہیں جو کہ ہر کوئی نہیں بلکہ آپکو"
فولو کرنے ہیں۔۔
اگر آپکو کوئی تکلیف ہوتی ہے اگر کوئی تکلیف دیتا ہے تو اسکی فل ڈیٹیل
دینی ہو گی ورنہ میں علاج کرنے سے قاصر ہوں۔۔"وہ اس پر جھک
کر بولا

"بازل نے سرخ گرے آنکھوں سے اسے دیکھا "صرف اسے کیوں؟
یہ ڈاکٹر خود نہیں جانتا۔۔۔"وہ کندھے انجان ہو کر اچکا گیا۔۔"

ٹھیک ہے تو میں دوسرے ہاسپٹل میں جاتی ہوں مجھے آپکے رولز" منظور نہیں۔۔"وہ اٹھنے لگی مگر صارم ویسے ہی جھکا ہوا تھا دائیں بائیں ہاتھ رکھ کر

شوق سے چلی جانا، پھر اتنی راتوں سے دنوں سے جو ہمارے بے بیز جمع" ہوئے ہیں انکا بھی سب کو معلوم پڑ جائے گا۔۔کل صبح کی اخبار میں تم دنیا کی سب سے منفرد عورت کہلاؤ گی جس کی کوکھ میں کم از کم بیس بچے تو ہوں گے۔۔۔ایم آئی رائیٹ؟"اسکی معنی خیزی "کنز" والے بے بیز کو جان کر وہ بے دم سی ہو کر گر پڑی۔۔۔

ککک۔۔کیا پوچھنا ہے!"اپنا غصہ ضبط کرنے کی چکر میں اسکا" لہجہ کپکپا گیا۔۔۔
گڈ گرل!اب بتاؤ پوری تفصیل کہ کیوں بخار ہوا کس وجہ سے ہوا اور" کیسے ہوا؟"وہ سیدھا ہو کر کانوں میں سٹیتھو سکوپ ٹھیک سے سیٹ کر کے اسے دیکھنے لگا

میں انتظار کرتی رہی پوری رات وہ نہیں آیا۔۔۔"وہ روتے ہوئے بولی"
صارم دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں دبوچ لیا

اسے کام ہوگا۔۔۔اسکی جاب بھی تو ٹف ہے۔۔"وہ اسے بہلانے لگا۔پر"
اسے اپنا انداز بونگا لگا۔۔وہ اسکی تکلیف کس طرح کم کرتا۔۔انتظار
آسان تو نہیں ہوتا کانٹوں کا بستر ہوتا ہے۔۔

کیسی ٹف؟وہ صبح گیا تھا اسے شام کو آنا تھا پر وہ نہیں آیا۔۔ناہی اسنے"
کوئی کال کی ناہی میسج ناہی انتظار کا کہا۔۔۔اگنور کر دیا۔۔جیسے کوئی اسکے لئے پیچھے
انتظار میں بیٹھا ہی نا ہو۔۔۔
میں نے نا کھانا کھایا ناہی پانی۔۔۔۔ساری رات انتظار کرتی رہی۔۔وہ
نہیں آیا تو مجھے غصہ آگیا۔۔اور پھر میں جان بوجھ کر رونے لگی تا کہ
بخار آجائے۔۔۔"وہ اپنی آنکھیں رگڑتی ہوئی بولی۔۔۔

!اوہ یہ بہت غلط کیا اسنے"
اگر تم جان بوجھ کر رونے کی کوشش کرتی ہو کیا تمہیں رونا آجاتا ہے؟"

اسکا سوال کافی گہرا تھا۔۔
ہاں۔۔"وہ سائیڈ ٹیبل سے ٹشو باکس سے ٹشو نکالنے لگی پر اسنے بروقت "
روکتے اپنا رومال پیش کر دیا۔۔

وہ پہلے ہی غصے میں تھی اور وہ اپنی بونگی عنایتیں پیش کر رہا تھا۔ بازل نے
بھیگے چہرے سے پہلے اسے دیکھا پھر اسکے سفید رومال کو۔۔۔
اور جھپٹ کر جان بوجھ کر اس پر اچھی طرح سے اپنا ناک صاف
کرتے اسے تھمانے لگی۔۔"لو اپنا رومال!"وہ طنزیہ بولی

شکر آپکے کام تو آیا!"اسنے تھام کر ڈسٹبن میں ڈال دیا۔۔"
پتا نہیں وہ کون سے بوائے فرینڈ ہوتے ہیں جو اپنی گرل فرینڈ کی بری
سے بری چیز کو جان سے لگاتے ہیں۔۔
اس نواب کے نخرے دیکھو۔۔۔۔
جواب دیں میرے سوال کا۔۔"اسے اپنا اوپر کا سوال بے مول ہونا اچھا"
نہیں لگا۔
آجاتا ہے رونا اگر رونا چاہو تو۔۔"وہ جتانے لگی"
میں بھی ٹرائی کروں گا۔"وہ کہنے کے ساتھ سٹیتھو سکوپ سے اسکا"

معائنہ کرنے لگا۔

تم کیوں؟" بازل کو حیرت ہوئی وہ جوان مرد کیوں رونے کی ٹرائی کرے گا۔"

وہ سیکنڈ میں آپ سے تم پر آ گئی

کیونکہ میں بھی تو اپنی بیوی سے ساری رات دور رہا جاگتا رہا اسے یاد کرتا" رہا۔۔" اسکا لہجہ گھمبیر ہوا۔

تو تم خود نہیں گئے اسکے پاس۔۔" وہ اسے اپنے دل کا معائنہ کرتے دیکھ کر" سانس روک گئی۔۔

کیونکہ اپنے سکون سے زیادہ کسی کی جان کو سکون دینا لازم سمجھا میں" "نے۔۔

اپنی بیوی کو بے سکون کرنا لازم سمجھا؟" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولی"

ہاں کیونکہ وہ میرے دل میں ہے اسے میں سکون دے دوں گا"

دوسرے دن،، پر ان ماں باپ کو سکون کیسے دیتا، جن کا جوان بیٹا لہو لہو تھا۔۔ اگر انہیں چھوڑ کر بیوی کے پاس جاتا تو انہیں زندگی بھر بے سکون کر دیتا۔۔

تو کیا بیوی کو ایک رات بے سکون کر کے کسی کو پوری زندگی کے بے سکون سے بچانا ٹھیک نہیں تھا؟" اسکے سوال سے وہ لاجواب ہو گئی۔۔۔

بیوی ایک تو نہیں تھی اسکے کھوکھ میں بیس بے بیز تھے وہ سب "
رات رو رہے تھے بے سکون تھے۔" وہ ابکی بار اسے لاجواب کر گئی۔۔
یہ واقعی ظلم کیا ہے ڈاکٹر صاحب نے۔۔" اسنے اعتراف "
جرم کیا۔۔
بازل نے کن اکھیوں سے دیکھا کہ کہیں ایکٹنگ تو نہیں کر رہا، پر وہ واقعی سنجیدہ
تھا۔ اس میں بھی ہمت لوٹ آئی۔۔

ہاں کیا ہے اور اب حساب برابر ہو گا۔۔" اسنے ٹھوس لہجے میں "
کہا صارم کے کان کھڑے ہوئے۔۔
مطلب ؟" وہ دل سے گھبرایا"
مطلب یہی کہ میرے شوہر نے مجھے بے سکون کیا اب میں اسے "
کروں گی۔" وہ لاپرواہی سے بولی
کیسے ؟" اسکا دل بیٹھنے لگا"
اپنی مام کے پاس جا رہی ہوں ایک ماہ کیلئے۔۔" ایک بم تھا جق "
صارم زیدی کے سر پر بلاسٹ ہوا۔۔ بے سکونی آئی نہیں تھی کہ وہ ابھی سے
سوچ کر جھرجھری لیتا بلبلا اٹھا۔۔

یہ غلط ہے آپ ایسے نہیں کر سکتیں۔۔" اسنے آبجیکشن اٹھایا۔۔دل"
کیا عدالت میں لے جائے اس ظلم پر۔۔۔
تمہیں کیا تکلیف ہے میں اپنے شوہر کو دے رہی ہوں تم اپنا کام کرو"
دوائی دو میں جاؤں مام کے گھر۔" وہ ارادہ بنا چکی تھی سزا دینے کی
نہیں بلکہ اس معصوم دل ہر تشدد کرنے کی۔۔
کتنی کوئی ظالم لڑکی تھی۔۔۔
تکلیف ہے مجھے کیونکہ ایک ڈاکٹر کا درد دوسرا ڈاکٹر ہی سمجھ سکتا"
ہے۔اور وہ معصوم ہے ڈاکٹر ساری رات اپنی بیوی کیلئے پریشان رہا تڑپتا
رہا۔۔جاگتا رہا۔۔۔
اسکی اتنی بے چینیوں کا یہ صلاح آپ نہیں دے سکتیں۔۔۔" وہ
تڑپ کر ہتھے سے اکھڑ گیا
یہ میری مرضی۔۔" وہ کندھے اچکا گئی کہ شروعات اسنے کی"
کتنی بے رحم ہیں آپ۔۔" وہ کہے بغیر نا رہ پایا۔"
آپ کے ڈاکٹر سے تو کم ہی ہوں۔۔" وہ غصے سے تڑپ کر بولی۔۔مطلب "
وہ جو کرے وہ ٹھیک اور میں کروں تو بے رحم ظلم فلاں فلاں۔۔۔
وہ آپ پر کیس کروا سکتا ہے۔۔" ابکی بار وہ کچھ نا سوجھتے دھمکیوں پر اتر آیا۔۔"
بازل نے جھٹکے سے اسے دیکھا

ہاہاہا کیسا کیس؟" وہ اسکی بچکانہ دھمکی سے قہقہہ لگا اٹھی"
ہوں! اوہ میڈم یہ پاکستان ہے یہاں پر کسی کا چھین کر کھانے سے بھی"
فراڈ کا کیس بنوا سکتا ہوں۔۔ اپنے امریکہ کو اب سوچ سے نکال دو۔۔"
اسکی مسکراہٹ سمٹ گئی
کیا کہنا چاہتے ہو؟" اسکی ہوائیاں اڑنے لگی صارم فخریہ"
مسکراتا اسکے پاس بیڈ پر بیٹھنے لگا مگر بازل پھیل کر لیٹتی جگہ کم
کر گئی۔۔
یہی کہ تم ڈاکٹر صارم کے بیس بچوں سمیت اسکے انکے باپ پر"
شدید قسم کا بے رحمانہ بد تمیز سنگدل، والا تشدد کر رہی ہو۔۔۔
اکیس افراد پر تشدد کرنے کی سزا پتا ہے کیا ہو گی؟" وہ ہنا کر بالوں
میں انگلیاں پھیرتا بولا
کیا؟؟؟" اسکی رنگت زرد ہوئی"
بس زیادہ کچھ نہیں یہی دو دفعہ عمر قید۔۔۔ اور میں عدالت"
سے اپیل کروں گا کہ یہ دو دفعہ عمر قید تمہیں ڈاکٹر صارم کے
"گھر میں اسکے روم میں قید رکھ کر دی جائے۔۔

زیادہ کچھ نہیں یہی دو دفعہ عمر قید۔۔۔" بازل کے کانوں میں اسکا"

جملہ گونجا۔۔

پر بیس اور افراد کہاں ہیں؟عدالت کو تو دکھائی دینے چاہیے وہ تو" میرے منہ میں اندر پڑے ہیں کون سے جج دیکھے گا۔۔" اسنے اندر کے خوف کو دباتے بظاہرہ ہنس کر جتایا

کوئی بات نہیں ڈاکٹر صارم تمہیں قید کرنے کیلئے بیس ڈاکٹر" ضرور وہاں لائے گا تاکہ گواہی دے سکیں۔۔" ابکی بار بلاسٹ اسکے سر پر ہوا تھا۔۔

وہ خاموش سی بیٹھی رہ گئی۔۔۔

آپ کو بہت تیز بخار ہے میں دواؤں کا نسخہ لکھ کر دیتا ہوں وہ" وقت پر ضرور لیجئے گا۔" اسے سا کن و سن کر کے وہ اپنی ٹیبل پر آیا اور پین باکس سے ایک پین نکال کر اسنے سفید کاغذ پر من چاہی دوائیاں لکھ دیں۔۔۔

"ڈاکٹر کو کیسے معلوم پڑے گا میرے بے بیز کا؟"

وہ تمہاری "کھوکھ "میں دیکھیں گے مشین کے ذریعے۔۔" صارم نے "

اپنا سر کجھاتے ہوئے یہاں وہاں دیکھتے کہا

میں اپنے ڈیڈ کو ساتھ لاؤں گی۔۔ انہیں کم مت سمجھو وہ ڈاکٹر"
"صارم جیسے ہزار ڈاکٹر سے ٹکرا سکتے ہیں۔۔

ٹکرا سکتے ہیں کیونکہ ڈاکٹر صارم انکا بیٹا ہے اور وہ باپ، بیٹے باپ سے"
ہزاروں درجے نیچے ہوتے ہیں۔۔" اسکی دھمکی پر وہ گویا ہوا۔۔
میں اپنی فیملی کو لاؤں گی۔ اور یہ مت سمجھنا ساحل بھائی تم"
لوگوں کی سائیڈ ہو گا۔ ہر گز نہیں کیونکہ ساحل بھائی میرے جیجو
"ہوتے ہیں میرا کیس لڑیں گے۔۔

ٹھیک ہے وہ بھی اپنی فیملی کو لائے گا۔ مجھے امید ہے عدالت ڈاکٹر"
صارم کو اپنا کیس خود لڑنے کی اجازت دے گی۔" وہ کندھے اچکا
گیا کہ ایسے تو ایسے صحیح۔۔۔
تم چاہتے کیا ہو؟" وہ زچ ہو کر چیخی۔۔ ظلم اسکے ساتھ اور اب سزا"
بھی اسے ہی۔۔۔
صلح!" وہ جواباً گھمبیر بھاری لہجے میں فرمائش کرنے لگا"

اسکے انداز سے بازل کے لبوں پر مسکراہٹ مچلنے لگی پر وہ سختی سے ضبط کر کے نفی کر گئی۔۔

"پر میں انصاف۔۔" وہ جتانے لگی۔۔ وہ جو جذبے لٹاتی نظروں سے دیکھ رہا تھا گہرا سانس بھرا اٹھا۔
"کس قسم کا انصاف؟" اسنے استفسار کیا

"ویسا ہی جس طرح میں بے چین رہی ساری رات روئی، بخار ہوا۔۔ ویسے ہی تم بے چین ہو جاؤ۔۔" وہ گویا ہوئی۔۔ اسکے ارادے اٹل تھے۔۔
"یعنی کہ تڑپتے دیکھنا چاہتی ہو۔۔" وہ واپس جھک آیا اسکے چہرے پر
"ہاں۔۔" وہ اپنے بڑے ہوئے گرے بالوں کی لٹوں کو انگلی پر موڑنے لگی۔۔
"تکلیف پھر تمہیں ہو گی۔۔" وہ متبسم ہو کر جتاتے گویا ہوا
"خوش فہمی۔۔۔" وہ ہنسی
"آج رات کو دیکھنا چاہو گی۔۔؟" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے بولا
"کیسے؟؟" بازل سمجھی نہیں۔۔
"ایسے کہ ایک بیڈ پر ایک روم میں ایک ساتھ رہیں گے مگر فاصلوں پر، بات نہیں کریں گے۔ کچھ کہیں گے نہیں اور۔۔۔

کیا فضولیت ہے۔۔"وہ مزید سن ہی نا سکی۔۔"
اسکا ٹوکنا ناہوا جیسے صارم زیدی کے دل کو مٹھی میں پکڑ کر اپنی طرف کھینچنا ہوا وہ خود کو گرفتار ہونے سے بچا نا سکا۔۔
تو تم سناؤ سزا پر یاد رہے سزا روم کے اندر کی ہونی چاہیے۔۔ میز کہ ہم"
"دونوں ایک دوسرے کے سامنے۔۔۔

نہیں ایسا کیوں؟ کیا رات تم میری آنکھوں کے سامنے تھے؟ نہیں نا"
پھر سزا میں کیوں ایسی دوں۔۔
میں ایک ہفتے کیلئے اپنے مام کے پاس جاؤں گی۔۔ وہاں رہوں گی یہ سزا ہو گی۔۔۔"وہ کس قدر بے رحمی سے سزا سنا رہی تھی۔۔ صارم یقین سے کہہ سکتا تھا دنیا میں اس سے زیادہ ظالم کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے میں ایک ہفتے کی نیند کی گولیاں کھا کر یہیں پڑا رہوں"
گا۔ اگر بچ گیا تو لے جانا آکر۔۔۔"وہ سختی سے کہتا دور ہو کر جانے لگا تبھی جھٹکے سے اوور آل کے بیچ سے لٹکی اسکی ٹائی کو بازل نے دبوچ لیا

وہ اسکے اوپر گرتے گرتے بچا۔۔۔

کیا ہے؟" وہ سخت ناراض تھا۔۔۔"
علاج؟" اسنے اپنی تیکھی تلوار جیسی ابرو اٹھائی۔"
نہیں ہے میرے پاس علاج جاؤ مام کی ہاسپٹل میں۔۔" وہ"
منہ موڑ کر بولا۔۔۔
مام ڈیڈ عرشی، صام بھائی سب چلے گئے ہیں کورٹ!" اسنے باور"
کروایا۔۔ صارم کو بھی یاد آیا کہ ہاں آج سب کو جانا تھا وہاں۔۔
صام نے اسے منع کیا تھا کہ وہ یہیں رہے۔ صام چاہتا تھا کہ اسکا
بھائی بھابی دشمنوں کی نظروں میں نا آئیں۔۔

میں نے کچھ سوچا ہے۔" وہ کچھ دیر خاموشی سے کبھی ایک دوسرے"
کو دیکھتے تو کبھی روم کی چیزوں کا جائزہ لے رہے تھے۔ کافی توقف کے بعد
صارم بولا

کیا؟" وہ جیسے اسکے بولنے کے منتظر تھی"
یہی کہ دیکھو ناراضگی غصہ سزا یہ دونوں ہم برداشت نہیں"

کر سکتے۔۔۔ نا تم میرے لیے۔۔ نا میں تمہارے لیے۔۔۔ ٹھیک ؟"

اسنے پوچھا کہ تم متفق ہو؟

وہ کچھ نہیں بولی۔۔۔ ناہاں ناہی ناں۔۔۔

تم مجھے یہ سزا دو کہ تم مجھے معاف کر دو۔۔" وہ بولا"

ہیں؟ یہ کیسی سزا ہوئی؟ تمہیں معاف کر دوں یہ سزا ہوئی؟" بازل"

نے حیرت سے پوچھا

ہاں یہ سزا ہوئی، ایک تو تم مجھے معاف کرو گی تو اللہ کو تمہارا"

عمل پسند آئے یہ تمہارا فائدہ ہوا۔۔

مجھے سزا اس طرح ہو گی کہ مجھے احساس ہو گا کہ واقعی میں نے

غلطی کی ہے جسکی معافی مجھے ملی۔ اور میں احساس کر کے یہ

غلطی آئندہ نہیں کروں گا بلکہ تمہیں کال کر کے مصروفیت سے آگاہ

کر دوں گا۔۔" بازل خاموشی سے دیکھنے لگی۔۔۔

احساس سزا ہے؟" وہ پوچھنے لگی۔۔"

بے شک! اگر احساس ہو جائے کسی گناہ غلطی کا تو وہ آئندہ کرنے"

سے باز آئے گا، اور اسے احساس بھی ہو گا کہ اسنے اگلے کو کتنی تکلیف دی ہے۔

پھر وہ خود میں محسوس کرے گا۔ اور اگر اسکا ایمان زندہ ہو گا تو اسے

خدا کے انصاف سے ڈر لگے گا۔ اگلے بندے کی تکلیف خود میں محسوس کرے گا، اور جب ڈر لگے گا تو آئندہ ایسی غلطیوں سے باز آجائے گا۔۔۔"

یہ احساس سب کو نہیں ہوتا؟" وہ پوچھنے لگی۔۔"
ہاں۔۔ اور وہ بے رحم ہو جاتے ہیں جنہیں احساس نہیں ہوتا، پھر وہ خدا کے ناپسندیدہ لوگ کہلاتے ہیں۔۔ اللہ کے بندوں کو تکلیف دینے والے کو خدا کبھی معاف نہیں کر سکتا جب تک وہ بندہ خود معاف نا کر دے۔۔"

خدا کیوں بے رحم لوگوں کو پسند نہیں کرتا؟" وہ بچوں کی طرح کرید کرید کر پوچھنے لگی۔۔

کیونکہ خدا جب خود رحمٰن رحیم ہے تو وہ کس طرح پسند کرے گا" اسنے جس مخلوق کو ستر ماؤں سے بڑھ کر محبت سے بنایا انکے دلوں میں اپنا نور اتارا۔۔ وہ بے رحم ہو کر اپنے دلوں کو سیاہ کر دیں۔۔ اپنے دلوں سے خدا کے نور کو نکال دیں۔۔

وہ اپنے رب کے نافرمان ہو جائیں۔۔ کیا خدا پسند کرے گا وہ جنہیں ستر ماؤں سے بڑھ کر چاہتا ہے وہ اسکے نافرمان ہو جائیں۔۔ اسکے دوسرے بندیں کو تکلیف دیں؟"

نہیں۔۔۔" وہ نفی میں سر ہلانے لگی۔۔ وہ مقابل موجود شخص کو کس طرح بتائے کہ تمہارے لہجے کی کشش نرمی محبت مجھے پاگل کر رہی ہے۔ تم نے کہا کہ خدا معاف کرنے والے کو پسند کرتا ہے؟" وہ جو اچھا" جواب دینے پر اسکا شاباشی کے طور پر گال سہلا رہا تھا بازل نے نیند سے بھاری ہوتی پلکوں سے اسے دیکھتے پوچھا۔۔۔

ہاں۔۔۔ پسند کرتا ہے بہت زیادہ پسند کرتا ہے۔۔" وہ اسکی آنکھوں میں" اترتی نیند کو دیکھتا دل تھام گیا کہ کیا وہ واقعی بے سکون تھی اسکے لئے۔۔۔

ایک نظر بند دروازے پر ڈالتے وہ چیئر کھسکا کر اسکے پاس آیا اور اسکے سرہانے بیٹھ کر اسکے بالوں میں اپنی انگلیاں سہلانے لگا۔۔
بازل نے اسکا وہ ہاتھ تھام کر کھسکا کر اسکے قریب آئی اور بازو پر سر

رکھتے دوسرے ہاتھ کو اپنے بالوں میں ڈال کر آنکھیں موند گئی۔۔۔

صارم کو ایسا لگا جیسے وہ کئی راتوں کی جاگتی بچی ہو۔۔ایسی بچی جسنے خود کو سخت خول میں قید رکھا ہو۔۔۔

"پر کیوں اتنا گہرا خول اسنے باندھا تھا؟"

بلیک مین!" اسنے پکارا۔۔وہ تو پورا پور سماعت تھا۔"بلیک مین" سننے کیلئے رات بے مشکل سے گزاری تھی اسے کیسے بتاتا۔۔
اگر کوئی کسی کو معاف نا کر سکے؟مطلب اسکا گناہ بڑا ہو۔۔"وہ رو رہی تھی۔۔۔
جب کہ صارم نے سینے اور دماغ کانوں میں "بڑا گناہ" کی بازگشت ہو رہی تھی۔۔
مطلب غلطی نہیں کبیرہ گناہ۔۔۔صارم زیدی کی رنگت متغیر ہو گئی۔۔۔وہ کئی لمحے خاموش بس اسے روتے ہوئے محسوس کرتا رہا۔۔۔
بولو۔۔۔۔کیا اللہ چاہتا ہے اسے بھی معاف کر دو؟" اسنے بھیگی آنکھیں اٹھا کر صارم زیدی سے پوچھا۔۔

وہ دھیرے سے مسکرایا اور اسکے چہرے سے لٹیں سمیٹ کر کان کے پیچھے لگائیں۔۔

تو اللہ کہتا ہے وہ بندہ مجھ پر کامل یقین رکھے، میں اپنے بندوں کے ساتھ ناانصافی نہیں ہونے دوں گا۔ میں اس بندے کی اس جگہ رسی کھینچوں گا جہاں اسے بلبلانا بھی نصیب نہیں ہو سکے گا۔۔

اللہ کے پیارے بندے کو رلانے والے کو یہ جہاں بھی معاف نہیں کرتا اور وہ جہان بھی۔۔۔ ایسے بندے خدا کی خدائی کو بھول جاتے ہیں۔۔ شیطان کی راہ پر چلتے ہیں۔۔

اور ایسوں کیلئے خدا کے پاس سزا عبرتناک ہے۔۔۔" وہ محبت سے کہہ رہا تھا۔۔

اگر میں اللہ کی پیاری بندی نا ہوئی تو؟؟" اسکی آنکھوں میں آنسوں کی روانی تیز ہو گئی۔۔

ایسے نا کہو! خدا کو اپنا بنایا ہوا خاک کا قطرہ بھی پسند ہے۔ میں نے رب سے ساری زندگی ایک پاکباز رب کی پسندیدہ ترین جیون ساتھی کی دعا مانگی ہے۔۔

اگر خدا نے مجھے تمہیں سونپا ہے تو میری نظر میں تم خدا کی

سب سے زیادہ لاڈلی بندی ہو۔۔وہ تمہیں اتنا پیار دیتا ہے تو تمہیں بھی اسے بدلے میں اتنا ہی پیار دینا چاہیے۔۔۔"وہ اسکے آنسوں صاف کر رہا تھا۔۔

پر میں تو زبردستی تمہاری زندگی میں داخل ہوئی تا کہ تمہیں اذیت" دے سکوں۔"وہ کہہ کر اپنی سسکیاں دبانے لگی۔۔

غلط!قرآن پڑھا ہے نا تم نے۔۔اس میں واضح لکھا ہے خدا کی" رضا کے بغیر پتہ بھی نہیں ہل سکتا۔۔اپنے دماغ سے یہ بات نکال دو کہ تم زبردستی آئی ہو میری زندگی میں۔۔۔۔
بلکہ تمہیں خدا نے میری دعاؤں کی قبولیت کے تحت بھیجا ہے۔۔"اسنے اختلاف کے ساتھ جتانا سمجھانا ضروری سمجھا۔

میں دعا ہوں تمہاری بلیک میں اتنی بری دعا تم نے کیوں مانگی؟"وہ" حیران ہوئی ساتھ افسوس کے ساتھ رونا بھی آیا اسے۔۔

بازل!مجھے یہ برا لگا کہ تم نے میری دعا کو برا کہا،،میری دعا بری"

ہوتی، میرے حق میں بہتر نا ہوتی تو وہ رب کبھی اپنے بندے کی ایسی دعا قبول نا کرتا۔

جس طرح ہم خود کیلئے اپنی ذاتی استعمال کیلئے کوئی چیز لینے شاپ پر جاتے ہیں، اور لیتے وقت اسکی اچھے سے چھان بین کرتے ہیں، ویسے ہی رب دعا کے پہنچتے دیکھتا ہے کہ یہ دعا اسکے بندے کے حق میں کتنی بہتر ہے۔۔

اگر اسکے بندے کے حق میں بہتر نہیں ہوتی تو وہ بڑھ کر دیتا ہے اس سے۔۔

شروع میں ہماری دعا جب قبول نہیں ہوتی تو ہم کہتے ہیں کہ خدا نے میری دعا رد کر دی۔۔ مجھے وہ نہیں دیا جو میں نے مانگا، مجھے وہ دے دیا جو میں نے نہیں مانگا۔۔

ان صورتحال سے میں بھی گزر چکا ہوں۔۔ پر جب احساس ہوا تو توبہ کر لی رب سے کہ آپ بہتر سے بہتر دینے والے ہیں۔۔

اسنے میری دعا قبول کی ہے تو بہتر سے بڑھ کر بہتر ہے میرے لیے۔۔ اور میں تمہیں یہ حق نہیں دیتا کہ تم میری دعا کو بری کہو جو "قبولیت کے درجے چھو کر آئی ہے۔۔

بازل کو لگا واقعی اسنے اسکا علاج کر دیا ہو۔۔۔
بات ہمیشہ اسکی پسند آتی ہے جس سے دلی لگن ہو۔۔۔اور آج ان بھوری آنکھوں میں دیکھتے اسکا دل چیخ چیخ کر علان کر رہا تھا کہ ہاں وہ بلیک مین سے محبت کرتی ہے۔۔۔

کاش وہ اسکی آنکھیں آج پڑھ ابھی پڑھ لے" اسنے شدت دل سے" دعا مانگی۔۔کیونکہ اسے اعتراف کرنے میں ہچکچاہٹ ہو رہی تھی۔۔

مجھے ہمیشہ لگا کہ میں اللہ سے پیار کرتی ہوں، پر اللہ مجھ سے پیار نہیں" کرتا وہ روحا سے باقی لوگوں سے محبت کرتا ہے شاید اسکی نظر میں میں بری لڑکی ہوں۔۔" وہ روتے ہوئے اسے بتانے لگی۔۔۔
صارم نے جواب دینے سے پہلے اسے سیدھا بازو پر لیٹایا اور اسکی دونوں بھیگی برستی آنکھوں کو دیکھتے، جھک کر باری باری چوم لیا۔۔
اسکے آنکھوں کا پانی نمکین تھا جنہیں اسنے لبوں سے سمیٹ لیا تھا۔

وہ پیچھے ہونے لگا تھا تاکہ اسے جواب دے سکے۔۔پر اسکے لمس میں جو سکون جو قرار رب نے رکھا تھا بازل نے اسے گردن سے پکڑ کر واپس

قریب کر لیا۔۔

وہ بغیر کچھ کہے اسکے چہرے پر جھک کر اسکی پیشانی پر ہونٹ رکھ کر خود بھی آنکھیں موند گیا۔۔۔۔

اور وہ تو جیسے خود کو جنت میں محسوس کرنے لگی۔۔ایک گھنا درخت تھا جو اسکے سر پر آگیا تھا۔۔اسکے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں اسکے چہرے کو چھونے لگیں۔۔

وہ ہاتھ تھامے ننگے پاؤں چھاؤں تلے سرسبز گھاس پر اسکے ساتھ چل رہا تھا۔وہ خواب دیکھ رہی تھی یا وہ حقیقت میں اسے ایسی جگہ لیکر جا رہا تھا۔۔

آس پاس پھول ہی پھول تھے۔۔تتلیاں تھیں آبشار تھا سب سے بڑھ کر "سکون" تھا۔

صارم نے اسکی مدھم سانسوں کو محسوس کرتے اندازہ لگایا کہ وہ تو سو چکی تھی۔اسکی گردن کو تھام کر۔۔۔

ooooooooo

وہ دھک دھک دل سے اسکا سیاہ کوٹ تھام کر اسے تھمانے کیلئے آگے آرہی تھی، اسنے سفید شرٹ پر بلیک پینٹ پہن رکھی تھی، حسب عادت بغیر کوٹ کے شرٹ کے بازو کہنیوں تک فولڈ تھے،،

وہ اپنی بائیس تئیس سالہ عمر میں پہلی بار ساحل شاہ کے اس کوٹ کو دیکھ رہی تھی، اسے یاد تھا کئی سال پہلے جب ایک بات اسنے ایک دن اتفاق سنی تھی۔۔

اسکا باپ، اپنی بہن کو بتا رہا تھا کہ اسکے بیٹے نے ایل ایل بی پاس کیا ہے۔ روحا شاہ نے سن کر شدت سے خواہش کی تھی کہ کاش وہ بھی ایل ایل بی میں ایڈمیشن لے اور اس سے لڑھ سکے اپنے حق میں۔۔ خیر وہ کیا لمبی چوڑی دلیلیں دیتی اسکی ذرا سی بحث پر حالت پتلی ہو جاتی تھی وہ اس انسان سے کیا اپنا کیس لڑھ پاتی۔۔

وہ بس اس مغرور گھمنڈی بے حس انسان کو تصور میں ہی دیکھتی رہ گئی، وہ اسکی مام کا بیٹا تھا جو اس سے بے پناہ نفرت کرتا تھا۔

اچھا لگا مجھے۔۔" وہ پرفیوم خود پر چھڑک کر کلائی میں واچ پہنتا آئینے میں اپنے عکس کو دیکھتے گویا ہوا۔

اسکی بھاری گھمبیر آواز پر چونک کر متوجہ ہوئی۔۔۔ اسنے اسکا جملہ

تھوڑی دیر بعد سنا۔۔
وہ کس بات کو سراہ رہا تھا؟ اسکے خوشبو لگا کر آنے پر یا ایسے کسی عمل پر جو اسنے کیا اور اس شخص کو اچھا لگا۔۔

جی کیا؟" اسنے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔ وہ اسکے پاس کھڑی تھی" کوٹ تھامے۔
تمہارا صبح جلدی آنا اور اپنی جگہ سنبھالنا مجھے اچھا لگا۔۔" اسنے اپنے" آدھے جملے کو پورا کیا اور اسکی طرف پلٹا۔۔۔

روحا کو یقین ہوا وہ کبھی وکیل نہیں بن سکتی تھی، وہ اس جملے کو کیوں نہیں سمجھ سکی۔۔ وہ کیا کبھی خود پر فخر کر پائے گی۔۔
ایک لمحے کیلئے افسوس سے اسنے آنکھیں میچیں۔۔
اسنے اس سے کوٹ لیکر اپنے بازو پر رکھا، اب وہ بے مقصد اسکے سامنے کھڑی تھی۔۔

میں توقع کر سکتا ہوں کہ تم ایک مضبوط اعصاب کی مالک ثابت" ہو گی؟" وہ کوٹ بیڈ پر رکھ کر خود بھی بیٹھ گیا اور پاس رکھے شوز پہننے

لگا۔۔۔

اسنے بیچارگی سے اسے دیکھا کہ۔۔۔ میں نہیں سمجھ سکتی تمہارے آدھے آدھے جملے مجھے ایک نمکے سٹوڈنٹ کی طرح ٹریٹ کرو جسے ایک سوال کا جواب کچھ زیادہ ہی تفصیل سے سمجھایا جاتا ہے۔۔ اور بار بار۔۔۔

اسنے ہاتھ روک کر روحا شاہ کے چہرے کے تاثرات پڑھے۔۔۔ وہ فوراً سے چھپا گئی اور بظاہرہ مسکرا کر سر اثبات میں ہلا دیا کہ میں واقعی بہت مضبوط ہوں۔۔۔

آپکو جو توقع کرنی ہے کیجئے مجھ سے۔۔۔ میں آپکی توقعات پر ہزار پرسنٹ پوری اتروں گی۔۔۔

وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا، روحا بس اسکے نظروں سے مرنے والی تھی کہ شاید اسی وقت اسے ترس آگیا اور اسنے اپنی نگاہیں جھکا دیں۔۔

روحا نے ان نگاہوں کی تپش سے سرخ ہوتے سینے میں دبا سانس بحال کیا۔

وہ اب خاموش بے مقصد سی کھڑی تھی اب۔۔۔ اسکے تیزی سے چلتے ہاتھ دیکھ رہی تھی، وہ اسکی طرف پیٹھ کیے کان میں لگے

بلوٹوتھ سے دوسری طرفین کی سن رہا تھا۔۔
بہت سنجیدہ تھا،، ساتھ فائل بھی دیکھ رہا تھا۔۔۔ معاً وہ پلٹا اور روحا کو انگلی سے دوسری فائل کی اشارہ دیا، اسنے ایک فائل انگوٹھا رکھ کر مخصوص آواز پیدا کی۔۔

وہ متوجہ تھی پر وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی، وہ کیا کہنا چاہ رہا تھا۔۔ وہ ابھی اسی کو سمجھنے کی کوشش میں ہلکان تھی تبھی وہ خود ہی آگے بڑھا اور روحا کی سائیڈ ٹیبل سے ٹائم پیس کے نیچے رکھی فائل کو اٹھا کر لے آیا۔۔

وہ چونکی۔۔ اسکا دل دھڑکا۔۔ انگوٹھے کی آواز اور ٹائم پیس کی آواز، فائل پر انگلی۔۔۔
کاش وہ اپنا دماغ استعمال کرنا جانتی ہو۔۔ اسے احساس ہو او کالت میں صرف زبان کی نہیں بلکہ دماغ کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔۔
اسکے شرمندہ ہونے تک وہ بالکل تیار تھا جانے کیلئے۔۔
مجھے اچھا لگے گا اگر آپ مام سے بھی ملکر جاتے۔۔ "دروازے پر موجود"
اسکا ہاتھ رک گیا۔۔ روحا کا دل تیزی سے دھڑکا۔۔ وہ جب پلٹا تو اسنے سختی سے آنکھیں میچلیں سر جھکا کر۔۔۔

ایک مہکتا ہوا کا جھونکا اسکے قریب سے گزرا، اسنے چونک کر آنکھیں کھولتے دیکھا، کلون کی مہک اور قدموں کی دھمک جو اسکے پاس سے گزری تھی۔۔۔

اسے لگا تھا وہ اسکی بات پر رکا تھا، پر وہ سائیڈ ٹیبل کے دراز سے اسکے دشمن،، رقیب، اسکی سوتن اسکے جان کا ابال۔۔۔۔
سگریٹ کا پیکٹ "اٹھا رہا تھا جسکے ساتھ لائیٹر۔۔۔۔۔۔"

شادی سے پہلے اسنے سوچا تھا اسکی زندگی میں وہ سگریٹ سے زیادہ اہمیت رکھے گی، شادی کے بعد اسے احساس ہوا کہ سگریٹ کی حیثیت اس شخص کی زندگی میں کوئی نہیں لے سکتا۔۔۔
میں کچھ کہہ رہی ہوں۔۔۔"ایک گہرا سانس بھر کر اسنے کچھ " کہنا چاہا۔۔۔۔
تمہیں جو اچھا لگتا ہے تم وہی کرو۔۔"اسکی انگلی میں سگریٹ دبا" تھا غالباً وہ ابھی سلگانے کے موڈ میں تھا، ایک سیکنڈ کیلئے رک کر وہ بولا تھا، وہ تیزی سے جانے لگا جب روحا نے بڑی

جرات سے اسکی چوڑی کلائی کو تھام لیا۔۔۔

میں وہی کر رہی ہوں،، آپ پھر جا رہے ہیں؟" اسنے سینے میں "
دھک دھک کرتے دل کے ساتھ کہا تھا اور اسکی کلائی کو دیکھا
جس میں اسکا دل اٹک گیا۔۔
اسنے آہستہ سے اپنا چھوٹا سا ہاتھ اسکے مضبوط کھردرے ہاتھ کی انگلیوں
میں پھنسا دیا۔۔ اسے ڈر تھا وہ ہاتھ پر دباؤ دیکر اسکی انگلیاں نا توڑ دے۔۔
اسنے اگلے لمحے اسے کھینچ لیا، وہ کسی درخت کی ٹوٹی ڈال کی مانند لہراتی
اسے سینے سے آ لگی۔۔
اسکے سوچنے سمجھنے سے پہلے وہ جھکا تھا اسکے ہونٹوں کے قریب بالکل
پاس اسکے دہکتے ہونٹوں کا لمس اسنے محسوس کیا۔۔۔
مجھے توقع کر سکتا ہوں تمہیں یہ بھی اچھا لگے گا۔۔" وہ ایک منٹ کے "
بعد دور ہوا وہ پتھرا گئی۔۔ اسنے ہلکا سا دباؤ اسکی انگلیوں پر ڈالا، اور آہستگی سے
اپنی انگلیوں کو آواز کروالیا۔۔۔

اسنے ایک سرسری سی نظر اسکے مجسمے پر ڈالی، اور ہونٹوں میں
سگریٹ دبا کر وہ روم سے باہر نکل گیا۔۔۔

وہ ہوا میں اڑنے لگی تھی، وہ پسند کی توقع لگا رہا تھا، اسکا تو ننھا سا دل تھا جو بیٹھا جا رہا تھا۔۔

آہم آہم۔۔۔!!" دروازے سے شانہ ٹکائے وہ دہلیز پر کھڑی ایک ہاتھ " میں بکھرے بالوں کو دوسرے کو منہ پر رکھ کر مصنوعی سا کھانس رہی تھی۔۔۔

روحا شاہ کو چونکانے والی اسکے لبوں پر کمینگی مسکراہٹ تھی۔۔

میں توقع کر سکتی ہوں کہ تم اپنی بے غیرتی سے باز آؤ گی؟" اسنے دانت " پیس کر کہا۔ اسے قدرتی خوشخبری ابھی بولی نہیں تھی۔۔

میں معذرت خواہ ہوں کہ میں آپکی توقعات پر پورا نہیں اتر " سکتی۔" وہ شانے اچکا کر بولی۔۔ روحا نے خونخوار نظروں سے دیکھا، اسے جلد احساس ہوا کہ نا وہ ساحل شاہ ہے نا ہی مقابل کھڑی روحا۔۔

تم یہاں سے دفع ہو جاؤ۔" وہ غصے سے کہتی اپنا روم سنوارنے لگی۔۔" غالباً میں نے ابھی غلطی سے دیکھا بھائی تمہارے کان میں "

کچھ کہہ رہا تھا۔۔" اسنے پین سے سر کھجایا۔۔
روحا کے غصیلی تاثرات پر بھاری پڑتا وجود کا سارا خون سمٹ کر آیا۔۔۔
مجھے یقین ہے کہ وہ غلطی غالباً غلطی سے نہیں ہوئی بلکہ جان بوجھ کر"
ہوئی ہو گی۔۔" تکیہ پھینک کر وہ بولی۔۔
ثمن مسرور سی ہنسی۔۔
ویل! تم ایک اچھی سائیکاٹرسٹ بن سکتی ہو" اسکے دماغ سے ثمن متاثر"
ہوئی۔۔
تم اپنے فضول کے مفروضے بند کرو اور شکل دفع کرو تم دوست کے"
روپ میں ایک غدار ہو،، دریاب بھائی کا اللہ خیر کرے اس
پولیس والے کو تم جیسی غدار لڑکی مل رہی ہے۔۔" وہ اپنی خفت
شرمندگی چھپانے کیلئے اس پر بھڑک اٹھی۔۔۔

ثمن کا قہقہہ بے ساختہ تھا اسکی معصومیت پر۔۔۔" مجھے اندازہ ہو گیا
کہ تم ایک اچھی سائیکاٹرسٹ نہیں بن سکتی، میرے مفروضے کو
غلط ثابت کرنے کیلئے شکریہ۔۔۔" جو اس پھاپھا کٹنے پر
افسوس کر سکتا ہے ثمن کی نظر میں اس سے بڑا بیوقوف کوئی نہیں
تھا۔۔۔

تھینکس! میں بزنس کی اسٹوڈنٹ ہوں۔۔"وہ جتا کر بولی۔۔"
ثمن لاپرواہی سے اندر داخل ہوئی اسنے موتیے کی خوشبو سونگھ کر داد میں ابرو اچکایا۔۔۔

ہم جب چھوٹے تھے تو بھیو موتیے کے پھول ہاتھ میں مسل کر گھنٹوں"
"اسکی خوشبو کو محسوس کرتا تھا۔۔

بیڈ شیٹ درست کرتے روحا کے ہاتھ کانپ گئے، اسکی نظروں میں اپنے روم میں موجود سٹڈی روم والا واقعہ گھوم گیا۔۔۔

"اسنے کتنی دیر اسکی خوشبو کو اپنی سانسوں میں اتارتھا۔۔"

اسکا چہرہ تپ گیا، جیسے وہ انگیٹھی کے قریب کھڑی ہو۔۔اور آگ کی تپش نے اسکا چہرہ جھلسا دیا ہو۔۔
وہ اب پہلے جیسے نہیں۔۔"اپنے تاثرات پر کنٹرول کرتے وہ گویا ہوئی۔۔"
ہاں! کیونکہ اب مجھے لگتا ہے انہیں سگریٹ کی بو زیادہ متاثر کرتی"

ہے۔۔۔"اسنے افسوس دکھ سے کہا روحا کو یوں لگا سگریٹ کے نام پر ثمن نے اسکے دل پر وار کیا ہو برچھی سے۔۔

ویسے میں تمہارے پاس معذرت کیلئے آئی ہوں۔۔ غلطی" میری نہیں تھی تمہارا بھیو کا اندازہ ایسے تھا جیسے ہمیں ہاسپٹل جا کر سرپرائز دینے والے ہو۔۔۔"وہ پلٹ کر شرافت سے بولتی ہوئی اسکے پاس آئی۔۔

بچے درخت پر اگتے ہیں کہ توڑ کر لے آتے۔۔"اسنے خفگی سے دیکھتے" کہا۔۔
مجھے اندازہ ہے۔۔"وہ افسوس سے سر ہلا کر بولی۔۔"
تم کالج نہیں جا رہی؟"اسے ابھی تک گھر کے لباس میں دیکھ کر" روحا نے پوچھا۔۔
نہیں بھائی نے منع کیا ہے۔۔"وہ منہ بنا کر بولی اور اپنی کتاب اٹھائی" تبھی نوٹیفیکشن کی ٹون پر متوجہ ہوئی

کیا ہوا؟"اسے چونکتے دیکھ کر روحا نے پوچھا۔۔"

کچھ نہیں میں سمجھی فیری کا میسج ہے۔۔"وہ اسنے موبائل ٹراوزر کی جیب میں ڈالا روحا کا دل حبل بھن گیا۔۔۔

کیا میسج؟"اسنے بظاہرہ تاثرات نارمل رکھے۔۔لہجے میں تجسس تھا

کاش ہم جا سکتے کورٹ۔۔بھائی کی پہلی تاریخ۔۔اور دلاور بھائی کا کیس اوپن،،،افففف۔۔۔تم شوشل میڈیا پر دیکھو تو صحیح،،طرح طرح کی باتیں ہو رہی ہیں۔۔۔

رات پوسٹس پڑھتے مجھے تین گھٹنے لگ گئے۔۔"وہ فل ایکسائمنٹ سے بتا رہی تھی۔۔۔

روحا کو اس سے ذرا بھی دلچسپی نہیں تھی۔۔

ہمارے علاوہ اور بھی تو کوئی نہیں گیا۔۔"اسنے کہا۔۔۔"

نہیں عرشیہ صام بھائی، دریاب انکی امی، تقویٰ آنٹی صائم انکل انوشہ اور بھی بہت سے لوگ گئے ہیں۔۔"

ہاں یاد آیا بھائی کے ساتھ فیری بھی گئی ہے۔۔۔"اسنے اداسی سے بتایا۔۔۔

پلو کو رچینج کرتی لاپرواہی سے سنتی روحا کا دل بیٹھ گیا،،دل پر جیسے کسی نے سیمنٹ کا بلاک اٹھا کر پھینکا کہ اٹھاہ گہرائیوں میں ڈوب گیا

تھا۔۔

(بغیر پونچھ پروں کی) فیری کیوں گئی ہے انکے ساتھ؟" وہ سب کام چھوڑ کر"
پوری توجہ سے اسکی طرف متوجہ تھی

بھائی کے ساتھ ہوتی ہے عموماً،، کافی ذہین لڑکی ہے افف۔۔ وہ جا رہی"
تھی تو میں نے اس سے کہا بھائی جب کوٹ پینیں گے تب وہ
تصویریں نکال کر مجھے دے میں شوشل اکاؤنٹس پر اپلوڈ کروں گی۔۔
تمہارے پاس کوئی دھماکے دار کیپشن ہے؟" وہ پوچھ رہی تھی روحا خالی
نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی جبکہ اسکا دل چاہا رہا تھا اپنا پورا کمرہ اٹھا
کر اس پر دے مارے۔۔
ساتھ ساحل کے پیچھے ہر دم پھڑ پھڑاتی فیری کو بھی اٹھا کر اندر دبا
دے۔۔

یہ کام تم نے اس "فیری" سے کیوں کہا؟" اسنے دانتوں میں اس"
طرح فیری کو کچلہ جیسے اسکی گردن کاٹ کر اسے ہمیشہ پر سکون نیند
سلا کر شہادت نصیب کرنا چاہتی ہو۔۔۔

کیونکہ وہ بھائی کے ساتھ جا رہی تھی اسلئے۔" ثمن اسکی دلی کیفیت سے"

انجان کندھے اکچا کر بولی

روحا خیالوں میں دونوں مرحومین کو ایصال ثواب کر رہی تھی۔۔

تم تصویوروں کا کیا کرو گی؟" اسنے بے دردی سے اپنا لب کچلنا شروع"

کر دیا تھا۔۔

"بتایا نا دھانسوں کیشپن کے ساتھ اپلوڈ کروں گی بھائی کے اکاؤنٹ پر۔۔"

اس سے کیا ہوگا۔۔" وہ اب مرجھائے دل سے پوچھ رہی تھی۔۔"

شوشل میڈیا پاور جانو۔۔ رکو تمہیں دکھاتی ہوں۔۔" اسنے ٹرائوزر کی"

پیکٹ سے جلدی موبائل نکالا اور پیچھے سے اسکے کندھے پر ٹھوڑی ٹکا کر آگے

ہاتھ کر کے وہ اسکا اکاؤنٹ اسے دکھانے لگی۔۔

روحا کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔۔ سامنے تصویر آئی جس میں وہ

ایک ہاتھ میں بریفکیس دوسرے میں گاڑی کا ڈور تھامے ابھی بیٹھنے

لگا تھا تبھی چونک کر پلٹا تھا اسکی گرے کرسٹل آنکھوں میں واضح

ناپسندگی تھی۔۔

یہ اچانک انکے اسسٹنٹ نے انہیں متوجہ کیا تھا تو انکے ہاتھ"

میں کیمرہ دیکھ کر بھائی غصہ ہوئے تھے۔۔" ثمن ہنس کر بتا رہی تھی۔۔

روحا اس تصویر کو دیکھ رہی تھی بلاشبہ وہ غصے میں بھی دل دھڑکانے کی

حد تک خوبصورت لگ رہا تھا۔۔
اسنے انگلی سے کمنٹ باکس کھولا۔۔۔"انکے اسسٹنٹ کو تم نے کہا تھا؟"وہ لڑکیوں کی بے تیابیاں پڑھتی پوچھ رہی تھی

ہاں بعد میں کافی عزت افزائی ہوئی اس بیچارے کی۔۔بہت" اچھا ہے وقتاً فوقتاً مجھے بھائی تصاویر دیتا ہے۔۔اور بھی بہت سے مجھے دیتے ہیں۔۔"وہ موبائل اسے تھما کر خود مسکراتی اسے بتانے لگی۔۔

روحا نے اکاؤنٹ کا نام پڑھا ساحل شاہ تھا اور وہ اپنی موبائل کو ڈھونڈنے لگی۔۔وہ کچھ مزید نا صحیح اسکی تصاویر تو دیکھ ہی سکتی تھی کبھی کبھی۔۔۔

اسے اپنی قسمت پر یقین نہیں آرہا تھا، اسکی کلون کی مہک پاس ہی محسوس ہوئی اسنے اپنے گال ہاتھ۔۔۔

مجھے اندازہ تھا بھائی نے تمہیں بائے کس کیا ہے ہاہاہا۔۔۔"اسکی" حرکت نوٹ کرتی ثمن کان میں سرگوشی کرتی روحا کے الرٹ

ہونے پر قہقہہ لگا کر روم سے بھاگی

روحان نے اسکی تصویر کو دیکھا۔۔وہ کیفے میں کافی پی رہا تھا، ہاتھ میں موجود مگ اس بات کی گواہی دے رہا تھا، وہ چیئر پر بیٹھا نہیں ٹیبل پر موجود فائل پر جھکا پین کی جگہ ثابت سگریٹ سے اشارہ دیتا۔۔ شاید کوئی پوائنٹ انہیں سمجھا رہا تھا۔ سگریٹ سے اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ کافی کے بعد اسنے سگریٹ کو سلگانا تھا۔۔

اسکی چیئر پر اسکا کوٹ لٹکا ہوا تھا، وہ لاپرواہ انداز میں تھا، اور کیفے کے شیشے کے باہر سے یہ منظر قید کیا گیا تھا۔۔

اسنے نوٹ کیا وہ شاید باہر کے کنٹری کا منظر تھا۔۔

وہ اسکی دیوانی نہیں بننا چاہتی تھی، وہ بس وکیل کی اچھی بیوی بننا اسکی توقعات پر پوری اترنا چاہتی تھی۔۔۔

اسنے چپکے سے اپنے گلابی ہونٹ اسکی تصویر پر رکھے "کاش وہ نارمل

"زندگی گزار لیتے۔۔
کاش وہ تصویر نا لے پائے اور پوری دنیا کے سامنے اپنی اونچی ہیل کے "
باعث زمین بوس ہو جائے،، اور ساحل شاہ اس پر خوب
ہنسے۔۔ چڑیل کہیں کی۔۔۔" وہ جلتے ہوئے دل سے سوچ رہی تھی پر بعد میں
اسکے لڑکی ہونے کا تصور کرتی اسکی جگہ خود کو رکھ کر سوچتے وہ توبہ کرا اٹھی۔۔
وہ موبائل ثمن کو لاٹانے کیلئے روم سے نکلی۔۔۔

ooooooo

ایک کے بعد ایک گاڑیاں کورٹ کے باہر احاطے میں آرکیں۔۔ان
میں سے صائم زیدی تقویٰ زیدی ساتھ نکلے۔۔
پچھلی گاڑی سے فارس خان کے ساتھ عائشہ خان تھی، دریاب
لیٹ آنے والا تھا کیونکہ وہ آن ڈیوٹی تھا مے بی وہ نا آسکے۔

گارڈ کے ساتھ آئی گاڑی سے بلیک فورس پیس سوٹ میں ملبوس،
اپنا سیاہ بوٹ گاڑی سے باہر نکالتے صمصام زیدی نے اپنی تمام تر طلسماتی
وجاہت سے اپنی گاڑی سے نمودار ہوا۔۔

اسکی نیلی آنکھوں نے سیدھا سامنے فوکس کیا جہاں پہلے سے موجود ساحل شاہ اپنے مخالفین وکیل سے مصافحہ کر رہا تھا۔
اسنے گھوم کر فرنٹ سیٹ کا ڈور کھولا، جس میں سے عرشیہ صمصام زیدی کچھ خوفزدہ سی باہر نکلی۔۔
جانے اب کیا ہوگا؟" ایک یہی سوچ تھی اسکے دماغ میں۔۔۔"
ایک سرسری سی نگاہ رپورٹ اینکر پر ڈالتی اسکے چوڑے بازو کو تھام گئی۔۔
سوچ سوچ کر اسے بخار ہو گیا تھا، اور ابھی بھی وہ بخار میں تپ رہی تھی، صام سے لڑھ جھگڑ کر آئی تھی
تبھی تو اس کنگ کانگ کے چہرے پر مکراہٹ کا چالیسواں چل رہا تھا۔۔
ایک وہی تھی جو اس سے لڑھ جھگڑ سکتی تھی ورنہ دوسروں کے معاملے میں اسکا فیصلہ حرف آخر ہوتا۔۔

فضول میں وقت کا ضائع کیا ہے وکیل صاحب آپ نے۔۔"
میں ایک تجربہ کار وکیل ہوں، بہت کیس جیتے ہیں میں

نے۔ اگر تمہیں اپنے کریئر کو ری اسٹارٹ کرنا ہی تھا تو کسی اچھے کیس کو چن کر کرتے۔۔۔

یہاں تو نا مجرم ہے نا ہی مظلوم۔۔۔ نا ثبوت نا ہی گواہ۔۔" یہ شیخ صاحب تھا تجربہ کار وکیل، جنہوں نے بہت کم مات کھائی تھی، آئے دن انکے اخبارات میں جیت کے کالم دیکھتا رہتا تھا۔۔

بہت بڑے بڑے کیس لڑتے تھے، مقابل کو باعزت بری کرتے تھے، سب جانتے تھے، اور ساحل بس اتنا جانتا تھا وہ واقعی تجربہ کار ہے۔۔

بظاہرہ مزہ ہی سارا اسی میں ہے باقی قسمت کی بات ہے۔" اسنے" کندھے اچکا کر مسکراتے جواب دیا۔۔

ہاہاہا یہاں قسمت نہیں چلتی بچے۔۔" وہ قہقہہ لگا کر بولے ساحل کی" آنکھوں میں چمک ابھری۔۔

پر میں تو قسمت پر یقین رکھنے والوں میں سے ہوں۔۔" وہ انہیں بتا رہا" تھا۔۔ شیخ صاحب کی مسکراہٹ سکڑ گئی۔۔

پھر تو تمہیں گھر میں بیٹھ کر قسمت کھلنے کا انتظار کرنا"

چاہیے۔۔" شیخ صاحب طنزیہ گویا ہوتے قہقہہ لگا اٹھے۔۔

کوریڈور میں کچھ دور فیروز چغتائی اور ایس پی نادر بھی موجود تھے۔۔جو وقتاً فوقتاً ان سب پر نظر ڈال رہے تھے۔بابر شیخ انکی طرف سے ہی وکیل ہائیر کیا گیا تھا۔۔

اچھا خیال ہے،،فی الحال تو آپ اپنی قسمت کو غلط سمت میں" لیکر جا رہے ہیں، مجھے اندازہ ہو رہا ہے جیسے آپ کو اس کیس میں انٹرسٹ نہیں۔۔" ساحل شاہ جانتا تھا بہت سے مخالفین ہمیشہ پہلے مقابل آنے والے وکیل کو یونہی چیک کرتے تھے۔۔ اسکا جوش ختم کرتے تھے اپنے طنز سے۔۔پر وہ سگریٹ کے کش لیتا، انکی باتوں کو انجوائے کر رہا تھا،،بس اسکا سپاٹ سا انداز تھا وہ ذرا ذرا سی بات پر قہقہہ لگانا بیوقوفی سمجھتا تھا۔۔

یہ تو تمہاری خام خیالی ہے کہ مجھے اس کیس میں" انٹرسٹ نہیں۔۔سب سے زیادہ انٹرسٹ مجھے کسی مکوڑے کی ٹوٹی "ٹانگ کو مزید توڑ کر اسے قابل رحم بنانے میں ہے۔۔

پھر میں آپکی یہ خوبی اعلیٰ خاصیت میں شمار کرنے سے "
معذرت خواہ ہوں۔۔
مجھے انٹرسٹ ان چیزوں میں ہے جیسکہ قابل رحم مکوڑے کو ٹوٹی ٹانگ پر کھڑا کرنا، گھسیٹ کر ہی صحیح اسے اپنے مقام تک پہنچانا۔۔
خیر یہ تو بعد کی بات ہے۔ رہی آپکی، نا مجرم نا مظلوم والی پہیلی۔
تو گناہ کرنے والوں کو ساتھ وکیل نہیں ہوتا، وکیل کو صرف کیس ملتا ہے ثبوت اسے خود دریافت کرنے ہیں، اور مجرم مظلوم کو بھی خود منظر عام لانا ہے۔۔
یہ عدالت ہے اماں کا کچن نہیں جہاں ہمیں بنا بنایا ملے اور ہم کھانے پر ٹوٹ پڑیں۔۔
آپ بے فکر رہیں، مجھے رسکی چیزیں پسند ہیں، سلجھے ہوئے کیس میری طبیعت کو نہیں بھاتے، انہیں آپ جیسے لوگ پسند کر سکتے ہیں پر ساحل شاہ نہیں۔۔
قسمت پر یقین مجھے اسلئے ہے کیونکہ گناہگار یا مظلوم کو ہم نہیں خدا دیکھتا۔۔ اور وہی قسمت لکھتا ہے۔ وہی کسی کو فتح تو کسی کا مات دیتا ہے۔۔۔" اسنے سگریٹ کا ٹکڑا اپنے سیاہ بوٹ تلے مسلا

وکالت تو سب کرتے ہیں یہاں ذہانت کی ضرورت ہے" اسکی گرے آنکھوں کی چمک نمایاں ہوئی پھر سے اور "السلام علیکم" کہتا آگے بڑھ گیا۔۔

کیا کہا اسنے؟" فیروز اور نادر بابر شیخ صاحب کے پاس چلے آئے۔
بچہ ہے ابھی۔۔" وہ طنزیہ ہنس کر گویا ہوئے۔۔"

محتاط رہنا، کافی چالاک ہے۔۔ جہاں تک مجھے اندازہ ہے اسکی اور اس صمصام زیدی کی سپورٹ سے سب ہو رہا ہے۔۔" نادر پرویز نے اس سے کہا وہ پر سوچ سا سر ہلا گیا۔۔
میں نے بھی کچھ سوچا ہے۔۔" فیروز صاحب نے ساحل شاہ" کو دیکھتے ہوئے گہرا سانس بھر کر ان سے کہا۔۔

ان دونوں نے کچھ چونک انہیں دیکھا۔۔۔

جسٹس صاحب آچکے ہیں ایک بیوروکریٹس کا کیس چل رہا ہے،" اسکے بعد ہمارے کیس کی باری ہے۔" وہ ایک سائیڈ چیئرز پر بیٹھے

تھے،، ساحل نے صائم زیدی اور ہارون شاہ سے کہا

ہارون شاہ نے اسکا کندھا تھپتھپایا وہ مسکرا دیا۔۔
انہیں اسنے بتایا نہیں تھا کہ وہ دلاور کا کیس لڑھ رہا ہے، یہ تو انہیں نیوز سے معلوم پڑا تھا، انکا دل چاہا اس قدر بڑے سرپرائز پر دو چار تھپڑ تو وہ ساحل شاہ کو مار ہی دیں پر اپنے برابر قد کے بیٹے کو دیکھ کر وہ خود شرمندہ ہو جاتے تھے پر انکی اولاد نے شرمندہ ہونا نہیں سیکھا تھا۔۔

صام میری فائل؟" گھڑی میں وقت دیکھتے اسنے صمصام زیدی" کو مخاطب کیا
اوپس!" صام ایکدم کھڑا ہوا۔۔۔"
کیا ہوا؟" اسکی اوپس پر سب نے چونک کر دیکھا۔۔ جن میں" فیروز بابر شیخ بھی شامل تھے۔۔۔

میں شاید فائل گاڑی میں بھول کر آیا، ابھی لاتا ہوں۔۔" وہ کہہ کر" عرشیہ کا خیال اپنی ماں کو رکھنے کا کہتے تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھا۔۔

میں بھی چلتا ہوں باہر کافی رش ہے رپورٹرس اینکر کی۔۔۔""
ساحل شاہ نے سیاہ کوٹ پہن لیا تھا کیونکہ انکے کیس ری
اوپننگ میں بس دس منٹ باقی تھے۔۔وہ دونوں ساتھ باہر نکلے

میں آتا ہوں۔۔"دو منٹ ہی گزرے تھے تبھی ان دونوں کے بیچ سے فیروز"
صاحب اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔
کہاں؟"نادر نے چونکتے پوچھا۔۔۔"

آتا ہوں دو منٹ۔۔"انہیں تسلی بخش جواب دیکر وہ روم کے ڈور سے"
تیزی سے باہر نکل گیا۔۔
گارڈز نے راستہ بنایا اور صمصام زیدی تیزی سے اپنی گاڑی کے پاس آیا اور
ڈور کھول کر جھک کر اندر سے ایک سیاہ کور والی فائل کو باہر نکالا اور تشکر
بھرا سانس لیا۔۔

مل گئی،، شکر عرہ کی طبیعت ناسازی کی ٹینشن میں اسے گھر"
نہیں بھول آیا۔۔۔"صام نے فائل کو دیکھتے گاڑی کا ڈور بند کیا اور پیچھے
کھڑے ساحل شاہ کی طرف جیسے ہی پلٹا اس سے پہلے ہی

ایک سرسراہٹی ہوئی گولی فضا میں دھماکے دار آواز کرتے ساحل شاہ کا نشانہ لیا۔۔

فضا میں اچانک سناٹا چھا گیا، ہر سو موت جیسا سناٹا۔۔

سکوت چھایا ہوا تھا، ہر چیز جیسے ساکت جامد ہو گئی۔۔۔

اور اس قیامت خیز سکوت میں صمصام زیدی کی خونخوار دھاڑ انسان سمیت کیڑے مکوڑے کے حواس جھنجھوڑ اٹھی۔۔

بھائی!!!!"ساحل شاہ کے وجود سے ابلتا ہوا لہو دیکھتے صام کی دھاڑ" کے ساتھ کتنے وجود حرکت میں آ گئے۔۔

کورٹ کے احاطے میں ایکدم سے افراتفری کا عالم برپا ہو گیا، پولیس اہلکار الرٹ ہو کر پھیل چکے تھے، حواس باختہ سے گارڈز خوفزدہ گھبرائے ہوئے تھے

ہر طرف دہشت پھیل گئی، روم سے گولی کی آواز سے سب بھاگ کر باہر نکلے۔۔ دشمن اس قدر شاطر تھا کہ اس حد تک آ گیا تھا۔۔

اسے جلدی سے ہاسپٹل لے چلو۔۔"یہ دریاب خان تھا جو ابھی"

پہنچا تھا۔۔۔

نہیں میں ٹھیک ہوں دری۔۔۔"ضبط سے سرخ چہرے کے ساتھ"
وہ کھڑا ہونے لگا۔۔

نہیں مسٹر شاہ آپکو ٹریٹ منٹ کی ضرورت ہے۔۔"کتنے وکیل وہاں"
بھاگ پہنچے تھے ہارون شاہ صائم زیدی بھی وہاں آپہنچا تھا۔۔

رپورٹر اینکر کھٹا کھٹ لہولہان سے وکیل کی تصویرات اپنی اخبار اور ٹی
وی پر چلانے کیلئے سب سے آگے تھے۔۔

اور ان میں وہ بھی تھی۔۔ببل چباتی اپنی موبائل میں لہولہان سے وکیل
صاحب کی تصویر نکال کر ثمن کو سینڈ کرنے والی۔۔

اب یہ روحا شاہ کی بد دعا کا بدلہ تھا یا اسے ہارٹ اٹیک دینے کا
ایک بمب۔۔۔

اس دھماکہ خیز حادثے کی وجہ سے باقی کیسز کی تاریخ آگے بڑھا دی گئی
تھی،ٹی وی نیوز پر بار بار ساحل کی تصویر گھوم رہی تھی۔

امبولنس کی آواز سے گارڈز ساحل شاہ کے وجود کو حفاظتی گھیرے
میں لے چکے تھے،پولیس اہلکار شوٹر کو دور دور تک پھیل کر ڈھونڈ رہے تھے۔۔

ان میں ایک وہ بھی وجود تھا جو آنکھیں پھیلائے اس گاڑی میں

غائب ہوتے وجود کو دیکھ رہا تھا۔۔
دریاب خان نے امبولنس کے پیچھے اپنی گاڑی لیتے ساکت کھڑی انوشہ کو واپس جانے کا اشارہ دیا۔۔۔
پر وہ پتھر کی مورتی بنی ہوئی تھی، اسنے ساحل شاہ کے گولی کے بعد اسکے ساتھ آئی فیملی کا کہرام دیکھا، دیکھ تو وہ نقاب پوش بھی اسے چکا تھا۔۔
دونوں کی نگاہیں ٹکرا چکی تھیں، بھرپور تصادم ہوا تھا، اور وہ اسکی گاڑی کا نمبر بھی نوٹ کر چکی تھی یا بس اسکا وہم تھا۔۔
اسکی ہمت وہاں جواب دے گئی جب اسنے صائم زیدی کے بانہوں میں عرشیہ کا بیہوش وجود دیکھا تھا۔۔
وہ رو پڑی اس قدر سخت مشکلات پر۔۔۔۔

کتنی بیوقوف تھی، مجرم کو وہ معصوم سمجھتی رہی، وہ کتنا شاطر تھا کس طرح شوٹ کر کے چلتی گاڑی میں اندر کود گیا تھا۔۔
کہ وہ بس دیکھتی رہ گئی، آواز بھی نکال نا پائی۔۔۔وہ جانتی تھی جس جگہ اسنے یہ حرکت کی تھی وہ جلد ہی پھانسی پر ہو گا۔۔
کیا ہوتا اگر ساحل بھائی باہر نا آتے تو آج قطعی مجرم اپنے جان لیوا"

"منصوبے میں کامیاب نا ہو پاتا۔۔

ایڈوکیٹ ساحل شاہ پہ اچانک جان لیوا حملے پر آپکا کیا"
کہنا ہے مسٹر فیروز چغتائی؟" یہ رپوٹر تھے جنہوں نے ان تینوں کو
گھیر لیا تھا۔۔۔
انکی رنگت بدل گئی۔۔

جب سے کیس کی بات کی گئی ہے ایک کے بعد ایک حملے ہو رہے"
ہیں ان پر کیا ان کے پیچھے کسی تیسرے فرد کا ہاتھ ہے؟ یا کوئی نہیں
چاہتا یہ کیس کھلے؟
کیا دلاور خان کے کیس کے وقت انکے ساتھ زیادتی ہوئی ہے؟ آپکی
"اس سب کے بارے میں کیا رائے ہے؟؟؟
سوالات کی بوچھاڑ تھی۔۔

ooooo

انت الحیات گھر چلیں۔۔" کیبن کا ڈور دھکیل کر وہ اندر داخل"
ہوتا اسے پکارنے لگا تھا تاکہ اسے لیکر گھر جا سکے پر جیسے کیبن میں

داخل ہوا سامنے خالی بیڈ پا کر وہ چونک گیا۔۔

وہ ایک پرسنل میسج ملنے پر روم سے باہر گیا تھا، اس میسج میں کچھ بولڈ تصاویر تھیں، کیپشن میں دھمکی اسے دی گئی تھی اگر اگلے چوبیس گھنٹوں میں اسنے بازل شاہ کو طلاق نا دی تو ان تصاویر کو شوشل میڈیا پر وائرل کر دیا جائے گا۔

صارم جانتا تھا کہ اگر یہ تصاویر شوشل میڈیا پر گئیں تو نا صرف حیدر شاہ کی وقار پر انگلیاں اٹھیں گی بلکہ انکی ذات کو بری طرح ٹھیس پہنچے گی، اور بازل شاید سب سے الگ ہو جائے گی۔
ایک شاہ خاندان سے تعلق رکھنے والی لڑکی کیلئے پاکستان میں ایسی چیزیں کو فیس کرنا قیامت کے مترادف ہے۔ شاہ خاندان کے علاوہ بھی کوئی بھی لڑکی ذات ایسی پرسنل تصاویر اپنی شوشل میڈیا پر وائرل ہونے نہیں دے سکتی۔۔

بازل بہت ماڈرن صحیح پر اسکارئیل اکاؤنٹ نہیں تھا کسی بھی شوشل میڈیا پر، سب اپنے اپنے بھائیوں کا چلاتی تھیں، جیسے ثمن ساحل

شاہ کا۔۔

بازل کا بھی بوائز سے ہی اکاؤنٹ تھا، بازل نام خود ہی لڑکوں کا تھا تو اسے کسی دوسرے لڑکوں کے نام کا سہارہ لینا نہیں پڑا۔ پر اسکے باوجود اسنے لڑکے کے نام کے ساتھ شاہ نہیں جوڑا تھا، کیونکہ کہیں نا کہیں اسے اپنی ذات بیک گراؤنڈ کا اندازہ تھا وہاں لڑکیاں پردے میں ہوتی ہیں۔۔

اسے کچھ دیر لگ گئی باہر، اسنے سم دیکھی تو نیو تھی اور یہیں پاکستان کی ہی تھی، لوکیشن وہ ٹریس نہیں کر سکا کیونکہ سم بند تھی، شاید اسے دھمکی بھیج کر ہی سم توڑ دی گئی تھی۔

وہ کچھ دیر لب بھینچے موبائل مضبوطی سے تھامے کھڑا رہا، اسنے ٹھیک سے اپنی بیوی کی تصاویر نہیں دیکھی تھیں کیونکہ ان تصاویر سے لگ رہا تھا اسکی پرسنل بے خبری میں تصویریں لی گئی ہیں۔

وہ سر جھٹک کر جب کیبن میں واپس آیا تاکہ اسے لیکر گھر جا سکے پر پورا کیبن خالی دیکھ کر وہ پریشان ہوا۔

ڈاکٹر صارم کیا آپ اپنی بیوی کیلئے پریشان ہقر ہے ہیں؟" اسکے " چہرے سے پریشانی کے تاثرات دیکھتے اسکے دوست ڈاکٹر

فرحان نے روک کر شرارت سے پوچھا۔۔

ہاں کیا تم نے اسے دیکھا؟" اسکے پاس جھینپنے کھسیانے کیلئے وقت "
نہیں تھا سو جلدی سے بولا
جی میں ابھی اندر آرہا تھا تو آپکی مسز آپکی گاڑی لیکر جارہی تھیں۔۔ابھی "
آپکے ڈھونڈنے کوئی چیز کے کھو جانے والے تاثرات دیکھتے سوچا آپکو
انفارم کر دوں۔" وہ ایسے ہی تنگ کرنے کیلئے بول رہا تھا پر اسکا" کسی چیز
کے کھو جانے "کہنا صارم کو تکلیف دے گیا۔۔

اوہ! اسے عادت ہے میری چیزیں لے جانے کی۔۔" ایکدم پر سکون "
سانس خارج کرتے وہ بولا۔۔
اوہ! انٹرسٹنگ۔۔" وہ اسکے جواب سے مسرور ہوا تھا دلکش محبت "
بغیر اجواب تھا۔
کہیں اس عادت میں بھابی تمہارا دل بھی تو چرا کر نہیں "
لیکر گئی؟" فرحان نے آنکھ دبائی اور اسکی اس بات سے وہ سرخ
ہوا تھا۔
ہاہاہا مجھے لگتا ہے آپ کو ریسٹ کرنا چاہیے۔" اسکی سرخ آنکھیں "

دیکھتا وہ ہمدردی سے بولا

صارم اسکی بات کا پس مطلب سمجھ کر اسے خشمگیں نگاہوں سے دیکھنے لگا۔۔"غلط مطلب سمجھ رہے ہو میں تو بس تمہاری سرخ آنکھیں دیکھ کر ترس کھا رہا ہوں۔۔"فرحان نے فوراً سے اسکی گردن میں بازو حائل کر کے ساتھ لگانا چاہا پر صارم نے اسکا ہاتھ جھٹک دیا سمجھ رہا ہوں میں۔۔"وہ چبا کر بولا فرحان کا پھر سے قہقہہ" گونجا صارم جانے لگا تو وہ بھی اسکے پیچھے ہو لیا

فرحان ہاؤس جاب کیلئے یہاں تھا۔یہاں آتے اسکی دوستی صارم زیدی سے ہو گئی تھی،اسکی نرم صابر طبیعت سلجھے لہجے کا وہ قائل ہو گیا تھا

سچ میں بھابی تمہاری گاڑی لے گئی،میں تمہیں پیش کر رہا ہوں اپنی" گاڑی کیونکہ میں نے دیکھا بھابی روتے ہوئے جا رہی تھی۔۔"وہ اسکے پیچھے کیبن میں آتا سیریس ہو کر بولا

صارم سن کر تیزی سے پلٹا۔۔اور اسکی اس حرکت سے پھر وہ قہقہہ لگا اٹھا۔

مگر مچھ جیسا منہ بند کروا سکی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اسلئے رو رہی"
تھی شاید۔۔۔"وہ اپنا اوور آل موبائل دیگر چیزیں ایک سیکنڈ میں
سمیٹ کر اسکے ہاتھ سے کیز جھپٹی۔۔۔
ارے ارے۔۔"وہ ابھی اسے ستانے کے موڈ میں تھا پر ڈاکٹر"
صاحب اس قدر تیز نکلیں گے اسے اندازہ نہیں تھا۔چابی کی
جگہ اسکے ہاتھ میں فائل تھی جو کچھ دیر پہلے صارم کے ہاتھ تھی جسے
اسنے کیبن میں آکر ٹیبل سے اٹھایا تھا۔۔

ڈاکٹر عطا کو دے دینا ڈاکٹر صارم زیدی نے دی ہے۔۔"اسنے"
بغیر مڑے اسکی بوکھلاہٹ پر کہا
زیدی میری بائیک کا خیال رکھنا۔۔۔"اسکے انداز کو دیکھتے اسے ڈر تھا کہ"
اسکی اولڈ ماڈل ون ٹو فائیو کو وہ اپنی ہیوی بائیک نا سمجھ کر نا اڑائے۔۔۔

پر وہ چلا گیا تھا فرحان ہولتا رہا،جبکہ آتے جاتے کوریڈور
میں ڈاکٹرز نے اسکے عمل پر ناپسندگی سے ضرور گھورا تھا۔۔

کتنی دفع کہا ہے تجھے فرحان کسی شادی شدہ مرغیوں کو نہیں"

چھیڑنا، اب پھنس گیا نا۔۔" وہ خود کلامی کرتا گہرا سانس بھر کر آگے بڑھ گیا۔۔

oooooooo

نہیں کچھ نہیں ہوا، کورٹ کے باہر ہی اچانک فائر کر دیا گیا وکیل صاحب پر۔۔ میڈیا جمع ہو گئی اور پھر وہی تماشا جو اکثر ہوتا رہتا ہے۔۔"

پر چونکانے والی بات یہ ہے دوسری طرف فین سے رپورٹر پوچھ رہے ہیں کیا دلاور خان کے ساتھ انصاف کے معاملے میں ناانصافی ہو گئی ہے۔۔۔"

وہ موبائل کان سے لگائے ایک ہاتھ سے ڈرائیونگ کرتا جیکی دوسری طرف موجود ڈی کے کو آج کی صورتحال سے آگاہ کر رہا تھا جکی جاسوسی پر وہ آیا تھا۔

وہ آرام آرام سے ڈرائیونگ کرتا، واپس لوٹ رہا تھا،، اسکی ٹانگ میں گولی لگی تھی، ڈاکٹر نے ڈی کے کے کہنے پر علاج بھی کر دیا تھا۔۔

جیکی ایک اچھا اسکا جاسوس تھا، وہ اسکا کام کا بندہ تھا، اسے

اسکی غلطی کی سزا یوں ملی تھی کہ ٹانگ پر گولی لگنے کے باوجود وہ یخ پانی میں رہا تھا کافی گھنٹے۔۔

مضبوط اعصاب کا مالک نا ہوتا تو اب تک شہید ہو چکا ہوتا۔ پر گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز ختم ہوتے اسکی جان بخشی ہوئی اور وہ درد سے کراہتا ہوا باہر آ گیا تھا۔۔

اس وقت اسکی ٹانگ پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور وہ بہت مشکل سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔ اب یہ اسکی معذور ٹانگ کے باعث تھا یا مقابل کی تیزی خطرناک حد تک ڈرائیونگ کا نتیجہ کہ

اچانک بیچ سڑک پر دونوں گاڑیوں کا زوردار ٹکراؤ ہوا۔۔

فضا میں دھماکے ہولناک آواز گونج اٹھی، کراچی کی مین سڑک پر اس قدر اچانک ٹکراؤ سے دوسری گاڑیاں بھی کافی متاثر ہوئیں۔۔

فضا چیخ اٹھی، لوگوں میں ہڑبڑاہٹ بوکھلاہٹ پھیل گئی۔

"کون ہے؟"

"کیا ہوا؟"

"!اللہ خیر"

مختلف فقرے منہ سے ادا کرتے کھٹک کھٹک سے ڈور کھول کر تیزی

سے باہر نکلے۔۔

آہ۔۔"نما چیخ صارم زیدی کی گاڑی میں بیٹھی بازل شاہ کی بھی نکل گئی"
تھی، اگر بروقت ہوش میں آکر وہ بریک پر پاؤں نا رکھتی تو آج
خطرناک حادثہ ہوجاتا۔۔۔
اسکے حواس گڈمڈ ہوگئے، اعصاب بھاری ہوکر دماغ کو سن کر گئے،،،وہ
کتنی دیر بے یقینی کی کیفیت میں بیٹھی رہ گئی، اسکی نظریں سامنے
ٹرائی گاڑی پر تھیں۔۔۔
اسکی آنکھوں کے سامنے آئندہ کے خیال گڈمڈ ہونے لگے، گاڑیاں، پولیس،
لوگ، لاش، وہ اور جیل، پھر عدالت، اور فیصلہ پھر سزائے
موت۔۔۔۔

نہیں نہیں بلیک مین۔۔۔"وہ خوفزدہ ہوتی بوکھلا کر نفی میں سر"
ہلاتی صارم کو ڈھونڈنے لگی۔۔پر صارم کے بجائے کھڑکیوں پر موجود لوگوں کو
دیکھ کر اسکی گلابی رنگت سے زرد ہوگئی۔۔

لوگوں ونڈو کے شیشے پر ہاتھ مارتے اس سے کچھ کہہ رہے تھے پر بازل کو

سنائی جیسے کچھ نہیں دے رہا تھا۔
وہ سامنے گاڑی کو دیکھنے لگی جس میں موجود جانے کون تھے اور زندہ بھی تھے یا۔۔۔
وہ ابھی یہاں سے بھاگ جائے یا نکل کر اس انسان کی خیریت دیکھے؟ بھاگ جانے سے اسکی جان بچ سکتی تھی پر سر پر ایک بوجھ آجاتا۔۔ ناتواں کندھوں پر فراری جیسے جرم کا بوجھ وہ نہیں اٹھا سکتی تھی۔۔
اسنے لوگوں کے رش کو دیکھا، اب آہستہ آہستہ اسے لوگوں کا رویہ سمجھ آرہا تھا انکی باتیں سننے میں آرہی تھیں۔۔

وہ جو سمجھ رہی تھی سب اسکی جان نکال دیں گے، پر ایسا نہیں تھا لوگوں کے چہرے الفاظ سے لگ رہا تھا کہ انہیں اسکی فکر بھی تھی۔۔
یہ دیکھ کر اسکے کو ڈھارس ملی، وہ چہرے کے گرد بندھے اسکارف سے جلدی سے ایک سائیڈ سرے کو تھام کر نقاب کرتی ڈور کھول کر کانپتے وجود کے ساتھ باہر آگئی۔۔

اسنے اپنے کپڑوں پر تیز رنگ کا پاؤں کو چھوتا کوٹ پہنا ہوا تھا،

کمر پر ایک لیڈیز ڈائمنڈ کی بیلٹ بندھی ہوئی تھی کوٹ کے اوپر۔۔
تقویٰ زیدی کے بڑے سے دوپٹے سے کولیکر آئی تھی وہ جس سے اسنے
اسکارف باندھا تھا چہرے کے گرد ہالے میں۔۔
وہ اپنے کپڑوں اور گاڑی سے کسی ہائی کلاس گھرانے کی لڑکی لگ رہی تھی،
تبھی لوگ کچھ کہنے سے گریز پا تھے۔
اور اگر کوئی اس تیز دھوپ میں بیچ سڑک پر اچانک اس
حادثے سے غصہ جھنجھلا گیا تھا وہ بھی دور اس سے دل کی بھڑاس
نکال رہے تھے۔
اسنے آگے بڑھ کر اپنی گاڑی کو دیکھا تو بے ساختہ آنکھیں پل کیلئے میچ
لیں۔۔ اسنے بلیک مرسین کی گاڑی ڈیمیج کر دی۔
اسکی آنکھوں میں غصے سے نمی آ گئی۔۔۔

اسنے کسی کو کوئی جواب نہیں دیا، نا ہی کسی سے کوئی بات کی۔ وہ مردوں کی
بھیڑ میں نقاب کیے ان سے فاصلے پر مقابل گاڑی کی طرف
بڑھی۔۔

ایکسکیوزمی آپ ٹھیک ہیں۔۔" ونڈو پر انگلی سے دستک دیتے ہوئے اسنے "

دوسری جانب وجود کو مخاطب کیا، جو پہلے سب کر رہے تھے وہ بھی وہی کرنے لگی۔۔

پر جواب ندارد۔۔۔

بازل نے پاکستانی لوگوں کے خوف سے پھر سے کوشش کی، وہ چاہتی تھی انہیں دکھائے کہ اسنے کچھ نہیں کیا گاڑی میں موجود وجود بالکل ٹھیک ہے۔۔

اور اگر ٹھیک نہیں بھی تو وہ اسے بلیک مین کے پاس لے جائے گی، اور سوری بھی کرلے گی بلیک مین سے اور اس سے بھی۔۔

جیکی کو بری طرح ٹانگ میں چوٹ لگی تھی، کچھ دیر تو وہ سن رہ گیا تکلیف کی شدت سے۔ پر ونڈو پر مسلسل دستک سے تنگ آکر اسے انہیں جواب دینا ہی تھا۔۔

اور گاڑی کو بھی تو دیکھنا تھا، آخر کار آگے سفر جو کرنا تھا۔ بغیر گاڑی کے وہ کیا کرتا۔۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔۔" وہ ڈور کھول کر باہر نکلا تو سب پیچھے ہو گئے، کچھ گاڑیاں رکی ہوئی تھیں تو کچھ تیزی سے جا رہی تھیں۔۔

"اسکی ٹانگ سے خون نکل رہا ہے۔" اسنے جیسے بائیں ٹانگ باہر نکالی، سفید

پٹی سے بل بل کر نکلتے خون کو دیکھ کر ایک آدمی نے تیز آواز میں کہا۔۔
لوگوں کی آوازوں پر بازل کی خوفزدہ نظریں بھی جیکی کی ٹانگ پر گئیں۔
اسکا گلابی چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا۔۔

اسے پولیس کے حوالے کرو۔۔" کوئی بازل کے پیچھے غصے سے بولا تھا۔۔وہ بری "
طرح ہراساں سر سیمہ ہوئی پلٹ کر پیچھے دیکھنے لگی، وہ آدمی نفرت
سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

ہاں ایسی امیر زادیوں کو ہم غریب انسان نہیں کیڑے مکوڑے لگتے "
ہیں۔۔" دوسرے آدمی نے حامی بھری۔۔
غلطی صرف اسکی نہیں تھی مقابل کی بھی تھی، وہ بھی بغیر ہوش
وحواس کے ڈرائیو کر رہا تھا۔ پر اسکے پاس ظاہری چوٹ تھی اسلئے
ساری ہمدردیاں مقابل کے پاس تھیں۔۔

دنیا آنکھوں دیکھے پر یقین کرتی ہے، اندر کی تکلیف کی کسی کے پاس اہمیت
نہیں سواء رب کے۔
نہیں انکی غلطی نہیں۔۔ یہ چوٹ مجھے پہلے سے لگی تھی۔۔" اتنے "

مردوں میں ایک عورت کو پھنسا دیکھ کر اچھا جیکی کو بھی نہیں لگا تھا، تبھی کسی دوسرے کے کاروائی کرنے سے پہلے ہی بول اٹھا۔
بازل کو اسکے لہجے میں تکلیف کی شدت محسوس ہوئی،، اسنے جلدی سے گردن گھما کر اسے دیکھنا چاہا۔۔ پر وہ ناکام ہو گئی کیونکہ وہ آگے بڑھ کر اپنی گاڑی کا جائزہ لے رہا تھا۔

وہ اسکی چوڑے شانوں والی پشت کو دیکھ رہی تھی۔۔
"میں آپ کو ہاسپٹل ڈراپ کر دوں؟ یہیں قریب میرے ہسبینڈ کا ہاسپٹل ہے۔۔" وہ اسکے پیچھے آتی بولی۔۔
"میرے پاس پیسے نہیں ہیں فیس کیلئے۔۔" جیکی نے بغیر پلٹے اپنی خالی جیبوں کو چھوا۔۔

"نن۔ نہیں میرا شوہر فری میں علاج کر لیتا ہے۔۔" اتنے عرصے میں پہلی بار اسنے یہ کہتے اپنے دل میں کچھ شدت سے محسوس کیا۔۔۔
وہ حیرت میں چلی گئی کہ ایسے کتنے لوگ ہوں گے جنہیں تکلیف ہو گی، پر انکے پاس پیسے نہیں ہوں گے اور وہ تکلیف لوگوں کو دکھائی نہیں

دی گی اور صرف رب اس تکلیف کو دیکھے گا، تو کیا اسکا شوہر رب کی رضا میں ان کے پیارے بندوں کا علاج کر رہا تھا، اس تکلیف کا علاج جو صرف رب دیکھتا ہے۔۔

وہ تکلیف جو دنیا والوں کو دکھائی نہیں دیتی۔۔ اسکا شوہر بینکوں میں بھرنے کیلئے پیسے اکٹھے نہیں کر رہا تھا، بلکہ وہ دوسرے جہان میں اپنی آسانیاں پیدا کر رہا تھا۔۔

جیسے ایک مزدور گھر سے نکل کر باہر سارا دن کما کر پیسے وصولتا ہے، تبھی وہ پیٹ بھر سکتے ہے، گھر سنوار سکتے ہیں، آرام دہ بستر لگا سکتے ہیں، اور روشن کر سکتے ہیں اپنے گھر کو، اگر کوئی نہیں کما سکتا تو انکی حالت بد سے بدترین ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ دنیا کسی کو کچھ نہیں دیتی، بلکہ یہ دنیا کہتی ہے تم خود کرو خود کیلئے جس کیلئے تم یہاں بھیجے گئے ہو وہ کام کرو، تم کامیاب بن جاؤ۔۔۔

ویسے ہی رب نے یہاں انسان (مزدور) کمانے کیلئے بھیجا ہے، اچھے اعمال نیکیاں کمانے کیلئے تاکہ وہ نیکیاں آگے چل کر اسے اپنے گھر (قبر) میں کام آسکیں۔۔

اسکا دل بیٹھنے لگا، اسکے پاس کوئی ایسا عمل نہیں تھا جس سے وہ اپنے گھر میں ایک بلب ہی لگا سکے۔۔

اسکا دل یہ دیکھ کر سکڑ گیا کہ اسکے شوہر کے پاس اسکی صرف یہی گاڑی تھی، جو اسے بہت عزیز تھی کیونکہ یہ اسکے بھائی کی طرف سے انتہائی مہنگی گفٹ گاڑی تھی، اور اسے اسنے ڈیمج کر دیا۔

اسکے شوہر کے پاس جتنا وہ جان پائی تھی، بینک بیلنس نہیں تھا، وہ پارٹ ٹائم جاب کرتا تھا، آدھا وقت فری میں لوگوں کا علاج کرتا تھا تو آدھے سے کم وقت وہ پرائیوٹ جاب کرتا تھا جہاں سے پیسے ملتے تھے اور وہ جیب خرچ نکالتا تھا۔۔

وہ ایک بڑے ڈاکٹرز کا بیٹا تھا، وہ عیش سے زندگی بسر کر سکتا تھا، پر اسکے پاس ایک اپنی خریدی گاڑی نہیں تھی، سواء اسکی جمع پونجی سے خریدی گئی ہیوی بائیک۔۔۔

بازل شاہ کی زندگی اچانک گڈمڈ ہو گئی، وہ کتنی عالیشان زندگی بسر کرنے والی لڑکی تھی، اسکے باپ کا کروڑوں کا بینک بیلنس تھا اور اسکے شوہر کا لاکھ سے زیادہ بینک بیلنس نا ہو گا۔۔

پھر تو وہ اچھا ہو گا، اس سے کہنا وہ اس گاڑی کی مرمت کروا دے"
کیونکہ میں آپکی اتنی بڑی گاڑی کی مرمت کروانے کے قابل خود کو نہیں
سمجھتا، میں خود چار بیویوں کو پال رہا ہوں میرے پاس اپنے لئے ایک
سکہ نہیں۔۔"وہ بازل شاہ کی گاڑی کی طرف اشارہ کرتا بولا۔۔

وہ چار بیویوں کے ذکر پر چونک گئی۔۔
اگر یہ چار بیویاں صارم زیدی کی ہوتیں تو؟"اسے خیال آیا۔۔"
پاکستان میں تین سوتن کے قتل کرنے پر کیا جرمانہ ہے؟"وہ لگے"
ہاتھوں پوچھ بیٹھی۔۔
جیکی اس سوال پر چونک گیا، اسے اس "خاتون" سے یہ توقع ہرگز
نہیں تھی۔۔وہ مسلسل اس سے انگلش میں بات کر رہی تھی، اسے لگا چھ
ماہ کا انگلش کورس کر کے وہ خود کو انگریزوں کی جان نشین ثابت کرنے پر
تلی ہوئی ہے تو یہ اچھا تھا۔۔
وہ اپنے لہجے سے ثابت کیا منوا بھی سکتی تھی پر پاکستان میں رہ کر اس
سے "چار سوتن" کے قتل کی سزا پوچھنا جیکی سے ہضم نہیں ہوا۔۔۔
لوگ اب انکے مسلسل راستہ بلاک کرنے سے اکتا چکے تھے، ہمدردی گئی
بھاڑ میں کوئی تماشا نہیں لگا، کوئی ایکشن مووی شوٹ نہیں ہوئی، انہوں

نے بد مزہ تو ہونا ہی تھا۔۔

سامنے دور سے ایک ٹریفک اہلکار بھاگتا انکی سمت آتا دکھائی دے رہا تھا، اسے بھی تو ثابت کرنا تھا وہ پاکستانی ٹریفک اہلکار ہے۔۔

"آپکے لہجے سے مجھے یقین نہیں کہ آپ پاکستانی خاتون ہیں، پر آپکے سوال سے میں سمجھ سکتا ہوں کہ آپ شدپاکستانی خاتون ہیں۔۔"

"بہرحال! آپکا سوال انٹرسٹنگ ہے،، پاکستان میں اسکی سزا کم از کم تین قتل پر تین عمر قید تو ہو ہی سکتی ہے یہ میرا اندازہ ہے۔۔ پر میری رائے لی جائے تو، پاکستان قانون کو اس بندے کے حق میں فیصلہ دیتے ہوئے تین مزید شادیاں کروادینی چاہیے آخر کار اس بچے کا بھی تو مقصان ہوا ہے۔۔" وہ اپنی گاڑی کا معائنہ کر کے مطمئن ہوا کہ اگلی مکینک شاپ پر وہ اسکی ہلکی پھلکی مرمت کرواسکتا ہے۔

"میں آپکی کوئی مدد کر سکتی ہوں؟" وہ اسکے چہرے کو ذرا سی دیکھنے کی کوشش کرتی گویا ہوئی۔ اسنے بیلوٹی شرٹ پہنی ہوئی تھی ہاف سلیو، بیلو ہی جینز پہنی تھی جو آجکل کے فیشن سے پاک تھی۔۔

رنگت اسکی سیاہ تھی، بلیک مین سے تھوڑی سی مزید سیاہ، وہ اپنی

رنگت کے برخلاف بہت تمیز سے پیش آرہا تھا۔
حیرت کی بات تھی کہ اس سیاہ آدمی کی چار بیویاں تھیں۔۔

وہ پولیس والا انکے پاس آگیا، اب تفتیش ہونی تھی، جس میں وہ اچھے خاصے ذلیل ہونے تھے۔یا چند پیسوں سے وہ باعزت بری ہوجاتے۔۔

جی بالکل آپ کر سکتی ہیں، بلکہ دو کام کریں۔۔"وہ ہاتھ سے پولیس اہلکار کو سلام" کرتا سر کو خفیف سی جنبش دیکر بولا۔۔۔
کون سے؟"گاڑیاں آہستہ آہستہ دوسری طرف سے جانے لگیں۔اسکے" دل کی دھڑکنیں تیز ہوگئیں اگر کسی نے اسے پہچان لیا کہ وہ صمصام زیدی کے بھائی کی بیوی ہے تو؟

اتنا اسے سمجھ آگیا تھا کہ پہچان جانے کی صورت میں یہ چھوٹا سا ایکسیڈنٹ کل کی اخبار میں ایک بڑا دھماکہ ثابت ہوگا۔۔
پہلا یہ کہ مہربانی کرکے آئندہ اگر کبھی اتفاق سے ملے تو میری" معصوم بیویوں کے دماغ میں یہ سوتن کے قتل و تل کی بات مت کرنا،

کیونکہ پاکستان میں ایسا کوئی قانون نہیں ابھی تک کہ مجھے انکے بدلے دوسری بیویاں مل سکیں۔" اسکی ریکویسٹ سے وہ ہونقوں کی طرف اسکی پشت کو دیکھ رہی تھی۔۔

ایک سیکنڈ میں اسکا دماغ گھوم گیا، وہ کیا اسے پھاپھا کٹنی لگتی تھی جو اسکی معصوم بیویوں کو قتل کروانے پر اکساتی۔۔
دوسرا یہ کہ ابھی میں یہ سب کچھ سنبھال لوں گا، آپ جا کر" اپنی گاڑی میں بیٹھیں، مزید کوئی ایکسیڈنٹ میں افورڈ نہیں کر سکتا۔۔ آپکی لاش تو باحفاظت آپکے اپنوں کے پاس پہنچ جائے گی، پر میری "معصوم بیویاں میرے انتظار میں تاعمر بیٹھی رہ جائیں گی۔۔

وہ اسے کیا ثابت کرنا چاہتا تھا؟ کہ وہ جھگڑو الو یا فادن ہے؟
شٹ اپ! بھاڑ میں جاؤ تم اور تمہاری سو کالڈ معصوم بیویاں۔۔""
اسکا دماغ اس قدر گھوما کہ اسنے جاتے ہوئے غصے میں مقابل کے درد کی پرواہ کیے بغیر پیچھے ٹانگ میں نامحسوس طریقے سے وار کیا۔۔۔

یو!" وہ کراہ کر غصے سے پلٹا پر بازل دوسری طرف سے نکل چکی تھی۔۔"
اسنے اہلکار سے بات کرلی تھی اسلئے وہ سیدھا جا کر اپنی گاڑی میں
بیٹھی اسے کوئی رکاوٹ پیش نا آئی۔۔

جیکی کا چہرہ درد سے سرخ ہو گیا۔۔ وہ آنکھوں میں غصے کی چنگاریاں بسا
کر گاڑی کی طرف پلٹا۔۔
اسنے اس احسان فراموش عورت کے سوال کا جواب دیا، اسے
اسکے جرم سے باعزت بری کیا، اسے گاڑی تک جانے کا محفوظ
رستہ دیا اور وہ جاتے ہوئے اسے تکلیف دے گئی۔۔۔

نکلو راستہ صاف کرو جلدی۔۔ "ٹریفک پولیس اہلکار نے غصے سے"
کہا۔۔۔
خاتون آپ نے یہ اچھا نہیں کیا۔۔" وہ دکھ سے کہتا ایک غصے"
بھری نظر اس خوبصورت مہنگی گاڑی پر ڈالتے پلٹنے والا تھا تبھی
تیزی سے دوسری طرف گاڑی کا دروازہ کھلا۔۔۔

رکو!!!" یہ ششدر سی آواز بازل کی تھی"

فضا جیسے ساکت ہو گئی،، ہر سو موت جیسا سکوت چھا گیا،، وہ سامنے سے اسکا چہرہ پورے بیس سیکنڈ کیلئے دیکھ چکی تھی، جب وہ آنکھوں میں چنگاریاں بسا کر اسے دیکھ رہا تھا۔۔

اسے جس عمل پر پچھتاوا تھا، وہ عمل اسے ششدر کر چکا تھا، وہ پتھر کی مورتی ہو جاتی اگر اسے جاتے ہوئے دیکھ کر چیختی نا۔۔۔
وہ رکا نہیں، اس سے شاید غلطی میں،، یا طیش میں سامنے آنے کا عمل ہوا تھا، ورنہ وہ اسکی چیخ پر نا رکا۔۔۔

میں تمہیں پہچان ہوں جیکی۔۔۔"وہ یوں چیخی جیسے آس پاس جس" طرح شور شرابا گاڑیوں کا اسے محسوس نہیں ہو رہا تھا مقابل کو بھی محسوس نہیں ہو گا۔۔۔
اسکی گرے کرسٹل جیسی آنکھوں میں خون اتر آیا، اسکے دماغ پر نقش چھپے ہوئے تھے، اگر روحا ہوتی تو قطعی ان بیس سیکنڈ میں مقابل کو نہیں پہچان پاتی پر وہ بازل شاہ تھی۔۔۔۔

بازل شاہ۔۔۔۔

ہاں وہ بازل شاہ تھی تبھی ممکنہ حد تک خود کو اسکی زیرک نظروں سے چھپایا جا رہا تھا، وہ تیزی سے گاڑی کا ڈور کھول کر اندر بیٹھ گیا۔۔

جعفر آئی ول کل یو!!" وہ غراتی تیزی سے ڈور کھول کر باہر نکل رہی تھی، وہ" اسے جان سے مارنا چاہتی تھی، اسے شوٹ کر کے اپنے زخموں کی تسکین چاہتی تھی۔۔۔

اسکا تفس پھول چکا تھا، اسکے جینے کا آدھا مقصد اسکے سامنے سے جا رہا تھا،، اسنے جس تیزی سے دروازہ کھولا گاڑی اتنی تیزی سے بیک ریورس ہو کر اسکے پاس سے دوسری طرف سے جہاز کی تیزی سے وہاں سے بھاگی۔۔۔

اسکے ہاتھ پاؤں کانپ رہے تھے، وہ پسینا پسینا ہو چکی تھی۔۔

گاڑی کے ڈور کو پکڑے وہ اسکی گاڑی کو جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی، اسکی گاڑی کے نمبر اسکی آنکھوں میں گڈمڈ ہو گئے۔۔

اسکی نظریں دھندلی سی پڑ گئی، آنکھوں میں نمی تیر گئی۔۔

آپکی لاش تو باحفاظت آپکے اپنوں کے پاس پہنچ جائے گی، پر میری" "معصوم بیویاں میرے انتظار میں تا عمر بیٹھی رہ جائیں گی۔۔

بازل!!" پاس سے کسی مانوس آواز میں پکار ہوئی وہ تیزی سے تڑپ کر"
پلٹی تو پاس موجود بائیک سوار نے اپنے سر سے ہیلمیٹ اتارا۔۔
بلیک مین۔۔!" آنسوں ٹوٹ کر اسکے گال پر گرا۔۔"وہ۔۔۔۔۔" اسنے"
کچھ کہنا چاہا
پر صارم جاتی ہوئی گاڑی کا نقصان دیکھ چکا تھا۔۔۔
کوئی بات نہیں،، جانے دو۔۔ تم ٹھیک ہو۔۔۔؟" وہ اسے دیکھ رہا تھا"
کوئی بات نہیں؟ جانے دو؟" یہ صارم کے الفاظ ہتھوڑے کی طرح"
برسے۔ اسنے غیر یقینی سے چونک کر اسے دیکھا۔۔

تم ٹھیک ہو انت الحیات؟" وہ اسے پھر سے مخاطب کرنے لگا،"
بازل دل میں اٹھتے درد کو دبا کر مسکرائی۔۔
!!!واقعی جانے دو
پر قصور اسکا نہیں تھا، وہ تو یہی کہے گا جانے دو۔۔۔
اسے سمجھ آگیا، کیونکہ وہ کچھ جانتا جو نہیں تھا۔۔۔۔

وہ اندر بیٹھ گئی، اسنے بھی ہیلمیٹ واپس پہن لیا، اسکا دل تو چاہ رہا تھا وہ
اسکے ساتھ بائیک پہ بیٹھے پر وہ اس وقت نیم مردہ کیفیت

میں تھی۔۔۔۔

ooooooo

ابھی جو میرے فاضل دوست نے کہا، کیا آپ اس سے متفق"
ہیں؟ کیا آپ ایک ریپسٹ اور قاتل نہیں ہیں؟" سر اٹھائے
کٹہرے میں موجود بارویں جماعت کے طالب کے سامنے
کھڑے سیاہ کوٹ میں ملبوس وکیل صاحب نے اٹھ کر
اسکے سامنے آتے بہت ہی چبھتے ہوئے لہجے میں اس سے پوچھا تھا۔
کمرہ عدالت میں ایکدم سے جیسے سکوت چھا گیا۔ موت جیسا
سناٹا۔۔ ہر شے جیسے رقصِ موت میں چلی گئی ہو۔
آپ کے ہاتھ میں کیا ہے؟" کٹہرے میں کھڑے لڑکے نے"
انکے سوال کا جواب دیئے بغیر الٹا ان سے سوال پوچھا۔ سب نے
چونک کر دیکھا اسے۔

وکیل نے اپنے ہاتھ میں موجود فائلز کو دیکھا۔ "تمہارا مستقبل ہے" وہ
طنزیہ مسکراہٹ سے بولا
جب میرا مستقبل پتا ہے تو مجھ سے سوال جواب کا فائدہ! پھر بھی"

اگر ضروری ہے تو میرا مستقبل دیکھ لو۔۔"وہ بااعتماد کھڑا بولا۔
لوگ اچھنبے میں پڑ گئے اس "مجرم" کا اعتماد دیکھ کر۔۔۔وہاں موجود لوگوں کی چہ میگوئیاں شروع ہوئیں جنہیں جج صاحب کے ہتھوڑے کی گرج نے ختم کیا۔

بات کو گھماؤ نہیں جواب دو ٹھیک سے۔کیا تم مجرم ہو؟۔""
وکیل نے سختی سے کہا
اس فائل میں کیا ہے؟؟"وہ پھر وہی سوال دہرانے لگا"
تمہارے ڈی این اے ٹیسٹس ہیں جن میں تم ایک مجرم ہو،،اور"
تمہارے لیے پچاس لاکھ لوگوں کا احتجاج ہے تمہیں سزائے موت سنائی جائے اور وہ بھی ایسی کہ دوبارہ ایسا سوچنے والے کی روح کانپ جائے
"جب تمہارے انجام کو سوچتے۔۔

جب تم لوگوں کو پتا ہے میں مجرم ہوں پھر مجھے سے کیوں پوچھ رہے"
"ہو؟
صرف ہم نہیں پچاس لاکھ لوگوں کو ماننا ہے۔۔"وکیل نے"
جتایا۔۔

بہت کم لوگ ہیں، میں نے سوچا تھا اتنے بڑے مجرم کیلئے کم از کم"
آدھی دنیا تو جمع ہو ہی جائے گی۔" وہ ستہزائیہ ہنس کر بولا" پر یہاں تو
دنیا کے تیرے حصے کے ننانوے حصے جتنے لوگ بھی نہیں۔۔
انسانیت کیا بس یہیں تک ہے،، یہی تیرے حصے کے ننانوے
لوگ ہی صرف انسان ہیں؟" وہ ہنستا ہوا پوچھ رہا تھا۔۔

اگر تمہیں ان ننانوے لوگوں کے بیچ چھوڑا جائے تو تمہارا انجام تم تصور کر"
سکتے ہو؟ خون کے ذرے جتنا بھی گوشت نہیں ملے گا تمہارا انکے قدموں
تلے۔۔" وکیل نے غصہ دباتے ہوئے کہا

میں ایسا تصور نہیں کرتا جو ہونا نہیں ہے۔ اگر تم لوگ ایسا کروگے تو"
مجھے خوشی ہوگی کہ کم از کم تم لوگوں میں انسانیت تو باقی ہے۔۔" وہ کندھے
اچکا کر بولتا دوسری طرف دیکھنے لگا۔
لوگ بپھر اٹھے انسانیت کے طعنے پر۔۔۔۔
کمرہ عدالت میں جج صاحب کا ہتھوڑا گرج اٹھا۔۔

اسکا جواب بے خوف تھا،، سب نے حیرت سے دیکھا تھا
اسکی شکل کو۔۔۔
تمہیں ذرا بھی ڈر نہیں کہ تمہیں عمر قید اور سزائے موت سنائی"
گئی ہے؟" وکیل اچنبھے میں پڑ گیا

ڈر کیوں؟ مجھے تو سزائے قید بہت کم لگ رہی ہے اگر عدالت"
میں مجھ جیسے مجرم کی سنی جاتی تو میری آخری خواہش تین دفع
سزائے موت ہوتی۔" وہ بہت لاپرواہی سے بولا

تین دفع سزائے موت؟" وکیل نے نا سمجھی سے دہرایا۔"
ہاں تین دفعہ سزائے موت! پہلی دفعہ پھانسی دیتے جب"
موت قریب آئے تو اتار کر دو، پھر دوسری دفعہ سزائے
موت دیتے پھر جب موت قریب آئے اور میرا وجود جب
خوف سے پھڑ پھڑائے ہاتھ پاؤں جان چھوڑ کر سر سینے تک روح پہنچ
جائے تب پھر سے چھوڑ دو۔۔۔
میرا وجود نیم مردہ ہو جائے، سر لڑکھ جائے، میں زندگی کی بھیک
مانگوں پر کسی کو ترس نا آئے۔۔۔

تیسری دفعہ اسی حالت میں اٹھا کر دنیا کے سامنے سزائے موت دی جائے اور اب پھڑ پھڑائے سینے تک روح آئے چھوڑو مت بلکہ دنیا کی آنکھوں کے سامنے پھانسی پر لٹکا کر رہنے دو تا کہ آئندہ کوئی ایسا جرم نا کرے۔۔"جج صاحب نے پین کی نوک کو توڑ دیا تھا اسکے بعد بھی وہ اپنی خواہشات گنوا رہا تھا۔

پہلے سزائے قید میں تمہیں احساس ہو گا کہ تم نے کتنا بڑا" جرم کیا ہے۔۔اور اتنے سال قید میں کاٹنے کے بعد تمہیں آزادی نہیں بلکہ موت دی جائے گی وہ بھی خوفناک طریقے سے کیا یہ سزا تمہارے لیے عبرتناک نہیں؟"وکیل نے ابکی بار حیرت چھپا کر اس چھوٹے سے لڑکے سے کہا

ہاں ہوتی عبرتناک !اگر مجھے سزائے قید میں اپنے کیے کا" احساس ہوتا۔۔"اسکے الفاظ نہیں گویا بلاسٹ تھا جو سب کے سروں پر پھوڑا گیا۔۔
ہر کوئی سکتے میں تھا۔سب کی نظریں جج صاحب پر آکر رکیں کہ یہ کیسی سزا سنائی ہے جس میں مجرم کو احساس نہیں اپنے

کیے کا۔

جج صاحب نے اپنی پین کی ٹوٹی نوک کو دیکھا، اور ایک نظر مجرم کو۔۔

دل!!" وہ آگے بڑھ کر آئی اور اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ آواز پر دلاور خان" نے گردن گھمائی تو وہ سامنے موندی موندی خمار بھری آنکھوں کے ساتھ کھڑی تھی۔۔

وہ شاید ابھی اٹھی تھی اسکی غیر موجودگی کو محسوس کرتے ڈھونڈتے ہوئے چھت پر آگئی تھی جہاں وہ چیئر پر خاموش پڑا آسمان کو دیکھ رہا تھا۔۔

تمہارے بڑے کزن ساحل شاہ کو گولی لگی ہے۔۔" اپنی تئیں اسنے" توقیع کے سر پر دھماکہ کرنا چاہا۔۔ اسے پھر سے رلانا چاہا پر وہ سن کر گہرا سانس بھر کر سر ہلا گئی۔۔

اور شال کو اچھی طرح سے اڑستے ہوئے اسکے سامنے آئی اور بغیر جھجھک کے اسکے آغوش میں آ بیٹھی ساتھ ہی شال کے دونوں

سروں کو ہاتھ میں پکڑے اسنے اپنے ہاتھ دلاور خان کی گردن میں لپیٹے۔۔

وہ بھی اسکی شال میں آگیا تھا۔۔
میں نے دیکھا تھا صبح نیوز میں۔۔۔سب کو اندازہ ہو گیا ہے کہ " کوئی تو ہے جو نہیں چاہتا کہ یہ کیس اوپن ہو۔۔۔"وہ پر سوچ دل شکستگی سے گویا ہوئی

چاند کی سنہری روشنی جیسے اسکے چہرے پر اتر آئی تھی، ہوا کے دوش پر لہراتے اسکے سنہری بالوں کی چند لٹوں میں جیسے چاندنی اتر آئی تھی۔۔

اسنے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ اسکے چہرے کو تکنے لگا، دونوں کے بیچ چھائی سرد مہری کو اسنے خود آکر ختم کیا تھا۔۔ دلاور شاہ سے ناراضگی ختم کرنے میں اسنے پہل کر دی۔۔

کوئی امید نہیں بچی تھی کہ وہ آکر اسے منائے گا، اس شخص سے ایسے توقعات اسنے کہاں باندھے تھے۔۔

آپ کو کیا لگتا ہے؟" وہ شال کا دوسرا سرا ایک ہاتھ میں تھما"
کر دوسرے ہاتھ سے اسکے ماتھے پر بکھرے بال سمیٹنے لگی۔۔ تبھی چونک
اٹھی

دل آپکو تو تیز بخار ہے؟" وہ گھبرا گئی اسکی پیشانی کو چھو کر۔۔۔"
سارا ٹوپی ڈرامہ ہے، لوگوں کو بیوقوف بنا رہے ہیں۔۔" دفعتاً وہ گویا ہوا۔۔"
لہجہ سرد رکھا، ناگواریت بھی واضح محسوس کی جا سکتی تھی
وہ اسکا اپنے متعلق کیا گیا سوال نظر انداز کر گیا۔ جبکہ اسکی بات
پر اسکی پیشانی پر رینگتا ہوا توقیع کا ہاتھ ساکت پڑ گیا

مطلب کک۔ کیا ٹوپی ڈرامہ؟" وہ بوکھلائی۔۔ پہلی بار بہت"
!!!قریب سے اسنے اسکی مسکراہٹ کو دیکھا۔۔ پر یہ کیا
وہ استہزائیہ ہنس رہا تھا۔۔ اسکی آنکھوں میں سرد مہری ویسی کی
ویسی تھی۔

ویسا ہی جیسے لوگوں کو ٹوپی پہنا کر ماموں بناتے ہیں۔۔"

پہلے اتنی سیکیورٹی تھی انکے ساتھ اب کیوں؟" وہ طنزیہ کہہ رہا تھا
توقیع کی رنگت بدلی
آپ اتنا نیگیٹو کیوں سوچ رہی ہیں دل؟" وہ اداس دل سے بولی"
یہ میں پیدائشی ہوں۔۔" وہ کندھے اچکا گیا۔ اسکے کندھے"
اچکانے سے توقیع بازو میں جنبش ہوئی۔۔ وہ بے بسی سے اسے دیکھنے لگی۔۔
سیکیورٹی تبھی موجود تھی۔۔" وہ اسکی آنکھوں میں بدگمانی نہیں دیکھ سکتی"
تھی۔۔
الرٹ نہیں تھی۔۔" وہ اس پر جتانے لگا۔۔ توقیع کے پاس الفاظ کم پڑ"
گئے۔" آپ غلط سوچ رہے ہیں دل۔۔۔ یہ سب ایسا کیوں کریں گے؟" وہ
بے بسی سے بولی۔۔ اسکی آنکھوں میں نمی تیر گئی۔۔۔
دلاور نے اسکے چہرے کے تاثرات دیکھتے اچانک اپنا چوڑا بازو
شال کے اندر اسکی کمر میں حائل کیا، اور دوسرے پل جھٹکے
سے اسے اپنی طرف کھینچا۔۔۔
اگر میں غلط سوچ رہا ہوں تو تمہارا دل کیوں خوفزدہ ہے؟؟ دھڑکنیں"
کیوں اتنی تیز ہیں؟؟" اسکی اچانک قربت سے اسکا گلابی پڑتا
چہرہ ایکدم سے لٹھے کی مانند سفید ہو گیا۔۔

وہ گنگ سی بس اسے دیکھنے لگی۔۔ وہ دل توھتا ہی بلکہ دل کو پڑھنا بھی جانتا تھا۔۔

نہیں ایسا نہیں۔۔ ٹھ۔۔ ٹھنڈے ہے اسلئے۔۔" وہ کہہ کر نظریں" جھکاتی لب دانتوں میں دبا گئی۔۔

اسکے بونگے بہانے پر وہ مبہم سا اسے دیکھنے لگا۔۔" مجھے اندازہ ہے۔ تمہیں پسینہ بھی ٹھنڈ میں آتا ہے اور دھڑکنیں تیز بھی تمہاری ٹھنڈ میں ہوتی ہیں۔۔" اسکا لہجہ عام تھا وہ متفق ہو گیا تھا اسکے باوجود توقیع کو طنز لگا۔۔

وہ ذرا سی نظریں اٹھا کر اسے خفگی سے دیکھنے لگی۔ دلاور نے کندھے اچکا "دیئے۔۔" کہ میں ہاں تو کر رہا ہوں

سنیں! روم میں چلیں یہاں ٹھنڈ ہے آپکو دوائی دوں۔۔" وہ اسکی" کشادہ پیشانی سے بال سمیٹ کر اسکے آئی برو کے اوپر موجود ٹک پر انگلی کے پور سے سہلانے لگی۔

ضرورت نہیں اس سب کی۔ جاؤ تم مجھے ابھی کام ہے۔" وہ اسکے" چہرے کو دیکھے بغیر آسمان کو دیکھتا سپاٹ انداز میں گویا ہوا۔۔

توقیع کا چہرہ اتر گیا۔۔ "دل!!!" وہ بے بسی سے شال اسکے کندھوں پر ڈال کر ہاتھوں میں اسکا چہرہ تھامے اپنی طرف گھما کر اسکی آنکھوں میں دیکھتی اذیت سے بولی۔۔۔

آپ مجھ سے اتنا دور کیوں جا رہے ہیں؟" اسکے لہجے میں شکوہ تھا" آواز نم۔۔

میں قریب کب ہوا تمہارے؟" اسکا سوال نہیں تھا گویا اسکے" معصوم دل پر اسنے بے رحمی سے برچھی چلائی۔ وہ حق دق بس اسے تکتی رہ گئی۔۔

ایکدم سے اسکے ہاتھ کو جھپٹ کر اپنی کمر سے نکالا اور شال اس پر پھینک کر کھلے سنہری گھنے بال پشت پر لہراتے، گھٹنوں سے نیچے آتے کچے سیب رنگ کے کرتے سیاہ شلوار میں ملبوس وہ بھاگتی روتی ہوئی سیڑھیاں اترتی نیچے چلی گئی۔۔

وہ مسکراتی نظروں سے اسے دور جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ اسکی شال کو اسنے چہرے پر ڈال دیا۔۔

کافی دیر بعد جب اسے اندازہ ہو گیا کہ وہ بد دل ہو کر سو گئی ہو گی تب وہ اٹھا اور سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے آیا۔ گھر میں ہر سو سناٹا چھایا ہوا تھا۔

فضا میں اسکے قدموں کی دھمک گونج رہی تھی۔

آپ اتنا نیگیٹو کیوں سوچ رہے ہیں دل؟" اسکے کانوں میں توقیع کے "
الفاظ گونجے۔۔وہ ساحل شاہ کے گولی لگے منظر کو یاد کرنے لگا۔۔
لوگوں میں ہلچل مچ چکی تھی، اس کیس کو اوپن کروانے کے ساتھ ان پر ایک کے بعد ایک اٹیک کو لیکر کافی لوگ حیران ششدر تھے کہ آخر کار یہ ہو کیا رہا ہے۔۔
انکی قسمت اچھی تھی کہ بار بار زندہ بچ رہے تھے ورنہ انہیں مارنے کی پوری کوشش کی جا رہی تھی
وہ سر جھٹک کر سیڑھیاں چڑھتا ہوا اپنے روم کے سامنے آیا اور ڈور ناب تھام کر کھولنا چاہا پر روم اندر سے لاکڈ تھا۔۔
وہ لب بھینچ کر کچھ دیر خاموشی سے کھڑا رہا کہ جائے یا نا جائے۔۔پر اسے احساس ہوا اسے لیٹنے کی اشد ضرورت ہے اسکا دماغ درد سے پھٹ رہا تھا۔۔
وہ ڈبلی کیٹ چابی سے ڈور کھول کر اندر داخل ہوا، اسنے دروازہ بند کیا اور گردن گھما کر بیڈ کی طرف دیکھا تو وہ بلینکٹ میں دبکی سکاٹ پڑی تھی، یا اسے دیکھ کر سوتی بن گئی تھی۔

وہ سلیپرز اتار کر اپنی سائیڈ پر پر بیٹھا اور اپنی شرٹ کے بٹن کو کھول کر اسے اتارا۔۔۔

شال اور شرٹ اسنے سامنے کاؤچ پر پھینک دیئے۔۔ اپنی سائیڈ کا لیمپ اسنے آف کیا اور لیٹ کر اسنے بلینکٹ اپنے اوپر ڈالنے کیلئے کھینچا پر توقیع نے سختی سے مٹھیوں میں دبوچ لیا۔۔

اسکے ماتھے پر شکنیں نمودار ہوئیں، اسنے مزید تھوڑا کھینچا پر اسنے مزید سختی سے دبوچ لیا۔

بلینکٹ دو!" وہ سرد لہجے میں بولا اور پھر سے کھینچا پر جواب اور نتیجہ " صفر۔۔۔

تم نے سنا نہیں؟" دل نے غصے سے کہا پر اسے چوں چراں بھی نہیں " کی۔۔ دلاور نے غصے سے کہنی کے بل اٹھتے دوسرے ہاتھ میں بلینکٹ دبوچ کر ایک جھٹکے سے بلینکٹ اپنی طرف کھینچا لیا پورا۔۔

میں آپ کے ساتھ اپنا بیڈ شیئر نہیں کر سکتی اسلئے چھوڑیں " بلینکٹ۔۔" وہ ایکدم روئے روئے سرخ چہرے متورم آنکھوں سے اٹھ کر غصے سے گویا ہوتی دلاور سے بلینکٹ جھپٹنے لگی۔۔

وہ ناراض تھی یا سخت غصہ۔۔۔ پر اسکے انداز سے وہ سخت حیران ہوا۔۔
تو جا کر اپنے گھر سے اپنا بوریا بستر لے آؤ!" اسنے جتاتے ہوئے "
بلینکٹ خود پر اوڑھا۔ توقیع نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا۔ آنسوں اسکی نیلی
سرخ آنکھوں سے ٹوٹ کر برستے گالوں کو بھگونے لگے۔۔
وہ بلینکٹ میں پڑا اسکے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔
آپکا ہے نا یہ سب تو سنبھالیں اپنا سب کچھ مجھے کچھ نہیں چاہیے "
آپکا۔۔" وہ تکیہ اٹھا کر اسے زور سے مارتی دوسرے پل اپنی سائیڈ کا
لیمپ روشن کر کے وہ بیڈ سے اتری۔۔۔

آپکو میری جب ضرورت نہیں ہے تو اچھا ہے مجھے باہر وہ مار دیں۔۔ مجھے "
بچانے مت آیئے گا مجھے ضرورت نہیں آپکی۔۔" وہ اپنے بھیگے گال ہاتھ کی
پشت سے رگڑتی ہوئی اس سے کہتی دروازے کی سمت بڑھی

ہاں جاؤ میں نہیں آرہا، ویسے بھی میرا وولف بھی آج بھوکا ہے بیچارہ "
کچھ اسکا بھلا ہو جائے گا۔۔" اسکے پیچھے بے حس لہجے پر توقیع کا دل
اچھل کر حلق میں آگیا۔۔

ڈورناب پر موجود اسکے ہاتھ ساکت ہوگئے، اسکی نیلی ہراساں آنکھوں کے سامنے لمبے دانتوں والا بھیڑیاں گھوم گیا۔۔ اسنے حلق تر کرتے آنکھیں میچ کر جانے کتنے آنسوں گالوں پر بہا دیئے۔

"مجھے پتا ہے آپکو میری ضرورت نہیں۔۔ اچھا ہے کسی کو میری ضرورت تو ہے۔۔ اسکا پیٹ بھر جائے گا تو مجھے خوشی ہو گی۔۔" وہ تنک کر غصے سے کہتی روتی ہوئی جھٹکے سے دروازہ کھول کر باہر بھاگنے لگی ہی تھی کہ اچانک ہی اسنے بلینکٹ سائیڈ پھینکتے ایک جست میں بیڈ سے اتر کر سیکنڈ میں فاصلہ تمام کیا اور دوسرے لمحے اس تک پہنچ کر اسے بانہوں میں اٹھاتے ٹھاکے ساتھ دروازہ بند کرتے اپنے بیڈ کی طرف بڑھا۔۔

"چھوڑے مجھے جانے دو۔۔۔" وہ اس افتاد سے جب سنبھلی اسکے حواس بحال ہوئے، ہوش ٹھکانے پہنچے خود کو اسکی بانہوں میں اور بیڈ کے قریب دیکھتے غصے سے وہ چیخ پڑی۔۔

مگر وہ اثر لیے بغیر اسے اپنی جگہ پھینک کر خود بھی ساتھ اسکے اوپر گرا

اور بلینکٹ کو کھینچ کر دونوں کے اوپر ڈال دیا

چھوڑیں مجھے جانے دیں۔۔۔ آپکو تو میری ضرورت نہیں ہے نا۔۔ "وہ روتی"
اسکے کندھے پر ہاتھ مارنے لگی پر اسکی بخار سے دیکتی سانسوں کو
محسوس کرتے وہ ایکدم سے سست پڑ گئی۔۔
اسنے بھیگی بھیگی آنکھوں سے خود پر جھکے چہرے کو دیکھا۔۔ اسکی شہد
رنگ آنکھوں میں بے انتہا سرخی چھائی تھی۔۔ جیسے وہ کسی درد پر ضبط کر رہا
تھا۔۔
کسی تکلیف کو سہہ رہا تھا خاموشی سے۔۔

پہلے جب وہ ان آنکھوں میں دیکھتی تھی اسے خوف ہوتا تھا، وہ سمجھتی تھی
کہ شاید دہشتگردوں کی آنکھیں ایسی ہی ہوتی ہیں سرخ۔۔۔
پر اسے اب کیوں لگ رہا تھا کہ وہ تکلیف کے ضبط میں سرخ ہو رہا
ہے۔۔ وسوسوں سے اسکا دل تیزی سے دھڑکا۔۔

دل کک۔ کیا ہوا؟" ضبط کی شدت سے اسکا سرخ چہرہ دیکھتی وہ"
خوفزدہ ہو گئی۔۔ وہ ہاتھ بڑھا کر اسکے چہرے کو چھونا چاہتی تھی پر اسنے

انتہائی ناگواریت سے اسکا ہاتھ پیچھے جھٹک دیا

دل۔۔۔"وہ اسکے ری ایکشن پر دہل گئی۔"
اسکی آنکھوں میں گھورتے ہوئے اچانک اسکا سر ایک جانب توقیع کی گردن میں لڑھک گیا۔۔
دلاور۔۔!!!"وہ گھبراہٹ سے چیخ اٹھی اچانک۔۔۔اسے لگا وہ" بیہوش ہو گیا ہے کسی تکلیف سے کہ اچانک ہی اسکا بھاری کھردرا ہاتھ اسکے منہ پر آکر اسکا منہ بند کر گیا۔
وہ اسکے بھارے بوجھ تلے دب گئی، جبکہ دلاور نے اپنی ناک کشن پر رکھ دی جس میں سرخ مادہ جذب ہونے لگا۔

اسکی خاموشی، دھڑکنوں کا سست رویے سے دھڑکنا، وجود کی دہکتی بخار سے تپتی گرمائش پر وہ سرد موسم میں بھی پسینہ پسینہ ہوتی ہمت کر کے اپنے منہ سے اسکے بھاری ہاتھ کو آہستہ سے ہٹانے لگی۔۔
جس میں تھوڑی بعد کوشش کے وہ کامیاب ہو گئی اور ایک گہرا سانس بھر کر سینے میں دبا ہوا سانس فضا میں خارج کیا۔

وہ اسکی گردن کی مدھم سی حرکت پر چونکی پر وہ جان ناپائی کہ کر کیا رہا ہے۔ اسکے بر عکس اسکی انگلیوں سے انگلیاں پھنساتے ہوئے دلاور نے کشن کی پشت پر اچھی طرح ناک کو صاف کرتے اس کشن کو نامحسوس طریقے سے بیڈ کے نیچے پھینک دیا۔۔۔

دل آپ ٹھ۔ ٹھیک ہیں؟" وہ گھبراہٹ سے بولی۔۔۔"
نہیں۔۔۔" وہ کان میں سرگوشی سے گویا ہوا۔۔۔ اسکی گھمبیر سرگوشی"
پر ایک لمحے کیلئے اسکی دھڑکنیں سست ہو گئیں۔۔
کتنی طلسماتی آواز تھی اسکی۔۔۔ سحر میں جکڑنے والی بے خود کر دینے
والی۔۔۔
مم۔ میں خیری کو بلاتی ہوئی وہ ڈاکٹر کو بلا۔۔۔۔ئے۔۔گا۔۔۔" اسکے"
جملے کے بیچ میں ہی اسنے اپنے ہونٹ اسکی گردن میں ثبت کیے وہ
سختی سے آنکھیں میچ کر اسکی انگلیوں پر پکڑ مضبوط کر گئی۔۔۔

ooooo

عجیب اتفاق تھا کہ وہ بھی انگلیوں پر گرفت سخت کرنے لگا۔
ضروری ہو تم۔۔۔ بہت ضروری ہو۔۔۔" وہ اسکی خوشبو میں گہرا"

سانس بھر کر متبسم لہجے میں بولا جیسے ابھی اسکے ساتھ کچھ ہوا ہی نہیں۔۔۔

توقیع کو لگا اسکا وجود اسکا ساتھ چھوڑ جائے گا۔ وہ دم بخود سی رہ گئی اسکے اعتراف پر۔۔۔

اسنے یہ نہیں کہا کہ وہ کس کیلئے ضروری ہے، اسنے یہ بھی نہیں بتایا کہ وہ اسکے لئے ضروری ہے۔

پر پھر بھی وہ اسکے دو جملوں پر ساری خفگی بھلا کر محبت سے اسکے اسکی گردن میں چہرہ چھپا کر، ان لمحات سے کانپنے لگی۔

کتنا جھوٹا تھا کہہ رہا تھا کہ وہ قریب تو نہیں آتا اسکے۔ ابھی خود اسکے اتنے قریب تھا، وہ بھی بغیر شرٹ کے کہ اسے دیکھنے سے وہ گریز کر رہی تھی۔۔

میری چیزوں پر جہاں جس پر تم ہاتھ رکھو گی وہ سب تمہارا ہے۔۔""

اسنے کروٹ بدلی۔۔ توقیع کی پشت اسکے سینے سے لگی۔ اسکا بازو رینگتا ہوا اسکی کمر میں حائل ہونے لگا۔۔ وہ خاموش لب دبائے پڑی رہی۔۔۔

وہ اپنے اوپر آئے بلینکٹ سے سرخ پڑتی، آنکھیں میچے پڑی دھک دھک

کرتے دل سے اپنے لب دانتوں تلے کچلنے لگی۔۔
اسکی بڑھتی جارتوں سے وہ ہولے ہولے لرز رہی تھی، دلاور کی دہکتی گرم سانسیں توقیع کے سر پر پڑ رہی تھیں۔۔۔
جس آغوش کو توڑ کر وہ بھاگی تھی اب پھر اسکے آغوش میں تھی۔۔
اسکے وجود کی بخار کی گرمائش اسکے وجود میں منتقل ہونے لگی۔۔ توقیع نے بیڈ شیٹ کو مٹھی میں دبوچ لیا کہ اسی پل اچانک اسنے جھٹکے سے اسکا رخ اپنی سمت کیا۔۔
توقیع کا چہرہ اسکے چوڑے سینے سے جا لگا۔ وہ کچھ دیر یونہی پڑی رہی، جب دلاور نے اسکی کمر میں بازو لپیٹے توقیع نے بھی اپنا ہاتھ اسکے بالوں میں ڈال لیا۔

اسنے اسے اپنی طرف کھینچا توقیع کا چہرہ اسکے سامنے آگیا۔۔ وہ کچھ گھبرا کر پیچھے ہونے لگی پر اسکے بازوؤں نے اسکی کوشش کو بروقت ناکام کر دیا۔۔

وہ اس فسوں خیز ماحول کو برداشت کرنے کی ذرا سی ہمت بھی خود میں

نہیں پا رہی تھی کبھی کھلی کبھی بند آنکھوں سے کترا رہی تھی۔۔

اسنے کوئی جارت سر انجام نہیں دی، توقیع میں ذرا سی ہمت آئی، اسنے آنکھیں وا کیں، چپکے سے، تو اسکی آنکھوں کو بند پایا۔۔۔
اسکا دل جو تیز تیز اسکے سینے میں دھڑک رہا تھا، آہستہ آہستہ پر سکون ہو گیا۔۔۔
اسنے ڈرتے ڈرتے اپنی انگلیوں کو حرکت دی، اور اسکا سر دبانے لگی۔۔
اسنے اپنا دوسرا ہاتھ آہستہ سے اسکی گردن کے نیچے سے حائل کیا۔۔۔
شرم گھبراہٹ اپنی جگہ پر اسکی حالت تشویشناک تھی۔
اسنے محسوس کیا کہ وہ دونوں جو فاصلے بنا کر سوتے تھے آج اسنے خود وہ فاصلہ مٹا دیا تھا۔۔
وہ جانتی تھی وہ کبھی سوتا نہیں تھا، بس خاموش آنکھیں بند کر کے پڑا رہتا تھا، کبھی سوچوں میں گم تو کبھی غصے میں۔۔۔
وہ سائیکالوجی کی سٹوڈنٹ تھی، اسکی ساری توجہ ہی دلاور کی ذات تھی، کبھی کبھی اسے یوں لگتا کہ ماضی میں کچھ ایسا ضرور ہوا ہے جس سے وہ ہو چکا ہے۔ immune
اسے تجسس تھا اسکے ماضی میں، سب کزنز میں وہ الگ تھا، اسے

یوں لگتا رب نے اسے دوسری زندگی دی ہے، وہ کیسے دی اسے بہت تجسس تھا۔۔

صرف اسے نہیں بلکہ اور بھی بہت سے ہوں گے جو جاننا چاہتے ہوں گے اسکے بارے میں مثلاً اسکی ساس، اسکی لاڈلی نند اسکا ماں اسکا باپ۔۔۔۔۔

اگر جو کبھی دلاور خان کو معلوم پڑا کہ وہ اسکے ماضی جاننے میں تجسس رکھتی ہے، اور یہ اسکے نزدیک ناپسندیدہ خواہش، گستاخی ہوئی تو وہ اتنے سب کے پیچھے چھپ جائے گی۔۔ ایسے تو ایسے ہی صحیح وہ بچ تو جائے گی اسکی ناراضگی سے۔

اکثر اسکی موجودگی میں کھانا بناتے ہوئے اسکا ہاتھ یا انگلی بازو جل بھی جاتا تو وہ خالی نگاہوں سے اسے دیکھتا رہتا،، بعد میں کبھی جو رحم آجاتا تو مرہم لیکر سرد سپاٹ تاثرات کے ساتھ اسکے زخم پر مرہم لگا جاتا۔۔

اور توقیع کا مرہم یہی ہوتا جو وہ اسے چھوتا اسے توجہ دیتا تھا۔۔

اکثر وہ کبھی اسے رات کے دوسرے یا تیسرے پہر بیڈ سے

غائب دیکھتی تھی، یا چھت کو گھورتے ہوئے پاتی تو کبھی کھڑکی میں کھڑا دیکھتی۔۔۔

اسے بہت رونا آتا تھا اسکی حالت سے۔۔ پر وہ چاہتی تھی کہ اسکے کہنے کے بجائے وہ خود اللہ کی راہ کی طرف لوٹے،، اسکا سکون وہاں تھا جسے وہ ڈھونڈتا ڈھونڈتا پھر رہا تھا۔۔

وہ خاموش ہو گیا تھا، بے حس و حرکت۔۔۔ توقیع اسکا بخار چیک کیا جو بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ اسکے دماغ کی رگیں پھولیں ہوئی تھیں جن پر وہ انگلیاں پھیرتی خوفزدہ تھی کہ خدانخواستہ اسے کچھ۔۔۔ اسنے لب دباتے ہوئے اپنا بازو اسکی گردن کے نیچے سے نکالا تب بھی اسنے کوئی حرکت نہیں کی یہاں تک کہ اسکے بازوؤں کا گھیرا اسنے اپنی کمر سے ہٹایا تب بھی وہ ویسا ہی پڑا رہا۔۔۔

دل!" وہ خوفزدہ اپنے آنسوں دبا کر اسے اٹھانے لگی پر اسکے ناک سے اٹھتی" گرم بھانپ سے وہ ہول گئی۔۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا کرے۔۔ جلدی اٹھ کر اسنے الماری سے ایک بلینکٹ مزید نکالا اور دلاور کے اپر ڈال دیا، اسے لگا کہ اسے سردی لگ رہی ہے۔

اللہ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔"اسنے آگے ہوتے اسکی پیشانی کو چھوا" کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔۔جبکہ اسے لگا اسنے دہکتی بھٹی میں ہاتھ ڈال دیا ہو۔۔وہ اسے بے سدھ پڑا دیکھ کر ایکدم سے نیچے بیٹھتی بے بسی سے رونے لگی۔۔

یااللہ میری مدد کریں۔۔۔"وہ اپنی سسکیاں دباتی سر اٹھا کر اسے دیکھنے" لگی۔۔

مام۔۔!!"دفعتاً روم کی فضا میں اسکی کراہ گونجی۔۔"

دل!"توقیع نے تڑپ کر سر اٹھایا۔۔وہ ایکدم سے بیڈ پر چڑھ کر" اسکے پاس آئی اور اسکے گال پر ہاتھ رکھا۔"دلاور؟دل آپ ٹھیک ہیں؟"وہ اپنی ہچکیاں دباتی اسکی پیشانی سے اپنی پیشانی ٹکا کر رونے لگی۔۔

دل آپکو کیا ہو رہا ہے مجھے بتائیں نا دل۔۔۔میں مامی جان کو بلاتی ہوں۔۔""" وہ اسکے چہرے کے نقوش کو بھیگے ہونٹوں سے چھوتی اسکی اپنے ٹھنڈے ہاتھ اسکے سر پر رکھنے لگیں۔۔معاً اس عمل سے اسکے خالی ہوئے دماغ میں دھماکہ ہوا۔۔

ٹھنڈی پٹیاں!" وہ تیر کی طرح سیدھی ہوتی اسے دیکھنے لگی۔ "کیا" پٹیاں رکھوں!" اسنے خود سے سوال کیا۔۔

ہاں رکھ لیتی ہوں بخار تو بڑھتا ہی جا رہا ہے۔۔" وہ سوچ کر اٹھی اور تیزی" سے یہاں وہ کوئی کپڑا ڈھونڈنے لگی، پر اسے دماغ میں سب کچھ الٹ پلٹ ہو گیا تھا کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا کرے۔۔
آستین سے اپنے گال صاف کرنے چاہے تبھی دوپٹے کا خیال آیا،، اسنے اپنا دوپٹہ ڈھونڈا، جو دلاور کے سرہانے اسے مل گیا، اسنے آہستہ سے نکالا۔۔ دوسری طرف دراز سے کینچی نکال کر جلدی سے دوپٹے کو ٹکڑوں میں کاٹ کر انہیں صوفے پر رکھتی کاؤچ سے شال اٹھا کر وہ تیزی سے روم سے باہر نکلی اور بھاگتے ہوئے سیڑھیاں اتر کر کچن میں آئی۔۔

اسے بھیڑیے کے ساتھ جیکی کا بھی خوف تھا کہ وہ سامنے نا آجائے، پر اسکے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا وہ بیچارہ ٹانگ کی تکلیف سے الگ کراہ رہا تھا۔

اسنے برتنوں سے ایک کٹورا نکالا کٹورے میں ٹھنڈا پانی فریج سے نکال کر ڈالا، اور بوتل کو بغل میں لگا کر وہ سیڑھیوں کی طرف تیزی سے بھاگی۔۔

روم میں آکر اسنے دوپٹے کے ٹکڑوں کو لیا اور بوتل سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر ٹھنڈے یخ پانی سے بھرے کٹورے میں دوپٹے کے ٹکڑے بھگوئے۔۔

توقیع کو ڈھونڈنے سے بھی فرسٹ ایڈ باکس نہیں ملا جس میں کوئی دوائی موجود ہو اسکے لئے۔۔
اسنے مجبوراً ٹھنڈے پانی کی پٹیاں ہی کرنی شروع کر دی۔ وہ بیڈ پر چڑھ کر دلاور کے پاس آکر بیٹھی اور کٹورے سے بھیگی ٹھنڈی پٹیاں مٹھی میں نچوڑ کر وہ اسکے ماتھے پر احتیاط سے رکھنے لگی۔۔
اس دوران اسکا سانس پھول چکا تھا، ہاتھ بھی ہولے ہولے کانپ رہے تھے۔۔ شال کندھوں سے سرک کر بیڈ پر گری، کھلے بال اسکے پشت پر بکھرے ہوئے تھے جبکہ بھیگا بھیگا رویہ ہوا چہرہ سرخ تھا۔
وہ ابھی تک رو رہی تھی، کیونکہ وہ اسکی کسی بھی پکار کا جواب نہیں دے رہا

تھا۔ ماتھے پر دوسری پٹی کو رکھ کر اسنے بلینکٹ سے آہستہ سے اسکے ہاتھ کو نکالا۔۔

اتنے گرم تھے اسکے چوڑے ہاتھ کہ توقیع تھامے بیٹھی خوفزدہ تھی۔ اسے یاد آیا کہ وہ کس طرح اکیلا چھت پر موجود کرسی پر بیٹھا چاند کو دیکھ رہا تھا۔۔

اسکے ساتھ رہتے اسے اتنا اندازہ ہوا تھا کہ وہ انتہائی کم گو، اور تنہائی پسند تھا۔۔

وہ جانے کس تکلیف میں تھا، اور اسنے ذرا سی بات پر روٹھ کر رونا دھونا شروع کر دیا تھا بغیر اسکی حالت کو دیکھتے۔۔ توقیع سوچ کر پھر سے رونا آنے لگا۔

اس حالت میں بھی وہ اسے منانے لگا تھا۔۔

"دل اٹھو مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔" وہ اپنی ہچکیاں دباتی جلدی جلدی اسکے ہاتھ پاؤں کے تلوے پر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھنے لگی۔ ایک لیمپ کی مدھم سی نیلی روشنی میں وہ بمشکل سے یہ سب کر پا رہی تھی۔

اکیلی تھی یہاں، ناماں نا بہن نا بھابھی نا ساس۔۔۔ اتنے بڑے وجود کی اس حالت پر وہ بے آواز روتی اس پر پٹیاں رکھ رہی تھی۔۔

اسنے وقت کا حساب نہیں لگایا، ہاتھ پاؤں پر پٹیاں رکھ کر وہ یخ پانی میں

اپنے ہاتھ بھگو کر اسکا سر دبانے لگی۔۔
نیند تو اسکی کہیں دور بھاگی تھی اس سے۔۔

مام۔۔۔"یہ کوئی تقریباً چار کا وقت تھا وہ پاس بیٹھی اسکا"
سر دباتی باوضو آیتیں پڑھ کر اس پر پھونک بھی رہی تھی۔۔اسے جو سمجھ
آرہا تھا وہ سب کر رہی تھی۔۔
اسنے دم کیا ہوا پانی بھی اسے پلایا تھا۔۔ابھی اس پر آیت کریمہ پڑھ
پھونکتی سر دبا رہی تھی کہ اسکی مسلسل مام ڈیڈ کی کراہوں میں یہ ایسی کراہ
تھی جس میں اسنے کروٹ بدلی تھی۔۔
کھڑکیاں اے سی دروازے اسنے بند رکھے ہوئے تھے۔۔
اپنے ہاتھ میں نرم روئی سے لمس کو پا کر دلاور نے اپنی سرخ دکھتی آنکھیں
کھول کر دیکھا تو مقابل حجاب میں سامنے روشن چہرے سے
بیٹھی توقیع دلاور کو پایا۔۔۔
دل آپ ٹھیک ہیں اب ؟"توقیع نے رب کا معجزہ سمجھ کر انکے"
ڈھیروں ڈھیروں شکرانے ادا کرتی بھیگی آنکھوں سے دلاور کی کھلی
آنکھیں دیکھتی اپنے بازو پر موجود اسکے ہاتھ کو تھام کر لبوں سے لگایا۔۔۔
آپ کیسے ہیں اب ؟کیا فیل کر رہے ہیں؟کہیں تکلیف تو نہیں"

ہو رہی آپنے تو مجھے ڈرا دیا دل۔۔۔ میں اکیلی بہت خوفزدہ ہو گئی تھی۔۔
آپ کا موبائل جانے کہاں ہے میں کسی ڈاکٹر کو ہی کال
کر لیتی۔۔۔" اسکے آنکھیں کھولتے توقیع کو حوصلہ ملتے ہی وہ شکوہ
شکایت لیے ایک ہی سانس میں بولتی ہی چلی گئی بریک تب لگا
جب اچانک وہ بلینکٹ خود سے ہٹا کر ایکدم اس پر جھکا۔۔
تم سوئی نہیں؟" اسنے اپنی بوجھل گھمبیر آواز میں اس سے بس یہی "
پوچھا
" کیسے سو لیتی دل آپکی حالت۔۔۔۔"
میں تو زندہ ہوں۔۔۔ ہر بار زندہ رہتا ہوں۔۔ تم نے کیوں اپنی نیند "
خراب کی؟ میں مر تو نہیں گیا۔۔۔۔" اسنے اسکی بات
کاٹ کر اپنی بات شروع کی تھی۔۔
پر اس حالت سے اٹھ کر اسکا دل جلاتے ہوئے دلاور خان کے منہ
پر توقیع نے روتے غصہ ہوتے ہاتھ جمائے۔۔۔۔
خدا نا کرے آپکو کچھ ہو۔۔ ہم صبح ہاسپٹل چلیں گے۔ وہاں آپ چیک "
اپ کروایئے گا۔۔ اتنا تیز بخار تھا آپکی دماغ کی رگیں ابھی تک پھولی
ہوئی ہیں اور یہ آنکھیں بھی ہر وقت لال لال رہتی ہیں۔۔
کسی اچھے سے ڈاکٹر کے پاس چلیں گے صبح۔۔ اور خبردار کوئی ایسی

بات کی۔۔ آپکو کیا معلوم جب تکلیف آپکی ہو رہی تھی تو درد مجھے
محسوس ہو رہا تھا۔۔۔
میں کتنا گڑگڑائی ہوں اللہ کے پاس کہ آپکی کی تکلیف ختم کر دیں۔۔ اور
ایک آپ ہیں ظالم۔۔۔" وہ غصے سے تیز تیز کہہ رہی تھی۔۔ وہ
خاموشی سے سننے لگا۔۔

پہلے کہاں تھی جب پہلے میں اس سے بدتر حالت میں"
تڑپتا تھا؟" وہ اس سے پوچھ رہا تھا طنزیہ چبھتے ہوئے لہجے میں۔۔
توقیع کا چہرہ سپید پڑ گیا۔۔۔ اسنے سوال نہیں کیا تھا بلکہ توقیع کو
یوں محسوس ہوا جیسا بک مار کر اسکے وجود سے جان کھینچ لی ہو۔۔
اسکے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔۔۔ وہ گنگ سی تھی۔۔۔

دلاور خان کو چاہیے بھی نہیں تھا کوئی جواب
سونا ہے تمہیں؟" وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔۔ توقیع نے آہستہ سے نفی"
میں سر ہلا دیا۔۔
صبح کام کرو گی تو تھک جاؤ گی میں تو بیوقوفوں کی طرح اپنی نیند"
خراب نہیں کرتا اگر میری جگہ تم ہوتی۔۔۔ نا ہی مجھ سے ایسی کوئی توقع

رکھنا۔۔"وہ تلخ جملوں سے وار کر رہا تھا، صاف جتا رہا تھا کہ تم بیوقوف ہو۔۔۔۔

کتنا جی جلا رہا تھا۔۔"مجھے اب عادت ہو گئی ہے کام کرنے کی،، نہیں تھکتی میں اب۔۔"وہ بھرائی آواز میں بولی۔۔

کیا تم رونا چاہتی ہو؟"اسکے لہجے سے آنسوں کی نمی محسوس کرتا وہ" طنزیہ مسکراتے پوچھ رہا تھا۔

توقیع نے لمحے بھر کو اسکی آنکھوں میں دیکھا"بہت بہت بے حس انسان ہو"اسنے خاموشی سے سر نفی میں ہلایا اور جبراً مسکرائی۔۔۔

مسکرانا تو ویسے بھی تھا جی جان سے کیونکہ وہ ٹھیک ہو گیا تھا، اسکے طنز سے ہی لگ رہا تھا۔۔

اپنے گھر جانا ہے؟"بالآخر دل جلا کر ہمیشہ آخر یہی سوال ہوتا تھا" اسکے پاس۔۔وہ بہت چالاکی سے کھیلتا تھا، پہلے اسکے دل پر زخم پر زخم دیتا اور آخر میں رحمدلی دکھا کر کہتا"اپنوں کے پاس

"جانا ہے

نہیں۔۔"وہ گہرا سانس کھینچ کر ہاتھ سے اسکے ماتھے کی حدت دیکھنے" لگی۔اسنے غصے سے اسے گھورتے ہوئے جھٹکے سے اسکا ہاتھ پیچھے کیا اور خود دوسری طرف کروٹ بدل کر لیٹ گیا۔۔۔
ہمیشہ وہ کوشش کر کے اس سے جانے کا پوچھتا، اور وہ ہمیشہ انکار کر کے اسکے غصے کو ہوا دے دیتی۔۔ آخر کیوں برداشت کر رہی تھی ایک برے انسان کیلئے اتنا سب کچھ۔۔۔

آپ چاہے ایسی ہزاروں کوششیں کر لیں دل مگر میرے اپنے میرا" دل میرا گھر میرا مستقبل میری جنت میرا سب کچھ صرف "آپ" ہیں۔۔
میں کہیں نہیں جاؤں گی بغیر آپ کے۔۔۔"وہ بیڈ سے اتر کر اسکے پاؤں سے پٹیاں اٹھائے،، برتن سب سمیٹ کر ٹیبل پر رکھتی سیدھی ہوئی جب اچانک اسنے فرمائش کر ڈالی۔۔

ادھر آؤ!"وہ رعب غصے سے بولا، اسکا رخ توقیع کی طرف تھا۔"

توقیع نے چونک کر سر اٹھایا اور اسے دیکھا۔۔ اسکے بلاوے پر وہ سر ہلاتی بیڈ کے پاس آئی۔۔۔ جب اسنے اسکی کلائی پکڑ کر جھٹکے سے کھینچا وہ سنبھلنے کی کوشش میں برے طریقے سے اسکے اوپر گری جس سے دلاور کے لبوں پر جاندار مسکراہٹ آ گئی۔۔

توقیع سٹپٹا کر پیچھے ہونے لگی پر اسنے ایکدم سے بازو اسکی کمر میں حائل کیا اور اپنی طرف کھینچ کر دوسرے پل اسکے چہرے پر جھکتے، ہاتھ بڑھا کر بلینکٹ تھاما اور کھینچ کر دونوں کے اوپر ڈالتے ہوئے اسنے مسکراتے اسے اپنی بانہوں میں بھر لیا۔

تو تمہارا سونے کا موڈ نہیں؟" وہ اسے اپنے بازو پر ڈالے، انگلیاں الجھائے پوچھ رہا تھا۔۔

آپ شرٹ پہن لیں آپ کو سردی لگ جائے گی۔۔" اسنے شرم سے سرخ چہرے کے ساتھ کہا۔۔

تمہارے پاس ہونے کی وجہ سے سردی لگنے کے امکان کچھ کم ہیں۔۔" بس گرمی نا لگ جائے۔۔" وہ خشمگیں نگاہوں سے دیکھتا جتاتے ہوئے معنی خیزی سے کہہ رہا تھا۔۔

توقیع کے گال تپ گئے۔۔" آپ سو جائیں آپ کو آرام کی ضرورت

ہے میں ناشتے کی تیاری کرتی ہوں آج خیری کا پہلا ٹیسٹ ہے اسے بھی اٹھا دیتی ہوں۔۔" وہ جلدی جلدی کہتی اٹھنے لگی پر کیا اتنا آسان تھا اسکے حصار کو توڑ کر بھاگنا۔۔

اسنے اسکے تاثرات دیکھنے کے بجائے ڈر سے آنکھیں میچلیں۔۔جسے دیکھتے دلاور کے لبوں پر خوبصورت مسکراہٹ بکھر گئی۔

نقاہت سے وہ اٹھ کے بھاگنے دوڑنے سے قاصر تھا، اسکا ارادہ آج آرام کا تھا اور اگر خود دن کو آرام کرے گا، کچھ تو وجہ چاہیے اسے پاس رکھنے کی ورنہ تو ایک منٹ بھی آنکھیں نہیں موند سکے گا۔۔

جسے جو چاہیے ہو گا وہ خود کر لے گا، تم میری بیوی ہو تو میرے لیے ہو، میں جو کہوں گا تمہیں وہی کرنا ہو گا۔۔" وہ اسکے چہرے پر جھکا حکم دے رہا تھا۔

جی۔۔" وہ فوراً سے مان گئی۔۔ویسے بھی اسکی ماں نے کہا تھا شوہر جو کہے گا وہی" بیوی کیلئے آخری فیصلہ ہوتا ہے۔اسکے علاوہ کسی کی نہیں سننی۔۔

خ۔۔خیری کا ٹیسٹ؟" کچھ توقف کے بعد وہ ذرا سی آنکھ کھول کر اسے" دیکھنے کی کوشش کرنے لگی پر اسے بالکل خود پر جھکا پا کر اسکی سانسیں جیسے بند ہو گئیں

وہ خود کرلے گا ویسے بھی ہاسٹل میں جا کر اسے خود ہی سب کچھ کرنا"
ہے۔۔"وہ بے حس بن گیا۔۔
وہ ہمیشہ اپنوں کے معاملے میں بے حس بن جاتا تھا، کبھی توقع کبھی
خیری تو کبھی کوئی۔۔۔

آپ ڈاکٹر کے پاس جائیں گے۔۔"وہ اپنے چہرے پر دہکتی"
سانسیں محسوس کرتی ذرا سا کسمسائی آنکھیں ہنوز بند ہی تھیں
ڈاکٹر کے پاس ہی آرہا ہوں۔۔"اسکی گھمبیر آواز میں بات کو"
سمجھ ناپائی الجھتے جیسے ہی آنکھیں وا کیں اپنے چہرے پر دہکتا گرم لمس پا کر وہ
سانس روک گئی اپنا۔۔

میری لیے اتنا بے چین مت ہوا کرو،، مجھے عادت ہے لوگوں کی"
جان نکالنے کی۔۔"اپنی کہہ بغیر اسکی سنے پھر سے جھک گیا وہ
خاموش دھڑکنوں کو سنبھال رہی تھی۔۔
آپ کے لیے میں ہزار بار جان دینا چاہتی ہوں بشرطیکہ جان"
"آپ اپنے ہاتھوں سے نکالیں۔۔ کسی اور کو یہ جرات نا ہو۔۔

دلاور نے سن کر اسکے چہرے کو دیکھا اور پلٹ کر مدھم سی جو روشنی تھی اسے بھی روم میں ختم کر دیا۔۔

وہ اٹھ کر بھاگنے لگی تھی پر اسکی کلائی اسکے مضبوط ہتھیلی میں آ گئی، اور اگلے لمحے وہ سیدھا اسکے دہکتے سینے پر آ گری۔۔

دل!" دھک دھک کرتے دل کے ساتھ اسنے اسے پکارا۔۔"

ہوں۔۔۔"وہ اندھیرے میں اسکے چہرے کے تاثرات کو باخوبی پڑھ پا رہا تھا

آ۔آ آپ بھائی والوں کا کیس لے لیں نا۔۔۔"اسنے جیسے التجا کی۔۔"

دوسرے لمحے اسکی تیز کراہ روم کی فضا میں گونج اٹھی

اسنے اس قدر سخت حصار باندھا تھا۔۔کہ تکلیف سے آنکھیں بھیگ گئیں

"!!!!بہت خوب،، مطلب پرست۔۔۔۔"

ناہاں، ناہی ناں کی اسنے، بلکہ ایک زوردار تھپڑ الفاظوں کی صورت اسکے چہرے پر دے مارا۔۔

مم۔۔ میں۔۔۔۔۔ مطلب پرست "
سو جاؤ!!!" اسکی حلق میں ابھی میں ہی تھی جب وہ برے طریقے "
سے بپھر کر دھاڑا توقیع کی خوف سے چیخ نکل جاتی اگر بروقت وہ اسے
سینے سے نا لگا لیتا۔۔

وہ سمجھ رہا تھا کہ اسے اسکی کوئی پرواہ نہیں وہ بس اپنے خاندان پر لگا یہ
بدنامی کا داغ مٹانا چاہتی ہے۔ اگر ایسا نہیں ہوتا تو جس کیس میں
اسکے بھائیوں کی جان کو خطرہ تھا اس میں ایک بیوی ہونے کے
ناطے قطعی اسے نا کہتی کہ تم جاؤ۔۔۔۔
اسکی نظروں میں وہ مطلب پرست ہی تھی، کبھی پلٹ کر نا دیکھا،
جب اسکے اپنوں کے تکلیف اٹھانے کی باری آئی تو وہ اسکی بیوی بن کر آ گئی
تاکہ وہ آکر خود سارا غم برداشت کرے اور انہیں دکھوں سے بچا لے۔۔۔

اسکے ہونٹوں پر تلخ طنزیہ مسکراہٹ تھی۔۔

توقیع کے اسکے بدلے تیوروں سے اوسان خطا ہو گئے، وہ تو بس چاہتی
تھی کہ سب کے ساتھ وہ شامل ہو جائے اور وہ پانچ ملکر کیس کو حل

کریں تاکہ دشمن کمزور پڑ جائیں۔۔
پر یہ بھی جانتی تھی اسے ضرور کچھ برا لگا تھا ورنہ ایسے نا کرتا۔۔

وہ خاموشی سے چہرے پر بازو رکھے سیدھا پڑا تھا، دوسرے بازو پر
توقیع پڑی تھی، کتنی دیر روم میں سکوت چھایا رہا تھا۔
دونوں نفوس کے جاگنے کے باوجود ماحول پر گہرا سکوت چھایا تھا،،
اسے لگ رہا تھا ضرور اسکا دل دکھا دیا ہے اسنے۔۔
اپنی غلطی کا احساس کر کے اسکا دل چاہا خود کا گلا گھونٹ دے، یہ
کیا وقت تھا اس سے اس طرح کی بات کرنے کا، ایک تو
دعاؤں سے وہ ہوش میں آیا تھا ابھی تک ہلکا ہلکا بخار تھا اور اسنے
اسے پھر سے غمزدہ کر دیا۔۔

توقیع نے سر اٹھا کر اسے دیکھا، اسکے دل کو کچھ ہوا۔۔ وہ خاموش
آنکھوں پر بازو رکھے پڑا تھا۔۔

اگر میں مطلب پرست ہوں بھی دل تو بھی صرف آپ میرا"
مطلب ہیں۔۔ آپکو جو اچھا لگے وہی کریں۔۔ میں آج کے بعد کچھ نہیں کہوں

گی۔۔ سوری۔۔" اسکے چہرے سے بازو ہٹا کر وہ دلاور خان سے کہتی پلٹ کر وہاں سے جانے لگی تھی پر اسنے اپنا بازو تیزی سے اسکی کمر میں حائل کرتے واپس کھینچ کر سابقہ جگہ پر گرا دیا۔

وہ بغیر مزاحمت کے خاموش رہی۔۔ دھک دھک دھڑکتے دل کی دھڑکنوں کو کن پٹی میں محسوس کرنے لگی۔۔

"گڈ! اور آج کے بعد میں تمہارے منہ سے کسی کا بھی ذکر نا سنو صرف خود کے علاوہ۔۔۔" اسنے تکیے پر ڈالا اسے۔۔

"وہ اتنی جلدی مان گیا توقیع کو خوشگوار سی حیرت ہوئی، پر اگلے لمحے اسے خود پر جھکتے اور اسکی سخت شدت کو محسوس کرتے وہ پچھلے الفاظ کی سزا پر تڑپ گئی اسکے بازوؤں میں۔۔۔

وہ سمجھ رہی تھی کہ وہ بیہوش ہو چکا تھا، پر نہیں وہ ہوش میں تھا اور اسکی ساری حرکات دیکھ رہا تھا۔۔

اسکا رونا، اللہ کے آگے سجدہ دیکر گڑگڑانا، اسکے پاس آکر اسے حوصلہ دینا، محبت سے سمیٹنا، توجہ دینا خیال رکھنا۔۔

سب وہ دیکھ رہا تھا۔۔

وہ جانتا تھا وہ اس سے محبت کرتی ہے، وہ جانتا تھا اسکا بھائی سب کچھ سن کر پھر اپنی بہن اسکے حوالے کر گیا تھا۔۔

وہ کیا کرتا اسکا کہ جب وہ آیا تھا تو اسنے ٹھکرا دیا تھا، اب کیسے یقین کرلے کہ وہ نہیں جانتی کہ وہ بے قصور ہے۔۔۔

یا صام نے اسے سب کچھ نہیں بتایا۔۔۔

کیسے۔۔۔۔۔

معاً اسکے دماغ میں دھماکے سے کچھ چمکا۔۔

ہاں۔۔۔

آزمائش۔۔۔۔

oooooooo

تم مجھ سے کچھ چھپا رہی ہو؟" وہ اسکی خیر خیریت دیکھ ماتھے پر بوسہ دے کر اب جانے لگی تھی تبھی بیڈ پر لیٹی روحا نے ایکدم سے اسکا ہاتھ جکڑ لیا۔۔

پلیز! ناٹ اگین۔۔" بازل نے بری طرح بیزاریت کا اظہار کیا،"

روحا کی آنکھوں میں نمی تیر گئی۔۔ ابھی اسکے ماں باپ دونوں ساتھ پیار دیکر روم سے باہر نکلے تھے اور بازل خوش تھی۔۔۔ پر اب۔۔۔

اسکا میں نے شکوہ شکایت کرنا چھوڑ دیا بازل! تمہیں شاید محسوس" ناہو پر اب ہم بات ہی نہیں کرتے، نا تم جانتی ہو میں کس طرح جی رہی ہوں۔۔" وہ لحظے بھر کو رکی، اسنے بازل کا چہرہ دیکھا جس پر کچھ دیر پہلے اسکے لئے محبت چاہت فکر مندی کیا کچھ نہیں تھا۔۔
وہ اسے بے بی بے بی کہہ رہی تھی اور اب ایکدم سے وہ سپاٹ چہرے کے کھڑی تھی۔۔۔
اور تمہارے معاملے میں تو میں ہمیشہ بے خبر رہی ہوں، نا مجھے" پہلے علم تھا کہ تم کس طرح رہ رہی ہو نا ہی اب۔۔۔ تم ایک بند کتاب ہو، جسے پڑھنا اتنا ہی مشکل ہے جتنا اسے چھونا۔ اسکا کور بہت خوبصورت ہے من موہ لینے والا، پر اندر اوراق پر چھپی مصنف کی لکھائی کسی کے سمجھ سے باہر ہے۔۔۔" اسکا شکوہ بجا تھا۔۔

ہم یہ ڈسکس کیوں کر رہے ہیں بے بی؟ جب میں نے تمہیں وہی سب" کچھ سے آگاہ کر دیا تھا کہ پاکستان والے ایسے ہوتے ہیں۔۔" اسکے اندر پاکستان

کے خلاف ہمیشہ سے زہر موجود تھا۔۔

صارم جیسے کول مین سے شادی کے بعد آج بھی وہ اپنی سوچ پر قائم تھی۔

"بازل تمہیں ایک بات تو سمجھ جانا چاہیے کہ جو ہوتا ہے رب کی رضا سے ہوتا ہے۔۔"

"سوری ٹو سے بٹ بہت کچھ ایسا بھی ہوتا ہے جو رب کی رضا کے خلاف ہوتا ہے تبھی اللہ لوگوں سے ناراض ہوتا ہے۔۔" وہ اسکی بات کاٹ کر بولی۔

"تم اپنی جگہ ٹھیک کہہ رہی ہو بازل،، بالکل ایسا ہے۔۔" اسنے سر ہلا کر اتفاق کیا، اسکی ماں اسے تکیوں کے بل بٹھا کر گئی تھی، جس وجہ سے وہ بات کرنے میں آسانی پا رہی تھی۔۔

اسنے بازل کا ہاتھ تھاما، بازل نے چونک کر اپنے ہاتھ پر اسکا نازک سا سفید برف جیسی رنگت والے ہاتھ کو دیکھا۔ روحا نے اسے اپنے پاس بیڈ پر بٹھا لیا۔۔

وہ خفگی سے روحا کو دیکھنے لگی کہ ضروری ہے ان باتوں کو دہرانا؟

"جہاں رب کی ناپسندگی ہو۔۔۔ وہاں بندے کیلئے بھی اچھائی نہیں ہوتی۔۔ تم مجھے بس اتنا بتاؤ رب کیوں ناراض ہوتا ہے؟" اسنے کینولا لگے ہاتھ سے بازل کا ہاتھ تھاما۔۔

تم کیا کہنا چاہتی ہو؟ اللہ اسلئے ہی ناراض ہوتا ہے کیونکہ اسکے بندے "
اسکی نہیں مانتے اسکی عبادت نہیں کرتے۔۔" سپاٹ نگاہوں
سے دیکھتے اسنے جواب دیا۔ جہاں تک اسے معلوم تھا کہ اسکے سوال کا
جواب ہر بچے کو معلوم ہے

اوں ہوں۔۔"
بازل جب ہم کوئی چیز اپنے ہاتھوں سے بناتے ہیں نا تو وہ ہمیں بہت زیادہ
عزیز ہو جاتی ہے، بے انتہا کہ ہم اسے کسی دوسرے کو سونپ نہیں
پاتے بہت مشکل ہوتا ہے اسے کسی کو سونپنا۔۔
اگر ہم دل سے بنائیں،، ہم چاہتے ہیں کہ ہم اسے مزید سے مزید
خوبصورت بنائیں اسے سب سے اچھا رکھیں، اسکے مقابل بہت سی
چیزیں آتی ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ ہماری بنائی چیز اس میں نمایا
ہو۔۔
وہ اچھی لگے نا کہ ہم چاہیے گے کہ ہماری دل سے چاہت سے بنائی ہوئی
چیز بری لگے، یا وہ بری ہو جائے۔۔۔
تم سمجھ رہی ہو میں کیا کہنا چاہتی ہوں؟" وہ لحظے بھر کو رکی اور اس

سے پوچھا بازل نے کوئی جواب نہیں دیا اسکا چہرہ سپاٹ تھا پر روحا کو یقین تھا وہ اسے سن رہی ہے اسکا ذہن اسکی طرف ہی ہے۔۔۔

جب ہم اپنی بنائی چیزیں پر اتنا پازیسو ہو جاتے ہیں بازل پھر وہ تو" خدا ہے۔۔ جس نے ہمیں بنایا ہے۔۔ کس طرح بنایا ہے، کیا مقام دیا ہے، کتنا عزیز رکھتا ہے ہم سب جانتے ہیں، اور جان کر بھی انجان بن جاتے ہیں۔۔

ہماری عبادت کی اسے ضرورت نہیں بازل، اگر ہم عبادت نا کریں تو اسے کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ اسکے پاس اسکی عبادت کیلئے اسکے نوری فرشتے ہی کافی ہیں۔۔

جو نور سے بنے ہیں، جو انسان نہیں ہیں کہ بہانے تراشیں، نور سے پیدا ہوئے فرشتے ہیں خدا کی عبادت کیلئے وہ بہت ہیں بازل۔۔

پھر بھی ہمارا رب ہمارا ساتھ نہیں چھوڑتا پتا ہے کیوں؟ کیونکہ اسنے ہمیں بنایا ہے، وہ ہم سے محبت کرتا ہے، وہ چاہتا ہے کہ ہم اچھی راہ اختیار کریں، جس میں ہماری بھلائی ہو۔ ہم شیطان مردود کی بہکاوے سے بچیں، ہم آگ سے بچ جائیں کیونکہ ہمیں اسنے بنایا ہے وہ ہمیں ستر ماؤں سے زیادہ

چاہتا ہے، نہیں چاہتا کہ ہم برباد ہوں، ہم آگ میں جلیں۔۔۔

اللہ ہماری عبادت کیلئے ہم سے ناراض نہیں ہوتا۔ اللہ ہم سے تب ناراض ہوتا ہے جب ہم انکی بتائی اچھی راہوں کو چھوڑ کر غلط راہوں کو اختیار کرتے ہیں۔۔

ہم انکا کہنا نہیں مانتے، اسنے ہمیں اچھائی کی طرف جانے کیلئے کہا ہے اور ہم برائی کی راہ اختیار کریں تب وہ ناراض ہوتا ہے۔۔

مسلمان عورت کیلئے اچھائی کیا ہے بازل؟" اسنے کہتے رک اس سے سوال پوچھا۔۔ وہ کندھے اچکا گئی۔۔ اسکا سر ہنوز جھکا ہوا تھا اب وہ اسکے تاثرات دیکھ نہیں پا رہی تھی۔۔

تمہیں یاد ہوگا، وہاں ہم کیسے رہتے ہیں۔۔ امریکہ میں۔۔"

الگ تھلگ، ویران مرجھائے، اپنوں سے دور، دوست پارٹیز، روم سے وہ اور بس۔۔۔

دل چاہ سو لیا، دل چاہا تو جاگ۔۔۔" اسنے گہرا سانس لیا، اسکا تنفس پھول چکا تھا۔۔ وہ عادی نہیں تھی لمبی لمبی باتیں کرنے کی۔۔ پر شاید "آج وہ نہیں سن سکتی تھی "پاکستان ایسا

میں امریکہ کو برا نہیں کہنا چاہتی،، ہر ملک اپنے رہائشیوں کے "
حساب سے سنورتا ہے، جیسے ایک گھر۔۔۔
جس طرح گھر اپنے مکینوں کا حال بیان کرتا ہے، ویسے ہی ملک
بھی۔۔۔ ملک کوئی آدمی نہیں ہے جو خود کو اٹھ کر خود سنوارے۔۔
یہ ایک زمین کا ٹکڑا ہے، چاہے تو تم اسکے چاروں اطراف لمبی
دیواریں بنا کر اندر محفوظ ہو کر بیٹھو، چاہے تو اس زمین کے ٹکڑے کو ننگا
چھوڑ کر بیٹھ جاؤ۔۔۔
یہ سب اس ٹکڑے پر بسنے والے پر منحصر ہے کہ وہ کیا کرتا ہے۔۔
کیسے سنوارتا ہے کیسے بناتا ہے۔۔
امریکہ میں رہنے والے لوگ آزاد خیال ہیں، آزادی پسند کرتے ہیں،
وہاں کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں۔۔
ناثواب پہ، نا ہی گناہ پہ۔۔۔۔
ناحیا پہ، اور نا ہی بے حیائی پہ۔۔۔

مسلمان عورت کیلئے اچھائی یہ ہے کہ وہ برائی سے اپنے دامن کو بچائے،
جس طرح راہ چلتے لوگ کیچڑ سے اپنا دامن بچاتے ہیں ویسے ہی

آس پاس کی برائی سے خاص کر کے ایک عورت ہونے کے ناطے اسے چاہیے وہ اپنا دامن بچائے۔۔۔

جس طرح گناہ کرنے پر گناہ ملتا ہے ویسے ہی بازل گناہ دیکھنے پر بھی گناہ ملتا ہے، سوچیں بھٹکتی ہیں، راہ بھول جاتے ہیں، لڑکھڑا جاتے ہیں، گر جاتے ہیں، وسوسے آجاتے ہیں۔۔

پہلے کے زمانے میں کیا ہوتا تھا کہ جب بیٹی گھر میں بڑی ہوتی تھی، یعنی ماں کو معلوم ہوتا کہ اب اسکی بیٹی بڑی ہو گئی ہے تو وہ اپنے گھر کے برتن اسی رات یا دن سے الٹے کر دیتے تھے۔۔

باپ بیٹی کیلئے اچھا ہمسفر ڈھونڈتا ہے، اور اسے باعزت طریقے سے رخصت کرتا ہے اپنے فرض سے سبکدوش ہوتا ہے پھر جا کر اس گھر کے برتن سیدھے ہوتے اور وہ نوالہ نگلتے تھے۔۔

یہ کافی صدیوں پہلے کی بات ہے۔۔

پاکستان میں اگر بیٹی کی شادی اسکے سمجھدار ہونے پر کروا دیتے ہیں بازل تو یہ گناہ نہیں ثواب ہے۔۔

وہ بیٹی خوش نصیب ہوتی ہے جو ایک محرم کی نگرانی سے نکل کر دوسرے

محرم کے تحفظ میں آتی ہے۔پاکستان میں عورت کو اگر چار دیوار میں رکھا جاتا ہے تو یہ جاہلیت نہیں بلکہ سیفٹی ہے۔۔

انسان ہمیشہ اپنی خاص قیمتی چیزوں کو چھپا کر سنبھال کر رکھتا ہے تاکہ کسی بد نظر کی نظر نا پڑے اس پر۔۔

وہ مرد اگر اپنی عورت کو چار دیواروں میں رکھتا ہے تو اپنی آبرو کی حفاظت، اپنے خاص قیمتی اثاثہ کی رکھوالی کرتا ہے نا کہ اسے قید دیتا ہے۔۔۔

اگر وہ عورت واقعی عورت ہو گی تو اسے احساس ہو گا یہ چار دیواریں اسکا زیور ہیں۔۔

جس ملک میں لڑکیوں کو ایسے ہی چھوڑا جاتا ہے، جن میں نکاح جیسے پاک بندھن کو، پیپر زایگریمنٹ یا فضول سا محض تماشا پیپر ٹائم ویسٹ، نا تھنگ لگتا ہے تم خود دیکھ لو اس ملک میں کس کس قسم کی بیماریاں ناجائز تعلقات سے جنم لیتی ہیں۔۔۔

تم بس یہ دیکھ لو اس ملک میں کتنا گناہ ہوتا ہے بازل،، کتنے لوگ زانی ہوتے ہیں، کتنی لڑکیاں غلط راہیں اختیار کرتی ہیں۔۔

معمولی بات ہے انکے لئے کیونکہ وہ مسلمان نہیں پر ہم ہیں۔۔۔۔

ہم اس مذہب اس قومیت سے تعلق رکھتے ہیں بازل جہاں بچی ذرا سی بڑی ہوتی ہے تو خود بخود وہ دوپٹہ اٹھا کر اوڑھنا سیکھتی کھیلتی ہے۔۔

اگر گڑیا خریدے نا تو بھی دوپٹہ ساتھ لیتی ہے، اور اپنی گڑیا کو بھی وہ ننگے کپڑے پہنانا پسند نہیں کرتی۔۔۔

جہاں ہم محفوظ ہیں، جہاں ہم عزت سے چار دیواروں میں ہیں، باعزت طریقے سے باپ کے گھر سے رخصت ہو کر اپنے محرم کے پاس آئی ہیں۔۔

جہاں سب اپنے ساتھ ہیں، ہنسی خوشی غم دکھ سکھ میں سب مل جاتے ہیں، جہاں آئے دن پارٹیاں نہیں ہوتیں، جہاں آئے دن کسی بے گناہ کا قتل تو کسی کا سیکنڈ میں ریپ کی نیوز نہیں سنتے۔۔

خواہش کا دوسرا نام دل ہے، دل کی خواہشات،، جو انسان اپنی خواہشات کو مار دے وہ فرشتہ بن جائے۔۔

اللہ پاک نے انسان میں خواہشات رکھیں ہیں، یہ انکا ایک امتحان بھی ہے، ہزاروں سے کوئی دبا لیتے ہیں وگرنہ تو اندھا دھند انکے پیچھے بھاگتے ہوئے انسان نظر آتے ہیں۔۔۔

یہ خواہشات انسان کو اندھا کر دیتی ہیں،، خواہشات ہزار قسم کی ہوتی ہیں،

ان میں کچھ نفس کی خواہشات بھی ہیں، جو ہزاروں بیماریوں کو جنم دیتی ہیں بلکہ گناہوں کی دلدل میں گرا کر ہم سے ہماری آخرت چھین لیتی ہیں۔۔

یہ ملک جس کی بنیاد ہی کلمے سے رکھی گئی ہے وہاں انسان کو اسکی خواہش جائز طریقے سے ملتی ہیں وہ کیسے برا ہوا؟ اگر ایک مرد اپنی بیوی کو اپنا قیمتی خزانہ سمجھ کر، بد نظر لٹیروں شیطانوں سے بچاتا ہے، وہ مرد کیسے ظالم شیطان بے بس جابر اجڈ ہوا؟ جو ملک اپنی بیٹی کو سر ڈھانپنے کی ہدایت کرتا ہے تو وہ بتائو کیسے برا ہوا؟
کلمے میں ذکر کس کا ہے؟ اللہ کا۔ اللہ کیا چاہتا ہے؟ اپنے بندے "کیلئے اچھائی نیک راہ، کامیابی بلندی۔۔

بازل کو معلوم نہیں تھا کینولا لگے پیشنٹ کو پانی پلاتے ہیں یا نا، مگر روحا کے لب بنجر ہوتے دیکھ کر اسنے سامنے رکھی پانی کی بوتل اٹھائی۔۔
اور اسکی طرف بڑھا دی۔۔ "جزاک اللہ" اسنے کہہ کر بوتل تھام لی۔۔
اسنے نوٹ کیا بازل ابھی تک خاموش تھی، دیرینہ خاموشی۔۔

وایاک "اسکے پہلی دفع لب ہلے، وہ کہہ کر پلٹی کہ ایک بار پھر"
روحانے جلدی سے اسکی کلائی کو پکڑ۔۔وہ چونک کر پلٹی اور اپنی کلائی میں
پھر سے اسکے ہاتھ کی گرفت کو دیکھا۔۔

مجھ سے ناراض ہو؟"وہ بولی تو اسکا لہجہ بھیگنے لگا تھا، شاید اسکی خاموشی"
نے اسے تکلیف دی تھی۔۔

نہیں میں بھلا کیوں۔۔۔۔۔۔"اسنے کندھے اچکا کر یہاں وہاں"
دیکھا۔۔۔۔
تم ایکٹنگ کرو بھلے، پر بازل میں تمہاری بڑی بہن ہوں میں جانتی ہوں"
تم ہم سب سے ناراض ہو، تم واپس جانا چاہتی ہو وہاں۔۔۔
بازل یقین کرو،، پاکستان اور اسکے لوگ بہت خوبصورت ہیں، تمہیں
یہاں سب کچھ ملے گا، ان دوستوں سے بڑھ کر۔۔۔

تمہیں پتا ہے تم توقیع کے بھائی کو بلیک میں کہا تھا، اسکی
سب کے سامنے انسلٹ کی وہ بھی اسکی رنگت کی وجہ سے جو رب نے

اسے دی تھی اسکا تو قصور نہیں تھا۔۔ توقیع ہرٹ ہوئی تھی بہت، اسنے کہا کچھ نہیں پر مجھے اندازہ ہوا تھا، پتا ہے اس کو بتانے کی خاص وجہ کیا ہے کہ اگر تم دوستی کیلئے ہاتھ بڑھاؤ گی خلوص دل سے سب کی طرف تو یہاں سب تمہیں اپنے ملیں گے۔ جس طرح توقیع تمہارا مجھ سے پوچھتی تھی بہت کچھ،، سب کچھ بھلا کر اس سے اندازہ لگا لو کہ یہاں دشمن کوئی نہیں کسی کا۔۔ دل لگاؤ گی تو تمہیں ہر چیز یہاں "حسین لگے گی۔۔

ہمم۔۔!" وہ سن کر سر ہلا گئی۔۔۔"

وہ شکر کرنے لگی کہ "ہمم" صحیح وہ کچھ بولی تو۔۔۔۔ اسے لگ رہا تھا یہ صحیح موقعہ ہے اس سے پوچھ لے۔ اسنے گلا کھنکھارا۔۔ بازل نے اسے دیکھا اور اسکے ہاتھ کی ہتھیلی پر اپنے ہونٹ رکھ دیئے۔

"مجھے ایک بات کا جواب دے سکتی ہو؟ اگر مناسبت سمجھو۔"

اگر تم میری رائے پوچھ رہی ہو تو میں نا کہوں گی۔۔" اسنے ہولے سے "

مسکراتے کہا۔۔ روحا ہنسی۔۔ "مجھے پتا تھا تم نا ہی کہو گی اسلئے میں نے پوچھنے کا پکا ارادہ کر لیا ہے۔" سن کر وہ سر ہلا گئی۔۔۔

بازل کیا تم نے شاہو سے کہا تھا کہ وہ مجھ سے شادی کریں؟" یہ الفاظ" لبوں سے ادا کرتے روحا کو کتنی تکلیف ہوئی تھی یہ بازل نہیں سمجھ سکتی تھی۔۔۔

وہ چور چور تھی، کہ شاہو اسے کبھی چاہتا ہی نہیں تھا، وہ بس اس سے نفرت کرتا، بچپن سے لیکر اب تک۔۔

اسکے باپ بہن کے کہنے پر اس سے ترس میں شادی کی اور اب اسے شادی کو گھسیٹ رہا تھا۔۔

اسنے اسے بچپن ایک کہانی سنائی تھی کہ ایک دیو ہوتا ہے ظالم، اور ایک پری ہوتی ہے بے بس۔۔ وہ اس پری کو قید کر لیتا ہے، اس سے پیار نہیں کرتا بس اسے قید کرتا ہے۔۔

اور ساحل شاہ نے روحا شاہ کو بھی بس قید کر لیا، پیار نہیں کیا۔۔۔

روحا نے اسکے تاثرات دیکھے، جہاں وہ دکھ تکلیف متاسف والے اپنے تاثرات نارمل چھپانے کی سعی کر رہی تھی، وہیں بازل کے چہرے پر آئی ناگواری صاف ظاہر تھی۔۔۔

جیسے اسے توقع نہیں تھی ساحل شاہ سے یہ۔۔۔۔

ہاں۔۔"وہ سپاٹ روکھے انداز میں بولی۔۔روحا نے تکلیف سے"
آنکھیں میچلیں کہ یہ جھوٹ ہے۔۔"کیوں بازل؟"وہ خود پر ضبط کرنے لگی
ورنہ دل چاہا پھوٹ پھوٹ کر روئے۔کتنی بے مول ہو گئی تھی وہ ساحل
شاہ کے سامنے۔۔
اسکی عزت نفس۔۔۔وہ سوچ نہیں پا رہی تھی کہ جو شخص اس سے
بے انتہا نفرت کرتا اسکے پاس جا کر اسکی بہن کہتی ہے کہ اسکی
بہن سے شادی کر لو۔۔
بازل میں کچھ نہیں سمجھ پا رہی۔۔میں خالی سی ہو رہی ہوں اندر سے۔۔۔"
تم بتاؤ کیونکہ تم نے ایسا؟اور تم نے یہ مجھ سے کہا تھا کہ ساحل
شاہ بدلے کیلئے مجھ سے شادی کر رہا ہے۔۔وہ مجھ سے نفرت کرتا ہے۔۔
میں پاگل ہو جاؤں گی سچ میں مجھ کوئی سمجھ کیوں نہیں رہا کہ آخر
میں بھی انسان ہوں۔۔۔میرے بھی کچھ احساسات ہیں۔۔۔"وہ
بے بسی سے کہتی کہتی آخر میں پھٹ پڑی۔۔

تم آم کھاؤ گھٹلیاں مت گنو روحی۔۔۔"وہ مسکراتی ہوئی چلتی ونڈو کو سامنے"

جا کر کھڑی ہوئی اور پردے برابر کر کے سامنے چاند کو دیکھا جو سیاہ بادلوں میں چھپ رہا تھا۔۔

اسکی بات نہیں گویا ابلتا ہوا پیتل تھا جو روحا کو اپنے دل و دماغ پر محسوس ہوا۔۔۔

"شٹ اپ جسٹ شٹ اپ بازل شاہ! آج مجھے بتا ہی دو کہ آخر تمہارے دماغ میں چل کیا رہا ہے۔۔؟؟؟ مجھے شک وہم میں ڈال کر، مجھے اس شخص کے سامنے بے مول کر کے، مجھے اپنی نظروں میں گرا کر اب تم مجھ سے کہہ رہی ہو کہ میں آم کھاؤں؟؟" وہ ایک جھٹکے سے ہاتھ سے نوچ کھوچ کر کینولا اتار کر بیڈ سے اترتی اسکے پاس آ گئی اور پوری قوت سے چیخی۔۔

اسکا تنفس پھول چکا تھا، وہ نڈھال سی ہو گئی۔۔

بازل نے تیزی سے پلٹ کر سائیڈ ٹیبل پر رکھا انہیلر اٹھایا اور بھاگ کر اسکے پاس آتے اسکے منہ میں ڈالنا چاہا جب روتی ہوئی روحا نے غصے سے اسکا ہاتھ پیچھے جھٹک دیا۔۔

"مجھے بتاؤ تم نے ایسا کیوں کیا؟" وہ روتی سانسیں کھینچتی بولی۔۔۔ بازل نے

غصے سے اسے دیکھا۔۔وہ نازک سی لڑکی کیا اس سے مضبوط ہو سکتی تھی؟
اگلے پل اسنے وہی کیا جو اسے اس صورت میں کرنا چاہیے تھا۔
اسکے دونوں بازو پشت پر سختی سے باندھ کر اسکے منہ میں زبردستی انہیلر داخل کیا۔۔۔
وہ بھی مزید مزاحمت چھوڑ کر دوا کو اپنے سینے میں اتار کر اپنی سانسیں بحال کرتی، جھٹکے سے خود کو چھڑوا کر شیشے سے سر ٹکائے رونے لگی۔۔

تمہاری اس بات سے میں یہ اخذ کرلوں کہ اسنے تمہیں یہ" طعنہ دیا ہے؟میں یہ بھی سمجھ لوں کہ تم دونوں کے بیچ کچھ ٹھیک نہیں رائیٹ؟میں یہ بھی جان گئی ہوں کہ تم دونوں کے بیچ جھگڑا ہوا ہے تبھی اسنے تمہیں بتایا ہے۔۔۔
بہر حال ساحل شاہ اتنا اچھا نہیں کہ وہ آخر محبت سے تمہیں یہ کہے کہ تمہاری بہن نے مجھ سے کہا تھا روحا شاہ سے شادی کروں۔۔۔"وہ کہہ رہی تھی روحا جھٹکے سے سر اٹھا کر حق دق اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

تم کچھ مت سمجھو ایسا کچھ نہیں ہے۔۔ ایک نارمل سی بات۔۔۔۔۔"
میرے سامنے جھوٹ بولنے کی کوشش مت کرو بے بی۔۔ تم جانتی"
ہو میں نے زندگی میں کچھ جانا حاصل کیا یا نا کیا ہو، پر تمہیں
جاننا پہچاننا آتا ہے مجھے۔۔" وہ بیچ میں ٹوک کر جتاتی ہوئی بولی۔۔
روحا کی رنگت خزاں کے زرد پتے جیسی ہو گئی۔۔ (شاہو کیا سوچے گا
کہ میں انکی پرسنل باتوں دوسروں سے شیئر کرتی ہوں، مطلب ایک
اور ویک پوائنٹ روحا شاہ کا)

تم مجھ سے پرامس کرو کہ تم ساحل شاہ سے اسکا ذکر نہیں کرو گی۔""
اسنے ہاتھ آگے کیا۔ بازل مسکرادی۔۔ وہ انہیلر کے ساتھ کاٹن لائی تھی جو
اسکے ہاتھ کی پشت پر رکھ رہی تھی

میں نے ساحل شاہ سے اسلئے کہا کیونکہ میں چاہتی تھی انکی"
زندگی میں سکون نا آئے۔۔" ٹھاٹھا کرتے ایک کے بعد دھماکہ اسکے
ارد گرد ہوا۔۔۔ وہ حق دق ساکت سی اپنی چھوٹی کو دیکھ رہی تھی۔۔
اسکا دل جیسے کسی نے گہری کھائی میں دھکیل دیا تھا، وجود کا ہر حصہ
درد سے چور ہو گیا۔

بازل یہ مت کہنا کہ تم نے ڈیڈ سے بدلہ لیا ہے انہیں تنگ کرے"
کیلئے تم نے چاہ کہ ہم شادی کریں اور ہم ناکام ہوں اس شادی میں اور
ڈیڈ کو احساس ہو کہ انکا واقعی یہاں آنا غلط فیصلہ تھا۔۔"اسنے بہت
مشکل سے الفاظ ادا کیے۔۔اور وجود میں ذرا سی بھی قوت توانائی ناپا کر چلتی ہوئی
بیڈ پر آئی اور ڈھے گئی۔۔۔

نہیں میں اتنی بھی بری نہیں ہوں کہ اپنے سوئیٹ مام ڈیڈ کیلئے ایسی پلاننگ"
کروں، انہیں ذہنی بے سکون رکھوں۔۔"اسنے ناپسندیدگی سے کہا
تو اسے احساس تھا کہ اسنے کتنا غلط سوچا ہے۔۔
تو پھر۔۔۔۔۔۔"وہ بمشکل بول پائی بہر حال جاننا تھا کہ اسکی چھوٹی"
بہن کس کو بے سکون دیکھنا چاہتی ہے۔۔۔

آفکورس!ہماری سوئیٹ نمبر ون پھپھو۔۔"وہ چہک کر خوشی سے بولی، جیسے اپنا"
شاندار کارنامہ بتا رہی ہو، جس بدولت اسے گولڈ میڈل سے نوازا گیا
ہے۔۔

اور روحا نے تکلیف سے آنکھیں میچلیں۔۔۔

اور میں جانتی ہوں اس سب کی وجہ تم مجھے کبھی نہیں بتاؤ گی۔۔""
وہ جیسے پوچھ رہی تھی۔۔۔ حالانکہ حقیقت بیان کر رہی تھی۔۔۔
بالکل!" بازل نے سر ہلایا اور گہرا سانس بھر کر واپس اس چاند"
کی چاندنی کو دیکھنے لگی جسنے وسیع آسمان پر سنہرے پر پھیلائے رکھے
تھے۔۔
صائم بھائی کیسے ہیں تمہارے ساتھ؟" اسے اسکا جواب مل گیا"
تھا۔۔ تھک کر اسنے موضوع بدلا اور مدھم سی مسکراہٹ سے بولی۔۔
وہ مطمئن تھی کیونکہ اسنے وعدہ کیا تھا وہ ساحل شاہ کو نہیں بتائے
گی۔۔ اور پھر ویسے بھی انکے بیچ آہستہ آہستہ ٹھیک ہو رہا تھا۔۔۔
اور اسنے اپنی مام کو بھی بتایا تھا اور اب وہ پر سکون تھی، اسے امید تھی بازل
کا پلان فیل ہو گا۔۔
کیا ہوا کچھ غلط پوچھ لیا؟" اسکی رنگت سرخ ہوتے دیکھ کر وہ کچھ"
پریشان ہوئی کیونکہ بازل جب غصہ ہوتی تھی تو اسکی رنگت حسب معمول
لال ہو جاتی تھی۔۔

پر یہ احساس ابھی نیا تھا جس سے روحا واقف نہیں تھی کہ
اب جب بازل شاہ کا اسکے نام سے دل دھڑکتا ہے تب بھی وہ سرخ

پڑ جاتی ہے۔ اسکے چہرے پر رنگ بہار آجاتے ہیں۔۔
روحا شاید اسکے ان رنگوں سے ابھی انجان تھی۔۔یا وہ زیادہ غور نہیں کر پائی۔۔۔وہ اپنی چھوٹی بہن کے پلان پر صدمے میں تھی۔۔۔

آہم! کیا فیل کر رہی ہیں آپ مسز ساحل شاہ؟" بازل کوئی جواب "
دیتی کہ اسی پل صارم زیدی ناک کر کے اندر داخل ہوئے، پر وہاں زمین پر گری ڈرپ اور روحا کے ہاتھ پر رکھا کاٹن، اسکا تھکے تھکے سے تاثرات دیکھتا چونک کر بازل کو دیکھا مگر وہ بے تاثر چہرے سے کھڑی تھی۔۔

میں امید کرتا ہوں میری بیوی نے آپ کو تنگ نہیں کیا ہوگا۔" وہ"
بشاشت سے بولا
بازل نے ابرو اچکاتے ہوئے اسے گھورا۔ پر وہ روحا کی جانب متوجہ تھا اسکے ہاتھ کا معائنہ کر رہا تھا۔۔

وہ اپنے شوہر کو مس کر رہی ہے۔" روحا ہولے سے مسکرائی اسے جواب "
دینے لگی تھی پر اس سے پہلے بازل نے جلدی سے دیا جسے سن کر وہ کانوں کی لو تک سرخ پڑتی سٹپٹا گئی۔۔

صارم نے اسکے کہنے پر پلٹ کر پہلے بازل کو دیکھا جسنے بے نیازی سے کندھے اچکا دیئے۔(یقین کرو نا کرو تمہارا مسئلہ ہے)

ساحل بھائی بالکل ٹھیک ہیں، آپ فکر نا کریں بھابی، اپنی صحت کا" خیال رکھیں پریشان ناہوں انہوں نے سختی سے مجھے تاکید کی ہے آپکی۔۔"

صارم نے اپنے نرم اپنائیت بھرے لہجے میں کہا۔۔

روحا بازل کے لبوں پر کمینگی مسکراہٹ دیکھتی ضبط سے لب بھینچ گئی

(ایک تو صارم کا بھابی کہنا)

ثمن کے پاس جب ساحل شاہ کی تصویر آئی تھی تب وہ خود دیکھے بغیر اسکے پاس بھاگ کر آئی تھی تاکہ دونوں ساتھ دیکھ سکیں اسے بلیک کوٹ میں۔۔۔

پر وہ فیری تھی، اس گولے پر انسانی روپ میں اپنے نام کام کی ایک۔۔ آنکھوں کے سامنے جیسے ہی ساحل شاہ کا لہولہان والی تصویر آئی انکی چیخیں بلند ہو گئیں۔۔

ان دونوں نے چیخ کر پورا گھر سر پر اٹھا لیا،، ثمن تو پھر بھی خود کو سنبھال گئی پر روحا کمزور اعصاب کی مالک تھی۔۔۔

اسکے کانوں میں جیسے سال شاہ کے فقرے گونجے (میں توقع کر سکتا

ہوں کہ تم ایک مضبوط اعصاب کی مالک ثابت ہو گی) اسکے بعد روحا اپنے حواس بحال نہیں رکھ پائی۔۔

اسکے کان سائیں سائیں کر رہے تھے، نظروں کے سامنے ساحل شاہ کا چہرہ اور سفید شرٹ پر لہو لہرا رہا تھا، اور وہ واقعی مضبوط اعصاب کی مالک نہیں تھی۔۔
حواس کھوتے ہوئے اسنے بھیگی آنکھوں والی زریش شاہ کو خود پر جھکتے گال تھپتھپاتے ہوئے دیکھا۔۔
وہ اسکی مام کے پاس نہیں گیا تھا، یہ سوچ اسکے دماغ میں آئی تھی،، وہ شخص کبھی اپنے علاوہ دوسروں کی نہیں سنتا بس سنانا پسند کرتا تھا۔۔
اسنے اسکے انکار کے بعد بھی توقع رکھ لی تھی۔۔
بیوقوف سی۔۔۔۔
اسے جب ہوش آیا تو اسنے اپنے آس پاس ہاسپٹل کے روم میں پایا، خود کو بیڈ پر، کینولا ہاتھ کی پشت پر۔۔
اسکی ماں باپ، مام، ساس، سب وہاں موجود تھے۔ صائم زیدی کے گھر سے بھی سب اسکی خیریت کیلئے آئے، اسے یہ معلوم ہوا

شاہو بھی اسی ہاسپٹل میں ایڈمیٹ ہے۔۔۔
وہ اس سے مل نہیں سکتی بس وہ جان پائی تھی کہ اب وہ ٹھیک ہے۔۔ اسے کافی شرمندگی تھی کہ وہ مضبوط اعصاب کی مالک نہیں۔۔۔

تمہارا بخار اتر گیا؟" صارم زیدی کی آواز پر وہ چونک کر ہوش میں" آئی اور اسکی طرف دیکھا جو بازل کی پیشانی پر ہاتھ کی پشت سے بخار کی حدت دیکھ رہا تھا۔۔۔

روحا پر جیسے دھماکہ ہوا۔۔۔ اسنے حیرت زسہ ہوتے اپنی بہن کے لباس کو دیکھا، وہ لانگ ٹخنوں کو چھوتے نیلے رنگ کے فراک اور چوڑیدار پاجاما میں تھی، اسے دوپٹہ اوڑھنے کا زیادہ کوئی اچھا ڈھنگ نہیں تھا، پھر بھی وہ سنبھال رہی تھی۔۔۔

اسنے بالوں کی کٹنگ نہیں کروائی تھی، بس وہی تو وہ کرواتی تھی، اور اسکے بالوں کو دیکھ کر لگ رہا تھا کہ اسکے بالوں کی کٹنگ کا وقت آیا پر اسنے نہیں کروائی۔۔

باقی وہ پہلے کون سا میک اپ، فیشل، فیشن کرتی تھی۔۔

مسکراہٹ دبانے کیلئے روحا نے لب دانتوں میں دبائے۔(تو بازل شاہ بالآخر تم بھی بقول تمہارے فضولیت (محبت)، کی پکڑ میں آ ہی گئی۔۔۔)

ooooooo

اس ڈاکٹرانی کو وہاں کس نے بلایا تھا؟" موبائل کان سے لگائے وہ غصے سے" استفسار کر رہا تھا۔۔
میں نے۔۔"اس طرف موجود صمصام زیدی بہت سکون سے گویا" ہوا۔۔۔دوسری طرف جیسے اسکے "میں نے" پر سکوت موت جیسی خاموشی چھا گئی۔۔۔
وہ شاکڈ کی کیفیت میں تھا، یوں کہنا بہتر رہے گا کہ وہ واقعی صدمے میں تھا۔۔وہ صدمہ جو اسے لگتا ہے۔۔۔

کہہ دو صامے تم جھوٹ بول رہے ہو۔۔"اسنے ساری ہمتیں مجمع"

کر کے کہا

میں جھوٹ نہیں بولتا۔۔"وہ بے نیازی سے کندھے اچکا گیا۔"

پوچھو گے نہیں کہ میں نے ایسا کیوں کیا؟"وہ محظوظ ہوتا بولا۔۔"

میں صدمے میں ہوں۔۔"اسکی پھنسی پھٹی سی آواز گونجی موبائل سپیکر" سے۔صام نے موبائل کو ناگواری سے پیچھے کیا۔وہ ایسے لہجوں کا عادی نہیں تھا۔۔

اسے مخاطب کرنے والے بہت محتاط انداز میں بات کرتے تھے۔۔

اگر صدمے سے فرصت ملے تو کوما میں چلے جانا۔"وہ سرد لہجے" میں کہتا کال کاٹ گیا۔۔اسنے موبائل اسکرین کو دیکھا۔

وہ صدمے میں تھا۔۔ٹھیک۔۔۔۔

یہ جاننے کے بعد اسکا صدمے میں جانا بنتا بھی تھا۔۔

اسکی نظریں موبائل اسکرین پر ٹکی تھیں،اور وہ بنا لب ہلائے ایک دو تین اسنے ابھی چار گننے کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی تبھی ہاتھ میں موجود موبائل فل والیم سے چیخ اٹھا۔۔

صمصام زیدی کو اسی کا ہی انتظار تھا۔۔۔

موبائل اسکرین پر "زیاف زیدی" جگمگا رہا تھا۔۔۔

"ہمم تو وہ صدمے سے جاگ گیا۔۔"

خیر سے وہ اسکا اپنا کزن تھا، اور صام اسکے لئے دعا گو تھا۔۔۔

واقعی۔۔۔۔۔

وہ بالکنی میں کھڑا تھا، روم سے تیز تیز سسکیوں کی آوازیں آ رہی تھی، وقفے وقفے سے کچھ ٹوٹنے کچھ گرنے کی آوازیں آ رہی تھی۔۔۔

وہ اب اسکا روم نہیں تھا، اسے تہس نہس کرنے میں حصہ دار آ گئی تھی۔۔ بلکہ وہ اس آفت کو خود ہی تو اٹھا کر لایا تھا۔۔

اسی اثنا میں کوئی بھاری چیز آ کر اسکی پشت پہ لگی۔۔

"میرا ضبط مت آزماؤ عرشیہ دانیال!" وہ بے حد غصے میں یہی کہتا تھا اسے پورے نام سے مخاطب کرتا تھا۔ اور سب سے یہی کہہ رہا تھا۔۔۔

وہ ابھی ہاتھ میں بجتے موبائل کی طرف متوجہ ہوتا کہ ایک بار پھر تیزی سے کوئی چیز اسکی ٹانگ سے ٹکرائی۔۔ "میری ایک بات تمہاری کھوپڑی میں سما پا رہی؟" اسکی گرج بلند تھی۔ چہرہ غصے سے سرخ۔۔۔

بھاڑ میں جاؤ تم، تمہاری کھوپڑی، تمہارا پرفیکٹ کا لیبل۔۔۔" وہ اندر "
سے پوری قوت سے چیخی۔۔
اسی وقت کوئی چیز اڑتی ہوئی آئی، اگر بروقت صام سائیڈ نا ہوتا تو سوچ
سے بڑھ کر کچھ ہو جاتا۔۔ اسکا پرفیوم تھا، صام کے ایک سائیڈ
ہو جانے پر سیدھا نیچے جا گرا۔۔۔

ایک گھوری ڈال کر اسنے گرین بٹن دباتے موبائل کان سے لگایا۔۔

ایک منٹ! تم نے مجھ سے کہا میں اچھا شوٹر ہوں شوٹ کروں، "
کیمرہ اس لڑکی نے پانچ منٹ کیلئے ہیک کیے تھے ٹھیک۔۔
میں نے شوٹ کیا اس وقفے کے کم حصے میں، واپس جا رہا تھا، پر
تم نے میسج کر کے کہا مجھے کہ وہاں ڈاکٹر لڑکی آ رہی ہے تمہاری بیوی کی
طبیعت ٹھیک نہیں، میں دیکھوں کہ وہ ٹھیک ہے یا نہیں۔۔۔
ایک طرف تم نے اسے بلایا، دوسری طرف تم نے مجھے اسے
دیکھنے کا کہا۔۔ اور اسکی پھٹی آنکھوں سے لگ رہا تھا کہ وہ مجھے پہچان گئی
تھی۔۔

اب تم مجھے بتاؤ گے اس سب کا مطلب کیا ہے؟ کیا مقصد ہے اس سب کا؟؟؟ تم نے میرے ساتھ ایسا کیا؟" وہ جیسے نیند سے جاگا تھا۔۔ صام نے سامنے سیاہ آسمان کو دیکھتے مسکراہٹ دبائی۔۔۔

بالکل!" کیا شان بے نیازی تھی۔۔ وہ تھا ہی ایسا۔۔ اپنی کرنے والا۔۔۔"
کیوں کیا؟؟؟" وہ جیسے پھٹ پڑا۔۔ صام نے موبائل کو ناگواری سے گھورا۔۔"
تم یہ مت پوچھو کہ کیوں کیا میں نے ایسا، بس اتنا جان لو کہ"
میں کتنی کیئر کرتا ہوں تمہاری۔۔۔" وہ مسکراتے بولا۔۔
کیا مطلب؟ مجھے صاف صاف بتاؤ صام دیکھو میں ہمیشہ"
تمہارے ساتھ فیئر رہا ہوں، ہم لنگوٹے یار ہیں۔۔" وہ جیسے چیخ پڑا۔۔
اسے اپنے ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہو رہی تھیں۔۔
اوں ہوں! یارے اگر سب کچھ میں بتا دوں گا تو مزہ نہیں آئے گا، کچھ ہاتھ"
پیر اور دماغ چلاؤ کہ یہ شوٹ اور گواہ تم پر کتنا بھاری پڑ سکتا ہے۔۔"
اسنے اپنے متبسم الفاظوں سے جیسے اس کے سر پر دھماکہ کر دیا۔
وہ سن سماعتوں سے بیٹھا رہ گیا۔۔
بلیک میلنگ؟" اسنے جیسے تصدیق چاہی۔"

تم سوچ سکتے ہو، اگر صدمے سے فرصت ملے تو سمجھ بھی لینا۔۔""
اسنے کہنے کے ساتھ ہی کال ڈسکنیکٹ کی اور مسکراتے ہوئے ابھی ساحل کا آیا پیغام پڑھنے لگا تھا کہ اچانک ہی تیز کوئی چیز اسکے کندھے پر زور سے لگی۔۔

واٹ دا ہیل!!" وہ پلٹ کر دھاڑا تھا۔۔ اسنے موبائل جیب میں" رکھی اور ٹھاکے ساتھ ڈور دھکیل کر اندر داخل ہوا۔۔
ّوہ سامنے ہی بالکل بکھرے سیاہ لباس میں کھڑی تھی، چہرہ سرخ بھیگا سوجا ہوا تھا، شدت سے رونے کی وجہ سے اسکا حالیہ بگڑ چکا تھا۔۔
اپنے جنونی حالت کی وجہ سے اسنے روم پورا تہس نہس کر دیا تھا، اور اب اپنے پرفیوم کی شیشی تھامے کھڑی تھی۔۔

گھر میں کوئی بھی موجود نہیں تھا سواء ان دونوں کے۔ وہ اسے ہاسپٹل لے جانے کے بجائے گھر لے آیا تھا اور یہاں آکر اسنے سارا قصور اسکے سر ڈال دیا تھا کہ سب صمصام زیدی کی وجہ سے ہوا ہے۔۔
اسکے بھائی کا کیس کھلتے کھلتے واپس تاریخ آگے بڑھ گئی۔ اگر وہ فائل

ساتھ رکھتا تو ایسا کبھی نا ہوتا۔۔

تم خود کو پرفیکٹ سمجھتے ہو صمصام زیدی پھر تم نے اتنی بڑی غلطی کیسے" کر دی؟" وہ اسے سامنے پا کر کچھ دیر تو خاموش رہ گئی تھی اور اسکی سرخ نیلی آنکھوں میں غیض و غضب دیکھتی رہی، پر جب اپنے دل سے ٹیس اٹھی وہ روتی ہوئی پوری قوت سے چیخ اٹھی۔۔۔

تم نے دھوکہ کیا ہے میرے ساتھ۔۔ تمہیں چاہیے تھا کہ تم کوئی" غلطی نا کرتے، پر تم نے۔۔۔۔

تم نے وہ کیا، مجھے توڑ دیا۔۔ کسی نے نہیں میرے ساتھ تم نے کیا ہے صمام۔۔" وہ گلا پھاڑ کر چیخی اور پھوٹ پھوٹ کر روتی نیچے گھٹنوں کے بل گری۔۔

نہیں ہو تم پرفیکٹ، تم نے توڑ دیا مجھے، تمہاری وجہ سے ساحل بھائی کو" گولی لگی، تمہاری وجہ سے میرے بھائی کا کیس نہیں کھلا۔۔۔

وہ پھر سے اکیلا ہو گیا۔۔ کچھ نا ہو سکا۔۔ سب ویسا کا ویسا رہ" گیا۔۔ پھر سے وہ اکیلا رہ گیا۔۔ اور مجرم تمہاری بیوقوفی کی وجہ سے جشن منا رہا ہو گا۔۔" اسکی باتوں سے صمصام زیدی آنکھوں میں لہو اتر آیا۔۔۔ وہ راستے میں آئی ہر چیز کو ٹھوکر مار کر راستے سے ہٹاتا اس

تک آیا اور جھک کر ایک جھٹکے سے اسکا بازو دبوچ کر اپنے موبائل کھڑا کیا۔

عرشیہ اس اچانک حملے سے دہل گئی، وہ خوفزدہ سی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔

ہاں نہیں ہوں میں پرفیکٹ،، نہیں ہوں میں اچھا۔۔ پر تمہاری" طرف عقل سے پیدل نہیں ہوں۔۔

کیا رو رہی ہو؟ مر گیا ہوں میں؟ میت دیکھ لی ہے میری جو ہار کر اب سب ختم پا کر ماتم کرنے لگی ہو؟" وہ غصے سے پوچھ رہا تھا۔ عرشیہ کی رنگت سپید ہو گئی۔۔

وہ اسے ٹوک بھی نہیں سکتی تھی کیونکہ وہ بے حد غصے میں تھا۔ اگر افف بھی کہتی تو الٹے ہاتھ کا ضرور کھاتی۔۔

کیا سمجھتی ہو تم خود کو؟ مستقبل دیکھ لیا ہے تم نے؟ ہار دیکھ لی؟ یا خون دیکھ کر" پاگل ہو گئی ہو؟" وہ چیخا

وہ اسکی آنکھوں سے برستے پانی کو دیکھا، اسے احساس ہوا کہ وہ کس پر چیخ رہا ہے۔۔

جو کسی بھی وقت پنجے مار سکتی تھی۔ اسنے اسکی کلائیوں کو پکڑا اور اسکے سمجھنے سے پہلے اسکے دونوں بازو پشت سے لگا دیئے۔۔ اسنے اپنی بھیگی آنکھوں سے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔

جہاں بے حد ناراضگی، غصہ بہت کچھ تھا۔۔

پر اسکے باوجود وہ اسکی سنہری شاند کی روشنی جیسی آنکھوں پر جھکا اور باری باری دونوں کو چوم لیا۔۔

اور پھر اسکی بند آنکھوں کو دیکھا جو اسکے لمس سے سیراب ہو کر بوجھل ہو چکی تھیں۔۔

یہ ہار نہیں، جنگ ہے، پر ہر جنگ میں تباہی نہیں ہوتی۔۔ اس" جنگ میں بھی لڑائی نہیں ہو گی، یہ جنگِ لڑائی نہیں ہے۔ یہ ایک کھیل ہے۔۔ کھیل سمجھتی ہو؟

نہیں تم نہیں سمجھتی، تم صرف چیخنا چلانا سمجھتی ہو۔۔

تم نے نوٹ کیا ہے، کہ جنگ ہماری کس طرح شروع ہوئی تھی؟ کیا انہوں نے ہتھیاروں کا سہارا لیا تھا؟ جس نے بھی کھیل کھیلا، مہارت سے کھیلا۔۔ اور کھیل، کھیل کر جنگ میدان سے ساری نشانیاں مٹا دیں۔۔

انہوں نے جال بچھایا، ایسا جال جس میں، شکار آ بھی جائے اور پھڑ پھڑائے بھی نہیں۔۔۔

ہمیں بھی یہی جال بچھانا ہے۔۔ اب سے نہیں بہت وقت پہلے سے، جال سمجھنا ہے تمہیں اگر تم اپنے بھائی کو واپس چاہتی ہو تو سوچو کہ جنگ کہاں سے کس طرح سے شروع ہوئی تھی،، بے خبر شکاری پھنسا ہوا ہے، تم بس خاموشی سے اب دھماکے کا انتظار کرو۔۔۔

جنگ وہی ہوتی ہے، جو دماغ سے لڑی جائے۔ جذباتوں سے لڑی جانے والی جنگ نہیں کہلاتی، مات کہلاتی ہے۔۔

تم ابھی جذبات سے کام لے رہی ہو، جس طرح ہر وقت پرفیکٹ کے طعنے دیتی ہو۔۔

قصور تمہارا نہیں، طعنے دینا ہی عورت کا کام ہے۔۔ اور تم جاری رکھو اپنا یہ کام۔۔۔" اسکے لہجے میں گہرے طنز تھے، پر وہ سانس روکے سن رہی تھی۔۔

خدا نے ہمیں دماغ کیوں دیا ہے؟ اگر ہم سارے فیصلے پلاننگ، کام" جذبات سے کرنے لگے تو دماغ کا کوئی کام ہی نہیں،، دماغ دیا ہی کیوں رب نے؟

عقلمند وہی ہوتا ہے، جو عقل کا استعمال بروقت کرتا ہے۔
تمہارا یہ واویلا، رونا دھونا، یہ تمہارے بھائی کے صبر پر ضرب ڈال رہا ہے۔
تمہیں تمہارے بھائی کی بہادری کا ایک ثبوت دکھاتا ہوں۔۔
تمہارے بھائی کو ڈاکوؤں کا اڈہ پکڑوانے پر، انعام دیا گیا ہے۔" وہ لحظے بھر کیلئے رکا۔۔ اور ساکت پتلیاں پھیلائے دیکھتی عرشیہ پر سے نظر ہٹا کر وہ وارڈروب کے سامنے آیا اور کھول کر اندر سے ایک تہہ شدہ اخبار نکال کر اسکے سامنے آیا۔۔

"میں نے یہ لا کر یہاں رکھا تھا، مجھے لگا تم کبھی کوئی چیز ڈھونڈو گی تو تم اسے دیکھ لو گی، یہ سوچتے کہ اس دور میں اخبار کون سنبھال کر رکھتا ہے۔ یہ میں نے تمہارے لیے رکھا تھا کیونکہ۔۔۔۔۔(سیدھے طریقے سے دینا اپنی توہین سمجھتا ہوں)" اسنے گہرا سانس بھرا۔۔

"تمہارے بھائی میں، پھر کیوں خاموش سوچو اتنی بہادری ہے ہے؟

پتا ہے کیوں؟" وہ رکا۔۔ پر اسنے پوچھا نہیں وہ خاموشی سے اخبار میں موجود تصویر کو دیکھ رہی تھی، ہاں وہ نام انعام دلشیر خان کا تھا پر انعام لینے کوئی دوسرا آیا تھا۔۔

ہاں وہ گمشدہ تھا۔۔۔

اسے اپنوں نے کھو دیا تھا، وہ ایسا موتی تھا، جو سیپ میں نہیں سمندر کے اندر تہہ میں تھا، بہت اندر، بغیر کسی سہارے ساتھ کے، تنہا، اکیلا۔۔۔

دنیا کیلئے وہ سیاہ موتی تھا، گناہ، بد بختی، سیاہی۔۔۔ کالک۔۔۔
پر سمندر کیلئے اسکی گہرائی کیلئے وہ بہت قیمتی تھا، وہ سمندر کی خوبصورتی تھا۔۔

وہ خود کو اکیلا نہیں سمجھتا تھا۔۔

ہاں وہ خدا پر بھروسہ رکھنے والا تھا۔۔ اسے شاید ڈر تھا کہ اگر اسنے سچ کو کھولا تو اسکے اپنوں کو ہی پھر سے تکلیف اٹھانی پڑے گی۔۔

اسکے آنسوؤں نے عرشیہ کو بتایا تھا کہ وہ کتنا تکلیف میں ہے، وہ کس بدگمانی میں ہے۔۔

"Double D" بلکہ وہ نہیں، اسکے دونوں بھائی ہی بدگمانی میں تھے، اسکے

الگ ہیں ایک دوسرے سے تو ان دونوں کے بیچ گہری بدگمانی تھی۔۔
دلاور دریاب کے بیچ ایک محض کمزور دیوار سی حائل تھی، جو دیکھنے میں تو کافی کمزور تھی پر درحقیقت اس دیوار کی بنیاد مضبوطی سے رکھی گئی تھی، آگے دیوار کتنی کمزور خستہ کیوں نا ہو، پر بنیاد۔۔۔۔۔۔
جن کی بنیادیں مضبوط ہوں تو انکو گرایا بہت مشکل سے جاتا ہے، مشکل سے سہی مگر ناممکن تو نہیں۔۔۔۔

کیونکہ تمہارا بھائی سب کچھ رب پر چھوڑ کر بیٹھا ہے، وہ چاہے تو" مجرم کی جڑ اکھاڑ دے، پر وہ "دریاب" کی وجہ سے خاموش ہے۔۔
اور دریاب بے گناہ ہے یہ میں جانتا ہوں،، دریاب نہیں جانتا کہ دلاور اسے گنہگار سمجھتا ہے،، اگر ان دونوں نے ایک دوسرے پر سامنے آکر انگلی اٹھائی تو پھر سے ایک جنگ چھڑ جائے گی، اور سب ٹھیک ہونے کے بجائے تہس نہس ہو جائے گا۔۔

دلاور اپنی تئیں یہ جانتا ہے کہ دریاب نے اسے پھنسایا ہے۔۔ اور پھنسا رہا ہے۔۔

وہ چاہے تو دریاب کو بے نقاب کر سکتا ہے، اور جب یہ
بے نقاب کرنے پر آیا تو اصلی مجرم اسے ہی ملے گا، پر دلاور یہ سوچتا
ہے کہ اگر میں نے دریاب کو بے نقاب کیا تو ایک بار پھر سے
کیچڑ اچھالا جائے گا۔۔
اس بار پھر اسکی بہن ماں باپ کو تکلیف اٹھانی پڑے گی، سو وہ اسلئے
خاموش ہے۔۔ اور سب رب کے سپرد کر دیا ہے۔ یعنی کہ اسنے اپنے
قدم پیچھے لے لیے ہیں۔۔
اب وہ خدا پر چھوڑ چکا ہے، پر خدا بھی چاہتا ہے، کوشش و عمل کے
ساتھ اللہ تعالٰی پر بھروسا کرنا، اسباب ظاہری کے ساتھ خدا
کی طرف متوجہ ہونا اور اسے کارساز حقیقی گردانا، اپنی تدابیر اور
مساعی کے نتیجے کو خدا کی کارسازی کے حوالے کر دینا۔
وہ کوشش و عمل نہیں کر رہا، اسنے نتیجے کیلئے کچھ نہیں کیا، بس
بے بس ہو کر خدا پر چھوڑ دیا ہے۔
پر ہمیں عقل سے کام لینا ہے، ہمیں نام کو ڈبونا نہیں ہے، نام بنانا ہے، جس کا
نام ختم ہو چکا ہے۔ ہمیں اس نام کو بنانا ہے، حقارت تضحیک
نفرت سے نہیں بلکہ سپورٹ سے۔۔
دنیا کی نفرت سے نہیں، دنیا کی سپورٹ سے۔۔ اور عوام کی

سپورٹ حاصل کرنے کیلئے سیاست کرنی ہی پڑتی ہے۔۔
پر نہیں۔۔! تم یہ کیوں سمجھو گی؟ تم اپنا دماغ کیوں استعمال کرو گی؟ تمہیں تو بس مجھ پر اپنا غصہ اتارنا ہے، اپنی بلاوجہ کی نفرت کا اظہار کرنا، مجھے سنانا اور توڑ پھوڑ کرنی ہے تو کرو اور شوق سے کرو۔۔۔
کیونکہ تم ایک سائیکو عورت کے علاوہ احمق عورت بھی ہو۔۔۔
آج یہ ثابت ہو گیا کہ میں نے صمصام زیدی نے عقل سے پیدل عورت کو ہمسفر بنایا ہے۔۔
جو کچھ سمجھنے کے بجائے بس موقعہ چاہتی ہے، اسے سنا سکے، اپنی بھڑاس مجھ پر نکال سکے۔۔۔۔" وہ غصے سے کہتا ایک افسوس متاسف بھری نظر اس پر ڈالتا ہوا تیزی سے وہاں سے نکل گیا۔۔

ہاں وہ اسی سے ہی ڈرتا تھا کہ اسکے باپ کو پھر سے تکلیف نا دیکھنی پڑے، اسکے اپنوں کو تکلیف نا ہو اسکی ذات سے۔۔۔

وہ خاموشی سے اسے جاتے دیکھتی رہی، وہ ناراض ہو کر جا رہا تھا، اسکی ناراضگی جانے کیسی ہو گی۔ وہ نہیں جانتی تھی کیونکہ صمصام زیدی نے

ہمیشہ ناپسندگی غصہ ہی جتایا تھا۔۔

کبھی اپنا ہو کر ناراض نہیں ہوا تھا، پر وہ اب ہو گیا تھا۔۔

واقعی عرشیہ تم بیوقوف ہو۔۔"وہ اخبار کو دیکھ کر خود سے بولی۔۔"
پر میرا قصور کیا ہے وہ مجھے سمجھا بھی سکتا تھا نا کہ یہ سب ایک"
سیاست کے تحت ہے۔۔"وہ ناک سکوڑ گئی۔۔
ہاں غلطی تو صمصام زیدی کی تھی۔۔وہ بے قصور انجان تھی۔۔

وہ دماغ کا استعمال کیوں کرے۔۔
پر اب کرنا پڑے گا، اب انکی جال کو سمجھنا پڑے گا کہ اصل جال کیا"
ہے۔۔اور کس شکار کو پھنسا رہے ہیں۔۔
پر اس سے پہلے اسے صمصام زیدی کی ناراضگی کو ختم کرنا تھا، اور اسکے
لئے تو چٹکیوں کا عمل تھا آفٹر آل وہ جنون تھی۔۔
ناجائز فائدہ تو اٹھا ہی سکتی تھی۔۔اس کھردماغ کی اکلوتی بیوی جو
ٹھہری۔۔۔"وہ اخبار کو سنبھال کر واپس اسی جگہ رکھتی خود کو آئینے
میں دیکھنے لگی۔۔

اسکی بے ساختہ چیخ نکلتے نکلتے رکی۔۔اگر بروقت منہ پر ہاتھ نا رکھتی۔۔۔
مسکارا۔۔"اسنے سیاہی کے بیچ اپنی سنہری آنکھوں کو دیکھا۔یوں لگا جیسے"
بھٹکتی آتما۔۔۔

وہ خود کو دیکھنے سے کترانے لگی،کیونکہ ایک تو رات تھی اوپر سے گھر
اکیلا تھا اور اسکا حلیہ۔۔۔۔

صام تم یہی ہونا۔۔"وہ آس پاس موجود جنوں پر باور کروانے لگی اور گنگناتی"
الماری سے اپنا لباس ڈھونڈنے لگی۔۔۔

بہرحال اسکا دماغ اس وقت آتماؤں بھوتوں جنوں سے دور اور
پاک تھا۔۔
کیا واقعی؟؟؟؟

oooooo

شریفو!"وہ کچھ سوچ کر بھاگتی ہوئی روم سے باہر نکلی۔۔اسکے اندازے کے"
مطابق سارے ملازمین اپنے کوارٹر میں چلی گئے تھے محض وہاں گیٹ
پر شریف ہی موجود تھا۔۔

جی بڑی بہو حکم!" شریف عرشیہ کی دو تین آواز پر بھاگتا ہوا لاؤنج" میں داخل ہوا پر جیسے ہی عرشیہ پر نگاہ پڑی اسکی زوردار چیخ گونج اٹھی۔۔

آہہ۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ "ملازم کو چیختے دیکھ کر اکیلے گھر میں عرشیہ کی" چیخ بھی ساتھ گونج اٹھی۔۔ وہ بری طرح خوفزدہ ہو گئی۔۔ پر پیچھے پلٹ کر دیکھنے کی جرات نہیں کی، کیا پتا پیچھے ہی کوئی بھٹکتی آتما۔۔۔۔۔۔ اسکے وجود کے رونگٹے کھڑے ہو گئے سوچ کر۔۔۔ وہ ہراساں نظروں سے شریف کو دیکھنے لگی جو چیخ کر اب خوفزدہ نظروں سے سیاہ کپڑوں میں موجود اس وجود کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

آآ۔۔ آپ عرشیہ بے بی ہی ہیں نا؟" اسنے ڈرتے ڈرتے ہوئے پوچھا۔۔" ککک۔۔ کیوں کیا ہوا؟" وہ خوف سے سرد پڑنے لگی۔۔ گھر میں" واقعی کوئی نہیں تھا۔۔ اور وہ کنگ کانگ بھی اچانک روم سے نکل کر کہیں غائب ہو گیا تھا۔ "کیوں مم۔۔ میرے پیچھے ککک۔۔ کوئی دوسری عرشیہ ہے؟" اسنے لمحے بھر کے وقفے میں سوچ لیا تھا اگر وہ اسے مار کر اسکے جسم میں گھسنے کا سوچ رہی ہے اور صام کی زندگی میں

انٹری کرنا چاہتی ہے تو وہ خود آتما بن کر ان دونوں کا جینا حرام کر دے گی۔۔

خوف گیا بھاڑ میں، صام بلے کا آتما کے ساتھ ملکر، اسکے ساتھ غداری،، اسکی ناک کی نتھنیں پھول اٹھی تھیں سوچ کر۔۔۔

نہیں بڑی بہو آپکے پیچھے تو کوئی نہیں۔ پر آپکی۔۔۔۔"وہ جھجھک گیا۔۔"
کیا میری؟"شریف کی تصدیق کے بعد اسنے بے فکر ہو کر پیچھے" گھوم کر دیکھا۔۔ہاں وہاں کوئی نہیں تھا۔۔
"وہ بہادری سے ہنسی" آتمائیں ہوتی ہی نہیں۔۔

آہہہ۔۔۔ڈیڈ صام۔۔۔۔۔"اسکی ہولناک چیخ خاموش گھر" میں خوفناک انداز میں ارتعاش پیدا کر گئی۔ شریف نے کچھ کہنے کے بجائے اپنے نئے نئے موبائل کے فرنٹ کیمرہ کا سہارا لیا اور ادب واحترام سے عرشیہ کے سامنے کر دیا۔۔
وہ جو پیچھے کسی کو نا پا کر مطمئن سی پلٹی تھی، اچانک سامنے موبائل اسکرین پر موجود چہرے کو دیکھ کر اسکی بے ساختہ دل دہلا دینے والی چیخ نے double" کیمرہ کو بھی خوفزدہ کر دیا کہ وہ بھی چھپ گیا اور سامنے

معذرت بھرا پیغام بھیج کر "click on the screen to wake up"
وجہ بتائی ساتھ طریقہ کار بھی۔۔۔

"یہ تو میں ہوں" خود کو پہچان کر وہ سنبھل کر شریف سے غصے میں گویا ہوئی۔ شرمندگی اہانت سے اسکا چہرہ سرخ تھا۔۔
"جی بڑی بہو یہ آپ ہیں، پر مہربانی کر کے یہ میک اپ میری بیوی کو مت دکھایئے گا، وہ آپ کا ہر اسٹائل کاپی کرنے کی جرات کرتی ہے۔ کہیں یہ کاپی کرنے لگی تو میرے بچے یتیم ہو جائیں گے۔۔" شریف نے تو جیسے ہاتھ جوڑ لیے اسکے سامنے۔۔

"ہاہاہا۔۔۔" وہ پیچھے قہقہہ لگاتا سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے آیا، اور آ کر لاؤنج میں صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے آرامدہ حالت میں بیٹھا۔۔ اس تمسخرہ اڑاتے قہقہے پر ان دونوں نے چونک کر اسے دیکھا۔ جو موبائل کان سے لگائے جیسے دوسری طرفین کی بات سے محظوظ ہو کر ہنسا ہو۔۔ پر عرشیہ جانتی تھی یہ مذاق اسکا بنایا گیا ہے۔۔

اگر مقابل کھڑا وجود عمر رتبے میں بڑا نا ہوتا تو وہ چیخ پڑتی اس پر۔۔۔ پر

شادی شدہ تھا شریف الدین۔۔ گاؤں سے آیا تھا اور یہاں اپنی بیوی بچوں کے ساتھ ملازمت کرتا تھا۔۔ اور بہت اچھے تھے سادہ لوح۔۔۔۔

بیوی کہاں ہے تمہاری؟" وہ فی الحال صام کو نظر انداز کرتی ضبط کیے" بولی۔۔۔

کوارٹر میں ہے اگر آپ کہیں بلا کر لاؤں اسے؟" شریف اسکے" تاثرات دیکھتا مودب ہو گیا

ہاں اس سے کہو میری بات سن کر جائے، میں روم میں" ہوں۔۔" اسنے ایک اچٹتی نظر صام پر ڈال کر اس سے کہا وہ تابعداری سے سر ہلا کر جانے لگا تبھی صام نے شریف کو کافی کا حکم دیا۔۔

وہ کچھ دیر لب بھینچے وہیں کھڑی رہی کہ وہ مخاطب کر لے۔۔ پر وہ واقعی اس سے ناراض تھا۔۔ دوسری طرفین سے بات کر رہا تھا مطمئن بے فکر۔۔۔ مگر۔۔۔ ناراض سا۔۔۔ خفا۔۔

وہ پلٹی اور بھاگتی ہوئی سیڑھیاں پھلانگتی اپنے روم میں آ گئی، اسنے آہٹ تو بھاگتے قدموں کی سنی پر پلٹ کر نہیں دیکھا۔۔۔

oooooo

روم میں آکر اسنے بیڈ پر رکھا اپنا لباس اٹھایا اور صام کے آنے سے پہلے جلدی جلدی بھاگ کر باتھ میں چینج کرنے چلی گئی۔

وہ جب چینج کر کے باہر آئی تو شریف کی بیوی وہاں موجود تھی اور اتنے عرصے وہاں رہتے ہوئے پہلی بار صمصام زیدی کے روم کا یہ حشر دیکھ کر وہ ہکابکا تھی۔۔۔

گل بانو اگر برا نا مانو تو یہ صاف کر دو اسکے بعد تمہیں کچھ دینا ہے۔۔""
اپنے سنہری چاندنی جیسے بالوں کو ڈرائی کرتے ہوئے کہا۔۔
گل بانو مبہوت سی اسکے سراپے کو دیکھتی سر ہلا گئی۔۔
برا کیوں ماننا بڑی بہو، آپ مجھے اتنا کچھ دیتی ہیں۔۔ اتنا خیال رکھتی ہیں"
میرے بچوں کا یہ سب کرنا تو میرا فرض ہے۔۔" گل بانو بشاشت سے کہتی ہوئی فوراً اپنے کام میں لگ چکی تھی۔۔
وہ بہت پھرتیلی تھی، منٹوں میں کام نمٹانے والی۔۔

اسکی بات سن کر بظاہرہ تو وہ نوک پلک سنوارتی رہی پر در حقیقت وہ شرمندہ سی تھی، اپنے عمل اور اس وقت اسے بلا کر صفائی کروانے پر۔۔ اسکا دل جل رہا تھا، کیونکہ باہر صام شریف کے سامنے اس پر ہی ہنسا تھا۔۔

بڑی بہو ہو گیا۔۔" وہ سست رویے سے سب کچھ کر رہی تھی،، جبکہ گل بانو پانچ" منٹ میں صام کا روم ترتیب دے چکی تھی۔۔

عرشیہ تو گنگ تھی اسکی تیزی پر، پر وہ نہیں جانتی تھی کہ صمصام زیدی کے روم کو صاف کرنے کیلئے عموماً انکے پاس کم ہی وقفہ ہوتا تھا۔

اسے سست لوگ پسند نہیں تھے، اسکا ماننا ہے سستی انکی"
عادت نہیں بلکہ بہانہ ہے، کامیابی سے فراری کا، اسکا کہنا ہے کہ زندگی سب کچھ انسان دوبارہ حاصل کر سکتا ہے سواء "وقت" کے۔۔
وقت ایک ایسا خزانہ ہے جسے ایک بار کھو دیا تو دوبارہ کبھی حاصل نہیں کر سکتا۔۔

"اسنے اپنی زندگی میں بہت کم وقت ضائع کیا تھا

یہ لو۔۔" اسنے اپنے میک اپ ٹیبل سے ایک خوبصورت سی"

ڈبیا اٹھا کر اسکے حوالے کی۔۔

"یہ کیا ہے؟" گل بانو نے نا سمجھی سے ڈبی کے ساتھ پین کے کور پر عورت کی خوبصورت آنکھوں کو دیکھا۔۔

"یہ کاجل ہے۔۔اس سے تمہاری آنکھیں بے حد پیاری لگیں گی۔۔ تم جانتی ہو نا کہ محبت کی ابتداء کہاں سے ہوتی ہے؟" اسکے پوچھنے پر گل بانو شرما گئی۔۔

"گستاخ آنکھوں سے۔۔" اسکی شرمیلی سی آواز پر عرشیہ نے لب دبائے۔۔

"رائیٹ! اسلئے شوہر کو قابو میں رکھنے کیلئے آنکھوں کو ہمیشہ سجا کر رکھنا چاہیے تاکہ شوہر ان گستاخ آنکھوں سے باخبر رہے۔۔

تم بھی جاؤ ابھی ان خوبصورت جھیل سی آنکھوں کو سنوار دو۔۔" اسکی سن کر گل بانو کا سر جیسے نیچے شرم سے لڑھک گیا۔۔

دانتوں میں اسنے دوپٹے کا سرا دبایا۔۔" یہ ہماری عمر کہاں بڑی بہو، ہم تو اب دو تین بچوں کے ماں باپ ہیں۔۔ یہ تو آپ کو کرنا چاہیے۔۔ اور میں ہمیشہ سے ہاشمی کاجل کا استعمال کرتی ہوں مجھے اس پینسل ڈبی کی سمجھ بوجھ نہیں۔۔"

ہونہہ! ہم بیوقوف عورت ہمیشہ اسی وہم میں رہتی ہیں کہ دو چار بچے"
ہوئے اور شوہر قید ہو گیا۔۔
نہیں گل! مردوں کا دل بڑا باغی ہوتا ہے۔ کسی بھی وقت بندھی ڈور کو توڑ دے
کوئی اتا پتا نہیں ہوتا پھر۔۔
اسلئے ہاشمی کو رہنے دو ابھی کیلئے، اور لگانے کا کیا ہے گھوپی بہو کا ڈرامہ دیکھتی
"ہو؟

ہاں ریپیٹ میں دیکھ رہی ہوں۔۔" وہ پرجوش سی بولی۔۔ عرشیہ نے"
تاسف سے سر ہلایا۔۔
اس میں جو کوکلی ہوتی ہے اسکی آنکھوں کے نیچے جو سیاہ لکیریں ہوتی"
ہیں وہی آجکل کا فیشن چل رہا ہے۔۔ اس کی نوک کو ڈبی میں موجود
کاجل سے ٹچ کر کے آنکھوں کے نیچے بس لکیریں کھینچو۔۔۔
پھر بالخصوص سرخ لپسٹک لگانا، اور سرپرائز دینا اپنے شریف الدین
کو۔۔ تب تک میں اپنے پرفیکٹ الصام کو ہینڈل کرتی ہوں۔۔" اسنے
آنکھ دبائی گل بانو کی بتیسی باہر آ گئی۔۔

اب تم جاؤ۔۔" اسنے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ گل بانو اسے ڈھیر" دعائیں دیتی چلی گئی۔۔ کاجل واقعی قیمتی تھا، برانڈڈ تھا۔۔ پر اسنے دے دیا۔۔

یہ پکڑو اور صاف کرو اسے۔۔۔۔۔۔" کچھ وقت پہلے کا فقرہ اسکے" کان میں گونجا۔۔ اسنے آئینے میں اپنے عکس کو دیکھا۔۔۔
کچھ وقت پہلے تو گہرے زخم تھے۔۔ یکایک مرہم میں بدلنے لگے۔۔
پھولوں میں دور سے کانٹیں ہمیشہ برے لگتے ہیں، پر جب پاس آکر غور و فکر کریں تو احساس ہوتا ہے۔
کانٹیں برے نہیں بلکہ پھول کے محافظ ہوتے ہیں۔۔

oooooooo

اسنے کافی کا گھونٹ بھرا اور دوسری طرف نین کی بات سنی۔۔
ٹھیک ہے یہ بھی،، ویسے بھی بہت سپورٹ آچکی ہے۔ نیوز" سنی؟" وہ دریاب خان ساحل شاہ سے واٹس اپ پر گروپ کال پہ بات کر رہے تھے جس میں خفا خفا سا زیاف بھی موجود

تھا۔۔

جو کچھ کہنا چاہتا تھا پر صام بڑی ہوشیاری سے اسکی بات کاٹ دیتا۔ اور اب دوسری طرف جوائن کی گئی ثمن کی بات سن رہے تھے۔۔

"میرے پاس سوا لاکھ فالوورز کا ایک فیس بک پیج، انسٹا اور بھی شوشل پلیٹ فارم گروپ پیجز موجود ہیں۔۔" ثمن نے انکی بات سن کر آہستہ سے کہا۔۔۔

اس مانوس سی آواز پر زیاف کی سٹی گم ہو گئی۔۔

"ساحل بھائی کے نام سے؟"

"نہیں ناولز کے حوالے سے۔۔۔" صام کے پوچھنے پر ثمن کے بجائے دریاب نے ہنس کر غیر محسوس انداز میں طنز کیا۔۔ ثمن نے بد دل ہوتے پہلو بدلا۔۔۔

"چلو یہ تو بہت اچھی بات ہے کہ اس طرح کسی کو خبر بھی نہیں ہو گی کہ یہ دھماکہ کرنے والی چاکلیٹ کوئین ہماری ہے۔۔" صام نے خوش دلی سے کہا۔۔

ساحل نے مسکراتے ثمن کا سر سینے سے لگایا۔۔

دوسری طرف دریاب نے نخوت سے سر جھٹکا۔۔۔ "ہونہہ!

اب اسکے ناولز والے گروپ اٹیک کی افواہ پھیلائیں گے۔۔ بیوقوف "لڑکی۔۔۔ ہونہہ۔۔۔

تم کیا کر رہے ہو زیاف؟" کھٹ پٹ کی آواز سن کر ساحل نے" اسے مخاطب کیا۔۔ زیاف سٹپٹا گیا۔۔

اسنے کاؤنٹر پر رکھے موبائل کو دیکھا۔۔ وہاں ابھی تک موجود تھی "من"۔۔۔ اسے معلوم نہیں تھا وہ چشمش اتنی سورس شوشل میڈیا پر رکھتی ہے۔

آں۔۔۔" کیسے بولے وہ فوراً اسے پہچان جائے گی۔۔۔"

ہمم۔۔ نہیں وہ کھانا بنا رہا ہوں۔۔۔" اسنے لہجے میں گھمبیرتا سما کر" کہا۔۔

شکر تھا ڈی پی پہ اسنے بھٹکتی آتما کی تصویر رکھی ہوئی تھی۔۔ وہ ایسی اوٹ پٹانگ حرکات کرتا رہتا تھا۔۔

بقول اسکے وہ اسکی بیوی تھی جو جانے کہاں بھٹک رہی تھی۔ جس نے ابھی زیاف زیدی کو نہیں دیکھا کہ اس سے چمٹ سکے۔۔

"اوہ سہی! دریاب تم کیا کر رہے ہو؟"

میں ابھی مام کو دوائی دینے جا رہا ہوں۔۔" وہ بیزاریت سے کہتا"
سیڑھیاں اتر رہا تھا۔ اسکے قدموں چاپ ثمن کو اپنے کانوں سے ہوتی
دھڑکنوں میں محسوس ہونے لگی۔۔ وہ لب دبائے بیٹھی تھی۔۔۔

ٹھیک ہے ایسا کرو تم لیپ ٹاپ لیکر یہاں آجاؤ۔۔۔" ساحل"
نے کچھ سوچ کر کہا۔ زیاف نے جیسے شکر کیا کہ وہ کھانا بنا رہا تھا
ورنہ تو اسکا بھانڈا پھوڑ جانا تھا۔۔
ثمن کی دھڑکنیں ایکدم سے تیز ہوئیں "کیا وہ اس وقت رات کو
"اسکے ساتھ کام کرے گی؟

اوہ! معذرت بھائی مام اکیلی ہے۔۔" وہ رکا۔۔۔ اور پھر سپاٹ آواز"
میں بولا۔۔۔ اسکے اندر سے چھناکے سے کچھ ٹوٹا۔۔۔
وہ کیسے بھول گئی کہ دوسری طرف وہ ظالم بے حس شخص ہے۔۔۔
بھائی کسی کی ضرورت نہیں میں کافی عرصے سے شوق سے شوشل"
مارکیٹنگ کر رہی ہوں یہ کام میرے لئے مشکل نہیں۔۔" ایک پل نا لگا
اسے فیصلہ کرنے میں اور وہ غصے سے کہتی کال ڈسکنیکٹ کر گئی۔۔
یہ عمل اتنا غیر متوقع تھا ساحل شاہ کے اب دیکھنے پر وہ

سٹپٹا گئی۔۔

شاید اسے برا لگ گیا۔۔ پر آپ سمجھ سکتے ہیں بھائی۔۔ میں مام" کو اکیلا نہیں کر سکتا۔۔۔" خاموشی چھا جانے پر دریاب نے ایکدم سے صفائی دی۔۔

زیاف نے ایکدم سے شکر بھرا سانس لیا۔۔ "کوئی بات نہیں ہم سمجھ سکتے ہیں یار پولیس والے کافی محتاط ہوتے ہیں۔" زیاف نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔۔

کچھ دیر پہلے تمہاری آواز سے مجھے لگا جیسے تصویر والی تمہاری بیوی تمہارے" سینے پر آ بیٹھی ہے۔۔" کچھ دیر پہلے گھمبیر آواز اور اب وہی ہلکی پھلکی آواز کا موازنہ کرتے دریاب نے طنز کیا زیاف کا قہقہہ جاندار تھا۔۔۔

تم میری رات خراب کر رہے ہو اللہ پوچھے تم سے۔۔ خود تو" "تینوں۔۔۔۔

بس کر۔۔۔" ساحل نے غصے سے ٹوکا۔۔ زیاف نہیں بلکہ صام" دریاب تینوں کا قہقہہ موبائل فون سے زوردار تھا۔۔۔ ساحل نے ثمن کو جانے کا اشارہ دیا وہ سر ہلا کر وہاں سے چلی گئی۔۔۔

لگتا ہے بھائی کا ابھی مسئلہ حل نہیں ہوا۔۔" دری نے شرارت سے "
کہا۔۔وہ ہنسنے لگے۔۔
اڑالو مذاق۔۔۔" وہ غصے سے بولا"
ہماری جرات۔۔" تینوں ساتھ برجستہ گویا ہوئے"

ابھی وہیں اٹکا ہوا ہے۔۔" ساحل کے کہنے کے ساتھ، چاروں کے "
قہقہہ ساتھ ہی گونج اٹھے۔۔
دری تم ثمن کو پک کر لینا۔۔ صبح تک یہ کام ہو جانا چاہیے۔۔""
تھوڑے وقفے کے بعد صام نے کہا۔۔۔
زیاف نے الجھ کر موبائل کو دیکھا۔۔ ساحل صام پر سکون تھے جبکہ
دریاب حیران۔۔۔۔
کہاں۔۔۔۔؟" اسنے الجھ کر پوچھا۔۔ تبھی بیرونی گیٹ سے فارس کی"
گاڑی کی آواز سنائی دی۔۔جو شاید ان تینوں نے بھی باخوبی سنی۔۔
وہ اس وقت نیچے اپنی ماں کے روم کے سامنے کھڑا تھا، ان تینوں
بھائی بہن کے روم اوپر تھے جبکہ انکے ماں باپ کا روم نیچے۔۔
اس وقت وہ اپنی ماں کے روم کے سامنے ٹہل رہا تھا تبھی اندر داخل

ہوتے کیز کو انگلی میں گھوماتے ہوئے فارس کو سامنے پایا۔۔

موبائل کی دوسری جانب ایک لمحے کیلئے خاموشی چھا گئی۔ یہ فیصلہ صام کا تھا اسلئے جواب بھی صام کو ہی دینا پڑا۔۔

ہمم۔۔"دریاب نے کال ڈسکنیکٹ کی اور موبائل جیب میں رکھتے سامنے" وجود کو دیکھا۔۔

تمہارے کیس کا کیا ہوا؟"وہ مسکراتے دریاب سے مخاطب ہوا" کون سے؟"اسنے ناسمجھی سے پوچھا۔۔۔"

وہی جو دونوں باپ بیٹے غائب ہو گئے ہیں۔۔"وہ کندھے اچکا کر بولا"

تمہیں کیسے معلوم؟"دریاب نے نارمل سے انداز میں پوچھا۔۔"

کم آن یار تم ایس پی ہو تمہاری چھوٹی بات بھی اخبار میں آتی ہیں۔۔"وہ" ہنس کر بولا۔۔

اور جب تک میں نا چاہوں وہ باتیں اخبار ٹی وی پہ نہیں آتیں۔۔"" وہ کندھے اچکا کر بولا۔۔

یہ بھی بالکل ٹھیک۔۔ آنٹی سے معلوم پڑا انکا۔۔۔"اسنے مسکراتے" کہا۔۔۔

ہاں! یہ کہہ سکتے ہو، میں نے مام کو بتایا تھا۔۔" دریاب کے لبوں
پر مدھم سی مسکراہٹ نمودار ہو کر غائب ہو گئی۔۔

آفس کا کام کیسا جا رہا ہے؟" اسنے پوچھا۔"
اچھا ہے۔ عرشیہ نہیں آئے گی؟" وہ ہارون شاہ کے انڈر کام کر رہا تھا۔"
دانیال خان اور ہارون شاہ کے ساتھ کھڑے کیے بزنس کو ابھی فی
الحال ساحل اور ہارون شاہ ہی سنبھال رہے تھے۔۔

"ہاں وہ ابھی شاید نا آسکے۔ کیس کی وجہ سے۔۔"
آں ہاں! ویسے ساحل شاہ پر اٹیک کے بعد عوام کشمکش میں پڑ گئی"
ہے۔ کہ کہیں دلاور کے ساتھ ناانصافی تو نہیں ہو گئی۔۔ ورنہ کسی مجرم کا
کیس بھلا کوئی کیوں کھلنے سے روکتا۔۔" وہ سوچ کر بولا۔۔۔

ہاں یہ تو ہے بہر حال مجھے بس اتنا معلوم ہے نویرہ بے قصور"
تھی۔۔۔ تمہارا کھانا وہاں ہے۔۔" وہ مزید اس سے بحث مباحثے کیے
بغیر اسے کچن کی طرف اشارہ دیتا خود ڈور کھول کر اندر داخل
ہو گیا۔۔۔

محبت کو تم پر فخر ہے دریاب خان" وہ پرجوش سا پیچھے سے گویا"
ہوا۔۔ دریاب ہولے سے مسکرا کر سر ہلا گیا۔۔۔
کچھ دیر میں وہ چشمش آئے گی اور محبت کو اس پر افسوس ہو گا۔۔۔

ooooooooo

ہیلو ہیلو عرشیہ!!!" وہ ابھی اٹھ کر روم کا حال دیکھنے جانے ہی والا تھا"
کہ اسی وقت اسکا موبائل بجا۔۔
نمبر عرشیہ کا تھا، اسنے نا چاہتے ہوئے بھی خاموشی سے موبائل کان
سے لگایا تبھی ایک زوردار چیخ دوسری طرف سے گونج اٹھی اور اگلے پل
سکوت چھا گیا۔۔
چیخ ہولناک تھی، پر صام کو لگا جیسے چیخ ہی سنانے کیلئے اسے کال کی
گئی تھی۔۔ اسے کچھ ڈرامٹک سا لگا پر پھر بھی فکر مندی سے پکارا اور
بھاگتے ہوئے سیڑھیاں چڑھیں۔۔

اسے دوران یہ بھی احساس ہوا کہ کال کٹ چکی ہے۔ اسنے جھنجھلا کر

غصے سے موبائل جیب میں رکھا اور ٹھا کے ساتھ ڈور دھکیل کر اندر داخل ہوا۔۔۔

عرشیہ؟" اسکا روم میں داخل ہو کر پکارنا تھا ہی جب پیچھے انتظار" میں کھڑے وجود نے تیزی سے باہر نکل کر روم کا دروازہ باہر سے لاک کر دیا۔۔

صام نے روم میں اچانک گھپ اندھیرے کے چھا جانے پر چونک کر پیچھے دیکھا۔۔"عرشیہ؟" اسے اس حرکت پر جی بھر کر غصہ آیا۔۔وہ چاہتا تو ابھی دروازہ کھول سکتا تھا پر اسے احساس ہوا جیسے آواز روم کے اندر سے "چھن" کی مخصوص انداز سے گونجی ہے۔۔

اسنے پلٹ کر دیکھا۔۔"ہاں۔۔۔وہ وہیں تھی تو پیچھے ضرور گل بانو ہی ہو گی۔۔" وہ سمجھ کر سر ہلا گیا۔۔پائل کی چھن کو اسنے نظر انداز کیا، اسکے نزدیک یہ بچگانہ حرکت تھی۔وہ چلتا ہوا وارڈروب کے سامنے آیا۔۔

وہ پردہ ہٹا کر باہر آئی، روم میں گھرا اندھیرا تھا، اور اس اندھیرے میں اسکی خوشبو پازیب اور چوڑیوں کی چھنکار نے ملکر ارتعاش پیدا کیا۔۔

وہ لحظے بھر کو رکا، اور پھر جیب سے موبائل نکالنے کیلئے ہاتھ بڑھایا تبھی پیچھے سے عرشیہ نے اسکے ہاتھ میں اپنی انگلیاں پھنسائیں۔۔۔

صام نے اسکی انگلیوں کے لمس کو محسوس کرتے ہوئے جھٹکے سے اپنی انگلیوں کو چھڑوایا۔۔۔

لائیٹ کیوں بند کی ہے۔۔" وہ غصے سے کہتا ہوا اندھیرے میں اسکے پاس سے ہو کر گزرا۔۔ موبائل نکال کر دیکھنے لگا۔

عرشیہ نے اپنے ماتھے پر گرم سانسیں محسوس کیں۔۔۔

وہ مسکراہٹ ضبط کر گئی۔۔۔

اسکی جدوجہد کا نتیجہ تھا دوسرے پل روم مدھم سی سنہری روشنیوں میں نہا گیا۔۔ اسنے فانوس کو روشن نہیں کیا، بس کونے میں موجود ٹیبل پر ٹری لائیٹ کو کو روشن کر دیا۔۔

جس سے روم میں خوابناک فسوں خیز ماحول چھا گیا۔

صام نے اپنا نچلہ لب دانتوں میں دبایا اور اسے نا دیکھنے کا خود سے عہد کرتے ہوئے موبائل واپس رکھتے جیسے ہی پلٹا بالکل سامنے کھڑا اسے پایا۔۔۔

وہ جیسے منجمد سا ہو گیا۔۔ اسکی نیلی ٹھہرے سمندر جیسی آنکھیں ان کاجل سے لبریز جھیل سی سنہری چاندنی سے نہائی آنکھوں سے ٹکرائیں۔۔ جن پر بھاری بوجھل گھنی پلکوں کو سایہ تھا۔۔

چھوٹی سی ناک میں چمکتا ہوا سفید ڈائمنڈ۔۔ گلابی پنکھڑیوں پر سرخ گہری لپسٹک۔۔ اسکے نقوش میں ناک کی نوزپن نے قیامت خیز سحر بکھیر دیا تھا۔۔۔

اسکی اوشن نیلی ٹھہری مبہوت آنکھوں کی حدت سے اسکے گال گلابی ہو گئے،، پلکیں لرز گئی۔۔

وہ اس رم جھم جیسے موسم میں اسکی پلکوں سے، ناک کے ہیرے، کانوں میں پہنے آویزے سے اسکی نیلی آنکھیں اسکی گردن تک سفر کرتے ہوئی آئیں۔۔۔

ایک پتلا سا نیکلس اسکی نازک پتلی سی گردن میں موجود گستاخیوں پر اکسا رہا تھا۔۔ اسنے ایک گہری بھاری سانس فضا کے سپرد کی۔۔ اور نگاہیں گردن سے سرک آئیں۔۔

سیاہ ہاف سلیو بلاؤز، جس پر سیاہ ہی ڈائمنڈ سے کام کیا گیا تھا اور اس مدھم سے اندھیرے میں جھلملا رہا تھا۔۔ یا یوں کہا جائے وہ اسکے ضبط کا امتحان لے رہی تھی۔۔

سیاہ بلاؤز پر قیامت برپا کرتی سرخ بلڈ رنگ کی ساڑھی۔۔۔ اور اس ساڑھی پر سرخ ہی ڈائمنڈ کا بھاری کام۔۔۔ بارڈر پر سیاہ ڈائمنڈ کا

نیٹ۔۔۔

اور بلاؤز کے نیک پر سرخ ڈائمنڈز کا ورک۔۔۔

کلائیوں میں سرخ سیاہ مکس چوڑیاں۔۔۔پاؤں میں پازیب۔۔

تو یہ سب اسے منانے کیلئے تھا؟" اسکی بھوری گھنی مونچھوں تلے "

مسکراہٹ آ گئی۔۔"ہاں! اسکے لئے تھا ورنہ وہ ایسے لباس کہاں پہنتی تھی۔۔" دماغ بھی شاید اسکے خلاف جانے کے موڈ میں نہیں تھا۔۔۔

ایسے لباس تو صام کو بھی پسند نہیں تھے، پر ابھی وہ خاص اسکے لئے تھا۔۔وہ نظر انداز کیسے کرتا؟ اسنے اپنے نچلے لب پر دانتوں کو دباؤ بڑھا دیا۔۔۔

وہ اسکے خدوخال میں جیسے گم ہو گیا تھا۔۔اسکا دل چاہا انگلی سے گلے میں موجود نیکلس کے جھولتے ہوئے ڈائمنڈ پر پھیرے اور اپنے ہونٹوں سے اسکی ناک میں پہنی نوز پن کو چھو کر اسکے بندھے ہوئے جوڑے کو کھول کر بال کمر پر بکھیر دے۔۔

جب اتنی ظالم بن گئی تو تھوڑا بہت مزید ظلم کر کے بالوں کو کھول دیتی۔۔۔

آپ ناراض ہیں مجھ سے۔۔؟" وہ قدم اٹھا کر اسکے پاس آئی اور آہستہ سے "

اسکا کوٹ کالر سے تھام کر چوڑے شانوں سے اتارنے لگی۔۔
اس تگ و دو میں وہ اسکے بالکل قریب آ چکی تھی۔ اتنا قریب کہ صام کی ناک کی نتھنوں سے اسکے وجود کی مہک گھسنے لگی۔۔ وہ مسمرائز سا کھڑا تھا، اسنے سیاہ ہیل پہنی ہوئی تھی، وہ اسکے قد برابر آ کھڑی تھی۔۔ ان دونوں کی سانسیں الجھنے لگیں۔۔ سفید شرٹ میں اب وہ ملبوس تھا۔۔
اسکا کوٹ عرشیہ کے ہاتھوں میں تھا۔۔

تمہیں فرق پڑتا ہے؟" اسکا لہجہ گھمبیر ہو گیا۔۔ تاثرات وہی سپاٹ۔۔
نہیں۔۔" وہ آہستہ نفی میں سر ہلانے۔ صام حیران ہوا۔۔" فرق نہیں پڑتا تکلیف ہوتی ہے۔۔ سب کچھ ویران لگتا ہے۔۔ مستقبل" کی پریشانی ہوتی ہے کہ اگر تم ناراض رہو گے تو میں جھگڑا کس کے ساتھ کروں گی۔۔" وہ بڑی معصومیت سے بولی۔۔

کافی بڑا مسئلہ ہے تمہاری جان کو نا آجائے۔۔" کوٹ اسکے ہاتھ سے" جھپٹ کر وہ طنزیہ کہتا اسکے قریب سے گزر گیا۔۔

"عرشیہ نے دانت پیسے۔۔"اسکا سنورنا اسے متاثر نہیں کر رہا؟
خود کو سمجھتا کیا ہے ڈیڈ کا کھو۔۔۔۔اسٹوپڈ۔۔"وہ غصے ضبط سے بڑبڑائی۔"
اسنے اتنا پیار سے کہا اور اُس نے کیا کہا۔۔۔
اب ناگن ڈانس یا بیلی ڈانس کرنے سے تو وہ رہی، اتنی محنت سے خود کو
سنوارا تھا، اور اس نواب کے تیور دیکھو۔۔
کیوں خود کو اس نواب کے سامنے ڈی گریڈ کر رہی ہو عشی؟ تم نے کچھ برا نہیں"
کیا جو کیا اچھا کیا۔۔ناراض تمہیں ہونا چاہیے کیونکہ اسنے تمہیں احمق
کہا اور ناراض وہ ہو رہا ہے؟"اسکے دماغ نے کہا۔۔۔۔
نہیں عشی تمہیں اسے سمجھنا چاہیے تھا اس پر الزام تراشی سے پہلے"
"اس سے کچھ تو جان لینا چاہیے تھا۔۔
شٹ اپ!"اسنے غصے سے دل کو جھڑک دیا۔۔"دماغ ٹھیک"
کہہ رہا ہے۔۔"وہ غصے سے دل کو جھڑک گئی۔۔

وہ مجھے اٹیٹیوڈ دکھا رہا ہے۔مجھے یعنی عرشیہ خان کو۔۔"اسنے اسکی"
سفید چوری پشت کو دیکھا۔وہ لاپرواہ بے نیاز کھڑا اپنے کپڑے ڈھونڈ رہا
تھا۔۔
بھاڑ میں جائے۔۔"غصے سے کھولتے ہوئے ذہن کے ساتھ وہ آگے بڑھی"

تاکہ سب اتار کر پھینک سکے۔۔۔

آہ۔۔۔"وہ ابھی ڈریسنگ ٹیبل کے پاس ہی تھی تبھی غصے میں تیز" چلتے ساڑھی ہیل کے نیچے آئی اگلے پل وہ چیختی ہوئی زمین بوس ہو گئی۔۔ صام نے آواز پر تیزی سے پلٹ کر دیکھا۔۔نیچے وہ پڑی کراہ رہی تھی درد سے۔۔۔

کیا ہوا تمہیں نیچے کیا ڈھونڈ رہی ہو۔۔۔"وہ اسے اٹھانے کیلئے آگے ہاتھ" بڑھانے لگا جب وہ کلس کر اسکے ہاتھ جھٹک گئی۔۔

تمہارا گرا ہوا دماغ ڈھونڈ رہی ہوں سمجھے۔۔ڈونٹ ٹچ می۔۔"وہ چیخ پڑی دکھ" سے۔۔ہیلپ نہیں کر رہا تھا بلکہ مزید طنز کر رہا تھا۔۔

اوہ!اسکی فکر تم مت کرو میری مانو اپنا دماغ ڈھونڈنا شروع کرو" شاید مل سکے اور تم عقل استعمال کر سکو۔۔۔"ایک اور طنز۔۔۔۔

عرشیہ نے غصیلی سرخ نگاہوں سے دیکھا۔۔اسکے پاؤں میں سخت درد ہو رہا تھا شاید موچ آگئی تھی

اور وہ بے درد انسان۔۔۔۔

میں تو تمہاری مدد کر رہا تھا۔۔"لبوں پر اپنائیت بھری مسکان" سجائے اسنے شانے اچکائے۔۔اسکا تن من جل اٹھا۔۔

اپنی مدد کے ساتھ بھاڑ میں جاؤ۔۔۔"وہ پھنکاری۔۔بھاڑ میں"
جائے سنگھار شوق الفت۔۔۔
وہ غصے سے ساری چوڑیاں اتار کر زمین پر پھینک گئی،صام محظوظ ہوتا بس
اسے دیکھتا رہا۔۔۔

اب کیا سر پر تمبو بن کر کھڑے ہو ہٹو پیچھے۔۔"اسے مسلسل کھڑا"
دیکھ کر وہ ناگواریت سے بولی۔۔

ایزیو وش"صام کندھے اچکاتا ہوا پیچھے ہوا اور اگلے لمحے اپنا لباس"
لیکر یہ جا وہ جا۔۔۔
عرشیہ ہکا بکا اسے باتھ روم میں غائب ہوتے دیکھتی رہی۔۔"مطلب
"سیریسلی اگنور۔۔۔
اسکو پہلی بار جی بھر کر رونا آیا۔۔اور شدید غصہ کہ ایکدم سے کچن سے
بیلن اٹھا کر سٹکے لگائے۔۔
کیا کوئی شوہر اپنی بیوی کا ایسا سراپا نظر انداز کر سکتا تھا؟یا ناراضگی بحال"
"رکھ سکتا تھا؟
ہرگز نہیں۔۔۔پر اسے قدر کہاں تھی بیوقوف نا ہو تو۔۔۔ٹھیک کہتے ہیں"

ڈیڈ۔۔۔ کھو۔۔۔۔" وہ بڑبڑاتی کلستی دکھ صدمے سے اٹھنے لگی۔۔
اتنا نہیں ہو سکا کہ اسے زبردستی اٹھا کر بیڈ پر ڈالے۔۔ پہلے کیسے "
زبردستی سب کے سامنے اٹھا کر لایا تھا۔۔" اٹھنے کے ساتھ اسکا پاؤں
شدید درد کرنے لگا۔۔
دفع ہو جاؤ مر جاؤ کہیں۔۔۔" وہ غصے میں اپنے پاؤں پر ہی چلا اٹھی۔۔"
بمشکل کانپتی گرتی ایک پاؤں پر کھڑی ہوئی۔۔" جب تمہیں میری
ضرورت نہیں تو میں یہاں کیا کر رہی ہوں۔۔۔" اسنے کھولتے ذہن سے
سوچا اور تن پھن کر کے جانے لگی پر پاؤں نے اتنے تیور دکھانے کی مہلت نا
دی۔۔
وہ بمشکل دیوار کا سہارا لیکر جب دروازے کے پاس آکر دروازہ کھولنے لگی تا کہ
تو قیع کے روم میں جا کر وہاں سکون سے کڑھ کر اسے گالیاں دے سکے
پر اسکی آنکھیں انتہائی حد تک پھیل گئیں۔۔

گل بانو۔۔۔" اسنے ڈورناب کو زور سے گھوما یا دائیں دائیں آگے پیچھے۔۔"
اسے یاد آیا کہ اسنے ہی تو گل بانو کو کہا تھا کہ دروازہ لاک کر جائے تا کہ
اسکے پاس ناراضگی ختم کرنے کے علاوہ کوئی جواز نہ بچے۔۔
اسکا دماغ گھوم گیا، اسکا کیا اس پر ہی بھاری۔۔۔

استغفراللہ میں کیا کروں۔۔۔" اسکی آنکھوں میں کچھ دن پہلے کا وہ منظر گھوم گیا۔۔

اسنے فوراً سے نفی میں سر ہلایا۔۔ "میں ہرگز اس کمینے بلے کے پاس نہیں جاؤں گی۔۔"

گل بانو۔۔۔" دروازے پر تیز تیز ہاتھ مارتی وہ دوسری طرف گل بانو کو پکارنے لگی۔۔ پر جلد ہی احساس ہوا کہ وہ تو کاجل سے اپنے شوہر کا کلیجہ پھاڑ رہی ہو گی۔۔

آخر اسنے ہی تو انتقام کیلئے اسے کاجل دیا تھا تاکہ شریف سے انسلٹ کا بدلہ لے سکے۔۔

اوپر سے جلد ہی احساس ہوا کہ روم تو ساؤنڈ پروف ہے۔۔۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر اپنی بیوقوفی پر رونا چاہتی تھی، پر وہ کمزور نہیں تھی جو رو پڑے۔۔

میرا موبائل!" اسکے دماغ میں سوچ کا ایک کوندا لپکا۔۔"

وہ تیزی سے پلٹنا چاہتی تھی پر منحوس اسکا پاؤں۔۔۔ گھسیٹ گھسیٹتے ہوئے اسنے موبائل کی تلاش میں اپنی نگاہیں پھیریں تو احساس ہوا وہ سب سے پہلے توقیع کے روم میں گئی تھی اور وہاں ڈھیر سارا رو کر پھر اس سے حساب کتاب کیلئے یہاں آئی تھی۔۔۔

بے بسی ہی بے بسی تھی۔۔

میں گدھی میں الو۔۔۔"اسکی سنہری آنکھوں میں نمکین ڈھیر"

سا پانی جمع ہو گیا۔۔

صام کا موبائل!!!"دفعتاً ایک خوشگوار سا احساس ہوا۔۔"

ایک راستہ اور بھی تھا۔۔وہ صام کی موبائل سے شریف کا کال کر کے گل

بانو کو بلائے گی روم ان لاک کرے گی اور وہ آسانی سے اپنے روم میں چلی

جائے گی۔۔

پھر مر کر بھی اس انسان کا چہرہ کبھی نہیں دیکھے گی۔۔

اسنے روم میں متلاشی نگاہیں پھیریں۔۔

سٹوپڈ کا موبائل۔۔۔"وہ ٹھہر ٹھہر کر قدم اٹھاتی درد برداشت کرتی"

یہاں وہاں گردن گھما کر دیکھنے لگی پر۔۔۔۔۔

جیب میں۔۔"ہاں اسنے آخری بار لاپرواہ سی نگاہ موبائل پر ڈالتے پینٹ"

کی جیب میں موبائل ڈالا تھا۔۔

اور پینٹ تو اسنے پہنی ہوئی تھی اور وہ اسکے ساتھ ہی باتھروم میں چلا

گیا تھا۔۔۔

اللہ تم سے پوچھے۔۔۔"وہ ہر طرح سے خالی ہاتھ رہ گئی۔۔"آخر اسکے"

چنگل میں میں ہی کیوں پھنس جاتی ہوں۔۔ یہ تو پلان میرا تھا پھر میں کیوں پھنس رہی ہوں۔۔" وہ غصے سے سوچ رہی تھی۔۔ چہرے پر رونے کے آثار قریب قریب سے تھے۔۔

مجھے درد ہو رہا ہے اسلئے رو رہی ہوں۔۔" اسے لگا صام کے روم کی تمام" چیزیں اسکا مذاق اڑا رہی ہیں وہ ایکدم سے سب پر جتا کر قریب موجود صوفے پر بیٹھ کر رونے لگی۔۔۔

اور اگر میں کہوں کہ تم میری ذرا سی ناراضگی برداشت نہیں کر سکتی۔۔" یہ درد تمہیں میرے نظر انداز کرنے پر ہو رہا ہے تو؟" وہ اسکے قدموں میں آکر بیٹھا اور ساڑھی کو اوپر کرتے ہوئے مدھم سی روشنی میں اسکے گلابی پاؤں کو سیاہ اونچی ہیل کے قید میں پایا۔۔۔
بھاری گھمبیر آواز پر عرشیہ نے ایکدم خاموش ہوتے ہوئے چہرے پر موجود ہاتھوں کی انگلیوں کے جھروکوں سے دیکھا۔۔
سیاہ ڈنر سوٹ میں موجود گھٹنوں کے بل بیٹھا اسکے ایک پاؤں کو ہاتھ میں تھامے پازیب کی لٹکتے چھوٹے چھوٹے موتیوں کو پیچھے کرتا۔۔
وہ ہیل کی سٹریپس کھول رہا تھا۔۔

اسکے بھورے بال جیل سے سیٹ تھے، بلیک شرٹ کی آستین فولڈ تھیں۔۔ وہ جیسے خواب نگر کا شہزادہ اسکے قدموں میں آکر بیٹھا تھا۔۔

"اسکا درد کم کرنے کیلئے۔۔"

وہ اسکے سحر میں جکڑنے لگی، وہ اپنی انگلیاں اسکے پیر پر پھیر کر معائنہ کرنے میں مگن تھا اور وہ بس اسے دیکھنے میں۔۔

جانے کس کیفیت کے زیر اثر تھی کہ اسکا پاؤں کو جھٹکا دینا بھی اسے ہوش میں نالایا۔۔۔ "سچ کہہ رہا تھا اتنے درد سہے تھے اسنے کہ پاؤں کا درد نہیں بلکہ اسکے نظر انداز کرنے کا درد اسے رلا رہا تھا۔۔"

جھوٹ۔۔۔ "اسنے اپنا بھرم قائم رکھا۔۔ جھکنا اسنے نہیں سیکھا تھا۔۔ صام نے اسکے پاؤں کی سٹریپس پھر سے باندھیں اور ایک نظر اسکے سپاٹ چہرے پر ڈالیں۔۔

ہمم۔۔ "اسنے سر ہلایا اور اٹھ کر کھڑا ہوا۔۔ جیب سے موبائل نکالتے بغیر اسے دیکھے وہ وہاں سے مڑا۔۔۔

کہاں جا رہے ہو؟" اسے دروازے کی طرف بڑھتے دیکھ کر عرشیہ حیرت سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

صام نے ابرو اچکا کر پلٹتے ہوئے اسے دیکھا۔۔"کیا میرا یہاں رکنا ضروری ہے؟"وہ پوچھ رہا تھا۔۔

وہ پھر اسکے سنگھار کو نظر انداز کر گیا۔۔
نہیں۔۔۔"وہ دل مضبوط کر کے بولی اور پلٹ کر ضبط سے لب کچلنے لگی۔۔"
سامنے گلاس وال سے آدھا چاند اپنے حسن کے جلوے آسمان پر دکھا رہا تھا اور یہاں وہ شہزادی سج کر کھڑی تھی پر شہزادہ ایک نگاہ الفت ڈالنے کا روادار نا تھا۔۔۔

دروازہ کھل گیا۔۔"ہاں اسکا کمرہ تھا وہ کمینہ جانے سیکرٹ سسٹم جانے بھاڑ میں جائیں سب اسکی بلا سے۔۔"وہ اپنا میک اپ خراب نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔
چاند بھی تو کسی اور کیلئے خوبصورت نہیں بنتا، وہ اکیلا خود کیلئے کافی ہوتا ہے تو وہ کیوں نا ہو۔۔۔
وہ شاید چلا گیا، وہ پیچھے کھڑی رونے کے بہانے تلاش کر رہی تھی جیسے ابھی موچ کا آنا، باپ کا ہاسپٹل میں ہونا۔۔۔بھائی کو دور ہونا۔۔دوسرے بھائی ماں کا اکیلا ہونا۔۔۔

اسکے پاس رونے کیلئے بہت زیادہ بہانے تھے، جیسے ابھی اسکی آنکھ میں کچھ چبھا تھا اور آنسوں لڑھک کر اسکے گال پر پھسلا تھا۔۔
وہ رو سکتی تھی۔۔۔ ہزاروں وجوہات ان گھورتی بے جان چیزوں کو سنا سکتی تھی۔۔
کیا مجھے رونا چاہیے؟" اسنے خود سے سوال کیا۔۔۔"

بالکل۔۔۔!!!" اسکے کان میں جھک کر سرگوشی کرتے ہوئے اسنے "
اسکی نازک سی کمر میں اپنے مضبوط بازو باندھ کر گھیرا سخت کر دیا اور اپنی ٹھوڑی کو اسکے کندھے پر رکھ کر اسے کھینچ کر اپنے پاس کیا۔۔۔
عرشیہ کا ناصرف وجود اچانک سرد پڑ گیا بلکہ وہ ایکدم سے آنکھیں میچ کر سانس روک گئی۔۔

کیا یہ سب کچھ میرے لئے ہے؟" وہ اتنا جی جلا کر اب "
معصومیت سے پوچھ تھا۔۔
وہ اسے بلاشک و شبہ کا رل کا رشتہ دار لگا۔۔
نہیں میرے چاچے کے بیٹے کیلئے۔۔۔" معاً وہ بھرائی آواز میں "

پھٹ پڑی۔۔

"مجھے خوشی اگر وہ چاچا مجھے اپنے بیٹے کی جنازے نماز میں شریک
ہونے کا موقعہ دیں۔۔"

اسکی اگلی بات پر وہ سر دپڑ گئی، مطلب اس مہل موقعے پر وہ شخص جنازے نماز کو یاد کرتے خوفزدہ بھی نہیں ہو رہا تھا۔۔

چاند کو دیکھتے ہوئے صام نے اچانک اسکے سنہری بالوں میں موجود ہیئر پن کو کھینچا۔۔۔

وہ یوں بکھر کر اسکے چہرے پر آن گرے جیسے چاند کی چاندنی ہر سو بکھرتی ہے۔۔ اسکے سنہری بال صام کے چہرے پر تھے۔۔ صام نے متبسم ہوتے ہوئے بھینی بھینی مہکتی خوشبو میں سانس لیتے اپنی ناک کو اسکی گردن پر سہلانے لگا۔۔

عرشیہ کے حلق میں جیسے کچھ پھنس گیا۔۔۔ وہ خشک حلق سے کھانسنے لگی۔۔ تبھی صام نے اسکے نیلکس کی کمزور کڑی کو اپنے دانتوں میں دبایا۔۔۔

صام۔۔۔ "وہ دھک دھک کرتے دل کے ساتھ اسکی کوشش کو ناکام" کرتی اسکے حصار میں پلٹ کر سامنے آ گئی اور شانے پر سر ٹکا کر

اپنا تنفس بحال کرنے لگی۔۔۔

پانی۔۔۔"وہ خشک حلق تر کرتی گویا ہوئی۔۔"
افسوس اسے تم روم میں رکھنا بھول گئی۔۔۔"ایک طائرانہ نگاہ روم پر" ڈالتے وہ مسکراتے لہجے میں گویا ہوا۔۔
عرشیہ نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔
پھیلا پھیلا سا کاجل، بھیگی سرخ آنکھیں۔۔۔ سرخ ہی ہونٹ۔۔۔
وہ اسکی اوشن نیلی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی جن میں خمار کے سارے رنگ آہستہ آہستہ سے اترنے لگے تھے۔۔۔

اگر میں کمزور دل کا ہوتا تو اگلی صبح تم میری بیوہ بن کر بیٹھی ہوتی۔۔"وہ" اپنی طبیعت کے برخلاف گویا ہوا۔۔

"صام۔۔۔"وہ غصے سے چیخی۔۔۔"یہ کیسی منحوس تعریف تھی۔۔" آدھا گلا تو چیخ چیخ کر ہی خشک کر دیا ہے۔"اسنے اپنے قدم پیچھے لیے" دونوں میں دو قدم کا فاصلہ حائل ہو گیا۔۔

عرشیہ نے ناسمجھی سے اس فاصلے کو دیکھا۔۔

تم اپنی۔۔۔۔"
باقی کام میں کر دوں گا۔۔"وہ ذو معنی گویا ہوا۔اسکی بات کاٹ کر۔۔۔"
عرشیہ کے گرد دھنگ کے تمام رنگ بکھر گئے۔۔

تم لائق نہیں تمہارے لیے کچھ کیا جائے۔۔دروازہ کھولو مجھے جانا"
ہے۔۔۔"وہ کمزور پڑنے کے بجائے ڈٹ کر بولی۔۔
صام نے جو اسکا ہاتھ بلند کیا تھا اسے گھومانے کیلئے،ایکدم سے چھوڑ
دیا۔۔۔
شوق سے۔۔۔"وہ سپاٹ لہجے میں گویا ہوتا اسے دروازے کی طرف"
اشارہ دیا۔۔
عرشیہ کی آنکھیں پوری کھل گئیں
"مطلب ناعاجزی ناخماری نادلربائی۔۔۔۔"

اللہ کرے تمہیں ایک پل کیلئے مجھپر سونے نادیں۔۔"وہ گھومتے دماغ کے"
ساتھ چیخ کر کہتی وہاں سے تیزی سے جانے لگی۔۔

اسی تیزی سے اسنے اسکی کلائی کو جکڑا اور اسی برقی رفتار سے کھینچ کر گلاس وال سے لگاتے ہوئے اسکی بے یقینی سے پھیلی آنکھوں میں دیکھتے اسکے ہاتھ جکڑ کر وال سے لگائے۔۔۔

کیا میری شکل پر لکھا ہے میں شریف ہوں؟" اسنے اپنا" خوبصورت چہرہ اسکی نظروں کے سامنے کیا۔۔۔

ہیں؟؟؟" وہ جو ابھی کچھ سمجھ ہی نہیں پائی تھی ہونقوں کی طرح پوری آنکھیں وا" کیے اسے دیکھنے لگی تبھی اسنے جھک کر اسکی گردن میں پہنے نیکلس کی نازک سی کڑی کو سختی سے دانتوں میں دبایا۔۔۔

اگلے لمحے جہاں وہ پتھر کی ہو کر رہ گئی تھی وہیں اسکی صراحی دار گردن کا وہ جھلملاتا ہوا نیکلس آکر زمین بوس ہوا۔۔۔
تم انسان کی طرح بیہیو کیوں نہیں کرتے۔۔۔" وہ ڈوبتے دل کے ساتھ ہکلا کر" گویا ہوئی
اسکے چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئی تھی۔۔ اسنے جب وال سے ہاتھ سرکا کر اسکی کمر پر رکھا اور گرفت سخت کی وہ سانس روک گئی۔۔

جو میری راہ میں حائل ہوتی ہیں انہیں میں ایسے ہی تہس نہس کرنا"
پسند کرتا ہوں۔۔"وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے جتاتے ہوئے بولا
اسکے پاؤں کا انگوٹھا اسکی پازیب کی چھیڑ چھاڑ کر رہا تھا۔۔
صام۔۔۔"وہ سہمنے لگ گئی۔۔"
شش۔۔۔"اسنے مسکراتے ہوئے انگلی اسکے ہونٹوں پر رکھی اور اور آہستہ سے"
ان سرخ بھری بھری پنکھڑیوں پھیرنے لگا۔۔
وہ اپنا حلق تر کرتی کترا کر وہاں سے جانا چاہتی تھی پر راہ فرار مسدود
تھی۔۔
ایک طرف اسکا ہاتھ وال پر دوسری طرف اسکی کمر پر۔۔

شاید مام ڈیڈ آ گئے۔۔"اسنے زبردستی مسکراہٹ لبوں پر سجاتے"
بہانہ تراشا۔۔
انہیں آرام کرنے دو۔۔۔"اسکا چہرہ اسکے قریب آ گیا۔۔اور"
اب کوئی راہ فرار نا تھی۔۔کترا بھی نا سکی نا ہی اسے باتوں میں الجھا
سکی۔۔
کیونکہ یہ اسکا اپنا بچھایا جال تھا، جس میں بیوقوفوں کی
طرف خود ہی پھنس گئی تھی۔۔

صم۔۔۔۔۔"اسنے لڑنا چاہا پر صام نے جھک کر اسکی لڑائی کو وہیں"
روک دیا۔۔وہ اسکے سرخ ہونٹوں پر پوری شدت سے جھک گیا
تھا۔۔اور اسکی سانسوں پر قابض ہو گیا۔۔۔
روم میں ایکدم سے سکوت چھا گیا۔۔چاند شرما کر بادلوں کی چادر
اوڑھے چھپ گیا۔۔شریر سے ستارے جگمگانے لگے۔۔

باہر آہستہ آہستہ سیاہ رات اترنے لگی،ماحول فسوں خیز تھا۔۔
اسنے اسکے سامنے ہاتھ پھیلایا۔۔
وہ جھجھک کر اسے دیکھے بغیر اسکا ہاتھ تھام گئی۔۔

"Let's make tonight special"

مخمور نگاہوں سے اسکے سراپے کو دیکھتے ہوئے فضاؤں میں
سرگوشیانہ فرمائش کر دی۔۔
اسکا دل کیا کوئی چٹخارہ چھوڑ کر اس ماحول کے قید سے آزاد خود کو کروا سکے۔
پر وہ پلکوں کا بھاری،دل کی بغاوت سے خود بخود سر اثبات میں ہلا
گئی۔۔

اگر تم ڈگمگائی تو بغیر مزاحمت کے خود کو میرے سپرد کر دو گی۔ اور اگر"
اس بیچ ذرا سی مزاحمت کی سزا کے طور جو ہو گا میری مرضی
سے۔۔۔" اسنے نا سمجھی سے دیکھا۔۔
منظور ہے؟" اسکی لٹ کو پکڑ کر وہ ہولے سے کھینچنے لگا۔۔"
ٹھیک ہے۔۔۔" وہ کیوں ڈگمگائے گی۔۔ اور کس بات کی مزاحمت کرے"
گی۔۔
وہ سر جھٹک گئی۔۔ جب اچانک اسنے موبائل کو نکال کر صوفے پر پھینکا
اور رومال جیب سے نکالتے ہوئے اسکی پشت پر آکر اسنے اسکی آنکھوں پر
باندھ دیا۔۔
یی۔ یہ۔ کیا ہے۔۔۔" وہ بوکھلا گئی اور آنکھوں پر بندھے ہوئے رومال کو"
چھوا۔۔۔
تم اپنی آسانی کیلئے ہیل اتار سکتی ہو۔" وہ مسکراتے ہوئے گویا ہوا۔۔"
نہیں۔۔۔" وہ آہستہ سے نفی میں سر ہلانے لگی۔۔ صام نے کندھے"
کی دھن کو لگا دیا۔۔۔ "love me like you do" اچکائے۔۔ اور جھک کر موبائل پر
آر یو ریڈی؟" وہ پشت پر آکر سرگوشیانہ بولا۔۔۔"
اسکی پشت پر سنہری بال بکھرے ہوئے تھے، کانوں میں ڈائمنڈ کے
آویزے جھلملا رہے تھے۔۔

پر صام مجھے تو کچھ نہیں آتا۔۔"وہ خوفزدہ ہو کر بولی۔۔۔"

یہ تمہارا سر درد ہے۔۔۔"وہ بے نیاز ہو کر بولا اور اگلے لمحے اسکا ہاتھ "
تھام لیا۔۔۔

روم کا ماحول طلسماتی تھا۔۔وہ اسکے ساتھ تھا، پر اسکا امتحان۔۔۔۔وہ
جھجھک گئی۔۔پیچھے ہونے لگی۔۔کترانے بھاگنے لگی۔۔لڑکھڑا گئی۔۔۔
وہ مسکراتا ہوا اسکے پاس آیا، ایک بازو اسکی کمر میں حائل کرتے،
اپنے ہونٹ اسکے گلابی ہونٹوں پر ثبت کیے اور اسکے دوسرے ہاتھ کی
انگلیوں سے اپنی مضبوط انگلیاں الجھا دیں۔۔

اس مضبوط سہارے پر اسے یقین تھا وہ ڈگمگا نہیں سکتی۔۔
ایک لمحہ لگا اسے فیصلہ کرنے میں۔۔
وہ اپنے پاؤں کو ہیل کے قید سے آزاد کرواتی مسکراتی ہوئی اسکے قدموں پر
اپنے قدم رکھ کر، اپنے بازو اسکی گردن میں باندھ دیئے۔۔۔
وہ جان گئی سہارے لینے نا لینے پر اسنے کوئی پابندی نہیں لگائی تھی۔
خود کو محفوظ پا کر عرشیہ نے اپنی قابلیت پر لبوں پر تفاخر سے بھری
مسکراہٹ سجائی۔۔۔
انٹرسٹنگ۔۔۔"صام نے اسکی مسکراہٹ دیکھ کر"

سر گوشیانہ کہتے ہوئے اسکی گردن پر اپنی ناک کو سہلانے لگا۔۔
اسکے وجود میں جیسے برقی لہریں دوڑ گئی۔۔
اسکی گھنی مونچھوں نے عرشیہ کی شہ رگ کو چھوا۔۔۔اسکے ہونٹوں کی جارتیں بڑھنے لگیں۔۔
وہ خفت سے سرد پڑنے لگی۔۔۔
وہ شاید بھول گئی کہ وہ ڈگمگانے کے ہزاروں فن جانتا تھا۔۔
کوئی اصول نا اسکے لئے تھا نا ہی صمصام زیدی کیلئے۔۔۔

oooooooooooo

ڈیڈ یقین کریں کوئی ایشو نہیں بنے گا۔۔"ساحل نے سامنے کھڑے اپنے" باپ کو یقین دلایا جو کہ دریاب کے گاڑی بھیجنے پر ثمن یہاں سے اس وقت گئی تھی اس پر غصہ تھے۔۔
پچھلے دفعہ اسکی بیٹی کی جو حالت ہوئی تھی اسے دیکھتے ہوئے، اس بار ساحل کے اس فیصلے پر برہم ہوئے۔ ثمن تو جا چکی تھی اپنا لیپ ٹاپ موبائل اٹھا کر، زریش شاہ خاموش تھیں چونکہ وہ جانتی تھی اسکا بیٹا سمجھدار ہے سوچ کر ہی یہ قدم اٹھایا ہوگا۔۔

البتہ ہارون شاہ خفا تھے۔ ہوتے بھی کیوں نالاڈلی بیٹی کا معاملہ تھا۔۔
ڈیڈ دریاب چھوٹا بچہ نہیں ہے، اسے سوجھ بوجھ ہے۔" ساحل نے خفا" ہوتے باپ پر جتایا۔۔ اور سگریٹ کے پاکیٹ کو اٹھانا چاہا تبھی ہارون شاہ نے خبردار کیا۔۔

ایک تو ابھی اتنا خون بہا کر آئے ہو اوپر سے پھر خون جلا رہے ہو۔۔"" ہارون شاہ نے آگے بڑھتے جھپٹ کر اسکے ہاتھ سے سگریٹ کا پاکیٹ چھینا۔۔
روحا کے دل پر تو جیسے پھول برس اٹھے۔۔ اسنے مشکل سے اپنی مسکراہٹ دبائی پر ناکام سی ہو گئی۔۔
اسنے ہارون شاہ کے ہاتھ میں سگریٹ کا پیکٹ دیکھتے ساحل کے تاثرات دیکھنے چاہے پر اسکی چبھتی ہوئی نگاہیں خود پر پا کر وہ سٹپٹا کر بوکھلاتی ایکدم سے ہارون شاہ کے اوٹ میں چلی گئی۔۔
اسے کیا گھور رہے ہو؟" ہارون شاہ اسکی نگاہوں کے تعاقب کرتے" روحا کو بوکھلاتے دیکھ کر کڑے تیوروں سے بولے۔۔

اب دونوں اس بیچاری کے پیچھے مت پڑ جایئے گا۔" زریش شاہ"

نے خفگی سے دونوں کو نیا بہانہ دیکھتے جھگڑنے کا ٹوکے بغیر نارہ پائیں۔۔

شاہ اب آرام کرنے دیں اسے، اور آپ بھی تھکے ہوئے ہیں آکر آرام" کریں۔۔"زریش نے جاتے ہوئے ان دونوں سے کہا۔۔

دونوں نے ان کو جاتے ہوئے دیکھا۔

سگریٹ دیں ڈیڈ۔۔۔"ساحل نے کسی ناراض بچے کی طرح کہا،" جس سے اسکی من پسند چیز چھین لی گئی ہو۔۔

مجھے پہلے سے تم پر شدید غصہ ہے۔۔اب خاموشی سے آرام کرو، اور" خبردار میری بیٹی کی طرف دیکھا بھی۔۔"انہوں نے جاتے ہوئے روحا کی طرف سے اسے وارن کیا۔۔

اگر تمہیں ڈانٹے تو صبح مجھے بتانا۔۔ملکر سزا دیں گے پھر اسے۔۔"وہ" اسکا گال سہلا کر کہتے روم سے نکل گئے، اور جاتے ہوئے ساتھ ساحل کے سگریٹ بھی لیکر چلے گئے۔۔

دروازہ بند کرو۔۔"وہ خاموش کھڑی روحا سے غصے میں گویا ہوا۔۔"
اسنے تابعداری سے پلٹ کر دروازہ بند کیا۔۔اور گہرا سانس
بھر کر پلٹ کر آئینے کے پاس آئی اور دوپٹہ اتار کر ٹیبل پر رکھتے اسنے
سونے کی تیاری کرتے ہوئے بالوں کی چوٹی کے بل کھولنا شروع کر دیئے۔۔
دفعتاً مخصوص بو پر چونکتے ہوئے اسنے ڈریسنگ مرر میں بیڈ کو دیکھا۔
جہاں وہ تکیے سے ٹیک لگا کر نیم دراز لبوں میں سگریٹ دبائے موبائل
میں دیکھ رہا تھا۔۔
روحا کے دل سے ہوک سی اٹھی۔۔"یہ انسان پتا نہیں کیا ہے کتنا
خود کو جلا رہا ہے۔۔دو منٹ کیلئے بھی خوش نہیں ہونے دیتا اپنے
اگینسٹ۔"لب بھینچ کر وہ اپنے بالوں میں برش کرتی نائیٹ ڈریس لیکر باتھ
روم میں بند ہو گئی۔۔
کچھ دیر بعد وہ آکر اپنی جگہ پر بیٹھی تب وہ خاموش کسی سوچ میں گم
سگریٹ کے کش بھر رہا تھا۔۔

کیسے ہیں اب؟"اسنے سوچ کر پہل کی"
ہمم۔۔"ساحل شاہ بغیر چونکے متوجہ ہوئے سر ہلا گیا۔۔"
روحا کو لگا شاید وہ اسکی توقع پر پوری نہیں اتری اسلئے اس اس طرح

ری ایکٹ کر رہا ہے۔

آپ کو تکلیف تو نہیں ہو رہی؟" اسنے اسکی طرف رخ کیا اور "
بات بڑھانے کیلئے مزید بولی۔۔

ساحل نے سگریٹ کا آخری کش لیکر اسے ایش ٹرے میں
ملا۔۔ "کان کے قریب ہو رہی ہے۔۔" اسنے اپنے کان کی طرف
اشارہ دیا۔۔

روحا چونک کر سیدھی ہوئی اسکی طرف۔۔ "درد ہو رہا ہے؟" اسنے
بے چین ہوتے پوچھا۔۔

وہ اسکی آنکھوں میں بے چین تاثرات دیکھتے ہوئے سر ہلا گیا۔۔

دوائی لاؤں؟" وہ اسکی گردن کو دیکھتی بولی۔۔"

کھائی ہے۔۔" وہ بے نیازی سے بولا۔۔ وہ پریشانی سے جھجھک سے "
حسب عادت اپنا نچلہ لب دبانے لگی۔۔

کہاں ہو رہا ہے درد؟" ایک منٹ نا لگا اسے فاصلہ ختم کرتے۔۔ وہ "
فوراً سے اسکے وسیع سینے پر ہاتھ رکھ کر اسکے دوسرے کندھے کی
طرف جھک گئی۔۔

اس دوران اسکے سیاہ گھنے بال ساحل کے سینے پر آکر بکھر گئے اور وہ

اسکی گردن کا معائنہ کر رہی تھی۔

جہاں تمہیں دکھائی نہیں دے گا۔۔"معاً اسکی گھمبیر مردانہ "
آواز روحا کے کانوں میں گونجتی اسے منجمد کر گئی۔۔
کندھے سے نگاہ ہٹا کر اسنے بے ساختہ اسکی گرے کرسٹل جیسی
تیز نظر آنکھوں میں دیکھا۔۔

وہ جیسے رات سی گہری سیاہ آنکھوں میں اتر سا گیا۔۔
کبھی کبھی کسی اپنے کی مجبوری کو سمجھ لینا چاہیے۔۔"
کوئی پاس نہیں آسکتا تو اسکے پاس ہی چلے جانا چاہیے۔۔"وہ اسے
دیکھتا متبسم سا گویا ہوا۔۔
روحا کے وجود کا سارا خون سمٹ کر چہرے پر آگیا۔۔۔اسے لگا غلطی
اسکی تھی اسنے تکلیف کا پوچھا ہی کیوں؟اگر اسے تکلیف ہوتی تو کیا اتنے
سکون سے سگریٹ پی رہا ہوتا۔۔

کسی اپنے کو پاس آنے کیلئے راہ بھی دکھانا چاہیے۔۔"
ہر وقت چہرے پر بارہ بجا کر نہیں رکھنا چاہیے۔۔"وہ شرارت سے

بولی۔۔۔

اپنا تو وہ ہوتا ہے جو تاثرات کی پرواہ نا کرے، اپنا ہونے کا حق جتائے۔۔"وہ"
اسکی شرارت سمجھ کر محظوظ ہوا۔۔
روحا نے اپنا ہاتھ سینے سے سرکا اسکی گردن میں حائل کر دیا۔۔۔

ایک ہاتھ کے فاصلے سے وہ مدھم مسکرا کر اسکے چہرے کو دیکھ رہی تھی
جیسے کوئی خوبصورت سا خواب۔۔۔

کوئی اپنا کمزور دل بھی تو ہوتا ہے۔۔"روحا نے خواب کے زیر اثر اپنے"
دوسرے ہاتھ کی انگلیاں اسکی بڑھی ہوئی شیو پر پھیریں۔۔۔
پھر تو دل کو مضبوط کر کے پاس آنے کی کوشش کرے۔۔کوشش کرنے"
والے کیلئے راہیں خود ہموار ہو جاتی ہیں۔۔اگر چہ وہ کوشش کرے۔۔
بیٹھ کر دیکھتے رہنے والے کیلئے تو کچھ بھی ممکن نہیں۔۔"اسکی بات پر وہ
لاجواب ہو گئی۔۔اسے کس طرح سمجھائے کہ وہ باہمت نہیں ہے۔۔
طبیعت کیسی ہے؟"اسکے خاموش ہو جانے پر ساحل نے اسے"
مخاطب کیا۔۔روحا خفتزدہ ہو گئی۔۔شرمندہ ہوتے نظریں جھکا
دیں۔۔

ٹھیک۔۔"فرار کی راہیں مسدود ہو چکی تھیں۔جب اسکا بھاری"
بازو اسکی کمر میں حائل ہوا
کیا ہوا تھا اچانک سے؟"وہ پوچھ رہا تھا۔۔روحا کا دل تیزی سے"
دھڑک رہا تھا۔۔
ڈر گئی تھی۔۔"وہ آنکھیں میچ کر بولی"
"کس سے؟"
اس بغیر پونچھ پروں والی فیری نے آپ کی تصویر بھیجی تھی وہ دیکھ کر ڈر گئی"
تھی۔مجھے لگا اللہ نا کرے۔۔۔۔۔۔۔۔"وہ مزید کچھ کہنے کی ہمت ہی خود
میں نہیں کر پائی غصے سے کہتی ایکدم پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔
شرمندہ تھی،بچاؤ کیسے کرتی۔۔۔

تمہیں لگا اور تم بیہوش ہو کر میرے ساتھ ہاسپٹل کا چہرہ دیکھ آئی۔۔"
میں وہاں پہلے سے بیڈ پر پڑا تھا اوپر سے نیوز آتی ہے آپکی محترمہ بھی
تشریف لیکر آئی ہیں۔۔"وہ اب چبھتے ہوئے لہجے میں طنز کر رہا
تھا۔۔
روحا نے بھیگی آنکھوں سے انہیں دیکھا۔۔"بات تو ایسے کر رہے ہیں جیسے
آپ اتنے پریشان تھے فوراً سے بھاگ کر میرے پاس آ گئے۔۔"وہ

ناک سکیڑ کر ایک جھٹکے سے اسکا بازو کمر سے ہٹاتی اپنی جگا پر آ کر لیٹ گئی۔۔
ساحل نے ابرو اچکائی۔۔

ابھی وہ محض ایک رات بھی ٹھیک سے ہاسپٹل میں نہیں رہا، اسکی طبیعت کا سن کر فوراً سے ڈسچارج ہو کر آ گیا، اور اس احسان فراموش لڑکی کو کوئی احساس نہیں۔۔۔
الٹا اپنی غلطی دیکھنے کے بجائے اسے تیور دکھا رہی تھی۔۔

اٹھو!!" دفعتاً وہ غصے سے بولا۔۔ وہ جو اپنے گال صاف کر رہی تھی دل سے سہم گئی۔۔
سنا نہیں تم نے؟" اسکی غصیلی آواز پر مجبوراً اسے اٹھنا پڑا۔۔۔"
اسکی چھوٹی سی ناک سرخ ہو چکی تھی۔ سیاہ دراز گھنے بال ریشم کی طرح اسکے دائیں بائیں کندھوں پر آ گرے تھے

روکس لیے رہی ہو؟" اسکی کرخت آواز روم میں گونجی۔۔ روحانے" ہچکی لیتے عزم کیا کہ صبح کسی بہانے ضرور ڈیڈ کو بتا دے گی۔

میں کیا کرتی۔۔ آپ لوگ سب مضبوط دل کے ہیں۔۔ آپ لوگوں"
کے سامنے کچھ بھی ہو برداشت کر لیتے ہیں میری جان نکل جاتی ہے تو
اس میں میرا کیا قصور ہے۔۔" وہ روتے ہوئے ہاتھ نچا کر کہتی منہ
بسور کر دوسری طرف دیکھنے لگی۔۔

اس تمام عرصے میں اسکی شکایت شکوہ سن کر پہلی دفع
ساحل کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔۔

اس میں لوگوں کا بھی قصور نہیں۔ تم خود اپنے دل کو مضبوط کرو۔۔" اسنے"
سخت لہجے میں کہا۔۔ روحا نے غصے بھری نگاہ اسکے چہرے پر
ڈالنی چاہی پر اتنی ہمت نہیں ہوئی۔۔
نہیں ہوتا۔۔" اسکے سامنے بیٹھی دوپٹے سے چہرہ صاف کرتی"
غصہ دبائے بولی۔۔۔
مجھے تو نہیں لگتا تم کمزور دل کی ہو۔۔" ساحل نے سوچتے ہوئے کہا۔"
روحا نے حیران ہوتے ہوئے اسے دیکھا۔۔" کیسے؟" اسنے استفسار کیا
جیسے مجھ سے جھوٹ بولنا، پلاننگ کرنا، غصہ کرنا۔۔۔ یہ سب"
کمزور دل کی تو نشانیاں نہیں ہیں۔۔" اسکی لمبی فہرست تھی پر اسنے

چیدہ چیدہ سنائیں۔۔۔

روحا کا چہرہ تاریک ہو گیا۔۔ وہ پیچھے ہو کر اپنی جگہ پر جانے لگی تھی تبھی ساحل نے اپنا ہاتھ اسکی کمر میں حائل کیا اور جھٹکے سے اسے واپس کھینچ لیا۔۔۔

"یہ تو نہیں کہا کہ یہاں سے دور جاؤ۔۔ صرف بتایا ہے تمہارے پوچھنے پر۔۔۔" اسنے جتایا۔۔

"آپ طنز کر رہے ہیں۔۔" وہ خفگی سے بولی۔۔

"اگر تمہیں یہ طنز لگ رہے ہیں تو تمہارے دل میں چور ہو گا۔۔"" اسکے صاف گوئی پر روحا نے شکوہ کن نگاہوں سے دیکھا۔۔ وہ ایسے بن گیا جیسے کچھ کہا ہی نہیں۔۔۔

"اسے یہاں آؤ سر دباؤ میرا سر درد کر رہا ہے گولی کی تکلیف سے۔۔" اسے سوتے دیکھ کر اسنے کھردرے لہجے میں حکم دیا۔۔

روحا کا دل اپنے دونوں ہاتھوں سے مزید تکلیف دے، ایسی جس سے سر نہیں بلکہ دل تکلیف کرے تب اس بے قدرے کو احساس ہو گا۔۔۔

پھر اسے خود ہی احساس ہوا کہ تکلیف اگر اسے ہوئی، تو وہ کون سا سکون سے رہ پائے گی؟
وہ لٹھ مار انداز میں اٹھ بیٹھی۔۔ اور اسکی آنکھوں میں دیکھے بغیر پاس بیٹھ کر ہاتھ بڑھائے اسکا سر دبانے لگی۔۔

اسکے نرم نرم نازک ہاتھوں کا ہی احساس تھا کہ وہ پر سکون سا ہو گیا۔۔
اسنے ذرا سی اس پر نظر ڈالی تو خفا خفا سی چہرہ دوسری طرف کیے بیٹھی تھی۔۔

لائیٹ پنک گھٹنوں تک آتے کرتے پر سفید شلوار پہنی ہوئی تھی۔ دوپٹہ شانے پر لاپرواہ سے انداز میں پڑا تھا اور بھیگی سیاہ پلکوں والی سی وہ چھوٹی لڑکی اسے نخرے دکھا رہی تھی۔۔
خفا ہو رہی تھی اس سے۔۔ سوچ کر ساحل شاہ کے لب مسکرانے لگتے تو وہ ضبط کر جاتا۔۔
تکیہ ٹھیک کرو۔۔" وہ تھوڑا اوپر ہوا اور اس سے کہا روحانے جلدی" سے نیچے تکیہ درست کیا جس پر اسنے سر ٹکایا اور وہ کچھ آگے ہو کر اسکے پاس بیٹھی اور اب اسکا سر دبانے لگی۔۔

وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا، جسکی نظروں سے کبھی خفا ہوتی، کبھی جھنیپتی کبھی سرخ پڑتی رہی۔۔

ساحل شاہ نے انگلیوں کے بالوں میں رینگتے لمس پر جانے کب آنکھیں موندیں احساس نا ہوا۔۔

احساس اسے تب ہوا جب وہ گہری نیند میں چلا گیا، اور اچانک سے اسکے گولی والے زخم پر کوئی بھاری چیز آ گری۔۔

اسنے جھٹکے سے آنکھیں وا کیں۔۔ آنکھوں میں قید ساری نیند فرار ہو چکی تھی، وہ چونک کر دیکھنے لگا جہاں روحا کا بالوں میں رینگتا ہوا ہاتھ اسکے گولی کے زخم کے اوپر آن گرا تھا اور سر اسکا ساحل کے سینے پر۔۔۔۔

وہ بیٹھے بیٹھے ہی سو گئی تھی۔ واقعی کافی کمزور تھی وہ۔۔۔

اسکے ہونٹوں پر ایک مدھم سی مسکراہٹ آ گئی۔۔ اسنے دوسرے اپنے ہاتھ سے آہستہ سے اسکا گولی کے زخم پر رکھا ہاتھ اٹھایا اور ذرا سا اپنی طرف اس ہاتھ کو کھینچا تو وہ کھینچتی ہوئی سیدھا اسکے سینے سے سرکتی بازو پر آ گری۔۔۔

دوسرے ہاتھ کو فی الحال وہ حرکت دینے سے قاصر تھا، تبھی اسکے ایک بازو پر آن گرنے سے ساحل نے اسکی طرف کروٹ بدلی۔۔ وہ ذرا سا کسمسائی۔۔۔ چھوٹا سا وجود تھا اسکا، معصوم سی پری اسکے قید میں۔۔۔ دراز سیاہ بال، گھنی سیاہ جھکی پلکیں، معصوم نازک موم سا وجود۔۔۔

کچھ دیر تو وہ اسے مسکراتے ہوئے دیکھتا رہا، ہاں یہ سچ تھا کہ وہ اسکی ذرا سے غصے سے ڈرتی کتراتی تھی۔۔ مگر وہ معصوم نہیں تھی۔۔
اچھی خاصی عقل مند تھی، ساحل کو اس سے ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ بچپن میں اسنے اسے خود سے دور رکھ کر تڑپایا تھا، اور اب وہ اسے خود سے دور رکھ کر تڑپا رہی تھی۔۔
ویسے اسکا بھی قصور نہیں تھا، کچھ حساب کتاب زمین پر ہی انسان کے ہو جاتے ہیں۔۔
آج دل جب اسکے نازک سے وجود کو محسوس کرنے کیلئے اکسا رہا تھا تو ایک بازو ساتھ چھوڑ گیا تھا، اور وہ بے بس سا اسے دیکھتا رہا تھا۔۔ جو آرام سے کسی ملکہ کی طرح اسکے بازو پر سر رکھے سکون سے سوئی ہوئی تھی۔۔ وہ اسکے اتنے قریب تھی۔۔ عموماً اتنا پاس وہ رات کو نہیں

آتے تھے۔۔

اور ساحل شاہ بس دیکھ رہا تھا اسکے چھوٹے سے گلابی ہونٹوں کو۔۔۔۔۔

وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا تھا، اور پھر بھاری سانس فضا کے سپرد کرتے ہوئے اسنے پاؤں کی مدد سے کھینچ کر بلینکٹ دونوں کی ٹانگوں پر ڈالتے ہوئے آنکھیں موند لیں۔۔

اسنے اٹھ کر آہستہ سے کھینچ کر ساحل پر ٹھیک سے بلینکٹ ڈالا، کچھ دیر اسکے چہرے کو دیکھتی رہی، اسکی دھڑکنیں خود تیز تیز دھڑک رہی تھیں۔۔

اپنے چھوٹے پتلے ہاتھوں سے اسنے ساحل کے بالوں کو ماتھے سے سمیٹا اور آہستہ سے اسکے چہرے پر جھک گئی۔۔

ساحل نے مسکراتے ہوئے اپنے بازو اسکی کمر میں حائل کیا، اور اپنی گرفت اسکے نازک نرم سے ہونٹوں پر جما دی۔۔

روحا کے سیاہ گھنے بالوں نے جیسے دونوں کے اوپر پردہ ڈال دیا۔۔ ساحل نے آہستہ سے روم کی لائیٹ آف کر دی، اسکے بالوں کی مہکتی خوشبو کو سانسوں میں اتارتے ہوئے اسنے اسے بازو پر ڈالا جہاں وہ ہولے ہولے لرز رہی تھی اتنی سی عنایت پر ہی۔۔۔

آپ کو چوٹ لگی ہے۔۔"وہ اسکی گردن میں جھکنے لگا تھا تبھی روحا"
نے دہلتے ہوئے کہا
چوٹ کا درد تمہارے خمار سے بڑھ کر نہیں۔۔ تم حاوی ہو سب"
پر۔۔۔"وہ متبسم لہجے میں کہتا اسے کانوں کی لو تک سرخ کر گیا۔۔
میں صبح ڈیڈ کو بتاؤں گی آپ مجھے روم میں ڈانٹتے ہیں۔۔"وہ خفگی"
سے بولی۔ درحقیقت اسکی ایسی بے باک باتوں سے بچنا چاہ رہی تھی۔۔
ساحل نے ابرو اٹھائی کہ واقعی۔۔

اسنے معصومیت سے سر ہلایا۔۔
چلو ٹھیک ہے تم یہ کرو، زیادہ سے زیادہ کیا ہو گا ڈیڈ جو دو باتیں صبح"
سناتے تھے اب چار سنائیں گے۔۔
اسکے بعد میں جاؤں گا اپنی ساس کے پاس اور ان سے پوچھوں گا کہ
"آپکی بیٹی کی طبیعت۔۔۔۔۔
استغفراللہ شاہو۔۔۔"آگے کا جملہ سمجھ کر وہ چیختی اسکے منہ پر سختی"
سے اپنا ہاتھ جما گئی۔۔

ہاہاہا۔۔۔کیا ہوا؟ کیا مجھے شکایت کا حق نہیں؟"اسکا ہاتھ پیچھے کرتے وہ"

قہقہہ لگا اٹھا اور شرارت سے پوچھا۔ روحا اسے گھورتی ہوئی نظریں پھیر گئی۔۔

صاف ناراضگی کا اعلان تھا۔۔

اس میں ناراض ہونے والی کیا بات ہے چھوٹا بچہ!! تم نے ہی تو کہا" ہے تمہیں سنگ ساحل بھیگنا ہے۔۔ اور اب میرا دل کرتا ہے تمہیں بھگو ہی دوں ساحل پر آتی سمندر کی لہروں سے،، تمہارا پور پور تن من۔۔۔" اسکا لہجہ بھاری ہو گیا۔۔

اپنے ہونٹوں سے بلند ہوئی خواہش کو اسکے لبوں سے سن کر وہ سن سی ہو گئی کتنی دیر۔۔

ہوش تو تب آیا جب اسکی گھنی مونچھوں کی شریر چبھن کو گردن پر محسوس کیا۔۔ اسنے ڈر کر ساحل کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچا۔۔

وہ مسکراتا ہوا اسکی زرد رنگت کو دیکھنے لگا۔۔ کچھ ہونے سے پہلے وہ کچھ کچھ کا سوچتی زرد پڑ جاتی تھی۔۔

ساحل نے اسکے گالوں سے بالوں کو سمیٹ کر اسکی پیشانی پر اپنے ہونٹ ثبت کیے۔۔

ریلیکس لٹل گرل!" اسنے کان میں سرگوشی کی۔ وہ نچلہ لب پھیلا کر" اسکی گردن میں چہرہ چھپائے اپنی دھڑکنوں کو نارمل کرنے لگی۔

آپ ڈرا دیتے ہیں۔۔" وہ تیز دھڑکنوں مدھم سانسوں سے گویا ہوئی۔۔" یہ تو شاہو کی برسات کا ایک قطرہ بھی نہیں اور تم اس سے ہی" ڈر گئی۔۔ لگتا ہے تمہیں آہستہ آہستہ برسات میں بھیگنے کے لائق بنانا پڑے گا" وہ آئندہ کا سوچتے ہوئے کہہ رہا تھا اور روحا اسکی مونچھیں کی چبھن سے سمٹتی جا رہی تھی اسکے سینے میں۔۔۔

وہ اسکے آغوش میں پر سکون سی شرمائی آنکھیں موندنے لگی، اسکی معصوم سی سانسوں میں اسکی سگریٹ کی سانسوں کی ملی جلی خوشبو اتر رہی تھی۔۔

اسکے نازک گلاب کی پنکھڑیوں جیسے ہونٹوں پر دہکتے ہونٹوں کی شدتیں تھیں۔۔ وہ بے بس تھا اسکے چھوٹے سے وجود کو سینے میں بھینچنے سے۔۔

رات کے کسی پہر اسکی آنکھ کھلی۔۔ وہ سانس روکے اسے دیکھنے لگی۔۔ عجیب تھا کبھی برف جیسا ٹھٹھرا دینے والا تو کبھی بارش جیسا بھگا دینے والا۔۔۔

کبھی باتوں سے ہی شرمندہ کر دیتا اور کبھی بن کچھ کہے خفا کر دیتا۔۔

اس انسان کے پاس بیوی کو ٹارچر کرنے کا ہر فن موجود تھا، تو بیوی کو سنبھالنے کا بھی ہنر پاس تھا۔۔

کتنا وسیع سینہ تھا کہ وہ جو اسکے کچھ نہیں لگتے انکے لئے خود کو زخمی کر کے بیٹھا ہوا تھا۔۔ اور تاثرات ایسے تھے جیسے گولی اسکے وجود کو چیر کر نہیں نکلی بلکہ خیال کو بس چھو کر نکلی ہے۔۔

اگر ان سب کیلئے اتنی اسپیس تھی سینے میں تو روحاشاہ کیلئے کتنی تھی؟ سالوں پہلے تو کچھ بھی نہیں ہوا کرتی تھی بلکہ وہ شوق سے کال کر کے راتوں کو اسے رلایا کرتا اور سکون سے خود اسکا رونا سسکیاں سنتا تھا۔۔۔

یہ بھی ایک خفیہ داستان تھی دونوں کی کہ وہ شخص بہت ظالم ہوا کرتا تھا۔۔

اسنے گہری سانس فضا کے سپرد کی تو ان سانسوں میں اسکی مہک کو پایا، اسکی پلکیں بھاری ہو کر لرز گئیں وہ مدھم سا مسکراتی کروٹ بدل کر آنکھیں موند گئیں۔۔

اسنے سانس روک کر آنکھیں تب میچیں جب اپنے نازک سے پاؤں پر اسکے بھاری پاؤں کو پایا، اسکی کمر اسکے چوڑے سینے سے آ لگی۔۔

وہ ایک چھوٹے وجود کی طرح اسکے سینے میں چھپ گئی۔ متغیر

چہرے کے ساتھ اسنے ساحل کے چوڑے بازو میں اپنا چہرہ چھپا دیا۔۔

وہ جیسے قریب ہوا اسکے، روحا کو لگا، اندھیرے میں ڈوبے پورے روم میں صرف اسکی دھڑکنے گونج کر ارتعاش پیدا کر رہی ہیں۔۔ وہ اپنا حلق تر کرتی، خشک ہوتے لبوں پر زبان پھیر اپنے مچلتے دل کو تھپکنے لگی۔۔

oooooooooo

کس کے میسج ہیں؟"فرنٹ سیٹ پر بیٹھی بازل نے اسکے دو تین بار" میسج ٹون سنتے ہوئے اور صارم کو سرسری سی موبائل پر نظر ڈالتے ہوئے دیکھ کر پوچھنے لگی۔۔۔

دوست ہے۔۔"اسنے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔اسے اچھا لگا کہ وہ" اسکی ذاتیات میں دلچسپی لینے لگی تھی۔۔

اگر میں کہہ دوں کہ تم مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو تو؟"موبائل اسے جیب" میں رکھتے دیکھ کر اسنے سنجیدہ ہوتے کہا

پھر میں تمہیں غلط نہیں کہوں گا۔" اسنے نرم مسکراہٹ لبوں پر سجائی اور انگلی سے اسکے گال کو چھوا۔۔۔

وہ گھر جا رہے تھے۔۔ اسکی ماں اسکے باپ کے ساتھ نائیٹ ڈیوٹی پر تھیں۔ وہ دونوں رات کے ایک بجے واپس لوٹ رہے تھے۔۔

کیا تم مجھ سے سچ میں کچھ چھپا رہے ہو؟" وہ کافی مان سے پوچھنے لگی۔۔" صارم نے اسکے ہاتھ کو تھاما دوسرے ہاتھ سے ڈرائیونگ کرنے لگا۔۔

تم بھی تو مجھ سے بہت کچھ چھپاتی ہو۔۔" وہ مسکراتے بولا۔۔"

مثلاً؟" وہ گھور کر دیکھنے لگی۔۔ وہ کیا جاننا چاہتا تھا۔۔ اسکی" آنکھوں الجھن واضح ہو گئی۔۔۔

مثلاً کچھ بتاؤ اپنے بارے میں کہ تم بچپن میں کیسی ہوا کرتی تھی۔۔" شرارتی یا سنجیدہ۔۔۔ ہم تو کبھی ملے نہیں تھے۔۔" اسنے اپنی طرف ونڈو سے باہر لوگوں کو دیکھتے پھر سامنے دیکھا۔۔

وہ اسکے تاثرات نہیں دیکھ رہا تھا۔۔

کیا تمہیں یہ یاد نہیں جب ہم دادو (حیدر کی پھوپھو) وفات پر" آئے تھے اور میرے گرنے پر تم نے مجھے اٹھایا تھا۔۔۔؟" وہ روانی میں کہہ اٹھی اور پھر اپنی غلطی پر لب دانتوں میں دبا دیئے۔۔

اسنے چونک کر صارم کو دیکھا اسکے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔۔ بازل کا دل تیزی سے دھڑک اٹھا وہ تیزی سے کھڑکی کی طرف پلٹ گئی۔۔

کیا ضرورت تھی پوچھنے کی وہ کیا سوچے گا کہ مجھے اتنا تفصیل سے یاد ہے۔۔۔"
اور تم نے میرا ہاتھ بلیک بوائے کہہ کر جھٹک دیا تھا۔۔۔" وہ خوبصورتی" سے ہنس پڑا۔۔ وہ مسکرائی۔۔۔

پھر بعد میں تمہیں احساس ہوا اور تم نے آکر مجھ سے سوری کی۔۔۔" تب تم گرے بالوں کی پونیوں میں بہت خوبصورت لگتی تھی۔۔" اسکی گھمبیر سی آواز گاڑی کے فضا میں گونجی۔۔۔

وہ حیران تھی کہ اسے اتنا یاد تھا۔۔

کیا جب میں آئی تھی تب تم نے مجھے پہچان لیا تھا؟" وہ پرجوش"
سی اسکی طرف پلٹ آئی

جیسے کسی بچی کو کوئی من پسند بات جاننے کی خوشی ایکسائٹمنٹ ہوتی ہے۔۔

صارم نے لمحے کیلئے پلٹ کر اسکے چہرے کو دیکھا۔۔

تم کافی بدل گئی تھی۔۔۔" وہ ہولے سے بولا۔۔۔"

بازل کی آنکھوں میں جلتے جگنو ایکدم بجھ گئے۔ ساری ایکسائٹمنٹ مانند پڑ گئی اور ہولے سے سر ہلا کر پلٹ گئی۔۔

سب کہتے ہیں۔۔" وہ کندھے اچکا گئی۔۔"

جب تم نے بلیک مین کہا تو میں پہچان گیا۔۔۔ اور بس"
میرے پاس الفاظ ختم ہو گئے۔۔۔" اسکے ہاتھ پر ہولے سے دباؤ دیتے ہوئے
اسنے اپنی جاری رکھی ہوئی بات کو ختم کیا۔۔

کھڑکی سے باہر دیکھتی بازل ششدر سی سناٹوں کے زد میں تھی۔۔۔
اسنے مڑ کر اپنے بلیک مین کو نہیں دیکھا پر اسکے لبوں پر خوبصورت

سی مسکراہٹ رقصاں تھی۔۔

ایکدم سے اسے پاکستان کی سڑکیں بہت بھانے لگی۔۔بہت خوبصورت لگیں اس سفر کے دوران۔۔۔

وہ باہر دیکھ رہی تھی خواب ناک آنکھوں سے۔۔

اسے یوں لگا جیسے شہرِ یاراں کے تمام جگنو تمام انکی گاڑی کے تعاقب میں ہیں۔۔

ہواؤں میں تتلیاں رقصاں تھیں، انکی گاڑی کے اوپر سے اڑتی فضاؤں میں رقص کر رہی تھی۔۔

اسے آسمان صاف صاف سا لگا۔۔جیسے کوئی دھند نا تھی۔۔کوئی سیاہ بادل نا تھے۔۔صاف نیلا وسیع ستاروں سے بھرا۔۔۔

کیا اسے میں اپنے دل کی بات کہہ دوں؟ کیا میں ایک زخم" اور اٹھالوں؟" وہ مسکراتی سوچنے لگی۔۔

وہ مجھے سمجھنے لگا ہے، وہ برداشت کرتا ہے، وہ گرتے ہوئے سنبھالتا" " ہے۔۔۔

"شاید وہ سب سے مختلف ہو۔۔۔۔۔"

ہاں کہہ دو۔۔۔۔" کسی نے کانوں میں سرگوشیاں کیں۔۔۔"

اور یہ اسکے جگنو تھے، ستارے بادل، فضا میں رقصاں تتلیاں تھیں۔۔۔

سب اس سے کہہ رہے تھے کہہ دو۔۔ ایکدم سے کہہ کر پلٹ جاؤ۔۔ اسکے تاثرات نا دیکھو۔۔۔ آنکھیں بند کر جاؤ۔۔۔۔

پر کہہ دو۔۔۔۔

کہہ دوں؟" اسکی آواز سرگوشی سے کم تھی۔۔۔"

کیا۔۔۔؟" پر وہ سن چکا تھا۔۔۔"

میں تم سے۔۔۔۔۔۔" وہ سامنے دیکھنے لگی اسکا دل اس قدر زور سے دھڑکا جیسے بادل گرجے ہوں۔۔۔

کیا تم مجھ سے؟" صارم نے موڑ کاٹتے ہوئے پوچھا۔۔"

ماحول ایکدم سے مزید فسوں خیز ہو گیا۔۔۔

میں تم سے جاننا چاہتی ہوں کہ تمہیں سب سے زیادہ کیا اچھا" لگتا ہے۔۔۔" اسنے ایکدم ارادہ بدل کر جو منہ میں آیا کہہ دیا اور دوسری طرف دیکھ کر دبی ہوئی سانس کھلی فضا کے سپرد کی۔۔۔

صارم نے مسکراتی نظروں سے اسکے چہرے کو دیکھا۔۔۔اور اسکے ہاتھ کی پشت پہ انگوٹھا پھیرا۔۔۔

تم کچھ اور کہنا چاہتی تھی؟"وہ آہستہ آہستہ ہتھیلی پشت سہلاتا اسے" ہمت دینا چاہتا تھا وہ سر نفی میں ہلا کر اپنا ہاتھ چھڑوا کر گود میں رکھتی اسکی کانپتی انگلیاں حیرت سے دیکھنے لگی۔۔۔
نہیں میں یہی پوچھنا چاہتی تھی تم جواب دو بلیک مین۔۔۔""
اسنے بلیک مین پر زور دیا۔۔۔
اوکے۔۔۔"صارم سمجھ کر سر ہلا گیا۔۔"
ویسے تو مجھے بہت کچھ پسند ہے۔۔زیادہ چھوٹے بچے پسند ہیں۔۔اور پھر" بہت زیادہ جو پسند ہے وہ تمہارا"بلیک مین"کہنا۔۔۔"وہ متبسم لہجے میں کہہ کر ابھی اسکے شاکی تاثرات دیکھ کر محظوظ ہوتا اسی پل صارم کے طرف والی ونڈو پر آواز ہوئی۔۔۔۔
بازل صارم نے چونک کر دیکھا۔۔
وہ بائیک سوار" تھی"اسکی گاڑی کے ساتھ۔۔۔

بازل کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی۔۔کیونکہ وہ بائیک سوار "ایلی" تھی۔۔۔

اسکے ہونٹ کپکپائے۔۔

ایلی نے مسکراتے ہوئے اپنی طرف دیکھتے صارم متوجہ پا کر واہیات انداز میں آنکھ دبائی۔۔۔

ناگواریت کی ایک سرد لہر صارم کے وجود میں دوڑ گئی "واٹ نانسینس۔۔۔" وہ غصے سے بڑبڑاتا ہوا ونڈو بند کرنے لگا۔۔۔

بوبی۔۔۔۔" بازل نے اپنی گود میں موجود زرد لفافے کو دیکھا اور دور جاتے ہوئے بائیک سوار بوبی کو۔۔

بند کر دو ونڈو۔۔۔" صارم نے بگڑے موڈ سے کہا۔۔۔"

ایلی مسکراتی ہوئی پیچھے رہ گئی۔۔۔

بازل میں جان باقی نا رہی کہ اسکے حکم پر عمل کر سکے۔وہ خاموش سی پیچھے رہ جانے والی ایلی کو یاد کرنے لگی۔۔

کاش وہ کسی کو رازدار نا بناتی۔۔۔"خوف کی سرد لہر نے اسکے وجود کو"
چھوا۔۔
وہ ایلی کی آمد پر خوش ہو یا روئے اسے کچھ خبر نہیں تھی۔۔
وہ بس اسے دیکھنے لگی جسنے اسکے ہاتھ کی پشت پر ہونٹ رکھتے خود ہی جھک کر ونڈو آف کر دی۔۔۔۔

اسنے اس زرد لفافے کو آہستہ سے چھپا دیا۔۔

ooooooooo

....★☆☆☆☆☆★....

سورج کی تیز کرنوں کی چبھن سے وہ کسمسا کر کروٹ بدلتی ہوئی سونے لگی۔۔پر ایک بار جو آنکھ کھل جائے دوبارہ ہزار بار کوشش کر لے آنکھ نہیں لگتی تھی۔۔اور اب بھی یہی حال تھا وہ سونے کے دو باری جتنے جتن کر لے نہیں سو پاتی۔۔پر سستی ابھی تک وجود پر اپنا قبضہ جمائے بیٹھی تھی۔۔

کھڑکی کس نے کھولی ہے۔۔"کچھ دیر وہ کسلمندی سے پڑی، سستی کو بھگانے"
کیلئے کروٹیں، انگرائیاں لیتی جمائیاں روکتی اٹھ بیٹھی۔۔

اسکا انداز ایسا تھا جیسے کسی چھ بارہ سال کی بچی کو زبردستی اٹھایا جائے۔
اسکے گھنے بال بکھرے الجھے پڑے تھے، رات کو بالوں سے شاید لگا کیچر نکال
لیا گیا تھا۔
دوپٹہ کسی روٹھے محبوب کی طرح دور دور تھا، وہ اٹھ بیٹھی، اسکی
آنکھیں بند تھیں، ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ بیٹھے بیٹھے سو چکی ہے۔ کوئی
حس حرکت نہیں۔۔۔

مام پلیز کھڑکی تو بند کر دیں۔۔"معاً کسی بادل کے ہٹ جانے سے"
ایک سورج کی تیز کرن اسکے چہرے پر آئی۔۔ وہ جھنجھلا کر آنکھیں
مسلتی ہوش میں آئی۔۔
روم سے کھٹ پٹ کی آوازیں آرہی تھیں پر اسکے کچھ کہنے یا پکارنے پر
جواب ندارد۔۔
کہیں آنٹی حجاب کے خرگوش ہمارے گھر تو نہیں آگئے؟"ثمن"

نے کچھ الجھتے ہوئے سوچتے دونوں چھوٹے مگر خوبصورت ہاتھوں سے چہرے پر سے بال سمیٹ کر پیچھے کیے اور آنکھیں ملتی مسلتی ہوئی وہ سامنے دیکھنے لگی۔۔

افف گلاسس۔۔۔"دھندلا دھندلا سا تھا سب کچھ۔۔"

اس سے کوئی پوچھے کہ کبھی کچھ شدت سے محسوس کیا ہے۔۔

تو وہ ہاں کہے گی۔

ہاں۔۔۔!ہاں اسنے بہت شدت سے محسوس کیا تھا اپنے اس درد کو۔۔وہ درد اُس بے حس شخص کا نہیں تھا، وہ درد اپنی آنکھوں کے نور کا۔۔۔

ہاں وہ نور جو اسنے دن رات، کے ڈرامہ، ناول، کارٹون موویز دیکھنے میں کھو دیا تھا۔وہ وقت کے کسی پیچھے حصے میں رہ گیا تھا۔۔جہاں جا کر لا نہیں سکتی تھی۔

کبھی کبھی تو اسے یوں لگتا وہ اندھیری قبر میں ہے اور اسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا۔۔آس پاس جیسے بچھو سانپ جانے کیا کیا ہیں۔۔

ہاں جب نور چھینا جائے گا، ان بد نصیبوں سے جو نور کی قدر نہیں کرتے پھر تو وہ ایسے ہی ہوں گے۔۔

اسے شاید وہ رات کبھی نہیں بھول سکتی، جس رات اندھیرا تھا، تیز بارش تھی، اور وہ سانپ بچھو کی طرح اسے نوچنے کو آرہا تھا، اور

اس قبر جیسے لمحات میں اسکے پاس نور نہیں تھا۔۔
اسے یاد تھا صام بھائی کہتے تھے انسان دنیا میں سب کچھ دوبارہ حاصل کر سکتا ہے پر گزرا وقت وہ کبھی دوبارہ حاصل نہیں کر سکتا۔۔
ہاں اسے شدت سے محسوس ہوتا تھا کہ اسنے بالکل ٹھیک کہا تھا، وہ بھی جا کر نہیں واپس لا سکتی تھی اپنی آنکھوں کے نور کو جو اسنے پیچھے کہیں وقت ضائع کرنے کے ساتھ اسے بھی کھو دیا تھا۔۔
وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔۔ سواء آئندہ آنے والے وقت کو خوبصورت اہم بنانے اسکی اہمیت کو تسلیم کرنے کے علاوہ۔۔

کوئی روم میں موجود تھا، آواز آرہی تھی جیسے کسی چیز کو کسی پر گھس رہا/رہی ہے۔
اسنے چشمے میں کی تلاش میں ہاتھ یہاں وہاں پھیلائے، بالوں کو چہرے سے چڑتے ہوئے پیچھے کیا، اور سائیڈ ٹیبل کا خیال آتے اسنے جلدی سے وہاں تک ہاتھ لے جانے کی تگ ودو کی اور اسے دھندلا سا اپنا چشمہ نظر آہی گیا۔۔
اسنے گھبراہٹ سے جلدی سے اٹھایا، اور الٹا سیدھا کر کے چشمہ آنکھوں پر پہنا، جو کہ دوسری کوشش میں کامیاب ہو گئی اور جلدی

سے سامنے دیکھا۔۔

منظر واضح نہیں تو زیادہ دھندلا بھی نہیں تھا، ایک تو آنکھوں میں ابھی نیند کا خمار موجود تھا، دوسرا اسنے چشمہ صاف نہیں کیا تھا۔ سامنے تو دیوار گیر ایل ای ڈی لگی ہوئی تھی۔ جو فی الحال بند تھی۔۔ پر اسکے روم میں ایل ای ڈی۔۔۔؟

ساحل بھائی ڈیڈ اور لاؤنج میں تھی ایل ای ڈی اسکے روم میں تو نہیں تھی۔۔۔

پھر یہ کس کا روم ہے؟" اسنے بڑبڑاتے ہوئے خود سے سوال کیا،"

چشمہ اتار کر اسنے فراک کے دامن سے صاف کیا اور پھر سے آنکھوں پر پہنتے ہوئے متلاشی ہوئی نگاہیں روم میں پھیرنے لگی تھی کہ اچانک جیسے اسکے ارد گرد دھماکہ سا ہوا۔۔۔

اسکا دل بیٹھ گیا، سینے میں کہیں اندر۔۔۔ بہت اندر۔۔۔ جیسے کسی کھائی میں گر گیا ہو۔۔۔

اسنے آہستہ سے ایل ای ڈی کے نیچے نگاہیں سرکائیں اور دائیں طرف سے آتی روشنیوں کو دیکھا۔۔

وہ بائیں طرف نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔۔ ہرگز نہیں۔۔۔

کبھی بھی نہیں۔۔۔۔پر کیا یہ ممکن تھا۔۔۔

گڈ مارننگ۔۔۔"بھاری گھمبیر آواز روم کی فضا میں گونجی۔۔"
اسنے بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں بھینچا۔۔۔
اسکا دل چاہا شدت سے چیخے۔۔۔بہت تیز۔۔۔اور تیز کہ آخر میں پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے۔۔
اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ آئی ہی کیوں یہاں؟اسنے خود سے کیا عہد توڑ دیا۔۔
اسنے عہد کیا تھا وہ اس گھر اس روم میں کبھی قدم نہیں رکھے گی پر۔۔۔۔
رات اسے کیا ہوا تھا؟اسکا دل چاہا سر تھام لے۔۔
ہاں وہ بے بس ہو گئی تھی رات اپنے آگے۔اور اسے دیکھنے کیلئے وہ خاموشی سے اسکی گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔
کم از کم اسے اپنی عزت نفس کا تو خیال ہونا چاہیے تھا۔وہ خود سے خود دھوکہ کر کے دغا کر رہی تھی۔۔

اسنے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔اسے یاد تھا رات وہ کام کرنے کیلئے آئی

تھی، اسکی ساس یعنی عائشہ خان سوئی ہوئی تھیں دواؤں کے زیر اثر، اچانک پلاننگ بنی تھی اور شاید انہیں معلوم ہی نہیں تھا۔۔
وہ لاؤنج میں آکر بیٹھی تھی، دریاب نے اسے روم میں چل کر بیٹھنے کا کہا تھا پر اسنے انکار کر دیا اور خاموشی سے اپنا کام کرنے لگی۔۔
وہ اسکے ساتھ کام کرنے نہیں آیا تھا، بس لبوں پر ہاتھ رکھے اسکے مقابل صوفے پر بیٹھا تھا۔۔ اسنے سوچا تھا چلی جائے اگر اسے ساتھ کام کرنا ہی نہیں تھا تو اسے بلایا کیوں تھا۔

فارس بھی اس بیچ آیا تھا، اور ثمن کو دیکھ کر کافی خوشی کا اظہار کیا، ثمن نے زیادہ توجہ نہیں دی تھی اور وہ کچھ دیر بیٹھا رہا تھا۔۔
اس دوران دریاب نے اس سے لیپ ٹاپ لے لیا تھا اور اسے کافی بنانے کا حکم دیا۔ اسے ناگوار تو کافی گزرا، کیونکہ وہ یہاں اسکے کام کرنے نہیں آئی تھی۔۔
وہ فیک آئی ڈیز بنا کر عام فیس بک یوزر کی طرح افواہ پھیلانا چاہتے تھے، مختلف گروپ جوائن کر کے۔۔
پر جتنا کیا اسنے اکیلے کیا، فارس نے بھی کافی پی دریاب نے بھی پی اور وہ خاموش بیٹھی رہی۔۔

تینوں میں خاموشی اس قدر تھی کہ جیسے کوئی سانس لیتا وجود وہاں موجود ہی نا ہو۔ کسی نے کسی سے کوئی بات ہی نہیں کی۔۔ہاں فارس نے بہت کوششیں کیں بات کرنے کیلئے۔۔

ثمن کو افسوس ہوا تھا کہ اسنے اسے موڈ خراب ہونے کی وجہ سے کوئی جواب نہیں دیا تھا ٹھیک سے۔ اور وہ بھی یقیناً اکتا کر کافی ختم کر کے چلا گیا۔۔
اسکے بعد خاموشی کا وقفہ اس قدر حاوی اور بڑا تھا کہ ثمن کے کانوں میں بس لیپ ٹاپ کی کیز پر اسکی ٹھک ٹھک کرتی انگلیوں کی آواز تیزی سے گونجتی رہی اور انہی آواز پر جانے کب اسکی آنکھ لگی اور کب وہ نیند کی وادیوں میں چلی گئی اسے احساس نا ہوا۔۔

ہوش تو اب سورج کی کرنوں کے بیدار کرنے پر آیا تھا۔۔اور اسنے خود کو اسکے روم، اسکے بیڈ پر پایا تھا۔۔

اسنے ٹائم دیکھنا چاہا، گردن بائیں گھمائی نظریں بے ساختہ اپنے شوز کو پر تیز تیز برش چلاتے ہوئے مضبوط مردانہ ہاتھ پر گئیں،،وہ

شوز پالیش کر رہا تھا۔۔
وردی میں ملبوس تھا، اور شاید جانے والا تھا ڈیوٹی پر۔۔۔

اسنے ہاتھ سے ہوتی نظریں بے ساختہ اسکے چہرے پر آئیں، ایسے جیسے اتفاقیہ تصادم ہو۔۔۔
اسکی نگاہیں جیسے ان شہد آنکھوں سے ٹکرائی وہ سٹپٹا گئی۔۔ وہ بڑی محویت سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اسکی چوڑی کہنیاں گھٹنوں پر ٹکی تھیں، وہ کچھ آگے کو جھکا ہوا تھا، شہد رنگ بالوں کا پف بکھر کر کشادہ پیشانی پر پڑا تھا۔۔
اسکی آنکھوں میں کچھ تو تھا جسنے اسے لمحے کے آدھے حصے میں ہی بوکھلا کر رکھ دیا۔۔

مجھے یہاں کیوں لائے آپ ؟" دوپٹہ شانوں پر ترتیب سے ڈالتے ہوئے" بیڈ سے اٹھی اور ناگواریت سے پوچھا۔

مام سو رہی تھیں، دوسرا روم لاک تھا اور اس وقت میں مام کی" نیند خراب نہیں کر سکتا تھا۔" وہ بھی اپنی جگہ سے اٹھا اور اسکی سائیڈ سے ہوتا ہوا باتھ میں ہاتھ واش کر کے باہر آیا تو اسکے ہاتھ میں

تولیا تھا۔ جس سے ہاتھ خشک کر رہا تھا۔۔

"میں یہاں سونے نہیں آئی تھی کام کرنے آئی تھی آپ مجھ پر یہ
عنایت نا کرتے۔۔" وہ تڑخ کر غصے سے بولی۔۔۔
"ویل! یہ تو تمہیں سونے سے پہلے بالخصوص سوچنا چاہیے تھا کہ تم اپنے
گھر میں نہیں اپنے منکوح کے پاس ہے کام کرنے آئی ہو نا کہ سونے۔۔
"اور۔۔۔۔۔

اسنے اسے شرمندہ کرنا چاہا تھا پر دریاب کی بات پر الٹا وہ ہی کچھ
دیر کیلئے لاجواب ہو کر ہونٹ بھینچ گئی۔۔
"مجھے معلوم ہے میں کام کیلئے آئی تھی جتانے کی ضرورت نہیں۔
آپ مجھے جگا بھی سکتے تھے لازمی تھا یہاں لانا۔۔" وہ خود کو قصوروار نہیں
ٹھہرا سکتی تھی۔۔
وہ جان بوجھ کر زبردستی کر رہا تھا۔۔

"اور تم یہ یقین سے کیسے کہہ سکتی ہو میں نے تمہیں نہیں جگایا؟""
بالوں میں برش کرتے ہاتھ کو روک کر اسنے ثمن کی طرف دیکھتے
ایک ابرو اٹھائی۔۔

کیونکہ آپ کی آواز میرے لئے ناگوار ہے میں فوراً سے جا گ "
جاتی۔۔۔"دریاب نے خاموشی سے اسے دیکھا

میں یہاں ساحل بھائی صام بھائی کے فورس کرنے پر آئی تھی"
ورنہ مجھے شوق نہیں تھا۔اور ہاں یہ نکاح عارضی ہے اسلئے میرے
سامنے تو مہربانی کر کے منکوح منکوحہ کا ڈھونگ مت کریں۔۔"وہ
چبھتے تلخ لہجے میں کہتی ایکدم سے کافی بڑی بڑی لگی اسے۔۔
ثمن نے اسکی طرف دیکھنا گوارہ نہیں کیا،جبکہ جانتی تھی وہ ہاتھ
روکے مسلسل اسے ہی گھور رہا ہے۔اسکی نظروں کی تپش اسے اپنے
چہرے پر محسوس ہو رہی تھی۔۔

اسکے لئے وہاں مزید ایک پل رکنا محال تھا،نا ہی وہ رکنا چاہتی
تھی۔اسنے اپنی چپلیں ڈھونڈیں پر وہاں نہیں تھیں تو تیزی سے وہاں
دروازے کی طرف بڑھی۔۔۔

آہ۔۔"اسکی اس افتاد پر تیز کراہ گونج اٹھی"

جب اچانک سے جاتی ہوئی ثمن کی کلائی کو پکڑ کر اسنے گھما کر اسی دروازے سے لگایا جس کی طرف وہ بڑھ رہی تھی۔۔
زور سے دروازے سے لگاتے اسنے دوسری کلائی بھی پکڑ کر دروازے سے دائیں بائیں لگا دیں۔۔وہ جیسے قید ہو گئی۔۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے؟"وہ حواس بحال ہوتے سرخ آنکھوں سے چیخ پڑی اس پر۔۔۔ سمجھتا کیا تھا آخر اسے وہ۔۔۔

"آواز آہستہ!"وہ سرد لہجے میں سرزش کرتا بولا ثمن کی چشمے کے پیچھے آنکھیں پھیل گئیں۔۔

"آآ۔۔آپ۔۔۔۔"اسنے کچھ سخت تند و تیز کہنے کیلئے منہ کھولا ہی تھا کہ اسنے "شش" کہتے خاموش کروا دیا۔۔

"رات تمہیں اپنے بیڈ پر سوتے دیکھ کر الگ نہج پر سوچا"وہ مبہم سی مسکراہٹ سے بات کا آغاز کرنے لگا ثمن سانس روک گئی کہ اب کیا خامی دیکھ لی۔۔۔

مثلاً طلاق کے بعد میری دوسری شادی ڈیڈ کروادیں گے، اور تمہیں"
بھی کتنا وقت ساتھ رکھیں گے تمہارے ماں باپ بھائی؟
ظاہر ہے کسی کو تو دے ہی دیں گے۔۔۔
چونکہ ہم دونوں کا نکاح ہو چکا ہے اور ہم دونوں کی دوسری شادی کہلائے گی اگر
ہوئی تو کسی اور سے۔۔۔
وہاں پھر ہمیں اگلے وجود سے سمجھوتا کرنا پڑے گا۔۔۔"وہ جانے کیا کہنا
چاہتا تھا۔۔ ثمن نے مزاحمت کے تحت اپنی کلائیاں چھڑوانی
چاہیں پر وہ ظالم اس سے بڑھ کر طاقتیں رکھتا تھا۔

یہ آپکا سر درد نہیں ہے۔۔ میں کیا کرتی ہوں۔ میرا مستقبل کیا"
ہوگا، میں کس طرح کس سے نبھاؤں گی۔ آپ کو ٹینشن لینے کی
ضرورت نہیں۔۔
اب اگر آپ نے مجھ سے کسی بھی قسم کی زبردستی کی تو میں سیدھا ڈیڈ
اور ساحل بھائی کو بتاؤں گی۔۔ اس بار میں خاموش نہیں
رہوں گی دریاب خان۔۔"وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر طیش سے
بولی۔
پھر میں نے سوچا کہ کیا میری غیرت گوارہ کرے گی میں"

اپنے نکاح میں رہنے والی لڑکی کو چھوڑ دوں تاکہ کسی اور کے نام۔۔۔۔۔۔" اسنے ہولے سے ہنس کر نفی میں سر ہلایا۔۔
اسنے ثمن کی بات خاموشی سے سنی تھی اور اب اپنی بات کر رہا تھا۔۔ کر کیا رہا تھا بلکہ اسے سن ساکت کر دیا تھا۔۔

خان کا خون کھول اٹھا سوچ کر۔۔۔۔" وہ کہہ رہا تھا اور ثمن ٹکر ٹکر اسے گھور رہی تھی۔۔

اسنے اسکی کلائیوں کو چھوڑ دیا، پر وہ تو ویسی ہی کھڑی تھی منجمد سی۔۔۔
ہم سمجھوتا کر لیں گے۔۔ بہت اچھے سے۔۔۔" اسنے جھک کر اسکے کان میں گھمبیر سرگوشی کی۔۔ دریاب کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔۔
اسے یقین تھا اسکا یہ فیصلہ ثمن پر بلکہ زیاف پر بھی پہاڑ کی طرح ٹوٹے گا۔ وہ ہنس کر اسکے گال پر انگلیوں کے پوروں سے سہلاتا ہوا دور ہو گیا۔۔

اگر آپ خان ہیں تو شاہ زادی میں بھی ہوں۔ آپ نے اپنی" طرف کا فیصلہ تو سنا دیا خان صاحب اب ذرا میرا بھی سن

لیں۔۔۔
میں آپکے ساتھ سمجھوتا کرنا تو دور دو منٹ ساتھ رہنا بھی گوارہ نہیں
"کرتی۔۔۔

تو کیا محبت کرنا چاہتی ہو؟" وہ اسکی بات کاٹ کر برجستہ بولا۔۔"
اسکا دل زور سے دھڑکا۔۔گال ایکدم سے دہک کر گلابی ہو گئے تھے۔۔
نفرت بھی نہیں۔۔۔محبت تو دور کی بات ہے۔۔"خود کو سنبھال کر وہ"
اپنا بھرم قائم رکھتی کاٹدار لہجے میں بولی

میں آپ جیسے گھمنڈی مغرور کھڑوس بد دماغ شخص کے ساتھ"
محبت نفرت سمجھوتے تو دور کی باتیں ہیں، دو منٹ ساتھ کھڑے
رہنا بھی اپنی توہین سمجھتی ہوں مسٹر دریاب خان۔۔
اسلئے میں جا رہی ہوں اور آئندہ مجھے روکنے کی کوشش۔۔۔۔"وہ ابھی
بات مکمل کرتی کہ ایکدم طیش میں بازو دبوچ کر اسنے اپنی طرف
اسے کھینچا۔۔۔

بہت بول رہی ہو۔۔"وہ بپھرے تنفس سے اسکے چہرے پر جھکا غرایا۔۔وہ"

اگلی پچھلی باتوں کے ساتھ سانس لینا بھی جیسے بھول گئی۔۔
اسکا چشمہ اسکی چھوٹی سی ناک پر لڑکھ آیا تھا، وہ پٹر پٹر دیکھ رہی تھی اسے۔ گول مول سی کھلے سیاہ بالوں والی سپید گلابی۔۔
وہ کچھ مزید جھکا تو ثمن نے نفرت سے چہرہ موڑ دیا۔ دریاب نے مسکراہٹ دبائی اور اسکی گردن کو دیکھا۔۔
اپنا بازو اسکی کمر میں حائل کرتے اسنے اسے پاس کر دیا۔۔

آپ میرے ساتھ بار بار ایسا نہیں کر سکتے۔۔ آپکو شرم کرنی چاہیے اتنے بڑے ہو کر ایسی حرکتیں کرتے ہوئے۔۔" اسکی گرم سانسیں محسوس کرتے وہ غصے طیش سے بھرائی آواز میں گویا ہوئی۔۔
یہ بار بار نہیں اب تو لمحہ لمحہ ہو گا۔۔ اور شرم!" وہ جیسے محظوظ ہو کر زور سے ہنسا تھا۔۔ اور پھر سرگوشی کیلئے جھکا۔۔ "ہم دونوں کے بیچ بند روم میں شرم کا کیا کام؟" وہ کانوں کی لو تک سرخ پڑ گئی۔۔
آج مام کے پاس رہنا وہ اکیلا فیل کرتی ہیں۔۔" اسکی گردن پر ہونٹ رکھ کر وہ اب اسے حکم دے رہا تھا۔
وہ جیسے اسکے لمس سے سرد پڑ چکی تھی، آنکھوں میں ڈبا ڈب آنسوں آ گئے۔۔ پر غلطی سے بھی سر گھما کر اسے نہیں دیکھا۔

"میں مزید ایک پل بھی یہاں نہیں رکوں گی بلکہ جا کر سب کچھ صام اور ساحل بھائی کو بتاؤں گی۔۔" اسکا لہجہ غصے کی زیادتی سے بھیگ گیا۔

"کیا کہو گی کہ میں نے تمہیں نیک کس کیا؟" اسکا لہجہ بھاری تھا، اسنے جھٹکے سے ثمن کو گول گھما کر اسکی پشت سینے سے لگائی اور اپنے بازو اسکی کمر پر باندھ دیئے۔۔ آئینے میں دونوں کا ترچھا عکس واضح تھا۔۔

وہ جھک کر اپنے ہونٹوں سے اسکی گردن کو چھونے لگا۔ زرد پڑتی کانپتی ہوئی وہ آگے بندھے اسکے ہاتھوں کا حصار توڑنے کی جدوجہد میں نڈھال ہو رہی تھی۔۔

اسکی گھنی مونچھوں کی چبھن سے وہ پور پور کانپ جاتی۔۔

"چھوڑیں دری میں سچ میں مام کو بتا دوں گی۔۔" وہ حلق تر کرتی رونے جیسی ہو گئی۔۔

"ساری رات جاگ کر تمہارے حصے کا بھی کام کیا۔۔ اسکا اجر بھی نہیں دوں گی۔۔؟" وہ گھمبیر آواز میں کہتا اپنی ناک کو اسکی گردن پر

سہلانے لگا کہ ثمن لرز کر اسکے ہاتھوں پر سختی سے اپنے ناخوں چبھوئے سانس روکے آنکھیں میچ گئی۔۔۔

کون سا احسان کر دیا؟ اپنی محبوبہ کیلئے بھی تو راتوں رات جاگتے ہیں" اور میں تو ایک ناکام چشمش بیٹری بری اندھی لڑکی ہوں۔۔۔ دور رہیں مجھ سے۔۔۔۔"معاً وہ ہوش میں آکر جیسے غیظ و غضب سے پھٹ پڑی۔۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔" دریاب کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔"
آخر تم نے مان ہی لیا کہ تم بیٹری ہو۔۔"وہ اسے آزاد کیے محظوظ ہوتا ہنس" رہا تھا۔۔
شٹ اپ" ثمن نے بہت مشکل سے اپنے امڈتے ہوئے آنسوں روکے اور" لب دانتوں میں دبائے ایک قہر بار نگاہ اس پر ڈالی۔۔
جس تیزی سے وہ دروازے کی طرف بھاگی تھی اسی تیزی سے دریاب نے اسکی کلائی کو پکڑ کر کھینچا تھا اور اگلے لمحے اسے بیڈ پر گرا دیا۔۔۔ ہر فرار کی کوشش ناممکن تھی۔۔
یہ کیا بدتمیزی ہے آپ سمجھتے کیا ہیں خود کو؟"اسکا سر چکرا" گیا۔۔ سانس جیسے سینے میں پھنس گئی۔۔ایک لمحہ تو اسکا دماغ

سن سا رہا کہ یہ اچانک افتاد کس پر ٹوٹی۔۔
پر اگلے لمحے خود کو بیڈ پر پا کر وہ چیخ اٹھی سامنے کھڑے وجود پر۔۔۔
شش!" دریاب نے اپنے لبوں پر انگلی رکھی اور اسکے پاس آتے ایک پاؤں"
بیڈ پر رکھا۔۔ کہنی اس پر ٹکا کر تھوڑا سا جھکا۔۔

کیا کہو گی ساحل صام اور مام سے؟" اسنے سنجیدگی سے پوچھا۔۔"
آپکو کیوں بتاؤں؟" ثمن نے غصے سے کہا"
اگر تم مجھے نہیں بتاؤ گی تو دونوں کیلئے مسئلہ ہو جائے گا اور یوں لگے گا سب"
کو ہم دونوں کے بیچ۔۔۔۔۔ پھر بغیر وقت کے رخصتی۔۔" وہ اسے ہی دیکھ رہی
تھی اور وہ اپنے گھٹنے پر کہنی ٹکائے اسکی طرف کچھ جھکا جو سمجھانا چاہتا
تھا ثمن کا چہرہ جیسے لہو ٹپکانے لگا۔۔
یہ سب بکواس ہے بھائی کو مجھ پر پورا یقین ہے سمجھے۔۔" اسنے"
شرم غصے سے جھٹلا کر جتایا۔۔
اور پولیس والا کا کام ہے کیس کے ثبوت حاصل کرنا۔۔ جو بھائی تمہارا"
کیس لڑے گا تو ثبوت میرے پاس بھی ہیں ڈارلنگ بیٹری۔۔" وہ
ہنس کر کہتا پیچھے ہوا اور ٹیبل سے موبائل اٹھا کر اسکے پاس لے آیا اور
واپس اپنی سابقہ پوزیشن میں گیا۔۔

اس دوران ثمن بھی جھٹکے سے بیڈ پر اٹھ بیٹھی تھی اور دھک دھک کرتے دل سے اب ثبوت دیکھنے کے منتظر تھی۔۔۔

ایک کمینگی مسکراہٹ لبوں پر سجا کر دریاب نے موبائل کی اسکرین ثمن کے سامنے کی۔۔
اور اگلے لمحے اسکا چہرہ لٹھے کی مانند سفید تھا۔۔
کیونکہ سامنے والے منظر میں وہ اسکے سینے پر سر رکھے سوئی ہوئی تھی تو کہیں اسکے چہرے کی طرف منہ کیے کچھ اس طرح سوئی تھی کہ ایسا لگتا دونوں۔۔۔۔۔۔

یو چیپ انسان یہ سب فیک ہے۔۔"وہ ایکدم غرا کر موبائل جھپٹنے کیلئے اسکی طرف بڑھی دریاب نے قہقہہ لگاتے ہوئے ہاتھ پیچھے کر دیا۔۔
محترمہ بیٹری یہ سچ ہے۔۔یہ رات کا وہ لمحہ ہے جب" میں تمہیں یہاں چھوڑنے آیا تھا اور تمنے الٹا میرے سینے کو ہی اپنا بسترہ سمجھ لیا۔۔
دل تو بے ایمان ہوا تھا پر ضبط کر گیا۔۔"وہ ڈھٹائی کی حدیں پار کرتا آنکھ دبا کر اس سے مزید کہہ رہا تھا۔۔

افسوس تو مجھے اس بات کا ہے کہ دیکھنے والے کیا سمجھیں گے۔۔ یہ"
چھوٹی سی بیٹری اتنے بڑے پولیس والے کی عزت پر ڈاکا۔۔۔۔ چہ
چہ۔۔۔" اسنے زور سے ہنستے ہوئے سر جھٹکا اور ثمن کو دیکھا جسکی آنکھوں
میں خون اتر آیا تھا۔۔

تم نے ایڈیٹنگ کی ہے۔ تم ایک انتہائی کے گھٹیا مرد ہو تم سے تو دل"
بھائی اچھا تھا۔۔" اسکے آنسوں لڑھک آئے۔۔
میں انتہائی کا معصوم بندہ تھا، شرافت مجھ پر ختم ہوتی تھی پر"
افسوس تمہارے دل بھائی نے۔۔۔
خیر چھوڑو۔۔
مزے کی بات یہ سو پرسنٹ ریئل ہیں اگر چاہو تو زوم کر کے دکھاؤں۔۔
نا مجھے ایڈیٹنگ آتی ہے نا ہی ایسے پوز ایڈیٹ کرنا" وہ بہت مزے سے
بتاتے ہوئے اپنی تیاری مکمل کرنے لگا۔

وہ بیڈ پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گئی اور بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھنے
لگی۔۔
تم مجھے بلیک میل کر رہے ہو؟" وہ روتی ہوئی چیخی۔۔۔"

اچھا آئیڈیا ہے۔۔" اسکی آنکھوں میں ایکدم سے چمک آ گئی۔ ثمن نے
سانس روک لی کہ کیا اسنے اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری ہے۔۔۔
اوکے ٹھیک ہے میں آج یہاں رکتی ہوں آنٹی کے پاس تم یہ سب"
ڈیلیٹ کرو۔۔" اسنے سوچ کر ہار مان لی۔۔

گڈ گرل!" وہ مسرور ہوا اسکے ہار ماننے پر۔۔۔"
ثمن کا دل چاہا اسکا سر پھاڑ دے۔۔

تمہیں اب پرابلم کیا ہے؟ تم نے کہا میں تمہارے لائق نہیں"
میں ایک کامیاب اچھی لڑکی نہیں پھر کیوں اب مجھے ٹارچر کر
رہے ہو؟" اس سے اسکا یوں خوش ہونا دیکھا نہیں گیا ضبط سے چلا
اٹھی۔۔ اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔

دریاب نے افسوس بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔

ایک لوگ ہوتے ہیں ہمیشہ نیگٹو سوچنے والے، ایک ہوتے ہیں نیگٹو باتوں"
کو بھی پازیٹو وے میں لینے والے۔۔

تم چشمہ اتار کر سیڑھیاں اتر سکتی ہو؟" اسنے متاسف سے دیکھتے چبھتے لہجے میں پوچھا۔۔ روتی ہوئی ثمن ایکدم خاموش ہو گئی۔۔۔

طنز کر رہے ہو؟" وہ چلائی۔۔ دریاب نے سر جھٹکتے شوز پہننے شروع" کیے اور پھر ایک نگاہ اسکے آگ بگولہ چہرے پر ڈالی۔۔

طنز نہیں حقیقت ہے۔۔ تم نے ذرا سی ویک نظر کو مزید اس" حد تک ویک کر دیا کہ اب تم میرے روم کو دیکھنے کیلئے یہاں وہاں چمشہ ڈھونڈ رہی ہو۔۔۔

خدانخواستہ اگر کسی راہ پر چلتے ہم دونوں پر اٹیک ہو۔۔ میرے تو دشمن بھی ہزاروں ہیں۔۔

مجھے گولی لگے اور تم سے بس تمہارا چشمہ چھین لیا جائے اور تم ختم۔۔۔ کوئی بچاؤ نہیں تمہارا۔۔۔

تم ایک باہمت لڑکی ہو، پر تم چشمے کے آگے کمزور ہو تو آگے سبق سیکھنے کے بجائے آج بھی موبائل لیپ ٹاپ سے چپکی ہوئی ہو۔۔

یہ لوگ یہ اپنے، عارضی سہارے ہوتے ہیں۔۔ کسی کو نہیں پتا کل کیا ہو گا۔۔

اگر کالج گئی تو تم خود کو اچھا رکھتی ہو، ورنہ ایسے ہی۔۔ کہ اگر کوئی مہمان یا کوئی

دوست آجائے کوئی فرق نہیں پڑتا ایک ملازمہ کی طرح حلیہ رکھنا وہ بھی ہارون شاہ کی بیٹی، ساحل شاہ کی بہن۔۔۔۔

ابھی تو تمہاری کوئی ذمہ داری نہیں ابھی سے یہ حال ہے شادی کے بعد جب کوئی ذمہ داری تمہارے کندھوں پر آجائے گی پھر تو تمہارا حال قابل رحم ہوگا۔۔

اگر کوئی آکر دیکھیں بھی تو یہیں کہیں گے تم پر ظلم ہو رہا ہے۔۔ کیونکہ آجکل سماج میں یہی ٹرینڈ چل رہا ہے۔۔

شوہر جب تھک کر آتا ہے تو وہ چاہتا ہے اپنی بیوی کو دیکھ کر اسکا موڈ فریش ہو جائے اور ساری تھکن اتر جائے۔ اگر سامنے بیوی یوں خود سے دنیا سے اکتائی ہوئی ملے گی تو اسکے سر پر مزید تھکن سوار ہوتی ہے اعصاب چڑچڑے ہو جاتے ہیں۔۔

اور وہ گھر کبھی سکون دہ حالت میں نہیں ملے گا۔ تمہارا حال بھی وہی لگ رہا ہے۔۔

اسے بھی چھوڑو۔۔۔ تم ایس پی کی منکوحہ ہو کل کلاں بیوی ہو جاؤ گی۔۔ چھوٹی بات تو نہیں کہ سماج میں کہیں کسی سے ملاقات ہوئی اور تم سے کسی

نے تعلیم قابلیت کا پوچھ لیا تو کیا وہاں چاکلیٹ اٹھا کر دکھاؤ گی
کہ میں نے تو اپنی جوانی بس چاکلیٹ کھانے اور وزن بڑھانے
میں ہی کاٹ دی میں نے انٹر بھی مرتے مرتے پاس
کیا۔۔۔" وہ رکا اور ایک بے تاثر نظر اس پر ڈال کر فل تیار خود پر
پرفیوم اسپرے کیا اور سر پر کیپ پہن کر ایک نظر نیم پلیٹ پر
ڈالی اور وہاں سے نکل گیا۔۔
تمہارا لیپ ٹاپ ایک دن کیلئے میرے پاس رہے گا۔" وہ"
دروازے کے باہر کھڑا کہتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔۔
ثمن نے بند دروازے کو دیکھا اور تھک کر بیڈ پر گر گئی۔۔۔

دنیا آپکی اچھائیوں کو بعد میں پہلے آپکی خامیوں کو دیکھے گی، اسلئے "
"کوشش کریں کہ آہستہ آہستہ اپنی خامیوں کو ختم کریں۔۔
اتنی سی بات تھی اور اس ظالم نے کتنے برے طریقے سے سمجھایا تھا۔۔
دل بھی توڑا، زخم بھی دیا، دھتکار بھی دیا۔۔۔

oooooooo

ثمن کہاں ہے؟"عائشہ خان نے پاس آکر پوچھا۔۔"
سو رہی ہے۔۔"وہ ساری رات نہیں سویا تھا، سر درد شدید تھا اسلئے "
ایک کپ چائے مزید پی رہا تھا۔۔

ہمارے یہاں گاؤں میں اگر لڑکی کا نکاح یا منگنی ہو جائے تو وہ رخصتی سے "
پہلے سسرال پاؤں بھی نہیں رکھتی تھی۔۔
یہاں تو الگ ہی سما ہے۔۔۔
نکاح کے بعد بغیر رخصتی کے شہر میں، ایک روم میں ایک
ساتھ رہتے ہیں راتوں کو جاتے ہیں ساتھ ساتھ۔۔۔مجھے بالکل بھی پسند
نہیں آیا پاکستان کا اب کلچر۔۔۔
عجیب بے حیا لوگ ہو گئے ہیں۔۔۔"فارس نے چائے کا کپ
منہ سے لگانے سے پہلے اپنی رائے کا اظہار کیا۔۔
عائشہ خان کی رنگت ایکدم سے سپید ہو گئی۔۔ڈائننگ ہال کے ڈور پر
کھڑی ثمن بھی اپنی جگہ جیسے پتھر کی ہو کر رہ گئی۔۔

البتہ دریاب ویسے ہی چائے پی رہا تھا جیسے اسنے کچھ سنا ہی نا ہو۔۔

ایسا نہیں بیٹا۔۔یہاں بھی ان سارے حیا پردے کا خیال رکھا"
جاتا ہے۔ ثمن رات ٹیوشن پڑھنے آئی تھی اور تھک گئی تھی تو دریاب
نے اسے اپنے روم میں بھیج دیا، خود باہر بیٹھا کام کر رہا تھا عرشیہ کی
اسائنمنٹ بنا رہا تھا۔۔"عائشہ خان کی نظر ساکت کھڑی
ثمن پر گئی اور جلدی جلدی سے صفائی دی۔۔

رہنے دیں آنٹی پلیز۔۔ڈونٹ مائنڈ پر جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے"
ساحل بھائی اسکے ماں باپ اسکی بیوی سب اتنے تو پڑھے لکھے ہیں کہ
اسے ٹیوشن دے سکیں۔۔
کیا انکے پاس اپنی بیٹی کو وقت دینے کیلئے ٹائم نہیں؟ یا وہ اتنے آزاد خیال
ہیں۔۔"وہ چبھتے تلخ لہجے میں بولا۔۔

جی بالکل ہم آپکی سوچ سے زیادہ آزاد خیال ہیں۔ اپنوں کے پاس آتے جاتے"
رہتے ہیں تاکہ رشتوں کا احساس اپنا پن زندہ رہے۔۔
رہی فیانسی کے گھر فلاں۔۔ تو وہ کیا ہے نا فارس بھائی۔۔"وہ اندر
داخل ہوتی آکر دریاب کی ساتھ والی چیئر پر بیٹھی اور کہنیاں ٹیبل پر ٹکا کر
فارس کو دیکھا۔۔

وہ بس اسلئے کہ ہمارے ماں باپ بھائی بھابی کو یقین ہی اتنا ہے اپنی"
تربیت پر کہ اس یقین کے آگے سب رسم ورواج پھیکے لگتے ہیں۔۔
ہمارے گھروں میں ضرور فاصلے ہیں پر ہمارے رشتوں میں فاصلے
نہیں۔۔
یہ جو تین گھر لائن میں دیکھ رہے ہیں زیدی شاہ خان کا۔۔ یہ ایک
دوسرے پر خود سے زیادہ یقین رکھنے والوں میں سے ہیں۔۔
آپ" کی باتوں سے بڑھ کر وہ ایک دوسرے پر یقین کرتے ہیں۔۔"
اور پاکستان کا نام لینے سے پہلے خیال کیجئے گا کیونکہ میں پازیسو ہوں اپنے
ملک کو لیکر۔۔ اسکے خلاف بولنے والے کا منہ توڑنے میں بھی دیر
"نہیں کرتی۔۔۔۔
السلام علیکم" اس پر اچھی طرح سے جتاتے ہوئے مسکرا کر باتوں کے"
اختتام پر اسنے سلام کر دیا۔۔۔ فارس کے پاس سلام کا جواب دینے
کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔۔
دریاب مسکراہٹ چھپانے کیلئے نگاہیں جھکا کر اپنے موبائل کو نکال کر دیکھنے
لگا۔۔
اسکے پی اے کی دو کالز آچکی تھیں۔۔

وعلیکم السلام۔۔"فارس نے اسے دیکھتے مسکرا کر جواب دیا۔۔"
عائشہ خان کو تو ہول اٹھ رہے تھے۔۔
اسے ڈر تھا مزید کچھ نا کہہ دیں اسلئے جلدی سے ثمن کو ناشتہ سرو کرنے لگیں۔۔۔

مام میں جا رہا ہوں۔۔ آفس سے کالز آ رہی ہیں۔ من آج آپ کے ساتھ" رہے گی۔۔ ہے نا من؟" اسنے اپنی ماں سے کہتے ایک نظر خاموشی سے ناشتہ کرتے ہوئے فارس پر ڈالی اور ثمن کی طرف دیکھتے ہوئے ہاتھ میں موبائل کو گھمایا۔۔۔
ثمن نے ایک نظر اسکے گول گھومتے ہوئے موبائل پر ڈالی اور پھر اسکے چہرے پر۔۔
ہوں۔۔۔"اسنے جواب دینے کے ساتھ ہی چپل سے پاؤں نکالتے ہوئے" اسکی ٹانگ میں لات ماری۔۔۔اور سر ہلا دیا۔۔
عائشہ خان کا چہرہ کھل اٹھا۔۔

لوگوں کی باتوں پر پریشان ہونا چھوڑ دیں مام۔۔ انہیں عادت ہوتی ہے کچھ بھی" کہنے کی۔۔"وہ اپنی ماں کے پاس آتا اسکی پیشانی چوم کر کہتا اللہ حافظ

کہہ کر چلا گیا۔۔

ثمن کے لبوں پر گہری مسکراہٹ تھی فارس نے ایک نظر اسے دیکھا اور نیپکن سے ہاتھ صاف کرتا اللہ حافظ کہہ کر وہاں سے نکل گیا۔۔

پیچھے وہ دونوں ماں بیٹی رہ گئیں۔۔۔

ooooooo

سرخ سنہری اینٹوں سے بنے قلعے نما گھر کے لاؤنج کا منظر آج کچھ یوں تھا۔ توقیع کپڑا تھامے ڈسٹنگ کر رہی تھی، جیکی کے ہاتھ میں پانی کی بالٹی اور پوچھا تھا خیری کے ہاتھ میں جھاڑو۔۔۔
جہاں سے توقیع ڈسٹنگ کر کے جاتی وہاں خیری زنانہ انداز میں جھاڑو لگاتا، اور خیری کے بعد جیکی وہاں سے پوچھا لگا کر فرش کو چار چاند لگا دیتا۔۔
صبح توقیع نے ان تینوں کا کھانا بنایا تھا، جیکی نے بعد میں

ٹیبل صاف کرتے، برتن دھوئے تھے اور خیری نے کچن کی صفائی کی۔ اسی طرح توقیع نے کپڑے دھوئے تھے، جیکی نے مشن سے نکال کر صاف پانی سے نکالا تھا اور خیری نچوڑے ہوئے کپڑے اٹھا کر چھت پر ڈالنے کیلئے چلا جاتا۔۔

اور وہ لاؤنج کی وسط میں موجود صوفے پر نیم دراز، ایک ہاتھ میں موبائل تھامے وقتاً فوقتاً دیوار گیر سکرین پر بھی نظر ڈال لیتا تو کبھی موبائل کو بھی مسکراتے ہوئے دیکھتا اور پھر کچھ ٹائپ کرنے لگا جاتا۔۔
توقیع کام کم اور اس پر نظر زیادہ رکھ رہی تھی، وہ آج اسکے لئے مزید سوٹ اور شاپنگ کر لایا تھا۔۔
یہی کام خیری بھی کر رہا تھا، جبکہ جیکی پوچھا تھامے انتظار میں ان دونوں کو پیچھے سے گھور رہا تھا۔۔

صوفے پر بیٹھے نواب صاحب کا اصول تھا کہ کوئی بھی آواز نا نکالے، جس نے بھی آواز نکالی وہ دوسرے کا نام اپنے سر لے گا اور اسے پورا کرے گا۔۔
اس خوف میں وہ آواز نکالنے سے پرہیز ہی کر رہے تھے یوں جیسے انکے پاس بولنے کیلئے الفاظ ختم تھے۔۔

توقیع نے خیری کو دیکھا، اور خیری نے بھی دلاور سے نظریں اٹھا کر توقیع کو۔۔ جیکی ان دونوں کو۔۔۔

خیری نے ایک اشارہ دیا، جیکی نے دانت پیسے، اور توقیع کشمکش میں آ گئی۔۔

توقیع نے گھورتی ہوئی آنکھوں کو دیکھا، جیکی نے اسے سختی نظروں سے کام کی طرف توجہ دلائی۔۔

توقیع نے نظروں سے ہی اسے بھاڑ میں بھیج دیا، وہ تلملا گیا۔۔

جاؤ!!"خیری نے بغیر آواز کے سختی سے کہا"

اگر اسنے جھڑک دیا تو؟"اسنے بے بسی سے دیکھا۔۔"

وہ توقیع کی آنکھوں میں تحریر پڑھ کر دلاور کو دیکھنے لگا کہ اگر اسنے ایسا کچھ کیا تو وہ اسکا منہ توڑ دے گا۔۔

میں ہوں نا"اسنے اپنے ہونے کا احساس دلایا۔۔"

جیکی کا دل کیا جوتا اتار کر اس "میں ہوں نا"مووی کے نقلی ایکٹر کے پیچھے گردن پر دے مارے۔۔

کمینہ کام روکے اسے بھی روکے کھڑا تھا۔۔

اسے حیرت کا جھٹکا تب لگا جب سر ہلاتی توقیع خود میں ہمت پیدا کر کے ڈسٹنگ کپڑا وہیں میز پر رکھ کر ہاتھ جھاڑتی مسکرائی۔۔۔
جیکی کے دل میں لڈو پھوٹے "اب وہ بولے گی اور وہ اسے کام تھما کر خود آزاد ہو جائے گا۔" ایک خوشی کی لہر اسکے وجود میں آ گئی۔۔
وہ کمینگی مسکراہٹ لبوں پر سجائے پوچھا لگانے لگا۔ اور خیری جھاڑو۔۔
اسکے انداز میں کوئی احساس کمتری نہیں تھی کہ اسکے پاس ایک پاؤں نہیں ہے۔
یہ تربیت اسے دلاور خان نے دی تھی کہ ایک پاؤں نہیں تو کیا ہوا زندگی تو موجود ہے، نور باقی ہے، ہمت حوصلہ ہے تو چٹان کو بھی ایک پاؤں سے زیر کر دو گے۔۔
وہ صابر شاکر لڑکا تھا، ایک وقت تھا کہ اسکے باپ نے اسے بیچ دیا تھا، وہ سڑک پر بھیک مانگتا تھا، یا حیوانوں کی درندگی کا شکار ہوتا تھا۔۔
پر اب دلاور خان نے اسکی پشت پر صرف ہاتھ رکھا تھا، وہ اس پر ڈیپینڈ نہیں کرتا تھا، نا ہی دلاور خان اسے کرنے دیتا تھا۔۔

اسے کبھی خیری کو سہارا نہیں دیا، بلکہ اسے اپنا سہارا خود بنایا۔۔ وہ اسکے گھر کے ہلکے پھلکے کام کر کے دیتا جس کے عوض اسے کھانا اور ماہانہ تنخواہ ملتی جس سے وہ اپنے کپڑے اور کتابیں خرید کر پڑھتا آیا تھا۔۔

اور آج ایک پاؤں والا یتیم خیری انٹری ٹیسٹ دیکر اب رزلٹ کے انتظار میں پر سکون بیٹھا تھا۔۔

اسے معلوم تھا، اسکی راتوں کی محنت ضائع نہیں جائے گی۔ وہ کچھ بن کر ہی رہے گا۔۔۔

کچھ انمول سا۔۔۔

دلاور خان کا اس پر احسان تھا، دلاور خان نہیں مانتا تھا تو یہ الگ بات تھی۔ پر خیری کو احساس تھا کہ اگر وہ اسے دلدل سے نا بچا کر لاتا تو اب تک حیوان اسے زیر زمین سے مٹا دیتے۔۔

اسے دلاور خان نے ایک بات سمجھائی تھی کہ

کامیابی کیلئے لازمی نہیں آپکا پاسٹ گہرا ہو۔۔۔

کامیاب وہی شخص ہے جس کا مستقبل وسیع ہو۔۔۔

بیٹھنے سوچنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا، ایک قدم تم بڑھاؤ گے، تبھی خود کو ڈھونڈ پاؤ گے۔۔

دل! آپ کیلئے چائے بنالاؤں؟" وہ پاس آکر صوفے کی پشت پر ہاتھ "
رکھتی اسکی موبائل کی سکرین کو دیکھنے کی کوشش کرتی اس سے بولی۔۔
دلاور نے موبائل سینے پر الٹ دیا، توقیع کے چہرے پر مایوسی چھا گئی جیسے
خیری نے بھانپ کر افسوس کیا۔۔
جیکی نے قابل رحم نگاہوں سے دونوں کو دیکھا۔۔۔
ڈی کے اب یہ میرا مطلب بھابی بولی ہیں تو اب میرا کام اسے "
دے دو۔۔۔" جیکی ایکدم خوشی سے پوچھا پھینک کر دلاور سے بولا
دلاور نے توقیع کے چہرے سے نگاہ ہٹا کر اسے دیکھا۔
جبکہ توقیع سٹپٹا گئی۔۔" پر میں تو کام کی بات کر رہی ہوں اور آپ
چغلی۔۔" اسنے معصومیت سے کہتے خیری کو دیکھا جسنے مسکراہٹ
چھپا کر گردن جھکادی۔۔ جیکی نے شاکی نظروں سے دیکھا۔۔

اب جج صاحب کے فیصلے کا انتظار تھا سب کو۔۔
سب کے دل زور زور سے دھڑکے۔۔

خیری تم اپنا جھاڑو جیکی کو دو، اور جیکی تم جلدی سے جھاڑو لگا کر "

پوچھا دو۔۔"فیصلہ کیا تھا۔۔بلکہ چغلی کی سزا تھی جیکی جھنجھلا گیا غصے سے۔۔۔

خیری نے مشکل سے قہقہہ دبایا۔۔۔

اور میں؟"توقیع اسکی آنکھوں میں دیکھتے محبت بھرے انداز" میں پوچھا۔۔دلاور نے ایک لمحے کو ٹھہر کر اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھا اور اسکے ہلتے لبوں کو۔۔

تم کہاں جا رہے ہو نواب؟"اسنے جاتے ہوئے خیری کو بغیر" دیکھے پوچھا

میں۔۔"وہ بوکھلا کر رکا جیکی کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔"

ہاں تم!اپنی ماں کے بدلے کی ڈسٹنگ کرو۔۔اور تم۔۔۔"اسنے مسکراتی ہوئی" توقیع کی طرف رخ کیا وہ ایکدم سیریس ہو گئی۔۔۔

چائے بنا کر لاؤ۔۔"اسنے موبائل تھاما اور جھٹکے سے اٹھ کر اسکے پاس" سے گزرتا ہوا اسکی آنکھوں میں گہرائی سے دیکھتے آفس روم کی طرف بڑھ گیا۔۔

وہ دھک دھک کرتے دل سے پلٹ کر اسکی چوڑی پشت کو دیکھ رہی تھی، ہاف سلیو شرٹ پہنی ہوئی تھی جس سے اسکے چوڑے مضبوط بازو نمایاں تھا۔۔

وہ سیاہ گلاس والے ڈور کے پیچھے غائب ہو گیا۔۔

تو قسیع نے کسی کی طرف نہیں دیکھا۔۔ وہ دل ہی دل میں خود کو کوس رہی تھی کہ کیوں ان سب کے سامنے اسے مخاطب کیا۔۔

اسنے چور نظروں سے خیری کو دیکھا جسکی بتیسی باہر تھی۔ وہ مزید شرمندہ ہوتی کچن کی طرف جانے لگی۔۔

شاید آفس کی صفائی مجھ سے کروائے گا۔۔" اسنے وہاں موجود دونوں کو بالخصوص" سنانے کیلئے باآواز بلند کہا۔۔

وہ میں صبح صبح کر چکا ہوں۔۔" جیکی نے جتانا ضروری سمجھا۔۔"
ہاں تو تم کون سی اچھی صفائی کرتے ہو۔ پیچھے دیکھو کتنی ڈسٹ ہے ٹھیک سے" صاف کرو۔۔۔" وہ جھڑکتے ہوئے کہتی جھپاک سے کچن میں چلی گئی۔۔

ہاہاہا۔۔"خیری نے قہقہہ لگایا جیکی کی ہونقوں جیسی شکل پر۔۔۔"
ناشکری لڑکی۔۔پہلے سب خود کرتی تھی آج ہم اتنی ہیلپ کروا رہے ہیں۔۔"
شکریہ کہنے کے بجائے مزید طنز کر رہی ہے۔۔"وہ جل کر بڑبڑایا۔۔

جلدی جلدی کرو۔۔۔"خیری نے غصے سے جھاڑا۔۔۔"
جیکی نے دانت پیستے ہوئے پوچھا نچوڑ کر ٹھاکے ساتھ اسکے کندھے پر دے مارا۔۔۔
شرافت سے ہیلپ کرواؤ۔۔۔"اسنے غصے سے کہا۔۔وہ منہ بسور" گیا۔۔۔
ہے کوئی مومن اس وسیع زمین پر اللہ جو تیرے نام پر ہم یتیموں کو بھی" ایک ایک کپ چائے کا دے۔۔۔"جیکی کی فقیروں جیسی صدا اونچی تھی

ڈسٹنگ کرتے نے زوردار قہقہہ لگایا۔۔جیکی نے بغیر شرمندہ ہوتے اسکی طرف جوتا پھینکا پر وہ بروقت جھک گیا۔۔

توقیع نے افسوس سے سر نفی میں ہلایا۔۔اور چائے بنا کر ٹرے

میں تینوں کپ رکھے وہ کچن سے باہر آئی۔۔

ان دونوں کی مسکراتی ہوئی نظریں اسکے تعاقب میں تھیں۔ فقیر کی صدا سنی گئی تھی۔ توقیع نے قہقہہ دباتے ہوئے دو کپ ٹیبل پر رکھے اور تیسرا کپ لیکر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی آفس روم کے پاس آئی اور ایک ہاتھ سے ناک کیا۔۔ اسکی بھاری آواز میں اجازت ملی تو وہ جھجھکتی ہوئی اندر داخل ہوئی پیچھے شریر سے خیری نے سٹی بجائے۔۔

جیکی کا قہقہہ گونجا۔۔ اسکا دل چاہا ٹرے ایک کو مارے، کپ دوسرے کو۔۔

اسنے نوٹ کیا تھا اس دن کے بعد خیری محتاط ہو گیا تھا، اسکا رویہ بدل گیا تھا۔۔ اول تو وہ اسے مخاطب نہیں کرتا اگر کرنا ضروری ہوا تو شرافت سے بھابی کہتا تھا۔۔

وہ سر جھٹک کر اندر داخل ہوئی تو وہ قہقہہ لگا تا بڑے خوشگوار لہجے موڈ میں دوسری طرفین سے مخاطب تھا۔۔

اسے دیکھتے ہی سنجیدہ ہو گیا۔۔

پر دوسری طرف سے کچھ کہا گیا تو لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔۔

ہوں ٹھیک ہے تم آجاؤ تمہارا انتظار رہے گا۔۔" اسکے لہجے میں کچھ "
ایسا تھا جس نے توقیع کو ٹھٹھکا ڈالا۔۔
سیم ٹو یو۔۔۔" وہ اسکی موجودگی میں کچھ کہہ تو نا پایا کہ کس بات پر "
سیم ٹو یو کہنا ہے۔ محض آہستہ بڑبڑایا اور موبائل جیب میں رکھتے اسکی
تھامی ہوئی ٹرے سے کپ اٹھایا۔۔

وہ نظر انداز کر گیا اسے، دیکھنا گوارہ نا کیا اور وہ دونوں ایسے ہی اسے
شرمندہ کر رہے تھے۔۔

کون تھی؟" وہ اسکے چہرے کو دیکھتی بولی۔۔۔ اسنے خاص "تھی" پر زور دیا کہ "
""تھی" تھی یا "تھا"

دوست۔۔۔" وہ چیئر پر بیٹھا ایک ہاتھ کی انگلی ٹچ پیڈ پر آگے پیچھے کرتا "
سامنے اسکرین پر موجود کچھ تصویروں کو دیکھ رہا تھا جنہیں دیکھتے توقیع کا
چہرہ سرخ ہو گیا۔۔۔

آپ لڑکیوں میں کب سے انٹرسٹ لینے لگے۔۔" وہ نگاہیں اسکے "

چہرے پر مسکراہٹ کو زبردستی روکتے ہوئے بولی۔۔ اسے ماڈلز کی تصویروں کو دیکھنا گوارہ نا کیا۔۔

مجھے ان میں انٹرسٹ کب نہیں تھا یہ پوچھو۔۔" وہ ہنس کر بولا" توقیع کا چہرہ متغیر ہو گیا۔۔

وہ کچھ دیر خاموش سی رہ گئی۔۔

موبائل پر لڑکی تھی؟" وہ ایکدم سے اسکے سامنے آکر لیپ ٹاپ کو آف کرتی" اس کی سکرین کے سامنے خود آ گئی۔۔

دلاور کے ماتھے پر بل پڑ گئے پر اسے پرواہ نہیں تھی۔۔

ہاں کیوں؟" اسنے اسکی حرکت پر کپ کاؤنٹر پر پٹختے اسے غصے سے" جواب دیا۔۔

کون سی لڑکی تھی؟ اور وہ آپ سے کیوں بات کر رہی تھی۔۔" وہ اسکے غصے سے" مرعوب نہیں ہوئی۔۔ ڈٹ کر تفتیش کرنے لگی۔۔

جبکہ اسکا چہرہ سرخ تھا۔۔

دلاور کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔۔ اور پھر اچانک چیئر کو پیچھے دھکا دیتے وہ اسکے مقابل کھڑا ہو گیا۔۔

ایک لڑکی کسی غیر محرم سے کیوں بات کرتی ہے؟"وہ ابرو اٹھا کر بولا۔۔"
توقیع کا چہرہ دھواں دھواں ہو گیا۔۔پر وہ یہ سب نہیں سوچنا چاہتی تھی۔۔۔

کیونکہ وہ مسم۔۔ مجبور ہو گی۔۔۔"اسنے آنکھوں میں ٹھہرے نمکین" پانی کو پیچھے دھکیلا۔۔
ہاہاہا۔۔۔ میرے ساتھ رہنے کے باوجود تم اتنی معصومیت کا مظاہرہ کرو گی" مجھے یقین نہیں آرہا۔۔۔"وہ استہزائیہ قہقہہ لگا کر بولا۔۔
توقیع کا آنسوں ٹوٹ کر اسکے گالوں پر پھسلا۔۔
دلاور نے اسکے آنسوں کو دیکھتے میسج ٹون پر موبائل نکالا اور اسکی سکرین پر آئے میسج کا پڑھا۔۔

اچھا یہ بتاؤ ایک غیر محرم رات کی تنہائیوں میں کیوں ملتے" ہیں۔۔"اسنے اپنی موبائل اسکرین اسکے سامنے کی جہاں ملنے کا رات کا ٹائم ایک کس ایموجی ساتھ بھیجا گیا تھا۔۔

اور پھر دلاور کی طرف سے اوکے کا پیغام۔۔۔

"یہ مجبوری مت کہنا ورنہ مجھے لگے گا جس سے زبردستی میرا نکاح میری مرضی کے خلاف بچپن میں کروایا گیا ہے وہ ایک انتہائی کی احمق لڑکی ہے۔۔" وہ ایک ایک بات پر زور دیکر کہہ رہا تھا
توقیع خاموشی سے اسکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔۔۔
موبائل جیب میں رکھ کر اسنے توقیع کا چہرہ ہاتھوں میں تھاما۔۔
"اب تم خوبصورت ہو انتہائی، اسلئے الگ کرنے سے ہچکچا رہا ہوں تمہیں۔۔ ورنہ سچ کہوں تو کوئی انٹرسٹ نہیں تم میں۔۔۔
بس جادوئی سا حسن ہے تمہارا۔۔۔
تمہاری آنکھیں بہکا دینے کیلئے کافی ہیں۔۔۔
میں ایمان سے کہہ سکتا ہوں دو منٹ کیلئے میری آنکھوں میں ٹھہر کر دیکھو تو میں سارے ہتھیار گرا دوں گا۔۔" وہ اسکے کان کے پاس جھک گیا۔۔ اور اب اسکا دل بہلا رہا تھا۔۔

توقیع نے آنسوں برساتی ہوئی آنکھیں میچلیں۔۔۔
"جب دو غیر محرم رات کی سیاہی میں ملتے ہیں تو اسے گناہ کہتے

ہیں۔۔۔گناہ کبیرہ۔۔۔"وہ سوچنے لگی۔۔۔

ارے تم تو رو رہی ہو۔۔"وہ اسکی گردن میں اسکی مہک میں گہرا" سانس بھر کر جب اپنا چہرہ اسکے چہرے کے سامنے لایا اور اسکا بھیگا چہرہ دیکھ کر چونکتے ہوئے بولا۔۔۔

میں جان لے لوں گی آپکی اگر میرے علاوہ کسی کی طرف" دیکھا۔۔"وہ ہچکیاں بھر کر بولی۔۔۔

وہ خاموش اسے دیکھنے لگا۔۔

پیار کرتی ہوں آپ سے سمجھ کیوں نہیں آتا آپکو۔۔۔اگر آپ نے مجھ" سے غداری کی تو میں پولیس میں جا کر دریاب بھائی کو بتا دوں گی کہ آپ بھاگ کر یہاں بیٹھے ہیں پکڑ لیں آپ کو۔۔۔"اسکے غصے سے اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچ لیا جیسے ابھی اس لڑکی کے پاس چلا جائے گا۔۔۔

تمہارا دریاب بھائی کیا مجھ سے طاقت ور ہے جس کی دھمکیاں تم" مجھے دے رہی ہو؟"وہ ایکدم غصے سے سرد لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

وہ نا سہی اسکی وردی تو طاقتور ہے نا۔۔"اسنے جتایا۔۔۔"

اور میں چاہوں تو دو منٹ میں اتروا سکتا ہوں۔۔"وہ بھی جواباً جتا کر" بولا۔۔۔

ہونہہ!!وہ بھی چاہے تو ایکدم سے ساری دنیا کے سامنے آپ کو" "پیش کر سکتا ہے۔۔

تم مجھے دھمکی دے رہی ہو"دلاور نے کندھوں سے اسے دبوچ لیا۔۔۔" میں جان سے مار دوں گا اگر کسی نے میری طرف ہاتھ بڑھایا یا" میرا نام بھی لیا۔۔۔"اسکی آواز گرجناک تھی۔۔

اور اگر آپکی مام۔۔۔۔۔نے آپکو پکارا تو۔۔"وہ اسکے بازوؤں پر ہاتھ رکھ کر نم نم سی" مسکرائی۔۔

تو میں جان تمہاری لے لوں گا۔۔"وہ جھٹکے سے اسے پاس کر گیا اور" غصے سے گویا ہوا۔۔

وہ خاموش رہی جب اسنے دل جلانے کیلئے ایک شدت بھری جارت انجام دی۔۔

تو لے لیں جان میری پر مجھ سے بے وفائی مت کریں۔۔"وہ بھرائی" آواز میں کہتی اسے بھیگی آنکھوں سے دیکھنے لگی۔۔

دلاور ایکدم سے ہنس پڑا۔۔۔ توقیع نے نا سمجھی سے دیکھا۔۔۔

تم کتنی باوفا تھی؟"وہ ہنسنے کے بعد رک کر اس سے پوچھ رہا تھا کہ جیسے" منہ پر طمانچہ دے مارا ہو اسے۔۔

وہ پتھرائی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

چل کر و جاناں، ٹینشن لینے کی نہیں ٹینشن دینے کی ہوتی ہے۔ تم بھی" سب کچھ دماغ سے جھٹک کر بتاؤ مجھے کہ کون سا سوٹ پہن کر جاؤں۔۔؟ آجاؤ اور رات کیلئے اچھے سے ڈریس پر فیوم سلیکٹ کرواؤ مجھے کچھ زیادہ سینس نہیں ان چیزوں کے بابت۔۔
جب بھی جاتا ہوں تو اکتا جاتی ہیں کہ کیا ڈریس جنگلیوں جیسا پہنا ہے تیز پرفیوم لگایا ہے۔۔"اسکی کمر میں بازو حائل کر کے وہ اسے سنا رہا تھا۔۔

اور وہ سن رہی تھی یا پتھر کی ہو گئی تھی۔۔۔

کوئی لپ گلوززز نہیں لگاتی؟" وہ اب مخمور لہجے میں کہتا اسکے ہونٹوں پر انگوٹھا پھیر کر اب ان خشک ہونٹوں پر جھکنے ہی والا تھا کہ توقیع نے ایکدم اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر اپنی پوری قوت اسے پیچھے دھکیلتی روتی ہوئی تیزی وہاں سے بھاگی۔۔

"بھاڑ میں جائے تمہارا لپ گلوززز۔۔"

ہاہاہاہا۔۔۔ "ایک محظوظ کن قہقہہ لگاتے ہوئے اسنے لہراتے غائب ہوتے آنچل کو دیکھا اور انگوٹھے پر ہونٹ رکھ دیئے۔۔۔

ظالم۔۔۔ "وہ سر جھٹک کر انگوٹھے کو دیکھا کام کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔

یہ تو طے تھا یہاں کوئی اعتبار نہیں۔۔۔۔

ooooooo

یہ دیکھ لیں۔۔"وہ تختے پر سبزے کاٹ کر پلیٹ میں رکھ کر"
عرشیہ کے پاس لے آئی جو روٹیاں بنا رہی تھی۔۔گل بانو بھی ساتھ ہی تھی اور بازل بھی وہیں۔۔
تقویٰ زیدی ہاسپٹل سے ابھی آئی تھیں اسلئے ان دونوں نے انہیں آرام کیلئے بھیج دیا تھا اور اب خود لنچ تیار کر رہی تھیں۔۔
لنچ ٹائم میں صرف یہ تینوں خواتین اور ملازمین تھیں بس۔
صائم زیدی کا لنچ باکس صبح صارم لے گیا تھا اپنے ساتھ، صام کا لنچ بھی عرشیہ نے اسے بنا کر دیتی تھی صبح۔۔

ہاں یہ ٹھیک ہے جاناں اب بس یہ ٹماٹر کاٹ دو۔۔اور تم"
فری۔۔"اسکے گال کو چھو کر وہ محبت سے گویا ہوئی۔۔
بازل کے لبوں پر عرشیہ کے انداز سے خوبصورت مسکراہٹ آ گئی۔۔
اسنے سر ہلایا، اسے کچھ خاص نہیں آتا تھا ناہی کبھی وہ کچن میں گئی تھی پر اس وقت ملازمہ کی ہدایت پر وہ احتیاط سے کاٹ رہی تھی۔۔
اسے اچھا لگ رہا تھا یہ سب۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ اس سے بھی فارغ ہو گئی اور ہینڈ واش کر کے، ایپرن اتار

کر اسنے ملازمہ کے حوالے کیا اور ان سے اجازت لیکر وہاں سے نکل گئی۔۔

وہ ایک نظر تقویٰ زیدی کے روم پر ڈال کر انہیں سوتا ہوا دیکھتی، تیزی سے سیڑھیوں کی جانب بڑھی اور بھاگتے ہوئے سیڑھیاں طے کیں۔۔

اپنے روم کے سامنے آتے اسنے دھک دھک کرتے دل کے ساتھ دروازہ کھولا۔۔ اپنے روم کی صفائی اسکے ہی ذمہ تھی۔۔ جس طرح تقویٰ زیدی خود کرتیں اور عرشیہ توقیع کے روم میں رہتی تھی وہی صاف کرتی۔۔۔

تقویٰ زیدی کا کہنا تھا اپنے چھوٹے چھوٹے کام خود کرنے سے انسان کے اندر خود مختاری پیدا ہوتی ہے۔۔

روم میں داخل ہوتے اسنے پلٹ کر دروازہ بند کیا اور تیزی سے آگے بڑھی۔۔ اپنے بیڈ کو اسنے بے بی پنک کلر کے بیڈ شیٹ بلینکٹ اور کشنز کور سے خوبصورت بنا دیا تھا۔۔

وہ رات کو اسکے بانہوں میں اسکے قریب ہو کر سکون سے سوتی تھی۔۔

اور صبح وہ اپنے سینے چہرے یا بازو سے اسکی لاتیں دور کرتا تھا۔۔

جانے رات کو کب کس پہر سوتے ہوئے الگ زاویوں میں چلی

جاتی۔۔۔جیسے لاتیں اسکے سینے پر اور گردن بیڈ سے نیچے لڑکھ رہی ہوتی۔۔
صارم کو جیسے ہوش آتا وہ بوکھلا کر اسے سیدھا کرتا اور پھر اسکے
ہوش میں آنے پر اسے ڈانٹتا۔۔
کچھ دیر بعد وہ ایسے ہی بیٹھے رہتے اور پھر وہی محبت سے ساتھ لپٹ کر سو
جاتے۔۔۔
دونوں کو الفت کم ایک دوسرے کی عادت زیادہ ہو گئی تھی۔۔

وہ مسکرائی اور اسکی صوفے کی پشت پر پڑی شرٹ کو اٹھا کر دیکھا۔۔
تم مجھ سے پوچھ رہے تھے نا کہ میں کچھ اور کہنا چاہتی ہوں۔۔"اسنے"
شرٹ میں اسکے وجود کو تصور کر کے سرگوشیانہ کہا۔۔۔
ہاں تم ٹھیک کہہ رہے تھے میں واقعی کچھ اور کہنا چاہتی تھی۔۔"اسکے"
گال ایکدم سے دہک گئے۔وہ بلش کرنے لگی۔۔

کیا تم سننا پسند کرو گے۔۔تمہاری انت الحیات کی بات بلیک"
مین؟"وہ شرٹ سے مخاطب تھی اور آہستہ سے سمیٹ کر اسے
ناک کے پاس لاتے ہوئے اسکی خوشبو میں گہری سانس
کھینچی۔۔۔

تمہاری خوشبو بھی تمہاری طرح ہے ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں"
جیسی۔۔"وہ اپنے ہونٹ شرٹ پر رکھ کر بولی۔۔

میں تم سے محبت کرتی ہوں پر۔۔۔۔۔ نہیں کرتی۔۔۔۔کیونکہ تم نہیں کرو"
گے آگے چل کر مجھ سے محبت۔۔۔اسلئے میں ابھی سے نا کرنے کی
کوشش کروں گی۔۔۔"اسکی آنکھوں میں پانی آگیا۔۔وہ شرٹ کو
صوفے پر رکھ کر اس سے نظریں چرا کر پیچھے ہوئی جیسے صارم سے
بھاگ رہی ہو۔۔۔

پر میں تم سے ہی پیار کروں گی۔۔چھپ چھپ کر۔۔۔ تمہیں نہیں"
بتاؤں گی۔۔کیا پتا تم بھی میری طرح ہو۔۔جس طرح دکھتے ہو ویسے
نا ہو۔۔
کیا پتا تم مجھ سے کوئی گیم کھیل رہے ہو تا کہ تم میرے کیے کا مجھ سے بدلہ
لے سکو۔۔
ہونے کو تو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔۔کیا پتا تمہارے دل میں واقعی میری
جگہ نا ہو۔۔۔کیونکہ میں بری ہوں۔۔ میں لوگوں کے دل دکھاتی ہوں۔۔
میں کسی کو پسند نہیں کرتی۔۔خاص کر کے میں ماں باپ کی اچھی بیٹی

"نہیں۔۔۔
اسنے اپنے بھیگے گال رگڑے۔۔

اسلئے اللہ بھی مجھے پسند نہیں کرتا۔۔"اسنے سختی سے اپنی ہچکی دبائی اور"
منہ پر ہاتھ رکھ کر آواز دبادی۔۔۔

آئی ایم بریو گرل۔۔۔"کچھ دیر بعد وہ خود کو ہی تھپکی دینے لگی۔۔اور آنکھیں"
صاف کر کے مسکرائی۔۔۔

اسے یاد آیا کہ ایلی آچکی ہے۔۔اسنے بوبی کو کچھ دیا بھی تھا جسنے اسے دے دیا
صارم کی توجہ اپنی (ایلی) جانب مبذول کر کے۔۔۔
اسنے وہ لفافہ الماری میں چھپا دیا تھا، صارم کی نظروں سے چھپا
کر۔۔اور پھر کپڑے لیکر چینج کرنے گئی تھی بلکہ صارم کو کپڑے بھی خود
نکال کر دیئے تھے۔۔

کیا تھا اس میں؟"وہ سوچتی ایک نظر بند دروازے پر ڈال کر"
تیزی سے وارڈروب کے پاس آئی اور ڈور کھول کر جلدی سے مطلوبہ

جگہ سے اپنی امانت ڈھونڈنے لگی۔۔

اور جلدی ہی اسے اسی جگہ پر مل گیا۔۔وہ اٹھا کر وارڈروب بند کرتی بھاگتی ہوئی بیڈ پر بیٹھی۔۔

جانے کیا تھا۔۔اسکا دل زور سے دھڑک رہا تھا۔کچھ خوف بھی تھا کہ۔۔۔جان نکال رہا تھا۔۔

لفافہ چاک کر کے اسنے جلدی سے سب الٹ دیا بیڈ پر۔۔

ایلی یہاں آ بھی گئی اور اسے فالوو بھی کر رہی تھی۔۔تو مطلب وہ یہیں کہیں آس پاس ہی تھی تبھی تو اسے فالوو کر پا رہی تھی۔۔

کیا وہ یہیں کسی قریب ریسٹورنٹ میں اسٹے کر رہی تھی اور وہ بھی "بوبی کے ساتھ۔۔

بوبی تو جیزی کا دوست تھا۔۔"جیزی کی سوچ پر وہ چونکی۔

ایلی یہاں آ بھی گئی اور جیزی نے اسے ایک بھی نفرت غصے بھرا پیغام نہیں بھیجا تھا کیوں؟

ایلی جانے کتنی بھی خفا ناراض کیوں نا ہو جیزی سے۔۔پر جیزی ان دونوں کے بیچ ضرور آتی تھی۔پھر اب؟؟؟

اسکی آنکھیں پھیلی ہوئی تھیں۔۔وہ حیرت بھری نظروں سے لفافے سے نکلی چیز کو دیکھ رہی تھی۔۔
پہلے حیرت، پھر الجھن، اور پھر نا سمجھی۔۔۔بے یقینی۔۔۔۔

لفافے سے گرا اپنی من پسند بیریز کا پلاسٹک کا سفید پیکٹ اٹھایا۔۔اور اپنی گرے آنکھوں کے سامنے کر دیا جہاں بیک وقت جانے کتنے تاثرات تھے۔۔۔
بیری؟"ریڈ بلیک۔۔۔اسنے الٹ پلٹ کر دیکھا کہ کہیں کچھ اور تو" موجود نہیں۔۔
ایلی نے مجھے یہ دیا۔۔وہ بھی اتنے رسکی ٹائم میں۔۔۔"اسے یقین نہیں آرہا" تھا۔وہ کس طرح خود کو یقین کرائے۔۔۔

کیا پتا وہ مجھے خوش کرنا چاہتی ہو۔۔یا مجھے آگاہ کرنا چاہتی ہو کہ میں" آگئی ہوں۔۔"ایک مطمئن کرتی سوچ اسکے دماغ میں آئی۔۔
اسکے اعصاب ریلیکس ہو گئے۔۔۔

اسنے لفافہ اٹھایا کہ مزید کچھ اس میں موجود تو نہیں۔۔الٹ

پلٹ دیا۔۔
تبھی ایک سفید کاغذ لہرا کر اسکی گود میں گرا۔۔
اس پر ایک نظر ڈالتے اسنے اچھی طرح مزید دیکھا پر وہاں کچھ نہیں تھا مزید۔۔۔

اسنے لفافہ ہاتھ میں ملتے ہوئے اس کاغذ کے ٹکڑے کو دیکھا۔۔اور چٹ کو ایک ہاتھ میں اٹھائے اسنے وہ زرد رنگ خالی لفافہ ڈسٹ بن میں پھینک دیا۔۔۔

واپس بیڈ کی طرف پلٹتے ہوئے اسنے وہ کاغذ کا سفید ٹکڑا سامنے کیا، جہاں لکھا گیا تھا کچھ یوں۔۔۔۔

اگر تمہیں اس غریب ڈاکٹر بلیک مین سے محبت ہو جائے"
تو اظہار کرنے میں ہچکچانہ نہیں۔۔کہہ دینا دل کی بات۔۔۔
ہو سکتا ہے وہ تمہاری سوچ سے مختلف ہو۔۔۔تمہارے اظہار کے انتظار میں ہو۔۔۔
"کیا پتا وہ تم سے محبت، تم سے بڑھ کر کرتا ہو۔۔۔

انگلش میں لکھے ان الفاظوں نے بازل کا منجمد ساکت کر دیا۔۔

کیا ایلی یہ بھی جان گئی کہ وہ بلیک مین سے۔۔۔۔"اس سے" مزید کچھ سوچا نہیں گیا تھا۔۔وہ جہاں کی تھی وہاں جم گئی۔۔
اسنے اپنے دل سے پوچھا کہ کیا وہ چاہتا ہے وہ ہمیشہ اسکے مضبوط بازوؤں میں سوئے۔۔۔اس گھر میں رہے۔۔ تقویٰ زیدی سے مزید پیار حاصل کرے۔۔
اسکا دل تو جیسے باہر کو آرہا تھا۔وہ واقعی اس سے محبت کرنے لگی تھی۔۔ہاں ورنہ اسے کیا ضرورت پڑی تھی بال بڑھانے کی۔۔
کپڑے ایسے پہننے کی۔۔۔اسکارف کرنے کی۔۔

اسے ایکدم سے ٹوٹ کر اپنی دوست پر پیار آیا، اسنے اسکی بھیجی چٹ کو شدت سے چوم لیا۔۔وہ لکھائی کمپیوٹر کی تھی چٹ پرنٹ تھی۔۔۔
پر اس پر درج الفاظ اسے بے حد پسند آئے تھے اسنے بار بار چوم کر گول گول گھومتے ہوئے اپنی حالت پر خود ہی قہقہہ لگایا۔۔
اسنے وہ چٹ وارڈروب میں چھپائی۔۔بیریز اٹھا کر کھاتے ہوئے اسنے صارم کی شرٹ کو دیکھا۔۔

اور ایکدم سے خیال آنے پر شرارت سے اٹھی، ڈریسنگ مرر کے سامنے آتے ہوئے اسنے ایک پنک لپسٹک اٹھائی۔۔ شرارت سے مسکراتے ہوئے ہونٹ پر لگائی۔۔

اور وہی ہونٹ اپنے، اسنے صارم کی شرٹ پر لگا دیئے اور ساتھ ہی اسے سینے میں بھینچ کر بیڈ پر گر گئی۔۔

اسنے شرٹ بیڈ پر بچھائی جیسے وہ سو رہا ہو ساتھ۔۔

اس پر جھکی۔۔

اور پھر آج یہ بد دماغ سی بد تمیز انتہائی کی بری لڑکی اظہار کرتی ہے کہ "اسے بلیک مین سے محبت ہو گئی ہے۔۔" اسنے وہ شرٹ اپنے چہرے پر ڈال دی۔۔۔

اسکی خوشبو اپنی سانسوں میں اتارنے لگی۔۔۔

اسے بس اسکا انتظار تھا۔۔ وہ مہکار شاہ پر جتائے گی کہ وہ مہکار شاہ نہیں۔۔۔۔۔

وہ بازل حیدر شاہ ہے۔۔۔۔

حیدر شاہ کا لاڈلا بیٹا۔۔۔۔

اسکے پاس صارم زیدی ہے۔۔جو بر ستی بارش میں اسکے پاس آتا ہے اسے لینے۔۔۔اسکا بلیک مین۔۔۔۔
اور وہ اسکی انت الحیات۔۔۔۔۔۔

oooooooo

....★☆☆☆☆☆★....

کیا لگ رہا ہوں۔۔"وہ تیار ہو کر سپرے خود پر کرتا ہوا اسکے پیچھے آن" کھڑا ہوا اور اس سے مخاطب ہوا۔
اسکے سارے کپڑے باہر نکال کر چھانٹ چھانٹ کر ڈریس سلیکٹ کے بعد، اب وہ وارڈروب میں کپڑوں کی سیٹنگ کر رہی تھی، تہہ کرتی ایک بار پھر ایک ایک کر کے کپڑے اندر رکھ رہی تھی اسکی پیچھے بھاری آواز پر ایکدم لمحے کیلئے اسکے ہاتھ ساکت سے ہو گئے۔۔ اور اسکے جملے پر غور کرتی، اسکی متورم آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔۔غصہ اس قدر تھا کہ اسے بلانے والی اگر اسکے سامنے آجائے تو وہ اسکے ٹکڑے کر دے۔۔
پر وہ بے بس ضبط کا دامن تھامے آخری حد تک امید کر رہی تھی کہ وہ

اسے چھوڑ کر اسکے پاس نہیں جائے گا۔۔یہاں تک کہ وہ تیار ہو کر اسکے پیچھے کھڑا اب اپنی تیاری پر اس سے رائے لے رہا تھا۔۔

وہ کیا رائے دیتی۔۔سوچ کر اسکے آنسوں گالوں پر پھسل گئے۔کیوں مار رہا تھا اسے، کبھی الفاظ سے تو کبھی رویے۔۔۔اب یوں۔۔۔

"مجھے نہیں معلوم۔۔۔اسنے دل کو سخت کر کے جواب دیا۔۔پر اسکا دل کہاں اتنا سخت تھا۔۔

"بکواس!یہاں دیکھو۔۔۔وہ غصے سے اسکا بازو دبوچے جھٹکے سے اسے اپنی سمت پلٹ گیا۔۔اس جھٹکے سے وہ جیسے ہی پلٹ کر اسکی طرف آئی نیچے اسکے بکھرے کپڑوں پر پاؤں پھسلا۔۔۔وہ اپنا توازن برقرار نا رکھ پائی، نتیجاً اگلے لمحے چیخ کے ساتھ اسکے اوپر آئی۔۔۔

اس افتاد کیلئے شاید دلاور بھی تیار نہیں تھا۔۔اگلے ہی لمحے دھرام سے روم کی فضا میں آواز گونجی اور دو بوں زمین بوس ہوئے۔۔۔

"دل۔۔۔!!"وہ جیسے اسکے بازوؤں میں اسکے سینے پر گری تھی دلاور کا سر زمین سے ٹکرانے کی آواز سن کر چیخ تڑپ اٹھی۔۔

"افففف۔۔۔۔وہ کراہیا۔۔۔اسکا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔۔تو قیع

آنکھیں پھیلائے اسے دیکھ رہی تھی پر اسکی صورت دیکھ کر بے ساختہ ہی اسکا زوردار قہقہہ فضا میں کھنک پیدا کر گیا۔۔۔

دلاور نے اس کے زوردار قہقہے کی آواز پر چونک کر حیرت سے اسے "دیکھا۔۔" کتنی ظالم تھی اسے اتنی زور کی چوٹ لگی اور وہ قہقہہ لگا رہی تھی

ابھی لیں مجھ سے پنگا۔۔ اللہ کی طرف سے پنش ہے معصوم بیوی کو ستانے" کی۔۔۔" وہ ہنستی ہوئی بولی اور اسکے سینے پر دونوں بازو باندھ کر اس پر اپنی ٹھوڑی ٹکا کر اسکی شہد رنگ آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔
بھیگے بھیگے گلابی گال، گلابی بھرے بھرے سے ہونٹ، چھوٹی سرخ ناک جو کہ مسلسل رونے کا غماز کر رہی تھی۔ نیلی سمندر جیسی گہرائی، جس طرح آفتاب کو ڈوبا دیتی تھی ویسے ہی اسے خود میں ڈوبانے والی ان آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے، جیسے آفتاب کی سنہری کرنیں پانی کے شفاف قطرے سے نکل کر سرخ ہو گئی ہیں۔۔۔
اپنے باپ بھائی جیسے بھورے سنہری رنگ بالوں کی لمبی چوٹی اسکے کندھے سے سامنے لڑھک آئی تھی۔۔

باہر چلیں۔۔۔"وہ معصوم انداز میں اسے صاف روکنے کے بجائے "
فرمائش کر کے روکنا چاہتی تھی۔۔
وہ آج واقعی پہلے سے زیادہ ہینڈسم لگ رہا تھا۔۔پر اسکے لیے تو نہیں
تھا نا یہ سب۔۔۔
نہیں۔۔"اسنے بڑے بے رحم انداز میں اسکی فرمائش کو"
جھٹلایا۔۔تو قسیع کے دل کو ٹھیس پہنچی۔۔وہ سرخ آنسوؤں بھری نیلی
آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔
دلاور یقین سے کہہ سکتا تھا وہ ان نظروں سے کسی اور کو دیکھتی تو یقیناً وہ اُسے
قتل کر دیتا۔۔
وہ نظریں گھما کر اسکے سینے سے اٹھنے لگی تھی کہ ایکدم ہی اسنے جھٹکے
کروٹ بدلے کے انداز میں اسے قالین پر ڈالا اور خود اسکے اوپر جھک آیا،
دائیں بائیں ہاتھ رکھ کر۔۔۔۔

وہ سانس روکے اسے دیکھنے لگی۔۔وہ بھی اسکی آنکھوں میں دیکھتا
مزید جھک آیا اس پر۔۔
بتایا نہیں کیا لگ رہا ہوں؟"وہ اسکے نقش نقش کو پڑھنے دل میں "
اتارنے لگا۔۔

مجھے نہیں پتا۔۔"وہ بھرائی آواز میں کہتی گردن اسکی طرف سے "
موڑ گئی۔۔۔
سب تمہیں ہی پتا ہے۔۔۔"وہ گھمبیر لہجے میں ذو معنی کہتا اسکی "
کلائیاں قید کرتا اسکی گردن میں بے خود ہو کر جھک گیا۔۔۔ توقیع کا
چہرہ متغیر ہو گیا۔۔
اسنے اپنے دانتوں میں اسکے کان کی لو کو دبایا۔۔۔وہ تڑپ کر مچلی۔ دلاور نے
مسکراتے ہوئے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔

اگر تیار کرتی تو میں وہاں اس سے فخر سے کہتا میری بیوی نے "
تیار کر کے بھیجا ہے مجھے۔"وہ اسکی گردن کی خوشبو میں گہرا
سانس بھر کر بولا۔۔

میں تیار ہو جاؤں؟"وہ اسے دیکھ کر کہنے لگی۔۔"
کیوں؟"دلاور نے نا سمجھی سے ایک ابرو اٹھائی۔۔۔"
آپ کے ساتھ چلنا ہے مجھے۔۔۔"وہ بہت ہمت سے گویا ہوئی۔۔"
میرے ساتھ؟"وہ حیران ہوا۔۔اسنے پلکیں جھپکا کر"ہاں"کی۔۔"
ایک الٹے ہاتھ کا کھاؤ گی۔۔۔عزت دار لڑکیاں وہ وہاں نہیں "

ہوتیں۔۔۔"وہ ایکدم غصے سے بھڑک اٹھا جبکہ اسکے جملے کا پس
مطلب سمجھ کر وہ سناٹوں میں آ گئی۔۔

تو عزت دار مرد وہاں کیوں جاتے ہیں۔۔"وہ روتی غصے سے چیخی۔۔۔اور"
مچلنے لگی اسے پیچھے دھکیلنے کیلئے۔۔

کہاں ہے میری عزت؟"اسنے چبھتے لہجے میں پوچھا۔"
آپکو نہیں پتا کہاں ہے آپکی عزت؟"ایک منٹ کیلئے اسنے"
ساری مزاحمت ترک کر کے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔

نہیں۔۔"وہ اسکی دونوں کلائیوں کو ایک ہاتھ میں جکڑتے دوسرے"
ہاتھ سے اسکے لبوں کو چھونے لگا۔۔

تو میں کیا ہوں؟میں تو آپکی عزت ہوں دل۔۔میں پاک"
ہوں۔۔آپکی عزت پاک ہے۔۔کیوں آپ وہاں جا رہے ہیں۔۔۔"وہ
ایکدم کہتی رو پڑی۔۔۔
جب سے معلوم پڑا تھا رو رہی تھی۔۔۔ایک بار پھر سے تکلیف ہوئی

تھی۔۔

ضروری ہے۔۔"وہ ہنس کر بولا۔۔۔"

کیوں ضروری ہے۔۔۔کیا ہے وہاں جو یہاں نہیں۔۔۔"وہ ایکدم سے حلق بل" چیخی۔۔۔

وہ جھکنے لگا تھا پر اسنے خفگی ناراضگی سے چہرہ دوسری طرف کر دیا۔۔

آہستہ بولو۔۔۔سب کو بتانا چاہتی ہو۔۔۔"اسکی حرکت پر وہ آگ" بگولہ ہوتا بھڑکا۔۔

اچھا ہے سب کو معلوم پڑے۔۔۔"وہ بلک پڑی۔۔"

مار کھاؤ گی۔۔۔"اسنے غصے سے آنکھیں نکال کر کہا۔۔"

مجھے فرق نہیں پڑتا مار دیں۔۔"اسنے سسکتے ہوئے کہا۔دلاور نے" افسوس سے دیکھتے سر نفی میں ہلایا اور ایک بار پھر جھکنے کی کوشش کی تو وہ پھر اسکی کوشش ناکام کر گئی۔۔

"اسنے تنگ آکر اسے گھورا۔۔"کیا ہے دماغ خراب ہو گیا ہے؟ ہورس رائڈنگ کریں؟"ایک کوشش پھر کی اسنے۔۔۔"

بھاڑ میں بھیجو سب۔۔"وہ غصے سے جھڑک کر اسکی ٹھوڑی دبوچ کر"

چہرے پر جھک گیا۔۔۔

اس بار نا توقیع کی مزاحمت کام آئی نا ہی اسکی کوششیں۔۔۔

وہ جھک کر پیچھے ہونا جیسے بھول گیا۔ اسکی انگلیوں سے انگلیاں پھنسا کر اسنے قالین سے لگا دیں اور اپنا بھوج اس پر منتقل کر دیا۔۔۔

دلاورے۔۔۔"معاً کچھ وقفے بعد ڈور پر خیری کی آواز گونجی۔۔"

وہ ناگواریت سے چہرہ اٹھا کر بند دروازے کو دیکھنے لگا۔ اور پھر اسکے چہرے کو دیکھا۔۔

بھیگے ہونٹ سرخ ہو گئے تھے۔ وہ ہولے ہولے اپنا تنفس بحال کرتی اسے پھر سے بے خود کرنے لگی۔۔

دلاورے جیکی آفس میں تجھے بلا رہا ہے۔۔"اس بار دستک دیتے وہ" بولا۔۔

ورکشہ (دفع ہو جا)"وہ غصے سے بھڑک پڑا۔۔"

توقیع نے آنکھیں کھول کر حیرت سے دیکھا اسے۔

کیا ہے؟"وہ خود کو تکتی توقیع سے غصے میں بولا۔۔ اسنے سٹپٹا کر نفی" میں سر ہلایا۔۔

وہ جھکا اور اسکی آنکھوں پر بوسہ دیکر پیچھے ہوا۔۔

کہاں؟" توقیع تڑپ کر اسکے ساتھ اٹھی۔۔"
دلاور نے اسکے استفسار پر مسکراتی نظروں سے دیکھا، اور بے باکی سے آنکھ دبائی۔۔
وہ سمجھ کر سپید پڑ گئی۔۔۔

میں آپکو جانے نہیں دوں گی۔۔" وہ بھاگ کر دروازے کے سامنے" آ گئی۔۔ ایک سرسری سی نظر ڈالتے ہوئے وہ آئینے کے سامنے آیا اور بالوں میں برش کرتے ایک بار پھر پرفیوم اسپرے کیا
کسی کو انتظار کی سولی پر لٹکانا بری بات ہے۔۔" اسنے کہتے، ہاتھ بڑھا کر اسکی" نازک کمر میں حائل کیا۔ اور دوسرے لمحے اپنی سمت کھینچ کر اسکے سمجھنے سے پہلے گھمایا۔۔
جھک کر اسکے ہونٹ پر جارت سرانجام دیتے وہ تیزی سے پیچھے ہوا اور اگلے لمحے روم سے نکلا۔۔۔

دل میں انتظار کروں گی۔۔۔" وہ پیچھے دروازے کے دونوں پٹ تھام کر" بھرائی آواز میں بولی۔۔

وہ سیڑھیوں کی سمت بڑھنے سے پہلے تھم گیا۔۔
کیوں؟" اسنے پلٹ کر ناپسندگی سے پوچھا۔۔ دوپٹے سے لاپرواہ اسکے "
سراپے کو دیکھتے اسنے آس پاس نظریں ڈالیں۔۔۔
توقیع کے گال دہکنے لگے۔۔ وجہ بتاتے اسکی گھنی بھیگی پلکیں عارضوں
پر سایہ فگن ہو گئیں۔۔

روز کرتی ہوں پر۔۔ آج خاص کر کے کروں گی۔۔۔" اسکے انداز میں کچھ "
خاص تھا۔۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھنے لگا۔۔
وہ سر جھکائے کھڑی تھی۔۔ بائیں کندھے سے اسکی چوٹی آگے پڑی تھی۔۔
اگر میں کہوں مت کرو تو؟" وہ جیب میں ہاتھ ڈالے چلتا ہوا دو قدم "
پاس آیا۔۔۔
میں پھر بھی کروں گی۔۔" وہ اپنی ضد پر ڈٹ گئی۔۔"
میں نا آئوں تو؟" اسنے ابرو اٹھائی۔۔۔"
میں انتظار کرتی رہوں گی۔۔۔" وہ لب دبا گئی۔۔"
فائدہ نہیں۔۔ کرتی رہو۔۔۔" وہ کچھ دیر دیکھتا رہا اور پھر کندھے اچکا کر "
پلٹ گیا۔۔
میں مر جاؤں گی اگر آپ نا آئے تو دل۔۔۔" وہ روتی ہوئی ٹھاکے "

ساتھ دروازہ بند کرتی چیخی۔۔۔

سیڑھیاں اترتے دلاور کے قدم ایکدم ساکت ہوگئے۔۔وہ سرخ آنکھوں سے بند دروازے کو دیکھنے لگا۔۔

یقیناًوہ رو رہی تھی۔۔اسکے لبوں پر تلخ مسکراہٹ آگئی۔۔۔

وہ سر جھٹک کر سیڑھیاں اترتا آفس روم میں آیا۔۔۔

کیا ہوا؟"چیئر پر بیٹھے جیکی سے سرد لہجے میں پوچھا۔اسنے دیوار گیر سکرین کی طرف اشارہ دیا۔۔"

اگر دلاور خان بے قصور تھا تو اس کیس کو دوبارہ کھلنا چاہیے اور اسے انصاف ملنا ہی چاہیے۔۔"کوئی لڑکی تھی انجان تھی شاید زیادہ پاپولر تھی۔۔اسکی کلپ تھی۔۔"

مجھے کیوں دیکھا رہا ہے؟"اسکا موڈ مزید بگڑ گیا۔"

وہ تمنے کہا تھا نا کورٹ میں ان پر نظر رکھنے کیلئے۔۔یہ سب اسکے بارے میں ہی کہہ رہے ہیں۔۔افر بھی بہت سے لوگ ہیں شوشل میڈیا پر جو پوسٹ کے علاوہ لائیو بھی کہہ رہے ہیں۔۔"

سے نیوز ہے۔۔" جیکی نے بوکھلاتے ہوئے صفائی دی۔۔۔

بکواس ہے سب۔۔" وہ غیظ و غضب میں چیئر کو لات مارتا ہوا روم" سے نکلا۔۔۔

میرے پیچھے آؤ!!" وہ غصے سے اس پر گرجا۔۔"

جیکی نے گرتے سنبھالتے چیئر چھوڑی اور اسکے پیچھے بھاگا۔۔۔

اسنے پلٹ کر اسکے روم کے بند دروازے کو دیکھا۔ اور حیرت سے اسے۔۔ اور کندھے اچکا دیئے۔۔

خیری دل کہاں ہے؟" کچھ دیر بعد جی بھر کر رونے کے وہ بھاگتی ہوئی" نیچے آئی کہ وہ زبردستی اسکے ساتھ جائے گی۔۔ مارتا تو ویسے بھی نہیں تھا اسے۔۔ نا ہی تکلیف دیتا تھا ہاتھ سے پھر کیوں وہ ڈر رہی تھی۔۔

اسے کہیں بھی نا پا کر وہ خوفزدہ سی ہو گئی۔۔ اسے ڈھونڈنے لگی اس اتنے بڑے گھر میں تبھی کچن سے آوازیں سن کر وہ خوشی سے اس طرف بھاگی کہ ضرور وہ کچن میں ہو گا۔۔

پر دل تب بیٹھ گیا جب کچن میں دلاور کی جگہ خیری کو دیکھا۔۔

وہ باہر کسی کام سے گیا ہے۔ میں ابھی آپکے پاس آنے ہی والا تھا اینجل"
"اسنے کہا ہے آج آپ انتظار نا کریں اسکا بلکہ سو جائیں۔۔
وہ ترچھی کھڑی تھی تبھی وہ اسکا بھیگا چہرہ دیکھ نا پایا۔۔
اسکی بات سن کر وہ سر ہلا گئی اور الٹے قدموں سے پیچھے ہوئی۔۔۔
میں بے وفا نہیں ہوں دل۔۔۔"وہ روتی ہوئی تیزی سے سیڑھیوں کی"
طرف بھاگی۔۔ خیری اسے پیچھے چائے کیلئے بلا رہا تھا۔۔ پر وہ
نظر انداز کرتی اپنے روم میں آئی۔۔
اور اسکے لائے ہوئے نئے ڈریس میں سے ایک جھلملاتے سرخ رنگ
کے ڈریس کا منتخب کیا اور خود کو آئینے میں دیکھا۔۔۔

میں انتظار کروں گی۔۔"وہ آئینے میں خود کو دیکھتی، تصور میں ہی دلاور کو"
اپنے عزم سے آگاہ کرنے لگی۔۔

اسنے ایک نظر ڈریسنگ ٹیبل پر ڈالی، وہاں اسکی ضرورت کی تمام تر
چیزیں موجود تھیں۔۔ اسکا دل دھک دھک کر رہا تھا۔۔
وہ آئندہ کے تصور سے سرخ ہو گئی۔۔

تم ایکشن لو اس پر۔۔"ایس ایس پی نادر نے دریاب خان کو حکم دیا۔۔"
وہ سن کر گہرا سانس بھر کر سر اثبات میں ہلا گیا۔۔

اس وقت میرا آف ہے۔کل صبح میں کوئی ایکشن لے سکوں گا۔""
اسنے سامنے بیٹھے دونوں نفوس کو دیکھا۔ایک سحر ش تارڑ کا بھائی تھا اور دوسری ماں۔۔
وہ دونوں صمصام زیدی پر کیس کروانا چاہتے تھے کہ اسنے ہی انکی بیٹی کو غائب کر دیا ہے۔اور پولیس کوئی ایکشن نہیں لے رہی۔ تو وہ آئی جی کے پاس جائیں گے دونوں ماں بیٹے اور صمصام زیدی کو تو پھانسی تک پہنچائیں گے بلکہ وردی کسی کی سلامت نہیں رہنے دیں گے۔۔۔

یہ ایک کھلم کھلا دھمکی تھی دریاب خان کیلئے۔وہاں ایس ایس پی نادر بھی موجود تھا جو آج اتفاق سے دریاب خان سے ملنے کیلئے آیا تھا۔
اسکی تھوڑی دیر بعد سحر ش تارڑ کی ماں اور بھائی بھی آ گئے۔دریاب نے انہیں یقین دلایا کہ تفتیش جاری ہے ابھی۔ کیس بند نہیں ہوا۔۔۔

آپ ایکشن لیں، کسی بھی حال میں۔۔ مجھے میری بہن چاہیے ایس"
پی۔۔ اسنے غائب کیا ہوا ہے میری بہن کو۔۔۔" سحر ش تارڑ کا
بھائی غصے سے بولا۔۔۔

دیکھیں مسٹر ہم اپنا کام کر رہے ہیں۔ اگر آپ کو شک ہے مسٹر"
صمصام زیدی پر تو بھی ہم ابھی ایکشن لینے سے قاصر ہیں۔ اس وقت میرا
آف ٹائم ہے بلکہ ہو بھی چکا ہے۔ آپ کو اگر اتنی جلدی تھی تو دن کو آتے
اس وقت۔۔۔۔" اسنے اپنی چیزیں سمیٹیں۔۔۔

سحر ش تارڑ کے بھائی نے غصے سے ایس ایس پی نادر کو دیکھا۔ انہوں
نے سر اثبات میں ہلایا۔۔
ٹھیک ہے کل صبح میں سب سے پہلے آؤں گا آپکی آفس پھر"
دیکھتا ہیں۔۔" وہ کھڑا ہو تا دریاب کو دیکھتا ہوا بولا۔۔

ٹھیک ہے مجھے انتظار رہے گا۔" وہ سر ہلا کر اپنی کیپ پہنتا موبائل گاڑی کی"
چابی تھامے اٹھا۔۔ اور دوسری چابیاں اپنے پی اے کو تھمائیں۔۔

ان دونوں ماں بیٹے کے جانے کے بعد ایس ایس پی نادر بھی کھڑا ہو گیا۔۔

چلو پھر کبھی تفصیل ملاقات ہو گی آپ سے ایس پی دریاب خان۔۔" وہ مسکرا کر بولا۔۔"

ضرور سر!" دریاب کے مسکرا کر سر ہلانے پر الوداعی مصافحہ کرنے کے بعد ایس ایس پی نادر اسکے آفس سے نکل گیا۔۔۔

پیچھے وہ پر سوچ سا نچلہ لب دانتوں میں دبا کر اپنے آفس روم سے نکل گیا۔۔

پارکنگ ایریا میں آتے اسے گاڑی میں بیٹھتے ایس ایس پی نادر کو دیکھا جو کہ سیکیورٹی کے ساتھ تھا۔۔

وہ سر جھٹک کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔۔ انکے جانے کے بعد خود بھی نکل گئے۔۔

ooooooooo

آپ نے کھانا نہیں کھایا؟" وہ روم میں داخل ہوئی سامنے بیڈ پر نیم دراز گود میں لیپ ٹاپ لیے، کانوں میں بلوٹوتھ لگائے بیٹھے ساحل سے خاطب ہوئی۔۔"

ساحل نے آواز پر متوجہ ہوتے اسے نظروں سے خاموش رہنے کی تاکید کرتے ہستھ میں سلگتا ہوا سگریٹ ہونٹوں میں دبایا اور پھر اپنے کام میں مصروف ہوتے جلدی جلدی سے کچھ ٹائپ کرنے لگا۔۔۔

شاہو مام کہہ رہی ہیں آکر ڈنر کریں۔۔" وہ کچھ دیر وہیں کھڑی اسکے ہونٹوں میں دبے اس سرخ شعلے کو دیکھتی رہی اور پھر جھنجھلا کر بولی۔۔ سارا دن رات کام اور سگریٹ۔۔۔

ایک تو سخت زہر لگتا تھا اسے سگریٹ۔۔ اگر سگریٹ کوئی انسان یا لڑکی ہوتی تو اب تک اسکا قتل کر چکی ہوتی۔۔

میں بعد میں کھالوں گا۔۔ تم جاؤ ابھی۔۔" اسنے مصروفیت سے کہا۔۔

میں بھی بعد میں آپکے ساتھ کھالوں گی۔۔" اسے پتا تھا وہ لیٹ نائیٹ کھائے گا۔ اور لیٹ نائیٹ وہ پھڑ پھڑاتی فیری بھی ٹپکے گی۔۔ پھر کیا دونوں ساتھ ناشتہ کریں گے۔۔

ہرگز نہیں۔۔۔ وہ چلتی ہوئی بیڈ کے پاس آئی اور چڑھ کر بیڈ پر

بیٹھی۔۔۔

تم جاؤ کھانا کھاؤ پھر دوائی لینی ہے تمہیں۔۔"ساحل نے اسے"
پاس بیٹھتے دیکھ سختی سے کہا۔اسکا سگریٹ دوسری طرف
ہاتھ میں تھا۔۔

میں آپ کے ساتھ کروں گی۔۔"وہ مسکراتی اسے دیکھنے لگی۔۔"
ساحل نے اسکے جواب پر ٹھہر کر اسے دیکھا۔۔جامنی رنگ کے
ڈریس میں شانوں پر دوپٹہ ڈالے اسکے پاس آکر بیٹھی۔۔جامنی
تیز لپسٹک ہونٹوں پر لگائی ہوئی تھی۔
وہ ہولے سے مسکرا رہی تھی، کہ بیچ خوبصورت سفید موتیوں جیسے دانت، چھوٹی
سی ناک میں چمکتا ہیرا۔۔۔

اگر تمہارا دل اپنی بیوی سے بھر گیا ہو تو ہم کام کر لیں؟"دفعتاً اسکے کان"
میں فیری کی چبھتی طنزیہ آواز گونجی۔۔وہ چونک کر اسکرین کی
طرف متوجہ ہوا جہاں وہ اسے کچھ دکھا رہی تھی۔۔۔
ساحل کی اب پوری توجہ اسکرین پر تھی۔۔
پاس بیٹھی روحا جو ابھی اسکی نظروں سے لال گلابی ہوئی، اسکے لیپ

ٹاپ کی طرف پھر سے متوجہ ہونے پر وہ گہرا سانس بھر کر اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگی۔۔۔

سب نے کہا تھا وہ آج بہت پیاری لگ رہی ہے۔ ثمن زریش شاہ حتیٰ کہ ابھی ڈرائنگ ٹیبل پر ہارون شاہ نے اسے دیکھا انہوں نے بھی تعریف کی۔۔ وہ جھینپ گئی تھی سب کے سامنے۔۔

صبح ویڈیو کال پر اپنے ڈیڈ سے بات کر رہی تھی، انہوں نے بھی کہا کہ ہمیشہ کی طرح وہ اس رنگ میں بہت خوبصورت لگ رہی ہے۔۔ نہیں دیکھا تو بس اسنے۔۔۔
کوئی تعریف کوئی لفظ نہیں۔۔۔ وہ بس تھی اور نہیں تھی۔۔۔
اتنی دفع وہ پچھلے دنوں سے تیار ہو رہی تھی۔۔ پر مجال ہے جو اس شخص نے ذرا بھی نوٹس کیا ہو۔۔۔
ایسے ہی سوچتے سوچتے اسنے ہتھیلی کی لکیروں سے نظریں ہٹا کر ساحل کی گود میں رکھے لیپ ٹاپ کی سکرین پر نگاہ ڈالی۔۔
سامنے ہی سکرین کے کونے پر ویڈیو کال چل رہی تھی دوسری طرف وہ ساتھ ساتھ سننے کے ٹائپ بھی کر رہا تھا۔۔۔

روحا کو ساکت کرنے کیلئے اس ویڈیو کال میں موجود فیری کا چہرہ ہی کافی تھا۔۔وہ ٹارچ کی روشنی میں اندھیری گپھا میں یا کسی اندھیرے میں ڈوبے گھر میں تھی۔۔۔

پر ساحل کا اس سے بڑھ کر فیری کو توجہ دینا۔۔اسکے تن بدن میں آگ بھڑکا گیا۔۔جانے کیا ہوا اچانک اسے کہ ایکدم سے ہاتھ بڑھا کر اسنے تھپ سے لیپ ٹاپ کی سکرین نیچے گرا دی۔۔
اور وہ روشن اسکرین بھی بلیک ہو گئی۔۔۔۔
روم میں پہلے سے زیادہ سکوت چھا گیا۔۔۔کی بورڈ کی طرف بڑھتے ساحل کے ہاتھ فضا میں ہی ساکت رہ گئے۔۔

روحا نے یہ جذبات میں آکر یہ کر تو لیا تھا۔پر اب ایکدم سے اسے پسینے آنے لگے۔اسکا دل اٹھاہ گہرائیوں میں جیسے جا گرا تھا۔۔
اور وہ ساحل کی طرف دیکھنے سے خوفزدہ ہو رہی تھی۔۔
یہ کیا فضول حرکت تھی؟"اسکی توقع مطابق وہ ایکدم سے اس پر" برس پڑا۔

پتا بھی ہے کتنا ضروری کام تھا۔۔۔ دماغ کہاں ہے تمہارا؟" وہ غصے غیظ"
میں دھاڑا اس پر۔۔ روحا کانپ کر سہم سی گئی اپنی جگہ۔۔۔
س۔سوری۔۔۔ "بہت ہمت مجتمع کر کے وہ بھرائی آواز میں ڈرتی"
ڈرتی بولی۔۔۔
انف!!! جاؤ یہاں سے نہیں کھانا مجھے۔۔۔ "فیری کی کال ڈسکنیکٹ دیکھ کر"
وہ بھڑک اٹھا۔۔ روحا اچھل پڑی اپنی جگہ سے۔غصے سے
ساحل نے اسے گھورتے ہوئے مٹھی میں سگریٹ مسل دیا۔۔

وو۔وہ۔۔ اچانک۔۔۔۔ "معاً اسکی نظروں کی تپش سے وہ روتی ہوئی"
بولنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔
سنا نہیں تم نے؟ جاؤ!!!! "لیپ ٹاپ بیڈ پر پٹخ کر وہ اپنی بات پر زور"
دیتا گرجا اور موبائل اٹھا کر تیزی سے بیڈ سے اٹھ کر سٹڈی روم میں
جا کر ڈور ٹھا کے ساتھ بند کر دیا۔۔۔

وہ بار پھر وہ سہمی۔۔۔ اور بھیگی آنکھوں سے بند دروازے کو دیکھتی شرمندہ
خفت زدہ۔۔۔ ایکدم ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رو پڑی۔۔۔
بالکنی کا دروازہ کھلا۔۔۔ اور روحا نے سانس روک دی۔۔

بھاری قدموں کی چاپ سنائی دی۔۔وہ بیڈ کے پاس آرہا تھا۔۔
اسکا دل زور سے دھڑکا۔۔وہ آنکھیں سختی سے میچ گئی۔۔

اسے لگا وہ اسے اب منائے گا، اور وہ ہر گز نہیں مانے گی۔ کوئی اتنی سی بات پر اس طرح کسی پر چلاتا ہے۔۔
پر وہ منتظر ہی رہی۔۔روم میں پھر سے سکوت چھا گیا۔ اسنے چہرے سے ہاتھ ہٹائے، روم میں دیکھا کوئی نہیں تھا۔۔
بیڈ سے لیپ ٹاپ غائب تھا۔۔
وہ آیا لیپ ٹاپ لیکر چلا گیا۔۔۔اسکا دل بھر آیا۔۔وہ غصے سے خود بھی کھانا کھائے بغیر بلینکٹ کھینچ کر اس میں گھس گئی۔
اس اپنی ہوتی سوتی دوست کیلئے اس پر چڑھ دوڑا تھا۔ محض ایک لیپ ٹاپ ہی تو آف کیا تھا۔ کھول سکتا تھا۔۔پر اُسکے نخرے برداشت کر سکتا ہے۔ جو دوبارہ کال نہیں اٹھا رہی تھی۔۔اور اسکے نہیں، جو اسکے منتظر تھی ہمیشہ سے۔۔۔۔۔

الٹی سیدھی سوچوں میں جانے کب اسکی آنکھ لگی، وہ ثمن کے آنے کھانے پر بلانے پر بھی نہیں اٹھی۔۔اور کروٹ بدل کر لیٹ گئی دوسری

طرف۔۔۔

وہ کافی دیر کھڑی اسے اٹھانے کی کوشش کرتی رہی تھی پر اسنے سختی سے منع کر دیا۔۔

ثمن نے بھی کہہ دیا اگر تم نہیں آؤ گی تو میں بھی نہیں کھاؤں گی۔ پر وہ بہری ہو گئی تھی جیسے۔۔

ثمن کو ساحل لایا تھا، آفس سے لوٹتے وقت، خان ہاؤس سے۔۔

اسنے جب واپس روم میں قدم رکھا نظریں سیدھا بیڈ پر گئی جہاں وہ گٹھری کی مانند پڑی تھی۔

اسنے لیپ ٹاپ ٹیبل پر رکھا اور موبائل بھی ساتھ۔۔۔ وہ آکر اسکے پاس بیٹھا، اسے احساس تھا وہ کافی روڈ ہو گیا تھا۔ پر اسنے غلطی بھی کافی بڑی کی تھی۔۔

جان تک جا سکتی تھی اور اس بیوقوف کو کچھ خبر نہیں تھی۔۔

اسکے سر کو دیکھتے اسنے سگریٹ کا آخری اور گہرا کش لیا اور اسکے شعلے کو ٹیبل پر مسل دیا۔۔ دھواں فضا کے سپرد کرتے اسنے روحا کا بازو تھاما اور رخ اپنی سمت کیا۔۔ اور بلینکٹ اسکے اوپر سے ہٹایا۔۔

وہ گہری نیند میں سوئی ہوئی تھی، جامنی لانگ شرٹ کیپری

پہنا ہوا تھا۔ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ اس میں اسکے چہرے کی گلابیاں بکھر سی گئی تھیں۔۔

سیاہ آنکھوں کا کاجل جسنے کچھ دیر پہلے آنکھوں کو قاتل بنایا ہوا تھا، اب نمکین پانیوں کے ساتھ کناروں سے بہہ گیا تھا۔۔

گالوں پر مٹے مٹے سے نشان تھے۔ اسے ایکدم اپنی سختی کا احساس ہوا۔۔

بے ساختہ جھک کر اسکے گالوں پر ہونٹ رکھے۔۔

اسکی داڑھی مونچھوں کی چبھن سے وہ دوسرے پل کسمسائی۔۔

روح!" ساحل نے گھمبیر لہجے میں پکارا۔۔ وہ خواب زیر اثر"

مسکرائی۔۔ وہ اسے ہی جھکا ہوا دیکھ رہا تھا اسکے مسکرانے پر اسکی نظریں سیدھا اسکے ہونٹوں پر گئیں۔۔

چھوٹے سے پتلے ہونٹ تھے جنہیں لپسٹک سے جان لیوا بنایا ہوا تھا۔ ان پر ٹھہری مدھم سی مسکراہٹ دیکھ کر وہ خود پر کنٹرول کھو کر ایکدم سے ان پر جھک گیا۔۔۔

اور نرمی سے انہیں اپنی گرفت میں لے لیا۔۔۔ وہ جو خواب میں سوچ رہی تھی کہ وہ اسکے قریب آیا ہے اسے محبت سے پکار رہا تھا۔ وہ مسکرائی تھی۔۔

اسکی جھڑکنا غصہ کرنا وہ سب بھولے ہوئی تھی ابھی۔ پر جیسے ہی اسکی

بڑھی شدتیں، سانسوں سے الجھتی سانسیں، مخصوص سگریٹ کی بو، دہکتی سانسیں جیسے اسکی سینے میں اتریں۔۔ وہ بوکھلا کر پوری آنکھیں وا کیے خود پر جھکے اس پہاڑ جیسے وجود کو حیرت سے دیکھنے لگی۔۔
معاً دماغ میں دھماکہ سا ہوا، وہ پوری طرح سے بیدار ہوئی۔۔ اور اس عنایتوں جارتوں کا بھی اندازہ ہو گیا۔۔

اووں۔۔۔" وہ غصے سے ناراضگی خفگی سے سخت مزاحمت کرنے "
لگی۔۔ وہ اسکے کندھوں پر مکے برسانے لگی سخت طیش میں۔۔۔
ہاہاہا اٹھ گئی چوہیا۔۔۔" ساحل قہقہہ لگا کر پیچھے ہوا اور اپنے ہونٹ دانتوں "
میں دبا کر اسکا سرخ چہرہ گلابی ہوئے ہونٹ دیکھنے لگا۔
اسکی گرے آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔۔

بات مت کریں مجھ سے۔۔۔" وہ تیز پھولی سانسوں کے درمیان "
چیخی۔۔۔
کیوں؟" وہ معصومیت سے انجان بن کر اسکی کلائی پکڑے جھٹکا دیکر پوچھنے لگا۔ "
روحا کو جیسے جھٹکا لگا "کیوں" پر۔۔۔
کیا وہ بھول گیا اسکی ذرا سی حرکت پر وہ کس طرح آگ بگولہ "

"ہوئے اس پر برساتھا

کیونکہ میں بات ہی نہیں کرنا چاہتی آپ سے۔۔" غصے سے اپنی کلائی"
چھڑوانے کی کوشش کرتی وہ اپنے ہونٹ صاف کرنے لگی یوں جیسے
ساحل کی شدتیں اسے ناگوار گزری ہوں۔۔۔
سوچ لو! میں جب روٹھ گیا تو منانا مشکل نہیں ناممکن ہو جائے گا۔" وہ"
اسکے ہاتھ پکڑ کر تکیے سے لگائے مسکرایا۔۔۔

میں مناؤں گی ہی نہیں۔۔۔" وہ جتا کر دوسری طرف دیکھنے"
لگی۔" پھر تو جینا بھی مشکل کر دوں گا۔" وہ مسکراہٹ دبا کر بولا۔۔
ہونہہ!" اسے احساس ہوا وہ باتیں بڑھا رہا ہے تبھی فوراً سے ناراضگی"
چہرے پر سجا کر نگاہیں پھیر کر دوسری طرف دیکھنے لگی۔۔
کھانا کھایا؟" وہ تاثرات پڑھ کر بولا۔۔ پر جواب ندارد۔۔۔" تم سے پوچھ رہا"
ہوں کھانا کھایا۔۔" اس بار وہ قدرے غصے سے بولا۔۔
نہیں کھانا۔۔" وہ چیخنا چاہتی تھی پر آواز آنسوں میں ڈوب گئی۔۔"
ساحل بے ساختہ ہنسا۔۔
آجاؤ باہر ڈنر کرنے چلیں چوہیا۔۔" وہ اسکے ہاتھ پکڑ کر جھٹکے سے اپنی"

سمت کھینچ گیا اسے کہ اگلے ہی پل وہ سیدھا اسکے سینے سے آ لگی۔
ابھی مزاحمت کرتی کہ فوراً سے ساحل نے اسکی کمر میں بازو باندھ دیئے۔وہ قید ہو گئی اسکے حصار میں۔۔
"چھوڑیں اب کیا ہے۔۔۔سرخ چہرے سے اسکے شانوں پر ہاتھ رکھے اسے پیچھے کرنے لگی پر ساحل کے حصار کے آگے واقعی وہ چوہیا کہاں مقابلہ کر سکتی تھی۔۔

"کام کر رہا تھا بہت امپورٹنٹ۔۔۔اسکے چہرے پر بارش کی آمد آمد دیکھتے اسنے فوراً سے وضاحت دی۔۔
"ناچاہتے ہوئے بھی وہ شکوہ کر گئی۔۔ساحل پہلے تو چونکا اور اگلے پل قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔۔ دیکھا تھا۔۔اس چڑیل سے کام آپکا۔۔

"وہ چڑیل بڑے کام کی ہے۔۔اسنے سے بیڈ پر ڈالتے پاس لیٹ کر اسکی کمر میں بازو حائل کرتے اسے بھی پاس کر دیا۔۔

"ہاں صرف ایک میں ہی آپکی لائیف میں بیکار ہوں۔۔اسنے اپنی ہچکی دبائی۔۔وہ اسکے لئے امپورٹنٹ تھی۔اسکا کام ایمپورٹنٹ تھا سواء اسکے، ہر

چیز امپورٹنٹ تھی۔۔۔

کس نے کہا تم بیکار ہو۔۔ بڑے کام کی ہو۔۔۔ وقت آنے پر تمہیں بھی"
تمہاری اہمیت جتا دیں گے۔۔" وہ معاً وہ جھک کر ذومعنی سرگوشی کرتا
اسکے کان میں گویا ہوا۔۔
روحا کا چہرہ خون چھلکانے لگا۔۔۔" مجھے نہیں چاہیے۔۔۔" اسنے کمزور
سی آواز میں خفگی برقرار رکھتے کہا۔۔

پر مجھے چاہیے۔۔" اسنے کھینچ کر اسکی کلائی اپنی گردن میں حائل کی۔۔"
اسنے پلکیں ہی جھکا دیں۔۔ اسکی چھوٹی سی ناک اسکی کھڑی مغرور
ناک سے مس ہونے لگی۔۔
یا وہ جان بوجھ کر ٹچ کر رہا تھا۔۔ البتہ اسکی گرم سانسیں اسکا چہرہ
جھلسانے لگیں۔۔

بہت کام امپورٹنٹ تھا۔ بہت مشکل تگ و دو کے ہم اس مقام"
تک پہنچے ہیں اور تمہاری ذرا سی غلطی ہماری محنت ناصرف اسکی جان
بھی لے سکتی تھی۔۔" اب وہ اسے وضاحت دے رہا تھا اپنے غصے کی۔۔
روحا نے نہیں سنی۔۔۔" وہ آپکی زندگی میں اتنی امپورٹنٹ کیوں ہے؟"

بے ساختہ اسکے لبوں پر پھسلا۔۔۔
وہ بہت پاز یسو تھی۔۔ڈر کر اسے دیکھنے لگی پر وہ ریلیکس پڑا آنکھیں موندیں
اسکی مدھم سانسیں اسکے چہرے کی نرماہٹ کو محسوس کر رہا
تھا۔۔
اسنے بے ساختہ سکون بھرا سانس خارج کیا۔۔اگلے ہی لمحے
اپنے ہونٹوں پر دہکتا لمس محسوس کرتے وہ پور پور کانپ گئی۔۔۔

جو سانسیں چھوڑنی ہیں مجھے دو۔۔"وہ سرگوشیانہ بولا۔۔ہاتھ کی مدد سے"
اسے اپنے قریب تر کر لیا۔۔۔
روح۔۔!!"اسنے گھمبیر لہجے میں پکارا۔۔۔"
ہوں۔۔"وہ جھکی پلکوں سے سرخ ہوتی ذرا سا کسمسائی۔۔۔"
تھک گیا ہوں۔۔۔"شاید اسکے منہ سے ان بہکے لمحات میں"
پھسل گیا تھا۔۔روحا نے شرم حیا سے بوجھل پلکوں کو اٹھا کر
حیرت سے اسے دیکھنا چاہا پر وہ اسکی گردن میں جھک گیا۔۔۔

آرام کریں پھر۔۔۔"اسکے جواب منتظر سا ساحل مسکرا کر اسے"
دیکھنے لگا۔۔

فیری دوست ہے میری۔۔۔"اسنے اسکے سوال کا جواب دیا"
غیر محرم دوست نہیں بن سکتے۔۔"وہ سن کر جتاتی گویا ہوئی۔۔"
نیتیں صاف ہیں ہماری۔۔"ساحل نے مسکراتے اس پر جتایا۔۔"
روحا لب دبا گئی۔۔۔
لازمی نہیں سماج بھی آپکی نیتوں سے واقف ہو۔۔اور کیا پتا وہ نام کی"
فیری آپکو پسند کرتی ہو۔۔"اسکے الفاظ میں جیلسی واضح تھی۔۔آنکھیں تو
دور کی وضاحت تھی۔۔۔

میں نے کبھی سماج سے پوچھ کر کچھ نہیں کیا۔میں آج بھی جوابدہ"
رب کو ہوں اور کل بھی انہیں ہی۔۔
رہی فیری کی پسند۔۔۔ہاہاہا۔۔۔"وہ اچانک قہقہہ لگا اٹھا۔۔
روحا نے نا سمجھی سے اسے قہقہہ لگاتے دیکھنے لگی۔

ہنس کیوں رہے ہیں؟"وہ گھور کر بولی۔۔"
چھوڑو اسے۔۔۔اسکا مجھے معلوم نہیں۔۔مجھے اپنی نیت کا جوابدہ ہوں۔۔"وہ"
سر جھٹک گیا۔۔سنجیدہ ہو کر گویا ہوا۔۔وہ سمجھ گیا تھا یہ
اکھری اونٹنی یوں پہاڑ تلے آئی ہے۔۔

یہ تو اسکا فائدہ مند پوائنٹ تھا۔۔
وہ کیسے دور کرے اسکی غلط فہمی۔۔۔۔

روحا کا چہرہ سرخ ہو گیا۔۔ ساحل نے مشکل سے مسکراہٹ دبائی۔۔
ایسا کرتے ہیں ایک گھنٹے یا دو بعد فیری آنے والی ہے۔ وہ آجائے پھر" ساتھ چلتے ہیں۔۔" ساحل نے اسکی پیشانی لبوں سے چھو کر دور ہوتے ہوئے کہا۔۔
روحا کو ایسا فیل ہوا جیسے کسی نے دہکتے ہوئے انگارے دل پر رکھ کر دبا دیئے ہوں۔
آپکو چلنا ہے ابھی چلیں۔۔ ورنہ میں سو رہی ہوں۔۔" وہ جلدی سے" بولی۔۔ ساحل نے فیری کے نام سے جادو دیکھتے مشکل سے اپنا امڈتا قہقہہ دبایا۔۔
یہ فیری کا ہی جادو تھا جسنے اسکی روٹھی بیوی کو منع دیا تھا۔ ورنہ کام بہت مشکل تھا بہر حال اچھا کام تھا یہ بھی۔۔۔

اچھا چلو جلدی کرو۔۔ ایسا کرو ثمن کو بھی اٹھا دو وہ بھی بغیر کھانا"

کھائے سوئی ہو گی۔۔" وہ موبائل پر کالر کا نام دیکھتا اسے ہدایت کرتا ساتھ کپڑے نکالنے کا بھی اشارہ کیا اور خود بالکنی میں آ گیا۔۔
دوسری طرف دریاب تھا، اور ساحل خاموشی سے اسکی سننے لگا۔
روحا خوشی سے مسکراتے پر جوش ہو کر جب آئینے کے سامنے آئی۔۔ اپنے خوبصورت چہرے کا حال دیکھتی، اسکی مونچھوں داڑھی کی چبھن سے سرخیاں دیکھتی وہ منہ بنا گئی۔۔

سمندری کریکن۔۔" اسنے اپنی پیاری لپسٹک غائب دیکھتے دکھ سے کہا۔" اسکی خاص توجہ کیلئے وہ جلدی جلدی اسکا ڈریس نکال کر بیڈ پر احتیاط سے رکھتی خود بھاگ کر باتھ روم میں آئی اور جلدی سے چہرہ واش کرنے لگی۔۔

وہ چہرہ خشک کر کے آئینے کے سامنے آئی۔۔ جامنی ڈیپ کلر کی لپسٹک اٹھا کر اسنے چور نگاہوں سے بالکنی کے ڈور کو دیکھتے اپنے لبوں پر لگائی۔۔
ٹشو سے آنکھوں کے کنارے صاف کرتے، اسنے کاجل کو پھر سے آنکھوں میں بھر لیا۔۔ اور مسکارہ اٹھا کر اسنے اپنی سیاہ پلکوں کو مزید

بھاری سیاہ کر دیا۔۔۔
سیاہ آنکھوں پر گھنی سیاہ پلکوں کو جالر سا بن گیا۔۔
سفید ہیرے کی شعاعیں بکھر رہی تھیں۔۔ وہ ایک لمحے کیلئے خود مبہوت سی تھی۔۔
اور پھر جھینپ کر اسنے پسندیدہ پرفیوم اٹھایا۔۔ وہ مسکرائی وہ موتیوں کی خوشبو والا پرفیوم تھا جو اسے بے انتہا پسند تھا۔۔
اسنے اسپرے کیا، اور دوپٹے کو حجاب کی صورت چہرے کے گرد لپیٹ کر، خوبصورت اسٹائل حجاب بنا کر، پن لگا دیں۔۔

وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔ جلدی سے آگے بڑھی ایک خوبصورت سینڈلز سفید پاؤں میں پہنے۔ وہ جیسے ہی کھڑی ہوئی اچھل پڑی۔۔
ڈرا ہی دیا آپ نے۔۔۔" وہ اچانک ساحل شاہ کو جھک کر "
کپڑے اٹھاتے دیکھ کر ڈر گئی تھی کہ کہیں۔۔۔۔
میں نے ایسا کیا کیا؟" وہ حیران ہوتے سیدھا ہوا۔۔ اچھلنا تو "
اسنے بھی محسوس کیا تھا پر وہ کسی گہری سوچ میں تھا۔

ساحل نے بھی نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا۔۔ اور جیسے ٹھہر سا گیا۔۔

روحا اسکی ٹھٹھکی نگاہوں سے بوکھلا گئی۔۔وہ بھاگنے کی جائے تلاش کرنے لگی۔۔

یہ کیا لگا ہوا ہے؟"معاً وہ ہنس کر بولا۔۔"

کیا۔۔"روحا چونکی۔۔"

یہ گال پر کیا لگایا ہے؟کارٹون لگ رہی ہو۔۔"وہ زور سے ہنسا۔۔وہ خفت "
سے سرخ پڑ گئی۔۔

میں تو ایسا کچھ نہیں لگایا۔۔"اسنے ناراضگی سے دیکھا۔۔محال ہے جو "
یہ بندہ تعریف کرلے۔۔۔کارٹون۔۔۔وہ تو اتنی پیاری لگ رہی تھی
اور اسے کارٹون لگ رہی ہے۔۔

میں دیکھتی ہوں۔۔"اسنے ہاتھ گال پر پھیرا۔۔پر کچھ نہیں تھا۔اسے "
خفگی سے گھورتی وہ آگے بڑھی کہ ایکدم سامنے آگیا۔۔۔

وقت نہیں ہے۔آئینے کے سامنے جا کر پھر سے صدیاں گزر "
جائیں گی تمہیں۔۔۔لاؤ میں صاف کروں۔۔"اسنے اپنی جیب سے
رومال نکالا اور اسکے سامنے آگیا۔۔

ایک اور طنز۔۔۔

اسکا سارا موڈ غارت ہو گیا۔۔ساحل نے اسکے تاثرات پڑھتے

رومال اسکے گال پر رکھا۔۔وہ سخت خفا تھی۔۔
دوسرا ہاتھ اسکی نازک کمر میں حائل کرتے ہوئے ایکدم اسے اسے قریب کیا اور اچانک ہی اسکے چہرے پر جھک کر اسکے حواس جھنجھوڑ دیئے۔۔
اچھلنا تو اب چاہیے تھا اسے پر وہ سرد منجمد ہو گئی۔۔۔
اسنے تعریف واقعی نہیں کی پر اپنی شدت سے اس پر بہت کچھ جتا دیا۔۔
وہ اسے بیوقوف بنا گیا۔۔ہاں اسے یاد آیا کہ اسکے چہرے پر تو واقعی کچھ نہیں لگا تھا۔۔
جاؤ ثمن کو اٹھا دو۔"وہ پیچھے ہوا ہولے سے اسکے گال کو چھوا۔۔وہ آہستہ سے" اسکے پاس سے گزر کر وہاں سے بھاگ گئی۔۔۔
اسنے مسکرا کر لب دانتوں میں دبایا۔۔

oooooooooo

وہ بہت ایکسائٹڈ تھی رات کے اس پہر باہر ڈنر کیلئے جاتے ہوئے۔
حالانکہ اسنے کہا تھا وہ نہیں جا رہی۔۔وہ کباب میں ہڈی بننا

نہیں چاہتی تھی۔۔ اسنے روحا کو انکار کر دیا پر وہ سر پر کھڑی رہی کہ اگر وہ نہیں چلی تو وہ بھی نہیں جائے گی۔۔

ساحل نے اپنے ماں باپ کو آگاہ کیا، بعد وہ اسکے روم آیا اور اسے زبردستی اٹھا کر کھڑا کیا۔۔

روحا نے کپڑے نکال کر دیئے، وہ نا چاہتے انکے زور زبردستی پر چینج کر آئی۔۔ پھر ساحل نے جلدی سے اسکے بالوں کی الٹی سیدھی ہمیشہ والی پونی باندھی۔۔۔

وہ مسکراتی براؤن شوز پہن کر جلدی سے انکے ساتھ ہوئی اور وہ دونوں مسکراتی ہوئیں ایک ساتھ اسکی گاڑی میں آکر بیٹھیں۔۔

کیا میں تم دونوں کا ڈرائیور ہوں؟" ان دونوں کو بیک سیٹ پر بیٹھا دیکھ کر" اسنے غصے سے کہا۔۔

ہاہاہا میرے تو بھیو ہیں۔۔ بھابی کیوں یہاں بیٹھی ہے۔۔" اسنے" روحا کو چھنسایا وہ سٹپٹا گئی۔۔

ن۔ نہیں۔۔ میرے تو شوہر۔۔۔۔" وہ صفائی دیتی شرمندہ ہو گئی جبکہ ان" دونوں بھائی بہن کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

تو اپنے شوہر کو شوہر فیل بھی کروائو آگے بیٹھ کر نا کہ ڈرائیور۔۔۔" وہ بظاہرہ تو"

ہنس کر کہہ رہا تھا مگر اسکی گرے آنکھیں بہت کچھ کہہ رہی تھیں اس سے۔۔

اسکا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔۔وہ سٹپٹا گئی۔۔۔ابھی کوئی فیصلہ کرتی تبھی بائیک کے ریس دینے کی آواز گیٹ کے باہر سنی۔۔وہ چونکی۔۔۔
کیونکہ یہ بائیک تو اس بغیر پروں والی فیری کی تھی۔۔
ایک لمحہ نہیں لگا اسے فیصلہ کرنے میں۔۔بلکہ فیصلہ بھی گیا بھاڑ میں ساتھ شرم کے۔۔۔
وہ تیزی سے ڈور کھول کر باہر نکلی۔۔دوسرے پل فرنٹ سیٹ کا ڈور کھول کر اندر سیدھی ہو کر سامنے دیکھتی بیٹھ گئی۔۔۔

ساحل جو خامقش ہو کر گیٹ کو دیکھ رہا تھا چونک کر ساتھ بیٹھے وجود کو دیکھنے لگا۔
تبھی گیٹ کھلا، اور اسکی سلور اور بلیک کلر کی ہیوی بائیک گھر میں داخل ہوئی۔۔اسنے سیاہ ہیلمیٹ پہنا ہوا تھا، لمبے دراز بال کندھوں پر تھے۔۔
براؤن لیدر کے لانگ کوٹ میں ملبوس تھی، سیاہ جینز پہنی ہوئی

تھی اور اس پر بوٹس بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔۔
ساحل نے اسے دیکھتے گاڑی اسٹارٹ کی۔۔روحا کے لبوں پر
مسکراہٹ مچل گئی، جہاں دل اس سامنے والی چڑیل سے خفا ہوا
تھا اب پھر اس میں خوشی کی لہریں اٹھنے لگیں۔۔۔

پر اگلے پل وہ ہکا بکا رہ گئی۔۔اسکی آنکھوں کے سامنے سب ہوا تھا۔۔ثمن تو
خوشی سے واؤ کہہ کر چہک اٹھی تھی جبکہ اسکا چہرہ سرخ تھا۔۔۔

وہ بائیک پاس سے ہی ساحل شاہ کے گزری تھی۔اسے ہکا بکا کرنے والی
بات یہ تھی کہ جب اسکی بائیک ساحل شاہ کے پاس سے
گزری۔۔۔
اسنے اپنا ہاتھ ونڈو سے باہر نکالا۔۔۔اسنے بھی سیاہ گلووز پہنے ہاتھ کو بلند
کرتے اسکے ہاتھ سے تالی ملائی۔۔۔
اس خوبصورت انداز میں چلتی گاڑیوں کے باوجود خوبصورت آواز کی تالی
نے ثمن کو مسرور کر دیا تھا وہ پلٹ کر پورٹیکو میں کھڑی بائیک سے
اترتی فیری کو دیکھ کر بہت پرجوش اپنے بھائی سے کہہ رہی تھی کہ وہ بھی
اسکے ساتھ ایسے کرے گی۔۔

ہاہاہاہاضرور۔۔۔"ساحل نے قہقہہ لگا کر گردن گھما کر پاس بیٹھے وجود کے تاثرات دیکھنے چاہے پر وہ دوسری طرف ونڈو سے باہر دیکھ رہی تھی۔۔ ضرور منہ پھولا ہوا ہوگا۔۔وہ سوچ کر محظوظ ہوا۔۔

"تمہاری بھابی کو کیا ہوا؟"اسنے مرر میں ثمن کو دیکھتے استفسار کیا۔اور سگریٹ کا پیکٹ اٹھایا۔۔۔

"بھائی وہ تو آپ پوچھ لیں پر اگر یہاں سموکنگ کی مجھے ضرور کچھ ہو جائے گا پلیز۔۔۔"اسنے التجا کی ساحل نے گہرا سانس بھر کر اسے گھورا۔۔

وہ یونہی چھوٹی موٹی باتیں کرتے رہے سفر دوران۔۔ ثمن اسے بھی مخاطب کرتی تو وہ ہوں ہاں کر کے پھر سے خاموش ہو جاتی۔۔

ساحل نے اس سے سٹڈی کا پوچھا تو اسنے سرسری سا جواب دیا کہ جمع کروادی ہے اسائنمنٹ۔۔۔

تقریباً بیس منٹ کی پر لطف ڈرائیونگ کے بعد انکی گاڑی ایک سیون اسٹارٹ ریسٹورنٹ کے سامنے آکر رکی۔۔بہت شاندار بلند عمارت تھی۔۔سامنے بلندی پر سیون سٹارٹ بنے ہوئے تھے۔۔

جو ریسٹورنٹ کی پہچان تھے۔۔

وہ ساحل کے پیچھے ریسٹورنٹ میں داخل ہوئیں۔۔ ریسٹورنٹ کھچا کھچ لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔

تمہیں کیا لگتا ہے یہ اتنے سب لوگوں کو انکی بیویاں کھانا نہیں دیتی" ہوں گی؟" ساتھ چلتی ثمن نے اسکے کان میں پھسپھس کی۔۔

مجھے نہیں لگتا لوگ یہاں شوق سے بھی کھانے کیلئے شامل ہوں" گے، کوئی ہماری طرح آیا ہوگا کوئی مسافر۔۔۔" اسنے جواباً کہا۔۔

ساحل شاہ کو دیکھ کر مینجر پاس آگیا۔ اور مصافحہ کیے وہ اسے لیکر ایک ٹیبل کی طرف بڑھا۔ انکے رویے سے لگ رہا تھا کہ وہ پہلے بکنگ کروا چکے ہیں۔۔۔

وہ ایک گلاس وال کے پاس والی ٹیبل پر لے آیا۔ ساحل نے پہلے ان دونوں کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور پھر تھینکس کہتا خود بھی بیٹھ گیا۔۔۔

ویٹر مینو کارڈ لے کر آیا۔۔ اسنے ٹیبل پر رکھ کر ان دونوں کو اشارہ کیا اور خود دو ہلکی پلکی چیزیں لکھوا کر موبائل میں مصروف ہو گیا۔۔

ثمن نے اپنی مرضی کا کھانا آرڈر کیا اسکی باری آئی تو اسنے بھی آرڈر کر لیا پر ان میں سب فہرست پر اسنے بریانی منگوائی تھی۔۔

کوئی یاد تازہ کرنے کیلئے۔۔۔

وہ تینوں اب کھانے کے انتظار میں تھے۔۔۔
بھائی کیا ہے یہاں تو موبائل کو چھوڑ دیں۔۔" ثمن سخت بدمزگی سے گویا"
ہوئی۔۔ ساحل متوجہ ہو کر ہنس پڑا۔۔۔

اپنی بھابی سے بھی کہو فی الحال خاموشی کا ورد ختم کرے۔۔" اسنے اسکی"
طرف توجہ دلائی۔۔
ساتھ بیٹھی ثمن نے اسے ٹہوکا مارا" تمہیں اچانک کیا ہوا ہے؟"
اسنے غصے سے پوچھا وہ سٹپٹا گئی۔۔۔ جبکہ ساحل کے لبوں پر
مسکراہٹ تھی۔۔
ری ایکٹ تو ایسے کر رہا تھا جیسے اسے بہت بڑی فکر ہو اسکی خاموشی کی۔۔
ک۔۔۔ کچھ نہیں تم دونوں خاموش ہو تو میں بھی۔۔۔" وہ گڑبڑا کر"
بروقت بہانہ بنا سکی۔۔
اگر ایسا کرو گے تو میں ابھی یہاں سے چلی جاؤں گی۔۔" ثمن کی دھمکی"
کارآمد ثابت ہوئی۔۔ ساحل نے جلدی شرافت کی مثال بن کر
ٹیبل پر اپنا فون الٹا کر کے رکھ دیا۔۔۔
اب اس سے کہو۔۔۔" اسنے ثمن کو گھورا۔۔ روحا سٹپٹائی۔۔۔"
میں تو بول رہی ہوں۔۔" اسنے خفگی سے کہا"

کیا بول رہی ہو۔۔۔پورے راستے اور اب تک لبوں پر قفل لگائے ہوئے "
ہیں میرے پاس چابی ہے کہو تو۔۔۔۔"اسکا جملہ ابھی بیچ میں ہی
تھا کہ ثمن کا قہقہہ زوردار گونجا۔۔

وہ شاید اسکا ذو معنی جملہ سمجھ گئی تھی۔۔اور اپنا قہقہہ دبا نہیں سکی۔۔
روحا جو پہلے سرخ گلابی ہو رہی تھی مزید خفت سے دوچار ہو گئی۔۔۔
اسنے بے ساختہ ٹیبل کے نیچے سے پاؤں اسکے پاؤں پر مارا۔۔۔۔
اور دوسری طرف باہر دیکھنے لگی۔۔

بھابی صاحبہ اب بول دیں کچھ ورنہ بھیو کے پاس جو چابی ہے "
اس سے ضرور قفل توڑیں گے۔۔"ثمن محظوظ ہوتی انجان بن کر اب اسے
چھیڑ رہی تھی۔۔
ساحل مسکراہٹ دبائے دوسری طرف دیکھ رہا تھا جبکہ وہ نیچے
مسلسل اسکے پاؤں پر ضربیں لگا رہی تھی۔۔۔
میں تو بول رہی ہوں مجھے کیوں کہہ رہی ہو اپنے بھائی ہو کہو جو کب سے "
موبائل میں چپکے ہوئے ہیں۔۔انکے سامنے موبائل انسان اور ہم خاموش
پتلے ہیں۔۔۔"وہ جھڑک کر جتاتی ہوئی ہوئی بولی۔۔۔

ساحل ثمن نے حیرت بھری نظروں کا تبادلہ کیا۔۔۔
"میں۔۔۔" وہ بہن کی خفگی بھری نظروں کو دیکھتا بیچارگی سے ٹیبل
پر رکھے موبائل کی طرف شارہ کرنے لگا۔۔

روحا کی طرف دونوں کی نظریں نہیں گئی۔۔جو ساکت پتلیوں
سے باہر منظر دیکھ رہی تھی۔۔اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا کہ۔۔۔
"بوبی۔۔" وہ بڑبڑائی۔۔اور اسکے ساتھ دوسرا وجود بھی کھڑا اس سے کچھ
کہہ رہا تھا۔۔۔جسے دیکھ کر وہ بالکل پتھر کی مورتی بن گئی۔۔۔

"اب اگر تم نے باہر کا دیدار کر لیا ہو تو ہمیں بھی وقت دے دو محترمہ ہم
بھی پتلے نہیں ہیں۔۔" ساحل کی چبھتی ہوئی آواز پر وہ خالی نگاہوں سے اسے
دیکھنے لگی۔۔۔

"کیا ہوا تمہیں؟" ویٹر کھانا ٹیبل پر لگا تھا۔۔پر ساحل اسکی زرد
رنگت دیکھ کر چیئر کھسکا کر اسکے پاس آگیا۔۔
ثمن لگی چھوڑ کر فکر مندی سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

اسے آکسیجن نہیں آرہی تھی۔۔وہ بری طرح سے اب آکسیجن کھینچنے کی کوشش کررہی تھی۔۔ڈرخوف موت۔۔۔کیا کچھ نہیں تھا اسکی آنکھوں میں۔۔۔

ساحل نے ایکدم سے ساتھ لایا ہوا انہیلر جیب سے نکالا۔۔

کیا ہے؟"ثمن نے وہاں کھڑے تماشا دیکھتے دونوں ویٹرز کو بھگایا۔۔" انکی ٹیبل کونے میں تھی اسلئے لوگوں کی نظروں سے زیادہ تر محفوظ تھے۔۔

ساحل اسکی پشت سہلا رہا تھا۔۔روحا کی ایکدم شدید سردید کی شکایت ہوئی۔۔وہ گھر جانا چاہتی تھی۔۔

کھانا کھالو پھر گھر چلتے ہیں۔۔"ساحل نے اسکا گال سہلا کر" پیار سے کہا تو وہ ڈبڈبائی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

وہ اسکا سائبان تھا۔۔اسکا محافظ۔۔۔۔

کوئی آکروال گلاس کے پاس کھڑا ہوا تھا۔۔۔پر خوف سے زرد پڑتی کپکپاتی روحا نے بھول کر بھی اس طرف نہیں دیکھا۔۔اسنے ساحل کا بازو مضبوطی سے مٹھی میں دبوچا ہوا تھا۔۔وہ اسکے پاس ہی تھا۔۔اسکا بازو اسکی پتلی نازک کانپتی کمر میں تھا۔۔

وہ اچانک اسکی حالت کو سمجھ نہیں پا رہا تھا۔۔ اسکی گلاس وال کی طرف پیٹھ تھی۔۔

"شاہو۔۔۔" وہ مشکل سے کھاتے ہوئے ابھی تک سایہ محسوس کرتی ساحل کو دیکھنے لگی۔۔ اسکی سیاہ گہری آنکھوں میں نمکین پانی تھا۔۔۔

"جانِ شاہو۔۔۔" بہن کی موجودگی میں وہ محض لبوں کو ہی حرکت دیکر اسے جواب دے سکا۔۔۔ "ہوں" کہتے ہوئے تیکھی بریانی کو دیکھ کر وہ مسکرایا اور اپنا رومال نکال کر اسنے اسکی ناک کو صاف کیا۔۔۔

ثمن نے ماحول خوشگوار بناتے ہوئے ایکدم سے فضا میں خوبصورت قہقہہ لگایا۔۔ وہ جھینپ گئی۔۔ ایکدم سے ساحل کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔۔

یہ ایک خوشگوار سا منظر تھا۔۔ وہ شرما کر شرم دلانے والے ہی کے سینے میں چھپی تھی۔۔

ooooooo

"تمہیں امید ہے وہ تمہارے پاس آئے گی۔۔" وہ اسکے سامنے بیٹھا تھا گہری مسکراہٹ سے بولا۔۔

آفکورس۔۔"وہ گہری مسکراہٹ سے بولی۔ فتح مندی کے نشے"
میں چور۔۔۔
اگر وہ نا آئی تو؟"اسنے جانچتی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا"
وہ ضرور آئے گی۔۔"اسکے لہجے میں ٹھوس پن اعتماد تھا۔"

چوبیس گھنٹے گزر گئے ہیں مگر وہ نہیں آئی۔۔"اسنے کلائی میں بندھی"
گھڑی اسکے سامنے کرتے جتایا۔۔
اسے فیصلہ کرنے دو۔۔بہت اہم ہے یہ۔۔اتنے کم وقت میں نہیں"
کیا جاتا۔۔"اسے احساس تھا کہ بازل اس وقت کن صورتحال سے
گزر رہی ہو گی۔۔۔

وہ چونکا۔۔اسکا اعتماد قابل دید تھا۔
مجھے کیوں لگ رہا ہے ایلی تم اسکی خفیہ رازدار ہو؟"وہ اتنے دن میں"
جان تو گیا تھا اسکی حرکات بیہیور سے۔کہ کچھ تو بازل شاہ کا اسکے
پاس ہے۔۔
کچھ بہت اہم۔۔۔جسکے آگے بازل شاہ بالکل کمزور سی ہے۔۔
جسکی وجہ سے اسے اتنا اعتماد تھا کہ وہ کبھی اسے نہیں ٹھکرائے گی بلکہ
مجبور ہو گی اسکے سامنے۔۔

ہاہاہاہا تمہیں ایسا کیوں لگا؟" ایلی کا مسرور سا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ وہ اسے تاثرات دیکھ رہا تھا۔۔

ہر انسان کا ایک گھر اپاسٹ ہوتا ہے۔۔ کسی کا خوشیاں بھرا تو کسی کا ناسور بھرا۔۔۔ کچھ یونہی۔۔۔۔" اسنے آنکھ دبائی۔۔ وہ کندھے اچکا گیا۔۔

میں سمجھ گیا وہ اپنے پاسٹ کی وجہ سے تمہارے آگے مجبور ہے۔۔۔" اسنے لاپرواہی سے کہا۔۔
آہہہ۔۔۔ ایلی۔۔۔۔" اچانک چھری کے گردن پر آنے سے وہ چیخ اٹھا۔۔
دو منٹ کا کھیل تھا جب اچانک کاؤنٹر سے چھری اٹھا کر اسکی گردن پر رکھ چکی تھی۔ اسکے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئی۔۔۔

خبردار اگر اپنا دماغ زیادہ چلایا۔۔ اسے کوئی نقصان پہنچا تو یاد رکھنا۔۔" میں جیزی نہیں ایلی ہوں۔۔۔" اسکی گردن پر چھوٹا سا کٹ ڈال کر اسنے اسے چیخنے پر مجبور کر دیا۔۔۔

پاگل عورت۔۔۔" وہ چیخا، دور ہوا اور گردن پر ہاتھ رکھ کر کچن سے بھاگ "
گیا روم کی طرف۔۔۔

ایلی کا قہقہہ بلند تھا۔۔ بوبی نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لیں۔۔ وہ گنگناتی ہوئی
پیچھے واپس کاؤنٹر کی طرف پلٹی اور ڈنر بنانے لگی۔۔۔ اسے یقین تھا وہ
ضرور آئے گی اور وہ اسے لیکر یہاں سے چلی جائے گی۔۔

oooooooo

ہیلو۔۔" اسنے تنگ آکر کال اٹینڈ کی اور غصے سے بولی۔۔ وہ ڈنر کر رہی تھی"
تبھی ملازمہ نے آکر اس سے کہا کہ اسکا موبائل مسلسل بج رہا ہے۔
اسنے اگنور کیا۔۔ اور اپنا ڈنر ختم کر کے وہ جب روم میں آئی تب بھی
موبائل وقفے وقفے سے بج رہا تھا۔ نمبر پاکستانی تھا انجان تھا۔۔۔
وہ سمجھ گئی رانگ نمبر ہے۔۔۔
کیسی ہو؟" دوسری طرف سے مردانہ آواز گونجی۔۔ بازل ٹھٹھک "
گئی۔۔۔

بوبی؟" وہ حیرت سے بڑبڑائی۔۔۔"
مجھے امید تھی تم مجھے پہچان جاؤ گی۔۔" وہ زور سے ہنسا۔۔۔"
مجھے کال کیوں کی؟" اسنے حیرت سے پوچھا۔۔" تم ایلی کب پاکستان"
آئے؟ اور ایلی نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟ کب سے ہو یہاں؟" اسنے ایک
ہی سانس میں کتنے سوالات کر دیئے۔۔

وہ آج ایلی کے میسج سے بہت خوش تھی۔۔ اسنے اس میں ہمت پیدا
کی تھی۔۔۔ وہ بہت پُرجوش تھی کہ بلیک مین آئے اور وہ اس سے دل کی
بات کہے۔۔۔

ریلیکس ہنی۔۔" وہ اسکی بے چینی سے محظوظ ہو کر بولا جبکہ بازل کا اسکا ہنی"
کہنا زہر سے بھی زیادہ برا لگا۔ اول تو وہ ان سے کلام کرتی ہی نہیں تھی۔۔ یہ پہلی
یا دوسری بار تھا۔۔
اور وہ بھی اسنے خود کال کی تھی۔۔
شٹ اپ! مجھے جواب دو۔۔ ایک منٹ ایک منٹ۔۔ یہ"
نمبر تمہارے پاس میرا کہاں سے آیا؟" وہ چونکی۔۔

ہاہاہا۔۔ویری سمارٹ گرل!اس سب کے جواب تمہیں مل"
جائیں گے۔بلکہ سب کے جواب دے دوں گا۔۔بہت فرصت
سے۔پہلے میں کچھ تمہیں بتانا چاہتا ہوں۔۔"وہ گھر سے باہر تھا۔
موبائل سے گاڑیوں کے ہارن کی آوازیں ساتھ آرہی تھیں۔۔۔

اسکے بدلے ہوئے ٹون پر بازل ٹھٹھکی۔۔۔
کیا کہنا چاہتے ہو؟"اسنے تیکھے سرد لہجے میں پوچھا۔۔"

میں تمہیں ایک خوشخبری دینا چاہتا ہوں مسز صارم زیدی۔۔""
اسنے گہرا سانس بھر کر بات کا آغاز کیا۔۔
واٹ یو مین؟"وہ سمجھی نہیں۔۔کیسی خوشخبری؟؟؟"

میں یہ خوشخبری دینا چاہتا ہوں تمہیں کہ تمہارے پاسٹ"
میں ایک اور تمہارا ہمراز بن گیا ہے۔۔یعنی کہ میں تمہارے
پاسٹ کے بارے میں سب کچھ جان چکا ہوں وہ بھی تمہاری لاڈلی
دوست ایلی کے منہ سے۔۔۔
اور اگر تم چاہتی ہو کہ تمہارا راز،راز ہی رہے تو اسکے لئے تمہیں کچھ

سیکریفائز کرنا ہوگا۔۔" وہ بول رہا تھا۔۔۔
اور بازل کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید تھا۔۔ جیسے جسم سے سارا خون ہی نچوڑ لیا گیا ہو۔۔ وہ بے حس بے جان کھڑی تھی۔۔۔

سانس بند ہو رہی تھی۔۔۔ آنکھوں کے سامنے جیسے گھرا اندھیرا چھانے لگا۔۔ اسکی آواز اسے کسی خوفناک بھیڑیے کی غراہٹ محسوس ہوئی۔۔۔
اسنے نہیں پوچھا کون سی قربانی۔۔۔ وہ کیسے پوچھتی؟ اسکا منہ گویا سیل دیا گیا ہو۔۔ جسم سے روح کھینچ لی گئی ہو۔۔

اگر تم چاہتی ہو بازل صارم زیدی کہ تمہارا پاسٹ ایک راز ہی رہے تو۔۔۔" شرافت سے بیس لاکھ اور تمہاری شادی کی ساری جیولری میری بتائی ہوئی جگہ پر میرے بتائے ہوئے وقت پر لے آنا۔۔۔ نہیں تو یہ راز پھر راز نہیں رہے بلکہ اس میں مزید راز دار شامل ہوں گے مثلاً حیدر شاہ اور صارم زیدی۔۔۔" وہ مکروہ ہنسی ہنس کر بولا۔۔۔

وہ اب بھی کچھ نہیں بولی۔۔ گہری جامد خاموشی۔۔

اگر کسی بھی قسم کی ہوشیاری دکھائی بازل شاہ تو اس راز میں ہزاروں"
شریک دار ہوں گے اور پھر تمہارا دی اینڈ! خبردار پولیس کے پاس
گئی۔۔۔"وہ اچھی طرح دھمکا کر کال ڈسکنیکٹ کر گیا۔۔۔

وہ لڑکھڑائی۔۔۔اسکے جسم نے جیسے روح کا ساتھ چھوڑ دیا۔۔یا روح نے جیسے جسم
کو کھو دیا۔۔۔
موبائل ٹھا کی آواز کے ساتھ ہاتھ سے چھوٹ کر دبیز قالین پر گرا۔۔
اسکی ٹانگیں کپکپا گئیں۔۔۔آنسوں ٹوٹ کر اسکے گالوں پر گرے۔۔۔
ایلی ایسا کیسے کر سکتی ہے؟"اسکے لب کپکپائے۔۔پر آواز جیسے کہیں کھو"
گئی۔۔۔مزید کھڑا رہنا اس سے محال ہو گیا۔۔وجود سن
بے جان ہو گیا۔۔۔
اگلے پل سر چکرانے سے وہ بری طرح لہرائی۔۔۔
انت الحیات۔۔۔۔!!!"معاً اسی پل کھلے دروازے سے صارم زیدی تھکا"
تھکا سا اندر داخل ہوا۔پر سامنے کا منظر دیکھتے وہ ہاتھ میں موجود فائل
اوور آل موبائل وہیں پھینک کر بھاگ کر اسے وجود کے زمین بوس
ہونے سے پہلے چیخ کر بانہوں میں بھر لیا۔۔

بب۔۔بلیک مین۔۔پ۔پلیز۔۔کل۔۔می۔۔۔"آنسوؤں سے ڈوبی"
ایک پُراذیت آواز اسکے حلق سے بمشکل نکلی۔۔وہ شاید رونا چیخنا چاہتی تھی۔۔
اسکی آنکھوں سے آنسوں بہہ رہے تھے،حالت قابلِ رحم تھی،پر حواس ساتھ چھوڑ رہے تھے۔اسنے سامنے چہرے کو دیکھ کر
بے ساختہ عاجزانہ فرمائش کر دی۔۔۔۔
اگلے پل وہ ایک ہچکی کے ساتھ رونے کی خواہش ادھوری چھوڑے اسکے بانہوں میں جھول گئی۔۔۔
صارم ششدر اسکے زرد ہوئے چہرے کو تو کبھی بانہوں میں جھولتے سرد وجود کو دیکھنے لگا۔۔

بازل۔۔۔۔؟؟؟"اسنے جھنجھوڑ دیا اسے۔۔۔۔"

oooooooo

تم بدل گئے ہو دریاب خان۔۔"وہ طنزیہ ہنس کر بولے۔۔دریاب"

نے انہیں حیرت سے دیکھا۔۔

"میرے کون سے ایکٹ سے لگا آپکو میں بدل گیا ہوں؟"

ایکٹ کی کیا ضرورت ہے؟ ہم دونوں یہاں بڈھا بڈھی اکیلے ہوتے" ہیں۔ جب سے تمہارا بھائی تمہیں ملا ہے تم پلٹ کر اب نہیں دیکھتے کہ کہیں تمہیں نویرہ کے انصاف کیلئے اپنے بھائی کو پھر سے مٹانا نا پڑے۔۔۔

تم خود اپنے سب کزنز کے ساتھ ملے ہوئے ہو، اور میری بیٹی کو غلط ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہو میں سب جانتا ہوں دریاب خان۔۔" وہ کافی طنزیہ تلخ ہو کر بول رہے تھے۔۔

آپکو لگتا ہے میں ملا ہوا ہوں؟ اور میں نویرہ کے ساتھ۔۔۔۔" دریاب" کے پاس الفاظ ختم ہو گئے۔۔ اسکے چہرے کی رنگت دیکھ کر وہ خاموش رہ گئے۔۔۔

ٹھیک ہے آگر آپ میری ڈیوٹی کی مصروفیت، میری ماں کی" تنہائی کی وجہ انکے پاس رہنے کو میرا بدلنا کہتے ہیں تو ٹھیک ہے خوشی سے کہیں۔۔۔

اور یاد رکھیے جب تک دریاب خان زندہ ہے۔۔ نویرہ کے ساتھ کوئی بھی ناانصافی نہیں کر سکتا۔۔ اسکے ساتھ ناانصافی کرنے سے پہلے انہیں دریاب خان کے سینے کو پھلانگنا ہوگا۔۔" وہ جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔ اسکا چہرہ سرخ تھا۔۔

بیٹھو دریاب۔۔" اسکے ساتھ ہی فیروز صاحب اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔

اب بیٹھنے کا کوئی جواز نہیں۔۔" اسکا لہجہ سپاٹ تھا۔۔" مجھے انتظار تھا تمہارا دریاب۔۔ تم میرے بیٹے ہو۔۔ کیا ایک باپ اپنے بیٹے سے شکوہ بھی نا کرے؟" انکا لہجہ بھیگ گیا۔۔

دریاب کے دل کو کچھ ہوا۔۔ وہ تڑپ کر انہیں دیکھنے لگا۔۔
کیسی باتیں کر رہے ہیں ڈیڈ ہزار دفعہ کریں۔۔" وہ انکے پاس آگیا اور انہیں ساتھ لگا کر بیٹھایا۔۔

دیکھو دریاب۔۔!! میری نویرہ بہت معصوم تھی۔۔ وہ بس آگے بڑھنے کے جنون میں تھی۔۔ وہ مجھ سے اپنے بڑے بڑے خواب شیئر کرتی تھی۔۔

اسکا خواب تھا وہ ایف ایس سی کے بعد ابرو ڈ جائے گی
اسکالرشپ پر۔۔۔ میں جب جب اسکی باتیں سوچتا ہوں میرا
سینا پھٹ جاتا ہے۔۔
ایک ہی اولاد بہت منتوں مردوں سے ملی تھی۔۔ میری کل
کائنات تھی وہ۔۔۔ میں دن رات ایک کر کے اسکے لئے کمانے
کے جنون میں تھا۔۔ اور میرے جنون نے مجھے اندھا کر دیا۔۔ ہوش
جب آیا تو دیکھا میرے ہاتھ میرا آنگن خالی پڑا تھا۔۔۔

مجھے پتا ہے تمہارا نکاح ہو گیا ہے۔ تم مجھ سے چھپاؤ نہیں۔۔ میں
بہت خوش ہوں تمہارے نکاح سے۔۔ میں بیٹی کی خوشیاں نہیں دیکھ
سکا۔۔ مگر میں اپنے بیٹے کی خوشیاں دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔
میں تمہارے بچوں کا دادا بننا چاہتا ہوں۔۔ اگر زندہ رہا، زندگی نے
مہلت دی تو میری اور میری بیوی کی یہ خواہش ضرور پوری کرنا۔۔۔
میں دیکھوں گا۔۔۔
میرا یہ گھر آباد کرنا، میری بیٹی مجھے لوٹانا دریاب۔۔ تم خدا کی
طرف سے میرے لئے ایک انمول تحفہ ہو۔۔ ایک کو چھین کر
رب نے ہمیں تمہاری صورت میں بیٹا دیا۔۔

تم نے میری ہزاروں نفرتوں کو جھیلنے کے بعد بھی میرا ساتھ کبھی نہیں چھوڑا۔۔ اور بالآخر میرا دل جیت لیا۔۔ میں تمہیں بیٹا کہنے سے خود کو روک نہیں پایا۔۔۔" وہ رونے لگے۔۔ دریاب ساکت سا بیٹھا رہا۔۔۔

مجھے کسی سے امید نہیں انصاف کی دریاب۔۔ کسی سے نہیں۔۔" قانون سے بھی نہیں۔۔۔ مجھے بس اپنے بیٹے سے انصاف کی امید ہے۔۔۔

تم ہم ماں باپ کی اس امید پر پورا اترنا۔۔۔" دریاب نے انکے ہاتھ تھام لیے۔۔ "پلیز ڈیڈ۔۔!" اسکی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔۔۔

یس مائی سن۔۔!" وہ خوشی سے مسکرائے۔۔۔"

مجھے تم سے کچھ کہنا ہے دریاب۔۔ "معاً وہ سنجیدہ ہوئے اور گہری سوچ" میں ڈوب کر بولے۔۔۔

جی کہیے۔۔" دریاب نے انکے لہجے میں کچھ محسوس کیا۔۔ جیسے کافی سوچ" وچار کے بعد فیصلہ لے لیا گیا ہو۔۔۔

تم ڈاکٹر تقویٰ زیدی سے بات کرو،، مجھے اپنی بیوی کے کچھ میڈیکل ٹیسٹ "
کروانے ہیں۔۔" دریاب ایکدم چونک گیا۔۔۔
کیسے ٹیسٹ ؟؟" وہ حیرت سے بولا جب فیروز چغتائی کا آنسوں "
گھاس کے تکنوں پر گرے۔۔۔
مجھے نہیں معلوم دریاب میں کیوں زندہ ہوں۔۔ اتنا سب کچھ کھونے "
کے بعد بھی۔۔۔۔
میری جوان بیٹی مجھ سے چھین لی گئی۔۔ اور میں کچھ نا کر سکا۔۔۔ میری
بیوی موت کے منہ میں پڑی ہے اور اسکا ریپ ہو گیا اور اب بھی
میں کچھ نہیں کر پا رہا۔۔" انکے الفاظ نہیں تھے گویا آسماتوں آسمان ٹوٹ
کر ٹھاٹھا کے ساتھ دریاب خان کے سر پر ٹوٹے ہیں۔۔۔

"وہ پتھر کا مجسمہ بن گیا۔۔۔ جس وہ ماں سمجھتا تھا اور اسی کا "ریپ
جو عورت بے جان پڑی تھی کون حیوان ایسا کر سکتا تھا؟

ooooooo

بازل۔۔بازل۔۔۔"وہ تیزی سے اسے بانہوں میں بھر کر بیڈ کی طرف بڑھا اور احتیاط سے اسے بیڈ پر ڈالا۔۔اور اسکی سانسوں کی رفتار،اسکی نبض چیک کرنے لگا۔۔

وہ بیہوش ہو گئی تھی۔۔۔صارم کی آنکھوں میں غصے سے کی سرخیاں تھی۔۔وہ موبائل کو دیکھتا اسکے گال کو تھپتھپا رہا تھا۔
چند لمحے بعد وہ اٹھا اور جھک کر موبائل کو اٹھایا۔۔کچھ دیر اسکی سکرین کو دیکھتا رہا تھا اور پھر گہرا سانس بھر کر اسے سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔۔
۔۔۔انت الحیات۔۔۔۔"اسنے جھک کر کان میں سرگوشی کی اور پاس رکھے ہوئے جگ کو دیکھ کر اس میں سے چند قطرے ہاتھ میں لیے۔۔
اسنے آہستہ سے ان سفید قطروں کو اسکے چہرے پر رکھا۔۔ٹھنڈے ٹھنڈے قطرے کچھ دیر وہیں ٹھہرے روشنی میں چمکتے رہے۔۔
اور پھر لڑھک گئے۔۔بہہ گئے اسے چہرے سے۔۔۔
اسنے خوبصورت سی پیشانی سے گرے بالوں کو سمیٹا اور جھک کر وہاں اپنے لب رکھ کر محبت کی مہر ثبت کر دی۔۔وہ سٹریس سے شاک

سے بیہوش ہوئی تھی۔۔

اسے تحفظ چاہیے تھا۔ اور بلیک مین جانتا تھا انت الحیات کا تحفظ وہی ہے۔۔۔

وہ اسکے پاس بیٹھا تھا، اسکے گال پر انگوٹھا پھیرتے ہوئے اسکے بالوں میں انگلیاں پھیر رہا تھا۔۔

وہ نفسیات سمجھتا تھا۔۔ وہ اسکی نفسیات سمجھ چکا تھا، اور اب اسے پر سکون کر رہا تھا۔۔ اسے اپنی موجودگی سے بتا رہا تھا کہ وہ اسے بہت قریب ہے۔۔

اسے جو بھی سٹریس ہے جسکا اسے شاک لگا ہے۔۔ وہ اس سے میں اسکے ساتھ رہے گا۔۔ وہ اسکا ہمسفر ہے۔۔

بازل سنبھل کر۔۔۔" اسے خرگوش کے پیچھے بھاگتے ہوئے دیکھ کر روحا" نے ہولتے ہوئے کہا۔۔

وہ نہیں گرے گی۔۔" اسنے پر شوق نگاہوں سے اسکی تیز رفتار دیکھتے ہوئے" کہا۔۔ روحا نے چونک کر پاس سے آتی آواز پر گردن گھما کر دیکھا۔۔

خرگوش بہت فاسٹ دوڑتا ہے۔ وہ اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی"

گر جائے گی۔۔"روحانے متفکر ہو کر کہا
نہیں گرے گی۔۔ اگر یہی سوچے گی کہ گر جاؤں گی تو کیسے پھر دوڑے گی؟""
روحانے اسکے گندمی رنگ چہرے کو دیکھا۔۔

لازمی ہے کسی سے ریس لگائیں پھر دوڑیں؟"روحانے اس سے پوچھا وہ"
سامنے خرگوش کے ساتھ بھاگتی ہوئی بازل کو دیکھ رہا تھا۔۔
بالکل!بغیر ریس کے جیتنے کا جنون کیسے پیدا ہو گا؟انسان کی خاص"
طور فطرت یہی ہے کہ وہ یا تو دوسرے کو دیکھ کر حد جلن کا شکار ہوتا
ہے یا اس سے آگے نکلنے کا جنون اس میں پیدا ہوتا ہے۔۔
اگر تمہارے پاس کسی چیز میں ریس نا ہو، تو تمہیں تمہاری زندگی
رکتی ہوئی محسوس ہو گی۔۔ تم کامیابی سے آشنا نہیں ہو سکو گی۔۔
اگر تم خود سے ریس لگاؤ گی تو تم خود کو جیتو گی۔۔
اگر تم کسی اور سے ریس لگاؤ گی۔۔"اسنے سامنے خرگوش سے جیتنے کی
کوشش کرتی بازل کی طرف اشارہ کیا۔۔"تو تم کامیاب ہو جاؤ
"گی۔۔

خود سے کیسے ریس لگاتے ہیں؟"وہ نا سمجھی سے اس سے پوچھنے لگی"

وہ اسکی سیاہ آنکھوں میں دیکھتا مسکرایا۔۔ "تمہارے اندر کچھ موجود ہے۔۔" اسنے کہا وہ چونکی۔۔ "کیا؟"
نفس خواہش آرزو۔۔۔ "وہ ہولے سے بولا۔۔ "اگر ان کو مار دو گی ان سے مقابلہ کر لو گی تو تم خود سے جیت جاؤ گی۔۔" وہ خاموش ہو گئی۔۔ اور سامنے دیکھنے لگی۔۔۔

اسنے بازل کو دیکھا۔۔ وہ جانتی تھی اگر وہ آج پھر ہاری تو وہ بہت غصہ ہو گی۔۔ اس سے بھی خفا رہے گی۔۔ اسے ڈر تھا۔۔

اور اگر وہ ہار گئی تو؟ پھر کامیابی تو اسکے پاس نہیں ہو گی وہ تو کسی دوسرے کے پاس ہو گی۔۔ مثلاً خرگوش۔۔۔۔ "اسنے ڈرتی نگاہوں سے بازل کو دیکھتے پاس کھڑے صارم سے پوچھا۔۔
آہہہ۔۔۔ "شاہ ہاؤس کی بیک سائیڈ پر ایک بلند چیخ گونجی۔۔" روحا نے سختی سے آنکھیں میچلیں۔۔ "اور وہ گر گئی۔۔۔ پھر سے۔۔ ہار گئی "پھر سے۔۔۔
پھر اس کے پاس ایکسپیرنس ہو گا یعنی تجربہ۔۔۔ تم اسے روکنے والی" نہیں اٹھانے والی بنو۔۔ پھر اسے جیت نہیں بلکہ ہار بھی کام آئے گی۔۔

کیونکہ جیت میں نشہ اور ہار میں تجربہ ہوتا ہے۔۔ دنیا میں تجربہ بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے۔۔" اسنے کہتے گھٹنوں بلے گری غصے سے سرخ اس دو پونیوں والی بچی کو اٹھایا۔۔۔

اسکی آنکھیں بھی گرے تھیں۔۔ وہ حیدر شاہ کی بیٹی تھی مگر اسے امریکہ کی فضاؤں نے اپنے رنگ میں رنگ لیا تھا۔۔ تبھی اسکے بال بھی ایسے تھے۔۔۔

وہ بہت خوبصورت تھی۔۔ مبہوت کرنے والی۔۔ سب بچوں سے خوبصورت۔۔۔

وہ بازل شاہ تھی سب سے منفرد۔۔۔ "بلیک بوائے" وہ اس پر اپنا غصہ اتارنے لگی۔۔ پیچھے کھڑی روحازر دپڑ گئی۔۔

بازل وہ بہت اچھا ہے۔۔ غصہ مت کرو۔۔" اسنے کمزور سی آواز میں کہا مگر وہ اسے غصے دیکھتی پول میں گرے خرگوش کو دیکھتی اگلے ہی لمحے خود بھی پول میں چھلانگ لگا چکی تھی۔۔

اور اس خرگوش کو گردن سے دبوچ کر باہر لائی۔۔۔

وہ آنکھیں پھیلا کر اس ظلم کو دیکھنے لگا۔۔۔

وہ معصوم سفید خرگوش اسکی گرفت میں پھڑ پھڑایا۔۔ اسنے

چھوڑنے کے بجائے ایکدم سے اسے بانہوں میں دبوچ لیا۔۔۔

وہ پول سے نکل کر باہر آئی اور اسکے پاس سے گزرتے ہوئے اچانک رکی۔۔
"واٹ ازیور نیم بلیک بوائے؟" اس چھوٹی سی بچی میں بلا کا ایٹیٹیوڈ تھا۔۔
صارم کو وہ بالکل صام کی کاپی لگی۔۔

"صارم زیدی!" وہ آہستہ سے بولا جب اچانک ہی اسنے بالوں کی دونوں
پونیوں کو جھٹکا دیا۔۔پانی کی بوندیں سیدھا اسکے چہرے پر پڑیں۔۔۔
وہ مسکرا دیا۔۔۔ اسے دو پونیوں والی بچی پسند آئی تھی۔۔
اچھا نہیں۔۔" وہ ناک سکڑ کر چلی گئی۔۔۔۔"

"کیا وہ جیت گئی ہے؟" اسکے جانے کے بعد وہ اسکے پاس آئی۔۔
"تمہیں کیا لگتا ہے؟" وہ الٹا اس سے بولا اور رومال نکال کر اپنا چہرہ
صاف کرنے لگا۔۔۔
"مجھے نہیں پتا اسلئے تو تم سے پوچھ رہی ہوں۔۔ اگر تم ایک جواب دے دو
"تو میں اس سے طرح سے ہمت دوں۔۔

مجھے نہیں لگتا کہ وہ کبھی ہار سکتی ہے۔۔"وہ کندھے اچکا کر بولا اور اپنا رومال چہرہ صاف کر کے جیب میں رکھا۔۔وہ کچھ دیر اسے ناسمجھی سے دیکھتی رہی۔۔۔

اور پھر آہستہ سے مسکراتی پلٹی بازل کی پیچھے بھاگی۔۔۔

صارم۔۔۔"معاً اسنے اچانک رک کر اسے پکارا۔۔"

جی۔۔"وہ اسے دیکھنے لگا۔۔۔"

فرینڈز؟"اسنے سوالیہ پوچھا۔۔"

پر تمہیں لڑکیوں کو دوست بنانا چاہیے۔۔"وہ چھوٹا تھا۔۔۔پر وہ جانتا تھا۔۔۔

اسکی دمکتا چہرہ مرجھایا۔۔۔"شاہ نے سب کو منع کیا ہے۔۔"

اسکی آنکھوں میں پانی آگیا۔۔

اسکی موٹی موٹی سیاہ آنکھوں میں پانی دیکھتے وہ کمزور سا پڑ گیا۔۔

اوکے فرینڈز۔۔۔۔"وہ بے ساختہ بولا۔۔۔۔۔"

وہ کھل اٹھی۔۔۔۔۔

وہ بازل۔۔۔۔"وہ ہنستی ہوئی بھاگ گئی۔۔۔۔"

اسنے مسکراتے ہوئے نگاہیں اٹھائیں سامنے ہی گرے کرسٹل جیسی آنکھوں میں اتر گیا۔۔۔

واٹ ہیپنڈ؟" اسنے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھاما۔۔ اسکی سفیس کلائی" میں وہ بریسلٹ موجود تھا۔۔

صارم نے اسکے بریسلٹ کو دیکھتے اسکی آنکھوں میں جھانکا۔۔ وہ اسے خاموشی سے دیکھ رہی تھی اور اسنے بھی اسکی آنکھوں میں دیکھتے اسکے ہاتھ کی پشت پر اپنے لب رکھے۔۔۔

بلیک مین۔۔" اسکی بھوری آنکھوں کی شعاعوں نے جیسے اسکے" مرجھائے دل میں توانائی بھر دی۔۔ وہ ایکدم اٹھ کر اسکے چوڑے سینے سے لگی۔۔ اور گردن پر ٹھوڑی رکھ کر اسکے چوڑے وجود میں سمٹنے لگی۔۔۔

صارم نے مسکراتے ہوئے اسکی کمر پر بازو باندھ کر اسے اپنے وسیع سینے میں بھینچ کر اسکی گردن پر ہونٹ رکھے اپنے۔۔۔

وہ بھول گئی۔۔ جیکی۔۔ اسکی بلیک میلنگ۔۔۔ سب۔۔ کچھ۔۔۔

وہ اسکی روح میں اترنے لگی تھی۔۔

میں تمہارے پاس ہوں۔۔" وہ اسے بانہوں میں بھر کر اٹھا۔۔" بہت۔۔" وہ سرگوشی میں بولی۔۔۔ اسکی گردن میں بانہیں باندھی،"

شانے پر سر ٹکایا۔ وہ اب سکون میں تھی۔۔۔ وہ پاس تھا بہت۔۔۔

صارم نے چلتے ہوئے ڈور بند کیا۔۔ ایک بازو اسکی کمر کے گرد حائل کیا۔۔ اور نیچے جھکا۔۔ وہ کسی کارٹون کی طرح جھول گئی۔۔

اسکے گرے بال صارم کی آنکھوں کے سامنے آئیں۔۔ وہ مسکرا دیا۔۔۔ وہ فائل اوور آل اٹھا کر سیدھا ہوا۔۔۔

آئی وناسلیپ ان یور آرمز۔۔" وہ صارم کے کان میں کہنے لگی۔ اسکا دل زور سے دھڑکا۔۔

اسے لگا آج وہ اسکا ضبط توڑ دے گی۔۔۔ "اینڈ آئی ونا۔۔۔" وہ نہیں کہہ سکا۔۔۔ وہ ادھورے جملے پر چہرہ شانے سے اٹھا کر اسکے چہرے کے سامنے آئی۔۔۔

اسکی بھوری آنکھوں میں محسوس کیے جانے والی مدھم سی خماری تھی۔۔ جبکہ وہ نظریں چرا رہا تھا۔۔

بلیک مین۔۔" اسنے آہستہ سے گردن سے انگلیاں سرکا کر اسکے بالوں میں ڈالیں۔۔ وہ بھول گیا کہ اسے فائل اور اوور آل کہاں رکھنا ہے۔۔۔

وہ اپنے روم میں انکی جگہ بھول گیا۔۔ یہاں وہاں جگہ تلاشنے لگا۔۔ پر

ایسی جگہ ہی نہیں دکھ رہی تھی جہاں وہ انہیں رکھ سکے۔۔ ہر طرف تو بس وہی تھی۔۔

وہ الجھ گیا تھا۔۔ بازل نے اسکے تاثرات پڑھ کر ایکدم قہقہہ لگایا۔۔۔ صارم نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔۔ اور بے ساختہ خود بھی اگلے لمحے قہقہہ لگا اٹھا۔۔

وہاں۔۔" بازل نے سامنے بائیں اشارہ کیا۔۔"

صارم نے کھسیاہٹ سے سر کھجاتے ہوئے اسے دیکھا۔۔

"شکریہ۔۔" وہ ہنس پڑا۔۔ اچانک اسکے گلابی ہونٹوں کو چھو کر شکریہ ادا کیا۔۔۔

وہ گلابی ہو گئی۔۔۔ اسکے شکریہ ادا کرنے کے انداز پر۔۔۔

صارم نے اسکے چہرے پر رنگ دیکھتے فائل اوور آل اپنی جگہ رکھ کر بیڈ کی طرف بڑھا اور پاس آکر جھک کر اسے اپنی جگہ پر ڈالا۔۔۔

میں چینج کر کے آؤں۔۔" وہ گال سہلا کر بولتا اٹھنے لگا جب وہ اسکی" شرٹ کے کالر کو جکڑ گئی۔۔۔ صارم نے تھم کر اسے دیکھا۔۔

اسکی پلکیں جھکی ہوئی تھیں۔۔ وہ کچھ کہنا چاہتی تھی۔۔

اسکے ہونٹ کچھ کہنے کیلئے کپکپا رہے تھے۔۔اسکی دھڑکنیں بھی تیز تھیں۔۔۔

اسنے انگلی اسکے گلابی ہونٹوں پر پھیری۔۔ہاتھ اسکی گردن کے نیچے ڈالتے سر بلند کیا اور آہستہ سے جھک گیا۔۔

اسنے ان کپکپاتی پنکھڑیوں پر گہرا بوسہ دیا۔۔

ٹیک یور ٹائم۔۔۔"وہ آنکھیں موندیں گہرے سانس لینے لگی۔۔"

صارم نے اسکی پیشانی سے بال سمیٹے اور گال تھپتھپا کر اٹھ گیا۔۔

وہ اپنا نائیٹ ڈریس نکالنے کیلئے وارڈروب کی طرف بڑھا۔۔بازل نے اسے وارڈروب کھولے کھڑا دیکھ کر ایکدم کروٹ اسکی طرف سے بدل دی۔۔۔

تبھی چونکا، سامنے ہینگ شرٹ کو دیکھ کر آنکھیں سکڑیں۔۔۔

وہ اسکی شرٹ تھی۔۔مگر اس پر نشان۔۔۔۔۔

اسنے جلدی سے شرٹ اتاری۔۔۔اور ایکدم سے سامنے کرتے الٹ پلٹ کر دیکھی۔۔

ہاں یہ تو اسکی ہی شرٹ تھی مگر اس پر ہونٹوں کے نشان۔۔۔۔

وہ پیچھے ہٹا۔۔فانوس کی ساری شعاعیں ان نشان پر تھیں۔۔

صارم کا چہرہ سرخ ہو گیا۔۔وہ مسکراہٹ لبوں میں چھپا کر اسکی پشت کو دیکھنے لگا۔۔۔

انت الحیات دیکھو جوجو کی شرارتیں۔۔"وہ شرارتی مسکراہٹ "
لبوں میں سجا کر اسکی طرف بڑھا۔۔
بازل کو جھٹکا لگا۔۔
واٹ یو مین؟؟"وہ غصے سے ایکدم اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔"کیا جوجو کے "
"ہونٹ اسکے جیسے ہیں؟
تم غصہ کیوں ہو رہی ہو کیا تم نے کیے ہیں؟"وہ غور غور دیکھتا اس سے "
پوچھنے لگا۔۔

کیا میں تمہیں ایسے فضول کام کرنے والی لگتی ہوں۔۔۔؟"خفت سے اسکا"
چہرہ سرخ ہو گیا۔۔"سٹوپڈ کیا جوجو کے ہونٹ ایسے ہیں؟یہ تو کسی
انسان کے لگ رہے ہیں۔۔"وہ نہیں چاہتی تھی وہ اس سے پوچھے۔۔۔
وہ بس چاہتی تھی کہ اسکی شدت کو سمجھ کر خاموش

ہو جائے۔۔۔ کوئی بحث نا کرے۔۔۔

پوائنٹ !لگ تو انسان بلکہ لڑکی کے ہونٹ رہے ہیں۔۔ "وہ ہونٹوں کی" نشان پر انگلی پھیرنے لگا۔۔ بازل کا چہرہ لال پڑ گیا۔۔ ابھی وہ کچھ دیر پہلے اسکے ہونٹوں پر یہی عمل دہرا چکا تھا۔۔۔۔

وہ اسکے تاثرات دیکھنے لگی۔۔۔ اسنے مسکراتی نگاہیں بازل کی طرف اٹھائیں۔۔ اور وہ بھوری آنکھیں اس سے کہہ رہی تھی "میں سمجھ "گیا۔۔

اسکا دھک دھک کرتا دل اسے اپنے کانوں میں سنائی دینے لگا۔۔

وہ حیا سے نگاہیں جھکا گئیں۔۔۔

میں سمجھ گیا انت الحیات۔۔۔ یہ کسی جنی کا کام ہے۔۔۔ "وہ" جو اسکے کان پر جھکنے سے دل پر ہاتھ رکھ چکی تھی۔۔ اسکے آگے والے جملے پر ہونقوں کی چہرہ اسے دیکھنے لگی۔۔۔

مجھے شک ہے کوئی جنی تمہارے بلیک مین پر ڈاکا ڈالنے والی ہے۔۔ """ وہ زار داری سے کہتا اپنی جگہ سے اٹھا۔۔۔

سٹوپڈ!!!" وہ پیچھے ضبط نا کرتے ہوئے اچانک چیخی۔۔۔"

ہاہاہا۔۔۔"صارم نے قہقہہ لگاتے اس شرٹ کے نشان پر اپنے"
ہونٹ رکھے اور اسے قیمتی اثاثہ سمجھ کر اندر رکھ دیا۔۔۔

ایسے بہت لمحے آئیں گے جب وہ اسے کام آئے گی۔۔
پہلا خاص لمحہ جب وہ اپنے بچوں کو دکھائے گا۔۔

میں ڈنر کر کے آیا۔۔"وہ چینج ہو کر بالوں میں برش کرتا اسکا گال چھو کر روم"
سے نکلا۔۔۔۔

وہ اسکی ہشت کو دیکھنے لگی۔۔اور اسکے جانے پر اسنے گہرا سانس
بھرا۔۔وہ آتا تھا تو لگتا ہر چیز مسکرا رہی ہے۔۔جب وہ جاتا تو لگتا
ہر چیز اداس ہو گئی ہے۔۔۔
یہ اسکا دماغی توازن بگڑ چکا تھا۔۔۔۔یا حقیقت میں ایسا تھا۔۔۔

اسنے پاس رکھے جگ سے گلاس پانی کا بھر کر لبوں سے لگایا ہی تھا تبھی
ٹیبل پر رکھا اسکا موبائل بج اٹھا۔۔۔
وہ اچانک سے موبائل بجنے سے ڈر گئی۔۔۔پانی بھی حلق میں پھنس

گیا۔۔بری کر کھانستے ہوئے اسنے گلاس ٹیبل پر رکھا۔۔اور گہرے سانس بھرتے خوفزدہ نظروں سے موبائل کو دیکھا۔۔۔

بوبی؟؟"سب سے پہلا ڈراؤنا خیال یہی تھا کہ پھر سے بونی ہو گا۔۔اور" پھر سے بلیک میل کرے گا۔۔ڈیمانڈ بڑھا لے گا۔۔

ایلی تو کہتی تھی اسکا ملک بہت اچھا ہے اسکے لوگ اچھے ہیں۔۔۔" پھر یہ بوبی۔۔۔اور ایلی نے دھوکہ کیا۔۔۔"وہ اپنا ہونٹ کچلنے لگی۔۔۔
اگر نہیں اٹھایا تو وہ صارم کو۔۔۔"وہ ڈر کر نفی کرنے لگی۔۔۔"
اسکی نفرت کا تو وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔۔

ہیلو؟"بغیر دیکھے اسنے جھٹکے سے موبائل اٹھا کال اوکے کرتے دھک" دھک دل سے کہا۔۔۔۔
کیسی ہو؟"دوسری طرف بھیگا لہجہ تھا۔۔۔"
اسکی تیز تیز دھڑکتی دھڑکنیں کانپتے ہاتھ کچلتے لب۔۔۔سب جیسے ساکت ہو گئے۔۔۔

بازل!!" وہ رو رہی تھیں۔۔۔" مجھے معاف کر دو۔۔۔ میرا قطعی وہ"
مطلب نہیں تھا جو تم نے سوچ لیا ہے۔۔۔" انہوں نے رک کر
کہا۔۔۔

کال کیوں کی؟" اسنے پھنکار کر پوچھا۔۔"

ڈیڈ نے گھر سے نکال دیا ہے؟" معاً کچھ سوچ کر اسنے قہقہہ لگاتے چبھتے لہجے"
میں پوچھا۔۔

مہکار شاہ نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔۔

بازل۔۔۔" لہجے میں ایک تڑپ تھی۔۔ جسنے بازل کی آنکھوں میں"
مرچیں گھول دیں۔۔۔

مجھے نفرت ہے آپ سے مسز حیدر۔۔۔!!" وہ چلائی۔۔"

ہاں کرو مجھ سے نفرت ہزار مرتبہ کرو پر میں تم سے کچھ کہنا"
چاہتی ہوں بہت ضروری ہے بازل سن لو۔۔ وو۔۔ وہ۔۔" اسنے کافی سوچ
وچار کے بعد فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اسے بتا دے گی۔۔۔

پر ابھی اسکا لہجہ جہاں اسکا نام لینے میں کپکپایا تھا وہیں اسنے
چونک کر موبائل کو دیکھا۔۔۔

بازل۔۔۔؟ بازل۔۔!!!" اسنے دو چار بار پکارا مگر جواب ندارد۔۔۔"

وہ زرد پڑ گئیں۔۔۔ انہوں نے جلدی سے اسے کال دوبارہ ملائی۔۔۔
پر نمبر بند تھا۔۔۔ وہ موبائل کو دیکھتیں آنسوں بہانے لگیں۔۔

حجاب کچھ بھی کہے مجھے ایک بار اس سے بات کرنی ہی ہو گی۔۔ "وہ کافی" دیر سوچنے کے بعد حتمی فیصلہ کر کے موبائل کی اسکرین کو دیکھنے لگیں۔۔۔

اسے بازل کو بچانا ہی ہو گا۔۔۔ وہ سب ایک بار پھر نہیں۔۔۔۔ وہ اسکی مسکراتی زندگی پھر سے تباہ نہیں کر سکتیں۔۔۔ وہ پھر خاموش نہیں ہو سکتیں۔۔۔
ایک بار پھر خاموشی انہیں نہیں مار سکتی۔۔۔ وہ اپنے بھائی کی پشت میں چھرا نہیں گھونپ سکتی۔۔۔۔
اسے اپنے باپ کی شدت سے یاد آ رہی تھی۔۔۔ اگر وہ ہوتے تو وہ کبھی بھی ایسے نا ہوتے۔۔۔۔
وہ رونے لگیں گھٹ گھٹ کر آج پھر رونے لگیں۔۔۔

ooooooo

ڈاکٹر انوشہ! ایک پیشنٹ ہے کافی سیریس حالت میں، آپکو بلا"

رہا ہے۔۔ آپریشن روم میں۔۔" وہ وہاں ایک بچے کا چیک اپ کر رہی تھی جسکا ابھی آپریشن ہوا تھا۔ تبھی دوسری ڈاکٹر نے وارڈ میں داخل ہو کر اسے مخاطب کرتے کہا۔۔۔

انوشہ نے چونک کر دیکھا "سیریس حالت میں ہے اور مجھے بلا رہا ہے؟" وہ سمجھی نہیں۔۔ اگر سیریس حالت ہے تو اسے کیسے کیوں بلا رہا ہے۔۔۔

ہاں اسکے عزیز ساتھ نہیں ہیں اسنے خود آپ کو بلایا ہے۔۔ آپ دیکھ لیں مجھے ایک پیشنٹ کو دیکھنا ہے۔" وہ سر ہلا کر کہتی اجازت لیکر چلی گئی۔۔

وہ اچنبھے میں پڑ گئی۔۔۔

وہ بھی آپکو لائیک کرتا ہو گا۔۔ پر آپ نے کہا ہے آپ شادی مجھ سے " کریں گی۔۔" وہ چھوٹا بچہ کل رات کی باتیں یاد دلانے لگا۔۔

اسے یاد تھا جب وہ آپریشن کیلئے نہیں مان رہا تھا، اسے برین ٹیومر تھا اور سینئر ڈاکٹر تقویٰ اور ڈاکٹر صارم آپریشن کرنے والے تھے پر بچہ نہیں مان رہا تھا تبھی انوشہ نے اسے منایا تھا وہ بھی اسکی یہ شرط مان کر کہ اگر وہ ٹھیک ہو کر بڑا ہو گا تو وہ اس سے شادی کرے گی۔۔۔

مجھے یاد ہے سب۔۔ اسے میں نہیں پسند۔۔ بری بات۔۔ وہ پیشنٹ "
ہے۔ اب تم اچھے بچے کی طرح آرام کرو تب تک میں دیکھ کر آتی
ہوں۔۔" وہ اسکا گال چھو کر نرس کو ہدایت کرتی مسکراتی نظر اس پر ڈال
کر سر پر دوپٹہ ٹھیک کر روم سے باہر نکل کر راہ داری میں چلتی ہوئی
جا رہی تھی۔۔
لاسٹ منزل پر آپریشن روم تھے۔ وہ سوچ کر لفٹ میں داخل ہوئی۔۔
لفٹ رکی وہ باہر نکل آئی۔۔ وہاں سینئر ڈاکٹر بھی موجود تھے۔۔

اب وہ کس سے پوچھے کہ اسے کون سا پیشنٹ بلا رہا ہے۔ وہ راہ داری میں
چلتی فکر مندی سے اپنا نچلہ ہونٹ دبانے لگی۔۔
وہ اور ڈاکٹر صارم ہمیشہ سینئر ڈاکٹرز کے ساتھ آپریشن روم میں
جاتے تھے۔۔ کیونکہ یہاں بڑے آپریشن ہوتے تھے۔۔۔

واپس جا کر اسی ڈاکٹر سے پوچھنا پڑے گا۔" وہ سر ہلاتی واپس "
مڑنے ہی والی تھی کہ اچانک ہی کسی نے اسکی کلائی کو پکڑا اور گلے ہی لمحے
وہ کھینچتی ہوئی اندر روم میں چلی گئی۔۔

ابھی وہ چیختی، احتجاج کرتی یا الرٹ بٹن دباتی کہ ایکدم سے دروازہ بند ہوا اور دوسرے لمحے اسکے منہ پر سختی سے ہاتھ جما کر اسے دیوار سے لگایا۔۔

انوشہ کی آنکھیں انتہائی حد تک پھیل گئیں۔۔جب سامنے اس چہرے کو پایا۔۔۔

وہ وہی تھا۔۔۔زیاف زیدی۔۔۔

چیخنے کی کوشش مت کرنا ورنہ یہ گولی تمہارے بھیجے میں اتار دوں" گا۔۔"اسنے دوسرے ہاتھ میں موجود گن اسنے انوشہ کے سر پر رکھا۔۔۔

اسکی آنکھیں مزید انتہائی تک پھیل گئیں۔۔۔

زیاف اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔۔۔

اسے لگا اسے محبت ہو جائے گی۔۔۔۔

ایک تو محبت دوسرا صدمہ۔۔۔۔

اسے لگتا تھا یہ دونوں بہت گہرائی سے اسکے نصیب میں لکھے گئے تھے۔۔کبھی اسکا پیچھا نہیں چھوڑ سکتے۔۔

بولو کیا دیکھا تھا؟" وہ گھور کر سختی سے اس سے بولا۔۔ "کیا سمجھتی ہو تم"
مجھے ؟ اگر ذرا بھی میرے خلاف کوئی بکواس کی تو جان سے مار دوں گا
ڈاکٹرنی۔۔
تم یتیم مینڈکوں کا آپریشن کر کے ڈاکٹر بننے والی مت بھولنا کہ میں
مستقبل کا منسٹر ہوں۔۔۔ چٹکیوں میں مسل دوں گا۔۔" وہ اس پر طنز
کرتا ڈرا دھمکا رہا تھا۔۔

کچھ بولو بھی گڑ کھا لیا ہے کیا؟" اسنے اسکی آنکھوں میں دیکھتے"
گھورا۔۔۔ انوشہ نے اسکی آنکھوں میں دیکھا اور پھر اپنے منہ پر رکھے
اسکے ہاتھ کو۔۔۔
وہ اپس کر کے ہٹاتا اس سے پہلے ہی انوشہ جھٹکے سے ہٹا چکی تھی۔۔
سمجھتے کیا ہو تم خود کو۔۔؟؟" وہ چیخ کر طیش میں اپنا ہاتھ فضا"
میں بلند کرتی اسکے گال پر نشان چھوڑنے ہی والی تھی کہ ایکدم اسنے اسکے
ہاتھ کو فضا میں بلند ہی مٹھی میں جکڑ جھٹکے سے دیوار سے لگایا۔۔۔
وہ اس سے پہلے سے زیادہ غصہ تھی۔۔۔ زیاف کو اندازہ ہو گیا تھا۔۔
ورنہ زیاف سائیں سے یہ جرات نا کرتی

زیاف زیدی۔۔۔!صرف سنگل رہنے میں مار کھا گیا ہے ورنہ "
چیل جیسی نظر اور چیتے جیسا شکاری ہے۔۔"وہ اسکے چہرے پر جھکا
سرد لہجے میں گویا ہوا۔۔
شاید ایک پوائنٹ ایڈ کرنا بھول گئے۔۔۔زیدی سائیں کہ خرگوش "
کی رفتار سے بھاگنا بھی جانتے ہیں۔۔
دیکھا تھا میں نے آپکو ساحل بھائی پر گولی چلاتے۔۔اور میں
یہ سب کو بتاؤں گی۔۔کیسے گولی چلا کر خرگوش کی طرح بھاگے
تھے۔۔"وہ اسکی بات کاٹ کر چبا چبا کر غصے طیش میں بولی۔۔۔
زہاف کا چہرہ سرخ ہو گیا۔۔
تم چھٹانک بھر کی لڑکی مجھے دھمکا رہی ہو؟"وہ استہزائیہ ہنسا۔۔۔"
میں چھٹانک بھر کی لڑکی تمہاری آنکھوں کے سامنے تارے نچوا"
سکتی ہوں۔۔صرف ویٹ کرو میرا باپ بھائی آجائے پھر
دیکھنا کیسے تمہیں میڈیا کے سامنے لاتی ہوں۔۔
"تمہیں مزید خوشخبری دے دوں۔۔۔۔۔

ابھی مت دو لوگ باتیں بنائیں گے ڈاکٹرنی۔۔۔"وہ اس سے تلخ لہجے"
میں بہت کچھ کہنا چاہتی تھی پر زیاف نے بیچ میں ہی بات کاٹ

کر اپنی بات کر دی۔۔۔

ایک پل کیلئے تو انوشہ کچھ سمجھ نا سکی۔۔ دوسرے لمحے سمجھ کر اسکا چہرہ انتہائی حد تک سرخ پڑ گیا۔۔

"واٹ ربش!!" اسنے ایک ہاتھ اسکی گرفت سے چھڑوایا۔۔ پر ناکام۔۔۔ اسنے دوسرے ہاتھ الٹا طمانچہ اسکے چہرے پر مارنا چاہا کہ ایکدم سے اسنے وہ ہاتھ بھی دیوار سے لگا دیا۔۔

وہ پاگل تو نہیں ہو گیا تھا۔۔۔

"تمہیں لگتا ہے میں ایسا ہوں؟" وہ اسکی آنکھوں میں جھانک کر بولا۔۔ انوشہ نے اسکی آنکھوں میں گھورتے ہوئے سر دوسری طرف موڑ دیا۔۔

"مجھے کچھ مت بتاؤ تم کیسے ہو۔۔ میں اندھی نہیں ہوں سب کچھ دیکھتی ہوں زیاف زیدی۔۔ تم یہاں کیوں ہو۔۔ کیا کرتے ہو۔۔۔ کس سے ملتے ہو اور کس کے پیچھے بھاگتے ہو۔۔۔" وہ جتا جتا کر کہتی اپنی بھرائی آواز کو چھپانے لگی۔۔

تم سے محبت نہیں ہوتی تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟" وہ گھمبیر لہجے میں کہتا اسے اپنی طرف کھینچ چکا تھا۔۔۔

میرے علاوہ تو تمہیں ہر دوسری لڑکی سے محبت ہو جاتی ہے" زیاف زیدی۔۔۔" وہ تلخ چبھتے لہجے میں بولی۔۔۔ اور کسمسائی پر وہ اسکے دونوں بازو اسکی پشت پر باندھ چکا تھا۔۔

تم کر لو مجھ سے محبت پھر مجھے کسی سے نہیں ہو گی۔۔" اسنے اسکی گال پر جھولتی چھوٹی سی لٹ پر پھونک ماری۔۔

انوشہ طیش ناگواریت سے اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔
علاج کرو میرا! صدمہ لگا ہے مجھے تمہاری قربت کا۔۔ مسز" زیاف۔۔۔" وہ اسکے کان میں سرگوشی سے بولا۔۔۔

زیاف چھوڑو۔۔۔" وہ سرخ ہوتی غصے سے پھڑپھڑائی۔۔ اسے ڈر تھا کہ" وہ پھنس نا جائے۔۔ وہ جو ہمیشہ احتیاط کر کے چلتی تھی آج یہ انسان گلے نا پڑ جائے۔۔

چھوڑو خفگی پہلی بار قریب آئی ہو کچھ اسپیشل کرو۔۔۔"وہ اسکے"
چہرے کے سامنے اپنا چہرہ لاتا۔۔اسکے گندمی رنگ چہرے
کے دلکش نقوش میں اترتی سرخی۔۔ بھرے بھرے گلابی ہونٹوں
کے ابھرے کناروں کو دیکھتا حصار تنگ کر گیا۔۔۔

وہ اسکی نظروں سے بوکھلا کر گڑبڑائی۔۔۔

پاگل مت بنو یہ ہاسپٹل ہے۔۔ آنٹی انکل موجود ہیں زیاف۔۔۔"انوشہ"
اسکے تنگ ہوتے حصار میں ایکدم سراسیمہ ہو کر غصے سے بولی۔۔۔
تو تمہیں کون کہتا ہے گھر پر اپنے بھائی کا پہرہ لگا کر رکھو۔۔ارد گرد۔۔اور"
اتنی سخت دل ہو اکیلا اکیلا ہوتا ہوں کبھی ایک بار بھی پلٹ کر نہیں
دیکھتی۔۔۔
پھر تو ظاہر ہے یہی سب کچھ ہوگا۔۔۔"اسکی گرم سانسیں انوشہ کو اپنے
چہرے پر محسوس ہونے لگی۔۔وہ پیچھے ہونے لگی۔۔
پر نا اسکا حصار ٹوٹنا ہی جگہ ملی فرار کی۔۔وہ سیدھا دیوار سے جا
لگی۔۔

بات مت گھماؤ! تم نے ساحل بھائی پر اٹیک کیوں کیا؟ مجھے تو" حیرت ہوتی ہے کہ تم نے ایسا کیا۔۔" وہ بے یقینی سے اسکی آنکھوں میں دیکھتی بولی۔۔۔

تمہیں اب میرے اگلے قدم سے بھی حیرت ہو گی۔۔ جب" اچانک تم پر اٹیک ہو گا۔۔۔" وہ مسرور لہجے میں کہتا انوشہ کے آنکھیں پھیلانے پر اچانک اسکے چہرے پر جھکا اور آہستہ سے اسکے ہونٹوں کو اپنی سخت گرفت میں لے لیا۔۔

اسنے اسکی کلائیاں چھوڑ کر اسکی کمر میں بازو باندھ لیے۔۔ انوشہ نے اسکے کندھوں سے جکڑ کر اسے خود سے دور کرنا چاہا۔۔ کافی تگ و دو کے بعد وہ ناکام اور نڈھال سی ہو گئی۔۔

وہ اسلئے تو اس سے دور رہتی تھی۔ وہ اسے اچھے سے جانتی تھی وہ کس قدر چالاک شخص ہے۔ اسلئے تو وہ اسکی پہنچ سے دور صائم زیدی کے پاس پاس رہتی تھی تاکہ وہ اس تک اپنی پہنچ نا بنا سکے۔۔

اور صائم زیدی نے اس سے وعدہ کیا تھا، اسکے خواب کے پورا ہونے سے پہلے کبھی رخصتی نہیں ہو گی۔۔ اور وہ شادی ہونے کے بعد بھی

شدید کنوارہ تھا۔۔

اسلئے تو روز محبت کر کے اسکا دل جلاتا تھا، پر اسنے بھی اس طرح نظر انداز کیا تھا جیسے وہ اسے جانتی ہی نہیں۔۔

کبھی کبھی انجانوں کی طرح مخاطب کر کے دل بھی جلاتی تھی۔۔

اور وہ بھی تو پیچھے نہیں ہوتا تھا، روز نئے نمبر سے اسے اپنی نئی محبتوں کے قصے ٹیکسٹ کرتا تھا۔ اور ہر نئی سم سے جتاتا تھا کہ یہ فلاں کیلئے نمبر سیو ہے اور یہ فلاں کیلئے۔۔۔

تمہیں ترس نہیں آتا میری تنہائیوں پر مسز زیاف۔۔"وہ اسے جھٹکے" سے گھما کر اسکی پشت سینے سے لگاتا اسکے آگے بازوؤں سختی سے باندھ گیا اور اپنی ٹھوڑی اسکی گردن پر رکھی۔۔۔

زیاف جاؤ پلیز۔۔۔"اسکی جارتیں بڑھ رہی تھیں۔۔"

وہ اسکے بازو کا حصار کھولنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

صبح آؤ گی ناشتہ کروانے اپنے ہاتھوں سے؟"وہ مسلسل اسکی ہر فرار کی" کوشش کو ناکام کرتا چہرہ اسکی گردن میں چھپائے اسے خود میں بھینچے کھڑا تھا۔۔

تم مرو گے انکل کے ہاتھوں۔۔۔ میں نہیں آ سکتی۔۔۔" وہ غصے سے انکار"
کرنے لگی تبھی اسنے کھینچ کر اچانک اسے بیڈ پر گرایا۔۔۔
زیاف کیا کر رہے ہو؟" وہ بوکھلا گئی۔۔"
تمہارے دماغ کا آپریشن۔۔۔" وہ دائیں بائیں ہاتھ رکھ کر اس پر جھکا۔۔۔"
زیاف یہ ہراسمنٹ ہے۔۔ میں ابھی الرٹ کا بٹن دبا دوں گی۔۔ اور پھر"
"اپنے انجام سے تم واقف ہو۔۔۔
میں زیادتی کا بٹن دباتا ہوں۔۔۔ تم مجھے کنوارہ رکھ کر زیادتی کر رہی ہو۔۔ سب"
عیش میں ہیں اور ایک میں بیوی کے ہونے کے باوجود بھی مسکین۔۔۔"
وہ دانت پیس کر بولا۔۔۔

انوشہ نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے گہرا سانس بھرا۔۔
تم نہیں سدھر سکتے زیاف۔۔۔!" وہ افسوس سے نفی کرنے"
لگی۔۔۔ وہ بتیسی دکھانے لگا
ٹھیک ہے میں کل آنے کی کوشش کروں گی۔۔ پر تم مجھ سے دس"
قدموں کے فاصلے پر رہو گے۔۔" وہ ہار مان گئی۔۔ مگر شرط رکھ کر۔۔۔
اور اگر تم خود میرے قریب آ گئی تو؟" وہ اسکی آنکھوں میں سیکھ کر"

کھل اٹھا۔۔

"اس خوش فہمی میں مت رہو۔۔۔ میری ثابت قدمی سے تم تڑپ رہے ہو۔۔" وہ جتا گئی۔۔

زیاف نے دانت پیسے۔۔۔ "ثابت قدمی تو تمہیں ایسی دکھاؤں گا۔۔" اسنے سوچا۔۔۔

"ٹھیک ہے مجھے منظور ہے۔۔ صبح جلدی آؤ گی ناشتہ بناؤ مجھے جگاؤ گی۔۔ اور ساتھ ناشتہ کر کے پھر جاؤ گی۔۔"

"ٹھیک ہے۔۔ مجھے منظور ہے۔۔ اب جاؤ قسم سے انکل آنٹی دونوں پاس والے آپریشن روم میں۔۔۔۔۔۔ باقی کے الفاظ اسنے اسکے حلق میں دبا دیئے۔۔۔

"پہلے میں جاؤں پھر نکلنا۔۔۔" وہ سر اٹھا کر بولا۔۔۔

اسکے چہرے کو دیکھا۔۔ نظریں پلکیں جھکی ہوئی تھیں۔۔ اسنے بے خود ہو کر پھر سے چھوٹی جارت کرتے ہوئے بوسہ دیا۔۔۔

"ظالم دل نہیں بھر رہا میرا۔۔۔" وہ پھر سے جھکنے والا تھا۔ پر بھرے تنفس سے انوشہ نے چہرہ موڑ دیا۔۔۔

زیاف جاؤ۔۔۔"وہ سختی سے بولی۔۔"

جب منسٹر بن جاؤں گا تب تمہیں پرسنل ڈاکٹر رکھوں گا۔۔تب "
تک تم بھی ہارٹ اسپیشلائز کرلو۔۔۔اور پھر میرے کمزور دل کا
علاج کرنا۔۔"اسکے گال پر ہونٹ رکھ کر وہ کھڑا ہوا۔۔۔

انوشہ نے مسکراتے اسے جاتے ہوئے دیکھا۔۔۔

اچھا سنو۔۔۔!"وہ دروازے پر رکا اور اسے پکارا۔۔"

انوشہ نے اسے نہیں دیکھا۔۔۔پر وہ جانتی تھی وہ کیا کہنے والا ہے۔۔۔

"Beauty isn't about having a white skin, It's about having a pretty mind, a pretty heart, and a pretty soul, just like you!"

اسے یاد تھا اسکی ماں نے اسکے رنگ کو دیکھتے انکار کیا تھا۔۔اور پھر
انہیں معلوم پڑا وہ ڈاکٹر ہے۔تب تقویٰ کی ٹکر میں بیٹے کا رشتہ
کرلیا۔۔۔

میں انتظار کروں گا۔۔"وہ باور کرواتا تیزی سے وہاں سے نکلا۔۔اور کسی کی "
نظروں میں آنے سے پہلے لفٹ میں داخل ہو گیا۔۔

ooooooooo

رات کی سیاہی کے آسمان پر پھیلتے ہی ہر چیز کو سیاہی کی لپیٹ میں لے چکی تھی۔۔ چاند آج بادلوں کی سیر کر رہا تھا۔ ستارے دھندلے سے لگ رہے تھے۔۔

روشنی نا ہونے کے برابر تھی۔۔ انجانہ سا اندھیرا ہر سو چھایا ہوا تھا۔۔ آس پاس کی عمارتوں میں موجود لوگ اس اندھیرے سے انجان خواب و خرگوش کے مزے لوٹ رہے تھے۔۔

گیٹ پر ناگارڈ تھا نا کوئی پہریدار۔۔۔ ہر سو سناٹا گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔

وہ سیاہ وجود دیوار سے کود کر اندر داخل ہوا۔۔ چہرے پر نقاب لگا ہوا تھا۔ وہ پورے سیاہ لبادے میں ملبوس تھا۔۔ اسکے ہاتھ میں ایک گہرا چمکتا ہوا سفید خنجر تھا۔۔

وہ سیدھا ہوا۔۔۔ اور دور دور تک پھیلے اس سیاہ اندھیرے میں ڈوبے لان کو دیکھا۔۔ پھولوں پودوں کی جڑوں میں موجود کیڑے مکوڑے

جو رات کے اس پہر اپنی مخصوص آواز میں چیخ کر سناٹے چھائے ماحول میں ارتعاش پیدا کر رہے تھے، اسکے بھارے قدم زمین پر پڑتے ہی ایکدم سے سکوت چھا گیا۔۔

وہ آگے بڑھا۔۔۔ دیوار کے سیاہ سائے میں چلتا ہوا اس زمین کی وسط میں بنے سفید بنگلے کی پچھلی سائیڈ پر جا رہا تھا۔۔

اسے احساس ہو گیا کہ واقعی پہریدار کوئی نہیں ہے۔ وہ بغیر آواز کے ایکدم سے دیوار کا ساتھ چھوڑ کر گھر کے سائے میں آ گیا۔۔
گردن اٹھا کر وہ گھر کو دیکھنے لگا۔۔ سامنے کھڑکی تھی، جہاں تک اسے پہنچنا تھا۔۔ اسنے سفید چمکتا ہوا خنجر پشت پر لگایا اور اوپر چڑھنے کی تگ و دو کرنے لگا۔۔۔
کچھ دور ہی دیوار سے جڑے دو پائپ لائن نیچے آ رہی تھیں۔۔ اسکی آنکھوں میں مکرہ چمک ابھری۔۔۔
پائپ لائن پر نظریں پھیرتے ہوئے وہ گھما کر سیدھا کھڑکی پر لایا،، بہت آسان تھا وہاں پہنچنا۔۔۔
وہ گہری مسکراہٹ سے پائپ پر سیاہ گلووز میں مقید ہاتھ رکھتے اوپر

چڑھا۔۔۔

کچھ منٹ بعد وہ کھڑکی میں موجود تھا۔۔ اندر کوئی وجود نہیں تھا۔ مگر کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔۔۔

وہ اندر کودا۔۔ آواز ہوئی بھاری قدموں کی ساتھ وہ بھی چونکنا ہو گیا۔۔۔ روم کی لائیٹ آف تھی۔۔ مگر وہ جانتا تھا دروازہ کہاں ہے۔۔

وہ تیزی سے آگے بڑھا، کسی کے یہاں آنے سے پہلے اسے یہاں سے نکلنا تھا۔ اسنے جلدی سے دروازہ کھولنے کی کوشش کی مگر احساس ہوا وہ لاکڈ ہے۔۔

کچھ دیر یہاں وہاں دیکھتے ہوئے اسنے اپنی جیب سے چابیاں نکالیں۔۔ آہستہ آہستہ وہ ساری چابیوں کو ٹرائی کرتا ہوا ایک چابی کے جھٹکے سے گھمانے پر دروازہ چرر کی آواز سے کھلا۔۔۔

یوں احساس ہوا جیسے کافی وقت سے یہ روم بند ہے۔۔

اسنے چابیاں واپس جیب میں رکھیں۔۔ اور قدم باہر نکالا۔۔۔ وہ راہ داری تھی۔۔۔

اندھیرے میں ڈوبی ہوئی۔۔۔

اسنے قدم بڑھائے جلدی۔ اسے اپنا کام کر کے ایسی طرح جلدی سے

جانا تھا۔۔ وہ دیوار کے ساتھ لگا آگے بڑھ رہا تھا۔۔
دو راہ داریوں سے گزرتے ہوئے وہ ایک راہ داری میں داخل ہوا جو کہ اسکی منزل کے قریب تھی۔۔
اسنے پشت سے لگا خنجر نکالا، اور ساتھ ہی ایک چابی بھی نکال لی جو کہ اسنے مخصوص روم کیلئے رکھی تھی۔۔

وہ ایک جگہ رک گیا، سامنے وہ روم تھا، کچھ دور فاصلے پر سیڑھیاں۔۔ نیچے لاؤنج میں بھی اندھیرا چھایا ہوا تھا۔۔

کیا اتنی جلدی سو گئے؟" ایک سوچ اسکے دماغ میں آئی وہ دائیں بائیں" دیکھتا آگے بڑھا۔۔ اسکے پاس احتیاطاً گن بھی موجود تھی۔۔۔
وہ دروازے کے سامنے آکر کھڑا ہوا۔۔ گلووز میں مقید ہاتھ میں موجود چابی کو اسنے کی ہول میں ڈالا اور آہستہ سے گھمایا۔۔

اسکی آنکھوں میں چمک تھی، ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ۔۔۔
آج یہ قصہ بھی خاموشی سے ختم ہو جائے گا۔۔
دروازہ کھلا۔۔ اسنے سیاہ بوٹ میں موجود قدم آہستہ سے اندر داخل

کیا۔۔ہاتھ کی مدد سے دروازہ پورا کھول دیا۔۔۔
اور وہ لمبا چوڑا سا سیاہ سایہ اندر داخل ہوا۔۔اسکی مکروہ نظریں سامنے بیڈ پر بلینکٹ میں دبکے وجود پر تھیں۔۔
اسنے خنجر پر گرفت سخت کر دی اور مسکراتا ہوا آگے بڑھا۔۔۔

شما ڈارلنگ۔۔۔!"معاً اسنے ایک مکروہ سرگوشی کی۔۔چابی" جیب میں رکھی۔۔ہاتھ بڑھاتا کہ اسکا منہ بند کر سکے۔۔خنجر پر گرفت سخت تھی کہ وہ پھڑ پھڑائے تو بھی وہ اسکا "گلا" کاٹنے میں کامیاب ہو جائے۔۔۔
اسکے پاس وقت کم تھا، اور کام زیادہ۔۔۔آخر کار ایک جیتے جاگتے انسان کا گلا کاٹنا تھا، زور طاقت تو لگے گی ہی اسکی۔۔
یوں کہا جائے کہ وہ ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا تھا تو غلط نا ہو گا۔۔۔

کون ہے؟؟"معاً اچانک باہر سے گرجدار آواز گونجی۔۔۔"
وہ چونکا۔۔۔ایکدم آگے بڑھا اس سوئے ہوئے وجود کے منہ پر ہاتھ رکھتے اسنے ایکدم تیزی سے چادر کے اوپر سے خنجر پوری قوت سے اس سوئے ہوئے وجود کی گردن پر پھیرا۔۔۔۔

نا پھڑ پھڑانے کی اجازت نا ہی چیخنے کی مہلت۔۔۔
ایک نہیں دو تین وار بری طرح کرتے ہوئے اسنے خنجر اندھیرے میں ہی جیب میں رکھا۔۔۔
اور غصے سے ہانپتے کانپتے منہ سے ماسک نیچے کیا اور گہرے سانس بھرتے سرخ آنکھوں سے دروازے کو گھورتے ہوئے وہ تیزی سے اس روم کی کھڑکی کی طرف لپکا۔۔۔
شما!!"روم کے اندھیرے میں ایک متفکر سی آواز گونجی۔۔۔"

فتح مندی کے ساتھ اسنے قدم زمین پر رکھے اور تیزی سے آگے بڑھا۔۔۔اسے صبح کا انتظار تھا۔۔کیونکہ ایک اور قیامت جو آنے والی تھی۔۔۔۔

oooooo

وہ جب ڈنر کر کے روم میں داخل ہوا تو وہ بیڈ پر موجود نہیں تھی۔صارم مسکراتا ہوا اپنی جگہ پر آیا،اور لیمپ آف کرتے ہوئے اسنے اپنا لیپ ٹاپ اٹھایا۔۔۔

ابھی دو منٹ گزرے تھے تبھی باتھ روم کا دروازہ کھلا، اسنے گردن گھما کر فوراً سے دیکھا۔۔اور مبہوت سا ہو گیا۔۔۔

بلیک سلک کی نائیٹی میں تولیے سے اپنے بالوں کو رگڑتی ہوئی وہ باتھ روم سے باہر نکلی تھی۔۔۔

اسکی انگلیاں کی بورڈ پر ساکت رہ گئیں۔۔خود پر نظروں کی تپش سے بازل نے بھی نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا اور اسے خود میں گم پا کر ابرو اٹھائی۔۔۔ اسنے نفی میں سر ہلایا کہ کچھ نہیں مگر اسکی آنکھیں اسکے جواب سے متفق نہیں تھیں۔۔وہ نائیٹی کی ڈوریاں باندھ کر مسکراتی اسے نظر انداز کرتی ڈریسنگ مرر کے سامنے آئی۔۔

وہ بھی مسکراتا، بہت مشکل سے بے لگام ہوتی نظروں کو لگام دیکر گہرا سانس فضا کے سپرد کرتا، لیپ ٹاپ کی اسکرین کو دیکھنے لگا۔۔ اسنے چور نظروں سے اسے دیکھا، اور چھپکے سے ہونٹوں پر لائیٹ پنک لپ گلوز لگا لیا۔۔پرفیوم اسپرے کرتے ہوئے اسنے بالوں کو ڈرائے کیا۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ اپنے بالوں میں انگلیاں پھیرتی ہوئی چلتی اسکے ساتھ بیڈ پر اپنی جگہ آکر بیٹھی۔۔۔وہ یونہی بیٹھی رہی اور وہ یونہی مصروف

رہا۔۔

جبکہ دھڑکنیں جانتی تھیں انکی توجہ کہاں ہے۔۔۔

"بلیک مین!" اسنے بہت سوچ کے بعد مخاطب کیا۔ اچھا ہے وہ مصروف ہی رہے۔۔ اور وہ ریلیکس ہو کر اپنی بات کہہ دے۔۔۔

ہوں۔۔ "صارم نے مصروف انداز میں ہنکارہ بھرا"

میں کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ "وہ سر جھکائے بولی۔۔"

میں سن رہا ہوں۔۔ "وہ برجستہ گویا ہوا"

بازل کو لگا اسے اسکی توجہ چاہیے۔۔ ہاں یہ بات بغیر توجہ کے نہیں کہہ سکتی تھی۔۔ وہ اسکے تاثرات کیسے دیکھتی؟

"پہلے تم لیپ ٹاپ بند کرو۔۔"

بس دو منٹ۔۔!" وہ کترا رہا تھا۔۔ اپنا ضبط قائم رکھنا چاہتا تھا"

بلیک مین!!" وہ غصے سے چیخی۔۔"

اوکے رکھ رہا ہوں۔۔ غصہ مت ہو۔۔ "اسنے ہار مان لی۔۔ اور شرافت"

سے لیپ ٹاپ کو بیچ سے ہٹا دیا

اب ان دونوں کی خاموشی تھی اور دھڑکنوں کا رقص۔۔۔

میں کچھ کہنا چاہتی ہوں۔۔!" اسنے کلائی میں پہلے بریسلٹ پر انگلی"

پھیری۔۔

میں پھر کہوں گا میں سن رہا ہوں۔۔" اسنے اسکے بریسلٹ کی ہارٹ "
کو چھوا۔۔
میں کہنا چاہتی ہوں کہ اگر تم کسی وقت،، آئی مین کہ اگر میں "
تمہیں کبھی، ایسا وقت آئے میں تمہیں پسند نا آؤں تو تم کیا کرو گے؟"
وہ بہت سوچ کے بعد بولی۔۔
ہمم!!" صارم نے سر ہلایا۔۔۔"
"تو میں کہوں گا" اعوذ باللہ من شیطان الرجیم"
"میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے"

مطلب؟" بازل نے حیرت سے نگاہیں اٹھائیں۔۔۔ اسے اس سے "
اس کی توقع با تھی۔۔
پر وہ ہمیشہ توقع سے مختلف ہوتا تھا۔۔
مطلب یہ کہ حضرت آدمؑ اور اماں حوا جب جنت میں تھے،"
تب شیطان نے انہیں اس کام کیلئے اکسایا تھا جس سے اللہ نے منع
کی تھی۔
پر شیطان اپنی چال میں کامیاب ہو گیا، نتیجتاً وہ دونوں دور ہو گئے۔۔
ہم دونوں میاں بیوی کی زندگی، زمین پر ہماری جنت ہے۔ شیطان نے اللہ

پاک وتعالیٰ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ رسول ﷺ کی امت مسلمہ کو دوزخی بنائے گا، اور انہیں ان کاموں کی راغب کرے گا جن سے اللہ پاک نے منع کیا ہے۔۔

اپنے ہمسفر کو ناپسند کرنا بھی اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ عمل ہے۔ اور شیطان کی یہی کوشش ہو گی کہ وہ عمل ہم کریں۔۔ مگر ہمیں ثابت قدم رہنا ہو گا، اور اپنی جنت کو یونہی سنوارے رکھنا ہو گا۔

وہ ہمارے سامنے ایک دوسرے کی ہزاروں خامیاں رکھے گا، اور ہم اسکی چالوں اور برے وسوسوں کے آنے پر اللہ کو ہی یاد کریں گے اور اس سے فریاد کریں گے کہ ہمیں اپنی پناہ میں رکھ۔۔

جو لوگ اللہ کو یاد رکھتے ہیں، ایسے موقعہ محل پر، ان لوگوں پر اللہ کی رحمت ہوتی ہے۔ اور جہاں اللہ کی رحمت ہو وہاں شیطان مردود دو پل نہیں ٹک پائے گا۔ اور نا ہی اپنا محرم برابری لگے گی۔۔" وہ اسکے ہاتھ کی پشت کو دیکھتا اسے تفصیل سے سمجھایا۔۔۔

پپ۔۔ پر جنت تو اچھے کاموں سے ملتی ہے نا بلیک مین!"

مم۔۔ میں نے تو کبھی اچھے کام نہیں کیے۔۔" وہ نظریں جھکائے شرمندہ سی بولی

بھلا بلیک مین کیسے دیکھے اسکی انت الحیات شرمندہ ہو۔۔۔

کیا تمہیں یہ جنت لگتی ہے؟" وہ اسکی ہاتھ کی پشت پر ہونٹ رکھ کر"
بولا
ہاں۔۔" اسکے لبوں کے گوشوں میں مسکراہٹ آ گئی۔۔"
اور جنت نیکیوں سے بھی بنتی ہے۔" اسکے کہنے پر بازل نے الجھ کی اسکی"
"بھوری آنکھوں میں دیکھا۔۔" بھلا اسنے کب نیکی کی؟
پہلے میرے ساتھ تمہیں زندگی دوزخ لگتی تھی، پر جب پہلی بار تم نے"
مسکرا اپنے محرم کو دیکھا، اسکی خامیوں کے باوجود۔
وہ تمہاری نیکی تھی۔ ان نیکیوں سے جنت ملتی ہے۔ کیونکہ اللہ نیکی کرنے
والے سے بھی خوش ہوتا ہے۔
اور اللہ کہتا ہے، جس عورت کو کسی غیر محرم سے نہیں بلکہ اپنے
محرم سے محبت ہو جائے۔ وہ دنیا کی پاکیزہ عورتوں میں شمار ہوتی
"ہے۔۔ وہ اسکی بلند نیکی ہے۔
اور سورۃ النور میں اللہ فرماتا ہے،، کہ پاکیزہ عورتیں پاکیزہ"
"مردوں کیلئے ہیں، اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کیلئے ہیں۔۔

اور میں شکر گزار ہوں تمہارا کہ تمہارے زندگی میں آنے سے مجھے"
معلوم پڑا کہ میں بھی ان پاکیزہ مردوں میں سے ایک ہوں۔۔" وہ

اپنے سحر انگیز لہجے میں مسکرا کر بولا۔۔۔
وہ ساکت و جامد پتھر کی مورتی بن کر رہ گئی۔۔۔

وہ اس خود پر تھوکنے والی لڑکی کا شکریہ ادا کر رہا تھا۔۔ جو خود کو دنیا کی بری ترین لڑکیوں میں شمار کرتی تھی۔۔
وہ اسے ایکدم سے اتنا معتبر بلند کر گیا۔۔۔
کیا تمہیں کبھی ناقابل برداشت لمحوں میں صبر آیا ہے؟" وہ اسکے چہرے کے تاثرات پڑھنے کے بعد پھر سے بولا۔۔
وہ آہستہ سر جھکائے ڈبڈبائی آنکھوں سے سر ہلا گئی۔۔۔ "ہاں!! میں خاموش ہو جاتی ہوں، میں خود کو تھپکی دیتی ہوں۔۔ کیونکہ کہتا ہے۔۔ وہ سب کے ساتھ انصاف کرنے والا ہے۔۔" وہ بول رہی تھی اور صارم کا دل کیا اسے سینے میں چھپا کر محفوظ کر دے۔۔۔
یہ آزمائش ہے رب کی، جس میں تم صبر کا دامن تھامے رکھتی ہو۔ اور اللہ کے قریب ترین بندوں میں شامل ہو جاتی ہو۔۔" وہ اپنا سانس روک گئی۔۔
اسے یہ بندہ عجیب لگا۔۔ ایکدم سے اسکی سوچیں بدل رہا تھا۔۔ وہ خود کو خدا سے دور سمجھتی تھی اور وہ کہہ رہا تھا کہ وہ اللہ سے قریب

ہے۔۔۔

وہ مزید نہیں سننا چاہتی تھی، پر وہ مزید سن رہی تھی۔۔ وہ اندر کے بغض گھٹن سے آزاد ہو رہی تھی۔۔۔

کیا تم نے کبھی اپنی غلطی سے سبق سیکھا ہے؟" وہ ایک اور سوال کرنے" لگا۔۔ بازل کی دماغ کی لہروں پر ایکدم سے کچھ دیر پہلے بوبی کی باتیں گھومی۔۔۔
ہاں اسنے ایک انسان کو اپنا رازدار بنا کر غلطی کی، اور بوبی اسکا نتیجا تھا، اور وہیں سے سبق۔۔۔۔
وہ اسے نہیں بتا سکی یہ سب کچھ وہ بس سر اثبات میں ہلا گئی۔۔۔
یہ رب کی طرف سے ہدایت تھی، تم نے جس بھی غلطی سے" سبق سیکھا ہو گا۔۔۔ بس یہی کہنا ہوں کہ رب پر یقین کرو اسے اپنا "دوست بناؤ اور اسکے بعد اپنے محرم یعنی باپ یا شوہر کو۔۔
بازل نے آنکھیں میچلیں۔۔۔
انت الحیات!" صارم نے اسے پاس کیا۔۔۔"
میں اچھی نہیں۔۔۔ میں اللہ کی عبادت نہیں کرتی۔۔۔" اسنے" بھیگی آواز میں کہتے اسکے شانے پر سر رکھا۔۔۔

شش! میری ایک ہدایت پر عمل کرو گی؟" اسنے اسکی پشت سہلاتے کہا۔۔

ہوں۔۔۔" وہ سر ہلا گئی۔۔"

"خود کیلئے چھوٹی سوچ کی مالک بن جاؤ، اور دنیا کیلئے وسیع۔۔۔"

مطلب؟" اسنے جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا"

مطلب یہی کہ خود کو برا یہ سوچ کر مت سمجھو کہ تم عبادت نہیں" کرتی اور تم بری ہو۔ سب سے آسان ہمارا دین ہے۔۔ اسے مشکل مت سمجھو۔۔۔

جس طرح چھوٹا بچہ چھوٹی سوچ کا مالک ہوتا ہے اور بھاگتا نہیں ہے ایکدم سے، بلکہ زمین پر چلنے کیلئے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھایا ہے۔۔ تم بھی چھوٹے چھوٹے قدم بڑھاؤ عبادت کیلئے۔ یہ مت سوچو کہ میں نے عبادت نہیں کی، عبادت کی طرف بڑھنے کیلئے شرعات چھوٹی سی نیکی سے کر لو۔۔

اللہ نے تمہیں ہدایت دی ہے، تمہیں سمجھ آتا ہے کہ تم نے یہ غلطی کی ہے۔ مطلب تمہیں غلطی کی پہچان ہے، تو کوشش کرو خود سے سوال کرو تم نے یہ غلطی کیوں کی؟

اگر تم یہ غلطی نا کرتی تو نتیجا، جو نکلا ہے وہ قطعی نا نکلتا،، جہاں تمہیں لگے اگر تم یہ غلطی نا کرتی تو اچھا ہے۔۔ وہاں تم آئندہ کیلئے احتیاط کر لو۔۔

تم اچھی رہو گی۔۔ یہ دنیا کو مت بتاؤ، اپنے اعمال سے اللہ کو بتانے کی کوشش کرو کہ تم اچھی ہو۔۔

دنیا کیلئے تم اچھی رہو یا بری انہیں تم سے کوئی سروکار نہیں۔ تم اللہ کو بتاؤ گی تو وہ تمہیں مزید اچھائی کی طرف لے جائے گا۔ اگر تم دنیا کو بتاؤ گی تم اچھی ہو تو دنیا یہ تمہارا غرور تکبر سمجھے گی۔۔۔

اور دنیا کو کہو گی تم بری ہو تو وہ تم سے نفرت کرے گی۔۔۔

مگر ایک واحد اللہ اسکی ذات ہے۔۔۔ وہ ہر حال میں اپنے بندے کو چاہتا ہے۔۔

تم اپنے ارد گرد اچھائی کو دیکھنے کی کوشش کرو، برائی ترک کر دو، جب تمہیں اچھائی دکھنے میں آئے گی تو سمجھ جانا تمہاری آنکھوں سے گمراہی کی پٹی اتر چکی ہے۔

اللہ اچھائی کو پسند کرنے والا ہے، اور اللہ اسے اچھائی دکھاتا ہے جو اسکا پسندیدہ بندہ ہوتا ہے۔

برائی شیطان کو پسند ہوتی ہے، اور وہ اس گمراہ بندے کو صرف برائی دکھاتا ہے اور اسی کی طرف راغب کرتا ہے۔

"اللہ ہم سب مسلمانوں کو برائی سے محفوظ رکھے۔۔

برائی مطلب گناہ۔ تو کیا اگر میں گناہ دیکھ لوں نظر انداز کر دوں؟ یا" اسے اچھائی میں گردان کروں؟" اسکے خاموش ہونے پر غور سے سنتی بازل نے سوال کیا۔۔۔

گناہ دیکھ کر نظر انداز کرنے والا خود گناہ میں شریک دار ہو جاتا" ہے۔ جب تمہاری آنکھوں کو اچھائی عادت لگ جائے گی، تو برائی تمہیں پسند نہیں آئے گی۔
اور تمہارے ہاتھ جو اچھا عمل کرنے کے عادی ہوں گے، وہ برائی کو ختم کرنے کی تگ ودو کو ششیں کریں گے۔ اور مومن وہی ہے جو برائی کو ختم کرے "اپنی اچھائی سے۔۔
برائی کبھی اچھائی سے نہیں ملتی۔۔ مومن کی آنکھیں جلد ہی برائی کو پہچان" جاتی ہیں۔۔ وہ برائی کو اچھائی میں گردان ہی نہیں سکتیں مسز صارم زیدی۔۔۔" وہ متبسم سا بولا۔۔۔

ایک قصہ میں سناؤں؟" وہ مسکرا کر بولی۔۔۔"

بالکل!!" اسنے سر کو خم دیا۔۔وہ ہنس پڑی۔۔۔"

ایک اچھی عورت تھی۔۔" اسنے پلکیں جھکائیں۔۔۔" وہ اپنے ہمسفر کے ساتھ "
جنت میں رہتی تھی۔۔" اسنے صارم کی مسکراتی بھوری آنکھوں میں
دیکھا۔۔۔وہ دلچسپی سے ان رہا تھا۔۔۔
اسکی پر کشش بھوری آنکھوں کی شعاعیں بازل کے دل کو گدگدا رہی
تھیں۔۔۔" اور؟" اسنے پوچھا

اور اسے اس جنت میں اپنے بلیک مین سے محبت ہو گئی۔۔۔""
اسنے جلدی سے کہہ کر اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا۔۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔" صارم کا اسکے شرمانے پر مسرور سا قہقہہ روم کی فضا کو "
مزید خوشگوار کر گیا۔۔۔
ایک قصہ میں سناؤ انت الحیات۔۔۔" وہ جھک کر اسکے کان "
میں سرگوشی کرنے لگا۔۔
بالکل!" بازل نے اسکی ادا کو کاپی کیا۔۔۔اسنے اسکے بالوں کی بڑھی ہوئی لٹ "
کو پکڑ لیا۔۔۔

ایک بلیک مین تھا۔۔۔جنت میں اپنی انت الحیات کے "
ساتھ رہتا تھا۔۔اور پھر جنت نے فرمائش کر دی مہکنے کی۔۔۔اور
بلیک مین نے سرگوشی سے یہ فرمائش اپنی انت الحیات
تک پہنچائی، کہ جنت اسکے قدموں تلے آنا چاہتی ہے۔۔کیا وہ اس
جنت کو مہکانے کیلئے پھول لائے گی۔۔؟"وہ سرگوشیانہ پوچھ رہا تھا۔۔۔
کتنا خوبصورت قصہ تھا۔۔جسے سن کر بازل کی دھڑکنیں معمول سے
بڑھ گئیں۔۔۔

وہ نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھ پائی۔۔وہ بالکل مشرقی لڑکی کی طرح سے جھکائے خاموشی
سے اقرار میں سر ہلا گئی۔۔

اسے اچانک ان لمحات سے گھبراہٹ ہونے لگی۔ناصرف ان
سے بلکہ آنے والے لمحات کا سوچ کر اسکی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ
گئیں۔۔۔

اسکا دل کیا وہ ابھی اپنی بہن کو کال کر کے بتائے کہ

"بازل شاہ کو محبت ہو گئی ہے۔۔۔"

شکریہ۔۔۔"صارم کو یہ سب ٹھیک لگا۔۔اسنے اسکے ہاتھ کو"

تھاما اور اسکی پشت پر ہونٹ رکھے۔۔۔

لائیٹ بند کر دوں؟" وہ اس سے پوچھنے لگا۔۔ بازل کا چہرہ مزید سرخ"
ہو گیا۔۔۔

اے سی بند کر دو۔۔۔ سردی ہے۔۔" وہ نظریں چراتی بولی۔۔"
پر اگلے لمحے روم میں ایکدم اندھیرہ محسوس کر کے وہ سراسیمگی سے
صارم کے سائے کو دیکھنے لگی۔۔۔

یہ وقت ٹھیک تھا کہ وہ آنے والے لمحات سے اپنی جان بچائے
اور بلینکٹ میں گھس جائے۔۔ اسنے اس سوچ پر فوراً سے عمل بھی
کیا۔۔۔

وہ آنکھیں میچ کر چہرہ بھی تکیے میں سختی سے چھپا گئی۔۔ تبھی وہ واپس اپنی
جگہ پر آ کر بیٹھا۔۔ بازل کا دل سینے میں بیٹھ گیا۔۔

اسکا حلق خشک ہونے لگا۔ پر وہ بغیر حرکت کے بے حس کافی دیر
تک پڑی رہی۔۔ اسے حیرت ہوئی۔۔ اور کچھ سکون بھی آیا۔۔ اسنے سر
اٹھایا اور سائیڈ ٹیبل پر رکھے گلاس کو تھام کر اٹھ بیٹھی۔۔۔

وہ ڈرتے ڈرتے جگ سے گلاس پانی کا بھر کر پینے لگی۔۔ مدھم سے ملگجے
اندھیرے میں ڈوبے روم پر ساتھ نظریں پھیر رہی تھی۔۔۔

وہ اس سے دور کیوں بھاگ رہی ہے؟" اسکے دل میں یہ سوال
چبھا۔۔ اسنے پانی کا گلاس ایک ہی سانس میں ختم کیا۔۔۔ اور
ابھی گہرا سانس لیا ہی تھا کہ اچانک اسکی کلائی کو پکڑ کر صارم
نے ایکدم سے اپنی جانب کھینچا۔۔۔
آہہ۔۔۔ "خوف سے اسکے منہ سے تیز کراہ نکلی۔۔۔"
انت الحیات!" اسکے وجود کی کپکپاہٹ کو محسوس کرتے صارم
نے اسے آہستہ سے اپنے بازو پر ڈالا۔ اور خود بھی اسکی طرف کروٹ
بدلی۔۔۔
مم۔۔ میں وہ۔۔۔" اسکی گرم سانسوں کے پاس آنے پر اسنے
بوکھلا کر کچھ کہنا چاہا۔۔۔
کیا تم وہ؟" اسنے گھمبیر لہجے میں پوچھتے ہوئے اسے کمر سے تھام کر
پاس کر دیا۔۔۔۔
وو۔۔ وہ گرمی ہے اے سی آن کر دو۔۔۔" اسنے ہکلاتے ہوئے جلدی سے کہا۔۔"
اور اسکے چوڑے مضبوط بازو پر اپنا ہاتھ رکھا۔۔۔

دوسرے لمحے اسکے تن بدن میں جیسے کرنٹ دوڑ گیا۔۔ اسنے ایکدم اپنی

پوری آنکھیں وا کیں اور اسکے بازو کو دیکھا۔۔۔
وہ اپنی اگلی پچھلی سانسیں لینا بھول گئی۔۔۔
جب نظروں کے سامنے اسکا چوڑا سینا مضبوط بازو آئے۔۔
اسکے گال تپ اٹھے۔۔۔
اے سی آن ہے۔۔"وہ مسکراہٹ لبوں میں چھپا کر گویا ہوا۔۔"
اور اسکی کھلی آنکھیں دیکھ کر تھوڑا بہت جو فاصلہ تھا اسے بھی ختم کر دیا۔۔

اجازت ہے؟"وہ اسکے کان پر جھکا اجازت طلب کر رہا تھا۔۔بازل کو" احساس ہوا اگر اجازت دی تب بھی سانسیں رک جائیں گی اور اگر نا دیں یہ بھی ممکن نا تھا۔۔۔
اور اس سے دور جانا بھی نا ممکن تھا۔۔۔وہ آہستہ سے بہت ہمتیں مجمع کر کے سر اقرار میں ہلاتی اسکی گردن میں چہرہ چھپا کر اسکے چوڑے سینے میں سمٹ گئی۔۔۔
اسکی گھنی مونچھوں تلے مسکراہٹ آ گئی۔۔۔
وہ اسے تکیے پر آہستہ سے منتقل کرتا، اس پر سایہ بن گیا۔۔
جبکہ بازل پھیلی پھیلی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

صارم نے جھک کر اسکی آنکھوں پر اپنے ہونٹ رکھے۔۔وہ
مسکرادی۔۔آسودگی سے۔۔
وہ اسکے نقوش کو محبت چاہت سے چھو کر اسکے ہونٹوں کے پاس
جب آیا تب وہ سانس روک گئی۔۔اسنے اسکا خوف بھانپ کر
کوئی جارت سرانجام نہیں دی۔۔
وہ آنکھوں کھولے اسے دیکھ رہی تھی، انکی دہکتی جھلساتی سانسیں ایک
دوسرے سے الجھ رہی تھی۔۔
اسنے اسکی بھوری آنکھوں میں دیکھتے اپنی انگلیاں اسکی گردن سے پھیر
کر بالوں میں پھنسائیں۔۔۔
اسنے سر ذرا سا اٹھایا۔۔صارم مسکراتا ہوا اسکے لپ گلوز لگے گلابی
ہونٹوں پر اپنی تمام تر شدتوں جذبوں سے جھک گیا۔۔
دونوں کی تیز تر ہوتی دھڑکنوں کا میلاپ ہوا، فضا میں مدہوش سا
رقص کرنے لگی۔۔
ماحول خواب ناک فسوں خیز ہو گیا۔۔صارم نے اپنے بازوؤں کا تنگ
گھیراؤ اسکی نازک سی کمر کے میں ڈالا اور پوری طرح اسکی
دھڑکنوں سے سانسوں پر قابض ہو گیا۔۔۔

کسی نے اس سے کہا تھا کہ اگر ایک انسان دوسرے انسان پر تھوک دے تو اسکا مطلب یہ نہیں کہ وہ انسان تکبر میں ہے یا غرور گھمنڈ میں ہے۔۔۔

بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ انسان گرا ہوا ہے۔۔زمین بوس ہے۔۔ اور اسے سہارے کی ضرورت ہے۔۔۔

اور یہ آپ پر منحصر کرتا ہے کہ آپ بدلے میں اس پر تھوک کر خود بھی زمین بوس ہونا چاہتے ہیں یا ایک سچا مسلمان بن کر ہاتھ بڑھا کر اس گرے ہوئے کو اٹھانا چاہتے ہیں۔۔۔

وہ گہرے سانس لیتی نڈھال سی اسکے بازوؤں میں بکھر چکی تھی۔اور یہی وہ لمحہ تھا جب صارم زیدی نے بھی خود پر سے تمام تر ضبط ہٹا دیئے۔۔۔

وہ اسکی بکھری سانسوں کو سمیٹ کر اسکے پور پور کو اپنے لمس سے بھگونے لگا۔۔

بلیک مین۔۔۔!!"وہ خوف سرگوشیانہ بولی۔۔۔"

شش۔۔۔"صارم نے اسکے بھیگے ہونٹوں پر انگلی رکھی۔۔وہ آنکھیں میچ کر"
سختی بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں دبوچ گئی۔۔
وہ آہستہ سے اسکی گردن میں جھکا اور اسکی شہ رگ پر اپنے دہکتے جھلساتے
ہوئے ہونٹ ثبت کیے۔۔۔۔
وہ تڑپ کر اسکے حصار میں مچلی۔۔۔صارم نے اسکی انگلیوں سے
انگلیاں ملا کر آہستہ سے اسکے ہاتھ تکیے سے لگائے۔۔۔
اور اسکی ساری مزاحمت خود میں سمیٹ گیا۔۔۔

بازل نے اپنی حیا سے بھاری پلکوں کو اٹھا کر اسکی خمار سے لبریز بھوری
آنکھوں میں دیکھا۔۔اور خود سپردگی سے عالم میں ساری
مزاحمت ترک کر کے اسکے آغوش میں سما گئی۔۔۔

عالمِ سرور میں وہ اسکی پیشانی پر جھکا اور اپنی محبت کی مہر ثبت
کر دی۔۔۔
آئی لو یو بلیک مین۔۔۔"اور اسکے مضبوط بانہوں کے تحفظ کو محسوس کرتی وہ"
اظہارے الفت کے بعد جھینپ کر چھپ گئی۔۔۔۔
ہاہاہاہا۔۔۔آئی لو یو ٹو۔۔۔۔"وہ مسرور سا خود بھی اظہارے الفت سے خود کو"

روک ناپایا۔۔ بازل نے شاکڈ کی کیفیت میں اسے دیکھا۔۔۔
تم سے محبت کرنا عبادت ہے انت الحیات "روم کی فضا میں"
اسکی گھمبیر بھاری آواز میں اقرار الفت گونجتا رہا۔۔۔
اور فضائیں بادل تتلیاں جگنو جیسے رقص میں مدہوش لگے بازل شاہ
کو۔۔۔۔۔

ooooooooo

اسکے موبائل پر بار بار فارس کی کال آرہیں تھیں۔ پر اسے ٹھٹھکانے والی
بات یہ تھی کہ وہ جیسے اوکے کرتی تو کال اوکے کے بجائے ڈسکنیکٹ
ہوجاتی۔۔
ساتھ وہ زچ ہو کر میسج کیے جارہا تھا "پک اپ دی کال ضروری بات کرنی
ہے۔" اسنے موبائل کی پیٹھ پر دو چار مکے بھی رسید کر دیئے۔۔
کال پھر سے آرہی تھی، اسنے اوکے کی پھر سے ڈسکنیکٹ۔۔۔
یہاں عرشیہ بیزار ہو گئی تھی، دوسری طرف فارس بھی کچھ
کچھ سمجھ چکا تھا۔۔

ٹھیک ہے۔۔اگر موبائل میں کوئی مسئلہ ہے تو ٹھیک کروالو۔۔پریشان" مت ہونا۔۔کوئی ضروری بات۔۔نہیں" اسنے میسج ٹائیپ کیا اور اسے سینڈ کر دیا۔۔۔

میسج صام کے لیپ ٹاپ کے ونڈو اور عرشیہ کی موبائل دونوں پر شو ہوا۔۔ صام فتح مندی سے مسکرا دیا۔۔۔

جبکہ عرشیہ "ضروری بات۔۔نہیں" بات اور نہیں کے بیچ میں آئے ڈاٹس کو دیکھ رہی تھی۔۔ویسے بھی اسنے ہر جگہ دیا تھا پر یہاں پڑھتے ہوئے اسے عجیب لگا۔۔

باقی کی جگہ جملہ مکمل کرتے دیا گیا تھا جبکہ لاسٹ جملہ مکمل " نہیں ہوا تھا اور بیچ میں دو ڈاٹس یعنی "ضروری بات ہے

اچھا تو فارس بھی جان گیا تھا کہ اسکا موبائل سسٹم ہیک ہے۔۔ اور عرشیہ جانتی تھی یہ حرکت کون کر سکتا ہے۔۔۔

ہمم تو سب اس جناتی بلے کا کام ہے" وہ سمجھ کر ضبط سے سر ہلا کر اپنے" موبائل کو گھورنے لگی۔۔

وہ جتنا اچھے سے اس کے ساتھ بیہیو کرتی وہ اتنا ہی گرا ہوئی حرکت کرتا۔۔ابھی اسکا موبائل اسکے کنٹرول میں تھا۔۔

ہیلو!"اسنے صام کا نمبر ڈائل کیا۔۔اسنے اسکی پروفائل پک "
سے "Lifeline" اسکی اوشن نیلی آنکھوں کی رکھی تھی۔۔اسکا نمبر
سیو کیا تھا۔
پر اسے لگ رہا تھا کچھ زیادہ ہی عزت دے دی تھی۔۔

بولو!"ہمیشہ کی طرح سڑی ہوئی آواز۔۔۔۔"
میرے موبائل کے ساتھ کیا کیا ہے؟"وہ ضبط سے بولی۔۔۔"
کیا اس فضول سوال کیلئے کال کی ہے؟"وہ ناگواریت سے بولا۔۔۔"
فضول!!!یہ فضول سوال ہے نکمے انسان تمنے میرا موبائل ہیک کر دیا ہے"
میں تمہاری باڈی کے ایک ایک پارٹ کو ہیک کر دوں گی اگر تم نے
میرا موبائل دو منٹ میں ٹھیک نہیں کیا۔۔"وہ اچانک گلا پھاڑ
کر چیخ اٹھی کہ صام نے بے ساختہ ناگواریت سے موبائل کان سے دور
کیا۔۔۔

مجھے ہیک کرنے سے پہلے خیال کرنا میں نا تمہیں ہیک کر دوں، اور"
آئندہ بات کرنے سے پہلے اپنا لہجہ چیک کرنا کہ تم کس سے بات

کرنے والی ہو۔۔" سخت ناپسندگی سے کہتے ہوئے دوسرے لمحے کال ڈسکنیکٹ۔۔۔۔

عرشیہ اپنی دھمکی کے ساتھ ہکا بکا بیٹھی رہ گئی۔۔

وہ صدمے کی کیفیت سے ٹھیک ہو کر بیٹھی۔۔ کل تک تو وہ جان چھڑکنے کو آرہا تھا۔ اور اب۔۔۔۔۔

اوہ اچھا تو فارس کی کالز سے مرچیں لگی ہیں۔۔ جل ککڑ ہو۔۔ تمہیں" تو اور مرچی لگاتی ہوں باگڑ بلے۔۔" لبوں پر شیطانی مسکراہٹ سجا کر اسنے وہی موبائل اٹھایا۔۔۔

کیسے ہو فارس؟" اسنے میسج بھیجا۔۔"

فائل ریڈ کرتے صام نے لیپ ٹاپ ونڈو کی سمت دیکھا۔ اسکی اوشن نیلی آنکھیں سکڑ گئیں۔۔ پشتو میں لکھا تھا۔۔ اور صم نے فوراً سے فائل رکھ کر غصے سے گوگل ٹرانسلیٹر آن کیا۔۔

صمصام زیدی کا چہرہ سرخ لہو نما ہو گیا۔۔

ایک تو سفید سرخ رنگت اوپر سے بھورے بال، نیلی اوشن رنگ آنکھوں میں غیظ و غضب۔۔۔ عرشیہ تصور کرتے محظوظ ہو گئی۔۔۔

اوہ تو تمہیں محترمہ فرصت مل گئی کہ تمہارا کوئی معصوم کزن بھی"
"ہے یہاں۔۔۔جو تمہارے لیے ہے خصوصاً کراچی میں۔۔

صام نے پڑھ کر مٹھی بنا کر ہونٹوں پر رکھی۔۔

اے میرا معصوم کجن۔۔"عرشیہ نے قہقہہ لگاتے ہوئے میسج بھیجا۔۔۔"
بات مت کرو مجھ سے۔۔"وہ خفا ہو گیا۔۔۔ساتھ ڈرائیونگ بھی کر رہا"
تھا۔۔
کیا اپنی بچپن کی دوست سے ناراض ہو گے؟"اسنے آنکھیں پٹپٹا کر میسج"
کیا۔۔
وہ فائل رکھ کر پورا لیپ ٹاپ کی جانب گھوم آیا تھا۔اسنے اٹھا کر گود
میں رکھا اور تیزی سے ٹرانسلیٹ کر جا رہا تھا۔

میری یہ مجال"وہ بھی آگے سے فارس تھا۔۔اپنے نام کا ایک۔۔۔"
جان گیا تھا یہ میسج کون کون دیکھے گا۔۔"خود سے ناراض ہو سکتا ہوں مگر
"عرشیہ خان سے نہیں۔۔

اچھا جی ہاہاہا" عرشیہ نے قہقہہ لگایا۔۔وہ مٹھی میں موبائل جکڑے "
بیٹھا تھا کہ ابھی اسے کال کرے اور جھڑک دے غصے سے پر وہ دیکھنا
چاہتا تھا کہ وہ کہاں تک جا سکتی ہے اسکا دل جلانے
میں۔۔

تم مجھے یاد ہو فارس! ہم دوست تھے، تم میرے سب سے اچھے "
دوست ہو۔ میرا ایسے وقت میں ساتھ دے رہے ہو جب مجھے اپنوں
کی سخت ضرورت ہے۔ تم ایک بہترین دوست ہو فارس۔۔ تم
جہاں ہوتے ہو امن ہوتا ہے۔ امن سے تم ہو، اور تم سے امن ہو۔ تم گلبہار ہو، تم
جہاں ہوتے ہو بہار ہوتی ہے خزاں ہوتی ہے۔ میں دعا کرتی ہوں
تمہاری دسترس میں من و محرم وزوجہ محترمہ
و شریک الحیات وتھ نیم بہار ہو۔ تم بہار کے گل بن جاؤ۔۔ تم اپنی
بہار کو "خفیہ پیغام" بھنور کے راستے دو۔۔" اسنے ایک لمبا چوڑا
میسج پشتو میں لکھتے ہوئے بیچ میں "خفیہ پیغام" اردو میں لکھتے
فارس کو سینڈ کا۔۔

یہ مرچ نہیں تھے بلکہ مرچوں کا پہاڑ تھا۔۔

دونوں ہی دوسرے پیغام کے انتظار میں اسکرین پر نگاہی ٹکائے ہوئے تھے۔

جیسے ہی اسکا لمبا چوڑا پیغام موصول ہوا فارس نے گڑبڑاتے ایکسڈنٹ سے بچتے ہوئے گاڑی روڈ سائیڈ روکی اور خود حیرت سے اس میسج کو پڑھنے لگا۔۔

جبکہ صام نے کنٹرول اے سے سلیکٹ آل کیا اور ٹرانسلیٹ کیا مگر۔۔۔۔

"Translation failed"

اسکا دل کیا وہ ایک زوردار مکہ ٹھاکر کے سکرین کو مارے۔۔

بہت برا کر رہی ہو۔۔"وہ خونخوار لہجے میں غرایا۔۔۔"

مگر ہار اسنے بھی نہیں مانی۔۔اور جملے جملے اٹھا کر ٹرانسلیٹ کرنے لگا۔۔

اسے نہیں لگتا تھا اتنی دلجمعی سے وہ اپنے آفس کا کام بھی کرتا ہوگا۔۔وہ جیسے جیسے الٹے سیدھے ٹرانسلیٹ پڑھ رہا تھا اسکا دماغ گھومتا جا رہا تھا۔۔

خفیہ پیغام "معاً وہ پڑھتے ہوئے ٹھٹھک گیا۔۔"

ایسا کون سا پیغام دے رہی تھی۔۔اوپر اسنے بھی کہا تھا ضروری بات"

""ہے" اور نیچے یہ کہہ رہی تھی خفیہ پیغام۔۔۔

اب بس اور نہیں۔۔۔ صمصام زیدی اپنے مزاج کے خلاف اور برداشت بھی نہیں کر سکتا تھا۔ دفعتاً فارس فادی کا میسج ٹپکا۔۔

"اوکے سمجھ گیا"

وہ کچھ دیر تو سکرین کو گھورتا رہا تھا اور پھر ہاتھ آگے کرتے تیزی سے کی بورڈ پر انگلیاں چلانے لگا۔

وہ قہقہہ لگا اٹھی۔۔ فارس بھی شاید اسکا ساتھ سے رہا تھا۔۔ تبھی فضول سے لمبے چوڑے جواب پر جسکا ناسر تھا ناپیر۔۔۔

اس پر یہ میسج بھیجا تھا۔۔

معاً وہ مزید کچھ لکھتی یا سوچتی اس سے پہلے ہی سکرین بلینک ہونے سے پہلے

"Samsaam Zaidi"

اسکری کے بیچ برے حرف میں نام نمایا ہوا اور دوسرے پل اندھیرا چھا گیا۔

یی۔۔۔ یہ۔۔ "عرشیہ بوکھلا کر موبائل کو الٹ پلٹ کر دیکھا۔ اور "

معلوم پڑا کہ فیس لاک آچکا تھا۔۔ اسکا فنگر پرنٹس ختم ہو چکا تھا۔۔
scan عرشیہ کا چہرہ ضبط سے تمتما اٹھا۔۔ اسنے جب اپنا چہرہ
کیا موبائل لاکڈ ہو گئی بالکل جیسے بچوں کا کھولنا۔۔

آہہ۔۔ "اسنے غصے سے چیختے ہوئے پھینک دیا۔۔ اسکا بس چلتا تو جانے"
کیا کر دیتی۔۔۔

"وہ انسان۔۔۔۔"

کس طرح پالا ہو گا اسے اسکی ماں نے۔۔

ابھی تو اسکی ناراضگی ختم کی تھی اسنے۔۔۔

اوہ شٹ!"معاً اسے اپنی بڑی غلطی کا احساس ہوا۔۔ غلطی کیا"
فاش غلطی۔۔۔

وہ اسے منانے کیوں گئی؟ یہی تو سب سے بڑی بیوقوفی تھی اسکی۔۔ وہ کیسے بھول
گئی کہ وہ ایک کاروباری انسان ہے۔۔

بزنس ٹائیکون۔۔۔

اور وہ اپنا نفع کیسے چھوڑ سکتا تھا۔۔۔

ہاں پھر اس رات کے بعد اس سے بات کب کی تھی اسنے۔۔
اسنے اسکی نیت اسکی سوری کو نہیں دیکھا بلکہ اپنے نفع کو دیکھا۔۔

اسے جی بھر کر رونا آیا۔۔ سخت غصہ طیش بھی۔۔

کیا ہوا؟" دریاب نے اسکائپ پر اسکا چہرہ دیکھا، غصے تفتیش" بھرے انداز میں پوچھا۔

اسنے میرا موبائل نکارہ کر دیا۔۔" وہ روتی ہوئی غصے سے چیخی۔۔ دریاب گڑبڑا" گیا۔۔

تو تم رو کیوں رہی ہو؟" وہ غصے سے بولا۔۔"

عرشیہ نے اپنی آنکھیں رگڑتے ہوئے اسے گھورا۔۔

تم میری فیلنگز سمجھ سکتے ہو وہ میرا موبائل اپنے بس میں کیے بیٹھا" ہے۔ میں نے اس سے اپنی غلطی کی سوری کی۔۔ بٹ اسنے میری سوری کو ویلیو نہیں دی۔۔ اور تم پوچھ رہے ہو رو کیوں رہی ہوں۔۔۔

میرا بس چلے میں اسکا سر پھاڑ آؤں۔۔۔ جانے کیا کیا کر دوں۔۔" وہ روتی چڑچڑی ہو گئی۔۔

میں نے تم سے کہا تھا وہ ایسا بد دماغ شخص ہے۔۔ عقل سے پیدل۔۔" کھڑ دماغ۔۔ انتہائی کا بد تمیز۔۔ چار الفاظ انگلش میں پڑھ کر خود کو جانے کیا کیا سمجھتا ہے۔۔۔

اور تمہاری ہمت کیسے ہوئی اس کھوتے سے سوری کرنے کی؟" وہ
بھڑک اٹھا۔۔

تو میں کیا کرتی۔۔ یہاں میری سنتا کون ہے؟ ہے وہ مجھے بے بس"
کر دیتا ہے۔۔ ساری غلطی میرے سر ڈال دیتا ہے حالاں کہ
غلطی خود کرتا ہے۔۔ سارا قصور میرے سر ڈال دیتا ہے۔۔۔۔
اور خود سب کے سامنے مسٹر پرفیکٹ بن کر کھڑا ہو جاتا ہے۔۔۔
"صمصام زیدی تو غلطی کر ہی نہیں سکتا۔۔۔

ابھی میری موبائل ہیک کی ہے اسنے۔۔۔ سب کچھ بدل دیا۔۔ کوڈ اپنا"
پرفیکٹ منہ رکھ دیا ہے۔۔" وہ چیزیں اٹھا اٹھا کر نیچے پھینکنے لگی۔۔
دریاب لب بھینچے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

عشی میری بات سنو۔۔!" وہ اسے پچکارنے لگا۔۔"
دیکھو ڈارلنگ میں تمہارا مخلص بھائی ہوں۔۔ تمہارا بھلا ہی"
چاہوں گا۔۔ میری مانو تو اسے لفٹ ہی مت کرواؤ یار تم خود کو دیکھو۔۔۔
تم ہماری دو جانواں کی پہلوانوں کی شہزادی ہو۔۔ خود پر فخر کرو۔۔۔

وہ دونوں کیا ہیں۔۔ایک مولوی دوسرا کاروباری شخص۔۔۔دونوں شرافتے کے مارے ہیں۔۔۔

اور تمہارے بھائی کھلے بدمعاش ہیں۔۔۔انہیں کچھ نہیں روک سکتا۔۔تمہاری نظریں سامنے آجاتی ہیں ورنہ دو سکٹے لگا کر ابھی "سیدھا کر دوں اسے۔۔۔

اسکے پاس سکس پیک ہیں۔۔"وہ روتی ہوئی جتانے لگی۔۔۔"

اور میں سکس سے سکسٹی کر دوں گا۔۔ہلکے میں مت سمجھو اپنے بھائیوں" کو۔۔۔بس تم اسے لفٹ مت کرواؤ۔۔۔

پوچھو بھی مت۔۔بابا تو ویسے بھی کھوتا سمجھتا ہے۔امقس کا کیا ہے وہ تو ماں ہے مجبور۔۔۔

تم غور کرو تو کوئی عزت نہیں ہے اسکی بابا کے پاس۔۔۔

تم ان کی اچھی بیٹی بن جاؤ پرفیکٹ اور اسکا پتہ کٹ کر دو۔۔۔"وہ کہہ رہا تھا عرشیہ غور سے سن رہی تھی اور ثمن اگر اسے مسئلہ حل کروانے کے بجائے مزید مرچیں چھڑکتے ہوئے دیکھ لیتی تو سچ میں صدمے میں چلی جاتی۔۔۔

"وہ اپنے نیک نیم پر پورا اتر رہا تھا" پھاپھا کٹنا

تم نہیں جانتی۔۔ابھی تو تمہارے ساتھ ایسا کیا ہے۔۔اسنے ڈیڈ مام"
"تک کے ساتھ اتنا روڈ بیہیور رکھا تھا۔۔۔

دل ہوتا تو اسکا منہ پرفیکٹ طریقے سے توڑ دیتا۔۔"وہ تصور میں"
سوچتی دانت پیس گئی۔۔
ہونہہ!اسکے بارے میں مت سوچنا۔۔وہ پہلے سے اسکی بہن کا"
مجنو ہے۔۔"دریاب تلخی سے بولا۔۔
پر وہ میرے ساتھ غلط کبھی نا ہونے دیتے۔۔"اسنے جتایا۔۔"
اور میں اگر بدلہ لیا تو صبح رونا نہیں۔۔"دریاب نے کہتے کپ لبوں"
سے لگایا۔۔عرشیہ کا دل کانپ گیا۔۔

ہاتھ مت لگانا اسے میں ایسا نہیں کہہ رہی۔۔"وہ غصے سے بولی وہ ایکدم"
قہقہہ لگا اٹھا جس سے وہ سرخ پڑ گئی۔۔۔

میرا مطلب کہ وہ ایک حیثیت رکھتا ہے سوسائٹی میں۔۔لوگوں" کیا کہیں گے۔۔اور وہ بڑا کوئی وہ ہے۔۔کچھ بھی کر دے گا۔۔مجھے اس سر پھرے انسان پر یقین نہیں آپکا ٹرانسفر کروادے گا یہاں سے۔۔
جس طرح آپکا سیکرٹ کھول دیا تھا یاد ہے آپکو۔۔۔"وہ بہت محتاط تھی۔وہ ہر کسی کیلئے محتاط تھی۔۔۔

تم چھوڑو اسے تم بتاؤ مام کیسی ہیں؟"وہ اب اسکے ٹاپک سے ہٹنا" چاہتی تھی ورنہ معاملہ نا بگڑ جائے۔۔

ہیلو بھائی میں صمصام!"وہ دروازے سے دور ہو کر ریلنگ کے پاس" آتا نیچے سنسان لاؤنج کو دیکھتا دوسری طرف ساحل شاہ سے بولا۔۔۔

ہاں بولو صمام اس وقت کال کی سب ٹھیک ہے نا؟"ساحل نے" متفکر ہوتے پوچھا۔۔۔
جی بالکل سب ٹھیک ہے بس آپکو کچھ بتانا تھا۔آپکو معلوم ہے میں" کچھ چھپانا پسند نہیں کرتا جو اہم ہو کسی کیلئے۔۔۔"وہ اپنے ازلی سپاٹ

سنجیدہ لہجے میں بول رہا تھا۔۔

ہاں ہاں بولو۔۔۔"چونکہ تو ساحل بھی گیا کہ ایسا کیا ہوا ہے۔۔"

مجھے دراصل یہ بتانا تھا آپکو۔۔کہ من آپکو معلوم ہے بالکل چھوٹی ہے"
اسلئے چھوٹی موٹی شرارتیں کرتی رہتی ہے۔۔
اسنے دلاور کو اپنی طرف توجہ دلانے کیلئے زیاف کی تھوڑی بہت مدد
لی۔۔۔
کیونکہ آپ جانتے تھے دلاور اور ماموں مامی کی خواہش تھی من انکے گھر آئے
"دریاب سے منسوب ہو کر۔۔۔

ہاں۔۔۔"ساحل روحا کے سر کو تکیے پر ڈال کر اٹھ کھڑا ہوا بیڈ"
سے۔۔۔
وہ بس نادانی میں یہ سب کرتے رہے۔۔ایک طرح وہ دریاب"
کو بھی متوجہ کرنا چاہتے تھے پر دریاب نے اس دن ثمن کو تھپڑ مار کر
اس سے کہا کہ وہ زیاف سے۔۔۔"وہ مزید کچھ نہیں بولا۔
کیونکہ وہ جانتا تھا آگے ساحل شاہ سمجھدار ہے۔۔۔

میرا مطلب آپ لوگوں کو بدگمان کرنا نہیں تھا۔۔ آپ تو جانتے"
ہیں من بچپن سے سب کی جان رہی ہے۔۔ سب چاہتے ہیں اسے۔۔ پر
اب دریاب کا یہ رویہ اچھا نہیں تھا۔۔
وہ بچی تھی جس طرح سے اس سے مدد ہو رہی ہے وہ ہمارے ساتھ ہے
اس سب میں اور دریاب کا یہ ری ایکشن۔۔ میری ضبط سے باہر
"ہے۔۔۔
آئی ہوپ کہ آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ میں کیا کہنا چاہتا"
ہوں۔۔ سوری اس وقت آپکو ڈسٹرب کیا۔۔ پر کیا کرتا مجھے نیند
نہیں آتی۔۔" وہ گہری مسکراہٹ سے بولتا کال ڈسکنیکٹ کر کے موبائل
جیب میں رکھ کر مسرور ہوا۔۔۔

پرفیکٹ انسان کو اتنا بھی مت آزماؤ کہ وہ اپنی پرفیکٹ کو سائیڈ رکھ کر آپکے"
"ساتھ میدان میں آجائے آپکے جیسا بن کر۔۔

وہ سر جھٹک کر جیسے ہی مڑا سامنے سینے پر بازو باندھے کھڑی
عرشیہ کو دیکھتے ٹھٹھک گیا۔۔

تم۔۔۔۔۔اسکی چیخ بیچ میں ہی رہ گئی جب وہ اچانک کی افتاد کی"
طرح اسکی دونوں کلائیاں پکڑ کر جھٹکے سے دیوار سے لگاتا اسکے چیخنے کیلئے
کھلے منہ پر جھک کر اسکی باقی کی آواز حلق میں ہی دبا گیا۔۔۔

oooooooo

کہاں ہے میری امانت؟"وہ دھاڑ کے ساتھ دوڑ دھکیل کر اندر"
داخل ہوا اور اسکے سر پر کھڑا ہو کر چیخا۔۔
پاگل ہو گئے ہو تم؟ یہ کس طرح آرہے ہو؟"وہ جلدی سے اٹھ کھڑے"
ہوئے کر اس پر غرائے غصے سے۔۔

ہاں پاگل ہو گیا ہوں۔۔اور اس سے بھی برے طریقے سے آؤں گا میں۔۔"
تم مجھے جواب دو کہاں ہے وہ؟ یاد رکھو اگر مجھ سے غداری کی تو میں
تمہیں پھانسی سے بھی خطرناک سزا دلواؤں گا۔۔"وہ آس پاس کی
طرف دیکھے بغیر تقریباً دھاڑا اٹھا۔۔
آج صمصام زیدی نے اسکا ضبط توڑ دیا تھا۔۔اسنے عرشیہ کی موبائل کو بھی

اپنی مٹھی میں کر لیا تھا۔ اسے دکھانا تو پڑے گا کہ عرشیہ خان کس کی ہے۔۔ جان لے کہ فارس خان سے ٹکر لینے کا انجام کیا ہوتا۔۔

"تو پاگل مت ہو۔۔۔ کل سے صمصام زیدی کا وقت ختم ہے اور تمہارا شروع۔۔۔" انہوں نے غصے سے جھڑک کر کہا۔۔

"اور اگر میرا شروع نا ہوا تو تمہارا ختم ہو جائے گا۔۔ یہ بھی تم اچھی طرح سے جانتے ہو۔ فارس کو ہلکے میں مت لو، اس سارے فساد کا توڑ صرف فارس کے پاس ہے۔۔" وہ اپنی نیلی آنکھوں میں خباثت بھری مسکراہٹ لیے اسکے کندھوں سے نا دکھنے والی دھول صاف کرنے لگا۔۔

مقابل کا چہرہ ضبط سے سرخ پڑ گیا۔۔

"کاش وہ اس فسادی کو مار سکتا۔۔"

"پر وہ منظر پر تھا ہی کب؟"

"مجھے پتا ہے سب۔۔۔ مجھے کچھ مت بتا۔۔ میں کر رہا ہوں نا جو تم چاہتے ہو۔۔۔ مل جائے گی تمہیں تمہاری محبت۔۔۔" وہ غرا کر

اسکے ہاتھ جھٹک گئے۔۔

ہاہاہا۔۔۔ ملنی ہی چاہیے۔۔ آخر کو حق ہے میرا۔۔۔"وہ فاتح"
مسکراہٹ سے بولا۔۔
ہونہہ!!"وہ اسے گھورتے ہوئے ہنکارہ بھر کر بیٹھے۔۔۔"
اور اسکی مسکراہٹ سے پہلو بدل گئے۔۔۔
یہ کون ہے نمونہ؟"فارس بھی مقابل ٹانگ پر ٹانگ"
چڑھا کر بیٹھتا۔۔
سامنے رکھے مشروب کا آدھا بھرا گلاس اٹھایا اور مشروب کا
ایک گھونٹ بھر کر گلگلے کرتے ہوئے وہاں کی جگہ کو بدبودار کیا۔۔
سامنے بیٹھا ایک انسان خود پر ضبط کر رہا تھا اسکی حرکت سے جبکہ
دوسرا الکوحل پینے کے اس انوکھے انداز کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔۔

میرا بندہ ہے، پر اس سے تم بھی کام لے سکتے ہو۔۔"وہ بولے۔۔"
فارس نے مشروب کے نقصان کے بعد اس نمونے کو دیکھا۔۔

اور سر ہلا کر نمبر کا تبادلہ کرنے لگا۔۔ ساتھ ہی باتیں۔۔ جبکہ مقابل

بیٹھا وجود فارس کے چہرے کو دیکھ کر گہری سوچ میں گلتا تھا۔۔

oooooooo

باہر گہرا اندھیرا تھا، کھڑکی میں سامنے ہی اسکے اصطبل تھا جہاں اس کا گھوڑا بندھا ہوا گھاس کھا رہا تھا۔ اسکی نظروں میں وہ گزری رات کے لمحات گھومے جب وہ اسے گھوڑے سواری کرواتا، رات کے اندھیرے میں خوبصورت جنگل کی سیر کروا رہا تھا۔۔۔

بہت یادگار تھی وہ رات۔۔۔
وہ اسکے ساتھ ہمیشہ تنہائی کی چاہتی تھی، کیونکہ تنہائی میں وہ صرف اسکا تھا۔ اسے توجہ دیتا اسے ہی دیکھتا تھا۔ اور کہیں اپنی توجہ نہیں بھٹکاتا تھا سواء اسکے اطراف۔۔۔

وہ سرخ گھٹنوں سے تھوڑا سا نیچے، کرتے اور اسکے اوپر جالی والا کامدار کوٹ پہن کر کھڑی تھی جو کہ اسے ڈریس کا حصہ تھا۔

اندر شرٹ سلیولیس تھی، اور سلیو ٹخنوں کو چھوتے کوٹ کے ساتھ اٹیچ تھیں۔ ساتھ کیپری پہنا تھا سرخ ہی۔

کوٹ کی آستینیں اور دامن پر بھاری اور خوبصورت نگوں کا کام تھا۔ واحد اس ڈریس کے ساتھ دوپٹہ نہیں تھا، اور دلاور جانتا تھا بغیر دوپٹے والے ڈریس وہ زیب تن نہیں کرتی تھی، مگر وہ پھر بھی لیکر آیا تھا۔۔۔

تو شاید قسمت نے اس رات کیلئے ہی یہ ڈریس خوبصورتی سے بنایا تھا۔ رات کافی گہری تھی، ہر کوئی گہری نیند میں تھا۔۔

واحد ایک وہ تھی جو اسکے شاہی قلعے کے شاہی روم کی ونڈو میں کھڑی باہر دیکھ رہی تھی۔۔

دور نظر آتی روشنیوں اور گیتوں سے اندازہ ہو رہا تھا کہ ضرور وہاں کوئی جشن یا شادی ہو گی۔۔ مشعل روشن تھے آس پاس دور تک روشنی پھیلی ہوئی تھی۔۔

کچھ قریب درخت تھے اس قلعے کے، ان پر بیٹھے جگنو کو دیکھ کر وہ مسکرائی تبھی آہستگی سے پیچھے دروازہ کھولا گیا۔۔

اسکے دل پر سے جیسے کسی نے منوں وزن اٹھا لیا ہو۔ وہ لوٹ آیا تھا۔۔ اسکا

انتظار رائیگاں نہیں گیا۔۔

دھک دھک کرتی دھڑکنوں سے اسنے آہستہ سے مسلسل اسکے انتظار میں بہتی آنکھوں کی بارش کو انگلیوں سے سمیٹ لیا۔

دروازہ بند ہونے کی آواز پر اسنے کپکپاتا ہوا ہاتھ دل پر رکھ دیا۔۔ دل تو ہاتھ کو بھی مات دے گیا کپکپانے میں۔۔۔

وہ اسکی روٹین کو سوچنے لگی، وہ روم میں آتا تھا، اپنی ہڈی اسکے اوپر پھینکتا تھا۔۔

بوٹس یہاں وہاں اتار کر پھیکتا، ہر چیز دور دور بکھیر دیتا۔۔

پہلے شروع دن میں تو اسے لگتا تھا کہ وہ اسکے لئے کام مشکل کرنے کیلئے ایسے اپنی چیزیں بکھیرتا تھا۔۔

پر اسکی آیا یعنی خیری سے اسے معلوم ہوا کہ یہ اسکی عادت ہے۔

وہ ہر چیز کو بکھیر دیتا ہے۔ پھر توقیع کو یاد آیا کہ وہ ایسا ہی تو تھا، اگر کہیں اسے مسکرانا ہو تو ہر طرف مسکراہٹ بکھیر دیتا، اگر کہیں وہ اداس ہو تو ہر جگہ غم بکھیر دیتا۔۔

وہ بھی اسکے کاموں کی عادی ہو گئی تھی۔ خاص کر کے اسکے کام کرنے کی۔۔ وہ

جب باتھ لیکر باہر آتا تو توقیع کو اسے تولیہ تھمانا بہت پسند تھا۔۔
خاص کر کے وہ اسکے کام میں جو نقص نکالتا تھا، جیسے کھانا اچھا نہیں،
اس میں یہ کمی ہے، کھانے کی ٹیبل پر پانی گرم کیوں رکھا ہے؟ کیا
اسکا منہ جلانا چاہتی تھی؟
ایسے بہت سے الزامات لگا کر اسے بوکھلاتا رہتا، اور خیری غصے ضبط سے
پہلو پر پہلو بدلتا رہتا۔۔
وہ کچھ کہنا چاہتا پر توقیع اسے اشارے سے خاموش کروادیتی۔۔
وہ اسکے لئے اسکے حق میں لڑنے کیلئے ہمیشہ دلاور سے لڑنے کیلئے تیار
ہوتا تھا۔ اور وہ توقیع کو کہتا تھا وہ دلاور کے پاس پاس رہے۔۔

وہ جب تیار ہوتا تو اسے اسکے ارد گرد گھومنا اسکی چھوٹی چھوٹی چیزیں
اٹھا کر دینا بہت پسند تھا۔ وہ ایسے نظر انداز کرتا جیسے وہ اسے دیکھ نہیں
رہا، بلکہ اسکے نزدیک کوئی دوسرا وجود آس پاس ہے ہی نہیں۔۔
پر جہاں کہیں وہ اسکی بکھری چیزوں سے پھسلتی، اگلے لمحے اسکے مضبوط
بازوؤں میں ہوتی۔۔ وہ آنکھیں کھولتی تو وہ اسے غصے سے گھور رہا ہوتا۔۔۔
کچھ طنز کرتا، کچھ دل جلاتا، کبھی بہانہ کہتا پاس آنے کا، اور پھر
بے دردی سے گرا دیتا۔۔ کبھی کبھی اگر موڈ ہوتا نواب کا تو وہیں اپنی منمانیاں

شروع کر دیتا۔۔۔

مختصر یہ کہ سائیں اور سائیں کی جان کی بیٹی دیوانی تھی، خان اور خانم کے شہزادے کیلئے۔۔

افف مگر وہ اسکے ماموں کا بیٹا کتنا روڈ بے درد تھا۔۔۔

اسکا موڈ اسکی جان نکالنے کا موڈ ہوتا، یا اسے قریب کرنا چاہتا تو جان بوجھ کر ایسی موویز لگا کر لائیٹ آف کر دیتا جن کی چیخیں پکاریں اتنی ہوتیں کہ وہ سہمی سہمی سی پڑی رہتی۔۔۔

اوپر سے کھلی کھڑکی سے قریب سے جانوروں کی رونے کی آوازیں۔۔

اوپر سے ہارر مووی کی آوازیں۔۔

وہ مجبوراً اسکے پاس ہو جاتی۔۔ اور مووی یونہی چل کر ختم ہو جاتی۔۔

اور نا وہ خود سوتا تھا نا ہی اپنی بے تابیوں جارتوں سے اسے سونے دیتا تھا۔۔

بہت بے رحم تھا، آدھی رات انتظار کرواتا، سارا دن کام کرواتا، اور کبھی کبھی راتوں کو اپنی بے تابیوں کیلئے جگاتا۔۔

اسنے اسے ایکسرسائز کرتے کبھی نہیں دیکھا تھا، وہ جاگنگ پر نہیں جاتا تھا، پر اس سب کے باوجود وہ اسکا وجود پتھر جیسا تھا۔۔

سخت پتھر۔۔۔ جب وہ غصے میں اسکے گرد حصار تنگ کرتا تھا

تب اسکی جان نکال دیتا تھا۔۔۔ پر اسکے ساتھ رہتے اس میں صبر اور ضبط بہت آگیا تھا۔۔

ہاں بولو پیدرو۔۔!" وہ اسکے پیچھے آن کھڑا ہوا۔۔ قریب اسکی بھاری" گھمبیر آواز پر وہ ہوش کی دنیا میں لوٹی۔۔ اور بوکھلا کر اپنی انگلیاں آپس میں الجھا دیں۔۔۔

باہر تیز ٹھنڈی یخ بستہ ہواؤں چل رہی تھیں، اور ان ہواؤں کے سامنے وہ ونڈو میں بے حس کھڑی تھی، انتظار کی یہ جان لیوا گھڑیاں کاٹتی۔۔۔

مگر اب اسکے چہرے پر آنسوں نہیں شرم حیا تھی، چہرہ ضبط سے نہیں حیا سے گلنار ہو رہا تھا۔ ہواؤں کے دوش پر اڑتے اسکے کھلے سنہری بال جن میں چاندنی اتر آئی تھی پیچھے کھڑے وجود کے چہرے سے مس ہوتے پھسل جاتے۔۔۔

خاموشی کا وقفہ بڑھ گیا، وہ شاید دوسری طرفین کو سن رہا تھا۔ توقع خاموش تھی اور چاہتی تھی وہ پہل کرے۔۔ چاہے دل جلانے سے ہی کیوں نا کرے۔۔۔

مگر وہ پہل کرے تو وہ اسکے دل پر مرہم رکھے۔۔۔

ہاں سن رہا ہوں تم بولو۔۔۔"وہ دوسری طرف وجود کے مخاطب پر" بولا اور اسی مصروف انداز میں اپنا بازو توقیع کی کمر میں حائل کرتے اسکے پاس ہو گیا۔۔
اسکے یوں جان لیوا لاپرواہ انداز میں، اسکے بے انتہا قریب آنے پر توقیع نے گڑبڑا کر کھڑی کو ھتاما۔۔۔

ٹھیک ہے مجھے تینوں کی پروفائل بھیج دو میں تمہیں دے دوں گا" تینوں لوگ۔۔۔"وہ اس سے کہہ کر رہا تھا توقیع جھکی نظروں سے آگے اسکے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی جو اسکے کوٹ کا بٹن کھولنے میں مصروف تھا۔۔

اسکے گال تپ اٹھے۔۔وجود میں سرد لہریں اٹھنے لگی تھیں جب وہ پہلا بٹن کھولنے میں کامیاب ہو گیا۔۔
اسے یاد آیا اندر شرٹ سلیولیس تھی۔۔وہ سمٹنا چاہتی تھی۔۔فطری شرم حیا سے بوکھلانا گڑبڑا چاہتی تھی پر وہ اسے ناراض کرنے، کھونے سے

خوفزدہ تھی۔۔

ہاں مجھے یاد ہے تمہارا احسان نہیں بھولا میں تمہارا پہاڑ جیسا"
احسان۔۔"وہ موبائل کی دوسری طرف پیدرو پر بھی طنز کر رہا تھا۔۔
وہ افسوس کر کے رہ گئی دونوں پر۔۔۔
اور کال ختم ہوتے اسنے اپنا موبائل سامنے جہازی سائز بیڈ پر پھینک دیا جس کی بیڈ شیٹ، تکیوں کے کور اور بلینکٹ سب میرون رنگ کے تھے۔۔
ساری تیاریاں تھیں۔۔اسنے داد میں ابرو اٹھا کر اسکے سر کو دیکھا اور اڑتے بالوں کو سائیڈ کرتے ہوئے اسنے اسکی خوبصورت گردن کو چھپائے ہوئے اس نگوں سے سجے کالر کو پیچھے کی جانب کھینچا۔۔۔
اسکے کھینچنے پر کوٹ ایک سائیڈ سے پورا اتر جاتا اگر توقیع بوکھلا کر بروقت تھام نا لیتی۔۔
کس کا انتظار کر رہی ہو؟"اسنے گھمبیر سرگوشی میں پوچھتے اسکی" شفاف بے داغ گردن میں جھک کر وہاں اپنے ہونٹ رکھے۔۔اور دوسرا بازو بھی اسکی کمر میں حائل کر دیا۔۔۔

تمہیں کہا تھا انتظار مت کرنا۔۔" وہ اسکی گردن پر جا بجا اپنی
شدتیں لٹاتا ہوا، کھڑکی پر موجود اسکے ہاتھوں پر اپنے بھاری ہاتھ رکھ
دیئے۔۔
وہ کچھ نہیں بولی محض اسکی شدتیں جھیلنے کے، اسکا انداز ایسا تھا جیسے
انتظار میں تڑپی وہ نہیں بلکہ خود تھا۔۔

اسنے تو بہت کچھ سوچا تھا، جیسے کہ وہ رلائے گا، تڑپائے گا اسے۔ پر وہ تو
خاموشی سے لوٹ آیا تھا۔۔ وہ اسکی شدتوں کو باوجود گہری
مسکراہٹ سے مسکرائی۔۔۔
تو مطلب وہ سب کچھ صرف اسے ستا رہا تھا۔۔ اسے آنا تھا، اور جو"
"انتظار کی باتیں کر رہا تھا کچھ بھی نہیں تھا۔۔

وہ بس تیار ہو کر کھڑی تھی کھڑکی کے پاس۔۔ اور اسے سوچ ہی رہی تھی کہ
وہ آ گیا۔۔ اور اب جیسے جیسے اسکی وارفتگیاں بڑھ رہی تھیں ویسے ہی اسکی
دھڑکنیں بڑھتی گئیں ساتھ تنفس بکھرنے لگا۔۔۔
اسنے آہستہ سے اسکا رخ اپنی طرف کیا۔ اسکی سیاہ گھنی پلکیں لرز
گئیں۔۔ خشک سرخ ہونٹ بھی کچھ کہنے کیلئے کپکپائے۔۔

بہت ضدی ہو۔۔۔" وہ اسکی ٹھوڑی کو پکڑ کر چہرہ اونچا کرتا کہہ رہا تھا۔ اسکے لبوں پر گہری مسکراہٹ آ گئی۔۔۔

"محبت" وہ کہنا چاہتی تھی "الفت" وہ کہہ نہیں پائی "جنون" اسکی دیوانی تھی، جسے انتظار نہیں محسوس ہی نہیں ہوا تھا۔۔

وہ اسکے سجے سنورے چہرے کو دیکھتا اسکے ناک میں پہنی بالی پر جھک کر ہونٹ رکھے اور اسکی کمر میں ہاتھ سرکاتے ہوئے کوٹ کو زمین بوس کرتے اسے کھینچ کر پاس کر دیا۔۔

تو قیع حیا کے مارے اسکے چوڑے سینے میں سمٹنے لگی۔۔

اسنے اسکے آگے رکھے بال پشت پر کرتے اسکی گردن میں ہاتھ ڈالا۔۔

وہ اسکے دہکتے گلابی چہرے کو دیکھنے لگا۔ اسکا بھرا تنفس اور دلاور کی دہکتی سانسیں دونوں الجھنے لگیں۔۔

اگلے لمحے وہ تمام تر شدتوں سے اسکے ہونٹوں پر جھکا۔۔

تو قیع اچانک اسکی سخت جارحت پر تڑپ کر مچلی مگر اسنے اسکی کمر میں موجود بازو کو تنگ کر دیا۔۔

وہ جب پیچھے ہوا تو وہ بری طرح کانپ رہی تھی۔ دلاور کے ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ آ گئی۔۔ پر اسے احساس ہوا وہ کچھ زیادہ ہی سختی برت گیا کہ اسکے گلابی ہونٹوں سے خون کی چھوٹی بوند نکل آئیں۔۔

بس اتنے میں ڈر گئی؟" اسنے اسکی پشت سہلائی۔۔ دل جلانے والی"
سرگوشی کرتے آہستہ سے جھک کر وہ بوندیں سمیٹنے لگا۔۔ اسکے دوسرے
ہاتھ کا انگوٹھا اسکی گردن کی شہ رگ کو سہلا رہا تھا۔۔
دفعتاً کھڑکی سے یخ بستہ ہوا اندر داخل ہو کر اسے کپکپانے پر مجبور کر
گئی۔۔ وہ محسوس کر تا رکا۔۔
یہیں رکو آیا میں۔۔" جھکی نظروں سے کھڑی توقیع سے سرگوشی"
میں کہتا وہ پیچھے ہوا۔ اسکی سائیڈ سے گزرا، ہاتھ آگے بڑھا کر کھڑکی
کے دونوں پٹ تھامے اور انہیں بند کرنے لگا ہی تھا تبھی دور فضاؤں
میں اذانیں شروع ہوئیں۔۔۔۔
وہ جھک کر اپنا کوٹ اٹھا رہی تھی۔۔۔۔۔
اور جیسے وہی ساکت ہو گئی۔۔۔
"فجر"
ٹھاٹھا کر کے ایک کے بعد آسمان ٹوٹ کر اسکے سر پر آن گرے
تھے، اور اسکا پورا وجود ہی جیسے سن سر دپڑ گیا۔۔۔ وہ اپنی جگہ منجمد ہو کر
رہ گئی۔۔

وہ مسکراتا ہوا اسکے سامنے آکر پھر سے کھڑا ہوا۔۔

اٹھو بھی کیا ہوا؟" وہ اسے مسلسل بیٹھا دیکھ کر چڑ کر بولا۔۔"
مگر وہ اپنی جگہ سے ٹس سے مس نا ہوئی۔ ہوتی بھی کیسے؟ ہوش میں
ہوتی تو ہوتی۔۔۔ وہ تو بے جان ہو گئی تھی۔۔
جم گئی ہو کیا؟" اسنے غصے سے کہتے جھک کر اسے بازو سے تھام کر اپنے"
مقابل کھڑا کیا۔۔
رات گزر گئی؟" اسکے ہاتھ لہرا گئے۔۔۔۔"
انتظار سچ میں تھا۔۔۔ "بس وہ محسوس نا کر پائی اسکی سوچوں میں کہ"
وہ ساری رات ہی کھڑکی کے پاس کھڑی اسے سوچتی رہی ہے۔۔۔
توقیع صائم زیدی پوری رات اسکے انتظار میں کھڑی بس اسے
سوچتی رہی تھی۔۔۔
کیا ہوا جان چلی گئی ہے کیا جسم سے۔۔" وہ اسکی گردن میں جھکنے لگا"
تھا کہ وہ لہرا کر گرنے لگی تھی اگر بروقت وہ اسے وجود کو تھام نا لیتا تو زمین
بوس ہو جاتی بری طرح۔۔۔۔

میں ساری رات انتظار کرتی رہی مگر مجھے تمہارا انتظار محسوس"
کیوں نہیں ہوا؟" اسنے بھیگی نگاہیں اٹھا کر اسکی شہد رنگ مگر
سرخی چھائی آنکھوں میں دیکھا۔۔

معاً وہ نگاہیں ٹھٹھک گئیں جب نظریں پھسل کر اسکے کالر کے پاس شرٹ پر موجود نشان پر گئیں۔۔۔
اسنے بے یقینی سے دلاور کے چہرے کو دیکھا۔۔اور ششدر ہو کر آگے بڑھتے ہوئے کانپتی انگلیوں سے اسکے نشان پر آئیں۔۔

وہ لپسٹک کے نشان تھے۔۔اسنے آگے بڑھتے اسکی شرٹ سے خوشبو کو سونگھا۔۔وہاں کسی لیڈی پرفیوم کی سمیل تھی۔۔

میں نے تم سے کہا تھا میرا انتظار مت کرنا۔۔"وہ اسکے بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے لگاتا ہوا بولا۔۔۔
پر میں نے کیا تھا۔۔۔آپکو کہا تھا میں کروں گی۔۔۔"وہ ایکدم زور سے چلائی۔۔اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔

کیوں کر رہے ہیں آپ میرے ساتھ ایسا دل؟"اسنے اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچا۔۔
میں جانتی ہوں آپ کسی غیر عورت کے پاس نہیں گئے۔۔"یہ پرفیوم یہ داغ سب جھوٹ ہیں۔۔

مجھے اپنے باپ جتنا آپ پر یقین ہے دل۔۔۔ مت کریں میرے ساتھ
یہ ناٹک یہ ڈرامہ۔۔۔
مجھے صرف بتائیں کیا قصور ہے میرا؟
کیوں مجھے انتظار کی سولی پر ہمیشہ لٹکائے رہتے ہیں۔۔ کیوں اذیت دیتے ہیں
آپ مجھے؟" وہ روتی ہوئی اس پر چیخ رہی تھی۔۔
اگر بری لگتی ہوں۔۔ اب محبت نہیں رہی۔۔۔ تو مار دیں آپ مجھے۔۔ کیونکہ "
بے مقصد ہے آپ کے بغیر زندگی میری۔۔۔
نہیں جینا مجھے آپکے بغیر۔۔۔" وہ اسکے سینے پر پیشانی ٹکا کر بلک پڑی۔۔

پوچھتے تھے نا کہ کیوں سوتی ہوں میں اتنا آپکے پاس؟" اسنے سر اٹھا کر "
زخمی نگاہوں سے پوچھا۔۔ اسکی آنکھوں میں جیسے نیلے رنگ کا کانچ ٹوٹ
کر کرچیاں ہر طرف بکھیر تا لہولہان کر گیا تھا۔۔
اسکی سرخ آنکھوں میں بیچ میں نیلا تاثر جان لیوا تھا۔۔
جس طرح آپ نہیں سو پاتے راتوں کو اپنوں کے بغیر ویسے ہی میں "
نہیں سوئی کبھی راتوں کو آپکے بغیر۔۔۔
آپ نے عادت ڈالی تھی ہر رات چاند کے سامنے بیٹھ کر باتیں
کرنے کی۔۔۔

ہر رات سب کے سونے کے بعد میرے روم میں آنے کی۔۔ مجھے اپنا عادی بنانے کی۔ آپ کے جانے کے بعد میں جب راتوں راتوں بیٹھ کر آپکا انتظار کرتی تھی۔۔۔"

"وہ سسک اٹھی۔۔۔ مگر جب سے آپکے پاس آئی۔۔ سب کچھ مجھے مل گیا۔۔ سب کچھ آپکا ساتھ آپکی خدمت آپکی راتیں آپکے دن۔۔" مگر وہ کہتا تھا کہ ہمت نا ہارو۔۔۔ اگر تم زندہ ہو تو وہ بھی ضرور ہو گا۔۔۔ میں نے کبھی نہیں سوچا تھا میں آپکو حاصل کروں گی۔۔ اسنے مجھے زندہ رکھا۔۔ مجھے ہمت دلائی۔۔۔ مجھے پھر سے جینا سکھایا۔۔۔ اور آپکو حاصل کر کے مجھے نیندیں مل گئی تھیں۔۔ میں صرف آپ سے ہوں۔۔ میں دلاور کی عزت ہوں۔۔۔ مجھے کیوں مار رہے ہیں۔۔۔؟" وہ آخر میں تکلیف سے پھر چیخ اٹھی۔۔۔

آج اسکا ضبط جواب دے گیا تھا، وہ ہمت ہار گئی تھی۔۔ اسکی خدمت سے نہیں بلکہ اسکی بے رخی بے رحمی سے۔۔

میرا قصور کیا ہے دلاور خان؟؟ مجھے جواب کیوں نہیں دے رہے؟""

اسے مسلسل خاموش دیکھ کر وہ جیسے پاگل سی ہو کر چلائی۔۔۔
دلاور نے گہرا سانس بھر کر اپنے اعصاب پر سکون کیے۔اور ہاتھ بڑھا کر اسکے گالوں سے آنسوں چننے چاہے۔۔۔

"ہاتھ مت لگائیں مجھے اب۔۔۔ میں پتھر کا پتلا نہیں ہوں۔۔ مٹی کی ہوں۔۔ مجھے درد تکلیف ہوتی ہے دلاور خان۔۔۔
میں ساری رات وہاں آپکے انتظار میں کھڑی رہی۔۔۔کیوں آئے اب؟کیوں نہیں آئے جب میں آپ کیلئے سج سنور رہی تھی؟"اسنے غیظ و غضب سے اسکا ہاتھ جھٹک کر دھاڑی۔۔۔

"اتنی محبت تھی تو کیوں جتائی مجھ سے نفرت جب میں بالکل اکیلا تھا؟"اسکے ہاتھ جھٹکنے پر دلاور سے ضبط کا دامن چھوٹ گیا اور اگلے اسکے بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر وہ اس پر بپھرے انداز میں اگر جا۔۔
"یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں زندہ ہوں۔۔۔کیوں دونوں راضی تھے ایک دوسرے کیلئے؟کس وفا کی بات کرتی ہو تم توقیع صائم زیدی۔۔۔؟"
اسنے بری طرح بے رحمی سے اسکے سر کو جھٹکا دیا۔۔۔
وہ سفید برف جیسی ہو گئی۔۔۔

میری تکلیف کا اندازہ تھا تمہیں؟ جسے سانسوں سے قریب "
سمجھتا تھا جسکے لئے دنیا کی ہر لڑکی کو حرام کیا۔۔ جس کا خود کو پابند
بنایا۔۔۔ اسکی محبت بس یہی تھی کہ ماں باپ نے کہا اور اسنے اسکے
بھائی کو قبول کر لیا یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ ثمن کا تھا۔۔۔۔
کیا تھی تمہاری محبت توقیع زیدی کہ میں نہیں تو میرا بھائی
سہی۔۔۔۔؟؟؟" اسنے بے حسی کی حد کر دی۔۔۔ اسکے بازوؤں میں اپنی
انگلیاں کھب دیں۔۔۔
پاگل سا ہو گیا تھا۔۔۔ اسکے چہرے پر غرا رہا تھا کسی زخمی خونخوار
بھیڑیے کی مانند۔۔۔

کاش آپ میرے شوہر کے درجے پر فائز نا ہوتے دلاور خان۔۔۔" وہ "
کانپتے لہجے میں روتی ہوئی بولی۔۔
تو؟؟ تو کیا کرتی خوش ہوتی؟ آزاد ہوتی؟" اسنے گرجتے ہوئے اسکے جبڑے "
کو مٹھی میں دبوچ لیا۔۔۔
وہ چھوٹی سی تھی اسکے سامنے۔۔ بیس بائیس کی۔۔۔ جنون جذبات کی
عمر۔۔۔ وہ بے قابو ہو کر ایک تھپڑ ہی مارتا تو شاید اگلی سانس بھی نا
لیتی۔۔۔

تو میں آپکا منہ نوچ لیتی۔۔۔"وہ بے قابو ہوتی کر بھی گزرتی اگر بروقت "
وہ اسکی نازک سی کلائیوں کو جکڑ نا لیتا۔۔۔

اب تو یہی کرو گی۔۔۔لاجواب ہو گئی ناہاہاہا۔۔۔"وہ ایکدم دل جلانے والا قہقہہ "
لگا اٹھا۔۔
شٹ اپ جسٹ شٹ اپ دلاور خان۔۔۔ آگے ایک لفظ بھی "
نہیں۔۔"تو قسیع جیسے چور چور سی ہو گئی۔۔الفت کے بت کی جو نئی
مرمت کی تھی، دلاور خان کی بے رحمی، اسکے الفاظ کے چابک سے
ایکدم سے تہس نہس ہو کر بکھر گیا۔۔

نہیں تھا وہ سچ جو آپکو دکھائی دیا۔۔ جھوٹ تھا سب۔۔۔"
صرف آپ کو بھڑکانے آپ کے اندر کے رازوں کو اگلوانے کیلئے کیا
تھا سب۔۔۔
آپکو اپنوں کے قریب لانے، اپنی عزت کیلئے لڑنے احساسات
بیدار کرنے کر رہے تھے سب۔۔
آپ ہمیشہ اسی پر یقین کر لیتے ہیں جو آپکو دکھایا جاتا ہے۔۔یا جو دیکھ لیا۔۔

آپ نے عشی کو کہا کہ آپ کے ساتھ آپ کے ماں باپ نے برا کیا ہے تو جھوٹ ہے سب۔۔۔

جھوٹ بولتے ہیں آپ۔۔۔

لوگوں نے آپ کو غلط دکھایا تھا تاکہ آپ ٹوٹ جائیں آپ خود کیلئے لڑھ نا سکیں۔۔۔

آپ اپنوں کی بغاوت غداری سمجھ کر بکھر جائیں۔۔۔

اور آپ نے ویسا ہی کیا۔۔

آپ انکے اشارے پر چلتے ہیں۔۔ یہ ہم جان گئے تھے۔۔

آپ اپنوں کیلئے کمزور ہوتے ہیں۔۔ تو بس ہم نے بھی آپکی کمزوری کا فائدہ اٹھایا اور آپکو کراچی میں لائے۔۔۔ آپ کے سامنے ہمارا رشتہ رکھا کہ آپ سامنے آئیں اپنے محبت کیلئے لڑیں اپنے بھائی سے سامنہ کریں اور جو دل میں اپنوں سے نفرت پال رکھی ہے اسکی وجہ بتادیں۔۔۔

اپنوں سے بدگمان ہونے میں جلدی مت کیا کریں دلاور خان...!کچھ

..چیزیں ویسی نہیں ہوتیں جیسی دِکھائی دیتی ہیں

...ہر کہانی کے پیچھے ایک کہانی ہوتی ہے جو آپ کو معلوم نہیں ہوتی بس آپکے سامنے بنا کر پیش کی جاتی ہے۔اور آپ جیسے لوگ فوراً سے اس پر یقین کر لیتے ہیں۔۔۔

اپنی قدر کریں۔۔کیونکہ آپکی قدر صرف آپ کر سکتے ہیں۔۔جس طرح آپ نے اپنی قدر اس مہل چھوڑ دی جب آپ بے قصور ہو کر بھی قصوروار رہے۔۔۔

دنیا نے بھی آپکی قدر چھوڑ دی۔۔۔

ہم جانتے تھے آپ نے دریاب کے کمرے میں کیمرہ لگایا تھا۔۔

ہم جانتے تھے آپ نے مجھ پر نظر رکھی تھی۔۔

میں دریاب کے نام سے نہیں شرماتی تھی دلاور خان بلکہ اسکی آنکھیں آپکا نام لیکر مجھے تنگ کرتی تھیں۔۔۔

اسکے الفاظ آپکو دھوکہ دیتے تھے۔۔۔آپکو الگ کہانی بتاتے تھے۔۔

ویسے ہی جیسے آپ اپنے دشمن کی دکھائی کہانی پر یقین کر لے نا صرف خود کیلئے لڑھ سکے نا ہی نویرہ چغتائی کیلئے۔۔۔۔

وہ آپکی وجہ سے آج بھی ناانصافی کی سولی پر لٹک رہی ہے۔۔۔

جس بھائی سے آپ نفرت کرتے ہیں۔۔ وہ بھائی قسمت والوں کو ملتے ہیں دلاور خان۔۔ جس طرح آپ اسے ٹریس کرتے تھے وہ آپکو کرتا تھا۔۔

آپ نے اسکے لئے کچھ نہیں کیا کبھی۔۔۔ ایک محبت دیتے تھے وہ بھی نفرت میں بدل دی دونوں نے۔۔۔

مگر اسکے باوجود وہ مجھے ہمیشہ آپکی امانت سمجھتا تھا۔۔ کیونکہ وہ کہتا تھا جب دریاب زندہ ہے تو دلاور ضرور ہوگا۔۔

کوئی بھائی کسی دوسرے بھائی کو پانے کیلئے آج کے دور میں اتنا نہیں خود کو گرا سکتا دلاور خان جتنا وہ گرا تھا۔۔

وہ خود کو اپنی نظروں میں گرا کر بیٹھا ہے صرف آپکو پانے کیلئے۔۔ اسنے سب کی نظروں میں خود کو گرایا جب اسنے صرف آپکو دکھانے کیلئے اپنا رشتہ بھیجا۔۔۔

میری وفا میری محبت پر الزام مت دیں۔۔۔ کیونکہ اگر مجھ پر الزام دیں گے تو وہ الزام آپ پر آئے گا۔۔ میں نے الفتِ وفا آپ سے سیکھی ہے دنیا سے نہیں۔۔۔" اسکا سانس بھول گیا۔۔ حلق سے مزید آواز نکلنا مشکل ہو گئی۔۔

آنسوں بھی خشک ہو چکے تھے۔۔۔ وہ جانتی تھی اسنے سب کچھ تہس

نہس کر دیا تھا۔۔ اسنے دریاب کا پلان اسکی چال کو ختم کر دیا تھا۔۔۔
کیونکہ وہ خود پر الزام برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ وہ اپنے کردار پر کوئی
کمپرومائز نہیں کر سکتی تھی کیونکہ وہ تقویٰ زیدی کی بیٹی تھی۔۔۔
وہ جھٹکے سے خود کو چھڑوا کر پیچھے ہوئی اور اس پر ایک خالی نگاہ ڈال کر
تیزی سے وہاں سے پلٹ گئی۔۔۔
وہ کتنی دیر وہی کھڑا رہا یہاں تک کہ وہ چینج کر کے بالوں کی چوٹی کر کے وضو کر
آئی۔۔۔
اور جائے نماز پر کھڑی ہو گئی۔۔۔

ہمم دریاب۔۔۔۔" اسنے ہنکارہ بھرا۔۔۔۔"

اپنوں سے بدگمان ہونے میں جلدی مت کیا کریں دلاور خان...! کچھ "
..چیزیں ویسی نہیں ہوتیں جیسی دِکھائی دیتی ہیں
...ہر کہانی کے پیچھے ایک کہانی ہوتی ہے جو آپ کو معلوم نہیں ہوتی
بس آپکے سامنے بنا کر پیش کی جاتی ہے۔ اور آپ جیسے لوگ فوراً
"سے اس پر یقین کر لیتے ہیں۔۔۔
اسنے جھک کر زمین سے اسکے کوٹ کو اٹھایا۔۔ ایک بھاری بھوج

اسکے اوپر سے یٹ گیا تھا۔۔
وہ اسے جتنا معصوم سمجھتا تھا وہ اتنی تھی نہیں۔۔وہ بس فرمانبردار تھی اور چال میں اسے بھی بیوقوف بنا گئی۔۔
اور بناتی کیوں نا آخر کار اسکے ساتھ اسکا جڑواجو تھا۔۔۔

نماز کے بعد میرا سر دبانا سر درد ہو رہا ہے۔۔"اسنے شرٹ" اتار کر نیچے پھینکی۔جانے کون سا بیوقوفوں والا پرفیوم لایا تھا اور لپسٹک کے نشان اس بیوقوفی سے لگائے تھے کہ وہ فوراً سے شاید سمجھ گئی کہ یہ لڑکی کے نہیں ہیں۔۔۔۔

اس جیکی کو تو وہ چھوڑے گا نہیں صبح۔۔
وہ کچھ دیر پہلے اس سے اسکی پہلی بیوی کی ڈیتھ کا بتا کر اجازت لیکر گیا تھا۔۔
ہاں جیکی کی پہلی بیوی کی ڈیتھ ہو گئی تھی۔۔

دلاور سر جھٹک کر بلند آواز میں اسے حکم سناتا ہوا بیڈ پر لیٹ گیا۔۔

اسے معلوم تھا اسنے جو کیا وہ تھوڑا بہت غلط بھی تھا۔۔ پر یہاں صحیح سے کھیلا کون تھا؟
پر اس کھیل کے بعد جو حقیقت معلوم پڑی تھی۔ اس سے یہ شفا تو فیق ملی تھی کہ اسکی پلکیں بھاری ہو رہی تھی۔۔

وہ اسے دیکھ رہا تھا کہ وہ ناراض تھی اس سے۔۔ اور اب وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ وہ اسے چھوڑ آئے واپس یہ بے بسی ختم کرے یا اسے منائے؟

کچھ دیر میں اسے اپنے سر پر ٹھنڈا نرم ملائم روئی جیسا لمس محسوس ہوا۔۔ سکون کی لہر اسکے تن من میں دوڑ گئی۔۔
اسنے آنکھوں سے بازو ہٹایا۔۔ وہ سامنے سپاٹ چہرے سے بیٹھی کہیں اور دیکھتی اسکا سر دبا رہی تھی۔۔۔

اسکے گلابی لب ہل رہے تھے وہ کچھ پڑھ رہی تھی۔ جبکہ دلاور کی آنکھوں میں وہ لمحے تھے جب جب یہ گلابی پتیاں اسکی دسترس میں ہوتی تھیں۔۔
وہ مزید سہولت سے بیٹھتا، پشت کے پیچھے تکیہ دیکر سیدھا ہوا انگلی

بڑھا کر اسکے گلابی لبوں کے کنارے پر انگلی پھیری جب اسنے نہایت غصے سے ہاتھ جھٹک دیا۔
دلاور نے اپنے ہاتھ کو دیکھا اور غصے سے اسے۔۔۔

اور کیا معلوم ہے تمہیں؟"وہ سختی سے پوچھنے لگا۔"
مجھے کچھ نہیں معلوم!"وہ غصے جتا کر بولی اور پھر دل جمی سے پڑھنے لگی۔۔"
سب تمہیں ہی معلوم ہے۔۔دیکھ اچھی بیوی کی ذمہ داری کیا ہوتی۔۔کہ"
اپنے شوہر کی تکلیفوں کو دور کرے اور اسے سکون دے۔۔"وہ اٹھ کر اسکے سامنے بیٹھا۔۔
توقیع نے سرخ آنکھوں سے اسے گھورا۔۔اور وہ اٹھ کر جانے لگی کہ دلاور نے جھٹکے سے اسکا بازو دبوچا۔۔
آہ۔۔۔!مجھے کچھ نہیں معلوم مزید۔۔۔میں نہیں جانتی باقی کچھ۔۔"
آپ کو جاننا ہے تو آپ جائیں اپنے کزنز سے پوچھیں۔۔
میں نہیں ہوں اچھی بیوی۔۔"وہ چیخ کر دکھ تکلیف سے بھیگی آواز میں بولی۔۔۔

سب تمہیں ہی معلوم ہے۔۔۔سب۔۔۔"وہ جبڑے سے پکڑ کر اسکا"

چہرہ پاس کرتے مسکراتی آواز میں بولا۔۔
اسکی آنکھوں میں یقین تھا۔۔ توقیع گھبرا گئی۔۔۔

بتاؤ ڈیڈ بھی ملے ہوئے ہیں؟" وہ اسے بیڈ پر گراتا اسکے اوپر جھک کر پوچھنے لگا۔۔

دلاور نے اسکے اڑے اڑے رنگ کو دیکھا۔۔
مجھے نہیں معلوم۔۔۔" وہ رونے جیسی ہو گئی۔۔۔"

کہا ناسب تمہیں ہی معلوم ہے۔۔۔" وہ بہت مسرور لہجے میں کہتا" کلائیاں پکڑے اپنے رومال سے باندھنے لگا۔۔۔
اب تم ہر طرح کی مزاحمت سے لاچار ہو۔۔۔ اب شرافت" سے اپنے دل کی بات مانوں۔۔۔ اور کل رات میں تمہارے لیے اسپیشل کر دوں گا۔۔" اسکے گال پر انگلیاں پھیرتے وہ بہت محبت نرمی سے پیش آرہا تھا۔۔
وہ بالکل بھی دلاور نہیں لگ رہا تھا بلکہ وہ جیسے کسی بچے سے لولی پاپ چھیننے کیلئے اسے میٹھی میٹھی پیشکش دے رہا تھا۔۔
مجھے سچ میں نہیں معلوم میرے ہاتھ کھولیں ورنہ میں رو دوں"

گی۔۔"اسنے روتے ہوئے دھمکی دی۔۔

دلاور نے اسکی بہتی آنکھوں میں دیکھتے لائیٹ آف کر دی۔۔
رونے سے کچھ نہیں ہوگا۔۔بتاؤ مجھے کیا سچ ہے پھر میں تمہیں"
بتاتا ہوں سب کچھ۔۔۔"وہ کچھ دیر پہلے کا اسکا سراپا یاد کرتے ہوئے اسکی
بانہوں کو اپنے گردن میں حائل کیا۔۔۔
ایک بازو اسکی کمر میں دوسرا اسکی گردن کے نیچے سے رکھا۔۔
تو قسیع حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔۔

کیا بتائیں گے؟"وہ پھیلی آنکھوں سے پوچھنے لگی۔۔"
وہ بے خود سا اسکی سانسوں کی خوشبو محسوس کر رہا تھا۔

جو تم پوچھنا پسند کرو گی۔۔"دلاور نے گھمبیر لہجے میں کہتے اسے کمر"
سے تھام کر قریب کھینچ لیا۔۔
مجھے اپنے باپ جتنا آپ پر یقین ہے دل۔۔۔مت کریں میرے ساتھ"
یہ ناٹک یہ ڈرامہ۔۔۔"وہ مسکرایا۔۔وہ پاس ہو گئی تھی اس
آزمائش میں۔۔۔

مجھ سے محبت ہے؟" وہ اسکی شہد رنگ آنکھوں میں دیکھتی بولی۔۔"
دلاور مسکرایا۔۔۔ گہری مسکراہٹ تھی اسکے لبوں پر۔۔۔
عشق ہے۔۔۔" اسنے دو لفظی جواب دیا۔۔"
اسکے چہرے کے تمام رنگ لوٹ کر آئے۔۔ اور ان رنگوں کو دیکھتے ہوئے
وہ بھی خود پر ضبط نہیں کر پایا۔۔۔

بتاؤ مجھے۔۔ اور میں تمہارے خواب پورے کروں۔۔" اسنے بچوں کی"
جانب اشارہ دیا۔۔ وہ سرخ لال ہو کر چھپنے لگی پر وہ اسکی کوشش ناکام
کرتے ہوئے اسکے چہرے پر جھک کر اسے ایک نئے امتحان میں ڈال
گیا۔۔
تمہارے پاس دو راستے ہیں۔۔ یا میری بن جاؤ! یا دور ہو جاؤ۔۔" اپنی"
فیصلہ سنا کر وہ پھر سے اسکی سانسوں کو جکڑ گیا۔۔

ooooooo

ماموں سچ میں بیمار ہیں۔۔" دلاور کی مٹھی میں اپنا دوپٹہ دیکھتی ہوئی وہ"
دھک دھک کرتے دل کو مشکل سے سنبھالتی ہوئی بولی۔۔

اگر میرا باپ بیمار ہے سچ میں تو اسکے عزیز قریب اتنی خوشی"
میں کیوں ہیں؟ اتنے خاموش کیوں ہیں سب؟ کیا دانیال خان کوئی
حیثیت نہیں رکھتا انکے بیچ؟
وہ تو صائم زیدی کے "سسر" کی حیثیت رکھتے تھے نا؟" وہ چن چن کر پوائنٹ
لا رہا تھا۔۔

ایسے کیوں بول رہے ہیں آپ۔۔ ڈیڈ مام بھائی سب تو ہاسپٹل ہوتے"
ہیں۔ مامی جان دریاب بھائی، عرشیہ بھی تو جاتے ہیں۔۔ صام
بھائی ساحل بھائی ہارون انکل زریش آنٹی۔۔ سب وقفے وقفے سے
جاتے رہتے ہیں۔۔ ہر کوئی جاتا ہے۔۔ آپ صرف بدگمان ہیں۔۔" وہ
دکھ سے بولی۔۔ حالانکہ ناراض تھی پر اسکی بدگمانی دور کرنی لازمی تھی۔۔۔

سب جاتے ہیں؟" وہ پوچھ رہا تھا۔ توقیع نے سر اثبات میں"
ہلایا۔۔ وہ اسکی حیا سے بھاری ہوتی پلکوں والی نیلی آنکھوں کو دیکھتا گہری
مسکراہٹ سے مسکرایا۔۔۔

اسنے دوپٹہ سائیڈ رکھا۔۔ اور اسکی کمر میں بازو تنگ کرتے

ہوئے گردن میں جھک گیا۔۔

ہاں۔۔۔"توقیع نے اسکے شدت بھرے لمس پر گہرا سانس" بھرتے آنکھیں میچ کر جواب دیا۔۔

سب مطلب عرشیہ بھی۔۔۔۔؟کب جاتی ہے؟میں تو نہیں" دیکھتا۔۔۔"وہ بھاری سرگوشی کرتا اسکے کان کی لو کو دانتوں میں قید کر گیا۔۔

اور اسکے بالوں کے ڈھیلے جوڑے کو کھول کر بے باکیوں پر اتر آیا۔۔ توقیع کا تنفس تیزی سے بکھرا۔۔وہ تڑپ کر اپنے ہاتھ کھولنے کی کوشش کرنے لگی مگر وہ باز نہیں آرہا تھا۔۔

جتنا جواب لیٹ دو گی اتنا ہی تڑپاؤں گا۔"اسنے اسکے ہاتھوں پر اپنے بھاری" ہاتھ رکھ دیئے۔۔اور اسکے بکھرے تنفس کو مزید بکھیرنے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔

جج۔۔جاتی ہے۔۔ص۔صبح۔۔کبھی۔۔کبھی جاتی ہے۔۔۔آآ۔۔آپ۔۔۔" پپ۔۔پلیز دل۔۔۔۔!!!!"وہ جیسے ہی بات سننے کیلئے سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگا۔۔توقیع نے موقع دیکھ کر اپنے ہاتھ چھڑواتے اسکے سینے پر زور

دیکر خود سے دور کرتے ہوئے ایکدم کروٹ بدل کر تکیے میں چہرہ دیکر گہرے گہرے سانس لینے لگی۔۔۔

وہ متبسم سا اسکی پشت کو دیکھنے لگا۔"محبت کے اتنے بڑے دعوے کرتی ہو۔۔۔ہمت ذراسی بھی نہیں برداشت کر سکو مجھے۔۔"اسکی پشت پر بکھرے سنہری ریشم جیسے دراز بالوں کو سمیٹ کر اسنے اسکے آگے رکھ دیا۔۔

وہ تکیے کو مٹھی میں دبوچ کر کسمساتی اس میں سمٹ گئی۔۔جبکہ دلاور گھنی مونچھوں سے اسکی پشت پر ہونٹ رکھ کر اسکا چہرہ لہو کی مانند کر گیا لال۔۔۔۔دہکتا ہوا۔۔آگ اگلتا۔۔۔

مگر وہ خفا تھی اس سے۔۔اسنے اسکی ساری تیاری، ارمان، جذبات خواہشات پر پانی پھیر دیا تھا۔۔اسکی محبت کو اسکی الفت چاہت کو کوئی ویلیو ہی نا دی تھی اسنے۔۔۔

اسکی مسکراہٹ سکڑ گئی، وہ سیدھی ہو کر اسے پیچھے کرنے لگی مگر جب پشت پر موجود زپ پر اسکی انگلیوں کو سرکتے رینگتے محسوس کیا وہ جیسے برف کا بت بن گئی۔۔۔

اور کیا معلوم ہے؟" وہ اسکی کمر کو تھام کر پشت سینے سے لگا کر"
گردن میں جا بجا ہونٹوں سے چھوتے پوچھنے لگا۔۔

توقیع سکتے میں آ گئے۔۔ دلاور نے جیسے اسکے ہاتھ کھولے اسنے تڑپ کر
اپنے منہ پر دونوں ہاتھ رکھے۔۔
اتنی سی جان ہو۔۔ اتنے بڑے بڑے پلان بنا کر میرے پاس کیسے آ گئی؟"
کیسے برداشت کر لیا یہ سب ٹیڈی؟؟" وہ اسکے حوصلے صبر پر متبسم
تھا اب۔۔۔
توقیع پکڑے جانے کے خوف سے اپنا حیا سے دہکتا چہرہ ہاتھوں
میں چھپا لیا۔۔ وہ بھاگ بھی نہیں سکتی تھی کیونکہ اسکا سر
اسکے بازو پر آ گیا تھا۔۔
اسکا بھاری مضبوط ہاتھ اسکے آگے تھا۔۔ اسکی انگلیوں کی
سرسراہٹ سے وہ کانپ رہی تھی۔۔
مم۔۔ مجھے کچھ نہیں معلوم۔۔۔" وہ ہونٹوں پر زبان پھیر کر خشک ہوا"
حلق تر کرتی منمنائی۔۔۔
ہاہاہا۔۔۔ اب میں تمہیں طوطی تو کہہ نہیں سکتا کیونکہ میں طوطا"
نہیں۔۔ البتہ ٹی ڈی ضرور کہہ سکتا ہوں۔۔ کیونکہ تم خود میں مجھے گمراہ

کرنے کی ساری صلاحیتیں رکھتی ہو۔۔۔" بڑھتی جارتوں کے ساتھ وہ گھمبیر ہوئے لہجے میں بولا۔۔۔

مجھے سچ میں کچھ نہیں معلوم۔۔۔" وہ رو پڑی۔۔۔ کچھ اسکی شدتوں سے تو" کچھ خوف پکڑے جانے کا۔۔۔

تو تمہیں کیسے معلوم وہ صبح جاتی ہے؟" جھٹکے سے اسکا رخ اپنی" طرف کرتے وہ اسکے چہرے پر غرا اٹھا پھر کر۔۔۔

تو مجھے کیوں ڈانٹ رہے ہیں۔۔ میں تو اسلئے بتایا کہ اسکا باپ ہے وہ" ضرور جاتی ہو گی۔۔" وہ بھی روتی غصے سے بولی۔۔۔

ارے واہ! تم تو کچھ زیادہ ہی ہوشیار ہو۔۔ واقعی تم میری ٹیم کی قابل نہیں" ہو۔۔۔" وہ سراہتے سراہتے اچانک آخر میں چبھتے لہجے میں کہتا اسے مزید رونے پر مجبور کر گیا۔۔

مم۔۔۔ مجھے۔۔۔ کچھ۔۔۔۔"

جھوٹ نہیں۔۔۔!!!" اسکا ابھی جملہ مکمل بھی نہیں ہوا تھا کہ دلاور نے"
اسکے کھلے بالوں میں ہاتھ پھنسا کر اسکی جڑوں کو مٹھی میں پکڑتے
اسکا چہرہ پاس کیا۔۔۔اور سرد برفیلے لہجے میں خبردار کرتے
اسکی سانسیں روک دیں اپنے تیوروں سے۔۔۔

میں نے تمہیں کہا تھا مجھے جھوٹ دھوکہ پسند نہیں ہے۔۔اسکے"
بعد بھی تم مجھے دھوکے میں رکھتی رہی۔۔۔
اور تمہیں کیا لگتا ہے تم کہو گی اور میں تمہاری باتوں پر یقین کر لوں گا؟
تم لوگ جب چاہو مجھے دھتکارو تم لوگ جب چاہو مجھے پالو۔۔۔
کھلونا لگتا ہوں میں تمہیں؟" وہ اس پر دھاڑ رہا تھا اور توقیع کا
حال ایسا تھا کاٹو بدن میں لہو نہیں۔۔۔

تم کہتی ہو تمہیں کچھ نہیں معلوم۔۔۔"
تو یہ کیسے معلوم عرشیہ صبح جاتی ہے ڈیڈ کے پاس؟ یہ کیسے
معلوم آج وہاں یہ ہو رہا ہے۔۔ آج تمہیں شدت دعاؤں کی
ضرورت ہے۔۔۔
اج تم ان پر آئی مشکل پر پریشان ہو۔۔۔۔

یہ سب کیا ہوتا ہے؟؟ تم تو میرے باپ کے کوما میں جانے کے فوراً بعد میرے پاس تھی تو تمہیں یہ سب غیبی مخلوق بتا رہی ہے توقیع دلاور خان!!!" وہ لہو آنکھوں سے اسکی پھیلی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔۔۔

اسکی آنکھوں میں قہر آباد تھا۔۔۔

اور توقیع کو لگا اب وہ اسے مار دے گا۔۔ اب اسکی جان نکال دیگا۔۔۔ وہ سختی سے آنکھیں میچ گئی۔۔ اسکا سر دکھنے لگا تھا۔۔ اور شاید اسے بھی اندازہ ہو گیا تھا تبھی اب اسکی انگلیاں اسکے سر کے بالوں کی جڑوں کو آہستہ آہستہ سہلانے لگی۔۔

اسکے رونے میں شدت آ گئی۔۔ اسکے دھوپ چھاؤں جیسے رویے سے وہ ڈرنے لگی۔۔

"میں تم لوگوں جیسا نہیں ہوں کہ ایک بار تم کہہ دو اور میں یقین کر لوں۔۔۔" اسنے کاٹدار سرد لہجے میں طنز کیا۔۔۔

توقیع نے جھٹکے سے آنکھیں کھولیں۔۔۔

"ہم نے کیا غلط کیا؟ کون سا یقین کر کے غلط کیا؟" اسکے سوال پہ جانے کیسی قوت اسکے اندر آ گئی کہ وہ ایکدم سے رونا ڈرنا بھول کر سوال کرنے

لگی۔۔۔

ہم نے آپ کے کہے پر یقین نہیں کیا۔۔ کتنی کوششیں کیں ہم نے آپ" سے سچ جاننے کی۔۔۔ کیا آپ نے کبھی ہمیں کچھ بتایا۔۔؟ کیا میرے آنے پر آپ نے مجھے سے نفرت کا اظہار نہیں کیا۔۔۔" وہ ششدر جتاتی ہوئی بولی۔۔۔

بکواس بند کرو۔۔۔!!!" دلاور اس الزام تراشی پر اسکے بالوں کو مٹھی میں" جکڑ گیا۔۔
بکواس نہیں کرتی میں دلاور خان۔۔۔ میں تڑپتی رہی۔۔ مرتی رہی" ڈیڈ بھائی مجھے آپ کے پاس لائے آپ نے مجھ سے ملنے سے انکار کیا تھا کہ نہیں۔۔۔۔" وہ بھی پوری قوت سے اپنے ناسور نوچتی اس پر روتی ہوئی چیخی۔۔۔

کس کیلئے آئی تھی تم۔۔۔ اپنے مستقبل سے ڈر کر طلاق لینے۔۔ مجھ زانی سے" جان چھڑوانے۔۔۔ تم سب کو مجھ جیسے زانی سے مستقبل میں ناتا رکھنے سے۔۔۔" وہ اسے پیچھے دھکیل کر پھولے بپھرے تنفس سے اٹھ کر بیٹھا۔۔۔

روم کی فضا میں گہرا سناٹا چھا گیا۔۔۔
معاً ایک کانپتا ہوا ہاتھ اسکے کندھے پر آیا۔۔وہ اسکے پیچھے اٹھ بیٹھی تھی۔۔۔

تمہیں لگتا تھا میں تم سے تعلق توڑنے آئی تھی؟"وہ کپکپاتے لہجے میں روتی ہوئی بولی۔۔۔
دلاور نے غصے سے ہنکارہ بھرتے شدید سر درد کو سنبھالتے اسکا ہاتھ بے دردی سے جھٹک دیا۔۔۔

دل میں اسلئے نہیں آئی تھی۔۔ میں کبھی آپ سے جدا نہیں" ہو سکتی۔۔ چاہے آپ کتنے بھی کیوں نا بدل جائیں پر مجھے خدا پر یقین ہے پتا ہے کیوں؟
کیونکہ خدا نے اپنے بندوں سے کلام کرتے خود فرمایا ہے۔۔۔
(سورۃ النور ۲۶)
پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کیلئے ہیں، اور پاکیزہ مرد پاکیزہ" "عورتوں کیلئے

جب میرے خدا نے ہم دونوں کو ایک دوسرے کیلئے، اس "
پاکیزہ رشتے میں باندھا تھا، ہمارا نصیب ساتھ لکھا تھا۔۔ تو کیسے
ممکن تھا دل کہ وہ خدا مجھ سے ناانصافی کرتا؟
کیسے وہ میرے محرم کو بدکردار کرتا؟ مجھے یقین تھا خدا پر۔۔۔ میں تو
بس آپکو دیکھنے کیلئے آئی تھی۔۔۔ میری حالت خراب تھی۔۔۔ دل
میں تو چھوٹی بچی تھی جسنے ابھی تو صرف یہ جانا تھا کہ ہم ہمیشہ ایک
دوسرے کے رہیں گے۔۔
ہمیں خدا نے ایک دوسرے پر حلال کر دیا ہے۔ ہمارا رشتہ آسمان پر
خدا نے بنالیا ہے۔۔
خدا گواہ ہے مجھے تو صرف یہ پتا تھا کہ ہم صرف ایک دوسرے
کیلئے ہیں۔۔ اور میں آپکی، آپ میرے۔۔ ہمیں خدا نے ایک
دوسرے کیلئے بنایا ہے بس۔۔۔
یہ دنیا ہمیں الگ نہیں کر سکتی۔۔۔۔
خدا جانتا ہے دل۔۔۔ جا کر خدا سے میرے اعمال لیکر پڑھ
لو۔۔ میں تو بس اتنا جانتی تھی کہ تم مجھ سے دور جا رہے ہو۔۔
مجھے طلاق یا مستقبل کا کچھ معلوم نہیں تھا دل۔۔۔ میں تو بس دل
تمہیں جانتی تھی کہ اللہ نے ہمیں ایک دوسرے کیلئے لکھ دیا

ہے۔۔۔"وہ اسکے شانے پر سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔

میرا بھائی آپ پر اس لئے غصہ تھا کہ آپ نے اسکی بہن کو"
مرنے کیلئے چھوڑ دیا۔۔ایک بار بھی اسے محبت سے نہیں دیکھا۔۔۔
وہ اسلئے نفرت جتاتا تھا کہ جب محبت نبھانی نہیں تھی تو اسکی
"بہن، اسکی زندگی کو محبت سکھائی کیوں؟

میں محبت کرتی ہوں آپ سے۔۔۔خدا گواہ ہے۔۔کبھی طلاق کا سوچا"
نہیں۔۔۔"اسکی گردن میں بازو حائل کرتے وہ اسکی چوڑے پشت سے
لگ کر سسکنے لگی۔۔۔

وہ اب سمجھی کہ وہ کیوں بے وفا کہہ رہا تھا اسے۔۔۔
اسے لگتا تھا کہ وہ اس سے طلاق لینے آئی تھی۔۔۔۔

پر اسے ایسا کیوں لگا؟؟
جن دلوں کو رب ملاتا ہے انہیں دنیا جدا کرنے کی طاقت نہیں رکھ"
سکتی یہ میں نے ہمارے رشتے سے سیکھا ہے دل۔۔"وہ ہچکی بھر

کر بولی۔۔۔

"میں آپکو جھوٹی دھوکے باز لگتی ہوں تو مجھے سزا دیں۔۔ پر خود سے اب جدا مت کریں۔۔" وہ چھوٹی سی لڑکی تڑپتی ہوئی اسکے آگے آئی اور ساکن بیٹھے وجود کے آغوش میں اسکی گردن میں دونوں بانہیں حائل کیں اور اسکے چوڑے سینے میں سمٹ کر چہرہ گردن میں چھپا کر خود کو محفوظ کر گئی۔۔۔

وہ کتنی دیر یونہی خاموشی سے بیٹھے رہے۔۔ اور وہی ہوا۔۔ وہ اسکے پاس آکر پر سکون ہو جاتی تھی۔۔ یہ اب اسکا عمل گواہی دے رہا تھا۔۔

وہ لہرا کر آگے گرتی کہ ایکدم سے خاموش بیٹھے دلاور نے اپنا بازو اسکے گرد حائل کرتے اسے سنبھال لیا۔۔

راتی کی جاگی۔۔ کسمسائی۔۔ دلاور نے اسکی تھپکی جیسے چھوٹے بچے بے سکونی سے کسمسائے اور اسے تھپک کر سلایا جائے۔۔

وہ پیچھے کی طرف لیٹ گیا۔۔ وہ اسکے سینے پر پڑی تھی۔۔ مدھم سانسیں لیتی۔۔ شدت سے رونے کی وجہ سے اسکے سینے پر پڑا وجود ہولے سے ہچکیاں لیکر کبھی اسے چونکا دیتا۔۔۔

اسنے ہاتھ بڑھا کر چادر کو کھینچ کر اسکے اوپر ڈالا۔۔اور گردن میں چھپے اسکے چہرے کو دیکھتے آہستہ سے اپنی شیو کو اسکے چہرے سے سہلا کر گہرا سانس کھینچتے خود بھی آنکھیں موندلیں۔۔۔

"دیکھو بچے کوئی بھی لڑکی چاہے چھوٹی ہو چاہے بڑی۔۔کبھی کسی زانی کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتی۔۔اپنی محبت کے خاطر اسے طلاق دے دو۔۔۔
کیا تم نہیں چاہتے وہ کل دنیا کے ظلم سے بچ جائے؟کیا تم نہیں چاہتے وہ دنیا کے طعنوں سے بچ جائے۔۔جب جب اسے دنیا طعنہ دے گی کہ اسکا شوہر ایک زانی قاتل تھا۔۔تب تب اسے تم سے نفرت ہو گی۔۔
کیا تم چاہتے ہو تمہاری محبت تم سے نفرت کرے۔۔۔
ابھی تم چھوٹے ہو۔۔۔محبت کا تمہیں نہیں معلوم۔۔۔محبت میں محبوب اپنی محبت کیلئے سر قلم کروادیتے ہیں۔۔"

اسنے سرخ آنکھوں کو کھول کر چھت کو دیکھا۔۔اور غیر مرئی نقطے کو گھورنے لگا۔۔

خدا گواہ ہے مجھے تو صرف یہ پتا تھا کہ ہم صرف ایک "
دوسرے کیلئے ہیں۔۔ اور میں آپکی، آپ میرے۔۔ ہمیں خدا نے
ایک دوسرے کیلئے بنایا ہے بس۔۔۔
یہ دنیا ہمیں الگ نہیں کر سکتی۔۔۔۔
خدا جانتا ہے دل۔۔۔۔ جا کر خدا سے میرے اعمال لیکر پڑھ
لو۔۔ میں تو بس اتنا جانتی تھی کہ تم مجھ سے دور جا رہے ہو۔۔
مجھے طلاق یا مستقبل کا کچھ معلوم نہیں تھا دل۔۔۔۔ میں تو بس دل
تمہیں جانتی تھی کہ اللہ نے ہمیں ایک دوسرے کیلئے لکھ دیا
"ہے۔۔۔۔
اسکے دماغ میں باتیں گونج رہی تھی۔۔
وہ گہری نیند میں نہیں، تو بھی نیند کی وادیوں میں اتر گئی تھی۔ وہ اپنی
گردن پر اسکی سانسوں کو محسوس کر سکتا تھا۔ اسکا ایک ہاتھ اسکی
گردن میں تھا جبکہ دوسرہ دلاور کے سینے پر رکھا تھا۔۔
دونوں کی دھڑکنیں ایک ساتھ رقص کر کے مدہوش ہونے لگی
تھیں۔۔ انکی مدہوشی نے دلاور کو بھی چونکایا۔۔
پر دماغ کہیں اور ہی پہنچا ہوا تھا۔۔ کہیں دور۔۔۔۔۔

اسنے احتیاطاً کروٹ بدلی۔۔۔وہ لہرا کر اسکے دوسرے بازو پر آ گئی۔۔
اسکا چہرہ اب دلاور کے چہرے کے سامنے تھا۔۔سرخ بھیگا ہوا۔۔
اسکی چھوٹی سی ناک بے حد سرخ تھی۔۔اسنے بے ساختہ اسے سینے کے قریب تر کرتے اسکی ناک کو ہونٹوں سے چھوا۔۔۔
وہ نیند میں مسکرائی اسکی مونچھوں کی چبھن پا کر اور خود ہی پاس ہونے لگی کہ دلاور نے اسکے ہونٹوں کے بیچ جو فاصلہ، بال مسافت تھا اسے خود ہی ختم کیا۔۔۔

کہاں جا رہے ہیں سونا نہیں؟"اپنا تنفس بحال کرتے وہ اسے اٹھتے دیکھ کر" پوچھنے لگی۔۔
جہاں اتنی راتیں جاگ کر گزاری ہیں وہاں ایک تو ویسے بھی گزر گئی ہے۔۔""
وہ اسکی طرف دیکھے بغیر بولا۔۔۔

آپ کہاں جا رہے ہیں۔۔"اسے گن کا میگزین چیک کرتے دیکھتی وہ" خوفزدہ ہو کر اٹھ بیٹھی۔۔۔
دلاور نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔اور گن پیچھے بیلٹ میں لگاتے اپنی

سیاہ ہڈی کو اٹھایا۔۔۔

وہ ہڈی پہن کر آئینے کے سامنے کھڑا چہرے پر سیاہ ماسک لگا رہا تھا۔۔

بنتے دیکھ کر خوفزدہ فکرمند سی تھی۔۔۔ DK توقیع اسے دلاور سے

وہ سیاہ شوز لا کر صوفے پر بیٹھا اور اسے پہننے لگا۔۔

شوز پہن کر وہ اٹھا واپس آئینے کے سامنے آتے خود پر پرفیوم تیزی سے

اسپرے کرتے ہوئے اسنے پلٹ کر سرخ آنکھوں سے توقیع کو

دیکھا۔۔۔

تمہارے اعمال پڑھنے۔۔"اسے پیچھے ہوتے دیکھ کر وہ اسکے اطراف"

میں اپنا ہاتھ رکھ کر جھکا آیا۔۔ توقیع پھیلی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

اا۔۔اور اگر م۔۔ میں خطاوار نکلی تو؟"وہ یونہی پوچھنے لگی۔۔"

تو سزا دیں گے تمہیں۔۔"اسنے اسکا چہرہ تھاما اور گلووز میں"

مقید ہاتھ کا انگوٹھا اسکے بھیگے ہونٹوں کے قریب سہلانے لگا۔۔

آپ نے تو کہا تھا عشق کرتے ہیں۔۔"وہ اپنی آنکھیں جھپکتی کبھی اسکے"

انگوٹھے کو دیکھتی تو کبھی اسکی آنکھوں میں۔۔۔

ہم اصولِ عشق سے بغاوت کرلیں گے۔۔ جانے سے پہلے تمہیں قید"

کر جائیں گے۔۔"وہ الجھی نگاہوں سے دیکھنے لگی۔۔ وہ جانتا تھا وہ نہیں

سمجھی۔۔۔

کہاں جائیں گے؟" وہ پوچھنے لگی۔۔۔"

"دل کہتی ہو، دھڑکنے کیلئے تمہاری روح میں تو اترنا پڑے گا۔۔"

رات کو آؤں گا" انتظار" کرنا۔۔۔" اسکی پیشانی سے پیشانی ٹکرا کر وہ"

سرگوشی کرتا دور ہوا۔۔۔۔

اتنی گلابی ہو کیا گلاب کی پتیوں کا رس نچوڑ کر پیتی ہو۔۔؟" وہ بے باکی"

ذو معنی سے کہتا اسکے ہونٹوں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

وہ اپنا ماسک اتار کر کوئی جارت کرنے کی کوشش کرتا اس سے پہلے

وہ اسکا ہاتھ جھٹک کر مزید سرخ ہوتی اسکی طرف پشت کر گئی۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔" وہ قہقہہ لگا کر دور ہوا اپنا موبائل اٹھا کر اسکی پشت کو دیکھا۔۔۔"

سو مت جانا۔۔ اگر یہ غلطی کی تو میں سونے نہیں دوں گا۔۔"

پھر۔۔۔" وہ دھمکاتا ہوا اسکے روم سے نکل گیا۔۔۔

وہ خوشگواریت میں گھری گھٹنوں پر ٹھوڑی ٹکائے لبوں پر خوبصورت

مسکراہٹ سجائے اسے سوچنے لگی۔۔

کاش وہ اسکے لئے دلہن کی طرح سجائی جاتی۔۔ اسکا پور پور سجایا جاتا دلاور کے نام سے۔۔۔ وہ بھی تو ایک لڑکی تھی اا کے ارمان تھے۔۔
وہ اسکا تکیہ اٹھا کر بانہوں میں بھینچتی لیٹ گئی۔۔۔
معاً دماغ میں ایک دھماکہ ہوا۔۔۔

کیا وہ سب جان گیا؟" اگلے پل وہ گلابی کے بجائے زرد پڑتی جھٹکے سے " اٹھی اور بیڈ سے اتر کر روم سے نکلتی باہر بھاگی۔۔۔

بھائی۔۔۔۔" اسنے دونوں ہاتھ منہ پر رکھ دیئے۔۔"
وہ واپس روم میں بھاگی اور کھڑکی میں تیزی سے آئی اسنے جھٹکے سے دونوں ہاتھوں کے زور سے کھڑکیاں کھولیں۔۔۔

اسکی نیلی آنکھوں میں ایک دور کی سڑک واضح تھی جو شہر کی طرف جاتی تھی۔۔۔
اور اس سڑک پر بھاگتی ہوئی اسکی سیاہ گاڑی۔۔۔۔۔

"ڈی کے"

oooooooo

یہ دوائی کھانا ناشتے کے بعد یاد سے۔۔"وہ اسکے پاس بیٹھا اسکے "
سر پر ہاتھ رکھ کر ٹمپریچر دیکھتا دوائی ٹیبل پر نکال کر رکھنے لگا۔۔
آپ کہیں جا رہے ہیں؟"وہ اسے گرے سوٹ میں تیار دیکھ کر "
بولی۔۔
ہاں کام سے جانا ہے۔۔"ساحل نے چونک کر سر ہلاتے جواب "
دیا۔۔"تم اٹھو فریش ہو جاؤ پھر یہیں ناشتہ لاتا ہوں۔۔"وہ اس سے
کہتا جھک کر اسکی دہکتی پیشانی پر ہونٹ رکھتے کھڑا ہو گیا۔۔
روحا نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔۔
آپ مام کو دیکھنے کیلئے گئے؟"وہ دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا تبھی پیچھے "
سے غیر متوقع سوال پر ٹھٹھک کر رکا۔۔۔

ساتھ دیکھ کر آئے تھے۔۔"وہ سنجیدگی سے بولا۔۔۔"
آج ایک بار اور چلے جائیں۔۔"وہ اٹھ کر بیٹھی ساحل نے پلٹ کر "
اسے دیکھا۔۔۔

مجھے اہم کام سے جانا ہے آج۔۔ پرسوں چلیں گے۔۔" اسکی طبیعت کے
پیش نظر وہ اسے انکار نہیں کر سکا۔۔۔

اتنا لیٹ کیوں؟" پوچھتے ہوئے اسکی سیاہ آنکھوں میں نمی آ گئی۔۔"
رات سے اسکی حالت اچانک ہی غیر ہو گئی تھی۔۔
وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا اسے اچانک ہوا کیا تھا۔۔

کسی کی نیند خراب نہیں کی، پر اسے بہت مشکل سے اسے سنبھالا
تھا۔ رات طبیعت کا خراب ہونا اور صبح صبح یہ فرمائش
کرنا۔۔۔

مجھے امپورٹنٹ کام ہے۔۔" اسنے گہرا سانس بھر کر کہا۔۔"
کام تو ہوتے رہتے ہیں شاہو۔۔۔" وہ کپکپاتے لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔"
میں چلا جاؤں گا۔۔ پرسوں۔۔ بہت اہم ہے کام۔۔۔" وہ اسکی"
طرف آ کر اسکا ہاتھ تھام کر اسے بیڈ سے اتارنے لگا۔۔

تم جانا چاہتی ہو؟ گھر چھوڑ دوں؟" اسکے نازک ہاتھ کو ہونٹ سے"

لگاتے اسنے دوسرا ہاتھ اسکی پتلی کمر میں حائل کیا۔۔
ساتھ چلتے تو مام خوش ہو جاتی ہیں۔۔"وہ فرمائشی انداز میں اسکی"
آنکھوں میں دیکھتی بولی۔۔

اور میں تمہیں خوش دیکھ کر خوش ہو جاتا پر مجھے بہت اہم کام"
ہے۔۔۔"وہ مجبوری سے بولا۔۔۔اسکے چھوٹے گھٹنوں تک آتے
فراک کھلے بالوں میں دیکھتے اسنے تھامے ہوئے ہاتھ سے اسے گول
گھما کر اپنے بازو پر گرا لیا۔۔

اسے خوش کر رہا تھا۔۔پر وہ خاموش تھی۔۔۔
آپ تو صرف اہم اہم کام کرتے رہتے ہیں۔۔۔کبھی کوئی فرمائش نہیں"
پوری کرتے شاہو۔۔۔۔"وہ شکوہ کن رنجیدگی سے بولتی دوسری
طرف دیکھنے لگی۔۔۔
جانِ شاہو!اہم اہم کاموں کے دوران تمہیں پیار بھی تو کرتا ہوں وہ"
حساب نہیں لگاتی؟کیا حساب نہیں پڑھا؟"وہ ناچاہتے سرخ
ہو گئی۔۔
آہستگی سے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

میں پڑھاؤں؟" وہ سنجیدگی سے پیشکش کرنے لگا۔۔"
صرف ڈانٹیں گے۔۔" وہ سیدھی کھڑی ہوئی۔۔۔ناک سکڑ کر بولی۔۔"
وہ خوبصورتی سے ہنس پڑا۔۔۔"مطلب پہلے سے بتا رہی ہو نکمی اسٹوڈنٹ
"ثابت ہو گی۔۔

ہم پڑھائی میں ہوشیار تھیں۔۔" وہ جتانے لگی ساحل نے گھما"
کر اسکی پشت سینے سے لگائی۔۔۔

پھر میرے طرف سے اتنی خفا کیوں ہو؟" وہ اسکے شانے پر"
ٹھوڑی ٹکا کر بولا۔۔۔روحالا جواب ہو کر رہ گئی۔۔۔

کیا میں پسند نہیں ہوں تمہیں؟ میں تو وہی ہوں جسے تم راتیں راتیں"
جاگ کر اپنی سسکیاں چھپ چھپ کر کے سنا کر خوش کرتی
تھی۔۔۔" اسنے آہستہ سے اسکی گردن پر ہونٹ رکھے۔۔۔
وہ خفگی سے باہر دیکھنے لگی۔۔ کس قدر بے حس ڈھیٹ تھا اپنے کارنامے
اپنے منہ سے سنا رہا تھا۔۔
اور آپ ایسے سنا رہے ہیں جیسے آپ کے رلانے سے مجھے آپ سے"

پیار ہو جاتا تھا۔۔"اسکے منہ سے خفگی میں پھسل گیا۔۔وہ قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔

اچھا۔۔ تبھی چھپ چھپ کر دیکھا کرتی تھی۔۔میرے روم میں آئی" تھی۔۔وہ لمحہ۔۔۔اگر آج پیچ آجائے تو؟"اسکا لہجہ بھاری اور سرگوشیانہ ہو گیا۔۔

شاہو۔۔"روحا سرخ پڑ گئی۔۔۔"میں چھوٹی تھی۔۔"وہ ناراضگی سے" "بولی"آ۔آپ بہت برے تھے۔۔

ہاں بہت چھوٹی تھی۔۔۔اور میں برا۔۔۔"وہ اعتراف کرتا سر" ہلا گیا۔۔روحا خفت سے لال ہو گئی۔۔۔

اسنے کہنی اسے ماری ساحل کا قہقہہ بلند و بانگ تھا۔۔۔

اسکے بعد کوئی ذائقہ نہیں بھایا۔۔۔"اسنے جھٹکے سے اسے اپنی" طرف گھما لیا۔۔۔

روحا نے اپنا چہرہ اسکے سینے میں چھپانا چاہا پر ساحل نے اسکی کوشش کو ناکام کر دیا۔۔۔

سگریٹ نے بہت ساتھ دیا تمہارے بڑے ہونے تک۔۔۔""

اسنے اسکے بالوں پر ہاتھ پھیرا۔۔۔
آپکو کیا ہوا ہے۔۔بات کہاں سے کہاں لیکر جاتے ہیں۔۔"وہ اسے"
سے دور ہونے لگی پر ساحل نے اسکی کلائی کو تھام لیا۔۔۔

بات کہاں سے کہاں نہیں بلکہ بات کہاں سے یہاں تک آ گئی"
ہے۔۔۔یہ تمہاری جو سانسیں رکتی ہیں۔۔۔یہ بڑی وجہ تھی میری
"نیندیں اڑانے کی۔۔۔

"کبھی مجرم سا محسوس کرتا تو کبھی جکڑا ہوا۔۔۔"
جس سگریٹ کو تم رقیب سمجھتی ہو وہ تمہاری رقیب نہیں"
خیر خواہ ہے۔۔۔"وہ کہہ رہا تھا روحابو کھلا گئی تھی۔۔
اسکی گرفت سے اپنی کلائی چھڑوانے لگی پر ناکام ہو رہی تھی۔۔
آپ بچپن سے ہی برے تھے۔۔"وہ غصے سے بولی۔۔۔"
ہاہاہاہا۔۔۔شروعات کس نے کی؟"ساحل نے مسرور ہوتے"
قہقہہ لگایا اور کلائی اسکی پشت پر باندھ کر اسے کھینچ کر سینے سے لگایا۔۔
وہ دھان پان سی ٹھیک سے غصہ بھی نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔

میں سب کو بتا دوں گی۔۔"اسنے دھمکی دی۔۔"

اتنا آسان ہے؟ پھنس خود ہی جاؤ گی۔۔"وہ محظوظ ہوتے بولا۔۔"

آپ کو صبح صبح کیا ہو گیا ہے؟"وہ بیچارگی سے بولی۔۔"

ہاہاہا۔۔۔اپنی باری آتی ہے تو مجھے کیا ہوتا ہے۔۔کبھی ماننا مت۔۔۔کہ تم"
بھی۔۔۔

کہہ دو اب تو گناہ نہیں ہو گا۔۔تمہیں یاد آتا تھا وہ لمحہ؟"وہ ایک
جملہ بیچ میں چھوڑ کر اب روحا سے کچھ جاننا چاہتا تھا۔۔

وہ خفت سے مرنے جیسی ہو گئی تھی۔کتنا بدتمیز شخص تھا۔وہ اپنی ہر
بات سے ظاہر کرتا رہتا تھا۔۔

بولو۔۔۔!!"وہ اسکا ہاتھ تھام کر وارڈروب کے پاس لایا اور وہاں سے اپنی"
پسند کا سفید انارکلی فراک اسے تھمایا۔۔

میں جب بڑی ہوئی تو مجھے غصہ آیا۔۔۔"اسکے مسلسل اسرار پر وہ زچ"
ہو کر بولی۔۔۔

اچھا۔۔کبھی جتایا تو نہیں۔۔نا ہی کبھی تمہارے لہجے سے لگا۔"وہ اسے جھٹکے"
سے بازوؤں میں اٹھا کر باتھ روم کی طرف بڑھا۔۔۔

آپ نے برائے راست کب بات کی جو آپ پر جتاتی۔۔"وہ جھکی"
پلکوں سے بولی۔۔

ساحل نے پاؤں کی ٹھوکر سے ڈور دھکیلتے ہوئے اسکا چہرہ دیکھا۔۔اور اندر داخل ہوتے اسے نیچے اتارا۔۔۔

روحا بدک کر پیچھے ہوئی اور اسکی یہاں موجودگی پر کترا کر یہاں وہاں دیکھنے لگی۔۔

ساحل نے اسے دیکھتے اسکے کپڑے ہینگ کیے۔۔

وہ جیسے پلٹا روحا بوکھلائی سی اپنے شیمپو کی بوتل اٹھا کر دیکھنے لگی۔۔۔

ساحل نے اسکی پشت کو دیکھا۔۔

آہہ۔۔۔"وہ اچانک خود پر ٹھنڈے پانی کے پھوارے پا کر بوکھلا کر چیخ" اٹھی۔۔۔ہاتھ سے بوتل نیچے گر گئی۔۔ایک لمحے نے اسے پورا بھگو دیا۔۔

وہ پلٹ کر اسی طرف بھاگی۔۔اسنے مضبوط بازوؤں میں اسے اوپر اٹھالیا۔۔۔روحا جھینپ گئی۔۔۔اسکی نظریں بے ساختہ اسکے ہونٹ پر گئیں۔۔اور انکے اوپر سیاہ مونچھیں دیکھ کر وہ مزید سرخ ہو گئی۔۔

اسنے اپنی کپکپاتی انگلی اٹھا کر اسکی چبھتی ہوئی مونچھوں پر پھیریں۔۔وہ مسکرایا۔۔

اسکی انگلیاں پھسل کر اسکے عنابی رنگ ہونٹ پر ٹھہریں۔۔

اس سے اگر کوئی پوچھتا کہ اس ساحل شاہ میں کیا پسند آتا

ہے۔۔ تو وہ لمحہ لیے بغیر اسکی مونچھوں کو چوم کر جواب دیتی۔۔
اسنے مسکراتے ساحل کی متبسم نگاہوں میں دیکھا۔۔ اور شرم سے سر جھکا دیا۔۔ روحا نے اپنے کانپتے ہاتھ اسکے کندھوں پر رکھے۔۔
تبھی وہ اپنی منمانی کرتا اسکے چہرے پر جھک گیا۔۔ وہ ایک چھوٹی سی جارت کر کے پیچھے ہوا اور اسکے چہرے کو دیکھا تو وہ مسکرا رہی تھی۔۔۔
اسنے جھک کر کان میں فرمائش کی۔۔
روحا نے سن کر چونکتے اسے دیکھا۔۔ اور اگلے لمحے بوکھلا کر نفی میں سر ہلایا۔۔
کوئی نہیں ہے یہاں۔۔ کم آن۔۔۔" وہ اسرار کرنے لگا۔ اسنے خفت سے "
اسکے شانوں پر کوٹ کو مٹھیوں میں دبایا۔۔
میں نہیں۔۔۔" اسنے شرم سے انکار کیا۔۔۔"
اگر نہیں کرو گی تو ابھی باہر پول میں پھی۔ ک کر آؤں گا اور پھر اندر آنے "
نہیں دوں گا۔۔" اسنے غصے سے دھمکایا۔۔ وہ اسے گھورنے لگی بے یقینی سے۔۔۔

میں بخار میں ہوں۔۔" اسکی آواز بھرائی۔۔۔"
تو میں کون سا تمہیں تیراکی کا کہہ رہا ہوں؟ سمپل سا کس کرو اور "
چلا جاؤں گا۔۔" وہ ایسے کہہ رہا تھا جیسے بہت معمولی بات ہو۔۔

شاہو۔۔ میں نہیں۔۔۔"وہ شرم حیا سے منمنائی۔۔"

سوچ کر انکار کرو اگر میں کروں گا تو پھر تمہارے لیے مسئلہ ہو جاتا"
ہے۔۔"وہ صدمے سے اسے دیکھنے لگی۔۔
وہ کب مسئلہ کرتی تھی۔۔جب چاہتا اپنی منمانی کرتا تھا۔۔کیسے الزام
دے رہا تھا۔۔

اسکے ماتھے پر اسکی گھورنے سے بل پڑنے لگے۔۔روحا نے نچلہ ہونٹ دبا کر
اسکی مونچھوں کو دیکھا۔۔
دیر ہو رہی ہے۔۔۔۔۔۔"اسکا جملہ بیچ میں رہ گیا۔۔وہ اسکا معصوم سا"
دانتوں کا تشدد برداشت کرتا اسکی پشت کو سہلانے لگا۔۔۔
وہ مسرور ہو رہا تھا جبکہ وہ اپنا غصہ اتار رہی تھی۔۔
وہ پیچھے ہوئی اور سرخ چہرے سے اسے دیکھنے لگی۔۔

کچھ مزید دل چاہا رہا ہے تمہارا تشدد۔۔۔پر رات کو بات کریں گے۔۔"
یاد سے دوائی لینا میری چوزی۔۔۔"وہ ہنس کر کہتا اسکے نرم گال چھو کر نیچے
اتارتے سر پر بوسہ دیتا وہاں سے نکل گیا۔۔۔

چوزی؟۔۔۔ میں چوزی؟" وہ صدمے میں آ گئی۔۔۔"

آپ ساحل کنارے رینگتے ہوئے کریکن۔۔۔" اسنے غصے سے ڈور کھولا"

اور ایک بوتل اٹھا کر ساحل کی پشت پر غصے سے مار کر بولی۔۔۔۔

واٹ !!!!" وہ شاکڈ سا اس نام پر پلٹا"

ہاہاہا۔۔۔ کریکن !!!" روحا اسکے شاکڈ تاثرات دیکھتی قہقہہ لگا اٹھی۔۔۔"

لگتا ہے شرافت سے چھوڑ دیا اسکا فائدہ اٹھا رہی ہو۔۔۔" وہ خونخوار"

تیروں سے اسکی جانب بڑھا۔۔

آہہہ۔۔" وہ بوکھلا کر چیختی تیزی سے دروازہ لاکڈ کر گئی اندر سے۔۔"

"اب بھاگ کیوں رہی ہو۔۔ باہر آؤ چوزی اور مقابلہ کرو اس کریکن کا۔۔"

مجھے پتا ہے کریکن اس معصوم سی بچی کو کھانا چاہتے ہیں۔۔" وہ قہقہہ لگاتی"

اندر سے بولی۔۔۔

اچھا! پر کھانے تو نہیں دیتی۔۔" اسکا لہجہ ذو معنی ہو گیا۔۔ روحا کی"

بولتی بند ہو گئی۔۔ جسے محسوس کرتے ساحل نے مسرور سا قہقہہ

لگایا۔۔

بہت برے ہیں۔۔" وہ بس شرم سے اتنا ہی بولی۔۔۔ اور پھورے کے نیچے"

آ کر کھڑی ہو گئی۔۔

اچھا۔۔۔!!" ساحل اپنے بارے میں اسکی رائے پر سر ہلاتا"

سگریٹ کا پیکٹ، موبائل اٹھا کر روم سے نکلا۔۔۔

وہ جاتے ہوئے اپنی ماں اور بہن کو روحا کی طبیعت ناسازی سے آگاہ کر گیا۔
اور دوائی کی ہدایت بھی کر دی۔۔۔
وہ ماں بیٹی پہلے تو اسکے نا بتانے پر سخت ناراض ہوئیں اور پھر سیڑھیوں کی طرف بھاگیں۔۔۔

وہ مسکراتا وہاں سے نکل گیا۔۔ جبکہ اسکے جانے کے بعد روحا کو احساس ہوا کہ وہ کس کر اسے بیوقوف بنا کر نکل گیا تھا۔۔

وہ روم میں آئی اور یہ سوچ کر آئی کہ مام سے نا صحیح وہ بازل کو ضرور بتائے گی اسکے بارے میں۔۔۔

ooooooooo

اسکی آنکھیں سورج کی تیز کرنوں کی وجہ سے کھلیں۔۔ حالاں کہ وہ ابھی سونا چاہتی تھی۔۔ ڈھیر سارا۔۔۔
اسکے لبوں پر شرمگین مسکراہٹ تھی۔ اسنے انگڑائی لی اور ہاتھ بڑھا کر اسے

ڈھونڈنا چاہا تاکہ اسکے سینے پر سر رکھ کر سورج کی تپتی دھوپ سے
چھپ کر اسکے گھنے سائے تلے چلے جانا چاہتی تھی۔۔
ہاتھ خالی لوٹ آیا۔۔ کوئی گھنا سایہ نہیں تھا۔۔۔ سورج کی کرنیں اسے
جھسانے لگیں۔۔ اسکا ہاتھ ساکت رہ گیا، اسکے دماغ کے پردوں پر رات
کے گزرا لمحہ بہ لمحہ لہرایا۔۔
وہ خود میں سمٹنے لگی۔۔ وہ اسکی بارش میں ساری رات بھیگتی رہی
تھی۔۔ اسکی مشکل سے معمول پر آئی دھڑکنیں ایک بار پھر سے تیز
ہو گئیں۔۔۔ اسکا تنفس بکھرنے لگا۔۔
اسکی آنکھیں ایکدم سے کھلیں۔۔۔
"بلیک مین!!" وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھی۔۔ آنکھوں میں جو نیند کی
خماری چھائی تھی جانے کہاں بھاگ گئی۔۔ وہ خوفزدہ سی یہاں
وہاں اسے نظروں سے ڈھونڈنے لگی۔۔۔

"بلیک مین۔۔۔!!" اسنے باتھ روم کو دیکھتے پکارا۔۔۔ مگر جواب
ندارد۔۔ اسکی رنگت خوف سے زرد پڑ گئی۔۔
"صارم جواب دو۔۔۔ کہاں ہو؟؟" اسکا لہجہ بھیگ گیا۔۔ وہ تیزی
سے خود سے بلینکٹ ہٹا کر اٹھنے لگی تھی تبھی اسکی نظر اپنے لباس پر

گئی۔۔۔

یہ تو اسی کی شرٹ تھی جو اسنے رات پہنی ہوئی تھی۔۔ اسکی آنکھیں وحشتزدہ ہو گیا۔۔ اسنے تیزی سے اپنا گلابی پاؤں دبیز قالین پر رکھا اور کھڑی ہو گئی۔۔۔

اپنے وجود و روح میں محسوس کیے جانے والی سرور بخش سی تبدیلی محسوس کرتے ہوئے چہرہ سرخ ہو گیا۔۔ وہ گہرا سانس لیتی سائیڈ ٹیبل سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔۔۔

صارم!!" وہ رونے لگی۔۔ آنسوں تیزی سے اسکے گالوں کو بھگو رہے تھے" جبکہ اسکا نازک سا سراپا جو ساری رات اسکی شدتوں کو جھیلنے کے بعد اب کانپ رہا تھا۔۔

بلیک مین!!!" وہ چیخی۔۔ وہ اسے اس طرح چھوڑ کر کیسے جا سکتا" "ہے۔۔۔" چھوڑ

کہیں وہ مجھے چھوڑ کر۔۔۔۔؟؟؟؟" آگے ہزاروں کی تعداد میں سوالیہ" "نشان تھے۔۔" کہیں وہ باقی مردوں کی طرح۔۔۔۔

صارم!!!!صارم زیدی!!!"وہ ایکدم سے بری طرح وحشتوں میں گھر"
کر روتی چیخنے لگی۔۔

مام۔۔مام۔۔۔ میں بری نہیں ہوں مام۔۔۔بلیک مین۔۔۔"وہ اپنے بالوں"
کو مٹھیوں میں پکڑے بری طرح سے چیختی چلاتی سسکتی روتی خود میں
سکت ناپا کر نیچے بیڈ کے پاس بیٹھتی چلی گئی۔۔۔

مام۔۔۔!!!"وہ گھومتے ہوئے سر کو ہاتھوں میں پکڑے دھاڑے مارنے"
لگی۔۔۔

بلیک مین تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔۔تم تو سب سے"
اچھے تھے۔۔ تمہیں میں سب سے زیادہ اچھی لگتی ہوں۔۔۔

رات تم نے کہا تم مجھ سے محبت کرتے ہو۔۔۔"وہ روتی کانپتی اس سے
مخاطب تھی۔۔

تمہیں خدا کا واسطہ میرے ساتھ ایسا مت کرو۔۔۔کہاں"
"ہو۔۔۔

میں بری نہیں ہوں۔۔ میرے ساتھ ایسا مت کرنا۔۔میں مر"
جاؤں گی۔میرا صبر ٹوٹ جائے گا۔۔مجھے اتنا برا انجام مت
دکھاؤ۔۔۔"وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی خود کلامی کر رہی تھی۔۔۔

اسکا دل چاہا رہا تھا اپنے ماں باپ کے پاس چلی جائے اور وہاں چھپ جائے۔۔۔ جیسا جیسا ایلی نے بتایا تھا ویسا ہی ہو رہا تھا۔۔ وہ اسے چھوڑ کر نفرت سے جا چکا تھا۔۔

اور اب آ کر اسے بری طرح سے پیٹے گا۔۔ اس سے سوال جواب کرے گا۔۔۔ اسے بد کردار کہے گا۔۔۔

"نہیں بلیک مین۔۔۔ میرا خدا گواہ ہے۔۔۔ مجھے محبت صرف تم سے ہوئی ہے۔۔۔ تم نے کہا جسے اپنے محرم سے محبت ہو وہ نیک عورت ہوتی ہے۔۔۔

"بھلے تم مجھے نیک نا کہو پر بد کردار مت کہنا۔۔۔۔۔

"میں مہکار شاہ نہیں ہوں۔۔۔ میں بازل شاہ ہوں۔۔۔" یہ تصور کتنا تکلیفدہ تھا کہ وہ جس سے بھاگتی تھی۔۔ جن لمحات جس محبت سے بھاگتی تھی وہ اس میں پھنس گئی۔۔۔۔

اسے محبت بھی ہو گئی۔۔ اور اسنے حقوق بھی دے دیئے اس شخص کو۔۔ اور اب انجام پر خوفزدہ سی روتی سرگوشیاں کر رہی تھی۔۔۔

وہ خدا کے سامنے گڑگڑا رہی تھی کہ وہ اس سے نفرت نا کرے وہ اسے دھتکارے نا نا ہی وہ اسے بد کردار کہے۔۔۔

یااللہ آپ تو مجھے جانتے ہیں نا۔۔۔ میں سب سے الگ رہنا" چاہتی تھی۔۔۔ پر میں رہ ناپائی۔۔۔ میں بلیک مین کے دل میں نفرت بھرنا چاہتی تھی پر میں بھر ناپائی۔۔۔

آپ سب جانتے ہیں۔۔ آپ نیتیں جانتے ہیں۔۔۔ میں نے آج تک کسی غیر مرد کو نہیں دیکھا۔۔

مجھ ایک بار پھر تباہ مت کریں۔۔۔۔" وہ اللہ کے آگے گڑگڑاتی ایکدم ٹھٹھکی کہ وہ کیوں نہیں کال کر کے بلا رہی صارم کو۔۔۔

اسکا صارم اسکا بلیک مین نفس کا پجاری نہیں ہے۔۔ وہ سب سے مختلف سے۔۔ اسنے اپنے گال جلدی سے رگڑے اور کپکپاتے ہاتھوں سے سائیڈ ٹیبل سے موبائل کو اٹھالیا۔۔

اسنے ڈرتے ڈرتے موبائل آن کیا۔۔ کچھ دیر لگی۔۔ تب تک وہ اسے سوچنے لگی۔۔ وہ کہہ رہا تھا کہ وہ غصے میں زیادہ پیاری لگتی ہے۔۔

اور جب وہ اسے بلیک مین کہتی تب تب بلیک مین کو انت الحیات سے الفت ہوتی ہے۔۔۔ وہ سسک اٹھی اسکی سرگوشیوں میں کہی باتوں کو یاد کر کے۔۔۔

موبائل آن ہو گیا۔۔ ایلی، بوبی، اسکی دوستوں، روحاسب کے میسج ایک کے بعد ایک اسکرین پر شو ہونے لگے پر اسنے کسی پر بھی ایک لمحے کیلئے توجہ نہیں دی۔۔۔۔

وہ جیسے ان سب کو دیکھ ہی نہیں رہی تھی۔۔۔ اسکی انگلیوں میں جان آ گئی بازل نے دیکھ کر "Black man" تھی۔۔ سامنے نمبر سیو تھا بے ساختہ سسکتے ہوئے اس نمبر پر ہونٹ رکھ دیئے۔۔۔۔

وہ اسکا لباس بن گیا تھا۔۔ اور بازل کو کل سے بڑھ کر محبت ہو گئی تھی اس سے۔۔ اسکی چھوٹی چھوٹی چیزوں سے۔۔ اسکے نمبر سے لیکر اسکے ہاتھوں کے انجکشن سے بھی۔۔

اسنے انگلی سے اس نام کو چھوا۔۔ اسکے ایک کلک سے کال جانے لگی۔ اسکا دل تیزی سے دھڑکا۔۔

کال جا رہی تھی۔۔ اسکی سانسیں بھی چل رہی تھیں۔۔۔

ایک ایک سیکنڈ اس پر بھاری ہو گیا۔۔ اسنے اپنی آنکھیں بند کر دیں۔۔۔ اور اسے لگا ابھی سماعتوں میں اسکی نرم رس گھولتی بھاری آواز گونجے گی۔۔۔

اور اسکی انت الحیات کی حیات لمبی ہو جائے گی۔۔۔۔ مگر کئی بار ہم

جیسا سوچتے ہیں، جیسا ایکسپیکٹ کرتے ہیں ویسا ہوتا نہیں ہے۔۔
اسکے ساتھ بھی ویسا نہیں ہوا جیسا وہ سوچ کر مسکرائی تھی۔۔۔ بلکہ اگلے لمحے اسکی جاتی ہوئی کال کو دوسری طرف سے کاٹ دیا گیا۔۔۔
کیا نفرت سے؟؟؟؟؟ یا حقارت سے؟؟؟؟
موبائل چھوٹ کر اسکی گود میں آ گرا۔۔۔ وہ اپنے پورے وجود کے ساتھ مٹی کا ڈھیر بن گئی۔۔ ساکت جامد۔۔۔ سانسیں۔۔۔ سانسیں جو چل رہی تھی ایکدم سے سست ہو گئیں۔۔۔۔

اسے ایسا لگا وہ جیسے کینسر کے آخری سٹیج پر پہنچ گئی ہے جہاں بچنے کے امکان بہت کم ہوں۔۔ بہت کم۔۔۔ اور کوئی ڈاکٹر بھی نا ہو آس پاس۔۔۔۔
تپتی دھوپ۔۔۔ جھلساتی سورج کی کرنیں۔۔ آگ اگلتی زمین۔۔۔ اور اس زمین پر وہ ننگے پاؤں چلتی ہوئی۔۔۔۔
مردوں کا محبت عورت کے جسم سے ہوتی ہے بازل شاہ۔۔ اور خاص" کر کے پاکستانی مردوں کو۔۔۔ وہ صرف عورت کا جسم چاہتے ہیں۔۔۔ اور کچھ نہیں۔۔۔" دروازے پر کھڑی ایلی اس پر قہقہہ لگا کر کہہ رہی تھی کہ دیکھو اپنا حال۔۔۔۔

تم نے یقین کر کے اس پر، سونپ دیا خود کو۔۔۔ اور وہ کیا نکلا۔۔۔ ہیرو" نہیں بلکہ زیرو۔۔۔ گرا دیا تمہیں تمہاری نظروں میں۔۔۔

بنا دیا تمہیں میکار شاہ۔۔۔ ہاں بازل شاہ تم مہکار شاہ ہی ہو۔۔۔ تم مہکار شاہ ہو جسنے خود کو اپنے ہاتھوں سے تباہ کیا۔۔۔

تمہیں نے بھی خود کو اپنے ہاتھوں سے تباہ کر دیا۔۔ تم واقعی اپنی پھوپھو کی کاپی نکلی۔۔۔

تم نے اس پر یقین کر کے ہار دیا خود کو۔۔۔ بے مول کر دیا خود کو۔۔ اب وہ تمہیں پورے پاکستان کی۔۔ تمہارے باپ کی تمہاری ماں بہن کی سب کی نظروں میں گرا دے گا۔۔

وہ تمہیں حقارت سے دیکھے گا۔۔۔ یہاں ہر کوئی تم سے نفرت کرے گا کیونکہ تم ایک آزاد ملک میں رہنے والی ہو۔۔۔ جہاں تم اپنا سب کچھ ہار چکی ہو۔۔۔۔

سب کچھ۔۔۔۔ اپنی آبرو تک۔۔۔۔۔۔

اور تم سب کو صفائی نہیں دے سکتی۔۔۔ تم اپنا ماضی نہیں کھول سکتی کیونکہ تمہیں تکلیف ہوتی ہے۔۔۔ تم چیختی ہو۔۔ تم روتی ہو۔۔۔ تمہارے پاس کوئی نہیں ہوتا۔۔۔ اور وہ تمہیں مارتا ہے۔۔۔۔

اور وہ تمہارے ساتھ۔۔۔۔۔۔

نہیں!!!!!شٹ اپ جسٹ شٹ اپ!!!میں پاک ہوں۔۔۔"
اسنے مجھ سے کہا ہے میں پاک ہوں۔۔۔۔ میں نہیں تباہ۔۔
میں نہیں بدکردار۔۔۔"وہ ایکدم پوری قوت سے ہذیانی ہو کر حلق کے بل
غرا اٹھی۔۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔ تم تباہ ہو۔۔۔وہ چھوڑ گیا تمہیں۔۔۔کیونکہ اسے بھی معلوم پڑ گیا"
تم۔۔۔۔ناپاک۔۔۔ہو۔۔۔۔۔یہ خوشی کی بات بتاؤ گی نہیں اپنی پھوپھو
"کو۔۔؟؟؟

یہ ایلی تھی۔۔۔یہ اسکی دوست تھی۔۔۔اسکی دکھ سکھ کی ساتھی
اسکی غمگین دوست۔۔۔وہ اس پر قہقہہ لگا رہی تھی؟اس پر ہنس رہی
تھی۔۔۔۔
وہ یک ٹک دروازے کو دیکھنے لگی۔۔۔یہاں تک کہ وہاں سے ایلی کی
پرچھائی غائب ہو گئی۔۔۔
پھوپھو۔۔۔"اس احساس لفظ پر وہ قہقہہ لگا کر ہنسی اور ہنستی ہنستی پھوٹ"
پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔

اسکی پھوپھو۔۔۔"ہاں انکا تو حق تھا پہلے سننے کا۔۔ آخر کار وہ مہکار شاہ تھیں۔۔۔ ایلی ٹھیک کہہ رہی تھی انہیں۔ تو خوشخبری دینی ہی چاہیے۔۔ آخر وہی اتنی تکلیف کیوں اٹھائے۔۔۔ اور جب کل بلیک مین اسے طلاق دے گا۔۔

اسکے موبائل پر روحا کی کال آنے لگی۔۔۔ پر وہ اس وقت اسکے شکوہ سننے کے حالت میں بالکل نہیں تھی۔۔

ہیلو! بازل بیٹا تم ٹھیک ہو۔۔۔"دوسری طرف سے شاکڈ کی" کیفیت میں فوراً سے کال پک کر لی گئی۔۔ سالوں بعد بازل شاہ نے اسکے نمبر پر کال کی تھی وہ بھی خود۔۔۔
اسکی مسلسل خاموشی سے پہلے انہیں شک ہوا کہ غلطی سے کال آئی ہو گی۔۔ مگر اب اسکی سانیں سن کر وہ سمجھ گئی کہ وہ کچھ کہنا چاہتی ہے۔۔

بازل شکر ہے بیٹا تم نے مجھے کال کی میں ابھی تمہیں کرنے ہی والی تھی۔۔۔" بازل دیکھو تمہاری ناراضگی نفرت اپنی جگہ۔۔۔ پر اس وقت

میں تم سے کچھ کہنا چاہتی ہوں وہ بہت اہم ہے۔۔

مم۔ میں بہت خوفزدہ ہوں بازل۔۔۔وو۔۔وہ پھر سے۔۔ آگیا ہے۔۔۔اا۔اسنے کہا ہے۔۔وہ۔۔ تمہیں۔۔۔۔۔۔

"بہت بہت مبارک ہو مہکار شاہ آج تمہاری دشمن بازل شاہ برباد ہو گئی۔۔" اسکے نزدیک اسکی فضول بات کو کاٹ کر وہ پوری قوت سے روتی ہوئی چیخی۔۔۔۔

"میں برباد ہو گئی۔۔۔وہ مجھے سے محبت کا کہہ کر۔۔۔ میرا لباس بن کر مجھے تنہا چھوڑ گیا اس گھٹن میں۔۔۔۔" اسکی ہچکیاں روم کی فضا میں گونجنے لگی۔۔۔

"خوش ہو جائیں آپ بن گئی میں مہکار شاہ۔۔۔۔کہا تھا نا آپ نے میں نے بالکل آپ جیسا نصیب پایا ہے۔۔۔ہاں میں بن گئی مہکار شاہ۔۔۔

دو دو مردوں سے روندی ہوئی دوسری مہکار شاہ۔۔۔کل یا پرسوں طلاق یافتہ ہو کر اپنے ڈیڈ کے در پر آجائے گی۔۔۔

دیکھو مہکار شاہ وہی سب کچھ ہو رہا ہے۔۔۔وہی سب کچھ۔۔۔ٹھیک کہتی تھیں آپ۔۔۔مجھ پر آپ کا برا سایہ پڑا ہے۔۔

وہ مجھے چھوڑ گیا۔۔۔وہ محبت کی پہلی صبح مجھے اکیلا کر گیا۔۔۔۔"وہ چیخ چیخ کر کہتی آخر میں ہار کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔۔

اور یہ سب آپکی وجہ سے۔۔۔آپکی وجہ سے میں برباد ہوں۔۔۔" انتظار کریں میرا۔۔۔کل صبح یا پرسوں۔۔جب میں طلاق لیکر آپکے بھائی کے در پر آؤں گی۔۔سب سے پہلے آپکا مکروہ چہرہ بے نقاب کروں گی مہکار شاہ۔۔۔۔!!!!!"

وہ کال ڈسکنیکٹ کر کے موبائل زور سے دیوار پر مارنے والی تھی کہ اسی وقت پھر سے روحا کی کال آ گئی۔۔۔

کیا ہے؟"اسنے سرد سپاٹ لہجے میں کال او کے کرتے پوچھا۔۔" آنسوں بدستور جاری تھی۔۔۔

باز۔۔باز مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔۔"روحا نے جیسے اسکی آواز سنی" لہجے پر غور کیے بغیر پھوٹ پھوٹ کر روتی بولی۔۔۔

کیوں؟"وہ اپنا غم دکھ بھول کر ایکدم سیدھی ہوتی چونک کر استفسار" کرنے لگی۔۔

روحا نے بند دروازے کو دیکھتے گہرا سانس کھینچا۔۔

وو۔۔وہ رات جب ہم ڈنر پر گئے تھے۔۔تب میں نے۔۔۔تم یقین کرو بازل"
میں جھوٹ نہیں بول رہی۔۔تب میں بوبی کو دیکھا۔۔۔"وہ آنسوں
پیتی لحظے بھر کو رکی۔۔۔۔

تو اس میں رونے ڈرنے کی کیا بات ہے۔۔مجھے پتا ہے بوبی ایلی یہی"
ہیں۔۔۔"بازل غصے سے کہتے کال ڈسکنیکٹ کرنی چاہی تبھی وہ گویا ہوئی۔۔۔۔
بوبی کے ساتھ انکل بھی تھے۔۔۔"اسنے ہچکی لی۔۔۔"او۔۔اور۔۔وہ مجھے دیکھ کر"
مسکرائے۔۔اور پھر چل کر میرے پاس آئے پر بیچ میں آئینہ
تھا تو وہ بس وہیں کھڑے رہتے مسکراتے رہے۔۔۔اسنے شیشے پر ہاتھ
رکھ کر مجھے بلانے کی کوشش کی۔۔۔۔
"مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔
ایک بار پھر انکی زندگیوں میں طوفان آگیا تھا۔۔۔اور اس طوفان
کی زد میں وہ تینوں تھیں۔۔۔
اور میں نے جیکی کو دیکھا روحا۔۔۔"اسکی آواز دور کسی کھائی سے آتی"
سنائی دی۔۔۔
پر روحا سن کر سر دپڑ گئی۔۔۔"جیکی؟یعنی جعفر؟؟؟"وہ ششدر
تھی۔۔۔۔

دیکھا بازل اللہ نے ہمیں یہاں کیوں بھیجا ہے۔۔۔"وہ ایکدم خوشی سے "
چیخی۔۔۔

اسنے تو جیسے کچھ بھی سنا ہی نہیں۔۔۔

آہستگی سے دروازہ کھلا تھا۔۔اور سیاہ بوٹ میں مقید پاؤں کو اندر رکھا گیا۔۔۔

اسکی گرے سرخ بھیگی آنکھوں میں دنیا جہاں کی وحشتیں آکر سمائیں۔۔وہ خوفزدہ ہراساں نظروں سے سامنے دیکھ کر رہی تھی۔۔۔

دوسرا پاؤں اندر رکھتے مقابل نے بازل کے وجود کی تلاش میں نظریں پھیریں۔۔۔

وہ اپنی جگہ سکڑ گئی۔۔سمٹ کر سانس روک کر بیٹھ گئی۔۔اسنے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔۔اور وہ سوچ رہی تھی کہ گھر میں کیوں کوئی اسکی چیخوں پر نہیں آرہا۔۔۔

کیا گھر میں کوئی نہیں تھا؟؟؟

کیا اب اسکی چیخوں پر کوئی نہیں آئے گا؟؟

oooooooo

....★☆☆☆☆☆★....

صبح صبح ابھی ناشتے کی ٹیبل پر ہی سب جمع ہوئے تھے کہ تبھی ایس پی صاحب اپنی فورس کے ساتھ گھر میں داخل ہوئے اور سبھی کے سروں پر دھماکہ کیا کہ صمصام زیدی پر سحرش تارڑ کی گمشدگی کا کیس انکے ماں بھائی نے درج کروایا ہے۔ اسلئے تفتیش کیلئے صمصام زیدی کو انکے ساتھ پولیس اسٹیشن جانا پڑے گا۔۔

صائم زیدی تقویٰ زیدی صارم عرشیہ تینوں ششدر رہ گئے۔۔ جبکہ جسے پولیس لینے آئی تھی وہ نارمل بیٹھا ناشتہ کر رہا تھا۔۔

سحرش تارڑ کی گمشدگی کی خبریں گردش کرتی انہوں نے بھی سنی تھیں۔۔ پر اسکا بھی کیس انکے بیٹے پر آئے گا یہ باپ انکے قہر کیلئے کافی تھی۔۔

صائم زیدی بھڑک اٹھے دریاب پر ہی، تقویٰ زیدی کا بھی کہنا تھا کہ وہ کیوں بار بار اسکے بیٹے کو بیچ میں گھسیٹ رہے ہیں۔ سب نے دیکھا تھا۔ اس لڑکی نے معافی مانگی اور صام نے دے دی۔۔

وہ صاف صاف کہہ رہی تھی اسے بلیک میل گیا تھا صمصام زیدی پر الزام لگانے پر۔ وہ معافی مانگ چکی تھی اور اب وہ غائب ہوئی

ہے اسے تلاش کرنے کے بجائے اسکے بیٹے پر الزام لگا رہے تھے۔۔
پھر سے اسے بیچ میں گھسیٹ رہے تھے۔۔۔
ایک طرف صائم زیدی دوسری طرف تقویٰ زیدی، صارم زیدی اور سب سے خطرناک میزائل عرشیہ خان۔۔۔
وہ محظوظ ہوتا ناشتہ کر رہا تھا، اسکے دفاع کیلئے اسکی فیملی ہی کافی تھی۔۔
گڑبڑا تو وہ بیچارہ پھاپھا کٹنا تھا۔۔
بابا سمجھنے کی کوشش کریں۔۔۔"اسنے محبت سے انہیں سمجھانا چاہا۔۔۔
بھائی آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟ ہم کیوں سمجھیں؟ آپ دیکھ رہے ہیں" وہ چڑیل غائب ہو کر بھی میرے شوہر سے چمٹ گئی ہے۔۔ آپ اسے دفع کرنے کے بجائے پھر سے میرے شوہر کو اریسٹ کرنے آئے ہیں۔۔۔
یہ سب کیا ہے؟ کیا صمصام زیدی کوئی موالی ہے؟ جسے جب چاہے اٹھا کر لے جائیں؟"وہ چیخ اٹھی اپنے بھائی پر۔۔۔جبکہ اسکا لفظ "موالی" وہ بھی صمصام زیدی کیلئے۔۔۔۔صام کو زوردار اچھو لگا۔۔۔
وہ غصے سے عرشیہ کو دیکھنے لگا یہ لفظ تھا اسکے لیے استعمال کرنے والا؟ وہ سرخ ہو گیا۔۔۔

مجھے معلوم ہے صام نے نہیں کیا پر آپ بس تھوڑی سی تفتیش"
کرنے دیں۔۔صام کے اسٹینڈرڈ پر کوئی بات نہیں آئے گی۔ناہی بات باہر
نکلے گی۔۔اسکی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔۔کچھ نہیں ہوگا آپکے
کھوت۔۔۔۔بیٹے کو۔۔۔"وہ بے بسی سے صائم زیدی کو دیکھ کر بولا۔۔۔
تمہیں ہوش تو ہے دری؟وہ ماشاءاللہ سے اتنا بڑا بزنس سنبھال رہا"
ہے تمہیں لگتا ہے یہ بات چھپ جائے گی؟میرے بیٹے کے کردار
پر بات آئے گی۔۔۔
ایسے کیسے ہو سکتا ہے؟سب سے پہلے تو ڈنڈے تمہیں پڑواؤں گا۔۔۔
بلاؤ رپورٹ کرنے والوں کو۔۔ثبوت لائیں پہلے یہاں پھر میں نہیں
روکوں گا۔۔میں بھی کمشنر کو کال کرتا ہوں اور بات یہاں صاف
سیدھی ہو گی میرا بیٹا یہاں سے نہیں جائے گا۔۔۔"اپنا موبائل لانے
کیلئے تقویٰ زیدی کو اشارہ کرتے وہ بھڑک اٹھے۔۔۔
دریاب کا دل چاہا اپنے بال نوچ لے۔۔۔
میں بھی آپ کے ساتھ ہوں ڈیڈ۔۔۔"وہ شوہر پر حرف آنے سے"
طوطے کی طرح آنکھیں پھیر گئی۔۔۔

دریاب تو ہکا بکا اسے دیکھتا تھا۔۔ یہ اسکی عشی تھی۔۔ اسکی جنگلی بنی واقعی اس وقت جنگلی لگ رہی تھی۔۔ دریاب کا دل چاہا اکیلے میں ملے تو بالوں سے پکڑ کر جھنجھوڑ دے اسے۔۔

وہ بھری محفل میں اپنے دری کو پرایا کر رہی تھی۔۔

پر در حقیقت وہ فیملی کا، اسکے مان، رتبے کا ساتھ دے رہی تھی۔

"میں دادا جان کو کال کروں؟" صارم نے اپنا موبائل نکال کر اپنے باپ کو دیکھا۔۔

"نہیں بات بڑھ جائے گی وہ غصہ ہوں گے۔۔ ہم خود ہی حل کرتے ہیں اسے۔۔" انہوں نے انکار کر دیا۔۔۔ وہ سر ہلا کر دریاب کو دیکھنے لگا۔۔

"دیکھیں بھائی آپ تفتیش کر سکتے ہیں شک کے بنا پر۔۔ مگر آپ بھائی کو لے نہیں جا سکتے۔۔ کیونکہ بھائی ہے ہی نہیں اس کیس میں۔۔۔

اس لڑکی نے واضح کہا تھا کہ وہ بلیک میلنگ کا شکار تھی، ساتھ یہ بھی کہ وہ میرے پاس بھی ہاسپٹل میں پیشنٹ بن کر آئی تھی۔۔

میں سی سی ٹی وی فوٹیج بھی دکھائے تھے۔۔ وہ مجھے بھی جھانسے میں پھنسانہ چاہتی تھی۔۔ وہ کسی بھی طرح پھنسا رہی تھی جو کہ ہوا نہیں اور اب غائب ہے تو بلیک میل کرنے والوں نے غائب کیا ہو گا اسے۔۔۔

آپ لوگ انہیں اپروچ کرنے کے بجائے بار بار بھائی پر الزام لگا رہے ہیں یہ کہاں کا انصاف عقلمندی ہے۔" اس بار صارم بھی دبے دبے غصے میں گویا ہوا۔۔۔

آپ میری بات سمجھیں۔۔ دیکھیں میں یہاں صام کو" اریسٹ کرنے نہیں آیا۔۔ صام ہمارے ساتھ چلے وہاں اسکے ماں بھائی بیٹھے ہیں ان سے بات کر کے انکی غلط فہمی کو دور کرے۔۔ اور ہم اپنا کام کر رہے ہیں ٹیم کام کر رہی ہے۔۔۔" دریاب نے سنجیدہ ہو کر مصلحت آمیز لہجے میں کہا۔۔۔

دیکھو بیٹا میں جانتا ہوں تم اپنا کام کر رہے ہو۔۔ صام کے پیچھے آنے" سے تم پہلے اس لڑکی کے گارڈ کو ڈھونڈو جو اچانک گم ہو گیا ہے۔۔ مجھے لگتا ہے اسے سب معلوم ہے اسلئے اسے غائب کر دیا ہے۔۔ اس گارڈ کے رستے تم ان بلیک میلز تک پہنچ سکتے ہو اور پھر اس لڑکی تک۔۔۔" صائم زیدی نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کہا۔۔۔

دری سائیں ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔ بیٹا صام کو تم لے جاؤ گے تو کتنی"

بدنامی ہو گی رشتوں کی۔۔لوگوں صرف ہمارے خاندانوں کو برباد اور بدنام کرنا چاہتے ہیں۔۔

اگر تم لے جاؤ گے صام کو تو کوگ دیکھیں گے اور کل کی اخبار میں ٹی وی نیوز میں مصالحہ دار خبریں گردش کر رہی ہوں گی۔۔

تم دونوں کے بیچ رشتہ کون سا ہے وہ تو دیکھو۔۔۔"موبائل اپنے شوہر کو تھما کر تقویٰ زیدی نے بھی نرمی سے سمجھایا۔۔۔

پر میں کیا کروں اماں مجھے بھی تو ڈیوٹی کرنی ہے۔۔"دریاب ان چاروں کو" دیکھتا بے بسی سے بولا۔۔۔

"اوپر سے آرڈر ہیں۔۔کہ صام کی تفتیش کی جائے۔۔۔"

ٹھیک ہے میں کمشنر سے بات کرتا ہوں۔تم آؤ بیٹھو بات کرتے" ہیں۔۔"صائم زیدی اسکی مجبوری سمجھ کر بولے۔۔۔

اس حال کو تو وہ بھی سمجھ رہے تھے۔۔

رکیے ڈیڈ!"ہاتھ نیپکن سے صاف کرتے صام چیئر چھوڑ کر اٹھا۔وہ" اس ماحول میں بھی اپنا ناشتہ پوری طرح سے بے فکر ہو کر کر رہا

تھا۔۔

سب نے اسکی طرح دیکھا۔۔

صام!"عرشیہ اسکے ارادوں کو پہلے ہی جان کر غصے سے چیخی۔۔اسنے" ناگواری سے اسکی حرکت کو دیکھتا۔۔

میں چل رہا ہوں اور میں انکے بھائی صاحب سے خود بات کروں" گا۔"اسنے چیئر کی پشت سے اپنا کوٹ اٹھایا۔۔اور اسکے بریف کیس تھامے کھڑے ملازمہ سے اپنا بریف کیس موبائل والٹ لیا۔۔۔

صام!!!!"ابکی بار تقویٰ زیدی نے غصے سے اسے گھورا۔۔۔" صائم زیدی بھی ناگواری سے اسے دیکھنے لگے۔۔۔

یہاں صرف تمہاری بات نہیں صمصام زیدی میرا خاندان کا" وقار جڑا ہوا ہے تم سے۔زیدی خاندان کے سپوت ہو تم اور یوں بار بار پولیس اسٹیشن جانا کتنی بدنامی ہو گی۔۔۔"صائم زیدی اسکے فیصلے سے غصہ ہوتے اس پر گرجے۔۔۔

تو اسکا ایک ہی سلیوشن ہے کہ آپ اپنا وقار مجھ سے الگ "
کر لیں ڈیڈ۔۔ پر میں اب چپ نہیں رہ سکتا۔۔ میں صمصام زیدی
ہوں۔۔ انکا نوکر نہیں۔۔۔ نا ہی میں انکی دھمکیوں کیسز سے ڈرتا ہوں۔۔۔
میں جاؤں گا، کیونکہ میں مقابلہ کرنا جانتا ہوں، اور آپ نے ہی
ہمیں سکھایا ہے جہاں ہم بے قصور ہوں وہاں اپنے کردار کیلئے لڑنا اصل
مردانگی ہے۔ اور یہاں میرے کردار کی بات ہے۔۔ اور جہاں پیچھے ہو
جانا ہوتا ہے وہ مرد نہیں کہلاتا۔۔۔
سو میں جواب دوں گا۔۔ اور صمصام زیدی کو اچھی طرح آتا ہے کہ کسی کو
جواب کیسے دیتے ہیں۔۔۔" اسنے اپنے باپ سے سپاٹ لہجے میں
کہتے کوٹ بازو پر ڈالا۔۔۔
اور سب کو سلام کرتا موبائل پر ساحل شاہ کا نمبر ڈائل کرتے وہاں سے
نکلا۔۔۔۔

دریاب نے صائم زیدی کو دیکھا اور ہلکی سی مسکراہٹ دیتے وہاں سے نو دو
گیارہ ہوا۔۔۔ جبکہ پیچھے وہ ہکا بکا سے کھڑے رہ گئے۔۔۔
سائیں۔۔۔۔۔۔۔"

تمہیں ضرورت کیا تھی اس عقل سے پیدل انسان کو میرا بیٹا" بنانے کی؟" تقویٰ نے جیسے ہی انکے بازو پر ہاتھ رکھا وہ ان پر چڑھ دوڑے۔۔۔ وہ ہڑبڑا گئیں۔۔"آپ کو ہی جلدی تھی اب۔۔۔۔۔"وہ بھی غصے سے مزید کہتی جب عرشیہ اور صارم کی موجودگی کا احساس ہوا خفت سے سرخ ہو گئیں۔۔۔

تم اسے میرا باپ بنا دیتی۔۔۔کیونکہ یہاں بیٹا تو میں لگتا ہوں۔۔" اور جس طرح سے وہ مجھ سے پیش آتا میرے فیصلے ہمیشہ سے رد کر کے اپنی کرتا ہے جیسے وہ میرا باپ ہے۔۔۔"وہ ہاتھ اٹھا کر گرج رہے تھے سب پر۔۔۔

اب جاؤ اسکے پیچھے۔۔۔۔اس کھوتے کو سمجھاؤ کیسے وقار الگ" کر دوں اس سے؟وہ میرا بیٹا ہے۔۔۔"انکا غصہ ختم ہونے کے بجائے مزید بڑھ رہا تھا۔۔

کم ڈاؤن ڈیڈ میں جاتا ہوں بھائی کے پیچھے۔۔۔آپ فکر مت کریں" سب ٹھیک ہو گا۔۔وہ جانتا ہے اچھے فیصلے کرنا۔۔"صارم نے پاس آ کر ان سے کہا۔۔۔

ہاں تم بھی لو اب اسکی سائیڈ"وہ صارم پر غصہ ہوئے۔۔۔"وہی ایک"

ٹھیک فیصلہ کرتا ہے باقی ہم سب تو ایسے ہی ہیں۔۔ وہ اس جذباتی کو بھڑکا رہے ہیں اور وہ جذباتی ہو رہا ہے۔۔

میری باتوں کو وہ الٹے ہی مقصد میں لے رہا ہے۔۔۔ نواب کا فرمان تو سنو کہ وقار لے لو۔۔۔" وہ غصے سے بڑبڑاتے ہوئے صارم سے آگے بڑھ گئے۔۔۔

عرشیہ تو کبھی تقویٰ زیدی کو دیکھتی تو کبھی اپنے غصے سے بڑبڑاتے سسر کو۔۔۔۔

تم جاؤ ہاسپٹل میں آتا ہوں۔۔" انہوں نے اپنی پریشان کھڑی بیوی کو" دیکھتے کہا۔۔

وہاں اس سے کچھ کہیے گا مت۔۔" وہ اپنے شوہر اور بیٹے کو جانتی تھیں۔" دونوں ایک جیسے تھے، اور دونوں کہ جنگ بھی ایک دوسرے سے ہی تھی۔۔ صام اپنے فیصلے خود کرتا، اور صائم زیدی کو لگتا وہ اپنے باپ کے فیصلے کو اہمیت نہیں دینا چاہتا۔۔۔

مام آپ پریشان مت ہوں۔۔ سب ٹھیک ہو گا۔۔ کچھ نہیں بگاڑ سکتے" بھائی کا۔ میں آپکو انفورم کر دوں گا ریلیکس۔۔" صارم جاتے ہوئے اپنی ماں سے بول کر گیا۔۔۔۔

رکو صارم میں بھی آتی ہوں۔۔" پیچھے سے لب کاٹتی بالآخر عرشیہ "
بھی بول اٹھی۔۔

دونوں، پھوپھا پھوپھو نے اپنا کھوتا اسکے سر ڈال دیا تھا۔ جسنے اسکی زندگی گڈمڈ کر دی تھی۔ بیلنس برابر نہیں تھا اب اسکی زندگی کا۔۔۔۔

ایک تو اسکا دل کر رہا تھا اپنے بھائی کے بال پکڑ کر جھنجھوڑ دے اسے، یاد دلاور ہوتا تو رو رو اس سے شکایت لگاتی اسکی۔۔ رات اپنے اتنے بڑے دکھ سنائے تھے اور اب اسکے لئے مزید بڑھا دیئے اسنے۔۔۔

"خدانخواستہ اسکے پھوپھا کے کھوتے کو کچھ ہو جاتا تو؟"
اسکی تو دنیا ہی تہس نہس ہو جاتی۔۔۔
خدا نا کرے "وہ بڑبڑاتی ہوئی صارم کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر "
بیٹھی۔۔ کچھ دیر بعد ناشتہ کر کے تقویٰ زیدی بھی ہاسپٹل کیلئے روانہ ہونے لگیں۔۔

جبکہ بازل ابھی تک خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہی تھی۔۔

ooooooo

ایک طرف سحر ش تارڑ کی ماں اور بھائی صائم زیدی صارم

ساحل سے بات کر رہے تھے۔جو کہ ضد پر اڑا ہوا تھا کہ اسکی بہن کو غائب کرنے میں ہاتھ صمصام زیدی کا ہے۔اسنے بدلہ لیا ہے اسکی بہن سے۔۔۔

اور اب صائم زیدی اور ساحل شاہ کے ضبط جوب دے رہا تھا مگر صارم انہیں بہت مشکل سے شانت رہنے کے اشارے بھی دے رہا تھا۔

ایک طرف صام بیٹھا ہوا تھا، دوسری طرف دریاب خان اور انکے بیچ عرشیہ خان بیٹھی صام کو گھور رہی تھی۔۔

تم کچھ کرتے کیوں نہیں یہ انسان حد سے بڑھ رہا ہے۔۔"وہ سحرش" تارڑ کے بھائی کو بلاوجہ غصہ کر کے بات بڑھاتے دیکھتی ضبط سے سرخ ہوتی صارم سے بولی۔۔۔

اگر میں نے کچھ کیا تو پہلے تمہارے اس پھاپھا کٹنے کا کچھ کروں گا۔""

وہ پہلے غصے میں تھا۔۔ابھی جب وہ اس لڑکے سے بات کرنے آیا تھا۔۔اس سے بات ہی کر رہا تھا تبھی وہ شخص چلا اٹھا کہ تم مجھے منہ بند کرنے کیلئے رشوت نہیں دے سکتے۔۔

صام نے اسے صرف یہ کہا تھا کہ اپنا منہ بند رکھو اور اسنے

بات بڑھا کر الگ ہی رخ دے دیا۔۔ اگر دریاب بیچ میں نا آتا تو آج اس کا اچھے سے دماغ ٹھکانے لگا دیتا۔۔۔

ایک تو دریاب نے بیچ میں آکر دونوں کو روک دیا، اوپر سے اسکے بھائی باپ بھی آگئے اسلئے اس لڑکے اسکی ماں کو لیکر ایک سائیڈ بیٹھ گئے بات کرنے کیلئے۔۔۔

وہ پولیس اسٹیشن کے بجائے ایس پی آفیس یعنی کہ دریاب خان کی آفس آئے ہوئے تھے۔ وہیں بات ہو رہی تھی۔۔۔

صام کی کال پر ساحل بھی وہیں آیا ہوا تھا۔۔

میرے بھائی کو کیوں بیچ میں گھسیٹ رہے ہو؟ اسنے تو تمہارا بھلا کیا ہے۔۔" عرشیہ نے غصے سے کہا۔۔

"بھلا مائی فٹ! اگر وہ بیچ میں نا آتا تو میں اسکا دماغ اچھے سے ٹھکانے لگا دیتا۔۔ ایسے لوگوں سے اپنے گھروں کی عزتیں سنبھالی نہیں جاتی اور دنیا والوں پر الزام دیتے پھرتے ہیں۔۔" وہ مٹھیاں دبا کر بولا۔۔۔

"" ایسے کام کرتے ہی کیوں ہو جس پر بعد میں بار بار ذلیل ہوتے رہتے ہو۔۔

وہ بھی دل کی بھڑاس نکالنے لگی۔۔

واٹ یو مین؟ کیا کہنا چاہتی ہو؟" وہ ٹھٹھک کر اسے دیکھنے لگا۔۔"

وہی مسین جو تم سمجھے ہو۔۔"وہ کندھے اچکا گئی۔۔صام نے اسکے"
کندھوں کو جکڑنا چاہا پر ضبط کر کے سرخ چہرے سے اسکا چہرہ
دیکھنے لگا۔۔
"تم کہنا چاہتی ہو میں نے اسے سچ میں کڈنیپ کیا ہے؟"
نہیں بلکہ میں یہ کہنا چاہتی ہوں میری غیر موجودگی میں"
میری انسلٹ کی تھی اور اب تمہاری ہو رہی ہے۔اگر میری انسلٹ نا کرتے تو
آج یہ سب نا ہوتا۔۔"وہ جتانے لگی

تم اس پھاپھا کٹنے کی باتوں پر ابھی تک یقین کر رہی ہو۔"وہ ضبط سے بولا"
اسکا اشارہ فائل پر جھکے دریاب خان کی طرف تھا۔۔
تمہیں ہم سب برے کیوں لگتے ہیں؟اور یہ تم ہر جگہ جھگڑا کرنا کیوں"
شروع کر دیتے ہو مجھ سے؟کیا دنیا میں صرف تم ہی پرفیکٹ ہو؟"وہ نیچی
آواز میں غصے سے گویا ہوئی۔۔

صام لب بھینچے اسے دیکھنے لگا۔عجیب سائیکو عورت تھی،غصہ خود
جھگڑا ابھی خود کر رہی تھی اور انگلی اس پر اٹھا رہی تھی۔۔۔
کیونکہ تم دونوں ہو ہی عقل سے پیدل!"وہ بھی صمصام زیدی تھا،پیچھے کیسے"

ہوتا۔۔۔ عرشیہ پر جتا کر بولا۔۔۔ ایک بار پھر دونوں کی رنگت سرخ تھی۔۔

اور وہ اس وقت آفس میں موجود ایک دوسرے کو غصے سے گھور رہے تھے۔۔۔

خدا مجھے صبر دے کہ میں تم جیسے سائیکو کو جھیل رہی ہوں۔۔"وہ مٹھیاں بھینچ گئی

میرے صبر کا اندازہ لگالو کہ میں پچھلے کتنے دنوں سے تمہیں برداشت کر رہا ہوں۔۔"

صارم!!"اسنے غصے سے صارم کو پکارا۔۔۔"

بھائی۔۔۔"اسکے جواب سے آگ بگولہ ہوتی عرشیہ نے بھی اپنے بھائی کو پکارا۔۔"

جی!"صارم موبائل جیب میں رکھتے اسکے پاس آگیا۔۔"

اسے کون اٹھا کر لایا ہے؟"اسے خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے صارم سے پوچھا وہ سٹپٹا گیا۔۔۔

کیا ہوا عشی؟"اپنے کام سے فارغ ہوتا اسکی پکار پر دریاب بھی ان تینوں کے پاس آگیا۔۔۔

آپ نے اسے باہر کیوں رکھا ہوا ہے؟" وہ صام کی سرخ نیلی آنکھوں" میں دیکھتی ضبط سے بولی۔۔۔

بھائی اٹھا کر نہیں بلکہ گاڑی میں بٹھا کر لایا ہوں۔۔ آپکے لئے پریشان" تھی۔۔" صارم نے صفائی دی۔۔
میں تو لمبے عرصے کیلئے اندر رکھ کر اسکا سارا تیل نکال لیتا پر تمہاری" آنکھیں سامنے آجاتی ہیں۔۔" دریاب نے معاملہ سمجھنے کی کوشش کرتے صام کو دیکھ کر مزید آگ لگائی۔۔
وہ پہلے بھورا بھورا نیلا تو تھا۔۔۔ اسکے سرخ چہرے سے فوراً معلوم ہو جاتا تھا کہ کب آگ بگولہ ہے۔۔۔

اور تمہارے اندر سے تیل نکالنے کیلئے میں نے بھی خاصی عمدہ" مشین کا انتخاب کیا ہے مسٹر خان۔۔!" دریاب کے پیچھے ساحل کو آفس روم سے نکلتے دیکھ کر وہ اچانک مسرور ہو کر گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا مسکراتا ہوا گویا ہوا۔۔۔
یہ جھٹکا عرشی دریاب کیلئے بڑا تھا کہ موالی بلا اچانک اپنا رنگ کیوں بدل گیا۔۔۔

پر وہ دونوں تو لاعلم ہی تھے کہ وہ کون سی کھدائی کر کے بیٹھا ہے۔۔
بھائی دریاب آپ سے بات کرنا چاہتا ہے۔۔"وہاں سے گزرتے"
ساحل کو اسنے اچانک مخاطب کیا وہ چونک کر پلٹا۔۔۔

میں نے؟"دریاب نے گھور کر صام کو دیکھا۔۔۔"
کیا سوچ رہے ہو صام؟"عرشیہ گڑبڑ کا احساس کرتی اسکے پاس"
آئی۔۔کیونکہ وہ ایسا شخص تو نہیں تھا فوراً سے نرم پڑے یا ریلیکس ہو جائے۔۔
ہقس دری مجھے تم سے کام تھا ذرا میرے ساتھ تمیارے آفس روم میں"
چلو۔۔"موبائل رکھتے دریاب سے وہ مسکرا کر بولا۔۔۔

سب خیریت ہے؟"وہ پولیس والا تھا اسے فوراً سے گڑبڑ کی بو آچکی"
تھی۔۔
سب ٹھیک ہی ہے تم میرے ساتھ چلو ایک پلان ہے میرے"
پاس۔۔۔تم سے ڈسکس کرنا ہے۔۔اور یہ اچانک ایس ایس پی
صاحب کہاں غائب ہو گئے۔۔۔اندر سحرش تارڑ کا بھائی اسکا
انتظار کر رہا ہے۔۔"ساحل نے کچھ سنجیدہ ہو کر کہا۔۔۔
اور دریاب صام کا چہرہ دیکھا۔۔۔

دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھتے نظروں سے ہی انکار کیا کہ انہوں نے تو ایس ایس پی صاحب سے بات تک نہیں کی۔۔

کہیں سحر ش تارڑ کی طرح ایس ایس پی صاحب بھی تو کڈنیپ " نہیں ہو گئے ؟" صارم نے سب کچھ دیکھنے کے بعد اپنی رائے دی۔۔۔
"وہ تینوں چونک گئے "پر اسے کون کڈنیپ کرے گا؟
یہ سوال ان تینوں کے ذہنوں سے گزرا مگر جواب ندارد۔۔۔۔

آجائیں گے۔۔یہیں کہیں ہوں گے۔۔"دریاب نے ان سے کہا۔۔"
ساحل نے سر ہلا کر اسے آفس روم کی طرف چلنے کا اشارہ دیا۔۔۔
وہ سر ہلا کر انکی پیروی میں انکے ساتھ ہو لیا۔۔۔۔

یہ بھائی کیوں اندر لیکر جا رہے ہیں دری کو؟"عرشیہ نے آنکھیں " پھیلا کر جاتے ہوئے ان دونوں کو دیکھا اور صام کو گھورتے پوچھا۔۔۔

تم کہاں جا رہے ہو؟" صام نے اسکے سوال کو نظر انداز کرتے صارم"
سے پوچھا۔۔
بھائی مام کی کال آئی تھی انہوں نے کہا تھا بازل گھر میں اکیلی ہیں تو"
میں اسکے پاس جاؤں" وہ مسکراتا ہوا بولا۔۔۔
عرشیہ کے لبوں پر ایکدم مسکراہٹ کھل گئی۔۔ وہ دلچسپی سے صارم کا
چہرہ دیکھنے لگی۔۔۔
کتنا پیار کرتا تھا وہ اپنی بیوی سے۔۔۔
اور ایک اسکا بھائی تھا۔۔۔۔
خدا نے تو سیدھے انسان بنائے تھے پر کچھ انسان زمین پہ آکر
عجیب سی مخلوق بن گئے تھے۔ جیسے ایک عجیب مخلوق صمصام زیدی اور
اسکے بعد اسے پسند کرنے والے لوگ۔۔۔۔

ٹھیک ہے جاؤ اور ساتھ اسے بھی لے جاؤ، میرے روم میں بند"
کر دینا اسے۔۔ باہر نا نکلے۔۔ یہ ایک وبا سے خطرناک عورت
ہے۔۔ دو منٹ میں کسی کا بھی دماغ مفلوج کر دے گی۔۔" عرشیہ کو
دیکھے بغیر صارم سے دانت پیس کر بولا۔۔۔

صارم تم جاؤ میں نہیں چل رہی یہ میرے بھائی کی آفس"
ہے کسی صمصام زیدی کی ملکیت نہیں۔۔ جس کے حکم پر چلوں۔۔"
عرشیہ کا احساس توہین سبکی سے چہرہ تمتما اٹھا۔۔۔

بس نہیں تھا کہ سامنے والی چیئر اٹھا کر اس بابا کے کھوتے کو دے
مارے۔۔
بھائی گھر سے ملازمہ کی کال ہے شاید۔۔۔ مجھے جلدی نکلنا ہے۔"
ایسا کریں آپ بھابی جی کو اپنے ساتھ لے آیئے گا۔۔"صارم دونوں کے بیچ
پھسنے کے بجائے عقلمندی سے کام لیتا وہاں سے بھاگ گیا۔۔۔
تمہیں تو گھر چل کر دیکھ لوں گا۔۔۔"وہ اسے دھمکا رہا تھا۔۔ عرشیہ"
نے ابرو اٹھائی۔۔۔ کہ سیریسلی؟

عرشیہ۔۔۔"معاً تبھی آفس کے باہر سفید گلاس ڈور سے نمایا ہوتے"
فارس کو دیکھ کر وہ چونکی۔۔۔
فارس!"پولیس والے اسے اندر نہیں آنے دے رہے تھے اور وہ عرشیہ"
کو بلا رہا تھا۔۔
اگر تم نے ابھی اس فادی کی انسلٹ کر کے اسے دفع نہیں کیا تو میں"

سارا بلیم اپنے سر لوں گا اور خود کو عمر قید کی سزا دلواؤں گا۔۔۔ پھر بیٹھی رہنا۔۔۔" اسنے عرشیہ کے کچھ سوچنے سے پہلے اسکے سر پر دھماکہ کیا

تم پاگل تو نہیں ہو گئے وہ کزن ہے میرا میں کیسے اسکی انسلٹ کر سکتی" ہوں؟" وہ سنبھال کر غصے سے بھڑک اٹھی۔۔۔

یہ میرا سر درد نہیں ہے تم کر رہی ہو یا نہیں؟" وہ اپنا حکم سنا کر" دوسروں کی فیلنگز صورتحال سے جیسے بے حس ہو جاتا تھا۔۔
ابھی بھی وہ اسے ایسا کام کرنے پر اکسا رہا تھا جو کافی شرمناک تھا،
عرشیہ کے نزدیک۔۔۔۔
نہیں۔۔۔" وہ غصے سے زچ ہو کر گویا ہوئی۔۔۔"
صام نے سپاٹ آنکھوں سے اسکے چہرے کو دیکھا، اور دوسرے لمحے الٹے قدموں سے پلٹا۔۔۔ شاید وہ اسکی باتوں کو مذاق میں ہی لیتی تھی۔۔۔
میری بے عزتی تو پوری دنیا کے سامنے نان اسٹاپ کر سکتی ہو۔" مگر اس آسٹریلین کتے کی کرتے تمہیں موت پڑ رہی ہے تو اب

میں دیکھاؤں گا اصلی موت کیا ہوتی ہے۔۔۔"وہ سرد لہجے میں کہہ کر آگے بڑھ گیا۔۔۔۔

عرشیہ کی آنکھیں کافی حد تک پھیل گئیں۔۔۔اس شخص پر کوئی بھروسہ نہیں تھا۔وہ کچھ بھی کر گزرتا تھا۔۔۔
اسنے بے بسی سے اپنے بھائی کی آفس کی طرف دیکھا۔۔۔

جانے کون سے چلے کاٹ رہے ہیں ابھی تک اندر۔۔۔"وہ بند دروازے" کو دیکھتی غصے سے بڑبڑائی۔۔۔"اسی کون سی پلاننگ تھی ساحل بھائی کی جو ابھی تک نہیں ختم ہو رہی؟"وہ سوچنا چاہتی تھی مگر اس سر پھرے انسان نے اسکے پاس وقت چھوڑا کب تھا۔۔۔۔

اچھا کو میں کر رہی ہوں۔۔"وہ مجبور غصہ بے بسی تنگ زچ ہو کر پیچھے" سے بولی۔۔۔
دو قدم کا فاصلہ تھا صام اور آفس میں جہاں اگر چلا جاتا تو ضرور آج اسے ہنگامہ کر کے دکھاتا۔۔۔
عشی!"عرشیہ کے اتنی دیر کترانے کے بعد بالآخر فارس کی"

طرف دیکھنے سے اسنے خوشی سے زور شور سے ہاتھ ہلا کر اسے پاس بلایا۔۔۔
میں منتظر ہوں" اگر یہ دریاب کی آفس نا ہوتی صام کا گھر یا اسکی"
آفس ہوتی تو ابھی تک وہ اس انسان کو زخمی کر چکا ہوتا۔۔
ورک شہ!" وہ فارس کو دیکھ کر غصے سے چیخی۔۔۔"
وٹ!!!!ورک شاپ؟ کس لینگویج میں بات کر رہی ہو؟"
کوڈنگ میں بات کر رہی ہو اس سے؟" وہ تیزی سے اسکی
طرف بڑھا اور اسکا بازو دبوچ لیا۔۔۔
میرا سر مت کھاؤ اب سائیکو سائیں۔۔۔جا کر رات سے"
جسے اپنا اسسٹنٹ بنا کر بیٹھے ہیں اس سے پوچھے کیا بولا ہے۔۔۔" اسنے
پھر پلٹ کر فارس کو نہیں دیکھا۔۔۔
سینے پر ہاتھ باندھ کر وہ ضبط سے رونے جیسی ہو گئی۔۔

صام کے لبوں پر مسکراہٹ اپنی چھپ دکھا کر فوراً سے غائب
ہو گئی۔۔۔
دیکھو اس وقت میں نے تمہیں ہاتھ لگایا تو پھر تم شرم سے رو دو"
گی۔۔یا چیخ کر تماشا لگا دو۔۔۔
اسلئے شرافت سے مجھے بتاؤ کیا تھا ورک شاک ورک

شاپ کا مطلب۔۔۔ میں ابھی گوگل کرنے کے موڈ میں نہیں
"ہوں۔۔۔

عرشیہ نے پھولتی نتھنوں سے اسے دیکھا۔ پھر سے دھمکی۔۔۔۔
کیا تم پھوپھو کو بھی دھمکی دیکر زمین پر آئے تھے؟"
یہ تمہارا ورک شاپ نہیں یہ ہمارے والا ورک شہ ہے۔۔۔
یعنی کہ تم بھی ساتھ دفع ہو جاؤ۔۔۔" وہ پاؤں پٹخ کر ایک طرف بڑھ کر
جا کر صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔

کیا ہوا ڈیڈ!" وہ اس سے کچھ مزید کہتا تبھی آفس روم کا ڈور کھلا اور "
صائم زیدی باہر آئے۔۔ انکا چہرہ ضبط سے سرخ تھا۔۔
ایس ایس پی کا انتظار کر رہا ہے۔ تم پر کیس کرنا چاہتا ہے۔ میں "
نے بھی کہا ہے بلاؤ جسے بلانا ہے میں بھی دیکھتا ہوں کون میرے بیٹے کو چھو
کر بھی دکھاتا ہے۔۔۔
صائم زیدی مرا نہیں ہے۔۔۔۔ ناہی صمصام زیدی اتنا کمزور ہوا
"ہے۔۔۔۔

oooooooo

وہ سامنے صوفے پر بیٹھا، ٹیبل پر رکھے موبائل کو دیکھ رہا تھا۔۔ وہاں موجود نفوس کو یقین تھا اسکی کال ضرور آئے گی۔۔
جبکہ فارس کی چبھتی ہوئی نظریں اس پر تھیں۔ اور اسکی یہ نظریں ہی اسکی اسکے غصے کو مزید ہوا دے رہی تھیں۔

میں دیکھتا ہوں۔۔ "وہ غصے سے بڑبڑاتا ہوا موبائل اٹھا کر دوسری" طرف کو کال ملا رہا تھا مگر دوسری طرف فین کا موبائل بند تھا۔۔
کیا ہوا؟ "فارس نے اسکی رنگت میں تبدیلی محسوس کرتے" ہوئے غصہ دبا کر پوچھا۔۔
دیکھو لڑکے تم مجھ پر حکم مت چلاؤ!" وہ غصے سے غرا اٹھے۔۔"
شٹ اپ جسٹ شٹ اپ! میرے ہاتھ کے پتلے ہو سمجھے۔۔"
مجھے ابھی کے ابھی مجھے اپنا کام چاہیے ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا تمہاری زندگی میں۔۔ اور اسے تم بہتر سمجھتے ہو۔" وہ طیش سے غراتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔
روم کی فضا میں ایکدم گہرا سکوت چھا گیا۔۔۔

وہ اسے خونخوار نظروں سے دیکھتا دوبارہ نمبر ڈائل کرنے لگا۔۔ مگر

دوسری طرف وہی رسپانس۔۔۔

مجھے سمجھ نہیں آرہی اسے اس وقت کون سی موت پڑ گئی ہے جو موبائل"
آف کر دیا ہے۔۔" غصے سے دھاڑتے اسنے موبائل ٹیبل پر پٹخا۔

تم سے کچھ نہیں ہوپائے گا مجھے پہلے ہی اندازہ تھا۔۔ تم صرف ایک کام"
میں اچھے ہو۔۔۔ اگر ایسا کر کے مجھے بیوقوف بنا رہے ہو تو دونوں کیلئے
اچھا نہیں ہو گا۔۔

جانتے ہو اگر میں نے منہ کھولا تو سب کے سب تہس نہس
ہو جائے گا۔۔ ساتھ تمہاری زندگی بھی۔۔ اور لمبے پلان بھی۔۔۔" وہ جھک کر
اسکی آنکھوں میں دیکھتے باور کرواتا وہاں سے تیزی سے نکلا۔۔۔

اسنے اپنی نیلی آنکھوں پر گلاسز لگایا تبھی وہ پیچھے سے گویا ہوا۔۔۔

"کہاں جا رہے ہو؟"

فاد ڈالنے چلو گے؟" وہ رک کر بولا۔۔ اسنے مٹھیاں غصے سے بھینچ لیں اور"
وہ ان مٹھیوں کو دیکھتا ایک مسکراہٹ پاس کر کے روم سے نکل گیا۔۔

oooooooooo

دروازہ آہستہ سے کھلا اور ویسے ہی بند ہو گیا۔۔۔

وہ اسے اپنی سمت بڑھتے ہوئے خوف سے دیکھ رہی تھی۔ اسکے اعصاب

سن پڑ چکے تھے۔ اور وہ بس اب انجام کیلئے تیار تھی۔۔ وہ موت کیلئے تیار تھی۔ وہ موت جو زندہ دی جاتی ہے۔۔ جو موت سے بڑھ کر اذیت ناک ہوتی ہے۔۔

م۔ میں بری نہیں ہوں۔۔۔ "وہ پیچھے کھسکنے کی کوشش کرتی ہاتھ سامنے جوڑ کر" سسکی۔۔ "میں بڑی نہیں ہوں۔۔ مجھے سزا مت دو۔۔۔ مجھے۔۔۔ مت مارو میں بری نہیں ہوں۔۔" پیچھے بیڈ تھا ٹیبل تھی۔۔ پر فرار کی راہ نہیں تھی۔۔

حیرت کی بات تھی جو لڑکی کل تک خود کو بری کہہ رہی تھی، آج بلکہ اس پہر جب وہ اپنے محرم کو اپنا آپ سونپ چکی تھی تب وہ خود کو بری ماننے سے انکاری تھی۔۔ حالانکہ کچھ عرصے پہلے سب سے زیادہ برا عمل اسکی نظر میں یہی تھا۔ اور وہ اپنے محرم کو پاس آنے سے روک چکی تھی۔۔ یہ برا عمل کہہ کر۔۔۔

مجھے مت مارو۔۔۔ میں بری نہیں۔۔ میں بدکردار نہیں۔۔ "وہی سیاہ" رنگت وہی قد وہی نگاہیں۔۔۔ بھاری دھمک دار قدم لیے وہ اسکی طرف بڑھ رہا تھا۔۔

اسنے روتے ہوئے بے دردی سے اپنے بالوں کو مٹھی میں جکڑ لیا۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہاں جائے۔۔

نہیں۔۔۔۔۔وہ چہرہ نہیں۔۔۔وہ رنگت نہیں۔۔وہ نگاہیں نہیں۔۔۔
آہہہ۔۔"وہ چیختی بیڈ کے نیچے جانے لگی اپنے بچاؤ کیلئے، وہ جانتی تھی وہ"
پہلے مارے گا، پھر آزاد ملک میں رہنے والی بدکردار لڑکی کہے گا اور اسکے
بعد اسے طلاق دے گا کیونکہ پاکستان میں رہنے والے مرد اپنی بیوی
باکردار چاہتے ہیں، اور انکے دامن پر ایک بھی داغ گوارہ نہیں کرتے۔۔

یہی وجہ تھی نہ بازل شاہ کی نفسیات کو بگاڑنے کی وجہ۔۔۔
ہاں وہ اسی وجہ سے نفرت کرتی تھی پاکستانیوں سے کیونکہ وہ باکردار ناپاکر
بیوی کو بدکردار کہتے طلاق سے دیتے تھے۔۔

اور وہ اس ذلت کو جھیلنے سے پہلے بلیک میل سے طلاق چاہتی تھی
پر ہوا کیا۔۔۔وہ محبت نامی مہلک مرض کی شکار ہو گئی۔۔
اور کچھ بھی مستقبل کا سوچے سمجھے بغیر، ایلی کی آدھی زندگی کی ہدایتیں بھلا
کر، وہ اس شخص کے حوالے خود کو کر گئی جو صبح ہوتے ہی غائب ہو گیا۔۔۔
اور اب۔۔۔۔۔
وہ بیڈ کے نیچے چھپ رہی تھی تبھی ایک بھاری ہاتھ اسکی بازو میں آیا،
بازل نے جیسے ہی بازو کو جکڑا محسوس کیا وہ وحشت سے بری طرح چیخ

چلا اٹھی۔۔اور صارم پر جھپٹی۔۔

انت الحیات !!میں ہوں تمہارا بلیک مین۔"اسکے دونوں"
بازوؤں کو سختی سے جکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے وہ اسے ہوش میں لانے کیلئے
دھاڑ کر بولا۔۔

میں ہوں تمہارا بلیک مین۔"وہ ایکدم سے ساکت ہو گئی۔۔"
"میں ہوں تمہارا بلیک مین۔"اسکے ارد گرد یہ جملہ گردش کر رہا
تھا۔۔
بلیک مین۔۔"اسکے لب بے یقینی سے کپکپائے۔۔۔"
صارم نے سر اثبات میں ہلایا۔۔"ہاں میں ہوں۔۔ڈر کیوں رہی
ہوں۔۔؟"وہ اسے سامنے کھینچ لایا۔۔اسکی بھیگی وحشت سے پھیلی
آنکھیں صارم کو گھور رہی تھیں۔۔
انت الحیات !"اسے ساکت دیکھتے صارم نے اسے پاس کھینچ کر"
بانہوں میں بھر لیا۔۔اور اٹھا کر اسے بیڈ پر ڈالا۔۔۔
وہ زرد پڑتی جا رہی تھی۔۔۔جبکہ صارم نے اسے بیڈ پر لیٹاتے ہوئے اسکے
ہاتھوں کو ہاتھ کر اسکی پشت پر بوسہ دیا۔۔۔

تم میری عزت ہو۔۔ تم بالکل پاک ہو۔۔ آج بھی ہو، کل بھی تھی۔۔ لوگوں" کی باتوں پر چلنا چھوڑ دو۔۔ لوگ تمہیں کبھی خوش نہیں دیکھ سکتے۔۔ اسپیشلی وہ جنہوں نے ہمارے خلاف تمہارے ذہن میں ناپسندگی بھری ہے۔۔۔

سب اپنے، اپنے نہیں ہوتے انت الحیات۔۔

اور سب اپنے برے بھی نہیں ہوتے۔۔

رات تم میرے لیے ایسی تھی جیسے قدرت کی طرف سے بخشا گیا شبنم کا پاک پہلا قطرہ۔۔ تم خود کو کمتر کسی سے مت سمجھو۔۔ بالکل تم پاک ہو۔۔۔ اور باکردار بھی۔۔۔

اور تمہیں اسکا جواب ثبوت دینے یا میرے سامنے گڑگڑانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ میں چاہتا ہوں میری بیوی کبھی انسان کے سامنے نا گڑگڑائے۔۔

بلکہ وہ اللہ کے سامنے گڑگڑائے۔۔" اسکے بات کے اختتام ہوتے ہی وہ ہوش میں آتی پھوٹ پھوٹ کر روتی اسکے سینے سے آلگی۔۔

مم۔ مجھے لگا تم مجھے چھوڑ دو گے بلیک مین۔۔ میں نہیں رہ سکتی"

تمہارے بغیر۔۔۔"وہ حصار تنگ کرتی سسکی۔۔
صارم صبح صبح اس انوکھے اظہار پر ہنس پڑا۔۔۔

اور تمہیں کیوں لگ رہا تھا۔۔ میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔۔؟"وہ رت جگے سے خمار آلود نگاہوں سے اسے بیڈ پر ڈال کر اسکے پاس ہاتھ رکھے اس پر جھکا اور معنی خیزی سے استفسار کیا۔۔
ت۔ تم مجھے نہیں چھوڑو گے؟"وہ کپکپاتے خوفزدہ لہجے میں پوچھ رہی تھی۔۔
بد قسمت ہی ہوں گا میں جو تمہیں چھوڑوں۔۔۔ پھر کہاں ملے گی ایک بلیک مین کو وائیٹ جی ایف۔۔ برستی بارش میں رات کے اندھیرے میں اپنے گھر کی دیوار پھلانگ کر لانگ دیوار پر چلنے والی۔۔
میری ماں کے اسٹائل کو فالو کرنے والی، میرے لیے چھپکے سے روز بالوں کی ہائیٹ چیک کر کے گردن پیچھے گرا کر انہیں لمبا تصور کرنے والی۔۔ ہماری جوجو سے ڈرنے والی، میری بانہوں میں بانہوں ڈال کر سونے والی، رات کو آدھی بیڈ اور آدھی زمین پر سونے والی۔۔ میری شرٹ پر اپنے ہونٹوں کے رنگ بکھرنے والی، میری زندگی میں آکر اسے جنت بنانے

والی، اور میرے ساتھ ملکر جنت کو مہکانے والی کو اگر میں چھوڑ دوں تو مجھ سے بڑا گدھا تمہیں اس پورے پاکستان میں نہیں ملے گا۔۔۔" اپنے مخصوص سحر انگیز لہجے میں کہنے کے ساتھ آخر میں ایسا لہجہ اپنایا کہ روتی ہوئی بازل کا اچانک قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

کیا تم مجھ سے پیار کرتے ہو؟" وہ رک کر بولی۔۔"

وہ اس نہج پر تو سوچ ہی نہیں رہی تھی۔۔ کہ وہ کیا سچ میں مہکار شاہ نہیں؟ کیا اسے طلاق نہیں ملے گی؟

وہ بھی تو ضدی تھی۔۔۔ وہ بھی تو طلاق مانگ رہی تھی پہلے۔۔۔ پر وہ واقعی مہکار شاہ نہیں تھی۔۔ کیونکہ وہ کسی کو تباہ کر کے نہیں آئی تھی، بلکہ وہ تو خود تباہ تھی پھر کیسے وہ مہکار شاہ ہوتی۔۔۔۔

بالکل! اس جن کا دل آگیا ہے اپنی جنی پر۔۔ اور وہ اس جنی پر چمٹ" جانا چاہتا ہے۔۔ کیا تمہیں میری گزری کی الفت سے اندازہ نہیں ہوا؟" اسکے سرگوشی میں پوچھنے پر اسکی پلکیں جھک گئیں۔۔۔

مجھے لگتا تم مجھے چھوڑ گئے۔۔۔۔۔۔"

شش!" وہ بھیگی آواز میں کہنے لگی تبھی صارم کا انگوٹھا اسکے ہونٹوں پر" آگیا۔۔ اسکے لہجے کی گھمبیرتا سے وہ گھبراہٹ میں مبتلا ہونے

لگی۔۔۔

"اس بات کا یقین نہیں بلکہ مجھ پر مان رکھ لو کہ کبھی بلیک میں اپنی انت
الحیات کو نہیں چھوڑے گا۔۔"

"میں کیسے مان رکھوں؟" وہ رونے لگی۔۔ اسے تو مان رکھنا تو دور معلوم ہی نہیں
تھا۔۔۔

"جس طرح اب تک تم ایلی کی باتوں پر رکھ کر آرہی تھی۔۔ کہ ہم برے
ہیں۔۔ ہم نفس پرست ہیں۔۔ ہم اجڈ جاہل گوار ہوتے ہیں۔۔" وہ ابھی
اسکی ساری باتیں کہہ رہا تھا تبھی بازل نے اکسے لبوں پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔۔۔

"ایم سوری فار ایوری تھنگ۔۔۔" وہ شرمندگی سے سسکنے لگی۔۔ "پر ایلی کا مان
تو تم نے توڑ دیا۔۔ وہ تو غلط ثابت کر دی تم نے۔۔۔"

"ہاں یہ تو بالکل ٹھیک کہا کہ انسان، انسان کا مان توڑ دیتا ہے۔۔ تم ایسا
کرو اللہ پر مان رکھ لو۔۔ یہ دل میں یقین کر لو کہ اللہ نے اب جس سے
تمہیں نوازہ ہے وہ تا حیات کیلئے ہے۔۔

ماضی ایک راز کر دو جسے بس اللہ سے شیئر کرو۔۔ مجھے سے بھی
نہیں۔۔۔ اور یقین رکھو اللہ پر کہ آنے والا ہر دن تمہارے لیے خوشیاں لائے

"گا۔۔

اور وہ خوشیاں اللہ سے لیکر میرے پاس لانے والا بلیک مین"
"ہو گا؟

ان شاءاللہ۔۔۔"اسنے اپنی پیشانی جھک کر اسکی پیشانی سے"
ٹکرائے۔۔بازل نے آنکھیں موندلیں۔۔آنکھوں سے آنسوں خاموشی سے پھسل
گئے۔۔

مجھے بہت ڈر لگتا ہے۔۔خاموش رات۔۔تنہائی۔۔اندھیرے"
سے۔۔۔مجھے روشنیاں چاہیں۔۔۔۔پاکستان میں اچانک روشنی چلی
جاتی ہے۔۔اور اندھیرا ہوتا ہے۔۔۔۔"وہ چھوٹی بچی کی طرح رونے لگی۔۔۔
صارم کی آنکھوں میں نمی آگئی۔۔۔

ہم برے ہیں بازل!ہم بہت برے ہیں۔۔۔تم بہت بہادر ہو۔۔۔"وہ اسے"
بانہوں میں سمیٹ کر بڑبڑایا۔۔۔

نہیں تم برے نہیں۔۔۔"وہ نفی میں سر ہلاتی اسکی گردن میں"
چہرہ چھپا گئی۔۔۔

تم جب اچانک مجھے چھوڑ کر گئے تو میں ڈر گئی۔۔۔وہی ڈر۔۔جو کئی سال"
پہلے ہوتا تھا۔۔۔وہی ڈر جب اچانک تیز بارش میں نینی

میرے روم کی کھڑکیاں بند کرنا بھول جاتی تھی۔۔۔
وہی ڈر جب اچانک میری وجہ سے نینی ہمیشہ۔۔۔۔"وہ بلک پڑی اسکی بانہوں میں۔۔۔
صارم نے آنکھیں میچ کر اسے بانہوں میں بھینچ لیا۔۔۔

بھول جاؤ۔۔۔سب۔۔اب ہمارے بارے میں سوچتے ہیں۔۔دیکھو تم" میری شرٹ میں کس قدر خوبصورت لگ رہی ہو۔۔"وہ اسکا چہرہ سامنے کرتا اسکے آنسوں پونچھ کر دونوں آنکھوں کو باری باری چوم گیا۔۔۔

تمہیں مجھ سے گھن نہیں آتی بلیک مین؟میں خودبری ہو کر میں" سب میں سے نقص نکالتی ہوں۔۔۔"وہ ہچکیاں بھرنے لگی۔۔۔
انت الحیات!!"صارم نے بے بسی سے اسے پکارا۔۔وہ سرخ گرے" آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔
مجھ سے تمہارے لوگ پوچھتے ہیں کہ میں انگریزوں جیسی کیوں" ہوں۔۔۔میرے پاس جواب نہیں ہوتا۔۔۔میری مام گھبرا جاتی ہے۔۔۔میری ماں کے چہرے پر نفرت آجاتی ہے۔۔۔

When my mom call's me "mery gunnah ki nishani"...

No one can understand my feelings black man!"

وہ بلک بلک کر اسکے بانہوں میں رونے لگی۔۔

بس۔۔۔بازل!"وہ اسے چپ کروانے لگا پر اسنے نفی میں سر ہلایا۔۔۔"
وہ جب مجھے اگنور کر کے روحا کو پیار کرتی ہیں۔۔اور مام ڈیڈ بھی روحا کا مام"
ڈیڈ ہیں۔۔ آئم فیلنگ الون۔۔۔۔
بٹ آئی آل ویز تھینکس ٹو مائی فادر۔۔۔۔ جنہوں نے مجھے مارا نہیں۔۔۔
جنہوں نے بدنامی گناہ کے خوف سے مجھے نہیں مارا۔۔۔مجھے زندہ
رکھا۔۔
مجھے دنیا میں رکھا۔۔۔
پر دنیا کے سامنے لانے میں بہت دیر کر دی۔۔۔
میں چھ سال پہلے پیدا ہونے والی لڑکی۔۔پر میرا جنم دنیا کے
سامنے چھ سال بعد ہوا۔۔۔۔

no one can feel my pain.....

when my neeni die.....

میں اکیلی تھی گھر میں۔۔۔وہ میری وجہ سے مر گئی۔۔۔اور میں بس انہیں دیکھتی رہی۔۔انکے سر سے خون نکل رہا تھا۔۔وہ اونچائی سے نیچے گری۔۔تڑپیں۔۔۔اور۔۔پھر مجھے پکار رہی تھی۔۔۔اونہوں نے میری طرف انگلی اٹھائی۔۔۔

چار سال تک میں ابنارمل رہی۔۔۔۔ڈاکٹرز۔۔سے ٹومائی فادر۔۔میں زندہ نہیں بچوں گی۔۔۔وہ اپنے پیسے برباد کر رہے ہیں۔۔پر میرے ڈیڈ نے۔۔۔۔

ہی از گریٹ مین۔۔۔"وہ ہچکیاں لیتی مزید کچھ کہنا چاہتی تھی مگر صارم نے اسکے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا۔۔۔

اور وہ بہت حساس تھا۔۔۔اسکے دکھ میں خود بھی بے آواز رونے لگا۔۔۔۔

"I'm broken girl"

میں جانتی ہوں دنیا میں بہت سے غم ہیں لوگوں کو۔۔۔پر ہر کسی کا" غم اسکے لئے بڑا ہوتا ہے۔۔ہم جس طرح سب سے اپنے اسٹینڈرڈ کو

لیکر برابری نہیں کر سکتے۔۔۔

اسی طرح ہمارے غم کی بھی ہم کسی سے برابری نہیں کر سکتے بلیک مین۔۔۔

آئی لو مائی مام ڈیڈ۔۔۔۔بہت کم ہوتے ہیں ایسے لوگ۔۔۔دنیا میں۔۔۔

انہوں نے میرے خاطر اپنوں سے تعلق ترک کر دیا۔۔۔انہوں نے ایک ابنارمل لڑکی کو۔۔۔"بازل حیدر شاہ" کا نام دیا۔۔۔۔

ایک ناجائز لڑکی کو اپنے بیٹے کا درجہ دیا۔۔۔اسے دنیا کی ہر خوشی دی۔۔۔

"بٹ اسکی رئیل مام نے اس سے وہ ہر خوشی چھین لی۔۔۔۔

انت الحیات!"صارم کا ضبط جواب دے گیا۔۔۔اسنے اسے روکنا" چاہا پر وہ نفی کر گئی۔۔۔۔اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔۔

جب تم انت الحیات کہتے ہو۔۔۔آئی ڈونٹ نو۔۔۔اسکا مطلب " کیا ہے۔۔بٹ۔۔۔۔مجھے یہ لفظ کافی پاک لگتا ہے۔۔کیونکہ یہ تمہاری زبان سے ادا ہوتا ہے۔۔۔

اور میں شرمندہ ہو جاتی ہوں۔۔۔۔۔"اسنے اختتام کرتے ہوئے چیخ کر اپنے بالوں کو مٹھیوں میں دبوچ لیا۔۔۔۔

بازل بس!!! تم پاک ہو۔۔۔ کیوں نہیں سمجھتی تم۔۔۔" وہ اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر دھاڑ اٹھا۔۔۔ "تم اچھی ہو۔۔۔ بہت اچھی ہو۔۔۔ مجھ سے زیادہ۔۔۔ میں کچھ نہیں ہوں۔۔ بہت گنہگار ہوں۔۔۔ تم مجھ سے زیادہ اچھی ہو۔۔۔ پلیز مجھے سمجھو۔۔۔" وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھر کر اسے یقین دلا رہا تھا مگر وہ روتی رہی۔۔۔

تڑپتی رہی۔۔۔ اور اسکی اس حالت پر وہ تڑپ رہا تھا۔۔ بے چین تھا۔۔ آنکھیں سرخ بھیگی ہوئی تھی۔۔۔

شوہر کے دکھ پر ہر بیوی رو پڑتی ہے۔ مگر بیوی کے دکھ پر شاید وہ پہلا مرد تھا جو رو پڑا تھا۔۔۔

وہ لوگ۔۔۔ !بلیک میین وہ لوگ اپنے ذرا سے نقص پر۔۔ بے چارگی" کا شکار ہو جاتے ہیں۔۔ مجھے ہنسی آتی تھی ان پر۔۔۔ جب میں انہیں ذرا سا تنگ کرتی ان سے ناپسندگی جتاتی ان میں نقص نکالتی۔۔۔ وہ فوراً سے بے ءچارگی کے شکار ہو جاتے۔۔۔۔

اور مجھے کہتے میں بری گھمنڈی لڑکی ہوں۔۔۔ مجھے کوئی نہیں سمجھتا تھا۔۔ میں اتنے لوگوں میں اکیلی ہوتی تھی۔۔

میں عام نقش و نین کی حائل نہیں تھی۔۔ میرے نین و نقوش سب کہتے انگریزوں جیسے ہیں۔۔۔ تو میں بری ہوں۔۔۔

سب روحا کو محبت کرتے کیونکہ اسے استھیما تھا۔۔ سب مجھے ناپسندگی سے دیکھتے کہ میں اپنی بڑی بہن سے بڑی کیوں لگتی ہوں۔۔۔

کسی نے کبھی غور نہیں کیا کہ کیوں؟

میں خود کو دریافت کر کے کیا کروں؟ سب سمجھتے ہیں میں بری ہوں۔۔۔ میں تنہائیوں کی عادی ہوں۔۔۔ پر ڈیڈ کہتے ہیں تنہائی پسند لوگ ہمیشہ تنہا رہ جاتے ہیں۔۔۔

مجھے ہمیشہ کی تنہائی سے ڈر تھا۔۔۔ پر مجھے اس سے بھی ڈر تھا کہ ایک انگریز دکھنے والی لڑکی کو اگر کوئی پسند کر لے۔۔۔ اس سے شادی کر لے۔۔۔ شادی کے بعد وہ ناپاک ثابت ہو۔۔۔۔ پھر اسے بدکردار کہہ دے۔۔۔ اور اسے سماج میں بدنام کر کے اسکے باپ کی نظروں میں گرا دے۔۔۔۔

میں سوچوں کی تاروں میں گھری ہوتی ہوں۔۔

لوگ کہتے ہوں گے سوچنا بھی کوئی بیماری ہے۔۔۔۔

کوئی اس سے پوچھے جس کی زندگی سوچوں کے نذر ہوتی ہے۔۔۔ اور سوچنا بیماری نہیں بلا ہے۔۔۔ جو انسان کے دماغ کو جکڑ لیتی ہے۔۔۔

میں ہمیشہ یہی سوچتی رہتی اگر میں نے یہ کیا تو میں یہ کھو دوں گی۔۔۔ اور اگر میں نے یہ نا کیا تو میں خود کو کھو دوں گی۔۔۔۔۔
میں ایک ایسی رات میں رہتی آئی ہوں جس کی کبھی صبح نہیں ہوئی۔۔۔"

ہر کوئی مجھ سے دو منٹ بات کرنے کے بعد مجھے بری لڑکی کا خطاب دیتا کیونکہ میں لوگوں کے دل نہیں رکھتی۔۔۔ مجھ سے اپنا دل نہیں بہل پاتا میں لوگوں کے کیا بہلاتی اپنے لفظ سے۔۔۔

بلیک مین۔۔۔۔۔

ایک انسان کا جتنا اندر زخمی ہوتا ہے نا۔۔۔ اس انسان کی زبان بھی اتنی ہی زخمی ہو جاتی ہے۔۔ اور وہ جس سے بولتا ہے اسے بھی زبان سے زخم دے دیتا ہے۔۔۔

اور لوگ اس انسان کو مختلف نام دیتے ہیں۔۔۔

جیسے مجھے دیتے تھے۔۔۔۔۔

میں نے یہاں سب سے زیادہ تمہیں تکلیف دی۔۔ دل توڑنے سے لیکر، عزت نا کرنے تک۔۔۔۔

بٹ دوسرے لوگ مجھے فوراً سے بری کہہ دیتے ہیں۔۔۔ بات کرنے

سے گریز کرتے ہیں۔۔۔

Why you don't call me Bad girl?"

دیکھو میری جان! کوئی اس دنیا میں برا نہیں۔۔ سب اللہ کے "
بنائے بندے ہیں۔۔ اور سب بہت بہترین ہیں۔
بس انکے کچھ کچھ اعمال انداز برے ہیں۔۔ کوئی فطرت سے مجبور ہوتا
ہے۔۔۔ پر برا کوئی نہیں ہوتا۔۔۔ لوگوں کو جلدی ہوتی ہے ہر کسی کو جج کرنے
کی۔۔۔ بعد میں پچھتاوے بھی ہوتے ہیں انہیں۔۔۔" وہ اسے اپنے ساتھ
اٹھا کر بیٹھا اور اسکا چہرہ صاف کرتے محبت سے گویا تھا۔۔۔
پچھتاوے کس کام کے؟" وہ اسے دیکھ کر روتی پوچھنے لگی۔۔"
کیا پچھتاوے آپکے اندر کے زخم کو ختم کر دیں گے؟ ہر کسی کو بھولنے کی "
بیماری تو نہیں ہوتی۔۔۔" وہ اسکی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی۔۔۔
صارم نے آنکھیں میچ کر اسکے سر پر ہونٹ رکھے۔۔۔

بازل!" وہ جب کچھ دیر خاموش رہی۔۔۔ خاموش اسکے گود میں "
سر رکھ پڑی تھی۔۔ صارم نے اسکے اوپر بلینکٹ ڈالتے ہوئے اسکے بالوں
میں انگلیاں پھیرتے پکارا۔۔۔

ہمم!"وہ سیدھی ہو کر اسکے آغوش میں آ گئی۔۔صارم نے مسکراتے"
ہوئے اسکے نقوش کو شدت سے چھوا۔۔۔

سردی بڑھ رہی ہے آہستہ آہستہ۔۔۔"وہ شرارتاً کہتا بلینکٹ دونوں کے گرد"
لپیٹ کر اسکی گردن میں اپنا چہرہ چھپا لیا۔۔۔

بازل نے مسکراتے آنکھیں موند کر اسکی گردن میں بازوؤں حائل کیے اور
شانے پر سر رکھ دیا۔۔

کون ہے وہ؟؟؟"وہ سرد لہجے میں سرگوشیانہ اسکے کان میں گویا"
ہوا۔۔۔۔
بازل کی پوری آنکھیں وا ہو گئیں۔۔۔
وہ اس پر اپنی محبت نچھاور کرتا، پوچھ رہا تھا۔۔۔جبکہ بازل کی آنکھوں کے
سامنے سب کچھ کسی فلم کی طرح چلنے لگا۔۔۔
ہاں اسکا ماضی کسی فلم کی طرح ہی تو تھا۔۔۔

کیا تم مجھے جاننا چاہتے ہو؟" وہ اس سے حیرت سے بولی۔۔۔"
ہاں میں اپنی انت الحیات کے اشک سے لیکر مکراہٹ کو"
سننا چاہتا ہوں وہ بھی اسکے ہونٹوں سے۔۔۔" وہ اسکے ہونٹوں کو چھو کر
بولا۔۔۔۔
بازل اسکی بھوری آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔۔۔۔
کسی اچھی سے یاد سے شروعات کرو۔۔۔۔" وہ اسے اکسا رہا تھا۔۔۔"
پر میرے پاس تو کوئی اچھی یاد نہیں۔۔۔۔" وہ زخمی مسکرائی۔۔"
میں ہمیشہ ماضی سے ڈرنے والی لڑکی ہوں۔۔ پر مجھ پر زیادہ انکشاف بھی"
ماضی کے ہی ہوتے ہیں۔۔۔۔
میں نے دنیا میں قدم رکھا۔۔ جب ٹھیک سے ہوش سنبھالا
تب میں الریڈی سکس ایئرز اولڈ تھی۔۔۔ ہوش بعد میں سنبھالا
تھا۔۔۔ اور جب سنبھالا تب مجھ پر ایک اور ماضی کا انکشاف ہوا کہ ہمارا
ملک یہ نہیں ہے۔۔۔
ہم دراصل پاکستان کے رہنے والے ہیں مگر میرے ڈیڈ نے صرف
"میرے لیے اپنا ملک چھوڑ دیا۔۔۔۔۔

oooooooo

"تم مجھے کال مت کرو حیوان کہیں۔۔۔۔۔"

آں ہاں! مسز حیدر۔۔ چلانے کی کوشش مت کرنا۔۔" وہ اسکے بھیگے لہجے میں چیخنے سے پہلے ہی اسے بیچ میں ٹوک گیا۔۔

جبکہ مہکار شاہ زمین پر بیٹھیں گھٹی گھٹی آواز میں سسکیاں بھر رہی تھیں۔۔ وہ بازل کے دکھ پر رو رہی تھیں تڑپ رہی تھیں۔۔ انہیں صارم سے یہ امید ہرگز نہیں تھی۔۔

بازل بالکل پاک تھی، اسکا کردار انکی آنکھوں کے سامنے تھا۔ اور صارم اسے جانے کیا سمجھے گا۔

یہ سوچ سوچ کر انکا دل پھٹنے کو آرہا تھا وہ زمین ہر بیٹھیں تڑپ رہی تھیں تبھی انکے موبائل پر دوسری کال آگئی انہوں نے تیزی سے پک کی انہیں لگا بازل ہو گی۔۔

مگر دوسری طرف دنیا کی سب سے منحوس اور ناگوار آواز سن کر وہ چیخ پڑیں۔۔

تم مر جاؤ جانور کہیں کے۔۔۔ مر جاؤ خدا تمہیں غارت کرے تم نے میری معصوم بچی کے ساتھ۔۔۔۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔۔۔

ہاہاہا۔۔۔بہت خوبصورت ہو گئی ہے۔۔۔"اسکی بے بسی سے وہ قہقہہ لگاتا ہوا مسرور ہوتے بازل کو یاد کرتے بولا۔۔۔

"تمہارا انجام بہت برا ہو گا۔۔بہت برا۔۔۔تمہیں قبر بھی جگہ نہیں دے گی۔۔"

"بکواس بند کرو۔۔۔***عورت۔۔۔"دوسری طرف مہکار شاہ کی بددعا میں شدت محسوس کرتے غرا اٹھا۔۔۔

"بکواس تم بند کرو۔۔۔اگر تم نے بھول کر بھی میری بیٹی کی طرف دیکھا تو یاد رکھنا وہ حال کرے گا تمہارا میرا بھائی۔۔۔کہ تم تمہیں تمہارے فرشتے نہیں پہچان سکیں گے۔۔۔"وہ بپھر کر اس پر چلائی۔۔۔

"ہاہاہا جاؤ بتاؤ اسے۔۔جاؤ۔۔۔"وہ قہقہہ لگاتے ہنسا۔۔"جو تم اتنے سالوں نہیں کر پائی وہ اب کیا کرو گی ڈارلنگ۔۔۔؟اور اب تو کوئی فرق نہیں پڑتا وہ شادی۔۔۔۔۔

خبردار اپنے غلیظ زبان سے اسکا یا اسکی شوہر کا نام لیا۔۔۔"مہکار شاہ کا"

لہجہ غضب ناک تھا۔۔۔
پر دوسری طرف بھی کوئی ڈھیٹ تھا زوردار قہقہہ لگا کر ہنستا مسرور ہوتا رہا۔۔۔۔

چلو ٹھیک ہے اگر تمہیں جیلسی فیل ہو رہی ہے تو نہیں لیتا اسکا نام۔۔۔"
تم بس ایک کام کرو اپنی پیکنگ کر کے رکھ لو۔۔۔ جلدی یہاں سے نکلنا ہے۔۔ اور ہاں اس کی بھی کروالو۔۔۔ ورنہ انجام کی ذمہ دار تم خود ہو گی۔۔۔
ویسے بھی میں نے سنا ہے وہ یہاں سے جانا چاہتی ہے۔۔ تو اسے لے چلو ساتھ۔۔ زندگی آسان ہو جائے گی اسکے لئے۔۔" اپنے غلیظ مکروہ ارادوں کے ساتھ مہکار شاہ کو حکم سناتا کال کھٹک سے بند کر چکا تھا۔۔۔
وہ سکتے میں بیٹھی رہ گئی۔۔ اور وہ حیوان اسے حکم سنا کر کال کاٹ چکا تھا۔۔ معاً اسے اپنے روم کی سمت بھاگتے قدموں کی آواز سنائی دی۔۔
وہ سب کچھ بھول کر تیزی سے اٹھیں اور باتھ روم میں جا کر جلدی جلدی چہرے پر پانی کی چھینٹیں مارنے لگیں۔۔۔

آپی۔۔!" ایک زوردار جھٹکے سے دروازہ کھول کر حیدر شاہ اندر داخل"

ہوئے۔ انکے پیچھے ہانپتی حجاب شاہ بھی۔۔۔

پر روم میں وہ نہیں تھیں۔۔
آپی!!" ایکی بار حجاب شاہ نے انکی تلاش میں نظریں پھیرتے"
ہوئے پکارا۔۔ تبھی باتھ روم کا دروازہ کھلا اور وہ تولیے سے چہرہ پونچھتی خود کو حتی
الامکان نارمل رکھتیں روم میں داخل ہوئیں۔۔۔
کیا ہوا تم دونوں کو؟" اسنے دونوں کو دیکھتے حیرت کا اظہار کیا۔"
حیران تو وہ تھے۔۔ دونوں نے نیچے انکی چیخنے کی آواز سنی تھی اور اب وہ اتنی
نارمل تھیں۔۔۔

ہم نے ابھی نیچے آپکی چیخ سنی!" حیدر شاہ نے انہیں جانچتی"
نظروں سے دیکھتے کہا۔۔۔
ہاں میں ڈائننگ ٹیبل پر ناشتہ لگا رہی تھی تبھی آپکی چیخ سنی اور ہم"
دونوں یہاں آگئے۔۔۔" حجاب شاہ نے اپنے شوہر کی بات سے اتفاق
کیا اور ساتھ تاکید۔۔۔

شاید کوئی غلط فہمی ہوئی ہے تم دونوں کو۔۔۔ میں کیوں چیخوں گی؟ میں تو"

ابھی فریش ہو کر ناشتے کی ٹیبل پر آ رہی تھی۔۔ آج اتوار ہے تو دیر سے ہی آنا تھا۔۔۔" وہ مسکرا کر بولیں۔۔

"آپی غلط فہمی تو باتوں کی ہوتی ہے کانوں سنی آواز پر کیسی غلط فہمی؟ اور ہم دونوں نے ساتھ سنی تھی اگر مجھے غلط فہمی ہوئی ہو گی۔ انہیں تو نہیں ہوئی ہو گی۔۔" حجاب شاہ نے اپنے شوہر کو دیکھتے پھر ان سے کہا۔۔۔

"کیا آپ روئی ہیں؟" حیدر شاہ انکے پاس آتے ٹھوڑی سے چہرہ تھام کر چہرہ اونچا کیا۔
وہ دونوں کی اس قدر گہرائی سے تفتیش سے گڑبڑا گئیں۔۔
"کیا ہو گیا ہے تم دونوں کو؟ میں کیوں روؤں گی یا چیخوں گی؟ آنکھوں میں کشش چلا گیا تھا۔۔ سوچا پانی سے واش کر لوں۔۔ یہی سوچ کر باتھ روم کی طرف جا رہی تھی کہ اچانک پاؤں پھسلا تھا میرا۔۔۔
شاید تب کی آواز تیز گونج گئی ہو گی۔۔۔" وہ بروقت بہانہ بنا کر بچ پائیں تھیں۔۔۔
"میں جانتا ہوں یہ بہانہ ہے آپی۔۔۔" حیدر شاہ اسکی کہانی سے متاثر ہوئے بغیر ان پر جتا کر بولے۔۔۔

کیا آپ نے ابھی کچھ دیر پہلے بازل سے بات کی تھی؟" حجاب شاہ"
نیچے پڑی مہکار شاہ کی موبائل اٹھا کر بے ساختہ کال لوگ چیک کرتیں
ان ناؤن نمبر کے نیچے بازل شاہ کا نمبر دیکھ کر چونک اٹھیں۔۔۔
ایک لمحے کیلئے مہکار شاہ کی رنگت بدلی۔۔
حجاب شاہ شاید کال بیک کر رہی تھیں۔۔۔ مہکار شاہ نے ایکدم سے
بنا سوچے سمجھے انکے ہاتھ سے اپنا موبائل جھپٹ لیا۔۔ دونوں میاں
بیوی نے بیک وقت چونک کر انہیں حیرت سے دیکھا۔۔۔
بے یقینی سے کہ یہ غیر متوقع عمل مہکار شاہ نے کیا ہے۔۔
میں اسے کال بیک کر رہی تھی۔۔" حجاب شاہ نے حیرت سے"
پہلے اپنے شوہر پھر مہکار شاہ اور موبائیل کو دیکھ کر صفائی دی۔۔۔۔

میں کر چکی ہوں اس سے بات۔۔۔ وہ روحا کو کال کرنے والی تھی پر"
غلطی سے میرے نمبر پر کال آ گئی۔۔ میں نے حال احوال پوچھا
اس سے وہ سرسری سا جواب دیکر کال کاٹ گئی۔۔۔ اور پھر
میں چہرہ واش کرنے جا رہی تھی۔۔۔ بتایا تھا نا پاؤں پھسل گیا اور
"شاید تبھی ہی موبائیل بھی ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا۔۔۔

وہ گڑبڑائی سی صفائی دیتیں موبائل دوپٹے کے پیچھے لے گئیں۔۔ حجاب شاہ توحیران انکے اس عمل کو دیکھتی رہ گئیں۔۔

خاموش توحیدر شاہ بھی رہ گئے تھے۔۔ کیونکہ انکی بہن کی گھبرائی بوکھلائی حالت بیان کر رہی تھی کہ وہ ان سے کچھ چھپا رہی ہیں۔۔۔

آج وہ اتوار کی چھٹی پہ تھے گھر تو سوچ لیا تھا ان سے اگلوا کر ہی رہیں گے کہ کیا چھپا رہی ہیں ان سے۔۔۔

کوئی بات نہیں مجھے اپنی بہن پر پورا یقین ہے وہ اپنا دکھ سکھ اپنے حیدر" سے شیئر کرتی ہیں۔۔ کیوں آپی؟" وہ پاس آکر مہکار شاہ کے سر پر بوسہ دیتے انہیں ساتھ لیکر روم سے نکلنے لگے۔۔۔

پیچھے حجاب شاہ مسکرا کر سر ہلاتیں، لب دبا کر رہ گئیں۔۔۔

انہیں تکلیف ڈر اس کا تھا کہ اکثر مہکار شاہ سے بات کرنے بعد وہ کافی غصہ ہو جاتی تھی اور سب سے تیز لہجے میں پیش آتی تھی۔۔۔

کہیں اسکی بیٹی کو کوئی کچھ کہہ نا دے وہاں۔۔۔

پر جو بات انہیں ٹھٹھکا رہی تھی وہ یہ کہ بازل تو کبھی مہکار شاہ نمبر موبائیل میں سیو نہیں کرتی تھی پھر۔۔۔۔

کیا مہکار شاہ کچھ چھپا رہی تھی یا سچ جیسا انہوں نے کہا ہے ویسا ہی "
"ہے۔۔۔
چیونٹی کہاں رینگ رہی ہو؟"معاً فضا میں حیدر شاہ کی پکار گونجی۔"
حجاب شاہ نے خفگی سے دیکھا۔۔۔
آرہی ہوں۔۔۔"وہ غصے سے کہتی روم سے نکل گئیں۔۔افسوس کہ وہ اسے "
سب کے سامنے "ہاتھی" کہنے سے جھجھک جاتی تھیں ہمیشہ کی
طرح۔۔۔
اور وہ ایسی جھجھک کا شکار نہیں تھا۔۔۔اسلئے ہمیشہ نفع میں جاتا۔۔۔
جبکہ حجاب شاہ بس انہیں گھورتی رہ جاتی۔۔۔۔

oooooo

کیا ہوا تمہارا منہ کیوں سرخ ہو رہا ہے؟"یہ ایک ریسٹورنٹ "
تھا جہاں دریاب کو فیری نے بلایا تھا۔وہ صام والے معاملے کو نمٹا
کر یہیں آیا ہوا تھا، جہاں دونوں نے ایک سائیڈ ٹیبل سنبھالی تھی۔۔
دریاب نے جب کیپ اتاری تو اسکا سفید سرخ چہرہ فیری کے
سامنے تھا، سلکی شہد رنگ بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔۔وہ ہزارو

دلوں کو دھڑکانے والا شخص تھا۔۔

آس پاس کی کتنی لڑکیاں اسے چپکے سے دیکھ رہی تھیں، پر اسکے ساتھ بیٹھی اس دراز قد لڑکی کو دیکھتے وہ مایوس ہو جاتیں۔۔

ہمارا منہ ویسے ہی سرخ ہوتا ہے۔" دریاب نے پاس آتے ویٹرز کو" دیکھتے سرسری سا جواب دیا۔۔

اوہاں ثمن نے بتایا مجھے۔۔۔" وہ یاد کرتی سر ہلا کر مینو کارڈ تھام گئی۔۔"

دریاب کے کان کھڑے ہو گئے۔ "کیا بولا؟" اس ڈرتھا بیٹری نے اسکے خلاف نا بولا ہو۔ ویسے بھی ساحل سے چغلی کر کے زیاف والی، اسنے اچھا نہیں کیا تھا۔۔

اپنی موت کو خود دعوت دے بیٹھی تھی بیٹری کہیں۔۔

اسکی سزا تو وہ اسے دے گا۔۔ اس بیٹری نے اپنے اوپر بہت قرض چڑھا لیا تھا مثلاً گھر سے چلے جانا، اسکے حکم کے باوجود، اسکا کہنا نا ماننا، ساحل سے چغلی کر کے اسکا تیل نکلوانا۔۔۔ اور زیاف سے بات کر کے اسکے ضبط آزمانہ۔۔۔ اور اب فیری سے۔۔۔۔

دونوں نے آرڈرز دیئے، لنچ ساتھ کر رہے تھے۔ بلکہ دریاب کی طرف سے

فیری کو آج کا لنچ اسکی جیب سے تھا۔۔

اب بولو کیا کہا اسنے؟" آرڈر دیکر وہ اسکی طرف کچھ جھکا۔۔"
مجھے لگتا ہے تمہیں کافی دلچسپی ہے اس میں۔۔"وہ مسکرا کر بولی۔۔"
ہیں!" دریاب پہلے چونکا۔۔۔اور پھر اسکا قہقہہ ماحول میں گونج"
اٹھا۔۔
ہاں دلچسپی تو ہے۔ مگر اس میں نہیں بلکہ اسکے چاکلیٹس میں۔۔""
اسنے اپنی شیطانی آنکھوں سے انکشاف کیا۔۔۔

تم ایک انتہائی عجیب شخص ہو۔۔۔"فیری نے افسوس سے کہا۔۔۔"
ہاں بالکل! تم کہہ سکتی ہو۔۔ بلکہ میں نہیں میں جسکا جڑواپیس"
ہوں وہ بھی۔۔ ہم کافی عجیب پیس تھے دنیا کے۔۔ ہمیں سمجھنا تمہارے
بس کا کام نہیں۔۔۔
میری ماں نے جب ہمیں جنم دیا تھا، پہلی نظر میں حیران
ہوئی، دوسری میں ڈر گئی تیسری میں پریشان، اور چوتھی میں
شرمندہ۔۔۔اور یقین مانوں ہم ان چار تاثرات پر پورے اترتے ہیں۔۔۔"
وہ محظوظ ہوتا اس سے کہہ رہا تھا۔۔۔

ثمن والے حادثے کے بعد دریاب سے اسکی اچھی دوستی تھی۔ بیچ میں دونوں کام بھی کر رہے تھے ساتھ۔۔

حیران کیوں؟" فیری کو تجسس ہوا اس شہد رنگ آنکھوں والے" خان کو جاننے کا۔۔۔

حیران اسلئے کہ ہم دونوں نے ساتھ اپنی ماں کو بیک وقت دیکھا" تھا۔ اور باپ کو بس ایک سائیڈ والی آنکھ سے۔ میری ماں کا کہنا ہے یہ قدرتی تھا پر عجیب۔۔ کیونکہ باپ کو دیکھتے وقت ہم دونوں کانے "لگ رہے تھے۔۔

اور یہ سننے کے بعد فیری کا قہقہہ زوردار تھا۔۔

آنٹی ڈر کیوں گئیں؟" وہ ہنستی ہوئی بولی۔۔"

جبکہ دریاب کے پیچھے موجود ٹیبل پر بیٹھے شخص کے لبوں پر بھی بے خود مسکراہٹ آ گئی۔۔

کیونکہ ڈاکٹرز کی نظر میں ہم دونوں پانچ منٹ کیلئے ابنارمل بچے" تھے۔ ہمارا کیس ابھی تک وہاں کی فائل میں موجود ہے۔ اور وہ منفرد بچے تھے۔

جو جڑواتھے، ہر عمل ساتھ کر رہے تھے، اور جب ایک دوسرے کو دیکھتے تو مسکرا دیتے۔ یہ انکی پیدائشی یاری کی نشانی تھی۔۔۔
پر حیرت انگیز بات یہ تھی، میری ماں ڈر اسلئے گئی تھی کیونکہ انہیں معلوم پڑا کہ ہم ابنارمل ہیں۔۔پانچ منٹ کیلئے سب پریشان ہو گئے تھے۔۔
بس وہ پانچ منٹ کی پریشانی ہم نے سب کو دی اور پھر ہم نارمل بچے "ہو گئے۔۔۔

ہاہاہا اوہ مائی گاڈ! تم جھوٹ بول رہے ہو نا دریاب۔۔ "فیری کا بس چلتا کوئی چیز اٹھا کر دریاب کے سر پر دے مارتی۔۔

کا ٹائٹل لگا ہوا ہے۔۔"وہ unbelievable تم سرچ کر لو۔۔ہم پر"
مسکراہٹ دباتا یہاں وہاں دیکھتا بولا۔۔۔
اسکے سرخ لبوں کی مسکراہٹ کافی پر کشش تھی۔۔۔

اور شرمندہ کیوں ہوئیں آنٹی؟"وہ ہنستے ہوئے بولی۔۔۔"
یہ تھوڑا پرسنل ہے۔۔پر خیر۔۔۔"

شرمندہ اسلئے ہوئیں کیونکہ مام ڈیڈ سے بہت پیار کرتیں ہیں۔ اور کچھ شرمیلی بھی ہیں ڈیڈ کے سامنے۔۔ ہم دونوں جب اپنے باپ کے جیسے سیمپل بن کر آئے تو انکے پول کھل گئے تھے کہ وہ ڈیڈ کے سونے کے بعد انہیں تکتی رہتی ہیں۔۔" وہ مسکرایا اور آس پاس پر نظر ڈالی۔۔
پچھے بیٹھے شخص نے لب دانتوں میں دبائے۔۔

ہاہاہا۔۔۔۔ "قہقہہ لگاتے ہوئی فیری سے بیٹھنا مشکل ہو گیا۔۔ "یار کوئی اپنی" "ماں کو اتنی عمر میں کیسے شرمندہ کر سکتا ہے۔۔
ویسے یار یہ صحیح ہے۔۔ تم دونوں ابھی تک لوگوں کو حیران، پریشان،" خوفزدہ اور شرمندہ کر دیتے ہو۔۔" وہ اتفاق کرتی ہنستی ہوئی بولی۔۔۔
ویسے خان صاحب کافی انٹرسٹنگ ہو۔۔ جانے ثمن نے کیسے کہہ" دیا کہ فیملی میں سب سے زیادہ بے عزتی کھانے والے شخص تم ہو۔۔
اسلئے تمہارا چہرہ سرخ ہوتا ہے۔۔
کافی کیوٹ ہو تم۔۔۔" وہ مسلسل ہنستی ہوئی بولی جبکہ دریاب کی مسکراہٹ اسکی "ثمن والی بات" پر سکڑ گئی۔۔۔

اور پیچھے بیٹھے وجود نے مشکل سے قہقہہ ضبط کیا۔۔

ویسے یہاں ایک موت بھی ہو گئی تھی جو کسی کو محسوس نہیں ہوئی تھی۔ وہ تھی لفظ "کیوٹ" کی موت۔۔۔

ثمن نے کہا تم سے؟" وہ بناوٹی مسکراہٹ سے کہتا پہلو بدل کر ٹیبل" پر سجے لوازمات کو دیکھنے لگا۔۔

ہاں تم نے جب مجھ سے اس رات کہا نا کہ آدھا خاندان تمہیں" درویش مانتا ہے۔۔ تب مجھ سے یقین ہونا مشکل ہو گیا۔ کہ ایک پولیس والا اور درویش۔۔۔

بس تھوڑی سی رائے لی۔۔ یقین مانو گے کہ وہ درویش سن کر دو گھنٹے تک مسلسل ہنسی۔۔۔" دریاب مصنوعی مسکراہٹ سے سر ہلاتا اپنی سرخی چھپانے لگا۔۔۔

اسکا بس چلتا ابھی ہی ایک صندوق میں اس بیٹری کو ڈال کر کسی نالے میں پھینک آئے۔۔۔۔

پگلی ہے۔۔ بہت فنی ہے۔۔ اسے عادت ہے مذاق کرنے کی۔۔۔"" دریاب ہنستے ہوئے تاثرات چھپا کر لاپرواہی سے بولا۔۔۔

ہاں پگلی ہی تو ہے۔۔۔۔" وہ بڑبڑایا (ڈبل بیٹری تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔۔)"

نہیں اسنے سیریس ہو کر کہا۔۔ کہ خاندان میں سب سے زیادہ "
بے عزتی جھیلنے والے پھاپھا کٹنے ہو۔۔ "کچھ نا کھا کر بھی فیری کی
بات سے دریاب کو زوردار اچھو لگ گیا تھا۔۔۔

دریاب کا دل کیا ٹیبل اٹھا کر دونوں کے منہ پر دے مارے۔ پر وہ ضبط سے
بیٹھا مسکراتا رہا۔۔ جیسے بے عزتی اسکی نہیں پڑوس والوں کی ہوئی
ہے۔۔۔

وہ ابھی بچی ہے اس سے رائے مت لیا کرو۔۔ خصوصاً میرے بارے "
میں۔۔ "ابکی بار اسنے سنجیدہ ہوتے کہا۔۔۔
ہاں میں نے بس تھوڑی سی رائے لی۔۔ "فیری مسکراہٹ ضبط کیے "
بولی۔۔۔
(در فٹے منہ تمہاری تھوڑی سی رائے کا) "وہ مسکرا دیا بغیر کچھ کہے۔۔۔ کون "
سا وہ اندر کی سن لے گی۔۔

ویسے اسنے کہا تم تینوں زیادہ ہنستے مسکراتے تھے۔۔ "کھانے کی "

طرف متوجہ ہوتی وہ مسکراتی اسکی شہد رنگ آنکھوں میں دیکھتی بولی۔۔۔

"میری مرحوم دادی کہتی تھیں جو لوگ زیادہ ہنستے ہیں، انکی آنکھیں نم ہو جاتی ہیں۔۔" اسکے الفاظ با آسانی پاس والے شخص تک پہنچ گئے تھے۔۔ اسنے سر جھٹک دیا۔۔۔

"وہ" اوہ ہاں! میں نے بھی سنا ہے جو زیادہ ہنستے ہیں وہی زیادہ روتے ہیں۔۔ "افسوس سے بولی۔۔۔ "تم لوگ سب کو ہنساتے تھے۔۔۔

دریاب کو اتنی سیریس بات پر جانے کیوں ہنسی آ گئی۔۔ ہنسی سے بے ساختہ اسکا قہقہہ گونج اٹھا۔۔۔

"فیری نے لنچ کرتے خفت سے اسے دیکھا۔۔ "کیا میں نے کچھ غلط کہا؟"

"اسنے وضاحت نہیں وہ مجھے سیریس باتوں پر خود ہنسی آجاتی ہے۔۔ دی۔۔ اور ایکی بار قہقہہ فیری کا زوردار تھا۔۔۔

"وہ ہنستی بولی۔۔۔ تم کتنے کمینے ہو۔۔۔

ہاں صحبت کا اثر ہے۔۔۔"وہ لنچ کرنے لگا جبکہ فیری اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔"
"اب وہ مجھے کمینی کہنے سے تو رہا۔۔"یہ سوچ اسے پر سکون کر گئی۔۔۔

دونوں نے خاموش ماحول میں لنچ کیا۔اور لنچ کے بعد ایک ایک کافی کا کپ پی کر اب وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔۔۔
فیری نے سر ہلاتے اپنے بیگ سے موبائل نکالا اور تیزی سے کچھ تلاشنے لگی۔۔اسکے لمبے ناخون موبائل اسکرین پر مخصوص آواز سے بج رہے تھے۔۔

اسے جانتے ہو؟"اسنے دریاب کی الجھی نگاہوں کے سامنے موبائل کی" اسکرین کو کیا۔
یہ تمہارے پاس کیسے؟"دریاب نے اسکے ہاتھ سے موبائل لیکر" سامنے اس پوسٹر کو دیکھا۔۔۔جو خفیہ کیس میں تھا۔۔

یہ کون ہے؟کیا تم جانتے ہو؟"وہ اس بھیجنے والے کے نمبر پر کال کر" رہا تھا مگر وہ نمبر اب کسی کے استعمال میں نہیں تھا۔۔
ہاں جانتا ہوں مگر تمہارے پاس یہ؟مطلب یہ سب کیا"

ہے میں سمجھا نہیں؟" وہ موبائل ٹیبل پر رکھ کر اس سے بولا کیونکہ اب سب جواب وہی دے سکتی تھی۔۔۔

یہ مجھے تقریباً گیارہ بجے بھیجا گیا ہے۔ اور دوسرے لمحے میں" نے جب اس نمبر پر کال کی تو نمبر استعمال میں نہیں تھا۔۔
خیر جب نیچے پوسٹر پر ڈیٹیل پڑھی تو سب سمجھ آگیا مجھے۔ آئی ڈونٹ نو یہ کس نے مدد کی ہے کیوں کی ہے۔۔
پر یہ تمہارے لئے تم کہہ سکتے ہو میجک ہے۔۔۔
یہ شخص وہی ہے۔۔۔۔۔" اور اسکے آگے وہ الفاظ ادا نہیں کر پائی ناہی دریاب نے پبلک پلیس میں اسے کچھ کہنے دیا۔

وہ ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر کچھ دیر کیلئے خاموش بیٹھا رہا۔۔
یہ اس عورت کا بیٹا ہے۔ جسکی تین بیٹیاں ہیں، اور ان بیٹیوں کا" باپ بھی غائب ہو چکا ہے۔۔" اسنے افسوس سے بتایا۔۔۔
کیا تم آج ساحل بھائی سے مل سکتی ہو؟" اسنے کچھ سوچ کر" پوچھا۔۔
نہیں آج مجھے اپنے ایک کام سے جانا ہے۔ میں کل مل سکتی"

ہوں۔۔"وہ نفی میں سر ہلاتی کندھے اچکا کر بولی۔۔۔

اچھا چلو بہت شکریہ تمہارا۔۔ میں خود بات کر لوں گا ان"
سے۔۔"وہ مسکرا کر اپنی کیپ اٹھا کر سر پر پہنتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔
فیری بھی مسکرا کر اپنا موبائل لیکر کھڑی ہو گئی۔۔
انکے پیچھے بیٹھا وجود بھی اب بے مقصد نہیں بیٹھ سکتا تھا۔۔۔
اسکا کام ہو گیا تھا۔۔۔

اچھا مجھے تمہیں سے کچھ کہنا تھا۔۔"جاتا ہوا دریاب کچھ یاد آنے پر"
اچانک رکا۔۔۔

ہاں بولو۔۔۔"فیری نے سر ہلا کر اجازت دی۔۔۔اور اپنا موبائل"
پرس میں رکھنے لگی۔۔

وہ میں کچھ دیر پہلے کی باتوں کیلئے معذرت چاہتا ہوں۔"وہ انتہائی"
شرافت سے بولا۔۔۔
"فیری چونک گئی۔۔۔"کون سی باتوں؟

وہی کہ ہم نارمل بچے تھے۔۔اگر اتنا عقل ہوتا بیوقوف لڑکی تو کپڑے"
پہن کرنا آتے دنیا میں۔۔۔"وہ کہہ کر رکا نہیں۔۔

دونوں مخالف سمت میں بڑھ گئے۔۔دونوں کی پشت ایک
دوسرے کی جانب تھی۔۔۔
لکھا ہوا تھا جبکہ "Devil killer" ایک کی پشت پر الٹے الفاظ میں
دوسرے کی پشت کے کپڑے کا رنگ ہی اسکی پہچان تھا۔۔
تم نے مجھے بیوقوف بنایا؟؟؟؟"ہوش میں آکر وہ پیچھے غصے سے چیخی۔۔"
ریسٹورنٹ کی دہلیز پار کرتے، مخالف سمت دونوں وجود کی نگاہوں نے
آسمان کو دیکھا۔
اور اگلے لمحے فضا میں بلند و بانگ قہقہے دونوں سمت گونج اٹھے۔۔۔

ہاں!کیوں کے تم نے غلط کہا تھا۔۔۔"وہ پارکنگ ایریا کی طرف"
بڑھا خود کلامی سے بولا۔۔۔۔

ہم نے لوگوں کو ہنسانا چھوڑ دیا"فوٹ پاتھ پر چلتے ہوئے اسنے گلوزز میں"

مقید ہاتھ کو سیاہ جینز کے پاکیٹ میں پھنسایا۔۔۔
اب ہم خود کیلئے ہنستے ہیں۔۔۔"وہ مسکراتا اپنے ڈرائیور کے ڈور کھولنے پر گاڑی"
میں بیٹھا۔۔

کیونکہ ہم ہی آنسوں برداشت کرتے ہیں"روڈ سائیڈ کھڑی سیاہ گاڑی کا"
ڈور جھٹکے سے کھولا۔۔۔
اور اندر بیٹھ کر گاڑی کو اسٹارٹ کیا۔۔

گاڑی نے ریسٹورنٹ کی حدود کو چھوڑا۔۔۔اور وہ سوچنے لگا کہ اسکی مدد ڈی کے
نے کیوں کی؟
کیا وہ جانتا تھا کہ۔۔۔۔۔۔۔۔
شاید ثمن کی وجہ سے کی ہو۔۔۔"کراچی مصروف شاہراہ کو دیکھتے وہ"
اس نتیجے پر پہنچا۔۔۔

ڈی کے کراچی میں تھا؟"یہ ایک زوردار دھماکہ تھا اسکے لئے۔۔۔"
تو کیا ایس ایس پی۔۔۔۔؟"وہ ایکدم سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔"

عثمان کچھ پتا چلا ایس ایس پی صاحب کا؟" دریاب نے اپنے ڈرائیور"
سے پوچھا۔۔
نہیں سر! ابھی تک تو کچھ معلوم نہیں ہوا۔۔ اپنے کسی کام سے گئے ہوں"
گے۔۔" ڈرائیور نے پاس بیٹھے گارڈ سے پوچھ کر دریاب کو جواب دیا۔۔ اور
دریات سر ہلا کر گہری سوچ میں ڈوب گیا۔۔۔

وہ ڈی کے کے ان سائن کو کیا سمجھے؟

میڈم بل!" وہ اپنا خود پر ضبط کیے جانے ہی والی تھی تبھی ویٹر حیران"
پریشان سا بل اٹھا کر اسکے پاس آگیا۔۔۔
اور فیری کیلئے یہ دوسرا جھٹکا تھا۔۔۔ مطلب وہ اسے لنچ پر لایا
تھا۔۔۔

"unbelievable...."
ویٹر کو کریڈٹ کارڈ دیتے وہ بے یقین تھی۔۔۔
واقعی ٹھیک کہا تھا ثمن نے جب اسنے افسوس کیا تھا دریاب
کیلئے۔۔۔
اسنے کہا تھا وہ افسوس رحم کے قابل نہیں، وہ خود ہی ایسے کام کرتا ہے

کہ فیملی والے خود اسے بے عزت کر دیتے ہیں۔۔ اور اب اسکا دل کر رہا تھا کہ وہ جی بھر کر اسے بے عزت کرے۔۔۔

ایک تو اسے جھوٹی باتیں بتائیں، اوپر سے بیوقوف بنا کر کھانا بھی اس کے پیسوں کھا گیا۔۔۔ شاید یہ پہلا شخص تھا جو اسے بے وقوف بنا گیا تھا۔۔۔
سوچ کر اسکا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔۔۔
کچھ بھی تھا بندہ انٹرسٹنگ تھا۔۔ جانے ثمن کیسے برداشت کرے گی اسے۔۔۔

ooooooooo

اب بس بھی کرو یار کل ڈھونڈ لینا۔۔ بھائی آگیا تو بخار میں ہو کر" یہاں اس ٹھنڈی جگہ پر کھڑی ہو بری طرح ڈانٹ پڑے گی۔۔" ثمن تھکی بری طرح سے اکتا کر بولی۔۔

تو تم جاؤ مجھے ابھی ڈھونڈنا ہے۔۔"روحا نے ناراضگی سے اسے کہا۔ آج"

دونوں فوٹ بال سے کھیل رہی تھیں۔۔ہارون صاحب بھی انکے ساتھ تھے۔۔۔

روحا زریش تھیں ٹیم میں اور ہارون صاحب اور ثمن تھی انکی ٹیم میں۔۔

روحا بھلے باقی کسی چیز میں بیسٹ ہو یا نا ہو۔۔وہ فوٹ بال میں چیمپئن تھی۔۔وہ چار ولان میں کھیلے تھے۔۔اور کافی مزہ آیا تھا زریش شاہ اور ہارون شاہ کے ساتھ کھیلنے میں۔۔ہوا وہی جو ہونا تھا۔۔

کافی دھما کے دار دونوں ٹیم کی پرفامنس کے بعد بالآخر جیت روحا شاہ کی ہی ہوئی۔۔ثمن سے یہ ہضم نہیں ہوا تو وہ فوٹ بال لیکر روحا کے پیچھے بھاگی۔۔۔

اور روحا اپنی جان بچاؤ کیلئے پورے گھر میں چیختی چلاتی بھاگ رہی تھی۔۔اور پھر تبھی یہ منحوس وقت تھا جب اسکے کان میں پہنا ہوا اسکی مام کا دیا ایرنگ اچانک کہیں گم ہو گیا۔۔۔

سب کو کافی افسوس ہوا، ثمن کو ڈانٹ بھی پڑی، اور سزا یہی ملی کہ وہ روحا کو اسکا ایرنگز ڈھونڈ کر دے۔

ہارون صاحب نے تو کہا کہ وہ گھر میں آجائے وہ اسے ان سے بڑھ کر پیارے ایرنگز لا کر دیں گے۔پر روحا نہیں مانی کیونکہ یہ ایرنگز اسکی مام

نے دیئے تھے اسے۔۔۔

ڈانٹ مجھے نہیں تمہیں پڑے گی۔۔"وہ غصے سے بولی۔۔"
اور تم چاہتی یہی ہونا۔۔"وہ منہ بسور کر بولی۔۔"

نہیں میں تو چاہتی ہوں کہ ابھی تمہیں اس ٹھنڈے پانی میں"
ڈبکیاں ڈلواؤں۔۔"وہ دانت پیس کر بولی۔۔
افف روحا کتنی ظالم ہو گئی ہو۔۔ٹھنڈ کتنی ہے۔۔۔"ثمن سوچ کر"
جھرجھری لے اٹھی۔۔۔
بکواس بند کرو۔۔۔اور جاؤ یہاں سے۔۔"وہ غصے سے جھڑک کر"
بولی۔۔ثمن نے منہ لٹکا لیا۔۔۔
ایسے مت کرو یارا۔۔!میں ہم دونوں کا کھانا میرے روم میں رکھ کر آئی"
ہوں۔۔مام سے کہا ہے کہ مل گیا ایرنگ اور اب اگر انہوں نے
تمہیں یہاں دیکھا تو میری زبردست کلاس لگے گی۔۔۔اور تم میری
مام کو جانتی نہیں۔۔۔وہ دوسروں کی بیٹیوں کیلئے جتنی سوئیٹ ہو جاتی ہیں
میرے لئے اتنی سا سس ٹائیپ ہیں۔۔"وہ التجائیہ بولی۔۔۔

اور میں تو چاہتی ہوں تمہاری لگے کلاس۔۔"روحا نے جل کر"
کہا۔۔۔
افف یار تم کتنی ڈائن قسم کی لڑکی ہو۔۔ میرا بھائی کیسے گزارا کرتا ہو گا"
تمہارے ساتھ۔۔" ثمن ناامید ہو کر اسے دیکھتی بولی۔۔۔
"روحا نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔"میں ڈائن؟
ہاں تم ڈائن۔۔"وہ بڑبڑائی۔۔۔"
اور تمہارا بھائی تم کیا ہو؟"وہ اپنی کمر پر ہاتھ رکھ کر پوچھنے لگی۔۔"
ہم دیکھو کتنے کیوٹ ہیں۔۔"وہ شرما گئی۔۔روحا کا دل کیا لات مار کر"
اسے پول میں پھینک دے۔۔۔
کریکن کا خاندان۔۔۔"وہ غصے سے اس پر چیخی۔"

واٹ!!!"ثمن کی صدمے سے چیخ نکل گئی۔اسے لگا اسنے غلط سنا"
ہے۔۔۔
یس! چھوٹا کریکن اور وہ بڑا کریکن۔۔۔"اسنے جتایا۔۔۔"
تم کتنی کمینی لڑکی ہو۔۔"وہ دکھ سے بولی۔۔۔"
ہاہاہاہا مجھے ہلکے میں مت لو۔۔"روحا نے اسکی صورت کو دیکھتے قہقہہ"
لگایا۔۔

ثمن ناراض ہو گئی۔۔ اور منہ پھیر کر کھڑی ہو گئی۔۔
روحا نے چور نظروں سے اسے دیکھتے، اپنا ایرنگ تلاشنہ چاہا پر اسے ناراض کر کے یہ ممکن کہاں تھا۔۔ آخر اس میں شاہو کی جان تھی۔۔۔ اور وہ جان ناراض اچھی لگتی ہے کیا؟

اچھا تم نہیں ہو کر یکن۔۔۔ میرے گول گپے۔۔ "روحا نے تلاشنے کا کام" ترک کرتے اسکے پاس آئی اور اسکا گال چوم کر کہا۔۔
ثمن نے پہلے اسے خفگی سے دیکھا اور پھر اسکے گلابی رخسار دیکھ کر قہقہہ لگا اٹھی۔۔۔
میرا بھائی بھی نہیں ہے۔۔۔ وہ ڈریم مین ہے۔ پتا ہے۔۔ "اسنے" سائیڈ کھڑی روحا کی کمر میں بازو حائل کیا۔۔
ہاں پتا ہے۔۔ "وہ ہنس کر اسکی بات ہوا میں اڑا گئی۔۔"
کتنی بد ذوق ہو تم روح۔۔ "ثمن کو اسکے چہرے پر کوئی خواب ناک" احساس نہیں ملا جو وہ دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔

میں بد ذوق ہوں۔۔ "روحا نے ناراض نظروں سے اسے دیکھا۔"
اور نہیں تو کیا۔۔۔ تمہیں معلوم ہے۔۔ آج میں نے تمہاری بھائی"

کی تصویر اپنی دوست کو دکھائیں۔۔۔
اسنے کہا کہ کتنی شاندار جوڑی ہے۔۔۔مطلب ایک نظریے سے دیکھا جائے یار۔۔ تم دونوں کتنے پرفیکٹ رومینٹک کپل ہو روحا۔۔۔
تم سلم سمارٹ ہو۔۔۔ہائیٹ بھی اتنی چھوٹی نہیں ہے اچھی ہے۔۔اور بھائی کے ساتھ اگر تم فینسی ڈریس میں کھڑی رہو قسم سے کسی فیری ٹیل کی فیری سے کم نا لگو گی۔۔۔"وہ گھر کی بیک سائیڈ اسکی کمر میں بازو حائل کر کے گھاس پر چہل قدمی کرتی اسے سمجھا رہی تھی۔۔

روحا کی آنکھوں میں نمی آ گئی۔۔۔پہلے وہ بھی یہی سوچتی تھی۔۔وہ جب خود کو ساحل شاہ کے ساتھ کھڑا دیکھتی تو خود بخود رومینٹک سی فیلنگز آجاتیں۔۔۔
پر جب سے اسنے اسکے ارد گرد پرفیکٹ لڑکیوں کا ڈھیر دیکھا ہے اسکے خواب زیرہ زیرہ ہو گئے تھے۔۔

سب کتابی باتیں ہیں۔۔"وہ منہ بسور کر بولی۔۔"
یہ باتیں صرف تمہارے ناول میں اچھی لگتی ہیں۔۔اصل میں ایسے"

کپل کو جتنا جھیلنا پڑتا ہے وہ میں دیکھ چکی ہوں۔۔"وہ بے ساختہ بول اٹھی۔۔۔

ثمن ٹھٹھکی نہیں۔۔۔وہ جانتی تھی وہ ایسی فیلنگز کا شکار ہے۔۔

روح!احساس کمتری لوگ دیتے ہیں ہمیں۔۔اور لوگ کیوں دیتے ہیں" تاکہ ہم خوش نا رہ سکیں۔۔۔

یار مجھے دیکھو تمہیں کیا لگتا ہے اس سماج میں میرا موو کرنا آسان ہے؟میں اپنے باپ بھائی کی لاڈلی ہوں بلکہ ماں کی بھی۔۔

میری ماں کو جب کوئی میرے لئے ہدایت کرتا ہے مشورہ دیتا ہے تو انکا دل دکھتا ہے بہت۔۔وہ مجھے سمجھاتی مجھے غصے میں پیش آتیں کبھی دل سے لگا کر محبت سے بہلاتیں۔۔۔

پر مجھے پتا ہے روحا۔۔۔۔

یہ دنیا تب بھی مجھے خوش ہونے نہیں دیتی۔۔اگر میں پتلی ہو جاؤں۔۔یہ دنیا چاہتی یہی ہے کہ ہم خوش نا رہیں۔۔۔

"یار اپنا ٹرینڈ بناؤ لوگوں کے ٹرینڈ کو فالو ونا کرو۔۔۔۔

مجھے فرق نہیں پڑتا لوگ مجھے کیا کہتے ہیں، میرا منکوح مجھ سے" کیا ڈیمانڈ کرتا ہے۔۔کیونکہ اگر اسے میری ظاہریت سے لگاؤ ہے۔۔تو

"میری طرف سے تین دفع اس پر فٹے منہ۔۔۔۔

اللہ نے ہمیں اسلیے نہیں زمین پر بھیجا کہ ہم اسکے بنائی مخلوق کو"
متاثر کرتی پھریں۔۔
یار یہ لوگ ہمیں نفسیاتی بنانے کی کوشش میں ہیں۔۔انکی نظر یے
سے چلو گی اگر تم موٹی ہائیٹڈ ہو گئی تو یہ پھر تم میں نقص نکالنے
آجائیں گے۔۔
کیونکہ ان سے ہضم نہیں ہو رہا تمہارا اتنا خوبصورت نصیب۔۔۔
یہ سماج دیکھ رہی ہو نا۔۔۔ یہ سماج نہیں بلکہ کے ٹو کا پہاڑ ہے۔۔
پہاڑ کبھی تمہیں راستہ خود پیش نہیں کرے گا۔۔
بلکہ تمہیں پہاڑ کو پار کرنے کیلئے اپنا راستہ تلاش کرنا پڑے گا۔۔اور
تمہیں بتاؤں۔۔۔پہاڑ کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ تمہیں کسی بھی طرح
گرایا جائے۔۔
"یہ سماج بھی یہی چاہتا ہے کہ گر جاؤ۔۔

سماج کو منہ دینا بھی روحا ایک قسم کی کامیابی ہے۔۔"
تم اگنور کرنے کا فن دکھاؤ ان سب لڑکیوں کو روحا، جو اس پہاڑ کو سر

کرنے کی جستجو میں ہیں۔۔۔
یار میں قسم سے اپنی بتاؤں تو مجھے اس دو غلی دنیا سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔ میں بے فکر جینے والی لڑکی ہوں۔۔
"میں اتنی کمزور نہیں، اور میں اتنی بہادر بھی نہیں ہوں۔۔

یونو! میری ماں کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ بری عورت ہے۔ اسنے" ایک عورت کو گھر برباد کر کے اپنا گھر بسایا ہے۔ ایک بیچاری عورت سے اسکا بیٹا چھین لیا ہے۔۔
یہ صرف تمہارے خاندان والے نہیں بلکہ مام کے خاندان والے بھی کہتے ہیں۔ میری تقویٰ آنٹی کیلئے کہتے ہیں کہ اسنے اپنی یونی کے امیر لڑکے کو پھنسایا، اسکے پیسوں سے ڈاکٹری کی اور پھر اسے اسکی ماں سے الگ کر کے ساری جائیداد ضبط کی۔۔۔" وہ کہہ کر لب بھینچ گئی۔۔۔۔

دانیال انکل کی ساری قربانیاں ان لوگوں نے نظر انداز کر دی ہیں۔"
"یہ لوگ تمہاری مام تمہاری ماما کیلئے بھی بہت کچھ ہیں۔۔۔

یہ فتنے ہیں۔۔ یہ کسی کی کامیابی ہضم نہیں کر سکتے لوگ۔۔ یہ"

لوگ ہم بچوں کے دماغ میں غلط باتیں ڈالتے ہیں۔۔ یہ ہمارے بڑوں سے جیلس ہیں۔۔ دراصل یہ لوگ اپنی زندگی میں کچھ نہیں کرپاتے تو اپنی "ناکامیوں کو چھپانے کیلئے دوسروں پر باتیں کرکے اپنی تسکین چاہتے ہیں۔۔

نعوذ باللہ اگر انہیں موقع ملے نا تو یہ ہمارے رسول ﷺ پر بھی باتیں کرنے" سے باز نا آتے۔۔ کیونکہ یہ چاہتے ہی نہیں کوئی انسان کامیاب ہو۔۔۔ یہاں ہر کوئی کسی کی راہ کاٹنے کیلئے بیٹھا ہے۔ میں نے بہت برداشت کیا ہے ان لوگوں کو۔۔ ان لوگوں سے فراری نے مجھے اندھا کردیا۔۔ کیونکہ فرار ہوکر خود کو گرانا بھی ایک قسم کا گناہ ہے۔۔۔

اور میں نے یہ گناہ کیا ہے۔ اور گناہ کی سزا مجھ سے میرا نور چھین لیا۔۔ پر میں ہاروں گی نہیں۔۔۔ کیونکہ دیر سویر انسان جاگ جاتا ہے اور میں بھی جاگ گئی ہوں۔۔۔

مجھے ان لوگوں سے فرق نہیں پڑتا۔۔ اور میں چاہتی ہوں تمہیں بھی نہیں پڑنا چاہیے۔۔ تم دوسروں کو مت دیکھو روحی۔۔ اپنی راہ کو دیکھو اور اسے صاف کرو۔۔۔۔

یہ لوگ ہماری قبر میں نہیں آئیں گے، یہ لوگ ہماری خوشیوں میں نہیں آئیں گے۔۔ یہ ہمارے دکھ میں ساتھ نہیں ہوں گے۔۔۔

دراصل یہ تماشائی ہیں۔۔۔ یہ ہمیں گرا کر تماشا دیکھیں گے۔۔۔
اور ہم خود کو مذاق بننے نہیں دیں گے۔۔۔
تم بھی مت دو۔۔۔ اور تمہیں پتا ہے میں تو اپنے پھاپھا کٹنے کی بھی نہیں سنتی۔۔۔ دراصل میں کسی کی نہیں سنتی سواء خود کے۔۔ مجھے پتا ہے میں مجھے کیا چاہیے۔۔۔
تمہیں پتا ہونا چاہیے تم کیا چاہتی ہو۔۔۔۔۔۔
تم شاہو چاہتی ہو نا؟" بات ختم کرتے ہی اسنے اچانک اسکے سر پر بلاسٹ کیا۔۔ روحا سٹپٹا کر سرخ پڑ گئی۔۔۔۔

تم بہت بریو گرل ہو روحی۔۔۔ بہت بریو۔۔ تم ماشاءاللہ حسین بھی" بہت ہو۔۔۔ کبھی آئینے میں کھڑے ہو کر کسی کو پاس کھڑا رکھ کر نہیں بلکہ اللہ کی بنائی چیز کو مد نظر رکھ کر سوچنا۔۔۔ تمہیں اندازہ ہو گا کہ تم کتنی حسین ہو۔۔۔۔

اگر تم خود کو فیری سے کمپیئر کرتی ہو تو ڈارلنگ! اسنے یہاں تک پہنچنے کیلئے بہت برداشت کیا ہے۔ اسے بیٹھے بٹھائے یہ حوصلہ ہمت نہیں ملی۔۔۔

وہ جس ماحول میں موو کرتی ہے سمپل سی بات ہے وہاں ہم جیسی نازک مزاج موو کرتی، دو دن میں کیا ایک سیکنڈ میں فوت ہو جاتیں۔۔۔

خدا نے ہمیں ہماری ضرورت مطابق دیا ہے، اور اسے اسکی۔۔۔

میں صرف اتنا بتانا چاہتی ہوں اسکے بارے میں روحا کہ وہ ایک یتیم لڑکی ہے۔۔۔ اسکے پاس اسکے ماں باپ بھی نہیں۔۔۔ پر وہ روتی نہیں ہے۔۔۔ وہ لوگوں کی سنتی نہیں ہے۔۔ وہ جانتی ہے اس سے اللہ نے ماں باپ لیکر اور بھی بہت کچھ سے نوازہ ہے۔۔۔ وہ ان پر شکر کرتی وہ ناشکری نہیں ہے بس اتنی سی بات ہے۔۔۔۔" روحا نے بے یقینی سے دیکھا اسے۔۔۔

ثمن نے سر اثبات میں ہلا دیا۔۔۔

تمہارے بھائی اظہار بھی تو نہیں کرتے۔۔۔" کچھ توقف کے بعد وہ" آہستہ سے بولی۔۔ اور ثمن نے مسکراہٹ چھپا کر گہرا سانس لیا۔۔۔

اچھا تمہارے سامنے یہ عمارت ہے۔ تمہیں کچھ بتاتی ہے کہ" میں نے کس کس کو اندر سمایا ہوا ہے؟ میرا اندرونی حال کیا ہے؟" ثمن نے سامنے اپنے گھر کی طرف اشارہ دیا۔۔۔

روحا نے پہلے گھر کو اور پھر اس بونگے سوال کرنے والی کو گھورا۔۔۔
"نہیں۔۔۔" اسکے اسرار پر اسنے جواب دیا۔۔۔
"پتھر کچھ بولتے ہیں بیوقوف۔۔۔"

میں اپنے بھائی کو پتھر نہیں کہوں گی روحی۔۔ پر بس اتنا کہوں گی۔۔ ہمارا" بچپن جب جب ہمیں یاد آیا ہے تو ہمارا وہ وقت سنہرہ ہو جاتا ہے۔۔
پر جب بچپن ایسا ہو جسے یاد کرنے سے دل دکھے، وہ انسان اپنا دل پتھر کر لیتا ہے۔۔
تم خود کو میرے بھائی کی جگہ رکھ کر دیکھنا، دو دن بھی رہنا محال لگے گا۔۔ اسنے سگریٹ کو لیکر بھی ڈیڈ سے بہت مار کھائی ہے۔۔۔ پر اسنے ضد پکڑ لی سگریٹ پینے کی۔۔ اور وہ بہت ضدی ہے۔۔۔

ڈیڈ ہار گئے اسکے آگے اور وہ آج تک پیتا ہے۔۔۔
وہ یہ زہر خود کیوں پیتا ہے یہ ہمیں نہیں معلوم۔۔۔ روحا تم بہت خوش نصیب ہو، اللہ نے اگر تمہیں جینے کیلئے اتنی مشکلات دی ہیں تو تمہیں آسانی سے تمہاری چاہت بھی دے دی۔۔

یہ عمارت خود نہیں کچھ بولے گی کیونکہ اسے بولنا ہی نہیں ہے۔ مگر اگر اسکے اندر تم چلی جاؤ تو وہ اپنے اندر کا حال تمہیں دیکھا دے گا۔۔
وہ بتا دے گا اسنے کس کس کو سمایا ہوا ہے، تمہارا روم کس نمبر پر ہے، جگہ کیسی ہے۔۔ مضبوط کتنی ہے۔ کتنی پرانی ہے کیا برداشت کیا ہے وہ سب حال وہ واضح کر دے گا۔۔ تم پہلے اس عمار کے اندر تو جاؤ۔۔۔
تم باہر رہ کر، وہ بھی فاصلے پر رہ کر آہستہ آواز میں چیخ رہی ہو کہ مجھے بتاؤ کیا حال ہے اندر کیا۔۔ کیا سمایا ہے اندر۔۔۔ تو یہ تمہاری بیوقوفی ہے۔۔۔
عمارت خود نہیں بولتی، بلکہ اسکے اندر جاؤ اور وہاں موج مستی کرو، چیخ چلاؤ مزے کرو پھر دیکھا اس عمار کا شور سب سے زیادہ ہو گا۔۔۔
تم سوال کرنا، یا پھر تم خاموش بھی رہو گی، پر سب جانتے ہوں گے اس عمارت میں تم ہو۔۔۔ اسکی مالک تم ہو۔۔۔
تمہارا شاہو اللہ نے تمہاری کمزوری دیکھ کر پلیٹ میں سجا کر تو دیا ہے اب اللہ کے واسطے ہے خود اٹھا کر کھاؤ۔۔۔"

ہاہاہاہا۔۔۔ "اسکے جل کر کہنے پر روحا کا قہقہہ بلند و بانگ تھا۔۔"
اگر میں نے پلیٹ سے اٹھا کر کھایا نا تو پورا نگل جاؤں گی۔۔" وہ"

شرارت سے بولی۔۔۔

ہاں نگل جاؤ بس مجھے جلدی سے پھوپھو بنا دو۔۔۔" ثمن بینچ سے اٹھ کر "
فاصلے پر ہوتی ایکسائٹمنٹ سے بولی۔۔۔

کمینی۔۔۔" روحا پاؤں میں پہنا سیاہ کھسہ اتارا مگر وہ دور بھاگ "
گئی۔۔

اچھا من مجھے ایک جواب دو۔۔۔" روحا اٹھ کر چلتی اسکے پاس آئی "
اور اسکے گلے میں بازو حائل کیا۔۔۔

بولو۔۔۔" روحا نے جب اسکے گال پر کاٹا وہ غصے سے بھڑک گئی۔۔۔"
ہاہاہا۔۔۔ میں نے تجھ سے پوچھنا ہے۔۔۔" اسنے ہنستے ہوئے آنکھیں "
پٹپٹائیں۔۔۔

قسم سے بہت بری لگ رہی ہو۔۔۔" ثمن نے جلے دل سے کہا۔۔۔ روحا"
نے محظوظ ہوتے قہقہہ لگایا تو وہ بھی ہنس پڑی۔۔۔

دریاب بھائی تمہارے روم میں کیا کرنے آئے تھے اس دن؟""
اسنے سرگوشی میں پوچھا۔۔ ثمن کے گلابی گال مزید گلنار ہو گئے۔۔۔

وہ بہت کمینہ انسان ہے۔۔۔" اسکا دل جل گیا یاد کر کے۔۔۔"

ہاہاہاہا۔۔۔مجھے پتا تھا۔۔۔"روحا کا شک ٹھیک نکلا تھا۔۔۔"

پتا لگا کتنا مشکل ہوتا ہے بے بی۔۔۔باتیں کرنا آسان ہے جانی۔۔مگر" برداشت کرنا۔۔۔اور تمہارا بھائی تو ماشاءاللہ جب پاس آتا ہے تو مجھے ہی سگریٹ سمجھ لیتا ہے۔۔۔"روحا نے کہنے کے ساتھ قدم پیچھے لیے ثمن کا چہرہ لال انار تھا۔۔۔

ہاہاہاہا۔۔تم کتنی وہ ہو روحی۔۔۔!پتا ہے تمہارا ذہن تمہاری شکل سے میل" نہیں کھاتا۔۔۔"ثمن نے ہنستے ہوئے کہا روحا من بنا کر رہ گئی۔۔۔

تم دریاب سے کیوں چڑتی ہو؟"روحا نے اسکے پاس آتے پوچھا۔۔" ثمن نے ساتھ واک کرتے نفی میں سر ہلایا۔۔"میں چڑتی "نہیں ہوں۔۔وہ میری برداشت کا بندہ نہیں۔۔

تو تمہیں کیا چاہیے؟کیا تم سچ میں طلاق۔۔۔۔؟"روحا نے" اس سے پوچھا۔۔
نہیں طلاق تو نہیں۔۔۔اگر اسنے طلاق لی بھی تو میں اسکا جینا"

حرام کر دوں گی۔۔۔پر میں دریاب خان کو نہیں چاہتی۔۔۔"روحا نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔

پھر کسے چاہتی ہو؟"ساتھ رہتے انکی دوستی بہت گہری ہو گئی تھی۔۔۔

کو چاہتی ہوں۔۔"وہ مسکراتی اپنا چشمہ D کے آخری DAD میں" انگلی سے اوپر کر کے اپنے شرٹ کے ساتھ اٹیچ کوٹ کے جیب میں ہاتھ ڈالا۔۔۔

یہ کیا ہے؟"روحا بلکل نہیں سمجھی۔۔۔۔"

"ثمن نے قہقہہ لگا کر کندھے اچکا دیئے۔۔۔"یہ میرا پھاپھا کٹنا ہے وہ چلی گئی اور روحا مسکراتی پیچھے رہ گئی۔۔۔

اسنے خود کو دیکھا۔۔۔"ہاں وہ اسکے ساتھ پرفیکٹ لگے گی"اسنے اپنے دل سے کہا۔۔۔

کتنا حسین تھا وہ لمحہ جب وہ رات بخار میں تھی اور اسکے مضبوط بازوؤں میں چھپی ہوئی تھی۔۔۔

اسکا دل سرگوشی کر رہا تھا اس سے کہ مرد کا سینا اتنا وسیع تو ہونا

چاہتی کہ وہ اپنی شریک حیات کو سرد گرم ہوا سے بچا کر سینے میں سما سکے۔۔۔

اور وہ آسانی سی اسکے سینے میں چھپ جاتی تھی۔۔
کیوں نا وہ تھوڑی بیمار ہو جائے۔۔۔"ایک خیال اسکے ذہن میں" کودا۔۔۔
اسنے شرما کر ہاتھوں میں چہرہ چھپا لیا۔۔
افف مجھے کتنا بخار ہے۔۔"اسنے اپنے سر کو چھوا اور گھر کی" طرف بھاگی۔۔۔
ساحل شاہ کے آنے سے پہلے اسے روم میں بیڈ پر گرنا تھا، اور وہ آکر اس سے کھانے کا پوچھے گا، تب وہ معصومیت سے نا کرے گی۔۔
اور جب وہ دوائی کا پوچھے گا تب بھی وہ نا کرے گی۔۔ اور جب وہ پوچھے گا سردی کا۔۔ اور وہ لب دبا کر ہاں کر دے گی۔۔۔

اسکے دماغ میں پورا پلان تیار تھا۔۔ آخر کار وہ بھی تو وکیل کی بیوی تھی۔۔ پلان کیوں نا بناتی۔۔۔۔

میں تمہیں دو منٹ چپ رہنے کا چیلنج دیتا ہوں۔۔"صام کا ضبط" بالآخر ٹوٹا اور وہ غصے سے بھڑک کر اسٹیئرنگ وہیل پر ہاتھ مار کر بولا۔۔

تم ابھی بھی چلاتے رہو مجھ پر۔۔۔تم میں خدا نے شرم نام کی چیز بھی" دی ہے کہ نہیں۔۔کتنے ڈھیٹ ہو تم۔۔۔

مجھے تم پر اتنا غصہ ہے صام کہ میرا دل کر رہا میں تمہارا نقشہ بگاڑ کر رکھ دوں۔۔"وہ اسکی بات سن کر اپنی جگہ سے اچھل پڑی۔۔۔

اگلے لمحے مزید اسے زوردار جھٹکا لگا تھا۔۔قدرتی نہیں بلکہ صمصام زیدی کے اچانک زوردار جھٹکے سے گاڑی روکنے پر۔۔۔

تم چاہتی کیا ہو؟کیا ایکسیڈنٹ کروانا چاہتی ہو سائیکو عورت!""" گاڑی بیچ سڑک پر روک کر وہ غصے سے اس سے مٹھیاں بھینچ کر پوچھ رہا تھا۔۔

عرشیہ کا غصے سے چہرہ لہو نما ہو گیا۔۔۔

تمہیں صام لگتا ہے ابھی بھی میں کیا چاہتی ہوں؟" اسنے"

صدمے کی کیفیت سے پوچھا۔۔

ہاں میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایسا کون سا گناہ کر دیا میں نے"

جس کی سزا اتنی بھیانک انداز میں دے رہی ہو۔۔ کان پک گئے ہیں

میرے کب سے تمہارا نان سٹاپ ریڈیو سن کر۔۔۔" وہ اپنے کان کی

طرف اشارہ دیتا کہہ رہا تھا۔۔۔

عرشیہ کی آنکھوں میں نمی آ گئی۔۔۔

یا اللہ مجھے صبر دے یا اللہ۔۔۔ میں سچ میں پاگل ہو جاؤں گی۔۔"

مطلب اس شخص کو ذرا سی شرمندگی نہیں اسنے پھاپھا کٹنے کام

کر کے میرے بھائی کو پٹوایا اور اسے ذرا سی شرمندگی نہیں۔۔۔" وہ سر

اٹھا کر بھیگی آنکھوں سے اللہ کو صدا لگا رہی تھی۔۔۔

صام اس ناٹک کمپنی کو دیکھتا، اور پھر گاڑی کی چھت کو۔۔ بھنا کر

پیچھے سے آتے ہارن پر گاڑی اسٹارٹ کی۔۔۔

تمہارے بھائی نے کیا کیا میرے ساتھ؟" وہ دانت پیس کر بولا"

خبردار میرے معصوم بھائی پر کوئی الزام لگایا۔۔ تم جلتے ہو۔ بچپن سے ہی تم "
سے جلتے آئے ہو۔۔۔ تم ابھی بھی جل رہے ہو۔۔۔ "DAD"
میرا معصوم بھائی۔۔۔ ساحل بھائی نے اسے زور سے پنچ مارے ہیں وہ
بیچارا۔۔۔ ثمن کو غلط سمجھ رہا ہوگا۔۔۔ "عرشیہ اپنے بھائی کے درد پر
پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔۔۔

اسکے فرشتوں کو بھی علم نہیں ہوگا کہ اسنے کس سے پنگا لیکر اپنا "
یہ حال بنایا ہے۔۔ "اسکے رونے پر صام کا قہقہہ گاڑی کی فضا میں
خوشگواریت بکھیر گیا۔۔۔

عرشیہ نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا

ان دونوں کو آفس کا وہ منظر یاد تھا۔۔ جب ساحل دروازہ بند کر رہا
تھا، اور دریاب کہہ رہا تھا
بھائی۔۔۔ بھائی دروازہ کیوں بند کر رہے ہیں۔۔ ہم یونہی بات کرتے ہیں نا۔۔ "
لوگ کیا سمجھیں گے دو جوان مردوں نے کیوں دروازہ بند کیا ہوا

"ہے۔۔۔

عرشیہ تو سکتے میں تھی۔۔۔ اندر ساؤنڈ پروف وال تھیں۔۔ وہ کچھ بھی دیکھ سمجھ نا پائی۔۔۔ وہ کان لگاتی بھی تو کیسے۔۔ وہاں دریاب کی پی اے موجود تھا، پولیس والے موجود تھے۔ جو اس وقت فیملی میٹر کی وجہ سے ڈور کے باہر تھے۔۔

پر جس طرح سکوت ماحول پر اچانک چھا گیا تھا وہ ہول اٹھی تھی۔۔ محض بیس منٹ کے مشکل ضبط کے عرصے بعد، ساحل شاہ مسکراتا ہوا باہر نکلا۔۔۔

اور عرشیہ کے سر پر ہاتھ رکھتے صام سے مصافحہ کیا، ساتھ ہی اس سے کچھ کہتا وہاں سے چلا گیا۔۔

عرشیہ کے تب ذہن و دل میں نہیں تھا کہ یہ شخص اسکے بھائی کے ساتھ ایسا گیم کھیل گیا تھا۔ ساحل کے بعد آفس روم میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔

کچھ دیر بعد جب اسکا بھائی مسکراتا باہر آیا، عرشیہ کا ڈوبتا ہوے دل کو قرار آیا۔۔ وہ سب سے ملا۔۔۔ تب اسے لگا شاید سچ میں پرسنل کوئی پلان ہی ڈسکس کر رہے ہوں گے۔۔ آخر کار وہ پولیس والا اور ساحل بھائی

وکیل تھا، ویسے بھی کورٹ کچہری میں انکے لمبے بحث مباحثے ہوتے ہیں۔۔
وہ خوامخواہ اس باگڑبلے کی موجودگی میں ڈر گئی ہے۔۔

توصام کا معاملہ یوں طے پایا کہ ایس ایس پی صاحب اچانک غائب تھے، انکی بیوی کا کہنا تھا کہ وہ کسی پرنسل کام سے رات اچانک کال آنے پر چلے گئے تھے۔
صام سے تفتیش ہوئی، اور سحرش تارڑ کے بھائی کے سامنے ہی۔۔
صائم زیدی کی کال پر وہاں کمشنر بھی آئے ہوئے تھے، اور ثبوت کے طور سحرش تارڑ اور صمصام کی شوشل میڈیا پر آخری گفتگو کو سامنے رکھا گیا۔۔
جہاں اسنے واضح لفظ بلیک میل استعمال کیا تھا۔ صائم زیدی کو اس قدر غصہ تھا کہ اس لڑکے کا منہ توڑ دیتے۔۔
کمشنر صاحب نے ایس پی دریاب خان کو سخت تاکید کی کہ صائم زیدی صمصام زیدی کی فیملی کو اس مسئلے میں اب ناگھسیٹا جائے، اگر ایس ایس پی ایسے آرڈرز دیتا ہے تو پہلے انکے پاس آئے گا۔
بلکہ جلد از جلد ان بلیک میلرز تک پہنچ کر سحرش تارڑ کو باحفاظت

لایا جائے۔۔

اسکے بعد وہ اپنی ماں کے پاس چلی گئی تھی، اور صمصام زیدی آفس۔۔ اور شاید اسے گھر سے ہی معلوم پڑا تھا کہ وہ گھر نہیں ہے تبھی وہ اسے لینے اسکے ماں باپ کے گھر پہنچ گیا۔۔۔

جہاں عائشہ خان اور عرشیہ خان دونوں ماں بیٹی دریاب کو مرہم لگا رہی تھیں۔۔ اور وہ بیچارہ مرہم لگنے کی جلن سے ایی اووو کر رہا تھا۔۔۔

اور تب وہ آیا تھا اسے لینے۔ حالانکہ عرشیہ ہمیشہ کی طرح پلان بنا کر آئی تھی کہ وہ اپنی ماں بھائی کے ساتھ رہے گی۔۔

عرشیہ کو پہلی بار صمام پسند آیا تھا، اسلئے نہیں کہ وہ اسے لینے آیا تھا، وہ اکثر لے جاتا تھا۔۔ جل کر۔۔۔۔

اسلئے کیونکہ صمام نے وہاں وہاں مرہم لگایا تھا دری کو جہاں وہ ماں بہن نہیں لگا سکتی تھیں۔۔ ان چاروں نے مل کر ڈنر کیا تھا۔۔ اور ڈنر عائشہ نے بہت محبت سے بنایا تھا پھر ٹیسٹی کیوں نا ہوتا۔۔۔

صمصام کے پوچھنے پر دریاب نے اسے بتایا تھا کہ اسکی گاڑی کا

ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا، زیادہ نہیں بس تھوڑی بہت اندرونی چوٹیں آئی تھیں۔۔۔

عائشہ خان نے تو سن کر فوراً سے بیٹے کے سر کا صدقہ دیا، جبکہ صام نے اسے حوصلہ دیا یہ کہتے کہ "ہمت کرو ایسے چھوٹے موٹے واقعات تو ہوتے رہیں گے"

ڈنر کے بعد انہوں نے اچھے ماحول میں چائے پی، صام نے اپنی کافی عائشہ خان سے اسپیشلی بنوائی۔۔

اور پھر ان سے مل کر اپنی ماں کی ہمیشہ کی طرح پرفیکٹ مین کے دل میں گھسنے کی ٹپس ضبط سے سن کر وہ صام کے ساتھ گاڑی میں آکر بیٹھی۔۔۔

رات کا یہ سفر بہت خوبصورت لگ رہا تھا، اسنے میوزک بھی پلے کر دیا تھا۔۔ جب اچانک اسنے اس سے سوال کیا کہ "کیا تمہیں پتا ہے دریاب خان کا ایکسیڈنٹ ساحل بھائی کے ہاتھوں ہوا ہے"

وہ سمجھی نہیں تھی، اسنے پھر سے پوچھا۔۔ صمصام نے اپنی نیلی آنکھیں سامنے سے ہٹا کر اسکے چہرے پر ڈالیں۔۔۔

اور ان آنکھوں میں مسکراہٹ تھی۔۔۔

"وہ ٹھٹھک گئی، اسنے اس سے پوچھا "کیا مطلب ؟

صام نے محظوظ ہوتے قہقہہ لگایا اور اسکے سر پر دھماکہ کیا کہ "یہ جو تمہارا بھائی میرے مرہم لگانے پر ای اوو کر رہا تھا یہ اسکا تیل نکالا گیا ہے وہ بھی اسپیشل مشین یعنی ساحل شاہ کے ہاتھوں۔۔۔۔۔

اور پہلی بار عرشیہ کو محسوس ہوا زیاف بیچارہ صدمے میں کیسے جاتا ہے۔۔

"مگر دری نے جھوٹ کیوں بولا اسکا ایکسیڈنٹ ہوا ہے؟"

اسکی دو وجوہات ہیں "اسنے موڑ کاٹتے اسکے چہرے کو دیکھتے کہا۔۔"

کون سی۔۔۔ "عرشیہ کا دل کیا ابھی رو دے۔۔۔ کیسے تکلیف سے بلبلا رہا" تھا اسکا معصوم بھائی۔۔۔

یہی، پہلی وجہ میں وہ اپنی بے غیرتی چھپا رہا تھا جو اسنے انجام دی" ہیں۔۔ دوسری وجہ میں اسکی فیملی کا وکیل اسے اسکی آفس میں بہترین نمونے سے واش کر گیا۔۔ کہ وہ بس برداشت کرنے کے علاوہ کچھ کر بھی نہیں سکتا۔۔۔

ہاہاہا اور اب وہ سمجھ رہا ہے کہ ثمن نے اسکی شکایت کی ہے۔ اور یہ سوچ کر اسے مزید غصہ دلائے گی۔۔۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے اسے

"واش کروا کر مرہم لگانے والا صمصام زیدی ہے۔۔

اور جب اسے عرشیہ نے جانا تھا کہ اسکے بھائی کے ساتھ برا کرنے والا صمام ہے۔ اور اسکا بھائی ثمن کو برا سمجھ رہا ہے وہ جتنا صمام کو برا بھلا کہتی اتنا کم تھا۔۔

تو تم نے اسکی غلط فہمی دور کیوں نہیں کی؟" اسنے اپنا ناک ٹشو سے" صاف کرتے پوچھا۔۔

کیونکہ مجھے پتا ہے وہ کبھی اپنی حرکات سے باز نہیں آئے گا۔ اور میں" چاہتا ہوں وہ پھر کچھ ایسا کرے اور میں۔۔۔۔۔۔ہاہاہا۔۔" وہ اپنے کارنامے سے کتنا خوش تھا۔۔

کھل کر قہقہے لگا رہا تھا۔۔

جب میں نے اس سے پوچھا کیا ہوا میرا بچہ۔۔۔تب وہ اتنا" معصوم بن کر بولا کچھ نہیں بس چوٹ تھوڑی زور سے گئی ہے۔۔" وہ محظوظ ہو کر بتا رہا تھا۔۔

صام تم نے ایسا کیوں کیا؟ میں دری کو سب کچھ سچ بتا دوں گی۔۔""

اسکے استفسار کرنے پر جھٹکے سے گاڑی سائیڈ پارک کی۔۔۔
رات کے پہر اسکے اچانک گاڑی بیچ سفر روکنے سے عرشیہ گھبرا گئی۔۔۔
تمہارے لیے۔۔۔"اسنے بازو سے پکڑ کر جھٹکے سے اسے اپنی طرف" کھینچا۔۔۔
مم۔۔میرے لیے؟کیا میں نے تم سے کہا تھا میرے بھائی" کو پٹواؤ؟"اسکے کندھوں کو پکڑ کر وہ غصے سے بولی۔۔

جب جب تم کسی دوسرے کو اہمیت دو گی۔۔جب جب میرے" خلاف جاؤ گی۔۔جب جب وہ پھاپھا کٹنا میرے خلاف باتیں کرے گا۔۔
میں انہیں بھی سزا دوں گا۔۔اور تمہیں بھی۔۔۔"اسکے سپاٹ لہجے میں بات پر عرشیہ کی آنکھیں پھیل گئیں۔۔
ہاں اسے یاد آیا کہ وہ اس رات اسکے دروازے کے سامنے موجود تھا۔۔۔

اور اگر تم نے دریاب کو بتایا۔۔۔تو میں تمہیں وہ سزا دوں گا۔۔جس" کے بارے میں ساری زندگی سوچ کر تم شرمندہ ہوتی رہو گی۔۔۔"وہ

ششدر حیرت غصے سے اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔۔

تم کتنے۔۔۔۔"ابھی اسکا جملہ بیچ میں ہی تھا جب اچانک ہی وہ"
اسکی گردن کو ہاتھ میں دبوچ کر جھٹکے سے اپنی طرف کھینچا۔۔
اسکی زبان تالوں سے چپک گئی، جب اسکا چہرہ بالکل اسکے چہرے
کے سامنے آگیا، اور کتنا دل دھڑکانے والا منظر تھا جب اسکے
چہرے کو بے انتہا قریب سے دیکھا جاتا تھا۔۔۔
وہ بھی اسکی آنکھوں میں دیکھتی کندھوں کو مضبوطی سے تھام گئی۔۔۔
صص۔۔صام تم قسم سے سائیکو ہو۔۔۔۔پ۔پبلک۔۔۔۔"اسکی گرم"
سانسوں نے اسکے مزید کچھ کہنے کی ہمت ہی نا دی۔۔وہ سختی سے آنکھیں
میچ گئی۔۔۔
جب اسنے مسکراتے ہوئے اسکے کانپتے ہونٹوں کو چھوا۔۔۔۔
مجھے سائیکو کہنے کی ہمت بس تم میں ہے۔۔۔اور سائیکی"
برداشت کرنے کی بھی۔۔۔"وہ شدت جنون سے، آنے والے لمحے کو تصور
سے کانپتے اسکے لبوں پر جھک گیا۔۔۔

وہ اسکی شدت سے گھبرا کر پیچھے ہونے لگی تبھی اچانک ہی اسنے

گاڑی کو اسٹارٹ کیا وہ سختی سے اسکے کندھوں کو تھام گئی۔۔۔
صمصام کے پاس اسے چپ کروانے کا بس یہی ایک حل تھا۔ اور کچھ اسکے ہلتے گلابی ہونٹوں کا خمار بھی کہ وہ آس پاس کی پرواہ کرتا کب تھا۔۔۔۔

وہ وہی کرتا تھا جو اسکا دل چاہتا تھا۔۔
گاڑی واپس سڑک پر ڈال کر اسنے اسکی گردن میں موجود ہاتھ کے انگوٹھے سے اسکی گردن کی شہ رگ کو سہلایا وہ سمٹ گئی۔۔۔

صام۔۔۔"وہ تڑپ کر بولی۔۔۔"
وہ بھی مسکراتا ہوا پیچھے ہوا اور عرشیہ اپنی بکھری سانسیں لیے پیچھے ہوتی اپنی جگہ پر آئی اور اسکی طرف سے رخ موڑ کر بیٹھ گئی۔۔۔۔
اسنے بے حسی کی انتہا کر دی تھی۔۔ عرشیہ نے غصے ڈبڈبائی نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔ اور صام نے مسکراتی نظروں سے اسکے سامنے اپنا رومال کر دیا۔۔

یہ محض ٹیلر ہے۔۔۔ایک بار یہ مسئلہ حل ہونے دو تمہیں ایسی" جگہ لے جاؤں گا جہاں تمہارے ارد گرد صرف میری سائیکی

ہو گی۔۔۔"گاڑی کو آٹو میٹک کر کے اسنے اسکی گردن کو جھٹکے سے تھام لیا۔۔۔

وہ گھبرا کر ہراساں نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

صام نے جو اسکے ہونٹوں سے وہ سرخ بوند صاف کرنے کیلئے ہاتھ بڑھایا تھا۔۔ سائیڈ ڈ مسکراہٹ کے ساتھ جھک کر اس بوند کو اپنے ہونٹوں سے چن لیا۔۔۔

اور تمہیں لگتا ہے میں تمہارے ساتھ چلوں گی کہیں۔۔۔"وہ غصے" سے گھورتی جھٹکے سے پیچھے ہو گئی۔۔۔۔

میں نے تم سے تمہاری رائے نہیں پوچھی۔۔"وہ سرد لہجے میں جتا" کر پیچھے ہوا۔۔۔

صا ممم کا ممم"وہ غصے سے چیختی روتی اس پر جھپٹ گئی۔۔۔"

خلاف طبیعت عرشیہ نے جیسے اسکی گردن پر دانت گاڑھے وہ قہقہہ لگاتے اسے خود میں بھینچ کر سٹیئرنگ وہیل تھامے اپنا گال اسکے گال سے سہلانے لگا۔۔۔

بتاؤ تمہیں خود میں اتاروں، یا خود تم میں اتر جاؤں؟"وہ گھمبیر"

سرگوشی کرتا اسکی کمر میں ایک بازو حائل کیے دوسرے سے ڈرائیو کرنے لگا۔۔ عرشیہ نے مسکراتے اسکی گردن پر دانتوں کا ایک سرخ نشان چھوڑ کر،

اسکی شرٹ کے کالر کو سائیڈ کیا، اور پھر آہستہ سے دوسری جگہ اپنے دانت رکھ کر دباؤ بڑھا کر دونوں بازو اسکی گردن میں سختی سے باندھ لیے۔۔

صمصام زیدی کی گھنی مونچھوں تلے گہری مسکراہٹ تھی۔۔

وہ لڑکی جو اسے کاٹنے، سائیکو کہنے کی ہمت رکھتی تھی۔۔

وہ دو بھائیوں کی بگڑی جنگلی بلی تھی۔۔۔

ooooooooo

یہ ایک سیاہ تاریکی میں ڈوبا ہوا چھوٹا سا روم تھا۔ جہاں ہر کونے میں اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔۔۔

روم کا ہر کونا خالی تھا۔ سواء وسط میں موجود دو چیئر اور چیئر کے اوپر لٹکے ہوئے ایک بلب کے۔ ان دو چیئر میں سے ایک پر ایک وجود نیم بیہوشی میں پڑا تھا۔

اسکے ہاتھ چیئر کی پشت پر رسیوں سے بندھے ہوئے تھے جبکہ منہ بھی سیاہ کپڑے سے باندھ رکھا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ ہوش کی دنیا میں قدم رکھ رہا تھا۔۔ اسکی بھاری پلکیں لرز کر بند ہو جاتیں۔۔۔
وہ شاید کراہنا چاہتا تھا مگر اسکا منہ بند تھا۔ وہ جانے کب سے ایک ہی پوزیشن میں تھا۔ اسکا پور پور اب درد کر رہا تھا۔۔

جبکہ دماغ بیدار ہونے کی جدوجہد۔۔۔۔
مگر یہ جدوجہد ابھی کامیاب نہیں ہوئی تھی، تبھی اس روم کا واحد دروازہ آہستہ سے کھلا۔۔ وہ بندھا ہوا وجود بھی دروازے کی چررر کی آواز پر ہوش میں آیا۔۔۔۔

کون ہے۔۔۔؟" وہ پوچھنا چاہتا تھا مگر اسے جلد ہی احساس ہوا کہ " اسکا منہ بند ہے۔۔ اسکے دماغ کو اچانک جھٹکا لگا۔۔ وہ یوں چیئر پر تڑپ اٹھا جیسے سمندر کنارے کوئی مچھلی۔۔۔
پر اسے جلد ہی احساس ہوا جیسے کسی کونے سے کسی بچے کی سسکنے کی آواز گونجی " ہو۔۔۔ اور وہ آنے والے سے پوچھ رہا ہو " کون ہے۔۔۔؟

اسکی آنکھیں کیوں نہیں کھل رہی تھیں؟ اسنے اپنے سر کو جھٹکا دیا۔۔۔ دفعتاً وہ ساکت ہوا۔۔۔

روم میں کوئی موجود تھا۔۔۔ ہاں کوئی داخل ہوا تھا۔۔ اور اسکے بھاری بوٹوں کی دھمک اسکے دماغ پر ہتھوڑے کی مانند برس رہی تھی۔۔۔۔

آنے والے نے اسکی لرزتی پلکوں کا جائزہ لیا۔۔ اور گلووز میں مقید ہاتھ میں موجود بالٹی اوپر اٹھا کر اسکا یخ ٹھنڈا پانی بری طرح سے اسکے منہ پر الٹ دیا۔۔۔۔۔

آہہہ۔۔۔۔ "ایس ایس پی نادر پرویز کے منہ سے زوردار چیخ گونجی۔۔۔ جو کہ" روم کی فضا میں غرر کرتی رہ گئی۔۔۔۔

گڈ مارننگ!" آنے والے نے اسکے بالآخر بیدار ہونے پر خوش دلی" سے اسکی صبح وش کی۔۔ اور چلتا ہوا روم میں موجود واحد بلب کے دیوار میں لگے بٹن کے پاس آکر اسے جونہی دبایا۔۔۔۔

اگلے ہی لمحے پورا روم سنہری روشنی سے روشن ہو گیا۔۔۔۔

کیا حال ہیں آپکے ایس ایس پی صاحب؟ مجھے افسوس ہے میں"

ایک اچھا مہمان نواز نہیں۔۔" وہ اپنی بھاری مخصوص آواز میں
افسوس کرتا چل کر اسکے پاس آیا اور سیاہ بوٹ میں مقید اپنا
پاؤں ایس ایس پی نادر پرویز کے گھٹنے پر رکھا۔۔۔۔
اور مسکراتی نظروں سے اسکا جائزہ لیا۔۔۔۔

خوف وحشت سے ایس ایس نادر کے وجود کا بال بال کھڑا ہو گیا۔۔

کہیں میں نے آپکی نیند میں خلل تو نہیں ڈالا نا؟" اپنی بیلٹ سے "
اسنے ایک سفید چمکتا ہوا خنجر نکالا۔۔ اور اسکی آنکھوں کے سامنے
کیا۔۔۔۔

"کیا تم اپنی صفائی میں کچھ بولنا چاہتے ہو؟"

....★☆☆☆☆☆★....

اسنے اسے شاپنگ کیلئے کہا تھا مگر وہ شاپنگ کیلئے نہیں گئی۔

وہ اسکی کی گئی شاپنگ میں سے ہی ایک جامنی رنگ کا
فراک زیب تن کیے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی ہونٹوں پر
لپسٹک لگا رہی تھی۔۔
اسکا دل جانے کیوں اداس تھا۔اسے لگ رہا تھا وہ نہیں آئے گا۔
اسکے باوجود وہ اسکے حکم پر تیار ہو رہی تھی۔۔

اینجل!"وہ اپنی نوک پلک کو سنوار رہی تھی تبھی دروازے کے اس پار"
خیری کی آواز گونجی۔۔
ہاں بولو خیری!"توقیع نے لپسٹک کو نیچے رکھا۔۔"
آپ نے نماز پڑھ لی؟"وہ مسکرا کر بولا۔۔۔جانے کیوں اسکے منہ سے"
نام خیری بھی اسے خوبصورت لگتا تھا۔۔۔بہت عمدہ۔۔۔
شاید اسکی آواز بہت خوبصورت تھی اسلئے۔۔۔

ہاں میں نے پڑھ لی اور تم نے؟"وہ اپنے کھلے کمر پر لہراتے بالوں کی"
وجہ سے دوپٹہ ٹھیک سے سر پر اوڑھ کر،ٹشو سے لپسٹک صاف
کر کے اٹھی اور دروازے کے پاس آکر دروازہ کھولا تو خیری کا چہرہ گلاب کی
طرح کھل اٹھا۔۔۔

میں نے بھی۔۔"وہ اسکے چہرے کو دیکھتے مسمرائز ہو کر بولا۔۔۔"
اگر اس وقت دلاور دیکھ لیتا تو اسے جانے کتنے جوتے پیٹھ پر مارا تا۔۔۔پر
اسے شاید فرق نہیں پڑتا۔
اچھا ویری گڈ!اب سونے سے پہلے تمہاری ٹیبل پر دودھ کا گلار کھا ہے وہ"
ضرور پی کر سونا اور جو سونے کی دعا یاد کروائی تھی صبح نماز کے ساتھ وہ ضرور
پڑھنا۔۔۔"اسنے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔۔۔
وہ اسکے لئے چھوٹے بھائیوں جیسا تھا، پر وہ اسے بڑا رتبہ دے رہا تھا۔۔
دلاور کہاں گیا؟"وہ بات کو لمبی کرنے لگا۔۔۔"
وہ شہر گیا ہے اپنے کسی کام سے۔۔"توقیع نے مسکراتے بتایا۔۔۔"
اوہ!ضرور کوئی بڑا دھماکہ کرنے گیا ہوگا۔۔۔"وہ سن کر بڑبڑایا۔۔"
مطلب؟توقیع نے الجھ کر اسے دیکھا۔۔۔"
کچھ نہیں۔۔میں کہہ رہا تھا کہ ضرور کوئی بڑا کام ہوگا اسلئے گیا ہوگا"
ورنہ چھوٹے موٹے کاموں کیلئے جیکی کو بھیجتا ہے"اسنے کہا پر اسکے
پچھلی بڑبڑاہٹ سے توقیع کچھ سوچ کر ساکت ہو گئی تھی۔۔۔

اچھا میں کہنے آیا تھا کہ جیکی چلا گیا ہے۔اسکی دوسری بیوی کی"

سردی لگنے سے موت ہو گئی ہے۔ گارڈ گیٹ پر موجود ہیں۔۔ میں چھت کا دروازہ بند کرنے جا رہا ہوں آپ باقی کی کھڑکیاں اندر سے لاک کر دیں۔۔" وہ بولا تو توقیع ہوش میں آ کر سر ہلاتی اسے ایک منٹ رکنے کا کہہ کر بھاگ کر اپنے روم کی کھڑکی اندر سے اچھی طرح لاکڈ کر کے پھر اسکے پاس آئی اور دونوں ساتھ وہاں سے نکلے۔۔۔

خیری ایک طرف چلا گیا جبکہ توقیع باقی کے روم کی کھڑکیاں چیک کرتی، مطمئن ہو کر اب نیچے آ گئی اور ساری کھڑکیاں ڈور اچھے سے لاکڈ کرنے لگی۔۔

دلاور کے پاس ڈبلی کیٹ کیز تھیں، اکثر جب وہ لیٹ ہوتا تھا تو خیری توقیع یونہی در دروازے بند کر دیتے تھے اور جب رات کو وہ آتا تو کسی کو ڈسٹرب کیے بغیر ڈور کھول کر آ جاتا تھا۔۔۔

کسی سے مراد صرف خیری تھا۔۔ روم میں آ کر اسے ڈسٹرب نا کرتا تو اسے چین کیسے آتا تھا۔۔ اگر وہ سو رہی ہوتی کبھی کبھار تو غصہ کرتا، اور جب وہ جاگ رہی ہوتی روز تو وہ نظر انداز کر دیتا۔۔

زیادتی تو تھی پر اس دیوانی کو منظور تھا سب۔۔۔

دلاور شہر گیا تھا۔۔۔ مجھے کیا کرنا چاہیے۔۔۔" وہ آخری روم کی" کھڑکیاں ٹھیک سے لاکڈ کرتی مسلسل خود سے ایسے ہی سوالات کر رہی

تھی۔۔

پر کوئی ایسا جواب نہیں مل پا رہا تھا جس سے وہ اپنے دل کو مطمئن کر سکے۔۔ وہ پر سکون ہو سکے۔۔۔

میں چاہتی ہوں بس میرے دل کو کچھ نا ہو اللہ۔۔۔" اسنے ڈبڈباتی" نظروں سے اوپر دیکھا۔۔ مگر احساس ہوا اللہ تو دل میں ہے۔۔ جب دل میں اللہ موجود ہے تو پھر کیسے دل کو کچھ ہو سکتا تھا۔۔" مجھے بھائی کو بتانا چاہیے۔۔۔ میں دل کو کھو نہیں سکتی۔۔۔" وہ الٹے قدموں سے پیچھے ہوئی اور ایکدم پلٹ کر بھاگتی ہوئی روم سے نکلی۔۔۔

"احتیاط لازمی تھا"

کیا ہوا سب ٹھیک ہے؟" تو قسیع کو اندھا دھند سیڑھیوں کی" طرف بھاگتے دیکھ کر۔۔ سیڑھیاں اترتے خیری نے گھبرا کر پوچھا۔۔

ہاں سب ٹھیک ہے۔۔ میں نے ساری کھڑکیاں بند کر دیں" ہیں۔۔ تم اب جاؤ آرام کرو۔۔۔" وہ جبراً مسکرا کر بولی۔۔ اور گہرا سانس بھرا۔۔۔

ٹھیک ہے میں نے بھی چھت پر جانے والا ڈور بند کر دیا ہے اب" آپ جائیں آرام کریں صبح ناشتے پر ملتے ہیں۔ شب بخیر۔۔۔" وہ مسکرا

کر بولا۔۔

شب بخیر۔۔۔ سونے سے پہلے دودھ یاد سے پینا اور برش کر کے وضو" کر کے سونا اور یاد سے دعا بھی پڑھ کر سونا۔۔۔" وہ اس سے مسکرا کر کہتی سیڑھیاں چڑھ چڑھ گئی۔۔۔

خیری نے پلٹ کر اسے دیکھا۔۔ اور مسکراتا ہوا وہاں سے اپنے روم کی طرف مڑ گیا۔۔
وہ بھاگتی ہوئی جیسے اپنے روم میں داخل ہونے لگی تھی کہ اچانک روم سے نمودار ہوتے وجود کو دیکھ کر اسکے منہ سے خوفناک چیخ نکل جاتی اور وہ بری طرح اس سے ٹکراتی اگر بروقت منہ پر ہاتھ جمع کر وہ اپنے قدم دہلیز کے پار روک نا لیتی۔۔۔

تم!!!"خود کو سنبھال کر، اس وقت اپنے روم سے اچانک نکلے جیکی کو" دیکھی وہ غصے سے نیچی آواز میں دھاڑی۔۔۔

خیری نے تو ابھی کہا تھا کہ اسکی دوسری بیوی کی موت ہو گئی تھی۔۔ اور

یہ اس کے روم میں کہاں سے آیا؟
کیا وہ جب کھڑکیاں بند کرنے گئے تھے تب؟

میں یہ فائل کل ڈی کے سے لینا بھول گیا تھا۔ تو ابھی وہی لینے آیا"
تھا۔ آپ روم میں نہیں تھیں تو میں نے خود لے لی۔۔۔" جیکی نے
سپاٹ لہجے میں کہتے اسکے سامنے سیاہ فائل کر دی۔۔۔
توقیع نے غصیلی نگاہوں سے پہلے اسے اور پھر اس فائل کو دیکھا۔۔
اسے یاد آیا یہ فائل دلاور کی بیڈ سائیڈ ٹیبل پر رکھی تھی۔۔ اسنے
مطالعہ کر کے وہیں رکھی تھی اور توقیع کو منع کیا تھا چھونے سے۔۔۔
توقیع کو گڑبڑ کا احساس ہوا۔۔۔
تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے روم میں بغیر اجازت کے گھسنے"
کی؟ اور ہرگز نہیں۔۔۔! نہیں لے جا سکتے بغیر دلاور کی اجازت کے
یہ فائل تم۔۔۔" اسنے غصے سے تیز لہجے میں کہتے جھٹپ کر
اچانک اسکے ہاتھ سے فائل کھینچ لیں۔۔

کہ جیکی نے ہڑبڑاتے ہوئے تیزی سے ہاتھ نیچے کرتے پیچھے کر دیا۔۔۔
توقیع نے فائل تو جھپٹ لی۔۔ مگر اسکی ہاتھ کی حرکت کو ٹھٹھک کر

دیکھا۔۔۔ جبکہ جیکی نے اسکی ہاتھوں کو۔۔۔

ہاتھ میں کیا ہے؟" لمحے کے ہزاروں حصے میں وہ سمجھ گئی کہ وہ اس"
سے کچھ چھپا رہا ہے۔۔ اسکے ہاتھ میں کچھ تھا جسے وہ توقیع سے چھپا رہا
تھا۔۔
کچھ نہیں۔۔" جیکی نے غصے سے کہا۔۔۔"
میں نے کہا ہاتھ آگے کرو۔۔۔ تم نے کچھ چوری کیا ہے۔۔۔" وہ طیش و"
تیز لہجے میں بولی
ٹھیک ہے یہ فائل رکھ لیں آپ۔ میں کل دلشیر سے خود لے لوں"
گا۔۔" وہ توقیع کے بگڑے تیور دیکھتا جلدی سے کہہ کر سیڑھیوں کی
طرف بڑھا۔۔۔

توقیع اسکے بھاگنے پر بوکھلا گئی۔۔۔
جیکی رکو! ورنہ میں تمہارے بارے میں دل کو بتا دوں گی۔۔۔"
جیکی۔۔۔" وہ پیچھے چیخ رہی تھی مگر مجال ہے کہ وہ روکے۔۔ یا پلٹ کر اسے
دیکھے۔۔ توقیع اسکے انداز پر ہکا بکا رہ گئی۔۔ حیرت سے اسے دیکھنے لگی جو
تیزی سے بھاگتا سیڑھیاں اترتا جا رہا تھا۔۔۔

اسکے ہاتھ میں کچھ تو تھا جسے وہ چھپا کر بھاگتا ہوا جا رہا تھا۔۔۔
خیری خیری!!خیری۔۔۔"وہ چیخ کر غصے سے خیری کو بلانے لگی"
تاکہ وہ بھی اس کمینے کی حرکت کو دیکھ لے۔۔خیری نے تو کہا تھا وہ
جا چکا تھا۔۔مطلب اسنے خیری کو دھوکہ دیا تھا۔۔
وہ انکی جاسوسی کر رہا تھا، اور جیسے وہ منظر سے ہٹے وہ روم میں گھس
گیا۔۔اسکی چیخوں پر آخری سیڑھی پر رک کر جیکی نے غصیلی
نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔

میں تمہارے بارے میں دلاور کو بتاؤں گی۔۔تم اسکے روم سے کچھ"
لیکر جا رہے ہو۔۔۔دیکھنا وہ تمہارا کیا حال کرے گا۔۔"وہ اس پر
غرائی۔۔
اسنے واضح اسکا رنگ بدلتے دیکھا تھا۔۔اور پھر وہ بغیر کوئی جواب
دیئے، اس پر ایک غصیلی کاٹ دار نگاہ ڈال کر وہاں سے بھاگتا ہوا نکل
گیا۔۔
وہ ششدر اسکی ہمت جرات کو دیکھتی رہ گئی، پر وہ بھاگ چکا تھا۔۔
کیا ہوا اینجل؟سب ٹھیک ہے؟"وہ سیڑھیوں کے پاس ریلنگ کو"
تھامے کھڑی توقیع کو دیکھتا آدھی سیڑھیاں عبور کر آیا۔۔اسکے

منہ میں برش تھا۔ شاید وہ برش کر رہا تھا واش روم میں تبھی آنے میں دیر ہو چکی تھی اور وہ کمینہ جیکی بھاگ چکا تھا۔۔

"کچھ نہیں تم جاؤ۔۔" اسنے سوچ لیا تھا وہ چھوڑے گی اسے نہیں جانے کیا چرا کر لے گیا تھا۔ وہ دلاور کو ضرور بتائے گی اس کمینے کی پچھلی اور اب کی حرکت کے بارے میں۔۔۔

وہ دلاور سے کچھ نہیں چھپا سکتی۔۔ یہ بہت زیادہ ہو رہا تھا۔۔۔

خیری نے پہلے اسکی غصے سے سرخ رنگ کو دیکھا، اور پھر ہاتھ میں موجود سیاہ فائل کو۔۔

"کوئی آیا تھا کیا؟" خیری نے اس سے پوچھا۔۔

"ہاں جیکی آیا تھا۔۔ فائل لیکر جا رہا تھا بغیر اجازت۔۔۔" اسنے فائل خیری کے سامنے کی۔۔ اور خیری نے فائل دیکھتے پھر توقیع کے چہرے کو دیکھا اور ایکدم قہقہہ لگا اٹھا۔۔

"کیا ہے ہنس کیوں رہے ہو؟" توقیع پہلے غصے میں تھی اسکا ہنسنا اسے ذرہ پسند نہیں آیا۔۔ بلکہ اسکا دل کیا رو دے۔۔ وہ کمینہ جانے کیا لے گیا تھا۔۔

آپ اینجل پریشان نا ہوں، جیکی اور ڈی کے ساتھ کام کرتے ہیں، اور جیکی "
اسکا وفادار ساتھی ہے وہ کبھی ڈی کے سے غداری نہیں کر سکتا۔۔
آپ جائیں سو جائیں میں جا کر دیکھتا ہوں اسے۔۔۔ وہ تو چلا گیا
تھا نا۔۔۔" اسنے مسکراتے ہوئے اسے کہا۔۔

بات یہ نہیں خیری! تم ابھی بچے ہو لوگوں کو نہیں جانتے۔۔ وہ دلاور کی "
غیر موجودگی میں بغیر اجازت کے کیسے انکے روم میں گھس سکتا
ہے؟ وہ ہمارا انتظار بھی تو کر سکتا تھا۔۔
اسنے کچھ چھپایا ہوا تھا ہاتھ میں۔۔
میں نے جب اس سے کہا مجھے دکھاؤ۔۔ تب وہ بھاگ
گیا۔۔۔
خیر تم جاؤ آرام کرو۔۔ میں دلاور کو بتا دوں گی اسنے کہا تھا وہ رات
کو آجائے گا۔۔ میں بتا دوں گی اسکا۔۔" اسنے ضبط سے بتایا۔۔ اسکی
آنکھوں میں نمی تھی۔۔۔
اسے ڈر تھا دلاور اس پر غصہ نا کرے۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے آپ بتا دیجئے گا۔ پریشان مت ہوں جیکی کچھ نہیں "

کر سکتا۔۔ اس میں ہمت ہے وہ دلاور کے خلاف جائے؟ کرے گا بھی کیا؟ کم از کم کوئی کیس ہی فروخت کرے گا پیسے لے گا۔۔۔

دوسرا تو کچھ نہیں جسے دلاور کے خلاف استعمال کرے۔۔ دلاور ایک پرائیویٹ انویسٹیگیٹر ہے۔۔ اور حال ہی میں اسے بہادری کا بھی انعام مل چکا ہے۔

اسنے ڈاکوؤں کو بھی پکڑوایا ہے۔۔ اور بہت بڑے ڈاکو کو۔۔۔

آپ بے فکر رہیں یہ چوزے لوگ ڈی کے کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے وہ ماسٹر مائنڈ ہے۔۔

اچھے اچھوں کو انکی کا کی یاد دلا دیتا ہے۔۔" وہ ہنستے ہوئے کہتا اسے ششدر کر گیا تھا۔۔۔۔

پرائیویٹ انویسٹیگیٹر؟" توقیع سکتے کے عالم میں رہ گئی۔۔ جیسے جامد" سی ہو گئی۔۔

ہاں آپکو نہیں بتایا اسنے؟" وہ حیران ہوتا بولا۔۔۔"

توقیع کی نظروں کے سامنے وہ منظر لہرایا جب وہ کھڑکی سے اسکے روم میں زخمی ہو کر گھسا تھا۔۔۔ ہاں اسنے تو دہشتگرد ہی اسے کہا تھا۔۔

وہ جتنا حیران ہوتی اتنا کم تھا۔۔۔اسنے آہستہ سے خیری کے سوال پر نفی کیا۔۔۔

خیری کے حلق میں جیسے کچھ پھنس گیا۔۔

توبہ ہے اس بندے سے اسنے اپنی بیوی سے بھی راز رکھا ہوا تھا۔۔"

"اور خیری تو نے تو اپنی خیر کو دعوت سے دی۔۔۔

مجھے پہلے شک تھا جو یہ بچی کو سہا سہا کر رکھتا ہے ضرور کوئی اونچے"

ڈائیلاگ مارے ہوں گے۔۔شاید خود کو ریگستان کا ڈان کہا ہو گا۔۔۔"

اسنے جلے دل سے سوچا۔۔۔

شاید آپکو بتانا بھول گیا ہو گا۔۔ہے بہت نیک بندہ آپ مہربانی"

کریں اینجل اس سے کچھ مت پوچھیے گا۔۔ورنہ مجھے بھی نیک بنا دے گا۔۔

جائیں آرام کریں آج کیلئے اتنا کافی ہے۔۔۔"وہ جلدی جلدی سے کہتا اپنے کمزور دل کو تھام کر وہاں سے غائب ہو چکا تھا۔۔۔

اگر وہ انویسٹیگیٹر ہے تو کیا انکا پلان ڈی کے سے بچ جائے گا؟"وہ کانپتے دل سے "

سوچتی ہوئی اپنے روم میں آئی۔۔۔

تو اسکا دل دہشت گرد نہیں تھا؟" وہ لب دانتوں تلے دبا کر مسکراہٹ "
دبانے لگی۔۔۔
اسکا دل کیا ابھی سامنے ہوتا تو خوشی سے چیختی ہزاروں جھپیاں ڈالتی۔۔۔
اسنے پلٹ کر دروازہ بند کیا۔۔۔ اور اس سے پشت ٹکا کر کچھ سوچنے
لگی۔۔۔
ہاہاہاہا۔۔۔ اووو۔۔۔ ہوو۔۔۔" اسنے قہقہہ لگاتے ایکدم زوردار نعرہ لگایا۔۔۔ اور "
اس جشن میں اسنے پھولوں کو برسانے کی بجائے ہاتھ میں موجود
سیاہ فائل کو فضا میں بلند پھینکا۔۔۔

تبھی تو وہ سوچے وہ اتنا بے رحم کیوں نہیں ہے۔۔ دہشتگرد تو بہت
بے رحم ہوتے ہیں اپنوں کیلئے بھی۔۔
وہ تو اپنے اسے کاٹنے کا ارادہ بھی کرتا، تو بھی شدتوں میں اسکے ارادے بدل
جاتے۔۔۔
بھلا اسنے کیوں نہیں سوچا۔۔ دنیا بدل جائے، خون نہیں بدلتے۔۔۔۔
بھلا دانیال خان کا لاڈلا بیٹا دہشتگرد بن سکتا ہے۔۔۔؟

ہر گز نہیں ہاہاہا۔۔ "اسنے ہنستے ہوئے باہنیں فضا میں پھیلائی۔۔ فائل" سے نکلتے لہراتے کاغذ اسکے چہرے کو چھو کر زمین بوس ہو رہے تھے۔۔

اسکی بند آنکھوں، جھکی گھنی سیاہ پلکوں کے پیچھے خوبصورت سا منظر تھا۔۔

جہاں وہ ساحل کنارے، غروبِ آفتاب کے پہر۔۔۔

ٹھنڈی ٹھنڈی ریت پر ننگے پاؤں رکھے۔۔ آسمان کی طرف بازو پھیلائے کھڑی تھی۔۔

اسکے سنہری بال، غروب آفتاب کی سنہری کرنوں سے نہا کر مزید سنہری ہو چکے تھے۔ اسکی آنکھیں موندیں ہوئی تھی۔۔ وہ اسکی خوشبو کو سانسوں میں اتار رہی تھی۔۔۔

پاس ہی گھاس پر اس کا گھوڑا گھاس کھا رہا تھا۔ وقتاً فوقتاً اسکی سانسوں کی آواز فضا میں گونجتی۔۔

وہ مسکرا دی جب وہ باگ کو اپنے گھوڑے کی پشت پر ڈال کر۔۔۔ ہڈی کے جیبوں میں ہاتھ پھنسائے۔۔۔ اسکی طرف بڑھ رہا تھا۔۔

وہ اسکے قدموں کی آواز کو سن سکتی تھی۔۔ جب وہ اسکے پیچھے آکر کھڑا

ہوا۔۔ اسکے لبوں کے گوشوں میں مسکراہٹ آ گئی۔ جب اسنے اپنے مضبوط ہاتھ اسکی نازک سی کمر کے گرد لپیٹ لیے۔۔۔

اور سرکتے ہوئے اسکے آگے آکر آہنی حصار باندھ گئے۔۔

اسے اس خوبصورت پہر مناظر سے کوئی سروکار نہیں تھا۔۔ وہ تنہائی میں صرف اور صرف اسکا ہوتا تھا۔۔

اور اب بھی اسکی گردن سے بالوں کو سمیٹ کر اسنے اپنے چہرے کو اسکی گردن میں چھپا کر اسکی خوشبو میں گہرا سانس لے لیا تھا۔۔۔۔

اسکے دہکتے ہونٹوں کی گھنی مونچھوں نے اسکی گردن کو چھوا تھا۔۔ وہ اسکے سینے میں سمٹ گئی تھی۔۔ تبھی اچانک زوردار طریقے سے فضا میں اچھالی گئی فائل ٹھاہ کے ساتھ اسکے سر پر لگی۔۔۔۔

آہہہ۔۔۔ "وہ برے طریقے سے حقیقت میں پھینکی گئی۔۔۔"

گھاس تو شاید گھوڑا کھا گیا تھا، تبھی غائب تھا۔ مگر ناوہ تھا، نا ساحل، نا جھیل نا ہی غروب آفتاب، سنہرہ آسمان۔۔۔۔

آہہہ۔۔۔۔ "اسکی مدھم چیخ نکل گئی۔۔ جب اسنے ہر طرف سفید کاغذات کو بکھرا ہوا پایا۔۔ اور قدموں میں سیاہ فائل۔۔۔۔

اسنے خیالوں میں ڈی کے کی فائل کا ستیاناس مار دیا تھا۔۔
اب وہ مجھے نہیں چھوڑے گا۔۔" اسکی آواز شرم سے بھاری ہونے کے
بجائے آنسوں سے بھاری ہو گئی۔۔۔

وہ تیزی سے سارے کاغذات سمیٹنے لگی۔۔ تیزی سے گھبراتی
بوکھلاتی ایک ایک کو اٹھا کر بیڈ پر پھینک رہی تھی تاکہ پھر ترتیب
سے فائل میں رکھ سکے۔۔۔
وہ سارے پیجز سمیٹتی بیڈ کے نیچے گرے ہوئے صفحات کو بھی لینے
کیلئے جھکی تبھی نگاہیں سیدھا اندر اندھیرے میں پڑے کشن پر
گئیں۔۔۔

یہ بیڈ کشن یہاں کیا کر رہا ہے؟" وہ حیرت سے دیکھتی بڑبڑائی۔۔"
اس دن کتنا ڈھونڈا تھا اسنے۔۔ جب اچانک غائب ہو گیا
تھا۔۔۔
شاید انہوں نے ہی کیا ہو گا تاکہ میں پریشان رہوں۔۔" وہ سوچتی"
افسوس سے مفی میں سر ہلاتی جھک کر بازو اندر دیکر اس کشن کو نکالنے

کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

وہ کشن کو کھینچ کر باہر لائی۔ اور اپنے کارنامے بھرپور خوشی سے مسکرائی۔۔
آپ جتنا مجھے مجھے تنگ کرلیں۔۔۔ پر میں آپکی جان نہیں چھوڑنے والی"
مسٹر ڈی کے۔۔" اسنے تکیہ بانہوں میں بھینچ کر گہری مسکراہٹ
سے سوچا۔۔
وہ کشن غائب ہونے کی وجہ سے سارے کشنز مین پر رات کو
پھینک دیتا تھا۔۔ اور توقیع اٹھانے کیلئے اٹھتی تو وہ اسکا تکیہ بھی
پھینک دیتا۔۔ اور جب وہ اسے گھورتی تو وہ اسے بانہوں میں بھینچ کر گھورنے
کی سزائیں سنا کر انجام دیتا۔۔۔

اسکو سنبھالنا، یا سمجھنا عالم ضبط کا کام تھا۔ وہ تو خیری کو سلام دیتی
تھی۔۔۔ جو اسکے آنے سے پہلے اسے کسی ماں کی طرح سنبھالتا تھا۔۔
کیوں کہ آج یہ تکیہ اسکی جگہ رکھ کر مسٹر ڈی کے کوٹی ڈی سرپرائز"
دے؟" وہ اپنے سوال سوچ پر مسکراتی عمل کرنے کیلئے جیسے ہی کشن بیڈ پر
رکھا۔۔ اور سیدھی ہوئی اگلے لمحے اسکی مسکراتی آنکھیں وحشت سے
پھیل گئی۔۔۔

یی۔۔ یہ کیا ہے؟" وہ جھٹکے سے کشن پر جھکی اور اسے اٹھا کر آنکھوں "
کے قریب کیا۔۔۔ غور سے دیکھا۔۔۔ اور جیسے سر پر دھماکہ سا ہوا۔۔۔

خ۔۔ خون یی۔۔ یہ تو خون ہے؟" وہ ہکلا گئی خوف سے۔۔"
یہ شخص ابھی اس سے کیا کیا چھپا رہا تھا۔۔۔ وہ سوچ کر رونے لگی۔۔۔
وہ مجھے سزائیں دینے کے علاوہ، غصہ کرنے کے علاوہ کرتا کیا ہے؟"
اسنے کبھی اپنا آپ شیئر کب کیا اس سے۔۔" اسنے بھیگی
آنکھوں سے تکیے کو دیکھا۔۔۔

کیسی بیوی تھی وہ۔۔۔ اسکے سر سے خون نکلا تھا۔۔ شاید چوٹ آئی تھی اور
اسکے فرشتوں کو بھی علم نا ہو سکا۔۔۔

کیوں تمہیں رحم نہیں آتا خود پر ڈی کے۔۔" وہ روتی ہوئی اپنے قول سے مکر "
گئی۔۔ ہاں وہ اسکے نہیں بلکہ وہ اپنے معاملے میں بے رحم تھا۔۔۔
وہ خود کو اذیت دینے میں ماہر تھا۔۔
تمہیں آج سارے حساب دینے ہوں گے۔۔ بس!!! اب بہت "

ہو گیا۔۔۔"وہ کشن پٹخ کر بیڈ پر جیسے ہی پلٹی اگلا دھماکہ اسکے لئے تیار تھا۔۔۔

وہ ٹھٹھک گئی۔۔۔اسکی آنکھیں انتہائی حد تک پھیل گئیں۔۔

بھائی۔۔۔!!"وہ بڑبرائی۔۔۔تیزی سے جھکی۔۔۔"

وہ فائل کا فرنٹ پیج تھا شاید۔۔۔۔

سامنے صفحہ پر ساحل شاہ، دریاب خان، صمصام زیدی، زیاف زیدی کی پاسٹورٹ سائیز تصویریں صفحے میں پیوست تھیں۔۔

اسنے اٹھا کر خالی آنکھوں کے سامنے کیا۔۔۔

اوہ دلاور۔۔۔۔۔۔ تم تو مجھے مار دو گے۔۔۔"وہ بے جان ہوتی ٹانگوں سے بیڈ پر" ڈھے سی گئی۔۔

وہ سب جانتا تھا انکے پلان کے بارے میں۔۔۔

وہ اسے یہاں چھوڑ کر کراچی کیوں گیا تھا؟

میں تمہیں کھو نہیں سکتی۔۔۔"وہ ٹوٹ گئی جیسے۔۔۔اسکی آنکھوں" میں اپنی بچپن کی محبت کا عکس لہرانے لگا۔۔وہ کھکھلاہٹیں۔۔۔وہ قہقہے۔۔وہ محبتیں۔۔۔وہ اپنائیتیں۔۔۔۔

تمہارا منہ کیوں سوجا ہوا ہے؟" دریاب نے سامنے بیٹھے زیاف کے" چہرے پر کشن پھنک کر مارتے پوچھا۔

میرا منہ نہیں میری قسمت خراب ہے۔۔"وہ جل کر" بولا۔۔۔
کوئی نئی تازی بتا یہ ہمیں پتا ہے۔۔اسلئے تو تجھے صدمہ کی بیماری پڑ" گئی۔۔اور جب تو جا کر ہاسپٹل ڈاکٹرز کے جوتوں کو نہیں سونگھ لیتا ہوش" نہیں آتا۔۔۔

مختصر یہ میرے پتر کہ تجھے مرگی ہے۔۔"وہ مونگ پھلی کے" دانے منہ میں ڈالتے محظوظ ہو کر بولا۔۔۔

تو بول مت دریابے۔۔!سب تیری وجہ سے ہوا ہے۔۔"اسے انوشہ" اپنے نا آنے کی وجہ بتا چکی تھی۔کیسے دریاب صام کے گھر گیا۔۔ کیسے صام کو لے گیا۔۔۔

تقویٰ زیدی نے انوشے کو ہاسپٹل بلالیا تھا، کیونکہ وہاں صائم زیدی اور صارم زیدی دونوں نہیں تھے۔ تینوں باپ بیٹے ایس پی آفس گئے ہوئے تھے۔۔
اسنے بھی چاٹ مصالحہ لگا کر ساری بات ثمن کے گوش گزاری تھی کہ پھاپھا کٹنا آج یہ کر رہا ہے۔۔

بہت ہوا درویشوں والے کام۔ ملالیا سب کو۔۔ اسے لگ رہا تھا سب کو ملاتے ملاتے اسکی بیڑی تر لگ گئی ہے۔ اب اسے انوشے کو حاصل کرنے کیلئے سیریس ہونا ہی پڑے گا۔
صبح سے شام تک اسکے انتظار میں سوتا پڑا رہا کہ اب وہ آئے گی اور اسے جگائے گی تب وہ اسکی کلائی کھینچ کر اسے سینے پر گرا لے گا۔۔
پر یہ منصوبہ،، منصوبہ ہی رہ گیا۔۔ پر اب اسے حاصل کرنا تھا، پھر چاہے اسکے لئے اسے کڈنیپ ہی کیوں نا کرنا پڑے۔۔

کنوارہ رہ رہ کر سالہ آدھا خون ہی جل گیا ہے۔" وہ اپنے بازو کو دیکھتا" تکلیف سے سوچنے لگا
سردیاں آ گئی۔۔. چلی بھی جائیں گی۔۔۔ میں تو ابھی انکی نظر میں" جیسے ننھا کاکا ہوں۔۔۔ اس صارمے کی شادی کروادی۔۔ وہ تو مجھ سے چھوٹا

تھا۔۔

ناانصافی کی حد ہوتی ہے۔۔ کل کلاں اسکے بچے ہوں گے۔ اور میں انہیں کھلا رہا ہوں گا گود میں۔۔۔ اگر یہی حال رہا تو پاکستان نے ترقی کی سو کی۔۔۔" وہ جلے دل سے بڑبڑا رہا تھا۔۔

تم کس سے بات کر رہے ہو؟" ساحل کے پیچھے روم میں داخل" ہوتے صام نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔

خیالوں میں خیالی بیوی سے رومینس کر رہا ہے۔۔" دریاب نے کہہ" کر اپنی بات کو خود انجوائے کرتے قہقہہ لگایا۔۔ زیاف کو آج وہ زہر لگ رہا تھا۔۔ اسنے خونخوار نظروں سے اسے گھورا۔۔۔

کیا ہوا؟" ساحل نے اپنی نشست سنبھالتے ہوئے اسکے تاثرات" دیکھتے پوچھا۔۔

کچھ نہیں۔۔۔" زیاف سٹپٹا کر سیدھا ہوتے بولا۔۔۔ صام دریاب کا" مشترکہ قہقہہ روم کی فضا میں گونجا۔۔

ساحل نے گھورا دونوں کو۔۔ وہ مشکل سے قہقہہ ضبط کیے اپنی جگہوں پر

سیدھے ہوئے بیٹھے۔۔۔

ہوں! اگر کوئی پریشانی ہے تو بتائو؟"فائل ٹیبل پر رکھتے ہوئے اسنے"
پوچھا۔۔زیاف کا دل بھر آیا۔۔
"کاش وہ اس سے مدد لے سکتا۔۔"آہ کاش
کچھ نہیں بھائی آپ بتائیں سب خیریت ہے کیوں بلایا ہے۔۔"وہ"
ٹھنڈی سانس بھر کر ان سے بولا۔۔۔
دریاب نے مسکراہٹ دباتے صام کو اشارہ دیا۔۔

تو قسیع نے صام کو ٹرانس میٹر کی تھرو میسج بھیجا ہے کہ دلاور سب"
جان چکا ہے۔۔۔"ساحل نے زیاف کے پوچھنے پر سر ہلاتے گہرا
سانس بھر کر اچانک زیاف اور دریاب کے سروں پر دھماکے
کیے۔۔۔
پر یہ دھماکہ اتنا دھماکے دار دریاب کیلئے ثابت نہیں ہوا جتنا، زیاف
کیلئے ہوا تھا۔۔۔وہ"واٹ !!!!"کہتا اپنی جگہ سے اچھل پڑا۔۔۔
اب ؟؟"اسنے ہراساں نظروں سے باری باری سب کو دیکھا۔۔مگر"
وہ نارمل بیٹھے تھے۔۔صدمہ تو اسکے لئے ثابت ہوا تھا۔۔

اب !اب یہ ہے کہ وہ یہاں کراچی میں آ بھی چکا ہے۔۔اور اسنے ہی" ایس ایس پی کو کڈنیپ کروایا ہے۔۔"ساحل شاہ کے اتنے آرام سے کہہ دینے پر دریاب حلق میں مونگ پھلی بری طرح سے پھنس گئی کا وہ زور سے کھانسنے لگا۔۔۔

اگر ایس ایس پی کو وہ لے گیا تو ہم کیا ڈھول بجائیں گے ؟"دریاب نے" خود کو سنبھال کر ساحل سے کہا۔۔

وہ کراچی میں تھا۔۔ تو کیا اسکا اور ثمن کا پلان سکسسفل ہو گیا" ہے ؟"سکتے میں بیٹھے زیاف نے دھڑکتے دل سے سوچا۔۔۔"اگر وہ "کراچی میں تھا۔۔ تو زیاف زیدی تمہاری خیر نہیں۔۔۔

تم تو ڈھول ہی بجاؤ اب۔۔۔ مگر بھائی کچھ سوچے گا۔۔۔"صام نے اس" سے کہا۔۔۔

ہمارے پاس ایک دن ہے بیچ میں۔۔۔پرسوں ہماری دوسری تاریخ" ہے۔۔اور اگر ہم نے اب کی تاریخ ہاتھ سے گوائی بھائی آپ جانتے ہیں

پھر ہم ہار جائیں گے۔۔۔" دریاب نے سنبھال کر سیریس ہوتے کہا۔۔۔

ہم سب جانتے ہیں دریاب! کیا ہو رہا ہے ہمارے ساتھ کتنی مشکلات " آ رہی ہیں۔۔ اور اب ہمارے پاس صرف ایک یہی راستہ ہے کہ آج ابھی تم جاؤ دبئی۔۔ یہ رہی تمہاری ٹکٹ۔۔۔ اور اسے کنوینس کرو۔ سچ جاننے کی کوشش کرو۔۔۔ اور مجھے پتا ہے تمہارے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا یہ۔۔۔" ساحل شاہ نے کہتے صام کو اشارہ دیا جسنے فلائیٹ کی ٹکٹ وسط میں موجود ٹیبل پر رکھیں۔۔

کون ہے؟ اور کسے؟" دریاب حیرت سے ٹکٹ کو دیکھنے لگا۔۔ اور پھر " ان دونوں کو دیکھا۔۔۔ تو اس کا شک درست ثابت ہوا تھا۔۔ اسکی ٹیبل کے پیچھے ڈی کے ہی تھا۔۔

اور فیری کے توسط سے اسکی مدد کرنے والا بھی ڈی کے۔۔۔

یہ ہے! اسے پہنچاتے تو ہو گے۔۔۔" صمصام نے کہتے ایک تصویر " ٹیبل پر پھینکی۔۔۔ جو لہراتی آ کر ٹیبل کی وسط پر گری جس پر زیاف اور دریاب کی آنکھ ٹک گئیں۔۔۔

ماہرہ۔۔۔!" دریاب نے بڑبڑاتے ہوئے تصویر کو شاکی کیفیت میں اٹھایا" اور اپنی شہد رنگ آنکھوں کے سامنے کیا۔۔۔ جہاں تیزی سے کتنے عکس لہرا گئے۔۔۔۔

یی۔۔۔ یہ۔۔۔۔۔۔" اسنے منہ سے بڑبڑاہٹ نکلی۔۔۔۔"
اور وہ جیسے ماضی میں کتنوں کے سنگ خود بھی اتر گیا۔۔۔۔

ڈی کے سے پہلے تمہیں جانا ہے۔۔ اسکے پاس اور اس سے سب کچھ " سچ گلوا کر خود نہیں آنا بلکہ اسے بھی ساتھ لانا ہے۔۔" ساحل شاہ کی بھاری سنجیدہ آواز روم کی فضا میں گونجی۔۔۔

ooooooooo

کہنے کے ساتھ اسنے خنجر کی نوک کو منہ پر بندھی پٹی کے نیچے سے اندر ڈالا۔۔۔ اس نیم بیہوش وجود کی آنکھیں پوری پھیل چکی تھیں۔۔ اور وہ وحشت سے پھٹی آنکھوں سے مقابل بیٹھے شخص کے ہاتھ میں موجود خنجر کو بری طرح خوفزدہ ہوتے دیکھ رہا تھا۔۔

مقابل کا چہرہ ہڈی میں تھا۔
مگر اسکی یہ سیاہ ہڈی ہی تو اسکی پہچان تھی۔۔
وہ کیسے نا پہچانتا کہ وہ کون ہے۔۔۔
ڈی کے۔۔۔۔!" ایک سرسراہٹ ہوئی سرگوشی اسکے حلق میں"
گونج کر دم توڑ گئی۔۔ اسنے اس سیاہ گلووز والے ہاتھ سے نظریں اٹھاتے
ہوئے بازو سے ہوتے اسکے سر کو دیکھا۔۔
اسکے آدھے چہرے پر بلب کی روشنی پڑ رہی تھی باقی کا چہرہ ہڈی کی
وجہ سے اندھیرے میں تھا۔۔

وہ غصہ بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔ اور رو بھی نہیں سکتا تھا۔۔
کیونکہ سامنے ڈی کے تھا۔۔۔
کاش وہ اسکے دھوکے میں نا پھنستا۔۔ اسنے بیوقوف بنا کر اسے کال کی کہ
اسکی بیٹی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔ اور وہ بیوی کو پریشان کیے بغیر بھاگے
چلے آئے۔۔ کیونکہ انہیں یقین تھا انکی بیٹی نے ڈرنک کی ہو گی۔۔ اور یہ
بات میڈیا تک نا پہنچے۔۔۔
اسلئے وہ خفیہ طور بھاگے جا رہے تھے، پر اچانک بیچ راہ سے ہی۔۔۔
رات کو ہی وہ کلب پہنچنے سے پہلے اچانک ہی اٹیک سے بیہوش

ہو گئے اور اب جب ہوش آیا تو خود کو بندھا ہوا، ڈی کے کے سامنے پایا تھا۔۔۔

مجھے کہنے کی مہلت دو ڈی کے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔۔۔"وہ زرد پڑتا" پھڑ پھڑایا۔۔۔اسکے حلق میں آواز پھنس گئی وہ یہ الفاظ ادا نہیں کر سکا۔۔۔

اسکے لبوں بندھی پٹی کے نیچے، خنجر کی تیز نوک رکھی تھی۔۔اسکی جان وجود سے نکل رہی تھی اگر اسنے ذرا سا بھی ٹیڑھا کیا خنجر کو، تو اسکے ہونٹوں کو سیدھا کاٹ دے گا دو حصوں میں۔۔۔

اسنے کوئی حس و حرکت نا کی۔۔جس سے ذرا بھی خنجر میں حرکت پیدا ہو، البتہ اسکی آنکھوں کے آنسوں بہت کچھ کہنا چاہتے تھے۔۔۔

دلاور نے اسے چیئر پر کانپتے دیکھ کر مسکراہٹ دبائی۔۔۔

اور آہستہ سے خنجر کو سیدھا کیا، جس سے اور جھٹکے سے منہ پر بندھی پٹی کو بیچ سے کاٹا۔۔۔

آہہہ۔۔۔"نادر پرویز کی دہلا دینے والی چیخ زوردار تھی۔۔کیونکہ اسے لگا تھا اسکا" منہ کٹ گیا ہے۔اس حیوان نے اسکا منہ کاٹ دیا ہے۔۔۔

وہ وحشت سے بری طرح سے چیخا و بلبلایا۔۔۔
ہاہاہاہا۔۔"دلاور اسکی بچوں جیسی حالت پہ قہقہہ لگا اٹھا۔۔"

اب تم بول سکتے ہو!"وہ جب کچھ نا ہونے کے احساس سے ریلیکس ہوا" تب اسنے کہا
تم نے مجھے کیوں اغوا کیا ہے؟ تمہیں پتا ہے میں تمہارا کیا حال" کروں گا؟ تمہیں یہ اندازہ ہے میں کون ہوں؟"خود کو آزاد کرنے کی کوشش کرتے ہوئے وہ چیخ اٹھا۔۔۔

کون ہو؟"اسنے سر سے ہڈی ہٹا کر، اسکے گھٹنے پر رکھے پاؤں کو زور دیتے، بازو" گھٹنے پر رکھا اور اس سے حیرت سے پوچھا۔۔
میں ایس ایس پی نادر ہوں۔۔۔ صبح تک تم اپنا انجام دیکھنا ڈی" کے۔ میں کوئی عام شخصیت نہیں ہوں جسکے غائب ہونے پر عوام خاموش رہے گی یا حساس ادارے۔۔
تم پکڑے جاؤ گے اور کتوں سے بدتر تمہاری حالت ہو گی۔۔"اسکی ابھی بات مکمل ہی ہوئی تھی۔ کہ ایکدم سے اسکے گھنٹے پر رکھے بوٹ کو اچانک ہی اسکے اسکے بولتے منہ پر دے مارا۔۔۔

آہہہ۔۔"وار اس قدر خطرناک تھا کہ نادر پرویز چیختا چیئر"
سمیت پیچھے کی جانب برے طریقے سے جا گرا۔۔۔

اور میں دلاور خان ہوں۔اللہ اور اپنے باپ کے علاوہ کسی کے باپ"
سے نہیں ڈرتا۔۔"اسنے اپنی گرجناک آواز میں کہتے جھک کر گھومتے
سر سے کراہتے ہوئے نادر پرویز کو اوپر اٹھایا۔۔
اور چیئر کو سیدھا کیا۔۔۔
تم کیوں میرے ساتھ ایسا کر رہے ہو ڈی کے۔۔"سر میں سخت درد"
سے وہ ٹھیک سے بول بھی نا سکا۔۔کس قدر بے دردی سے اسنے پیچھے پھینکا
تھا۔۔۔
"وہ ہذیانی انداز میں روتا چیخ رہا تھا۔"تم مجھے کہاں لائے ہو آزاد کرو مجھے۔۔

مجھے لگا تمہیں یہاں آکر خوشی ہو گی۔۔پر خیر میں غلط تھا۔۔"اس"
پر تو جیسے اسکی چیخوں کراہوں سے فرق نہیں پڑا تھا۔۔
وہ ریلیکس ہو کر اسکے سامنے رکھی چیئر پر بیٹھا۔۔۔
میں ہو۔۔"اسنے اپنے مخصوص لہجے میں DK OTC تم اس وقت"
کہا۔۔۔

یہ کیا ہے؟"نادر پرویز نے ٹھٹھک کر اسکے چہرے کو دیکھا۔۔"
دلاور مسکرادیا۔۔"اگر حولدار سے ایس پی اور ایس پی سے سیدھا ایس
"ایس پی نا بنے ہوتے تو آج اسکی معنی آسانی سے معلوم ہو جاتی۔۔

آفیشل ٹارچر سیل آف دلاور خان۔جہاں دلاور خان اپنے"
عزیزوں کو خود لا کر ٹارچر کرتا ہے۔تاکہ وہ اخلاق کے دائرے میں مجھ
سے کلام کر سکیں۔۔"اسنے اپنے سرد لہجے میں نادر پرویز کے سر پر
دھماکہ کیا۔۔۔
اسنے کہنے کے ساتھ اپنا خنجر اور گن نکال کر اسکی گود میں رکھا۔۔
کیا اب تم بتانا پسند کروگے کہ حقیقت کیا ہے؟"اسنے اسکی"
آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

کک۔۔کیسی حقیقت؟؟کک۔۔کون سی حقیقت مجھے جانے دو دد۔ڈی"
کے۔۔۔میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔"وہ خوفزدہ ہو گیا تھا اسکی
آنکھوں کے سرد تاثرات سے۔۔
وہ جانتا تھا لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔۔۔اسکے سرخ
آنکھوں سے ایس ایس پی کو دیکھا،اور اگلے لمحے اسکی گود سے گن کو اٹھا کر

اسکے بائیں کندھے پر شوٹ کیا۔۔۔
ٹھاہ" دھماکے دار آواز روم کی فضا میں وحشت سے گونجی۔۔"

آہہہہ۔۔۔۔" گرم گولی کی اذیت سے وہ بلبلا کر چیئر سے اچھل پڑا۔۔اور" زخم جیسے ٹھنڈا ہوا درد بیدار ہوا اسکی کربناک چیخیں پورے سیل میں گونج اٹھیں۔۔۔

میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔۔۔۔دلاور خان۔۔۔ پچھلی بار تو بچ گیا" اب کی بار نہیں بچے گا۔۔۔ تمہاری بہن۔۔۔ تمہارا بھائی باپ ماں۔۔۔۔" اسنے بپھرے جانور کی طرح چیختے اپنی گردن موڑ کر گولی لگے کندھے کو دیکھا۔۔۔

تبھی اسکی بات سر کر دلاور نے سر ہلاتے ہوئے اسکی گود میں گن کو رکھا، اور اسکے کان کو دیکھتے اسنے چمکتے ہوئے خنجر کو اٹھا کر دائیں کان کی لو کو پکڑتے خنجر کو سلتی سے پکڑا۔۔۔
نادر پرویز کا دماغ سن تھا۔۔وہ کچھ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔۔ تبھی دلاور نے کان کے نیچے سے خنجر کو رکھتے پوری قوت سے اوپر کی جانب کھینچا۔۔۔۔

گوشت کاٹنے کے مخصوص آواز کے ساتھ نادر کی آوازیں بھی چھت پھاڑ تھیں۔۔۔وہ درد اذیت سے سر اٹھائے غرر غرر کر رہا تھا۔۔۔ اسکی حالت اذیت سے بری ہو گئی تھی۔۔۔کان کے لچکدار ہڈی کا سفید گوشت سرخ ہوتا، اچانک اس میں سے خون کے پھوارے پھوٹ پڑے اور وہ سیدھا دلاور کی ہڈی کو بگھونے لگے۔۔۔

وہ کرسی پر بندھا ہوا تھا، اسکے بعد بھی پورا کانپ رہا تھا۔۔شاید اسکا وجود اب یہ اذیت برداشت نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔

منہ کھولو۔۔۔"اچانک اسنے نیم بیہوشی طاری ہوئے نادر کے بالوں کو مٹھی" میں جکڑا۔۔اور سر اونچا کرتے کرسی کی ہشت سے لگا کر اس پر دھاڑا۔۔۔

میں نے کہا منہ کھولو۔۔۔!!"وہ بری طرح غرایا۔۔۔"

اسنے بہت مشکل سے اپنا منہ کھولا۔۔اسکا جبڑا درد کر رہا تھا۔۔کان اور کندھے کے درد سے پورا دماغ سن ہو چکا تھا کہ کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔

کھاؤ اسے۔۔" اسنے جونہی تھوڑا سا منہ کھولا دلاور نے وہ کٹا ہوا کان اسکے "
منہ میں گھسا دیا۔۔ اور سرد لہجے میں حکم دیا۔۔۔
وہ کچھ سمجھ نا سکا۔۔ محض اسکے حکم پر عمل کرنے لگا۔۔
دلاور اسے اپنے حکم کا تابع دیکھ کر مسکراتا ہوا اچھل کر اپنی چیئر پر بیٹھا اور
ہاتھوں کو اسکی شرٹ پر صاف کرتے ہوئے خنجر واپس اسکی گود
میں رکھ دیا۔۔۔

معاً روم کی فضا میں، نادر پرویز کے منہ میں دانتوں تلے کچلتی ہوئی لچدار
ہڈی کی آواز کرچک کرچک کی صورت گونج رہی تھی۔۔۔
اور وہ کسی برے حیوان کی طرح اپنے ہی کان کو نوچ نوچ کر کھا رہا تھا۔۔ کیونکہ
اسے موت کا خوف تھا۔۔

اب تم واضح سن سکتے ہو کہ میں کیا پوچھ رہا ہوں۔۔۔" اسنے اپنی "
بات کا آغاز کیا۔۔
مجھے جانے دو۔۔۔" وہ رونے لگا۔۔۔ اسکے منہ سے لیس دار مادہ نکل رہا"
تھا۔۔۔
تمہارے لیے ایک خوشخبری ہے میرے پاس۔۔۔ اگر تم مجھے "

سب کچھ سچ سچ بتا دو گے۔۔۔جو میں پوچھوں گا وہ بھی۔۔اور جو میں نہیں
"جانتا وہ بھی۔۔ تو تم اپنے دوسرے کان کو کھانے سے بچ جاؤ گے۔۔۔
وہ اسکی باڈی کی قوت برداشت کو کچھ دیر پہلے چیک کر چکا تھا، بزدل
انسان کی عمر ہی اسکی قوت برداشت کا پتا دیتی ہے۔ دوسرا
حادثے کے فوراً اسکی ہارٹ سپیڈ، خون کی روانی اس بات کا پتا دیتی
ہے کہ وہ کتنا ڈر گیا ہے، بڑی ایج اور خوف سے خون کی روانی اور ہارٹ
بیٹ کی تیزی، مقابل کو سمجھا دیتی ہے کہ اسکا دل کتنا برداشت کی
قوت رکھتا ہے۔ وہ اسکے خون کی روانی، ہارٹ بیٹ چیک کر چکا تھا اپنے
خفیہ آلات سے۔ اور اسکی عمر کا اسے باخوبی علم تھا۔ اور وہ جانتا
تھا ایک اور ڈوز اسے بیہوش کر سکتا تھا۔۔ اور وہ اسے اس وقت
اسکے انتظار میں تھی۔۔۔ TD بیہوش نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اسکی

اور وہ پھر اسکا انتظار رائیگاں نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا وہ
اب اگر وقت پر نا پہنچا تو وہ بری طریقے سے ناراض ہو گی۔۔۔
اور وہ تو منانا بھی کسی کو نہیں جانتا تھا۔۔۔
اب اگر تم نے مجھے جواب نہیں دیا تو تیار رہنا اپنے انجام کیلئے۔۔""
اسنے گلووز میں مقید ہاتھ سے خنجر کو اٹھایا اور ابکی بار اسکی بانچھوں کے

قریب رکھا۔۔۔

اسکا پارہ ہائی ہو رہا تھا اب توقیع کے انتظار کو سوچ کر۔۔۔

منہ کے قریب بانچھوں پر رکھے خنجر کی نوک نے جیسے خون کی ننھی خود چھوا۔۔۔ وہ بلبلا کر کر ہڑبڑاتے ہوئے بولا۔۔۔

"مم۔۔ مم۔۔ میں بتاتا ہوں ممم۔۔ میں بتاتا ہوں سب بتاتا ہوں۔۔ مجھے مت مارو دلاور خان مم۔ مجھے مت مارو۔۔ مجھے معاف کر دو۔۔۔" وہ روتے ہوا گڑگڑاتے ہوئے بولا۔۔ دلاور کی آنکھیں لہو ہو رہی تھیں۔۔۔

اسکا دل کر رہا تھا ابھی اسکا پورا منہ چیر دے۔۔۔

"بھونکو۔۔۔!!!" وہ دھاڑا۔۔۔

"تت۔۔ تب میں کچھ نہیں جانتا تھا۔۔ سس۔۔ سب تو تم جانتے تھے۔۔ مجھے بس اتنا پتا تھا کہ تم ایک کم عمر ریپسٹ اور قاتل ہو۔۔ میں نے بس لالچ میں وہ کیا جج۔۔ جو مجھے نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔۔۔

اسکے منہ سے کچلے گوشت کے ذرے گر رہے تھے۔۔۔ ساتھ سرخ

مادہ بھی۔۔۔وہ کسی بے بس آدم خور کا منظر پیش کر رہا تھا۔۔۔
آگے بولو۔۔۔"اسنے حکم دیا سرد تھر تھرا دینے والی آواز میں۔۔۔۔"

مم۔مجھے اسنے کہا تم سے وہ سس۔۔سب کہنے کیلئے۔۔۔"وہ رکا دلاور" نے اسے دیکھا۔۔۔
کس نے؟"اسنے استفسار کیا"
وو۔۔وہ فیروز چغتائی نے۔۔۔۔"اسنے ڈرتے ہوئے بتایا۔۔۔"
پھر۔۔۔؟"دلاور نے کچھ توقف کے بعد کہا۔۔۔۔"
وہ رونے لگا درد سے۔۔بے تحاشہ مچلنے لگا۔۔۔

تم نے خود کے ساتھ ایسا کیوں کیا؟؟۔۔۔۔یہ دلدل تھی۔۔۔اس دلدل" میں تم خود کو دے تھے۔۔۔م۔۔مجھے جانے دو میں بے قصور ہوں۔۔۔سب اسنے کیا۔۔۔۔تم اس کو سزا دو۔۔۔وہ حیوان کھلا گھوم رہا ہے۔۔۔میں بے قصور ہوں۔۔۔۔۔۔"وہ روتا گڑگڑاتا ہا گل ہو رہا تھا۔۔۔
جبکہ دلاور کے کان میں اسکا شروع والا جملہ گونج رہا تھا۔۔۔
اسکی آنکھوں کے سامنے دھندلے سے عکس لہرانے لگے۔۔۔روتے غصہ کرتے، منمناتے، مارتے، شرارت کرتے۔۔۔اور قہقہہ

لگاتے۔۔۔۔

تم بے قصور ہو؟"اسنے کھوئے انداز میں پوچھا۔۔۔۔"
وہ اسے دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔۔۔۔۔
ہ۔۔ہہ۔۔ہاں۔۔۔"نادر پرویز خوشی جوش سے ہکلا گیا۔۔۔"
تو قصوروار کون ہے؟"اسنے سرد لہجے میں پوچھتے سرخ لہو لہان ہوئی"
شہد رنگ آنکھوں کو اسکے چہرے پر ٹکایا۔۔وہ جیسے اگلی سانس لینا
بھول گیا۔۔۔۔

پر جواب نا دینے کا انجام وہ بھگت چکا تھا، مزید نہیں بھگتنا چاہتا
تھا۔۔۔
انہوں نے ایک معصوم سے لڑکے کو اس قدر حیوان بنا دیا۔۔۔وہ رونے
لگے جب انکی آنکھوں میں اپنے بچوں کا عکس لہرایا۔۔۔۔

وہی درندہ۔۔۔جو اگلے شکار کیلئے جنگلی حیوان کی طرح زمین کو سونگھتا"
پھر رہا ہے۔۔۔"اسنے کہتے لمحے بھر کیلئے مقابل کی سرخ شہد
رنگ آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

اور لبوں سے نام ادا کرنے لگا۔۔۔۔۔

ooooooooo

....★☆☆☆☆☆★....

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ماضی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نیویارک کی خوبصورت پر سکون جگہ پر حیدر شاہ کا گھر تھا۔ یہ جگہ کافی پر سکون تھی۔ اور حیدر شاہ کا گھر، وہاں ہر کسی کی توجہ کا مرکز تھا۔ کیونکہ ایک تو وہ قدرتی حسن کے قریب تھا، دوسرا وہ گھر بہت خوبصورت انداز سے بنا ہوا تھا۔ اسکی بیک سائیڈ پر خوبصورت سے درخت تھے، جن میں چھوٹے چھوٹے پھول تھے، آگے بڑا سا لان تھا۔ لان میں مختلف اقسام کے پھول تھے وہاں۔۔۔
گھر کا سوئمنگ پول بیک سائیک درختوں کے چھاؤں تلے تھا۔ کیونکہ بیک سائیڈ کوئی نہیں جاتا تھا، اسلئے بازل اور روحا کیلئے ایک خوبصورت سا پول بنایا تھا حیدر شاہ نے حال ہی میں۔۔۔

حیدر شاہ کا ایک گھر پاکستان کے شہر کراچی میں بھی تھا، جو ابھی مکمل طور پر بند تھا۔ جبکہ دوسرا گھر اسکا نیویارک میں تھا۔ جہاں وہ بچپن سے اپنے باپ ماں کے ساتھ رہتے آرہے تھے۔

اور وہ گھر کیا تھا، سفید پیلس تھا، ہوتا بھی کیوں نا وہ حیدر شاہ کے مرحوم باپ نے بہت چاہ سے بنایا تھا۔ وہاں مہکار شاہ اور حیدر شاہ نے اپنا بچپن اپنے باپ کے ساتھ گزارا تھا۔ بہت حسین یادیں تھی انکی یہاں۔۔

اور بہت تلخ یادیں تھی حیدر شاہ کی وہاں۔۔۔۔

اگر حجاب شاہ نا ہوتی تو شاید وہ کب کا اتنا کچھ ہارنے پر پاگل ہو جاتا۔۔ کبھی تو اسے بہت پچھتاوے ہوتے ہیں کہ کاش وہ پاکستان جاتا ہی نا۔۔۔ اسکی بیٹیاں جب بھی پاکستان کے بارے میں پوچھتی تھیں تو اسکے چہرے پر سایہ سا لہرا جاتا۔۔

شروع دن میں اسکے لئے ایڈجسٹ ہونا بہت مشکل تھا، اسکا دل عجیب حالت کا شکار تھا، دماغ گھوم جاتا۔۔ وہ سارا سارا دن آفس رہتا، رات کو دیر سے گھر لوٹتا۔۔

اور جب روم کا دروازہ کھولتا تو سامنے ہی ہاتھوں میں چہرا اٹکائے بیٹھی اپنی چیونٹی کو پاتا۔۔ اسے اپنے غصہ آتا اپنے عمل پر، وہ طے کرتا کہ وہ ایسا نہیں

کرے گا۔۔۔
مگر دوسرے دن پھر سے وہی عمل ہو جاتا جو وہ کرنا نہیں چاہتا۔۔۔ پر وہ اسکی بیوی تھی قابل تعریف۔۔۔
اسنے کبھی اس سے شکوہ نہیں کیا، بس اس سے جلدی آنے کی فرمائش کرتی۔۔ اور وہ مسکرا کر ہاں کر دیتا۔۔ پر جانے کیا ہوا تھا اسے۔۔ وہ خود کو سمجھ نہیں پایا تھا کافی وقت۔۔۔۔

وہ اپنی بہن بیوی کو وقت دینا چاہتا تھا، مگر وہ جیسے اندر سے ٹوٹ چکا تھا۔ وہ سنڈے کے دن مہکار شاہ کو وقت دیتا تھا۔ اس میں وہ بھی ساتھ ہوتی تھی۔۔۔
اور ہر ممکن کوشش کرتی تھی حیدر شاہ کا دن خوبصورت کرنے میں۔۔
پاکستان سے آکر مہکار شاہ ایک بند کمرے کی ہو کر رہ گئی تھی۔ اور یہ حیدر شاہ حجاب کی محبت کو کششیں تھیں کہ وہ اسے باہر لاتے گھومنے گھمانے لے جاتے تھے۔۔

کبھی شاپنگ تو کبھی آئس کریم کھلانے۔۔ وہ حجاب شاہ کا مشکور تھا جسنے اسے وقت رہتے احساس دلایا تھا۔۔

جب وہ خود اپنے ہاتھ سے نکل رہا تھا۔ تب اسے یاد تھا، ایک رات وہ اسکی مضبوط بانہوں کے حصار میں رو پڑی تھی۔ اسکا رونا جائز تھا۔ وہ اسے بتا رہی تھی کہ وہ کتنی پردیس میں اکیلی ہو گئی ہے۔۔

وہ کیوں اسے نظر انداز کر رہا ہے۔۔ وہ چھوٹی سی لڑکی جب روتی اس سے سوال کر رہی تھی۔ تب اسکے دل میں شدید ٹیس اٹھی تھیں۔۔ اور اسے یہ احساس ہوا تھا کہ اسکے دل میں حجاب شاہ ایک بڑا مکان رکھتی ہے۔۔

اسنے وہ اپنی ساری رات اسے سونپ دی۔۔ وہ جانتا تھا وہ گزرے ماہ کا حساب نہیں دے سکتا۔۔ کیونکہ وہ تب خود میں نہیں تھا۔۔۔

اسنے بس اسے یہ بتایا تھا کہ یہ جگہ بہت عزیز تھی اسے۔ وہ اپنے باپ کے ساتھ رہتا تھا۔۔ ایک دوسرے کیلئے کبھی کبھی کلنگ کرتے، بہت گہری دوستی تھی اسکی اپنے باپ سے۔۔

اور جب انہیں وہاں نہیں پایا تو وہ بکھر گیا۔۔۔

بہر حال اسنے خود کو سنبھالا۔۔ اور خوبصورتی سے اسکے سارے آنسوں چن لیے۔۔ اور وہ جب اس سے محبت کرتا تھا تو ٹوٹ کر کرتا تھا۔۔

اور جب نظر انداز ہو جاتا تو اسے خود کا بھی احساس نا ہوتا تھا۔۔

وہ ایک رات تھی، مہکار شاہ کی زندگی کی کافی بھیانک رات۔۔ وہ سب

کچھ بھول جانا چاہتی تھی، اسنے کوشش کی تھی۔۔ اسنے سوچا تھا وہ اپنے بھائی بھابی کیلئے جئے گی، وہ ایک قدم بھی اٹھا چکی تھی انکی طرف۔۔۔

اسنے حرام موت سے توبہ کرلی تھی۔۔ مگر بیچ توبہ میں ہی اسکے قدم برہ طرح ڈگمگا گئے تھے۔۔ انسان کے کیے گئے برے عمل، کسی برے سائے کی طرح ہوتے ہیں جو انسان سے چمٹ جائے اور پھر کبھی نا پیچھا چھوڑنے کیلئے۔۔ برے عمل وہ سایہ ہوتے ہیں جو کبھی پیچھا نہیں چھوڑتے۔۔

زندگی کے کسی نا کسی لمحے پہر مہل۔۔۔ دماغ کے پردوں پر لہراتے ہیں، اور ہمارے قدم ڈگمگا جاتے ہیں۔۔۔

ماضی کے برے عمل انسان کی زندگی اس طرح ہوتے ہیں کہ جیسے سیدھی راہ کے بیچ پڑا پتھر۔۔۔۔ جو آگے سفر کے دوران بڑھتے قدموں کے بیچ اچانک سے آجاتے ہیں اور ہمیں کبھی لڑکھڑانے پر مجبور کرتے ہیں اور کبھی گرا بھی دیتے ہیں۔۔۔

وہ ابھی باہر سے گھوم پھر کر، اپنی اپنی پسند کی شاپنگ اور ڈنر کرنے کے بعد جب گھر واپس آئے تھے۔ بہت خوش تھے ایک دوسرے کے

ساتھ وقت گزار کر۔۔۔

حیدر شاہ کے شریر اشارے، اور حجاب شاہ گڑبڑا کر نظریں چرانا، وہ اس خوبصورت سے منظر سے محظوظ ہوتی دونوں کی نظر اتارتی، انہیں دائمی خوشیوں کی دعائیں کرتی جلدی اپنے روم کی طرف جا رہی تھی تاکہ وہ ایک دوسرے کو زیادہ وقت دے سکیں۔۔۔

اور کہتے ہیں نا، ہم جیسا سوچتے ہیں ویسا ہوتا نہیں ہے۔۔ اور مہکار شاہ بھی جیسا سوچ کر وہاں سے جا رہی تھی ویسا قسمت میں لکھا نہیں تھا۔۔۔

اس رات کے بارہ بج رہے تھے، وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی تھی جہاں اسکا روم تھا۔ جاتی ہوئی اپنی بہن کو دیکھتے حیدر شاہ نے اپنا بازو پاس کھڑی حجاب کی کمر میں حائل کر کے اسے پاس کر دیا۔۔ وہ گھبرا گئی تھی۔۔ مگر اسکی شرارتیں آج عروج پر تھیں۔۔ ابھی وہ اسکا نقاب سرکا کر اسکے سرخ چہرے پھیلی سیاہ آنکھوں کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ اور بے خودی میں ہی جھکنے والا تھا کہ اچانک دونوں بری طرح چونکے۔۔۔۔

وہ مہکار شاہ کی چیخ تھی جسنے دونوں کو بری طرح چونکا دیا تھا۔۔

مہکار!!!!"حیدر کی دھاڑ کافی زوردار تھی۔۔ ابھی وہ ایک سیڑھی سے پھسلی"

تھی۔۔۔حیدر شاہ کی جان نکل گئی جیسے۔۔وہ اندھا دھند بھاگتا ہوا اسکے دوسری سیڑھی سے پھسلنے سے پہلے بچا لیا تھا مگر جہاں مہکار شاہ کے ہاتھوں سے بیگز پھلس کر اس میں زمین بوس ہوئے تھے وہیں وہ اپنے حواس حیدر شاہ کے بازوؤں میں کھو چکی تھی۔۔۔

حجاب تو جیسے ساکت ہو گئی تھی رات کے پہر اس صورتحال سے۔۔اگر حیدر شاہ بروقت پہنچ کر اپنی بہن کو سہارا نا دیتا تو شاید آج وہ اسے بھی کھو دیتے۔۔۔

اور انکی زندگی ویران ہو جاتی۔۔۔۔

ہاں مہکار شاہ کے بغیر تصور کرتے، انہیں اپنی زندگی ویران لگتی تھی۔۔

"میں ڈاکٹر کو کال کروں؟" وہ بانہوں میں جھولتی مہکار شاہ کو اٹھا کر اسکے روم میں جا رہا تھا۔

"میں ڈاکٹر کو کال کرتی ہوں۔۔" پیچھے سے خوفزدہ سی حجاب نے کہا۔۔۔

"ہاں جلدی۔۔۔" اسکے ہاں کہتے ہی وہ فون سٹینڈ کی طرف بھاگی۔اور کانپتے ہاتھوں سے جلدی سے پاس پاس رکھی ڈائری سے پاس کلینک کی ڈاکٹر کو فون کیا۔۔۔

شکر تھا ڈاکٹر کلینک میں موجود تھی، حجاب نے اسے جلدی سے بلایا۔۔ اور اسنے دس منٹ کا کہہ کر کال کاٹ دی۔۔ وہ باہر کھڑی انگلیاں چٹخا رہی تھی تبھی حیدر شاہ اپنی بہن کو روم میں چھوڑ کر نیچے آ گیا۔۔۔

حیدر شاہ کو سامنے پا کر کانپتی حجاب ایکدم روتی اسکے سینے سے لگ گئی۔۔ حیدر شاہ کیلئے سوچ کر اسکا دکھ سے دل پھٹ رہا تھا۔۔ ماں تو بچپن سے نہیں تھی، باپ بھی اکیلا کر گیا۔۔ اور ایک بہن تھی اسکی بھی ایسی زندگی اور اچانک بگڑتی حالت سے وہ ڈر کر رونے لگی۔۔۔ آپی کو کچھ نہیں ہونا چاہیے شاہ۔۔!" وہ روتی ہوئی اسکے سینے سے لگ کر" بولی۔۔

کچھ نہیں ہو گا انہیں شاہ کی چیونٹی۔۔" وہ خود بے تحاشہ پریشان تھا۔ پر" اسے دیکھ کر مسکراتا اسے سینے سے لگائے پشت سہلانے لگا۔۔۔۔

وہ ابھی اس سے ڈاکٹر کا پوچھ ہی رہا تھا۔۔ تبھی گارڈ کی معیت میں پاس والے کلینک کی ڈاکٹر اپنا بیگ تھامے گھر میں داخل ہوئی۔۔۔ حیدر شاہ کے اشارے پر گارڈ ڈاکٹر کو دہلیز پر چھوڑ کر ہی وہاں سے چلا گیا۔۔ ان دونوں نے ڈاکٹر سے مصافحہ کیا۔۔ اور حیدر شاہ نے انہیں اپنی بہن کے اچانک چکر آ کر گرنے کا بتایا۔۔۔۔

تم لیکر جاؤ انہیں آپی کے روم میں۔۔"وہ حجاب سے گویا ہوا۔۔وہ"
سر ہلا کر جلدی سے انہیں سیڑھیوں کی طرف اشارہ کیے آگے
بڑھی۔۔۔۔

اسنے سیڑھیاں چڑھتے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ لاؤنج کے صوفے پر
سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھا تھا۔۔۔

سب ٹھیک ہے ڈاکٹر؟ آپی کو اچانک کیا ہوا؟"بیڈ پر پڑی نیم"
بیہوشی میں کراہتی مہکار شاہ کو دیکھتی حجاب نے ڈرتے ہوئے مہکار شاہ کا
معائنہ کرتی ڈاکٹر سے پوچھا۔۔

کوئی گھر میں بڑا بھی نہیں تھا کہ اس صورتحال کو، رات کے اس
پہر سنبھال سکے۔۔وہ خوفزدہ ہو رہی تھی بہت۔۔ سمجھ نہیں آرہا تھا
کیا کرے کیا نہیں۔۔

ڈونٹ وری سوئیٹ ہارٹ !سب ٹھیک ہے۔"معائنہ کرنے کے"
دوران اس سہمی چھوٹی سی سیاہ آنکھوں والی لڑکی کو ڈاکٹر دیکھتی بے فکر کرتی
بولی

حجاب کی جیسے سانس میں سانس آگئی۔۔۔وہ گہری

مسکراہٹ سے مسکرائی۔۔

وہ اپنے ہاتھی کو پریشان نہیں دیکھ سکتی تھی۔اور اب بھاگ کر اسے یہ خبر دے کر بتانا چاہتی تھی کہ "آپ سر پکڑ کر بیٹھتے بالکل اچھے نہیں لگتے۔۔"

وہ الٹے قدم لیے پلٹی۔۔۔اور خوشی سے مسکراتی دونوں ہاتھ بڑھا کر دروازے کے ہینڈل کو پکڑا۔۔۔۔

مگر اگلے لمحے ابھی اسنے ایک قدم بھی باہر نہیں نکالا تھا تبھی اچانک سے کھینچ کر اسکے پاؤں میں زنجیر ڈال دی گئیں۔۔۔اور اسے کھینچ کر اندر پٹخا۔۔۔۔مگر پاؤں تلے زمین نا تھی۔۔۔۔

"Congratulation mrs Haider Shah! She is pregnant."

اور پھر اچانک ٹھاہ ٹھاہ کر کے ایک کے بعد دوسرا آسمان ٹوٹ کر انکے سروں پر گرا۔۔۔

ایک وجود دروازے کے اس پار تھا جبکہ دوسرا اس پار۔۔۔

پیروں تلے زمین نکلنا کسے کہتے ہیں آج کوئی "حیدر شاہ" سے پوچھے جس کے کانوں میں ڈاکٹر کے کہے گئے جملے خوفناک آواز میں

بازگشت کر رہے تھے۔۔۔

وہ پتھر کا ہو کر رہ گیا، اسے لگا آج اسکا دل بند ہو جائے گا، اپنے چھ فٹ کے قد سمیت زیرہ زیرہ ہو کر ریت بن گیا۔۔ اسے تو منہ چھپانے کیلئے جگہ بھی نہیں مل پا رہی تھی۔۔۔

کیسے اب وہ اپنی بیوی اور دنیا کے سامنے سر اٹھا کر چل سکے گا۔۔

یی۔۔ یہ کیا کہہ رر۔۔ رہی ہیں۔۔ طط۔ طلاق ہو چکی ہے کافی ماہ" پہلے۔۔۔" سپید پڑتے چہرے کے ساتھ حجاب نے پلٹ کر ہکلاتے ہوئے کہا۔۔۔

یہ پانچواں ماہ ہے انہیں۔۔ آپ انہیں میرے کلینک لیکر آیئے گا" صبح۔ میں ٹھیک سے معائنہ کروں گی، بے ی گروتھ ویک ہے آگے لافی پیچیدگیوں کا سامنہ ہو سکتا ہے۔۔۔" ڈاکٹر نے مسکرا کر اسے تفصیل سے بتایا۔۔۔

آر یو شیور ڈاکٹر؟" ششدر سی حجاب نے آنکھیں پھیلا کر" کہا۔۔ وہ حیرت سے بیڈ پر کراہتی مہکار شاہ کو دیکھنے لگی۔۔

ڈیڈ!"لڑکھڑاتے ہوئے حیدر شاہ نے اپنی سسکی دبا کر مشکل سے پاس" دیوار کا سہارا لیا۔۔وہ ابھی تک زندہ کیوں تھا۔۔وہ سوچ رہا تھا کہ اسے موت کیوں نہیں آرہی۔۔۔۔

آپکو ضرور غلط فہمی ہوئی ہے ڈاکٹر۔ میں شاہ کو بلاتی ہوں۔"سب کچھ" سے انجان۔۔۔اپنے شاہ کی بربادی سے انجان۔۔۔اسکی معصوم سی بیوی ہراساں ڈاکٹر سے کہہ رہی تھی۔۔

اور حیدر شاہ دعا کر رہا تھا کہ اسکے آنے سے پہلے محض ایک۔۔۔۔
ایک ہارٹ اٹیک ہی اسے آجائے۔۔
تاکہ وہ جب اسکے بہن کے متعلق اس سے سوال پوچھنے آئے۔۔تو حیدر شاہ کی نگاہ نہیں بلکہ وجود بھی اسکے سامنے زمین بوس ہو جائے۔۔۔۔۔

oooooooooooooo

یہ اسکے روم کا منظر تھا۔۔جہاں وہ اپنے بالوں کو باندھنے کی کوشش

کرتی۔ایک ایک چیز اٹھا اٹھا کر اپنی جگہ ہر رکھ رہی تھی۔۔
اور بہت احتیاط سے۔کہ کہیں کسی بھی چیز سے آواز ناپیدا ہو۔۔ہاں وہ زیادہ "quiet place" بہت خوفزدہ تھی آواز سے۔۔اور اسکا روم،روم کم اور تھی..

آخر تم اپنے ہی بچوں سے اتنی خوفزدہ کیوں ہو؟"اسنے تنک کر دبے غصے" سے کہا۔۔۔
خان!!!!"عائشہ اسکی آواز سے خوفزدہ ہو کر تیزی سے پلٹی۔۔مگر" اسکی آواز سرگوشی سے بھی کم تھی۔۔البتہ اسکی آنکھیں پھیل گئیں۔۔جب اسنے پالنے میں پڑے اپنے دونوں بیٹوں کو ساتھ کسمساتے دیکھا۔۔۔اگلے لمحے دل جیسے اچھل کر حلق میں آگیا تھا۔۔

جب اسنے پالنے میں پڑے "دلاور خان" کے ہاتھ کی انگلیوں میں حرکت دیکھی۔۔وہ اپنی سانس لینا بھول گئی جب اسکے پاؤں کی انگلیوں میں حرکت ہوئی۔۔۔۔
پاؤں کی انگلی کی حرکت وہ برداشت کر سکتی تھی۔مگر ہاتھ کی انگلیوں میں حرکت آئی،،اسے لگتا تھا اسکا دل پھٹ جائے گا۔۔۔

جب جب ان میں حرکت آتی تھی۔۔نازک سی عائشہ کی جان ہاتھوں میں آجاتی تھی۔۔

اسکی سنہری آنکھیں یک ٹک اسکے چھوٹے سے گلابی سفید ہاتھ پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔اسکی چھوٹی سی انگلیوں میں مدھم سی حرکت ہوئی۔۔ نتیجاً دونوں ساتھ کسمسائے۔۔اور کسمسا کر مسکراتے ہوئے پھر سے پر سکون ہو گئے۔۔۔

عائشہ کی رکی ہوئی سانس بحال ہوئیں۔۔۔۔
وہ جس انداز میں ہونقوں کی طرح شکل بنا کر کھڑی تھی۔۔اگلے ہی لمحے روم کی فضا میں بیڈ پر کہنی کے بل لیٹے اسکا جائزہ لیتے دانیال خان کا قہقہہ زوردار تھا۔۔۔

ہاہاہا۔۔"وہ دل کھول کر قہقہہ لگا اٹھا تھا۔۔۔"
خان۔۔!!!!"عائشہ اسکے قہقہے کی آواز پر بجلی کی رفتار سے مڑی اور" چیخ کر بولی۔۔۔اور تب ہی دریاب خان کے منہ پر رکھے، دلاور خان کے ہاتھ میں دیکھتے ہی دیکھتے حرکت آئی۔۔اور اسکے ناخون اسکی آنکھ

منہ میں چبھ گئے۔۔۔

اور اگلے ہی لمحے بلبلاتے ہوئے دریاب خان کی چیخوں کے ساتھ ڈسٹرب ہوئے دلاور خان کی چیخیں بھی عورج پر تھیں۔۔۔

۔۔۔ "A quiet place" اور آج پھر دانیال خان کے قہقہے کی وجہ سے میں تبدیل ہو چکی تھی۔۔۔ "The horror place"

بس!!"زچ ہو کر عائشہ خان اپنا ضبط کھو کر ان دونوں پھٹے سپیکرز پر" چلائی۔۔وہ دو سالہ بچے ایک لمحے کیلئے سہم کر خاموش سے ہو گئے اور شہد رنگ پھیلی آنکھوں سے سامنے کھڑی اپنی ماں کو دیکھنے لگے۔۔۔

اور یہ خاموشی کا وقفہ صرف ایک لمحے کا تھا۔۔اگلے لمحے اسکا روم پھر سے دونوں سپیکرز سے گونج اٹھا۔۔۔

اب خوش ہو گئے آپ؟ابھی میں سب کچھ سمیٹا بھی نہیں تھا۔۔" آپکے بچوں کا بکھیرا۔۔۔اور اتنی جلدی اٹھا بھی دیا۔۔اب کون کرے گا یہ سب؟"وہ رو پڑی۔۔۔

روتی بھی کیوں نا۔۔اسکے پاس اولاد ہی ایسی تھی۔۔اگر جاگ رہے ہوتے تو

پورے گھر میں رینگتے ہوئے کونوں کھدیروں سے کاکروچ تک کو کھینچ لاتے باہر۔۔۔

ایک ایک چیز کو نکال نکال کر باہر پھینکتے۔۔ پھر چاہے باپ کے شوز رینک میں رکھے شوز ہوں۔۔ یا ماں کے کچن کیبن میں رکھے باکس۔۔۔ کبھی آٹے کے ڈبے سے سفید ہو کر کچن سے باہر آتے، کبھی باپ کی شوز پالیش سے منہ کالا کر کے ماں کا کلیجہ پھاڑ دیتے۔۔۔

وہ بھی ایک دن کا وقت تھا، پھوپھو زریش کے پاس گئی ہوئی تھیں۔ اور عائشہ گھر میں اکیلی تھی کیونکہ دانیال صبح آفیس جاتا اور شام کو واپس آتا تھا۔۔

وہ دلاور دریاب کو فیڈ کروا کر، زمین پر بچھے قالین پر کمبل ڈال کر اس پر سلا کر آئی تھی۔۔ اگر پالنے میں ڈالتی تو بھی کیسی بے چین کیڑے کی طرح دونوں زمین پر پڑے ہوتے تھے اگر بیڈ پر ڈالتی تو بھی انکا یہی حال ہوتا تھا۔۔

کتنی دفعہ وہ پھوپھو سے ڈانٹ سن چکی تھی۔ پر مجال ہو کہ اسکے بے چین کیڑوں کو سکون آجائے۔۔ ہر وقت ماں کو بے عزت

کروا رہتے تھے۔۔

اسے یاد تھا وہ باہر ملازمین کو ہدایت دیتی گھر کی صفائی کروا رہی تھی اپنی نگرانی میں۔ روم کا دروازہ کھلا تھا اور ان پر بھی وقتاً فوقتاً نظر ڈال دیتی۔۔

اور پھر وہ کچن میں ہدایت دینے کیلئے تھوڑی دیر کیلئے منظر سے ہٹی تھی۔۔ تبھی ہی شاید دونوں میں ایک جاگ گیا تھا۔۔ اور دوسرہ تو جاگنا ہی تھا۔۔۔

وہ جب کچن سے باہر آئی، کام پر نظر ڈالتے اچانک جو اسنے اپنے روم کی طرف نگاہ ڈالی۔۔ دونوں کے اپنی اپنی جگہ سے غائب دیکھ کر وہ اچھل پڑی۔۔۔

دلاور دریاب !!!" وہ چیختی ہوئی روم کی طرف بھاگی۔۔ سارے ملازم" الرٹ ہو گئے۔۔ خوفزدہ بھی۔۔ کیونکہ ان دونوں گھر کے شرارتی بلوں سے سب واقف تھے۔۔۔

ان سے تو گھر کے پائپ میں چھپے کاکروچ بھی پناہ مانگتے تھے۔۔۔ وہ انہیں پکارتی ہوئی جیسے ہی روم میں داخل ہوئی۔۔۔

دونوں بچوں کے خوشی سے کھکھلاتے قلکاریاں سن کر وہ جونہی پلٹی۔۔ اگلے لمحے

اپنے سفید سرخ شکلوں والے بیٹوں کی جگہ ان سیاہ شکل والے چھوٹے چھوٹے قد کے جنوں کو دیکھ کر عائشہ خان کی چیخیں عروج پر تھیں۔۔۔۔

وہ اپنے شوہر اپنے بچوں کو پکارتی روم سے الٹے قدموں سے بھاگی۔۔ باہر آکر وہ خوف سے بری طرح رونے لگی۔۔ اور جب ملازمین نے بھاگ کر خوف سے پوچھا تو اسنے اندر کی طرف اشارہ دیتے اپنے بیٹوں کے بارے میں استفسار کیا۔۔

وہ سب بوکھلا گئے۔۔ بھلا کہاں جا سکتے تھے دونوں۔۔ ابھی تو وہیں سو رہے تھے۔۔ اور اندر کون سا بھوت تھا جس سے میڈم ڈر گئی تھی۔۔
اسکی حالت بری ہو چکی تھی۔۔ ایک دو ملازمین اسکے پاس رکیں اور گارڈز کے ساتھ باقی کے ملازمین حفاظتی اقدامات کے ساتھ دانیال خان کے روم میں آہستہ آہستہ سے ایک دوسرے کو خاموشی کا اشارہ دیتے ایک ساتھ جیسے اندر داخل ہوئے۔۔۔
چھوٹے چھوٹے گلابی چھوٹے پاؤں کو مشکل سے زمین پر رکھتے، منہ کھولتے کھکھلاتے ہوئے ایکدم ملازمین کے سامنے آئے کہ ایک پل کیلئے انکی چیخ نکلنا معمولی تھیں۔۔

پر جب وہ چلائے اور انکے چلانے پر وہ قہقہہ لگانے لگے۔تب دونوں کے اندر منہ کو دیکھ کر وہ ٹھٹھک گئے۔۔اور جب غور کیا،روم کی قالین اور آس پاس دیکھا تو احساس ہوا وہ تو دلاور اور دریاب تھے۔۔۔۔

ہر جگہ پالیش کے دھبے اور سیاہی دیکھتے وہ جھپٹ کر دونوں کو پکڑ کر اٹھالائے اپنی ماں کے پاس۔۔۔جو انہیں دور سے دیکھ کر ہی ڈر گئی۔۔

وہ دونوں بے شرمی ڈھٹائی کی حد کرتے کھکھلا رہے تھے،جب ملازمین انہیں روتی عائشہ کے پاس آئے لے آئے۔اور انہیں بتایا کہ "میڈم یہ بھوت نہیں آپ کے دونوں بیٹے ہیں۔" یہ سن کر عائشہ کو جھٹکا لگا۔۔

اسنے دونوں کے منہ کو دیکھا۔۔اور غور سے دیکھا تو احساس ہوا دونوں نے اپنے منہ پر سیاہی ملی ہوئی تھی۔۔

یہ سیاہی کس چیز کی ہے؟"اسنے جھپٹ کر دونوں کو اٹھایا۔۔"

میڈم دونوں نے اپنے منہ کو پالیش کیا ہے۔۔"ایک ملازمہ نے" مسکرا کر کہا باقی کے قہقہہ لگا اٹھے۔۔جب کہ وہ سیاہ شکلوں کے ساتھ ٹکر ٹکر اپنی ماں کو دیکھ رہے تھے۔۔

اگر انکے سر پر بالوں کا رنگ الگ نا ہوتا تو شاید اب تک وہ پاگل ہو چکی ہوتی۔۔ وہ انہیں اٹھا کر جب روم میں داخل ہوئی وہاں اپنے شوہر کے شوز کی پالیش کا بیڑا غرق دیکھ کر وہ غصے سے چیخ اٹھی۔۔۔

وہ بھول گئی کہ وہ ہر چیز کو نظروں میں رکھ کر بیٹھ جاتے تھے۔ اور جب ماں منظر سے غائب ہوتی تو ایک اٹھتا تو دوسرے کو بھی اٹھا کر ساتھ لے جاتا۔۔۔۔

اور بس۔۔۔۔

سونے کا انداز بھی تو ایسا تھا۔۔ دونوں میں جو پہلے سو جاتا تھا اسکے منہ پر دوسرا ہاتھ رکھ کر سو جاتا۔۔ اور جو پہلے جاگتا وہ اپنے ہاتھ کی صفائی دکھا کر دوسرے کے چہرے پر ناخوں چبھا دیتا۔۔

نتیجاً اسکی چیخوں سے دوسرا بھی چیخ اٹھتا۔۔

ابھی بھی دلاور صاحب کا پنجا، سوئے ہوئے دریاب صاحب کے منہ پر تھا۔ کیونکہ اکثر دریاب جلدی سو جاتا تھا اسلئے دلاور اپنا پنجا اسکے منہ پر رکھ دیتا تھا۔۔ اور بعض اوقات کبھی ہاتھ پیچھے بھی ہو جاتا سونے کے دوران تو دوسرا محسوس کر کے فوراً سے اپنا پنجا اسکے منہ پر

رکھ دیتا۔۔

اور اگر کوئی ایک اٹھ بھی جاتا پہلے دوسرا گہری نیند میں ہوتا، پر دوسرے پل اسکی غیر موجودگی کو محسوس کرتے فوراً سے جاگ جاتا تھا۔۔
اسے اولاد کم خدا نے مشین زیادہ بنا کر دے دی تھیں۔۔پانچ منٹ چھوٹا، دریاب کچھ آلسی قسم کا تھا، مگر اسکے پانچ منٹ پہلے والا دلاور۔۔۔اس کی وجہ سے ہی وہ بھی ہر وہ کام میں شریک ہو جاتا جس سے اسکے ماں کو شرمندگی اٹھانی پڑے اپنے شوہر یا ساس کے سامنے۔۔۔۔

کبھی کبھی تو انکی شرارتوں سے تنگ آکر عائشہ کا دل کرتا، اٹھا کر ان کو کسی باکس میں بند کر دے۔۔اندر آکسیجن گیس چھوڑ دے تاکہ وہ زیادہ رہ سکیں۔۔۔

کہاں کھو گئی۔۔"دانیال نے اسے آواز دیکر ہوش کی دنیا میں پٹخا۔"
مجھے بہت نیند آرہی ہے خان۔۔"وہ رونی صورت بنا کر بولی۔۔اور ان" دونوں کو دیکھا، جو پہلے سے ہی اسے دیکھ رہے تھے اس انتظار میں کہ اب

سامنے کھڑی انکی ماں انہیں اٹھائے گی۔۔
اور وہ دونوں انکی گردن میں چمٹ جائیں گے۔
ہاں تو انہیں لاؤ یہاں اور سو جاؤ۔۔" دانیال نے مسکرا کر اسے دیکھا۔۔وہ"
خفگی سے انہیں دیکھنے لگی۔ کہ دونوں کو لاؤں اور سو جاؤں۔۔ کیا وہ سو دینے
والے تھے۔۔

تم آؤ تو سہی۔۔۔" دانیال نے اسے پیار سے پکارا۔۔"اچھا ایسا کرو جاؤ"
فریش ہو جاؤ۔۔۔" اسکے پچکار کر کہنے پر وہ مسکرا دی۔۔
آپ انہیں سنبھال لیں گے؟" وہ گہری مسکراہٹ سے بولی۔۔۔"
خان اپنی خانم کیلئے کچھ بھی کر دے گا۔۔" اسنے بھاری محبت بھرے"
لہجے میں کہا وہ شرما گئی۔۔۔
اور جلدی سے اپنی نائٹی لیکر دونوں کے گالوں کو جھک کر چومتی باتھ روم میں
بند ہو گئی۔۔۔
وہ دونوں جو ماں کے جھکنے پر ابھی کھکھلاتے انکی گردن میں چمٹنے والے تھے
عائشہ کے ایسے ہی دور ہو جانے پر ہونق بن کر رہ گئے۔۔۔
انکی شکل دیکھتے دانیال خان کا قہقہہ روزدار تھا۔۔۔
خان شرمندہ مت کریں انہیں پھر رو دیں گے۔۔"وہ ہول کر اندر"

سے بولی۔۔۔

یار تم تو ایسے ٹریٹ کرتی ہو جیسے بارہ سال کے ہوں۔۔ رینگتے ہوئے کیڑے" جتنے ہیں میری نظر میں۔۔" دانیال خان ان دونوں کی شرمندگی سے سرخ رنگت کو دیکھتا بولا۔۔

آپ کے بچے ہیں آپ سے بہتر کون جانتا ہوگا۔۔" وہ خفگی سے" بولی۔۔

شرم نہیں آتی دونوں کو باپ کو بدنام کرتے ہوئے۔۔" دانیال نے بیڈ" کنارے پر کشن کے اوپر بلینکٹ رول بنا کر دیوار کی طرح رکھتے ان دونوں کو گھورا۔۔

پر جب وہ عائشہ والی بیڈ سائیڈ پر دونوں کا بستر لگا کر وہ جب انہیں اٹھانے کیلئے جھکا۔ دونوں کے پیمپر گیلے دیکھ کر گھورتا رہ گیا۔۔۔

"شرم کرو نالائقوں میرا نام ڈبانے میں کوئی قصر مت چھوڑنا۔۔"

خانم پیمپر کہاں ہیں دونوں کے؟" وہ باری باری دونوں کو گھورتا باتھ لیتی" عائشہ سے مخاطب ہوا۔۔ جو سن کر قہقہہ لگا اٹھی۔۔

"ابھی شوق تھا نا بچوں کا۔۔۔ ٹھیک کر رہے ہیں آپکے ساتھ۔"

دیکھو مجھے تنگ مت کرو سیدھے طریقے سے بتاؤ خانم! ورنہ"
میں اپنے طریقے سے پوچھوں گا۔۔"اسکی غصیلی دھمکی کارآمد ثابت
ہوئی۔۔وہ گڑبڑا کر اسے بتانے لگی۔۔

اسکے خوف سے محظوظ ہوتا وہ قہقہہ لگا اٹھا تھا۔۔
دانیال نے اسے بتائی ہوئی جگہ سے دونوں کے پیمپرز اٹھائے اور جھک کر
دونوں کو باری باری صاف کر کے پہنانے لگا۔۔

وہ اس دوران کھکھلا رہے تھے۔ چھوٹا سا دریاب تو ماں کو نا دیکھ کر اداس
تھا۔ جبکہ باپ سے اپنے کام کروا کر بڑا دلاور کھکھلا رہا تھا۔۔
دریاب اپنی ماں کا دیوانہ تھا۔۔جبکہ دلاور باپ کا۔۔۔
وہ انہیں خوشبو پاؤڈر لگا کر نیپی چینج کرتا، جھولے سے نکال کر بیڈ پر لایا، اور ایک
ایک کر کے دونوں کو اپنی اپنی جگہ پر نیم دراز کر کے انکے آگے رکھے تکیے پر
اپنا لیپ ٹاپ آن کر کے ڈاؤنلوڈ کی ہوئی مووی کو پلے کیا۔۔۔
اگلے لمحے دونوں کی خوشی سے چیخیں بلند ہو گئیں۔۔
مووی اسٹارٹ ہوئی۔۔ "Baby Boss" جب اسکرین پر

اللہ خیر! کیا ہوا خان!" عائشہ تو ہول کر تیزی سے بھاگتی ہوئی باہر آئی، اسنے بالوں میں الٹا سیدھا تولیہ لپیٹ رکھا تھا۔۔ دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔۔

کیوں کیا ہوا؟" دونوں کافیڈر بناتے ہوئے دانیال نے چونک کر اسکی طرف دیکھا۔۔

اور عائشہ حیرت سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔ اور سکون بھرا گہرا سانس فضا کے سپرد کیا۔۔۔

آپ سے بہتر کوئی نہیں جانتا کہ اپنے بچوں کو کیسے ہینڈل کرنا ہے۔۔" وہ مسکراہٹ دبا کر بولی۔۔

سامنے کا منظر ستائش کن تھا۔۔

اسلئے تو میں چاہتا ہوں کہ ایک اور اینجل آجانی چاہیے۔۔" وہ کام وہیں چھوڑ کر نائیٹی میں بھیگے سراپے اور بھیگے بالوں سے ٹپ ٹپ برستی بوندوں کو دیکھتا اسکی طرف بڑھا۔۔۔

عائشہ بوکھلا گئی اسے سامنے پا کر۔۔ جب دانیال نے اسکے سراپے کو گہری نگاہوں سے دیکھتے، اپنا بازو اسکی کمر میں حائل کرتے اسے اپنی طرف کھینچ لیا۔۔۔ وہ جب جھٹکے سے اسکے سینے سے آ لگی۔۔

کوئی ضرورت نہیں خان! انکی حالت دیکھ رہے ہیں۔۔ کل بھی۔۔۔۔"""
اسکا لہجہ کانپ کر لڑکھڑا گیا جب اسنے ہاتھ بڑھا کر اسکے بالوں
سے تولیہ کھینچ کر نکالا اور اسے دونوں سے دور پھینک دیا۔۔۔
کتنی دفعہ کہا ہے۔۔۔ تمہارے نم بالوں کی بوندوں مجھے بہت پسند ہیں"
انہیں تولیے میں مت جذب کیا کرو۔۔۔۔" وہ گھمبیر لہجے میں
اسے مزید قریب کرتے سرگوشی میں بولا۔۔۔

کیا کر رہے ہیں۔۔۔ آپ کے بچے دیکھ رہے ہیں۔۔" وہ سردی سے کانپتی"
اسکے سینے میں بھی چھپ رہی تھی اور اسے باز رہنے کا بھی کہہ رہی تھی۔۔
انہیں کیا پتا۔۔۔۔ وہ سوچ رہے ہوں گے ڈیڈ مام کو کوئی سیکریٹ بات"
بتا رہا ہے کان میں۔۔" اسنے ہنس کر کہتے اسکی بھیگی گردن پر موجود
چھوٹی چھوٹی بوندوں کو ہونٹوں سے چھوا۔۔۔۔
وہ سمٹ کر اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچ کر کسمسائی۔۔۔
اتنے شریف نہیں ہیں آپ کے بچے۔۔" وہ خفگی سے بولی۔۔"
اچھا۔۔" دانیال نے ہنس کر ان کی طرف اپنی پیٹھ کر کے اسکی کان"
"میں سرگوشی سے پوچھا" اب ٹھیک ہے؟
خان آپ تھک گئے ہوں گے۔۔ جا کر سو جائیں۔۔۔" وہ شرم سے"

پانی پانی ہو کر بولی۔۔

"یہ تھکن سونے سے نہیں جاتی خانم۔۔۔" اسکا لہجہ اسکی قربت سے بھاری ہو گیا۔۔۔ وہ سٹپٹا گئی۔۔۔

"کیا کر رہے ہیں مجھے بال تو ڈرائی کرنے دیں خان۔۔" اسنے جب جھٹکے سے اسے گھمایا۔۔ وہ بوکھلا کر بولی۔۔۔

"میں کر دیتا ہوں۔۔۔" وہ ذو معنی کہتا اسکی گردن سے سارے بال سمیٹ کر اسکے دوسرے شانے پر رکھتے۔۔۔ خود اسکی شاف بھیگی گردن پر جھک کر اسکی کمر میں دونوں بازوؤں کو سختی سے باندھ لیا۔۔۔

"خان!" وہ گھبرا گئی اسکی بڑھتی جارتوں سے۔۔۔

"ہمم۔۔!" اسکی کان کی لو کو ہونٹوں سے چھوتے ہوئے وہ محض اتنا بولا۔۔۔

"خان آپکو معلوم ہے آج آپ کے بچوں نے کیا کیا۔۔۔" کانپتی عائشہ کا لہجہ یاد کر کے بھر آیا۔۔۔

"کیا ہوا؟" دانیال نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا۔۔ سارا نشہ ہرن ہو چکا تھا۔

اسنے گھما کر عائشہ کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔۔۔

"تمہیں ڈرایا؟" وہ محبت سے پوچھ رہا تھا۔۔ عائشہ کے آنسوں پھسل

پڑے۔۔

آج میں مر جاتی خان۔۔۔"وہ ہچکی بھر کر بولی۔۔۔"

ایسا کیا کیا شیطانوں کے استادوں نے؟"دانیال کو ایکدم اپنے جان" سے عزیز سپوتوں پر غصہ آگیا۔۔۔

خان جب میں انکے کپڑے اٹھانے گئی تھی انکے روم سے۔۔تب" میرے پیچھے دونوں روم سے نکل گئے۔۔پھوپھو اپنے روم میں تھیں اور ملازمین کام کر رہی تھیں۔۔

دونوں جانے کیسے گھر سے باہر نکل کر پول کی طرف چلے گئے۔۔۔"وہ اس خوفناک منظر کو یاد کر کے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔

کیا ہوا پھر؟"دانیال نے اسکی کمر سہلاتے اسے سینے سے لگایا۔۔" اور خونخوار نظروں سے ان دونوں کو گھورا جو کب سے لیپ ٹاپ کی سکرین پر چلتی مووی کو چھوڑ کر حسب عادت ایک دوسرے کا چھوٹا سا انگوٹھا منہ میں ڈالے اپنے باپ کی لائیو مووی دیکھ رہے تھے۔۔۔

پر جب باپ کی نظریں دونوں پر آئیں وہ سٹپٹا گئے کہ اچانک کیا

ہو گیا۔۔ مووی کیوں رک گئی۔۔۔۔

دریاب پول میں گر گیا تھا، اور کنارے پر بیٹھے دلاور کا پاؤں پکڑے اندر "
پھڑ پھڑا رہا تھا۔۔" وہ بھیگی بھاری آواز میں ہچکیاں لیتی بولی۔۔۔
خان! آج اگر گارڈ دریاب کی چیخیں نا سنتا تو میں۔۔۔۔" وہ کچھ بول نا"
سکی۔۔۔

یہ دلاور بہت شرارتی ہے۔۔ آپ اسے سمجھائیں خان۔۔۔ پھوپھو"
نے مجھے بہت ڈانٹا۔۔" وہ روتی اپنے شوہر کو شکایت لگا رہی تھی۔۔۔
اور وہ دونوں سمجھ کر خاموشی سے لیپ ٹاپ کی بند سکرین کو دیکھ رہے
تھے۔ جس میں ان دونوں کی سنجیدہ تصویر نمایا تھی۔۔
جو کچھ دیر پہلے لائیو مووی میں مداخلت کی وجہ سے لات مار کر بند
کیا گیا تھا۔ پر اب منظر خوفناک تھا۔۔
یہ دلاور کی حرکت نہیں ہے۔۔ سب کچھ دونوں ساتھ کرتے ہیں۔۔"
اگر دلاور اسے پانی میں گراتا تو دریاب کیسے اسکا پاؤں پکڑ کر رہتا؟
دریاب خود اسکا پاؤں پکڑ کر اترا ہو گا اندر پول میں۔۔ اگر گارڈ نا دیکھ لیتا تو دلاور بھی
اتر جاتا۔۔" وہ ان دونوں کو غصیلی نگاہوں سے دیکھ کر اپنی بیوی کو چپ کروا رہا
تھا۔۔۔

پر ان دونوں نے ایسا کیوں کیا؟" اپنا چہرہ صاف کرتی عائشہ نے "
حیرت سے پوچھا۔۔

وہ اس وقت ایک رینٹ پر فلیٹ میں میں موجود تھے۔ جو کہ شہر کراچی میں ہی تھا۔ ابھی ہارون اور دانیال کا بزنس اسٹارٹ تھا۔۔ دانیال خان اپنا ذاتی گھر لینے کیلئے سیونگ کر رہا تھا۔۔ تب تک کیلئے وہ رینٹ کے اس خوبصورت فلیٹ میں رہ رہا تھا۔ اپنی پھوپھو بیوی دو بچوں کے ساتھ۔

تقویٰ اسلام آباد میں رہتی تھی، جہاں صائم زیدی ایک ہاسپٹل میں جاب بھی کرتا تھا اور انکے اپنے ہاسپٹل کی کراچی میں تعمیرات بھی شروع تھی۔۔

تقویٰ پریگنینٹ تھی۔۔ اماں سائیں اسکے پاس ہی تھی اسکے باوجود صائم زیدی کی سانسیں بسی ہوئی تھیں اس میں۔۔۔

ہارون شاہ کا گھران سے دور نہیں تھا، جو اپنی ماں بیوی اور بیٹے کے ساتھ خوشحال زندگی بسر کر رہا تھا۔۔

ان دونوں کی سزا یہی ہے کہ انہیں تین دن تک ایک روم میں بند" رکھا جائے اور ان دونوں کا کھانا پانی بند۔۔۔!"روم کی فضا میں دانیال خان کی فیصلہ کن آواز گرجی۔۔۔

خان!!!"جہاں عائشہ نے تڑپ کر شوہر کو دیکھا وہیں ان دونوں نے" بھی اچھل کر اس طرح باپ کی شہد رنگ آنکھوں میں اپنی چھوٹی چھوٹی ہم رنگ آنکھیں گاڑھیں۔۔۔

Like: "Seriously DaD?"

"We are two little angle in your house."

(ہم آپکے گھر میں دو چھوٹے فرشتے ہیں)

انکے ساتھ اتنا ظلم "ان دونوں نے ڈبڈباتی نظروں سے ماں کو دیکھا۔۔کہ"

""لگائی اور شکایتیں رحم نہیں آتا ہم پر

عائشہ نے ایکدم آگے بڑھ کر اپنے دونوں بچوں کی آنکھیں چوم لیں۔۔۔وہ دونوں سسک اٹھے ممتا کی چھاؤں میں۔۔۔جب عائشہ نے شوہر کو اشارہ دیا کہ

"دیکھیں آپ کہہ رہے تھے نا کہ کچھ نہیں سمجھتے۔۔۔"

اللہ اللہ کریں یہ کیسی سزا ہے روم بیچارے کو؟" جہاں عائشہ کی"
دہائی اپنے روم کیلئے گونجی تھی وہیں صدمے کی کیفیت میں دونوں بچوں نے
ہونقوں کی طرح ماں کو دیکھا۔۔۔

اور ان دونوں کو دیکھ کر عائشہ دانیال کا قہقہہ گونج اٹھا۔۔

"unbelievable"

دانیال خان ہنستے ہوئے بولا۔۔۔

میں تو کہتی ہوں دونوں کو گنجا کر کے عجائب گھر میں رکھ کر آئیں۔۔""

وہ ہنستی ہوئی آئینے کے سامنے آکر بال خشک کرنے لگی۔۔۔

دانیال ہنستے ہوئے دونوں کے بالوں کو دیکھا۔۔بس یہی تو فرق تھا۔۔جو
پتا دیتا تھا کہ ایک دلاور ہے دوسرا دریاب۔۔۔۔

پھوپھو بتا رہی تھی دونوں نے کچن سے چوہے کو پکڑا تھا۔۔"ان دونوں کے منہ"
میں فیڈر ڈالتے لیپ ٹاپ کی لاکڈ سکرین کو آن کیا۔۔۔

افف پوچھے مت خان۔۔۔"عائشہ نے یاد کر کے جھرجھری"
لی۔۔۔

کیوں کیا ہوا؟" دانیال ہنستا ہوا اپنی جگہ پر آیا۔۔"

میں پھوپھو کی ٹانگیں دبا رہی تھی۔۔ یہ سوئے ہوئے تھے پر جانے کب" جاگ گئے اور کچن میں چلے گئے مجھے معلوم نہیں۔۔ پر ہم جب دونوں کی چیخوں سے بھاگتے ہوئے باہر آئے تو دونوں کی چھوٹی سی مٹھیوں میں دبوچے ہوئے چوہے کو دیکھا۔۔۔ہاہاہاہا۔۔۔۔

دونوں نے جا کر کچن سے اسکو پکڑا تھا۔۔ اور کھینچ کر باہر لائے تھے۔۔ وہ چوہا ادھ موا ہو گیا تھا دونوں کی پکڑ میں۔۔۔ میں نے چیخنا شروع کر دیا خوف سے۔۔۔

پھوپھو نے ہوش میں آ کر گارڈ کو باہر سے بلایا اور اسنے دونوں سے چوہا لیا اور باہر پھینک آیا۔۔ہاہاہا۔۔۔" وہ اب وہ ہولناک منظر یاد کرتی قہقہہ لگا رہی تھی۔۔۔

جانے کب سے چھپا بیٹھا تھا منحوس۔۔ اگر کبھی میرے سامنے" اچانک سے آجاتا تو میری تو جان لے لیتا۔۔" وہ خوفزدہ وی جھرجھری لیکر بولی۔۔۔

پر اب یہ دونوں جب سے رینگنا چلنا شروع کر چکے ہیں۔۔ گھر سے" کاکروچ چوہے اپنی جان بچا کر سب دور بھاگ گئے ہیں۔۔" وہ بتا رہی

تھی۔۔

دانیال نے قہقہہ لگا کر دونوں کو دیکھا جن کی ایک آنکھ لیپ ٹاپ پر تو دوسری ماں پر تھی۔۔۔

بڑے ہو کر دونوں جاسوس بنیں گے۔۔" دانیال خان نے فخریہ نظروں سے دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔

دونوں کے منہ میں فیڈر تھا کچھ کہہ تو نا سکے البتہ باپ کی فخریہ نظروں سے اپنے بستر پر نواب کی طرح پھیل گئے۔۔

مہربانی۔۔۔! میں اپنے بیٹوں کو خود سے دور نہیں کروں گی۔۔ ایک " ٹیچر بن کر ہاف ڈے جاب کرے گا اور ہاف ڈے اپنی مام کو دے گا۔ جبکہ دوسرا بھی ایسی ہی کوئی جاب ڈھونڈے گا۔۔" عائشہ نے اپنے فیوچر پلان اس سے شیئر کیے۔۔۔

وہ اپنی جگہ بیڈ پر تلاش رہی تھی۔ تبھی دانیال نے اپنے پاس آنے کا

اشارہ دیا وہ شرم حیا سے سرخ پڑ گئی۔۔ اور دھک دھک کرتے دل کے ساتھ چھوٹے چھوٹے قدم لیے انکی طرف بڑھی۔۔۔

جب اس کے پاس آئی تو دانیال نے اسکی نازک سی کمر میں بازو حائل کر کے آہستہ سے خود پر گرا لیا۔۔

"آج تمہارا بستر ہ میرے سینے پر ہے۔۔" اسکے کان میں بالوں کو اڑستے ہوئے وہ گھمبیر تا سے گویا ہوا۔۔۔

"شرم کریں آپ کے بچے دیکھ رہے ہیں۔۔" وہ شرماتی ہوئی بولی۔۔۔

"کوئی بات نہیں ہم خاندانی بے شرم ہیں۔۔" وہ ہنس کر اسے اپنے بازو پر منتقل کرتا بولا۔۔

عائشہ کا سن کر قہقہہ گونج اٹھا۔۔

"آپ بے شرم نہیں بے باک ہیں۔۔ اور آپکی اولاد حد سے زیادہ چالاک۔۔۔" وہ ہنستی ہوئی بولی۔۔

"اچھا۔۔!" وہ اپنے متعلق اسکی رائے جان کر محظوظ ہوا تھا۔۔ اسے اپنے بازو پر منتقل کر دونوں پر بلینکٹ ڈال دیا۔۔ اور اسے اپنے قریب کھینچ لیا۔۔

"آپکو کیا لگتا ہے یہ دونوں مووی دیکھ رہے ہیں؟" وہ ان دونوں کی سنجیدہ

آنکھیں لیپ ٹاپ کی سکرین پر دیکھتے بولی۔۔
نہیں وہ دونوں لیپ ٹاپ کی سکرین میں ہمیں دیکھ رہے ہیں۔۔""
دانیال نے سرگوشی سے کہا۔۔۔
ہاہاہاہا۔۔۔"وہ قہقہہ لگا اٹھی۔۔۔"

عجیب مخلوق ہیں۔۔۔کبھی کبھی لگتا ہے ڈاکٹر نے کہیں کسی جنی کے بیٹے" تو ہمیں نہیں دے دیئے۔۔"وہ مسکراتی ان دونوں سر پر ہاتھ پھیر کر انگلیوں سے سر کو سہلاتی بولی۔۔۔

کبھی کبھی کیوں؟"دانیال نے اسکی کمر کمر میں بازو حائل کرتے" اسکی پشت کو سینے سے لگایا۔۔اور اپنے پاؤں کے انگوٹھے سے اسکے پاؤں میں پہنی پازیب کے چھوٹے چھوٹے گھنگروں سے چھیڑ چھاڑ شروع کی۔۔۔

کیونکہ اکثر پھر آپ یاد آجاتے ہیں۔۔کہ انکا باپ کسی جن سے کم ہے" کیا۔۔"وہ شرم سے کپکپاتی آواز میں شرارت سے بولی۔۔۔
دانیال کا قہقہہ خوشگوار تھا۔۔۔

اچھا تو ان جن کی اولاد کو سونے دو۔۔ پھر تمہیں بتاتا ہوں کہ حقیقت "
میں جن کیا ہوتا ہے۔۔" وہ اسے خود میں بھینچ کر بولا۔۔۔
عائشہ اسکی دھمکی پر کھکھلا گئی۔۔۔
میں بھی سو رہی ہوں۔۔ سنبھال لیجئے اپنے جنوں کو۔۔" وہ اسکی مضبوط انگلیوں "
میں اپنی انگلیاں پھنسا کر اسکے آغوش میں سمٹ کر آنکھیں موند
گئی۔۔۔۔

سو جاؤ میں خود جگا دوں گا۔۔" وہ اسکے وجود کو بانہوں میں سمیٹ کر "
بولا۔۔
پہلے میرے بیٹوں کو سلا دیں۔" وہ مسکراہٹ دبا کر سرگوشی کرتی "
بولی۔۔۔
تم بس دیکھتی جاؤ اپنے خان کا کمال۔۔" وہ برجستہ بولا عائشہ کا "
قہقہہ زوردار تھا۔۔
دانیال خان نے جب ان دونوں کو بیچارگی نگاہوں سے دیکھا۔۔۔ وہ دونوں
ٹانگیں اوپر اٹھا کر کھکھلا اٹھے۔۔۔

سب ملی بھگت ہے۔۔"وہ جل کر بولا۔۔"

اوں ہوں! اپنا کمال دکھائیں۔۔۔"عائشہ مسکراہٹ دبا کر کر نفی"
کرتی بولی۔۔۔

تم بس دیکھتی جاؤ اب۔۔"وہ خطرناک عزم سے بولا۔۔وہ مسکرا"
دی۔۔۔مگر کچھ دیر بعد ہی اسکی آواز روم کی فضا میں گونجی۔۔

یار یہ سو کیوں نہیں ہمیں دیکھ دیکھ کر تھکتے نہیں۔۔"وہ کتاہٹ سے کہہ"
رہا تھا۔۔

نہیں۔۔"وہ بہت سکون سے بولی۔۔۔"

خانم!!"اسنے غصے سے پکارا۔۔"

عائشہ نے نیند سے لبریز آنکھوں سے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔
اور وہ محبت کا خمار لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

پہلے میرے بچے سلا دیں۔۔"وہ اسکی گردن میں بازو حائل کر کے"
بولی۔۔

بچوں کی پیدائش کے بعد کچھ زیادہ شیرنی نہیں بن گئی ہو۔۔"وہ جلے دل"
سے غصے میں گویا ہوا۔۔

ہاہاہا۔۔۔آخر کو دو دو بیٹوں کی ماں ہوں۔۔"وہ قہقہہ لگا کر سٹائل سے"

بولی۔۔

تمہارے یہ چوہے میرا کیا بگاڑیں گے۔۔؟"وہ ہنس کر طنزیہ "

بولا

وہ مجھے دکھائی دے رہا ہے کہ میرے چوہے آپکا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔۔"وہ "

استہزائیہ ہنس کر جتاتی ہوئی بولی اور اسکے سینے پر سر رکھ کر

آنکھیں موند گئی۔۔۔۔

یہ کچھ دیر بعد کا ہی لمحہ تھا جب اچانک اسنے اپنے ہونٹوں پر

دہکتا ہوا لمس محسوس کیا۔۔

خان۔۔!"وہ بوکھلا گئی۔۔۔"آپ کے بچے۔۔"اسنے شرمندہ ہوتے "

کہا مگر آنکھیں جیسے کھولیں گہرے اندھیرے سے ٹکرائیں۔۔اور خود کو

اسکے تکیے پر پایا۔۔

میرے بچے سو رہے ہیں۔۔"وہ مسکراہٹ دبا کر بولا۔۔"

وہ کہاں گئے۔۔"اسنے حیرت سے اپنی جگہ ہاتھ پھیر کر خود پر "

سایہ بنے ہوئے دانیال خان سے پوچھا۔۔۔

اپنے بستر ے پر۔۔"اسنے عائشہ کے گال پر چپکی لٹ کو انگلی سے"
سمیٹ کر کان کے پیچھے لگایا۔۔۔اسکی پلکیں لرز کر جھک گئی۔۔۔
اور اب ؟"اسنے مسکراہٹ دباتے ہوئے اسکی گردن میں دونوں"
بانہیں حائل کر دیں۔۔۔
اور اب یہ جن تمہیں بتائے گا کہ اصل میں جن کتنا خوفناک"
ہوتا ہے۔۔"وہ گھمبیر بھاری لہجے میں کہہ کر اسکی نازک کمر
میں دونوں بازو باندھتے کھینچ کر پاس کرتا۔۔اپنی تمام ترشدتوں سے اسکے
ہونٹوں پر جھک گیا۔۔۔
عائشہ مسکراتی اسکے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگی۔۔جبکہ
دانیال خان کی نظروں میں وہ منظر لہرانے لگا تھا جب وہ ان
دونوں کو اٹھا کر پالنے میں ڈالنے گیا تھا۔۔۔

اسنے دونوں کے کانوں میں ایک ایک ہینڈ فری لگا کر، آنکھوں پر
اپنا رومال باندھتے منہ میں فیڈر کا نپل دے دیا تھا۔۔

وہ دونوں مزے سے پڑے اپنے ماں باپ کی کال ریکارڈنگ سن رہے
تھے۔۔اور وہاں اسکا باپ اب سکون میں تھا۔۔۔

آخر کو وہ باپ تھا۔۔۔اسے معلوم تھا اسکے بچے کیسے سنبھالے جاتے ہیں۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔!"معاً روم کی فضا میں دانیال خان کا قہقہہ گونج اٹھا۔"

کیا ہوا؟"عائشہ بوکھلا سی گئی۔۔"

کچھ نہیں۔۔۔"وہ ہنس کر کہتا اسے بانہوں میں سمیٹ کر باقی کے الفاظ" احتجاج حلق میں دبا دیئے۔۔

oooooooooo

وہ زریش کے کتنی دفع کہنے کے باوجود بھی نہیں گیا تھا انکے ساتھ شادی پر۔جانا تو زریش شاہ بھی نہیں چاہتی تھی۔۔پر سائرہ بیگم کے سختی سے کہنے پر،اور ہارون شاہ کے دوست کی شادی ہونے کی وجہ سے انکا جانا ضروری تھا۔۔

پس منظر یہ سائرہ بیگم اور ساحل کا منصوبہ تھا کہ انہیں اکیلے کہیں گھومنے بھیجا جائے۔شادی دوسرے شہر میں تھی،اور ایک ہفتے کیلئے انہیں جانا تھا۔سائرہ بیگم زریش شاہ کی خدمت اور بیٹی ہونے کی کمی کو پورے کرنے سے بہت خوش اور اچھی

بھلی ہو گئی تھیں۔۔وہ چل پھر سکتیں تھیں اب۔۔اور انہوں نے ہی ساحل کی ذمہ داری لی تھی کہ وہ اسکا خیال رکھیں گی۔۔

وہ سب خوش رہنے لگے تھے۔زریش کی آمد سے انکا گھر گویا جنت بن گیا تھا۔ صبح دوپہر شام کا کھانا ملکر کھاتے، اور اس گھر میں قہقہے چوڑیوں کی کھنک، آوازیں پھر سے شروع ہوئی تھیں، اور یہ خالی کھنڈر جیسے پھر سے گھر بن گیا تھا۔۔
انہیں مہکار حیدر کے جانے کا دکھ تھا، مگر خوشیاں ملنے بعد اکثر دکھ بھول جاتے ہیں۔۔یہاں سب کے ساتھ یہی تھا۔۔
البتہ حیدر شاہ سے انکا موبائل پہ رابطہ تھا۔۔مہکار کا بھی پوچھتی تھیں سائرہ بیگم۔۔

مجھے دکھ ہو رہا ہے شاہ۔۔"وہ چوڑیاں پہننے کو کرتی مگر ساحل کے بنا" جانے کا سوچ کر اسکا دل اداس ہو جاتا اور وہ یغر سے بے بس ہو کر تھک کر بیٹھ جاتی۔۔۔

میں نے امی سے بات کی ہے زر۔۔وہ کہہ رہی ہیں کہ وہ بہت اچھے سے "

خیال رکھیں گی انکا۔۔ اور میں کیا کر سکتا ہوں یار۔۔ ساحل بھی ناچلنے کی جیسے ضد پکڑ چکا ہے۔۔ اور امی کہہ رہی ہیں سردی ہے وہاں شادی میں گیا تو بیمار ہو جائے گا ویسے بھی وہ مری کا یخ بستہ ٹھنڈا علاقہ ہے۔۔" ہارون شاہ شرٹ کے بٹن بند کرتے ہوئے اسے دیکھ کر کہا۔۔۔

"تو میں اسکا خیال رکھوں گی۔۔ میں نے پچھلی سردیوں میں بھی تو اسکا خیال رکھا تھا نا شاہ۔۔" وہ منہ بنا کر بولی۔۔
"امی نے تعریف کی تھی خود۔۔"

ہارون شاہ نے کوٹ کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے رک کر اسے دیکھا۔۔ وہ الجھی شرمندہ عجیب کیفیت میں گھری ہوئی تھی۔۔ وہ چلتا ہوا اسکے پاس آیا اور اسے شانوں سے تھاما۔۔ "زر۔۔۔!" اسنے محبت سے پکارا۔۔
"شاہ۔۔! لوگ کیا کہیں گے۔۔ کہ اکیلی ساس اور بیٹے کو چھوڑ کر خود دورے پر نکل گئی۔۔ مجھے عجیب فیل ہو رہا ہے بہت شرمندگی ہو رہی ہے۔۔

کل بھی آپکی آنٹی آکر مجھے اتنی باتیں سنا کر گئی تھیں کہ اپنے بچے آجانے پر میں ساحل کو بھول جاؤں گی۔۔ سوتیلی مائیں ایسا ہی کرتی ہیں۔۔

وہ ساحل کو جانے کیا کچھ کہہ رہی تھیں کہ براوقت آنے سے پہلے اپنے باپ کی جائیداد میں حصہ لے لے۔۔

شاہ آپ مہربانی کریں ابھی سے سب کچھ ساحل کے نام کر دیں۔۔ وہ میرا بیٹا ہے۔۔ اگر ہم بوڑھے ہوئے، وہ کھلائے گا تو کھائیں گے مگر میں اور کچھ دوسرے بچوں کیلئے لیے نہیں چاہتی۔۔ آپ سب ساحل کے نام لکھ دیں۔۔

آپکو میری قسم شاہ۔۔۔" وہ کہتی رو پڑی۔۔ اسکے لہجے میں اذیت تھی۔۔

کیسی باتیں کر رہی ہو زر۔۔۔؟ کیا ہمارے ساحل کے بھائی بہن نہیں ہوں گے؟ کیا ساحل اپنے بھائی بہنوں کو دولت الگ کرے گا؟ کیا تم ساحل کو ایسا سمجھتی ہو زر۔۔۔؟" ہارون شاہ نے دکھ سے اسے دیکھا۔۔۔

وہ تڑپ کر نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔

نہیں! اللہ گواہ ہے میں ساحل کو اپنا بیٹا سمجھتی ہوں۔۔ مجھے اپنے کوکھ کا بچہ لگتا ہے۔۔ بلکہ لگتا کیا وہ ہے۔۔ مگر میں اسے خود سے یا اسے اپنے بھائی بہنوں سے بدگمان نہیں دیکھ سکتی۔۔۔

"!میں تو چاہتی ہوں مجھے دوسری اولاد ہو ہی نا شاہ۔۔۔۔

زریش!!!"ہارون شاہ خاموشی سے سنتے اسکی آخری بات پر غصے" سے جھڑک اٹھے اسے۔۔

میں ٹھیک کہہ رہی ہوں۔۔اگر ہمارے دوسری اولاد ہوئی تو یہ" لوگ مجھے اذیتوں سے مار دیں گے۔۔میرے ساحل کو مجھ سے الگ کر دیں گے۔۔۔
میں ساحل کو نہیں کھونا چاہتی۔۔۔وہ میرا بھالو ہے۔۔۔مجھے اسے نہیں کھونا۔۔وہ بچہ ہے وہ ایسے اوٹ پٹانگ پلان بنا رہا ہے۔۔پر ہمارے جانے کے بعد وہ بہت اداس ہو جائے گا۔۔"وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔۔۔۔

زریش۔۔!"ہارون شاہ اسکے دماغی صورتحال کو سمجھ کر اپنے بازوؤں کے" حصار میں لیکر سینے سے لگا دیا۔۔

زر۔۔۔لوگوں کی باتوں پر توجہ نا دو۔۔میں امی سے کہتا ہوں آئندہ انہیں" گھر میں نا آنے دیں۔۔حد ہوتی ہے گھر میں کیا فساد ڈال رہے

رہیں۔۔

ہم دونوں کو تم سے پیار ہے زر۔۔۔ اور مجھے ساحل امی کو شدت سے انتظار ہے ہمارے نئے مہمان کا۔۔۔" وہ اسکا سر اوپر اٹھا کر اسکی بھیگی آنکھوں پر بوسہ دیتا نرم لہجے میں بولا۔۔۔

نہیں آپ مام سے کچھ نا کہیں۔۔ ہم نہیں چل رہے۔۔ میں" ساحل کے ساتھ رہ رہی ہوں۔۔ آپ چلے جائیں نا، میری طرف سے معذرت کر لیجئے گا۔" وہ آہستگی سے شرمندہ ہو کر التجائیہ گویا ہوئی۔۔

ہارون شاہ نے لب بھینچ کر کچھ دیر اسکی جھکی پلکوں کو دیکھا۔۔ اور گہرا سانس فضا کے سپرد کرتے لب آپس میں پیوست کرتے سر اثبات میں ہلا دیا۔۔۔

ٹھیک ہے میں معذرت کر لوں گا۔۔ تم یہی رہو۔۔" اسنے گال تھپتھپا کر" کہا۔۔

آئی ایم سوری شاہ۔۔۔" وہ اسے خفت سے دیکھتی بھیگے لہجے میں گویا ہوئی۔۔" "میں مجبور ہوں۔۔ یہاں امی ساحل اکیلے ہیں۔۔ اگر انہیں اکیلا

چھوڑ کر جائیں گے تو لوگ مجھے ہی باتیں سنائیں گے۔۔۔" وہ ہارون کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولی۔۔۔

میں سمجھ رہا ہوں۔۔ جانِ شاہ۔۔" اسنے مسکراتے ہوئے کہا اور" اپنا بازو اسکی کمر میں حائل کرتے اسے پاس کیا۔۔۔
اب دل میرا بھی نہیں چاہ رہا کہ جاؤں تم لوگوں کو چھوڑ کر۔۔۔۔" وہ" اسکی نگاہوں میں دیکھ کر گھمبیر لہجے میں گویا ہوا۔۔۔
پلیز! آپ جائیں ورنہ امی سمجھے گیں کہ ہم نے انکی وجہ سے پلان" کینسل کیا ہے۔۔ میں ان سے کہوں گی کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔ آپ چلے جائیں۔۔۔
اور پھر جلدی آجایئے گا۔۔۔ کوئی بہانہ بنا کر۔۔۔" اسنے آخری بات مسکراہٹ لبوں میں دبا کر کہا۔۔۔

ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔۔ مگر۔۔۔۔" وہ اسے مزید پاس کرتا تمام تر" فاصلہ سمیٹ کر اسکے ہونٹوں کو دیکھنے لگا۔۔۔
کوئی اگر مگر نہیں شاہ۔۔۔ وہ آپکے دوست ہیں۔۔۔" وہ گھور کر بولی۔۔"
افف! بہت ظالم ہو تم شروع دن سے ہی۔۔ دیکھنا میں وہاں ایک"

رات بھی نہیں رہ پاؤں گا۔۔" وہ ہنستے ہوئے کہتا اسکے ہونٹوں پر جھک گیا۔۔

ہارون نے اپنا ایک ہاتھ اسکی گردن میں حائل کیا دوسرا کمر میں اور اسے پاس کرتا گیا۔۔ زریش نے اسکے شانوں کو تھاما۔۔۔

جائیں امی سے بات کریں۔۔" وہ اپنا تفس بحال کرتی دور ہوئی۔۔"

اور تمہاری یہ تیاری۔۔" وہ اسکے سراپے کو دیکھتا بولا۔۔۔"

کچھ نہیں میں چینج کر لیتی ہوں۔۔" وہ بھیگے ہونٹوں سے لرزتی پلکوں کے ساتھ بولی۔۔۔"

آج مت کرو۔۔!" وہ گھمبیرتا سے بولا۔۔۔"

کیوں؟" زریش نے حیرت سے دیکھا۔۔۔"

میں کل صبح کی فلائیٹ سے جاؤں گا۔۔۔" اور کھڑے کھڑے اسنے پلان بدل دیا۔۔۔

شاہ!!" زریش اسکے تیوروں کو دیکھ کر جھنجھلائی۔۔"

بولو جانِ شاہ۔۔۔!" وہ مسکراتا پھر سے اسکی کمر میں بازوؤں باندھ گیا۔۔

آپ جائیں مہربانی کر کے۔۔۔" وہ غصے سے بولی۔۔۔"

میں نہیں جا سکتا۔۔۔ تمہاری تیاری کو ضائع نہیں کر سکتا۔۔ کل "
جاؤں گا۔۔" وہ اٹل لہجے میں کہتا پھر سے جھکنے لگا تھا تبھی اچانک
ہی دھڑام سے دروازہ کھلا۔۔۔
زریش بوکھلا کر پیچھے ہوئی۔۔۔۔۔ ہارون نے تیرے سے کڑے تیروں کے
ساتھ کھڑی سائرہ بیگم کو دیکھا۔۔۔
اور انکے تیوروں کو دیکھتے زریش مزید گھبرا گئی۔۔۔

امی! کوئی کام تھا۔۔ مجھے بلا لیتیں۔۔" وہ شرمندہ بوکھلائی سی گویا ہوئی۔۔۔"
تم دونوں اتنے نافرمان بن جاؤ گے مجھے اندازہ نہیں تھا۔۔" وہ غصے سے "
گرجیں۔۔ انکے پاس ہی دروازے سے ٹیک لگائے سینے پر بازو باندھے
مسرور سا مسکراتا ساحل بھی کھڑا تھا۔۔۔
اسکے تیوروں سے ہی وہ دونوں سمجھ گئے ضرور اسنے کچھ کہا ہے۔۔۔
دو دور کھ کر دونوں کو دوں گی ساری پلاننگ یہیں پڑی ہو گی۔۔ جاؤ"
شرافت سے۔۔ کچھ نہیں کہتے لوگ۔۔۔ اور لوگوں کو منہ دینے کیلئے
میں کافی ہوں۔۔۔ جاؤ بال باندھوں اور ابھی کے ابھی نکلو دونوں میرے گھر
سے۔۔۔" سائرہ بیگم نے سٹیک کے اشارے سے کرخت لہجے میں
کہا۔۔۔

ہاہاہا۔۔"اپنی دادو کے ٹشن پر ساحل کا قہقہہ زوردار تھا۔۔"
امی!"زریش بے بسی سے مسکراتے ہارون شاہ کو دیکھتی سائرہ بیگم کے"
پاس آنے لگی تاکہ انہیں سمجھا سکے مگر انہوں نے سٹیک سے اسے دور
ہی رکھا۔۔۔

وہاں جاؤ!اور بال باندھو جاؤ ورنہ میں بھول جاؤں گی تم میری بیٹی"
ہو۔۔"انکا غصہ ساتوں آسمان پر تھا۔۔ساحل نے انکی ساری باتیں
سن کر سب کچھ انہیں بتا دیا تھا۔۔۔

جلدی کرو۔۔!"اپنی دادو کی سپورٹ پا کر ساحل نے اپنے باپ کو بھی"
غصے سے حکم دیا۔۔۔
تم!آپنے باپ کو حکم دے رہے ہو۔۔"وہ اسے چھوٹے بھالو کی طرف"
لپکے مگر وہ کھکھلاتا سائرہ بیگم کی اوٹ میں چلا گیا۔۔اور وہاں
سے گھوم کر بھاگتا ہوا اپنی ماں کے پاس رُکا انکی ٹانگوں سے لپٹ گیا۔۔۔

مام مجھے دنیا سے فرق نہیں پڑتا کہ دنیا کیا کہتی ہے۔۔مجھے دولت"

جائیداد نہیں چاہیے۔۔ میرے لئے میری دولت میری جائیداد آپ دادو اور ڈیڈ ہیں۔۔۔" اسکی آنکھوں میں نمی آگئی۔۔۔ کیونکہ اسکے لفظ دولت میں "حیدر شاہ اور مہکار شاہ" کا بھی چہرہ لہرا گیا۔۔۔

آپ میری ورلڈ بیسٹ مام ہیں۔۔ کبھی مجھے چھوڑ کر مت جایئے گا۔۔" آئی لو یو سو مچ۔۔ اور مجھے چھوٹی سی بھالو کی بہن چاہیے۔۔ جسکے بھالو جیسے چیک ہوں اور چھوٹی چھوٹی ہو۔۔ میں اسکا نام "سمن" ایس فار ساحل اور ایس فار سمن۔۔ اور اسے ہم پیار سے "من" کہیں گے۔۔ اور وہ ساحل شاہ کی "من" ہو گی۔۔۔" وہ زریش شاہ کی ٹانگوں سے لپٹ کر روتا محبت سے کہہ رہا تھا۔۔

اور پھر اچانک جانے کیا ہوا اسے کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔۔

وہ دونوں جیسے تڑپ کر اسکی طرف لپک گئے۔۔ مگر اس سے پہلے زریش نے اسے اپنی بانہوں میں بھر کر آغوش میں چھپا لیا۔۔۔

مام مجھے دولت نہیں چاہیے۔۔مجھے مام چاہیے۔۔۔"وہ سسک کر بولا۔۔"
میں یہیں ہوں۔۔۔"زریش بھی بھیگی آواز میں کہتی اسے بھینچ گئی سینے"
میں۔۔۔
پلیز آپ جائیں میرے خاطر اپنے بھالو کے"
خاطر۔۔۔ڈیڈ کے ساتھ جائیں۔۔۔"وہ چہرہ اٹھا کر زریش کی
پیشانی پر ہونٹ رکھ کر بولا۔۔
ہارون شاہ نے پاس آکر اسکے سر پر بوسہ دیا۔۔۔
آپ دونوں بھی چلیں نا امی۔۔۔"ہارون شاہ نے اپنی ماں کو دیکھا۔۔"

نہیں میں اپنے پوتے کے ساتھ یہ وقت گزارنا چاہتی ہوں کیا"
ہمیں اجازت ہے؟"سائرہ بیگم نے ساحل کو محبت پاش
نظروں سے دیکھتے کہا۔۔۔
زریش نے بے بسی سے ہارون شاہ کو دیکھا۔۔اور ہارون شاہ نے آنکھیں
جھپکا کر سر اثبات میں ہلایا تو وہ بے بسی سے سر ہلا گئی۔۔۔
یاہووو!!"ساحل کا پلان کامیاب ہو گیا تھا اسنے زریش کے"
آغوش میں ہی زوردار نعرہ لگایا۔۔
اسکے پر جوشی پر جہاں زریش نے حیرت سے گھورا تھا وہیں ہارون شاہ

قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔

کیا تم خوش ہو میرے جانے پر۔۔۔"وہ دکھ صدمے سے بولی۔۔۔۔"

نہیں میں تو اداس ہوں۔۔"وہ فوراً سے اداس صورت بنا کر انہیں" دیکھنے لگا۔۔۔اور ایک بار پھر سب کا قہقہہ گونج اٹھا۔۔۔

اور پھر سائرہ بیگم ساحل کی جھڑکین سے وہ مجبور پیکنگ کر کے ہارون شاہ کی گاڑی میں روانہ ہو گئے تھے مری کے پہاڑ پر موجود عالیشان ہوٹل کیلئے۔۔

جہاں ہارون شاہ کی ایک ہفتے کی بکنگ تھی۔۔۔

زریش نے اپنے اور اسکے گرم کپڑوں کی پیکنگ کر لی تھی۔۔اور اسے ہارون شاہ کی نرم گرم نگاہوں سے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ زیادہ مری کی سردیوں کو انجوائے نہیں کر پائے گئی شاید۔۔۔۔۔

یہ ہارون شاہ اور زریش کے جانے کے بعد کا واقعہ تھا،جب وہ باہر کھیلنے گیا تھا تو پاس کے گھروں کے بڑے لڑکوں نے بری طرح سے پیٹا تھا۔۔

اکثر وہ اپنی دادو کے ساتھ جاتا تھا،مگر آج وہ کھانا بنا رہی تھیں تو

ساحل خود ہی پارک آ گیا۔۔ مگر وہ کے بد معاش لڑکوں نے اسے بہت بری طرح سے بال پھینک کر مارے تھے۔۔

وہ روتا ہوا گھر آیا تھا۔۔ تا کہ اپنی مام کو انکی شکایت کرے۔۔ اور پھر خیال آیا کہ مام تو گھر پر ہی نہیں تھی۔۔ اور دادو کی طبیعت کی وجہ سے وہ اپنے آنسوں چھپا کر اپنے روم میں چلا گیا تھا۔۔
کچن کے سامنے سے گزرتے ہوئے اسنے اپنی دادو کو جواب دیے تھے مسکرا کر۔۔ اور پھر اپنے روم میں آ کر دروازہ بند کر کے وہ بے آواز شدت سے رونے لگا۔
اس رونے دوران اسکی بھیگی کرسٹل گرے آنکھوں میں کتنے بیتے لمحات گزرے تھے۔۔ اسے یاد آیا جب اچانک مہکار شاہ اور حیدر شاہ کے جانے کی خبر اسے ملی تھی تو وہ یونہی باتھروم میں جا کر رویا تھا۔۔
اس چھوٹے سے بچے کو شدید حیرت ہوتی کہ کوئی جنم دینے والی ماں اپنے بچے سے اتنی نفرت کیسے کر سکتی ہے۔ وہ جیسے جیسے زریش شاہ کی محبت کو دیکھتا اسے جی بھر کر رونا آتا تھا کہ کیوں آخر؟
اس سے جنم دینے والی ماں اتنی نفرت کیوں کرتی ہے۔۔

اسکے آس پاس کوئی نہیں تھا۔۔اور اس نے ٹھان لیا کہ وہ مہکار شاہ سے پوچھے گا کہ وہ اس سے اتنی نفرت کیوں کرتی ہے۔۔۔

اب وہ اتنا بڑا ہو گیا تھا، اتنا سمجھدار ہو گیا تھا کہ وہ اپنے لیے، اپنی ذات کیلئے سوال جواب کر سکے۔۔اسے غصہ آتا تھا جب لوگ اسکی مام کو سوتیلی ماں کہتے تھے۔۔

اگر وہ سوتیلی ماں تھی تو کیا سگی ماں مہکار شاہ جیسی ہوتی ہیں؟

وہ کال کر کے سوتیلی اور سگی ماں کا فرق پوچھنے چاہتا تھا مہکار شاہ سے۔۔وہ اب مل نہیں سکتے ایٹلیسٹ وہ موبائل پر بات تو کر سکتے ہیں۔۔

دادو نے کہا تھا، یہ مام ڈیڈ کا ہنی مون ہے چھوٹا سا اسلئے انہیں وہ ڈسٹرب نا کرے۔۔اور اسنے دماغ میں اچھے سے بٹھا لیا تھا کہ وہ انہیں تنگ نہیں کرے گا۔۔

بڑے بڑے لڑکوں نے اسے ہٹ کر کے کہا تھا کہ وہ بدھو ہے اسکی اصلی مام اسے چھوڑ کر چلی گئی ہے۔اسکا چھوٹا سا ذہن پھٹ رہا تھا۔۔وہ بدھو تو نہیں تھا، اسکی مام زریش کہتی تھی کہ وہ بہت ٹیلنٹڈ بچہ ہے۔

وہ روم سے نکل کر چھپ کر دادو کے روم میں گیا، اور ٹیبل پر رکھے انکے موبائل کو اٹھا کر لایا، اور اپنے روم میں واپس آ کر دروازہ بند کر دیا۔۔اسنے

روتے کانپتے ہوئے موبائل تھاما، اور اس پر مہکار شاہ کا نام ڈھونڈ کر، بالآخر ایک نمبر کے مل جانے پر وہ اپنے آنسوں رگڑ کر کال ملائی اور دھک دھک کرتے دل کے ساتھ موبائل کان سے لگایا۔۔۔

رنگ جا رہی تھی۔۔ اسنے سوچ لیا تھا۔۔ کہ وہ یہی سوال پوچھے گا۔۔ وہ ان سے ناراض تھا۔ وہ اسے بنا بتا کر چلی گئی تھی۔۔ انکی زندگی میں "ساحل" کیلئے اتنی سی بھی اہمیت نہیں تھی۔۔۔

وہ سب بھول کر انکی ساری زیادتی بھلا کر انہیں "ماں" کہہ سکتا تھا۔۔ اگر وہ جانے سے پہلے ایک بار بھی اسے سینے سے لگا کر "ساحل" کہتی۔۔۔

وہ جانتا تھا انکی نظر میں ساحل ایک برا بچہ ہے۔۔ مگر وہ باہر کے لڑکے کہہ رہے تھے اسکی ماں اسے بدھو ہونے کی وجہ سے چھوڑ گئی۔۔

کیا وہ اسلئے پاکستان چھوڑ گئی کہ ساحل بدھو ہے۔۔ ساحل سے نفرت کرتی ہیں، اسے پیار نہیں کرتیں کیوں آخر۔۔۔

اتنا تو ساحل برا نہیں ہے، وہ بالکل انکے جیسا تھا۔۔۔

رنگ جا رہی تھی مگر کوئی کال پک نہیں کر رہا تھا۔۔ وہ غصے میں روتا ٹرائی کر رہا تھا۔۔ ساتھ ساتھ وہ اپنے گھٹنوں کہنیوں پر چوٹیں بھی دیکھ رہا تھا۔۔

وہ جب گر گیا تھا بال کی وجہ سے تب اسے ایک لڑکے نے پیٹھ

میں لات بھی ماری تھی۔۔ اور اسے وہاں بھی درد ہو رہا تھا مگر وہ دیکھ نہیں سکتا تھا۔۔

اسنے پیٹھ کو چھونا چاہا تبھی اسکی مسلسل جاتی بار بار رنگ کی وجہ سے کال پک کر لی گئی۔۔۔

السلام علیکم!" اسکے موبائل سے حیدر شاہ کی بھاری آواز گونجی۔۔"

وہ ان سے بھی ناراض تھا۔۔ کیونکہ وہ اپنے چیمپئن سے ایک بار بھی نہیں مل کر گئے تھے۔۔

مجھے ماما سے بات کرنی ہے۔۔" وہ اپنی ہچکیاں دبا کر بولا۔۔"

ساحل!" حیدر شاہ رات کے وقت ساحل کی کال پہ "

چونکے۔۔ مگر پھر احساس ہوا وہاں تو دن ہو گا۔۔

تم ٹھیک ہو؟" حیدر شاہ نے فکر مندی سے پوچھا۔"

ہاں مجھے ماما سے بات کرنی ہے۔۔" وہ انہیں جواب نہیں دینا چاہتا"

تھا مگر پھر بھی اخلاقاً جواب دیکر اپنا مطالبہ دہرایا۔۔

آپی سو رہی ہیں ابھی۔۔" حیدر شاہ نے بروقت بہانہ بنایا۔۔"

ساحل خاموش رہ گیا۔۔

یہاں رات ہے۔۔کیا تم کل بات کرنا پسند کرو گے؟میں تمہیں "
کال کروں گا ٹھیک ہے۔۔"اسنے مزید کہا۔۔۔اور ساحل نے منہ
کھولا تھا یہ کہنے کیلئے کہ "انہیں اٹھا دیں بولیں ساحل بات کرنا
چاہتا ہے۔۔"مگر حیدر شاہ کے الفاظ کو سننے کے بعد وہ
خاموش رہ گیا۔۔۔

کیا وہ میرے لئے اٹھ نہیں سکتی؟"وہ جانتا تھا ایسا نہیں"
ہو گا۔۔اسکی کوئی اہمیت نہیں تھی اسکے ننھیال میں۔۔مگر وہ بہت
ہمت سے اپنے بہتے آنسوں ہاتھ کی پشت سے رگڑ کر بولا۔۔
بیٹا وہ سو رہی ہیں۔۔"حیدر شاہ لب دبا کر نم آنکھوں سے گہری"
سانس لیکر بولے۔۔۔
مجھے جواب دیں یس یا نو؟"وہ روتا ہوا چیخا۔۔۔"
ساحل!"اسکے بدتمیزی سے چیخنے پر حیدر نے جھڑکا وہ سسک"
اٹھا۔۔
انکی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔"اسنے بے بسی سے کہا۔"
کتنی؟"وہ آستین سے گال رگڑ کر بولا۔۔۔"
کیا ہوا ہے تمہیں ساحل؟کسی نے کچھ کہا ہے؟کیا نئی مام نے کچھ "

کہا ہے؟" کسی خدشات کے تحت وہ بولا۔۔۔

وہ نئی ماما نہیں ہیں۔۔وہ میری اصل مام ہیں۔۔"وہ غصے سے بولا۔۔حیدر"
شاہ لاجواب ہو گیا۔۔۔
وہ نہیں آ سکتی اسکی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔"حیدر شاہ کو"
غصہ آیا تھا۔۔اسکی بہن کی جگہ وہ کسی اور کو دے رہا تھا۔۔شاید
جذباتیت میں وہ سختی سے بول اٹھے۔۔۔

مگر وہ حساس تھا کافی فوراً اپنے لہجے کی بدصورتی کو پہچان کر سنبھال
گیا۔۔۔مگر اس لمحے کے تلخ پن نے اس چھوٹے سے بچے کے دل پر
گہرا وار کیا تھا۔۔
وہ اپنی ہچکیاں سختی سے منہ پر ہاتھ رکھ کر دبا گیا۔۔حیدر کو لگا اسنے کال
کاٹ دی ہے۔۔اسنے موبائل کو دیکھا تو کاٹی نہیں گئی تھی۔۔۔
بس وہ خاموش ہو گیا تھا۔۔۔۔
ساحل؟"وہ شرمندہ سا ہو گیا۔۔۔"
کیا ماما مجھے شاہو کہنے کیلئے اٹھ سکتی ہیں؟بس وہ شاہو کہہ"
دیں۔۔۔"اسنے ضد پکڑ لی۔۔مگر وہ دوسری طرف کی صورتحال سے

واقف نہیں تھا۔۔۔

نہیں!"حیدر شاہ نے بہت ضبط سے کہا تھا۔۔۔"

کیا تم اپنی مامی سے بات کرو گے؟"اسنے بہلانے کیلئے کہا تھا مگر"

دوسری طرف ساحل کھٹک سے کال کاٹ کر روم کی طرف

آتی آوازوں پر بھاگتا باتھروم میں بند ہو گیا۔۔۔

اور وہیں بیٹھ کر بے آواز گھٹنوں میں منہ چھپا کر بے حساب رونے

لگا۔۔

آخر جنم دینے والی ماں اتنی عزیز کیوں ہوتی ہے؟"اسکے دل سے آواز اٹھی"

تھی۔۔اسے زریش شاہ سے بے انتہا محبت تھی مگر اسکے اندر کچھ تو تھا

جو اسے بار بار "مہکار شاہ" کیلئے کھینچ رہا تھا۔۔۔

وہ انکے منہ سے ایک بار "شاہو" سننا چاہتا تھا۔۔

باہر سائرہ بیگم اسے پکارنے لگیں مگر اسنے کہا وہ باتھ لے رہا ہے۔پر وہ

اپنا موبائل اسکے روم میں دیکھ کر اس پر اتنی کالز اور پھر ایک کال پر

اسکا رابطہ مہکار شاہ سے دیکھ کر حیران پریشان رہ گئیں۔۔۔

وہ جب باہر نکلا تو وہ خاموش مسکراتا ہوا ان سے ملا تھا۔۔وہ اپنی باتیں اپنے

اندر رکھنا جانتا تھا۔۔اسے بہت اچھے سے اپنی باتیں چھپانا آگیا تھا۔۔

اسے پڑھنا مشکل تھا دن بدن۔۔۔کیونکہ وہ بدبدن بند کتاب کی طرح ہوتا

جارہا تھا۔۔جب تک زریش شاہ باہر تھیں تب تک وہ باہر نہیں گیا تھا سواء اس ایک دن کیلئے۔۔۔

اسے ہر دن انتظار ہوتا تھا، کیونکہ حیدر شاہ نے اس سے کہا تھا وہ اگلی صبح ضرور بات کروائے گا اسکی۔۔۔

اسکی مام زریش کی روز تین چار بار کال آتی، وہ رات کو دیر دیر تک اس سے بات کرتی رہتیں مگر اسے وہ کال نہیں آئی تھی جو اسے جواب دے سکے کہ اسے کیوں ٹھکرایا گیا۔۔۔؟

وہ سمجھدار تھا، وہ زریش شاہ کے آنے کے بعد اپنے باپ سے انکی ایکس وائیف کی کوئی بات نہیں پوچھتا تھا۔وہ اپنی دادو سے بھی نہیں پوچھتا تھا کیونکہ وہ جس انسان سے کام ہو اس سے ہی سوالات کرتا تھا۔۔

دن کے وقت انکے پاس کبھی کبھی نانو آجاتی تھیں اور وہ اپنے ساتھ دلاور دریاب کو بھی لیکر آتی اور ساحل باہر جانے کا سوچنا چھوڑ کر انکے ساتھ کھیلنا شروع کر دیا تھا۔۔

مگر وہ اس قدر خطرناک بچے تھے، بلکہ انہیں بچہ کہنا بچوں کی توہین

تھی۔۔

وہ چند منٹوں میں اسکے پورے روم کا نقشہ چینج کر دیتے تھے، اور اسکے ایک ایک کھلونے کو اٹھا کر پہلے تو اسکا آپریشن کرتے اسکے بعد اسے زمین پر پٹخ پٹخ کر شور و غل کر کے کھکھلاتے رہتے۔۔۔

پر اسکے باوجود وہ بہت پیارے تھے اسے۔۔ اور وہ دونوں کو بانہوں میں بھر کر کارٹون بھی دیکھتا تھا۔۔

اسکے تنہائی کے ساتھی تھے وہ دونوں فرشتے۔۔۔۔۔

اور سب سے انوکھا بچہ وہ تھا، جو سب کے سینے پر چڑھ کر بیٹھتا یا سوتا تھا۔۔ اور وہ خان زیدی اور شاہ فیملی میں صرف ایک ہی تھا وہ تھا دلاور خان۔۔۔

وہ اپنے باپ کے سینے پر بیٹھ کر بل کھاتے رہتے تھے۔۔ کبھی انکی پیٹھ پر چڑھ کر بیٹھتے تو وہ پش اپ کرتے تھے۔۔

وہ خان فیملی کا حسین منظر ہوتا تھا جب سنڈے والے دن لان کی سرسبز گھاس پر دانیال خان پش اپ کرتا تھا

تو دلاور دریاب رینگتے ہوئے اسکے پاس آجاتے اور وہ جیسے ڈاؤن ہوتے دونوں چڑھ جاتے تھے کسی بندر کی طرح انکی پیٹھ پر بیٹھے رہتے۔۔

اور ساحل کے ساتھ بھی دلاور یہی کرتا تھا۔۔ وہ تینوں کے ساتھ

کارٹون دیکھنے کیلئے جب بیڈ پر لیٹتا تو دریاب فراشت کی مار پڑا ہوتا، جبکہ دلاور چڑھ کر ساحل کے منہ پر بیٹھ جاتا۔۔
اور اوپر نیچے مزے سے ہوتا رہتا۔۔ کبھی کھکھلا کر تالیاں بجاتا۔۔ اور ساحل اسکی نپی کو تو کبھی اسکی پیٹھ کو گھورتا رہتا۔۔۔
اور جب دریاب دیکھتا، دلاور کو کچھ نہیں ہوا تو وہ آہستہ سے اٹھ کر دلاور کے آگے بٹھ جاتا۔۔
اور پر کارٹون چھوڑ کر وہ کھکھلاتے اوپر نیچے ہوتے رہتے اور انکے نیچے پڑا ساحل بلبلاتا رہتا۔۔۔

کچھ بھی تھا وہ دو ایسے فرشتے تھے جس کی زندگی میں آتے بہار لے آتے تھے۔ جیسے اب چور چور سا ساحل شاہ کھکھلا رہا تھا۔۔۔

اور یہ کھکھلاہٹیں دو منٹ کیلئے ہی تھیں، سائرہ بیگم اور پھوپھو لاؤنج میں بیٹھیں باتیں کر رہی تھیں۔۔
ٹی وی پر ٹام جیری چل رہے تھے جو کہ ان دونوں بھائی کو پسند تھے کیونکہ وہی تو تھے وہ دونوں ایک ٹام دوسرا جیری۔۔۔
وہ ٹام جیری ایک دوسرے کا جینا حرام کرتے تھے، مگر یہ جدید

دور کے جدید ٹام جیری، دونوں ملکر دوسروں کا جینا حرام کرتے تھے۔۔۔

کچھ ہی دیر میں ساحل شاہ کے بلبلانے کی چیخیں روم کی فضا میں گونج رہی تھیں جب وہ دونوں بھائی تیزی سے اس پر اوپر نیچے اچھل جھمپنگ کر رہے تھے۔۔

"!!!ٹام!!!جیری"

اور وہ پہلا شخص تھا جو کہ انکے بڑے بھائی کی حیثیت رکھتا تھا اور ان دونوں کا تشدد بھی برداشت کرتا تھا۔۔۔

دلاور کا پیمپر ساحل کے منہ پر آگیا تھا، ساحل کی چیخیں گھٹ کر دم توڑ گئی تھیں۔۔وہ پھڑ پھڑا رہا تھا۔۔اور سامنے ٹی وی کو دیکھتا دلاور اسکے منہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا تھا تاکہ دریاب کو ٹھیک سے جگہ مل سکے۔۔۔

دوسرا جائے بھاڑ میں۔۔۔۔

oooooooo

حجاب شاہ ششدر تھی، جب حیدر شاہ نے اسی رات ڈاکٹر کے

جانے کے، اور مہکار شاہ کے سو جانے کے بعد اپنے روم میں آکر حجاب شاہ کے سوالات کا جواب دیا تھا۔۔

اسنے پوچھا تھا کہ "کیا یہ بے بی ہارون شاہ کا ہے؟" اور اس سوال پر حیدر شاہ نے زخمی نظروں سے حیدر شاہ کو دیکھا تھا۔۔۔

اور پھر نظریں جھکا کر آہستہ سے نفی میں سر ہلا کر چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر بے تحاشہ سسک اٹھا تھا۔۔ وہ بہت تکلیفدہ رات تھی جب چھ فٹ مضبوط سینے کا مالک حیدر شاہ اپنی بہن کی بربادی پر بری طرح ٹوٹ کر بیوی کے سامنے رویا تھا۔۔

اسنے کہا تھا کہ شاید انکے پاس ماں نہیں اسلئے وہ اتنے بدنصیب ہیں۔۔ وہ اپنی بیوی سے یہ نہیں کہہ سکا کہ ہم دونوں بھائی بہن کو محبت نصیب نہیں ہوئی۔۔۔

اگر اس میں ایک کو ہوئی بھی تو اسنے اپنے ہاتھوں سے خود گنوادی۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رویا تھا۔۔ کہ اسے ساحل نے کال کی تھی شاید وہ بھی اپنی ماں کی بربادی کو پہچان گیا تھا۔۔

اور وہ بھی شدت سے رو رہا تھا۔۔۔

وہ اپنی ماں کی تکلیف کو جان گیا تھا تبھی صرف اسکے منہ سے "شاہو" سننے کا خواہشمند تھا۔۔ مگر اسے نصیب نہیں ہوا۔۔

حجاب شاہ نے سکتے کے عالم میں ٹھہر کر دھڑکتے دل سے "پوچھا تھا کہ "پھر کس کا بچہ ہے؟

وہ مجرموں کی طرح سر جھکا کر بولا تھا "ناجائز ہے۔ ریپ ہوا تھا میری بہن کا۔۔۔" اور وہ خاموش ہو گیا۔۔ حجاب کو لگا اسکے وجود سے جان نکل گئی ہے۔۔

وہ ڈھے سی گئی۔۔۔ کتنی دیر ساکت بیٹھی رہی، اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اٹھ کر اپنے شوہر کو چپ کروائے۔ وہ بس خاموش تھی۔۔ شاید اسنے یہ توقع نہیں کی تھی۔۔

یہ اسکے اعصاب ہر بڑا دھماکہ تھا۔۔ جسے برداشت کرنے یا سمجھنے کیلئے کم از کم وقت تو درکار تھا۔۔۔

مگر وہ کہہ رہا تھا کہ "اگر تمہیں ہم پسند نہیں آتے، یا تمہیں ہم گنہگاروں سے نفرت محسوس ہو رہی ہو تو تم جا سکتی ہو۔۔ میں تمہیں روکوں گا نہیں۔۔۔

یہ تمہارا حق ہے کہ تمہاری زندگی میں بہتر لوگ ہوں۔۔۔ مگر

"افسوس ہم بہتر نہیں۔۔۔

وہ دکھ تکلیف سے اس سے کہہ رہا تھا۔۔

وہ روتی ہوئی تڑپ کر اسکے پاس آئی اور اسکے آنسوں صاف کر کے اسکے سینے سے لگ گئی۔۔۔

کیسی باتیں کر رہے ہیں حیدر شاہ؟ اپ سے مجھے ایسی امید نہیں تھی۔۔"

آپ تو مجھے بہت مضبوط لگتے تھے۔۔ یوں روتے ہوئے بالکل بھی اچھے نہیں لگتے۔۔۔

اور یہ گنہگاروں کیلئے سختیاں نہیں بلکہ مومن کیلئے یہ جھوٹی دنیا مشکل ہوتی ہے۔ یہ آزمائشیں ہیں۔۔ یہ ہمارے صبر ہمارے ایمان کا امتحان لیتیں ہیں۔۔ اور انہیں دکھوں میں پتا چلتا ہے کون اپنا ہے کون پرایا۔۔۔

اور میں تو آپکی شریک حیات ہوں، حیات کا مطلب ہے زندگی اور زندگی کا نام ہی مشکلات ہے۔۔ اگر ان سرد گرم ہواؤں میں میں آپکو چھوڑ جاؤں تو پھر سب وفا باز عورتوں کے ساتھ ناجائزی ہو گی کہ جس وفا کو وہ اسلام کے اول روز سے نبھا آرہی ہیں اپنے ہمسفر سے میں کیسے بے وفا ہو جاؤں کہ روز قیامت سر بھی نا اٹھا سکوں اپنے مالک کے سامنے۔۔۔

میں آپکے ساتھ ہوں حیدر شاہ۔۔جو بھی مشکل دکھ تکلیف ہو گی مل کر بانٹ لیں گے۔۔۔" وہ روتی ہوئی اس سے کہہ رہی تھی اور حیدر نے اسے کھینچ کر سینے سے لگا کر خود کو حوصلہ دیا کہ وہ اکیلا نہیں تھا۔۔

رب کی رحمت اسکے ساتھ تھی۔وہ آہستہ سے اسکے آنسوں پونچھنے لگی۔۔وہ اسے دیکھ رہا تھا۔کہ رب کچھ نہیں دیتا اسلئے کیونکہ ہمارے اس کچھ سے زیادہ سوچا ہوتا ہے۔۔

ہم آپی کو صبح ہاسپٹل لیکر جائیں گے۔۔ہم ان شاءاللہ سب کچھ" سنبھال لیں گے۔۔ہم کبھی نہیں ہاریں گے شاہ۔۔۔ہمیشہ مضبوط بن کر لڑیں گے وقت سے۔۔" وہ حیدر شاہ کی آنکھوں چوم کر بولی

ان شاءاللہ۔۔۔" وہ کہہ کر اسے خود کو بھینچ گیا۔۔وہ رات انہوں نے" جاگتی آنکھوں میں گزاری۔۔کیونکہ وہ بہت اذیت ناک رات تھی۔۔ دونوں کو پوری رات نیند نہیں آئی،اور دونوں ساری رات سوچتے رہے کہ وہ آگے کیا کریں گے۔انہیں اتنا معلوم تھا کہ وہ پاکستان والوں کو سنبھال لیں۔۔البتہ وہ مہکار کے آنے والے بچے کو لیکر مہکار کو کیسے سنبھالیں

گے۔۔۔

بہر وہ خدا پر چھوڑ کر انہوں نے موجودہ صورتحال پر غور کیا۔ صبح مہکار پر کچھ بھی آشکار نہیں کیا۔۔ مہکار شاہ خود بھی کافی ویکلنس فیل کر رہی تھی اور حجاب شاہ کے ایک بار کہنے پر راضی ہو گئی ہاسپٹل چلنے کیلئے۔۔۔

وہ رات اور وہ دن زندگی کا سب سے برا دن اور رات تھی۔۔ وہ ہاسپٹل پہنچے تو ڈاکٹر نے مہکار کا چیک اپ کیا۔۔

وہ چیک اپ کر کے جب حجاب شاہ کے پاس آئی اور اسکے پوچھنے پر اسے بتایا تھا کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ چوتھے پانچویں ماہ پتا چلتا ہے۔۔ وہ ایسی کنڈیشنز میں جب ماں ذہنی اذیت کا شکار ہو اور اسے اپنے وجود اور اپنے آپ میں تبدیلیوں کا احساس نا ہو سکے۔

تب معلوم ہونے کی صرف یہ قدرتی نشانیاں ہوتی ہیں جن سے اس عورت کو معلوم پڑ سکتا تھا۔ کافی ابنارمل عورتیں ہوتی ہیں جو اپنے وجود میں آئی تبدیلی کو محسوس نہیں کر پاتیں۔ اور انکا معلوم ساس یا ماں کو قدرتی نشانیوں سے ہوتا ہے جو ماں بننے کے وقت عورت میں ظاہر ہوتی ہیں۔۔

کسی کو دیر سے ہوتی ہیں، اور کسی کو جلد۔۔۔

پر مہکار شاہ کو ابنارمل تو نہیں کہا جا سکتا تھا۔۔ البتہ وہ پاکستان کے آنے کے بعد اپنے ہوش میں کہاں تھی۔۔۔

وہ جیسے اس فیشن ایبل مہکار شاہ کو کھو کر بھول کر آئی وہیں جب وہ اپنا شوہر اپنا باپ اپنا بیٹا اپنا گھر اور اپنی آبرو تک کھو بیٹھی تھی۔۔

اسکی آبرو نا لٹتی اگر وہ تقویٰ کیلئے ایسا گڑھا نا کھودتی۔۔ اسنے تقویٰ کی آبرو پر کیچڑ اچھالنے کا پلان بنایا تھا، اور وہ اپنی آبرو کھو بیٹھی تھی۔۔۔

ڈاکٹر نے اسے یہ بھی بتایا کہ بے بی گروتھ کافی کمزور ہے اسلئے بھی معلوم نا ہو سکا۔۔ آنے والے وقت میں کافی پیچیدگیوں کا سامنا کرنا پڑے گا اسلئے خیال رکھنا ہو گا آپکو مہکار شاہ کا۔۔۔

کچھ ہدایتیں حیدر شاہ نے بھی سنی تھیں، اور باقی کی حجاب شاہ نے۔ کیونکہ اسنے وعدہ کیا تھا حیدر شاہ سے کہ وہ کبھی اسکا ساتھ نہیں چھوڑے گی۔۔

اسکے پاس واپس لوٹنے کیلئے کوئی راستہ ہی نہیں، وہ اسکی ہو کر آئی ہے تو اسکے ہر غم میں اسکے ساتھ ہو گی۔۔۔ اور مہکار شاہ جیسی بھی تھی اسکی نند تھی۔۔

کچھ بھی تھا اسنے اسے کوئی بری یا بڑی تکلیف کبھی نہیں پہنچائی تھی۔ وہ ابھی اسی

ہدایتوں کو سن رہے تھے کہ اچانک ہی دھڑام سے دروازہ کھلا اور بوکھلائی سی سسٹر اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔اور اسکے الفاظ کچھ یوں تھے

ڈاکٹر پلیز جلدی چلیں مس مہکار شاہ خودکشی کرنے کی کوشش کر" "رہی ہے۔۔

وہ شستہ انگریزی میں ڈاکٹر سے بولی تھی۔۔مگر است سمجھ کر ڈاکٹر سے پہلے بل کھا کر حیدر شاہ اٹھ کر بھاگا تھا۔۔اور اسکے پیچھے ہی ڈاکٹر، حجاب شاہ بھاگتی ہوئی آئی تھیں۔۔

ہاسپٹل روم میں داخل ہوتے دیکھا تو سامنے ہی دو نرسز نے بری طرح سے مضبوطی سے مہکار شاہ کو جکڑ رکھا تھا اور وہ ہذیانی ہو کر چیخیں مار رہی تھی۔۔۔

چھوڑو مجھے۔۔!! مجھے نہیں چاہیے ناجائز بچہ۔۔۔۔میں مار دوں گی اسے" مجھے نہیں چاہیے۔۔۔۔"وہ نفرت پاگل پن سے بلند چیخیں مار رہی تھی کہ اسکی چیخوں سے کتنے ہی لوگ ہاسپٹل روم کے دروازے پر جمع ہو کر دیکھتے جا رہے تھے یہ تماشا۔۔۔

وہ حیدر کو دیکھ کر مچل اٹھی۔۔۔

بھائی!!!بھائی مجھے نہیں چاہیے یہ بچہ۔۔۔حیدر مار دو مجھے میں "
اس گناہ کو جنم نہیں دوں گی میں اسے مار دوں گی۔۔۔!!!" وہ چیختی چلا
رہی تھی اسکے ہاتھ میں آپریشن باکس سے اٹھائی گئی تیز سفید چھری
تھی۔۔۔

جبکہ اسکے بازو کو سختی سے نرس نے پکڑ رکھا تھا ورنہ شاید وہ یہ
چھری اپنے پیٹ میں مارنے والی تھی۔۔۔

اسکی سرخ آنکھوں میں وحشتیں ناچ رہی تھیں۔۔وہ کھلے بال
بکھرے حلیے بالکل پاگل ہو کر رہ گئی تھی۔۔وہ کسی طرح بس میں نہیں آرہی
تھی۔۔ناحیدر کے سمجھانے پر نا ہی حجاب کے۔۔۔

اسکے سر پر جنون سوار تھا کہ وہ اس بچے کو مار کر ہی دم لے گی۔اور حیدر
اتنا بڑا گناہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔وہ اللہ کا پھول تھا کیسے وہ اسکی
جان لے جو بے گناہ تھا۔۔۔

مگر وہ چیختی روتی پھڑپھڑا رہی تھی کہ وہ اس گناہ کے ڈھیر کو کسی
قیمت جنم نہیں دے گی وہ اسے مار دے گی۔۔اور ادکے سر پر شاید
اس بچے کو مارنے کا سایہ ہو گیا تھا۔۔۔

اس ہاسپٹل سے تو وہ اسے بیہوش کروا کے لے گیا تھا گھر، مگر وہ گھر جا کر جب ہوش میں آئی تھی تب خود کو پھانسی دے رہی تھی یہ تو خدا کا شکر تھا کہ ابھی اسنے پاؤں کے نیچے سے چیئر ہٹائی ہی تھی کہ اسے سوپ لیکر آتی روم کی وسط میں پھڑ پھڑائی مہکار شاہ کا حال دیکھ کر ہذیاتی ہو کر چیخی کے اسکے پیچھے ہی آتا حیدر تیزی سے روم میں داخل ہوا اور اندر کا منظر دیکھ کر اسکے پاؤں تلے زمین نکل گئی۔۔۔

اس دم اسنے بچہ تو لیا تھا، وہ پھندا مہکار شاہ کے گلے سے بھی نکال دیا مگر ایک زوردار تھپڑ اسنے اسے مارا تھا۔۔ اسکے بعد بھی وہ کھانستی بس میں نہیں آ رہی تھی تو مجبوراً اسے بیہوشی کے انجکشن دینے پڑے حیدر کو۔۔۔

اور شاید ان انجکشن کی وجہ سے ہی وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کر رہ گئی، وہ بیمار بیڈ پر پڑی ہوتی تھی۔۔ اور حیدر شاہ جب اسے دیکھتا اسکا دل پھٹنے کو آجاتا۔۔۔

مہکار شاہ کا کھانا پینا دھونا سب حجاب کرتی تھی، حتیٰ کہ مہکار شاہ میں اتنی سکت نہیں ہوتی تھی کہ وہ اٹھ کر چل سکے۔ اور وہ بیڈ پر پڑی رہتی ایسے میں اسکی صفائی بھی حجاب شاہ کرتی تھی۔۔۔

مگر وہ سب وہ بغیر ماتھے پر تیور لائے کرتی تھی۔۔ اسنے اتنے بڑے گھر کے ساتھ اپنے شوہر اور اسکی بہن کو بھی سنبھالا ہوا تھا۔۔

ابھی بھی انہیں مہکار شاہ سے خطرہ تھا، اسکے باوجود کہ وہ بالکل ہڈیاں بن کر ایک مریض کی طرح رہ گئی تھی، جسے دیکھ کر یہ ڈر ہونے لگتا کہ ابھی اسکے سامنے دم دے دے گی۔۔

اسکا حسن اسکی خوبصورتی سب دم پڑ گئی۔۔ اسکے گالوں کی ہڈیاں نمایاں ہو گئی تھی۔۔ وہ کبھی کبھی اپنے بھائی کو نیم وا بہتی آنکھوں سے دیکھتی اور اس سے موت کی بھیک مانگتی، مگر وہ بھائی تھا کیسے بہن کو کھو دیتا۔۔۔

حیدر شاہ کی راتیں اسکے پاس رہ کر روتے ہوئے گزرتی تھیں اکثر۔۔۔ وہ راتوں کو بیٹھ کر اسکی تصویریں دیکھتا رہتا اور جب اسکے ہڈیوں والے ڈھانچے پر نظریں پڑتیں وہ سسک اٹھتا۔۔۔

اسکے پاس پاکستان والی تصویریں تھیں۔۔ مہکار شاہ کی شادی والیں۔۔ ساحل کی پیدائش کی۔۔ وہ حجاب شاہ کو دکھاتا، خود دیکھتا۔۔ اور خود کئی گھنٹوں تک وہ تصویر تکتا رہتا تھا جس میں مہکار شاہ کی گود میں ساحل تھا، جبکہ پاس ہارون شاہ اور اسکا بازو مہکار شاہ کے شانوں کے گرد تھا۔

ہارون شاہ کے ساتھ وہ خود کھڑا تھا، جبکہ آگے اسکے ڈیڈ اور اسکی پھوپھو تھیں۔۔

وہ ایک ٹائمر کیپچر تھا۔ انکی پوری فیملی کا۔۔ اور اس تصویر میں ایک دوسرا وجود بھی تھا جس کے اوپر اسنے انگلی رکھ دی تھی حجاب شاہ سے چھپانے کیلئے۔۔۔۔

ہاں وہ تصویر میں تقویٰ دانیال تھی۔۔۔ بیلو چادر پہنیں وہ یونی سے آئی تھی۔۔ اور گیٹ بند کر کے جیسے پلٹ کر انہیں دیکھا اسی وقت کیمرہ نے آنکھ دبائی تھی۔۔۔

وہ سٹپٹا گئی تھی مگر وہ منظر قید ہو چکا تھا۔۔ اس تصویر کو دیکھ کر جانے کیوں اسے یقین سا ہو جاتا تھا کہ وہ ضرور اس کے ہی نصیب میں ہے تبھی تو اللہ نے یہ خوبصورت اتفاق بنایا ہے۔۔۔

مگر اسے وقت رہتے احساس ہو گیا تھا، اتفاق محض اتفاق ہی رہتے ہیں، وہ نصیب نہیں بدل سکتے۔۔ نا ہی وہ دو ستاروں کو ملانے کی طاقت رکھتے ہیں۔۔۔

وہ بیوقوف تھا، اتفاق کو دیکھ کر لوشش ہوتا تھا۔۔۔۔

وہ ہوش میں تب آتا جب روم میں مہکار شاہ کی کراہ گونجتی۔۔ اسکے

ہاتھ سے ہمیشہ کراہ پر چیزیں گر جاتی تھیں۔۔وہ منہ سے نہیں کہتا تھا کہ میں پاس ہوں مگر چیزیں کا شور مہکار شاہ کو معلوم پڑ جاتا تھا وہ پاس ہے۔۔۔

ڈاکٹر نے جیسے تیسے یہ چار ماہ گزارنے کیلئے کہا تھا۔۔اور اسنے مہکار شاہ کی صورتحال کو دیکھتے اسے ایک ایسی گولیاں بھی لکھ کر دیں جو کہ اسکے بچے پر افیکٹ نا ڈالیں۔۔

حیدر شاہ نے وہ گالیاں اسے کھانے میں تھوڑا سا مقدار دیتا تھا تاکہ وہ نیم بیہوشی میں رہے۔۔

اسے معلوم تھا ساحل شاہ مہکار شاہ کی کال کا انتظار کرتا ہوگا۔۔مگر یہاں کی صورتحال ایسی تھیں کہ وہ بالکل بھی ساحل کا کوئی تلخ جملہ مہکار شاہ تک پہنچنے نہیں دے سکتا تھا کہ کہیں وہ مزید تکلیف دینے سے اسے کھونا دے۔۔۔

اسکے بعد بھی ساحل شاہ کی کالز آنے لگیں، اور حیدر شاہ کوئی نا کوئی بہانہ بنا دیتا تھا۔۔کیونکہ مہکار شاہ کا فون اسکے پاس تھا۔

کبھی کبھی تو اسکی کال کو اگنور کر دیتا تھا اور کبھی مجبوراً اٹھاتا تو وہ منتظر ہوتا۔۔۔وہ اسے یہ بھی نہیں بتا سکتا تھا کہ اسکی ماں کن صورتحال سے گزر رہی ہے۔۔

اگر وہ بتا دیتا تو یہ بات کھل جاتی، اور اسکی بہن کی زندگی مزید مشکل ہو جاتی اسلئے وہ حتی الامکان اسکی کال اگنور کر دیتا۔
اور پھر اسنے سائرہ بیگم سے کہلوایا کہ وہ اپنی ماں سے صرف ایک بار بات کرنا چاہتا ہے۔ مگر اسکی ماں اب کہاں رہی تھی باقی جو اس سے بات کرتی اسکے سوال کے جوابات دیتی۔ وہ ہڈیوں ڈھانچہ جو رہ گئی تھی اپنی بربادی آپ بنکر۔۔۔اسے خود کا ہوش نہیں تھا وہ ساحل شاہ سے ایک بار بھی کیسے بات کرتی۔۔۔
شاید اسے یاد وہ بھی کرتی تھی، تبھی تو اسکی آنکھیں ہمہ وقت نم ہوتی تھیں۔۔حیدر شاہ نے کچھ ناسوجھ کر مہکار شاہ کا نمبر بند کر دیا۔۔
یوں ساحل شاہ کی روز روز کال سے وہ بچ گئے تھے۔ اسے اندازہ تھا ساحل کو بہت تکلیف ہو گی، مگر اسے سنبھالنے والے بہت تھے۔۔ اور انہیں کوئی نہیں تھا۔۔۔
وہ خود ایک دوسرے کا سہارا تھے۔۔یوں کہاں جائے کہ انکا سہارا

حجاب شاہ تھی موجودہ حالت میں تو غلط نا تھا۔۔۔

وہ دونوں بھائی بہن ختم ہو چکے تھے بالکل۔۔۔۔ اندر سے بھی اور باہر سے بھی۔۔۔۔
اسکے باپ کی لاڈلی بیٹی مرنے کے مقام پر، اور اسکے آنکھوں کے سامنے
بچپن کا ایک ایک منظر لہرا جاتا اور وہ کئی کئی گھنٹے خاموش
بھوکے پیاسے پڑے بے آواز روتے روہتے۔۔۔۔

اور پھر وہ دن بھی قریب آ گئے جو کہ ایک بڑا امتحان تھا حیدر شاہ
کیلئے ★☆☆☆☆☆....

اتنی دیر ہوئی ہے کوئی آواز نہیں۔۔ میں بھی ڈاکٹر ہوں بھلا مجھے کیوں اندر"
نہیں جانے دے رہے۔۔" یہ صائم زیدی تھا جو کہ ہاسپٹل کے اندر
روم کے بند دروازے پر کھڑا بے چین سے یہاں سے وہاں ٹہلتا غصے سے
کہہ رہا تھا۔۔
آج ہاسپٹل کی پوری راہ داری بھری ہوئی تھی، آتے جاتے لوگ
حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ دروازے کے سامنے پریشان بے فکر
بے چین اور بے قرار سا سائیں تھا۔۔ اور دروازے کے اس پر

خوفزدہ ڈری، روتی سائیں کی جان تھی۔۔۔

ارد گرد پھوپھو دانیال خان، عائشہ خان، اسکے دو شرافت کی پوتلیاں، ہارون شاہ، زریش خان سائرہ بیگم، ساحل۔۔ اور حویلی میں آغا جان، اماں سائیں رضا زیدی سب وہاں موجود تھے۔۔

پورا کوریڈور لوگوں سے بھرا پڑا تھا۔ حویلی کا پہلا بچہ تھا۔ سیف جنید رضا زیدی نے تو باہر گاڑیاں بھری رکھی تھیں ڈھول شہنائیوں سے تاکہ جیسے ہی پتا لگے گا خوشی سے دھمال ڈالیں گے۔۔

پاگل ہو گئے ہو کیا ہر کوئی آوازیں نہیں کرتی۔۔" سیف نے کان میں" سرگوشی کی۔۔۔

کیا فضول لوجیک ہے؟ میں ہاسپٹل میں ہوتا ہوں میں تو سب" کی چیخیں سنتا ہوں۔۔" صائم نے دائیں بائیں کھڑے افید جنید کو گھور کر کہا۔۔۔

ارے یار۔۔۔ زیدی تو نہیں سمجھے گا۔۔" سیف نے جنید کو آنکھ دبائی دونوں" قہقہہ لگا اٹھے۔۔

کیا بکواس کر رہے ہو؟" صائم نے غصے سے دونوں کو جھڑکا وہ سٹپٹا" گئے۔۔

میں یہاں اس مقام پر کھڑا ہوں اور تم دونوں بے غیرتوں کی"

طرح منہ کھولے قہقہے لگا رہے ہو۔۔" وہ چڑھ دوڑا دونوں پر۔۔۔

بڑی پریشانی نے مار دیا ہے نا تجھے۔۔۔ اگر اتنی پریشانی کھائے جا رہی ہے" تجھے تو جا اندر۔۔ جا کر خود لیٹ جا بھابی کی جگہ۔۔۔" جنید نے جل کر کہا سیف تصور کرتا قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔

یہ کیا ہو رہا ہے؟" دانیال نے پاس آ کر غصے سے کہا۔۔"
بھائی مجھے عجیب فیل ہو رہا ہے میری جان اندر ہے۔۔۔" صائم ان" دونوں پر لعنت بھیجتا دانیال کے کندھے پر سر رکھ کر پریشانی سے بولا۔۔
ہارون دانیال کا سرخ چہرہ اور صائم کا لاڈ دیکھ کر قہقہہ لگا اٹھا۔۔
حوصلہ کر صائم سب ٹھیک ہو گا اللہ سائیں سب ٹھیک کرے" گا۔" اماں سائیں نے پیچھے سے کہا۔۔
عائشہ زریش مسکرا دیں۔۔ وہ بہت ایکائٹڈ تھیں۔۔ وہ کیا سب کو بہت بے چینی تھی بس ابھی کے ابھی خیر خیریت سے بچے کا جنم ہو جائے اور وہ سب اس عجوبے کو دیکھیں۔۔۔

انتظار تو نئے بھائی کا دلاور دریاب ساحل کو بھی تھا۔۔ وہ بھی چاہتے

تھے جو بھی آنے والا ہے جلدی آئے تا کہ انکے ساتھ کھیلے۔۔

ُتے جاتے لوگ انہیں دیکھ رہے تھے حیرت سے کہ ایسا بھی کون سا نواب آنے والا ہے جسکیلئے پورا خاندان جمع ہوا ہے۔

کچھ دیر میں ڈاکٹر باہر آئی۔۔

"میری بیوی بچہ کہاں ہے؟" سب سے پہلے ڈاکٹر کی طرف صائم لپکا۔ اور اس طرح خونخوار انداز میں پوچھا جیسے ڈاکٹر اسکی بیوی کو اغوا کر کے بیٹھی ہو۔۔

"ڈاکٹر صائم وہ اندر ہیں۔ ہم ڈاکٹر رستم کا انتظار کر رہے ہیں۔ کیس کچھ پیچیدہ ہو رہا ہے۔" ڈاکٹر نے بوکھلاتے ہوئے کہا۔۔۔

صائم حیران ہو گیا۔۔ میل ڈاکٹر اور وہ بھی اسکی مولانی کیلئے۔۔۔

اسکا غصہ غیض عروج پر جا پہنچا۔۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے کسی دوسرے ڈاکٹر کی۔۔ میں ہوں اور مر نہیں گیا۔۔ چلو اندر اب جو ہو گا دیکھا جائے گا۔۔"

سب ہکا بکا رہ گئے۔۔ وہ نرس سے ماسک گلوز اوور آل لیکر پہنتا سرخ چہرہ لیے کھڑے دانیال کو دروازہ بند کرنے سے پہلے آنکھ دبا کر ڈاکٹر

کے ساتھ غائب ہو گیا تھا۔۔۔

ڈیڈ میں بھی اپنی پری کے ساتھ اندر جاؤں گا۔" ساحل صائم زیدی کو"
دیکھتا پاس کھڑے منہ پر ہاتھ رکھے دانیال کی خفگی آغا جان کی
موجودگی کی وجہ سے قہقہہ دبائے کھڑے ہارون شاہ سے ساحل شاہ
نے کہا۔۔۔
جہاں سب نے چونک کر ساحل شاہ کو دیکھا تھا وہیں پاس بیٹھے
دو نمونوں نے بھی کچھ حیرت سے پہلے اسے اور پھر اپنے ماں باپ کو
دیکھنے کے بعد ایک دوسرے کو دیکھا۔۔۔

وہ ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ کر کچھ کہہ رہے تھے۔۔ باقی سب
ساحل کی بات پر ہنس رہے تھے جب جب وہ کسمسا کر عائشہ کی گود
سے دونوں اتر گئے۔۔۔

دلاور! دریاب!" عائشہ بوکھلا کر کھڑی ہوئی۔۔"
یہ دونوں کہاں جا رہے ہیں؟" پھوپھو نے عائشہ کو گھورتے سامنے"
دیکھا جہاں پاس والے روم کے کھلے دروازے کی طرف دونوں ایک

دوسرے کا ہاتھ تھامے بھاگتے جا رہے تھے۔۔۔

اگلے ہی لمحے ان دونوں گول مٹول سرخ سپید بچوں کا اشارہ سمجھ کر پورا کوریڈور قہقہوں سے گونج اٹھا۔۔۔

وہ دونوں کہہ رہے ہیں کہ آپ صرف سوچو گے اور ہم کر کے دکھاتے " ہیں۔۔"سیف نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔۔۔
اماں جان آغا جان بھی اس بار ان دونوں بچوں کی حرکت پر قہقہہ لگا اٹھے۔۔عائشہ شرمندہ سی دانیال سے نظریں چرا رہی تھی۔۔۔
بھلا اب اتنے سے بچوں کو کیا سمجھاتی۔۔۔بھلا وہ کیا سمجھنے والی مخلوق تھیں۔۔۔
ساحل نے بھاگ کر ان دونوں بنا بریک بھائیوں کو روکا ورنہ بھاگ کر اس کراہتی پیشنٹ کے ساتھ خود بھی اندر چلے جاتے۔۔۔
یہ اپنے پھوپھا کو بھی پیچھے چھوڑ دیں گے دیکھنا دانیال!"ہارون نے ہنستے " ہوئے کہا۔۔
دیکھ رہا ہوں۔۔لگتا ہے ماں کے پیٹ سے ڈاکٹری کر آئے تھے۔۔"وہ ان " دونوں کو اس پریگنینٹ پیشنٹ کے پاس جانے کیلئے روتے دیکھ کر

طنزیہ بولا۔۔۔

ہاہاہا۔۔"ہارون نے جھک کر دونوں کو بانہوں میں بھر لیا۔۔۔"
تبھی ہی دروازہ کھلا اور سب بے تابی سے آگے بڑھے۔۔۔۔

اوہووووو میں باپ بن گیا ہاہاہاہا۔۔۔"صائم زیدی نے قہقہہ لگاتے بیلو"
رنگ کے بے بی کمبل میں لپٹے بچے کو فضا میں بلند کرتے خوشی
سے نعرہ لگایا۔۔۔

خوشیاں بکھرے ماحول میں ہر سوں قہقہے گونج اٹھے۔۔لوگ حیرت
سے انہیں دیکھ رہے تھے۔۔کافی مسکرا رہے تھے جبکہ آغا کے حکم ہر باہر
ڈھول شہنائیاں بجنا شروع ہو چکی تھیں۔۔۔۔

ماشاءاللہ مبارک ہو میرے کھوتے اب معلوم پڑے گا"
تمہیں۔۔"آغا نے ہنستے ہوئے کہتے جیب سے پیسوں کی گڈی نکال کر صائم
اور اسکے بچے پر وارنا شروع کر دیئے۔۔۔

وہ دونوں کوئی پاگل تھے جنہوں نے ہاسپٹل کے کوریڈور میں ہی بھنگڑا ڈالنا

شروع کر دیا اور ساتھ رضا زیدی کو بھی کھینچ لیا تھا۔
"دیکھو دیکھو کون آیا۔۔۔ کون آیا۔۔۔"
کھوتے کا بچہ آیا۔۔۔" جنید سیف نے اپنی سریلی آواز میں گانا گاتے ہوئے بھنگڑا ڈالا صائم کا چہرہ غصے سے سرخ پڑ گیا۔۔۔

ہاہاہا۔۔" ہارون شاہ اور دانیال کا قہقہہ بے ساختہ تھا انہوں نے" صائم اسکے بچے پر صدقہ دیتے ہوئے ساتھ محبت سے لگایا وہ مسکرا دیا۔۔
اب جلدی منہ بھی دکھا دو کیسا ہے بچہ۔۔۔" عائشہ سے صبر" ہونا مشکل تھا ان سب کو پھر تقویٰ کے پاس جانا تھا تبھی بے چینی سے بولی۔۔

بچے کو دیکھنے کا سن کر وہ سب بھی بھاگ آئے۔۔۔
رکو!" بچے کی طرف لپکتے سب کو دیکھ کر صائم نے فوراً سے ہاتھ آگے" کرتے سب کو روک دیا۔۔ آغا جان کو اس پر پہلے ہی غصہ تھا کہ وہ پہلا زیدی خاندان میں مرد تھا جو ڈاکٹری کر کے ہاسپٹل روم میں ڈلیوری دوران بیوی کے ساتھ ہی چلا گیا تھا۔۔۔ جیسے ڈاکٹری ہی

اسلئے کی ہو۔۔۔

پر اسنے کون سا کبھی آغا جان کی سنی تھی؟ ہمیشہ وہی کیا تھا جو اسکا دل کرتا۔۔ جیسے تقویٰ سے شادی کرنا، اسے حویلی سے الگ رکھنا، اب ہاسپٹل کے روم میں بھی گھس کر بیوی کی ڈلیوری میں اندر جانا۔۔۔

کیا ہوا؟" سب نے غصے سے پوچھا کیونکہ انہیں جتنا جوش تھا وہ اتنا بیچ" میں رکاوٹ حائل کر رہا تھا۔۔

حیرت تھی نا بچہ رویا تھا نا ہی بچے کی ماں کی آواز تھی۔۔ یہ کیسی مخلوق آئی تھی۔۔ اتنی خاموش۔۔۔۔

پہلے یہ بتاؤ لڑکا ہے یا لڑکی؟" اسنے بچے کا منہ چھپایا ہوا تھا۔ آغا" جان رضا اماں سائیں پھوپھو والے اسے غصے سے گھور رہے تھے جبکہ وہ پورے دانتوں کی نمائش کرتا

اتنا خاموش ہے تو ضرور بچی ہی ہو گی یعنی لڑکی۔۔" عائشہ نے سوچ کر" زریش کی رائے لیتے ہوئے کہا۔۔

امقس سائیں پھوپھو سائرہ بیگم سب عورتوں نے اتفاق کیا۔۔۔

واٹ ؟؟"سب سے زیادہ صدمہ مردوں کو لگا۔۔اور یہ چیخ" صائم کے چیلوں کی تھی جنہوں نے صدمے کی کیفیت سے عائشہ کا چہرہ دیکھا جو انکی چیخ سے خفت زدہ ہو گئی تھی۔۔۔

باجی ہوش میں رہ کر بتائیں۔"جنید سے یہ صدمہ برداشت" کرنا ناممکن تھا۔اسنے عائشہ کو ہوش دلاتے کہا۔۔
ٹھیک تو کہہ رہی ہوں اگر لڑلے ہوتے تو اب تک سارے محلے کو گلا" پھاڑ کر بتا چکے ہوتے کہ ہم آ گئے ہیں۔۔یہ لڑکیاں ہوتی ہیں نازک سی شرمیلی معصوم۔۔۔"عائشہ کہاں ایسوں کے سامنے دبنے والی تھی۔۔ مگر ان لڑکوں کی شمار میں آغا جان بھی آتے تھے۔انہوں نے کچھ چونک کر عائشہ کو دیکھا۔جہاں عائشہ خفت بوکھلاہٹ سے سٹپٹائی تھی وہیں سب کے بلند و بانگ قہقہے تھے۔۔۔

تاریخ گواہ ہے۔ہم مردوں کی شرافت خاموشی کی۔"آغا جان نے" جتاتے ہوئے کہا۔۔اماں سائیں نے حیرت سے اپنے شوہر کو دیکھا۔۔
اور جو صبح صبح چھوٹی چھوٹی چیزوں کیلئے پوری حویلی سر پر اٹھاتا ہے وہ"

کون ہوتا ہے؟" اماں سائیں نے گھورا دائیں بائیں سائرہ بیگم پھوپھو جان کھڑی ہو گئیں۔۔

آغا جان بوکھلا گئے بچوں کے سامنے۔۔۔

نتیجاً دانیال ہارون شاہ رضا جنید سیف سب آغا جان کی سائیڈ ہو گئے تھے۔ تایا تائی حویلی میں ہی تھے کیونکہ رضا زیدی کی بیوی خود پریگنینٹ تھی اور ڈاکٹر نے ان دنوں سفر سے منع کیا ہوا تھا۔۔

چلو اس بچے کا یہ تو فائدہ ہوا کہ مردوں میں اتحاد اتفاق بھائی بندی ہو گئی تھی۔۔

اماں سائیں کے جواب پر لیڈیز کے استہزائیہ قہقہہ گونج اٹھے۔۔

ابھی کی مثال لے لیں۔۔ہاسپٹل کے بیڈ پر ہماری تقویٰ تھی اور چیخیں باہر ہمارے جیجو صاحب کی تھیں۔۔" زریش نے اتفاق کرتے اماں سائیں سے صائم پر طنز کیا۔۔

یہ محبت تھی۔ جو تم ناقدریوں کو دکھائی نہیں دی۔" ہارون نے اپنی بیوی کو جتاتے کہا۔

اوہ! پہلے ہم باتونی اور اب ہم نا قدریاں۔۔۔" وہ سب ساتھ بولیں۔۔ ان" کے اتحاد سے وہ سب گھبرائے۔۔

کیونکہ گھر پھرانکے پاس ہی جانا تھا۔۔۔ بہر حال وہ سب آپس میں مصروف تھے۔۔ ساحل دلاور دریاب ایک دوسرے کو دیکھتے پھرانکی شکل دیکھتے۔۔

پوری ہاسپٹل شور سے گونج اٹھی تھی سب لوگ آس پاس سے گردن اٹھا کر اس ٹولے کے اندر آئے مہمان کو دیکھنے کی کوششوں میں تھے۔۔ جانے اس بچے کا کیا حال تھا۔

دلاور آہستہ سے دریاب کو اشارہ دیتا، کسمسا کر نیچے کھسک آیا ہارون کی پکڑ سے۔ اور ساحل کے نے اسکا منصوبہ سمجھ کر سر ہلایا، اور نیچے بیٹھا، دلاور سب کو نظروں میں رکھ کر آہستہ سے چڑھ کر ساحل کے کندھوں پر بیٹھا دونوں لاتیں آگے رکھیں اور اسکے سر کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔۔

ساحل سب کو ابھی بھی جنگ میں مصروف دیکھ کر آہستہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور سب کو آنکھوں میں دیکھ کر انہوں نے اسکائی کلر

کمبل میں لپٹے ہوئے بچے کے منہ سے آہستہ سے کمبل ہٹا دیتا ہے۔

وہ سب آپس میں لگے ہوئے تھے، جبکہ ساحل دلاور دریاب حیرت سے سامنے کمبل میں پڑی مخلوق کو دیکھ رہے تھے۔

سرخ چہرہ، گلابی سرخ سے چھوٹے ہونٹ، چھوٹی اٹھی ہوئی ناک، ماتھے پر بکھرے بھورے چپکے بال، اور انہیں ٹھٹھکانے والی دو اوشن بیلو سنجیدہ آنکھیں جو اب ان سب سے بے زار ہو کر ان تینوں ہونقوں جیسی شکل والے نمونوں پر ٹکی تھیں جنہوں نے سب سے پہلے دماغ لڑا کر اسکا دیدار کیا تھا۔

اسکے چھوٹے سے ماتھے پر بل پڑے تھے۔ شاید اسے یہ ماحول پسند نہیں آیا تھا۔۔ یا اتنے سارے بولتے ہوئے لوگ۔۔۔ کیونکہ شکل سے ہی وہ خاموشی پسند مخلوق لگ رہی تھی۔

چام" دلاور نے آہستہ سے اپنا چھوٹا سا ہاتھ اس بچے کے منہ پر رکھنا" چاہا مگر وہ جمائی روک کر ایک سرسری نظر ان پر ڈال کر رخ انکی

طرف سے موڑ کر آنکھیں موند گیا۔۔

"اتنا ریلیکس؟"

ساحل دلاور دریاب نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ ساحل سمجھدار تھا اسکے کیلئے یہ بڑا دھچکہ تھا۔
وہ خاموش تھا مگر اسکی آمد نے پوری ہاسپٹل میں شور برپا کر دیا تھا، لوگ اچھل اچھل اس بھیڑ کے اندر آئے "مہمان" کو دیکھنا چاہتے تھے۔۔ سب پرجوش تھے۔۔
شاید کسی بڑے گھرانے کا سپوت پیدا ہوا تھا۔۔ مگر یہ کوئی دلاور دریاب سے پوچھتا کہ بڑا سپوت نہیں بڑے فادی، انکے دشمن نے جنم لیا تھا۔۔
جسنے اپنی خاموشی سے ہی اسکے ماں باپ کے بیچ جنگ چھیڑ دی تھی، اب وہ دونوں لڑیں گے پھر رات کو اسکا باپ اسکی ماں کو منانے کی کوشش کرے گا، نتیجاً ظلم اور ستم انہیں برداشت کرنا پڑے گا۔۔۔

چام!" دریاب نے ایک دم کھکھلاتے ہوئے منہ پر سے ہاتھ ہٹایا۔۔"

اور دلاور نے اسکا چھوٹا سا منہ پکڑ کر جھٹکے سے اپنی طرف کیا۔۔
ساحل گڑبڑا گیا۔۔
جبکہ ایکدم سکتہ چھا گیا جب دلاور کے ناخون صام کے چہرے پر چُبھے۔۔
فضا میں اچانک تیز بچے کی رونے کی آواز گونجی۔۔۔

ڈیڈ وہ دلاور!" ساحل نے گڑبڑاتے ہوئے ان دونوں بھائیوں کو دیکھا جو کہ "
خاموش معصوم سے بچے کو رلا کر اب قہقہہ لگا رہے تھے۔۔
یہ کیا کیا تم نے جن کی اولاد!" عائشہ نے غصے سے تیز آواز میں "
کہا۔ سب نے چونک کر دانیال کی طرف دیکھا۔۔ عائشہ غصے میں تھی۔ کیونکہ عورتیں جلد غصہ ہو جاتی ہیں یہ رضا کی رائے تھی۔۔۔
ناراض تو ہارون سے زریش بھی تھی اور بیچارے بوڑھے آغا جام سے اماں سائیں بھی۔۔ سب ایک دوسرے سے لڑے تھے سواء سائیں نے۔۔۔
اسنے ایک ہاتھ اٹھا کر سب کو کہہ دیا کہ اسکی مولانی کو کوئی بیچ میں نا لائے وہ سب سے منفرد ہے۔۔
اسکا پیار اپنی بیوی سے دیکھ کر زریش اور عائشہ دونوں اپنے میاں سے خفا تھیں۔۔۔

اور ہارون دانیال جو کہ لڑے ہی صائم کی وجہ سے تھے خواتین سے غصے سے صائم کو گھور رہے تھے جس پر انکی بیویاں رشک کر رہے تھیں۔۔

اور سیف جنید تو ایسے کھڑے تھے جیسے خواتین نے رشک سے صائم کو نہیں انہیں دیکھا ہو۔۔

"یہ سنبھالو اماں سائیں اسے۔۔" اسکے رونے پر صائم نے جھنجھلا کر بچہ اماں سائیں کو تھما دیا۔۔ اور دلاور دریاب اب بچے کے مسلسل رونے پر خوشی سے چام چام کر کے تالیاں بجا رہے تھے۔۔

جیسے تیسے بولا تو سہی۔۔۔ ماں باپ کی بے عزتی وہ پیدائشی برداشت کرتے آئے تھے۔

ساحل بھی اب شاید انکی طرح ڈھیٹ ہو گیا تھا کھکھلاتا نئے مہمان کو خوش آمدید کہہ رہا تھا۔

"آئے یہ تو پورا زیدی کا کاپی ہے۔۔" اماں سائیں نے تو دیکھتے صدقے اتارے۔۔۔ اسکی بیلو آنکھیں دیکھ کر عائشہ کی تو آنکھیں چمک اٹھیں۔۔۔

"ماشاءاللہ یہ تو کتنا حسین بچہ ہے زری۔۔"

"حسین عورتیں ہوتی ہیں یہ ہینڈسم بچہ ہے۔۔ آفٹر آل ہمارے

کھوتے کا کھوتا ہے کیوں زیدی؟" رضا نے تعریفوں دوران لقمہ دیا
سب کے قہقہے گونج اٹھے تھے۔
دیکھتا ہوں تو کون سا گدھا جنم دے گا۔" صائم نے دانت پیسے۔۔"
میں؟" رضا کی آنکھیں پھیل گئیں۔۔۔"
نہیں پڑوس والے۔۔۔" صائم نے مسکراہٹ دبائی اور ایک قدم"
پیچھے لیکر وہاں کھڑی مسکراتی ڈاکٹرز کو دیکھا۔۔۔

لگتا ہے تو اسلئے اندر گیا تھا کیونکہ اسے تو نے جنم دیا ہے ہاہاہا تبھی تو"
تیرے جیسا ہے۔۔" سیف نے قہقہہ لگا کر برجستہ کہا۔۔۔

جنید اس سے پچھلے ماہ کی وصولی کرتب تک میں آتا ہوں۔۔" وہ"
سیف کو خونخوار نظروں سے دیکھتا جنید سے بولا جو کہ اوشن نیلی
آنکھوں چھوٹے سے زیدی کو اٹھانے کیلئے اپنی باری کے انتظار میں لائن لگائے
کھڑا تھا۔۔

پر ان خواتین کا دل بھرے تو انکی باری آتی۔۔ وہ تو شاید گردے پھیپھڑے بھی
ماں باپ سے ملا رہی تھیں۔۔

اور وہ بچہ مسکراتا ان بھیانک چہروں کے بعد ان حسین چہروں کو دیکھ رہا تھا۔۔

ڈاکٹر صائم زیدی دروازہ کھولیں۔۔"باہر موجود ڈاکٹر نے اس سے" کہا۔۔ مرد حضرات کو ہوش آیا مگر تب تک دروازہ بند ہو چکا تھا۔

یہ سائیں پکا مولا نی کا دیوانہ ہو چکا ہے"سیف جنید کی سرگوشی پر" رضا کا قہقہہ جاندار تھا۔۔

oooooooooo

سائیں کیا کر رہے ہیں دروازہ تو کھول دیں۔۔"شرمندہ سی تقویٰ نڈھال" سی گویا ہوئی۔۔

چھوڑو دروازے کو۔۔ سائیں کی جان۔۔۔"وہ چیئر کھسکا کر اسکے پاس" بیٹھ گیا۔۔ اور جھک کر اسکی پیشانی کو چھوا۔۔

تقویٰ اس الفت بھرے بوسے پر مسکرا دی۔۔

آئم سوری یار۔۔۔"وہ آنکھوں میں ڈھیروں تکلیف سمائے اسکے سر پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔

ایسا کیوں بول رہے ہیں۔۔ یہ تو آپکی خواہش تھی نا بچوں کی۔۔" تقویٰ نے مسکراتے کہا

نہیں میری جان تمہیں تکلیف دے کر جو خواہش پوری ہو۔۔وہ" "خواہش مجھے کبھی نہیں چاہیے۔۔۔وہ ادھوری۔۔۔۔

سائیں! یہ آپکی نہیں میری بھی خواہش ہے۔ اللہ نا کرے یہ" خواہش کسی کی ادھوری رہے۔۔ جن کی ادھوری رہتی ہے جا کر ان سے پوچھیں کتنی اداس ہوتی ہے یہ زندگی۔۔" تقویٰ نے انکے الفاظ روک دیئے بیچ میں ہی۔۔۔۔

میں کتنا خوش نصیب ہوں تقویٰ۔۔ جانے کون سی ایسی نیکی کی تھی جو" تمہاری صورت یہ اجر دیا ہے اللہ نے۔۔۔"وہ اسکی پیشانی سے پیشانی ٹکا کر اسکے چہرے پر جھک گیا۔۔۔

تقویٰ ہولے سے مسکرادی۔۔۔

"یہ میری دعائیں تھی۔۔بے شک اللہ اپنی بندیوں کی دعائیں سنتا ہے۔۔ میں نے دعا مانگی تھی کہ اللہ مجھے ایسے شخص کے نصیب میں لکھیے گا جو آپکو عزیز ہو۔۔۔" تقویٰ نے بند آنکھوں سے کہا۔۔۔

"اور تمہاری دعا رنگ لائی، مجھے ہدایت ملی، زندگی ملی، خوشیاں ملی، اپنے ملے۔۔اور آج میں باپ بھی بن گیا صرف اور صرف تمہاری وجہ سے۔۔

سائیں کی جان۔۔۔ میں دنیا کی ساری خوشیاں لاکر تمہارے قدموں میں رکھ دوں تب بھی تمہارے احسانات نہیں اتار سکتا کہ تم نے اسے شخص کو اپنایا جو کہ تمہیں رسوا کر چکا تھا زمانے میں۔۔۔

تم نے ایک اچھے شخص (حیدر شاہ) کو چھوڑ کر ایک برے شخص کو چنا۔۔۔اور اسے اللہ کی راہ پر چلایا۔۔۔" وہ نم آنکھوں سے اسکی پیشامی بار بار چوم کر اسکی گردن میں چہرا چھپا گیا۔۔

"کوئی آجائے گا۔۔" تقویٰ نے گردن میں اسکی شیو کی مدھم سی چبھن کو برداشت کرتے کینولا لگے ہاتھ کو اسکے سر پر رکھا۔۔

"کوئی نہیں آسکتا۔۔ میں دروازہ لاک کر آیا ہوں۔۔" صائم نے کہہ کر

اسکا ہاتھ احتیاط سے تھاما اور ہونٹوں سے لگایا۔۔

"آپ اندر کیوں آئے میں سخت ناراض ہوں آپ سے۔۔ سائیں اب سب مجھے تنگ کریں گی۔۔" وہ خفگی سے بولی۔۔

صائم نے سر کھجایا۔۔ "یار میں بھی تو ڈاکٹر تھا۔۔ مجھے آنے کیلئے نہیں کہہ رہے تھے کسی نامحرم کو بلا رہے تھے اور مجھ سے یہ برداشت نہیں ہوا تو میں خود ہی آ گیا۔۔ اور دیکھو اللہ بھی یہی چاہتا تھا تبھی تو میرے آنے کے بعد سب کچھ آرام سے ہو گیا۔۔" صائم نے فوراً سے اپنی غلطی ہر پردہ ڈال کر محبت سے کہا۔۔۔

مگر تقویٰ پھر بھی اسے گھور رہی تھی۔۔ صائم چوری پکڑنے پر قہقہہ لگا اٹھا۔۔

"ہم دونوں میں کیا پردہ سائیں کی جان" وہ اسکا سر اپنے بازو پر رکھ کر اسکی ناک سے ناک ملاتا گھمبیر لہجے میں بولا۔۔

"اب جائیں باہر۔۔ بعد میں آپکی کلاس ہو گی گھر آنے دیں مجھے پھر بات کریں گے اس پر۔۔" وہ اسے باہر بھیجنا چاہتی تھی۔۔

سب کیا سوچتے ہوں گے کہ بچہ باہر نکال کر خود اندر بند ہو گئے ہیں۔۔

"میں نہیں جا رہا مولانی۔۔" وہ لب بھینچ سیدھا ہوا۔۔

سائیں!" تقویٰ نے اسے گھورا۔۔۔"

یار وہ بالکل میرے جیسا ہے۔۔ میں دیکھ کر جیلسی ہو رہی ہے۔۔ اسلئے "

میں اسکا منہ چھپا کر گیا تھا اور اسے آغا جان والوں کے حوالے کر دیا۔۔" اسنے بیچارگی سے اپنا کارنامہ بتایا۔۔۔

تقویٰ ششدر رہ گئی۔۔۔

سائیں وہ آپکا خون ہے۔۔۔" اسنے سکتے سے مشکل سے نکل کر اسے "

احساس دلایا۔۔۔

آئی نو سائیں کی جان مگر اسے میری صورت چرانے کی کیا "

ضرورت تھی۔۔ اماں سائیں تو کہہ رہی ہیں میں بچپن میں بالکل اسکے جیسا تھا۔۔

پھر تو یہ ثابت ہوا وہ بڑا ہو کر میرے جیسا ہی بنے گا۔ اور خبردار اگر تم نے مجھ سے زیادہ اسے اہمیت دی۔۔ اگر ایسا ہوا تو میں اسے گھر سے نکال دوں گا۔۔" وہ بہت شدت پسند ہو کر کہہ رہا تھا۔۔

اسکی بات صدمے سے سنتی آخر میں تقویٰ قہقہہ لگا اٹھی۔۔

تمہیں یہ مذاق لگ رہا ہے یار میری فیلنگز عجیب ہیں۔۔" اسنے غصے "

سے کہا۔۔

"دقش

اچھا!ابھی تو اور بھی ہوں گے۔۔"وہ شرارت سے بولی۔۔"
صائم نے اور پر مسکراہٹ دبا کر اسے دیکھا۔۔

"اگر ایسا ہے تو میں اب دل لگا کر جاب کروں گا تا کہ اگلی بار بغیر
تگ و دو کے اندر آجائوں۔۔۔"اسکی بات کا مطلب سمجھ کر تقویٰ کا
چہرہ سرخ پڑ گیا۔۔
"اس خوش فہمی میں مت رہیں میں آئندہ ڈاکٹرز کو پہلے
خبردار کر دوں گی۔۔"وہ مسکراہٹ دبا کر جتاتی بولی۔۔۔

"شاید تم بھول رہی ہو میں زیدی ہوں۔۔"

"جو تمہیں اٹھا سکتا ہے۔تمہارے گھر میں بھائی کی موجودگی میں
گھس سکتا ہے،یونیورسٹی میں پروفیسرز سے لڑھ سکتا ہے اسکے لئے یہ
ڈاکٹر کیا رکاوٹ حائل کریں گے؟"اسنے استہزائیہ ابرو اٹھائی

"اگر روکیں گے نا تو اس ہاسپٹل کا حشر نشر کر کے میں تمہیں خود ایسی
ہاسپٹل لے جاؤں گا جہاں صرف تم اور میں ہوں۔۔باقی کا میں

"سب کچھ ہینڈل کر سکتا ہوں۔۔

بس کر دیں سائیں حد کر دی ہے آج تو آپ نے۔ کہیں منہ "
دکھانے کے لائق نہیں چھوڑا۔۔" تقویٰ نے شرم حیا نے غصہ ہو کر
ٹوکا۔۔
صائم اسکا سرخ چہرہ دیکھ کر قہقہہ لگا اٹھا۔۔
میری مولانی۔۔۔" اسنے جھک کر اسکے گالوں کو ہونٹوں سے چھوا۔ وہ پلکیں "
جھکا گئی۔۔۔
بہت ڈر گیا تھا میں۔۔" اسنے گہرا سانس لیکر جھک کر "
اسکے ہونٹوں کو دیکھا۔۔ اور تقویٰ کے جھنجھلانے کے باوجود۔۔ شدت سے
چھو کر اسکی بھوری آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

اب سب اندر آئیں گے۔۔" تقویٰ نے پریشانی سے کہا۔۔"

صائم نے سمجھ کر سر ہلایا اور پاس رکھا ہوا اسکا دوپٹہ اٹھا کر آہستہ
سے اسکے سر کو اوپر اٹھاتے سہارہ دیکر پشت پر تکیہ رکھا اور
خوبصورتی سے حجاب اسکے چہرے کے گرد لپیٹ لیا۔۔

اب تمہاری جیسی بیٹی چاہیے مجھے۔۔ بھوری آنکھوں ہوں سیاہ بال، ایسی"
ہی بالکل تمہاری کاپی۔۔" وہ اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر
فرمائش کرتا پھر سے جھکنے والا تھا کہ ایکدم سے دروازہ کھلا۔۔۔

بہت تیز ہو زیدی بچہ ہمارے حوالے کر کے خود بیوی سے رومینس کرنے"
چل پڑے۔۔۔" ڈاکٹر غصے سے صائم کو دیکھتی اندر داخل ہوئی سیف
نے اسے چھیڑنے کیلئے کہا پیچھے بچہ لیکر اندر داخل ہوتے سب
قہقہہ لگا اٹھے۔۔۔

تقویٰ نے صائم کی مسکراتی نظروں سے آنکھیں پھیر کر عائشہ سے
اشارے سے پوچھا۔۔
تقویٰ بھول تو نہیں گئی نا ہمارے یونی والے وعدے؟" وہ بچہ بانہوں میں"
اٹھا کر پوچھا۔ دانیال کے سر پر بوسہ دینے پر مسکراتی تقویٰ نے الجھی
"نظروں سے دیکھا۔۔۔" کون سا وعدہ؟

دیکھا یہ ایسی ہی بے وفا دوست ہوتی ہیں۔۔ جب بچے آجائیں تو ایسے"

ہی بھول جاتی ہیں۔۔"عائشہ نے خفگی دکھ سے زریش کو شکایت لگائی۔۔۔

کیا کہہ رہی ہو سچ میں مجھے یاد نہیں۔۔"وہ پریشان ہو گئی۔۔"

چونک تو سب گئے تھے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے دونوں کو۔۔۔

آپ بتا دیں کون سا وعدہ؟"صائم کو حیرت ہوئی۔۔اسنے"

دانیال سے دلاور کو لیکر اسکے گال چومتے ہوئے پوچھا۔دلاور نے بدلے میں اسکے گال پر دانت گاڑھے۔۔وہ مسکرانے لگا۔۔

یہ ان دونوں کی محبت تھی آپس میں۔۔دریاب کی تقویٰ سے بنتی تھی جبکہ دلاور کی صائم زیدی سے۔۔اور ان دونوں کی محبت کا اظہار یوں تھا کہ وہ اسے بابا کہتا تھا اور صائم اسکے گال پر جب بوسے دیتا وہ مونچھیں کی وجہ سے کھلھلا جاتا اور پھر خود اپنے دانتوں سے اسکے گال پر کاٹنا شروع کر دیتا۔۔

وہی وٹا سٹا کریں گے تم نے کہا تھا۔۔"وہ منہ بنا کر بولی۔۔"

مگر ان دونوں کے جوانی کے وعدوں پر شریر سے سیف جنید کے قہقہے سب سے بلند تھے۔۔۔

تو لیکر آئیں نا اس نیلے شہزادے کے لیول کی بیٹی۔۔"جنید نے"
شرارت سے کہا۔۔ دانیال نے آنکھیں نکالی وہ ڈھاٹی سے آنکھ دبا کر
کھکھلا اٹھا۔۔
ہاں تو اللہ دے گا بالکل اسکے لیول کی۔۔"عائشہ نے آہستہ سے کہہ کر"
جھک کر مسکراتے بچے کے گال چومے وہ مزے سے پڑا تھا۔۔
فدا اسی نظروں سے عائشہ خان کو دیکھ رہا تھا۔ اسکی اس
حرکت کو بھی سب نے نوٹ کیا تھا۔ کہ سب کے پاس
جاتے مسکراہٹ سمٹ جاتی اور عائشہ کے پاس آتے ہی
کھل جاتا۔۔

شاید یہ چوزہ بھی پہچان گیا ہے کہ اسکی فیوچر ساس یہی"
ہے۔۔"سیف نے آہستہ سے جنید کے کان میں سرگوشی کی۔۔

اگر ایسی بات ہے تو مجھے منظور ہے۔۔"صائم نے مسکراتے ہوئے دلاور کو"
سینے سے لگایا۔۔
میرا دلشیر مجھ سے دور نہیں۔۔"صائم نے محبت پاش نظروں سے"
دلاور کی شہد رنگ آنکھوں میں دیکھا۔۔ہاں وہ اسے عزیز تھا

بہت۔۔

جانے کون سی کشش تھی جو اسکی طرف کھینچتی تھی۔وہ اسے دلشیر کہتا تھا۔شیر جیسا بہادر بے خوف دل رکھنے والا۔۔۔دلاور تو پہلے ہی تھا۔۔ عائشہ کے پرجوش ہونے پر سب مسکرا دیئے۔اسنے اماں سائیں کو بچہ تھمایا اور انہوں تقویٰ کے پاس آہستہ سے لٹاتے ہوئے دونوں کے اوپر نوٹ وارے۔۔۔

تقویٰ نے نگاہ اٹھا کر دھڑکتے دل سے پاس پڑے بچے کو دیکھا۔۔اور جیسے مبہوت سی رہ گئی۔۔

ماشاءاللہ۔۔۔"اسنے منہ سے بے ساختہ نکلا۔۔جب وہ چھوٹا" سا بچہ مسکراتی آنکھیں اس پر ٹکا کر اسے دیکھ رہا تھا۔۔صائم بھی پاس آکر بیٹھا اور اسکے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو دھڑکتے دل سے چھو کر ان دونوں نے پھر ایک دوسرے کو دیکھا اور ہنس پڑے رب کا شکریہ ادا کرتے۔۔۔۔

بالکل آپ کے جیسا ہے۔۔" تقویٰ نے آہستہ سے سرگوشی میں کہا اور" بچے کے گالوں کو چھوا۔۔۔وہ کسمسایا اور ریلیکس ہو کر اس لمس پر آنکھیں موند گیا۔۔

افف سائیں کتنا پیارا ہے۔۔"اس چھوٹے سے بچے کے کسمسا کر سونے" پر تقویٰ بے خود سی ہو گئی۔۔

مجھ سے کم۔۔۔"صائم زیدی نے جل کر کہا وہ اپنا قہقہہ ضبط نا" کر سکی۔۔۔سب نے حیرت سے دیکھا۔۔

نام کیا سوچا ہے بھابی؟"جنید نے مسکراتے پوچھا۔۔"

آغا جان اماں سائیں پھوپھو دانی بھائی ہارون بھائی آنٹی آپ سب" بتائیں کیا نام ہونا چاہیے ہمارے بیٹے کا۔۔۔"وہ ان سب کو مخاطب کر کے بولی۔۔

آپی صمصام رکھیں؟"صائم زیدی کے پاس کھڑے ساحل نے" پر جوش ہوتے کہا۔۔

عائشہ کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔۔وہ چاہتی تھی یہ نام ہو۔صائم زیدی بھی چاہتا تھا یہی نام ہو۔۔ساحل بھی یہی چاہتا تھا دلاور دریاب کا تو وہ پہلے سے چام ہو چکا تھا۔۔

اب بس گھر کے بڑوں کا فیصلہ باقی تھا۔۔۔

نام مشکل تو ہے یہ مگر اچھا ہے کافی سننے میں۔۔اور ہمارے زیدی کے "
نام سے بھی کافی ملتا جلتا ہے۔۔کیوں جی؟" انہقں نے آغا جان کو
مخاطب کیا۔۔۔

ہاں اچھا ہے صمصام زیدی۔۔روعب ہے رکھ لو!" انہیں نام میں "
روعب چاہیے تھا اور وہ تھا اس نام میں۔۔
عائشہ کی خوشی سے چیخ گونج اٹھی اسکی خوشی کو دیکھ کر سب کے قہقہے۔۔۔
تو مطلب اب تم راضی ہو نا کہ ایک بیٹی ہونی چاہیے۔۔۔" دانیال اسکی "
خوشی کو دیکھتا سرگوشی میں مسکرا کر بولا۔۔۔

مگر پیچھے کھڑے ہارون کا قہقہہ بھی بے ساختہ تھا۔۔۔
تیز جا رہے ہو۔۔" اسنے اسکے گردن میں بازو حائل کیا۔۔"

دیکھ لوں گا تمہیں۔۔" آغا جان کا احاس کرتے دانیال نے دانت "
پیس کر کہا۔۔عائشہ سرخ سی چپکے سے وہاں سے کھسک گئی۔۔
اب خوش ہو؟" تقویٰ نے پاس کھڑے ساحل سے پوچھا۔وہ "
آہستہ سے سر ہلا کر اسکی انگلیوں کو چھونے لگا۔۔

آئی مس یو۔۔۔"وہ نم آنکھوں سے بولا۔۔"
میں جلدی ہی کراچی آئوں گی۔۔"وہ اس سے محبت میں بولی"
ساحل ہولے سے مسکرا کر سر اثبات میں ہلا کر جا کر اپنی ماں
کے گرد بازو حائل کر دیئے۔۔
تقویٰ نے مسکرا کر اس منظر کو دیکھا۔۔۔

کل حویلی میں جشن ہو گا۔۔ہمارے شہزادے کی آمد میں۔۔"آغا"
جان نے اپنے بیٹے سے بات کرنے کے بعد سب میں اعلان
کیا۔۔اور انہیں چل کر حویلی رہنے کا حکم دیا۔۔وہ سب مسکرا دیئے۔۔
دیکھا میں کہتا تھا نا کہ میں سوتیلا ہوں ان میں۔۔"صائم نے"
اس جشن کا سن کر بڑبڑاتے کہا۔۔
سائیں آپ کے بچے کیلئے کہہ رہے ہیں۔۔"تقویٰ نے افسوس سے"
جتایا۔۔پر صائم اسے دیکھ کر پھر اپنے بیٹے کو دیکھتا رہ گیا۔۔

کیونکہ اسے مکافات عمل سامنے دکھائی دے رہے تھے اب۔۔۔اور
اسکی گھبراہٹ میں اضافہ کر رہے تھے۔۔

اور وہ تقویٰ کو کسی کی بیٹی کی نظر یے سے دیکھ رہا تھا۔ "اگر اسکے ماں باپ زندہ ہوتے اور صائم زیدی کے عمل کے بعد کیا ہوتا انکا؟"

ڈاکٹر نے تقویٰ کو دوسری ڈرپ لگا رہے تھے۔ صائم خود کو اور تقویٰ کو اس جگہ رکھ کر سوچا۔۔ اور خوف سے ایکدم اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

اس جگہ دانیال آکر بیٹھا اسنے پلٹ کر ان دونوں دیکھا۔ اور بیٹی کی خواہش سے ہی اسکے پسینے چھوٹ گئے۔۔

وہ چلا گیا مغرب کی نماز ادا کرنے۔۔ اللہ سے کلام کرنے۔۔

oooooooo

سب ٹھیک ہو جائے گا شاہ۔۔" وہ دونوں اس وقت ہاسپٹل کے باہر کھڑے تھے۔ جہاں اندر مہکار شاہ تھی اور باہر کوریڈور میں حجاب اور حیدر شاہ۔۔

تم نے اسکی حالت دیکھی۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے وہ بچ پائے گی؟ ڈاکٹر"

نے تو سگنیچر لے لیے ہیں کہ اگر کچھ ہوا تو۔۔۔" وہ تڑپ کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔
رومال سے آہستہ سے آنکھیں صاف کیں۔۔۔

بہت مشکل ہے یہ سب برداشت کرنا حجاب!" وہ بھیگے لہجے" میں کہنے لگا۔۔ آج مہکار شاہ بالآخر اس بچے کو جنم دینے والی تھی جسکی وہ جان لینے کی خواہش مند تھی۔ مگر حیدر شاہ اور حجاب شاہ نے اسے اس گناہ سے بچا لیا تھا۔۔۔

وہ گزرے ماہ میں کتنی دفعہ خود کی جان لینے کی کوشش کر چکی تھی مگر یہ کوشش ان دونوں نے ناکام کر دیں۔۔

حیدر کو ہارون کی کال آئی تھی کہ تقویٰ صائم کا بیٹا ہوا ہے۔ حیدر نے انہیں مبارکیں دعائیں بھیج دیں۔۔

اور ساتھ اپنا نمبر بھی وقتی بند کر دیا تھا یہ الگ بات تھی کہ اسنے ساحل کی مسلسل کالز کی وجہ سے مہکار شاہ کا نمبر بند کر دیا تھا یہ سوچ کر کے کہ وہ جب ٹھیک ہو گی خود اس سے بات کر لے گی۔۔

ابھی مرنے کے مقام پر تھی مگر اسکے لبوں پر ساحل ہی تھا۔ شاید زیادہ مس کر رہے تھے ایک دوسرے کو۔۔ حجاب ڈاکٹر کے کہنے پر پرے روم میں چلی گئی تھی نماز پڑھنے۔۔

حیدر شاہ وہیں کھڑا تھا کہ کوئی ضرورت نا پڑے۔۔۔ تبھی اچانک ہی ڈاکٹر گھبرائی ہوئی باہر نکلیں۔۔ اور اس سے کہا آپکی بہن کو خطرہ ہے۔۔۔

وہ ماں اور بچے میں سے کسی ایک کو بچا سکیں گے۔۔ڈاکٹر کی یہ بات سن کر حیدر زرد پڑ گیا تھا۔ انہوں نے حیدر شاہ سے پوچھا۔ تو اسے سمجھ نہیں آیا وہ کیا کہے۔

مگر وہ اپنی بہن کو کھونا نہیں چاہتا تھا، جانتا تھا اگر آج وہ اس بچے کو کھو دے گا، تو ہمیشہ اسکا قاتل خود رہے گا مگر بہن کیلئے وہ یہ بھی کرنے کو تیار تھا۔۔۔

ماں" اس سے پوچھا گیا دوسری بار کہ وقت بہت کم ہے۔۔ اور" اسنے سرد لہجے میں کہہ کر خود کو پتھر کا کر دیا۔۔

اور ایک بار پھر کچھ پیپرز سائن کیے گئے۔۔ اسنے کانپتے ہاتھوں سے کیے۔۔ اسے اس وقت سہارے کی بہت ضرورت تھی مگر وہ خود ہی تنہائی پسند کرنے لگا تھا خود کیلئے۔۔۔

ابھی اسنے پیپرز سائن کر کے ہاتھ پین سے گرائی ہی تھی کہ تبھی ڈاکٹر مسکراتی ہوئی باہر آئی۔۔۔

مبارک ہو آپکی بہن اور بچہ دونوں سلامت ہیں۔۔"حیدر شاہ کے"
مردہ وجود میں جیسے کوئی نئی روح پھونک دی گئی۔۔

مگر۔۔۔"ڈاکٹر کچھ مایوس ہوئیں۔۔۔"
مگر کیا ڈاکٹر؟"حیدر کا دل تیزی سے دھڑکا۔۔سامنے"
نقاب میں اسکی بیوی بھی چل کر آئی اور آکر حیدر شاہ کے پاس
کھڑی ہوئی۔۔
مگر ہمیں لگتا ہے بے بی گرل پیدائشی ابنارمل ہے۔اسلئے ہم کچھ"
اسکے ٹیسٹس لیں گے اور فی حال ہم نے اسے بیبی انکیوبیٹر میں رکھا۔
ہمیں افسوس سے بتانا پڑ رہا ہے کہ آپکی بہن زندہ تو ہے مگر اسکی حالت
کافی تشویش ناک ہے۔آپ دعا کریں وہ ٹھیک ہو جائے ورنہ ایسا
بھی ہو سکتا ہے کہ وہ کوما میں جا سکتی ہیں،یا انکی ڈیتھ ہو سکتی ہے۔"
ڈاکٹر ایک کے بعد دوسرا دھماکہ حیدر شاہ کے سر پر کر کے چلی
گئی اور وہ سر پکڑ کر اپنے دراز قد کے ساتھ گھٹنوں کے بل وہیں کاریڈور میں گر
گیا۔۔۔

وہ خود کو سنبھال لیتا اگر وہ اتنا ٹوٹا ہوا نا ہوتا۔۔اسنے سوچا تھا کہ ایک بار
بچہ آجائے گا تو ساری آزمائشیں ختم ہو جائیں گی۔

مگر یہاں تو ختم ہونے کے بجائے بڑھ رہی تھیں۔۔۔

وہ اور حجاب جب بچہ دیکھنے گئے تو اسکی انتہائی بری حالت تھی، فیس کا ایک سائیڈ بھی جیسے کچلا ہوا تھا بچے کا۔ اور پھر ڈاکٹر نے انہیں بتایا کہ اسی سوسائیڈ کی کوششوں کی وجہ سے بچے کے دماغ پر اثر پڑا ہے۔ وہ بچی گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔۔ حجاب خوفزدہ ہو گئی تھی اسے دیکھ کر۔۔

دل تو حیدر شاہ کا بھی کانپ گیا تھا۔ وہ ایک پورا ماہ انہیں آرام نہیں تھا۔ وہ ہاسپٹل میں راتیں راتیں بیٹھ کر گزار دیتے۔۔ اور اس ایک ماہ میں اسکی بہن کافی سیریس حالت میں تھی۔۔

اور وہ بچہ بھی۔۔ کیونکہ وہ بچہ بیت کمزور تھا اور ذہنی توازن کا بھی شک درست ثابت ہوا تھا۔ وہ سچ میں ابنارمل تھا۔

یہ بات مہکار شاہ نے بھی سنیں تھیں۔۔ کہ اسکا بچہ پیدائشی ابنارمل ہے۔۔ وہ بری طرح چیخنے رونے خود کو مارنے لگی۔۔ وہ انکاری تھی۔۔ اسکا صرف ایک ہی بچہ تھا اور وہ ساحل تھا۔۔۔ اور وہ جنونی انداز میں اپنے بیٹے کو بلا رہی تھی۔۔ وہ پاگل ہو کر ڈاکٹر کو مارنے لگی کہ اس بچے کو مار دو۔۔۔

ڈاکٹرز نرسز نے اسے مشکل سے کنٹرول کیا، مگر اسکی حالت

سنبھلنے کے بجائے خراب ہو رہی تھی۔ اسے اپنا بیٹا چاہیے تھا۔۔
اسے ساحل کی ضرورت تھی۔۔۔
ڈاکٹر نے جب ساحل کو بلانے کا کہا تو حیدر شاہ کا دل ڈوب گیا۔۔ وہ کہاں سے لاتا ساحل اب؟
وہ تو اپنے ماں باپ کے پاس تھا۔ وہ خود ہی تو چھوڑ کر آئی تھی اپنے ساحل کو۔۔ ساحل تو نہیں تھا مجبوراً حیدر کو اسے یقین دلانا پڑا تھا کہ وہ بچہ مر گیا ہے۔۔
وہ اسے روتے ہوئے یقین دلا رہا تھا مگر وہ اس لاش کو بھی دیکھنا چاہتی تھی۔۔ حیدر اب نئے مطالبے سے خوفزدہ ہو گیا تھا۔۔۔
انہوں نے اپنے قدم پیچھے لے لیے۔ اور وہ بہن اسے دیکھ رہی تھی۔ منتظر سی۔۔
اور پھر شاید اللہ نے حیدر شاہ مشکل آسان کر دی تھی کہ بالآخر دو ماہ زندہ رہنے کے بعد جس رات اسکی بہن نے اس بچے کو مارنے کیلئے پوری ہاسپٹل میں شور مچا کر سب کو ششدر کیا تھا وہی آخری رات تھی جو اسنے بیبی انکیوبیٹر میں سانس لیکر آنکھیں موندیں تھی۔۔۔
شاید وہ بیٹی اپنی ماں کو تکلیف نہیں دے سکتی تھی۔۔
شاید وہ بیٹی بھی سمجھ گئی تھی کہ یہاں اسکی جگہ نہیں۔۔

اسکی ماں خود اسکی موت کا مطالبہ کر رہی ہے۔۔
سفید کمبل میں وہ نو مولود مردہ وجود لا کر حیدر شاہ کے ہاتھوں میں دے دیا گیا۔۔ اور وہ کتنی دیر تک ساکت ہو کر اس بچی کو دیکھتا رہا۔۔۔
بہت چھوٹی تھی بہت۔۔۔ جیسے کوئی گڑیا، فیس کی ایک سائیڈ خراب تھی۔۔ اور دور دوسری ایک خوبصورت معصوم سی بچی کی۔
وہ گہری نیند ہمیشہ کیلئے سو چکی تھی، اپنی ماں کی زندگی آسان کر کے مگر اس معصوم بچی کے گلابی چھوٹے سے پھول جیسے ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ تھی۔۔ شاید وہ اب بہت پر سکون ہو چکی تھی۔۔۔

وہ مسکرا رہی تھی ڈاکٹرز کیسے کہہ سکتے تھے کہ وہ بچی ابنارمل تھی۔ یہ امریکہ کے ڈاکٹرز بھی اسے پاگل لگے تھے۔۔ مگر انہوں نے تو حقیقت سے روشناس کروایا تھا پہلے ہی اسے۔۔
حیدر شاہ نے سفید کمبل میں لپٹے ہوئے اس چھوٹے سے سوئے وجود کو ہاتھوں میں اٹھائے قدم بڑھاتے ہوئے لا کر مہکار شاہ کے سامنے کیا۔۔

آئی ایم سوری مسٹر شاہ! مگر آپکی بہن کو ماں میں جا چکی ہیں۔ "اسکا ہاتھ"

مہکار کو اٹھانے کیلئے ابھی فضا میں ہی تھا جب نہایت افسوس سے کہتے ڈاکٹر نے اپنا ماسک نیچے کیا۔۔۔

مگر اسنے ہی تو کہا تھا اسے اپنی بچی کی لاش۔۔۔۔"وہ ٹوٹا بکھرا سا" بولا۔۔

آپ اپنی بہن کیلئے دعا کریں کہ وہ جلدی ہوش میں آئے۔افسر" اپنا یہ حال بھول جائے۔۔ورنہ آگے بہت مشکل ہو سکتی ہے آپ کیلئے۔۔۔"ڈاکٹر نے کہہ کر اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔اور حجاب شاہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر روم سے نکل گئی۔۔۔

سامنے ہڈیو کا ڈھانچہ جیسے بیڈ پر پڑا تھا۔اسکی آنکھوں میں پہلے سے زیادہ بڑے گڑھے ہو چکے تھے۔۔

وہ اپنے ہاتھ میں دو ڈھائی ماہ کے بچی کی لاش سفید کمبل میں لیے وہیں ساکت سا کھڑا رہ گیا تھا۔۔

حجاب شاہ کی وہیں بس تھی،وہ اس سے زیادہ برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔اسنے حیدر شان کے بازو پر سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا۔۔

سر آپ اس بچی کو دفنا دیں۔۔ اچھا ہو گا اگر جب آپکی سسٹر ہوش" میں آئیں تو انکے سامنے اس بچی کا ذکر نا کیا جائے۔ وہ اس بچی سے نفرت کرتی ہیں۔۔ اور اچھا ہو گا کہ آپ انکے بیٹے ساحل کو بلا لیں۔۔ ہمنے دیکھا تھا ڈاکٹر جب اسے جھوٹے، ساحل کے آنے کے دلاسے دیتیں تو وہ مسکرا دیتی اور خوش ہو جاتیں۔۔ مگر پھر اس بچی کو یاد کر کے رونے چیخنے لگتیں۔۔" وہاں موجود سسٹر نے آہستہ سے اسے بتایا۔۔۔

حیدر شاہ وہ معصوم سے بچی کی لاش لیے الٹے قدموں سے پیچھے ہوا۔۔
اسکی آنکھوں سے آنسوں لڑھک کر گالوں پر بہہ گیا۔۔۔ اور اسکی بڑھی ہوئی داڑھی میں جذب ہو گیا۔۔
مگر اسکا حلیہ بکھرا تھا۔۔ اسکی آنکھیں بے انتہا سرخ تھیں۔۔۔۔

اور اسے اب اس بچی کو دفنانا تھا۔۔۔۔ اور اس راز کو بھی ساتھ ہی دفنا دینا تھا کہ کسی بیٹی کو مہکار شاہ نے جنم بھی دیا ہے۔۔۔
کوئی نہیں جان سکے گا۔۔ اور مہکار شاہ بھی بھول جائے گی۔۔
اور اب شاید غم یہیں ختم تھے انکی زندگی کے۔۔

یہ رضا زیدی کی پہلی اولاد زیاف زیدی کی پیدائش کی خوشی میں جشن تھا۔ جہاں زیدی خاندان کے سب لوگ شامل تھے گاؤں والے، ہارون زریش ساحل، عائشہ دانیال اور اسکے دونوں بیٹے بھی موجود تھے۔۔۔

صمصام زیدی آغا جان کے پاس تھا۔ تقویٰ رباب بھابی کے پاس بیٹھی تھی تائیں اماں کی ہدایت پر جبکہ اماں سائیں گاؤں کی عورتوں کے ساتھ کچہری میں بیٹھی تھیں۔۔

"کتنی خوش نصیب ہو نا تقویٰ تم۔۔" پاس بیٹھی رباب بھابی نے سب دوستوں کے بیچ مسکراتے ہوئے تقویٰ سے کہا۔۔

وہ مسکرادی۔۔۔ "الحمدللہ یہ سب میرے رب کی کرم نوازی ہے۔۔" تقویٰ نے نرمی سے جواب دیا انہوں نے سر ہلادیا۔۔

"ہاں کرم نوازی تو ہے۔۔ واقعی میں نے سنا تھا کہ تم اپنے خاندان میں ریجکٹڈ گرل تھی۔ سب تمہیں تمہاری رنگت کی وجہ سے انکار کر چکے تھے۔۔ اور مجبوراً تمہارے بھائی نے تمہیں شہر بھیجا۔۔

اور یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ جہاں تم رہتی تھی وہاں کی مالکن کا بھتیجا تم پر فدا ہو گیا تھا مگر تم نے صائم سائیں کو پسند کیا تھا اور اسکا پرپوزل ایکسپٹ کر لیا۔۔" رباب نے بہت معصومیت سے سوال کیا تھا مگر اسکی پاس بیٹھی دوست کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔۔

ہاہاہا یار کیا مطلب جو لڑکی اپنے خاندان میں سوری ٹو سے کہ سیاہ" رنگت کی وجہ سے ریجکٹ ہو چکی ہے۔۔ اسکے لئے شہر میں جا کر لڑکوں کی لائن لگ جائے گی ہاؤ فنی۔۔۔" وہ کھلکھلا اٹھی پاس بیٹھی دوسری لڑکیوں کے قہقہے بے ساختہ تھے۔۔۔

رباب نے انہیں جھڑک دیا۔۔۔ "فضول مت ہانکوں تم لوگ جانتی نہیں ہماری پٹھانی کو۔۔۔ کہتے ہیں اسکے لہجے میں بہت روعب تھا اور یہاں کی سب سے پکی مسلمان لڑکی تھی۔۔ پڑھ لیا ہو گا کوئی منتر شنتر کیوں تقویٰ۔۔۔" اسنے اپنی دوستوں کو تو جھڑک دیا مگر آخر میں خود ہی انکے ساتھ ملکر قہقہہ لگا اٹھی۔۔۔

ویسے تقویٰ کیسے کیا صائم سائیں نے تمہیں پرپوزل۔۔ میں نے تو سنا" تھا یہاں سب کا دل دھڑکتا تھا ظالم کی آنکھوں میں۔۔۔

مگر کسی کو لفٹ نہیں دیتا تھا پھر تم پر کیسے فدا مطلب ایسا کیا

دیکھ لیا تم میں جو ہم میں نہیں تھا۔۔" یہ تقویٰ کے گاؤں کی ہی لڑکی تھی
وہاں بیٹھی سامنے کھڑے فور پیس سوٹ میں دل دھڑکاتے
صائم زیدی کو دیکھ کر بولی۔۔۔

جیسا بلیک سوٹ صائم زیدی نے پہنا ہوا تھا ویسا ہی چھوٹے سے
صمصام زیدی کو پہنایا ہوا تھا۔۔ اور پھر جیسی اسکی آنکھیں تھیں
ویسی ہی صمصام زیدی کی کہ محفل پر سب چھائے ہوئے تھے۔۔۔
ساحل تو سب میں گھیرا ہوا تھا اپنی گرے کرسٹل آنکھوں کی
وجہ سے۔۔ وہاں کے بچے غور غور سے اسکی آنکھوں کا معائنہ کر رہے تھے
جیسے قدرت کے راز کو آج اسکی آنکھوں میں ہی ڈھونڈ نکالیں گے۔۔

مجھ یہ سب کچھ پسند نہیں" تقویٰ نے صاف گوئی سے جواب دیا"
مگر وہاں قہقہہ گونج اٹھا۔۔
استہزائیہ طنزیہ قہقہے۔۔ تقویٰ نے لب بھینچ لیے۔۔۔

سن لو لڑکیوں اگر تقویٰ خان جیسی زندگی چاہیے تو کسی لڑکے کو لفٹ "
مت دو وہ تمہارے پیچھے خود پاگل ہو جائے گا بیوقوفوں کی طرح جیسے ہمارا

کروڑوں میں ایک سائیں ہوا ہے۔۔" وہ چبھتے لہجے میں سب کو مخاطب کر کے بولی تھی۔۔۔

پاس بیٹھی لڑکیوں کے قہقہے گونج اٹھے تھے۔ تقویٰ اب خاموش بیٹھی تھی۔۔

بظاہر سب کو یہی لگ رہا تھا کہ وہ آپس میں مذاق مستی کر رہی ہیں۔ مگر یہ تو وہاں بیٹھ کر کسی کو معلوم ہوتا کہ وہ کیا مذاق کر رہی ہیں بلکہ وہ تقویٰ زیدی کے کردار کا مذاق کر رہی تھیں۔۔

"یہ سب تو افسانوی باتیں ہیں یار۔۔۔ ضرور تقویٰ نے کچھ تو کہا تھا تبھی تو سائیں اس حد تک پاگل ہوا ہوگا کہ ہاسپٹل کے روم میں بھی مجنو ہو کر اندر گھس جائے۔۔۔" ایک لڑکی اس بات سے متفق نہیں تھی منہ بنا کر بولی۔۔۔

"گویا تم کہنا چاہتی ہو تقویٰ نے وہاں یونیورسٹی میں بگڑے زیدی سائیں ڈورے ڈالے تھے؟" رباب بھابی نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا اسکی دوستوں کی ہنسی چھوٹ گئی۔ تقویٰ نے غصے سے نظریں اٹھا کر رباب کو دیکھا تو وہ گڑبڑا گئی۔۔۔

"تم تو شاید ناراض ہو گئی ہمارا وہ مقصد نہیں تھا میں تو اس بھاؤلی کو

سمجھانا چاہتی تھی کہ ہماری تقویٰ پانچوں وقت نمازی تھی۔۔
بھلا نمازی اللہ کی پسندیدہ لڑکیاں کسی غیر مرد کو لفٹ کرواتی ہیں
کہ وہ اس حد تک پاگل ہو جائے؟
وہ تو کوئی اور لڑکیاں ہوتی ہیں جو غیر مردوں کو بہلاتی ہیں انہیں اپنے
جھانسے میں پھنسا کر بیوی کا غلام بنا لیتی ہیں۔۔"رباب نے سنبھال
کر کہا مگر اسکے لہجے کی کاٹ اور ساری بات تقویٰ کیلئے تھی۔۔۔
اسکی پاس بیٹھی دوستوں نے سمجھ کر ہنسی روکی۔۔جبکہ باقی
خاموش تھیں۔۔
مجھے نہیں معلوم بھابی آپ کیا سمجھانا چاہتی ہیں کیا نہیں۔۔"
مگر مجھے سمجھ آرہا ہے آپ کیا کہنا چاہتی ہیں۔۔مہربانی کریں۔۔
ہر کوئی، انکی سوچ جتنا گرا ہوا نہیں ہوتا ہے جتنا وہ گر کر سوچتے ہیں انکے بارے
میں۔۔ظاہری چمک دیکھ کر حد کا شکار ہو کر الفاظ منہ سے مت نکالا
کریں۔۔
کوئی نہیں جانتا اس شخص نے اس سٹیج تک پہنچنے کیلئے کتنا
دراشت کیا ہے۔۔اور کیا جھیلا ہے۔۔۔"وہ کہہ کر لب بھینچ گئی۔۔۔
ہاں ٹھیک کہہ رہی ہو تقویٰ کوئی نہیں جانتا اس شخص نے اس"
کیا ہے۔"رباب نے سر struggle مقام تک پہنچنے کیلئے کتنا

ہلاتے ہوئے کہا اسکی دوستیں کھکھلا اٹھیں۔۔۔

تقویٰ اسے ایک نظر دیکھتی خاموش ہو گئی اسے سمجھ نہیں آیا کہ وہ کس چیز کی بھڑاس نکال رہی ہے۔وہ صائم کو کہہ بھی نہیں سکتی تھی ناہی اماں جان کو۔۔

کہ کتنا ذلیل کیا ہے اسنے ان ماہ عرصے میں۔۔۔

صمصام کی پیدائش کے بعد وہ یہیں رہ رہی تھی اماں سائیں کی کہنے پر۔۔پر یہ تو اسکا خدا جانتا ہے کتنا برداشت کیا ہے اسنے رباب کو۔۔

وہ تائی جاں کو نظروں سے تلاش کر رہی تھی تاکہ ان سے اجازت لیکر یہاں سے اٹھ سکے۔

تقویٰ صائم بھائی نے کہا ہے وہ ڈرائنگ روم میں جا رہے ہیں" مہمان کے پاس۔۔"معاً اسی وقت عائشہ صمصام کو اٹھاتی اسکے پاس آئی اور اسکی پھیکی سی رنگت پر ٹھٹھک کر اسے صمصام کو تھماتی آس پاس لڑکیوں کے گھیرے کو دیکھا اور پھر رباب کی جانب دیکھ کر خود بھی وہاں چیئر کھینچ کر بیٹھ گئی۔۔۔

اور صمصام کو اپنی گود میں لے لیا۔۔

تقویٰ اتنا خاموش ہے تیرا بیٹا،، کہیں گونگا تو نہیں ہے نا؟""
رباب نے عائشہ کو نظر انداز کرتے ہوئے تشویش سے پوچھا۔۔

تقویٰ نے گہرا سانس بھر کر بے بسی سے صمصام کو دیکھا جو کہ اپنی ماں کو مسکراتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔

عائشہ نے مسکراتے اسے اٹھا کر اپنی گود میں کھڑا کیا وہ مسکرا دیا گہری مسکراہٹ سے۔۔
اسکے چھوٹے سے وجود پر بلیک سوٹ بے انتہا خوبصورت لگ رہا تھا۔۔۔
نہیں یہ گونگا نہیں ہے۔۔ یہ صمصام زیدی ہے فضول بولنا اور فضول" بولنا اسکے سٹینڈرڈ کو سوٹ نہیں کرتا۔۔
اب عام بچوں جیسا تو نہیں نا کہ انکی طرح رونا شروع کر دے۔۔"
جواب تقویٰ کے بجائے عائشہ نے صمصام کی ناک سے ناک کو ملاتے، روتے ہوئے زیاف کو دیکھ کر دیا تھا۔۔
تقویٰ نے گھورا جبکہ عائشہ کندھے اچکا کر قہقہہ لگا اٹھی۔۔
عائشہ نے صام کو سینے سے لگایا وہ کسمسا کر مسکراتا آنکھیں موند گیا وہ

ہنس پڑی۔۔۔

رباب خاموش رہ گئی تھی اور چڑ چڑی ہو کر روتے ہوئے زیاف کو چپ کروانے میں لگ گئی۔۔

مجھے دیں بھابی میں چپ کرواتی ہوں۔۔" تقویٰ نے اسکے طرف ہاتھ " بڑھائے۔۔وہ اسے دیکھ کر مسکراتی اسے سونپ گئی اور خود اپنے ہار سنگھار کو ٹھیک کرنے لگی۔۔

لگتا ہے تمہاری کامیابی کا راز یہی ہے تقویٰ" پاس بیٹھی لڑکی نے ہنستے " ہوئے کہا

کون سا؟" تقویٰ زیاف کو سینے سے لگا کر تھپکتی ہوئی حیران ہوتی بولی "

یہی کہ صائم سائیں سے اسائنمنٹ نہیں بنی ہو گی اور تم نے اپنی "

خدمت پیش کر کے اسکا دل جیت لیا ہو گا۔۔۔اور جب وہ

تمہارے پیچھے پڑا تو تم نے کہا ہو گا کہ میں نے تو اللہ کی راہ میں نیکی کی تھی۔۔ہاہاہا" بات کے اختتام پر سب کا قہقہہ گونج اٹھا۔۔

عائشہ ٹھٹھک کر انہیں دیکھنے لگی اور تقویٰ نے خاموشی ہی اختیار کی ہوئی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی۔۔

ہر کسی کو ہر بات کا جواب دینا ضروری نہیں ہوتا۔۔

بہت سی جگہ پر واقعی دل بڑا کرنا ہوتا ہے، درگزر کرنا ہوتا ہے۔۔۔ کیونکہ ہر کوئی نہیں سمجھتا آپ کو، اور ہر کسی کو آپ سمجھا نہیں سکتے۔۔۔

کتنا خوبصورت ہے صمصام سائیں۔۔ بالکل صائم سائیں جیسا ہے۔۔" تقویٰ پر تو ایک نین بھی نہیں گیا۔۔ "عائشہ کی تیز زبان کو دیکھتے ڈھکے الفاظ میں طنز کیا گیا۔۔

میرا زیاف تو بالکل میرے جیسا ہے گورا چٹا۔۔ زیدیوں کا شہزادہ"" رباب نے اترا کر اپنے خاموش بیٹھے بیٹے کو تقویٰ سے لے لیا۔۔۔ تقویٰ نے عائشہ کو جواب دینے سے باز رکھا اور اسے اٹھنے کا اشارہ کیا۔۔

اور ہمارا صمصام حویلی کے ساتھ اس خاندان کا پہلا سپوت ہونے" کے ساتھ شہزادوں کو بھی مات دینے والا اپنی طبیعت کا کنگ ہے۔۔۔۔ سنجیدگی، ذہنیت میں اپنی ماں جیسا اور شکل صورت میں اپنے باپ جیسا۔۔ اسے کہتے ہیں دو دلوں کی محبت۔۔ کیوں سائیں کی جان؟" اسنے صمصام کے گال چوم کر تقویٰ کو مخاطب کیا سائیں کے کلام سے وہ سٹپٹا گئی۔۔۔

رباب ہوں کر کے پہلو بدل گئی جبکہ زیاف اسکے پاس آکر پھر سے رونے لگا تھا جسے دیکھ کر عائشہ نے افسوس کیا۔۔"کتنا روتا ہے یار۔۔۔ معصوم سا بچہ۔۔۔"وہ افسوس کرنے لگی۔۔

ویسے رباب میں نے تمہاری کزن سے سنا تھا تمہارا رشتہ پہلے" صائم سائیں کیلئے آیا تھا مگر اسنے ریجکٹ کر دیا۔۔پھر تائی اماں نے اظہارِ افسوس کے تحت تمہارا رشتہ رضا سائیں کیلئے لے لیا۔۔ خیر میں نے تو محض سنا ہے اب اس میں سچائی کیا ہے۔۔ یہ تو خداءء جانتا ہے۔۔"وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر بولی۔۔ تقویٰ بوکھلا کر اٹھ کھڑی ہوئی اور عائشہ کی کلائی کو دبوچ کر اسے بھی اٹھایا۔۔ اچھا میں جا رہی ہوں میرے داماد کیلئے ماشاءاللہ کہہ دینا۔۔" ہماری آنکھوں کا چمکتا تارا ہے۔۔نظر نا لگ جائے۔۔"وہ زبردستی رک کر جبراً مسکراتی ہوئی بولی۔۔

چلو یہاں سے عاشی ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔۔"تقویٰ نے غصے سے" دھمکی دی۔۔رباب کا چہرہ لہو ٹپکانے لگا تھا۔۔لڑکیاں اس سے کچھ پوچھ رہی تھی۔۔۔

کیا ہے یار! تم تو کچھ بول نہیں سکتی۔۔ مجھے چھوڑتی نا بیٹھے بیٹھے آگ نا لگاتے"
دیکھاتی تو میرا نام خانم نہیں۔۔
ہونہہ چڑیل کہیں کی۔۔ کیسے بکواس کر رہی تھی میرا تو دل کیا منہ
نوچ لوں اسکا۔۔۔" زریش کے پاس آکر کھڑے ہوتے عائشہ غصے
سے تقویٰ پر بھڑک اٹھی۔۔

تقویٰ نے ڈبڈبائی نظروں سے زریش کو دیکھا جو کہ ساحل کو کھانا کھلا
رہی تھی۔۔ اور ساحل دلاور کو، جبکہ دلاور دریاب کو اور دریاب چام
چام کہہ کر صمصام کو بلا رہا تھا گود میں بیٹھنے کیلئے تاکہ اسے خود
کھانا کھلا سکے۔۔
اس منظر کو دیکھتے انکی ہنسی چھوٹ گئی۔۔

عائشہ ساری سنی باتیں زریش کو بتائیں اور تقویٰ خاموش اسے
گھورتی رہی۔۔
آپی اب ہم انہیں انکی لینگویج میں جواب دیں گے تو ہم میں اور ان"
میں کیا فرق رہ جائے گا۔" اسنے منمنا کر کہا۔۔

تم تو چپ ہی کرو مولانی۔۔ میں صائم بھائی کو بتاؤں گی۔۔"عائشہ"
نے جھڑک دیا اسے۔۔ آخر کار بھابی تھی روعب جتانا اسکا
فرض تھا۔۔

کیا بد تمیزی ہے عاشی ہر گز نہیں۔۔" تقویٰ بوکھلا گئی مگر عائشہ"
نے اسکی ایک نہیں سنی۔۔
زریش دونوں کو سمجھانے لگی۔۔ مگر اول سے جذباتی عائشہ کیسے
برداشت کر سکتی تھی وہ ڈائن اسکی دوست کو اتنا سنائے۔۔
وہ اپنی دوستوں سے ملکر اسکی دوست کا مذاق بنا رہی تھی اور عائشہ
خانم کیا چپ کر کے تقویٰ کی طرح تماشا دیکھتی؟
!ہر گز نہیں۔۔۔۔
اسنے صمصام سے پوچھا اور وہ بھی اس سے متفق تھا۔۔۔
اب یہ صمصام کی زبان تو وہ ہی سمجھ سکتی تھی کیونکہ وہ پیدائشی صرف
اس سے ہی باتیں کر رہا تھا دوسرے کسی ہو سمجھ نہیں آتا تھا۔۔

یہ کون ہے رباب؟"رباب کی دوست نے غصے ضبط میں مشکل سے"
بیٹھی رباب سے پوچھا۔۔

اسنے اپنی دوست کو دیکھ کر پھر عائشہ کو دیکھا۔۔وہ تینوں ساتھ کھڑی تھیں۔۔

کون ہے سے کیا مراد؟ قبضہ گروہ ہیں۔۔ تقویٰ نے ہمارے معصوم سے" سائیں کے محرومیوں کا فائدہ اٹھا کر اس پر قبضہ کیا۔۔
اسکی ماں کہتے ہیں بری تھی اسلئے وہ اچھائی کا پتلا بن کر گئی اسکے سامنے۔۔
جب اسکے بھائی نے دیکھا بہن کو یہاں کوئی منہ نہیں لگا رہا تو ڈاکٹری کا بہانہ بنا کر شہر سائیں ہر قبضہ کرنے بھیج دیا۔۔
اور وہ دوسری لڑکی جو داماد کر رہی تھی سائیں کے بیٹے کو اسنے، تقویٰ کے بھائی پر ڈورے ڈالے۔اور اس زریش کی جگہ ہڑپ لی۔۔پھر وہ سب کی بڑی کیوں پیچھے رہتی۔۔
اسنے اپنے ایکس منگیتر کے دوست کے گھر قبضہ کر لیا اور اسکی بیوی کو طلاق دلوا کر اسکے بیٹے پر قبضے کے ساتھ اس آدمی پر بھی قبضہ کر لیا۔۔۔"وہ کہہ کر کھکھلائی لڑکیاں انگشت بدنداں تھیں۔۔

oooooooooo

وہ سائرہ بیگم کو لیکر ہاسپٹل آئی ہوئی تھی۔ وہاں انہیں کافی دیر ہو گئی تھی اور اسے ڈر تھا کہ ساحل گھر نا پہنچ جائے اور وہاں گھر بند دیکھ کر پریشان نا ہو جائے۔

یہی سوچتے اسنے ہارون شاہ کو کال کی، اور اسے ساحل کو آج ڈراپ کرنے کا کہا، تاکہ وہ ساحل کو گھر لیکر جائے، اور انکے پاس تو پہلے سے گھر کی چابی موجود تھی۔

تو ساحل کو کوئی پریشانی نہیں ہو گی۔۔

ہارون کو بتایا کہ مسلسل طبیعت ناساز رہنے کی وجہ سے وہ سائرہ بیگم کو ہاسپٹل لے آئی ہے تاکہ انکا چیک اپ ہو سکے۔

انہیں گھر پہنچتے دیر ہو جائے گا وہ ساحل کو ڈراپ کر لے۔۔۔

ہارون شاہ نے سن کر، ٹھیک ہے کہا۔۔ زریش بے فکر ہو گئی اور اپنی باری کا انتظار کرنے لگی۔ ہاسپٹل میں آج کافی لوگ آئے ہوئے تھے۔۔

اپائنٹمنٹ لینا وہ جلد بازی میں بھول گئی تھی، صبح سائرہ بیگم کو تیز بخار دیکھ کر،، وہ ساحل کو اسکول، اور ہارون شاہ کا آفس بھیجنے کے بعد گھر کے کام نمٹا کر، دوپہر کا کھانا پہلے سے بنا کے رکھ آئی تھی۔۔ اور سائرہ بیگم کو لیکر ہاسپٹل چلی آئی۔۔

مگر یہاں لوگوں کی رش، اور اسکی لیٹ اپائنٹمنٹ کی وجہ سے دیر ہو رہی تھی۔۔

ہارون شاہ گاڑی لیکر ساحل کیلئے نکلا تھا مگر اسے ٹریفک میں پھنس کر مزید دیر ہو گئی۔۔
اور حسب روٹین وہ اپنی اسکول بس میں بیٹھ کر گھر کیلئے روانہ ہو چکا تھا۔ وہ ہمیشہ لاسٹ والی سیٹ پر بیٹھتا تھا، اور کھڑکی کے باہر دیکھ کر سوچوں میں گم ہوتا تھا۔۔

اسے محبت میں کوئی کمی نہیں تھی، اسے زریش شاہ بہت محبت ملی تھی۔ اتنی کہ شاید وہ اتنی اپنے اولاد کو بھی نہیں دے پاتی۔۔
اسکے اندر کوئی بھی خلا نہیں تھا، اسکے پاس ماں تھی، باپ تھا دادی تھی۔۔ اپنے تھے عزیز تھے۔۔
اسے بس اپنی جنم دینے والی ماں کی بربادی مار رہی تھی، اسے اندر ہی اندر کھائے جا رہی تھی۔۔ اسکی آنکھوں کے سامنے سب کچھ ہوا تھا۔۔
اسکا باپ کتنی محبت کرتا تھا اس سے۔ وہ انہیں ہر ممکن کوشش کرتا تھا محبت دینے کی انکی فرمائش پوری کرنے کی مگر ہمیشہ رات کو انکا

جھگڑا ہوتا تھا۔

کبھی دادو سے تو کبھی ڈیڈ سے۔۔ پھر تقویٰ آپی آئیں اور مام کے جھگڑے کا رخ اسکی طرف مڑ گیا۔۔ اور پھر اسکا ماموں آیا، افترا اسکی محبت۔۔۔

اسکی محبت کی بربادی اسکی ماں۔۔۔ اور پھر اسکی ماں کا انہیں چھوڑ دینا۔۔ اسکا بیمار ہونا۔۔۔۔۔

اور آہستہ آہستہ زندگی ہی پوری بدل گئی۔۔

اب اسے اسکے سوسائٹی کے لڑکے بدھو کہتے تھے۔ اسکے خاندان والے اسکی زریش مام کو سوتیلی مام کہتے تھے۔۔ اور اسکی ماما انکے پاس اتنا بھی وقت نہیں تھا کہ وہ تھوڑا سا ہی وقت نکال کر اسے "شاہو" کہہ سکے۔۔

وہ ان سے یہ تو نہیں کہتا کہ وہ روز بات کریں اس سے۔ کبھی محبت کی امید تو اسنے رکھی نہیں ان سے۔۔ جانے کون سا اندر جو اسے تڑپا رہا تھا "شاہو" سننے کیلئے۔۔

وہ اپنی ماں سے سننا چاہتا تھا کہ وہ اسکی وجہ سے تو جدا نہیں ہوئی نا۔۔ مگر کتنا اذیت ناک تھا وہ وقت جب اسے احساس ہوا تھا

اسکی مام نے نمبر ہی چینج کر لیا تھا۔۔

ایک عرصہ ہو گیا تھا۔۔ کبھی کبھی تو اسے خود پر غصہ آتا کہ کیوں اسنے کال کی انہیں۔۔ اور کبھی کبھی بہت رونا آتا کہ کوئی جنم دینے والی ماں اتنی نفرت کیسے کر سکتی ہے اپنی ہی اولاد سے۔۔
پر وہ وقت گزر گیا تھا، انہیں بھولے ساحل کو بھی وقت ہو گیا تھا۔ اب تو ساحل نے بھی پڑھائی میں دل لگانا شروع کر دیا تھا۔۔ مگر کبھی جو تنہائی ملتی تو یہ سوچ دوڑ آتی تھیں۔۔

اسنے خاندان میں جانا، پارک جانا ہر جگہ سے قطعی تعلق کیا ہوا تھا۔۔ اگر کہیں جانا ہوتا تو وہ اپنی دادو کے پاس ہی رہتا اور زریش ہارون شاہ ہی جاتے تھے کسی تقریب میں۔۔۔

بس رکی وہ وہاں کے بچوں کے ساتھ اترنے کے خود بھی اتر آیا تھا۔ وہ سب اپنے اپنے گھر کی راہ لیے چلے گئے اور ساحل اپنے گھر کے۔۔۔
مگر جب گھر کے گیٹ پر آیا وہاں لگا تالا دیکھ کر وہ گھبرا گیا تھا۔۔
مام!!" اسنے دو تین بار دروازہ ناک کیا مگر کوئی جواب نہیں ملا۔۔"

اسنے آس پاس دیکھا دوپہر کا وقت تھا وہاں سوسائٹی کے لوگ اپنے گھروں میں بند تھے۔۔

اسکے ساتھ اترے بچے بھی اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے تھے۔ تیز دھوپ سے اسکے چہرے پر پسینا آگیا تھا۔ پیاس بھی شدت سے لگی تھی اور پانی کی بوتل خالی تھی۔۔۔

اسکے دماغ میں خیال آیا وہ پڑوس کی آنٹی سے پوچھ لے کہ اسکی ماں کہاں گئی ہے۔۔

اسی سوچ پر عمل کرتے وہ کافی جھجھک زدہ ہو کر انکے گیٹ پر آیا۔۔ گیٹ کھلا ہوا تھا اور وہ اندر داخل ہو گیا تھا۔

لان بڑا تھا، اور گھر بھی خوبصورت تھا۔۔ داخلی سامنے سیدھی روش پر چلتے وہ تھری سٹیپ چڑھ کر بیل بجانے لگا۔۔۔

اسکے دو تین بار بیل دینے پر بھی جب کوئی آواز نہیں آئی تو وہ بے بس ہو کر لب بھینچے حلق تر کرتا ہوا سیڑھیاں اترنے ہی لگا تھا تبھی قدموں کی آواز سنائی دی اور وہ بیل بجانے لگا۔۔

کون ہے؟" غصے سے کہتے ہوئے ایک بیس بائیس سالہ لڑکے نے دروازہ"

کھولا۔۔

ارے ساحل!" وہ ٹھٹھکا، حیران ہوا۔۔"

کون ہے فواد؟" معاً اسکے پیچھے اسکی ہی ہم عمر دو تین لڑکے مزید اسکے"

پیچھے سے نمودار ہوئے۔۔ ساحل خوفزدہ سا ہو کر پیچھے ہوا۔۔

ف۔ فواد بھائی وہ ہمارے گھر کو تالا لگا ہوا ہے۔۔" ان چاروں لڑکوں کو"

دیکھتے چھوٹے سے سات سالہ ساحل نے ڈرتے ہوئے کہا۔۔

ارے تمہیں نہیں پتا تمہارے گھر تالا کیوں ہے؟" فواد نے جھک کر"

ہنستے ہوئے کہا۔۔ ساحل نے نفی میں سر ہلاتے لاعلمی کا اظہار

کیا۔۔

چلو کوئی نہیں میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔۔" وہ پینٹ کو اوپر کھینچ کر"

اسکے مقابل جھکا اور اسکے کندھوں کو تھاما۔۔ ساحل نے ڈرتے

ہوئے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری۔۔

جس طرح تمہاری پہلی ماں بھاگ گئی۔۔ اسی طرح آج تمہاری"

دوسری ماں بھی تمہیں چھوڑ کر بھاگ گئی ہاہاہا۔۔" اسنے کہہ کر

قہقہہ لگایا جسکا ساتھ اسکے دوستوں نے دیا۔۔

ساحل کے آنسوں گال پر بہہ گئے۔۔

میری مام نہیں بھاگیں آپ بہت برے ہیں۔۔"ساحل نے"
چیخ کر کہا اور فواد کے ہاتھ جھٹک کر وہاں سے بھاگنے لگا کہ ایکدم غصے سے
بھڑک کر فواد نے اسے دبوچ کر گھر میں اندر کھینچتے ساتھ ہی اسکے
دوستوں نے دروازہ بند کر دیا۔۔۔

کیا بکواس کی؟ میں برا ہوں؟ نہیں بھاگی تمہاری ماں؟"ساحل"
بری طرح سے رونے لگا اور وہ اسکا کان مروڑ کر غصے سے غرایا۔۔۔
بولو بھاگ گئی میری ماں بولو!!۔۔"پاس کھڑے لڑکے نے اسکے"
چہرے پر زوردار تھپڑ مارتے ہوئے اسے غصے سے کہا۔۔

نہیں بھاگی میری ماں!!!دروازہ کھولو مجھے جانا ہے۔۔"ساحل گال پر"
ہاتھ رکھ کر چیخا ان پر۔۔۔
چٹاخ۔۔۔۔"چپ!!"اسکے چیخنے پر بازو دبوچ ایک زوردار تھپڑ
دوسرے گال پر مارا گیا کہ وہ کمزور سا دبلا پتلا ساحل بلبلا
اٹھا۔۔

میں آپکی مام کو شکایت لگاؤں گا۔۔"ساحل نے روتے ہچکیاں"
بھرتے ہوئے کہا۔۔
ہاہاہاہا۔۔میرے مام ڈیڈ تمہارے مام ڈیڈ کی طرح نہیں ہیں۔۔وہ"
عمرے پر گئے ہوئے ہیں۔۔۔کہاں؟"اسکے بالوں کو مٹھی میں پکڑ کر سر
کو جھٹکا دیتے پوچھا۔۔

عمرے پر۔۔"ساحل نے روتے ہوئے بتایا وہ چاروں تالی مار کر"
ہنسے۔۔۔
اور بولو میری ماں اپنے نئے عاشق کے ساتھ بھاگ گئی۔۔"وہ اسے"
مجبور کر رہے تھے مگر وہ روتا نفی میں سر ہلا رہا تھا۔وہ اسکا کان
مروڑ کر اسے چیخنے پر مجبور کر رہے تھے۔۔
تبھی پاس کھڑے لڑکے نے فواد کو اشارہ دیا۔۔اس اشارے کو سمجھ
کر، پہلے وہ بوکھلا کر نفی کرنے لگا۔مگر پھر روتے ہچکیاں بھرتے
ساحل کو دیکھ کر خباثت سے مسکرایا۔۔
اچھا اچھا رو نہیں۔۔تم ہمارے اچھے بھالو ہو نا۔۔۔"معاً انکا لہجہ بدل"
گیا۔۔ان چاروں نے اسے گھیر لیا۔وہ اسے منانے لگے۔۔مگر
ساحل حقیقت میں اب خوفزدہ ہو گیا تھا وہ واپس جانا

چاہتا تھا مگر انہوں نے دروازہ بند رکھا ہوا تھا۔۔

آؤ تمہیں پانی پلاتا ہوں تمہاری مام شاپنگ کیلئے گئی ہوئی"
ہیں۔۔ شاباش۔۔" وہ اسے زبردستی اپنے روم میں لے آیا جہاں وہ
سب ڈیرا ڈالے بیٹھے تھے۔
ساحل کے نانا کرنے کے باوجود اسے بیڈ پر گرا دیا، وہ سیدھا ہو کر
بیٹھا۔۔ تبھی اسے پانی کا گلاس تھاما دیا گیا۔ وہاں روم میں بہت سمیل
تھی۔۔ پانی کے گلاس میں بھی بہت سمیل تھی مگر پیاس کی
شدت سے وہ مجبور تھا پینے کیلئے۔۔

باقی کے تینوں لڑکے اسکے پاس بیڈ پر گرے۔۔ ساحل نے انہیں
دیکھا اور اٹھ کھڑا ہوا تھا مگر انہوں نے ہاتھ پکڑ کر اسے پھر سے
بٹھا دیا۔۔
سامنے ٹی وی پر غلیظ مناظر چل رہے تھے، جنہیں وہ بھرپور انجوائے
کرتے سگریٹ کے کش بھی لگا رہے تھے۔۔
ہمیں بہت دکھ ہے تمہیں تمہاری پہلی ماں چھوڑ کر گئی۔۔ اور اچھا تھا وہ"
تمہیں چھوڑ کر گئی۔۔ پاگل تھی ہر وقت چیختی رہتی تھی سب پر۔۔۔

مگر یہ تمہاری ماں بہت خوبصورت ہے بالکل اس لڑکی کی طرح۔۔۔"اسنے کہتے سامنے اسکرین کی طرف اشارہ دیا جہاں ساحل نے دیکھ کر آنکھیں پھیلا دیں۔۔۔
باقی کے وہ تینوں لڑکے قہقہہ لگا اٹھے۔۔اس سے مزید ایسی باتیں کرتے ساحل کو کافی برے لگ رہے تھے۔وہ جانے کیلئے اٹھتا مگر وہ اسے واپس بیٹھا دیتے۔

لو یہ پیو۔۔"وہ اسے سامنے ٹی وی کا منظر سمجھاتے ہوئے سگریٹ کو" اسے لبوں کے قریب کرنے لگے۔۔وہ رو رہا تھا۔۔جب وہ سب اسکے پاس آ گئے تھے۔۔
میں نہیں پیتا۔۔"ساحل نے غصے سے کہا"
اگر تم یہ نہیں پیو گے تو تمہاری دونوں مام تمہیں چھوڑ کر چلی جائیں" گی۔۔پیو اچھے بچے بنو۔۔تو تمہاری پہلی مام بھی آجائے گی تمہارے پاس اور دوسری بھی۔۔۔"انہوں نے اس بچے کے دماغ میں ایک الگ بات ڈالی۔۔

کیا ماما کی طرح زریش مام بھی اسے چپکے سے چھوڑ کر چلی گئی؟کیونکہ وہ"

"بدھو ہے؟

چھوڑو مجھے۔۔!! مجھے جانا ہے اپنی مام کے پاس۔۔" وہ ایکدم اٹھ کھڑا ہوا تاکہ "
اپنی مام کو ڈھونڈ سکے۔۔
بکواس بند کرو بیٹھو یہاں۔۔" وہ لڑکا اس پر دھاڑا۔۔"
آہستہ یار بچہ ہے چھوٹا دیکھو کتنا پیارا ہے۔۔" ساحل کے ڈرنے پر "
دوسرے نے غصے سے کہا اور ساحل کو کھینچ کر اپنی گود میں بیٹھا
دیا۔۔
وہ سخت وحشت زدہ ہو گیا۔۔۔
دیکھو بیٹا اگر تم یہ نہیں پیو گے تو تمہیں تمہاری دونوں مام چھوڑ کر چلی "
جائیں گی۔۔ اگر تم ہمارا کہنا مانو گے تو ہم تمہاری مام تمہارے پاس لے
آئیں گے۔۔ اور تمہیں ایسی اچھی اچھی مووی بھی دکھائیں گے۔۔" اس لڑکے
نے اس سے محبت سے کہا مگر ساحل کو اسکے منہ سے آتی بو
سے نفرت ہونے لگی۔۔۔
نہیں یہ میری ریئل مام ہیں۔۔۔" وہ نفی کرتا سگریٹ کو دور کرنے لگا۔۔"
نہیں ہے ریئل بری ہیں سب عورتیں۔۔ بھاگ جائیں گی۔۔ اسکے "
دوسرے بچوں ہوں گے تمہیں چھوڑ کر چلی جائے گی۔۔" انہوں نے غصے

سے کہتے روتے ہوئے ساحل کے منہ میں زبردستی سگریٹ ڈال دیا۔۔

وہ رونے لگا تو انہوں نے گردن دبوچ لی۔۔"اگر نہیں پیو گے تو تمہاری مام بھاگ جائے گی پیو!!!"وہ غصے سے غرائے۔۔

ساحل روتا ہوا انکی ہدایت پر عمل کرنے لگا کہ اچانک ہی ایک بری سمیل سے کھانسنے لگا۔۔بری طرح۔۔۔

دوسرے نے جلدی سے پانی کا گلاس بھر کر اسے پلایا۔۔ساحل نڈھال سا ہو کر گر گیا تھا۔۔اور ان تینوں نے بھی اسے بیڈ پر ڈال دیا۔۔

کیا کر رہے ہو پاگل ہو گئے ہو کیا بچہ ہے۔۔"فواد انکی حرکتیں دیکھتا" بوکھلا گیا۔۔

کچھ نہیں ہوتا بکواس بند کرتو۔۔"وہ غصے سے اس سے بولے۔۔معاً تبھی" دروازے پر بیل ہوئی۔۔

اب کون آ گیا سالہ۔۔"وہ تینوں بدمزہ ہو گئے۔"

بکواس بند کرو اسکا باپ آ گیا ہے۔پانی پلاؤ اسے لو۔۔۔"وہ بوکھلایا" خوفزدہ تھا جلدی سے کھینچ کر ساحل کو اٹھایا اور اسکا ڈریس ٹھیک کرتے بیگ واپس پہنایا۔۔۔

یہ کھلا دو اسے۔۔" بچے کے منہ میں بدبو کو سونگھتے فواد ہڑبڑایا ہوا تھا" تبھی ان تینوں نے ہنستے ہوئے سامنے خشک میوے کی طرف اشارہ دیا۔۔

اسنے جلدی سے وہ میوے ساحل کو کھلائے اور ساتھ ایک لولی پاپ اسکے منہ میں ڈال دیا۔۔ وہ اسے اٹھا کر باہر آیا تو واقعی دروازے پر ہارون شاہ ہی تھا۔۔۔

کیا ہوا اسے؟" ہارون جو کب سے ساحل کو ڈھونڈ رہا تھا فواد کی بانہوں" میں نیم بیہوش ساحل کو دیکھتے وہ غصہ ہوا۔۔

انکل وو۔۔ وہ میں جب گھر آرہا تھا تو دیکھا یہ آپکے گیٹ کے" سامنے بیہوش پڑا تھا دھوپ میں۔۔ اور گیٹ کو تالا بھی لگا ہوا تھا تو میں اسے اٹھا کر یہاں لے آیا۔۔

ابھی اسے پانی پلایا ہے تو تھوڑا تھوڑا ہوش آرہا ہے۔۔۔" وہ بوکھلاہٹ خوف سے ہارون کو صفائی دے رہا تھا۔۔

ہارون شاہ ساحل کو دیکھتے اسے گھورتے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔۔۔ اور اسکے جانے کے بعد فواد نے گہرا سانس لیا اور دروازہ بند کر کے

جب اندر آیا تو وہ سب اسکی حالت پر محظوظ ہو رہے تھے۔۔۔

"بکواس بند کرو اگر اسنے اپنے باپ کو سب بتا دیا تو؟"

ڈونٹ وری ہم نے اس سے کہا ہے اگر اپنی ماں کو ہمیشہ کیلئے پانا" چاہتے ہو تو کل بھی آنا اور اپنے باپ کو مت بتانا۔۔ ورنہ اسکی ماں "اسے بدھو سمجھ کر چھوڑ جائے گی ہاہاہا۔
وہ تینوں زور دار قہقہ لگا اٹھے۔۔۔

فواد بھڑک اٹھا ان پر۔۔۔
ہارون شاہ اسے گھر لے گیا تو وہ خاموشی سے کھانا کھا کر سو گیا۔۔
شام کو جب اٹھا تو اسکی ماں بھی موجود تھی۔ وہ خوش ہو گیا تھا۔۔
مگر پھر اسے کھونے کا سوچتے اسکی روح کانپ جاتی۔۔
وہ مجبور تھا اپنی ماں کو ہمیشہ کیلئے پانے کیلئے، وہ سب کرنے پر۔۔
اسے ان سے نفرت ہوتی تھی لڑکوں سے مگر اسے ہوش کب ہوتا تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے کیا نہیں۔۔ وہ اسکول سے آکر کھانا کھانے کے بعد پارک میں کھیلنے کا بہانہ کر کے انکے پاس چلا جاتا تھا۔۔۔

اور انہوں نے اس سے وعدہ بھی کیا تھا کہ وہ اسے اسکی پہلی ماں بھی بلا کر دیں گے۔۔ عجیب صورتحال تھی زریش شاہ اسے روکتی تو وہ غصہ ہو جاتا تھا اپنی ہی ماں پر۔۔۔

اسے پتا لگ جاتا اسکی ماں اسکی جاسوسی کر رہی ہے تو وہ پارک میں کھیلنا شروع کر دیتا جب تک وہ چلی نہیں جاتیں۔۔ کیونکہ ان سب نے اس سے کہا تھا اگر انہیں کچھ ہوا یا اسکی ماں باپ کو معلوم ہوا تو وہ اسے بری طرح پیٹیں گے بلکہ اسکی مام بھی اسے چھوڑ کر چلی جائیں گی۔۔۔

وہ اکثر کھیل سے آتا تو آکر گہری نیند سو جاتا تھا۔۔ اور پھر رات کو دیر سے اٹھ کر اسکے ہاتھ سے کھانا کھاتا تھا۔ ماں ہونے کے ناطے وہ اسکے کام تو کر رہی تھی مگر زریش کو اسکی یہ روٹین کھٹکنے لگی۔۔

اسنے ہارون شاہ سے بھی ذکر کیا کہ ساحل کافی عجیب ہو گیا ہے۔ اسکی روٹین کھانے کا وقت سب کچھ بدل گیا ہے۔۔ وہ ماں تھی کوئی دوسری اولاد تھی نہیں کہ اس پر توجہ نا ہوتی۔۔

وہ ساری توجہ کا مرکز تھا تو بھلا کیسے چھپتی اسکی اتنی بڑی تبدیلی

زریش شاہ سے۔ وہ ایک دن تھا، جب تقویٰ زیدی نے دوسرے بیٹے کو بھی جنم دیا تھا۔ وہ ہاسپٹل تو پہنچ نا سکے۔ اسلئے ہی انکے گھر جا رہے تھے۔ سب کہہ رہے تھے دوسرا بیٹا بالکل تقویٰ جیسا ہے تو زریش بہت ایکسائٹڈ تھی دیکھنے کیلئے۔

دلاور دریاب بڑے ہو چکے تھے۔ ماشاءاللہ سے صمصام بھی بڑا تھا۔ دلاور دریاب چوتھی کلاس میں تھے جبکہ صمصام دوسری۔۔

اور آٹھویں میں تھا۔۔۔ زریش نے کافی مشکل سے اسے منایا تھا کہ اسکے ساتھ چلے سب جا رہے ہیں وہ گھر میں اکیلا کیا کرے گا۔ مگر وہ نہیں مان رہا تھا۔ پر جب ہارون شاہ نے غصہ کیا تب ضبط کیے وہ راضی ہو گیا تھا مگر اسکا رویہ بہت برا تھا۔۔

زریش بار بار ہارون کو کہہ رہی تھی کہ کچھ تو ہے جو اسکے ساحل کو بدل رہا ہے۔ کوئی تو وجہ ہے ورنہ اسکا بھالو تو ہنسنے ہنسانے والا تھا وہ اچانک اس عرصے میں اتنا چپ کیسے ہو گیا ہے۔

ہارون شاہ نے اس سے بات کی تھی مگر وہ کہہ رہا تھا کہ وہ بڑا ہو چکا ہے۔ تو لازماً اسکی روٹین اسکا انداز بھی بدلے گا اب چھوٹے بچوں کی طرح ماں کے پلو سے چمٹ کر تو نہیں چلے گا۔۔

ہارون شاہ کو توقع تھی وہ سمجھدار ہو چکا ہے مگر اتنا بھی بدلہ رویہ طنزیہ گفتگو اسکی۔۔۔وہ کبھی توقع نہیں کر سکتے تھے۔۔

انہوں نے اچانک جانے کا ارادہ ترک کر دیا، اور ہارون شاہ اپنے کام سے چلے گئے۔زریش اپنے گھر کے کام میں لگ گئی اور ساحل اپنے روم میں بند ہو گیا۔۔

ابھی گیارہ ہوئے تھے جب وہ گھر سے نکلا تھا، اور پارک سے گھوم پھر کر واپس آچکا تھا۔وہ باتھ لینے گیا تو زریش اسکے کپڑے پریس کر کے لے آئی اور جیسے ہی روم میں داخل ہوئی اسکی چیخ نکل جاتی اگر بروقت ہارون شاہ اسکے منہ پر ہاتھ نا رکھ لیتے۔۔۔

اور ساحل کے دیکھنے سے پہلے ہی جلدی ہٹا بھی لیا مگر نظروں سے کوئی بھی ری ایکشن دینے سے منع کر دیا۔۔

وہ کپڑے تو اسے دیکر آئی تھی مگر اپنے روم میں آکر وہ اپنا سر پیٹنے لگی۔۔۔وہ خود کو نوچنے پیٹنے لگی کیونکہ ساحل کے جسم پر نیلے دانتوں کے نشان دیکھے تھے۔۔۔

کوئی پرانے تھے، کوئی نئے سرخ تھے تو کوئی نیلی۔۔۔

ہارون شاہ نے مشکل سے اسے چپ کروایا تھا کہ اسکی ماں کو معلوم نا

پڑے۔

"میں آپکو کہتی تھی ناشاہ کہ وہ آکر سو جاتا ہے، مجھ سے دور دور، کھینچا کھینچا رہتا ہے۔ کل تو وہ مجھ پر چیخنا شروع کر چکا تھا جب میں نے اسے کہا تھا میں اسے صابن لگا دیتی ہوں۔۔۔

اور میں جب منع کرتی ہوں جانے سے تو وہ مجھ پر آنکھیں نکال کر چڑھ دوڑتا ہے۔۔

مجھے تو ایسا لگا جیسے لوگوں کی باتوں پر عمل کر کے مجھے سوتیلی سمجھ رہا ہے۔ وہ مجھ سے دور دور بھاگ رہا ہے پچھلے ماہ سے۔۔

میں جب صبح اسکی پیشانی چوم کر اسے اٹھانے کی کوشش کرتی ہوں تو بھی دور ہو جاتا ہے مجھ سے۔۔

اپنی دادو کے پاس بھی نہیں جاتا۔۔۔ وہ شاید مجھے غلط سمجھتی ہوں گی۔۔"

زریش شاہ روتی ہوئی اس سے کہہ رہی تھی۔۔۔ وہ ہارون شاہ کو بتا نہیں سکی پچھلے ماہ دن سے ساحل کا رویہ اسکے ساتھ کتنا برا تھا۔۔

"میں غلط تھا زر۔۔ مجھے لگا میرا بیٹا بڑا ہو گیا ہے۔ وہ میچور ہو گیا ہے۔۔ مگر مجھے کیا معلوم وہ کن حیوانوں کے ہاتھوں چڑھ گیا ہے۔۔ میں چھوڑوں گا نہیں انہیں۔۔" ہارون شاہ سرخ آنکھوں سے کہتے اٹھ

کھڑے ہوئے تھے۔۔اور پھر اسنے زریش کو سمجھا دیا تھا اسے کیا کرنا ہے۔۔

وہ خاموشی سے چلی گئی کھانا بنانے اور ہارون شاہ صبح تو ناکام ہو گئے مگر اب اسنے ٹھان لی تھی وہ پکڑ کر ہی رہے گا ان حیوانوں کو۔۔۔

وہ اپنی گاڑی لیکر چلے گئے تھے وہاں سے۔۔

منظر صاف تھا۔۔۔ساحل کھانا کھا کر اپنے وقت پر باہر نکلا تو اسے پارک میں ہی فواد مل گیا۔۔اور اسکے ساتھ چلتے ہوئے وہ دونوں پارک کے پچھلے گیٹ سے نکل کر پھر گھومتے ہوئے دائیں طرف روڈ کے اس پر بند گھر تھا اسکی دیوار پھلانگ کر اندر چلے گئے تھے۔۔۔

لوگ ہماری کمزوریوں کو جان کر، انکا کیسے استعمال کرتے ہیں یہ ساحل شاہ نے اس سانحے کے بعد سیکھا تھا۔۔

کچھ ہی دیر بعد پولیس کے ساتھ انکا تعاقب کرتے ہوئے، وہ اس گھر کو گھیر چکے تھے۔فواد کو دیکھ کر ہارون شاہ کو جھٹکا تو لگا تھا کہ یہ اتنے نیک ماں باپ کا بیٹا۔۔۔۔

اسکے بچے کے ساتھ کھیل رہا تھا گھناؤنا کام۔۔۔

دو اہلکار گیٹ پر ہی رکے۔ باقی چار اہلکار اور انسپکٹر کے ساتھ وہ گیٹ سے اندر داخل ہو چکے تھے۔ دو دائیں طرف اور دو بائیں طرف گھوم کر جب ان پر ریٹ کیا تب زندگی میں پہلی بار ہارون شاہ نے قاتل کرنے کی خواہش کی تھی وہ بھی ایک نہیں چار چار۔۔۔۔

اسکا معصوم بیٹا ان چاروں حیوانوں کے شکنجے میں رو رہا تھا۔۔ کوئی اسکے بال پکڑ کر سگریٹ پلا رہا تھا تو کوئی اسکے ساتھ ظلم کی انتہا۔۔۔

ساحل کی دھندلی نظریں جب اپنے باپ پر پڑیں تو ایسے لگا جہنم میں رب نے کوئی فرشتہ بھیج کر اسے نکال دیا تھا۔۔

ہارون شاہ دھاڑتے ہوئے اسکے بیٹے کو نوچتے حیوان پر جھپٹ چکے تھے۔ باقی کے حواس باختہ سے بوکھلا کر بضاگنے کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے جبکہ ایک پولیس والا جھک کر اس معصوم کمسن سے بچے کے وجود پر کپڑے پہننے لگا۔۔۔

وہ بلبلا رہا تھا سسک رہا تھا۔۔ کسی کے قریب آنے سے ڈر رہا تھا۔۔ بہت کمزور تو تھا۔۔ انکی اذیتیں برداشت کر کے منہ سیل دیتا تھا اپنا۔۔۔

میں تمہیں جان سے مار دوں گا ح * * * "ہارون شاہ پاگل ہونے کو"
آگ گئے فواد پر لاتوں کی بارش کر دی تھی اسے دیکھ کر دوسرے تین گھبرا
گئے روتے معافیاں مانگ رہے تھے۔۔۔

مگر ہارون نے نہیں چھوڑا۔۔ اسنے ایک زوردار لات اسکے دماغ پر ماری وہ
تڑپ کر غرا اٹھا۔۔۔
وہ لہولہان تھا زمین پر کھرا رہا تھا۔۔
چھوڑیں مسٹر شاہ ہم انہیں چھوڑیں گے نہیں آپ نے بچے کو لیکر"
ہاسپٹل چلیں انہیں ہم دیکھ لیں گے۔۔" انسپکٹر نے اسے روک دیا۔۔
اسے اپنے بچے کا ہوش دلایا تو وہ ہوش میں آکر لب بھینچے اپنے معصوم بچے کی
طرف لپکا مگر وہ اس افتاد سے ہوش کھو بیٹھا تھا۔۔

اگر آپ لوگوں نے انہیں چھوڑا تو میں آپ سب کے گلے میں"
یہ کیس ڈالوں گا یاد رکھنا انسپکٹر۔۔! انہیں ایسی سزا دینی چاہیے تا کہ
سبق ہو سب کیلئے۔۔۔" وہ اپنے بچے کو اٹھا کر انسپکٹر پر غراتا ہوا باہر
بھاگا۔۔۔
وہ ساحل کو جھنجھور رہا تھا مگر اسے کوئی جواب نہیں دیا۔۔ اور ہارون شاہ

اپنے آنسوں ضبط کیے اپنے بچے کو اٹھا کر ہاسپٹل پہنچا۔۔۔
جہاں معلوم پڑتے دانیال زریش عائشہ بھی آ پہنچی۔۔زریش کو مشکل سے عائشہ نے سنبھالا تھا۔۔ورنہ وہ شاید یا تو خود کو مار دیتی یا ان حیوانوں کو۔۔۔
کچھ ٹیسٹ کے، اور ان لڑکوں کے سچ اگلنے کے بعد معلوم پڑا تھا کہ وہ چاروں باری باری اسے اپنا شکار بناتے تھے۔۔
اور اگر وہ روتا تو اسے دھمکی دیتے تھے کہ اسکی ماں کو مار دیں گے۔۔
اسکی پہلی ماں بھاگ گئی تھی۔۔اور دوسری کو وہ مار دیں گے تو اسکے پاس کوئی اور ماں نہیں ہو گی۔۔پھر وہ اکیلا ہو جائے گا۔۔
وہ اس بچے کی کمزوری کو اس دن جان گئے تھے جب اسکی ماں کہیں گئی ہوئی تھی اور وہ انکے پاس آیا تھا۔وہ ذہنی اذیت کا شکار تھا۔کسی کے سامنے کہتا نہیں تھا مگر وہ حیوان پہچان گئے تھے کہ وہ ماں کو کھونے کے خوف کا شکار ہے۔۔۔
وہ اپنی ماں کو لیکر بہت حساس ہے۔۔
وہ مجبور ہو کر انکے پاس اسلئے بھی جاتا تھا کیونکہ وہ اسے لالچ دیتے تھے کہ وہ اسکی پہلی ماں سے اسکی بات کروائیں گے۔
وہ سماج کے تشدد کا شکار ہوا تھا۔کیونکہ ان چاروں نے اسکی کمزوری

کو جان کر اس پر تشدد کیا تھا۔ ساحل کی ٹیسٹ سے یہ بھی انکشاف ہوا تھا کہ اسے تھوڑے مقدار میں ڈرگز دیتے رہے ہیں یہ سب۔۔

اسکی وجہ سے وہ گھر آکر سو جاتا تھا، اور صبح پھر جانے کی کوشش کرتا تھا۔ وہ حیوان تھے، وہ جانتے تھے کہ انہیں کیا کرنا ہے۔ مگر شاید بھول گئے تھے کہ بچے خدا کے پھول ہوتے ہیں۔۔

انہیں نوچنے کی کوشش کروگے تو انجام برا پاؤ گے۔ اس واقعے میں شریک چاروں کو سخت کارروائی میں لیا گیا تھا۔ انکی توسط اس ڈرگز بیچنے والے گینگ کو بھی پکڑ لیا تھا جو کہ جانے کتنی جانے تباہ کر رہے تھے۔۔

انکا بیان لیا گیا تب انہوں نے بتایا، کہ یہ پہلا تھا انکا جرم، ہاں لڑکیوں سے انکے تعلقات تھے مگر کسی بچے کو شکار بنانا یہ انہوں نے سوچا نہیں تھا بس اچانک ہو گیا تھا ان سے اور جب ایک بار ڈر ختم ہوا تو انہوں نے اس بچے ساحل کو ہراسمنٹ کا شکار بنا لیا۔۔۔

ہم اسکی ماں کے خلاف بری باتیں کرتے وہ روتا منت کرتا کہ ایسے مت" بولو،، اور ہم اسے کہتے تھے اگر جیسا ہم کرتے ہیں ویسا کروگے تو ہم نہیں کریں

گے۔۔"فواد نے بیان کے دوران روتے ہوئے بتایا۔۔

تو وہ مان جاتا تھا؟"انسپکٹر نے پوچھا۔"

ہاں وہ مان جاتا تھا کیونکہ ہم اسے پہلے ہی زبردستی سگریٹ میں"
ڈرگز ملا کر پلاتے تھے تو وہ نشے کے زیر اثر ہوتا اور کمزور سی مزاہمت کرتا
تھا۔۔"باقیوں نے اسکے بیان میں سر ہلایا۔۔۔

یہ بیان ایس پی برہان علوی نے بھی سنا تھا، اور پھر انکا انجام
اسکے ہاتھوں ہوا تھا۔۔

انکے ماں باپ نے ان حیوانوں سے قطعی تعلق کر دیا تھا۔

ساحل شاہ تو خاموش ہو چکا تھا۔اسے سمجھ آ گئی تھی کہ کمزوریاں
انسان کو کہاں کہاں لاتی ہیں۔۔

ماں کی محبت نے اسے جینا بھی سکھایا تھا تو اسے مار بھی دیا تھا۔زریش تو
اس سے معافیاں مانگنے کیلئے گڑگڑا رہی تھی حالانکہ غلطی اسکی
نہیں تھی۔۔۔

اسنے شروع دن سے ہارون شاہ سے کہہ دیا تھا۔مگر وہ اب اپنا
سر پکڑ کر بیٹھا تھا۔دانیال خان کے پوچھنے پر اسنے بتایا کہ

ہم کیسے دانی ان پر شک کر سکتے ہیں جن پر مان ہوتا ہے۔۔"

وہ میرے گھر کے پاس والے گھر کا بچہ تھا۔ اگر ساحل کو
"اسکے ساتھ کھیلتے دیکھتا تو بھی مجھے شک تو نہیں ہوتا۔

میں سوچتا تھا میرا بیٹا بڑا ہو گیا ہے اسلئے اسکی روٹین بدل رہی"
ہے۔ مجھے کیا معلوم میرا بیٹا ان حیوانوں کے شکنجے میں ہے۔۔ صحیح
کہتے ہیں لوگ کسی پر بھی اعتبار کرنے کا دور نہیں۔۔ اپنی چیز کو ایسے نہیں
"پھینکنا چاہیے۔۔۔

ہارون شاہ اسکے سانحے کے بعد اپنا بیچ کر اس سوسائٹی سے چلا گیا
تھا۔ اسنے دانیال کی طرح وہ گھر کے پیسے بھی بزنس میں لگا دیئے۔۔
اور یہ رب کا کرم ہی تھا کہ انکا بزنس دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہا تھا۔
دونوں نے ساتھ گھر لیے تھے۔۔ زیادہ فاصلہ نہیں تھا گھروں میں
اسلئے ساحل زیادہ تر وقت دلاور دریاب کے پاس ہی رہتا تھا۔۔
وہ خاموش ضرور ہو گیا تھا مگر وہ آج بھی اپنی مام زریش سے بے انتہا
محبت کرتا تھا۔ بس اس واقعی نے اس چھوٹے سے بچے کو اچانک
سے بڑا کر دیا تھا۔۔
اسکے وجود میں نفرت کا انبار بھر دیا تھا۔ اور وہ نفرت اسے

بس مہکار شاہ سے ہی تھی۔۔

اور پھر یہ بھی وقت آن پہنچا جب ایک رات وہ اپنی دادی کی گود میں سر رکھے آنکھیں موندیں، انکے کمرے میں سو رہا تھا اور اسکی دادی اسے پریوں کی کہانی سنا رہی تھی جو کہ لڑکیوں کو سنائی جاتی ہے۔۔ اور ساحل بور ہونے کی وجہ سے سونے میں اپنی بہتری جان کر سونے کی کوشش کر رہا تھا۔

تبھی اسکے باپ نے اندر روم میں قدم رکھا تھا۔۔

اس کہانی میں ساحل شاہ کا پسندیدہ کردار محض ایک "دیو" کا تھا۔۔ اور وہ بس اسکے لئے ہی چار و ناچار سن لیتا تھا۔ کیونکہ باہر جانا وہ بند کر چکا تھا عرصے ہوئے۔۔

معاً اسکے باپ نے مبارک باد دی تھی۔۔ ساحل کا دل کیا آنکھیں کھول کر پوچھے کیا اسکی من آرہی ہے۔۔۔ پر وہ خاموش رہا کیونکہ اسنے محسوس کر لیا تھا اسکا باپ ہچکچا رہا ہے۔۔۔

وہ اپنے اندر سے پتھر ہو گیا تھا، مگر اچانک اسنے سنا تھا "حیدر شاہ کے گھر رحمت آئی ہے۔۔ اسکی پہلی بیٹی ہوئی۔ جسکا نام

"روحا انہوں نے رکھا ہے۔۔

روحا یہ کیا نام ہے؟" دادی نے مبارک باد قبول کرتے ہی پہلا اعتراض اٹھایا۔۔

یہ نام مہکار نے دیا ہے اسے۔ "حیدر" کے آخر میں "ر" آتا ہے اسی سے اسکا نام شروع کیا ہے "روحا"۔۔۔ "ساحل نے کچھ بھی نہیں سنا تھا

سواء "مہکار نے دیا" کے۔۔۔ اسکا دل کیا اٹھ کر پوچھے کہ

"کیا یہ نام دینے کیلئے اسکے پاس وقت تھا؟"

مگر وہ کیسے بھولتا کہ یہ سب تو عرصہ ہوئے چھوڑ چکا ہے۔۔ پھر سوال کا فائدہ۔۔۔

مگر ابھی دھماکہ باقی تھا۔۔۔

اچھا صحیح ہے۔۔۔" دادی مان گئیں کہ ٹھیک ہے مہکار نے رکھا ہے" سوچ کر رکھا ہوگا۔۔۔

ہاں! اور حیدر شاہ نے اپنی بیٹی مہکار شاہ کو دے دی ہے۔۔ کیونکہ وہ اکیلا" فیل کرتی ہے نا۔۔" انہیں یہی وجہ بتائی گئی تھی ہارون شاہ نے جھجھکتے ہوئے بتایا۔۔

کیونکہ ساحل شاہ اس حادثے کے بعد گھر میں اس عورت کے ذکر سے بھی بھڑک جاتا تھا۔۔ آپے سے باہر ہو کر چیخنا چلانا شروع کر دیتا تھا۔

ایک دو دفعہ تو ہارون شاہ سے مار بھی کھا چکا تھا۔۔ جب پچھلے سال ایک دن اچانک اسکے لئے مہکار شاہ کی کال آئی تھی اور اسنے موبائل ہی اپنے باپ کا توڑ دیا تھا۔۔۔

اس گستاخی پر اسے تھپڑ پڑے تھے ہارون شاہ سے۔ مگر زریش نے ہاتھ جوڑ کر اسے بچا لیا تھا اور اسے لے جا کر سمجھایا تھا۔۔

وہ خاموش ہو جاتا، وہ انکی باتوں کا احترام کرتا تھا۔

مگر اس عورت سے کبھی بات نہیں کر سکتا تھا۔۔

کیونکہ ساحل شاہ کی نظر میں اسکی بربادی کی وجہ وہی تھی۔ اگر وہ اسے دوسری ماں کے کھونے کے خوف میں مبتلا نا کرتی تو کبھی وہ انکا شکار نہیں ہوتا۔۔

اسکی آنکھوں سے نیند جا چکی تھی، اسکی سرخ کرسٹل گرے آنکھیں اپنے باپ پر تھیں۔۔ وہ چھوٹی سی ایج میں بلا کی نفرت پال

بیٹھا تھا کہ اسکا باپ ہارون شاہ اسکی آنکھوں سے کترانے لگا تھا۔۔

مہکار کو دے دی اپنی پہلی اولاد؟"سائرہ بیگم ششدر تھیں۔۔"

ہاں۔۔"ہارون شاہ نے لب بھینچے۔۔"

حیرت ہے اپنی اولاد کو دھتکار دیا اور پرائی اولاد کو پال رہی ہے۔۔"سائرہ" بیگم نے اپنی حیرت کا اظہار کیا مگر وہ اس حیرت میں بھول گئی کہ وہ دھتکاری ہوئی اولاد اسکے گود میں سر رکھے پڑی تھی۔۔۔

امی آپ یہ کیسی بات کر رہی ہیں مجھے آپ سے یہ توقع نہیں تھی۔۔"" ہارون شاہ نے بیٹے کی آنکھوں کی بڑھتی سرخی کو دیکھ کر ماں سے خفگی میں کہا۔۔

کیسی باتیں سے کیا مطلب ؟صاف کہوں تو ہارون مجھے اب اس" عورت کا ذکر اپنے گھر میں نہیں چاہیے۔۔وہ چلی گئی ہے تو ختم کرو اسکو۔۔

ایک عرصہ انہوں نے ہم سے رابطہ ختم رکھا، اسنے میرے پوتے کو کون کون سی اذیتیں دی ہیں یہ میں دیکھ چکی ہوں۔۔

اب میرا بچہ زندگی کی طرف لوٹ رہا ہے تو تم اب اسکا ذکر

ختم کرو اس گھر سے۔۔

حیدر سے بات کرتے ہو، مجھے فون کرتا ہے میں کرتی ہوں۔ بات کر لیا وہیں ختم کر دیں گے۔۔

یہاں میری بہو ہے۔ میرا بیٹا ہے۔۔ میں اسکا ذکر انکے سامنے اب ہرگز نہیں چاہتی۔۔

اور حیدر ایک بیٹی کیوں دے رہا ہے۔۔ وہ اسکے گھر میں ہے ساری دے دے۔۔ پر مجھے اپنے پوتے کے سامنے اسکا ذکر نہیں چاہیے۔۔"

سائرہ بیگم نے بات ختم کر کے اسے جانے کا کہا۔۔۔

ہارون شاہ اپنی ماں کو دیکھنے لگے۔ یہ سچ تھا اس حادثے کے بعد جہاں سائرہ بیگم کو مہکار سے نفرت ہوئی تھی وہیں ساحل زریش کو دل کے قریب کر لیا تھا۔۔۔

"اچھا ہے ڈیڈ کے اسکے پاس کوئی اولاد تو آئی۔۔" وہ جھٹکے سے اپنی دادی کے سر اٹھا کر بیڈ سے اتر گیا۔۔

وہ جم بھی جاتا تھا، اور ماشاءاللہ قد بھی اچھا خاصا نکالا تھا۔

اسنے سلیولیس شرٹ پہنی ہوئی تھی جینز پر۔۔۔

ہارون شاہ اسے گھورنے لگے۔۔

"کیا مطلب ہے تمہارا۔۔؟" وہ غصے سے گرجے۔۔کیونکہ وہ اکثر ایسی باتیں کرتا تھا۔۔کہ اسکے لہجے سے خوف آنے لگتا۔۔

"یہی!! میری بربادی کا اسے احساس نہیں ہوا، جب اپنی اولاد برباد ہو گی تو اسے احساس ہو گا کہ کتنی تکلیف ہوتی ہے ایک ماں کو، وہ آنسوں جو میری ماں نے مجھ پر بہائے تھے۔۔

وہ بھی بہائے گی۔۔۔" وہ غصے سے چیختا روم سے نکل گیا۔۔

پیچھے ہارون شاہ گرجتے رہ گئے مگر اس پر فرق نہیں پڑتا تھا۔۔

وہ خاموشی سے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھا، زریش کی ڈانٹ بھی سن رہا تھا اور کھانا بھی کھا رہا تھا۔۔

oooooooo

"تم دونوں کا دماغ خراب ہوا ہے؟" دانیال خان دونوں سے غصے میں گرجے۔ دونوں نے ایک دوسرے کے دماغ کو دیکھ کر پھر سر جھکاتے ہوئے معصومیت سے نفی میں سر ہلایا۔۔

تو پھر کیوں اسے مارتے ہو؟ شرم نہیں آتی وہ تم دونوں کا چھوٹا بھائی ہے"
بے غیرتوں۔۔" دانیال خان کا غصہ کم نہیں ہو رہا تھا۔ چھوٹی سی
عرشیہ کو فیڈ کرواتی عائشہ بھی غصے سے بڑبڑا رہی تھی۔۔

ڈیڈ بے غیرت نا بولیں ہمیں۔۔" دلاور بلبلا اٹھا۔۔"
بے غیرتی کی ہی نشانی ہوتی ہے جو لوگ اپنوں کو مارتے ہیں۔۔" دانیال"
نے خوشمگیں نگاہوں سے دیکھتے جھڑکا۔۔

اچھا اگر ایسا ہے تو ہم سے بڑا بے غیرت یہی ہے۔۔" اسنے سامنے"
سرخ چہرے والے صمصام کی طرف اشارہ دیا۔۔ دریاب منہ
پر ہاتھ رکھ کر ہنسی دبانے لگا۔۔
مگر جب دانیال خان کا تھپڑ دلاور کے منہ پر پڑا وہ ایکدم سیریس
ہو گیا۔
یہ تمیز سیکھی ہے تم نے؟" دانیال خان غصہ ہوئے۔"
تو آپ اس سے بھی کچھ کہیں نا پوچھیں اس سے کیوں مارا ہے ہم نے"
اسے۔۔" دلاور نے گال پر ہاتھ رکھتے منہ بنا کر اپنے باپ سے کہا۔۔ مگر

اسے لگے تھپڑ پر صام نے سینے پر بازو باندھ کر مسکرایا۔۔اور ان دونوں کو آگ لگ گئی بس نہیں تھا۔۔کچھ کر دیتے اسکا۔۔۔

کوئی وجہ نہیں تھی۔۔یہ سب تم دونوں کی بدمعاشی ہے۔۔"دانیال" خان نے غصے سے جھڑکا۔۔اور دریاب کا کان مروڑا۔۔وہ بلبلا کر ڈبل ڈی کو پکارنے لگا۔۔

مگر باپ کے سامنے سنگل ڈی پر بھی نہیں مار سکتا تھا۔

!یہ ہماری بدمعاشی نہیں ڈیڈ"

اس فارمی مرغی کی گستاخی تھی۔۔

یہ اقبال کے شاہین کے سامنے انگریزی میں بات کر رہا تھا۔۔ایسی مرغیوں کی وجہ سے تو ملک ترقی نہیں کرتا۔۔ہماری قومی زبان اردو ہے۔۔ہمیں چاہیے کہ ہم ایک دوسرے سے اردو میں بات کریں۔۔بی پازیٹو ڈیڈ!اگر ہم اردو میں بات کریں گے انگزیروں کو ویلیو نہیں دیں گے تو وہ پھر سے ہم پر قابض نہیں ہوں گے۔۔"اسنے لہجے میں ایک جذبہ سمو کر کہا۔۔

بات تو ٹھیک کہی ہے "لاؤنج میں داخل ہوتی پھوپھو نے کہا"
صام نے نظریں پھیر کر انہیں دیکھا۔۔ دلاور کے دانت باہر
آ گئے۔۔۔
لکھ کر رکھ لو یہ جنتی عورت ہے۔ دیکھو منہ سے روشنی نکل رہی ہے"
سبحان اللہ" وہ پھوپھو کو دیکھ کر دریاب سے بولا۔۔
دریاب نے اسے دیکھتے پر پھوپھو کو دیکھا۔۔
مگر ڈبل ڈی انہوں نے تو میٹھا پان کھایا ہے۔۔" دریاب کنفیوز ہو گیا۔۔"
دلاور نے گھور کر دیکھا وہ سٹپٹا کر خاموش رہ گیا۔۔

بات تو آپکی ٹھیک ہے مجھے بھی دادی جنتی لگتی ہیں جب جب ہماری"
سائیڈ لیتی ہیں۔۔" وہ اثبات میں سر ہلا کر بولا۔۔

دیکھنا میرے ڈبلیکیٹ بہت کامیاب جائے گا تو۔۔۔ دادی ہماری"
سائیڈ اسلئے لیتی ہیں کیونکہ وہ نیکیاں کرتی ہیں سمجھا کر بات کو۔۔۔
اور اب سامنے کھڑے اس نیلے شیطان کو دیکھا۔۔ یہ پکا دوزخی
ہو گا۔۔" وہ دونوں سر جھکائے ایک دوسرے سے بات کر رہے تھے تبھی
دانیال کا زوردار تھپڑ سر پر پڑا وہ کراہے۔۔

جب تک ہم نا چاہیں کوئی ہم پر قابض نہیں ہو سکتا۔۔ زبان چاہے تم"
کون سی بھی بولو مسٹر ڈبل ڈی! دیکھی تمہاری کامیابی جائے گی۔۔ جب تم
کامیاب ہو گے تو کہلاؤ گے پاکستانی ہی۔۔۔ اسلئے کوشش کرو فتح پاؤ ہر
زبان پر۔۔۔" پاس کھڑے سنجیدہ سے صمصام نے سپاٹ لہجے
میں کہا اور پلٹ کر جا کر صوفے پر بیٹھ گیا۔۔
جہاں عائشہ اور پھوپھو پہلے سے بیٹھی تھیں۔۔۔
مگر چھوٹی سی عرشیہ کی کھکھلاہٹ پر وہ دونوں بھائی بھی اس فارمی
"!مرغے کی تقریر سے قہقہہ لگا اٹھے۔۔ "جیو میری شیرنی
نہیں بات تو سچ ہے صمام کی بھی۔ ویسے جیسا بھی ہو، وفادیس سے"
رکھنا۔۔" پھوپھو کے اتفاق پر صمصام مسکرایا۔۔ اگر دانیال خان سامنے نا
ہوتا تو وہ دونوں خوب "صمصام کی جگہ صمام "کا ریکارڈ لگاتے مگر ابھی
باپ کھڑا تھا۔۔

ڈبل ڈی تم نے تو کہا تھا دادی جنتی ہے؟" دریاب سرخ چہرے سے"
بولا۔۔ دلاور کا چہرہ پہلے ہی سرخ ہو گیا تھا۔۔
منہ سے پھسل گیا تھا۔۔" اسنے جل کر کہا۔۔"

کیا بول رہے ہو؟ جاؤ اور جا کر بھائی کو سوری بولو۔۔" دانیال نے"
اچانک انکے کان پکڑے وہ دونوں ساتھ بلبلائے۔۔
جا رہے ہیں ڈیڈ" بادل ناخواستہ وہ مان گئے۔۔"

جاؤ!" دانیال نے انہیں گھور کر اندر بھیجا۔۔"
آپکو پتا ہے کل یہ پیچھے شمع آپی ہیں انکی بیٹی کو بھی بری طرح سے پیٹ"
آئے تھے کیونکہ وہ کلاس میں مانیٹر تھی۔۔" عائشہ نے دونوں کو ساتھ
گھورتے شویر کو شکایت لگائی۔۔
مام خدا خدا کریں اس عمر میں بھی یہ کام نہیں چھوڑ رہی۔۔ پتا"
ہے کتنا بڑا گناہ ہے چغلی لگانا۔۔" دلاور نے ہاتھ جوڑ کر اپنی ماں سے کہا۔۔
گود میں پڑی چھوٹی سی عرشیہ ماں کے آنچل سے چہرہ نکال کر ان دونوں
خدائی مخلوق کی التجا دیکھتی پھر سے ہنسی۔۔
ایک یہی ہے جو بے وقت کھکھلا کر ہمارا کلیجہ ٹھنڈا رکھتی ہے۔۔ ورنہ"
فارمی مرغی۔۔" اسنے گردن گھما کر ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھے
صمصام کو دانت پیس کر دیکھا۔

سوری بولو!" دانیال پیچھے کھڑا انکی بڑبڑاہٹ سن کر گرجا۔۔"

وی آر ناٹ سورینگ کرینگ یو سے! یو ایک بڑا کمینگ۔۔تُو اِک "
بارینگ باہر نکلنگ، تیرینگ ہڈینگ کامینگ چورہ بنائینگ۔۔اور
فارمی مرغیونگ کو کھلائینگ۔۔" وہ جھک کر دانت پیسے اسکی
نیلی آنکھوں میں اپنی شہد رنگ آنکھیں گاڑھے بول رہا تھا اور
دریاب تفاخرے سے مسکرا رہا تھا کہ اب بول

یہ بول کیا رہے ہو؟" عائشہ کے اشارے پر دانیال نے غصے سے "
کہا۔۔
ڈیڈ انگلش میں بات کر رہے ہیں۔۔" دلاور سیدھے کھڑے ہو کر "
منمنایا۔۔
یس ڈیڈ ہم نے اُس دن انگلش سیکھی تھی۔۔ سر نے کہا جو "
لگے گا۔۔" دریاب نے آہستہ ing فیوچر کنٹینیو ٹینس ہو گا اس میں
سے بتایا۔۔۔
عائشہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔وہ دونوں ماں کو گھورتے ایک
دوسرے کو دیکھنے لگے۔۔

دیکھنا تم بہت کامیاب جاؤ گے۔۔" اسنے دریاب کو فخریہ "
نظروں سے دیکھا۔۔
کی اسپیلنگ بھول جاتی ing پر میں آپکے ساتھ رہوں گا کیونکہ مجھے "
ہے۔۔رات بادام نہیں دیئے تھے مام نے۔۔" دلاور نے سن کر حوصلہ دینے
کیلئے پشت تھپتھپائی۔۔
آئی این جی کو چھوڑ پہلے اس باپ کو ہینڈل کر۔۔" دلاور نے آگے توجہ "
دلائی۔اسے تو دھمکی دے چکے تھے اب خود کو دھمکی سے کیسے بچاتے۔۔
ورنہ کیا عزت رہ جاتی اس فارمی مرغی کے سامنے۔۔

ویسے سچ کہوں تو دانی! مجھے تیرے بیٹوں کی انگلش زیادہ سمجھ آتی ہے "
بنسبت صمام کی۔۔" معاً تسبیح پڑھتی پھوپھو نے کافی سوچ وچار کے بعد
کہا۔۔۔
ان دونوں کی آنکھیں چمک اٹھیں۔۔۔۔

اچھا چلو کسی کو ٹوینگ چینگ سمجھ آئی۔۔بتائیں کیا سمجھیں "
آپ؟" دانیال نے طنزیہ پوچھا۔۔
ناسمجھ سی عرشیہ بھی اپنی پھوپھو کو دیکھنے لگی۔۔

وہ دیکھ کر پھر سے چھپ جاتی، یا دیکھ کر کھکھلا جاتی۔۔۔

مجھے جیسے کمینہ سمجھ آیا۔۔" پھوپھو نے کافی سوچ کر کہا۔ اور انکے ساتھ " چھوٹی سی بلی کی کھکھلاہٹ لاؤنج میں گونج اٹھی۔۔

صام نے کمال ضبط سے اسے ہنستے دیکھا۔۔

یا وہ اپنے بھائی کی انگلش پر ہنس رہی تھی، یا پھر صام کو کمینہ کہنے پر مسرور ہو رہی تھی۔۔

اللہ اللہ کریں دادی! وہم ہو گئے ہیں آپ کو۔۔ وٹامن ڈی کی گولیاں " کھائیں۔۔ عمر بڑھ گئی ہے مگر لچھن نہیں وہی کے وہی۔۔" قدم وہاں سے پیچھے لیتے دلاور نے افسوس سے کہا۔۔

جہاں دانیال نے اپنے شوہر کو پاؤں سے نکالا وہیں وہ گولی کی طرح وہاں سے بھاگے۔۔۔

کہاں جا رہے ہو؟" وہ پیچھے سے غصے میں بولا۔۔"

وضو کرنے جا رہے ہیں۔۔ سوچ رہے ہیں زرق میں برق کیلئے کچھ تسبیح ہی پڑھ " لیں۔۔" دلاور نے کہہ کر دریاب کا ہاتھ پکڑا۔۔

لاؤنج میں پھوپھو اور عائشہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔
سمجھا دو انہیں! اب اگر مجھے شکایت ملی تو اچھا نہیں ہوگا۔۔" دانیال"
نے ہنستی بیوی یو گھور کر کہا۔۔

میں کیا کر رہی ہوں۔۔ پھوپھو میں اب بولی بیچ میں۔۔ سنبھلتے خود"
سے نہیں ہیں اور کہتے مجھے ہیں۔۔" عائشہ منہ بنا کر بولی۔
انسانوں کو جنم دیا ہو تو انسانوں کی زبان سمجھ جائیں۔۔ جانے کیا"
کھا کر جنم دیا تھا۔۔" وہ آکر صمام کے پاس بیٹھتے چبھتے لہجے میں
بولا۔۔
عائشہ نے شکایت کن نظروں سے پھوپھو کو دیکھا جسنے خاموش
رہنے کا اشارہ دیا۔۔
اور کچھ تو نہیں کھایا تھا صرف آپکو دیکھ لیا تھا۔۔" وہ جل کر بڑبڑاتی"
وہاں سے اٹھی۔۔
صمصام بے ساختہ قہقہہ لگا کر سنبھال کر بیٹھا۔۔ اور دانیال کی گھوری
پر ہنستے ہوئے انکے سینے سے لگ گیا۔۔
وہ مسکرا کر اسکا بوسہ دینے لگے۔۔
وہ یہاں آئی ای ایل ٹی ایس کا ایگزام دینے آیا تھا۔ اور اپنے ماموں کے گھر رکا

ہوا تھا۔ کل اسکا ایگزام تھا۔ کل کی بے عزتی کا بدلہ دونوں نے اسے مار کر لیا تھا۔ مگر گھر آئے تو صمصام کی بے عزتی کا بدلہ دانیال نے پورا کر دیا تھا۔۔

پر ان دونوں کو کون سا فرق پڑتا تھا۔ وہ ابھی کچھ نیا سوچ رہے ہوں گے۔۔۔

ooooooooo

حیدر شاہ کی بیٹی پیدا ہوئی تھی جسکا نام مہکار شاہ نے روحار رکھا تھا۔
روحا ایک گلابی رنگ کی سیاہ کالی آنکھوں والی خوبصورت سی گڑیا تھا۔ کوما سے اٹھنے کے بعد بھی مہکار شاہ کی حالت کافی ناساز رہی تھی اسکا مسلسل علاج چل رہا تھا، گو کہ وہ ماضی میں کیا ہوا تھا اسکا کوئی بچہ بھی ہوا تھا بھول چکی تھی۔۔
مگر اسے ساحل کی طلب شدت پکڑ گئی تھی، حیدر شاہ زریش شاہ یا ہارون شاہ سے ساحل کی طلب نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اسکی بہن نے خود چھوڑا تھا اسے۔۔
مگر ڈاکٹرز کا کہنا تھا کہ اگر اسے زندہ رکھنا ہے تو اسے کوئی بچہ ایڈوپٹ کر کے دینا پڑے گا، جس سے وہ ذہنی طور پر سکون رہے اور کچھ بھی سوچنے سے

محروم رہے۔ اگر وہ سوچوں میں واپس گھری تو پھر اسکا بچنا نا ممکن تھا۔

جب حجاب شاہ پریگنینٹ تھی، حیدر شاہ بہت خوش تھا۔۔ مہکار اس سے بھی زیادہ۔۔ اور وہ بہت خیال رکھتی تھی حجاب کا۔۔ اسے اپنے ہاتھ کا چھالا بنایا ہوا تھا۔۔

حجاب شاہ نے خود اسے اپنے ساتھ الجھایا ہوا تھا، دونوں کے بیچ کافی اچھا ماحول تھا۔ وہ ہر وقت کچھ نا کچھ سوچتی رہتی تھیں آنے والے بچے کیلئے کہ یہ کریں گی وہ کریں گی۔۔۔

حجاب شاہ کے بہت خواب، بہت آرزو تھے، آنے والے بچے کو لیکر۔۔ جو اکثر رات کو حیدر شاہ کے سینے پر سر رکھ کر اسے سناتی رہتی تھی۔۔

حجاب کی ڈلیوری کے وقت اسکے ماں باپ اسکے پاس ہی تھے، اور جب اسکے بچے کی پیدائش ہوئی تھی مہکار شاہ بے تحاشہ خوش تھی، اور اسی خوشی کو دیکھتے ہوئے حیدر شاہ نے اپنے ہاتھ حجاب شاہ کے آگے

پھیلائے تھے۔۔۔

جب وہ جھک کر اپنی بیٹی کی پیشانی چوم رہی تھی، خوشی سے اپنی بیٹی کو دیکھ رہی تھی جو کہ بالکل اسکی کاپی تھی، اسکا ایک ایک نقوش چوم رہی تھی۔۔
اور وہ بچی بے حد خوبصورت تھی کوئی سیاہ آنکھوں والی گلابی گڑیا۔۔ چھوٹی تھی معصوم سی پھول کی طرح۔۔۔
حجاب کا دل نہیں بھر رہا تھا وہ بار بار اسے چوم رہی تھی۔ جب حیدر شاہ داخل ہوا تھا روم میں تب حجاب نے اس سے کہا تھا۔۔

"شاہ ہماری پہلی بیٹی۔۔ وہ کتنی خوش تھی۔۔ اپنی ساری تکلیفیں سب کچھ بھول بیٹھی تھی۔۔ اسکی ماں پاس بیٹھی تھی۔۔ اور اسکی محبت دیکھ کر مسکرا رہی تھی تبھی پاس آکر حیدر شاہ نے اس سے کہا تھا

"!میں تم سے کچھ مانگنے آیا ہوں حجاب شاہ"

"جی!" اسکی آنکھوں نے حیدر شاہ کا چہرہ دیکھا۔۔ اور اسکی آنکھیں بول رہی تھیں کہ میں تو آپکی ہوں اور میرا سب کچھ۔۔۔ مانگ کیوں رہے ہیں حق جتائیں مجھ پر۔۔۔۔ مگر اپنی ماں کی موجودگی کی وجہ سے وہ کچھ مزید نا بول پائی۔۔۔

تم نے کہا تھا کہ تم میرے دکھ سکھ میں ہمیشہ ساتھ رہو گی۔"
میرے اپنوں کی کیئر مجھ سے زیادہ کرو گی۔۔"وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر
سپاٹ لہجے میں بولا۔۔

جی کہا تھا اور آج بھی کہتی ہوں۔۔"حجاب نے بغیر وقت لیے"
جواب دیا۔۔اور جھک کر اپنی بیٹی کو چومنے لگی تھی۔۔اسنے اتنی خوشی دی تھی اسے
بھلا اس سے اور عزیز کچھ ہو سکتا تھا۔۔۔
ہر گز نہیں۔۔۔۔۔
"کیا تم اپنی بیٹی میری بہن کو دے سکتی ہو؟"

ٹھاہ ٹھاہ کر کے ساتوں آسمان بیڈ پر پڑی حجاب شاہ کے سر پر
ٹوٹ گرے تھے۔وہ جو جھکی تھی اپنی بیٹی کو چومنے کیلئے ششدر ہو کر اپنے شوہر کے
سپاٹ چہرے کو دیکھنے لگی۔۔۔

تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا حیدر۔۔یہ میری بیٹی کا پہلا"
بچہ ہے۔۔تم کیسے ایک ماں سے اسکے بچے کو الگ کر کے اس

عورت کو دے سکتے ہو جو اپنا بچہ بھی نہیں پال سکی۔۔۔" حجاب کے پاس بیٹھی اسکی ماں اپنے داماد کے اس مطالبے سے بھڑک اٹھی مگر حیدر شاہ خاموشی سے حجاب شاہ کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔۔

میں نے ہر ممکن کوشش کی ہے اسے زندگی کی طرف لانے کی۔۔ اور" اب یہ آخری راستہ ہے۔۔" وہ نم آنکھوں سے بولا۔۔ حجاب کے آنسوں ٹوٹ کے گالوں پر گرے۔۔

اسنے اپنا سر بیڈ پر گرا لیا۔۔ اور آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر سسکنے لگی۔۔

میں ہرگز ایسا نہیں ہونے دوں گی حیدر شاہ! میں اپنی بچی سے یہ" ناانصافی نہیں ہونے دوں گی۔۔ تمہاری بہن کی ابھی عمر ہی کیا ہے شادی کروادو اسکی۔۔

مگر ایک ماں سے اسکی اولاد کو تو مت چھینوں حیدر! اتنے ظالم تو مت بنو۔ تمہیں تمہاری بہن عزیز ہے۔ مگر میری بیٹی تمہیں پتھر کی بنی لگتی ہے۔ اگر یہ قربانی میری بیٹی سے لی تو میں ابھی اپنی بیٹی کو لیکر جا رہی ہوں۔۔

" تم کرلو دوسری شادی اور۔۔۔۔۔

ماما!!!"حجاب تڑپ کر چیخ اٹھی۔۔۔"بولنے سے پہلے سوچ تو لیں۔۔۔!"
آپکی بیٹی محبت کرتی ہے۔۔۔"اسنے روتے ہوئے کہا۔۔۔

تم پاگل ہو۔۔۔کیا بیوقوفی ہے؟"اسکی ماں غصے سے اس پر گرج اٹھی۔۔"
لے جائیں آپ شاہ۔۔۔آپ سے بڑھ کر کچھ نہیں مجھے۔۔"وہ روتی ہوئی"
بولی اور اپنی مسکراتی سیاہ آنکھوں والی گڑیا جو اسکے آغوش میں آکر مسلسل
مسکرا کر اسکا دل گدگدا رہی تھی اسنے خود اٹھا کر اسے اپنے شوہر کے بڑھے
ہوئے بازوؤں میں سونپ دی۔۔۔
اور خود بیڈ پر لیٹ کر اپنی آنکھوں پر بازو رکھ دیا۔۔اسکی ماں کا غصہ شدید
تھا۔۔اس قدر شدید کہ وہ اس سے ناراضگی غصے میں وہیں چھوڑ کر
چلی گئیں واپس۔۔۔
اسکے باپ نے اسکا سر چوم کر اسے اپنے ساتھ ہونے کا احساس
دلایا۔۔اور کہا کہ وہ جلد ہی واپس لائیں گے اسکی ماں کو۔۔۔

حیدر شاہ نے نماز پڑھتی بہن کی گود میں آہستہ سے اپنی بیٹی ڈال دی۔۔مہکار
شاہ نے پہلے بھائی کو دیکھا اور پھر گلابی کمبل میں لپٹی اس بچی
کو۔۔۔

وہ ہاسپٹل کے پریر روم میں موجود تھیں۔۔ اسنے بچی کو بازوؤں میں اٹھا کر چوم لیا۔۔ اور اپنی جگہ سے اٹھ کر وہ حیدر کو گھورتی ہوئی وہاں سے نکل گئی اور چلتی ہوئی بیڈ پر پڑی روتی ہوئی حجاب کے پاس مسکراتی ہوئی گڑیا کو اسکے پاس واپس اسی جگہ پر ڈال دیا۔۔

آپی۔۔!" بچی کی آواز پر حجاب نے آنکھوں سے بازو ہٹایا تو سامنے مہکار شاہ کو پایا۔۔ دروازے پر بازو سینے پر باندھے کھڑا حیدر شاہ اسے دیکھ رہا تھا۔

"یہ تمہاری بیٹی ہے میری جان۔ میں جانتی ہوں اولاد کے دور ہونے کا غم۔۔ اور تم یہ غلطی مت کرو۔۔۔" مہکار نے نم آنکھوں سے بیڈ پر پڑی حجاب کی پیشانی کو چوم کر پھر اس معصوم سی گڑیا کے گالوں کو چوما۔۔ اور آہستہ سے وہاں سے نکل گئی۔۔۔ اسکے جاتے حیدر شاہ اسکی جانب بڑھا۔۔

"آپ کوئی شکوہ نا کریں مجھ سے میں اپنی بیٹی دے چکی ہوں انہیں۔۔" وہ اسکے پاس بیٹھنے پر جلدی سے بولی۔۔۔

"اور مجھے تم سے کوئی شکوہ بھی نہیں۔۔۔ میری چیونٹی۔۔ تمہاری محبت

دنیا جہاں سے بڑھ کر ہے مجھے۔۔"اسنے حجاب کے سر کے نیچے سے ہاتھ رکھ کر چہرہ اونچا کرتے ہوئے اسکے سارے نقوش شدت سے چوم لیے کہ وہ سٹپٹا گئی۔۔۔

تمہارے یہ چھوٹے ہونٹ۔۔۔"اسنے انگلی پھیری اسکے ہونٹوں" پر۔۔۔

ہاتھی۔۔۔!یہ ہاسپٹل ہے۔۔۔اور آپکی بیٹی۔۔۔"وہ اسکے تیور دیکھ کر بوکھلا" گئی۔۔وہ سیاہ آنکھوں والی گڑیا بھی انہیں دیکھ رہی تھی۔۔

اتنے عرصے بعد حیدر شاہ کا قہقہہ خوشگوار فضا میں گونجا۔۔

"محبت ہو گئی ہے تمہارے ان ہونٹوں سے بھی۔۔"اسنے جھک کر حجاب کے گلابی ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لے لیا۔۔

شرم کریں باپ بن گئے ہیں۔۔"وہ خفگی سے بولتی اپنی خفت چھپانے" لگی۔۔

تم ایک بیٹی کی بات کر رہی ہو میں تو بوڑھا ہو جاؤں گا،منہ میں" دانت نہیں رہیں گے تبھی بھی یہ سب ہمارا چلتا رہے گا۔۔"اسنے بے باکی سے کہا۔۔

وہ ہنس پڑی۔۔حیدر نے آگے بڑھ کر اپنی بیٹی کو اٹھایا اور بوسے دینے لگا۔۔وہ کسمسا کر اسکی داڑھی مونچھوں سے رونے لگی۔۔

حجاب ہنس رہی تھی اور حیدر قہقہہ لگا رہا تھا۔۔ وہ بالکل اپنی ماں جیسی تھی۔۔

دیکھنا چیونٹی اب میرے غم کے ساتھی آ گئے ہیں۔۔ اب " میرے دکھ میری یہ بیٹی ختم کر دے گی۔۔" اسنے روحا کو دیکھ کر کہا تھا۔۔

حجاب مسکرا دی تھی۔۔ وہ جانتی تھی بیوی کی جگہ الگ ہوتی ہے دکھ میں اور بیٹی کی الگ۔۔

ہو سکتا ہے جس دکھ کو وہ ختم نا کر پائی ہو۔۔ وہ واقعی روحا شاہ اپنے باپ کی خوشی کیلئے ختم کر دے۔۔

مہکار نے تو بیٹی کو لینے سے انکار کر دیا تھا مگر، اسکی زندگی شوہر کی خوشی کے خاطر اپنی بیٹی کو اسے سونپ دیا تھا۔۔ وہ اپنی بیٹی کو فیڈ کروا کر ہر رات اسے دے آتی تھی۔ روحا ابھی دو سال کی تھی۔ تبھی حجاب شاہ کے باپ کی ڈیتھ ہو گئی تھی۔۔

مہکار شاہ پاکستان نہیں گئی۔۔ حیدر حجاب دونوں پاکستان چلے گئے تھے۔۔۔ مہکار اور روحا وہیں اپنے گھر میں رہ گئے۔ وہ جتنے عرصہ وہاں رہے، یہاں روحا اپنی مام کے اور بھی بہت قریب ہو گئی تھی۔۔ اسکا اٹھنا بیٹھنا سونا سب کچھ اپنی مام کے ساتھ تھا۔ البتہ وہ اپنی ماما

کے بھی بہت قریب تھی۔۔ یہ واقعی حیدر شاہ کا یقین تھا اپنی چھوٹی سی بیٹی پر اور یہ یقین اسے قائم رکھا۔۔ اسنے اپنے باپ کو خوشی دی تھی۔۔ انکی بہن کی زندگی میں خوشیاں سمیٹ کر دیتے ہوئے۔۔

ہاں ایک وہ لمحہ کافی اذیت ناک ہوتا تھا جب جب وہ اپنے بیٹے کو کال کرتیں اور وہ موبائل آف کر دیتا تھا۔۔

حیدر شاہ کچھ وقت حجاب کے ساتھ وہاں پاکستان میں رہا اور پھر خود واپس آگیا کیونکہ اسکا بزنس تھا یہاں جسے سنبھالنا تھا۔۔

وہ پاکستان آیا تھا اسکے کچھ ہفتے بعد ہی حجاب شاہ نے اسے موبائل پر خوشخبری سنائی تھی۔۔

باپ کے اس دنیا سے جانے کا غم دکھ تھا مگر دوسری دفعہ ماں بننے کی خوشی بھی بے تحاشہ تھی۔۔ خوش سب تھے، مہکار حیدر اور روحا بھی اپنی چھوٹی بہن کی آمد کا سن کر۔۔۔

وقت گزرتا گیا، وقت کسی کیلئے رکتا ہے کبھی۔۔

حجاب کے ساتھ عائشہ خان بھی پریگنینٹ تھی۔۔ اسکی بھی بیٹی ہی پیدا ہوئی تھی۔۔۔

دونوں میں ہفتے کا فرق تھا۔۔ ایک ہفتہ پہلے عائشہ کی ڈلیوری

ہوئی تھی اور ایک ہفتہ بعد حجاب شاہ کی۔۔
ڈلیوری سے پہلے حجاب اپنی ماں کے ساتھ گھر آرہی تھی کہ بیچ سفر ہی اسے درد ہونا اسٹارٹ ہو چکا تھا۔ حیدر شاہ کو معلوم پڑا تو وہ جہاز کے لینڈ ہوتے ہی ایئر پورٹ سے حجاب کو ہاسپٹل لیکر چلا گیا تھا۔
مہکار شاہ گھر پہ ہی تھی، حجاب کی ماں اور حیدر اسکے پاس ہاسپٹل میں تھے۔ ایک ہفتہ کے بعد اسکی ڈلیوری ہوئی۔۔
اور وہ سب اس روتی ہوئی بچی کو دیکھ کر چونک ضرور گئے تھے۔۔
وہ خوبصورت تو تھی۔۔ مگر اس کے نقوش میں ایک حسن برپا تھا۔ وہ جیسے رب کی پور پور دلچسپی سے بنائی گئی گڑیا پیدا ہوئی تھی۔۔
اسکے گرے بال ماتھے پر پڑے تھے، اسکی آنکھیں بند تھیں۔ اور گلابی چھوٹے چھوٹے سے ہونٹ۔۔ چھوٹی سی گڑیا جیسی ناک۔۔۔
اس بچی کو سب سے پہلے حیدر شاہ نے اٹھایا تھا، وہ حسن پرست تو نہیں تھا مگر اپنی اس بچی کو دیکھ کر وہ مبہوت ضرور تھا۔۔
وہ حجاب پر قہقہہ لگا رہا تھا کہ کس کی بیٹی اٹھا لی ہے۔
وہ خفت سے بولتی کہ دیکھیں کہیں ہماری بیٹی کسی اور کے پاس تو نہیں چلی گئی۔۔۔

وہ ابھی اسی بات پر بحث کر رہے تھے مگر حجاب کی ماں نے دونوں کو جھڑک دیا۔۔ کہ وہی انکی بیٹی تھی۔۔

یہ بالکل آپی جیسی ہے صرف اسکے بال۔۔۔ "وہ اسکے ماتھے پر بکھرے" بالوں کو چھو کر دیکھتا کہ رب نے اپنا شاہکار اسکے گھر میں اتار دیا تھا۔۔

ابھی اسکی آنکھیں نہیں کھلی تھیں۔۔ اور آنکھیں دیکھ کر معلوم ہونا تھا کہ وہ مہکار شاہ جیسی ہے یا حجاب جیسی۔۔۔

اور پھر یہ وقت بھی دور نا تھا۔۔ اسنے جب حجاب کے پاس بغل میں اس بچی کو ڈالا۔۔ تب وہ کسمسا کر مسکراتی آنکھیں کھولنے لگی۔۔ اسنے چھوٹی سی آنکھیں کھول کر ابھی انہیں دیکھنے کا موقعہ بھی نہیں دیا تھا کہ پھر سے جھپٹ لیں۔۔ وہ سب کھکھلا اٹھے۔۔

تجسس تو اب ڈاکٹر کو بھی ہو گیا تھا اسکی آنکھوں کو دیکھنے کا۔۔ وہ سب اس بچی پر جھکے ہوئے تھے۔ حجاب حیدر سے شرط لگا چکی تھی کہ دیکھنا میری جیسی آنکھیں ہوں گی۔۔

حیدر کو غصہ تھا کہ پہلی بیٹی بھی تمہاری جیسی آنکھیں اور دوسری کی بھی۔۔

اور اللہ بھی اسکے ساتھ یہ ناانصافی نہیں ہونے دے سکتا تھا۔ تبھی وہ چھوٹے چھوٹے ہاتھ اٹھا کر مسکراتی آنکھیں کھولنے کی کوشش کرنے لگی۔۔

اسکی آنکھوں پر موجود پلکیں بھی گھنی موٹی تھیں شاید انہیں کی وجہ سے اسے مشکل درپیش تھی۔ اسکی دونوں رحمتیں اسکے پاس جب آئی تھیں تو مسکراتی مسکراتی ہوئی آئی تھیں۔۔

بالآخر اسنے آنکھیں کھول ہی دیں۔۔

حیدر شاہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔ کیونکہ وہ دیکھ بھی اپنے باپ کی آنکھوں میں رہی تھی۔۔ دونوں گرے آنکھوں کی چمک اپنی ہی تھی۔۔

حجاب نے خفگی سے اپنی ماں کو دیکھا۔ ڈاکٹر خود خوش ہوئی تھی۔

حیدر شاہ نے اسے سینے سے لگا دیا تھا۔۔ وہ مسلسل اسے چوم رہے تھے۔۔

وہ بہت ایکسائیٹڈ تھے کہ اسکی بڑی بیٹی کا ری ایکشن کیا ہوگا اسے دیکھ کر۔۔ اپنی بہن کو پا کر وہ کیسے خوش ہوگی۔۔ وہ جو کل تک تین اکیلے خاموش ہوتے تھے آج انکے پاس دو پریاں آگئی تھیں۔۔۔

ایک کی رونے کی آوازیں دوسری کی کھکھلاہٹیں۔۔

روحا شاہ بچپن سے ہی سوئیٹ نیچر کی تھی۔ اسنے اپنی بہن کا بھی خوبصورتی سے گھر کو اپنی مام کے ساتھ ملکر سجاتے ہوئے ویلکم کیا تھا۔۔

حیدر شاہ نے سب کو بتا دیا تھا کہ اسنے اپنی بڑی بیٹی اپنی بہن کو دے دی

ہے۔اور جہاں بازل کی آمد ہوئی تھی اسکی ذمہ داریاں حجاب پر آئی تھیں روحا کی ساری ذمہ داریاں مہکار نے اٹھالی تھیں۔۔

اور روحا بالکل اسکی بیٹی کی طرح ہو گئی تھی۔وہ اسے مام کہتی تھی اس سے اپنے سارے کام کرواتی تھی۔۔حجاب کے ذمے بازل کی ذمہ داریاں تھیں۔۔

وہ دونوں بہنیں بڑھتی عمر کے ساتھ بہت شرارتی تھیں۔۔روحا جب تین سال کی تھی تب اچانک اسے ایکدم پڑوسیوں کے گھر کھیلنے کی وجہ سے الرجی ہو گئی تھی۔۔کیونکہ وہاں بے حد ڈسٹنگ تھی۔۔

اور اسے معلوم نہیں تھا کہ یہ الرجی اسکی زندگی کا ناسور بن جائے گی۔

بنیادی طور پر دمہ سانس کی نالیوں کی بیماری ہے۔یہ کسی انسان کو اگر الرجی ہو ہوا مٹی دھول سے۔انکی وجہ سے سانس کی نالیوں میں سوزش ہو جاتی ہے۔۔اور یہ سوزش استھما کی وجہ بنتی ہے۔روحا کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔وہ کمزور تو پہلے سے تھی۔۔اوپر سے استھما کا جب اٹیک ہوا سب گھبرا گئے تھے۔۔

حجاب کی تو چیخیں نکل پڑی تھیں۔۔اسے سانس لینے میں دشواری ہوئی تھی۔۔ڈاکٹرز کے پاس جب لیکر گئے تھے تو ڈاکٹرز نے استھما کا بتایا،ان تینوں کے پاؤں تلے زمین ہی نکل گئی تھی۔۔

مگر ڈاکٹرز نے تسلی دی تھی کہ بچوں میں یہ یہاں اکثر یہ

بیماری پائی جاتی ہے۔ بچوں میں خاص کر کے۔ مگر جب وہ بڑے ہو جاتے ہیں تو ٹھیک ہو جائیں گے۔۔

ڈاکٹر نے علاج کر کے انہیں تسلی دے دی تھی، کہ وہ بڑی ہو گی سات آٹھ سال کی تو ٹھیک ہو جائے گی۔

مہکار اسکا بہت خیال رکھتی تھی کھانے پینے میں۔۔ اور بازل تو تھی ہی گھر کی چہکار۔۔ جسے حیدر شاہ نے اپنے آنگن کی چڑیا کہا تھا۔۔

مگر جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا۔۔ روحا کے مزید مشکل پیش آ رہی تھی۔۔ اسے استھما تھا مگر شدید تھا۔ رات کو اچانک ہی سانس بند ہو جاتی، سانس لینے میں مشکل ہو جاتی تو اسی وقت ہاسپٹل لے جاتے تھے۔۔

آخر کار اسے انہیلر دے دیا گیا۔ جو کہ معاشرے میں ایک برا تاثر رکھتا تھا۔ یہ جسکے پاس بھی ہوتا تھا اسے مریض سمجھتے تھے۔

اور یہی صورتحال روحا کے ساتھ بھی تھی۔ ایک دو بار جب حجاب شاہ نے زریش شاہ سے بات کرنے کیلئے اسکائپ پر کال کی تھی تبھی ساحل شاہ کی اس پر نظر پڑ جاتی تھی۔۔

وہ اکثر بیشتر اسے نظر انداز کر دیتا تھا۔ مگر جب کبھی اسکے ہاتھ

میں انہیلر دیکھتا تو مسکرا دیتا اور کٹیلے لہجے میں اسے "مریضہ" کہتا تھا۔۔

حجاب کو برا لگتا، زریش اسے جھڑک دیتی۔۔ مگر وہ نفرت انگیز نظر اس معصوم سی لڑکی پر ڈالنا نہیں بھولتا تھا۔

جہاں روحا جاتی تھی وہ اسکی مام کا بیٹا ہے۔ وہیں وہ بھی جانتا تھا کہ وہ اس عورت کی بیٹی ہے جو کہ اسے دنیا میں لا کر پھینک چکی تھی۔۔

وہ ان سے نفرت کرتا تھا۔ اس راز سے انجان کہ انکے دلوں میں اسکے لئے کتنی چاہت ہے۔۔ وہ بازل سے کئی کئی گھنٹے باتیں کرتا رہتا ویڈیو کال پر۔۔ صرف اسے تکلیف دینے کیلئے اور وہ خاموش اسکے پاس بیٹھی انہیں دیکھتی رہتی۔

بازل ساحل کو کہتی تھی روحا سے بات کرے۔ اور کبھی کبھار وہ کرنے کیلئے راضی ہوتا بھی تو وائس کال کرتا اور وہ جب سہمی آواز تیز دھڑکنوں سے "ہیلو" کہتی تھی۔۔۔

تو اسے سننے میں محض "آئی ہیٹ یو مریضہ" ہی ملتا تھا۔۔

وہ اپنے لب بھینچ لیتی اور مسکرا کر موبائل بازل کو دے دیتی۔۔۔

اسے سمجھ نہیں آتی تھی کہ اسکی مام کا بیٹا اس سے اتنی نفرت کیوں کرتا ہے آخر۔۔۔

مگر یہ راز بھی اسے جلد ہی معلوم پڑ گیا تھا۔۔ جب وہ اپنی مام کے پاس سوئی ہوئی تھی اور اسکی مام موبائل پر "ساحل شاہ" کی نفرت انگیز باتیں سنتی خاموشی سے آنسوں بہا رہی تھی۔۔

اس وقت اسنے واضح سنا تھا کہ وہ اس سے کہہ رہا تھا" آپکی وجہ سے میں اس مریضہ سے بھی نفرت کرتا ہوں۔۔ اور کرتا رہوں گا۔۔ آپ دونوں کی میری زندگی میں کوئی جگہ نہیں ہے۔۔ اور اگر ہو گی بھی تو صرف نفرت کی۔۔

"اسلئے مجھے آئندہ کال مت کیجئے گا سمجھیں آپ۔

مگر اسکا کیا قصور ہے شاہو! اسے کیوں نظر انداز کر رہے؟ وہ معصوم" ہے۔۔ "مہکار شاہ آہستہ روتی ہوئی بولیں۔۔

انکے لہجے میں التجا صاف محسوس کی جا سکتی تھی۔۔

اسکا قصور یہ ہے کہ وہ آپکو مام کہتی ہے۔۔ اس سے کہو وہ آپکو مام کہنا" بند کر دے اور آپ سے نفرت کرے تو میں کر لوں گا اس سے بات۔۔۔ بلکہ بڑا جب ہوں گا تو اپنی جیون ساتھی بھی اسے ہی بناؤں گا جو آپ سے نفرت کرے گی۔۔ "کال کٹ چکی تھی۔۔ جہاں روم

میں اسکی ماں کی ہچکیاں گونج رہی تھیں وہیں وہ سکتے میں تھی۔۔
کہ وہ شخص اس سے اسلئے نفرت کرتا ہے کیونکہ وہ اسکی مام کی بیٹی ہے۔۔
اور وہ تب اسے اپنی زندگی جگہ دے گا جب وہ اپنی مام سے نفرت کرے گی۔۔۔۔
کیا روحا شاہ ایسا کر سکتی تھی؟ کیا وہ اپنے باپ کا دل دکھا سکتی تھی؟
"ہرگز نہیں۔۔! بلکہ وہ ساحل شاہ کی نفرت کو ہرا دے گی۔۔"

ooooooooo

رکو!" وہ جیسے ڈریسنگ روم سے نکلا، روم میں داخل ہوا سامنے وجود کو دیکھ"
کر اسکی نیلی آنکھوں میں ایک چمک سی پیدا ہو گئی۔۔
اسنے بھاگ کر اسکے باہر نکلنے سے پہلے تیزی سے دونوں ہاتھ بڑھا کر
دروازہ بند کر دیا۔۔
آہہ۔۔"عرشیہ کی چیخ نکل گئی خوف سے۔۔ دھک دھک"
دھڑکتے دل سے وہ پھیلی ہراساں آنکھوں سے پلٹ کر دروازے سے
پیٹھ ٹکا کر اسے دیکھنے لگی۔۔
صام کو اپنی بچگانہ حرکت پر غصہ تھا، مگر اس جنگلی بلی کو پکڑنے

کی خوشی بھی تھی، جو بھٹکتی آتما کی طرح چھوٹے سے پاؤں میں پائل پہن کر پورے گھر میں گھومتی رہتی تھی۔

تم!" وہ اپنی توتلی زبان میں اسے دیکھ کر بولی۔۔"
ہاں میں! تم میرے روم میں کیا کر رہی تھی۔۔" وہ فتح مندی سے "
مسکرا کر اپنی شرٹ کے بٹن بند کرتا اسکے مقابل بیٹھا۔ چار سالہ عرشیہ اسے خوف سے دیکھنے لگی
صام اسکے گلابی پاؤں میں پہنی گولڈن پائل کو دیکھ کر اسکے چہرے کو دیکھنے لگا۔ اسنے بالوں کا سٹائل بنا ہوا تھا۔
پرنسس والا بن، اور اس پر گلابی پرنسس والا فراک۔۔۔

پر صام کی نظر میں وہ پھر بھی ایک چڑیل سے بڑھ کر نہیں تھی۔
پرنسس تو دور کی بات تھی۔
بہر حال اس لڑکی کیلئے پرنسس خطاب یوں تھا جیسے پرنسس کی توہین۔۔

میں تو تیتو ڈھونڈ رہی اوں۔۔" اسنے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔۔ البتہ "

اپنے گلابی شوز کو صمام کے انگوٹھے پر زور سے رکھ دیا۔۔

صمام نے سن کر مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔۔۔اور اسکے چیونٹی جیسے پاؤں کے بھوج کو برداشت کرنے لگا۔۔مگر اچانک ہی اسنے شوز کی ٹھوکر ماری وہ بلبلا اٹھا۔۔

تم!!!"اسنے اسکا گلا دبانا چاہا کہ سپید پڑتی عرشیہ کی چیخ نکل گئی۔۔"
اسکے ہاتھ بیچ میں ہی رک گئے۔۔
عرشیہ نے مسکراتے ہوئے میچی آنکھیں کھولی۔۔۔اور اسے دیکھنے لگی۔۔
فتح مندی سے مسکراتی۔۔

"!بولو صمصام زیدی"
کل ان تینوں نے اسکے نام کا ریکارڈ لگایا تھا اور اس میں یہ بھی سب سے آگے تھی۔۔
اسکا نام بگاڑ کر چام کنگ کانگ باگڑ بلا جانے کیا کیا رکھا تھا۔۔
آج جمعہ مبارک کا دن تھا۔۔وہ سب نہا دھو کر تیار ہو کر صائم زیدی کے ساتھ نماز ادا کرنے جانے والے تھے۔۔

جس میں ساحل دلاور دریاب صمصام اور صارم بھی شامل تھا۔ جمعہ کے دن وہ اسکول سے چھٹی کر لیتے تھے اور اس دن وہ سب صائم زیدی کے ساتھ ملکر مسجد میں جمعہ نماز ادا کرنے جاتے اور وہاں قرآن کی تلاوت کرتے تھے۔۔

چام ڈاٹ کام!" وہ غصے ضد سے بولی۔۔ وہی ضد جو اسکے بھائیوں نے" اسے سکھایا تھا۔
صام کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ وہ تھی ہی اتنی بدتمیز لڑکی۔۔ جس طرح وہ خاموشی سے پیدا ہوا تھا۔ اسکے برخلاف وہ چیختی ہوئی دنیا میں آئی تھی۔۔
اور اسکی چیخیں بھی ایسی کہ ایک لمحے کیلئے ڈاکٹرز گھبرا گئی کہ کہیں اسے یہاں لا کر انہوں نے غلطی تو نہیں کر دی۔۔

انہوں نے اسکا پورا چیک اپ کیا کہ کہیں کوئی چوٹ درد تو نہیں جسکی وجہ سے اتنا رو رہی ہے۔۔ مگر کچھ بھی نہیں تھا۔۔
بس ان دونوں نے اپنا ریکارڈ بنا لیا تھا خاندان میں۔۔
صمصام جتنا خاموشی سے دنیا میں آیا تھا، عرشیہ اتنا ہی رو چیخ

چلا کر۔۔

باقی تو سب نارمل بچوں کی طرح آئے تھے سواء ڈبل ڈی کے۔

"میں چام ڈاٹ کام ہوں؟" وہ غصے سے نیچی آواز میں غرا کر دروازے پر ہاتھ مارتے ہوئے بولا۔۔

"ہاں!" وہ خوف سے اچھل پڑی مگر ڈٹ کر بولی

"اگر تم نے مجھے ابھی کے ابھی صمصام زیدی نا بولا تو میں تمہیں ہمیشہ کیلئے اپنے روم میں قید کر لوں گا۔" وہ اسکی سنہری آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔۔

پر وہ ڈرنے کے بجائے کھلکھلا اٹھی۔۔ "چمچام" وہ ہنستی ہوئی بولی۔۔ صام نے غصے سے اسکی ٹھوری کو جکڑ لیا۔

"میری ایک بات کان کھول کر سن لو! آج کے بعد کسی سے بات نہیں کرو گی سمجھی۔۔ اور اگر کہیں کسی جگہ اپنے بھائیوں سے مل کر میرا مذاق بنایا تو اٹھا کر لے جاؤں گا کہیں دور پھینک آؤں گا۔" وہ اسے ڈرا دھمکا رہا تھا۔۔

عرشیہ اس باگڑ بلے کا یہ روپ حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ "میں تو تیغ تو ماروں دی" اسنے پانیوں بھری آنکھوں سے دھمکی دی۔

"خبردار اگر میری بہن کی طرف دیکھا بھی۔۔" اسنے اسے ڈرانے

کیلئے دائیں بائیں ہاتھ رکھ کر اسے خوفزدہ کر دیا تھا

تم میری ہو سمجھی۔۔ تمہاری مام تمہیں میرے نام کر چکی ہے۔"
تمہاری دوستی، باتیں، شرارتیں صرف مجھ سے ہونی چاہیے۔۔"وہ اسے
.خبردار کر رہا تھا۔ مگر وہ کیا جانے اسکی ان باتوں سے
میں دل بھائی تو بتاؤں دی۔۔"وہ رونے لگی اسکے لہجے سے۔"
تم اپنے دل کو نہیں بلکہ پوری دنیا کو بھی بتا دو! یا دنیا میں کہیں بھی"
چھپ جاؤ۔۔ مگر یہ ابھی سے اس چھوٹے سے دماغ میں بٹھا دو۔۔
دنیا یہاں کی وہاں ہو جائے۔۔ جس وجود پر صمصام زیدی کا نام آجائے وہ
مرتے دم تک اسکی ہوتا۔۔۔ اور وہ وجود تم ہو۔۔ تم تب سے میری ہو
جب تم اس دنیا میں بھی نہیں تھی۔۔ سو مس عرشیہ
خان۔۔۔
اپنے مستقل کے سرتاج سے پنگے مت لیا کرو ڈارلنگ! بعد میں
رونا ناپڑ جائے۔۔"وہ سب کے سامنے خاموش رہنے والا لڑکا اس چھوٹی
سی بچی کے سامنے ساری دل کی باتیں بیان کر رہا تھا۔۔ جو کہ ان باتوں کو سمجھ
بھی نہیں پا رہی تھی سواء اسکے خوفزدہ کرتے تاثرات اور گھیراؤ۔۔۔
وہ اسکے دائیں بائیں رکھے ہاتھ کو دیکھتی پھر اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھنے

لگی۔ اسے کچھ سمجھ آیا یا نا آیا ہو مگر اسکے بھائیوں نے کہا تھا جس کے لہجے میں روب ہو سمجھ جاؤ وہ تمہیں دبا رہا ہے۔

آہہہ !!" فضا میں صمصام زیدی کی تیز چیخ گونج اٹھی۔۔ جب "
اچانک ہی عرشیہ نے اپنے تیز نوکیلے چھوٹے چھوٹے دانت
اسکی کلائی پر گاڑھے تھے وہ اس اچانک اٹیک پر بلبلا اٹھا۔۔

تم جنگلی عورت !!" وہ غصے سے گرجا۔ عرشیہ نے اتنا ہی دباؤ بڑھا دیا"
کہ صام کی آنکھوں میں تکلیف سے نمی آ گئی۔۔
وہ لبوں پر دانت جما کر اسے دیکھنے لگا اور عرشیہ نے اپنے پورے دانت
اسکے گوشت میں گھسا دیئے جس کا احساس اسے نہیں تھا۔۔
صمصام نے اپنا دوسرا ہاتھ اسکی گردن میں حمائل کرتے ہوئے جھٹکے
سے اسکا سر اپنے طرف کھینچا وہ چیخ کر کھینچتی اسکے بالکل سامنے
آ گئی۔۔
صام نے مسکراتی نظروں سے اسکے ہونٹوں پر لگے اپنے خون کو دیکھا اور
آہستہ سے اسی ہاتھ کی انگلی سے صاف کر دیا۔۔

جو دل چاہے وہ کرو! مگر میری بن کر۔۔۔" وہ کافی جنونی شخص تھا۔ اور اس" وقت اسکی آنکھوں سے جنون واضح تھا۔

اسنے آہستہ سے دروازہ کھول دیا۔۔ عرشیہ خوفزدہ سی وہاں سے بھاگ گئی۔ صام مسکراتا ہوا اپنی کلائی پر چھوٹے سے دانتوں کے ظلم کو دیکھنے لگا۔۔
اسے اپنی سائیکی سمجھ نہیں آتی تھی۔ وہ لڑکی بس پیدا ہوتے وقت اسے ناپسند آئی تھی کیونکہ اتنا چیخ رو رہی تھی۔۔ مگر جب سے اسکے کانوں میں پڑا تھا کہ وہ بڑی ہو کر اسے ملے گی۔۔
تب سے وہ اسے عزیز ہو گئی تھی۔۔ اسے اپنی ملکیت دکھائی دیتی تھی۔ اسنے سوچ لیا تھا کہ اگر وہ نا بھی ملی تو چھین لے گا۔ اتنا حق جتا سکتا تھا وہ۔۔۔
اسے بالکل بھی نہیں پسند تھا اپنی ملکیت کا کسی دوسرے بچوں سے باتیں کرنا کھیلنا۔۔ خصوصاً اسے نظر انداز کر کے۔۔۔ وہ اسے اکثر نظر انداز کر کے دوسرے بچوں کے ساتھ کھیلتی تھی۔۔ اکثر یہاں زیاف آجاتا یا اسکے گاؤں سے فارس۔۔۔
وہ اسکے ساتھ کھیلتے تو یہ فوراً سے راضی ہو جاتی کھیلنے کیلئے۔۔
وہ ضبط سے دیکھتا تھا سب۔۔۔ جانتا تھا کہ وہ اسکی نیلی آنکھوں سے اور خشک لہجے سے ڈرتی تھی۔ اور اسے پسند تھا اسکا ڈر۔۔۔۔

مگر کیا اس پٹاخہ کو ڈرا کر رکھ سکتا تھا مزید؟
آج اچھی طرف سے باور کروادیا تھا، کہ وہ اسکی ہے اور اسکی رہے گی۔۔
مگر نتیجتاً کیا ملا تھا؟
ایک گہرہ زخم۔۔۔وہ بھاگ گئی تھی اسکے ہاتھوں سے ہی مگر صمصام کی کلائی پر اسکے دانتوں کے گہرے نشان چھوڑ گئی۔۔وہ ان نشان کو دیکھ کر مسکراتا رہا۔۔
اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ یہ بڑی ہو کر بھی بلی کاٹنا نہیں چھوڑے گی۔ جس طرح سے اسکے انداز تھے، اسکا پسندیدہ عمل ہی دانتوں سے کاٹنا اور ہاتھوں سے چٹکا کاٹنا ہی ہوتا تھا۔

بھائی آپ تیار ہیں؟"معاً کچھ دیر میں دروازہ ناک کرتا صارم" مسکراتا اندر داخل ہوا۔۔
ہاں! بڑے بھائی اور ڈبل ڈی آ گئے؟"اسنے جواب دیکر پوچھا۔وہ ساحل" شاہ کو بڑا بھائی کہتے نہیں بلکہ مانتے بھی تھے۔سب اسے بڑا بھائی یا بھائی کہتے تھے کیونکہ وہ سب سے بڑا تھا البتہ صمصام کے منہ سے کبھی ساحل تو کبھی بھائی نکل جاتا تھا۔۔
اور وہ کافی فرینڈلی نرم مزاج ہوتا تھا۔۔وہ لوگوں کی پکار پر توجہ نہیں

دیتا تھا بلکہ وہ یہ دیکھتا تھا کہ پکار والے کی دل میں کتنی جگہ ہے
اسکے لئے۔۔

جی بھائی دل دری آ گئے ہیں۔ ساحل بھائی ابھی نہیں آئے۔۔مام کہہ "
"رہی ہیں آپ کو کسی چیز کی ضرورت تو نہیں۔۔؟

صمصام نے اسکی طرف دیکھا جو کہ مسکراتا گندمی سانولی رنگت
والا اسکا بھائی تھا مگر وہ نین ونقوش کا بہت پر کشش تھا۔ اسکے لہجے
میں چھاؤں جیسی ٹھنڈک مٹھاس ہوتی تھی۔ اور عرشیہ کا
پہلا بننے والا دوست بھی وہی تھا۔
اس سے تو خدا واسطے کا بیر اتھا۔۔۔

نہیں! میں آرہا ہوں۔۔"وہ نفی کرتا سفید شلوار قمیض پر بلیک واسکوٹ "
پہنے کلائی میں واچ پہننے لگا۔۔
صارم پہلے سے تیار ہو چکا تھا، بلکہ اسے تقویٰ نے کر دیا تھا۔۔
میری پرنسس اٹھ گئی؟"وہ جا رہا تھا تبھی اسنے مسکراتے لہجے میں "
پوچھا۔ یہ واحد ہستی تھی جسکے لئے اسکا لہجہ موم سا ہو جاتا تھا۔۔

جی بھائی اٹھ گئی بلکہ رو کر مام کو تنگ کر رہی تھی تو دل بھائی اسے سنبھال رہے ہیں۔۔"صارم کی اطلاع پر پرفیوم اسپرے کرتے صمصام کے ہاتھ ٹھٹھک کر تھم گئے۔۔

ooooooo

بش بش میرا بچہ!"وہ اسے بانہوں میں بھر کر یہاں وہاں ٹہلتا" اسے چپ کروانے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر وہ اپنی ماں کے پاس جانے کیلئے مسلسل رو رہی تھی۔

دلاور اسے کندھے سے لگا کر لان میں ٹہل رہا تھا تو کبھی اسے فضا میں اچھال کر کھلانے پر مجبور کرتا۔ پھر جب بانہوں میں لیتا تو پھر سے رونا شروع کر دیتی۔۔

وہ اچانک "بھاؤ" کرتا تو اسکی کھلکھلاہٹیں پورے لان میں گونج اٹھتیں۔۔ پھر خاموش ہوتا تو پھر سے رونا شروع کر دیتی۔۔

اگر دلاور قہقہہ لگاتا تو خاموش ہو کر اسے دیکھتی اور خود بھی قہقہہ لگا اٹھتی۔۔ اور جب دلاور رونے کی ایکٹنگ کرتا تو پھر سے خود بھی رونا شروع کر دیتی تھی۔۔

اور وہ اسکی شفاف نیلے کانچ سی آنکھوں سے گرتے سفید موتی کو دیکھتا

رہتا۔ وہ جب اپنے گلابی لب سکڑ کر رونے کی تیاری کرتی تو وہ اسے گدگدانے لگتا اور اسکی کھکھلاہٹیں اوپر عروج پر تھیں۔۔

دلاور کو بچوں سے شدید قسم کی انسیت تھی۔ اسکے برعکس دریاب کو شدید قسم کی چڑیا نفرت بھی کہا جا سکتا ہے۔

جہاں دلاور بچوں کو ہنسانے کی کوشش کرتا تھا وہیں دریاب کی تمام تر کوشش ہوتیں کہ وہ کسی بھی طرح روئیں۔۔

جہاں دلاور کی تصور میں بچوں کا نقشہ کھکھلاتا پھول جیسا فرشتے ہوتے ہیں، وہیں دریاب کی نظر میں بچے شیطان کا روپ تھے، ناک بہاتے، چیختے ہر کسی کو نوچنے کی کوشش کرتے ہوئے۔۔

دلاور کی انسیت یہاں چار بچوں سے تھی، پہلا صارم، گو کہ وہ بچہ نہیں تھا بڑا تھا کافی۔۔ مگر وہ جس نیچر کا مالک تھا اسکی نیچر دلاور کو بے حد پسند تھی۔۔

اور وہ صرف دلاور نہیں بلکہ ساحل کا بھی لاڈلا چھوٹا بھائی رہا تھا، اور صمصام کی تو تھی ہی اپنے بھائی بہن میں جان۔۔

دلاور کی بہن چھوٹی سی جنگلی بلی۔۔ وہ تو شیرنی تھی اسکی نظر میں۔۔ کسی سے ڈرتی نہیں تھی، اگر ڈر بھی جائے تو مقابلہ ڈٹ کر، کر آتی تھی۔

تیسری من۔۔جو کہ ساحل شاہ کی چھوٹو سی شہزادی تھی جس میں ساحل کی جان بسی ہوئی تھی۔۔

اور چوتھی تھی، جس پر وہ حق رکھتا تھا، بلکہ اسے اپنے اندر سے یہی محسوس ہوتا تھا جب وہ اسکے پاس ہوتی یوں لگتا بس اسکی ہی ہے۔

اور وہ توقیع تھی، گلاب سی لڑکی۔۔ سمندر سی اوشن نیلی آنکھیں۔۔ پنکھڑیوں جیسے لب۔۔۔وہ حسین تو تھی سب بچوں میں مگر دلاور کو اسکا حسن متاثر نہیں کرتا تھا بلکہ ان دونوں کے بیچ جو انڈرسٹینڈنگ تھی وہ بلا کی طاقت رکھتی تھی۔۔

وہ جب پیدا ہوئی تھی، تب اپنی ماں کی خوشی دیکھ کر وہ حیران ہوا تھا۔ اور جب اسکی ماں نے تقویٰ سے سرگوشی میں کہا کہ "یہ میرے دلاور کی ہے" اسکا دل تیزی سے دھڑکا تھا۔۔

اور جب ایک دن بعد اسنے اپنی دھڑکنوں کو سنبھال کر، خود کو تیار کیا تھا اس شہزادی کا دیدار کرنے کیلئے، تب وہ جھولے میں سوئی ہوئی تھی۔۔ اسکی بڑی بڑی پلکیں جھکی تھیں، اسکی چھوٹے سے ہاتھ سامنے رکھے ہوئے تھے۔۔ اور اسنے آہستہ سے اسکی انگلیوں کو چھوا تھا۔۔

وہ گھبرا رہا تھا مسلسل اسے دیکھنے سے۔ اسکی ماں کی سرگوشی اسکے کانوں میں گونج رہی تھی۔ اسنے جب اپنا پہلا لمس اس پر چھوڑا تھا وہ کسمسا کر مسکرائی تھی۔

اور اسکا مسکرانا اسے بے حد پسند آیا تھا کہ خود کو جھک کر بوسہ دینے سے وہ روک نا پایا۔۔

اسنے جیسے جھک کر اسکی چھوٹی سی پیشانی پر لب رکھے تھے تب ہی اسنے آنکھیں کھولی تھیں۔ دلاور گھبرا کر پیچھے ہوا تبھی اسکی نظریں مسکراتی ہوئی نیلی آنکھوں سے ٹکرائی تھیں۔۔

وہ کتنی دیر مبہوت ہو کر اسے دیکھتا رہا تھا۔ وہ مسکرا رہی تھی۔۔ دلاور نے انگلی سے اسکی آنکھوں کو چھوا تب اسنے اپنے گلابی گلابی روئی جیسے موم سے ہاتھوں میں اسکی انگلی کو پکڑ لیا تھا۔۔

دلاور کے لبوں پر دلکش مسکراہٹ بکھر گئی۔ وہ کل سے جسے دیکھنے سے ہچکچا رہا تھا وہ اس قدر دلکش معصوم ہو گی اسے اندازہ نہیں تھا۔

اسنے اسکی انگلی کو منہ میں لے لیا تھا۔ اور وہ دل میں محسوس ہوتی گدگدی پر کھلکھلا اٹھا۔ اسکے قہقہے سے وہ ڈر گئی اور رونے لگی۔۔

تبھی سوئی ہوئی اپنی پھوپھو ماں کا خیال کرتے اسنے جلدی سے اسے جھولے سے نکال لیا اور اسے بانہوں میں جھلا کر سلانے لگا۔ وہ اسکی بانہوں میں

آکر خاموش ہو گئی تھی اور اسے دیکھنے لگی۔۔

دلاور اسکی نیلی آنکھوں دیکھا، اسنے لبوں کے قریب انگلی رکھی وہ اپنا چھوٹا سا سرخ منہ کھول دیتی۔۔

وہ اسے دور کرتا تو اسکی آنکھوں میں دیکھتی، اور انگلی لبوں کے قریب کرتا وہ منہ کھول دیتی۔۔

دلاور نے مسکراتے ہوئے اسے گال چوم لیے، وہ اس سب میں اتنا مگن ہو گیا تھا کہ اسے روم میں داخل ہوتے صائم زیدی اور اسے مسکراتی دیکھتی تقویٰ دونوں کی نظروں سے انجان ہی تھا۔

صائم زیدی کل تک بہت مایوس ہوا تھا، سب نے آکر اسکی بیٹی کو دیکھا تھا۔ مبارک باد دی تھیں رحمت کی۔۔

سواء دلاور نے۔۔ اور وہ بہت مایوس ہوئے تھے۔ انہیں خود اندازہ نہیں تھا کہ وہ کیا سوچ رہے ہیں، یہ انکشاف انہیں کل ہوا کہ وہ دلاور کو کیا مقام دے رہے ہیں۔ اس مقام کا بھی انہیں احساس ہو گیا کہ وہ دلاور کو ہمیشہ سے اپنے قریب رکھنا چاہتے ہیں۔۔

ایسا نہیں تھا کہ وہ دریاب ساحل کو نہیں پیار کرتے تھے، وہ ان سے بھی محبت کرتے تھے مگر وہ شرارتی سا سب کو ہنسانے والا تنگ کرنے والا دلاور اسکی توجہ کا خاص مرکز تھا، اس سے دلی وابستگی تھی۔

اور اب اسے چوروں کی طرح اپنی بیٹی کے ساتھ کھیلتے دیکھ کر انکا خوشگوار قہقہہ بے ساختہ تھا۔ جس پر دلاور جھٹکا کھا کر کھڑا ہوا۔۔ اسکے اس جھٹکے سے وہ گرنے والی تھی مگر تقویٰ کی چیخ سے پہلے ہی دلاور نے بانہوں میں بھر کر اس روئی سے وجود کو سینے میں چھپا لیا۔۔۔
حیرت کی بات تھی اسکے اتنے بڑے جھٹکے سے انکی بیٹی روئی نہیں تھی بلکہ دلاور کے قہقہے سے انہیں حیران کیا تھا، اور جب صائم نے قریب آکر دیکھا تو اس چھوٹی سی گڑیا نے اسکی گردن پر منہ دے کر وہیں اپنا عمل جاری کر دیا تھا۔

اسکی اس حرکت سے دلاور کے ساتھ صائم زیدی کا بھی قہقہہ گونج اٹھا تھا۔ اسنے اپنی بیٹی کو چوم لیا۔۔
"یہ میری کیٹی ہے۔۔" اسنے ہنستے ہوئے کہا صائم نے اسے بھی ساتھ لگا لیا۔۔
سب اسے بچوں کی دوسری ماں کہتے تھے، اور سب کیلئے یہ خطاب قبول بھی کرتا تھا محض اپنی کیٹی کے وقت اسکا دل بے ایمان ہو جاتا تھا۔
وہ اسے سب بچوں کی طرح ٹریٹ کرتا تھا مگر دل میں اسکا مقام

الگ تھا۔ ابھی بھی وہ اسے لان میں لیکر ٹہل رہا تھا۔ صمصام صارم ریڈی ہو رہے تھے۔ تقویٰ زیدی خود صائم کی چھوٹی موٹی چیزیں اٹھا کر اسے دے رہی تھی اسلئے توقیع کیلئے اسکے پاس وقت نہیں تھا۔

اور گھر میں جیسے ہی دلاور کا قہقہہ گونجا وہ مزید رونے لگی کہ دل بھاگتا ہوا اسکے پاس پہنچا اور اسے اٹھا کر لان میں لے آیا۔۔

اسکے ساتھ آئی عرشیہ جانے کہاں کہاں توقیع کو ڈھونڈ رہی تھی۔

اور دلاور کو ڈر تھا وہ نیلے بلے کے ہتھے نا آجائے۔

دل!" وہ دور سے ہی بھاگتی ہوئی آرہی تھی۔۔ دلاور نے نیچے بیٹھ کر ایک بازو" سے توقیع کو سنبھالتے دوسرا اسکے لئے واہ کرتا اور وہ سیدھی اسکے سینے سے آلگی۔۔

میرا شیر بچہ۔۔۔" وہ اسکے گال پر بوسہ دیتے اسکی تیز دھڑکنے" محسوس کر کے چونک گیا۔

کیا ہوا۔۔؟" اسنے چونکتے پوچھا۔ توقیع عرشیہ کو دیکھ کر خوش" ہو گئی۔۔ اور اسکے چہرے کو عجی عجی کہہ کر چھونے لگی۔۔

عرشیہ کھکھلا کر اسکے ہاتھ کو چوم لیتی۔

چام بلا مار رہا تا۔۔" اسنے منہ بسور کر کہا۔۔"

رک یہیں دری آجائے اسکا تیل نکالتے ہیں ملکر۔۔ "دلاور کا چہرہ غصے
سے سرخ ہو گیا۔ مگر عرشیہ قہقہہ لگا کر اسے بتانے لگی کہ وہ خود ہی
اسے تیز کاٹ کر آئی ہے۔۔
یہ سن کر دلاور بھی مسرور ہوتا قہقہہ لگا اٹھا۔۔ تبھی اسکی نظر ایک
سائیڈ کھڑے دری پر پڑی۔۔
دنیا میں ایسا کون سا کام تھا جو دری دلاور سے چھپ کر کرتا تھا؟""
اسنے دانت پیس کر دو سالہ توقیع کو عرشیہ کے ساتھ نیچے
گھاس پر بٹھایا اور دونوں کے سر کو چوم کر، عرشیہ کو بہن کا خیال
رکھنے کی ہدایت کرتا خود دریاب کی طرف بڑھ گیا دبے پاؤں۔۔۔
آہہہ۔۔ڈبل ڈی!!" وہ پیچھے سر پر لگنے والے تھپڑ سے بلبلا اٹھا۔۔"
تم گئے تھے نا ساحل بھائی کو لینے؟" اسنے گھورتے ہوئے غصے سے"
پوچھا۔ وہ ہم عمر تھے سب جانتے تھے مگر بڑے کا رعب دلاور کے
پاس تھا۔ اور دریاب کو ہمیشہ چھوٹا ہی تسلیم کرتا تھا البتہ شرارتوں
میں دونوں عمر بھول جاتے تھے۔۔

ہاں تو وہ آرہے ہیں۔۔" اسنے سر سہلا کر منہ بناتے بتایا۔"

تو تم یہ مجھ سے کیا چھپا رہے ہو؟" اسکے دونوں ہاتھ پیچھے دیکھ کر اسنے برو اچکا کر پوچھا۔

کچھ نہیں۔۔ کچھ بھی تو نہیں۔۔ ہاتھ میں درد ہو رہا ہے اسلیے پیچھے کر دیا ہے۔۔"" وہ بوکھلا گیا

تو پیچھے کون سا گیزر لگایا ہوا ہے جس سے گرم کر کے درد بھگا رہے ہو سامنے کرو۔۔" اسنے جھڑکتے ہوئے کہا۔۔

دیکھو وہ فارمی مرغا آگیا۔" دریاب نے پیچھے تو قسیع کو اٹھا کر" سینے سے لگاتے صمصام کی طرف اشارہ دیا دلاور نے جیسے گردن موڑ کر دیکھا اسنے پورا چاکلیٹ منہ میں ٹھونس دیا مگر اسی وقت ہی دلاور نے گردن گھمائی اور اسکی چوری پکڑی گئی تھی۔۔

تم پھر سے من کے چاکلیٹ چوری کر آئے۔۔" وہ غصے سے بولا۔۔ دریاب" جلدی جلدی کھا کر اب ڈھٹائی سے ہنس رہا تھا۔۔" وہ زیادہ چاکلیٹ کھا کر موٹی ہو جائے گی۔۔" اسنے سر کھجاتے ہوئے کہا۔۔

دریاب باز آجاؤ ساحل بھائی کو معلوم پڑا چھوٹو کی چاکلیٹس تم"
چراتے ہو جوتے پڑیں گے ڈیڈ سے بھی اور ساحل بھائی سے بھی۔۔ یہ
چوری ہے۔۔" دلاور نے سخت غصے سے کہا مگر وہ ہنس رہا تھا۔۔
مجال ہے جو اس ڈھیٹ انسان پر اثر پڑے۔۔ صمصام تمسخرانہ
نظروں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ گویا چوری پر شرمندہ کر رہا ہو۔۔
دل کر رہا دانت توڑ دوں کمینے کے۔۔" وہ بڑبڑایا۔۔ جانتا تھا اسے"
شرمندہ کرنا چاہتا ہے مگر دریاب نے بھی خود سے وعدہ کیا
تھا وہ کبھی شرمندہ نہیں ہوگا اپنے عمل سے۔۔

دانت تو ساحل بھائی تمہارے توڑ دے گا جا کر واپس سے وضو کر"
چوری کر کے آئے ہو۔۔" صمصام دونوں کی باتوں پر قہقہہ لگا اٹھا۔ تبھی وہیں
زیاف بھی صارم کے ساتھ آن پہنچا۔۔
زیاف انکے پاس رہنے کیلئے آیا تھا کچھ دن کیلئے۔۔

یہاں سب نے اپنے اپنے گروپ بنائے ہوئے تھے۔
"SSS" جیسے کہ ساحل شاہ سمن کاٹرپل ایس
"DAD" ڈبل ڈی اور عرشیہ کا ڈیڈ

"SST" صمصام صارم اور توقیع کا ایس ایس ٹی

پیچھے رہ جانے والا زیاف تھا۔۔ جسے شدید صدمہ تھا کہ اسکے پاس بھائی بہن نہیں ہیں گروپ بندی کیلئے۔۔۔

حالانکہ فارس نے اس سے کہا تھا اسکے ساتھ گروپ بنا لے۔ مگر جس شخص کو صمصام ناپسند کرتا تھا اسے کیا زیاف زیدی پسند کرتا؟

اسنے غصے سے جھڑک دیا اسے۔ فارس سے اچھا خاصا فساد ہوا۔۔ اسکے بعد پھاپھا کٹنے نے اپنا کام دکھایا اور جا کر تینوں گھروں میں باری باری بتایا کہ گھر آئے مہمان کو صمصام کا دوست زیاف کس طرح پیش آرہا تھا۔۔

زیاف کا صدمہ ابھی جاری ہی تھا تبھی ان دنوں سیف صاحب کے ساتھ صارم کی کلاس فیلو انوشہ بھی آگئی تھی۔۔

اور زیاف کو اسکی صورت میں اپنا گروپ مل گیا تھا۔۔۔ وہ گروپ جو ان سب کو نگلنے کی طاقت رکھتا تھا۔۔

۔۔۔ اے سے انوشے تھی اور زی سے زیاف زیدی۔۔۔ "A to Z" ہاں اور وہ تھا

اور بیچ میں جو سب الفاظ تھے وہ اسکے مستقبل کے سہارے تھے۔۔
اسکی شریک حیات کیلئے صدمے۔۔۔۔

صائم زیدی یہاں اپنے بچوں کی چھٹیوں پر کراچی آئے ہوئے تھے۔ جہاں سیف اپنی بچی کی پڑھائی کیلئے بھی رہ رہا تھا۔ اور زیاف بھی چھٹیوں میں انکے پاس آگیا تھا۔
ساحل اپنی من کے ساتھ مصروف ہو گیا تھا اسکی چھٹیاں اسکے ساتھ ہی گزر رہی تھیں وہیں دلاور دریاب کی چھٹیاں دوبالا ہو گئیں تھیں کیونکہ ان چھٹیوں میں انکے پاس فرائی کرنے کیلئے فارمی مرغا بھی تھا اور تین معصوم پریاں عرشیہ توقیع سمن بھی۔۔
شام کی چائے خان ہاؤس کے لان میں پی جاتی تھی، جہاں پھوپھو سائرہ بیگم تقویٰ صائم، زریش ہارون، سب ہوتے تھے اپنے بچوں کے ساتھ۔۔

دلاور دریاب ایک قلب دو وجود تھے۔ انکی ہر عادت ایک جیسی تھی، محض بچوں کو تنگ کرنے کی جو دریاب کی عادت تھی خاص کر کے من کے چاکلیٹ چوری کر کے کھانے کی۔۔ اس پر دلاور سخت غصہ ہوتا

تھا۔

کیونکہ وہ بچوں کے معاملے میں کافی شدت پسند واقع ہوا تھا۔ اور دریاب کی من کو تنگ کرنے کی حرکت اسے سخت ناپسند تھی۔۔
مگر وہ بیچارہ بھی کیا کرتا تھا، وہ موٹی بچی جب روتی تھی تو اسے بڑی خوشی ہوتی تھی۔۔ اسکے چپا کلیٹس چھیننا اسے بے بس کر کے رلانے میں دریاب کو ایک کمینگی خوشی ہوتی مگر اس خوشی خوشی میں اسے احساس ہی نا ہوا کہ کب وہ اس گلاب کے پھول کی ساری خوشیاں نوچ گیا۔۔

اسکی حرکت پر آج پھر اسے سزا کے طور پر دلاور کا ویکشن ورک بھی کرنا تھا اور عرشیہ کا ٹیوشن ورک بھی۔۔
عرشیہ ابھی چھوٹی تھی مگر اسکا باپ اسے بھی پڑھاتا تھا انکے ساتھ ٹیوشن۔۔
اور ساتھ انکے دوسرا نمونہ فارس خان بھی تھا۔ جو کہ انہی کی سکول میں پڑھنے کی وجہ سے انکے گھر بھی رہتا تھا۔ اور صمصام کو وہ زہر لگتا تھا۔ زہر تو دل کو بھی لگتا تھا جب جب اسکے باپ کی چاپلوسی کرتا تھا اور اسکول کی چغلیاں انکے باپ سے کرتا تھا۔۔

وہ دونوں بھائیوں سے ایک کلاس پیچھے تھا۔۔

تم سب تیار ہو؟" گیٹ سے اندر داخل ہوتے ساحل شاہ نے "

پوچھا

وہ سب اسے دیکھ کر مسکرائے تھے۔ تبھی وہاں صائم زیدی داخل ہوا۔۔ تقویٰ نے عرشیہ توقیع کو سنبھال لیا اور صائم زیدی انہیں اپنے ساتھ لیکر مسجد کیلئے روانہ ہو گئے تھے۔۔

تقویٰ مسکراتی صائم زیدی کے ساتھ سب کو دیکھ کر مسکرادی تھی۔ وہ یہاں ویکشن اسلئے گزارنے آئے تھے تاکہ دیکھ سکیں کہ اپنے کے پاس رہ کر مشکلات ہوتی ہیں، یا خوشیاں بڑھتی ہیں۔۔

پر صائم کو لگ رہا تھا انہیں یہاں آہی جانا چاہیے۔

وہ سوچ رہا تھا تقویٰ کو عمرے کی سعادت حاصل کروا کر یہاں لے آئے۔۔

پر اسکے لئے کچھ وقت درکار تھا۔ توقیع بڑی ہو جائے پھر۔۔ اور وقت گزرتے ہوئے پلک جھپکنے کا کام ہوتا ہے۔

پر بیٹی کی آمد کے بعد صائم زیدی کی راتوں کی نیندیں ابھی سے اڑ گئی تھیں۔۔

وہ توقیع کو اپنے آغوش میں سہلاتے تھے تو کبھی صمصام کے پاس

اسکی بانہوں میں چھپ کر سوتی تھی۔۔
کبھی کبھی توراتوں کو سوئی ہوئی تقویٰ کو دیکھ کر جب اپنی بیٹی کو دیکھتے دل کانپ جاتا تھا۔وہ سوشنا تو دور کی بات ہے اس تصور سے کانپ جاتے تھے کہ جو انہوں نے تقویٰ کے ساتھ کیا اگر مکافات عمل ہوا تو۔۔۔؟

وہ تو مر جائے گا۔۔۔کیا وہ یہ سب اپنی بیٹی کیلئے برداشت کر سکتا تھا؟
ہر گز نہیں۔۔۔فی الفور جواب تھا اسکے پاس۔۔اسلئے تو وہ چھپا کر سلاتا تھا اپنی بیٹی کو کہ کہیں اسکے نصیب میں اللہ نے باپ کے کیے بھگتنا نا لکھ دیا ہو۔۔
وہ کچھ ایسا سوچ رہے تھے کہ انکی بیٹی ہمیشہ کیلئے سیف ہو جائے۔گو کہ وہ مانتے تھے کہ اسکے بھائی دونوں اسکی پوری طرح سکیورٹی رکھیں گے۔ کوئی برا سایہ برداشت نہیں کیں گے۔مگر اسکا مستقبل۔۔۔

وہیں دوسری طرف عرشیہ تھی،جو کہ اپنے دونوں بھائیوں باپ کی لاڈلی تھی۔۔ٹیوشن سے بچنے کا یہی ایک طریقہ تھا کہ عرشیہ جمائیاں لیتی انگڑائیاں لیتی جا کر اپنے ماں باپ کے بیڈ پر

لیٹ جاتی تھی اور اسکی دیکھا دیکھی میں دائیں بائیں دلاور دریاب بھی آکر لیٹ جاتے تھے۔۔

اور دانیال خان ان تینوں کو سویا ہوا دیکھ کر غصی کرتے، ناراضگی جھڑپیں۔۔ مگر ان پر کوئی اثر نا ہوتا دیکھ کر بالآخر خود بھی آکر انکے ساتھ لیٹ جاتے تھے۔۔

دائیں بائیں بازو پر عرشیہ دریاب ہوتا تھا جبکہ سینے پر سر رکھ کر سونے والا دلاور ہوتا تھا۔۔۔

اور عائشہ کا غصہ ساتوں آسمان پر ہوتا تھا کہ کھانا کھائے بغیر چاروں سو گئے تھے صرف اسے تنگ کرنے کیلئے۔ وہ فارس کو کھانا کھلا کر روم میں بھیج دیتی تھی سونے کیلئے کیونکہ انکا یہ تھا وہ پڑھنے سے تو رہے۔۔

ساحل اپنی بہن کے ساتھ بے تحاشہ خوش تھا۔ وہ روز اپنی دادی کے پاس سوتے تھے اور وہ انہیں کہانیاں سناتی تھیں۔ جو کہ من کے سر سے اوپر چلی جاتیں البتہ وہ ساحل کے ساتھ سونے کیلئے انکی باتیں سنتی تھیں۔۔

وہ سب خوش تھے اپنی اپنی زندگی میں۔۔ سب دور تھے غموں سے۔۔
ایک دن اچانک ہی ساحل کو برے خواب سے بچا کر سلانے
والی اسکی دادی بھی چپکے سے آنکھیں ہمیشہ کیلئے مود گئی تھیں۔۔
وہ قیامت کی صبح تھی ساحل شاہ کیلئے، مگر سب سے بڑی
قیامت تو اس پر بعد میں نازل ہوئی تھی جسنے اسکی زندگی کو ایک اور
ہی رخ دے دیا تھا۔۔
جسنے اسکے ارادوں کو پختہ کر دیا تھا کہ وہ کبھی اس عورت کو معاف
نہیں کرے گا۔۔ اسے یاد تھی وہ صبح جب وہ اپنی ہمیشہ کیلئے سوئی ہوئی دادو کو جگا
رہا تھا۔۔
وہ اتنا زخموں سے چور ہو بیٹھا تھا کہ وہ چھوٹی سی عمر میں ہی سگریٹ
کو پینا، زخموں کا مرہم سمجھ بیٹھا تھا۔

ooooooooo

بازل کا خیال رکھنا آپی۔۔ ہم جلد ہی آجائیں گے۔۔ "جھک کر اپنی گرے"
بالوں کی بندھی دو پونیوں والی بیٹی کی پیشانی چوم کر وہ مہکار شاہ سے بولیں۔۔
ہاں تم پریشان مت ہو، میں اسکا خیال رکھوں گی۔۔ تم روحا کا"

دھیان رکھنا۔۔" بازل کا ہاتھ پکڑ کر وہ نقاب میں جانے کیلئے تیار کھڑی حجاب شاہ سے بولی۔۔

دعا کریں آپ۔۔" وہ ان سے کہتی سلام کر کے گاڑی کے ہارن پر گھر سے " نکل گئی۔ وہ روحا کو ہاسپٹل لیکر جا رہے تھے۔ آج اسے حیدر شاہ ل خون دینے والا تھا۔ یہ کافی صدمے کی بات تھی تینوں کیلئے کہ ایک تو اسے استھما اور دوسرا کمزوری کی وجہ سے خون دینا پڑ رہا تھا۔ وہ ابھی آٹھ سالہ تھی اور بازل چھ سالہ مگر روحا کی کنڈیشن کافی بری ہو گئی تھی بیچ میں اچانک۔۔ وہ سفید گلابی گڑیا سے اچانک پیلی پڑنے لگی تھی۔ حیدر حجاب گھبرا کر اسے ڈاکٹر کے پاس لے گئے تو ڈاکٹر نے خون کی کمی بتائی۔۔ اسکی کمزوری کی وجہ سے خون نہیں بن رہا تھا، اور خون کی کمی کی وجہ سے اسے دل کی بیماریاں بھی ہو سکتی تھیں۔۔

اسلئے ہی حیدر شاہ نے اپنا خون دینے میں ایک منٹ بھی نہیں لگایا آخر کار اسکے جگر کا ٹکڑا تھا۔ اور انہیں یہ نہیں معلوم تھا کہ ایک بار اگر خون دیا تو ہمیشہ ہی دینا پڑے گا۔۔

یہ ابھی کی بات تھی کہ اچانک انکشاف ہوا، جب اسکی طبیعت خراب ہوئی تھی ڈاکٹر نے دوبارہ خون کی طلب کی تھی، اور حیدر شاہ نے دیا تھا۔۔ تین ماہ بعد اسے دیتے تھے۔۔ ڈاکٹر کا کہنا تھا جب آہستہ

آہستہ وہ بڑی ہو گی تو ٹھیک ہو جائے گی۔ بشرطیکہ اسے خوش رکھا جائے۔ اور حیدر حجاب مہکار ہر ممکن کوشش کرتے تھے اسے خوش رکھنے کی۔۔

آج بھی اسے خون دینے والے تھے۔ ہاسپٹل میں کافی افراہ تفریح کا عالم ہوتا ہے اسلئے وہ بازل کو مہکار شاہ کے پاس چھوڑ جاتے تھے۔
چلو بازل اندر بیٹا!" روحا کو الوداع کرنے کر کے، انکے جانے کے بعد،" بازل کو لان کی طرف بھاگتے دیکھ کر مہکار شاہ پیچھے سے بولیں۔۔ پر اسنے انکار کر دیا وہ کھیل رہی تھی۔۔
مہکار اسے دیکھ کر، وہیں کھیلنے کا کہتی اندر چلی گئی کیونکہ اسکی نماز کا وقت ہو رہا تھا۔ دوپہر کا وقت تھا، وہ ظہر کی نماز ادا کرنے جا رہی تھیں۔۔
اور بازل خرگوش کے پیچھے بھاگتی چور نظروں سے انہیں جاتے دیکھتی رہی۔ وہ جیسے ہی نظروں سے اوجھل ہو کر اندر غائب ہوئیں۔۔ اسنے ایک تیز دوڑ باہر کی طرف لگائی۔۔۔
اسکا دل تیز دھڑک رہا تھا۔ کوئی جیسے اندر سے کہہ رہا تھا مت جاؤ! مگر وہ آج جانا چاہتی تھی۔۔
وہ لڑکی اسے روز بلاتی تھی جب وہ اپنے ڈیڈ کے ساتھ اسکول سے آتی تھی، وہ گاڑی

کی ونڈو سے سر باہر نکال کر منظر دیکھنے میں دلچسپی رکھتی اور تب گھر کے نزدیک ہی ایک اکیلا تنہا پرانا گھر تھا، جس کی اوپر چھوٹی سی کھڑکی سے وہ لڑکی بیٹھی ہاتھ باہر نکال کر اسے روز آنے کے اشارے کرتی تھی۔۔۔
بازل جانتی تھی اگر اسنے اپنے ماں باپ کو، یا روحا کو بتایا تو کوئی بھی اسے اسکے پاس جانے نہیں دے گا۔ حالانکہ وہ جاننے میں تجسس رکھتی تھی کہ وہ اسے کیوں بلا رہی ہے۔۔

وہ بھاگتی ہوئی گھوم کر درختوں کے بیچ اس پرانے گھر کے داخلی دروازے کے پاس آئی۔۔ اسنے پہلے چھوٹی سی کھڑکی کو دیکھا تو وہ کھڑکی بند تھی۔۔
شاید وہ اندر تھی۔۔ اسنے سوچا کیوں نا وہ اندر جائے اور آج اس پراسرار سی لڑکی کو بھی جان ہی لے۔۔ اسی سوچ پر عمل کرتی وہ دروازہ ناک کرنے ہی والی تھی کہ محسوس ہوا دروازہ پہلے ہی کھلا ہوا ہے۔۔
اسے اچھا تو نہیں لگا مگر وہ اندر داخل ہو گئی۔۔ باہر اتنا اجالا تھا، اندر اتنا تاریک گھر دیکھ کر ایک لمحے کیلئے اسے تو خوف ہو گیا۔۔ سل نے پھر سے کہا واپس لوٹ جائے۔۔
گھر جیسے کسی ہارر مووی کی طرح تھا۔ شاید کسی کا فارم ہاؤس تھا، جسے بند کر دیا گیا تھا۔ جانے کیسے وہ لڑکی یہاں رہتی ہو گی۔۔

واپس چلی جاؤ بازل اگر پھوپھو نے ڈیڈ کو بتا دیا تو بری طرح غصہ کریں"
گے۔۔"وہ خود سے کہتی واپس جانے کیلئے وہاں سے مڑی۔۔
ابھی دو قدم لیکر ہی تو اندر داخل ہوئی تھی۔۔اتنا گھرا اندھیرا دیکھ کر
اسے خوف آگیا تھا۔

"Hey! I'm here!"

معاً بازل کے پیچھے سے آواز گونجی۔۔وہ گھبرا گئی۔۔فوراً سے پلٹی۔مگر اسکا
پلٹنا تھا کہ مقابل کھڑی لڑکی ہاتھ میں پکڑی چھڑی سے اس پر وار
کیا۔۔۔
آہہہ!!"بازل کی زوردار چیخ نکل گئی چھڑی اسکے منہ پر لگتی،مگر اسکے"
ایکدم جھکنے کروار خالی کرنے کی کوشش میں چھڑی سیدھا بازل
کے بازو کو چیرتی ہوئی گئی،اپنے بازو سے خون نکلتا دیکھ کر اسکی خوف سے
چیخ نکل گئی۔۔۔

"I kill you ***girl!!"
اس چھوٹی سی لڑکی نے گالی دیتے خونخوار تیوروں سے کہا۔۔اور بازل کی

جانب لپکی۔۔ اسکے جان لیوا خونخوار تیور دیکھ کر بازل چیختی ہوئی اندر کی طرف بھاگی۔۔

پیچھے وہ ہذیانی انداز میں چھڑی بلند کیے بھاگ رہی تھی، ویسے ہی خوف سے بازل کی بلند چیخیں تھیں۔۔ اسکی پوری کوشش تھی واپس باہر نکلنے کی مگر جہاں سے بھی جاتی وہ برے حلیے بکھرے الجھے بالوں والی پاگل لڑکی اسکے آگے آکر راستہ روک دیتی۔۔

اس بار وہ دروازے کے قریب تھی، اور پوری قوت سے بھاگ رہی تھی۔۔ کہ اچانک ہی اسکی پونی کو پکڑ کر اس لڑکی نے کھینچا اور بازل سر کے بل چیختی پیچھے کی جانب دھڑام سے زمین بوس ہوئی اسکی وحشت بھری آہ پورے تاریک خوفناک سے گھر میں گونج اٹھی۔۔۔

آئی کل یو۔۔!" وہ کراہ رہی تھی زمین پر پڑی۔۔ تبھی وہ اسکے اوپر آکر بیٹھی۔۔"

مام ڈیڈ!!" بازل کی خوف سے آنکھیں پھیل گئیں اور چیخ کربناک "

تھی۔۔ دہل دہلا دینے والے اس لڑکی کے ارادے تھے۔۔

میں تمہیں مار دوں گی۔۔ تم سب برے ہو۔۔ سب برے ہوئی ہیٹ یو"

ڈرٹی گرل!" وہ غصے نفرت سے کہتی روتی چیختی بازل کے ایک ہاتھ سے گلا دبایا،

دوسرا جس میں چھڑی تھی اسکو بازل کے ہاتھوں کے قید سے چھڑوانا چاہتی تھی جبکہ اس پاگل کی پوری کوشش تھی کہ اس چھڑی سے وہ اسے مار دے۔۔۔

"Help!!! help me dad!!"

وہ پوری قوت سے روتی چیخ رہی تھی۔ اسے بے تحاشہ رونا آرہا تھا۔ وجود بھی خوف سے سرد پڑ رہا تھا۔ وہ ابھی محض چھ سال کی بچی تھی جبکہ وہ لڑکی اس سے بڑی تھی قدبت میں۔۔

نہیں!!!" اس پاگل لڑکی نے جیسے ہی جھٹکے سے بازل کے ہاتھ سے چھڑی والا ہاتھ چھڑوایا بازل کی خوف سے چیخ بلند ہو گئی۔ یہ دیکھتے جب اسنے اسے مارنے کیلئے ہاتھ فضا میں بلند کیا۔۔۔

"Elie!!!!"

وہ بازل کا گلا گھونٹ کر، چھڑی گھونپ کر اسے مارنے ہی والی تی تبھی پیچھے سے اچانک ہی گرجدار آواز گونجی۔۔ وہ آواز جیسے ہی ایلی کے کانوں پر پڑی وہ خوفزدہ ہوتی بوکھلا کر بازل کے اوپر سے اٹھ کر پیچھے ہو گئی اور ہاتھ میں موجود چھڑی بھی آہستہ سے پھینک دی۔۔

مام!" بازل روتی سسکتی خوفزدہ سی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔"

کیا کر رہی تھی پاگل لڑکی اسکے ساتھ۔۔"وہ غصے سے غراتی ہوئیں اندر" داخل ہوئیں۔بازل نے روتے بھیگی آنکھوں سے دیکھا کہ وہ ایلی نامی لڑکی سہم کر پیچھے ہو گئی۔۔۔

ایم۔۔۔آئم سوری بے بی سی پاگل ہے۔تمہیں اسکے پاس نہیں آنا" چاہیے تھا۔۔"وہ عورت تیزی سے ہاتھ میں موجود سامان سے بھرا باسکٹ گرا کر اسکے پاس آئی اور اسکے کپڑے صاف کرتی اسکے گال خشک کرنے لگی۔

!!!!چٹاخ

اگلے لمحے فضا میں زوردار تھپڑ کی گونج اٹھی۔دوسرے لمحے وہ ڈری خوفزدہ کھڑی ہوئی لڑکی منہ کے بل زمین پر گری۔۔

زلیل لڑکی میں تم سے تنگ آ گئی ہوں۔۔تمہاری ہمت کیسے ہوئی بے بی" پر ہاتھ اٹھانے کی؟"اسکے گرنے اسکی چوٹ کا خیال کیے بغیر اس عورت نے زمین بوس ہوئی ایلی کے بال جکڑ کر اسے کھینچ کر اٹھایا۔۔بازل

ہراساں پھیلی آنکھوں سے دیکھنے لگی کہ وہ خاموش تھی اف بھی نہیں کر رہی تھی۔۔

سوری بولو اس سے !بولو سوری!" چٹاخ کی آواز ایک بار پھر سے گونجی اور " دوسری تیسری بار بھی۔۔ اسکے ناک سے چھوٹی سی خون کی بوند لبوں پر گری اور یہ دیکھ کر بازل نے ابکائی دی کہ وہ اپنا خون چاٹ گئی۔۔
میں نہیں کروں گی۔۔۔!!! میں نفرت کرتی ہوں تم سب سے۔۔""" وہ غصے سے چیخی۔۔ اور وہ عورت اسے بری طرح سے پیٹنے لگی مگر وہ خاموش کھڑی تھی۔۔ جبکہ اسکی آنکھیں بازل پر ٹکی تھیں۔۔

اسے تو صرف وہ چھوٹی لڑکی نہیں بلکہ بڑی عورت بھی پاگل لگی جو اسکے سامنے اتنی درندگی سے اسے پیٹ رہی تھی۔۔

اسکی طرف سے بے بی میں سوری کرتی ہوں۔۔ یہ ابنارمل لڑکی " ہے۔۔ یہاں مت آیا کرو یہ سب کو مارتی ہے۔" نڈھال ہو کر وہ عورت بازل کی جانب مڑی اور اسکا زخم دیکھ کر اسے پٹی کرنا چاہتی تھی کہ اسی وقت مہکار شاہ بوکھلائی اسے پکارتی ہوئی وہاں پہنچی۔۔

نینی کیا بازل بے بی یہیں ہے؟" اسنے دروازے پر ہی پوچھا"
جی جی! یہیں ہے۔۔" نینی اسکا بازو چھپا کر اسے فوراً سے باہر لے گئی۔۔"
جاتے ہوئے بازل نے بے ساختہ گردن مڑ کر پیچھے دیکھا تو میلے
فراک بکھرے الجھے بالوں والی ایلی زمین پر بیٹھی باسکٹ سے
سیب نکال کر کھانے لگی۔۔
مہکار شاہ نے پورا دروازہ کھولا جسکی روشنی ایلی نامی لڑکی پر پڑی۔۔ حیرت
انگیز طور پر وہ اجالے سے خوفزدہ ہو کر پیچھے کھسک گئی اندھیرے
میں۔۔

کہیں یہ بھوت تو نہیں۔۔" بازل کے دل میں خیال آیا۔"
وہ پاگل ہے مجھے بھی مارتی ہے۔ دراصل اسے انسانوں سے نفرت ہے۔"
اسکے باپ نے اسے شروع سے اندھیرے میں پھینک دیا ہے۔ وہ
ابھی تک سب سے ناواقف ہے اسے معلوم نہیں انسانوں سے کس
طرح بیہیو کیا جاتا ہے۔ میں اسکی طرف سے سوری کرتی
ہوں۔۔" نینی اسے باہر لیکر آئی اور مہکار سے معذرت کرتی بولی۔۔

تمہیں کتنی دفع کہا ہے یہاں مت آیا کرو!اب مل گیا سکون"
چوٹ لگوالی نا۔۔"مہکار اسکے بازو پر چوٹ دیکھ کر غصے سے اسے جھڑکتی
بولی۔۔
بازل سوری کرتی ان سے لپٹ گئی۔۔
پھوپھو اسکے ڈیڈ کہاں ہیں؟"اسنے تجسس سے پوچھا۔"
چلو گھر۔۔!!"مہکار نے اسے آنکھیں دکھائیں۔۔"
آپ پوچھیں اس سے ورنہ میں پھر آؤں گی۔۔"وہ ضد کرتی"
بولی۔۔
اسکے ضد سے تنگ آکر مہکار نے مسکراتی نینی سے پوچھا۔۔
اسکا باپ کہاں ہے؟وہ اسکا علاج کیوں نہیں کرواتا؟یہاں سے لے"
"جائے باہر لوگوں میں موو کرے گی تو ٹھیک ہو جائے گی۔۔
اسکے باپ نے دوسری شادی کر لی ہے۔پہلی بیوی نے طلاق دے دیا"
ہے۔دوسری بیوی اسے ایکسیپٹ نہیں کر پا رہی اسلئے میں اسکی پرورش
کرتی ہوں۔۔
اسکا باپ اپنی دوسری بیٹی اور بیوی کے ساتھ ہانگ کانگ میں
ہے۔دو چار ماہ بعد یاد آتا ہے تو اسکے لئے پیسے بھیج دیتا ہے ورنہ اسکا
اور میرا خرچ میرا بیٹا ہی اٹھاتا ہے۔۔

یہ مصیبت میرے گلے پڑ گئی ہے۔ نا اسکا باپ اسے لے جا رہا ہے۔ نا ہی میں اسے کہیں بھیج سکتی ہوں۔۔" اسکے لہجے میں بیزاری غصہ جانے کیا کیا تھا۔۔

تم اسے یتیم خانے بھیج دو۔۔" مہکار نے اس لڑکی پر افسوس محسوس کرتے کہا۔۔

میں تو بھیجنے والی تھی مگر اسکے دونوں ماں باپ زندہ ہیں خوش ہیں اپنے بچوں میں۔۔ صرف اس عذاب کو میرے گلے میں ڈال دیا ہے۔۔

میرا بیٹا ہے وہ نہیں بھیجنے دے رہا ورنہ میں کب کی بھیج دیتی۔۔

خیر پھر ملاقات ہو گی۔ میں دیکھوں ساری سبزی کھانا لے وہ۔۔ چڑیل ہے پوری۔۔" وہ بات کرتے آخر میں یاد آنے پر ہڑبڑا کر بولی۔۔

مہکار شاہ بازل کا ہاتھ تھامے سر ہلا کر وہاں سے جانے لگیں۔۔

کیا کہا اسنے؟" کچھ کچھ تو بازل سمجھ گئی تھی کہ وہ ایک ان وانٹڈ چائلد ہے۔ مگر بہت کچھ اسے سمجھ نہیں آیا تھا۔۔

کچھ نہیں بدنصیب ہے بس۔۔ تم جلدی چلو تمہارے مام ڈیڈ آنے والے ہیں اور میری بیٹی کا جانے کیا حال ہو گا۔۔ پہلے سے بہت

کمزور ہے خون لینے کے بعد نڈھال سے ہو جاتی ہے۔۔" مہکار کو اپنی بیٹی کی فکر ہو گئی وہ تیز تیز اس گھر سے دور جا رہی تھی۔۔۔

بازل کو اپنی بہن کیلئے دکھ تکلیف اور انتظار تھا۔ مگر اس وقت اسکے دماغ میں وہ ایلی نامی لڑکی بیٹھ گئی تھی۔ اسکا حلیہ اسے قابل رحم لگا۔ اسکی ماں اسے صبح شام دوسرے کپڑے پہناتی تھی اور اسنے تو کتنا میلا فراک پہنا تھا۔ اسکی ٹانگوں پر چوٹیں کے نشان خراشیں تھیں۔۔

چہرے پر بھی کافی زخم موجود تھے۔۔ وہ ایک نظریے سے پورے ماحول کو اور بعد میں اسکے حلیے کو دیکھ کر کہا جائے تو بالکل ایک بھوت بچی جیسی تھی۔۔۔

کچھ احساس ہونے پر اسنے پلٹ کر کھڑکی کی طرف دیکھا۔ وہاں وہ موجود تھی۔۔ اسکا ہاتھ باہر نکلا ہوا تھا حسب عادت وہ اسے چھوٹی سی کھڑکی سے دیکھتی بلا رہی تھی۔۔

بازل اپنی پھوپھو کے قریب ہو گئی۔۔۔ خوف سے کہ کہیں اسے جھپٹ نا لے۔۔

معاً وہ ٹھٹھک گئی۔۔ اتنے سارے لڑکے ہاتھ میں بوتلیں پکڑے اس گھر میں گھستے دیکھ کر۔۔

تقریباً وہ تعداد میں چار تھے۔ انکے ہاتھ میں ایک بوتل تھی تو کسے کے ہاتھ میں کین۔۔ ایک کے پیچھے وہ سب آہستہ آہستہ اندر داخل ہو گئے۔۔۔

اسنے دیکھا نہیں کہ دروازہ کس نے کھولا تھا۔۔ مگر جہاں تک اسے یاد آرہا تھا نینی دروازہ بند کر گئی تھی۔۔

وہ ایلی نامی لڑکی بھی کھڑکی کے سامنے بیٹھی تھی۔۔

تو کیا نینی نے ہی ان سب کو اندر داخل کیا تھا؟" اسنے سوچا۔۔"

مگر نینی تو کہہ رہی تھی کہ وہ انسانوں سے کیسے بیہیو کرتے ہیں نہیں"

جانتی۔۔ یہ سب کون ہیں کیا یہ سب انسان نہیں؟" وہ آخری بات شرارت سے سوچتی مسکرائی

مگر وہ خود نہیں جانتی تھی اسکی بات میں کتنی گہرائی ہے۔۔

جلدی چلو بازل!" مہکار شاہ نے اسے اٹھالیا۔۔ کیونکہ جس طرح وہ"

گھسیٹ گھسیٹ کر خود کو چل رہی تھی امکان تھے کہ وہ آنا جائیں۔۔

ڈونٹ وری پھوپھو وہ لیٹ آتے ہیں اکثر۔۔" بازل نے کہا وہ متفق ہوئی"

مگر اسے کھانا بھی تو بنانا تھا۔۔ ایک ملازمہ تھی مگر وہ کچن نہیں سنبھالتی تھی صرف صفائی کر کے چلی جاتی تھی۔۔

گھر آکر مہکار نے اسے مرہم لگا کر پٹی کی اور فنگر چپس دیکر اسے لاؤنج میں

ایل ای ڈی پر لگے کارٹون کے سامنے خبردار کر کے بٹھا دیا۔۔وہ منہ بنا کر بیٹھی تھی مگر اسکا دھیان سارا ایلی کی طرف تھا۔۔

وہ کچن میں جا رہی تھی تبھی فون کی گھنٹی گونجی۔۔
میں دیکھوں" وہ بھاگ کر جانے لگی مگر مہکار شاہ کی آنکھوں سے" خاموش بیٹھ گئی۔۔

السلام علیکم مہکار!" دوسری طرف سے نسوانی آواز گونجی۔"
وعلیکم السلام جی! آپ کون؟" اسنے چونکتے ہوئے پوچھا۔"

میں زریش خان ہوں۔۔"زری نے آہستگی سے کہا مگر اسنے پھر" بھی نہیں پہچانا۔۔
میں مسز ہارون شاہ ہوں۔۔"وہ کہہ کر لب دبا گئی۔مہکار کئی لمحات" تک خاموش سکتے میں رہ گئی۔۔
ہیلو!"زریش نے موبائل کو دیکھ کر پوچھا"
ہمم! کہو کیا کہنا ہے؟" اسنے خشک لہجے میں پوچھا۔بلکہ لہجہ خود بخود" خشک ہو گیا۔

میں آپکو بتانا تھا شاہ نے کہا ہے۔ آپکی پھوپھو اب اس دنیا"
میں نہیں رہیں۔۔ آپکے بھائی کو انہوں نے بتا دیا ہے۔ وہ کہہ رہے تھے
آپکو بھی بتا دوں۔۔"زریش کا لہجہ بھیگ گیا۔۔

کیا!!!!"مہکار کے ہاتھ سے فون چھوٹ گیا۔ وہ صدمے سے چیخ اٹھی۔۔"
ایک پھوپھو ہی باقی تھی اس دنیا میں محبت کا سایہ بنی رہتی تھیں
وہ بھی چھوڑ کر چلی گئیں۔۔
مہکار پھوٹ پھوٹ کر روتی زمین پر ڈھے گئی۔۔

واٹ ہیپنڈ پھوپھو؟ وائے آر یو کرائینگ؟ ایوری تھنگ از اوکے؟ ڈیڈ!!"فمگر چیپس"
ایک سائیڈ رکھ کر بازل صوفے سے اتر کر بھاگتی انکے پاس آ گئی۔۔ اور
ایک ہی سانس میں جانے کتنے سوال کر کے اپنے باپ کو پکارنے
لگی۔۔۔
مہکار شاہ نے اسکے پھوپھو کہنے پر سسک کر اسے سینے سے بھینچ لیا۔۔
بہت بدنصیب ہوں میں ایک پھوپھو تھی ہماری وہ بھی آج چھوڑ کر چلی"
گئیں۔۔"وہ رو رہی تھی کہ ایک گھنٹے بعد حیدر شاہ بھی سرخ آنکھوں
سے وہاں پہنچ گیا۔۔

کل صبح کی ٹکیٹ ہے ہماری" اسنے حجاب اور اپنی بہن سے کہا۔۔ اسکا"
لہجہ بھی بھاری تھا۔۔ جیسے اپنی ساری تکلیف اندر اتار رہا ہو۔۔
وہ واپس آفس جانے کی تیاری کرنے لگا تاکہ کل صبح جانے کا
بندوبست کر سکیں۔۔ حجاب مہکار کو خاموش کروا رہی تھی جبکہ وہ
دونوں بہنیں اپنے باپ کے پاس تھیں۔۔

ooooooooo

کافی عرصے بعد انہوں نے پاکستان میں قدم رکھا تھا۔ وہ شام کو
پاکستان پہنچے، کراچی ایئرپورٹ سے سیدھا اپنی بیوی، بیٹیوں، بہن کے
ساتھ ہارون شاہ کے گھر گئے، جہاں سب موجود تھے خاندان کے
لوگ۔ اکا دکا لوگ زریش شاہ کے خاندان سے بھی تھی۔۔ حویلی سے
آئے تھے سب، صائم زیدی کی فیملی، دانیال خان کی فیملی بھی موجود تھی۔
بچے سب باہر تھے۔۔ سمن کی حالت خراب ہو گئی تھی کیونکہ وہ اپنی
دادی ماں سے کافی اٹیچ تھی۔ اچانک انکے چلے جانے پر اسکی چیخیں
سسکیاریاں عورج پر تھیں، ساحل کی حالت خود ٹھیک نہیں تھی وہ
اپنے حال سے بیگانہ ہو گیا تھا۔ اپنی بہن کی چیخیں بھی خاموشی سے
سنتا رہا تھا، جسے مشکل سے دلاور وہاں سے لے گیا اور باہر جا کر اسے

بہلانے لگا۔ مہکار شاہ کی آمد کا سن کر ہی ساحل سائیڈ ہو گیا تھا منظر سے۔

گھر میں کہرام مچا ہوا تھا، حیدر شاہ اور مہکار کے آنے کے بعد میت کی تدفین کی گئی۔ گھر سے جب میت نکلا تب کہرام مچ گیا تھا جبکہ دوسری عورتیں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر نئے موضوع "مہکار شاہ، اسکا بیٹا، اسکا گھر، دوسری شادی" کے بابت باتیں سرگوشیاں کر رہی تھیں۔۔

میت کی تدفین کے بعد رات کو جب سب ساتھ لاؤنج میں عورتیں بیٹھیں قرآن پڑھ رہی تھیں تبھی مہکار شاہ کو گھیر لیا گیا تھا۔ اور اس سے طرح طرح کے سوالات پوچھے گئے جس میں اسکے کردار کی باتیں، بہت سے ایسے سوال جن پر مہکار کے ساتھ حجاب بھی لاجواب ہو گئی۔۔

اس سے پوچھ رہی تھیں کہ کیا زریش نے تم سے ہارون کو چھینا ہے۔ مگر مہکار نے کہہ دیا کہ وہ اپنی رضامندی سے چھوڑ کر گئی تھی۔۔

بازل کو دیکھ کر کہا جا رہا تھا کہ وہ مہکار شاہ کی بیٹی ہے، بلکہ یہ بھی کہہ رہے تھے مہکار نے اپنے سابقہ محبوب کی وجہ سے ہارون کو چھوڑا تھا، بازل اسکی بیٹی ہے مگر اسکے چھوڑنے پر مہکار نے اپنی بیٹی حجاب

شاہ کو دے دی ہے۔۔

ایسی لاتعداد باتیں تھیں، جن سے تنگ آکر حجاب شاہ اور مہکار کو رات کو ہی اپنے گھر جانا پڑا۔ وہ روحابازل کو لیکر چلی گئیں وہاں سے۔۔

جانے سے پہلے تقویٰ عائشہ زریش سے ملکر گئیں۔۔ انکا ارادہ ایک دو ہفتے وہاں رہنے کا تھا۔ مگر خاندان والوں کی باتوں نے مہکار کو اس قدر توڑا کے گھر جا کر وہ بے تحاشہ رونے لگیں۔ کسی کو نیچا دکھانے میں لوگ یہ نہیں سوچتے کہ جس بندے کا دل دکھا رہے ہیں وہ کتنا پہلے سے اذیت کا شکار ہے۔

مہکار سمجھ گئی تھی اللہ کے گھر وہی کامیاب ہو کر جاتے ہیں جو آزمائش میں سرخرو اور صبر کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھتے ہیں۔۔

اسنے کسی سے شکایت نہیں کی، حتیٰ کہ بازل کی صورت شکل کو لیکر اس پر شک انگلی اٹھائی گئیں کہ وہ مہکار کی بیٹی ہے اور مہکار نے اسے جنم دیکر دوسرے شوہر کے چھوڑنے پر بھائی کو سونپ دی ہے۔۔

کچھ کا تو یہ بھی کہنا تھا کہ حجاب شاہ کو اولاد نہیں ہو رہی تھی، اسلئے

مہکار نے اپنی پہلی اولاد اپنے پاس رکھی اور دوسری بازل حجاب کو دے دی۔۔

انہوں نے تو شکل صورت پر بھی غور نہیں کیا سواء اپنے مفروضے تھوپنے کے۔۔ کسی کی ذات پر انگلی اٹھانے کیلئے۔۔

وہیں بات ہو رہی تھی کہ یہی بات ہو گی کسی انگریز کیلئے ہارون شاہ کو چھوڑا ہو گا، ورنہ کیا ضرورت ہو گی اسے جوان شوہر معصوم بیٹے کو چھوڑنے کی۔۔

"کیا ہوا؟ آپی کیوں رو رہی تھیں؟" دانیال ہارون صائم رضا سب کی محفل سے رات کو ایک بجے اٹھ کر جب گھر لوٹا تو لاؤنج میں حجاب اور مہکار شاہ کو باتیں کرتا پایا۔۔

اسنے اپنی بہن کو روتے دیکھ کر متفکر ہو کر پوچھنا چاہا مگر وہ وہاں سے چلی گئی تو حیدر نے حجاب سے دریافت کیا۔۔

"ہونا کیا تھا وہی ہمارے خاندان کی عورتیں۔ جانے یہ کیوں بھول جاتی ہیں دوسروں پر انگلیاں اٹھا کر کہ خدا دیکھ رہا ہے۔ کس شیطانی حس کو تسکین دیتے ہیں یہ لوگ دوسروں ہر باتیں کر کے۔۔ کسی کی کردار کشی

کرتے۔۔

حد کر دی شاہ وہاں عورتوں نے۔ ہمیں پردے کی حدیث فرمان سنا رہی تھیں خود تو دیکھو۔۔ آپی کو اتنی باتیں سنائیں۔۔ اوپر سے وہ انکا بیٹا۔۔ کیا اولاد ایسی ہوتی ہے کہ ماں باپ کی ذراسی غلطی کو معاف نا کر سکیں؟ اور ماں باپ ساری زندگی انکی خدمت کرتے رہتے ہیں انکی ذراسی نہیں بلکہ بڑی سے بڑی غلطیاں بھی معاف کر دیتے ہیں۔۔

کتنا خود غرض بیٹا ہے اسکا، ماں کو دیکھ کر ہی چھپ گیا، وہ اسے دیکھنے کیلئے مچل رہی تڑپ رہی تھیں اور وہ رات کو آیا روم میں لاکڈ ہو گیا۔

شاہ آپ آپی کی شادی کیوں نہیں کروا دیتے؟ ابھی تو اتنی لمبی زندگی پڑی ہے۔ ایک سفید بال بھی سر میں نہیں کیا یہ ساری زندگی ایسے ہی اس خود غرض بچے کیلئے تڑپتی رہیں گی؟

وہ چاروں آپس میں خوش تھے بے انتہا، میں نے انکی تصاویر دیکھی تھی سمن کے روم میں۔۔ سب ساتھ خوش باش تھے سواء ہماری آپی کے۔

آپ انکی شادی کروا دیں۔۔ ہو جاتی ہے انسان سے غلطیاں انسان تو خطا کا پتلا ہے۔۔ ہو جاتی ہے خطا۔۔۔

شاہ میں آپکو بتا رہی ہوں ابھی تو اسکی جوانی ہے۔ کوئی رشتہ دیکھ جبر

کروادیں شادی۔۔ ورنہ لدا تو خطائیں اپنے بندوں کی معاف کر دیتا ہے مگر اسکے بندے نہیں کرتے۔۔ ایسے ہی بے پردیگی غیر ملکی، یار کیلئے شوہر کو چھوڑنے والی باتیں ہوتی رہیں گی انکی زندگی عذاب ہو جائے گی۔۔" حیدر شاہ نے جیسے ہی دریافت کیا غصے سے بھری بیٹھی حجاب پھٹ پڑی۔۔ اسے شدید غصہ تو ساحل پر تھا۔ جو اپنی ماں سے اس قدر نفرت کر رہا تھا۔ بلکہ لوگوں کو موقعہ دے رہا تھا ان پر باتیں کریں۔۔

وہ یہاں تڑپ کر رو رہی تھیں لمحہ لمحہ انکے لئے۔۔ اور یہ سب یہاں مزے کر رہے تھے۔۔

میں نے ہمیشہ کوشش کی ہے مثبت سوچ کی" حیدر شاہ مقابل" صوفے پر بیٹھ کر گویا ہوئے۔

اس سے کیا مطلب شاہ؟ کیا ہم دیار غیر میں رہتے ہیں تو کیا" ہم اچھوت ہیں انکے لئے؟ کیا ہم بے پردہ ہیں؟ ہم غیر مردوں سے باتیں کرتے ہیں یا آپی نے دوسری شادی بھی کر لی ہے بازل اسکی بیٹی ہے؟

اگر ایسا ہے تو آپ سچ میں آپی کی شادی کروادیں، کم از کم لوگوں کا منہ تو بند ہو گا۔۔ یہ بھی کہہ رہے تھے کہ اب کیا ساری عمر بھائی کے

در پر پڑی رہو گی۔۔" حجاب غصے سے بپھر گئی۔۔
حیدر شاہ نے مسکراتے ہوئے اپنی جگہ چھوڑ کر اسکے پاس آکر بیٹھا اور اسکے گرد بازوؤں کا حصار باندھ لیا۔۔
مجھے اچھا لگا تمہارا میری بہن کیلئے اتنا فکر مند ہونا، مجھے احساس" ہے تم اسے بالکل اپنی آپی کی طرح سمجھتی ہو۔ مگر ہم یہاں ساحل سے اپنی لاپرواہی بھی نظر انداز نہیں کر سکتے۔۔
ہم اسکی دو منٹ کا نظر انداز کرنا نہیں برداشت کر پا رہے اسکے بارے میں اسکی جگہ خود کو رکھ کر سوچا ہے کہ اسنے کس طرح
"برداشت کیا ہو گا وہ سب۔۔۔۔

شاہ وہ ماں ہے! انہوں نے کس حالات میں بھی ساحل کو یاد" رکھا یہ آپ سے بہتر کوئی نہیں جانتا پھر بھی اسکی سائیڈ لے رہے ہیں۔۔" حجاب نے اختلاف کیا بیچ میں ہی

ماں باپ سے غلطیاں ہوتی ہیں، جنہیں ہم چھوٹی غلطی سمجھ کر" نظر انداز کر رہے ہیں کیا پتا اس چھوٹی غلطی کی سزا اگلے کیسی کتنی بڑی بھگتی ہے۔ شروع میں مجھے بھی ساحل کی غیر موجودگی کا دکھ ہوا تھا

مگر اب وہ دکھ ختم ہو گیا ہے۔
میں اس سے ملکر آیا ہوں۔۔ بہت بڑا ہو گیا ہے۔۔ چھوٹا بچہ نہیں رہا
جس پر غصہ جتائیں یا اسے جھڑکیں۔ اب وہ ماشاءاللہ سے
قد آور جوان لڑکا بن چکا ہے۔ بہت خوش اخلاق تمیز دار ہے۔ اگر میں
آپی کو اس پر بیتی ماضی کی داستان سناؤں گا تو آپی خود ٹوٹ جائیں گی۔۔
اگر ساحل کو اسکی ماں پر گزری بتاؤں کیا پتا، نئے دور کے بچے ہیں۔۔
کیا پتا کچھ غلط ہو جائے۔۔۔" وہ کہہ کر خاموش ہو گئے۔۔
حجاب نے کچھ پوچھنا چاہا مگر اسکے سوال کو ساحل کے متعلق
جان کر حیدر نے اسے خاموش کروا دیا۔۔۔
جہاں اتنے غم سینے میں دفنائے ہیں ایک یہ بھی دفنانے دو۔۔"
اور مجھے یہ بتاؤ کہ کیا صائم کی بیوی، دانیال بھائی کی بیوی یا ہارون بھائی
کی بیوی نے کچھ کہا؟" اسکے پوچھنے پر حجاب نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔
وہ سب کافی اچھے سے ملیں، توقع کے برخلاف۔۔" وہ مسکرائی"
روحی بازل سو گئیں؟" وہ اسے جواب دینے لگی۔۔۔"
تم دونوں کو وہاں سے نہیں آنا چاہیے تھا۔۔" حیدر شاہ کو اچھا نہیں"
لگا۔
صبح چلے جانا وہاں۔۔۔" اسنے کہتے بات ختم کر دی۔۔۔"

oooooooooo

کافی دیر ہو گئی ہے۔۔" تقویٰ نے گھر میں قدم رکھتے ساتھ چلتے صارم" سے کہا۔

وہ تو ہے۔" اسنے سر ہلایا۔۔ اور ساتھ ہی گھر میں داخل ہوئے۔۔"

اس وقت تقریباً دن کے گیارہ بج رہے تھے وہ کافی شرمندہ ہو رہی تھی اس وقت ناشتہ لا کر۔ جبکہ ہارون شاہ کے گھر بچوں کیلئے ناشتہ کھانا عائشہ بھیج رہی تھی۔ صارم تقویٰ کی ہیلپ کیلئے انکے ساتھ آیا تھا جبکہ توقیع اور صمصام زیدی صائم زیدی کے ساتھ مردان خانے میں تھے، اور بچے دانیال خان کے گھر تھے۔

اس سب کی کیا ضرورت تھی۔۔ یہاں تو سب انکار کر رہے ہیں" ناشتے سے۔۔" سلام دعا کے بعد ناشتے کا ٹرے سنبھالتی حجاب شاہ نے تقویٰ سے کہا۔۔

یہ رسم ہے شاید۔۔" تقویٰ نے مسکرا کر جواب دیا وہ سر ہلا گئی۔"

جانتی تھی جس گھر میں ڈیتھ ہو جاتی ہے وہاں چولہا نہیں جلتا کچھ دن تک اور اس گھر کے عزیز و قریب کو کھانا اپنوں کے گھر

سے آتا ہے۔ تقویٰ کو تو یہ عجیب لگا مگر صائم نے اسے خاموش کروا دیا کہ ایسے وقت میں کیا بحث کرنا۔۔

یہ آپکا بیٹا ہے نا۔۔ بالکل آپکے جیسا ہے۔۔" صارم کو دیکھتے حجاب نے کہا۔ "ماشاءاللہ تمہارے سارے بچے بہت خوبصورت ہیں۔۔"

ماشاءاللہ۔۔۔ تمہاری بیٹیاں کہاں ہیں؟" تقویٰ نے متلاشی نظریں گھر میں پھیریں۔۔

وہ پہلی بار آئی ہیں یہاں۔ صبح سویرا اٹھ کر گھر دیکھنے باہر نکل گئی ہیں۔۔" شاید گھر کی بیک سائیڈ ہوں۔۔ صارم بیٹا جاؤ روحہ بازل کو بلا کر لاؤ۔۔۔" حجاب نے لاؤنج میں موجود صوفے کی نشست سنبھالتے ہوئے کہا۔۔

جی آنٹی۔۔" وہ اٹھ کر وہاں سے نکل گیا۔۔ پیچھے وہ دونوں باتیں کرنے لگیں۔۔ تبھی مہکار بھی آگئی جو کہ تقویٰ سے کافی خوشی سے ملی اور اسکے سر پر بوسہ بھی دیا۔۔

بازل بس کر دو ورنہ میں ماما کو بلا رہی ہوں۔" روحا نے خرگوش

کے پیچھے پاگلوں کی طرح بھاگتی بازل کو غصے سے کہا۔۔ مگر اس
خرگوش کو پکڑنے کا جیسے اسکے سر پر جنون سوار تھا۔
یہ گھر ملازمین کے حوالے تھا، سب کچھ ویران پڑا تھا، مگر وہاں
کے خرگوش آج بھی خوشی سے بھاگ دوڑ کرتے پرانی یادیں تازہ کر رہے
تھے۔ حیدر شاہ نے اپنی چیونٹی کے اس شوق کی قدر کی تھی۔۔ اتنا تو کوئی
بھی نہیں کرتا جتنا اسنے کیا تھا۔ اسنے خرگوش کو اسکی پہلی اولاد
بنایا وہ راضی ہو گیا، اور جہاں بھی جاتا تھا وہاں موجود ہوتے تھے۔۔۔

السلام علیکم "صارم نے بیک سائیڈ آکر متلاشی نظریں پھیری تو"
اسے سامنے ہی دو پونیوں والی انگریزن بچی مل گئی جو کہ خرگوش کے پیچھے
بھاگ رہی تھی۔۔
جبکہ دوسری غصے بھری آواز پر متوجہ ہوتے، اسے لڑکی کے پاس
آگیا۔ البتہ یہ پتا لگانا مشکل تھا کون بازل ہے کون روحا۔۔

وہ پاس کھڑا ہوا، اسکے سلام پر اس سیاہ بڑی آنکھوں والی لڑکی نے
چونک کر دیکھا۔ روحا نے سلام کا جواب دیا مگر اسے پہچانا نہیں۔۔
صارم اسکے نولفٹ کے بورڈ پر لب دبا کر متاثر کن نظروں سے سامنے

بھاگتی بچی کو دیکھنے لگا۔۔

آپ کون؟"معاً اسنے آخر کار پوچھ ہی لیا۔۔"

میں صارم صائم زیدی، صائم اور تقویٰ زیدی کا چھوٹا بیٹا۔۔"وہ جانتا" تھا کہ وہ اسے نہیں پہچانتی اسلئے ہی اسنے تفصیل جواب دیا۔۔۔

جبکہ سامنے گرے پونیوں والی لڑکی کی جستجو کافی بلندیوں پر تھی کہ صارم کے اندر بھی انہیں پکڑنے کی جستجو اٹھ رہی تھی۔۔

روحا کھل کر مسکرائی۔۔کیونکہ ان نام سے وہ واقف تھی، اسکی مام نے اسے سب کے نام بتائے رکھے تھے بلکہ رشتہ بھی۔۔

میں روحا حیدر شاہ، اور وہ میری چھوٹی سسٹر بازل حیدر شاہ""" روحا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

نائیس ٹو میٹ یو مس چھپٹی روحا۔۔"وہ مسکراتا بولا روحا کی آنکھوں" میں چمک آگئی۔ چلو کسی کو تو وہ اچھے لگے۔ ورنہ کل جتنی باتیں اسکی ماں کو سنائی گئی تھیں اس سے تو لگا تھا سب ان سے نفرت کرتے ہیں۔۔۔

بازل سنبھل کر۔۔۔"اسے خرگوش کے پیچھے بھاگتے ہوئے دیکھ کر روحا" نے ہولتے ہوئے کہا۔۔

وہ نہیں گرے گی۔۔" اسنے پر شوق نگاہوں سے اسکی تیز رفتار دیکھتے ہوئے کہا۔۔ روحانے ایک بار پھر چونک کر پاس سے آتی آواز پر گردن گھما کر دیکھا۔۔

خرگوش بہت فاسٹ دوڑتا ہے۔ وہ اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی" گر جائے گی۔۔" روحانے متفکر ہو کر کہا
نہیں گرے گی۔۔ اگر یہی سوچے گی کہ گر جاؤں گی تو کیسے پھر دوڑے گی؟"""
روحانے اسکے گندمی رنگ چہرے کو دیکھا۔۔

لازمی ہے کسی سے ریس لگائیں پھر دوڑیں؟" روحانے اس سے پوچھا وہ" سامنے خرگوش کے ساتھ بھاگتی ہوئی بازل کو دیکھ رہا تھا۔۔
بالکل! بغیر ریس کے جیتنے کا جنون کیسے پیدا ہو گا؟ انسان کی خاص" طور فطرت یہی ہے کہ وہ یا تو دوسرے کو دیکھ کر حد جلن کا شکار ہوتا ہے یا اس سے آگے نکلنے کا جنون اس میں پیدا ہوتا ہے۔۔
اگر تمہارے پاس کسی چیز میں ریس نا ہو، تو تمہیں تمہاری زندگی رکتی ہوئی محسوس ہو گی۔۔ تم کامیابی سے آشنا نہیں ہو سکو گی۔۔
اگر تم خود سے ریس لگاؤ گی تو تم خود کو جیتو گی۔۔

اگر تم کسی اور سے ریس لگاؤ گی۔۔" اسنے سامنے خرگوش سے جیتنے کی کوشش کرتی بازل کی طرف اشارہ کیا۔۔" تو تم کامیاب ہو جاؤ گی"۔۔

خود سے کیسے ریس لگاتے ہیں؟" وہ نا سمجھی سے اس سے پوچھنے لگی" وہ اسکی سیاہ آنکھوں میں دیکھتا مسکرایا۔۔" تمہارے اندر کچھ موجود ہے"۔۔" اسنے کہا وہ چونکی۔۔" کیا؟
نفس خواہش آرزو۔۔۔" وہ ہولے سے بولا۔۔" اگر ان کو مار دو گی ان سے" مقابلہ کر لو گی تو تم خود سے جیت جاؤ گی۔۔" وہ خاموش ہو گئی۔۔ اور سامنے دیکھنے لگی۔۔۔

اسنے بازل کو دیکھا۔۔ وہ جانتی تھی اگر وہ آج پھر ہاری تو وہ بہت غصہ ہو گی۔۔ اس سے بھی خفا رہے گی۔۔ اسے ڈر تھا۔۔

اور اگر وہ ہار گئی تو؟ پھر کامیابی تو اسکے پاس نہیں ہو گی وہ تو کسی" دوسرے کے پاس ہو گی۔۔ مثلاً خرگوش۔۔۔۔" اسنے ڈرتی نگاہوں سے بازل کو دیکھتے پاس کھڑے صارم سے پوچھا۔۔

آہہہ۔۔۔"شاہ ہاؤس کی بیک سائیڈ پر ایک بلند چیخ گونجی۔۔"
روحانے سختی سے آنکھیں میچلیں۔۔"اور وہ گر گئی۔۔۔پھر سے۔۔ہار گئی
"پھر سے۔۔۔
پھر اس کے پاس ایکسپیرنس ہو گا یعنی تجربہ۔۔۔تم اسے روکنے والی"
نہیں اٹھانے والی بنو۔۔پھر اسے جیت نہیں بلکہ ہار بھی کام آئے گی۔۔
کیونکہ جیت میں نشہ اور ہار میں تجربہ ہوتا ہے۔۔دنیا میں
تجربہ بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے۔۔"اسنے کہتے، آگے بڑھ کر گھٹنوں بلے
گری غصے سے سرخ اس دو پونیوں والی بچی کو اٹھایا۔۔۔

سب اسے مہکار شاہ کی بیٹی کہہ رہے تھے، بہت کچھ کہہ رہے تھے اسے
متعلق، جن میں کچھ تو اسنے بھی سنا تھا، مگر اسے وہ حیدر شاہ کی بیٹی
لگی۔۔
اسکی آنکھیں بھی گرے تھیں۔۔وہ حیدر شاہ کی بیٹی تھی مگر اسے
امریکہ کی فضاؤں نے اپنے رنگ میں رنگ لیا تھا۔۔تبھی اسکے
بال بھی ایسے تھے۔۔۔
وہ بہت خوبصورت تھی۔۔مبہوت کرنے والی۔۔سب بچوں سے
خوبصورت۔۔۔

وہ بازل شاہ تھی سب سے منفرد۔۔۔
اسنے جھٹکے سے بڑھا ہوا صارم کا ہاتھ جھٹکا، اور اسکی شرٹ کو پکڑ کر کھینچ کر اٹھی کہ وہ اسکے کھینچنے پر اسکی سمت جھک گیا۔"بلیک بوائے" وہ اس پر اپنا غصہ اتارنے لگی۔۔پیچھے کھڑی روحا زرد پڑ گئی۔۔

بازل وہ بہت اچھا ہے۔۔غصہ مت کرو۔۔"اسنے کمزور سی آواز" میں کہا مگر وہ اسے غصے دیکھتی پول میں گرے خرگوش کو دیکھتی اگلے ہی لمحے خود بھی پول میں چھلانگ لگا چکی تھی۔۔
بازل!!!"روحا کی چیخ نکل گئی۔۔"
وہ دونوں ہکا بکا اسے دیکھنے لگے جبکہ بازل شاہ اس خرگوش کو گردن سے دبوچ کر باہر لائی۔۔۔
وہ آنکھیں پھیلا کر اس ظلم کو دیکھنے لگا۔۔۔
وہ معصوم سفید خرگوش اسکی گرفت میں پھڑپھڑایا۔۔اسنے چھوڑنے کے بجائے ایکدم سے اسے بانہوں میں دبوچ لیا۔۔۔

وہ پول سے نکل کر باہر آئی اور اسکے پاس سے گزرتے ہوئے اچانک رکی۔۔
واٹ از یور نیم بلیک بوائے؟"اس چھوٹی سی بچی بازل شاہ میں بلا کا ایٹیٹیوڈ"

تھا۔۔ صارم کو وہ بالکل صام کی کاپی لگی۔۔

صارم زیدی!" وہ آہستہ سے بولا جب اچانک ہی اسنے بالوں کی دونوں"
پونیوں کو جھٹکا دیا۔۔ پانی کی بوندیں سیدھا اسکے چہرے پر پڑیں۔۔۔
وہ مسکرا دیا۔۔۔ اسے دو پونیوں والی بچی پسند آئی تھی۔۔
اچھا نہیں۔۔" وہ ناک سکڑ کر چلی گئی۔۔۔۔۔"

کیا وہ جیت گئی ہے؟" اسکے جانے کے بعد معصوم سی سیاہ آنکھوں والی"
وہ گلابی گڑیا اسکے پاس آئی۔۔
تمہیں کیا لگتا ہے؟" وہ الٹا اس سے بولا اور رومال نکال کر اپنا چہرہ"
صاف کرنے لگا۔۔۔
مجھے نہیں پتا اسلئے تو تم سے پوچھ رہی ہوں۔۔ اگر تم ایک جواب دے دو"
"تو میں اس سے طرح سے ہمت دوں۔۔

مجھے نہیں لگتا کہ وہ کبھی ہار سکتی ہے۔۔" وہ کندھے اچکا کر بولا اور اپنا"
رومال چہرہ صاف کر کے جیب میں رکھا۔۔ وہ کچھ دیر اسے ناسمجھی
سے دیکھتی رہی۔۔۔

اور پھر آہستہ سے مسکراتی پلٹی بازل کی پیچھے بھاگی۔۔۔

صارم۔۔۔"معاً اسنے اچانک رک کر اسے پکارا۔۔"

جی۔۔"وہ اسے دیکھنے لگا۔۔۔"

فرینڈز؟"اسنے سوالیہ پوچھا۔۔"

پر تمہیں لڑکیوں کو دوست بنانا چاہیے۔۔"وہ چھوٹا تھا۔۔۔پر وہ جانتا" تھا۔۔۔

اسکی دمکتا چہرہ مرجھایا۔۔۔"شاہ نے سب کو منع کیا ہے۔۔"

اسکی آنکھوں میں پانی آگیا۔۔کل سے وہ یہاں آئی تھی مگر صرف نظر انداز ہو رہی تھی۔۔

البتہ بازل سے پھر بھی اسنے بات کی تھی، یہ بازل نے اسے بتایا تھا۔

اسکی موٹی موٹی سیاہ آنکھوں میں پانی دیکھتے وہ کمزور سا پڑ گیا۔۔

اوکے فرینڈز۔۔۔۔"وہ بے ساختہ بولا۔۔"

وہ کھل اٹھی۔۔۔۔گلابی چہرے کی رونق دوڑ آئی۔۔"فرینڈز"اسنے کہا۔۔

وہ بازل۔۔۔۔"وہ ہنستی ہوئی بھاگ گئی۔۔"

اسٹاپ!"اسکے بڑھتے قدموں کو اچانک سامنے آتی بازل نے"

روک دیئے۔۔

میری بہن سے دور رہو سٹوپڈ بلیک بوائے۔۔!" اسنے غصے سے کہا۔۔"

جبکہ اسکی انگلیاں خرگوش کے بالوں میں چل رہی تھیں۔۔

میں بلیک بوائے نہیں ہوں۔۔" صارم نے ناپسندیدگی سے ٹوکا۔۔"

واٹ ایور! تم بلیک ہی ہو۔۔" وہ نخوت سے بولی۔۔"

مگر میں براؤن ہوں۔۔" صارم نے احتجاج کیا۔۔۔"

تم بڑے ہو کر بلیک ہو جاؤ گے۔۔ اور میں تمہارے بڑے ہونے کا تو"

انتظار نہیں کر سکتی۔۔ اسلئے ایڈوانس میں بلیک بوائے۔۔" وہ جتاتی

بولی۔۔

صارم نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔

میں بڑا ہو کر بھی براؤن رہوں گا۔۔" صارم نے جتانا ضروری سمجھا۔۔"

لیٹس سی!" اسنے نخرے سے کہہ کر بغل میں دبوچا ہوا"

خرگوش ایک جھٹکے سے صارم کے منہ پر پھینکا وہ چیخ کر پلش کے

بل زمین پر گرا۔۔۔

بازل ایکدم کھلکھلا اٹھی۔۔۔۔

چہ چہ!" وہ افسوس کرتی وہاں سے بھاگی۔۔ اسے اسکی ماں نے"

خرگوش واپس جا کر چھوڑنے کیلئے کہا تھا۔۔وہ آرہی تھی مگر اس نمونے کو اپنی بہن سے فرینڈشپ کرتے دیکھ کر اسے اس پر غصہ آگیا۔۔

اور اب غصے سے صارم اسکی پشت کو دیکھتا، دور جاتے ہوئے خرگوش کو دیکھ رہا تھا۔۔

وہ اٹھا اور کپڑے صاف کر کے، انکے پیچھے گیا، کیونکہ اسے اپنی ماں کے ساتھ پھر ساحل بھائی کے گھر جانا تھا۔۔

جبکہ ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھی روحا، اپنی مام کی سرخ متورم آنکھیں دیکھ کر سوچ رہی تھی کہ کیوں نا وہ خود جا کر وہاں ساحل شاہ سے بات کرے۔۔۔

ooooooo

حال۔۔

آہہہ "اسنے اچانک کھینچ کر اسے دیوار سے لگایا۔ کہ اس اچانک" افتاد پر اسکی چیخ خوف سے بے ساختہ تھی۔

مگر بروقت اسکے منہ پر بھاری ہاتھ کے آنے پر اسکی چیخ دب گئی، اور وہ سانس بھی لینا جیسے بھول گئی۔۔

ششش!" اسنے اسکے لبوں پر انگلی رکھی۔مانوس سی سرگوشی پر اسنے سپید چہرے سے میچی آنکھوں پٹ سے کھولیں۔۔

آآ۔آپ!" وہ حیران ہوئی اسے سامنے پاکر۔۔اسکا دل تیزی سے دھک دھک کر رہا تھا۔وہ نظریں اٹھائے ہوائیاں اڑے چہرے سے، نیم اندھیرے میں کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔۔

کیا کر رہی تھی یہاں اس وقت؟" ساحل نے گھورتے ہوئے پوچھا۔۔

اسکے سوال پر روحا کی آنکھیں مزید پھیل گئی، اسنے اتنا انتظار کیا اسکا، مگر وہ نہیں آیا، جب وہ اپنی شال لینے واپس بیک سائیڈ آئی تھی وہ آگیا۔۔۔

اور آیا بھی کیسے؟ اچانک اسکا بازو پکڑ کر اسے گھسیٹ کر دیوار سے لگاتے ہوئے اسکی جان نکال دی تھی اس شخص نے۔۔

مم۔۔میں وہ۔۔۔" وہ بوکھلا گئی۔۔اسے یاد آیا کہ اسے بخار تھا۔۔"

مجھے بخار ہے اسلئے سرد ہوا کیلئے یہاں آئی تھی۔۔"وہ گڑبڑ کر بروقت "
بہانہ بنا سکی۔۔اسے اپنا یہ مزاحیہ خیز بہانہ
عجیب تو لگا مگر شکر وہ اسکے تاثرات نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔

لگتا ہے بخار کی گرمی دماغ پر چڑھ گئی ہے۔۔"ساحل نے اسکی بونگی "
بات سن کر طنز کیا۔۔۔
جج۔۔جی۔۔۔میرا مطلب نہیں۔۔وہ سچ میں گرمی ہے آج۔۔۔"وہ اسکے "
اتنے قریب ہونے پر بوکھلاہٹ کا شکار ہو گئی۔۔
بغیر دوپٹے کے وہ شال لینے آئی تھی مگر یہاں تو لینے کے دینے پڑ گئے۔۔
اور اب،وہی جھوٹ بولنے کی منحوس عادت پڑ گئی تھی،کہ اندازا تھا بری
طرح پھنسے گی۔۔

کچھ زیادہ گرمی تو نہیں ہو رہی۔۔۔"اسکا لہجہ معنی خیز ہو گیا تھا۔۔"
جبکہ اسکے بھاری ہاتھ اسکی گردن میں حائل ہو گیا۔۔
ج۔۔جی بہت۔۔۔میرا مطلب۔۔۔بہت کم۔۔کم ہے۔۔مگر زیادہ"
ہے۔۔"روحانے اسکی گردن میں انگلیوں کی سرسراہٹ
محسوس کرتے،گڑبڑاہٹ میں جو منہ آیا بول دیا۔۔

مجھے تو زیادہ محسوس ہو رہی ہے۔۔" وہ اسکی گردن کو انگلیوں سے سہلاتا"
سرگوشی میں بولا۔۔ روحا کے وجود سے سرد لہریں اٹھ رہی تھیں۔۔
جی بہت۔۔۔" اسنے سختی سے ساحل کے کوٹ کو پکڑا۔۔۔"
کہاں پر ہو رہی گرمی۔۔۔" اسکا سوال عجیب تھا۔ وہ خود بہک رہا تھا یا"
اسے پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ حواس باختہ سی روحا نے گردن اٹھا
کر ہونقوں کی طرح وکیل صاحب کو دیکھا۔۔۔
منہ میں۔۔" جیسے ہی اسکی دہکتی سانسیں چہرے سے ٹکرائی وہ"
سٹپٹا کر بولی۔۔۔
یہ تو کافی گھمبیر مسئلہ ہے۔۔۔" وہ بولا۔۔ روحا نے اپنے جواب پر غور"
کیا تو مزید بوکھلا گئی۔۔۔
مگر اسے یاد آیا کہ اسنے یہ تو کبھی پڑھا ہی نہیں انسان کو گرمی کہاں ہوتی
"ہے۔۔" کیا سچ میں سر پر؟ یا دل میں؟

دل میں۔۔" اسنے سوچ کر جواب دیا۔۔ اسکی گردن کی شہ رگ کو"
سہلاتا ساحل مسکراتی نظروں سے اسکے چہرے کو دیکھنے لگا۔۔۔
یہ تو زیادتی ہے۔۔" وہ گویا ہوا اور اچانک ہی اسکے کان پر جھک کر اسکے"

کان کی لو کو سختی سے دانتوں میں دبایا کہ روحا کی اس افتاد پر بے ساختہ سسکی نکل گئی۔۔۔

شاہو۔۔۔!!!" وہ تڑپ کر مچل اٹھی۔۔۔"

میری بات کیوں نہیں سنتی؟" اسنے جھٹکے سے اسکے جبڑے کو" مٹھی میں پکڑا۔۔ اسکے لہجے میں اچانک ہی بلا کا طیش سمٹ آیا تھا۔

جج۔۔جی؟؟" روحا نے خوفزدہ ہو کر اسے دیکھا۔ اسکی دہکتی سانسیں اور" لہجہ میں طیش محسوس کرتے سمٹ گئی خود میں۔۔

صبح وہ اسے اتنی ڈھیر ساری ہدایت کر کے گیا تھا، تقویٰ زیدی نے خاص تاکید کی تھی کہ اسکا اس ٹھنڈ میں خاص خیال رکھنا، مگر ہوا کیا۔۔۔

وہ آج لیٹ ہو گیا تھا، اسنے سوچا تھا کہ وہ کھانا کھا کے بعد دوائی کھا کر سو چکی ہو گی اب تک۔۔ مگر کیسے بھول گیا ساری رات کروٹیں بدل بدل کر اسے دیکھنے والی سکون سے سو جائے گی۔۔

وہ گھر آ چکا تھا، مگر اچانک دری کی کال آنے پر اس سے سائیڈ ہو کر بات کر رہا تھا تبھی اسکی نظریں بے ساختہ گھر کی طرف

اٹھیں اور وہاں سے گزرتی ہوئی روحا کو دیکھ کر ٹھٹھک گیا۔۔

اسے ٹھٹھکانے والی بات، اسکے کھلے بال، ننگے پاؤں تھے۔وہ حیران ہوا تھا کہ رات کے اس پہر وہ کہاں جا رہی ہے۔۔
موبائل جیب میں رکھ کر بریفکیس گاڑی میں رکھتے وہ اسکے پیچھے آگیا۔۔
مگر اس بیوقوف کو اتنی سردی میں آکر بینچ سے شال اٹھاتے دیکھ کر اسنے دانت پیس لیے۔۔پر جلد ہی خود کو سنبھال لیا۔
بہر حال اس سے شادی کرنے کا فیصلہ اسکا اپنا تھا۔۔

تمہیں میری بات۔۔۔۔۔"
روحا بیٹا!!"ساحل کی بات بیچ میں ہی رہ گئی کہ اچانک ہی وہاں" آہٹ کے ساتھ زریش خان کی متفکر پریشان ہجار گونجی۔۔
روحی بیٹا کیا تم یہیں ہوں؟"اسنے کچھ دیر پہلے اسکی چیخ سنی تھی" گھبرا کر یہاں آگئیں۔۔۔

ماما۔۔۔!!!"روحا کی پھنسی پھنسی سی خوفزدہ سرگوشی تب نکلی جب" آہٹ کو قریب محسوس کیا۔۔

روحا جواب دو۔۔!"زریش شاہ کی جیسے آواز قریب آرہی تھی وہ یوں" ڈر کر ساحل کے وجود کا حصہ بن گئی جیسے کوئی بچہ بھوت سے ڈر جائے۔۔

اگر پکڑے گئے تو کتنی شرمندگی اٹھانی پڑے گی یہ سوچ کر وہ مزید خفت زدہ ہوتی یہاں سے بھاگنے کا سوچ رہی تھی کہ اچانک ہی ساحل نے اسے گھما کر اسکی پشت کو سینے سے لگایا۔۔

ایک بازو اسکی کمر میں حائل کرتے دوسرا اسکے منہ پر رکھا۔

روحا کی بڑی بڑی سیاہ آنکھیں مزید بڑی ہو گئیں۔۔

مگر جب وہ اسے لیکر گھپ اندھیرے میں آیا اسکی سانس میں سانس آئی۔۔ مگر اگلے لمحے اسکی جان نکل گئی جب زریش شاہ کی پکار بالکل قریب سنی۔۔

شش۔۔"ساحل نے اسکے وجود پر کپکپی محسوس کرتے ساتھ لگایا۔۔" وہ جانتا تھا اگر اسکی ماں پکڑ لے گی تو بڑی شرمندگی اسے بھی اٹھانی پڑے گی۔۔

روح۔۔۔۔۔"

آنٹی!"زریش شاہ پکار بالکل قریب سنتے جہاں روحا نے آنکھیں"
میچی تھیں وہیں فیری نے اچانک وہاں آکر دوستی کا حق صحیح معنوں
میں ادا کیا تھا۔۔

آپ یہاں؟"زریش شاہ کے ہاتھ سے ٹارچ لیکر وہ حیرت سے"
پوچھنے لگی۔۔
بیٹا وہ مجھے جیسے یہاں روحا کی چیخ سنائی دی۔۔"زریش شاہ نے"
پریشانی سے کہا۔۔۔
روحا!"فیری نے حیرت سے یہاں وہاں دیکھا۔۔"
روحا تو نہیں البتہ میں ضرور چیخی تھی جب میرے پاؤں میں موچ"
آئی تھی۔۔"اسنے اپنا پاؤں ہاتھ میں تھام کر اسے دکھایا۔۔
زریش شاہ نے حیرت سے اسکی حرکت کو دیکھا۔یہ لڑکی
کسی طرح بھی اسے نارمل نہیں لگتی تھی۔

پر مجھے لگا روحا چیخی ہے۔۔"انہوں نے متلاشی نگاہیں پھیریں۔۔"
روحا کو ڈر تھا اسکی شال نا دیکھ لے،جو اچانک ساحل کے کھینچنے پر
وہی کہیں لہرا کر گری تھی۔۔

نہیں وہ تو روم میں ہے۔ ساحل کی موجود میں وہ یہاں کیا کر رہی"
ہو گی۔۔ اسکے آگے پیچھے ہو رہی ہو گی۔۔" اسنے چبھتے لہجے میں کہا۔۔
حاسس سی روحا ایکدم آنکھیں پھیلا گئی۔۔۔ اسے پہلے اندازہ تھا کہ
اس چڑیل کی نظر شاہو پر ہے۔۔ تبھی تو کیسے جل کر بول رہی تھی
ڈائن۔۔۔
اسنے گھوم کر ساحل کے کوٹ کو تھاما، اور مسلسل ننگے پاؤں کھڑے
رہنے سے تھک کر اپنے سرد پاؤں کو اسکے بوٹ پر رکھ دیا۔۔
ساحل نے احتیاط سے اسکی کمر میں بازو حائل کرتے اسے تھام
لیا۔۔
ساحل آگیا؟" زریش شاہ کو حیرت ہوئی۔۔"
جی وہ میرے ساتھ ہی آیا ہے۔ ہم ابھی باہر سے ڈنر ساتھ کر کے آئے ہیں۔۔"
وہ سونے کیلئے اپنے روم میں چلا گیا اور میں یہاں تھوڑی بہت
ایکسرسائز کیلئے آ گئی۔۔
کہ اچانک پاؤں میں موچ آ گئی تو چیخ نکل گئی میری۔۔۔" اسنے کچھ
تفصیل جواب دیتے ہیل کی قید میں اپنے پاؤں کو دیکھا اور وہاں سے
چلی گئی۔۔۔ اگر روحا کے پیچھے ساحل کو جاتے نا دیکھتی تو قطعی روحا کو
بچانے نا آتی۔۔

آتے ہوئے دروازے بند کر دیجئے گا، چور ڈاکوں عام ہو گئے ہیں شہر"
میں۔۔"فضا میں جاتی ہوئی فیری کی آواز گونجتی رہی۔۔
دیوار کی آڑ میں کھڑے ساحل روحا نے چونک کر دیکھا۔۔

پیچھے زریش شاہ نے حیرت سے یہاں وہاں دیکھا۔۔"اگر ساحل
آیا ہو گا تو اسکی گاڑی بھی یہیں ہو گی۔۔"وہ وہاں سے جانے لگیں۔۔فیری کی
بات تو سچ تھی۔۔کل اس سے پڑوس کی خاتون نے کہا تھا کہ رات
اسکے گارڈ پر چور نے حملہ کر دیا تھا گھر میں گھسنے کیلئے۔۔۔

توبہ!کیا ہو گیا ہے لوگوں کو۔۔۔"وہ ہول کر ساحل کی گاڑی دیکھنے کے"
بعد مطمئن ہوتیں ساتھ ہی گھر کا داخلی دروازہ بند کر دیا۔۔
اور آیت الکرسی پڑھتیں اندر کی طرف بڑھ گئیں۔۔

شاہو!!!"ششدر سی روحا کی سرگوشی گونجی۔۔"
ہوں!"ساحل کو خود بے تحاشہ اس ڈائن عورت پر غصہ تھا۔وہ"
کیسے بھول گیا کہ وہ کوئی سیدھا کام کر ہی نہیں سکتی کسی کیلئے۔۔۔

اب کیا ہو گا؟" اسکی آواز بھرائی۔۔ وہ پیچھے ہو گئی اور سراسیمگی سے "
اندھیرے میں دیکھنے لگی۔۔

تمہیں کس نے کہا تھا یہاں آنے کیلئے اب بھگتو!" وہ اسے غصے سے "
جھڑک گیا۔۔ اور پیچھے ہو کر بیک ڈور کے پاس آیا، اسے چھو کر دھکیل
کر کوشش کی مگر اندازہ ہو گیا کہ وہ بھی لاکڈ ہے۔۔
مجھے کیا پتا آپ آجائیں گے۔۔ اور آپکے پیچھے وہ آپکی لاڈلی بھی۔۔ اگر ڈنر کر "
"آئے تھے تو جا کر چینج کر لیتے، یہاں کیوں آئے آپ۔۔
اب آپ دونوں کی وجہ سے میں پھنس گئی۔۔ مجھے سردی لگ "
رہی ہے۔۔ نیند بھی۔۔ اور بھوک بھی۔۔ اب میں کہاں سوؤں گی۔۔"
وہ رونے لگی۔۔۔

چپ! خبردار ایک بھی آنسوں بہایا۔۔ اٹھا کر پول میں پھینک "
دوں گا۔ پھر وہاں اپنی رہی سہی پیاس ختم کر لینا۔۔" وہ غصے سے
بھڑک اٹھا۔۔۔
کیسے ڈنر کا جتا رہی تھی بیوقوف۔۔۔ وہ خود صبح کا بھوکا تھا، اور اب اسکے
طنز۔۔۔

بیک ڈور بھی بند ہے۔۔" اپنے بالوں پر ہاتھ پھیرتے روحا کو بیک ڈور کی طرف جاتے دیکھ کر اسنے اسکے سر پر دھماکہ کیا۔۔ وہ ساکت سی ہو گئی۔۔

اسنے شاکڈ ہو کر گردن پھیر کر ساحل شاہ کو دیکھا۔۔

اب؟؟؟؟" اسکی سرسراہٹی ہوئی آواز گونجی۔۔"

سگریٹ پیو گی؟ سگریٹ پینے سے سردی کم لگتی ہے۔۔" گھنی مونچھوں تلے عنابی لبوں پر مبہم سی مسکراہٹ سجا کر وہ جیب سے سگریٹ نکال لبوں میں دبائے لائٹر نکالنے لگا۔۔۔

وہ ہونٹوں کی طرح گھوم کر اسے دیکھ رہی تھی، جبکہ ساحل کی پر شوق گرے نگاہیں اسکے سراپے کا طواف کر رہی تھیں۔۔ نائیٹ ڈریس پر کھلے بال، چہرے پر اڑی ہوائیاں۔۔۔ وہ بار بار اپنے گلابی لب تر کرتی انہیں بھگا رہی تھی۔۔

مجھے کھانسی ہو جائے گی۔۔" اسنے بے بسی دکھ سے کہا۔۔ اسے لگا وہ اسے مخلص مشورہ دے رہا ہے۔ "تمہارا انہیلر نہیں ہے تمہارے پاس؟" وہ سگریٹ کا کش بھر کر دھواں فضا میں اڑانے لگا۔۔

روحا نے دو قدم پیچھے لیکر نفی میں سر ہلایا۔ اور بادل بن کر اڑتے دھویں کو دیکھا۔۔

کیا ہم ساری رات یہیں رہیں گے شاہو؟" وہ ہاتھ آپس میں سہلا" کر اپنے پاؤں کی انگلیوں کو حرکت دینے لگی۔۔

مجبوری ہے۔۔" وہ لاپرواہی سے کہتا پول کے پانی کو دیکھنے لگا تھا تبھی ایک" مدھم سے اجالے کا سہارا تھا وہ بھی چھین لیا گیا۔۔
ساحل کو اندازا تھا کہ کس کی حرکت ہو سکتی ہے۔۔۔
شاہو!!" روحا اندھیرے میں گھبرا گئی۔۔"

آپ مجبور کیسے ہو سکتے ہیں؟ آپ تو مجبور کرتے ہیں نا؟" وہ بھیگی" غصے سے لبریز آواز میں بولی۔۔
میں نے مجبور کرنا چھوڑ دیا۔۔" وہ زیر لب مسکرا کر بولا۔۔ اور سگریٹ" کو پاؤں تلے مسئلہ۔۔۔
روحا کو حیرت ہوئی۔۔ ساری زندگی اسے رونے پر مجبور کرنے والا شخص آج کہہ رہا تھا اسنے مجبور کرنا چھوڑ دیا۔۔

کیا مذاق تھا اسکے ساتھ۔۔۔۔

کب ؟"وہ طنزیہ گویا ہوئی۔۔۔"تب۔۔۔۔"اسکا پوچھنا تھا کہ"

ایکدم اسنے اسکی نازک سی کلائی کو مضبوط گرفت میں جکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔۔

وہ لہراتی سیدھا اسکے چوڑے سینے سے آ لگی۔۔"سی۔۔۔"اسنے اپنی کھردری انگلیوں میں اسکی نازک کمر پر کو جکڑا، وہ تڑپ کر اسکے سینے سے لگی۔۔

شاہو۔۔۔!!"اسکے تیوروں سے وہ سراسیمہ ہو کر اسے دیکھنے لگی۔ مگر"

چہرے پر پڑتی گرم سانسوں سے اسنے ایکدم آنکھیں موند لیں۔۔

جب تم نے میرے سلگتے ہونٹوں سے، اپنے نرم ہونٹوں کو ملایا۔۔"وہ"

گھمبیر سرگوشی میں کہتا اسکی دھڑکنوں کی بے ترتیبی کو سن کر

اسکے نچلے ہونٹ کو اپنے انگوٹھے سے سہلانے لگا۔۔

وہ حلق تر کرتی کسمسائی۔۔

کیا ہوا؟"وہ اپنی دہکتی سانسیں اسکے چہرے پر چھوڑتا بولا۔۔"

پپ۔۔پیاس۔۔"وہ خشک حلق سے بمشکل بول پائی۔۔"

میں سیراب کر دوں؟"وہ کان کے قریب جھک کر بولا۔۔روحا کا"

دل اچھل کر اسکے حلق میں جیسے آ گیا۔۔وہ نا آگے جا سکتی تھی، نا

پیچھے۔۔ آہستہ سے اسکے کوٹ کے کالر کو مٹھیوں میں پکڑا۔۔
ساحل نے مسکراتے اسکے گال پر اپنی ناک کو سہلایا۔۔ وہ مدھم سا مسکرائی۔۔ اسکی پلکیں حیا سے بھاری ہو گئیں۔۔

اسکا دل دھک دھک کر رہا تھا۔۔ اسنے سانس بند ہونے پر آہستہ سے اپنے لب وا کیے تبھی اسکی کوشش کو ناکام کرتے اسکے گلابی پنکھڑیوں جیسے ہونٹوں پر گرفت مضبوط کرتے اسکی سانسوں سے اپنی سانسوں کو الجھا کر، پشت کو سہلانے لگا۔۔

وہ جیسے اسکی گرم سانسوں پر، طلسماتی سحر میں قید ہو گئی۔۔ چاند کی روشنی میں، ان دونوں کا ایک عکس پول کی پانی کی لہروں پر جھولنے لگا۔۔
اسکی ہونٹ پر نرم گرم گرفت، سانسوں کی جھلساتی گرمی۔۔ بالوں کی جڑوں میں سرسراہٹی انگلیاں۔۔
وہ جیسے اس دیو کے قید میں قید ہوتی جا رہی تھی۔۔ اسکے لبوں پر وہی پہلا لمس تھا جو دونوں نے بھول میں ایک دوسرے کو سونپا تھا۔۔
وہ سگریٹ کا نشہ نا سہی، مگر لگتا تھا سگریٹ پینے والے کی سانسوں کا نشہ کرنے لگی تھی۔۔

تمہارا سگریٹ میں ہوں۔۔خود سلگ کر، تمہارے ہونٹوں سے "
دھڑکنوں کو سلگا دیتا ہوں۔۔"اسکے ہونٹوں کو اپنے قید سے آزادی بخش
کر وہ اسکے چہرے پر لہراتی زلفوں کو انگلی سے سمیٹتے اسے سانسیں
بھرتے دیکھ رہا تھا۔۔
روحانے بھاری پلکیں اٹھا کر اسکی آنکھوں میں دیکھا۔وہ اسکے ہونٹوں
سے نمی انگلی پر سمیٹ کر پھر سے جھکنے لگا تھا مگر وہ تڑپ کر گردن موڑ
گئی۔۔
وہ زیر لب مسکرایا۔۔"ایک کش پر ہی گھبرا رہی ہو، ہم سے پوچھو پوری
سگریٹ ایک سانس میں پیتے ہیں۔۔"وہ معنی خیزی سے بولا۔۔
وہ کچھ نہیں بولی۔۔سواء اسکی خاموش دھڑکنوں کو خاموشی پر
بے قرار ہونے کے۔۔
ایک اسکا دل تھا ذرا سی قربت پر، سینے کی دیواریں توڑ کر باہر آنے کی
کوششیں کرتا تھا۔۔ایک اسکا دل تھا، اتنی الفتیں لٹانے کے بعد بھی
یوں تھا جیسے کچھ ہوا نہیں۔۔
وہ بے خودی میں گھری، اسکے کالر سے کانپتا ہاتھ ہٹا کر آہستہ سے اسکے
دل کے مقام پر رکھ گئی۔۔
اور سر اٹھا کر اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔۔

اس دل کو جگانا، تمہارے بس کی بات نہیں۔۔"وہ سوالیہ نگاہوں کا" جواب دینے لگا۔۔روحا کو یوں لگا جیسے کسی نے طمانچہ مار دیا ہو۔۔ تو پھر کس ہوتی سوتی کیلئے سجا کر رکھا ہے یہ پتھر؟"وہ ایکدم" طیش سے اسکی شرٹ کو مٹھی میں جکڑ کر بولی۔۔سیاہ آنکھوں میں ڈھیروں نمی آ گئی۔۔۔

جہاں قدر نا ہو، وہاں دل لگانا میری ذات کا خلاصہ نہیں مسز" ساحل شاہ!"وہ اسکا گال کسی بچی کی طرح تھپتھپانے لگا۔۔

اپنی بساط سے بڑھ کر آپکی شدتوں کو جھیلا ہے میں نے ساحل" شاہ۔۔!"وہ اسکے کالر کو جکڑ کر پھولتی نتھنوں کے ساتھ غصے طیش سے بولی۔۔

وہ خاموش اسکے پاس آئے چہرے کو دیکھنے لگا، غصے سے سرخ لال ہو رہا تھا۔۔ آنکھوں میں انگارے پھوٹ پڑے تھے۔۔

جھیلا ہے۔۔۔ چاہا نہیں۔۔" ساحل نے جھک کر سپاٹ لہجے
میں جتایا۔۔
تو لیں! بنا لیں مجھے سمو کر کوئین۔۔۔" وہ جذبات میں اسکے گھنی
مونچھوں تلے ہونٹ دیکھ کر ایکدم سے ان پر اپنے چھوٹے سے ہونٹ ثبت
کر کے کھڑی ہو گئی۔۔" میں پینا چاہتی ہوں سگریٹ کو مسٹر
"شاہو۔۔۔
اسکا ننھا سا دل اسے باز رکھ رہا تھا، مگر جذبات ان پر غالب
آ چکے تھے۔۔ وہ اسکی گرم سانسوں محسوس کر رہی تھی۔۔ خاموش
کھڑی تھی۔۔

ایک پل کیلئے ساحل بھی خاموش ہو گیا۔۔ اسے توقع نہیں تھی
اتنے جذباتی پن کی۔۔
معاً وہ مسکرایا۔۔۔" پی لو گی؟" وہ تمسخرے سے بولا
روحا کے سارے جذبات پر ایکدم سے گھبراہٹ حاوی ہوئی۔۔ وہ
ابھی سٹپٹا کر پیچھے ہوتی۔۔ اس سے پہلے وہ اسکی بیوقوفی کا فائدہ اٹھا کر
اسکی کمر میں آہنی حصار باندھ چکا تھا۔۔

شش۔۔۔شاہو۔۔۔"وہ بوکھلائی۔۔۔"

شش"وہ جھک گیا اسکے چہرے پر۔۔۔وہ بیوقوف کیا جانے کہ" اسکا دل خاموشی کا عادی ہے۔۔

۔۔۔۔ماضی۔۔۔۔

بازل روحا، کے ناشتے کے بعد، تقویٰ زیدی کے ساتھ، حجاب شاہ مہکار شاہ، ہارون شاہ کے گھر پہنچیں، جہاں پہلے سے بہت لوگ موجود تھے۔ مہکار شاہ جانا تو نہیں چاہتی تھی، مگر اپنی پھوپھو ہونے کی وجہ سے اسے جانا پڑا۔ اور ساحل کیلئے بھی اسے آنا تھا، وہ مسلسل اس سے چھپ رہا تھا۔ یہ چھپن چھپائی مہکار کو بہت بھا رہی تھی۔۔ ایک بہت خوبصورت ممتا بھرے احساس کو جنم دے رہی تھی، جو ہمیشہ سے تڑپتا رہا تھا۔۔

وہاں تو جیسے سب اسکے انتظار میں تھے، اسکے آتے ہی سب عورتوں نے اسے گھیر لیا اور وہاں کے حوالے سے پوچھنے لگیں کہ اتنے سال وہاں کیا کرتی رہی ہے۔۔ کیا سوچا ہے، کیا کرے گی۔

مہکار خاموش تھی، کیونکہ اسے جواب ہی نہیں دینا تھا۔ وہ بس اپنے

بیٹے سے ملنا چاہتی تھی، اسے ساحل کو دیکھنے، اسے سینے سے لگانی کی بے چینی بے قراری تھی۔۔

وہ ان سے معذرت کر کے اٹھ گئی، اسے کل سے ساحل کی تلاش تھی، مگر ساحل تھا جسنے قسم کھائی ہوئی تھی کہ وہ سامنے نہیں آئے گا اسکے۔۔

روحا اپنی مام کے ساتھ ہی بیٹھی تھی، البتہ بازل کہیں غائب تھی۔۔وہ مہکار شاہ سے بازل کو ڈھونڈنے کا کہہ کر اٹھ گئی۔۔

مہکار زریش کے پاس چلی گئی تاکہ ساحل سے مل سکے۔۔
وہ زندگی میں اتنی بے بس نہیں تھی جتنی ابھی ہوئی تھی ساحل سے ملنے کیلئے۔۔اسکا کلیجہ تڑپ رہا تھا، اپنے جگر گوشے کو سینے میں سمیٹنے کیلئے۔۔

روحا بازل کو ڈھونڈتی ہوئی صارم کو دیکھ کر صارم کے پاس آئی، وہ یہاں اس سے پہلا دوست تھا۔باقی سے بھی وہ مل چکی تھی سب بہت اچھے تھے۔۔

مگر اسے صارم زیادہ ہی اچھا لگا۔۔ اس نے صارم سے پوچھا بازل کہاں ہے۔۔ تب اسنے اسے بتایا کہ بازل ساحل کے پاس ہے من کے ساتھ کھیل رہی ہے لان میں۔۔

وہ صارم کے ساتھ لان کی طرف جانے لگی، اسکی ماما باقی سب قرآن پڑھ رہے تھے۔۔ وہ جب لان میں آئی تو سامنے ہی وہ موجود تھا۔۔ گھنے سیاہ بال اسکے ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے، آستیں اسنے کہنیوں تک فولڈ کی ہوئی تھیں، سورج کی روشنی کی وجہ سے اسکا چہرہ دہک رہا تھا، گرے رنگ کی آنکھیں کی پتلیاں سکڑی ہوئی تھیں۔۔

کتنا خوبصورت ہے" اسکے لبوں سے سرگوشی میں نکلا تھا۔ اسے اپنی" مام کا بیٹا بہت پسند آیا تھا۔۔ مگر وہ کافی سنگدل تھا۔۔

اسے یاد آیا کہ وہ اس سے نفرت کرتا ہے۔۔ اسکے چھوٹے سے لبوں پر پھیلی مسکراہٹ سکڑ گئی۔۔ آنکھوں میں چمک مانند پڑ گئی، اور وہ حسرت سے اسکے ارد گرد بیٹھی بچیوں کو دیکھنے لگی۔۔۔

جس میں تو قسیع عرشیہ، بازل سمن تھیں۔۔ وہ کچھ بنانے میں مصروف تھا، شاید وہ انکے کھیلنے کیلئے ہاتھ سے چھوٹی چھوٹے کھلونے بنا رہا تھا۔۔

آؤ!" اسے وہی کھڑا دیکھ کر صارم اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے بھی وہاں لے آیا۔۔"
روحا کا دل خوف سے سکڑ گیا۔۔ وہ نانا کرتی رہی مگر صارم کہہ رہا تھا
"کہ "بڑے بھائی بہت نائیس ہیں، وہ تمہیں بھی کھلونا بنا کر دیں گے
وہ اسے لیکر وہاں آیا، اور بازل نے اپنی بہن کو دیکھتے ہی فوراً سے پاس میں
جگہ بنائی۔۔ روحا جھجھکتی ہوئی بیٹھ گئی، وہ ساحل کو دیکھنے لگی۔۔
مگر ساحل نے کوئی بھی رسپانس نہیں دیا تو اسکے دل میں بیٹھا
خوف کچھ کم ہوا۔۔۔
صارم اسے وہاں بیٹھا کر چلا گیا اپنے بھائی کے پاس، روحا انگلیاں
چٹخاتی ہوئی ساحل کو دیکھ رہی تھی، اسکی نظروں کی ہی تپش کا اثر تھا کہ کام
کرتے ہوئے ساحل نے بے ساختہ نگاہ اٹھا کر اسکی جانب
دیکھا۔۔۔

یہ وہ پہلا لمحہ تھا، جہاں دونوں بالکل آمنے سامنے تھے، روحا کو ڈر تھا
وہ ابھی جھڑک کر اسے بھگا دے گا، وہ اٹھنے لگی تھی پہلے ہی مگر وہ اچٹی مگر
گہری نگاہ اسکے چہرے پر ڈال کر نظریں واپس پھیر گیا۔۔
وہ مسکرا دی اسے لگا، کہ ضرور وہ اسکی مام کو تنگ کر رہا ہوگا، وہ اس سے
نفرت نہیں کرتا۔۔ مگر جلد اسکی غلط فہمی دور ہو گئی۔۔

جب اسنے سب کو وہ کھلونا، اور ٹافی دیکر انکا گال تھپتھپایا اور انہیں کھیلنے کیلئے بھیج کر اسے وہیں اکیلا چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہو گیا۔۔

اسنے سب بچیوں کو دیئے، کھولنے بھی اور ٹافی بھی، روحا کو ایسے نظر انداز کیا جیسے وہ وہاں موجود ہی نا ہو، دکھ، اہانت، توہین سے اسکی آنکھوں میں نمی آ گئی۔۔

آٹھ سال کی تھی تو کیا ہوا، تھی تو ابھی خود بھی بچی، مگر اسنے ساحل شاہ کی نفرت پھر بھی نہیں سوچی۔ اسنے سوچا کہ کیا معلوم اسکے لئے بنانے کیلئے ضروریات کی چیزیں ختم ہو گئی ہوں۔۔ اور ٹافیاں بھی۔۔

وہ مثبت سوچ کر اٹھ کھڑی ہوئی، اسے لگ رہا تھا ان کے بیچ جو سرد خاموشی ہے یہی اسے اپنے کزن سے دور کر رہی ہے۔ اسے بات کر کے اس بے نام خاموشی غلط فہمی کی دیوار کو توڑنا چاہیے۔۔

اسے بازل کو انکار کر دیا، اس سے کہا وہ خود کھیلے اس کھلونے سے، وہ اپنا کھلونا شاہو سے لے گی۔ بازل خوش ہو جرمن کے ساتھ کھیلنے لگی۔

کیونکہ من اپنی دادو کیلئے رو رہی تھی، اور اسے چپ کروانے کیلئے ہی تو ساحل شاہ انہیں یہ سب بنا کر دے رہا تھا۔ اسنے پاسٹک کی بوتلوں سے انہیں گاڑی بنا کر دی تھی جس میں اپنی اپنی گڑیا بٹھا کر وہ وہاں لان میں

اب کھیل رہی تھیں۔۔

روحا ان سب ہر سری نظر ڈال کر ساحل شاہ کے پیچھے جانے لگی۔۔

ساحل بیٹا!" تبھی زریش شاہ نے اسے پکارا۔۔۔"

وہ خود میں مگن، سوچوں میں گم آگے بڑھ رہا تھا کہ اس پکار پر مسکراتا ہوا رکا، اسکی مسکراہٹ کو روحا نے حیرت سے دیکھا۔۔

وہ پھر اسے خوبصورت کزن کا خطاب دینے لگی۔۔ دل ہی دل میں۔۔

یس مام!" وہ جیسے ہی پلٹا مگر اپنی ماں کے ساتھ کھڑی عورت پر نظر" پڑتے ہیں اسکی مسکراہٹ دوسرے پل غائب ہو گئی۔۔

شاہو!" مہکار شاہ تڑپ کر سرخ ہوئی آنکھوں سے روتی اسکی جانب" لپکی۔۔

"ساحل نے ایکدم پیچھے قدم اٹھائے۔۔۔" آپ کون؟ کون شاہو؟

اسکے سرد سپاٹ لہجے میں کہے گئے الفاظ نے مہکار شاہ کو ساکت کر دیا۔۔

ساحل!" مہکار کے دکھ تکلیف کو محسوس کر کے زریش نے غصے سے"

ٹوکا۔۔"ماں ہے وہ تمہاری۔۔۔" اسنے جتایا۔۔ ساحل کے لبوں پر تمسخرے بھری مسکراہٹ پھیل گئی۔۔

وہ اپنی ماں کو دیکھنے کے بعد پھر مہکار شاہ کے سپید چہرے کو دیکھنے لگا۔۔
میں ماں ہوں تمہاری شاہو۔۔۔" وہ کانپتے بھیگے لہجے میں بولی۔۔"
ہاہاہاہا۔۔۔" ساحل یوں قہقہہ لگا کر ہنسا جیسے کوئی جوک سن لیا ہو۔۔ وہ"
بروقت خود کو سنبھال کر انہیں دیکھا جو رو رہی تھی۔۔
میں نہیں اسکی ماں ہیں آپ۔۔" دفعتاً اسنے پیچھے سہمی کھڑی"
روحا کا بازو دبوچ کر اسے مہکار شاہ کے سامنے کر دیا۔۔

اسے جس طرح سنبھال رہی ہیں، اسکی ہی ماں ہیں۔ ہو چھیں اس سے"
کہ آپ کے بغیر کھانا بھی کھاتی ہے۔۔ پوچھیں اس سے کہ کس
طرح آپ سینے سے لگا کر رات کو سلاتی ہیں اسے۔۔ اسے کہتے ہیں
ماں۔۔۔
نا کہ تڑپتے، کمزور، مرتے بے بس بچے دھتکار کر اپنی خواہشات کے پیچھے
جانے والی کو ماں کہتے ہیں۔۔ نا اسے ماں کہتے ہیں، جو ذرا سی فرمائش پوری نا
ہونے ہر اپنے کمزور بچے پر سارا غصہ اتارنے والی کو ماں کہتے ہیں۔۔۔

کیسی ماں ہیں آپ ؟ کیوں ماں لفظ کی انسلٹ کر رہی ہیں؟
کیا کبھی میری تکلیف پر آپ آئی ہیں؟ کیا کبھی میری پکار پر آپ نے جواب دیا؟ کیا کبھی مجھے من چاہا بچہ کہہ کر سینے سے لگایا؟ کیا کبھی پلٹ کر دیکھا کہ پیچھے کس کے سہارے میں چھوڑ کر جا رہی ہوں اسے جسے ٹھیک سے کھانا بھی کھانا نہیں آتا۔۔۔
کیوں اپنوں کا ڈھونگ رچا کر آئی ہیں یہاں؟ جب بے بس میری دادو پڑی تھی تب آپ بھاگ کر اپنے باپ کے گھر بیٹھی تھیں کہ کہیں انکی خدمات نا کرنی پڑیں۔۔۔" اسکی آنکھوں سے آنسوں کی صورت جیسے لہو ٹپکنے لگا تھا۔۔

نفرت کرتا ہوں میں آپ سے، اور آپکی اس مریضہ سے۔۔"
مر گیا آپکا بچہ اسی وقت جس وقت تپتی دھوپ میں آپکا سایہ میسر نا تھا۔۔
مر گیا آپکا شاہو۔۔۔۔۔
میں اب ساحل شاہ ہوں۔۔۔ وہ ساحل شاہ جسکی ماں صرف ایک ہے۔۔ اور وہ زریش شاہ ہیں۔۔ آئندہ کبھی میرے راستے دونوں ماں بیٹی آئیں مٹا دوں گا میں۔۔۔۔" وہ نفرت دکھ غصے سے

چیختا روحا کو مہکار شاہ کی جانب دھکیل وہاں سے چلا گیا۔۔۔
اسے احساس نہیں تھا اسنے کیا کیا کہہ دیا ہے۔۔ مگر اسکے الفاظ نے مہکار شاہ کو توڑ دیا۔۔۔ سب لوگ وہاں جمع ہو گئے تھے اور اب سرگوشیاں شروع ہو گئی تھیں۔۔
مہکار شاہ پھوٹ پھوٹ کر روتی گھٹنوں کے بل وہیں گر گئی۔۔ اور اپنا منہ سر پیٹنے لگی۔۔۔
روحا خوفزدہ سی کانپتی اس صورتحال کو دیکھ کر رو رہی تھی۔ اسنے ساحل شاہ کو بھی روتے جاتے ہوئے دیکھا تھا۔۔ وہ اپنی مام کو روتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔

سنبھالیں خود کو مہکار۔۔۔ "زریش اسکے ہاتھ پکڑنے لگی۔۔"
نہیں مجھے مر جانے دو۔۔ میں نے اپنے معصوم سے بیٹے کو کیا بنا" دیا۔۔ میں بہت بری ہوں۔۔ مجھ سے دور رہو۔۔۔ "وہ ہذیانی ہو گئی تھی خود کو مارنے کی کوششیں کرنے لگی۔۔

حجاب تقویٰ اسے سنبھالنے لگیں۔۔
اس تماشے میں وہ سب روحا کو تو بھول ہی گئے تھے۔ سب مہکار شاہ

کو سنبھال رہے تھے۔۔
جبکہ روحا غصے سے روتی اسکے پیچھے جا رہی تھی۔۔
ساحل شاہ طیش میں اپنے روم میں داخل ہوا اور ٹھاکے ساتھ دروازہ بند کر کے۔۔ جا کر بیڈ پر بیٹھ کر سر ہاتھوں میں گرا لیا۔۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔۔ اسنے عہد کیا تھا کہ کبھی نہیں روئے گا۔ مگر اپنی ماؤں کو رلا کر وہ خود تہس نہس ہو گیا تھا۔ وہ چور چور تھا زخموں سے۔۔۔
اسے گھٹن ہونے لگی، اسنے بے چین ہو کر اپنی شرٹ کے بٹن کھولے۔۔ اور گہرے گہرے سانس لینے لگا۔۔ اسکا چہرہ سرخ لہوں نما جبکہ ماتھا پسینے سے نم تھا۔۔
ایسی اسکی حالت اکثر ہو جاتی تھی، وہ اپنی دادو یا ماں کے آغوش میں چھپ جاتا تھا تبھی پر سکون ہوتا تھا۔۔ مگر اس وقت وہ پلٹ کر واپس باہر نہیں جانا چاہتا تھا۔۔

وہ اٹھا اور سامنے ہی موجود الماری کو کھول کر، نیچے کے خانے سے، کچھ نکالا۔۔

اور واپس چل کر اپنی جگہ پر بیٹھا۔۔ الماری کے پٹ یونہی کھلے چھوڑ کر وہ پاس رکھی چیز کو گھورنے لگا۔۔۔

اور یونہی گھورتے گھورتے ایکدم اٹھا کر، اسنے ڈبی سے ایک سگریٹ نکالا، اور ہونٹوں میں دبا کر دوسرے لمحے لائٹر کے سرخ شعلے سے اسے جلایا۔۔
اسنے ایک گہرا کش لیکر، اپنے ہونٹوں سے نکلے دھویں کو فضا کی سپرد کرتے ہوئے دوسرا کش لینے ہی والا تھا تبھی فضا میں چیخ گونجی۔۔۔

آہہہ۔۔۔ "روحا نے ایکدم اپنے منہ پر ہاتھ رکھا۔۔ مگر خوف سے نکلی" چیخ فضا میں گونج کر آواز پیدا کر گئی تھی۔۔

جس پر وہ متوجہ ہوتا، یونہی جھکے سر سے، گردن گھما کر اسے دیکھنے لگا۔ وہ دروازے سے پیٹھ ٹکا کر ہولے ہولے کانپتے وجود سے، منہ پر ہاتھ جمائے کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

اسکی آنکھوں میں غصے کی چنگاریاں تھیں، گرے آنکھوں میں، ضبط کے سرخ ڈورے لیے وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

آآ۔۔ آپ سموکنگ کر رہے ہیں۔۔" اسنے کانپتی انگلیاں اپنے ہونٹوں سے سرکا کر ہاتھ نیچے کیا اور بات کرنے میں پہل کی۔۔

دفع ہو جاؤ!" وہ نفرت سے نظریں پھیر کر سرد لہجے میں بولا۔۔" اور پھر سے گہرے کش لیکر وہ اپنے سینے میں اٹھتی آگ کو دبانے کی کوشش کرنے لگا۔۔
وہ اسکی بے حسی پر رو پڑی۔۔۔

آآ۔۔ آپ شش۔۔ شاہو۔۔ ماما سے بات کیوں نہیں کرتے وہ رو رہی ہیں" آپکے لئے۔ آپ پلیز ایک بار ان سے بات کر لیں۔۔ وہ آپ کو بہت چاہتی ہیں۔۔" خوف سے زرد پڑتی ہاتھ مسلتی ہوئی وہ روتی جانے کیسے ڈرتے اسکے روم میں آئی تھی، سامنے بیڈ پر بیٹھے ساحل شاہ کو دیکھتی منت بھرے لہجے میں گویا ہوا۔

اپنے روم میں اسکی سسکتی آواز پر اسنے سرخ غصے سے لہو ہوتی آنکھیں ایک بار پھر، اسکی سمیت اٹھائیں جہاں سے یہ آواز ابھری تھی۔
پر دوسرے پل سامنے کھڑے وجود کو دیکھتے اسکی آنکھوں میں جیسے دنیا جہاں کی نفرت کا ابال امڈ آیا۔

"شاہو۔۔۔"
وہ شاکڈ کیفیت میں اس چھوٹی کانپتی تیز تیز سانسیں لیتی لڑکی کو دیکھتا بڑبڑایا۔

لبوں سے نام ادا ہوتے ہی سامنے چھناکے سے مہکار شاہ کا سراپا لہرایا، ساتھ ایک پرانی یاد جب وہ کبھی موڈ میں ہوتی اسے "شاہو" کہہ کر بلاتی تھی۔
اور آج اسکی ہی پالی ہوئی بیٹی اسکے سامنے کھڑی اسے شاہو بلا رہی تھی یہ جانے بنا کہ اسے کس قدر نفرت ہے اس نام سے اور ان دونوں کے وجود سے۔
اسکا بس چلے تو بھڑکی بھٹی کے نذر کر دے انکے وجود کو اور یہ لڑکی "التجائیں کرنے آئی تھی کہ "اسکی مام کو بچا لو۔۔۔

اس ساحل شاہ سے جسکی اول و آخر خواہش تھی کہ وہ عورت تڑپے تاکہ اسکے وجود کو اسکی روح کو سکون ملے۔ جس طرح وہ تڑپا تھا پل پل اسکے لئے پر وہ نفس کی پوجارن، کبھی اسکی طرف پلٹ کر نہیں دیکھتی تھی آج اسکی زندگی کی بھیک کیلئے سب بار بار اسکے در پر آرہے تھے تو کیا ساحل شاہ یہ موقعہ جانے دیتا۔

تم نے سنا نہیں دفع ہو جاؤ مریضہ!" دفعتاً اسے دیکھتے اسکا ضبط" جواب دے گیا وہ غصے حقارت سے غرایا ساتھ ہی سائیڈ ٹیبل پر رکھا ٹائم پیس اٹھا کر ٹھاکے ساتھ ہی دیوار پر دے مارا۔۔
وہ جو پہلے ہی اس کے خوف سے تھر تھر کانپ رہی تھی دیوار پر اس اچانک حملے سے اٹھتی ٹھاہ کی آواز سے اسکی چیخ وحشتناک تھی۔۔۔

ماما۔۔۔!!!" وہ روتی چیختی سہم کر دروازے سے لگی۔"
جاؤ دفع ہو جاؤ ورنہ یہ اب ٹیبل اٹھا کر تمہارے سر پر" دے ماروں گا۔۔ شکل دفع کرو اپنی نفرت ہے مجھے تم دونوں ماں بیٹی سے۔"
بیڈ سے اتر کر وہ اسکی طرف بڑھتا ساتھ آپے سے باہر اسکے

قریب غرا رہا تھا۔

حقیقت یہی تھی کہ انکے بارے میں سوچتے سنتے وہ آپے سے باہر ہو جاتا تھا۔ اسکا غصہ اسکی نفرت اسکے کنٹرول سے باہر ہو جاتی تھی۔ اور اب تو وہ بالکل سامنے آکر اس وجود کی اس سے بھیک مانگ رہی تھی جو کہ دنیا کا سب سے ناگوار وجود تھا اسکے لئے۔

"

مم۔۔ ممیں۔۔ جا۔ جاتی۔۔ ہوں۔۔ شش۔ شاہو۔۔ م۔ مجھے۔۔ مت۔ ۔ما۔ مارو۔۔۔" اسکی سانسیں پھولنے لگیں حد سے زیادہ اسکا نازک سراپا لرزتا ہوا ابھی زمین بوس ہونے لگا تھا۔

جیسے جیسے اسکے قدم اپنی طرف بڑھتے دیکھ رہی تھی ویسے ہی اسے اپنی موت اپنی سمیت چلتی ہوئی نظر آرہی تھی۔ اسے اندازہ ہو گیا کہ اسنے کتنی بڑی غلطی کر دی اسکے روم میں اسکے پیچھے آکر۔۔

"وہ حقیقت میں اس سے نفرت کرتا ہے۔۔"

پر وہ تو اسے بتانا چاہتی تھی کہ مام ہم دونوں سے بہت پیار کرتی ہیں بلکہ

روحا سے زیادہ وہ ساحل شاہ سے پیار کرتی ہیں۔ اپنے شاہو کو وہ نہیں بھول پا رہی۔ پر مقابل چلتا آرہے، اپنی مام کے "شاہو" کا انداز دیکھتے اسکی آنکھوں کے سامنے موت ناچ رہی تھی۔

مم۔۔ میں۔۔ نہیں۔ کہتی۔۔ کچھ۔۔"
وو۔۔ وہ۔۔ ص۔۔ صرف۔۔ آپکی۔۔ ہیں۔۔ مم۔۔ مام۔۔۔"اسنے روتے اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر نفی کرتی سامنے ہاتھ جوڑ گئی۔۔

نفرت کرتا ہوں میں تم سے سمجھی بے تحاشہ نفرت کرتا ہوں" بے انتہا تم دونوں سے۔۔"وہ اسکے سر پر پہنچ کر حلق کے بل غرایا۔۔
آہ۔۔۔ مام۔۔۔"اسکی غراہٹ پر روحا چیخ کر اچھل پڑی"

شٹ اپ نہیں وہ تمہاری مام۔"اسکا منہ دبوچ کر وہ چیخا اس پر۔"
وہ۔۔۔ وہ۔۔ ہماری۔۔ مام۔۔ ہیں۔۔"اسنے روتے اپنا چہرہ چھڑوانے کی" کوشش کرتے نڈھال ہو کر سمجھانا چاہا۔
چٹاخ۔۔۔ اچانک اسکے گال پر پڑنے والا تھپڑ اس قدر زوردار تھا کہ اسے لگا اسکا دماغ سن ہو گیا ہے۔۔ پل کیلئے آنکھوں کے سامنے

اندھیرا چھا گیا۔
سینت سینت کر مہکار شاہ کی آغوش میں پلتی آئی وہ نازک کمزور سی روحا شاہ آج انکے پتھر دل بیٹے کی نفرت کی آگ میں جل رہی تھی۔

نہیں وہ ہماری مام! نا میری نا ہی تمہاری۔۔ اگر تمنے آئندہ اسے مام کہا تو" میں تمہاری جان لے لوں گا۔۔ مٹھی میں تمہاری زبان نوچ لوں گا۔ دور رہو اس سے۔ تڑپنے دو اسے مرنے دو اسے جس طرح اسنے مجھے مارا ہے۔۔۔" وہ زور سے اسے دروازے سے لگا تا پاگل بنا غرا رہا تھا۔۔۔

نہیں۔۔ وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ میری مام۔۔ ہیں۔۔۔ شاہو۔۔۔" وہ خوف سے" تھر تھر کانپنے کے باوجود اس پر چیخی جس سے مقابل کی آنکھوں خون اتر آیا۔
اسکی دہشت کے خوف سے اس چھوٹی سی لڑکی کا استھما بڑھ گیا اور وہ بری طرح کھانستی اسکی پکڑ میں مچلتی اپنی مام کو چیخ چیخ کر بلانے لگی۔

ممم۔۔ مم۔۔ میرا۔۔ انہیلر۔۔۔۔" اسنے ہاتھ دروازے پر مارے اسکے"

کندھوں پر مارے۔۔
اسے بری طرح انہیلر کیلئے تڑپتے مچلتے دیکھ کر مقابل کے لبوں پر گہری مسکراہٹ بکھر گئی۔

پر اس حالت کے باوجود اسے پھر سے مام کی رٹ لگاتے، اپنے حکم کی نفی کرتے دیکھ کر بالکل پاگل ہوتا اسکی پتلی سی گردن کو دبوچ گیا۔۔وہ اپنے آپ میں نہیں رہا تھا، نفرت جب حاوی ہو جائے تو انسان، کا دل پتھر ہو جاتا ہے۔۔سارے احساسات مر جاتے ہیں۔۔
جیسے ابھی اسے تڑپتے دیکھ کر ساحل شاہ خوش ہو رہا تھا۔

اگر آج تم مر گئی تو تمہارے ساتھ وہ بھی ہمیشہ کیلئے اس اذیت" میں دبوچ لی جائے گی ایسے تڑپے گی جس طرح میں تڑپا ہوں جس طرح مجھے تکلیف ہوتی تھی۔" اسکی پکڑ مضبوط ہو گئی اسکے نازک سی گردن پر۔۔وہ نازک سی لڑکی یوں تڑپنے لگی جیسے ساحل کنارے تڑپتی مچھلی۔۔

تمنے اپنی موت خود چنی ہے میرے راستے آکر۔ تمہیں موت بھی میں" "اپنی مرضی کی دوں گا روحا حیدر شاہ۔۔

"میں شاہو نہیں، تمہارا دشمن ہوں۔۔"
اسکے کان میں سرگوشی کے انداز میں سور پھونکتے اسنے ہاتھ کا دباؤ بری طرح سے بڑھا دیا اسکی گردن پر کہ وہ پھڑ پھڑا اٹھی کسی ذبح بے قصور ہرنی کی مانند۔

نن۔۔ نہیں۔۔ شش۔۔ شاہو۔۔ نن۔ نہیں۔۔" پھولتی دبتی ہوئی سانس،"
اسکے منہ سے سفید جاگ کے ساتھ جانے کیسے یہ التجا لبوں سے آزاد ہوئی۔۔
وہ ایک سمت لہرا کر جیسے گرتی اسی لمحے ٹھاکر ساتھ دروازہ کھولا۔۔ روحا کا وجود سیدھا اسکے سینے سے آلگا۔۔

روحا!!" حیدر شاہ اپنی بیٹی کی ایک جانب لہراتی گردن دیکھتے "
دھاڑ اٹھا۔۔
ساحل!!! یہ کیا کیا تم نے۔۔۔" زریش کی چیخی نکل پڑیں۔۔ ہارون "
شاہ کی آنکھوں میں لہو اتر آیا۔۔
کبھی بغیر نقاب کے باہر نا نکلنے والی حجاب روتی چیختی اپنے شوہر کے بانہوں

میں لہراتے وجود کو دیکھ کر بغیر سر کے دوپٹے، ننگے پاؤں بھاگتی چلی گئی۔۔

بازل نے نفرت سے ساحل کی دی ہوئی گاڑی کو توڑا اور بھاگتی ہوئی اپنے ماں باپ پھوپھو کے پیچھے چلی گئی۔۔۔

اور گھر میں کہرام مچ گیا جب غیظ و غضب میں بپھرے ہارون شاہ کے اشتعال کا شکار ہوا۔۔ "کیسی نفرت ہے تمہاری؟ کیا قصور ہے اس بچی کا جسے تم نے مارنے کی کوشش کی ہے۔۔ حیوان بن گئے ہو تم۔۔۔" وہ بری طرح پیٹتے ہوئے اس پر گرج برس رہے تھے۔۔

مگر وہ جیسے پتھر کا ہو چکا تھا۔۔ یا ظلمت کا عادی ہو گیا تھا۔۔ جب زریش شاہ اسکے قدموں میں ہاتھ جوڑ کر گر گئی، گڑگڑانے لگی، معافی مانگنے لگی، تب کہیں جا کر وہ تھک کر دور ہوئے۔۔

دانیال، صائم زیدی سب باہر سے ہی حیدر شاہ کے ساتھ ہاسپٹل چلے گئے۔ ہاسپٹل والوں نے روحا کی گردن پر نشان دیکھ کر پولیس کیس کا کہہ دیا۔۔ مگر صائم کی جان پہچان کی وجہ سے روحا کا علاج شروع ہوا۔۔۔

ڈاکٹر نے تو، امید نہیں دلائی کہ وہ بچی بچے گی۔۔ وہ پہلے ہی معذرت کر چکے تھے۔۔ مگر حیدر شاہ کے آنسوں، مہکار حجاب شاہ کے خدا کے سامنے گڑگڑانے۔۔۔ بعد بالآخر چوبیس گھنٹوں بعد روحا کو ہوش آیا۔۔

اور حیدر شاہ نے ایک سیکنڈ بھی وہاں مزید گزانے کے بجائے، اسی حالت میں اپنی بہن بیوی بیٹی کو لیکر وہاں سے چلا گیا ہمیشہ کیلئے۔۔ فضا میں ایکدم سکوت چھا گیا تھا۔۔ ہر سو خاموشی طاری تھی۔۔ وہاں کی حالت دیکھ کر بالآخر تقویٰ نے اپنا گھر وہ چھوڑ کر کراچی میں نیا گھر لیا۔۔

انکی آمد سے جیسے بہار آگئی تھی سب بچوں کی زندگی میں۔۔ ساحل کو تقویٰ نے بلا کر اپنے پاس قرآن پڑھانا شروع کر دیا، اور اسے پھر سے بچپن کی طرح پڑھانے لگی۔۔

اسے دیکھتے دلاور دریاب، عرشیہ توقیع سب بچے ملکر تقویٰ زیدی کے پاس پڑھنے لگے۔۔ سکوت ٹوٹ چکا تھا، بچے سب خوش ہو چلے تھے۔۔ اور آپس میں شرارتیں مستیاں کرنے لگے۔۔

ساحل کی ساری توجہ کا مرکز، پڑھائی اور اسکی بہن من ہوتی۔۔

جسے گھر میں وہ خود پڑھاتا تھا۔۔
صمصام کی توجہ کا مرکز توقیع، اور صارم تھے۔۔ جبکہ اسے طیش بھی آتا تھا جب عرشیہ اس سے بھاگتی تھی اور باقی سارے بچوں سے کھیلتی تھی۔۔
وہ ساحل صارم زیاف، فارس ان چاروں سے بھی کھیل لیتی تھی، نگر جہاں اسکا سایہ دیکھتی وہاں سے کوسو دور ہوتی۔ اور کبھی اگر اسکے شکنجے میں آ بھی جاتی تو اسے زخمی کر جاتی اپنے ناخوں یا دانتوں سے۔۔

مگر وہ صمصام زیدی تھا، جو کمال ضبط سے یہ سب برداشت کرتا آرہا تھا۔۔۔ جس طرح عرشیہ اس سے بھاگتی تھی، اسی طرح اسنے بھی اپنی بہن کو دلاور سے دور کر دیا تھا۔

اسکی ایک یہ بھی وجہ تھی کہ وہ بہت حساس تھا، اپنی بہن کے معاملے میں۔ ڈرتا تھا کہ جس طرح وہ نویرہ کو رلاتے ہیں، اسے تنگ کرتے ہیں، اسی چکر میں وہ اسکی بہن کو نا تنگ کرنے لگیں۔۔
جبکہ دوسرا یہ تھا کہ جب عرشی اس سے بھاگتی ہے دور، تو اسکی بہن کیوں ہو اسکے بھائی سے اٹیچ۔۔۔

پر صمصام زیدی کیا جانے، دل کی کیفیت اپنی توقیع کیلئے۔۔
اسے اپنا نام دل بہت پسند تھا، کیونکہ جب اسنے پہلی بار دلاور پکارنے کی کوشش کی تھی اسکے لبوں سے "دل" ادا ہوا تھا۔۔
اور اب تو وہ اس نام سے پکارنے کی عادی تھی۔۔
اور اس نام کو سنے بغیر دل کو بھی کہاں چین آتا تھا۔۔

ooooooo

کیا دیکھ رہے ہیں۔۔" تقویٰ چائے کے دونوں کپ اٹھا کر اسکی ساتھ" والی چیئر پر بیٹھی اور ایک کپ اسے تھمایا۔ نئے گھر کے، خوبصورت لان میں، شام کی ٹھنڈی پر سکون چھاؤں میں بیٹھے تھے۔۔
کچھ نہیں بس اپنے بچوں کو دیکھ رہا ہوں۔" صائم زیدی چونک کر سوچوں کی" جال سے نکلا اور کپ تھام کر مسکراتے بولا۔
کچھ سوچ بھی رہے تھے۔ آپ مجھ سے جھوٹ نہیں بول سکتے سائیں۔""
سامنے لان میں کھیلتے اپنے بچوں کو دیکھتی وہ جتاتے لہجے میں بولی۔
جس پر صائم اسے دیکھ کر مسکرا دیا۔۔
تقویٰ نے بھی اسے دیکھتے کپ اٹھا کر لبوں سے لگایا۔۔

سوچ رہا ہوں۔۔ کتنا خوش نصیب ہوں، مجھ جیسے گنہگار کو پاکباز عورت کا" ساتھ نصیب ہوا، کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ میرے بھی آنگن میں خوبصورت پھول کھلیں گے۔۔ رب کی رحمت سے میں بھی نوازہ جاؤں گا۔" اسنے اپنی سوچ کا اظہار اسکے سامنے کیا۔۔

آپ کیوں گنہگار ہیں سائیں! کتنی دفع کہا ہے خود کو ایسے مت کہیں۔۔" آپ میری نظر میں دنیا کے بہترین انسان ہیں۔۔ گناہوں کی لذت سے، دامن چھڑانا معمولی بات نہیں۔۔ ایسے لوگوں کو، حسرت سے لوگ دیکھتے ہیں۔۔ آپ بہت خاص ہیں میرے لیے "سائیں۔۔

خوش نصیب تو میں ہوں مجھے آپ کا ساتھ ملا ہے۔ اچھا چھوڑیں ان" باتوں کو صمصام نے شکایت کی ہے آپکی۔۔" اسنے کہہ کر شرارت سے دیکھا۔۔

صائم چونکا۔۔۔ اور پھر سامنے ہنستے ہوئے صمصام کو دیکھا، جو قسمت سے ہی مسکراتا تھا وہ بھی اپنی بہن کے سامنے۔۔

اسنے چونک کر بیوی سے دریافت کیا شکایت کے بابت تو تقویٰ نے

ہنستے ہوئے بتایا کہ صام کہتا ہے تو قسیع کو وہ آج سے اپنے ساتھ سلائے گا، اسکا باپ جو رات کو اسکے سونے کے بعد اسکی بہن کو لے جاتا ہے اپنے ساتھ سلانے یہ اسے بالکل پسند نہیں آتا۔۔ اسکا فیصلہ ہونا چاہیے اب۔۔۔

اس کھوتے کا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔۔ وہ میری بیٹی ہے۔ کتنی منتوں سے ملی ہے مجھے بیٹی اور اپنی بیٹی کو میں اپنے ساتھ سلاتا ہوں تو یہ نواب بیچ میں کہاں سے آ گیا۔۔ اور مجھے ان پر بھروسہ نہیں اگر میری بیٹی کو چوٹ ووٹ آ گئی تو؟ تو کچھ ہو گیا تو؟ میں ذرا سی تکلیف برداشت نہیں کروں گا۔۔ میں اپنی بیٹی کو کھو نہیں سکتا۔۔۔"

سائیں کیا ہو گیا ہے؟ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔۔" صائم زیدی کے لہجے میں خوف گھبراہٹ ایکدم سے غصہ دیکھ کر تقویٰ ٹھٹھک کر اسے ٹوک گئی جس پر وہ ہوش میں آیا اور کپ نیچے رکھ کر گہرا سانس لیا۔۔۔

سامنے تو قسیع صارم کے بال نوچ رہی تھی، شاید وہ ہارنے پر غصہ تھی، اور

اسکے غصے کا نشانہ صارم تھا۔۔ صائم زیدی انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔ بلاشبہ وہ دونوں بھائیوں کی جان تھی۔۔ مگر اسکا پاسٹ بھی تو اسکی آنکھوں کے سامنے تھا۔۔

اسکی بیٹی خوبصورت بھی تو اتنی ہی تھی۔۔ کہ ہر کسی کی توجہ کا خود ہی مرکز بن جاتی تھی، اور اسی کا تو ڈر تھا صائم زیدی کو۔۔۔
کچھ نہیں۔۔۔ "وہ نفی کر کے اپنے اعصاب پر سکون کرنے لگا۔ "ویسے یہ " اپنی توقیع صارم کو بہت مارتی ہے نا۔۔ "اسنے اس بات کو درگزر کرنے کیلئے دوسری بات مسکراتے کہی۔۔

تقویٰ پریشان تو تھی، مگر اسکے سوال پر مسکرا دی۔ وہ معاملہ فہم، عقلمند عورت تھی، مقابل کے بیہیوئر سے ہی جان جاتی تھی اگلا کس نہج پر جا کر سوچ رہا ہے، اور کیا سوچ رہا ہے۔ کیا چھپانا چاہ رہا ہے

صرف صارم کو نہیں بلکہ سب بچوں کو مارتی ہے۔ اس دن انوشے کی اگلی " میں کاٹ دیا تھا، وہ بچی کتنی رو رہی تھی۔ مجھے تو بہت غصہ آیا مگر صام نے اسے چھپا دیا ورنہ کاٹنے والی اسکی جو عادت ہے اسی دن ختم

کر دیتی۔۔

ہاہاہا ایسے عرشیہ سے عادت ڈلی ہے۔ایسے نہیں جائے گی۔۔""

صائم زیدی کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

دریاب صارم کو، دونوں کو زیادہ مارتی ہیں۔۔البتہ ساحل دلاور صمصام،"

تینوں بھائیوں میں جان بسی ہے۔۔" تقویٰ اپنی چھوٹی سی بیٹی کی

حرکات سے محظوظ ہوئی بتا رہی تھی۔۔

وہ تو میرا شیر ہے۔۔"دلاور کے ذکر پر صائم کے لبوں پر گہری"

مسکراہٹ آ گئی۔۔"سب بچوں کی جان ہے اس میں، اسے کیسے مار

سکتے ہیں۔۔البتہ دری کی تو عادت ہے، مانگ کر جوتے کھاتا ہے۔۔"

صائم کی بات پر تقویٰ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

"ایسے مت کہیں سائیں میرا دری بہت معصوم بیٹا ہے۔۔"

ہاں بہت معصوم ہے۔۔"صائم اسکی بات کا تمسخرہ اڑا کر ہنسنے لگا۔"

سب چھوڑیں آپ مجھے بتائیں کہ آپ اپنا پازیسو کیوں ہو رہے ہیں"

توقیع کے معاملے میں؟ اگر ایسا رویہ رہا تو وہ کافی حاسس ہو جائے

گی، اسے ہمارے سہارے کی ضرورت پڑ جائے گی ہر میدان میں۔۔

جبکہ میں چاہتی ہوں میری بیٹی خود اعتماد ہو۔۔انسان کی زندگی مستقبل کا کیا بھروسہ کہ کل کیا ہے۔۔

اگر اتنا خود سے قریب سینت سینت کر رکھیں گے تو ہماری بیٹی کیلئے مشکل ہو گی۔۔کل بھی اسکول سے آکر صمام سے کہہ رہی تھی کہ وہاں عشی نہیں ہے۔ناہی مام ڈیڈ ہیں۔۔وہ وہاں اسکول نہیں جائے گی۔۔"

مجھے ڈر ہے تقویٰ کہ میری بیٹی پر کسی کا برا سایہ نا آجائے۔۔"اسکے اپنے خوف کو زبان دی۔۔تقویٰ زیدی ہکا بکا اسے دیکھنے لگی۔۔

مجھے اب یہ خوف سونے نہیں دیتا، میں نے جہاں جہاں برا" قدم رکھا ہے، وہ برائی اب مجھے نیندوں میں سانپ کی طرح کاٹتی ہے۔۔میں اپنی بیٹی کی آنکھوں میں ایک آنسوں بھی نہیں برداشت کر سکتا، مگر میری نگاہوں میں تمہارا گڑگڑانا، اور آنسوں گھوم کر مجھے خفا کر رہے ہیں۔۔

مجھے گھبراہٹ، خوف ہونے لگا ہے۔۔ڈر جاتا ہوں میں بہت اب۔۔۔۔صمصام سے کہہ دو کہ جب تک میری بیٹی تمہارے روم میں ہوتی ہے میں تم لوگوں کے دروازے کے سامنے بہانے بہانے سے پہرہ دیتا ہوں کہ کہیں کوئی برا سایہ نا تم تینوں پر پڑ

جائے۔۔۔"وہ اپنے دل کا خوف وحشت اپنی شریک حیات سے شیئر کرتا، موبائل پر آئی کال کی وجہ سے آہستہ سے وہاں سے اٹھ گیا مگر تقویٰ کو اپنے خدشات سے ساکت کر گیا۔۔۔

oooooooooooo

دانیال خان تم اپنے بیٹوں کو سمجھاؤ! اب میری برداشت کی حد" ختم ہو رہی ہے۔"فیروز چغتائی کی غصیلی آواز فضا میں گرج اٹھی۔۔
فیروز چغتائی کے پاس کھڑی نویرہ اپنی کہنیاں سہلاتی رو رہی تھی۔۔
کیا کیا ہے میرے بیٹوں نے؟"فیروز صاحب کے لہجے کی" گرج سے دانیال کو بھی غصہ آیا اسنے غصے سے دریافت کیا۔

کیا تمہارے بیٹے نہیں بتاتے تمہیں؟ میری بیٹی ٹیوشن پڑھ کر آ رہی" تھی کیسے اسکے پیچھے کتے کو چھوڑا ہے۔۔وہ معصوم بھاگتی اپنی جان بچانے کی کوشش کرتی بالآخر گر گئی۔اسے چوٹ آئی رونے لگی تب جا کر ان دونوں نے کتے کو پکڑا ہے۔۔
اگر میری بیٹی کو کتا کاٹ لیتا، یا اسے کچھ بڑا نقصان آتا تو کیا کرتے تم؟"وہ

طیش سے سرخ ہو رہے تھے بس نہیں تھا دونوں کو پکڑ کر ابھی زور سے تھپڑ لگائے۔

دانیال خان کو بھی سن کر غصہ آگیا۔۔روز کوئی نا کوئی شکایت آتی تھی دونوں کی۔مگر آج تو حد ہو گئی۔۔

دلاور دریاب!"وہ ان سے دو منٹ کیلئے معذرت کرتا اندر گیا اور گرج" کر دونوں کو بلانے لگا۔۔
جی ڈیڈ!"کچھ ہی دیر بعد انکی گرج سے وہ دونوں سہم کر ایک ساتھ باہر آئے۔۔" دانیال نے جتنے طیش سے انہیں دیکھا تھا مگر اتنے ہی غصے سے میں ان دونوں کو "جڑے" ہوئے ہاتھ کو۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ساتھ آرہے تھے۔
چھوڑو اسکا ہاتھ!اپنے ساتھ اسے بھی بگاڑ کر رکھ دیا ہے تم نے۔۔"دلاور کا" کندھا جکڑ کر دانیال خان نے دھاڑ کر کہا۔۔

نہیں ڈیڈ!"دریاب ایکدم سختی سے دلاور کا ہاتھ جکڑ گیا۔"دل نے کچھ نہیں"

کیا۔۔سب میں نے کیا ہے۔۔" وہ ڈرتے بولا۔۔۔

تم چپ کرو! تم نے کچھ نہیں کیا۔ میں نے کیا ہے سب۔۔" دلاور
نے جھڑک دیا غصے سے۔۔

شٹ اپ!" دانیال غصے سے گرج اٹھا۔۔"
ڈیڈ ڈب ڈی نے کچھ نہیں کیا سب ڈی اے ڈی (ڈیڈ) نے کیا ہے۔۔""
معاً ان دونوں کے پیچھے سے آواز گونجی۔۔ دلاور دریاب نے مشکل سے اس
طیش بھری آواز پر مسکراہٹ ضبط گئ

دانیال نے ٹھٹھک کر انہیں ہاتھ سے سائیڈ کرتے دیکھا تو پیچھے ہی ایک
چھوٹی سی سرخ گلابی گڑیا، اپنی ماں کی لمبی شرٹ پہنے کھڑی، جو اسکے گرد
زمین پر پڑی، سر پر اپنی ماں کا ہی دوپٹہ لپیٹے غصے سے کھڑی تھی۔۔۔

تم بھی!" دانیال کو بے تحاشہ ہنسی آئی مگر ضبط کیے اسے گھورنے لگا۔ دلاور"
دریاب اسکے حلیے پر بے ساختہ قہقہہ لگانے لگے۔۔
اسے اپنی ماں کی چیزیں بہت پسند تھی، ابھی چھ سال کی تھی مگر ہر چیز جو

اسکی ماں کی ہوتی اٹھا کر پہن لیتی۔۔اور سارے گھر میں بڑی اماں بن کر گھومتی۔۔

ہاں میں بھی۔ڈی اے ڈی، دلاور عرشیہ دریاب، جب یہ مل" جاتے ہیں، تو ڈیڈ بنتا ہے۔اور ڈیڈ سے ہماری مام، اور مام یعنی ہم سب کا پیار۔۔۔"وہ چھوٹی سی سنہری آنکھوں والی شیرنی اپنی معصوم آواز میں آنکھیں پٹپٹا کر کہتی جا کر دلاور دریاب کے بیچ جگہ بنا کر کھڑی ہو گئی۔۔

عائشہ تمہارا سرخ دوپٹہ کہاں ہے۔۔"دانیال انہیں گھورتا ہوا" ذرا سا چہرہ گھر کے اندر دیکر عائشہ کو آواز لگائی جو کہ کچن میں کھڑی تھی۔
عرشیہ کی آنکھیں پھیل گئی۔۔
دل!"وہ ڈر کر دلاور کی ٹانگوں سے لپٹ گئی۔۔وہ دونوں بھائی قہقہہ لگا کر اسے" بانہوں میں اٹھا کر بلند کر دیا۔۔

لے گئی ہو گی وہ گھر میں بھٹکتی ہوئی چڑیل!"اسنے غصے سے کہا۔۔وہ"

تینوں بے عزتی سرخ ہو گئے جبکہ دانیال کو غصہ آیا اپنی بیٹی کیلئے چڑیل سن کر۔۔

وہ تینوں اپنے ڈیڈ کی توجہ ہٹنے سے خوش ہو گئے تھے۔۔ مگر یہ خوشی وقتی تھی۔۔

السلام علیکم ماموں جان!"معاً فضا میں صمصام زیدی کی آواز گونجی۔۔" ڈبل ڈی مجھے فارمی مرغے کی بو آ رہی ہے۔۔"دریاب کی سرگوشی فضا" میں گونجی۔
صرف بو نہیں، مرغا خود بھی ٹپک گیا ہے کمینہ۔۔۔"دلاور کے" جواب کے بعد عرشیہ نے گردن گھما کر جیسے ہی دیکھا اسکی آنکھیں سیدھا اسکی بیلو آنکھوں سے ٹکرائی۔۔

وہ اپنے چھوٹے سے دانت پیس کر اس غلط وقت کی آمد پر اسے گھورنے لگی۔۔ جبکہ پچھلی دفع اسکے چیخنے کے، بعد اسکے غصے کا خوف بھی تھا۔۔

وعلیکم السلام ماموں کے شہزادے۔۔۔"دانیال چونک کر پلٹا، اور"

بلیک ڈریس میں ملبوس صمصام کو دیکھ کر وہ خوشی سے بولا۔۔اور اپنے بچوں کو آنکھیں دکھائیں جنہوں نے بے بسی سے سلام کیا اسے۔۔

اسلامنگ۔۔ابھی تیرا ٹپکنا لامزمینگ۔۔"انہوں نے باری باری" سلام کیا۔۔صمصام نے دلاور کی آنکھوں میں دیکھا۔۔
اس سے پہلے دانیال کچھ مزید کہتا صمام بول اٹھا۔۔

ماموں جان وہ باہر کوئی آدمی کھڑا ہے اپنی روتی ہوئی بیٹی کے ساتھ۔۔"وہ" بہت انجان پن سے ماموں سے بولا۔۔

اوہ ہاں!تم اندر چل کر بیٹھو میں آتا ہوں۔۔"
چلو میرے ساتھ۔۔۔"دانیال نے دلاور کا بازو پکڑا۔۔
دلاور غصے سے سرخ ہو کر صام کو دیکھنے لگا جسکی آنکھیں جتاتے ہوئے مسکرا رہی تھیں۔۔

مم۔۔مگر ڈیڈ عشی جانو؟"درءاب گڑبڑا گیا۔۔یوں محسوس ہو رہا تھا" جیسے قربانی کے بکرے قربان ہونے جا رہے ہوں۔۔

اسے دو میں سنبھال لیتا ہوں تم لوگ جاؤ، باہر کسی کو اتنا انتظار کروانا" اچھی بات نہیں۔۔"اسنے کہہ کر آگے بڑھتے مچلتی عرشیہ کو اٹھالیا۔۔۔

بے غیرت مرغینگ تجھے تو نیچے سے اوپر تک فرائی" کرینگ، واپس آنے دے۔۔"وہ دانت پیس کر بولے۔۔

دانیال انکا بازو پکڑ انہیں وہاں سے لے گیا۔۔
پیچھے کھڑے صمصام نے مسکراتی نظروں سے عرشیہ کی آنکھوں میں دیکھا۔۔

اچھی لگ رہی ہو۔۔"وہ اسکے غصے سے گردن پر کاٹنے سے ہنستا ہوا اندر کی" جانب بڑھ گیا۔۔۔جہاں اسکی خوبصورت مامی نے اسکا والہانہ استقبال کیا۔

اور عرشیہ کو اسکے کاٹنے پر تھپڑ مارا۔۔۔جو کہ صمصام کو مسکرانے پر

مجبور کر گیا۔۔

"ڈیڈ جھوٹ بول رہی ہے۔ ہمارے پاس کتا کہاں ہے؟ ہم نے تو خود اسے بچایا ہے کتے سے۔۔ کتا اسکے پیچھے بھاگ رہا تھا، اور ہم نے اسے پکڑ لیا۔۔
یہ گر گئی اور سارا الزام ہم پر ڈال دیا۔۔ چڑیل نا ہو تو۔۔" دلاور نے اپنی صفائی میں کہتے آخر لائن بڑبڑایا۔۔

"جھوٹ بول رہے ہیں انکل، مجھے آتا دیکھ کر انہوں نے کتے کی رسی سے ہاتھ چھوڑ دیا۔۔ اور کتوں میرے پیچھے بھاگنے لگا۔۔" نویرہ نے روتے ہوئے کہا۔۔۔

"استغفراللہ استغفراللہ استغفراللہ! جھوٹ بول رہی ہے ڈیڈ! ہم تو وضو کر کے مسجد سے نکلے تھے، اور وظیفہ کر رہے تھے۔۔" دریاب تڑپ کر بولا۔۔۔

"پگلی ہے پوری، کچھ بھی بول رہی ہے۔۔ ہم نے تو اسے کتے سے بچایا تھا۔۔" وہ دونوں نیک بن گئے تھے۔۔ نویرہ انہیں دیکھنے لگی۔۔

میں ان دونوں کی چالاکی سمجھ رہا ہوں دانیال! بس تم سے کہہ رہا ہوں"
ان سے کہو میری بیٹی سے دور رہیں۔۔ میری ایک ہی بیٹی ہے اگر اسے کچھ
نقصان ہوا تو اچھا نہیں ہوگا ان دونوں کیلئے۔۔"فیروز چغتائی گرج برس
کر چلے گئے۔۔ دانیال نے تنگ آکر ان دونوں کو غصے سے لمبا لیکچر دیا جو
انہوں نے خاموشی سے سنا۔۔

تو ڈیڈ آپ کیوں انکے گھر نہیں جاتے شکایت لیکر، وہ ہمارے"
ساتھ ایسا کیوں کرتی ہے؟ سر جب اسے کاپیاں لینے کا کہتا ہے تو ہماری
کاپیاں لیکر چھپا دیتی ہے۔۔ اور سر سے کہتی ہے ہم جھوٹ بول رہے
ہیں، ہم ہوم ورک نہیں کرتے اسلئے کاپیاں نہیں لاتے۔۔
ہماری بات کا کوئی یقین نہیں کرتا، اور سر ہمیں مارتے ہیں۔۔ پھر یہ
چھٹی کے وقت دل کو کاپیاں دے دیتی ہے کہ وہاں رکھی تھیں، اسنے دیکھی
نہیں۔۔"دریاب کا ضبط جواب دے گیا۔۔
وہ غصے سے بولا۔۔ عائشہ ہکا بکا تھی۔۔۔
دیکھا میں کہتی تھی نا خان! ضرور وہ چڑیل لڑکی جلتی ہے میرے"
بچوں سے۔۔ ڈرتی ہے کہ میرے بیٹے نا آگے آجائیں۔۔ آپ کل ہی جائیں
اور ان کے ٹیچر سے بات کریں۔۔

یہ آدمی اپنی بیٹی کی حرکتیں نہیں دیکھتا روز روز آجاتا ہے۔۔
شکایت لیکر۔۔۔"عائشہ کو وہ بالکل پسند نہیں تھی۔۔

اکثر عرشیہ کے ساتھ کھیلنے کیلئے آتی بھی تو دلاور دریاب کی کاپیاں پھاڑ کر چلی جاتی، اور الزام عرشیہ پر ڈال دیتی۔۔

کیا بات کرنے جاؤں میں۔۔ تمہارے بیٹے کون سے پڑھتے ہیں۔۔"
ساری سوسائٹی میں تو بدنام ہیں اپنی شیطانیوں سے۔ کون یقین کرے گا؟"
دانیال خان بھڑک اٹھے۔۔

ماموں ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ یہ دونوں اگر اپنی حرکات میں کچھ "
بدلاؤ لائیں تو آگے ان کے بارے میں بات بھی کریں۔ ٹیسٹ یاد کریں،
پڑھائی میں دلچسپی لائیں۔۔"صمصام اپنے ماموں سے متفق ہو کر بولا۔۔

ان دونوں نے غصے سے اسے دیکھا۔۔ اسکی ٹانگ بیچ میں گھسانا ضروری
تھی۔۔ وہ پھر سے لمبے لیکچر کیلئے خود کو ہمت دینے لگے۔۔۔

دفعتاً اچانک فضا میں عرشیہ کے رونے کی آواز گونجی۔۔
وہ سب چونک اٹھے۔۔"میرا بچہ" دانیال خان تڑپ کر اسکی طرف لپکے اور اسے اٹھا کر کندھے پر ڈال کر چومتے تھپکنے لگے۔۔
وہ دونوں پریشان کھڑے ایکدم سے چونکے۔۔۔جب کندھے پر سر رکھے روتی عرشیہ نے آنکھ دبائی۔۔
اور وہ سمجھ کر، ایک دوسرے کو اشارہ دیتے مسکراہٹ ضبط کیے آہستہ سے وہاں سے کھسک گئے۔ صمصام اس جنگلی بلی کی چالاکی پر دانت پیس کر دیکھتا رہا جہاں وہ دونوں ماں باپ کی بانہوں میں سوں سوں کر رہی تھی۔۔

ooooooo

....★☆☆☆☆☆★....

اسے یہاں آئے ہوئے بہت دن ہو گئے تھے۔ انہوں نے پلٹ کر خبر نہیں لی کسی کی، نا ہی کوئی خبر سنی۔۔ بازل سے اسنے احتیاط برت لیا تھا غیر محسوس طریقے سے۔ جب سے وہ آئی تھی بازل کے ساتھ اسکا رویہ بدل گیا تھا، وہ اس سے دور دور رہتی تھی یہ حجاب شاہ نے بھی محسوس کیا تھا۔۔ اسلیے بازل کو اپنے ساتھ رکھتی تھی۔۔

روحا کی حالت کچھ ناساز تھی اسلئے ہی تازہ فضا کیلئے اسے مہکار شاہ روز قریب پارک میں لے جاتی تھی شام کو، جہاں آس پاس کے بہت سے بچے، اور کپل آتے تھے۔۔

روحا بھی انکے ساتھ تھوڑا بہت کھیل لیتی تھی، بازل کو بہت کہتی تھی ساتھ چلو مگر وہ نہیں آتی تھی۔

وہ دور ایک لڑکی کے ساتھ کھیل رہی تھی، مہکار تسبیح لیے ایک بینچ پر بھی تھی، تبھی کوئی آکر اسکے پاس بیٹھا۔۔ روحا کے ویو کرنے پر، جواباً مسکراتی جونہی پاس بیٹھے وجود کو دیکھنے کیلئے گردن گھمائی۔۔۔

اس وجود کی آنکھیں دیکھ کر ایک لمحے کیلئے وہ ساکت ہو گئیں۔۔

ساحل!!" وہ بڑبڑائیں۔۔۔ جس پر پاس بیٹھے وجود کی مسکراہٹ سکڑ" گئی اور آنکھوں میں الجھن واضح ہوئی۔۔۔

میرا نام جعفر ہے۔۔ اور یہاں سب مجھے جیکی کہتے ہیں۔۔" اسنے" اپنا تعارف کروایا۔ جیسے اسی مقصد کیلئے بیٹھا تھا۔۔

جعفر "مہکار شاہ جیسے ہوش کی دنیا میں آئی اور اسکی آنکھوں سے" ہٹ کر اسکے چہرے کو دیکھا تو احساس ہوا کہ صرف آنکھیں ہی

اسکے ساحل جیسی ہیں۔۔۔ہاں وہ ساحل کی ہم عمر لگ رہا تھا مگر جس طرح ساحل سرخ و سپید رنگ کا مالک تھا۔۔ مقابل بیٹھا لڑکا چہرے میں کافی سیاہ تھا۔۔۔

مسلمان ہو۔۔۔"مہکار شاہ نے پوچھا وہ مسکرا دیا۔۔"اسلئے تو آپ کے" پاس آکر بیٹھا ہوں۔۔"اسنے کہا اور سامنے اشارہ کیا جہاں مہکار شاہ کی طرح بینچ پر اور بھی بہت سی عورتیں مرد لڑکیاں بیٹھی تھیں۔۔

میں آپ کو روز دیکھتا ہوں۔۔میرے ڈیڈ نے کہا کہ میں آپ" کے ساتھ بیٹھا کروں۔۔پر مجھ میں ہمت نہیں ہوتی تھی بس آپکو دیکھتا "تھا۔۔

اسنے مزید کہا۔۔اسکا لہجہ آواز بہت پیاری تھی۔۔

تمہارے چہرے پر یہ نشان کیسے ہیں؟"وہ بول رہا تھا مگر مہکار شاہ" نے اسکی بات سنتے اسکے چہرے کو دیکھا تو سیاہ رنگ مائل چہرے پر گہرے نشان بھی تھے۔۔

وہ بچہ خاموش ہو گیا۔۔اور سامنے دیکھنے لگا۔۔

یہ میری ماں نے مجھے دیئے ہیں۔۔" وہ کافی توقف کے بعد گویا ہوا تو لہجے میں افسردگی اذیت تھی۔۔

ماں نے؟" مہکار شاہ کا لہجہ پوچھتے ہوئے کپکپا گیا۔۔۔ ایکدم سے اسکے سامنے ساحل کا چہرہ گھوم گیا تھا۔۔

ہاں ماں نے۔۔ کیونکہ میری ماں مجھے چھوڑ کر گئی۔۔ اسے میں پسند نہیں تھا کیونکہ میں بہت کالا تھا۔۔۔ ان چاہا بچہ تھا۔۔" وہ کہہ رہا تھا۔۔

مگر مہکار شاہ کے سامنے جیسے ساحل آکر بیٹھ گیا تھا۔۔ وہ گھبرا کر اٹھنے لگیں مگر ایکدم سے جعفر نامی اس انجان لڑکے نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔۔

آپ مجھے بہت پسند ہیں۔۔ میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں" مجھے مام کی بہت یاد آتی ہے۔۔ آپ جس طرح اپنی بیٹی کی کیئر کرتی ہیں کیا آپ میری اس طرح کریں گی۔۔؟

کیا آپ میری مام بنیں گے؟ وہ سامنے میرے ڈیڈ بیٹھے ہیں۔۔" وہ لڑکا روتے ہوئے اسکا ہاتھ جکڑے کہہ رہا تھا مگر مہکار شاہ اسکی باتوں

سے اس قدر بوکھلا گئی۔۔

اس قدر خوفزدہ ہو گئی کہ ایکدم سے اس سے اپنا ہاتھ چھڑوا کر روحا کو لیتی ہوئی وہاں سے جانے لگی۔۔

میں ان چاہا بچہ تھا۔۔"اسکے کان میں جیسے اس بچے کی سسکی" گونجی بے ساختہ پلٹ کر دیکھا تو ٹھٹھک کر ساکت وہی سر دپڑ گئی۔۔۔

سامنے ہی وہ لڑکا ایک آدمی کے سامنے ہچکیوں سے رو رہا تھا۔اس سے کچھ کہہ رہا تھا۔۔اور اس آدمی نے نفی میں سر ہلایا اور اسکے سامنے بیٹھ کر اسکی آنکھیں صاف کرنے لگا۔۔

یہ مہکار شاہ کی نظروں کی پیش ہی تھی کہ اس پینٹ شرٹ میں ملبوس آدمی نے گردن موڑ کر اسکی طرف دیکھا۔اور مہکار شاہ کو دیکھتا پا کر گہری مسکراہٹ سے مسکرایا۔۔۔

اسکی مسکراہٹ پر مہکار شاہ ہوش کی دنیا میں لوٹی، ایک نظر

ان دونوں وجود پر ڈال کر تیزی سے گھبراتی وہاں سے چلی گئی۔۔
مگر اس آدمی کی سیاہ رنگت کی وجہ سے وہ پہچان گئی تھی کہ ضرور وہ اس جیکی نامی لڑکے کا باپ ہوگا۔۔"مگر وہ اسے دیکھ کر کیوں مسکرا رہا تھا۔۔"

وہ اس افتاد سے خوفزدہ پریشان بھی تھی اور بوکھلائی ہوئی بھی۔وہ روحا کو لیے گھر جا رہی تھی تبھی بیچ میں ہی اسنے جیسے بازل کی چیخ سنی۔۔
وہ سمجھ کر ایکدم سے اس آواز کے تعاقب میں بھاگی۔۔وہاں پہنچ کر دیکھا تو سامنے اونچے درخت پر بازل چڑھی ہوئی تھی اور کھڑکی سے وہی پاگل لڑکی اسکا ہاتھ پکڑے کھڑی تھی۔۔
پھوپھو۔۔۔"بازل نے جیسے ہی مہکار شاہ کو دیکھا وہ خوف کی شدت سے" چیخنے رونے لگی۔۔وہ اپنا ہاتھ اس ایلی نامی لڑکی سے چھڑوانا چاہتی تھی مگر وہ نہیں چھوڑ رہی تھی۔۔

آج وہ حجاب شاہ لے کچن میں جانے کے بعد اسے دیکھنے کیلئے یہاں آئی تھی۔وہ گھر کے اندر نہیں جا سکتی تھی تبھی اس درخت پر چڑھ کر کھڑکی سے اندر دیکھنے لگی مگر اچانک وہ سامنے آگئی کھڑکی

کے اور مسکرا کر اسکی طرف ہاتھ بڑھایا۔۔ بازل نے جیسے ہاتھ تھاما وہ تب سے اسے جھٹکے دیکر گرانے کی بھرپور کوششیں کر رہی تھی اور بازل خوف سے چیخ رہی تھی۔۔

تم یہاں اوپر کیا کر رہی ہو۔۔ "مہکار نے غصے سے پوچھا۔۔"

مجھے بچائیں پھوپھو مجھے یہ مارنا چاہتی ہے۔۔ "وہ روتی ہوئی بولی۔۔"

مہکار شاہ نے اسکے رونے پر ایلی کو غصے سے جھڑکا باز رکھنا چاہا، نتیجا وہ اور تیز بازل کو گرانے کی کوشش کرنے لگی۔۔ روحارونے خگی مہکار بھی خوفزدہ ہو گئی۔۔ بازل کی چیخیں پورے ماحول پر چھائی وحشت برپا کر رہی تھیں۔

اور تبھی اچانک وہ ہوا جسکی مہکار شاہ کو توقع نہیں تھی۔۔ وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی بازل کو کیسے بچائے کہ تبھی وہی آدمی اچانک وہاں جانے کہاں سے آگیا۔۔

اسکے ساتھ وہ چھوٹا گرے آنکھوں والا لڑکا بھی تھا۔۔ جو حسرت بغری نظروں سے مہکار شاہ کو دیکھ رہا تھا جبکہ وہ آدمی بھاگ کر درخت پر چڑھا اور روتی خوفزدہ درخت کی مضبوط ٹہنی کو جکڑے بیٹھی بازل کو تھام کر آہستہ سے نیچے لے آیا۔۔

اس آدمی کو دیکھتے ہی ایلی بھاگ گئی اندر، جبکہ وہ آدمی بازل کو باحفاظت نیچے لے آیا۔۔

بازل روتی ہوئی اپنی بہن سے لپٹ گئی۔۔ مہکار شاہ خوفزدہ سی اسے دیکھنے لگی کہیں چوٹ تو نہیں آئی۔۔

"میں ٹھیک ہوں مگر انکل کو چوٹ آئی ہے۔۔" بازل نے اپنے گال صاف کرتے سامنے کھڑے آدمی کی طرف اشارہ کرتے اسے "تھینک یو" کہا۔۔

مہکار اسے دیکھ کر حیران ہوئی۔۔ اسے کچھ کھٹکا۔۔ "کہیں وہ اسکا پیچھا تو نہیں کر رہا۔۔

"میں یہاں سے جا رہا تھا۔۔ تبھی بچی کی چیخنے کی آوازیں سنی اور اس پرنسس نے مجھ سے کہا اسکی بہن کی ہیلپ لروں تو یہاں آگیا۔ اور دیکھا تو آپ تھیں۔۔ اور یہ بچی۔۔" اسنے پہلے روحا اور پھر اسکی طرف بازل کی جانب اشارہ کیا۔۔۔

"السلام علیکم میں حیدر ہوں۔۔ اور یہ میرا بیٹا جعفر۔۔" اسنے

خاموش کھڑی مہکار شاہ سے اپنا تعارف کروایا اور اسی بچے کو پاس کرتے مسکرایا۔۔۔

یہ سب جانے کیا ہو رہا تھا۔۔ اچانک کیوں یہ سب۔۔ مہکار کو کچھ سمجھ نہیں آیا۔۔ وہ بس شکریہ کہتی سلام کا جواب دیتی بازل روحا کا ہاتھ پکڑے وہاں سے جانے لگی تھی تبھی وہ پیچھے سے اس سے بولا تھا۔۔۔

آپ شاید غلط سمجھ رہی ہیں محترمہ۔۔! میرا گھر یہیں" پاس ہی ہے۔۔۔ ہم دونوں کا راستہ ایک تھا۔۔" مہکار نے کوئی جواب نہیں دیا مگر کب تک۔۔۔

البتہ اسکا گریز اس چھوٹے سے لڑکے کو بہت پسند آیا تھا۔ وہ اسکے جانے سے مسکرا رہا تھا۔۔ مگر اپنے باپ سے جلدی ہی اپنی مسکراہٹ چھپالی۔۔۔

ooooooooo

عائشہ خان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا۔ وہ مسرور سی یہاں وہاں چلتی ہڑبڑائی سی اپنے بیٹوں کیلئے کچھ شاندار ڈنر کا اہتمام کرنے والی تھی۔۔ اور کرتی بھی کیوں نا۔۔ سب کی نظروں میں نکمے، شرارتی، شیطانی دماغ کے مالک، دلاور دریاب۔ انگریزی کی ٹانگ توڑنے والے اسکے دونوں جنوں نے میٹرک میں فرسٹ اور سیکنڈ پوزیشن حاصل کر کے عائشہ کا سر فخر سے اونچا کر دیا تھا۔۔

وہ سیکنڈ ایئر میں تھے اس وقت، انکا ایڈمشن ہو چکا تھا۔ ہمیشہ اپنے ماں باپ کو شرمندہ کرنے والے بیٹوں نے اچانک ہی اپنے ماں باپ کو سرپرائز کیا تھا بلکہ سب کو ہی ششدر کر دیا تھا۔۔ سب بہت خوش تھے بے تحاشہ۔۔۔
صائم زیدی نے تو انہیں اسپیشل گفٹس دینے کا وعدہ کر دیا تھا۔ جبکہ ہارون ساحل انکی خوشی کا بھی ٹھکانہ نہیں تھا کہ چلو دونوں انسان تو بنے۔۔
جبکہ دلاور اور دریاب سب کو سرپرائز کے علاوہ خود بھی سرپرائز تھے۔۔ دریاب کا کہنا تھا یہ اسکی تسبیح کا کمال تھا جبکہ دلاور کا کہنا تھا یہ اسکے تہجد کا کمال تھا۔۔

حالانکہ یہ دونوں کی محنت تھی، جو دانیال خان کی تھی۔ بہر حال یہ ان دونوں کا عہد ہی تھا کہ وہ اپنے ماں باپ کو خوش کریں۔۔۔
اور انہوں نے کر دیا تھا، مگر نویرہ فیروز کی چیخوں سے اداس بھی تھے۔ انہیں نہیں معلوم تھا کہ وہ بھی فرسٹ آنے کی جستجو میں تھی۔ اور اب اسکا وجود بھڑکتے شعلوں میں جل رہا تھا۔۔
اسکے ماں باپ اسے خاموش کروانے کی کوششوں میں تھے، مگر وہ لاڈلی اکلوتی بیٹی تھی، اسنے ہمیشہ جو کہا، جو سوچا، جو چاہا وہ پایا تھا۔۔
وہ ہمیشہ فرسٹ آتی رہی تھی، اسکے مقابلے کبھی کوئی نہیں آیا تھا۔۔
مگر اچانک یہاں اتنا بڑا وار۔۔۔ اسے پاگل جنونی بنا کر رکھ گیا تھا۔۔۔
اسنے چیخ چلا کر ٹیچرز کو بھی بوکھلا دیا تھا۔ وہ ایک کروڑ پتی باپ کی اکلوتی بیٹی تھی، اس اسکول میں اسکے باپ کے فنڈز جاتے تھے۔۔
اسکا کہنا تھا اسکے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے۔ اسنے سب سے زیادہ اچھا پیپر دیا تھا، وہ ہمیشہ سے پوزیشن لینے والی لڑکی اچانک کیسے۔۔

اسی ڈاؤٹ کو کلیئر کرنے کیلئے، اسکے باپ فیروز چغتائی نے بورڈ سے ان تینوں کو کاپیاں منگوائیں۔۔ یہ سب پرنسل کی ہیلپ سے ہی ہوا

تھا۔۔

کیا پیاں تو مل گئیں، مگر ان کاپیوں میں دلاور دریاب کی محنت واضح ہو گئی تھی۔ جس قدر خوبصورت رائٹنگ سے لکھا ہوا تھا پیپر اتنے ہی کلیئر جوابات تھے۔۔

چیکر نے بھی سراہا یا تھا۔۔

اس بار تمہارا دھیان واقعی بٹا ہوا تھا۔۔ "فیروز چغتائی نے ایکدم" خاموش ہوتے دیکھ اپنی بیٹی سے کہا۔۔

ہاں اسے بھی احساس تھا، وہ بالکل مگن ہو گئی تھی، ان دونوں بھائیوں کو نیچا دکھانے میں۔۔

وہ خاموش ہو گئی تھی۔۔ اسنے اے ون گریڈ حاصل کیا تھا۔ مگر یہ گریڈ اسے بچھو کی طرح ڈس رہا تھا۔۔

دانیال خان کے گھر شاندار ڈنر کا اہتمام تھا، جہاں ہارون شاہ کی فیملی اور صائم زیدی کی فیملی موجود تھی۔۔

ایک روم میں زمین پر خوبصورت چادر بچھا کر اس پر سارے

لوازمات سجائے گئے تھے، اور سائیڈ ڈپر وہ سب آمنے سامنے بیٹھے تھے۔۔

پوری سوسائٹی کا منہ کھل گیا ہے۔۔"عائشہ خوشی سے بے حال" ہوتی زریش تقویٰ کو سنا رہی تھی دلاور محبت پاش نظروں سے اپنی ماں کا دمکتا چہرہ دیکھ رہا تھا۔۔

اسے اندازہ تھا کہ اگر وہ ہر سال پوزیشن حاصل کرتا تو اسکے ماں باپ اتنے خوش نا ہوتے جتنے آج تھے۔ اسکا باپ تو ہلکے پھلکے طنز کر رہا تھا مگر آج اپنے بیٹوں کے نام سے مسکراہٹ گہری تھی۔۔

میرا گفٹ؟"دلاور نے آہستہ سے پاس بیٹھی توقیع کے سامنے ہاتھ" پھیلا کر کہا۔۔
گفٹ تو نہیں ہے۔۔"توقیع نے شرمندگی سے کہا۔۔"
پر مجھے تو چاہیے۔۔"دلاور نے مسکراہٹ دبا کر کہا۔۔"
پر میرے پاس ابھی نہیں ہے۔۔"اسنے بے بسی سے کہا"

تمہارے پاس ہے۔۔" دلاور نے مسکراتے اسکے گال کو چھوا۔۔" کہاں "
ہے؟" توقیع نے اپنی بیلو آنکھیں اٹھا کر اسکی آنکھوں میں
دیکھا۔۔۔

یہی کہ مجھے خطرہ سمجھ کر جو تم احتیاط کرنے لگی ہو مجھ سے، ایسا مت "
کرو۔۔۔ میں تمہیں کبھی تکلیف نہیں دے سکتا توقیع۔۔۔" وہ محسوس
کر رہا تھا۔۔ وہ جیسے جیسے بڑی ہوتی سمجھدار ہوتی جا رہی تھی اس سے ویسے ویسے
احتیاط کر رہی تھی۔۔۔

وہ یہ بھی جانتا تھا کہ یہ سب صام نے کیا ہے۔۔ وہ اس سے
اپنی بہن کو دور کر رہا ہے اس ڈر سے کہ کہیں دلاور اسے تکلیف نا پہنچائے۔۔۔
پر دلاور کیسے توقیع کو تکلیف دے سکتا تھا۔۔۔؟
وہ انہیں کیسے بتاتا کہ وہ اپنوں سے کتنی محبت کرتا ہے۔۔ وہ دنیا کیلئے
خطرہ ثابت ہو سکتا تھا، مگر کبھی اپنوں کو تکلءف نہیں دے سکتا تھا۔۔

مطلب ؟" توقیع نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔۔"
کچھ نہیں۔۔ میں پاگل ہوں" وہ جل کر بولا۔۔ اس وقت اسے سمجھانا "
مطلب بھینس کے آگے بین بجانا کے مترادف تھا۔۔

ہاں وہ تو بھائی کہتے ہیں۔۔" توقیع متفق ہو کر سر ہلاتی بولی دلاور نے جھٹکے سے "
گردن گھما کر اسے دیکھا۔۔ اور پھر اسکے پاس ہی بیٹھے صمصام کو۔۔۔

میں نے اس سے کہا ہے۔۔۔ گفت نادینے کیلئے۔۔ "اپنی نیلی"
آنکھوں کو دلاور پر ٹکا کر صمصام مبہم مسکراہٹ سے بولا۔۔

کوئی بات نہیں میرے پتر تو باہر نکل تجھے گفٹ ہم دیں گے۔۔ "دل"
نے دانت پیس کر کہا۔۔ صمصام نے جلے پر نمک چھڑکتے جاندار
قہقہہ لگایا۔۔

ڈبل ڈی میں تو کہتا ہوں، اس فارمی مرغے کو اب فرائی"
کر دے۔۔ یہ بانگیں دینے لگا۔۔ "دریاب نے اسے گھورتے ہوئے دل سے
کہا۔۔

آج ہم اپنے پیارے صمصام نامینگ کتنگ کو اپنے روم میں سلائیں گے "
کیوں ہماری جان۔۔ "صمصام کی پیٹھ تھپتھپا کر دلاور نے کہا۔ صام کا چہرہ
سرخ پڑ گیا" کتنگ "پر۔۔۔

وہ دونوں آپس میں میٹھے میٹھے طنز کرنے میں مصروف تھے، بڑے آپس میں باتیں کر رہے تھے، ساحل بھی انہیں کے ساتھ تھا۔۔
جبکہ دریاب کسی نا کسی بہانے جھک کر من کے ہاتھ میں موجود چاکلیٹس سے بائٹ لیتے جا رہا تھا۔ آدھا تو پہلے کھولنے کے بہانے کھا چکا تھا۔۔
ہر وقت ٹھونستی رہتی ہے۔ کبھی یہ سوچا ہے یہ بھی میرا کزن ہے" اسے بھی ایک آدھا چکلیٹ دے دوں بیٹری۔۔" اسنے غصے سے کہتے آخری جو بائیٹ بچا تھا وہ بھی زبردستی چھین کر کھا چکا تھا۔۔
سمن نے حیرت سے پہلے خالی ہاتھ کو پھر دریاب کے منہ کو دیکھا۔۔ وہ ایکدم سے گلا پھاڑ کر رونے لگی دریاب بوکھلا گیا۔ سب نے انکی طرف دیکھا۔۔ صمصام مسکرایا۔۔۔ جب سب نے "کیا ہوا" استفسار کیا۔۔
کک۔۔ کچھ نہیں۔۔" دریاب نے بوکھلا کر جیب میں موجود پیسے نکال" کر کچھ سمن کے ہاتھ میں چھپ کر تھمائے کہ بس خاموش ہو جا میری دشمن۔۔۔
سمن نے رک کر ہاتھ میں دیکھا جہاں ایپی سالا نوٹ تھا۔۔

اسنے پھر غصے سے دریاب کو دیکھا۔وہ مسکرایا۔۔مگر سمن نے مزید گلا پھاڑ کر رونا شروع کیا۔۔۔

کیا کیا ہے دریاب؟"دانیال خان کی کرخت آواز گونجی۔۔"
ڈیڈ کچھ نہیں۔۔یہ۔۔یہ ایسے ہی رو رہی ہے۔۔۔"اسنے کہتے ہوئے پھر" سے جیب سے پیسے من کے ہاتھ میں تھما دیئے۔۔تیز تیز ہچکیاں بھر کر روتی ہوئی سمن نے جیسے مٹھی کھولی وہاں دو ہزار کے دو نوٹ دیکھ کر ایکدم مسکرا دی۔۔۔

کچ نی انتل۔۔۔میں مجاک کر رہی تی۔۔"سب ایکدم سے قہقہہ لگا" اٹھے۔۔دریاب نے جھٹکے سے اسکی طرف دیکھا۔۔اور جب اسکی مٹھی میں نوٹ دیکھے۔۔
اسکی آنکھیں ابل پڑیں۔۔۔"چالاک بیٹری۔۔۔پیسے دے میرے۔۔۔"وہ دانت پیس کر بولا۔۔سب نے اسے سیکنڈ آنے کی خوشی میں دیئے تھے۔۔اور یہ بیٹری۔۔۔۔

وہ پھر سے رونے کیلئے منہ کھولنے لگی کہ ایکدم دریاب نے اسکے منہ پر

ہاتھ رکھ دیا۔۔"نہیں نہیں۔۔۔تمہارے ہیں تم رکھو موٹی بھینسی۔۔۔"وہ دانت پیس کر رونے جیسا ہو گیا۔۔

چلو اس میں سے چاکلیٹس لیکر کھائیں۔۔"اسنے محبت سے" پچکارا۔۔اور اٹھا کر اسے گود میں بٹھاتے ہوئے پیار سے بولا۔۔۔

نی۔۔میں اس سے گڑیالوں دی۔۔"پیسوں والی مٹھی چھپا کر اسنے" مسکراتے ہوئے کہا۔۔دریاب بے بسی سے اسے دیکھنے لگا۔۔

اللہ کرے وہ گڑیارات کو چڑیل بن کر تمہیں کھا جائے موٹی" بیٹری۔۔"وہ سرگوشی میں غصے سے بولا۔۔ایسی باتیں وہ اس سے ہمیشہ آہستہ آواز میں کہتا تھا۔۔
سب کو یوں لگتا جیسے وہ بچوں سے کھیل رہا ہے۔۔مگر حقیقت دلاور صام کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا۔۔

نی کھا سکتی۔۔"سمن ایکدم کھکھلا کر بولی۔۔۔"
کیوں۔۔"دریاب نے چونک کر پوچھا۔۔۔اور ٹشو اٹھا کر اسکا منہ"

صاف کرنے لگا جس پر چاکلیٹ پھیلا ہوا تھا۔۔۔

وہ ماحول سے انجان ہو کر اس پیسہ ہڑپنے والی سے پیسے وصولنے کی پوری کوشش میں تھا اس سے انجان کہ عائشہ خان اور دلاور کی نظریں اسی پر تھیں۔۔۔
گود میں بیٹھی سمن کا ٹشو سے منہ صاف کرتا وہ سرخ سپید رنگت والا دریاب بہت پیارا لگ رہا تھا۔۔
بلکہ وہ دونوں ہی پیارے لگ رہے تھے۔۔ جسے دیکھتے ہوئے وہ دونوں مسکرا دیئے اور ماں بیٹے نے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔

"کیونکہ میں بھیو کے ساتھ سوتی اوں نا۔۔۔" وہ کہہ کر ایکدم کھکھلائی۔۔۔ اور بھاگ کر ساحل کے پاس چلی گئی دریاب رونے جیسی صورت بنا کر ہاتھ مسلتا رہ گیا۔۔۔

"چھوڑوں گا نہیں میں اس بیٹری کو۔۔۔" اسنے دل میں عہد کیا۔۔
"اس بیٹری کو بلاسٹ نا کیا تو میرا نام بھی ڈبل ڈی نہیں۔۔"

دانیال تم نے اپنے بیٹوں کو کیا گفٹ دیا۔۔؟" ہارون شاہ نے "
مسکراتے ہوئے پوچھا۔۔
کھانا کھانے کے بعد بتاؤں گا۔۔" دانیال خان نے مسکراتے ہوئے "
کہا اور گود میں بیٹھی عرشیہ کے گالوں کو چوم لیا۔۔ وہ بھی اپنے
باپ کی گردن میں منہ چھپا کر مسکرائی۔۔۔

سامنے ہی بیٹھے صام کو اسکی یہ حرکت بہت پسند آئی۔ وہ
متبسم سا مسکراتے اسے دیکھنے لگا۔۔ کھانا شروع ہوتے صام نے
توقیع کو کھلانا شروع کیا ہی تھا کہ اس سے پہلے ہی دلاور نے اسکے
منہ میں نوالہ ڈال کر صام کا چہرہ سرخ کر دیا۔۔

تم ڈنر پر آئے ہو ڈنر کرو۔۔۔ میں اسے کھلا دیتا ہوں۔۔" اسنے کہہ کر "
چھوٹا سا نوالہ محبت سے بنایا اور اپنی بڑی بڑی نیلی آنکھوں سے اپنے بھائی کو
دیکھتی توقیع کے منہ کے سامنے کر دیا۔۔
توقیع نے صام کی ناراضگی سے ڈرتے ڈرتے منہ کھولا، دلاور نے مسرور
ہوتے اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے توقیع کے لبوں کے پاس نوالہ
کیا جسے اسنے آگے بڑھ کر منہ لے لیا۔۔ اور دلاور کی چمکتی آنکھوں میں

دیکھ کر مسکرائی۔۔۔

سب نے سرسری سا اسے دیکھا تھا۔۔ سب واقف بھی تھے دلاور کا جھکاؤ توقیع کی طرف دیکھ کر۔۔ اس راز سے۔۔ جس سے ابھی دلاور خود انجان تھا۔۔۔
تم میری بہن سے دور رہو۔۔۔ "صمصام کو جانے اسکی آنکھوں کی چمک" کیوں ہراساں کرتی تھی کہ وہ اپنی بہن کو فوراً سے دور کر دیتا تھا اس سے۔۔۔

ناممکن۔۔۔ "معاً اسنے اپنی انگلی کو دیکھ کر صمصام کی طرف نگاہ اٹھا کر" آنکھ دبائی اور توقیع کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔

پورے گھر میں خوشی کا ماحول تھا۔۔ سب ہنستے مسکراتے ڈنر کر رہے تھے۔۔ دانیال ہارون صائم ساحل ایک طرف، عائشہ تقویٰ زریش ایک طرف باتوں میں مگن تھیں۔۔ پھوپھو نے ان دونوں کی نظر اتاری۔۔ مگر نظر تو اب لگ چکی تھی۔۔۔

کچھ دیر بعد ڈنر کے جب چائے کا دور چلا تب، سامنے بٹھا کر دانیال

خان نے اپنے بیٹوں اور بیٹی کو۔۔ بیوی کے ہاتھ سے ایک مخمل کے میرون کپڑے میں لپٹے ہوئے کیس کو لیا۔۔۔

اور آہستہ سے تین ساتھ لا کیٹ نکالے۔۔۔

"یہ میں نے تم دونوں کی برتھڈے کیلئے بنا کر رکھے تھے۔۔ مگر شاید آج بہت بڑا دن ہیں۔۔ کیونکہ آج تم دونوں سے امید نا ہوتے ہوئے بھی تم دونوں نے اپنے باپ کا سر فخر سے اونچا کر دیا ہے۔۔۔" اسکے آخری جملے پر فضا میں سب کے قہقہے گونجے۔۔۔

"ڈیڈ' اسکا کیا مطلب ہوا؟" ساحل نے پوچھا۔۔۔

دانیال نے سامنے اشارہ کیا۔۔۔ جہاں دائیں بائیں دونوں بھائی بیٹھے تھے۔۔

"D'A'D"

"یہ ڈیڈ نہیں شاید دادے۔۔۔ ہے ناماموں۔۔" صارم نے کہتے اپنے ماموں کی رائے لی۔۔

"ارے بدھو۔۔" عرشیہ نے ماتھا پیٹا۔۔۔ سب اسکے انداز پر قہقہہ لگا اٹھے۔۔۔ "یہ ڈیڈ ہی ہے۔۔ ڈی سے دلاور بھائی، ڈی سے عرشیہ انکی بہن،

ڈی سے دریاب انکا بھائی۔۔ڈی اے ڈی۔۔ مین ڈیڈ، اور ڈیڈ سے ہماری مام"
انکے سوالات کا جواب عرشیہ نے اپنی خوبصورت آواز میں دیا۔۔۔
وہ سب متاثر ہو کر قہقہہ لگا اٹھے۔۔۔
وہ سب لیٹ نائیٹ اب جانے لگے تبھی دلاور جلدی سے بولا۔۔۔

ہمیں اپنے فارمنگ بھائی کے ساتھ خوشی سلیبریٹ کرنی ہے۔۔""
صارم نے سمجھ کر بوکھلاتے صام کو دیکھا۔۔
نہیں بھائی میں رہ لیتا ہوں۔۔۔"صارم نے کہا دلاور مسکرا دیا۔۔"
تُو تو میرا یار ہے۔۔۔"اسنے صارم کے گلے میں بازو حائل کیا۔۔"

اوکے۔۔!!میں یہیں ہوں۔۔"مقابل کھڑے صمصام زیدی نے"
پینٹ کی جیب میں ہاتھ پھنسا کر دلاور کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔۔
ڈبل ڈی!الٹا کر کے سلینڈر رینگ پر فرائنگ کرینگ۔۔۔"دریاب"
نے سرگوشی سے کہا۔۔دلاور گہری مسکراہٹ سے مسکرایا۔۔۔

مرغا پھنس ان جالینگ۔۔۔"اسنے ہنستے ہوئے کہا۔۔۔"
اینڈ مرغے کی خالینگ میں اتارینگ۔۔۔"دریاب نے ہاتھ پر"

ہاتھ مارتے قہقہہ لگایا۔۔

ممانی میں آج یہیں رک رہا ہوں۔۔" انہیں دیکھتے صام نے با آواز" کہا۔۔
میں تمہارے لیے ابھی میرے پاس والا روم ریڈی کرواتی ہوں۔۔""
عائشہ خوشی سے چہک اٹھی۔۔ انکی خوشی اور الگ روم کا سن کر دلاور نے صام کو دیکھا۔۔۔
جو طنزیہ مسکراتا اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ اسے کچھ نہیں کرنا پڑتا تھا، لوگ خود اسکی راہیں آسان کرتے تھے۔ اور اسکی آسان راہیں دیکھ کر حیران بھی ہوتے تھے۔۔۔

وہ خاموشی پسند تھا، اسکی آمد کا شور لوگ ڈالتے تھے۔ وہ محفل کی جان ہوتا تھا، مگر کھٹک سب کی آنکھوں میں رہا ہوتا تھا۔۔۔ ابھی تو وہ چھوٹا تھا، مگر سب کے بیچ ایک گہرا مقام حاصل کر چکا تھا۔
اسکی خاموشی کے دو مطلب تھے، وہ بڑوں کا ادب کرتی تھی، بروں کو منہ نہیں لگاتی تھی۔۔

نہیں مام ہم اپنے چام کے ساتھ ٹام اینڈ جیری دیکھیں گے۔۔۔""
ایکدم سے دائیں بائیں وہ دونوں آکر اسکے گلے میں بازو حائل کرتے اسے
ساتھ لگا گئے۔۔۔

وہ تینوں ایک ہی ساتھ فرسٹ ایئر میں تھے، جہاں صمصام
سولہ سال کا تھا وہیں دلاور دریا اٹھارہ کے تھے۔۔وہ ایک جماعت میں
ساتھ۔۔۔یقیناً جو بھی سنتا تھا حیران ہو جاتا تھا۔۔

کیونکہ دلاور دریاب تو بڑے تھے صمصام سے۔۔

مگر کیا کرتے لوگ جب یہ سنتے کہ "دو سال تو ان دونوں بھائیوں
کو یہ سمجھنے میں لگ گیا کہ ایپل ہی سیب ہے۔۔"ان کا ہر اسکول
میں بڑا ریکارڈ تھا۔۔

کیونکہ وہ جہاں بھی جاتے تھے، ایک ماہ تو دو ماہ پڑھ کر، ایک بڑا فساد ڈالنے
کے بعد وہاں سے مشہور ہو کر نکل جاتے تھے، بلکہ نکال دیئے جاتے تھے۔۔۔
تو قسیع نرسری میں تھی، اور عرشیہ کے جی ون میں۔۔۔جبکہ
سمن کے ابھی دور دور تک پڑھنے کے ارادے نہیں تھے۔۔۔

کوئی ضرورت نہیں۔۔جاؤ اور اب جا کر سو جاؤ۔۔۔"ساحل"
نے سامنے آکر تینوں کو الگ کیا۔۔کیونکہ وہ ان بھائیوں کی انگلش اور

رگ رگ سے اچھی طرح واقف تھا۔۔

کیونکہ پہلا شکار تو وہ خود رہ چکا تھا انکا۔۔۔

فارس کی سناؤ اسنے کون سی پوزیشن لی؟" صائم زیدی نے پوچھا۔۔"
ایک سبجکٹ میں فیل ہو گیا ہے۔۔ ابھی تو گھر چلا گیا ہے۔۔""
دانیال خان نے افسوس سے کہا۔۔
اگلے سال بھی ایسے ہی خوب محنت کرنا۔۔" صائم نے تینوں کے "
سر سے نوٹ وار کر ملازمہ کے حوالے کر دیئے۔۔
انکی کالج لائیف شروع ہو چکی تھی۔
دلاور دریاب، صمصام، فارس، زیاف اور نویرہ۔۔۔ یہ تینوں
ساتھ فرسٹ ایئر میں تھے۔۔ کالج کا دور شروع ہوا تھا تو ہر لڑکی کی
آنکھ میں وہاں کے چار منگ بوائے "صمصام زیدی" کی چمک ہوتی تھی۔۔

کلاس میں دو بینچ تھے، جن پر ایک پہ دلاور دریاب بیٹھا ہوتا تھا،
اور سب سے آگے ہوتے تھے۔۔ سیکنڈ قطار میں سب سے آگے
صمصام زیدی اور زیاف بیٹھے ہوتے اور تیسری قطار میں نویرہ اپنی

دوست کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔
اسکے پیچھے ہی فارس بیٹھا ہوا تھا۔۔۔

وقت بدل چکا تھا، نویرہ کی جگہ دلاور کے ہاتھ میں آ چکی تھی، وہ بیٹھی خاموشی سے سب کچھ دیکھتی رہتی تھی۔۔ اسکا پڑھنے سے اب دل اکتا چکا تھا۔۔
اسکے سر پر ایک ہی جنون سوار تھا۔۔۔ اور وہ تھا ان بھائیوں کی ہار کا۔۔۔۔

ان دونوں بھائیوں کی جو آپس میں محبت ہے نا نویرہ! اسی نے تمہیں ہرایا ہے۔۔۔" پاس بیٹھی اسکی دوست نے سرگوشی سے کہا۔۔
مناظر صاف واضح تھا، پوری کلاس ٹیسٹ دے رہی تھی۔ سامنے والی سیٹ پر بیٹھا دلاور خان بھی لکھ رہا تھا۔ جسکی کاپی پاس بیٹھے دریاب خان کی طرف تھی جو اپنی کانی آنکھ سے سب دیکھتا جلدی جلدی لکھتا جا رہا تھا۔۔۔

"Double جب دریاب نے ٹیسٹ لکھ لیا، تب دونوں نے نیچے ساتھ لکھا دیا۔۔۔۔ "D

اب معلوم کرنا مشکل تھا کون سی دلاور کی ہے کون سی دریاب کی۔۔۔یہی تو "خاصیت تھی۔۔"دونوں ایک تھے

ooooooooo

کیا ہوا سائیں سب ٹھیک ہے۔۔۔" جھٹکے سے اٹھ کر تقویٰ نے لائیٹ" جلائی۔۔جب پورا روم روشن ہوا تو حیرت سے اپنے شوہر کو دیکھا جسکا پورا چہرہ پسینے سے نم تھا اور اور گہرے گہرے سانس بھر رہے تھے۔۔

وہ یہاں آکر بہت مشکل میں پھنس گئے تھے۔۔عجیب عجیب سے خواب اسے ستانے لگے تھے۔۔اور یوں ہی گھبرا کر راتوں کو اٹھ کر بیٹھ جاتے تھے۔۔۔

توقیع کہاں ہے۔۔؟" تقویٰ کے ہاتھ سے پانی کا گلاس لیکر دو چار" گھونٹ بھرنے کے بعد اسنے ماتھے سے پسینا صاف کیا اور یہاں وہاں توقیع کو ڈھونڈا۔۔۔

کیا ہوا آپ مجھے بتائیں سائیں۔۔۔کیوں ایسے گھبرا کر راتوں کو"

جاگ جاتے ہیں۔۔" تقویٰ کا لہجہ بھر آیا۔۔۔

بہت برا حال ہے میرا تقویٰ۔۔" وہ ایکدم چہرہ ہاتھوں میں گرا کر"
بیٹھ گئے۔۔۔

ککک۔۔کیوں کیا ہوا؟" تقویٰ خوفزدہ ہو کر بولی۔۔۔رات کے اس"
دوسرے پہر اپنے شوہر کی اس حالت سے خوفزدہ ہراساں
تھی۔۔۔

جب سے میں نے مکافات عمل کے بارے میں سنا ہے۔۔"
مجھے برے برے خواب آتے ہیں۔۔مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے میری
بیٹی تڑپ رہی ہے رو رہی ہے۔۔۔اور کوئی اسے مجھ سے چھین کر جا رہا ہے۔۔۔
وہ مجھے بلا رہی ہے۔۔۔" وہ کہتے جھٹکے سے بیڈ سے اٹھے۔۔۔

یہ سب آپ کے وہم ہیں سائیں ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔ہمارے ساتھ"
کیوں مکافات عمل ہونے لگا۔۔وہ آپکی نہیں میری بھی بیٹی ہے۔۔خدا
اسکے ساتھ کبھی برا نہیں کرے گا۔۔۔" اسکے ساتھ ہی وہ بھی بیڈ سے اٹھی
اور صائم زیدی کا بازو پکڑ کر جتاتے ہوئے کہا۔۔۔

وہ باہر جاتے ہوئے اچانک رک گئے۔۔۔اور پلٹ کر تقویٰ کو دیکھا۔۔
اسکی نیلی آنکھیں لہولہان تھیں۔۔جانے کیا خوفناک
خواب دیکھا تھا کہ بپھر چکا تھا۔۔۔

آغا جان نے کہا تھا۔۔ آج پرائی بیٹی پر اتنے ظلم کر رہے ہو۔۔کل"
تمہاری بیٹی ہو گی تو۔۔۔۔۔۔
میں باپ بن چکا ہوں۔۔۔ میں بیٹی کا باپ بن چکا ہوں تقویٰ زیدی۔۔۔اور
میری نیندیں اڑ چکی ہیں۔۔خوف نے میرے گرد پہرا ڈالنے
شروع کر دیئے ہیں۔۔۔ چھوٹے سے چھوٹا واقعہ مجھے ہراساں کر دیتا
ہے۔۔۔"وہ تقویٰ کے شانوں کو جکڑ کر اس پر چیخا۔۔۔
اسکی حالت پہلے جیسی ہو گئی تھی۔۔ تقویٰ کو اس سے خوف آنے
لگا۔۔
"ایسا کچھ نہیں ہو گا سا۔۔۔۔۔۔"
تم نہیں سمجھ سکتی۔۔۔"وہ بے بسی سے اسے چھوڑ کر دور ہوا اور جھٹکے سے"
دروازہ کھول کر باہر نکلا۔۔۔
وہ اس وقت کہاں جا رہا تھا۔۔۔" تقویٰ سوچ کر ہڑبڑا گئی اور ننگے سر"
پاؤں اسکے پیچھے بھاگی جو کہ سیڑھیاں چڑھتا اوپر جا رہا تھا۔۔۔

تقویٰ کو ڈر تھا اپنے بیٹوں کے سامنے نا اپنا ماضی دہرا دے۔۔ وہ اپنے سائیں کے خلاف ایک لفظ نہیں سن سکتی تھی۔۔ یہ بھی نہیں کہ اسکے بیٹے اپنے باپ کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھیں۔۔ اسکے کردار کو لیکر۔۔۔۔۔

توقیع کے روم کے سامنے آکر اسنے گہرا سانس لیا اور آہستہ سے بے آواز دروازہ کھولا۔۔ مگر ابھی پورا دروازہ کھلا نہیں تھا کہ نگاہ اٹھاتے ہی وہ سر دپڑ کر منجمد ہو کر رہ گیا۔۔۔۔

دلشیر!" اسکے لبوں سے بے یقینی سرگوشی ادا ہوئی۔۔ پیچھے آئی تقویٰ اس نام پر" ٹھٹھک گئی۔۔
منظر واضح تھا سامنے۔۔ وہ اسکی منہ بسورے بیٹھی بیٹی کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا دلاور، اکسے بھائی کا بڑا بیٹا ہی تو تھا۔۔
میں برا نہیں ہوں کیٹی۔۔" وہ اسے منانے آیا تھا۔۔ کیونکہ صام نے" "اسے دور رکھا ہوا تھا اس سے۔۔ وجہ وہی "نویرہ

میں نے کچھ نہیں کیا۔۔ تم کیوں نہیں میرا یقین کر رہی۔۔ وہ خود وہاں"

سے گزر رہی تھی۔۔ میں تو اپنا کام کر رہا تھا اسنے جھوٹ بولا کہ میں نے اسے لات مار کر گرایا ہے۔۔۔ وہ بس مجھے سب کے سامنے برا ثابت کرنا چاہتی ہے۔۔۔۔

سب کہہ دیں مجھے برا۔۔۔ مگر تم تو مت سمجھو مجھے ایسا۔۔ کیا تمہارا دل کبھی برا ہو سکتا ہے؟" وہ بے بسی سے اسے یقین دلا رہا تھا۔۔۔
نیلی آنکھوں والی معصوم سی توقیع ڈبڈبائی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ وہ کیا کرتی۔۔۔۔
سب کہہ رہے تھے کہ نویرہ اسکے بینچ کے پاس سے گزر رہی تھی کہ اچانک دلاور نے اسکے سامنے اپنا پاؤں کر کے اسے گرا دیا تھا۔۔۔ اور منہ کے بل گرنے سے اسکے نا صرف سامنے والے دانت ٹوٹ چکے تھے بلکہ ٹھوڑی پر بھی تین سٹیچز آ چکے تھے۔۔
دلاور کو ایک ماہ کیلئے اسکول سے نکال دیا تھا۔ اتنا تشدد دیکھتے کالج والے اسے ہمیشہ کیلئے نکال رہے تھے مگر دانیال خان کی جدوجہد کی وجہ سے صرف ایک ماہ ہی اسکے نکالا تھا۔۔۔
یہ ایک ماہ دریاب خان اکیلے کالج جاتا تھا۔۔ نویرہ ہاسپٹل میں تھی۔ دریاب خان دلاور کی جگہ آ چکا تھا کالج میں۔۔۔۔

دانیال نے دلاور کو اس گری ہوئی حرکت پر پیٹا بھی تھا۔۔ اسنے کسی کے سامنے صفائی نہیں دی تھی سواء رات کے اس پہر توقیع کو۔۔۔۔
تو تم نے ماموں کو بتایا کیوں نہیں کہ تم نے کچھ نہیں کیا۔۔" توقیع نے"
اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اسکے چہرے پر زخموں کو چھوا اور رو پڑی۔۔۔

وہ مان گئی تھی کہ اسکا دل ایسا نہیں۔۔ دلاور اسکے اقرار نا کر کے بھی اقرار کرنے پر مسکرا دیا۔۔۔
کوئی یقین نہیں کرتا۔۔ سب کو لگتا ہے میں نہیں بدلا۔۔ ابھی بھی ویسا ہی"
ہوں۔۔۔" اسنے منہ بنا کر کہا۔۔" آہ۔۔" معاً وہ کراہا یا۔۔۔
کیا ہوا؟" توقیع سٹپٹا گئی۔۔۔"
جل ہو رہی ہے۔۔" وہ مسکراہٹ ضبط کر کے بولا۔۔۔"
ایک منٹ۔۔۔" وہ گود میں رکھی اسکی لائی ہوئی ساری چیزیں"
چاکلیٹ گڑیا ایک سائیڈ رکھ کر اٹھی۔۔۔
اور بھاگ کر باتھ روم میں رکھے ٹوتھ پیسٹ کو لیکر آئی۔۔۔

یہ کیا ہے؟" دلاور نے ناسمجھی سے دیکھا۔۔۔"
یہ ٹوتھ پیسٹ ہے۔۔ مام کا جب ہاتھ جل جاتا ہے تو جلدی جلدی"

میں وہ یہ لگا دیتی ہیں تو جلن نہیں ہوتی۔۔" اسنے کہتے اسکا ڈکن کھولا اور اپنی چھوٹے گلابی ہاتھ پر وہ پیسٹ نکال کر دلاور کے گال پر لگانا شروع کر دیا۔۔

وہ اپنی ٹھنڈی ٹھنڈی سسکیاں دبانے مسکراہٹ ضبط کرنے لگا۔۔ جبکہ وہ اسکے دونوں گالوں پر پیسٹ لگا کر مسکرائی۔۔

اب جلن نہیں ہو گی۔۔۔" اسنے خوشی سے کہا۔۔"
ہاں اب نہیں ہو رہی۔۔۔" دلاور نے اپنے گال سے انگلی بھر کر اسکی"
ناک پر لگاتے ہنستے ہوئے کہا۔۔

چلو اب تم سو جاؤ۔۔ بابا کو مت بتانا میں یہاں آیا تھا۔۔ وہ ناراض"
ہوں گے۔۔۔" وہ اٹھتے ہوئے بولا۔۔
تم ماموں جان کو بتاؤ نا تم نے کچھ نہیں کیا۔۔۔" توقیع بھی اپنی چیزیں"
سمیٹ کر اٹھ کھڑی ہوئی اور معصومیت سے بولی۔

مجھ پسند توقیع کہ میں سب کو یقین دلاؤں، میں ایسا نہیں۔۔" وہ"
کھڑکی کے پاس کھڑا پلٹ کر اسے دیکھتے بولا۔۔۔

تو مجھے کیوں دلایا؟" توقیع نے خفگی سے کہا۔۔۔"

کیونکہ تم ابھی میری چھوٹی سی کیٹی ہو۔۔ چھوٹوں کو آپ آپ سمجھاتے" خوشی ہوتی ہے۔۔ مگر بڑوں کو، وہ بھی اپنوں کو۔۔ سمجھانا کہ میں ایسا "نہیں۔۔۔ اب میں بدل گیا ہوں۔۔۔ بہت مشکل ہے۔۔۔
تکلیف ہوتی ہے مجھے توقیع۔۔!" اسنے آنکھوں کی نمی جذب کی۔۔"
آپتا ہے کل دادو کہہ رہی تھی اسے تو کوئی اپنی لڑکی بھی نہیں دے گا۔۔ تب" "میں پتا ہے کیا کہا۔۔۔
کیا؟" وہ کچھ باتیں سمجھ رہی تھی کچھ اسکے سر کے اوپر سے جا رہی" تھیں۔۔۔
یہی کہ میری لڑکی بیٹھی ہوئی ہے۔۔" اسکی آنکھوں میں چمک آ گئی۔۔"
مطلب؟" توقیع نے نا سمجھی سے پوچھا۔۔۔"

ہاہاہا۔۔ اسلئے تو تمہیں یقین دلاتا ہوں کیونکہ تم چھوٹی ہو ابھی۔۔" یہ پہلا" جملہ تھا جو سرگوشی سے ذرا بلند تھا۔۔ وہ کہہ کر وہاں سے چلا گیا۔۔۔

توقیع کچھ نا سمجھ کر بھی مسکرائی دی۔۔کیونکہ وہ مسکرایا تھا۔۔اور جب وہ مسکراتا تھا۔۔وہ خود بخود مسکرا دیتی تھی۔۔۔

.....

یہ کیا کر رہے ہیں آپ کیا ہو گیا ہے آپکو سائیں۔۔"صائم زیدی" کے ہاتھ سے موبائل جھپٹ کر وہ چیخی۔۔
پاگل ہو گیا ہوں میں۔۔۔دماغ خراب ہو گیا ہے میرا۔۔۔"وہ" اس سے تیز آواز میں غراتا تقویٰ کے ہاتھ سے موبائل چھین چکا تھا۔۔ جبکہ تقویٰ ہکا بکا ششدر سی بیٹھی تھی۔۔۔

اسے دلاور پر شدید غصہ آیا تھا جب اسے رات کے اس پہر اپنی بیٹی کے روم میں دیکھا تھا۔۔اسے لگا تھا اب صائم زیدی اسے مارے گا۔۔ مگر اس کچھ کہنے یا سمجھائے پوچھے بغیر وہ تقویٰ کو ہی وہاں سے لیجر نیچے آ گیا۔۔۔

وہ غصے سے پاگل ہو گئی تھی۔۔سب کچھ دیکھتے جب اسنے دانیال کے نمبر پر اس وقت کال کی۔۔۔وجہ۔۔۔۔

"دلاور اور توقیع کا نکاح"

بہت غلط کر رہے ہیں۔۔وہ معصوم ہے صائم۔۔وہ بہت چھوٹی ہے۔۔"
دلاور سے بہت چھوٹی ہے۔۔کیوں کر رہے ہیں ایسا۔۔۔" تقویٰ ایکدم سے
پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔۔۔
کیوں یہ ظلم کر رہے ہیں اپنی ہی بیٹی پر۔۔لوگ کیا کہیں گے کیوں اتنی سی"
ایج میں نکاح کروادیا۔۔ہنسے گے ہم پر صائم کیوں نہیں سمجھ رہے۔۔۔
اگر کل کلاں اٹھ کر اسنے پوچھا کیوں کیا آپ نے اسکے ساتھ ایسا تو کیا
" جواب دیں گے آپ اسے۔۔

ہاں ہوں میں ظالم۔۔۔میں کیے ہیں تم پر ظلم۔۔اور اس پر بھی کر رہا"
ہوں۔۔میں دے دوں گا اسے جواب اگر اسنے مجھ سے مانگا تو۔۔مگر اس
وقت مجھے جو بہتر لگ رہا ہے وہ میں کروں گا۔۔۔
میں اپنی بیٹی کی زندگی میں وہ سب نہیں چاہتا جو تمہاری زندگی
میں میں نے کیا۔۔میں کوئی دوسرا صائم کوئی سوسری تقویٰ
نہیں چاہتا۔۔۔میں اپنی بیٹی کو کسی بے رحم کے سامنے گڑگڑاتے اپنی
آبرو کی بھیک مانگتے نہیں سوچ سکتا۔۔۔

اگر آج میں اسے کسی مضبوط سہارے کے حوالے کروں گا۔۔ کل کلاں میں نا بھی رہا تو بھی مجھے خوف نہیں ہوگا۔۔ میں پر سکون رہوں گا اور تم بھی۔۔۔
میں جب اسے لیکر نکلتا ہوں تو ہر کوئی اسکی طرف دیکھتا ہے۔۔ ہر کوئی اسے تکتا رہتا ہے۔۔ تقویٰ مجھے خوف آتا ہے لوگوں کی نظروں سے۔۔ اب میں اتنی سی بچی کو برقعہ پہنانے سے تو رہا۔۔" اسنے تیز آواز میں کہتے تقویٰ کے الفاظ چھین لیے۔۔۔

تو اسکے بھائی بیٹھے ہوئے ہیں۔۔ اس پر جان دیتے ہیں۔۔" اسنے ایک " کمزور سی کوشش کی۔۔
بھائی تو تمہارا بھی تھا تقویٰ۔۔۔۔" اسنے جتایا۔۔۔"

تو میرے نصیب میں لکھا ہوا تھا آپ کیوں نہیں سمجھتے۔۔۔" وہ" غصے سے روتی ہوئی بولی۔۔۔
اگر ہمارے قدم محتاط ہوں تو، بری بلائیں دور ہی رہتی ہیں۔۔" اسنے کہتے ہوئے " موبائل کا بٹن پش کیا۔۔ دوسری طرف کال جانے لگی تقویٰ کا دل تیز دھک دھک کر رہا تھا۔۔

ہیلو صائم سب خیریت ہے اس وقت کال کی۔" دانیال"
پریشان سا اٹھ بیٹھا۔۔ اسے گڑبڑ کا احساس ہوا۔۔
بھائی میں اپنی بیٹی اور دلاور کا نکاح کروانا چاہتا ہوں۔" وہ کچھ بھی کہے بغیر"
سیدھا موضوع پر آیا۔۔ تقویٰ سن سی رہ گئی۔۔۔
ششدر تو عائشہ دانیال بھی ہو گئے تھے۔۔۔
کیوں ہوا ہے۔۔؟" دانیال کو کچھ سمجھ نہیں آیا کہ کیا کہے۔۔ اسکا بیٹا تو"
ابھی اتنا برا نویرہ کے ساتھ کر کے بیٹھا۔۔ سب اس پہ غصہ تھے اور
صائم زیدی۔۔۔۔

کچھ نہیں ہوا۔۔۔ مگر میں اپنی بیٹی کا نکاح دلاور سے کرنا چاہتا ہوں کیا"
آپ راضی ہیں؟" وہ تقویٰ کو دیکھنے لگا جو کہ منہ ہاتھوں میں چھپائے رو رہی
تھی۔۔

صبح بات کریں گے۔۔ اس وقت سو جاؤ۔۔ تقویٰ کہاں ہے اسے فون"
دو۔۔۔" دانیال نے کچھ غصے بھرے لہجے میں کہا

تقویٰ میرے پاس ہی بیٹھی ہے۔۔ آپ بس جواب دیں۔۔ہاں یا نا۔۔۔" اسنے تقویٰ کو ساتھ لگایا۔۔وہ مزاحمت کرنے لگی مگر اسے جکڑ لیا اسے۔۔۔

مگر صائم تمہارا دماغ۔۔۔۔۔"

"ہاں یا نا؟ میری بیٹی کیلئے رشتوں کی کمی نہیں بھائی۔۔۔"

ٹھیک ہے۔۔ میں راضی ہوں مگر دلاور سے صبح پوچھ کر جواب دوں گا۔۔" دانیال نے ہارتے ہوئے کہا۔۔۔

صائم نے کاٹ ڈسکنیکٹ کر دی۔۔ اتنے ہی غصے سے تقویٰ نے اسے پیچھے کیا۔۔ بے مول کر دیا ہے آپ نے میری بیٹی کو صائم زیدی۔۔۔" وہ غصے سے چلائی۔۔

میں نے بے مول اپنی بیٹی کو نہیں خود کو کیا ہے۔۔ اگر میں نے اسکا مستقبل سیکیور نہیں کیا تو میں پاگل ہو جاؤں گا۔۔" صائم زیدی نے اسکا بازو پکڑ کر اسے جھٹکے سے قریب کیا۔۔

تقویٰ کو احساس ہوا، صرف وہ نہیں، بلکہ اسکا سائیں بھی رو رہا تھا۔۔

میں کل ہی اسکا نکاح کرواؤں گا۔۔" اسنے آنکھیں پونچھ کر کہا۔۔"

آپ مار دیں گے مجھے۔۔ وہ مجھ سے سوال کرے گی۔۔ کہ یہ سب کیا"
ہے۔۔ کیا کہوں گی میں اس سے۔۔۔" وہ رونے لگی۔۔۔

کہہ دینا۔۔ تمہیں اپنے باپ کے برے اعمال سے بچانے کیلئے"
ایک چھوٹی سی کوشش کر رہے ہیں۔۔ اگر زیادہ پوچھے تو بتا دیتا اسے میرا
ماضی۔۔ پھر خود ہی سمجھ جائے گی۔۔۔" وہ کہہ کر روم سے نکل گیا۔۔

تقویٰ اسکے پیچھے بھاگی مگر اسے اپنی بیٹی کے روم میں جاتے دیکھ کر وہ
واپس اپنے روم میں آئی اور کل کے بارے میں سوچنے لگی۔۔۔۔

ooooooooo

یہ ڈبل ڈی کے گھر میں اتنی گاڑیاں جا رہی ہیں خیریت؟ تمہیں"
کچھ پتا ہے کیا؟" اپنے بکز سٹڈی ٹیبل پر پٹخ کر، پرس اتار کر وہیں رکھتی وہ
چلتی ہوئی بیڈ پر، پیٹ کے بل پڑی لیپ ٹاپ چلاتی نویرہ کے ساتھ
اسکے برابر میں گری۔۔

وہ اسکے ساتھ کمبائن سٹڈی کیلئے آئی تھی، ایسے ہی سرسری سی نگاہ اسنے اپنی گاڑی کی ونڈو سے باہر ڈالی تو نظر سیدھا ڈبل ڈی کے گھر پر پڑی اور وہاں اتنی گاڑیاں دیکھ کر وہ جان نہیں پائی کہ کیا ہوا ہے۔۔۔

دریاب تو کالج آیا تھا، مگر اسنے ایسے کسی ایونٹ کی بات نہیں کی تھی اس سے۔۔ نویرہ سے نا سہی وہ دونوں بھائی ماہرہ سے بات کرتے تھے۔۔

دلاور کا نکاح ہے۔۔۔ "نویرہ نے یونہی لیٹے لیٹے بیزاریت سے کہا۔۔"
واٹ !!! یہ کیا کہہ رہی ہو تم نکاح اور دلاور کا؟ آر یو سیریس؟؟" ماہرہ" کو شاکڈ لگا وہ چیخ اٹھی۔۔ نویرہ نے اسکے شدید ردعمل پر گھورا۔۔۔

اس میں چیخنے اور سیریس ہونے کی کیا بات ہے؟ وہ اٹھارہ" سال کا ہے آئی تھنک!" وہ ناگواریت سے بولی۔۔۔
بٹ یار! یہ ایج تھوڑی ہے نکاح کی۔۔ "ماہرہ ماننے کیلئے تیار نہیں تھی۔۔"
تمہیں مسئلہ کس بات کا ہے؟" اسنے چڑ کر پوچھا ماہرہ نے بوکھلا" کر نفی کی۔۔
وہ گاؤں کے لوگ ہیں۔۔ پہلے مجھے بھی حیرت ہوئی تھی مگر جب ڈیڈ"

نے کہا کہ وہ گاؤں کے لوگ اتنی جلدی ہی شادی کر دیتے ہیں بچوں کی تو۔۔۔۔" وہ لاپرواہی سے بولی

تم خوش لگ رہی ہو۔۔" ماہرہ نے اس سے پوچھا۔۔"
اسنے اپنی خوبصورت سیاہ آنکھوں کو اسکی طرف گھمایا۔۔
"افکورس! اسکا نکاح ہو گا۔۔ اور اسکی توجہ بٹ جائے گی، پھر دونوں بھائی سائیڈ ہو جائیں گے۔۔ مجھے بس آگے نکلنا ہے۔۔ مجھے دوسرا تیسرا درجہ نہیں پسند۔۔ تم جانتی ہو میں نے ہمیشہ ہر جگہ مقبولیت پائی ہے۔۔ میں لوگوں کی توجہ کا پہلا مرکز رہی ہوں، جہاں میں جاتی ہوں وہاں میں پہلی پوزیشن پاتی ہوں، یہ جاہل لڑکے مجھے نہیں ہرا سکتے۔۔" وہ سیدھی ہو کر بیٹھی اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بول رہی تھی۔۔

مجھے لگا تھا تم دلاور کو پسند کرتی ہو۔۔۔" اسکے تاثرات جانچنے کے بعد" ماہرہ نے اپنے دلی بات اسکے سامنے رکھی۔۔

"واٹ؟" نویرہ کو حیرت کا جھٹکا لگا۔۔۔ "پاگل تو نہیں ہو گئی ہو۔۔۔"

نہیں میں نے سنا ہے اکثر اوقات شدید نفرت، شدید"
محبت میں بدل جاتی ہے۔۔"وہ ہچکچا کر بولی۔۔۔نویرہ نے بے ساختہ
قہقہہ لگایا۔۔
پاگل ہو گیا۔۔؟ یہ کتابی باتیں کرنا بند کرو ماہرہ۔۔! مجھے محبت وحبت"
نہیں ہو سکتی۔۔اور وہ بھی ان دونوں بھائیوں سے۔۔۔ہرگز نہیں! مجھے بس
جیتنا ہے۔۔ریکارڈ بنانا ہے فتحمندی کا۔۔ میں اپنا ایک نام بناؤں گی۔۔
میں ان چھوٹے چھوٹے کانٹوں کو راستے سے ہٹا دوں گی۔۔"وہ شدت
بھرے لہجے میں بولی۔۔ماہرہ شاکڈ ہوئی۔۔۔

ایک بات ہے۔۔۔ایک بندہ ہے جو میری ٹکر کا ہے۔۔"وہ مدہم"
سا مسکرائی۔۔
کیا؟"ماہرہ اسکی مسکراہٹ پر چونکی۔۔"
انکا کزن دیکھا ہے؟"اسکی آنکھوں میں چمک آئی۔۔۔"

ہاہاہاہا۔۔۔پاگل ہو گئی۔۔۔"ماہرہ سمجھ کر زوردار قہقہہ لگا اٹھی۔۔"
"کیا حرکت ہے یہ؟"نویرہ کو اسکا ہنسنا زہر لگا۔۔"کیوں پاگل ہوں؟"
قسمے پاگل ہی تو ہو تم پوری نوی!وہ کسی کو منہ نہیں لگاتا۔۔ میں نے اس"

جیسا گونگا لڑکا اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھا۔
تمہیں پتا ہے کل شائستہ نے اس سے جان پہچان بنانے کیلئے اسکے سامنے اپنی کاپی گرا کر اسے دیکھا تھا۔۔ بس ایک ناگوار نظر اس پر ڈالی اور وہ جگہ ہی چھوڑ کر چلا گیا۔۔ اتنا تماشا لگا شائستہ کا۔۔

اور تو اور! وہ اسلام آباد میں شروع سے ہی پوزیشن ہولڈر رہے۔ اگر ڈبل ڈی سائیڈ بھی ہوئے تو میری جان سب کو اس بار یقین ہے وہ پوزیشن حاصل کرنے والا ہوگا۔۔" ماہرہ نے ہنستے ہوئے بتایا۔۔" اسکے خواب دیکھنا ہم عام لڑکیوں کے بس کی بات نہیں۔۔ اسکے لئے اسکے لیول کی "کوئی ہو گی۔۔

تمہیں کیوں لگا میں عام ہوں؟" اسکا عام کہنا نویرہ کو بالکل پسند" نہیں آیا۔۔
اس پر جچتا ہے غرور بھی۔۔ وہ اسلئے کسی کی طرف نہیں دیکھتا" کیونکہ اسے پتا ہے اسکی نیلی آنکھوں میں اگر اسک دفع کوئی دیکھ لے گا خاک ہو جائے گا۔۔
مجھے وہ آگ جیسا بندہ لگتا ہے۔۔ دہکتا ہوا۔۔ دیکھنا اگر میں نے

زندگی میں کبھی شادی کی تو اس سے ہی کروں گی۔۔ میرے ڈیڈ نے میری ہر خواہش پوری کی ہے۔۔ اس تک رسائی حاصل کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔۔

اگر اسنے مجھے ہرایا بھی نا، تو بھی مجھے دکھ نہیں ہوگا۔۔ مجھے ہار ڈبل ڈی سے برداشت نہیں ہوتی۔۔ اگر صمصام زیدی نے مجھے ہار دی بھی تو مجھے خوشی ہوگی۔۔" اسکے سینے میں دھڑکنیں تیز تھیں۔۔

اسکا دل اسکے بارے میں سوچ کر دھک دھک کر رہا تھا۔۔

مجھے تو حیرت ہو رہی ہے۔۔ کیا تم بھی صمصام کے پیچھے ہو۔۔۔ اگر بیلو" آنکھوں کی وجہ سے ہو تو، اسکی جیسی آنکھیں تو فارس کی بھی ہیں یار وہ تو ہم سے کتنے اچھے سے بات کرتا ہے۔۔" وہ اپنی عمر سے ہٹ کر باتوں کو ڈسکس کر رہی تھیں۔

جوانی کی دہلیز پر دونوں نے قدم رکھا تھا، ابھی تو لمبی مسافت تھی۔

مگر قیامت خیز حسن رکھنے والی، کروڑ پتی باپ کی اکلوتی اولاد نویرہ، پہلی نظر میں اپنا دل، اس مغرور لڑکے کے آگے ہار گئی تھی مگر اس راز سے کوئی واقف نہیں تھا۔۔

واٹ ناسینس! بیلو آنکھیں رکھنے والے، اور صمصام زیدی آگ کوئلے"
جیسا فرق ہے۔۔۔ کہاں صمصام زیدی اور کہاں فارس خان۔۔
جسکی ایک نگاہ آگ کی کام کرتی ہے، جسکے قدموں میں فتح اور
آنکھوں میں سمندر رہتا ہے۔۔ اس بندے کی بات تم ایک کوئلے
سے کر رہی ہو۔۔۔" وہ تمسخرے سے بولی ماہرہ کا قہقہ گونج اٹھا۔۔
"ہاہاہا تم بھی حس کرتی ہو۔۔ اگر کوئلہ جل جائے تو بھی آگ لگا سکتا ہے۔۔۔"
رہنے دو! کوئلہ جل جائے۔۔ کوئلے کے جلنے اور جلتی آگ میں"
فرق ہے۔۔ پلیز ان دونوں کو مقابلے لا کر میرا موڈ سپوئل مت
کرو۔۔" اسنے نقل اتاری۔۔ وہ ہنسنے لگی۔۔۔
اسے اندازہ نہیں تھا وہ اس حد تک جا سکتی ہے۔۔
کیا دیکھ رہی ہو۔۔۔؟" ماہرہ لیپ ٹاپ سامنے کیا۔۔"

نیو موو ی آئی ہے۔۔ ڈور لاک کر کے آئو" اسنے آنکھ دباتے کہا اور اسکی"
طرف ہیڈ فون پھینکے۔۔
وہ ہنستی ہوئی اٹھی۔۔" چھپٹی کر کے یہ کام گھر میں کر رہی ہو۔۔ ویسے
فارس جانتا تم جان بوجھ کر گری تھی۔۔ صرف دلاور کو مانیٹر سے
"ہٹانے کیلئے۔۔

اچھا! اسنے بتایا نہیں پروفیسر کو؟" نویرہ کو حیرت ہوئی۔۔"
نہیں وہ کمینہ خود نمک حرام نکلا۔۔ اسکا کہنا ہے دلاور چاہتا تو وہ"
کبھی ایک سبجکٹ میں فیل نا ہوتا۔۔ مگر اس نے جان بوجھ کر سیٹ
بدلی۔۔" ماہرہ نے بتایا نویرہ کو حیرت ہوئی۔۔

پر تمہیں پتا ہے۔۔ حقیقت کیا ہے۔۔ کمینے کو سارا پیپر ہی دلاور نے"
کرایا، لاسٹ میں سر نے اسکی سیٹ بدل دی۔۔ اور اس ایک
پیپر نے اسے ایک سبجکٹ میں فیل کر دیا۔۔ مگر اسنے سارا قصور
دلاور کے سر ڈال دیا۔۔ مجھ یہاں بہت دکھ ہوا ان دونوں کیلئے۔۔" ماہرہ نے
آنکھ دباتے ہوئے کہا وہ قہقہہ لگا اٹھی۔۔

"اچھا لڑکا ہے۔۔ بنائے رکھنا اسکے ساتھ۔۔"
آگے کیا سوچا ہے؟" اسنے پاس آکر پوچھا۔۔"
دیکھتے ہیں اگر خود راہ سے نا ہٹے کانٹے تو ہٹانے پڑتے ہیں۔۔" اسنے گہری"
سوچ میں ڈوبتے ہوئے کہا

میں تمہارے ساتھ ہوں۔۔" وہ اسکا ہاتھ تھام کر بولی۔۔ اسنے ساتھ "
لیٹتے ہوئے اس سے کہا کہ اپنی ملازمہ بھیج کر پتا لگاؤ کیا ہو رہا ہے۔۔

ملازمہ بھیجی ہے۔۔ آکر بتائے گی۔۔"نویرہ نے کہا۔۔ "
"ویسے تم جتنا ان پر نظر رکھتی ہو مجھے شک ہو جاتا ہے کبھی کبھی۔۔"
اسٹاپ اٹ !دشمن پر نظر رکھنا، دانشمندی ہے۔۔ناکہ محبت "
"وغیرہ۔۔۔
یار ان دونوں کے ساتھ برا ہوتے دیکھ کر میرا دل بے چین ہو جاتا ہے۔"
کتنے ہاٹ ہیں دونوں۔۔ہاہاہا" وہ بے باکی سے کہتی قہقہہ لگا اٹھی۔۔
دلاور کی تو مونچھیں بھی نکل رہی ہیں۔۔۔دل بہک جاتا ہے اس سرخ"
سپید خان کے سامنے میرا۔۔۔جانے کس کا نصیب بن رہا
ہے۔۔"وہ آہ بھر کر بولی۔۔
وہ کافی بولڈ تھی، بمقابل نویرہ کے۔۔نویرہ کا یہ حال ہوتا کہ وہ آگے سے آگے
جانا چاہتی ہے۔جبکہ ماہرہ کالج کی ہر لڑکی کی جانکاری رکھتی تھی کہ کس کا
چکر کس کے ساتھ چل رہا ہے۔۔

اور بہت سی لڑکیاں بھی اسے اپنے راز سے آگاہ رکھتی تھیں، وہ راز رکھنے والوں

میں سے تھی۔ نویرہ کی اکلوتی دوست تھی۔ کیونکہ اسکے باپ کی نویرہ کے باپ سے اچھی جان پہچان تھی۔۔

دونوں نوخیز کمسن جوانی کی دہلیز پر کھڑی تھیں، جہاں اکثر نادان لڑکیوں کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں تو کبھی کبھی راہ سے بھی بھٹک جاتے ہیں۔۔

بڑے بڑے کالج تھے، جہاں امیر باپ کی اولاد زیر تعلیم تھی، انہیں یہ فکر نہیں ہوتی تھی کہ پڑھ لکھ کر کچھ بننا ہے۔ بلکہ انہیں معلوم ہوتا تھا ڈگڑی حاصل کر کے ویسے بھی انہیں اپنے باپ کے بنے بنائے بزنس کاروبار میں جانا ہے۔

یا کچھ پیسے پھینکنے سے ہی، بڑی سی بڑی سیٹیں انکے قدموں میں ہوتی تھیں، یہ تو غریبوں کے بچے ہوتے ہیں جو دھکے کھاتے کالج جاتے، اور دربدر ہو کر کوئی ڈگری حاصل کرتے ہیں، آدھی عمر ڈگریوں میں گزر جاتی ہے۔

باقی کی آدھی نوکری تلاش کے پیچھے ذلیل ہوتے رہتے ہیں۔

چپ کر کے مووی دیکھو۔۔ اب اگر دلاور دریاب نامہ بند نہیں کیا تو" اٹھا کر باہر پھینک دوں گی۔۔" نویرہ نے تنک کر کہا۔۔۔

کیا تم نویرہ سچ میں انہیں اپنی راہ سے ہٹانا چاہتی ہو؟ مجھے اس مووی کو" دیکھ کر ایک آئیڈیا آیا ہے۔۔"ماہرہ نے چٹکی بجائی۔۔۔

نویرہ نے ہاتھ جوڑ دیئے۔۔۔"ابھی میں پوری زخمی ہوں۔۔ بکواس بند کر کے مووی دیکھو۔۔۔جو کرنا ہوگا میں خود کروں گی۔۔"وہ غصے سے بولی ماہرہ منہ بنا کر رہ گئی۔۔۔اور اسکے مغرور چہرے کو دیکھنے لگی۔۔

اسکی ماں اسے بہت احتیاط کا کہتی تھی نویرہ سے۔کیونکہ اسکی ماں کا کہنا تھا تالی کبھی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی۔۔اور فیروز چغتائی کی بیٹی ویسے بھی کافی لاڈلی جنونی ہے۔۔

مگر نویرہ کے ساتھ چلنا اسکی مجبوری تھی، کیونکہ جہاں نویرہ ہوتی تھی وہاں ہر کسی کی نظریں ٹکی رہتی تھیں۔۔وہ تھی بھی تو قیامت حسن کی مالک۔۔۔
کمسن سی نوخیز گلاب کی کلی۔۔۔جو بھی دیکھتا تھا نظریں ہٹانا بھول جاتا تھا۔۔صرف ایک دلاور دریاب ہی تھے جن کے سامنے اسکی اوقات ایک چیپکلی کی طرح تھی۔۔

وہ دونوں بھائی اپنی بانڈنگ اور خوبصورتی کی وجہ سے اسکول سے کالج تک مشہور تھے، اور نام انکا بدنام ہی تھا۔۔ البتہ وہ ہمیشہ ٹیلنٹڈ لڑکی تھی، اپنے نوخیز حسن، باپ کی دولت کی وجہ سے سب میں نمایاں ہوتی تھی۔۔۔

اسے اچھی طرح اندازہ تھا اگر پرنسپل کو معلوم بھی ہو جائے اسکی حرکت کا، تو بھی اسکا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتے تھے۔ دانیال خان کے پاس اسکے باپ کی دولت کا چوتھائی حصے جتنا تھا۔۔
وہ کیا ان سے ٹکر لگاتے۔۔۔۔

ooooooooo

صائم زیدی کو آغا جان، چاچا سائیں سب نے سمجھایا، دانیال خان ہارون نے بھی سمجھایا، مگر جب صائم کی یہ بات سنی کہ "جتنی مجھے توقیع عزیز ہے، اتنا ہی دلاور۔ اور میرا اندر جانے کیوں ان سکیور ہے۔ میں یہ نکاح اسلئے نہیں کروا رہا کہ مجھے اپنے بچوں پر کوئی شک و شبہ ہے۔۔ میں یہ اپنی تسلی، اور لوگوں کی بری نظر سے

بچانے کیلئے کر رہا ہوں۔ اگر بڑے ہو کر انکی رضا ایک دوسرے میں نا ہوئی تو انہیں الگ کر دیا جائے گا، خاموشی سے یہ رشتہ ختم کر دیں گے۔ مگر بڑے ہو کر یہ رشتہ وہ تاحیات نبھانا چاہتے ہوں گے تو انکا "نکاح کر دیا جائے گا۔

آغا جان نے توزیاف کا نام بھی لیا، انہیں اعتراض نا تھا۔۔ کیونکہ وہ صائم زیدی کی حالت سے ہی اسکی اندرونی کیفیت سمجھ گئے تھے۔۔

مگر صائم زیدی نے صاف منع کر دیا، رضا کو برا نہیں لگا کیونکہ وہ اپنی بیوی کی عادت، اور تقویٰ سے ناپسندگی سے واقف تھا۔

عائشہ تو راضی تھی بلکہ بے حد خوش بھی تھی۔ اسکی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ اسنے تو صبح اٹھتے ہی تیاریاں شروع کر دیں تھیں۔۔ زریش کے گھر کال کر دی تھی۔۔

یہ گھر میں اتنی ہلچل کیوں ہے؟" دلاور باہر سے چکر لگا کر روم میں" آیا جہاں دریاب اسکا ہوم ورک کر رہا تھا۔ جو کہ وہ گھر میں ہونے کی وجہ سے کر رہا تھا۔

پتا نہیں میں تو یہیں صبح سے بیٹھا ہوا ہوں۔۔" وہ مکراہٹ"

چھپا کر جھکے سر سے بولا۔۔

اوپر دیکھ۔۔!" اسنے غصے سے کہا۔ وہ جب اپنے دل سے جھوٹ بولتا تھا"
یونہی نظریں جھکا کر بولتا تھا۔

میں کام کر رہا ہوں۔" وہ نفی کرنے لگا۔۔"

میرے جگر تجھے جوتوں کی ضرورت ہوئی ہے۔۔" دلاور نے محبت پاش"
لہجے میں پوچھا۔۔

میرے دل! اگر مجھے جوتے پڑے تیرا کام پھر تیرے فرشتے بھی"
نہیں کریں گے۔۔" دریاب نے بھی جتانا ضروری سمجھا۔۔

اب تو بھونک رہا ہے یا تیرے فرائی کرنے کا انتظام کروں تیل گرم"
کر کے؟" دلاور نے جھٹکے سے اسکی ٹانگ کو پکڑا۔ گول مٹول سا دریاب
دھڑام سے پیچھے کی جانب جا گرا۔۔

آہہ۔۔۔ہاہاہا۔۔" دریاب کی چیخ کے ساتھ قہقہہ گونج اٹھا۔۔۔"

بول رہے ہو یا اٹھا کر لے جاؤں؟" دلاور نے گھورا۔۔"

تو قسیع کا نکاح ہو رہا ہے۔۔" اسنے ہنستے ہوئے بتایا مبادا سچ میں ہی نا"

فرائی کر دے۔۔

واٹ !!!" پہلے تو وہ مسکرایا تھا توقیع نام پر۔۔ مگر جب دوسرے "
جملے کو سوچا چونک کر چیخ اٹھا۔۔
تمہارا دماغ درست ہے کتنی دفع کہا ہے توقیع کو لیکر کوئی مذاق مت "
کیا کرو۔۔ اسکی ایج کیا ہے ابھی۔۔" اسنے سرخ رنگت سے کہا
تو تمہاری بھی کون سی بڑی عمر ہے۔۔ دور رہو مجھ سے ہر وقت کی ماسی بنا کر "
"رکھا ہوا ہے اور ڈانٹتے بھی مجھے ہو۔۔

بکواس بند کرو۔۔ میری بات الگ ہے میں اٹھارہ سال کا"
ہوں۔۔ مگر وہ۔۔۔ وہ ابھی چھوٹی بچی ہے۔۔ اسکے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے
ہیں۔۔ مجھے بابا سے یہ امید نہیں تھی۔۔" وہ طیش میں کہتا وہاں سے
جانے لگا تھا تبھی ٹھٹھک کر رکا اور پلٹا۔۔۔

یہاں میرا کیا ذکر؟" وہ پلٹ کر واپس دریاب کے سامنے آیا۔۔ معنی"
خیزی سے مسکراتا دریاب قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔

مجھے پوری بات بتاؤ یہ سب کیا ہے؟" اسنے جھک کر ایکدم سے "

دریاب کے شانے جکڑ گیا۔

اٹھو اٹھو تیار ہو جاؤ۔۔" دریاب ابھی دل سے کچھ کہتا اسی وقت دروازہ" کھلا اور اپنے باپ کی شرٹ میں وہ چھوٹی سی بھوتنی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر اندر داخل ہوئی اور ان دونوں سے بولی۔۔
دونوں بھائیوں نے چونک کر دیکھا۔۔ اور آج اسے دانیال خان کی شرٹ میں رینگنے کے انداز میں قدم اٹھاتے اندر داخل ہوتے دیکھ کر اس مزاحیہ حلیے پر قہقہہ لگا اٹھے۔۔

یہ پھر کیا پہنا ہے میرا بچہ۔۔۔" دلاور نے آگے بڑھتے ہوئے" اسے اوپر اٹھایا۔۔ کیونکہ وہ جانتا تھا اسے اپنے کپڑے پسند نہیں تھے۔۔ چاہے کتنے خوبصورت کتنے مہنگے کیوں نا ہوں، مگر وہ اپنے بھائیوں ماں باپ کے کپڑے ہی پسند کرتی تھی۔۔

یہاں تک کہ دانیال آفس سے لوٹتے ہوئے دو بڑے لیڈیز ڈریس بھی لیکر آیا تھا۔ عائشہ شرمانے لگی اسے لگا اسکا شوہر اسکے لئے لایا ہے۔۔

مگر یہ جلدی ہی انکشاف ہوا کہ یہ کپڑے عائشہ کیلئے نہیں بلکہ عرشیہ کیلئے ہی تھے۔۔

آج یہ جنگلی بھوتنی بن کر آئی ہے۔۔" دریاب ہنستے ہوئے اسکے پاس آیا"

مگر اس بات پر عرشیہ نے ٹھاکر اسے پنجا منہ پر مارا۔۔ دلاور قہقہہ لگا اٹھا۔۔

دریاب تم بہن کو لیکر باہر جاؤ مجھے دل سے بات کرنی ہے۔۔" دانیال" خان نے روم میں قدم رکھتے دریاب سے کہا وہ سر ہلا کر عرشیہ کو وہاں سے لیکر نکل گیا۔۔

دانیال نے دلاور کا بازو پکڑا اور اسے لا کر اپنے ساتھ بیڈ پر بٹھایا۔

تمہارے پھوپھا نے فیصلہ کیا ہے کیا تمہیں اسکے بارے میں" معلوم ہے۔۔؟" دانیال نے تمہید باندھی۔۔

جی ڈیڈ ابھی دریاب سے معلوم پڑا۔۔" دلاور نے جھکی نگاہوں سے کہا۔۔" اس حادثے کے بعد یہ پہلی گفتگو تھی انکے بیچ۔۔

وہ تمہارا اور توقیع کا نکاح کرنا چاہتا ہے اپنی دلی رضا سے۔ کیا تمہیں "
"کوئی اعتراض ہے؟

ہاں مجھے اعتراض ہے ڈیڈ! کیوں کر رہے ہیں بابا ایسے؟ ابھی توقیع کی ایج کیا"
ہے ڈیڈ وہ کتنی معصوم ہے۔۔ یہ اسکے ساتھ ظلم ہے۔۔ اور میں اسکے
ساتھ ظلم برداشت نہیں کر سکتا۔۔

میں نہیں یہ برداشت کر سکتا کہ بڑے ہو کر مجھے برا سمجھے۔۔ یا اپنے
باپ سے شکوہ کرے۔۔ میں اپنی وجہ سے کسی کو تکلیف نہیں دے
سکتا ڈیڈ۔۔ اگر کسی کو تکلیف میری ذات سے ہوتی ہے تو مجھے سکون نہیں
"آتا۔۔۔

پہلی بات تو اس نکاح کو تم نکاح نہیں محض ایک یقین کی ڈور سمجھ کر ہاتھ "
میں تھامو، جو تمہیں تمہارا بابا تھما رہا ہے۔۔

یہ نکاح تب سمجھا جائے گا جب توقیع کی رضا بھی شامل ہو گی۔
ابھی تک یہ محض ایک کاغذی کاروائی ہے۔ یہ نکاح جائز نہیں۔۔
اور کبھی بھی اسے نکاح سمجھنے کی غلطی مت کرنا۔۔

ہم توقیع سے نہیں کہہ رہے کہ یہ نکاح ہے۔۔ بلکہ اس سے یہی کہہ
رہے ہیں کہ یہ عزت کا سفر ہے۔۔ عزت اعتماد، یقین

دوستی کی ڈور ہے جو تم دونوں کی باندھی جا رہی ہے۔۔ تمہارا کیا ابھی بھی
"اعتراض بحال ہے؟

ڈیڈ میرا دل دکھ رہا ہے۔۔" وہ نم آنکھوں سے باپ کو دیکھنے لگا۔۔ دانیال نے"
بے ساختہ اسے سینے سے لگایا۔۔ "چڑیا جتنا دل رکھا ہے۔۔ مرد
بنو۔۔۔ بڑا دل کرو۔۔۔" دانیال خان نے اسکی پیٹھ تھپتھپائی۔۔۔

ڈیڈ دل بڑا ہے میرا۔۔ مگر سارا ہی اپنوں سے بھرا ہوا ہے۔۔ جہاں"
جس کو تکلیف ہوتی ہے مجھے اپنے دل میں محسوس ہوتی ہے۔۔" دلاور نے
مسکراتے ہوئے کہا۔۔

مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔ میں بس چاہتا ہوں توقیع کو کچھ نا ہو۔۔"
اگر بڑی ہوئی اور اسے یہ سب برا لگا تو میں آپ سب سے سمجھوں
گا۔۔" وہ راضی ہو گیا۔۔۔ اسکے لبوں پر خوبصورت مسکراہٹ تھی۔۔
دل بھی تیزی سے دھڑک رہا تھا۔۔ مگر وہ معصوم بچی۔۔۔

یاد رہے دلاور! تمہاری ذات کی وجہ سے اسے کبھی کوئی تکلیف نہیں ہونی"

چاہیے۔۔ مجھے تم دل سے عزیز ہو۔۔ مگر! اگر تمہاری وجہ سے میری بہن کی بیٹی کو تکلیف ہوئی۔۔ یا اسکا نام بدنام ہوا تو اچھا نہیں ہوگا۔۔۔ تم سمجھ رہے ہو نا میری بات؟ میں چاہتا ہوں آئندہ تمہارے ارد گرد بھی نویرہ کا حوالہ نا سنو۔۔۔!" دانیال نے اسے خبردار کیا۔۔
دلاور نے خاموشی سے سر ہلا دیا۔۔ دانیال نے بانہیں وا کیں۔۔ اور دلاور سر اٹھا کر انکی آنکھوں میں دیکھتا گردن میں منہ چھپا کر سینے سے لگ گیا۔۔

"آئی لو یو ڈیڈ۔۔"
آئی لو یو ٹو ڈیڈ کی جان۔۔۔ اپنے باپ کا سر بلند رکھنا۔۔ اس رشتے کی" توہین کبھی مت کرنا۔۔ میری ایک بہن ہے، اور ایک ہی بھانجی۔۔ دونوں مجھے جان سے عزیز ہیں۔۔" دانیال خان نے باور کروایا۔۔۔

اور مجھے بھی۔۔" دلاور سرگوشی میں بولا۔ مگر اپنے ڈیڈ کی گرفت محسوس" کرتے وہ قہقہہ لگا اٹھا۔۔

تبھی وہاں دریاب آیا۔۔ اور انہیں جلدی سے نیچے بلایا۔۔ دانیال خان اور

دلاور جیسے نیچے آئے لاؤنج کی وسط میں گلابی فراک میں سونگ پر ہاتھ اٹھا کر ناچتی عرشیہ کو دیکھ کر وہ قہقہہ لگا اٹھے۔۔

اسکے ساتھ دریاب بھی شامل ہو گیا اور کچھ دیر میں عائشہ خان بھی۔۔ دلاور نے توقیع کا دریاب سے پوچھا تو اسے معلوم ہوا توقیع اسکول گئی ہے۔۔

یہ سن کر دلاور آہستہ آہستہ قدم اٹھا کر لاونج سے نکل گیا۔ اسے توقیع سے خود پوچھنا تھا۔۔۔ وہ اسکول میں تھی اور اسے بھی اسکول میں ہی جانا تھا۔۔

ooooooooooo

"یہ سب کیا ہے ڈیڈ؟" غصے کی چست سے صمصام اپنے باپ کے روم میں داخل ہوتا بولا۔۔ اسکے پیچھے ہی صارم بھی آیا مگر وہ۔ دروازے پر رک گیا۔۔

صائم زیدی کو اسی کا انتظار تھا۔ "کیا ہے؟" انہوں نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

میری بہن کو کیوں تیار کروا رہے ہیں؟" وہ غصے کی شدت سے چیخا۔۔"
اسکی آنکھیں لال ہو رہی تھیں۔۔
تمیز کے دائرے میں رہ کر بات کرو صمصام! میں تمہارا باپ"
ہوں۔۔" صائم نے غصے سے جھڑکا اور آئینے کے سامنے آیا۔۔

میں تمیز کے دائرے میں کیسے رہوں؟ آپ میری بہن کے ساتھ"
ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟ اسکی ابھی عمر کیا ہے۔۔ کیا ہم دونوں مر گئے
ہیں۔۔ ہم اپنی بہن کا خیال نہیں رکھ سکتے۔۔ ہم سے زیادہ آپ کو اس
انسان پر یقین ہے جو اس لڑکی کو اتنی اذیت دیتا ہے۔۔ وہ میری بہن کی
کیا حفاظت کرے گا؟ آئی سوری مگر میں اس رشتے سے ہرگز راضی
نہیں اور نا ہی میں اپنی بہن کے ساتھ ایسا ہونے دے سکتا ہوں۔۔" وہ
تکلیف سے بپھر گیا تھا جب اسنے روتے ہوئے اپنی ماں کو اہنی بہن کو
سجاتے ہوئے دیکھا تھا۔۔

اور وہ چھوٹی سی اسکی بہن اشتیاق سے ہر چیز کو دیکھ رہی تھی۔ اس وقت کتنی
اذیت صمام زیدی کو ہوئی تھی وہ کوئی اس سے پوچھتا۔۔
وہ غصے سے اپنا روم تہس نہس۔ کر چکا تھا۔ اسنے اپنی ماں کو روکنا چاہا

مگر وہ نہیں رکی کیونکہ اسکے باپ کا فیصلہ تھا۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے تمہارا باپ غلط فیصلہ کرتا ہے؟"صائم نے"
اپنے بڑے بیٹے کی سننے کے بعد چھوٹے سے پوچھا۔۔

نہیں ڈیڈ۔۔مگر توقیع ابھی چھوٹی ہے۔۔اسے تھوڑا بڑا ہونے دیں پھر۔۔"
اللہ نے ہمارا اتنا ساتھ رکھا ہے آگے بھی رکھے گا۔۔"صارم نے چھوٹی سی
کوشش کی۔۔۔

تم دونوں اپنی جگہ درست ہو۔۔مگر جب تم اپنے باپ کو ہی نہیں"
سمجھ سکتے تو دلاور کو کیا سمجھتے ہو گے۔۔
تم لوگوں کو لگتا ہے دلاور ایسا کر سکتا ہے؟وہ کسی کو تکلیف دے اکتا ہے؟اسکا
بچپن الگ بات تھی۔۔وہ سب کے لاڈلے تھے۔.اور شرارتیں لاڈلے ہی
کرتے ہیں۔۔
مگر اب جب انہوں نے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا ہے۔وہ
سدھر گئے ہیں۔وہ بہت حساس بچہ ہے۔۔جو دوسروں کے درد
محسوس کرتے ہیں میرے بچے وہ کبھی بھی کسی کو درس دینے کی وجہ

"نہیں بنتے۔۔

مجھے معلوم ہے اسنے یہ سب نہیں کیا۔۔ مگر جب وہ اپنے حق"
میں نہیں بولتا وہ دوسروں کیلئے کیا بولے گا۔ کیا آپ محافظ
بنا رہے ہیں اسے۔ جو خود کی حفاظت نہیں کر سکتا۔۔ آپ میری بہن کو
ہار رہے ہیں۔۔ کل کو ہم سے یہ سوال نہیں کرے گی، کیوں اسکے دو دو بھائیوں
کے ہوتے ہوئے اسکے ساتھ یہ ظلم ہوا؟" وہ غصے سے بولا۔۔ جذبات
. کی شدت سے اسکا چہرہ لہو نما تھا۔
وہ جو کسی معاملے میں نا بولنے والا لڑکا آج غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔۔
تو تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں زندہ ہوں۔ میں جواب"
دوں گا اسے۔۔" صائم زیدی نے کرخت لہجے میں دو ٹوک کہا اس
سے۔۔
اسکے چیخ چلانا صائم زیدی کے سامنے نہیں چلا۔۔ اسنے گلابی پرام
فراک میں موجود، حجاب پہنے بیٹھی اپنی چھوٹی سی نیلی آنکھوں والی
پرنسس کو دیکھا۔۔

اسکی آنکھوں میں نمی آگئی مگر وہ مجبور تھا۔ اسکا دل بری طرح

گھبرا رہا تھا۔ اسنے ہاتھ تھام کر اپنی بیوی سے معافی مانگی تو وہ اسکے سینے سے لگ کر رونے لگی۔۔

صائم زیدی نے اس سے واعدہ کیا، اسکی بیٹی کے ساتھ کسی قسم کی زبردستی نہیں ہو گی جب وہ بڑی ہو گی۔
صمصام کی جب صائم زیدی کے سامنے ایک بھی نا چلی تو اسنے گھر کی ساری چیزوں میں پاگل ہو کر توڑ پھوڑ مچا دی۔۔ اسکا جنون سر چڑھ کر بول رہا تھا۔۔
اپنے بھائی کی اس حالت سے صارم گھبرا گیا تھا۔۔

آخر تمہیں مسئلہ کیا ہے دلاور سے؟" صائم زیدی نے تنگ آ کر" غراتے ہوئے پوچھا۔
مجھے اپنی بہن پر یہ ظلم برداشت نہیں ڈیڈ! اگر یہ اسکے ساتھ ہوا تو" دلاور خان کی بہن کے ساتھ بھی ہو گا۔۔ عرشیہ خان کا نکاح مجھ سے کروا "دو۔۔

تمہارا دماغ خراب ہے۔۔" صائم زیدی ایکدم بھڑک اٹھے۔۔"

ہاں ہے میرا دماغ خراب۔۔ اگر میری بہن کے ساتھ یہ ظلم"
ہو رہا ہے تو دلاور خان کی بہن کے ساتھ بھی ہو گا۔۔" اسکے الفاظ میں طیش
جنون تھا۔۔ تقویٰ زیدی نے غصے سے ایکدم تھپڑ دے مارا۔۔۔
خبردار آگے ایک لفظ بھی کہا تم نے۔۔ وہ بیٹیاں ہیں ہماری کھلونا نہیں"
جو تم لوگوں کی ضد پر قربان کر دیں ہم۔۔۔ میرے سامنے اب ایک
لفظ مزید کہا تو میں تمہاری شکل بھی نہیں دیکھوں۔۔ گی نا ہی تمہیں
اپنا بیٹا تسلیم کروں گی۔۔۔" تقویٰ زیدی کے الفاظ نے اسے ساکت کر دیا۔۔

اگر دوسروں کی بیٹیاں کھلونا نہیں ہیں تو کیا اپنی بیٹی کو کھلونا بنایا"
ہے۔۔" صمصام زیدی نے تند و تیز لہجے میں طنز کیا۔۔
وہ دونوں میاں بیوی آگے بڑھتے ٹھٹھک کر رکے۔۔
اب اگر ایک بھی لفظ مزید کہا تو میں بھول جاؤں گا تم میرے"
بیٹے ہو۔۔" صائم زیدی نے انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا۔۔
صارم کی منت کی وجہ سے وہ خاموش وہیں بیٹھا رہ گیا۔۔

بھائی چلیں ہماری بہن۔۔۔" صارم نے اس سے کہا۔۔ صمصام زیدی"
نے سر اٹھا کر جاتے ہوئے اپنے باپ کے کندھے پر ٹھوڑی ٹکائے

انہیں دیکھتی اپنی جان سے عزیز بہن کو دیکھا۔۔

اسنے اپنے چھوٹے سے ہاتھ کو اٹھا کر اسے بلایا۔۔ صمصام تڑپ کر اپنی جگہ سے اٹھا۔۔
میری بہن کو کچھ ہوا تو میں چھوڑوں گا نہیں کسی کو۔۔"وہ طیش میں" کہتا انکے پیچھے ہی نکلا۔۔ صارم نے افسوس سے سب کو دیکھا کہ احپانک کیا ہو رہا ہے۔۔

انکی گاڑی جب دانیال خان کے گیٹ کے سامنے رکی، تب گیٹ کھلتے ہی ملازمہ نے انکی گاڑی پر پھول برسانہ شروع کر دیئے۔۔
اور بہت خوبصورتی مگر سادگی سے انکا استقبال کیا گیا۔ نکاح جتنا انہوں نے سادگی سے سوچا تھا اتنا ہوا نہیں تھا۔ حویلی سے جب آغا جان، اماں سائیں، چاچا چچی سب جب گاڑیاں بھر کر دانیال خان کے ہاں پہنچے۔۔ ہارون خان بھی اہنی فیملی کے ساتھ پہنچ چکا تھا۔۔

تم دل چھوٹا مت کرو تقویٰ۔ اللہ نے شاید لکھا ایسے ہے ہماری شہزادی کا" نصیب۔۔۔ یہ نکاح نہیں، نکاح تب ہو گا جب ہماری توقیع اس نکاح کو

تسلیم کرے گی۔۔ابھی یہ بس ایک کوشش ہے صائم بھائی کے دل سے اس لوفر کو مٹانے کی۔۔"عائشہ نے تقویٰ کو سمجھایا۔۔

ماں باپ کا کیا ہمیشہ اولاد کو بھگتنا پڑتا ہے تقویٰ، شاید اسی سوچ نے" صائم بھائی کو اتنا خوفزدہ کر دیا ہے۔اداس مت رہو اس خوشی کے موقع پر اپنی بیٹی کو دعائیں دو۔۔ویسے توقیع ہے کہاں؟"زریش نے نگاہ ہال میں پھیری۔۔

وہ اماں سائیں کے پاس ہے۔۔" تقویٰ نے مسکراتے ہوئے کہا۔تبھی" عائشہ نے پاس آکر اس سے پوچھا کہ کیا اسے دلاور پسند نہیں۔۔ وہ میرے بھائی کے نہیں عائشہ بلکہ میرے بچے ہیں۔مجھے بس" "یہ تکلیف ہے کہ ایک ہی بیٹی ہے۔۔ابھی سے پرائی کر دی۔۔۔
اس میں تکلیف کی کیا بتا ہے مام!! آپ ممانی کو ہی دیکھ لیں۔۔وہ" کیسے مسکرا رہی ہیں۔۔انہوں نے تو خوشی خوشی اپنی بیٹی پیدا ہونے سے پہلے پرائی کر دی تھی۔۔یعنی میرے نام۔۔"جانی پہچانی آواز پر عائشہ تقویٰ نے چونک کر پلٹتے ہوئے دیکھا۔۔
پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالے کھڑا، سرخ آنکھیں، گلابی لبوں پر مبہم

سی مسکراہٹ سجائے کھڑا وہ صمصام زیدی ہی تھا۔۔

صام!!" تقویٰ نے حیرت غصے سے گھورا۔۔"
میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا ممانی جان۔۔!عرشیہ خان کس کی"
ہے؟" وہ سپاٹ لہجے میں عائشہ خان سے بولا جسکی
مسکراہٹ سکڑ گئی تھی۔۔
تم چلو یہاں سے تمہارا تو دماغ خراب ہے۔۔" تقویٰ نے اسکا بازو"
پکڑا۔وہاں سے لے جانے لگی تھی کہ ایکدم عائشہ نے تقویٰ کا ہاتھ تھاما۔۔

رکو تقویٰ!ٹھیک کہہ رہا ہے صمصام۔"وہ بولی صمصام کے لبوں پر گہری"
مسکراہٹ آگئی۔۔ فتح مندی، جنون کی۔۔۔

ایکسکیوزمی!"وہ انکی مزید سنے بغیر وہ وہاں سے ہٹ گیا۔مگر پیچھے"
کھڑے زیاف کو صدمے میں چھوڑ گیا۔۔"صامے!!"وہ
جھرجھری لیکر اسکے پیچھے لپکا۔۔۔

یہ کیا بول رہی ہو پاگل ہو گئی ہو؟" تقویٰ نے غصے سے عائشہ سے کہا۔۔"

"تم بھی یہی کرو گی مجھے یقین نہیں آرہا۔۔کیا ہماری بیٹیوں کی یہی حیثیت ہے عائشہ؟"

تقویٰ! میں نے اپنی زندگی سے بڑا سبق حاصل کیا ہے۔ماں باپ سے بہتر فیصلہ اپنے بچوں کیلئے اور کوئی نہیں کر سکتا۔۔میرے باپ نے جاتے ہوئے، مجھ جیسی بدنصیب بیٹی کیلئے بھی جو آخری فیصلہ کیا تھا۔۔اسکی وجہ سے آج میں معاشرے میں سر اٹھا کر جی رہی ہوں۔۔۔"اسنے لب بھینچ کر آنکھوں کی نمی سمیٹی۔۔۔

یہ دلاور کہاں گیا۔۔۔"عائشہ نے نظریں وہاں پھیڑیں۔۔"
ماں دیکھو تمہارا ارجن آگیا۔۔۔"دفعتاً پیچھے سے آواز آئی۔۔"
عائشہ نے گردن موڑ کر دیکھا تو بلیک سوٹ میں دریاب بانہیں کھولے کھڑا تھا۔۔
ہر وقت مسخریاں کرتے رہا کرو۔۔جاؤ کچن میں دیکھو ٹھنڈا بنا کہ نہیں۔۔"عائشہ نے اسکے بازو پر ہاتھ مارا۔۔

آج کے دن تو بخش دیں۔ہر وقت مجھے مفت کی ماسی بنا کر رکھتے ہیں۔۔"وہ"

منہ بسور کر کہتا سارے اسٹال کو بھاڑ میں بھیج کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔۔

جا شاباش میری پیاری بیٹی۔۔"عائشہ نے پچکارا۔۔ تقویٰ نے" بے ساختہ قہقہہ لگایا۔۔ تبھی نگاہیں سامنے اٹھیں اور سیڑھیاں اترتے مسکراتے ہوئے دلاور خان کو دیکھتے وہ دونوں مائیں اپنی جگہ مبہوت ہو گئیں۔۔

سفید کلفدار شلوار قمیض پر سیاہ کوٹ پہنیں، سلیقے سے بال سجائے، پاؤں میں پشاوری چپل پہنیں، گود میں گلابی چھوٹے فراک والی اپنی شیرنی کو اٹھائے وہ ایک ایک سٹیپ نیچے اترتا سامنے لاؤنج میں بیٹھی اس اس آسمان سے اتری نیلی آنکھوں والی پری کو دیکھ رہا تھا۔۔

جسنے، یہاں آکر پٹھانوں کا لباس زیب تن کیا تھا، سر پر ماتھا پٹی، جسکے موتی اسکی پیشانی پر لٹک رہے تھے۔ ٹھوڑی پر تین سیاہ نقطے۔۔ نیلی آنکھوں میں سیاہ کاجل کی لکیر۔۔۔ ہاتھوں میں سونے کی سنہری بھر بھر کر چوڑیاں پہنیں، پاؤں میں چھوٹا سا کھسہ، اور بھاری پازیب

جسکے موتی اسکے پاؤں پر لٹک رہے تھے۔۔

دل!!" اماں سائیں اور پھوپھو جان کے بیچ بیٹھی تو قسیع نے جیسے ہی دلاور "
پاس آیا، اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لیے کہ عرشیہ کو اٹھایا ہے تو مجھے بھی
اٹھاؤ۔۔۔

وہاں موجود سب کے قہقہے گونج اٹھے۔۔ سواء صمصام اور دلاور کے۔ دلاور سر جھکا
گیا جب کہ صمصام نے مٹھیاں بھینچ لیں۔۔
اور اپنی سرخ آنکھوں سے گلابی فراک میں ملبوس دلاور خان کی
بہن کو دیکھنے لگا۔ جو کل تک اسکے دل کا انوکھا احساس تھا۔۔ مگر آج
جنون تھی۔۔
دلاور نے سب کو سلام کیا۔۔ اور صائم زیدی کے پاس جا کر کھڑا
ہو گیا۔۔ "آپ یہ سب کیا کر رہے ہیں بابا۔۔" اسنے سرگوشی
میں کہا۔۔
تمہیں ہمیشہ کیلئے اپنا بیٹا بنا رہا ہوں تا کہ تم دونوں پر کوئی برا سایہ نا"
آئے۔۔ "صائم زیدی نے اسے جواباً کہتے ساتھ لگا لیا۔۔۔

مولوی صاحب آ گئے ہیں نکاح کی رسم شروع کریں۔۔"رضا زیدی نے"
لاؤنج میں آ کر سب سے کہا۔۔صائم زیدی نے تقویٰ کو دیکھا جسنے نگاہیں
پھیر دیں۔۔

مولوی صاحب کو یہیں لے آئیں۔۔"وہ سب لاؤنج میں بیٹھے توقیع"
صائم زیدی کی گود میں تھی اور دلاور اسکے پاس بغل میں بیٹھا ہوا
تھا۔۔۔
وہاں سب بڑوں بچوں کی موجودگی میں نکاح پڑھایا جا رہا تھا۔۔
توقیع زیدی، ولد صائم زیدی کیا آپ کو یہ نکاح دلاور خان، ولد"
دانیال خان کے ساتھ، بیس لاکھ سکہ رائج الوقت حق مہر کے عوض
طے پایا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"مولوی صاحب کی آواز
لاؤنج کی فضا میں گونجی۔۔

ڈیڈ!"توقیع نے نا سمجھی سے اپنے باپ کو دیکھا۔۔صائم نے کب بھینچ"
کر اسے سینے میں بھینچ لیا۔۔
کہو قبول ہے۔۔۔"اسنے سرگوشی سے کان میں کہا۔۔"

قبول ہے۔۔" توقیع نے سامنے بیٹھے آدمی سے کہا۔۔"
وہاں سب کے سامنے صمصام نے غصے سے ٹیبل کو ٹھوکر ماری اور مٹھیاں بھیچتا وہاں سے نکل گیا۔۔

صام!" دریاب زیاف بھاگتے ہوئے اسکے راستے میں آئے۔۔" ہو سکتا ہے بابا کی کوئی مجبوری ہو۔۔ورنہ اتنا وقت پہلے یہ فیصلہ " نہیں لیا۔۔۔" دریاب نے اسے سمجھانے کی نیت سے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔

ہاتھ مت لگاؤ مجھے سمجھے۔۔اگر میری بہن کو تم دونوں کی وجہ سے کوئی " تکلیف آئی تو اینٹ سے اینٹ بجادوں گا میں تم لوگوں کی۔۔۔" وہ ہاتھ جھٹک کر انگلی اٹھا کر کہتا تیزی سے وہاں سے نکلا۔۔۔

یہ فارمی مرغا پاگل ہو گیا ہے کیا۔۔" دریاب نے ششدر " ہوتے کہا۔۔
توقیع ہماری۔۔ نہیں صرف میری عشی کی بہن ہے ہم کیوں اسے تکلیف " "دیں گے۔۔

فارمی نہیں ہے وہ۔۔"زیاف نے غصے سے دریاب سے کہا۔۔"
ابے نکل صدمہ پیشنٹ!!"دریاب جھڑک کر وہاں سے پلٹا۔ہکا"
.بکا زیاف صدمے کی کیفیت میں وہیں کھڑا رہ گیا۔

دلاور خان،ولد دانیال خان آپکا نکاح توقیع زیدی ولد صائم زیدی سے"
"طے پایا ہے کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے؟
توقیع کے قبول نامے پر اپنا نام ٹیڑھے میڑھے الفاظ میں رکھنے کے
بعد وہ سب سے مبارک باد وصولتے ہوئے دلاور کی طرف آئے۔۔
دلاور نے نگاہ اٹھا کر سامنے دیکھا۔توقیع خوشی سے اب اسے دیکھ رہی تھی
کہ دل سے بھی پوچھ رہے ہیں۔۔
قبول ہے۔۔"اپنے باپ کا ہاتھ کندھے پر محسوس کرتے اسنے سر"
جھکاتے ہوئے کہا۔۔
عائشہ کو تو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا کہ اسکا خواب سچ ہو رہا ہے۔۔
جبکہ پاس کھڑی زریش کے سہارے،تقویٰ بے آواز رو رہی تھی۔۔
من بھی حیرت سے سب دیکھ رہی تھی۔۔ساحل حسب عادت
خاموش تھا۔۔

دلاور خان، ولد دانیال خان آپکا نکاح توقیع زیدی ولد صائم زیدی سے "
طے پایا ہے کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے؟" مولوی صاحب نے تیسری
اور آخری بار پوچھا۔۔

قبول ہے۔۔" دلاور نے مسکراتے جیسے ہی کہا توقیع ایکدم کھکھلا کر "
تالیاں بجانے لگی۔۔
آج سے ہم پکے دوست ہو گئے دل۔۔۔" اسنے کھکھلاتے خوشی سے کہا۔۔"
دلاور نے ہنستے ہوئے اسکا چھوٹا سا چوڑیاں سے بھری کلائی والا ہاتھ تھاما۔۔۔

اور اس دوست پر آج سے واجب ہے تمہاری خوشیوں کیلئے خود کو "
قربان کرنا۔۔ ان اپنوں کیلئے خود کو قربان کرنا جنہوں نے مجھے تمہیں
سونپا ہے۔۔ جنہوں نے مجھے یہ خوشی دی ہے۔۔ جنہوں نے مجھ اس
شہزادی کے قابل سمجھا ہے۔۔ جسکے چاند سورج بھی دیوانے ہوں
گے۔۔" وہ اسکے ہاتھ کو تھامے دل میں کہہ رہا تھا۔۔

مبارک باد کا دور شروع ہوا۔ ان دونوں کو ساتھ صوفے پر بٹھایا گیا، اور
باری باری نظر اتار کر گلے میں ہار پہنائے گئے۔۔

سب انکا منہ میٹھا کروا رہے تھے۔ تو قسیع کی اتنی پروٹوکول دیکھ کر پاس کھڑی چھوٹی سی عرشیہ نے بھی کچھ سوچا۔۔

آہہ۔۔"خوشبو بھرے لاؤنج کی فضا میں اچانک ہی گھبرائے" مولوی صاحب کی کراہ گونجی۔۔پاس بیٹھے ان سے باتیں کرتے آغا جان نے بھی حیرت سے مولوی کو دیکھا اور پھر اسکی ٹانگ کو۔۔۔

عرشیہ!!!"مولوی کی ٹانگ پر دانت گاڑے بیٹھی عرشیہ کو دیکھ کر" عائشہ کی گھبرائی چیخ گونجی۔۔

قبول ہے، قبول ہے، قبول ہے۔۔۔" کسی کے اس تک پہنچنے سے" پہلے ہی وہ اٹھی اور دونوں چھوٹے ہاتھ فضا میں اٹھا کر وہ مولوی صاحب دلاور تو قسیع کی دیکھا دیکھی میں، خود مگر ایک ہی سانس میں تیزی سے بول رہی تھی۔۔

سب سے پہلا جاندار قہقہہ آغا جان کا تھا۔

مولوی متوجہ ہو چکا تھا، قبول ہے بھی ہو چکی تھی۔۔اب وہ تو قسیع والی

پروٹوکول کے انتظار میں تھی مگر لاؤنج پورا اچانک قہقہوں سے گونج اٹھا تھا۔۔

ساحل شاہ خاموش رہنے والا بندہ بھی ہنستا ہوا اس تک پہنچا اور اسے بانہوں میں اٹھا کر بلند کیا۔۔عائشہ خان شرمندی سی ہو گئی۔۔

ناچاہتے ہوئے بھی تقویٰ کی ہنسی چھوٹ گئی۔اسکی مسلسل قبول ہے کی رٹ سن کر۔۔

ooooooooo

یہ لو عرشی بن گیا تمہارا خوبصورت گھر۔۔۔"فارس نے لان" میں مٹی کا گھر بناتے سامنے بیٹھی عرشیہ کو متوجہ کیا۔۔۔

وہ ایکدم چہک اٹھی خوشی سے،اور ابھی اسکی طرف ہاتھ بڑھاتی ہی کہ ایکدم سے اس گھر پر بھاری پاؤں آکر اسے تہس نہس کر کے مل گیا۔۔

آہہ۔۔۔"اس اچانک افتاد سے عرشیہ کی چیخ نکل گئی گھبرا تو" فارس گیا تھا پہلے مگر سر اٹھا کر جب دیکھا تو سامنے

صمصام کو دیکھ کر وہ غصے سے لب بھینچ گیا۔۔

یہ کیا کیا صمام؟ پتا ہے کتنی محنت سے بنایا تھا۔۔۔""
فارس غصہ ہو کر اٹھا۔۔ وہ اندر نکاح میں نہیں گیا تھا بلکہ باہر ہی بیٹھا یہاں مٹی سے یہ سب بنا رہا تھا کہ تبھی عرشیہ آ گئی اور ایک خوبصورت گھر اسنے اسے بنا کر دیا مگر صمام نے اپنی لات مار کر اسے توڑ دیا۔۔

فضول کی محنتیں اور ٹائم ویسٹ مجھے پسند نہیں۔۔" صمصام زیدی نے ایک نگاہ عرشیہ پر ڈال کر اس سے کہا۔۔

یہ تمہارے لیے ٹائم ویسٹ ہو گا۔۔ میرے لیے نہیں۔ میں نے محنت اور دل سے بنایا تھا۔" فارس نے لفظ چباتے ادا کیے۔۔

میری ملکیت کے سامنے، تمہارا محنت کرنا، فضول کی چیزیں بنانا" ٹائم ویسٹ ہی ہے۔۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولا۔۔
وہ میرے انکل کی بیٹی ہے۔۔۔" فارس کو غصہ آ گیا۔۔"

مگر وہ میری ہے۔۔"صمصام کے جوابات سپاٹ تھے۔مگر کچھ تو"
تھا جو طیش دلا رہا تھا۔۔
تم مجھ سے دشمنی مول لے رہے ہو۔۔تم مجھے جانتے نہیں ہو صمصام"
"زیدی۔۔۔
دوستی میری فطرت میں نہیں۔۔دشمنی میرا واحد شوق"
ہے۔۔رہی بات تمہیں جاننے کی تو جان لو!مجھے فضول چیزوں میں
انٹرسٹ نہیں۔۔۔"وہ اسکی بیلو آنکھوں میں اپنی اوشن بیلو
آنکھیں گاڑ کر جتاتے ہوئے سرد لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔اور ان دونوں کو سر اٹھا کر کب
سے دیکھتی عرشیہ تھک سامنے کھڑے لمبے چوڑے صمصام کی ٹانگوں
کے بیچ سے اچانک ہی رینگتی ہوئی وہاں سے تیزی سے بھاگی۔۔
صام شاکڈ ہو کر اپنی ٹانگوں کے بیچ سے نکلی اس چھوٹی سی بلی کو پلٹ کر گھورا۔۔
"رکو عرہ!!"وہ غصے سے بولا۔۔
عرشیہ بوکھلا کر خوفزدہ سی "چام" کہتی وہاں سے بھاگی۔۔

مگر کتنا تیز بھاگتی ایک جست میں صام نے اسکے بازو کو بازو،

اتنی ہی تیزی سے وہ "آہہہ۔۔" کرتی اس ہر خونخوار بلی کی طرح جھپٹی۔۔
اگلے ہی لمحے اسکے نوکدار سفید دانتوں نے صام کے کان پر حملہ کیا۔۔
اسکے منہ پر ناخوں تھے جبکہ وہ کان سے خون نکل آیا۔۔
عرشیہ۔۔۔!!" دریاب دور سے صام پر جھپٹی اپنی شیرنی کو دیکھتا"
بھاگ کر آیا۔
صامے!!" زیاف بھی بوکھلا کر اسکی طرف لپکا۔۔"
جا صدمہ پیشنٹ بھاگ کر روئی اور پائیوڈین لے آمام کے روم"
سے۔۔" دریاب نے زیاف سے کہا۔۔

یہ کیا کیا عرشی ولایتی ککڑ کو کاٹ دیا۔۔" دریاب نے کھینچ کر"
عرشیہ کو صام سے دور کیا۔۔
صمصام کیا ہوا۔۔۔!!" تبھی پیچھے سے بھاگتی ہوئیں تقویٰ عائشہ وہاں"
پہنچیں۔۔۔
اللہ اللہ یہ کیا ہوا ہے۔۔۔" صام کے کان سے بہتے خون کو دیکھ کر تقویٰ"
خوفزدہ ہو گئی۔۔
بلی نے مرغے کا کان کاٹ لیا۔۔ میرا مطلب عرشی نے صام"
کے کان کو کاٹ دیا۔۔۔" فرسٹ ایڈ باکس لیے وہاں پہنچتے زیاف نے

ہانپتے ہوئے کہا۔۔

اوہ میرے خدا اسنے تو کان۔۔۔ اس چڑیل لڑکی کو کاٹنے کی بری لت " لگ گئی ہے۔۔ میں کہتی ہوں یہاں لاؤ دریاب اسے۔ آج اسے میں سدھارتی ہوں۔۔"عائشہ غصے سے کھولتے ہوئے بولیں۔۔۔

دریاب عرشیہ کو اٹھائے وہاں سے دور بھاگا۔۔ جبکہ عرشیہ کاٹنے کے بعد اب ہراساں نظروں سے اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔۔

اٹس اوکے مام! کچھ نہیں ہوا۔۔۔ ریلیکس ممانی۔۔!"صمصام اٹھ کھڑا" ہوا۔۔

ہر چیز چھیننے سے حاصل نہیں ہوتی۔۔"پاس سے گزرتے ہوئے" فارس نے تمسخرانہ مسکراہٹ پاس کرتے صمصام سے کہا اور ایک طرف بڑھ گیا۔۔

بیٹھو میں مرہم لگادوں۔۔" تقویٰ نے اسکا ہاتھ پکڑا۔۔"

نہیں میں اپنی بہن کے پاس جارہا ہوں۔۔"وہ خفا تھا ہاتھ چھڑوا کر"

اندر کی طرف بڑھ گیا۔۔

اسنے اپنے رخسار کو چھوا جہاں اسکے ناخون لگے تھے۔۔جب انگلیوں کو سامنے کیا تو وہاں سرخ خون لگا ہوا تھا۔۔
اسنے گردن ذرا سی موڑ کر اسکی طرف دیکھا۔۔اور اسکے دیکھنے پر وہ ڈر کر دریاب کی گردن میں چہرہ چھپا گئی۔۔۔

صمصام کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔۔"مگر جو میری ہے وہ ضرور ملے گی"۔۔

بھائی۔۔۔"اسنے دہلیز پر قدم رکھے، جہاں پہلے سے ہی توقیع کی" نگاہیں ٹکی ہوئی تھیں۔۔جیسے ہی وہاں اسکا چہرہ نمودار ہوا وہ مچل کر ساحل کی بانہوں سے نیچے اتری۔۔۔اور چھن چھن کرتی پائل اور کھنکتی ہوئی چوڑیوں کے ساتھ چھوٹا سا لہنگا سنبھالتی ہوئی اسکی طرف بھاگتی ہوئی آئی۔۔۔

جانِ بھائی!"صمام جھک کر اسے بازوؤں میں اوپر اٹھا کر سینے"

میں بھینچ لیا۔۔ دلاور یہ منظر دیکھ کر مسکرا دیا۔۔
وہ جانتا تھا صام اس سے خفا ہے۔ مگر اسے یقین تھا وہ اپنے فارمی مرغے کو منا لے گا۔۔

ooooooo

یہ اتفاق نہیں تھا۔ ایسا مہکار شاہ کو لگ رہا تھا۔ وہ جب روحا بازل کو گاڑی میں اسکول چھوڑنے گئی، آج پھر وہ اسکی راہ میں حائل ہو گیا تھا۔
وہ باپ بیٹے دونوں اس سے یوں ملے جیسے برسوں کی جان پہچان ہو۔۔ مہکار کو اس لڑکے پر ترس بھی آتا تھا اور بیک وقت جھنجھلاہٹ بھی۔۔

اسکا باپ جیسے ہی اسے انکے پاس چھوڑ کر پارکنگ ایریا سے اپنی گاڑی نکالنے گیا، تو وہ آج پھر مہکار شاہ کا ہاتھ پکڑے وہ رو پڑا۔۔
اور پھر اس سے التجا کرنے لگا۔۔
ہے لڑکے دور رہو میری پھوپھو سے۔۔"روحا حیرت سے دیکھنے لگی"
جبکہ بازل نے آگے بڑھ کر اسے پیچھے اپنی پھوپھو سے دور دھکیلا۔۔

بازل!!" جیسکی نامی لڑکا بازل کے دھکیلنے پر گرنے لگا تھا تبھی مہکار نے غصے سے "
بازل کو جھڑکتے اسے سنبھالا ہی تھا کہ اچانک اس افتاد سے بوکھلا
گئی جب وہ لڑکا اس سے لپٹ گیا۔۔
پلیز میری مام بن جائیں پلیز۔۔۔ میرے پاس مام نہیں ہے "
"میری مام بن جائیں پلیز۔۔
جعفر!!" مہکار کے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہاں اس لڑکے کا باپ آگیا اور "
غصے سے جھڑکتے ہوئے اسے مہکار شاہ سے دور کھینچا۔۔

آئم سوری۔۔ یہ اچانک۔۔ ایسا نہیں کرتا مگر آج اچانک۔۔ آئی "
ایم سوری۔۔ اسکی اس حرکت کی وجہ سے میں آپ سے
معافی مانگتا ہوں۔۔ پلیز غلط مت سمجھیے گا کہ۔۔۔" اسنے جلدی
سے معذرت کی۔۔
کوئی بات نہیں۔۔" وہ مزید کچھ بھی کہے بغیر بازل روحا کو اپنی گاڑی کی "
طرف اشارہ دیئے لے جانے لگی۔۔

ہم آپ کے نئے پڑوسی ہیں کیا آپ اپنے بھائی کے ساتھ ہمارے گھر "
آج شام کو چائے پر آئیں گی۔۔؟" مہکار شاہ اپنی گاڑی کا ڈور کھول رہی تھی تبھی

پیچھے سے اس آدمی کی آواز گونجی۔۔
وہ حیرت سے پلٹ کر اسے دیکھنے لگی۔کچھ بھی کہنے سے پہلے اسنے بازل روحا کو اندر گاڑی میں بٹھایا اور اس آدمی کی طرف گھومی۔۔۔

آپ کو کیسے معلوم میں اپنے بھائی کے ساتھ رہتی ہوں؟"مہکار کو لگا" اسکے پکڑ جانے پر وہ بوکھلا جائے گا یا گڑبڑا۔مگر وہ نرمی سے مسکرایا۔۔
ابھی اس پر نسس نے کہا نا آپ کو پھوپھو اس سے۔۔"اسکے جواب" پر وہ لب بھینچ گئی۔۔وہ بچہ اسے آس بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔
مگر مہکار شاہ نے نفی میں سر ہلایا۔۔"معذرت ہم نہیں آسکتے۔۔"وہ انکار کر کے بغیر ایک نظر اس لڑکے یا آدمی پر ڈالے اپنی گاڑی میں بیٹھی اور وہاں سے نکل تیزی سے گاڑی لیے نکل گئی۔۔
وہ تو اپنے طرف سے جواب دے آئی تھی مگر شام کو اسکے سر پر دھماکہ ہوا جب حیدر شاہ کو بھی یہی دعوت ملی۔۔اس آدمی کی اتنی اپنائیت سے دی ہوئی دعوت کو حیدر شاہ ٹھکرا نا سکے۔۔ مجبوراً انہیں شام کو اس کے گھر جانا پڑا۔۔۔

اور مہکار شاہ کو نہیں معلوم تھا کہ یہاں سے سلسلہ یوں چل پڑے گا،

کہ بات رشتے تک آن پہنچے گی۔

میری طرف سے کسی قسم کا تم پر زور دباؤ نہیں ہے۔ میری" طرف سے تمہاری خوشیوں سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے۔ مجھ سے تمہارا رشتہ اس نے خود مانگا تھا کہ اسکی ماں بہن بھائی کوئی نہیں ہیں اس دنیا میں۔۔ وہ یتیم ہے۔۔ صرف ایک بیٹا ہے۔ بیوی چند سال پہلے طلاق لیکر گئی ہے۔ مگر اسکی دیتھ ہو گئی ہے اب۔۔
پچھلے رشتوں کی طرح یہ بھی میں تمہارے سامنے رکھ رہا ہوں۔ تمہاری جو مرضی ہو گی وہی میری مرضی ہو گی۔۔"حیدر شاہ اپنی بیوی کے ساتھ آئے اور اس سے کہہ کر سر پر ہاتھ رکھ کر چلے گئے۔۔۔
وہ تب سے اب تک اپنی جگہ ساکت وجامد بیٹھی تھی۔۔ خاموشی سے اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔۔ تبھی ان ہاتھوں میں روحانے اپنا نازک گلابی رکھا رکھ دیا۔۔

مہکار نے ہوش میں آکر پاس بیٹھی اپنی بیٹی کو دیکھا۔ اوت اسے سینے میں بھینچ لیا۔۔

oooooooo

....★☆☆☆☆☆★....

"میں نے تمہیں کہا تھا۔۔۔۔۔"

شٹ اپ جسٹ شٹ اپ۔۔۔"ماہرہ کی بات بیچ میں ہی کاٹ" کر وہ اس پر چلا اٹھی۔۔ ٹیچر بھی اسے لینے آئی تھیں تاکہ کلاس اٹینڈ کر لے مگر وہ بے انتہا غصے میں باہر بیٹھی تھی۔ وہ کس قدر جذباتی تھی اس سب سے ٹیچرز واقف تھیں مگر اسکے غصے کا انہیں معلوم تھا وہ کس وجہ سے ناراض ہے۔ بس فارس ماہرہ ہی جانتے تھے اسکے غصے کی وجہ کو۔۔

فارس کلاس اٹینڈ کر رہا تھا، اور مایرہ اسکے پاس بیٹھی باہر اسے سمجھا رہی تھی۔۔ اسنے جب کالج یونیفارم میں صمصام زیدی کو دیکھا تھا وہ کتنی دیر دیکھتی رہی تھی، اور اسکی یہی بے خودی نوٹ کر کے ماہرہ نے

اسکے سر پر بم پھوڑا تھا کہ صمصام کا رشتہ بچپن سے ہی دلاور کی بہن سے جوڑ دیا گیا ہے۔

وہ وہیں بپھر گئی تھی، ماہرہ کو اسے سنبھالنا مشکل ہو گیا تبھی وہ اسے کلاس سے باہر لے آئی۔ اور اپنی بات کا یقین دلانے کیلئے اسنے فارس کو بلایا،

فارس نے ماہرہ کو بتایا تھا اس دن نکاح کی تقریب میں، شام کو صمصام اور عرشیہ کا بھی رشتہ پکا ہو گیا تھا۔۔

کوئی رسم نہیں ہوئی تھی مگر، باتیں پکی ہو گئی تھیں۔ نویرہ کا سن کر دماغ گھوم گیا۔۔ اسنے پروفیسر سے موبائل لیا اور اپنے گھر کال کر کے اپنی اسی ملازمہ سے پوچھا جسے اسنے دلاور کے نکاح میں بھیجا تھا۔۔

اور اسکے بھی تصدیق کرنے پر "ہاں یہ بات سچ ہے کہ صمصام زیدی کا رشتہ عرشیہ۔۔۔۔ "مزید وہ سن ہی نا سکی۔۔۔ ہذیاتی ہو گئی۔۔ ماہرہ فارس نے پانی پلایا۔۔ تب جا کر وہ کچھ خاموش ہوئی۔۔

مگر آج بھی اسکے راہ میں کانٹا، دلاور خان ہی بنا تھا۔ نا وہ صمصام زیدی کی بہن سے بچپن میں ہی کرتا اور نا ہی یہ بچپن میں صمصام زیدی کا رشتہ ہوتا۔۔

وہ دونوں خاموش اس وقت باہر بیٹھی تھیں، فارس چلا گیا تھا کلاس اٹینڈ کرنے۔۔

یہ بھائی بہن ہر طرح میری راہ میں رکاوٹ کر رہے ہیں۔۔""
اسکی آنکھیں لال تھیں
میرا راستہ چھوڑو۔۔۔"وہ ابھی بیٹھی باتیں کر رہی تھیں تبھی انہیں"
صمصام کی آواز آئی۔۔نویرہ ایکدم سے اٹھ کر جالیدار دیوار کے پاس آئی۔۔
سامنے ہی صمصام زیدی ہی تھا،اور اسکا راستہ رکھے کھڑے دلاور اور
دریاب خان۔۔
دلاور صمصام کو منانے کی کوشش کر رہا تھا۔دریاب نے پیچھے سے اسکے
بازوؤں کو پکڑا۔۔اور آگے کھڑے دلاور نے غصے سے بپھرے صام کو گدگدانا
شروع کر دیا۔۔زیاف جو خاموش دور کھڑا دیکھ رہا تھا۔وہ گدگدی کو
سوچ کر قہقہہ لگا رہا سٹپٹا رہا تھا۔۔جبکہ صام غصے سے کھڑا تھا۔۔مگر
کب تک۔۔؟
آخر کار اسکا قہقہہ چھوٹ گیا۔۔
اب کیا چاہتے ہو تم؟؟"صام نے غصے سے پوچھا۔"
دوستی۔۔"دلاور نے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔۔"
دریاب نے پیچھے سے اسے لگے لگایا۔۔"اس خوبصورت مرغے سے
"دوستی کرنا چاہتے ہیں ہم دونوں بھائی۔۔

پر میں کسی سے دوستی نہیں کرتا۔۔"وہ جھڑک کر بولا۔۔"
پھر تم نے صدمہ پیشنٹ سے کیسے کی؟"وہ دونوں بھائی ساتھ"
بولے۔۔
وہ میرا کزن بھائی ہے۔۔ میں اسے جانتا ہوں۔۔ ایٹلیسٹ وہ لڑکیوں کی"
عزت کرتا ہے۔۔"وہ جتا کر بولا۔۔

اچھا تم اپنے اس کزن کو جانتے ہو۔۔ پھر ہمیں کیوں نہیں جانتے؟ہم"
بھی تو تمہارے کزن ہیں۔۔ ہم سے اتنی نفرت کیوں کرتے ہو صام؟"دلاور
نے آج دل میں آیا سوال کر ہی ڈالا۔۔۔

یہ سوال میں پوچھوں تو؟ تم دونوں نے کبھی خود سے یہ سوال کیا ہے کہ"
مجھ سے تم دونوں کیوں نفرت کرتے ہو؟ میں بھی تو تم دونوں کا کزن
ہوں۔۔۔"صام نے شدید غصے سے پوچھا۔۔
ہم تم سے نفرت نہیں کرتے۔۔۔ تم ہمارے بھائی ہو۔۔ جس طرح"
صارم ہمیں عزیز ہے اسی طرح تم بھی۔۔ صام۔۔ بلکہ اس سے بھی
زیادہ۔۔۔ اور ٹھیک بات کی کہ زیاف تمہارا کزن لڑکیوں کی عٹ کرتا ہے۔۔۔

عزت ہم بھی کرتے ہیں۔۔ مگر لازمی نہیں ہر کسی کو عزت ہضم ہو جائے۔۔ ہمارا اس لڑکی سے کوئی تعلق نہیں تھا۔۔ ہم شروع میں پڑھنے آئے تھے جو بھی تھے جیسے بھی تھے اپنے لیے تھے۔۔ مگر وہ لڑکی ہمیں ہر ٹیچر سے ذلیل کرواتی۔۔ اگر ہماری کہیں ذرا سی ٹیچر تعریف کرے تو وہاں ہزار ہمارے عیب جتا دیتی جو ہمارے اندر ہوتے نہیں تھے۔۔

ہم بدنام اسکول میں اسکی وجہ سے ہوئے۔۔ جب دوسرے بچے ہمیں تکلیف دیتے تھے ہم خاموش ہو جاتے تھے۔۔ جب ہم کسی کو بدلے میں دیں تو شور مچا دیتے تھے۔۔

ان سب کی وجہ سے ہم اپنے ماں باپ کے نظر میں گر گئے۔ تم کہتے ہو گے کہ ہماری وجہ سے لوگ ہمیں ایسا کرتے ہیں مگر نہیں صمصام۔۔ لوگ اپنے بچوں کی تکلیف پر تڑپ جاتے ہیں۔۔ جب انکے بچے ہمیں تکلیف دیتے ہیں تب وہ شور نہیں کرتے۔۔ جب ہم دیتے ہیں تو شور کرتے ہیں۔۔۔

تم کس طرح کہہ سکتے ہو کہ میں اپنے حق میں آواز نہیں اٹھا سکتا۔۔ کس طرح اٹھاؤں؟ جب کسی کو کہتا ہوں تو "لڑکی ہے چھوڑ دو" کہہ کر خاموش کروا دیتے ہیں۔۔

جب خود تکلیف دیتا ہوں بدلہ لیتا ہوں۔۔ تب بدنام ہو جاتا ہوں۔۔ اور جب چپ رہتا ہوں۔۔ تو بزدل کہلاتا ہوں۔۔ تو تم بتاؤں کیا کریں ہم دونوں بھائی؟" اسنے اپنی آنکھ کے کونے سے نمی صاف کی۔۔

"یہ دنیا نا جینے دیتی ہے نا ہی مرنے۔۔۔ تم سے ہمیں نفرت نہیں صمام۔۔ تمہیں چڑاتے ضرور ہیں۔۔ مگر کیا ہم نے تمہیں کبھی تکلیف دی ہے؟ ہم اپنوں سے شرارت کرتے ہیں۔۔ دنیا نے ویسے ہی بدنام کر رکھا ہے۔۔۔

اس لڑکی نے ہمیں سب کی آنکھوں میں ایسا بنا دیا ہے کہ جہاں بھی جاتے ہیں ہم سے بھاگتے ہیں لوگ۔۔۔ ابھی بھی کتنا تماشہ لگایا۔۔

حالانکہ اب تو ہم نے اسکی راہ میں آنا چھوڑ دیا۔۔ پھر بھی برے سب کی نظر میں۔۔۔" دلاور کی باتوں نے صمصام کو خاموش کر دیا۔۔۔

اسکے ٹوٹے پھوٹے لہجے پر نویرہ کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔۔ اسنے دعا کی کہ صمام اسے دھتکار دے۔۔ وہ بڑا خوش ہوئی تھی۔۔ مگر اگلے پل اسکی مسکراہٹ سکڑ گئی۔۔۔

جب جاتے ہوئے دلاور کا ہاتھ صمصام زیدی نے جکڑ لیا۔۔

اگر تم لوگ جان بوجھ کر مجھے چڑاتے ہو، تو میں بھی جان بوجھ کر تم" دونوں کو ذلیل کرواتا ہوں۔۔" اسنے سپاٹ لہجے میں کہا۔۔
"مگر اگلے ہی لمحے انکے قہقہے بلند تھے۔۔" ہمیں پتا ہے فارمی مرغے۔۔ میں دوستی کی ابتداء کر رہا ہوں دلاور۔۔۔ مگر کبھی بھی میری بہن کو" تکلیف نہیں آنی چاہیے۔۔۔ ورنہ یہ دوستی دشمنی میں بدل جائے گی۔۔" وہ اسے دیکھ کر بولا۔۔

مجھے منظور ہے سالے۔۔" دلاور نے سر کو خم دیکر کہا۔۔ دریاب کا" قہقہہ گونج اٹھا صام نے ایکدم اسکے گلے میں بازو ڈال کر دبوچا۔۔
دریاب نے برقت پیچھے سے اسکے گلے میں دبوچ لیا، اور یہ دیکھتے زیاف نے دریاب کو دبوچا۔۔۔
وہ چاروہی ایک دوسرے کو دیکھ کر قہقہ لگا اٹھے۔ جبکہ باہر کا یہ منظر دیکھتی نویرہ نے گہرا سانس بھرا۔۔۔

مجھ سے وعدہ کرو تم دونوں کہ تم اس لڑکی سے اب دور ہی رہو گے۔۔"""
صام نے اپنے دونوں ہاتھ انکے سامنے پھیلائے۔۔ مگر دلاور دریاب نے

اپنے ہاتھ کو ایک دوسرے کے ہاتھ سے جوڑ کر صام کے ہاتھ میں رکھا۔۔

ہم دو نہیں ایک ہیں۔۔ اور ہمارا وعدہ بھی ایک ہے۔۔" دل دری دونوں نے" ساتھ کہا صام مسکرایا۔۔ اقرا انکے ہاتھ کے اوپر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔۔

ہمیشہ ایک ہی رہو۔۔" وہ چاروں ساتھ آگے بڑھے۔۔ دلاور کیلئے آج" خوشی کا دن تھا۔۔ حقیقت یہ تھی کہ اسے بچپن سے اپنے نام کر کے ہی وہ خود کو دنیا کا خوش نصیب لڑکا سمجھ رہا تھا۔۔

کتنی محبت ہے ناڈبل ڈی میں۔۔" ماہرہ نے انہیں جاتے ہوئے دیکھتے نویرہ" سے کہا۔۔

رہے گی نہیں۔۔۔" وہ کافی سوچ کے بعد پر عزم لہجے میں بولی۔۔"

کیا مطلب۔۔۔؟ کیوں نہیں رہے گی؟ ویسے صمصام خود انہیں کہہ رہا" تھا کہ تم سے دور رہیں۔۔" ماہرہ کو ہنسی آگئی مگر وہ چھپانے لگی۔۔

اسکی اس مسکراہٹ نے۔۔ نویرہ کے اندر آگ بھڑکا دی تھی مگر وہ خاموش کھڑی رہی۔۔

کیا سوچ رہی ہو نویرہ؟" ماہرہ اسکی آنکھوں کی سرخی سے چونکی۔۔"

تم بس دیکھتی جاؤ۔۔ مجھ سے دور رہیں گے۔۔ میری راہ میں رکاوٹ "
بنیں گے۔۔ ان بھائی بہن کو ایسا سبق دوں گی نا کہ ساری زندگی یاد رکھیں
"گے۔۔

تم کیا کرنے کا سوچ رہی ہو۔۔ نوی مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے۔۔ تمہارے "
ارادوں سے۔۔" ماہرہ بوکھلا کر اسکے سامنے آئی۔۔ نویرہ ہنس پڑی۔۔۔

گھبرانے کا وقت ہمارا نہیں انکا ہے۔۔ بہت ناز ہے نا ان دونوں کو اپنی "
بھائی پئی پر۔۔۔ میں انکا یہ غرور چکنا چور کر دوں گی۔۔ میں دیکھنا
کیسے دونوں کا ایک دوسرے کا دشمن بناتی ہوں۔۔ میں انہیں اپنی راہ
سے بھی ہٹاؤں گی۔۔ اور کسی لائق نہیں چھوڑوں گی کہ زندگی میں کچھ بن
سکیں۔۔
یہ دونوں ایک دوسرے سے نفرت کریں گے۔۔ دیکھنا۔۔۔ اور
تمہیں میں صمصام زیدی کو بھی حاصل کر کے دکھاؤں گی۔۔"
آخری بات اسنے اسکی آنکھوں میں دیکھتے جتاتے ہوئے کہا۔۔۔

تم کیا کرنے جا رہی ہو نویرہ۔۔ تم پھنس جاؤ گی یار۔۔ ساری محنت "
انسان کے اپنے ہاتھ میں ہے۔۔ اگر تم محنت کرو تو صمصام زیدی دلاور
دریاب ایک وائی زی کوئی بھی تمہیں ہرا نہیں سکتا۔۔ کیوں۔۔ آخر تم ایسا
کر رہی ہو۔۔ اس سے تمہارے فیوچر کو خطرہ ہو گا۔۔۔" ششدر ماہرہ
اسکے ارادوں سے خوفزدہ ہو کر اسکے ہاتھ پکڑ کر بولی۔۔

جسٹ شٹ اپ۔۔! تم میرے باپ کو نہیں جانتی۔۔ میں انکی "
اکلوتی اولاد ہوں۔۔ وہ مجھ پر آنچ آنے نہیں دیں گے۔۔ خطرہ مجھے نہیں خطرہ
اب ڈبل ڈی کو ہے۔۔ اور انکی وہ چوزی بہن۔۔" وہ اپنا ہاتھ جھٹکے سے چھڑوا کر
جتا کر بولی۔۔

نویرہ۔۔۔ پلیز بس کرو یار اب جب وہ تمہارے راستے۔۔۔" وہ "
جانے لگی مگر ماہرہ نے اسکا راستہ روک دیا۔۔

بکواس مت کرو تم!! نا ہی انکی زیادہ سگی بننے کی کوشش کرو۔۔ انہوں نے "
چھوڑا ہی کیا ہے میرے پاس۔۔ میرا جو خواب تھا ہمیشہ پوزیشن
حاصل کرنے کا، وہ انہوں نے تہس نہس کر دیا۔۔ صمصام زیدی پر اسکی

اتنی سی بہن نے قبضہ جما لیا۔۔ ہر طرح سے تو مجھے ہار دی ہے۔۔ اور اب خود دودھ کے دھلے بن کر مجھے برا ثابت کر رہے ہیں۔۔

برا کون ہے یہ وقت بتائے گا۔۔ مجھے سیکنڈ ایئر میں فرسٹ پوزیشن حاصل کرنی ہے وہ بھی کسی بھی حال میں۔۔ پھر چاہے مجھے آخری حد تک کیوں نا جانا پڑے۔۔" وہ کہہ کر رکی نہیں چلی گئی پیچھے ماہرہ سناٹوں کے زد میں آ گئی۔۔

کیا وہ سچ میں ایسا کرنے والی ہے۔۔" معاً پاس سے آواز گونجی اسنے" چونک کر دیکھا تو فارس خان تھا۔۔

اسکے ارادے مجھے اچھے نہیں لگ رہے۔۔" ماہرہ نے اسے دیکھ کر کہا۔۔" پر مجھے لگتا ہے۔۔ اسے اپنی منزل حاصل کرنے کیلئے ضرور کوشش" کرنی چاہیے۔۔ میں اسکے ساتھ ہوں۔۔۔" وہ کہہ لر رکا نہیں۔۔ ماہرہ کو شاکڈ چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔۔۔

ooooo

یہ کیا بدتمیزی ہے دیکھ کر نہیں چل سکتی۔۔"دریاب سٹپٹا کر" اسکے بری طرح سے ٹکرانے پر خود کو گرنے سے بچانے کے چکر میں اسے تھام گیا۔۔اور نویرہ نے بھی خود کو سنبھالنے کیلئے اسے تھاما۔۔۔ مگر وہ جیسے قریب ہوئی دریاب نے اسے پیچھے دھکیل کر غصے سے کہا۔۔وہ سرخ پڑ گئی۔۔مگر خود پر ضبط کر دیا۔۔

آئی ایم سوری۔۔میں نے سچ میں نہیں دیکھا۔۔"اسنے اپنا" اسکارف اٹھایا اور جھکی نظروں سے اس سے کہتے اپنے لبوں کو دانتوں میں دبالیا۔۔

دریاب جو جھک کر اپنے کتاب اٹھا رہا تھا جھٹکے سے سر اٹھا کر غیر یقینی سے اسے دیکھنے لگا۔۔مگر ایک پل کیلئے ساکت سا ہو گیا۔۔

میں سوری کرنے آرہی تھی اپنی تمام کوتاہیوں کیلئے تم سے۔۔"وہ اسکے" مقابل بیٹھ کر اسکی آنکھوں میں دیکھتی معصومیت سے بولی۔۔

دریاب نے غصے سے نظریں پھیریں۔۔ "مگر مجھے تمہاری سوری کی ضرورت نہیں اچھا ہوگا، ہم سے دور رہو۔۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔ نویرہ بھی ساتھ ہی اٹھ کر کھڑی ہوئی۔۔

دری۔۔!! مجھے سچ میں اپنی غلطیوں کا احساس ہو گیا ہے۔۔ میں معافی مانگنا چاہتی ہوں صرف تم سے۔۔۔" وہ اسکی راہ میں حائل ہو گئی۔۔

اگر تمہیں اپنی غلطیوں کا احساس ہو گیا ہے تو دل بھائی سے معافی مانگو۔۔" کیونکہ تم اسے ہرٹ کرتی ہو نا کہ مجھے۔۔ اگر یہ تمہارا کوئی پلان ہے تو بری طرح فیل گیا۔۔ مجھے تمہاری یہ ایکٹنگ نہایت بونگی لگی۔۔" وہ بری طرح سنا کر جانے لگا جب اسنے بڑی جرات سے اسکی کلائی کو پکڑ لیا۔۔

دور کھڑی ماہرہ نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔۔
دریاب نے ششدر ہوتے پلٹ کر پہلے اپنی کلائی اور پھر اسے دیکھا۔۔
کتنے اسٹوڈنٹ بھی یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔۔

یہ کیا بدتمیزی ہے۔۔ میں پرنسپل سے تمہاری شکایت "
"کر دوں گا۔۔
میری آنکھوں میں دیکھو اور کہو کہ تم نے مجھے معاف نہیں کیا۔۔""
اسنے کچھ فاصلہ مٹا کر اپنی سیاہ نین کٹوروں سے اسکی شہد رنگ
آنکھوں میں جھانکا۔۔۔
ایک پل کیلئے اسکی سیاہ کاجل سے لبریز، نینوں میں دیکھا،
دوسرے پل دریاب بوکھلا کر ہاتھ جھٹکے ہوئے اس سے دور ہوا۔۔ "اگر اتنی
ہی شرمندگی ہے تو جاؤ اور جا کر میرے بھائی سے پوری کلاس
کے سامنے معافی مانگو۔۔" وہ سر جھکا گئی۔ وہ لب بھینچ کر ایک سلگتی نگاہ
اس پر ڈال کر وہاں سے جانے لگا۔۔

یہ تم کیا کر رہی ہو نوی۔۔۔ بندے کو مارنے کا ارادہ ہے کیا۔۔۔""
دریاب کے اسٹاف روم میں جانے کے بعد ماہرہ ہنسی ہوئی اسکے
پاس آئی۔۔

اسنے اپنے زلفوں کو ٹھیک کرتے دوپٹہ درست کیا۔ کیونکہ وہ کافی بولڈ انداز
میں دریاب کے سامنے آئی تھی۔۔ اسنے ماہرہ کو کوئی جواب نہیں دیا۔۔

بلکہ ان دونوں کو ہی اس کھیل میں مزہ آنے لگا۔۔

اب تم کہاں جا رہی ہو؟" اسنے بال وال درست کرتے دیکھ کر وہ بولی۔"

مسٹر ہارٹ کے پاس۔۔۔" اسنے اسکارف کرتے کہا۔۔"

دل یعنی دلاور کے پاس۔۔ وہ بہت چالاک ہے۔۔۔ سنبھل کر۔۔ ویسے"

الگ الگ کیوں معافی مانگ رہی ہو دونوں سے ساتھ مانگ لونا۔۔"

ماہرہ نے سوچ کر کہا۔۔۔

کبھی دو مگر مچھ ایک جال میں نہیں پھنس سکتے ڈارلنگ! دونوں"

کیلئے الگ جال بچھایا ہے، تبھی تو دونوں الگ ہوں گے۔ جب یہ

الگ ہوں گے تب میں انہیں دکھاؤں گی نویرہ فیروز کون ہے۔۔" وہ

کہہ کر کلاس روم میں داخل ہو گئی جہاں پروفیسر لیکچر دے رہا تھا۔۔

وہ معذرت کر کے اندر داخل ہوئی۔۔ اور جا کر دلاور کے پاس، اسکے

بینچ پر بیٹھ گئی۔۔ ماہرہ نے کھٹکے سے انہیں دیکھا۔۔ وہ ڈر رہی تھی۔۔

کلاس میں سب کی نظریں ان پر آ گئیں۔۔

دل میں تم سے معافی مانگنے آئی ہوں۔۔۔" وہ اپنی انگلیاں چٹخاتی ہوئی ذرا
جلدی سے بولی کہ کہیں دریاب نا آجائے۔۔

نکل پہلی فرصت میں پتلی گلی سے۔۔" اسکی توقع کے خلاف وہ
ایکدم چٹکی بجاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔۔
کس چیز کی معافی مانگنے آئی ہو۔۔ مجھے پورے کالج میں برا بنا کر اسکی
یا یہ تمہارے نئے پلان کا حصہ ہے معافی؟؟" وہ غصے سے تیز آواز
میں بولا کہ کلاس روم میں سناٹا چھا گیا۔۔

تم اپنے اس مکروہ چہرے پر معصومیت کا ناٹک کر کے کیوں نا
میرے سامنے آجاؤ، مگر یہ یاد رکھو! تم سب کو دھوکہ دے سکتی ہو
مگر دلاور خان کو نہیں۔۔۔
کیونکہ میں جانتا ہوں وہ فن، جس سے مکروہ شخصیت پڑھی جاتی
ہیں۔۔" وہ جھک کر آہستہ سے اس سے کہہ رہا تھا نویرہ رونے لگی۔
دلاور!!" پروفیسر نے غصے سے کہا۔۔"

ایم سوری سر مگر اسے میرے بینچ سے اٹھائیں یہ میرے "
بھائی کی جگہ ہے۔۔۔ اگر یہ یہاں بیٹھی رہی تو میں کلاس اٹینڈ
نہیں کروں گا۔۔" اسنے صاف سیدھے الفاظ میں کہا۔۔

کلاس روم میں سکوت چھا گیا۔۔ پروفیسر خود حیران تھے، بھلا نویرہ
فیروز کیوں دلاور سے معافی مانگنے آ گئی۔۔ بہر حال انہوں نے اسے دلاور
کے پاس سے اٹھایا۔ وہ جا کر ماہرہ کے پاس بیٹھ گئی۔۔
وہ مسلسل رو رہی تھی۔۔ جبکہ دلاور سخت غصے میں تھا۔ پرصام کے
مسکراتے چہرے پر نظر پڑتے وہ بھی مسکرا دیا۔۔
پروفیسر نے نویرہ کو خاموش کروانا چاہا مگر وہ چپ نہیں ہوئی تو وہ اپنا
لیکچر وہیں سے اسٹارٹ کرنے لگے۔۔

کیا ہوا ہے؟" خلاف توقع کلاس روم میں اتنا سکوت چھایا دیکھ "
کر وہ حیران ہوا۔۔
کچھ نہیں آئی تھی پھر سے ناٹک رچانے۔۔" دلاور نے سر جھٹکے غصے "
سے کہا
کون؟" دریاب چونکا۔۔"

وہی چڑیل! معافی مانگنے آئی تھی۔۔" اسنے نویرہ کا اشارہ دیا۔۔"

دریاب نے ایکدم سے گردن موڑ کر دیکھا تو ساکت ہو گیا۔ وہ بھی بھیگی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ اور پھر سے رونے لگی۔۔

آپ نے معاف نہیں کیا؟" اسنے آہستہ سے پوچھا۔۔"

کیوں کروں میں! پاگل ہو گئے ہو۔۔ معافی نہیں مانگنے آئی تھی بلکہ ناٹک "

کرنے آئی تھی۔۔ تیرے پاس بھی آئے گی۔۔ دور رہنا۔۔" دلاور نے غصے سے اسے گھورا وہ سر اثبات میں ہلا کر لیکشر سننے لگا۔۔

کافی دیر بعد اسنے چور نظروں سے دیکھا تو وہ ابھی تک رو رہی تھی۔ جبکہ ماہرہ اسے خاموش کروانے کی کوششیں کر رہی تھی۔۔

اسنے مجھے سب کے سامنے ذلیل کر دیا۔۔ اب خوش ہو تم۔۔" چھٹی "

کے وقت وہ اسکے پاس سے گزرتی بولی۔۔

دریاب نے چونک کر اسکی سرخ آنکھوں میں دیکھا۔۔

ہاں۔۔!!" اسنے جتایا۔۔ اسکے آنسوں پھسل کر گالوں پر بہہ گئے۔۔ جنہیں "

اسنے کافی شاکڈ انداز میں دیکھا۔۔

ایم سوری۔۔ دل مجھے کبھی معاف نہیں کریگا۔۔ مگر تم تو کر دو۔۔۔" وہ اس "
سے کہہ کر دلاور کے پاس پہنچنے سے پہلے وہاں سے چلی گئی۔۔

مجھے تو حیرت ہے اسے اچانک ہی کیا ہو گیا ہے۔۔" دلاور نے "
دریاب کو ساتھ لگاتے صام سے کہا۔۔
میں خود حیران ہوں۔۔ مگر مجھے یہ ایک نمبر کی مکار لڑکی لگتی ہے۔"
باپ کی دولت کا گھمنڈ ہے اسے بہت۔۔" اسنے نفرت سے
کہا۔۔
دریاب نے ان دونوں کی رائے کو خاموشی سے سنا۔۔ وہ ایکدم سے گم صم
ہو گیا تھا۔۔ اسکی خاموشی کو دلاور نے بھی نوٹ کیا تھا۔۔
مگر وہ جانتا تھا گھر چل کر وہ ٹھیک ہو جائے گا۔
آج میں تمہارے لیے کچھ لایا ہوں۔۔" گاڑی میں بیٹھتے دل نے اس "
سے کہا۔۔
کیا؟؟" دریاب چونکا۔۔ تبھی دلاور نے بند مٹھی اسکے سامنے کھولی۔۔ اور "
وہاں رکھی چاکلیٹ دیکھ کر وہ قہقہہ لگا کر اٹھا گیا۔۔

تمہارے اتنے بڑے ناٹک کا ان دونوں پر کوئی اثر نہیں ہوا۔۔"ماہرہ نے ہنستے"
ہوئے کہا۔۔نویرہ نے اسے ناگواریت سے دیکھا۔۔

تم دیکھ لینا ایک دن یہ دونوں قہقہہ لگانے کیلئے ترس جائیں گے۔۔"
"یہ نویرہ فیروز کا پرامس ہے تم سے۔۔

oooooooo

کون؟"وہ نمبر پہچان گیا تھا مگر پھر بھی کافی غصیلی اور انجان ہو کر"
پوچھا۔۔
مم۔میں روحا۔۔۔"اسنے ڈرتے ڈرتے کہا۔۔"
کون روحا؟"وہ بدستوراًانجان بنا ہوا تھا"
روحا حیدر شاہ۔۔"روحا نے افسوس سے موبائل کو دیکھتے"
"کہا۔۔۔"آپکی مام کی بیٹی۔۔
زندہ ہو ابھی تک؟"اسکے اگلے سوال پر روحا سٹپٹا گئی۔۔"

جی۔۔" وہ سر ہلا کر معصومیت سے بولی۔ مگر لہجہ نم تھا۔۔ اسنے اس"
سے ریکویسٹ کرنے کیلئے سب سے چھپ کر کال کی تھی۔۔ اور اب
چھپ کر بات بھی کر رہی تھی۔۔
کیوں؟" اسے ذرا بھی پچھتاوا نہیں تھا اسنے اسکے ساتھ کتنا برا کیا۔"
اب جب وہ خود اس سے بات کر رہی تھی تو وہ پوچھ رہا تھا کیوں زندہ ہو۔۔۔
آپ مام سے بات کیوں نہیں کرتے؟" وہ کہہ کر رونے لگی ساحل کا"
قہقہہ جاندار تھا
تمہاری ماں نے شادی تو کر لی اب کیوں تم میرے پیچھے پڑی ہو؟" وہ"
سگریٹ کا کش لیکر بولا۔۔
وہ آپ سے پیار کرتی ہیں۔۔ آپ سے بات کرنا چاہتی ہیں۔۔ شاہ وہ"
آپ کیلئے روتی ہیں پلیز ان سے بات کر لیں۔۔۔" وہ روتے ہوئے بولی مگر
ساحل کو سخت طیش آیا۔۔

آج کے بعد کبھی اگر تم نے میرے سامنے اپنی مام کا نام لیا تو وہیں آکر"
جان نکالوں گا اور کسی کے ہاتھ بھی پہنچ نا سکیں گے۔۔ اگر اتنی ضرورت ہوتی
تمہاری ماں کو میری تو کبھی نا مجھے چھوڑ کر جاتی نا ہی دوسری شادی
کرتی۔۔" وہ نفرت سے گویا ہوا روحانا موش رہ گئی۔۔

آج کے بعد مجھے اور میری بہن کو قطعی کال مت کرنا، بلکہ ہمارے تم لوگوں" سے کوئی تعلق ہی نہیں۔۔ سمجھی۔۔" اسنے سرد لہجے میں اس پر باور کروایا مگر اگلی رات اسنے پھر اسے کال کر دی۔۔

ساحل کو اسکی ڈھٹائی پر غصہ اس قدر تھا کہ اسنے سوچ لیا وہ اسے مزہ ضرور چکھائے گا۔۔ اور اسنے کہا اس سے کہ اگر وہ اسے ساری رات رو کر دکھائے گی تو وہ ضرور بات کرے گا۔۔

اور پھر وہی کیا اسنے جو وہ چاہتا تھا وہ رونے لگی، کافی دیر روتی رہی۔۔ حد سے زیادہ بیوقوف تھی۔۔ نقاہت کے باعث جلدی ہی روتے روتے سو جاتی۔۔

وہ کافی دیر تک اسکی ہچکیوں کی آوازیں، ساسوں کی آوازیں سنتا رہتا۔۔ اور سوچتا کہ وہ کچھ گھنٹے بھی رو نہیں سکتی۔۔ وہ کیسے معاف کر دے اسے، جسکی وجہ سے وہ راتیں راتیں روتے جاگتے گزارتا تھا۔۔

زخم پر زخم دیتی تھی، ایک ابھی بھرتے نہیں تھے دوسرا زخم اسے مل جاتا۔ ایک نیا زخم وہ اسے دیکر گئی تھی ہمیشہ کیلئے کسی اور کی ہو کر۔۔۔

سب اسے مبارک باد دے رہے تھے، اچھے فیصلے ہر سراہ رہے تھے، ساحل کا دل کیا جا کر اسکے پاس افسوس کر آئے اسکے بیٹے کی موت کا۔۔

اسے اس عورت سے نفرت ہو گئی تھی، بلکہ اس سے تعلق رکھنے والے ہر لوگ سے۔۔ خاص کر کے اسے اسکی بیٹی سے نفرت تھی۔۔ وہ اپنی اذیتوں کا بدلہ اس سے لینے لگا تھا، وہ اسے روز رات کو رلانے لگا تھا۔ اسنے اسے رونے کا اس قدر عادی بنا دیا کہ وہ رات کو اگر کبھی سو بھی جاتی تو بھی نیند کے زیر اثر ہو کر بھی روتی رہتی۔۔

حجاب شاہ کی ماں نے تو اسے دیکھ کر، اپنی بیٹی سے کہا کہ اس پر برا سایہ ہے۔ مگر حیدر شاہ نے ان باتوں پر یقین نہیں کیا اور وہ اپنی بیٹی کا خیال حد سے زیادہ رکھنے لگے۔۔

اور اسکا اثر یہ ہوا کہ وہ واپس اپنی نارمل روٹین پر آنے لگی۔ مگر جلد ایسا حادثہ اسکی زندگی میں ہوا کہ اسکی پوری زندگی ہی بدل گئی۔۔

حیدر شاہ اپنی بہن کو اپنے گھر میں آباد دیکھ کر بہت خوش تھے، مہکار وہاں آتی، بہت خوش ہوتی تھی۔ اور اسے خوش دیکھ کر وہ دونوں خوش ہوتے۔۔۔

بظاہرہ توحیدر نامی آدمی ایک ایسا انسان تھا، جو معاشرے میں اپنی جگہ جلدی بنالیتے ہیں۔ اپنا عزت بھرا مقام حاصل کرلیتے ہیں۔۔

مگر انکا اندر۔۔۔۔۔

اس آدمی سے شادی مہکار شاہ کا اپنا فیصلہ تھا، کیونکہ وہ سائرہ بیگم کی موت پر لوگوں سے اتنا سن چکی تھی کہ اب اسے اپنی زندگی گھٹتی ایک سوالیہ نشان لگتی تھی۔۔

سب کا یہی سوال تھا کہ کب تک بھائی کے در پر بیٹھی رہو گی؟ حیدر شاہ اسے ساری زندگی بٹھانے کیلئے راضی تھا مگر مہکار شاہ خود پر مزید الزام اور باتیں نہیں سن سکتی تھی۔۔

اسکا ماضی اسکی نظر میں صاف کلیئر تھا، اسکے کردار پر ایک بھی داغ نہیں تھا۔ مگر اسے پاکستان میں یہ بھی باتیں سننے کو ملی تھی کہ فلاں نے اسے اس ہاسپٹل میں دیکھا، فلاں نے اسکا بچہ دیکھا۔۔

بازل شاہ اسکی بیٹی ہے کیونکہ وہ اسکی جیسی ہی ہے۔۔ یہ باتیں اسے رات کو سونے نہیں دیتی تھیں، اور وہ جانتی تھی شاید انہیں باتوں کی وجہ سے ساحل اس سے نفرت کرتا ہے۔۔

وہ جانتی تھی، زریش اسکے بیٹے کا بہت اچھے سے خیال رکھ رہی ہے۔ اسکے سامنے سوالیہ نشان اس وقت، جعفر نامی لڑکا تھا۔۔ جو اسکے سامنے گڑگڑایا تھا۔۔
اسنے سوچا تھا، کہ اسکے اندر اپنے رنگ کو لیکر جتنی بھی بے اعتمادی ہے، احساس کمتری ہے وہ سب ختم کر دے گی۔ وہ سیاہ رمگ کے مقدس پاکیزی سے اسے روشناس کروائے گی۔۔ اسکی نیت سے اسکا خدا واقف تھا۔۔

اسنے جتنا، تقویٰ کو اسکی رنگت کی وجہ سے تضحیک، نفرت کا شکار بنایا تھا وہ اسکا مداوا کرنا چاہتی تھی۔ اسنے اس آدمی کو اسکی رنگت کی وجہ سے انکار نہیں کیا۔۔

ایک وقت تھا کہ وہ کافی حسن پرست تھی، مگر وقت نے اسے اتنا کچھ سمجھایا تھا کہ اب وہ سب کچھ بھول گئی، اسکی نظر میں سب لوگ برابر تھے۔۔

مگر کاش ہم میں لوگوں کا اندر جاننے کا بھی ہنر ہوتا۔ اسکے ہاں کرنے پر اسکی ہی مرضی سے سادگی سے نکاح ہوا، وہ اپنے بھائی کے گھر سے رخصت ہو کر اسکے گھر آ گئی۔

اسکا گھر بہت خوبصورت تھا، دو پورشن میں بٹا ہوا تھا، اوپری پورشن بند تھا، نیچے میں مہکار رہتی تھی۔۔

پہلی رات مہکار نے جعفر سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا، مگر وہ اس سے نہیں ملا۔۔ اس بابت اسے زیادہ سوچنے کا وقت ہی نہیں ملا۔۔۔

اس پر انکشاف ہوا کہ حیدر نامی اسکا شریک حیات، اس سے محبت کرتا ہے۔ اسنے اسے پارک میں دیکھا تھا۔ پھر اسکا وہ اسیر ہو گیا۔۔

واقعی ہی وہ تھی بھی اسی کہ اس پر کسی کا بھی دل آسکتا تھا۔ دوسری شادی کیلئے بھی اسکے پاس ایک سے بڑھ کر ایک رشتہ تھا مگر شاید تقدیر میں جعفر کی ماں بننا ہی لکھا تھا۔۔

اسنے اپنی پہلی بیوی کے بابت کوئی بات نہیں کی اس سے سواء اسکے کہ وہ اسے پسند نہیں کرتی تھی، کیونکہ وہ کالا ہے۔ وہ شدت پسند تھا یا مہکار شاہ کے معاملے میں ہی کافی شدت پسند ہو گیا تھا۔ مہکار کی توقع سے بڑھ کر وہ اسکا خیال رکھتا ہے۔ مگر ایک عجیب بات ہوتی ہے، نکاح کے بعد جعفر کہیں غائب ہو جاتا ہے۔ اگلی صبح ناشتے پر مہکار اپنے شوہر سے جعفر متعلق پوچھتی ہے تو اسے معلوم پڑتا ہے وہ اپنے نانا نانی کے گھر گیا ہوا ہے۔۔

بازل اس دوران، ایلی نامی اس پاگل لڑکی سے دوستی کر چکی تھی۔۔ یہ دوستی بہت مشکل سے ہوتی ہے۔۔ کیونکہ ایلی صرف مارنا چاہتی تھی اسے مگر بازل کے اچھے مثبت رویہ کی وجہ سے، ایلی مجبوراً اسکے ساتھ کھیلنے لگتی ہے۔۔

وہ گھر سے چھپ کر باہر نکلتی ہے اور بازل کے ساتھ کھیلتی ہے۔ بازل اس سے چھوٹی ہوتی ہے۔ مگر ایلی ذہنی طور اس سے چھوٹی لگتی ہے۔ وہ بچوں کی طرح کھیلتی ہے۔۔

وہ دونوں ایک دن کھیل رہے ہوتی ہیں، کہ اچانک حیدر شاہ بازل کی تلاش میں اس تک پہنچ جاتا ہے۔ وہ بہت غصہ ہوتا ہے بازل پر کہ اس پاگل لڑکی کے ساتھ کھیل رہی تھی، وہ سب بچوں کو مارتی ہے اگر اسے چوٹ پہنچائی تو۔۔

بازل جانا نہیں چاہتی، وہ اپنے باپ کو بہت سمجھاتی ہے مگر اسکا باپ نہیں سمجھتا، ایلی خاموش سی حیدر شاہ کو دیکھتی رہتی ہے۔
حیدر کو اس پر ترس تو بہت آتا ہے۔۔ مگر وہ کچھ نہیں کر پاتا اسکے لئے۔۔
وہ بازل کو لیکر گھر آجاتا ہے، حجاب پر کافی غصہ ہوتا ہے۔۔ وہ جانتا تھا بازل کافی ضدی تھی۔ وہ اسکا کہنا نہیں مانے گی اسلئے ہی وہ اسے دھمکی دیتا ہے۔۔
آج کے بعد اگر میں نے تمہیں اس لڑکی کے ساتھ کھیلتے دیکھا تو" تمہیں پاکستان اپنی نانی کے پاس بھیج دوں گا۔۔" بازل کے ذہن پر جو پاکستان کا پہلا تاثر پڑتا ہے وہ کافی برا ہوتا ہے۔۔

مزید اس دھمکی سے وہ گھر میں بیٹھ جاتی ہے۔ اسکا دل تو بہت کرتا ہے ایلی سے ملنے کیلئے مگر وہ پاکستان نہیں جانا چاہتی۔۔ مگر کب تک وہ اپنے دل کو روکتی؟ اسکا باپ جب روحا کو پاس والے کلینک لے جاتا ہے۔ پیچھے اسکی ماں گھر کے کام کر رہی ہوتی ہے تو وہ سب سے نظریں بچا کر چلی جاتی ہے۔۔

شام کا وقت ہوتا ہے وہ ایلی کو ڈھونڈتی ہوئی اس گھر میں بھی چلی جاتی ہے۔۔ مگر اسے وہاں نا ایلی ملتی ہے نا ہی نینی۔۔
وہ سارے گھر میں ڈھونڈ کر جب باہر نکل رہی ہوتی ہے تبھی اچانک خون سے لت پت ایلی اسکے سامنے آجاتی ہے۔۔
آہہہ۔۔۔ "بازل کی خوف سے چیخ نکل جاتی ہے۔۔ مگر ایلی اسکا ہاتھ " پکڑتی ہے اور اسے کھینچ کر گھر کی بیک سائیڈ پر لے جاتی ہے جہاں نینی کی لاش پڑی ہوتی ہے۔۔
وہ اس سے کہتی ہے نینی کو جگاؤ۔۔ بازل بھاگ کر نینی کے پاس جاتی ہے مگر اسکے لاش چھونے سے پہلے ہی وہاں حیدر شاہ کی دھاڑ گونجتی ہے اور بازل خوفزدہ ہو کر پیچھے ہو جاتی ہے۔۔

یہ سب کیا ہے؟" حیدر ششدر سا اپنی بیٹی کو دیکھتا ہے اس سے پوچھتا ہے۔ مگر ایلی کو لہولہان دیکھ کر وہ سمجھتا ہے کہ اسنے مارا ہے نینی کو۔۔

لاش کو باہر گرے چوبیس گھنٹے ہونے والے تھے۔ کیڑے مکوڑے لاش کو کاٹنا شروع کر دیتے ہیں۔۔

ڈیڈ نینی۔۔۔ "بازل خوفزدہ سی رو پڑتی ہے۔۔"

حیدر شاہ فوراً سے پولیس کو کال کرتا ہے۔ پولیس ایلی کو اپنے ساتھ لے جاتی ہے ساتھ بازل کو بھی۔۔

اور باقی کا بیان بازل اپنے کانوں سے سنتی ہے۔۔ وہ پولیس والوں کی تفتیش پر انہیں بتاتی ہے کہ ایک دن اسنے اس گھر میں بہت سے لڑکے بھی دیکھے تھے، جن میں سے ایک نینی کا بیٹا بھی ہوتا ہے۔۔

حجاب مہکار کا برا حال ہوتا ہے، وہ خوفزدہ ہوتی ہیں کہ انکی بیٹی پر کوئی آنچ نا آئے۔ بازل نینی کے بیٹا کا بتا دیتی ہے۔ اور اس کے بتانے پر ہی پولیس والے آخر کار دو دن بعد نینی کے بیٹے کو بھی ڈھونڈ لیتے ہیں۔۔۔

اور انہیں گھر کی تفتیش سے معلوم ہوتا ہے اس رات وہ گھر میں ہی موجود تھے۔ ایلی کے کچھ ٹیسٹ ہوتے ہیں۔۔ جن سے اسکے ساتھ بار بار کی گئی زیادتی سامنے آتی ہے۔۔

اور نینی کا بیٹا بھی پولیس کے تشدد کے بعد بیان دے دیتا ہے کہ اسکی ماں نے اسکے دوست کو روکا تھا ایلی کے پاس جانے سے۔ انہیں غصہ آگیا تو غصے میں اسنے اپنی ماں کو مار دیا۔۔ کیونکہ ناوہ ہو گی نا ہی اسکی کوئی ڈھال بنے گا۔۔

پولیس اسکے دوستوں کو، پکڑ لیتی ہے۔ ایلی کے باپ کو بھی بلا لیتی ہے۔ اور اس گھر کو بند کیا جاتا ہے۔ ایلی ایکدم گم صم سی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ اپنے ماں باپ بہن جیزی کے ساتھ وہاں سے جا رہی ہوتی ہے۔ مگر وہ بازل کو چھوڑنے پر قطعی تیار نہیں ہوتی۔ بازل بھی بہت روتی ہے۔ مگر اسے جانا ہوتا ہے۔ دونوں کو الگ ہونا ہوتا ہے۔۔ اور وہ ہو جاتی ہیں۔۔ ایلی ایک مختصر سا لمحہ تھا بازل کی زندگی کا۔۔ حیدر شاہ بہت خوش ہوتے ہیں اپنی بیٹی کی اس بہادری سے کہ اسنے ایک لڑکی کو اس عذاب سے نکالا۔۔

مگر ایلی کے جانے کے بعد بازل جیسے اندر سے خالی ہو جاتی ہے۔ اسے ایلی کی بہت یاد آتی ہے۔ وہ ڈر رہی ہوتی ہے کہ جانے اسکے ساتھ اسکی سوتیلی ماں کیا رویہ رکھتی ہو گی۔۔

وقت کا کام تھا گزرنا وہ آہستہ آہستہ سے گزرتا جا رہا تھا۔ ایلی اسکی پہلی دوست تھی، اسکی جگہ کوئی نہیں لے سکتا تھا۔ مگر ایک اور دوست انکی زندگی میں آیا۔۔۔

وہ جعفر تھا، جسے سب جیکی کہتے تھے۔۔
روحانے طے کیا تھا، وہ کبھی ساحل شاہ سے بات نہیں کرے گی۔
کیونکہ اسکی مام اپنے گھر میں بہت خوش تھی۔ سب کے منہ بھی بند ہو چکے تھے۔
مگر اسے معلوم نہیں تھا، اسے جلدی ہی واپس سے اس پتھر شخص کے سامنے گڑگڑانا پڑے گا۔۔۔

ooooooo

مہکار شاہ بہت خوش تھی، اسنے رب نے اسکی توقع سے بڑھ کر دیا تھا۔ اسکا شریک حیات اسکا بہت خیال رکھتا تھا۔ وہ

پاکستان ساحل کی خیر خبر جاننے کیلئے کافی بار اپنے شوہر سے کہہ چکی تھی کہ اسے موبائل لا کر دے۔۔

مگر ایک واحد یہی فرمائش تھی اسکی جو وہ پوری نہیں کرتا تھا ناہی کرنے دیتا تھا۔ اس دور میں اسکے گھر میں ہر سہولت موجود تھی سواء فون کے۔۔

اسنے کافی بار اپنے شوہر سے کہا، مگر وہ ٹال مول سے کام لیتا تھا۔ پھر تو مہکار نے کہنا چھوڑ دیا۔ وہ جب اپنے بھائی کے گھر جاتی تو وہیں سے زریش سے اسکا حال احوال پوچھ لیتی۔

جعفر کب آئے گا؟" وہ ایک رات تھی۔ جب وہ دونوں بیڈ پر بیٹھے " باتیں کر رہے تھے۔ باتوں کے دوران ہی مہکار نے اپنے شوہر سے پوچھ لیا۔۔

شادی کو تین ماہ ہونے کو آئے تھے مگر جیکی کی کچھ خیر خبر نہیں تھی۔

آجائے گا کیا تمہارا جیکی کے باپ سے دل نہیں لگتا؟" وہ شریر " لہجے میں بولا مہکار جھینپ گئی۔۔

ایسی بات نہیں۔۔ دراصل کافی وقت ہو گیا ہے۔ وہ کہہ رہا تھا" میری مام بن جائیں۔۔ اب تو بن گئی ہوں مگر وہ ہی غائب ہے۔۔" اسنے کہا۔۔۔

دراصل مہکار! یہاں تمہارے پاس تمہارے بھائی کی بیٹیاں بھی" آجاتی ہیں تمہارا ان سے دل لگا رہتا ہے۔ مگر وہاں جیکی کے نانا نانی بالکل "اکیلے ہیں تو۔۔۔۔

کوئی بات نہیں۔۔! اگر ایسی بات ہے تو۔۔۔"مہکار نے موضوع بدل دیا۔"
اب وہ یہاں وہاں کی باتیں کر رہے تھے۔ اور اسی دوران ہی مہکار کی آنکھ لگ گئی۔۔
وہ سو گئی۔۔ رات کا جانے کون سا پہر تھا جب اسکی آنکھ کھلی
اسنے کروٹ بدلی۔۔ تو دیکھا وہ اپنی جگہ پر نہیں تھا۔۔ موبائل ٹیبل پر ہی
موجود تھا۔ پھر وہ اتنی رات کو کہاں جا سکتا تھا۔۔
مہکار اسکا انتظار کرنے لگی۔ مگر کافی دیر ہو گئی وہ تب بھی نا آیا تو وہ پریشان ہو کر
اٹھی۔۔ وہ روم سے باہر نکل کر اسے تلاشنے لگی کہ ایکدم اسکی نظریں اوپر گئی
جہاں پورشن روشن تھا۔۔
وہ ٹھٹھک گئی، کیونکہ اسکے شوہر نے تو اسے سختی سے اوپر جانے سے منع کیا تھا
پھر خود اوپر کیا کر رہا تھا۔۔ تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر مہکار شاہ دبے
قدموں سے سیڑھیاں چڑھتی اوپر آئی۔۔
وہاں دو روم ہوتے ہیں۔۔ ایک کونے میں ہوتا ہے، دوسرا سامنے۔
سامنے والا بند تھا جبکہ کونے والے کا تھوڑا سا دروازہ کھلا ہوا ہوتا ہے۔

وہ یونہی دبے قدموں سے چل کر جب روم کے پاس آکر، چھپ کر دیکھتی ہے۔۔ تو اسے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔۔

وہ ڈری ہوئی ہوتی ہے۔۔ انجان لوگ تھے۔ وہ واپس جانے کا فیصلہ کرتی ہے تبھی اسے کسی بچے کی سسکی سنائی دیتی ہے۔

اسکا دل کانپ جاتا ہے۔ وہ دروازے سے کان لگاتی ہے تو اسے اپنے شوہر کی آواز سنائی دیتی ہے۔ وہ کچھ کہہ رہا ہوتا ہے مگر وہ سمجھ نہیں پاتی۔۔۔

ننن۔۔ نہیں ڈیڈ۔۔۔ مجھے مت ماریں ڈیڈ۔۔۔ "وہ گڑگڑا رہا ہوتا ہے۔۔"

شششش!!" مہکار کے کانوں میں اپنے شوہر کی سرگوشی گونجتی ہے۔۔"

وہ خوف سے کانپنے لگتی ہے۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا ہوتا ہے کہ یہ سب کیا ہے۔ اور اندر کیا ہو رہا ہے۔۔ مگر اسے احساس ہوتا ہے اندر موجود بچہ کوئی اور نہیں بلکہ "جعفر" ہی تھا۔۔۔

پر اسکے شوہر نے تو اس سے کہا تھا کہ وہ اپنی نانی کے گھر گیا ہوا ہے؟ وہ ابھی زد پڑتی سوچ رہی ہوتی ہے تبھی اسے قدموں کی آہٹ سنائی دیتی ہے۔۔

مہکار تیزی سے پیچھے ہوتی ہے۔۔ اور جلدی سے وہاں سے بھاگتی ہے۔۔ وہ تیزی سے اپنے روم میں آکر لائیٹ آف کرتی ہے اور کانپتے وجود کے ساتھ بیڈ پر لیٹ جاتی ہے۔۔

کچھ دیر بعد اسکا شوہر اسکے پاس آتا ہے۔ اسکے قریب آکر اس سے محبت جتاتا ہے مگر مہکار کا وجود سن ہو جاتا ہے۔ وہ ایک عجیب سا خوف محسوس کرتی ہے اپنے ہی شوہر، شریک حیات سے۔۔

وہ خود ذہنی مریض ہو رہی تھی، یا اسکا شوہر۔۔۔۔

کوئی باپ کیسے اپنی اولاد کے ساتھ اس قدر برا سلوک کر سکتا ہے۔۔

سوچ کر اسکا ذہن مفلوج ہو رہا ہوتا ہے۔ اسے احساس ہوتا ہے کہ نکاح کی رات بھی جیکی اسکے پاس بیٹھا رو رہا ہوتا ہے۔۔ مہکار کا لگا وہ اپنی ماں کیلئے رو رہا ہے۔۔۔

یہ سب کیا تھا اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔ مگر اسنے سوچ لیا تھا وہ اس سے ضرور جیکی کیلئے بات کرے گی۔ اور اس اندھیرے سے اس بچے کو بھی باہر نکالے گی۔۔

کوئی باپ اتنا بے رحم کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔ مگر کہتے ہیں نا ایک قتل کے بعد، انسان کے اندر سے انسان، ایمان، خوف سب کچھ مر جاتا ہے۔۔ دل مردہ ہو جاتا ہے۔۔

ooooooo

یہ کیا بدتمیزی ہے۔۔" دلاور نے غصے سے اسے پیچھے دھکیلا۔۔ وہ" لڑکھڑا کر پیچھے جا گری۔

افف۔۔" اسکی ہتھیلیاں جیسے زمین پہ لگی وہ سسک اٹھی۔۔ اسنے" روتے ہوئے دلاور کو دیکھا۔ اور دلاور کو صمصام سے کیا ہوا وعدہ یاد آیا۔۔

اٹھو۔۔" وہ غصے میں خود پر ضبط کیے اس سے بولا۔۔ مگر وہ ٹس سے مس" نہیں ہوئی۔۔

مجھے چوٹ لگی ہے۔۔" اسنے جان بوجھ کر اپنی ہتھیلیاں کھردری" زمین پر بے دردی سے رگڑ کر اسکے سامنے کی۔۔ جہاں ہتھیلیاں سرخ لال ہوئی، ان پر خراشیں نمایاں تھیں۔۔

دل!!" معاً اسے ڈھونڈتی ہوئی توقیع کی پریشان سی آواز فضا میں گونجی۔۔ وہ" سب کزن آج سنڈے ہونے کی وجہ سے لان میں کھیل رہے تھے۔۔

وہ سب چھپن چھپائی کھیل رہے تھے، اور انہیں ڈھونڈنے والی ایک توقیع تھی دوسری عرشیہ۔۔۔

دلاور آکر گھر کے پیچھے، کونے والی جگہ میں چھپا تھا، کہ جانے کہاں سے اچانک یہ مصیب نازل ہو گئی تھی۔ وہ بھی اچانک اس حد تک قریب آ گئی کہ دلاور کو اسے پیچھے دھکیلنا پڑا۔۔

اسنے جلدی سے اسے ہاتھ بڑھا کر اٹھایا تا کہ اسے یہاں سے دفعہ کر دے۔ توقیع یا صام اسے یہاں دیکھتے تو کیا سوچتے۔۔

آہ۔۔ دل۔۔۔" وہ ایک ادا، جھٹکے سے کھینچتی ہوئی یوں اسکے سینے سے آ لگی جیسے" دلاور نے اسکا بازو کھینچا ہو۔۔

اس ناگوار افتاد پر دلاور کا پورا وجود سر دے بے جان ہو کر رہ گیا۔۔ وہ اتنا چھوٹا نہیں تھا، اٹھارہ سالہ جوان لڑکا تھا، اسکا سینہ بھی چوڑا ہونے لگا تھا۔ قد کاٹھ میں وہ اپنے باپ پر گئے تھے دونوں۔۔

نویرہ کے، بے باکی سے سارے فاصلے مٹا کر اسکے سینے سے لگنے سے دلاور کے وجود میں نفرت کے انگارے پھوٹ پڑے۔۔

دل۔۔۔"دیوار سے لگے دلاور کے سینے سے لگی نویرہ کو دیکھ کر توقیع کے منہ"
سے سرگوشی سے نکلی۔۔وہ الٹے پاؤں سے پیچھے ہونے لگی۔۔
دلاور نے چونک کر اسکی طرف دیکھا۔جو کہ بلوچی کپڑوں میں
بہت پیاری گڑیا جیسی لگ رہی تھی۔اسنے لب بھینچ کر اسکی بیلو
ہیروں جیسی آنکھوں میں نمی کو چمکتے ہوئے دیکھا۔۔۔

تم برے ہو۔۔۔"وہ آنکھیں مسلتی روتی ہوئی وہاں سے بھاگی۔۔"
توقیع۔۔۔"دلاور تڑپ کر اسکی طرف جانے لگا مگر احساس"
ہوا وہ یونہی اسکے ساتھ لپٹی ہوئی ہے۔۔

کیا چاہتی ہو۔۔؟؟"غصے بھری آواز میں غراتے ہوئے اسنے ایکدم نویرہ"
کے بالوں کو مٹھی میں جکڑا اور جھٹکے سے خود سے دور کیا۔۔
محبت۔۔"وہ بغیر اف کیے اسکی شہد رنگ آنکھوں میں دلکشی"
خمار بھری نگاہوں سے دیکھ کر گویا ہوئی۔دلاور سناٹوں کے زد میں آگیا۔۔

ٹھیک کہتی ہے ماہرہ۔۔۔ نفرت نفرت کھیلتے کھیلتے مجھے تم سے " شدید محبت ہو گئی ہے دل۔۔" وہ آنکھوں میں نمی لیے بھیگے لہجے میں اعتراف کرنے لگی۔۔

دلاور کا تو دماغ مفلوج ہو گیا۔ وہ اسے جان سے مارنے کی آج حدود توڑنا چاہتا تھا، اسکا برا حال کرنا چاہتا تھا مگر اسکے لبوں سے لفظ محبت سن کر اسکے وجود میں جیسے کوئی سویا ہوا پودا انگڑائی لیکر "محبت" نامی کونپل کو وجود میں لایا۔۔
اسکا دل تیزی سے دھڑکا۔۔ محبت کو سن کر، اسکے دل میں آنکھوں میں فقط اسکا چہرہ لہرایا جس کے لبوں نے سرگوشی میں اسے پکارا تھا۔۔

مگر مجھے تم سے نفرت ہے اور نفرت ہی رہے گی سمجھی۔۔ اب " اگر اپنا یہ مکروہ چہرہ لیے یہاں آئی، یا اگر ایسی بیہودگی بھری باتیں مجھ سے کیں تو میں سیدھا بالوں سے گھسیٹ کر تمہیں تمہارے باپ کے پاس لے جاؤں گا اور انکے سامنے تمہارا یہ مکروہ بیہودہ روپ لاؤں گا۔۔ مجھ سے میرے بھائی سے اور اس گھر سے دور رہو تو تمہارے

لیے اچھا ہو گا۔۔" وہ انتہائی نفرت طیش میں کہتا شدید نفرت تضحیک آمیز انداز میں اسے خود سے ایک بار پھر دور پھینک چکا تھا کہ وہ لڑکھڑا کر زمین بوس ہو گئی۔۔

مگر میں تم سے معافی مانگنے آئی ہوں۔۔" اسے وہاں سے جاتے دیکھ کر وہ" تڑپ کر روتی ہوئی چیخی۔۔۔
"مائی فٹ! تھوکتا ہوں میں تمہاری۔۔۔۔۔۔"

بھائی۔۔۔" دلاور کا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی دریاب جو وہاں آوازوں" سے آیا تھا ایکدم دلاور کو ٹوک اٹھا۔۔ اسے لگا وہ اسکی شکل پر تھوکنے کا کہنے والا ہے۔۔ اسے پسند نہیں آیا تھا۔۔ نفرت ناپسندگی اپنی جگہ مگر وہ لڑکی تھی۔۔

کیا بھائی؟ چلو یہاں سے۔۔۔" وہ ایک سرخ نفرت بھری" نگاہ زمین پر بیٹھی ہوئی نویرہ پر ڈال کر دریاب سے بولا اور وہاں سے توقیع کیلئے بھاگا۔ کہیں وہ صام کو نا کچھ بتا دے۔۔

اسنے اسے برا کہا۔۔ سوچ کر اسکے لبوں پر مسکراہٹ آنے لگی کہ وہ اتنی سمجھدار ہو گئی تھی۔۔

آئم سوری بھائی کے رویے کیلئے میں سوری کرتا ہوں۔۔ اٹھیں۔۔ "دلاور کے" جانے کے بعد دریاب اسکے پاس آیا۔۔ سرخ چھوٹی سی ناک کو سکیڑ کر روتی ہوئی نویرہ نے نفی میں سر ہلایا۔۔

وہ مقابل مبہوت کر دینے والا حسن رکھتی تھی۔۔ اور اسی کا فائدہ بھی اٹھا رہی تھی۔

میں نہیں اٹھ سکتی۔۔ "وہ معصومیت سے سسکی بعنر کر بولی۔۔"

کیوں؟" دریاب متفکر ہو کر اسکے پاس آیا۔۔ اگر اسکے باپ کو معلوم ہوا" کہ اسکے بھائی نے نویرہ کو یوں دھکیلا ہے۔ پھر سے اسکا باپ دل سے ناراض ہو جاتا۔۔ اور دری ایسا بلکل نہیں چاہتا تھا۔

کیونکہ جب گھر میں دل اداس ہوتا تھا۔ دریاب کو دنیا ہی اداس لگتی تھی، اسے زندگی بے مقصد لگتی تھی۔۔

میرے پاؤں میں موچ آئی ہے شاید۔۔"اسنے سیاہ سٹریپس والی سینڈل میں مقید سرخ گلابی نازک سا پاؤں دریاب کے سامنے کیا۔وہ سٹپٹا گیا۔۔

تم یہاں کیوں آئی؟"اسنے اسکی سفید ٹانگ سے نظریں چرائیں۔۔"
اسنے فیشن کے حساب سے ٹخنوں سے کافی اوپر تک شلوار رکھی ہوئی تھی۔۔
تمہارے لیے۔۔"وہ بے ساختہ بولی۔۔"
میرے لیے۔۔۔کیا مطلب؟"دریاب حیرتزدہ ہو کر اسے دیکھنے لگا۔"
تمہارے وجہ سے۔۔تم نے کہا تھا نا تمہارے بھائی سے معافی مانگوں۔۔۔تمہارے لیے ہی معافی مانگی۔۔۔دو دفعہ وہ مجھے بری طرح دھتکار چکا ہے۔۔"وہ ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رونے لگی۔۔

دریاب کو اسکا پہلا جواب جو کافی ناگوار گزرا تھا دوسرے پر شاکڈ رہ گیا۔

مم۔۔۔ میں۔۔ تم جاؤ یہاں سے دل ناراض ہو گا پھر۔۔۔" وہ
بوکھلاہٹ کا شکار ہو گیا۔۔ وہ سارا ڈیپینڈ دل پر کرتا تھا۔ کیونکہ دل مضبوط
تھا جبکہ اسکا دری ہر جگہ اسکی پشت پر بیک بورن بن کر رہتا تھا۔
تم دل سے اتنا ڈرتے کیوں ہو؟" اسنے جان بوجھ کر یہ سوال کیا تا کہ وہ برا"
مانے۔۔ مگر وہ مسکرا دیا۔۔
ہاں میں ڈرتا ہوں۔۔ کیونکہ میں اسے اپنا بڑا بھائی مانتا ہوں۔۔" اسنے"
ہاتھ بڑھا کر نویرہ کو اٹھا مگر اسنے اسکا بازو تھام لیا۔
وہ تم سے بڑا تو نہیں ہے۔۔ اور تم ایکدم سے کول نیچر کے کتنے سوئیٹ ہو مگر وہ"
کھڑوس جلادی صفت کا۔۔" اسکے منہ بنا کر کہنے پر دریاب کو برا
بھی لگا مگر وہ ہنس پڑا۔۔۔

میرا دل صرف باہر سے ایسا ہے۔۔ اندر سے وہ بالکل موم کی طرح ہے۔۔"
پتا ہے مام کہتی ہیں۔۔ دل کے سینے میں اللہ نے لڑکیوں کا دل رکھ دیا ہے۔
"ذرا ذرا سی بات پر روٹھ جاتا ہے ذرا سی۔۔۔۔

اچھا۔۔ تم اسکے برعکس کافی کیوٹ ہو۔۔" نویرہ کو اسکے دل نامے میں"
بالکل انٹرسٹ نہیں تھا۔ وہ جس کام کیلئے آئی تھی وہ یو چکا تھا۔

دلاور اپنی تعریف پر سرخ پڑ کر ہنس پڑا۔۔

"سمجھنی equation کیا تم اپنا نمبر دے سکتے ہو مجھے کیمسٹری کی ایک ہے۔۔" اسنے اپنے پاؤں پر کھڑے ہوتے جانے سے پہلے دریاب سے کہا۔۔۔

"نہیں میرے پاس موبائل نہیں ہے۔۔" دریاب نے نفی میں سر ہلایا۔۔ "تمہیں ایک ٹیچر پڑھانے آتا ہے نا۔۔" دریاب نے نا سمجھی سے پوچھا۔۔

"ہاں پہلے آتا تھا مگر اب میں نے اسے نکال دیا۔۔ اچھے سے پڑھاتا نہیں تھا۔۔ ایسے ہی تکتا رہتا تھا۔۔" وہ بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے لگاتی جو اسے سمجھانا چاہتی تھی وہ اسے خاک سمجھ نا آیا۔۔

"میرے پاس موبائل نہیں دل کے پاس ہے۔" وہ سر کھجا کر بولا۔۔

"تو تم اسکا دے دو۔۔ اسے پتا نہیں لگے گا۔۔ ہم دونوں باتیں کر لیں گے۔۔ میرا مطلب پڑھ لیں گے۔۔" وہ اس سے بولی۔۔

دریاب پہلے چونکا۔۔ اور پھر دل کا سوچ کر شش و پنج میں پڑ گیا۔۔

مجھے یاد نہیں۔۔" وہ ٹال گیا۔ نویرہ نے اسکے چہرے پر صاف "
جھوٹ کو پڑھ لیا تھا۔ اسکا دل کیا اسکا منہ توڑ دے مگر جبراً
مسکرائی۔۔۔

ٹھیک ہے کوئی بات نہیں۔۔ کل کالج میں دے دینا۔۔" دریاب نے "
ایسے ہی ٹالنے کیلئے سر اثبات میں ہلا دیا۔۔ وہ جانے لگی تبھی کچھ یاد
آنے پر مڑی۔۔

کیا تم نے مجھے معاف کیا دریاب "اسنے پوچھ کر اپنی گھنیری پلکوں کو "
جھکایا۔۔ دریاب بے ساختہ مسکرا دیا۔۔

ہاں۔۔۔" اسنے اسکے گلابی چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔"
دوست۔۔" نویرہ نے اپنا موم سا گلابی ہاتھ اسکی طرف بڑھا۔۔"
دریاب ہکا بکا رہ گیا۔۔
میں بری نہیں ہوں دری۔۔ تم سب کی دوست بننا چاہتی ہوں۔""
"اسکا لہجہ بھر آیا۔۔" میرے یہاں کوئی کزن بہن بھائی نہیں ہیں۔۔

دوست۔۔" دریاب نے دوسرے لمحے اسکے ہاتھ کو تھام لیا۔۔"
"میں دل سے بات کروں گا وہ بھی تمہیں معاف کر دے۔۔" وہ اس گڑیا جیسی لڑکی کو رلانا نہیں چاہتا تھا اب۔۔جب وہ اچھی بن گئی تھی۔۔۔

نہیں تم اس سے کچھ مت کہو۔۔ میں نہیں چاہتی کوئی تم پر غصہ" کرے۔۔ میں خود اس سے معافی مانگوں گی آخر کار غلطیاں میری ہوتی تھیں۔۔" اسنے اپنی آنکھیں پونچھ کر اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے الگا کیا اور ایک شرمیلی سی مسکراہٹ پاس کر کے وہاں سے بھاگ گئی۔۔۔

دریاب مسکراتا اسکی پشت دیکھتا رہ گیا۔۔ وہ اپنے حد ضد، نفرت اور جنون میں اس قدر اندھی ہوتی جا رہی تھی کہ اسے معلوم ہی نہیں تھا وہ کس دلدل میں گرتی جا رہی ہے۔
وہ اس سب کو ایڈوینچر اور ان دونوں بھائیوں کو آپس میں لڑوا کر بدنام کرنے کی سازش میں کر رہی تھی۔۔
مگر آگ جانے والے کو بھی کبھی کبھی آگ اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔

صام توقیع کہاں ہے؟" گیٹ سے داخل ہوتے صام کو دیکھ کر دلاور"
بھاگتا ہوا اسکے پاس آیا۔۔ اسے اتنا غصہ تھا کہ جا کر اس لڑکی کو
شوٹ کر دیتا۔ کتنی خوشی سے وہ سب کھیل رہے تھے کہ اچانک
سب کچھ سنسان پڑ گیا۔۔
وہ توقیع کی طرف بھاگا تو خالی میدان، ہر سو سکوت پایا۔ ماسواء
عرشیہ کی سسکیوں کے۔۔
وہ جب بھاگ کر اسکے پاس پہنچا، اور اسے بہلا پھسلا کر چپ
کرواتے رونے کے بارے میں پوچھا تو معلوم ہوا" چام توقیع اور
"صارم زیاف کو وہاں سے لیکر چلا گیا۔۔

وہ رو رہی تھی، میں اسے گھر چھوڑ کر آ گیا۔۔" صمصام نے ایک نظر"
روتی ہوئی عرشیہ پر ڈال کر دلاور سے کہا۔۔

تم بہت برے ہو کمینے چام۔۔۔" دلاور کی گود میں عرشیہ اس پر"
جھپٹنے کیلئے مچلی مگر دل نے اسے بازوؤں میں سنبھال لیا۔۔
بری بات عرشیہ۔۔۔" دل نے مسکراہٹ دبا کر گھورا۔۔۔"

کیا نویرہ آئی تھی؟" اچانک صام کے سوال پر دلاور کی مسکراہٹ "
غائب ہو گئی۔۔
تمہیں تو قسیع نے کہا؟" اسنے ٹھٹھک کر پوچھا۔۔"
نہیں۔۔۔ میں ایسے ہی پوچھ رہا ہوں۔۔" اسنے خفیف سی سر کو نفی "
میں جنبش دیتے کہا۔۔
دلاور نے بے ساختہ رکا ہوا سانس بحال کیا۔۔ وہ اسے نیلے بلے کو
اس چڑیل لڑکی کی وجہ سے کھونا نہیں چاہتا تھا۔ بہت مشکل سے
تو ملا تھا انہیں۔۔۔
ورنہ بچپن سے اس سے ہنسنے مسکرانے ساتھ بیٹھ کر کھیلنے کی
حسرت ہی رہی تھی۔۔
نہیں۔ وہ یہاں کیوں آئے گی صام۔۔۔" وہ نظریں چرا کر عرشیہ "
کے بھیگے گالوں چومتا اسے سینے سے لگا کر جھلانے لگا۔۔

اسکے جھوٹ بولنے پر صمصام لب بھینچ گیا۔۔
کہاں صام۔۔۔" وہ جانے لگا کہ دل نے اسکا کندھا پکڑ لیا۔۔"

کچھ نہیں۔۔ ٹیسٹ یاد کرنے جا رہا ہوں۔۔ کل ملتے ہیں کالج میں۔۔" وہ" بغیر مسکراہٹ کے سنجیدگی سے کہتا جھٹکے سے کندھا آزاد کروا کر وہاں سے نکل گیا۔۔

اسے دکھ تھا کہ دلاور نے اس سے جھوٹ بولا۔۔ اسنے خود اسے اور نویرہ کو ساتھ دیکھا تھا۔۔۔ جبکہ دلاور سرخ آنکھوں سے بے بس سا اسے جاتے دیکھتا رہا۔۔۔

اسنے ایکدم اضطرابی کیفیت میں اپنے بالوں کو مٹھی میں جکڑا۔۔

نیچے کھڑی عرشیہ نے بوکھلا کر اپنے بھائی کو دیکھا۔۔ "دل۔۔" وہ سہم گئی۔۔ دلاور اسکے مقابل گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔۔ وہ صام سے جھوٹ بول کر شرمندہ تھا۔۔

مگر وہ اس سے اس لڑکی کی گھٹیا حرکت کا ذکر بھی تو نہیں کر سکتا تھا۔ کیا کوئی یقین کر لیتا کہ وہ لڑکی اسکے ساتھ ایسا کرے گی؟

کوئی نہیں کرتا۔۔ کیونکہ لڑکا وہ تھا۔ سب اسکی طرف انگلی اٹھاتے۔۔ اور وہ اپنے باپ کی نظروں میں اس حد تک کبھی نہیں گر سکتا تھا۔

بھائی۔۔"عرشیہ نے اسے پریشان دیکھ کر اسکا چہرا ہوتھوں کے "
پیالے میں بھرا اور آہستہ سے اپنے گلابی ہونٹ اسکی پیشانی پر
رکھے۔۔

دلاور نے بانہوں کا حصار اسکے گرد ڈالا، اور اسے اوپر اٹھا کر گول گول فضا
میں گھومنے لگا۔۔

لان میں ان دونوں کی کھکھلاہٹیں گونجتی سن کر دریاب بھی بھاگتا ہوا
انکے پاس آگیا۔۔ ساتھ اپنی ماں کا دوپٹہ بھی لے آیا۔۔

اور اس میں عرشیہ کو لیٹا کر، دوسرے اسنے پکڑے، اور ایک
سائیڈ دلاور نے۔۔ اور پھر وہ اپنی بہن کو خود ہنسانے لگے۔۔ جھولے میں
جھلا کر۔۔

کچھ دیر میں جب تھکے، تب دونوں دوپٹے کے سرے، اپنے اپنے
کندھوں پر رکھ کر گھر کے اندرونی طرف روانہ ہوئے۔۔ جبکہ فضا
میں انکے نعرے گونج رہے تھے۔۔۔

مچھلی والے۔۔۔"وہ جیسے ہی نعرہ لگاتے جھولے میں ہڑی عرشیہ کا"
قہقہہ بے ساختہ گونج اٹھتا۔۔اور اسکے قہقہے کو سن کر وہ
مسکرا دیتے۔۔

ooooooo

صبح ہوئی، اسنے سویرا اٹھ کر نماز پڑھی، نماز کے بعد حسب معمول جلدی ناشتے کی تیاری کرنے لگی۔ناشتہ بنا کر وہ آکر انہیں اٹھانے لگی۔۔
وہ جیسے باتھ روم میں فریش ہونے گئے، مہکار شاہ نے الماری کھول کر انکے کپڑے نکالے اور بیڈ پر رکھ دیئے۔ آج جانے کیوں اسے گھبراہٹ ہو رہی تھی۔
شاید اسلئے کہ اسکا وہ روپ، بھیانک خواب سمجھ رہی تھی، جسکے خوف زیر اثر اسکا وجود تھا۔باہر کام کرتے اسنے کتنی دفع نامحسوس، چور نظروں سے اوپر دیکھا تھا۔

مگر ایسا سکوت چھایا تھا، جیسے کوئی انسان ذات اوپر موجود ہی نا ہو۔۔
کیسا باپ تھا وہ۔۔۔ کس طرح ایک معصوم بچے کو اندر قید رکھا تھا۔۔۔

تیار ہونے کے بعد وہ دونوں باہر آئے اور ساتھ ناشتہ کیا۔ مہکار شاہ حتی الامکان کوشش کر رہی تھی کہ انہیں کوئی شک نا ہو۔۔
اور اس میں وہ کسی حد تک کامیاب بھی ہو گئی تھی۔ مگر جب "اسنے اسکی طبیعت کا پوچھا کہ "کیا ہوا اتنی سہمی بوکھلائی ہوئی کیوں ہو؟

نن۔ نہیں سب ٹھیک ہے بس تھکن ہے تھوڑی سی اسلئے بخار" محسوس ہو رہا ہے۔۔"وہ نفی میں سر ہلا کر جلدی سے بولی۔۔ وہ مسکرا دیا۔ اور اپنے انداز میں اس سے الوداعی کی۔۔

مہکار شاہ جھینپ گئی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی اتنا چاہنے والا، اتنا پیار کرنے والا شخص۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔

جج رات سے اسنے اسکا عجیب و غریب روپ دیکھا تھا، تو صبح سے وہ اسکی حرکات نوٹ کرنے لگی تھی۔ پہلے کبھی اسنے توجہ

نہیں دی مگر آج اسنے دی کہ جب تک وہ گیٹ لاک کر کے اندر نہیں چلی جاتی تھی تب تک وہ وہیں کھڑا رہتا تھا۔۔

وہ باہری اور اندرونی دروازے بند کرتی تب جا کر وہ وہاں سے جاتا تھا. مہکار کو سب کچھ اب عجیب فیل ہو رہا تھا۔ وہ رونے لگی۔۔ جیسے کسی خوفناک آدمی کے چنگل میں پھنسے والے بے بس عورت کے احساسات ہو رہے تھے اسکے۔۔

اگر اس رشتے کو کچھ ہوا تو پاکستان والے یہاں وہاں کے انکے عزیز رشتہ دار خاندان والے اسے جینے نہیں دیں گے۔ یہی سب سوچ کر اسنے خود کو سنبھالا۔۔۔
اور آیت الکریمہ پڑھ کر خوف ختم کرنے کیلئے خود پر پھونک دی۔۔
اسکے بعد وہ واقعی کچھ نارمل ہو گئی۔۔ وہ گھر کا کام کرنے لگی۔
جب تک وہ کاموں سے فارغ ہوئی، روحابازل بھی اپنے سکول سے ہو کر اسکے پاس آ چکی تھیں۔۔ ان دونوں کے آجانے کے بعد اسے اپنا گھر گھر جیسا لگا۔۔

پھوپھو آج ہم آپ کے ساتھ کھانا کھائیں گے۔۔"بازل نے خوشی سے "
کہا۔۔
یس مام!!"روحا نے بھی بہن کی تاکید کی اور اپنی مام کے گال چوم لیے۔مہکار "
نے خوشی سے ان دونوں کیلئے کھانے میں اسپیشل انکی پسند کا لنچ بنایا۔۔
جب وہ دونوں ہاتھ منہ دھو کر کھانا کھا رہی تھیں تبھی مہکار کو اس سسکتے
وجود کی سسکیوں کی آواز کانوں میں محسوس ہوئی۔۔
وہ ایکدم سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔
کیا ہوا امام؟"روحا نے پریشانی سے انکا ہاتھ پکڑا۔۔بازل نے کھانے سے "
ہاتھ روک کر اپنی پھوپھو کا پریشان چہرہ دیکھا۔

کک۔۔کچھ نہیں تم دونوں کھانا کھاؤ میں ابھی آتی ہوں۔۔"وہ ان دونوں "
سے بولی۔روحا پریشانی سے انہیں دیکھتی رہی جبکہ بازل کندھے اچکا کر
کھانا کھانے لگی۔۔

مہکار شاہ اپنے روم میں آئی،اور تیزی سے سائیڈ ٹیبل کے پاس
آتے دراز کھولا۔سامنے ہی وہ چابی رکھی ہوئی تھی جسے دیکھ کر اسکے وجود میں

خوف سے سرد لہریں دور گئیں۔۔ اسکے بال بال کانپ کر کھڑے ہوتے محسوس ہوئے۔۔

اسنے ڈرتے ہوئے وہ چابی اٹھائی۔۔ اور اپنی دھڑکنوں کو بحال کرتے دعا کی رب سے کہ جیسا وہ سوچ رہی ہے ویسا کچھ بھی نا ہو۔۔

"!!مام"

آہ۔۔۔ "اچانک روحا کی پکارنے پر مہکار شاہ چیخ اٹھی۔ اور پھر اپنے منہ پر ہاتھ رکھا۔

کیا ہوا میری جان کھانا کھا لیا؟" خود کو سنبھال کر اسنے جھک کر پوچھا

آپ پریشان ہیں؟" انکی بات کو نظر انداز کرتے روحا نے پوچھا"

نہیں! تم آ گئی ہو اب میں بہت خوش ہوں۔۔" وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر باہر آ گئی۔۔

انکے باہر آنے پر بازل بھی آ گئی انکے پاس، مگر مہکار نے انہیں وہیں رکنے کا کہتے خود سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آ گئی۔۔ اوپر آتے اسنے پہلے روم کو چھوڑ کر دوسرے روم کے بند دروازے کے سامنے آ گئی۔۔

وہ دونوں نیچے کھڑیں پریشان سی اپنی پھوپھو کے چہرے پر پریشانی خوف پسینہ دیکھ رہی تھیں۔ انہوں ان دونوں کو شروع سے اوپر جانے سے روکا تھا خود بھی کبھی نہیں گئی تھیں پھر اچانک آج۔۔۔۔

کافی دیر خوف کے کشمکش میں کھڑے رہنے کے بعد آخر کار اسنے آیت کریمہ پڑھتے ہوئے ہمت کرلی ہی لی۔۔ اور ایکدم ہاتھ بڑھا کر تالا کھول دیا کہ کھٹک کے آواز سے دروازے کے دونوں پٹ آپستہ جدا ہوئے۔۔۔

بیچ میں ہلکی سی درار آئی، جس سے مہکار شاہ نے دیکھنے کی کوشش کی اندر کے حال کو مگر دیکھ نا سکی۔۔ اسنے ہاتھ بڑھا کر دونوں پٹ پر دباؤ ڈالا نتیجاً وہ پیچھے کی جانب مخصوص مدھم سی چڑر کی آواز سے کھلتے ہوئے چلے گئے۔۔

دن کی روشنی جو باہر پھیلی ہوئی تھی، اسے اندر تک جانے میں کافی وقت لگا۔ جسے مہکار شاہ نے بھی محسوس کیا۔ وہ اس اندھیرے میں ڈوبے روم کو کتنی دیر دیکھتی رہی۔۔ اور جب روشنی نے اندھیرے کو نگلنا شروع کیا۔

نظریں کچھ دیکھنے کے قابل ہوئیں مہکار شاہ اندر روم میں داخل ہوئی۔۔

جعفر!!" اسنے اسے محبت سے پکاڑا مگر جواب ندارد۔۔۔ اسنے "
ایک متلاشی ہوئی نگاہ روم میں پھیری اور مین سوئچ ڈھونڈا۔ اسکی
پاس والی دیوار پر ہی تھا۔ جو اسے کچھ دیر ڈھونڈنے کے بعد مل ہی گیا۔
"جعفر کہاں ہو تم۔۔ دیکھو میں آ گئی۔۔۔"
جعفر۔۔۔ "روشنی کے پھیلتے ہر کونے میں اجالا پھیل گیا۔۔ وہاں"
عجیب سی روح متلانے والی سمیل تھی۔ روم میں پرانہ سامان پڑا تھا۔۔
باتھ روم کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔

اسنے دو قدم اٹھائے تو اسے زمین پر گٹھری کی مانند انسانی وجود بھی
مل گیا۔۔
جعفر!!!" مہکار شاہ فوراً اسکی طرف لپکی۔۔ وہ اس وجود کے "
پاس جا کر بیٹھی اور جھٹکے سے پکڑ کر جونہی سیدھا کیا ایک
خوفزدہ وحشتناک سی چیخ بے ساختہ مہکار شاہ کے منہ سے
نکلی۔۔۔
جعفر۔۔!!!" وہ گرتی پڑتی دور ہوئی اور کچھ دیر کانپتے ہاتھوں وجود سے اسے دیکھنے "
لگی۔۔ جو چھوٹی سی سوجھی آنکھیں کھولے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

مم۔۔ میں نے کک۔۔۔ کچھ نہیں کیا۔۔۔" وہ ہراساں نظروں" سے اسے دیکھنے لگا۔ مہکار نے پیچھے کھسکتے منہ پر ہاتھ رکھ کر چیخیں مارنا شروع کر دیں۔۔۔

کیونکہ اس بچے کے منہ ہاتھ وجود پر بری طرح سے کٹ ڈالے گئے تھے، اسکے وجود کو کاٹا گیا تھا کہ وہ سوجھ کر ایک غیر مخلوق جیسی شکل اختیار کر گیا تھا جسے دیکھ کر ہی مہکار کی چیخیں ابل پڑیں۔۔ جنہیں سنتے روحا بازل نیچے کھڑی کب سے انکے آنے کا انتظار کر رہی تھیں بھاگ کر سیڑھیاں چڑھیں۔۔۔

مام۔۔!!! پھوپھو۔۔!" دونوں ساتھ اندر داخل ہوئیں دونوں نے ساتھ ہی" پکارا۔۔ مگر سامنے پڑے وجود کو دیکھ کر انکی بھی چیخیں بے ساختہ گونج اٹھیں۔۔

مام یہ کیا ہے۔۔" روحا نے روتے خوف دھک دھک کرتے دل" سے پوچھا۔ جبکہ بازل غور سے اس وجود کو پہچاننے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

یہ تو جیکی ہے نا۔۔!!"معاً وہ پہچان گئی۔۔فوراً سے اسکی طرف "
پلٹی۔۔۔
پھوپھو اسے کس نے کاٹا ہے او مائی گاڈ۔۔۔!!"بازل مے پاس لپکتے ہوئے "
اسکے وجود کو قریب سے دیکھا تو ہر جگہ کٹ دیکھ کر وہ ششدر
بھونچال کر رہ گئی۔۔

میں ڈیڈ کو بلاتی ہوں۔۔!!"بازل فوراً سے اٹھی یہ سوچ کر کہ اپنے باپ کو بلا کر "
وہ اسے ہاسپٹل لے جائے۔مگر بازل کی آواز پر ہوش میں آتے
بروقت اسکا بازو پکڑا۔۔۔

وہ مر جائے گا پھوپھو۔۔"سمجھدار سی بازل نے حیرت سے اپنی پھوپھو کو "
دیکھا مگر انہوں نے ویران خالی خالی آنکھوں سے نفی میں سر ہلایا۔۔
پرامس کرو تم دونوں جیکی کی بات کسی کو نہیں بتاؤ گی۔۔"مہکار شاہ نے "
دونوں سے کہا۔۔وہ ایکدم خود کو خوف کے وجود سے آزاد کروا کر ان دونوں سے
مخاطب ہوئی۔۔۔

نئے زخموں کے درد جلن سے رات سے بیہوش ہوا، جیکی ابھی کچھ دیر پہلے ہی ہوش میں آیا تھا۔ اور ہوش میں آتے اس عورت کو زندہ سلامت اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ کر وہ خوش بھی ہوا تھا۔ مگر اب خوفزدہ بھی۔۔ اپنے لیے بھی اور اسکے لئے بھی۔۔۔

"مگر کیوں پھوپھو؟ اسے کسی نے کاٹا ہے دیکھیں اسکا وجود۔۔۔۔"

چپ ایکدم چپ۔۔ نہیں کاٹا اسے کسی نے۔۔ اسے گرنے کی وجہ سے" چوٹیں آئی ہیں۔۔ خبردار اس سب کا ذکر تم بازل گھر کیا۔۔ تم دونوں یہ بات یہیں ختم کرو۔۔ اور مجھ سے وعدہ کرو اس کا ذکر تم دونوں کسی سے نہیں کرو گی۔۔" مہکار شاہ نے غصے سے اس پر گرج کر اس سے وعدہ لے لیا

بازل کو سمجھ نہیں آئی اسکی پھوپھو اتنی بڑی بات کیوں چھپا رہی تھی۔ کسی بچے پر جسمانی تشدد چھوٹی بات تو نہیں تھی۔۔ جتنی چھوٹی اسکی پھوپھو نے بنائی تھی۔۔

مگر اس سب کو چھوڑ کر بازل کیلئے اب سوچنے والی یہ بات تھی کہ کسنے جیکی کو اسکے ہی گھر میں اتنا شدید تشدد کا نشانہ بنایا۔۔۔

مہکار شاہ نے آہستہ سے نانا کر کے اسے باز رکھنے کی کوشش کرتے پور پور زخمی سے جیکی آنے والے خوفناک وقت کو ابھی سے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔۔

وہ اس عورت سے معافی بھی نہیں مانگ سکا، جسکے سامنے رو رو کر، اس درندے باپ کے خوف کی وجہ سے اسے شادی کیلئے راضی کیا تھا۔ وہ دن رات اس پر ظلم ڈھاتا اور وہ جا کر اسکے سامنے روتا تھا کہ اس کے باپ سے شادی کر لے۔۔ مگر درحقیقت تو وہ اسلئے روتا تھا کہ وہ اسے بچا لے۔۔
مگر وہ بھی اسے نہیں سمجھ پائی، اور ترس کھا کر دوسریوں کی طرح اسنے بھی خود کو اس حیوان کے قید میں خود دھکیل دیا۔ پھر سے وہ چیخیں سنے گا، پھر سے وہی گڑگڑانے کی آوازیں سنے گا۔۔ جب اسکا دل بھر جائے گا۔
جب اسے پہلا شک ہو گا اسکے کردار پر۔۔ مہکار شاہ اسے اس جہنم سے نکال لائی، اپنے انجام کی پرواہ کیے بغیر۔۔ اسے باہر لا کر اپنے روم میں لے آئی۔۔

اسے خوف نہیں تھا کہ اب اسکا انجام کیا ہوگا۔ کیونکہ وہ تو ابھی انجان تھی اس انسان سے۔ مگر جیکی جانتا تھا۔ وہ بول نہیں پا رہا تھا درد سے کیونکہ اسکا وجود پورا سن تھا۔ مگر اسے باز رکھنے، اور واپس اپنی جگہ چھوڑ آنے کی التجائیں آنکھوں سے کر رہا تھا۔۔

جیکی کے وجود سے گوشت، خون کی بدبو تیزی سے روم میں پھیل رہی تھی، اسکی سفید بیڈ شیٹ خون کے سرخ دھبوں سے داغدار ہو رہی تھی۔۔

اب تک کوئی دوسری عورت ہوتی چیخ چلا کر وہاں سے بھاگ جاتی، مگر وہ جانے کس مٹی کی بنی تھی کہ اسے اس انسان سے خوف نہیں آ رہا تھا کیا۔۔

اسنے سب سے پہلے اسکے زخموں کو صاف کیا۔ جس میں بازل روحا بھی شامل تھیں۔۔ بازل آہستہ سے چمچ کی مدد سے اسے پانی پلانے لگی۔ اور روحا اپنی مام کی ہیلپ کر رہی تھیں۔۔

تینوں نے ملکر اسکے زخموں پر مرہم لگایا۔ اور مہکار جا کر اسکے دوسرے کپڑے پاس والے روم سے لے آئی اور لا کر اسے پہنائے۔۔۔

وہ اسے بھاگ جاؤ کہہ رہا تھا اپنی بھاری آواز میں مگر مہکار سن کر بھی انجان بنی رہی۔ وہ کیسے اسے بتاتی کہ اسکے لئے آگے کھائی پیچھے کواں ہے۔ اچھا ہو کہ آخر کار اسکا بھی کوئی انجام ہو۔۔۔

اسے جیکی سے بہت کچھ جاننا تھا، مگر ابھی اسکی حالت ایسی نہیں تھی کی وہ تھوڑا کچھ بول سکتا۔۔ اسنے اسے سوپ پلایا۔۔ مگر کچھ وقت بعد وہ تکلیف سے کراہتے روتے ہوئے پھر سے مام مام کہتے بیہوش ہو گیا۔۔۔

سورج غروب ہو رہا تھا۔ اور اسکے آنے کا وقت قریب تھا۔۔ وہ بیہوش جیکی کو پہلے کی طرح ہی مشکل سے بانہوں میں اٹھا کر اسی روم میں، وہاں موجود بیڈ پر سلا کر آ گئی۔۔

اسنے لائیٹ بند کر دی اور دروازہ بھی۔۔

دروازہ بند کر کے وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی خوف سے وہیں بیٹھ گئی۔

روحابازل سے دوسری دفعہ پرامس لیکر وہ انہیں وہاں سے بھیج چکی تھی۔۔

مگر اب اسے لگ رہا تھا کہ وہ دونوں اسکے پاس نا آئیں۔ جو انسان اپنی اولاد کو اس قدر وحشی انداز میں کاٹ کر اذیت دے سکتا ہے وہ کیا دوسرے کی اولاد کو۔۔۔۔۔

وہ آج رات کا سوچ کر اس قدر وحشت زدہ ہو گئی کہ وہ شدت دل سے دعا مانگنے لگی کہ ابھی زمین پھٹے اور اس حیوان کے آنے سے پہلے وہ اس میں چھپ جائے۔۔۔

کاش کہ اسکا بیٹا آجاتا، اور سے یہاں سے لیکر چلا جاتا۔۔ وہ روتی ہوئی اٹھی، روم صاف کیا، چابی اپنی جگہ پر رکھی، ڈنر بنا کر وہ جب نماز مغرب پڑھنے لگی تبھی اسکی آنکھوں کے سامنے ایک بار پھر وہ سب لہرایا۔۔

وہ وہیں رو رو کر سجدے میں گر گئی۔۔ خوف وحشت کے ماغ پر چھا جانے سے وہ سن ہو کر جانے کب بیہوشی کے آغوش میں چلی گئی اسے احساس تک نہیں ہوا۔۔

ہوش تو تب آیا، جب اپنے چہرے پر کسی کے دلربا انداز میں اپنے نقوش کو سہلاتے ہوئے محسوس کیا۔ کچھ دیر تو وہ خالی خالی نگاہوں نظروں سے کراہتی رہی۔۔۔

مگر جیسے بیٹے لمحات، گزرے احساسات دماغ کے پردوں پر لہرا کر حواس پر وہی خوف حاوی ہوا اسکی چیخ نکل گئی۔۔

مگر وہ تو ایسے نظر انداز کر گیا اسکی چیخ کو جیسے سنا ہی نا ہو۔ بلکہ اسکے نقوش و خوبصورتی تعریف اپنی گھمبیر آواز میں کرنے لگا۔۔۔

مہکار نے آنکھیں ماحول پر پھیریں تو احساس ہوا وہ رات کا پہر تھا، جب اسے ہوش آیا تھا۔۔ اسکے دماغ میں فوراً سے جیکی کا گٹھری مانند کراہتا سسکتا وجود لہرایا۔۔

مہکار نے کچھ سوچا، اور نا چاہتے ہوئے بھی اپنے خوفزدہ دھڑکنوں کو بحال کرتی، اسکے سینے پر سر رکھ لیٹ گئی۔ اور یونہی جاگتی رہی۔۔ جب تک صبح نا ہو گئی۔

اسنے اسکے رونے کی وجہ، بیہوشی کی وجہ کا پوچھا تو مہکار نے کمزوری کا کہہ کر ٹال دیا۔ صبح اچانک خوبصورت سرپرائز کی طرح اسکی بھابھی بھائی دونوں اسکے گھر آ گئے۔۔۔

وہ بھی موجود تھے، ابھی آفس نہیں گئے تھے۔ پہلے تو مہکار خوفزدہ ہو گئی کہ روحابازل نے اپنا وعدہ تو نہیں توڑ دیا۔ مگر ان سے گفتگو کر کے مہکار کو اندازہ ہوا ان دونوں کو کچھ نہیں معلوم۔۔۔

اسنے اچھے سے انکی مہمان نوازی کی۔ ہمیشہ کی طرح جاتے ہوئے حیدر شاہ نے اس سے اکیلے میں پوچھا کہ وہ خوش ہے۔ پہلے تو دل کیا کہ وہ سب بتا دے اپنے بھائی کو۔۔۔۔

مگر پھر دوسری شادی کے ناکام، بدنامی، ساری زندگی بھائی بھابھی پر بھوج بن کر رہنے کا سوچتے ہوئے اسنے اپنا ارادہ بدل لیا۔۔

اور اپنے بھائی کو یقین دہانی کرائی کہ وہ بہت خوش ہے۔ اسکے بھائی بھابھی چلے گئے مطمئن ہو کر۔۔۔ کچھ دیر بعد وہ بھی آفس کیلئے روانہ ہو گئے۔

مہکار نے سب دروازے اچھے سے بند کیے، اور جا کر پھر جیکی کو باہر لے آئی۔ آج پھر اسے مرہم لگا کر اسکے زخموں سے چپکے کپڑے کاٹ کر اسکے وجود سے الگ کیے اور دوسرے کپڑے اسے پہنائے۔۔۔

وہ بیڈ پر مردہ وجود کی طرح پڑا رہا، اسکول اور اسلامی مدرسے سے ہو کر، روحا بازل آج پھر انکے پاس آگئیں اور دونوں جیکی کے پاس بیٹھ کر کھیلتیں۔۔

یہ پھر روز کا معمول بن گیا، جیکی آہستہ آہستہ سے ٹھیک ہونے لگا۔ اسکے لئے مہکار شاہ نے اپنی نیندیں قربان کر دیں تا کہ اس حیوان کو اسکے پاس نا بھیج سکے۔۔۔

وہ اب اس حد تک اچھا ہو گیا تھا کہ، بازل روحا کے ساتھ کھیلنے لگا تھا. انکے کھیل کھیل کا جواب کھیل سے دیتا تھا۔ مہکار جہاں ایک جگہ بہت خوش تھی تو دوسری جگہ خوفزدہ بھی کہ جیکی ٹھیک ہو رہا ہے۔۔ اور اتنے دن اسکے باپ نے اسکے پاس سے چکر کیا سوچ کر نہیں۔ لگایا۔۔۔

کیا وہ چاہتا تھا جیکی ان تکلیف میں، بھوک پیاس میں مر جائے یا کچھ اور۔۔۔۔

مگر مہکار اتنا جانتی تھی کہ اگر وہ اس کے پاس اس دن نا جاتی تو ضرور اسکی موت ہو جاتی۔۔ جیکی اسے اپنے بیٹے کی طرح عزیز تھا۔

وہ اسکا خیال دل سے رکھنے لگی تھی۔ وہ چاہتی تھی ایک بار معاملہ کھل کر سامنے آئے تو وہ کھل کر اپنے شوہر سے جیکی کے متعلق پوچھ سکے۔
مگر ایک بار پھر وہ انجانی موت ماری جا رہی تھی، اسے کیا معلوم تھا کہ یہ بھی ایک جال ہو گا۔۔۔

oooooooo

کل صبح کی سیٹ بک ہے تمہاری۔۔ "ناشتے پر بیٹھے ہارون شاہ نے" اس سے کہا۔ ساحل نے چونک کر انہیں دیکھا اور پھر اپنی ماں کو۔۔۔
میں نہیں جا رہا آپ کیوں نہیں سمجھ رہے۔۔ "ناشتے سے ہاتھ" روک کر ساحل نے غصہ مشکل سے دبا کر اپنے باپ سے کہا۔۔

بکواس بند کرو ساحل! جتنا تم کر چکے ہو۔۔ بہت تھا۔ اگر آج" تمہاری وجہ سے اسکی بیٹی یو کچھ ہو جاتا تو؟ جاؤ اور اپنے ماموں سے معافی مانگ کر انہیں منا کر آؤ۔۔ ایٹلیسٹ انہیں احساس تو ہو گا کہ تمہیں اپنے برے رویے کا احساس ہوا اور معافی مانگنے آئے۔۔

یادرکھو ساحل میں تمہاری وجہ سے اپنی بیوی پر الفاظ برداشت نہیں کروں گا۔ تمہارے برے رویے کی وجہ سے سب اسے سنا رہے ہیں کہ اسنے تمہیں ایسا بنایا ہے۔ اسنے تمہارے دل میں اپنوں کیلئے اتنی نفرت بھری ہے۔۔۔"ہارون شاہ غصے دھاڑتے ہوئے وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔۔۔

بوکھلائی سی زریش انہیں پکارتی ہوئی رہ گئی۔۔
ساحل نے سرخ آنکھوں سے پہلے انہیں جاتے ہوئے دیکھا۔ اور پھر اپنی مام کو۔۔۔
وہ غصے سے اٹھ کر وہاں سے چلا گیا۔۔

بھیو!!" سمن باپ بھائی کے لڑنے پر رو پڑی۔۔"
رو نہیں جاؤ اپنے بھائی کو لے آئو میں تب تک تمہارے ڈیڈ کو" منا کر لاتی ہوں۔۔"زریش نے ناشتہ برتنوں سے ڈھک کر اس سے کہا۔۔وہ سر ہلا کر چیئر سے اتر کر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ساحل کے پیچھے بھاگی۔۔

اور افسوس کرتی زریش ہارون شاہ کے پیچھے گئیں۔۔ تاکہ انہیں سمجھا سکے، ہر بار کی طرح کہ بیٹا بڑا ہو گیا ہے۔۔ اب اس سے اس طرح لڑنا کہاں کی سمجھداری ہے۔

پرابلم کیا ہے تمہیں ساحل اس سے؟"لیپ ٹاپ کی سکرین پر" چلتی ویڈیو کال پر دوسری طرف بیٹھی فیری نے غصے سے پوچھا۔۔

مجھے اس سے کوئی پرابلم نہیں۔۔ مگر جب وہ اسے مام کہتی ہے میری" رگوں میں خون بھی آگ بن جاتا ہے۔۔"وہ اسکے چہرے کو سرد نگاہوں سے دیکھتا سپاٹ برفیلے لہجے میں بول رہا تھا۔۔

تم سچ میں سائیکو ہو۔ کبھی تم اس سے نفرت کرتے ہو، کبھی اسے" رلاتے ہو، کبھی اسکی جان لینے کی کوشش کرتے ہو اور کبھی حد اسموکنگ کرتے ہو۔۔ خیال کرنا کسی کا خون بھی ناپی جاؤ۔۔۔"فیری نے غصے دکھ سے کہا۔۔

ساحل نے سر جھٹکا۔۔

اب تم کیا چاہتے ہو؟" وہ اسے دیکھ کر بولی۔۔"
مجھے ان کا چہرہ نہیں دیکھنا۔۔ میں جب انہیں دیکھتا ہوں تو خود "
میں نہیں رہتا۔۔ اور مجھ سے جانے کیا ہو جاتا ہے پھر۔۔۔
ایک نیا تماشا۔۔۔" وہ سرد مہری سے بولا

"کیا وہ بدصورت ہے۔۔۔؟"
تم کس کا ذکر رہی ہو؟" ساحل نے غصے سے پوچھا۔۔ وہ ہمیشہ ٹاپک "
سے کھسک جاتی تھی اور فضول سوالات کرتی۔۔

مجھے لگتا ہے وہ بدصورت ہے۔ اور تم ٹھہرے حسن پرست اسلئے "
شاید وہ تمہیں پسند نہیں آرہی۔۔" وہ آنکھیں گھما کر بولی

تم کچھ زیادہ بول رہی ہو ایسا کچھ نہیں ہے۔ وہ بدصورت نہیں ہے۔" وہ"
ناچاہتے ہوے بھی بول پڑا۔
کیا وہ خوبصورت ہے پھر؟" اسکے پوچھنے پر ساحل نے سخت "
نظروں سے گھورا وہ سٹپٹا گئی۔۔۔

اچھا تم مجھے یہ بتاؤ اس وقت وہ کیسی تھی جب تم اسکا گلا دبا رہے"
تھے۔ کیونکہ بہت کم لڑکیاں ہیں جو خوف سے روتے ہوئے حسین لگتی ہیں۔۔
تم کچھ وہ منظر حلیہ بتاؤ پھر میں کچھ نہیں بولوں گی۔۔"ساحل
دانت پیسے سخت نگاہوں سے اس فضول بولنے والی لڑکی کو گھور رہا تھا۔۔

ویسے ساحل کتنے اچھے ہیں ہم، ایک معصوم لڑکی کا گلا دبا کر اس پر ڈسکیشن کر"
رہے ہیں۔۔"وہ کہہ کر کھلکھلا اٹھی۔۔

لڑکی نہیں بچی۔۔"وہ جتانا ضرور سمجھتا تھا۔"
تمہیں پھر بھی شرم نہیں آئی۔۔"وہ شرم دلانے لگی۔۔"

استھما کی مریضہ۔۔"وہ مزید بولا۔۔فیری کو افسوس ہوا۔مگر"
اسکے لہجے میں قطعی افسوس نہیں تھا۔۔
کیا وہ روئی تھی؟"فیری نے دکھ سے پوچھا ساحل مسکرا دیا۔۔"
بہت!جب میں نے اسکا گلا پکڑا وہ خوف سے زرد پڑ گئی۔۔اسکا"
سانس آہستہ سے اکھڑنے لگا، وہ منت کرتی گڑگڑانے لگی تھی۔۔ویسے ہی
جیسے میں کرتا تھا۔۔۔"اسکے لہجے میں بلا کی نفرت تھی۔۔

وہ اس قدر پتھر دل بے حس ہو رہا تھا فیری کو ابھی اسکے لہجے سے احساس ہوا۔

اگر وہ مر جاتی تو؟" فیری نے اس سے پوچھا۔ "کیا تمہیں"

"پچھتاوا ہوتا؟

" نہیں! میں اس عورت کو تڑپتے دیکھ کر خوش ہوتا۔۔"

کتنے ظالم ہو تم ساحل شاہ! باقی کی زندگی تمہاری جیل میں کٹے"

"جاتی۔۔ مہربانی کر کے تم وہاں مت جاؤ۔۔۔

نہیں! لیکن اب مجھے جانا ہے۔۔ اور اسکی آنکھوں میں اپنے نام سے"

خوف دیکھنا ہے۔" وہ پر اسرار سے لہجے میں بولا۔۔

ساحل!" فیری ناگواریت سے چلائی مگر ساحل نے کھٹک"

سے لیپ ٹاپ کی سکرین گرا دی نیچے. اسکے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔

اسنے لیپ ٹاپ اٹھا کر سائیڈ رکھ دیا۔ اور جونہی گردن گھمائی تو ٹھٹھک گیا۔

سامنے ہی بالکل ساتھ بیٹھی سمن، لبوں میں سگریٹ دبائے بڑی توجہ سے انکی باتیں سن رہی تھی۔ ساحل کو اپنی طرف متوجہ پاکر وہ خود بوکھلا گئی۔۔۔

مام بھیو سگر۔۔۔۔"وہ ابھی جھپٹ کر بھاگ کے بیڈ سے اترنے والی" ہی تھی کہ ایکدم ساحل اس پر جھپٹا اور اسے بانہوں میں پکڑ کر اسکے منہ سے زبردستی سگریٹ نکالا۔۔
ساتھ ہی ہاتھ کی مدد سے اسکی باقی کی چیخیں گلے میں دبادیں۔۔وہ گول مٹول سی اوں اوں کرتی پھڑپھڑا کر رہ گئی۔۔

ساحل نے اسکا منہ یونہی ہاتھ سے بند رکھتے، وہ سگریٹ ڈبی میں واپس رکھا، اور اسے ٹیبل کے دراز میں رکھ کر وہاں سے چاکلیٹس نکالے۔۔
ڈیڈ۔۔۔!!!"ساحل نے جیسے ہاتھ ہٹایا وہ حلق کے بل چلائی۔۔"
ساحل نے بوکھلاتے ہوئے دروازے کی طرف دیکھا۔۔

کیا ہوا من؟؟" دوسرے پل وہاں سے ہارون شاہ اپنے چھ فٹ کے قد"
کے ساتھ نمودار ہوئے۔ ساحل نے سمن کو گھورا۔۔

وہ اسکی ساری باتیں سن چکی تھی۔ اور سگریٹ بھی منہ میں دبا کر
کب کی بیٹھی تھی۔ کتنی معصوم گول مٹول سی وہ پیدا ہوئی تھی اور کیا بن گئی
تھی۔۔ آج بھی کوئی اسکی شکل دیکھتا تو کر توت سے دھوکہ کھا جاتا۔۔
اسنے تو اپنے بھائی ساحل کو بھی نہیں بخشہ تھا۔۔

یہ چاکلیٹ کی ریپر چینج ہو گئی ہے نا من۔۔ "ابی نظر باپ پر ڈال کر"
ساحل نے اسکی توجہ گود میں رکھے چاکلیٹس کی طرف
دلائی۔۔

جھوٹ یہ وہی ہے۔۔ "من نے ناک سکیڑ کر کہا اور پھر باپ کی"
طرف متوجہ ہوئی
ڈیڈ ابھی بھیو فیری سے بات کر رہے تھے اور انہیں بتا رہے تھے کہ "
وہ۔۔۔۔

میں پکا آج رات تمہیں آئسکریم کھلاؤں گا، چاکلیٹ لا کر دوں گا، بلکہ "
وہاں سے بڑے چاکلیٹ بھی لاؤں گا جن کی تمہارے پاس تصویریں ہیں۔۔
اور جو تم کہو گی وہ بھی لاؤں گا، آج رات تمہیں کہانی بھی سناؤں گا۔۔"وہ جھکے
سر سرگوشی میں کہتا اسکی گود میں رکھے چاکلیٹس الٹ پلٹ
کر دیکھ رہا تھا۔۔

کیا کہا ساحل نے؟"ہارون نے بیٹے کو گھورتے بیٹی کو دیکھا۔۔۔"
پہلے وعدہ کریں۔۔"اسنے باپ سے نظریں بچا کر ہاتھ سامنے کیا"
ساحل نے فوراً تھام کر پکا وعدہ کیا۔۔

بھیو فیری سے بولا کہ وہ کل جائیں گے ماموں کے گھر۔۔۔"وہ"
آنکھیں پٹپٹا کر بولی۔۔ساحل کی جیسے رکی سانس بحال ہوئی۔۔اور
اسنے مسکرا کر گردن اٹھائی۔۔

من رشوت لی ہے؟"اسے بات ختم کر کے چکلیٹ سمیٹتے دیکھ کر ہارون"
شاہ نے گھورا۔۔

استغفراللہ ڈیڈ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔۔مام سنے گی تو کتنا برا لگے گا انہیں کہ "
آپ اپنی اکلوتی بیٹی کو رشوت دے رہے ہیں توبہ توبہ۔۔۔"وہ دامن
میں سارے چاکلیٹس لیے بیڈ سے اتر کر چھوٹے چھوٹے قدم لیے
ہارون شاہ کے پاس سے نکل گئی۔۔۔

اسکے میسنے پن پر ساحل قہقہہ لگا اٹھا۔۔جبکہ بیٹی کی اس حرکت
پر ہارون شاہ بھی مسکرا دیئے۔

مجھے پتا ہے!بات کچھ اور ہے ساحل مگر اب اگر تم نے اپنے ماموں "
کو ناراض کیا تو اچھا نہیں لگے گا مجھے۔۔"وہ کہہ کر اسکا سر تھپتھپا کر وہاں
سے نکل گئے۔۔

ساحل گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔۔
بھیو آکر ناشتہ کر لیں مام ناراض ہوں گی۔۔"وہ دروازے کے اندر منہ دیکر "
حکمیہ بولی۔۔کیونکہ اب اسکے راز جو ہاتھ لگ گئے تھے۔کب تک پرانے
نہیں ہو جاتے۔۔۔

آرہا ہوں۔۔"ساحل مسکرا کر روم سے نکلا۔۔"
"میں یہ چھپا کر آتی ہوں ورنہ مام سب اٹھا کر اس موٹے دری کو دے دے گی۔۔"وہ ساحل سے کہہ کر اپنے روم میں بھاگ گئی۔۔

oooooooo

....★☆☆☆☆☆★....

اپنے شوہر کا اسے سمجھ نہیں آرہا تھا۔وہ اسکے ساتھ ایسے تھا جیسے من چاہی بیوی ملی ہو۔مگر اپنے بچے کے ساتھ۔۔مہکار نے نوٹ کیا تھا وہ جب جیکی کے سامنے اسکے باپ کا نام لیتی وہ یوں خوفزدہ ہو کر چیخے مارتا جیسے وہ اسکے سر پر آ کھڑا ہو۔۔مہکار کو وقت لگا اسے نارمل کرنے میں۔مگر حیرت تھی،نا اسکے شوہر نے جیکی کو دوبارہ کوئی تکلیف دی تھی نا ہی مہکار سے کوئی سوال جواب کیا تھا۔

اسکے پاؤں کے تلوے ٹھیک ہو گئے تھے۔یہ مہکار کی توجہ جفاکشی تھی۔کہ وہ چلنے لگا تھا بلکہ بازل روحا کے ساتھ دن کو کھیلتا بھی تھا۔انکے ساتھ اچھی دوستی ہو گئی تھی۔

وہ تینوں آپس میں کھیلتے مذاق مستی کرتے رہتے۔ روحا بازل کی گڑیا کی شادی ہوتی تو رشتہ بازل کا گڈا جو کہ جیکی کے پاس ہوتا تھا، وہی رشتہ لاتا تھا۔

اور تینوں مل کر انکی شادی کرواتے، ڈھولکتی مستیاں کرتے۔ مہکار تو انہیں دیکھ دیکھ کر جی رہی تھی۔ اسکے اندر کا خوف آہستہ آہستہ ختم ہو گیا تھا۔ مگر وہ پراسرار سا واقعہ بڑی اہمیت رکھتا تھا یہ وہ جانتی تھی۔۔۔

oooo

اپنا خیال رکھنا حجاب مہکار کو ڈھیڑوں میرے سلام دینا۔۔""

آخری انائونسمنٹ ہوتے، الوداعی کلمات پڑھتے زریش نے اپنے بیٹے کی۔ پیشانی چوم کر کہا۔

اور ساحل اپنی بہن من کو ڈھیروں پیار کرتا، اپنے ماں باپ سے ملکر اندر ہال میں غائب ہو گیا۔ جانے سے پہلے اسنے دل اور دری کو سختی سے

تاکید کی تھی کہ وہ اس نویرہ سے دور رہیں بلکہ وہ صام سے انکی ناراضگی بھی ختم کر کے آیا تھا۔

وہ اپنی ماموں ممانی کو، سرپرائز دینا چاہتا تھا۔ اسلئے وہ انہیں بتائے بغیر ہی ایئرپورٹ سے سیدھا ٹیکسی لیکر انکے گھر جاتا ہے۔۔
ٹیکسی والے نے اسے حیدر شاہ کے گھر کے سامنے ڈراپ کیا۔
ایکسچینج کرنسی سے ساحل نے کرایہ ادا کیا اور اپنا بیگ کندھے پر ڈال کر وہ گیٹ پر آیا۔۔۔
گھر بہت شاندار، اور پرسکون ماحول میں پہ تھا۔ اسے اپنے ماموں کی منفرد جگہوں پر رہنے کی عادت کا بخوبی علم تھا مگر یہ جگہ اسکے نانا کی پسند کی تھی۔۔
نانا کی یاد آتے ہی کتنے حسین منظر آنکھوں کے سامنے لہرائے، وہ ان میں کھو کر کتنی دیر وہاں کھڑا ہوتا، کہ گاڑی کے ہارن پر وہ ہوش میں آیا اور گیٹ سے اندر داخل ہوا۔۔۔

بیلو جینز پر، وائیٹ پولوٹی شرٹ جس سے اسکے بازو نمایا تھے۔ بالوں کو اپنے اسٹائل سے سیٹ کیا ہوا تھا۔ ہاتھ میں موجود گھڑی، جسے پہننا اسکی عادت تھی۔۔

ایک ہاتھ جینز کی پاکیٹ میں ڈال کر، دوسرے سے بیگ پکڑے وہ وائیٹ سنیکر پہنے ہوئے قدموں سے اس بڑے سے گیٹ سے اندر داخل ہوا۔ گھر میں کوئی تھی نہیں تھا۔ وہ جانتا تھا اس آزاد ملک میں سب کو اپنے کام خود کرنے پڑتے ہیں یہاں ہمہ وقت ملازمہ نہیں ملتیں۔۔

"السلام علیکم مامی جان!" وہ چلتا ہوا دہلیز پار کر کے لاؤنج میں آیا جہاں اسکی جانب پیٹھ کیے حجاب شاہ کشنز کے کور بدل رہی تھی۔۔

اس جانی پہچانی آواز پر شدید شاکڈ میں پلٹی۔۔ سامنے کھڑے اس لمبے چوڑے سے لڑکے کو دیکھ کر ایک لمحے کیلئے وہ گنگ رہ گئی۔

"ساحل؟" حجاب نے پہچاننے کی کوشش کی۔۔ اسکی گرے آنکھوں سے تو وہ مہکار کا بیٹا لگ رہا تھا مگر یہاں تو گوروں کا دیس تھا۔۔ ہر کسی کی نیلی کالی ہری آنکھیں تھیں۔۔۔ مگر اسنے مامی جان بھی تو کہا تھا۔۔۔

وعلیکم السلام تم کب آئے۔۔اور ہمیں بتایا بھی نہیں۔۔"حجاب شاہ" نے پہچان کر پرجوش سا استقبال کیا۔وہ شرمندہ سا ہو کر رہ گیا۔۔

میں ایئرپورٹ سے سیدھا یہیں آیا ہوں۔سوچا آپ سب کو سرپرائز دے دوں مگر یہاں تو صرف آپ ہیں۔۔ماموں جان آفس ہوں گے۔۔"اسکی بات سن کر حجاب مسکرا دی۔

سرپرائز کے چکر میں خدانخواستہ تمہیں کچھ ہو جاتا۔۔یہاں بہت منحوس چالاک چور ہیں۔تم میرے ساتھ چلو فریش ہو جاؤ سفر سے تھک کر آئے ہو گے نا۔۔

میں تب تک انہیں اور مہکار آپی کو بھی تمہاری آمد سے آگاہ کر دیتی ہوں بہت خوش ہوں گی۔۔تمہیں بہت یاد کرتی ہے۔۔"حجاب شاہ اس سے بیگ لینے کیلئے ہاتھ بڑھا کر مسکراتی بولی مگر بیگ خود ہی تھمانے سے معذرت کرتے اسنے حجاب شاہ کو منع بھی کر دیا کہ وہ پلان بنا کر آیا ہے سب کو سرپرائز دے گا۔۔

حجاب شاہ اسے ایک روم میں چھوڑ کر آئی۔

یہ کس کا روم ہے؟"ساحل شاہ سب کچھ گلابی گلابی دیکھ کر ٹھٹھکا۔۔۔"

یہ روحا کا ہے۔۔ تم جب تک یہاں فریش ہو میں"
تمہارے لیے دوسرا روم صاف کر دیتی ہوں۔" وہ لب بھینچ کر سر ہلا کر
رہ گیا۔۔ حجاب شاہ کے جانے کے بعد اسنے بیگ بیڈ پر پھینکا۔
اور اسکے روم کو دیکھنے لگا۔۔
کپڑے نکال کر وہ باتھ لینے چلا گیا۔ واپس آیا تو ٹیبل پر چائے کا
کپ اور کوکیز رکھے ہوئے تھے۔ اسنے دو کوکیز لی اور چائے پی کر بیڈ کی
طرف بڑھ رہا تھا۔
وہ جیسے وہاں گرا، نرم ملائم بیڈ پر گرتے ہی نیند کے آغوش میں چلا
گیا۔ ہوش تو اسے بس موسم کی برسات پر آیا تھا۔ وہ ہڑبڑا کر بوند بوند
بارش پر اٹھا تو دیکھا سرہانے بیٹھی بازل گلاس سے پانی نکال کر اسکے
چہرے پر چھینٹیں مار رہی تھی۔۔
کیوں بھئی پاکستان سے پیدل چل کر آئے ہو کیا؟" وہ حیرت سے"
اس گرے آنکھوں بالوں والی بچی بازل کو دیکھ رہا تھا جو اس سے کہہ رہی تھی
"میری بہن کے روم سے نکلو" دیو

اپنے ماموں کی آواز پر چونک اٹھا۔۔۔

ماموں!" ساحل خوشی سے اٹھا۔۔ حیدر شاہ نے قہقہہ لگاتے اسے "
کھینچ کر سینے سے لگایا۔۔
میں آپکو سرپرائز دینے والا تھا۔۔ آپ نے مجھے سرپرائز کر دیا۔۔" وہ "
منہ بنا کر ان سے الگ ہوتا بولا۔۔۔

نہیں تمہارا سرپرائز ناکام نہیں گیا۔۔ تمہیں یہاں اپنے سامنے " اچانک دیکھ کر میں حقیقت میں حیران ہوا ہوں۔۔ اور خوش بھی۔۔ کہ چلو تم لوگوں نے مجھے زندہ تو سمجھا۔۔۔" حیدر شاہ نے ہلکا پھگا طنز کیا

" آئی ایم سوری ماموں میں اپنی۔۔۔۔۔"
رہنے دو۔۔ یہ معافی تلافی بدگمانیاں بعد میں ختم کریں گے۔ ابھی " فریش ہو کر آؤ ڈنر کریں۔۔" حیدر شاہ نے اسکی بات بیچ میں کاٹ کر کہا۔۔۔

ابھی میری بیٹیوں سے بھی معافی مانگنی ہے۔ بازل تم سے سخت ناراض"
ہے۔۔"حیدر شاہ نے اشارے سے ساحل کو بیڈ پر روٹھی غصے سے
اسے گھورتی بازل کی جانب اشارہ دیا۔۔۔

ساحل اس کیوٹ سی بچی کو دیکھ کر ہنسا۔۔۔
ڈیڈ چلیں۔۔"معاً سرگوشی پر وہ چونکا۔۔روحا اسکے چونکنے پر بوکھلا کر"
خوفزدہ سی اپنے باپ کے سائے کے اوٹ میں ہو گئی۔۔۔
چلو جلدی آجاؤ میں انتظار کر رہا ہوں تمہارا۔۔۔"حیدر شاہ اپنی"
بیٹی کا ہاتھ پکڑ کر بازل کو آنے کا اشاعہ دیتے وہاں سے مڑے۔۔۔
ساحل نے جاتی ہوئی روحا کی پشت کو دیکھا، جہاں سیاہ بالوں کی
چوٹیاں بنی ہوئی تھیں۔۔۔
تم بھی جاؤ!"ساحل نے انکے جانے کے بعد بازل سے کہا۔۔۔"

یو نو واٹ !تم ڈیڈ کی سٹوریز کے وہ خوفناک دیو ہیکل ہو جو پری کو ڈراتا"
ہے۔۔"اسکی غصے سے کہنے پر ساحل قہقہہ لگا اٹھا۔
اور یہ پری کون ہے؟"اسنے دلچسپی سے پوچھا۔۔۔"
افکورس مائی کیوٹ بے بی روحا۔۔۔"اسنے جتاتے ہوئے کہا۔۔۔"

پھر تو اسے قید کرنا چاہیے کیوں۔۔"وہ شرارت سے کہتا"
فریش ہونے کیلئے باتھ روم میں چلا گیا۔۔پیچھے وہ جانے کیا کیا کہتی وہاں سے چلی گئی۔۔۔
وہ نیچے آیا تو احساس ہوا کافی رات ہو چکی تھی۔انہوں نے اچھے ماحول میں ناشتہ کیا۔اور ناشتے کے بعد ساحل حجاب شاہ نے ساتھ بیٹھ کر چائے پی۔۔
وہ اس سے تعلیم دیگر سرگرمیوں کا پوچھتے رہے۔فیملی والوں اور بھی سب کا پوچھا۔ساحل انکی محبت اپنائیت پر شرمندہ تھا کہ اتنا پیار کرنے والے ماموں کو وہ کیسے تکلیف دے سکتا ہے۔۔۔
وہ جو پاکستان سے اپنے دل میں جانے کون کون سے منصوبے بنا کر آیا تھا،کہ یہ کرے گا وہ کرے گا۔جانے کہاں جا کر سوئے تھے۔اسکی ہمت ہی نا ہوئی انکے ساتھ کچھ برا کرنے کی۔۔۔۔

اسنے جب اس بڑی بڑی سیاہ آنکھوں والی سہمی بچی کو دیکھا،اسے خود پر شدید شرمندگی ہونے لگی کہ وہ اس خوبصورت پیاری سی لڑکی کو مارنے والا تھا۔۔۔

وہ جب ڈائننگ ٹیبل پر، اپنے باپ کے ساتھ، اسکے مقابل بیٹھی تھی۔ بار بار چور نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اور جب ساحل اسکی طرف دیکھتا، اور نظریں مل جاتی تو اسکا ہاتھ کپکپا جاتا۔۔ نتیجاً وہ نوالہ گرا دیتی، اور ساتھ بیٹھا اسکا باپ اسے وہ نوالہ کھلاتا۔۔ وہ جلدی اپنا کھانا فنش کر کے وہاں سے بھاگ گئی۔۔

آج جب اسنے، کچھ لمحے ساری نفرتیں جھٹک کر اسے دیکھا تھا۔ اسکی جگہ کوئی اور ہوتا تو بے ساختہ اس پر ٹوٹ کر پیار آتا۔۔۔ مگر وہ صرف دیکھتا رہ گیا۔۔ حجاب شاہ اسکے بالوں کی چوٹیاں کھول رہی تھی اور وہ ساحل شاہ کی موجودگی کی وجہ سے چپ بالکل خاموش سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔

پتلی سی انگلیاں آپس میں الجھاتی، سرخ چھوٹے چھوٹے گلابی ہونٹوں کو آپس میں دبائے۔۔ گھنیری مڑی ہوئی پلکوں والی سیاہ بڑی بڑی آنکھیں جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔

ساحل کو احساس نہیں ہوا کب اسے دیکھتے اسکے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا۔ ہوش تو تب آیا جب اپنے باپ کو گڈ نائیٹ کس

کرتی پاس سے گزرتی بازل نے سرگوشی میں اسے "دیو ہیکل" کے خطاب سے نوازہ۔۔۔

وہ اسے گھورنے لگا۔۔ تبھی وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور اپنے باپ کو کس کر کے وہاں سے بھاگ گئی۔۔۔

تم میرے بھانجے نا ہوتے تو میں جانے کیا کر دیتا۔ میں نے" کبھی اپنی بیٹیوں کی طرف انگلی بھی نہیں اٹھائی اور تم نے اسے اتنی تکلیف دی کہ وہ موت کے منہ تک پہنچ گئی۔۔
آج بھی راتوں کو ڈر کر اٹھ جاتی ہے۔ تمہارے نام سے خوفزدہ ہوتی ہے۔۔۔ قصور اسکا نہیں میرا ہے۔ اسے میں نے اپنی بہن کو دیا تھا۔ اگر تمہیں سزا دینی ہے تو مجھے دو۔۔۔" ساحل کی معافی مانگنے پر حیدر شاہ نے اس سے کہا وہ نادام سا ہو گیا۔۔

ایم سوری ماموں میں کبھی ایسا کرنے کا خواب میں بھی نہیں سوچ سکتا" تھا۔ مگر مجھے ایسا فیل ہوا جیسے وہ مجھے نیچا دکھا رہی ہے۔ میں نے اس سے کہا جائے وہاں سے۔۔ مگر وہ نہیں گئی۔۔

اور میں۔۔۔۔۔خود پر کنٹرول نہیں رکھ سکا۔۔۔"ساحل نے بے بسی سے معافی مانگتے اپنے ماموں کو اپنی صورتحال سے آگاہ کیا

سنبھالو خود کو ساحل! اللہ نے تمہیں اگر کوئی کمی۔دی تو تمہاری مام کی" "وجہ سے اسے پُر بھی کر دیا۔

میں جانتا ہوں میرے پاس کوئی کمی نہیں۔۔مجھے رب نے" سب کچھ سے نوازہ ہے۔۔میں اپنا سب کچھ اپنی مام کو سمجھتا ہوں۔۔ مگر یہ دنیا کیوں ہمیں جینے نہیں دیتی۔۔کیوں مجھے بار بار احساس دلاتی ہے کہ مجھے جنم دینے والی ماں کوئی اور تھی، جو مجھے دھتکار کر چلی جاتی ہے ہمیشہ۔۔۔کیوں مجھے خوش نہیں رہنے دیتی۔۔۔"وہ اپنے دل کا حال اپنے ماموں کے سامنے بیان کر دیا۔۔

حیدر شاہ نے اسے سینے میں بھینچ لیا۔۔۔

وہ کبھی تمہیں دھتکار کر نہیں گئی۔"وہ اس سے کہہ رہا تھا۔مگر" ساحل خاموش رہا۔۔۔

میں آپ سے معافی چاہتا ہوں ماموں۔۔ میں نے بہت برا"
کیا۔۔"وہ اپنے ماموں سے بولا۔۔ناصرف ماموں بلکہ اپنی مامی سے بھی معافی
مانگی۔۔
ساحل کو یاد آئے وہ گفٹ تو تقریباً رات کے تین بجے جب وہ
سونے جارہے تھے تب اسے ہوش آیا اور وہ بھاگ کر اپنا بیگ
لے آیا۔۔
اسنے اپنے ماموں مامی کو گفٹ دیا۔باقی بازل روحا کا گفٹ اسنے اپنے پاس
رکھ دیا کہ وہ خود دے گا نہیں۔۔وہ۔ان سے نول کر گیا تھا کہ کوئی مہکار شاہ کو نا
بتائے وہ آیا ہے۔وہ خود اچانک انہیں سرپرائز دے گا۔

حیدر کو اسکا یہ آئیڈیا اچھا لگا۔وہ اپنے بہن کے چہرے کی خوشی دیکھنا
چاہتے تھے۔ تبھی مان گئے اور بیوی کو منع کر دیا۔۔
اسکے ماما مامی اپنے روم میں چلے گئے تھے سونے۔وہ بھی جارہا تھا مگر
بھول گیا کہ اسکا روم کون سا کہا تھا اسکی مامی نے۔۔۔
وہ سر پر ہاتھ مار کر،واپس اسی روم کی طرف بڑھا جہاں پہلے سویا ہوا
تھا۔۔وہ روم میں آیا دروازہ لاک کر کے شرٹ اتاری۔۔کیونکہ اسے

عادت تھی شرٹ اتار کر سونے کی۔۔اور نئی جگہ کی وجہ سے تو مزید بے سکونی ہو رہی تھی۔۔۔

سوچیں اسکے پورے دماغ پر قابض تھیں۔۔وہ شوز اتار کر بیڈ پر گلابی کلر کے بلینکٹ میں منہ بنا کر گھس گیا۔۔

اگلے پل جیسے اسکا پورا دماغ گھوم گیا، جب اچانک چیخ مار کر بلینکٹ میں سکڑی سوئی روحا باہر نکلی۔۔۔
بوکھلاہٹ میں ساحل نے گڑبڑا کر اسکا بازو پکڑا، اور خوفزدہ ہو کر اسے واپس بیڈ پر گراتے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔۔

تم یہاں!!" اسنے حیرت غصے سے پوچھا۔۔"
جبکہ اسکی بڑی بڑی آنکھیں خوف سے مزید بڑی ہو گئی تھی۔چہرہ بھی لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا۔۔
دوسرے پل وہ تڑپ اٹھی کسی مچھلی کی مانند جب ساحل کو احساس ہوا اسنے اسکے منہ ناک دونوں پر اپنا ہاتھ رکھا ہوا تھا۔۔

اسنے سٹپٹا کر اپنا ہاتھ پیچھے کیا۔وہ گہرے گہرے سانس لیکر اٹھنے لگی۔۔دوسری طرف ساحل بھی اٹھ کھڑا ہوا۔۔

روحا نے ششدر ہو کر اسکے بغیر شرٹ کے وجود کو دیکھا۔۔اور وہاں سے وحشتزدہ ہو کر بھاگنے لگی مگر ہڑبڑاہٹ میں ساحل نے اسکی نازک سے کلائی کو جکڑ کر واپس کھینچا اور اسے بیڈ پر دھکیل دیا۔۔۔

کہاں جا رہی ہو۔۔؟چغلی کرنے کہ میں تمہارے روم میں آیا" تھا۔۔۔"وہ غصے سے اس سے سرگوشی میں بولا۔۔۔

نن۔۔نہیں مم۔مجھے م۔۔ماما کے۔۔۔پاس جانا ہے۔۔"وہ ہچکیوں سے" روتی خوفزدہ نظروں سے اسے دیکھتی بولی۔۔وہ طرح طرح کانپ رہی تھی اسے لگ رہا تھا آج وہ ضرور اسے مار دے گا۔۔
جبکہ ساحل کو خوف تھا کہ اگر ماموں نے اسے اسکی بیٹی کے روم میں دیکھ لیا تو کیا سمجھے گے۔۔یہی سوچ کر اسنے جلدی سے پاؤں میں سلیپرز پہنیں۔۔۔

دیکھو میں تمہیں نہیں مار رہا۔۔ میں یہاں غلطی سے آ گیا ہوں۔۔"
اب جا رہا ہوں تم رہو اپنے روم میں یہیں سو۔۔ اگر باہر نکلی تو میں ماروں گا
پھر۔۔۔"مگر وہ اس قدر ضدی ثابت ہوئی اسکے کہنے کے باوجود
بیڈ سے اتر کر پھر سے بھاگنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

مگر ساحل اس مصیبت میں بری طرح پھنسا تھا، اسے اٹھا کر
غصے سے بیڈ پر پٹخا تو احساس ہوا اسکی سانس اکھڑنے لگی تھی۔۔۔

کیا ہوا؟"وہ بوکھلا گیا۔۔۔ سب سو رہے تھے۔ اگر اس وقت کوئی یہ"
منظر دیکھ لیتا تو جانے کیا سمجھتا۔۔ اسکا ماموں تو شاید اسے بیٹی کا
دشمن امجھ کر گولی مار دیتا۔۔۔

کہیں اسکا بازو وازو تو نہیں ٹوٹ گیا۔۔"ایک خوفناک خیال"
دماغ میں آیا۔۔ دھان پان سی پہلے ہی تھی۔۔
وہ تشویش زدہ سا اسکے بازو دیکھنے لگا۔۔ پھر احساس ہوا کہ اتنی بھی موم
جیسی نہیں ہے کہ بازو ہی ٹوٹ جائے۔ بیڈ بھی تو محترمہ کا روئی
جیسا تھا۔۔

وہ جیسے جیسے بوکھلا کر اسے سنبھالنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسکے قریب ہونے سے روحا کی حالت مزید بدتر ہوتی جا رہی تھی۔۔

"کیا ہوا تمہیں میں نے تو کچھ نہیں کیا۔۔" پریشانی کے عالم میں وحشتزدہ نظروں سے اسکی بدتر بکھری حالت دیکھ کر ساحل نے اس سے کہا۔۔۔

اسے لگا آج وہ مر جائے گی۔۔ اور یہاں کی پولیس کے پکڑنے سے پہلے اسکا ماموں اسکی جان لے لے گا۔ اتنی رات کو انکے پاس گیا بھی تو اپنی بیٹی کا یہ حال دیکھ کر شاید ہی اسے دھکے مار کر یہاں سے نکال دیں۔۔

اور پھر اسکے ڈیڈ۔۔۔ وہ تو شاید ہمیشہ کیلئے اس سے ناراض ہو جائے۔۔

روحا۔۔۔ "اتنے خوفناک منظر اسکی آنکھوں میں لہرائے کہ وہ" سب کچھ جھٹک کر آکر اسکے پاس بیٹھا اور اسکا چہرہ تھاما۔۔

"کیا ہوا تمہیں۔۔ ریلیکس میں کچھ نہیں کر رہا تمہیں۔۔" وہ اسکا گال سہلا کر اسے بہلانے لگا۔۔ تاکہ اسکا خوف ختم ہو۔۔۔

مگر جیسے جیسے منٹ گزرے۔۔ اسکا وجود سرد ہو کر بے جان ہو رہا تھا، وجود میں جو تڑپ تھی سانس لینے کی۔۔ وہ آہستہ آہستہ ماند پڑ رہی تھی۔

ساحل کے ہاتھوں میں جو اسکا وجود تھا۔ برف کی طرف سرد ہو گیا۔ وہ آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھنے لگا۔ ایک پل کیلئے اسکے اندر بیٹھا شیطان خوش ہو گیا کہ بھاگ جائے۔۔ وہ ویسے بھی مرنے والی ہے۔۔

پہلے سے بیمار ہے، اس پر کوئی الزام نہیں آئے گا۔۔ اور وہ اپنی آنکھوں سے اس عورت کو تڑپتا دیکھ سکتا ہے۔۔

مگر دوسرے پل جیسے اسکی بڑی بڑی سیاہ آنکھوں سے برستے آنسوں، گھنیری پلکوں کو بھیگتا پا کر۔۔ اسکے چھوٹے گلابی سے ہونٹوں سانس لینے کیلئے خشک دیکھ کر۔

اچانک ہی ساحل نے قدم اٹھایا۔۔۔

روم کے بند دروازے کو دیکھ کر، اسنے اسکا چہرہ تھاما اور دوسرے لمحے اپنی گہری سانس کھینچ کر اس پر جھک گیا۔۔

جس خوف کی وجہ سے اسکی سانسیں رکی تھیں، اس خشک حلق میں اچانک بھیگی سانسوں کو اترتا محسوس کر کے وہ کانپ اٹھی۔۔۔

وہ فضا میں ساری آکسیجن سمیٹ کر، اسکا چہرہ تھامے، اس پر جھک جاتا۔ اور بوند بوند کی مانند آہستہ سے کسی مسیحا کی طرح اسکی جان بچانے کیلئے اس میں انڈیلنے لگتا۔۔۔

روحا نے اچانک سانس کھینچا، دہکتا آگ کی مانند سانسوں کا گولہ اسکی سانسوں کی نالیوں میں رقص کی مانند اترتا گیا۔۔۔

اسنے سختی سے آنکھیں میچلیں۔۔ وہ تھک گئی۔۔ اپنا لرزتا ہاتھ اسکے شانے پر رکھ کر اسے پیچھے کرنے کی کوشش کرتی اسکے جھکنے سے پہلے اپنے بھیگے ہونٹوں کو آپس میں قید کر گئی۔۔۔
ساحل جو سانس بھر کر پاس آیا تھا، ٹھہر سا گیا۔۔
سنو!" اسنے اسکے سفید روئی جیسے گال کو چھوا۔۔۔"
زندہ ہو۔۔۔؟" اسکے جواب نا دینے پر ان دہکتی سانسوں کو اسکے چہرے پر" چھوڑ دیا کہ وہ بوکھلا کر سیاہ آنکھیں وا کرتی اسکی گرے آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔۔

منہ میں زبان نہیں ہے؟" اسنے غصے سے گھورا۔۔۔"

ہہ۔۔۔ہے۔۔۔"وہ ہولے ہولے کانپتی اسے دیکھنے لگی۔۔ساحل کے لبوں پر "
بے خود سی مسکراہٹ آ گئی۔۔۔

گردن باہر نکال کر سوتی تو آج یہ سب نا ہوتا۔۔۔"وہ پیچھے ہوتے بولا۔۔۔"
بے ساختہ اسکی طرف نظریں اٹھائی تو اسے ہتھیلی کی پشت
پر اپنے ہونٹ صاف کرتے پایا۔۔۔۔

ایکدم سے ساحل کے اعصاب پر دھماکہ ہوا۔۔۔اسنے انگلی سے اپنے
ہونٹ کو چھوا۔۔تو وہی نمی۔۔۔۔
وہ جیسے چکرا کر رہ گیا۔۔اور حیرت سے اسکی جانب دیکھا۔۔۔

یہ تم نے کیا کیا ساحل!"پورا روم اسکے سر پر آن گرا جیسے۔اسے "
اپنی غلطی شدت سے احساس ہوا۔۔وہ شاکڈ سا بیڈ پر بیٹھی
روحا کو دیکھنے لگا جو مدھم سانسیں لیتی وہی کر رہی تھی۔۔۔
اسکے دماغ میں گزرا ایک ایک پل لہرایا۔۔وہ گڑبڑا گیا۔۔جب
اسے احساس ہوا کہ وہ کیا کر چکا ہے۔۔

سنو!" وہ ایکدم اسکی طرف بڑھا روحا بوکھلا کر پیچھے ہوئی اور "
ہراساں نظروں سے اسے دیکھتی تو کبھی اسکے ہونٹوں کو۔۔۔
جج۔جی۔۔" اسنے اپنی۔پلکیں جھپکائیں۔۔۔"
ابھی ہمارے بیچ جو ہوا اسکا کسی کو مت بتانا۔۔" اسنے غصے سے کہا۔۔وہ"
معصومیت سے نفی میں سر ہلانے لگی۔۔

ساحل نے شکر بھرا سانس کھینچا اور اسکا گال تھپتھپا کر دور ہوا۔۔
میں تمہارے لیے گفٹ لایا ہوں۔۔" اسکا رویہ نارمل ہوا روحا"
کے ساتھ۔۔وہ اپنے بیگ کی طرف بڑھا تبھی اسکی آنکھیں اپنے
وجود پر ٹکی پائیں۔۔۔
ساحل نے گردن جھکا کر اسکی آنکھوں کے تعاقب میں دیکھا تو
گڑبڑیا۔۔" آج یہ مجھے شرمندہ کر کے ماریں گے۔۔" اسنے جل بھن کر
سوچا اور شرٹ اٹھا کر جلدی سے پہن لی۔۔۔

ابھی جو میں نے تمہیں سانسیں دی ہیں یہ ادھار سمجھ لو۔۔اگر کبھی"
کسی سے اس بات کا ذکر کیا تو۔۔یہ سانسیں پچھلی بار کی طرح کھینچ
کر نکالوں گا۔۔" اسے سمجھ نہیں آیا اس ہونقوں کی طرف دیکھتی بلا کو کیسے

بازرکھے کہ اس لمحات کو وہ ہمیشہ کیلئے ایک راز سمجھ کر دفع کر دے۔۔۔

اسنے گڑیا اسے تھمائی۔۔"کسنے دی ہے۔۔"وہ اس سے پوچھنے لگی۔۔
میری بات سمجھ آئی؟"ساحل نے گھورا۔۔اسنے گڑبڑا کر سر"
ہلایا۔۔
شاہو۔۔سب کی سانسیں گرم ہوتی ہیں۔۔"وہ خود کو مطمئن کرتا اسے گھورتا"
وہاں سے بھاگنے لگا تھا کہ اچانک اسکے سوال نے اسکے پاؤں میں
زنجیریں ڈال دیں۔۔

کیوں؟"اسنے سرخ چہرے سے پلٹ کر پوچھا۔۔"
میری ٹھنڈی ہوتی ہیں۔۔اور آپکی گرم۔۔۔"وہ فرینڈلی سی مسکرا کر"
پوچھ رہی تھی۔۔
تمہیں نہیں پتا۔۔؟"وہ جینز کی پاکیٹ میں ہاتھ پھنسا کر مسکرایا۔۔"
کیا؟"اسنے ناسمجھی سے استفسار کیا"

میرے اندر سلینڈر ہے اور تمہارے اندر اے سی ایڈیٹ۔۔۔"وہ دانت پیس کر کہتا وہاں سے طیش میں نکل گیا۔۔پیچھے روحا پریشان سی سوچوں میں الجھ گئی۔۔۔

کتنی خوشی کی بات تھی، اسے اپنی ماں باپ کو بتانا چاہیے تھے کہ اسنے اسکی جان بچائی۔ مگر وہ سختی سے منع کر گیا تھا۔۔
وہ منہ بنا کر واپس سو گئی۔ مگر دوسری طرف لاؤنج میں بیٹھا سارے اپنے منہ پر ہاتھ رکھے کتنی دیر سکتے میں بیٹھا تھا۔۔
وہ چکٹی بھر لڑکی اسکے لیے کڑا امتحان بن کر آئی تھی۔ باقی کی رات اسنے باہر بیٹھے بیٹھے گزاری۔۔ صبح کے قریب اسکی آنکھ لگی۔۔وہیں صوفے پر سمٹ کر سو گیا۔۔

وہ مشکل میں پڑ گیا تھا۔ اسکے ماموں کا بڑا پروگرام تھا اسے وہاں گھمانے کا۔۔وہ ناراض بھی ہوئے تھے ہارون شاہ زریش پر کہ من کو بھی لیکر آجاتے سب۔۔۔

روحا بے بی۔۔!رات تمہارا انہیلر میرے پاس رہ گیا تھا۔۔""
حجاب شاہ نے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھی آہستک آہستہ ناشتہ کرتی
روحا سے کہا۔۔
جو س کا گھومٹ بھرتے ساحل کو زور دار اچھو لگا کہ وہ سب کو بوکھلا
کر رکھ گیا۔وہاں سے جانے سے پہلے چھپ کر خود کو تکتی روحا کو
آنکھیں دکھاتا اپنے ماموں ممانی سے معذرت کر کے اٹھ گیا۔۔۔

دیو ہیکل!"بازل کی سرگوشی اسکا ضبط آزما گئی۔۔"
یہ گھر اسکے اعصاب جھنجھوڑ کر رکھ گیا تھا۔

مامارات کو سب ٹھیک ہو گیا۔۔۔"روحا کا یہ جملہ سن کر"
ساحل کا دل کیا اسکا سر پھاڑ کر وہاں سے غائب ہو جائے۔۔۔

مگر پھر جبر کر کے خود پر ملامت کرتا کہ وہ کتنی معصوم تھی۔۔اسکی پٹر
پٹر تکتی آنکھوں کو یاد کر کے وہ خود ہی قہقہہ لگا اٹھا۔۔

ان مسکراہٹوں کو دیکھتے وہ سوچ رہا تھا سب ٹھیک ہو جائے گا۔ بلکہ اسنے سوچا تھا وہ آج اس عورت کو بھی معاف کر دے گا۔۔
اتنی سزا کافی تھی اسکے لئے۔۔۔
مگر وہ کیا جانتا، اتنی سزا تو اسکے لئے تھے۔۔۔
وہ روحابازل کی ہمراہی میں، ان دونوں کا ہاتھ پکڑے اپنی ممانی کے ساتھ جا رہا تھا اس عورت کو بھی اپنی آمد کا سرپرائز دینے کہ اب غیروں سے کیا شکوہ۔۔۔۔

انہوں نے گیٹ کھولنا چاہا، مگر روحابازل نے کہا کہ وہ کھول دیں گی۔
انکی مام انکے لئے دروازہ پہلے سے کھول دیتی ہے۔۔

ساحل گفٹس لیکر دروازہ کھلنے پر دھک دھک کرتے دل سے، اندر داخل ہوا۔۔ وہ گھبرا رہا تھا ان لمحات سے جب وہ اسے دیکھ کر بے تابی سے اسکی طرف بڑھے گی اور اسے سینے میں بھینچ کر روئے گی۔۔
مگر وہ کیسے بھول گیا، اس عورت سے ملنے کے وقت اسکے لئے ہمیشہ سے ایک نئی اذیت تیار تھی۔۔

مام!!!دیکھیں کون آیا ہے۔۔۔"وہ تو ہمیشہ سے اسکے نرم رویے کی خواہاں"
تھی۔۔رات اسکے ذرا سے نرم رویے سے وہ کافی فرینڈلی بے خوف ہو گئی
تھی کہ خود اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے اندر لائی تھی۔۔۔
اور لاؤنج میں آکر چیخ کر کہا تھا۔۔
کون ہے روحہ یہاں آؤ!"مہکار شاہ کی آواز گونجی۔۔"
چلو ہماری مام کو سرپرائز دیں۔۔"بازل اپنی مام کے ساتھ لاؤنج میں بیٹھ"
گئی۔۔روحہ ساحل کا ہاتھ پکڑے اسے اندر کی جانب کھینچ گئی۔۔۔
اور ساحل اسکا جوش دیکھ کر جبراً مسکراتا اسکے ااتھ جا رہا تھا۔۔
سرپرائز پوچھیں میں کس کو لائی ہوں آپ سے ملنے۔۔۔"ساحل"
اسے دیکھ کر مسکرانے لگا جو اپنے چھوٹے سے وجود کی طرح اسکے سامنے آکر
تتلی جیسی اسے چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔
اسکا دل اسکے لئے گداز ہونے لگا۔
کس کو؟"مہکار شاہ مسکرا کر سر اٹھانے لگی۔۔۔اسکے گود میں پڑے"
جیکی نے بھی سر اٹھا کر دیکھا۔۔

ساحل کی مسکراتی آنکھیں روحا سے ہوتی سامنے بے یقینی سے دیکھتی
مہکار شاہ پر آئیں۔۔۔

کون ہے مام؟" ایک دوسرے کو دیکھتے دونوں نے بیک وقت چونک "
کر اس تیسرے وجود کو دیکھا۔۔

یی۔ی۔۔ یہ میرا شاہو ہے جعفر۔۔۔۔ "مہکار شاہ کی آنکھیں "
بھیگ گئیں۔۔
جیکی۔۔۔ "روحا جیکی کو دیکھ کر چہک کر ساحل کے ہاتھ سے جھٹکے "
سے اپنا ہاتھ چھڑوا کر اسکی طرف بھاگی۔۔

جیکی آگیا۔۔۔ "پیچھے بازل اپنے دوست کا سن کر بھاگتی اسکی "
طرف آئی۔۔
بیچ سے ہٹو دیو ہیکل!" اسنے غصے سے ساحل کو سائیڈ دھکیلنے کی طرح "
ہٹایا اور اندر کی طرف بھاگ گئی۔۔

مہکار شاہ اٹھنے لگی، مگر اسکے اٹھنے سے پہلے جیکی نے گھبرا کر سامنے
لڑکے کو دیکھتے اپنی مام کی گردن میں چہرہ چھپایا۔۔

مجھے چھوڑ کر مت جائیں مام۔۔"وہ روتا ہوا بولا۔۔مہکار نے بوکھلا کر"
ساحل کو دیکھا۔۔
جسکی آنکھوں میں جیسے خون اتر آیا تھا۔
میں یہیں ہوں جعفر۔۔"مہکار شاہ نے اسے سنبھال کر کہا۔۔"
نہیں آپ جا رہی ہیں۔وہ آپ کو لینے آیا ہے۔۔مجھے ڈر لگ رہا۔۔۔"
آپ اسے بھیج دیں۔۔اس سے کہیں آپ صرف میری روحا کی مام
"ہیں۔۔

ساحل کیا ہوا۔۔۔؟"حجاب شاہ ہوا کے سرد جھونکے کی مانند"
مہکار شاہ کے گھر سے نکلتے ساحل کو دیکھا۔۔بوکھلا کر اسکے پیچھے
بھاگیں۔۔۔

یہ دے دیں اسے۔۔کہہ دیجئے گا آپ کے چہیتوں نے بھیجے ہیں"
گفٹس۔۔۔"اسنے بیگ کندھے سے اتار کر اندر پھینکا۔۔۔
اور لہوں آنکھوں سے سامنے ہراساں نظروں سے دیکھتی روحا کو دیکھا
دوسرے لمحے وہاں سے تیزی سے نکل گیا۔۔۔

مہکار شاہ جب تک ننگے پاؤں اسکے پیچھے بھاگی۔۔ وہ اپنا روم سے بیگ اٹھا کر حیدر شاہ کی غیر موجودگی میں ہی ٹیکسی روکے ایئر پورٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔۔

وہ جب جہاز میں بیٹھا اسکی آنکھوں سے آنسوں رواں تھے۔۔ اسکی نظروں کے سامنے دلچیر نے والا منظر تھا۔۔
جہاں وہ اکیلا کھڑا تھا، اور وہ عورت کسی غیر کے بچے کو سینے سے لگا کر بیٹھی تھی۔۔۔
اسنے ہمیشہ اسکے ساتھ ایسا کیا۔ اسنے مشکل سے روحا کو قبول کر لیا۔۔ تبھی اسکے سامنے ایک اور بچے کو لا کر کھڑا کر دیا۔۔
اچانک ہی اسنے اپنے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑ کر دلخراش سی چیخیں ماریں کہ پلین میں بیٹھے سب لوگ بوکھلا کر پھوٹ پھوٹ کر روتے لڑکے کی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔

مگر اسنے کسی کو بھی اپنے قریب آنے نہیں دیا۔۔ سواء ایک سائیکولاجسٹ کے۔۔ جسکی باتوں نے اسکا باقی کا سفر آسان کیا۔۔ بلکہ زندگی کو بھی آسان کر دیا۔۔۔

اسکے الفاظ اسے یاد تھے۔۔۔۔

جو رشتے ہمارے نصیب میں نہیں ہوتے لکھے، انکے پیچھے بھاگنا، انکے "
"حصول کی کوششیں کرنا خود کو اذیت دینے کے علاوہ کچھ نہیں۔۔

خود کو اتنا مضبوط بناؤ، آج تم پر لوگ ہنس رہے ہیں، کل انہیں تم ایسی "
مضبوط دیوار لگو جسے توڑنے کیلئے وہ ہر ہر ہر استعمال کر لیں مگر ناکام
"ہو جائیں۔۔۔

اور اس سفر دوران ساحل شاہ کو، کھڑکی سے باہر بدلوں کو دیکھتے
احساس ہوا۔۔
ہر رشتہ ہمارے ایک ہی رویے سے نہیں چلتا، ہر رشتے کیلئے الگ "
رویہ اپنانا پڑتا ہے۔ لوگ اگر اگنور کر کے تکلیف دے رہے ہیں، تو
انہیں محسوس نا ہونے دو تمہیں تکلیف ہو رہی ہے۔ بلکہ انہیں محسوس
کرواؤ۔۔۔۔۔"جہاز لینڈ ہوا۔۔۔
اسنے اپنا قدم واپس اپنی ہی زمین پر رکھا۔ اور ایئر پورٹ سے باہر
آکر اسنے شاپ کے کاؤنٹر پر انگلیوں سے مخصوص آواز پیدا کی۔۔

یس۔۔۔!"شاپ بوائے نے اسکی گرے آنکھوں میں دیکھ کر استفسار" کیا۔۔

سگریٹ!"اسنے اپنا کریڈٹ کارڈ کاؤنٹر پر رکھا۔"
گولڈ لیف ہے دوں؟"اسکے پوچھنے پر ساحل نے انگلیوں سے اشارہ دیا۔۔"
وہ ایک ڈبیا اسکے پاس لے آیا۔۔جسکے بعد اسنے لائیٹر لیا۔۔
اور وہیں سگریٹ لبوں میں دبا کر انٹیک لائیٹر سے اسے سلگھا کر لبوں میں دبائے گہرا کش لیا۔۔۔
اسنے اپنا کارڈ،لائیٹر سگریٹ،کاؤنٹر سے اٹھایا۔۔۔شاپ سے باہر نکل کر وہ ایک ٹیکسی روک کر اس میں بیٹھا اور گھر کیلئے روانہ ہو گیا۔۔

"وہ بڑا نام رکھنے والا مختصر سی خوشیاں رکھتا تھا اپنے پاس"

وہ ساحل شاہ تھا!جانتا ہے،ہر چہرے کے پیچھے،ایک" چہرہ ہے۔اس چہرے پر نقاب ہے۔اور وہی نقاب دھوکہ "دیتا ہے۔

اسنے سوچ لیا تھا، وہ وکیل بنے گا، غم جب پاس بھٹکے گا۔ اسکے پاس سگریٹ کے دھویں کے ساتھ، مضبوط دلیل ہو گی۔ اور ہر دلیل پر، ہر چہرہ بے نقاب ہو گا۔۔۔۔

oooooooo

حال۔۔۔۔

وہ ڈنر کر کے اپنے روم میں آ گئی۔ صارم کسی کام سے باہر گیا ہوا تھا۔ ڈنر بھی ساتھ نہیں کیا تھا تقویٰ کے کال کر کے پوچھنے پر بتایا کہ وہ آج دوستوں کے ساتھ ڈنر کرے گا۔

بازل اپنی جگہ پہلو بدل کر رہ گئی۔ اسے اسکے دوست زہر لگے تھے۔ وہ اسکے دوست نہیں محض یونی فیلو تھے جو اس وقت شادی کی ٹریٹ لینے اسکے پاس آئے تھے۔ کیونکہ وہ آؤٹ آف کنٹری تھی۔

وہ کافی دیر بیٹھ کر عرشیہ سے باتیں کرنے لگی، جب وہ چلی گئی سونے تو باہر آ گئی۔ اپنے گرد شال لپیٹ کر وہ لان میں ننگے پاؤں ٹہل رہی تھی۔

کبھی کبھی سہمی سی نگاہوں سے درختوں پر لٹکی پکارتی، اپنے آپ سے باتیں کرتی جو جو کو بھی دیکھ لیتی۔ بلیک مین نے اسے بتایا تھا کہ وہ انسانوں کی طرح سوچتی دیکھتی سمجھتی ہے۔ اب اسے فکر تھی کہ اسکی طرف کیسے دیکھے، وہ تو کافی بدتمیزیاں بلیک مین کی اسکے ساتھ دیکھ چکی تھی۔۔

وہ اسے نظر انداز کرنے کی کوشش کرتی، صبح باتھ لیکر بال ڈرائی کر کے جو باندھے تھے آہستہ سے ان میں سے پونی نکال دی۔۔

اسنے چور نظروں سے گھر کی جانب اوپر کھڑکیوں کو دیکھا، سب کی روم کی کھڑکیاں بند تھیں۔

اسنے پنک کلر کا، پاؤں کو چھوتے اسکرٹ بلیک پنک لائنز والا ٹاپ پہنا تھا، اور گلے میں بلیک موتیوں والا نیکلس۔ کلائی میں وہی بریسلیٹ پہن رکھا تھا۔

اپنی ہیل، شال، بالوں کی پونی اسنے بینچ پر رکھی اور بالوں کو کھلا کر کے وہ ذرا سے نیم اندھیرے میں ہو کر اس تازہ فضا کو اپنے اندر اتار کر اندر کی گھٹن کم کرنے لگی تھی۔

ٹھنڈی ٹھنڈی گھاس پر، نرم گلابی پاؤں رکھتی وہ گھاس کی
ٹھنڈک، تازگی نرمی کو اپنے پاؤں میں جذب کر رہی تھی۔

مدھم ہوا کے جھونکے اسکے وجود سے ٹکرا کر سردی کا احساس دلا رہے تھے
مگر وہ ان سب سے بے نیاز ہونا چاہتی تھی۔ وہ اپنی زندگی کے اتنے بڑے
بدلاؤ پر حیران تھی۔ وہ کیا ری ایکشن دے، کیا کہے خود سے، کون سی صفائیاں
دے خود کو۔۔۔۔
وہ کیسے کمزور پڑ گئی، اسکے اتنے لمبے چوڑے دعوے کہ وہ کبھی کسی مرد کو خود
کے قریب آنے نہیں دے گی۔۔
مگر بلیک مین۔۔۔۔۔۔؟

اچانک وہ سب ہوا۔۔۔"اسنے آنکھیں پل کو میچ کر خود کو باور کروایا۔ کیسے"
وہ اسے اتنے اختیارات سونپ گئی کہ وہ اسکے رگ وروح میں بڑے
استحقاق سے اتر گیا۔

اسکی شدتیں جنون الفتیں۔۔ ساری رات اسے بوکھلا کر رکھا تھا۔ وہ
سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ کوئی مرد ایسا بھی ہو گا۔۔

کوئی اس جیسی لڑکی کو بھی اتنی محبت کر سکتا ہے۔ وہ رات بس ایک مرد کے جذبات تھے یا بلیک مین بھی اسکی طرح اسے چاہتا ہے۔۔۔۔

جانے کتنی بھٹکتی الجھے داگوں کی مانند سوچیں اسکے دماغ میں تھیں۔ جنہیں وہ جھٹکنا چاہتی تھی مگر پھر بھی وہی سب۔۔۔

اسنے ٹھنڈے ہاتھ اپنے گالوں پر رکھے۔ جو رات کے بیتے لمحوں کو یاد کر کے دہک گئے تھے۔

جانے کیوں اسے شریف کہتے ہیں۔" اسنے الجھ کر سوچا۔ دفعتاً وہ جوجو" کی جوش سے چیخوں اور بائیک کی آواز پر چونکی۔۔

اسنے گردن گھما کر دیکھا تو وہ سفید روش پر بائیک روکے ہیلمیٹ اتار رہا تھا۔ اسکے ہیلمیٹ اتارتے ہی جوجو بھاگ کر اسکے کندھوں پر چڑھی۔۔

آہ۔۔" کندھوں پر اسکے چڑھی مگر چیخ بازل کی نکل گئی۔ اسنے ایکدم" گھبرا کر منہ پر ہاتھ رکھا۔

بائیک سے اترتے صارم نے چونک کر آواز کی جانب نظریں اٹھائیں۔۔ بازل ایکدم گڑبڑا کر پیچھے ہو گئی۔ وہ ایک درخت کے پیچھے چھپ گئی۔

کچھ دیر وہ یونہی سانس روکے، سماعتیں ہر آہٹ پر ٹکائے کھڑی تھی۔
مگر کافی دیر گزرنے کے بعد بھی کچھ بھی نہیں ہوا تو اسنے بے ساختہ
گہرا سانس بھرا۔۔

شاید اندر چلا گیا۔۔" وہ مسکرائی اور درخت کی اوٹ سے ذرا سی"
نظریں سامنے روش کی طرف اٹھائیں جہاں اسکی ہیوی بائیک
کھڑی تھی۔۔

اسنے نظریں یہاں وہاں تلاش میں گھمائیں کہ کہیں کسی درخت
کے پیچھے چھپا ہوا تو نہیں۔۔
دفعتاً اسے اپنے بالوں پر سانسوں کی آہٹ سی محسوس ہوئی۔ جیسے کوئی کافی
قریب آکر کھڑا ہوا ہو۔
بلیک مین۔۔" بازل بوکھلا کر پلٹی۔۔ مگر دور دور تک صرف"
اندھیرا ہی پھیلا ہوا تھا۔ کہیں کوئی وجود نہیں تھا۔

صارم!" بازل نے پریشان سے اسے پکارا۔۔ ابھی تو وہ آیا تھا۔ اسکی خوشبو"
بھی محسوس ہوئی تھی۔۔

تم کیا مجھے ڈرپوک سمجھتے ہو بلیک مین؟ شرافت سے سامنے" آؤ اگر میں نے پکڑ کر نکالا تو اچھا نہیں ہوگا۔۔" اسنے دھمکی دی غصے سے۔۔ مگر نا کوئی سامنے آیا نا ہی کوئی آواز۔۔۔

بلیک مین میں جانتی ہوں تم یہاں ہو۔۔" ناچاہتے ہوئے بھی وہ" ڈرنے لگی۔۔ ایک تو رات کافی ہو گئی تھی اوپر سے وہ اچانک غائب ہو گیا تھا۔۔

اسکی آمد سے اسکی دھڑکنے جس قدر تیز دھڑکی تھیں اب اتنی ہی سست ہو گئی تھیں۔۔

ارے بازل تم یہاں۔۔۔!!!" دور سے بازل کو خوفزدہ اور صارم کے ارادے" بھانپ کر عرشیہ نے اسے پکارا۔۔۔

"آہہہ۔۔"

اچانک آواز پر بازل چیخ کر پلٹی کہ اسے ڈرانے کیلئے اسکی پشت پر کھڑے صارم کے کندھے سے جو جو چھپک کر بازل پر اچھلی۔۔۔

آہہہ۔۔۔ "جو جو سے بچاؤ کے چکر میں بازل جیسے پیچھے ہوئی لڑکھڑا کر" ایک دلخراش چیخ کے ساتھ پشت کے بل زمین بوس ہوئی۔۔

آہہ۔۔مام۔۔۔"درد سے وہ سسکتی کراہ اٹھی۔۔اسکی یہ حالت دیکھ کر"
جہاں عرشیہ ہراساں ہو کر بوکھلائی تھی وہیں جو جو صارم کے تیور دیکھ کر
چیختی وہاں سے بھاگی۔۔

بازل تم ٹھیک ہو۔۔۔"عرشی اسکی طرف بھاگی۔پاس آکر اسے"
سہارا دیکر اٹھ کر بٹھایا۔۔
نہیں مجھے بہت تیز چوٹ لگی ہے۔۔"وہ اپنی ہتھیلیاں کہنیاں سہلاتی"
رونے لگی۔۔

ککک۔۔کہاں۔۔"صارم ہوش میں آکر اسکی جانب جھکا۔۔"
ہاتھ مت لگاؤ مجھے۔۔"وہ روتی بھیگی آواز میں اسکا ہاتھ جھٹکتی غرائی۔۔"
عرشیہ کانپ گئی۔صارم کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔

بازل!"صارم نے جھڑکا۔۔"
شٹ اپ بلیک میں۔۔!میں نے تمہیں پکارا تھا نا۔۔"وہ روتی"
ہوئی جیسے شکایت کرنے لگی۔عرشیہ کی مدد سے سہارا لیکر وہ اٹھی اور

ایک سرخ غصیلی نظر صارم پر ڈال کر وہاں سے گھر کے اندرونی طرف بھاگ گئی۔۔

عرشیہ نے میٹھی مسکراہٹ لبوں پر سجائی، اور ڈرتے ڈرتے صارم کی طرف دیکھا جو اسی طرف دیکھ رہا تھا جہاں سے بازل بھاگی تھی۔
عرشیہ نے آہستہ سے حلق تر کیا۔۔اور بالوں پر ہاتھ پھیرا۔۔۔
""مم۔۔ میں تو بس۔۔۔۔۔

میں تمہارا خون پی جاؤں گا چڑیل لڑکی۔۔۔"وہ اچانک ہی"
عرشیہ پر غرایا اور اسکی طرف لپکا۔۔۔
آہہہ۔۔۔ہاہاہاہا۔۔ میں نے کیا کیا مولوی میں تو بس اسے دیکھ کر آئی"
تھی۔"عرشیہ الٹے پاؤں چیخ مار کر کھکھلاتی وہاں سے بھاگی۔۔

جھوٹ! میں آج تمہارا قصہ ختم کر دوں گا تم دوست کی روپ"
میں ایک دشمن ہو۔۔ تم جانتی تھی میں اسے ڈرانے والا ہوں۔۔
جان بوجھ کر سارا ماحول ہارر کر دیا۔۔۔"وہ اسے پیچھے بھاگ رہا تھا۔۔

عرشیہ کا سانس پھول گیا تھا۔ وہ یہاں وہاں بھاگتی اپنی جان بچانے کے خاطر پول کے گرد بھاگنے لگی۔

"مجھے سچی میں اس سب کی توقع نہیں تھی۔۔ میں تو بس تمہیں تنگ کرنے کی نیت سے وہاں آئی تھی۔ معصوم سی شرارت۔۔۔۔"

"تمہاری معصوم سی شرارت کی ایسی کی تیسی۔۔ میں اب کیسے مناؤں گا اسے۔۔" وہ اسکی طرف لپکا وہ پول کے قریب ہو گئی۔۔

"اگر تم تھوڑا مزید میری طرف بڑھے تو میں پول میں کود کر خودکشی کر دوں گی صارم۔۔" وہ خوفزدہ ہو کر سرد چاند کی روشنی میں چھوٹی چھوٹی لہروں پر جھولتے پانی کو دیکھ کر بولی

"بہت زبردست آئیڈیا۔۔" صارم نے سراہایا۔۔

"اسکی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔۔۔ "میں کتنی اکیلی ہوں۔۔

"چپ ناٹک کمپنی۔۔ جاؤ اور منا کر آؤ اسے۔۔" صارم نے غصے سے جھڑک کر اسکی سوں سوں کو روکا۔ وہ سٹپٹا کر اسے گھورنے لگی

بیوقوف اگر میں گئی منانے تو وہ مزید ناراض ہو جائے گی۔ عورت "
ناراض کیوں ہوتی ہے۔۔ اسلئے نا کہ اسکا شوہر اسے رومینٹک انداز میں
منائے۔۔"اسنے شرمیلی مسکراہٹ سے کہا۔۔۔

صارم کو اس پر ہنسی آ گئی۔۔"کیا بھائی تمہیں مناتا ہے؟"اسنے راز
داری سے پوچھا۔۔ عرشیہ کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔۔ چہرے پر
ایک سایہ سا لہرایا۔۔
صارم نے بے ساختہ قہقہہ لگایا اسکی صورت پر۔۔۔
تم افسوس کرو میں جا رہا ہوں اپنی خوبصورت بیوی کو منانے۔۔"وہ"
اسے جلانے والی مسکراہٹ پاس کرتا اسکے سامنے سے ہٹ گیا۔۔
عرشیہ لب دبائے اسکی پشت کو گھورنے لگی۔۔
اللہ آپ سے رومینٹک شوہر مانگنے کا مطلب یہ نہیں تھا کہ صرف "
اپنی منمانی کرے، رومینس جھاڑتا رہے۔۔ کتنی خواہشات ہیں میری۔۔
اسے پہلی نظر میں پیار ہوتا، ڈیڈ سے رشتہ مانگتا مگر اسکے
کرتوت کی وجہ سے انکار ہو جاتا، پھر مجھے کڈنیپ کرتا، میرے نانا

کرنے کے بعد بھی مجھ سے نکاح کرتا، اسکے بعد میں اسے قریب نا آنے دیتی تو وہ بے چین ہوتا۔۔

میں روٹھ جاتی وہ مجھے مناتا، میرے قریب آنے بہانے ڈھونڈتا۔

مجھے کھانا اپنے ہاتھ سے زبردستی کھلاتا۔۔ مجھے امپریس کرنے کیلئے رومینٹک سونگ پر ڈانس کرتا، ڈنر پر، کبھی لانگ ڈرائیو پر لے جاتا۔

میرے بھائی باپ مجھے ڈھونڈ رہے ہوتے۔۔ وہ مجھے چھپائے رکھتا۔۔ اور میں اسکے ناک میں دم کیے رکھتی۔۔

ہائے۔۔۔" اسنے ٹھنڈی آہ بھری۔۔۔

"ایسے ہوتے ہیں رومینٹک شوہر۔۔۔۔۔"

"اتنی فضول باتیں تمہارے دماغ میں آتی کہاں سے ہیں؟"

معاً قریب سے ناگوار آواز پر عرشیہ اچھل پڑی۔۔۔

"یاوحشت!" بروقت خود کو گرنے سے بچانے کے خاطر اسکے کوٹ کو مٹھی میں جکڑ کر وہ آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھنے لگی۔۔

"فضول! میری خواہشات فضول!" خود کو سنبھال کر عرشیہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

تمہاری صحبت کا اثر ہے مسٹر چمچام!" وہ دانت کچکچا کر بولی۔۔"
لگتا ہے میری صحبت نے تمہارا دماغ بھی بند کر دیا ہے۔ تبھی عقل"
سے پیدل ہو گئی ہو۔۔" صام نے سرد لہجے میں جتایا۔۔

ہر وقت تو منہ پر منحوسیت کے پہرے رہتے ہیں۔ اگلا بندہ دیکھے تو"
کہاں سے عقل چلائے؟" وہ بھی اپنے نام کی ایک تھی پلٹ کر اگلے کا
منہ نا بند کرتی تو اسے چین کیسے آتا۔۔

وہ اسے گھور کر وہاں سے جانے لگی تبھی صام نے جھٹکے سے کلائی پکڑ کر
کھینچا۔۔ وہ لڑکھڑاتی گھسٹتی ہوئی مقابل آئی۔۔

میرے چہرے پر منحوسیت ہے؟" اسنے اپنا جبڑا بھینچا"

تمہیں یقین نہیں آیا نا۔۔ رکو میں آئینہ لاتی ہوں۔۔" وہ اچانک "
چہک کر مصنوعی ایکسائیٹمنٹ سے بولی۔۔۔

کلائی چھوڑو۔۔" اسکی گرفت سخت ہوتے دیکھ کر وہ گڑبڑا گئی۔۔"

کیوں؟خواہشات نہیں پوری کرنی اپنی۔۔۔؟"اسنے طنزیہ کہتے جھٹکے"
سے اسکی کلائی کو پشت سے لگایا۔عرشیہ کا دماغ سنسنا اٹھا۔۔
صام۔۔!"وہ گڑبڑا کر بولی تبھی بیک وقت دونوں نے چونک کر آہٹ پر"
دیکھا۔۔
سوری میں وہ دیکھنے آیا تھا عرشی ٹھیک ہے۔۔"شرمندہ سا"
صارم ان دونوں کو قریب دیکھ کر فوراً سے پلٹ گیا وہاں سے۔۔

چھوڑو صام۔۔ڈیڈ آجائیں گے۔۔"صارم کی آمد سے وہ خفت زدہ سی ہو گئی"
تھی مگر صام نے اسکی کمر میں اپنا دوسرا بازو حائل کر کے اسے
اپنے قریب کر لیا۔۔

عرشیہ نے جلدی سے اپنا دوسرا ہاتھ اپنے منہ پر رکھ دیا۔"صام تم
اتنے بدتمیز کیوں ہو۔۔"اپنے چہرے پر اسے جھکتے دیکھ کر وہ بے بسی سے
بولی۔۔
پیدائشی ہوں۔"وہ متبسم ہو کر بولا۔۔عرشیہ گردن پیچھے کرتی منہ ہر ہاتھ"
مزید سختی سے جم گئی تھی۔۔

اسنے اسکی آنکھوں میں نیلی آنکھیں گاڑ کر اسکے دل کے مقام پر اپنے دہکتے ہونٹ ثبت کرتے اچانک ہی اپنے دونوں ہاتھ کھولے کہ وہ لڑکھڑا کر اپنا بچاؤ نا کر پاتی دھڑام سے پیچھے کی جانب جا گری۔۔۔

آہہہ۔۔۔!"عرشیہ نے چیخیں مارتے ایک گہری ڈبکی کے بعد" سر اوپر نکالا اور تڑپ کر پول کے کنارے کا سہارا لیا۔وہ گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔۔

دماغ دھل گیا یا ابھی بھوسا باقی ہے؟"وہ اسکے مقابل کنارے کے" پاس بیٹھا۔

عرشیہ نے جھپک کر اسکی ٹانگ کو پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے چہرے سے بال سمیٹے۔۔وہ سرخ آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔۔

تم جیسا سائیکو انسان میں نے اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھا" اڈیٹ۔۔!!"وہ اس پر غصے سے چلائی۔صام نے اسکی گردن میں ہاتھ پھنسا کر ایکدم اسے اپنی طرف کھینچا۔۔

وہ ایک سسکی سے اسکی طرف سرکتی ہوئی اسکے چہرے کے مقابل آ گئی۔اور ہراساں آنکھوں سے پلکیں جھپکا کر اسے دیکھنے لگی۔

میرے علاوہ کسی کو دیکھا بھی تو یہ دنیا میں تمہیں دیکھنے نہیں دوں گا۔" اسنے جنون خیز لہجے میں کہتے اسکے کپکپاتے بھیگے لبوں کو جھک کر اپنی گرفت میں لے لیا۔۔ اور دوسرے لمحے کھینچ کر اسے باہر لے آیا۔

اسکے دہکتے سخت لمس پر وہ آنکھیں میچ گئی۔ صام نے آہستہ سے اپنا کوٹ اتار کر اسکے شانوں پر ڈالا۔ وہ پیچھے ہونے لگی مگر اسنے دونوں ہاتھ پشت پر رکھ کر اسے اپنے قریب تر کر لیا۔۔

میں چاہتا ہوں تم صرف میرے بارے میں سوچو۔۔" اسکے کپکپاتے ہونٹوں کو آزادی بخش کر اسنے اسکے چہرے پر مدھم سی پھونک ماری۔۔

اپنا تنفس بحال کرتی، لرزتی پلکوں سے سر جھکا گئی۔۔

جانے کیا انسان تھا، ایک لمحے میں ہزاروں شکوے ہوتے، مگر اسکی ذرا سی عنایت پر سارے شکوے دھل جاتے۔

روڈ تھا، کھڑوس تھا، بد مزاج، بھی اور بد تمیز بھی۔۔ اتنی خامیوں کے بعد بھی وہ عزیز تھا۔۔

وہ اپنا نچلہ لب دانتوں میں دبا گئی۔۔

تمہارے ہاتھ کی کافی کا انتظار ہے۔۔۔"اسنے جھک کر اسکے کان میں" کہا۔اور جان بوجھ کر اسکے لبوں کو اسکی گرفت سے آزاد کروا کر وہاں اپنی گرفت سخت کر کے، اسکا چہرہ ہاتھوں میں تھاما اور ایک گہرا سانس اسکی ابتر سانسوں میں کھینچ کر اسے گھما کر پول سے دور کھڑا کیا۔۔

عرشیہ لڑکھڑا کر لبوں پر ہاتھ رکھے، بدک کر اسکی پہنچ سے دور ہوئی۔۔ صام مسکراتا اسکے بھیگے بالوں کی لٹ کھینچ کر اندر کی طرف بڑھا۔۔ اندر آجاؤ سردی ہے باہر۔۔۔"اسنے حکم دیا۔۔مگر وہ چھوٹی سی سرخ" ناک سکیڑ گئی۔۔اور اسکی پشت کو دیکھا۔۔وہ اندر کی جانب غائب ہوا تو اسنے منہ سے ہاتھ نیچے کیا اور گہرا سانس کھینچا۔۔ سردی تو واقعی تھی، مگر اسکے روم میں جانے تک وہ گھر میں نہیں جائے گی یہ اسنے سوچ لیا تھا۔ناہی اسکے لئے کافی لے جائے گی۔۔

سارے بہانے تھے بلانے کے وہ جانتی تھی۔۔ شکر بازل کی سامنے شال رکھی تھی جسے اٹھا کر اسنے اپنے گرد کوٹ کے اوپر اوڑھ لی۔۔اسکے سینڈل بھی پول میں تھے۔۔بازل کی ہیل پہن کر وہ مسکرائی۔۔

میم!!" وہ ابھی گھر میں دیکھنے کیلئے جا ہی رہی تھی تبھی پیچھے گارڈ نے پکارا۔۔"
جی۔۔!" عرشیہ پلٹی۔۔ اسنے شال سے نقاب کیا ہوا تھا۔۔"
سردی سے جبڑا کپکپا رہا تھا۔

میم یہ پارسل آپکے لئے آیا ہے۔۔" گارڈ نے پارسل اسکی طرف "
بڑھایا۔۔
میرے لیے۔۔۔؟" وہ حیران تھام کر دیکھنے لگی جبھی اسکے نیچے سے کوئی "
چٹ لہرا کر گری۔۔
عرشیہ نے چونک کر دیکھا۔ گارڈ نے جھک کر وہ چٹ اسے اٹھا کر
دی۔۔
کون دیکر گیا ہے؟" اسکے برابر آکر کھڑے ہوتے صام نے گارڈ سے "
پوچھا۔۔ عرشیہ نے چونک کر سر اٹھایا۔۔ صام نے اسکی
آنکھوں کی بھیگی پلکوں کو دیکھتے کپ اسکے سامنے کیا۔۔

وہ چٹ والے ہاتھ سے وہ کپ تھام گئی۔ دوسرے ہاتھ میں پارسل
تھا جو کہ صام اس سے لے چکا تھا۔

"سر کوئی لڑکا تھا دیکر گیا تھا۔۔"

اچھا تم جاؤ!" اسنے گارڈ کو بھیج کر کافی کا گھونٹ بھرا۔۔ اور پارسل کو" الٹ پلٹ کر دیکھا۔

دو!" عرشیہ نے ہاتھ بڑھا۔۔"

بعد میں لے لینا۔۔" صمصام نے اسے دیکھتے کہا۔۔"

اچھا رکھ لو تم، پوسٹمارٹم کر کے، ڈی این اے بھی ٹیسٹ کرنا یاد سے پارسل کا" اور بعد میں اگر کوئی تفتیش رہ جائے وہ بھی کر لینا۔۔ پھر اگر دل بھر جائے تو مجھے دے دینا۔۔" وہ جل بھن کر گویا ہوئی اور اسے گھورتی ہوئی وہاں سے اندر کی جانب بڑھ گئی۔۔

اسنے مٹھی میں دبی چٹ کو دیکھا۔ اور سیڑھیاں چڑھتے ہوئے چائے کے گھونٹ بھرتی اپنے روم میں بند ہو گئی۔۔

داخلی دروازے کی دہلیز پر کھڑے صمصام نے پر سوچ نظروں سے اسکی پشت کو دیکھا۔۔

oooooooooo

اسنے روم میں جیسے ہی قدم رکھا تھا، ٹھاکے ساتھ ایک تکیہ اور ایک رضائی اسکے منہ پر پڑی۔۔

اٹھاؤ اسے اور نکلو میرے روم سے۔۔"بیڈ پر بیٹھی وہ روتے ہوئے بولی۔۔"

انٹ الحیات۔۔۔"صارم تڑپ کر اسکی جانب بڑھنا چاہا کہ" اسنے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

میری طرف مت آنا۔۔ آئی ہیٹ یو۔۔ تم نے مجھے اس جوجو کے" ساتھ مل کر گرایا۔۔ ٹھیک کہتے ہیں لوگ۔۔ ہم جن پر زیادہ اعتبار ہوتا ہے وہی ہمیں گرانے کی وجہ بنتے ہیں۔"وہ پاس پڑا کشن اٹھا کر اسے مارتی سسکی۔۔۔

اسے زور سے کمر میں چوٹ لگی تھی۔ شاید پیچھے کوئی پتھر تھا جو اسکی کمر میں لگا تھا۔ اسکی کہنیاں بھی دکھ رہی تھیں۔۔ سر بھی زور سے زمین میں لگا تھا کہ گھوم کر رہ گیا تھا۔

"کیسی باتیں کر رہی ہو یار میں تمہارا بلیک مین ہوں۔۔"

نہیں ہو میرے بلیک مین۔ آئی ہیٹ یو۔۔ آئی ہیٹ یو۔ آئی ہیٹ" یو۔۔۔"وہ چلا اٹھی۔۔ اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔

صارم بوکھلا کر رضائی تکیہ وہیں پھینک کر انکے اوپر سے پھلانگتا ہوا اسکے پاس آگیا۔۔

وہ اسکی چوٹیں دیکھنے لگا۔ مگر بازل نے گھما کر اسے پنچ مارنا چاہا کہ اسی پل اسنے اسکی کلائی پکڑ کر دوسرا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔۔

"یہ کیا کر رہے ہو۔۔" صارم کو اپنے ہاتھ رومال سے باندھتے دیکھ کر بازل گھبرائی۔۔

"جس طرح اللہ نے سیاہ اور کالے میں فرق رکھا ہے۔ ویسے ہی اچھے انسان برے انسان میں بھی فرق رکھا ہے۔ گراتے دوسرے ہمیں نہیں ہیں۔۔ بلکہ ہم خود گرتے ہیں۔ ہمیں پتا ہوتا ہے یہ چیز ہمارے حق میں بہتر نہیں ہوتی۔ مگر ہم جان بوجھ کر اسکا انتخاب کرتے ہیں۔ اگر میں نے تمہیں گرایا ہے، تو میرا انتخاب بھی تو تم نے کیا تھا نا۔۔" اسکے ہاتھ باندھ کر وہ اسکے گرتے آنسوں صاف کرنے لگا۔

"کہاں لگی چوٹ۔۔۔؟" اسکی چھوٹی سی ناک دبا کر وہ بولا۔۔ بازل نے نفی میں سر ہلایا۔۔ "نہیں بتاؤں گی۔

سوچ لو پھر میں خود تلاش کروں گا۔ بعد میں برا مت کہنا۔۔""
اسنے شریر نظروں سے اسے دیکھا۔۔
ہاتھ کھولو بتاتی ہوں۔۔"وہ گھور کر آستین پر ناک صاف کرتی بولی۔"
یہ نہیں کروں گا،، شرافت سے بتاؤ۔۔۔"اسنے آنکھیں"
دکھائیں۔۔
بازل جھٹکے سے دور ہونے لگی کہ تکلیف سے کراہ گئی۔

ککک۔۔کیا ہوا۔۔۔"وہ اسکے پاس آیا۔۔وہ بھیگی سرخ آنکھوں سے"
اسے دیکھنے لگی۔
پہلے گرایا اب کیوں ایسا کر رہے ہو۔۔"اسنے روٹھے تکلیفدہ لہجے میں"
کہا۔
میں نے نہیں گرایا انت الحیات۔۔میں تو بس شرارت"
کرنے آیا تھا۔۔تمہیں ڈرا کر محبت کرنا چاہتا تھا۔۔۔"اسنے پاس
کرتے گھمبیر لہجے میں کہا
مجھے کمر میں چوٹ لگی ہے۔۔"وہ منہ بسور کر بولی"
میں مرہم لگا دیتا ہوں۔۔"اسنے آہستہ سے اسے بیڈ پر لیٹایا۔"

"اور جو اتنی دیر تکلیف ہوئی اسکا کیا؟"

میں اسکا بھی علاج کر دوں گا۔" اسنے اسکی ٹھوڑی چوم کر اسے کروٹ "

کے بل لیٹایا۔ بازل کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ وہ گھبراہٹ کا شکار ہونے

لگی۔۔۔

صارم نے اسکی ٹاپ کو پیچھے کرتے، سرخ خون کا چھوٹا سا دھبہ دیکھ کر

آہستہ سے وہاں انگلی پھیری۔۔

سی۔۔" بازل نے تکیے میں چہرہ چھپایا۔۔ صارم نے اسکے سر کو دیکھ "

کر سائیڈ ٹیبل دراز سے فرسٹ ایڈ باکس نکالا، اور وہاں سے آئنٹمنٹ

نکال کر اس زخم پر لگایا۔۔

وہ فرسٹ ایڈ باکس دراز میں رکھتے اسکی ٹاپ ٹھیک کیا، اور

اسکے ہاتھ کھول کر، پاس سے اٹھا اور زمین پر پڑے تکیے رضائی کشن کو

اٹھا کر صوفے پر سیٹ کرتے لیٹ گیا۔ اوپر رضائی ڈال کر آنکھیں

موند لیں۔۔۔

جب کافی دیر بعد بھی اسکی آواز نہیں آئی۔ بازل پریشان سی اٹھ بیٹھی۔

اسنے متلاشی نظریں روم میں پھیریں نگاہیں جیسے صوفے پر گئیں

اسکے پاؤں دیکھ کر وہ ٹھٹھک گئی۔۔۔

بلیک میں۔۔" اسکا دل دھڑکا۔۔ وہ کیوں وہاں سو رہا تھا۔۔ کیا اسکے "
ساتھ بیڈ پر نہیں۔۔۔۔
کیا ہوا؟ تکلیف ہو رہی ہے۔۔۔" صارم نے انجان بن کر چہرے سے "
رضائی ہٹائی۔ وہ منتظر ہی اسکے تھا۔۔ وہ اپنی مسکراہٹ ضبط کرنے لگا۔۔
کیونکہ جانتا تھا اب وہ اسے بلائے گی۔۔
وہ سو کہاں سکتی تھی اسکے بغیر۔۔۔

تم نے شوز نہیں اتارے۔۔ کپڑے چینج نہیں کیے۔۔ ایسے ہی سو رہے ہو۔۔""
وہ دل کی بات دل میں دبا کر پاؤں کی طرف اشارہ کرتی بولی۔
صارم کی مسکراہٹ سکڑ گئی۔ اسنے لب بھینچ کر پہلے اسے پھر اپنے
پاؤں کو دیکھا۔۔
ہاں میں نے سردی کی وجہ سے پہنے ہیں۔۔ کپڑے ٹھیک ہیں۔۔"
زیادہ تھک گیا ہوں اسلئے سو رہا ہوں۔ تم بھی سو جاؤ" اکیلی "بیڈ پر۔۔۔۔
میں یہاں ٹھیک ہوں۔۔" اسنے اکیلی پر زور دیا اور جلے دل سے منہ پر
رضائی تان کر اسکی پکار کا انتظار کرنے لگا۔۔۔

وہ اپنے لب دبائے، اٹھی اسے دیکھتی وارڈروب کے پاس آئی۔۔ اسنے جان بوجھ کر آواز پیدا کیا کہ وہ سونا سکے۔

اوں ہوں! میں سو رہا ہوں آواز مت کرو۔۔۔ "صارم نے مصنوعی خمار" بھرے لہجے میں کہا۔۔
بازل گھورتی ہوئی ایک نائیٹ ڈریس لیکر باتھ روم میں بند ہو گئی۔ اسے موم سی امید تھی کہ وہ جب باہر آئے گی تو وہ بیڈ پر سو رہا ہو گا۔ ایسے ہی اسے تنگ کر رہا ہے۔۔۔

مگر وہ چینج کر کے جب باہر آئی تو وہ ویسے ہی پڑا تھا اپنی جگہ۔۔ اسنے ڈریسنگ ٹیبل کے پاس آتے بالوں میں برش کرنے کے بعد ہاتھ سے گرا دیا۔۔۔
مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہوا سواء "اوں ہوں" کہنے کے۔۔ وہ اسے دیکھتی اپنے "بیڈ کے پاس آئی۔ "کیا وہ سو گیا؟

ٹھاہ۔۔ اچانک روم کی فضا میں دھماکہ خیز آواز گونجی صارم نے ہڑبڑا کر منہ سے رضائی ہٹائی۔۔

کیا ہوا یہ آواز۔۔۔۔" باقی کے الفاظ اسکے منہ ہی رہ گئے جب نظر"
اسکے سراپے پر گئی۔۔
پنڈلیوں کو چھوتی سلک کی سیاہ نائٹی میں اسکا دودھیا سراپا دمک
رہا تھا۔ سلیولیس ہونے کی وجہ سے اسکے نرم و بازک بازو اسکی توجہ
کا مرکز بن کر اسکی دھڑکنیں لمحے کیلئے سست کر گئے۔۔

سوری تمہاری نیند خراب کر دی۔۔ دراصل میں سیٹ کر رہی تھی"
کہ اچانک یہ میرے ہاتھوں سے پھسل کر گر گیا۔۔۔" بازل نے
جھک کر ٹائم پیس نیچے سے اٹھایا اور اپنے بال پیچھے جھٹکے۔۔
صارم بے خود سا رہ گیا۔۔۔ کیسے کہتا اس سے کہ صرف نیند نہیں
نیت بھی خراب ہو گئی تھی۔۔

یہ کپڑے۔۔۔" اسنے اسکی معذرت تو سنی ہی نہیں۔۔"
کیوں کیا ہوا اچھے نہیں؟" بازل نے چونک کر اسکی طرف دیکھا۔۔"
اور مسکراہٹ چھپائی۔۔

اچھے ہیں۔ مگر تم اب ایسے کپڑے نہیں پہنتی تو۔۔۔"اسکی آواز سوال"
پر صارم جیسے ہوش میں آیا۔۔ نظروں کو کنٹرول کر کے وہ مدھم
مسکراہٹ سے بولا۔۔ مگر آنکھوں باز آرہی تھیں کیا۔۔۔
ہاں۔۔ مگر آج چوٹ لگی ہے نا اسلئے پہنا ہے۔۔ کیوں تمہیں پسند نہیں"
آیا؟ اگر نہیں آیا تو چینج کر لوں۔۔؟"وہ اپنے سراپے کو دیکھ کر متفکر ہوئی۔۔

نن۔ نہیں پہن لو۔۔۔ میں ہوں اور تم بس۔۔"وہ سر تاپا قیامت"
لگ رہی تھی۔۔ اسکا دل نہیں بھر رہا تھا اسکے دیدار سے مگر مجبوراً
اسنے خود پر ضبط کرتے سر پر رضائی ڈالی۔۔

بازل نے غصے اسے دیکھا اور ٹائم پیس ٹیبل پر پٹخ کر بیڈ پر بیٹھی۔۔
اچھا سنو۔۔۔"صارم نے منہ سے رضائی ہٹائی۔۔"
ہاں۔۔"اسنے اپنے تاثرات درست کرتے اسے مسکرا کر دیکھا"
لائیٹ آف کر دو۔۔۔"اسنے مسکراہٹ دبا کر کہا۔۔۔"
بازل نے سخت غصے بھری نظر اس پر ڈالی اور کھٹک سے لائیٹ آف
کر دی۔۔۔

کچھ دیر دونوں ڈٹے رہے اپنی اپنی جگہ۔۔ یہ صرف چند منٹ کا کھیل تھا کہ ایکدم پھر ضبط کے بندھن ٹوٹے ایک ساتھ جھٹکے سے اٹھے۔۔۔

آہہ۔۔ "اندھیرے میں دونوں وجود جیسے ساتھ ٹکرائے۔ بازل خوف سے" چیخ اٹھی۔۔

کیا ہوا تم ٹھیک ہو؟" صارم اسکا چہرہ تھام کر متفکر سا بولا۔۔"

دوسرے پل دونوں ساتھ قہقہہ لگا اٹھے۔۔

اسنے اسے جھٹکے سے اپنی بانہوں میں اٹھایا اور بیڈ کی طرف بڑھا۔۔

اپنا تکیہ تو اٹھالو۔۔۔ "بازل نے ہنستے ہوئے کہا"

چھوڑو اسے تمہارا کافی ہے۔۔۔ "اسے بیڈ پر ڈالتے وہ بیڈ پر بیٹھا اور اپنے" شوز جیکٹ اتار کر صوفے کی طرف پھینکے۔۔

اور خود بھی اسکے ساتھ آکر لیٹا۔۔ اسنے تکیے پر سر رکھا اور بازل نے اسکے بازو پر۔۔

اتنی محبت کیوں کرتے ہو؟" اسکی آنکھوں میں دیکھتے بازل نے اسکی گردن" میں بازو حائل کیا اور اسکی ناک سے ناک کو ملا کر مسکرائی۔۔

تمہاری محبت سردی ختم کرنے کا واحد علاج ہے اسلئے۔۔""
صارم نے شرارت سے کہتے قہقہہ لگایا۔
"وہ پھر بھی مسکرائی "اچھا؟

نہیں! تمہاری محبت عبادت لگتی ہے۔ اور عبادت میں لالچ"
خود بخود آجاتی ہے۔ جتنی کرو اتنی کم لگتی ہے۔۔۔"وہ محبت سے لبریز
گھمبیر لہجے میں بولا۔۔
اسکی پلکیں جھک گئی۔۔
ویسے پہلا جواب بھی غلط نہیں۔۔"اسے قریب کھینچ کر وہ بولا۔ بازل"
کھکھلائی۔۔
تم پر بد تمیزی سوٹ نہیں کرتی۔۔۔"وہ ہنستے ہوئے بولی۔۔۔"
اچھا تو کیا سوٹ کرتا ہے مجھ پر۔۔۔؟"معاً اسنے سنجیدہ ہو کر اسکے"
دائیں طرف ہاتھ رکھا اور اس پر جھک گیا۔۔ وہ ایک ہاتھ سے اپنے
بٹن کھولنے لگا جبکہ دوسرا ہاتھ بازل کے گرد رکھا تھا۔
سب کچھ۔۔۔"وہ سانس روکے اسکے چوڑے وسیع سینے کو دیکھتی بولی۔۔"

اب بتاؤ یہ کپڑے میرے لیے پہنے تھے نا۔۔؟"وہ اپنی شرٹ "
جھٹکے سے اتار کر بیڈ سے نیچے پھینکتا اسکے دائیں بائیں ہاتھ رکھ کر اس پر
جھکا۔۔
اگر میں کہوں ہاں تو؟"اسنے صارم کے سینے پر شہادت انگلی سے "
"ہاں" لکھتے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔۔

تو میں کہوں گا خوب جانتی ہو بچے کی نیت کیسے خراب کرنا"
ہے۔۔۔"اسکی گردن سے بال ہٹا کر وہ آہستہ سے جھکا اور شدت اسکی شہ
رگ کو ہونٹوں سے چھوا کہ وہ مونچھوں کی چبھن پر تڑپ اٹھی اسکی بانہوں
میں۔۔۔
صارم نے اسکی گردن میں بازو حائل کرتے چہرہ اپنے مقابل کیا۔
اسکی بکھری سانسوں سے اپنی سانسیں ملا کر وہ اسکی چھوٹی ناک سے
اپنی ناک سہلانے لگا۔۔

بلیک میں۔۔"اسنے بھاری ہوتی پلکوں سے اسے دیکھا۔۔"

کہو انت الحیات !" اسکے جواب دینے پر وہ مسکرائی اور اپنا خشک "
حلق تر کرتی لبوں پر زبان پھیر کر انہیں نم کیا جس پر آہستہ سے انگلیاں پر
کرا سنے وہ نمی سمیٹ کر۔۔ اپنی شدتوں سمیت جھک گیا۔
اسنے اسکے ہونٹوں پر اپنے دہکتے لب رکھ کر ان پر اپنی گرفت جمائی، بازل
اسکی شدت آنے والے لمحات سے گھبرا کر تکیے کو اپنی مٹھیوں
میں بھینچ گئی۔۔۔
صارم نے اسکی بڑھتی دھڑکنوں کو اپنے سینے میں محسوس کرتے آہستہ
اسکی نازک کمر کے گرد اپنا مضبوط حصار قائم کیا اور اسے اپنی
دھڑکنوں سے قریب تک کرتے دونوں پر بلینکٹ ڈال دیا۔۔
آئی لو یو۔۔۔" وہ سرگوشی میں کہتی ہونٹوں کو آزاد ملتے ہی اپنا بھرا تنفس "
بحال کرنے لگی۔۔۔
ان قربتوں کے لمحات میں اظہار الفت جان لیوا ہوتا ہے "
نادان !" وہ بھاری خمار سے لبریز گھمبیر لہجے میں کہتا اسے اچھی
طرح سے اپنی غلطی کا احساس دلا گیا تھا۔۔۔
بازل نے جس قدر تیزی سے بوکھلا کر اسکے شانوں کو تھاما تھا، وہ
معنی خیزی سے مسکراتا اسکی کلائیاں اپنی سخت پکڑ میں قید کر چکا
تھا۔ جہاں سے وہ چاہ کر بھی آزاد نہیں کروا پائی۔۔۔

اپنے دھک دھک کرتے دل پر اس کے ہونٹوں کا گرم دہکتا لمس محسوس کر کے وہ دوسرے لمحے خود میں سمٹ گئی۔۔ لیکن تب تک وہ اسکی ذات سے لپیٹ کر روح پر بھی قابض ہو چکا تھا۔۔۔
اور اسکے استحقاق بھرے لمس سے اپنے پور پور کو بھیگتا محسوس کرتی وہ اسکے طلسم سحر میں جکڑتی جا رہی تھی۔۔

ooooooo

ماضی۔۔۔

کون آیا تھا؟" وہ آج وقت سے پہلے گھر آ گیا تھا۔ مہکار بھی ابھی ابھی اپنے" بھائی کے ساتھ انکے گھر سے ابھی آئی تھی۔
حیدر نے ہارون شاہ سے بات کی تھی۔ انہوں نے بتایا تھا ساحل پہنچ گیا تھا۔
حیدر حجاب اسے خاموش کروا کر منا کر گئے تھے، انہوں نے کہا تھا وہ اسے جلدی پاکستان بھیجیں گے تاکہ وہ اپنے بیٹے کو خود منا کر آئے۔

ساحل کے چل کر آنے سے اندازہ ہو گیا تھا انہیں کہ اسکے دل میں گداز جذبہ آگیا ہے۔ وہ اب جلدی ہی مان جائے گا۔ مہکار شاہ جب اپنے گھر آئی تھی وہاں جیکی خاموش بیٹھا تھا۔۔ وہ اسکے پاس آئی ساتھ ہی ساحل کا بیگ بھی اٹھا کر لائی جس میں اسکے لئے گفٹس تھے۔۔

وہ جیکی کے ساتھ نکال کر دیکھ رہی تھی، اسکی آنکھوں سے آنسوں جاری تھی۔۔ مہکار اس اچانک آواز پر حیران ہوئی۔۔

سر اٹھا کر دیکھا تو اسکا شوہر کھڑا تھا۔

مام۔۔۔ "جیکی خوفزدہ ہو کر ایکدم مہکار کے پیچھے چھپا۔۔"

میرا بیٹا آیا تھا۔۔ "وہ اندر سے سہم گئی تھی۔ کیونکہ جیکی کو چھپانا تو بھول ہی گئی تھی۔۔"

کون سا بیٹا؟" اسنے بیگ رکھا، اور بیلٹ اتار کر صوفے پر رکھتے وہ باہر گیا اور سارے در دروازے بند کر کے واپس روم میں آیا۔۔"

مہکار اسکی ان حرکات پر مزید اندر خوفزدہ ہو گئی۔۔ اسکے چہرے پر پسینہ نمودار ہوا، جیکی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ مہکار اسے

خاموش کروانے لگی۔ مگر وہ بہت خوفزدہ تھا بے انتہا۔۔ کیونکہ وہ جانتا تھا اب کیا ہونے والا ہے۔۔۔
میرا بیٹا ساحل۔۔۔" اسنے ڈرتے ہوئے بتایا۔۔"

وہی تمہارے پہلے شوہر کا بیٹا۔۔ اور یہ کیا ہے۔۔؟ گفٹس واہ!! رابطے" بڑھنے لگے۔۔ ممتا جاگ گئی۔۔ کل پچھلی بیوی کے جذبات بھی جاگ جائیں گے، پرسوں وہ بھی ملنے آئے گا۔ پھر وہی محبوبہ محبوب والے کام۔۔ ٹھیک کہا نا؟" وہ ایک ایک گفٹس بیگ سے نکال کر دیکھتا نیچے پھینکتا جا رہا تھا۔۔۔ اسکی زبان زہر اگل رہی تھی۔۔ اس طرح غلیظ باتوں اور مطلب پر مہکار کا چہرہ سرخ ہو گیا۔۔

یہ کیا بول رہے ہیں آپ؟" مہکار ششدر سی اسے دیکھ کر غصے سے بولی۔۔" چٹاخ!! بکواس بند کرو۔۔" وہ غرایا۔۔" جانتا ہوں کتنی پارسا ہو"" اسنے دھکا دیا وہ منہ کے بل جیکی کے پاس جا گری۔۔
نن۔۔ ننہیں۔۔ نہیں۔۔ مم۔۔ مام۔۔۔ بہت اچھی ہیں۔۔" جیکی نے مہکار" شاہ کو بچانے کیلئے ہاتھ جوڑے۔۔ مگر اگلے ہی پل پیٹھ پر پڑنے والے

بیلٹ کے زوردار وار پر وہ اپنی جگہ سے چیخ کر بلبلا اٹھا۔۔اور دور ہٹ گیا مہکار شاہ سے۔۔

مام۔۔۔!!!" وہ درد سے چلا اٹھا۔۔"

حیدر!!!" مہکار شاہ تڑپ کر غرا اٹھی۔۔جب اسنے ایک جھٹکے" سے اسکے منہ کے سامنے بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر چہرہ اونچا کیا۔۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے غلیظ عورت مجھے دھوکہ دو گی۔۔اپنے یار کے پاس" جاؤ گی اور میں دیکھتا رہوں گا۔۔" اسنے کسی جنگلی جانور کی طرح غراتے مہکار شاہ کو بیڈ پر دھکیلا اور ہاتھ میں موجود بیلٹ اپنی پوری قوت سے اسکی پشت پر مارا۔۔

بھائی!!" وہ درد سے چلا اٹھی۔۔"

تمہیں کیا لگا تھا مجھے معلوم نہیں تھا کہ تم میرے بیٹے کو باہر لاتی ہو؟" مجھے سب پتا تھا مگر میں اسلئے خاموش تھا کہ تم خوش ہو تو میں خوش ہوں مگر تم بھی باقی سب کی طرح نکلی۔۔۔

میری اجازت کے بغیر باہر نکلی۔۔اپنے یار سے رابطے بڑھائے۔۔

"اس سے گفٹس لیے مجھے دھوکہ دیا۔۔میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔۔

وہ دھاڑتے ہوئے آپے سے باہر ہو کر اسکی پیٹھ پر ایک کے بعد ایک وار کر رہا تھا۔۔وہ گڑگڑانے لگی۔۔اسے یقین دلانے لگی کہ ایسا کچھ نہیں ہے مگر کہاں اس کی سن رہا تھا۔۔۔

اسکی پشت کی چمڑی پھٹ گئی جگہ جگہ سے۔۔اسکے کپڑے داغ دار ہونے لگے۔۔وہ شکی انسان تھا۔اسکے سارا دن گھر میں بند رہنے، اور آج اپنے بیٹے کیلئے باہر نکلے پر بھی شک کر رہا تھا۔۔
وہ ایک پاگل نفسیاتی انسان تھا۔۔وہ نڈھال پڑی سسکتی اپنے بھائی کو بلا رہی تھی۔

وہ جیکی کی طرف بڑھا۔۔"تمہیں میں نے اسلئے رکھا تھا کہ اس پر نظر رکھو اور تم اسکی طرف ہی ہو گئے غدار۔۔۔"وہ اسے ٹھوکریں مارتا گھسٹتا ہوا واپس اس روم کی طرف لے گیا۔۔
اور اندر جا کر اسے بے دردی سے پیٹنے لگا۔۔یہاں تک کہ اسکی پیٹھ سے کپڑے پھٹس گئے اور خون کے قطرے نمودار ہوئے۔۔

جیکی بیہوش ہو کر گر گیا۔ تو وہ اسے غصے سے کمر والی ٹھوکریں رسید کر اسی روم میں بند کرتا واپس نیچے آیا تو زمین پر پڑی مہکار بھی بیہوش ہو گئی تھی اسکی دردنگی کے ہاتھوں چڑھ کر۔۔۔

مگر دوسرے پل وہ حلق کے بل چیختی پھڑپھڑاتی بلبلا اٹھی جب اسنے، روم بند کر کے، اسے بالکل بے بس کر کے اسکے وجود کو سگریٹ سے داغنا شروع کر دیا۔۔

وہ ہاتھ پاؤں کھولنے لگی مگر ناکام ہو گئی۔۔

وہ اسے بیڈ پر باندھے، اسکا منہ ہاتھ پاؤں باندھ کر سگریٹ سے اسکے پور پور کو جلا رہا تھا۔۔ اسکی سسکیاں روم کی فضا میں گونج رہی تھیں، وہ رو رہی تھی چیخنا چاہتی تھی مگر اسکی آواز بند ہو گئی تھی۔۔۔

وہ اپنے بھائی بیٹے باپ کو مدد کیلئے بلا رہی تھی، جب جب بے دردی سے وہ درندہ اسکے وجود پر زخم ڈالتا، وہ اپنے بیٹے کو پکارنے لگتی۔۔

جب وہ اس زخم پر آگ کا اگلتا ہوا شعلہ رکھتا وہ اپنے بھائی کو چلا کر پکارنے لگتی۔۔

وہ رات قیامت کی تھی، جب اسنے اپنے شوہر کا وہ حیوانی روپ دیکھا تھا۔ جس سے وہ باخبر تو پہلے ہو چکی تھی مگر خود پر آج جھیلا تھا۔۔۔ اسکے پاس ہینڈ نائیف تھا، جہاں اسکا دل چاہا وہیں اسنے کٹ ڈال دیا۔۔ اسے جلا دیا۔ وہ اسکے وجود سے کھیل رہا تھا۔ اس سے خوفناک سرگوشیوں میں کہہ رہا تھا کہ۔۔۔

"عورت وفا کے لائق نہیں ہوتی۔۔ اسے جتنی عزت مقام دو، وہ بے وفا، دھوکے باز مکر وہ اصلیت سے باز نہیں آتی"

"مجھے نفرت ہے عورت ذات سے۔۔۔"

"اگر تم میرے ساتھ دھوکہ نا کرتی، اپنے پہلے شوہر کی طرف مائل نا ہوتی تو میں ہرگز تمہیں تکلیف نہیں دیتا ڈرالنگ۔۔"

"مگر اب تمہارے لیے میرے دل میں سب کی طرح نفرت آ گئی ہے۔ اب مجھے تم سے نفرت ہے۔ اتنی نفرت جتنی مجھے اپنی ماں سے تھی۔۔۔" وہ اسے نفسیاتی کہتی یا چالاک وحشی درندہ۔۔ جسنے اسکے چہرے ہاتھوں پاؤں پر ذرا سا بھی زخم نہیں دیا تھا بس اسکا باقی کا وجود زخمی کر دیا تھا۔۔۔

باقی کی رات وہ اس لہولہان وجود سے اپنا دل بہلانے لگا۔ اور پھر اسکے قریب ہی سو گیا۔۔ مگر وہ جلتے گوشت، درد تکلیف سے صرف ایک رات نہیں باقی کی راتیں بھی سونا پائی۔۔۔

اسے لگا یہ بس پہلی دفع ہے۔۔ وہ آئندہ ایسا نہیں کرے گا۔ کیونکہ صبح اٹھ کر اسنے اپنے رویے کی معافی مانگ لی تھی۔۔ اسنے کہا تھا کہ اسے جب ذرا سا "شک" ہو جائے تو اسے جانے کیا ہو جاتا ہے۔۔۔ اسکا دماغ اسکے کنٹرول میں نہیں رہتا۔۔ مہکار شاہ کیا کہتی۔۔ اس انسان کو تو اتنا کرنے کے بعد بھی اس ہر رحم نہیں آیا کہ صبح اٹھا کر اس سے سارا کام کروایا۔۔۔

وہ اپنے بھائی کے پاس جانا چاہتی تھی، مگر اس حیوان نے حیدر شاہ کو کال کر کے کہہ دیا کہ وہ اپنی بیوی بیٹے کو لیکر گھومانے جا رہا ہے۔۔ وہ روتی، سب کچھ دیکھتی سنتی، اپنا لاغر وجود گھسیٹتی کام کرتی رہ گئی اور وہ ناشتہ کر کے جاب پر چلا گیا۔۔ مگر جانے سے پہلے موبائل لیکر، گھر کی لائیٹ کاٹ کر، دروازہ باہر سے بند کر کے چلا گیا۔۔۔

حتیٰ کہ ایک روٹی اسکے منہ پر مار کر وہ کچن کو بھی تالا لگا کر چلا گیا۔۔ مہکار شاہ نے سسکتے ہوئے اس روٹی کو دیکھا۔۔

دل کیا نفرت سے پھینک دے اس حیوان کی روٹی کو۔۔۔ مگر رات سے بھوکی رونے کی وجہ سے اسنے آدھی خود کھائی اور آدھی جعفر کے روم کے دروازے کے نیچے سے اسے دے دی۔۔۔

اور وہیں سر ٹکائے باقی کا وقت روتے ہوئے گزارنے لگی۔۔ اسنے اپنے حسن کو نہیں دیکھا تھا۔۔ اسنے اتنے بڑے بڑے آئے ہوئے اپنے لیے رشتے نہیں دیکھے تھے۔۔

اسنے تو اس کم صورت کو چنا تھا جیون ساتھی کے روپ میں کہ تقویٰ کو یاد کر کے اسنے سوچا تھا وہ بھی اپنے اندر کا صاف روشن ہو گا۔۔

اسنے سوچا تھا وہ سانولہ ہے تو وہ اندر کا پر نور ہو گا۔۔

مگر اسے نہیں پتا تھا پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتی، ہر سیاہ انسان کے پاس پُو نور دل نہیں ہوتا۔۔۔

یہ ابتداء تھی، اچانک ایک پیار کرنے والے شوہر کا رویہ اسکے ساتھ بدل گیا۔۔۔ ایک بند گھر میں رکھنے کے بعد بھی وہ اس پر

شک کرنے لگا تھا۔ اگر چھوٹی سی جگہ دیکھتا روشنی کے آنے کی، وہاں بھی رابطے کے شک کر کے اسے پیٹنا شروع کر دیتا۔۔

اسنے روحا بازل کو آنے سے منع کر دیا تھا، انہیں کہا تھا پڑھائی پر توجہ دیں یہاں نا آئیں۔ مگر وہ بچیاں اپنی پھوپھو کے آغوش کی بچپن سے عادی تھیں۔۔
کیسے دور رہتیں۔۔۔ مگر جس دن وہ آتیں۔۔۔ وہ رات اسکے لئے قیامت کی رات سے کم نہیں ہوتی۔۔۔ وہ جیکی سے کھیلتیں تو وہ گندی ذہنیت کا آدمی اس پر بھی شک کرتا۔۔۔

مہکار اپنی بھانجیوں پر باپ آنے پر بپھر جاتی، اور نتیجاً وہ اسکی وجود کی چمڑی ادھیڑ دیتا۔۔۔
اس دوران ہی اسے معلوم ہوا تھا کہ گھر میں کیمرہ لگے ہوئے تھے، جو اسنے شادی کے بعد لگائے تھے۔۔ صرف گھر میں نہیں حتیٰ کے کونے کونے میں بھی۔۔

جب مہکار کو معلوم پڑا تو اسنے کافی ایسی جگہوں پر کیمرہ سے اعتراض کیا، جہاں انسان شرمندگی سے اگلے کے سامنے نظریں نا اٹھا سکے۔۔۔

مگر اسکا نتیجہ وہی نکلا۔۔۔ اس اعتراض پر، سگریٹ جلا کر اسکی زبان پر رکھ کر اسکی چیخیں حلق میں دبا گیا۔۔ وہ اسکے ہاتھ پاؤں باندھ کر اس پر تشدد کرتا، اور پھر جب وہ بیہوش ہو جاتی تو اپنا دل بہلا کر بیڈ کے نیچے دھکیل دیتا۔۔۔

یہ زندگی اسکے لئے کسی قیامت سے کم نہیں تھی مگر وہ خاموشی سے سب جھیل رہی تھی تو صرف جعفر اور لوگوں کی وجہ سے۔۔۔۔

تاکہ کوئی اسے یہ نا کہے کہ وہ واپس ہارون شاہ کیلئے طلاق لے چکی ہے۔۔۔ کوئی اسکے کردار پر انگلی نا اٹھائے۔۔ کوئی اسکی بھری محفل میں تذلیل کر جانے کو اپنا حق نا سمجھے۔۔

اور وہ سر جھکائے سننے کو اپنی مجبوری نا۔۔۔

کچھ بھی تھا، ان ساری درندگیوں کو برداشت کرنے کے بعد، جب وہ شادی شدہ لوگوں کے منہ سے سنتی تھی تو انکی گالیاں سے محفوظ ہو کر سکون پاتی تھی۔۔۔

وہ جان چکی تھی، مرنا تو ایک دن سب کو ہے۔ اگر اسکے نصیب میں ایسی موت لکھی ہو گی تو ٹھیک ہے۔۔۔

اسکے رابطے سب سے ختم ہو چکے تھے، سواء اپنے بھائی سے تھا جس سے ہنس ہنس کر باتیں کر کے سارے آنسوں خود پی لیتی تھی۔۔
اسے شک بھی نہیں پڑنے دیتی کہ وہ خوش نہیں ہے۔ بلکہ اپنے بھائی کو پر سکون کرنے کیلئے۔ اسے اپنی ذات کی بھوج سے آزاد کرنے کیلئے وہ اسے دعائیں دیتی۔۔

روحا کو اس سے شکایت ہونے لگی تھی کہ وہ اب اسکے ساتھ پہلے کی طرح ایکٹو ہو کر نہیں کھیلتی۔۔ مگر وہ اسے کیسے بتاتی، اس لباس کے پیچھے اسکا پورا تن، روح لہولہان ہے۔۔۔

وہ جیکی کو تو مرہم لگا کر اسکے آنسوں سمیٹ لیتی تھی، مگر اسے نا کوئی مرہم لگانے والا تھا نا ہی آنسوں سمیٹنے والا۔۔

اگر کبھی اسکی بیٹی کے سامنے "شاہو" کی یاد پر آنسوں پھل جاتا۔۔ تو وہ ایکدم اپنی ماں کا آنسوں اپنے لبوں پر چوم لیتی۔۔

اور مہکار شاہ کا جیسے ضبط ٹوٹ جاتا وہ اسے سینے میں بھینچ کر دھاڑیں مار کر رونا چاہتی مگر تکلیفوں کی شدت سے وہ سسکاریاں بھی نا نکال پاتی۔۔۔
وہ نہا نہیں پاتی تھی، زخموں کی وجہ سے۔ تو روحا اکثر پوچھتی تھی "مام "آپ کے کپڑوں سے بلڈ کی سمیل کیوں آتی ہے۔۔
وہ کوئی نا کوئی بہانہ بنا کر ٹال دیتی اور اسے خود سے دور کر دیتی۔۔ مگر وہ دور رہ پاتی تھی کیا۔۔۔
جس دن وہ اٹھ نا پاتی، اسکا وجود جواب دے دیتا۔۔ اس دن اسکا منہ بولا بیٹا۔۔ جیکی آکر اپنے زخم بھلا کر اسے سہارا دیتا پانی کے بوندیں اسکی حلق سے انڈیلتا۔۔۔
وہ جھک کر اسکے ماتھے پر بوسہ دیتا۔۔ اور اسکا سر اپنی گود میں رکھ کر رونے بیٹھ جاتا۔۔ وہ اکثر کہتا کہ چلو یہاں سے بھاگ چلیں۔۔
یا اس سے کہتا پولیس کو بتائیں، یا ماموں (حیدر شاہ) کو۔۔
مگر اسکا جذبہ وقتی ہوتا تھا۔ پھر وہ خود سوچ کر سہم جاتا تھا۔۔

ooooooooo

اسنے تو بس اسے ٹال دیا تھا مگر اسے نہیں معلوم تھا وہ کالج میں اسکے پیچھے پڑ جائے گی۔ وہ جب کینٹن کی طرف گیا تھا تب وہ اسے گھسیٹ کر ایک سائیڈ لے گئی۔ اور اس سے زبردستی نمبر لے گئی۔۔

بعد میں وہ بہت گھبرایا ہوا تھا، اپنے گھر کا تو نمبر دے نہیں سکتا تھا دلاور کا دے دیا۔۔ مگر گھر آکر اسنے فوراً سے دلاور کی موبائل چھپا دی۔۔ اسنے سوچ لیا تھا کہ اگر دلاور پوچھے گا تو وہ کہہ دے گا اسے معلوم نہیں۔۔۔ وہ بالکل انجان بن جائے گا۔ اور ویسے بھی اسکا بھائی اس پر کبھی شک نہیں کر سکتا تھا۔ شام کو جب اسکی کال آئی تو اسنے موبائل سائیلنٹ کر کے جیب میں رکھ دی اور کال ڈسکنیکٹ کر دی۔۔۔

وہ جب سو رہا تھا، اچانک اسکی جیب میں موجود موبائل وائبریٹ ہوا۔۔ وہ ہڑبڑا کر گہری نیند سے خوفزدہ ہو کر اٹھ گیا۔۔ کافی دیر یونہی بیٹھا رہا۔۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا ہوا ہے۔۔

اسنے بیڈ کی طرف دیکھا تو وہاں واحد وہ ہی سویا ہوا تھا۔ عرشیہ کو تو سونے کے بعد اسکے ماں باپ آکر لے جاتے تھے۔ مگر دل کہاں تھا۔۔۔

وہ دونوں تو ساتھ ایک ہی روم میں سوتے تھے بچپن سے ہی۔ انہیں الگ سونے پر نیند نہیں آتی تھی۔۔ دریاب کو لگا وہ باتھ روم میں ہوگا مگر اسکا خیال غلط ثابت ہوا۔۔۔

وہ کہیں نہیں تھا، البتہ اسکے روم کی کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ وہ ابھی معاملے کی تہہ تک پہنچتا تبھی پھر سے موبائل وائبریٹ ہوئی۔۔

اسنے نکال کر دیکھا تو اس وقت نویرہ کی کال دیکھتے وہ چونک گیا۔ اسے غصہ آیا کہ یہ کوئی وقت تھا کال کرنے کا، مگر یہ خیال بھی ساتھ آیا کہ ہو سکتا ہے دلاور کے ڈر سے اس وقت کی ہو۔۔۔

اسنے کال اوکے کی۔۔ وہ جو دلاور کو ایکسپیٹ کر رہی تھی اسکی جگہ دریاب کی آواز سن کر بدمزہ ہوئی تھی۔ مگر اسے احساس ہوا کہ دریاب بھی تو اسی کے پلان کا مین حصہ ہے۔۔ اسکے دماغ تو دلاور کیلئے مطمئن کیا تھا مگر بات دریاب سے کرنے لگی۔۔

پہلے اسنے دریاب کو شک نا دینے کیلئے پڑھائی کی باتیں کی، اور اسکے بعد ہی شریر باتیں کرنا شروع کر دیں۔۔ اسکے لہجے کی کھنک چھوٹی چھوٹی سی

شرارتیں اس قدر پیاری تھیں، کہ سادہ سا دریاب بھی خود کو قید کرنے سے بچا نا سکا۔۔ وہ کالج میں ویسے تو دلاور کی نظروں سے بچ کر چلتی تھی، دریاب سے کوئی بات نا کرتی مگر جہاں کہیں دریاب اکیلے ملتا وہاں کوئی نا کوئی شرارت کر دیتی تھی۔۔

اسکا ساتھ دینے والی اس میں ماہرہ تھی، جہاں تک دریاب کو پتا تھا۔ مگر پیٹھ پیچھے اس سب کا فارس کو بھی علم تھا۔ وہ بھی نویرہ کی پوری ہیلپ کر رہا تھا۔۔

وہ تینوں اپنی اس شرارت پر بہت خوش تھے، نویرہ اپنی رات کی ساری باتیں فارس ماہرہ کے گوش گزارتی، اور وہ ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو جاتے۔۔

اب تم دلاور پر کب جال پھیلاؤ گی؟" یہ ماہرہ کا سوال تھا۔"

فارس بھی انٹرسٹڈ تھا اس سوال میں۔۔

ابھی وقت ہے۔ پہلے مجھے اس دریاب سنگل ڈی کو توقا بو کرنے" دو۔۔ کمینہ بہت سیدھا ہے۔۔ جیسے ننھا کاکا۔۔" وہ جل کر بولی۔۔

فارس قہقہہ لگا اٹھا۔۔ اور اسنے بتایا کہ "دانیال خان نے دریاب کی ذمہ داریاں باہر جانے کی دلاور پر چھوڑ رکھی تھیں۔ اسکی " پروٹیکشن وہی باہر کرتا تھا کیونکہ وہ بہت سیدھا تھا۔۔

وہ ڈبل ڈی کمینہ بہت چالاک ہے۔۔۔ مگر ہے بڑی مست " چیز۔۔ "ماہرہ نے کڑ کر کہتے آخر میں بے باکی سے آنکھ ماری نویرہ کا قہقہہ لگ گیا۔۔

مجھے ایسے سڑے ہوئے لوگ نہیں پسند۔۔ "وہ نخوت سے بولی۔۔ " تمہارا دماغ اس دری نے خراب کیا ہے تعریف کر کے۔۔ "" ماہرہ نے طنز کیا وہ کھلکھلا اٹھی۔۔

میں لائق ہوں اس تعریف کی۔۔ "اسنے اترا کر کہا وہ منہ بنا " گئی۔۔

اچھا! بند کرو یہ سٹوپڈ نیس۔۔۔ بتاؤ دلاور کیا کیا کرنا ہے اور " آگے کا کیا سوچا ہے۔۔ "فارس نے ان دونوں کو چپ کروا کر اہم سوال پوچھا۔۔ دونوں گہری سوچ میں چلی گئیں۔۔

پلان یہ ہے کہ مجھے پہلے دریاب کو اپنی محبت میں پھنسانا ہو گا۔۔ اسے "
جب مجھ سے محبت ہو گی۔۔ تب ہی تو وہ میری کسی بات پر یقین کرے
گا۔۔۔ ابھی اگر میں تھوڑا کچھ دلاور کے بارے میں کہتی ہوں وہ بھڑک
جاتا ہے کمینہ۔۔۔ اور پھر بات نہیں کرتا۔۔۔ "نویرہ کے کہنے پر
فارس نے تاکید کی کہ ہاں پہلے وہ ایسا ہی کرے۔۔۔

جبکہ ماہرہ نے نویرہ کی آنکھوں کی شیطانیت پڑھتے ہوئے سوال کیا کہ "تو
بھلا اب یہ محبت کیسے ہو گی بیوقوف سے دری صاحب کو مس
"نویرہ سے؟

تم بس دیکھتی جاؤ۔۔ میرا حسن کافی ہے اسے گھائل کرنے کیلئے۔۔ "
آخر کار مرد تو وہ بھی ہے نا۔۔ جب اسکا ہم عمر بھائی نکاح کر سکتا ہے
تو کیا محبت کی معنی دریاب کو معلوم نہیں ہو گی۔۔ "وہ سرگوشی میں
اس سے بولی۔۔

اگر اسے معلوم نا ہوئی تو؟ "ماہرہ نے شرارت سے آنکھیں نچا کر "
پوچھا۔۔۔

تو یہ مستانی کس لئے ہے؟ سمجھا دے گی اسے۔۔ ذرا قریب سے" ہاہاہا۔۔۔" وہ قہقہہ لگا اٹھی۔۔

نویرہ اتنا گہرا کھیل مت کھیلو۔۔ یاد رکھو آگ کے قریب" کھیلنے سے آگ ایک کو پکڑ کر دوسرے کو چھوڑ نہیں دیتی۔۔" اسکے عزم دیکھتے ماہرہ نے ہولتے ہوئے کہا۔۔

اگر تمہیں ڈر لگ رہا ہے تو جاؤ چوڑیاں پین کر کھیلو۔۔ میں تمہیں" دکھاؤ آگ سے کھیل کر فاتح کیسے ہوتے ہیں۔۔ اور اپنی راہ کے کانٹے اس آگ سے کیسے جلاتے ہیں۔۔" وہ اس سے غصے میں بولی۔۔ اسکی ناراضگی کا سوچ کر ماہرہ پریشان ہوئی۔۔۔

یہاں سے جاؤ! سامنے سے دری آرہا ہے۔۔ میں اس سے ٹکرانے والی" ہوں۔۔ تم دور ہو جاؤ۔۔۔" اسنے ماہرہ کے کچھ کہنے سے پہلے اسے دور سے دھکیل دیا۔۔

سامنے بال پیچھے بھاگتے ہوئے، پلے گراؤنڈ سے باہر نکلتے ہوئے اچانک انجان بن کر دریاب کے وجود سے ٹکرائی۔۔

وہ اس اچانک افتاد سے بوکھلا گیا۔۔ بوکھلا تو نویرہ بھی گئی۔۔ جب دریاب اسکے ٹکرانے سے اچانک ہی اسکے اوپر آن گرا۔۔۔
نویرہ کی چیخ نکل جاتی اسکے بھاری وجود سے۔۔ مگر دریاب نے ایکدم بوکھلا کر اسکے منہ پر ہاتھ رکھا۔۔ اور حیرت سے اسکے چہرے کو دیکھا۔۔
دریاب کی دھڑکنیں ایکدم تیز ہو گئیں، ساکت تو نویرہ بھی ہو گئی تھی۔۔ دریاب ایکدم اس سے دور ہو کر کسی کے دیکھنے سے پہلے وہاں سے بھاگ گیا۔۔
ماہرہ نے بھاگ کر نویرہ کو اٹھایا۔۔ اسکا چہرہ سرخ تھا، اچانک بیدار ہوئے جذبات کی تپش سے۔ اسنے دریاب کی تلاش میں چور نگاہیں پھیریں مگر وہ نہیں ملا تو خود بھی بھاگ گئی۔۔

ماہرہ پیچھے حیران کھڑی تھی۔۔

ooooooo

حال۔۔۔

وہ روحا کو وہیں چھوڑ کر، اپنے ڈیڈ کے پاس کافی دیر بیٹھی ان سے باتیں کرتی رہی، اسکے بعد اسکی ماں بھی آ گئی تو تینوں ساتھ بیٹھے تھے۔۔

زیر گفتگو دنیال خان اور ہارون شاہ کی دوستی انکا بچپن تھا۔

من جا کر انکے لئے زبردست سی چائے بنا کر آئی اور تینوں نے وہاں بیٹھ کر چائے پی۔۔ زریش ہارون نے تو روحہ کو بھی بلانے کا کہا تھا مگر من نے کہا وہ سو رہی ہے۔ کھانا کھا کر سو گئی ہے۔

وہ چاہتی تھی روحہ آج اسکے بھائی سے اپنے دل کی بات کہہ دے۔ اور انکے بیچ جو کھینچاؤ تھا وہ ختم ہو جائے۔ کچھ دیر یہاں وہاں کی باتیں کرنے کے بعد جب زریش شاہ نے اسکی شادی کی باتیں شروع کیں۔۔

وہ بوکھلا کر وہاں سے اٹھ گئی۔ مگر جانے سے پہلے جتانا نہیں بھولی کہ وہ یہیں رہے گی ہمیشہ انکے پاس۔۔ اپنے بھائی باپ کے قریب۔۔

میں تو اس پھاپھا کٹنے سے ہرگز شادی نا کروں اس نے ہمیشہ " میری تذلیل کی ہے۔۔ مجھے بیٹری کہا، ہمیشہ مجھے ناپسند رکھا۔۔ جب تک دل تھا تب تک ٹھیک مگر اب پانی سر سے اوپر چلا گیا ہے۔۔۔" وہ غصے سے بڑبڑا کر دروازہ بند کرتی وارڈروب کے پاس آئی۔۔

ٹھاہ" دفعتاً تبھی باہر کی سرد ٹھنڈی ہواؤں کے طوفانی جھونکے سے "
کھڑکی کے پٹ زوردار آواز سے ٹکرائے۔

آہ۔۔"من کی اس اچانک دھاڑ جیسی آواز پر مدہم چیخ نکل گئی۔۔وہ"
سہم گئی اس رات کے منظر کا سوچ کر۔۔وحشت سے سانس روک
دی اسنے اپنی۔۔اور دھک دھک کرتے سینے میں اچھلتے ہوئے دل سے
اسنے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو کھڑکیاں کھلی ہوئی تھیں۔۔

وہ ایک لمحے کیلئے رکے بغیر بھاگی، اور دوڑ کر ٹھا کے ساتھ
کھڑکیاں بند کر کے ان سے پیٹھ ٹکا کر گہرے سانس لینے لگی۔۔
وہ ہراساں نظروں سے اپنے روم کو دیکھ رہی تھی۔۔

اسے لگا تھا وہ حیوان پھر سے نا آجائے اسکے پاس۔۔مگر اسے
احساس ہوا یہ اسکا وہم تھا۔۔
لیکن ایک بار پھر اسکی چیخ گونجی۔۔
آہہ۔ہہ۔۔"اسنے حواس باختہ ہو کر اپنے منہ پر ہاتھ رکھا جب"
اچانک باتھ روم میں شاور سے گرتے پانی کی آواز سنائی دی۔۔

مم۔۔مام۔۔ڈڈ۔۔ڈیڈ۔۔"وہ چیخ کر اپنے ماں باپ کو پکارنا چاہتی تھی"
مگر آواز جیسے حلق میں کہیں پھنس کر رہ گئی۔۔ چیخ نا ہو جیسے سرگوشی
میں کسی کو بلا رہی ہو۔۔۔

اسے یاد تھا اسنے تو ان دنوں ڈپریسڈ ہو کر کوئی ہارر ناول بھی نہیں پڑھا تھا کہ
اسے اپنا وہم سمجھے۔۔

ککک۔۔کون ہے؟ باتھ روم میں ککک۔کون ہے؟"اسنے ڈرتے ڈرتے"
پوچھا۔اور پلٹ کر کھڑکی کو لاکڈ لگایا
بھاگ جا سمن کیا پتا کوئی بھوت ہو۔۔۔"اسکے اندر سے آواز"
آئی۔۔دروازہ بھی لاکڈ نہیں تھا وہ بھاگ سکتی تھی۔۔مگر۔۔

وہ بزدل نہیں تو نا تھی۔۔۔

اسکے دماغ میں دریاب خان کے طعنے طنز آتش بن کر بھڑکنے
لگے۔اسکا چہرہ اہانت سے سرخ پڑ گیا۔

وہ اپنے ماں باپ کو بلانے کا ارادہ ترک کر کے آستین چڑھانے لگی۔
چشمہ درست کر کے، اسنے کسی ہتھیار کیلئے متلاشی نگاہیں روم
پھیریں۔۔
جلد ہی اسے ہیئر ڈرائر کی تار ڈریسنگ ٹیبل سے لٹکتی ہوئی نظر آ گئی۔
اسنے دبے قدموں سے آگے بڑھ کر کھینچ کر اس تار کو مشین سے الگ
کیا، اور ہاتھ میں لپیٹ لی۔۔

شاور ابھی تک آن ہی تھا، پانی کے گرنے کی آواز ویسے ہی آ رہی تھیں۔۔
اسکا ارادہ اسے پھانسی دینے کا تھا۔ وہ گلے میں تار لپیٹ کر اسے گھسیٹ
کر وہاں سے لے جانے والی تھی سب کے سامنے۔۔
تاکہ کل کے سورج کے روشن ہونے سے پہلے یہ بات اس پر کسی
دھماکے کی طرح جا گرے کہ۔۔۔۔
سمن شاہ کسی سے کم نہیں۔۔ ناہی کمزور ہے۔۔۔

کون ہے باہر نکل سالے!!" وہ غصے سے دروازے پر لات مار کر غرائی"
اندر موجود وجود نے سر کو دائیں بائیں جھٹکتے ناگواری سے دروازے کو دیکھا۔۔

میں کہتی ہوں باہر نکلو ورنہ تمہارے اتنے ٹکڑے کروں گی کہ تم اٹھانے"
سے لاچار ہو جاؤ گے۔"جواب ناپاکر وہ بپھر گئی۔۔

تم لوگ خود کو سمجھتے کیا ہو؟ تم لوگ ہمیں ہراساں کر لو گے ہمارے"
گھر میں گھس آؤ گے۔۔ مجھے ڈراؤ گے مارو گے۔۔ اور میں چوڑیاں پہن کر
بیٹھی رہوں گی۔۔
میں ٹکڑے کر دوں گی تمہارے۔۔ مرد کی اولاد ہو تو سامنے آؤ۔۔"
اسنے للکارا۔۔ اندر موجود وجود نے شرٹ ہاتھ میں تھام کر دروازے کو
ابرو اچکا کر دیکھا۔۔
"باہر نکلو کمینے کتے کے بلے۔۔"
اگر خود کو مرد سمجھتے ہو تو مقابلہ کرو۔۔!"اس میں غضب کی"
ہمت آ گئی تھی۔۔ وہ ایک بار پھر اپنی لات دروازے پر مارنے والی تھی کہ
ایکدم سے مقابل نے دروازہ کھولا۔۔۔

آہہہ۔۔۔"وہ جو اسے پھانسی دینے کا پلان کر بیٹھی تھی، اسکے اچانک"
دروازہ کھولنے پر پھسلتی ہوئی دلخراش چیخ کے ساتھ اندر منہ کے بل

گرتی۔۔ کہ ایکدم دریاب نے ہاتھ بڑھا کر اسکے بازو کو جکڑا۔۔وہ مسلسل خوف سے چیختی جھول گئی ایسے جیسے درخت سے لٹکتی ٹہنی۔۔

جیسے کسی چیونٹی کو ہاتھی نے چٹکی میں پکڑ کر لٹکایا ہو۔۔یا درخت سے لٹکتی ہوئی شرارتی بندری۔۔

کس کو کتے بلے کمینے بول رہی تھی بیٹری؟" دریاب نے لات مار کر دروازہ" واپس بند کیا اور اسے جھٹکے سے سیدھا کرتے دروازے سے اسکی پشت ٹکائی۔۔۔

سمن تو کب کی ساکت ہو چکی تھی۔۔۔
جب اسکی بھاری آواز سے پہلے، چشمہ تھام کر لٹکتے ہوئے اسکے سفید بھاری پاؤں دیکھا تھا۔۔
اسکے سیدھا کرنے پر جیسے ہی نظریں اسکے چہرے پر گئیں، اسکی آنکھیں انتہائی حد تک پھیل گئیں اور سانسیں تو جیسے خدا حافظ کہتی بوریا بستر سر پر رکھ کر بھاگی تھیں۔۔

دل نے ہر اساں کو اپنی مشین فل پاور سے آن کر دی۔ اب صرف اسکے وجود میں دھک دھک کی آواز سنائی دے رہی تھی۔۔

اسکے شہد رنگ بال بھیگے، اسکی پیشانی پر ٹپ ٹپ بوندیں برسا رہے تھے، شہد رنگ آنکھوں میں آج انتہا کی سنجیدگی تھی۔ وہ شرٹ لیس تھا۔۔ اسکا وجود بھیگا ہوا تھا۔۔ چوڑے بازو، وسیع مضبوط سینا اسکی آنکھوں کے سامنے تھا۔۔ اور وہ چشمہ ہٹا کر اپنی آنکھوں کو مسل کر، دوپٹے سے چشمہ صاف کرتی، پہن کر پھر سے غور کر کے اسے دیکھ رہی تھی کہ یہ خواب ہے حقیقت۔۔۔

کک۔۔ کیا میں ناول پپ۔۔ پڑھ رہی ہوں۔۔۔ "ہونقوں کی طرح" اسکی شکل دیکھتی سمن بڑبڑا کر سرگوشی میں خود کلامی کرتی کپکپاتی انگلیوں سے اسکے پھولے بازو کے بھیگے مسلز کو چھونے لگی۔۔

سمن!! سمن! میری بچی کیا ہوا بیٹا؟ کہاں ہو؟" اسی وقت ہڑبڑائی" ہوئی زریش شاہ اپنے شوہر ہارون شاہ کے ساتھ سمن کی چیخوں پر روم میں داخل ہوئی تھیں۔۔۔

مام بخار۔۔۔"وہ شاکڈ سی کیفیت میں اسے چھو کر بڑبڑائی۔۔دریاب "
نے چونک کر دروازے کو دیکھا اور پھر اسکے چہرے کو۔۔۔۔
بخار تو شدید ہے مگر اس وقت سا سو ماں تمہاری گمشدگی کا پوچھ "
"رہی ہیں۔۔
اسکی گالیوں پر غصے سے کھڑا دریاب، اب پل اسکی ہونقوں والی شکل
دیکھ کر جھک کر اسکے کان میں سرگوشی کی۔۔

سمن نے حیرت سے اس گھمبیر سرگوشی پر گردن موڑ کر اسے
دیکھا۔دونوں کا چہرہ نہایت قریب آگیا۔دریاب نے اسکی
آنکھوں ہونٹوں کو دیکھ کر دانتوں میں اپنا نچلہ لب دبایا۔۔۔

وہ دیکھ کر سانس روک گئی۔۔۔دریاب اسکی حرکت پر اسکے لبوں
کے قریب آیا کہ وہ گرم سانسوں پر جھرجھری لیکر جھٹکے سے پیچھے
ہوئی۔۔۔

تم!!!!" دفعتاً ہوش میں آکر وہ چلائی۔۔ یہ خواب نہیں حقیقت "
تھی۔۔ وہ ششدر ہوئی کہ وہ اسکے باتھ روم میں تھا۔۔ باتھ لے رہا تھا۔۔۔

پھاپھا کٹنا اسکے گھر میں نہیں بلکہ اسکے روم میں گھس گیا
تھا۔۔
سمن کیا ہوا؟ کون ہے اندر؟ کس سے ہو؟ لڑکی کچھ بولو مجھے پریشانی ہو رہی "
ہے۔۔ "زریش شاہ نے بوکھلا کر شوہر کی موجودگی کا خیال کرتے پوچھا۔

سمن آواز پر بوکھلائی۔۔ اور آنکھیں پھیلا کر سامنے کھڑے سانڈ کو
دیکھا۔۔ مگر وہ کمینہ تو جیسے باتھ لینے آیا تھا یہاں مگن تھا خود۔۔۔
ن۔۔ نہیں مام گانا ہے۔۔۔ ہم تم ایک کمرے میں بند ہوں۔۔۔ "وہ "
مشکل سے رونے مسکرانے کی ملی جلی آواز میں گا کر اپنی ماں کو سنانے لگی۔۔
ہارون شاہ نے بے ساختہ امڈنے والا قہقہہ ضبط کیا۔۔

وہ کمرہ تنگ ہو، تمہارے پاس بھاگنے کی کوئی جگہ نا ہو۔۔ میں "
تمہاری جان اپنے ہاتھوں سے نکالوں۔۔ "وہ رومینٹک ہو کر اسکی جان نکالنا

چاہتا تھا مگر ساحل بھائی کی درگت یاد کر کے اسکی آنکھوں
میں غضب کا طیش اتر آیا وہ دانت پیس کر بولا۔۔
آہ۔۔!" اسکے بڑھتے ہاتھ اپنی طرف دیکھ کر وہ چیختی بدک کر دور بھاگی۔۔"
سمن!!!" زریش شاہ نے غصے سے جھڑکا۔۔ دریاب کے لبوں پر"
مسکراہٹ تھی اور سمن کی رونے جیسی شکل۔۔۔

مم۔۔مام و۔وہ بدبودار کاکروچ۔۔" وہ روتی گڑبڑا کر بولی۔۔"
کیا تم کاکروچ سے ڈر گئی ہو میرے شیر بیٹے۔۔" ہارون شاہ کی آواز پر نا"
صرف دریاب چونکا تھا بلکہ سمن کا حلق خشک ہو گیا۔۔وہ اسکی
اوٹ پٹانگ حرکتوں پر مسکراتے ہوئے زریش شاہ کو نرم رویے کی
ہدایت کرتے وہاں سے نکلے۔۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو منحوس خان۔۔۔" اس بدتمیز شخص نے"
شرٹ تو پہنی نہیں تھی کہ وہ جا کر سیدھا اسکے کالر کو دبوچے۔۔
مٹھیاں بھینچ کر بولی جو شاور کے نیچے کھڑا سکون سے نہا رہا تھا۔۔

کیا اسکے گھر پانی نہیں تھا۔۔۔

نن۔ نہیں۔۔۔"اسنے دریاب سے جواب ناپاکر اپنے باپ کو جواب " دیا۔۔ مگر وہ جا چکے تھے۔۔

مجھے پریشانی ہو رہی ہے جلدی باہر آؤ سمن۔۔"ہارون شاہ کے مسکرا کر" وہاں سے جانے کے بعد زریش شاہ نے سختی سے بیٹی سے کہا۔۔"یہ کوئی وقت ہے باتھ لینے کا۔۔ صبح تم کہہ رہی تھی تمہاری طبیعت ٹھیک "نہیں ابھی تک یہ اچھل کود لگا کر بیٹھی ہو۔۔

جج۔۔جی مام میں آرہی ہوں۔۔"سمن دریاب کو گھور کر دیکھتی سرخ" چہرے سے اپنی ماں کی باتیں سنتی شاور جھٹکے سے بند کر گئی۔۔
وہ اس سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔اسنے بات کرنے کیلئے چھوڑا ہی کیا تھا۔مگر اسکا چوروں کی طرح گھر میں گھسنا اور بڑے استحقاق سے اسکا باتھ روم یوز کرنا سمن کو سخت طیش دلا رہا تھا۔

وہ مجبور ہو رہی تھی اس سے بات کرنے پر۔۔۔مگر اب جب وہ جواب نہیں دے رہا تھا تو اسنے فضول بحث کرنے سے پرہیز کرتے وہاں سے جانا ہی بہتر سمجھا۔۔

وہ جس تیزی سے دروازے کی طرف لپکی تھی، اسی تیزی سے دریاب نے اسکے ہاتھ میں موجود تار کو جھپٹ کر، اسکی کمر کے گرد آگے سے حائل کیا۔۔

"یہ کیا ہے۔۔" بوکھلاہٹ میں سمن ابھی کچھ سمجھ پاتی کہ ایک جھٹکے سے دریاب نے اپنے ہاتھوں میں پکڑے اس تار کے دونوں سروں کو اپنی جانب کھینچا۔۔۔

"کراہتی ہوئی پھسلتی سیدھا اسکے وسیع توانا سینے سے اسکی" آہہ۔۔ پشت جا ٹکرائی۔۔ ساتھ ہی دریاب نے ایک بازو اسکی کمر میں حائل کر کے شاور آن کر دیا۔۔

"سمن کی سسکاریاں جھرجھری ساری اس یخ پانی کو تیزی" دری۔۔!! سے ان دونوں وجود پر بہاتے شاور کے شور تلے دب گئیں۔۔

وہ اس اچانک کی افتاد پر گھبرا کر دریاب کے سینے میں سمٹ گئی۔۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ یہ اچانک کیا ہو رہا ہے۔

البتہ اسے اپنی ماں کی غصیلی آواز ضرور سنائی دی تھی۔۔

اور ساتھ میں اسکی سرگوشی بھی۔۔

تم نے پھر سے شاور آن کر دیا سمن! بیمار پڑ جاؤ گی کیوں مجھے تنگ کر" رہی ہو باہر نکلو۔۔" یہ اسکی ماں تھی جو غصے میں دروازے پر ہاتھ مار کر اس سے کہہ رہی تھی۔

بغیر بھیگے تن کے جاؤ تو مزید سوال اٹھیں گے۔۔" یہ وہی جن تھا" جو اچانک نازل ہوا تھا اسکے روم میں۔۔

مم۔۔مام۔۔ میرا نائیٹ ڈریس آپ کے روم میں رہ گیا ہے۔۔" میں کیسے باہر آؤں۔۔" وہ سرخ چہرے سے کہتی دریاب سے دور ہونے کیلئے مزاحمت کرنے لگی مگر ناکام ہوتی جا رہی تھی۔۔ اسکے مضبوط ہاتھ نے سختی سے اسکی کمر کو جکڑ لیا تھا۔۔ کہ اسکے ساتھ اس ٹھنڈے یخ پانی میں بھیگنے کے علاوہ اسکے پاس کوئی چارہ نہیں تھا۔۔

وہ اسکے سینے میں چہرہ چھپائے سردی سے بچنے کی کوشش میں ہلکان تھی۔۔۔

"کیا کر رہے ہو چھوڑو مجھے۔۔۔" اسکا پورا چشمہ بھیگ چکا تھا اسے غصہ آنے لگا وہ اسکا ہاتھ جھٹکنے لگی۔ماں کے ڈر سے سرگوشی سے کہتی۔
"تمہیں سمجھے سمن۔۔ تم مجھے پاگل کر دو گی لڑکی۔۔ جلدی نکلو میں لیکر آتی ہوں۔۔" انہوں نے غصے سے کہتے ایک طائرانہ نگاہ روم پر ڈالی کھڑکیاں بند دیکھ کر مطمئن ہوتیں وہاں سے نکل گئیں۔۔۔

دروازہ بند ہونے کی آواز سنتے ہی سمن چیخ پڑی۔۔
"تم میرے روم میں کیسے آئے اور یہاں کیا کر رہے ہو؟؟؟" اسکا چیخنا تھا کہ دریاب نے دوسرے پل اسکی آنکھوں سے چشمہ اچک لیا۔۔
وہ بوکھلا گئی۔۔ "دری!" اسنے پانی کے زور پر منہ پر آکر گرتے بالوں کو پیچھے کیا اور جھٹکے سے بوکھلا کر دور ہوئی کہ لڑکھڑا کر پھسلتی اگر بروقت وہ پھر سے نا سنبھال لیتا۔۔

اسنے دونوں چوڑے بازو اسکی کمر میں حائل کیے اور جھٹکے سے اپنی طرف کھینچا وہ دھندلے سے عکس کو پھیلی آنکھوں سے دیکھتی حد سے بڑھتی پھولی سانسوں سے اسکے شانوں کو تھام گئی اور سختی سے آنکھیں میچلیں۔۔

دریاب پانی کی شدت پر بھیگتے اسکے چہرے، بند آنکھوں کانپتے ہونٹوں کو دیکھنے لگا۔
ساحل بھائی سے کیا کہا؟ سیدھے سیدھے سے بتاؤ ورنہ " اس پانی میں ڈبکیاں دلوا کر کام تمام کر دوں گا۔" وہ اسکی نڈھال حالت دیکھ کر شاور بند کرتا سرد لہجے میں بولا۔۔

سمن پانی کے بند ہونے پر گہرے گہرے سانس لیتی۔ اسکے حصار کے سہارے کھڑی چہرے سے پانی سمیٹنے لگی۔۔

م۔ میں نے کیا کیا؟" وہ بوکھلا گئی۔۔"
تم نے اپنی موت کو دعوت دی ہے سمن دریاب خان۔ دریاب " خان کو للکارا ہے۔ تم سمجھتی ہو تم مجھے دبا لو گی۔۔ لیکن تم بھول گئی ہو۔۔ میں

ابھی تک تمہارے وجود سے لیکر روح تک الف سے ے کے تمام اختیارات رکھتا ہوں۔۔
تم مجھے سب کی نظروں میں جتنا برا بنا کر پیش کرو گی۔ میں اتنا برا بن کر تمہارے سامنے آؤں گا۔۔ تم میرے سائے سے لمحہ لمحہ ڈرنے لگو گی۔۔ اور جب میں نہیں ہوں گا تو میرا وہم تمہیں چین سے سانس لینے نہیں دے گا۔۔" وہ اسکے کان میں جھکا سرد آواز میں سرگوشی سے کہہ رہا تھا۔۔

سمن کے وجود میں اسکے لہجے کی سختی، سانسوں کی دہکتی آگ مانند گرمی سے سرد لہریں اٹھنے لگیں۔۔

ارے لیکن۔۔ مم۔۔ میں نے۔۔۔" وہ بوکھلا کر ابھی اپنا قصور جاننے" کی کوشش کرتی مگر اس سے پہلے ہی اچانک اسکے کچھ سمجھنے یا اسکے قدم کو جاننے سے پہلے اسکی بے خبری میں ہی دریاب نے اسکے کانپتے لبوں کو سختی سے اپنی گرفت میں لے لیا۔۔۔

اس اچانک افتاد پر وہ کسی مچھلی کی طرح اسکے حصار میں پھڑ پھڑا کر رہ گئی۔۔ اسنے سختی سے اسکے شانوں میں ناخون چبھوئے مگر وہ ٹس سے مس نا ہوتا اسکے بھیگے بالوں میں اپنی انگلیاں پھنسا کر انہیں مٹھی میں جکڑ گیا۔۔۔

سمن کی تیز تیز چلتی سانسیں ایکدم سے تھم گئیں، دھڑکنیں جیسے ساکت سی ہو گئی۔۔ اسکی گرم سانسیں اسکے چہرے سے مس ہو رہی تھی۔
اسکی سخت گرفت میں اسے تکلیف سی محسوس ہوئی، اسنے اسے پیچھے دھکیلنے کی کوشش کی مگر اسنے مزید قریب کر لیا۔ اسنے بے خودی میں اسے چھوا۔۔ اسکی نازک کانپتی کمر کو اپنی مضبوط کھردری انگلیوں سے سہلاتے اپنی شدتوں میں مزید سختی لا کر، سمن دریاب کو الگ دنیا سے متعارف کرواتا خوفزدہ کر گیا۔۔

وہ جذبات کے ایسے طوفان سے کہاں آگاہ تھی، وہ تو معصوم سی شرارتوں میں جینے والی لڑکی تھی۔ اس چھ فٹ سے نکلتے قد کے مالک دریاب

خان کی اچانک جنون خیز شدتوں کو برداشت کر کے اسکے حصار میں نڈھال ہو کر لہرائی۔۔

"پپ۔پلیز۔۔۔!!"وہ دھک دھک کرتے دل سے دریاب سے منت کر کے پیچھے ہوئی اور گرتی گرتی بچی۔۔
اس توانا وجود کا سہارا لیکر دروازے سے پشت ٹکا کر گہرے گہرے سانس لینے لگی۔۔

اسکی حالت کو مسکراتی نظروں سے دیکھ کر دریاب نے سرخ آنکھوں سے جھک کر اسکے لرزتے نچلے ہونٹ کو چھوا۔۔وہ گردن جھٹکے سے دوسری جانب موڑ گئی۔۔

"مشکل ہے برداشت ؟"اسکے پھولے رخسار پر بھیگی انگلی پھیر کر وہ کان کے پاس آیا۔۔اور اسکی گردن میں جھک کر اسکی شہ رگ کو اپنے دہکتے ہونٹوں چبھتی گھنی مونچھوں سے سہلانے لگا تھا کہ تڑپ مر مچل اٹھی۔۔

پپ۔۔پلیز۔۔جاؤ۔۔۔منحوس خان" سمن کو سمجھ نہیں آیا وہ"
اچانک کیوں آیا یہاں۔۔اور کس لیے یہ سب کر رہا۔۔کون سی سزا
دے رہا تھا۔۔

اپنی گردن پر اسکی وہی گرم دہکتی سانسیں محسوس کرتی وہ بوکھلا کر جھٹکے
سے اسکی جانب پیٹھ کر گئی۔۔

سوچا تمہیں یہ آخری آزادی کی رات مبارک دیتا جاؤں!"
جا ہی رہا ہوں دبئ۔۔لیکن۔۔۔۔"وہ اسکے دائیں بائیں ہاتھ رکھ کر اسکی پشت
پر جھکا۔۔
اسکے کان کی لو کو آہستہ سے دانتوں میں دبا کر ایک بازو اسکی کمر میں
حائل کرتے اسے اپنے پاس کرنے ہی لگا تھا کہ

اپنا تنفس بحال کرتی سمن نے گھبرا کر پٹ سے آنکھیں وا کیں۔۔

آخر تمہاری پرابلم کیا ہے دریاب خان؟" وہ اسکے دھندلے سے"
عکس کو دیکھ کر غرانے لگی تھی مگر اسکے بھاری ہاتھ کی انگلی نے باقی کے
الفاظ منہ میں دبا دیئے۔۔۔

شش چلاؤ نہیں! جہاں اس وقت ہم دونوں کھڑے ہیں۔۔ اگر"
اس قربت کا کسی پر راز کھل گیا۔۔ تو تمہیں رات کے
اندھیرے میں میرے ساتھ رخصت کرنے کے علاوہ انکے
"پاس کوئی چارہ نہیں بچے گا۔۔

بکواس بند کرو جاؤ ابھی ورنہ ڈیڈ کو بلا کر تمہاری یہ اصلیت انہیں"
دکھا دوں گی۔۔" اسنے غصے سے ہاتھ جھٹک کر کہا۔۔
مجھے امید نہیں تھی تم اتنے گھٹیا نکلو گے دریاب خان۔۔" وہ اپنے"
ہونٹ ہتھیلی پر صاف کرتی دکھ سے بولی۔۔

مجھے بھی امید نہیں تھی بیٹری تم میں اتنا کرنٹ ہو گا۔۔" وہ بے باکی"
معنی خیزی سے گویا ہوا اور جھٹکے سے اپنی طرف گھما کر مٹھی میں اسکا
جبڑا پکڑا۔۔

وہ نرمی سے اسکے کپکپاتے گلابی لبوں سے چھو کر پھر سے اپنے لمس سے بھگو گیا۔۔

سمن گہرا سانس لیکر سرخ پڑ گئی۔۔جبکہ اسکی نظروں سے انجان سی اسے پیچھے دھکیل کر وہاں سے بھاگنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔مگر اسی وقت روم کا دروازہ کھلا۔۔۔

مام!!" سمن نے ہڑبڑا کر آواز پر باتھ روم کا دروازہ واپس بند کیا اور منہ پر" ہاتھ رکھ کر خوفزدہ کھڑی ہو گئی۔۔

جبکہ پشت پر کھڑا دریاب خان اسکے نیلے آسمانی ڈریس میں ملبوس بھیگے سراپے کا جائزہ لیتا ہینگ شرٹ اٹھا کر پہنتا اپنی ملکیت کو بڑے استحقاق سے دیکھ رہا تھا۔۔

اسکے گھنے بھیگے بالوں کی ٹپ ٹپ گرتی بوندیں اسکی توجہ کا مرکز تھیں۔۔

جسے وہ معصوم بچی سمجھ رہا تھا، اسکا نوخیز سراپا اسکی آنکھوں میں خمار کے دوڑے برپا کر گیا۔۔

"یہ لو پکڑو ڈریس اور چینج کر کے باہر آؤ! اگر کل بخاریاز کام کی شکایت کی تو بہت برا حشر کروں گی میں تمہارا سمن۔۔۔" دروازہ ناک کر کے زریش شاہ اسے مخاطب کرتی بولی۔۔

"نن۔۔ نہیں۔۔" وہ ہڑبڑا کر دروازے سے بدک کر پیچھے ہوئی۔۔ اور خوف سے یہاں وہاں دیکھنے لگی کہ اب کیا کرے

"لے لو! ورنہ ساسوماں کو گڑبڑ کا احساس ہو جائے گا۔۔" وہ پشت پر کھڑا کہنیاں فولڈ کرتا سرگوشی میں بولا۔۔ سمن نے غصے سے گھورتے سر جھٹکا۔۔

دریاب نے اسکی بھیگی پشت پر چپکے سیاہ ناگن سے بالوں کو دیکھا۔ وہ بیٹری کے اس خوبصورت سے منظر پر داد میں بروا چکا گیا۔۔

کک۔کچھ نہیں ہوتا مجھے۔۔آپ جائیں آرام کریں۔۔مام میں چینج" کرکے سو رہی ہوں۔۔"وہ کہتی وہاں سے بھاگنے کا سوچتی دروازے کی طرف بڑھی۔۔

اسنے ہیڈل پکڑ کر گھمایا۔۔مگر اس سے پہلے دریاب کا بازو اسکی کمر میں حائل ہو گیا۔۔

اگر ذرا سی ہوشیاری دکھائی!مت بھولنا پولیس والا ہوں۔۔ابھی تو روم آیا ہوں" لیکن اپنے ضد پر آیا تو گھر سے اٹھا کر ساتھ لے جاؤں گا۔۔اور وہاں جو ہو گا اسکا تم تصور بھی نہیں کر سکتی۔۔

کیونکہ ابھی تم بچی ہو جاناں۔۔۔"وہ اسے خبردار کر رہا تھا جسے سن کر سمن کا وجود سرد پڑ گیا۔۔

مگر اسکے باوجود وہ اسکا ہاتھ جھٹک کر ایکدم باہر نکل گئی۔۔دریاب دانت پیس کر پیچھے رہ گیا۔۔

پکڑو اسے اور چینج کر کے بیڈ پر جاؤ جب تک میں سوپ لے آتی" ہوں۔۔"زریش نے اسے کپڑے تھماتے ہوئے کہا۔۔

"نہیں مام آپ یہیں رہیں۔۔جب تک میں چینج کر کے آئوں۔"
وہ دریاب کی موجودگی کا سوچ کر گڑبڑا کر اپنی ماں سے زور دیکر کہتی کانپتے سر اپے
کے ساتھ تولیہ ان سے لیے ڈریسنگ روم میں جا کر بند ہو گئی۔۔

مام!!"ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ وہ جھنجھلا گئی۔اسکا چشمہ پاس نہیں"
تھا۔اور بھیگے بال،بیک زپ میں بری طرح پھنس گئے تھے۔۔
مام۔۔!!میرے بال پھنس گئے ہیں۔۔۔"اسنے غصے بے بسی سے بھیگی"
آواز میں کہا۔۔باتھ روم سے باہر نکلتے دریاب نے مسکراتی نظروں سے
بند دروازے کو دیکھا اور پھر اسکے۔۔

افف یہ تو بالکل بچی ہے۔۔"تولیے سے اپنا سر پونچھتے اسنے"
سوچا۔۔"مگر اسکی ہمت۔۔"وہ سوچ کر رہ گیا۔۔

اسکا کوئی ارادہ یہاں آنے کا نہیں تھا۔۔وہ تو دبئی سے آکر اسکا دماغ ٹھکانے
لگانے والا تھا مگر اچانک ہی بیچ راستے میں گاڑی نے دھوکہ دے دیا۔۔

وہ باہر نکل کر گاڑی کا بونیک اٹھا کر رکنے کی وجہ کو تلاش کر رہا تھا کہ اچانک پاس سے گزرتے منچلے لڑکوں کی بائیک نے روٹ پر پڑے بارش کے پانی سے اسکے سارے کپڑے خراب کر دیئے۔۔
اسنے پکڑ کر دونوں لڑکوں کو کان کے پیچھے سے رکھ کر تھپڑ لگائے۔وہ گڑگڑاتے معافی مانگ کر چلے گئے مگر دریاب اپنے کپڑوں کا کیا کرتا۔۔

اسنے سوچا گھر جائے۔مگر اتنی دور واپس جانے کا سوچ کر فلائٹ کی ٹینشن ہوئی۔ابھی اسی کشمکش میں تھا کہ اچانک صام کی کال آ گئی۔۔
اس سے اپنی پریشانی شیئر کی تو اسنے ہی یہ آئیڈیا دیا کہ جا کر ساحل بھائی کے گھر سے چینج کر کے نکل جائے جلدی کیونکہ وقت کافی کم تھا۔۔
دریاب کو بھی یہی بہتر لگا۔مگر اسنے سیدھے راستے جانے سے بہتر چور راستہ اپنایا۔۔وہ گاڑی میں رکھے بیگ سے اپنا ایک ڈریس نکال کر لے گیا۔وہ باتھ لیکر وہاں سے جلدی ہی جانے والا تھا کہ اسے کیا کسی کو بھی شک نا پڑے۔۔

مگر بری تھی اسکی قسمت کہ اسکے سامنے آ گئی۔ وہ بھی اس جگہ جہاں اسے نہیں آنا چاہیے تھا۔ اس وقت تولیے سے بال خشک کر کے برش کر کے وہ جلدی سے وہاں سے نکلنے والا تھا کہ اب پھر اسکی پکار۔۔

تو وہ معصوم کیا کرے؟ اسکی کیا غلطی تھی؟
اسنے معصومیت سے اسکے بند دروازے کو دیکھا۔۔ مام تو ویلیو دیئے بغیر نکل گئیں۔۔ مگر اسکا بڑا دل تھا۔۔ وہ بہت ویلیو دیتا تھا بیٹری کو۔۔ ہاں یہ الگ بات تھی کہ کبھی کبھار اسکی خود کی بیٹری بلاسٹ ہو جاتی تھی۔۔
اسنے وقت دیکھا اور ہاتھ میں موجود چشمے کو۔۔ باقی کا حساب تو وہ بعد میں کرنے والا تھا اس وقت رخصت ہونے کے سلام تو دے دیتا اسے۔۔
وہ ایک نظر روم کے بند دروازے پر ڈال کر، آہستہ سے ڈریسنگ روم میں داخل ہوا۔۔ اسنے ہاتھ سے پیچھے دروازہ بند کیا اور اسے دیکھا۔۔ وہ جھنجھلائی سی اپنے بال کھینچ کر بے دردی سے نکال رہی تھی۔۔

ککک۔ کون!" آہٹ پر سمن بوکھلا کر مڑی۔۔ دریاب نے ایکدم" اسکے منہ پر اپنا بھاری ہاتھ رکھ دیا۔ کہ اسکی خوشبو کو محسوس کر کے شرم سے سمن کا چہرہ دہک اٹھا۔

دریاب نے اسکے معصوم چہرے کے خوفزدہ تاثرات دیکھ کر، ساری سوچیں جھٹک کر بے ساختہ جھک کر اسکے پھولی گالوں پر اپنے ہونٹ رکھے۔۔

سمن کا پورا وجود سرد پڑ گیا۔۔ وہ مٹی کا خاموش بت بن کر رہ گئی۔۔۔ وہ آہستہ سے اسکے چہرے کو اوپر اٹھا کر اسکے نقوش اپنے ہونٹوں سے چھونے لگا۔

اسکی ٹانگیں کانپنے لگیں۔۔ دریاب نے اسکے ہونٹوں کو انگلیوں سے سہلایا۔۔ وہ اپنا حلق تر کرنے لگی۔ دفعتاً اسکی آنکھوں کے سامنے اس اذیت بھری رات کے لمحے لہرائے۔۔۔

سمن نے ایکدم اسکے ہاتھ کو نفرت سے جھٹکا۔۔

مجھے نہیں پسند آپکا چھونا۔۔" اسنے ناگواریت سے کہتے قدم پیچھے لیے۔۔"
دریاب نے لب بھینچ کر اسکے چہرے پر نفرت بھرے
تاثرات دیکھے۔۔
جاؤ اپنی دوسری محبوباؤں سے اپنی خواہشات پوری کرو۔۔ میں کوئی"
رومال نہیں ہوں۔۔ جس سے جب دل چاہے منہ صاف کرو۔۔
جب دل چاہے پھینک کر ایک نیا اٹھالو۔۔" وہ دبے دبے غصے سے
اپنے اندر کے طیش کو نفرت کی صورت نکال کر تلخ لہجے میں کہتی اس
سے دور ہو گئی۔۔

میں کسی بھی ایرے غیرے کیلئے اپنے ماں باپ بھائی سے بار بار"
جھوٹ نہیں بول سکتی۔۔ مسٹر دریاب خان۔۔ میں تمہارے لیول
کی لڑکی نہیں۔۔ اور نا ہی تم میرے لیول کے یا چوائس کے ہو۔۔
مجھ سے دور ہی رہو تو اچھا ہے۔ میں تو ہوں ہی بری۔۔ مگر آپ تو پاک
صاف ہیں۔ حسین بغیر خامی کے ہیں۔۔ اچھا لگے گا کہ جب آپکے
لیول کی بیوی آپکی زندگی میں آئے۔۔ تو اسکے سامنے آپکا کردار بیان کرتے
وقت ایک کھولنا ہو۔۔

جسنے دل نویرہ سے لگایا، بہلایا سمن شاہ سے۔۔ زندگی اس سے گزاری۔۔"
اسکے لہجے میں خنجر جیسی کاٹ تھی یا صرف دریاب کو ہی محسوس
ہوئی تھی کہ اسے اپنی رگیں پھول کر پھوٹتی محسوس ہوئیں۔۔۔

ایکدم آگے بڑھ کر اسنے اسکا جبڑا مٹھی میں دبوچا۔۔

"یہ جو الفاظ کہے ہیں اسکا جواب میں تمہیں آکر اپنی زبان میں دوں گا
کہ تمہاری سات نسلیں اس جواب کو یاد رکھیں گی۔۔" وہ سرد لہجے
میں بولا۔۔
سمن مسکرائی اسکے طیش پر۔۔۔ "مگر اس وقت جس آگ
اذیت میں رہیں ہوں۔۔ پچھلے دنوں سے اب تم رہو گے۔۔" وہ دل میں
سوچنے لگی۔۔

"مجھے پتا ہے۔۔! تمہارا جواب زور زبردستی کے علاوہ کچھ نہیں ہو گا۔۔"
"مفت کی ہاتھ آگئی ہوں۔۔ استعمال تو کرو گے کیوں ٹھیک کہا نا۔۔۔؟

چٹاخ۔۔۔اسکے بات مکمل ہوتے ہی دریاب کے بھاری ہاتھ کا تھپڑ اسکے چہرے پر نشان چھوڑ گیا۔۔وہ اسے پھولے تنفس سے گھور رہا تھا۔۔ مگر وہ مسکرائی۔۔۔

اس سے بھی برا۔۔۔!!"وہ سرد لہجے میں جتا کر بولا۔۔"

ہاہاہا۔۔ٹھیک ہے۔۔پھر ایسا کرو۔۔دبئ جا رہے ہو تو وہاں سے اپنے" لیے۔۔اپنے لیول کی لے آنا۔۔سنا ہے بہت بڑے کلب ہیں۔۔وہاں بہت ملتی ہیں راتوں کو۔۔۔"وہ قہقہہ لگا کر اپنے ہونٹ سے نکلے خون کو زبان سے سمیٹ کر آنکھ دبائے بولی۔۔

دریاب نے حیرت سے اسکا یہ روپ دیکھا۔۔مگر جب اندر جلتا ہے۔۔توانسان کا ظاہر بھی بدل جاتا ہے۔وہ اپنے لہجے سے آگ اگلنا شروع کر دیتا ہے۔

جیسے اس وقت سمن شاہ کر رہی تھی۔۔۔۔

ضرور لے آؤں گا!مگر اس سے پہلے تمہارا دماغ ٹھکانے لگاؤں گا۔۔اور" ایک بات۔۔۔!"اسنے کھینچ کر اسے پاس کیا اور اسکا چہرہ مٹھی میں جکڑا۔۔۔

اگر پیچھے سے تم نے کوئی مسئلہ کھڑا کیا اب ہم دونوں کے بیچ کا۔۔ تو تمہارا" وہ حال کروں گا کہ تم خود کو بھی نہیں پہچان سکو گی۔۔ دیکھ تو پہلے نہیں سکتی۔۔" اسنے غیظ و غضب بھرے لہجے میں کہتے اسکی آنکھوں پر چشمہ پہنایا۔۔

اب بات ہم دونوں کے بیچ نہیں منحوس خان۔۔ میرے ڈیڈ اور" تمہارے ڈیڈ کے بیچ ہو گی۔۔ تم کیا مجھے دھتکارو گے۔۔ میں تمہیں دھتکارتی ہوں۔۔
مجھے ایک بٹا ہوا شخص۔۔ ہر گز منظور نہیں۔۔ میں کسی ایسے شخص کی بیوی "نہیں بن سکتی جسنے اپنی جوانی کسی اور لڑکی سے بہلائی ہو۔۔۔

سمن!!" وہ ہاتھ فضا میں اٹھا کر غرا اٹھا۔۔۔"

شش!! چلاؤ نہیں۔۔ ڈیڈ گھر میں ہیں۔۔" وہ ایکدم اپنے منہ پر انگلی رکھ" کر اسے مزید طیش دلا گئی۔۔

بلالینا اپنے باپ کو۔۔ میں بھی دریاب خان ہوں۔۔ لگتا ہے بہت "
ہلکے میں لیا ہوا ہے مجھے تم سمن شاہ۔۔۔ ضد مت دلاؤ!! جس
چیز پر مجھے ضد آجائے۔۔ اسکی میں جڑیں اکھاڑ دیتا
ہوں۔۔۔" وہ غرایا اسکے منہ پر۔۔۔۔

جا رہا ہوں اس وقت۔۔ ملیں گے بہت جلد اور فرصت سے۔۔""
وہ اسکا چہرہ تھپتھپا کر جھٹکے سے بالوں کو پکڑ کر اسکے گلابی ہونٹوں پر اپنی
مرضی سے منمانیاں کرتا دور ہوا۔۔۔

سمن درد سے تڑپ کر "سی" کرتی کراہی۔۔
انتظار کرنا سونے تو یہ درد تمہیں دے گا نہیں۔۔!" وہ کہہ کر وہاں سے "
دروازے کی سمت بڑھا
سمن نے بھیگی آنکھوں سے آئینے میں اپنا چہرہ دیکھا۔۔
ہونٹوں سے ابل کر خون دیکھتے وہ گھبرا کر ہاتھ رکھا اور ہراساں نظروں سے
دروازے کی جانب دیکھنے لگی۔۔
جہاں وہ مسکراتی نظروں سے دیکھتا آنکھ دبا کر وہاں سے نکلا۔۔۔

"یہ سب کیا ہے دلنواز؟" وہ جب اپنی گاڑی میں بیٹھا تو وہاں سے
گزرتی لاتعداد پولیس کی گاڑیاں دیکھ کر ٹھٹھکا۔۔

"سر! ڈی آئی جی صاحب کا حکم ہے آپ جلدی سے یہاں
پہنچیں۔۔ جس گھر کے سامنے ایس ایس پی نادر پرویز کی گاڑی پائی گئی ہے
اس گھر کو آگ لگ گئی ہے۔ امکان ہے کہ سر اسی گھر میں
تھے۔۔" پیچھے سے افراتفری کا عالم دریاب کو سنائی دے رہا تھا۔۔

"دریاب نے
ایک منٹ رکو مجھے ڈی آئی جی کی کال آرہی ہے۔۔"
سٹیئرنگ وہیل پر ہاتھ مارتے غصے سے کہا۔۔۔
اور جلدی سے گاڑی کو گھمایا۔۔

"ڈی آئی جی کی کرخت
ایس پی دریاب خان! تم اس وقت کہاں ہو؟"
آواز گونجی۔۔
"اسنے
میں قریب ہی ہوں سر! پہنچ رہا ہوں دس منٹ میں۔۔"
ڈی آئی جی کو یقین دلایا کہ ایس ایس پی نادر پرویز کو کچھ نہیں ہو گا۔۔
کال ڈسکنیکٹ ہونے پر اسنے صام کو کال ملائی۔۔

"میں سب نیوز پر دیکھ چکا ہوں۔۔ یہ آگ کسی نے جان بوجھ کر لگائی ہے۔۔ تم وہاں پہنچو میں ساحل بھائی سے بات کرتا ہوں۔۔" صمصام نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔۔۔

"ٹھیک ہے تم بھائی سے بات کرو۔۔ میں یہاں دیکھتا ہوں۔۔" اسنے جھٹکے سے گاڑی کو بریک لگایا۔۔
اسلئے نہیں کہ وہ مطلوبہ جگہ پہنچ چکا تھا۔۔ وہ ابھی پانچ منٹ کے مفاصلے پر تھا۔۔

وہ وجود اپنے بھاری قدم لیے چل کر اسکی گاڑی کے پاس آیا، اور گلووز میں مقید انگلیوں سے شیشہ بجایا۔۔

"میری گاڑی سے پیٹرول ختم ہو گیا ہے۔ کیا تم تھوڑا سا پیٹرول شیئر کرو گے ایس پی دریاب خان؟" وہ اپنے مخصوص ٹھہرے لہجے میں بولا۔۔۔

"کہاں جانا ہے تمہیں؟" اسنے غصے سے پوچھا۔۔

کیا تم جاننے میں انٹرسٹڈ ہو؟"مقابل مسکراتی نظروں سے"
اسکے چہرے کو قریب سے جھکا اور اپنی کہنی ونڈو پر ٹکائی۔۔

آفکورس تبھی تو پوچھ رہا ہوں۔۔"وہ چبھتے لہجے میں مسکراتے بولا۔۔"

کراچی ایئرپورٹ !دبئی دوسرا قتل کرنے کیلئے۔۔"اسنے جھک کر"
جیسے ہم راز سمجھ کر بتایا۔۔
دریاب نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں۔۔
کیا وہاں بھی پیٹرول کا استعمال کر رہے ہو؟"گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا۔۔"
نہیں۔۔!سنا ہے۔۔عام لوگ آگ سے زیادہ ڈرتے ہیں۔۔اور"
آگ اچھے اچھے ثبوت بھی مٹا دیتی ہے۔۔"اسکی نظریں اسکی گاڑی
میں رکھے سگریٹ کے پیکٹ پر تھیں۔۔

جب تم نے ہمارا کیس لینے سے انکار کر دیا مسٹر ڈی کے تو بیچ میں اب"
اپنی ٹانگ کیوں گھسا رہے ہو؟"دریاب چبا کر غصے سے دھاڑا۔۔۔
ہاہاہاہا۔۔"باہر کھڑے دلاور خان کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔"

مجھے مرے ہوئے لوگوں کو اٹھانے میں انٹرسٹ نہیں ایس پی"
صاحب! مجھے زندہ لوگوں کو مارنے میں زیادہ ایکسپیرنس ہے۔۔"وہ سرد
لہجے میں جتا کر بولا۔۔۔

اور مجھے اس وقت ریس لگانے میں انٹرسٹ ہو رہا ہے۔۔اگر یہ"
تمہاری کوشش ہے میرا راستہ روکنے کی تو۔۔۔ تو ملتے ہی دبئ میں۔۔"
اسنے آنکھ دبا کر گاڑی اسٹارٹ کی۔۔
مقابل نے اسے گھورتے ہوئے جھپٹ کر ڈیش بورڈ سے سگریٹ کا
پاکیٹ اٹھایا۔۔
ہاہاہاہا۔۔!"دریاب قہقہہ لگا کر گاڑی آگے بڑھا گیا۔۔"
جبکہ دلاور نے سلگتی نگاہوں سے اسکی گاڑی کو دیکھتے بھاری پاؤں تلے پاکیٹ
کو مسئلہ۔۔۔۔

مسٹر ڈی کے!" تھوڑا سا آگے جا کر دریاب نے گاڑی روکی اور ہاتھ باہر نکال"
کر اسے متوجہ کیا جس میں سلگتا ہوا سگریٹ تھا۔۔
"!!جس ریس میں ٹویسٹ نا ہو۔۔اس میں مجھے مزہ نہیں آتا"

اس وقت۔۔ تمہارے لیے ٹویسٹ تمہاری گاڑی کا پیٹرول اور "
میرے لیے تمہاری لگائی آگ ہے۔۔ دیکھتے ہیں کس کے نصیب
میں آتی ہے فتح۔۔
بائی داوے! بھابی کو میرا اسلام دینا۔۔ اگر تھوڑا لیٹ ہو لیتے تو وہ
تمہاری بھابی ہوتی پر خیر۔۔۔" وہ پیچ کی انگلی اسے دکھا کر اسکے نشانہ
لینے سے پہلے گاڑی جہاز کی رفتار سے اڑاتا وہاں سے بھاگا۔۔۔
پیچھے ٹھاہ ٹھاہ کرتی گولیوں نے دور تک اسکا پیچھا کیا۔۔

ہاہاہاہا۔۔" دریاب خوش تھا اسے آگ لگا کر۔۔ اسنے بھی تو وہ آگ "
اسکے راستے میں لگائی تھی۔۔
جبکہ پیچھے اس کی آخری بات پر غصے سے بپھر ادلا اور غرایا۔۔
میں اسکا بھائی نہیں ہوں۔۔ تو پھر میں کیوں غصہ ہو رہا ہوں۔۔""
اسنے خود کو کنٹرول کیا۔۔ مگر اسکے اعصاب چیخ اٹھے۔۔
آہہہ۔۔!!" وہ غصے کا نہایت تیز تھا ٹھاہ کے ساتھ اپنا مکا گاڑی پر "
مارا۔۔۔
" بے غیرت نے گالی تو۔۔۔۔"

چھوڑوں گا نہیں تمہیں۔۔!!" وہ پاگل ہوتا خونخوار نظروں سے دیکھتا موبائل
نکال کر اپنے آدمی کو کال ملانے لگا۔۔

ooooooo

"پاکستان کیسا ہے؟"

"بہت خوبصورت۔"

"وہاں کے لوگ کیسے ہیں؟"

"اس سے بھی زیادہ پیارے۔۔"

"کیا وہ اپنی بیویوں کی عزت کرتے ہیں؟"

"ہاں بہت۔۔ مگر پانچ انگلیاں برابر نہیں ہوتی۔ اسکا مطلب یہ بھی
نہیں کہ سارا قصور شوہروں کا ہے۔ بیویوں میں بھی پانچ انگلیاں برابر
نہیں۔۔"

"وہاں کے مرد کیسے ہیں؟"

"زندہ دل! اچھے۔۔ غیرت پر مرنے والے بھی، اور غیرت پر مارنے
والے بھی۔۔"

"کیا وہ کسی کالے انسان کو قبول کر لیتے ہیں؟"

"بالکل! وہ کالے رنگ کو بہت مقدس مانتے ہیں۔۔"

کاش وہ میرا ملک ہوتا۔۔" اسنے کھڑکی سے باہر چاند کو دیکھ کر اداسی" سے کہا۔۔

کیا یہ چاند پاکستان میں بھی دکھائی دیتا ہے۔۔" اسنے گردن موڑ" کر اسکے پاؤں کو مرہم لگاتی ماں سے پوچھا۔

ہاں۔۔" وہ مسکرائی"

وہاں کے باپ کیسے ہیں؟" اسنے ہتھیلی ٹھوڑی تلے رکھی۔۔۔ اسنے نگاہ اٹھا" کر اسے دیکھا۔۔

بہت پیار کرنے والے۔۔ اولاد کو زندگی کی تمام خوشیاں سمجھنے والے۔۔"

"مگر ایک بات پتا ہے۔۔

کیا؟؟" وہ انکے لہجے میں اداسی محسوس کر کے بولا"

"وہاں اولاد کو زندگی لٹانے والے باپ کی قدر نہیں ہوتی۔۔"

یہ دستور دنیا ہے مام! جو ترستے ہیں، انہیں وہ سایہ میسر نہیں" "ہوتا۔ اور جنہیں میسرِ سایہ ہو، انہیں قدرِ سایہ نہیں۔۔۔

میں سوچتا ہوں اکثر کہ میں کب نارمل بچوں کی طرح باہر"
چلوں گا۔ اسکول پڑھوں گا۔ کھیلوں گا۔ میرا باپ مجھے اتنی تکلیف دیتا
ہے تو انہیں احساس کیوں نہیں ہوتا میری تکلیف کا۔ وہ رات کیسی
ہو گی جب میں بغیر کسی تکلیف کے سوؤں گا۔
وہ کیسی رات ہو گی، جب میرے پاس کوئی درد تکلیف نہیں ہو گا۔۔ پتا
ہے مام دل کرتا ہے کاش میں یتیم ہوتا۔
مجھے اپنے باپ سے نفرت نہیں ہے۔ اسلئے میرا دل چاہتا
ہے۔ وہ باہر جائے۔ اور اسکی باہر کہیں موت ہو جائے۔ میرے
"سامنے اسکا انجام کبھی نا آئے۔۔
مہکار اٹھ کر اسکے پاس آ گئی۔۔ "کاش میں تمہارے لیے کچھ کر سکتی
"جیکی۔۔
آپ نے بہت کیا ہے مام۔۔ مگر میں نے آپکے ساتھ بہت برا"
کیا ہے۔ میں ایک مطلب پرست بچہ تھا۔ میں سوچتا تھا
جب آپ آئیں گی تو میں اس تکلیف سے بچ جاؤں گا۔ میں اپنے
باپ کی اذیت سے بچ جائوں گا۔۔

مگر آپ سے ملنے کے بعد میری تکلیفیں بڑھ گئی ہیں۔ میں جو اتنی تکلیف کے بعد بیہوش ہو جاتا تھا۔ اب بیہوش بھی نہیں ہوتا آپکی تکلیف کو سوچ کر۔۔

میرا دل چاہتا ہے، میں ایک بڑا درندہ بن جاؤں۔۔ میرے ہاتھ میں چھرا ہو، اور میں اپنے باپ کے اتنے ٹکڑے کروں۔۔

مام میں نے سنا ہے بچے تو اللہ کے پھول ہوتے ہیں۔ تو یہ کیسے پھولوں کو نوچ لیتے ہیں؟" وہ بے آواز رو رہا تھا۔

ایسی باتیں مت کرو جعفر! تم میرے بہت اچھے بیٹے ہو۔ اپنے شاہو" بھائی کی طرح بہادر بنو۔۔ بڑے ہو کر ایک بہت اچھے انسان بننا۔" مہکار کھڑکیاں بند کر کے اسکے پاس آئی۔۔

"مام کیا کوئی مجھے پیار کرنے والا ملے گا دوست؟"

ضرور ملے گا۔ اور جب ملے گا تب اسے کھونا نہیں۔۔" اسنے اسکا سر" سینے سے لگایا۔۔

وہ چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا۔۔" میں بہت بدنصیب" ہوں مام۔

"ایسے نہیں بولتے جعفر! اس میں بھی کوئی۔۔۔۔"
پلیز مام۔۔ میں خدا پر یقین کرنے والا لڑکا ہوں۔۔ اس ظلم کو"
مصلحت کہہ مجھے دل خدا سے بدگمان مت کریں۔۔ ایک اسکا
سہارا تو ہے زندگی میں۔۔ اگر خدا سے روٹھ گیا تو میں کیسے زندہ رہوں
گا۔۔" وہ آنکھیں مسل کر بولا۔۔ مہکار شاہ نے لب بھینچ کر اسے خود میں
چھپا لیا۔۔

آج اسکا وجود بخار سے تپ رہا تھا۔ رات کافی ہو گئی تھی۔ اسکا شوہر ابھی
تک گھر نہیں لوٹا تھا۔ مہکار نے جیکی کو کھانا کھلا کر وہ جب باہر گئی
دوسرے کام نمٹانے تب تک جیکی سو چکا تھا۔۔
مہکار واپس آئی، تو جیکی سویا ہوا تھا۔ رات کافی ہو گئی تھی اسے اندازہ ہو گیا
تھا کہ اب اسکا شوہر واپس نہیں آئے گا۔ تو وہ بھی خاموشی سے سو گئی۔۔
صبح کے قریب کوئی وقت تھا، جب آہٹ پر اسکی آنکھ کھلی
تھی، مہکار نے جب نیند میں ڈوبی آنکھوں سے وہ منظر پلٹ کر دیکھا
اسکی چیخیں بے ساختہ تھی۔۔

وہ منظر روح فنا کر دینے والا تھا۔ جہاں تڑپتے جیکی کے منہ سے سفید جاگ نکل رہی تھی۔ اسکی چیخیں حلق میں کہیں دبی ہوئی تھیں۔ چہرہ سپید اور آنکھیں باہر کو ابلی ہوئیں۔۔۔

چھوڑو اسے حیوان۔۔" وہ غرائی اس پر جھپٹی۔۔"
حیدر نے جیکی کو چھوڑ کر اسے پکڑا۔۔"غلیظ عورت مجھ سے دل نہیں بھرا تو میرے بیٹے پر بری نظر ڈال کر اسے بھی اپنے حوس کا شکار بنا لیا۔۔"
الفاظ تھے یا روح پر پڑنے والا گہرا چابک۔۔
مہاکر شاہ پور پور لہولہان ہو گئی اس وار سے۔۔ اسکے منہ سے نکلنے والا جملہ گولی سے تیز تھا جو اسکے دل و دماغ پر پڑا اور اسے سن کر گیا۔۔
وہ آج غیظ و غضب میں تھا۔۔ وہ اپنی نفسیاتی سوچوں میں بالکل اندھا ہو گیا تھا۔ کہ انکے پاک رشتے کو بھی اپنی غلیظ زبان سوچ ناپاک زبان سے بیٹ چڑھا لیا۔۔
آج میں تمہارا قصہ تمام کر دوں گا۔ تم جیسی حوس پرست "
عورت کی میری زندگی میں کوئی جگہ نہیں۔۔ پہلے میرے بیٹے کے قریب اپنی بھانجیوں کو لائی۔۔۔ پھر جب وہاں کامیاب نا ہو سکی تو اپنا وجود پیش۔۔۔۔۔

چٹاخ" اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے مہکار شاہ کا ہاتھ اٹھا مقابل"
کھڑے اسکے شوہر کو ششدر کر گیا۔۔

بہت ہو گئی تمہاری بکواس! یہ میرا ظرف تھا جواب"
تک تمہارا ظلم برداشت کرتی آئی۔۔ مگر اپنے بھائی یا انکی بیٹیوں کے
خلاف ایک لفظ نہیں سنو گی میں۔۔" وہ اس پر چلائی جبکہ
مقابل اسکی جرات پر ساکت ہو گیا تھا۔۔

اب ایک منٹ بھی نہیں رکوں گی میں یہاں تم جیسے نفسیاتی،"
سائیکو انسان کے ساتھ۔ مجھے نہیں پرواہ کہ دنیا اب میرے
بارے میں کیا کہتی ہے۔۔ مگر میں تمہارا یہ شیطانی روپ
دنیا کے سامنے لاؤں گی۔۔" وہ اس سے کہتی اپنی چادر درست کر کے کر
وہاں سے دروازے کی طرف بڑھی۔۔۔

تمہارا بھائی ایک شریف بزنس مین ہے۔ صبح آٹھ بجے جاتا"
ہے۔ شام کو آٹھ بجے گھر آتا ہے۔ اگر اس صبح آٹھ بجے راستے کے

دوران، یا رات کو آٹھ بجے راستے کے دوران تمہارے بھائی کو کوئی موت کے گھاٹ اتار دے؟
یا کھیلتی ہوئی تمہاری بھانجیاں اچانک غائب ہو جائیں؟ یا
"عزت سے بیٹھی تمہاری بھابی کے پاس عزت نا بچے۔۔۔

بکواس بند کرو****۔۔"مہکار شاہ اسکی آنکھیں نوچنے کیلئے اسکی" طرف بھاگی مگر اس سے پہلے ہی حیدر نے اسے کھینچ کر دیوار سے لگایا۔۔
جیکی جواب سنبھل چکا تھا اس افتاد پر چیخ اٹھا۔۔۔

کچھ بھی ہو سکتا ہے۔۔ اگر تم نے منہ کھولا یا میرے خلاف گئی۔۔ اس" گھر سے باہر قدم نکالا۔۔"مہکار اسکی آنکھوں میں شیطانی چمک دیکھ کر سن ہو کر رہ گئی
جہاں اسکی زبان تالوں سے چپکی، اسکے بعد وہی قیامت ٹوٹی جو ہر رات گزرتی تھی۔ اسکے حیوانیت سے زیادہ اسکے لہجے کے غلیظ پن سے مہکار کو نفرت ہوئی۔۔

جیکی کے ہاتھ پیر باندھ کر اسے ایک کونے میں کسی بیکار سامان کی طرح پھینک دیا تھا۔ وہ اسکے وجود پر بربریت کی انتہا کرتا اسکے کانوں شیطانی سرگوشیاں کر رہا تھا۔۔

پہلے تم نے اپنی ممتا محبت سے میرے بیٹے کو اپنی سائیڈ کرنا چاہا" مگر اس میں ناکام ہو گئی تو اب اپنا جسم پیش کر دیا اسے ورگلانے کیلئے۔۔" وہ اسکے وجود کو روندتا کہہ رہا تھا۔۔

روم کی فضا میں جیکی کی دبی دبی سسکیاں تھیں۔ مگر اس میں ہمت نہیں تھی وہ ایک بھی گواہی دے سکتا۔
دیکھ تیرے یار کو تکلیف ہو رہی ہے۔۔" وہ مکروہ ہنسی ہنس کر مہکار کے" بالوں سے پکڑ کر اسکا چہرہ جیکی کی طرف اٹھایا۔۔۔

خدا کیلئے میرے پاک رشتے کی توہین مت کرو۔۔" وہ سسک" اٹھی۔۔

آہہہ۔۔"اسکی سدا پر غصے میں آکر سر پر کھڑے درندے نے"
بوٹ میں مقید پاؤں کی ٹھوکر اسے رسید کی۔۔اسکی دلخراش
چیخ نکل پڑی۔۔
جیکی منہ چھپائے رو رہا تھا۔اسے رب سے شکوہ تھا کہ ساری دنیا
کے بچوں کو اتنی خوشیاں دیں ہیں پھر اسکی کیوں ہر رات اذیت والی بنا
دی۔۔۔
وہ جانے کب اس حیوان کے پنجرے سے آزاد ہو گا۔۔کبھی کبھی تو اسکا
دل کرتا،جب اسکا باپ سو رہا ہو تو جا کر اسکا گلا بے دردی سے کاٹ کر
اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کہیں گھر میں چھپا دے۔اور خود بھاگ
جائے یہاں سے پاکستان۔۔۔

جیسے تیسے کر کے وہ رات بھی گزر گئی،یہ الزامات یہ گالیاں،یہ
ٹھوکریں،یہ ظلم و بربریت جیکی کیلئے کوئی نئی بات نہیں تھی۔مگر جو
ماں جیسا احساس تھا وہ نیا تھا۔۔

وہ رو رہا تھا،کیونکہ ایک نئی شروعات ہو گئی تھی جس سے وہ خوفزدہ
تھا۔مگر اختتام کی طرف بڑھنے سے تو یہی ہونا تھا۔۔

آخر کار اسکے باپ کا دل جو بھر گیا تھا۔۔

وہ پھر اللہ سے اداس رہنے لگا۔۔ وہ مایوس ہونے لگا۔ حسرت بھری نگاہوں سے وہ مہکار شاہ کو دیکھ رہا تھا۔ جو انہیں ناشتہ سرو کر رہی تھی۔

وہ دیکھ رہا تھا، کہ وہ بیمار ہو رہی تھیں آہستہ آہستہ۔۔ تکلیفوں نے انہیں توڑ کر رکھ دیا تھا۔۔

وہ اب اس سے بھی دور دور رہتی تھیں۔ وہ اسکے پاس جاتا تو بھی وہ سرد اپاٹ رویہ رکھتی اسکے ساتھ۔۔

جیکی چھپ چھپ کر انکے بدلے رویے پر روتا تھا، مگر جانتا تھا عورت اپنے کردار کو لیکر کافی حساس ہوتی ہے۔

وہ ان دونوں معصوم سی لڑکیوں کا بھائی تھا۔ وہ اسے اپنا بھائی سمجھتی تھیں، اسکے ساتھ کھیلتی اس سے اپنی بھائی کی خواہش کو پورا کرتی تھیں۔۔

کتنا انمول رشتہ تھا ان تینوں کا آپس میں، مگر اسکے شیطانی نفسیاتی باپ نے اس رشتے کو بھی ناپاک کر دیا۔۔ سب سمجھتے تھے وہ ابنارمل بچہ ہے اسلئے اسکا باپ اسے کہیں آنے جانے نہیں دیتا۔۔

مگر وہ دونوں اسے ابنارمل نہیں سمجھتی تھیں، وہ اسکے پاس آتیں، اسکول سے لائی ہوئی چیزیں اسے کھلاتیں۔۔

وہ اپنی دونوں چھوٹی چھوٹی معصوم بہنوں کے ہاتھ چوم کر رو پڑتا تھا۔

وہ تھک گیا تھا۔ اسنے سوچ لیا تھا کہ اب وہ مزید نہیں جی سکتا، جب تک وہ زندہ رہے گا تب تک یہ کھیل جاری رہے گا، اگر وہ مر گیا تھا کچھ نہیں بچے گا۔۔

اسکے ارادے وہیں رہ گئے، شاید رب کو اسکا حرام موت مرنا منظور نہیں تھا، تبھی ایک دن صبح کے وقت انکے ناشتے پر حیدر شاہ اپنی بیٹیوں کے ساتھ آیا۔۔

وہ سب حیران ہوئے، اسکا باپ بڑے احترام اخلاق سے انسے ملا جیسے اس جیا کوئی دوسرا بندہ اس دنیا میں نہیں۔۔۔

اسکے وجود میں، آگ بھڑکنے لگی۔۔ وہ آج سارے راز فاش کرنے والا تھا کہ ایکدم اسے جیسے ایک زندگی کی کرن نظر آئی۔۔۔

حیدر میں تم سے اجازت لینے آیا ہوں۔ میرا بھتیجا ساحل"
کافی بیمار ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ آپی جا کر اسے دیکھ آئے۔ وہ ناراض
ہے پہلے سے آپی سے۔۔"حیدر شاہ نے اپنا مطالبہ پیش کیا۔۔
ساحل کی طبیعت کا سن کر اپنے شوہر کے سننے سے پہلے ہی مہکار شاہ
بول اٹھی۔۔
میں جا رہی ہوں بھائی۔۔ آپ نے کہا تھا آپ مجھے اپنے شاہو"
کے پاس بھیجیں گے۔۔"وہ رو پڑی۔۔
حیدر شاہ نے اسے اپنے حصار میں لے لیا۔"ضرور جانا میں
اپنا وعدہ ہی پورا کرنے آیا ہوں۔ تمہاری ٹکٹ بھی آج ہی بک کرواتا
"ہوں۔۔

میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا حیدر!"اسنے اپنے بہنوئی کو مخاطب"
کیا جو گہری سوچ میں کھڑا تھا۔۔
ہاں بالکل جاؤ ملکر آؤ وہ بھی تمہارا بیٹا ہے۔ وہاں بھی تمہارے رشتے"
ہیں۔۔ شادی کے بعد تو تم صرف گھر کی ہو کر رہ گئی ہو۔۔ کتنی دفعہ کہا
ہے جا کر اپنے بھائی کے گھر سے گھوم کر آؤ یا یہاں جاؤ وہاں جاؤ مگر

نہیں۔۔"اسنے شاطرپن سے کہا۔۔مہکار نے نفرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔مگر جب اسکے بھائی نے دیکھا تو وہ مسکرادی۔۔

میں تو کام کی وجہ سے نہیں چل سکوں گا لیکن!ایسا کرو تم مہکار" جعفر کو اپنے ساتھ لے جاؤ!"کافی سوچ وچار کے بعد بولا۔۔جیکی نے ایکدم سے اپنے باپ کو دیکھا۔۔
اور مہکار ششدر رہوئی۔۔
ہاں یہ تو بہت اچھا آئیڈیا ہے۔۔جیکی کو ضرور جانا چاہیے۔۔"
میں تم دونوں کی ٹکٹ بک کرواتا ہوں۔۔"حیدر شاہ نے کہا۔۔مہکار نے گڑبڑا کر انکار کرنا چاہا۔۔
یہی تو وہ چاہتا تھا کہ وہ خود انکار کرے، مگر جیکی کے جڑے ہاتھ دیکھ کر مہکار شاہ کے لبوں پر کفل پڑ گئے۔۔

جانے وہ کون سا لمحہ تھا جس میں جیکی کی مانگی گئی دعا قبول ہوئی تھی۔وہ حیران تھا کہ اسکے باپ نے کیسے اسے بھیجنے کی حامی بھری۔۔

مگر اسکی یہ حیرت جلدی ہی ختم ہو گئی، جب جانے سے پہلے اسکے باپ نے اس سے کہا تھا کہ وہ اپنی ماں پر نظر رکھے، اگر کہیں بھی وہ اپنے پچھلے شوہر یا کسی مرد سے بات کرتی ہے تو آکر اسے بتائے۔ اور وہ خود اس سے دور رہے۔

یہاں سے جاتے کل واپس آنے کی ضد کرنا، وہ جہاں جائے اسکے" ساتھ اسکی پرچھائی بنے رہنا اور ہاں رات کو یاد سے اسکے کمرے میں رہنا، مجھے اس عورت پر ذرا بھی یقین نہیں ہے۔ حوس پرست ہے۔۔ حوس پرست جانتے ہو نا؟" اسنے جبڑا جکڑ کر پوچھا۔ وہ اثبات میں سر ہلا گیا۔۔

واہ ایک رات ساتھ گزار کر سب کچھ معلوم ہو گیا ہاہاہاہا۔۔ "جیکی کا" چہرہ سرخ پڑ گیا۔۔
اسے ماں ماننے کا سوچنا بھی مت۔ یہ عورت لائق نہیں کہ یہ" تمہاری ماں بن سکے۔۔" اسے تمام ہدایتیں کرتے وہ مہکار شاہ کے پاس چلا گیا۔۔

وہ خاموشی سے اسکی غلیظ بے باک باتیں سننے لگی جو سسکے کردار کی دھجیاں بکھیر رہی تھیں۔۔

"میرے بیٹے کا خیال رکھنا، اسے اپنے غلیظ خاندان سے دور رکھنا وہ بہت معصوم ہے۔ اگر اسے اپنی خواہشات۔۔۔۔۔" وہ جانے کیا کچھ کہہ رہا تھا۔۔

جہاز میں وہ پہلی بار نہیں بیٹھا تھا، اب سے پہلے وہ اپنے باپ کے ساتھ کافی ممالک جا چکا تھا۔ مگر کبھی پاکستان نہیں گیا۔۔

ایئر پورٹ پر جہاں وہ دونوں اسکی بہنیں (دل سے مانتا تھا) اس سے ملی تھیں وہاں اسکا باپ بھی آیا تھا انہیں چھوڑنے، اور اسکا ماموں حیدر شاہ بھی۔۔

"یہ گفٹس میرے صارم کو دے دینا۔۔ وہ میرا بیسٹ فرینڈ ہے۔۔" روحا نے اپنے گفٹس جیکی کو دیئے۔

"مگر مجھے کیسے پتا چلے گا صارم کون ہے؟"

بہت آسان ہے۔ وہ بہت پیار سے بات کرتا ہے، سب سے پہلے"
دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہے، اسکی ہر بات میں دلکشی گہرائی ہوتی ہے۔
جس کی ہر بات میں ایک نئی راہ ہو گی، وہ صارم زیدی ہو گا۔" وہ مسکرا کر
معصومیت سے بولی۔۔۔

اچھا۔۔" جیکی ہنس پڑا۔۔"
سب جھوٹ !جو سب میں بلیک ہو گا وہی بلیک بوائے ہو گا۔۔" بازل"
نے ناک بھنویں چڑھا کر کہا۔ روحاد کھ سے اسے دیکھتی اپنی مام
کے پاس چلی گئی۔۔ اسکے جانے کے بعد بازل ہنس پڑی۔۔

"بلیک تو میں بھی ہوں۔۔"
پر تم میرے بھائی ہو نا۔" وہ اسکا ہاتھ تھام کر بولی۔۔"
یہ میری طرف سے۔۔" اسنے اپنی کلائی میں پہنا سیاہ دا گھا"
اسکی کلائی میں باندھ دیا۔۔
میرے پاس بھی تمہارے لیے کچھ ہے۔" جیکی نے چور نظروں سے"
اپنے باپ کو دیکھا۔۔

تم میری بہت خوبصورت بہن ہو۔۔" وہ اسکے ہاتھ کی پشت پر لب رکھ کر گویا ہوا۔۔ اور اپنی جیب سے ہارٹ والا بریسلیٹ نکال کر اسکی کلائی میں پہنا دیا۔۔

واؤ یہ تو بہت خوبصورت ہے۔۔ اور بڑا بھی۔۔" بازل کی آنکھیں چمک گئی اس خوبصورت سے بریسلیٹ کو دیکھ کر۔۔۔

شش! یہ میری ماں کا ہے۔ یہ چھپا دو اپنے پاس۔۔ جب بڑی ہو گی تم تب پہننا۔۔" جیکی نے آہستگی سے کہا۔

فلائیٹ کا وقت ہو گیا وہ انہیں ہاتھ سے بائے بائے کرتا، اپنی ماں کے ساتھ اندر چلا گیا۔۔۔

اپنے باپ کے منظر سے ہٹنے پر ہی جیکی نے شور مچا دیا، وہ اپنی ماں سے کہہ رہا تھا یہاں سے بھاگ چلیں۔۔ وہ بہت برا کریں گے آپ کے ساتھ۔۔

مگر مہکار اس وقت اسے لیکر کہاں جاتی۔ انائونسمنٹ ہو رہی تھی۔ وہ جیکی کو بہلا پھسلا کر لے آئی جہاز میں۔ جہاں وہ اس سے ناراض مسلسل رو رہا تھا۔۔

ایک دن بعد پاکستان سے آئیں گے، اور پھر اس جہنم میں" جائیں گے۔۔ آپ مجھے مار دیں۔۔ یا خود کو مار دیں۔۔ مگر میں اب برداشت نہیں کر سکتا۔۔ مجھے تکلیف ہوتی ہے جب وہ آپکے ساتھ حیوانوں کی طرح پیش آتے ہیں۔۔" وہ اسکے پاس بیٹھا غصے سے روتا کہہ رہا تھا۔۔

پر مہکار کے کوئی رسپانس نا دینے پر، وہ خاموش ہو گیا۔۔

غلطی آپ کی نہیں میری ہے۔ اگر ڈیڈ سے آپکو شادی کیلئے فورس" کرنے کے بجائے، میں چھپ کر آپکو انکی اصلیت سے واقف کر دیتا تو آج یہ سب نا ہوتا۔۔" وہ اپنے آپ کو کوس رہا تھا سارے سفر کے دوران۔۔۔

مگر جب کراچی ایئرپورٹ پر لینڈنگ ہوئی، اسنے پاکستان کی سرزمین پر قدم رکھا تو اسے اصل آزادی کی فضاؤں نے چھوا۔۔۔ وہ کسی خواب کی طرح ہر ایک چیز کو دیکھ رہا تھا۔۔

ایئرپورٹ کے باہر ہارون شاہ اپنی شریک حیات کے ساتھ کھڑے تھے۔۔۔

ہارون شاہ اس سے بہت احترام سے ملا، زریش نے اسے گلے سے لگایا بڑی بہن کی طرح۔۔ جیکی اس خوبصورت سی عورت کو دیکھنے لگا۔

اسنے ہارون شاہ کو دیکھا، اور جب وہ اس سے ملے اپنا تعارف کروایا تو معلوم ہوا یہی ہیں وہ۔۔۔ اسکی ماں کے ایکس ہسبینڈ۔۔۔

وہ انہیں لیکر گھر آ گئے۔ ساحل گھر میں موجود نہیں تھا، مہکار شاہ جیکی دونوں کو انکے روم میں بھیج دیا گیا۔ مگر جیکی اپنی ماں کے پاس آ گیا انکے روم میں۔۔

اسلئے نہیں کہ وہ باپ کی طرف سے جاسوسی کر رہا تھا بلکہ اسلئے کہ وہ آج سب کچھ اپنی ماں کو بتانے والا تھا۔۔

اسکے پاس ابھی بھی ایک دن کا موقعہ تھا۔ وہ اپنی ماں کو بتا دینا چاہتا تھا۔۔

اس سے پہلے کے واپس جا کر، اسکی ماں کو شک کی موت اتارا جائے۔ وہ سب کچھ انہیں کہہ دینا چاہتا تھا۔ اپنے باپ کے سارے کالے چٹھے۔۔۔

oooooooo

آجکل ہمارا بیٹا کہاں مصروف رہتا ہے؟"فیروز چغتائی اپنی بیٹی کے"
پاس آکر بیٹھے۔
اپنے باپ کی اچانک آمد سے وہ سٹپٹا کر لیپ ٹاپ بند کر کے
"باپ کے سینے سے لگ گئی۔۔"کہیں نہیں یہیں ہوں۔۔

یہاں کہاں؟کالج سے آکر روم میں بند ہو جاتی ہو۔۔کیا بات ہے نا"
شرارت نا اپنی ماما کو تنگ کرنا کوئی پریشانی ہے؟وہاں تمہاری ماما نے مجھے
تنگ کیا ہوا کہ میری بیٹی کو نظر لگ گئی ہے خاموش
خاموش رہتی ہے۔"فیروز نے نظروں سے ہی اپنی بیٹی کی نظر اتاری۔۔
وہ اس وقت سیاہ کپڑوں میں کافی پیاری لگ رہی تھی۔۔

ڈیڈ اب میں بڑی ہو گئی ہوں ماما سے کہیں پریشان نا ہوا کریں۔۔"وہ منہ"
بنا کر بولی۔۔
دیکھ رہا ہوں جب سے گیارویں جماعت میں آئی ہو بڑی بڑی کی رٹ لگا"
دی ہے۔۔ہاہاہا میرے بچے ابھی تم بہت چھوٹی ہو۔۔بالکل میری چھوٹی سی
چڑیا جیسی۔۔

اتنی سیریس نا ہو خود کو لیکر۔۔۔ اس بڑی بڑی سے نکل آؤ اور ہمیں ہماری چھوٹی سی شرارتی چڑیا دے دو۔۔۔ "فیروز صاحب نے ہنستے ہوئے اسکی ناک دبائی۔۔

نویرہ نے قہقہہ لگا کر اپنے باپ کے گلے میں بانہیں ڈالیں۔۔ "آئی لو یو "ڈیڈ۔۔

میرا بچہ۔۔۔ "وہ اسے سمٹ گئے خود میں۔۔"

فیروز صاحب اسے اپنے ساتھ لے گئے باہر۔۔ وہ ابھی دریاب سے بات کر رہی تھی۔۔ اس حادثے کے بعد دریاب جو اس سے جھجھکتا تھا۔۔ اسکی وہ جھجھک ختم ہو گئی تھی۔۔ صرف نویرہ کی نہیں بلکہ دریاب خان کی بھی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئی تھیں۔۔

بلکہ نویرہ نے اس سے محبت کا اظہار بھی کر دیا تھا، جسے سن کر وہ خاموش ہو گیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا وہ ابھی بہت چھوٹے ہیں۔۔ انہیں زندگی میں کافی منزل طے کرنی ہے۔ مگر وہ کچھ کہہ کر نویرہ کا دل نہیں توڑنا چاہتا تھا۔۔ ہاں یہ بھی حقیقت تھی کہ دریاب کو بہت پسند تھا اس سے بات کرنا۔۔

اسکی سستی عروج پر تھی، یہ تو دلاور کا غصہ دانیال خان کا خوف ہی تھا کہ وہ مجبوراً پڑھائی کی طرف متوجہ ہوتا تھا۔ دلاور نکاح کے بعد کافی سیریس ہو گیا تھا اپنی پڑھائی کو لیکر۔۔۔

جو پروفیسر اس سے خفا تھے، اب وہ بہت متاثر ہونے لگے تھے۔ صمصام زیدی تو ہر اسٹیج پر کامیاب رہا تھا، اسے اسٹوڈنٹ پا کر پروفیسر بھی بہت خوش ہوتے تھے مگر اب وہ دلاور خان سے بھی متاثر ہو گئے تھے۔۔

وہ اپنے باپ کے سامنے نالائق رہتے تھے، دانیال خان کے ناک میں دم کیے رکھتے جبکہ کالج میں اب انکا نام تھا۔۔

جس طرح دلاور کا نام اب سب میں گونجنے لگا تھا نویرہ کو اپنا پلان بونگا سا محسوس ہوتا تھا۔۔

مگر اسکے بعد بھی فارس ماہرہ کی سپورٹ تھی جس باعث وہ ہمت مجمع کر پائی تھی۔ مگر آج جب دریاب کو ڈانٹ پڑی تھی ٹیسٹ میں وہ دیکھ کر وہ بے تحاشہ خوش ہوئی تھی۔ پھر جب دلاور نے اسے ڈانٹا دریاب کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔

نویرہ کو احساس ہوا کہ اچانک ہی بم بلاسٹ ہو گا۔۔ وہ بس انتظار میں تھی کہ دونوں بھائیوں کے بیچ جنگ ہو جائے۔۔

یہ کیا ہے۔۔" وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ تھوڑی دیر بیٹھ کر ماہرہ سے " ملنے کا بہانہ کر کے پارک چلی آئی تھی جہاں دریاب پہلے سے موجود تھا۔۔۔

چوکلیٹس!" وہ مسکرایا۔۔"

ہاہاہا۔۔۔ کیا تم ابھی تک بچوں کی طرح چاکلیٹس کھاتے ہو۔۔۔" نویرہ " کھلکھلا اٹھی۔۔ دریاب شرمندہ ہو کر سر جھٹکا۔۔

چاکلیٹس کھانے میں عمر تھوڑی دیکھی جاتی ہے۔ اور ابھی ہماری " عمر بھی کیا ہے۔۔" وہ منہ بنا کر بولا۔۔

دیکھی جاتی ہے بدھو! یہ ہماری ایج نہیں چاکلیٹس کھانے کی۔" وہ اسکے " سر پر ہاتھ مار کر بولی۔۔۔

تو پھر کیا کھانے کی ایج ہے ہماری۔۔؟" دریاب نے جل کر پوچھا۔۔" وہ مسکرا دی۔۔

بتاؤں؟" وہ شرارت سے بولی۔۔"

ہاں بتاؤ بھی۔۔"وہ بولا۔۔نویرہ نے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔اور پھر"
آس پاس۔۔وہ سب سے چھپ کر کھڑے تھے کہ دل یا کوئی انہیں دیکھ
نالے ساتھ۔۔

کسے ڈھونڈ رہی ہو؟"دریاب نے ابھی پوچھا تھا اور ساتھ اسکی تعاقب"
میں نظریں پھیریں کہ اچانک ہی وہ اسکے قریب ہو کر
جارت کر دالی۔

دریاب ششدر سا اسے دیکھنے لگا۔جو اسکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔۔

یہ کک۔کیا کیا تم نے۔۔"وہ خوف حیرت سے بولا۔۔اسے یاد"
آیا کہ اسے اسکی ماں نے ایسی بری عادتوں سے باز رہنے کیلئے سختی سے تاکید
کی تھی۔۔۔

اسنے ایکدم سے نویرہ کو پیچھے دھکیلا۔۔وہ بوکھلا گئی۔۔۔جبکہ دریاب وہاں
سے جانے لگا۔

دری کیا ہوا؟ناراض ہو؟"وہ بوکھلا کر آنکھوں میں پانی بھر کر اسکے"
سامنے آ گئی۔۔

نہیں مجھے ٹیسٹ کی تیاری کرنی ہے۔آج بھی سر نے ڈانٹا تھا دل"
ناراض ہو گیا ہے۔ڈیڈ بھی انتظار کر رہے ہوں گے۔۔"وہ جانے لگا مگر نویرہ
نے اسکا راستہ روک دیا۔۔

دری اب تم چھوٹے نہیں ہونا ہی میں۔۔" وہ جتا کر بولی جانتی تھی ناراض
ہو کر جا رہا تھا۔۔

انف نوی! بہت ہو گیا۔ مجھے یہ سب نہیں پسند ابھی ہم بہت "
چھوٹے ہیں۔۔ جب تمہارے ڈیڈ میرے ڈیڈ کو معلوم ہو گا تو کیا حال
"کریں گے ہمارا۔۔

شٹ اپ بدھو کیوں حال کریں گے ہمارا؟ ہم کیا دودھ پیتے بچے ہیں پاگل؟ ہم "
جوان ہیں، بڑے ہیں۔۔ آج نہیں کل تو ہم یہ سب کریں گے نا آفٹر آل آئی لو
یو دری۔۔" وہ اسکے پاس ہوئی دریاب پیچھے ہو گیا۔۔

تم ڈر کیوں رہے ہو؟ میرے ڈیڈ کچھ نہیں کہیں گے۔۔" وہ چڑ کر بولی۔۔ "
مگر میرے ڈیڈ ماریں گے مجھے۔۔ دل مارے گا مجھے۔۔ میں یہ نہیں "
کر سکتا۔۔" وہ ہتھے سے اکھڑ گیا۔۔

انف سٹوپڈ! ہر وقت دل دل تم کیا دودھ پیتے بچے ہو؟؟ تم اسکی ایج کے ہو "
پھر اتنے بدھو کیوں ہو؟ اپنی زندگی اپنی مرضی سے جیو اپنے بھائی کے
غلام مت بنو۔۔ نا ہی اس سے دب جاؤ۔۔

وہ تمہیں دبانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس سے ہی امداشہ لگالو کہ ہر جگہ وہ بڑا ناہو کر بھی بڑے ہونے کا ایوارڈ لیتا ہے، تمہیں ہمیشہ چھوٹا بنا کر پیش کرتا ہے تاکہ کوئی تمہیں ویلیو نا دے۔ وہ چاہتا فرسٹ تمہیں بھی لا سکتا تھا "مگر اسنے تمہیں یہاں بھی پیچھے رکھا۔۔۔

چٹاخ۔۔ "نویرہ کی زبان کو سرخ چہرے سے سنتے دریاب خان کے " تھپڑ نے بریک لگائی۔۔

میں اپنے بھائی کے خلاف ایک لفظ نہیں سن سکتا!! اسے بڑے کا" رتبہ اسنے نہیں میں نے دیا ہے۔ میں اسکا بیک بون بننا پسند کرتا ہوں اسکا سینہ ہوں۔۔ سینے میں دھڑکتا دل ہوں نا کہ مقابلہ۔۔۔" وہ غصے سے انگلی اٹھا کر کہہ رہا تھا۔۔

نویرہ جو غصے میں جانے کیا کچھ کہہ چکی تھی اس وقت دریاب کے تھپڑ نے اسے ہوش دلایا اور وہ حیرت سے دیکھ رہی تھی کہ فیروز !چغتائی کی لاڈلی بیٹی کو دریاب خان نے تھپڑ مارا

کتنی دیر وہ وہیں کھڑی رہی، اسکی آنکھوں میں نمی دیکھ کر دریاب کو احساس ہوا کہ اسے تھپڑ نہیں مارنا چاہیے۔۔

آئم سوری۔۔"اسنے شرمندگی سے کہا۔۔"

جسٹ شٹ اپ!"وہ پوری قوت سے چلائی۔۔اور روتی وہاں سے"
بھاگ کر جانے لگی کہ ایکدم بوکھلا کر دریاب نے اسکا ہاتھ پکڑا اور کھینچ
لیا اپنے پاس۔۔

روتی ہوئی نویرہ ایکدم خاموش ہو گئی۔۔

ائم سوری!"وہ پھر سے بولا۔۔"

میں ایسے معاف نہیں کروں گی۔۔"وہ آنکھیں مسل کر بولی۔۔"

پھر کیسے کرو گی۔۔میں پریشان تھا۔اوپر سے تمہاری اس"
حرکت سے مزید پریشان ہو گیا۔۔مجھے ابھی ٹیوشن پڑھنی ہے۔ڈیڈ
میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔۔"وہ اس سے بے بسی سے بولا۔۔

مجھے کچھ نہیں پتا تم میرے ساتھ یہاں بیٹھ کر دھیڑ ساری باتیں"
کرو۔۔پھر معاف کروں گی۔۔"وہ ضد کرتی بولی

"اور میرا ٹیسٹ؟ کل پھر انسلٹ ہو گی ڈیڈ دل الگ سے ناراض ہوں گے۔۔"
نہیں ہوتی۔۔اگر ہو گی بھی تو ملکر برداشت کر لیں گے۔۔"وہ اسکی سنے بغیر"
اسکا ہاتھ پکڑ کر بینچ کی طرف بڑھ گئی۔۔

باتیں کیا تھیں اسکی شرارتوں کے قصے تھے۔کافی دیر ہو گئی۔دریاب بوکھلا کر اٹھا۔۔اور اب نویرہ کو بھی اسکے جانے کا کوئی اعتراض نہیں تھا۔۔

وہ جانتی تھی وہ آہستہ آہستہ اسکے قبضے میں آرہا تھا۔اسنے جو تھپڑ اسے مارا تھا اسکی آگ اسکے سینے میں دہک رہی تھی۔۔

وہ جو دھڑکنوں کے دھڑکنے پر حیران تھی۔۔یہ سب نہیں چاہتی وہ دریاب نے تھپڑ مار کر آسکا راستہ آسان کر دیا تھا۔۔

ماہرہ اسے اتنا سیریس نا لینے کی کافی ہدایتیں کر چکی تھی۔مگر اب اسے بہت مزہ آرہا تھا اس کھیل میں۔۔یہ کھیل ہافی پر اسرار سا تھا۔۔

اسے اس کھیل سے ایک گیمر کی فیلنگز آرہی تھیں۔۔وہ ایک مہرہ سے کئی شکار کرنے والی تھی۔۔اب بس عرشیہ خان کے دماغ میں یہ بٹھانا تھا کہ "صمصام زیدی" اسکا ہے۔۔۔

کہا گئے تھے؟ تمہیں پتا نہیں ایگزام سر پر ہیں" دانیال خان جو "
کب سے اسکے انتظار میں یہاں سے وہاں ٹہل رہے تھے اسکے آتے
ہی غصے سے برس پڑے۔۔

ڈ۔ڈڈیڈ دل نے کہا تھا فیاض کو کاپیاں دے کر آئوں۔۔"اسنے ڈرتے "
خوفزدہ ہو کر الزام دلاور پر لگا دیا جسنے حیرت سے اسکے چہرے کو
دیکھا۔۔

میں یہ کیا سن رہا ہوں دل؟ کیا تم نہیں جانتے تمہارے "
ساتھ اسکے پیپر بھی ہیں۔۔" دانیال خان نے دلاور سے غصے میں
پوچھا۔
وہ تو حیران تھا اپنے بھائی پر۔۔اسنے کب کہا تھا اس سے۔۔
سوری ڈیڈ۔۔ میں رات کو یاد کروا دوں گا اسے۔۔"ناچاہتے ہوئے بھی وہ یہ "
الزام اپنے سر لے گیا اسلئے تا کہ پھر جھوٹا ہونے کی وجہ سے دریاب
کو مارنا پڑے۔۔

اسکی شکل دیکھ رہے ہو؟ کیا یہ پڑھے گا خود سے؟ آئندہ اگر کوئی ذمہ "
داری اٹھاتے ہو تو اسے خود نمٹا کرو۔۔ دوسروں کے کندھے پر مت ڈالا
کرو۔۔" دانیال خان نے اپنے بیٹے کو غصے سے احساس دلایا۔۔
کیونکہ اسکی ذمہ داری نا نبھانے پر دریاب کا ٹیسٹ رہ گیا تھا۔۔
میں آئندہ خیال رکھوں گا سوری۔۔" وہ شرمندگی سے بولا۔۔"

کہاں گئے تھے؟" روم میں آکر دلاور نے اسکا بازو پکڑا۔۔"
کھیل رہا تھا۔۔" وہ مسکرا کر بولا۔۔"
بکواس مت کرو دریاب! کھیل تم رہے تھے الزام مجھ پر کیوں لگایا؟ تمہیں "
"شرم نہیں آئی ڈیڈ سے جھوٹ بولتے ہوئے؟

بند کرو دل ہر وقت لیکچر مت دیا کرو۔۔۔ میں بھی بڑا ہوں۔۔ کوئی چھوٹا"
بچہ نہیں۔۔ اور اس میں کوئی جھوٹ نہیں تھا۔ تم نے میری ذہ
داری اٹھائی ہے نا خود کو بڑا ثابت کرنے کیلئے اب بھگتو۔۔" وہ غصے سے کہتا
دلاور کو ششدر کر گیا۔۔

کیا ہو رہا ہے یہ ؟" دلاور کچھ کہتا اس سے کہ ایکدم وہاں دلاور دھکیل کر "
عرشیہ داخل ہو گئی۔۔
وہ بہن ماں کے سامنے غصے کو حرام سمجھتا تھا۔

تم سے بعد میں بات کرتا ہوں۔۔" وہ دانت پیس کر دریاب سے "
کہتا عرشیہ کی طرف بڑھا۔۔۔
کچھ نہیں میری شیرنی۔۔" اسنے محبت سے اسے اٹھانا چاہا مگر "
اس سے پہلے دریاب نے اسے اٹھا لیا۔۔
مگر اگلے پل عرشیہ کے زور سے کاٹنے پر اسکی چیخیں بلبلاہٹیں
عروج پر تھیں ساتھ ہی دلاور کا قہقہہ بھی۔۔۔

جنگلی بلی۔۔" وہ بازو سے خون نکلتا دیکھ کر اپنی ماں کے پاس شکایت کرنے "
کیلئے وہاں سے روتا ہوا نکل گیا۔۔
عرشیہ نے کھکھلاتے دلاور کے گردن منہ چھپایا۔۔" میرا شیر
بچہ " دلاور نے اسے سینے میں چھپا لیا۔۔

ooooooo

خیری اٹھ بھی جاؤ! آج دیکھو باہر برف باری ہوئی ہے۔۔"وہ آٹا گوندھتی لاؤنج"
میں صوفے پر سوئے خیری کو جگانے کی پھر سے کوشش کرنے لگی۔
وہ روم میں سے اسے جگا کر آئی تھی، اور یہاں آکر وہ پھر سے سو گیا تھا۔ وہ
اس وقت ناشتہ تیار کر رہی تھی۔ خیری کو جگا رہی تھی تاکہ جائے اور
اصطبل میں کھڑے گھوڑے کو چارہ دے آئے۔۔
ہاں دیکھی جب فجر پڑھ رہا تھا تب ہوئی تھی۔۔"وہ انگڑائی لیکر بیدار ہوا"
تمہیں پسند ہے برف باری؟"اسنے مسکرا کر پوچھا۔"
نہیں۔۔"خیری کچن میں آکر منہ ہاتھ دھونے لگا۔۔"
مجھے بہت پسند ہے۔۔"وہ پرجوش سی بولی۔۔"
مجھے پتا ہے۔۔۔"خیری کے جواب پر وہ چونکی اور اسکی طرف"
پلٹی۔۔
تمہیں تو میں نے نہیں بتایا؟"اسے حیرت ہوئی۔۔"
دل نے یہ بھی سرگوشی کی کہ کیا پتا دلاور نے اسکی باتیں کی ہوں اس
سے۔
پر کیا وہ سڑو روکھا، بدذائقہ انسان کر سکتا تھا؟ ہرگز نہیں۔۔

دل نے رات کال کی تھی۔۔ بتایا کہ آپ کو برف باری پسند ہے خیال"
کروں کہ آپ باہر نا چلی جائیں۔ اگر آپ باہر برف میں گئیں، اور
اسے معلوم پڑا تو وہ مجھے بغیر کپڑوں کے بغیر برف میں باہر
پھینک دے گا۔" جیکی کے جواب پر اسکا دل جل بھن گیا۔۔۔

میں کہتی تھی ایکدم کا جلا ہوا پر اٹھا ہے۔ وہ میری باتیں کرے گا"
ہونہہ۔۔" وہ خاموشی سے اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گئی۔۔
میں نے سوچا اس انسان پر کوئی بھروسہ نہیں، کیا پتا اٹھا کر"
پھینک ہی نا دے۔۔ اسلئے نماز کے بعد سے آپکی رکھوالی کر رہا ہوں۔۔" وہ ہاتھ
منہ دھو کر شال اپنے گرد اچھے سے لپیٹ کر کچن سے نکل گیا۔۔
توقیع نے اسے مسکراتے دیکھا۔۔
میرے لیے پراٹھا بنائیے گا۔۔ میں پاس والے گاؤں سے گھوڑے کا"
چارہ لینے جا رہا ہوں ختم ہو گیا ہے۔۔" وہ وہاں آکر اسے آگاہ کرتا واپس
سے چلا گیا۔۔
توقیع اثبات میں سر ہلا کر، متفکر ہو کر آٹے کو دیکھنے لگی۔ جسے آج
جانے کیا ہوا تھا کہ زیادہ ہی چپچپا ہو رہا تھا۔ وہ اپنی پریشانی میں کھڑی
تھی۔۔

کہ اچانک کوئی بھاری قدموں سے کچن میں داخل ہوا۔ آتے ہی تو قسیع کا بازو دبوچ کر اسے بے دردی سے کھینچ دیوار سے لگاتے گردن پر چھری رکھ دی۔۔

آہہہ۔۔۔"اس اچانک افتاد پر خوف سے توقسیع کی چیخ" بے ساختہ تھی۔۔

آنکھیں کھولو!"وہ بپھرا غصے سے دھاڑا۔۔"

وہ جو جیکی کا گمان کر رہی تھی، مانوس سی آواز پر پٹ سے آنکھیں کھولے اسے حیرت سے دیکھنے لگی۔۔

آآ۔۔ آپ؟"اسے جیسے دلاور کی اس حرکت سے صدمہ پہنچا" غیر یقینی سے بولی۔۔

تمہیں میں نے جاتے ہوئے کیا کہا تھا؟"وہ اسکا آپ" نظر انداز کر کے سرد لہجے میں اپنی بات پر زور دیکر بولا۔۔

ابکی بار توقسیع کی ساری حیرت غیر یقینی ختم ہو گئی۔۔ کیونکہ وہ جانتی تھی،"وہ سب کیلئے مسیحا بن سکتا ہے، مگر اسکے لئے تو وہی دہشتگرد "ہی رہے گا۔

وہ غصے سے اسے دیکھنے لگی۔" مجھے ایسے لوگوں کا انتظار ہی نہیں کرنا جن کے سینے میں دل نہیں بلکہ پتھر موجود ہو۔۔"وہ جتا کر بولی۔۔
دلاور نے مسکراہٹ گھنی مونچھوں تلے دبائی اور چھری کا دباؤ بڑھایا۔۔مگر وہ بجائے ہراساں ہوئے اسے غصے، رت جگے سے سرخ آنکھوں سے دیکھتی نظریں پھیر گئی۔۔

"ڈی کے سے آنکھ مچولی۔۔"
تمہاری آنکھیں تو ساری رات جاگنے کی شکایت کر رہی ہیں ٹی ڈی!""
وہ شریر پن سے چھری کی نوک اسکی گردن سے سرکا کر نیچے آیا اور دل کے گرد گول دائرہ بنایا۔۔

توقیع کا سپاٹ چہرہ دہک اٹھا اسکی حرکت سے۔۔مگر وہ اسکے ہاتھ کو جھٹکنے کی گستاخی نہیں کر سکتا تھی نا ہی اسکا دل اسے یہ اجازت دیتا تھا۔۔

یہ وجود باغی ہے مجھ سے۔۔ان آنکھوں کے دھوکے پر مت جائیں۔۔۔۔" "
وہ تلخ لہجے میں جتا کر گویا ہوئی اور وہاں سے ہٹنے لگی کہ ایک بار پھر چھرا
اسکی شہ رگ پر آگیا۔۔

چھوڑیں مجھے !ناشتہ بنانا ہے۔۔"وہ پتیلے سے گرتی چائے کو دیکھ کر اس"
سے غصے سے بولی۔۔
دلاور نے مداخلت کرتی چائے کو دیکھا۔۔دوسرے سیکنڈ سارا آٹا
اس پتیلے میں ڈال کر اسکی طرف موڑ آیا۔۔
یی۔۔یہ کیا کیا۔۔"توقع چیخ اٹھی۔۔"

شش !میں بات کر رہا ہوں نا!"اسنے اپنے مخصوص لہجے میں باور کروایا۔۔"
وہ لب دبا کر اسے دیکھنے لگی۔۔

بتائیں پھر کون سی خواہش ادھوری رہ گئی ہے؟"وہ غصے طیش سے بولی۔۔"
اپنی اتنی ساری محنت کو رائیگاں دیکھ کر اسے رونا آگیا تھا۔۔

"کہاں پوری ہوتی ہیں دل کی سبھی خواہشیں"

"کہ بارش بھی ہو، یار بھی ہو، پاس بھی ہو۔۔"

وہ اسے جھٹکے سے پاس کر کے گنگنایا۔۔ برف باری ایک بار پھر سے شروع ہو گئی تھی۔ توقیع نے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔ توقیع کیلئے اسکا یہ روپ نیا تھا۔۔

قبول ہوں میں تمہیں؟" اسنے ایک ہاتھ دیوار پر رکھا دوسرا" اسکی کمر حائل کرتے اسے مزید پاس کیا۔۔

مجھے پسند ہے تمہارا میری قربت کیلئے تڑپنا۔۔ "وہ گھمبیر لہجے" میں بولا۔۔ توقیع سرخ ہوتے چہرے سے اپنی دھڑکنیں بحال کرنے لگی جو اسکی سرکتی رینگتی انگلیوں سے اتھل پتھل ہو رہی تھیں۔۔

اسنے اپنے ناخون سے اسکے پیٹ پر خراش ڈالی وہ سسک کر آنکھیں میچتی، دھک دھک کرتے دل سے دیوار سے سر ٹکا کر سانس روکے کھڑی ہو گئی۔۔

بڑی اذیت ناک ہیں میری قربتیں۔۔ان میں کوئی لطف کوئی"
مستی کوئی سرور نہیں۔۔سواء جھلساتی آگ اور اس میں جھلستے وجود کی
اذیت کے۔۔"وہ اسکی تیز تیز چلتی سانسوں کے قریب اپنی
گرم دہکتی سانسیں لایا۔۔۔

قبول ہیں۔۔"وہ سرگوشیانہ گویا ہوئی۔۔اسکی رنجشیں ناراضگیاں"
ابھی بحال تھیں۔۔

اتنا برا ہوں، ابھی قتل کر کے آیا ہوں۔۔"اسنے سرد لہجے میں کہتے،"
اسکے نچلے ہونٹ کو اسکے دانتوں کی گرفت سے نکال کر اپنے دانتوں کی
گرفت میں قید کر لیا۔۔
توقیع نے تڑپ کر اسکے شانوں کو تھاما۔۔۔۔اسے ڈر تھا جیکی نا
آجائے۔۔مگر وہ جیسے بے خود مدہوش ہو چکا تھا۔۔اسکی کمر کو
سہلاتا اسکے لمس کی نرمی کو خود میں جذب کرتا جا رہا تھا۔۔
اسکی ذرا سی شدت پر وہ دھک دھک کرتے دل سے۔۔اسکی گردن
میں اپنے ناخون جذب کر کے خود کو بمشکل کھڑا رکھنے کی کوشش کر رہی
تھی۔۔

اتنی جلد بازی ٹھیک نہیں جاناں! پہلے جان تو لو ہم کیا ہیں!" اسکی
بند ہوتی سانسوں کا خیال کرتے وہ دور ہوا۔۔ توقیع نے گہرا سانس
لیتے نڈھال ہو کر سر اسکے شانے پر رکھا۔۔

میں جانتی ہوں آپ کیا ہیں۔۔" وہ قابل دید اعتماد سے کہتی اسکی
آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔ اسکی نیلو اوشن آنکھوں میں ساری رات
جاگنے کی سرخی پھیلی تھی۔۔

کیا ہوں؟" اسنے جھٹکے سے اسکی دونوں کلائیاں دبوچ کر دیوار سے
لگائیں۔۔ وہ ہراساں نظروں سے دیکھنے لگی۔ جب دلاور نے اسکے اعتماد
سے متاثر ہو کر اسکے شال میں لگی سیفٹی پنز کو کھینچ کر نکالا۔۔
وہ گھبرا گئی۔۔ جب شال اسکے قدموں میں آن گری۔۔ اسنے پھر
سے آنکھیں اٹھا کر اسکی شہد رنگ آنکھوں میں دیکھا۔۔

وہ مسکرا رہا تھا۔۔ دو منٹ میں اسکا اعتماد تہس نہس کر کے۔۔

اسکا گلاب سا گلابی چہرہ سنہری بالوں کے ہالے میں دمک رہا تھا۔۔

دلاور اسکی آنکھوں میں دیکھ کر اسکے سراپے کا جائزہ لینے لگا۔۔ آنکھوں میں ہزار شکوے لیے، رائل بیلو کلر کے لباس میں ملبوس اسکی برف جیسی رنگ مزید نکھر گئی تھی۔۔ اسکا کمسن سا سراپا کسی کی بھی دھڑکنیں بند کر سکتا تھا۔۔

مگر وہ ڈی کے کی امانت رہی تھی، اسکی طرف نظریں اٹھانے والے کے پاس نظریں سلامت نہیں رہتی تھیں۔۔

ایک معصوم سی کلی ہو، کیوں آگ سے کھیل رہی ہو۔۔ "اسکے سراپے کا" مکمل جائزہ لینے کے بعد وہ اپنی آنکھوں میں خمار، دیوانگی بسا کر اسکے چہرے کے گرد دونوں ہاتھ ٹکا کر بولا۔۔

توقیع نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اسکی آنکھوں میں دیکھا۔

اسکی آنکھوں میں بڑھتی سرخی اسکی دھڑکنیں بند کر رہی تھی۔۔وہ اسکے چہرے پر جھکا ہوا تھا۔۔

مگر اسکے تبصرے پر شرم وحیا سے اسکا چہرہ جو لال تھا ایکدم غصے سے دہکنے لگا۔۔

اگر اتنی چھوٹی لگتی ہوں تو نکاح کیوں کیا مجھ سے؟؟؟ بچی ہوں تو بچوں کی طرح" ٹریٹ کریں،، شوہر کی طرح کیوں آتے ہیں بار بار پاس؟" وہ غصے سے چیخ اٹھی۔۔

دوسرے پل اپنے حسن کی ناقدری پر ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔

اسکا اچانک طیش بھرے عمل پر دلاور کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

دور ہٹیں مجھ سے۔۔!" وہ غصے سے روتی ہوئی چلائی۔۔"

وہ بادل ناخواستہ پیچھے ہوا۔ مگر اسکی پر شوق نگاہیں اس اسکے سراپے کے خدوخال پر ہی تھیں۔۔

توقیع دکھ طیش غم شکوے کی ملی جلی کیفیت سے اسے دیکھتی لب اپنی ہتھیلی پر رگڑ کر صاف کرنے لگی۔۔

ٹھیک کہتے ہیں آپ بہت بریں ہیں۔۔بے حساب برے ہیں"
"آپ۔۔
آئندہ میرے قریب مت آیئے گا۔۔ میں آج سے چھوٹی کا کی ہوں"
بس۔۔"وہ پھاڑ کھانے کے انداز میں اس پر چیخی۔۔اسے خونخوار سرخ آنکھوں سے دیکھتی ایکدم آگے بڑھ کر چلہا بند کر کے وہ وہاں سے روتی ہوئی بھاگی۔۔

کیا ہوا اینجل؟"اچانک کچن میں داخل ہوتا خیری اسکا بھیگا"
سرخ چہرہ دیکھ کر ٹھٹھک گیا۔۔ مگر پیچھے کھڑے دلاور کو دیکھ کر خوش گوار حیرت کے ساتھ غصہ بھی عود آیا۔۔۔

مجھے کچھ نہیں ہوا۔۔ تم ایسا کرو اپنے دلاورے کیلئے کوئی ساٹھ نوے سالہ"
بڈھی لیکر آؤ۔۔کیونکہ میں ابھی چھوٹی بچی ہوں۔۔"وہ اچانک اس پر غصے سے چیخی۔۔

جہاں خیری بوکھلایا تھا وہیں اسکے شکوے پر ہونقوں کی طرح دیکھنے لگا۔۔ مگر وہ رکے بغیر بھاگ گئی۔۔۔

مطلب ؟ یہ کیا کہہ رہی تھیں ؟" اسنے جھک کر شال اٹھاتے " دلاور سے پوچھا۔ مگر وہ جواب دینے کے بجائے قہقہہ لگا اٹھا۔۔

میں جا رہا ہوں۔۔ اسکا دماغ ٹھکانے لگانے۔۔ جیکی کے آنے تک " باہر مت نکلنا۔۔" اسنے خیری کو جواباً کہا۔۔ اور کچن سے نکل گیا۔۔
پھر کب تک لوٹو گے ؟" خیری نے پیچھے سے پوچھا۔"
کل دوپہر تک۔۔۔" وہ بغیر مڑے سیڑھیاں چڑھتے بولا۔۔"
جا کہاں رہے ہو۔۔ باہر تو تیز برف باری ہو رہی ہے۔۔" اسنے متفکر " ہو کر کہا مگر وہ جواب دیئے بغیر روم میں چلا گیا۔۔

خیری نے افسوس سے کچن کی حالت دیکھی۔۔
" کچن کی صفائی آکر جیکی کر لے گا میں تو ناشتہ بناؤں۔۔"

oooooo

اسنے روم میں قدم رکھا، اور پلٹ کر دروازہ بند کرتے صوفے پر
اسکی شال اور اپنی ہڈی پھینکی۔۔
وہ ایک سرسری سی نظر اس ہچکیاں لیتے وجود پر ڈال کر وارڈروب
کے سامنے آیا۔ اور وہاں اسکے لئے گرم کپڑے تلاشنے لگا مگر مایوس
ہوا۔۔
تم کیا اپنے گھر سے کپڑے بھی نہیں لائی؟" وہ بدمزہ ہو کر پلٹا۔۔"
توقیع نے بھیگی آنکھیں اٹھائیں۔۔۔
کیوں اب اس بہانے گھر سے نکال رہے ہو؟" وہ جل کر بولی"

یہاں آؤ!" وہ اس سے تحکمانہ بولا۔۔ مگر اسنے نظر انداز کر دیا۔۔"
تمہیں میری بات سمجھ نہیں آرہی؟" وہ غصہ ہوا اسکی ہٹ"
دھرمی پر۔۔
میں بچی ہوں مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔" اسنے چبھتے لہجے میں کہا۔۔"
ناچاہتے ہوئے بھی دلاور کا قہقہہ گونج اٹھا۔۔
وہ شرمندہ ہو کر چہرہ موڑ گئی۔۔
آہ۔۔" اسکے منہ سے اچانک اسکے چوڑے سینے سے ٹکرا کر کراہ نکلی۔"

ضد مت کیا کرو۔۔" وہ اسکے کان میں بالوں کی لٹ اڑستے سرد
سرگوشی میں بولا۔۔ توقیع اچانک افتاد پر محض سر ہلا گئی۔۔
پیاری بچی۔۔" اسکا گال چھو کر وہ بولا۔۔ اور ساتھ کھینچ لیا کہ وہ ٹھیک سے
منہ بھی نا بنا سکی۔۔
کتنی سردی برداشت کر سکتی ہو۔۔" وہ اسے وارڈروب کے سامنے لا کر
اسکی کمر میں دونوں بازو باندھے ناتواں شانے پر ٹھوڑی ٹکا کر بولا۔۔۔
کم۔۔۔" وہ جھجھک کر بولی۔۔"
دلاور نے اسکے شانوں سے بال سمیٹے۔۔ اسکی شفاف بے داغ صراحی دار
گردن اسکی آنکھوں کے سامنے تھی۔۔

اگر یہی ٹھٹھراتی سردی ہو۔۔ برف باری ہو۔۔ اونچے پہاڑ پر ہم دونوں کا"
ٹھکانہ اور میری قربت ہو۔۔ پھر؟" خفا خفا سی کھڑی اس
سرگوشی پر توقیع کے لبوں شرمگین مسکراہٹ پھیل گئی۔۔

وہ اسے گھما کر جھٹکے سے وارڈروب سے لگائے اسکی گردن میں جھک
گیا۔۔
بولو؟" وہ اسکی دھڑکنیں ابتر کرتا جواب کے منتظر تھا۔۔"

اگر آپ پاس ہوں۔۔ تو سرد آنچ نہیں چھو سکتی مجھے۔۔"وہ اسکے کان" میں سرگوشی سے کہتی چہرہ اسکی گردن میں چھپا گئی۔۔

اور گرم آنچ؟" دلاور نے اسے خود میں بھینچا۔۔"
اسکا جواب وہ چاہ کر بھی نا دے پائی۔ مگر وہ سمجھ گیا۔۔

یہ جو محبت ہو گی۔۔ وہ سزا ہو گی۔۔"وہ گویا ہوا تو قسیع نے نا سمجھی سے" دیکھا۔ مگر اسنے اسکے گلابی ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیکر ہاتھ بڑھا کر ہائی نیک کوٹ اٹھایا۔۔

وہ اسکی نادانی پر دل کھول کر مسکرایا جب تو قسیع نے قریب ہو کر اسکی گردن میں بازو باندھ دیئے۔۔ وہ جانتا تھا وہ اس سے جنون کی حد تک محبت کرتی ہے۔
اسنے اسکے ہونٹوں کو محبت سے چھو کر خود سے الگ کیا، اور اسے وہ کوٹ پہنا کر ساتھ ہی اونی ٹوپی پہنا دی۔۔

ان میں سے ایک میرا شوز اور گلووز پہن کر باہر آؤ میں اصطبل میں"
تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔۔" وہ اسکا گال تھپتھپا کر بولا۔۔ اور ایک کوٹ اپنے
لیے نکال کر پہنتے اسکی جھکی پلکوں کو دیکھا۔۔
ہم کہیں جا رہے ہیں؟" توقیع نے گھبراہٹ سے پوچھا۔"
دروازے کی جانب بڑھتے دلاور نے مسکرا کر ایک گہری نظر اس
پر ڈالی اور اسے لاجواب گلابی چھوڑ کر وہاں سے نکل گیا۔۔۔

توقیع نے بوکھلا کر اپنے دل پر ہاتھ رکھا۔۔
اسکی زندگی کبھی کچھ نارمل بھی ہو گا۔۔" وہ سوچ کر رہ گئی۔۔۔ اور تیز تر"
دھڑکنوں سے اسکے حکم پر عمل کرنے لگی۔۔

oooooo

یہ آج واقعی ٹیڈی لگ رہی ہے۔۔" وہ جب اسکے بڑے بوٹ،"
کوٹ گلووز پہن کر سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی۔۔
لاؤنج میں کھڑے جیکی کی نظریں پڑتے ہی وہ قہقہہ لگا کر بولا۔۔
توقیع شرمندہ سی سرخ پڑ گئی۔۔

کیا بکواس ہے۔ کتنی پیاری لگ رہی ہے۔ "خیری نے اسے جھڑکا"
اور مسکرا کر پیار سے توقیع کو دیکھا۔ جیکی منہ پھیر کر رہ گیا۔۔

ویسے تم اپنی پانچویں بیوی کا کچھ کہہ رہے تھے۔۔ "اسنے دھیان بٹانے کیلئے
پوچھا۔
ہاں وہ بھاگ گئی۔۔ "اسکا کہنا تھا خیری قہقہہ لگا اٹھا۔۔ توقیع"
نے چونک کر جیکی کو دیکھا۔۔ وہ سیریس تھا اپنے ہی جھوٹ
میں۔۔
کیا اسے لگتا تھا کہ اسکا یہ جھوٹ کامیاب جا رہا ہے۔ یا وہ کچھ
اور کہنا چاہتا تھا مگر کہہ نہیں پا رہا تھا۔
وہ جب خاموشی سے نکل باہر آئی سفید روئی جیسی برف باری نے اسکا
استقبال کیا۔۔
وہ ایکدم بھاگ کر باہر آئی کھکھلا اٹھی۔۔
اسکی کھکھلاہٹ پر جیکی خیری بھی باہر بھاگ آئے۔۔ وہ گلووز میں
مقید ہاتھ فضا میں پھیلا کر گول گول گھوم رہی تھی۔۔
گھوڑے کی بانگ کھینچ کر دلاور اصطبل سے باہر نکل آیا۔۔ وہ کھکھلاتی خوشی سے
چہکتی ایکدم رکی۔۔ گھوڑے کی مخصوص آواز پر اسنے سر اٹھا کر دیکھا۔۔

سامنے وہ اصطبل کے گیٹ سے جھک کر باہر نکلا۔۔۔
اصطبل سے باہر نکلتا گھوڑا مسرور ہو کر اپنے پاؤں اوپر اٹھائے ناک سے خوشگوار آواز نکالنے لگا۔۔
آہہہ۔۔ "توقیع خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹی اور اس سیاہ بڑے گھوڑے کو" دیکھا۔۔
جسکے لمبے بال اسکے گردن سے لٹک رہے تھے، گرے آنکھیں مستی سے جھلملا رہی تھیں۔۔ بڑے بڑے پاؤں پر خوبصورت سے سیاہ بال تھے۔
وہ نہایت ہی خوبصورت تھا۔ عام گھوڑوں سے ہٹ کر، بڑے قد کا۔۔
اور اس پر بانگ کا سرا پکڑے اپنے چھ فٹ سے نکلتے قد کے ساتھ بیٹھا تھا۔۔
پھر کیوں نا اسکا دل دھڑکتا۔۔
وہ پیچھے ہوتی مسکرائی۔۔ تبھی فضا میں خونخوار سی دھاڑ گونجی۔۔۔
مگر اس سے بڑی چیخ توقیع کی تھی۔۔ اسنے ہڑبڑا کر خیری کی طرف دوڑ لگائی۔ دلاور کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔
جب گھوڑے کے پیچھے ہی وہ سفید قد آور بھیڑیا نکلا۔۔ توقیع کا دل زور سے دھڑکا۔۔۔

کم!!" دلاور نے جھک کر اسکی طرف ہاتھ بڑھایا"
وہ ہراساں نظروں سے کبھی بھیڑیے کو تو کبھی گھوڑے کو دیکھتی۔۔وہ سفید گھوڑا کتنا پیارا تھا۔۔ یہ تو ڈرا رہا تھا اسے۔۔

یہ کہاں جا رہے ہیں؟" جیکی نے خیری سے پوچھا۔۔"
معلوم نہیں۔۔"خیری نے کندھے اچکائے۔۔۔"

توقیع نے ڈر ڈر کر قدم اٹھایا۔۔وہ جب تھوڑا سا دلاور کے پاس آئی تبھی پیچھے کھڑے بھیڑیے نے وجود کو جھٹک کر انگڑائی لی اور سر اونچا کر کے رونے لگا۔۔
وہ ہڑبڑا کر چیخ اٹھی۔۔دلاور نے اسکی حالت پر قہقہہ لگایا مگر ہاتھ پیچھے نہیں کیا۔۔
اسے شکوہ کرتی نظروں سے دیکھتی توقیع اسکی آنکھوں میں آئی چمک کو گھورنے لگی۔
دوسرے ہی لمحے وہ بھاگ کر اسکے ہاتھ کو پکڑ گئی۔۔دلاور نے جھک کر دوسرا ہاتھ اسکی کمر پہ رکھا، اور جھٹکے سے اوپر کھینچ لیا۔۔۔

انجان وجود کے سوار ہوتے ہی گھوڑا مستی میں پاؤں اٹھا کر دھاڑا۔ اسکے ساتھ ہی توقیع کی خوفزدہ چیخ گونج اٹھی۔۔۔ دلاور نے بانگ کے سرے کو کھینچا۔۔

گھوڑا آگے بڑھا۔۔ اسکے سیاہ بالوں والے پاؤں برف میں دھنس رہے تھے۔۔ توقیع نے اسکے چہرے کو دیکھا۔۔

وہ آنکھ دبا کر مسکرایا۔۔ وہ حیا سے نظریں جھکا گئی۔۔۔

"یہ بھیڑیاں کم حیوان زیادہ لگ رہا ہے۔ اب تک جانے کتنے انسان نگل چکا ہوگا۔۔" جیکی نے بھیڑیے کا سرخ منہ دیکھ کر پاس کھڑے خیری سے کہا وہ ہنس پڑا۔۔

"ہماری سوچ سے زیادہ! کیونکہ ڈی کے کا وولف ہے۔"

ابھی جب گھوڑے کا چارہ دینے گیا تھا۔ تبھی ڈی کے بیٹھا اسے گوشت کے ٹکڑے کھلا رہا تھا۔۔" اسنے جیکی کو بتایا۔۔

کس کا گوشت؟" جیکی نے حیرت سے پوچھا۔"

شاید کوئی ایس ایس پی تھا۔۔ تمہیں تو پتا ہے غدار کو نوچ نوچ کر"
کھاتا ہے۔" وہ لاپرواہی سے کہتا اندر بڑھ گیا جیکی کو حیرت کا جھٹکا لگا۔۔

دلشیر تمہارا تو ریس تھا نا ایس پی دریاب خان سے؟" جیکی گھوڑے"
کے پیچھے بھاگتے اسے یاد دلایا۔۔ دریاب کے نام پر توقیع نے جھٹکے سے
سر اٹھا کر دلاور کو دیکھا

ریس میں تو کتے بھاگتے ہیں۔ میں ڈی کے ہوں! میرا کام شکار پر"
جھپٹنا ہے۔ ناکہ پیچھے بھاگنا۔۔" وہ آہستہ آہستہ جنگل کی طرف بڑھ رہا
تھا۔۔ جیکی لاجواب ہو گیا ہمیشہ کی طرح۔۔

یہ لو! میرے آنے تک اسکا قصہ ختم کر دو۔۔ اگر اسکا قصہ"
تم نے نہیں ختم کیا تو تمہارا قصہ اس پانچوں بیویوں کے ساتھ
میں ختم کروں گا۔۔" اسنے ایک فوٹو فضا میں پھینکا۔۔
جسے جیکی نے پکڑ لیا۔۔

ماہرہ" وہ بڑبڑایا۔۔"

یہ مجھے کہاں ملے گی؟" اسنے چیخ کر پوچھا۔۔"
دبئ میں۔۔" وہ بولا اور ساتھ ہی گھوڑے کی رفتار تیز ہو گئی۔۔"
ششدر انکی باتیں سنتی توقیع دلاور کی مسکراتی آنکھوں کو دیکھ رہی تھی۔۔
ڈرو آنے والے وقت سے۔۔" اسے کسی اور سوچوں میں دیکھ کر اسنے اسکی"
کمر میں بازو حائل کرتے اسے پاس کیا۔۔
یہ جیکی کی پانچ بیوی کیا سچ میں تھیں؟" وہ الجھ کر پوچھنے لگی۔۔"
نفسیاتی ہے۔" دلاور نے ناگواریت سے اسے سرزش کرتے جواب"
میں کہا۔۔ وہ سٹپٹا گئی۔۔ اسے شاید پسند نہیں آیا تھا کسی دوسرے
کا ذکر۔۔۔ اسلئے ہی شاید اسے جھٹکے سے گھما دیا۔۔ اسکی پشت اسکے
وسیع توانا سینے سے لگی۔۔۔
وہ گرنے کے خوف سے اس میں سمٹ گئی۔

وہ خود ہی دلاور کا بازو پکڑ کر اپنی کمر میں لپیٹ گئی۔۔ وہ جنگل سے باہر نکلے۔
برف ویسے ہی زور شور سے برس رہی تھی۔۔
گھوڑے کا بانگ توقیع کے ہاتھ میں تھا وہ کھکھلا کر جھٹکا دیتی بانگ کو
گھوڑا جھیل کنارے چلتا پاؤں اوپر اٹھا کر اسے پیچھے کی جانب گرانے کی
کوشش کرتا۔۔

مگر اسکا قہقہہ گونج اٹھتا کیونکہ پیچھے اسکے وہ چوڑے سینے والا اسکا محافظ بیٹھا تھا۔۔

وہ آگے کو جھک کر اسکی گردن میں چہرہ چھپا کر اسکے ہاتھوں میں پکڑے بانگ کے سرے کو جکڑا۔۔اور جھٹکا دیا تو قسیع کی سانسیں رک جاگتی۔۔

گھوڑے کی مستی پر نہیں بلکہ گردن پر اسکے دانتوں کے دباؤ پہ۔۔ایک بار پھر گھوڑے نے رفتار پکڑی اور سامنے برف سے ڈھکی زمین پر بھاگتے سفید بھیڑیے کے پیچھے بھاگنے لگا۔۔۔

میں نے ناشتہ بھی نہیں کیا۔۔"وہ شکوہ کن لہجے میں بولی۔۔"

بھوکا تو میں بھی ہوں رات سے۔۔"وہ اسکے کان میں سرگوشیانہ" بولا۔۔اسکے دہکتے ہونٹ گردن سے سرکنے لگے۔وہ بانگ پر پکڑ سخت کر گئی۔۔

اب؟"وہ پریشان ہوئی۔۔"

اب۔۔۔تمہارے امتحان کا وقت ہے۔۔"وہ پراسرار لہجے میں" بولتا اسے مزید پریشان کر گیا۔۔۔

"پاکستان کیسا ہے؟"

"بہت خوبصورت۔"

"وہاں کے لوگ کیسے ہیں؟"

"اس سے بھی زیادہ پیارے۔۔"

"کیا وہ اپنی بیویوں کی عزت کرتے ہیں؟"

"ہاں بہت۔۔ مگر پانچ انگلیاں برابر نہیں ہوتی۔ اسکا مطلب یہ بھی نہیں کہ سارا قصور شوہروں کا ہے۔ بیویوں میں بھی پانچ انگلیاں برابر نہیں۔۔"

"وہاں کے مرد کیسے ہیں؟"

"زندہ دل! اچھے۔۔ غیرت پر مرنے والے بھی، اور غیرت پر مارنے والے بھی۔۔"

"کیا وہ کسی کالے انسان کو قبول کر لیتے ہیں؟"

"بالکل! وہ کالے رنگ کو بہت مقدس مانتے ہیں۔۔"

"کاش وہ میرا ملک ہوتا۔۔" اسنے کھڑکی سے باہر چاند کو دیکھ کر اداسی سے کہا۔۔

کیا یہ چاند پاکستان میں بھی دکھائی دیتا ہے۔۔" اسنے گردن موڑ"
کر اسکے پاؤں کو مرہم لگاتی ماں سے پوچھا۔
ہاں۔۔" وہ مسکرائی"
وہاں کے باپ کیسے ہیں؟" اسنے ہتھیلی ٹھوڑی تلے رکھی۔۔۔ اسنے نگاہ اٹھا"
کر اسے دیکھا۔۔
بہت پیار کرنے والے۔۔ اولاد کو زندگی کی تمام خوشیاں سمجھنے والے۔۔"
"مگر ایک بات پتا ہے۔۔
کیا؟؟" وہ انکے لہجے میں اداسی محسوس کر کے بولا"
"وہاں اولاد کو زندگی لٹانے والے باپ کی قدر نہیں ہوتی۔۔"

یہ دستور دنیا ہے مام! جو ترستے ہیں، انہیں وہ سایہ میسر نہیں"
"ہوتا۔ اور جنہیں میسرِ سایہ ہو، انہیں قدرِ سایہ نہیں۔۔۔

میں سوچتا ہوں اکثر کہ میں کب نارمل بچوں کی طرح باہر"
چلوں گا۔ اسکول پڑھوں گا۔ کھیلوں گا۔ میرا باپ مجھے اتنی تکلیف دیتا
ہے تو انہیں احساس کیوں نہیں ہوتا میری تکلیف کا۔ وہ رات کیسی
ہو گی جب میں بغیر کسی تکلیف کے سوؤں گا۔

وہ کیسی رات ہو گی، جب میرے پاس کوئی درد تکلیف نہیں ہو گا۔۔ پتا ہے مام دل کرتا ہے کاش میں یتیم ہوتا۔

مجھے اپنے باپ سے نفرت نہیں ہے۔ اسلئے میرا دل چاہتا ہے۔ وہ باہر جائے۔ اور اسکی باہر کہیں موت ہو جائے۔ میرے سامنے اسکا انجام کبھی نا آئے۔۔"

مہکار اٹھ کر اسکے پاس آ گئی۔۔ "کاش میں تمہارے لیے کچھ کر سکتی جیکی۔۔"

آپ نے بہت کیا ہے مام۔۔ مگر میں نے آپکے ساتھ بہت برا" کیا ہے۔ میں ایک مطلب پرست بچہ تھا۔ میں سوچتا تھا جب آپ آئیں گی تو میں اس تکلیف سے بچ جاؤں گا۔ میں اپنے باپ کی اذیت سے بچ جائوں گا۔۔

مگر آپ سے ملنے کے بعد میری تکلیفیں بڑھ گئی ہیں۔ میں جو اتنی تکلیف کے بعد بیہوش ہو جاتا تھا۔ اب بیہوش بھی نہیں ہوتا آپکی تکلیف کو سوچ کر۔۔

میرا دل چاہتا ہے، میں ایک بڑا درندہ بن جاؤں۔۔ میرے ہاتھ میں چھرا ہو، اور میں اپنے باپ کے اتنے ٹکڑے کروں۔۔

مام میں نے سنا ہے بچے تو اللہ کے پھول ہوتے ہیں۔ تو یہ کیسے پھولوں کو نوچ لیتے ہیں؟" وہ بے آواز رو رہا تھا۔

ایسی باتیں مت کرو جعفر! تم میرے بہت اچھے بیٹے ہو۔ اپنے شاہو" بھائی کی طرح بہادر بنو۔۔ بڑے ہو کر ایک بہت اچھے انسان بننا۔" مہکار کھڑکیاں بند کر کے اسکے پاس آئی۔۔

"مام کیا کوئی مجھے پیار کرنے والا ملے گا دوست؟"
ضرور ملے گا۔ اور جب ملے گا تب اسے کھونا نہیں۔۔" اسنے اسکا سر" سینے سے لگایا۔۔
وہ چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا۔۔" میں بہت بدنصیب" ہوں مام۔
"ایسے نہیں بولتے جعفر! اس میں بھی کوئی۔۔۔۔"
پلیز مام۔۔ میں خدا پر یقین کرنے والا لڑکا ہوں۔۔ اس ظلم کو" مصلحت کہہ مجھے دل خدا سے بدگمان مت کریں۔۔ ایک اسکا سہارا تو ہے زندگی میں۔۔ اگر خدا سے روٹھ گیا تو میں کیسے زندہ رہوں

گا۔۔"وہ آنکھیں مسل کر بولا۔۔ مہکار شاہ نے لب بھینچ کر اسے خود میں چھپا لیا۔۔

آج اسکا وجود بخار سے تپ رہا تھا۔ رات کافی ہو گئی تھی۔ اسکا شوہر ابھی تک گھر نہیں لوٹا تھا۔ مہکار نے جیکی کو کھانا کھلا کر وہ جب باہر گئی دوسرے کام نمٹانے تب تک جیکی سو چکا تھا۔۔
مہکار واپس آئی، تو جیکی سویا ہوا تھا۔ رات کافی ہو گئی تھی اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اب اسکا شوہر واپس نہیں آئے گا۔ تو وہ بھی خاموشی سے سو گئی۔۔
صبح کے قریب کوئی وقت تھا، جب آہٹ پر اسکی آنکھ کھلی تھی، مہکار نے جب نیند میں ڈوبی آنکھوں سے وہ منظر پلٹ کر دیکھا اسکی چیخیں بے ساختہ تھی۔۔
وہ منظر روح فنا کر دینے والا تھا۔ جہاں تڑپتے جیکی کے منہ سے سفید جاگ نکل رہی تھی۔ اسکی چیخیں حلق میں کہیں دبی ہوئی تھیں۔ چہرہ سپید اور آنکھیں باہر کو ابلی ہوئیں۔۔۔

چھوڑو اسے حیوان۔۔"وہ غرائی اس پر جھپٹی۔۔"

حیدر نے جیکی کو چھوڑ کر اسے پکڑا۔۔ "غلیظ عورت مجھ سے دل نہیں بھرا تو میرے بیٹے پر بری نظر ڈال کر اسے بھی اپنے حوس کا شکار بنا لیا۔۔"

الفاظ تھے یا روح پر پڑنے والا گہرا چابک۔۔

مہاکر شاہ پور پور لہولہان ہو گئی اس وار سے۔۔ اسکے منہ سے نکلنے والا جملہ گولی سے تیز تھا جو اسکے دل و دماغ پر پڑا اور اسے سن کر گیا۔۔

وہ آج غیظ و غضب میں تھا۔۔ وہ اپنی نفسیاتی سوچوں میں بالکل اندھا ہو گیا تھا۔ کہ انکے پاک رشتے کو بھی اپنی غلیظ زبان سوچ ناپاک زبان سے بیٹ چڑھا لیا۔۔

آج میں تمہارا قصہ تمام کر دوں گا۔ تم جیسی حوس پرست "

عورت کی میری زندگی میں کوئی جگہ نہیں۔۔ پہلے میرے بیٹے کے قریب اپنی بھانجیوں کو لائی۔۔۔ پھر جب وہاں کامیاب نا ہو سکی تو اپنا وجود پیش۔۔۔۔

چٹاخ" اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے مہکار شاہ کا ہاتھ اٹھا مقابل" کھڑے اسکے شوہر کو ششدر کر گیا۔۔

بہت ہو گئی تمہاری بکواس! یہ میرا ظرف تھا جو اب تک تمہارا ظلم برداشت کرتی آئی۔۔ مگر اپنے بھائی یا انکی بیٹیوں کے خلاف ایک لفظ نہیں سنو گی میں۔۔" وہ اس پر چلائی جبکہ مقابل اسکی جرات پر ساکت ہو گیا تھا۔۔

اب ایک منٹ بھی نہیں رکوں گی میں یہاں تم جیسے نفسیاتی، سائیکو انسان کے ساتھ۔ مجھے نہیں پرواہ کہ دنیا اب میرے بارے میں کیا کہتی ہے۔۔ مگر میں تمہارا یہ شیطانی روپ دنیا کے سامنے لاؤں گی۔۔" وہ اس سے کہتی اپنی چادر درست کر کے کر وہاں سے دروازے کی طرف بڑھی۔۔۔

تمہارا بھائی ایک شریف بزنس مین ہے۔ صبح آٹھ بجے جاتا" ہے۔ شام کو آٹھ بجے گھر آتا ہے۔ اگر اس صبح آٹھ بجے راستے کے دوران، یا رات کو آٹھ بجے راستے کے دوران تمہارے بھائی کو کوئی موت کے گھاٹ اتار دے؟
یا کھیلتی ہوئی تمہاری بھانجیاں اچانک غائب ہو جائیں؟ یا
"عزت سے بیٹھی تمہاری بھابی کے پاس عزت نا بچے۔۔۔

بکواس بند کرو****۔۔"مہکار شاہ اسکی آنکھیں نوچنے کیلئے اسکی" طرف بھاگی مگر اس سے پہلے ہی حیدر نے اسے کھینچ کر دیوار سے لگایا۔۔

جیکی جواب سنبھل چکا تھا اس افتاد پر چیخ اٹھا۔۔۔

کچھ بھی ہو سکتا ہے۔۔اگر تم نے منہ کھولا یا میرے خلاف گئی۔۔اس" گھر سے باہر قدم نکالا۔۔"مہکار اسکی آنکھوں میں شیطانی چمک دیکھ کر سن ہو کر رہ گئی

جہاں اسکی زبان تالوں سے چپکی، اسکے بعد وہی قیامت ٹوٹی جو ہر رات گزرتی تھی۔اسکے حیوانیت سے زیادہ اسکے لہجے کے غلیظ پن سے مہکار کو نفرت ہوئی۔۔

جیکی کے ہاتھ پیر باندھ کر اسے ایک کونے میں کسی بیکار سامان کی طرح پھینک دیا تھا۔وہ اسکے وجود پر بربریت کی انتہا کرتا اسکے کانوں شیطانی سرگوشیاں کر رہا تھا۔۔

پہلے تم نے اپنی ممتا محبت سے میرے بیٹے کو اپنی سائیڈ کرنا چاہا"
مگر اس میں ناکام ہو گئی تو اب اپنا جسم پیش کر دیا اسے ورگلانے
کیلئے۔۔"وہ اسکے وجود کو روندتا کہہ رہا تھا۔۔

روم کی فضا میں جیکی کی دبی دبی سسکیاں تھیں۔مگر اس میں
ہمت نہیں تھی وہ ایک بھی گواہی دے سکتا۔
دیکھ تیرے یار کو تکلیف ہو رہی ہے۔۔"وہ مکروہ ہنسی ہنس کر مہکار کے"
بالوں سے پکڑ کر اسکا چہرہ جیکی کی طرف اٹھایا۔۔۔

خدا کیلئے میرے پاک رشتے کی توہین مت کرو۔۔"وہ سسک"
اٹھی۔۔
آہہہ۔۔"اسکی سدا پر غصے میں آکر سر پر کھڑے درندے نے"
بوٹ میں مقید پاؤں کی ٹھوکر اسے رسید کی۔۔اسکی دلخراش
چیخ نکل پڑی۔۔
جیکی منہ چھپائے رو رہا تھا۔اسے رب سے شکوہ تھا کہ ساری دنیا
کے بچوں کو اتنی خوشیاں دیں ہیں پھر اسکی کیوں ہر رات اذیت والی بنا
دی۔۔۔

وہ جانے کب اس حیوان کے پنجرے سے آزاد ہوگا۔۔ کبھی کبھی تو اسکا دل کرتا، جب اسکا باپ سو رہا ہو تو جا کر اسکا گلا بے دردی سے کاٹ کر اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کہیں گھر میں چھپا دے۔ اور خود بھاگ جائے یہاں سے پاکستان۔۔۔

جیسے تیسے کر کے وہ رات بھی گزر گئی، یہ الزامات یہ گالیاں، یہ ٹھوکریں، یہ ظلم و بربریت جیکی کیلئے کوئی نئی بات نہیں تھی۔ مگر جو ماں جیسا احساس تھا وہ نیا تھا۔۔

وہ رو رہا تھا، کیونکہ ایک نئی شروعات ہو گئی تھی جس سے وہ خوفزدہ تھا۔ مگر اختتام کی طرف بڑھنے سے تو یہی ہونا تھا۔۔
آخر کار اسکے باپ کا دل جو بھر گیا تھا۔۔
وہ پھر اللہ سے اداس رہنے لگا۔۔ وہ مایوس ہونے لگا۔ حسرت بھری نگاہوں سے وہ مہکار شاہ کو دیکھ رہا تھا۔ جو انہیں ناشتہ سرو کر رہی تھی۔
وہ دیکھ رہا تھا، کہ وہ بیمار ہو رہی تھیں آہستہ آہستہ۔۔ تکلیفوں نے انہیں توڑ کر رکھ دیا تھا۔۔

وہ اب اس سے بھی دور دور رہتی تھیں۔ وہ اسکے پاس جاتا تو بھی وہ سرد اپاٹ رویہ رکھتی اسکے ساتھ۔۔
جیکی چھپ چھپ کر انکے بدلے رویے پر روتا تھا، مگر جانتا تھا عورت اپنے کردار کو لیکر کافی حساس ہوتی ہے۔

وہ ان دونوں معصوم سی لڑکیوں کا بھائی تھا۔ وہ اسے اپنا بھائی سمجھتی تھیں، اسکے ساتھ کھیلتی اس سے اپنی بھائی کی خواہش کو پورا کرتی تھیں۔۔
کتنا انمول رشتہ تھا ان تینوں کا آپ میں، مگر اسکے شیطانی نفسیاتی باپ نے اس رشتے کو بھی ناپاک کر دیا۔۔ سب سمجھتے تھے وہ ابنارمل بچہ ہے اسلئے اسکا باپ اسے کہیں آنے جانے نہیں دیتا۔۔
مگر وہ دونوں اسے ابنارمل نہیں سمجھتی تھیں، وہ اسکے پاس آتیں، اسکول سے لائی ہوئی چیزیں اسے کھلاتیں۔۔
وہ اپنی دونوں چھوٹی چھوئی معصوم بہنوں کے ہاتھ چوم کر رو پڑتا تھا۔
وہ تھک گیا تھا۔ اسنے سوچ لیا تھا کہ اب وہ مزید نہیں جی سکتا، جب تک وہ زندہ رہے گا تب تک یہ کھیل جاری رہے گا، اگر وہ مر گیا تھا کچھ نہیں بچے گا۔۔

اسکے ارادے وہیں رہ گئے، شاید رب کو اسکا حرام موت مرنا منظور نہیں تھا، تبھی ایک دن صبح کے وقت انکے ناشتے پر حیدر شاہ اپنی بیٹیوں کے ساتھ آیا۔۔

وہ سب حیران ہوئے، اسکا باپ بڑے احترام اخلاق سے انسے ملا جیسے اس جیسا کوئی دوسرا بندہ اس دنیا میں نہیں۔۔۔

اسکے وجود میں، آگ بھڑکنے لگی۔۔ وہ آج سارے راز فاش کرنے والا تھا کہ ایکدم اسے جیسے ایک زندگی کی کرن نظر آئی۔۔۔

حیدر میں تم سے اجازت لینے آیا ہوں۔ میرا بھتیجا ساحل" کافی بیمار ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ آپی جا کر اسے دیکھ آئے۔ وہ ناراض ہے پہلے سے آپی سے۔۔ "حیدر شاہ نے اپنا مطالبہ پیش کیا۔۔ ساحل کی طبیعت کا سن کر اپنے شوہر کے سننے سے پہلے ہی مہکار شاہ بول اٹھی۔۔

میں جا رہی ہوں بھائی۔۔ آپ نے کہا تھا آپ مجھے اپنے شاہو" کے پاس بھیجیں گے۔۔ "وہ رو پڑی۔۔

حیدر شاہ نے اسے اپنے حصار میں لے لیا۔ "ضرور جانا میں اپنا وعدہ ہی پورا کرنے آیا ہوں۔ تمہاری ٹکٹ بھی آج ہی بک کرواتا ہوں۔۔"

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا حیدر!" اسنے اپنے بہنوئی کو مخاطب کیا جو گہری سوچ میں کھڑا تھا۔۔
"ہاں بالکل جاؤ ملکر آؤ وہ بھی تمہارا بیٹا ہے۔ وہاں بھی تمہارے رشتے ہیں۔۔ شادی کے بعد تو تم صرف گھر کی ہو کر رہ گئی ہو۔۔ کتنی دفعہ کہا ہے جا کر اپنے بھائی کے گھر سے گھوم کر آؤ یا یہاں جاؤ وہاں جائو مگر نہیں۔۔" اسنے شاطر پن سے کہا۔۔ مہکار نے نفرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔ مگر جب اسکے بھائی نے دیکھا تو وہ مسکرا دی۔۔

"میں تو کام کی وجہ سے نہیں چل سکوں گا لیکن! ایسا کرو تم مہکار جعفر کو اپنے ساتھ لے جاؤ!" کافی سوچ وچار کے بعد بولا۔۔ جیکی نے ایکدم سے اپنے باپ کو دیکھا۔۔
اور مہکار ششدر رہ گئی۔۔

ہاں یہ تو بہت اچھا آئیڈیا ہے۔۔ جیکی کو ضرور جانا چاہیے۔۔"
میں تم دونوں کی ٹکٹ بک کرواتا ہوں۔۔"حیدر شاہ نے کہا۔۔ مہکار نے گڑبڑا کر انکار کرنا چاہا۔۔
یہی تو وہ چاہتا تھا کہ وہ خود انکار کرے، مگر جیکی کے جڑے ہاتھ دیکھ کر مہکار شاہ کے لبوں پر کفل پڑ گئے۔۔

جانے وہ کون سا لمحہ تھا جس میں جیکی کی مانگی گئی دعا قبول ہوئی تھی۔ وہ حیران تھا کہ اسکے باپ نے کیسے اسے بھیجنے کی حامی بھری۔۔
مگر اسکی یہ حیرت جلدی ہی ختم ہو گئی، جب جانے سے پہلے اسکے باپ نے اس سے کہا تھا کہ وہ اپنی ماں پر نظر رکھے، اگر کہیں بھی وہ اپنے پچھلے شوہر یا کسی مرد سے بات کرتی ہے تو آکر اسے بتائے۔ اور وہ خود اس سے دور رہے۔

یہاں سے جاتے کل واپس آنے کی ضد کرنا، وہ جہاں جائے اسکے ساتھ اسکی پرچھائی بنے رہنا اور ہاں رات کو یاد سے اسکے کمرے میں رہنا، مجھے اس عورت پر ذرا بھی یقین نہیں ہے۔ حوس پرست

ہے۔۔ حوس پرست جانتے ہو نا؟" اسنے جبڑا جکڑ کر پوچھا۔ وہ اثبات میں سر ہلا گیا۔۔

واہ ایک رات ساتھ گزار کر سب کچھ معلوم ہو گیا ہاہاہاہا۔۔ "جیکی کا" چہرہ سرخ پڑ گیا۔۔
اسے ماں ماننے کا سوچنا بھی مت۔ یہ عورت لائق نہیں کہ یہ" تمہاری ماں بن سکے۔۔" اسے تمام ہدایتیں کرتے وہ مہکار شاہ کے پاس چلا گیا۔۔
وہ خاموشی سے اسکی غلیظ بے باک باتیں سننے لگی جو سسکے کردار کی دھجیاں بکھیر رہی تھیں۔۔
میرے بیٹے کا خیال رکھنا، اسے اپنے غلیظ خاندان سے دور رکھنا وہ بہت" معصوم ہے۔ اگر اسے اپنی خواہشات۔۔۔۔۔" وہ جانے کیا کچھ کہہ رہا تھا۔۔

جہاز میں وہ پہلی بار نہیں بیٹھا تھا، اب سے پہلے وہ اپنے باپ کے ساتھ کافی ممالک جا چکا تھا۔ مگر کبھی پاکستان نہیں گیا۔۔

ایئر پورٹ پر جہاں وہ دونوں اسکی بہنیں (دل سے مانتا تھا) اس سے ملی تھیں وہاں اسکا باپ بھی آیا تھا انہیں چھوڑنے، اور اسکا ماموں حیدر شاہ بھی۔۔

"یہ گفٹس میرے صارم کو دے دینا۔۔ وہ میرا بیسٹ فرینڈ ہے۔۔" روحا نے اپنے گفٹس جیکی کو دیئے۔
"مگر مجھے کیسے پتا چلے گا صارم کون ہے؟"

"بہت آسان ہے۔ وہ بہت پیار سے بات کرتا ہے، سب سے پہلے دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہے، اسکی ہر بات میں دلکشی گہرائی ہوتی ہے۔ جس کی ہر بات میں ایک نئی راہ ہوگی، وہ صارم زیدی ہوگا۔۔" وہ مسکرا کر معصومیت سے بولی۔۔۔

اچھا۔۔" جیکی ہنس پڑا۔۔"
سب جھوٹ! جو سب میں بلیک ہوگا وہی بلیک بوائے ہوگا۔۔" بازل نے ناک بھنویں چڑھا کر کہا۔ روحا دکھ سے اسے دیکھتی اپنی مام کے پاس چلی گئی۔۔ اسکے جانے کے بعد بازل ہنس پڑی۔۔

"بلیک تو میں بھی ہوں۔۔"

پر تم میرے بھائی ہو نا۔" وہ اسکا ہاتھ تھام کر بولی۔۔"

یہ میری طرف سے۔۔" اسنے اپنی کلائی میں پہنا سیاہ داگھا" اسکی کلائی میں باندھ دیا۔۔

میرے پاس بھی تمہارے لیے کچھ ہے۔" جیکی نے چور نظروں سے" اپنے باپ کو دیکھا۔۔

تم میری بہت خوبصورت بہن ہو۔۔" وہ اسکے ہاتھ کی پشت پر لب رکھ" کر گویا ہوا۔۔ اور اپنی جیب سے ہارٹ والا بریسلیٹ نکال کر اسکی کلائی میں پہنا دیا۔۔

واؤ یہ تو بہت خوبصورت ہے۔۔ اور بڑا بھی۔۔" بازل کی آنکھیں چمک" گئی اس خوبصورت سے بریسلیٹ کو دیکھ کر۔۔۔

شش! یہ میری ماں کا ہے۔ یہ چھپا دو اپنے پاس۔۔ جب بڑی" ہو گی تم تب پہننا۔۔" جیکی نے آہستگی سے کہا۔

فلائیٹ کا وقت ہو گیا وہ انہیں ہاتھ سے بائے بائے کرتا، اپنی ماں کے ساتھ اندر چلا گیا۔۔۔

اپنے باپ کے منظر سے ہٹنے پر ہی جیکی نے شور مچا دیا، وہ اپنی ماں سے کہہ رہا تھا یہاں سے بھاگ چلیں۔۔ وہ بہت برا کریں گے آپ کے ساتھ۔۔

مگر مہکار اس وقت اسے لیکر کہاں جاتی۔ انائونسمنٹ ہو رہی تھی۔ وہ جیکی کو بہلا پھسلا کر لے آئی جہاز میں۔ جہاں وہ اس سے ناراض مسلسل رو رہا تھا۔۔

"ایک دن بعد پاکستان سے آئیں گے، اور پھر اس جہنم میں جائیں گے۔۔ آپ مجھے مار دیں۔۔ یا خود کو مار دیں۔۔ مگر میں اب برداشت نہیں کر سکتا۔۔ مجھے تکلیف ہوتی ہے جب وہ آپکے ساتھ حیوانوں کی طرح پیش آتے ہیں۔۔" وہ اسکے پاس بیٹھا غصے سے روتا کہہ رہا تھا۔۔

پر مہکار کے کوئی رسپانس نا دینے پر، وہ خاموش ہو گیا۔۔

"غلطی آپ کی نہیں میری ہے۔ اگر ڈیڈ سے آپکو شادی کیلئے فورس کرنے کے بجائے، میں چھپ کر آپکو انکی اصلیت سے واقف کر دیتا تو آج یہ سب نا ہوتا۔۔" وہ اپنے آپ کو کوس رہا تھا سارے سفر کے دوران۔۔۔

مگر جب کراچی ایئر پورٹ پر لینڈنگ ہوئی، اسنے پاکستان کی سرزمین پر قدم رکھا تو اسے اصل آزادی کی فضاؤں نے چھوا۔۔۔وہ کسی خواب کی طرح ہر ایک چیز کو دیکھ رہا تھا۔۔

ایئر پورٹ کے باہر ہارون شاہ اپنی شریک حیات کے ساتھ کھڑے تھے۔۔۔

ہارون شاہ اس سے بہت احترام سے ملا، زریش نے اسے گلے سے لگایا بڑی بہن کی طرح۔۔ جیکی اس خوبصورت سی عورت کو دیکھنے لگا۔

اسنے ہارون شاہ کو دیکھا، اور جب وہ اس سے ملے اپنا تعارف کروایا تو معلوم ہوا یہی ہیں وہ۔۔۔ اسکی ماں کے ایکس ہسبینڈ۔۔۔

وہ انہیں لیکر گھر آ گئے۔ ساحل گھر میں موجود نہیں تھا، مہکار شاہ جیکی دونوں کو انکے روم میں بھیج دیا گیا۔ مگر جیکی اپنی ماں کے پاس آ گیا انکے روم میں۔۔

اسلئے نہیں کہ وہ باپ کی طرف سے جاسوسی کر رہا تھا بلکہ اسلئے کہ وہ آج سب کچھ اپنی ماں کو بتانے والا تھا۔۔

اسکے پاس ابھی بھی ایک دن کا موقعہ تھا۔ وہ اپنی ماں کو بتا دینا چاہتا تھا۔۔
اس سے پہلے کے واپس جا کر، اسکی ماں کو شک کی موت اتارا جائے۔ وہ سب کچھ انہیں کہہ دینا چاہتا تھا۔ اپنے باپ کے سارے کالے چٹھے۔۔۔

ooooooooo

آجکل ہمارا بیٹا کہاں مصروف رہتا ہے؟" فیروز چغتائی اپنی بیٹی کے پاس آکر بیٹھے۔
اپنے باپ کی اچانک آمد سے وہ سٹپٹا کر لیٹ ٹاپ بند کر کے "باپ کے سینے سے لگ گئی۔۔" کہیں نہیں یہیں ہوں۔۔

یہاں کہاں؟ کالج سے آکر روم میں بند ہو جاتی ہو۔۔ کیا بات ہے نا" شرارت نا اپنی ماما کو تنگ کرنا کوئی پریشانی ہے؟ وہاں تمہاری ماما نے مجھے تنگ کیا ہوا کہ میری بیٹی کو نظر لگ گئی ہے خاموش
خاموش رہتی ہے۔" فیروز نے نظروں سے ہی اپنی بیٹی کی نظر اتاری۔۔

وہ اس وقت سیاہ کپڑوں میں کافی پیاری لگ رہی تھی۔۔

ڈیڈ اب میں بڑی ہو گئی ہوں ماما سے کہیں پریشان نا ہوا کریں۔۔"وہ منہ بنا کر بولی۔۔

دیکھ رہا ہوں جب سے گیارویں جماعت میں آئی ہو بڑی بڑی کی رٹ لگا دی ہے۔۔ہاہاہا میرے بچے ابھی تم بہت چھوٹی ہو۔۔بالکل میری چھوٹی سی چڑیا جیسی۔۔

اتنی سیریس نا ہو خود کو لیکر۔۔۔اس بڑی بڑی سے نکل آؤ اور ہمیں ہماری چھوٹی سی شرارتی چڑیا دے دو۔۔۔"فیروز صاحب نے ہنستے ہوئے اسکی ناک دبائی۔۔

نویرہ نے قہقہہ لگا کر اپنے باپ کے گلے میں بانہیں ڈالیں۔۔"آئی لو یو "ڈیڈ۔۔

میرا بچہ۔۔۔"وہ اسے سمٹ گئے خود میں۔۔"

فیروز صاحب اسے اپنے ساتھ لے گئے باہر۔۔وہ ابھی دریاب سے بات کر رہی تھی۔۔اس حادثے کے بعد دریاب جو اس سے جھجھکتا تھا۔۔اسکی وہ جھجھک ختم ہو گئی تھی۔۔صرف نویرہ کی نہیں بلکہ دریاب خان کی بھی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئی تھیں۔۔

بلکہ نویرہ نے اس سے محبت کا اظہار بھی کر دیا تھا، جسے سن کر وہ خاموش ہو گیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا وہ ابھی بہت چھوٹے ہیں۔۔ انہیں زندگی میں کافی منزل طے کرنی ہے۔ مگر وہ کچھ کہہ کر نویرہ کا دل نہیں توڑنا چاہتا تھا۔۔ ہاں یہ بھی حقیقت تھی کہ دریاب کو بہت پسند تھا اس سے بات کرنا۔۔

اسکی سستی عروج پر تھی، یہ تو دلاور کا غصہ دانیال خان کا خوف ہی تھا کہ وہ مجبوراً پڑھائی کی طرف متوجہ ہوتا تھا۔ دلاور نکاح کے بعد کافی سیریس ہو گیا تھا اپنی پڑھائی کو لیکر۔۔۔
جو پروفیسر اس سے خفا تھے، اب وہ بہت متاثر ہونے لگے تھے۔ صمصام زیدی تو ہر اسٹیج پر کامیاب رہا تھا، اسے اسٹوڈنٹ پاکر پروفیسر بھی بہت خوش ہوتے تھے مگر اب وہ دلاور خان سے بھی متاثر ہو گئے تھے۔۔
وہ اپنے باپ کے سامنے نالائق رہتے تھے، دانیال خان کے ناک میں دم کیے رکھتے جبکہ کالج میں اب انکا نام تھا۔۔

جس طرح دلاور کا نام اب سب میں گونجنے لگا تھا نویرہ کو اپنا پلان بونگا سا محسوس ہوتا تھا۔۔

مگر اسکے بعد بھی فارس ماہرہ کی سپورٹ تھی جس باعث وہ ہمت مجمع کر پائی تھی۔ مگر آج جب دریاب کو ڈانٹ پڑی تھی ٹیسٹ میں وہ دیکھ کر وہ بے تحاشہ خوش ہوئی تھی۔ پھر جب دلاور نے اسے ڈانٹا دریاب کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔.

نویرہ کو احساس ہوا کہ اچانک ہی بم بلاسٹ ہو گا۔۔ وہ بس انتظار میں تھی کہ دونوں بھائیوں کے بیچ جنگ ہو جائے۔۔

یہ کیا ہے۔۔" وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ تھوڑی دیر بیٹھ کر ماہرہ سے " ملنے کا بہانہ کر کے پارک چلی آئی تھی جہاں دریاب پہلے سے موجود تھا۔۔۔

چوکلیٹس!" وہ مسکرایا۔۔"

ہاہاہا۔۔۔ کیا تم ابھی تک بچوں کی طرح چاکلیٹس کھاتے ہو۔۔۔" نویرہ " کھکھلا اٹھی۔۔ دریاب شرمندہ ہو کر سر جھٹکا۔۔

چاکلیٹس کھانے میں عمر تھوڑی دیکھی جاتی ہے۔اور ابھی ہماری "
عمر بھی کیا ہے۔۔"وہ منہ بنا کر بولا۔۔

دیکھی جاتی ہے بدھو! یہ ہماری ایج نہیں چاکلیٹس کھانے کی۔"وہ اسکے "
سر پر ہاتھ مار کر بولی۔۔۔
تو پھر کیا کھانے کی ایج ہے ہماری۔۔؟"دریاب نے جل کر پوچھا۔۔"
وہ مسکرادی۔۔
بتاؤں؟"وہ شرارت سے بولی۔۔"
ہاں بتاؤ بھی۔۔"وہ بولا۔۔نویرہ نے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔اور پھر"
آس پاس۔۔وہ سب سے چھپ کر کھڑے تھے کہ دل یا کوئی انہیں دیکھ
نالے ساتھ۔۔
کسے ڈھونڈ رہی ہو؟"دریاب نے ابھی پوچھا تھا اور ساتھ اسکی تعاقب"
میں نظریں پھیریں کہ اچانک ہی وہ اسکے قریب ہو کر
جارت کر دالی۔
دریاب ششدر سا اسے دیکھنے لگا۔جو اسکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔۔

یہ کک۔ کیا کیا تم نے۔۔"وہ خوف حیرت سے بولا۔۔اسے یاد آیا کہ اسے اسکی ماں نے ایسی بری عادتوں سے باز رہنے کیلئے سختی سے تاکید کی تھی۔۔۔

اسنے ایکدم سے نویرہ کو پیچھے دھکیلا۔۔وہ بوکھلا گئی۔۔۔جبکہ دریاب وہاں سے جانے لگا۔

دری کیا ہوا؟ناراض ہو؟"وہ بوکھلا کر آنکھوں میں پانی بھر کر اسکے سامنے آگئی۔۔

نہیں مجھے ٹیسٹ کی تیاری کرنی ہے۔آج بھی سر نے ڈانٹا تھا دل ناراض ہو گیا ہے۔ڈیڈ بھی انتظار کر رہے ہوں گے۔۔"وہ جانے لگا مگر نویرہ نے اسکا راستہ روک دیا۔۔

دری اب تم چھوٹے نہیں ہونا ہی میں۔۔"وہ جتا کر بولی جانتی تھی ناراض ہو کر جا رہا تھا۔۔

انف نوی!بہت ہو گیا۔مجھے یہ سب نہیں پسند ابھی ہم بہت چھوٹے ہیں۔۔جب تمہارے ڈیڈ میرے ڈیڈ کو معلوم ہو گا تو کیا حال کریں گے ہمارا۔۔"

شٹ اپ بدھو کیوں حال کریں گے ہمارا؟ ہم کیا دودھ پیتے بچے ہیں پاگل؟ ہم"
جوان ہیں، بڑے ہیں۔۔ آج نہیں کل تو ہم یہ سب کریں گے نا آفٹر آل آئی لو
یو دری۔۔" وہ اسکے پاس ہوئی دریاب پیچھے ہو گیا۔۔
تم ڈر کیوں رہے ہو؟ میرے ڈیڈ کچھ نہیں کہیں گے۔۔" وہ چڑ کر بولی۔۔"
مگر میرے ڈیڈ ماریں گے مجھے۔۔ دل مارے گا مجھے۔۔ میں یہ نہیں"
کر سکتا۔۔" وہ ہتھے سے اکھڑ گیا۔۔
انف سٹوپڈ! ہر وقت دل دل تم کیا دودھ پیتے بچے ہو؟؟ تم اسکی ایج کے ہو"
پھر اتنے بدھو کیوں ہو؟ اپنی زندگی اپنی مرضی سے جیو اپنے بھائی کے
غلام مت بنو۔۔ نا ہی اس سے دب جاؤ۔۔
وہ تمہیں دبانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس سے ہی امداشہ لگالو کہ ہر جگہ وہ بڑا
نا ہو کر بھی بڑے ہونے کا ایوارڈ لیتا ہے، تمہیں ہمیشہ چھوٹا بنا کر پیش کرتا ہے
تاکہ کوئی تمہیں ویلیو نا دے۔ وہ چاہتا فرسٹ تمہیں بھی لا سکتا تھا
"مگر اسنے تمہیں یہاں بھی پیچھے رکھا۔۔۔
چٹاخ۔۔" نویرہ کی زبان کو سرخ چہرے سے سنتے دریاب خان کے"
تھپڑ نے بریک لگائی۔۔
میں اپنے بھائی کے خلاف ایک لفظ نہیں سن سکتا!! اسے بڑے کا"
رتبہ اسنے نہیں میں نے دیا ہے۔ میں اسکا بیک بون بننا پسند

کرتا ہوں اسکا سینہ ہوں۔۔ سینے میں دھڑکتا دل ہوں نا کہ مقابلہ۔۔۔"
وہ غصے سے انگلی اٹھا کر کہہ رہا تھا۔۔

نویرہ جو غصے میں جانے کیا کچھ کہہ چکی تھی اس وقت دریاب
کے تھپڑ نے اسے ہوش دلایا اور وہ حیرت سے دیکھ رہی تھی کہ فیروز
!چغتائی کی لاڈلی بیٹی کو دریاب خان نے تھپڑ مارا
کتنی دیر وہ وہیں کھڑی رہی، اسکی آنکھوں میں نمی دیکھ کر دریاب کو
احساس ہوا کہ اسے تھپڑ نہیں مارنا چاہیے۔۔

آئم سوری۔۔"اسنے شرمندگی سے کہا۔۔"
جسٹ شٹ اپ!"وہ پوری قوت سے چلائی۔۔اور روتی وہاں سے"
بھاگ کر جانے لگی کہ ایکدم بوکھلا کر دریاب نے اسکا ہاتھ پکڑا اور کھینچ
لیا اپنے پاس۔۔

روتی ہوئی نویرہ ایکدم خاموش ہو گئی۔۔
ائم سوری!"وہ پھر سے بولا۔۔"
میں ایسے معاف نہیں کروں گی۔۔"وہ آنکھیں مسل کر بولی۔۔"

پھر کیسے کرو گی۔۔ میں پریشان تھا۔ اوپر سے تمہاری اس"
حرکت سے مزید پریشان ہو گیا۔۔ مجھے ابھی ٹیوشن پڑھنی ہے۔ ڈیڈ
میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔۔" وہ اس سے بے بسی سے بولا۔۔

مجھے کچھ نہیں پتا تم میرے ساتھ یہاں بیٹھ کر دھیڑ ساری باتیں"
کرو۔۔ پھر معاف کروں گی۔۔" وہ ضد کرتی بولی
"اور میرا ٹیسٹ؟ کل پھر انسلٹ ہو گی ڈیڈ دل الگ سے ناراض ہوں گے۔۔"
نہیں ہوتی۔۔ اگر ہو گی بھی تو ملکر برداشت کر لیں گے۔۔" وہ اسکی سنے بغیر"
اسکا ہاتھ پکڑ کر بینچ کی طرف بڑھ گئی۔۔

باتیں کیا تھیں اسکی شرارتوں کے قصے تھے۔ کافی دیر ہو گئی۔ دریاب
بوکھلا کر اٹھا۔۔ اور اب نویرہ کو بھی اسکے جانے کا کوئی اعتراض نہیں
تھا۔۔
وہ جانتی تھی وہ آہستہ آہستہ اسکے قبضے میں آرہا تھا۔ اسنے جو تھپڑ اسے
مارا تھا اسکی آگ اسکے سینے میں دہک رہی تھی۔۔
وہ جو دھڑکنوں کے دھڑکنے پر حیران تھی۔۔ یہ سب نہیں چاہتی
وہ دریاب نے تھپڑ مار کر آسکا راستہ آسان کر دیا تھا۔۔

ماہرہ اسے اتنا سیریس نا لینے کی کافی ہدایتیں کر چکی تھی۔ مگر اب اسے بہت مزہ آرہا تھا اس کھیل میں۔۔ یہ کھیل ہائی پر اسرار سا تھا۔۔
اسے اس کھیل سے ایک گیمر کی فیلنگز آرہی تھیں۔۔ وہ ایک مہرہ سے کئی شکار کرنے والی تھی۔۔ اب بس عرشیہ خان کے دماغ میں یہ بٹھانا تھا کہ "صمصام زیدی" اسکا ہے۔۔۔

کہاں گئے تھے؟ تمہیں پتا نہیں ایگزام سر پر ہیں" دانیال خان جو" کب سے اسکے انتظار میں یہاں سے وہاں ٹہل رہے تھے اسکے آتے ہی غصے سے برس پڑے۔۔

ڈ۔ڈڈیڈ دل نے کہا تھا فیاض کو کاپیاں دے کر آئوں۔۔" اسنے ڈرتے" خوفزدہ ہو کر الزام دلاور پر لگا دیا جسنے حیرت سے اسکے چہرے کو دیکھا۔۔

میں یہ کیا سن رہا ہوں دل؟ کیا تم نہیں جانتے تمہارے"
ساتھ اسکے پیپر بھی ہیں۔۔" دانیال خان نے دلاور سے غصے میں
پوچھا۔
وہ تو حیران تھا اپنے بھائی پر۔۔ اسنے کب کہا تھا اس سے۔۔
سوری ڈیڈ۔۔ میں رات کو یاد کروادوں گا اسے۔۔" ناچاہتے ہوئے بھی وہ یہ"
الزام اپنے سر لے گیا اسلئے تاکہ پھر جھوٹا ہونے کی وجہ سے دریاب
کو مارنا پڑے۔۔

اسکی شکل دیکھ رہے ہو؟ کیا یہ پڑھے گا خود سے؟ آئندہ اگر کوئی ذمہ"
داری اٹھاتے ہو تو اسے خود نمٹا کرو۔۔ دوسروں کے کندھے پر مت ڈالا
کرو۔۔" دانیال خان نے اپنے بیٹے کو غصے سے احساس دلایا۔۔
کیونکہ اسکی ذمہ داری نا نبھانے پر دریاب کا ٹیسٹ رہ گیا تھا۔۔
میں آئندہ خیال رکھوں گا سوری۔۔" وہ شرمندگی سے بولا۔۔"

کہاں گئے تھے؟" روم میں آکر دلاور نے اسکا بازو پکڑا۔۔"
کھیل رہا تھا۔۔" وہ مسکرا کر بولا۔۔"

بکواس مت کرو دریاب! کھیل تم رہے تھے الزام مجھ پر کیوں لگایا؟ تمہیں" "شرم نہیں آئی ڈیڈ سے جھوٹ بولتے ہوئے؟

بند کرو دل ہر وقت لیکچر مت دیا کرو۔۔۔ میں بھی بڑا ہوں۔۔ کوئی چھوٹا" بچہ نہیں۔۔ اور اس میں کوئی جھوٹ نہیں تھا۔ تم نے میری ذہ داری اٹھائی ہے نا خود کو بڑا ثابت کرنے کیلئے اب بھگتو۔۔" وہ غصے سے کہتا دلاور کو ششدر کر گیا۔۔

کیا ہو رہا ہے یہ؟" دلاور کچھ کہتا اس سے کہ ایکدم وہاں دلاور دھکیل کر" عرشیہ داخل ہو گئی۔۔
وہ بہن ماں کے سامنے غصے کو حرام سمجھتا تھا۔

تم سے بعد میں بات کرتا ہوں۔۔" وہ دانت پیس کر دریاب سے" کہتا عرشیہ کی طرف بڑھا۔۔۔
کچھ نہیں میری شیرنی۔۔" اسنے محبت سے اسے اٹھانا چاہا مگر" اس سے پہلے دریاب نے اسے اٹھا لیا۔۔

مگر اگلے پل عرشیہ کے زور سے کاٹنے پر اسکی چیخیں بلبلاہٹیں عروج پر تھیں ساتھ ہی دلاور کا قہقہہ بھی۔۔۔

جنگلی بلی۔۔"وہ بازو سے خون نکلتا دیکھ کر اپنی ماں کے پاس شکایت کرنے" کیلئے وہاں سے روتا ہوا نکل گیا۔۔
عرشیہ نے کھکھلاتے دلاور کے گردن منہ چھپایا۔۔"میرا شیر بچہ" دلاور نے اسے سینے میں چھپالیا۔۔

ooooo

خیری اٹھ بھی جاؤ! آج دیکھو باہر برف باری ہوئی ہے۔۔"وہ آٹا گوندھتی لاؤنج" میں صوفے پر سوئے خیری کو جگانے کی پھر سے کوشش کرنے لگی۔
وہ روم میں سے اسے جگا کر آئی تھی، اور یہاں آکر وہ پھر سے سو گیا تھا۔وہ اس وقت ناشتہ تیار کر رہی تھی۔خیری کو جگا رہی تھی تاکہ جائے اور اصطبل میں کھڑے گھوڑے کو چارہ دے آئے۔۔
ہاں دیکھی جب فجر پڑھ رہا تھا تب ہوئی تھی۔۔"وہ انگڑائی لیکر بیدار ہوا" تمہیں پسند ہے برف باری؟"اسنے مسکرا کر پوچھا۔"

نہیں۔۔"خیری کچن میں آکر منہ ہاتھ دھونے لگا۔۔"

مجھے بہت پسند ہے۔۔"وہ پرجوش سی بولی۔۔"

مجھے پتا ہے۔۔۔"خیری کے جواب پر وہ چونکی اور اسکی طرف "
پلٹی۔۔

تمہیں تو میں نے نہیں بتایا؟"اسے حیرت ہوئی۔۔"

دل نے یہ بھی سرگوشی کی کہ کیا پتا دلاور نے اسکی باتیں کی ہوں اس
سے۔

پر کیا وہ سڑو روکھا، بدذائقہ انسان کر سکتا تھا؟ ہرگز نہیں۔۔

دل نے رات کال کی تھی۔۔بتایا کہ آپ کو برف باری پسند ہے خیال"
کروں کہ آپ باہر نا چلی جائیں۔اگر آپ باہر برف میں گئیں، اور
اسے معلوم پڑا تو وہ مجھے بغیر کپڑوں کے بغیر برف میں باہر
پھینک دے گا۔"جیکی کے جواب پر اسکا دل جل بھن گیا۔۔۔

میں کہتی تھی ایکدم کا جلا ہوا پر اٹھا ہے۔وہ میری باتیں کرے گا"

ہونہہ۔۔"وہ خاموشی سے اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گئی۔۔

میں نے سوچا اس انسان پر کوئی بھروسہ نہیں، کیا پتا اٹھا کر"
پھینک ہی نا دے۔۔ اسلئے نماز کے بعد سے آپکی رکھوالی کر رہا ہوں۔۔" وہ ہاتھ
منہ دھو کر شال اپنے گرد اچھے سے لپیٹ کر کچن سے نکل گیا۔۔
توقیع نے اسے مسکراتے دیکھا۔۔
میرے لیے پراٹھا بنائیے گا۔۔ میں پاس والے گاؤں سے گھوڑے کا"
چارہ لینے جا رہا ہوں ختم ہو گیا ہے۔۔" وہ وہاں آکر اسے آگاہ کرتا واپس
سے چلا گیا۔۔
توقیع اثبات میں سر ہلا کر، متفکر ہو کر آٹے کو دیکھنے لگی۔ جسے آج
جانے کیا ہوا تھا کہ زیادہ ہی چپچپا ہو رہا تھا۔ وہ اپنی پریشانی میں کھڑی
تھی۔۔
کہ اچانک کوئی بھاری قدموں سے کچن میں داخل ہوا۔ آتے ہی
توقیع کا بازو دبوچ کر اسے بے دردی سے کھینچ دیوار سے لگاتے گردن پر چھری رکھ
دی۔۔
آہہہ۔۔۔" اس اچانک افتاد پر خوف سے توقیع کی چیخ"
بے ساختہ تھی۔۔

آنکھیں کھولو!" وہ بپھرا غصے سے دھاڑا۔۔"

وہ جو جیکی کا گمان کر رہی تھی، مانوس سی آواز پر پٹ سے آنکھیں کھولے اسے حیرت سے دیکھنے لگی۔۔

آآ۔۔ آپ؟" اسے جیسے دلاور کی اس حرکت سے صدمہ پہنچا" غیر یقینی سے بولی۔۔
تمہیں میں نے جاتے ہوئے کیا کہا تھا؟" وہ اسکا آپ "
نظر انداز کر کے سرد لہجے میں اپنی بات پر زور دیکر بولا۔۔
ابکی بار تو قسیع کی ساری حیرت غیر یقینی ختم ہو گئی۔۔ کیونکہ وہ جانتی تھی، "وہ سب کیلئے مسیحا بن سکتا ہے، مگر اسکے لئے تو وہی دہشتگرد "ہی رہے گا۔

وہ غصے سے اسے دیکھنے لگی۔" مجھے ایسے لوگوں کا انتظار ہی نہیں کرنا جن کے سینے میں دل نہیں بلکہ پتھر موجود ہو۔۔" وہ جتا کر بولی۔۔
دلاور نے مسکراہٹ گھنی مونچھوں تلے دبائی اور چھری کا دباؤ بڑھایا۔۔ مگر وہ بجائے ہراساں ہوئے اسے غصے، رت جگے سے سرخ آنکھوں سے دیکھتی نظریں پھیر گئی۔۔

"ڈی کے سے آنکھ مچولی۔۔"
تمہاری آنکھیں تو ساری رات جاگنے کی شکایت کر رہی ہیں ٹی ڈی!""
وہ شریر پن سے چھری کی نوک اسکی گردن سے سرکا کر نیچے آیا اور دل کے گرد گول دائرہ بنایا۔۔

توقیع کا سپاٹ چہرہ دہک اٹھا اسکی حرکت سے۔۔ مگر وہ اسکے ہاتھ کو جھٹکنے کی گستاخی نہیں کر سکتا تھی نا ہی اسکا دل اسے یہ اجازت دیتا تھا۔۔

یہ وجود باغی ہے مجھ سے۔۔ ان آنکھوں کے دھوکے پر مت جائیں۔۔۔۔" "
وہ تلخ لہجے میں جتا کر گویا ہوئی اور وہاں سے ہٹنے لگی کہ ایک بار پھر چھرا اسکی شہ رگ پر آگیا۔۔

چھوڑیں مجھے! ناشتہ بنانا ہے۔۔" وہ پتیلے سے گرتی چائے کو دیکھ کر اس" سے غصے سے بولی۔۔
دلاور نے مداخلت کرتی چائے کو دیکھا۔۔ دوسرے سیکنڈ سارا آٹا اس پتیلے میں ڈال کر اسکی طرف موڑ آیا۔۔

یی۔۔ یہ کیا کیا۔۔" توقیع چیخ اٹھی۔۔"

شش! میں بات کر رہا ہوں نا!" اسنے اپنے مخصوص لہجے میں باور کروایا۔۔"
وہ لب دبا کر اسے دیکھنے لگی۔۔

بتائیں پھر کون سی خواہش ادھوری رہ گئی ہے؟" وہ غصے طیش سے بولی۔۔"
اپنی اتنی ساری محنت کو رائیگاں دیکھ کر اسے رونا آگیا تھا۔۔

"کہاں پوری ہوتی ہیں دل کی سبھی خواہشیں"
"کہ بارش بھی ہو، یار بھی ہو، پاس بھی ہو۔۔"

وہ اسے جھٹکے سے پاس کر کے گنگنایا۔۔ برف باری ایک بار پھر سے
شروع ہو گئی تھی۔ توقیع نے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔ توقیع کیلئے
اسکا یہ روپ نیا تھا۔۔

قبول ہوں میں تمہیں؟" اسنے ایک ہاتھ دیوار پر رکھا دوسرا"
اسکی کمر حائل کرتے اسے مزید پاس کیا۔۔

مجھے پسند ہے تمہارا میری قربت کیلئے تڑپنا۔۔"وہ گھمبیر لہجے" میں بولا۔۔ توقیع سرخ ہوتے چہرے سے اپنی دھڑکنیں بحال کرنے لگی جو اسکی سرکتی رینگتی انگلیوں سے اتھل پتھل ہو رہی تھیں۔۔

اسنے اپنے ناخون سے اسکے پیٹ پر خراش ڈالی وہ سسک کر آنکھیں میچتی، دھک دھک کرتے دل سے دیوار سے سر ٹکا کر سانس روکے کھڑی ہو گئی۔۔

بڑی اذیت ناک ہیں میری قربتیں۔۔ان میں کوئی لطف کوئی" مستی کوئی سرور نہیں۔۔ سواء جھلساتی آگ اور اس میں جھلستے وجود کی اذیت کے۔۔"وہ اسکی تیز تیز چلتی سانسوں کے قریب اپنی گرم دہکتی سانسیں لایا۔۔۔

قبول ہیں۔۔"وہ سرگوشیانہ گویا ہوئی۔۔اسکی رنجشیں ناراضگیاں" ابھی بحال تھیں۔۔

اتنا برا ہوں، ابھی قتل کر کے آیا ہوں۔۔" اسنے سرد لہجے میں کہتے، "
اسکے نچلے ہونٹ کو اسکے دانتوں کی گرفت سے نکال کر اپنے دانتوں کی
گرفت میں قید کر لیا۔۔
توقیع نے تڑپ کر اسکے شانوں کو تھاما۔۔۔۔ اسے ڈر تھا جیکی نا
آجائے۔۔ مگر وہ جیسے بے خود مدہوش ہو چکا تھا۔۔ اسکی کمر کو
سہلاتا اسکے لمس کی نرمی کو خود میں جذب کرتا جا رہا تھا۔۔
اسکی ذرا سی شدت پر وہ دھک دھک کرتے دل سے۔۔ اسکی گردن
میں اپنے ناخون جذب کر کے خود کو بمشکل کھڑا رکھنے کی کوشش کر رہی
تھی۔۔

اتنی جلد بازی ٹھیک نہیں جاناں! پہلے جان تو لو ہم کیا ہیں!" اسکی"
بند ہوتی سانسوں کا خیال کرتے وہ دور ہوا۔۔ توقیع نے گہرا سانس
لیتے نڈھال ہو کر سر اسکے شانے پر رکھا۔۔

میں جانتی ہوں آپ کیا ہیں۔۔" وہ قابل دید اعتماد سے کہتی اسکی"
آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔ اسکی نیلو اوشن آنکھوں میں ساری رات
جاگنے کی سرخی پھیلی تھی۔۔

کیا ہوں؟" اسنے جھٹکے سے اسکی دونوں کلائیاں دبوچ کر دیوار سے
لگائیں۔۔ وہ ہراساں نظروں سے دیکھنے لگی۔ جب دلاور نے اسکے اعتماد
سے متاثر ہو کر اسکے شال میں لگی سیفٹی پنز کو کھینچ کر نکالا۔۔
وہ گھبرا گئی۔۔ جب شال اسکے قدموں میں آن گری۔۔ اسنے پھر
سے آنکھیں اٹھا کر اسکی شہد رنگ آنکھوں میں دیکھا۔۔

وہ مسکرا رہا تھا۔۔ دو منٹ میں اسکا اعتماد تہس نہس کر کے۔۔
اسکا گلابی سا گلابی چہرہ سنہری بالوں کے ہالے میں دمک رہا
تھا۔۔

دلاور اسکی آنکھوں میں دیکھ کر اسکے سراپے کا جائزہ لینے لگا۔۔
آنکھوں میں ہزار شکوے لیے، رائل بیلو کلر کے لباس میں
ملبوس اسکی برف جیسی رنگ مزید نکھر گئی تھی۔۔ اسکا کمسن
سا سراپا کسی کی بھی دھڑکنیں بند کر سکتا تھا۔۔

مگر وہ ڈی کے کی امانت رہی تھی، اسکی طرف نظریں اٹھانے والے کے پاس نظریں سلامت نہیں رہتی تھیں۔۔

ایک معصوم سی کلی ہو، کیوں آگ سے کھیل رہی ہو۔۔"اسکے سراپے کا" مکمل جائزہ لینے کے بعد وہ اپنی آنکھوں میں خمار، دیوانگی بسا کر اسکے چہرے کے گرد دونوں ہاتھ ٹکا کر بولا۔۔

توقیع نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اسکی آنکھوں میں دیکھا۔
اسکی آنکھوں میں بڑھتی سرخی اسکی دھڑکنیں بند کر رہی تھی۔۔وہ اسکے چہرے پر جھکا ہوا تھا۔۔
مگر اسکے تبصرے پر شرم وحیا سے اسکا چہرہ جو لال تھا ایکدم غصے سے دہکنے لگا۔۔
اگر اتنی چھوٹی لگتی ہوں تو نکاح کیوں کیا مجھ سے؟؟؟ بچی ہوں تو بچوں کی طرح" ٹریٹ کریں،، شوہر کی طرح کیوں آتے ہیں بار بار پاس؟"وہ غصے سے چیخ اٹھی۔۔
دوسرے پل اپنے حسن کی ناقدری پر ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔

اسکا اچانک طیش بھرے عمل پر دلاور کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

دور ہٹیں مجھ سے۔۔!" وہ غصے سے روتی ہوئی چلائی۔۔"

وہ بادل ناخواستہ پیچھے ہوا۔ مگر اسکی پر شوق نگاہیں اس اسکے سراپے کے خدوخال پر ہی تھیں۔۔

توقیع دکھ طیش غم شکوے کی ملی جلی کیفیت سے اسے دیکھتی لب اپنی ہتھیلی پر رگڑ کر صاف کرنے لگی۔۔

ٹھیک کہتے ہیں آپ بہت بریں ہیں۔۔ بے حساب برے ہیں"

"آپ۔۔

آئندہ میرے قریب مت آیئے گا۔۔ میں آج سے چھوٹی کا کی ہوں"

بس۔۔" وہ پھاڑ کھانے کے انداز میں اس پر چیخی۔۔ اسے خونخوار سرخ آنکھوں سے دیکھتی ایکدم آگے بڑھ کر چلہا بند کر کے وہ وہاں سے روتی ہوئی بھاگی۔۔

کیا ہوا اینجل ؟" اچانک کچن میں داخل ہوتا خیری اسکا بھیگا"
سرخ چہرہ دیکھ کر ٹھٹھک گیا۔۔ مگر پیچھے کھڑے دلاور کو دیکھ کر خوش
گوار حیرت کے ساتھ غصہ بھی عود آیا۔۔۔

مجھے کچھ نہیں ہوا۔۔ تم ایسا کرو اپنے دلاورے کیلئے کوئی ساٹھ نوے سالہ"
بڈھی لیکر آؤ۔۔ کیونکہ میں ابھی چھوٹی بچی ہوں۔۔" وہ اچانک اس پر غصے
سے چیخی۔۔
جہاں خیری بوکھلایا تھا وہیں اسکے شکوے پر ہونقوں کی طرح دیکھنے
لگا۔۔ مگر وہ رکے بغیر بھاگ گئی۔۔۔

مطلب ؟ یہ کیا کہہ رہی تھیں ؟" اسنے جھک کر شال اٹھاتے"
دلاور سے پوچھا۔ مگر وہ جواب دینے کے بجائے قہقہہ لگا اٹھا۔۔

میں جارہاں ہوں۔۔ اسکا دماغ ٹھکانے لگانے۔۔ جیکی کے آنے تک"
باہر مت نکلنا۔۔" اسنے خیری کو جواباً کہا۔۔ اور کچن سے نکل گیا۔۔
پھر کب تک لوٹو گے ؟" خیری نے پیچھے سے پوچھا۔"
کل دوپہر تک۔۔۔" وہ بغیر مڑے سیڑھیاں چڑھتے بولا۔۔"

جا کہاں رہے ہو۔۔باہر تو تیز برف باری ہو رہی ہے۔۔"اسنے متفکر" ہو کر کہا مگر وہ جواب دیئے بغیر روم میں چلا گیا۔۔

خیری نے افسوس سے کچن کی حالت دیکھی۔۔
"کچن کی صفائی آکر جیکی کر لے گا میں تو ناشتہ بناؤں۔۔"

ooooooo

اسنے روم میں قدم رکھا، اور پلٹ کر دروازہ بند کرتے صوفے پر اسکی شال اور اپنی ہڈی پھینکی۔۔
وہ ایک سرسری سی نظر اس ہچکیاں لیتے وجود پر ڈال کر وارڈروب کے سامنے آیا۔اور وہاں اسکے لئے گرم کپڑے تلاشنے لگا مگر مایوس ہوا۔۔
تم کیا اپنے گھر سے کپڑے بھی نہیں لائی؟"وہ بدمزہ ہو کر پلٹا۔۔"
توقیع نے بھیگی آنکھیں اٹھائیں۔۔۔
کیوں اب اس بہانے گھر سے نکال رہے ہو؟"وہ جل کر بولی"

یہاں آؤ!" وہ اس سے تحکمانہ بولا۔۔ مگر اسنے نظر انداز کر دیا۔۔ "
تمہیں میری بات سمجھ نہیں آ رہی؟" وہ غصہ ہوا اسکی ہٹ "
دھرمی پر۔۔
میں بچی ہوں مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔۔" اسنے چبھتے لہجے میں کہا۔۔ "
ناچاہتے ہوئے بھی دلاور کا قہقہہ گونج اٹھا۔۔
وہ شرمندہ ہو کر چہرہ موڑ گئی۔۔
آہ۔۔" اسکے منہ سے اچانک اسکے چوڑے سینے سے ٹکرا کر کراہ نکلی۔ "
ضد مت کیا کرو۔۔" وہ اسکے کان میں بالوں کی لٹ اڑستے سرد "
سرگوشی میں بولا۔۔ توقیع اچانک افتاد پر محض سر ہلا گئی۔۔
پیاری بچی۔۔" اسکا گال چھو کر وہ بولا۔۔ اور ساتھ کھینچ لیا کہ وہ ٹھیک سے "
منہ بھی نا بنا سکی۔۔
کتنی سردی برداشت کر سکتی ہو۔۔" وہ اسے وارڈروب کے سامنے لا کر "
اسکی کمر میں دونوں بازو باندھے ناتواں شانے پر ٹھوڑی ٹکا کر بولا۔۔۔
کم۔۔۔" وہ جھجھک کر بولی۔۔ "
دلاور نے اسکے شانوں سے بال سمیٹے۔۔ اسکی شفاف بے داغ صراحی دار
گردن اسکی آنکھوں کے سامنے تھی۔۔

اگر یہی ٹھٹھراتی سردی ہو۔۔ برف باری ہو۔۔ اونچے پہاڑ پر ہم دونوں کا"
ٹھکانہ اور میری قربت ہو۔۔ پھر؟" خفا خفا سی کھڑی اس
سرگوشی پر توقیع کے لبوں شرمگین مسکراہٹ پھیل گئی۔۔

وہ اسے گھما کر جھٹکے سے وارڈروب سے لگائے اسکی گردن میں جھک
گیا۔۔
بولو؟" وہ اسکی دھڑکنیں ابتر کرتا جواب کے منتظر تھا۔۔"
اگر آپ پاس ہوں۔۔ تو سرد آنچ نہیں چھو سکتی مجھے۔۔" وہ اسکے کان"
میں سرگوشی سے کہتی چہرہ اسکی گردن میں چھپا گئی۔۔

اور گرم آنچ؟" دلاور نے اسے خود میں بھینچا۔۔"
اسکا جواب وہ چاہ کر بھی نا دے پائی۔ مگر وہ سمجھ گیا۔۔

یہ جو محبت ہو گی۔۔ وہ سزا ہو گی۔۔" وہ گویا ہوا توقیع نے نا سمجھی سے"
دیکھا۔ مگر اسنے اسکے گلابی ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیکر ہاتھ بڑھا
کر ہائی نیک کوٹ اٹھایا۔۔

وہ اسکی نادانی پر دل کھول کر مسکرایا جب توقیع نے قریب ہو کر اسکی گردن میں بازو باندھ دیئے۔۔وہ جانتا تھا وہ اس سے جنون کی حد تک محبت کرتی ہے۔

اسنے اسکے ہونٹوں کو محبت سے چھو کر خود سے الگ کیا، اور اسے وہ کوٹ پہنا کر ساتھ ہی اونی ٹوپی پہنا دی۔۔

ان میں سے ایک میرا شوز اور گلووز پہن کر باہر آؤ میں اصطبل میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔۔" وہ اسکا گال تھپتھپا کر بولا۔۔اور ایک کوٹ اپنے لیے نکال کر پہنتے اسکی جھکی پلکوں کو دیکھا۔۔

ہم کہیں جا رہے ہیں؟" توقیع نے گھبراہٹ سے پوچھا۔"

دروازے کی جانب بڑھتے دلاور نے مسکرا کر ایک گہری نظر اس پر ڈالی اور اسے لاجواب گلابی چھوڑ کر وہاں سے نکل گیا۔۔۔

توقیع نے بوکھلا کر اپنے دل پر ہاتھ رکھا۔۔

اسکی زندگی کبھی کچھ نارمل بھی ہو گا۔۔" وہ سوچ کر رہ گئی۔۔۔اور تیز تر"

دھڑکنوں سے اسکے حکم پر عمل کرنے لگی۔۔

oooooo

یہ آج واقعی ٹیڈی لگ رہی ہے۔۔"وہ جب اسکے بڑے بوٹ،"
کوٹ گلووز پہن کر سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی۔۔
لاؤنج میں کھڑے جیکی کی نظریں پڑتے ہی وہ قہقہہ لگا کر بولا۔۔
توقیع شرمندہ سی سرخ پڑ گئی۔۔
کیا بکواس ہے۔ کتنی پیاری لگ رہی ہے۔"خیری نے اسے جھڑکا"
اور مسکرا کر پیار سے توقیع کو دیکھا۔ جیکی منہ پھیر کر رہ گیا۔۔

ویسے تم اپنی پانچویں بیوی کا کچھ کہہ رہے تھے۔۔"اسنے دھیان بٹانے کیلئے
پوچھا۔
ہاں وہ بھاگ گئی۔۔"اسکا کہنا تھا خیری قہقہہ لگا اٹھا۔۔توقیع"
نے چونک کر جیکی کو دیکھا۔۔وہ سیریس تھا اپنے ہی جھوٹ
میں۔۔
کیا اسے لگتا تھا کہ اسکا یہ جھوٹ کامیاب جا رہا ہے۔یا وہ کچھ
اور کہنا چاہتا تھا مگر کہہ نہیں پا رہا تھا۔
وہ جب خاموشی سے نکل باہر آئی سفید روئی جیسی برف باری نے اسکا
استقبال کیا۔۔

وہ ایکدم بھاگ کر باہر آئی کھکھلا اٹھی۔۔
اسکی کھکھلاہٹ پر جیکی خیری بھی باہر بھاگ آئے۔۔وہ گلووز میں مقید ہاتھ فضا میں پھیلا کر گول گول گھوم رہی تھی۔۔
گھوڑے کی بانگ کھینچ کر دلاور اصطبل سے باہر نکل آیا۔۔وہ کھکھلاتی خوشی سے چہکتی ایکدم رکی۔۔گھوڑے کی مخصوص آواز پر اسنے سر اٹھا کر دیکھا۔۔

سامنے وہ اصطبل کے گیٹ سے جھک کر باہر نکلا۔۔۔
اصطبل سے باہر نکلتا گھوڑا مسرور ہو کر اپنے پاؤں اوپر اٹھائے ناک سے خوشگوار آواز نکالنے لگا۔۔
آہہہ۔۔"توقیع خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹی اور اس سیاہ بڑے گھوڑے کو" دیکھا۔۔
جسکے لمبے بال اسکے گردن سے لٹک رہے تھے، گرے آنکھیں مستی سے جھلملا رہی تھیں۔۔بڑے بڑے پاؤں پر خوبصورت سے سیاہ بال تھے۔
وہ نہایت ہی خوبصورت تھا۔عام گھوڑوں سے ہٹ کر، بڑے قد کا۔۔
اور اس پر بانگ کا سراپکڑے اپنے چھ فٹ سے نکلتے قد کے ساتھ بیٹھا تھا۔۔
پھر کیوں نا اسکا دل دھڑکتا۔۔

وہ پیچھے ہوتی مسکرائی۔۔ تبھی فضا میں خونخوار سی دھاڑ گونجی۔۔۔
مگر اس سے بڑی چیخ توقیع کی تھی۔۔ اسنے ہڑبڑا کر خیری کی طرف دوڑ لگائی۔ دلاور کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔
جب گھوڑے کے پیچھے ہی وہ سفید قد آور بھیڑیا نکلا۔۔ توقیع کا دل زور سے دھڑکا۔۔۔

کم!!" دلاور نے جھک کر اسکی طرف ہاتھ بڑھایا"
وہ ہراساں نظروں سے کبھی بھیڑیے کو تو کبھی گھوڑے کو دیکھتی۔۔ وہ سفید گھوڑا کتنا پیارا تھا۔۔ یہ تو ڈرا رہا تھا اسے۔۔

یہ کہاں جا رہے ہیں؟" جیکی نے خیری سے پوچھا۔۔"
معلوم نہیں۔۔ "خیری نے کندھے اچکائے۔۔۔"

توقیع نے ڈر ڈر کر قدم اٹھایا۔۔ وہ جب تھوڑا سا دلاور کے پاس آئی تبھی پیچھے کھڑے بھیڑیے نے وجود کو جھٹک کر انگڑائی لی اور سر اونچا کر کے رونے لگا۔۔

وہ ہڑبڑا کر چیخ اٹھی۔۔ دلاور نے اسکی حالت پر قہقہہ لگایا مگر ہاتھ پیچھے نہیں کیا۔۔

اسے شکوہ کرتی نظروں سے دیکھتی توقیع اسکی آنکھوں میں آئی چمک کو گھورنے لگی۔

دوسرے ہی لمحے وہ بھاگ کر اسکے ہاتھ کو پکڑ گئی۔۔ دلاور نے جھک کر دوسرا ہاتھ اسکی کمر پہ رکھا، اور جھٹکے سے اوپر کھینچ لیا۔۔۔

انجان وجود کے سوار ہوتے ہی گھوڑا مستی میں پاؤں اٹھا کر دھاڑا۔۔ اسکے ساتھ ہی توقیع کی خوفزدہ چیخ گونج اٹھی۔۔۔ دلاور نے بانگ کے سرے کو کھینچا۔۔

گھوڑا آگے بڑھا۔۔ اسکے سیاہ بالوں والے پاؤں برف میں دھنس رہے تھے۔۔ توقیع نے اسکے چہرے کو دیکھا۔۔

وہ آنکھ دبا کر مسکرایا۔۔ وہ حیا سے نظریں جھکا گئی۔۔۔

یہ بھیڑیاں کم حیوان زیادہ لگ رہا ہے۔ اب تک جانے کتنے " انسان نگل چکا ہوگا۔۔" جیکی نے بھیڑیے کا سرخ منہ دیکھ کر پاس کھڑے خیری سے کہا وہ ہنس پڑا۔۔

"ہماری سوچ سے زیادہ! کیونکہ ڈی کے کا وولف ہے۔"
ابھی جب گھوڑے کا چارہ دینے گیا تھا۔ تبھی ڈی کے بیٹھا اسے گوشت"
کے ٹکڑے کھلا رہا تھا۔۔" اسنے جیکی کو بتایا۔۔

کس کا گوشت؟" جیکی نے حیرت سے پوچھا۔"
شاید کوئی ایس ایس پی تھا۔۔ تمہیں تو پتا ہے غدار کو نوچ نوچ کر"
کھاتا ہے۔" وہ لاپرواہی سے کہتا اندر بڑھ گیا جیکی کو حیرت کا جھٹکا لگا۔۔

دلشیر تمہارا تو ریس تھا نا ایس پی دریاب خان سے؟" جیکی گھوڑے"
کے پیچھے بھاگتے اسے یاد دلایا۔۔ دریاب کے نام پر توقیع نے جھٹکے سے
سر اٹھا کر دلاور کو دیکھا

ریس میں تو کتے بھاگتے ہیں۔ میں ڈی کے ہوں! میرا کام شکار پر"
جھپٹنا ہے۔ ناکہ پیچھے بھاگنا۔۔" وہ آہستہ آہستہ جنگل کی طرف بڑھ رہا
تھا۔۔ جیکی لاجواب ہو گیا ہمیشہ کی طرح۔۔

"یہ لو! میرے آنے تک اسکا قصہ ختم کر دو۔۔ اگر اسکا قصہ
تم نے نہیں ختم کیا تو تمہارا قصہ اس پانچوں بیویوں کے ساتھ
میں ختم کروں گا۔۔" اسنے ایک فوٹو فضا میں پھینکا۔۔
جسے جیکی نے پکڑ لیا۔۔

"ماہرہ" وہ بڑبڑایا۔۔
"یہ مجھے کہاں ملے گی؟" اسنے چیخ کر پوچھا۔۔
"دبئی میں۔۔" وہ بولا اور ساتھ ہی گھوڑے کی رفتار تیز ہو گئی۔۔
ششدر رانکی باتیں سنتی تو قسیع دلاور کی مسکراتی آنکھوں کو دیکھ رہی تھی۔۔
ڈرو آنے والے وقت سے۔۔" اسے کسی اور سوچوں میں دیکھ کر اسنے اسکی
کمر میں بازو حائل کرتے اسے پاس کیا۔۔
"یہ جیکی کی پانچ بیوی کیا سچ میں تھیں؟" وہ الجھ کر پوچھنے لگی۔۔
نفسیاتی ہے۔" دلاور نے ناگواریت سے اسے سرزنش کرتے جواب
میں کہا۔۔ وہ سٹپٹا گئی۔۔ اسے شاید پسند نہیں آیا تھا کسی دوسرے
کا ذکر۔۔۔ اسلئے ہی شاید اسے جھٹکے سے گھما دیا۔۔ اسکی پشت اسکے
وسیع توانا سینے سے لگی۔۔۔
وہ گرنے کے خوف سے اس میں سمٹ گئی۔

وہ خود ہی دلاور کا بازو پکڑ کر اپنی کمر میں لپیٹ گئی۔۔ وہ جنگل سے باہر نکلے۔
برف ویسے ہی زور شور سے برس رہی تھی۔۔
گھوڑے کا بانگ توقیع کے ہاتھ میں تھا وہ کھکھلا کر جھٹکا دیتی بانگ کو
گھوڑا جھیل کنارے چلتا پاؤں اوپر اٹھا کر اسے پیچھے کی جانب گرانے کی
کوشش کرتا۔۔
مگر اسکا قہقہہ گونج اٹھتا کیونکہ پیچھے اسکے وہ چوڑے سینے والا اسکا محافظ
بیٹھا تھا۔۔
وہ آگے کو جھک کر اسکی گردن میں چہرہ چھپا کر اسکے ہاتھوں میں
پکڑے بانگ کے سرے کو جکڑا۔۔ اور جھٹکا دیا توقیع کی سانسیں
رک جاتی۔۔
گھوڑے کی مستی پر نہیں بلکہ گردن پر اسکے دانتوں کے دباؤ پہ۔۔ ایک بار
پھر گھوڑے نے رفتار پکڑی اور سامنے برف سے ڈھکی زمین پر
بھاگتے سفید بھیڑیے کے پیچھے بھاگنے لگا۔۔۔

میں نے ناشتہ بھی نہیں کیا۔۔" وہ شکوہ کن لہجے میں بولی۔۔"

بھوکا تو میں بھی ہوں رات سے۔۔" وہ اسکے کان میں سرگوشیانہ" بولا۔۔ اسکے دہکتے ہونٹ گردن سے سرکنے لگے۔ وہ بانگ پر پکڑ سخت کر گئی۔۔

اب؟" وہ پریشان ہوئی۔۔"

اب۔۔۔ تمہارے امتحان کا وقت ہے۔۔" وہ پر اسرار لہجے میں" بولتا اسے مزید پریشان کر گیا۔۔۔

oooooooo

اسکا سیاہ گھوڑا بہت ہی خوبصورت تھا۔ اور اس سے زیادہ خوبصورت تو یہ سفر تھا۔۔ جس سفر میں اسکی سنگت تھی۔۔ وہ سوچ رہی تھی کاش عرشیہ ہوتی۔۔

اسنے طے کر لیا تھا وہ سفید گھوڑا عرشیہ کو دے گی۔ اور یہ سیاہ گھوڑا خود رکھے گی۔ ڈی کے کے پاس تو ویسے بھی سیاہ قیمتی بڑی کار تھی۔۔ بس ایک بار سب کچھ ٹھیک ہو جائے تو وہ جانے کتنے ارمان تھے وہ پورے کرتی۔۔

وہ عرشیہ کے ساتھ یہاں ڈی کے کے قلعے نما گھر پر آتی، اسے یہ جنگل گھماتی، پھول پودے جھیل کنارے لاتی۔۔ اور سب سے زیادہ جو رات

کو جاگتے ہوئے سوچتی تھی وہ عرشیہ کے ساتھ ہورس رائیڈنگ میں ریس لگاتی۔۔

سوچ کر اسے خوشی سے گدگدی ہونے لگی۔۔ اسکا گھوڑا بھی کوئی شریر قسم کا تھا۔۔ جان بوجھ کر پیچھے کی جانب اسے دھکیل دیتا۔۔ اور اسکی پشت سیدھا اسکے سینے سے ٹکرا جاتی۔۔

اور وہ جان بوجھ کر اسکی گردن کو اپنی دہکتی سانسوں سے چھو لیتا۔ توقیع شرم حیا سے سمٹ جاتی اور وہ اسکے پیٹ پر رکھی انگلیوں پر دباؤ دیکر اسے مزید پاس کھینچ لیتا۔۔

کچھ دور سفر کر کے، وہ گھوڑے کی بانگ پکڑے، نیچے اتر گیا۔۔ اور خود اپنے بھیڑیے کے ساتھ برف میں چلتا راستہ بناتا آگے تھا۔ اور توقیع گھوڑے پر بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی۔۔

ایک جگہ اسنے گھوڑے کو روکا، اور برفانی علاقے کے پھولوں کو سمیٹ کر آگے بڑھتا کچھ بناتا ہوا جا رہا تھا۔۔ توقیع لاکھ کوششوں کے بعد بھی دیکھ نا سکی۔۔

ہم کہاں جا رہے ہیں دل؟" گھوڑے کی باگ دلاور کے کندھے پر تھی، ہاتھ "
مصروف تھے اور وہ اوپر گھوڑے پہ بیٹھی دور سے جانوروں کے رونے
کی آوازیں اور اس وحشت ناک پہاڑوں سے ڈر گئی تھی۔۔

زیادہ بھوک لگی ہے؟" اسنے ذرا سی گردن موڑ کر پوچھا۔"
توقیع سٹپٹائی۔۔ وہ کیا پوچھ رہی تھی اور وہ کیا جواب دے رہا تھا۔۔
ہم کہاں جا رہے ہیں؟" وہ اپنی بات پر زور دیکر بولی۔۔"
کیوں ڈر لگ رہا ہے؟" وہ پھر سے بولا۔۔"
اسنے ضبط سے گردن موڑ دی۔۔
میں چپ ہو جاتی ہوں۔۔ آپ نے بتانا تو ہے نہیں کچھ۔۔ میں تو"
بچی ہوں نا۔۔" وہ پھر سے اسے متوجہ کرنے کیلئے جتانے لگی۔۔ مگر وہ
کوئی بھی رسپانس دیئے بغیر چلتا سر اثبات میں ہلا گیا۔۔
ایی۔۔ی۔۔" توقیع تنگ آکر اپنے بھوری بوٹ والے پاؤں گھوڑے کی دونوں"
اطراف پیٹ پر مارے۔۔ جو کہ گھوڑے کیلئے ایک ریس کی للکار تھی۔۔
جس سے وہ ناواقف تھی۔۔

آہہ۔۔۔"اگلے لمحے سنسان جنگل، در آور درختوں، برفیلے راستوں کو سنسناتی" ہوئی توقیع کی چیخ نہایت ہولناک تھی۔۔

گھوڑا للکار پا کر اپنی فل رفتار سے بھاگا۔۔
دلاور بھیڑیے کی دھاڑ پر ہوش میں آیا۔۔اور سامنے گھوڑے کی پشت پر چپکی چمٹی ہوئی توقیع کو حیرت سے دیکھا۔۔

آہہ۔۔۔بھائی۔۔ڈیڈ ڈڈ۔۔۔دد۔۔دل۔۔۔دل مجھے بچاؤ مجھے اسکے ساتھ" نہیں بھاگنا۔۔دل۔۔۔"وہ چیخ مار رہی تھی۔۔خوفزدہ سپید پڑ گئی تھی۔۔
خاموش ہو جاؤ چیخو مت۔۔!!"دلاور اس بیوقوف پر غرایا اور" اسکے پیچھے بھاگا۔۔دلاور سے آگے اسکا بھیڑیا تھا۔۔جبکہ گھوڑا توقیع کی مسلسل وحشتناک چیخوں سے اپنی رفتار مزید تیز کرتا جا رہا تھا۔۔

مجھے بچاؤ دل۔۔۔بچاؤ ڈیڈ!!"وہ پیچھے پلٹ کر دیکھنا چاہتی تھی مگر" گھوڑے کی تیز رفتار برف باری سے اسکی حرکتیں ساکت تھیں۔۔اسکی آنکھوں کے سامنے سفید بھاگتا ہوا راستہ

گھوڑے کی بانگ کو پکڑو جلدی۔۔" دلاور نے تیز بھاگتے اپنے بھیڑیے" کو کہا۔۔ جو کہ خونخوار روپ میں آچکا تھا۔۔

میں کیسے پکڑوں؟؟" روتی ہوئی توقیع اپنی موت آنکھوں کے سامنے دیکھتی" دلاور پر چیخی۔۔
تم خاموش رہو بیوقوف عورت۔۔" اسنے پیچھے بھاگتے غصے سے" کہا۔۔ توقیع کو اسکے غصے سے مزید رونا آنے لگا۔۔

اب بیوقوف عورت بھی میں۔۔ خود جنگلی انسان جانے کون کون سے" جانور پالے ہوئے ہیں۔۔ خود اپنی جان بچانے کیلئے اتر گیا۔۔ مجھے موت کے منہ میں دھکیل دیا۔۔۔ بے وفا شخص۔۔" وہ روتی ہوئی چیخی۔۔" ہر وقت مجھ سے بے وفائی کرتے ہو۔۔۔ اگر میں مر گئی آج تو چھوڑوں گی نہیں آپکو۔۔ روح بن کر آئوں گی۔۔۔ جینا حرام کر دوں گی آپکا اور آپکے جنگلی" جانوروں کا۔۔۔

اسکی آواز چیخوں سے گھوڑا مزید تیز بھاگنے لگا تھا۔۔وہ بھی انجان رستوں پر۔۔ جنہیں دھندلی نظروں سے دیکھتی وہ چیخ چیخ کر اپنے باپ بھائی ماں کو بلا رہی تھی۔۔

اگر آج مجھے کچھ ہوا تو میرے بچے کبھی آپ کو معاف نہیں کریں گے" دلاور خان۔۔"لمحہ بہ لمحہ موت کو پاس ہوتے دیکھ کر وہ سسکی۔۔

اسکی نظریں دلاور کی تلاش میں اچانک گھوڑے کے ساتھ بھاگتے وولف پر پڑیں، اسکی خونخوار آنکھیں بڑے بڑے نوکدار سفید دانت دیکھ کر وہ بلبلا اٹھی۔۔
ایسا لگا جیسے وہ دانت اسکی گردن پر محسوس ہوئے ہیں۔۔
چیخنا مت توقیع میں قریب ہوں۔۔!" دلاور نے غصے سے دھاڑ" کر کہا۔۔
وہ لمحہ دلخراش تھا جب اچانک ہی توقیع کی خوفناک چیخ پر گھوڑے نے اپنے پاؤں اوپر کر لیے۔۔وہ اسے سامنے گہری جھیل میں پھینکنے والا تھا جو اس وقت برف کی تہہ سے ڈھکی ہوئی تھی۔۔

لیٹی ہوئی توقیع کے ہاتھ گھوڑے سے نکل چکے تھے۔۔ گھوڑے کے پاؤں فضا میں اٹھانے پر وہ سرکتی ہوئی دھڑام سے برف پر آگری۔۔
اسکی آدھی ٹانگیں جھیل میں چلی گئیں جبکہ بھیڑیے نے "غررر" کی آواز سے غراتے ہوئے اسکے پہنے ہوئے کوٹ کے کالر کو پکڑا۔۔ اور اپنی طرف کھینچنے لگا۔۔

جبکہ دلاور نے گہری جھیل میں گرتے گھوڑے کو بچانے کیلئے، بھیڑیے کی پیٹھ پر پاؤں رکھا اور اچھل کر اسکی پیٹھ پر بیٹھتے بانگ کو پیچھے کی جانب کھینچ لیا۔۔۔

اسنے گھبرائے ہوئے گھوڑے کو پیچھے کی جانب کھینچنے میں کامیاب ہوتے، توقیع کی تلاش میں نظر پھیریں اور جھپ لگا کر نیچے اترا۔۔

کیٹی!" اسنے محبت سے پکارا۔۔"
دل۔۔ل۔۔" وہ دھندلی گھومتی نگاہوں سے ہوش بحال رکھنے کی کوشش کرتی" خود کو زندہ محسوس کر کے مدھم سا مسکرائی۔۔ "مم۔۔ میں زندہ ہوں دل؟" اسے یوں محسوس ہوا کوئی اسے پیچھے کھینچتا جا رہا ہے۔۔

اور وہ آگے کی جانب سرکتی جا رہی تھی۔۔

تت۔۔ تم کہاں ہو دل؟" اسنے زمین میں ہاتھ گاڑھ کر خود کو گھسیٹنے سے روکا۔۔ مگر برف اسکے گلووز پہنے ہاتھوں میں روندتی جا رہی تھی۔۔
اسکے حواس ابھی بحال نہیں ہوئے تھے، سر بھاری بھاری تھا، سردی کا احساس بڑھ گیا تھا۔
میں تمہارے پاس ہوں الفتِ دل!" وہ مسکراتی آواز میں گویا ہوا۔۔" اور اسکی گھومتی ہوئی نظروں کے سامنے آیا۔۔۔

اسنے مسکراتے اپنے مسیحا کو دیکھنا چاہا۔ سر پر سایہ محسوس کر کے اسنے اوپر سر کی جانب بھیگی پلکوں والی نیلی آنکھیں اٹھائیں۔۔

غررر" غصیلی آنکھیں، تیز خونخوار نوکیلے دانت دیو ہیکل نما قد" کے مالک اس سفید برفانی بھیڑیے کو اپنے سر پر کھڑا دیکھ کر توقیع کے جو تھوڑے بہت حواس بحال تھے۔۔ وہ بھی اس بھیڑیے پاس گھوڑے کی سانسوں کی آواز سے ساتھ چھوڑ گئے۔۔۔

آہہہ۔۔۔" اسنے ہولناک چیخ ماری۔۔ اٹھ کر بھاگنے کی کوشش" میں ایکدم ڈھیر ہو گئی۔۔

ہاہاہاہا۔۔" دلاور نے جاندار قہقہہ مارا اور اپنے بھیڑیے کی پشت پر ہاتھ" پھیرتے ہوئے وہ بیہوش پڑی توقیع کے پاس گھٹنوں کے بل گرا۔۔

ڈھیرہ خائیستہ دہ دل مینے" دھیرے سے بڑبڑاتے ہوئے اسنے توقیع" کے چہرے کو تھاما۔ گہری نظروں سے جائزہ لینے کے بعد دل کو تسلی ہوئی۔۔

وہ اسکے چہرے کو دیکھنے لگا۔ انگلیوں سے آہستہ سے اسکے چہرے سے برف سمیٹتی۔۔ دفعتاً ایک برف کا روئی جیسا قطرہ آکر اسکے گلابی ہونٹ پر گرا۔۔۔

اسکے نقش نقش کو دیوانگی سے دیکھتے دلاور نے بے تاب ہو کر نظریں آس پاس اٹھائیں۔۔ گھوڑا گھاس کی تلاش کرنے لگا۔۔ اور بھیڑیا آگے بڑھ کر جھیل میں مچھلیوں کو ڈھونڈنے لگا۔۔

دلاور نے ایک چور نظر دونوں پر ڈال کر، اس قطرے کے پگھلنے پہلے اسکے منہ سے نکلتی سرد ی بھانپ پر جھک کر اپنے ہونٹ رکھتا، اسے خود میں سمیٹ گیا۔۔

"حنائیستہ"

بھیڑیے کے غرانے کی آواز پر وہ اس سے الگ ہوا اور اسکے بھیگے لبوں کی نمی سمیٹ کر اسے بانہوں میں اٹھاتے گھوڑے کی پشت پر ڈالا۔۔ اور خود گھوڑے کی باگ پکڑ کر پھر سے سفر جاری کر دیا۔۔ اسکا ٹھکانہ قریب ہی تھا۔۔ جلد ہی وہ مطلوبہ جگہ پہنچ گیا۔۔ گھوڑے کو اسنے قریب درخت سے باندھے تا کہ پھر آکر اسے اچھی جگہ باندھ سکے۔۔

وہ توقیع کو اٹھا کر آگے پہاڑ کی بلندیوں کی جانب بڑھا۔ بھیڑیا اس سے آگے تھا، راستے پر کسی بھی خطرے کو سونگھتے ہوئے الرٹ۔۔۔۔

ooooooo

دل" وہ گھبرا کر اٹھی۔۔ اسکے سر میں شدید درد تھا۔ اٹھتے ہی اسنے "
سر تھام لیا۔۔ ہر سو اندھیرا چھایا ہوا تھا۔۔۔ اسنے ٹھٹھک کر آس
پاس دیکھا۔۔
وہ کسی بڑے سے ٹینٹ میں پڑی تھی۔ وہاں بستر ہ لگا ہوا تھا جس میں وہ
دبکی ہوئی تھی۔ اسکے بال کھلے ہوئے تھے کپڑے بھی چینج تھے۔
اسنے سفید شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ جسکی آستین کافی لمبی تھی، اور
شرٹ بھی کافی کھلی لمبی تھی۔ وہ اپنا سر تھام کر سوچنے لگی کہ وہ یہاں
کیسے پہنچی۔۔ تبھی دماغ کے پردوں پر ہر وہ لمحہ گزرا جس سے اسکی چیخ گونج
اٹھی۔۔

وہ ہراساں ہو کر یہاں وہاں دیکھنے لگی۔ ٹینٹ میں ایک زیرو پاور بلب لگا
ہوا تھا جسکی روشنی پورے ٹینٹ میں پھیلی ہوئی تھی۔ ایک بھاری
سفید رضائی نیچے بچھی ہوئی تھی اور ایک اسکے اوپر تھی۔۔
ارد گرد ضروریات کے سامان موجود تھا۔ پانی کا کولر دیکھ کر توقیع کو شدید
پیاس کا احساس ہوا۔ اسنے رضائی ہٹائی خود سے تو اسکی نظریں
پینٹ پر گئیں۔۔

وہ کانوں کی لو تک سرخ پڑ گئی۔۔ "میں تو بچی ہوں نا پھر میرے کپڑے کیوں چینج کیے۔۔" وہ تپی تپی سی آگے بڑھی اور ہاتھ بڑھا کر اسنے گلاس اٹھایا اور کولر سے پانی نکال کر پینے لگی۔۔۔

تبھی آہٹ ہوئی۔۔ تو قسیع نے چونک کر سامنے دیکھا۔۔ مگر زپ بند تھی ٹینٹ کی۔۔

سنیں دل!" وہ جھجھکتی ہوئی بولی۔۔"

اسکے بوٹ گلووز سب وہ اتار چکا تھا۔ وہ آرامدہ گرم بستر میں تھی۔ جواب ناپا کر وہ بستر سے نکلی۔۔ بال سمیٹ کر پشت پر ڈالے اور اٹھ کھڑی ہوئی مگر اتنا بڑا ابھی ٹینٹ نہیں تھا کہ وہ آزادی سے کھڑی ہو سکے۔۔

اسنے جھکے جھکے آگے بڑھ کر زپ کھولی۔۔ اور باہر نکل آئی۔۔

اندر سے بوٹ پہن کر آؤ باہر کانٹے ہیں۔۔" اسنے ابھی قدم باہر نہیں نکالا تھا۔۔ تبھی مردانہ آواز گونجی۔۔

آآ۔۔ آپ؟" وہ بوکھلا گئی۔۔"

جاؤ باہر کانٹے ہوں گے۔۔" وہ سپاٹ لہجے میں اپنی بات پر زور دیکر گویا" ہوا۔۔ تو قسیع سٹپٹا کر واپس اندر آ گئی۔۔ اسکا دل انجانے خدشات کے تحت تیزی سے سینے میں دھک دھک کر رہا تھا۔۔

اتنی سردی میں بھی اسے پسینے آنے لگے۔ وہ گھبرائی ہوئی اپنے بوٹ ڈھونڈنے لگی۔ جو اسے پاس اندر ہی بستر کے قریب مل گئے۔

اسنے بیٹھ کر بوٹ پہنے اور تسمے باندھے۔۔ دوپٹے شال کی تلاش کی مگر باہر جانے کی اتنی جلدی تھی کہ سرسری سا نظریں آس پاس پر پھیر کر ٹینٹ سے باہر نکل آئی۔۔

باہر نکلتے ہی سرد ہوا کے جھونکے نے اسکے وجود کو چھو کر استقبال کیا، وہ کپکپا اٹھی۔۔ سنہری بال ہوا میں لہرا گئے جنہیں سمیٹ کر اسنے آگے رکھے۔۔ اور ہاتھ شرٹ کی آستین میں چھپا لیے۔۔ بانہیں اپنے گرد لپیٹ لیں۔۔

اسنے نظریں اٹھائیں، مگر اگلے ہی لمحے دھک سے رہ گئی۔۔

وہ نہایت اونچے پہاڑ کی بلندی پر موجود تھے۔۔

آس پاس دوسرے بھی کتنے ہی پہاڑ تھے۔۔۔ شام کا دھندلا سا اندھیرا تھا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں۔۔ فضا میں کھنک سی تھی۔۔ اور انتہائی کی سردی۔۔ کہ وہ سمٹنے پر مجبور ہو گئی۔۔ اسے تو چلتے ہوئے بھی خوف آرہا تھا کہیں پہاڑ گر ہی نا جائے۔۔

دل؟" اسنے پکارتے اسکی تلاش میں نظریں پھیریں۔۔ دائیں" طرف سامنے ہی ایک درخت کے نیچے بیٹھا وہ آگ پر کچھ کام کر رہا تھا یا اسے ہی ایسا لگا۔۔

اسکے علاوہ وہاں کوئی نہیں تھا۔۔

دل آپ کا وولف ہارس کہاں گئے؟" وہ اسکے پاس آگ کے" قریب ٹھنڈ کی وجہ سے آگئی۔۔ مگر پاس آنے پر منظر واضح ہوا وہ مچھلی تل رہا تھا۔۔

سامنے ہی ایک ہٹ تھا۔۔ جہاں اسکی ضرورت کی تمام چیزیں موجود تھیں۔۔۔ وہ دیکھ کر حیران ہوئی۔۔

کتنا مسمرائز کرتا تھا سب۔۔

بیٹھو" اسنے پاس رکھی چیئر پر اسے بیٹھنے کا کہا۔۔ وہ آستین اوپر"
چڑھا کر آکر اسکے پاس برابر میں رکھی چیئر پر بیٹھ گئی۔۔ اور
جواب تلب نظروں سے اسے دیکھا۔۔

نیچے ہیں۔۔" وہ اسکے ہاتھ میں پلیٹ تھما کر بولا۔۔ توقیع نے غیر یقینی"
سے اسے دیکھا۔۔ پلیٹ میں فرائی مچھلی، چٹنی ایک روٹی رکھی تھی۔۔
ی۔۔ یہ آپ نے بنائی ہے؟" وہ حیرت سے بولی۔۔ خوشبو"
سونگھی۔۔ دلفریب لذیذ تھی کہ اسکی ایکدم سے بھوک چمک اٹھی۔۔
کیوں برا لگا؟" اسے دیکھ کر اسنے پوچھا توقیع سٹپٹا گئی۔۔"
نہیں۔۔ مگر یہاں ہم کیوں آئے ہیں؟" وہ اپنی بوکھلاہٹ چھپا کر گویا"
ہوئی۔۔

تاکہ کوئی ڈسٹرب نا کر سکے۔۔" اسنے گہری نظروں سے اسے دیکھتے"
متبسم گھمبیر لہجے میں کہا۔۔
وہ گھبراہٹ سے حلق تر کرتی نظریں چرا گئی۔۔
مطلب؟" اسنے شرم سے پوچھا۔۔ اور نوالہ بنا کر کھانے لگی۔۔"

مطلب برا ہے۔۔ تم کھانا کھاؤ۔۔"اسنے پاس ہو کر اسکے دائیں"
شانے پر رکھے بالوں کو پیچھے کیا اور انکی نرمی کو ہاتھ سے چھو کر محسوس کرنے
لگا۔۔
توقیع کا منہ کی طرف جاتا ہاتھ کپکپا گیا۔۔ پلکیں لرز کر جھک
گئی۔۔۔
وہاں بھی تو کوئی ڈسٹرب نہیں کرتا تھا۔۔ یہاں تو کتنی سردی ہے۔۔""
اسنے نوالہ کھا کر اس سے سرگوشیانہ کہا۔۔

وہ شاید کافی پہلے سے بیٹھا تھا اب تک اپنا کام تمام کر چکا تھا۔ اور
اب پورا اسکی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

مگر میں مکمل تنہائی چاہتا ہوں۔۔۔"اسنے کھانا کھاتی ہوئی"
توقیع کی لٹ کو پکڑا۔۔۔ توقیع نے مسکراہٹ دبائی۔۔

کیا خیری سے بھاگے ہیں یہاں۔۔"وہ شرارت سے بولی۔۔ مگر"
دلاور کے بے ساختہ قہقہہ پر وہ سٹپٹا کر خفت زدہ ہوتی سر جھکا گئی۔۔

وہ جگر ہے میرا۔۔ اسکا ڈسٹرب کرنا بھی دل کو بھاتا ہے۔۔۔ میں"
تو تمہاری وجہ سے یہاں آیا ہوں۔۔" وہ معنی خیزی سے بولا۔۔ توقیع نے
ناسمجھی سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔

"خیری جگر تھا، تو کیا وہ اسکی دشمن تھی۔۔"

میری وجہ سے؟؟ کیا میں نے آپکو کہا تھا یہاں اس بڑے"
پہاڑ پر آئیں۔۔ کتنے جھوٹے ہیں آپ نے تو کہا تھا کہ آپ کی کوئی چیز
مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔۔۔
مگر آپ کے گھوڑے نے مجھے پھینکا اور اس بھیڑیے نے تو میری
جان نکال دی۔۔" وہ ابھی کہہ کر خفگی سے نوالہ منہ میں ڈالے اسے
دیکھنے ہی لگی تھی کہ اسکے اس شکوے پر ڈی کے ایکدم اسکے بالوں میں ہاتھ
پھنسایا اور اسکا چہرہ اپنے قریب کھینچ لیا۔۔۔
توقیع کا نوالہ چبا تا منہ اور سانسیں دونوں ساکت ہو گئیں۔۔

مانا کہ دل سے چاہتی ہو، جنون مانتی ہو۔۔۔ مگر ہم بھی برسوں کی تھکن رکھتے"
ہیں۔۔ جس قربت کی تم خواہ ہو۔ اس قربت کی شدتوں پر بعد

میں شور مچا دینا ہے۔۔"وہ جواباً سرگوشیانہ بے باکی میں گویا ہوا۔۔

توقیع ہونقوں کی طرح اسے یک تک دیکھنے لگی۔۔

کک۔کتنی تھکن ہے۔۔"اسکی نظروں کی تپش سے اسکا چہرہ" گلاب کی طرح لال گلابی ہو گیا۔۔جبڑا بھی کپکپا گیا۔۔مگر اسکی بات کا اسے خاک سمجھ نہیں آیا۔۔۔

البتہ اسکے ارادے اسے نیک نہیں لگ رہے تھے۔۔۔

تمہاری سوچ سے زیادہ۔۔۔۔پور پور پہ تھکن سوار ہے۔۔"وہ اسکی آنکھوں" میں معنی خیزی سے دیکھ کر بالوں کی جڑوں کو سہلاتا گردن پر انگلی پھیر کر شرٹ کی کالر پر آیا۔۔

پھ۔۔پھر کھانا کھا کر وو۔۔وہاں ٹینٹ میں آرام کریں نا۔۔"وہ مشکل" سے نوالہ نگلتی بولی۔۔دلاور نے قہقہہ لگاتے اسکی آنکھوں میں دیکھا اور ہاتھ تھام کر نوالہ اپنے منہ میں لے لیا۔۔

آرام کا موڈ نہیں آج رات۔۔۔" وہ ایک روٹی اٹھا کر توقیع کے ساتھ "
اسکے کھانے لگا۔۔ توقیع کے دل کی حالت غیر تھی۔۔ آدھی روٹی کھا
کر ہی اسکا پیٹ بھر گیا۔۔
دلاور نے اپنے ہاتھوں سے مچھلی میں سے کانٹے نکال کر اسے کھلانا شروع
کر دیا اور وہ خاموشی سے کھانے لگی۔۔

سنیں! کیا یہاں کوئی اور بھی رہتا تھا؟" وہ نظریں پھیرتی دلاور سے "
بولی۔۔
"ہمم! میری جگہ ہے یہ۔۔"
یہ آپکی جگہ ہے؟" توقیع نے اپنے ہاتھ سے مچھلی اسکے منہ کی "
طرف بڑھاتے حیرت کا اظہار کیا۔۔ وہ سر ہلا گیا۔۔
یہ چٹنی کیسے بنائی اور روٹیاں؟" وہ پانی کی تلاش کرنے لگی مگر پانی "
ٹینٹ میں رکھا تھا۔ مگر اسی لمحے دلاور نے گلاس اسکے سامنے
کیا جسے دیکھ کر وہ دل سے مسکرائی۔۔

صبح خود دیکھ لینا۔۔" گلاس لیکر اسنے خود پانی پیا۔۔"

آج جس طرح وہ اسکا خیال رکھ رہا تھا، یوں لگ رہا تھا جیسے ایکدم سے رب کی رضامندی سے اسکا دل اسے واپس مل گیا ہو۔۔
کتنا خوبصورت تھا اسکا کیئرنگ انداز کہ وہ جھینپ رہی تھی۔۔
برف باری بند ہو گئی۔۔"وہ اسکی پیروی میں اٹھ کھڑی ہوئی۔۔"
پھر سے صبح ہو گی۔۔"وہ آسمان کو دیکھ کر گویا ہوا۔۔"
اگر رات کو ہو گئی تو ہم کہاں جائیں گے دل؟"وہ پریشان سی بولی۔"

کچھ نہیں ہو گا صرف ٹھنڈ زیادہ ہو جائے گی۔۔"وہ اسے دیکھ کر بولا۔۔"
تو قسیع اسکی نظروں سے سٹپٹا کر کچھ ماحول سے خفا ہوتی وہاں سے ٹینٹ کی طرف جانے لگی۔۔
کہاں؟"دلاور نے اچانک اسکی کلائی پکڑ کر واپس اپنی طرف"
کھینچا وہ لڑکھڑاتی لہراتی ہوئی آکر اسکے سینے سے لگی۔۔

ایک لمحے کیلئے اسکا دل بند ہو گیا۔ایسے لگا جیسے کسی نے پہاڑ سے نیچے دھکیل دیا ہو۔۔

مم۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے میں ٹینٹ میں جا رہی ہوں۔۔"
ص۔ صارم بھائی کہتے ہیں پہاڑوں کی بلندیوں پر آدم خود چھپے ہوتے ہیں۔۔"
وہ ہراساں نظروں سے اسے دیکھتی بولی۔۔

رات کا اندھیرا پھیل چکا تھا۔۔ اس اندھیرے کو دیکھتے اسی وقت دور سے کہیں جانوروں کے رونے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔۔۔
آہہہ۔۔ "توقیع کی گھٹی گھٹی سی چیخ نکل پڑی۔۔ وہ اس میں سمٹ گئی۔۔"
آدم خور آدم خیر خواہ سے بہتر۔۔۔۔۔ یہ تو تمہارے بھائی نے"
ٹھیک کہا۔۔۔ میں نے دیکھا تھا ایک خوبصورت لڑکی کو آدم خور قید کر کے بیٹھا تھا تاکہ اسے کھا جائے۔۔۔" وہ کچھ اور کہنا چاہتا تھا مگر اپنا ارادہ بدل گیا۔۔

"توقیع نے آنکھیں پھیلا کر حیرت سے اسے دیکھا۔۔ "لڑکی؟
ہاں اور خوبصورت مدہوش کرنے والی۔۔" وہ پراسرار لہجے میں اسکے"
کان میں بولا۔۔ توقیع نے چور نظروں سے آس پاس دیکھ کر تھوک نگلا۔۔۔

آپکو پتا ہے نا مجھے آدم خور سے ڈر لگتا ہے دل۔۔" اسکی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔۔ اسنے دلاور کا بازو اپنے گرد لپیٹ لیا۔

ہاں پتا ہے۔۔ مگر اب کیا کر سکتے ہیں۔۔ میں غلطی سے اس" پہاڑ پر آگیا کیونکہ آگے راستہ بند کیا ہوا ہے ان آدم خوروں نے۔۔" وہ اسکے اڑتے بال کان میں اڑستا ہوا کہہ رہا تھا توقیع کی آنکھیں انتہائی حد تک پھیلی ہوئی تھی۔۔

"آہہہ۔۔ڈیڈ"
دفعتاً اسی وقت مچھلی کی بو پر جنگلی بلا وہاں نمودار ہوا۔۔ اسکی غراہٹ پر توقیع کی چیخیں بے ساختہ تھیں۔
دلاور نے چھت پھاڑ قہقہہ وہاں کی فضاؤں میں گونج اٹھا۔۔

کچھ نہیں کرتا بلا، خائیستہ۔۔" وہ اندھیرے میں بلے کو دیکھ کر ہنستے ہوئے" بولا۔۔
مجھے یقین نہیں آرہا آپ بلے کو کہہ رہے ہیں کھا جائے مجھے۔۔" وہ" بھیگے لہجے میں صدمے سے بولی۔۔

میں نے کب کہا؟" دلاور جو اپنی گن نکال رہا تھا حیرت سے اس"
سے بولا۔۔
ابھی آپ نے اپنی زبان میں بلے سے کہا کھا جا۔۔۔"وہ سوں کرتی ہوئی"
بولی۔۔۔ دلاور کا قہقہہ فضا میں گونجا۔۔
اسنے معصوم سی بیوی کا چہرہ تھام کر اسکے ہونٹ چوم لیے۔۔
اس بلے کی اوقات ہی نہیں تمہیں دیکھ سکے۔۔ کھانا تو دور کی"
بات۔۔ تمہارے نزدیک آنا، تمہیں سراہانا، تمہیں چھونا، حتیٰ کہ
تمہیں کھانا۔۔ بھی صرف دلاور خان کو حق ہے۔۔۔"وہ اسکی گردن
میں ہاتھ ڈالے۔۔ اسکی ناک سے اپنی ناک سہلاتا ہوا بولا۔۔

"توقیع کی سانس تھم گئیں۔"ہم گھر کب چلیں گے۔۔
دلاور نے مسکراتی نظروں سے اسے دیکھا۔۔ توقیع ہراساں نظروں
سے اس مچھلی کو کھاتے بلے کو دیکھ رہی تھی۔۔

جب تمہاری ساری توجہ میری ذات کے گرد آجائیں گی، جب"
تمہاری سانسوں میں میری سانسیں اتر جائیں گی، جب تمہاری

دھڑکنیں میرے سینے میں دھڑکنیں گی، جب تمہارے دل کا ملن میرے دل سے ہوگا۔۔ جب تمہارے وجود کا پور پور میرے لمس۔۔۔۔۔۔

دل!!!" اسکی گھمبیر بھاری لہجے میں بے باک باتیں اسکی" دھڑکنیں ابتر گئیں۔۔ وہ بکھرے تنفس سے مزید سننے کی ہمت ناپا کر ایکدم اسکے لبوں پر ہاتھ رکھ گئی۔۔

دلاور نے اسکے چہرے کو دیکھا۔۔ اور جھٹکے سے دونوں ہاتھوں کی کلائیاں جکڑ کر اسکی پشت پر باندھیں۔۔ وہ اس افتاد پر اپنی سانس روک گئی۔۔

ککک۔۔ کیا ہوا۔۔؟" وہ بوکھلا کر بولی۔۔"

پیار الفت۔۔ شدت۔۔ جنون۔۔ تمہارا خمار۔۔۔" وہ اسکے" چہرے پر جھکنے لگا۔۔ توقیع جھٹکے سے اپنی کلائیاں آزاد کروائیں اور سرخ چہرے سے وہاں سے بھاگ گئی۔۔

دلاور مسکراتی نظروں سے اسے دیکھتا رہا۔۔وہ درخت کی آڑ میں چھپا بیٹھا بھورا جنگلی بلا بھی توقیع کے بھاگنے پر اسکی طرف متوجہ ہوتا اس پر جھپٹا کہ بروقت دلاور نے سائلنسر لگے گن کو نکال اسکی ٹانگ کا نشانہ لے لیا۔۔

توقیع چیختی خوفزدہ سی اندر بھاگ گئی۔۔بلا درد سے غراتا ہوا وہیں ڈھیر ہو گیا۔۔وہ وہاں پاس ہی کھڑا تھا تبھی بھاگتا ہوا دلاور کا بھیڑیا وہاں پہنچا۔۔

رات کے اندھیرے میں اسکی آنکھیں خوفناک انداز میں چمک رہی تھیں۔۔وہ دلاور کو دیکھتے اسکے پاس آیا۔مگر وہاں موجود بلے کو دیکھ کر اس پر جھپٹ پڑا۔۔

دلاور مسکراتا ایک نظر آس پاس پر ڈال کر ٹینٹ کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

یہ سب کیا ہے؟"وہ اسے اندر داخل ہوتا دیکھ کر روتی ہوئی چیخی۔۔"

جنگل اور جنگلی کی زندگی۔۔"وہ بوٹ اتار کر توقیع کے بوٹس کے ساتھ "
رکھتا۔۔اپنی جیکٹ بھی ساتھ اتار دی۔۔

لوگ اپنی بیویوں کو کہاں کہاں لے جاتے ہیں۔حسین جگہوں پر۔۔"
آپ مجھے ہمیشہ ایسی بھیانک جگہوں پر لے آتے ہیں جہاں دوسرے
پل زندگی کا بھروسہ نہیں ہوتا۔۔کیا خود کو ٹارزن سمجھتے ہیں۔"وہ اسکے
پاس آکر بیٹھا توقیع جھٹکے سے پیچھے ہوئی۔۔

تو لوگوں کی بیوی بھی عام سی ہوگی۔۔"وہ اسکا شکوہ سن کر لاپرواہی سے "
بولا۔۔
اوہ!اچھا تو مطلب آپ کہنا چاہتے ہیں میں اتنی بھیانک ہوں"
اسلیے مجھے یہاں لیکر آئے ہیں۔۔"وہ دکھ سے بولی۔۔
دلاور نے گھور کر اسے دیکھا۔۔

وہ ناراض ہوتی۔۔جھٹکے سے رضائی میں گھس گئی۔وہ رونے لگی۔۔کیونکہ اسے
ایسا لگ رہا تھا وہ جان بوجھ کر اسے اس خطرناک جگہ پر لایا ہے
تاکہ وہ دونوں ناراض ہو کر دور ہو جائیں۔۔۔

مگر اگلے لمحے کی افتاد پر وہ سانس روک گئی۔۔جب اچانک دلاور نے اسکے اوپر سے رضائی کھینچ کر دور پھینکی۔۔اور اسکا بازو دبوچ کر اسے اپنی طرف کھینچا کہ وہ زور سے اسکے سینے سے ٹکرائی۔۔۔

درد سے بری طرح کراہ اٹھی۔۔۔وہ حواس باختہ سی کراہنے لگی۔۔اپنا سر تھامنے لگی تھی کہ دلاور نے اسے سمجھنے کا موقعہ دیئے بغیر اسکے سارے بال مٹھی میں سمیٹ کر اسکی گردن سے پرے کیے۔۔

دوسرے لمحے شدت جنون سے اسکی گردن پر جھکا کہ وہ خوف سے اچھل پڑی۔۔مگر اسکی کمر کے گرد وہ سختی سے بازو لپیٹ گیا تھا۔۔ اسکا نازک وجود اسکی شدت سے کانپ اٹھا۔۔توقیع نے سختی سے اپنے نچلے لب کو دانتوں میں دبایا اور اسکے قریب ہوئی۔۔جبکہ وہ اسکی بے داغ گردن کے پور پور کو اپنے ہونٹوں سے چھوتا اسکا حلق خشک کر گیا۔۔آہستہ سے اسے اپنے آغوش میں لے لیا۔۔

دد۔دل پ۔پانی۔۔۔"وہ اسکے بانہوں میں مچلی۔۔"

اسکی شرٹ کو شولڈر سے سرکاتے ہوئے دلاور کی انگلیاں تھم گئیں۔۔

اتنی جلدی۔۔۔"وہ گھمبیر لہجے میں اسکے چہرے کو دیکھ کر بولا۔۔"

اسنے سر ہلایا۔۔مسکراتے ہوئے اسے آہستہ سے لیٹا دیا۔۔

توقیع نڈھال سی دھک دھک کرتے دل سے گہرے سانس لے رہی تھی۔۔

دلاور نے گہری نظر اس پر ڈال کر پاس رکھے کولر سے پانی کا گلاس بھرا اور اسکے سر کے نیچے ہاتھ دیکر گلاس لبوں سے لگایا۔۔

پانی پی کر وہ ہوش کی دنیا میں لوٹی۔۔ اور اسے دیکھنے لگی جو اس پر جھکا اب خود اسکا جھوٹا پانی پی رہا تھا۔۔

وہ آنے والے وقت سے خوفزدہ ہونے لگی۔۔ اسنے سوچ کر حلق تر کیا۔۔

وہ آنکھیں جھپک کر رہ گئی جب اسنے گلاس کولر کی طرف پھینکا۔۔

دونوں کی آنکھیں ٹکرائیں۔۔ اسکی آنکھوں میں بڑھتی خماری دیکھ کر وہ سٹپٹا کر نظریں جھکا گئیں۔۔ مگر اسی پل پھر اسے پھیلی ہوئی آنکھیں اٹھائیں جب وہ آہستہ سے اپنی شرٹ کے بٹن کھولنے لگا۔۔

بہت خواہش تھی تمہیں اپنی آنکھوں کے سامنے بڑی ہوتے دیکھنے کی۔۔"

تمہیں نکاح کے بندھن کا احساس دلانے کی۔۔ تم پر اپنا حق جتانے کی۔۔"

تم پر لمحہ لمحہ سانسیں تنگ کرنے کی۔۔

"یہ جو میری وحشت بھری راتوں کے گواہ ہیں۔۔ اب ان ہواؤں بادلوں درخت پہاڑوں پر جتانا ہے، کوئی اپنا چل کر میرے پاس آیا ہے جو میرے دل کے بے انتہا قریب ہے۔۔" وہ بھاری لہجے میں کہتا اسکی کانپتی انگلیوں سے اپنی انگلیاں الجھانے لگا۔۔

اسنے نظریں اٹھا کر اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔
"میری ہزاروں راتیں آپ کے بغیر گزری ہیں۔۔ میرا پور پور اس اذیت سے زخمی ہے۔۔ میرا دل آپکا طلبگار ہے۔۔" وہ حیا بھری نگاہوں سے اسکے چوڑے سینے کو دیکھتی بے ساختہ اسکے دل کے مقام پر اپنے ہونٹ رکھ گئی۔۔

وہ اپنے ہونٹ اسکی گردن پر رکھنے لگی کہ دلاور نے جھٹکے سے اسکے بالوں میں پکڑ لیا۔۔
تو قسیع کراہ کر خوفزدہ ہوتے اسے دیکھا۔۔

جبکہ دلاور نے اسکے نقوش پر نظریں پھیرتے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر مسکرایا۔۔"دل تو کرتا ہے تمہاری تڑپ کو یونہی ادھورا چھوڑ دوں۔۔ تمہیں تڑپ کی وحشتوں سے روشناس کرواؤں۔۔۔

مگر یہ سینے میں تڑپا گوشت لوتھڑا ہمہ وقت تمہاری قربتوں کا طلبگار رہتا ہے۔۔"اسکے غصے سے اظہار الفت پر توقیع نے مسکراہٹ ضبط کر کے اسکی گردن میں بازو حائل کرتے اسکی بڑھی ہوئی شیو سے اپنے گال کو آہستہ آہستہ سہلاتی اسکے گدگداتے چبھتے لمس پر اپنی بڑھتی دھڑکنیں اسے سنانے لگی۔۔۔

دلاور نے کہنی کا سہارا چھوڑا۔۔اور اپنے بھاری وجود سے اسکے نازک سراپے پر سایہ بن گیا کہ توقیع کی شرارتیں وہیں دم توڑ گئیں۔۔ مزید شرارتوں کے ارادے بھی۔۔۔

اسکا دل اسے باز رکھ رہا تھا۔۔مگر جذبات نے ادھم مچایا ہوا تھا۔وہ اسکے معصوم چہرے کو دیکھنے لگا جہاں حیا کے تمام رنگ بکھرے ہوئے تھے۔۔

وہ چاہ کر بھی اسے دھتکار نا سکا۔۔دلاور نے انگلیوں کے پوروں پر اسکے رخسار کا سہلانا شروع کیا۔۔وہ مسکرا کر چہرہ موڑ گئی۔۔

یہ گریز۔۔۔؟" اسکے بھارے پاؤں کی انگلیوں نے اسکے ٹخنوں کو چھوا وہ"
سمٹنے لگی خود میں مگر دلاور کے بھاری بوجھ کو اپنے نازک سراپے پر
محسوس کرتے توقیع کے چہرے کا رنگ متغیر ہوا۔۔
یہ گریز تو نہیں۔۔" وہ شرم سے بھاری لہجے میں بولی۔۔"
تو کیا ہے؟" دلاور نے اسکے چہرے کو اپنی طرف کیا۔۔ توقیع کی"
سانسیں رک گئی۔۔
آپکی قربت کے رنگ۔۔" وہ جھجھک کر کہتی اسکے سینے میں چھپنا"
چاہتی تھی مگر اسنے یہ بھی کوشش ناکام کر دی۔۔

رفتہ رفتہ اسکی فرار کی راہیں مسدود ہوتی جا رہی تھیں، اور
توقیع کی دھڑکنیں بڑھتی ہی جا رہی تھیں کہ اسے گھبراہٹ ہونے
لگی۔۔
میری قربتوں سے ابھی تم کہاں واقف ہو۔۔" وہ تمسخرانہ"
مسکرا کر بولا
مگر اب واقف ہو جاؤ گی۔۔" وہ دماغ سے ساری سوچیں جھٹک کر"
اسکے ہاتھوں کو تھام کر تکیے سے لگاتا ہوا اسکے کانپتے لبوں کو اپنے فوکس میں
لیکر جھک گیا۔۔

وہ تڑپ کر مچل اٹھی۔۔ مگر دلاور نے مسکراتے اسکے نازک ہونٹوں کو اپنی سخت گرفت میں جکڑ لیا اور اسکی انگلیوں پر گرفت مضبوط کر لی۔۔۔

وہ اس شدت اور بھاری بوجھ تلے کانپنے لگی۔۔ مگر دوسرے لمحے ٹینٹ کے قریب ہی فضا میں جانور کے غرانے کی آواز سنی وہ سہم کر مزاحمت ترک کر گئی۔۔

مگر کب تک۔۔۔ اسکی شدت بھری جارتوں پر اسکا دم رکنے لگا۔۔ وہ بری طرح مچلی۔۔

دلاور نے مسکراتے اسکے ہونٹوں کو آزاد کیا۔۔ وہ گہرے سانس لینے لگی۔ جب اسنے سختی سے جکڑے ہوئے توقیع کی گرفت سے اپنے ہاتھ آزاد کیے اور اپنی شرٹ اتار کر پھینکی۔۔

ددد۔۔ دل مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔" وہ اسکے تیور دیکھ کر ایکدم سے رونے لگی۔۔"

دلاور کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

ایک لمحے میں ہی۔۔؟ ابھی تو پوری رات باقی ہے۔۔" اسنے توقیع کی" شرٹ کے بٹنوں پر انگلی پھیری۔۔ وہ شرم سے آنکھیں سختی سے میچ گئی۔۔

جب دلاور کی مضبوط کھردری انگلیوں کا لمس اپنی نازک کمر پر سرکتا رینگتا ہوا پایا۔۔ اسنے تکیے کو مٹھیوں میں بھینچ لیا۔۔
اسکی دھڑکنیں سست ہو رہی تھی، تنفس بڑھتا جا رہا تھا۔۔ کچھ دیر پہلے سردی سے کانپتا وجود اب اسکی قربت کی آگ سے جھلسنے لگا۔۔
اسکی لمحہ بہ لمحہ بڑھتی حدی پھلانگتی جارتوں بے باکیوں کے ساتھ اسکے وجود میں سرد لہریں اٹھنے لگیں۔ جب وہ اسکی غیر ہوتی حالت کو دیکھ کر اسکے چہرے پر جھکا۔۔

اے کیٹی!" اسنے محبت بھری سرگوشی کی۔۔ وہ بھیگی پلکیں اٹھا کر" اسے دیکھنے لگی۔۔ "کیا ہوا؟" وہ محبت سے پوچھنے لگا۔۔
آپ ڈرا رہے ہیں۔۔" وہ خفگی سے بولی۔۔ دلاور نے مسکراتے دونوں کے اوپر" بلینکٹ ڈالا۔۔ وہ شرم سے نگاہیں چرا کر کروٹ بدل گئی۔
اب تم میری الفت سے ڈر رہی ہو یہ تو ناانصافی ہے حنائیستہ۔۔۔"" اسکی کمر میں بازو حائل کر اسکے قریب کھینچ لیا۔۔ توقیع نے گھبرا کر چہرہ ہاتھوں میں چھپایا۔۔

جب اسنے اسکی نازک سے پاؤں پر اپنے بھاری پاؤں رکھے اور بال گردن سے سمیٹ کر چہرہ اسکی گردن میں چھپایا۔۔

کوئی ایسے الفت کرتا ہے۔۔"وہ اسکی انگلیوں کی بے باکیوں پر اسکے سینے" میں سمٹ گئی۔۔

تو تم بتاؤ کیسے کرتا ہے؟ میرا تو یہی اسٹائل ہے۔۔ کھانے کا۔۔"اسنے" کہہ کر شریر پن سے اسکی گردن میں دانت گاڑے وہ کھکھلائی۔۔

معاً اسکے ہونٹ اسکی گردن پر سرک گئے۔۔اور وہ اسکی مونچھوں کی چبھن اپنی پشت پر محسوس کر کے کانپ کر پلٹ آئی۔۔

دلاور نے نرمی سے اپنے دہکتے ہونٹ صبح کی ڈالی ہوئی خراش پر رکھے۔۔

تو قیع نے اپنا حلق تر کرتے سانسیں بھریں۔۔

تمہارے دل اور تمہارے دل کی ہر چیز کو تم عزیز ہو جاناں!"اسنے" سرگوشی میں کہا۔۔وہ مسکرائی۔۔

اسکا رواں رواں اسکے لمس سے کانپ رہا تھا۔۔ماحول پر فسوں پھیلا ہوا تھا۔۔اسکی سانسیں کی آوازیں۔۔۔بھرا تنفس۔۔دلاور کو مزید

کمزور کر رہا تھا۔۔ وہ جو خود پر ضبط کا خواہ مند تھا اس حسن کی دیوی کے آگے موم کی طرح پگھلتا جا رہا تھا۔۔

کچھ اسکی معصوم خواہشات، کچھ دلاور کے چھپے جذبات نے بیدار ہو کر توقیع کیلئے مشکل کھڑی کر دی۔۔

وہ کمسن سی معصوم کلی تھی، اسکے جذبات کے آگے گھبرا کر سہم کر اسکے سینے سے آ لگی۔۔

دلاور نے اسکی بند آنکھوں کو دیکھا، اور اسکے دھک دھک دھڑکتے دل پر ہونٹ رکھتے۔۔ اسکے ہاتھوں کو تھاما۔۔

وہ ہراساں ہو کر اسکے دیکھنے لگی۔۔

شش!" دلاور نے اسکی دونوں آنکھوں کو ہونٹوں سے چھوا۔۔ وہ نفی میں سر ہلاتی کسمسائی۔ دلاور نے مسکراتی نظروں سے دیکھتے ہاتھ بڑھا کر وہ بلب آف کر دیا۔۔

توقیع ماحول کا تصور کرتی خوفزدہ ہو کر اسکے قریب ہوئی۔۔ دلاور نے آہستہ سے اپنے ہونٹ اسکے ہونٹوں پر رکھے۔۔ وہ اسکے مضبوط تنگ بازوؤں کے حصار میں پھڑ پھڑا کر رہ گئی۔۔

وہ مسکرایا، اپنی ناک کرا اسکی گردن میں سہلا کرا اسکی شہ رگ کو ہونٹوں سے چھونے لگا۔۔وہ شرما کرا اسکی بانہوں میں چھپ گئی۔۔

""بہت جنگلی ہیں آپ۔۔۔

دلاور نے قہقہہ لگاتے اسکی پیشانی پر ہونٹوں سے مہر ثبت کی اور خود میں سمیٹ کرا اسکے نازک سے کانپتے لرزتے وجود کو۔۔۔اسکے گلابی بھیگے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ ثبت کرتی۔۔

توقیع نے اپنے ہاتھ اسکی پشت پر رکھے۔۔اور اسکے دہکتے آغوش نرم گرم لمس پر آنکھیں موند گئی۔۔

اسکے ہزاروں دفعہ جھٹلانے کے بعد بھی وہ اسے پا چکی تھی،وہ اپنے دلاور کو ڈھونڈ کرا سے حاصل کر چکی تھی۔۔کیونکہ اس سے اسکی محبت وقتی نہیں تھی۔۔

اسنے جب سے نکاح کے مضبوط بندھن کو جانا تھا،تب وہ خود پر اس بے وفا شخص کا حق سمجھتی تھی۔۔وہ اسے محبت کرانا سیکھا رہا تھا مگر وہ اسے اپنا جنون مان بیٹھی تھی۔۔

وہ جب جدا ہوا تھا، جب ملا تھا، ہمیشہ دھتکارتا رہا۔۔ مگر یہ اسکی الفت جنون ہی تھا کہ اسے پا بھی گئی تھی اور آج وہ اسکی بھاری گھمبیر سرگوشیوں میں خود کیلئے بے انتہا محبت بھی سن رہی تھی۔۔

اسکے لمس لمس میں چاہت تھی۔۔ شدت تھی۔۔ الفت تھی۔۔

ایسا لگ ہی نہیں رہا تھا کہ وہ وہی دلاور ہے جو اسکی بے تحاشہ چاہنے پر بھی الفتِ نظر نہیں ڈالتا تھا۔۔

مگر ابھی اسکی عنایتوں سے اسکا پور پور بھیگا ہوا تھا۔۔

وہ ایک بار پھر اس پر شدتوں سے جھک گیا تھا۔۔ اور اس کے بھاری وجود تلے وہ سہم سی رہی تھی۔۔ مگر دھڑکنوں میں جنون برپا تھا۔۔

اسنے اسکے نچلے ہونٹ کو چھو کر شرارت سی کر دی۔۔ وہ "سی" کرتی رہ گئی۔۔ جب وہ ہنستا ہوا اسکے لبوں کو قید کر گیا۔۔

تو قسیع نے اسکی گردن میں اپنے بازو حائل کر دیئے۔۔ اور دلاور نے ایک بازو اسکی کمر میں حائل کرتے اسے پاس کیا دوسرا بازو اسکے سر کے نیچے دیکر کروٹ بدلی۔۔ وہ اسکے سینے پر آ گری۔۔

دلاور نے دونوں کے اوپر بلینکٹ ڈال دیا۔

لمحہ بہ لمحہ گہری ہوتی رات کے ساتھ جہاں ٹھنڈ میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا، باہر ہوائیں زور شور سے چل رہی تھیں۔۔

اندر دلاور خان کا جنون بھی سر چڑھتا جا رہا تھا کہ توقیع کو گھبراہٹ سی ہونے لگی۔۔

مگر اسکی گھبراہٹ بوکھلاہٹ اسکی چاہت میں دب جاتیں۔۔

میری الفت تمہیں مبارک ہو۔۔۔"وہ اسکے کان میں گنگنا کر" اسکی کان کی لو کو دانتوں میں دبا گیا۔۔ توقیع نے شرما کر تکیے میں چہرہ چھپایا۔۔

دلاور نے اسکے نازک ہاتھوں کے اوپر اپنے ہاتھ رکھے اور پشت سے بال سمیٹ کر سر پر بوسہ دیا۔۔۔

میری جنون مجھے مبارک۔۔۔"وہ خود سے بڑبڑا کر بولی۔۔ مگر اسنے سن" کر قہقہہ لگایا وہ خفتزدہ ہو کر اسکے سینے پر مکے برسانے لگی۔۔۔

چھوڑو یہ ناراضگیاں آج رات تم پر مہربان ہے۔۔ دلاور کو تم پر ٹوٹ کر" پیار آرہا ہے۔۔"اسنے کہتے روشنی ماحول پر پھیلائی۔۔

وہ شرم سے اسکے سینے میں چھپ گئی۔۔

اور دلاور نے اسکے اوپر بلینکٹ ڈال کر ہاتھ بڑھا کر کچھ اٹھایا۔۔ توقیع جھکی پلکوں سے پڑی تھی جب دلاور نے دونوں ہاتھوں سے اسکے سر پر پھولوں کا وہ تاج

بنایا جسے بنانے کی غفلت میں آتے ہوئے گھوڑے کی مستی ہر وہ حادثہ پیش آیا تھا۔۔

توقیع نے حیرت سے پلکیں اٹھائیں۔۔

بے خودی غیر یقینی سے اسنے اس پھولوں کے تاج کو چھوا۔۔اور حیرت سے دلاور کو دیکھا۔۔

دلاور نے گلاب کی طرح مہکتے چہرے کو دیکھا۔۔

ڈھیرہ خائیستہ دہ دل مینے "وہ بولا۔۔"

مطلب ؟"وہ نا سمجھی سے دیکھنے لگی۔۔مگر اسکی نظروں کی تپش سے " شرما گئی۔۔

بہت خوبصورت ہو الفتِ دل "وہ جھکا مگر توقیع نے اسکے لبوں پر ہاتھ " رکھ دیا۔۔

میں اسے ہمیشہ پاس رکھوں گی "اسنے نم آنکھوں سے کہا۔۔"یہ آپکی " طرف سے پہلا تحفہ ہے۔۔۔

مگر یہ جلد ہی مرجھا جائے گا۔۔"اسنے جتایا۔۔"

پھر بھی میں سنبھال کر پاس رکھوں گی۔۔"وہ مسکرا کر بولی۔۔"
مجھے بھی اسی طرح پاس رکھو۔۔۔ سنبھال کر۔۔۔"وہ وہ اسکے ہاتھوں کے گلابی پوروں کو چوم کر گویا ہوا۔۔
آپ تو میرے پاس ہیں نا۔۔"وہ اسکی گردن میں چہرہ چھپا کر" بولی۔۔ دلاور نے اسے خود میں سمٹ کر اسکے وجود کو دھڑکنوں سے بھی قریب محسوس کیا۔۔

oooooooooo

مہکار جس قدر پرجوش ہو کر ساحل شاہ کے سامنے اسے سرپرائز کرنے آئی تھیں۔ اتنے ہی سرد اور روکھے لہجے میں وہ ان سے ملا تھا۔۔ یوں جیسے کوئی غیر کسی غیر سے مل رہا ہو۔۔
ساحل شاہ نے ایک سرسری سی نظر مہکار شاہ کی پشت پر کھڑے جیکی پر ڈالی اور مہکار شاہ سے حیدر شاہ حجاب شاہ کا پوچھا۔
ساحل کو کچھ یہ بھی خفت اور شرمندگی تھی کہ کہیں اس مریضہ نے اپنی مام سے اس رات کا حادثہ شیئر تو نہیں کر دیا۔

وہ ڈنر تک انکے ساتھ ہی تھا مہکار شاہ سے تھوڑی بہت باتیں بھی کرتا ہے۔

اسنے شکوہ کرنا، یا کسی پر بھی اپنی اہمیت جتانا چھوڑ دیا تھا۔ وہ بس اپنی ذات کے گرد ایک دائرہ کس گیا تھا۔ ڈنر تک ایسی کوئی بات نہیں چھیڑی گئی۔۔ ساحل نے شکر کا سانس لیا اور ان سب کو شب بخیر کہہ کر اپنی مام کو گڈ نائیٹ کس کر کے سمن کو بازوؤں میں بھر کر اپنے روم میں چلا گیا۔۔

مہکار اسے دیکھ کر خوش تھی، روئی تھی مگر کسی کے سامنے نہیں، دل میں ہی۔۔ اسنے شہزادوں جیسا بیٹا کھو دیا تھا۔۔ اسکا ماتم اسکے اندر چل رہا تھا۔

جیکی یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اسے ساحل کے رویے نے بہت مایوس کیا تھا۔ پرسوں انہیں چلے جانا تھا۔۔ وہ ساحل سے بات کرنا چاہتا تھا مگر ساحل اپنے روم میں چلا گیا۔۔

مہکار شاہ ہارون شاہ زریش شاہ سے کافی دیر تک باتیں کرتی رہیں، وہ جب رات کو روم میں آئیں تو جیکی تکیے میں منہ دیئے رو رہا تھا۔

مہکار گھبرا کر اس سے رونے کی وجہ پوچھنے لگی۔

آپ چلی جائیں یہاں سے کہیں دور آپ واپس نا چلیں۔۔"وہ"
انکے سینے سے لگ کر بولا۔۔
مگر میں کہاں جاؤں۔۔"ناچاہتے ہوئے مہکار کو رونا آگیا۔"
آپ اپنے بھائی کو سب کچھ بتا دیں چپکے سے۔۔"جیکی نے ہچکیاں"
دباتے کہا۔۔
"وہ حیوان ہے میرے بھائی کو نقصان دے گا۔"
اور اگر آپ نے کچھ نہیں کیا تو وہ آپکو مار دیگا اب۔۔کیونکہ اسکا دل"
اب بھر گیا ہے۔"وہ چیخا مہکار نے ششدر گھبرا کر اسکے منہ پر
ہاتھ رکھا۔۔
آپ روکیں مت، یہاں وہ نہیں ہے۔۔یہ صحیح موقعہ ہے"
آپ جان لیں اسکے بارے میں۔۔اسنے اپنے بارے میں جتنے
پیپرز دکھائے ہیں وہ سب جھوٹے ہیں۔۔وہ دھوکے باز شخص ہے۔۔اسنے
میری ماں کو میری آنکھوں کے سامنے کاٹ کر مار دیا۔۔
اسنے اپنا پہلا قتل چودہ سال کی عمر میں کیا تھا۔۔اپنے باپ
کو مار کر۔۔
اسنے میری ماں کو بتایا تھا آخری وقت میں۔۔اسکا باپ
نشہ کرتا تھا۔جب اسکا نشہ ختم ہو جاتا تھا اور پیسے نہیں ہوتے

تھے تو وہ اسکی ماں کو مارتا تھا۔ اور پیسوں کیلئے اسکی ماں کا سودا کرتا تھا۔۔
دوسرے آدمی اسکی ماں پر تشدد کرتے تھے یہ سب دیکھ کر ان سے برداشت نہیں ہوا تو انہوں نے اپنی ماں سے ملکر پلان بنایا اور اس پر عمل کر کے وہ گھر بیچ کر انڈیا کے دوسرے شہر کلکتہ میں آ گئے۔۔
وہاں انہیں کوئی پہچانتا نہیں تھا، نا ہی اسکے باپ کو۔۔ پہلی رات پلان کے تحت انہوں نے اپنے باپ کو مار کر اسی گھر میں رات کو ہی اپنے باپ کے ٹکڑوں کو دفنا دیا۔۔ اور سب کو بتایا کہ اسکا باپ انہیں چھوڑ کر بھاگ گیا۔۔
وہ وہیں نئی زندگی گزارنے لگے۔ مگر جینے کیلئے دانا پانی بھی چاہیے۔۔ جس کام کیلئے اسکا شوہر اسے زور دیتا تھا، جس سے تنگ آ کر اسنے اپنے شوہر کو مارا تھا۔۔ ایک بار پھر وہ اسی راستے پر چل نکلیں۔۔ وہ بڑے گھروں میں جانے لگیں۔۔ اسکا بیٹا اسکول میں پڑھتا تھا۔۔ جو اسکے کاموں سے لاعلم تھا۔۔۔
زندگی کافی تنگ تھی ان پر۔۔ وہ کافی پریشان رہنے لگا تھا کہ اچانک دیکھتے ہی دیکھتے خوشحال ہونے لگے۔۔
حیدر حیران ہو گیا۔۔ اسکی ماں کے اسکے نت نئے کپڑے، گھر کی مرمت حتیٰ کہ ہر چیز نئی۔۔ اچھا کھانا پینا۔۔

یہ سب اسے بہت پریشان کرنے لگا تنگ آکر اسنے اپنی ماں سے پوچھ لیا۔۔ تبھی اس پر انکشاف ہوا کہ اسکی ماں نے ایک امیر کروڑ پتی آدمی کو اپنے جال میں پھانس لیا ہے۔ اسکے بعد اسے یہ بھی معلوم پڑ گیا کہ اسکی ماں پہلے کون سے کام کرتی تھی۔۔

غیرت کے کاری وار پر وہ اپنی ماں کو مارنے لگا، مگر اسکی ماں نے اسکی رگوں میں لالچ بھر دیا۔۔ اسے احساس دلایا کہ اگر وہ مر گئی تو پولیس کا شک اس پر جائے گا۔۔ اور اسکی زندگی عذاب ہو جائے گی۔۔

وہ سوچ کر کشمکش میں آکر پیچھے ہو گیا۔۔ وہ اپنی ماں کو مارنے کا ارادہ ترک کر کے اس آدمی کو مارنے کا سوچنے لگا۔

وہ اپنی ماں کے ساتھ اس آدمی کے گھر گیا، وہاں ایک اور انکشاف ہوا کہ اسکی ماں نے اس بڈھے آدمی کے ساتھ ملکر اسکی بیوی کو مار دیا تھا۔ اور اب اسکی ماں کا منہ بند رکھنے کیلئے اس سے نکاح بھی کر رہا ہے۔

اس آدمی کی ایک چھوٹی بیٹی بھی تھی انجلی۔۔ جو نہایت خوبصورت تھی۔۔

وہ دونوں ماں بیٹے اس گھر میں رہنے لگے۔ اس آدمی نے وعدہ مطابق اسکی ماں سے سادگی سے نکاح کر دیا۔۔ نکاح کے دوسرے ہفتے سے

ہی اسکی ماں نے اپنے شوہر کو سلو پوائزن دینا شروع کر دیا تھا۔۔ بمطابق انکے کہ وہ ایک اچھے مرد نہیں تھے۔۔ انہیں خوش نہیں رکھ پاتے تھے۔۔

مگر وہ آدمی چالاک تھا اسنے مرنے سے پہلے اپنی ساری جائداد اپنے بیٹی انجلی کے نام کر دی۔۔

اب وہ عورت اسے مارنے سے تو رہی، اسنے اپنے دوسرے شوہر کے مرنے کے بعد انکی آخری خواہش کہہ کر انجلی کا نکاح اپنے بیٹے سے کرا دیا۔۔ وہ اپنی سوتیلی ماں کے خوف تلے دبی ہوئی تھی، جب وہ فرسٹ ایئر میں تھی تب ہی اسکی رخصتی کر دی گئی تھی۔۔

یوں اسکی جائداد میں اسکا بیٹا بھی شریک ہو گیا۔۔ اور بیٹا جو اپنی ماں کی حرکات، مختلف مردوں سے اپنا دل بہلاتے دیکھتا تھا۔ اس مکار عورت کی مکاری سے نفرت کرتا تھا، اپنی بیوی کی آنکھوں کے سامنے اپنی ماں کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا۔۔

اسکی بیوی انجلی اسکی نفسیات دیکھ کر خوفزدہ ہو گئی تھی۔ اسکا گناہ یہ تھا کہ اسنے مسلم شوہر سے شادی تو کی تھی، مگر اسے کبھی دل سے شوہر نہیں مانا تھا۔۔ اور اسنے دوسری شادی کر دی تھی ایک غیر مسلم

لڑکے سے۔ حیدر اپنی بیوی سے بہت خوش تھا کیونکہ وہ اسکے اشاروں پر چلتی تھی۔۔

اس سے ڈرتی تھی۔۔ اور اپنا سارا بزنس اسکے حوالے کر دیا تھا۔

وہ اپنے پہلے شوہر سے اس قدر خوفزدہ ہو چکی تھی کہ اسنے نیویارک میں جو دوسری شادی کی تھی اسے وہیں ختم کر دینا چاہتی تھی۔۔

مگر برا ہو قسمت کا، وہ اپنے دوست سے ملنے کے بہانے نیویارک آئی ہوئی تھی جہاں اسکے رشتے دار بھی رہتے تھے جن سے اکثر اوقات ملنے آتی تھی، ایک کلب میں اپنی دوستوں کے ساتھ جا کر اسنے اپنے دوسرے شوہر کو ساری حقیقت سنائی۔۔۔ اس سے ریکویسٹ کر دی کہ اسے وہ چھوڑ دے خفیہ طریقے سے۔

مگر اسکا دوسرا شوہر بپھر گیا یہ جان کر کے کہ اسکی پہلی شادی بھی ہے۔ وہ وہاں حشر برپا کر دیتا تبھی اسکی نظر اسکی دوستوں میں بیٹھی اس خوبصورت لڑکی پر گئی۔۔ جو کسی بات پر قہقہہ لگا رہی تھی۔۔ کافی مسرور تھی۔۔ اور اس خوشی سے اسکا حسن دوگنا ہو گیا تھا۔۔

کہ نشہ کیے بیٹھے اس مرد کے دل میں بے چینی پیدا کر دی۔۔ اسے ویسے بھی اپنی اس بیوی میں کوئی دلچسپی نہیں تھی سواء دولت کے۔

اسنے اپنی بیوی سے کافی سوچ وچار کے بعد اسکی دوست کی ڈیمانڈ کر دی۔۔ پہلے تو انجلی بپھر گئی۔۔ مگر جب اسنے طلاق دینے سے انکار کر دیا بلکہ اسکے شوہر کو جا کر سب کچھ بتانے کا کہا تو وہ خوفزدہ ہو گئی۔۔

وہ کچھ اپنی دوست کی زندگی خوشی سے حد بھی تھی، اسنے سوچا تھا کہ وہ اگر اپنے پلان کے تحت عمل کر کے اپنی دوست کو اپنے شوہر کے ساتھ بھیجے تو وہ بچ جائے گی۔۔ کیونکہ اسکی دوست اپنے بھائی شوہر بچے سب کو چھوڑ کر وہاں آئی تھی۔

کلب میں شراب کے دوران ایسے بہت سے حادثے ہو جاتے ہیں۔ اسنے سوچا تھا جب تک اسے ہوش آئے گا سب کچھ ٹھیک کر دے گی۔ پلان بنا کر اسنے اپنی دوست مہکار شاہ کو ڈرنک کروائی۔۔

اسکی حالت جب ایسی ہوئی کہ نشے میں اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا تو اسنے اپنے شوہر کے حوالے کر دیا۔۔

اسنے کسی اور کیلئے برا سوچا، قدرت نے اسکے ساتھ برا کر دیا۔ وہ جیسا سوچ کر بیٹھی تھی کہ اسکی دوست بدنامی کے ڈر سے کچھ نہیں کہہ سکے گی، اور وہ اسکے سامنے اپنے شوہر سے طلاق لے لے گی۔ مگر سب الٹ ہو گیا۔۔ وہ جتنی خاموشی سے یہ سب کر رہی تھی اتنا ہی ہنگامہ کھڑا

ہو گیا۔۔ اسکی دوست کا بھائی آ گیا جسنے اسنے شوہر کو پولیس کے حوالے کر دیا ساتھ وہ بھی جیل میں آ گئی۔۔

کیونکہ اسکے شوہر نے بھانڈا پھوڑ دیا تھا اسکا۔۔ اسکے پولیس میں جانے سے بات باہر نکلی اسکی دوست تو واپس چلی گئی مگر اسکا پہلا شوہر وہاں آ گیا۔

اس پر اپنی بیوی کی دوسری شادی کا انکشاف ہوا، وہ کافی چالاک تھا۔۔ اسکی طلاق لیکر اسے وہاں سے لے گیا۔۔ گھر لا کر اس پر اسکے دوسرے روپ کا انکشاف ہوا۔۔۔

وہ کوئی درندہ بن کر اسکے سامنے آیا تھا۔ اور دن رات اسے اپنی درندگی کا شکار بنا کر رکھتا۔۔ اسے کئی کئی دن تک بوکھا رکھتا۔۔ پانی کے قطرے کیلئے ترسا دیتا۔۔

اسکی غیرت پر کاری وار تھا۔ اسکی ماں ایک عیاش عورت بن کر اسکے سامنے آئی تھی جسنے دو شوہر کے علاوہ بھی کتنے مردوں سے ناجائز رشتے بنائے۔۔

پھر اسکی بیوی، جسنے دو دو شادیاں کر دیں۔۔ اسنے جتنی آزادی دی تھی بیوی کو بیوی نے اتنا اسکے منہ پر تھپڑ مارا۔۔

اسکی پہلی اولاد جو ہوئی وہ اسنے جان بوجھ کر مار دی۔۔ دوسری اولاد اسکا بیٹا ہوا، جسکے بعد وہ محتاج ہو کر رہ گئی۔۔ کیونکہ اپنے شوہر کے تشدد سے اسنے اپنی ٹانگیں کھو دی تھیں۔۔

اپنے بیٹے کی پرورش کیلئے حیدر نے دوسری شادی کی۔ مگر وہ بالکل بدل گیا تھا۔ وہ اپنی دوسری بیوی پر اس قدر سختی کرتا کہ وہ جیسے سانس بھی اس سے پوچھ کر لیتی۔۔

مگر برا ہو قسمت کا، اس سے شادی سے پہلے اسکے کزن کے ساتھ اسکی منگنی ہوئی تھی جو کامیاب نا ہو پائی۔۔ یہ اسے تب معلوم ہوا تھا جب اسکی دوسری بیوی پریگنینٹ تھی، اور اسنے جان کر اسکے ساتھ اس حالت میں بھی ایسا سلوک کیا کہ اسکی ٹھوکروں سے اسکا بچہ پیٹ میں ہی مر گیا۔۔

اور آپریشن سکسسفل نا ہونے کی وجہ سے وہ اپنے بچے سمیت اس اذیت اور زندگی سے ہمیشہ کیلئے ناتا توڑ گئی۔۔ حیدر کا بیٹا جیکی یعنی جعفر جب

پانچ سال کا تھا تب اچانک انجلی کا دوسرا شوہر معافی کی نیت اسے اسکے پاس آگیا۔۔ جیل چھوٹ کر۔۔۔
مگر خوبصورت سی انجلی کا بھیانک حال دیکھ کر وہ غصے سے بپھر گیا۔۔ جو بھی تھا وہ اسکی محبت تھی۔۔ ہاں ان لمحات میں وہ شیطان کے جھانسے میں آگیا تھا مگر انجلی کا حال دیکھ کر وہ گھائل ہو گیا۔۔

وہ پولیس کے پاس جانے والا تھا۔ انجلی اسکے بیٹے جیکی کو لیکر وہاں سے نکل رہا تھا کہ رات کے اس پہر اچانک حیدر مسکراتا ہوا گھر میں داخل ہوا۔۔۔
اسکے تاثرات دیکھ کر انہیں اندازہ ہو گیا کہ وہ واقف تھا اسکی آمد گی سے۔۔ انجلی کو بیڈ پر ڈال کر وہ حیدر سے لڑنے لگا۔ مگر اسکا مقابلہ کرتے احساس ہوا مقابل خود میں جیسے حیوانی طاقتیں رکھتا تھا۔۔ اسنے گھما کر چیئر سے باندھ دیا۔۔

پانچ سالہ جیکی روتا ہوا، بیڈ کے نیچے چھپ گیا۔۔ اسکے باپ نے سزا کے طور پر اسکی ماں کو اسکے دوسرے شوہر جیسے چیئر سے باندھ رکھا تھا اسکے سامنے برہنہ کر دیا۔۔

اسکے الفاظ اسکے کانوں میں گونج رہے تھے وہ اس سے کہہ رہا تھا۔۔
"اگر میرے امتحان میں یہ پاس ہو گئی، اگر میں سزا کے بعد
یہ زندہ رہ گئی تو یہ دولت عورت دونوں تمہاری۔۔ لیکن! اگر یہ
مر گئی تو اسکے ساتھ تمہیں بھی موت ہی نصیب ہو گی۔۔" اسنے کہتے
اپنے کوٹ میں موجود گن کو نکالا۔۔ اور اسکی آنکھوں کے سامنے کیا۔۔۔
"یہ رہی گن۔۔ اگر تم دونوں جیت گئے تو سائلنسر لگا ہوا ہے خاموشی سے
مجھے مار کر چلے جانا۔۔" اسنے گن ٹیبل پر رکھی۔۔ اور اپنی بیلٹ نکالی۔۔۔
"تمہاری سزا کیا ہے؟" وہ غصے سے خود کو کھولنے کی کوشش کرتا چیخا۔۔
"سو کورے!" وہ قہقہہ لگا کر بولا اور ہاتھ میں بیلٹ کو لپیٹا۔۔
"مجھے معاف کر دو میں نے کچھ نہیں کیا۔۔ میں کہیں نہیں
جا رہی مجھے بخش دو۔۔۔" وہ بیڈ کے نیچے بیٹھا اپنی سسکیاں دبائے سب
سن رہا تھا اپنی ماں کی چیخیں باپ کی درندگی اور اس انجان آدمی کی
منت سماجت۔۔۔
مگر وہ نہیں رکا۔۔ وہ اسکی ماں کے آخری لمحے میں اپنے متعلق سب
کچھ بتا رہا تھا۔۔ وہ اسے بتا رہا تھا کہ اسے کس حد تک عورتوں سے
نفرت ہے۔ اسنے کس طرح اپنے باپ اور اسکے باپ کو مارا
پھر اپنی ماں کو مارا اور اب اسے بھی۔۔۔۔

چھوٹا سا جیسکی اپنا چہرہ زمین میں چھپائے اپنی ماں کیلئے سسک رہا تھا۔۔ جو اسے پکار رہی تھی مدد کیلئے مگر وہ اتنا خوفزدہ تھا وہیں حواس کھو بیٹھا۔۔ اسنے اپنی ماں کی آخری سسکی بھی نہیں سنی۔۔

جب اسے ہوش آیا تو بوکھلا کر باہر نکلا۔۔ مگر وہ روم وہ دنیا خالی رہ گئی۔۔ وہ ایک پنجرے میں قید تنہا رہ گیا۔ وہ خوفزدہ ہو کر رونے لگا۔۔ اپنی ماں کیلئے تڑپنے لگا۔۔

مگر اسے کچھ بھی نہیں ملا سواء انکی کلائی کے خون آلودہ بریسلیٹ کے۔۔ وہ لبوں سے لگا کر روتا ہوا واپس بیڈ کے نیچے بھاگ کر چھپ گیا۔۔

اسے اندازہ ہو گیا کہ اسکے باپ نے فتح پائی ہو گی۔۔ بھلا اسکی محتاج ماں سہہ پائی ہو گی سو کوروں کی اذیت۔۔ رات کو اسے کھینچ کر باہر نکالا اور اچھے سے سمجھایا گیا کہ پولیس کو کیا کہنا ہے۔۔

وہ نہا دھو کر باہر بیٹھا تھا جب پولیس تفتیش کیلئے وہاں آئی تھی۔ اور اسنے روتے ہوئے پولیس کو بتایا تھا کہ اسکی ماں اپنے دوسرے شوہر کے ساتھ چلی گئی۔۔ اسنے اپنی آنکھوں سے ان دونوں کو جاتے ہوئے دیکھا تھا۔۔

اسکا باپ شرمندہ غمگین کھڑا تھا،، پولیس کے سامنے اسکے اپنی لاکڑ کھول کر دیکھایا جہاں پیسے اور زیورات دونوں غائب تھے۔۔

بدنامی کی وجہ سے اسکا باپ سب کچھ بیچ کر، وہ گھر بیچ کر وہ ملک ہی چھوڑ گیا۔۔ اسے دبئ لے آیا۔۔ اور ایک یتیم خانے میں چھوڑ کر خود جانے کہاں چلا گیا۔۔

اسنے سات سال یتیم بن کر یتیم خانے میں گزارے۔۔

جہاں جانے کتنے بچے آئے، گئے۔۔ وہ خاموش تھا خاموشی سے دیکھتا رہا تھا۔۔ وہی خاموشی جو اسکی ماں کے جانے کے بعد اسے لگی تھی۔۔ اسے فیملی کی بڑی خواہش تھی، مگر دنیا کافی حسن پرست تھی۔ جو بھی آتا تھا کسی گورے خوبصورت لڑکے لڑکی کو لیکر جاتا۔۔

اور پھر ایکدن اسکے لیے بھی ایک فیملی آئی، جسے اسنے دیکھا بھی نہیں تھا ناہی انہوں نے اسے دیکھا۔ مگر اسے اڈوپٹ کر لیا گیا۔

وہ عورت کافی اچھی تھی نرم گو انتہائی کی خوبصورت نازک سی۔۔۔ اسنے اسے بتایا کہ وہ اپنے شوہر کی خواہش پر اسے اڈوپٹ کر آئی ہے۔ اسکے شوہر بزنس کے سلسلے میں شہر سے باہر گیا ہوا تھا۔۔

وہ حیران تھا۔۔ مگر خاموش کوئی سوال جواب نہیں کیا۔۔ کھانا کھا کر وہ اپنے روم میں اس عورت کے ساتھ آیا۔۔ اسکا روم بہت خوبصورت تھا۔۔ زندگی اچانک حسین نظر آنے لگی تھی۔۔ اسے اپنی

زندگی کی ایک نئی شروعات نظر آرہی تھی۔۔ہر طرف خوشیاں دکھائی دے رہی تھیں۔۔۔

کہ اچانک خواب میں آگ سی بھڑک اٹھی۔۔اسنے کانوں میں کسی کی نسوانی سسکی سنی اور وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھا تو وہی عورت جو اسے لائی تھی اسکے پاس کھڑی سسک رہی تھی۔۔۔

"ویلکم بیک مائی سن!"روم میں کسی نے اپنے بھاری قدم رکھے اور مسکراتے پر اسرار سے لہجے میں اسے ویلکم کرتا اسکی آنکھوں کے سامنے آیا۔۔۔

جیکی اس حیوان کو سامنے پاکر، جسکی وجہ سے وہ گزرے سات سالوں میں ایک رات بھی سکون سے نا سو سکا۔۔ چیخ چلا اٹھا۔۔

وہ جس قدر تیزی سے چیختا وحشزدہ ہو رہا تھا وہ اتنے زور سے قہقہہ لگا رہا تھا۔۔اسکی خوشی اسکی نئی شروعات وہیں دم توڑ گئی۔۔جب اسے معلوم ہوا کہ سامنے کھڑی روتی ہوئی عورت اسکی چوتھی ماں ہے۔۔

مگر یہ کوئی بھی نہیں جانتا تھا کیونکہ اسکا ماضی کچھ نہیں رہا۔۔وہ ایک نزنس مین کی حیثیت رکھتا ہے۔۔ناکہ قاتل کی۔۔

"وہ صرف مارنے کے موقعہ بناتا ہے۔اس وقت آپکے ساتھ مجھے اسلیے بھیجا ہے تاکہ وہ بعد میں آپکو بھی۔۔۔۔

"وہ بہت برا ہے۔۔ آپ بھاگ جائیں پلیز۔۔۔"
دن کی روشنی آسمان پر پھیل کر سیاہی کو اپنی لپیٹ میں لے چکی تھی۔۔ وہ انکی گود میں سر رکھے رو رہا تھا۔

اسکی وہ بیوی کہاں گئی؟" مہکار شاہ نے پوچھا جیکی رو پڑا۔۔"
مار دیا اسے بھی۔۔ شک میں مار دیا۔۔۔ وہ میری ماں جیسی تھی۔۔"
میں تو کچھ جانتا بھی نہیں وہ کون سی شک کرتا ہے پھر بھی وہ
میرے نام لیکر مار دیتا ہے۔۔" وہ سسک اٹھا۔۔۔

"کیا وہ مجھے جانتا تھا؟"
ہاں وہ جب مجھے آپکے گھر کے پاس لایا تھا نیویارک! تو اسکے پاس"
آپکی تصویر آپکے بیٹے بھائی فیملی کی تصاویر تھیں۔۔ اور مجھے فورس کیا
گیا کہ میں آپ کی ہمدردی پا کر آپکو شادی کیلئے مجبور کروں۔۔
اور جب میں نے انکار کیا تو میرے ساتھ یہ برا حال کرنے لگا۔۔
وہ مجھے اسلئے مارتا ہے کہ کہیں میں وقت سے پہلے آپ کو ساری
حقیقت بتا نا دوں۔ اور میں مجبور تھا۔۔۔" وہ بے تحاشہ رو رہا تھا۔۔
وقفے وقفے سے رو رہا تھا۔۔

مہکار شاہ سرد سن سی بیٹھی تھی۔۔۔

جس شخص نے اپنے ماں باپ بیوی بیٹے کو نہیں بخشا کیا میرے "
بھاگ جانے کے بعد میرے بھائی بھابی بیٹیوں کو چھوڑے گا؟"
مہکار شاہ چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر رونے لگیں۔۔
جیکی رونا بھول کر انہیں دیکھنے لگا۔۔

کیا آپ نہیں جائیں گی؟" اسنے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔"
نہیں ہرگز نہیں۔۔ میں اپنے بھائی کو نہیں کھو سکتی۔۔ چاہے اسکے "
لیے مجھے اپنی جان کیوں نا دینی پڑے یا کوئی بھی قربانی میں اپنا بھائی
نہیں کھو سکتی اسکے علاوہ ہے ہی کیا میرے پاس۔۔ تم دیکھ رہے ہو
"میرا اپنا خون کیسے نفرت کر رہا ہے مجھ سے۔۔

تو کیا میں ایک اور قتل ہوتے دیکھوں گا؟" اسے اسکے سوال کا جواب "
نا ملا۔۔ مگر وہ ٹوٹ گیا تھا۔۔
وہ انہیں نماز پڑھتے دیکھ کر تلخی سے مسکرایا۔۔

کیسے پڑھ لیتے ہیں یہ نمازیں لوگ۔۔ جنہیں خدا کے سامنے سر"
"جھکانا چاہیے تھا وہ اسکے بندوں کے سامنے جھک رہے ہیں۔۔

وہ جب جیکی کے ساتھ روم سے باہر آئیں تو معلوم ہوا ساحل باہر چلا گیا ہے۔۔ وہ اداس سی رہ گئیں۔۔
مگر روحا کے گفٹس اور تقویٰ کی دعوت کی وجہ سے وہ جیکی کو لیکر زریش خان سمن کے ساتھ زیدی ہاؤس آ گئی۔۔

جہاں اسکی آمد کا سن کر عائشہ خان بھی اپنے بچوں کے ساتھ آ گئی۔
پچھلی بار ٹھیک سے ملاقات نا ہو پائی تھی ساحل کی وجہ سے مگر اس بار وہ مہکار شاہ سے ملنے تقویٰ کے گھر آ گئیں۔۔۔
گھر کے سب بچے قرآن خوانی کیلئے مسجد گئے ہوئے تھے۔ عرشیہ سوئی ہوئی تھی۔۔
وہ کسی سے نہیں مل سکا۔۔ اسنے سوچا تھا وہ کسی سے دوستی کرے گا۔ اپنے دوست بنائے گا۔ اسکی مام نے کہا تھا وہاں بہت بچے ہیں۔ تو اسنے سوچ لیا تھا وہ دوستی سے اپنی زندگی خوشیوں والی بنائے گا۔۔

مگر ایک بار پھر وہ مایوس ہوا۔۔ وہ سب اندر تھے۔۔ جبکہ وہ خاموش باہر بیٹھا ہوا تھا۔ لان میں رکھی چیئرز پر بیٹھا تھا کہ تبھی آنکھوں سے چبھتی ہوئی روشنی ٹکرائی۔۔ اسنے ایکدم سے سامنے ہاتھ کر دیا۔۔ روشنی غائب ہو گئی۔۔ اسنے ہاتھ نیچے کیا تو پھر سے تیز اندھا کرتی سفید روشنی آنکھوں سے ٹکرائی۔۔ وہ پھر سے آنکھوں کے سامنے بازو کر گیا۔۔

اسنے کھکھلاہٹ سنی۔۔ وہ خود مسکرا دیا۔۔ کسی کی شرارت سمجھ کر۔۔ وہ بھی کھیلنے لگا۔ اسنے ہاتھ نیچے کیا۔۔

روشنی ٹکراتی پھر سے آنکھیں چھپا دیتا۔۔ وہ اپنی جیت پر کھکھلا جاتی۔۔

جیکی نے اسے دیکھنے کی نیت سے بازو آنکھوں سے ہٹایا۔۔ اور ایکدم سے اپنی جگہ سے دور ہو کر کھڑا ہوا۔۔ کچھ فاصلے پر آئینہ پکڑے کھڑی اس نیلی آنکھوں والی بچی کو دیکھ کر کتنی دیر تو وہ مبہوت سا رہ گیا۔۔

جیکی کے دل میں شدت سے خواہش ہوئی کہ اسے چھو کر دیکھے وہ حقیقت میں ہے یا محض اسکا وہم۔۔ وہ چلتا ہوا اسکے پاس آیا جہاں وہ سفید روئی جیسی گڑیا منہ پھولا اسے گھور رہی تھی۔۔۔

وہ اسکے مقابل بیٹھا۔۔ اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔۔ اسے چھونے کی خواہش میں ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ایکدم سے کسی نے سختی سے اسکے ہاتھ کو مٹھی میں جکڑا۔۔۔

میری ہے۔۔" وہ کوئی اٹھارہ انیس سالہ بھورے بالوں والا لڑکا تھا۔۔"
آنکھوں میں غیظ و غضب لیے اسے گھورتا اسکے ہاتھ کو دور جھٹک گیا۔۔
جیکی کو پہلی بار شدت کا غصہ آیا تھا۔۔ اسکے میری ہے کہنے پر۔۔۔
یہ کوئی چیز ہے جو تمہاری ہو گی۔۔؟" وہ غصے سے بولتا۔۔ توقیع کو"
چھونے لگا تھا کہ وہ ایکدم دلاور کی پشت پر چلی گئی۔۔
اسے چیز بولنے والے کو میں دوبارہ بولنے کے لائق نا چھوڑوں۔۔"
دلاور خان کی عزت ہے۔۔ آیا سمجھ بھیجے میں۔۔" وہ غیصلی نگاہوں سے
اسے دیکھتا بولا۔۔
اور اس نیلی آنکھوں والی پری کا بازو پکڑے اس سے دور کھینچ کر لے جانے
لگا۔۔۔
جیکی حیرت سے اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔۔ وہ اسکی پاز یسونیس
کے آگے خاموش رہ گیا تھا۔۔
اسکی کتنی شدت سے خواہش ہوئی تھی اس سے دوستی کی مگر۔۔۔

وہ واپس وہیں آگیا جہاں وہ اپنی مام کے ساتھ رہ رہے تھے۔
اسے سمجھ آگیا کہ ہر کسی کے نصیب میں رشتوں کے سکھ نہیں لکھے ہوتے ہیں۔۔
اسے دلاور نامی لڑکے پر رشک آنے لگا۔۔وہ ایکدم سے اللہ کے آگے رو پڑا۔۔
سسک کر رو پڑا۔۔
اسنے فریاد کی کہ وہ اتنا خالی کیوں ہے؟دوسرے بچوں کو اتنی خوشیاں اور اسکے نصیب میں ویرانی وحشتیں۔۔نفرتیں۔۔

کہاں جارہے ہو اس وقت جیکی؟"رات کو جب وہ بیڈ سے اتر کر" دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا مہکار شاہ نے گھبرا کر پوچھا۔۔
باہر۔۔۔کھلی سانس لینے۔۔۔فضا میں۔۔"وہ ٹھہر ٹھہر کر بولا۔۔"
مگر یہ ہمارا گھر نہیں ہے آکر واپس سو جائو صبح ہماری فلائیٹ" ہے۔۔"وہ غصے سے بولیں۔۔۔

ہمارے گھر میں کون سا ہم کھلی فضا میں سانس لیتے ہیں۔۔"
آج کی رات لینے دیں۔۔کیا پتا کل نا لے پائیں۔۔"وہ کہہ کر رکا نہیں۔۔

مہکار شاہ نے کھڑکی سے دیکھا تو وہ باہر لان میں بینچ پر اکیلا بیٹھا تھا۔۔ جیکی نے بھی چور نظروں سے انہیں دیکھا۔۔

جبکہ دوسری طرف ونڈوں میں کھڑا ساحل مسکراتا ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔۔
کچھ ہی دیر ہوئی تھی جب اسنے دیوار پھلانگتے ہوئے ہولیے کو دیکھا۔۔ اور سگریٹ کا آخری کش لیکر وہ مہکار شاہ کے نصیب پر افسوس کرتا واپس روم میں آگیا۔۔

"میں مجبور ہوں مام! اپنی آنکھوں کے سامنے ایک اور ماں کو مرتے نہیں دیکھ سکتا۔۔ میں آؤں گا۔۔ تب جب میں مضبوط ہو جاؤں گا۔۔" سیاہ رات کے دوسرے پہر وہ سنسان راستے پر تیزی سے بھاگتا ہوا پھولی سانسوں سے کہہ رہا تھا۔۔

یہ کوئی انجان گلی تھی جہاں وہ خود کو گم ہوتا محسوس کر رہا تھا۔۔ وہ بھٹک گیا تھا۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ اب کہاں جائے۔۔۔
وہ گھر وہ راستے وہ وحشتیں تو چھوڑ آیا۔۔۔

مگر اسے اب معلوم نہیں تھا کہ کہاں جانا ہے۔۔۔

دفعتاً اسکے کانوں میں آہٹ محسوس ہوئی۔۔
کوئی ہے۔۔"اسنے خوف زدہ ہو کر پکارا۔۔۔"

ہم یہاں ہیں شہزادے۔۔"اسکے دائیں بائیں اچانک دو آدمی نمودار"
ہوئے۔۔وہ ابھی کسی سے بھی واقف نہیں تھا۔۔کسی اور روپ سے
نہیں۔۔۔سواء ایک حیوان کے۔۔۔

مم۔۔مجھے یہاں سے دور جانا ہے انکل۔۔"وہ روتے ہوئے بولا۔۔"
پلیز مجھے یہاں سے دور لے جائیں۔۔ورنہ مجھے ڈیڈ مار دیں گے۔۔"اسبے"
کانپتے ہوئے ہاتھ سامنے کیے۔۔

ارے ارے۔۔!روتے نہیں۔۔۔آؤ ہم تمہیں لے چلیں یہاں سے"
دور۔۔۔"ان دونوں نے ایکدم آگے بڑھتے اسے سہارا دیا۔۔اور اپنے ساتھ لے
جانے لگے۔۔۔

یی۔۔ یہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔۔" وہ ہراساں ہو کر ویران سنسان
جگہیں دیکھتا خوفزدہ بولا۔۔۔

وہاں کچھ قریب ہمارا گھر ہے۔۔ تم آج سے وہاں رہو گے۔۔ سب سے دور"
اور محفوظ۔۔" وہ دونوں معنی خیزی سے مسکراتے سامنے جنگل کی طرف
اشارہ دینے لگے۔۔

آپ دونوں اللہ کے اچھے دوست ہونا۔۔" وہ نم آنکھوں سے انہیں دیکھ کر"
بولا۔۔
وہ دونوں ایکدم سے قہقہہ لگا اٹھے۔۔
تمہیں کیسے پتا؟" انہوں نے مسکرا وہ ہنسی ہنس کر پوچھا۔۔۔"

مام نے کہا تھا۔۔ جو میری مدد کرے گا وہ اللہ کا دوست ہو گا۔۔ آج مجھے"
مام کی یاد آ رہی ہے انکل۔۔" وہ ایکدم سے روتا ان سے لپٹ گیا۔۔
ایک آدمی ڈگمگایا۔۔ مگر دوسرے نے جھٹکے سے اسے بازوؤں میں
اٹھا لیا۔۔۔

شش!رو نہیں ہم تمہارا بہت خیال رکھیں گے۔۔"اسنے کہنے کے "
ساتھ اسکے منہ کو اپنے رومال سے باندھ دیا۔۔
وہ بچہ حیرت زدہ سا پھڑ پھڑایا۔۔۔
مگر کچھ دیر بعد اسکی حیرت ختم ہو گئی۔۔۔جب دو شیطانوں نے
اپنے چہرے سے نقاب اتارا۔۔۔

اسے سمجھ آیا کتنا نادان تھا وہ۔۔۔اس وحشی دنیا میں اللہ کے
دوستوں کو ڈھونڈنے نکلا تھا۔۔۔
اسکی روح پھڑ پھڑانے لگی۔۔وہ چیخنے کیلئے مچل رہا تھا۔۔درندوں کے
ایک نئے روپ سے روشناہو رہا تھا۔۔

اسکے حلق سے ڈیڈ کیلئے چیخ نکلی۔۔
مگر وہ سہم گیا۔۔۔اگر اسکا باپ اس تک پہنچ گیا۔۔
اسنے اطراف میں نظریں پھیڑیں کہ کس کو پکارے۔۔۔
مگر واحد خدا کے اسے اپنا کوئی نظر نہیں آیا۔۔۔۔

وہ خدا کو کیسے پکارے۔۔۔خدا تو دیکھ رہا تھا۔۔

اسکی آہیں اسکی سسکیاں۔۔۔

oooooooo

اگر اولاد ایسی ہوتی ہے تو میں دعا کرتی ہوں ڈیڈ کہ مجھے کبھی اولاد نا ہو" بیڈ سائیڈ رکھی چیئر پر وہ بیٹھی انکی ہتھیلی پر پیشانی ٹکا کر روتی ہوئی بولی۔۔ وہ اس وقت اپنے باپ کے روم میں اکیلی تھی۔ سامنے بیڈ پر اسکی کل کائنات اسکا جان سے عزیز باپ گہری نیند میں پڑا تھا۔

ڈیڈ اٹھیں نا! آپ اتنے کمزور تو نہیں تھے ڈیڈ۔۔ سب سے مضبوط تھے" آپ۔۔ اٹھیں نا ڈیڈ۔۔ کیا میں رو رو کر مر جاؤں گی پھر آپ لوگوں کو میرا احساس ہو گا کہ کوئی ہے۔۔ جو تڑپ رہی ہے آپ سب کے بغیر۔۔۔

کتنا دل کرتا ہے میرا۔۔۔ بچپن کی طرح آپ سب کے سینے سے لگ کر سونے لگا۔ آپ کے ساتھ ساتھ چلنے پورے گھر پر حکم چلانے کا۔۔ مام کو تنگ کرنے کا۔۔

دری پر روب ڈالنے اور دل۔۔۔۔۔"وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔۔
اور دل۔۔۔ڈیڈ اسے لے آئیں نا۔۔ آپ جائیں اسے منع کر لائیں۔۔کیا"
پتا وہ آپ سے روٹھا ہوا ہو۔۔کیا پتا وہ آپ اور مام کے انتظار میں
ہو ڈیڈ۔۔۔"وہ اپنے باپ کو جھنجھورتی انکے سینے پر سر رکھے پڑی تھی۔۔

میم سنبھالیں خود کو۔۔پیشنٹ کی حالت خراب ہو رہی ہے۔۔""
نرس نے مشین میں دانیال خان کی بگڑتی حال دیکھ کر عرشیہ کو
سنبھالنا چاہا مگر وہ نہایت غصے سے اسکے ہاتھ جھٹک گئی۔۔

بکواس بند کرو۔۔!!!پتھر ہو تم لوگ۔۔ تم لوگوں کو کیا معلوم کتنی"
تکلیف ہوتی ہے مجھے۔۔کیا تمہارا باپ اس طرح پڑا ہے؟کیا
تمہارے بھائی تم سے جدا ہیں؟کیا تمہاری ماں کی ویران آنکھیں ہیں۔۔
کیا تمہارا گھر سنسان تنہا ہے۔۔۔"وہ ہذیاتی ہو کر چلائی۔۔

ڈیڈ۔۔!!"سسک کر کسی چھوٹی سی بچی کی طرح باپ کی گردن میں منہ"
چھپا گئی۔۔

پتا ہے کتنی محبت کرتی ہوں میں اپنے ڈیڈ سے۔۔ میرے ڈیڈ مجھ سے "
"کرتے ہیں۔۔ کچھ نہیں پسند مجھے انکے علاوہ دنیا میں۔۔

میرے ڈیڈ مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں۔۔ مجھے جب رخصت کرنے "
لگے تھے تو رو پڑے تھے۔۔" وہ ہاتھوں میں چہرہ تھام کر روتی انکی پیشانی چومنے
لگی۔۔
ایک بار اٹھ جائیں ڈیڈ آپ کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گی۔۔ آپکو بتا"
نہیں سکتی ڈیڈ کتنی تکلیف ہوتی ہے آپکو یوں دیکھ کر۔۔ اسنے سارے
لوگ ہیں مگر خود کو بے سایہ محسوس کرتی ہوں۔۔
آپ کے سواء کوئی اپنا نہیں ڈیڈ۔۔ میں تو آپکی لاڈلی بیٹی ہوں نا۔۔ میری تو
سن لیں ڈیڈ اٹھ جائیں۔۔ بکھر گئی ہوں زخموں سے چور چور ہو چکی ہوں۔۔۔"
وہ انہیں بتا نہیں سکتی تھی کتنا ہنسیں دکھاوے کے خاطر۔۔
کتنا ضبط کرے کتنا سنبھالے خود کو۔۔

وہ وہاں کافی دیر بیٹھی رہی مگر ڈاکٹر صائم زیدی کے ٹیسٹس کیلئے آنے پر
سنبھال کر خود کو چہرہ صاف کر کے انہیں دیکھ کر مسکرائی۔۔ اور نڈھال

سے قدم لیے الوداعی نگاہ باپ کے چہرے پر ڈال کر ہاسپٹل سے نکل آئی۔۔

پارکنگ ایریا میں موجود اپنی گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔ تبھی اسکا موبائل رنگ ہوا۔۔ اسنے چونک کر سر اسٹیئرنگ سے اٹھا کر دیکھا تو تقویٰ زیدی کی کال تھی۔۔
شاید پریشان ہو رہی تھیں۔۔ وہ جلدی سے چہرہ صاف کر کے گاڑی اسٹارٹ کر کے انہیں کچھ ہی دیر میں پہنچنے کا کہتی موبائل ڈیش بورڈ پر پھینک گئی۔۔
یہ موبائل اسے رات صمصام زیدی نے دیا تھا۔۔ جس پر سرسری سی نگاہ ڈال کر وہ رش ڈرائیونگ کرنے لگی۔۔ اسکے دماغ میں وہ چٹ پر لکھے الفاظ بھی گونج رہے تھے۔
اور اس لفافے کا بھی تجسس تھا۔۔ جو کہ صمصام زیدی کے پاس تھا۔۔۔

oooooooooo

السلام علیکم!" گھر میں داخل ہوتی اسنے ڈائننگ ہال میں جھانکا"
جہاں بازل تقویٰ زیدی کے ساتھ ملکر ٹیبل پر ناشتہ لگا رہی تھی۔۔
وعلیکم السلام کہاں گئی تھی صبح صبح عرشیہ؟ پریشان ہو گئی تھی میں"
تو۔۔" تقویٰ زیدی اسے دیکھ کر فوراً سے اسکی جانب لپکیں۔۔

ڈیڈ کے پاس گئی تھی۔۔۔" وہ تھک کر انکے شانے پر سر رکھے بولی۔۔"
صبح فجر ادا کر کے وہ ہاسپٹل کیلئے نکل گئی تھی اور وہیں بیٹھی رہی تھی کتنی
دیر۔۔ اپنے باپ کو جگانے کی کوشش میں۔۔

کیا ہوا میری بچی تم ٹھیک ہو؟" تقویٰ نے اسکے بالوں پر ہاتھ پھیرتے"
سر پر بوسہ دیا۔۔" تمہارے بابا نے کال کی کہ تم رو رہی تھی۔۔" انکے متفکر
ہونے پر وہ ہولے سے مسکرائی۔۔

کچھ اماں! میں ٹھیک ہوں۔۔ دراصل دری دبئ گیا ہوا ہے کسی کام سے تو"
میں سوچ رہی تھی مام اکیلی ہیں تو انکے پاس چلی جاؤں۔۔" وہ ان سے
الگ ہو کر بولی۔۔

ہاں ضرور جاؤ۔۔ میں نے کبھی انکار کیا ہے۔ جب دل کرے جاؤ"
میرا بچہ۔۔ بس پریشان مت ہو۔۔ نا ہی مایوس۔۔ وہ دکھ دیتا ہے
مگر وقتی دیتا ہے۔۔ ہر دکھ کے بعد خوشی ہوتی ہے ویسے ہی جیسے ہر رات
کے بعد صبح۔۔" انکے پیار سے سمجھانے پر وہ سر اثبات میں ہلا
گئی۔

بازل بہن کو ناشتہ دے دو۔۔" وہ اسے لیکر ٹیبل کی طرف بڑھی بازل نے"
اثبات میں سر ہلا کر اسکے لیے ناشتہ نکالا۔۔

صارم جا رہا ہے جاب پہ؟" تقویٰ نے کچن کی طرف جاتے"
بازل سے پوچھا۔
نہیں ماما وہ ابھی تو سویا ہے لیٹ اٹھے گا۔" وہ چیئر پر بیٹھ کر بولی۔ ناشتہ"
کرتی عرشیہ نے مشکل سے مسکراہٹ ضبط کی۔۔
کیوں ابھی سویا ہے؟ رات کو دونوں وظیفے کر رہے تھے کیا؟" اسنے اپنا موڈ"
بحال کرتے چھیڑنے کے غرض سے اس سے کہا۔۔

گلابی گلابی نکھری سی بازل اسکے بات پکڑنے پر ایکدم جھینپ کر اپنی جگہ چور سی ہوتی رت جگے سے سرخ دوڑے والی آنکھیں چھپا گئی۔۔ عرشیہ کا بے ساختہ قہقہہ گونجا۔۔

منا لیا ہمارے مولوی نے تمہیں۔۔"وہ آہستگی سے بولی۔"
بازل نے سرخ گالوں سے اسکے چہرے کو دیکھا عرشیہ کھکھلا کر اٹھی۔۔
کیا ہوا کہاں جا رہی ہو؟"کچن سے آتی ہوئی تقویٰ زیدی نے اسے جاتے" ہوئے دیکھ کر پریشانی سے پوچھا۔
مجھے کام ہے صام سے۔۔باقی کا ناشتہ میں مام کے ساتھ کر لوں گی۔۔"وہ" بازل کو شرارت سے آنکھ دبا کر ان سے کہتی ہاتھ میں پکڑی بریڈ کے چھوٹے بائیٹ لیتی جا رہی تھی۔۔

ویسے تو اسکا اصول تھا جو اسکے روم میں داخل ہو، پہلے دستک ضرور دے۔ مگر اسے کون سے اسکے اصول عزیز تھے۔۔اسکی بلا سے وہ اپنے اصول کے ساتھ جائے بھاڑ میں۔۔

میری امانت کہاں ہے؟"ڈور دھکیل کر وہ روم میں داخل ہوئی"
مگر اسکا روم خالی تھا البتہ باتھ روم سے پانی کے گرنے کی آوازیں آرہی تھیں۔۔

اسنے وہ لفافہ ڈھونڈنا چاہا، مگر اسے روم میں کہیں نہیں ملا۔۔اسکا ذہن جانے کتنی سوچوں میں بٹا ہوا تھا۔۔چٹ پر موجود نمبر۔۔
تبھی باتھ روب میں سر تولیے سے پونچھتا ہوا صمام باتھ روم۔سے باہر نکلا۔۔عرشیہ نے اسے چونک کر دیکھا مگر وہ سرسری سا دیکھ کر تولیہ اسکے سر پر پھینک گیا۔۔

یہ کیا بے ہودگی ہے۔۔"اسنے جھپٹ کر نم تولیہ چہرے سے دور" پھینکا۔۔

"Where is my envelope?"

اسکی ٹیبل پر رکھی چیزیں پٹختے ہوئے وہ غصے سے بولی۔
وارڈروب کا گلاس ڈور اوپن کرتے اسنے شیشے میں اسکے عکس کو بغور دیکھا۔

کیا ہوا ہے؟" وہ اپنا ڈریس لیکر بیڈ پر پھینکتا اسکے سامنے آیا۔ وہ"
جھجھک کر پیچھے ہوئی۔۔
"رات تمہارے پاس میری امانت تھی وہ کہاں ہے؟؟"
رات تو تم میرے پاس نہیں آئی تھی، پھر کیسی امانت؟" ذو معنی کہتے"
اسنے قدم اسکی طرف بڑھایا۔ سرخ سی عرشیہ گھورتی ہوئی
مزید پیچھے ہوئی۔۔

صام میرا دماغ اس وقت سخت خراب ہے اسلیے شرافت"
سے میری امانت دو۔۔" وہ تنک کر بولی۔۔
تمہارا دماغ ٹھیک کب ہوتا ہے؟" وہ سیریس ہو کر بولا"
شٹ اپ!" وہ چیخ گئی۔ "میں اس وقت تمہارے منہ نہیں"
"لگنا چاہتی

تو کس وقت لگنا چاہتی ہو؟" وہ جان بوجھ کر اس زچ کرنے لگا۔"
قیامت کے وقت۔۔" وہ چلائی۔ اسکی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔۔ "تم"
سے بات کرنا مطلب گدھے سے اپنا سر ٹکرانا، بلکہ تمہیں گدھا کہنا
بھی گدھے کی انسلٹ کرنا ہے۔۔" وہ اپنا لب چباتی سوچتی رہ گئی۔۔

سائیکو۔۔"اسنے آنکھیں رگڑیں۔۔"

صمصام خاموشی سے اسکا متغیر چہرہ بھیگی پلکیں دیکھنے لگا۔
تمہارے سر پر کچھ لگا ہوا ہے۔۔"وہ کچھ توقف کے بعد گویا ہوا۔"
کیا؟؟"عرشیہ نے سر پر ہاتھ پھیرا۔۔"
دوسری طرف بھی۔۔"وہ پھر سے بولا۔۔اسنے گھورتے دوسرا ہاتھ"
بھی سر پر پھیرا ہی تھا کہ ایکدم اسنے کلائیاں جکڑ کر پیچھے کی جانب
اچانک ہی گرایا۔دھڑام کے ساتھ وہ اسکے سفید بیڈ پر اسکے
ساتھ گری۔۔
آہہہ۔۔"وہ اس اچانک افتاد پر خوفزدہ ہوتی چیخ اٹھی۔۔ایک لمحے"
کیلئے اسکی سانس آنا بند ہو گئی۔

کیوں رو رہی ہو؟"اسکے ہاتھ سر کے اوپر جکڑ کر بیڈ سے لگائے۔۔اسکے پہنے"
ہوئے ونٹر کوٹ کی زپ کو جھٹکے کھول کر اسکے تمتماتے چہرے کو
دیکھا۔۔

تم سے مطلب؟"وہ روہانسی ہوئی۔۔"

کسی اور سے میں ہونے نہیں دوں گا۔" وہ جتا کر بولا۔۔"
پتا ہے مجھے۔۔" وہ خفا سی بھیگی آواز میں کہتی رو پڑی۔۔"
عرہ!" صام نے تڑپ کر اسکی کلائیاں چھوڑیں۔۔ وہ پھوٹ پھوٹ"
کر روتی اسکے گلے میں بازو حائل کر کے گردن میں منہ چھپا گئی۔۔
ڈیڈ کیوں نہیں اٹھ رہے صام۔۔ اگر ایسا ہی رہا تو میں چلی جاؤں گی"
سب کو چھوڑ کر کہیں دور۔۔ میں تھک گئی ہوں اب۔۔ نہیں دیکھ سکتی
مزید یہ سب۔۔" وہ اسکے کندھے پر ہاتھ مار کر روتی ہوئی بولی۔۔
صام نے جھٹکے سے اسکے بالوں کو مٹھی میں پکڑا اور چہرہ سامنے کیا
ایسے ہی چلی جاؤ گی۔" وہ سرد لہجے میں پوچھ رہا تھا عرشیہ نے غصے"
سے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔ اور ایکدم جھپٹ کر اسکے گال پر اپنے
دانت گاڑھ دیئے۔۔

انٹرسٹنگ!" وہ مسکرا دیا دلکشی سے۔۔ کھینچ کر اسنے بلینکٹ دونوں پر ڈالا۔۔"
صام باہر۔۔۔۔" وہ بوکھلائی۔۔ جب اسنے اسکی نیلی آنکھوں میں"
چمک کو دیکھا۔۔
باہر نہیں اندر۔۔۔" اسکے ہونٹوں پر انگلیاں پھیر کر اسکی گردن پر"
رکھیں۔۔ اور آہستہ سے سرکتی اسکے کندھے پر آئیں۔۔

اسنے بوکھلا کر اسکی انگلیوں کو پکڑنا چاہا مگر ایکدم سے وہ اسکی گردن میں جھک گیا۔۔
عرشیہ نے سانس روک اسکے کندھوں کو تھاما، مگر اسنے اسکی انگلیوں سے انگلیاں الجھا کر بیڈ سے لگا دیں۔۔

صام مجھے لفافہ دو۔۔" وہ اسکی شدتیں گردن پر برداشت کرتی اسے پیچھے " کرنے کی کوشش میں تنک کر بولی

کون ہے وہ؟" اسنے کھینچ کر اسکا کوٹ اتارا۔۔ اور بازو اسکی کمر میں " لپیٹ کر اسے جھٹکے سے سینے سے لگایا۔

دوست ہے میری۔۔ آئوٹ آف کنٹری گئی تھی۔۔ وہاں سے آئی تھی " تو گفٹ لائی ہے۔ پہلے گھر بھیجا وہاں سے مام نے یہاں بھیجا ہے۔۔" وہ زچ ہو کر بولی۔۔

اسکی ہارٹ بیٹ بڑھتی جا رہی تھی۔۔

سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔ مجھ پر اعتبار کرو۔۔" وہ اسکی آنکھوں کو باری باری چومتا اسکی ٹھوڑی پر لب رکھ کر کمر میں بازو حائل کرتے اسے پاس کھینچ لیا۔۔

کب ؟" عرشیہ نے اسکی پیشانی سے اپنی پیشانی ملا دی۔ اور آنکھیں موند لیں۔۔

بہت جلد۔۔ تمہاری فیملی مکمل ہو گی۔۔ اور تمہیں پورے حق سے" لینے آؤں گا۔۔" صمصام نے محبت سے کہتے اسکی ناک سے اپنی ناک سہلائی اور اسکے ہونٹوں کو نرمی سے چھوا۔۔

عرشیہ نے اسکے بازو پر سر رکھتے اسکی شیو پر لب رکھتی اسکی گردن بازو حائل کر گئی۔۔

ڈیڈ کو ٹھیک کر دو صام۔۔" اسنے سسکی لی۔۔"

کیوں کیا تم نے ایسا۔۔ کیوں دی انہیں اتنی تکلیف۔۔۔" وہ رونے لگی۔۔ اور" غصے سے اسکے سینے پر مکے برسانے لگی۔۔

"صام نے غصے سے اسے دیکھا۔۔" کیا کیا میں نے ؟

تمہاری وجہ سے وہ اس جگہ پر ہیں مجھے میرے ڈیڈ چاہیے۔۔مجھے" لا کر دو۔۔ورنہ سچ میں بھاگ جاؤں گی تم سے دور۔۔۔"وہ اسے جھنجھوڑتی دھمکی آمیز لہجے میں گویا ہوئی۔۔

تمہارے باپ کیا ٹافی ہیں جو اٹھا کر لے آؤں؟؟یا تمہیں چاہیے۔۔" جب ٹھیک ہوں گے خود آجائیں گے۔۔اور یہ دماغ سے خیال نکال دوں کہ بھاگ جاؤ گی۔۔

اگر ایسی سوچیں رکھی تو ایک پنجرہ بنا کر اسے میں ڈال دوں گا۔بعد میں ڈھونڈتے رہیں گے تمہیں یہاں سب۔۔"اسنے ٹھوڑی دبوچ کر غصے سے کہا۔۔

عرشیہ نے ہونٹ بھینچ کر اسے خونخوار نظروں سے دیکھا۔۔

تم!!"وہ ابھی اس پر جھپٹتی کہ اس سے پہلے انگوٹھے کی مدد سے اسکے نچلے" ہونٹ کو مسل کر صمصام نے ایکدم ان پر اپنے ہونٹوں کی گرفت جما دی۔۔

وہ ایکدم ساکن ہو گئی۔۔صام نے مسکراتے اسکے لمس کی نرمی محسوس کرتے ہوئے اسے بیڈ پر ڈالا اور اسکے نازک وجود پر اپنا بوجھ منتقل کر دیا۔۔

عرشیہ نے اسکی گردن پر اپنے ناخون چبھوئے۔۔ مگر وہ مزید پاس ہو گیا اسکے۔۔ مجبوراً وہ خاموش ہو گئی۔۔

اسکے سامنے چلتی کس کی تھی۔۔ وہ یونہی تھامے اسے جھٹکے سے بیڈ پر اٹھ بیٹھا۔۔ وہ حیا سے سمٹ گئی اسکے وجود میں۔۔

جبکہ صام مسکراتا اسکی رفتہ رفتہ بڑھتی سانسوں کو خود میں اتار رہا تھا۔ اور اسکے سینے میں اپنی دہکتی سانسیں اتارنے لگا تھا۔۔

وہ اسکی کمر کو سہلانے لگا۔۔ عرشیہ نے جھٹکے سے اسے پیچھے دھکیلا اور خود بھاگنے لگی مگر صام نے بروقت اسے واپس کھینچ لیا اور اسکی پشت سے سینے سے لگا کر اسکی گردن میں جھک گیا۔۔

اسنے آہستگی سے شولڈر سے اسکی شرٹ سرکائی۔۔ اور اپنے دانت اسکی گردن پر رکھے۔۔ اور اسے مزید پاس کیا کہ اسکا چہرہ لہو نما ہو گیا۔۔

گال تپ اٹھے کہ شرم سے پلٹ کر ایکدم اسکے سینے میں چہرہ چھپایا۔۔ صام نے متبسم نگاہوں سے اسے دیکھتے اسکا چہرہ اوپر اٹھایا جو اسکی قربت سے دہک کر گلابی ہو رہا تھا۔۔

چھوڑ کر جاؤ گی مجھے ؟" اسنے انگلی پر ٹھوڑی اوپر اٹھا کر اسکی آنکھوں میں "
اپنی نیلی آنکھیں گاڑھ کر استحقاق سے سوال کیا۔۔
عرشیہ نے حیا سے بھاری پلکوں کے ساتھ سر نفی میں ہلایا۔۔وہ
قہقہہ لگا اٹھا۔۔
تم جنگلی انسان۔۔" وہ اسکے ہنسنے پر غصہ ہوتی اس پر جھپٹنے لگی مگر صام "
نے ایکدم سے ہونٹوں کو جکڑ لیا۔۔وہ شرارت سوجھ کر غصے سے اسے
کاٹ گئی۔۔

مگر بدلے میں صام کی جارت پر وہ چیخ اٹھی۔۔وہ مسکراتا ہوا اسکی
بھیگی پلکیں چھو کر اس سے دور ہوا۔۔

اگر بھاگنے کی کوشش کی یا مجھ سے دوری کا سوچا بھی تو مسز صمصام زیدی "
"پھر تباہی کی ذمہ دار ہو گی۔۔
محبت تو برباد کرتی ہے۔۔مگر میرا جنون جلا کر خاکسار کر دے "
گا۔۔اسلیے اگر کوئی قدم اٹھانا تو سوچ سمجھ کر اٹھانا۔۔۔میں بار بار
معاف کرنے والوں میں سے نہیں۔۔ناہی میری ڈکشنری میں ابھی
تک کوئی ایسا لفظ پایا جاتا ہے۔۔

"!!سوڈارلنگ !بی کیئر فل

وہ سپاٹ لہجے میں سنجیدگی سے کہتا اپنے رومال سے اسکے ہونٹوں کو صاف کرتے نرمی سے چھو کر بیڈ سے اٹھ گیا اور سائیڈ ٹیبل کے دراز سے کچھ نکال کر اسکی گود میں پھینکا اور اپنا ڈریس لیکر ڈریسنگ روم میں بند ہو گیا۔۔۔

ساکت بیٹھی عرشیہ کی جب گود میں نظریں گئی، ان پرزوں کو دیکھ کر دل دکھ سے بھر آیا۔۔

آہ! یہ کتنی پیاری واچ تھی۔۔"وہ حسرت سے گفٹ کی گئی واچ کو دیکھ رہی تھی جسکے ڈائمنڈ بھی نکال کر چیک کیے گئے تھے۔۔

اتنی فینسی قیمتی واچ کا یہ حال کیا تھا کہ اب تو کوئی پچاس میں بھی نا لیتا۔۔

مگر وہ اسے کوستی اپنا کوٹ اور واچ کے پرزے اٹھا کر جلدی سے وہاں سے بھاگی۔۔ مبادا کہیں پھر سے ناجن آجائے۔۔

مگر دروازہ۔۔۔۔۔

آآآآہہ۔۔۔ یہ روم نہیں جنات آستانہ ہے۔۔ انسان اپنی"
مرضی سے آجا نہیں سکتا۔۔"وہ لاتیں دروازے پر مار کر چیخی۔۔
وہ مسکراتا ہوا ڈریسنگ روم سے باہر نکلا۔۔

جنات کا نہیں صمصام زیدی کا روم ہے۔ جہاں آتو تم اپنی مرضی سے"
سکتی ہو۔۔ مگر اسکے بعد میری حکومت چلتی ہے۔۔۔"وہ ٹائی
باندھتا آئینے میں نظر آتے اسکے سراپے کو نظروں کے حصار
میں لیے کہہ رہا تھا۔

تو تم بھی سن لو۔ میں بھی عرشیہ خان ہوں! مجھ پر میرا بھیجا اثر"
نہیں کرتا تمہاری حکومت خاک کرے گی۔۔ میں اپنی
حکومت آپ ہوں انڈر سٹینڈ۔۔۔۔"اسنے چٹکی بجا کر انگلی سامنے
کی۔۔
صام نے اسکی انگلی کو دیکھتے پھر اسکے چہرے کو دیکھا۔
یہ نخرہ مجھے پسند ہے تمہارا تبھی یہ انگلی سامنے ہے میرے۔۔""
وہ چلتا ہوا اسکے سامنے آکر بولا۔۔

ورنہ کیا کرتے؟؟" وہ سر تا پاؤں جھلس گئی۔۔"

تمہیں اچھی طرح معلوم ہے میرے سامنے انگلی اٹھانے والے کی" میں انگلیاں سلامت نہیں رہنے دیتا۔۔" اسنے اسکا ہاتھ پکڑ کر جھٹکے سے اسکی پشت سے لگایا۔۔

عرشیہ نے سٹپٹا کر دیکھا۔۔ "پاگل ہو۔۔" وہ گھور کر دیکھتی اپنے ہاتھ سے گری چیزیں سمیٹنے کیلئے جھکنے لگی تھی مگر صام نے اسے جھٹکے سے اٹھا کر ڈریسنگ ٹیبل پر لا کر بیٹھایا۔۔

یییہہ۔ یہ کیا ہے؟" وہ بوکھلا کر اترنے لگی مگر اسنے اطراف" میں ہاتھ رکھ دیئے۔۔

صام امی باہر ناشتہ پر انتظار کر رہی ہیں۔۔ وہ کیا سوچیں گی۔ تم ہر وقت" ایسے کیوں کرتے ہو ہٹو پیچھے۔۔" وہ غصے سے چلائی۔

کیونکہ میں ایسا ہی ہوں۔۔ میرے پاس آنے سے پہلے سوچ لیا کرو۔۔" اور اب خاموش رہو مجھے میرا ناشتہ کرنے دو۔۔" وہ سرد سپاٹ آواز میں کہتا اسکی بولتی بند کر گیا۔۔

عرشیہ نے اسکے چوڑے سینے کو دیکھا۔۔اور اپنا حلق تر کرنے لگی۔۔
صرف ایک۔۔کک۔۔کس۔۔!!!"وہ گڑبڑا کر اسکی نیت"
خراب دیکھ کر منمنائی۔۔
ایک سے کیا ہوتا ہے۔۔؟"اسکی نیلی آنکھیں مسکرانے لگیں۔۔"
اسکے گلے سے اسکارف کھینچ کر سائیڈ رکھتے اسنے اسکی کمر پر دونوں
ہاتھ رکھے اور قریب سرکالیا۔۔۔

تمہیں شرم ورم ہے کہ نہیں۔۔کتنے بدتمیز بے باک ہو۔۔ہماری رخصتی"
بھی نہیں ہوئی اور تم کس طرح بیوی بنا کر بیٹھے ہو۔۔"اسنے اسکے
کندھے پر ہاتھ مار کر غصے سے کہا۔۔۔

یہ فضول کی رسموں کو میں نہیں مانتا۔۔نکاح ہو گیا۔۔وہی کافی"
ہے۔۔میں ایک پیاسا ریگستان ہوں۔۔۔اور تم سمندر۔۔۔ان دونوں
کا جلد ملن ہو جائے تو بہتر ہوتا ہے۔۔"اسنے اسکی کمر پر اپنی انگلیوں کو
سہلاتے اسکے کھلے بالوں میں انگلیاں پھنسائیں۔۔۔اور انکی جڑوں کو
سہلاتے وہ اسکے سر کو اونچا کر کے گلابی ہونٹوں کو نرمی سے چھونے لگا۔۔

وہ جواباً خاموش رہی۔۔۔ اسکا دل تیزی سے دھک دھک کر رہا تھا۔۔ جبکہ اسکی پیاس ختم ہونے کے بجائے بڑھتی جا رہی تھی۔۔ وہ رفتہ رفتہ اسکی بڑھتی شدتوں سے بوکھلا کر پیچھے ہوئی مگر صام نے اسکی کمر کو پکڑ کر اسے اٹھا لیا۔۔

عرشیہ نے گڑبڑا کر اسکی گردن میں بازو سختی سے حائل کیے۔۔ اپنی دھک دھک کرتی دھڑکنوں پر اسکی شدتیں محسوس کرتی وہ شرم وحیا سے سرخ ہو گئی۔۔۔

بڑی بہو۔۔۔ "دفعتاً دروازے پر دستک ہوئی۔۔"

صمصام نے اسکی گردن سے سر اٹھا کر ناگواری سے دروازے کو دیکھا۔۔

جج۔۔جی آئی۔۔۔ "وہ بوکھلا کر صام سے دور ہوئی۔۔"

صام نے اسکا بازو پکڑنا چاہا مگر وہ بھاگ کر باتھ روم میں گھس گئی۔۔ اور دیوار سے پشت ٹکا کر گہرے سانس لیتی اپنا تنفس بحال کرنے لگی۔۔

میں رات کو انتظار کروں گا تمہارا۔۔ "اسنے فراخدلی سے اسکی" جان بخش کر ایک نیا حکم دیا۔۔

بھاڑ میں جاؤ! میری بلا سے ساری زندگی کرتے رہو منحوس"
سائیکو انسان۔۔ اپنا کونڈا۔۔۔" اسکا لہجہ نم ہو گیا۔۔
صمصام نے بے ساختہ قہقہہ لگایا۔۔۔

اس سائیکو کی سائیکی رات کو تمہیں بتاؤں گا۔۔" اسنے"
دھمکایا۔۔۔
تم کیا کسی میشن پر کام کر رہے ہو جو ہاتھ دھو کر میرے پیچھے پڑ گئے ہو؟" وہ"
غصے سے دروازے پر ہاتھ مار کر چیخی۔۔

ہاہاہاہا۔۔ تم کسی میشن سے کم ہو۔۔۔ تمہارے خمار پر ریسرچ کر رہا ہوں۔۔""
وہ ہنس کر کہتا شرٹ پہننے لگا۔۔

آئندہ صبح صبح لپسٹک لگانے کی ضرورت نہیں۔۔" ایک نیا حکم۔۔"
وہ باتھ روم میں کھڑی چیزیں تہس نہس کرنے لگی۔۔

صام نے ایک ناپسند نظر ڈالتے ٹشو سے وہ نشانے صاف کرنے
لگا۔۔۔

اللہ کرے تمہارا واسطہ کسی افریکن سے پڑ جائے پھر وہ تمہیں" خمار کی ریسرچ میں جہنم کی ریسرچ کروا کر آئے گی۔۔" وہ دروازہ سے چہرہ باہر نکال کر بولی۔۔

ٹائی باندھتا صام زیر لب مسکرایا۔۔"بس دعا کرنا اس میں روح تمہاری ہو۔۔ پھر جنت کی سیر میں کرواؤں گا۔۔"

لوگ کہتے تھے میسنے لوگوں سے گھر جلتے ہیں۔۔ پہلے تو سنا تھا مگر آج دیکھ بھی لیا۔۔ جانے ڈیڈ کو اس ترستی روح میں کیا دکھائی دیا جو پیاسا کوا ں میرے متھے مار دیا۔۔" وہ سر تھام کر وہیں روتی بیٹھ گئی۔۔۔

کچھ آنسوں رات کیلئے بچا کر رکھو۔۔" وہ ذو معنی کہتا بریف کیس اٹھا کر نکسک سے تیار۔۔ مسکراتا وہاں سے نکل گیا۔۔
پیچھے وہ دہکتے چہرے سے منہ پر ہاتھ رکھے ششدر بیٹھی رہی کہ یہ "صام" تھا۔۔۔

اسکی ماں تو کہتی تھی وہ شریف اور نیک ہے۔۔
مجھ سے دھوکہ ہوا ہے۔۔۔"وہ اچانک سر پکڑ کر چیخی۔۔"
کیا دھوکہ بی بی جی؟"باہر کھڑی ملازمہ چونک کر بولی۔۔عرشیہ پاؤں"
پٹختی بیڈ پر گری۔۔

سنو!!"دفعتاً اسکے دماغ میں خیال آیا۔۔اسنے اشارے سے"
ملازمہ کو پاس بلایا۔۔
جی بی بی جی!"ملازمہ رازداری سے پاس آگئی۔۔"
میں تمہیں سپاری دیتی ہوں۔۔آج رات ہونے سے پہلے میری شوہر"
ہو کنڈنیپ کرلو۔۔میں تمہیں مالامال کردوں گی۔۔تم اپنی امیری پر ناز
کروگی۔۔"اسنے سرگوشی سے کہا۔۔۔

ملازمہ ہنس پڑی۔۔"کیسی باتیں کرتی ہو بڑی بہو۔۔میں نے تو آج تک
صاحب کو مذاق کرتے نہیں دیکھا۔۔ایسا مذاق میں کروں گی۔۔تو
امیری پر نہیں اپنی غریبی پر ضرور ناز کروں گی۔۔"اسنے دانتوں کی نمائش
کرنے پر عرشیہ نے اسے گھورا۔۔۔

تو یہاں کیا کر رہی ہو؟ تماشا دیکھ رہی ہو میرا جاؤ یہاں سے بزدل"
عورت!!" وہ ایکدم غصے سے چلائی۔۔ ملازمہ سٹپٹا کر وہاں سے نکلی۔۔۔

ہونہہ خود تو جیسے تیس مار خان ہو۔۔۔ میری نوکری کی دشمن نا ہو"
تو۔۔۔" جاتی ہوئی ملازمہ کی بڑبڑاہٹ سن کر وہ اپنی جگہ سے اچھل
پڑی۔۔۔

واٹ!! میں عرشیہ خان ہوں سمجھی۔۔۔ عرشیہ خان کسی"
سے نہیں ڈرتی۔۔" وہ اٹھ کر چلائی۔۔

تو آپ کر لیں کڈنیپ بی بی جی۔۔" ملازمہ نے جلاتی مسکراہٹ"
پاس کرتے کہا اور تیزی سے وہاں سے نکل گئی۔۔

کیا یہ شخص کوئی بلا ہے۔۔ جن ہے دیو ہے یا اینا کونڈا ہے۔۔ جس سے"
سب ڈر رہے ہیں۔۔" وہ بے بسی سے چیخ پڑی۔۔
اپنی طرف نظر نہیں ڈالی۔۔۔

میں کیسے کڈنیپ کر سکتی ہوں۔۔ گناہ نہیں ہوگا اپنے شوہر کو کڈنیپ "
کروانے پر۔۔" آئینے کے سامنے کھڑے ہوتے اسنے شانے پر اسکے
شدتوں کے سرخ نشان پر انگلی پھیری۔۔۔

روح میں جیسے گدگدی سی ہونے لگی۔۔ اسنے بوکھلا کر آس پاس دیکھا۔۔
اور اسکی فریم فوٹو کو اٹھا کر اسکے ہونٹ محبت سے چھوتے دل سے لگا
لیا۔۔

آئی ہیٹ یو۔۔۔"وہ سرگوشیانہ بولی۔۔"
اینڈ آئی ونا ایٹ یو۔۔"دفعتاً اسکی کمر کو کھینچ کر پاس کرتے وہ بھی"
جھک کر کان میں سرگوشی سے کہتا ٹیبل پر رکھی واچ اٹھا کر واپس
سے روم سے نکلا۔۔۔

یہ سب اس قدر پلک جھپکتے ہوا کہ وہ آنکھیں کھولے ششدر سی
اپنا وہم سمجھتی رہ گئی۔۔

کہیں اسکے روم میں اسکے بھوت تو نہیں۔۔"اسنے گھبراہٹ"
سے سوچا اپنا کوٹ اسکارف اٹھا کر وہاں سے تیزی سے
بھاگی۔۔۔
وہ باہر آئی دھک دھک دل سے سوچ رہی تھی کہ کون تھا۔ تبھی نگاہیں
سیڑھیوں پر گئیں۔۔
تیز تیز قدموں سے سیڑھیاں اترتا اوشن نیلی مسکراتی نظروں
سے اسے دیکھ چکا تھا۔۔وہ شرمندہ سی رہ گئی۔۔

oooooooo

....★☆☆☆☆☆★....

میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔ تم نے جان بوجھ کر میرے بیٹے کو گم"
کیا ہے۔۔"اسے جب اپنے بیٹے کے گم ہونے کا پتا لگا وہ آپے سے باہر
ہو گیا۔ آتش فشاں ہو کر مہکار شاہ کو جان سے مارنا چاہتا تھا مگر
ایئرپورٹ سے حیدر شاہ اپنی بہن کو اپنے ساتھ گھر لے آیا۔۔

مہکار شاہ واپس یہاں آ گئی، وہاں دانیال ہارون پولیس کی مدد سے اسے ڈھونڈ رہے تھے۔ مگر دن سے رات ہو گیا یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے زمین و آسمان نگل گیا ہو۔۔

انہوں نے کراچی کا چپہ چپہ چھان مارا مگر انہیں جیکی کا کوئی ناموں نشان نا ملا۔۔ اور انتہا یہ کہ اسکی کسی کے پاس کوئی تصویر نا تھی۔۔

اسکا شوہر اسے مارنے کیلئے حیدر شاہ کے گھر میں گھس آیا۔۔۔ مگر حیدر شاہ نے بیچ میں ہی اسے پیچھے دھکیل دیا۔۔

"خبردار میری بہن پر ہاتھ اٹھایا۔۔ ہاتھ توڑ کر رکھ دوں گا ظفران حیدری۔۔" وہ غرایا اس پر۔۔ حجاب شاہ مہکار کو سنبھال رہی تھی۔۔۔ بازل چھپ کر اپنے بھائی کیلئے رو رہی تھی جب سے اسے معلوم ہوا جیکی غائب ہو چکا ہے۔۔۔

وہ اسکی دی ہوئی آخری نشانی کو دیکھ دیکھ کر سسک رہی تھی۔۔

تو روحا کا بھی یہی حال تھا مگر وہ موجودہ صورتحال سے نہایت خوفزدہ ہو گئی تھی۔۔ جہاں اسکی مام کا شوہر انہیں مارنے کیلئے پاگل ہو رہا تھا۔۔

تم بیچ میں مت آئو یہ ہم دونوں کا معاملہ ہے۔۔ تم کیا کہنا چاہتے"
ہو کہ میرا بیٹا اس عورت نے کہیں گم کر دیا اور میں اسے افف بھی نا
کہوں۔۔۔
یہ اپنی اولاد کو سنبھال نا پائی میرا بیٹا بھی نگل گئی ****۔۔"اسکا بس
نہیں چل رہا تھا وہ مہکار شاہ کے ٹکڑے کر دیتا۔۔ مگر مقابلے حیدر
شاہ آجاتا اپنی بہن کا بچاؤ کرتے۔۔
اسنے کیس کروادیا مہکار شاہ پر۔۔ مگر حیدر شاہ اس کیس کو بھی
سنبھال گیا۔۔

میری وجہ سے نہیں گیا تمہارا بیٹا تمہاری درندگی سے بھاگا ہے"
تم حیوان درندے ہو۔۔۔ تم اپنی بیوی کو مارا شیطان کہیں کے۔۔۔"مہکار شاہ نے
اسکا پردہ فاش کیا۔۔ وہ اسے ٹکڑے کرنے کے درپہ آگیا۔۔
مگر حیدر شاہ نے اسے زوردار دھکے سے پیچھے دھکیل دیا۔۔
تم بیچ میں نا آؤ حیدر شاہ ورنہ اس لڑائی میں نقصان تمہارا"
ہو گا۔۔ اگر اس جگہ تمہاری اولاد کے ساتھ یہ عورت ایسا کرتی تو تم
کیا کرتے۔۔ تم سب نے جان بوجھ کر میرے ساتھ ایسا کیا

ہے۔۔ میرے بیٹے کو لے گئے اور وہاں جا کر کہیں گم کر دیا میرے۔۔۔" وہ رو رہا تھا۔۔ چیخ دھاڑ رہا تھا۔۔

اسکی حالت کسی وحشی جانور کی طرح ہو گئی تھی جو کسی بھی لمحے چھپٹ کر چیر پھاڑ دینا چاہتا تھا۔ اسکی پولیس لانے پر بھی کچھ نہیں ہوا۔۔ حیدر شاہ اپنی بہن کیلئے مضبوط دیوار بن کر کھڑا تھا۔۔ جیکی کے بھاگنے کا یہ فائدہ ہوا تھا کہ حیدر شاہ کے سامنے اس درندے کا وہ روپ سامنے آگیا جو وہ مہکار شاہ کے سامنے رکھتا تھا۔۔۔

اسنے اچانک جھپٹ کر مہکار شاہ کو گھسیٹ لیا۔۔ وہ بری طرح حیدر شاہ کے گھر میں گھس کر اسکی بہن کو لاتیں مارنے لگا۔۔ جسے دیکھ کر حیدر شاہ اور اسکے بیچ ہاتھا پائی ہو گئی۔۔

اسنے وہاں موجود چیئر کو اٹھا کر حیدر شاہ کے سر پر ماری۔۔ جس سے نا صرف حیدر شاہ لہولہان ہوا تھا بلکہ حجاب کی چیخیں بلند ہو گئیں۔۔

مہکار شاہ نے پولیس کا بلایا۔۔ پولیس نے گھر بیٹھے آکر حیدر شاہ سے بدمعاشی کرنے والے حیدر کو گلے سے پکڑ لیا۔۔

مگر تب تک وہ مہکار شاہ کو بری طرح پیٹ چکا تھا۔۔ حیدر شاہ نے اسکے سر پر کرسٹل کا واس دے مارا۔۔

وہ لہولہان تھے دونوں۔۔ گھر میں اسکی بیٹیوں بیوی کی چیخیں بلند تھیں۔۔

لے جاؤ اس حیوان کو یہاں سے۔۔" وہ اپنی بیہوش بہن کو اٹھا کر" ہاسپٹل لے جانے لگا۔۔ پولیس پر غرایا۔۔ اور ساتھ ہی دھکے دیکر اسے اپنے گھر سے نکالا۔۔۔۔

بیٹا میرا گم کیا۔۔ اور غنڈہ گردی مجھ سے۔۔ بہت مہنگا پڑے گا تمہیں" اور تمہاری بہن کو یہ سب۔۔۔ میں چھوڑوں گا نہیں تم دونوں کو۔۔۔ اگر مجھے اپنا بیٹا نا ملا تو اسکا حساب تم دو گے حیدر شاہ۔۔۔

میں جان سے مار دوں گا تمہاری بہن کو۔۔۔" وہ جاتے جاتے دھمکی دیکر گیا۔۔ جس سے حجاب خوفزدہ ہو کر اپنے بچوں کو اپنے آغوش میں چھپا گئی۔۔

پھوپھو بہت بری ہیں۔۔انہوں نے ساحل بھائی کو کبھی پیار نہیں دیا۔۔"
اور میرا بھائی بھی کھو دیا۔۔آئی ہیٹ پھوپھو۔۔۔"بازل نے روتے سسکتے ہوئے
کہا۔۔۔

بازل!!"حجاب شاہ ہاسپٹل کے کوریڈور میں کھڑی اپنی بیٹی پر گرجی۔۔"
روحاکب سے اپنے باپ پھوپھو کیلئے رو رہی تھی جو دونوں ہاسپٹل کے بیڈ
پر پڑے تھے۔۔۔

ٹھیک کہہ رہی ہوں میں مام وہ بہت بری عورت ہیں۔۔وہ مجھے کبھی"
پیار نہیں کرتیں۔۔مجھ سے دور دور رہتی ہیں۔۔مجھ پر غصہ کرتی ہیں۔۔اور آج انکی
وجہ سے میرے ڈیڈ کی یہ حالت ہے۔۔۔وہ مر کیوں نہیں
"جاتیں۔۔۔

چٹاخ۔۔"بازل کی چیخوں کو روحا کے تھپڑ نے روکا۔۔"
خبردار میری مام کو کچھ کہا۔۔جیکی اپنی مرضی سے بھاگا ہے۔۔"
اس برے انکل نے میری مام کو مارا ڈیڈ کو مارا ہے۔۔مام نے کچھ نہیں

کیا۔۔"وہ دونوں آپس میں لڑھ رہی تھیں کہ انہیں حجاب شاہ نے غصہ کر کے خاموش کروایا۔۔۔

مہکار شاہ تو ٹھیک ہو گئی البتہ حیدر شاہ کو کافی گہری سر پر چوٹ آئی تھی۔۔اسکی حالت کی وجہ سے حجاب شاہ رونے لگیں اور انہیں روتا فیملی کو اچانک یوں بکھرا دیکھ کر روحا کی حالت خراب ہونے لگی۔۔۔

مہکار شاہ کو حیدر شاہ نے واپس اپنے گھر بلا لیا۔۔وہ بہت روئی اپنے بھائی سے معافیاں مانگ رہی تھی مگر اس میں اسکا قصور تو نہیں تھا۔۔

حیدر شاہ نے اسے سینے سے لگا لیا۔۔وہ اسے عزیز تھی بہت۔۔

ڈاکٹر نے مہکار شاہ کے وجود سے جلے ہوئے سگریٹ، کٹ کے نشان دیکھے اور حجاب شاہ کو دکھائے۔۔

جب حیدر شاہ کو معلوم ہوا اس تشدد کا وہ غصے سے بپھر کر آپے سے باہر ہو گئے۔وہ سخت کیس کروانا چاہتے تھے اس پر مگر وہ اپنے بیٹے کی تلاش میں پاکستان نکل گیا تھا۔۔

حیدر شاہ نے سوچ لیا تھا جب بھی وہ مقابل آئے گا۔۔ اپنی بہن کی اذیت کا پورا بدلہ لے گا۔۔ دکھ انہیں بھی تھا جیکی کا۔۔ مگر اس میں اسکی بہن کا کیا قصور تھا۔۔
وہ بھاگا تو اپنی مرضی سے تھا۔۔ قصور اسکی بہن کا کیوں؟

oooooooooo

میرا ایک ہی بیٹا تھا فیروز اسے بھی ان سب نے مل کر کہیں" مار دفنا دیا۔۔ میں کہاں کہاں ڈھونڈوں اسے۔۔ وہ تو معصوم تھا اسے کچھ "دنیا کا معلوم ہی نہیں تھا۔۔

سنبھالو خود کو ظفر۔۔ اللہ نے چاہا تو ضرور مل جائے گا تمہیں" تمہارا بیٹا۔۔ ہم ڈھونڈ رہے ہیں اسے۔۔ وہ ضرور ملے گا۔۔ "فیروز چغتائی نے اپنے دوست کو حوصلہ دیا۔۔ جو بے تحاشہ رو رہا تھا اسکے سامنے۔۔۔

میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک گیا فیروز وہ کہیں نہیں ہے۔ اس" عورت نے میرے بیٹے کو مار دیا۔۔ ان سب نے مل کر مارا ہے۔۔

میرا جعفر۔۔۔ میں کیسے رہوں گا اسکے بغیر۔۔۔" وہ دھاڑے مار کر رو رہا تھا۔۔

وہ اس وقت پاکستان میں فیروز چغتائی کے گھر میں موجود تھا جہاں وہ پچھلے کئی دنوں سے پاکستان آیا ہوا تھا۔۔ فیروز چغتائی کو جب اپنے دوست پر ٹوٹی قیامت کا علم ہوا وہ فوراً سے اسے اپنے گھر لے آئے۔۔

جہاں وہ بکھر کر رو رہا تھا۔۔ فیروز اپنے دوست کو پورا حوصلہ دے رہا تھا۔۔ مگر وہ بیٹے کیلئے جیسے جنونی پاگل ہو رہا تھا۔۔۔ وہ اپنی بیوی اسکے رشتے داروں کو مارنا چاہتا تھا مگر فیروز نے اسے زبردستی دوستی کی قسمیں دیکر روک دیا۔۔

وہ پاگل ہو رہا تھا اسکا کہنا تھا اسکے ساتھ حیدر شاہ نے یہ سب کیا ہے۔ پہلے تو اسے پولیس کے حوالے کیا۔۔ پھر اسکے گھر کو آگ لگائی اور بعد میں اسے مجبور کیا ملک سے باہر نکلنے پر۔۔

اور یہاں وہ آیا ہے اپنے بیٹے کی تلاش میں۔۔

فیروز چغتائی نے اسکا پورا ساتھ دیا تھا۔۔ حتیٰ کے اپنے دوست کو اپنے گھر میں لاکر بٹھا دیا تھا۔۔

السلام علیکم انکل۔۔ آپ پریشان نا ہوں۔۔ اب میں آ گئی ہوں نا دیکھنا" کیسے میرا بھائی مل جاتا ہے۔۔" وہ ابھی غرا رہے تھے چیخ چلا رہے تھے۔۔ تبھی اپنی نانی کے گھر سے آئی نویرہ کو جب معلوم ہوا اس سب کا وہ بھاگ آئی اپنے انکل کے پاس۔۔۔

اس وحشت بھرے دنوں میں۔۔ جہاں ظفر حیدری کا بس نہیں چل رہا تھا کچھ کر دے۔۔ حیدر شاہ اسکے خاندان کو تباہ کر دے جس طرح اسنے اسکے منصوبے کو تہس نہس کیا تھا۔۔ اسکی بہن اسکے شکنجے سے نکل چکی تھی۔۔
وہ کسی بھی وقت پولیس کے سامنے منہ کھول سکتی تھی۔۔ وہ یہی سوچ کر پاگل جنونی ہو رہے تھے اسی وقت نسوانی آواز نے اسکی سوچوں میں خلل ڈالا۔۔ وہ چونک کر متوجہ ہوا۔۔ جہاں سکن کلر چست جینز، شارٹ بلیک شرٹ میں گلے میں مفلر ڈالے نویرہ فیروز اپنی تمام تر نوخیز خوبصورتی کے ساتھ اسکے سامنے مسکراتی کھڑی تھی۔۔۔
ظفر چغتائی کی نگاہیں اسکے سراپے پر پھسل گئیں۔۔ اسکا دل زور سے دھڑکا۔۔ اسنے سوالیہ نظروں سے فیروز چغتائی کو دیکھا جسکا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

اسے نہیں پہچانا۔۔" انہوں نے شرارت سے پوچھا۔۔"
ظفر نے پھر سے ایک بھرپور نظر اسکے وجود پر ڈالی اور سر جھکا کر نفی میں سر ہلایا۔۔ اسکی آنکھوں میں سرخی اتر آئی جب وہ کھکھلاتی اسکے سامنے ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بیٹھی۔۔۔

یہ تمہاری بھانجی۔۔ ہماری اکلوتی شہزادی نویرہ ہے۔۔" انہوں نے" فخریہ اپنی بیٹی کا تعارف کروایا۔۔ نویرہ قہقہہ لگا اٹھی۔۔ اور فیروز صاحب کے پاس سے اٹھ کر جا کر ظفر حیدری کے ساتھ بیٹھی۔۔۔

آپ ٹینشن نا لیں انکل۔۔ جلد ہی جعفر مل جائے گا۔۔ ہم سب ڈیڈ" مام میں آپ کے ساتھ ہیں۔۔ آپ کیلے نہیں ہیں۔۔ یہ ساری فیملی آپ کی ہے اور ہم آپ کو کبھی اکیلا نہیں چھوڑیں گے۔۔" وہ انکے ہاتھ کو تھام کر اپنا چاچا سمجھتی انہیں حوصلہ دے رہی تھی۔۔

جبکہ ظفران حیدر کی نظر اسکے ہلتے ہوئے گلابی ہونٹوں پر تو کبھی نشیلی غلافی آنکھوں پر۔۔وہ سدا کا حسن پرست تھا جبکہ سامنے اسکے نوخیز کم سن حسن کی دیوی آ بیٹھی تھی۔۔

ظفران حیدری کے ہاتھ میں اسکا نرم ملائم ہاتھوں کا لمس تھا۔۔اسکی دودھیا کلائیاں۔۔اسکی گردن کی ہری رگیں۔۔وہ آگ کی مانند اسکے دماغ پر اثر کرنے لگی۔۔

وہ اپنی بچکانہ سوچ میں تھی، اسکے سیاہ مضبوط ہاتھ میں اپنے سفید نرم نازک ہاتھ کو دیکھ رہی تھی۔۔

میں آپکی بیٹی ہوں انکل۔۔۔"وہ جانے کیا کچھ کہہ رہی تھی۔۔ظفران" حیدری کے سینے میں جو آگ تھی وہ دوبالا ہو گئی تھی۔۔مگر نویرہ کا بیٹی کہنا بھی اسے شرم کی اتھاہ گہرائیوں میں دھکیل گیا۔۔۔

کہاں جا رہے ہو ظفر!!"مسز فیروز چغتائی اور مسٹر فیروز چغتائی" جب لاؤنج میں آئے وہاں سے جاتے ظفر کو دیکھ کر حیران ہو گئے۔۔

تم نے کچھ کہا ہے اپنے انکل کو؟"فیروز نے بیٹی سے غصے میں پوچھا وہ" پہلے بوکھلائی ہوئی تھی فٹ سے نفی کرنے لگی۔۔۔

اسنے کچھ نہیں کہا۔۔ یہ تو بہت پیاری بچی ہے۔۔ میں اپنے بیٹے کو"
ڈھونڈنے جا رہا ہوں۔۔ چھوڑوں گا نہیں یہاں کسی کو بھی۔۔۔ مجھے برباد کرنے
والوں کو میں اپنے ہاتھوں سے برباد کروں گا۔۔" وہ غصے سے کہتا وہاں سے نکل
گیا۔۔۔
اسکے طیش پر جہاں نویرہ سہم گئی تھی وہیں فیروز اسکے پیچھے بھاگے مگر وہ
وہاں سے جا چکے تھے۔۔

تمہیں کس نے کہا تھا اسکے پاس بیٹھنے کیلئے۔۔ وہ تمہارے خونی"
چاچا نہیں ہیں۔ محض تمہارے باپ کے دوست ہیں۔۔ تمہاری
یہ ہر کسی سے فری ہونے والی عادت مجھے زہر لگتی ہے نویرہ۔۔۔"
ظفران حیدری کے جاتے ہی مسز شمع بیٹی پر برس پڑیں۔۔۔

انف ماما!! آپ کو شک کی بیماری ہے۔۔ آپ نے دیکھا وہ بیچارے"
کتنے پریشان تھے۔۔ اور کون سے ڈیڈ کے رشتے دار ہیں۔۔ اور بائی داوے۔۔ ڈیڈ اسے
بھائی مانتے ہیں۔۔ اس حساب سے یہ میرے چاچا ہوئے۔۔
اور آپ نے دیکھا کس قدر پیار سے دیکھ رہے تھے مجھے۔۔۔ بہت
اچھے ہیں۔۔ مہربانی کر کے اب وہم مت پالیے ہر کوئی آپ کے رشتے

داروں کی طرح نفس پرست نہیں ہوتا۔۔" وہ اہنی ماں سے غصے سے جھگڑ کر وہاں سے روم کی طرف بھاگ گئی۔۔

مسز شمع بیٹی کی بدلحاظی پر لب بھینچ گئیں۔۔
انہوں نے شوہر سے باپ کی مگر شوہر منہ ظفران حیدری کی بربادی اور نویرہ جتنے بیٹے کے گم ہونے کا سن کر وہ خود افسوس میں مبتلا ہو گئیں۔۔۔
مگر بیٹی کیلئے احتیاط اپنی جگہ تھا۔۔ کیونکہ وہ اپنی بیٹی کے بے تحاشہ حسن سے خوفزدہ تھیں۔۔۔

oooooooooo

جیکی کو غائب ہوئے کئی دن گزر گئے تھے۔ مہکار شاہ روئی بے تحاشہ تھی مگر اسکے حصول کی رب سے کوئی دعا نہیں مانگی۔۔
کیونکہ وہ جس طرح جانوروں والی زندگی بسر کر رہا تھا اس سے بہتر تھا کہ وہ کہیں گم ہو جائے۔۔
وہ روئی بہت تھی تب جب ظفران حیدر کے گھر کو آگ لگی تھی۔۔
وہ جانتی تھی اس شخص نے اس گھر کو آگ لگائی تھی جہاں کیمرہ

لگے ہوئے تھے جن سے وہ اس شخص کا حیوانی روپ سب کے سامنے لا سکتی تھی۔۔

مگر اسنے جان بوجھ کر اس سے کوئی جھگڑا مول نہیں لیا۔۔ اپنے بھائی کو بھی اپنی قسم دے دی کہ بس اس سے طلاق لیکر دیں اور کچھ نہیں چاہیے اسے نا ہی کوئی انصاف۔۔

ویسے بھی وہ اپنے کیے کا بھگت چکا تھا اپنے بیٹے کو کھو کر۔۔ دنیا کے سامنے بھلے وہ ایک یتیم خانے کا بچہ ہو۔۔ مگر مہکار شاہ تو جانتی تھی نا کتنی تکلیف میں ہوگا ظفر ان حیدر۔۔ اپنے خون کو کھو کر۔۔۔

اور وہ چاہتی تھی اسے یہ تکلیف ساری زندگی محسوس ہو۔۔ وہ جیسکی کیلئے دعا گو تھی۔۔ مگر وہ چاہتی تھی وہ کبھی لوٹ کر نا آئے۔۔

روحا کی طبیعت مسلسل خراب تھی۔۔ ڈاکٹرز نے جواب دے دیا تھا۔۔ انکا کہنا تھا اسکا کوئی اب علاج نہیں وہ لاعلاج بچی ہے جتنے دن زندہ رہی وہ قسمت ہے ان لوگوں کی۔۔

مگر حیدر شاہ کیسے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی بیٹی کو مرتے دیکھ سکتا تھا۔۔ اسنے پانی کی طرح پیسے بہا دیئے۔۔ حجاب شاہ کو لگ رہا تھا وہ اس آدمی کی بد دعا ہے۔۔ اسکی بیٹی اسکے ہاتھوں سے جا رہی ہے۔۔ وہ اسے لیکر نیویارک کی بڑی ہاسپٹل میں ایڈمیٹ ہو گئے۔۔ بازل کے ایگزام چل رہے تھے۔۔ جس وجہ سے وہ اسکول گئی ہوئی تھی۔۔ حیدر شاہ آدھا دن گھر اور آدھا دن آفس تو رات کو بیوی کے پاس ہاسپٹل چلے جاتے۔۔
اسنے گھر پر گارڈز رکھے ہوئے تھے۔۔ اسکے باوجود کہ ظفران حیدر ملک چھوڑ چکا تھا یہ اسکے پاس کنفرم نیوز تھی۔۔

وہ پاکستان میں سیٹ اپ کر رہا تھا۔۔ حیدر شاہ کے پاس ایک نیوز یہ بھی پہنچی تھی کہ وہ اٹالین مافیا گینگ کا بندہ ہے۔۔ مہکار شاہ نے بتایا تھا کہ اسکے وجود پر عجیب سے ٹیٹو بنے ہوئے ہیں۔۔ تھوڑا بہت شک حیدر شاہ کو بھی ہو گیا تھا اپنی بہن کی سننے کے بعد۔۔

بازل جیکی کے جانے اور اپنی بہن کی حالت سے کافی اداس رہنے لگی تھی۔۔ وہ اس رات اپنے ڈیڈ کے ساتھ گئی بھی تھی اپنی بہن کو دیکھنے جہاں وہ

مشینوں میں جکڑی سفید برف جیسی رنگت ہو کر بے جان پڑی سانسیں لے رہی تھی۔۔
وہ بہت روئی تھی۔۔ اسکا دل کر رہا تھا وہ اس سب دور کہیں بھاگ جائے۔۔ وہ اپنی بہن کے جانے کی نیوز ہر گز نا سنیں۔۔

انہیں سوچوں میں کھوئی وہ گاڑی کے ونڈو پر سر ٹکائے ہوئی راستے کو تکتی جا رہی تھی معاً وہ ٹھٹھک کر سیدھی ہوئی۔۔

اسنے اپنی گرے آنکھیں سکیڑیں۔۔ سامنے گارڈ فرنٹ سیٹ پر بیٹھا تھا۔۔ ڈرائیور گاڑی چلا رہا تھا۔۔
بازل کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہی جب اسنے ایلی کے گھر کا دروازہ کھلا دیکھا۔۔ وہ گھر درختوں کے بیچوں بیچ تھا۔۔ ایک اکیلا تنہا گھر جسے درختوں نے اپنے گھیرے لیکر اندھیرے سے خوفناک کر دیا تھا۔۔
مگر بازل بے تحاشہ خوش ہوئی جب اسنے کھڑکی سے وہ ہاتھ دیکھا جو اسے بلا رہا تھا۔۔ یہ تو کسی کو بھی علم نہیں تھا کہ یہاں سے ایلی بازل کو بلاتی تھی۔۔

وہ ایلی ہی تھی جو اسے بلا رہی تھی۔۔ اسکی دوست۔۔ جس سے وہ اب سب کچھ شیئر کرے گی۔۔ معاً گارڈ کی نظریں خود پر پا کر وہ سنبھل کر بیٹھی اور دوسری طرف جانے لگی۔۔

کیونکہ اسکے باپ نے سخت سکیورٹی ہائر کی تھی۔۔ اگر اسکے باپ کو ایلی کی آمد کا علم ہوا تو وہ ہرگز اسے اس سے ملنے نہیں دیں گے۔۔

وہ جانتی تھی ایلی اس سے ملنا چاہتی ہے۔۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کس طرح جائے اس سے ملنے۔۔
رات کو؟" اسکے دماغ میں خیال آیا۔۔ وہ گہری مسکراہٹ سے "
مسکرائی۔۔۔

oooooooo

حال۔۔۔

آآ۔۔ آپ۔۔۔"وہ صبح صبح کچن میں کھڑی اور بیخ جوس تیار کر رہی" تھی کہ اسی وقت جاگنگ سے لوٹے ساحل نے کچن میں قدم رکھا۔۔ اور کاؤنٹر کے سامنے کھڑی جوسر مشین سے جوس تیار کرتی۔۔ نازک سی کمر سے نیچے آتے سیاہ گھنے نم بالوں والی روحا کا دیکھ کر وہ اسکی پشت پر آگیا۔۔

اور پسینے سے نم چہرہ اسکے رخسار گردن سے سہلانے لگا کہ وہ اسکی اچانک آمد سے خوفزدہ ہو کر اچھل پڑی۔۔

آآخ کھی! اپنا پسینہ مجھ پر کیوں صاف کر رہے ہیں۔۔"وہ اسکے گردن گال" پر پسینہ صاف کرنے پر سٹپٹا کر دور کرنے لگی مگر وہ مسکراتا اسکی پتلی سی کمر میں اپنے مضبوط بازو حائل کرتے اسکی کمر کو کھینچ کر پشت کو سینے سے لگایا۔۔

میرا پسینہ خود ضد کر رہا ہے تمہیں نم کرنے کیلئے۔۔"ساحل" اسکے بالوں کی لمبائی دیکھتا متاثر ہوا۔۔ جبکہ روحا اسکی بات پر منہ بسور گئی۔۔

تمہیں کہا تھا چوزی باتھ نا لینا آج۔۔۔"وہ انگلیاں اسکے پیٹ پر" پھیرتا اسے اچھلنے پر مجبور کر گیا۔۔

ککک۔۔۔کیا کر رہے ہیں۔۔"وہ حیر تزدہ پلٹ کر اسے دیکھنے لگی۔۔"
کیا کر رہا ہوں۔۔؟چیک کر رہا ہوں۔۔کیا تم نے سچ میں باتھ لیا"
ہے۔۔"وہ اسے گھور کر بولا۔۔روحا گڑبڑا گئی۔۔

یہاں کون چیک کرتا ہے بے شرم نا ہو تو۔۔۔"وہ اسکا ہاتھ جھٹک کر"
گھورتی شرم سے پلٹ گئی۔۔ساحل نے اسکی ناک سرخ ہوتے
دیکھ کر مسکراہٹ دبائی۔۔

یہاں ساحل شاہ دیکھتا ہے کہ اسکی چوزی سچ میں تیر کر آئی"
ہے۔۔"وہ جھک کر اسکے کان میں سرگوشی سے کہتا پھر سے ہاتھ
سابقہ مقام پر لے آیا

روحا نے بوکھلا کر دروازے کو دیکھتے اسکے ہاتھ کے اوپر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔۔
ساحل اسکی ہوائیاں اڑی چہرے کو دیکھتا مزید شرارتیں
انجام دینے لگا۔۔

اسکی انگلیاں اوپر کی جانب سرکنے لگیں۔۔"ب۔بس کریں شاہو۔۔۔"وہ کاؤنٹر سے لگ گئی۔۔ساحل کی ہتھیلی پر اسکا دل دھک دھک کر رہا تھا۔۔

وہ اسکی حالت غیر دیکھتا مبہم سا مسکرا رہا تھا۔۔اسنے دوسرا ہاتھ بھی اسکی کمر پر رکھا۔۔روحا آہستہ سے پلکیں جھکا کر چور نظروں سے دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔۔

ساحل نے جھک کر اسکے کان کی لو کو دانتوں میں پکڑ لیا۔۔

وہ"سی"کرتی دہکتے ہونٹ کے لمس پر بوکھلائی۔۔اسکے وجود میں سرد لہریں سی اٹھنے لگیں۔۔

ہر سو ابھی نیم اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔۔وہ شرارت شرارت میں اسکے نازک سے وجود کے لمس پر بہکنے لگا۔۔

شاہو ک۔کوئی آرہا ہے۔۔"معاً قدموں کی آہٹ پر اسنے کپکپاتی انگلیوں سے اسکے ہاتھوں کی بے باکیوں کو روک دیا۔۔

ساحل نے فاصلہ بنا کر اسکی آنکھوں میں دیکھا۔جہاں اسکی قربت کے رنگ اتر آئے تھے۔۔وہ ہولے ہولے کانپ رہی تھی۔۔

آآ۔۔ آپ کا جوس۔۔" اپنا تنفس ہولے سے بحال کرتی اسکے سامنے "
گلاس کر گئی۔۔ ساحل کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی جب اسکی
معصومیت فرمانبرداری دیکھی۔۔۔
لے آؤ روم میں۔۔" اسنے انگوٹھے سے اسکی گردن کی شہ رگ کو سہلا کر "
حکم دیا۔۔ وہ حلق تر کرتی اس کی چوڑی پشت کو دیکھتی رہ گئی۔۔۔

بلڈوزر۔۔" اسکے حکم دیکر جانے پر وہ گہرا سانس لیکر بڑبڑائی۔۔"
ارے واہ! آج روحا بے بی نے جوس بنایا ہے۔۔" وہ ابھی اپنا تفا بحال "
کرتی جوس کے گلاس کو گھور رہی تھی تبھی فیری کچن میں داخل ہوئی اور
اسے دیکھ کر بلا کی حیرت کا اظہار کیا۔۔

میں بے بی نہیں ہوں۔۔" روحا کو اسکا بے بی کہنا زہر سے بھی زیادہ کڑوا "
"لگا۔۔" خود تو جیسے اسی سال کی کاکی ہو ہونہہ۔۔

مگر تمہیں سب بے بی کہتے ہیں۔۔ چہرے سے کافی معصوم بچی لگتی ہو۔۔""
فیری نے آنکھیں پٹپٹا کر کہا۔۔

مگر میں بے بی نہیں ہوں۔۔ تئیس سال کی میچور شادی شدہ لڑکی"
ہوں۔۔" اسنے ناگواریت سے جتایا۔۔
لگتا تو نہیں اتنی بڑی ہو۔۔" فیری نے اسکا جائزہ لینے کے بعد کہا"
اور اپنے بال جھٹکے۔۔
کیونکہ تمہاری قریب کی نظر کم ہے اسلئے۔۔" وہ مصنوعی مروتاً"
مسکراہٹ سے بولی۔۔
اچھا!" وہ ہنسی۔۔" مگر ساحل تو کہتا ہے میری نظر کافی تیز"
ہے۔۔ میں لوگوں کے اندر کو پڑھ لیتی ہوں۔" اسنے گاجر اٹھا کر دانتوں
سے کترا۔۔

شاہو کو مذاق کرنے کی عادت ہے۔۔ سیریس مت لو۔۔" روحا"
ہنس کر بولی۔۔ فیری نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرلی۔۔

ہاں تم ٹھیک کہتی ہو وہ مجھ سے کافی مذاق کرتا ہے۔۔ اسے بولڈ لڑکیاں کافی پسند"
ہیں۔۔" وہ ہنس کر بولی۔۔
روحا نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔" بولڈ لڑکیاں؟" وہ
ناسمجھی سے دیکھنے لگی۔۔

ارے تمہیں نہیں معلوم؟"فیری نے حیرت سے مسکراتے"
پوچھا
کیا؟"روحا اسکی حیرت کو گھور کر بولی۔۔"

یہی کہ ساحل کو بولڈ لڑکیاں کافی حد تک متاثر کرتی ہیں۔۔"فیری"
نے مزے سے اسے بتایا۔۔
جھوٹ !مجھ سے تو انہوں نے کبھی اس بات کا ذکر نہیں کیا۔ آئی تھنک"
انہیں شائے گرل پسند ہے۔۔"وہ اپنا غصہ چھپائے بولی۔۔
اسے سمجھ نہیں آرہا تھا یہ لڑکی کیوں ہاتھ دھو کر اسکے شوہر کے پیچھے پڑ گئی
ہے۔اگر وہ سیریل کلر ہوتی تو سب سے پہلے اس بغیر پروں والی فیری کا
قتل کرتی۔۔

ہاہاہا۔۔۔یہ تمہیں کس نے کہا ساحل کو شرمیلی لڑکیاں"
پسند ہیں۔۔ کہیں تم شرمیلی تو نہیں؟"اسنے انگلی اٹھا کر حیرت
سے پوچھا۔۔روحا گڑبڑا گئی۔۔۔

ہر گز نہیں۔۔۔" اسنے گردن اکڑا کر منہ بناتے نخوت سے جواب "
دیا۔۔
تھینکس گاڈ!" اسنے شکر کا سانس لیا۔۔ جیسے بڑی تباہی سے اسے بچایا"
ہو۔۔
ویسے تمہیں کیسے معلوم؟" اسنے مصروف انداز میں پوچھا۔۔"

ایکچولی میں اور ساحل کافی کلوز فرینڈ ہیں۔۔ وہ اپنی ہر بات ہر راز، دکھ "
سکھ مجھ سے شیئر کرتا ہے (خواب میں)۔۔ یونو۔۔ اسے میری یہ
عادت (سخت نا) پسند ہے کہ بے دھڑک محبت کا اظہار کرنا۔۔
دل میں کوئی بات نا رکھنا۔۔ ہر کسی کے کام آنا (اپنے طریقے سے)۔۔ بکھر
کام سنوارنا (بگاڑنا)۔۔ اور اپنے شوہر کیلئے نیک تمنائیں رہنا (مرڈر کا
"سوچنا)۔۔

تم شادی شدہ ہو؟" باقی ساری بات ایک طرف آخری بات "
سن کر روحا کی خوشی سے چیخ نکل گئی۔۔ اور فیری نے حیرت سے
اسے دیکھا۔۔ پھر سمجھ کر سر ہلا گئی۔۔ تب تک روحا بھی اپنے
تاثرات نارمل کر گئی۔۔۔

مگر یہ جان کر اسے بے تحاشہ خوشی ہوئی کہ وہ شادی شدہ ہے۔۔
مطلب اسکا شاہو اس ڈائن کے سائے سے اب آزاد ہو گا۔۔

تمہیں یہ جان کر دکھ ہو گا کہ میں بچپن سے کنواری ہوں۔۔"فیری"
نے اسکے چہرے کو افسوس سے دیکھ کر کہا مگر اسکی بات سن کر
روحا کا قہقہہ زوردار تھا۔۔

تم بچپن سے کنواری ہو۔۔۔افسوس!ویسے تم ہو ہی ایسی کہ تمہیں کوئی اپنی بہو"
بنانے سے تو رہا۔۔(ہر وقت تو میرے شاہو پر ڈورے ڈالنے کی کوشش
کرتی ہو چڑیل عورت)"اسنے چبھتے لہجے میں کہا۔

روحہ بیٹا تم نے ساحل کو جوس دیا؟"جواباً فیری کچھ کہتی تبھی"
زریش شاہ کچن میں داخل ہوئی۔

ایی۔۔"روحا نے ایکدم اپنا سر پیٹا۔۔اس فیری ٹیری کے"
چکر میں وہ ساحل کو تو بھول ہی گئی تھی۔۔

مام آپ یہ سمن کو دے دیں۔۔ میں جا رہی ہوں لیکر۔۔" اسنے
ایک جوس کا گلاس زریش شاہ کی طرف بڑھایا جنہوں نے
مسکراتے تھام لیا۔۔

جاؤ جلدی پھر ناشتہ کا وقت ہو جائے گا نہیں پیے گا۔۔" وہ اسے
ہدایت دیکر چلی گئیں۔۔
سنبھل کر جانا بے بی۔۔" فیری نے اپنے جوس کی تلاش میں
نظریں پھیرتے کہا۔۔

میں آپکو کیا لکھ کر دوں کہ میں بے بی نہیں ہوں۔۔ آپ کیوں مجھے
غصہ دلا رہی ہیں۔۔" روحا پھر سے بے بی سن کر اس پر چڑھ
دوڑی۔۔
لکھنے کیا ضرورت ہے۔۔ ثابت کرو تم بے بی نہیں ہو۔۔ لے آئو اپنا
بے بی۔۔" اسکی بات پر روحا نے متغیر ہو کر ملامت کرتی نظروں
سے دیکھا۔۔۔
تم ایک انتہائی کی بد تمیز لڑکی ہو۔۔ جانے کیسے شاہ نے تم سے
دوستی کر لی۔۔" وہ جلی بھنی ٹرے اٹھا کر جانے لگی۔۔۔

میں بدتمیز نہیں بولڈ ہوں۔۔ اسلئے تو تمہارے شویر کی کلوز فرینڈ"
ہوں۔۔"فیری نے قہقہہ ضبط کرتے اسکے پیچھے سے کہا۔۔

کلوز مائی فٹ۔۔"روحا نے ناپسندگی سے بڑبڑائی۔۔"
یہ کس چیز کا جوس ہے۔۔"وہ جب سیڑھیاں چڑھ رہی تھی"
پیچھے سے ناگواریت میں فیری کی ہانک سنائی دی۔۔

کڑیلے کا جوس ہے خصوصاً بولڈ لڑکیوں کیلئے۔۔۔"وہ مزے سے بولی اور"
فاتحانہ قہقہہ لگا اٹھی۔۔"بڑی آئی بولڈ بننے ہونہہ چڑیل
"عورت۔۔۔
ذرا سی لمبی خوبصورت بڑی ہو گئی ہے خود کو جانے کیا سمجھتی ہے۔۔"اسکا"
بس نہیں تھا فیری کو توڑ موڑ دے۔۔
اسنے روم میں قدم رکھا تو ڈھیروں افسوس نے آن گھیرا۔۔۔

ساحل باتھ لینے جا چکا تھا۔۔وہ نچلا لب دانتوں تلے کچلتی۔۔ٹرے
میز پر رکھ کر وارڈروب کے پاس آئی اور اسکے کپڑے نکالنے لگی۔۔

اسنے ایک گرے کلر کا فور پیس سوٹ نکالا۔۔ اور لا کر بیڈ پر رکھا۔۔ وہ ابھی سیدھی ہوئی ہی تھی تبھی باتھ روم کا ڈور کھولے ساحل شاہ نے روم میں قدم رکھا۔۔۔

روحا نے پلٹ کر دیکھا اور اسکے بھیگے وسیع توانا سینے پر نظریں پڑتے ہی اسکے چہرے کے خدوخال میں سرخی دوڑ گئی۔۔

وہ تولیے لپیٹے باہر نکلا تھا۔۔ وہ نظریں چرا کر دھک دھک دھڑکتے دل کے ساتھ ہینگر سے دوسرا تولیہ لیکر اسکے پاس آئی۔۔ جسے لیکر ساحل اپنا سر پونچھتا ہوا صوفے پر جا بیٹھا۔۔

روحا بھاگ کر میز پہ رکھی ٹرے میں سے گلاس اٹھا کر اسکے سامنے کر گئی۔۔

اتنی دیر کہاں تھی؟" ساحل نے اسے گھورتے گلاس تھاما۔۔"

وو۔۔ وہ فیری کو جوس بنا کر دے رہی تھی۔۔" اسنے گڑبڑا کر جواب دیا۔۔"

وہ خود بنا سکتی تھی۔۔ تمہیں میں نے بلایا تھا نا۔۔" اسنے ناگواریت "

سے جتایا۔۔

مگر وہ آپکی کلوز فرینڈ ہے۔۔" وہ شرمندہ ہو کر پلکوں کی اوٹ سے "

اسے دیکھتی کلوز پر زور دیکر بولی مگر ساحل نے کوئی رسپانس نہیں دیا اور سر جھٹک کر جوس کا گلاس لبوں سے لگا دیا۔۔

روحا ہاتھ مسلتی رہ گئی۔۔ مگر جلد ہی اسے احساس ہوا کہ وہ ناراض ہو گیا ہے۔۔

ساحل اس پر غلط نگاہ ڈالے بغیر اٹھا اور بیڈ سے اپنا ڈریس اٹھا کر ڈریسنگ روم میں بند ہو گیا۔۔

روحا باہر گھبرائی کھڑی تھی۔۔ وہ فیری کو دل سے کوس رہی تھی۔۔

"اس چڑیل کی وجہ سے شاہو مجھ سے ناراض ہو گیا۔۔ شاید اسکا پلان ہی یہی تھا۔۔ اور اب میں انہیں کیسے مناؤں۔۔" اسکا لہجہ بھیگ گیا۔۔ وہ انگلیاں چٹخاتی یہاں سے وہاں ٹہل کر سوچ رہی تھی تبھی ڈریسنگ روم کا دروازہ کھلا اور وہ اپنے توانا وجود کے ساتھ نمودار ہوا۔۔۔

وہ ڈریسنگ مرر کے سامنے آکر کھڑا ہوا کہ روحا نے بھاگ کر پشت پر اسکے گردن حصار ڈالا اور اپنے ہونٹ اسکی چوڑی پشت پر رکھے۔۔

یہ کیا بچپنا ہے روح۔۔" ساحل نے آئینے میں اسکے آگے " بندھے ہوئے ہاتھ دیکھ کر جھڑکتے کہا۔۔۔ مگر اس پر اثر نا ہوا وہ پھر سے اپنے ہونٹ اسکی پشت پر رکھتی کر مسکرائی۔۔

"یہ بچپنا نہیں میری محبت ہے مسٹر بلڈوزر۔۔"

ساحل زیر لب مسکرایا۔۔
بہت جلد مکر جاتی ہو اپنی محبت سے خود غرض لڑکی۔۔" اسنے"
اپنا لہجہ ہنوز سرد سپاٹ رکھا۔۔

سب سے محبت کرتے ہیں۔۔ میرے معاملے میں صرف ناراض"
ہی رہتے ہیں۔۔" وہ خفگی سے شکوہ کن بولی۔۔
ناراض کرنے کی وجہ کون لاتا ہے؟" وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر صوفے کے پاس آیا اور"
اس پر بیٹھ کر اسے خود پر گرا لیا۔۔
اسکا چھوٹا سا وجود اسکے سینے پر آگیا۔۔ ساحل نے محبت سے
اسکی شفاف گردن کو جا بجا اپنے دہکتے ہونٹوں کے لمس سے بھگو دیا۔۔
وہ خشک حلق تر کرتی کسمسائی۔۔ ساحل نے اسکے گلابی ہوتے رخسار دیکھتے
اسکی دھڑکنوں کے مقام پر ہونٹ رکھے۔۔ مضبوط انگلیوں پشت اسکی
کمر پر سہلائی۔۔

آپ سے محبت کرنے والی لڑکی کبھی خود غرض نہیں ہو گی۔۔"وہ اسکی"
گرے آنکھوں میں دیکھ کر اسکی گردن میں بازو حائل کر کے مسکرائی اور
آہستگی سے اسکی مونچھوں کو اپنے گلابی ہونٹوں میں قید کرنے لگی۔۔
وہ کیسے؟"ساحل نے اسکی بچکانہ حرکت پر مسکراتے اسکے"
دراز بالوں پر ہاتھ پھیرتے انگلیاں جڑوں میں سہلائی۔۔روحا بڑھتی
دھڑکنوں سے اسکے ہونٹوں کی گرم دہکتی گرفت پر آنکھیں میچ گئی۔۔۔

کیونکہ آپ سموکنگ ایڈکٹ ہیں نا۔۔اور میں۔۔۔۔۔"وہ نظریں"
جھکا کر سرگوشی سے بولتی رک گئی۔۔

کیا تم؟"ساحل نے اسے قریب کرتے ابرو اچکائی۔۔۔وہ نرمی سے"
اسکے بھیگے ہونٹوں کو چھونے لگا تھا کہ روحا نے شرارت سے اپنے
ہونٹ آپس میں دبا کر اسکی گرے آنکھوں میں دیکھا۔۔

تنگ کر رہی ہو؟"وہ اسکی دراز لٹیں کانوں کے پیچھے اڑستا متبسم ہو کر"
بولا۔۔

میں بلڈوزر کو تنگ کر سکتی ہوں بھلا؟ میں تو چھوٹی سی معصوم سی لڑکی"
ہوں۔۔"وہ آنکھیں پٹپٹا کر اسکی ناک سے ناک ملا کر بولی۔۔

میرے معاملے میں کچھ زیادہ ہی چھوٹی ہو جاتی ہو۔۔۔"وہ اسکی نیک"
بون پر ہونٹ رکھ کر گھمبیر لہجے میں بولا۔۔اسکے چوڑے شانوں کو جکڑ
کر روحا نے اپنی سانس روک دی۔۔۔

وہ اٹھ کر بھاگنے لگی تھی مگر ساحل کا مضبوط بازو اسکی کمر کے گرد
حمائل ہوا۔۔۔وہ بے بس سی ہو کر مسکرائی۔۔۔
تمنے بتایا نہیں کیا ہو تم؟"وہ اسکے بالوں کو ہاتھ پر لپیٹ کر انہیں سہلاتا"
ہوا گویا ہوا۔۔
میں بولڈ لڑکی ہوں۔۔"وہ ناک سکیڑ کر بولی۔۔"
جسے سن کر ساحل کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔
آپ کو لگتا ہے میں جھوٹ بول رہی ہوں؟"روحا نے ناراضگی سے"
دیکھا۔۔البتہ اسکا چہرہ گلابی ہو گیا تھا۔۔

بالکل بھی نہیں۔۔ڈارلنگ سچ میں بولڈ ہے۔۔"روحا شرما کر چہرہ" اسکی گردن میں چھپا گئی۔۔۔"میں بچپن سے بولڈ ہوں۔۔"وہ سرگوشی میں گویا ہوئی۔۔ساحل سے اپنا قہقہہ ضبط کرنا مشکل ہو گیا۔۔

اچھا نئی بات ہے!ویسے یہ آج اچانک بولڈ ہونے کا خیال کیسے آیا۔""" ساحل نے حیرت کا اظہار کرتے نا سمجھی سے استفسار کیا۔
اسکے سیاہ بالوں کو سہلانے لگا۔۔
روحا اسکی گود میں مزے سے بیٹھی تھی۔۔

خیال کیوں؟میں آپکی بیوی ہوں۔۔اور ہم ہمیشہ الگ ہو کر رہیں ہیں" آپ کو میرے بارے میں ابھی بہت کچھ نہیں معلوم۔۔۔تو میں نے سوچا آہستہ آہستہ آپ کو بتاتی جاؤں گی۔۔"وہ خفگی سے اسے دیکھ کر بولی۔۔۔

یہ تو کافی اچھا آئیڈیا ہے۔۔گڈ!"وہ اسے سراہا کر اٹھنے لگا مگر روحا" نے اسکے کندھوں پر اپنے نازک سے ہاتھ کا دباؤ دیکر اسکی کوشش ناکام کرنے کی اپنی سی کوشش کی۔۔

آفس جانا ہے۔۔۔"وہ اسکے بال سنوار کر بولا۔"چلو تم بھی بال ڈرائی
کر لو۔۔ دیکھو ناک سرخ ہو رہی ہے۔۔"اسکا گال تھپتھپا کر وہ پھر سے اٹھنے
لگا مگر روحا نے اسکے دائیں بائیں صوفے کو ہاتھوں سے تھام لیا۔۔

آئی لو یو۔۔"وہ آج کسی بھی حالت میں خود کو بولڈ شو کروانا چاہتی تھی۔۔"
اس فیری ٹیری کو تو منہ کے بل گرانا ہی اسکا مقصد تھا
اب۔۔۔۔
دفعتاً اسنے زوردار چھینک ماری۔۔۔
دیکھو لگ گیا ناز کام۔۔ میں بھی محبت کرتا ہوں۔۔ اٹھو گرم کپڑے"
"پہن لو۔۔ دوائی بھی لو۔۔۔
مجھے آپ کی مونچھیں بہت پسند ہیں۔۔۔"وہ اپنے رومال سے اسکی"
ناک صاف کر رہا تھا کہ اسکا ہاتھ جھٹک کر وہ اپنی بولی بولنے لگی۔۔۔
ساحل نے گھور کر اسکے گلابی چہرے کو دیکھا۔۔"یہ کس نے
تمہیں فل ڈوز دیا ہے۔۔"وہ تفتیشی انداز میں بولا۔۔
فیری گھر میں ہے؟"دفعتاً اسکے دماغ میں خیال آیا۔۔روحا"
نے اسکے منہ سے یہ نام سن کر تڑپ کر اسے دیکھا۔۔

کیوں آپ اسکا اچار بنا رہے ہیں۔۔ میں آپ سے کیا کہہ رہی" ہوں۔۔ اور آپ کبھی ناک صاف کر رہے ہیں کب اس ڈائن فیری کا۔۔۔" وہ چڑ کر چیخنے لگی ساحل نے قہقہہ لگاتے اسکے چھوٹے سے ہونٹ کو اپنے ہونٹوں کی گرفت میں لیکر قید کر لیا۔۔۔

فضول میں چھوٹے سے دماغ پر بھوج نا ڈالو۔۔ تم جیسی بھی ہو قبول ہو۔۔۔"""

اسنے اسکی لٹ کو چوم کر اسکی لرزتی پلکوں پر پھونک ماری۔۔۔

وہ مسکراتی اسے دیکھنے لگی۔۔ ساحل جھٹکے سے اسے بانہوں میں اٹھا کر بیڈ کی طرف بڑھا۔۔ اسنے جھک کر اسے بیڈ پر ڈالا۔۔

وہ سیدھا ہونے لگا مگر روحا نے اسکی گردن میں بانہیں حائل کر دیں۔۔ ساحل نے مسکراتے اسکی ناک سے اپنی ناک سہلائی۔۔ اور نازک سی کمر کو پکڑے کر پاس کرتے اسنے فاصلے مٹائے اور اسکے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھ دیے۔۔

وہ اسکی گردن کو سختی سے پکڑ گئی۔۔ اسکی دہکتی سانسیں اسے اپنے حلق میں اترتی محسوس ہو رہی تھیں۔۔ اسنے آنکھیں موند کر تکیے کو سختی سے دبوچ لیا۔۔ اسکے نرم ملائم ہونٹوں کا لمس ساحل شاہ کو بے خود کر رہا تھا۔۔

وہ کسی نازک گلاب کی کمسن کلی کی مانند تھی۔۔کچھ معصوم یا بیوقوف بھی۔۔۔
وہ تڑپ کر پیچھے ہونے لگی۔۔ساحل اسکی صراحی دار پتلی سی گردن کو اپنے مضبوط کھردرے ہاتھ کی گرفت میں پکڑی۔۔وہ آنکھیں وا کیے اسے دیکھنے لگی۔۔

وہ مدھم سی سانسیں لیتی اسے دیکھ رہی تھی۔۔ساحل نرمی سے اسکی پشت سہلا کر اسکے بھیگے ہونٹوں کی نمی کو سمیٹنے لگا۔۔

وہ ایکدم سے کروٹ بدل کر چہرہ تکیے میں چھپا گئی۔۔ساحل کی مسکراتی نظروں نے اسکی پشت کو دیکھا اور جھک کر کمر پر اپنے ہونٹ رکھتے اسکے اوپر بلینکٹ ڈال دیا۔۔

روحا سانس روکے پڑی تھی۔۔اسکا چھوٹا سا وجود اسکی قربت سے دہک رہا تھا۔۔دل مزید اسکی قربت کا خواہ تھا۔۔اسکی دہکتی سانسوں کا دیوانہ تھا جیسے مگر وہ ضبط کر گئی۔۔

ابھی رات کی بات تھی کہ وہ جب روم میں آئے تھے۔اسکے برف جیسے وجود کو اپنے دہکتے وجود کی قربتوں سے دہکایا تھا۔۔

وہ ساری رات اسکے وجود کا حصہ بنی اسکے آغوش میں چھپی رہی تھی۔۔اور وہ اپنی مرضی سے منمانیاں کرتا ساری رات اسکی دھڑکنیں بے ترتیب کر بیٹھا۔۔

وہ اب اسے اپنی قربت کی عادتیں ڈال رہا تھا۔۔اور وہ سچ میں عادی ہو رہی تھی۔۔

وہ بہت چالاک شخص تھا۔۔اسے معلوم تھا کہ اسکی دھڑکنوں پر حکمرانی کیسے کرنی ہے۔

"آؤ ناشتہ کرنے پھر دوائی لے لینا۔۔آج ایکسرسائز بھی نہیں کی تم نے۔۔" کلائی میں واچ پہنتا وہ تیار ہو کر اسکے سر پر کھڑا تھا۔۔

جب روحا نے پلٹ کر دیکھا تو وہ ہونٹوں میں سگریٹ دبا رہا تھا۔۔

وہ ایکدم بیڈ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور اسکے ہونٹوں سے سگریٹ نکال کر اپنے ہونٹوں میں دبا لیا۔۔

"اب ٹھیک ہے۔۔" اسنے اسکی کمر کر گرد ٹانگیں لپیٹی اور گردن میں ایک بازو حائل کرتے اسے دیکھا۔۔

مار کھاؤ گی۔۔"وہ اسے یونہی اٹھا کر بھاری قدم لیے ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھا۔۔اور ٹیبل سے اسکے سامان سائیڈ کر کے اس پر اسے بٹھا دیا۔۔

آپ ماریں گے مجھے؟"وہ سگریٹ ہنوز لبوں میں دبا کر پچھلے تھپڑ یاد کر ڈبڈبائی نظروں سے اسے دیکھ کر پوچھنے لگی۔۔

کیوں تمہیں کوئی شک ہے؟"وہ جھک کر اسکے چھوٹے سے ہونٹوں کو دیکھتا بے ساختہ چھو کر بولا۔۔

اب اگر مارا تو میں پکا ڈیڈ کے گھر چلی جاؤں گی۔۔یا آپ سے دور بھاگ کر کہیں گم ہو جاؤں گی۔۔"وہ ناک سکیڑ کر کہتی سگریٹ کو انگلیوں میں دبا کر سونگھنے لگی کہ اسکی سمیل سے بے ساختہ ابکائی آ گئی۔۔۔ ساحل دیکھ کر مبہم سا مسکرایا۔۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے ڈارلنگ!کہ تم ساحل شاہ کا حصار توڑ کر نکل جاؤ گی۔۔"وہ استہزائیہ بولا۔۔

ہاں آپ تو دیو ہیں نا۔۔ جسکا حصار میں نہیں توڑ سکتی۔۔ یہ باڈی"
"میں بھی بنالوں گی۔۔ ایک بار پریگنینٹ ہونے۔۔۔۔۔۔
روانگی سے کہتی روحا نے ایکدم اپنے منہ پر سختی سے ہاتھ رکھا۔۔ اور
ساحل نے متاثر ہو کر اسکے دہکتے گلابی چہرے کو دیکھا۔۔

وو۔وہ۔۔۔۔"اسے اپنی بے ساختگی پر رونا آیا۔۔"
کوئی بات نہیں۔۔"ساحل نے مسکراہٹ ضبط کرتے نرمی سے اسکے"
گال کو سہلایا۔۔ جبکہ اسکی نگاہیں لو دینے لگیں۔۔

مم۔۔ میرے منہ سے نکل گیا۔۔ مم۔ میرا سس۔۔ سچی یہ"
مطلب نہیں تھا۔۔۔"وہ سر جھکا کر مٹھی میں سگریٹ دبائے
منمائی۔۔

میں سمجھ گیا ڈارلنگ۔۔۔"ساحل نے اسکی مٹھی میں دبے"
اپنے شہید سگریٹ کو دیکھا۔۔
کیا سمجھ گئے؟"روحا نے نم آنکھیں جھٹکے سے اٹھائیں۔۔"

یہی کہ میرا بے بی ابھی بے بی نہیں چاہتا۔۔"اسکے محبت سے کہنے پر"
وہ ایکدم کھکھلا کر اسکے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔
میں آپکا بے بی ہوں شاہو۔۔"وہ ہتھیلی پر سگریٹ کے اعضا کو جانچتی"
بولی۔۔
یہ تم نے کیا کیا۔۔"وہ اسکے بالوں کو برش کر کے انہیں کیچر میں"
جکڑ کر ہتھیلی سامنے کرتا ناگواریت سے گھور کر بولا۔۔

آپکے سگریٹ کا قتل۔۔"وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر بولی۔۔"
اسنے تفاخرے سے ہتھیلی پر موجود سگریٹ سے سارے اعضا کو
پھونک سے فضا میں اڑایا۔۔
ان حرکتوں پر ہی مار کھاتی ہو۔۔"وہ غصے سے کہہ کر بریف کیس"
اٹھانے کیلئے پلٹا مگر روحانے ایکدم اسکی گردن میں بازو باندھ کر
پشت پر چمٹ گئی۔۔
اب چلیں۔۔"وہ ہنستی اسکی گردن پر اپنی ناک سہلا کر بولی۔۔"
اور ساحل نے کھڑے کھڑے گردن میں موجود اسکے بازو کو پکڑ کر
جھٹکے سے اسے آگے کر لیا۔۔

سوری۔۔"وہ اسکی ناراضگی کا احساس کرتی زبان چڑھا کر بولی۔۔"
ساحل نے اسکی سرخ زبان کو دیکھتے اسکی آنکھوں کو دیکھا۔۔وہ جیسے جیسے اس سے مانوس ہوتی جا رہی تھی اپنے خول کو توڑتی جا رہی تھی۔۔

وہ اسکے نقوش کو گہری نگاہوں سے جانچ رہا تھا۔۔
روحا اسکی لو دیتی بولتی گہری نظروں سے گھبرا کر اسکی آنکھوں پر ہاتھ رکھ گئی۔

اسنے آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر اسکی کھڑی ناک گھنی مونچھوں تلے عنابی ہونٹوں کو دیکھا۔۔بے ساختہ خود ہی جھک کر اسکے عنابی ہونٹوں کو چھونے لگی۔۔
جب ساحل نے بھی پیش قدمی کرتے اسکا ساتھ دیا وہ بوکھلا کر پیچھے ہو گئی اور سرک نیچے اترتی اس سے دور ہو گئی۔۔

وہ مسکراتی نظروں سے اسے دیکھتا سر جھٹک کر کوٹ پہننے لگا جب وہ خود سگریٹ اٹھا کر اسکے پاس آ گئی۔۔

یہ لیں آپکی بیوی۔۔" اسنے خفگی سے کہا۔۔ ساحل نے دیکھ کر"
بے ساختہ قہقہہ لگایا۔۔
وہ ناراض ناراض صورت لیے کھڑی تھی۔۔ ساحل نے اسکے دوپٹے سے
بے نیاز سر اپے کو دیکھتے اسکا ہاتھ پکڑا اور جھٹکے سے پاس کر دیا۔۔

تمہارے خمار کے سامنے اس سگریٹ کا نشہ کچھ بھی نہیں۔۔"
وقت آنے دو فرصت سے سمجھاؤں گا کہ اصلی بیوی کون ہے۔۔"
اسنے اسکی نازک کلائی کو اسکی پشت سے لگایا۔۔
اسکے گلابی نچلے ہونٹ کو انگوٹھے سے سہلاتے اسنے جھک کر اسے اپنی
گرفت میں لے لیا۔۔ وہ اسکے کوٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔۔

شاہو!!" وہ اسکے لمس میں کھویا ہوا تھا دفعتاً باہر دستک ہوئی۔۔۔"
روحانے پٹ سے واکیں۔۔
یی۔۔ یہ آپکو شاہو کیوں کہہ رہی ہے؟" وہ اپنا تنفس بحال کیے بغیر"
بگڑی۔۔ ساحل کو ہنسی بھی آئی اور بیک وقت فیری پر غصہ بھی۔۔
اسکا دماغ خراب ہو۔۔" وہ دانت پیس کر بولا۔۔"

آپ اسے سمجھا دیں کہ آپ صرف میرے شاہو ہیں۔۔"وہ بگڑے"
تنفس سے بولی
بالکل سمجھا دوں گا۔۔"وہ اسکا سر سہلا کر بولا۔۔۔"

بات سنیے شاہو۔۔!"شوز پہن کر وہ دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا"
جب اسنے ہاتھ پکڑ لیا۔۔
بولو جانِ شاہو۔۔"ساحل نے الٹا اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب"
کھینچ لیا۔۔
آپ کو گن چلانی آتی ہے۔۔"اسنے اسکے کوٹ کر بٹنوں پر انگلی"
پھیر بیوقوفانہ سوال کیا۔۔
ہمم آتی ہے۔۔"وہ نا سمجھی سے دیکھ کر بولا۔۔"
مجھے بھی سکھا دیں۔۔"وہ فرمائشی لہجے میں بولی۔۔"
ساحل اسکے خطرناک تیوروں پر قہقہہ لگا اٹھا۔۔

ہنس رہے ہیں آپ شاہو میں مذاق نہیں کر رہی۔"روحا نے چڑ"
کر کہا۔۔

میں کہاں ہنس رہا ہوں جاناں۔۔ میں تو اپنی بیوقوف دوست پر"
افسوس کر رہا ہوں۔۔ جو ساحل شاہ کی بیوی سے ٹکر لے رہی ہے۔۔" وہ
ٹیبل سے سگریٹ کے پاکیٹ اٹھا کر جیب میں رکھے بولا۔۔
روحا خوش دلی سے مسکرائی۔۔ "وہ ہے ہی شکل سے بیوقوف۔۔" اسنے
با آواز بلند کہا۔۔

نو ڈاؤنٹ!" اسنے تاکید میں سر ہلایا جب وہ دوپٹہ لیکر جلدی"
سے اسکے پاس آئی اور اسکے ساتھ جانے کیلئے اسکے ہاتھ سے بریف
کیس لیا۔۔
مگر بھاری پا کر اسکے ہاتھ سے دوسرے پل پھسلا۔۔ معاً روم کی فضا
میں ٹھاہ کی آواز گونجی۔۔
آہہ۔۔۔ "روحا کی خوف اس افتاد سے چیخ نکل گئی۔۔"

کیا ہوا۔۔۔ "فیری جھٹکے سے ڈور کھول کر اندر داخل ہوئی۔۔"
تم ٹھیک ہو۔۔" ساحل نے بروقت روحا کو پکڑ لیا گرنے سے"
بچاتے۔۔

جبکہ روحا کی ساکت آنکھیں قالین پر بکھرے ہتھیاروں پر تھی۔۔۔

یی۔۔ یہ سب کک۔ کس کے ہیں۔۔"وہ حلق تر کرتی پھک"

چہرے سے ساحل کی گرے سرد تاثرات والی آنکھوں کو دیکھنے لگی۔۔

رات کو بتاؤں گا۔۔ڈرو نہیں۔۔"اسکے سر پر بوسہ دیتے اسنے سینے"

کے قریب کرلیا۔۔اور فیری کو اشارہ دیا۔۔وہ سمجھ کر آگے بڑھی اور جلدی سے بریف کیس میں سب سمیٹ کر رکھتے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

یہ کھلونے ہر گز نہیں بے بی۔۔!میں گاڑی میں ویٹ کر رہی"

ہوں۔۔"اسنے روحا کا گال چھوا اور ساحل سے مخاطب ہوتی روم سے نکل گئی۔۔

روحا کے سماعتوں میں فیری کی ہیل کی ٹک ٹک کئی لمحے تک گونج رہی تھی۔۔وہ ساحل شاہ کی گرے آنکھوں کے تاثرات پر غور کرنے لگی۔۔

شاہو آپ وکیل ہیں نا۔۔"روحا کا دل انجانے خدشات سے"

دھڑکنے لگا۔۔

بالکل روحِ ساحل۔۔ تمہارا شاہوا اچھے لوگوں کا وکیل ہے۔۔" اسنے اسکے گال کو سہلایا۔۔۔ وہ اسے ریلیکس کرنے کی کوشش کرنے لگا۔۔

ویسے کثرت سے سگریٹ پینے والا انسان کبھی عام نہیں ہو سکتا۔۔" مگر میں پھر بھی آپ پر یقین کر رہی ہوں۔۔" وہ اس سے بولی۔۔ اسکی بچکانہ بات پر ساحل نے زوردار قہقہہ لگایا۔۔

شکریہ روحِ ساحل!" وہ اسکے یقین کرنے پر مشکور ہو گیا۔۔"

آپ اس چڑیل لڑکی سے دور رہیں وہ جانے کیسے کیسے ہتھیار رکھتی" ہے اپنے پاس۔۔ پولیس کو معلوم ہو گا تو سزا ہمیں لگے گی۔۔" اسنے اپنی آنکھیں رگڑیں۔۔

اوکے میں تمہارا کہا مان رہا ہوں۔۔ اور تم مجھ سے پرامس کرو تم ان" ہتھیار کا ذکر کسی سے نہیں کرو گی۔۔" وہ اسکی ٹھوڑی پکڑ کر نم آنکھیں چوم کر بولا۔۔

روحا زبردستی مسکراہٹ لبوں پر سجا کر سر اثبات میں ہلاتی اسکے مضبوط ہاتھ میں اپنا سفید نازک سے ہاتھ دیکر ہنسی۔۔۔

گڈ گرل! تم چلو میرے ساتھ ناشتہ کرو میں ایک کام نمٹا کر آتا" ہوں۔۔" وہ اسے پچکارتے ہوئے بولا۔۔ اور اسے اپنے ساتھ لیکر نیچے آیا۔۔۔

مام!" اسنے اپنی ماں کو پکارا اور روحا کو ڈائننگ ٹیبل کے پاس لا کر چیئر" گھسیٹ کر اس پر بٹھایا۔۔

آپ کہیں جا رہے ہیں بھیو۔۔" سمن نے ڈائننگ ہال میں" داخل ہوتے ساحل کو دیکھ کر پوچھا۔۔
یس میرا بیٹا۔۔ اپنی بھابی کا خیال رکھنا۔ اور مام سے کہنا اسے زکام ہے" ہاسپٹل لے جائیں میں لیٹ ہو جاؤں گا۔۔" وہ سمن کے سر پر بوسہ دیکر اسے ہدایت دیتا ایک گہری نظر روحا پر ڈال کر سگریٹ لبوں میں دبائے وہاں سے نکل گیا۔۔

وہ لب بھینچ کر جلدی سے اٹھی اور سمن کی ارے سنے بغیر ساحل کے پیچھے دبے قدموں سے جانے لگی۔۔

گھر سے باہر آکر وہ پلر کے آڑ میں چھپ گئی۔۔اور نظریں بچا کر انہیں دیکھنے لگی۔۔

وہ اسکی نظروں کے سامنے تھا۔۔لمبے چوڑے وجود کا مالک، سیاہ فورس پیس سوٹ میں ملبوس۔۔ایک ہاتھ کی انگلیوں میں موجود دھواں چھوڑتا سگریٹ، دوسرے ہاتھ کو جیب میں ڈالے وہ کان میں لگے بلوٹوتھ سے بات کرتا ساتھ فیری سے کچھ کہہ رہا تھا جو بریف کیس تھامے اسکے مقابل کھڑی تھی۔۔۔

اسنے حسب معمول سیاہ ہائی کوٹ پہنا ہوا تھا۔۔پاؤں میں سرخ ہیل سورج کی کرنوں پر چمک رہی تھی۔۔پشت پر لائیٹ براؤن گھنگھریالے بال بکھرے پڑے تھے۔۔

وہ توجہ سے ساحل شاہ کی بات کو سن رہی تھی۔۔اسنے ڈیپ ریڈ لپسٹک لگائی ہوئی تھی۔۔

روحا کو وہ عورت ابنارمل لگی۔۔بھلا وہ اسکے سادھ شریف سگریٹ پینے والے ایک عام سے وکیل شوہر کے پیچھے کیوں پڑی تھی۔۔

وہ ہر گز بھی نارمل لڑکی نہیں تھی۔۔ اسکا دل رقابت کی آگ میں جلنے لگا۔۔

ہوش تو اسے تب آیا جب ساحل اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا تھا۔۔ فیری نے بریف کیس اسکے گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر رکھا۔۔ وہ بیٹھنے لگی تھی مگر ساحل نے کچھ کہا جسے سن کر وہ قہقہہ لگاتی پیچھے ہوئی ڈور بند کرتے اسنے بال جھٹکے۔۔

روحا کی صدمے سے چیخ تو تب نکلی جب اسنے اسکے شوہر کی انگلی میں دبا سگریٹ نکال کر اپنے ہونٹوں میں دبایا اور جا کر اپنی بائیک پر بیٹھی۔۔

وہ صدمے سر دپڑ گئی۔۔

کچھ دیر میں وہ آگے پیچھے گھر کے گیٹ سے نکل گئے۔۔ روحا کو فیری کا قہقہہ لگانا سمجھ نہیں آیا تھا مگر اسکی آنکھیں بھیگ گئیں۔۔

اگر میں سگریٹ پیوں تو؟" اسنے آستین سے اپنی آنکھیں صاف "
کرتے سوچا۔۔
مگر مجھے تو استھما ہے۔۔" وہ ہچکی لیکر خود سے بولی۔۔ اسکا دل پھوٹ "
پھوٹ کر رونے کا خواہش مند تھا۔۔

اللہ کرے فیری ٹیری تمہیں کوئی ظالم شوہر ملے۔۔ تمہیں اٹھا کر "
"لے جائے میرے ساحل سے دور۔۔ بھوتنی بل بتوڑی۔۔

بھابی۔۔" سمن کی پکار پر اسنے گڑبڑا کر چہرہ صاف کیا اور سیدھی "
کھڑی ہوئی۔۔
ہاں۔۔" وہ سمن کی طرف متوجہ ہوئی۔۔"
یہ لیں بھائی بات کرنا چاہتے ہیں۔۔" وہ اسے موبائل تھما کر واپس اندر کی "
طرف بڑھ گئی۔۔ روحا نے گھبراہٹ سے موبائل کو دیکھا۔۔
ج۔جی!" اسنے موبائل کان سے لگایا۔۔"
کیا کر رہی ہو۔۔؟" موبائل سے اسکی گھمبیر آواز گونجی۔۔"
ناشتہ۔۔" روحا کی آواز بھر آئی۔۔ کتنی آسانی سے اسے سگریٹ "
دے دیا تھا۔۔

کب کرو گی؟" اسنے الٹا سوال کیا۔۔"
میں کر رہی ہوں۔۔" وہ گڑبڑا گئی۔۔"
اگر پلر کا ناشتہ کر لیا ہو تو اب جاؤ اندر۔۔۔" وہ چبھتے لہجے میں بولا۔۔"
روحا لب دانتوں میں دبا گئی۔۔۔
شاہو۔۔۔" وہ اندر کی طرف بڑھتی اسنے پکارنے لگی۔۔"

ہوں۔۔" ساحل جانتا تھا اسے اب کیا کہنا ہے۔ اتنا تو"
پہچان ہی گیا تھا اس بیوقوف لڑکی کو۔۔۔
مجھے سگریٹ پینا ہے آپکا۔۔۔" وہ ایک کونے میں آکر نیچے بیٹھتی"
پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔۔

تم بگڑ رہی ہو۔۔۔" ساحل کا دل کیا فیری کو وہیں شوٹ کر دے۔۔"
ہاں میں کچھ کہوں تو بری۔۔ کچھ مانگوں تو بگڑ رہی ہوں باقی دنیا کو بغیر کچھ کہے ہر"
چیز دے دیتے ہیں۔۔" ساحل نے سرد سانس خارج کرتے موڑ
کاٹا۔۔
اسکے سامنے وہ بائیک تھی۔۔ جس پر اسکی پہلے سے مینٹل بیوی کو
مزید مینٹل کرنے والی سوار تھی۔۔

رات کو بات کریں گے۔۔ ابھی اٹھو جاؤ ناشتہ کرو ڈیڈ نے دیکھ لیا تو کیا"
کہیں گے میں تمہیں بگاڑ رہا ہوں۔۔" ساحل نے پچکارہ کچھ سوچ کر وہ
مسکرائی۔۔

شاہو!!" اسنے پکارا۔۔"
ہوں۔۔" اسے جواب دیتے اسنے جھٹکے سے گاڑی سائیڈ روکی۔۔"
اسکی گرے آنکھیں سامنے تھیں جہاں ایک پرانی عمارت
میں فیری داخل ہو رہی تھی۔۔
اگر آپ نے مجھے سگریٹ نہیں پینے دی تو میں ان ہتھیار کے بارے"
میں ڈیڈ کو بتا دوں گی۔۔ اور پھر انجام سے آپ واقف ہی ہوں
گے۔۔۔ ڈیڈ کی نظر میں پہلے سے آپ بگڑے ہوئے ہیں۔۔ مزید
میں بگاڑ دوں گی۔۔" وہ اپنے بالوں کی لٹوں کو انگلی پر لپیٹ کر چالاکی سے
مسکرا کر بولی۔۔۔

تم نہیں جانتی ڈارلنگ کسے چھیڑ رہی ہو۔۔۔" ساحل کی آنکھوں"
میں چمک آ گئی۔۔ وہ سچ میں نادان تھی۔۔

مسٹر بلڈوزر اگر آپ نے مجھے سگریٹ نادی تو آپ نہیں جان پائیں"
گے کہ آپ کے ساتھ کیا ہوگا۔۔"وہ ایکدم خوشی سے کھکھلائی۔۔۔
اور تمہارا پرامس؟"ساحل بریف کیس لیکر باہر نکلا۔۔۔"
آئی ڈونٹ کیئر۔۔۔آئی وانٹ سموکنگ۔۔"اسنے گھر میں"
قدم رکھا۔۔
اینڈ آئی وانٹ یور بریتھ۔۔دوگی۔۔؟"اسکے سرگوشیانہ پوچھنے پر"
روحا نے گڑبڑا کر کال ڈسکنیکٹ کی۔۔ساحل اسکی ضد پر زیرلب
مسکرایا۔۔

البتہ اس فیری نے حقیقت میں اسکے لیے مشکل کھڑی کردی
تھی۔۔وہ یہاں اپنے کام سے آیا تھا۔۔کیونکہ کلر بھی خود تھا،اور ایڈوکیٹ
بھی۔۔۔
ٹھیک کہتی تھی روحا شاہ۔۔کثرت سے سگریٹ پینے والا بندہ
کبھی عام نہیں ہوسکتا۔۔اور وہ تو تھا ہی بہروپیا۔۔

oooooooooo

کیا آپ مجھے اسلئے ناپسند کرتی ہیں کیونکہ پاکستان والے مجھے آپ "
جیسی کہتے ہیں۔۔"وہ ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھی مہکار شاہ کے سرد رویے
سے تنگ آکر بالآخر ان سے سوال کر ہی دیا جسکے لیے کب سے خود کو تیار
کر رہی تھی۔۔
مہکار نے تیز نظروں سے اسے دیکھا۔۔اسنے آج دوائی نہیں کھائی تھی
جس وجہ سے اسکا دماغ گھوم رہا تھا۔۔عجیب سی سوچوں نے اسے
گھیرے میں لیکر رکھا تھا۔۔
بازل نے نظروں سے ہی جواب طلب کیا۔۔مگر وہ آنکھیں پھیر
گئی۔۔ورنہ اسکا دماغ سب کچھ تہس نہس کر دے۔۔

آپکو میں پسند نہیں؟روحابے بی کو اتنا پیار کرتی ہیں مجھ سے دور کیوں "
رہتی ہیں؟"جواب ناپا کر وہ پھر سے بولی

بازل خاموشی سے ناشتہ کرو اور جاؤ روم میں۔۔"وہ غصے سے گویا ہوئیں بازل"
نے گہرا سانس لیا۔۔

اوکے نا پیار کریں مجھے میرے ماں باپ بہت پیار کرتے ہیں۔۔اور "
مجھے آپ جیسی پھوپھو کی ضرورت بھی نہیں جو اپنے بیٹے کو نہیں پیار کرتی
جیکی کو بھی کھو کر آ گئیں۔۔"وہ تنگ کرنے غرض سے بولی۔۔
اور مہکار شاہ کیلئے یہ وار کافی گہرا ثابت ہوا۔۔۔
اسکی آنکھوں میں چنگاریاں ابل پڑیں۔۔

شٹ اپ!!"مہکار شاہ چیخ اٹھی ایک لمحے کیلئے بازل سہمی گئی مگر"
پھر انہیں مزید تنگ کرنے کیلئے کھکھلائی۔۔

مام آجائیں میں انہیں بتائوں گی آپ مجھ سے نفرت کرتی"
ہیں۔۔"وہ شرارت سے ہنستی بولی۔۔اسکا گلاب جیسا چہرہ کھل رہا
تھا۔۔
گرے کرسٹل جیسی آنکھوں میں ڈھیروں شرارتیں لیے وہ مہکار شاہ
کو دیکھ رہی تھی۔۔حیدر شاہ کی جان بسی ہوئی تھی اس میں۔۔

ہاں کرتی ہوں میں نفرت بس اب خوش ہو۔۔چپ کر کے"
ناشتہ کرو اور جائو روم میں۔۔مجھے تمہاری ذرہ سی آواز نہیں سنائی دے

ورنہ تمہارے لیے اچھا نہیں ہوگا۔۔ دماغ خراب کر کے رکھا ہے تم نے میرا۔۔" وہ انتہائی ناپسندگی سے اسے دیکھتی شاؤٹ ہو گئی اس پر۔۔۔

بازل لب بھینچ کر خاموش رہ گئی۔۔

آپ بہت بری پھوپھو ہیں۔۔" اسنے ہاتھ مار کر ٹیبل سے برتن گرا دیئے" ساتھ دودھ کا گلاس بھی۔۔ جسے دیکھتے مہکار شاہ کا دماغ گھوم گیا کہ ایکدم آگے بڑھ کر جھٹکے سے اسے چیئر سے اٹھاتے زوردار تھپڑ اسکے نازک گال پر دے مارا۔۔۔

آہہ۔۔" وہ چیخ اٹھی خوف سے۔۔"

ہاں کرتی ہوں میں نفرت تم سے۔۔ نفرت ہے مجھے تمہاری" صورت سے۔۔ کیونکہ تم مہکار شاہ جیسی ہو۔۔ مجھے اپنی پرچھائی سے نفرت ہے۔۔" وہ اسکے بال مٹھی میں پکڑ کر اسکے منہ پر چیخ رہی تھی۔ بازل کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا۔۔

مہکار شاہ نے نفرت سے اسے پیچھے دھکیلا وہ گرتی پڑتی خوفزدہ اپنے روم کی طرف بھاگ گئی۔۔

دروازہ بند کرتے وہ پیچھے سے روتی چیخنے لگی۔۔

ڈیڈ آجائیں میں یہاں سے چلی جاؤں گی۔۔ آپ ایک بری پھوپھو" ہیں۔۔ میں مر جاؤں گی مگر آج کے بعد آپ سے بات نہیں کروں گی آئی ہیٹ یو۔۔" وہ روتی رہی کتنی دیر۔۔ اسنے اپنا چہرہ آئینے میں دیکھا کہ وہ کس طرح سے مہکار شاہ جیسی لگتی ہے۔۔

مگر اس معصوم کو کچھ سمجھ نہیں آیا۔۔ تو بیڈ پر گر کر رونے لگی۔۔

ہاں میں چڑیل ہوں اور سب سے پہلے تمہارا گلا گھونٹ کر تمہیں مار" دوں گی منحوس لڑکی۔۔ میری زندگی کا عذاب ہو تم۔۔" بازل نے حیرت سے دروازے کو دیکھا جسے کھولنے کی اسکی پھوپھو بے تحاشہ کوشش کر رہی تھی۔۔

وہ ایکدم سے خوفزدہ ہو کر بھاگی اور میز دروازے کو لگا کر اسنے اچھے سے لاک لگا دیا۔۔

اسے لگ رہا تھا اسکی پھوپھو پاگل ہو گئی ہے۔۔ اور وہ غلط بھی نہیں تھی۔۔

مہکار شاہ سوچوں میں اذیتوں میں اپنا دماغ کی توازن برقرار نہیں رکھ پا رہی تھی۔۔

اسنے اپنے بھائی کی باتیں سن لی تھیں، ساحل کے علاوہ بھی اسنے کسی بچے کو جنم دیا تھا۔۔ اور مہکار شاہ کو یقین ہونے لگا تھا کہ وہ بچہ کوئی اور

نہیں بلکہ بازل شاہ ہے۔۔ کیونکہ اسکا بھائی چاہتا تھا وہ بازل کے ساتھ قریب ہو اسلیے تو اسے اپنے ساتھ نہیں لیکر گئے۔۔

حیدر شاہ پھوپھو بھتیجی کے بیچ سرد دیوار کو ختم کرنا چاہتا تھا۔۔ مگر مہکار شاہ نے موجودہ صورتحال کے تحت اس بات کو کسی اور ہی رنگ میں لے لیا۔۔

اسکے دل میں بازل کیلئے نفرت پہلے سے زیادہ بڑھ گئی تھی۔۔ وہ جب جب بازل کو دیکھتی اسے اپنی اذیتیں یاد آرہی تھیں۔ اپنی بربادیاں سامنے گھوم رہی تھیں۔۔

اسکا بھائی اسے نہیں بتا رہا تھا مگر مہکار شاہ جانتی تھی اسکی دوسری ناکام شادی کی بات بھی سارے خاندان میں پھیل چکی ہے۔۔ اور سب ادے برا بھلا کہہ رہے ہوں گے۔۔

وہ دماغی اذیت کا شکار ہو رہی تھی اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔ وہ جیسے ذہنی مریض بنتی جا رہی تھی۔۔

ایسے میں بازل کا اسکے سامنے آنا، گھومنا پھرنا۔۔۔ مہکار شاہ کو لگ رہا تھا اسکی بربادی کی ذمہ دار وہ ہے۔۔ حالانکہ اسکا اس سب سے دور دور تک تعلق نہیں تھا۔۔ مگر وہ ذہنی مریض بنتی جا رہی تھی۔۔

آج اگر بروقت گارڈ آکر مہکار شاہ کو نا روکتا تو شاید وہ اپنی سوچوں کا شکار ہو کر بازل کا گلا گھونٹ چکی ہوتی۔۔

کیا کر رہی ہیں میڈم؟ بے بی ڈر جائے گی۔۔"گارڈ نے حیرت سے ان" سے کہا۔۔ مہکار شاہ جیسے نیند سے جاگی تھی۔۔
وہ گارڈ کو دیکھتی پھر اپنی حرکت کو۔۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔
وہ الٹا گارڈ پر چلائی۔۔ اور اسے وہاں سے بھگا دیا۔۔۔
گارڈ چلا گیا۔۔ تو وہ بھی اپنے روم میں آگئی۔۔ انکے جاتے ہی بازل باتھ روم سے باہر نکلی اور روتی ہوئی بیڈ پر گر گئی۔۔

میں ڈیڈ مام کو بتاؤں گی پھوپھو نے مجھے مارنے کی کوشش کی۔۔"وہ روتے" ہوئے اٹھی۔۔
اسنے دروازہ کھولا اور چپکے سے باہر آگئی۔۔ وہ روتی ہوئی فون کے پاس آئی۔۔ اور اپنے باپ کا نمبر ڈائل کرنے لگی۔۔

ہیلو!"اسکی دوسری کال پر کال پک کرلی گئی دوسری طرف سے" حیدر شاہ کی بھاری گھمبیر آواز گونجی۔۔ بازل ہیلو کا روتے ہوئے جواب

دیتی اسی پل مہکار شاہ نے خوفزدہ ہوتے اسکے منہ پر ہاتھ رکھتے اس سے موبائل چھین لیا۔۔

وہ جو سوچ رہی تھی اپنے باپ سے کہے گی آکر اسے لے جائیں اسے ڈر لگ رہا ہے۔ مگر دوسرے پل مہکار شاہ کے آجانے پر وہ ٹھیک سے اپنے باپ سے بات نا کر سکی۔۔

مہکار شاہ نے اسکے باپ سے جھوٹ بولا کہ وہ سو رہی ہے۔۔ مزید اسکے باپ نے بھی کہہ دیا کہ وہ آج گھر نہیں آسکتا کیونکہ اسے روحا کی کچھ ٹیسٹ ہیں۔۔ اسلئے وہ آفس سے سیدھا وہیں جائیں گے۔۔

بازل کو کافی دکھ ہوا یہ سوچ کر کہ اسکی کوئی پرواہ نہیں انہیں۔۔

اسکے ماں باپ کیلئے صرف روحا ہی اہم ہے۔۔ وہ مرے یا جیئے انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔ کال کٹ چکی تھی۔۔ مہکار شاہ کے اسکی طرف متوجہ ہونے سے پہلے وہ بھاگ گئی اپنے روم میں۔۔

پورا دن وہ روم میں بند رہی روتی رہی۔۔ شام کو کھانا لیکر اسکے پاس مہکار شاہ آئی۔۔

کھاؤ۔۔" وہ اسکے سامنے کھانا رکھ کر نفرت سے بولی۔۔ بازل نے " روتے ہوئے شکوہ کن نظروں سے اپنی پھوپھو کو دیکھا۔۔

سب کہتے ہیں میں پیاری ہوں۔۔ آپ کو کیوں نہیں پسند۔۔ مام ڈیڈ" بھی مجھ سے محبت نہیں کرتے۔۔" وہ سسک اٹھی اور چہرہ چھوٹے سے ہاتھوں میں چھپا دیا۔۔

مہکار شاہ کو جیسے سکون آیا اسے روتے دیکھ کر۔۔

ہاں تم سے کسی کو محبت نہیں۔۔ کیونکہ تم ایک ناجائز لڑکی ہو۔۔ تمہیں تو" میرے بھائی کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ انہوں نے تمہیں مارا نہیں بلکہ زندہ رکھا۔۔ ورنہ میرا بس چلے تمہاری ابھی جان نکال دوں۔۔ تم روحا کی جوتی کے برابر نہیں سمجھی آئندہ اپنی برابری اسکے ساتھ ہرگز نہیں کرنا۔۔" وہ اپنے دماغ کا زہر اسکے دماغ میں انڈیل رہی تھی۔۔
بازل ششدر سی انہیں دیکھتی رہی۔۔
ناجائز مطلب ؟" اسنے چہرہ اپنے ہاتھوں سے رگڑ کر پوچھا۔۔ مگر اگلے" لمحے پڑنے والا تھپڑ اس قدر غیر متوقع تھا کہ وہ منہ کے بل بیڈ پر جا گری۔۔ اسکی سسکی گونج اٹھی۔۔

ناجائز مطلب قابل نفرت۔۔۔ تم بازل شاہ۔۔ تمہاری رگوں" میں حیدر شاہ کا خون نہیں بلکہ ایک حیوان کا خون ہے۔۔ ایک زانی کا خون ہے۔۔ تم ایک شیطان کی اولاد ہو۔۔ میرا بس چلے تمہاری جان لے لوں۔۔ تم مہکار شاہ کی زندگی کا عذاب ہو۔۔" وہ چیختی اس پر چلاتی روم سے نکل گئی۔۔

بازل نے بھاگ کر ڈور بند کیا۔۔ اور اس سے لگ کر کتنی دیر روتی رہی۔۔

مجھے پتا ہے پھوپھو جھوٹ بول رہی ہیں۔ میں ڈیڈ کی بیٹی ہوں مام۔۔۔ مجھ سے" پیار کرتی ہیں۔۔" اسنے کھانا نہیں کھایا بلکہ وہ گھٹنوں میں چہرہ دیکر رونے لگی۔۔

جس طرح اسکے ماں باپ اسے اگنور کر رہے تھے اسے سچ میں لگ رہا تھا کہ وہ انکی بیٹی نہیں۔۔ اسکے دماغ میں طرح طرح کی باتیں آنے لگی۔۔

میں ڈیڈ سے خود جا کر پوچھوں گی۔۔" وہ کافی دیر رونے کے بعد آخری" فیصلہ کر کے اپنی جگہ سے اٹھی "میں اب یہاں ہرگز بھی نہیں رہوں گی۔۔" اسنے اپنا سکول بیگ نکالا۔۔ اور اس میں سے سارے کتاب نکال کر روتی ہوئی اپنے کپڑے ڈالنے لگی۔۔

وہ اپنے ماں باپ سے روٹھ چکی تھی۔۔ اگر اسکے باپ اسکے پاس نہیں آسکتا تو کیا ہوا۔۔ وہ تو انکے پاس جا کر انہیں سب بتا سکتی ہے۔۔
اسکے چھوٹے سے دماغ میں مہکار شاہ کی باتیں بازگشت کر رہی تھیں۔۔ وہ اسے زانی کی اولاد ناجائز، گندہ خون جانے کیا کچھ بول کر گئی تھیں۔۔
اسکی ماں اس سے بہت محبت کرتی تھیں۔۔ انہوں نے وعدہ کیا تھا رات کہ وہ اسے سنڈے کے دن بلائیں گی۔۔ مگر انہوں نے نہیں بلایا۔۔
اسکی ناک سرخ ہو چکی تھی۔۔ گرے آنکھوں میں خوف کے ساتھ رونے کی وجہ سے سرخی پھیلی ہوئی تھی۔۔
رات کافی گہری ہو چکی تھی۔۔ جب اسے یقین ہوا اسکی پھوپھو دوائی کھا کر سو چکی ہو گی۔۔ وہ اپنا بیگ پہن کر چھوٹے چھوٹے قدم لیکر باہر نکلی۔۔
گھر میں گہرا سکوت چھایا ہوا تھا۔۔ وہ گارڈ سے ڈر رہی تھی۔۔ مگر جب گیٹ کے پاس پہنچی تو وہاں نا گارڈ تھا نا ہی واچ مین۔۔
ایک پل کیلئے وہ کھلا گیٹ دیکھ کر ڈر گئی۔۔ دل کیا گارڈ واچ مین کو آواز دے مگر دوسرے پل احساس ہوا کہ اسے بھاگ جانا چاہیے کیا پتا گارڈ آجائیں۔۔

اسنے ایکدم دوڑ لگائی اور گھر سے نکل گئی باہر۔۔۔وہ بھاگتے بھاگتے سنسان روڈ پر آس پاس دیکھے بغیر بس یہاں سے دور چلے جانا چاہتی تھی۔۔

وہاں جہاں اسکا باپ تھا جو اس سے بے انتہا محبت کرتا تھا۔۔ جسکے بازو پر سر رکھے وہ سوتی تھی۔اپنی ماں کے پاس جانا چاہتی تھی جنہیں اتنے دن نا دیکھ کر وہ بے چین ہو گئی تھی۔۔

دفعتاً وہ تیز تیز بھاگتی اچانک دھڑام سے منہ کے بل گری۔۔
"مام!!!" اسکے منہ سے کرب بھری چیخ نکلی۔۔مگر دوسرے لمحے قریب سے کہیں خونخوار کتے کی غرانے کی آواز آئی وہ سختی سے اپنا منہ بند کر گئی۔۔

اسکا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔۔وہ دعا مانگ رہی تھی کہ اسکا باپ آجائے اور اسے اپنی پناہوں میں چھپا دے۔۔
مگر ہر دعا تو قبول نہیں ہوتی۔۔۔وہ بے آواز اٹھی۔۔اور اپنے گال صاف کرتی آگے بڑھی۔۔

غررررر۔۔۔کہیں پاس سے خونخوار کتوں کی غرانے کی آوازیں بڑھنے لگی۔۔
وہ ہراساں ہو کر اپنا حلق تر کرنے لگی۔۔

ڈیڈ۔۔"اسنے سرگوشی میں اپنے باپ کو پکار دی۔۔مگر جواب "
ندارد۔۔
آئی مس یو ڈیڈ۔۔"وہ رونے لگی۔۔"میں آپکی بیٹی ہوں۔۔میں ناجائز"
نہیں ہوں۔۔مام۔۔"وہ اپنی پھوپھو کی باتیں یاد کرتی آہستہ سے قدم پھر سے
بڑھانے لگی۔۔
بھاؤوو"معاً قریب سے کتوں کے دھاڑنے کی آواز آئی۔۔"
آآآ۔۔"بازل کے منہ سے چیخ نکل گئی۔۔"
اللہ ھو، اللہ ھو، اللہ ھو"اسنے خوف سے اللہ کا ورد شروع کر دیا۔۔"
لیکن وہ معصوم کیا جانے کہ حیوان اگر خدا سے ڈرتا تو یہ حیوانگی جنم ہی
کیوں لیتی۔۔
پلیز ڈیڈ کم بیک۔۔"اسے انجانے خوف آکر جکڑا۔۔وہ سنسان"
سڑک کے بیچوں بیچ کھڑی اپنے باپ کے آنے کی دعائیں مانگ
رہی تھی۔۔۔اسنے سوچا یہاں سے کوئی گاڑی گزرے گی تو اس سے مدد لے
لے گی۔۔
ابھی وہ یہ سوچ ہی رہی تھی کہ اچانک ہی سامنے سے دو کتے اسکی
طرف بھاگتے ہوئے دکھائی دیئے۔۔وہ غراتے رال ٹپکاتے اسکی
طرف بڑھ رہے تھے۔۔

بازل کی زوردار چیخ گونج اٹھیں۔۔وہ یہاں وہاں دیکھے بغیر ایکدم تیزی سے بھاگنا شروع ہو گئی۔۔

مام۔۔مام۔۔۔"وہ حلق کے بل چیخ رہی تھی۔۔اسکی وحشت سے چیخیں" جیسے بلند ہو رہی تھیں کتوں کی رفتار میں مزید تیزی آتی جا رہی تھی۔۔

بازل حواس باختہ سی بھاگتی جا رہی تھی۔۔اسکا چہرہ آنسوں سے تر تھا اور حلق خشک جیسے کاٹیں چبھ رہے تھے۔۔وہ بھاگتے بھاگتے نڈھال سی ہو گئی۔۔

مگر پیچھے جیسے ہی کتے کی خونخوار دھاڑ سنتی پھر سے بھاگنا شروع کر دیتی۔۔

ڈیڈ۔۔"وہ بے تحاشہ رونے لگی۔۔اسکی آنکھوں کے سامنے موت کی" وحشت ناچ رہی تھی۔۔آنکھوں کے سامنے ماں باپ بہن کا چہرہ گھوم رہا تھا۔۔

بھاگتے بھاگتے اچانک اسکے پاؤں تلے پتھر آیا۔۔وہ منہ کے بل سیدھا سڑک پر گری۔۔پیشانی ناک جیسے سڑک سے ٹکرائے دماغ درد سے سن ہو گیا۔۔۔

کانوں میں زووں جیسی آواز گونجنے لگی۔۔ اسکی چیخیں آہیں درد سے دم توڑ گئی۔۔

ڈیڈ۔۔" سسکی لیکر وہ اٹھی اور بھاگنے کی کوشش کرنے لگی مگر آنکھوں کے " سامنے سیاہ پردہ حائل ہو گیا تھا کہ وہ کچھ دیکھ ناپائی اور واپس سے گر گئی۔۔ وہ کتے بھاگتے ہوئے اسکے قریب پہنچے۔۔ اور زمین بوس ہوئی بازل کو سونگھتے سونگھنے اچانک اسکی ٹانگ پر دانت گاڑ کر اسے سڑک سے نیچے جنگل کی طرف کھینچنے لگے۔۔۔

مگر جیسے ہی اسنے اپنے خونخوار دانت بازل کی ٹانگ میں گاڑھے وہ بلبلا کر کی چیخی۔۔۔ اس میں جانے کہاں سے قوت آگئی کہ گھما کر دوسری لات کتے کے منہ پر ماری۔۔

نتیجا کتا پیچھے جا گرا۔۔ دوسرا اس پر جھپٹا کہ اس سے پہلے ہی وہ چیخ کر اٹھی اور اپنا بیگ اسکے منہ پر مارتے لہولہان سی اندھا دھند ایلی کے گھر کی طرف بھاگنے لگی۔۔

دروازہ کھلا ہوا تھا۔۔کتے کے قریب آکر اس پر جھپٹنے سے پہلے ہی بازل اندر بھاگ گئی اور ٹھاہ کے ساتھ دروازہ بند کیا اور اس سے پیٹھ لگا کر نیچے بیٹھتی سسک اٹھی۔۔

وہ تھر تھر خوف سے کانپ رہی تھی۔۔اسکی پیشانی ناک سے لہو ٹپ ٹپ بوندوں کی مانند برس رہا تھا۔۔کمزوری کے باعث آنکھوں کی سامنے دھند چھائی ہوئی تھی۔۔

ایلی۔۔!!"اسکی جب کپکپاہٹ کم ہوئی اسنے اٹھ کر دروازہ بند کیا۔۔"
اسے یاد آیا کہ ایلی اس دن اسے پکار رہی تھی۔۔اسکی ٹانگ درد کر رہی تھی جہاں کتوں نے اسے کاٹا تھا۔۔وہ زخمی ہو چکی تھی۔۔اور اپنا پاؤں گھسیٹتی ہوئی اندھیرے میں ڈوبے اس گھر میں اندر بڑھی۔۔
وہ گھر کم سیاہ وحشت بھری رات میں کسی ہارر موووی کا ہاؤس ضرور لگ رہا تھا۔۔وہ ایلی کو پکار رہی تھی مگر جواب مسلسل ندارد۔۔
کیا ایلی گھر میں نہیں تھی؟ پھر اس دن کسنے اسے پکارا تھا۔۔"وہ" حیران خوفزدہ سی سوچتی تھوک نگل کر اس سیاہی میں ڈوبے

گھر کو دیکھ رہی تھی۔۔ایسے معلوم ہو رہا تھا جیسے ابھی کسی کونے میں کوئی خوفناک بھوت اس پر جھپٹے گا اور اسے نوچ لے گا۔۔

ایل۔۔۔۔۔اسنے ابھی چند قدم ہی اٹھائے تھے۔۔اسکی پکار ابھی بیچ" میں ہی رک گئی جب اچانک ٹھاہ سے دروازہ کھلا۔۔۔
جیسے کسی نے زوردار لات مار کر کھولا ہو۔۔
"آہہہ۔۔۔"
بازل نے جھٹکے سے پلک کر دیکھا تو اس سیاہ گھپ اندھیرے میں کھلے دروازے پر دونوں کتے کھڑے تھے۔۔
اندھیرے میں انکی خوفناک آنکھیں چمک رہی تھی جنہیں دیکھتے ہی بازل کی دلخراش چیخ گونج اٹھی۔۔
ڈیڈ۔۔۔"وہ سسکاریاں دبا کر اپنے باپ کو پکارنے لگی۔۔"
ڈر میں ہمیشہ وہی تو ساتھ ہوتا تھا۔۔

لیکن اس وقت وہ بالکل تنہا تھی۔۔اسکی آواز کو سنتے ہی دونوں کتے غراتے اسکی طرف لپکے۔۔

آہہہ۔۔۔"بازل چھپنے بچاؤ کی کوشش کرتی جیسے ہی اندر بھاگی پاؤں کے تکلیف سے اچانک مڑا وہ سیڑھیوں کے قریب پہنچی ہی تھی کہ ایکبار پھر بری طرح پشت کے بل زمین بوس ہوئی۔۔

اسکے گرتے ہی دونوں کتے اس پر جھپٹے۔۔
آآہہہ۔۔"بازل کی وحشت بھری چیخ پورے گھر میں گونج اٹھی۔۔"
اسنے ایکدم اپنے آگے ہاتھ کر دیئے۔۔
وہ سوچ رہی تھی ابھی وہ اس پر جھپٹ کر اسے چیر پھاڑ دیں گے۔۔ مگر کافی دیر گزر گئی۔۔ اسکی سسکیاں فضا میں گونجتی رہی مگر وہ سہی سلامت تھی۔۔

وہ ایکدم کہنیوں کے بل اٹھ کر بیٹھی۔۔ مگر نظریں جیسے سامنے مردہ پڑے کتوں پر گئی۔۔ اسکی وحشت بھری چیخیں پوری فضا میں گونجی۔۔
وہ بری طرح خوفزدہ اپنے قدموں میں مردہ پڑے کتے دیکھ کر بے تحاشہ رونے لگی کہ اچانک ٹھاہ کے ساتھ باہر دروازہ بند ہوا۔۔

کک۔۔ کون ہے۔۔ اا۔۔ ایلی تم ہو۔۔" اسنے سامنے اندھیرے میں"
کوئی پرچھائی دیکھی۔۔ کسی انسان کی پرچھائی۔۔ اسکی سانس میں جیسے
سانس آئی۔۔

وہ تھر تھر کانپتی ٹانگوں پر زور دیکر اٹھنے لگی۔۔ مگر ناکام ہو گئی۔۔ اسکا
نازک سا وجود جواب دے چکا تھا اور وہ سسکتی واپس گر گئی۔۔

کک۔۔ کون ہے۔۔ پپ۔۔ پلیز میرے ڈیڈ کو بلا دو۔۔۔ مم۔ مجھے ڈر"
لگ رہا ہے۔۔ ڈڈ۔۔ ڈیڈ کو بولیں انکی بازل کو ڈڈ۔۔ ڈر لگ رہا ہے۔۔" وہ سامنے
نمودار ہوتے سیاہ حلیے کو دیکھتی روتی ہوئی التجائیہ بولی۔۔

ششش!!" مگر مقابل نے گن اپنے ہونٹ پر رکھ کر اسے چپ رہنے کا"
اشارہ دیا۔۔ خوفزدہ سی بازل اسکی بھاری پر اسرار سی سرگوشی پر
مزید سہم گئی۔۔

اسنے پھیلی ہراساں نظروں سے آنے والے کو دیکھنے کی کوشش کی مگر
پیشانی سے بہہ کر آنکھوں پر گرے خون کی وجہ سے اسکی آنکھوں میں
سرخی چھائی ہوئی تھی۔۔

بازل کو لگا وہ کوئی چور ہے۔۔ اسے اپنے بیگ میں اپنی سیونگ یاد آئی۔۔
اسنے غیر محسوس طریقے سے اپنا بیگ اپنی پشت پر چھپا دیا۔۔

وہ ایلی کی تلاش میں نظریں پھیرنے لگی۔۔ مگر ہر سو کونے میں تاریکی چھائی ہوئی تھی۔۔

اتنی دیر کر دی آتے آتے۔۔۔ میں کب سے تمہارا انتظار کر رہا تھا" ڈارلنگ۔۔" وہ آکر اسکے سامنے پنجوں کے بل بیٹھا۔۔ اسکی بھاری مسکروہ آواز کو پہچانتے بازل حیران ہوئی اور خوف میں کسی پہچان والے کو یہاں پا کر خوش بھی۔۔

انکل آپ۔۔۔ جج۔۔ جیکی کہاں ہے۔۔ و۔۔ وہ مل گیا۔۔" وہ ظفران" حیدر کو وہاں پا کر پر جوش خوش ہوئی۔۔ اور جیکی کی یاد آنے پر ڈبڈبائی نظروں سے پوچھنے لگی۔۔

کیا تمہیں جیکی کی یاد آرہی ہے؟" وہ اسکے گال کو سہلا کر پوچھنے لگا۔۔ بازل" نے نم آنکھوں سے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔

کیا تم چاہتی ہو وہ جہاں رہے ٹھیک رہے؟" وہ اس سے بولا۔۔" آپ اسے لے آئیں وہ میرا بھائی ہے۔۔ وہ مجھے ناپسند نہیں کرتا۔۔ مجھے" اسنے گفٹ بھی دیا تھا یہ دیکھیں۔۔" اسنے روتے اپنی کلائی اسکے سامنے کر دی۔۔

اسکی دودھیا نازک سی کلائی میں پہنا ہوا وہ بریسلیٹ اندھیرے میں چمکنے لگا۔ اسکی آنکھوں میں شیطانی چمک مزید بڑھ گئی۔۔

کہاں جا رہی تھی؟" وہ اسکی نازک کلائی سہلاتا پوچھ رہا تھا۔۔"

مام ڈیڈ کے پاس۔۔۔" وہ اندھیرے میں سرا سیمگی سے اس"

گھر کو دیکھتی اپنے بازو پر رینگتی اسکی سیاہ انگلیاں دیکھنے لگی۔۔

وہ ڈر گئی اسکی انگلیوں سے۔۔ اسنے اپنا بازو پیچھے کرنا چاہا مگر اسنے سختی سے اپنی گرفت میں جکڑ لیا۔ بازل نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

مگر اب تم میرے ساتھ رہو گی آج رات یہاں۔۔ کل صبح تمہارا" باپ خود ڈھونڈتا ہوا تمہیں لینے آئے گا۔۔" وہ اسے دیکھتا بولا۔۔

نہیں مجھے یہاں نہیں رہنا مجھے اپنے ڈیڈ کے پاس جانا ہے۔۔ مجھے" یہاں ڈر لگ رہا ہے۔۔" وہ ہراساں روتی اپنا بازو چھڑوانے لگی۔۔

شش اچھی لڑکیاں ضد نہیں کرتیں۔۔" اسنے اسکے لبوں پر انگلی رکھی بازل" نے غصے سے جھٹک کر چیخی۔۔

میں اچھی نہیں ہوں۔۔ مجھے اپنے ڈیڈ کے پاس جانا ہے۔۔ پلیز مجھے" میرے مام ڈیڈ کے پاس جانا ہے وہ مجھے مس کر رہے ہوں گے۔۔" وہ

سسکتی اسکے سامنے ہاتھ جوڑ کر بولی۔۔ مقابل بیٹھے ظفران حیدری نے ایکدم قہقہہ لگایا۔۔

وہ تمہارا باپ ہوتا تو تمہیں ہرگز اکیلا نا کرتا۔۔ تمہیں میرا آسان" شکار نا بناتا۔۔" بازل نے حیرت سے اسے سنا وہ بھی اسے اپنے باپ سے جدا کرنا چاہتا تھا۔۔

آپ برے انکل ہیں۔۔ میں اپنے ڈیڈ کے پاس جا رہی ہوں۔۔" وہ اس" پر غصے سے چلائی اور درد کرتے پاؤں سے اٹھنے لگی مگر اچانک غیر متوقع زوردار تھپڑ اسکے نازک گال پر پڑا وہ چیخ پر منہ کے بل پیچھے جا گری۔۔ چٹاخ کی آواز کتنی دیر گونجتی رہی۔۔

اسنے جھٹکے سے بازل کے بالوں کو مٹھی میں دبوچا اور اپنی طرح کھینچا اسے۔۔ بازل نے خوف سے آگے ہاتھ جوڑ لیے۔۔" مجھے مام کے پاس جانا ہے انکل۔۔۔" وہ خوفزدہ روتی التجائیہ گڑگڑاتی بولی۔۔

چپ!! ایکدم چپ! کہا نا خود آئے گا تمہیں لینے تمہارا باپ۔۔ اور" دیکھے گا ظفران حیدر سے دشمنی کا انجام۔۔" وہ قہقہہ لگا اٹھا۔۔

آپ بہت برے انکل ہیں۔۔ پھوپھو سے زیادہ برے۔۔" وہ تکلیف سے روتی" اپنے بال چھڑوانے کی کوشش کرتی بولی

تمہاری سوچ سے زیادہ برا ہونے جا رہا ہوں۔۔ اتنا برا کہ تمہیں ساری زندگی اور کوئی یاد آئے یا نا آئے۔۔۔ جب جب خود کو دیکھو گی تب تب مجھے یاد کرو گی۔۔" وہ سرد مکروہ آواز میں کہہ رہا تھا۔۔

بازل کو لگا وہ اسے مار دے گا۔۔ وہ دل ہی دل میں اس برے انکل کو بھگانے کیلئے آیت الکرسی پڑھنے لگی۔۔

"میں حیوان ہوں۔۔ ایک سیاہ حیوان۔۔ تمہاری زندگی کا ناسور۔۔ یہ سیاہ رات اور سیاہ آدمی تمہیں پوری زندگی یاد رہیں گے۔۔ تم تڑپو گی اور تمہارا باپ تمہیں تڑپتے دیکھتا رہے گا۔۔ وہ تمہیں ساری زندگی اپنی آنکھوں کے سامنے برباد ہوتے دیکھتا رہے گا۔۔" وہ کہہ رہا تھا بازل کے وجود میں خوف سے سرد لہریں اٹھ رہی تھیں۔۔

وہ پھیلی آنکھوں سے اسے دیکھتی ایکدم اسکی کلائی پر اپنے دانت گاڑھ گئی۔۔

"آہ۔۔ ظفران حیدر کراہ کر چونکا۔۔ اسکے چھوٹے سے دانت اسکے گوشت میں کھب گئے تھے۔۔ وہ محسوس کر کے قہقہہ لگا اٹھا۔۔

بازل ہراساں ہو کر پیچھے کھسکی۔۔

"اب تمہاری باری۔۔" وہ مکروہ لہجے میں بولا۔۔ وہ روتی نفی میں سر ہلانے لگی۔۔ مگر اس حیوان نے جھٹکے سے اسکے زخمی پاؤں کو پکڑا اور اپنی

سمیت اسے کھینچ لیا۔۔وہ "ڈیڈ" کی پکار کے ساتھ کھینچتی اسکے آگے آگری۔۔۔

اپنے بچاؤ کیلئے وہ اسے ہاتھ مارنے لگی تھی۔۔ مگر اسنے جھٹکے اسے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسکی نازک انگلیوں کو پکڑ کر پیچھے کی جانب مروڑا۔۔ بازل کا دماغ درد سے سن ہو گیا۔۔ وجود سارا سرد پڑ گیا۔۔ وہ معصوم سی بچی اس قدر اذیت پر دہری ہو گئی۔۔

اس حیوان نے جب دانت اسکے وجود پر گاڑھے وہ بلبلا کر فرش کو نوچتی روتی اپنے باپ کے پاس جانے کیلئے مچلی مگر اس نے اسکی ٹانگ کو پکڑ کر جھٹکے سے واپس اپنی سمیت کھینچ لیا۔۔
اسکا ایک بازو ناکارہ ہو گیا تھا۔۔ اسکی حرکت میں نا تھا۔۔
مگر دوسرے سے وہ اس حیوان کا منہ نوچ رہی تھی مگر اس حیوان نے اسکے نازک سے بازو کو جھٹکا دیا۔۔
کھٹک کی آواز سے اسکا بازو پیچھے کی جانب مڑ گیا۔ بازل کے حلق سے آہیں چیخیں نکلا بند ہو گئی۔۔ وہ غرر کرتی اپنے باپ کو پکار رہی تھی۔۔
اسکی آنکھوں کے کونے سے آنسوں ٹپ ٹپ گر رہے تھے۔ اندھیرے

میں ڈوبی اس چھت کو گھور رہی تھی۔۔ جبکہ نظروں کے سامنے وہ منظر تھا جب وہ اپنے ماں باپ کے سینے میں چھپی ہوتی تھی۔۔ اسے یاد آیا اسکی ماں نے کہا تھا۔۔ جہاں انسان کی ساری امیدیں دنیا سے ٹوٹ جائیں وہاں اللہ اس انسان کے بے حد نزدیک ہوتا ہے۔۔

اسنے روتے ہوئے اللہ کی تلاش میں اندھیرے میں معصوم آنکھیں پھیریں۔۔ مگر سامنے وہ سیاہ خوفناک شکل آ ٹھہری۔۔

وہ چیخنا چاہتی تھی چلانا مچلنا چاہتی تھی، مگر اسکا وجود آواز سب کچھ اسکا ساتھ چھوڑ چکے تھے۔۔

اسکے منہ سے سفید جاگ نکل رہی تھی۔۔ اسکے دونوں بازو حرکت کرنا چھوڑ چکے تھے۔۔ اسکی مزاحمت شروع ہونے سے پہلے دم توڑ چکی تھی۔۔

اسکا بیگ وہیں رہ گیا۔۔وہ اپنی سیونگ چھپا رہی تھی۔۔اسے کیا علم کہ اسے سیونگ نہیں خود کو چھپانا چاہیے تھے۔۔وہ اسے ٹانگ سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا ایک روم میں لے آیا۔۔

اور اٹھا کر اسے بیڈ پر پھینکا۔۔

اذیت یہ نہیں ڈارلنگ جو تم محسوس کر رہی ہو۔۔"اسنے اسے کاٹنے کا ارادہ کیا تھا۔۔وہ خنجر کی نوک اسکے جسم پر پھیرنے لگا۔۔

اذیت تو وہ ہو گی جو تمہارے باپ کو محسوس ہو گی۔۔"

ایک حیوان سے ٹکرانے کا انجام تمہارا باپ تمہاری حالت دیکھنے کے بعد جانے گا۔۔"وہ اسکے کانوں میں سور پھونک رہا تھا۔۔

جبکہ بازل کی آنکھیں چھت پر ٹکی تھیں۔۔وہ ایلی کا روم تھا۔۔اسکی وحشتوں سے بھرا۔۔

وہ ایلی کا بیڈ تھا جہاں وہ اس حیوان کے شکنجے میں جکڑی ہوئی تھی۔۔

تم بہت خوبصورت ہو۔۔"وہ اسکی ٹھوڑی پر انگلیاں پھیرتا مسکرایا۔۔"

"اور میں اس خوبصورتی کا انعام تمہیں تمہاری زندگی بخش کر دیتا ہوں۔۔"اسکی گردن پر خنجر کی نوک پھیرتا وہ اسکے کانوں میں سرگوشیانہ بولا۔۔

مگر اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا اسکے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔۔وہ مسکرا رہی تھی کیونکہ اسکا باپ سامنے کھڑا بانہیں پھیلا کر اسے پاس بلا رہا تھا۔۔

وہ بھاگنے لگی اسکی طرف کہ اچانک ہی دو قدم کے مفاصلے پر کسی نے ٹھاکر کے اسکے منہ پر دروازہ بند کیا۔۔اور اچانک گھسیٹ کر اسے اس اندھیرے میں ڈوبی گھپا نما کوٹھی میں کھینچ لایا۔۔

ڈیڈ۔۔"وہ اذیت سے حلق کے بل چلائی۔۔مگر یہ اسکا وہم تھا کہ" اسکی چیخ اسکے باپ تک پہنچی ہے۔۔اسکی آنکھیں اوپر کو ابل پڑی۔۔ وجود بن پانی کی مچھلی مانند تڑپنے لگا۔۔

اسکے ہاتھ بے جان تھے کہ وہ خود پر جھکے حیوان کا منہ بھی نوچ نا سکی۔۔

وہ نٹ کھٹ سی بازل۔۔اس اذیت میں مر چکی تھی۔۔وہ اس سیاہ رات میں مر چکی تھی جب اسکے پور پور کو نوچ کر حیوان کھا رہا تھا۔۔

وہ اس کال کوٹھڑی میں دم توڑ چکی تھی۔۔وہ برسوں سے خود کو قید اس حیوان کے شکنجے میں پا رہی تھی۔۔جیسا اس انسان نے کہا تھا اس سے بڑھ کر وہ اس معصوم کو اذیت کے ذائقے سے روشناس کروا رہا تھا۔۔

وہ معصوم آٹھ نو سالہ بچی تھی۔۔ مگر صدیوں کا فاصلہ طے کر آئی۔۔

"اب میں سکون میں ہوں۔۔ میں حیدر شاہ کو تباہ کر کے سکون میں ہوں۔۔ اب مجھے کوئی غم نہیں کہ میرا بیٹا مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔۔" اسنے سگریٹ کا گہرا کش لیکر دھواں اسکے چہرے پر چھوڑا۔۔

اسنے سگریٹ کا وہ دہکتا شعلہ اسکے نازک سے وجود پر مل دیا، اسکی سانسیں چل رہی تھی۔۔ مگر وہ بے حس و بے حرکت تھی۔۔

"کیونکہ نا صرف جیکی مرا ہے۔۔ بلکہ حیدر شاہ کی بیٹی بھی آج مر چکی۔۔

جو آگ میرے سینے میں دہک رہی تھی اپنے بچے کو کھو کر۔۔ اب وہی آگ حیدر شاہ کے سینے میں جلے گی۔۔ وہ تمہیں دیکھ کر پل پل تڑپے گا۔۔ مگر نا تمہیں مار سکے گا نا خود مر سکے گا۔۔" وہ مردہ معصوم سے وجود کے کانوں میں سفاکانہ سرگوشیاں کر رہا تھا۔۔

وہ اس نازک سے پھول کو اپنی درندگی بربریت کا نشانہ بنا کر پر سکون تھا خوش تھا۔۔ جبکہ اسکے لبوں پر چھائی معصوم سی مسکراہٹ دم توڑ چکی تھی۔۔

اسکے باپ کا عکس دھندلا ہو کر ڈھے چکا تھا۔۔

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ اسکے کان میں کیا کیا کہہ رہا ہے۔۔

کیونکہ وہ تکلیف سے غش ہو گئی تھی۔۔

وہ اس ایک وحشتوں بھری رات میں صدیوں کا فاصلہ طے کر آئی تھی۔۔ وہ جیسے شروع سے اس گھر میں خود کو قید پا رہی تھی۔۔

اسے نہیں معلوم تھا کون حیدر شاہ، کون حجاب شاہ کون مہکار شاہ۔۔۔

وہ تو قید تھی۔۔ حیوان کے شکنجے میں۔۔ قیدی۔۔۔ نینی کے گھر میں۔۔۔ ہاں یہ نینی کا گھر تھا۔۔ مگر نینی تو اسکا بہت خیال رکھتی تھی۔۔۔

پھر یہ کون تھا جو اسکے وجود کو نوچ کھا رہا تھا۔۔

اور اسے یاد آیا نینی تو مر گئی۔۔ یہ جو اسے روند رہا تھا وہ تو کوئی حیوان تھا۔۔

وہ نینی کے بعد اکیلی ہو گئی۔۔۔ اور یہ حیوان۔۔۔ اسکے نازک وجود کو زیرہ زیرہ کر رہا تھا۔۔ اسکے پنجے میں اسکا گلاب سا چہرہ تھا۔۔

وہ سسک رہی تھی۔۔

مم۔۔مجھے ما۔۔م۔۔کے پاس۔۔جانا ہے۔۔۔"وہ رونے لگی۔۔مگر اگلے لمحے کی اذیت سے اسکی دلخراش چیخیں فضا میں گونج اٹھیں۔۔

مگر ایک بھاری سیاہ ہاتھ اسکے منہ پر آکر ہمیشہ کی اسکی چیخیں دبا گیا۔۔

oooooooo

مسلسل بجتی موبائل سے مہکار شاہ جھٹکے سے ہوش میں آئی اور اپنا سر سہلانے لگی۔۔

کل اسنے دوائی نہیں کھائی تھی، وہ خود کو جیسے پاگل سمجھ رہی تھی۔۔اسلئے رات جلدی وہ دوائی لیکر سو گئی۔۔

ہیلو!!"اسنے موبائل اٹھا کر کان سے لگایا۔۔"

آپی کہاں ہو؟ کب سے کالز کر رہی ہوں۔۔آپ مجھے بازل سے بات کروائیں میرا دل گھبرا رہا ہے۔۔کہاں تھیں آپ کال کیوں نہیں اٹھا رہی تھی۔۔آپ کے بھائی روحا کی رپورٹس لیکر شہر سے باہر گئے تھے

وہیں انکا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔۔۔" دوسری جانب حجاب شاہ چیختی روتی ہوئی گویا ہوئی۔۔۔

مہکار شاہ کی ہستی جیسے گھوم گئی۔۔
"تم گھبراؤ نہیں میرے بھائی کو کچھ نہیں ہو گا بازل ٹھیک ہے۔۔ سو رہی ہے میں ابھی اسے دیکھ کر آئی ہوں۔۔ میں اسے لیکر آ رہی ہوں۔۔
دو منٹ میں پہنچ رہی ہوں۔۔ تم اکیلی نہیں ہو۔ میں آ رہی ہوں۔۔" وہ ظفران حیدر کے خوف سے سرد پڑتی روتی ہوئی بولی۔۔۔

"آپی بازل کو لیکر آئی مجھے ایسا لگ رہا ہے میری بچی مجھے پکار رہی ہے۔۔ اسے جلدی لیکر آئیں میں آپکا ویٹ کر رہی ہوں۔۔ میں بہت اکیلی ہوں۔۔" وہ روتی ہوئی بولی۔۔
اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کون سی قیامت اچانک ٹوٹی ہے۔۔ رات سے اسکے شوہر کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا اور وہ بے بس سی وہیں ہاسپٹل میں بیٹھی تھی۔۔

رات اسکو اطلاع ملی تھی جانے اسکا شوہر کس حال میں تھا۔۔
مہکار نے اسے یقین دلایا کہ بازل ٹھیک ہے سلامت ہے۔۔ حالانکہ وہ خود نہیں جانتی تھی بازل کیسی ہے۔۔
کیونکہ کل اسنے دوائی نہیں لی تھی اور اسکا دماغ اسکے کنٹرول میں نہیں تھا۔۔
اسنے موبائل رکھا اور بلینکٹ خود سے دور پھینک کر جلدی سے ننگے پاؤں روم سے باہر نکل کر بھاگی۔۔ دن چڑھ آیا تھا۔۔ آج جانے کیسی منحوسیت چھائی تھی کہ نا وہ نماز پڑھ پائی اور نا ہی بازل کی خبر لے پائی۔۔

اپنے بھائی کے ایکسیڈنٹ کا سن کر اسکا دماغ گھوم گیا تھا۔۔ وہ روتی بھاگتی بازل کے روم کے سامنے پہنچی دروازہ کھلا دیکھ کر اسکا دل خوف سے دھڑکا۔۔
بازل!!" اسنے چیخ کر روم میں قدم رکھا مگر وہ وہاں ہوتی تو اسے "
جواب دیتی نا۔۔
وہ سرد پتھرا گئی۔۔ اسکی ٹانگوں میں جان نکل گئی جب اسکی آنکھوں نے کھلی وارڈروب سے نکلے کپڑے۔۔ نیچے گرے ہوئے کتاب۔۔ اور کالی گڑیا والا سیونگ باکس دیکھا۔۔

وہ کپکپاتی پلٹنے لگی جب نگاہیں دروازے پر چپکی چٹ پر گئی۔۔ اسنے خوف سے زرد پڑتے اس چٹ کو چھوا اور اٹھا کر آنکھوں کے سامنے کیا۔۔

"میں آپکے جیسی نہیں ہوں۔۔ آپ بہت بری پھوپھو ہیں۔۔ میں جا رہی ہوں ڈیڈ کو شکایت لگانے آپ انکی بازل کو مار رہی ہیں۔۔ آئی ہیٹ یو۔۔۔"

"بازل!!!" چٹ کو مٹھی میں بھینچ کر وہ دھاڑی۔۔
"گارڈ گارڈ!!!" وہ چلانے لگی بھاگتی ہوئی باہر آئی مگر ہر سو سناٹا چھایا ہوا تھا۔۔
سورج سر پر کھڑا جھلسا رہا تھا۔۔ ہر سو جیسے گہرا سکوت سناٹا وحشت چھائی ہوئی تھی۔۔

ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے ساری دنیا خاموش ساکت ہو گئی ہو۔۔
"واچ مین گارڈ۔۔ کہاں مر گئے سب کے سب۔۔۔" وہ ہذیاتی ہو کر چلائی چیختی رونے لگی مگر اسے کسی نے جواب نہیں دیا۔

وہ انجانے خدشات کے تحت ننگے پاؤں باہر بھاگی۔۔

نہیں بازل کو کچھ نہیں ہو سکتا۔۔ بازل۔۔" وہ روتی چلاتی گھر سے باہر نکل آئی۔۔"

مگر کوئی زی روح نہیں تھی۔۔ جو اسکی مدد کر سکتی۔۔ وہ ننگے پاؤں ننگے سر بھاگتی بازل کو تلاشی کرتی جا رہی تھی مگر آس پاس کوئی نہیں تھا جو اسے آواز دیتا یا راستہ ہی دکھا دیتا۔۔

وہ جانے کہاں سے کہاں نکل گئی۔۔

لوگ اسے حیرت سے دیکھنے لگے۔۔ مگر بے حسوں کا ملک تھا۔۔

کوئی آگے بڑھ کر مدد کیلئے نا آیا۔۔

وہ واپس گھر کی طرف روتے خدا کے سامنے گڑگڑاتی بھاگی جب اچانک اسنے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنی۔۔

وہ تو جنگل تھا۔۔" اسنے تھر تھر کانپتے سوچا۔۔"

مگر ایلی کا گھر۔۔۔" اسکے دماغ میں دھماکہ ہوا۔۔ اسنے سامنے درختوں" کے بیچ اس کھڑکی کو دیکھا۔۔

اس گھر کی وحشت سے روک کپکپا جاتی تھی۔۔ بھلا رات کے اندھیرے میں بازل کیوں وہاں جائے گی۔۔

اسے گارڈ واچ مین پر بھی شک ہوا۔۔ مگر ایک بار دیکھنے میں کیا تھا۔۔

وہ ڈنڈا ڈھونڈ کر اس گھر کی طرف بڑھی مگر وہ جانور اسے دیکھ کر پیچھے بھاگ گئے۔۔

مہکار شاہ نے آیت کریمہ پڑھ کر گھر میں قدم رکھا۔۔ سامنے مردہ پڑے خون میں لت تپ کتوں کو دیکھ کر اسکی چیخیں بے ساختہ تھیں۔۔

بازل!!" وہ اندھیرے میں ڈوبے گھر میں داخل ہوئی۔۔۔"

بازل کو پکارنے لگی مگر جواب ندارد۔۔ اسے لگا وہاں کوئی نہیں ہوگا۔۔ وہ گھر کافی وحشتناک تھا جہاں دو منٹ بھی نہیں رکا جا سکتا تھا۔۔

وہ واپس جانے کیلئے پلٹی تبھی اسکی نظر سامنے پڑے بیگ پر گئی۔۔

بازل!!!" وہ چیخ کر اس بیگ کی طرف بھاگی۔"

اسنے جھپٹ کر بیگ اٹھایا تو وہ واقعی بازل کا تھا۔۔

وہ روتے ہوئے اس بیگ کو چومنے لگی۔۔ "مجھے معاف کر دو میری بچی میں پاگل۔ ہو گئی تھی۔۔ بازل میں نہیں لارتی تمہیں کہاں ہو بازل۔۔" وہ رونے لگی۔۔ اسکا دماغ دکھنے لگا۔۔

اسے لگ رہا تھا وہیں کہیں کسی کونے میں چھپ کر بیٹھی ہو گی۔۔ وہ اٹھ کر اسے تلاشنے لگی تھی تبھی اسکی نگاہیں خون کے نشانوں پر گئیں۔۔۔۔

اسکا دل خوف سے اچھل کر حلق میں آگیا۔۔وہ گھسیٹنے کے نشان تھے۔۔

مہکار ڈرتے ڈرتے ان نشانوں کے تعاقب میں جانے لگی۔۔اسکا دل سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔۔وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی ہونٹوں پر زبان پھیرتی ان نشانوں کے تعاقب میں اس روم کی دہلیز پر پہنچی۔۔
اور ڈرتے ڈرتے نگاہیں اٹھائیں۔۔۔

آہہہ۔۔۔"مہکار شاہ کی دلخراش چیخی فضا میں گونجی۔۔باہر موجود کتے" بری طرح بھونکنے لگے۔۔
وہ لڑکھڑا کر گرتی پڑتی بھاگتی اس بیڈ کے پاس آئی اور اس معصوم سے وجود کے اوپر بلینکٹ نوچ کر ڈالا۔۔۔

بازل!!بازل میری بچی بازل۔۔۔"وہ دل خراش وحشتوں بھری چیخیں" مارنے لگی۔۔وہ اس وجود کو جھنجھورنے لگی مگر اب فائدہ۔۔۔
بازل اٹھو بتاؤ مجھے کس نے کیا تمہارے ساتھ ایسا بازل۔۔۔"وہ" دھاڑنے اسکے بے جان وجود کو جھٹکنے لگی۔۔سسک اٹھی۔۔مگر وہ مردہ ہوئی پڑی تھی۔۔

اسنے اسکے ہاتھوں کو چھوا۔۔ لڑکھ کر گر گئے۔۔

آہہہ۔۔ آہہہ۔۔۔ "وہ اپنے آپ کو نوچنے لگی۔۔ وہ پاگلوں کی طرح خود کو پیٹنے لگی۔۔

یا خدا میں نے یہ کیا کر دیا۔۔ میں نے اپنی بچی کو خود مار دیا۔۔"

میری بازل۔۔۔ میرا بھائی۔۔ تو مر جائے گا۔۔ بازل اٹھو میرا بیٹا میں بری ہوں۔۔ میں بدنصیب عورت ہوں۔۔ اٹھو بازل۔۔۔ "وہ چلانے چیخنے خود کو مارنے لگی۔۔

مگر اسکی اذیت اسکی تکلیف کا مداوا پھر بھی نا کر سکی۔۔

وہ اسکی چیزیں اسکے وجود کو بلینکٹ میں سمیٹ کر وہاں سے چپکے سے بھاگی۔۔

مگر اس وجود کو وہیں قید کر گئی۔۔۔

وہ تو وہیں رہ چکی تھی۔۔۔ مہکار شاہ روتی ہوئی گھر آئی۔۔۔ اسنے بازل کو بیڈ پر ڈالا۔۔ اسکے وجود سے آہستہ بلینکٹ ہٹایا۔۔ خوف سے اسکی چیخیں گونج اٹھیں۔۔

خدا تمہیں غرق کرے ظفران حیدری تم نے ایک معصوم پھول کو" نوچا ہے۔۔ خدا تمہارا وہ حال کرے گا تم موت کی بھیک مانگو کے

مگر موت تمہیں نصیب نہیں ہو گی۔۔" وہ ان داغ نوچنے کے نشان کو دیکھ کر سمجھ گئی کہ اس حیوان ے اسے نوچا ہے۔۔

وہ روتی مسلسل بجتی موبائل کو اٹھا کر کان سے لگائے بازل کی چھت کو تکتی ویران ساکت آنکھوں کو دیکھنے لگی۔۔

کیوں مجھے تڑپا رہی ہیں مہکار شاہ۔۔ میں خدا کے سامنے جھولی اٹھا کر بد" دعا دوں گی۔۔ مجھے میری بیٹی سے بات کرواؤ۔۔" دوسری طرف حجاب شاہ تھی جو تڑپ رہی تھی۔۔۔

مہکار شاہ نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی سسکیوں کا گلا گھونٹا۔۔۔

یہ سب اسکی وجہ سے ہوا تھا۔۔۔

میں بازل کو لیکر آ رہی ہوں۔۔" اسنے بہانہ بنایا۔۔۔"

ہہ۔ہاں لے آؤ اسے میرا۔۔ سینا تڑپ رہا۔۔ اس سے کہو مجھے مام کہہ" دے۔۔ مجھے رات سے اسکی چیخیں سنائی دے رہی۔۔ ایسا لگ رہا جیسے میری بچی کسی بڑی تکلیف میں ہو۔۔ میرا کلیجہ تڑپ رہا ہے۔۔

میں تکلیف میں مر رہی ہوں۔۔ یہ خدا کا کون سی آزمائش ہے۔۔ میری دونوں بیٹیاں۔۔ میرا شوہر۔۔۔" وہ رو پڑی۔۔ معصوم عورت ٹوٹ چکی تھی۔۔۔

بھائی کہاں ہے؟" مہکار شاہ نے روتے ہوئے پوچھا۔۔"
مجھے نہیں معلوم۔۔۔ انہوں نے رات کہا کہ بازل کی یاد آرہی ہے۔۔ وہ"
آرہے تھے اسے لینے لیکن۔۔۔" پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔
میں آرہی ہوں اسے لیکر۔۔۔" مہکار شاہ اسکی تڑپ نہیں دیکھ"
سکی۔۔ جلدی سے کال ڈسکنیکٹ کر کے وہ مدد کیلئے کسی کو بلانے کا سوچنے لگی۔۔

مہکار!" دفعتاً تبھی آہٹ ہوئی اور نسوانی آواز میں اسکا نام پکارا گیا۔۔ مہکار"
شاہ نے بوکھلا کر خوفزدہ ہوتے دیکھا۔۔ سامنے ہاتھ ہلاتا مسکراتا وجود
نمودار ہوا تھا وہ اسکی دوست کا تھا۔۔
یہ کسی قدرت کی رحمت سے کم نہیں تھا کہ وہ اسکی دوست جو
ماسکو میں رہتی تھی ایک ڈاکٹر تھی۔۔
شاکڈ ہو گئی نا مجھے یہاں اچانک دیکھ کر؟" وہ کھکھلائی۔۔"
میں یہاں یو ایس اے آئی ہوئی تھی ایک کام سے۔۔ مجھے معلوم پڑا تم"
یہاں واپس نیویارک میں شفٹ ہو گئی ہو۔۔ تو تم سے ملنے آ گئی۔۔
شاید تم کچھ زیادہ ہی سرپرائز ہو گئی ہو۔۔" وہ اسکے ہاتھ پکڑ کر مسکراتی بولی۔۔
مگر جب اسکی حالت پر غور کیا تو ٹھٹھک گئی۔۔

ننگے پاؤں ننگے سر۔۔۔ بھیگا سپید چہرہ بکھری حالت۔۔۔

کیا ہوا مہکار سب ٹھیک ہے۔۔" اسنے شانوں سے پکڑ کر اسے ہلایا۔۔"

وو۔۔وہ۔۔۔ میری۔۔۔ بچی۔۔۔" مہکار ہوش میں آکر روتے ہوئے انگلی سے روم کی طرف اشارہ دیا۔۔ اسکی دوست تبسم نے نا سمجھی سے روم کے اندر دیکھا۔۔

سامنے کوئی خوبصورت بچی بلینکٹ میں لپٹی ہوئی پڑی تھی۔۔

یہ تمہاری بیٹی ہے؟؟ کیا ہوا اسے۔۔" وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر اندر آ گئی۔۔"

آہ۔۔ اومائی گاڈ۔۔ مہکار یہ یہ۔۔ کیا ہے۔۔۔" اسنے جیسے بلینکٹ ہٹایا۔۔" اسکی چیخ نکل گئی۔۔

مہکار بولو کچھ کیا ہوا کون ہے یہ۔۔۔ تم نے پولیس کو بلایا۔۔ یہ تشدد یہ" زیادتی۔۔۔" وہ لپک کر اسکے پاس آئی اور ساکت سی مہکار کو جھنجھوڑ دیا۔۔

یہ بدنصیب ہے۔۔ یہ دوسری مہکار شاہ ہے۔۔ مار دو اسے ابھی" ختم کر دو منحوس کو۔۔۔" وہ ایکدم ہذیاتی ہو کر چیختی پھوٹ پھوٹ کر روتی گھٹنوں کے بل زمین پر گر گئی۔۔

کیا بکواس کر رہی ہو۔۔۔ اسکے ساتھ ظلم ہوا اور تم۔۔ اسے منحوس" کہہ رہی ہو۔۔۔" وہ غصے سے چلائی۔۔

تت۔۔ تبسم لکک۔کچھ کرو اسکا اسے ٹھیک کر دو۔۔ میرے بھائی کو"
معلوم ہوا تو میری جان نکال دیں گے۔۔ وہ مار دیں گے مجھے جان سے مار
دیں گے۔۔ اسکا بیٹا تھا یہ۔۔۔ اس کے ساتھ یہ ہوا ہے وہ جان
نکال دیں گے میری۔۔
اسے ٹھیک کر کے دو تمہیں خدا کا واسطہ اس بدنصیب کو زندہ کر کے
دو۔۔"وہ اسکے پاؤں میں گر گئی۔۔ اسکے پاؤں تھام کر گڑگڑائی۔۔

یہ زندہ ہے ٹھیک ہو جائے گی مگر یہ پولیس کا کیس ہے۔۔"
تمہارے بھائی ہو بتانا پڑے گا۔۔ ہوش کرو یہ ایک زندگی کا سوال
"ہے۔۔ ایک معصوم کے انصاف کا سوال ہے۔۔

کچھ نہیں ہو گا۔۔ کوئی انصاف نہیں ہو گا۔۔ وہ حیوان میرے بھائی کو مار"
دے گا۔۔۔ تم کسی کو مت بتاؤ۔۔ میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں۔۔"
وہ اسکے آگے گڑگڑا رہی تھی۔۔۔
اس بچی کی حالت پر تبسم کی آنکھوں میں آنسوں آ گئے۔۔

تم کیسے اسکے ساتھ ایسا کر سکتی ہو مہکار۔۔" بازل کے گال پر ہاتھ پھیرتے" اسنے روتے ہوئے کہا۔۔۔" ایک موت وہ مار گیا۔۔ اور ایک موت تم مار رہی ہو اسے۔۔ اسکے ساتھ انصاف نہیں ہو گا مہکار یہ تمہیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔۔" تبسم نے اسے بہت سمجھایا مگر وہ نہیں مانی۔۔

میرا کلینک یہاں نہیں ہے۔۔ میں ماسکو میں رہتی ہوں۔۔" تمہیں پتا ہے۔۔" اسنے مجبوراً راضی ہوتے کہا۔۔

ہاں تو اسے لے چلو میں تمہارے ساتھ چل رہی ہوں۔۔ اس" ثبوت کو مٹا دو کہ اسکے ساتھ کچھ ہوا ہے۔۔ اگر میرے بھائی کو معلوم ہوا تو وہ مر جائے گا۔۔۔ یا اس بدنصیب کیلئے اپنی بیوی بیٹی کے مستقبل کا بھی خیال نہیں کرے گا۔۔

یہ اسکے کیے کا انجام ہے۔۔ اس بدنصیب کا نصیب یہی تھا کیونکہ یہ دوسری مہکار شاہ تھی۔۔۔ اور وہ صرف برباد ہی ہو سکتی ہے اپنے ہاتھوں آپ۔۔۔" وہ نفرت سے اسے دیکھ کر بولی۔۔۔

وہ اس کی وجہ سے کبھی بھی روحا کو یتیم نہیں ہونے دے سکتی تھی۔۔
جانتی تھی وہ حیوان کتنا شاطر ہے۔۔

مسلسل آتی حجاب شاہ کی کالز پر اسنے آہستہ سے کاٹ کر موبائل آف کر دی۔۔
اور تمہارا بھائی تم سے پوچھے گا کہ کیوں گئی تم ماسکو تو تم کیا کہو گی مہکار؟" وہ پریشانی سے بولی۔۔

"میں کہہ دوں گی۔۔ وہ حیوان ہمیں مارنے آیا تھا اسلیے میں تمہارے ساتھ بھاگ گئی۔۔ میرا بھائی میرا یقین کر لے گا۔۔ وہ مجھ سے بہت پیار کرتا ہے اور میں اس سے۔۔ میں کبھی اسے نہیں کھو سکتی۔۔" اسنے چادر اوڑھ کر اپنا پاسپورٹ پرس میں ڈالا۔۔
"کوئی تفتیش تو نہیں ہو گی۔۔" اسنے ڈرتے پوچھا۔۔
"ہو گی۔۔ پر ہم یہاں سے پہلے اسکا لیٹر لیں گے علاج کا۔۔ اسکے بعد اسے لیکر چلیں گے۔۔ وہ لیٹر کوئی رکاوٹ آڑے نہیں آنے دے گا۔۔ تم پریشان مت ہو۔۔" اسنے اسکا کندھا تھپک کر کہا۔۔

میں جانتی ہوں میں اپنے بھائی سے دھوکہ کر رہی ہوں۔۔ مگر انہیں" آئندہ کی مصیبتوں سے بچانے کیلئے میں یہ قدم اٹھا رہی ہوں۔۔ پہلے میری وجہ سے۔۔ اب اس بدنصیب کی وجہ سے میں کوئی آنچ نہیں آنے دوں گی آپ پر۔۔۔" وہ دل ہی دل میں خود سے کہتی تبسم کی گاڑی میں اسکے ساتھ بیٹھی۔۔۔

جب اسکی گود میں بازل شاہ کا سر آیا۔۔ اسنے دیکھا اسکی گرے ویران آنکھوں کے کونے سے آنسوں پھسل کر مہکار شاہ کے ہاتھ پر گرا جو اسکے سر کو تھامے ہوا تھا۔۔

وہ دیکھ کر بھی نظریں چرا گئی۔۔۔

کل جن آنکھوں میں شرارتیں تھی۔۔ آج ان میں وحشت برپا تھی۔۔ ماں کی چاہ، باپ کی تڑپ سب مانند پڑ گئی۔۔ وہ ویران خاموشی کی موت ماری گئی۔۔

اور اسے یہ موت مارنے والے اسکے اپنے ہی تھے۔۔ خون کے رشتے۔۔۔ ایک آہ بھی اسکے باپ تک پہنچنے نا دی گئی۔۔ اسکی ویران آنکھیں ترستی رہ گئیں۔۔

ooooooooo

"یہ میں کیا سن رہا ہوں ظفر تم نے وہ کالج لے لیا۔۔ اتنے پیسے کہاں سے لائے تم؟" فیروز چغتائی اسکے پاس بیٹھ کر بولا۔۔

"کیا ہوا ہے ڈیڈ آپکو تو خوش ہونا چاہیے۔۔ جس کالج میں آپکی بیٹی پڑھتی ہے وہ کالج اب آپکے دوست کی پراپرٹی ہے۔۔" نویرہ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔۔ جب سے اسے معلوم پڑا تھا وہ کالج ظفران حیدری نے لے لیا تھا۔۔ اسے یقین تھا اب اسے فرسٹ پوزیشن آنے سے کوئی نہیں روک سکتا تھا۔۔

ظفران نے مسکراتی نظروں سے اسکے دمکتے ہوئے چہرے کو دیکھا۔۔
"میں یہاں سیٹل ہو رہا ہوں۔۔ مجھے مستقل کوئی کاروبار چاہیے تھا۔۔ اور اس کالج سے بہتر کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔۔" وہ مسکرا کر بولا۔۔
اسکی سیاہ گہری آنکھیں نویرہ کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔۔ وہ جوان تھی کم سن حسن کی مالک تھی۔۔

مگر اس کالج سے بہتر تھا تم کوئی کاروبار کر لیتے یار۔۔ "فیروز چغتائی کو" اعتراض ہوا۔۔ نویرہ نے منہ بسور لیا مگر ظفر حیدری نے اسے آنکھوں سے ہی ریلیکس رہنے کا اشارہ دیا۔۔

وہ خوشی سے نہال ہو گئی۔۔ اسے اپنا انکل بہت پسند آیا تھا۔۔
یہ کالج کسی کاروبار سے کم ہے۔۔ لاکھوں میں تو بچوں کی فیس" ہے۔۔ بہت آگے کا سوچا ہے۔۔ اسے آگے جا کر یونیورسٹی میں بدل دوں گا۔۔
اور تم سن لو۔۔ اس میں تمہارا اختلاف نہیں سپورٹ چاہیے۔۔" اسنے کچھ روعب سے کہا۔۔ فیروز چغتائی افسوس سے اسے دیکھنے لگا۔۔
بچوں کی طرح فیصلہ کرتے ہو۔۔ اتنے کروڑ اگر تھے تو تم یہاں کوئی بڑی کمپنی" "کھول دیتے فضول میں ان چکروں میں پڑ گئے۔۔
بے فکر رہو فیروز بزنس بھی کریں گے۔۔ تم بس دیکھتے جاؤ اپنے" دوست کی کامیابی کو۔۔" ظفر نے اسے یقین دلایا وہ انہیں اپنے گھر رکھی گئی قرآن خوانی کی دعوت دینے آیا تھا۔۔

میں یہاں رہنا چاہتا ہوں۔۔ کیونکہ مجھے امید ہے ایک نا ایک "
دن مجھے میرا بیٹا ضرور مل جائے گا۔۔" وہ اداس ہوا۔۔ فیروز نے فوراً
سے ہمت بندھائی۔۔

"ضرور ملے گا میں تمہارے ساتھ ہوں ہر مشکل میں۔۔"
میں بھی انکل آپ کے ساتھ ہوں۔۔ اب میری تمام فیسز آپکی۔۔"
میرا باہر جانے کا ارادہ کینسل۔۔ اب میں اپنی ساری پڑھائی آپکے کالج
سے کروں گی اور آپکے ساتھ بھی دوں گی آپکے بیٹے کو ڈھونڈنے میں۔۔" نویرہ
نے چہک کر
ظفران حیدری نے نم آنکھوں سے اسکا سر اپنے کندھے سے لگایا۔۔
مار کھاؤ گی نویرہ۔۔ ہائر سٹڈی کیلئے تمہیں باہر جانا ہے۔۔" فیروز"
چغتائی نے لاڈلی بیٹی کو گھوراوہ لکھکھلائی۔۔

ڈیڈ مام نے کہا تھا مجھے چار بجے فکس آپ لینے آئیں گے۔۔" نویرہ"
نے کلائی دیکھ کر کہا۔۔
اوہ! ہاں۔۔ ظفر تم یہیں بیٹھو میں تمہاری بھابی کو لیکر آتا ہوں پارٹی"
میں گئی ہے۔۔ ملکہ ترنم کو ڈرائیور لینے جائے تو اپنی توہین لگتی ہے۔۔ اسلئے

یہ خادم خود جا رہا ہے لینے اسے۔۔ وہ آ جائے پھر اسے دعوت دینا۔۔" وہ کہہ کر اٹھے۔۔ انکے انداز پر وہ دونوں ہنس پڑے۔۔

"ٹھیک ہے ڈیڈ آپ جائیں میں انکل کو تب تک کچھ اسپیشل اپنے ہاتھوں سے بنا کر کھلاتی ہوں۔۔" وہ آنکھ دبا کر بولی۔۔ فیروز اسکی شرارت پر قہقہہ لگا اٹھے۔۔

"میری جان بسی ہے اس میں ظفر۔۔" انہوں نے اپنی بیٹی کا سر چوما اور جلدی آنے کا کہتے وہاں سے چلے گئے۔۔

"ارے آپ رو رہے ہیں انکل۔۔" ظفر حیدری کو آنکھیں ملتے دیکھ کر نویرہ حیران ہوئی۔۔۔
"میرا بیٹا بھی یونہی مجھ سے محبت کرتا تھا۔۔ اب میں بہت اکیلا ہو گیا ہوں۔۔" وہ روتے ہوئے بولے۔۔
"میں ہوں نا انکل آپ کی بیٹی۔۔" وہ اسکے ہاتھ میں اپنے ہاتھ دیکر بولی۔۔ اسنے سرخ آنکھوں سے اسکے ہاتھ تھام کر دبائے۔۔

تم بہت خوبصورت ہو۔۔" وہ اسے بغور دیکھتا اسکے ہاتھ سہلا کر بولا۔۔ نویرہ" مسکرائی۔۔

یقین کرو میں نے یہ کالج صرف تمہاری وجہ سے لیا ہے۔۔"
میں وہاں پروفیسر بن کر آؤں گا تمہیں پڑھانے۔۔" وہ اسکی انگلیوں سے اپنے انگلیاں الجھانے لگے۔۔

نویرہ نے حیرت سے انہیں دیکھا۔۔ اسے عجیب لگا۔۔ جسے وہ بھی فوراً بھانپ گئے اور مسکرا اٹھے۔۔

میں کہہ رہا تھا کہ اپنے باپ کو مت بتانا کہ میں نے یہ کالج" صرف تمہارے لیے لیا ہے۔۔" وہ ہشاش بشاش لہجے میں بولے۔۔

نویرہ کی خوشی سے چیخ نکل گئی۔۔ وہ بے ساختہ اسکے ساتھ لگی۔۔

تھینکیو سو مچ انکل۔۔ میں ڈیڈ کو ہرگز نہیں بتاؤں گی۔۔" وہ خوشی سے چہکتی" ہوئی بولی۔۔ ظفران اسکی مدہوش خوشبو میں گہرا سانس لیتا اسکے وجود کو محسوس کرنے لگا۔۔ اسکی آنکھوں میں خمار اتر آیا جب اچانک وہ الگ ہوئی۔۔

اسکا جیسے دماغ گھوم گیا۔۔

آپ بیٹھیں میں آپ کے لیے کچھ بنا کر لاتی ہوں انکل۔۔"وہ کہتی وہاں"
سے اٹھ کر بھاگی اپنی دوستوں کو یہ نیوز دینے کیلئے۔۔
جبکہ وہ پیچھے ہاتھ ملتے رہ گئے۔۔
وہ اسکے حسن کے سامنے بے بس ہو رہا تھا۔۔اسکا دل چاہا رہا تھا وہ
ابھی اسکی دسترس میں آجائے۔۔اور وہ اسکے بے تحاشہ کمسن
حسن میں کھو جائے۔۔
اسکی سیاہ آنکھوں میں چمک بڑھ جاتی تھی جب جب وہ اسکے
سامنے آتی تھی۔۔یہ کوئی نہیں جانتا تھا اسنے کالج کیوں لیا تھا۔۔

وہ چاہتا تو چٹکی میں فیروز اور اسکی بیوی کو ختم کر سکتا تھا۔۔مگر
جو مزہ اس حسینہ کیلئے تڑپنے میں آرہا تھا وہ نشہ چٹکیوں میں
حاصل کرنے میں کہاں۔۔
اور فیروز اسکا جگری یار تھا اسے وہ کیسے مار سکتا تھا۔۔

oooooooooo

....★☆☆☆☆☆★....

حال۔۔

وہ سیاہ گھنی لرزتی پلکیں جھکائے اسکے بانہوں میں خاموش پڑی تھی۔۔
اسکی شدتوں پر اسکی پلکیں نم تھیں۔۔خوبصورت سے نقوش میں سرخی چھائی ہوئی تھی۔۔
اسکی چھوٹی سی ناک سرخ تھی، گلابی ہونٹ نم کپکپا رہے تھے۔۔اسکی دھڑکنیں اسکے چوڑے وسیع سینے میں دھک دھک کرتی دھڑک رہی تھیں۔۔وہ اسکے دل کا رقص اپنے سینے میں محسوس کر رہا تھا۔۔
اسکی بھوری گھنی مونچھوں تلے لب متبسم مسکرا رہے تھے۔وہ کب سے پڑا اسے دیکھ رہا تھا۔۔اسکی ایک ایک حرکت کو جان وارتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔اسکے بازو پر توقیع کی سنہری زلفیں بکھری ہوئی تھیں۔۔

اسنے انگلیوں کے پوروں سے آہستگی سے اسکے گلابی رخسار کو چھوا،، توقیع کی پلکیں تیزی سے لرز گئیں۔۔پنکھڑیوں جیسے لبوں پر مسکراہٹ بکھری جسے پر شوق نظروں سے دیکھتے دلاور نے جھک کر اسکے ہونٹوں کو چھو لیا۔۔

توقیع اسکے جھکنے پر بوکھلا کر پیچھے ہوئی۔۔ دلاور اسکے ہوائیاں اڑے چہرے کو دیکھتا قہقہہ لگا اٹھا۔۔

کیا ہوا خائستہ؟" اسنے اگلے لمحے کمر میں بازو حائل کرتے پاس" کھینچ لیا کہ جھٹکے سے وہ سرکتی اسکے چوڑے سینے سے آ لگی۔۔

اسکا دل جیسے بند ہونے لگا۔۔

دور رہیں مجھ سے۔۔۔" وہ بھیگے لہجے میں اسکے کندھے پر ہاتھ مار کر بولی۔۔" دلاور نے ہنستے ہوئے پاس ہو کر اسکی گردن میں چہرہ چھپایا اور اسکی مدہوش خوشبو میں گہرے سانس لینے لگا۔۔

باہر خون جما دینے والی سردی، اور اندر اسکی جان لیوا قریب۔۔ وہ مزاہمت کرتی اسے دور کرنے لگی مگر دلاور نے جھٹکے سے اسکی کلائی پکڑ کر تکیے سے لگا دی۔۔

توقیع نے اپنی سانسیں روک دیں۔۔ ابھی کچھ دیر ہوئی تھی اسکے شکنجے سے آزاد ہوئے۔۔ اسکی قربت سے رہائی چند لمحے پہلے ملی تھی۔۔ وہ اپنی سانسیں دھڑکنیں ٹھیک سے بحال بھی نہیں کر پائی تھی کہ وہ پھر سے اپنی منمانی کیلئے اسے بے بس کر رہا تھا۔۔ وہ اسکی آگ کی مانند

قربت کے آگے خود کو ہار چکی تھی، وہ اسے روکنا چاہتی تھی لیکن اب وہ اسکی سن کہاں رہا تھا۔۔

بلکہ التجاؤں کو اپنے انداز سے روک رہا تھا۔۔

اسکے جھلساتے ہونٹوں کا لمس اسکی گردن سے سرکنے لگا۔۔ توقیع نے تڑپ کر مٹھی میں تکیے کو جکڑ لیا۔۔ اسکی بے باکیوں نے ایک بار پھر اسکی خشک سانسوں میں تلاتم برپا کر دیا۔۔ اسکا چھوٹا سا نازک سراپا سفید بھاری بلینکٹ میں اسکے بھاری وجود تلے دبکا ہوا تھا۔۔۔

وہ مسکراتا اسکے چہرے کے پاس اپنا چہرہ لایا۔۔

سنو۔۔! کوئی راز کہو مجھ سے۔۔ باتیں کرو ورنہ تمہاری یہ بہکی سانسیں، بھیگے نم ہونٹوں، رقص کرتی دھڑکنیں، میری دیوانگی کو پاگل پن پر اکسا رہی ہیں۔۔" وہ گھبیر بھاری خمار آلودہ لہجے میں سرگوشی کرتا اسکے کان کی لو کو اپنے ہونٹوں میں پکڑ کر اپنی ناک کو سہلانے لگا۔۔

میں کیا بولوں۔۔" توقیع نم لہجے میں گویا ہوئی۔۔"

دلاور مسکرایا۔۔ اسکے چہرے پر خفگی شرم وحیا کے تمام رنگ بکھرے ہوئے تھے۔۔ اسکی سوچ الگ سی بیوقوفانہ تھی، وہ اسکے ملن کو کچھ اور ہی رنگ میں سوچ بیٹھی تھی۔۔

مگر جب سے اسنے اسکے تتلیوں جیسے خواب کو توڑ کر حقیقت سے روشناس کروایا وہ تب سے روٹھی ہوئی تھی اس سے۔۔

کوئی شکوہ کر دو۔۔ یا سنیں ہی بول دو۔۔" توقیع نے جب سن کر خفا" نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔ دلاور کے من کی مراد پوری ہو گئی۔۔

وہ اسکی نیلی آنکھوں میں سرخی اپنی رات سے دی ہوئی قربت کا رنگ دیکھنے کا خواہش مند تھا۔۔ اسنے جیسے خفا نگاہ اس پر ڈالی دلاور نے گہری نظروں سے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔

صبح کی شبنم کی مانند بھیگی بھیگی مڑی ہوئی سیاہ پلکیں، اوشن نیلی آنکھیں، سرخ ڈورے سوجھے پپوٹے، وہ مبہوت سا رہ گیا۔۔

توقیع اسکی گہری اندر تک اترتی نگاہوں سے بوکھلا کر ایکدم آنکھیں میچ گئی۔۔ وہ اسکی معصومانہ حرکت پر متبسم ہوا

اسنے جھک کر اپنے دہکتے ہونٹ اسکی آنکھوں پہ رکھے۔۔ وہ گہرا سانس لیتی اسکی چوڑی پشت پر اپنے ناخون سختی سے گاڑھ گئی۔۔

ہو گیا شوق پورا۔۔؟ بچے چاہیے بچے چاہیے۔۔ آجائے گا اب میرا"
چھوٹا سا ڈی کے۔۔" اسنے شریر بے باک لہجے میں کہا۔۔ توقیع کا
چہرہ خون چھلکانے لگا۔۔
بہت برے ہیں آپ دل۔۔" وہ اسکے مضبوط حصار میں کروٹ بدل کر"
لیٹ گئی۔۔ دلاور اسکے سنہری بالوں والے سر پر ہونٹ رکھتے اسکی گردن
میں چہرہ دیکر آنکھیں موند گیا۔۔

"تمہاری سوچ سے زیادہ۔۔"
توقیع لبوں پر شرمگین مسکراہٹ سجائے خاموش آنکھیں بند
کیے پڑی تھی۔۔ اسکی نازک سی ٹانگوں پر اسکی بھاری ٹانگیں تھیں۔۔ اسکی
پشت اسکے سینے سے لگی ہوئی تھی جبکہ اسکی کھردری مضبوط انگلیوں کی
بے باکیاں عروج پر تھیں۔۔۔

سنیں!" اسنے بیٹھی ہوئی حیا سے لبریز آواز میں پکارا۔"
سناؤ!" دلاور نے مزید قریب ہوتے سرگوشی کی۔۔ توقیع کسمسا"
اسکے حصار میں سمٹ آئی۔۔ وہ مدہوش نشے میں چور تھا۔۔

ہم گھر کب چلیں گے۔۔" اسکی بڑھتی جارتوں پر اسنے اپنا چہرہ "
نڈھال ہو کر تکیے میں چھپایا۔۔
اتنی جلدی کیا ہے۔۔ ایک عمر ایک دوسری کی قربت "
میں گزار لیتے ہیں۔۔" اسنے گھمبیرتا سے کہتے اسکی پشت سے بال
سمیٹ کر آگے رکھے اور اسکی نازک پتلی سی کمر کو انگلیوں کے پوروں
سے سہلاتے اسنے اپنے لب اسکی پشت پر رکھے۔۔

اسکی گھنی مونچھوں کی چبھن، لبوں کے دہکتے لمس سے توقع تڑپ کے اسکے
سینے سے آ لگی۔۔ اسکی دھڑکنیں سست تھی اور سانسیں پھولی ہوئی۔۔
وہ مسکراتا، اسکے کپکپاتے وجود محسوس کرتا اسکی پشت سہلانے لگا۔۔
اسنے اسکے ہاتھ تھام کر اسکی ہتھیلی پر اپنے ہونٹ رکھے۔۔ وہ
مسکرا دی۔۔
اسنے اسکی ٹھوڑی کو پکڑ کر چہرہ مقابل کیا تو اسکی آنکھیں حیا کے
بوجھ تلے بند تھیں۔۔ دلاور نے بے ساختہ جھک کر اسکی ناک کو
لبوں سے چھوا۔۔
وہ ساری رات اسکی پور پور نقش نقش پر اپنی شدتیں لٹا چکا تھا مگر
طلب کم ہونے کے بجائے بڑھتی جا رہی تھی۔۔

اسنے آہستگی سے اسکا سر تکیے پر ڈالا اور خود اس پر جھک گیا۔۔ توقیع خود پر سایہ محسوس کرتی خود میں سمٹنے لگی۔۔
مگر دلاور نے اسکی کوشش ناکام کرتے، اسے کسی بھی طرح کی مزاحمت کا موقعہ دیئے بغیر ہونٹوں کو اپنی سخت گرفت میں لے لیا۔۔
شانوں پر رکھے اسکے نازک ہاتھوں کی انگلیوں سے اپنی انگلیاں الجھا کر اسنے تکیے سے لگا دیں۔۔ دونوں کی سانسیں ایک بار پھر ایک دوسرے سے الجھنے لگی۔۔
ماحول فسوں خیز تھا۔۔ اسکی ذرا سی مزاحمت بھی کام نہیں کر رہی تھی۔۔ کیونکہ وہ محض اسکی حکمت تھی۔۔

کچھ دیر بعد وہ اسکے سینے پر سر رکھے سو رہی تھی۔۔ دلاور تکیے سے ٹیک لگا کر پڑا اسکے بالوں میں اپنی انگلیاں سہلا رہا تھا۔۔
وہ سوچ رہا تھا اسنے جذبات میں یہ قدم اٹھا تو لیا مگر کیا اسنے ٹھیک کیا توقیع کے حق میں۔۔

اسنے آہستہ سے اسکا سر تکیے پر ڈالا۔۔ اسکی پیشانی سے بال سمیٹ کر اسنے اسکی پیشانی پر الفت کی مہر ثبت کی۔۔ توقیع نے اسکی گردن میں بازو حائل کر دیئے۔۔ جس پر وہ مسکراتا گردن میں جھک گیا۔۔ توقیع نے اپنے ہونٹ اسکے گال پر رکھے۔۔ وہ اس سے جنون کی حد تک محبت کرتی تھی۔۔

"دل چاہ رہا ہے تمہیں خود میں بسا لوں۔۔ دل نہیں بھرتا میرا تم سے۔۔ خوشبو بن کر تمہاری رگوں میں اتر جاؤں یا سانس بن کر تمہاری سانسوں میں مہکوں؟" اسکی ناک سے ناک سہلاتا وہ سرگوشیاں کر رہا تھا۔۔

"مجھ سے روٹھا نا کریں۔۔ نا ہی دور ہوا کریں مجھ سے۔۔" وہ اپنی نازک نرم روئی سی انگلیاں اسکے گھنے بھورے بالوں میں پھیرنے لگی۔۔

"کتنا پاس رہوں؟"

"جتنا رہ سکتے ہیں۔۔"

"میں تو سانسوں میں اترنا چاہتا ہوں۔۔"

"اتر جائیں۔۔"

پھر رونے لگ جاؤ گی۔۔" وہ ہنس کر بولا۔۔ توقیع شرم سے نگاہیں جھکا گئیں

"مجھے بھوک لگی ہے۔۔"
میں کرتا ہوں کچھ۔۔"وہ اسکے گلابی ہونٹوں کو چھو کر اس سے دور ہوا۔۔"
تو قسیع نے بلینکٹ کو سر تک اوڑھ لیا۔۔جسے دیکھتے دلاور نے قہقہہ لگایا۔۔

دھوپ نکل چکی ہے آجاؤ تم بھی باہر۔۔"وہ اس سے کہتا زپ کھول" کر باہر نکلا تو قسیع نے آہستہ سے بلینکٹ سر سے اتارا اور ایک گہرا سانس لیتے سرسری سی نظر آس پاس پر ڈالی۔۔

پاس ہی اسکی شرٹ رکھی تھی۔۔جسے چھو کر وہ مسکرائی۔۔
کچھ دیر بعد وہ بھی باہر نکلی۔۔اور ایک توبہ شکن انگڑائی لیکر اسنے آس پاس پر نظر ڈالی۔۔
وہ مبہوت سی رہ گئی۔۔برف سے ڈھکا اسکاہٹ، سر پر کھڑا سورج۔۔
جس کی نرم گرم کرنیں اسکے وجود کو چھو کر من مستیاں کر رہی تھی۔۔
سرد ہوائیں اسکے کھلے بالوں سے چھیڑ چھاڑ کر رہی تھیں، وہ اسکی سفید گھٹنوں کو چھوتی شرٹ میں ملبوس تھی۔۔

آس پاس بڑے بڑے پیاڑ تھے، ہر سو سر سبزہ پھیلا ہوا تھا، اور نرم نرم روئی جیسی برف موتیوں کی طرح بکھری ہوئی تھی، کہیں سے بہتے شور مچاتے پانی کی آواز یہاں تک پہنچ رہی تھی۔۔ دور قد آور درختوں کا گھنا جنگل تھا۔۔

پرندوں کا شریر شور تھا۔۔ اسنے بے خودی میں آنکھیں موند کر دونوں بازو فضا میں بلند کیے اور نکھرے نکھرے وجود سے کھڑی اس ماحول کے سکون کو اپنی سانسوں میں اتارنے لگی۔۔

دوسرے لمحے وہ جھرجھری لیکر بازو اپنے گرد لپیٹ گئی۔۔

ہاہاہا یہاں آؤ!" دلاور اسکی حرکت پر قہقہہ لگا کر اسے پاس بلانے لگا۔۔"

توقیع نے حیرت سے سامنے سر اٹھایا۔۔

آپ کنارے پر کیوں کھڑے ہیں دل۔۔" وہ اسے پہاڑے کی نیچے"

گہرائی کے قریب کھڑا دیکھ کر بوکھلا کر اسکی طرف

بھاگ آئی۔۔

آہہہ۔۔۔"وہ جیسے دلاور کی بانہوں میں سمائی۔ دلاور نے پشت گھما کر"
گہرائی کی طرف کی اور توقیع کو سینے سے لگاتے اسکی کمر کے گرد
مضبوط حصار باندھ کر اچانک خود کو پیچھے کی جانب جھٹکے سے پھینکا۔۔ اور
کچھ لمحے بعد ٹھاہ کے ساتھ نیلے پانی میں جا گرے۔۔

آہہ۔۔ دد۔ دل۔۔۔"توقیع نے پھڑ پھڑا کر سانس لیکر اسکے"
شانوں کو پکڑ کر پانی سے باہر سر اٹھایا۔۔
ریلیکس! یہی ہوں میں۔۔ باتھ نہیں لینا کیا؟"وہ اسکے چہرے سے"
بھیگے چپکے بال ہٹا کر اسے پاس کر گیا۔۔
توقیع نے گہرے گہرے سانس لیتے حیرت سے اسے
دیکھا اور پھر پہاڑ کے بیچ اس گہرے پانی کو۔۔
دور ایک پہاڑ تھا جس سے آبشار بہہ رہا تھا۔۔ مگر رات کی
برف باری کی وجہ سے پانی پر سفید برف کی تہہ جمی ہوئی تھی۔ مگر وہ
دونوں اس وقت جہاں تھے وہ پانی کا حصہ قدرے دونوں پہاڑوں کے
سائے تلے تھا اور کچھ زمین کی گرمائش کی وجہ سے گرم بھی تھا پانی۔۔
مزید کسر دھوپ نے پوری کر دی تھی۔۔

مگر ٹھٹھرا دینے والی سردی اپنی جگہ تھی کہ توقیع کے دانت کٹکٹانے لگے۔۔

"یہاں ہم باتھ لیں گے۔۔؟" وہ غیر یقینی سے اسکی شہد رنگ آنکھوں میں دیکھ کر بولی۔۔اور سر اٹھا کر اوپر دیکھا جہاں سے گرے تھے۔۔

وہ جھرجھری لیکر اسکے پاس ہو گئی۔"اگر ہم ڈوب گئے۔۔" اسکا لہجہ بھر آیا۔۔

"تو یہاں کے مگرمچھ کھا جائیں گے۔۔" وہ بہت پرسکون ہو کر بولا۔

"ککک۔کیا؟؟؟؟ مم۔۔مگرمچھ؟" اسکی نیلی آنکھیں ابل پڑیں باہر۔۔وہ ایکدم اسکے قریب ہو کر اس پر چڑھنے لگی۔۔

"ہاہاہا کیا کر رہی پاگل ڈوب جائیں گے۔۔ سیدھی کھڑی رہو۔۔" دلاور اسکی بچکانہ حرکت پر ہنستا اسے دور کرنے لگا جبکہ وہ روتی اس پر چڑھنے لگی تھی۔۔

آپ مجھے مار دیں گے۔۔ایسی خوفناک جگہوں لا کر۔۔یہاں اگر مگر مچھ"
ہے تو پھر اینا کونڈا بھی ہو گا۔۔"وہ روتے لگی۔۔دلاور افسوس سے نفی میں
سر ہلانے لگا۔۔

اینا کونڈا کیا؟"وہ نا سمجھی سے پوچھتا پانی میں ڈبکیاں لگانے لگا توقیع"
کی چیخی بلند ہو گئیں

چپ ایکدم چپ!!"دلاور نے مصنوعی غصے سے گرجتے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ"
دیا۔۔توقیع پھوٹ پھوٹ کر روتی اس سے دور ہونے لگی ضد میں۔۔
مگر اسنے سبق سکھانے کیلئے جیسے ہی اسکی کمر کو چھوڑا وہ پھڑ پھڑا
کر اسکے کندھوں کو جکڑ گئی۔۔

دلاور پھر سے اسکے ساتھ پانی میں بیٹھنے لگا۔۔وہ اسکی آنکھوں میں
دیکھ رہا تھا۔۔توقیع کی جھیل سی نیلی آنکھیں خوف سے بڑی ہوتی
جا رہی تھیں۔۔

اا۔۔اینا کونڈا مطلب ب۔بڑے منہ والا سانپ۔۔جو پورے"
انسان کو نگل جاتا ہے۔۔اور دل مجھے یقین ہے وہ یہیں ہو گا۔۔"وہ روتی اسے
بتانے لگی۔۔

تمہیں کس نے بتایا اینا کونڈا کے بارے میں؟"وہ اسکی کمر کو پکڑ"
کر پاس کر گیا۔۔

عرشی نے۔۔"اسنے اپنی آنکھیں رگڑیں۔۔"
ہاہاہاہا پھر ٹھیک کہا ہوگا اسنے۔۔"دلاور بہن کے ذکر پر دل کھول کر ہنسا۔۔"
توقیع نے مسکراتی نظروں سے اسے دیکھا اور اسکی گردن میں بانہیں حائل کرتے قریب ہوئی

اگر یہ سب عرشیہ دیکھتی تو کتنی خوش ہوتی کہ اسکے بھائی کے"
پاس وولف گھوڑا یہ جگہ ہے۔۔جس کی وہ دیوانی ہے۔۔"وہ
خاموش تھا۔۔توقیع مایوس ہوئی۔۔

تمہیں کچھ دکھاؤں؟"وہ کچھ دیر بعد گویا ہوا۔۔"
کک۔۔کیا۔۔"توقیع دلی طور سہمی ہوئی تھی آنکھوں کے سامنے نیلا پانی"
دیکھ کر۔۔
یہ دیکھو تمہارا اینا کونڈا!!"دلاور نے اچانک ہاتھ سامنے کیا۔۔"
اسکے ہاتھ کے پنجے میں بڑے سے سانپ کا منہ جکڑا ہوا تھا۔۔

آہہہ۔۔آآہہہ۔۔۔"وہ حلق کے بل چیخنے لگی دلاور اتنے ہی زوردار قہقہے لگا رہا"
تھا۔۔

یہ اچھا داری سانپ ہے؟" وہ روتی ہوئی پوچھنے لگی"
یہ کون سا قسم ہے سانپ کا؟" دلاور الجھا۔۔"
" دیکھو دل یہ گولڈن ہے۔۔ ضرور یہ شیوانگی کے خاندان کا ہوگا۔۔"
کیا بول رہی ہو کون شیوانگی کون اچھا داری؟ یہ پانی کا سانپ ہے"
بیوقوف۔۔" دلاور نے جھڑکتے ہوئے کہا۔۔

کیا؟" توقیع نے حیرت سے گھور کر سانپ کی آنکھوں میں"
دیکھا۔۔ اسکی ہونقوں والی شکل پر دلاور ہنسنے لگا۔۔

آپ نے کہاں سے پکڑا؟؟" وہ اسکو پکڑ کر بولی۔۔"
دلاور نے اپنے ہاتھ سے اسکے زہریلے دانت کھینچ کر نکال دیئے۔۔ جن سے وہ
مسلسل زہر پھینک کر حملہ کرنے کی کوشش میں تھا۔۔
اسکے دانت کھینچ کر نکالتے اسنے دور پھینک دیا اسے۔۔
تمہاری پشت سے۔۔" وہ مسکرا کر بولا۔۔"
توقیع نے ہراساں ہو کر ایکدم اسکی پشت کر دی۔۔
دلاور نے اسے پاس کرتے اسکی شرٹ کا بٹن آہستگی سے کھولا۔۔ اور اسکے
بھیگے بال اسکی شانے پر سمیٹ کر رکھتے اسنے کالر نیچے سرکا دیا۔۔

توقیع اپنے سفید نازک سے ہاتھ پانی میں پھیرنے لگی۔۔
دل آپ اپنے خطرناک جگہوں پر کیوں رہتے ہیں جہاں زندگی کا کچھ "
معلوم نہیں ہوتا۔۔" اسنے نیلا شفاف پانی ہاتھوں میں بھر کر اپنی
ہتھیلیوں کی لکیریں دیکھنے لگی اس میں۔۔
اب اسے بھی یہاں اچھا لگ رہا تھا۔۔ حالانکہ کے ایک سانپ
دیکھ کر اسے دوسرے سانپوں سے ڈرنا چاہیے تھا۔۔

لیکن جب وہ خاموشی سے اسکی پشت سے سانپ پکڑ سکتا ہے۔
اسکے ساتھ رہ کر کیا ڈر۔۔۔

موت کو آنا ہوتا ہے تو وہ بادشاہوں کو تخت سے اٹھا کر لے جاتی ہے۔۔"
وہ جگہ وقت حال نہیں دیکھتی۔۔" وہ اسکے بھیگے شولڈر پر ہونٹ رکھ کر
بولا

پھر بھی تکلیف ہوتی ہے۔۔ اذیت تو جھیلنی پڑتی ہے۔۔" توقیع اسکی "
گھنی مونچھوں کے سرسراہٹ سے پلٹ کر اسکی بانہوں میں
سمٹی۔۔

اذیتیں تکلیفیں اب دلاور خان سے توبہ کرتی ہیں۔۔"وہ ہنس کر بولا اور"
اسکی نیک بون پر انگلی پھیرنے لگا۔۔
یہ کتنی اچھی جگہ ہے نا۔۔اگر یہاں جانور نا ہوتے تو میں یہاں سے"
کبھی نا جاتی۔۔"وہ اسے دیکھ کر بولی۔۔دلاور کی معنی خیز نظروں سے پلکیں جھکا
گئی۔۔

جب موڈ ہو گا آجائیں گے یہاں۔۔ہولیڈے منانے۔۔"وہ انگوٹھے"
سے اسکا نچلہ ہونٹ نرمی سے ملنے لگا۔۔
نہیں۔۔میرا دل پھٹ جائے گا۔۔آپ نے جس قدر اونچائی"
سے پھینکا ہے خود کو۔۔آج میں مر جاتی۔۔"وہ خشک ہونٹوں پر زبان
پھیر کر فوراً سے نفی کرتی بولی۔۔جانتی تھی وہ کس نیت سے بول رہا تھا۔۔

دلاور پانی اسکے کندھوں پر ڈالنے لگا۔۔
میں مرنے نہیں دوں گا۔۔"وہ متبسم سا بولتا اسے جھٹکے سے"
پاس کر کے اسکے ہونٹوں پر جھک گیا۔۔"آنکھیں بند کر دو۔۔"اسنے
حکم دیا اسے۔۔۔

توقیع نے جلد سے بند کر دیں۔۔ وہ پھر اسکے ہونٹوں پر اپنی گرفت جما کر آہستہ آہستہ اسے پانی کی گہرائی میں لے آیا۔ توقیع نے چیخنا مزاحمت کرنا چاہا مگر اسنے سختی سے اپنے شکنجے میں جکڑ لیا اسے۔۔

وہ اسکی پشت پر تھی چمٹی ہوئی۔ جبکہ وہ کسی ماہر تیراکی کی طرح تیر رہا تھا پانی میں۔۔ جب وہ دونوں پہاڑوں کے بیچ سے نکل آئے کنارے کی طرف بڑھنے لگے۔۔

سرد ٹھٹھرا دینے والی ہوائیں بڑھ گئیں۔۔ دلاور نے باہر آکر کپکپاتی توقیع کو بانہوں میں چھپا لیا۔۔ وہ چور نظروں سے اسکے بھیگے سینے کو دیکھ رہی تھی۔۔

وہ اسے بانہوں میں اٹھائے پہاڑ چڑھ رہا تھا۔۔

دلاور نے مسکراتی نظروں سے اسے دیکھا توقیع شرما کر اسکی گردن میں چہرہ چھپا گئی۔۔ اسکا دل چاہا رہا تھا ابھی ٹینٹ میں جا کر بستر میں دبک کر سو جائے۔۔

نہیں تو یہ سردی یا اسے مار دے گی یا اسکا خون جما دیگی۔۔

دل یہاں آدم خور ہوں گے۔۔" اسنے گھنا جنگل اونچے پہاڑ دیکھتے سوال"
کیا۔۔
مجھ سے کم!" وہ اسے دیکھ کر بولا۔۔ توقیع قہقہہ لگا اٹھی"
وہ جب اسے اوپر لے آیا تو آہستہ سے نیچے اتار دیا۔۔
اسے ہٹ کی طرف اشارہ کیا۔۔ "وہاں میرے کپڑے رکھے
"!ہیں۔ وہ پہن کر آؤ سوئیٹر بوٹ چلنا ہے واپس
مم۔۔ میں اکیلی؟" توقیع نے بوکھلا کر پوچھا۔۔"
نیچے بیٹھے اپنے بھیڑیے کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے دلاور نے ابرو اچکا
کر اسے دیکھا۔۔
مم۔۔ میرا مطلب یہ اتنی خوفناک جگہ ہے اس ہٹ"
میں تو میں پہلی دفع جا رہی ہوں۔۔ کب سے خالی پڑا ہے۔۔ کیا
"پتا وہاں شش۔ شوانگی کا شوہر۔۔۔۔

کیا فضول بول رہی ہو کس کا شوہر!!" دلاور بھڑک اٹھا۔۔"
عرشیہ نے بتایا۔۔۔ "وہ کہہ کر ہونٹ بھینچ گئی۔۔"
اور یہ بھی اسنے مووی میں دیکھا ہو گا۔۔" اسنے غصے سے پوچھا توقیع"
کے سر ہلانے پر ہونٹ بھینچ لیے۔۔

پتا نہیں کیا بن گئی ہو گی۔۔"وہ سوچ کر رہ گیا۔۔"
تم دھیان رکھو جب تک میں تمہاری ماں کا دماغ ٹھکانے لگا کر آتا ہوں"
پھر کھانے کا کچھ بندوبست کریں۔۔"وہ بھیڑیے سے کہتا اٹھا
تو قسیع اسکی آنکھوں کو دیکھ کر سٹپٹائی۔۔جب اسنے اسکا بازو پکڑا اور اپنے
ساتھ گھسیٹ لیا۔۔

آآ۔۔آپ باہر رہیں۔۔پہلے اندر دیکھ کر آئیں کوئی ہے تو نہیں۔۔پھر باہر"
"رکیں جب تک میں چینج کر کے۔۔۔۔آآآ۔۔۔۔۔
اسکی بلند چیخ گونج اٹھی جب اچانک جھٹکے سے دلاور نے اسے اٹھا
کر اپنے کندھے پر ڈالا

چھوڑو اب یہ بہانے بازی۔۔۔"وہ اسے لیکر ہٹ میں داخل ہوا"
اور دروازہ بند کرتے سن لائیٹ پر چارج ہوئی بیٹری پر لگا بلب آن کر دیا۔۔

مم۔ میرا سچ میں ی۔ یہ مطلب نہیں تھا دل۔۔ "وہ رونے" جیسی ہوتی بدک کر اس سے دور بھاگی سیدھا پیچھے دیوار سے جا لگی۔۔

تمہارا نا سہی میرے اب خطرناک ارادے ہیں۔۔ "اسنے پلٹ کر" دروازے کو کنڈی لگائی۔۔

وہ کپکپانے لگی۔۔ "آآ۔۔ آپ ایسا تو نا کریں دل۔۔ "اسنے اپنی آنکھوں کے سامنے لمبی آستینوں میں چھپے ہاتھوں کی مٹھیاں کر دیں۔۔ اور ذرا سی نیلی ہراساں آنکھیں نکال کر اسے دیکھ رہی تھی۔۔

بیلو پینٹ میں ملبوس، بھورے بال نم پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے۔۔ اسکا چوڑا سینا، مضبوط پھولے بازو۔۔ وہ قدم بقدم اسکی طرف بڑھنے لگا۔۔

معمولی سے بڑھتی دھڑکنوں سے توقیع نے مٹھیاں کھول کر ہاتھوں میں چہرہ چھپا دیا۔۔ اسنے پاس آکر اسکے اطراف میں دیوار پر ہاتھ ٹکا دیئے۔۔

باہر بھیڑیے سے غرانے کی آوازیں بڑھتی جا رہی تھیں اور اندر اسکا ننھا سا دل اسکی قربت اور بھیڑیے کی خونخوار آواز سے سہما ہوا تھا۔۔

ooooooo

خدا خدا کرو عرشی ابھی تک یہ منحوس مووی لگا کر دیکھ رہی ہوں۔" وہ اسکے لئے نوڈلز بنا کر جب روم میں داخل ہوئی فضا میں گونجتی لڑکی کی چیخوں کو سن کر غصے سے گویا ہوئی۔۔

وہ اپنی ماں کے گھر آکر، مزے سے اپنے روم میں پڑی پاپ کارن کھاتی رونگٹے کھڑے کرن سیریز دیکھ رہی تھی۔۔

مام ایک بار ہمارے دشمن سامنے آجائیں نا ایسا حال کروں گی انکا۔۔""

وہ سامنے اسکرین پر چلتی مووی کو دیکھتی مزے سے بولی۔۔

عائشہ خان نے ذرا سی نظروں سے سکرین پر ہولناک منظر کو دیکھتے "استغفراللہ" پڑھا۔۔ "دماغ خراب ہے تمہارا۔۔

"انصاف چاہیے ہمیں، نا کہ حیوانوں سے ملکر ہم بھی قاتل بن جائیں۔۔

مام آپ تو چپ ہی کریں۔۔ لوگوں نے ہماری سادگی کا فائدہ اٹھایا ہے۔۔" ہم بھی لوگوں کو ٹیڑھی انگلی پر چلاتے تو کبھی ہمارے ساتھ ایسا نا ہوتا۔۔" وہ کانٹے پر نوڈلز لپیٹ کر منہ میں ڈالتی بولی۔۔

بس کرو اب ٹیڑھے لوگوں کا انجام بھی ٹیڑھا ہوتا ہے۔۔ تم صام" کی کال کیوں نہیں اٹھا رہی؟" عائشہ خان نے ناپسندگی سے کہتے آئل کی بوتل لیکر عرشیہ کے پاس آئی۔۔ وہ بھاگنے لگی مگر عائشہ نے اسکے بالوں کو پکڑ کر واپس بٹھا دیا۔۔

مجھے نہیں سننی اسکی بڑبڑ۔۔ ہر وقت تو حکم جھاڑتا رہتا ہے۔۔" میں اسکی غلام نہیں۔۔۔ اس سے بہتر ہے میں اپنے جنگلی ریچھ کو کال کر لوں۔۔" وہ موبائل تھام کر دری کا نمبر ڈائل کرنے لگی۔۔

یہ کون سا طریقہ ہے عرشیہ؟ مجھے یقین ہے تم نے ضرور تقویٰ" صام کے سامنے میری ناک کٹائی ہو گی۔۔ رو رو کر تو تم کچن میں آتی ہو۔۔ شوہر کی کوئی عزت نہیں تمہاری زبان پہ۔۔" عائشہ ایکدم سے بھڑک اٹھی اس پر۔۔

عرشیہ نے اپنا سر پیٹ لیا کہ اسے کیا ضرورت تھی اس دیوانی کے سامنے اسکے پسندیدہ داماد کے حکم سے اختلاف کرنے کی۔۔

آپ مجھے یہ بتائیں مام۔۔ کہ آپ میری مام ہیں یا اس نیلے بلے" کی۔۔؟" وہ چیخ اٹھی پھر سے بھاگنے لگی مگر سر پر پڑنے والے تھپڑ نے اسے واپس گرا دیا۔۔

ماں ہوں میں تمہاری۔۔ بیوقوف لڑکی جب بیٹی ہو گی تمہاری تو معلوم "
پڑے گا۔۔ کتنی مشکل سے ایسے پرفیکٹ رشتے ملتے ہیں اپنی بیٹیوں کیلئے۔۔
جا کر لوگوں کو دیکھو۔۔ جن کے اچھو رشتوں کی آس میں بیٹیوں کے
سروں میں چاندنی آ گئی ہے۔۔ تمہیں تو خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ
تمہیں گھر بیٹھے اتنا اچھا رشتہ مل گیا ہے۔۔ کیا کمی ہے
"میرے صام" میں۔۔؟ پڑھا لکھا ہے، اپنا کاروبار ہے۔۔ اچھے
اخلاق کا مالک ہے۔۔" وہ نا دکھنے والے گن گنوا رہی تھیں جبکہ عرشیہ
کو غش پر غش آ رہے تھے۔۔
آپ شاید بھول رہی ہیں۔۔ ڈیڈ کو اس حالت پر پہچانے والا بھی یہی "
شخص ہے۔۔ اور دل بھائی کو برا بھلا کہنے والا بھی یہی۔۔ کتنی جلدی آپ
سب بھول گئیں مام کیونکہ وہ آپکی بیٹی کا داماد ہے؟ کل تک یہی شخص مجھے ریجکٹ
"کر چکا تھا۔۔ اسکے سامنے میں بری لڑکی تھی۔۔

میں کچھ نہیں بھولی بیٹا۔۔ مجھے سب یاد ہے۔۔ کیونکہ میں نے سب "
جھیلا ہے۔۔ پر ایک بات بتا دوں کہ ماضی کو لیکر رونے والے مستقبل

میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔۔ کبھی مستقبل کی خوشیاں حاصل نہیں کر پاتے نا ہی وہ کبھی زندگی جی پائیں گے۔۔

تمہارے باپ کو صدمہ صام کی باتوں سے نہیں بلکہ تمہارے بھائی کے زندہ ہونے کا لگا تھا۔۔ تم کیا سمجھتی ہو عرشی؟ جس قبر کے پاس وہ راتوں جاگ کر روتے تھے، جسکی قبر کی مٹی کو سینے سے لگا کر وہ زندگی کا سکون حاصل کرتے تھے۔۔ وہ شخص اپنے بیٹے کیلئے زندگی جینا بھول گئے، اپنوں سے تم سے مجھ سے روٹھ گئے۔۔ اسے اچانک اتنی بڑی خوشی ملے کہ جسکی قبر بنا کر بیٹھا ہے۔۔ وہ حقیقت میں زندہ ہے۔۔ تو کیا وہ انسان اگلی سانس بھی لے پائے گا۔۔؟" عرشیہ کی آنکھوں میں آنسوں آ گئے۔۔

وہ اپنی ماں کی گود میں چہرہ چھپا کر رونے لگی۔۔

"مام۔۔ مجھے بہت یاد آتے ہیں۔۔"

سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ساحل صمصام دریاب تینوں ساتھ ہیں۔۔ ضرور دل کو لے آئیں گے۔۔ پھر توقیع بھی تو اسکے پاس ہے۔۔" وہ اسکا سر چوم کر بولیں۔۔

آپ کو کیسے پتا تو قیع اسکے پاس ہے؟"عرشیہ نے حیرت"
سے سر اٹھا کر پوچھا۔۔
صمصام نے بتایا۔۔"وہ مسکرائیں۔۔"
کب؟"عرشیہ کو حیرت کا جھٹکا لگا۔۔اسے تو نہیں بتایا تھا۔۔بلکہ"
اسنے خود معلوم کیا۔۔۔
"وہ آتا ہے یہاں۔۔اسے رشتے نبھانا آتے ہیں عرشیہ۔۔۔"
ہاں کیونکہ وہ آپکی نظر میں پرفیکٹ مین جو ٹھہرا۔۔جانے دنیا کو"
اس میں خامیاں کیوں نظر نہیں آتی۔۔مجھے تو آج تک یہ
سمجھ نہیں آیا کہ میں اس شخص کو جس پہلو سے دیکھوں اسکی خامی
ہی نظر آتی ہیں۔۔مگر دنیا کو وہ خامی خوبی نظر آتی ہے۔۔"عائشہ
خان کو ذرا نہیں بھائی اسکی بات۔۔

صرف تمہیں نہیں قسم لے لو مجھے بھی عرشی۔۔"موبائل سپیکر سے"
دریاب کی آواز گونجی۔۔عرشیہ مسکرائی۔۔۔

میں دیکھ رہی ہوں اسے بگاڑنے میں پورا ہاتھ تمہارا ہے دریاب۔۔""
عائشہ خان غصے سے بولیں۔۔

آپ کو کچھ نہیں پتا میری معصوم مام۔۔ آپ نے ابھی دنیا نہیں" دیکھی۔۔ اگر میں اسکی ماں یا بیوی ہوتی تو اسکو پوری دنیا میں ذلیل کرتا۔۔ وہ میٹنگ میں جاتا تو پیچھے اسکی پینٹ میں چھید کر دیتا۔۔" دریاب نے جلے دل سے کہا۔۔

عرشیہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

قسمے دری میرا دل بھی بڑا کرتا ہے اسے ذلیل کرنے کیلئے۔۔ مگر سالے کا" روم ہی ایسا جناتی ہے۔۔" وہ سوچ کر سرخ پڑ گئی۔۔

نہیں! تم اسکے روم کی طرف مت جانا۔۔ تمہارے لیے بہت" آسان ہے میری شیرنی تم بس دور رہ کر ہی اسے ذلیل کرو۔۔ مت بھولو وہ کتنا کمینہ تھا۔۔ دشمنوں سے بڑا دشمن ہمارا وہی تھا۔۔

جتنا ہمیں دوسرے لوگوں نے نہیں سنایا اتنا وہ کمینہ ہمارا دل جلاتا تھا۔۔ ہمیں سارے حساب بے باک کرنے ہیں۔۔ ایک بار سب ٹھیک ہو جائے۔۔ اسے رخصتی کیلئے ذلیل کریں گے۔۔ اسے ناک رگڑ وائیں گے ڈیڈ کے سامنے۔۔

میں تو اسکے گردوں کو بھی توبہ کروا کر پھر کچھ سوچوں گا۔۔" اسکی باتوں سے عرشیہ کی مسکراہٹ پھیکی پڑ گئی۔۔ اسکے بعد بھی وہ لمبی چھوڑنے لگی۔۔

اور نہیں تو کیا۔۔ ہاہاہا۔۔ تمہیں پتا ہے دری بات کرنے کیلئے تڑپتا" ہے لیکن تمہاری شیرنی لفٹ نہیں کرواتی۔۔ پتا ہے گھر میں آگے پیچھے ہوتے رہتا۔۔ بہانے ڈھونڈتا رہتا ہے ہاہاہا۔۔۔" وہ کھکھلاتی اسے بتا رہی تھی عائشہ خان ہکا بکا تھی جبکہ دریاب نے فخریہ چوڑا سینا کر دیا۔۔

مجھے فخر ہے تم پر میری بہادر بہن! بس ایسے ہی رج کے ذلیل کرنا ہے" اسے۔۔ چھپٹی کا دودھ نایاد دلا دیا اسے ڈی اے ڈی نے تو وہ کھوتا نہیں کھوتوں کا "سردار ہو گا۔۔

کھوتا تو وہ پہلے سے ہی ہے۔۔" وہ دونوں مزے سے کہتے قہقہہ لگا اٹھے۔۔۔" اپنی بات کو خود انجوائے کر رہے تھے۔۔

آہہ۔۔" دفعتاً عرشیہ کی چیخ گونجی۔۔ دریاب ہڑبڑا گیا۔۔"

"!!کیا ہوا میری جان"

میں نے مارا ہے اسے۔۔ تم گھر آجاؤ تمہاری بھی پینٹ کا وہی حال"
کرتی ہوں۔۔ لو غضب خدا کا۔۔ اپنی اکلوتی بہن کا خود گھر برباد کر رہا۔۔ یہ
سکھا رہے ہو تم اپنی بہن کو کہ شوہر کی پینٹ میں چھید کرو۔۔
مجھے صرف اتنا بتاؤ تم شرم کب کرو گے دریاب؟ کب تک
پرائے گھر برباد کرتے پھرو گے۔۔ وہاں تم سمن کو تھپڑ مار کر گئے ہو۔۔
یہاں اپنی بہن کو یہ سکھا رہے ہو۔۔ تمہارا مقصد کیا ہے؟ کب سے
یہ پھاپھا کٹنیوں والے دھندے کرنے لگے ہو۔" وہ غصے سے
بھڑک اٹھی تھیں۔۔
دریاب اپنا سر کھجانے لگا۔۔ "آپکو ڈبل بیٹری نے بتایا تھپڑ کا؟
یہ نہیں بتایا کیوں مارا میں نے اسے تھپڑ؟" اسنے سرخ
چہرے سے کہا۔۔

بتایا ہے اسنے مجھے۔۔ بہن پاس بیٹھی ہے ورنہ بتاتی تمہارے"
کرتوت۔۔ کیوں گئے رات کے پہر اسکے روم میں۔۔ تم مجھے تو
ایمرجنسی کیس کا بتا کر گئے تھے نا۔۔" عائشہ خان نے وہیں اسکی
کلاس لے لی۔۔ سمن نے روتے ہوئے اسے بتایا تھا کہ کس طرح وہ

اسکے روم میں آیا اور اسکے روکنے پر اسے تھپڑ مارے کسی جنگلی جاہل انسان کی طرح۔۔

کان لگا کر سنتی عرشیہ کی آنکھیں پھیل گئی۔۔۔"ہیں دری سمن کے پاس گیا۔۔؟"
دریاب کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔۔وہ بیٹری جانتی نہیں تھی کس سے پنگے لے رہی ہے۔۔پہلے ساحل کو اب اسکی ماں کو شکایت لگا کر وہ اپنے لیے مشکلیں بڑھا رہی تھی۔۔

پڑوسیوں کے گھر میں نہیں گھسا میں۔۔اپنی بیوی کے روم میں" گیا تھا باتھ لینے۔۔گھر آکر بات کروں گا۔۔"اسنے پریشانی سے شیو پر ہاتھ پھیرا۔۔
گھر تم آؤ میں بات کروں گی تم سے۔۔بدنام کر کے رکھا ہے مجھے دونوں" "نے۔۔اگر یہ لڑکی انکار پر اڑ گئی تمہیں تو کوئی اپنی بیٹی بھی نا دے۔۔۔

کال کھٹک سے کٹ گئی۔۔عائشہ خان کا چہرہ سرخ تھا۔۔
عرشیہ انہیں گھورتی اپنی کمر سہلا رہی تھی۔۔"میں آپکو شکایت

لگاتی ہوں تو آپ مجھے الٹا لیکچر دے دیتی ہیں۔۔ سمن نے جب آپ کو شکایت لگائی تو آپ بھائی کی کلاس لے رہی ہیں۔۔
"آپ صرف یہ بتائیں ہماری عزت کیوں نہیں گھر میں؟

تم دونوں کے کرتوت کی وجہ سے آئی سمجھ! خبردار اگر تم نے اسکی" باتوں پر عمل کیا۔۔"وہ برجستہ غصے سے گویا ہوئیں۔۔

تو آپ کیا کہنا چاہتی ہیں۔۔ اسکی بانہوں میں دن رات پڑی" رہوں؟"وہ اپنی ماں پہ مصنوعی روعب ڈال کر بولی۔۔ عائشہ خان اسکی بات پر سٹپٹا گئی۔۔

اب ایسا بھی میں نے نہیں کہا۔۔ وہاں تمیز سے رہو شوہر کی" عزت کرو۔۔ تقویٰ کے سامنے میرا سر مت جھکاؤ۔۔ اسکی بیٹی سے کچھ سیکھو۔۔ اسے کیا پتا کیا دلاور کا رویہ ہوگا۔۔ وہ اسے قبول بھی کرے گا کہ نہیں۔۔
کیا سلوک ہوگا اسکا۔۔ کسی بات کی بھی پرواہ کیے بغیر تمہارے بھائی کے پاس چلی گئی۔۔ عورت کی معنی عزت صبر

فرمانبرداری ہے۔۔"وہ اسے سمجھا رہی تھی عرشیہ نے چپکے سے کانوں میں ہینڈ فری ٹھونس دیئے جانتی تھی اب ہزار ان دیکھے گن گنوائے گی اپنے داماد کے۔۔۔

اور وہ فی الحال صام نامہ سننے کے موڈ میں نہیں تھی۔۔
معاً میسج ٹون پر اسنے موبائل اٹھایا۔۔جہاں صمصام زیدی کا نمبر جگمگا رہا تھا۔۔اسکے منہ میں زہر گھل گیا جیسے۔۔
کیا تم اس سے متفق ہو جو اپنے بھائی سے کہا؟"وہ پوچھ رہا تھا۔۔"
بالکل۔۔"عرشیہ اپنی ماں کی گود میں سر رکھ کر لیٹی ہوئی" تھی۔۔اسنے ٹائپ کر کے سینڈ کیا۔۔

میرے سینے میں تمہاری دھڑکنیں رقص کرتی ہیں، میری" سانسیں تمہارے سینے میں ضد کر کے اترتی ہیں۔۔تمہاری کمر پر چمکتے سیاہ تل پر میرے استحقاق شدتوں کا لمس ٹھہرا ہے اس سب سے اختلاف کر لو گی؟"اسکے گال دہک کر لال ہو گئے۔۔اس نے اپنا حلق تر کیا اور موبائل کو سینے پر دھک دھک کرتے دل پر رکھ دیا۔۔

دفعتاً اسکے دماغ میں دھماکہ ہوا۔۔"اسے کیسے معلوم میں نے دری سے جھوٹ بولا؟"

اوہ میرے خدا میں پاگل ہو جاؤں گی۔۔"معاً وہ اچانک مچھلی کی طرح بیڈ پر بل کھاتی چیخ پڑی۔۔

کیا ہوا بھاوٗلی ہو گئی ہو کیا۔۔"عائشہ خان اسکی حرکت پر ہراساں ہو گئی۔۔

آپ مجھے یہ بتائیں کیا سوچ کر آپ نے مجھے یہ شوہر دیا؟ کیوں کیا اپنی معصوم بیٹی پر ظلم؟ کیا کسی گستاخی کا بدلہ لیا ہے مجھ سے؟"وہ بیڈ سے نیچے اتری ابھی تو وہ موبائل لے آئی تھی۔۔ابھی سے ہی۔۔۔

وہ روتی پاؤں پٹختی روم سے نکلی۔۔

عائشہ خان پریشان بیٹی کی حال پر موبائل اٹھا کر دیکھنے لگی مگر تبھی دھڑام سے وہ روم میں داخل ہوئی۔۔

اتنا شریف نہیں ہے جسکے میسج پڑھ رہی ہیں۔۔"وہ اپنی ماں کے ہاتھ سے جھپٹ کر موبائل چھینتی بیڈ پر منہ کے بل گر گئی۔۔

آپ فون کریں اس نیلے بلے کو اپنے موبائل سے اور کہیں کہ آج رات "
میں آپ کے پاس رہ رہی ہوں۔۔"وہ سر اٹھا کر ان کے سینے سے لگتی
بولی

ٹھیک ہے کہتی ہوں۔۔ویسے بھی کہنے ہی والی تھی۔۔اس میں اتنا ہنگامہ "
مچانے والی کیا بات ہے۔۔"عائشہ خان کے کچھ پلے نا پڑا اسکی
حالت کا۔۔مگر وہ سر اثبات میں ہلا کر اسے سمیٹ گئی خود
میں۔۔

خود پتا لگ جائے گا جب بلا تھیلے سے باہر نکلے گا۔۔"وہ کسمسا کر پھر "
سے ایل ای ڈی کی اسکرین کی طرف متوجہ ہو گئی۔۔

ooooooo

کیسی ہو۔۔"وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔۔"
بوبی کو کیا کہا ہے تم نے؟وہ کس بات کو لیکر مجھے بلیک میل کر رہا"
ہے۔۔۔"بازل اسکے مقابل آکر کھڑی ہوئی۔۔

بوبی؟؟؟" ایلی نے اسکے نکھرے گلابی دمکتے چہرے کو دیکھتے بوبی کے ذکر پر نا سمجھی سے ابرو اچکایا۔۔ وہ اندازہ لگا نا پائی کہ وہ پہلے حسین تھی یا اب زیادہ ہو گئی ہے۔۔

کتنے وقت بعد وہ اسے دیکھ رہی تھی۔۔ دل کی دھڑکنوں میں شورِ رقص تھا۔۔

"کیوں بوبی کو اپنے ساتھ پارٹنر بنا کر یہاں نہیں لائی تم؟ کیا اس سے میری کمزوریاں شیئر نہیں کی تم نے؟" وہ استہزائیہ بولی۔۔ ایلی نے نفی میں سر ہلایا۔۔

"ہم اتنے وقت بعد ملے ہیں بازل۔۔ میں نے ایسا تو تمہارا ردعمل نہیں سوچا تھا۔۔ مجھے لگا تھا تم بھی بے تاب ہو گی مجھ سے ملنے کیلئے۔۔ جس طرح تم سے دور رہ کر مجھے ایک پل کیلئے سکون نہیں۔۔" ایلی نے دکھ سے کہا۔۔

بازل نے گہرا سانس لیا۔۔"میں خوش ہوتی اگر تم میری پرائیویسی کو پرائیویسی رہنے دیتی۔۔ میں تم سے مل کر یقیناً خوش ہوتی۔۔۔ اور اپنے بلیک میین سے بھی اپنی بیسٹ فرینڈ کو ملاتی۔۔ مگر تم نے دوستی میں جو دغا کی ہے۔۔ اسکے بعد مجھے نہیں لگتا تمہیں مجھ سے اتنے نارمل رویے کی امید بھی کرنی چاہیے۔۔"وہ مصنوعی سا مسکرا کر بولی۔۔ ایلی سر اثبات میں ہلا گئی۔۔

ایلی!بوبی کو اپنی حد میں رکھو۔۔ اگر وہ بلیک میلر ہے۔۔ تو کمزور اب" بازل شاہ بھی نہیں رہی۔۔ میں تم سے اب تب ہی ملنے آؤں گی جب تم اسے یہاں سے رفع دفع کرو گی۔۔ میں نے ساری زندگی یہ ناسور اذیت خود جھیل کر اپنے ماں باپ کو خوش رکھا ہے۔۔ اسکا مطلب یہ نہیں کہ دو ٹکے کا غنڈہ اٹھ کر بازل شاہ کو بلیک میل کرنے لگ جائے۔۔۔ اگر آئندہ اسکی کال مجھے آئی تو انجام برا ہوگا۔۔۔"اسنے سرد لہجے میں ایلی کو وارن کیا۔۔

وہ صارم کی غیر موجودگی میں ایلی کے کال کرنے پر جیسی جلدی بازی میں آئی تھی۔۔

اسی جلد بازی میں جانے لگی کہ دفعتاً کچھ یاد آنے پر رکی۔۔اور ایلی کی طرف پلٹی۔۔

مجھے تمہیں کچھ دکھانا ہے۔۔"اسنے کہہ اپنے کندھوں سے بال اٹھا کر" ایلی کے سامنے کیے۔۔

میں اسکے لیے بال بڑھا رہی ہوں۔۔"وہ اپنے بالوں کو چھو کر دلکشی سے" مسکرائی۔۔

ہم جس طرح سبھی مردوں کو برا سمجھتے ہیں ایلی۔۔ایسا کچھ بھی" نہیں۔۔میں نے ہزار بہانے بنائے اسے خود سے دور رکھنے کیلئے۔۔ حتیٰ کہ ٹارچر تک کر دیا۔۔

مگر جب وہ پاس آیا تو اسنے مجھے رحمت قرار دیا۔۔وہ مجھے پاکیزہ کہتا ہے۔۔میں اسکی انت الحیات ہوں۔۔معنی مجھے خود نہیں معلوم مگر مجھے اسکے لبوں سے سن کر اچھا لگتا ہے۔۔اسکے ہونٹوں سے ادا ہوئی صبح کی اذان اور قرآن کی تلاوت میرے سکون کی وجہ ہیں۔۔ اور میں ہمیشہ تم جانتی ہو سکون کی تلاش میں رہتی تھی۔۔

میں تمہیں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ مجھے اس سے محبت ہو گئی ہے۔۔
وہ بہت معصوم ہے۔۔ جن خوابوں کو دیکھنے کی میں جرات نہیں کرتی ان خوابوں کا شہزادہ وہ حقیقت میں ہے۔۔
وہ ایک شہزادہ ہے ایلی۔۔۔ اسکی مام اسکے ڈیڈ بہت پیارے ہیں۔۔"
اسنے کہہ کر اپنا رخ دروازے کی طرف کیا۔۔

ایلی مٹھیاں بھینچے کھڑی تھی۔۔ جب دروازے کے قریب پہنچ کر بازل نے اسے دیکھا۔۔
کیا میں نے تمہیں یہ بتایا کہ مجھے اس سے محبت ہو گئی ہے؟""
اسنے گرے کرسٹل آنکھوں میں جگنو سجا کر کہا۔۔ ایلی نے مسکرا کر سر ہلایا۔۔
بازل نے پلکیں جھکائیں اور بال اسکارف میں چھپا کر چہرے پر نقاب لگایا۔۔۔ وہ ایلی کو وہیں ششدر چھوڑ کر وہاں سے نکل گئی۔۔۔
کتنی بدل گئی تھی وہ۔۔۔ کیا اسے لگتا تھا کہ ایلی جو اس پر جان دیتی ہے۔۔ اسکے عشق میں گرفتار ہے، اسکی خوشبو کی دیوانی لمس کی پیاسی ہے وہ اس سے غداری کرے گی؟ وہ اسکے راز اس دو ٹکے کے لڑکے کو بتائے گی۔۔

اسنے ایک بات بھی اس سے نہیں پوچھا کہ ایلی کیا تم نے اسے بتایا ہے۔۔

وہ پاکستانیوں کے رنگ میں رنگتی جا رہی تھی۔۔ اسکے اندر آگ بھڑک رہی تھی دل چاہ رہا سب کچھ تہس نہس کر دیے۔۔

"مجھے عورتوں پر ہاتھ اٹھانا اچھا نہیں لگتا۔۔ نا ہی اٹھانے میں انٹرسٹ ہے۔۔۔ مگر مجھے ایسا لگ رہا ہے تم مجھے مجبور کر رہی ہو کیا ایسا ہے؟" وہ بازل کے جانے کے بعد ایلی کے پیچھے روم سے نکل کر چلتا ہوا اسکے سامنے آیا۔۔

ایلی نے خونخوار سرخ نظروں سے اسے دیکھا۔۔ اسکی بھوری آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔۔

"بیٹھو سامنے۔۔" اسنے اشارہ دیا چیئر کی طرف۔۔ "عجیب ایٹیٹیوڈ تھا۔۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ اسکے گھر میں نہیں بلکہ ایلی اسکے گھر میں آئی ہو۔۔

"میرے ہاتھ کھولو مسٹر صارم زیدی!!" وہ غرائی اس پر۔۔

کچن کی طرف بڑھتے صارم نے مصنوعی حیرت سے چونک کر دیکھا۔۔

"اوہ! تم تو ابھی تک بندھی ہوئی ہو۔۔کیا تمہیں تمہاری دوست نے نہیں دیکھا بندھا ہوا۔۔؟" وہ استہزائیہ بولتا اسکے پاس آیا اور گن اسکے سر پر رکھ کر اسکی اکڑ کو سلا کر اسے یونہی بندھے ہاتھوں سے بٹھا دیا۔۔

ایلی اسکی بھوری آنکھوں میں سرد تاثرات دیکھ کر دب کر بیٹھ گئی۔۔

"زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں۔۔اگر تم انسانوں کی طرح باندھتے تو وہ ضرور مجھے کھولتی اور تمہارا معصوم کے بجائے اصلی چہرہ اسکے سامنے آجاتا۔۔" اسکے جل کر کہنے پر صارم نے قہقہہ لگایا۔۔

ایلی کے ہاتھ اسکی کمر کے ساتھ بندھے ہوئے تھے۔۔یوں لگ رہا تھا جیسے وہ ہاتھ نیچے کیے کھڑی ہو۔۔

غلط! میں بہت نیک شریف معصوم بندہ ہوں لڑکی! وہ دراصل" ڈاکٹر ہوں! مریض کے اعضا سے جگاڑ کرتے کرتے مختلف لوگوں سے نمٹنا بھی جان گیا ہوں۔۔

بائی داوے کافی پیو گی یا چائے؟" وہ سامنے چائے کی تیاری اس سے بولا ایلی نے نفرت سے چہرہ موڑا وہ کندھے اچکا کر اپنی چائے کا کپ بنائے چلتا ہوا واپس اسکے مقابل رکھی چیئر پر بیٹھا۔۔

ہم زیدی ہیں! شیر کا نوالہ کھلا کر چیل کی نظر رکھنے والے۔۔ مجھے پتا ہے" تم لسبین ہو۔۔ اپنی سوتیلی بہن کو لوفروں کے حوالے کر کے دو نمبر طریقے سے یہاں آئی ہو۔۔ تمہارے ساتھ نفسیاتی مسئلہ ہے۔۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تمہاری نظر میری معصوم بیوی پر ہے۔۔

مگر کیا تم جانتی ہو کہ میری بیوی مسلم ہے؟" اسنے سپاٹ لہجے میں ایلی سے سوال کیا۔۔

مجھے فرق نہیں پڑتا کہ وہ مسلم ہے یا کافر۔۔۔ میں اس سے محبت" کرتی ہوں اور اسے حاصل کرنا میرا جنون ہے۔۔" وہ پاگل پن سے چلائی اور لات مار کر صارم کے ہاتھ سے کپ دور پھینکنا چاہا مگر چیخیں تو

اسکی تب گونج اٹھیں جب اسکے ہاتھ سے کپ اچھل کر ایلی کے اوپر گرا اور وہ گرم دہکتی چائے اسکی چمڑی کو جھلسا گئی۔۔۔

اوہ ہو۔۔۔ یہ کیا کیا پاگل لڑکی میری اتنی محنت ضائع کر دی۔۔ "اسے اپنی محنت کے ضائع ہونے کا ہوتے تھا نا کہ اسکے جھلس جانے کا۔۔
شٹ اپ جسٹ شٹ اپ بلیک مین۔۔ "وہ پاگل پن سے غرائی۔۔ مگر اگلے لمحے گن کے منہ سے شعلہ بن کر نکلتی گولی ایلی کے بازو میں سرائیت کر گئی۔۔
وہ درد سے اچھل کر پیچھے کی جانب گری۔۔۔
صارم نے جھک کر اسکی گردن کو دبوچا اور اسے جھٹکے سے سیدھا کرتے اپنے مقابل کھڑا کیا۔۔

میں بہت شریف لڑکا ہوں! بعض اوقات مجھے مولوی بھی کہہ دیتے ہیں۔۔ مگر مجھے بلیک مین کہنے کا حق صرف اسے ہے۔۔ شکر مناؤ میں نے تمہاری زبان کو بخش دیا۔۔ کیونکہ اس وقت میں باوضو ہوں۔۔ "وہ بہت ٹھنڈے اور نرم لہجے میں بول رہا تھا مگر اسکے ہاتھ کے دباؤ سے ایلی کی آنکھوں سے آنسوں پھسل پڑے۔۔

دماغ میں خون ٹھوکریں مارنے لگا۔۔۔

میں اتنا شریف ہوں جتنا میں بن سکتا ہوں۔۔ مجھ سے زیادہ کی توقع "
مت کرنا۔۔ کل کے اندر مجھے یہاں تمہارا نام ونشان نہیں چاہیے۔۔ یاد
رہے وہ صارم زیدی کی عزت ہے اب اسکی طرف نگاہ اٹھانے
والے کو دوسری سانس لینے کا حق نہیں دوں گا۔۔
پھر چاہے لسبین ہو یا خرہ۔۔
اپنے اس چیلے کو لیکر نو دو گیارہ ہو جاؤ یہاں سے۔۔ ورنہ تمہیں
چاہے مسلم کافر سے فرق نا پڑے مگر مجھ معصوم مولوی کے ہاتھ ضرور
رنگ جائیں گے۔۔ اور تمہاری گوشت کے ٹکڑوں کو کندھا بھی
میسر نہیں ہوگا۔۔ ایلی پیلی نیلی واٹ ایور۔۔ خوامخواہ منحوس لڑکی موڈ
خراب کر دیا۔۔۔" سرد سپاٹ لہجے میں کہتے اسے بیڈ کی
طرف پھینکا۔۔

خود جلا بھنا وہاں سے نکلا۔۔

اچھے بھلے اکیلے تھے گھر میں، اسنے خوب سوچا تھا بازل کو تنگ کرنے کا۔۔ مگر اس منحوس لڑکی کا سایہ پڑ گیا اور اسکے گھر کے نمبر پر کال کر کے بازل کو بلانے لگی۔۔

اب تک وہ اسکا الٹا آپریشن کر کے بغیر اعضا کے ہی سٹیچز لگا دیتا۔۔ مگر جب اسکے ماضی کا معلوم ہوا تھا اسے ترس آگیا تھا۔۔ وہ مردوں سے نفرت کرتی تھی۔

واحد ہمدرد اور دوست بازل تھی، سوتیلی ماں کی نفرت۔۔ بچپن سے جوانی تک درندوں کی درندگی کا نشانہ بن کر وہ سخت نفرت کی شکار اور نفسیاتی ہو گئی تھی۔۔

اسنے جو تکلیف خود اٹھائی وہی تکلیف اپنی سوتیلی ماں کو دینے کیلئے اسکی بیٹی کو بوبی والوں کے حوالے کر دیا،، کیونکہ اس سے کئی گنا بڑھ کر اسے بازل تھی۔۔ جس نے اسکا تب ہاتھ تھاما تھا جب وہ بالکل تنہا وحشتوں کا شکار ایک پاگل لڑکی تھی۔۔

اس سب کے بعد صارم نہیں چاہتا تھا وہ پھر سے ایک مرد کا جذباتی روپ دیکھے۔۔ صارم نے سوچ لیا تھا اگر وہ کل نہیں گئی تو اس کا علاج وہ اپنے طریقے سے کرے گا۔۔

اس وقت تو وہ اپنی انت الحیات کے ساتھ لانگ ڈرائیو کا موڈ بنا رہا تھا۔۔ موسم ہی ٹھنڈا ٹھنڈا ہو رہا تھا۔۔۔

ooooooo

....★☆☆☆☆☆★....

ماضی۔۔۔

اچھا ہوتا اگر تم بھی میرے ساتھ چلتی نوی! تمہارا باپ تو بزنس" پھیلاتا جا رہا ہے۔۔ اور امیں انکے دوستوں پارٹنرز کی پارٹیز اٹینڈ کر کے تھک گئی ہوں۔ مام کب سے کہہ رہی ہیں چکر لگا کر جاؤں مگر ذرا سا بھی وقت نہیں مل رہا۔۔"ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی بیوٹیشن کے ہاتھوں پارٹی کیلئے تیار ہوتیں شمع چغتائی نے اپنی بیٹی سے کہا۔۔

ڈیزائنر کی مدد سے اپنے کپڑوں کی سلیکشن کرتی نویرہ نے اپنی خوبصورت ماں کو دیکھا۔

"مام میں ضرور چلتی اگر میری دوست کی برتھڈے پارٹی نا ہوتی۔۔ میں نے ڈیڈ سے اجازت لی ہے۔ اب پلیز میرا موڈ اسپوئل نا کریں۔۔" وہ ناگواریت سے اپنی ماں سے بولی۔۔ شمع نے غصے سے اسے مرر میں دیکھا۔۔

اسکے سلکی دراز سیاہ بال کمر پر بکھرے ہوئے تھے۔ پتلی نازک خوبصورت سی نویرہ خاصی بداخلاقی سے پیش آرہی تھی اپنی ماں سے۔۔

"تمہارے ڈیڈ کو کیا ہے۔۔ خود تو دوسرے ملک بیٹھے تمہارے لاڈ اٹھانے سے نہیں تھکتے ذمہ داری تو میرے کندھوں پر ہے جوان بیٹی کی۔۔" وہ بھی جواباً غصے سے بولیں مگر نویرہ نے سر جھٹک کر جواب نہیں دیا۔۔

"کوئی ڈھنگ کے کپڑے پہن کر جانا۔۔ کوئی لڑکا تو نہیں پارٹی میں؟" انہوں نے تشویش زدہ لہجے میں پوچھا۔۔

ہاں ہے!فارس ساتھ چل رہا ہے میرے اور ماہرہ کے۔۔"وہ جتا کر" بولی۔۔حالانکہ ایسا نہیں تھا۔۔ شمع بیگم نے گھور کر اسے دیکھا مگر پرواہ کسے تھی۔۔

کیا ضرورت ہے اسے لے جانے کی؟"وہ اعتراضاً بولی وہاں موجود" لڑکیوں کی وجہ سے کہہ نا سکی تھیں کچھ مگر انکی آنکھوں میں غصہ اعتراض واضح تھا۔۔

فارس اب چھوٹا تو نا تھا۔۔

مام پلیز اب میں چھوٹی بچی نہیں ہوں۔۔ سترہ سال کی ہوں۔اور" فارس میرا بھائی ہے۔۔وہ ہمیشہ دریاب دلاور کو لیکر سٹینڈ لیتا ہے میرے لیے۔۔وہ میرے ساتھ کھڑا رہتا ہے۔۔اپنے کزن کے خلاف ہو کر۔۔"اسنے چبا چبا کر چیخ کر کہا۔۔

ہونہہ!بیٹا تم جتنی بھی بڑی ہو جاؤ مگر یہ یاد رکھنا معاشرہ عورت" کو مرد کی نظر سے کبھی نہیں دیکھتا۔۔

ایک غیر محرم چاہے کتنا بھی عزیز بن جائے نویرہ!مگر یاد رکھنا وہ غیر محرم کسی بھی وقت سیاہ سانپ بننے میں دیر نہیں کرتا۔۔ بھروسہ صرف اپنے محرم کا کرنا چاہیے۔۔

ویسے مجھے بتاؤ کس دوست کی پارٹی میں جا رہے ہو؟ میں آتے وقت تمہیں وہاں سے لیتی آؤں گی۔۔" اپنی چیئر سے اٹھ کر مسز شمع اسکے پاس آئیں اور اسے کندھوں سے تھام کر پیشانی چوم کر پیار سے بولیں۔۔۔

انف ماما!!! اتنی بھی کیا غیر یقینی۔۔ نہیں جا رہی میں۔۔ آپ ہی" جائیں۔۔ کیونکہ آپ غیر مردوں کی پارٹیز میں جاتی اچھی لگتی ہیں لیکن میں اپنی دوست کی پارٹی میں جاؤں تو ہزار سوال جواب حدیثیں لیکچر۔۔۔ جسٹ انف!" وہ ایکدم غصے سے چیختی ڈیزائنر سے کپڑے چھین کر زمین پر پٹختی اوپر مہنگے کپڑوں پر پاؤں رکھتی روم سے روتی ہوئی نکل گئی۔۔

ان دونوں لڑکیوں کی موجودگی میں لاڈلی بیٹی کی اس حد تک بدتمیزگی سے وہ افسوس سے اپنی جگہ بیٹھ گئیں۔۔

پہلے تو فیروز صاحب کے دوست سے کافی پریشان تھیں، کیونکہ جس طرح نویرہ اس سے فرینک تھی اور وہ ہمہ وقت گھر میں پایا

جاتا تھا انکی موجودگی غیر موجودگی میں بھی شمع کو سخت زہر لگتا تھا۔۔وہ چاہے کتنی بولڈ ماڈرن ہوں مگر اپنی بیٹی کو لیکر محتاط تھیں۔۔

وہ انسان اسے چہرے سے ناپسند تھا۔۔مگر رب کا بنایا ہوا تھا تو کیا کرتیں۔۔مگر ایسے محسوس ہوتا جیسے خدا نے اسکے چہرے سے اپنی رونق ہی چھین لی ہو۔۔

عجیب سا سیاہ چہرہ تھا۔۔جسے دیکھ کر اسے گھبراہٹ سی ہوتی تھی۔۔اسکی سیاہ آنکھوں میں سرخی پھیلی ہوتی تھی۔۔

اسکی جوان بیٹی گھر میں ہوتی تھی، اس غیر انجان کا آنا، لوگ کیا کہتے ہوں گے۔۔

مگر جب فیروز صاحب سے ذکر کیا تو انہوں نے بتایا وہ ٹوٹ چکے ہیں۔۔بیوی کی بے وفائی، بیٹے کا گم ہونا اسے توڑ چکا ہے۔ایسے میں صرف واحد دوست کا سہارا ہے وہ بھی دھتکار دے گا تو وہ کئی دفعہ خودکشی کی کوشش کر چکا ہے۔جب میں بھی اس سے غیروں والا بیہیو کروں گا تو وہ مزید ٹوٹ کر انتہا قدم اٹھا لے۔۔

لیکن وہ سب اپنی جگہ تھا، مسز شمع نے اسے روک دیا تھا۔ فیروز صاحب کو صاف کہہ دیا کہ وہ تب گھر میں داخل نا ہوں جب تک آپ موجود نا ہوں۔۔

اور پھر ویسا ہی ہوا، فیروز صاحب کی غیر موجودگی میں وہ گھر نہیں آتا تھا۔ جب فیروز صاحب آتے تو خود ہی لے آتے ڈنر یا کافی پر۔۔

ٹھیک ہے جاؤ تم اپنی دوست کی برتھڈے پارٹی پر۔۔ میں کچھ نہیں کہتی" مگر یاد رہے جیسے ہی میں پارٹی سے فارغ ہوں گی تمہیں کال کروں گی تم فوراً سے گھر کیلئے نکلنا۔۔ ٹھیک ہے؟" شمع بیگم تیار ہو کر جانے سے پہلے اسکے روم میں آئی اور اس سے بولیں۔۔

مگر وہ بیڈ پر منہ کے بل خاموش پڑی تھی، غصے میں اپنی ماں کو ہاں یا نا میں بھی جواب نہیں دیا۔۔ وہ چلی گئیں۔۔ انکے جاتے ہی نویرہ سیدھی ہو کر بیٹھی۔۔ اسکا ارادہ نہیں تھا جانے کا۔۔

مگر موبائل اسکرین پر چمکتے میسج کو پڑھ کر وہ اٹھ گئی جانے کیلئے۔۔ میسج وہیں کا تھا لکھا کچھ یوں تھا" مجھے پتا ہے میرے نصیب میں اپنوں کا سکھ نہیں"

اسے ترس آگیا۔۔ جلدی سے تیار ہوئی پارٹی کے حساب سے۔۔ مگر لائیٹ سے میک اپ اور اپنی ماں کی بلیک ڈوریوں والی ساڑھی میں آتش برپا کرنے لگی۔۔ بلیک اونچی ہیل اور کھلے سلکی بالوں میں کلچ ہاتھ میں پکڑے وہ باہر نکلی۔۔

وہ آکر گاڑی میں بیٹھی چور نظروں سے اس قیامت خیز لڑکی کو دیکھتے ڈرائیور نے گاڑی اسٹارٹ کر دی۔۔ وہ بس چوروں کی طرح اسے دیکھ ہی سکتے تھے انکی جرات نہیں تھی اسے حاصل کرنے کی۔۔ وہ کروڑ پتی باپ کی اکلوتی اولاد تھی۔۔

وہ جب روڈ پر آئے ڈرائیور نے اس سے پوچھا کہاں جانا ہے تو اسنے ماہرہ کے گھر کا کہا۔۔ وہ فرمانبرداری سے اسے ماہرہ کے گھر چھوڑ آیا مگر وہ اتنی خوبصورت تھی کہ اسکی نظریں اس سے نہیں ہٹ رہی تھیں۔۔۔

اوہ مائی گاڈ! نوی یہ تم ہو؟" ماہرہ کی تو اسے دیکھ کر چیخ نکل گئی۔ دھان پان سی" سفید برف جیسی رنگت والی نویرہ سیاہ ساڑھی میں بجلیاں گرا رہی تھی۔۔

ڈائمنڈ کی جیولری، سیاہ بلاؤز سے جھلکتا پیٹ، ساڑھی کے پلو کو آگے سمیٹ کر نازک کندھے پر ڈالنا ہاف سلیو سے جھانکتے اسکے دودھیا بازو۔۔۔

ماہرہ کا چیخنا تو لازم تھا کیونکہ اسکے مقابل وہ کافی معمولی سی لگ رہی تھی۔۔

"کیا تم ایسے برتھڈے پارٹی میں جاؤ گی؟ وہاں سب تمہیں دیکھ کر سوسائیڈ نا کرلیں قسم سے مجھے بھی دیکھ کر تم سے حسد ہو رہا ہے۔۔"

"!میں برتھڈے پارٹی میں تو جا رہی ہوں مگر وہاں نہیں کہیں اور"

"کیا مطلب؟ کہاں جا رہی ہو؟" ماہرہ کو حیرت کا جھٹکا لگا۔ وہ اسکے ساتھ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھی پوری اسکی طرف گھوم گئی۔

سر کی برتھ ڈے میں۔۔" اسنے دھماکہ کیا"

"کون سے سر؟"

"بچی نا بنو! میں نے تمہیں کالج میں بتایا تھا کہ سر کی آج برتھڈے ہے۔۔ اور وہ بالکل اکیلے ہیں کوئی انہیں وش کرنے والا نہیں تو اسلئے میں جا رہی ہوں۔۔ وہ میرے لیے اتنا کر سکتے ہیں کیا میں انہیں وش بھی نہیں کر سکتی؟"

"تم پروفیسر ظفران کی بات کر رہی ہو؟" ماہرہ کو شدید حیرت ہوئی

ہممم!" اسنے لمبی ہمم کی"
پاگل تو نہیں ہو گئی؟ اتنا سج دھج کر تم پروفیسر کے گھر جا رہی ہو رات کے "
اس پہر۔۔ اس انجان کو وش کرنے اوہ مائی گاڈ!" وہ ششدر تھی۔۔

واٹ نانسینس وہ کوئی انجان نہیں میرے انکل ہیں۔۔ ڈیڈ کو ان پر پورا"
ٹرسٹ ہے۔ مجھے بھی ہے۔۔ تم میری ماں بننے کی کوشش نا کرو۔۔" وہ
سخت غصہ ہو گئی اس پر۔۔۔

تم اتنی بولڈ کب سے ہو گئی نویرہ؟ دلاور دریاب والی بات تو وہ محض ایک "
ایڈونچر ہے مگر یہ ایک بڑا آدمی ہے۔۔ سمجھنے کی کوشش کرو یار۔۔ مجھے
صرف یہ بتاؤ آنٹی انکل کو معلوم ہے تم پروفیسر ظفران کے گھر
"جا رہی ہو؟

مجھے کچھ نہیں سننا ماہرہ! میں ایک لمبا چوڑا لیکچر ماما سے بھی سن کر"
آئی ہوں۔۔ میں نے پروفیسر سے پرامس کیا ہے کہ انکے بیٹے کی جگہ
میں انہیں وش کروں گی۔۔

اور یہ محرم نامحرم لچھ نہیں صرف فضول باتیں ہیں۔۔ انسان کا ایمان مضبوط ہو بس۔۔ اور پروفیسر استاد ہیں ہمارے ڈیڈ کہتے ہیں استاد ماں باپ کا درجہ رکھتے ہیں۔۔ اور انکل تو مجھے اپنی بیٹی کہتے ہیں۔۔

اب تم اپنا منہ بند کرو پروفیسر کے گھر ڈرائیور کو کہو مجھے چھوڑے۔۔ اور خبردار ماما کی کال آئی تو انہیں بتایا۔۔ میں نے ماما ڈیڈ کو کچھ نہیں بتایا "بس دو منٹ میں وش کر کے گفٹ دیکر آجاؤں گی۔۔

ماہرہ کے لاکھ منع کرنے کے باوجود بھی وہ پروفیسر ظفران حیسر کے گھر کے گیٹ پر اتر گئی۔۔ اسنے اس سے پرامس لیا کہ وہ اسکے ماں باپ کو نہیں بتائے گی۔۔ بلکہ کسی کو بھی نہیں۔۔

اسنے اپنی دوست کیلئے گفٹ بھیج دیا انتہائی مہنگا کہ وہ اسکے نا آنے کا شکوہ یا غصہ نا کرتی۔۔

oooooo

وہ اپنے دھڑکتے دل سے، ظفران حیدر کے اس محل نما گھر کے سیاہ پتھروں کی روش پر سیاہ ساڑھی میں ملبوس چھوٹے قدم اٹھاتی ہوئی سیدھا گھر کے اندرونی حصے میں داخل ہوئی۔۔

گھر خاموشی میں ڈوبا، ہر سو سکوت چھایا ہوا تھا۔ وہ اپنے باپ کے ساتھ یہاں دو تین بار آچکی تھی۔۔ اندھیرے میں ڈوبی راہ داریوں سے چلتی ہوئی وہ جب لاؤنج میں آکر کھڑی ہوئی دو تین آوازیں دیں "انکل!!" وہ اسے پریشانی سے پکار رہی تھی۔۔۔

گھر میں اتنا اندھیرا کیوں تھا، آج تو پروفیسر کی سالگرہ تھی۔۔ وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ اچانک اجالا ہوا۔۔ ٹھاکے ساتھ سرخ گلابوں کی بارش نے نویرہ کو خوفزدہ کر دیا کہ اسکی زوردار چیخ گونج اٹھی۔۔

جس پر سامنے کھڑے ظفران حیدری کا قہقہہ زوردار تھا۔۔ نویرہ چونک کر ہوش میں آئی۔۔ اور سامنے دیکھا۔۔ جہاں فورس پیس سوٹ میں اپنے لمبے دراز قد کے ساتھ ظفران حیدری کھڑا مسکرا رہا تھا۔۔

جبکہ اسکے اچانک خاموش ہونے پر ظفران کی نظریں بھی اسکے پھولوں کی پتیوں سے مہکتے سراپے پر آگئی تھیں۔۔ وہ ساکت ہو گیا۔۔

اسکی سیاہ آنکھوں میں چمک ابھری۔۔ نظریں اسکی سفید دودھیا کمر پر تھی جو کہ بلاؤز سے نمایا تھی۔۔ اسکی شفاف گردن میں پہنا ہوا نیکلس کا سفید موتی اسکے بلاؤز کے گہرے گلے پر لٹک رہی تھی۔۔

یہ ڈریس اسکی ماں نے اسکے ڈیڈ کے برتھ ڈے پر پہنا تھا۔۔ جو کہ صرف گھر میں ہی چھوٹی پارٹی تھی۔۔ مگر نویرہ کو اس قدر پسند آیا کہ اسنے اٹھا کر چھپا دیا تھا۔۔ اسنے سوچا تھا وہ جب بڑی ہو گی تو خود پہنے گی۔۔ اور آج وہ پہن کر آئی تھی۔۔۔

اور اپنے حسن کا اثر ساکت سی آنکھوں والے ظفران حیدری سے لگا سکتی تھی۔۔

وہ کم سن لڑکی آتش فشاں بن کر اسکے سامنے آئی تھی کہ چند لمحے کا کھیل تھا اسکی آنکھوں میں اسکے حسن سے سرخی ابھر آئی۔۔

آآ۔۔ آپ نے تو مجھے ڈرا ہی دیا تھا انکل۔۔" اسنے مصنوعی ڈر سے سہم کر" کہا۔۔

اور تم نے مجھے ڈرا دیا ہے۔۔" ظفران نے اسکی سجی غرالی آنکھوں میں" دیکھتے بھاری لہجے میں کہا۔۔

نویرہ مسرور سی کھکھلائی۔۔۔وہ نہیں جانتی تھی کہ مرد جب حیوان بن جائے تو کیا ہوتا ہے۔۔اسکے سر پر تو جوانی کا نشہ تھا۔وہ اپنے جنون جوانی میں اندھی ہو چکی تھی کہ اچھائی برائی کا فرق بھول گئی۔۔

مجھے لگا تھا تم نہیں آؤ گی۔۔مجھے اپنی یہ زندگی بے وجہ لگنے لگی تھی۔۔"وہ" لگاوٹ سے بولا اسکی آواز معمول سے ہٹ کر بھاری تھی۔۔

اسکی سیاہ کھردری انگلیاں آہستہ سے نویرہ کی کمر پر آگے سے رینگتی ہوئی حصار باندھ گئیں۔۔نویرہ کے وجود میں اچانک سے سرد لہریں اٹھنے لگیں۔۔

مگر وہ اسکا مسکراتا ہوا چہرہ دیکھ کر خود پر ضبط کر گئی۔۔مگر کسی مرد کے پہلی بار اس طرح چھونے پر اسکا چہرہ دہک اٹھا۔

ماما کو معلوم ہوتا کہ رات کے بارہ بجے میں آپکو وش کرنے آنے والی ہوں" تو وہ ہرگز جانے نا دیتیں۔۔مگر میں نے ان سے جھوٹ بولا۔۔

میری دوست کا بھی برتھڈے تھا نا۔۔اور انکے بہانے آ گئی آپکو وش کرنے۔۔

مگر میں جلدی جاؤں گی گھر۔۔۔"وہ اس سے کیا کہہ رہی تھی اس سے ظفران کو فرق نہیں پڑتا تھا۔۔وہ بس اسکے ملکوتی حسن

میں کھویا ہوا تھا۔۔ وہ اسکے قریب تھی اتنی کہ اسکے وجود مہکتے سراپے سے اٹھتی مدہوش کن مہک اسکی نتھنوں سے گھس رہی تھی۔۔ مگر وہ اسے اپنے انداز اپنی آرزو مطابق نہیں چھو سکتا تھا۔۔ یہ بے بسی اسے پاگل کر رہی تھی۔۔ مگر اسنے سوچ لیا تھا بہت ضبط کر لیا۔۔ اب اسے اپنے جال میں پھنسا ہی لے۔۔

تم آ گئی یہ میرے لیے بہت ہے۔۔ اس سے مجھے اندازہ ہوتا ہے کہ" تمہارے دل میں میرے لیے کچھ اہمیت تو ہے۔۔ ورنہ تمہاری ماما مجھے سخت ناپسند کرتی ہیں۔۔" وہ اسے لیکر اپنے ساتھ جا کر صوفے پر بیٹھا۔۔

ابھی بارہ میں کافی وقت تھا۔۔

نویرہ سہمنے لگی اسکے انداز لہجے سے۔۔ مگر پھر جب اپنے ماں باپ کا لب ولہجہ دلکشی قہقہے یاد آئے، اپنی ماں کا بولڈ انداز اپنے باپ سے یاد آیا وہ بھی خود کو ہمت دیتی ظفران حیدری کی طرف دیکھ کر مسکرائی۔۔

اور ظفران ایک شاطر حیوان جانتا تھا کہ شکار کو کس طرح جال میں پھنسانا ہے۔۔ پھر وہ تو تھی ہی بیوقوف نادان کم عمر لڑکی مگر انتہائی حسین۔۔۔

نویرہ نفی کرتی اپنی ماں کی صفائی دینے لگی مگر ظفران قہقہہ لگا اٹھا۔۔
خوبصورت لڑکی۔۔ میں اندھا نہیں ہوں۔۔ دنیا دیکھی ہے میں"
نے۔۔ تمہاری ماما کی ناپسندگی اچھے سے جانتا ہوں۔۔ یہ بھی جانتا
ہوں کوئی تمہاری تعریف کرے تمہاری ماں کو پسند نہیں آتا۔۔ وہ
تمہیں اپنے مقابل نہیں دیکھ سکتی زیادہ حسین۔۔" وہ کہہ رہا تھا نویرہ
نے نفی کرتے انہیں دیکھا۔۔

جی نہیں انکل! ماما کی مجھ میں جان بسی ہے۔۔ میرے دادا دادی کہتے ہیں"
انکے سامنے کہ میں ماما سے زیادہ حسین ہوں۔۔" وہ منہ بسور کر بولی۔۔
ظفران قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔" اندازہ ہو جائے گا تمہیں اگر تم نوٹ کرو
تو۔۔" نویرہ نے نفی کرتے اپنے بالوں کے آدھے حصے کو بھی پیچھے کی جانب
کر دیا۔۔
اور اسکا ہوش ربا سراپا مکمل ظفران حیدر کے سامنے تھا۔۔
آپ نے اور کسی کو انوائیٹ نہیں کیا؟" وہ بور ہوتی بولی۔۔"

میرے پاس دنیا کی سب سے حسین ترین لڑکی آئی ہوئی ہے میں"
دوسروں کو نوائیٹ کر کے کیا کروں؟ اگر میں انہیں وقت دیتا تو تم جیسے

ہیرے کے ساتھ ناانصافی ہو جاتی۔۔" وہ دلربائی سے بولا۔۔ نویرہ کا دلکش قہقہہ گونج اٹھا۔۔

ہم ساتھ ساتھ ملکر سب کو ہینڈل کر لیتے۔۔" وہ مسکرائی۔۔"
اور تمہاری ماں کو معلوم پڑتا کہ تم میرے پاس آئی ہو رات کے اس"
"وقت تو؟
اوہ شکر آپ نے کسی کو نہیں بلایا۔۔" وہ بوکھلا کر بولی۔۔ ظفران حیدر"
ہنس پڑا۔۔
اگر تم بور ہو رہی ہو تو آؤ تمہاری بوریت دور کروں۔۔" نویرہ کے سمجھنے سے"
پہلے وہ اسکا بازو پکڑ کر اٹھا چکا تھا۔۔ اسنے جا کر ایک بار پھر گھر کی
لائیٹ آف کر دی۔۔
میوزک آن کرتے ایک انگلش سونگ لگایا، وہ انکل کی اس بچکانہ
حرکات پر ہنس رہی تھی۔۔ جب سپورٹس لائیٹ نے اسکے دلکش
وجود کو فوکس لیا۔۔ وہ گھبرائی تھی۔۔ اسنے اس سب کو سمجھنا غلط
قرار دینا چاہا مگر ظفران چالاک انسان نے سمجھ کر اسے
یہ کہہ کر بہلایا کہ محض اپنے انکل کے ساتھ اسکی خوشی میں تھوڑا
سا ڈانس۔۔

اور اگلے لمحے اسکے کچھ سمجھنے سے پہلے وہ اسکی پشت پر آگیا۔۔
اور اسکے کان میں سرگوشی کی کہ آنکھیں بند کر دے اور خود کو ریلیکس رکھے۔۔نویرہ نے ناچاہتے ہوئے بھی اسکے حکم پر عمل کیا۔۔
اب سوچو تم اپنے خوابوں کے شہزادے کے ساتھ ہو۔۔"اسنے پشت" کے قریب ہو کر کان میں سرگوشی کی۔۔اسکی گرم سانسوں سے وہ جھجھک گئی مگر اسکی دھڑکنیں تب بڑھی جب اسنے خوابوں میں بھورے بالوں والے اسے سخت ناپسند کرنے والے صمصام زیدی کا چہرہ دیکھا۔۔

وہ اسکے معصوم نوخیز احساسات جزبات سے کھیلنے لگا۔کیونکہ وہ جانتا تھا ایک معصوم کلی کو کیسے قبضے میں کرنا ہے۔۔وہ ایک شیطان تھا۔۔ایک پھول کو روند کر دوسرے کو روندنے کے خواب دیکھ رہا تھا۔۔
حالانکہ وہ نویرہ سے خود کو دور رکھنا چاہتا تھا کیونکہ وہ اسکے دوست کی بیٹی تھی۔۔مگر جب جب وہ اسکے سامنے آتی وہ سب کچھ بھول جاتا سواء اسکے حصول کا سوچنے کے۔۔

پہلے تو پھر بھی اسکے قریب رہتا تھا اسے دیکھتا تھا۔ مگر اب اسکی ماں نے اسے گھر میں آنے سے منع کر دیا تھا، اسی وجہ سے اسے نویرہ کو یہاں بلانا پڑا۔۔

ظفران حیدری کو یہ اندازہ ہو چکا تھا کہ وہ لڑکی انتہائی کی جذباتی اور جلد بیوقوف بننے والی تھی۔۔ پہلے تو اسنے اپنے ارادے متول کر دیئے تھے۔۔ اور سارا فوکس اپنے اس کالج کو یونی بنانے اور پاکستان میں اپنا ایک مقام بنانے لگا تھا۔۔

مگر آج پھر اسنے اسکے ہوش اڑا کر رکھ دیئے تھے۔ وہ چاہتا تو اسے اغوا کروا سکتا تھا مگر تفتیش بھی تو ہو گی۔۔ وہ کچھ سوچنے لگا کچھ بڑا۔۔

اور ایک مہرا۔۔۔

وہ پورا اسکے قبضے میں تھی، اسکے لمس پر مدہوش، بے خود سی۔۔ گانے میں بہت کچھ بے باک کہا جا رہا تھا۔۔ وہ اسکے کان میں سرگوشیاں کر رہا تھا۔۔ اور اسکے ساتھ قدم اٹھاتا جھوم رہا تھا۔۔

اسنے نویرہ کو بازو بازو پر گرایا، نویرہ نے اسکے کندھوں کو تھاما جب اسنے کھینچ کر اسے سینے سے لگا دیا سارے فاصلے مٹا کر۔۔

وہ اسے بتا رہا تھا کہ وہ دنیا کی خوبصورت ترین لڑکی ہے۔۔ اسے دنیا کا حسین ترین شہزادہ ملے گا اور نویرہ ایک کمسن سی لڑکی، پہلی بار مردانہ لمس سے متعارف ہوتی، نشے کی دلدل میں اترتی جا رہی تھی۔۔ وہ اسکی مکروہ لگاوٹ بھری باتوں کے جال میں پھنس رہی تھی۔۔

اب بالکل اندھیرا تھا۔۔ وہ اسکی بانہوں میں تھی، یہ بھول کر کہ وہ صمصام نہیں ایک شیطان ہے۔۔

مگر اسکی عقل پر پردے آ چکے تھے۔۔ وہ اسکے سراہنے پر خوش ہو رہی تھی، وہ اسکے پور پور کو چھو کر اسے ایک نئی دنیا سے متعارف کروا رہا تھا۔۔

اچھا کیا ہے برا کیا ہے اس سب میں تو وہ پہلے ہی فرق بھول گئی تھی، مگر آج وہ انتہا کو جا پہنچی تھی۔۔ جیسے ہی اس شیطانی دماغ رکھنے والے حیوان کی شدتیں بڑھیں نویرہ کو ہوش آ چکا تھا۔۔

مگر وہ جان کر بھی خاموش رہی کیونکہ اسکا سراہنا بہت دلکش تھا۔ وہ ابھی بہت چھوٹی تھی نوخیز جذبات تھے۔۔ اور ان جزبات پر اسکا لمس آگ کی مانند کام کر رہا تھا۔۔

جب وہ خود سارے فاصلے مٹا کر اسکے قریب آ گئی، ظفران حیدری مسکرا دیا۔۔ کیونکہ اس لڑکی کو وہ پہلے جان چکا تھا۔۔ وہ اسے اٹھا کر صوفے پر لایا۔۔ اور اسے لیٹایا۔۔

تنہائی میں دو نا محرم کے بیچ تیسرا ہمیشہ شیطان ہوتا ہے۔ کیونکہ اسنے خدا سے وعدہ کیا تھا کہ وہ رسول ﷺ کی امت کو بھٹکائے گا۔
وہ کافی کمزور نفسِ ضبط کی مالک تھی۔ وہ آج اس حیوان کے بہکاوے میں ساری حدیں پھلانگ جاتی اگر بروقت اسکا موبائل نا بجتا۔۔
اسے ہوش آیا، وہ ظفران حیدر کے مضبوط شکنجے میں پھڑ پھڑا کر دور ہو کر بیٹھی۔۔
وہ دوسرے پل بری طرح کانپتی رو پڑی۔۔ اسکے رونے کی آواز سن کر ظفران حیدر نے غصے سے جا کر لائیٹ آن کی۔۔ اور اپنے خونخوار تاثرات پر ضبط کرتا نادم سا آ کر اسکے پاس سر ہاتھوں میں گرا کر بیٹھ گیا۔۔
وہ اسے بہلانے لگا مگر نویرہ نے خوف سے اسکے ہاتھ جھٹک دیئے۔۔
موبائل کے دوسری بار بجنے پر اسنے نمبر دیکھا تو دریاب کا تھا۔۔
اسنے فوراً سے اوکے کرتے کان سے لگایا۔۔
ہیلو!" اسنے اپنی آواز پر ضبط کیا۔۔"

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے بھائی سے بات کرنے کی۔۔؟؟""

دوسری طرف دبی دبی دلاور کی گرجتی آواز گونج اٹھی۔۔

نویرہ چونک اٹھی۔۔اس وقت اسکی آواز سن کر۔۔اسے فرق نہیں پڑتا تھا کہ وہ کیا بول رہا ہے۔۔مگر اسکی آواز کو سنتے اسے سکون حوصلہ ملا۔۔

دل!"اسنے روتے ہوئے پکارا۔۔"

شٹ اپ!جسٹ شٹ اپ!میں تمہیں وارن کرنے کیلئے کال" کی ہے۔۔اگر آج کے بعد تم میرے بھائی کے آس پاس بھی نظر آئی تو میں تمہارا منہ توڑ دوں گا۔۔تمہارا گھٹیا چہرہ تمہارے ماں باپ اور سب کو دکھاؤں گا۔۔

تم ہمیں نشانہ بنانے بر اثابت کرنے کیلئے میرے بھائی کو بیوقوف بنا کر اس سے ملتی ہو اسے راتیں اپنی مکروہ باتوں میں الجھا کر رکھتی ہو۔۔اوپر سے مجھ سے کہتی ہو مجھے پسند کرتی ہو۔۔۔

لعنت ہو ایسی گھٹیا لڑکی پر۔۔تمہیں تو لڑکی کہتے مجھے شرم آرہی ہے۔۔کیوں بدنام کر رہی ہو لڑکی ذات کو۔۔اپنے باپ کا ماں کا نام ہی دیکھ لو۔۔اتنی گر جاؤ گی نفرت میں مجھے تو تم سے گھن آرہی ہے۔۔"وہ اسے اچھی خاصی نفرت حقارت سے سنا کر کال ڈسکنیکٹ کر چکا تھا۔۔۔

دلاور نے مسلسل دریاب کے خود سے جھگڑے، ناپسندگی، جھوٹ اور پڑھائی میں پھر سے زیرو ہونے کی وجہ جاننا چاہی۔۔ وہ توقیع سے ملنے کے بہانے کر کے چھپ جاتا۔۔ اور اسکے جاتے ہی دریاب اٹھ کر نویرہ کو کال کرتا اور وہ اس کے معصوم بھائی سے بیہودہ باتیں کر کے صبح کا وقت کرتی تھی۔۔

یا اسکے آتے ہی دریاب کال ڈسکنیکٹ کر کے کال ہسٹری ڈیلیٹ کر کے سو جاتا۔۔ شک تو اسے تھا مگر یقین ہو گیا۔۔ اور جب دلاور نے دریاب کو روکا تو اسنے اپنے روم سے ہی اسے نکال دیا۔۔

دریاب کے اس طرح بدل جانے پر دلاور اپنے روم میں آ کر کتنا رویا تھا۔۔ وہ اپنے بھائی بہن کو جان سے بڑھ کر چاہتا تھا۔۔ اس وقت صرف عرشیہ تھی جو دریاب سے ناراض اور دل کے سینے سے لگی اسے خاموش کروا رہی تھی۔۔

مگر دلاور کی دریاب سے انسیت الگ تھی، جیسے ایک باپ کو بیٹے سے ویسے ہی اسے دریاب سے تھی محبت۔ دریاب اسکا جڑواں تھا۔۔ وہ بچپن سے جب کوئی ہوش نا تھا، دنیا جہاں کا معلوم نہیں تھا، پیدائش سے اسے گلے لگا کر، یا اس پر بازو ٹانگ رکھ کر سوتا تھا۔۔

اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ جا کر نویرہ کا قتل کر دیتا جسکی وجہ سے اسے اسکے بھائی نے دھتکارہ تھا۔۔

وہ دریاب سے اپنی موبائل چھین گیا۔۔ اسکے باپ کو اصلی معاملہ تو دونوں کے بیچ کا نہیں معلوم تھا مگر ناراضگی کو محسوس کر کے دونوں کو بھائی کی طاقت پر ایک بڑا لیکچر دیا تھا۔۔

اور دریاب کو اچھا خاصا جھڑکا۔۔ کیونکہ عرشیہ نے بتایا تھا کہ دریاب نے اسے اپنے روم سے نکالا تھا۔۔ دلاور تو نہیں جانے والا تھا پھر اسکے روم میں۔۔ مگر دریاب نے اس سے معافی مانگی، اور رو دھو کر اسے واپس اپنے روم میں لے گیا۔۔

اور دلاور اسے نویرہ نامی مرض سے دور رکھنے کیلئے، وہ عرشی تینوں دیر رات تک کھیلتے اور پھر وہ دونوں ہتھیلی بیچ میں رکھتے، اور عرشیہ اس پر اپنا سر رکھ کر سوتی۔۔

دوسرا ہاتھ وہ اسکے گرد حائل کر کے سو جاتے۔۔ دریاب کا ہاتھ عرشیہ پر ہوتا، مگر دلاور کا دریاب کے گرد۔۔۔

جب وہ تینوں سو جاتے تو دانیال خان اور اسکی خانم آکر اپنے بچوں کو دیکھتی اور نہال ہو جاتی۔۔

انکی بانڈنگ سب سے مختلف تھی، کوئی ایک ناراض ہوتا تو دوسرا روپڑتا تھا۔ اور انکی چھوٹی سی شیرنی کبھی دریاب پر غصہ کرتی کبھی دل کو مناتی۔۔

جتنی مجھے اپنی اولاد سے محبت ہے خانم۔۔ مجھے نہیں لگتا کسی باپ کو" اتنا پیار ہو گا۔۔ میرا دل کرتا ہے انہیں دنیا کی کوئی گرم ہوا لگنے نا دوں۔۔ سینہ چیر کر تینوں کو سینے میں چھپا دوں۔۔" وہ تینوں کو چوم کر بولتا۔۔

اور عشق تو اسے اپنی خانم سے تھا جسنے اس قدر پیارے خوبصورت پھول دیئے تھے اسے۔۔

اس قدر پیار کرنے والے باپ کو دلاور دریاب کی حقیقت بتا کر ہر گز توڑنا نہیں چاہتا تھا۔ وہ نویرہ اس مکر وہ کھیل کھیلنے والی لڑکی کو اپنے بھائی سے دور رکھنا چاہتا تھا تبھی غصے سے غرا اٹھا اس پر رات کے اس پہر۔۔۔

مگر وہ انجان تھا، اسکی اس کال نے کس طرح اس نادان کو دلدل میں گرنے سے بچایا تھا۔۔ اور نویرہ۔۔۔۔۔

دلاور نے اپنی موبائل کی سم توڑ دی۔۔ اور خالی موبائل لا کر رکھ دی۔۔ اور دریاب کی پیشانی چوم کر اسکے ساتھ بیڈ پر آرام سے سکون والی نیند سو گیا۔۔

وہ سمجھ رہا تھا کہ اسنے آنے والی مصیبت، اسکے پلان کو کامیاب ہونے سے پہلے ہی ختم کر دیا ہے۔۔ اسلئے تو وہ پر سکون تھا۔۔

مگر اس محبت سے بنے وجود کو کیا معلوم تھا، یہ نرم گرم بسترہ، یہ اپنی کی محبت، یہ چھت اور اپنائیت صرف وقتی تھی۔۔ اسکا قصور نہیں تھا، وہ بے قصور تھا مگر بے رحم موت مارا گیا۔۔

بچپن کی چھوٹی چھوٹی شرارتیں اسکے لئے عذاب بن کر سامنے آ گئیں۔۔

ooooooo

آآآ۔۔ "شدید رد عمل دکھاتے نویرہ نے چیخ کر موبائل زمین پر مارا۔۔"

ظفران حیدر سب کچھ سن چکا تھا۔۔ اور مزید اس معاملے کو جاننے کا خواہشمند تھا۔۔

اور اچھی طرف اس نام سے واقف بھی تھا کہ یہ کون ہے۔۔ دانیال خان کا پہلا بیٹا۔۔ پوزیشن ہولڈر۔۔ دو جڑواں بھائی "ڈبل ڈی" نام سے کالج میں مشہور۔۔۔

وہ نویرہ کے خاطر انکا ایک سبجیکٹ بھی خود پڑھاتا تھا، اور اس کالج کا پرنسپل اور اس کالج کو یونی بنانے والے ابھی اور تھے۔۔ وہ تو صرف نام اپنا رکھ کر بیٹھا تھا۔۔

وہ کالج ایک بڑی مافیا تنظیم کے انڈر تھا، جہاں وہ اسٹوڈنٹ میں ڈرگز سپلائے کرنا چاہتے تھے۔۔

کیا ہوا میری جان۔۔ کیوں رو رہی ہو۔۔۔" وہ انجان بن کر اسکے "
قریب آیا اور اسکا چہرہ ہاتھوں میں تھاما۔۔

میں اسے جب بھی معاف کرنے کا سوچتی ہوں۔۔ جب ان سے "
ایک نئی شروعات کا سوچتی ہوں وہ میرے ساتھ ایسے ہی کرتا ہے۔ یونہی مجھ سے نفرت کا اظہار کرتا ہے۔۔

میرا دل کرتا ہے اب ان دونوں بھائیوں کو ایسے جدا کروں کہ ایک دوسرے کا چہرہ دیکھنے کیلئے تڑپ جائیں۔۔۔ مجھے نفرت ہے

دونوں سے بے انتہا۔۔بہت غرور ہے اسے اپنے بھائی پر۔۔۔ میں اس سے اسکا بھائی چھین لوں گی۔۔"وہ زہریلی ناگن بن کر پھنکاری۔۔

ظفران حیدری معاملے کی تہہ تک پہنچ کر مسکرایا۔۔

کون ہیں وہ دونوں؟ تمہیں تکلیف دینے والے کی میں زندگی ناسور کر دوں گا۔۔""

وہ اسکے آنسوں صاف کرتے بولا۔۔

نویرہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔"بولو!"وہ اسکے ہونٹوں پر انگلی پھیر کر بولا۔۔۔

دلاور خان اور دریاب خان۔۔"وہ مسکرادیا۔۔"

تمہارا پلان کیا ہے بتاؤ مجھے۔۔"وہ اس سے پوچھنے لگا۔۔اتنا تو جان" گیا تھا کہ اسنے کوئی پلان بنایا تھا جسکا دلاور کو پتا لگ گیا تھا۔۔اور وہ اپنے بال نوچ کر روئی تھی۔۔۔

ابھی ہی تو وہ اسکی کمزوری ڈھونڈ رہا تھا۔۔وہ جاننا چاہتا تھا کہ وہ کس سے محبت کرتی ہے۔مگر محبت سے بڑی بربادی توحد اور جنون تھا۔۔جس میں وہ مبتلا تھی۔۔جو اس حسینہ کی بڑی واحد کمزوری تھی۔۔۔

میں تمہارے لیے کچھ بھی کر دوں گا۔۔"وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر" بولا۔۔نویرہ نے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔سیاہ آنکھوں میں جنون کی سرخی تھی۔۔

اسکے لئے جذبات تھے۔۔وہ جوان لمبا چوڑا مضبوط اعصاب کا مالک مرد تھا۔۔اور وہ نوخیز دنیا کی اوچ نیچ سے انجان امیر باپ کی بگڑی ہوئی بیٹی تھی۔۔

جسکی ہر خواہش اسکے لبوں سے ادا ہونے سے پہلے پوری کی جاتی تھی۔۔

پارٹیز کلب موج مستیاں انکی ذات کا خلاصہ تھا۔۔اسکے باپ نے اتنا پیسہ اسکے لئے جمع کیا تھا کہ اسکی سات نسلیں بھی بیٹھ کر کھاتی تو کمی واقع نا ہوتی۔۔

اسکے باپ کے دوست کی بیٹیوں کے بوائے فرینڈز موج مستیاں تھیں۔۔ایک وہی تھی جس پر اسکی ماں نے انتہائی پابندیاں رکھی ہوئی تھیں۔۔

وہ اس دنیا سے تو کب کی ناواقف ہی تھی، جس سے ابھی تھوڑی دیر پہلے مقابل نے اسے روشناس کرایا تھا۔

آج وہ بھول گئی کہ مقابل اسکے باپ کا دوست ہے۔۔بس یاد تھا تو یہ کہ وہ اسے چاہتا ہے۔۔وہ اسکی زندگی میں آنے والا، اسے اس حسین دنیا سے متعارف کروانے والا پہلا مرد تھا۔۔

وہ کچن میں گئی جہاں اسکا کیک رکھا تھا۔۔خود لا کر اسکے پاس آئی۔۔

"یہ میری زندگی کی ایک خوبصورت پر سکون شروعات ہے۔۔" ظفران حیدر نے نویرہ کی پشت پر آکر اسے حصار میں لیتے اسکے ہاتھ کو پکڑ کر کیک کاٹا۔۔اسنے پہلے نویرہ کو کھلایا اور بعد میں خود۔۔

وہ دلربائی سے کھکھلائی جب اسنے اسے حصار میں لیکر کہا تھا کہ

"اب سے تم بے فکر رہو تمہیں تکلیف دینے والے سے میں تمہارے ضائع ہوئے آنسوں کے قطرے قطرے کا بھی حساب لوں گا۔۔"

"تم بس میرے قریب رہنا اور مجھے اپنا ہونے کا احساس دلانا۔۔" وہ اسکے لاڈ اٹھا رہا تھا نویرہ قہقہہ لگاتی اسکا حصار توڑ کر دور ہوئی اور

اپنا لایا ہوا تحفہ اسکے سامنے کیا۔۔ ظفران حیدر نے پیکنگ کھول کر اس میں سے مہنگا پرفیوم نکالا۔۔۔

اور اس پرفیوم کو اسکی گردن پر سپرے کر کے خوشبو کو سونگھا اور ایک مہنگا نیکلس مخمل کے کیس سے نکال کر اسکی گردن کی زینت بنا دیا۔۔

ماما دیکھیں گی تو ڈانٹیں گی۔۔" اسنے نیکلس لینے سے انکار کرتے ہوئے کہا۔۔

پر میں تو تمہیں ڈائمنڈز میں نہلانا چاہتا ہوں میری جان۔۔" وہ اسے قریب کرتا بولا۔۔ نویرہ نے اسکے گردن میں بانہیں حائل کیں۔۔

وہ اسے پاس کرتا اسکے چہرے پر جھک گیا۔۔ اور دونوں آپس میں مدہوش ہو کر کھو کر وقت کا گزرنا بھول گئے۔۔

ہوش تو اسے اچانک ماہرہ کی آمد پر آیا۔۔

کاش یہ پابندیاں ختم ہو جائیں۔۔" اس سے جدا ہو کر ظفران حیدر نے کہا۔۔

تو آپ میری ڈیڈ سے بات کریں ہمارے رشتے کی۔۔"نویرہ کی بات پر وہ"
ایک لمحے کیلئے خاموش ہو گیا۔۔
کروں گا۔۔ابھی تم چھوٹی ہو تو وہ ہر گز نہیں مانیں گے۔۔انٹر پاس کر لو پھر"
بات کروں گا۔۔لیکن تب تک تم محتاط رہو۔۔اپنے باپ یا ماں کو
ہمارے ریلشن کا شک ہونے مت دینا۔۔
کیونکہ تمہاری ماما مجھے پسند نہیں کرتی وہ تمہیں میرا کبھی نہیں ہونے دے
"گی۔۔
نویرہ کو اسکی بات سچ لگی۔اسنے اپنی ماں کی ناپسندگی کو دیکھا تھا۔۔وہ مان
گئی ظفران حیدر نے اسکے نقوش کو سراہتے بانہوں میں اٹھا کر
راہداریوں سے گزرتا بیچ میں رک گیا۔
جانے بھی دیں انکل ماما ناراض ہو جائیں گی اتنی دیر باہر رہنے پر۔۔"وہ"
شرارت سے کھکھلا کر بولی۔۔
انکل کی جان!ابھی جانے تو دوں مگر پھر کب ملنے آؤ گی۔۔یہ"
اکیلا پن تمہارے انکل کو اندر سے کھوکھلا کر رہا ہے۔"وہ اداسی سے بولا نویرہ
ہنس پڑی۔۔
اب تو کالج میں ہی مل سکتے ہیں۔۔یہاں نہیں۔۔البتہ آپ ماما"
ڈیڈ کو انوائیٹ کریں گے پھر آؤں گی۔۔مگر دور سے ہی ایک دوسرے کو

دیکھیں گے۔۔"وہ اسے چھیڑنے لگی۔۔ خفگی سے اسنے اسے خود میں بھینچ لیا۔۔

وہ گھبرا گئی۔۔وہ اس چھوڑنے کیلئے راضی نہیں تھا کہ ملنے کا کوئی دوسرا راستہ تلاش کرو۔۔

نویرہ نے حامی بھرتے بمشکل اسکے شکنجے سے جان چھڑوا کر وہاں سے بھاگ گئی۔۔وہ جب گاڑی میں آکر بیٹھی ماہرہ نے اسے بتایا کہ اسکے موبائل کے بند ہونے پر اسکی ماں بار بار اسے کال کر رہی ہے۔۔

کیا ہوا تم اتنی سرخ کیوں ہو۔۔"نویرہ نے جب اپنی ماں سے بات کرلی تو" ماہرہ نے مشکوک نظروں سے دیکھتے پوچھا۔۔

کچھ نہیں۔۔وہاں سب نے میری تعریف کی بہت۔۔"اسنے" بہانہ بنایا۔۔اور ماہرہ کو یقین دلایا کہ وہ اکیلی نہیں تھی بلکہ اسکے علاوہ بھی بہت زیادہ گیسٹ تھے۔۔

وہ گھر آگئی۔۔اسکی ماں ابھی نہیں آئی تھی۔۔ماہرہ اسکی بیسٹ فرینڈ تھی اسنے اس سے پرامس لیا تھا کہ وہ کسی کو نہیں بتائے گی۔۔

نویرہ کے خوابوں کو ایک نیا رنگ رخ مل گیا تھا۔۔وہ کالج جاتی۔۔
اسے وہاں ظفران حیدر کی وجہ سے اور اپنے باپ کی وجہ سے
مزید عزت ملتی لڑکیاں اسکے آگے پیچھے ہوتی تھیں۔۔

اور اسکا جب موڈ ہوتا تھا وہ ظفران حیدر کی آفس میں کسی بھی
بہانے چلی جاتی۔۔کہاں گئے اسکے پڑھائی کے شوق، کہاں گئے
کامیاب وومن بننے کے سپنے۔۔
وہ ایک الگ دنیا میں آ گئی تھی، یوں کہا جائے کہ وہ ایک گہری
دلدل میں پھنس چکی تھی۔۔وہ اپنے ماں باپ کو دھوکہ دے رہی تھی
صرف اس حیوان کے خاطر جسکی حیوانگی کی وجہ سے کئی جانیں
جا چکی تھیں۔۔
جس کی اصلیت سے وہ ناواقف تھی۔۔وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ جو اس
سے محبت کے دعوے کر رہا ہے۔۔وہ محبت نہیں بلکہ اسکے حسن کو نوچنے
کیلئے بے چین تھا مگر وہ کہیں سے بھی اسکے ہاتھ نہیں آ رہی تھی۔۔
وہ بس آتی اپنا دل بہلا کر اسکے سینے میں آگ بھڑکا کر چلی
جاتی۔۔کچھ ظفران حیدر بھی محتاط تھا کیونکہ اگر اس کالج کا نام ڈوبا تو
اسے کتے کی موت مار دیتے مافیا تنظیم والے۔۔۔

وہ کچھ ایسا سوچنے والا تھا جس سے سانپ بھی مر جاتا اور لاٹھی بھی نا ٹوٹتی۔۔ یعنی ناوہ اپنے دوست کی نظروں میں گرتا ناہی اس کالج کا نام ڈوبتا۔۔

مگر اس تتلی کی طرح اڑتی کھلکھلاتی لڑکی کو بھی دبوچ لیتا اور پھڑ پھڑانے بھی نا دیتا۔۔

مگر اسکا باپ، ماں۔۔ وہ اسے اغوا بھی نہیں کر سکتا تھا کیونکہ وہ ریٹائرڈ جنرل کی اکلوتی نواسی تھی۔۔ تفتیش دوران انکی گروہ سامنے آجاتا۔۔

اب اسکی نظر میں ایک ہی راستہ تھا۔۔

فارس اور ماہرہ اس انتظار میں تھے کہ وہ دلاور دریاب سے اپنی انسلٹ کا بدلہ ضرور لے گی۔۔ جبکہ دریاب اب بالکل دلاور کے قبضے میں آچکا تھا۔۔ دلاور نے اس پر پوری نظر رکھی ہوئی تھی وہ اسے کالج میں اکیلا نہیں کرتا تھا۔۔ اگر دریاب کوشش کرتا بھی نویرہ سے ملنے بات کرنے کی تو بھی دلاور اسکی کوشش ناکام کر دیا۔۔ اسنے اسے دھمکی دی ہوئی تھی کہ وہ ڈیڈ کو سب بتا دے گا۔۔

اور پھر اسکا انجام ہو گا۔۔ اسے سوچ کر تو دریاب نے بھی جھرجھری لی۔۔

oooooooo

حجاب شاہ کا انتظار اپنی بیٹی کیلئے انتظار ہی رہ گیا۔۔ وہ ہاسپٹلائز بیٹی کو وہیں تن تنہا چھوڑ کر شوہر کی تلاش میں جا کر اپنے شوہر کے پاس ہاسپٹل میں پہنچی جہاں وہ شدید زخمی ایڈمٹ تھا۔۔۔

اسنے اپنے گھر کافی کالز کیں، کافی پوچھا۔۔ مگر اسے مہکار کا کچھ اتا پتا نا لگا۔۔

اسے ظفران حیدر کا خوف تھا کہیں وہ اسکی بیٹی کو۔۔۔

وہ خدا کے آگے رونے لگتیں۔۔ ایک اکیلی تنہا۔۔ شوہر کو سنبھالتی یا بیٹی کو۔۔

اسکی نوافل تعجد کے صدقے، حیدر شاہ کو ہوش آیا۔۔ ڈاکٹرز نے اسے کافی روکا مگر وہ ایک بھی سنے بغیر اپنی بیوی کو لیکر پہلے روحا کے پاس آیا۔۔ حجاب کو وہیں اسکے پاس بٹھا کر خود گھر مہکار بازل کیلئے آیا۔۔

اسے ٹکر مارنے والا روپوش ہو چکا تھا۔ اسکا ٹرک مل گیا تھا۔ جو کہ ایک اور آدمی کا تھا۔۔ حیدر شاہ کو یہ سب ظفران حیدر کی چال لگ رہی تھی۔۔

مگر جب گھر آیا تو وہاں نا بازل کو نا ہی مہکار شاہ کو پایا۔۔ وہ پاگل ہو گیا۔۔
اسنے بہن بیٹی کی گمشدگی کی رپورٹ درج کروائی تو تفتیش دوران معلوم ہوا وہ کافی دن پہلے کی فلائیٹ سے ماسکو چلی گئی ہے۔۔
حیدر شاہ نے اسکی دوست کے گھر کال کی تو یہ بات سچ ثابت ہوئی۔۔ اسکی دوست نے مہکار شاہ کی موجودگی کی حامی بھری اور موبائل مہکار شاہ کو دے دیا۔۔

ہماری ہمت کیسے ہوئی مہکار میری بیٹی کو اتنا دور لے جانے کی۔۔ میں" کیا مر گیا تھا۔۔" وہ خونخوار ہو کر مہکار شاہ پر گرج پڑے۔۔
اور مہکار شاہ جو کافی دن سے خود کو تیار رکھ کر بیٹھی تھی بہانہ سوچ کر وہ اپنے بھائی کے گوش گزارا۔۔
اسنے حیدر شاہ سے کہا کہ "میں کیا کرتی۔۔ تم جانے کہاں چلے گئے۔۔ حجاب اکیلی تھی۔۔ وہ آیا مجھے طلاق دینے۔۔ اسنے زبانی مجھے طلاق دے دی۔۔ میں ڈر گئی اسے میں نے نہیں بتایا حجاب تم کہاں ہو۔۔ البتہ میں اپنی دوست کے ساتھ بازل کو لیکر یہاں آ گئی۔۔"

بازل کہاں ہے؟ میں آرہا ہوں ابھی تمہیں لینے تیار ہو جاؤ۔۔ "حیدر" شاہ نے بہن کی طلاق کا سن کر اسکے دکھ کو سمجھتے ہوئے کہا۔۔

مگر اسکی آمد اور بازل کو زیر علاج دیکھتے وہ خوفزدہ ہراساں ہو گئی۔۔ اور اسنے فوراً سے اپنے بھائی سے کہا کہ ابھی اسکی دوست کا شوہر مرا ہے۔ وہ حجاب اور روحا کو کسی بھی حالت اکیلا نا چھوڑے۔۔
اور بازل یہاں اسکے ساتھ بالکل ٹھیک ہے۔ جیسے ہی روحا ٹھیی ہو گی وہ گھر آئیں گے وہ بھی بازل کو لیکر آجائے گی۔ ابھی اس حیوان نے اٹیک کیا ہے تم پر۔۔ تمہاری غیر موجودگی میں حجاب روحا کا کیا ہو گا۔۔

وہ رو پڑی کہ روحا حجاب کو اکیلا مت کرو، بازل ٹھیک ہے۔ جبکہ اسکے سامنے بیڈ پر پڑی بازل چھت کو گھورتی یہ ساری باتیں خاموشی سے سن رہی تھی۔۔

مہکار شاہ نے بہت محنت لگاوٹ سے اپنے بھائی کو یقین دلا دیا کہ بازل ٹھیک ہے۔۔ اور حیدر شاہ کو یقین دلانے کے لیے اسنے دھمکی دیکر بازل کے سامنے موبائل کر دی کہ وہ اس سے بات کرے اور اگر اسنے کچھ بتایا تو اسکے لیے اچھا نہیں ہو گا۔۔

بازل انہیں اپنی تکلیف کا سنانا چاہتی تھی، مگر دھمکی اور حادثے سے وہ ذہنی طور خوفزدہ ہراساں تھی۔۔

اسنے محض اپنے ڈیڈ کو سلام کیا۔۔اپنی سسکیوں اس سیاہ حیوان کے خوف کو دبا کر بس اتنا کہا کہ ڈیڈ آئی مس یو۔۔

حیدر شاہ نے اس سے کہا کہ وہ خود بے تحاشہ اسے مس کر رہا ہے۔ شکر وہ سیو تھی۔۔ورنہ وہ تو پاگل ہو رہا تھا۔۔گارڈ بھی غائب تھے۔۔ اپنے باپ کے لبوں سے صرف یہ سن کر ہی وہ مسکرا دی۔۔

رات کو اس سے حجاب شاہ نے بھی بات کی۔۔وہ خاموشی سے انکی آواز اور لہجے میں ممتا کی تڑپ کو محسوس کرتی رہی۔۔اور جو دعویدار تھی ماں کی اسکی نفرت دیکھ کر وہ اندر ہی اندر رونے لگتی۔۔

حجاب شاہ نے مہکار سے کہا اسکی بیٹی اس سے دور کر کے اسنے اچھا نہیں کیا اسکے ساتھ۔ مگر مہکار الٹا اسکے سامنے رو پڑی کہ اسکے پاس کوئی چارہ نہیں تھا۔۔وہ حیوان یہاں آگیا تھا اور وہ بازل کو لیکر اپنی دوست کے سائے ھ چلی گئی۔۔

اسکی دوست نے جب بات کرنے کے بعد مہکار سے کہا کہ تمہیں اس کیس کو دبانا نہیں چاہیے۔۔ایک یہی راستہ ہے اس حیوان کو اسکے انجام تک پہچانے کا۔۔ تو مہکار شاہ انکار کر دیا۔۔

یہی کہہ کر کہ پہلے اسکے وجہ سے اسکا باپ مرا۔۔اب اسکی بیٹی کی وجہ سے اسکے بھائی کو وہ کچھ نہیں ہونے دے سکتی۔۔
مگر اسکی دوست نے اس سے کہا کہ وہ تو روحا سے چھوٹی ہے۔بڑی بیٹی توحید رشاہ کی روحا ہے۔۔
اور تب مہکار شاہ نے اپنی دوست کو بتایا،جو بازل شاہ نے بھی سنا۔۔کہ بازل اسکی بیٹی تھی جسے اسکے بھائی نے چھپا دیا تھا۔۔حالانکہ اسنے کہا تھا وہ اسے مار دیں۔۔مگر اسکے بھائی نے نہیں مارا اور روحا کی طرح بازل کی پیدائش اسکے سامنے نہیں ہوئی تھی بلکہ وہ میری بیٹی کو لیکر آئے تھے۔۔

اسکی دوست نے پوچھا کہ کیا وہ بڑی لڑکی کو لائے تھے ساتھ۔۔تب ایک گول مٹول سا گلابی پھول مہکار شاہ کی نظروں میں گھوم گیا۔۔

مگر اسے وہ اپنا وہم تسلیم کر کے جھٹک گئی اور سچ اسے کہا جو اسنے سنایا اور اپنی دوست کے سوال پر سر ہلا دیا۔۔

یہ ایک خوفناک حقیقت تھی بازل شاہ کیلئے، وہ ہذیاتی ہو کر وہیں چیخنے لگی۔۔ جنہیں وہ اپنا ماں باپ مانتی آئی تھی اب تک وہ تو اسکے ماں باپ ہی نہیں تھے۔۔

وہ صرف روحا کے ماں باپ تھے۔۔ اور وہ برباد ہو گئی۔۔ اسے حیوان نوچ گیا۔۔ مگر اسکا کوئی نہیں تھا۔۔ وہ تنہا وہیں سارا سارا دن پڑی رہتی۔۔ اور مہکار اپنی نماز قرآن میں مصروف ہوتی۔۔ اسکی سسکیاں آہیں وہیں دم توڑ دیتے۔۔ اسکے آنسوں صاف کرنے والا کوئی نہیں تھا۔۔

نا ہی اسکے ہاتھ حرکت میں آتے تھے۔۔۔

وہ جیسے زندہ ہو کر بھی مردہ وجود بن کر رہ گئی تھی۔۔

ooooooooo

....★☆☆☆☆☆★....

نوی مجھے یار یہ سب اچھا نہیں لگ رہا۔۔ تم پاگل تو نہیں ہو گئی۔۔" ماہرہ"
اسکے ساتھ گاڑی میں بیٹھی ناپسندگی سے بولی۔۔

پاگل میں نہیں دماغ تمہارا خراب ہوا ہے۔۔ میں اپنے یار کے"
پاس نہیں جا رہی انکل ہے وہ میرا۔۔ اور اسنے کہا ہے کہ وہ مجھے ایگزام
میں آنے والے سوالات بتا دے گا۔ اسنے خاص کر کے ہمارے لیے
رکھیں ہیں۔۔ کالج میں نہیں دے سکے اسلیے انکے گھر جا رہی لینے
تم صرف اتنا سوچو جب تم میں فارس ہم تینوں کا گروپ
ٹاپ کرے گا تو ڈبل ڈی کو اسکی اوقات یاد دلا دیں گے۔" نویرہ نے اسے لالچ
دی۔۔

وہ کچھ دیر خاموش رہ گئی۔۔ مگر منمنائی کہ جب تمہیں تمہاری ماما وہاں
جانے نہیں دے سکتی تم چور راستے سے جاتی ہو۔۔ تو میں کیسے یہ
رسک اٹھا لوں۔۔

نویرہ نے اسکے سر پر تھپڑ مارا۔۔

تم کچھ اور ہی سمجھ رہی ہو پاگل۔۔ ماما مجھے شک کی وجہ سے نہیں روکتیں"
بلکہ وہ چاہتی ہیں کہ اب میں گھر میں بیٹھ کر جل مر جاؤں

اور خود وہ جائیں باہر عیش کریں میں انکا انتظار۔۔" وہ اپنی ماں سے کافی حد تک بدگمان ہو چکی تھی جب سے انہوں نے اس پر ظفران حیدر سے بات کرنے پر بھی پابندی لگائی تھی۔۔

مگر وہ بھی اپنے نام کی ایک تھی، اسے بات کرنے سے مطلب تھا، وہ جس وقت پہلے دری سے بات کرتی تھی اسی وقت اب ظفران حیدر سے بات کرنے لگی تھی۔۔

اسکی بے باک تعریفیں باتوں سے وہ مسرور رہتی تھی۔ اسکی نفس کی تسکین ہو رہی تھی پھر چاہے دریاب ہوتا یا ظفران حیدری۔۔

نویرہ پیپرز کی لالچ میں اسے ظفران حیدر کے گھر پر چھوڑ کر خود نویرہ کے کہنے پر وہاں سے چلی گئی تھی۔۔ اسنے شام کو آکر پک کرنے کا کہا تھا اور تب تک وہ اسکے پاس ہی رہنے والی تھی۔

ماہرہ کو بھی اسی بات کا اعتراض تھا کہ وہ اسکے ساتھ کمبائن سٹڈی کا کہہ کر نکلی تھی اور یہاں وہ اتنی دیر کیلئے پروفیسر کے گھر جا رہی تھی۔۔

مگر اسے ابھی ان دونوں کے بیچ بنے تعلق کا نہیں معلوم تھا۔ نا ہی نویرہ نے اسے شک پڑنے دیا تھا۔۔

رات ظفران نے اس سے کہا تھا کہ کل وہ اسکے گھر آئے اسکے پاس ایک سرپرائز ہے اسکے لئے۔۔

نویرہ بہت پرجوش تھی۔۔اور بہانہ بنا کر مشکل سے گھر سے نکل آئی تھی وہ بھی ماہرہ کے ساتھ۔اور ماہرہ پر اسکی ماں کو پورا یقین تھا۔۔

وہ ایک ادا سے چست لباس پہنیں، کھلے بالوں اور دوپٹے کے نام پر گردن میں موجود اسکارف کے باوجود اسکے جسم کے خدوخال سب واضح تھے جو کسی بھی زاہد کو بہکا سکتے تھے۔۔

ایسے میں وہ ظفران حیدری کے گھر میں داخل ہوئی۔۔گھر میں ہمیشہ کی طرح گہرہ سکوت چھایا ہوا تھا،وہ سوچے سمجھے بغیر سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔۔سامنے اسکا روم تھا۔۔آگے بڑھتے اسنے دروازہ کھولا۔۔

روم میں مدہم اندھیرہ پھیلا ہوا تھا۔اور سامنے جہازی سائیز بیڈ پر ظفران حیدری گہری نیند میں سویا ہوا تھا۔

وہ اسے دیکھ کر کافی بدمزہ ہوئی۔۔اتنا رسک لیکر اسے سرپرائز دینے آئی تھی اور وہ سو رہا تھا۔۔

وہ اسکے قریب گئی، اسے دیکھا۔۔ اور خفا ہو کر واپس جانے کیلئے مڑی ہی تھی کہ اچانک ہی سوئے ہوئے ظفران نے اسکی کلائی کو دبوچا اور اسے بیڈ پر گرا کر اسکے نازک سے وجود کو اپنے شکنجے میں قید کر لیا۔۔

نویرہ کی خوف سے چیخ گونج اٹھی۔۔
مگر اسکی چیخیں اسے مزید وحشی بنا رہی تھیں، یہ لڑکی اسکا ضبط کافی آزما چکی تھی اتنا تو کسی کیلئے وہ نہیں تڑپا تھا جسے چاہا پایا تھا۔۔ مگر یہ لڑکی ہر بار قریب آکر بہانے بنا کر بھاگ جاتی تھی۔۔
ماما گئی ہیں ڈیڈ کو لینے ایئر پورٹ سے ڈیڈ آنے والے ہیں۔۔ "نویرہ نے اپنے" باپ کا نام لیکر ظفران حیدر کو روک دیا۔۔

وہ غصے سے بپھر گیا۔۔ اسنے نویرہ کے بالوں کو پکڑ لیا۔ مگر وہ بھی غصے سے اس پر جھپٹ گئی۔۔ ظفران نے اسے بیڈ پر پٹخا اور خود پر جیسے تیسے کنٹرول کیا۔۔
وہ کسی بھی طرح اسکے ہاتھ نہیں آرہی تھی۔۔ کبھی کبھی تو لگتا تھا جیسے وہ چھٹانک بھر کی لڑکی اسے استعمال کر رہی ہے۔

اور ظفران سوچ رہا تھا کہ وہ جانتی نہیں تھی کہ وہ کس کے ساتھ کھیل رہی ہے۔۔ پہلے تو اسے اپنے دوست کی وجہ سے اس پر رحم آتا تھا۔۔ مگر اب دل چاہتا تھا کسی بھی وقت نوچ دے اسے۔۔ مگر پھر یہیں رہنا تھا اسکا آخری ٹھکانہ ہی یہی تھا اور ایسا کچھ کرنا تھا کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نا ٹوٹے۔۔

آئم سوری۔۔ "اسنے ناچاہتے ہوئے بھی بناوٹی انداز میں لگاوٹ سے نویرہ" سے کہا وہ ظفران حیدری کی زبردستی سے ناراض اور خوفزدہ ہو چکی تھی۔۔

بات مت کریں ورنہ میں ڈیڈ کے سامنے آپ کا چہرہ"
فاش کر دوں گی۔۔ "وہ غصے سے چیخی اور اٹھ کر وہاں سے جانے لگی۔۔
ظفران تو ششدر رہا اپنی جگہ۔۔ اسکی دھمکی سے۔۔ مگر اسے غصے کو دیکھ کر اٹھ کر اسے بازو سے پکڑ لیا اور اسکی شدید مزاحمت کے بعد بھی اسے منانے لگا۔۔

تم تو کہتی تھی مجھ سے پیار کرتی ہو مگر میری اتنی سی محبت بھی برداشت"
نہیں کر سکتی۔۔ "وہ اس سے ناراضگی سے بولا۔۔
مگر یہ محبت نہیں بیہودگی تھی۔۔ "وہ روتی بولی۔"

ظفران حیدری قہقہہ لگا اٹھا۔۔ اور کچھ معنی خیز جملے اس سے کہے وہ سرخ ہو گئی۔۔ مگر پھر اسکے محبت بھرے لمس پر نا چاہتے بہل گئی۔۔

میرے پاس تمہارے لیے ایک سرپرائز ہے۔۔"وہ اسکے" سراپے پر للچاتی نگاہیں جمائے بولا۔۔
کیا؟"وہ روٹھی سی بولی۔۔ ظفران کا دل تو چاہ رہا تھا کہ ابھی اسکا دماغ" ٹھکانے لگا دے اور اسکا ایسا حشر کرے کہ وہ تا قیامت کسی مرد کے قریب جانے کا نا سوچے۔۔ وہ آج کر بھی گزرتا اگر فیروز کے آنے کا معلوم نا پڑتا۔۔
مگر شکر اسنے بتا دیا۔۔

پہلے تم ناراضگی ختم کرو۔۔ اپنی جان کیلئے میں نے ایسا پلان سوچا" ہے کہ نا صرف دلاور بلکہ دونوں بھائی تمہاری مٹھی میں آجائیں گے۔۔"وہ اسے بہلا پھسلانے لگا کیونکہ اسکی کمزوری ہی یہی تھی اور وہ حیوان کمزوریوں سے ہی فائدہ اٹھاتا تھا۔۔

اسے حیدر شاہ کے ری ایکشن کا بھی انتظار تھا مگر کوئی حملہ یا وار نا ہوتا دیکھ کر وہ اسکی بزدلی پر قہقہہ لگا رہا تھا۔۔ کیونکہ اسے لگتا تھا وہ اپنی عزت پر بیٹی قربان کر چکا تھا۔۔ وہ عزت کی وجہ سے خاموش ہو گیا تھا۔۔

کیا پلان ہے مجھے بتاؤ جلدی۔۔" وہ ناراضگی سب کچھ بھول کر اسکی" جانب پرجوش سی متوجہ ہو گئی۔۔ ظفران اس چھوٹی سی لڑکی مگر انتہائی گھٹیا لالچ باز کو دیکھتے دل میں سوچ رہا تھا کہ کب وہ وقت آئے گا جب وہ اسکے وجود کے پور پور کو نوچ کر، اسکے ٹکڑے اپنے ہاتھوں سے کرے گا۔۔

صرف اسے آزمانے کیلئے، اسے لالچ دیکر ظفران حیدری اس بار اسکے پاس ہوا پہلے سے برے انداز میں تو وہ کچھ نہیں بولی مسکراتی رہی اسے دیکھ کر۔۔

اور اس ظفران کے شیطانی دماغ بھی ایک لمحے کیلئے گھوم گیا، اور سمجھ گیا وہ اپنے مطلب کیلئے کسی حد تک بھی گر سکتی ہے تو وہ بھی پھر پیچھے نا ہوا۔۔

ایک دائرے میں رہنے کے باوجود اسنے اسکا بھرپور فائدہ اٹھایا، اور کچھ ایسی تصاویر بھی کھینچ لیں جن سے ایسا لگ رہا تھا کہ وہ اپنی مرضی سے اسکے پاس آئی ہے اور خوشی سے اسکے قریب تھی۔۔

روم کی لائیٹ آف تھی، اور دروازہ بند، وہ اسکے ساتھ اسکے بیڈ پر پڑی اسکی بانہوں میں ایک بیہودہ مووی دیکھ رہی تھی، اور ظفران کا انداز یہی تھا کہ پہلے شکار کو محبت دیکر پھنساتا تھا جب وہ بالکل بے بس ہوجاتی تھی، اور وہ اسکے راستے ہر طرح سے قید کرلیتا تھا تب اسکے کمزور ہوتے ہی نوچ لیتا تھا۔۔

وہ تمام حجاب حیا کی دیواریں پھلانگ کر اسکی بانہوں میں تھی، اس سب سے انجان کہ کیمرہ کی آنکھ میں اسکا ایک ایک انداز قید ہورہا ہے۔۔

اب بتاؤ بھی کیا پلان ہے۔۔"وہ اسکا دل خوش کرکے اب" بے تاب ہوتی پوچھ رہی تھی۔۔

پلان زیادہ لمبا نہیں ہے۔۔بس تمہیں ایک کام کرنا ہوگا۔۔"وہ مکروہ" لہجے میں بولا۔۔وہ اتنی اندھی ہوچکی تھی کہ اسکے لمس میں غلاظت اور آنکھوں میں شیطانی چمک بھی نظر نہیں آرہی تھی۔۔

میں ان دونوں کو مات دینے کیلئے، دونوں کو برباد کرنے کیلئے کچھ بھی کروں"
گی۔۔ جتنا پیسہ چاہیے اتنا دوں گی۔۔ پہلے تو صرف میری ضد تھی
انہیں مات دینے کی مگر اب میرا جنون بن چکا ہے دونوں کی بربادی اپنی
آنکھوں کے سامنے دیکھنے کا۔۔
اور مجھے پورا یقین ہے میرا یہ خواب آپ ہی پورا کریں گے۔۔ اور اسکے
بعد یہ نویرہ اپنے تن من روح سمیت آپکی۔۔" اسنے آنکھوں میں
جنونیت بسائے نفرت سے ان دونوں کو یاد کرتے کہا اور آخر میں
ایک ادا سے بولی۔۔
اسنے اس ادا کا بھرپور فائدہ اٹھایا۔۔ مگر نویرہ مطمئن تھی کیونکہ وہ اسکا
کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا۔۔ وہ پہلے دن اسکا ڈر بھانپ گئی تھی کہ وہ بہت
محتاط ہے اسکے باپ سے۔

اگر اتنا جنون ہے انہیں تباہ کرنے کا تو تمہارے لیے بہت آسان"
ہوگا۔۔ یہ پلان۔۔" وہ بولا۔ نویرہ کی آنکھوں میں چمک آگئی۔۔
"کیا کرنا ہوگا؟"
تمہیں پہلے دلاور سے اسکا موبائل نمبر حاصل کرنا ہوگا۔۔ پھر اسے"
" کسی بھی بہانے اس ہاسپٹل پر بلانا ہوگا۔۔

وہاں کیوں؟" اسکے بازو پر سر رکھے پڑی نویرہ نے حیرت سے اسے دیکھا"
وہ سب تمہیں بعد میں بتاؤں گا۔۔ جب انکی کمزوری تمہارے"
ہاتھ میں آجائے گی۔۔ پہلے تو تم بس کالج سے ہی دلاور کو ہاسپٹل لے آنا۔۔
اور کوشش کرنا رونے کی۔۔ یوں لگے جیسے تم کافی ڈری ہوئی ہو۔۔
وہ تمہیں حوصلے دے اور سہارا دے۔۔" اسکے خدوخال میں کھوئے
ظفران نے بھاری آواز میں کہا۔۔
اور آپکو کیا لگتا ہے۔۔ وہ میرے ساتھ آئے گا؟ یا مجھے سہارا حوصلہ"
دے گا؟" نویرہ نے دانت پیسے۔۔
تمہارے لیے کیا مشکل ہے؟ تم ایک ذہین دلکش حور لڑکی ہو۔۔ کچھ ایسی"
صورتحال بنانا کہ وہ تمہاری حالت سے پگھل جائے۔۔ سنا ہے
عورت کے آنسوں بڑے ہتھیار ہوتے ہیں مائی ڈارلنگ!" اسکی
"تعریف پر وہ اترائی۔۔" وہ تو ہے۔۔

پر اس سے کیا ہوگا۔۔ وہ دونوں بھائی جدا ہو جائے گے؟ اور دلاور"
دریاب کیسے میرے قبضے میں آئیں گے۔۔؟ میں انہیں اپنی انگلی پر

نچانا چاہتی ہوں اور مجھے پورا یقین ہے میرا یہ خواب آپ ہی پورا کر سکتے ہیں۔۔"وہ بے چینی سے بولی

کر دوں گا۔۔ یہ شروعات ہے۔۔ بس اس کا ذکر کسی سے مت "
کرنا۔۔ ان اپنے دونوں چچوں سے بھی نہیں۔۔ بس جیسا جیسا میں کہتا ہوں ویسے ویسے کرتی جانا۔۔
مجھے یہ بتائو کیا دلاور جانتا ہے تم دریاب سے بات کرتی ہو اس سے محبت کرتی ہو اور دونوں تنہائی میں مل بھی چکے ہیں؟؟"اسنے حوصلہ دیتے آخر میں سوال پوچھا۔۔
وہ ایک بڑا سا مسکرہ دل دہلا دینے والا جال بچھا چکا تھا، جس میں نویرہ انجان سی خود ہی پھسلتی جا رہی تھی۔۔

ہاں وہ سب جانتا ہے۔۔ اور اسنے ہی مجھے گالیاں دیں بلکہ کہا کہ "
میں لڑکی کہلانے کے لائق نہیں ہوں۔۔ اور اب میں چاہتی ہوں کہ میں اسکا وہ حشر کروں کہ وہ میرے جوتے پر اپنی ناک رگڑ کر معافی مانگے۔۔"وہ انتہائی طیش سے بولی۔۔

ظفران قہقہہ لگا اٹھا۔۔ "تم جیسا کہو گی ویسا ہی ہو گا۔۔ وہ نمبر کس کا تھا جس پر دلاور بات کرتا تھا؟"

دلاور کا ہی تھا کیونکہ اس سٹوپڈ کے پاس نہیں ہے موبائل۔۔" وہ شدید غصہ تھی دری پر بھی حالانکہ اتنے وقت بات کرتے اسے اندازہ ہوا تھا کہ وہ بہت معصوم تھا۔۔

اسے تو دو محبت کرنے والے لوگوں کی باتوں کا علم نہیں تھا، یہ تو نویرہ کرتی تھی جس پر وہ چپ ہو جاتا یا غصہ۔۔

بس اپنی بہن اور اپنے دل کے قصے سنا سنا کر اسکا ضبط آزماتا رہتا۔۔

پھر تم ابھی سے کامیاب ہو ڈارلنگ!" قہقہہ لگا کر ظفران نے اس" سے کہا۔۔

خوشی سے نویرہ بھی جھوم اٹھی۔۔

میں فارس سے کل کالج میں کہوں گی نمبر کا۔۔ وہ انکے گھر میں" ہی رہتا ہے میری ہر مدد کر سکتا ہے کیونکہ اسکا میرا خواب ہی دونوں بھائیوں کی مات ہے۔۔ پر ایک مسئلہ ہو گیا ہے۔۔" وہ اچانک اداس ہوئی۔۔

کیا؟" وہ اسکے وجود میں کھویا بولا۔۔ اسنے جانے کیسے اپنی نفسیات کو "
کنٹرول کیا ہوا تھا۔۔ ورنہ اسکی یہ نفسیات بن چکی تھی
خوبصورت وجود کو جلانے کی۔۔
جس طرح اسنے مہکار شاہ کے پور پور کو سگریٹ سے داغا تھا،
اسکا دل کر رہا تھا اسکے ساتھ بھی یہی کرے مگر یہ لڑکی اسکے کنٹرول
میں ابھی کہاں تھی۔۔۔

مجھے ماما روکتی ہیں اب باہر نکلنے سے۔۔" وہ پریشانی سے بولی۔۔"
پھر تم کچھ ایسا کرو۔۔۔ کہ ماما روکنا دور ٹوک بھی نا سکے۔۔ اور ہم ایک "
دوسرے سے آسانی سے مل سکیں۔۔ تمہارے گھر میں۔۔
تمہارا باپ تو ویسے ہی باہر ملک ہوتا ہے۔۔ پابندی تو صرف تمہاری ماں
کی ہے اور مسئلہ بھی۔۔" وہ جو کہنا چاہتا تھا نویرہ فی الحال تو سمجھ نا
سکی۔۔
مگر وہ تنگ ضرور آچکی تھی اپنی ماں کی پابندیوں سے۔۔

مووی کے ختم ہوتے، وہ دونوں اٹھے۔۔ ظفران حیدری نے باتھ لیا اور نویرہ نے اپنا حولیہ درست کرتے اپنے کلچ میں لائے میک اپ سے پھر سے خود کو سنوار دیا۔۔

ملازمہ کوئی تھی نہیں سواء گارڈ کے۔۔ وہ اٹھی اور ماہرہ کے آنے سے پہلے ظفران حیدر کیلئے اپنے ہاتھوں سے ناشتہ تیار کیا وہ بھی کچن میں آگیا اور دونوں نے مل کر ناشتہ کیا۔۔

وہ ابھی باتیں کر رہے تھے لاؤنج میں بیٹھے، جب گارڈ نے ماہرہ کے آنے کا بتایا۔۔ نویرہ اس سے دور ہو کر دوسرے صوفے پر بیٹھی۔۔
اور ماہرہ نے آتے ہی اسکے ساتھ وہاں سے نکل گئی۔۔
جب ماہرہ نے سوالات کا پوچھا تو اسنے کہا انکل نے سمجھا دیئے ہیں وہ اسے واٹس ایپ کر دے گی۔۔ ماہرہ خوشی سے جھوم کر مطمئن ہو گئی۔۔
کیونکہ اب اسے پتا تھا پورے بک رٹنے نہیں پڑیں گے۔۔ مگر نویرہ سوچ رہی تھی اس بڈھے کو کیسے منائے کہ وہ اسے کلاس میں ٹاپ لائے۔۔

پر یہ سوچ کر مطمئن ہو گئی کہ جب دلاور دریاب مٹھی میں آجائیں گے بعد میں اسکا بھی دیکھ لے گی۔۔

ooooooo

کیا کرنا ہے تم نے دلاور کے نمبر کو؟" دوسرے دن کالج میں بریک " کے وقت کینٹین میں بیٹھی نویرہ نے فارس سے دلاور کا نمبر لانے کو کہا۔۔وہ اس سے مشکوک ہو کر پوچھنے لگا۔۔

پہلے کیا کرتی تھی؟" وہ غصے سے بولی"
پہلے کی بات اور تھی۔۔اب موبائل دریاب کو چھونے بھی نہیں دیتا اور" چوبیس گھنٹوں موبائل اسکے پاس ہی رہتی ہے۔۔"فارس نے جب اسے یہ بات بتائی تو وہ مسکرا دی۔۔وہ ٹھٹھک گیا۔۔

کیا تم ان دونوں بھائیوں کی مات دیکھنا چاہتے ہو؟" اسنے ایک ادا" سے بال جھٹک کر اسکے سامنے ہاتھ بڑھایا۔۔

فارس نے نیلی آنکھوں کو سکیڑ کر اسکی طرف دیکھا۔۔"ٹھیک ہے میں لا کر دوں گا۔۔ مگر اس بار اگر پھر اپنا دل بہلانے لگی تو انجام اچھا نہیں ہو گا۔۔"فارس نے دھمکی آمیز لہجے میں کہتے حامی بھر لی۔۔

نویرہ اسکے بدلے روپے پر غصہ ہوئی پر فارس نے مذاق کہہ کر اسے مطمئن کر دیا۔۔ مگر وہ جانتا تھا کہ وہ کس طرح کی لڑکی بن چکی ہے۔۔ اسنے فارس سے ہاتھ ملایا، اور اس منظر کو وہاں سے گزرتے صمصام اور دریاب دونوں نے دیکھا تھا۔ فارس جلدی سے اسکا ہاتھ چھوڑ کر وہاں سے اٹھ گیا۔۔

مگر اسے صمصام زیدی نے دور تک جاتے ہوئے دیکھا تھا۔۔

وہ چھٹی کا وقت تھا، جب سب اسٹوڈنٹ اپنے گھر کو روانہ ہو رہے تھے۔۔ نویرہ بھاگتی ہوئی صمصام کے پیچھے آئی۔۔

صمصام!!"اسکی پکار پر جانے کتنی لڑکیوں نے گردن گھما کر اسے دیکھا" تھا اور حد سے ایک دوسرے کو اشارے دیئے۔۔

بالوں کی اونچی پونی باندھے، کالج کے سفید ڈریس میں، جہاں اسکے وجود کے دودھیا رنگ خدوخال نمایاں ہو رہے تھے وہیں دوپٹہ اسنے وی اسٹائل گلے میں ڈالا ہوا تھا اور بیگ ایک شانے پر لٹکا دیا تھا۔۔

وہاں صرف وہ نہیں ایسی اور بھی بہت سی لڑکیاں تھیں جو اپنے حسن کے جلوے دکھا رہی تھی، اور کئی ایسی بھی تھیں جو باحجاب عبائے میں تھیں۔۔

جیسے جیسے سال گزرتے جا رہے تھے بے حیائی اپنی عروج پر پہنچ رہی تھی۔ ان پر لڑکوں کی للچاتی نظروں کو دیکھ کر اور بھی کتنی کمسن لڑکیاں تھیں جو جدید سے جدید فیشن ایبل ہو رہی تھیں۔۔

پکار پر صمصام تو نہیں رکا، مگر نویرہ بھاگتی ہانپتی اسکے سامنے آ گئی کہ مجبور غصیلی نظروں سے اسے دیکھتے صام کو رکنا پڑا۔۔

وہ انتہائی خوبصورت ہو گیا تھا، ایک تو اسکا ایٹیٹیوڈ دوسرا نیلی آنکھوں میں رہنے والی ہمہ وقت ناگواری ناپسندگی کے تاثرات سے بھی کئی دل بے چین کر دیتا تھا۔۔

وہ اس وقت کالج کے یونیفارم میں تھا، چھٹی کا وقت تھا بازو کہنیوں تک فولڈ کر دیئے تھے۔۔ ایک ہاتھ میں لائبریری سے لیا ہوا کتاب

پکڑے بیگ کندھے پر ڈالے وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھ رہا تھا کہ وہ لڑکی اسکے سامنے آ گئی۔۔

اسکی سوالیہ اوشن نیلی آنکھیں اس پر ٹکی تھیں، وہ اپنا راستہ روکنے کی وجہ طلب کر رہا تھا۔۔ اسکے بھورے بال نفاست سے سیٹ تھے۔۔

اٹھارہ سالہ ہو کر لمبے قد، چوڑے شانوں والا وہ اپنے یونانی دیوتاؤں کو مات دیتے حسن سے کسی پر بھی اچٹتی نظر ڈال دیتا تو اسکی نیندیں چرا لیتا تھا۔۔

میرا ڈرائیور لیٹ ہو گیا ہے کیا تم مجھے گھر ڈراپ کر سکتے ہو؟" وہ" ہمت کر کے اپنی دھڑکنیں بحال کرتی بولی

نہیں! میں اپنی بہن کو پک کرنے جا رہا ہوں۔" صمصام صاف لٹھ" مار انداز میں جواب اسکے منہ پر مار کر اسکے سائیڈ سے گزرتا اپنی گاڑی کے پاس آیا کہ وہ پھر سے بھاگ کر اسکے پاس آ گئی۔۔

اسکا چہرہ احساس توہین سے سرخ تھا، جبکہ لڑکیوں کے چہرے پر دبی دبی مسکراہٹ۔۔

ٹھیک ہے ناصام تم اپنی بہن کو پک کر لینا اس بہانے میں"
تمہاری بہن سے بھی مل لوں گی۔۔"چابی سے گاڑی کا ڈور کھولتے صمصام نے
ہاتھ روک کر گردن موڑتے اسے دیکھا جو آنکھوں میں معصومیت لیے
اپنا سرخ ہونٹ کچلتی اسے دیکھ رہی تھی۔۔

پہلی بات!میں صمصام زیدی ہوں۔۔ناصام ناہی صمصام!دوسری"
بات میں کسی کا ڈرائیور نہیں،ناہی میں نے ٹھیکا لیا ہوا کسی کو ڈراپ
کرنے کا۔۔
رہی بات میری بہن کی تو مس نویرہ فیروز!میں اپنی بہن کو کسی سے ملنے
نہیں دیتا۔۔اور تم جیسی لڑکیوں سے تو ہرگز بھی نہیں آئی سمجھ۔۔
ائندہ مجھے پکارا یا میرا نام اپنی زبان پر لیا،انجام میں تم خود کو نہیں
پہچان پاؤ گی۔میں عزت اپنی ماں بہن جیسی عورتوں کی کرتا ہوں۔۔
تم جیسیوں کی ہرگز نہیں مائنڈ اٹ!"وہ سرد لہجے میں چبا چبا کر
کہتا جھٹکے سے دراوزہ کھول کر بیٹھنے لگا کہ نویرہ اس قدر تضحیک
حقارت بھرے لہجے پر چیخ اٹھی۔۔

آخر تمہیں غرور کس بات کا ہے؟ سمجھتے کیا ہو تم خود کو؟" وہ
چلائی۔۔ جانتی تھی اگر وہ اکیلا چلا گیا تو سب اسکا مذاق بنائیں گی
گروپ میں اسکی باتیں کریں گی۔۔

مجھے غرور!" بیگ اندر رکھتے صام نے ایک سرسری نگاہ سب پر
ڈالی۔۔ اور پھر اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔
مجھے غرور میرے ہونے کا ہے۔۔ ایٹلیسٹ تمہاری سمجھ سے باہر ہے۔۔"
ویسے کیا دلاور نے منہ لگانا چھوڑ دیا تمہیں؟ یا دریاب سے دل بہل گیا؟
ویسے تمہارا دوست تو فارس بھی ہے نا؟" وہ تمسخرے سے پوچھ رہا
تھا۔۔ اور پھر قہقہہ لگا اٹھا۔۔

یہی غرور ہے مجھے۔۔ میرے غرور کا گراف بڑا ہے۔۔ اس غرور"
کے رکی معنی بھی تم جیسی لڑکی جان نہیں پائے گی۔۔" اسنے اپنی سیاہ
خوبصورت سپورٹ کار کا دروازہ کھولا۔۔

اور اندر بیٹھتے گاڑی اسکے پاس سے لیکر نکل گیا۔۔
نویرہ کی آنکھوں میں پانی جمع ہو گیا۔۔

ماہرہ دور سے کھڑی سب دیکھتی بھاگ کر اسکے پاس آئی۔۔

تمہیں ضرورت کیا تھی آج اسکے دماغ لگنے کی جانتی بھی ہو کتنا بد دماغ"
"ہے یہ زیدی۔۔

کیوں آج کیا ہوا ہے؟"نویرہ لڑکیوں سے نظر چراتے ماہرہ کے ساتھ"
گاڑی میں بیٹھتی بولی۔۔

ارے تمہیں نہیں معلوم اتنا بڑا مسئلہ ہو گیا۔۔"ماہرہ کو حیرت"
ہوئی۔۔
نہیں کیا ہوا میں فارس کے ساتھ تھی۔۔"وہ نفی کر کے بولی۔۔"
شائستہ اور جویریہ نے کمال کر دیا۔۔"وہ قہقہہ لگا کر بولی۔۔"

"بکواس بند کرو خالی سسپینس نا بڑھاؤ بتاؤ کیا ہوا؟"
ہونا کیا تھا دونوں بیوقوفوں نے دلاور اور اس بد دماغ زیدی کا نام اپنی کلائی پر بلیٹ"
سے لکھ دیا۔۔ مزے والی بات تو یہ کہ شائستہ نے دلاور کا نام لکھنا
چاہا مگر اسنے ڈبل ڈی لکھ دیا۔۔ مطلب دلاور اور دریاب۔۔ جس جس

نے دیکھا قہقہے گونج اٹھے۔۔ "ڈرائیورنگ کے دروان ماہرہ ہنستی ہوئی بولی مگر نویرہ کی صدمے سے چیخ گونج اٹھی۔۔

"واٹ !!! پھر کیا ہوا؟"

پھر کیا ہونا تھا۔۔ پروفیسر تمہارے انکل ظفران کو معلوم ہوا، انہوں" نے دلاور دریاب صمصام کو بھی بلایا۔۔

وہاں وہ زیاف آکر بولا کہ پروفیسر میرا کزن صامے نیک ہے ان لڑکیوں کی نیت خراب ہے۔۔ اسکی دہائی پر سارے پروفیسرز جو انتہائی غصہ تھے وہ بھی قہقہہ لگا اٹھے۔۔

پھر سب کو باہر نکال دیا۔۔

پروفیسر نے دلاور سے پوچھا کہ تم نے کہا تھا اسے لکھنے کیلئے۔۔ تب دلاور" نے کہا کہ اگر میں کہتا تو "ڈی کے" کہتا نا کہ "ڈبل ڈی"۔۔

مطلب ؟ ایک تو دونوں بھائی شکل عقل نام سے بھی انسان کو الجھا" دیتے ہیں۔۔ "نویرہ کو کچھ سمجھ نہیں آیا۔۔ وہ غصے سے بولی۔۔

ہمم!وہ دونوں جب ساتھ ہوتے ہیں تو ڈبل ڈی بن جاتے ہیں۔۔کیونکہ معنی"
ہے دلاور دریاب۔۔ڈی ڈی۔۔اور جب جدا ہوتے ہیں تو ڈی کے بن جاتے
ہیں معنی ہے دلاور خان، دریاب خان۔۔
دلاور تو ویسے بھی کم بولتا ہے کسی سے۔۔اس پر شک کرنا فضول تھا۔۔اور
لڑکی نے دلاور کی طرف ہی اشارہ دیا تو سب دلاور کی فیور میں
آ گئے۔۔وہ تو ویسے بھی اب کالج کا دل بن چکا ہے۔۔

وہ آزاد ہو گیا، اور دریاب تو اب سب کو باجی کہتا ہے دلاور کے ڈر سے۔۔۔
ہاہاہایار بہت کیوٹ ہے۔۔"وہ قہقہہ لگا کر مزید بولی۔۔
دریاب نے کہا پروفیسر میری تو سب قیامت تک باجی ہیں۔۔اگر"
"اسکے بعد وقت ملا تو سوچ کر بتاؤں گا۔۔

صمصام؟اسکا نہیں بتایا؟"نویرہ کا دل دھڑکا۔۔وہ مسکرا بھی نا سکی۔۔"

صمصام نہیں بد دماغ زیدی بولو۔۔یار کیا ایٹیٹیوڈ ہے اسکا۔۔مجھے تو نہیں"
لگتا یہ کسی لڑکی سے پیار کر بھی سکے گا۔۔اور جس سے کرے گا اسکا کیا
حال کرے گا۔۔"ماہرہ نے اسے بتایا وہ الجھ گئی۔۔

نویرہ کی نظروں میں اس سنہری آنکھوں بالوں والی لڑکی کا عکس گھوم گیا۔۔ کاش وہ اپنے ہاتھوں سے اسکی جان نکال سکتی کتنا اچھا ہوتا۔۔۔

اس سے جب پوچھا گیا تو اسنے پہلے کلائی پر اپنا نام دیکھا۔۔ وہاں" خون سے صمصام لکھا ہوا تھا۔۔ اور ہماری تو پوری کالج میں اس نام کا بندہ ایک ہی تھا۔۔

اسنے دوسرے لمحے نا آؤ دیکھا نا تاؤ، ایک زوردار تھپڑ جویریہ کے چہرے پہ دے مارا۔۔ پروفیسرز غصہ ہو گئے۔۔ انہیں صمصام سے اس قدم کی توقع نہیں تھی۔ پر اسنے جواب دیا۔۔

جب وہ میرے نام پر حق جتا کر اسے اپنی کلائی پر لکھ سکتی ہے تو میں کیوں نہیں تھپڑ کا حق جتا سکتا۔۔ اسنے پروفیسر کو کہہ دیا ہے کہ اس لڑکی کے ماں باپ آکر جب اس سے کہیں گے کہ انکی لڑکی نے اچھا کام کیا ہے تو "میں اس تھپڑ کی معذرت کر لوں گا ان سے۔۔

اچھا کیا اسنے۔۔ وہ تھی اس قابل۔۔ "نویرہ خوش ہو کر بولی۔۔"

تم بھول رہی ہو وہ ابھی تمہاری بھی انسلٹ کر گیا ہے۔۔"ماہرہ نے اس"
بیوقوف لڑکی پر جتایا

نہیں ماہرہ مجھے ایسا لگتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔اسلئے تو مجھ پر"
نظر رکھتا ہے۔۔"وہ اپنی خوش فہمی میں غرق تھی ماہرہ کا قہقہہ
بے ساختہ تھا۔۔

جاہل لڑکی اسنے اس لیے تم پر نظر رکھی ہے کیونکہ تم نے اسکی بہن کے"
منکوح دلاور پر نظر رکھی ہوئی ہے۔۔"ماہرہ نے اسے آئینہ دکھایا مگر وہ
جھٹلا گئی۔۔

oooooooo

دوسرے دن فارس نے اسے دلاور کی دوسری سم کا نمبر لا کر دیا۔
اسنے کافی کوشش کی مگر کالج میں وہ پروفیسر ظفران کو بتا نہیں
سکی۔۔

کل سنڈے کا دن تھا، تو اسنے سوچا خود جا کر وہ دے آئے گی۔۔ اتفاق سے رات سے اسکا موبائل بند تھا ورنہ وہ اس پر ہی پوچھ لیتی۔۔
سب پیپرز کی تیاریوں میں مصروف تھے، باقی ایک ماہ بیچ میں تھا پیپرز کے۔۔ وہ دیکھ رہی تھی ڈبل ڈی خوب محنت کر رہے تھے اور فارس بھی۔۔
کالج یونیورسٹی لیول پر آ رہا تھا۔ پوری سٹی آؤٹ سٹی کے طالبات وہیں داخلہ لینے کے بابت سوچ رہے تھے آئندہ ایڈمیشن اوپننگ میں۔ نویرہ نے سوچ لیا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے۔۔ کیونکہ وہاں کی سٹڈی بیسٹ اور ٹاپ رینکنگ میں تھا وہ کالج۔۔۔ یوں کہا جائے کہ کروایا جا رہا تھا۔۔
دوسرے دن کے دوپہر کا وقت تھا، جب اسکے لاتعداد مس کالز کا بالآخر ظفران حیدر نے محبت سے جواب دیا اور اسکی خفگی کو بھی دور کیا یہ کہتے کہ وہ ایک اہم کام سے گیا ہوا تھا۔
نویرہ نے اس سے ملنے کا کہا، تو ظفران نے اسے ایک ریسٹورنٹ کا ایڈریس دیا۔ اسکی ماں گھر میں نہیں تھی وہ اپنی دوستوں سے ملنے گئی تھیں۔۔ نویرہ بے فکر ہو کر تیار ہوتی ٹاپ جینز میں ملبوس گاڑی کی چابی اٹھا کر گھر سے نکل گئی۔۔

وہ ریسٹورنٹ پہنچی جہاں ظفران حیدر پہلے سے موجود تھا۔
ریسٹورنٹ میں کافی گہما گہمی تھی، اور وہ شہر سے قدرے دور تھا۔۔
وہ آج لنچ کا اسکے ساتھ سوچ کر خوب تیار ہو کر آئی تھی، کہ جب اسنے اسے دیکھا تو دیکھتا رہ گیا۔۔
دونوں نے پر سکون ماحول میں بیٹھ کر لنچ کیا، ظفران نے اپنے ہاتھوں سے اسے کھلایا تو مصنوعی لگاوٹ سے نویرہ نے بھی اسے کھلایا۔۔
ظفران نے اسکے ہونٹ صاف کرنے کے بہانے جھک کر جارت کر دی۔۔ وہ جھینپ گئی۔۔ وہ اسکا ہاتھ تھامے اپنی بے تابیاں بیان کر رہا تھا، اسکا لہجہ انتہائی غلیظ تھا مگر وہ خاموشی سے بیٹھی سرخ ہوتی اسکی بے تابیوں کے جواب بے تابیوں سے دے رہی تھی۔
میں آپ کو بتانے آئی تھی کہ د۔۔۔۔" اسکی بات مکمل نہیں ہوئی" تھی کہ ظفران نے اسے خاموش کروادیا۔۔
یہاں نہیں میں نے روم بک کروایا ہے وہاں بات کرتے ہیں۔۔""
اسنے کہا۔۔ نویرہ ناچاہتے ہوئے بھی مان گئی۔۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ سب ایک پلان ہے۔۔ ظفران جسے دیکھ کر یہ حرکات کر رہا تھا نویرہ نے اسے نہیں دیکھا تھا

مگر اسے تشویش ہونے لگی، کیونکہ اس دن اپنے باپ کی آمد کا جھوٹ بول کر وہ بچ گئی تھی۔۔ مگر آج؟

اسکا ہاتھ پکڑے ظفران ریسیپشن کے پاس آیا، اور کاؤنٹر پر کھڑے لڑکے سے روم کی چابی لی۔۔ چابی لیکر وہ سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا۔۔

وہ پلر کی اوٹ سے نکل کر انکے پیچھے آ گئی، دوپٹے سے اپنے چہرے کو چھپائے دبے قدموں سے انکے پیچھے جانے لگی۔۔

دروازے کے قریب پہنچتے ظفران نے چابی سے لاک کھولا، اور دروازے کے کھلتے ہی اسنے جھک کر نویرہ سے کان میں کہا۔۔

گھبراؤ نہیں یہ تمہارا دیوانہ تمہاری رضا کے بغیر کوئی" زبردستی نہیں کرے گا۔" اسنے سرگوشیانہ کہتے جھٹکے سے اسے بازوؤں میں اٹھا لیا۔۔

نویرہ کھلکھلائی اور ایک ادا سے اسکے گلے میں بازو باندھ کر اسکے ہونٹ پر اپنے ہونٹ رکھ دیئے۔۔ دروازہ جھٹکے سے بند ہو گیا۔۔

یہ سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھتی مسز شمع کے حواس جھنجھوڑ گئے، وہ جیسے دنیا میں نہیں رہی تھی۔۔ اپنے پورے وجود کے ساتھ زمین بوس ہو جاتی کہ ایک ویٹر نے بھاگ کر انہیں سنبھالا۔۔

" سنبھل کر میم۔۔"

یی۔۔ یہ۔۔ یہ آدمی اور لڑکی اندر کیوں گئے ہیں؟" اسنے کانپتے لہجے میں" روتے ہوئے پوچھا۔۔ ایک ماں کیلئے اپنی بیٹی کا یہ چہرہ دیکھنا کسی قیامت سے کم نہیں تھا۔۔

انکا دل بند ہو رہا تھا۔۔ جس کا خوف تھا وہی ہوا تھا۔۔ اس حیوان کی حوس بھری نظریں وہ پہلے دن سے پہچان گئی تھی اپنی بیٹی پر۔۔

مگر اسکی بیٹی؟؟؟؟؟

کیا میم! نماز پڑھنے تو آئے نہیں ہوں گے۔۔۔ عقل کی بات ہے دو" نامحرم یہاں تبھی آتے ہیں جب سب سے چھپ کر منہ کالا کرنا ہوتا ہے ہاہاہا۔۔

ویسے انصاف دیکھ رہی ہیں۔۔ لنگور کی بغل میں انگور تھا اور ایک ہم ہیں کوئی لفٹ نہیں کروا رہا۔۔" وہ کافی بے باکی سے کہتا اس بند دروازے کو دیکھتا وہاں سے چلا گیا۔۔

ایک ماں کی تو جیسے وہیں موت ہو گئی تھی، دل میں اٹھتے درد کو دبائے وہ روتیں وہاں سے بھاگیں۔۔ وہاں اپنی دوستوں سے ملنے آئی تھی مگر اچانک اپنی بیٹی کی آمد کو دیکھ کر حیران ہو گئیں۔۔

پہلے سوچا شاید اسکے لئے آئی ہو، کیونکہ وہ کسی کو ڈھونڈ رہی تھی۔۔ وہ اپنی دوستوں کو ایکسکیوز کر کے اٹھ گئیں اور بیٹی کی جانب بڑھی ہی تھیں کہ اپنے پہنچنے سے پہلے اپنی بیٹی کو غیر محرم کی بانہوں میں دیکھ کر انکے تو پاؤں تلے زمین کھسک گئی۔۔

مزید جو کچھ دیکھا، دل تو چاہ رہا تھا ابھی ایک گولی مار کر ایسی بیٹی کو اپنے ہاتھوں سے ختم کر دے۔۔ مگر اپنے شوہر کی عزت اور دوستوں کی موجودگی کا خیال کرتے وہ وہاں سے گھر آ گئیں۔۔

سنو!!" وہ جیسے صدیوں کی بیمار ہو کر گھر میں داخل ہوئی تھیں،" انہیں لگ رہا تھا ابھی انکا دل بند ہو جائے گا اور وہ بیٹی سے پوچھ بھی نہیں پائیں گی کیوں اٹھایا اسنے یہ قدم۔۔۔ اپنے جان سے زیادہ چاہنے والے باپ کی عزت کا بھی خیال نہیں کیا۔۔

جی میڈم!" ملازمہ انکے پاس آ گئی۔۔"

نوی۔۔۔جاؤسب تم لوگ چھٹی کرو کل آنا۔۔۔"وہ اسے حکم دیکر"
حیران چھوڑتی وہاں سے اپنے روم میں آگئیں اور اکلوتی بیٹی کا یہ روپ
دیکھ کر گھٹنوں کے بل گر کر بالوں کو مٹھیوں میں نوچنے چیخنے لگیں۔۔

وہ اپنا چہرہ پیٹنے لگیں، گھر جب بالکل خالی ہو گیا خود اکیلی رہ
گئیں تو دھاڑے مار کر رونے لگی۔۔
اللہ کیوں؟ اگر ایسی اولاد دینی تو اس سے بہتر تھا بے اولاد مارتے ہمیں۔۔"
کیا جواب دوں میں انہیں۔۔۔کہ انکی بیٹی انہیں کے دوست کے
ساتھ۔۔۔
اے خدا مار کیوں نہیں دیا یہ سب دکھانے سے پہلے مجھے۔۔"اسکی
آہیں عروج پر تھیں۔۔وہ چیخ چلا رہی تھیں۔۔مگر اب
فائدہ۔۔۔؟؟

ooooooo

کہاں تھی تم؟" شام کا اندھیرا پھیلا، سعرج غروب ہونے کو تھا،"
تبھی وہ گھر میں داخل ہوئی۔۔ اسکا پور پور تھکاوٹ سے چور تھا۔۔
اس پروفیسر نے اسے اچھے خاڈے امتحان میں ڈال دیا تھا۔۔
اب اسے دلاور کو اس نمبر پر کال کر کے بلانا تھا، اور اسے لیکر اس
ہاسپٹل جانا تھا جس کا ایڈریس ظفران حیدر نے اسے دیا تھا۔ وہ
مسلسل اسے کوس رہی تھی کیونکہ وہ اپنے پلان کا صحیح حساب لے رہا تھا۔۔
وہ گھر میں داخل ہوئی تو پورا گھر سکوت میں چھایا ہوا تھا۔
لاپرواہی سے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر اپنے روم میں آ گئی اور جا کر
سیدھا باتھ لیکر خود میں موجود ظفران حیدری کی خوشبو کو ختم
کیا اور ٹھنڈے پانی سے باتھ لیکر جب وہ باہر آئی تو روم میں چہل
قدمی کرتی اپنی ماں کو دیکھا۔

نویرہ نے مسکرا کر اپنی ماں سے انکی آمد اور دوستوں سے ملاقات کا پوچھا
مگر انہوں نے نظر انداز کرتے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔۔
ماہرہ کے پاس گئی تھی، آپکو تو معلوم ہے ایک ماہ بعد ایگزام ہیں۔۔" وہ"
آئینے کے سامنے کھڑی ہو کر بیزاریت سے بولی جانتی تھی اب انکی
تفتیش شروع ہو جائے گی۔۔

ماما پلیز مجھے سونیں دیں میں سٹڈی سے تھک گئی ہوں دماغ بھاری"
ہو رہا ہے۔۔ پلیز تھوڑا سر دبا دیں۔۔" اسنے سر کو دباتے ہوئے کہا

ہاں پہلے تم میرے سوالات کے جوابات دو میں سر بھی دبا دوں گی"
"اور سونے بھی۔۔
کون سے سوالات؟" نویرہ نے ازلی لاپرواہی سے پوچھا"
تم نے کہا ماہرہ کے گھر گئی تھی سٹڈی کیلئے مگر ماہرہ نے تو ٹیوشن"
انسٹیٹیوٹ جوائن کیا ہوا ہے پھر تم نے کمبائن سٹڈی کیسے کی؟" مسز
شمع کے سوال پر نویرہ کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔۔
مگر اسنے مڑ کر اپنی ماں کو نہیں دیکھا۔۔" ماہرہ نے انسٹیٹیوٹ جوائن
"کر لیا اور اسے بتایا بھی نہیں۔۔

کیا ہو گیا ہے ماما۔۔ میں بھی وہیں گئی تھی۔۔ آپکو بتانے والی تھی کہ"
میں نے بھی وہی انسٹیٹیوٹ جوائن کیا ہے مگر پیپرز کی ٹینشن کی
وجہ سے یاد نہیں رہا۔۔" اسنے جھنجھلا کر کہا۔۔

مسز شمع بیٹی کے جھوٹ پر جھوٹ سنتی تلخی سے مسکرادی حالانکہ دل بے تحاشہ رونے کو چاہ رہا تھا۔۔

نام کیا ہے انسٹیٹیوٹ کا نوی؟ اور نمبر دو مجھے ذرا پوچھنا ہے کہ میری" بیٹی کس پروفیسر سے کلاس لے رہی ہے۔" اپنی ماں کے اگلے سوال پر وہ بری طرح گڑبڑا گئی۔۔

ٹھاہ کے ساتھ نویرہ نے ہاتھ میں موجود ہیئر ڈرائر دیوار پر مارا اور سرخ چہرے کے ساتھ اپنی ماں کی جانب مڑی۔۔۔

انف ماما ہو کیا گیا ہے آپکو آج؟ کیسی ٹیپیکل ماؤں کی طرح سوال پر سوال کر" رہی ہیں؟ کسی یار سے ملنے نہیں گئی تھی۔۔۔ پڑھنے گئی تھی اور ڈیڈ نے کمبائن سٹڈی کیلئے مجھے خود اجازت دی ہے۔۔
ڈیڈ آئیں گے تو میں انہیں دے دوں گی ڈیٹیل پھر جا کر آپ بھی اپنے دل کی تسلی کر آیئے گا۔۔ تنگ آ گئی ہوں میں آپکی ہر وقت کی تفتیش شک سے۔۔ جینا حرام کر دیا ہے آپ۔۔۔۔

چٹاخ۔۔۔"اسکے باقی کے الفاظ مسز شمع کے تھپڑ نے وہیں روک دیئے۔۔وہ منہ ہاتھ رکھے سکتے کی کیفیت میں اپنی ماں کو دیکھنے لگی۔۔
تمہارا باپ وہاں بیٹھا ہے۔۔اسکی ذمہ داری نہیں میری ہو تم۔۔" تمہیں کچھ ہوا تو وہ مجھ سے سوال کریں گے۔۔انکے سامنے جوابدہ میں ہوں تم "نہیں۔۔

وہ غرائی اس پر۔۔نویرہ کا سکتا ٹوٹا اسکی آنکھوں میں خون اتر آیا۔۔
آپ نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا۔۔آپ کی ہمت بھی کیسے ہوئی؟"وہ اپنی ماں پر" جنونی حالت میں چلائی۔۔

تم ہاتھ اٹھانا کا کہہ رہی ہوں میں تمہیں جان سے مار دوں گی ذلیل" لڑکی تمہیں شرم نہیں آیا اپنے باپ کی عزت کو روندتے اپنے باپ کی عمر کے آدمی سے منہ کالا کرتے تمہیں ذرا بھی آپنے باپ کا خیال نہیں آیا۔۔"وہ نویرہ کے بالوں کو مٹھی میں پکڑ کر بری طرح اسے پیٹنے رونے لگی۔۔

ماما۔۔ماما۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔۔ماما۔۔"وہ خوفزدہ ہو کر رونے خود"
کا بچاؤ کرنے لگی مگر مسز شمع کے سر پر جنون سینے میں جو آگ لگی
تھی وہ ایسے کیسے ٹھنڈی ہو سکتی تھی۔۔
وہ اپنی آنکھوں سے اپنے شوہر کی عزت کو نیلام ہوتے دیکھ آئی تھیں۔۔
تم اب ایک منٹ کیلئے یہاں نہیں رو کو گی۔۔ تمہیں بیٹی کہتے مجھے"
شرم آرہی ہے گھٹیا لڑکی اگر تم میرے سامنے مزید ایک لمحے رہی
میں تمہاری جان نکال دوں گی۔۔اٹھو ابھی۔۔
اپنا سامان پیک کرو۔۔۔اور جاؤ ڈیڈ کے پاس لاہور۔۔اب سے تم
وہیں رہو گی۔۔اور آگ لگی ہوئی ہے نا تمہیں۔۔دو دن میں میں نے
تمہاری شادی نا کروائی تو میرا نام شمع نہیں۔۔۔"وہ روتی ہوئی بولیں۔۔

نویرہ سے مزید برداشت نہیں ہوا اسنے ایک زوردار دھکا اپنی ماں کو دیا اور
روتی ہوئی کھڑی ہوئی

آپ کون سی اچھی عورت ہیں؟رات رات بھر گھر سے باہر پارٹیز"
میں رہ کر کون سی عبادتیں کرتی ہیں مجھے سب پتا ہے۔۔"وہ اپنی ماں پر انگلی
اٹھا رہی تھی مسز شمع ششدر رہ گئیں۔۔

انہیں لگا وہ آج کانوں سے بہری ہو جائیں گیں۔۔

چٹاخ مسز شمع کا زوردار تھپڑ پڑتے ہی وہ منہ کے بل زمین بوس ہوئی۔۔

تمہیں اپنی نیچ گھٹیاں پن پر شرم نہیں تم الٹا اپنی ماں پر انگلی اٹھا رہی ہو" بے حیا لڑکی۔۔ تم سے تو آخر تمہارا باپ پوچھے گا۔۔ جو سر اٹھائے چل رہا ہے جب معلوم پڑے گا تمہارے کرتوت کا تو آکر خود اب تم سے اور اس گھٹیا انسان سے پوچھے گا جسنے اپنے بھائی جیسے دوست کے گھر میں گھاٹ ڈالا ہے۔۔

اسے تو خدا بھی بخش نہیں کرے گا۔۔ مگر تمہارا حشر میں اب کرواتی ہوں۔۔" وہ اسے ٹھوکر رسید کرتیں روم سے باہر نکلیں انکا ارادہ اپنے شوہر کو انکے گھٹیا سیاہ شکل والے حیوان کا اصلی روپ دکھانے کا تھا۔۔

اپنے باپ کی دھمکی سنتی نویرہ پاگل ہو کر اٹھی۔۔ اور گھسٹتی خود کو روم سے باہر نکلی۔۔

آپ ڈیڈ کو بتائیں گیں؟" وہ پیچھے آتی بھاگتی دھاڑی۔۔"

ہاں میں تمہارا اور تمہارے اس گھٹیا حیوان عاشق کا غلیظ چہرہ اپنے شوہر کو بتاؤں گی۔۔وہ خود آکر تم دونوں کو گولیاں مارے گا۔۔" وہ غصے سے بولیں۔۔

آپ ایسا نہیں کریں گی ماما۔۔" وہ اپنی ماں کا بازو پکڑ کر چلائی۔۔"
میں کروں گی۔۔ تم جاؤ اپنا سامان پیک کرو۔۔اب یا تو موت ملے گی تمہیں یا شادی۔۔" مسز شمع نے نویرہ کی پکڑ سے جھٹکے سے بازو چھڑواتے ہوئے اسے پیچھے دھکا دیا اور خود سیڑھیوں پر ابھی پہلا قدم رکھا تھا کہ تبھی نویرہ نے چیختے جنونی حالت میں زوردار دھکا دیا

آہہہ۔۔" مسز شمع کی دل دہلا دینے والی چیخ گونج اٹھی۔نویرہ کا چہرہ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔۔
جب اسنے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی ماں کو سیڑھیوں سے پھسلتے لہولہان ہوتے دیکھا۔۔انہوں نے بچاؤ کیلئے نویرہ کا بازو پکڑنا چاہا تھا مگر وہ نفرت سے پیچھے ہو گئی۔۔

جب اسکا جنون سر سے اترا، اور سیڑھیوں کے نیچے اپنی ماں کو پڑا دیکھا تو ہذیاتی ہو کر چیخنے لگی۔۔
اسکی چیخوں سے گارڈ بھاگ آیا، اور اپنی میڈم کا حال دیکھ کر روتی ہوئی نویرہ کو چلنے کا کہتے فوراً سے انہیں گاڑی میں ڈال کر ہاسپٹل لے گیا۔۔

ہیلو۔۔ "نویرہ کانپتی روتی ہوئی فوراً سے اپنے روم میں آئی اور ظفران" حیدر کو کال ملائی۔۔ کال پک ہوتے ہی اسنے ہیلو کہتے ہی روتے ہوئے ظفران حیدر کو سب کچھ بتا دیا۔۔

ہمارے بارے میں ماما کو سب کچھ معلوم پڑ گیا۔۔ انہوں نے مجھے" بہت مارا اور ڈیڈ کو بتانے جانے والی تھیں کہ مجھے غصہ آگیا اور انہیں میں نے دھکا دے دیا سیڑھیوں سے اب میں کیا کروں۔۔۔ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے ڈیڈ مجھے بہت ماریں گے اور ماما کا بھی خون نکل "رہا۔۔

تم گھبراؤ نہیں میری جان میں ہوں نا تمہارے ساتھ۔۔ تم بس" اپنے ڈیڈ کو کہو کہ تمہاری ماما سیڑھیوں سے گر گئی ہیں۔۔ اور انہیں لیکر

ہاسپٹل کیلئے نکلو۔۔ میں وہیں آرہا ہوں۔۔" وہ اسکی مان کر جلدی سے سر ہلا کر دوپٹہ لیتی باہر بھاگی ڈرائیور گاڑی لیکر نکل ہی رہا تھا نویرہ بھی اسکے ساتھ گاڑی میں بیٹھی دل ہی دل میں اپنی ماں سے معافی مانگ رہی تھی۔۔

ساتھ ساتھ اپنے باپ کو بھی کال ملا رہی تھی۔۔

السلام علیکم میرا جگر آج کیسے کر لیا باپ کو یاد۔۔" دوسری" طرف سے ہشاش بشاش آواز میں فیروز چغتائی کی آواز گونجی۔۔

ڈیڈ ماما۔۔۔!!" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔۔"

کیا ہوا تمہاری ماما نے ڈانٹا ہے کیا میرے بیٹے کو ہاہاہا۔۔" وہ قہقہہ لگا" اٹھے۔۔ کیونکہ وہ اکثر رو کر لاڈ سے باپ کو شکایت لگاتی تھی ماں کی۔۔

ڈڈ۔۔ ڈانٹا نہیں۔۔۔ ماما سس۔۔ سیڑھیوں سے گر گئی ہیں۔۔ اا۔ اور انکا" بہت بلڈ ضائع ہو چکا ہے۔۔" وہ بتا کر خوف سے رونے لگی فیروز چغتائی کے ہاتھ سے موبائل چھوٹ گیا۔۔

اور وہ صدمے میں آ گئے۔۔۔۔

تیار ہو جاؤ ڈارلنگ! اپنی بربادی کی پہلی شروعات بہت بہت مبارک۔۔" وہ اپنے روم میں اسکی ریکارڈ کی ہوئی ویڈیو دیکھتا ریکارڈ وائس میں اسکا اعتراف جرم سن کر بے باک مکروہ قہقہہ لگاتا اپنی جگہ سے اٹھا۔۔

تاکہ اپنی ڈارلنگ کو حوصلہ دے سکے۔۔ اس بار اسنے سوچا تھا وہ کچھ نہیں کرے گا، برباد تو وہ خود کو کرے گی۔۔

oooooooooo

پیشنٹ نویرہ کے ساتھ کون ہے؟" نرس نے با آواز بلند کہا۔"

جی میں ہوں۔۔" وہاں بیٹھے دلاور نے اٹھ کر اپنی طرف متوجہ کیا۔"

مگر نرس نے جن نظروں سے دیکھا وہ پریشان ہو گیا۔۔

یہاں سائن کر دو۔۔" اسنے ایک تیز غصیلی نظر اس پر ڈال کر" پیپرز سامنے کیے جہاں الجھے دلاور نے جھجھکتے ہوئے پین لیکر پیپرز سائن کر دیئے۔۔

وہ سب چھٹی کے وقت کالج سے جا رہے تھے، دریاب، صام زیاف کے ساتھ تھا۔۔ وہ صام کے سرد رویے پر پریشان اسکے پیچھے چلتا جا رہا تھا کہ تبھی اسکی نظریں نویرہ پر گئیں جو کالج کے گراؤنڈ میں بینچ پر ایک جگہ بیٹھی پیٹ پکڑے بری طرح رو رہی تھی۔۔۔

کچھ دن پہلے اسنے سنا تھا کہ اسکی ماں آئی سی یو میں ہے۔ اور نویرہ کی بھی بری حالت تھی۔۔ وہ نظر انداز کر کے جانے والا تھا جب اسنے دلاور کو پکارا۔۔ دلاور چاہا کر بھی اسے اسکی ماں کی وجہ سے اسکی پکار نظر انداز نا کر سکا، اور سارا کالج خالی ہو رہا تھا اس میں اسکا اکیلا رہنا بھی اچھی بات نہیں تھی۔۔ اتنا بے حس نہیں تھا کہ نظریں پھیر جاتا اسکی بھی تو بہن تھی۔۔

وہ اسکے پاس گیا اور پوچھا کیا ہوا، نویرہ پیٹ پکڑے پھوٹ پھوٹ کر روتی اس سے بولی کہ اسے پیٹ میں درد ہے۔ دلاور پریشان اسکے پاس بیٹھ گیا۔

اسنے کہا چلو میں تمہیں گھر چھوڑ دیتا ہوں مگر وہ انکار کر کے بولی کہ اسے ہاسپٹل جانا ہے ورنہ وہ درد میں مر جائے گی۔ دلاور نے کہا وہ فارس ماہرہ کو بلا دیتا ہے مگر معلوم ہوا وہ بھی چلے گئے، پھر اسنے

اسکے باپ کو بلانے کا کہا تو معلوم ہوا اسکا باپ ہاسپٹل میں ہے اسکی ماں کی حالت کافی سیریس ہو گئی ہے۔۔

اسکے تڑپنے رونے پر دلاور پریشان ہو گیا مجبور وہ اس پر ترس کھا کر اسے اسکی بتائی ہوئی ہاسپٹل لیکر آیا، جہاں وہ اسکے سہارہ لیے ہاسپٹل میں داخل ہوئی اور ایک کلینک میں اندر چلی گئی دلاور باہر بیٹھا رہا۔۔ ریسیپشن پر پیشنٹ کا نام اور اپنا نام تبھی وہی نرس آکر اسے اندر بلانے لگی۔۔

دلاور جھجھکتا ہوا اندر داخل ہوا، کیونکہ وہ اور نویرہ دونوں کالج یونیفارم میں تھے، اسکے بھائی کو بھی نہیں تھا پتا اور اسکی ماں کو سخت منع کرتی تھی اس لڑکی کے آس پاس رہنے سے۔۔ دلاور کو خود پسند نہیں تھی اگر اسکی ماں کی حالت تشویش ناک نا ہوتی، اور وہ بے سہارا کالج میں بیٹھی نا ہوتی۔۔

دلاور کو اصل مسئلہ اسکے لڑکی ہونے کا تھا، یہاں جانتا تھا بہت لوفر لڑکے بھی تھے۔ ہر مرد جب پرائی عزت کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تبھی اسکی اپنی عزت کو، عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

وہ اندر آیا، اپنی ٹیبل کے سامنے مین چیئر پر بیٹھی ڈاکٹر اور ڈاکٹر کے مقابل بیٹھی نویرہ نے بھی اسے دیکھا۔

چلیں گھر؟" اسنے نویرہ سے کہا"
بیٹھو رپورٹس آنے دو۔" نویرہ نے اسے ساتھ والی چیئر پر بیٹھنے کا"
اشارہ دیا ساتھ ڈاکٹر نے بھی۔ دلاور کو کچھ گڑبڑ کا احساس ہوا، جس
طرح ڈاکٹر نرس سب اسے دیکھ رہی تھیں جیسے اسنے کوئی جرم
کر دیا تھا۔
اسنے نویرہ سے اسکی طبیعت کا پوچھا، تبھی نرس رپورٹس لیکر اندر
کیبن میں داخل ہوئی۔۔ اور پیپر ڈاکٹر کو تھما دیئے۔

"جی مس نویرہ میں درست کہہ رہی تھی، آپ پریگنینٹ ہیں"
یہ جملہ جس قدر سکون سے نویرہ نے سنا تھا، دلاور کے سر پر جیسے
بم دھماکہ ہوا۔۔

واٹ؟؟" دلاور ششدر سا دھاڑ کر اٹھ کھڑا ہوا"
ریلیکس بیٹھ جاؤ ابھی آگے تو سنو۔" نویرہ نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے"
واپس بٹھا دیا۔

کیا تمہیں نہیں جاننا اس بچے کا باپ کون ہے؟" وہ دلاور کو دیکھ کر" بولی۔۔ اور ڈاکٹر سے رپورٹس لیکر اسنے وہ رپورٹس دلاور کے سامنے ٹیبل پر رکھ دیں۔۔

دلاور نے اس غلیظ لڑکی کا ہاتھ نہایت نفرت سے جھٹکا۔ وہ وہاں سے جانے لگا۔ اسے لگ رہا تھا اسنے یہاں آکر ہی غلطی کر دی تھی۔۔

دریاب خان۔۔ دریاب خان نام ہے میرے بچے کے باپ کا۔۔" وہ" پیچھے سے بولی۔ ہینڈل پکڑے دلاور کا ہاتھ ساکت ہو گیا۔۔ اسکے چہرے پر سارے وجود کا خون سمٹ کر آگیا۔۔

کیا بکواس کر رہی ہو۔۔" وہ غرا کر اسکی سمت لپکا نویرہ بھاگ کر" ڈاکٹر کے پیچھے ہو گئی۔۔ وہ ڈرنے لگی کیونکہ دلاور کی حالت نہایت بپھر چکی تھی۔۔

میں جھوٹ نہیں بول رہی تمہارا بھائی مجھ سے پارک میں ملتا" تھا۔ تم اپنے موبائل کے میسج پڑھ لو میں نے کتنی دفع اسے بتایا مگر وہ نظر انداز کر دیتا تھا۔۔ اسنے زبردستی مجھ سے تعلق جوڑا۔۔" وہ روتی اسے بتا رہی تھی دلاور کا دماغ گھوم گیا۔۔

بکواس جھوٹ۔۔ میرا بھائی معصوم ہے۔۔ اس پر الزام لگا رہی ہو تم" گھٹیا لڑکی۔۔" وہ چلایا۔۔

یہاں پر تماشا ختم کرو۔۔ یہ رپورٹس پڑھ لو۔۔" ڈاکٹر نے بیچ" میں مداخلت کرتے غصے سے کہا۔۔

وہ نویرہ کو خونخوار نظروں سے دیکھتا رپورٹس دیکھنے لگا۔۔ اگلے لمحے وہ ساکت ہو گیا۔ رپورٹس وہی کہہ رہی تھیں جو نویرہ کہہ رہی تھی۔۔ ابھی دو دن پہلے اسنے نویرہ کے ساتھ کہیں سے آتے دریاب کو دیکھا تھا۔۔ اور آج یہ سب۔۔۔

اسکا وجود سرد پڑ گیا۔۔

یقین ہوا؟؟ تمہارے بھائی نے محبت کی آڑ میں اپنی حوس کو پورا کیا" ہے میرے وجود سے۔ میں انکار کرتی تھی تو وہ مجھے بلیک میل کرتا تھا۔۔

اب میں یہ رپورٹس اپنے ڈیڈ کو دکھاؤں گی۔۔ تب معلوم پڑے گا دنیا کو تمہارا روپ۔۔ بہت غرور ہے نا تمہارے باپ کو اپنی اولاد پر۔۔۔" وہ اس پر چیختی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔۔

دلاور تیزی سے وہاں سے نکلا۔۔

اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا یہ سب کیا ہے۔۔ دریاب ایسا کیسے کر سکتا تھا۔۔ اسے اپنے بھائی پر یقین تھا مگر یہ بھی سچ تھا کہ وہ دنوں تنہائی میں ایک دوسرے سے ملتے تھے۔۔

اسکی ماں بھائی نے اس سے لیٹ آنے کی وجہ پوچھی مگر وہ نظر انداز کرتا اپنے روم میں آگیا۔۔ اور دروازہ بند کر کے اپنے بیڈ پر گر کر رونے لگا۔۔

اسے دریاب سے زیادہ خود پر غصہ تھا، اگر خودکشی حرام نا ہوتی تو اب تک وہ خود کو شوٹ کر چکا ہوتا۔۔ وہ کتنا لاپرواہ تھا اپنے بھائی کو سنبھال نا پایا۔۔

اسکے باپ کو معلوم ہوگا وہ تو ٹوٹ ہی جائیں گے۔۔ اور دریاب کا کیا حال کریں گے۔۔ وہ سوچ کر کانپ گیا۔ اور اگر وہ نویرہ فورس بھی کرتا ہے اس بات کو دبانے کیلئے تو کب تک دبائے رکھ سکے گا۔۔

اور پھر نویرہ کے ساتھ بھی تو ظلم ہوگا۔۔

وہ دونوں طرف بری طرح پھنسا تھا۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ اپنے باپ کو بدنامی سے کیسے بچائے یا اپنے بھائی کو جیل سے۔۔

فیروز چغتائی تو سن کر پاگل ہو جائے گا۔ اسکی اکلوتی بیٹی تھی اسکی عزت۔۔۔

دلاور کا سوچ سوچ کر دماغ سن ہو گیا۔ اسکی ماں آئی اس سے بات کرنے تو اسکا بھیگا چہرہ دیکھ کر پریشان ہو گئیں۔ اس سے وجہ پوچھی رونے کی تو اسنے سر درد کا بہانہ بنا دیا۔۔

اور یہ جان کر کہ وہ سر درد پر رو رہا ہے۔

عائشہ خان نے جب اسکا سرخ چہرہ دیکھتے سر پر ہاتھ رکھا تو وہ بخار میں تپ رہا تھا۔

دریاب کو معلوم ہوا وہ بھاگ کر اسکے پاس آیا، دلاور نے اسے کسی بات کا جواب نہیں دیا تو وہ خاموشی سے اسکی ٹانگیں دبانے لگا، عائشہ خان اسکا سر دبا رہی تھی تو عرشیہ اسکے بازو پر سر رکھے ساتھ بخار کا ناٹک کر کے پڑی تھی۔۔

تم نویرہ سے پارک میں ملتے تھے؟" اپنی ماں بہن کے جانے پر دلاور نے " دریاب سے سوال کیا۔۔

دریاب نے چونک کر اسکی سرخ آنکھوں میں دیکھا کہ اسے کیا ہوا کیوں ایسا سوال کر رہا۔۔ مگر وہ اس سے جھوٹ تو نہیں بول سکتا تھا۔۔

خاموشی سے سر اثبات میں ہلا دیا۔۔
دلاور نے اذیت سے آنکھیں میچ لیں۔۔

تمہیں ذرا بھی ڈیڈ کی عزت کا خیال نہیں آیا دریاب؟" وہ اس پر غصے
سے چیخ اٹھا اور اسکا ہاتھ بھی سر سے جھٹک دیا۔۔

مجھے تمہارا چہرہ نہیں دیکھنا جاؤ یہاں سے۔۔" اسنے غصے سے خود
سے دور دریاب کو دھکیل کر کہا۔۔ دریاب کی آنکھوں میں نمی آ گئی۔۔

مگر وہ تو پاسٹ تھا نا۔۔ کیا اب میں تمہارے خلاف جاتا"
ہوں؟" اسنے دکھ سے پوچھا۔
دلاور اسے دیکھ کر تلخ مسکرایا۔۔ "کل تم اسکے ساتھ کیا کر رہے تھے؟" اسنے
چبھتے لہجے میں پوچھا۔۔
دریاب نے اسے دیکھا۔۔ کہ وہ اس پر شک کر رہا ہے۔۔ "نویرہ کی
حالت خراب ہو گئی تھی کافی پروفیسر نے کہا تھا اسے ہاسپٹل لے
"جانے کیلئے۔۔۔

کیا اسنے تم سے کچھ کہا ہے؟ مجھے بتاؤ میں اسکا خون کر دوں گا۔""
دریاب نے مٹھیاں بھینچ کر کہا۔۔
ہاں تم یہی کر سکتے ہو۔۔ تمہیں کیوں خوف نہیں آتا دریاب کہ ہمارے"
"پاس بھی ایک بہن ہے۔
کیا بکواس ہے یہ۔۔ بہن کو بیچ میں مت لاؤ دلاور! جو بات ہے مجھ"
سے کرو۔۔" بہن کا نام لینے پر دریاب بپھر گیا۔۔ کیونکہ وہ جانتا تھا
ایک نامحرم سے چھپکے سے تنہائی میں ملکر اسنے گناہ کیا ہے۔۔
اور وہ نہیں چاہتا تھا اس کا برا سایہ بھی اسکی بہن پر پڑے۔۔
کیسے مرد ہو تم۔۔ اپنی بہن کیلئے اتنے غیر تمند اور دوسروں کی کھلونا"
سمجھ رکھا ہے۔۔" وہ دھاڑا۔۔
انکی چیخیں عراہٹ پر عائشہ بیگم خان بھاگ کر وہاں پہنچی اور
بمشکل سے بپھرے کھڑے دریاب کو وہاں سے لے گئی۔۔

کیا ہو گیا ہے دل؟ تم اپنے بھائی سے لڑھ رہے تھے۔۔"عائشہ خان"
واپس اسکے روم میں آتیں اپنے بڑے بیٹے پر غصہ ہوئیں۔۔
دلاور نے ہونٹ بھینچ کر نظریں پھیر دیں۔۔

مام ہم جب دوسروں کے ساتھ برا کرتے ہیں تو وہی برائی لوٹ کر ہمارے" منہ پر پڑتی ہے۔۔ ہمارے اپنوں کو اذیت ملتی ہے۔ وہی سمجھا رہا تھا اس نادان کو۔۔" وہ کہہ کر ہاتھوں میں سر گرا کر بیٹھ گیا۔۔

وہ اپنی فیملی کو کبھی برباد نہیں ہونے دے سکتا تھا۔ پہلے دل کیا جا کر سب بابا جان یا ساحل بھائی سے شیئر کرے۔۔ مگر پھر اپنے باپ کی تربیت مان عزت غرور کا سوچ کر وہ تکلیف سینے میں دبائے اس اذیت کی آگ میں اکیلا ہی جھلتا رہا۔۔
رات کو اسکا باپ آیا، دریاب کو لیکر سوری کرنے۔۔ وہ مصنوعی سا مسکرا کر انکے سینے سے لگ گیا۔ اور دانیال خان نے اسکا سر دباتے اسے سمجھایا کہ چھوٹوں کو پیار سے سمجھاتے ہیں اگر ان سے غلطی ہو جائے، غصے سے نہیں۔۔۔
غصہ ہمیشہ بغاوت کو جنم دیتا ہے۔۔۔

اور دلاور سوچ رہا تھا کہ اگر غلطی کی جگہ گناہ ہو جائے تو پھر کیا کرنا پڑتا ہے۔۔

oooooooooo

حال۔۔۔

وہ دبئ کے ایک ہوٹل کے روم میں پریشان بیٹھا تھا، اسکی نظریں سامنے میز پر رکھی تصاویر پر تھیں جو کہ ماہرہ کے گھر میں تفتیش دوران اسے ملی تھیں۔۔ آج سارا دن اسنے ماہرہ کی تلاش کی تھی، اسکے گھر تک پہنچا تھا مگر وہاں سے اسے معلوم ہوا کافی سال پہلے ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں ماہرہ اور اسکے ماں باپ کی ڈیتھ ہو گئ تھی۔۔ تصویریں ماہرہ اور نویرہ کی تھیں، ایک میں فارس بھی تھا، وہ دونوں بے حد خوبصورت تھیں، مگر نویرہ کے حد نفرت نے اسے بھی نگل لیا۔۔ اسکا سر شدید دکھنے لگا، اسنے ماہرہ کی ڈیتھ کا نہیں سوچا تھا۔۔

حیرت تو یہ کہ انہیں فیک انفارمیشن ملی تھی، مگر کیوں؟

یہ جاننا ابھی باقی تھا، مگر اسنے سنا تھا یہاں اسکی دادی بھی کہیں رہتی ہے جس سے ماہرہ کافی اٹیچ تھی۔

اسکا موبائل بجا، اسنے اٹھا کر دیکھا تو آئی جی صاحب تھے۔۔
اسنے اوکے کرتے کان سے موبائل لگایا اور سلام کیا۔۔

"ایس پی دریاب خان کیا تمہیں احساس ہے، یہاں شہر میں افراتفری مچ گئی ہے نادر پرویز کے قتل کے بعد اور تم یہاں سے غائب ہو؟ اتنی غیر ذمہ داری۔۔۔" آئی جی صاحب سخت غصے میں تھے۔۔ ان پر اوپر سے زور ڈالا جا رہا تھا ایس ایس پی نادر کے قاتل کو کسی بھی حال میں پکڑنے کیلئے۔۔

"میں آن ڈیوٹی یہاں نہیں سر! جب تک میں ڈیوٹی پر تھا تب تک میں نے تفتیش کی تھی، اور وہاں ایس ایس پی صاحب اپنی مرضی سے خود گئے تھے۔۔
میں یہاں اپنے بھائی کے کیس کی تفتیش کر رہا ہوں۔۔" دریاب نے اپنے سخت لہجے پر کنٹرول کرتے کہا

"سالوں پہلے مرے ہوئے قاتل کے کیس کی تفتیش کیلئے تمہیں ڈیوٹی آن ڈیوٹی کا فرق نہیں پڑتا، مگر اپنے سینئر کے قتل ہو جانے کے

بعد بھی تم اتنے ریلیکس ہو۔۔ کیا یہ رہ گئی ہے سینئرز کی عزت
"ہمارے ڈیپارٹمنٹ میں۔۔

میں صبح ڈیوٹی جوائن کرتا ہوں۔۔" دریاب نے دل ہی دل میں ایس"
ایس پی نادر کو گالیوں سے نوازتے ہوئے کہا

یہ تمہارا ہیڈک ہے مجھے تین دن میں اپنی ٹیبل پر اس قاتل"
کی تمام انفارمیشن ثبوت چاہیے ورنہ مجبوراً مجھے تمہیں نااہل
کہہ کر سسپینڈ کرنا پڑے گا۔۔" آئی جی نے اپنا حکم سنا کر کال ڈسکنیکٹ
کر دی۔۔
دریاب نے گہرا سانس فضا میں خارج کرتے اپنا موبائل
ٹیبل پر رکھا اور سر صوفے کی پشت سے ٹکایا۔۔

تم کرو آرام اور ہماری نیندیں حرام!ڈی کے صاحب بالآخر تم دریاب"
"خان کو اس موڑ پر لے ہی آئے۔۔

وہ اٹھا اور موبائل لیے ماہرہ کی دادی کی تلاش میں نکلا، بس اب آخری وہی امید تھی۔۔ باہر سیاہ آسمان کے نیچے آتے اسنے اس خدا کی طرف نگاہ اٹھائی

اور کتنی دراز کرے گا تو ان حیوانوں کی رسی میرے مالک جنہوں نے کئی" گھر اپنی حوس میں اجھاڑ دیئے۔۔" وہ افسوس سے ماہرہ کی تصویر دیکھنے لگا۔۔

جہاں وہ شرمائی کھڑی تھی۔۔۔ بچپن کی یادیں حسین تو نہیں تھیں، مگر بچپن کے ساتھی ضرور حسین تھے۔۔

انصاف ہوگا تمہارے ساتھ۔۔ اگر تم بے قصور ہوئی تو۔۔" اسنے تصویر" سے مخاطب ہو کر اسے جیب میں رکھ دی۔۔

oooooooo

ہشش۔۔"وہ دبے پاؤں اندر داخل ہوا،اور کچن میں کھڑی عرشیہ کے"
کان کے پاس خوفناک آواز میں سرگوشی سے کہا۔۔۔وہ بری
طرح چیخ اٹھی۔۔

یاوحشت !فارس تم!!!"اسنے دھک دھک کرتے دل پر ہاتھ رکھتے"
پلٹ کر دیکھا تو فارس تھا جسنے اسکی فق رنگت دیکھ کر قہقہہ لگایا۔۔

ایمان سے کہوں تمہارا ڈرنا،میں نے سوچا نہیں تھا بلکہ مجھے لگا تم مجھے"
تھپڑ ہی مار دو گی۔۔مگر لگتا ہے صمصام نے تمہیں کچھ زیادہ ہی بزدل
بنا دیا ہے۔۔"اسنے مسکراتے کہا۔۔

میں تم سے خوفزدہ نہیں ہوئی تھی۔۔نارمل سی بات ہے اگر کوئی اپنی"
سوچوں میں کھڑا ہو اور اگلا ایسے چوروں کی طرح آئے انسان ری ایکشن تو
دیتا ہی ہے۔۔"عرشیہ نے باور کروایا۔۔

سہی کافی اچھا ری ایکشن تھا۔۔اور سناؤ کیسے گزر رہا وقت؟"وہ اسکے"
سراپے کو دیکھتا بولا۔۔

کچھ نہیں بس اللہ سے امید لگا کر بیٹھی ہوں سب ٹھیک ہو"
جائے۔۔"اسنے اداس دل سے کہا۔۔"خیر میں تم سے اس دن
"اپنے بیہیور کیلئے معذرت چاہتی ہوں۔۔وہ دراصل۔۔۔

رہنے دو میں جانتا ہوں تمہیں صمصام نے فورس کیا تھا یہ"
کہنے کیلئے۔۔"فارس نے اسکی بات کاٹی۔۔عرشیہ نے اسے
دیکھا۔۔

فارس!اسے برا مت سمجھنا۔صام دل کا بہت اچھا ہے کسی کیلئے"
برا نہیں سوچتا اپنے آپ میں مگن رہتا ہے۔۔بس وہ میرے
معاملے میں کچھ زیادہ پازیسو ہو جاتا ہے۔۔شروع میں وہ مجھ سے ناراض
تھا کیونکہ ہم انہیں چھوڑ کر تم لوگوں کے پاس آ گئے تھے۔۔
پھر اب کچھ غلط فہمیاں ختم ہوئی ہیں کچھ باقی ہیں۔۔اسے پسند نہیں
میں کسی اور سے بات کروں یا دوستی۔۔"وہ مسکراتی بولی۔۔

کیا کھا رہی ہو؟" فارس نے اسکی بات کو یوں نظر انداز کیا جیسے "
سنا ہی نا ہو۔۔
کچھ نہیں بس ایسے ہی دل چاہا رہا تھا کچھ چٹپٹا کھانے کیلئے تو میں نے "
اپنی محنت آپ تحت چلی املی ساس مکس کر کے۔۔۔" وہ کہہ کر
خود ہی ہنس پڑی۔۔

تمہیں تو املی پسند نہیں نا۔۔" فارس نے آنکھیں سکیڑ کر پوچھا۔"
شوق بدلتے وقت لگتے ہیں کیا۔۔" وہ سر جھٹک کر بولی فارس نے "
مصلحتاً سر ہلا دیا۔۔

اور سناؤ شادی کب کر رہے ہو؟" وہ گہری خاموشی کو محسوس کرتی"
بولی۔۔ فارس سرد سانس فضا میں خارج کیا۔۔ اسکا
چہرہ ضبط سے سرخ ہو رہا تھا۔۔
دل چاہا رہا تھا ابھی ایک ٹھوکر اسکی کوکھ پر مار کر قصہ تمام کر دے۔ وہ
زیرک نگاہیں رکھنے والا بندہ تھا اسکے وجود کی تبدیلیاں اس سے
چھپی ہوئی نہیں تھیں۔۔

تمہارے بعد شادی کا شوق ختم ہو گیا۔۔" اسنے بغیر کسی جھجک "
کے کہا۔۔ عرشیہ نے چونک کر اسے دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا
نظروں کے تصادم پر وہ دھیرے سے مسکرایا۔۔۔

وہ ویسی ہی خوبصورت تھی۔۔ سنہری آنکھیں، گلابی چہرہ، دراز قد، تیکھے
نین و نقوش۔۔۔ دل نہیں چاہتا تھا اسکے ساتھ کبھی برا ہو۔۔ لیکن
افسوس اسکی بے وفائی۔۔

دیکھو فارس میں نے تمہیں شادی کا یا کسی چیز کا نہیں کہا تھا"
جس پر مجھے افسوس یا دکھ ہو۔۔ مجھے نہیں معلوم تھا صمصام مجھے پسند
"کرتا ہے۔۔

ہاں میں سمجھ گیا! تمہیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔۔ مجھے بھی"
معلوم نہیں تھا کہ تم بھی صمصام میں انٹرسٹڈ ہو۔۔" وہ چبھتے لہجے
میں طنزیہ بولا۔۔ عرشیہ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔۔
ہم بچپن سے منسوب تھے۔۔" وہ کمزور لہجے میں گویا ہوئی۔۔"

رہنے دو یار! جتنا مجھے معلوم ہوا ہے صمصام کے بارے میں۔۔ مجھے تو"
حیرت ہے کیسے تم اپنی عزت نفس سے سمجھوتا کر لیتی ہو۔۔
تم تو لوگوں کے منہ توڑ دیتی تھی کوئی ذرا تمہارے بھائی کے یا تمہارے
"خلاف بولے۔۔۔

اس بات کو ختم کرو فارس!! میں عزت نفس سے"
سمجھوتے نہیں کرتی۔ آج بھی مجھے میری عزت نفس سب سے
پہلے ہے۔۔ صمصام کی بہن کا بھی سوال تھا۔۔" وہ تیز لہجے میں کہتی وہاں
سے جانے لگی تبھی کچھ یاد آنے پر پلٹی۔۔

تم نے مجھے وہ چٹ بھیجی تھی۔۔؟؟" اسنے اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھ کر "
پوچھا

ہاں۔۔۔" اسنے سر ہلایا۔۔"
"وجہ بھی بتا دو۔۔ وہ نمبر کس کا تھا؟"
وہ نمبر میرا تھا۔ مجھے لگا تمہیں اب وہ یہاں آنے نہیں دے گا"
اسلئے میں نے دیا تھا۔۔ مگر اب اس نمبر کو چھوڑو یہ موبائل

رکھو۔۔"اسنے عرشیہ کا ہاتھ پکڑ کر اس میں ایک چھوٹا سا موبائل رکھ دیا۔۔

پر میں اسکا کیا کروں؟"وہ نا سمجھی سے دیکھتی حیرت سے بولی"
اس پر مجھے تم سے امپورٹنٹ بات کرنی ہے۔۔مجھے ایک جگہ"
معلوم ہے جہاں مجھے شک ہے وہ موجود ہے۔۔"وہ سرگوشی میں
بولا۔۔۔

وہ کون؟"عرشیہ ششدر سی بولی"
نویرہ۔۔۔"اسنے عام لہجے میں کہتے اسکے سر پر دھماکہ کیا۔۔"
نویرہ زندہ ہے؟؟"وہ اپنے سائیں سائیں کرتے کانوں سے بمشکل اپنے پاؤں پر"
کھڑی بولی۔۔

شش!!"فارس نے آگے بڑھتے ایکدم اسکے لبوں پر ہاتھ رکھا۔۔"
عرشیہ بوکھلا کر ہوش میں آتی پیچھے ہوئی۔۔
یہ ہم دونوں کے بیچ سیکرٹ ہے۔۔پہلے ہم دونوں کو ساتھ جا کر"
اسکی تصاویر لینے ہوں گی،اور وہ تصاویر ثبوت کے طور سب کو دکھانی

ہوں گی پھر ہی کوئی ہم پر یقین کرے گا۔۔"وہ اسکے سر دپڑتے ہاتھ تھام کر بولا۔۔

لیکن صام میری بات کا یقین کرے گا۔۔دریاب بھی۔۔"عرشیہ" کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا۔۔اسے لگ رہا تھا بس کچھ ہی دن میں دلاور واپس ہی انکے پاس آجائے گا۔۔۔

نہیں عرشیہ جزبات سے کام مت لو!جس طرح دلاور کو" سب مرا ہوا تسلیم کر چکے ہیں،اسی طرح اسے بھی کر چکے ہیں۔۔اگر یہ بات ذرا سی باہر نکلی تو ہم ایک بار پھر ناکام ہو جائیں گے۔۔اور تمہیں اندازہ ہو گا اگر نویرہ مل گئی تو دلاور کو بے قصور ثابت کرنے سے کوئی بھی روک نہیں سکتا۔۔"وہ اسکے ہاتھ کو دبا کر شدت سے یقین دلا رہا تھا۔۔

پ۔۔پھر مجھے کیا کرنا ہو گا فارس میں اپنے بھائی کو پانے کیلئے کچھ" بھی کر سکتی ہوں۔۔"وہ روتی ہوئی بولی

مجھے پتا ہے۔۔اور میں اپنی عشی کو اداس ہر گز نہیں دیکھ سکتا۔۔تم رو"
نہیں۔۔بس جب کوئی موجود نا ہو تب مجھ سے اسی موبائل پر رابطہ کرنا۔۔"وہ
اسکے آنسوں صاف کرتا بولا۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔"وہ سر ہلا کر بولی۔۔"
فارس مسکرا کر اسکا گال تھپک وہاں سے جانے لگا۔۔

فارس!"معاً پیچھے عرشیہ نے اسے پکارا۔۔"
ہاں۔۔"اسنے مسکراتی نظروں سے اسے دیکھا۔۔"

تم ایک بہترین دوست ہو۔۔"وہ دلکشی سے مسکرا کر بولی۔۔اسکا"
مسکرانا بھی نیند چرانے والا تھا۔۔
مجھے معلوم ہے۔۔"اسنے شرارت سے کہا اور دونوں مسکرا دیئے۔۔"
میں یہاں سے جا رہا ہوں۔۔کیونکہ اگر تمہارے شوہر کو معلوم ہوا ہم"
ایک گھر میں رہ رہے ہیں وہ تم سے سانسیں لینے کے اختیارات بھی
چھین نا لے۔۔"وہ کہتا وہاں سے چلا گیا۔۔

عرشیہ نے اس سرخ ساس کا چیچ منہ میں رکھتے ناک سکیڑ کر سوں کیا۔۔۔

اتنا برا بھی نہیں میرا باگڑ بلا۔۔ یہ تو اسکا جنون ہے۔۔"وہ اسکے جنون" خیزیاں سوچ کر سرخ پڑ گئی۔۔

اب اسکا دل کوئی شرارت کرنے کو چاہا رہا تھا۔۔ کیوں نا وہ اسکا سکون برباد کرے۔۔ جانتی تھی بعد میں تو ویسے بھی اسکا سکون برباد ہو جائے گا۔۔

مگر آج تو وہ یہاں آزاد تھی۔۔ مگر پہلے اسے یہ موبائل چھپانا تھا۔

اگر نویرہ تم زندہ ہوئی تو تمہارے سینے میں میں گولیاں اتاروں گی۔۔"وہ" انتہائی نفرت سے بولی۔۔

ooooooo

وہ الماری کھولے اندر نئے خریدے کپڑے سیٹ کر رہی تھی، ابھی کچھ دیر پہلے ہی وہ چور طریقے سے فیری کے روم میں گئی تھی اسکے سٹائل کپڑوں کو دیکھنے کیلئے۔۔

وہاں اسکی سیاہ گلابی میرون رنگ کی نائٹی لٹکی ہوئی تھیں۔۔
وہ اسکے میک اپ ہر چیز کو دیکھ کر، اپنا کام کر کے پھر چپکے سے اپنے روم میں آ گئی تھی۔۔ میک اپ کی اسکے پاس کمی نہیں تھی۔۔ بات یہ تھی اسے پسند نہیں تھا۔۔
مگر اسکی جیسی نائیٹی اسکے پاس نہیں تھیں۔۔ اور وہ اپنے دماغ کا استعمال کرتی سمن کو زبردستی اپنے ساتھ گھسیٹ کر وہ ڈرائیور کے ساتھ شاپنگ کیلئے نکل گئی۔

شاپنگ کرتے شرم اسے بھی آ رہی تھی، مگر مجبوری تھی اسکی سخت۔۔ کیسے بھی کر کے اسے خود کو اس قدر سنوارنا تھا کہ ساحل شاہ کی نظریں جب اس پر پڑیں تو کہیں اور نا بھٹک سکیں۔۔
اسکی چوائس پر سمن کی آنکھیں پھیلی ہوئی تھیں۔۔
بھائی کو بگاڑنے کا پلان کر رہی ہو چوزی؟" سمن نے اس سے کہا۔۔ لیکن" وہ ہنس کر اگنور کر گئی۔۔

مجھے کیوں لگ رہا ہے تم اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مار رہی ہو۔۔" اسے سلیولیس" نائٹی کی کا انتخاب کرتے دیکھ کر سمن نے ہولتے ہوئے تشویش ناک لہجے میں کہا اور روحا کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

تم نہیں سمجھو گی جاناں۔۔ عشق کی ذات انوکھی ہوتی ہے۔۔" وہ ایک ادا" سے بولی اور پیمنٹ کر کے بیگز اٹھا کر شاپنگ مال سے باہر نکلی۔۔
ذات انوکھی کا سنا تھا، مگر ذات بیوقوفی کا آج دیکھ رہی ہوں۔۔" سمن" نے طنز کیا۔۔ روحا اسے گھور کر رہ گئی۔۔
وہ شاپنگ کے بعد اسے لیکر پارلر آ گئی۔۔ جہاں اسنے اپنے بالوں کو آگے سے ہیئر سٹائل کروایا، خوبصورتی سے اسکے سیاہ بالوں کو بیوٹیشن نے سراہتے چہرے کے سامنے مہارت سے کاٹے تھے۔۔

اور اپنے ساتھ سمن کو بھی گھسیٹ کر، اسکے بالوں کو بھی خوبصورت اسٹائل دلایا۔۔ گلابی گول مٹول چہرے والی سمن بڑے سے چمشے میں، آگے کٹے رکھے سیاہ بالوں میں بہت ہی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔
وہ دونوں خود کو آئینے میں دیکھ کر کھکھلائیں، جب گھر آئیں تو زریش شاہ ان دونوں کو دیکھ کر ماشاءاللہ کیے بغیر نا رہ سکی۔۔

شکر تم نے اسے کچھ انسان تو بنایا۔۔"اپنی بیٹی کو دیکھ کر وہ بولیں سمن"
قہقہہ لگا اٹھی۔۔
مام! حسن ڈھل جاتا ہے۔۔چمڑی خاک میں گھل جاتی"
ہے۔رہ جائے گی سیرت۔۔جسے ناخاک نگل سکے گی،ناہی بھاگتے
وقت کے ساتھ ڈھل سکے گی۔اور میں حسنِ سیرت لڑکی ہوں۔۔
مجھے ظاہری حسن پر مرنے والے لڑکے نہیں چاہیے۔۔"سمن نے
اپنی ماں سے کہا اور وہاں سے چلی گئی۔۔

مجھ افسوس ہوتا ہے سمن کبھی کبھی۔۔آجکل یہاں کون اندرونی حسن کو"
دیکھتا ہے؟"زریش شاہ نے دکھ سے کہا۔۔
روحا نے انہیں حوصلہ دیا یہ کہہ کر کہ دریاب بھائی بہت اچھے
ہیں۔۔
وہ ساری سوچیں جھٹک کر اپنی نائیٹیز ہینگ کرنے لگی۔۔اور ساتھ لائے
ہوئے کچھ پرسنل سامان کو بھی چھپا کر رکھا۔۔

وہ چلتی ہوئی بیڈ پر آئی ساحل کے لیپ ٹاپ کو اٹھا کر گود میں رکھتے، لیپ ٹاپ آن کیا۔۔ کچھ دیر بعد اسنے گوگل کرام پر سرچ بار میں بولڈ گرلز اسٹائل ٹائپ کیا۔۔

پر کلک کرتے وہ اپنی بالوں کی لمبی سیاہ لٹ کو انگلی میں icon سرچ کے لپیٹنے لگی۔۔

فیری ٹیری کیا سمجھتی تھی۔۔ کہ وہ اس سے شاہو کو چھین لے گی اور" وہ بھی اپنے بل بتوڑی والے اسٹائل سے؟" وہ سوچ کر ہنسی۔۔

آج وہ فل فارم میں آچکی تھی، تفتیش میں فیری کا روم الٹ پلٹ چکی تھی۔۔ اور اب اسکے ہاتھ ساحل کا خفیہ رکھا لیپ ٹاپ بھی ہاتھ لگ چکا تھا۔۔

دوسری جانب بڑے سے میٹنگ ہال میں موجود، ساحل شاہ کی موبائل اسکرین پر سرخ الفاظ میں الرٹ نوٹیفیکشن شو ہونے لگی۔۔

"Bold Girls" پر کلک کیا۔۔ سامنے ہی show activities اسنے سرچ کیا ہوا رزلٹ اسے دکھایا۔۔ "style

یہ کون اسکا لیپ ٹاپ اٹھا کر سرچ کر سکتا ہے۔۔" ساحل نے" اپنے دماغ پر زور دیا۔۔ نتیجہ صفر۔۔

تمہاری بیوی میرے روم میں گھسی ہے۔۔ تم نے اسے کوئی اخلاق" سکھایا ہے کہ نہیں؟"فیری نے دانت پیستے ہوئے ساحل سے کہا۔۔ اور پھر ساحل کو یاد آیا کہ بولڈ گرلز کون سرچ کر سکتا ہے۔۔ وہ سوچ کر لب دبا گیا کہ اب جانے وہ اپنا حال کیا کرے گی۔۔

وہ ابھی فیری کو کوئی جواب دیتا تبھی ایک کے بعد دوسرے زرلٹ اسکے سامنے آنے لگے۔۔ ٹائٹل کچھ یوں تھا
"بولڈ گرلز کیسے کھاتی ہیں، بولڈ گرلز کیسے چلتی ہیں، بولڈ گرلز کیسے سوتی ہیں۔۔"
وہ یہ سب دیکھ کر ٹیبل پر انگلیاں بجانے لگا۔۔ فیری نے اسکی انگلیوں کو دیکھتے دوسرے ہاتھ میں موبائل کو دیکھا۔۔

وہ اسکی ایک ایک حرکت کو دیکھنے لگی۔۔ اسنے موبائل ٹیبل پر رکھا۔ فیری نے اپنے موبائل کو جیب میں رکھا۔
ساحل نے اچانک گن نکال کر اس پر فائر کیا۔۔
فضا میں ٹھاہ کی آواز گونجتے ہی فیری چیخ لگا، پاؤں کو ٹیبل پر زور دیتے پیچھے کی جانب خود کو دھکیلا، چیئر جیسے ٹھا سے پیچھے گری وہ چھلانگ لگا

کر اٹھی ساحل کا دوسرا فائر اسکے بازو کے پاس سے خراش ڈالتا گزر گیا۔۔وہ دروازے سے باہر جہاز کی سپیڈ سے نکل گئی۔۔۔

ساحل نے افسوس سے گن کو ٹیبل پر رکھا،اور گہرا سانس خارج کر کے جب میٹنگ میں بیٹھے لوگوں کی جانب متوجہ ہوا تب احساس ہوا وہاں گہرا سناٹا چھایا ہوا تھا۔۔
اور سب خاموشی سے ساحل کے چہرے کو دیکھ رہے تھے۔۔

کیا ہوا؟"اسنے ناگواریت سے پوچھا"
خاموش کیوں ہو گئے؟"انکی فضول بے تکی باتوں سے وہ اکتایا ہوا تھا مگر" سعیر عالم کی فارمیلٹیز بھی تو نبھانی تھیں۔۔

اگر یہ گولی آپکی پارٹنر کو لگ جاتی؟"ایک نے ہمت کر کے اس" سے پوچھا۔۔۔
مجھے خوشی ہوتی۔۔"اسنے کہہ کر ہونٹوں میں سگریٹ دبا کر لائٹر سے" سلگایا۔۔

برہان علوی کی بیٹی ہونے کی وجہ سے اسے انڈر ورلڈ میں کہیں پاؤں جمانے کی جگہ نہیں مل رہی تھی، ساحل شاہ نے اس پر احسان کرتے اپنے ساتھ رکھا تو وہ اسکے ہی گھر میں آگ لگانے لگی۔۔

وہ مزید کچھ کہتے تبھی وہاں بلیک پینٹ بوٹ، وائیٹ شرٹ میں ملبوس، حسب عادت کہنیوں تک بازو فولڈ کیے میکال کی آمد ہوئی۔۔
اور رات کے کیسز ہمیشہ وہی ہینڈل کرتا تھا۔۔
"فیری تمہارے ساتھ تھی؟" میکال نے ساحل سے مصافحہ کرتے حیرت سے استفسار کیا۔
"مجھے رسک اچھا لگتا ہے۔۔" ساحل نے مسکراتے کہا میکال سمجھ کر قہقہہ لگا اٹھا۔۔
"تم سنبھالو میں چلتا ہوں۔۔ کل کورٹ جانا ہے۔۔" ساحل نے گن بیلٹ میں لگاتے موبائل جیب میں رکھا، ہونٹوں میں سگریٹ دبائے اسنے کوٹ شانے پر لٹکایا۔۔

"کوئی ہیلپ چاہیے ضرور کانٹیکٹ کرنا۔۔ بلکہ میری مانو چھوڑو کورٹ کچہری کے جھنجھٹ۔۔" وہ نیک مشورہ دیتے بولا۔۔

بات عزت کی نا ہوتی، تو کب کا ساحل شاہ یہ سب کر چکا"
ہوتا، پر یہاں بات وقار کی ہے۔۔ کسی کی کھوئی ہوئی عزت لوٹانی
ہے۔۔" وہ اپنے مخصوص لہجے میں گویا ہوا میکال نے سمجھ کر سر اثبات
میں ہلایا اور اپنی چیئر سنبھالی۔۔

غنی نے بتایا تمہارا لیپ ٹاپ کسی اور نے اوپن کیا ہے۔۔ اسنے"
نوٹیفیکشن بھیجی ہے تمہارے موبائیل پر۔۔" اسکی بات پر ساحل
سر اثبات میں ہلا کر رہ گیا۔۔
اب کیا اسے بتاتا کہ وہ جو سمجھ رہے ہیں ایسا کچھ نہیں۔۔
یہاں اسکی بیوی لگی ہوئی ہے اسکے پرسنل لیپ ٹاپ کو۔۔

وہ وہاں سے نکل آیا۔۔ فیری کی بائیک وہاں سے غائب تھی، جانتا تھا
اب وہ کیسے بدلہ لے گی۔۔ بس خدا اسکی بیوی کو عقل دے دے کہ
ساحل شاہ بولڈ لڑکیوں پر مرنے والا نہیں۔۔۔

اسے اپنی اے سی ہی پسند تھی۔۔ جسکے سلینڈر کو دیکھ کر پسینے نکل آتے تھے۔۔

تم میرے روم میں کیوں گئی تھی؟"وہ دھاڑ کے ساتھ دروازہ کھول کر اندر"
داخل ہوئی۔۔روحا خوف سے اچھل پڑی۔۔

مم۔۔میں کب گئی؟"مقابل فیری کو دیکھ کر اسنے سٹپٹاتے غصے"
سے کہا
مجھ سے جھوٹ مت بولو!تم ابھی میرے روم کی تلاشی لیکر آئی"
ہو۔۔کیوں؟"اسنے خونخوار لہجے میں پوچھا۔۔

مجھے تم سے جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں!!میں نے ملازمہ کو بھیجا"
تھا صفائی کیلئے۔۔"وہ ناگواریت سے بولتی ساحل کا لیپ ٹاپ بند
کر کے واپس رکھنے لگی۔۔
اگر وہ ٹیڑی(فیری)آگئی تھی تو ساحل بھی آیا ہوگا۔۔

واہ اور خوب صفائی کی ہے۔میری نائٹیز ڈریسز،سب غائب ہیں"
حتیٰ کے میک اپ پرفیومز بھی۔۔اسکی جگہ تھرڈ برانڈ کے

پر فیوم شلوار قمیض رکھے ہوئے ہیں کیا تم لوگوں کی ملازمہ ایسے کام کرتی ہیں؟"وہ بپھری اسکی طرف لپکی روحاڈر کے پیچھے ہوئی

یہ۔۔یہ تم اپنے لمبے ہونے کا رعب مجھ پر مت چلاؤ!اگر تمہیں" یہاں رہنا ہے تو ہمارے گھر میں تمیز سے رہنا ہوگا۔۔یہ اپنے بو۔۔بولڈ اسٹائل ہمارے گھر میں نہیں چلے گا۔۔"روحا نے گھورتے ہوئے چبا کر کہا۔۔

اوہ تو تم میرے بولڈ ہونے سے جیلس ہو کہ ساحل شاہ مجھ سے" امپریس ہے۔۔"فیری سمجھ کر مسکرائی۔۔
واؤ چوزی!تم نے تو اپنا ہیئر سٹائل بھی بنوایا ہے۔۔"اسکی آگے کٹی ہوئی" لٹیں دیکھ کر مسکان نے مسکراہٹ ضبط کی۔۔
روحا نے ناک سکیڑ کر ناگواریت سے رخ دوسری طرف کیا۔۔
وہ سرخ ہوئی تھی اسکے نوٹس لینے پر۔۔
بازل کی نسبت وہ تھوڑی شائے تھی۔۔

پر مجھ دکھ سے کہنا پڑ رہا ہے، تم اس ہیئر سٹائل میں بالکل بھی بولڈ" نہیں لگ رہی ہاہاہا۔۔" اسنے محظوظ ہوتے قہقہہ لگایا۔۔

بولڈ ہونا ایک فن ہے۔۔ تم چاہے مجھے رضائی کے کپڑے پہنا دو،" "مگر میرا فن ہزاروں میں نمایاں ہوتا ہے اور تمہارا شرمیلا پن بھی۔۔ ساحل شاہ دیکھ کر ہی تمہیں پہلی فرصت میں منع کرے گا" یہ سب کرنے سے۔۔ کیونکہ اسے صرف میری جیسی بولڈ لڑکیاں پسند ہیں۔۔" وہ جتا کر کہتی ہنستی وہاں سے چلی گئی۔۔

روحا نے غصے سے مٹھیاں بھینچیں۔۔ اسکا دل چاہا دیوار سے سر ٹکرائے۔۔

ایسے تو پھر ایسے ہی سہی۔۔ میں نے بھی تمہیں رضائی پہننے پر مجبور" نہیں کیا تو میرا نام روحا شاہ نہیں۔۔" کچھ توقف کے بعد اسنے شاطر پن سے سوچتے بالوں کی لٹ کو پھونک ماری۔۔

ooooo

طبیعت کا سناؤ؟ دوائی لی تھی؟" روم میں قدم رکھتے اسنے اپنا کوٹ "
صوفے پر رکھا ڈریسنگ مرر کے سامنے بیٹھی روحا سے پوچھا۔۔
جو کہ اپنے لپس کچھ بڑے کرنے کیلئے یوٹیوب پر موجود ٹپس کا استعمال کر
رہی تھی اسکی آمد پر سٹپٹا کر اسنے بوتل کا ڈھکن چھپایا۔۔

میں ٹھیک ہوں آپ فریش ہو جائیں تب تک میں "
"کھانا لگاتی ہوں۔۔
رہنے دو تم جا کر کھا کر آؤ میں سمن کے ساتھ ڈنر کر کے آیا ہوں "
ابھی۔۔" روحا نے خفگی سے اسے دیکھا۔ مگر اسے اچھا لگا کہ اپنی بہن کے
ساتھ کھا کر آیا اس چڑیل کے ساتھ نہیں۔۔

وہ باتھ لینے چلا گیا، روحا نے اسکا نائیٹ ڈریس نکال کر بیڈ پر رکھا اور
خود چلی گئی ڈنر کرنے وہاں۔۔ نیچے زریش شاہ پہلے سے موجود تھیں انہوں
نے اسے خود جھڑکا کہ کتنی دفعہ کہا ہے اتنا لیٹ کھانا مت کھایا
کرو۔۔۔
روحا شرمندہ سی اپنا کھانا پلیٹ میں نکال کر اوپر روم کی طرف
جانے لگی۔۔

بہت اچھی لگ رہی ہو!" سیڑھیوں پر تھی جب فیری اپنے نیچے کی "
طرف جاتی اسکے مقابلے آ گئی۔۔ اسکے بالوں کے ہیئر سٹائل کو
دیکھ کر اسنے سراہا۔۔
اور تم ہمیشہ کی طرح بے ڈھنگی۔۔" وہ جل کر اس سے نخوت سے "
کہتی مزید سیڑھیاں چڑھ گئی۔۔
پر میں ساحل کو بہت پسند ہوں تبھی تو اسکی بیوی کی ناپسندگی کے "
بعد اسکے روم کے قریب والے روم میں اسکے گھر میں ہوں۔۔"
دل جلانے والا قہقہہ لگاتے وہ روحا کو ساکت چھوڑ کر وہاں سے نکل گئی۔۔

اسنے غصے سے ٹیبل پر کھانا پٹخا، اور صوفے پر بیٹھی۔۔ وہ کڑی نظروں
سے باتھ روم کے بند دروازے کو دیکھ رہی تھی تبھی دروازہ کھولے ساحل
تولیہ اپنے گرد لپیٹے بالوں میں ہاتھ پھیرتا باہر نکلا۔۔
روحا کی نظر جیسے اسکے چوڑے بھیگے سینے پر پڑی، اسکی سانسیں
خشک ہو گئیں۔۔ ساحل نے اسکی طرف دیکھا اور وہ سٹپٹا کر
نظریں پھیر گئی۔۔

وہ اسکے گلابی گال دیکھتا مسکراتا، آئینے کے سامنے آگیا، جہاں سے اسکا عکس واضح تھا۔ روحا نے چور نظروں سے اسکی پشت کو دیکھا اور ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر چاولوں کی پلیٹ کو اٹھالیا۔۔
اسکا دل دھک دھک کر رہا تھا، وہ بولڈ انداز میں کھانے والی تھی۔۔
اسنے کپکپاتی انگلیوں سے چمچ چاولوں سے بھرا اور تنقیدی نگاہوں سے دیکھتے حلق تر کرتے منہ کھول کر چاولوں کا چمچ منہ میں رکھنا چاہا کہ اسی پل ہاتھ سے پھسل گیا۔۔

ساحل نے مسکراہٹ ضبط کرلی، روحا نے شرمندہ بوکھلا کر ساحل کی پشت کو دیکھا مگر وہ باڈی اسپرے کر رہا تھا۔۔

اسنے چمچ نیچے سے اٹھا کر ٹیبل پر رکھا، اسکے پاس انگلیوں کا بھی آپشن تھا۔ اسنے نوالہ بنا کر منہ میں ڈالنا چاہا مگر اسے بھول گیا آگے کیا کرنا ہے۔۔ اسنے پانچ ہی انگلیاں چاولوں سمیت منہ میں ڈالی اور سانس رکنے پر بری طرح کھانس اٹھی۔۔
ابکی بار ساحل کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

کیا کر رہی ہو؟" اسنے پلٹ کر ہنستے ہوئے پوچھا۔"
کک۔۔کچھ نہیں کھانا کھا رہی ہوں۔۔"روحا سٹپٹا کر نفی کرتے"
سیدھی ہو کر بیٹھی اور پانی کا گلاس لبوں سے لگایا۔۔

پہلی بار کھانا کھا رہی ہو کیا؟" وہ چلتا ہوا اسکے پاس آیا۔روحا نے"
اسکے وجود کو دیکھتے سمٹ کر نفی میں سر ہلایا۔۔

وہ اسکے پاس بیٹھ گیا اور اسکے ہاتھ سے چاولوں کی پلیٹ لیکر
واپس اپنی جگہ پر رکھی۔۔
بولڈ انداز میں کھا رہی ہو؟" اسنے اسکی تراشی ہوئی بالوں کی لٹ پر انگلی"
پھیری۔۔
روحا اسکے بالوں کو نوٹ کرنے پر سرخ ہو گئی، جلدی سے سر
اثبات میں ہلایا۔۔
آؤ میں تمہیں کھلاؤں!" اسنے کہتے اسکے سمجھنے سے پہلے اسکے"
نازک بازو کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔۔
اسکا دل اچھل کر حلق میں آ گیا، اسے دھک دھک دماغ میں
سنائی دینے لگی۔۔وہ پھیلی آنکھوں سے ساحل کو دیکھ رہی تھی۔۔

بولڈ لڑکیاں شرماتی نہیں ہیں بے بی۔۔"ساحل اسکے چہرے"
میں سرخی کو پھیلتے دیکھ کر بولا اور ٹیبل سے جھک کر پلیٹ اٹھاتے
اسنے روحا کی گردن میں اپنی ناک کو نرمی سے سہلایا۔

مم۔مجھے نہیں کھانا۔۔"وہ شرمندہ اسکے حصار سے نکلنے کیلئے"
مچلی مگر ساحل کی سخت نظروں نے اسکی ہمت توڑ دی۔۔
منہ کھولو۔۔"اسنے چاولوں کا نوالہ بنا کر اسکے ہونٹوں کے قریب"
کیا۔۔روحا نے سخت خفتزدہ ہو کر نظریں جھکائے منہ کھولا۔۔
ساحل نے وہ نوالہ اسکے منہ میں رکھا،روحا نے جان بوجھ کر
اسکی انگلی پر دانت گاڑھے تاکہ باز آجائے،مگر جب اسنے اسکے منہ
سے گرے ہوئے چاولوں کو اپنے دہکتے ہونٹوں سے سمیٹا،وہ بوکھلا کر اسکی
گردن میں چہرہ چھپا گئی۔۔

مجھے نہیں کھانا شاہو۔۔"وہ سہمی سہمی سی بولی"
لیکن تم اتنی خوبصورتی سے کھا رہی تھی اب میری بھوک پھر سے"
جاگ گئی ہے جانِ شاہو"اسنے گھمبیر لہجے میں کہا۔۔

ٹھیک ہے پھر میں اپنے ہاتھوں سے آپکو کھلاتی ہوں۔۔"اسنے شرط" رکھی۔۔اسے کیا اعتراض تھا وہ مان گیا۔۔تو روحا نے اسکے ہاتھ سے پلیٹ اپنے ہاتھ میں لے لی۔۔

اسنے پہلا نوالہ اسکے منہ کی طرف بڑھایا اور دوسرا خود کھانے لگی۔۔

ساحل اسکی معصومیت پر مسکرایا۔۔خیر اتنی تو معصوم نہیں تھی، صرف میسنی تھی۔۔

ڈنر پر لوازمات تو اور بھی تھے مگر، اسنے اپنے پسندیدہ چاول ہی اٹھائے تھے۔۔وہ سکون سے خود کھا رہی تھی اور اسے بھی کھلا رہی تھی، مگر اپنی اداؤں سے ساحل کا سکون غارت کر چکی تھی۔۔

اسنے آہستہ سے اسکی انگلیوں کو دانتوں میں دبالیا۔۔

روحا"سی"کرتی گھبرائی اسے دیکھنے لگی جسکی آنکھوں میں کچھ اور ہی تاثرات تھے۔۔

مم۔مجھے لگتا ہے آآ۔۔پکا پیٹ بھر گیا۔۔"وہ اپنی انگلی کو دیکھتی بولی جو" ابھی تک اسکے دانتوں کے قبضے میں تھی۔۔

نہیں میرا پیٹ تو بالکل خالی ہے۔۔"ساحل نے جیسے ہی کہا وہ"
تیزی سے اپنی انگلی آزاد کروا گئی۔۔
لل۔لیکن میرا پیٹ بھر گیا۔۔"اسکی بدلی نظروں سے اسنے"
ڈرتے ہوئے کہا۔۔
پھر مجھے کھلا دو۔۔اپنے بولڈ انداز میں۔۔"اسنے فرمائش کی اور اپنے"
ہاتھ کی انگلیوں کو اسکے بالوں میں پھنسایا۔۔

آپ کاٹیں گے نہیں؟"اسنے سراسیمگی سے پوچھا"
سوچوں گا۔۔"اسنے کہتے اشارہ دیا۔۔روحا نے اسکی مونچھوں کو دیکھا اور"
پھر سے نوالہ بنانے لگی۔۔
اسنے ڈرتے ڈرتے اسکے منہ کے قریب نوالہ کیا ساحل نے
مسکراتی نظروں سے اسکی انگلیوں کو اپنے ہونٹوں سے چھوا۔۔اسکے پور پور
میں سرد لہریں دوڑ گئیں۔۔
پلکیں بے ساختہ جھکیں۔۔
اور!!"وہ مزید بولا۔۔اپنے دھڑکتے دل سے وہ مسکراہٹ ضبط کرتی"
دوسرا نوالہ بنا کر اسکے ہونٹوں کے پاس لائی۔۔

ابکی بار پھر اسنے اسکی انگلی کو دانتوں میں دبالیا۔۔روحا کی پھر سسکی نکلی۔۔اسنے خفگی سے اسے دیکھا۔۔اسنے اسے بولنے پر اکسایا مگر وہ خاموشی سے اسے دیکھنے لگا۔۔

کچھ ناسوجھتے اسنے ساحل کے گال پر ہاتھ رکھا، اور اسکے ہونٹوں پر جھکنے لگی جسے دیکھتے ساحل نے بھی اسکی انگلی کو آواز کر دیا۔۔
ہاہاہاہا۔۔"روحا بروقت پیچھے ہوتی اسے بیوقوف بنانے پر کھکھلا اٹھی۔۔" مگر اگلے لمحے اسکی کھکھلاہٹ حلق میں دب گئی۔۔اسنے صرف چہرے پر اسکی جھلساتی سانسیں محسوس کیں اور آنکھیں میچلیں۔۔
اسنے اپنی پشت صوفے سے ٹکائی، اور روحا کی کمر پر دباؤ بڑھاتے اسے مزید نزدیک کر دیا کہ وہ کسمسا کر رہ گئی۔۔

اسنے جب اسے خود سے الگ کیا، اسکا تنفس بکھرا ہوا تھا۔
ساحل اسکی پیشانی چھو کر اپنی جگہ سے اٹھا اور کپڑے لیکر چینج روم میں بند ہو گیا۔۔
روحا کا دل اسکے اختیار میں نہیں رہا تھا، وہ ساحل کی پشت کو دیکھ رہی تھی جسنے آج الگ انداز میں اسے چھو کر اپنا دیوانہ بنا دیا تھا۔۔

وہ بکھرے چاول سمیٹ کر پانی کا گلاس ایک ہی سانس میں پی کر، برتن اٹھا کر جب کچن میں رکھ کر واپس آئی تب ساحل کو بیڈ پر نیم دراز لیپ ٹاپ میں گم پایا۔۔

دروازہ بند کرتی وہ اپنا ڈریس اٹھا کر ڈریسنگ روم میں بند ہو گئی۔۔ اور جب کافی ہمت مجمع کر کے باہر نکلی اسکی حیا سے لبریز آنکھیں ساحل شاہ کی سرمئی آنکھوں سے ٹکرائیں۔۔

بلیک ٹخنوں کو چھوتی سلک کی سلیولیس نائٹی میں، وہ کھلے بال قیامت لگ رہی تھی۔۔ ایک لمحے کیلئے ساحل کی اس پر نظریں تھم گئیں۔

وہ مسکراتی آنکھوں سے اسکے خدوخال کو دیکھنے لگا، روحا سٹپٹا کر جلدی سے آئینے کے آگے آ گئی تو وہ واپس اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔۔

اسنے شکر کا کلمہ پڑھا، اور ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا ہوا دوپٹہ شانوں کے گرد اوڑھ لیا۔۔ کیونکہ نائیٹی کا گلا اچھا خاصا کھلا تھا۔

میں ایک بولڈ لڑکی ہوں۔۔" اسنے گہرا سانس بھر کر خود کو" پرسکون رکھتے خود پر باور کروایا۔۔

مگر میں دوپٹہ نہیں اتاروں گی۔۔" وہ دوسرے لمحے اپنے عکس سے "
باتیں کرتی ڈبڈبائی آنکھوں سے بولی۔۔

کس سے باتیں کر رہی ہو؟" دفعتاً پشت سے ساحل کی بھاری آواز "
گونجی۔۔
روحا نے سٹپٹا کر گردن گھمائی وہ ایک ہاتھ سے لیپ ٹاپ چلا رہا
تھا، جبکہ دوسرے ہاتھ میں سگریٹ تھا۔۔
سگریٹ!" اسکی آنکھوں میں چمک ابھری۔۔"
"بولڈ لڑکی کی بڑی خاصیت۔۔"

شاہو آپ نے صبح مجھ سے پرامس کیا تھا آپ مجھے سموکنگ "
کروائیں گے۔۔" وہ تیزی سے چلتی اپنی جگہ بیڈ پر آئی اور جوش میں
اس سے بولی

یہ لو!!" ساحل ساتھ لایا ہوا سگریٹ ٹیبل سے اٹھا کر اسکی "
طرف بڑھایا روحا کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا کہ وہ اتنی جلدی مان
جائے گا۔۔

اسنے جھپٹ کر اس سے سگریٹ لیا۔۔
مگر یہ کیا۔۔۔
یہ تو نقلی ہے!!!" وہ سرخ چہرے سے صدمے کی کیفیت میں"
گھری بولی
بچے اپنا شوق ایسے ہی پورا کرتے ہیں" اسنے اسکے ہاتھ کی پشت کو ہونٹوں سے"
چھو کر بہلایا۔۔ احساس توہین سے اسکا چہرہ گلابی پڑ گیا۔۔

میں آپکو بچی لگتی ہوں؟ سب مجھے بچی بچی کہتے ہیں زہر لگتا ہے اب مجھے۔۔"
کیوں مجھے بڑا نہیں سمجھتے سب۔۔ یوں ٹریٹ کرتے ہیں جیسے میں کینسر
کی پیشنٹ ہوں۔۔ تنگ آ گئی ہوں میں اس بہلاوے سے۔۔" وہ
اچانک طیش سے چلا اٹھی۔۔
اور شدید غصے کے رد عمل میں اس سگریٹ کو توڑ موڑ کر پھوٹ
پھوٹ کر روتی اپنی جگہ لیٹ گئی۔۔

جب میں سب کو بچی لگتی ہوں سب مریض سمجھ کر ٹریٹ کرتے"
ہیں تو کیوں میری شادی کروائی۔۔ کیوں میرے پاس آتے ہیں۔۔۔

آدھا مریض تو مجھے آپ سب کے رویے نے بنا دیا ہے۔ میں بیمار نا ہو کر بھی ہر کسی کے منہ سے اپنے لیے افسوس ہی سنتی آئی ہوں۔۔ مجھے کبھی کبھی تو خود سے نفرت ہوتی ہے۔ آخر میں پیدا کیوں ہوئی جب سب اچھوت کی بیماری سمجھتے ہیں مجھے۔۔ جب کبھی میں حوصلہ ہمت کرتی ہوں خود کو مضبوط بنانے کی تو جانے کہاں سے میرے ہمدرد آجاتے ہیں۔۔

اور کبھی میرا قد، کبھی استھما کو دیکھ کر افسوس کرتے رہتے ساری میری ہمت ختم ہو جاتی جینے کی۔۔" وہ رو کر شکایت لگا رہی تھی۔۔
اسکی سانسیں پھول رہی تھیں۔۔ ساحل نے تیزی سے اٹھ کر لیپ ٹاپ سائیڈ رکھا اور سائیڈ ٹیبل کے دراز سے انہیلر الٹ پلٹ کر ڈھونڈا اور اسکی طرف بڑھایا۔۔
روحا نے اسکا ہاتھ بری طرح جھٹک دیا۔۔

سگریٹ چاہیے مجھے آج میری ضد ہے۔۔" اسنے بمشکل کہتے" گھٹن محسوس کرتے گلے سے نوچ کھونچ کر دوپٹہ اتارا۔۔

وہ تمہارے لیے نقصاندہ ہے۔۔ سمجھنے کی کوشش کرو جانم! تم یہ دوائی"
لو میں کچھ کرتا ہوں شاباش میرا بے بی۔۔" وہ اسے پچکارنے لگا۔۔

ککک۔۔ کیا تم سگریٹ نہیں دے سکتے؟" وہ گہری سانس"
کھینچتی بولی۔۔
نہیں۔۔" ساحل نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا اور محبت سے"
اسکے گال کو سہلایا۔۔
اوکے پھر مجھ سے اپنے حقوق لے لیں۔۔" اسنے آنسوں رگڑ کر کہا۔۔"
ساحل ایک لمحے کیلئے ششدر ہو گیا۔۔ اور پھر اسکی سرخ
آنکھوں میں دیکھتے اسکے بھیگے گالوں کو اپنے ہونٹوں سے چھو لیا۔۔
برداشت کر لو گی میری قربت؟" اسنے اسکے دونوں ہاتھ مضبوطی سے"
پشت پر جکڑ کر اسکے لبوں میں انہیلر ڈالا۔۔ روحانڈھال سی اسے دیکھتی
بیڈ پر گر گئی۔۔۔
وہ اسکی طاقت کے آگے چڑیا جیسی تھی۔۔

کرلوں گی۔۔ بلکہ جب تک میرے بے بی نہیں ہو جاتے یہ سب "
مجھے بے بی بے بی کہہ کر جینا حرام کر دیں گے۔۔" وہ نہایت غصے میں
سوں سوں کرتی بولی
ساحل نے قہقہہ ضبط کرتے فیری کو دل میں ہی کوستے افسوس
سے سر اثبات میں ہلایا۔۔۔

کل دلاور کے کیس کی دوسری تاریخ ہے۔۔ پرسوں رات ہمارے فلیٹ پر "
چلیں گے اور ہمیشہ کیلئے ایک ہو جائیں گے۔۔" اسکی آنکھوں کو چوم کر
وہ سرگوشیانہ بولا۔۔

روحا نظریں جھکا کر مسکرا دی۔۔ ساحل کی پرتپش نظریں اسکے
بے ترتیب سراپے پر آ گئیں۔۔ اسکا دلکش وجود اسکے جذبات
میں آگ کا کام کرنے لگا۔۔

لیکن سگریٹ؟" اسکی سوئی پھر سے وہیں ٹک گئی"
تمہاری یونی کا کچھ معلوم کیا۔۔" اسنے دھیان بٹانے کیلئے پوچھا۔ اور "
اسکے چہرے سے بال سمیٹنے لگا۔۔

مجھے نہیں پڑھنا۔۔" وہ ناک سکیڑ کر کہتی اسکے چوڑے بازو پر سر رکھ کر"
اسکے پاس آ گئی۔۔
غلط! پھر میرے بچوں کو کون پڑھائے گا؟" اسے پاس کرتے"
ساحل نے روم کی لائیٹ آف کر دی اور اسکی جگہ نائیٹ بلب آن
کر دیا۔۔
اتنی بیوقوف بھی نہیں ہوں۔۔ آپکے بچوں کو تو پڑھا ہی لوں گی۔۔" وہ اپنا"
چہرہ اسکے چہرے کے مقابل لا کر اسکی چبھتی داڑھی کو انگلیوں سے
چھونے لگی۔۔
ساحل نے اسکے گال پر اپنے ہونٹ رکھے، روحانے مسکراتے اسکی
سانس میں بسی ہوئی سگریٹ کی بو کو محسوس کیا۔۔

ایسا کرو پرائیویٹ پڑھ لو۔۔! میں کل ہی یونی کی ویب سائیٹ پر تمہاری"
ای میل رجسٹرڈ کروالوں گا وہاں سے اسائنمنٹ دیکھنا اور آن لائن جمع
"کروانا۔۔

میں اسائنمنٹ نہیں بناؤں گی۔۔" وہ ناگواریت سے بولی"

ٹھیک ہے پھر صبح شام پورے گھر کے سو چکر لگانے پڑیں گے منظور" ہے۔۔"وہ مسکراہٹ ضبط کیے بولا۔۔

نہیں میں اسائنمنٹ بناؤں گی۔۔"وہ بوکھلا کر بولی ساحل نے" قہقہہ لگاتے اسے سینے میں بھینچا۔۔

ویسے کافی بولڈ ہو ماننا پڑے گا۔۔"اسنے متاثر ہوتے اسکے شانے پر موجود" نائیٹی کی سٹریپس انگلی پھیری۔۔

روحا خاموش ہو گئی جب ساحل کی انگلیاں اسکی گردن سے سرکتیں نیچے آئیں اور اسکی کمر میں حائل ہو گئیں

اسکی بند ہوئی دھڑکنیں آہستہ آہستہ بحال ہوئیں۔۔وہ اسکے چہرے کو پھر دیکھ نہیں پائی۔۔

ساحل نے اپنے ہونٹوں کو اسکے نازک گلابی سفید شانے پر رکھا، اور کمر کو تھام کر اپنی طرف کھینچ لیا۔۔

تمام فاصلے سمٹ گئے، وہ جھٹکے سے اسکے سینے سے آ لگی۔۔

مجھے بھی تو تمہاری سانسوں کی طلب ہوتی ہے۔ میں اتنی ضد نہیں"
کرتا جتنا تم سگریٹ کو لیکر کر رہی ہو۔۔" وہ کانوں سے بال سمیٹ کر مدہم سی
سرگوشی کرتا اسکے کان کی لو کو دانت میں دبا کر سہلاتا روحا کی کمر
کے گرد حصار تنگ کر گیا

کہ اسے محسوس ہوا اسکے وجود کی تمام پسلیاں آج چور چور ہو جائیں
گی۔۔ ساحل نے اسے تھام کر کروٹ دوسری طرف بدلی۔۔
اسکا چھوٹا سا وجود اسکی بانہوں میں مکمل طور سمٹ آیا۔۔

بہت طلب ہے تمہیں سگریٹ کی۔۔ میری سانسوں میں بسی"
ہوئی ہے اسکی بو۔۔ جتنا مرضی چاہے سموکنگ کر لو۔۔۔" وہ اسکی
پشت پر موجود زپ پر انگلی پھیرتا، آہستہ سے نیچے سرکاتا، کمر تک
لایا، اور اپنی انگلیوں کے پور سہلاتا گھمبیرتا سے بولا۔۔
روحا کا پور پور لرزنے لگا تھا اسکے آغوش میں۔۔

ساحل نے اسکے چہرے پر جھک کر اسکی بند آنکھوں لرزتی پلکوں کو دیکھتے گلابی کانپتے ہونٹوں پر اپنے عنابی ہونٹ ثبت کر دیئے اور رفتہ رفتہ اپنی دہکتی سانسوں کو اسکی سانسوں میں منتقل کرنے لگا۔۔

روحا خاموش پڑی تھی۔۔ اسنے اپنا بازو ساحل کی گردن میں حائل کر دیا تھا۔۔ اسکی تیز تیز دھڑکنیں ساحل شاہ کے وسیع توانا سینے میں دھڑک رہی تھیں
بے خودی کی کیفیت میں ساحل کی انگلیاں اسکی پشت پر پھر رہی تھیں۔۔

اسکی جب سانسیں رکنے لگیں وہ آہستگی سے اسکے تنگ حصار میں کروٹ بدل کر اپنا بکھرا تنفس بحال کرنے لگی۔۔ ساحل نے اسکے سر پر بوسہ دیا اور بلینکٹ کو دونوں پر کھینچ لیا۔۔۔
اسکی انگلیوں کی بے باک جارتوں پر وہ سمٹنے لگی۔۔ ہونٹوں کے جھلساتے گردن سرسرکتے لمس اور اسکی انتہا کو چھوتی قربت سے اسکی سانسیں اکھڑنے لگی۔۔

وہ اسکی مضبوط پناہوں میں سونے کی کوشش کرنے لگی، مگر اسکی گستاخیوں سے مشکل تھا آج وہ سکون سے سو پاتی۔۔
وہ اس پر روک ٹوک پر بھی نہیں لگا سکتی تھی، اور اسکی منمنانیاں برداشت کرنا بھی کسی امتحان سے کم نہیں تھا۔

وہ خاموشی سے پڑی رہی، اسکی نازک ٹانگوں پر اسکی بھاری ٹانگیں آ گئی تھی۔۔ اسکی پشت ساحل کے سینے سے لگی ہوئی تھی۔ اسکا چوڑا مضبوط توانا بازو اسکے آگے تنگ حصار ڈالے ہوا تھا کہ اب وہ کروٹ بدلنا بھی چاہتی تھی تو بدل نہیں پائی۔۔۔
رات کے جانے کس پہر اسکی آنکھ لگ گئی، وہ بے ترتیب سی بکھرے بالوں سے ساحل کے سینے پر سر ٹکائے سوئی ہوئی تھی، جبکہ وہ اپنے رہ جانے والا کام جاری رکھتے لیپ ٹاپ کے کی بورڈ پر انگلیاں چلا رہا تھا۔۔

oooooooo

ماضی۔۔۔

نہیں نوی پلیز!!" ماہرہ نے رات کے اس پہر منت بھرے لہجے" میں کہتے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔ مسٹر فیروز اسے یہاں ماہرہ کے گھر آج چھوڑ کر گئے تھے اور خود رات اپنی بیوی کے پاس تھے۔۔ مسٹر شاہنواز جو کہ نویرہ کا باپ تھا اس سے فیروز صاحب کے کافی اچھے دوستانہ تعلقات تھے۔ اور ایک دوسرے کے گھر آتے جاتے تھے، ماہرہ بھی انکے گھر آکر رہتی تھی۔ فیروز صاحب آج ہاسپٹل میں رہنے والے تھے، نویرہ کو خود جا کر شاہنواز کے گھر چھوڑ آئے جو زیادہ دور نہیں تھا۔ کل صبح کی فلائیٹ سے اسکی ساس سسر بھی یہاں آجاتے تو اسے پریشانی نہیں تھی۔۔

بیوی بیمار تھی تو اتنے بڑے ہاسپٹل میں بیٹی کو اکیلے چھوڑ کر کہیں کام سے بھی نہیں جا سکتے تھے اگر ارجنٹ جانا پڑا دوائی وغیرہ کیلئے۔۔

مگر یہاں نویرہ نے ماہرہ کے ماں باپ کے سونے کے بعد اس پر زور ڈالا، اسے محبت پیار سے بلیک میل کرتے ماہرہ کی توسط گھر سے چپکے سے نکل گئی۔۔

اسنے وعدہ کیا وہ کچھ دیر میں پہنچ جائے گی آخر کو اسے بھی اپنی زندگی پیاری تھی۔۔

باہر نکل کر اسنے ظفران حیدر کو کال کی، اور وہ گاڑی لیکر ماہرہ کے گھر کے کچھ فاصلے پر کھڑا تھا جس میں بیٹھ کر وہ اسکے ساتھ چلی گئی۔۔

وہ بہت پریشان تھی، کیونکہ اسکا باپ جس طرح اپنی بیوی کا علاج کروا رہا تھا اس سے نویرہ کو لگ رہا تھا اسکی ماں آج ہی ٹھیک ہو کر اسکے باپ کو انکے بارے میں سب بتا دے گی۔۔

اس خوف میں موقعہ ملتے ہی وہ ظفران حیدر کے گھر آ گئی۔۔وہ اسے لیکر اپنے روم میں جا بیٹھا۔۔اور نویرہ نے روتے ہوئے اسے ساری حقیقت کہہ سنائی۔۔

"میں نہیں چاہتی میری ماں کو کچھ ہو مگر پلیز کچھ ایسا کریں کہ وہ ڈیڈ کو کچھ نا بتا پائے اور انہیں ہو بھی کچھ نا۔۔میں ماما کو کھونا نہیں چاہتی۔۔ مگر ڈیڈ کو جب ہمارے بارے میں معلوم پڑے گا اور یہ بھی کہ میں نے ماما کو دھکا دیا تو وہ مجھے شوٹ کرنے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔۔"

تم بے فکر ہو جاؤ باقی سب مجھ پر چھوڑ دو۔۔ تم صرف دلاور دریاب پر "
توجہ دو۔۔ ان دونوں سے کھیلو اپنا دل بہلاؤ۔۔" ظفر ان نے اسے
خاموش کروایا۔۔
دیکھو میں تمہارے لیے کیا لایا ہوں۔۔" وہ اٹھ کر الماری کے پاس آیا"
وہاں سے کچھ نکالتے چھپا کر اسکے پاس لایا۔۔
نویرہ کافی پر جوش تھی، اسنے دیکھنا چاہا مگر اسنے کافی ستانے کے بعد
اسنے جب سامنے کیا نویرہ پہلے دیکھ کر چہرہ سپید پڑ گیا۔۔۔
اگر یہ ڈیڈ کے ہاتھ لگ گئے تو؟" اسنے خوفزدہ ہوتے کہا"
تو تم اپنا دماغ استعمال کرنا اور کہنا اس سے دونوں بھائی تمہیں بلیک "
میل کر رہے ہیں۔۔۔ اگر پکڑی نا گئی تو دلاور کے بعد دریاب کو یہ دکھا کر
بلیک میل کرنا۔۔" وہ مکروہ غلیظ پلان اسکے گوش گزار تا نویرہ کو سوچنے پر
مجبور کر گیا۔۔

وہ اسے دیکھنے لگی۔ اور پھر ویڈیو کو جہاں دلاور اسے سہارا دیکر چل رہا تھا،
اور ہاسپٹل میں کیبن میں گیا اسکے ساتھ بیٹھا۔۔

اسکا سائن کرنا۔۔ اسنے ویڈیو کو دیکھ کر پھر رپورٹس دیکھیں جہاں دریاب کی جگہ دلاور کا نام تھا، اور رپورٹس وہی تھیں جن سے انکی تباہی ثابت ہوتی تھی۔۔

یعنی کہ ایک رپورٹس میں ظاہر ہوتا تھا جس میں دریاب تھا، اس گناہ کا ذمہ دار۔۔

جبکہ دوسری میں ظاہر ہوتا تھا دلاور تھا اس گناہ کا ذمہ دار۔۔

نویرہ کا مسرور قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔ وہ پرجوش تھینکیو کہتی اسکے ساتھ چپک گئی۔۔

اب ان دونوں کو مجھ سے کوئی نہیں بچا سکتا۔۔" وہ کھکھلاتی بولی۔۔"

اور آج تمہیں مجھ سے کوئی نہیں بچا سکتا۔۔" ظفران نے قہقہہ لگاتے" بے باکی سے کہا۔ وہ ہنس پڑی۔۔

ظفران نے معنی خیزی سے مسکراتے کھانا اپنے ہاتھوں سے کھلایا۔۔ وہ جب تک کھانا کھاتی رہی اسنے آہستہ آہستہ اسکے منہ سب کچھ اگلوایا کہ وہ اس تک کیسے پہنچی، اسکے باپ کو معلوم ہے کہ نہیں۔۔

اور اب ویسے بھی اسے کوئی ڈر نہیں تھا فیروز چغتائی سے۔۔ کیونکہ اسکی بیٹی کے کرتوت اسکے پاس محفوظ تھے۔۔

رات کی تنہائی میں وہ اسے اپنا ہمدرد سمجھ کر اسکے پاس آئی تھی، وہ سمجھ رہی تھی کہ وہ اسکے حسن میں پوری طرح قید ہو چکا ہے۔
مگر وہ حیوان تھا اسنے کئی پھول نوچے تھے، لیکن اس رات نویرہ فیروز نے اپنے باپ کی عزت کو اپنے ہاتھوں سے روند ڈالا۔۔

اسنے ظفران حیدر کو اس رات نہیں روکا تھا، اور نا ہی اپنی بربادی کی طرف اندھا دھند بھاگتی وہ خود در کی تھی۔ اسے لالچ تھی ایگزام میں ٹاپ کرنے کی۔۔
مگر ابھی وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ اس سب کے اختیارات ظفران حیدری کے پاس نہیں ہیں۔۔
صبح وہ مشکل سے اپنے گھر پہنچی تھی، گھر آکر اسنے اپنے باپ کو بتا دیا وہ گھر آچکی ہے۔ اور ماہرہ کو بھی کہہ دیا وہ رات کو گھر جا چکی ہے۔
ماہرہ نے باپ کے خوف سے ان سے جھوٹ بولا کہ نویرہ صبح گئی ہے گھر۔۔
یہ شکر تھا کہ فیروز چغتائی گھر نہیں تھا۔۔ وہ باتھ لیکر تیار ہوئی اسنے دلاور کو کال کرنے کی کوشش کی مگر اسنے نہیں اٹھائی۔۔

وہ صبح ہی صبح دانیال خان کے گھر چلی گئی مگر وہاں سے معلوم ہوا کہ وہ گھر پہ نہیں ہیں اپنی بہن کے گھر گئے ہوئے ہیں۔۔ گھر میں صرف اکیلا دلاور تھا۔۔

تم! تم یہاں کیسے آئی؟ تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے گھر میں" آنے کی؟" دلاور نویرہ کو اپنے بیڈروم میں داخل ہوتا دیکھ کر دھاڑ اٹھا۔۔
آواز نیچے رکھو دلاور خان" وہ غصے سے اس پر پھنکاری۔۔"
دلاور کی سرخ خونخوار آنکھیں اس پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔

دو منٹ لگیں گے مجھے تمہارے باپ کا اور تم دونوں کا غرور چکنا چور" کرنے میں دلاور خان! صرف دو منٹ۔۔۔" اسنے باور کروایا۔۔
خبردار میرے باپ کا نام اپنی غلیظ زبان پر لیا میں تمہاری زبان نوچ" لوں گا گھٹیا لڑکی۔۔" وہ بپھر کر اسکے سر پر پہنچا وہ اسکی جنونی حالت سے ڈر کر پیچھے ہوئی۔۔

کہاں ہے تمہارا باپ میں اس سے بات کرنا چاہتی ہوں۔۔"نویرہ" کا غصے توہین سے برا حال تھا۔۔

دلاور نے غراتے ہوئے اسے وہاں سے جانے کا کہا مگر وہ نہیں گئی۔۔

دلاور اندر سے ڈر گیا اسکے ارادے دیکھ کر مگر چہرے سے ظاہر ہونے نہیں دیا۔۔۔

اس نے ایک کوشش کے تحت اس سے کہا کہ اگر تم یہ یہاں دکھاؤ گی تو تمہارے باپ کی بھی بدنامی ہو گی کیونکہ وہ لڑکی کا باپ ہے۔۔

مگر اسے سر سے فرق ہی نہیں پڑا۔۔

دلاور چیخا اس پر کہ آخر چاہتی کیا ہو۔۔وہ کھکھلائی اور ہنستی ہوئی بولی کہ یہ کی ہے ناکام کی بات۔۔

اسنے دلاور کے سر پر دھماکہ کیا۔۔

اسنے فرمائشی انداز میں اسکے قریب ہوتے گلے میں بانہیں ڈال کر کہا کہ اگر تم چاہتے ہو کسی کو معلوم نا پڑے اس گناہ کا، تمہارے بھائی کی زندگی بچ جائے اور تمہارا باپ بدنامی سے بچ جائے تو تمہیں صمصام زیدی کی بہن کو طلاق دینا ہو گا۔۔

اسکا کہنا تھا کہ دلاور نے نفرت سے اسے پیچھے دھکیل کر طیش میں زوردار تھپڑ اسکے منہ پر دے مارا۔۔

نکلو ابھی کے ابھی نکلو ورنہ میں تمہارا خون کر دوں گا۔۔"وہ اسے دروازے کی طرف دھکیل کر دھاڑا۔۔
اسکی دھاڑ کی آواز بدل گئی تھی اسکا لہجہ بدل گیا وہ کافی جنونی ہو گیا تھا کسی بھی وقت جھپٹ کر وہ جیسے نویرہ کی جان لینے کے درپہ تھا۔۔

وہ تو اسے کئی دھمکیاں دیتی وہاں سے چلی گئی، مگر نویرہ کو گھر سے نکلتے صمصام زیدی نے دیکھ لیا تھا۔۔جو دلاور کو منانے اسے لینے آیا تھا۔۔

دلاور سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھا تھا جب صام اسکے سر پر پہنچا اور اس سے سوال کیا کہ سب کی غیر موجودگی میں وہ لڑکی اسکے پاس کیوں آئی تھی۔۔

دلاور اسے وہاں دیکھ کر خوش ہوا تھا۔ مگر اسکے منہ سے سوال سن کر اسے ایسے لگا جیسے وہ اس پر شک کر رہا تھا۔۔

اسنے مقابل آکر پوچھا کہ کیا مطلب ہے تمہارا۔۔
صمصام نے جھٹکے سے اسکے کالر کو دبوچ لیا۔۔ اور اسکے چہرے پر غرایا کہ اگر تم نے میری بہن سے دھوکہ کیا یا اسکا معصوم دل توڑا تو میں تمہارے ٹکڑے کر دوں گا۔۔ میں نے بار بار تمہیں اس لڑکی کے پاس دیکھا ہے آخر کیا رشتہ تعلق ہے تم دونوں کا آپس میں۔۔۔
دلاور کو اسکی ذہنیت پر افسوس ہوا۔۔ اسنے اپنا کالر چھڑوا کر زوردار تھپڑ صمصام کے چہرے پر مارا۔۔ اور اسکا کالر دبوچ کر اسکا چہرہ پاس کیا۔۔

تمہیں مجھے بتانے کی ضرورت نہیں کہ میں کیا کر رہا ہوں۔۔ مجھے " افسوس ہے تم میرے کزن ہو۔۔ دعا کرو تم توقیع دلاور کے بھائی ہو۔۔ ورنہ میرے کردار پر الزام لگا کر میری محبت کو چھیننے کا سوچنے والے کو میں دوسری سانس نہیں لینے دوں گا۔۔" وہ بالکل بدل کر ایک اور ہی چہرے سے صام کے سامنے آیا تھا۔۔
وہ بڑا تھا اس سے، صام مٹھیاں بھینچے جھٹکے سے اپنا کالر چھڑوا کر پیچھے ہوا اور انگلی سے اسے وارن کیا۔۔

اچھا ہو گا تمہارے لیے کہ میری بہن کوئی تکلیف نا پہنچے ورنہ ایک "
بہن کے تم بھی بھائی ہو اور مرد میں بھی ہوں۔۔" وہ کہہ کر رکا نہیں۔۔
اگر رک جاتا تو دلاور خان بھول جاتا کہ اسنے کس کے سامنے کس
کی بہن کا نام لیا تھا۔۔
صام کے جانے کے بعد اسنے کافی دیر سوچا اور آخر اس فیصلے پر
پہنچا کہ وہ اپنے ماں باپ کو سب کچھ بتا دے۔۔
وہ کوئی اچھا وقت دیکھ کر اپنے بات کو بتانے والا ہی تھا کہ اچانک
ایک قیامت ٹوٹی۔۔
جسنے دلاور خان کے ساتھ سب کو ہلا کر رکھ دیا۔۔
وہ راز بھی فاش ہو گیا، صمصام جو اپنے باپ سے ناراض تھا اسکے
سامنے بھی وجہ آ گئی کہ آخر کیوں اسکے باپ نے اتنی سی ایج میں
توقیع کا نکاح کروا دیا۔۔

وجہ کچھ یوں تھی کہ کب سے چھپا کر چلتے ہنستے مسکراتے صائم زیدی
اچانک درد سے نڈھال ہو کر اپنے دراز قد کے ساتھ زمین بوس
ہو گئے۔۔

صارم اپنے باپ کے ساتھ تھا اسنے جیسے اپنے باپ کو گرتے دیکھا چیخنا شروع کر دیا کہ روم میں توقیع کو تیار کرتی تقویٰ بھاگ جر بایر آئی اور جیسے ہی زمین پر بیہوش پڑے صائم زیدی کو دیکھا اسکی چیخیں عروج پر تھیں۔۔

گارڈ بھاگ کر آئے ملازمین وہاں پہنچے صمصام بوکھلایا روتا اپنی ماں کے ساتھ جوان باپ کو لیے ہاسپٹل پہنچے جہاں انکے سروں پر دھماکہ ہوا کہ جوانی میں شراب نوشی کی وجہ سے انکے دونوں گردے فیل ہو چکے تھے۔۔
حویلی سے سب آچکے تھے صورتحال کافی سیریس تھی۔۔ کسی کو ہوش نہیں تھا۔۔ تقویٰ کی گڑگڑاہٹیں رب کے سامنے تھیں۔۔
دانیال خان نے گردے دینے کا سوچا تھا مگر تقویٰ نے پہلے ہی فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اپنا ایک گردہ اپنے شوہر کو دے گی۔۔ اور دوسرا دانیال خان نے دینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔۔

صورتحال اچانک بدل گئی تھی، دلاور صمصام والے کے پیپرز ہو رہے تھے ادھر صائم زیدی کے کا یہ حال تھا۔۔

صمصام نے باپ کی ٹینشن میں اچھے سے پیپرز نہیں دیئے، اور ماہرہ فارس کو نویرہ نے اپنی طرف سے پیپرز کے سوال دے دیئے تھے جو کہ ایگزام میں آئے نہیں تھے۔۔

نویرہ نے بھی جیسے تیسے پیپرز دے دیئے کیونکہ اسے یقین تھا ٹاپ وہی کرے گی۔۔ اور ظفران حیدر کو کرنا ہی پڑے گا کیونکہ اگر اس نے نہیں کیا تو وہ اسکا جینا حرام کر دے گی۔۔

اور اسکا گھناؤنا روپ اپنے باپ کے سامنے لانے کا سوچا تھا۔

مگر وہ انجان تھی کہ بہت دیر ہو چکی تھی۔۔

اپنی جنت کو گنوا کر وہ سب کچھ گنوا بیٹھی تھی، اور اب اسکے ارد گرد صرف آتش تھی۔۔ دہکتی آگ۔۔ جو جلد ہی اسکے نصیب کو نگلنے والی تھی۔۔

دلاور نے اچھے پیپرز دیئے تھے اور دریاب نے بھی۔۔ اسکا دریاب سے رویہ کافی سرد تھا۔ جسے دریاب سمجھ رہا تھا کہ شاید صائم زیدی کی حالت کی وجہ سے وہ پریشان ہے۔۔

مگر اسکی وجہ سے ابھی دریاب انجان ہی تھا۔۔ اور انجان ہی رہ گیا۔۔

صارم توقیع عرشیہ کو دلاور نے سنبھالا تھا اور صمصام کو ساحل نے۔۔ تقویٰ کے ساتھ ہمہ وقت عائشہ زریش ساتھ تھیں۔۔

ہاسپٹل کی بھاگ دوڑ دانیال خان کر رہا تھا۔۔
ساحل کی کل صبح کی فلائیٹ تھی کیونکہ وہ سٹڈی آف لاء کیلئے برٹش اسکالرشپ پر جا رہا تھا یوکے۔۔

دلاور اپنی جگہ اپنے غم میں اکیلا رہ گیا۔۔ وہ کسی سے کہہ بھی نا سکا کہ اسکے دل میں کتنا بڑا زخم پیدا ہو رہا ہے جو اسے اندر ہی اندر سے نگل رہا ہے۔
جب توقیع کو دیکھتا تو دل بغاوت کر جاتا، جب بھائی کو دیکھتا دل ہار جاتا۔۔ وہ دونوں کی کشمکش بری طرح الجھ رہا تھا۔
اسے بھائی اور محبت میں سے کسی ایک کو چننا تھا، مگر برا ہو قسمت کا جسنے اسے کسی کو چننے کی مہلت بھی نا دی۔۔ بس سزائے نوت سنا دی۔۔
اور موت بھی ایسی کہ قبر تو نام کی ملی۔۔ لیکن زندگی بھی عذاب کی صورت بخشی گئی۔۔

حال۔۔۔

کچھ بھی ہو جائے، دنیا یہاں سے وہاں شفٹ ہو جائے، یا میرا شوہر ہی" کیوں نا آجائے مگر تمہیں گیٹ نہیں کھولنا سمجھے! اگر تم لوگوں نے گیٹ کھولا تو میں تمہاری جاب کھول دوں گی۔۔" وہ اچھی طرح گیٹ پر کھڑے واچ مین، اور اے ایس آئی، کانسٹیبلز کو دھمکا ڈرا کر، اندرونی دروازہ اچھی طرح لاکڈ کر کے اپنی ماں کو دوائی دیے اب اپنے روم میں آکر باتھ لینے کی تیاری کر رہی تھی، صبح اسکی ماں نے اسکے بالوں میں آئل ڈالا تھا جو اس وقت طبیعت کے چڑچڑے پن کی وجہ سے اسے سخت زہر لگ رہا تھا۔۔

اسنے بالوں سے کیچر نکالا، انگلیوں سے بالوں کی جڑوں کو سہلاتی وہ خود کو مرر میں دیکھنے لگی۔ سفید رنگ کے کپڑوں میں اسکا دودھیا وجود دلفریب لگ رہا تھا، اسنے خود کو دائیں دائیں رخ کر کے بالوں کو اونچا، ہونٹوں کو گول شیپ دیکر شرارت سے پوز لیکر دیکھا۔۔

اور اس دلفریب ادا کو موبائل میں قید کر کے واٹس ایپ کر دیا۔

کچھ خاص نہیں۔۔" دوسری طرف سے فوراً سے تبصرہ موصول" ہوا۔۔

وہ جو تعریف کے منتظر تھی، عرشیہ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔۔
اسکی اتنی حسین تصویر کی ناقدری توہین کی تھی اسنے۔بغیر سوچے سمجھے
اسنے آئینے کے سامنے موبائل رکھا، اور ویڈیو کال کر دی۔۔

بولو!" سامنے ہاتھ میں موبائل پکڑے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے صام نے"
روکھے لہجے میں کہا۔۔ دونوں جانتے تھے کہ ناراضگی کیوں ہے۔۔

کیا بول رہے تھے کچھ خاص نہیں۔۔"اسنے دانت پیسے۔۔"
تو تم بتاؤ کیا خاص تھا؟"اسنے سابقہ انداز میں ابرو اچکایا۔۔"
تو تمہیں خاص چاہیے؟"اسنے بھی برجستہ سوالیہ ابرو اچکایا۔۔"
یار کی بات خاص ہونی چاہیے عام تو سب کی ہوتی ہے۔۔"صام نے"
بھرپور نظروں سے اسے دیکھتے جتایا، اسکے گال گلابی شرم سے ہو گئے۔۔
تو تم میں کیا خاص بات ہے؟"وہ اس سے چبھتے انداز میں پوچھ رہی"
تھی جب نظریں اسکے سینے سے اترتی شرٹ پر گئیں۔۔ سامنے
اسکا سفید فولادی سینا چوڑے شانے تھے، مگر اسکی نظریں پھسلتی
اسکے سکس پیکس پر گئیں مسکراہٹ ضبط کرتے اسنے لب دانتوں میں
دبایا۔۔

یہ تو خاص نہیں۔۔" دھک دھک دل سے گزری راتوں کے "
لمحات کو یاد کرتے اسنے نفی میں سر ہلایا۔۔

کیا خاص دیکھنا چاہتی ہو؟" وہ اس سے پوچھ رہا تھا جبکہ عرشیہ "
کی دھڑکنیں وہیں تھمیں جا رہی تھیں۔۔
دل چاہا قریب ہوتا تو ہاتھ بڑھا کر اسکے سینے کو چھو لیتی۔۔
یہاں سے نظریں ہٹیں تو کچھ اور دیکھوں۔۔" وہ دل ہی دل میں "
مخاطب ہوئی۔۔

کچھ خاص نہیں۔۔" اسنے مشکل سے نظریں پھیر کر کہا۔۔"
وہ متبسم ہوا اور اسکے گلابی چہرے کو دیکھنے لگا جب وہ اپنے روم کا دروازہ بند
کر کے اسکے سامنے آئی اور بالوں کو بے خودی سے جھٹک کر اسنے اپنے بازوؤں
کو بلند کیا۔۔

اسکی سیاہ گھنی پلکیں بہک کر جھک گئیں، نچلہ گلابی ہونٹ اسنے دانتوں میں دبایا، اور مدھم سی سانس خارج کرتے اسنے توبہ شکن انگڑائی لی۔۔

اسکے سفید شرٹ میں سراپا صمصام کی زیرک نگاہوں کا مرکز بن گیا۔۔

صمصام ساکت بے خودی میں اس پر اپنی اوشن نیلی آنکھیں ٹکائے کھڑا تھا۔۔ اسکی نظریں اسکے گلابی لبوں سے سرکتی گردن کی نیلی ہری رگوں سے نیچے آئیں۔۔۔

اسکی اٹھتی گرتی بہکانے والی سانسیں، صمصام کی نگاہوں میں خمار کا رنگ تیزی سے اتر آیا۔۔

اسنے اپنا سرخ ہونٹ دانتوں تلے دبایا، اور سرد سانس فضا کے سپرد کرتے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔

وہ پاگل کر رہی تھی اسے جان بوجھ کر اپنی ان حرکتوں سے۔۔

اسنے پلکیں اٹھائیں صمصام کا دل چاہا، ان سورج جیسی سنہری آنکھوں کو خود میں ڈوبا دے یا خود ان میں ڈوب جائے۔۔

گڈ نائیٹ۔۔" وہ سرگوشیانہ کہتی ایکدم کھکھلا کر کال ڈسکنیکٹ کر گئی۔۔"

حقیقت تو یہ تھی کہ اسکے تاثرات سے وہ ڈر گئی تھی۔۔

اسے تو صرف صمصام کو تڑپانا تھا، اور اسکے لئے یہی کافی تھا۔ اسکا جذبات کی شدت ضبط سے ہوا سرخ چہرہ عرشیہ نے نوٹ کیا تھا۔ وہ خود بوکھلا گئی تھی۔۔

اتنی جلدی بھی کیا ہے۔۔"صمصام نے گہرا سانس فضا کے" سپرد کرتے موبائل بیڈ کی طرف پھینکا۔۔ وہ کیا سوچ رہی تھی جانتا تھا۔۔ رات کے پہر جب وہ تھک ٹوٹ کر آفس سے لوٹا تھا اسکے یوں فون کر کے شرارتاً توبہ شکن انگڑائی لیکر دکھانے پر وہ سمجھتی تھی اسے بے چین کر کے خود سکون کی سانس لیکر سو جائے گی۔۔

کیا صمصام زیدی اتنا معصوم تھا؟؟
اسے معصوم کہنا تو معصومیت کی توہین تھی۔۔

وہ شرٹ اٹھا کر واپس پہننے لگا، اسنے کوٹ شانے پر لٹکایا۔۔ اور دوسرے ہاتھ میں موبائل پکڑا۔۔
گھر میں کوئی نہیں تھا سواء ملازمین کے، اسکے ماں باپ ہاسپٹل تھے، صارم بازل کو ڈنر پر لے گیا تھا اور اکیلا اس وقت وہ تھا۔۔

گھر میں عرشیہ غیر موجودگی پر اسنے غصے میں کھانا تو نہیں کھایا تھا البتہ اسکا انتظار تھا کہ وہ آجائے گی۔۔
مگر اسکی ابکی شرارت سے نہیں لگتا تھا وہ آئے گی، بلکہ اسے جانا پڑے گا۔۔

ooooooo

سر ایک انسپکٹر ہے، ایک اے ایس آئی اور تین کانسٹبل کھڑے" ہیں، میڈم عرشیہ نے بھی گارڈ کو حکم دے دیا ہے آپ کو اندر آنے نا دیں۔۔ اور وہ گارڈڈی کے صاحب کا آدمی ہے۔۔ انکے گھر میں کیمرے لگے ہوئے ہیں، ساتھ کچھ گارڈز مزید آگئے ہیں جو گھر کے پاس تو نہیں مگر ارد گرد گھوم رہے ہیں۔۔ دونوں بھائیوں نے سیکیورٹی لگادی ہے۔۔
فارس صاحب کو باہر سے ہی بھگادیا ہے۔۔ "کان میں لگے بلوٹوتھ سے نسوانی آواز گونج رہی تھی۔۔

جھٹکے سے بیچ سڑک پر روک کر اسنے غصے سے ہاتھ اسٹیئرنگ وہیل پر مارا۔

واٹ نانسینس؟؟" وہ اس پر غرایا۔۔ملازمہ ڈر گئی۔۔"
سر آپ اگر آنا چاہتے ہیں تو دیوار پھ۔پھ۔پھلانگ ک۔۔کر اندر"
آجائیں۔۔م۔۔میں عرشیہ میڈم۔۔۔کی بالکنی پر اندھیرے
میں سیڑھیاں رکھ دیں ہیں آپ ان پر احتیاط سے چڑھ کر بالکنی میں
اتر سکتے ہیں او۔۔۔۔۔

شٹ اپ! تمہیں کیا میں چور لگتا ہوں؟" صام سرخ"
چہرے سے سب کچھ سنتا آخر میں غصے سے چیخ پڑا۔۔

صصص۔۔صم۔۔۔"صم کہتے ہی اسکے ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر زمین"
پر گرا۔۔اور موبائل کے گرنے پر ملازمہ کو افسوس نہیں بلکہ خوشی ہوئی جان
بچنے کی۔۔
اس انسان کے غصے اوشن نیلی آنکھوں کے کہر سے جان جاتی تھی
انکی۔۔وہ سوچ کر جھرجھری لے اٹھی۔۔
پیچھے گاڑیوں کے تیز ہارن پر اسنے غصے سے اپنی سیاہ لیںڈ کروزر سائیڈ لگائی
اور آتی جاتی گاڑیوں کو دیکھنے لگا۔۔

"کیا صمصام زیدی دیوار پھلانگتا بالکنی میں گھستا اچھا لگتا تھا؟؟"
کیوں ناوہ ڈی آئی جو کال کر کے پولیس کو یہاں سے ہٹائے؟
مگر کل اخبار میں کیا ہو گا۔۔ صمصام زیدی کو اسکی بیوی نے گھر میں گھسنے نہیں دیا؟
سوچ کر وہ مٹھیاں بھینچ گیا۔ صرف اسی میں دم تھا جو اسکے لئے ہر بار مشکل کھڑی کر دیتی تھی۔۔

پر اب کی بار اسنے سوچ لیا تھا کہ اسکے لئے مشکل کھڑی کرے گا۔ وہ بھی ایسی کہ جان چھڑوا نہیں پائے گی۔ ایک جھٹکے سے صام نے دوبارہ گاڑی اسٹارٹ کی۔۔

رات کے بارہ بجے تھے، ہر کوئی اب تھکے ہارے اپنے بستروں میں آ گرے تھے، کئی گھروں کی لائٹیں آف ہو چکی تھیں۔ صام نے جھٹکے سے گاڑی روکی۔۔
کچھ فاصلے پر اسنے گاڑی روکی تھی، اور اپنی گاڑی سے باہر نکل آیا تھا۔ اسنے گاڑی لاکڈ کی اور کوٹ گھما کر پشت پر کرتے پہن کر اسنے سیاہ بوٹ میں مقید اپنے بھاری قدم آگے بڑھائے۔

یہ گھر اپنی جگہ پر تھا، وہی پرانی۔ یہاں کا ایسا کوئی کونا نا تھا جو صمصام زیدی کی نظروں سے چھپا رہ سکے۔
بس فرق یہ تھا کہ کبھی اس پر یہ نوبت نہیں آئی تھی۔۔ مگر اب۔۔۔۔۔

اسنے تیزی سے ایک پاؤں دیوار پر ٹکایا اور پھر دوسرا ٹکا کر اپنا بھاری ہاتھ دیوار پر رکھا، دوسرے لمحے چھلانگ لگا کر وہ گھر کے اندر لان میں داخل ہوتا اپنی جگہ تبدیل کر گیا تھا۔

گارڈ کانسپٹبل میں کھلبلی مچ گئی، وہ آپس میں کہہ رہے تھے یہاں کوئی بھاری چیز گرنے کی آواز آئی تھی۔
صمصام لبوں پر تمسخرانہ مسکراہٹ سجائے، اندھیرے میں بالکنی کی ریلنگ پر ٹکی ہوئی لکڑی کی سیڑھی کے پاس آیا۔۔ اور اسے ہاتھ سے پکڑ کر اوپر چڑھنے لگا۔۔
اسنے بالکنی کی ریلنگ پھلانگ کر اندر قدم رکھا ہی تھا تبھی، سرچ لائیٹ اسکے وجود پر آئی۔۔

وو۔۔وہ کون ہے۔۔ سر سر!!"کانسپٹل نے چیخ کر اپنے آفیسر کو بلانا"
شروع کر دیا تھا۔جب تک انسپکٹر بھاگ کر وہاں پہنچا صام نے
آرام سے سیڑھی کو نیچے گرا دیا۔۔

سر یہ تو صمصام زیدی ہے۔۔"ایک کانسٹیبل نے حیرت"
بے یقینی سے کہا۔۔حیران کیسے نا ہوتا۔۔ایک بزنس ٹائیکون جسے
اب دنیا جاننے لگی تھی، جسکے حسن کی لڑکیاں دیوانی تھی وہ اپنی ماموں کی
لڑکی کے پیچھے دیوار پھلانگ کر چور راستے سے گھر میں گھسا تھا۔۔
اس نیوز کی بھی اچھی خاصی رقم موصول ہو سکتی تھی انہیں۔۔اگر کسی نیوز
پیپر میں دیتے۔۔کھلبلی مچ جاتی لڑکیوں میں عوام میں۔۔
اسکی نیلی آنکھوں کی دیوانیوں میں۔۔

تو میں نے کب کہا ہمارا باپ ہے؟؟"انسپکٹر شدید غصے میں"
اس پر غرایا۔۔
نیچے کھڑی ہونقوں کی طرح تکتی عوام میں ڈی کے کے گارڈ بھی شامل
ہو چکے تھے، کسی سلیبرٹی کی طرح ہاتھ پر کس کر کے ویو کرتے بالکنی کا دروازہ کھول

کر اندر چلا گیا اور انکی آنکھوں کے سامنے دروازہ بند کرتے پردے برابر کر دیئے۔۔

"یہ تو میڈم عرشیہ کا روم ہے نا۔۔" دوسرے کانسٹبل کہا۔۔ انکی آنکھیں غیر یقینی سے کھلی ہوئی تھی۔۔

"بکواس بند کرو مجھے لگتا ہے سر ہمیں میڈم عرشیہ کو الرٹ کرنا چاہیے اسکے روم میں۔۔" وہ اے ایس آئی کہتا اپنے آفیسر کی سرخ آنکھیں دیکھتا گڑبڑایا۔۔

"ایک کام تم لوگوں سے ٹھیک سے نہیں ہوتا۔۔ وہ کسی راہ داری میں نہیں گھسا سیدھا روم میں گھسا ہے اور اب تک میڈم عرشیہ کے فرشتوں کو بھی عمل ہو گیا گا۔۔
اب اپنی ڈیوٹی کی پرواہ کرو ایس پی صاحب چھوڑے گا نہیں کسی کو۔۔۔" انسپکٹر بپھر چکے تھے۔۔

سر ہمیں نہیں معلوم تھا صمصام زیدی جیسا بندہ ایسی حرکت "
کرے گا۔۔ مجھے لگتا ہے اسلئے ہی میڈم نے سختی سے وارن کیا تھا۔۔" اے
ایس آئی نے حلق تر کرتے کہا۔۔

ایک کاروباری شخص سے کوئی توقع نہیں لگانی چاہیے۔۔ وہ اپنے کاروبار کا نہیں "
"ہوتا دوسروں کا کیا ہوگا۔۔

صام نے سر جھٹک کر جب روم میں قدم رکھا تو وہاں معنی خیز
ملگجا اندھیرا پھیلا ہوا تھا، اسنے اپنا کوٹ صوفے پر پھینکا اور نظریں
اسکی تلاش میں پھیریں تو باتھ روم کے ادھ کھلے دروازے پر نظریں
جا ٹھہریں۔۔
سامنے اسکی بھیگی دودھیا کلائی واضح تھی۔۔ باتھ روم کی لائیٹ میں اسکی
کلائی پر ٹھہریں بوندوں نے اسے متوجہ کیا۔۔
وہ نیلی آنکھوں سے مسکراتا اسے دیکھتا صوفے پر بیٹھ کر اپنے شوز اتارنے
لگا۔۔ شوز اتار کر وہ واپس کھڑا ہوا اور بیلٹ نکالی۔۔
شرٹ کے بٹن کھولتے اسنے وہ بھی انکے ساتھ اتار کر رکھی، اسکے قدم
باتھ روم کی طرف بڑھ رہے تھے۔۔

کک۔۔کون ہے؟"ملگجے اندھیرے میں پھیلے روم میں"
اچانک بھاری آہٹ سی سن کر آرام سے باتھ لیتی عرشیہ کے وجود میں سنسناہٹ پھیل گئی۔۔

اسنے جلدی سے اپنے گرد تولیا لپیٹ کے بھاگ کر دروازہ بند کرنا چاہا تبھی صمصام زیدی نے ایک جست میں آگے بڑھ کر بیچ میں اپنا پاؤں حائل کر دیا۔۔
عرشیہ کی پھیلی ہراساں آنکھیں دروازہ بند کرنے والی رکاوٹ پر آئیں۔۔سفید مردانہ بھاری پاؤں دیکھتے اسکی اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئی تھی۔۔

ابھی ملازمہ کے جانے کے بعد اسنے دروازہ اچھی طرح سے لاکڈ کیا تھا تو پھر یہ؟؟؟
تت۔۔تم۔۔۔"اسکا وجود جیسے سن ہو گیا۔۔جب وہ مکراتی تمسخرا" اڑاتی اوشن نیلی آنکھوں سے اسکے مقابل اندر آیا۔۔

"!!یہاں۔۔۔آہہ۔"

وہ خوفزدہ ہو کر جیسے پیچھے ہٹی بھیگے فرش پر پاؤں پھسلا، اور زوردار دھماکے سے کمر کے بل جا گرتی کہ اسکے پھسلنے سے پہلے ہی صمصام زیدی کا بھاری مضبوط ہاتھ اسکی پشت پر آیا۔۔ جہاں وہ لہرا کر چیختی اسکے شانوں کو تھام گئی تھی وہیں وہ مسکراتا اسکی آنکھوں میں دیکھ کر چہرے پر جھکا۔۔۔

"Remember me darling! I'm your Kingkong! No one can stop me from reaching you, Wherever you go, you will find one and only Samsam Zaidi"

وہ جتا کر مصنوعی شیر کی غراہٹ کے ساتھ اسکی گردن میں دانت گاڑھنے لگا۔۔ اور سرد لہجے میں بولا۔۔
"شٹ اپ!" ہوش میں آتی وہ چیخ کر کہتی اسکا مضبوط حصار توڑ کر پیچھے ہوئی اور اپنے وجود کے گرد لپٹے ہوئے تولیے کو سختی سے پکڑ گئی۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی یوں کسی عورت ذذ۔۔ذات کے۔۔بب۔۔باتھ "
روم میں گھسنے کی۔۔" اسنے ہکلاتے شرم دلانے کی کوشش کی جو کہ ضائع
گئی۔۔

مجھے کیوں لگتا ہے تم نے جان بوجھ کر ویڈیو کال پر ایسی حرکت کی ہے تاکہ "
میں وہاں ایک پل بھی گزار نا سکوں؟ تم اپنی ماں کو اکیلا چھوڑ کر وہاں آ نہیں
سکتی تھی اور میں تمہارے بغیر لمحہ تنہائی میں گزار نہیں سکتا
تھا۔۔۔" اسنے بھرپور معنی خیز نظر اسکے وجود پر ڈالی۔۔
عرشیہ کا چہرہ مارے شرمندگی کے لال پڑ گیا۔۔

تمہیں کیا میں خود کی طرح مینٹل لگتی ہوں جو ایسی بیوقوفوں والی "
حرکت کر کے اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماروں گی؟" وہ غصے بولی۔۔
اور وہاں سے جانے لگی تھی کہ ایکدم صام کا چوڑا بازو سامنے حائل ہو گیا۔ وہ
گڑبڑا کر پیچھے بھاگی۔۔ مگر شرمندہ ہو گئی تھی۔۔ وہ کچھ اور سمجھی تھی مگر
صام نے ہاتھ بڑھا کر شاور آن کیا تھا۔۔

تم یہ اس طرح باتھ لے رہے ہو پھر کپڑے کہاں سے لاؤ گے؟"
کیا اپنے کپڑے بھی ساتھ لائے ہو؟" اسنے حیرت سے اسکے
بھیگتے وجود کے ساتھ پینٹ کو دیکھا۔
اسکے جواب نا دینے، بس گھورنے پر وہ چڑ کر جانے لگی۔۔
اسکی انگلیاں کپکپا رہی تھیں۔۔ وہ پلکوں کی اوٹ سے اسے دیکھتے کھلے
دروازے کی طرف بڑھی ہی تھی کہ اچانک ہی ٹھاہ کے ساتھ اسکے
منہ پر دروازہ بند ہوا۔۔۔
عرشیہ ہڑبڑا گئی۔۔۔

مجھے پاگل بنا کر اب کہاں بھاگ رہی ہو۔۔؟" اسنے اسکی پشت پر"
جھک کر گھمبیر بھاری سرگوشی کی۔۔

عرشیہ کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔۔ "ممم۔ میں نے کیا کیا؟" وہ ہکلا
کر بولتی پلٹنے لگی تھی مگر صمصام نے اسکی کمر پر دونوں ہاتھ رکھ کر
اچانک اسے اپنی طرف کھینچا وہ لہرا کر اسکے بھیگے سینے سے
جا لگی۔۔

اسکی کمر جیسے اسکے سینے سے ٹکرائی وہ سانس لینا بھول گئی۔ شاور کا ٹھنڈا پانی ایک بار پھر منہ پر پڑتے اسنے گہرا سانس فضا میں خارج کیا۔۔

تم جانتی ہو!!" اسنے کہتے اسکی گردن سے چپکی بھیگی لٹوں کو انگلیوں پر سمیٹ کر اسکے دوسرے شانے پر رکھیں۔۔۔

وہ کانپنے لگی، جب اسکے بازوؤں سے اسکی بھیگی انگلیاں سرکتی ہوئیں اسکی گردن سے ہوتیں آگے آئیں عرشیہ نے آنکھیں میچ کر سانس روکتے اسکے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ دیئے۔۔

"مم۔۔ میں کچھ نہیں جانتی صام پل۔ پلیز۔۔۔"

صام نے مسکرا کر اسکی شفاف گردن کو دیکھا۔۔

سب کچھ تم نے ہی تو کیا ہے۔۔ پاگل جنونی عاشق۔۔ دیوانہ۔۔"

بدنام۔۔ چام۔۔۔ بتاؤ کیا صمصام زیدی کسی کیلئے بالکنی پھلانگ کر آیا ہے؟" اسنے جھک کر کان میں سرگوشی سے پوچھا

اسکی بھیگی مونچھوں کے کان کی لو سے مس ہوتے وہ سمٹ کر مسکرائی۔۔

کیا صمصام زیدی نے آج تک کسی سے فرمائش کی ہے؟" اسنے"
دوسرا سوال پوچھتے کان کی لو کو دانتوں سے کاٹا۔۔۔وہ اچھل پڑی۔۔
آہ۔۔صام!!" اسنے غصے سے ٹوکا۔۔مگر دوسرے لمحے دھیان بٹنے کا"
حساس ہوتے اسے اپنی روح فنا ہوتی محسوس ہوئی۔۔اسنے دروازے کی
طرف بھاگنا چاہا مگر اسنے اسکے ہاتھ دیوار سے لگا کر اسکی
پشت پر اپنا بھوج منتقل کرتے اسکی فرار کے تمام راستے ختم
کر دیے۔

تمہاری ہر انگڑائی، تمہاری ہر ادا، تمہاری ہر بات قاتل ہے۔۔"وہ اسکے"
مزید قریب ہوا۔۔عرشیہ نے کمر کے گرد رینگتی اسکی انگلیوں
پر ہاتھ رکھ کر روکا۔۔۔

کوئی انگڑائی پر تو فدا نہیں ہوتا۔۔"وہ گہرے سانس لیتی پلٹ کر"
اسکی گردن میں چہرہ چھپا گئی۔۔

لیکن تم جانتی ہو، میں ہوا ہوں۔۔تم جب انگڑائی لیتی ہو یوں محسوس"
ہوتا ہے ایک کلی نکھر کر گلاب کا روپ دھار رہی ہے۔۔۔

میرا دماغ میرے کنٹرول میں نہیں رہتا، میرے تمام ہوش وحواس تمہارے وجود میں کھو جاتے ہیں، میری طلب یکایک بڑھ جاتی ہے۔۔جیسے ایک خونی پیاسے کو خون کی طلب۔۔ اور تم جب اپنی سانسیں چھوڑتی ہو۔۔
مجھے لگتا ہے میری سانسوں کی طلب کرتی ہو۔۔۔"وہ اسکے کان میں بہکی بھاری آواز میں ٹھہرے لہجے میں کہہ رہا تھا۔۔اسنے اپنے دہکتے ہونٹ عرشیہ کی گردن پر رکھے۔۔

اسکی دھڑکن بند ہو گئی، اسنے سختی سے صمصام کی گردن میں اپنے ناخون چبھوئے۔اسکے ہونٹ سرکتے فاصلے سمیٹتے اسکے کان کی لو پر آئے۔۔ وہ کانپنے جھسلنے لگی، صمصام نے اپنا ایک بازو اسکی کمر میں حائل کرتے اسے سہارا دیا، اور دوسرے سے اسکے سنہری بھیگے بالوں کو ہاتھ پر لپیٹ کر اسکی گردن سے دور کرتے وہ شدت سے جا بجا اپنا لمس چھوڑنے لگا۔۔

اسکے گالوں سے فاصلہ طے کرتے صمصام نے اسکے ہونٹوں کے قریب اپنے دہکتے ہونٹ رکھے۔۔اسکی جھلساتی سانسوں کی طرح عرشیہ کو بوند بوند برستا پانی بھی کسی آگ سے کم نہیں لگ رہا تھا۔۔

کہہ دو تمہیں میری سانسوں کی طلب تھی۔۔"وہ آہستہ آہستہ" سانس لے رہی تھی۔۔صام نے سرگوشیانہ پوچھا عرشیہ نے بمشکل بھاری پلکیں اٹھا کر اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

نیلی سرخ ڈورے والی آنکھوں کی تاب لانا کسی موت کے امتحان سے کم نہیں تھا۔

"اسکے باوجود وہ اسے دیکھتی مسکرائی، اور اسکے گال پر ہاتھ پھیرا۔۔"نہیں۔۔ وہ جو اسکے مثبت جواب کے منتظر تھا اسکے دل جلانے والے انداز میں نا کہنے پر ایکدم غصے سے اسکے ہونٹوں کو جکڑ لیا۔۔

عرشیہ اس افتاد پر چیخ بھی نا پائی، اسکی سخت پکڑ میں اسکی آنکھیں پھیل گئیں۔۔

بہت مزہ آتا ہے تمہیں مجھے تنگ کرنے میں۔۔"اسنے لمحے" کیلئے چھوڑ کر اسکی آنکھوں میں دیکھا وہ سانس بھی ٹھیک سے نا لے پائی جب جھٹکے سے اسنے کمر سے تھام کر اوپر اٹھا لیا۔۔۔

جھاگ سے بھرے ٹب میں اسکی سانسوں کو قید کرتے
مزاحمت کرتے ہاتھوں کو جکڑ کر بیٹھا۔۔

بہت اچھا پلان ہے یہاں آنے کا۔۔"اسنے جھاگ سے بھرا ہاتھ"
اسکی گردن پر پھیرا، عرشیہ نے دہکتے چہرے سے اسے دیکھا اور
پھر دروازے کو۔۔۔

عشی!!"معاً باتھ روم کے دروازے کے قریب عائشہ بیگم کی آواز"
گونجی۔۔عرشیہ نے آنکھوں کی پتلیاں پھیلا کر صام کو دیکھا۔۔
ساسو مام کو سلام کر دوں؟"وہ آرام سے پڑا عرشیہ کے بالوں کی لٹ کو"
کھینچ کر اسے قریب کرتے سرگوشی میں استفسار کرنے لگا۔۔

بکواس بند کرو اصلی والی مام باہر کھڑی ہے۔۔"عرشیہ نے اسکے"
منہ پر سختی سے ہاتھ جماتے کہا۔۔
کیوں تمہاری نقلی ماں بھی ہے کیا۔۔"وہ اسکی بوکھلاہٹ میں کہی"
بات پر محظوظ ہوتے قہقہہ لگانے لگا تھا کہ وہ دونوں ہاتھوں سے سختی سے اسکا
منہ دبوچ کر دروازے کو دیکھنے لگی۔۔

عرشیہ تنگ کر دیا ہے تم۔۔ ابھی تک باتھ لے رہی ہو۔۔ بچی بن گئی ہو"
شادی کے بعد تم۔۔ چھوٹی چھوٹی بات تمہیں سمجھانی پڑتی ہے۔۔
جلدی باہر نکلو میں دودھ لائی ہوں اسے میرے سامنے ختم کرو۔۔"
عائشہ بیگم سخت غصے سے بولیں۔۔
عرشیہ نے بے بسی سے صام کو دیکھا جسنے بے باکی سے اسے آنکھ ماردی۔۔
وہ کانوں کی لو تک لال پڑ گئی مگر اسکی یہ حرکت اسے مسکرانے پر
مجبور کر گئی۔۔

کتنے کمینے ہو تم چام۔۔"وہ مسکراہٹ ضبط کیے بڑبڑائی۔۔"
جب صام نے غصے سے اسے دیکھتے ایکدم اسکی ہتھیلی پر دانت گاڑھ
دیئے۔۔
افف۔۔۔بے حس انسان۔۔"اسکی کراہ نکلی۔۔"
صام نے اسکی کمر پر دباؤ دیتے جھٹکے سے اسے خود پر گرالیا۔۔
دیکھو کتنا خیال ہے ساس مام کو ہمارا!!دودھ لیکر آئی ہے۔۔"وہ اسکے"
کان کے قریب معنی خیزی سے بولا۔۔ عرشیہ نے مسکراہٹ
چھپاتے اسکے شانوں پر مکے مارے۔۔

میری ماں کو نہیں معلوم اسکا پرفیکٹ کمینہ داماد بالکنی سے گھس آیا"
ہے۔۔"وہ شرارت سے کان میں سرگوشی میں بولتی اپنی ماں کی
طرف متوجہ ہوئی۔۔۔
جی مام میں آرہی ہوں۔۔"ایک جتاتی مسکراہٹ اس پر ڈال کر وہ"
اٹھنے لگی مگر صام نے دوسرا بازو بھی اس کی کمر کے گرد لپیٹ لیا
اور اسے مزید قریب تر کر دیا کہ عرشیہ کی حیا سے پلکیں جھک
گئیں۔۔۔

بولو انہیں کہ رکھ دیں۔۔"وہ اسکے کان میں حکم دیتا بولا۔۔"
اور میں یہ نہیں کہوں گی۔۔"وہ کسمسانے لگی"
ٹھیک ہے تم نا کہو میں ہی کہہ دیتا ہوں۔۔"اسنے کہہ کر منہ"
اٹھایا ہی تھا کہ عرشیہ کے ہوش اڑ گئے۔۔اسنے بوکھلا کر صام کے
ہونٹوں پر ہاتھ رکھا۔۔

مام آپ رکھ دیں میں آتی ہوں۔۔"وہ دھک دھک کرتے دل سے بمشکل"
بول پائی۔۔اسنے اپنی ہتھیلی تلے اسکے لبوں کی مسکراہٹ محسوس کی۔۔اور
خفا ہو کر نظریں پھیر دیں۔۔

مجھے پتا تھا تم ساری رات ڈبکیاں لگاتی رہو گی۔۔رکھ کر جا رہی ہوں پی"
لینا یاد سے۔۔"وہ غصے سے ٹیبل پر دودھ رکھ کر دروازہ بند کرتیں چلی
گئیں۔۔

صمصام کا کوٹ اور بیلٹ شوز صوفے پر ہی رکھے تھے مگر انکی نظریں اس
پر نہیں گئیں تھیں کیونکہ انہوں نے دوائی لی ہوئی تھی اور دوائی لینے کے بعد وہ
فوراً سے سو جاتی تھیں۔۔

تمہیں ایک سرپرائز کی بات بتاؤں۔۔"صمام نے اسکے ہونٹوں پر"
انگلی پھیرتے کہا۔۔

کیا؟؟"وہ گھور کر بولی جس پر وہ خوبصورتی سے ہنسا۔۔"

"!تمہاری مام ابھی یہاں آئی تھی رائیٹ"

ہاں تو؟"اسنے کڑی نظروں سے دیکھا کہ اب کونا دھماکہ کرنے والا"
ہے۔۔

تو یہ کہ میرا شوز، شرٹ کوٹ، بیلٹ موبائل سب کچھ"
تمہارے روم میں صوفے پر پڑے ہیں۔۔کیا ایسا ممکن ہے تمہاری ماں
نے نا دیکھیں ہوں۔۔

کہیں اسلئے تو جلدی نہیں چلی گئیں ڈارلنگ ؟" وہ انجان بن کر پوچھ رہا تھا عرشیہ کا پورا وجود ہی سن سر د پڑ گیا۔۔

کیاااا؟؟؟" وہ اچانک صدمے کی قوت سے چیخی۔۔"
ہاہاہاہا۔۔"صام قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔"بالکل!" اسنے مسرور ہو کر کہا"
تم میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہو صام!!" وہ اچانک روتی اسے"
ہاتھوں سے مارنے لگی۔۔
صمصام نے جھٹکے سے اسکے دونوں کلائیاں پکڑ کر پشت سے لگائیں۔۔
کتنے کمینے گھٹیا ترین انسان ہو۔۔ تمہیں پتا ہے ابھی ہماری رخصتی نہیں"
ہوئی۔۔ایک تو زبردستی کر کے پہلے اپنی منمانی کی۔۔دوسرا اب مام کو بھی
بتا دیا وہ کیا سمجھیں گی میرے بارے میں۔۔"وہ روتی شکوہ کن
نظروں سے دیکھتی بولی۔۔

منمانی نہیں کی۔اپنا حق وصولا ہے مائنڈ اٹ!" وہ اچانک ناگواریت"
سے باور کرواتا بولا۔۔

شٹ اپ تمہارے حق کی ایسی کی تیسی۔۔ میں تمہارا خون کر دوں گی"
آج۔۔"وہ اسکا منہ نوچنے کیلئے مچلنے لگی مگر صمصام نے اسے اپنے سینے
پر گراتے سیدھے ہو کر اچانک اسکے چہرے پر جھکا۔۔
وہ ایکدم ساکت ہو گئی اسکی نرم گرفت میں اپنے ہونٹوں کو قید پا کر۔۔
عرشیہ نے آنکھیں شرم سے میچ لیں جب اسنے اسے قریب
کرتے اسکے ہونٹوں کی نرمی کو محسوس کرنا شروع کر دیا۔۔ اسکا ایک ہاتھ
اسے خود میں بھینچتا جا رہا تھا جبکہ دوسرے ہاتھ کی انگلیاں اسکے
بالوں کو سہلا رہی تھیں۔۔

اسنے اسکی کلائیاں چھوڑ کر اسکی کمر کو ہاتھوں سے تھاما اور اٹھا کر اپنے
قریب کیا۔۔
اسکی جارتیں انتہائی حد تک بڑھ جاتیں جب وہ جھٹکے سے پیچھے
ہوئی، اور اپنا بکھرا الجھا ہوا تنفس بحال کیے بغیر لڑکھڑاتی اٹھی۔۔

ooooo

وہ شاور کے نیچے کھڑی ہوئی، اپنے بازوؤں سے جھاگ کو صاف کرنے لگی۔۔ جب وہ اسکے پیچھے آیا اور اسکی دودھیا بازو پر اپنی انگلیاں پھیرنے لگا۔۔

عرشیہ نے سر اٹھا کر چہرہ شاور کے سامنے کیا۔۔ کہ جھٹکے سے صمام نے اسے اٹھا کر کندھے پر ڈالا۔۔
وہ اسے لیکر روم میں آیا۔۔ وہی معنی خیز اندھیرا پھیلا ہوا تھا، اسنے لاکر عرشیہ کو بیڈ پر ڈالا۔۔ وہ جھجھکتی جہازی سائیز بیڈ پر پاؤں کی مدد سے اوپر کھسک گئی۔۔

لبوں سے دودھ کا گلاس لگاتے صمصام نے گلابی تولیے میں لپٹے اسکے گلابی وجود کو دیکھا۔۔
اسکی گلابی پنڈلیوں سے نظریں پھسلتی اوپر کا سفر کرتی اسکی جھکی پلکوں اٹھتی گرتی سانسوں پر آئیں۔۔

صمام نے جو ملجگا سا اندھیرا تھا، اسے بھی تاریک اندھیرے میں بدلتے عرشیہ کیلئے مشکل مزید بڑھا دی۔۔

وہ خود پر سایہ محسوس کرتی چہرہ کا رخ موڑ گئی۔۔

صمصام نے ہاتھ میں موجود چاول کی منی سائیز چپ کو دیکھتے اسکے دل کے مقام کو انگلیوں کی پوروں سے تلاشا۔۔وہ اپنا خشک ہوا حلق تر کرنے لگی آہستہ سے بلینکٹ کو مٹھی میں پکڑا جب اچانک کچھ سوئی جیسا چبھتا احساس اسے اپنی دھڑکنوں کے قریب محسوس ہوا آہہہ۔۔"وہ درد کی شدت سے چیخ کر مچلتی کہ صام نے فوراً اسکی" پیشانی پر ہونٹ رکھتے اسکا گال سہلایا۔۔

کیا کیا تھا؟"وہ غصے سے چیخی۔۔"
کچھ نہیں۔۔"صام نے گھمبیر لہجے میں اسکی ناک کو ہونٹوں سے" چھوا۔۔
تم ہر وقت صرف تکلیف اذیت جبر امتحان ہتھیلی پر لیکر چلتے" ہو میرے لیے۔۔جانے کیا لگا دیا مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔۔"وہ روتی بولی۔۔

غلط! میں ہر وقت تمہارے لیے جنون کی برسات رکھتا ہوں،"
تمہیں ہر پہر سانسوں سے قریب پانا چاہتا ہوں، تمہاری رگ
وپے میں لہو بن کر سما جانا چاہتا ہوں۔۔
میں اس قدر جنون رکھتا ہوں تمہیں لیکر کبھی کبھی مجھے خود پر شک
ہوتا ہے کہ کہیں میں پاگل تو نہیں۔۔"اسنے سرد لہجے میں ٹوکتے اپنی
جنون خیزی باور کروائی۔۔

"اتنی محبت ہے پھر تکلیف کیسے دیتے ہو صام؟"
محبت!"وہ مسکرایا۔۔"محبت ہی تو نہیں تم سے۔۔"اسکے"
تمسخرانہ اڑاتی آواز پر وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔۔

تمہیں محبت نہیں مجھ سے؟"وہ ششدر سی بولی۔۔"
نہیں۔۔"وہ بغیر توقف کے بولا۔۔وہ ساکت غیر یقینی سے بغیر"
پلکیں جھپکائے اسے دیکھنے لگی۔۔
اسکا دل جیسے ڈوبنے لگا۔۔"کک۔۔"اسنے حلق سے کچھ ادا نا ہو سکا۔۔
صام نے جھک کر اسکے نچلے لرزتے ہونٹ کو چھوا۔۔"جنون ہو تم میرا
عرشیہ خان!ایسا جنون جسکا کوئی دائرہ کوئی حدود نہیں۔۔

مجھے نہیں لگتا تھا میرے جیسے بندے کو محبت ہو گی۔۔ پر مجھے جنون کی بیماری نے جکڑ لیا۔۔

تم جب نظریں اٹھا کر کسی کی طرف دیکھتی ہو میرا دل چاہتا ہو اس وجود کو ختم کر دوں اور اسکی جگہ خود کھڑا ہو جاؤں۔۔۔

تم اگر میری پہنچ سے دور ہوتی تو اب تک میں دنیا تباہ کر چکا ہوتا۔۔

شاید میں سچ میں سائیکو ہوں۔۔

مجھے اب محسوس ہوتا ہے میں سائیکو ہو گیا ہوں۔۔۔ مجھے تمہاری طلب لمحہ بہ لمحہ ستاتی ہے۔۔

مجھے جانے کیوں نہیں پسند تم کسی اور کیلئے تڑپو۔۔۔

مجھے یہ بھی نہیں پسند تم کسی کی فکر کرو۔۔۔

مجھے یہ بھی نہیں پسند تم مجھ سے دور جانے کا سوچو۔۔۔ اگر تم دور ہونے کا سوچتی ہو تو میرا دل چاہتا ہے تمہیں۔۔۔ قید کر لوں۔۔۔" وہ اسکے کان میں جھکا جنونی حالت میں سرگوشیانہ کہہ رہا تھا۔۔۔

عرشیہ نے اپنے ہونٹ اسکی گردن پر رکھے۔۔

اور میرا دل چاہتا ہے صام میں تمہاری واحد نظروں کا"
مرکز بن جاؤں۔۔ تم مجھے سراہتے نہیں چاہتے نہیں، صرف اپنی
کرتے ہو۔۔ لیکن اسکے بعد بھی میرا یہ دل تمہارا دیوانہ ہے۔۔

مجھے نہیں لگتا کوئی لڑکی اس قدر ٹوٹ کر کسی سے محبت کرتی ہو گی جتنا
میں تم سے کرتی ہوں۔۔ تمہارے زخموں تکلیفوں کے بعد بھی۔۔" وہ اسکے
بھورے بالوں میں انگلیاں چلاتی اسکی ناک سے ناک ملائے بول رہی
تھی اور وہ مسرور سا مسکراتا سن رہا تھا۔۔
اور؟" اسنے بھاری آواز میں پوچھا۔۔"
مجھے لگتا ہے ہمیں ایسے ہی بنایا گیا ہے۔۔ جنون تمہارا اور الفت"
میری۔۔ اور جہاں بات سائیکو کی ہے۔۔ تو مجھے تم بچپن سے ہی
سائیکو لگتے تھے۔۔
تم مجھ سے بات بھی نہیں کرتے تھے، اور تم چاہتے تھے میں کسی سے بات
بھی نا کروں۔۔" وہ ہنس کر بولی صام مسکرایا۔۔ اور محبت سے اسکے ہونٹوں کو
چھوا۔۔

ہاں مجھے نہیں تھا پسند۔۔اور مجھے یہ بھی نہیں تھا پسند مجھے "
تمہارے علاوہ کوئی لڑکی دیکھے۔۔اور تمہیں میرے علاوہ کوئی دیکھے۔۔"
اسنے کہہ کر اسکی سانسوں میں اپنی دہکتی آگ کی مانند سانسوں
کو الجھایا اور اسکے ہونٹوں پر اپنے لب ثبت کر دیئے۔۔

اسنے حیا لبریز پلکوں کو گرا کر اسکی گردن میں بازوؤں حائل کیے۔۔
صام نے آہستہ سے دونوں پر بلینکٹ کو کھینچ لیا۔۔
وہ کروٹ بدل کر چہرہ تکیے میں چھپا گئی۔۔
صمصام نے مسکراتے اسکے کندھے پر اپنے ہونٹ رکھے۔۔اسکی
انگلیوں نے گردن سے بل کھاتی کمر کا سفر کرتے سیاہ چمکتے تل کو چھوا۔۔
اور وہاں سے سرکتی آگے آئیں۔۔
عرشیہ نے چہرہ ہاتھوں میں چھپایا جب صمصام نے اپنے ہونٹ
اس تل پر رکھے۔وہ سختی سے تکیے کو دبوچ گئی جب وہ اسکے پور پور پر اپنے ہونٹوں
کے لمس کی برسات کرتا اسکی گردن میں جھک گیا۔۔
صمصام!!"اسنے اسکی شدتوں پر احتجاج کرنا چاہا مگر صمصام نے "
اسکے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا۔۔

ہم جنونِ الفت ہیں عرشیہ خان۔۔ ایک تم ایک میں۔۔ دو وجود" رکھنے والوں کو ایک روح ہونے دو جانِ صمصام۔۔

اور یاد رکھنا کل کی صبح ہوتے ہی جو چیز مجھ سے چھپائی ہے اسے اٹھا کر واپس فارس خان کے چہرے پر مارنا۔۔۔

ورنہ میں بھول جاؤں گا تم اس سائیکو کی جان ہو۔۔" اسکی کلائیاں پکڑ کر تکیے سے لگاتے اسنے اسکے چہرے پر سرد سرگوشی کی۔۔

جسے سن کر عرشیہ کے ہوش اڑے تھے مزید اسکے بے رحم سی جارت پر وہ مچلی تھی جب اسنے اسکے ہونٹوں پر گرفت جمائی اور اپنا بھوج اسکے نازک وجود پر منتقل کرتے وہ اس پر گھنے سائے کی طرح جھکا اپنی تمام ترشدتوں سے اس پر قابض ہو گیا۔۔

وہ اسکی غصے سے سہمتی سرگوشیوں پر بوکھلا گئی۔۔

وہ واقعی اسے کوئی سائیکو لگ رہا تھا جسے اچانک اسکی غلطی پر جی بھر کر غصہ آیا تھا۔۔

اور اب وہ اس سے رحم کی ذرا سی بھی التجا نہیں کر سکتی تھی۔۔ لیکن یہ اچھی طرح سمجھ گئی تھی کہ وہ جہاں بھی جائے مگر رہے گی اسکی نیلی آنکھوں کے حصار میں ہی۔۔

اسنے اسکی دھڑکنوں پر شدت بھرا بوسہ دیتے اسکے دودھیا سراپے پر اپنی شدتوں کے سرخ نشان جابجا چھوڑ دیے۔۔

صام!" وہ تڑپ اٹھی اسکی شدتوں پر۔۔"
اسنے گال پر ہاتھ رکھتے اسکا چہرہ اپنے قریب کیا۔۔
ریمیمبر ڈارلنگ! آج کے بعد تم نے اسکی طرف دیکھا بھی تو مجھ سے "
برا تمہیں اس پورے جہاں میں نہیں ملے گا۔۔ پھر نا تمہیں اس جہاں میں فارس خان ملے گا نا ہی اس دنیا میں تم کسی سے مل پاؤ سواء صمصام زیدی کے۔۔
اگر اس سے میں تمہیں سائیکو لگتا ہوں۔۔ تو ہاں ہوں میں سائیکو صرف تمہارے لیے۔۔ اور میری سائیکی کو آزمانا نہیں "ڈارلنگ۔۔

وہ خاموش پڑی تھی البتہ اپنا غصہ اسکی پشت پر خراشیں ڈال کر بھرپور طریقے سے نکال رہی تھی۔۔
جب آنکھوں میں نمی آئی تو اسنے شدت سے روتے اسکے سینے پر دانت گاڑھ دیے۔۔

صمصام نے مبہم سا مسکراتے اسکی پشت سہلائی۔۔

صام نے جھٹکے سے اسے گھمایا اور اسکی پشت کو کھینچ کر سینے سے لگا دیا۔۔

وہ پھڑپھڑانے لگی جب اسنے اپنی ٹانگوں کا بھوج بھی اسکی ٹانگوں پر منتقل کر دیا۔۔

"شش میری بلی! اب حرکت تو تمہارے لیے بہت بری ثابت ہو گی۔۔" وہ اسکی گردن سے خوشبو کو سینے میں اتارتے بھاری سرگوشی میں بولا۔۔

وہ ساکت خاموش بت بن کر پڑی تھی۔۔ اسنے اپنا چہرہ کشن میں چھپا لیا۔۔ اسکے پاس آنے سے اسکی دھڑکنیں پھر سست ہونے لگی تھی۔۔

اسکی قربت کسی ڈرگز کے نشے سے کم نہیں تھی۔۔

اور دونوں ہی اس نشے میں چور تھے۔۔

oooooo

ماضی۔۔۔

وہ تکیے میں منہ چھپائے رو رہی تھی، اسکے پاس بیڈ پر خراٹے بھرتی اسکی چچی رباب سو رہی تھی۔ رات کا جانے کون سا پہر تھا، اسکی نیلی آنکھیں آنسوں سے بھیگی ہوئی تھیں۔۔

اسکے پاس اسکا ڈیڈ نہیں تھا، مام نہیں تھیں، بڑا بھائی نہیں تھا اور اتنے دن سے اسکا دل بھی اس سے ملنے نہیں آیا تھا۔ اسنے کھانا نہیں کھایا تھا ضد میں، اور روم میں رباب چچی نے غصے سے اسے تھپڑ مارے تھے۔۔

صارم تو قیع کو اپنے ساتھ سلانا چاہتا تھا مگر رباب چچی نے سختی سے منع کرتے اپنے ساتھ اسے سلایا۔۔ کیونکہ صورتحال ایسی تھیں اسے آغا جان کے سامنے خود کو اچھا بھی تو ثابت کرنا تھا کہ صائم اسے نا پسند کرتا ہے مگر اسکی اس حالت میں اسنے کس طرح اسکے بچے سنبھالے تھے۔۔

مگر اب رات کے پہر وہ اس طرح غشی طارے سوئی ہوئی تھیں کی بھوک سے اپنی ماں کیلئے روتی تو قیع کا اسے ذرا برابر بھی احساس نہیں تھا۔

اندھیرے میں پڑی، بھونک سے تڑپتی اسنے ابھی کروٹ بدلی تھی تبھی آہستہ سے کسی نے دروازہ کھولا۔۔

توقیع نے ایکدم ڈر کر اپنے چہرے پر ہاتھ رکھ دیئے۔ کوئی دبے پاؤں چلتا ہوا اسکے پاس آیا۔۔ توقیع سسک کر رباب چچی میں چھپنے لگی تھی کہ اس سے پہلے ہی دلاور نے جھک کر اسکے منہ پر ہاتھ رکھا۔۔

توقیع نے مانوس خوشبو پر آنکھیں پھیلائیں، منہ پر سیاہ ماسک چڑھائے رات کے اس اندھیرے میں اسکے ہونٹوں پر ہاتھ رکھے اس پر جھکا کوئی اور نہیں بلکہ وہ بھورے بالوں والا اسکا دل ہی تھا۔۔

دد۔۔دل" توقیع کے لب کپکپائے۔۔"

رباب چچی نے کروٹ بدلی۔۔

سو جاؤ توقیع اب اگر تمہاری آواز آئی تو بری طرح پیٹوں گی۔۔""

رباب چچی نے موندیں آنکھوں سے غصے میں کہتے اسے تھپکنے لگی۔۔

کہ دلاور کو اس طرح اپنی کیٹی سے اس موٹی کے پیش آنے پر شدید غصہ آیا اور جھٹکے سے اسنے توقیع سے اسکے ہاتھ کو پیچھے جھٹک دیا۔۔

وہ غصے سے نیند میں ہی بڑبڑاتیں توقیع کو کوستی دوسری طرف کروٹ بدل کر سو گئیں۔۔ توقیع نے حیرت سے دلاور کو دیکھا۔۔

اور دلاور نے اسکی نیلی چمکتی آنکھوں کی نمی کو ہونٹوں سے چھوا۔۔

دل۔۔۔مام ڈیڈ۔۔"وہ روتی بولی مگر دلاور نے ہونٹوں ہر انگلی رکھ دی۔۔"

شش"وہ اسے خاموش کرواتا آہستہ سے جھک کر اسکے وجود کو بانہوں"

میں بھر کر کندھے پر ڈالتا۔۔بیڈ سے دبے قدموں سے پیچھے ہوا۔۔

توقیع کی آنکھیں پھیل گئیں۔۔۔وہ جب اسے کندھے پر اٹھائے

آہستہ آہستہ قدم لیکر روم سے باہر نکلا،اور واپس دروازہ بند کر دیا۔

دل۔۔"وہ خوفزدہ ہو گئی جب وہ اسے اٹھائے سیڑھیاں اترتا کچن میں"

آیا،اور آہستہ سے کچن کا میں داخل ہوتے بلب آن کیا۔ساتھ ہی کچن کا

دروازہ بند کر دیا۔۔

اسنے توقیع کو کاؤنٹر پر بٹھایا،اور اپنے چہرے سے سیاہ ماسک اتار

کر گہرا سانس لیا۔۔

وہ پٹر پٹر آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

چھوٹے(صارم)نے بتایا تم نے کھانا نہیں کھایا۔۔"اسنے توقیع کو"

دیکھا

توقیع کو اپنی بھوک کا احساس ہوا۔۔اور مسلسل دلاور کی غیر موجودگی یاد

آتے ہی وہ سخت ناراضگی سے منہ پھیر گئی۔۔

توقیع۔۔"دلاور نے بے بسی سے اسکی ٹھوڑی کو چھوا۔۔"

ہاتھ مت لگاؤ مجھے میں ناراض ہوں۔۔"وہ غصے سے بولی۔۔"

ہے!تیز آواز مت کرو پکڑے جائیں گے۔۔"اسنے گڑبڑا کر کہا۔۔"
میں کروں گی۔۔ میں سب کو بتاؤں گی چچی کو بھی بھلے وہ تمہیں بھی"
مارے۔۔ڈیڈ مام بھائی سب مجھے چھوڑ گئے تم بھی نہیں آئے میں یہاں
اکیلی اکیلی چچی مجھے ڈراتی مارتی ہیں۔۔۔"وہ شکوہ کن نظروں سے دلاور کو
دیکھی چھوٹے ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رو پڑی۔۔
دلاور نے اسے روتے ہوئے دیکھا۔۔وہ اسکی آنکھوں میں ایک آنسوں کی
برداشت نہیں کر سکتا تھا مگر اس وقت خود بھی بری طرح سے
ٹوٹ چکا تھا۔
توقیع!"دلاور نے اسکا چہرہ تھامنا چاہا مگر وہ گھورتی اسکے ہاتھ"
جھٹک گئی۔۔"میں ناراض ہوں۔۔"اسنے غصے سے جتایا۔۔

چلو بابا مانتا ہوں تم ناراض ہو۔۔۔مگر مجھ سے بات تو کرو میں بہت"
تھک چکا ہوں سوچوں سے۔۔ میں تم سے بات کرنے آیا ہوں۔۔مجھے سکون
چاہیے توقیع۔۔۔
مجھے میرے ذہن اور دل سے چھٹکارا چاہیے۔۔۔"وہ اسکے چھوٹے سے ہاتھ پکڑ
کر منت بھرے لہجے میں بولا۔۔

دل!!" توقیع فوراً سے اپنی ناراضگی بھول کر اسکے چہرے پر ہاتھ رکھ گئی۔۔"
کیا ہوا؟ ایسی باتیں کیوں کر رہے ہیں۔۔" وہ بھرائی آواز میں گویا ہوئی۔"
سبق بہت مشکل ہے۔۔" وہ ہنس کر بولا۔۔"
اسکول کا؟" توقیع نے حیرت سے پوچھا۔۔"
نہیں بنا کتاب کے سبق دینے والی زندگی کا۔۔" اسنے تھک کر کہا۔۔"

اللہ ناراض ہوتا ایسی باتوں سے۔۔ دل اور دماغ اللہ کی نعمتیں ہیں۔۔ یہ"
انسان کا ساتھ چھوڑ جائے تو انسان معذور محتاج ہو جاتا ہے۔۔
اور مام کہتی ہیں اس دنیا میں محتاج انسان مصیبت کہلاتا ہے
دوسرے انسان اسے بھوج کہتے ہیں۔۔ ہمیشہ دعا کرنی چاہیے یا اللہ
ہمیں اپنے سواء کسی محتاج نا بنائیں، اور میں نہیں چاہتی کوئی تمہیں بھوج
کہے۔ تم تو دل ہو۔۔" اسکی پیاری باتیں سن کر دلاور نے نم آنکھوں سے ایکدم
اسے سینے میں بھینچ لیا۔۔

توقیع۔۔" اسنے سرگوشی میں پکارا۔۔"
جی۔۔" وہ خاموشی سے اسکی دھڑکنوں کی دھک دھک سنتی رہی وہ"
یونہی سرگوشیانہ باتیں کرتا تھا۔۔

اسکی سرگوشیاں توقیع کو بہت پسند تھیں۔۔

توقیع! میں نے سوچا تھا میں تمہیں پیار کرنا سکھاؤں گا۔۔"

تمہیں الفت کے الف سے لیکر عشق کا قاف پڑھاؤں گا۔۔ تمہیں

انگلی سے تھام کر وادی عشق میں لے جاؤں گا۔۔۔

مگر توقیع مجھے لگتا ہے اس سے پہلے ہی برا سایہ آگیا ہے ہم

پر۔۔ جسنے میرے دل کے جگنو کو نوچ کر، ہر سو ویرانی برپا کر دی ہے۔۔" توقیع

اسے دیکھنے لگی۔۔

دلاور نے اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھا اور جھک کر اسکی آنکھوں پر دوسہ

دیا۔۔

مجھے کبھی برا مت سمجھنا میرا پہلا اور عشق آخری ہو تم۔۔" وہ انگلی سے"

اسکی ناک چھو کر بولا۔۔ اسکے چہرے کو حفظ کرنے کو دل چاہا رہا تھا۔۔

تم کیوں ایسی باتیں کر رہے دل! میں پھر سے ناراض ہو جاؤں گی۔۔" توقیع"

دکھ سے بولی۔۔

اور میں بہت برا لڑکا ہوں۔۔ روٹھے ہوئے لوگوں کو منانا نہیں جانتا۔۔"

اور مجھے کوئی منا نہیں پاتا۔۔" وہ اس سے دور ہو کر اسکیلئے میکرونی بنانے

لگا۔۔

جہاں تک تمہاری چچی کی بات ہے۔۔اگر وہ تمہاری چچی نا ہوتی تو میں" اب تک اسکے ہاتھ پاؤں توڑ چکا ہوتا۔۔" وہ میکرونی کا پیکٹ باؤل میں ڈالتا ضبط سے بولا۔۔

توقیع اسے دیکھنے لگی۔۔وہ اس سے کہنا چاہتی تھی کہ محبت ہو یا عشق، اپنی سلطنت خود بناتے ہیں، حکومت خود ہی کرتے ہیں۔۔
کوئی زبردستی انہیں نہیں کروا سکتا۔۔
اگر محبت کروائی جاتی تو اب تک کتنے لوگ کر چکے ہوتے، محبت طلب تھوڑی ہے کہ ہمیں چاہیں تو ہو۔۔
محبت تو پاکیزہ احساس ہے۔۔جو اپنے محرم سے خود ہی ہو جاتی ہے۔۔اور اسکا تو محرم ہی وہی تھا اسکا نصیب ہی وہی۔۔
وہ تقویٰ زیدی کی شہزادی تھی، عشق ہو یا الفت۔۔اپنے محرم کے علاوہ کس سے کر سکتی تھی بھلا۔۔
وہ محبتوں میں پلی بڑی ہوئی، صائم زیدی کی آنکھوں کا نور، تقویٰ زیدی کی آنکھوں کا سکون، دلاور خان کی عزت، اور دانیال خان کی فرمانبردار بیٹی۔۔

اسنے بچپن سے محرم بھی ایسا پایا کہ وہ اس پر جان دیتا تھا، اس وقت چھپکے سے آکر اسکیلئے میکرونی بنا رہا تھا۔۔

اسے احساس ہوا تھا کہ وہ اللہ کی کتنی لاڈلی تھی، جسے بچپن سے اتنا چاہنے والا محرم سونپ کر اسے دنیا کی سرد و گرم ہواؤں سے بچا لیا تھا۔۔
وہ میکرونی لیکر اسکے پاس آیا، اور توقیع کو اٹھا کر ٹیبل پر بیٹھا، اور خود اسکے سامنے چیئر پر بیٹھ کر میکرونی کے باؤل سے چمچہ بھر کر پھونک پھونک کر اسے کھلانے لگا۔۔

کھانا کھا لیا کرو! ابھی چھوٹے ہیں تو کوئی ہم پر زیادہ توجہ نہیں دے رہا۔۔" مگر جب تھوڑے بڑے ہوں گے تو سب کڑی نظروں میں رکھیں گے۔۔
اور تمہاری یہ ذرا ذرا سی بات پر روٹھنے والی عادت بہت بری ہے۔۔۔" وہ منہ بنا کر بولا۔۔ توقیع نے ناک سکیڑ لیا۔۔

بہت تیکھی ہے۔۔" وہ سوں کرتی اسکی بات نظر انداز کر کے بولی۔۔"

دلاور نے جلدی سے پانی کا گلاس بھرا اور اسکے پاس آیا۔۔
تب تک وہ باؤل سے چمچ بھر کر اسکے طرف بڑھا چکی تھی۔۔

دلاور نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا۔۔
تم نے بھی کھانا نہیں کھایا نا۔۔" وہ اسے دیکھ کر بولی۔۔ وہ دھیرے سے "
مسکرایا۔۔ بغیر کچھ کہے بھی وہ سمجھ جاتی تھی۔۔
پانی کا بھرا ہوا گلاس اسکے پاس رکھ کر وہ دوسرا چمچہ اٹھالایا۔۔
اب وہ اسکے سامنے کھڑا تھا، توقع اسکی طرف چمچہ
بڑھاتی جسے منہ کھول کر دلاور کھالیتا، اور دلاور اسکی طرف بڑھاتا تو
وہ بھی مسکراتی کھالیتی۔۔
دلاور نے محبت سے اسکا گال سہلایا۔۔
اسنے آنکھیں موند کر سکون اتارا۔۔" مجھے ڈیڈ مام کے پاس جانا ہے
دل۔۔" وہ روتی بولی۔۔
وہ آجائیں گے ڈیوٹی پر گئے ہیں دلِ جاناں۔۔" انہوں نے باؤل خالی کیا اور "
دلاور نے اسے واش کر کے واپس سابقہ جگہ رکھ دیا۔۔
وہ اسے اٹھا کر کچن سے دبے پاؤں نکلا، اور لائیٹ آف کیے کچن کا ڈور بند کر کے
سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔۔

وہ اسے چچی رباب کے پاس لے جانے کے بجائے، توقیع کے اپنے روم میں لایا۔۔اور پلٹ کر دروازہ بند کرتے، اس شہزادی کے شاہانہ گلابی پردوں سے سجے بیڈ کو دیکھا اور اسکی طرف بڑھا۔۔ اسنے آہستگی سے جھک کر توقیع کو بیڈ پر ڈالا، اور ساتھ خود بھی بیٹھ گیا۔۔

گھر کب آئیں گے؟" توقیع نے اسکی ہتھائی پر سر رکھتے کہا۔۔"

جلد آجائیں گے۔۔وہاں انکل ایک تکلیف میں ہیں بابا اماں انکا علاج" کر رہے ہیں۔۔کیا تم نہیں چاہتی انکل کی تکلیف ختم ہو جائے؟" دلاور نے اسکے بالوں میں انگلیاں چلانا شروع کر دیں۔۔

میں دعا کروں گی اللہ سے انکل کی تکلیف ختم ہو جائے۔۔اللہ" کہتے ہیں اپنی کی تکلیف ہو یا تمہاری۔۔جب تم تکلءف میں اللہ کو یاد کرو گے تو اللہ ہماری ساری تکلیف ختم کر دے گا۔۔" وہ اپنی سمجھ بھوج کر حاب سے بولی دلاور کے لبوں پر گہری مسکراہٹ آگئی۔۔

دلاور نے کھانا کھلا کر اسے سکون سے سلا دیا تھا، جب صارم نے اسے بتایا تھا کہ رباب چچی نا اسے توقیع پاس جانے دے رہی نا ہی توقیع

مام ڈیڈ بھائی کی غیر موجودگی کی وجہ سے کھانا کھا رہی۔۔وہ بے چین ہو کر اٹھا تھا۔۔رات ہوتے ہی وہ اٹھ کر یہاں آ گیا۔۔

اور جب توقیع کے روم میں دیکھا تو وہاں وہ نہیں تھی، جب رباب چچی کے روم میں آیا تو وہ واقعی رات کے اس پہر رو رہی تھی۔۔

اور اس وقت وہ اسکی گود میں سر رکھے نیند کی وادیوں میں اتر گئی تھی۔۔وہ موم سی گڑیا تھی، جسے شہزادیوں کی طرح ایک محل میں پالا گیا تھا۔۔

دلاور کو یقین تھا، بلکہ سب جانتے تھے اسے کبھی کسی نے تیز آنکھ سے بھی نہیں جھڑکا۔۔حویلی سے ہر ماہ اسکیلئے گاڑیاں بھر کر کپڑے سامان کھیلونے لائے جاتے تھے۔۔

اور سب بچوں میں بانٹ کر، اسکے سر کا صدقہ ضرور نکالا جاتا۔۔

رباب چچی کا زور تھا کہ جیسے تیسے دلاور توقیع کا نکاح ختم ہو اور زیاف توقیع کا نکاح کیا جائے۔۔

وہ توقیع کو دیکھنے لگا۔ آغا جان نے بھی فیصلہ سنایا تھا، کہ اگر توقیع کو بڑی ہو کر اس نکاح پر اعتراض ہوا تو یہ نکاح ختم کر دیا جائے گا۔۔

اور زیاف زیدی سے اسکا نکاح کروایا جائے گا۔
لیکن دلاور ایسا ہر گز نہیں ہونے دے گا۔ اسنے سوچ لیا تھا کہ نویرہ کو ایک سائیڈ لگا کر تو قسیع پر باور کروادے گا کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے اور اسے بھی ہر حال میں دلاور خان سے ہی محبت کرنی ہو گی۔۔
اگر اسنے کسی اور کی طرف دیکھا تو وہ سب کو تہس نہس کر دے گا جو انکے بیچ آیا۔۔
وہ اٹھ کر جانے لگا، تبھی احساس ہوا وہ اسکے ہاتھ کو سختی سے پکڑ کر سوئی ہوئی تھی۔۔ دلاور نے کوشش کی ہاتھ کو نکالنے کی مگر وہ نہیں نکال پایا۔۔
اور خاموشی سے اسکے پاس بیٹھا اسکے چہرے کو دیکھتا رہا۔۔ سنہری بال، گلابی رنگت، سرخ رنگ کے لب تھے، اور نیلی اپنے باپ جیسی آنکھیں۔۔۔
وہ سوئی رہی ساری رات سکون سے، اور دلاور فاصلے پر بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔۔
ابھی ایج ہی کیا تھی اسکی محض انیس سال۔۔ اور اس عمر میں اسے شدید الفت ہو گئی تھی اپنی پھوپھو کی نیلی آنکھوں والی شہزادی سے۔۔

فجر کا وقت ہوا، آذان ہوتے ہی وہ توقیع پر بلینکٹ ڈال کر آہستہ سے وہاں سے چلا گیا۔۔اور جا کر مسجد میں سجدے میں جھک کر اللہ سے اس مصیبت سے چھٹکارے کی دعا مانگی۔۔

اسنے سنا تھا، اللہ اپنے پیارے بندوں کو انکی پیاری چیز سے آزماتا ہے۔اور دلاور کے پاس تو دنیا کی واحد پیاری چیز اسکے اپنے تھے۔۔

تو کیا؟؟؟؟؟

وہ دوران تلاوت پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا۔۔

ooooooo

کالج میں نائیٹ فنکشن ہے۔اس فنکشن کی ساری ذمہ داریاں دلاور اور "تم پر تھیں مگر تم نہیں آئے تو تمہاری جگہ فارس کو چن لیا ہے۔۔" دریاب نے صمصام کو بتایا کیونکہ وہ ایگزام کے بعد کالج نہیں جا رہا تھا۔۔

کالج کی شاندار ترقی، اور ایف ایس سی کے علاوہ پرائیوٹ ڈگریوں کی لاتعداد اسٹڈونٹ کی ایڈمیشن کے بعد کالج کے اونر بے تحاشہ خوش تھے۔

اور اسی خوشی میں ایک کامیاب جشن رکھا جا رہا تھا جس میں سارے اسٹوڈنٹ کو انوائیٹ کیا جا رہا تھا۔۔

نہیں میں نہیں آ رہا۔۔"صام نے سختی سے منع کر دیا۔۔دلاور کی طرف" سے بلکہ نویرہ کی طرف سے دیا گیا کارڈ بھی اسنے ٹھکرا دیا تھا۔۔
اب دریاب نے اسے کارڈ دیا تھا اسے بھی منع کر دیا جس سے صاف واضح تھا وہ نہیں جا رہا تھا۔
چلو ٹھیک ہے جیسی تمہاری مرضی۔۔"دریاب اداسی سے" بولتا۔۔اٹھ کر جانے لگا۔۔اگر ساحل ہوتا یہاں تو کب کا اسے منع چکا ہوتا۔۔وہ دونوں بھائی پوری کوشش کر رہے تھے مگر وہ زیرو نیچر صام انکی بات کہاں مانتا تھا۔۔

اسنے ہاسپٹل روم کا ابھی دروازہ کھولا ہی تھا کہ سامنے کھڑے وجود کو دیکھ کر اسکی چیخ نکل گئی۔۔
آہہہ۔۔"وہ لڑکھڑا کر پیچھے کی جانب گرا۔۔"

کیا ہوا؟؟؟"صمصام جھٹکے سے اٹھ کر اسکے پاس پہنچا۔۔"

یی۔۔ یہ کون سی بلا ہے صامے۔۔" اسنے صدمے کی کیفیت سے "
سامنے دیکھ کر کہا۔۔
صام نے اسے اٹھاتے نا سمجھی سے دروازے کی جانب دیکھا۔۔ اور
اگلے لمحے اسکا جاندار قہقہہ فضا میں گونج اٹھا۔۔

یہ تو من ہے۔۔" اسنے ہنستے ہوئے بغور دیکھ کر کہا۔۔"
سمن نے منہ بسور لیا۔۔ دریاب نے آنکھیں پھیلا کر اسے
دیکھا۔۔
جسنے چھوٹے سے لبوں پر گلابی سرخی، پھولے گال گلابی کر کے لڑکوں کا
ہیئر اسٹائل بنایا ہوا تھا جیسے آم کی گھٹلی کو کسی نے چوس لیا ہو۔۔
یہ موٹی کے سر کی بیٹری بلاسٹ ہو گئی ہے کیا؟" دوسرے لمحے "
زوردار قہقہہ لگاتے دریاب نے کہا صام نے اسے گھورا۔۔

سمن کی آنکھیں نم ہو گئیں۔۔
بکواس بند کرو میں ابھی ساحل بھیو کو کال لگاؤں گی موٹے بھینسے۔""
وہ صام سے ملنے آئی تھی مگر دریاب کے خود پر ایساری ایکشن دینے پر روتی وہاں
سے جانے لگی۔۔

تمہارا بھیو اب گیا موٹی اب تم میرے قبضے میں ہو ہاہاہا۔۔"وہ"
پھر اسکے سامنے آ گیا۔۔اور ہنستے ہوئے بولا۔

سمن نے سرخ چہرے سے اسے دیکھا۔۔

دریاب!!"صمصام نے جھڑکا۔۔"

تو چپ کر!تب تم لوگ کہاں ہوتے ہو جب یہ موٹی مجھے تنگ "
کرتی ہے۔۔اس دن بھی اپنے چاکلیٹس چھپا کر سب کے سامنے مجھے چور
ثابت کرتے ڈیڈ سے اچھی خاصی درگت بنائی میری۔۔بقول ڈیڈ کے
دنیا کی تمام خامیاں مجھ میں ہیں۔۔

اب اس موٹی بھوتنی کو میں نہیں چھوڑوں گا۔۔"وہ دانت پیس کر
صمصام سے کہتا اسکا گلا دبانے کیلئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اچانک ہی
کوئی زوردار چیز ٹھاہ کے ساتھ اسکے سر پر لگی۔۔۔

ناصرف دریاب بلکہ صمصام ساکت ہو گیا۔۔

دریاب نے اپنے سر کو چھوا اور پھر سامنے کھڑے ڈھائی فٹ کے
بلڈوزر کو دیکھا۔۔

اسے میجک چھڑی کہتے ہیں! جاتے ہوئے ساحل بھیو نے بنا کر" دی تھی، اور یہ میں نے خاص کر کے تمہارے لیے بنوائی ہے۔ یو بوسلیف پروٹیکشن!" اسنے ہاتھ میں موجود ایک گلابی چھڑی سامنے کی۔۔

جسکے منہ میں پرنسس کی چھڑیوں کی طرح اسٹار نہیں بلکہ ایک تراشا خراشا گول سٹون لگا ہوا تھا۔۔ یہ خاص ساحل نے بنوا کر دی تھی کیونکہ دریاب کے علاوہ بھی اسے موٹی موٹی کہہ کر سب چڑاتے تھے۔۔

اور جس وجہ سے جاتے ہوئے ساحل نے سخت تاکید کی تھی کہ جو بھی تمہاری اب مستی کرا اسکے سر پر دے مارنا، اگر کیس ہوا تو ساحل شاہ خود ہینڈل کرلے گا۔۔

یہاں بھی اسنے اپنے پرس سے نکال کر پلک جھپکتے دریاب کے سر پر ماری تھی، اور میجک کے طور، لکیر کی مانند سرخ خون اسکی پیشانی پر بہتا آرہا تھا۔۔

دری تمہارے سے سر بلڈنگ ہو رہی ہے۔۔" صمصام نے ششدر ہو کر" اسکے پاس بھاگ آیا اور غیر یقینی نظروں سے سمن کو دیکھتے بولا۔۔

جی صام بھائی موٹے کے خربوزے میں فکس بیٹری بلاسٹ ہو گئی"
ہے۔۔ آپ انہیں لے جائیں جلدی سے پٹی وٹی کروائیں ورنہ خوام خواہ
شہید نا ہو جائے بیچارہ۔۔
میں مام کے پاس جا رہی ہوں۔۔" وہ چھوٹی سی لڑکی صمصام سے مسکرا کر
کہتی دریاب کو آنکھ دبا کر کھکھلاتی ہوئی وہاں سے آگے بڑھ گئی۔۔

یہ اپنی سمن تھی؟" دری نے اپنی پیشانی سے خون چھوہاتھ کر سامنے۔۔"
ہاں یہ من تھی، اور یہ من کو چھیڑنے کا انجام۔۔" صام نے"
مسکراہٹ ضبط کرتے باور کرویا۔۔ اگلے لمحے ہیلتھی سا دریاب وہیں راہ داری
میں ڈھیر ہو گیا۔۔

نرس!!" صام نے بوکھلاتے نرس کو پکارا۔۔"

oooooooo

مجھے کچھ نہیں پتا تم طلاق دو تو قیع کو اور میرے گھر رشتہ بھیجو۔۔""
وہ بند روم میں موبائل پر دلاور پر غرائی۔۔

ورنہ میں تمہارے معصوم بھائی کا یہ گھناؤنا روپ کالج کے فنکشن کی رات سب کے سامنے فاش کر دوں گی۔۔ پھر دیکھنا اپنے باپ کی عزت کو نیلام ہوتے۔۔" وہ مسلسل اسے دھمکا رہی تھی۔۔ دلاور نے اپنے بال نوچ لیے۔۔۔

"تم سمجھی!! بکواس مت کرو مجھ سے۔۔ میں نہیں کروں گا تم سے نکاح میرے لیے دنیا کی آخری لڑکی بھی ہوئی تب بھی میں تم پر تھوکوں گا بھی نہیں۔۔۔

میں ڈیڈ کو سب کچھ بتا رہا ہوں، سب دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائے گا۔۔ اور اگر دریاب کا گناہ ہوا تو تمہارا نکاح اس سے کروایا جائے گا۔۔" دلاور نے طیش میں مٹھیاں بھینچتے کہا۔۔

وہ جانے کیوں اسکے پیچھے پڑی تھی۔۔

"تم سمجھی!! اگر تم نے اپنے باپ کو بتایا تو میں دنیا کو بتاؤں گی۔۔ اور تم جانتے ہو میرے پاس سارے ثبوت ہیں۔۔ تم میرے ساتھ ہاسپٹل بھی چلے تھے۔۔ اپنے بھائی کا گناہ چھپانے کیلئے تم نے مجھے فورس کیا ابورشن کیلئے۔۔" دلاور کا بس نہیں چل رہا تھا اسکا منہ نوچ لے۔۔۔

وہ کچھ نہیں کر پا رہا تھا کچھ بھی نہیں، کس سے اپنی پرابلم شیئر کرتا۔۔ کس کو بتاتا اسکا اگر بابا بیمار نا ہوتا تو وہ ان سے بھی اپنی پرابلم شیئر کر دیتا مگر اسکا باپ بھی ہاسپٹل میں تھا کیونکہ انہوں نے بھی ایک گردہ اپنا صائم زیدی کو دیا تھا۔۔

اپنی بہن کے سہاگ کو بچانے کیلئے اسنے بھی اپنا گردہ دے دیا تھا، اور تقویٰ نے بھی اپنا ایک گردہ اپنی محبت کو دیا تھا۔ جو اسکا محرم تھا۔۔

ooooooo

چٹاخ "ایک زوردار تھپڑ کی گونج لاؤنج میں گونجی۔۔"
حجاب!!" پیچھے بازل کو بازوؤں میں اٹھا کر لاتا حیدر شاہ دھاڑ"
اٹھا۔۔
بس کریں آپ!! آج آپ بیچ میں نا بولیں۔۔ بہت سہ لیا"
میں۔۔" وہ زندگی میں پہلی بار اپنے شوہر سے اونچی آواز میں گرج پڑی تھی۔۔
سامنے کھڑی مہکار شاہ گال پر ہاتھ رکھے ششدر تھی۔۔

کس کی اجازت سے آپ مجھ سے میری بیٹی کو دور لیکر گئی"
تھیں۔۔؟ کیا میں تم لوگوں کو پتھر کا مجسمہ لگتی ہوں۔۔ میرے پاس
کوئی احساس نہیں ہیں۔۔
میں انسان نہیں ہوں تم لوگوں کیلئے۔۔ مجھ سے میری پہلی بیٹی مانگی
میں نے ابھی اپنی ممتا کی پیاس بھی نہیں پوری کی تھی اور تمہیں دے
دی۔۔
صرف تمہاری حالت کی وجہ سے۔۔ میں نے خود کو نہیں دیکھا،
اپنی ممتا کو اپنی روتی ہوئی بیٹی کو بھی نہیں دیکھا۔۔
صرف تمہارے درد تمہاری تکلیف کو سوچا۔۔

ہمیشہ تم دونوں بھائی بہن کو کی خوشیوں کو عزیز سمجھا لیکن تم دونوں کی
آگے میرے احساس جذبات کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔۔
میں وہاں اپنی بیٹی کیلئے بلک بلک کر رو رہی تھی، میرا شوہر وہاں تنہا
لاوارث ہاسپٹل میں پڑا تھا۔۔
مجھے وہاں میری بیٹی لا کر دینے کے بجائے تمہیں اپنی دوست کے موت کا
اتنا غم تھا کہ میری بیٹی کو لیکر بغیر میری اجازت کے چلی

گئی۔۔۔" تین ماہ بعد جب مہکار شاہ اسکی بیٹی کو لیکر یہاں آئی تھی حجاب شاہ نے زوردار تھپڑوں سے اسکا استقبال کیا۔۔

حیدر شاہ بیچ میں آئے مگر روتی حجاب شاہ نے اسے بھی اپنے تڑپنے کا قصوروار ٹھہرایا۔۔

وہ اپنی بیٹی کو چھیننے لگی اس سے۔۔ بازل کو دیکھا جو کہ بالکل بدل گئی تھی، ادکے لمبے بال بوب کٹ سٹائل میں بدل گئے تھے، اور وہ شرارتی سی اسکی بچی بالکل خاموش ہو کر رہ گئی تھی۔۔

جتنا پرجوش ہو کر حجاب شاہ بازل کی طرف لپکی تھی اتنا ہی سرد رویہ بازل نے سب سے رکھا ہوا تھا۔ حجاب کو لگا اسکی بیٹی اس سے ناراض ہے۔۔

وہ دن رات بازل روحا کو توجہ دیتی، اسنے دونوں بھائی بہنوں سے قطعی کلام کر دیا تھا۔۔ حجاب کو لگتا تھا حیدر صرف اپنی بہن کو چاہتا ہے۔۔۔

اگر اسکے لئے اپنی بیوی بیٹیوں کو قربان کرتا تو شاید وہ اس سے بھی نا ہچکاتا۔۔ یہاں حجاب ناراض تھی، مگر وہ روتی خود کو پیٹتی بہن کو منا رہا تھا۔۔

یہاں بازل کا رویہ اپنی ماں سے برا تھا، دوسری طرف حیدر شاہ ناراض تھا کیونکہ اسنے اسکی بڑی بہن کو تھپڑ مارا تھا، حجاب کو لگ رہا تھا اسکے احساسات کی اب کوئی ویلیو ہی نہیں رہی اس انسان کے سامنے۔۔وہ دلبرداشتہ ہو کر اپنے ماں باپ کے گھر دونوں بیٹیوں کو لیکر آ گئی۔

بازل کے سرد چہرے غصیلے رویے کو دیکھتے اسے لگ رہا تھا جیسے مہکار شاہ نے اسے اس کے خلاف کر دیا ہو۔۔

پہلی بیٹی تو ماں ہی اپنی پھوپھو کو سمجھتی تھی، دوسری نے بھی اسے ماں کہنے سے انکار کر دیا۔۔

اور اس ستم پر وہ اپنی ماں کے سینے سے لگ کر شکوے کرتی کہ آپ نے کیوں میری شادی کروائی اس بے حس انسان سے جسکے سامنے صرف اسکی بہن ہی اہمیت رکھتی ہے۔۔

وہ راتیں راتیں روتی رہتی، پہلے عشق محبت کا خمار تھا، جب اولاد ہوئی اور حیدر کے رویے کو دیکھا تو احساس ہوا حجاب شاہ کو کہ کیوں تقویٰ خان نے اس سے شادی نہیں کی۔۔۔کیونکہ وہ شخص صرف اپنی بہن کا تھا۔۔

مگر دوسری طرف ایسا بلکل نہیں تھا، حیدر شاہ کو حجاب سے محبت تھی شدید، مگر اس وقت جب بہن کی دو دو شادیاں ناکام ہو گئیں۔ وہ بالکل ٹوٹ چکی تھی۔۔

وہ اپنی بہن کو خود سے بھی دور کر دیتا تھا کیا وہ اپنے ماں باپ کو مرنے کے بعد چہرہ دکھاپاتا۔۔ اسنے حجاب کو اپنا ہمدرد ہم قدم سمجھا تھا۔۔

مگر اسکے یوں بیچ راہ تنہا کر دینے پر وہ خود اس سے ناراض ہو گیا۔۔ ایک عرصہ دونوں کے بیچ گہری خاموشی تھی۔۔ مہکار شاہ کے کہنے کے باوجود وہ حجاب شاہ ہو منانے نہیں گیا۔۔

البتہ روحا کو لا کر مہکار کو دے دیا۔۔

کچھ بیٹی سے دور رہنے کی، اور کچھ اس عمر میں ماں باپ کو پریشان کرنے کے بجائے جس وقت حجاب حیدر کو منانے کا سوچ رہی تھی۔۔

تبھی وہ بھی ایک شام آ گیا اس سے معافی مانگنے۔۔ اور اسنے وعدہ کیا اس سے کہ آئندہ کبھی اسکے حق میں کوتاہی نہیں ہو گی۔

اسنے اپنی محبت کا اظہار حجاب شاہ سے کیا، اور اپنی بیٹی بازل شاہ کو بھی سینے سے بیچ لیا۔۔۔

وہ اپنے ساس سسر سے معاف مانگ کر اجازت لیکر بیوی بیٹی کو واپس گھر لیکر آگیا تھا۔ مہکار شاہ نے حجاب سے معافی مانگی۔۔

مگر بازل کو ان سے سخت نفرت ہونے لگی تھی۔۔ اسکا بس نہیں تھا کہ وہ کسی وقت مہکار شاہ کو مار دیتی۔۔

حجاب شاہ بہت پریشان تھی بازل کے رویے سے کیونکہ وہ کافی بد اخلاق ہو رہی تھی۔۔

وہ وقت سے پہلے ہی بڑی ہو چکی تھی، اور اسکا رویہ ان سے کافی سرد ہو چکا تھا، اسکی عادت بن چکی تھی پلٹ کر جواب دینا اور بد اخلاقی کرنا۔۔

کبھی کبھی تو تنگ آکر حجاب شاہ اسے تھپڑ مار دیتی، تب وہ کھکھلا کر کہیں باہر نکل جاتی۔ وہ اسے زبردستی ڈاکٹر کے پاس بھی لیکر گئیں مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا بقول ڈاکٹرز کے کہ اس ایج میں بچے ایسے ہو جاتے ہیں۔۔

بازل کی صرف اپنے باپ سے بنتی تھی اور روحا سے۔ چونکہ اسے بتایا گیا تھا کہ وہ روحا سے بڑی ہے، اور جلدی بڑی بھی ہو گئی تھی۔۔

وہ حقیقت میں مہکار شاہ کو اپنی ماں ماننے لگی تھی، اسے اپنے دماغ میں کوئی مسئلہ محسوس ہوتا تھا۔۔

وہ خود ترسی کا شکار ہو گئی تھی، سوچوں کی بیماری ہو گئی تھی اسے۔ وہ اکثر راتیں ایسی سوچوں میں گزارتی جو کافی اذیتناک ہوں اسکی ذات کیلئے۔

وہ خود سوچتی اور خود روتی، خود آنسوں صاف کرتی اور خود مسکرا دیتی۔۔

اسے تنہائی میں رہنا پسند تھا، کیونکہ وہ تنہائی پسند تھی، تنہائی میں اسکے پور پور پر موجود زخم اسکے سامنے واضح ہو جاتے تھے۔۔

وقت گزرنے کے ساتھ اسکے وریے میں نرمی آتی جا رہی تھی، کئی بار اسنے غصے سے اپنی ماں کو کہہ دیا تھا کہ وہ اسکی ماں نہیں۔۔

پھر وہ جس طرح پھوٹ پھوٹ کر روتیں تھیں انہیں تکلیف میں دیکھ کر بازل نے اپنی تکلیف پر کنٹرول کرنا سیکھ لیا تھا۔

اسے یاد تھا، جب اسے ہوش آیا تھا اسنے روتے ہوئے اپنی پھوپھو سے کہا تھا کہ اسکے ساتھ اتنا ظلم کیوں۔۔

تب اسکی پھوپھو نے کہا تھا اسے کہ وہ بدنصیب ہے۔ وہ دوسری منحوس مہکار ہے۔ اور مہکار شاہ کے نصیب میں بربادی ہی لکھی ہے۔۔

اسکی پھوپھو نے کہا تھا اس سے کہ اب اسے کوئی مرد نہیں
اپنائے گا۔۔ کیونکہ اسکے پاس اب کوئی عزت نہیں۔۔
اسکی عزت وہ سیاہ رات کا سیاہ درندہ نوچ گیا تھا۔۔
اور ایک نوچی ہوئی لڑکی کو کبھی کوئی مرد نہیں اپناتا۔۔

ایسی لڑکیوں کی زندگی میں صرف بربادی لکھی ہوتی ہے۔ اور اگر انکی شادی ہو بھی جائے تو پہلی رات انہیں ٹھوکر مار کر انکا شوہر دھتکار دیتا ہے۔۔
اسے یاد تھے وہ الفاظ جو مہکار شاہ نے کہے تھے۔۔
تمہیں کوئی یہاں تمہارے جیسا بدکردار ہی اپنا سکتا ہے۔ کوئی باکردار"
عزت دار گھر کا مرد کبھی تمہیں نہیں اپنا سکتا بازل شاہ۔۔ یہ الگ بات ہے کوئی تمہاری سفید چمڑی پر تمہارے ظاہری حسن پر مر مٹے۔۔ ورنہ تمہارا اندر روندہ ہوا ہے درندہ نے۔۔ تمہارے سوتیلی باپ نے۔۔۔"
وہ رات کی تنہائی میں چہرہ تکیے میں چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔۔
کیا ہوا میرا بیٹا؟" دفعتاً اسے اپنے سر پر گھنا سایہ محسوس" ہوا۔۔

اسنے پٹ سے آنکھیں کو کر دیکھا۔۔ سامنے گرے آنکھوں والا اسکا باپ تھا۔

نیند میں رو رہی ہو بازل" اسکے باپ نے پوچھا۔۔"

مگر وہ جواب دیے بغیر انکے سینے میں چھپ گئی۔۔

بہادر بیٹا ہے میرا روتا ہوا اچھا نہیں لگ رہا۔ بازل شاہ! حیدر" شاہ کا جگر ہو تم۔۔ میرا غرور میرا فخر ہو تم۔۔ تمہیں روتا کبھی نہیں دیکھ سکتا حیدر شاہ۔۔

اگر تم ٹوٹ جاؤ گی کبھی تو سمجھ جانا تمہارے باپ کی موت ہو جائے گی۔۔ خدا نے ایک ہی تو بیٹا دیا ہے مجھے" حیدر شاہ اسے سرگوشیوں سے سمجھا رہا تھا۔۔

وہ دھیرے سے مسکرا کر باپ کے سینے پر سر رکھے پڑی تھی۔۔

بس یہی تو وہ لمحہ تھا جس میں لگتا تھا وہ پاکیزہ ہے۔۔

ڈیڈ میں بڑی ہو کر یہاں لیڈیز پروٹیکشن کیلئے ایک ٹیم بناؤں گی۔۔"""

اسنے ایک اور خواب اپنے باپ کے گوش گزارا حیدر شاہ قہقہہ لگا اٹھا۔۔

اسکے ہزار خواب، ہزار روپ، ہزار باتیں اور ہزار چہرے تھے۔۔
ہر چہرہ بانقاب تھا، اور نقاب کے پیچھے گم بازل شاہ کا چہرہ تھا۔۔

ooooooo

وہ اپنے روم میں پڑی بے آواز رو رہی تھی۔۔ وہ پھنس چکی تھی اپنے ہی گھناؤنے کھیل میں۔ اسکے باپ کا دوست، اپنی ہاسپٹل میں اسکی ماں کا علاج کر رہا تھا۔۔ اسکے باپ کو نہیں معلوم تھا کہ اسکی بیوی کا علاج حیدر ظفران کے دوست کی ہاسپٹل میں ہو رہا تھا جہاں اسکی ماں ٹھیک ہونے کے بجائے مزید بیمار ہو رہی تھی۔۔

اسے ٹیوشن دینے کے بجائے، جب دل چاہے اسکے ساتھ زبردستی کرتا۔۔ پہلے پہلے تو یہ سب اسے اچھا لگتا تھا مگر جب سے ڈرائیور نے اسے بلیک میل کرنا شروع کر دیا تھا، اور ظفران حیدر کی توجہ بھی دوسری لڑکیوں کی جانب ہو گئی تھی اب وہ خود کو نوچ کھوچ رہی تھی۔۔

وہ دلاور کو تو تکلیف دے رہی تھی مگر اس تکلیف میں خود بھی تڑپ رہی تھی۔۔ڈرائیور کے پاس ریکارڈنگ تھی تب کی جب وہ ظفران حیدر کو روتے ہوئے بتا رہی تھی کہ اسنے اپنی ماں کو خود دھکا دیا تھا۔۔
ڈرائیور دو دفعہ اسکا فائدہ بھی اٹھا چکا تھا، اور اس سے پیسے بھی لوٹ چکا تھا۔۔اور اب اپنے دوستوں کا دل خوش کرنے کے بارے میں اس سے کہہ رہا تھا ورنہ اسکی ریکارڈنگ اسکے باپ کو دینے کی دھمکی دے رہا تھا۔۔

نویرہ کے پاس ایک ہی چارہ تھا کہ وہ جیسے تیسے دلاور سے شادی کر لے۔۔
کیونکہ صرف دلاور کو ہی وہ بلیک میل کر رہی تھی اگر دریاب بیچ میں آیا تو اسکا جھوٹ پکڑا جائے گا اور سب کچھ واضح ہو جائے گا۔۔
اسنے ظفران حیدری کے پاس اپنی عزت لٹائی تھی، صرف پیپرز میں فرسٹ آنے کی لالچ میں۔۔مگر اسنے کل ہی اسکے سر پر دھماکہ کیا کہ اسکے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں۔۔

نویرہ پر تو جیسے قیامت ٹوٹی تھی۔۔وہ ظفران حیدر سے الجھ پڑی اس پر چیخی چلائی۔۔

تم نے میرے پاس کچھ نہیں چھوڑا، مجھ سے میری ماں کو چھینا میری" عزت کو نوچا اور اب تم کہہ رہے ہو تمہارے ہاتھ میں کچھ نہیں۔۔

ایسا نہیں کر سکتے تم میرے ساتھ۔۔ میں اپنے باپ کو تمہارا غلیظ مکروہ چہرہ دکھاؤں گی تم جیسے درندے کا چہرہ دنیا کے سامنے لاؤں گی کہ تم نے ورگلا کر مجھے نوچا اپنے بھائی جیسے دوست کی بیٹی کی عزت کو تار تار کیا۔۔ "نویرہ ہذیاتی ہو رہی تھی مگر وہ ڈرنے کے بجائے الٹا قہقہہ لگا کر برے طریقے سے اسے نیچے پھینک کر اس پر جھکا۔۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے تم دنیا کی چالاک چالباز مکار شاطر" عورت ہو؟ تم دو چھوٹے لڑکوں سے لڑھ کر خود کو بڑی پلانر سمجھ رہی تھی ہاہاہا۔۔ "وہ اسکا جبڑا مٹھی میں جکڑ کر کسی حیوان کی طرح غراتا قہقہہ لگا رہا تھا۔۔

میں پہچان گیا تھا تمہیں تمہاری حوس مکاری کو۔۔ مجھے کوئی" افسوس نہیں تمہارے ساتھ ایسا کرنے میں۔۔ تم۔ ایک غلیظ مکار

لڑکی ہو۔۔ کبھی کسی مرد سے وفاداری نہیں کر سکتی۔۔ تم حوس باز لڑکی ہو اور تمہارا انجام یہی ہو گا جو میں کروں گا۔۔

میرا دل چاہتا ہے تمہیں ابھی نوچ لوں۔۔ ذرے ذرے کر دوں تمہارے۔۔

لیکن۔۔۔ یہاں مجھے ایک مقام بنانا ہے ایک نام بنانا ہے۔۔" وہ بری طرح سے کسی حیوان کی طرح اسے اپنی درندگی کا نشانہ بنا رہا تھا۔۔ نویرہ کی گھٹی گھٹی چیخیں اسکے حلق میں دبی ہوئی تھیں۔۔

وہ مزاحمت کر رہی تھی مگر اسنے اسے سختی سے باندھ دیا تھا اور اسکے پور پور پر درندگی اتار کر رہا تھا۔۔

میں یہ سب اپنے باپ کو دکھاؤں گی وہ تمہاری جان لے گا۔۔" وہ" اس پر غرائی۔۔ مگر وہ باز نہیں آیا تو تکلیف سے نویرہ اسکے سامنے گڑگڑانے لگی۔۔

میری اجازت ہے تمہیں جاؤ اور جا کر سب اپنے باپ کو" بتاؤ لیکن اس سے پہلے اپنا مکروہ چہرہ ضرور دیکھ لو۔۔" اسنے بالوں سے پکڑ کر اس اسی برہنہ حالت میں گھسیٹ لیا۔۔ اور گھسیٹتا ہوا

اپنے روم میں لایا اور اسے بیڈ پر پھینکتے اپنی الماری کھولی اور وہاں سے قہقہہ لگاتے ہوئے سارے جمع شدہ ثبوت اٹھا کر اسکے سامنے کیے۔۔

نویرہ کا دماغ سن ہو گیا۔۔ جسم میں سے جان باقی نہیں تھی، وہ تھر تھر کانپ رہی تھی۔۔ اسنے جو دلاور کے خلاف پلان کیا تھا وہ اس پر الٹ دیا تھا اس حیوان نے۔۔

اگر تم نے میرے لیے منہ کھولا تو تم ہرگز ثابت نہیں کر سکو گی مجھے۔ہاہاہا" کیونکہ ان رپورٹس کے مطابق دلاور خان کے بچے کی ماں بننے جا رہی ہو تم۔۔ یہ دیکھو یہ ویڈیو جس میں تم دلاور خان کے ساتھ ہاسپٹل گئی تھی۔۔ یہ تمہاری کالز تمہاری چیٹ ہاہاہا۔۔
نویرہ ڈارلنگ کیا ہوا رو کیوں رہی ہو ابھی بہت کچھ باقی ہے۔۔" اسنے بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر مکروہ انداز میں قہقہی لگاتے ہوئے کہا۔۔

نویرہ کو ایکدم سے اس نفسیاتی سے خوف آنے لگا۔وہ کوئی پاگل قاتل لگ رہا تھا اسے۔۔

یہ تمہارے ویڈیو تمہارے ڈرائیور کے ساتھ۔۔" اسنے نویرہ کے
سامنے ایسی ویڈیو رکھی جسے دیکھ کر اسکی چیخیں نکل گئیں۔۔۔
نہیں ابھی نہیں۔۔۔ اتنی جلدی کیا ہے ڈارلنگ یہ کام تمہارا باپ "
ہی کر دے گا جب انہیں معلوم پڑے گا تم نے اپنی ماں کو خود دھکا دے کر
مارا۔۔" وہ خود کو مارنے لگی جب اسنے اسکے ہاتھ پکڑ لیے۔۔

اور اسکے سامنے ریکارڈنگ رکھ دی جہاں وہ اسے روتی ہوئی بتا رہی تھی کہ
اسنے اپنی ماں کو خود مارا۔۔۔

وہ جیسے تیسے جان چھڑوا کر گھر آئی تھی۔۔ اور اب اسکے سامنے بس
. ایک ہی راستہ تھا کہ وہ دلاور سے نکاح کر کے خود کو بچا لے۔

نوی!!" رات کا پہر تھا جب اسکا باپ اسکے روم میں داخل "
ہوا۔۔
جی ڈیڈ۔۔" وہ چہرہ صاف کر کے ایکدم اٹھ بیٹھی۔۔"
ابھی جاگ رہی ہو۔۔" وہ آ کر اسکے پاس بیٹھے "
جی ڈیڈ نیند نہیں آ رہی۔۔" وہ ہچکیاں دبا کر بولی۔۔"

کیا ہوا رو رہی ہو؟"فیروز صاحب نے اپنی بیٹی کا چہرہ دیکھا جو کہ "
بھیگا تھا ہوا
مام کی یاد آرہی ہے۔۔"اسے احساس ہوا تھا اسنے کیا گنوادیا اپنی حوس "
کے پیچھے کہ اب چھپنے کیلئے اسکے پاس آنچل نہیں تھا۔۔

رو نہیں میرا بیٹا دعا کرو خدا سے تم رحمت ہو تمہاری۔۔انسان "
ضرور ٹھیک ہو جائے گی تمہاری مام۔۔"فیروز صاحب کی آواز خود ہی
بھیگ گئی وہ جیسے تھک چکے تھے اب۔۔۔

کل رات تمہاری کالج میں فنکشن ہے۔۔وہاں تم نے کس ایکٹوٹی میں "
حصہ لیا ہے؟"فیروز صاحب نے اسکا سر سینے پر رکھے
پوچھا۔۔

وہ اپنی ہچکیاں دبانے لگی کہ جب اس باپ کو معلوم پڑے گا اسکی بیٹی ایسی
ہے تو ان پر کیا گزرے گی۔۔کیا تب بھی وہ اس طرح محبت کریں گے
جیسے ابھی سینے سے لگا کر سلا رہے تھے۔۔

ایک بیوقوف لڑکی اور درندہ۔۔۔"فیروز صاحب نے حیرت "
سے اسے دیکھا۔۔
جی ڈیڈ یہ ایک کہانی ہے۔۔ایک حوس میں ڈوبی لڑکی کی اور "
ایک درندے کی جو اس سے اسکا سب کچھ چھین لیتا ہے۔۔اور اسکی
چال اس پر الٹ کر لیتا ہے۔۔
لڑکی اسکی حوس میں سب کچھ اپنا ہار دیتی، مگر جب اسکا چہرہ
سامنے آتا ہے تو دنیا کے سامنے اسکا چہرہ فارش کر دیتی
ہے۔۔"اسنے کہہ کر اپنے باپ کو دیکھا۔۔

اچھا سبق آموز کردار ہے۔مگر کیا لازمی ہے یہ کردار تم ادا کرو۔۔بیٹا "
میں نے تمہیں شہزادیوں کی طرح پالا ہے۔۔تمہاری ماں کو ہرگز یہ
کردار تم پر اچھا نہیں لگے گا۔۔تم اسکی جگہ کوئی دوسرا کردار کر لو۔۔اس
میں اچھی لڑکی کا کردار ہو وہ تم کر لو
یہ کسی دوسری لڑکی کو بولو کرے تم نہیں۔۔"اتنا برا کردار فیروز
صاحب کو اپنی بیٹی کیلئے ہرگز منظور نہیں تھا انہوں نے سختی سے منع کر دیا۔۔

نویرہ لب کچلتی رہ گئی۔۔ یہ بھی نا کہہ سکتی کہ ڈیڈ یہ کسی کہانی کا کردار نہیں آپکی بیٹی کا کردار ہے جو آپ کو محض سوچ کر ناپسند آرہا ہے۔۔۔

حوس میں ڈوبی لڑکیاں بیٹا خاندان تباہ کر دیتیں ہیں خود کے" ساتھ۔۔ "فیروز صاحب نے اسکے سر پر بوسہ دیکر کہا۔۔۔

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجھے تم جیسا انمول ہیرا دیا ہے خدا نے۔۔ "وہ" سکون سے آنکھیں موند کر بولے۔۔

وہ اذیت سے آنکھیں میچ گئی۔۔
وہ اپنے باپ کو بتائی کہانی کی طرح حیوان کا چہرہ تو فاش نہیں کر سکتی تھی۔ لیکن اسنے سوچ لیا تھا کل رات کو وہ دلاور کو اس حد تک مجبور کرے گی کہ اسکے پاس کوئی دوسرا چارہ نہیں ہوگا سواء اس سے نکاح کرنے کے۔۔۔
اسنے سوچ لیا تھا اپنا فیوچر سیکیوئر کر کے وہ فیروز اور اس ڈرائیور کو چھوڑے گی نہیں۔۔۔

oooooooo

لوگ اکثر سوچتے ہیں کہ اللہ ایک کافر / گنہگار کو ایسی شاندار زندگی کیوں دے رہا؟ اس پر زندگی تنگ کیوں نہیں کر رہا۔۔ جبکہ ایک مومن جو نیک راہ پر ہے اسکے لئے اتنی مشکلات اور ایک فاکر گنہگار کیلئے اتنی آسانیاں۔۔ کیوں؟

تو کیوں کا جواب کچھ یوں ہے اللہ پاک اپنے کلام پاک میں اپنے بندوں سے کلام کرتے فرماتے ہیں کہ مومن ہو یا کافر، وہ انہیں زندگی کا ساز و سامان دیتے رہیں گے، اسنے اپنے بندوں کو بنایا ہے انہیں وہ سب کچھ دیں گے جس سے انکی زندگی کی ضروریات پوری ہوں۔

مومن کے نسبت ایک کافر کی زندگی کی ڈوری کو لمبی چھوٹ دیتا ہے۔ اسکی زندگی رسی دراز کرتا ہے۔ اسے دنیا کی تمام تر آسائشوں سے نوازتا ہے۔ اسے مزید اس دنیا میں گمراہ کر دیتا ہے جتنا وہ بندہ ہونا چاہتا ہے۔

جبکہ اپنے مومن کو وہ ہر وقت اپنی یاد دلاتا رہتا ہے، اسکی رزق کی تنگ، رشتوں، اپنوں، غیروں حتیٰ کہ زندگی سے بھی آزمائشیں لیتا ہے۔ اور جب مومن اسے پکارتا ہے تب اسے بے حد پسند آتا ہے۔

اللہ پاک جسے پسند کرتا ہے اسے کسی نا کسی طریقے سے اپنی یاد دلاتا رہتا ہے۔ اسکا مطلب یہ بھی نہیں کہ اپنے مومن پر زندگی تنگ کرتا ہے، ہرگز نہیں۔۔۔

رب پاک اپنے بندے کی زندگی میں سکون رکھتا ہے، بس اسکے دل اور دماغ زبان پر ایک ہی نام رکھتا ہے اور وہ نام رحمٰن رحیم کا ہوتا ہے۔ جبکہ کافر کو دنیا کی عیش و آرام میں غرق کر دیتا ہے، اسکی بربریت دیکھتا ہے مگر اسکی رسی تنگ کرتا ہے، وہ کہتا ہے اس بندے سے کہ کرو تم فساد زمین پر جتنا کر سکتے ہو۔۔ میں تمہیں چھوٹ دیتا ہوں۔۔

مگر یاد رکھنا لوٹ کر تمہیں میرے پاس ہی آنا ہے۔ اور جب تم لوٹ رہے ہو گے تمہارا انجام عبرت ناک ہو گا۔۔ تمہارا انجام بہت برا ہو گا کہ دوسرے زمین فساد کرنے والے کافروں کو یاد رہے گا۔۔

اور میں جسے چاہتا ہوں، اسے دکھاتا ہوں کہ تم تنہا ہو کر تنہا نہیں ہوتے۔ تمہارے ساتھ ہر جگہ میں ہوتا ہوں۔۔ تمہارے آنسوں کی شدت میں تمہاری مسکراہٹ کی کھلاہٹ میں ہر جگہ مجھے پائوں گے۔۔

اور میں آزمائش کے بعد اپنے بندے کو انعام دیتا ہوں۔۔۔
اسنے کافروں سے فرمایا کہ تم میرے بندوں کو جتنا چاہے
تکلیف دو لیکن یاد رکھو جسے میں چاہتا ہوں اسے دنیا کی کوئی
طاقت نیست ونابود نہیں کر سکتی۔۔
اور وہ بچانے والا ہے رحمٰن ہے اور رحیم ہے۔۔۔

تم ابھی تک تیار نہیں ہوئے دل؟" دریاب کچن میں آیا اسے ڈھونڈتا"
ہوا۔۔
میں چل رہا ہوں عشی کو کھانا کھلا کر۔۔" اسنے سپاٹ لہجے میں"
جواب دیا۔۔ دریاب نے اسے دیکھا۔۔ اسکا دل بھر آیا۔۔ آنکھوں
میں نمی بھی آ گئی مگر وہ جبراً مسکرایا۔۔

بے شک اسنے نویرہ سے مل کر اس سے بات کر کے برا کیا تھا۔
مگر اسے پتا ہوتا کہ اس طرح اس سے اسکا بھائی روٹھ جائے گا وہ
ہرگز ایسا نہیں کرتا۔۔
اسکے سپاٹ سرد انداز نے دریاب کو دلبرداشتہ کیا تھا۔۔
کیا بنا رہے ہو؟" اسنے جبراً مسکراتے پوچھا۔۔۔"

کچھ نہیں بس میں نے چاکلیٹ کیک کو دودھ میں پکایا ہے۔۔"وہ" مصروف سا چمچ چلاتا ہوا بولا۔۔

یہ اسکا جگاڑ ہوتا تھا وہ خود ہی ریسپی بناتا تھا۔

واہ خوشبو کافی مست آرہی ہے میں بھی کھاؤں گا کافی بھوک لگی ہے" مجھے۔۔"دریاب نے پرجوش ہو کر کہا دلاور نے سر ہلا دیا۔۔

اسنے اسے دیکھا۔۔ بھورے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے، آستین فولڈ کیے ایپرن باندھے وہ کسی ماہر کک کی طرح ککنگ کر رہا تھا۔۔

دریاب بے خود سا مسکرایا، ویسے تو وہ خود بھی اسکا عکس تھا، مگر دل اسکی نسبت فٹ سمارٹ ہیڈسم لک تھا۔۔ جبکہ دریاب کچھ ہیلتھی تھا۔۔

لیکن سرخ سپید رنگت قد کاٹھ میں وہ اپنے باپ پر گئے تھے لمبے چوڑے شانے والے۔۔ آنکھیں بھی انکی کافی گہری شہد رنگ تھیں کہ دو منٹ کسی کی آنکھیں میں دیکھیں اگلے بندے کا دل دھڑکا دیتے تھے۔۔

اور دلاور کا تو انداز ہی اپنا تھا، وہ سپاٹ نظروں سے دیکھتا، یا مسکراتی آنکھوں سے دل بے چین کر دیتا تھا۔

تم کیا کھاؤ گے؟ تم نے تو صبح سے کچھ نہیں کھایا۔۔" دریاب نے" فکر مندی سے پوچھا۔۔
کچھ نہیں میں صبح مام کے ہاتھ سے کھالوں گا۔۔ ابھی وہ ڈیڈ کے پاس" ہیں۔۔ تم تیار ہو جاؤ تب تک میں یہ ٹیبل پر لگا دیتا ہوں۔۔" اسنے بات ختم کرتے دونوں کیلئے چھوٹی پیالیوں میں کیک والے دودھ کو ڈالا، اور ان پر پسے ہوئے خشک میوے چھڑکنے کے بعد وہ ٹرے میں رکھتے ساتھ دو چمچ رکھ کر ٹیبل پر ڈائننگ ٹیبل پر رکھتا۔۔ اپنے ہاتھ منہ دھو کر ایپرن اتارنے کے بعد کچن سے نکلا اور عرشیہ کو جگانے کیلئے اسکے روم کی طرف قدم اٹھائے۔۔

عرشو!" روم میں داخل ہو کر اسنے لائیٹ آن کی اور بیڈ پر سوئی ہوئی" عرشیہ کی طرف بڑھا۔۔
ڈارلنگ!" وہ محبت سے اسے پکارتا پاس ہی بیٹھا۔۔"

عرشیہ نے دوسری طرف کروٹ بدلنی چاہی مگر دلاور نے اپنا ہاتھ رکھ کر اسکی کوشش ناکام کرتے اسکے چہرے سے چپکے سنہری بالوں کو انگلی سے سمیٹا۔۔۔

میرا بیٹا! اب اٹھ جاؤ!" وہ جھک کر سرگوشی میں بولا۔۔"

عرشیہ نے مشکل سے مسکراہٹ ضبط کی اور سوتی بن گئی۔۔

حالانکہ وہ اسکی عرشو سے ہی جاگ گئی تھی۔۔

مجھے ابھی سونا ہے دل تنگ مت کرو۔۔" وہ ناک سکیڑ کر بولتی پھر سے "

چہرے پر بال ڈال گئی۔۔

میں تنگ نہیں کر رہا میری شیرنی! اٹھ جاؤ تاکہ تمہیں کھانا"

کھلا کر مام کے پاس چھوڑ کر میں کالج جا سکوں اور واپس آتے ہوئے

پھر لے آؤں گا اور اسکے بعد اپنے بچے کو تنگ کروں گا۔۔" دلاور نے محبت

شرارت سے اسکے چہرے سے سارے بال پھر سے ہٹا دیے۔

عرشیہ نے نیند سے بوجھل آنکھیں کھول کر اسے گھورا اور سر اٹھا کر

اسکی گود میں رکھتے اسکی کمر کے گرد چھوٹے سے بازو حائل کر دئے۔۔

دلاور نے مسکراتے جھک کر اسکا سر چوما۔۔

دلاور نے اسکی سست دیکھ کر، جھٹکے سے اسے بانہوں میں اٹھا لیا۔

دل!!" وہ چیخ پڑی۔۔۔"

ہاہاہا۔۔جی دل کی جان!" وہ ہنستے ہوئے بولا اور باتھ روم میں داخل ہوتے "

اسنے واش بیسن نل کا آن کر کے عرشیہ کا چہرہ واش کر دیا۔۔ جس سے اسکی ساری نیند بھاگ گئی اور وہ غصے سے دل کو دیکھنے لگی۔۔

دلاور نے اسکی ناک کو چھوا۔۔اور گیلا ہاتھ اسکے سلکی بالوں پر پھیر کر انہیں چہرے سے پیچھے کیا۔۔

اسنے لا کر اسے ڈریسنگ ٹیبل پر بٹھایا اور اسکے سرخ تولیے سے اسکا خوبصورت چہرہ خشک کرنے لگا۔۔

اسکی ماں ہاسپٹل میں باپ کے پاس تھی، تو دریاب اور دل نے ہی عرشیہ کو سنبھالا ہوا تھا۔ ویسے تو اسے سنبھالنے کی ضرورت نہیں تھی وہ کافی بڑی تھی مگر دلاور نے اسے یوں رکھا ہوا تھا جیسے کانچ کی گڑیا۔۔

اسکا چھوٹے سے چھوٹا کام بھی وہ خود کرتا۔۔

اس وقت وہ اسکے بالوں میں برش کرتا، اسکے سنہری دراز بالوں کی دو چوٹیاں بناتے پونیاں ڈال دیں۔۔

اسنے عرشیہ کا چہرہ ہاتھوں میں بھرا اور شدت بھرا بوسہ اسکی پیشانی پر دیا۔۔

تم نا جاؤ کالج دل۔۔"وہ منہ بسور کر بولی۔۔"

"جانا لازمی ہے میرا بیٹا، پر امس جلدی آنے کی کوشش کروں گا۔۔۔"

کوشش نہیں پکا پر امس کریں۔۔ پھر ہم توقیع کے پاس چلتے ہیں"

اس چام نے بھی کچھ نہیں کھایا اور صارم بھی اکیلا ہو گا۔۔"وہ چھوٹی تھی مگر اسے اپنوں کی پرواہ تھی۔۔

عائشہ خان اور دانیال خان کے بچوں کی یہی خاص خوبی تھی کہ انہیں اپنوں کی بے حد پرواہ ہوتی تھی۔۔وہ فیملی کو لیکر کافی حد تک حاس تھے۔۔

اور سب کو چاہنے والے بھی۔۔۔

دلاور نے اسے اسکارف پہنایا، اور ہاتھوں میں سرخ چوڑیاں پہناتے اسکے پاؤں میں جھک کر ریڈ کلر کے شوز پہنا کر وہ اسے اٹھائے روم سے باہر نکلا۔۔

تم ابھی تیار نہیں ہوئے دل؟"فارس اپنے روم سے باہر نکلتا دلاور کو دیکھ کر" بولا۔۔

میں بس ہو رہا ہوں عرشی کو کھانا کھلا لوں۔۔"وہ کہہ کر سیڑھیوں"
کی طرف بڑھا۔۔فارس عرشیہ کو دیکھ کر مسکرایا۔۔

دل میں نے تمہارا بھی بلیک سوٹ پریس کیا ہے۔۔"دریاب"
ٹھری پیس سوٹ میں تیار نیچے آیا اور عرشیہ کو کھانا کھلاتے
دلاور سے بولا۔۔
مست لگ رہے ہو موٹو!"دلاور کو دیکھ کر عرشیہ نے کمنٹ پاس"
کیا۔۔اسکے مست کہنے پر ناچاہتے دلاور قہقہہ لگا اٹھا۔۔اسے ہنستا دیکھ کر
دریاب جو عرشیہ کو گھورنے والا تھا خود بھی ہنس پڑا۔۔۔
میں نے تمہارے شوز بھی پولیش کر دیے ہیں۔۔"وہ مزید بولتا اسکے"
سامنے بیٹھا دلاور نے پیالی اٹھا کر اسے دی۔۔جسے تھام کر وہ کھانے
لگا۔۔
جبکہ دلاور عرشیہ کو سامنے بٹھا کر کھلا رہا تھا۔۔
میں چلتا ہوں تم دونوں آجانا۔۔"فارس ان تینوں پر ایک نظر"
ڈال کر وہاں سے نکل گیا۔۔
دریاب اپنی جگہ سے اٹھ کر دلاور کے پاس آیا اور چمچہ بھر کر اسکی
طرف بڑھایا۔۔

یہ کیا ہے؟" دلاور نے چمچے کو دیکھا۔۔"
کھانا ہے۔۔ کھاؤ!" اسنے اشارہ دیا۔۔"
لیکن یہ تمہارا ہے۔۔" دلاور نے باور کروایا۔۔"
لیکن تمہارا پیٹ خالی ہو گا تو مجھے کیسے کچھ اچھا لگے گا۔۔" دریاب نے"
کہتے نم آنکھوں سے نظریں پھیریں۔۔۔

کیا تم دونوں ناراض ہو؟" عرشیہ نے دونوں کے بیچ سنجیدگی دیکھتے"
پوچھا۔۔
نہیں۔۔" دلاور نے نفی میں سر ہلا کر آہستہ سے چمچہ اپنے منہ میں"
لے لیا۔۔ اور دوسرا دریاب کو بھر کر کھلایا۔۔

میں عشی کو کھلاتا ہوں تم جاؤ جب تک تیار ہو کر آؤ۔۔" دریاب"
کے کہنے پر وہ سر ہلاتا ہوا اٹھ گیا۔۔
اسکے جانے کے بعد دریاب اسے کھلانے لگا۔۔

کیا لگ رہا ہوں میں۔۔" کچھ لمحات کیلئے اپنی ناراضگی سائیڈ"
رکھ کر دلاور نے نیچے آتے دونوں کو مخاطب کیا۔۔

دونوں نے بیک وقت پلٹ کر اسے دیکھا۔۔
انکی نظریں بلیک چمکتے شوز سے ہوتیں، بلیک پینٹ میں ایک ہاتھ
پھنسائے جسکی کلائی میں سیاہ واچ پہنی تھی، وہ لمبا چوڑا سفید شرٹ
بلیک کوٹ زیب تن کیے کھڑا تھا۔۔
بھورے بال سلیقے سے سیٹ کیے، شہد رنگ آنکھوں میں
شرارت لیے۔۔ وہ استفسار کر رہا تھا۔۔
لاکیٹ۔۔ جو اسکے "DAD" ان دونوں کی جہاں نظریں رکی تھیں وہ تھا
سینے ہر رکھا تھا۔۔
عرشیہ نے ایکدم منہ میں انگلیاں دیکر زوردار سیٹی بجائی۔۔
دریاب گڑبڑا گیا۔۔ اسنے جھٹکے سے اسے دیکھا۔۔۔
ممم۔ میں نے نہیں سکھائی۔۔" وہ بوکھلا کر صفائی دینے لگا۔۔"
ہاہاہاہا دل اسنے ہی سکھائی۔۔" عرشیہ نے کھکھلا کر کہا دریاب نے"
چٹکی کاٹی۔۔
آہہہ۔۔" وہ درد سے کراہ کر رونے لگی۔۔"
رکو تم سدھرو گے نہیں۔۔" وہ غصے سے اسکی طرف بڑھا"
دریاب قہقہہ لگا کر وہاں سے بھاگا۔۔

تم ساتھ ہو تو سدھرنے کی مجھے کیا ضرورت۔۔"وہ دور بھاگ کر" کھکھلاتا بولا۔۔

تمہارے تو اچھے بھی سدھریں گے گاڑی اسٹارٹ کرو میں آرہا" ہوں۔۔"اسنے جھڑکتے کہا۔۔

دریاب نے سر کھجایا اور عرشیہ کو چڑھاتے زبان دکھائی۔۔

عرشیہ رونے لگی۔۔

الے میرا شیر بچہ۔۔"دریاب لاڈ سے اسکی طرف بھاگا"

دلاور نے جھٹکے سے موقعہ پا کر اسکے کان کو پکڑا۔۔

آہہہ۔۔"وہ اچانک اس افتاد پر چیخا۔۔عرشیہ کھکھلا اٹھی۔۔۔"

سوری کرو بہن سے۔۔"اسنے کراہنے پر دلاور نے غصے سے کہا۔۔"

"کرتا ہوں پہلے کان تو چھوڑو۔۔"

نہیں پہلے کرو پھر چھوڑوں گا۔۔"اسنے پکڑ مزید سخت کی۔۔۔"

عرشیہ نے ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر کسی مغرور حسینہ کا انداز اپنایا۔۔

سوری!!"وہ دل میں اسے چڑیل کا خطاب دیکر دانت پیس کر بولا۔۔"

کیا میں نے سنا نہیں۔۔"وہ انجان بن کر بولی۔۔"

اب دیکھو وہ تنگ کر رہی۔۔۔"دریاب نے دل سے کہا۔۔"
ہاں تو میں نے خود نہیں سنا زور سے بولا۔۔"دلاور نے مصنوعی غصے سے"
جھڑکا۔۔

سوری!!!"دریاب نے چیخ کر کہا"
کیا؟؟؟ مجھے کچھ سنائی نے دے رہا۔۔"عرشیہ بھی چیخ کر بولی۔۔"
دریاب نے اسے گھورتے دلاور کو شکایتی نظروں سے دیکھا۔۔
ہاں مجھے خود کچھ سنائی نہیں دیا تمیز سے بولو۔۔ تھوڑی ریسپکٹ ایڈ کرو کچھ"
احترام کرو بہن ہے ہماری۔۔
بہن کی معنیٰ سمجھتے ہو۔۔۔بھائیوں کا غرور انکا فخر انکی شہزادی۔۔"دلاور
نے مصنوعی غصے سے اونچی آواز میں ٹوکا اور اسے شرم دلائی۔۔۔

تو ٹھیک ہے قلب ہم کر لیتے ہیں عز تنگ ایڈ ان مائی منہ مینگ۔۔"
وتھ ایکسٹرا شرمنگ!ہمارا غرور ہمارا فخر ہمارا جنون ہمارا باپ ہم کو
کر دے معاف!"اسنے عرشیہ کے آگے ہاتھ جوڑے وہ قہقہہ لگا
اٹھی۔۔۔

دلاور سوچ رہا تھا۔ کہ جتنا ہم اپنی بہنوں کو عزت دیتے ہیں، ان پر کسی کی بری نظر برداشت نہیں کر سکتے۔۔ اے کاش کہ اتنا ہی ہم دوسروں کی بہنوں کی عزت کرتے۔۔

یہ کیسی غیرت ہے مرد کی اپنی بہن ماں پر غیرت آئے اور دوسروں کی بہن ماں پر حوس بھری نگاہ۔۔۔!

سوچ کر بتاؤں گی۔۔ "وہ نخوت سے بولی دریاب نے اب دلاور کو دیکھا۔۔" ہاں تو وقت لگتا معافی میں۔۔ ایسے معاف کر دے گی تو تم پھر سے " کرو گے۔۔ "وہ گھور کر جھڑکتے بولا۔۔

بھلا دلاور اپنی شیرنی کے اگینسٹ جا سکتا تھا۔۔

دریاب قہقہہ لگا اٹھا۔۔

دلاور نے عرشیہ کے آگے ہاتھ پھیلایا۔۔ عرشیہ خود کو سرخ اور دلاور کو بلیک ڈنر سوٹ میں دیکھ کر خوشی سے کھکھلاتی کسی شہزادی کی طرح گردن اکڑا کے اسکے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا۔۔

دلاور نے اسے نیچے اتارا تو وہ پرنسس ریڈ شوز میں ایک ہاتھ سے اپنا پروم فراک پکڑے دوسرا دلاور کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر مسکراتی اسکی طرح لاؤنج کی وسط میں آئی۔۔

سونگ پلیز!" اسنے کسی ملکہ کی طرح خادم (دریاب) کو حکم دیا۔۔"
کیوں نہیں ملکہ اڑھائی فٹ!" وہ اپنی خوفناک آواز میں گانا گانے لگا۔۔"
عرشیہ کھکھلاتی دلاور کے ساتھ پرنس پرنسس ڈانس کر رہی تھی۔۔
وہ گول گھوم کر جب آخری سپیٹ پر ایک پاؤں آگے اور ایک پیچھے کر کے،
دلاور کے آگے سینے پر ہاتھ رکھ کر جھکی۔۔ دریاب کی سیٹیاں گونج اٹھیں۔۔۔
دلاور نے بھی اسکا پورا ساتھ دیا اور خود بھی سر کو خم دیکر جھکا۔۔
میں بھی آیا۔۔" ویڈیو بناتے دریاب نے قہقہ لگا کر کہا اور خود بھی انکے"
آگے جھکنے لگا تھا کہ اچانک عرشیہ نے اپنا پاؤں اسکے پاؤں کے
آگے دیا۔۔
وہ دھڑام سے منہ کے بل آگرا۔۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔" دلاور کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔"

ارے بس بس دری بھائی تم تو پاؤں میں ہی گر گئے۔۔ مجھے شرمندہ کر رہے ہو۔۔" وہ کمال اداکاری سے بولی۔۔

دلاور نے دریاب کی سرخ رنگت دیکھتے جھٹکے سے عرشیہ کو اٹھایا اس سے پہلے وہ اس پر جھپٹتا وہ دونوں قہقہہ لگا کر باہر کی طرف بھاگے۔۔

ڈیڈ کا لاکٹ ٹھہرا اس جگہ پر DAD تینوں کے دل کی مقام پر دھڑک رہا تھا۔۔

ان تینوں سے ڈیڈ تھا، اور ڈیڈ دانیال خان تھا، خان سے اسکی خانم۔۔ اور خانم کے وہ آنکھوں کے تارے۔۔۔ جو ملکر ڈیڈ بن جاتے تھے۔۔

ooooooo

تم تو دکھائی نہیں دیتے میرے شیر کہاں گم ہوتے ہو؟ کیا میری یاد نہیں آتی؟" صائم زیدی کی نگاہ جیسے دلاور پر پڑی وہ بول اٹھے۔۔

میں یہیں تھا آپ کے پاس۔۔" وہ شرمندہ ہو کر بولا۔۔"

آپ ٹھیک ہیں اب بابا۔۔" اسنے صائم زیدی کے ہاتھ تھامے۔۔"

تم جیسے بیٹوں کا سہارا جس باپ کو ہو اسے کچھ ہو سکتا ہے بھلا۔۔""
صائم زیدی نے محبت سے اسکے ہاتھ چومے۔۔

آپ جلدی ٹھیک ہو جائیں مجھے بہت کچھ شیئر کرنا ہے۔۔"دلاور نے"
انکے پاس بیٹھتے کہا
کرو میں بالکل ٹھیک ہوں جوان ہوں مجھے کیا ہونا ہے؟"صائم زیدی نے"
اٹھکر بیٹھنا چاہا مگر ابھی آپریشن ہوئے چوبیس گھنٹے ہوئے تھے۔۔ تو دلاور
اچھے سے واقف تھا تبھی انہیں واپس لیٹا دیا۔۔
مجھے پتا ہے آپ اس وقت کتنے ٹھیک ہیں۔۔خاموشی سے آرام"
کریں ابھی میں جا رہا ہوں پارٹی میں کل آکر بات کروں گا۔۔"وہ ان سے
بولا۔۔صائم زیدی مسکرا کر اسکا ہاتھ تھپک گئے۔۔
ٹھیک ہے مجھے انتظار رہے گا۔۔"وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے تبھی ڈور"
ناک کر کے ڈارک بیلو ڈنر سوٹ میں صمصام زیدی صارم اور
توقیع کے ساتھ اندر داخل ہوا۔۔
السلام علیکم ڈیڈ۔"ان تینوں نے مشترکہ سلام کیا صائم زیدی انہیں"
سامنے دیکھ کر نہال ہو گئے۔۔

انہیں ڈر تھا کہ وہ شاید دوبارہ انہیں نہیں دیکھ پائیں گے مگر اسکی مولانی نے پھر اسے اپنی دعاؤں سے بچا لیا تھا۔

"توقیع روتی ہوئی بھاگ کر انکے سینے سے لگی صام صارم نے ڈیڈ۔۔ آگے بڑھ کر اپنے باپ کی پیشانی کو باری باری چوما۔۔

توقیع بھی انکے چہرے پر اپنی محبت کی مہر ثبت کرنے لگی صائم نے دلاور کو مسکراتی نظروں سے دیکھتے توقیع کو خود میں بھینچ لیا۔۔

وہ رباب چچی کا صائم زیدی کو بتا چکے تھے۔ جنہوں نے مشکل سے خود پہ ضبط کیا تھا مگر آغا جان سے صبح ہی بات کرنے کا سوچا تھا۔۔

"تم ساتھ چل رہے ہو صام؟" دلاور نے صام کو مخاطب کیا جو اس تھپڑ کے بعد سخت غصہ تھا اس سے۔۔

"ہاں۔۔ وہ سپاٹ لہجے میں جواب دیتا اپنے باپ کی جانب پلٹ گیا۔۔ دلاور نے گہرا سانس لیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔۔

"میں چلتا ہوں بابا صبح آؤں گا۔۔ توقیع کا خیال رکھیئے گا بلکہ آج آپ اسے خود کے پاس ہی رکھیں۔۔" وہ صائم زیدی سے کہتا صارم کے سر پر ہاتھ پھیر کر روم سے نکل گیا۔۔

صمصام نے سوالیہ نگاہوں سے اپنے باپ کو دیکھا کہ وہ کیوں توقیع کے خیال کا بول رہا تھا۔۔

اسے سخت نفرت ہو رہی تھی یہ سوچتے ہی کہ دونوں بھائی ایک ہی لڑکی سے۔۔

مام میں نے عشی کو کھانا کھلا دیا ہے۔ آپ اسکا خیال رکھیئے گا میں" واپس آکر گھر لے جاؤں گا۔" دلاور نے روم میں داخل ہوتے کہا۔۔
جہاں عرشیہ دانیال خان کے سینے پر سر رکھے پڑی تھی اور عائشہ بیگم دانیال کے پاس ہی چیئر پر بیٹھی تھیں۔۔
دریاب بھی وہیں موجود تھا اسکے انتظار میں۔۔۔

خیال سے جانا اور جلدی واپس آنا۔۔"جواب عائشہ خان کے" بجائے دانیال خان نے دیا۔۔
جی ڈیڈ۔۔ آپ بھی اپنا خیال رکھیے۔۔"دلاور نم آنکھوں سے مسکراتا انکے" پاس آیا اور جھک کر انکی پیشانی پر لب رکھتے آنکھیں سکون سے موند لیں۔۔
اسکے لئے یہ کافی اذیتناک تھا کہ اسکا باپ ایک گردے پر۔۔
اسنے سوچا تھا وہ بڑا ہو کر اپنا ایک گردہ اپنے باپ کو دے دے گا۔

رات بہت ہو گئی ہے جاؤ اور جلدی واپس آؤ۔۔" دانیال نے بھی"
اسکے سر پہ بوسہ دیتے کہا۔۔
میں تو کہتی ہوں جانے کی ضرورت کیا ہے۔۔ اتنی رات ہو گئی ہے۔۔""
عائشہ خان نے بیچ میں کہا۔۔
مام جانا ضروری ہے۔۔" دلاور نے ان سے کہا۔۔"
جی مام ورنہ پروفیسرز ناراض ہو جاتے ہیں۔۔" دریاب نے بھی تاکید کی۔۔"
اچھا تم دونوں جاؤ۔۔ دل بھائی کا خیال رکھنا۔۔"
خانم تمہیں کتنی دفع کہا ہے بیچ میں مت روکا کرو کسی کو بھی۔۔" دانیال
خان اپنے دونوں بیٹوں سے کہہ کر بیوی کی طرف مخاطب ہوا۔۔
ڈیڈ میں نے آج دری کو مزا چکھایا" عرشیہ ہنستے ہوئے بولی۔۔"
ڈیڈ آپ اس چمپا کلی کو سمجھا دیں۔۔ اگر کبھی اکیلی مل گئی دونوں"
پونیاں کھینچ کر گنجا کر دوں گا اس چڑیل کو۔۔" دلاور کے پیچھے جاتے
دریاب نے تڑپ کر باپ کو شکایت لگائی۔۔

عائشہ نے بیٹی کو گھورا دانیال نے مسکراتے بیٹی کی پیٹھ تھپکائی۔۔
مگر دری کی نگاہ جب دل پر پڑی وہ سٹپٹا کر گڑبڑایا۔۔

افف کتنے مچھر نگ ہیں یہاں۔۔"وہ فضا میں تالیاں بجا کر نا"
دکھنے والے مچھر مارتا آگے نکل گیا۔۔

خیال رکھنا بیوقوف کا۔۔گاڑی خود ڈرائیو کرنا اور دونوں جلدی آنا میں انتظار"
کروں گا۔۔"پیچھے سے دانیال خان نے کہا۔۔"میں بھی۔۔"عرشیہ
نے بھی ساتھ کہا
عائشہ خان اسے دیکھ کر مسکرائی۔۔
دل سراثبات میں ہلاتا باہر آکر گہری سانس خارج کرتا وہاں
سے نکلا۔۔۔
صمصام کے ساتھ زیاف تھا اور دلاور دریاب چاروں ساتھ نکلے دو
گاڑیوں میں۔۔
oooooooo

ماشاءاللہ۔۔"پاس سے گزرتی لڑکی کو دیکھ کر زیاف کے منہ سے"
بے ساختہ نکلا۔۔دریاب کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔
آج بلی تھیلے سے نکل ہی آئی۔۔"اسنے طنز کیا۔۔زیاف نے آنکھ دبائی۔۔"

دری مجھے لگتا ہے مجھے محبت ہو گئی ہے۔۔"زیاف نے دل پر ہاتھ رکھتے"
کہا۔۔وہ دونوں اس وقت کالج کے سجے گراؤنڈ میں موجود چیئرز پر بیٹھے
تھے۔۔

سفید لائٹوں اور پردوں سے پورے کالج کو سجایا گیا تھا، بڑے اسٹیج ایکا
ساؤنڈر رکھے گئے تھے۔۔وہاں رات کے اس حسین پہر میں سب جمع
تھے۔۔

فارس لڑکوں لڑکیوں کی پرمیشن پر مووی میکر بنا ہوا تھا۔صام ان
دونوں کے ساتھ بیٹھا تھا مگر اسکی توجہ کہیں اور تھی۔۔

کس سے؟"دریاب نے مسکراہٹ دبائی۔۔"

ایک صدمہ دوسری محبت۔۔دونوں زیاف زیدی پہچان تھی۔۔
اسکی دھڑکن ہر خوبصورت لڑکی کو دیکھ کر دھڑک جاتی، مگر
دوسرے پل جب اس محبت میں رقیب آجاتا تو ہمیشہ کی
طرح بیچارا صدمے میں ہی ہوتا تھا۔۔

سامنے دیکھ۔۔"زیاف نے اشارہ دیا دریاب نے اشارے کے"
تعاقب میں دیکھا تو ماہرہ تھی۔۔

اسکا ایکدم زوردار قہقہہ گونج اٹھا۔۔

یہ فلٹر کی دکان سے تجھے محبت ہو گئی ہے۔۔"وہ ماہرہ کے میک اپ "
کو دیکھتا طنزیہ بولا۔۔
شرم کر تیرے بھائی کی محبت ہے۔۔"زیاف نے شرم دلائی۔۔"
ہاہاہاہا صبر بچے ابھی بیچ میں رقیب آجائے گا۔۔"وہ محظوظ ہو کر بولا"

در فٹے منہ تیرا۔۔ منحوس انسان۔۔ دیکھتا ہوں تم کسی حسینہ کو"
پٹاتے ہو۔"اسنے دانت پیسے کیونکہ واقعی ماہرہ کے ساتھ فارس آگیا
تھا جو زیاف کو انتہائی زہر لگا تھا۔۔

میں تو کسی نیچرل بیوٹی سے کروں گا شادی پھر محبت۔۔ اسکے گلابی"
گال، گلابی ہونٹ نشیلی آنکھیں۔۔۔۔"وہ شرارتاً زیاف کو جلاتا بے باکی
سے بولا۔۔
ہاہاہا بول تو ایسا رہا جیسے تیرے لیے حور آئے گی۔۔ میرے پتر تیری وہ"
چھوٹی پٹاخہ بطخ ہے۔۔ جس کے میجک سٹون سے تو پورا نشیلا ہو کر
دھڑام سے گرا تھا۔۔ہاہاہا۔۔"زیاف اسے یاد کرواتا ہنس ہنس لوٹ
پوٹ ہو گیا۔۔
دریاب کا چہرہ سرخ ہو گیا۔۔ مگر وہ ضبط کر گیا۔۔

ہاں تو کیا ہوا ویسے بھی ابھی وہ بچی ہے۔۔اور شاہ خان دونوں کا خون ہے ایویں تو"
"نہیں ہو گی۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔"زیاف کو جی بھر کر ہنسی آئی۔۔"
دریاب نے اچانک دھموکہ جبڑا وہ کراہ اٹھا۔۔۔
"!!سانڈے"

دلاور کہاں گیا؟" دلاور کو تلاشتے اسنے صام کی طرف دیکھا۔۔"
جسکی پوری توجہ دور کونے کی طرف تھی۔۔دریاب نے اسکی نیلی
غصیلی آنکھوں کی تعاقب میں دیکھا اور خود بھی حیران ہوا۔۔
اسنے غور کیا تو واقعی وہاں دلاور تھا اور ساتھ کھڑا وجود نویرہ کا۔۔
یہ دلاور کے ساتھ کیا کر رہی؟" دریاب جھٹکے سے اٹھا۔۔"
اسے ڈر تھا کہیں اسنے دلاور کو اسکے میسجز تو نہیں دکھا دیئے۔۔
جو تمہارے ساتھ کرتی تھی۔۔"صمصام طنزیہ کہتا اپنی جگہ سے"
اٹھا۔۔دریاب نے حیران ہوتے اسے دیکھا۔۔
وہ کچھ سمجھتا سوچتا مگر اسے ڈر تھا اسکے میسجز کو دیکھ کر دلاور مزید ناناراض
ہو جائے۔۔

وہ تیزی سے بھاگا دلاور کی طرف۔۔۔

تو میں کیا کروں تمہاری مجبوریوں کو۔۔ میں اپنے پیرنٹس کو" کیا جواب دوں گی؟" وہ اس پر نیچی آواز میں چلائی۔۔

کیا یہ سب کرنے سے پہلے مجھ سے پوچھا تھا جو میرے گلے پڑ گئی" ہو۔ یہ تمہارا گناہ ہے تم جانو تمہارا انجام۔۔" دلاور نے غراتی آواز میں کہا۔۔۔

تیز شور شرابے، ایکا ساؤنڈ کی وجہ سے انکی آواز ان تک ہی گونجتی رہ گئی تھی۔۔

اگر یہ بات ہے تو ٹھیک ہے۔۔ ٹھیک ہے میں وہی کروں گی جو" میرا انجام ہوگا۔۔ مگر یاد رکھنا اس میں تم لوگوں کا بھی برا انجام ہوگا۔۔" وہ اسے آئندہ کے صورتحال سے باخبر کرتی مٹھی بھینچے جانے لگی۔۔

تم ایسا کچھ نہیں کرو گی۔۔" بے بس ہو کر دلاور نے اسکی کلائی کو جکڑا۔۔" تو پھر دو طلاق۔۔ وہ ویسے بھی تم سے چھوٹی ہے۔۔ اسے کوئی بھی مل جائے" گا۔۔ لیکن میری تو زندگی تباہ ہو گئی ہے اگر تم نے آج انکار کیا تو یہاں "تمہاری تباہی ہو گی۔۔۔

بکواس بند کرو۔۔ورنہ ایسا نا ہو تم میرے ہاتھوں سے ضائع "
ہو جاؤ!!" دلاور نے بھڑک کر اسکا گلا دبانا چاہا۔۔

دل!!" دریاب نے ششدر ہو کر اسکا ہاتھ پکڑا۔۔۔"
نویرہ اسے وہاں اچانک دیکھ کر سپید پڑ گئی۔۔وہ جلدی سے وہاں سے ہٹی۔۔
کیا کر رہے دل؟ پاگل ہو گئے ہو اسے مار رہے ہو۔۔۔" دریاب نے غصے سے "
کہا۔۔
دلاور نے سرخ خون آلود نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔

ہاں پاگل ہو گیا ہوں۔۔۔اور اس پاگل پن کے ذمہ دار تم ہو سمجھے۔۔" دلاور "
نے جھٹکے سے ہاتھ چھڑوا کر اسکا کالر پکڑا اور اسکے منہ پر غراتے اسے
پیچھے کی جانب دھکیلتا ہوا وہاں سے آگے بڑھا۔۔۔

دریاب ساکت سا غیر یقینی نگاہوں سے اسے جاتے ہوئے دیکھ رہا
تھا۔۔

میری وجہ سے ؟؟ مگر میں نے کیا کیا؟" سبکی شرمندگی"
پر دریاب نے خود کو سنبھالا اور دلاور کی تلاش میں نظریں پھیریں۔۔

تبھی وہاں صمصام بھی آ گیا۔۔ اسنے دلاور کے اس ری ایکشن کے بابت
پوچھا مگر دریاب کو کچھ معلوم ہوتا تو اسے بتاتا۔۔۔
وہ تو خود انجان تھا۔۔ اسے دلاور تو نظر نہیں مگر اسنے نویرہ کی تلاش
کی۔۔
نویرہ کہاں ہے؟" وہ صمام کو انتظار کا کہتے ماہرہ کے پاس آیا اور اس سے"
استفسار کیا۔۔ تاکہ نویرہ سے پوچھ سکے کہ اسنے ایسا کیا کہا ہے دلاور
سے کہ اسنے اپنے ہی بھائی کو نفرت سے دھکا دیا۔۔

ماہرہ نے کچھ پریشانی سے تلاش کیا اسے مگر وہ اسے بھی کہیں نہیں ملی۔۔
دریاب مایوس غصہ پیتے دلاور کی تلاش میں گراؤنڈ سے باہر آیا۔۔
دور ایک بینچ پر اسے خاموش دلاور دکھائی دیا۔۔ اسنے آس پاس
دیکھا یہاں قدرے نیم اندھیرا تھا۔۔ اور کوئی موجود بھی نہیں تھا۔۔

جب میں نے اس سے بات کرنا چھوڑ دی تو اب تم کیوں اس سے بار"
بار بات کر رہے ہو؟ تمہاری موبائل میں اسکا نمبر کیا کر رہا دل؟؟" وہ
اسکے سامنے آکر غصے سے بولا۔۔
دلاور نے کوئی جواب نہیں دیا یونہی خاموشی سے بیٹھا تھا۔۔
میں سے بات کر رہا ہوں دلاور مجھے جواب دو۔۔ آخر کیا ہے یہ"
سب؟؟ تم بات کرو تو گناہ نہیں میں نے بات کی تو گناہ
ہو گیا۔۔" وہ چیخا اس پر۔۔۔

ہاں گناہ ہو گیا ہے۔۔۔" دلاور نے زوردار پنچ اچانک دریاب کے"
منہ پر مارا جو آہ کرتا پیچھے جا گرا۔۔۔
وہ ششدر دلاور کو دیکھنے گا۔۔ دکھ سے اسکی آنکھوں سے آنسوں بہہ گئے۔۔
تو بتاؤ کون سا ہے گناہ؟؟؟" وہ وہ روتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔"
اسنے کبھی اس پر ہاتھ نہیں اٹھایا تھا بلکہ ہمیشہ وہ ناجائزی کر جاتا تھا
مگر آج اسکے دل نے اسے۔۔۔۔۔

اب کیا تمہارا گناہ بھی میں تمہیں بتاؤں؟" وہ اس پر چیخا۔۔"

ہاں بتاؤ!!!بتاؤ تاکہ مجھے بھی معلوم پڑے وہ گناہ کون سا ہے جس نے"
میرے بھائی کو بدل کر رکھ دیا ہے۔۔"وہ دکھ سے بپھر کر بولا۔۔
اسنے اپنے آنسوں رگڑے۔۔۔جب دلاور نے اچانک اسکے کوٹ کا
کالر مٹھیوں میں جکڑا اور اسے قریب کھینچ لیا۔۔۔

کیا تم نویرہ سے پارک میں تنہا ملنے جاتے تھے؟"اسنے سرد"
غضبناک لہجے میں پوچھا۔۔دریاب کا چہرہ مارے شرمندگی
کے سرخ ہو گیا۔۔۔
میں تم سے معافی مانگ چکا ہوں دل۔۔"وہ تکلیف زدہ لہجے میں بولا۔۔"
اسے شدت سے رونا آرہا تھا اسنے اپنا بھائی کھو دیا تھا۔۔وہ کھکھلاتا
قہقہہ لگاتا دلاور۔۔۔۔
یہ تو کوئی اور تھا۔۔۔کوئی انجان۔۔۔اگر دلاور ہوتا تو ہر گز دریاب سے
اس طرح پیش نا آتا۔۔۔
شٹ اپ!!"اسنے زوردار تھپڑ دریاب کے چہرے پر مارا۔۔"
وہ دکھ سے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا۔۔۔

کیا ہو گیا ہے دل۔۔۔ اگر تمہیں تکلیف پہنچی ہے تو مجھے معاف کر دو"
میں دل۔۔ مگر مجھ سے ایسا تو رویہ مت اختیار کرو۔۔ میں مر
جاؤں گا۔۔" وہ روتے ہوئے بولا۔۔
دلاور نے نم لہو لہان آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔۔

تو تب کیوں نہیں مر گئے جب تم نے اس لڑکی کی عزت ہر ہاتھ"
ڈالا؟؟؟ تب تمہیں اپنے دل کا خیال کیوں نہیں آیا کہ وہ جب تمہارا یہ
روپ دیکھا گا تو مر جائے گا۔۔
تمہیں میرے مرنے کا دکھ نہیں۔۔۔ تمہیں احساس ہے میں
مر چکا ہوں اندر سے جب سے میں نے سنا ہے کہ میرے بھائی
نے گناہ کیا ہے۔۔۔
ایسا گناہ جسکی معافی نہیں۔۔۔
کیوں دریاب خان؟؟؟؟ کیوں تم نے میری عشی کے بارے میں نہیں
سوچا۔۔ ہمارے پاس بہن ہے۔۔۔ خدا کا کہر ٹوٹتا ہے اس پر جو
دوسروں کی عزت کو روندتا ہے۔۔۔

میرا دری ایسا تو نہیں تھا کہاں مار دیا تم نے میرے دریاب کو حیوان!!!" وہ اسے جھنجھوڑتا گھسیٹ کر ایک سائیڈ لے آیا۔۔

دریاب کو لگا وہ پتھر کا ہو گیا ہے۔۔ اسکا وجود سن پڑ گیا۔۔ حاکت ایسی ہو گئی کہ جیسے بدن میں لہو جم گیا ہو۔۔

اسنے ساکت وحشت بھری نظروں سے دلاور کو دیکھا۔۔۔
ی۔۔ یہ۔۔ کیا بول رہے ہو دل؟؟ مم۔۔ میں نے کیا کیا؟" وہ" خوفزدہ ہو کر اپنے دل کے آنسوں دیکھتا بڑبڑایا۔۔

پوچھو جا کر اس لڑکی سے۔۔ تم نے کیا کیا ہے۔۔۔ مجھے نفرت ہو" رہی ہے تم سے۔۔ تمہیں اپنا بھائی کہتے گھن آ رہی ہے۔۔
یہ سب کرنے سے پہلے تم نے ایک بار اپنے انجام کا سوچا؟؟
وہ ماں بننے والی ہے تمہارے بچے کی۔۔۔ اور اسنے کہا ہے اگر میں نے تو قسیع کو طلاق نہیں دی تو وہ تمہارا چہرہ سب کے سامنے لائے گی۔۔"
وہ چبا چبا کر بولتا جھٹکے سے اسے پیچھے دھکیل کر کھڑا ہوا اور گہرے سانس بھر کر خود کو ضبط کرنے لگا۔۔

تمہیں یہ نویرہ نے کہا ہے؟" اسنے مٹھیاں بھینچ کر پوچھا۔۔"
ہاں!!" دلاور نے اسکی طرف سے منہ پھیر کر بھڑک کر"
جواب دیا۔۔
اسکی تو میں۔۔۔**** میں اسکی جان نکال دوں گا آج۔۔ جان سے"
مار دوں گا اس ذل*** لڑکی کو۔۔۔" وہ جھٹکے سے پلٹ کر تیزی سے وہاں
سے بھاگا۔۔۔

دلاور سن دماغ سے اپنی جگہ کھڑا تھا۔۔
اسنے ذرا سی ترچھی نگاہوں سے اسے دیکھا جسنے جھٹکے سے ٹیبل سے کچھ اٹھایا
تھا اور مٹھی میں بھینچے بھاگتا جا رہا تھا۔۔
تم ایسا کچھ نہیں کرو گے۔۔" وہ پیچھے سے دھاڑا مگر اسکی دھاڑ فضا"
میں گمراہ ہو گئی۔۔ وہ اسکی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔۔
یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ تم کچھ بتاتے کیوں نہیں دلاور؟؟" دریاب کو"
اس قدر غصے میں دیکھ کر صمصام اسکے پاس آیا۔۔

دلاور نے خاموش نظروں سے اسے دیکھا۔۔

یہ وہ شخص تھا جسے چھونے کا پہلا لمس بھی دلاور کو یاد تھا۔۔ وہ اسکے دل کے قریب تھا۔۔
مگر اپنا ہو کر جس طرح اسنے دھتکارا تھا۔۔ بے یقینی دکھائی تھی دلاور کا دل ٹوٹ گیا تھا اس سے۔۔۔

بعض اوقات انسان کو ان کے سامنے خاموش رہنا پڑتا ہے، جو دل کے تو بے حد قریب ہوتے ہیں۔ مگر آپ کے الفاظ انکے سامنے بیکار ٹھہر جاتے ہیں، آپ کی قسمیں ضائع جاتی ہیں۔
آپ کے الفاظ ان پر واضح نہیں کر پاتے آپ کی حالت کیا ہے، اور وہ جان کر بھی آپ کو اپنی سوچ مطابق قصوروار گنہگار ٹھہراتے ہیں۔۔

ooooo

وہ بھاگتی ہوئی خوفزدہ دھڑام سے ساتھ دروازہ کھولے اندر داخل ہوئی اور کپکپاتی ہوئی دروازہ بند کر کے رونے لگی۔۔

اسے لگ رہا تھا اب قیامت قریب ہے۔ یہ دنیا اس پر تنگ ہو رہی تھی۔۔ وہ چاہتی تھی دریاب کو بھنک بھی نا پڑے اس سب کی، مگر دلاور نے تو سب کچھ بتا دیا تھا اسے۔۔

اور اب دریاب چھوڑے گا نہیں اسے۔۔ یہ سوچ سوچ کر وہ روتی پاگل ہوئی جا رہی تھی۔۔ بغیر دیکھے وہ اندر داخل ہو گئی۔۔

جب تنفس بحال ہوا تو اسے احساس ہوا، وہاں اسکے علاوہ بھی کوئی ہے۔۔

آہٹ پر اسنے پلٹ کر دیکھا۔۔

آہہہ۔۔ "نویرہ کی زوردار چیخ نکل گئی۔۔"

سامنے ظفران حیدری اور اس کالج کی لڑکی تنہا یہاں دیکھ جبرا اسکی چیخ گونج اٹھی۔۔

تم!! تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" ظفران حیدری نے غصے سے غرا کر نویرہ" کو دیکھا۔۔

نویرہ نے پہلے اسے پھر اس لڑکی کو دیکھا۔۔ جو کہ اسکی ہم عمر ہی تھی۔۔۔

حیوان درندے کتے۔۔۔ تم نے پہلے مجھے تباہ کیا اور اب پھر ایک اور" شکار۔۔ "وہ نفرت غیظ میں اس پر پھنکاری۔۔

میں نے تمہیں تباہ نہیں کیا تم خود آئی تھی میرے پاس۔۔""

ظفران حیدر اس پر بھڑکا۔۔

تھوکتی ہوں میں تم پر تمہاری غلیظ صورت پر۔۔"اسنے کہنے کے ساتھ ہی"

منہ پر تھوک دیا۔۔

میں تمہارا یہ مکروہ حوس پرست درندے کا چہرہ سب کے"

سامنے لاؤں گی۔۔ میں جا رہی ہوں باہر سب کو تمہارا یہ گھناؤنا

چہرہ دکھانے کہ تم پوزیشن کا لالچ دیکر لڑکیوں کو کیسے بلیک میل کرتے ہو

اور انہیں اپنی حوس کا شکار بناتے ہو۔۔

ظفران حیدری آج تمہارا انجام برا ہوگا۔۔ تم یہ جو کالج کو فحاشی کا اڈہ

بنانے کا سوچ رہے ہو اس خواب کے ساتھ تم بھی کچلے جاؤ گے ان

معصوم لڑکیوں کے ماں باپ کے پاؤں تلے۔۔"وہ اس پر غرائی۔۔

پروفیسر!!"لڑکی نے ڈر کے ظفران کو دیکھا۔۔"

میں تمہیں دکھانے کیلئے چھوڑوں گا تب ہی تو تم دکھاؤ گی نا۔۔ آج"

میرا نہیں تمہارا انجام برا ہوگا۔۔ اور وہ بھی میرے ہاتھوں وحشتناک!!"

وہ خوفناک آواز میں کہتا اس سے پہلے نویرہ پر جھپٹتا۔۔

وہ ایکدم چیخ کر دروازہ کھول کر باہر بھاگی۔۔

آہہہ۔۔" دوسری وہاں موجود لڑکی اپنی بدنامی کا سوچ کر شیخ چلا اٹھی۔۔"
کچھ نہیں ہوگا۔۔وہ کچھ نہیں بولے گی تم جاؤ باہر اپنا حلیہ درست کر کے "
جلدی۔۔" ظفران حیدری نے اسے جلدی سے آفس سے نکالا اور خود
اپنا حلیہ درست کر کے نویرہ کے پیچھے بھاگا۔۔
وہ سامنے ہی اسے سیڑھیاں اترتی نیچے جاتی دکھائی دی۔۔اس سے
پہلے کہ ظفران حیدر اسے کچھ کہتا یا روکتا۔۔

سیڑھیاں اترتی روتی ہوئی نویرہ کے آگے ایکدم بگڑے تیوروں سے دریاب
کھڑا ہو گیا۔۔نویرہ کا دل کیا چیخ چیخ کر روئے۔۔

ماں کو تو اسنے اپنے ہاتھوں سے کھویا تھا، باپ کو بھی وہ اپنا کردار بتا نہیں
سکتی تھی۔۔اور یہاں آج رات وہ بری طرح پھنس گئی تھی۔۔
اسنے اپنے باپ کو کہا تھا کہ وہ اسے پک کرنے آئے، اگر ان صورتحال
سے یہاں سے بھگی تو باہر اسے وہ گھٹیا حوس پرست ڈرائیور نہیں
چھوڑے گا۔

بتاؤ مجھے کیا کہا ہے دلاور سے میرے بارے میں کہ تم"
میرے۔۔۔ میں تمہیں جان سے مار دوں گا آج۔۔،" اسنے ہاتھ میں
پکڑی کھانے کی نائیف کو اسکے سامنے کیا۔۔

آہ!" وہ ڈر کر پیچھے ہوئی۔۔ دریاب کو دیکھتے ظفران حیدری ایکدم پلر کی اوٹ"
میں ہو گیا۔۔ مگر دریاب کے ہاتھ میں نائیف کو واضح دیکھ لیا تھا۔۔
دلاور کو کیا کہا ہے تم نے؟" وہ اسکے مقابل کھڑا سرد ٹھٹھرا دینے"
والے لہجے میں پوچھ رہا تھا نویرہ کی دھڑکنیں سست پڑ گئیں۔۔
ایک طرف ظفران حیدر تو دوسری طرف دریاب۔۔
تمہیں دلاور نے بب۔بتایا؟" اسنے سمجھ نہیں آیا وہ دریاب کو اب"
کیا جواب دے کیسے سمجھائے۔۔ سامنے سیڑھیوں کے نیچے فارس
بھی انہیں دیکھ رہا تھا۔۔
اسنے پوچھنے کے ساتھ جھٹکے سے دریاب کا ہاتھ پکڑا۔۔
جواب دو مجھے نویرہ کہاں لیکر جا رہی ہو۔۔" وہ غصے سے دھاڑا اس"
پر۔۔ لیکن وہ سپید رنگت سے دلاور دریاب ظفران سے خوفزدہ
دریاب کو سمجھانے کیلئے اسے اوپر نئی بنی کلاسس میں سے ایک
میں لے آئی اور جھٹکے سے لائیٹ آن کی۔۔

یہاں پر نیچے کا شور قدرے کم تھا، یہ نیو کلاسز تھیں جو کہ ابھی اوپن نہیں ہوئی تھیں نئے سال کے ساتھ شروع ہونے والی تھیں۔۔

تم کہاں جا رہے ہو فارس؟" ماہرہ نے فارس کا ہاتھ پکڑا اسے " جاتے دیکھ کر۔۔ فارس نے چور نظروں سے دلاور کو دیکھا اور ماہرہ کو بھی ساتھ چلنے کا اشارہ دیا۔۔۔

ہال میں صمصام زیدی کی سپیچ کی آواز آ رہی تھی جو کہ وہ انگلش میں کر رہا تھا۔ وہاں سارے پروفیسرز پرنسپل دیگر مدعو کی بڑی بڑی شخصیات موجود تھیں۔۔

دلاور دریاب نویرہ کی تلاش کرتا ساتھ ساتھ پروفیسرز کے ساتھ مسکرا بھی رہا تھا، اگلی باری اسکی تھی۔۔ پروفیسرز کی نظر میں وہ قابل سٹوڈنٹ تھا۔۔ اسے دریاب کے ساتھ برادرز کی محبت پر سپیچ کرنی تھی مگر دریاب تھا کہ دکھائی نہیں دے رہا تھا اسے گڑبڑ کا احساس ہوا۔۔۔

اسے لگ رہا تھا اسنے بتا کر غلط کر دیا ہے۔۔

وہ دونوں وہاں سے نکل گئے چپکے سے۔۔ سب ہال میں موجود تھے۔۔ سٹیج پر کھڑے ڈارک بیلو سوٹ سحر انگیز پرسنالٹی کے مالک صمصام زیدی کو دیکھ رہے تھے۔۔

ہم کہاں جا رہے ہیں؟" ماہرہ نے فارس سے پوچھا۔۔"
شش!!" فارس نے سیڑھیاں چڑھتے ماہرہ کو خاموش رہنے کا" اشارہ دیا اور اپنی موبائل کی کیمرہ کو آن کیا۔۔

آج دلاور اور دریاب کو انکی قسمت بھی نہیں بچا سکتی۔" وہ معنی خیزی" سے سرگوشی میں بولا۔۔ ماہرہ پہلے چونکی اور پھر دھیرے سے مسکرا دی۔۔

کیا بکواس کی ہے تم نے دلاور سے؟" دریاب اسکے ساتھ وہاں اکیلا" کھڑا تھا اس پر دھاڑا۔۔
بکواس نہیں کی میں نے اس سے۔۔ مگر اسنے خود کو بچانے کیلئے" تم سے بکواس ضرور کی ہے۔۔" وہ روتی غصے سے بولی۔۔
کیا مطلب؟" دریاب ٹھٹھک گیا۔۔ دلاور نے خود کو بچانے کیلئے۔۔۔"

کیا کہنا چاہتی ہو؟ کیا تم نے دلاور سے یہ نہیں کہا کہ تم میرے" بچے کی۔۔۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہ گھٹیا بولنے کی۔۔ میں تم سے کبھی ایک غلیظ بات بھی نہیں کی پھر گھٹیا *** عورت تم نے کیسے غلیظ الزام لگایا مجھ پر میرے بھائی کو مجھ سے دور کرنے کی کوشش کی ہے میں تمہارا منہ نوچ لوں گا۔۔" وہ اس پر جھپٹا اسکے بالوں کو مٹھی میں جکڑا۔۔

جب نویرہ چلا اٹھی اس پر اور اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے دھکیلا۔۔۔

باہر اندھیرے میں کھڑکی کے پاس دیوار سے لگے کھڑے فارس ماہرہ کی حیرت سے آنکھیں پھیل گئیں۔۔

فارس چپکے سے موبائل کیمرہ میں سب کچھ قید کر رہا تھا۔۔ اسے لگا تھا کوئی معمولی سی بات ہو گی جس سے دانیال خان انہیں جوتے مارے گا یا غصہ کرے گا۔۔

مگر یہاں تو تباہی تھی۔۔۔ خان کی تباہی۔۔۔۔

ماہرہ کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔۔ اسکے لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ بھی تھی۔۔ اور شاکڈ کے تاثرات بھی۔۔

تو بالآخر ڈبل ڈی برباد۔۔۔ ساتھ مس ایٹیٹیوڈ مغرور گھمنڈی نویرہ بھی۔۔

جھوٹ بولا ہے اسنے تم سے۔۔ صرف اپنا گناہ چھپانے کیلئے۔۔ خود" کو ہمیشہ کی طرح سب کی نظروں میں لاڈلا رکھنے کیلئے اسنے سارا الزام تم پر ڈال دیا ہے۔۔

حالانکہ جاؤ اور صمصام زیدی سے پوچھو اس دن تم سب کی غیر موجودگی میں اسنے مجھے اپنے گھر بلایا تھا کہ نہیں۔۔ وہ مجھ سے تمہاری غیر موجودگی میں۔۔۔" وہ کہنے کے ساتھ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔۔۔

دریاب کے سر پر تو جیسے آسمان ٹوٹ پڑا تھا۔۔ اسکے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔۔

یہ گناہ تمہارا نہیں تمہارے بھائی کا ہے۔۔ اور تمہارا بھائی اپنا" نکاح بچانے کیلئے سب کچھ تم پر مسلط کر رہا ہے دریاب خان۔۔

تمہاری پیٹھ میں تمہارا ہی بھائی چھرا مار رہا ہے میں نہیں۔۔" وہ روتی چلائی۔۔

تم دونوں نے مجھے برباد کر دیا اپنی نفرت میں۔۔ میں سچ میں برباد" ہو گئی ہوں دریاب مجھے بچا لو۔۔۔ وہ مجھے مار دے گا۔۔" وہ اموشنل ہو کر اسکے آگے گڑگڑائی مگر دریاب سمجھ نا سکا۔۔

میں تمہاری زبان نوچ لوں گا فخ**۔۔ تم اتنا گر جاؤ گی میں نے سوچا" نہیں تھا۔۔ پہلے تم نے مجھ پر الزام لگایا اب میرے بھائی پر لگا کر تم ہم دونوں کو ایک دوسرے سے الگ کر رہی ہو۔۔ میں تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔۔" وہ خون آنکھوں میں سما کر بھاری غراتی خوفناک آواز میں بولتا اسکی طرف لپکا مگر وہ خوف زدہ ہو کر روتی پیچھے ہوئی۔۔۔

میں جھوٹ نہیں بول رہی۔۔ گھٹیا انسان تمہارا بھائی ہے تمہیں" یقین نہیں آرہا نا۔۔ رکو میں تمہیں ثبوت دکھاتی ہوں۔۔" وہ دریاب کی پہنچ سے دور ہو کر ٹھر ٹھر کانپتی زرد سی اپنے پرس سے اپنا موبائل نکالنے لگی۔۔

وہ وحشت سے پوری کانپ رہی تھی۔۔ دریاب نے جھپٹ کر اسکے پرس سے موبائل نکالا۔۔ وہ رو رہی تھی۔۔

تمہیں یقین نہیں نا مجھ پر۔۔ دیکھ لو خود اپنی آنکھوں سے۔۔" وہ اس سے بولی۔۔"

اسکے دل کو کچھ حوصلہ ملا کہ شکر وہ یہ موبائل ساتھ لائی تھی دلاور کے علاوہ ساری کال ہسٹری ڈیلیٹ کر چکی تھی۔

یہ کک۔۔کیا ہے؟"وہ حیرت ششدر ہو کر اسکی طرف " متوجہ ہوا۔۔۔

یہ ہے تمہارا بھائی۔۔۔دیکھو غور سے کہاں لیکر جا رہا ہے۔۔۔۔" ابورشن کا کہا تھا مجھے اسنے۔۔ساتھ لایا تھا۔۔مجھے یہاں۔۔مگر میں نے جب انکار کر دیا تو غصہ ہو کر وہاں مجھے اکیلا چھوڑ کر چلا گیا۔۔ جاؤ آج بھی اس ہاسپٹل میں۔۔۔"وہ روتی ہوئی اس پر چیخی۔۔

برباد کیا ہے تمہارے بھائی نے مجھے۔۔۔میری عزت کو نوچا" ہے۔۔اپنے حوس میں۔۔۔تمہارا بدلہ لینے کیلئے۔۔

کیا غلطی تھی میری صرف تم سے محبت ہی کی تھی اسکا بھی اتنا برا انجام دیا اسنے۔۔

مجھے تم سے ملنے کے بہانے بلایا۔۔اور مجھے فحاشہ کہہ کر مارنے کے ارادے میرے ساتھ۔۔اس پر شیطان حاوی ہو گیا۔۔یوں کہا جائے کہ وہ خود شیطان تھا۔۔

اسنے مجھے موچ لیا۔۔ مجھے برباد کر دیا۔۔ اب جب میں نے اس سے کہا ہے مجھے انصاف چاہیے تو اسنے تم پر الزام لگا دیا۔۔ وہ اپنی غلطی نہیں مان رہا۔۔ مجھے برا بھلا کہہ رہا ہے۔۔" وہ روتی اس سے کہہ رہی تھی۔۔ دریاب کی ساکت آنکھیں اس موبائل اسکرین پہ ٹکی تھیں۔۔

وجود میں جیسے روح باقی نہیں تھی۔۔ وہ تنہا وہاں کھڑے تھے۔۔ فضا ساکن تھی۔۔ دریاب کا حلق خشک ہونے لگا۔۔

دلاور ہرگز ایسا نہیں کر سکتا۔۔

اسکا دل گواہی دے رہا تھا۔۔۔ اسکے ہاتھ سن تھے اور موبائل ہاتھ سے چھوٹ کر زمین بوس ہوا ساتھ ہی چھری بھی جس سے وہ نویرہ کو مارنے کے ارادوں سے آیا تھا۔۔

نویرہ نے چونک کر چھری کو دیکھا۔۔ اسنے مسکراہٹ چھپائی کہ۔۔۔

اب تم دونوں کو مجھ سے کوئی نہیں بچا سکتا۔۔ میں تم دونوں کو ذہنی مریض بنا دوں گی۔۔۔ بڑا آیا بھائی پن ہر سپیچ کرنے والا۔۔۔ میں تم دونوں کے بیچ ایسی دراڑ ڈال دی ہے کہ چاہو بھی تو خود کو کبھی صفائی نہیں دے سکو گے۔۔" وہ مسکراہٹ ضبط کیے دریاب کا لٹھے کی مانند پڑتا سفید شہرہ دیکھی سوچنے لگی۔۔

تو بالآخر اتنی ساری جدوجہد کے بعد اسے اسکی منزل مل ہی گئی۔۔۔ دونوں برباد۔۔۔۔

اسکا دل چاہا خوشی سے قہقہے لگائے۔۔

اسنے آئندہ کا کھڑے کھڑے پلا بنا دیا۔۔ کہ اب ایک بار دلاور کی زندگی میں شامل ہو جائے تو انکا خاندان تباہ کر دے گی۔

اور عرشیہ۔۔۔۔۔ اسکا تو خواب ہی رہ جائے گا صمصام زیدی کی بننے کا۔۔۔

چٹاخ۔۔۔ دفعتاً ایک زوردار تھپڑ دریاب نے اسکے منہ پر مارا کہ وہ اچھل کر پیچھے کی جانب دیوار سے ٹکرائی

آہہہ۔۔ "تکلیف کی شدت سے نویرہ کی چیخ نکل پڑی۔۔۔ اسکا پورا" سر گھوم گیا۔۔ اسنے خود کو سنبھال کر اپنی پیشانی کو چھوا اسکے ہاتھ سرخ مادے سے رنگ گئے۔۔

فارس ماہرہ نے ششدر ہو کر منہ پر ہاتھ رکھا۔۔

سمجھتی کیا ہو تم خود کو۔۔؟ ہم دونوں بھائیوں کو لڑانا چاہتی ہو۔۔۔ شیطان" میرا بھائی نہیں تم ہو۔۔ ٹھیک کہتا ہے تم ہو گھٹیا ترین لڑکی۔۔۔

حد میں اس قدر اندھی ہو گئی ہو کہ اپنے ماں باپ کی عزت کا خیال بھی تمہیں نہیں۔۔۔ حوس پرست میرا بھائی نہیں تم ہو۔۔۔ خدا تمہیں کبھی معاف نہیں کرے گا ایک گھر کو برباد کرنے کی سزا تمہیں بری ملے گی۔۔" وہ بپھر کر اسکی گردن کو دبوچتا اسکے منہ پر نفرت کی انتہا سے غرایا۔۔

نویرہ نے وحشتزدہ ہو کر اپنے ہاتھ دریاب کے سینے رکھے اور اسے پیچھے دھکیلنے لگی۔۔ اسکی سانس بند ہو رہی تھی دریاب کی پکڑ میں۔۔

دریاب کا چہرہ شدت جنون سے سرخ ہو گیا تھا۔۔

ماہرہ جانے لگی نویرہ کو بچانے کیلئے فارس نے ایکدم اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے روک دیا۔۔

اگر میں چاہوں تو ابھی تمہیں یہیں مار دوں۔۔ پھر دیکھ لوں گا اپنا بھی انجام۔۔۔ مگر میں تمہاری جیسی گھٹیا عورت کو مار کر اپنے ہاتھ خراب نہیں کرنا چاہتا۔۔ تمہیں تمہارے اس برے عمل کی خدا سزا دے گا۔۔" سانسوں کے رکنے پر جیسے نویرہ پھڑ پھڑائی دریاب کو نوچنے لگی دریاب نے ایکدم اسے پیچھے کءجانب دھکیلا۔۔۔

وہ بری طرح کھانسنے اپنی سانسیں بحال کرنے لگی۔۔

آج میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔۔ مگر آئندہ تم ہمارے بیچ آئی تو تمہارا انجام وہ کروں گا کہ اگلی سانس بھی تم نہیں لے سکو گی۔۔" اسنے انگلی سے اسے وارن کرتے نیچے سے موبائل اٹھائی اور اسکے منہ پر مار دی۔۔

جا کر اپنے باپ کو دیکھانا کہ میں دو دو لڑکوں کے ساتھ۔۔۔ تھو۔۔"" اسنے نیچے تھوکا۔۔۔
گھن آرہی ہے تمہیں لڑکی کہتے۔۔۔ اگر شرم ہے تو یہی مر جاؤ!! مگر" میرے بھائی کی طرف اب اگر آنکھ بھی اٹھائی تو تمہاری آنکھیں نوچ لوں گا میں گھٹیا لڑکی۔۔" وہ اسے دھمکاتا نفرت سے غلط نگاہ ڈالے بغیر تیزی سے وہاں سے نکلا۔۔

نیچے بیٹھی روتی ہوئی نویرہ اسکی پشت دیکھتی رہ گئی۔۔
ماما!!!" اسے شدت سے اپنی ماں کی یاد آئی۔۔ اسنے ہذیاتی ہو کر اپنے بال مٹھی" میں پکڑ کر نوچنا شروع کر دیا۔۔

وہ چلا گیا۔ "ماہرہ روتی نویرہ کے پاس جانے لگی مگر فارس نے"
اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔۔ اسنے پلٹ کر سرگوشی میں کہا۔۔

پاگل ہو گئی ہو۔۔۔ وہ ہمیں دیکھ کر پھر ہم پر غصہ کرے گی۔۔۔ "فارس"
نہیں چاہتا تھا ماہرہ اسکے پاس جائے۔۔
تم جاؤ کسی بھی طرح یہاں دلاور کو بھیجو۔۔۔ اب انکی تباہی میرے"
ہاتھوں ہو گی۔۔" وہ شاطر مسکراہٹ سے مسکراتا ماہرہ سے بولا۔۔
ماہرہ ایک نظر اندر روتی نویرہ پر دوسری فارس پر ڈال کر سر
اثبات میں ہلاتی وہاں سے دبے پاؤں روانہ ہو گئی۔۔
وہ نویرہ کا ساتھ دیتی اگر نویرہ ایگزام کے وقت انہیں چیٹ کر لے غلط
سوالات نا انہیں تھماتی۔۔ وہ اسکی دوست تھی مگر انکا پورا سال برباد کر دیا
تھا اسنے۔۔ انہیں غلط پیپر دیکر۔۔۔

ذرا سی کھڑکی کی ڈرار سے فارس موبائل یونہی اندھیرے میں پکڑے
کھڑا تھا۔۔ تیری منزل پر۔۔ جہاں اس وقت رات کی
وحشت برپا تھی اکیلے تنہا موجود تھے۔۔

اسنے اپنی سانسیں روکی ہوئی تھیں۔۔اسکی نظریں موبائل کی اسکرین پر تھیں، جہاں نویرہ زمین پر بیٹھی ہچکیاں بھرتی موبائل تھامے کچھ دیکھ کر بڑبڑا رہی تھی۔۔

اسنے سوچا تھا ایک بار دلاور آجائے پھر اسکی ویڈیو بھی نویرہ کے ساتھ ریکارڈ کر کے وہ سیدھا جا کر گاؤں میں دکھائے گا اور اسکے ماں باپ کو بھی۔۔
بڑی واہ واہ تھی دانیال خان کی انکے گاؤں میں کہ بہن کو پڑھا کر ڈاکٹر بنایا، خود ایک ملازم سے آج اپنے کاروبار کا مالک بنا بیٹھا ہے۔۔
اور اتنا بڑا گھر بھی لے لیا تھا۔۔اور بیٹے بھی شاندار کامیابیوں سے پوزیشن ہولڈر تھے۔۔وہ یہ ویڈیو دکھا کر انکی اصلیت سامنے رکھے گا۔۔۔
سوچ کر وہ مسکرایا۔۔۔

دفعتاً۔۔۔۔

بھاری قدموں کی آہٹ ہوئی۔۔۔

چرر کے ساتھ بیک ڈور کھلا۔۔۔

نویرہ نے چونک کر سر اٹھایا۔۔۔اسنے پلٹ کر پیچھے دکھا۔۔

فارس نے چونک کر موبائل سکرین کی طرف نگاہ ٹکائی۔۔۔

بھاری سیاہ بوٹ میں مقید پاؤں اندر داخل ہوا۔۔ناصرف نویرہ کا دل خوف کی شدت سے دھڑکا۔۔بلکہ فارس کی انگلیاں بھی کپکپا گئیں۔۔

ککک۔۔کون؟"فضا میں نویرہ کی کپکپاتی آواز گونجی۔۔۔"

اسنے نظریں اٹھائیں۔۔۔

مجھے نہیں پہچانا؟"وہ لبوں پر پراسرار سی مسکراہٹ سجا کر اندر داخل ہوا۔۔

تم!!!"وہ وحشت سے چیخ پڑی۔۔۔"

سامنے کھڑے ظفران حیدر کو دیکھ کر۔۔۔

اسکی سیاہ آنکھوں میں چمک تھی۔۔ایک حیوانی سی چمک۔۔

لبوں پر مکروہ مسکراہٹ۔۔۔

بہت اچھا پلان بنایا ڈارلنگ!!"وہ آنکھ دبا کر مسکرایا۔۔"

اسکی حوس سے لبریز سیاہ آنکھیں اسکے حسین وجود پر ٹھہری تھیں۔۔

آنکھوں میں وحشی تاثرات تھے۔۔

نویرہ اپنی جگہ سرد پڑ گئی۔۔

فارس کا دل خوف سے دھک دھک کر رہا تھا۔۔
اسکرین پر پروفیسر ظفران حیدر کا چہرہ دیکھتے وہ اپنی جگہ ساکت ہو گیا تھا۔۔

اسنے جو سوچا تھا وہ تو نہیں ہوا۔۔۔
مگر یہ سب قبول کرنا ناممکن تھا۔۔۔
نویرہ!!"وہ نویرہ کو بچانے کی کوشش کرنا چاہتا تھا۔۔۔"
مگر۔۔۔
اسکے قدم ڈگمگا گئے۔۔۔
اسکا دماغ تیزی سے چلا۔۔۔اور وہ اپنی جگہ ٹھہر گیا۔۔
ساکت جامد ہو گیا۔۔۔
اسنے سیاہ لمبا کوٹ پہنا ہوا تھا۔۔ہاتھوں پر سیاہ گلووز چڑھے ہوئے تھے۔۔خوفناک سیاہ چہرے پر مکروہ شاطر مسکراہٹ تھی اور آنکھوں وحشی تاثرات۔۔۔

oooooooo

بلیک ڈنر سوٹ پر پہنی سفید شرٹ پر لگے سرخ نشان دیکھتے وہ حواس باختہ ہو گیا۔۔ اسنے چور نظروں سے یہاں وہاں دیکھا۔۔۔ وہ رومال سے خون کے نشان صاف کرنے لگا۔ مگر ناکام سا ہو گیا۔۔ اسکا دل خوف سے دھڑکا۔۔ اس سے پہلے کوئی اسے دیکھے اسنے جلدی سے باتھ روم کی طرف قدم بڑھائے تاکہ وہ ان نشان کو دھو کر شرٹ صاف کر سکے۔۔

اپنے ہاتھ دیکھتا وہ راہ داری میں تیزی سے بھاگا۔۔ اس سے پہلے کوئی اسے دیکھ لیتا۔۔۔ اسے جلدی سے یہ دھنے صاف کرنے تھے۔۔

دریاب !!!" دلاور کے منہ سے غیر یقینی سے سرگوشی نکلی۔۔"

کیا اسنے نویرہ کو؟؟؟" آگے وہ سوچ بھی نا سکا۔۔"

اسکا دماغ کام کرنا جیسے بند کر چکا تھا۔۔ وہ دبے پاؤں دریاب کے پیچھے گیا۔۔ وہ واش بیسن پر جھکا اپنی شرٹ اتار کر خون کے داغ صاف کر رہا تھا۔۔ وحشت سے دلاور کا سر چکرا گیا۔۔۔

یہ کیا کر دیا اسنے۔۔۔ وہ کب سے اسے ڈھونڈ رہا تھا۔۔ انکی جگہ دوسرے لوگ اپنی کارکردگی دکھا رہے تھے۔۔ اسکے کلاس ٹیچر نے دریاب کو ڈھونڈ کر لانے کا کہا تھا۔۔

وہ اسے کب سے ڈھونڈ رہا تھا کہ تھک کر ابھی وہ بیٹھا ہی تھا تبھی ماہرہ بھاگتی ہوئی اسکے پاس پہنچی اور اسے بتایا۔۔۔

دد۔دل۔۔۔وو۔۔وہ۔۔۔"وہ ہانپتی کانپتی بولنے کی کوشش کرنے لگی اسکا" سانس پھول طکا تھا بری طرح۔۔۔
کیا ہوا؟"دلاور نے ناگواریت سے جھڑکا۔۔"
ایک تو اسے دریاب کی فکر تھی جانے کہاں چلا گیا تھا۔۔اس وقت وہ ان کو دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔۔ناہی نویرہ کو۔۔۔

"دد۔دل۔۔وہ دد۔۔دریاب۔۔۔"
کیا ہوا دریاب کو؟کہاں ہے وہ؟؟"دلاور جھٹکے سے اٹھا۔۔اسکا دل" بری طرح سے دھڑکا۔۔
اوو۔۔اوپر نوویرہ۔۔۔"اسنے دوسرا دھماکہ کیا۔۔۔"
کیا مطلب کیا نویرہ کہان ہے دریاب؟کیا بول رہی ہو تم؟؟"وہ اس" پر غصے سے غرایا۔۔

وہاں تیسری منزل پر دریاب نے نویرہ کو مارا۔۔"وہ ایکدم پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔۔

کیا؟؟؟"دلاور کے سر پر جیسے بلاسٹ ہوا۔۔۔"

ہہ۔۔ہاں۔۔۔مم۔میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔۔۔"وہ روتے ہوئے"
مزید کچھ کہتی دلاور نے ایکدم سے اسے سامنے سے دھکا دیکر ہٹایا اور اندھا دھند بھاگا۔۔۔

مایرہ گرتے گرتے بچی۔۔اسنے خود کو سنبھالا۔۔
اور پلٹ کر بھاگتے ہوئے دلاور کو دیکھا۔۔

جاؤ دلاور خان جاؤ!!!"اب تم تینوں کو یہ کالج والے دھکے دیکر نا" نکالیں تو میرا نام بھی ماہرہ نہیں۔۔ہاہاہا۔۔"وہ پیچھے قہقہہ لگا کر اپنے جھوٹے آنسوں صاف کرنے لگی۔۔۔

بڑا غرور تھا تمہیں نویرہ ایک کروڑ پتی باپ کی بیٹی ہونے کا۔۔اب" تمہیں اس بدنامی سے کروڑ روپے بھی نہیں بچا سکیں گے اور تمہارا "غرور خاک زیرہ زیرہ ہو جائے گا۔۔

"وہاں تیری منزل پر دریاب نے نویرہ کو مارا۔۔۔"
دلاور کے کانوں میں جیسے سیسی انڈیلا گیا ہو۔۔ اسکا ایک ایک قدم من بھر کا ہو گیا۔۔ وہ سنسان راہ داری میں چلتا ہوا اوپر تیری منزل کی طرف جا رہا تھا۔۔۔

دل بھائی کا خیال رکھنا۔۔" اسکے کان کے قریب ہی جیسے اسکا باپ " بولا۔۔
دلاور نے چونک کر دیکھا۔۔ وہاں تو سواء اندھیرے کے کچھ نہیں تھا۔۔
خیال رکھنا بیوقوف کا" یہ آواز اسکے پیچھے سے آئی۔۔"
اسنے تڑپ کر باپ کو تلاشا مگر۔۔۔ سناٹا وحشت۔۔۔
جلدی آنا دونوں! خیال رکھنا ایک دوسرے کا" معاً اسکی ماں کی "
پریشان سی آواز نے اسکا تعاقب کیا۔۔
مام!!!" دلاور کے لبوں سے سسکی نکلی۔۔۔"

○○○○

اسکے منہ پر بھاری سیاہ گلووز میں مقید ہاتھ تھا۔۔
اسکے ہاتھ زمین کو نوچ رہے تھے۔۔۔
گلے سے غوں غراہٹ کی آواز نکل رہی تھی۔۔
دوسرے ہاتھ میں موجود چھری کی نوک اسکی حلق پر رکھ کر آہستہ سے اپنی جانب بڑھائی۔۔
تکلیف کی شدت سے نویرہ کی آنکھیں پھیل گئی۔۔

ڈیڈ۔۔"وہ تڑپنے اچانک مچلنے لگی۔۔"
ماما۔۔۔"وہ چیخنا چلانا چاہتی تھی۔۔جب اسکے سینے میں وہ چھری" آہستہ آہستہ سے اتاری گئی۔۔
وہ زمین کو پیٹ رہی تھی۔۔خدا کو پکار رہی تھی کہ کوئی تو اسے بچا لے۔۔۔کاش زمین پھٹ جائے وہ اس میں سما جائے۔۔
مگر نہیں۔۔۔۔
کچھ نہیں ہوا۔۔۔وہ نوچی جا رہی تھی۔۔اسکی چیخیں سننے کیلئے اسکی ماں ہوش میں نہیں تھی۔۔اسکا باپ اندھیرے میں تھا۔۔
اور یہ گمراہی اسنے خود اپنے لیے چنی تھی۔۔

وہ اس حیوان کا منہ نوچنے لگی۔۔جو اس پر کسی خونخوار بھیڑیے کی طرح جھکا اسے نوچ رہا تھا۔۔

اسکی آنکھیں اس کی سیاہ آنکھوں سے ٹکرائیں۔۔

جب اچانک فضا میں ہاتھ اٹھا اور پوری قوت سے اسکی درد تکلیف سے پھیلی آنکھوں میں وہ چھری آنکھوں میں گھپ گئی۔۔۔

اسکے وجود نے زوردار جھٹکا دیا۔۔

وہ مسکرایا۔۔۔اسنے بار پھر اسکی آنکھ میں پوری قوت سے وہ چھری اتاری۔۔اور کھینچتا ہوا اسکے چہرے کے حسین نقوش کو کاٹنے لگا۔۔

وہ وجود تکلیف سے پھڑک رہا تھا۔۔

درندے کی درندگی سے پھڑ پھڑا کر پھر سے بے جان ہو جاتا۔۔

اسکے منہ سے سرخ جاگ نکلنے لگی۔۔کیونکہ وہ تکلیف کی شدت سے اپنی زبان کو کچل گئی تھی۔۔

گڈ بائی نویرہ ڈارلنگ!!جا کر اب یہ اوپر کہنا کہ ظفران حیدر نے" تمہیں تمہارے پلان میں کس طرح کامیاب کیا۔۔

بہت دلکش تھا تمہارا وجود۔۔۔تمہارے ساتھ گزرا وقت۔۔۔

مگر مجھے نفرت ہے مکار عورتوں سے۔۔۔

مجھے نفرت ہے حوس پرست عورتوں سے۔۔۔"وہ اسکے کان میں سرگوشی کرتا بری طریقے سے اسے نوشش رہا تھا۔۔

اسکے ایک سائیڈ چہرے کو وہ بری طرح سے بگاڑ چکا تھا۔۔
دوسری آنکھ ظفران حیدر پر ٹکی تھی۔۔۔
وہ اسکے تن پر جا بجا درندگی کے نشان چھوڑ رہا تھا۔۔

فارس ساکت منہ پر سختی سے ہاتھ جمائے پتھرائی آنکھوں سے کھڑا تھا۔۔وہ بت بن گیا تھا۔۔
سامنے کا منظر اس قدر خوفناک تھا کہ جیسے کوئی وحشی کسی نازک وجود کو نوچ رہا تھا۔۔
ہاں وہ وحشی ہی تو تھا جو نویرہ کے معصوم وجود پر بربریت سے ٹوٹ پڑا تھا۔۔وہ وحشت ظلمات کا منظر تھا۔۔فارس کے حلق سے چیخنے نکلنے کیلئے بے تاب تھیں مگر وہ مقابل کے خوف سے تھر تھر کانپتا کھڑا تھا۔۔۔
اسکے دماغ کی نسیں پھٹنے کیلئے بے تاب تھیں، آنکھیں سرخ وحشت سے لال ہو گئیں تھیں۔۔

وہ زمین پر ہاتھ مار رہی تھی۔۔اور حیوان اسے نوچ رہا تھا۔۔

اچانک نویرہ کی ایک بھیگی دھندلی آنکھ کھڑکی پر آئی۔۔

وہاں نیلی خود پر ٹکی آنکھیں دیکھ کر اسنے تڑپ کر فارس کی طرف مدد کیلئے ہاتھ بڑھایا۔۔

اسنے تو ابھی اپنی ماں سے معافی نہیں مانگی تھی، باپ کے خواب پورے نہیں کیے تھے۔۔

ابھی تو اسنے دریاب دلاور سے اپنے کیے کی معافی نہیں مانگی تھی۔۔مگر وہ اس سے پہلے لہولہو ہو چکی تھی وہ مدد کیلئے فارس کو بلانے لگی۔۔

جو ہڑبڑا کر پیچھے ہو گیا۔۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔۔۔

تم کیوں نہیں سمجھتی نوی!!نامحرم کسی بھی لڑکی کا مخلص نہیں ہوتا۔۔جس لڑکے کو تم بھائی سمجھ کر ساتھ لیکر چل رہی ہو۔۔وہ نامحرم ہے۔۔۔اور نامحرم سیاہ سانپ کا روپ ہوتا ہے۔۔ان پر کسی لڑکی کو اعتبار نہیں کرنا چاہیے وہ کسی بھی وقت ڈسنے میں دیر نہیں کرتے۔۔"

انف ماما!!! آپ کو تو ہر کوئی بڑا لگتا ہے۔۔نا محرم نا محرم میں تنگ "
آ چکی ہوں اس سو کالڈ جاہلانہ باتوں سے۔۔فارس ایسا بالکل
نہیں۔۔وہ میرا بھائی جیسا دوست ہے۔۔"وہ نازک سی خوبصورت
لڑکی تھی جو ایک بڑے سے محل میں کھڑی اپنی جنت سے ایک
نا محرم کیلئے جھگڑ رہی تھی۔۔

اور پھر اچانک منظر بدلہ۔۔۔۔
سیاہ وحشت بھری رات تھی۔۔۔ایک درندہ چھپ کر دیکھ رہا
تھا۔۔۔اور دوسرے حیوان نے۔۔۔۔اسے نوچ لیا۔۔۔
واقعی ماما آپ کا کہنا سچ ہوا۔۔۔مجھے ان سیاہ سانپوں نے ڈس لیا۔۔۔
اپنے باپ کو بتاؤ گی!!جاؤ اور بتاؤ میں نے تمہیں جینے کے قابل "
نہیں چھوڑا۔۔۔
ہاہاہاہا۔۔۔تم بیوقوف لڑکی اپنی جلائی آگ میں خود جل گئی۔۔
تمہاری کہانی یہیں ختم۔۔۔۔اور تمہارا محبوب۔۔۔دلاور خان!!!
اس سب کا ذمہ دار ہو گا ہاہاہاہا۔۔۔"وہ بھاری قہقہے لگاتا اچانک پوری
قوت سے نویرہ کی گردن میں چھری گھونپ کر ایک کے بعد دوسرا
وار کرنے لگا۔۔

وہ تڑپ کر اچھلتی "ماما" کی سسکی سے منہ سے خون بہاتی ساکت ہو گئی۔۔ اسکی انگلیوں میں مدھم سی حرکت ہوئی۔۔

اسکی آنکھوں کے سامنے وہ منظر لہرایا جب وہ چھوٹی سی اپنی ماں کے آغوش میں چھپی ہوئی تھی۔۔

اسکا باپ سامنے بیٹھا اسکے منہ میں نوالے ڈال رہا تھا۔۔

اسے یاد آیا اس وقت اسے بخار آیا تھا۔۔ اور اسکی ماں اسکی حالت پر تڑپ گئی تھی۔۔

انہیں اپنا ہوش نہیں رہا تھا۔۔

وہ اپنی ماں کیلئے چیخنا چاہتی تھی مگر اسکا وجود ساکت پڑا تھا۔۔ وہ حرکت دینا چاہتی تھی مگر وہ کچھ بھی نا کر پائی۔۔

وہ سامنے حیوان کو دیکھ رہی تھی۔۔

جسنے اچانک پوری قوت سے ڈیسک اسکے وجود کے اوپر گرایا تھا۔۔

اسنے چھری وہیں پھینکی۔۔ اور تیزی سے وہاں سے نکلا۔۔ اور بیک ڈور بند کر دیا۔۔

وہ اسے ابھی بھی جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔

مگر کیسے اسکی آنکھیں تو وہ کچل چکا تھا۔۔

اسکے وجود سے سانسیں نوچ چکا تھا پھر وہ کیسے دیکھ رہی تھی۔۔

نویرہ!!!!" دلاور بھاگ کر اندر داخل ہوا۔۔"
دل!!!دل اسے پکڑو۔۔دل اسنے مجھے مارا ہے۔۔"وہ بھاگ کر اس سے"
لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔
دل جسے میں دوست سمجھتی تھی۔۔دل مجھے فارس نے بھی نہیں"
"بچایا۔۔
تم آ گئے۔۔تم نے مجھے بچا لیا۔۔۔مجھے معاف کر دو۔۔"وہ اسکے آگے"
بیٹھ گئی۔۔اسکے پاؤں میں گر گئی۔۔
وہ گڑگڑا کر معافی مانگ رہی تھی۔۔
اسے احساس ہوا کہ اسے حوس نہیں۔۔شدید نفرت نہیں۔۔۔
بلکہ اسے تو محبت تھی۔۔۔۔
ہاں اسے محبت ہو گئی تھی۔۔۔
ماہرہ ٹھیک کہتی تھی اسے محبت تھی۔۔
وہ تھا ہی ایسا کہ اس سے محبت ہو جاتی تھی۔۔
جیسے صائم زیدی کو۔۔۔
جیسے دانیال خان کو۔۔

جیسے ساحل شاہ کو۔۔۔
اور جیسے توقیع زیدی کو۔۔۔۔

اسنے آنکھیں کھولیں۔۔۔ سامنے دلاور نہیں تھا۔۔
وہ تڑپ کر پلٹی۔۔۔
وہ اپنی پوری قوت سے ڈیسک اس وجود کے اوپر سے ہٹا رہا تھا۔۔
نویرہ نے حیرت سے دیکھا۔۔
نویرہ!!!" وہ چیخ کر اسے جھنجھوڑنے لگا۔۔"
دل!!!" وہ اسکی پکار کا جواب دینے لگی۔۔"
وہ حیرت سے اس وجود کو دیکھ رہی تھی۔۔

دلاور نے خون سے رنگی چھری کو اٹھا کر دیکھا۔۔
اسکے نویرہ کے چہرے پر بہتا خون چھوا۔۔۔

آہہہ!!!" وہ پوری قوت سے سر پکڑ کر چلا اٹھا۔۔۔"
یہ تم نے کیا کر دیا دریاب!!!" وہ روتا پاگل ہونے لگا۔۔"
وہ تڑپ کر اسکے پاس آئی۔۔

نہیں دریاب نے کچھ نہیں کیا۔۔۔" وہ اسے یقین دلانے لگی۔۔"
مگر وہ چیخ رہا تھا جھنجھوڑ رہا تھا۔۔
یہ سب میری وجہ سے ہوا۔۔ نوی مجھے معاف کر دو۔۔" وہ"
سسک اٹھا۔۔
کاش وہ اس پھول جیسی لڑکی کی راہ میں نا آتا۔۔

تم مجھے سن کیوں نہیں رہے میں تم سے محبت کرتی ہوں۔۔ میں"
تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گی دل۔۔ یہ تمہاری وجہ سے نہیں ہوا!!!" وہ
اسکے پاس بیٹھی اس لاش کو نظر انداز کرتی اس پر چلائی۔۔۔
اس درندے نے کیا سب !!اسنے مجھے میری ماں کے خلاف "
کیا۔۔ اسنے تمہارے خلاف ویڈیو بنائی ہیں۔۔" اسنے روتے دلاور کے
کندھے پر سر رکھا۔۔
دلاور نے اپنے خون سے رنگے ہاتھ دیکھے۔۔۔
اور آہستہ سے اپنی شرٹ پر پھیرے۔۔۔

میں تمہیں سچ بتاتی ہوں دل۔۔"

ایک لڑکی تھی۔۔ حسین تھی۔۔۔ امیر تھی۔۔لاڈلی تھی۔۔۔ دنیا کی ہر نعمت سے مالامال تھی۔۔ مگر اسے حسد کا مرض لگ گیا۔۔

وہ حسد جو کینسر سے برا ہوتا ہے۔۔

وہ حسد جو دیمک کی طرح کھا جاتا ہے۔۔

وہ حسد جو خاندان تباہ کر دیتا ہے۔۔۔

اسے حسد ہوا۔۔۔ اسنے حسد نفرت کی آگ میں ایک آگ جلائی۔۔

وہ اس آگ میں دو بھائیوں کو جلانا چاہتی تھی۔۔

لیکن اچانک اسکا پاؤں پھسلا۔۔۔۔

اور وہ اس آگ میں خود گر گئی۔۔۔۔

اور جب جل رہی تھی۔۔۔ تب اسے احساس ہوا کہ جسے وہ جلانا چاہتی ہے۔۔ وہ تو اسکے دل کے بے حد قریب تھا۔۔

دلاور!! مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔ مجھے خدا معاف نہیں کرے گا۔۔۔

میں نے اپنی جنت تو دنیا میں ہی اپنے ہاتھوں سے ختم کر دی۔۔۔

مجھے آگ سے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔

دل تمہیں تمہاری محبت کا واسطہ مجھے بچاؤ۔۔۔

دل اس درندے کو مت چھوڑنا۔۔۔

تمہیں خدا کا واسطہ مجھے معاف کرنا۔۔۔

میری ماں سے معافی مانگ لینا۔۔۔

کہ تمہاری نوی کو درندوں نے ڈس لیا۔۔

وہی نامحرم درندے۔۔۔

"جن سے تم نے منع کیا تھا۔۔

ooooooo

"وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ"

بے شک عزت اور ذلت دینے والی ذات صرف ایک ہے۔ اور وہ رحمٰن رحیم ہے۔۔ وہ مالک بے نیاز ہے۔۔۔ دنیا چاہے کتنا ایک بندے کے گرد گھیرا تنگ کر دے، کتنا چاہے اسے بدنام کر دے۔۔۔

لیکن وہ کہتا ہے۔۔۔

اگر تم بے قصور ہو۔۔ تم کسی اپنے کیلئے مارے جا رہے ہو۔۔ تم بے گناہ ہو تو بے فکر رہو۔۔ یہ دنیا کے فادی لوگ تمہیں کچھ نہیں کر سکیں گے۔۔

تم پاک تھے، اور پاک رہو گے۔۔ تمہاری عزت کو کچھ نہیں ہو گا۔۔ لیکن ایک بات یاد رکھ دو اے بندوں کہ گناہ چھپانے سے گناہ بڑھتا ہے۔۔ رکتا کبھی نہیں۔۔

اگر تم ایک گناہ چھپا رہے۔۔ یہ سوچ کر کہ اللہ سے میں معافی مانگ لوں گا، مگر اس گناہ کو چھپا لیتا ہوں تو یاد رکھنا، وہ گناہ بڑھے گا۔۔ وہ سامنے آنے کیلئے دوسرا راستہ اختیار کرے گا۔۔ اور اس دوسرے راستے کو بھی گناہ کہتے ہیں۔۔ کیونکہ گناہ جس راستے سے ہو۔۔ گناہ' گناہ ہی ہوتا ہے۔۔

اس حیوان کو مزید طاقت ملے گی، وہ باہمت ہو گا۔۔ تمہارے لب سیلنے سے!! ۔۔ اگر تم بے خبر ہو تو تمہارا فیصلہ اللہ کرے گا۔۔ لیکن اگر تم گناہ جان کر بھی گناہ کو چھپا رہے ہو تو یاد رکھنا اس گناہ میں تم شریک دار ہو۔۔

حضرت علیؓ کا قول ہے جو شخص گناہ کا ساتھ دیتا ہے، جو اپنے حق کیلئے نہیں لڑتا وہ ہم سے نہیں۔۔۔

یونیورسٹی میں کہرام مچ گیا تھا۔ دروازے پر بھیڑ جمع تھی، خون میں رنگے بیٹھے وجود کی تصویریں نکالی جا رہی تھیں لاش کے ساتھ۔۔۔ ماحول میں اچانک افراتفری مچ گئی تھی۔۔ اسٹوڈنٹس کی سرگوشیاں بھاگ دوڑ چیخیں عروج پر تھیں۔۔ پرنسپل پروفیسرز وہاں جمع تھے۔۔

ooooo

"یہ سب کیا ہے؟؟" پرنسپل نے ایک روم میں بند ظفران حیدر کے کالر کو پکڑ کر اس پر غرایا۔۔
"تمہیں یہ ذمہ داری سونپی تھی ہم نے۔۔ ابھی کچھ ماہ بھی نہیں گزرے اور یہ سب؟؟ اب ہم کیسے بچائیں گے اس کالج کو بدنام ہونے سے۔۔ ہماری جو اتنی ڈیل ہوئی ہیں جو منصوبے کیے ہیں فارن پارٹیز سے جو ہماری وعدے ہوئے ہیں ان سب کا کیا؟" وہ اس پر غرا رہے تھے پیچھے کھڑے آدمی حکم کے منتظر تھے کہ ابھی اسے یہیں ختم کر لیا جائے۔۔

ایسا کچھ نہیں ہوگا۔۔ کوئی ڈیل ہمیں نقصان نہیں پہنچائے گی۔۔ پہلے بھی ہم " یہ سب کرتے آئے ہیں کبھی پکڑے گئے ؟ بڑی سے بڑی ٹیم، قانون بھی ہم تک رسائی حاصل نہیں کر پائے۔۔ کوئی ہمیں نہیں پکڑ پایا تو یہ ہماری اسپیشل کارکردگی تھی۔۔

ہماری ٹیم ہمارے منصوبے کو کچھ نہیں ہوگا، بلکہ یہی وقت ہے جب ہم اپنی یونی کو انصاف کے نام سے اٹھا سکتے ہیں۔ بلکہ دنیا میں مشہور کر سکتے ہیں جب ہم انصاف کی آواز اٹھائیں گے سٹوڈنٹس کی ہمدردیاں حاصل کریں گے۔۔ انکے پیرنٹس کا سپورٹس حاصل کریں گے، کچھ کھلائیں گے اور کچھ منہ بند کریں گے۔۔

ہم آج سے پہلے لوگوں کے ذہن سے کھیلتے آئے ہیں آگے بھی کامیاب جائیں گے۔۔

اسٹوڈنٹس ایک بڑی طاقت ہے۔۔ ہم مجرم کے خلاف احتجاج کریں گے جب پروفیسرز ہم سب گناہ کے خلاف آواز اٹھائیں گے تو ہماری یونی انصاف کے نام سے مشہور ہو گی۔۔" اسنے اچھی طرح سمجھایا انہیں۔۔ بات ٹھیک تھی۔۔ وہ اس نازک صورتحال سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے اور انہوں نے اٹھایا۔۔

پرنسپل نے ظفران حیدری کے کہنے پر پولیس بلالی تھی۔ اسٹوڈنٹس انجان تھے جانے کیا ہوا تھا رات کے اس پہر کہ عالم وحشت چھائی تھی۔۔

روم کا منظر کچھ یوں تھا۔۔۔

وہ ہاتھ میں وہ چھری پکڑے لاش کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔۔

"سر اٹھاؤ!!" اچانک کیمرہ مین کے ساتھ ایک کانسٹبل نے غرا کر اس سے کہا۔۔ مگر وہ جیسے ساکت بے جان بت بنا بیٹھا تھا۔۔ اسکی بے تاثر ویران آنکھیں نویرہ کے چہرے پر ٹکی تھیں۔۔

جسکی آنکھیں بھی نوچ لی گئی تھیں۔۔۔ اسکا انجام خوفناک تھا۔۔

اسنے کوئی حرکت نا کی۔۔ ساکت بیٹھا رہا۔۔

"سنا نہیں تم نے؟؟" اچانک انسپکٹر نے اسکے بالوں مٹھی میں پکڑ کر چہرہ کیمرہ کے سامنے اونچا کیا۔۔ دلاور کے آنکھوں سے خاموش آنسوں گال پر پھسل گئے۔۔

اسے پتا تھا وہ مٹ گیا۔۔ وہ ختم ہو گیا تھا۔۔

کیمرہ میں اس مجرم کا لاش کے ساتھ ہر اینگل سے تصویریں لی جا رہی تھیں۔۔ پولیس والے سب اس چھوٹے سے لڑکے کو دیکھ رہے تھے جس نے سر اثبات میں ہلا کر اس بات کی تصدیق کی تھی کہ یہ قتل اور ریپ اسنے خود کیا ہے۔۔

درندے اب رونے کا فائدہ!!" اچانک سیاہ بوٹ میں مقید " پاؤں کی ایک زوردار ٹھوکر اسکے وجود کو رسید کی گئی۔۔۔ وہ پیچھے کی جانب بے جان ہو کر گرا۔۔

نویرہ!!! میرا بیٹا!!!" ظفران حیدری چیختا نویرہ کے وجود کو جھنجھوڑنے " لگا۔۔
سنبھالے خود کو سر وہ معصوم بے گناہ اب نہیں رہی ہمارے بیچ۔۔۔۔"" ایس پی نے ظفران حیدر کو بمشکل سنبھالا۔۔

بکواس بند کرو!!! میں کیا جواب دوں گا اپنے دوست کو۔۔ کہ " میرے کالج میں میری بچی کو اس درندے نے نوچ لیا۔۔ مار دیا۔۔" وہ ایس پی پر غرایا۔۔

اور سرخ لہولہان آنکھوں سے دلاور کو دیکھا جو کہ خاموش پڑا تھا۔۔یہی تو اسکی کمزوری تھی۔۔کہ وہ کچھ بول نہیں سکتا تھا۔۔

میں جان سے مار دوں گا اسے۔۔میں مسل دوں گا اس درندے کو۔۔""
وہ اچانک بپھر کر دلاور پر جھپٹا۔۔پوری قوت سے اسے لاتیں مارنے لگا۔۔
اسے اٹھا کر کسی کے سمجھنے سے پہلے دلاور کا سر پوری قوت سے دیوار پر مارا۔۔

ڈیڈ!!!" درد کی شدت سے دلاور کی چیخ گونج اٹھی۔۔اسکا پورا سر گھوم"
گیا۔۔آنکھوں کے سامنے وہ جگہ نویرہ کی لاش گھومنے لگی۔۔
اسنے لڑکھڑا کر اپنا سر تھاما۔۔
مام!!" وہ تڑپ اٹھا روتے ہوئے اپنے ماں باپ کو انجانوں کی بھیڑ"
میں تلاشنے لگا مگر ہر طرف نفرت کی نگاہوں سے سامنہ ہوا
کہیں کوئی اپنا نظر نا آیا۔۔۔

اب تمہیں اپنے باپ ماں یاد آرہے ہیں۔۔۔تب کہاں گئے تھے یہ"
احساس جب وہ تمہارے سامنے گڑگڑائی ہو گی چلائی ہو گی۔۔لیکن

درندے حیوان تم نے ہم تک اسکی ایک بھی چیخ پہنچنے نادی۔۔ میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔۔" ظفران حیدر نے اسکے بالوں کو مٹھی میں پکڑا۔۔

اور اسے نیچے زمین پر پھینک کر اپنے سیاہ بوٹ کی لاتیں اسے مارنے لگا۔۔ تکلیف سے دلاور چیخنے چلانے لگا۔۔

انسپکٹر ایس پی نے ظفران حیدر کو سنبھالا۔۔ ورنہ اس پر جنون سوار ہو چکا تھا دلاور خان کو جان سے مارنے کا۔۔

"قانون چھوڑے گا نہیں اسے آپ خود کو سنبھالیں اور اپنے دوست کو اطلاع دیں۔۔ ہمت کریں۔۔" ایس پی صاحب نے اس سے کہا اور اسے مضبوطی سے پکڑ لیا۔۔۔

زمین پر نڈھال سا پڑا دلاور بری طرح کراہ رہا تھا۔۔ رو رہا تھا۔۔

ایک لمحے کیلئے اذیت سے اسکے قدم ڈگمگائے۔۔

مگر وہ ایسی اذیت دریاب کیلئے ہرگز برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔

وہ اپنے کیے فیصلے پر مضبوطی سے ڈٹ گیا۔۔

جانتا تھا آگے کا سفر بہت اذیت ناک ہونے والا ہے۔۔ مگر یہ سفر اب اسکی زندگی کا سفر بن چکا تھا۔۔

اسنے اللہ کی طرف نگاہیں اٹھائیں مگر آنکھوں میں پیشانی کا خون ابل کر گرا۔۔۔ اسکی نظریں دھندلی سی ہو گئیں۔۔ اور دماغ سن۔۔۔ وہ چیختا رہا، اسکی آنکھوں کی رگیں جیسے پھٹ گئی تھیں، ان سے لہو رسنے لگا تھا۔۔ اعصاب گیلی ریت کی طرح بوجھل ہوتے گئے۔۔

oooo

دلاور کہاں ہے دکھائی نہیں دے رہا؟" پولیس نے انہیں کھینچ کر باہر نکالا" تھا۔۔ وہ کب سے دلاور کو ڈھونڈ رہے تھے۔۔ جب صمصام اسکے پاس آیا اور اس سے پوچھا۔۔

میں اسے ہی ڈھونڈ رہا ہوں جانے کہاں ہے۔۔" دریاب پریشانی سے" بولا۔۔ صام نے متفکر ہو کر پیشانی چھوئی۔۔
وہ اس وقت گیٹ سے باہر تھے اپنی گاڑیوں کے قریب کھڑے تھے۔ پولیس کی گاڑیوں کے ہارن۔۔ موبائل ہارن۔۔ اور اب ایمبولس بھی وہاں پہنچ گئی تھیں۔۔ اندر بھی چلے گئے تھے۔۔ کچھ آفیسرز گیٹ پر موجود تھے تو کچھ اندر چلے

گئے تھے۔۔ تمام اسٹوڈنٹ باہر کھڑے تھے جانے کیا کیا کہہ رہے تھے دریاب کی ان پر توجہ نہیں تھی۔۔

انہیں اچانک دھکے دیکر کالج سے نکالا گیا تھا۔۔
سننے میں آیا تھا کہ کسی کا مرڈر ہو گیا ہے۔۔

مگر کس کا؟ وہ نہیں جانتے تھے۔۔

کہیں وہ موڈ خراب کی وجہ سے گھر کیلئے تو نہیں نکل"
گیا؟" صمصام نے سوچ کر اس سے کہا۔۔
نہیں دل کبھی مجھے اکیلا چھوڑ کر نہیں جاتا بلکہ میں اسے کبھی کبھار چھوڑ"
کر جاتا ہوں۔۔" دریاب نے نفی کرتے قطعی انداز سے کہا۔۔۔

تو پھر کہاں جا سکتا ہے؟" وہ چیخ پڑا۔۔"
پولیس سب کو باہر کی جانب دھکیل رہی تھی انہیں وہاں سے باہر نکال رہی تھی۔۔ طالبات کی چیخیں شور شرابا حد سے بڑھتا جا رہا تھا۔۔

جانے کیا ہوا تھا انہیں جاننے کا تجسس بھی تھا مگر صورتحال ایسی تھی کہ وہاں سے جانا بہتر سمجھا انہوں نے۔۔

تبھی وہاں روتا ہوا فارس آیا۔۔وہ پوری طرح کانپ رہا تھا۔۔اس سے اسکی گاڑی کا دروازہ نہیں کھل پا رہا تھا۔۔

فارس تم نے دل۔۔۔کیا ہوا تم رو کیوں رہے ہو؟"دریاب بھاگ" کر اسکے پاس آیا۔۔اس سے دلاور کے بابت استفسار کرنے لگا جب نظریں اسکے چہرے پر پڑی۔۔
فارس نے نفرت سے اسکا ہاتھ جھٹک دیا۔۔صمصام نے غصے سے مٹھیاں بھینچیں۔۔
ہاتھ مت لگاؤ مجھے۔۔تم بھی اسکے جیسے ہو۔۔تم بھی نویرہ سے نفرت کرتے" تھے۔۔"وہ دریاب پر چیخا۔۔
دریاب نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔۔بھلا یہاں نویرہ کا کیا ذکر۔۔۔
کیا بکواس کر رہے ہو؟ہم نے جو پوچھا ہے اسکا جواب دو کہاں ہے" دلاور؟؟"صمصام کا ضبط جواب دے گیا۔۔وہ پہلی بار خود کی طرف سے اسے مخاطب کر رہا تھا۔۔

جھٹکے سے آگے بڑھ کر اسنے فارس کے کالر کو مٹھیوں میں بھینچ کر گرجا اس پر۔۔

مجھ سے کیا پوچھ رہے ہو جاؤ اندر جا کر دیکھو بیٹھا ہوا ہے وہ اندر۔۔۔!!""
فارس جھٹکے سے اپنا کالر چھڑوا کر اسے پیچھے کی جانب دھکیلتے چیخا۔۔
اور صمصام یاد ریاب کے خود پر جھپٹنے سے پہلے ہی گاڑی میں اندر بیٹھ کر دروازہ لاکڈ کر دیا۔۔
تم جاؤ گے کہاں۔۔۔ میں بھی گھر آرہا ہوں پھر بات کرتے"
ہیں۔۔"جاتی ہوئی گاڑی کو لات مار کر دریاب چیخ کر بولا اور سر کے بالوں کو مٹھیوں میں بھینچ لیا۔۔
اتنا غیر ذمہ دار تو کبھی دلاور نہیں ہوا تھا۔۔۔
کہاں ہو دل مجھے پریشانی ہو رہی ہے۔۔"اسنے اپنے دل میں اسے"
مخاطب کیا۔۔" کہیں پھر سے وہ ڈائن دلاور کے گلے تو نہیں پڑ گئی؟"
اسنے پریشانی سے سوچا۔۔

"!!صامے"

دفعتاً شور شرابے وحشتوں بھری بھیڑ میں اچانک زیاف کی چیخ گونجی۔۔

دریاب صام نے بیک وقت چونک کر آواز کی سمیت دیکھا۔۔
وہ ان سے کچھ فاصلے پر کھڑا تھا اسکا چہرہ زرد تھا۔۔۔

وو۔۔ووو۔۔وہ!!!"اسنے ششدر ہوتے سامنے گیٹ کی طرف انگلی" اٹھائی جس کی طرف دریاب صام کی پیٹھ تھی۔۔۔

صمصام نے اسکی انگلی کی تعاقب میں جھٹکے سے پلٹ کر دیکھا۔۔
اور پھر دریاب نے بھی اسے دیکھتے دھک دھک کرتے دل سے پلٹ کر دیکھا۔۔۔

وہ دل ہی دل میں آیت الکرسی پڑھنے لگا کہ جو خوف اسے محسوس ہو رہا تھا وہ ختم ہو جائے اور یہ وحشت جو فضا پر چھائی ہے سکون میں بدل جائے۔۔

یااللہ میرے بھائی کو اپنے حفظ امان میں رکھنا۔۔" اسنے گیٹ کی طرف دیکھنے سے پہلے خدا کو مخاطب کیا۔۔اور پھر نظریں اٹھائیں۔۔

آہہہ۔۔۔" پیچھے سے اچانک کسی نے اسکے سر پر زوردار پتھر مارا۔۔" دریاب کے منہ سے جو چیخ نکلی تھی وہ پتھر کی تکلیف میں نہیں۔۔۔۔

بلکہ۔۔۔۔

پولیس والوں کی گرفت میں لہولہان تھا وہ۔۔۔

اسکا سر خون سے رنگا ایک طرف لڑکھا ہوا تھا۔۔لبوں سے خون رس رہا تھا۔۔

بلاشبہ وہ کوئی اور نہیں اسکا دلاور تھا۔۔۔

اسکا دل۔۔۔اسکا اپنا قلب۔۔۔جڑوا بھائی۔۔۔۔

مارو اس درندے کو۔۔"فضا میں اچانک نفرت انگیز" چیخیں گونجی۔۔۔دریاب نے سہم کر وحشت بھری نگاہوں سے آس پاس دیکھا۔۔

اسکا دل سکیڑ گیا۔۔۔وجود سے روح پرواز کر گئی۔۔وہ خالی خالی سا۔۔۔
بے جان تھا۔۔۔
سرد ہو گیا تھا۔۔یہ سب اسکی آنکھوں کا دھوکہ تھا۔۔۔
یہ تو کوئی اور تھا۔۔۔
یہ اسکا دل کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔
اسکے دل کو پولیس کیسے لے جا سکتی ہے۔۔

"معاً صمصام زیدی کی غراہٹ گونجی۔۔وہ کسی کی پرواہ کیسے بغیر دلاور!!!!
سرخ آنکھوں سے بھیڑ کو چیڑ تا دھکا دیتا دلاور کی طرف بھاگا۔۔

دریاب جیسے ہوش میں آیا اندھا دھند دلاور کی طرف بھاگا۔۔
اسکے سر کی پشت سے خون نکل رہا تھا۔۔کچھ اسٹوڈنٹس اسے بھی
پتھر جو کچھ ہاتھ آتا اسے بھی مار رہے تھے۔۔

"وہ دلاور!!!۔۔چھوڑو میرے بھائی کو کہاں لیکر جا رہے ہو چھوڑو۔۔
چیختا پولیس والوں کو دھکا دیکر دلاور کے پاس پہنچا۔۔

اسکے آگے ڈھال بن گیا۔۔ تبھی اسکے پاس صام زیاف بھی پہنچے۔۔وہ دلاور کو چھڑوانے کیلئے پولیس والوں کو دھکا دے رہے تھے۔۔

"کیوں مارا ہے میرے بھائی کو چھوڑو!!!" وہ دلاور کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں پکڑے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔۔

سب اسٹوڈنٹس انہیں پتھر مار رہے تھے۔۔۔

"دور کروانہیں۔۔ ایس پی نے غصے سے دھاڑ کر کہا۔۔"

کانسٹبل نے حکم پر اسٹیک سے صام دریاب زیاف کو مارنا شروع کر دیا۔۔جو کہ انکا راستہ روکے کھڑے تھے۔۔

"میں نہیں ہٹوں گا پیچھے میرے بھائی کو چھوڑو اسنے کیا کیا ہے۔۔" وہ روتا بپھرا پولیس والوں کا چہرہ نوچ رہا تھا۔۔ اپنے بھائی کو چھڑوانے کی بے تحاشہ کوشش کر رہا تھا مگر دلاور کو کوئی ہوش نہیں تھا۔۔

اسے بری طرح سے پیٹا گیا تھا سر پر چوٹ کی وجہ سے وہ ہوش وحواس کھو بیٹھا تھا۔۔ دریاب صام کی بہت کوششوں کے بعد بھی پولیس دلاور کو گاڑی میں دھکیل کر وہاں سے لے گئی۔۔

اور پھر اسکے بعد وہ قیامت خیز منظر تھا جب فیروز چغتائی گاڑی سے دروازہ کھول کر نکلا۔۔۔

اور سامنے کالج کے گیٹ سے سٹریچر پر نویرہ فیروز کی ڈیڈ باڈی کو اٹھا کر ایمبولنس کی جانب بڑھ رہے تھے۔۔
ناصرف دریاب بلکہ صمصام زیاف بھی وہیں ساکت بت بن کر رہ گئے۔۔

دلاور خان نے ری** کر کے اسے مار دیا۔۔"فضا میں یہ دھماکہ خیز" روتی ہوئی لڑکیوں کی آواز گونجی۔۔نویرہ کے لاش کو دیکھتے لڑکیوں کی سسکیاں عروج پر تھیں۔۔فضا میں وحشت برپا ہو گئی تھی۔۔ہر کوئی دلاور خان کو نفرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔
دریاب کے سامنے سے لاش گزرتی فیروز چغتائی کے آگے جا کر رکی۔۔سپید پڑتے فیروز صاحب نے اپنا کانپتا ہوا ہاتھ لاش کے چہرے پر پڑے سفید کپڑے کی طرف بڑھایا۔۔
مگر اس سے پہلے ہی ہوا کا ایک سرد جھونکا گزرا۔۔

آہہہ۔۔۔"وہاں موجود لڑکیوں لڑکوں کی وحشت بھری چیخیں لاش کو دیکھ کر" بے ساختہ تھیں۔۔دریاب نے نفی میں سر ہلاتے اپنے بھائی کی طرف جانا چاہا مگر صام نے مضبوطی سے اسے پکڑ لیا۔۔

اچانک دھڑام کی آواز سے فیروز چغتائی اپنے دراز قد سے زمین بوس ہوا۔۔۔

فیروز!!" ظفران حیدری دلاور کو گاڑی میں دھکیل کر چیختا "فیروز چغتائی کی طرف بھاگا۔۔جو کہ جوان بیٹی کی لاش دیکھ کر اس بھری بھیڑ میں حواس کھو کر زمین بوس ہوئے تھے۔۔

ظفران کے اشارے پر وہاں سے لاش کو لیکر چلے گئے۔۔

دریاب اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے لہولہان بھائی کو وہاں سے جاتے ہوئے دیکھتا اچانک صام کو دھکیل کر چیختا گاڑی کے پیچھے بھاگا۔۔

سب نے روتے چیختے گاڑی کے پیچھے بھاگتے دریاب کو دیکھا۔۔

چھوڑو میرے بھائی کو۔۔اسنے کچھ نہیں کیا خدا کے واسطے چھوڑ دو" "میرے بھائی کو۔۔

دل مجھے چھوڑ کر مت جاؤ دل!!!!" وہ گاڑی کے پیچھے بھاگتا غرا رہا" تھا۔۔اسکی آنکھوں سے آنسوں پھسل رہے تھے چہرہ سرخ تھا۔۔

اسکی شرٹ خون سے رنگ گئی تھی۔۔

جانے کتنے پتھر اسنے اپنے وجود پر برداشت کیے تھے۔۔

وہ گاڑی کے قریب پہنچنے پولیس والوں کو مارنے والا تبھی گاڑی میں بیٹھے ایک کانسٹبل نے سیاہ بوٹ میں مقید پاؤں گاڑی سے باہر نکالا۔۔
اور قریب پہنچتے دریاب خان کے سینے پر لات رکھ کر پوری قوت سے اسے پیچھے کی جانب دھکیلا۔۔
آہہہہ۔۔۔"وہ چیختا پشت کے بل روڈ کے بیچوں بیچ جا گرا۔۔زیاف نے" جھٹکے سے گاڑی دریاب کے سر کے پاس روکی۔۔
دریاب کے پیچھے بھاگتے ہوئے صام نے جھک کر دریاب کو سہارا دیا۔۔
اور جی بھر کر گالیاں انہیں دیں۔۔۔

چلو یہاں سے۔۔"صام لہو آنکھوں سے سٹوڈنٹس کے بگڑے تیور دیکھ کر" زبردستی دریاب کو وہاں سے لے گیا جو زندہ لاش بن کر رہ گیا تھا۔۔
oooooo

بکواس ہے جھوٹ ہے سازش ہے میرے بیٹے کے خلاف۔""" دانیال خان کو جیسے ہی فارس سے معلوم پڑا وہ جھٹکے سے ہاسپٹل کے بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔
تب تک وہاں صمصام دریاب کو بھی لیکر آ گیا۔۔

ڈاکٹرز نے دانیال خان کو آپریشن کی وجہ سے ہلنے دھاڑنے سے منع کیا اسے سختی سے وہاں سے جانے سے روکا مگر وہ سامنے آتے سب کو دھکیلتا ہوا اپنے بیٹے کیلئے بھاگتا ہوا ننگے پاؤں ہاسپٹل سے نکلا۔۔

ڈیڈ!!دل کو مارا ہے انہوں نے۔۔ڈیڈ اسکی بہت بری حالت تھی۔۔وہ پورا" خون میں لہولہان تھا۔۔۔"دریاب کی ہچکیاں بندھ گئیں۔۔ تم چلو اپنی مام کے پاس کچھ نہیں ہوگا میرے بیٹے کو۔۔"وہ اسے اندر" جانے کا کہتے۔۔ہارون کے سمجھانے کے باوجود بپھرا ہوا وہاں سے نکلا۔۔۔

زریش شاہ نے بمشکل روتی چیختی عائشہ خان کو پکڑ کر روکا تھا۔۔ اچانک پورے خاندان میں کہرام مچ گیا تھا۔۔

فاسر کے گاؤں جاتے ہی ہر طرف صرف یہی باتیں تھیں کہ دانیال خان کے بیٹے دلاور خان نے کالج میں ایک خوبصورت لڑکی کے ساتھ زبردستی ز*** کی۔۔اور اپنے ثبوت مٹانے کیلئے اسنے اس لڑکی کا بری طرح سے قتل کر دیا۔۔

مجھے دل کے پاس جانا ہے۔۔"ٹی وی پر لہولہان سے اپنے بھائی کو دیکھ کر"
ہاسپٹل کے روم میں اکیلی بیٹھی عرشیہ چہرہ ہاتھوں میں
چھپائے وہ سسک رہی تھی۔۔

وہ اس سے کہہ کر گیا تھا سونا نہیں وہ آئے گا اسے لینے۔۔
لیکن وہ نہیں آیا۔۔
دل آجائے گا تم رومت میری جان۔۔"صارم نے روتے اسے بازوئوں"
میں چھپالیا۔۔
لیکن مجھے دل کے پاس جانا ہے۔۔۔میرے دل کو مار رہے ہیں۔۔"وہ"
مچل کر حصار توڑتی صارم پر چلائی۔۔اسکے ہاتھ پر کاٹ کر وہاں سے
بھاگنے لگی تھی کہ اچانک صام اسکے سامنے آگیا۔۔

واپس چلو اندر!!!"وہ اس پر چیخا۔۔"
عرشیہ اچھل پڑی۔۔اور پھیلی آنکھوں سے صام کو دیکھتی بھاگ کر
صارم کے بانہوں میں چھپی۔۔

بھائی پلیز!!"صارم نے اسکے تیوروں عرشیہ کی حالت کو دیکھ کر "
منت کی مگر وہ منہ پھیر کر چلا گیا۔۔

آپ کہاں جا رہے ہیں آپ کہیں نہیں جا سکتے سر!!""
ڈاکٹرز نے صائم زیدی کو مضبوطی سے پکڑا مگر وہ انہیں دھکیلتا لڑکھڑاتا
ہوا بیڈ سے اٹھا۔۔پوری ہاسپٹل میں بھیڑ جمع ہو گئی تھی۔۔جس جس
نے نیوز میں دانیال خان کے بیٹے کو دیکھا تھا۔۔یہاں انکاری ایکشن
دیکھنے کیلئے تماشائی بنے کھڑے تھے۔۔
صائم زیدی کی آنکھیں لہو ہو گئی تھیں۔۔۔

اگر کسی نے میرے دلاور کو ہاتھ لگایا تو میں انکے خاندان مٹا دوں گا۔۔"وہ"
باہر میڈیا ڈاکٹر سب کو دھکیلتا گاڑی میں بیٹھا اور آغا جان
چاچا سائیں کسی کی بھی سنے بغیر دانیال خان کے پیچھے ہی نکلا۔۔۔

دریاب اپنی ماں کے پاس تھا انہیں روتے ہوئے دلاور کی حالت کا بتا
رہا تھا۔۔جبکہ عرشیہ کو صارم نے سنبھالا ہوا تھا۔۔
جو کب سے روتی دلاور کے پاس جانے کی ضد کر رہی تھی۔۔

توقیع کی حالت بری ہو گئی تھی۔۔ اسے صمصام نے مشکل سے سنبھالا تھا۔۔ وہ تو اپنی بہن کے حالت پر ششدر رہ چکا تھا۔۔
بھلا وہ کیوں اسکے لئے اس طرح کاری ایکشن۔۔

کچھ نہیں ہو گا سنبھالوں خود کو عائشہ !!!" تقویٰ نے بلکتی روتی عائشہ کو" بانہوں میں بھرا۔۔
نہیں تقویٰ میرے بیٹے کی حالت تم نے نہیں دیکھی۔۔"
ان درندوں نے میرے دل کو مارا ہے۔۔ تقویٰ میرے بیٹے کو بچا لو۔۔
میں اپنے بیٹے کے بنا نہیں رہ سکتی۔۔ یا اللہ میرا بیٹا۔۔۔" وہ راہ داری میں زمین پر بیٹھی خدا کے سامنے گڑگڑا رہی تھی۔۔
جھوٹا الزام لگایا ہے میرے بیٹے پر۔۔ اسے پھنسایا ہے۔۔"
میرا دل تو کسی کو ذرا سی تکلیف نہیں دے سکتا کجا کہ کسی کو مارنا۔۔" اسکا کلیجہ پھٹ رہا تھا۔۔ اور پھٹتا بھی کیوں نا۔۔ ایک ماں کے سامنے اسکی آنکھوں کے سامنے اسکے معصوم بیٹے کو لاتوں سے مارا گیا تھا۔۔
اسکے بیٹے کی گردن لڑکھی ہوئی تھی۔۔ وجود کو گھسیٹے جا رہے تھے۔۔ وہ تو زندہ مر چکی تھی۔۔۔ وہ رات نہیں ایک قیامت تھی۔۔

ایک قیامت جو فیروز چغتائی پر ٹوٹی تھی اور ایک قیامت جو دانیال خان کے گھر پر ٹوٹی رہی تھی۔۔ فیروز نے اپنی بیٹی کو کھو دیا تھا۔۔ اور وہ اس غم کو جھیل رہا تھا۔۔

مگر دانیال خان اپنے بیٹے کو کھونے جا رہا تھا۔۔

ویسے تو ماں باپ کی جوان جوان بیٹے اچانک بچھڑ جاتے ہیں۔۔ مگر معصوم بیٹوں کو درندوں کے قدموں میں دیکھنا۔۔۔ کسی قیامت سے کم نہیں تھا۔۔

ooooo

اسنے ہمیشہ میری بیٹی کو تنگ کیا۔۔ اسکے راستے میں آئے۔۔" میں نے کتنی بار خان کو اسکے بچوں کی شکایت لگائی مگر وہ ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیتا تھا۔۔

اسکے بگڑے بدمعاش حیوان بیٹے نے میری معصوم اکلوتی بیٹی کو اپنی حوس کا شکار بنا دیا۔۔ اور اسے بے دردی سے مار دیا۔۔۔

میں چھوڑوں گا نہیں خان اور اسکے بیٹے کو۔۔ میں اسکے خاندان کو تباہ کر دوں گا۔۔ اسنے ابھی فیروز چغتائی کو پہچانا نہیں ہے۔۔

میں اسے چیلنج دیتا ہوں۔۔۔ تم اپنے حیوان کو پھانسی سے بچا کر دکھاؤ!!!" اسنے میڈیا کے سامنے دانیال خان کو للکارا۔۔

صائم زیدی دانیال خان ہارون شاہ تینوں ساتھ پولیس سٹیشن میں تھے۔۔ وہ رات سے یہی تھے۔ اپنے بیٹے کی حالت دیکھ کر دانیال خان نے نا آؤ دیکھا نا تاؤ۔۔ ایس پی پر جھپٹ پڑا۔۔۔

دلاور ان چار دیواروں کے بیچ فرش پر پڑا۔۔ ہوش و حواس سے بیگانہ تھا۔۔ وہاں سے لا کر بھی بری طرح سے اسے پیٹا گیا تھا۔۔ اسکے سر پر گہرے وار کیے گئے تھے۔۔
وہ اپنا جرم قبول کر رہا تھا مگر اسکے بعد بھی اس پر بے رحمی کی انتہا کر دی گئی تھی۔۔
صائم زیدی وکیل کے پاس گیا تھا ہارون شاہ دانیال خان کے ساتھ ہاسپٹل میں ہی تھے تبھی وہاں فیروز چغتائی ظفران حیدری کے ساتھ داخل ہوئے۔۔

دانیال خان اسے دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔۔ فیروز نے حقارت انتقام کے جنون سے سرخ آنکھوں سے دانیال خان کو دیکھا۔۔

"دیکھو میری بات سنو!! دونوں کا لڑنے کا کوئی فائدہ نہیں جو ہونا تھا ہو گیا۔۔ اب بھلائی اسی میں ہے خان کہ تم جاؤ فیروز چغتائی سے معافی مانگوں۔۔ ہو سکتا ہے وہ کیس واپس لے لے۔۔ ورنہ پورا شہر الٹ پڑا ہے۔۔ عمر قید ہو سکتی ہے تمہارے بیٹے کو۔۔" انسپکٹر نے دانیال خان کو سمجھایا۔۔

"کوئی فائدہ نہیں معافی کا۔۔ اگر یہ شخص اپنے بیٹے کو بھی گولی مار دے تب بھی میں اپنی بیٹی کا قتل معاف نہیں کروں گا۔۔
وہ میری اکلوتی بیٹی تھی۔۔ اسکی جگہ اسکے تینوں بچے بھی قربان ہو جائیں مگر میرے سینے کی آگ ٹھنڈی نہیں ہو سکے گی۔۔
میں اپنے ہاتھوں سے دانیال خان تمہیں تباہ کروں گا۔۔ اولاد کے جانے کا غم تمہیں بھی محسوس کرواؤں گا۔۔" فیروز صاحب نے غراتے ہوئے انسپکٹر سے کہتے آخر میں دانیال خان کو مخاطب کیا۔۔

ظفر ان نے ایس پی کو اشارہ دیا۔۔وہ تینوں آفس کے اندر چلے گئے۔۔
اسنے ایس پی سے کہا اگر لاکھ کہو گے لاکھ دوں گا اور اگر کروڑ کہو گے تو کروڑ بھی دوں گا۔۔
لیکن اسے مارتے ہوئے بھول جانا کہ وہ انسان کا وجود ہے۔۔
ایس پی نے مسکراتے ہوئے فیروز صاحب سے ہاتھ ملایا۔۔اسکی بیٹی کیلئے افسوس کا اظہار کیا۔۔۔

فیروز صاحب مسجد میں جا کر خدا کے سامنے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے۔۔پر خدا نے عقل ہوش اپنے ہر بندے کو دیا تھا۔۔
جب اسنے اپنے قرآن پاک کے ذریعے سب کچھ واضح کر دیا ہے
بیٹیوں بیویوں کے پردے بابت، غیر محرم کے بابت۔۔
اسکے باوجود اسکے بندے غفلت کرتے، نظر انداز کرتے ہیں اندھا اعتماد کرتے ہیں اور اپنی بیٹیوں بیویوں کو بے لگام کر دیتے ہیں تو اسکا انجام یہی نکلتا ہے۔۔

نامحرم ایک مکھی کی طرح ہے، اور لڑکی ذات شہد کی طرح۔۔ اگر ڈھانپ کر رکھو گے، تو بچ جائے گی۔۔ نہیں تو کھلی چیز پر تو کئی مکھیاں آکر بیٹھ جاتی ہیں۔۔ تم کس کس سے بچاؤ گے۔۔۔

دلاور کو ہوش آیا۔۔ اسنے خود کو جیل کی چار دیواریوں میں قید پایا۔۔ وہ سسکنے لگا۔۔

اسکے سسکنے کی آواز پر دانیال خان تڑپ کے اسکے پاس آئے مگر بیچ میں سلاخوں نے باپ بیٹے کے بیچ ایک مضبوط دیوار حائل کر دی۔۔

دلاور!!" دانیال خان نے اپنی تکلیف پر ضبط کرتے بیٹے کو دیکھا۔۔"

سن سماعتوں میں اچانک مانوس سی تڑپتی آواز ٹکرائی، دلاور نے تڑپ کر آنکھیں کھولنی چاہیں مگر سوجن کی وجہ سے اسکی آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔۔

ڈیڈ۔۔!" اسکی سسکیاں گونجی۔۔۔"

میں یہیں ہوں میرے بیٹے یہاں آؤ مجھے بتاؤ کس نے کیا ہے"

یہ سب میں۔۔ میں اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا اسکی۔۔" وہ ضبط سے اپنی آنکھوں کی نمی چھپائے اپنے بچے کیلئے غرائے۔۔

وہ بچا جو اسکے سینے پر سر رکھ کر سوتا تھا۔۔ آج وہ زمین پر پڑا تھا۔۔
مگر چاہا کر بھی دانیال خان اس تک نہیں پہنچ پا رہے تھے۔۔

مام مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔۔" وہ رونے لگا۔۔ اٹھنے کی کوشش کرنے لگا مگر"
اسکی کمر میں ماری گئی ٹھوکروں کی وجہ سے وہ ہل بھی نہیں پا رہا تھا۔۔
تم اٹھو ہمت کرو میرے بچے میں یہیں ہوں مجھے بتاؤ یہ الزام"
کس نے لگایا تم پر۔۔۔ بولو یہ سب جھوٹ ہے الزام لگایا گیا ہے تم
پر۔۔۔ دلاور تم میرے بیٹے ہو۔۔۔
ایسا ہرگز نہیں کر سکتے بتاؤ انہیں خان کبھی بے گناہ خون نہیں
بہاتا۔۔۔ اٹھو میرے بچے۔۔۔" تکلیف سے دانیال خان کی سانس
پھول گئی۔۔
ہارون شاہ نے اسے سہارا دیا۔۔

کچھ نہیں ہو سکتا اب خان! تمہارا سپوت اپنا گناہ قبول لر چکا"
ہے وہ بھی میڈیا کے سامنے۔۔۔" ایس پی نے پیچھے آکر تمسخرانہ لہجے
میں کہا۔۔

بکواس بند کرو۔۔" دانیال گرج کر اس پر جھپٹا مگر اس سے پہلے "
ہارون نے اسے سنبھال لیا۔۔
کیا کر رہے ہو دانی وہ تمہیں جان بوجھ کر بھڑکا رہے ہیں وہ تمہارا بدلہ "
دلاور سے لیں گے۔۔" ہارون نے غصے سے اس سے کہا۔۔

کیا بدلہ۔۔ رشوت خور ہے یہ حرا**" غصے طیش میں دانیال "
خان نے اسے گالی دی۔۔۔
آفیسر نکالو انہیں باہر مجرم اب سلاخوں کے پیچھے ہی رہے گا۔۔ اب "
ملاقات عدالت میں ہو گی۔۔" ایس پی نے غصے سے انسپکٹر کو
حکم دیا۔۔

وہاں ظفر ان حیدری اور فیروز چغتائی بھی کھڑے تھے۔۔ اور انکے تیور
بھوکے بھیڑیے سے کم نا تھے۔۔
دانیال کو اپنے بیٹے کی فکر ہونے لگی۔۔

ڈیڈ آپ جائیں یہاں سے۔۔" دلاور اپنے باپ کی انسلٹ ہوتے دیکھ کر "
مشکل سے اٹھ کر بیٹھا۔۔ دانیال خان اسکی طرف بھاگ آیا۔۔

بولو کہو ان سے یہ سب جھوٹ ہے۔ پھر دیکھنا میں ان کا کیا"
حال کرتا ہوں۔۔" اسنے سلاخوں کے بیچ ہاتھ دیکر دلاور کے کندھوں کو
تھاما۔۔

وہ دھندلی نظروں سے باپ کو دیکھنے لگا۔۔
بولو میرے بیٹے۔۔ بتاؤ یہ سب جھوٹ ہے۔۔" وہ اسکے زخم"
چھوتے بولے۔۔۔ دلاور کا دل چاہا سلاخیں چیر کر اپنے باپ کے سینے
میں چھپ جائے۔۔
مگر پھر یہ اذیت دریاب۔۔۔۔ یہ باتیں یہ گالیاں۔۔۔
وہ دریاب پر ہرگز نہیں برداشت کر سکتا تھا۔۔۔

ڈیڈ! مام عشی دری کا خیال رکھنا۔۔۔" وہ اپنے باپ کے ہاتھ کی پہنچ سے دور ہوتا روتا"
ہوا بولا۔۔
دلاور!!!" دانیال خان غصے سے غرایا۔۔"
جائیں ڈیڈ میں ہوں قاتل۔۔ زانی۔۔ سچ ہے یہ سب۔۔" وہ اپنے"
باپ کی پہنچ سے دور ہوتا چلایا۔۔ فیروز چغتائی نے مٹھیاں بھینچ لیں مگر
ایس پی نے ریلیکس رہنے کا اشارہ دیا۔۔

بکواس کر رہے ہو تم!!" دانیال دھاڑا۔۔"
بکواس نہیں یہ سچ ہے۔۔ مجھے اس سے نفرت تھی۔۔"وہ حلق"
کے بل چلایا۔۔ ظفران حیدری شاطر مسکراہٹ سے اسکے
اقرار جرم سن رہا تھا۔۔
واقعی جتنی محبت دو بھائیوں کی اسنے نویرہ سے سنی تھی اس سے بڑھ کر پائی
تھی کہ محض ایک غلط فہمی میں ایک بھائی دوسرے بھائی پر
قربان ہو رہا تھا۔۔
ایسے وفادار بندے تو اسے اپنی ٹیم میں چاہیے تھے مگر یہ بھی تو
اسکے بدلے جا رہا تھا۔۔
اسکا کام آسان فیروز چغتائی کا جنون کر رہا تھا۔۔ وہ کچھ بھی سوچے سمجھے
بغیر دلاور خان کے پیچھے پڑ گیا تھا۔۔
اور خوفزدہ تو وہ تب ہوا تھا، جب نویرہ کا نانا جو کہ آرمی میں بطور جنرل
رہ چکے تھے وہ بھی میدان میں آ گیا تھا۔۔

اسکا پورا زور تھا انصاف کیلئے عدالت پہ۔۔

تو قسیع کے منکوح ہونے کی وجہ سے،، اور تقویٰ زیدی کے بھائی کے بیٹے ہونے کی وجہ سے تایا سائیں نے بھی اپنا زور آزمایا مگر دلاور کے اقرار جرم کی وجہ سے اور فیروز چغتائی اسکے سسر کے انصاف زور کی وجہ سے کچھ بھی نا ہو سکا۔۔۔

کالج کی طرف سے صبح ہوتے ہی جلوس نکلا جس میں سب لڑکیوں کے ہاتھ میں "جسٹس فار نویرہ فیروز" کا پوسٹر تھا۔۔

وہ روڈ بلاک کر کے بیٹھ گئیں اور نعرے لگاتی انصاف کیلئے ہڑتال کر کے بیٹھی تھیں۔۔یہی حال لڑکوں کا بھی تھا۔۔
یہ ظفران حیدری کا پلان تھا لڑکے بھی اٹھ آئے تھے کہ ہمارا نام خراب کیا دلاور خان نے۔۔اسے سزا ملنی ہی چاہیے۔۔

ایس پی نے پیپرز تیار کیے، اس نے جج سے ریمانڈ لیا تھا۔
حالانکہ جج ریمانڈ دینے کے حق میں نہیں تھے۔۔
مجرم اپنا گناہ قبول کر چکا تھا مگر آغا جان صائم زیدی، دانیال خان کا زور تھا اسی وجہ سے ریمانڈ لینا پڑا۔۔

دلاور خان کو ریمانڈ لیکر سینٹر جیل منتقل کر دیا گیا۔۔

عائشہ خان کی حالت خراب ہو گئی تھی۔۔ اسکے حلق سے خون نکل آیا تھا بیٹے کیلئے روتے چیختے۔۔
دریاب اپنی چھوٹی سی بہن کو سنبھالتا رو رہا تھا۔۔ اسکے باپ کے سٹیچز سے خون نکل رہا تھا۔۔ مگر اسکے باوجود وہ اس تکلیف میں دلاور کیلئے بھاگ دوڑ کر رہے تھے۔۔
آغا جان نے زبردستی صائم زیدی کو ہاسپٹل میں ایڈمٹ کروایا تھا کہ وہ دیکھ لیں گے سب۔۔ اسے وقفے وقفے سے صورتحال سے آگاہ کر رہے تھے۔۔ حالانکہ اس وقت جہاں وہ بدنام ہو چکا تھا۔۔ اسکے حق کیلئے لڑنا کسی بدنامی سے کم نہیں تھا مگر وہ بیٹے کیلئے یہ سب کر رہے تھے۔۔

فیروز صاحب کی بیوی کی حالت اچانک سیریس ہو گئی تھی، وہ انکے پاس چلے گئے۔۔ اور یہ بھی ایک منصوبہ بندی تھی۔۔ تاکہ ظفران حیدری خود جا سکیں ٹیسٹس کیلئے۔۔ اور یہی ہوا فیروز چغتائی

نے ظفران پر بھروسہ کر کے اسے بھیج دیا۔ ظغران کے ساتھ دانیال خان بھی گئے تھے نویرہ کے ٹیسٹس کیلئے۔۔

اور اب یہ ٹیسٹس ہی ثابت کر سکتے تھے کہ دلاور مجرم ہے یا نہیں۔۔

دانیال خان کو پورا یقین تھا۔۔ کہ اسکا بیٹا ضرور بے قصور ہو گا۔۔ اسے بلیک میل کیا گیا ہو گا۔۔

بھلا اسکا معصوم سا دلاور کیسے کسی لڑکی کے ساتھ ایسا کر سکتا ہے؟

oooo

اسکی گھٹی گھٹی سسکیاں روم کی فضا میں گونج رہی تھیں۔ وہ اس کوٹھڑی نما اندھیرے میں ڈوبے جیل میں ایک کونے میں بیٹھا ہوا تھا۔۔

اسنے اپنا سر گھٹنوں میں دیا ہوا تھا۔۔ اسکا پور پور درد کر رہا تھا۔ انگ انگ زخم تھا۔۔ کتنے یہاں مجرم تھے اور سب خاموشی سے رات ہوتے ہی فرش پر لیٹ کر سو گئے تھے ایک وہ تھا جو اچانک خود کیلئے جہنم کی آگ چن کر اپنے ماں بہن بھائی باپ کی یاد میں روئے جا رہا تھا۔۔

اسکی بہن اسکی منکوحہ۔۔ جانے کیا سمجھ رہے ہوں گے اسکے بارے میں کہ وہ کیوں نہیں آیا۔۔

عشی "وہ اسکی آخری کھکھلاہٹیں یاد کرتا منہ ہر ہاتھ رکھ کر سسکیاں" دبانے لگا۔۔

مجھے پتا ہے اب تم اپنے دل کو برا سمجھو گی توقیع!" اسے تکلیف زخموں" کی نہیں تھی۔۔ اسے تکلیف اپنوں کے بچھڑنے کی تھی۔۔ اسے تکلیف گمراہی کی تھی۔۔

اٹھو!!" معاًرات کے دوسرے پہر اچانک ایک کانسٹبل اسکے" سر پر کھڑا ہو کر حکم دیتا بولا۔۔

میں تم سے کہہ رہا ہوں اٹھو!!" اسنے ایک زوردار لات دلاور کو مارتے" غصے سے گرج کر کہا۔۔ وہ دوسری جانب گرا۔۔

کانسٹبل نے جھک کر اسکے سر کے بالوں کو مٹھی میں جکڑا اور اسے جھٹکے سے اوپر کی جانب کھینچا۔۔

دلاور کراہتا اٹھ کھڑا ہوا، کانسٹبل نے اسے باہر کی جانب دھکیلا۔۔

اور اسے باہر کی جانب گھسیٹ کر لے گیا۔۔ دلاور نہیں جانتا تھا وہ کہاں جا رہا ہے۔۔ مگر دوسرے لڑکے جو وہاں پہلے سے موجود تھے وہ ضرور جانتے تھے وہ کہاں جا رہا ہے۔۔

وہ جو کم عمر لڑکے آتے تھے انکے ساتھ یونہی درندگی ہوتی تھی۔ صرف عورتیں نہیں بلکہ لڑکوں کے ساتھ بھی درندگی کی انتہا کی جاتی تھی۔۔

کہاں لیکر جا رہے ہو۔۔ "وہ چیخا۔۔"

بہت شوق ہے نا تمہیں درندگی دکھانے کا۔۔ بہت بہادر ہو، ایک "معصوم لڑکی کو نوچ کر پوری میڈیا کے سامنے اپنا جرم قبول کر رہے تھے۔۔ اب اپنی بہادری دکھاؤ۔۔۔

وہ سب جھیلو جو اس معصوم کو جھیلنا پڑا تھا۔۔۔ تم جیسے حیوانوں کا انجام کیا ہوتا ہے وہ دکھانے جا رہا ہوں تمہیں۔۔ "کانسٹبل نفرت سے کہتا اسے دھکیلتا گھسیٹتا کئی راہداریوں جیلوں سے گزرتا ایک آرام دہ روم کے قریب آیا۔۔

دلاور نے ناسمجھی سے دیکھا۔۔ اسکا دل خوف سے تیز دھڑکنے لگا۔۔ وہ اپنی کچھ سمجھ پاتا کہ اچانک اسکے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دی گئی اور اسکے منہ پر سیاہ ٹیپ لگا دی گئی۔۔

وہ پھڑ پھڑا کر رہ گیا۔۔۔

جب دروازہ کھلا۔۔۔اور اسے اندر دھکیل کر لے آیا کانسٹبل۔۔

سر!" آفسر کو سلیوٹ کرتے اسنے دلاور کو سامنے کیا۔۔"

وہ روم اے سی والا تھا۔۔ سامنے آفیسر کو دلاور نہیں جانتا تھا۔۔ مگر اسکے اعصاب جھنجھلا اٹھے جب اس نشے میں دھت آفیسر کے آگے شراب کی بوتلیں دیکھیں۔۔

اچانک اسے اس بیڈ پر دھکیلا گیا۔۔

جاؤ!!" آفیسر نے کانسٹبل کو حکم دیا۔۔وہ یس سر کہتا وہاں سے نکلا۔۔"

دلاور نے ناسمجھی سے اس آفیسر کو دیکھا۔۔

جو کہ وہاں آن ڈیوٹی تھا۔۔

وہ گلاس رکھ کر اٹھ کر اسکی طرف بڑھا۔۔

غلیظ گالیاں بکتا اسنے دلاور کے منہ سے ٹیپ اتاری، اور بالوں کو پکڑ کر اسے منہ کے بل بیڈ پر پھینکا۔۔

سیاہ وحشت بھری رات کی تاریکی میں اسکی چیخیں کربناک تھیں۔۔ جہاں ایک طرف ہاسپٹل میں دانیال خان سر

ہاتھوں میں گرائے بیٹھے بے آواز رو رہے تھے۔۔ اسکے ہاتھوں سے اسکا بیٹا جا رہا تھا۔۔

اسکی حالت اسنے دیکھی تھی۔۔ وہ زخموں سے چور تھا۔۔

تو دوسری طرف التجائیں کرتا دلاور بلکتا سسکتا چیخیں مار رہا تھا۔۔ وہ بیڈ نوچ رہا تھا اپنے باپ کو غراتا پکار رہا تھا۔۔ مگر درندہ اپنی درندگی سے باز نہیں آیا۔۔

اسکے حواس ساتھ چھوڑ گئے۔۔ وہ بے جان ہو کر ایک جانب گر گیا۔۔ مگر ابھی اختتام یہ نہیں تھا۔۔

ابھی تو وحشت بھری راتوں کی شروعات ہوئی تھی۔۔

دروازہ کھلا اور وہاں سے وہ آفیسر نکل گیا۔۔ وہ بے جان بیڈ پر پڑا تھا۔۔

اسکی اسی حالت میں کانسٹبل نے اسکے بالوں کو پکڑا اور اسے کھڑا کیا۔۔

وہ اسے گھسیٹ کر وہاں سے لے گیا۔۔ اور دوسری جگہ لا کر اسے ٹیبل پر سیدھا لیٹایا۔۔ اسکے ہاتھوں سے ہتھکڑیاں نکال کر اسنے رسیاں ڈالیں۔۔ اسکے پاؤں ساتھ باندھ دیئے گئے۔۔ اسکے وجود پر کچھ بھی نہیں تھا۔۔ نا ہی اسے ہوش تھا کہ وہ احتجاج کرتا۔۔

وہ کچھ دیر پہلے کی گئی درندگی سے ہوش کھو بیٹھا تھا۔۔ اس وقت بھی وہ ہوش و حواس کھو چکا تھا جب اسکے سر پر کھڑا انسپکٹر کانسٹبل کو حکم دے رہا تھا۔۔

ایک پل کیلئے آرام نہیں دینا اسے۔۔ ایسے حیوانوں کے ساتھ رحم" برتنا کسی گناہ سے کم نہیں۔۔ اسے یہ دن کسی قبر سے کم نہیں لگنے چاہیے۔۔" اسنے نفرت سے دیکھنے کانسٹبل کو حکم دیا۔۔
انہوں نے یس سر کہتے حکم پر عمل کیا۔۔
نمک کی تھیلیاں قریب رکھیں تھیں، اسے ڈنڈوں سے مار کر اسکے زخموں پر نمک ڈالنا تھا۔۔ اور اسے الٹا لٹکا دینا تھا۔۔

کچھ لمحات میں ایک بار پھر جگہ اسکی چیخوں سے گونج اٹھی۔۔
اسکی چیخیں بے ساختہ تھیں۔۔ اسکے پاؤں کے تلوے پر پوری قوت سے ڈنڈے مارے جا رہے تھے۔۔
اسکی پیٹھ پر ڈنڈے سے سرخ نشان ابل پڑے تھے۔۔ وہ حواس کھوتا کہ ایک بار پھر کمرہ اسکی چیخوں سے گونج اٹھتا۔۔

اسکی پشت سے خون کی بوندیں پھوٹ پڑی تھیں۔۔ اسکے پاؤں کے تلوے سوجھ چکے تھے۔۔ اسکا سر ٹیبل سے نیچے لٹک رہا تھا۔۔ اور منہ سے جاگ بہہ رہی تھی۔۔

اسکی آنکھیں بند تھیں اور وہ سسک رہا تھا۔۔

اسکی پشت پر مٹھیاں بھر کر نمک مل رہے تھے۔۔ وہ چیختا اور پھر خاموش ہو جاتا۔۔ اسکا دماغ سن ہو جاتا تو اسکی آواز بند ہو جاتی۔۔

اسکے ہاتھ کھول دیئے گئے اور پاؤں میں رسی ڈال کر اسے لٹکا دیا گیا۔۔ سر کے نیچے ٹھنڈے یخ پانی کی بھری ہوئی بڑی سی بالٹی لا کر رکھ گئی تھی کہ ہوش آتے ہی سر کو اس میں ڈالا جائے گا۔۔

وہ رات قیامت کی تھی۔۔ اور قیامت کا ہر پل۔۔

وہ بیہوشی میں بچھڑے اپنوں کے چہرے کو دکھ رہا تھا۔۔

دریاب انکے پیچھے بھاگ رہا تھا۔۔ وہ عرشیہ کو کندھوں پر اٹھائے آگے بھاگ رہا تھا۔۔

آہہہ۔۔ "اسکی غرغر یخ بستہ ٹھنڈے پانی کی بالٹی میں گونج اٹھی" جس میں اسکا دم گھٹا جا رہا تھا۔۔

اسکے آنکھ منہ ناک میں پانی گھس رہا تھا اسکی سانسیں بند ہو رہی تھیں۔۔وہ اس پانی میں سانسیں چھوڑتے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا۔۔۔۔

یادِ ماضی عذاب ہے یارب
چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

سینہ خوں سے بھرا ہوا میرا
اُف یہ بدمست مے کدہ میرا

نارسائی پہ ناز ہے جس کو
ہائے وہ شوقِ نارسا میرا

عشق کو منہ دکھاؤں گا کیونکر
ہجر میں رنگ اڑ گیا میرا

دلِ غم دیدہ پر خدا کی مار

سینہ آہوں سے چھِل گیا میرا

یاد کے تند و تیز جھونکے سے
آج ہر داغ جل اٹھا میرا

یادِ ماضی عذاب ہے یارب
چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

منّتِ چرخ سے بری ہوں میں
سر نہ ہوا جیتے جی بھلا میرا

ہے بڑا شغل زندگی دلاور
پوچھتے کیا ہو مشغلہ میرا

ooooo

آپ خالی آ گئے خان؟؟ میرا دلاور کہاں ہے؟" دانیال خان کی حالت کچھ زیادہ ہی خراب ہو گئی۔۔ درد سے اسکی آنکھوں کی رگیں جیسے پھٹ کر پوری آنکھیں سرخ لہو ہو گئی تھیں۔

ہارون شاہ اسے زبردستی ہاسپٹل سے یہاں لے آیا تھا۔ مگر یہاں پہنچتے کب سے بیٹھی خانم اس انتظار میں تھی کہ خان ضرور اپنے ساتھ اپنے بیٹے کو بھی لائے گا۔۔

سب نے تو اسے یہ امید دلائی تھی۔۔ جب خان اپنی بہن کے شوہر کو موت سے بچانے کیلئے اپنا گردہ دے سکتا ہے تو وہ اپنی خانم کی زندگی بچانے کیلئے اسکے جگر کے ٹکڑے کو کیوں نہیں لا سکتا۔۔

مگر جب خان آیا، اور اسے اکیلے آتے دیکھ کر عائشہ خانم بھاگتی ہوئیں اسکے قدموں میں گری اور اسکے ہاتھ پکڑ کر چیخ اٹھی۔۔

بھابی سنبھالیں خود کو۔۔ دانی کی حالت کافی خراب ہے اسے فوراً" ٹریٹمنٹ کی ضرورت ہے۔۔" ہارون شاہ نے زریش کو اشارہ دیتا عائشہ کو سمجھایا۔۔۔

میں دے دوں گی اپنے گردے اپنا دل اپنے سارے اعضاء مگر خدا کے"
واسطے خان میں نے تم سے کبھی کچھ نہیں مانگا۔۔ مجھے میرا دلاور لا دو۔۔
مجھے خدا نے دو موتی دیئے مجھ سے یہ بے رحم دنیا نہیں چھین سکتی
میرا دلاور معصوم ہے خان مجھے لا دو۔۔" وہ اسکے قدموں میں گری گڑگڑا
رہی تھی۔۔
ماں تھی۔۔ تڑپتی کیوں نا۔۔ اسکا معصوم سا بیٹا اس سے یہ بے رحم
دنیا چھیننے جا رہی تھی اسکا دل کیوں نا پھٹتا۔۔

پاگل ہو تم خانم۔۔ انسان نے کبھی کسی کو کچھ دیا ہے تو صرف دکھ۔۔ میں کچھ"
نہیں دیا سکتا تمہیں۔۔ جاؤ اس خدا کے سامنے گڑگڑاؤ۔۔" دانیال
خان ضبط سے بولا۔۔
وہ وہاں سے واپس جانے لگا کہ خانم اسکی ٹانگوں سے لپٹ گئی۔۔ اسکے
قدموں میں گر گئی۔۔
کیوں نہیں دے سکتے تم؟ اس خدا نے میرے بچوں کا محافظ تمہیں"
بنا کر بھیجا ہے تو کیوں نہیں لا کر دے سکتے مجھے میرا دلاور۔۔۔" وہ اس
پر حلق کے بل چیخی۔۔

بھابی!!" تقویٰ غصے سے جھڑکتی اسے سنبھالنے لگی۔۔"
دور رہو مجھ سے۔۔۔ میں پاگل ہوں۔۔ ایک ماں اپنے بچے کو بچانے کی"
بھیک مانگ رہی ہے تو وہ پاگل ہے۔۔ اور یہ جو بے رحم دنیا اسکے
تماشائی ہیں تو وہ ٹھیک ہیں۔۔ جو میرے معصوم سے بچے کو پھانسی دینا
چاہتی ہے وہ ٹھیک ہے۔۔" اسنے تقویٰ کو پیچھے دھکیل کر دانیال پر
گرجی۔۔

وہ ٹھیک اسلئے ہیں کیونکہ انہیں تمہارے بیٹے نے موقعہ دیا ہے۔۔ اسے"
اپنے باپ پر یقین نہیں۔۔ اسے یہ یقین نہیں دانیال خان اسکا
باپ اسکے لئے دنیا سے ٹکر لے جائے گا اس حیوان کا نام تو
بتائے۔۔" دانیال خان کے سینے پر گھرا گھاؤ تھا۔۔ جو اسنے اپنی
خانم کے سامنے ظاہر کیا۔۔

میری آنکھوں کے سامنے میرا خون ان حیوانوں کے ظلم کا شکار ہو رہا"
ہے۔۔ میں کیسے بتاؤں تمہیں اپنی تکلیف؟ کیا وہ صرف تمہارا بیٹا
ہے؟
میں نے دعاؤں منتوں سے مانگا ہے۔۔ سینے سے لگا کر پالا ہے۔۔

اس ڈر سے کبھی کسی ٹیوشن یا خود سے دور نہیں بھیجا کہ کہیں کوئی میرے شہزادوں کو بری آنکھ سے نا دیکھے۔۔

لیکن۔۔۔اب میرے بچوں کو اپنے باپ پر یقین نہیں۔۔

میں کمزور ہوں انکی نظر میں۔۔ میں باپ کہلانے کے لائق نہیں۔۔مجھے سمجھ آگیا میں اپنے بچوں کی نظر میں کیا ہوں محض نام کا"ڈیڈ"۔۔۔

مجھ سے کوئی تعلق نہیں انکا۔۔ناخوشی کا نا غم کا۔۔۔

مجھے میرے دلاور نے غیر کر دیا کیا میں بھی تمہاری طرح ماتم کروں۔۔۔تمہارا خان مر چکا ہے اندر سے خانم۔۔۔جاؤ میری موت کا بھی ماتم کر و جاؤ!!!"وہ اچانک پوری قوت سے عائشہ خان پر دھاڑ اٹھا۔۔

خوف سے عائشہ کی چیخ گونج اٹھی۔۔

ہارون شاہ پھولے تنفس سے گہرے سانس لیتے دانیال کو ڈاکٹر کی مدد سے زبردستی وہاں سے لے گئے۔۔

عائشہ وہیں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔

سنبھالو خود کو عائشہ۔۔ "زریش اور تقویٰ دونوں اسکے ساتھ نیچے بیٹھیں۔۔

"کیسے سنبھالوں میں خود کو۔۔ تم دونوں بھی تو ماں ہو۔۔ میری تکلیف کو تو محسوس کر سکتی ہوں پھر کیوں سنبھلنے کا کہہ رہی ہوں۔۔" وہ چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی۔۔

"تقویٰ تمہاری تو خدا سنتا ہے۔۔ تم کہو اس سے میرا بیٹا مجھے سلامت دے دے۔۔ تقویٰ میں اسکے بغیر نہیں رہ پاؤں گی نا وہ بدنصیب میرے بغیر رہ سکے گا۔۔

میں جانتی ہوں میرے معصوم بچے کو اس منحوس لڑکی نے بلیک میل کیا ہوگا۔۔ خدا کبھی معاف نہیں کرے گا اسے۔۔ میرا بیٹا بے قصور ہے کوئی سمجھتا کیوں نہیں۔۔"

عائشہ خانم کی حالت اچانک بگڑ گئی تھی۔۔ دانیال اپنی حالت کو بھلا کر اسکی طرف بھاگ آیا۔۔ وہاں موجود ڈاکٹر نے جلدی سے اسے ایڈمیٹ کیا۔۔

معلوم ہوا کہ اسے ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔۔ آج سے پہلے صرف مردوں کو ہارٹ اٹیک ہوتا تھا لیکن وہ اس ہاسپٹل میں پہلا کیس تھا جہاں اسے ہارٹ اٹیک آیا تھا۔۔

خانم کو دل کا دورا پڑا تھا۔۔ڈاکٹر نے دلاور کو بلانے کا کہا تھا وہ اپنی ماں سے مل سکے۔۔

دلاور سینٹر جیل میں تھا، ریمانڈ کے بعد اسے وہیں لیکر گئے تھے۔۔

ایک آدھے ہفتے میں نویرہ کی رپورٹس آنے والی تھیں اسکے بعد دلاور کو عدالت لیکر جاتے اور اگر وہ بے قصور ہوگا تو چھوٹ جائے گا۔۔

اگر مجرم وہی ہوا تھا اسے سزا سنائی جاتی۔۔

صائم زیدی کے کہنے پر آغا جان نے تایا سائیں کو حکم دیا جنہوں نے آئی جی صاحب کو کال کی۔۔

زیدی صاحب آپ کیوں اس کیس میں ہاتھ ڈال کر اپنی پوزیشن" ڈاؤن کر رہے ہیں۔۔ آپ اپنے ضلع کے منسٹر ہیں۔جانتے ہیں آپ کے بڑے بڑے لوگوں سے تعلقات ہیں مگر یہ کیس آپکی پوزیشن کیلئے اچھا نہیں۔۔

لڑکا خود مان رہا ہے اسنے ایک بے گناہ لڑکی ** کر کے مارا ہے۔۔ اور ساتھ لاش کے بیٹھا ہوا ملا ہے۔۔ اور یہاں کے منسٹر ایم پی جنرل سب کی سپورٹ فیروز چغتائی کے ساتھ ہے وہ ایک بڑا بزنس مین ہے دانیال خان تو اسکے آدھے حصے میں بھی نہیں۔۔۔ مسٹر چغتائی کی لاڈلی بیٹی کا قتل ہوا ہے پوری دنیا اسکے سپورٹ میں ہے۔۔ اور دانیال خان کے ساتھ کون ہے؟ ایک صائم زیدی دوسرا اسکا پارٹنر ہارون شاہ۔۔ اگر آپ اس سپورٹ میں آئیں گے تو آپ کے الیکشن پر اثر پڑے گا۔۔" آئی جی صاحب نے اپنی تئین اسے سمجھایا۔۔ حالانکہ وہ فیروز چغتائی کے خلاف جا کر دلاور کو جیل سے نہیں نکالنا چاہتے تھے۔۔

میں سب جانتا ہوں آئی جی صاحب۔۔ اور میں سچ کے ساتھ " ہوں۔۔ انصاف ہو گا۔۔ چاہے مجرم دلاور ہو یا کوئی اور رپورٹس آجائیں کیس کھلے گا سب کلیئر ہو جائے گا۔۔ اس وقت ہم نے کہہ رہے ہیں آپ اپنے پولیس والوں کو حکم دیں وہ دلاور کو لیکر آئیں یہاں اسکی ماں سے مل جائے۔۔ ڈاکٹر کا بھی یہی کہنا ہے وکیل پیپرز تیار کروا رہا ہے کچھ دیر میں ایس پی آفس پہنچ جائیں گے۔۔

"آپ اپنے آفسر کو سمجھائیں کوئی بدمزگی نہیں ہونی چاہیے۔۔

ٹھیک ہے جیسے آپ کے حکم۔۔! آپ زیدی تو ویسے ہی ضدی ہوتے" ہیں آپ سے ٹکر کون لے۔۔" آئی جی صاحب ہشاش بشاش لہجے میں کہتے کال ڈسکنیکٹ کر گئے۔۔

ہاسپٹل میں جیسے ہی یہ بات سب کے کانوں میں پہنچی سب خوشی سے جھوم اٹھے سب نے سوچ لیا تھا کہ وہ اپنے طریقے سے دلاور کو سمجھائیں گے اس سے پوچھیں گے کیوں کر رہا ہے وہ یہ سب۔۔۔

دریاب نے دانیال خان کو بتایا کہ وہ صمصام زیاف ساتھ تھے۔ البتہ فارس وہاں سے غائب تھا ہو سکتا ہے اسے کچھ معلوم ہو۔۔

دانیال خان نے کال کر کے حویلی خان بیگم سے پوچھا۔۔ اور فارس سے بات بھی کی لیکن انہوں نے الٹا عائشہ خان کے کردار اسکی تربیت پر انگلی اٹھا کر دانیال کو بے عزت کر کے کال ڈسکنیکٹ کر دی

لیکن رابطہ ختم کرنے سے پہلے خان بیگم نے دانیال سے کہا کہ اگر وہ عائشہ خانم کو طلاق دیکر اسکی بیٹی بتول سے شادی کرے گا تو اسے اسکا دلاور بھی مل جائے گا۔۔

لیکن خانم سے تو خان کا عشق تھا۔۔وہ اپنی خانم کو کیسے خود سے دور کر سکتا تھا۔۔
بے شک اسے اپنے بیٹے سے بھی عشق تھا مگر وہ خانم کو کبھی نہیں چھوڑ سکتا تھا۔۔بھلا خانم کا اس بھری دنیا میں ان بچوں اور شوہر کے علاوہ تھا بھی کون۔۔۔۔

خان بیگم کی یہ بات دانیال خان نے دل میں ہی دبا دی۔
کیونکہ وہ جانتا تھا خانم کو اگر معلوم پڑا تو وہ خود ہی کچھ الٹا کر جائے گی۔۔

ooooo

رات کا پہر تھا، ماحول پر وحشت برپا تھی۔۔ کوئی بھی سکون میں نہیں تھا۔ بھوک پیاس سب کی مر چکی تھی۔۔

سب کو انتظار تھا تو بس دلاور کا، سب نے سوچ لیا تھا وہ آئے گا تو اسے اپنے طریقے سے سمجھائیں گے۔۔۔

اور پھر وہ آ بھی گیا۔۔ رات کے گیارہ کا وقت تھا جب پولیس کی گاڑی آ کر ہاسپٹل کے احاطے میں رکی۔۔ ہارون شاہ رضا زیدی دانیال خان بھی ہاسپٹل سے نکل آئے۔۔

وہ سوجھے چہرے میں زخمی لہولہان سا ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنیں دو آفیسر کے ساتھ گاڑی سے اترا۔۔

یہ کیا جاہلانہ رویہ ہے ایک معصوم بچے سے۔۔ "دلاور کی" حالت دیکھ کر دانیال خان پولیس والوں پر غرا اٹھے۔ مگر وہ بیچارے معمولی سے آفیسر کیا کرتے انکے ہاتھ میں تو نہیں تھا وہ تو حکم کے غلام تھے۔۔

دلاور نے سرخ سوجھی آنکھیں اٹھا کر مقابل کو دکھا۔ اور ہولے مسکرایا۔۔ "کیسے ہیں ڈیڈ؟" وہ بولا

مر گیا تمہارا ڈیڈ!!!" دانیال خان نے دھاڑتے اسے کھینچ کر سینے سے لگایا اور سختی سے آنکھیں میچ لیں کہیں وہ سب کے سامنے پھوٹ پھوٹ کر رونا پڑے۔۔

اتنا تو وہ پھوپھو کی ڈیتھ پر بھی نہیں رویا تھا جتنا اسے ابھی رونا آرہا تھا۔۔ دلاور کو لیکر اندر داخل ہوئے پیچھے میڈیا کو کچھ اہلکار روکنے لگے تو دو دلاور کے ساتھ تھے۔۔

صائم زیدی دانیال خان اس سے آہستگی سے پوچھنے لگے کہ حقیقت کیا ہے۔۔ مگر دلاور نے جیسے اپنے لب سیل لیے تھے۔۔ اور بولتا بھی کیسے اسکا دماغ سن وجود بے جان تھا۔۔

وہ ماں کی طبیعت کا سن کر مشکل سے خود میں جان پیدا کیے چل رہا تھا۔۔

وہ راہ داری سے گزرتا جا رہا تھا کہ وہاں دریاب کی بانہوں میں موجود عرشیہ بھی اسے دکھائی دی۔۔ ایک لمحے کیلئے وہ وہیں ساکت ہو گیا۔۔

اسنے سوچا کہ کیا وہ ان سب کے بغیر رہ پائے گا۔۔

عرشیہ دل کو دیکھ کر تڑپ کر دریاب کے حصار سے نکلی اور روتی بھاگتی اسکی طرف بڑھی۔۔

اسکے چھوٹے سے پاؤں میں پہنی ہوئی پازیب کو دیکھ کر دلاور مسکراتا گھٹنوں کے بل بیچ راہ داری بیٹھ گیا۔۔

اسنے اپنے ہاتھ کھولے، عرشیہ ہتھکڑیاں دیکھ کر رکی نہیں بلکہ ہچکیاں بھرتی جھک کر اسکی بانہوں میں آتی اسکی گردن میں بازوؤں حائل کر کے چہرہ چھپا گئی۔۔

وہ دونوں رو پڑے۔۔ سامنے کھڑے صارم دریاب کی آنکھوں سے بھی آنسوؤں جاری تھی۔۔ چھوٹی گول مٹول سی سمن روتی ہوئی اسکے پاس آئی اور اسکے سامنے کھڑی ہو گئی۔۔

دل ہمیں چھوڑ کر مت جاؤ" وہ اپنے ہاتھ باندھ کر التجا کرنے لگی۔"

بتاؤ دلاور کیا وجہ ہے جس کیلئے یہ سب تم کر رہے ہو؟" صائم" زیدی نے اس سے پوچھا۔

دلاور نے مشکل سے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

نویرہ کی رپورٹ آجائے گی دلاور! تمہاری یہ قربانی فضول ہے۔۔"
اسلئے ابھی ہی بتادو کہ کیا بات ہے۔۔ کیوں یہ ٹارچر سہہ رہے ہو؟"
دانیال خان نے بھی کہا۔۔
وہ نویرہ کی رپورٹس کا سن کر سوچ میں پڑ گیا۔۔ مگر بولا کچھ نہیں، اسنے
دریاب کی طرف دیکھا وہ رو رہا تھا۔۔

اپنے گناہ کے پکڑنے کے ڈر سے یا اسکے بچھڑنے کے دکھ میں۔۔۔
وہ اپنی ماں سے ملا۔۔ ہاسپٹل کے روم میں آگیا۔۔ عائشہ خان کی
حالت بہت سیریس تھی۔۔
لیکن اسکے باوجود وہ دلاور کو دیکھ کر اپنے چہرے سے آکسیجن ماسک اتار کر
پھینکتی اسے کھینچ کر سینے میں بھینچ گئی۔۔
ڈاکٹرز نے بہت احتیاط کا کہا۔۔ مگر وہ دلاور کو سینے میں بھینچے سب
کچھ بھول گئی۔۔
دفع ہو جاؤ میں نہیں دوں گی اپنا بیٹا۔۔" وہ پولیس والوں پر چلائی۔۔۔"
دلاور نے روتے سینے میں چہرہ چھپایا۔۔ اسکا ایک ایک زخم
تازہ ہو گیا۔۔

وہ جو سر دیے پڑ چکا تھا اچانک اس ممتا سے لبریز آنچل میں آکر اسکے وجود کا پور پور درد کرنے لگا تھا۔۔ اور وہ اپنی چیخیں دبائے اپنے ماں میں چھپ رہا تھا۔۔

عائشہ خان کا دل پھٹ رہا تھا وہ بد دعائیں دے رہی تھی سب کو۔۔

مام یہ لوگ بہت بڑے ہیں۔۔ میں جب لوٹ کر آؤں گا مجھے" چھپا دیجئیے گا۔۔" وہ ہچکیاں بھرتے بولا۔۔

تم کہیں نہیں جا رہے تم یہیں رہو گے اپنی ماں کے پاس۔۔" وہ اس پر" چلائی مگر جانے والے کو کون روک سکتا تھا۔۔ دلاور نے جو ایک دفعہ قیامت دیکھی تھی اس قیامت میں ہرگز دریاب کو نہیں بھیج سکتا تھا۔ سچ کیا تھا وہ تو رپورٹس معلوم ہو ہی جائے گا۔۔

اگر دریاب کو ہاتھ لگایا انہوں تو وہ انہیں چیر کر رکھ دے گا۔ لیکن اگر دریاب کی جگہ کوئی دوسرا نکلا تو ویسے بھی وہ بچ جائے گا اور آجائے گا اپنوں کے پاس۔۔

یہ زخم یہ اذیتیں سمجھ لے گا اسکے مقدر میں تھیں۔۔

لیکن وہاں انسان کے روپ میں حیوان تھے، اور ان حیوانوں میں اسکا معصوم بھائی ہرگز نہیں۔۔۔

اسکے جانے کے وقت عائشہ روتے روتے حواس کھو بیٹھی۔۔اسے مشینوں نے پھر سے جکڑ لیا۔۔اور دلاور اپنی خوبصورت سی ماں کی اس حالت پہ چیختا رہ گیا۔۔

اسکے جانے کا وقت جب آیا، آغا جان نے سب کے سروں پر اچانک دھماکے کیے کہ وہاں سے جانے سے پہلے دلاور کو توقیع کو طلاق دیکر جانا ہو گا۔۔
اور یہ تایا سائیں کا زور تھا، وہ ایسے بدکردار لڑکے کے ساتھ اپنی حویلی کی لاڈلی بیٹی ہرگز نہیں بیاہ سکتے تھے۔۔

"نہیں دے گا وہ طلاق! اگر یہ زبردستی ہے تو زبردستی ہی سہی لیکن دانیال خان ایسا ہرگز نہیں ہونے دے گا۔۔" دلاور کے کچھ کہنے سے پہلے دانیال خان غرا اٹھا۔۔

"معذرت آغا جان توقیع میری بیٹی ہے۔اسکا فیصلہ میں کروں گا۔۔" صائم زیدی بیچ میں ہی ٹوک کر بولا۔۔تایا سائیں اس بیوقوف پر مٹھیاں بھینچ کر رہ گئے۔۔

دلاور نے اپنی رکی ہوئی سانس بحال کی۔۔۔

کیوں ڈیڈ؟؟ آپ کیوں فیصلہ کریں گے۔۔ میں بھی اسکا بڑا بھائی ہوں" میرا فیصلہ بھی ہوگا۔۔ یہ تو قسیع کو طلاق دیگا۔" تبھی صمصام بیچ میں آکر غصے سے بولا۔۔

اسے دلاور کی خاموشی چبھ رہی تھی۔۔ وہ چاہتا تھا وہ ٹوٹے چیخے۔۔ جب کوئی چیز ٹوٹتی ہے تبھی ہی تو اسکے اندر کی حالت کا معلوم پڑتا ہے۔۔

دلاور نے دھڑکتے دل سے نظریں اٹھا کر دیکھا۔۔
سامنے لٹھے کی مانند سپید رنگت نیلے ہونٹ نڈھال سے وجود کے ساتھ صمصام کے بازوؤں میں موجود اسے نیلی بھیگی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔۔
اسکے لب کچھ کہنے کیلئے ہلے۔۔ دلاور بند دھڑکنوں سے یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔۔

"Why do you forget? You said to me, We are companions of the Spirit. Then why did you leave me alone dill?"

سر اب ہمیں چلنا ہو گا۔۔ آفیسرز کی کال آ رہی ہیں ملاقات کا وقت "
ختم ہو چکا ہے۔۔" راہ داری میں دلاور کے بجائے اہلکار کی آواز گونجی۔۔
اسکی زیر لب سرگوشی وہی سن سکا جسنے اسے سرگوشیوں میں
بات کروانا سکھایا تھا۔۔

خوش رہو الفت کی باسی۔۔
تم ٹھہری سیپ کے پاک موتی۔۔
ہمیں بھی الگ جہاں ملا ہے۔۔
سلگتی ریت کا طوفان ہے۔۔
اپنے لمحے لمحے سے ہراساں۔۔
ہوں میں سایہِ نفرت کا باسی۔۔

وہ روتی صمصام میں چھپ گئی۔۔
بہن کو لے جاؤ اسکی طبیعت خراب ہو جائے گی۔۔" دونوں مقابل "
کھڑے تھے۔۔ ایک طرف دلاور کو لے جا رہے تھے۔۔ دوسری
طرف صمصام توقیع کو لیکر جا رہا تھا۔۔

مجھے دل کے پاس جانا ہے۔۔"وہ صام کے بازوؤں میں مچلتی"
پھڑ پھڑاتی چیخنے لگی۔۔ دلاور کے قدم ڈگمگا گئے۔۔
وہ دھوکے باز ہے۔۔لائق نہیں تمہارے بھول جاؤ اسے۔۔"صام نے غصے"
بھری نگاہ دلاور پر ڈالتے کہا۔۔
توقیع چیخنے لگی۔۔وہ نفی کرنے لگی۔۔ آغا جان پوتی کی اس حالت پر
صائم زیدی سے سخت خفا ہو گئے۔۔ دلاور کو لیکر جانے لگے۔۔ باہر پوری
دنیا جیسے اکٹھا ہو چکی تھی۔۔
عرشیہ کو دریاب نے سختی سے پکڑ رکھا تھا۔۔ مگر وہ دریاب کے ہاتھ
پر کاٹ کر اچانک خود کو چھڑوا کر بھاگی۔۔

عرشی۔۔"بھیڑ میں اسے گم ہوتے دیکھ کر دریاب چیخا۔۔"
عشی۔۔۔"صارم گھبرا کر اسکی طرف بھاگا۔۔"

چھوڑو میرے بھائی کو۔۔"وہ بھیڑ میں گرتی پڑتی دلاور کی گاڑی تک"
پہنچی۔۔ اور ایکدم جھک کر اس اہلکار کی ٹانگ پر پوری قوت سے کاٹ دیا۔۔

آہہہ۔۔"اس اہلکار نے اپنی ٹانگ کو جھٹکا دیا جس سے عرشیہ پیچھے کی"
جانب بھیڑ میں لوگوں کی قدموں میں جا گری۔۔

کتے کے **"صمصام ایکدم وہاں داخل ہوتا دھاڑتا دیوار سے لگی رکھی واچ"
مین کی چیئر کو اٹھا کر پوری قوت سے اہلکار کے سر پر مار کر اسے زخمی کر
چکا تھا۔۔
دریاب صارم نے لوگوں کو دھکیل کر عرشیہ کو اٹھایا۔۔
جو صمصام کا جنون دیکھ کر بری طرح روتی کانپ رہی تھی۔
دلاور بری طرح ان سے الجھ پڑا،، مگر اسکے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھیں۔۔
ہارون شاہ اور رضا نے مچلتے غیظ و غضب سے چلاتے صمصام کو جکڑ
لیا۔۔

پاگل ہو گئے ہو تم۔۔!"تایا سائیں صام پر برس پڑے۔۔"
ہاں ہوں میں پاگل۔۔"وہ لال آنکھوں سے عرشیہ کو دیکھتا بدلحاظی سے"
چلایا۔۔
وہ اہلکار زخمی ہو چکا تھا۔۔ دلاور کو گاڑی میں دھکیل کر وہاں سے لے گئے۔۔
صمصام کا یہ ری ایکشن پوری میڈیا میں تیزی سے وائرل ہوا تھا۔۔

اسے سزا دینا چاہتے تھے مگر تایا سائیں آغا جان نے اسے بچا لیا۔۔ جبکہ صمصام سے عرشیہ بری طرح خائف تھی۔۔

وہ آیا اور مزید تڑپا کر واپس چلا گیا۔۔ صام اپنی بہن کے پاس بیٹھا تھا جسکی حالت دلاور کے آنے اور چلے جانے پر بری ہو چکی تھی۔۔ سب اضطراب کی کیفیت میں راتوں کا سکون کھو کر بے حال ہو چکے تھے۔۔
عرشیہ کو کچھ چوٹیں آئی تھیں۔ صام نے پلٹ کر دیکھا نہیں اسے۔۔ وہ تھا ہی ایسا کہ کرنے کو سر پھاڑ دیتا، مگر جس کیلئے کرتا اسے پلٹ کر دیکھتا نہیں تھا۔۔

یہ نیوز باہر ممالک تک جا پہنچی تھی۔ ساحل کو سب نے اپنی طرف سے بے خبر رکھا تھا مگر وہ بھی اسی دنیا میں تھا، جلد اسے معلوم ہوا۔۔ گویا جیسے قیامت ٹوٹی ہو۔۔

اسنے سب سے کال کر کے پوچھا۔۔ مگر سب نے اسے کہا وہ اپنی تعلیم پر دھیان دے۔ لیکن وہ انتہا غصے میں تھا۔۔

اسکی بات صام سے بھی ہوئی جو کہ اسکے سامنے رو پڑا۔۔ ساحل نے سمجھایا کہ رونے کا وقت نہیں یہ۔۔

"تو کیا کروں؟ اپنی بہن کو ختم ہوتے دیکھوں۔۔ اگر اسے جانا ہی تھا تو کیوں ہیں۔۔ کیوں اسے اتنی سمجھ دی۔۔ اگر soulmate میری بہن کو بتایا کہ محبت میں اتنی سزا ملتی ہے تو نفرت ہے مجھے محبت سے۔۔ نفرت ہے مجھے دلاور سے۔۔"

"کنٹرول یور سیلف صام! بکواس مت کرو میرے آگے! تم سے مجھے یہ امید نہیں تھی۔۔ ابھی تو صرف دلاور نے مجرم قبول کیا ہے۔۔ ہو سکتا ہے اسے مجبور کیا گیا ہو۔۔ یہ دنیا بہت بری ہے یہاں مطلب کیلئے اپنے بھی مار دیتے ہیں۔۔ رپورٹس آئیں گی تو سب کلیئر ہو جائے گا۔۔" ساحل نے اسے برہمی سے جھڑکا۔۔

"گویا آپ کہنا چاہتے ہیں خاموشی تماشائی بنا رہوں۔۔ کیونکہ یہاں عدالتیں تھانے آفیسرز جج وکیل سب تو بکے ہوئے ہوتے ہیں۔۔" وہ نفرت سے پھنکارا۔۔

تم کچھ مت کرو تم بس اپنے جذبات پر کنٹرول کرو۔۔ کیونکہ بولتے اور" عمل کرتے وقت تم خود میں ہی نہیں رہتے نا ہی تمہیں احساس ہوتا ہے آگے کون ہے۔۔" ساحل نے اسے ریلیکس کرنا چاہا۔۔

میں نہیں کنٹرول کر سکتا۔۔ میرے سامنے اسکی حالت آرہی" ہے۔۔ اسے بہت تکلیف دی ہے۔۔ میرا دل کر رہا ہے پوری دنیا کو آگ لگادوں۔۔ اس فیروز چغتائی کو بھی۔۔ جس سے اپنی بیٹی تو سنبھالی نہیں گئی۔۔۔ *** "وہ گالی دیتے بولا۔۔ واقعی وہ بولتے وقت کسی کا نہیں سوچتا تھا۔۔

جاؤ اور لگادو آگ۔۔" ساحل غصے سے بولتا کال ڈسکنیکٹ کر گیا۔۔" اسکی خود کی دماغی رگیں پھٹ رہی تھیں۔۔ وہ اپنی پکنگ بھی نہیں کر پا رہا تھا۔۔

اسکی آنکھوں کے سامنے چھوٹے چھوٹے سے کھکھلاتے دو شرارتی بھالو گھوم گئے۔۔

دل تھا تو دریاب تھا۔۔ جانے اب دل نہیں تھا دریاب کی کیا حالت ہو گی۔۔ سب اپنے دکھ رو رہے تھے کسی کو اسکا تو ہوش نہیں

تھا جو پاگل تھا گھٹ گھٹ کر روتا خود کو پیٹ رہا تھا کہ اگر وہ یہ سب نا کرتا تا نویرہ سے باتیں کرتا تا یہ سب ہوتا۔۔۔

ooooooo

پلان کے مطابق ہی ابھی رپورٹس آئی نہیں تھیں، کہ اس سے پہلے میڈیا کے سامنے کچھ ثبوت پیش کر دیئے گئے جس سے ہستیاں ہل کر رہ گئیں۔۔

دریاب کی چیٹ کے کچھ ایس ایس جو میڈیا میں پیش کیے جا رہے تھے کہ دریاب کا اس لڑکی سے افیئر تھا۔۔

اور پھر اسکے بعد دلاور کے ایس ایس دیئے جا رہے تھے جن سے ثابت ہوتا تھا کہ نویرہ کا مرڈر سے پہلے وہ پریگنینٹ تھی۔۔ اور وہ بچہ بھی دلاور کا ہی تھا۔۔

جس ہاسپٹل میں دلاور لے آیا تھا نویرہ کے ابورشن کیلئے، اس ڈاکٹر نے بھی اپنا بیان دیا کہ لڑکی کافی ڈری ہوئی تھی اور مجرم دلاور اسے زبردستی وہاں کھینچ لایا تھا۔۔

اور پھر اسنے اپنے بھائی کا نام دیا رپورٹس میں۔۔ مگر اصلی رپورٹس سامنے ہیں۔۔ وہ بچہ دلاور کا تھا۔۔ اور دلاور یہ گناہ چھپانا چاہتا

تھا مگر لڑکی اسے کہتی رہی وہ اپنے باپ کو بتا دے گی نہیں تو اس سے شادی کر لے۔ چونکہ دلاور پہلے سے نکاح میں تھا اسلئے اسنے نویرہ فیروز کو انتقام میں اپنے حوس کا شکار تو بنایا مگر اس سے نکاح سے صاف انکار کر دیا۔۔

نویرہ کی ایک چیٹ سامنے آئی تھی جس میں وہ دلاور سے پوچھ رہی تھی کہ

"کہاں چھپاؤں میں اس گناہ کو۔۔

"تم مجھ سے شادی کر رہے ہو کہ نہیں۔۔

لیکن آگے سے اسکا صاف جواب تھا "نہیں" بلکہ اسنے جان سے مارنے کی دھمکیاں بھی دی تھیں اسے جو سب دیکھ رہے تھے۔۔

اب اسکے خاندان میں بھی ایک سوال کھڑا ہو گیا تھا۔۔

کہ کیا واقعی دلاور ایک زانی قاتل تھا؟ اسنے اپنا گناہ چھپانے"

"کیلئے یہ سب کیا تھا؟

فیروز چغتائی جتنا ماتم کرتے اتنا کم تھا۔۔ اسکی بیٹی کے ساتھ اس قدر ٹارچر ہو رہا تھا وہ دونوں بھائیوں اسے ٹارچر کر رہے تھے، اسکی بیٹی کے ساتھ کھیلے اور وہ انجان دولت کو جمع کرنے میں مگن تھے۔۔

سب سوچ میں پڑ گئے۔۔ دریاب گھٹنوں میں چہرہ دیئے بس روئے جارہا تھا جانے کیا سچ تھا کیا جھوٹ۔۔

دلاور نے اس سے کہا تھا نویرہ اسکے بچے کی ماں بننے جارہی۔۔

نویرہ نے کہا دلاور جھوٹ بول رہا ہے۔۔

ڈاکٹر بھی کہہ رہی دلاور نے کہا دریاب کا نام لکھے کیونکہ اسکا اسکے ساتھ افیئر تھا۔۔

وہ ڈاکٹر پر یقین کرتا یا نویرہ پر۔۔۔

پر اسے تو اپنے بھائی پر یقین تھا۔۔ وہ کیوں کسی اور پر یقین کرتا۔۔

ooooo

پھر ایک قیامت خیز رات تھی، جس میں اس پر قیامت گزری۔۔ اسے جب گھسیٹ کر واپس اس جیل روم میں پھینک رہے تھے دلاور بے جان ہو کر میں کے بل زمین پر گرا اور حواس کھو رہا تھا۔۔

جب اسکے کان میں گھٹی گھٹی سسکیاں گونجی۔۔

اسنے ملگجے اندھیرے میں مشکل سے اپنی سوجھی آنکھیں کھولیں۔۔

کچھ دیر تو اسے دھند کے سواء کچھ نظر ہی نہیں آیا،، مگر اسنے زمین پر ہتھلیاں ٹکا کر ذرا سا سر اونچا کیا، اور دیکھنے کی کوشش کی تو اسکا سر بھک سے اڑ گیا۔۔ پوری دنیا جیسے آنکھوں کے آگے گھوم گئی۔۔

وہ روح ہلا دینے والا منظر تھا، سامنے وہ حیوان اس معصوم لڑکے کو دبوچے ہوا تھا۔۔ اور اسکی آہیں کسی مردے کو بھی جگا دینے والی تھیں۔۔

وہ یہاں کسی سے بھی بات نہیں کر رہا تھا مگر یہ منظر اس سے برداشت نہیں ہوا۔۔ وہ اٹھا، مقابل نے اسے دیکھا اور گھورا۔۔

دلاور نے بھی لڑکھڑاتے دیوار کا سہارا لیا۔۔

کیا گھور رہے ہو؟؟؟ آنکھوں جھکاؤ ورنہ یہ آنکھیں نوچ لوں گا۔۔" اسنے" دلاور سے رعب میں کہا

لیکن وہ سپاٹ سرد تاثرات سے اسے دیکھتا پھر اس چھوٹے لڑکے کو دیکھنے لگا جو کہ ابھی تک سسک رہا تھا۔۔

اسنے وہاں جیل میں نظریں پھیریں۔۔ ایک چھوٹا سا پانی کا مٹکا رکھا ہوا تھا۔۔ اسنے نا آؤ دیکھا نا تاؤ۔۔

ایک جھٹکے سے اس مٹکے میں ہاتھ دیکر اٹھایا۔۔ مقابل گھبرایا۔۔ مگر وہ چیختا یا کچھ کرتا دلاور نے پوری قوت سے وہ مٹکا اسکے سر پہ دے مارا۔۔

آہہہ۔۔"وہ درد سے چیخ اٹھا۔۔وہ چھوٹا سا لڑکا روتا کونے میں بھاگ کر بیٹھ گیا۔۔ دلاور نے لڑکھڑاتے اس کے سنبھلنے سے پہلے اسکے گریبان میں ہاتھ ڈالا اور اسکا سر دیوار سے دے مارا۔۔

اسے غصہ تھا، جب اسکی عرشی کو پھینکا تھا ان اہلکاروں نے۔
باہر کی دنیا کا اسے کچھ معلوم نہیں تھا مگر اندر اسکے لئے روز نئی اذیت تھی۔۔

وہ اس وجود کے ساتھ خود بھی گر گیا۔۔
اسے ہوش تھا وہ گہرے سانس لے رہا تھا، جبکہ اسکے پاس ہی پڑا وجود پھڑکتا ہوا سانسیں ہار چکا تھا۔۔
دلاور نے مسکراتے آنکھیں موندیں۔۔
اسے سکون تھا اب، کیوں اب وہ قاتل تھا۔۔اور اسنے قتل کر دیا تھا۔۔اب اسے کوئی شکوہ نہیں تھا انکی درندگی سے۔۔کیونکہ ایک درندہ اسنے بھی مار دیا تھا۔۔

ooooooo

اسنے جو کیا ایک معصوم کی جان بچائی۔ مگر میڈیا میں اس واقعی کو کسی اور ہی طرح پیش کیا گیا۔۔ اور یہ پیش کروانے کے پیچھے فیروز چغتائی کا ہاتھ تھا۔۔

ناظرین دلاور خان نے جیل میں رہنے والے اپنے ساتھی مجرم" لڑکے کے ساتھ زیاد** کی، جب اسے ساتھی مجرم نے دیکھا، اور وہاں راؤنڈ لگاتے اہلکار کو بتایا، جس نے اسے روکا تو غصے میں آکر اسنے اس اہلکار کے سر پر رکھا مٹکا پھوڑا اسکا سر دیوار پر مارتے ایک اور قتل کر دیا اور "ساتھ ہی فرار کی کوشش بھی کی گئی۔۔

ہر ٹی وی چینل پر یہ نیوز تھی۔۔ لاش سب کے سامنے تھی، مزید تفتیش کرتے اس چھوٹے لڑکے نے بھی اپنا بیان دے دیا کہ اسکے ساتھ دلاور ہی **** کر رہا تھا۔۔

سب اس دلاور نامی درندے کیلئے سزائے موت کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اسکے اپنے سکتے میں تھے جب اس چھوٹے سے لڑکے نے ایک ایک بات میڈیا کو بتائی کہ کیسے اسکے ساتھ اسنے زبردستی کی۔۔ عدالت نے اسے الگ جیل میں رکھنے کا حکم دیا جب تک نویرہ کی رپورٹس نہیں آجاتیں۔۔ سب کا ملنا اس سے بند ہو چکا تھا۔۔

ساحل نے اس سے ملنے کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہا۔۔
اپنے ساتھی اہلکار کی موت کا بدلہ دلاور سے برے طریقے سے لیا گیا۔
اسکی اچھائی اسکے گلے پڑ گئی۔۔

ضروری نہیں دکھ صرف غلط ہونے پر ہی ملیں۔۔
یہاں اکثر اذیتیں زیادہ اچھے ہونے پر بھی ملتی ہیں۔۔

اسکے سر میں زوردار ڈنڈے مارے گئے تھے، وہ لٹکا ہوا تھا۔۔

اسکے ناک منہ سے ٹپ ٹپ خون نکل رہا تھا۔۔ اسے عدالت سے حکم ملا تھا کہ اسے الگ جگہ رکھا جائے۔ اور دلاور جانتا تھا یہ سب فیروز چغتائی نے اپنی بیٹی کے بدلے کیلئے کیا ہوگا۔۔
گردن نیچے لڑکھ رہی تھی جب وہاں رات کے پہر فیروز چغتائی کی آمد ہوئی۔۔

بہت شوق ہے تمہیں لوگ کی مدد کی۔۔" اسکے بالوں کو مٹھی میں پکڑ کر" اسکا سر اونچا کیا۔ دلاور کے سن سماعتوں میں دھندلی سی آواز گونجی۔۔
دنیا سے مجھے کک۔ کچھ نہیں چاہیے۔۔ میری اچھائی کا انعام"
میرا خدا دے گا۔۔" وہ اٹک اٹک کر بولا۔۔
خدا تم جیسے درندے کا انجام یہ کرتا ہے۔۔ جو ابھی تمہارا ہے۔۔""
فیروز اس بری حالت میں اسکے اطمینان پر گر جا۔۔

اسنے ساتھی کھڑے آفیسر کو حکم دیا جسنے دونوں اہلکار کو اشارہ دیا۔۔ کچھ لمحے میں اسکی چیخیں فیروز کے دل کو سکون دینے لگی۔۔

اسکی حالت بری کر دو۔۔ اتنی کہ یہ موت کی بھیک مانگے تو موت "
اسے نصیب نا ہو۔۔ لیکن یہ مرنا نہیں چاہیے۔۔ میں
عدالت کو مجبور کر دوں اسے سزائے موت دینے کیلئے۔۔ اسے
پھانسی پر دیکھ کر مجھے میری روح کو سکون آئے گا۔۔" فیروز چغتائی کی
سرد پر اسرار سی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی۔۔

اسکے اندر انتقام کی ایک بھڑکتی آگ تھی، وہ دانیال خان سے
اسکی اولاد چھین کر اسے ختم کروانا چاہتا تھا۔۔

اسکے ساتھ بہت سپورٹ میں تھے۔ سب اسکے ساتھ تھے اور
ایک مجرم کے باپ کے ساتھ کون ہو سکتا تھا۔۔ اسکے اپنوں میں
اب وہ مشکوک ہو چکا تھا۔۔
اسے ہاسپٹل لیکر جانا ہو گا۔۔" ساتھ کھڑے آفیسر نے کہا۔۔"
نہیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں۔۔ اگر مرتا ہے تو مر "
جائے۔۔ مگر اب یہ باہر کی دنیا نہیں دیکھے گا بلکہ سیدھا
پھانسی۔۔" وہ سفاکیت سے انکار کر گئے۔۔

لیکن اسے عدالت میں بھی پیش کرنا ہے۔۔کچھ زیادہ تشدد ہو گیا"
ہے ہم پر مقدمہ چل سکتا ہے۔۔" آفیسر کو اپنی وردی کی فکر تھی۔۔

کچھ نہیں ہوتا تمہیں۔۔ایک زانی قاتل کو اتنی سزا تو دینے کا حق رکھتی ہے"
"پولیس۔۔
وہ سن رہا تھا خاموش تھا۔۔جانتا تھا۔۔
جس اچھائی کا صلہ ہمیں دنیا نہیں دیتی۔۔اسکا رب دوگنا انعام
دیتا ہے۔۔

oooooooo

یہ لے تیرے لئے فون ہے۔۔"وہ زمین پر پڑا ہوا تھا۔اسے دن یا"
رات کا معلوم یوں ہوتا تھا کہ جب دن ہوتا تو وہ بیہوش پڑا رہتا تھا اور
رات ہوتی تو قیامت ہوتی تھی۔۔

اس وقت دن تھا تبھی تو وہ زمین پر ساکت پڑا تھا کہ تبھی اسے ٹھوکر
رسید کر کے موبائل اسکے آگے پھینکا گیا۔۔

دلاور نے موندیں آنکھیں ذرا سی کھول کر دیکھا۔۔

نادر پرویز نے جھک کر موبائل کا اسپیکر آن کیا، اور پاؤں سے موبائل اسکے قریب کرتے اسے بھی ٹھوکر مار کر متوجہ کیا۔۔

ہیلو دلاور۔۔۔" دانیال خان کی بھیگی آواز موبائل اسپیکر سے گونجی۔۔ دلاور" نے وہاں سے جاتے اہلکار کو دیکھا اور پھر موبائل کی سکرین کو۔۔
اسکے حلق سے آواز نہیں نکل رہی تھی کہ وہ جواب دے سکے۔
خاموشی پڑا تھا۔۔ آنسوں خود بخود بہنے لگے۔۔

" مجھے پتا ہے تم کتنی تکلیف میں ہو میرے بیٹے۔۔"
دلاور نے سختی سے آنکھیں میچلیں۔۔

میں تم سے کچھ کہنے لگا ہوں دلاور غور سے سننا۔۔"
تمہارے اس واقعی کے بعد یہاں ہمیں جینے نہیں دے رہے لوگ،
تمہاری اس گناہ کی وجہ سے لوگوں تمہاری بہن بھائیوں اپنوں کا جینا مشکل کر دیا ہے۔۔

سب ہمیں نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں دلاور۔۔

کیوں کیا تم نے ایسا؟" دانیال خان دکھ بے بس سے پوچھ رہے تھے۔۔

دلاور ایکدم جیسے اندر سے ٹوٹ گیا۔۔

گویا اسکا باپ اس پر یقین نہیں کر رہا؟ وہ بھی اسے زانی سمجھ رہا ہے۔۔

سوچ کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ اسکی بچی کچی ہمت بھی یہ سننے کے بعد ختم ہو گئی۔ وہ خود میں جو ذرا سی سکت تھی وہ بھی ہار بیٹھا۔۔۔

میں نے رپورٹس دیکھیں نویرہ کی۔۔ اس میں دریاب کا نام تھا۔۔"

مجھے فخر ہے تم پر میرے شہزادے۔۔ تم نے اپنے بھائی کیلئے خود کو قربان کر دیا۔۔

میں چاہوں تو تمہیں آزاد کروا سکتا ہوں دلاور۔۔۔۔

لیکن اس کا کوئی فائدہ نہیں۔۔۔ تم اس معاشرے میں نہیں جی سکو گے دل! یہ دنیا اب تمہیں جینے نہیں دے گی۔

اور میں ایسا کروں گا بھی نہیں۔۔ کیونکہ تم جو سہہ سکتے ہو دریاب بہت حساس ہے۔۔ وہ برداشت نہیں کر پائے گا۔ تمہارا نام ختم ہو چکا ہے مگر

ایک اور بیٹے کو میں کھونا نہیں چاہتا۔۔ تم دونوں جڑواں تھے۔۔ شاید وقت آگیا ہے خدا ایک لیکر جا رہا ہے۔

مجھے معاف کر دینا میرے بیٹے میں مجبور ہوں۔ اتنا کچھ سہہ لیا ہے۔۔ اب مزید بھی خاموش رہنا اپنی ماں کو بچا لینا۔

اگر دوسرے کا بھی یہی صدمہ ملا تو میں کھو دوں گا تمہاری ماں کو۔۔

لیکن تمہاری ماں سے بہت محبت کرتا ہوں۔۔

تمہیں یہ قربانی دینی ہو گی۔۔ تمہیں دانیال خان اپنوں پر قربان کر رہا ہے۔۔

میں سمجھ جاؤں گا خدا نے مجھے جڑواں دیئے نہیں تھے۔ بس ایک دیا جسکا نام دریاب ہے۔ بے شک تمہاری جگہ کوئی نہیں لے سکتا۔۔

لیکن اب تمہارے بھائی بہن کیلئے میں نے یہ فیصلہ لیا ہے کہ میں یہ پیپرز تمہارے نام سے بنوا رہا ہوں۔۔

تمہاری قربانی رائیگاں نہیں جائے گی، اپنے باپ کی عزت کی لاج رکھنا۔۔

مجھے معاف کر دینا تمہارا بدنصیب باپ۔۔۔" کاٹ بند ہو چکی تھی۔۔ اور وہ بھی حواس کھو بیٹھا تھا۔۔

موبائل لینے جب وہ جیلر اندر داخل ہوا تو وہ بیہوش پڑا تھا۔۔
اسکے آنسوں بتا رہے تھے اسنے سب سن لیا تھا۔
اسنے لات سے ہلا کر اسے دیکھا وہ واقعی بیہوش تھا۔نادر پرویز مسکراتا ہوا باہر نکلا۔۔۔

بہت زبردست آرٹسٹ تھا سر!ذرا بھی شک نہیں ہوا کہ دانیال" خان بول رہا ہے یا نقلی دانیال خان ہاہاہا۔۔
آپ کو اس آرٹسٹ کو انعام سے نوازنا ہی ہوگا۔۔مجھے امید ہے اسکے پاس اب مرنے کے علاوہ کچھ نہیں بچا ہوگا۔۔
کیونکہ وہ سمجھتا ہے اسکے اپنے بھی اسکا ساتھ چھوڑ گئے۔۔
اتنا مضبوط پلان۔۔واقعی آپ ایک پلانر ہیں۔۔"نادر پرویز نے قہقہہ لگاتے دوسری جانب ظفران حیدری کو سراہایا۔۔

ابھی نہیں۔۔ابھی اسکے اندر نفرت اتنی بھرنی ہے۔تاکہ جب" پھانسی کا وقت آئے تو یہ مزاحمت نا کرپائے۔۔"وہ شاطرپن سے بولا۔۔
جو آپکا حکم۔۔۔"اسنے فرمانبرداری سے کہا موبائل رکھ دیا۔۔"

ساحل نے بہت کوشش کی مگر نا اس سے دلاور ملنا چاہتا تھا نا ہی اسے ملنے دیا گیا۔۔ مگر صائم زیدی کی کوششوں کے بعد اسے پولیس سے اجازت تو مل گئی۔۔

مگر دلاور سامنے نہیں آیا۔۔
توقیع کی حالت کافی سیریس تھی۔ صائم زیدی صمصام کو لیکر اس سے ملنے گیا۔۔ تاکہ وہ اسے دیکھ سکے اس سے مل سکے۔۔
وہ انتظار میں بیٹھے تھے۔۔

چلو!!" جیلر اندر داخل ہو کر اس سے سختی سے کہا۔۔"
کہاں؟" دلاور نے اس سے پوچھا۔۔ وہ دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا اپنی" زندگی کے دن گن رہا تھا۔۔

تمہارے باپ کا فون آیا تھا۔۔ نیچے تمہاری منکوحہ کو لیکر تمہارا" پھوپھا آیا ہوا ہے اسکی بیٹی کو طلاق دے دو۔۔" اسنے اچانک دلاور کے سر پر دھماکہ کیا۔۔

کیا بکواس ہے۔۔"وہ چیخ اٹھا۔۔دل میں شدید ٹیس اٹھی۔۔"
بکواس تم بند کرو۔۔وہ عزت دار لوگ ہیں تم جیسے قاتل زانی سے"
اپنی بیٹی کا مزید رشتہ نہیں رکھ سکتے۔۔
"چلو اور اسے طلاق دو۔۔

تو انہیں رشتہ رکھنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا۔۔اس زندگی میں"
تو میں نہیں چھوڑا گا اسے چاہے مجھے جان سے مار دو۔۔"وہ حلق کے بل
چلایا۔۔

میں تمہارے باپ کو کال کرتا ہوں وہی تمہیں سمجھائے گا۔۔"نادر پرویز"
نے کال ملائی۔۔
میرا کوئی باپ کوئی رشتیدار نہیں۔۔اسنے اپنی مرضی سے اپنی بیٹی کا نکاح"
کروایا تھا مجھ سے۔۔میں نے کوئی زور زبردستی نہیں کی تھی۔۔نفرت
ہے مجھے ان دو غلے رشتے داروں سے۔۔"وہ نفرت سے پھنکارا۔۔

ٹھیک ہے چلو اور جا کر انکے منہ پر یہ سب کہہ دو۔۔"کانسٹبل" نے جھک کر اسکے بازو کو پکڑا اور کھینچ کر اٹھاتے اپنے ساتھ وہاں سے لیکر آ گیا۔۔

دونوں کے بیچ میں لوہے کی سلاخیں حائل تھیں۔وہ غصیلی نگاہوں سے ان سب کو دیکھ رہا تھا۔۔

کیا ہے کیوں آئے ہیں یہاں؟؟"دلاور نے نفرت سے پھنکار کر پوچھا۔۔" اسکی آواز پر نڈھال سی توقیع نے اپنی موندیں آنکھیں وا کیں اور سر گھما کر اسے دیکھا۔۔

اسکی حالت پر وہ اپنی جگہ ہل کر رہ گیا۔۔

وہ اس سے محبت میں یہ حال کر چکی تھی۔۔وہ طلاق نام سے انجان تھی۔۔نفرت سے انجان تھی۔۔

مگر وہ ساری زندگی محبت کے ناصور میں تو نہیں رہے گی۔۔

کیوں آئے ہیں یہاں؟ چلے جائیں یہاں سے۔۔ نفرت ہے مجھے تم"
سب سے۔۔ میں نے آپ لوگوں سے نہیں کہا تھا مجھ سے نکاح
کروائیں۔۔
زبردستی کا یہ رشتہ تھا جو آپ نے جوڑا تھا مجھ سے۔۔ مجبور کیا
تھا آپ نے مجھے اس رشتے کیلئے ورنہ مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں
تھا آپکی بیٹی میں۔۔
میں نفرت کرتا ہوں آپ سب سے۔۔ اور آئندہ یہاں مت
آیئے گا۔"

یہ کس طرح بات کر رہے ہو تم دلاور۔۔" توقیع کی بدلتی حالت"
دیکھ کر ساحل اس پر گرج پڑا۔

نفرت میں ایسے ہی بات کرتے ہیں اور مجھے نفرت ہے آپ"
سب سے۔۔ چلیں جائیں یہاں سے مجھ آپ میں سے کسی کی شکل
نہیں دیکھنی دو غلے ہو سب۔۔" وہ چلاتا روتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔۔
صائم زیدی بیٹی حالت پہ اور دلاور کے رویے پہ سکتے میں
آ گئے۔۔

دیکھ لیا آپ نے ڈیڈ۔۔ اسے میری بہن کی حالت پہ بھی رحم" نہیں آیا۔۔۔ "صمصام غصے سے بولا۔۔

وہ تو منظر سے ہٹ گیا مگر صائم زیدی کو ایک گہرا گھاؤ دے گیا۔۔ وہ اپنی بیٹی کو ہاسپٹل لیکر آئے۔۔ ساحل کو گہری چپ لگ گئی تھی وہ اس گھٹی کو سلجھا نہیں پا رہے تھے۔۔

دلاور کا ایسا رویہ انہیں سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔

ابھی وہ مزید تحقیق کرتے اس سے پہلے رپورٹس آگئیں۔۔ اور دلاور کی پیشی بھی عدالت میں ہوئی۔۔

پیسے سارے فیروز چغتائی کے تھے، جس نے اس کیس پہ اپنا خزانہ لٹایا تھا۔۔ ہر کسی کا منہ بھرا تھا پیسوں سے۔۔

دانیال خان تو رپورٹس میں دلاور خان کا نام دیکھ کر ہی ڈھے گئے تھے مزید وہ کیا چیخ پکار کرتے۔۔ مگر وہ انجان ہی تھے، بے خبر ہی رہے جس لیبارٹری سے یہ رپورٹس آئی تھی گو کہ آفیسرز کی نگرانی میں تھیں مگر وہاں کا ڈاکٹر ہی بکا ہوا تھا کیسے بچ پاتا دلاور۔۔۔

ظفران حیدر نے خود کو بچانے کیلئے بھرپور چال چلی تھی۔۔
اسکی فیروز چغتائی کی کوشش تھی ایک بار ہی پھانسی کی سزا سنا کر نویرہ کو انصاف مل جائے اور یہ قصہ ہی ختم ہو جائے۔۔
مگر ساحل شاہ کے استاد، جو کہ اسے لاء کی تعلیم دے رہے تھے وہ ایک بہترین وکیل بھی تھے جسنے دلاور کا کیس لیا تھا۔۔

اسنے اپنی پر ممکن کوشش کی،، اور پھانسی بجائے دلاور خان دو عمر قید کی سزا سنائی گئی کیونکہ مقابل وکیل کی دلیل بھی آگ کی طرح بھڑکتی ہوئی تھیں۔۔
اٹھارہ انیس سالہ لڑکے کو پھانسی نہیں ہو سکتی تھی۔۔
وہ لاء سے کھیل رہے تھے وکیل نے بھی یہی ہربا استعمال کیا۔۔

جج پھانسی نا دینے پر مجبور ہو گئے اور اپنی سزا سنا کر اپنے قلم کی نوک کو توڑ کر اس کیس کو یہیں ختم کیا۔۔

عوام خوش تھی نویرہ کے قاتل کو سزا ملی، مگر فیروز چغتائی چاہتے تھے اسے پھانسی ہو۔۔

"میں کچھ نہیں جانتا ظفر مجھے اس لڑکے کی لاش دیکھنی ہے۔۔کچھ بھی کرو مجھے وہ مرا ہوا چاہیے۔۔میں نہیں مانتا اس انصاف کو۔۔"فیروز چغتائی غرا اٹھے۔۔

وہ پاگل ہو رہے تھے غصے سے۔۔کچھ ایسی حالت ظفر ان کی بھی تھی۔۔کیونکہ وہ جانتا تھا اگر دلاور زندہ رہا تھا تو اسکے سر پر خطرے کی تلوار گردن پہ لٹکتی رہے گی۔۔

"دانیال خان پر زندگی تنگ کر دو۔۔اسے کتے کی موت مرنے پر مجبور کرو اسکے گھر پہ اٹیک کرواؤ۔۔"

"تم بے فکر رہو فیروز!اب وہ جہنم میں آچکا ہے۔۔اسے آگ کے شعلوں میں جلائیں گے۔ایسے بہت سے حادثے ہوتے ہیں جن میں قیدی مر جاتے ہیں۔۔ایک حادثہ ہم دلاور خان کے نصیب میں بھی لکھ دیتے ہیں۔۔"وہ مکروہ لہجے میں بولا۔۔اسنے سوچ لیا تھا کہ اسکے اپنے کے ہاتھ پہنچنے سے پہلے دلاور کو ختم کرنا ہوگا۔۔

اور کل کی رات دلاور خان کی آخری رات ہوگی۔۔۔

ooooo

حال۔۔

یہ رات کا تیسرا پہر تھا۔۔ ہر سو گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔ سب اپنے بستروں میں دبکے خواب و خرگوش کے مزے لوٹ رہے تھے۔ بس ایک وہی تھی جسکی آنکھ اچانک کھل گئی تھی۔۔۔

اس نے دلاور کے سینے سے سر اٹھایا، اور اسے دیکھا۔۔

"آپ جاگ رہے ہیں دل؟" اسنے محبت سے پوچھا لیکن دلاور ہنوز خاموش پڑا رہا۔۔

توقیع نے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرا، اور پیشانی پر ہونٹ رکھ کر پھر سے سونے کی کوشش کرنے لگی مگر اب نیند مشکل تھی۔۔ وہ اٹھ بیٹھی۔۔

"کیا ہوا؟" دلاور نے آنکھیں کھول کر پوچھا۔۔

"آپ جاگ رہے ہیں پھر بھی جواب نہیں دے رہے۔۔" اسنے حیرت سے پلٹ کر دیکھا۔۔

کیونکہ میں اس وقت تمہاری بڑبڑ نہیں سننا چاہتا۔۔ سکون" چاہتا ہوں۔۔" اسنے ہلکا سا طنز کیا۔۔ توقیع نے سن کر خفگی سے گھورا۔۔۔

مجھے بے سکونی ہو رہی ہے اور آپ کو پرواہ نہیں۔۔" وہ شکوہ کن لہجے میں" گویا ہوئی۔۔ دلاور نے بغور اسکا چہرہ دیکھا

میرے پاس ہو کر بھی تمہیں بے سکونی ہو رہی ہے تو الٹی لیٹ" جاؤ۔۔" وہ سنجیدگی سے بولا

مطلب ؟؟" توقیع نے نا سمجھی سے دیکھا کہ کیسے الٹی۔۔۔"

مطلب کیا؟ الٹی لیٹ جاؤ لاتیں میری طرف اور سر بیڈ" کے نیچے لٹکا دو۔۔ اپنی جوجو کی طرح۔۔ اسے بھی چین نہیں ہوتا تو درخت سے لٹک جاتی ہے تم بیڈ سے لٹک جاؤ۔۔" وہ بغیر ہنسے کافی بونگا مذاق کرنے کی کوشش میں تھا یا شاید توقیع کو ہی ایسا لگا۔۔

ہاہاہا ویری فنی۔۔ اتنے روڈ ہو کر اچھا مذاق کر لیتے ہیں آپ۔۔" توقیع نے" سیریس ہنستے طنز کیا۔۔

کیا تمہیں لگتا ہے میں مذاق کر رہا ہوں؟" دلاور نے اسکا بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور اپنے چوڑے بازو پر اسکا سر رکھ کر اسکی طرف کروٹ بدلی۔۔

ہاں!" وہ اس افتاد پر اپنی دھڑکنیں بحال کرنے لگی۔"
کیوں؟" دلاور نے اسکی کمر پہ ہاتھ رکھ کر اسے اپنی طرف کھینچا۔۔"
اسکی پلکیں جھک گئیں۔۔
کیو۔۔۔ نکہ۔۔ات۔۔ اتنا بونگا مذاق آپ ہی کر سکتے ہیں۔۔" وہ"
گھبراہٹ سے اٹک کر گویا ہوئی۔۔
دلاور نے بے ساختہ قہقہہ لگایا۔۔ رات کے اس پہر اسکا سحر انگیز دلکش قہقہہ ماحول میں طلسم برپا کر گیا۔۔

تم مجھے اچھی لگتی ہو۔۔" اسنے مسکراتے کہا۔۔"
آپ بھی مجھے اچھے لگتے ہیں دل۔۔" وہ بھی جواباً بولی۔۔"

لیکن میں یہ مسکرا کر مذاق کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔۔" دلاور کے "
کہنے پہ توقیع نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔ شرم سبکی سے
اسکا چہرہ سرخ پڑ گیا۔۔
ہاہاہاہا۔۔" دلاور کو بے ساختہ ہنسی آئی اسکے چہرے کو دیکھ کر۔۔ توقیع "
ناراض ہو گئی۔۔" میں بھی مذاق کر رہی تھی سیریس نا لیں۔۔ آپ جیسا
جنگلی برفانی ریچھ مجھے پسند نہیں آسکتا۔۔" وہ جھٹلا کر بولی۔۔

سنیں! آپ سے ایک سوال پوچھوں دل؟" وہ سنجیدہ ہو کر اچانک "
بولی۔۔
ہمم!" اسنے اجازت دی۔۔"
کبھی بہت یاد آئی ہے ماموں مامی کی۔۔؟ سچ سچ بتائیں جھوٹ مت بولیے "
گا۔۔" وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر بولی۔۔
دلاور نے سپاٹ سرد نظروں سے اسے دکھا۔۔ مگر وہ جواب کے
منتظر تھی۔۔

آتی ہے۔۔" جھوٹ کی گنجائش نہیں تھی ورنہ وہ مکر جاتا۔۔"

توقیع کی آنکھوں میں نمی آ گئی۔۔"انہیں بھی بہت آتی ہے۔۔"اسے نظریں پھیرتے دیکھ کر وہ بولی

اور وہ میری قبر پر چلے جاتے ہیں پھول ڈالنے۔۔میں ایک ذانی" قاتل ہوں میری بخشش کی دعا کرنے ہے نا؟"وہ کاٹ دار چبھتے لہجے میں بولا۔۔

دل وہ انجان تھے آپ سے آپ کے زند۔۔۔۔"
وکالت کرنے کی ضرورت نہیں ہے یہاں۔۔جہاں اتنا عرصہ" انجان بن کر گزار لیا وہاں تھوڑا مزید گزار لیں۔۔مجھے ضرورت نہیں ہے کسی کی۔۔
اور تم میری سائیکی سے کھیلنے کی کوشش مت کرو کہیں تمہاری سائیکالوجی تم پر نا الٹ دوں۔۔"وہ اچانک برہم ہو کر اسکا جبڑا پکڑے بولتا اسے غصے سے خاموش کروا گیا۔۔

توقیع نے اسے گھورتے جھٹکے سے فاصلہ بنایا۔۔وہ ڈبڈبائی نظروں سے دیکھتی کروٹ بدل کر خائف ہوتی رونے لگی۔۔

اگر تم یہ لاڈلی بیویوں والے چونچلے کر رہی ہو تو میں ان میں سے نہیں ہوں۔۔ بڑی آئی وکیل ہونہہ۔۔" وہ ہاتھ مار کر سائیڈ ٹیبل سے لیمپ نیچے گراتا اس پر گرجتا ہوا چلتا بالکنی میں کھڑا ہو گیا۔۔

توقیع سہم گئی اسکے اچانک بدلے رویے پر۔۔ وہ اپنوں کی باتوں پر یونہی آگ بگولہ ہو جاتا تھا۔۔

جانے کون سی اولاد ہوتی جو اپنے ماں باپ کے بوڑھاپے میں انکا سہارا بنتی ہے۔۔ یہاں تو ماں باپ کے نام لو مارنے ہی آجاتے ہیں" وہ غصے سے با آواز بولی۔۔

دلاور سن کرتن پھن کرتا اسکے سر پہ کھڑا ہوا۔۔

تمہاری موت آئی ہے کیا آج میرے ہاتھوں؟" وہ غصے سے دھاڑا۔۔"

ہاں مار دیں۔۔ آپ کا تو کام ہو گیا۔۔ کل رات تو پھول برسا رہے تھے"

یہاں آکر آپ کو پہلے والا جن آجاتا ہے اس سے بہتر تھا وہیں پہاڑ پر جنگلیوں کی طرح رہتے ایٹلیسٹ آپ انسانوں جیسا بیہیور رکھتے ہیں وہاں۔۔"

وہ غصے سے بولتی اٹھ کر وہاں سے جانے لگی۔۔

وہ دروازے کی طرف بڑھ رہی تھی جب دلاور نے ایک جست میں اس تک پہنچ کر جھٹکے سے اسکی کلائی پکڑ کر کھینچا۔۔

کیا ہوا ہے کیوں اچانک دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا؟" وہ" گھما کر اسے بیڈ پر پھینکتا بولا۔۔

آپ کو میرا دماغ خراب لگ رہا ہے اور میرے نارمل سے" سوال پہ ایسا شدیدری ایکشن دیا ہے اپنے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں آپ۔۔" وہ غصے سے بولی۔۔

شوہر سے لڑنے والی عورتوں سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔۔" دلاور نے نظر انداز" کر کے پچکارا۔۔

ہم عورتوں سے ناراض ہوتا ہے اللہ۔۔ لیکن مردوں سے نہیں ہوتا جو بیوی" کے نارمل سی بات پر اتنا شدیدری ایکشن دیتے ہیں۔۔ سوال جواب صرف عورتوں سے ہو گا مردوں سے نہیں۔۔ کیا اس غلط فہمی میں ہیں آپ؟" وہ شدید غصے میں روتی پھولی ناک کی نتھنوں سے بولی۔

رات کو اچانک جن ون تو نہیں آیا تمہیں۔۔؟" دلاور نے گھورا۔۔"

نہیں جن مجھے نہیں جن آپکو آیا ہے جو اچھا بھلا لیمپ توڑ دیا۔۔"وہ رونے لگی۔۔

دلاور اسکے پاس بیٹھا۔۔اور اسکے ہاتھ پکڑے۔۔

"میرا دماغ تھوڑا سا ریلیکس ہے تو قی۔۔مجھے ماضی یاد دلا کر میری نیندیں حرام مت کرو۔۔پھر یہاں چیختی رہو گی۔۔"وہ سنجیدگی سپاٹ لہجے میں بولا۔۔

"تو آپ مجھ سے شیئر کریں نا دل۔۔میں آپ کے سکھ دکھ کی ساتھی ہوں۔۔آئی پرامس دل میں آپ کو انصاف دلائوں گی۔۔"وہ تڑپ کر بولی۔۔اسنے اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھا۔۔

"کیا تم مجھے میرا بچپن لوٹا سکتی ہو؟؟میری معصومیت لوٹا سکتی ہو جو میں نے کم عمری میں کھو دی؟

تم کچھ نہیں دے سکتی مجھے۔۔میں اس منافق دنیا میں انصاف کی طلب نہیں کرتا۔۔مجھے انصاف میں دلچسپی نہیں رہی۔۔

میں انصاف کس لئے حاصل کروں؟ اس دنیا کو دکھانے کیلئے کہ میں قصوروار نہیں۔ میں مجرم نہیں۔۔

میں کیوں کروں؟ میں اٹھ کر دنیا کو صفائی دوں کہ میں دلاور خان نازانی ہوں۔۔ نانویرہ کا قاتل۔۔۔

میں اس دو ٹکے کی دنیا اور اسکے لوگوں کو اتنی اہمیت نہیں دیتا۔۔ کہ میں اٹھ کر انہیں صفائی دوں۔۔ تم میرے پاس چل کر آئی ہو۔۔ میں تمہاری عزت کرتا ہوں اور تمہیں یہ پل خوشیوں کے دینا چاہتا ہوں۔۔

مجھ سے اس سے بڑھ کر کوئی توقع نا رکھو۔۔" اسنے قطعی کلام کرتے کہا

لیکن دل آپ اپنے باپ کی عزت وقار تو دلا سکتے ہیں۔۔ اپنی ماں کو" لوگوں کے طعنوں سے تو بچا سکتے ہیں نا۔۔

چلو ٹھیک ہے دنیا سے نہیں مانگتے انصاف۔۔۔ لیکن اپنے باپ کے پاس تو چلیں جو آپکے زندہ ہونے کے صدمے سے کب سے بیڈ سے لگے پڑے ہیں۔۔

دل آپ ماموں جان سے کیوں خفا ہیں؟ وہ تو آپ سے اتنا پیار کرتے ہیں۔۔ اتنی بری حالت میں بھی وہ آپ کے لئے لڑتے رہے دل۔۔ مامی

جان۔۔وہ تو بوڑھی ہو گئیں دل آپکے غم میں۔۔ کتنی حسین تھیں۔۔
اولاد کے غم نے انکا حسن نچوڑ لیا۔۔
کیا ان دونوں کا حق نہیں ہے انہیں خوشیاں ملیں؟"وہ اسکے ہاتھ تھامے ہونٹوں سے لگا کر التجائیہ گویا ہوئی۔۔

مجھے پتا تھا تم اسلئے ہی آئی ہو یہاں۔۔"وہ ناراض ہونے کے بہانے اپنے" ہاتھ جھٹکے سے چھڑوا کر بیڈ سے اٹھنے لگا مگر توقیع نے گڑبڑا کر اسکا بازو ہاتھوں میں پکڑ لیا۔۔

کیا ہے؟"وہ غصے سے پھاڑ کھانے والے انداز میں کہتا مڑا۔۔"
پلیز گھر چلیں۔۔"وہ منت کرتی اسکے پاس آئی۔۔"
یہ تمہارا گھر ہے زیادہ بکواس مت کرو۔۔"وہ جھنجھلاہٹ سے" بولا۔۔
میرے سسرال چلیں؟میں چاہتی ہوں آپ سفید گھوڑے پر" چڑھ کر آئیں اور مجھے پوری دنیا کے سامنے رخصت کروا کر لے جائیں پہاڑوں پہ۔۔۔"وہ فرمائشی انداز میں بولی۔۔

دلاور سن کر استہزائیہ ہنسا۔۔"اب سب کچھ ہو گیا اب رخصتی کا فائدہ۔۔لوگوں کو بیوقوف بنانا چاہتی؟"وہ معنی خیزی سے بولا۔۔توقیع کان کی لو تک سرخ پڑ گئی۔۔

بس یہی بول لیں آپ۔۔پی ایچ ڈی کی ہوئی ہے نا آپ نے اس میں۔۔""
وہ خفگی سے بولتی جانے لگی مگر اب اسکی نظروں کا انداز بدل چکا تھا۔۔
توقیع کلائی چھڑوانے کی کوشش کرنے لگی۔۔
دلاور کی پکڑ ہے محترمہ!"وہ جھٹکے سے اسکی کلائی پشت سے لگاتا بولا۔۔"
میں آپ سے کیا کہہ رہی ہوں اور آپ کس بات پہ آ گئے"
ہیں دل پلیز!!"وہ جھنجھلا کر بولی۔۔
اصلی پوائنٹ ہی یہی ہے۔۔"وہ معنی خیزی سے کہتا اسے اپنی طرف"
کھینچ کر اسکی کمر میں بازوؤں باندھ گیا۔۔

اور میری بات؟"توقیع نے خفت سے گھورا۔۔"
اس پہ صبح بات کر لیں گے۔۔"دلاور نے اسکی شہ رگ پہ"
ہونٹ کا لمس چھوڑ کر محبت کی بارش کی ابتدا کی۔۔

کیا اس وقت یہ سب ضروری ہے؟" اسنے شرمندگی سے "
کہا
بالکل بلکہ سخت ضروری ہے۔۔ تمہیں بے سکونی ہو رہی اور مجھے بھی۔۔ تو اسکا"
حل یہی ہے باقی کی رات ہم محبت سے گزاریں ورنہ تم جھگڑا کر کے دماغ
خراب کر دو گی۔۔" وہ اسے لیکر واپس اپنی جگہ پہ آ کر لیٹا۔۔
لیکن میری بات؟" وہ اسکی دہکتی جھلساتی سانسوں سے اپنا بکھرا"
تنفس سنبھالنے لگی۔۔
"اس پہ صبح بات کریں گے۔۔"
لیکن صبح تو آپ اپنے کام پہ چلے جاتے ہیں۔۔" وہ خود پہ "
سایہ ہوتے دلاور کے چوڑے شانوں کو دیکھنے لگی۔
تو پھر رات کو بات کر لیں گے۔۔" اسنے اسکا ہاتھ تھام کر لبوں سے "
لگاتے اسکا دوپٹہ آہستگی سے اس سے الگ کیا

آج کی رات کر نہیں رہے کل کی رات خاک کریں گے۔۔" وہ ناراضگی"
سے بولی۔۔ مگر یہاں پرواہ کسے تھی۔ وہ دیکھ رہی تھی اسے۔۔ جانتی تھی بس
بات بدلنا چاہتا ہے۔۔

جانے وہ کون سے شوہر ہوتے ہیں جو اپنی بیویوں سے ہر راز شیئر کرتے "
ہیں۔۔"اسنے با آواز بڑبڑاہٹ سے کہا۔۔
وہ بیوقوف مرد ہوتے ہیں اب چپ کرو۔۔"دلاور نے تنک کر "
کہا۔۔
تو آپ بھی بن جائیں۔۔"وہ بھی دوبدو بولی۔۔"
مجھے شوق نہیں۔۔بلکہ اب اگر تم کچھ بولی تو میں تمہیں اٹھا کر بیڈ سے "
نیچے لیمپ کی طرح پھینک دوں گا۔۔"دلاور نے مسکراتے اسکے کان
میں بالوں کو اڑسا۔۔
اور اسکے کان کی گلابی لو پر انگلی پھیری۔۔

ہاں آپ کو صرف مجھے پٹخنے اور حکم چلانے میں مزہ آتا ہے۔۔"وہ"
جھلی بھنی گویا ہوئی مگر دلاور کے خطرناک تیور دیکھ کر وہ کھکھلاتی
معذرت کرنے لگی۔۔

سوری اب نہیں بولتی۔۔۔"اسنے ہنستے معذرت کی۔۔ناچاہتے ہوئے"
بھی وہ مسکرادیا۔۔

پتا نہیں کون سے وہ شوہر ہوتے ہیں جو اس وقت بیوی کی مٹھی میں"
ہوتے ہیں۔۔"وہ اسکی گردن میں جھکا اسے جا بجا یونٹوں سے چھو رہا تھا کہ
اسکی جلی کٹی بڑبڑاہٹ پھر سے فضا میں گونجی۔۔
بڑا پتا ہے تمہیں۔۔لگتا ہے وہ عورتیں آکر تم سے شیئر کرتی تھیں۔۔"وہ"
ضبط سے سر اٹھا کر کاٹ دار لہجے میں طنزیہ بولا۔۔توقیع
شرمندہ ہو گئی۔۔
اتنا تو سب کو پتا ہوتا ہے۔۔لوگ کے منہ سے سن لیتے ہیں۔۔""
اسنے صفائی پیش کی۔۔
اچھا تو یہ سب معلوم ہو گیا تمہیں۔۔بلکہ بڑا غور کرتی تھی اپنے"
مطلب کی بات پر۔۔اور کل رات جو میرے دو گھنٹے فضول سی بحث
تقریروں پر ضائع کیے۔۔اتنی سخت مزاحمت کر رہی تھی اسکا
کیا؟؟"وہ اب فارم میں آکر اسے ڈبو ڈبو کر مارنے لگا۔۔
توقیع گڑبڑا کر اپنی خفت چھپانے کی کوشش کرنے لگی۔۔اسنے سوچا
نہیں تھا وہ اس پر بھی بحث کرے گا۔۔

آپ تو خوام خواہ شرمندہ کر رہے ہیں میں تو بس ڈر گئی تھی۔۔" اسنے گھبراتے جھجھکتے کہا۔۔ اسکے تاثرات دیکھتے محظوظ ہو کر دلاور کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

اسنے چہرہ ہاتھوں میں چھپا دیا۔۔ دلاور نے اسکے ہاتھ پکڑ کر بیڈ سے لگائے اور اسکی شرم سے سرخ ناک پر ہونٹ رکھے وہ جھینپ گئی۔۔ اب تو سب کچھ معلوم ہو گیا۔۔ اب میں چاہتا ہوں تم مجھ سے بھی اتنی محبت کرو جتنی میں کر رہا ہوں۔۔ محبت کا جواب محبت سے دو۔۔" اسکی الٹ کو پکڑ کر اسنے کھینچتے فرمائش کر دی جو توقیع کی جان پہ بن آئی۔۔

دد۔۔ دل میں سوچ رہی تھی کک۔۔ کہ یہاں سے چل کر ج۔ جو جو کی شادی کروا دیں گے۔۔" اسنے اسکے مطالبے کو نظر انداز کرتے اپنی بات کہی۔۔

سائیڈ رکھو اپنی جو جو کو اس وقت اپنے برفانی ریچھ کو سینے میں دہکتی آگ کو اپنے لمس سے ٹھنڈا کرو۔۔ اور ہم دونوں کے بیچ جو بے سکونی ہے اسے ختم کرو۔۔" اسنے مخمور نظروں سے دیکھتے گھمبیر لہجے میں

فرمائش کر دی کہ توقیع کی بچی کچی ہمت بھی جواب دیکر وہاں سے بھاگی۔۔

وہ اسکے خاموش ہونے پر اسکے گلابی لبوں کو چھو کر مسکرایا۔۔
اتنی فرمانبرداری۔۔مار دو گی ان قاتلانہ اداؤں سے۔۔"اسکے بالوں"
میں ہاتھ پھنسا کر اس سمیت کروٹ بدلی۔۔

آپ تو کسی حال میں خوش نہیں رہیں گے۔۔"اسنے شرم سے"
کہا
تمہارا شوہر ہوں۔۔کچھ عادتیں تم پر بھی گئی ہیں۔"دلاور برجستہ بولا۔۔توقیع"
نے گھنی پلکوں کو جالر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔
مام کہتی ہیں شوہر سے محبت کرنا بہت بڑی عبادت ہے۔۔"اسنے اسکے"
لکھتے کہا۔۔ DK TD سینے پر انگلی سے

بڑا انوکھا پیار ہے۔۔پہلے غریب سے جھگڑا کرو پھر محبت"
جتاؤ۔۔"اسکے طنز پر توقیع نے قہقہہ لگاتے اسکے گال پر اپنے لب
رکھ دیئے۔۔

دلاور کے روح میں سکون اتر گیا۔۔

پھر میں تو بڑا گنہگار ہوں۔۔ مجھے یہ ثواب زیادہ کمانا "
چاہیے۔۔" اسنے بھی جواباً وہی عمل دہرایا۔۔ مگر توقیع کے گال پہ
نہیں بلکہ اسکے ہونٹوں پہ۔۔

وہ خاموش رہ گئی۔۔ دلاور نے الفت کی بارش کرتے اپنی سانسوں کا
جادو اسکی سانسوں پر چلایا۔۔ اور اسکے بالوں میں انگلیاں سہلانے
لگا۔۔

اسکی پلکیں حیا کے بوجھ سے بوجھل ہو کر گر گئی۔۔ وجود اسکی الفت کی
ابتدا سے بے جان ہو کر اسکی بانہوں کے قید میں قید ہو گیا۔۔

اسنے اپنی کانپتی انگلیاں اسکے بالوں میں پھنسائی۔۔ دلاور اس پر پوری
شدت سے جھک گیا۔۔ روم کے بوجھل فضا میں ان دونوں کی
دھڑکنوں کا شور گونج رہا تھا۔۔

دلاور نے اسکی انگلیوں سے اپنی مضبوط انگلیاں پھنسا کر انہیں بیڈ سے لگایا۔۔
اسکے بھیگے کانپتے ہونٹ، اسکی لرزتی جھلکی پلکیں اور حیا سے گلنار
چہرے کو دیکھتا۔۔

اسنے دھڑکنوں کے مقام پر اپنے لمس کے نشان چھوڑے۔۔
اور توقیع بند آنکھوں کو دیکھتے لیمپ کی مدھم روشنی کو بھی ختم کر دیا اور اسے مزید پاس کرتے اسکی بھیگی سانسوں کو اپنی خشک سانسوں سے الجھایا۔۔۔
توقیع اپنی تیز تیز دھڑکتی دھڑکنوں کے شور سے خائف اسکی پناہوں میں چھپ گئی۔۔ باقی کی رات ایک دوسرے کی رفاقت میں گزارتے وہ سکون سے اسکے بازو پر سر رکھ کر سو گئی۔۔

دلاور اس پر بلینکٹ درست کرتے اسکے سر پہ ہونٹ رکھے پڑا تھا۔
اسکا دوسرا بازو توقیع کی کمر میں حائل تھا۔۔ وہ سامنے آئینے میں اسکے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔ جس پر لالی چھائی ہوئی تھی۔۔
جبکہ اسکے دماغ میں اسکی باتیں گونج رہی تھیں۔۔
اتنی محبت کون کرتا ہے دلِ جاناں؟" اسنے اسکے کان میں رس گھولتی سرگوشی کی۔۔
میں۔۔" اسنے کسمساتے فوراً سے جواب دیا۔۔"
دلاور مسکراتا اسے خود میں بھینچ گیا۔۔
کبھی بدگمان ہوئی؟" اسنے متجسس ہو کر پوچھا۔۔"

بہت دفع! شکوے شکایتیں بہت تھیں آپ سے۔۔" وہ ہنس پڑا۔۔

پھر؟" اسکے کندھے پہ لب رکھ کر اسنے اسے دیکھا۔۔"

پھر۔۔۔" توقیع نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔۔ دونوں کی آنکھوں میں" مجبتوں کا خمار چھایا ہوا تھا۔۔

پھر؟" دلاور نے اسے اپنی طرف گھماتے اسکے ہونٹ چھو لیے۔۔"

پھر جب سے آپ کو محسوس کیا ہے اپنے شکوے شکایتیں" بہت معمولی لگتی ہیں۔۔" وہ نم آنکھوں سے بولی۔۔

اور۔۔۔۔؟؟" وہ اسے سینے میں بھینچ گیا۔۔"

اور بہت خراب ہو گئے ہیں آپ۔۔" وہ شرارتاً بولی۔۔"

اگلے لمحے روم کی فضا میں دلاور کا قہقہہ اور اسکی اپنے بچاؤ کیلئے چیخیں سنائی دے رہی تھیں۔۔۔

وہ اسے بری طرح گدگدا رہا تھا توقیع کا ہنس ہنس کر برا حال تھا۔۔

کھڑکی سے اس منظر کو دیکھتے چاند تارے بادل ہوائیں آسودگی سے مسکرا دیں۔۔ فضا گنگنا اٹھی۔۔

کھڑکی کے پردوں سے ٹکراتا ایک ٹھنڈی یخ بستہ ہوا کا جھونکا آکر ان دونوں کے وجود سے ٹکرایا مسرور ہو گیا۔۔۔

توقسیع نے ہاتھ جوڑ دیئے۔۔ مگر وہ کسی خونخوار بھیڑیے کی طرح مصنوعی سا غراتا اسکے کھانے کیلئے اسکے شولڈر میں دانت گاڑنے لگا۔۔

توقسیع کی خوف سے چیخیں گونج اٹھیں۔۔

خیری جیکی کی ہڑبڑائی خوفزدہ آواز ساتھ دروازے پر گونجی۔

وہ دونوں چونک گئے اور پھر ساتھ ہی قہقہہ لگا اٹھے۔۔۔

ooooo

ماضی۔۔

وہ اس وقت ملاقات کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا۔ اسنے ایک اہلکار کی جیب گرم کر کے بالآخر دلاور تک رسائی حاصل کر ہی لی تھی۔۔

معاً آہٹ ہوئی۔۔ ساحل چونک کر اٹھا تبھی دو اہلکاروں کے سہارے وہ چلتا ہوا آیا، اور لا کر اسکے سامنے چیئر پر بیٹھا دیا گیا۔۔

"وہ غصے سے دھاڑ کر اسکی حالت پر تڑپتا اسکی طرف دل!!!" بڑھا مگر اہلکار نے اسے وہیں رکنے کا اشارہ دیا۔۔

دور رہیں، وہیں بیٹھ کر جو بات کرنی ہے کریں۔۔" وہ غصے سے کہتے ساحل" کو مٹھیاں بھینچنے پر مجبور کر گئے۔۔ وہ لب بھینچے سرخ آنکھوں سے چیئر پر سر لٹکائے دلاور کی لہولہان حالت دیکھ رہا تھا۔۔

آج اسے عمر قید ہوئے دو ہفتے ہو چکے تھے۔۔ اور دو ہفتوں میں پہلی بار اس سے کوئی ملنے آیا تھا۔۔ پہلے تو اسکے اپنے تھے تبھی اس پہ ہولا ہاتھ رکھتے تھے۔ لیکن اب جب وہ بالکل یتیم ہو کر انکے حوالے ہوا تھا، اسکے گناہ کے ثابت ہوتے جہاں اسکے اپنوں نے اسکا ساتھ چھوڑا تھا یہ پہلا وجود تھا جو اس سے اب ملنے آیا تھا۔۔

وہ ذرہ ذرہ قطرہ قطرہ ختم ہو رہا تھا۔ وہ جیسے کمزور لاغر ساز خموں سے چور چور فقیر لگ رہا تھا۔۔ اسنے مشکل سے آنکھیں وا کر کے ساحل شاہ کو دیکھا۔۔

جو کہ اسکی حالت پر تڑپ گیا تھا۔۔ تڑپ تو خیر اسکی حالت پہ غیر بھی جاتے تھے جب وہ چار دیواروں میں چیختا اپنوں کو بلاتا تھا۔

وہ ساحل کو دلاور تو لگا ہی نہیں۔۔ سرخ سپید رنگت والا، شہد رنگ آنکھوں والا۔۔۔ خوبصورت مغرور سا۔۔۔۔ دلاور کہاں تھا۔۔ نہیں یہ دلاور تو نہیں تھا۔۔

میں تم لوگوں کو مزید پیسے دیتا ہوں مجھے بس ایک بار اسے چھونے دو" یقین کرنے دو یہ میرا دلاور ہی ہے۔۔" وہ بے بسی بپھرا غصے سے بولا۔۔

نہیں یہ سب کیمرہ میں ریکارڈ ہو رہا ہے آپ کو قانونی سخت " سزا ہو سکتی ہے رشوت دینے پہ۔۔" وہ چھت کے کونوں میں نصب کیمرہ کی طرف اشارہ دیتے بولے۔۔

ارے بھاڑ میں گیا تم لوگوں کا قانون!!!" وہ غرا کر کہتا انہیں " دھکیل کر دلاور کے پاس آیا۔۔ اسکا لڑکھتا سر اٹھایا۔۔

دلاور نے مسکراتے نم آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔
کیوں کیا تم نے ایسا دل۔۔؟" ساحل نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں " بھرا۔۔

کیوں برداشت کر رہے ہو یہ سب ؟" وہ اس سے بے بسی میں پوچھ رہا تھا۔۔

اسکے پاس جواب تھا، وہ جواب دے۔۔ وہ اس سے کہہ دے دلاور خان نے برداشت کرتے یہ قیامت کے دن سیکھ لیا ہے ایک حاس انسان سب سے زیادہ تکلیف اپنی ذات کیلئے پیدا کرتا ہے۔ اسلیے انسان کو احاس کبھی نہیں ہونا چاہیے کیونکہ حاس انسان کی زندگی میں جب تکلیف آتی ہیں تب اسکے اپنے بھی اسکا ساتھ چھوڑ جاتے ہیں یہ کہہ کر کہ یہ گڑھا اسنے خود کھودیا ہے۔۔۔

کیوں آئے ہو یہاں ؟" دلاور نے مشکل سے لبوں سے الفاظ ادا کیے۔۔"
کیوں نا آؤں میں ؟ مجھے بتاؤ میرے بچے کیا سچ ہے ؟ کیوں خود کو ختم کر" رہے۔۔ بتاؤ دل! میں تمہارا بڑا بھائی ہوں۔۔ یاد کرو مجھ پر چڑھ کر کھیلتے تھے۔۔ اتنا تو حق دو مجھے کہ اپنی تکلیف شیئر کر سکو۔۔" ساحل نے اسکا چہرہ تھام کر اسکے زخم پر اپنے لب رکھے اسے سینے سے لگایا۔۔
وہ بے آواز سسک اٹھا۔۔
کیسے بتائے اسے۔۔ کتنے زخم ملے تھے۔۔

معاً اہلکاروں نے اسے کھینچ کر الگ کیا۔۔
وہاں جا کر بیٹھیں ورنہ ہمیں حکم ہے یہ ملاقات ختم کر دیں"
گے۔۔"وہ غصے سے بولے۔۔ ساحل نفرت سے جھٹکا دیکر جا کر
مقابل سیٹ پہ بیٹھا۔۔

سب ختم ہو گیا ہے۔۔"وہ چھت کو دیکھتے بولا"
کچھ ختم نہیں ہوا تم خود گہرائیوں میں ڈوبتے جا رہے ہو۔۔""
ساحل نے ٹیبل پہ ہاتھ مارتے کہا۔۔
ساحل ہو کنارے کی امید دلاؤ۔۔۔ڈوبا تو جہاں رہا ہے۔۔"معاً کچھ دیر"
بعد وہ معنی خیزی سے بولا۔۔ یہ فیصلہ وہ تب کر چکا تھا جب اسکے
باپ نے اس سے کہا تھا کہ اب اس سے کوئی رشتہ نہیں۔۔
وہ جا کر پوچھنا چاہتا تھا کہ حقیقت جان کر بھی کیوں رشتہ ختم
کیا اس سے۔۔ اگر بیٹے سے زیادہ عزت پیاری تھی تو بھی چھپ کر تو
بیٹے سے مل ہی سکتا تھا نا۔۔ اتنی بھی کیا نفرت ایک بات کو بیٹے
سے اور جانتے ہوئے بھی کہ وہ بے قصور ہے۔۔

جو قصوروار تھے انہیں سینے سے لگایا تھا، اور جو بے قصور تھے انہیں دھتکار دیا تھا۔۔ وہ خود کو قربان کر دیتا اگر اسکا باپ اس سے نظریں نا پھیرتا۔۔

اسکی بات کی گہرائی کو سمجھنے کے بعد ساحل کی گرے آنکھوں میں معنی خیز تاثرات لہرائے۔۔

میں تمہیں علیؓ کا ایک قول سناتا ہوں۔۔ اسنے رسول ﷺ کی " امت کو مخاطب کرتے کہا تھا کہ جو شخص اپنے حق کیلئے نہیں لڑتا، وہ ہم میں سے نہیں۔۔

اگر تم بے گناہ ہو تو تم لڑو دلاور! تم ثابت کرو تم رسول ﷺ کی امت ہو۔۔ گناہ کو برداشت کرنے والا گنہگار ہوتا ہے۔ اگر اس جنگ میں تم سے کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو اسکے حساب میں دوں گا خدا کو۔۔ لیکن خود کو ختم مت کرو۔۔۔

تم ہمارے دل ہو۔۔ اگر تم نہیں تو ہم کچھ نہیں۔۔۔ میرے بچے خود کو ہمت دو اور اس ظلم کو روکو!" ساحل کے ہاتھ چومنے پر وہ سسک اٹھا۔۔

بتا بھی نا سکا اسکی انگلیاں ٹوٹی ہوئی ہیں۔۔ اسکا پور پور زخمی ہے۔۔ اسکے سر پر ڈنڈے مارے گئے ہیں اسکی آنکھیں کچھ دیکھ نہیں سکتی۔۔

اسکی آنکھوں کی رگیں پھٹ گئی تھیں جن سے خون نکل کر پوری سفیدی کو سرخی میں بدل گیا تھا۔۔
وہ ساحل کو نہیں بتا سکا وہ ختم ہو رہا ہے۔۔ لیکن سر اثبات میں ہلا کر وقت ختم ہوتے وہاں سے چلا گیا۔۔

ساحل آنکھیں پونچھتا ہوا اٹھا۔۔ اسکا شک صحیح تھا، دلاور واقعی بے قصور تھا اور قاتل کوئی اور تھا جو کہ منظر سے چھپا ہوا تھا۔۔

ooooo

تم رو نہیں فیروز! تمہارا دشمن ختم ہو رہا ہے۔۔ وہ جا رہا ہے کراچی" چھوڑ کر واپس اپنے گاؤں۔۔ لیکن اس سے پہلے ہمیں اسے سرپرائز دینا ہو گا۔۔ "فیروز صاحب کو نویرہ کی قبر پہ روتے دیکھ کر ظفران حیدر نے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔۔

ظفران مار دو اسے۔۔ کتے جیسی موت دو اسے۔۔ کہ دیکھ کر انجام انسان "
ذات کا دل کانپ جائے۔" وہ غرا کر بولا۔۔ ظفران نے ہمے دیتے اسے
ساتھ لگا دیا۔۔
ایسا ہی ہو گا۔۔ سب ہمارے ساتھ ہیں۔۔ تم بس بھابی کو سنبھالو میں "
باقی سب کچھ سنبھال لوں گا۔۔ میں اسکا انجام بدتر کر دوں گا۔۔
لیکن ایسی موت دانیال خان کو دوں گا۔۔ جس طرح تم ہماری بیٹی کے
قبر پہ رو رہے ہو میں بھی اسے اس قبر پہ روتے دیکھنا
چاہوں گا۔۔
لیکن ہم اس پہ ہنسیں گے کیونکہ وہ ایک انجان کی قبر پر ماتم کرے گا
دیکھنا تم فیروز۔۔ اسکا انجام برا ہو گا یہ تمہارے دوست کا تم سے
وعدہ ہے۔۔" ظفران حیدری نفرت حقارت سے کہا۔۔
اسکے دماغ میں ایک نیا منصوبہ بن گیا تھا۔۔
تم اسے اپنے ہاتھ سے مارنا۔۔" اسنے فیروز چغتائی سے کہا"
لیکن کیسے؟" وہ حیران ہوتا بولا۔۔"

تم بس دیکھتے جاؤ!" اسنے شاطر دماغ سے سوچتے مسکروہ"
مسکراہٹ سے مسکراتے اسے دیکھا۔۔اور افسوس کرتے ہوئے نویرہ کی قبر پہ پھول ڈالنے لگا۔۔

oooooo

بھائی آپ مجھے چھوڑ کر جا رہے ہیں۔۔" تقویٰ روتی ہوئی دانیال خان سے" بولی۔۔
میں مجبور ہوں تقویٰ! میں یہاں نہیں رہ سکتا۔۔ابھی تم نے دیکھا" کیسے عرشیہ پہ حملہ ہوا۔۔۔اگر بروقت صام دریاب وہاں نا پہنچتے تو وہ حیوان۔۔۔" دانیال خان مزید کچھ کہہ نا سکے۔۔

وہ جب سے ہاسپٹل سے گھر شفٹ ہوئے تھے ان پر ایک کے بعد دوسرے حملے ہو رہے تھے۔ کبھی گھر میں پتھر پھینکنا کبھی دریاب کا راستہ روک کر اس سے جھگڑا کرنا۔۔
اور دلاور کو لیکر غلیظ گالیاں دینا۔۔۔

یہاں رہنا اب ناممکن بن گیا تھا، اور اسکی خانم کو بھی تو نئی زندگی دینی تھی۔۔ عرشیہ پہ پڑوس کے لڑکے نے یہ کہہ کر حملہ کیا تھا کہ جب اسکا بھائی پرائی بہنوں کے ساتھ یہ کر سکتا ہے تو اسکے ساتھ ہم کیوں نہیں ایسا کر سکتے۔۔

خدا خدا کر کے عرشیہ کو ڈھونڈتا، دریاب وہاں پارک میں اتفاق سے پہنچا۔۔ جب عرشیہ نے چیخ کر اسے پکارا تھا۔۔
وہ حیوان اسے دبوچ کر بیٹھا تھا۔۔ دریاب نے یہ منظر دیکھتے دھاڑ کر اس لڑکے پر جھپٹا اور پوری قوت سے اسکا سر درخت سے ٹکرایا۔۔
عرشیہ کی مسلسل غیر موجودگی پہ صمصام بھی وہاں آ پہنچا تھا اور عرشیہ نے روتے بھاگتے اسے سب بتایا جس پہ اسکی آنکھوں میں لہو اتر آیا۔۔
اور اسنے دریاب سے اس لڑکے کو چھین کر اسکے منہ پہ در پہ در مکے برسانا شروع کر دیئے اور اسکا چہرہ بگاڑ کر رکھ دیا۔۔

وہ اسکی حالت خراب کر چکا تھا اسے ٹھوکرے مار کر اب اسکے سر پہ بھاری پتھر مارنے والا تھا کہ دریاب نے اسے روک دیا اور اسے وہاں سے زبردستی لیکر گیا۔۔

مگر صام کا خون تب کھول اٹھا جب خان بیگم کے ساتھ آیا ہوا فارس عرشیہ کو بڑے حق سے اٹھا کر وہاں سے لے گیا تھا۔۔

اس حادثے کے بعد خان بیگم نے دانیال خان کو سمجھایا کہ یہاں رہے تو ایسے بہت سے واقعات ہوں گے اور کس کس سے اپنے بچوں کو بچا سکتا ہے اس سے بہتر ہے یہاں سے چلے واپس گاؤں۔۔

دانیال خان کو بھی یہی بہتر لگا، اسنے صائم زیدی کو بتایا اور ہارون شاہ کو بھی موجودہ صورتحال سے آگاہ کیا۔۔

ہارون نے اسے کہا تھا جیسا بہتر لگے وہ کرے، وہ اسکے ساتھ ہے ہمیشہ اور کاروبار کی پرواہ نا کرے، منتھلی سیلری اسکے گھر ہر ماہ پہنچ جائے گی۔۔۔

تقویٰ کو معلوم پڑا تو اسنے روتے ہوئے دانیال کو روکنا چاہا مگر خان بیگم اس پر گرج پڑیں کہ بھائی کے حالت کو نہیں سمجھتی الٹا اس کے لئے مصیبتیں بڑھا رہی ہے۔

دانیال نے تقویٰ کو اپنی طرف سے سمجھایا کہ وہ یہ گھر بیچ کر کچھ مزید پیسے حاصل کر کے کسی بڑی پارٹی کو دے گا تا کہ انکی مدد سے وہ دلاور کا بیماری کا سرٹیفکٹ بنوائے اور اسے باہر ممالک میں علاج کرنے کے بہانے وہاں سے نکال سکے۔۔

اور ساتھ اپنی بے بسی اور عائشہ خانم کی حالت کا بھی احساس دلایا جو کہ کافی بیمار ہو کر ہاسپٹل کے نذر ہو چکی تھی۔۔

جانے والے کو کون روک سکتا تھا، ساحل سمن صارم دریاب عرشیہ سے ملے، توقیع سے خود ملنے آئے کیونکہ وہ بیمار تھی۔۔

صمصام کسی سے نہیں ملا۔۔۔وہ روٹھا ناراض تھا۔۔۔لیکن اسنے عرشیہ کو جانے سے پہلے وارن ضرور کیا تھا۔۔

اور جب انکا جانے کا وقت آیا تھا تب اچانک ایک بار پھر ایک قیامت ٹوٹی۔۔اور یہ قیامت اتنی بھیانک تھی کہ اپنے ساتھ سب کچھ چھین کر لے گئی۔۔ہر احساس۔۔

ooooooo

ساحل سے ملاقات کرنے بعد، اسنے کافی سوچ وچار کے بعد ایک فیصلہ کیا۔۔ اسکے جانے سے پہلے بیچ میں ہی ساحل نے ہر بات کے جملے کے بیچ ساحل شاہ نے ایک غیر ضروری الفاظ ادا کیے تھے۔۔

جنہیں بیٹھ کر جوڑنے کے بعد دلاور کے دماغ میں پوری بات بم گئی تھی۔۔ ساحل اس سے کہنا چاہتا تھا کہ وہ وہاں کچھ ایسا کرے جس کی وجہ سے اسے باہر نکالا جائے اور باہر نکلتے ساحل اپنے دوستوں کے ساتھ اٹیک کر کے اسے وہاں سے لے جائے گا۔۔

اس سب کو سوچنے کے بعد اسکے وجود میں جان تو نہیں تھی کسی سے لڑھ سکے اسکے بعد بھی کھانے کے وقت اسنے جان بوجھ کر ایک لڑکے سے ٹکڑا کر اسکے ہاتھ سے پلیٹ گرا دی تھی۔۔

وہ نہایت غلیظ گالی دیتا دلاور پر جھپٹا۔۔

بدلے میں دلاور نے اپنے ہاتھ میں پکڑی پلیٹ اسکے منہ پہ دے ماری۔۔ وہ بلبلاتا چیختا دلاور سے الجھ گیا۔۔ وہ دونوں بری طرح آپس میں الجھ گئے دلاور تھا زخموں سے چور اسلئے وہ دلاور پر حاوی ہو گیا اور

اس پہ مکے لاتوں گھونسوں کی بارش کرنے لگا جب اہلکار نے بھاگ کر آتے اس لڑکے کو کھینچ کر دلاور سے دور کیا۔۔

اور دلاور کو وہاں سے گھسیٹ کر لے گیا۔۔

اسنے سوچا کچھ تھا لیکن ہوا کچھ اور ہی۔۔

کیا کر رہے ہو؟" وہ حواس کھوتے اتنا محسوس کر رہا تھا کے باندھ رہے" تھے اور دلاور مزاحمت کرنا بھی چاہتا تھا مگر ناکام ہو کر حواس کھو بیٹھا۔۔

اسے لا کر ایک گہری اندھیری کوٹھڑی میں پھینکا گیا۔۔

جہاں وہ ہوش و حواس سے بیگانہ پڑا تھا۔۔ اسے معلوم ہی نہیں تھا اس جنگ کا فائدہ اسے نہیں بلکہ اسکے دشمنوں کو ہوا تھا۔۔

اسکے وجود سے قید کا یونیفارم اتار کر اسکے ہی ہم عمر وجود پر ڈالا گیا۔۔ وہ لڑکا گڑگڑا رہا تھا رو رہا تھا مگر اسے بے دردی سے پیٹتے رہے یہاں تک کہ اسکے وجود سے روح زخموں کی تاب نا لاتی اسے اس اذیت سے چھٹکارہ دیتی وجود سے الگ ہو گئی۔۔

وہ ایک معصوم لڑکا تھا، جس کا چہرہ ظفران حیدری نے سیاہ رات کے اندھیرے میں اپنے بوٹ سے مسل دیا تھا۔ یہاں تک کہ اسکی شناخت کرنا مشکل تھی۔۔۔

میڈیا جانتی تھی شرپسند دلاور خان کو وہاں سے دوسرے جیل شفٹ کرنے کیلئے لیکر جا رہے ہیں۔۔ مگر وہ کون تھا اسکا کسی کو نہیں معلوم تھا۔۔ گاڑی ابھی بیچ راستے میں ہی تھی کہ اچانک پولیس کی گاڑی پہ حملہ ہوا۔۔ گولیوں کی بارش ہونے لگی اور اس اچانک حملے میں نا صرف گاڑی میں موجود اہلکار اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے بلکہ اس گاڑی میں موجود دلاور خان بھی اچانک بھڑکتی آگ میں راکھ ہوا تھا۔۔

فضا وحشت سے بھڑک اٹھی جب جلی ہوئی لاش کو اٹھا کر اسکے گھر والوں کے حوالے کیا گیا۔۔
دانیال خان جو بیٹے کو بچانے کی کوششوں میں تھا، اپنا گھر نیلام کر رہا تھا اچانک اسکے آنگن میں جلی ہوئی لاش کو لا کر رکھ دیا گیا۔۔

اور وہ لاش کسی اور کی نہیں بلکہ اسکے سلاور کی تھی۔۔
گھر کی در و دیواریں ایک ماں پھوپھو بھائی بہن کی چیخوں سے گونج اٹھا۔۔

میرا دلاور نہیں جا سکتا مجھے چھوڑ کر خان بولو کہ یہ جھوٹ ہے"
تمہیں خدا کا واسطہ۔۔ یہ میرا دلاور نہیں ہو سکتا۔۔۔"وہ سیاہ جلی ہوئی لاش کو دیکھ کر ماتم کرتی اپنا سینا پیٹتی دانیال خان کو جھنجھورنے لگی۔۔

مگر دلاور کی موت کا ثبوت اسکا ڈیتھ سرٹیفکٹ تھا جو کہ زخمی نادر پرویز نے لا کر انہیں دیا تھا۔۔ ساحل اپنے دراز قد کے ساتھ زمین بوس ہو چکا تھا۔۔

کیا اسنے کوشش کی اپنے حق میں اور موت اسے چھین گئی سب"
سے؟"ایک گہرا زخم اسکے سینے میں اترا تھا۔۔

ایک گناہ کو چھپاتے چھپاتے جانے کتنے معصوم اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے جانے کتنے اس مکروہ کھیل میں درندگی کے بھینٹ چڑھ رہے تھے۔

گناہ کو جتنا چھپاؤ گے گناہ اتنا ہی بڑھے گا۔۔اور ایک گناہ کو چھپاتے یہاں قیامت برپا ہو گئی تھی۔۔ایک نہیں جانے کتنے گھر اجڑتے جا رہے تھے اور اندھے اعتماد میں گہری کھائی میں ڈوبتے جا رہے تھے۔۔۔

لاش کو دفنانے کے ساتھ نا صرف عائشہ خان کی بھی روح مردہ ہو کر اسکے ساتھ دفن ہو چکی تھی بلکہ دانیال خان کو پتھر سے زیادہ بے حس بنا گئی۔۔

عرشیہ کی چیخیں تو قسیع کا سکتا اور دریاب کی گھٹی گھٹی سسکیاں اس گھر میں قید ہو گئیں۔۔اور ایک رات دانیال خان سینے میں گہرا زخم لیے وہاں سے چپکے سے واپس اپنے گاؤں چلے گئے۔۔

اس سے انجان کہ اسکا دلاور تو ابھی تک درندوں کے پنجوں میں قید تھا۔۔ لیکن دنیا کے سامنے تو اسکی قبر بھی بن چکی تھی اور لاش کے کاغذات بھی تیار تھے۔۔۔

حیوان کی لاش کو بھی کندھا دینے لوگ آتے ہیں، لیکن اسکی لاش کو کندھا دینے سواء چند اپنوں کے اور کوئی تھا۔ اس سے اندازہ لگالیا دانیال نے کہ اگر وہ زندہ ہوتا تو اسکی زندگی کس قدر کربناک ہوتی۔۔

دانیال خان مطمئن تھا کہ دنیا جینے کا دیتی اسے، اچھا ہوا خدا نے اپنی امانت کو اپنے پاس بلالیا۔۔

لیکن وہ اپنی خانم کو کیسے سمجھاتا۔۔ جو بیٹے کے غم میں پاگل ہو چکی تھی۔ اسکی وحشت بھری چیخیں رات رات بھر کسی کو سونے نہیں دیتی تھیں۔۔

ooooooo

حال۔۔۔

"یہ لائیٹ کب آئے گی ڈیڈ" وہ سخت تھکی ہوئی تھی۔۔ اسنے جلدی جلدی کھانا بنایا اپنے ماں باپ بھائی کو دیکر اب وہ اپنے روم میں فریش ہو کر آرام کرنے آئی تھی کہ لائیٹ نہیں تھی۔۔

دن کو سارا دن ہاسپٹل میں بھاگ دوڑ کے اب رات کو جو وقت آرام کا ملا تھا اس میں بھی لائیٹ والے کے نخرے اسکا دل کر رہا تھا انکا کچھ کر دے۔۔

"بیٹا میں جا رہا ہوں دیکھنے۔۔ باقی سب کی تو چل رہی ہے صرف ہمارے گھر کی ہی خراب ہوئی ہے۔۔ کسی الیکٹریشن کو لے آتا ہوں۔۔" اسکے باپ کی آواز اسے اپنے روم میں سنائی دی۔۔

وہ سن کر گہرا سانس بھر اٹھی۔۔ "ایک تو ہم لوگوں پر تنقید کرتے الزام لگاتے ذرا بھی دیر نہیں کرتے۔۔ اور اپنی غلطی تو مر کر بھی نہیں دیکھتے۔۔" وہ افسوس کرتی خود پہ ہی آئینے کے سامنے آئی اور اپنا گندمی سی رنگت والا چہرہ دیکھا۔۔

اسے بے ساختہ زیاف کی یاد آئی۔۔ اسے اسکے ساتھ اپنی پہلی ملاقات یاد آئی جب وہ شروع شروع میں صائم زیدی کی ہاسپٹل میں ہاؤس جاب کیلئے آئی تھی کہ اچانک اتفاق سے اس سے ٹکراؤ ہو گیا۔۔

وہ اس چوڑے وجود سے ٹکرا کر خود کو سنبھالنے کی کوشش میں پاؤں پھسلنے پر گرنے لگی تھی کہ اسنے بوکھلا کر اسکے کندھے یا بازو تھامنے کے بجائے سیدھا دونوں بازو اسکی کمر میں حائل کیے تھے۔۔
اور اسنے بھی بیوقوفی کرتے اسکے شانوں کو تھام لیا تھا۔
دل تو انوشے بھی اس شریر آنکھوں کو دیکھتے ہار چکی تھی مگر اسکا تو لیول ہی الگ تھا۔۔

اسکی پہلی بات اسے یاد تھی جب وہ بولا تھا اسے دیکھنے کے بعد کہ
"یہ کس نیک بندے نے انمول پیس ریلیز کیا ہے چاکلیٹ
"وہ بھی ڈاکٹر کی پیکنگ میں۔ میں صدمے میں ہوں۔۔

یو شٹ اپ !!" انوشے غصے سے چیختی ش کی دنیا میں لوٹ کر جھٹکے" سے اسکا حصار توڑ کر فاصلے بڑھا کر دور ہوئی۔۔

سبحان اللہ !" وہ تپنے کے بجائے مسرور سا بولا۔۔"
نام کیا ہے تمہارا۔۔" وہ اسے سر سے پاؤں تک دیکھ کر پوچھنے لگا۔۔"

شٹ اپ ایڈیٹ!!" انوشے اسکی گہری بولتی نظروں سے تپ کر"
غصے سے کہتی وہاں سے جانے لگی تھی لیکن اسکے اگلے الفاظ نے اسکی من
موہنی صورت کو ہونقوں جیسی بنا دیا۔۔

ماشاءاللہ بہت خوبصورت نام ہے منفرد!" وہ سراہ کر رکا نہیں بلکہ"
وہاں سے آگے بڑھ گیا۔۔ صدمے میں خود نہیں بلکہ اسے کر گیا تھا۔۔
کیا اسکا نام ایڈیٹ سمجھ گیا تھا؟؟" اسے ایکدم پریشانی نے آن"
گھیرا تھا۔۔ اور اسنے اپنا یہ مسئلہ دوسری ڈاکٹر کو بتایا تو انکا
قہقہہ گونج اٹھا۔۔

ارے تم زیاف سائیں کی بات کر رہی ہو۔۔ اسے عادت ہے مذاق"
کرنے کی۔۔ پریشان نا ہو اب تک وہ تمہارے بایوڈیٹا نکلوا چکا ہو گا۔۔ بلکہ
دائی تک کو جان چکا ہو گا ہاہاہاہا۔۔" انوشے ششدر تھی۔۔
زیاف زیدی تو مطلب یہ حویلی کا سپوت تھا۔۔
اسے ایکدم شدید غصہ آیا کہ وہ اسکا ایڈیٹ نام سمجھ کر اسے بیوقوف
بنا گیا۔۔

اور ساتھ یہ جان کر اسے شدید حیرت بھی ہوئی کہ اسے صدمے کی بیماری ہے۔۔

صدمے کی بیماری؟؟" انوشے کی حیرت آنکھیں پھیل گئی۔۔ہٹا" کٹا جواب تو تھا۔ کہاں سے بیمار لگتا تھا۔۔

ہاں اسے ہر خوبصورت لڑکی کو دیکھ محبت ہو جاتی ہے۔ اور جب رقیب بیچ" میں آتا ہے تو اسے صدمہ لگ جاتا ہے۔۔ یہاں وہ اپنا علاج کرنے کیلئے آتا ہے۔۔

لیکن اسکا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ وہ کوئی معمولی ایسا ویسا بندہ ہے۔۔ یہ بھول مت کرنا۔۔ صمصام زیدی کا کزن ہے دماغ سے ڈھیلا ہے۔۔ ہلکے "میں مت لینا۔۔

وہ سر جھٹک گئی۔۔ واقعی اسے خوف آنے لگا تھا جب اچانک سے اسکے ساتھ ٹکرانے کے لفٹ میں بند ہونے کے اور بیچ راہ میں گاڑی خراب ہونے کے اتفاق بڑھ جاتے تھے اور مدد کرنے والا وہی زیاف زیدی ہی ہوتا تھا۔۔

ٹھر کی کہیں کا۔۔"سر جھٹک کر وہ ساری سوچیں جھٹک کر بالوں کی" چوٹی کھولتی اپنا ایک ڈریس نکال کر باتھ روم میں بند ہو گئی۔۔

کچھ دیر بعد وہ نائیٹ ڈریس میں ملبوس، بھیگے بالوں کو تولیے میں لپیٹے، باتھ روم میں سے نکلی، روم میں ویسا ہی اندھیرا تھا اسنے کوفت سے گہرا سانس بھرا اور موم بتی جلانے کیلئے ماچس کی تلاش ٹیبل کے دراز میں کرنے لگی۔۔

تبھی ایک سرد ہوا کا جھونکا، کھڑکی سے اندر داخل ہوتا اسکے وجود سے ٹکرایا۔۔

انوشے کپکپی لیکر اٹھی۔۔ماچس لیے وہ ٹیبل پہ رکھی موم بتی کو جلانے لگی تھی مگر اچانک اسے اپنے علاوہ بھی کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔۔

انو تم موم بتی جلا دو! تمہارے ڈیڈ کہہ رہے ہیں الیکٹریشن تو آگیا ہے" لیکن کچھ دیر لگے گی۔۔"معاً وہ روم کی تلاشی لیتی تبھی دروازے پہ دستک دیکر اسکی ماں نے اسے مخاطب کیا۔۔

جی ماما وہی جلا رہی ہوں۔۔" اسنے جواب دیا۔۔ اور جلدی سے موم بتی
جلانے لگی۔۔ اسنے ابھی موم بتی جلائی ہی تھی کہ اچانک اسے اپنے پیچھے
آہٹ محسوس ہوئی۔۔

انوشے نے چونکتے، ٹیبل پر رکھا آہستہ گلدان اٹھا لیا اور اس پر سخت پکڑ
جمائی۔۔ آہٹ مزید قریب سے ہوئی۔۔
آہہ۔۔۔" دفعتاً وہ چلا کر پلٹی، اور زوردار طریقے سے گلدان کا وار مقابل پر کرنا"
چاہا مگر دوسرے لمحے اسکے منہ پر بھاری ہاتھ آ گیا۔۔
اسکی کمر زور سے دیوار سے لگی، ہاتھ سے گلدان چھین لیا گیا۔۔
ششش۔۔ سلی میں تمہارا پیشنٹ ہوں۔۔" وہ جھک کر کان میں"
سرگوشی سے بولا۔۔ اسکے پاس آنے پہ اسکی خوشبو سے وہ اندازہ لگا کر
وہ زرد پڑ گئی۔۔

زیاف زیدی؟" اسکی دھڑکنیں ایکدم سست پڑ گئیں۔۔ وہ"
ساکت حیران تھی اسکی ہمت پہ۔۔
وہ رات کے پہر اسکے روم میں کیا کر رہا تھا۔۔؟

آفکورس!میرے علاوہ کس کی ہمت تمہارے قریب آئے؟""
وہ گھبیر سرگوشی میں بولا۔۔
تم!!!تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"وہ صدمے سے نکلتی غصے سے بولی۔۔"
آہستہ بولو سا س ماں سن لیں گی۔۔"وہ اسکے منہ سے ہاتھ ہٹا کر"
فاصلے پہ کھڑا ہوا۔۔
شٹ اپ!مجھے یہ بتاؤ زیاف تم یہاں کیوں آئے ہو؟ڈیڈ بھائی نے"
اگر تمہیں دیکھ لیا تو،، کتنی شرمندگی اٹھانی پڑے گی جاؤ یہاں سے
اس سے پہلے لائیٹ آجائے۔۔"وہ ہڑبڑا کر اسے وہاں سے دھکیل کر نکالنے
لگی۔۔

تم بھول رہی ہو تم زیاف زیدی سے بات کر رہی ہو!"وہ اسکی کلائیاں جکڑ کر"
ایکدم دیوار سے لگاتا ناگواریت سے بولا۔۔
انوشے خاموش ہو گئی۔۔
مجھے بتاؤ کوئی کام تھا؟"وہ خود کو ریلیکس کر کے بولی"
ہاں۔۔مریض اپنے ڈاکٹر کے پاس کیوں آتا ہے؟"زیاف نے"
سنجیدگی سے پوچھا

تو پھر یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی ہاسپٹل میں آکر علاج"
کروالیتے۔۔"اسنے غصہ ضبط کیا۔۔
چپ!بیوقوفوں کی ڈاکٹر!وہ والا علاج نہیں۔۔اکیلے والا علاج کروانا"
تھا۔۔"زیاف آہستہ آواز میں اسے جھڑکتا بولا
اکیلے والا؟وہ کیا؟"انوشے نا سمجھی سے پوچھتی الجھ گئی۔۔کوئی خاص"
بات تھی کیا
وہ تمہیں میں سمجھا دیتا ہوں۔۔تم تو آٹا دیکر پڑھی ہونا۔۔"زیاف"
طنزیہ کہنے کے ساتھ دو قدم اٹھا کر پاس آتے اسکی ایک کلائی
چھوڑ کر اسکی نازک سی کمر پر اپنا ہاتھ رکھا۔۔
سی۔۔"وہ اسکے لمس پہ اچانک بوکھلا کر اچھل پڑی۔۔زیاف کی"
گھنی مونچھوں تلے لب مسکرا اٹھے۔۔
زز۔۔یاا۔۔ف۔۔"اسنے جب اسکی کمر پر ہاتھ کی سخت گرفت ڈالی"
اسکے منہ سے سسکی نکل گئی۔۔
سمجھ گئی یا اور سمجھاؤں؟"وہ کان کے قریب جھک کر گھمبیر"
سرگوشیانہ بولا۔۔اسکا تنفس بکھر گیا۔۔۔

جاؤ یہاں سے مجھے کچھ نہیں سمجھنا۔۔" اسنے اسکا ہاتھ کمر سے جھٹک کر ہٹایا اور سست رویے سے دھڑکتی دھڑکنوں کو سنبھال کر اسے آگے سے دھکیلتی وہاں سے جانے لگی۔۔

اسکی ٹانگوں میں ہولے ہولے سے کپکپی آگئی تھی۔ وہ زیاف سے خائف ہو گئی۔۔

ایسے ہی چلا جاؤں! تمہیں کیا پتا کتنی مشکل سے یار کے پاس پہنچا ہوں۔۔ تمہارے پاس دل اور جذبات ہوتے تو تمہیں معلوم پڑتا انوشہ زیاف زیدی۔۔" وہ ایکدم اسکی گردن کے دائیں بائیں ہاتھ رکھ کر اسے دیوار سے کھینچ کر لگاتا پھر سے قید کر گیا۔۔

انوشے نے اسکی دہکتی سانسوں کو محسوس کرتے اپنی سانسیں روک دیں۔۔ وہ جانتی تھی بلکہ اسے خود کو ذہنی تیار بھی کر دینا چاہیے تھا۔۔ کیونکہ وہ خود اسکے پاس نہیں گئی تھی تو اسے ہی آنا تھا۔۔

مگر اب جب وہ آگیا تھا، وہ خوف سے کپکپا رہی تھی۔۔

زیاف نے اسکے چہرے پر اپنی گرم سانسیں چھوڑتے آہستہ سے دیوار سے اپنے ہاتھ سرکاتے ہوئے اسکی کمر پہ رکھے۔۔

اب بولو۔۔ سزا کیا دوں تمہیں حکم عدولی کی۔۔"اسنے اسکی"
کمر کو پکڑ کر اپنے قریب کھینچی۔۔وہ ڈر کر اسکے سینے سے آ گئی۔۔

زیاف!!!"اسکے لبوں سے کراہ نکلی۔۔اسنے دہل کر زیاف کے چوڑے"
شانوں کو تھاما۔۔
بولو زیاف زیدی کی جان!اتنا حق ہے تمہیں کہ اپنی سزا خود منتخب"
کرو۔۔"اسکی پہنی ہوئی نائیٹ ٹی شرٹ کو انگلی سے اوپر سرکاتے وہ
اسکی کمر پر اپنی مضبوط انگلیوں کے پور سہلانے لگا۔۔
وہ موم بتی کی سنہری مدہم سی روشنی میں،زیاف کو اپنے بے حد
قریب دیکھتی حیا سے پلکیں جھکا گئی۔۔

کک۔کوئی آجائے گا۔۔"وہ خشک حلق تر کرتی بولی۔۔"
آجانے دو!"اسے سر سے پرواہ نہیں تھی۔۔اسکا لہجہ کئی حد تک"
بہکا ہوا تھا جسے محسوس کرتے انوشے کو اپنے گرد خطرے کا احساس
ہوا۔۔

انوشے۔۔!" وہ فرار کے راستے تلاش کرتی وہاں سے بھاگتی کہ زیاف "
نے موم بتی کی روشنی میں ایک دم فاصلے تمام کرتے اسکے چہرے
کے قریب اپنا چہرہ لایا۔۔
اسکی گرم بوجھل سانسوں سے انوشے کو اپنا چہرہ آگ کی مانند
جلتا محسوس ہوا۔۔ "ہہ۔۔ ہوں۔۔" اسنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر
اپنے ہونٹوں کو نم کیا۔۔

تت۔۔ تمہاری مام نے سختی سے منع کیا ہے مم۔۔ میں تم سے نا"
ملوں۔۔" وہ اپنی مجبوری بتاتی دونوں کے چہروں کے بیچ فاصلے لانے لگی۔۔
مجھے پتا تھا یہاں کوئی میرے حق میں نہیں۔۔ مجھے اپنے حق کیلئے "
خود ہی قدم اٹھانا چاہیے۔۔ اور اب تم عادت ڈال دو۔۔ جب
تک تم رخصتی کیلئے راضی نہیں ہو جاتی میرے حصار کے قید میں
ہی رہو گی۔۔" زیاف نے سخت لہجے میں کہتے اپنے ہاتھ کا دباؤ دیکر اسے اپنے
قریب کر دیا۔۔
انوشہ نے گھبرا کر اسکے شانوں کو تھاما۔۔ زیاف کے لبوں پر گہری
مسکراہٹ آ گئی۔۔ ساتھ ہی اسنے آہستہ سے کھینچ کر اسکے بالوں سے تولیے کو
نکالا۔۔

نم گھنے بال لہرا کر انوشے کے پشت چہرے کے گرد گرے۔۔
سبحان اللہ" وہ چھیڑنے کے غرض سے اسکے کان میں بولا۔ اور"
اسکے بھیگے بالوں میں اپنا چہرہ دیکر سہلایا

انف زیاف!" وہ خفت سے جھنجھلا کر دور ہونے کیلئے پھڑ پھڑائی۔۔"
مگر مزید اسکے قریب آ گئی۔۔

میری توراتیں جاگتے گزرتی ہیں ظالم کیسے سو لیتی ہو میرے"
بغیر۔۔" اسنے بے باک سرگوشی کی۔۔
وہ کان کی لو تک سرخ پڑ گئی۔۔
کیونکہ تم پیدائشی ٹھرکی ہو اور الحمدللہ میں نیک معصوم لڑکی۔۔" وہ"
بھی اسے چڑانے کیلئے بولی۔۔
ہاں مجھے یاد آیا مجھے پہلا پیار میری دائی سے ہوا تھا افف۔۔ اسکا پہلا"
لمس میری پیٹھ پہ آج بھی مجھے یاد ہے۔۔" وہ یاد کرتا سرد آہ بھر کر
بولا۔۔

زیاف میں تمہارا قتل کر دوں گی ٹھر کی انسان۔۔"انوشے چیخ کر"
اسکا گلا دبانے لگی وہ مشکل سے اپنا قہقہہ دبا کر کھڑا تھا۔۔
تم جیلس ہو رہی ہو؟"وہ مصنوعی حیران ہوا۔۔"
بائی داوے!ہونا چاہیے کیونکہ الحمدللہ تمہارے منکوح کی محبت کی"
لسٹ بھی تو بڑی ہے۔۔"وہ فخریہ بتانے لگا۔۔

شٹ اپ!انہیں کچھ معلوم نہیں ہوتا اور تمہیں خود ہی محبت ہو"
جاتی ہے خود ہی صدمہ لگ جاتا ہے ایڈیٹ۔۔"وہ تنک کر غصے
سے بولی۔۔

تو کیا ہوا؟اٹس نارمل بیب!انہیں نہیں معلوم مجھے تو معلوم ہے نا"
کہ میں نے اتنی محبتیں کی ہیں۔۔کل میں اپنے بچوں کو فخر سے تو بتاؤں
"گا تمہارے باپ کا کتنا بڑا دل ہے۔۔

میرے بچوں کا نام مت لو!وہ تمہارے جیسے ٹھر کی دل والے نہیں ہوں"
گے۔۔"وہ ٹوک کر منہ بناتی بولی۔۔

اسکا بس چلے ان سب ڈائنوں کا منہ نوچ لے جو اسے پسند آجاتی تھیں۔۔

واہ! اپنے بچوں کیلئے تو اتنی پازیسو ہو۔۔ لیکن میں نے کیا تمہارے باپ کی مج چرائی ہے۔۔" وہ جل بھن کر بولا۔۔

انوشے شرارت سے ہنس پڑی۔۔

اب تمہاری سزا ڈبل ہو گی۔۔" وہ سخت لہجے میں بولا۔۔ وہ چونکی۔۔"

لیکن اسنے اپنا ہاتھ اسکے بالوں میں الجھا کر اسکا چہرہ اچانک پیچھے کھینچا۔۔

موم بتی کی سنہری روشنی میں اسکی صراحی دار گردن زیاف کی آنکھوں کے سامنے آگئی جہاں بھیگے بال کسی سیاہ سانپ کی طرف گردن سے الجھی ہوئی تھیں۔۔

زیاف نے جھک کر اپنے دہکتے ہونٹ اسکی شہ رگ پر رکھے۔۔

انوشے نے تڑپ کر زیاف کے کندھوں کو تھاما۔۔

زز۔۔زیا۔۔ف۔۔" وہ پھولی سانسوں سے اسے خود سے دور کرنے لگی۔۔"

زیاف نے جھٹکے سے اسکی کلائیاں پکڑ کر دیوار سے لگا دیں۔۔

اور اسکی گردن پر اسکے جھلساتے ہونٹوں کا لمس سرکنے لگا۔۔ انوشے کے وجود سے جان نکلتی چلی گئی۔۔ اسنے آنکھیں سختی سے میچلیں۔۔۔

وہ اسکی گردن پر جابجا شدتوں کے سرخ نشان چھوڑتا اپنی طلب کو پورا کرنے لگا۔۔ وہ سرد بے جان ہو کر اسکی مضبوط بانہوں میں لہرائی۔۔

زیاف کی گھنی مونچھوں تلے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔۔

سائیں کا محبوب بھی سائیں۔۔ "وہ اسکی ٹھوڑی پر ہونٹ رکھتا اسے جھٹکے سے کم سے تھام کر اوپر اٹھاتا پاس والی ٹیبل پر بٹھایا۔۔

اور کمر میں بازو حائل کرتے اسے اپنی طرف کھینچا۔۔

انوشے کی سانسوں کی رفتار مدھم پڑ گئی۔۔ جب زیاف نے اسکی گردن سے تمام بھیگے بال سمیٹ کر اپنے ہونٹ ثبت کیے۔۔

اسکا دل تیز تیز دھڑک رہا تھا۔ وجود کے پور پور میں سرد لہریں اٹھ رہی تھیں لیکن وہ مگن مدہوش سا تھا اسکی گردن پہ اپنے دہکتے ہونٹ رکھتا گہرے نشے میں چور دونوں ہاتھوں میں اسکی کمر کو سختی سے انگلیوں میں جکڑے اسکی گردن کو اپنے لمس سے بھوگتے جا رہا تھا۔۔

زیاف نے جب اسکی گردن پہ شدت میں دانتوں کے نشان چھوڑے وہ کراہتی مچل کر اسکی گردن میں اپنی انگلیوں کے ناخون چبھوئے اس میں سمٹ گئی۔۔

روم کی فضا فسوں خیز بوجھل تھی اور اس میں انوشے کی سانسیں بکھری ہوئی تھیں۔۔ اسکے لب اسکی گردن سے سرکتے اوپر آئے اور اسکی کان کی لو کو اپنے ہونٹوں کو قید کر کے اسکی کمر کو سہلانے لگے۔۔ انوشے کو اپنے حلق میں کانٹے چبھتے محسوس ہوئے، اسنے کمزور سے مزاحمت کی اسکے آگے مگر وہ کہاں باز آرہا تھا۔۔

وہ تو شاید خود اپنے کنٹرول سے نکل چکا تھا۔۔ اسکی بے باکیوں پر اسکی روح فنا ہو رہی تھی اس میں اتنی سکت نہیں تھی وہ اپنا حلق ہی تر کر لیتی۔۔

پ۔پانی۔۔"اسنے تڑپ کر کہا۔۔"

زیاف نے مسکراتے اسکے پسینے سے نم ہوتے چہرے کو دیکھا۔۔ اور آہستہ سے اسکی کان کی لو کو دانتوں میں دبا کر دور ہوا۔۔ وہ درد سے سسک کر رہ گئی۔۔

اسکے پیچھے ہوتے انوشے نے دھک دھک کرتے دل پہ ہاتھ رکھا اور اپنا تنفس بحال کیا۔۔

وہ بیڈ سائیڈ ٹیبل پہ رکھے جگ سے جھک کر گلاس پانی کا بڑھتا، اپنے مضبوط قدم اٹھا کر اسکے سامنے آیا۔۔ اسنے انوشہ کی طرف گلاس پانی کا بڑھایا۔۔
وہ جھجھکتی ہوئی اسکے ہاتھ سے گلاس دونوں ہاتھوں میں تھام کر لبوں سے لگا گئی اور ٹھنڈا پانی اپنے سوکھے حلق میں انڈیلا۔۔
ہونٹوں سے گلاس لگا کر اسنے ڈرتے ڈرتے اسے دیکھا۔۔
زیاف دیکھ کر مسکرا اٹھا۔۔
جاؤ یہاں سے۔۔"وہ غصے سے بولی۔۔"

اتنی جلدی ابھی تو کچھ ہوا بھی نہیں۔۔"پینٹ کے پاکیٹس میں ہاتھ پھنسا کر" وہ دلکشی سے مسکراتا بولا۔۔
سب گھر میں موجود ہیں زیاف مروگے۔۔"اسنے خطرے سے" آگاہ کیا۔۔

رسک لینا بچپن کی عادت ہے۔۔ڈونٹ وری سائیاں!کیا تم" نے پانی پی لیا؟ہم وہیں سے کنٹینیو کریں؟"وہ اسکے سر پہ کھڑا پوچھ رہا تھا انوشے نے ہڑبڑا کر گلاس واپس منہ سے لگایا۔۔

ممم۔۔میں پی رہی ہوں۔۔"وہ ابھی بول ہی رہی تھی کہ جھٹکے سے زیاف نے" اسکی کمر میں بازو باندھ کر اسے وہاں سے اٹھایا۔۔
آہ۔۔۔سائیں۔۔"اسنے بوکھلا کر کہا۔۔اور دروازے کی طرف دیکھا" لیکن وہ اسے یونہی اٹھا کر صوفے کے پاس لایا اور آہستہ سے وہاں خود بیٹھ گیا۔۔
انوشہ کا چہرہ اسکی قربت پہ لہونما ہو گیا۔۔اسکی دھڑکن اسے اپنے دماغ میں سنائی دے رہی تھی۔۔
فاصلے کیا تھا۔۔۔بس ایک گلاس تھا۔۔۔جسے بھی اسنے اسکے ہاتھ سے لیکر اپنے ہونٹوں سے لگا دیا۔۔
مجھے معلوم ہے تمہاری پیاس ایسے ختم نہیں ہو گی۔۔"اسنے" گھمبیر تا سے کہتے گلاس شیشے کی ٹیبل پر رکھ کر اسکی گردن میں ہاتھ ڈالا۔۔

ز۔زیاف سائیں نن۔۔ نہیں۔۔۔"وہ خوفزدہ ہو کر اسکے چہرے کے"
پاس آنے پر بوکھلا کر پیچھے ہونے لگی مگر زیاف نے جھٹکے سے اسکی
گردن کو اپنی طرف کھینچا۔۔
انوشے کی پیشانی اسکی پیشانی سے ٹکرائی، اسکی کھڑی مغرور ناک
سے اسکی ناک ٹکراتی اسکے لب اسکی مونچھوں سے مس ہوئے۔۔
اسکے رگ وپے میں سرد لہر دوڑتی ریڑھ کی ہڈی میں سمائی۔۔
جب زیاف زیدی کے ہونٹوں نے بڑی استحقاق سے اسکے بھرے
بھرے نرم ہونٹوں کو اپنی گرفت میں جکڑ لیا۔۔
اسکی گرم سانسوں سے سانسیں الجھنے لگی۔۔وہ سمٹ کر اسکے
قریب ہوئی۔۔زیاف نے مزید قریب کرتے سینے میں
بھینچا اور خود بھی مسرور ہو کر نشے میں ڈوب گیا۔۔

وہ کافی سنجیدہ لڑکی تھی، صائم زیدی کے توسط اسکا نکاح زیاف زیدی سے ہوا
تھا۔وہ زیدپور گاؤں سے تھا، لیکن اکثر پایا کراچی میں جاتا تھا۔۔
اور نکاح کے بعد بھی انوشے اس سے کافی احتیاط سے رہتی تھی کچھ اسکی
ساس کی نصحتیں تھیں، اور کچھ خود احتیاط پسند تھی۔۔فاصلوں پر ملتی تھی
یوں جیسے دو اجنبی۔۔

مگر اب۔۔۔۔

اسکا دم گھٹنے لگا۔۔ اسنے فاصلے بڑھانا چاہے، مگر وہ مزید قربت کا خواہ تھا۔۔ اسنے انوشے کی کلائیاں تھام کر اسکی پشت سے لگائیں۔۔

وہ اسکے ہونٹوں کی نرم لمس میں پورا ماحول سے غافل ہو چکا تھا۔ انوشے نے آنکھیں میچلیں اسکا دم بری طرح گھٹنے لگا۔۔ وہ اسکے حصار میں پھڑ پھڑا اٹھی۔۔۔

اور اسے بھی شاید رحم آگیا جب آہستہ سے اسکے نچلے ہونٹ کو چھو کر اپنے نم ہونٹ اسکی گردن پہ رکھے۔۔

وہ گہرے گہرے سانس لینے لگی، اسکی حالت تشویشناک تھی لیکن وہ اسکی گردن پہ اپنی شدتیں لٹاتا جھٹکے سے اسے صوفے پر گرا کر خود اس پر جھک گیا۔۔

زیاف!!!" انوشے نے گھبرا کر چوڑے شانے تھامے۔۔ وہ نیم اندھیرے میں اس پہ گھنا سایہ بنا ہوا تھا۔۔

شش۔۔۔"زیاف نے اسکے ہونٹوں پر اپنا انگوٹھا رکھا اور آہستہ سے "
انہیں سہلایا۔۔"میں تمہاری سانسوں کو پینے کا جنون سوار کر کے آیا
ہوں۔۔بے فکر رہو مجھے اپنی حدود کا پتا ہے ڈاکٹرانی! لیکن تمہاری
سانسوں کو پینے کے حدود کو توڑنا چاہتا ہوں۔۔
میں آج یہ رات ایک دوسرے کی سانسوں کے نشے میں
مدہوش ہو کر گزارنا چاہتا ہوں۔۔اور مجھے اچھا لگے گا اگر تم خاموش
رہو۔۔۔میرے حق میں نہیں بول سکتی تو حق فراموش بھی مت
بنو۔۔"وہ بہکی گھمبیر سرگوشی سے بولا۔۔

انوشے نے تھکی تھکی سی سانس خارج کرتے اسے دیکھا۔۔
وہ اسے نہیں بتا سکی کہ اسکا رشتہ اسکی ماں ہی دبا کر ختم کرنا چاہتی
ہے۔۔کیونکہ ایک نئی لڑکی جو اسے زیاف زیدی کیلئے مل گئی ہے
خوبصورت امیر اکلوتی منسٹر کی بیٹی۔۔۔۔

بھلا وہ سانولی معمولی سی لڑکی بس ایک عام سی ڈاکٹرنی اسکی ماں کو
کتنے دن پسند آ سکتی تھی۔۔

نہیں زیاف سائیں۔۔۔ میں یہ اجازت نہیں دیتی آپ کو۔۔"
جائیں یہاں سے پلیز۔۔" اسنے ناسپندگی سے کہتے اسکے سینے پر ہاتھ
رکھے اور اسے پیچھے کرنا چاہا۔۔
زیاف زیدی کو تمہاری اجازت کی ضرورت نہیں سائیاں!""
اسنے اپنی جیب سے رومال نکالا۔۔ اور اسکی دونوں کلائیاں تھام کر اسکے
سر کے اوپر باندھ دیں۔۔
زیافف۔۔۔ "اسکے منہ سے صدمے سے چیخ نکلنے لگی جو اسنے مشکل سے"
"دبائی۔۔ "پاگل تو نہیں ہو یہ میرا گھر ہے۔۔

نہیں پاگل ہونے والا ہوں اب۔۔ اور گھر کا بھی خوب کہا۔۔ سائیاں"
ہم محبوب سے سروکار ہے جائے وقت کے پوجاری نہیں۔۔" وہ
اسکے گال کو سہلاتا بولا۔۔۔
ہاں کیونکہ تم بلا کہ ٹھرکی ہو تمہیں صرف موقعہ چاہیے۔۔" وہ تنگ"
کر بولی۔۔
یہ بھی خوب کہی۔۔" وہ ہنس کر مسرور ہوتا اسکے چہرے کے نقوش"
اپنے لبوں سے چھونے لگا۔۔ اسنے انوشے کی کمر میں اپنا بازو حائل کیا

اور اسے پاس کرتے چہرے پر جھک کر اسکے لبوں کو نرمی سے آہستہ آہستہ دلفریبی سے چھونے لگا۔۔

انوبیٹا لائیٹ آ گئی ہے۔۔ تمہارے روم کی لائیٹ بند ہے آن کر دو۔۔" اسکی" ماں دروازہ ناک کرتی اس بولیں اور آگاہ کرتیں چلی گئیں۔۔

انوشے نے حیرت سے زیاف کو دیکھا۔۔
حیران مت ہو یہ تمہارے شوہر شریف کے کارنامے ہیں۔۔" وہ" آنکھ دبا کر ہنستے بولا۔۔
اب جاؤ میں تھک گئی ہوں مجھے سونا ہے۔۔" وہ بے بسی سے بولی۔۔" زیاف نے اسے گھورا۔ اور اپنے وجود کو بھوج اس پر منتقل کر دیا۔۔
میں کوئی بچہ ہوں جو اتنے میں خوش ہو کر چلا جاؤں۔۔" وہ" طنزیہ کہتا اسکے چہرے سے بھیگی لٹیں پیچھے کرنے لگا۔۔

مجھے نیند لگی ہے۔۔" وہ گھور کر بولی۔۔"

تو تم سو جاؤ! میں اپنی طلب کو پورا کیے بغیر یہاں سے ہلنے والا بھی"
نہیں۔۔" اسنے اپنی انگلی اسکے دانتوں تلے دی۔۔ وہ غصے سے کاٹنے لگی۔۔ مگر
اسکا بے باک انداز۔۔۔
زیاف نے جھک کر اسکا نچلہ ہونٹ چھوا۔۔ اور وہیں ٹھہر گیا۔۔
انوشے نے ہمت ہار کر آنکھیں ہی بند کر لیں۔۔۔
اور وہ شیر بن کر اپنی منمانیوں پر اتر آیا۔۔ انوشے نے حلق میں اترتی اسکی گرم
دہکتی سانسوں سے گھبرا کر اسکی گردن میں اپنی بانہوں کا ہار ڈال دیا۔۔۔
وہ اسکی سانسوں میں اپنی سانسیں الجھاتا اسے یونہی اٹھا کر بیڈ پر
لے آیا اور آہستہ سے بیڈ پر ڈال کر خود بھی اسکی گردن میں جھک گیا۔۔
وقت ریت کی مانند رفتہ رفتہ گزرتا گیا۔۔ وہ مدہوش تھا، اپنے
وجود کی سانسوں کی تھکن اس میں انڈیلنے لگا۔۔
اور وہ نازک وجود کی مالک اسکی شدتیں برداشت کرنے کے علاوہ
کیا کر سکتی تھی۔۔
وہ اسکی مضبوط پناہوں میں کب کی نیند کی وادیوں میں اتر چکی
تھی۔۔ وہ سیراب ہو کر جانے سے پہلے ایک شدت بھری
جارت کرتا اسکے ہونٹوں کی نمی کو سمیٹ کر وہاں سے چلا گیا۔۔
مگر جاتے جاتے اسکی نیند بھی ساتھ لے گیا۔۔

وہ باقی کی رات اسکی سانسوں کو محسوس کرتی جاگتی رہ گئی۔۔ کس قدر شدت پسند تھا۔۔وہ اسے اپنی دسترس میں چاہتا تھا مکمل طور۔۔

اور وہ سوچ کر کانپ گئی۔۔۔ لیکن اسکا "سائیاں" سرگوشیانہ مخاطب کرنا انوشے کو مجبور کر گیا وہ اسکی سوچوں میں ڈوبی رہے۔۔ اسکی لٹائی گئی شدت سے کانپتے اپنے ہونٹوں کو چھوا اور شرما کر چہرہ تکیے میں چھپا گئی۔۔

ooooooo

تیز سرسراہتی ہواؤں میں وہ سیاہ رات کے اس اندھیرے سنسان سڑک پر تیز رفتاری سے بائیک دوڑا رہا تھا۔۔

وہ اسکی پشت پہ بیٹھی اسکی کمر میں دونوں بازو باندھ کر مسکراتی محسور سی تھی۔۔

وہ ڈنر کے بعد سے سفر کر رہے تھے، اور اس وقت تو جانے کتنی دور نکل آئے تھے، حتیٰ کہ شہر کراچی کے حدود سے نکل چکے تھے۔۔

وہ چاہتا تھا اسے بے تحاشہ خوشیاں دے اسکی ہر خواہش کو پورا کرے۔۔ اور اس وقت بھی اسنے فرمائش کر دی تھی کہ اسے ہواؤں کو محسوس کرنا ہے۔۔

جب وہ فل سپید سے بائیک بھگاتا ایک پاؤں پر ولنگ کرتا، ساتھ دوستوں کو ریس دے رہا تھا پیچھے بیٹھی بازل سیٹیاں بجاتی اسکے دوستوں کو قہقہہ لگانے پر مجبور کر گئی۔۔

صارم کی ریس تھی دوستوں سے۔۔ لیکن وہ سفر کرتے انہیں پیچھے چھوڑ کر ایک الگ ہی مقام کیلئے روانہ ہو گیا تھا۔۔

بازل نے کہا تھا وہ ریس جیتے مگر صارم اسے ایک خاص جگہ لے جانا چاہتا تھا۔۔ اسلئے انہیں پیچھے چھوڑ کر وہ دوسرے راستے سے نکل گئے۔۔

بائیک جھٹکے سے رکی۔۔ بازل کو ہوش آیا۔۔ لیکن اسکی سنگت میں کتنا سکون تھا وہ اسکے گرد حصار ڈالے یونہی بیٹھی رہی۔۔

مادام! ہماری منزل آ گئی۔۔" صارم نے ہیلمیٹ اتار کر اسے ہوش دلایا۔۔"

کہیں دور لے جاؤ سفر پہ بلیک مین! ایسے سفر پہ جو تمہاری"
سنگت میں ہو تا حیات اور ختم ہی نا ہو۔۔۔" وہ اس سے
فرمائش کرتی بولی۔۔۔

ضرور انت الحیات! یہ ہمارا سفر بھی کبھی ختم نہیں ہو گا۔۔ اور"
تمہارے کھوکھ (کوکھ) میں میرے بچے ہیں وہ بھی تو ہمارا سفر
خوبصورت بنائیں گے۔۔" وہ بائیک سے اتر کر اس سے بولا۔۔
یاہ! اینڈ آئی ایم ویٹنگ! چوٹے چوٹے (چھوٹے چھوٹے) بلیک مین آئیں"
گا اور آئی لو ہم!" وہ ایکسائٹمنٹ سے بولی۔۔
صارم قہقہہ لگا اٹھا۔۔
تم ہنس کیوں رہے ہو؟" وہ گھور کر خفا ہوتی بولی۔۔"
نہیں میں تو بس ایسے ہی۔۔ میں خود انتظار میں ہوں جب چوٹی"
چوٹی میری بیٹیاں آئیں گی۔۔ آئی وش کہ ہمارے سو بے بیز ہوں
پچاس تمہارے پچاس میرے افف میں تو خوشی سے پاگل ہو
جاؤں گا۔۔" وہ بائیک پر اسکی طرف رخ کر کے بیٹھا۔۔
سو کیوں؟ دو سو ہوں گے۔۔ سو تمہارے سو میرے۔۔ اینڈ تم ایک بڑا سا"
گھر بنواؤ اور سب کیلئے وہ دودھ پینے والی مشین لے آؤ۔۔ ہم ایک ایسا

سسٹم بنائیں گے جسے بھی بھوک لگے گی ہم اسے مشین میں ڈال دیں گے اور وہ خود اسے دودھ پلا کر باہر بھیج دے گی۔۔"وہ اپنا تنہائی میں سوچا ہوا آئیڈیا اس سے شیئر کرنے لگی۔۔

اور ہم کیا کریں گے؟"صارم نے سر کھجاتے پوچھا۔۔"
ہم۔۔۔ہم لوکریں گے۔۔"وہ مسکرا کر بولی۔۔صارم کو بے ساختہ کھانسی" ہوئی۔۔
آر یو اوکے؟"وہ بوکھلا گئی۔۔"
ہاں میں ٹھیک ہوں۔۔لیکن اس سے تو پھر ہمارے بچے ہو جائیں" گے۔۔"وہ سرخ پڑ کر بولا۔۔
اوکے نو ٹینشن ہم انہیں بھی سنبھال لیں گے جیسے ابھی سنبھال رہے ہیں۔۔""" وہ بے فکری سے چٹکی بجا کر بولی۔۔صارم نے حیرت سے دیکھا۔۔
سیریسلی؟کیسے؟"وہ اچنبھے میں ہڑ کر بولا"
اوہ ہو!بلیک مین ایسے ہی جسٹ لائیک ناؤ!ابھی تم کچھ محسوس ہو رہا" ہے؟"اسنے افسوس کرتے پوچھا۔۔
نہیں۔۔"صارم نے نفی میں سر ہلایا۔۔"

دیکھا! مجھے بھی کچھ فیل نہیں ہو رہا۔۔ ہمارے بے بی بہت زیادہ ریلیکس ہیں۔۔ ہم کچھ مزید جمع کریں گے پھر انہیں ہاسپٹل جا کر لے آئیں گے اوکے!" اسنے آہستہ زاردار نہ کہا۔۔۔

ویٹ آمنٹ انت الحیات! یہ تم نے مجھ سے کیوں پوچھا پہلے؟"" وہ نا سمجھی سے ابرو اٹھا کر بولا۔۔ اسے گڑبڑ کا احساس ہوا۔۔
کیونکہ میرے بھی تو بے بیز ہیں نا تمہارے پاس۔۔" وہ تنگ ہو کر" غصے سے بولی۔۔
میرے پاس؟ لیکن کہاں؟" صارم صدمے سے حیران ہو کر" یہاں وہاں دائیں بائیں دیکھتا بولا۔۔
اسٹوپڈ مین تمہاری کھوکھ میں۔۔۔" وہ تقریباً چیخی۔۔"
کیا!!!!؟؟؟؟" صارم چیخ کر اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر بولا۔۔۔"

یاہ!!" وہ مسکراہٹ دبا کر بولی۔۔"
اسکی آنکھیں پھیل گئیں۔۔۔" تت۔ تمہیں یہ کک۔۔ کس نے کہا؟" صارم کی رنگت زرد پڑ گئی۔۔

بولنے کی کیا ضرورت ہے۔۔ ایلی کہتی ہے کس کرنے سے بے بی ہوتے "
ہیں۔۔ تو میں نے بھی تمہیں کس کیے ہیں نا۔۔" وہ نظریں جھکا کر بولی۔۔
صارم نے بے ساختہ اپنا کھلا ہوا منہ بند کیا۔۔ اسنے اپنے
پیٹ کو چھوا۔۔۔ "یو مین آئی ایم پریگنینٹ؟" اسنے سرخ ہوتے تپے
چہرے سے پوچھا۔۔
ڈونٹ وری! گھبراؤ ہنی اٹس نارمل۔۔ ہم مل کر ہاسپٹل چلیں گے "
اور سب ہینڈل کر لیں گے۔۔" وہ اسکے قریب ہو کر گال پہ ہاتھ رکھتی
معصومیت سے بولی۔۔۔
صارم کا دل ڈوب گیا۔۔۔ خدانخواستہ اگر کوئی ڈاکٹر صارم زیدی کی
بیوی کی باتیں سن لیتا تو؟

ہاہاہاہا۔۔۔ "صارم کے منہ سے اچانک قہقہہ ابلا۔۔ وہ فلک "
شگاف قہقہہ لگا اٹھا۔۔
واٹ ہیپنڈ؟؟؟ تم یہ بار بار ہنس کیوں رہے ہو؟؟" بازل اتنی سیریس "
صورتحال میں اسے قہقہہ لگاتے دیکھ کر گھورنے لگی۔۔
کچھ نہیں۔۔۔ بس ہنسی خود بخود آرہی ہے۔۔" وہ اپنی ہنسی کنٹرول کرنے لگا۔۔"
یار میں کیا سوچ رہا تھا۔۔" اسے شرارت سوجھی۔۔"

کیا۔۔۔؟"وہ نارضگی سے بولی۔۔"

میں چاہتا ہوں میری کھوکھ فل ہو جائے اسلئے تم مجھے زیادہ کس" کر دیا کرو۔۔ اور ہمارے زیادہ بے بیز ہو جائیں۔۔"اسنے رازداری سی اسکی گردن میں ہاتھ ڈال کر پاس کرتے کہا۔۔

سچی؟"وہ پرجوش سی بولی۔۔"

ہاں مچی۔۔۔ صبح شام رات۔۔۔ کو تم یہ کام کرو۔۔۔ اور خود کرو۔۔۔"

زبردستی۔۔"وہ بے خودی میں اسکی گرے آنکھوں میں دیکھتا بولا۔۔

وائی ناٹ!"وہ کھلکھلا اٹھی۔۔۔ صارم نے نچلا لب دانتوں میں دبا کر" مسکراہٹ دبائی۔۔

چلو کسی کام تو تمہاری عقل آئی۔۔"اسنے اپنی شیو سہلائی۔۔ اور" شاطرانہ مسکراہٹ پاس کی۔۔۔

اور مزید راز کی بات بتاؤں؟"اسنے پاس ہو کر رازداری سے کہا۔۔"

ہاں بولو۔۔۔"وہ بھی سر ہلا کر گویا ہوئی۔۔"

یہ میں ڈاکٹر ہوں اسلئے بتا رہا ہوں۔۔ یو نو ڈاکٹر کو سب پتا" ہوتا۔۔ وہ لسٹ تو جھوٹی تھی لیکن میں تمہیں سمجھا رہا ہوں نا۔۔ کہ جب تم مجھے کس کرو گی۔۔۔۔"وہ ٹھہر گیا۔۔ بازل غور سے سننے لگی۔۔۔

ہاں بولونا۔۔"اسکے خاموش ہونے پر وہ بے چین ہو کر بولی۔۔۔"

صارم نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں تھاما۔۔"میں تمہیں عملی صورت دکھاتا ہوں۔۔ایسے کرنا ہے کس۔۔ٹائمنگ بھی نوٹ کرنا۔۔"وہ گھمبیر تا سے کہتا۔۔اسکا چہرہ پاس کر کے بازل کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔۔

اسکی گرے آنکھوں صارم کی بھوری آنکھوں پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔اسکا دل بے ساختہ بے ایمانی پر اتر آیا۔۔اسنے جھک کر اسکے گلابی ہونٹوں پر گرفت جمادی۔۔

اور اسے کمر سے اٹھا کر پاس کر دیا۔۔بازل نے ہڑبڑا کر اسکے شانوں کو تھاما اور صارم نے اسکی کمر کے گرد تنگ حصار باندھ دیا۔۔

وہ آس پاس سے لاپرواہ ہو گیا تھا۔۔بس اس میں کھو گیا۔۔بازل اپنی دھڑکنوں کا شور سنبھالتی اسکے ہونٹوں کی حرارت پر تھی مگر وہ خود ہی اس میں کھو چکی تھی۔۔

کچھ سیکھی؟"صارم نرمی سے دانتوں کا دباؤ دیکر دور ہوا۔۔اور اسکے دہکتے تپے چہرے کو دیکھا۔۔

کیا؟"وہ گہرے سانس بھرتی اسے دیکھ کر بولی۔۔"

یہی کس کرنا۔۔"اسنے گالوں پر جھولتی اسکی لٹ کو کان کے پیچھے لگایا۔۔"

لل۔۔ل۔لیک۔۔۔ن تم نے۔۔۔بب۔۔ائ۔۔یٹ۔۔۔کیا۔۔"وہ"

شرم سے الفاظ توڑ توڑ کر ادا کرتی بولی۔۔۔

تم بھی کر لینا۔۔میں تمہاری پراپرٹی ہوں۔۔۔"وہ انگوٹھا اسکی شہ رگ"

پر پھیرنے لگا۔۔

لیکن میری ہارٹ بیٹ تیز ہو گئی ہے۔۔"وہ اپنی دھڑکنوں سے"

خائف ہوئی ڈرتے بولی۔۔

تمہارے پاس آنے سے میری بھی ہو جاتی ہیں۔۔"اسنے اسکا ہاتھ"

تھام کر اپنے سینے پر رکھا۔۔

اٹس نارمل؟"وہ پوچھنے لگی۔۔"

نہیں یہ بہت خاص ہیں۔۔جب دو دل ملتے ہیں تو یہ ہمیں"

خوبصورت احساس سے واقف کرواتی ہیں۔۔ہمیں احساس دلاتی ہیں کہ

ہم گناہ کر رہے ہیں یا ثواب۔۔"وہ اسکا ہاتھ ہونٹوں سے لگا کر بولا۔۔

آئی لو یو۔۔"وہ بے ساختہ بولی۔۔صارم نے مسکراتے اسے دیکھا۔۔"

اور میری محبت تم سے ان الفاظ سے بڑھ کر ہے سمجھ نہیں آتی کیسے"
تمہیں بتاؤں میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں۔"وہ اسکے گال پر ہونٹ
رکھ کر گویا ہوا۔۔
بازل نے آسودگی سے مسکرا کر اسکی شیو پر اپنی ناک سہلائی۔۔"تمہارا
ایک بے بی اور ہو گیا میری کھوکھ میں۔۔"وہ اسے آگاہ کرتی بولی۔۔
ہاہاہاہا۔۔۔"صارم نے دلکش قہقہہ لگایا۔۔۔"نہیں یہ تمہیں سکھا رہا"
تھا نا اسلئے اس سے نہیں ہو گا۔۔"وہ زوردار قہقہہ لگاتے اس سے بولا۔۔
میں بہت خوش ہوں تم مجھ ملی۔۔"ہنستے ہوئے اسکی ٹھوڑی پر دانت رکھ"
کر اسکی گردن میں چہرہ دیکر گہری سانس کھینچنے لگا۔۔
سچ میں ڈریم مین؟"وہ اداسی سے دیکھتی بولی۔۔"
انت الحیات!"صارم نے اسکا چہرہ سینے سے لگا کر تارون سے"
چمکتے وسیع آسمان کو دیکھا۔۔

میرے لئے وجود اہمیت نہیں رکھتا میری جان!مجھ تم سے"
محبت ہے۔۔تمہاری روح سے۔۔یہ تو ایسے ہی چھوٹی موٹی شرارتیں ہیں
لیکن مجھ عشق تمہاری روح اور تمہارے ساتھ زندگی کے سفر سے ہے۔۔

میں کتنا لکی ہوں تمہیں پا کر، میں تمہیں بتا نہیں سکتا۔۔ میری زندگی میں ایک الگ سا سکون آیا ہے۔۔ مجھے یہ دنیا تمہاری سنگت میں جنت لگتی ہے۔۔
میری وسیع سمندر جتنی گہری محبتوں کی واحد وارث ہو تم۔۔ اور تمہاری محبت کا میں۔۔" وہ اس سے محبت سے بولا۔۔

میں ڈیڈ کی بہت شکر گزار ہوں جو مجھے پاکستان لیکر آیا۔۔ اور انہوں نے " مجھے تمہارے جیسا لائیف پارٹنر دیا۔۔ میرے ڈیڈ مام ورلڈ بیسٹ ہیں۔۔" صارم کا اظہار محبت سن کر بازل کے لبوں سے اپنے ماں باپ کیلئے ڈھیروں دعائیں نکلیں۔۔۔

شکر اسنے ضد کی اور کسے بھی کر کے صارم سے شادی کر لی۔۔
اور تم انکی بیوقوف بیٹی۔۔" وہ شرارت سے بولتا قہقہہ لگا اٹھا۔۔"
میں روحا سے زیادہ انٹیلیجنٹ ہوں" وہ بالوں کو پھونک مار کر ادا سے بولی۔۔"
توبہ استغفار! اگر تم ایسی انٹیلیجنٹ ہو تو ساحل بھائی کا کیا حال" ہو گا۔۔" وہ سوچ کر دہل اٹھا۔۔

چلو تمہیں کچھ دکھانا ہے۔۔"وہ یاد آنے پر بائیک سے اترا اور ساتھ بازل"
کا ہاتھ پکڑ کر اسے بھی اتارا۔۔
اسنے بلیک پاؤں کو چھوتی اسکرٹ پہ گلابی ٹاپ پہن رکھا تھا۔۔
جسکی فل آستین تھیں۔۔پاؤں میں بلیک ہیل پہنی تھی صارم
کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر وہ اسکے ساتھ کہیں جا رہی تھی۔۔۔

ہم کہاں آئے ہیں؟"وہ بڑے بڑے قد آوار درختوں کے بیچ سے اسکے ساتھ"
اندھیرے میں چلتی خوفزدہ ہو گئی۔۔
کیوں تم ڈر رہی ہو؟"صارم نے مسکراتے پوچھا۔۔"

یہ جگہ کافی خوفناک لگ رہی ہے۔۔"اسنے عجیب"
وغریب پرندوں کی آواز سن کر کہا۔۔
تم خود ہی خوفناک جن ہو۔۔"صارم کے کہنے پر اسنے غصے سے اسے"
دیکھا۔۔لیکن وہ آگے بڑھتا جا رہا تھا۔۔

چل چل کر میرے تو بے بیز بھی تھک گئے ہیں بلیک مین۔۔""
بازل نے تھک کر کہا۔۔

صارم نے بے ساختہ قہقہہ لگایا وہ بھی ہنس پڑی۔۔۔

تمہاری یہ باتیں مجھے پاگل کر رہی ہیں۔۔" اسنے اسکا تھاما ہوا ہاتھ اپنے "
لبوں سے لگایا۔۔ اور اسے لا کر ایک جگہ رکا۔۔ اسے آگے کرتے اسکی آنکھوں
پر ہاتھ رکھ دیا۔۔
کیا ہوا؟" بازل بوکھلا گئی۔۔۔"
کچھ نہیں میرے ساتھ چلو۔۔۔" وہ اسے آگے لیے چند قدم "
اٹھانے کے بعد منزل کے کچھ فاصلے پر رکھا۔۔

اب میں تمہاری آنکھوں سے ہاتھ ہٹا رہا ہوں۔۔" اسنے پیچھے کھڑے "
ہو کر کان میں سرگوشی کی۔۔ وہ سر ہلا گئی۔۔

صارم نے گلا کھنکار کر اسٹارٹ کیا۔۔" ون۔۔۔ ٹو۔۔۔۔ تھری۔۔" گننے
کے ساتھ اسنے آہستہ سے انگیاں اسکی آنکھوں سے سرکا کر ہٹائیں اور
اس سے دور ہوا۔۔۔

بازل نے دھڑکتے دل سے آنکھیں وا کیں۔۔۔

اور سامنے کا منظر دیکھ کر ساکت ہو گئی۔۔۔

اومائی گاڈ!!!!" اسکے منہ سے بے یقینی سے چیخ نکل پڑی۔۔۔"
سامنے ساحل سکندر کنارے رات کے اس تیسرے پہر میں سفید پردوں اور برقی قمقموں سے ایک ٹیبل کو سجایا گیا تھا۔۔
اسکے دونوں اطراف دو چیئرز تھیں۔۔۔

گیلی ریت، ٹھنڈی ہوائیں محسور کن سمندر کی خوشبو اور اسکی ٹھنڈی ٹھنڈی بھیگی لہریں۔۔۔۔
بازل نے گھوم کر اسے دیکھا، وہ اسے دیکھ کر مسکرایا بازل اسکے ہاتھ سے ہاتھ نکال کر ایکدم اسکی طرف بھاگی۔۔۔

صارم نے مسکراتے اسکے پیچھے قدم اٹھائے۔۔۔
سینڈلز اتار دو۔۔۔" وہ اپنے شوز اتارتا پینٹ کو فولڈ کرتا اسکے پیچھے آیا۔۔ بازل" نے ٹھہر کر اسکی بات سنی اور جھک کر تیزی سے اپنے سینڈلز اتارے۔۔ انہیں وہیں چھوڑ کر وہ آگے بھاگ گئی۔۔
صارم نے اسکے سینڈلز کے ساتھ اپنے شوز رکھے۔۔

"یہ تم نے پلان کیا؟" اسکے پاس آنے پر بازل نے حیرت سے پوچھا۔۔

"ہاں میں نے سوچا تمہارا موڈ اچھا ہو جائے گا۔۔" اسنے مسکراتے جواب دیا۔۔ مگر بازل پر جوش چیختی اسکے ساتھ لگی۔۔

"اٹس سو بیوٹیفل!!! تھینکیو سو مچ بلیک مین۔۔" اسنے جھومتے اسکے ہاتھ چوم لیے۔۔ صارم اسے خوش دیکھ کر ہنس پڑا۔۔۔

اسنے ایک چیئر بازل کیلئے کھسکائی۔۔ وہ اپنی لٹوں کو انگلی پر سمیٹ کر چیئر پہ بیٹھی۔ صارم جھک کر اسکی پیشانی پہ بوسہ دیا۔۔

اور چلتا ہوا اسکے مقابل چیئر پہ بیٹھ گیا۔۔۔

اسنے وہاں رکھے گلاسوں میں سافٹ ڈرنک ڈالی اور ایک گلاس بازل کے آگے رکھا ایک خود۔۔ اور بیریز کی کانچ کی پیالی اسکی طرف بڑھائی۔۔۔

"اٹس سو رومینٹک!" وہ مسمرائزسی بولی۔۔ جب دونوں نے گلاس کو ٹکرا کر اپنے ہونٹوں سے لگایا۔۔۔

"ڈانس؟" بازل خوشی سے ایک گھونٹ بھر کر صارم کے آگے ہاتھ کرتی پوچھنے لگی۔۔۔

یہاں؟" صارم نے پاؤں سے ٹکراتی سمندر کی ٹھنڈی یخ بستہ لہروں کی"
طرف اشارہ دیا۔۔
مزہ ہی اس میں ہے۔۔۔" بازل نے کہنے کے ساتھ ہی اسکا ہاتھ خود"
ہی تھام لیا اور جھٹکے سے اٹھانے کی کوشش کرنے لگی۔۔

اوکے ایزیو وش!" وہ فرمانبرداری سے اٹھ بھی گیا اور اسکے مقابل"
آیا۔۔
یہ سب تم نے اکیلئے کیا؟" بازل نے پوچھا۔۔"
نہیں وہ میرے دوست تھے ناجو راستے میں آئے تھے انہوں نے کر کے"
دیا۔۔" صارم نے نفی میں سر ہلاتے کہا۔۔ اور اسکی کمر پہ ہاتھ
رکھ کر اسے پاس کھینچا۔۔

سونگ؟" بازل نے افسوس سے کہا۔۔ کیونکہ اپنا موبائل تو وہ گھر چھوڑ"
آئی تھی۔۔" میرے پاس ہے۔۔" صارم اسکی سوچ پڑھ کر بولا۔۔ اور
جیب سے نکال کر اسے دے دیا۔۔۔

یہ ہماری ڈیٹ ہے۔۔" اسنے خوشی کی انتہا کو چھوتے کہا اور جلدی سے "
گانا ڈھونڈنے لگی۔۔
لیکن تم نے کہا تھا تم صرف دوست والی گرلفرینڈ ہو!" صارم "
"!نے شرارت سے یاد دلایا۔۔" اتنی جلدی ڈیٹ

نو! یہ دوست والی ہی ڈیٹ ہے زیادہ اڑنے کی کوشش مت کرو۔۔" وہ "
ٹوک کر بولی اسنے منہ بنالیا۔۔ اور وسیع سمندر کو دیکھنے لگا جب
فضا میں ہواؤں کے شور کے ساتھ اسکا پسندیدہ لگایا ہوا گانا اپنی مسرور سی
ساز کے ساتھ گونجا۔۔۔

I love it when you call me señorita

I wish I could pretend I didn't need ya

But every touch is ooh la la la

It's true, la la la

Ooh, I should be running

Ooh, you keep me coming for you

گلوکارا کی خوبصورت آواز فضا میں رس گھولتی شروع ہوئی۔۔ اسنے ہنستے ہوئے بازل کی کمر کو تھاما اور اسنے صارم کے شانوں کو۔۔
وہ دونوں لہروں کے سنگ جھومنے لگے۔۔۔

Land in Miami

The air was hot from summer rain

Sweat dripping off me

Before I even knew her name, la la la

It felt like ooh la la la

Yeah no

Sapphire moonlight

We danced for hours in the sand

Tequila sunrise

Her body fit right in my hands, la la la

It felt like ooh la la la, yeah

بازل آگے پیچھے قدم اٹھاتی صارم کی انگلی کو تھام کر گول گھومی۔۔اور آکر اسکے بازوؤں میں لہرائی۔۔۔

صارم نے جھٹکے سے اٹھایا۔۔۔اور اور گھوم گھما کر اسکی پشت سینے سے لگاتے بائیں دائیں جھومنے لگے۔۔

I love it when you call me señorita

I wish I could pretend I didn't need you

But every touch is ooh la la la

It's true, la la la

Ooh, I should be running

Ooh, you know I love it when you call me señorita

I wish it wasn't so damn hard to leave you

But every touch is ooh la la la

It's true, la la la

"آئی لو اٹ وین یو کال می انتِ الحیات!"وہ اسکی بانہوں میں خود گنگنائی۔۔گھوم کر اسکے سامنے آئی اور مسکرا دی۔۔۔

کتنا خوبصورت ہے یہ سب کچھ۔۔۔"اسنے صارم کے کندھوں پر" دونوں بازو رکھے۔۔۔

اور اس سے زیادہ تم۔۔۔"وہ اسکی ناک سے ناک ملا کر بولا۔۔"

اسنے ایک جھٹکے سے خود ہی فاصلے تمام کیے اور اسکے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھ دیئے۔۔

اسکی دھڑکنیں سنتا وہ اسکی نازک پتلی سی کمر میں اپنے بازوؤں کا حصار تنگ کر گیا۔۔گانا فضا میں گونجتا رہ گیا۔۔لہریں جھومتی ان کے قدموں سے ٹکرانے لگیں۔۔

لیکن وہ دونوں ایک دوسرے کے لمس میں غافل ہو گئے۔۔

صارم نے اسکے گال پر ہاتھ رکھا اور اسکا چہرہ اوپر کر دیا۔۔بازل اسکے پاؤں پر اپنے پاؤں رکھتی کھڑی ہو گئی۔۔

اسنے اسکے رخسار کو سہلاتے اسکے بالوں میں ہاتھ پھنسایا۔۔اور اسکی بالوں کی جڑوں کو سہلاتا اسکے نرم و ملائم ہونٹوں کے لمس کھویا ہوا تھا۔۔

معاً وہ سانس پھولنے پر خود ہی پیچھے ہو گئی۔۔
اور گھوم کر اسکی طرف پشت دیئے کھڑی ہو گئی۔۔ صارم نے
مسکراتے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور ایک گہری سانس کھینچ کر
ٹیبل کی طرف دیکھا۔۔

وہ چلتا ہوا ٹیبل کے پاس آیا اور وہاں سرخ گلابوں میں رکھی ہوئی سنہری
ڈبیا کو اٹھایا
انت الحیات!" وہ اسے پکارتا اسکی طرف بڑھا۔۔"

ہوں!" بازل جیسے مڑی اسے پیچھے غائب دیکھ کر ہڑبڑا گئی۔۔"
صارم!" اسنے پکارا۔۔ نظریں بے ساختہ چھکیں۔۔"
جب سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھتے صارم زیدی کو دیکھا۔۔
اسکے ہاتھ میں ایک سنہری کلر کی ڈبیا تھی اور اس میں رکھی چمکتے
ہرے والی نفیس ڈائمنڈ کی رنگ جگمگا رہی تھی۔۔۔
بازل ساکت سی ہو گئی۔۔۔

یونو میں بہت غریب سا بندہ ہوں۔۔ باپ بھائی کی پراپرٹی کے "
علاوہ ایک چھوٹا سا فلیٹ ہے۔۔ ایک لینڈ کروزر ہے اور ایک
بائیک کے علاوہ تمہیں یہ ڈائمنڈ کی رنگ منہ دکھائی گفت کر
رہا ہوں۔۔۔" اسنے معصومیت غربت چہرے پر طاری کر کے کہا۔۔

غریب مولوی۔۔!!" بازل خوشی سے چیختی ایکدم اسکے اوپر گری۔۔"
آہہہ۔۔" صارم چیختا اس افتاد پر پیچھے گرا۔۔"
فضا ایکدم ساکت ہو گئی۔۔
سمندر کی لہروں میں وہ پڑا ہوا تھا اور اسکے اوپر بازل گری تھی۔۔ اسنے
سر اٹھا کر صارم کو دیکھا۔۔
ہاہاہاہاہا!" دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے فلک شگاف "
قہقہہ لگا اٹھے۔۔ اسنے اچانک کروٹ بدلی۔۔ اور بازو کو برابر میں گرا
دیا۔۔
اب وہ دونوں ٹھنڈی یخ لہروں میں پڑے تھے۔۔
جب بازل نے اسکی طرف ہاتھ بڑھایا۔۔ صارم نے مٹھی میں بند
انگوٹھی کو آہستہ سے اسکی انگلی میں پہنایا اور اپنی آنکھوں کے سامنے کیا۔۔

اسکے سپید و نازک سے ہاتھ میں وہ رنگ خوبصورتی سے چمک رہی تھی۔۔ صارم نے اس پر اپنے ہونٹ رکھ دیئے۔۔ بازل نے اپنی آنکھوں کے سامنے کیا۔۔

یہاں کوئی آئے گا تو نہیں؟" اسنے صارم سے پوچھا۔۔"
نہیں۔۔" اسنے سر نفی میں ہلایا ہی تھا جب وہ قریب ہو کر"
اسکے چہرے پہ جھک گئی۔۔

رنگ کے بعد کس بھی کرتے ہیں سٹوپڈ مین!" وہ سرگوشی میں"
بولی۔۔
یہ تو بہت زبردست موقعہ ہے اب تم خود کو مجھ سے بچا کر"
دکھاؤ!" اسنے خطرناک ارادوں سے کہا۔۔
ہاہاہا پہلے پکڑ کر تو دکھاؤ!" وہ جھٹکے سے اٹھی اور وہاں سے بھاگی۔۔ اسکے پیچھے"
ہی صارم بھاگا۔۔ کچھ دور ہی اس پر جھپٹ کر اسے گرا کر قبضے میں
کر لیا۔۔۔

بازل کا خوشگوار قہقہہ ماحول کو مزید خوبصورت بنا گیا۔۔

ابھی ایک اور چیز ہے۔۔"اسنے کہا۔۔"

وہ کیا؟"بازل نے ایکسائٹمنٹ سے پوچھا۔۔"

جب صارم نے معنی خیزی سے مسکراتے اسکے ہونٹوں پہ اسکی من پسندیدہ بیری کو رکھا۔۔وہ مسکراہٹ دبائے آہستہ سے دانتوں میں دبائے اسے دیکھنے لگی۔۔

مولوی کی نیت پہ اٹیک۔۔بڑا پچھتاؤ گی اب۔۔"وہ خطرناک ارادوں سے کہتا جھک گیا۔۔

سمندر کی لہروں نے ان دونوں کے وجود کو چھوا اور سیراب ہوتی شور مچاتی پیچھے بھاگ گئی۔۔۔

دو گھنٹے اس خوبصورت بیچ پہ گزار کر وہ واپس اپنی بائیک کی طرف بڑھ گئے۔۔ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر۔۔

ooooooo

....★☆☆☆☆☆★....

ماضی۔۔

"میں نے بہت کوشش کی اپنی بیٹی کو اپنے برے اعمال سے بچانے کی لیکن۔۔۔ میں کمزور بندہ اسکی حکمت کے آگے بے بس لاچار ہو گیا۔۔" صائم زیدی اپنے بیڈ پر پڑے جائے نماز پہ روتی تقویٰ زیدی سے بولے۔۔

انہوں نے گردن گھما کر دیکھا۔۔ جسکی بڑھی ہوئی شیو، بکھرے بال اور بکھرے حال میں بے بس پڑے تھے۔۔

"ہم اتنی طاقت نہیں رکھتے سائیں کے اللہ کے فیصلہ حکم کو جھٹلا سکیں۔۔ وہ جو حکم دیتا ہے، اسے کوئی جھٹلا نہیں سکتا۔۔ اور یہ میری بیٹی کا نصیب تھا جو کچھ اسکے نصیب میں لکھا تھا، اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں۔۔" تقویٰ جائے نماز رکھ کر اسکے پاس آئی۔۔ اسکی پیشانی بخار سے تپ رہی تھی، وہ اپنے نرم ہاتھوں سے اسکی پیشانی دبانے لگی۔۔

"تقویٰ میرا دل پھٹ رہا ہے۔۔ مجھے ایسے لگ رہا ہے جیسے مجھ سے میرا خون چھین لیا گیا ہو۔۔۔" وہ دلاور کو کھونے کا سوچ کر بے تحاشہ بے آواز رونے لگے۔۔

تقویٰ دلاور سے انکی محبت کو جانتی تھی۔ اور یہ بھی کہ آپریشن کی وجہ سے وہ جس طرح مجبور پڑا تھا اسکی بے بس کے آنسوں صرف خدا کے آگے گر رہے تھے۔۔۔

میں نے ناصرف ایک معصوم بیٹے کو کھو دیا بلکہ اپنی بیٹی۔۔۔۔"وہ توقیع کی" حالت پہ تڑپ اٹھے۔۔

اب پچھتاوے کا کوئی فائدہ نہیں سائیں۔۔ ہمیں اپنے بچے پر نظر رکھنی" چاہیے تھی وہ کیا کرتے ہیں کیا نہیں۔۔ وہ لڑکی مر چکی ہے لیکن مجھے اسے دیکھ کر ایک عجیب سی بے چینی ہوتی تھی۔۔
میں نے صمصام کو کہہ دیا تھا ان دونوں بھائیوں کو اگر اسکے ساتھ دیکھے تو ٹوک دے۔۔ لیکن اسکے باوجود بھی سب کچھ تہس نہس ہو گیا۔۔ اور اس سب کے ذمہ دار ہم ہیں۔۔
ایسے ظالم دور میں ہم اپنے بچوں کو لاپرواہی سے دنیا کے رسم ورواج کے نذر کر دیتے ہیں۔۔ اسکا یہی نتیجا نکلے گا۔۔"وہ صائم کے بالوں میں ہاتھ پھیرتی خود بھی رو رہی تھی۔۔

تقویٰ میں تمہیں اپنا درد کیسے سمجھاؤں جب جب میں سوچتا"
ہوں کہ دلاور ہمارے بیچ اب نہیں رہا میرا دل پھٹنے لگتا ہے۔۔ میں دل کو
جھوٹے دلاسے دیتا ہوں کہ نہیں وہ موجود ہے ہمارے بیچ۔۔
میرا سر بھاری ہوتا جاتا ہے، میری بیٹی کی حالت مجھے اندر ہی اندر
"ختم کر رہی ہے۔۔

سنبھالیں خود کو سائیں۔۔ اللہ ہمارے ہر آنسوں سے واقف ہے، جو ہم اندر"
بہاتے ہیں اور جو باہر بہہ رہے ہیں، جس اذیت سے ہمارا دل پھٹ رہا ہے
خدا اس سے بھی واقف ہے۔۔ اللہ ہماری شہ رگ سے بھی قریب
"ہے۔۔ اس سے دعا کریں اللہ آپکو صبر سکون دے گا۔۔
ہر انسان کو اپنا غم بڑا اور آزمائش کٹھن لگتی ہے لیکن وہ اگر جہاں"
میں نظر دوڑائے تو ندامت سے بچ نہیں پائے گا، کہ کتنے بڑے بڑے غم
ہیں کتنی کٹھن آزمائش ہیں، کیسی کیسی مصیبتیں ہیں جو دوسرے اپنے اندر لیے
چل رہے ہیں بلکہ اسکا مقابلہ صبر تحمل سے بھی کر رہے ہیں۔۔
اللہ سے شکوہ مت کریں اسکی رضا میں خوش رہیں، کیا پتا وہ
کسی کو دنیا کے کڑوے رنگ دکھا رہا ہو۔۔ کیا پتا اسے وہ پسند آگیا ہو
"اسلئے اپنے پاس بلا لیا ہو۔۔

وہ ہمیشہ کی طرح اسکی باتیں نصیحتیں خاموشی سے سن رہا تھا تبھی صام بوکھلاتا ہوا روم میں داخل ہوا اور انہیں بتایا کہ توقیع کی حالت کافی سیریس ہو گئی ہے۔۔

صائم تقویٰ اپنی جگہ چھوڑ کر اٹھے اور باہر بھاگے، توقیع کے روم میں داخل ہوئے تو وہاں بیڈ پر پڑی توقیع بالکل نیلی پڑ چکی تھی اسکے منہ سے جاگ نکل رہی تھی اور وہ وحشت چیخوں میں اپنی زبان تک کو نوچ چکی تھی۔۔
تقویٰ کی بے ساختہ چیخیں گونج اٹھیں۔۔

صارم بہن کے ہاتھ پکڑے رو رہا تھا، صمصام مٹھیاں بھینچیں سرخ لہو آنکھوں سے کھڑا تھا۔ ہنستی مسکراتی زندگی میں ایکدم سے وحشتیں برپا ہو گئی تھیں۔۔
جن کیلئے وہ اسلام آباد میں سکون والی زندگی چھوڑ کر یہاں آئے تھے انہوں نے تنہا حقیر سمجھ کر یوں منہ موڑا تھا جیسے یہاں کوئی انسان ہی نا تھے۔۔ اڑتی اڑتی یہ بھی سننے میں آئی تھی کہ دریاب کا نکاح سمن سے ہو رہا ہے اور عرشیہ کا فارس سے۔۔

اسنے کتنا رو کا تھا، انہیں لیکن وہ دونوں بھائی نا صرف ایک دوسرے کو تباہ کر گئے لیکن اپنے ساتھ کتنی زندگیاں بھی تہس نہس کر گئے۔۔

سب کی زندگیوں میں سناٹے چھائے ہوئے تھے، دلاور کے انجام پہ عوام پر سکون ہو گئی تھی اور یہ عبرتناک انجام انہیں پسند آیا تھا بلکہ وہ کہہ رہے تھے ایسے حیوانوں کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیے۔۔

پر ہمیشہ گمراہی میں رہنے والے لوگ کیا جانے اصل حیوان ابھی تک انکے بیچ آرام سے گھوم رہا تھا بلکہ انکے منصوبے اور ہمتیں مزید بڑھ گئی تھیں۔۔

صمصام صارم یہاں تک کہ سب کا نکلا باہر دو بھر کر دیا تھا، انہیں دلاور کے طعنے غلیظ گالیاں سخت اکفاظ سے نوازا جا رہا تھا۔۔

اور صمصام کا تو آئے دن کسی نا کسی سے جھگڑا رہتا تھا۔ جس میں کبھی خود لہولہان ہوتا تھا، تو کبھی کسی کو موت کے منہ میں دھکیل آتا تھا۔۔

وہ کافی سخت دل کا ہو گیا تھا صورتحال کی وجہ سے۔۔

وہ سمجھتا تھا۔۔۔

غرض کے رشتے، مطلب کا زمانہ تھا۔۔"

"دل میں منافقی تھی، رشتوں کا سہارہ محض بہانہ تھا۔۔

ورنہ اپنے کب اپنوں کو چھوڑ کر جاتے ہیں۔۔ مشکل میں اپنوں کا سہارا، یہی تو دشمن کے منہ پہ طمانچہ تھا۔۔

ہم جب اپنوں کو چاہتے ہیں، اور اپنے موٹ میں بے حسی دکھائیں تو اندر سخت ہو ہی جاتا ہے۔ انسان ٹوٹ ہی جاتا ہے۔ اور صمصام نے سیکھا تھا دنیا میں کوئی سہلارے کے قابل نہیں۔۔
دوسرے کے سہارے ہمیں ایسی جگہ مارتے ہیں کہاں پانی کی بوند نصیب نہیں ہوتی۔۔ کیا ہوتا اگر دلاور اسکی بہن سے نفرت کا اظہار نا کرتا، اسے جینے کی کوئی کرن ہی تھما دیتا۔۔

لیکن اسنے اسکی بہن کو مار دیا تھا اپنی نفرت کے اظہار سے۔۔ اسکی راتیں وحشتناک دن عذاب بنا دیئے تھے۔
خود تو چلا گیا سب کو توڑ کر، لیکن اس معصوم کو تو جینے کا حق دے جاتا۔۔
اسکے سامنے اسکا باپ اسکی بہن اسکی ماں اس شخص کیلئے تڑپ رہے تھے جو کہ ان سے آخری وقت میں نفرت کا اظہار کر کے جا چکا تھا۔

اور اسکے ماموں نے جا کر ان سے یوں منہ موڑا تھا جیسے یہاں اسکا کوئی نہیں۔۔ کیوں نا کرتا وہ ان سے نفرت بدگمانی جنہیں وہ انسان نہیں لگتے تھے۔ انہیں ٹھکرا کر انہوں نے دوسروں کے سہارے لیے تھے۔ کیا وہ انکے کچھ نہیں لگتے تھے۔۔

ooooooo

جب تالاب بھرتا ہے تو مچھلیاں چینٹیوں کو کھاتی ہیں، جب تالاب سوکھ جاتا ہے تو چینٹیاں مچھلیوں کو کھاتی ہیں، موقعہ سب کو ملتا ہے وقت سب کا آتا ہے۔۔ جب وقت آتا ہے، حساب برابر ہوتا ہے۔۔

ایک فرضی کہانی ہے، ایک تناور درخت پہ ایک چڑیا کا گھونسلا تھا جس میں اسکے ننھے ننھے بچے رہتے تھے اور ماں باپ اپنے ننھے ننھے بچوں کا خیال رکھتے تھے۔

لیکن ایک دن ایک زوردار طوفان آیا، ہوا اتنی زور سے چلی کہ چڑیا کا گھونسلا سمندر میں جا گرا، چڑیا نے اپنے باقی بچوں کو تو بچہ لیا لیکن ایک بچہ سمندر کی لہروں میں پھنس گیا۔۔

چڑیا سمندر میں گئی اور اپنے بچے کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کرنے لگی لیکن اسکے پر گیلے ہو گئے اور وہ کامیاب نا ہو سکی۔۔
وہ باہر آئی اور سمندر سے بولی اے سمندر اپنی لہروں سے کہہ مجھے میرا بچہ لوٹا دیں۔۔ سمندر بولا تجھ میں ہمت ہے تو تُو اپنے بچے کو بچا لے۔
چڑیا نے سمندر کی بات سنی، اور ایک بار پھر کوشش کی لیکن وہ ناکام ہو گئی، چڑیا نے اس بار سمندر سے التجا کی۔ اے سمندر اس ماں کی التجا سن اور مجھے میرا بچہ لوٹا دے۔ سمندر نے اسکی التجا سنی اور اپنی طاقت و غرور میں بولا
تو بچا سکتی ہے تو بچا لے میں تیری کوئی مدد نہیں کروں گا۔
چڑیا نے اپنے ننھے پر سمندر کی لہروں میں مار کر اپنے بچے کو بچانے کی کوشش کی لیکن کامیابی ابھی بھی اسکے ہاتھ نا آئی تو چڑیا غصے سے سمندر سے بولی

اے سمندر اگر تم نے میرے بچے کو نہیں بچایا تو میں تیرا سارا پانی پی کر تمہیں خشک کر دوں گی۔۔

سمندر اسکی بات سن کر ہنسا اور بولا کہ چلو میں بھی دیکھتا ہوں تم مجھے کیسے خشک کرتی ہو۔۔

چڑیا غصے میں سمندر سے ایل گھونٹ پانی کا پی کر، درخت پر بیٹھ جاتی اور کچھ دیر بعد پھر ایک گھونٹ پی کر درخت پہ بیٹھ جاتی غرض کہ اسنے تیس پینتیس مرتبہ یہ عمل دہرایا۔۔

تو سمندر بولا کہ رکو چڑیا میں تمہیں تمہارا بچہ لوٹا دیتا ہوں، یہ کہہ کر اسکی ایک بڑی سی لہر آئی اور چڑیا کو اسکا بچہ لوٹا کر دے دیا۔۔

مسلسل یہ سب دیکھتے درخت نے کہا کہ سمندر تم تو اتنے طاقت ور ہو کیا تم ایک چڑیا کی دھمکی سے ڈر گئے۔۔

تو سمندر بولا کہ مجھ میں اتنی طاقت ہے کہ میں تمہیں جڑ سے اکھاڑ دوں، زمین پہ سیلاب لے آئوں کیا میں ایک کمزور سی چڑیا سے ڈر جاؤں گا۔۔

نہیں ہر گز نہیں! میں اس چڑیا سے نہیں ڈرا بلکہ میں اس ماں سے ڈرا ہوں جس کی آہ عرش الٰہی کو بھی ہلا دیتی ہے تو میری کیا مجال؟ جس طرح وہ میرا پانی پی رہی تھی مجھے لگا کہ میں خشک ہو کر ریگستان بن جاؤں گا۔۔

یہ تو تھی ایک فرضی کہانی، لیکن یہ سچ ہے ایک ماں کی آہ عرش الٰہی کو بھی ہلا کر رکھ دیتی ہے، بڑی سے بڑی طاقتور ہستیاں بھی اس سے ڈر جاتی ہیں سہم جاتی ہیں۔

پھر کیسے اس ماں کی آہیں عرش الٰہی پہ نا جاتیں۔۔ جس نے رو رو کر اپنے ہوش و حواس کھو دیئے تھے۔۔

جس نے بیٹے کو کھو کر خود کو نوچنا ہر کسی کو مارنا شروع کر دیا تھا۔۔ وہ پاگل ہو کر ہر کسی کو مارنے لگی تھی کہ اس سے اسکا بچہ چھیننے والا وہی ذمہ دار ہے۔۔ وہ خدا کے آگے چیخ چلا رہی تھی کہ اسے اسکا بیٹا واپس چاہیے۔۔

یہاں تک کہ مجبوراً دانیال خان کو اسے روم میں باندھ کر رکھنا پڑا۔۔ وہ اس وقت بھی اسے زبردستی کھانا کھلا کر باہر نکلا تھا۔۔ کچن میں دریاب سہمی سی عرشیہ کو روتا ہوا نوالے کھلا رہا تھا تبھی وہاں بتول خان کی آمد ہوئی۔۔

کیا بکواس کی تھی اپنے باپ سے۔۔" دانیال کے گھر سے نکلتے اسنے" دریاب کو بری طرح سے پیٹنا شروع کر دیا۔۔روتی چیختی عرشیہ کو فارس زبردستی پکڑے بیٹھا ہنس رہا تھا۔۔

عرشیہ نے غصے سے فارس کو کاٹ کر خود کو چھڑوایا، اور بھاگ کر پتھر اٹھاتے ہوئے آؤ تاؤ دیکھے بغیر بتول خان کے سر میں پوری قوت سے دے مارا۔۔

وہ چیخ اٹھی۔۔۔دریاب نے موقعہ دیکھ کر اسے پیچھے دھکیلا اور روتی ہوئی عرشیہ کو اٹھا کر اپنی ماں کے روم میں جا کر دروازہ اندر سے بند کر دیا۔۔

اسکی ماں سو رہی تھی، اور دریاب بہن کو لیکر ماں کے پاس بیٹھ گیا۔۔

بتول چیختی روتی وہاں سے چلی گئی۔۔

صبح دریاب کو دانیال خان سے مار اس وجہ سے پڑی کیونکہ بتول اور خان بیگم نے اس سے کہا تھا کہ وہ رات عرشیہ کو کھانا کھلانا چاہتی تھی مگر دریاب نے اسے پتھر مار کر زخمی کر دیا ہے۔۔

وہ بھی دلاور خان کی طرح وحشی ہو گیا ہے اسے انسان جانور میں فرق نہیں۔۔ خان بیگم دانیال سے لڑھ پڑی کہ یہ تربیت کی ہے اپنے بچوں کی۔۔

اور اس سب کا غصی دانیال نے اپنے بیٹے پر اتارا۔۔ وہ خاموشی سے سہہ گیا۔۔ مگر بہن کا نہیں بتایا کہ اسنے پتھر مارا تھا۔۔

میں کہہ رہی ہوں ابھی وقت ہے انکی پرورش ہو سکتی ہے۔ بتول" ایک اچھی ماں ثابت ہو گی تمہارے بچوں کیلئے۔۔ تمہاری بیوی تو پاگل ہو "چکی ہے۔

میں تمہارا حال دیکھ کر پیر بابا کے پاس گئی تھی انہوں نے کہا ہے کہ" یہ عورت منحوس ہے۔ یہ اپنے ماں باپ کو بھی کھا چکی ہے تمہاری زندگی بچوں سمیت اجاڑ دے گی۔ اگر تم نے اسے اپنی زندگی سے نہیں نکالا تو مزید قیامتیں ٹوٹیں گی۔۔

تم خان ہو، ہمارے خاندان میں منگ کو چھوڑنا مرد کی نشانی نہیں۔۔ تمہارے باپ نے بچپن سے تمہارا بتول کا رشتہ طے کیا تھا، مگر تمہاری پھوپھو کے بے گھر اور زریش کے یتیم ہونے کی

وجہ سے ہم نے چپ سادھ لی کیونکہ مرحومہ سفینہ میرے پاس آئی تھی کہ وہ اپنی بیٹی کا رشتہ تمہارے ساتھ کرنا چاہتی ہیں۔۔
ہم نے اسکا حال دیکھ کر خاموشی اختیار کرلی لیکن تم نے جب زریش سے شادی نہیں کی بلکہ اس لڑکی سے کرلی تو ہمیں دکھ ہوا۔۔
شاید اللہ نے تمہارا نصیب بتول کے ساتھ لکھا ہے تبھی تو یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ ہم تمہاری بربادی نہیں دیکھ سکتے میرے بچے ابھی بڑی زندگی پڑی ہے۔۔
تمہارے بچوں کا مستقبل پڑا ہے۔۔ اب یہ عورت تو تمہارے بچوں کی تربیت کرنے سے رہی جو اپنا خیال نہیں رکھ سکتی پاگل ہو گئی ہے۔۔
اور ہم نے ایک اور بھی فیصلہ لیا ہے۔۔ جتنے تمہارے مخالف دشمن اٹھ کھڑے ہوئے ہیں کل کلاں خدانخواستہ عرشیہ کو دشمنی میں اٹھا کر لے جائیں تم کیا منہ دکھاؤ گے دنیا کو۔۔
دشمن ہماری کمزوری دیکھتے ہیں، اور دشمنوں کو بچوں پہ بھی رحم نہیں آتا۔۔
ہم نے سوچا ہے تمہارا نکاح بتول کے ساتھ کرتے، ساتھ فارس اور عرشیہ کا نکاح بھی کروادیں۔۔ رسم کروادیں گے بعد میں بڑے ہو

جائیں گے تو شادی بھی کر دیں گے۔۔"خان بیگم اسکے سامنے بیٹھی اپنی بولے جا رہی تھی جسے خاموشی سے دانیال خان سن رہا تھا۔۔
اسنے دانیال خان کی دکھتی رگ عرشیہ کا نام لیکر اسکے دماغ سے کھیلنے کی کوشش کی، انہوں نے سوچا تھا کہ اگر دانیال نے اسکی بیٹی کے ساتھ نکاح کر لیا تو وہ مرحوم دلاور کو انصاف ضرور دلائے گی۔۔
اگر نہیں تو وہ مزید زندگی تنگ کر دے گی دانیال خان پہ۔۔۔

اتنے میں انکی باتیں سنتا دریاب بھڑک کر بیچ میں آ گیا۔۔
"اگر آپ نے میری بہن کے ساتھ اسکا نکاح کرواتا تو میں اپنی ماں بہن سمیت خود بھی زہر کھا لوں گا۔۔پیچھے آپ کرتے رہیے گا اپنی بتول سے شادی۔۔"

دانیال نے اسکی بدلحاظی پہ تھپڑ مار کر اسے وہاں سے بھگایا۔۔
"خان بیگم!! مجھے نہیں معلوم میرا رشتہ کس سے طے ہوا کس سے نہیں۔۔مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا خانم کیسی تربیت کرتی ہے کیسی نہیں۔۔وہ منحوس ہے یا کچھ بھی۔۔۔

لیکن مجھے اتنا پتا ہے بچے پھر بھی ہو جائیں گے لیکن اپنی خانم کو میں نہیں کھو سکتا۔۔ کیونکہ اس سے شادی میری مجبوری میں ضرور ہوئی تھی مگر اس سے محبت میری پابند نہیں کسی کی۔۔" دانیال خان نے سپاٹ جواب دیکر انہیں وہاں سے رخصت کر دیا۔۔

وہ اپنی خانم سے نہیں بلکہ اپنے بچوں سے بد گمان ہو چکا تھا۔۔ اسکے بچوں نے اسے کہیں سر اٹھانے کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔

لیکن دریاب کو اپنے باپ کا جواب پسند آیا تھا۔۔

خان بیگم غصہ ہوئیں بتول اور فارس پہ کہ انکے رویے کی وجہ سے انکار ملا ہے۔۔ بتول دانیال خان کیلئے ہمیشہ سے جذبات رکھتی تھی۔۔ مگر شرم کی وجہ سے وہ کبھی اظہار نہیں کر پائی۔۔

پر جب اسکی شادی ہو گئی اور اسکے لئے بھی رشتے آنے لگے تو وہ کھل کر اپنی ماں کے سامنے آئی اور چیخ چلا اٹھی کہ وہ خان کے علاوہ کسی سے شادی نہیں کرے گی۔۔

خان بیگم کو اپنی بیٹی کی عمر کا خوف ستانے لگا تھا، وہ بیٹی کی ضد کے آگے مجبور تھیں اسلئے چاشین بن کر اس سے باتیں کرتی اسکا ہر ممکن ساتھ دے رہی تھی مگر اسکا تھپ سے جواب انہیں غصہ دلا

گیا تھا اور اب وہ چاہتی تھیں کیسے بھی کر کے دانیال خان کو جھکائیں اور فارس کا نکاح عرشیہ سے کر دیں۔۔۔
بتول بھی انکا خیال رکھنے لگی تھی، دانیال عرشیہ کا دریاب کا۔۔۔ سواء عائشہ کا۔۔ اور فارس انکا اچھا دوست بن گیا تھا۔۔

عرشیہ بچی تھی، فارس سے دوستی باندھ گئی لیکن دریاب کو اسکی دوستی چبھتی تھی دل میں۔۔ وہ ہمیشہ نویرہ کا دوست رہا تھا بھلا اب کیسے انکا مخلص ساتھی بن گیا تھا؟

ooooooo

آج رات کے دو تین کے درمیان ایک گاڑی نکلے گی یہاں سے ہمیں" شک ہے اس میں آپ کا بھائی بھی ہو گا۔" یہ شام کا وقت تھا جب ساحل کو ایک اہلکار نے فون کر کے بتایا تھا۔۔

تو گویا اسکا شک درست نکلا تھا کہ دلاور مرا نہیں ہے۔ اسے صرف مردہ دکھایا گیا ہے۔ تاکہ وہ اپنی بیٹی کا بدلہ لے سکیں۔۔ پہلے تو اسکا دل

کیا سیدھا جا کر فیروز چغتائی کے گھر پہ گولیوں کی بارش کر دے لیکن اسنے خود پہ ضبط کیا۔۔

چونکہ اب وہ مجرم تھا، اور دنیا کی نظر میں مر بھی چکا تھا تو اسے خفیہ طریقے بازیاب کرانا ہوگا۔ کیا پتا اس اہلکار کا شک درست ہو جو کہ اسکے لئے وہاں نوکری کر رہا تھا۔۔

دلاور تمہارے میت کو کندھا دینے کیلئے تو کوئی نہیں آیا، سواء"
تمہارے باپ اور انکے دوستوں نے دفنایا مگر تمہارے انصاف
"کیلئے ساحل شاہ دنیا جمع کر دے گا۔۔
اسنے یہ سوچا تھا۔۔ لیکن اب اسے اس میت کا دکھ ختم
ہو گیا تھا کیونکہ اسکا دل گواہی دے رہا تھا اسکا "دل" ابھی زندہ ہے۔۔
اسنے کافی سوچا مگر ایسا کوئی شخص ناملا جس کے ساتھ ملکر وہ اس گاڑی پر
رات کو حملہ کر سکے۔۔
دریاب گاؤں چلا گیا تھا، صمصام ابھی بچا تھا اسے کہاں پتا تھا
ایک گن سے تباہی کس طرح مچاتے ہیں۔۔ اور وہ اپنے بھائیوں سے
ایسا گناہ کروانا بھی نہیں چاہتا تھا۔

کچھ سوچ کر اسنے اپنی دوست فیری کو کال کر دی۔۔ اور اسے ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔۔ فیری نے اس سے کہا وہ اپنے باپ سے مدد لے گی۔ لیکن ساحل شاہ کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ لاہور سے برہان علوی آئے اور انہیں انصاف دلائے اتنی مہلت کہاں تھی۔۔

"اگر تمہیں میری مدد کرنی ہے تو آؤ ورنہ اپنے مشورے اپنے پاس رکھو۔۔" وہ غصے سے بولا۔۔ فیری سوچنے کے بعد راضی ہو گئی۔۔

"کیا اسکے بعد تم مجھ سے شادی کر لو گے؟" وہ اپنی ڈیمانڈ رکھنے لگی۔۔

"تم سے شادی کرنے سے بہتر میں شہید ہو جاؤں۔۔" وہ برجستہ بولا۔۔

"پر تم شادی کے بعد بھی تو شہید ہو۔۔۔" وہ کہہ رہی تھی جب رابطہ ڈسکنیکٹ ہو گیا۔۔ وہ موبائل کو گھورتی رہ گئی۔۔

ساحل نے اسے لوکیشن سینڈ کی۔ وہ اس زبردستی پر جھنجھلا کر رہ گئی۔۔ لیکن اس بندے کی مدد کیے بغیر رہ بھی نا پائی۔۔

جانتی تھی اسکا وکھڑا سواگ تھا۔۔

کچھ نا کر کے بھی سب کچھ کر جاتا تھا۔۔

شریف باپ کی کسٹڈی میں رہتے ایک یہی تو بد معاش تھا جو اسے نئے ٹویسٹ دیتا تھا۔۔

ooooo

اسے ہوش آیا، وہ ٹھنڈے یخ بستہ فرش پر منہ کے بل پڑا تھا۔
اسکے چہرے کے زخموں پر چیونٹیاں چپکی ہوئی تھیں۔۔ لہو کی دم گھٹتی بدبو نے ماحول وحشت ناک کر دیا تھا۔۔

اسکا وجود بے جان تھا، آنکھوں پہ جگہ جگہ مکوڑوں کے کاٹنے کے سرخ نشان تھے۔ اسکا حلق پیاس کی شدت سے خشک تھا۔۔
پھٹے ہوئے ہونٹ خشک تھے۔۔
اسے لگ رہا تھا اسکی موت کا وقت قریب آ چکا ہے۔ زمین پر رکھا اسکے ہاتھ کی انگلیوں میں حرکت آئی۔۔

انگلیوں سے نکلتے لہو میں چپکی چیونٹیاں اور مکوڑے بری طرح حرکت میں آکر احتجاج کرتے آگے پیچھے ہونے لگے۔۔وہ درد سے بے حس ہو چکا تھا بلکہ درد اسے محسوس نہیں ہو رہا تھا۔۔

دل آج میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے پانی پلاتی ہوں منہ کھولو۔۔"گلاس" چمچہ پکڑے چھوٹی سی عرشیہ فرمائشی انداز میں کہتی اسکے پاس آئی۔۔

وہ راضی ہو گیا اور اسنے منہ کھولا۔۔اسنے کھکھلاتے پانی کا چمچہ بھرا اور اسکے منہ کے پاس کر دیا۔۔"آں کرو!!"وہ اپنا منہ کھولتی اسے بولی اسنے ہنستے ہوئے منہ مزید کھولا۔۔

اچانک درد کی شدید ٹیس دماغ میں اٹھی وہ چیخ کر سسک اٹھا۔۔ اسنے فوراً سے منہ بند کر دیا۔۔اور حلق کے خشک ہونے کی وجہ سے کھانسنے لگا مگر اس میں کھانسنے کی بھی سکت نا تھی وہ تکلیف سے تڑپ اٹھا۔۔

معاً اسکے دماغ میں ساحل شاہ کی باتیں گونجی۔۔

وجود میں جیسے آہستہ آہستہ روح واپس آنے لگی۔۔

وہ اپنے حق کیلئے لڑے۔۔۔

سوچ کر وہ ابھی اپنے ہوش بھی بحال نا کر پایا تبھی اس کو ٹھری نما سیاہی میں ڈوبے روم کا دروازہ کھلا۔۔ اور آہٹ سی ہوئی۔۔
ڈی۔۔ڈ!" دلاور کو لگا جیسے آخر کار اسکی تکلیف پہ رحم کھا کر اسکا باپ اسے لینے آ ہی گیا ہو۔۔ وہ ہولے سے مسکرایا۔۔

اسے اٹھا یہاں سے ایسا نا ہو کیڑے ہی پڑ جائیں۔۔ "ناک پہ " رومال رکھ کر نادر پرویز نے کہا۔۔
سر کیڑے نا پڑیں البتہ چیونٹیوں اور مکوڑوں کو ضرور اسکا خون پسند " آ گیا ہے۔۔ "دوسرا ساتھی ہنستے بولا۔۔
میٹھی چیز سب کو پسند ہوتی ہے۔۔ اسے دوسری جگہ منتقل کرو۔۔"" وہ اپنی لات سے منہ کے بل پڑے بے جان وجود کو سیدھا کرتا اسکی حالت دیکھنے لگا۔۔

اٹھاؤ لے جاؤ میں گاڑی تب تک تیار کرواتا ہوں۔۔ فیروز " صاحب سے بھی بات کر لوں کیا وہ تیار ہے۔۔ "وہ حکم دیکر وہاں سے

نکلا۔۔ آج وہ اسے فیروز اور ظفران کے حوالے کرنے والے تھے اور اسے اس اذیت تکلیف سے ہمیشہ کیلئے بالآخر رہائی دے رہے تھے۔۔

"زخموں سے چور بدن لیے وہ بازو میں سخت کہاں لے جا رہے ہو مجھے؟؟" گرفت ہونے کی وجہ سے مزاحمت کے سارے راستے بند دیکھ کر مقابل کے ساتھ تقریباً گھسیٹتا ہوا جا رہا تھا۔

اسکے سوجے حلق سے بمشکل نکلے سوال کو بری طرح نظر انداز کیا گیا تھا۔

"وہ کہاں لے جا۔۔۔ر۔رہے ہو۔۔چھ۔۔ چھوڑو۔۔مجھے۔۔جانے۔۔دو۔۔" سخت مزاحمت کی کوشش کرنے لگا پر اسے بازو کو زوردار جھٹکا دیا جسکے ساتھ ہی اسکے وجود میں درد کی ایک خطرناک لہر اٹھی جو پورے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے چکی تھی۔ ساتھ ہی حلق سے ایک دلخراش چیخ ابل پڑی۔۔

"چپ کر کے چلو ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔" مقابل اسکی مزاحمت دیکھتا ایک زوردار تھپڑ اسکے پہلے سے زخمی پھٹے گال پر مارتے ہوئے جھنجھور کر بولا۔۔

آہہ۔۔"اسکی درد بھری سسکی فضا میں گونج اٹھی۔وہ جب "
دوسرے قید لڑکوں کے سامنے گھسیٹتا جا رہا تھا۔۔سب نے اپنی
سانسیں حلق میں دبالی کہیں انکی موجودگی کا احساس کرتے اس کو
چھوڑ کر انہیں نا اٹھالیں۔۔

پر یہ بھی جانتے تھے اسکے ساتھ کوئی دشمنی ضرور تھی جسکی بنا پر وہ
اس پر اس قدر بے رحمانہ تشدد کر رہے تھے۔وہ جانے کیسے
برداشت کر رہا تھا اگر اسکی جگہ کوئی اور ہوتا تو کب کا اپنی سانسیں ہار
چکا ہوتا۔
افسوس یہ کہ وہ یتیم تھا اسکے اپنوں میں کوئی نہیں تھا نا ہی اسے
یہاں جہنم سے بچانے والے تھے۔وہ جب تک انکے پاس تھا
سیکنڈ سیکنڈ میں اسکے وجود کو بری طرح زخمی کیا جاتا، جگہ جگہ
سے چیر کر اس میں نمک مرچ بھرتے اسے اذیت سے چیختے
دیکھ کر اسکی ویڈیو بنائی جاتی۔وہ جانے کس روح کو سکون پہنچا رہے
تھے۔

جانے کیسی دشمنی تھی اس معصوم کے ساتھ کہ اسکا پور پور لہولہان کر دیا تھا۔ اسکے منہ پر مکے مارنے سے مسلسل تھوک کی جگہ لہو ٹپک رہا تھا۔ ناک سے بھی ٹپک ٹپک کر بہہ رہا تھا۔ وجود پر ایک لہو سے نم پھٹی شرٹ پہنی ہوئی تھی اور آنکھیں مسلسل درد پر رونے سے دھندلی ہو چکی تھیں کہ اسے احساس نہیں تھا رات ہے یا صبح۔۔۔۔

لیکن وہ سیاہ رات تھی۔۔ دلاور خان کی حقیقی موت کی رات۔۔

کچھ دیر پہلے وہ اس اندھیرے میں ڈوبے روم میں پڑے کراہ رہا تھا جہاں سے اب اسے نکال کر باہر گھسیٹتے ہوئے کسی اور جگہ منتقل کرنے کیلئے جا رہے تھے۔

اسکی مزاحمت بے کار تھی کیونکہ اب اس میں اتنی سکت نہیں تھی کہ وہ کسی بچے سے بھی لڑ سکے۔ اسکا پور پور لہو سے نہایا ہوا درد سے سن تھا۔

اسکا دماغ کام کرنے سے انکاری تھا وہ جتنی اذیت برداشت کر چکا تھا وہ بھی اسکے لئے داد کی بات تھی کہ ابھی بھی زندہ ہے اور سانس لے رہا ہے۔۔۔ پر اب وہ ناکام تھا۔ اپنے وجود کے ہر عضوے سے۔

وہ کسی بھی طرح کی مزاحمت نہیں کر پا رہا تھا۔
جانے کتنی مسافت طے کر کے آیا تھا پر اسے احساس نہیں تھا۔
اسے لا کر ایک جگہ پہ بری طرح زور سے زمین پر مارا گیا۔

آہہہ۔۔۔۔"ایکدم سریخ بستہ فرش پر لگنے سے وہ خود میں سمٹ کر"
زوردار چیخ مارنے لگا۔اسکے دماغ میں کوئی چیز چبھ گئی تھی۔۔
چپ کر****ورنہ ابھی ہاتھ منہ میں ڈال کر حلق نوچ لیں گے۔""
اسکی چیخ پر ایک زوردار بوٹ میں مقید پاؤن کی بھاری ٹھوکر مارتے
وہ آدمی غرایا۔
پر فرش پر بہتے خون، سر کو گھومتے زوں زوں کی آواز کانوں میں محسوس
کرتے وہ چیخنے رونے لگا زمین پر ایسے جیسے کوئی بن پانی کی مچھلی تڑپے۔

تجھے سمجھ نہیں آئی***چپ کر ورنہ گلا ابھی کاٹ دوں گا۔"اپنی"
غراہٹ کا اس پر اثر نا دیکھتے مقابل نے غیظ و غضب میں اسکے وجود
پر درپے درلاتیں ٹھوکریں مارنا شروع کر دی۔
ساتھ ہی غلیظ گالیاں بکتے اسکے پھٹے خون سے نم بالوں کو مٹھی میں
جکڑ لیا۔

درد ہو رہا؟؟؟ بہت درد ہو رہا ہے نا تمہیں؟؟ پر درد اسے نہیں کہتے۔۔۔ درد سے "
"تو تجھے اب روشناکروائیں گے کہ درد اصل میں ہوتا کیا ہے۔۔۔
وہ اسکے مٹھی میں جکڑے بالوں سے اسے گھسیٹ کر کچھ آگے آئے۔۔۔
فضا میں دردناک چیخیں بلند ہو گئیں، اسکے وجود کی ساری رگیں
درد سے سکڑ گئی تھیں جس سے اسے بے حد تکلیف ہو رہی تھی۔نا
صرف ہاتھوں پاؤں کی رگیں بلکہ چہرے ماتھے سر کی رگیں بھی درد سے اسکی
روح کو نوچنے لگی۔۔

مام۔۔۔ مم۔۔۔ ما۔۔ مام۔۔۔ "فرش کو نوچنے کی کوشش کرتا وہ چیخ کر"
مدد کیلئے اپنی ماں کو بلانے لگا۔۔ "ڈیڈ۔۔ ڈیڈ۔۔۔۔" اسکی دردناک چیخیں
مزید بلند ہوئیں ساتھ مقابل کے قہقہے بھی۔

آج آخری رات تھی اسکی یہاں۔۔ اور وہ بمشکل ہاتھ آئے وجود کو مسرور سا
نوچ رہا تھا۔۔

کوئی نہیں آئے گا نا مام نا ہی ڈیڈ۔۔ تجھ جیسے حیوان وحشی سے وہ رشتہ ختم کر چکے"
ہیں۔ تجھے ہمارے حوالے کر دیا ہے۔۔۔ انہوں نے بلکہ تجھ سے جڑے ہر انسان

نے رشتہ ختم کر دیا ہے بلکہ تجھے ایسی موت مارنے کا حکم دیا ہے تمہارے باپ نے کہ وہ آنے والی نسل کیلئے ایک عبرتناک مثال بن جائے۔۔"

پیشانے سے اوپر اسکے بال مٹھی میں جکڑ کر جھٹکا دیتے سر اونچا کیا اور بڑے خوفناک انداز میں قہقہہ لگاتے اسکے کانوں میں سور پھونکا۔۔ جسے سنتے ہی وہ وجود درد کراہ آہ سب بھول کر خاموش ہو گیا۔۔

تجھے مار کر تمہارے وجود کو ٹکڑوں میں کاٹ کر کتوں کے حوالے کریں گے۔" یا تجھے پاگل کر کے ایسی موت دیں گے جس سے ہم پر کوئی الزام نا آئے بلکہ یہ "خودکشی قرار دی جائے ہاہاہاہا۔۔

وہ اسے اپنے ارادوں سے آگاہ کرنے لگا۔۔ "پر افسوس یہ حادثہ یہیں دب جائے گا۔۔ کیونکہ دنیا کو دکھانے کیلئے تمہارے باپ نے "تمہاری قبر بنائی ہوئی ہے۔۔۔ تاکہ دنیا انکا پیچھا چھوڑ دے۔۔

جھوٹ بولتے ہو تم بکواس کرتے ہو تم میرا باپ ایسا نہیں کر سکتا" میری ماں مجھ سے بہت پیار کرتی ہے۔۔" وہ حلق بل چلایا۔۔ بس نہیں تھا ساری دنیا تہس نہس کر دیتا۔

بھلا کوئی ماں باپ کیسے اپنے ہاتھوں سے اپنی اولاد کو جہنم میں پھینک سکتے ہیں۔ کیسے زندہ بچے کی قبر بنا سکتے ہیں؟ ماں باپ تو وہ ہوتے ہیں جو اپنی اولاد کی غلطی کے باوجود اسے سات پردوں کے پیچھے چھپا لیتے ہیں تو بھلا کیسے ممکن تھا اسکے ماں باپ خود اجازت دیتے کے اسکے وجود کا پور پور کاٹ کر اس میں کانچ کے ٹکڑے بھرے جائیں۔۔
ایک معصوم کم سن دماغ رکھنے والے کو ٹارچر کیا جائے۔ اسکے زخموں پر نمک مرچیں ڈال دی جائیں اسکے اوپر کبھی گرم تو کبھی یخ پانی ڈالا جائے۔ اسے دنیا کی ہر اذیت دینے کی بھرپور کوشش کی جائے بھلا یہ کیسے ممکن تھا کہ کوئی ماں باپ ایسے کریں۔۔

وہ کم سن ہی تو تھا جو اپنے کیلئے خود کو تباہ کر گیا۔۔
اسنے زندگی تو داؤ پہ لگائی مگر روح کو بھی گھائل کر دیا۔۔
"نتیجا کیا ملا اپنوں سے۔۔۔۔"قبر

حیوان **** وحشی تجھے ابھی امید ہے تمہارے ساتھ ایسا نہیں"
کر سکتے؟؟"زوردار بوٹ کی ٹھوکر اسکے دائیں سائیڈ مارتے اس وجود کو
زندہ جہنم کی سیر کروا کر آئے۔۔
"تجھ میں رحم ہے جو تو رحم کی بھیک مانگ رہا ہے؟؟؟"

آہہہہ۔۔۔"ایک درد میں ڈوبی دھاڑ اس زیرو پاور بلب کی روشنی والی"
کوٹھڑی کے در دیوار سے ٹکرا کر پورے روم میں گونجتی دم توڑ گئیں۔۔

چیخے گا؟؟اور چیخ دیکھتا ہوں کتنا چیخ سکتا ہے۔۔"مسلسل اسے غلیظ گالیوں"
سے نوازتے وہ بھاری بوٹ سیدھا اسکے چہرے پر رکھتے اسے زور دیکر
کچلنے مسلنے لگا۔اور اس بوٹ کی بے دردی تلے وہ نیچے اپنے پورے وجود
سمیت تڑپنے لگا چیخنے لگا تھا۔

میرے ماں بات ایسا نہیں کر سکتے بکواس کر رہے ہو تم۔۔"ایک"
موم سی امید کے تحت وہ اٹکتے درد کرتے گلے کے ساتھ مشکل سے یہ الفاظ
ادا کر پایا۔۔۔

بکواس بند کرو**** تمنے جو کیا ہے اس معصوم کے ساتھ اسکی" سزا تمہارے لئے بھیانک ہو گی بہت بھیانک کہ آئندہ کوئی یہ سوچے تو اسکی روح کانپ جائے گی۔۔

یقین نہیں نا تمہیں کہ تمہارے ماں باپ نے تمہیں اس جہنم میں بھیجا ہے تو سنو اپنے کانوں سے۔" اسے غلیظ گالے دیتے ایک دماغ والی ٹھوکر رسید کرتے ہوئے وہ پوری کوشش میں تھا کہ دماغی توازن بگڑ جائے اسکا تاکہ اسے مارنا آسان ہو جائے۔۔

ایک نہیں بہت سے لوگوں کا پریشر تھا اس پر کہ ایسی سزا ملنی چاہیے اسے کہ وہ زندہ ہو کر بھی زندہ نا رہے بار بار موت کی دہلیز سے لوٹ کر آئے۔ اور ایسی ایسی اذیتیں ملنی چاہیے کہ انکے دیئے ہوئے پیسے فضول ضائع نا ہوں۔

وہ کراہیں آہیں بھر رہا تھا کہ دفعتاً موبائل سے گونجتی اس بھاری آواز کو پہچان کر تھم گیا سانس بھی مٹھی میں جکڑ لیں۔۔"ہیلو"!

"آپکا بیٹا آپ سے ملنا چاہتا ہے۔"

اپنی کراہیں گھونٹ کر، سانسیں دبائے بے حس و حرکت پڑا اپنے تمام کمزور حواسات، موبائل کے اس پار بیٹھے شخص کی چلتی سانسوں سے جوڑ چکا تھا۔ اسکے اگلے جواب سے جوڑ چکا تھا۔

اب ناجینے کی چاہ تھی نا مرنے کی،، بیچ میں سولی پر لٹکا وہ وجود ابھی ایک آس میں تھا۔ اس ممتا بھری چھاؤں کی آس میں تھا جسے سوچتے گزرے وقت اسکے آنچل میں منہ چھپائے سوتے یاد کر کے وہ بے آواز بے حرکت رونے لگا۔۔

وہ بے تحاشہ رونے لگا، جب خود کو اس مضبوط حصار گھنے درخت کی چھاؤں کے بجائے ممتا کی چھاؤں رحمتوں کے بجائے یخ بستہ فرش پر پھٹے کپڑوں لہولہان وجود سمیت پایا۔۔۔

دل کیا دھاڑیں مارے چیخے اتنا چیخے کہ اسکا حلق پھٹ جائے پر اسکی دھاڑے عرش الٰہی تک جا پہنچیں۔۔۔ اور اسکی روح اسکا ساتھ چھوڑ جائے۔۔

کیوں نہیں وہ مر رہا؟؟ اب تک تو اسے مر جانا چاہیے لیکن کیوں وہ زندہ ہے۔۔

کس بیٹے کی بات کر رہے ہو؟" دوسری طرف سپاٹ سرد"
انداز میں انجان ہو کر پوچھا گیا۔ زمین پر اس وجود کے سینے میں
جیسے خنجر پیوست ہو گیا۔ زخم گہرا پڑا تھا ادا ہوئے الفاظ سے پر نہیں
ابھی ہمت نہیں ہارنی تھی۔ کیونکہ ابھی تو وہ استفسار کر رہا تھا۔
ضرور وہ اسے پہچان جائے گا۔ کیونکہ کچھ دن پہلے تو اس شخص نے کہا تھا وہ
اسکا بہادر بیٹا ہے۔۔

دلاور آپکا بیٹا جو ہمارے پاس ہے۔۔"مقابل نے نام لیکر اس سے آگاہ"
کیا۔۔
معذرت آپ لوگوں کو غلط فہمی ہو گئی ہے میرا اس نام سے کوئی بیٹا"
نہیں۔" دوسری طرف نام سن کر بھی صاف اور بری طرح
جھڑک کر انکار کر دیا گیا جیسے حقیقت میں وہ اس سے واقف نا
تھے۔

کیسے واقف ناہوں گے وہ انکی بانہوں انکے کندھوں پر کھیلا ہے۔ سالوں
ساتھ گزارے ہیں، اپنوں نے ہی تو نام رکھا تھا پسند سے آج اسی نام کو
پہچاننے سے وہ انکاری تھے۔۔

سر پلیز وہ آپ سے بات کرنا چاہتا ہے وہ پاگل ہو رہا ہے اپنے ماں" باپ کیلئے مسلسل چیخ چلا رہا ہے۔ سب کو پیٹ مار رہا ہے۔۔ زخمی ہو گیا ہے۔۔ اپنے ماں باپ سے بات کرنے کیلئے تڑپ رہا ہے ہمیں ہماری ڈیوٹی نہیں کرنے دے رہا" وہ آدمی اسکے پاس بیٹھا ہر ممکن کوشش کرتا کہہ رہا تھا جس سے ممکن ہو مقابل اس سے بات کر لے۔

یہ تم لوگوں کا سر درد ہے جب میں کہہ رہا ہوں میرا اس نام" سے کوئی بیٹا نہیں تو کیوں تنگ کر رہے ہو؟ ہم دونوں میاں بیوی اس نام کے کسی بیٹے کو نہیں جانتے نا ہی ہمارا اس نام سے کوئی بیٹا تھا یا ہے۔
اب اگر ہمیں دوبارہ کال کر کے ڈسٹرب کیا گیا یا میری غیر موجودگی میری بیوی کو تنگ کیا تو اگلی بار میں کال لگاؤں اور ایسی جگہ لگاؤں گا کہ تمہیں دوبارہ یہ ایرے غیرے کی ہمدردی کا بخار نہیں چڑھے گا۔" غراتے نفرت سے کہہ کر رابطہ ختم کر گیا۔۔ ٹوں ٹوں کرتی آواز سے موبائل آف ہو گیا تھا۔

موبائل آف ہوتے ہی کوٹھڑی میں گہرا سکوت چھا گیا۔

"ناماں ناباپ، نااپنے ناہی پرائے ہاہاہاہا۔۔۔"
ایک زوردار مکروہ قہقہہ فضا میں گونجا اور اسکے ساتھ ہی اسکے بال مٹھی میں جکڑ لیے گئے۔۔

"اب تمہیں معلوم ہو گی اذیت کیا ہوتی ہے۔"
دفعتاً کسی جنگلی جانور کی طرح غراتے ہوئے بالوں کو جھٹکا دیا ساتھ کوئی سخت چیز اسکے منہ میں ڈال کر اسکی آواز کو حلق میں دبا دیا گیا۔ اور اسکے ساتھ ہاتھ باندھتے ہوئے اسکے وجود پر قہری ستم برپا کیا گیا کہ کوٹھڑی کے یخ بستہ فرش پر وہ کسی بن پانی کی مچھلی کی طرف تڑپتا اس زیادتی پر چیختا چلاتا کی مزاحمت کر رہا تھا۔
اسکی روح کانپ رہی تھی اسکا وجود نوچا جا رہا تھا کیا ظلم کیا ستم تھا اپنے ہو کر بھی کوئی اپنا نہیں تھا۔ وہ تن تنہا حیوانوں کے بیچ آ گیا تھا۔ جہاں اس سے اذیت پر چیخ چلانے کا بھی حق چھین لیا گیا تھا۔
وہ نوچا جا رہا تھا، اسکا پور پور جیسے کتوں کے منہ میں تھا، نا کوئی اپنا تھا نا ہی اسے بچانے کیلئے پرایا۔

اسکی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا پر اس اندھیرے میں جانے سے پہلے اسکے سامنے ایک ایک کر کے سارے چہرے لہراتے گئے۔

جو کہ اس سے اپنے ہونے کا احساس منٹوں سیکنڈوں پلوں میں چھین کر اس پر ہر قسم کے ظلم کی اجازت دے چکے تھے۔

درندہ اپنی درندگی میں لگا ہوا تھا، دیکھتے دیکھتے اسکے حلق کی غوں غر دب گئی اور مزاحمت بے دم ہو کر دم توڑ چکی تھی۔

ہر سوں مکمل اندھیرا چھا گیا۔ اسکی زندگی میں بھی اور آنکھوں میں بھی۔۔

ہاتھ منہ ہاتھ کھول دو زندہ پہچانا ہے نا کہ مردہ!" وہ جب اسے بوری میں" ڈال رہا تھا نادر پرویز نے آکر اسے حکم دیا۔۔ اسنے سر ہلاتے ہوئے اسکے منہ ہاتھ کھول دیئے۔۔

لے آؤ اسے۔۔" نادر پرویز نے اس سے کہا۔۔ اور وہ سر ہلا تا بوری میں" بند اسکے وجود کو دونوں مل کر اٹھاتے وہاں سے نکلے۔۔

وہ جب گاڑی میں اسے ڈال رہے تھے تب وہاں دوسرے بھی قیدی موجود تھے۔۔ تاکہ چیکنگ ہو تو بتانا پڑے قید دوسرے جیل منتقل کر رہے ہیں۔۔

کوئی اسے ہاتھ نا لگائے۔۔" اس اہلکار نے حکم دیا اور خود بھی انکے ساتھ اندر" بیٹھا۔۔

نادر پرویز آگے ڈرائیور کے ساتھ بیٹھا تھا۔ اور ڈرائیور کو گاڑی چلانے کا حکم دے دیا۔۔ گاڑی اپنی منزل کی طرف بڑھ رہی تھی ایک قیدی نے اس سے نظریں بچاتے آہستہ سے بوری کے بندے ہوئے منہ کو پاؤں کی انگلیوں سے کھولنے شروع کر دیا۔۔

وہ بس تجسس میں دیکھنا چاہتا تھا اندر کیا ہے۔ اسنے آہستگی سے رسی کی گڑھ کھول دی۔۔ اندھیرے میں بوری کا منہ کھل گیا اور اس سے نکلا باہر ہاتھ دیکھ کر وہ حیران ہو گیا۔۔

وہ ابھی اہلکار سے کچھ پوچھتے کہ بیچ راہ میں ہی مخالف سمت سے اچانک دو منہ بندھے وجود اندھیرے میں نکلے اور گاڑی پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔۔

گاڑی جھٹکے سے رکی۔۔ اہلکار نکل کر انکا مقابل کرنے لگا ساتھ نادر پرویز بھی شامل تھا۔۔ ڈرائیور کو گاڑی اسٹارٹ کرنے کا حکم دیا۔۔ اور ڈرائیور نے بوکھلاتے جب اس پہ عمل کیا ساحل کی توجہ بٹی اور موقعہ دیکھ کر نادر پرویز نے اس پر شوٹ کر دیا جو کہ اسکے شانے سراخ کر گیا۔۔

مگر اسنے ہمت نہیں ہاری گاڑی کے ٹائرز پر نشانہ لیا نتیجا گاڑی پیچھے کی جانب الٹ گئی۔۔ دوسرے قیدی بھاگ نکلے انکے ساتھ ہی نادر پرویز بھی جان بچا کر بھاگا۔۔

فیری کے نشانے کی وجہ سے وہ اہلکار ڈرائیور کے ساتھ موقعہ واردات پہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔۔

ساحل!!"فیری گھبرا کر اسکی طرف بڑھی۔۔۔"

جاؤ دیکھو دلاور گاڑی میں۔۔"اسنے اسکے ہاتھ جھٹک کر درد کو برداشت" کرتے اسے پیچھے دھکیلا۔۔

لیکن تم۔۔۔"اسے سینے کے قریب گولی لگی تھی۔۔"

جاؤ!!!"وہ غرایا۔۔ فیری کو اسکی فکر تھی مگر اس پاگل شخص کو اپنی" جان کی پرواہ کہاں تھی۔۔

وہ احتیاط کرتی بھاگ کر گاڑی کے پاس آئی۔۔وہاں قریب اہلکار خون میں لہولہان پڑا تھا ڈرائیور بھی سیٹ پہ پڑا تھا اور نہیں تھا تو دلاور۔۔۔

یہاں نہیں ہے کوئی بھی تمہیں جھوٹی خبر دی گئی ہے۔۔"فیری نے غصے سے کہا۔۔

واٹ!!!"وہ درد کی شدت کو جھیلتا اپنے حواس مشکل سے بحال رکھتے بولا۔۔خود چل کر گاڑی کے پاس آیا اسنے اندر دیکھا مگر وہاں کوئی وجود نا تھا۔۔

وہ مزید وہاں رہ کر اسے ڈھونڈتا، تلاش کرتا اپنی جان کی پرواہ نا کرتا مجبوراً اسکے لہو کے بہنے کی شدت کو دیکھتے فیری کو اسکے سر کی پشت پہ چوٹ مار کر اسے بیہوش کرنا پڑا اور گاڑی پاس لا کر اسکے بھاری وجود کو اس میں دھکیلتی۔۔وہ فوراً سے ٹریٹمنٹ کیلئے اسے ہاسپٹل لے گئی۔۔۔

ooooo

پانی کی لہر دوڑتی ہوئی اسکے وجود سے ٹکرائی۔۔ سیاہ رات میں گہرا سکوت چھایا ہوا تھا۔۔ اسنے آہستہ آہستہ سے اسکے اوپر سے بوری کو ہٹایا۔۔ آس پاس دیکھتے بھاگ کر تالاب کی لہروں سے پانی ہتھیلیوں میں بھر کر اسکے پاس آیا اور اسکے منہ پر چھینٹیں ماریں۔۔

آہ۔۔۔" دلاور کی کراہ منہ سے نکلی۔۔۔"

اس قیدی نے نا صرف خود کو بچایا تھا بلکہ اسے بھی نکال لایا تھا۔۔ اور قریب تالاب کے پاس لا کر اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

پپ۔۔۔پانی۔۔" وہ زخموں ناسور سے چور بے حال سا بڑبڑایا۔۔"

اس قیدی نے بھاگ کر پھر سے لہروں کا پانی ہتھیلیوں میں جمع کیا اور وہ میٹھا پانی اسکے حلق میں انڈیلا۔۔

پانی نہیں تھا جیسے کوئی نئی روح تھی جو اسکے وجود میں پھونکی گئی۔۔ دلاور کی آنکھوں میں حرکت آئی۔۔

وہ قیدی اسے ہوش میں دیکھتا شکر کا کلمہ پڑھنے لگا۔۔

اٹھو بھاگو ہمیں دہشت گردوں نے بچایا ہے۔۔ ہم بچ گئے ہیں ایک "
موقعہ ملا ہے اسے ضائع مت کرو۔۔ پولیس ہمیں ڈھونڈ رہی ہے۔۔" وہ
اسکے کان میں کہتا اسے ہمت بندھاتا دلاور کو اٹھا کر بٹھایا۔۔ اور
قدموں کی آہٹ سن کر خود وہاں سے بھاگا۔۔ دلاور نے غیر یقینی
نظروں سے آس پاس کو دیکھا۔۔

وہ آزاد تھا؟؟ کس نے آزاد کیا اسے؟

یہیں کہیں ہوں گے ڈھونڈوں انہیں۔۔ "معاً غصیلی کرخت آواز کسی اور "
کی نہیں بلکہ نادر پرویز کی ہی تھی جو قریب سے گونجی تھی۔۔ وہ دوسرے اہلکار
لے آیا تھا۔۔

جس مسیحا نے اسے بچایا تھا وہ تو جانے کہاں تھا مگر دلاور کو واقعی
زندگی ایک موقعہ دے چکی تھی لیکن اسے ایک موقعہ دلوایا کس
نے؟؟

دلاور میں اتنی سکت تو نا تھی کہ وہ فوراً سے اپنے قدموں پر کھڑا ہو کر وہاں
سے بھاگے البتہ وہ ہمت کرتا اس ساحل کنارے کہنیوں کے بل
وجود گھسیٹتا رینگتا آگے بڑھتا جا رہا تھا۔۔ جہاں تھک جاتا وہاں سر
زمین پر رکھ دیا اور ساحل کی لہریں جھوم کر اسکے چہرے کو چھوتی وہ
اس پانی پہ لب رکھ کر خود میں سمیٹ لیتا۔۔

جبکہ جس مسیحا نے اسے بچایا تھا وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہاسپٹل کے بیڈ پر پڑا وہیں تڑپ رہا تھا۔۔

ooooooo

سر ہمیں شک ہے یہاں سے کوئی بھاگا ہے۔۔"ٹارچ کی روشنی نادر پرویز" کے ساتھ کھڑے اہلکار نے رینگنے کے نشان دیکھے۔۔
اسنے چونک کر دیکھا تو وہاں ساحل پہ لہروں میں بھیگی ہوئی بوری پڑی تھی اور رہ جانے والے پانی میں سرخی بھی چھائی ہوئی تھی۔۔

وہ یہیں کہیں ہے ڈھونڈو اسے۔۔"اسنے غرا کر حکم دیا۔۔"
مگر وہ کب کا اسکی پہنچ سے دور جا چکا تھا۔۔اندھا دھند بھاگتا گرتا پڑتا روتا ہوا جا رہا تھا اپنے ماں باپ سے سوال جواب کیلئے۔۔۔
لیکن اسے امید تھی، وہ بھاگ کر جب انکے پاس جائے گا وہ انہیں چھپا لیں گے۔اسے اسکی ماں چھپا دے گی۔۔اور جو قبر تھی وہ سب جھوٹ ہو گا۔۔

وہ سسک رہا تھا، جب اسکی اس حالت میں اسکے پیچھے نشے میں دھت حیوان نوچنے کیلئے پڑتے۔۔ اسنے پتھر مار کر اپنا بچاؤ ان کتوں سے کر تو لیا لیکن وہ خود کو اس موت سے کیسے بچاتا جب وہ روتے بھاگتے اپنے ماں باپ کو ان قیامتوں کے بارے میں بتانے جا رہا تھا پر اسکا منہ چڑاتا وہ بند دروازہ۔۔۔

مام!!ڈیڈ۔۔ دروازہ کھولو مام۔۔۔" وہ روتا دروازہ پیٹ رہا تھا۔ اسے لگا وہ دروازہ بند کر کے اندر بیٹھے ہوں گے۔

وہ کپکپاتے ہاتھوں سے دروازہ کھٹکھٹا رہا تھا، یہ سکون وہ کسے بتاتا کہ وہ بچ کر اپنوں کے پاس لوٹ آیا ہے۔۔

اب بس اسے بے چینی تھی کہ اسے اسکے اپنے بازوؤں اپنی چھاؤں میں چھپا لیں۔۔

وہ اپنی خطاؤں کی معافی مانگ لے گا۔۔ وہ توقیع کو بھی بانہوں میں چھپا کر اپنی جھوٹی نفرت کے اظہار کی توبہ کر لے گا۔۔

اس میں وہاں مزید کھڑے رہنے کی سکت نا تھی وہ رونے لگا۔۔

مام۔۔ مجھے مار دیں گے۔۔۔ڈ۔۔ڈیڈ۔۔۔" اسنے سسک کر نیچے بیٹھ کر گیٹ کے نیچے سے اندر دیکھنا انہیں پکارنا شروع کیا۔۔

ڈ۔۔ڈیڈ۔۔ڈیڈم۔۔مجھے بچالیں ڈیڈ۔۔"وہ گیٹ سے سر ٹکا کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا۔۔یہ احساس جان لیوا تھا کہ جن کیلئے وہ جان بچا کر یہاں پہنچا ہے کچھ دیر میں پھر سے پکڑا جائے گا۔۔اور انہیں دیکھ بھی نا پائے گا۔۔

معاً اسے خیال آیا کہ اسکی ماں بیمار تھی ہو سکتا ہے وہ ہاسپٹل میں ہوں۔۔ہو سکتا ہے۔۔۔کچھ بھی ہو سکتا ہے۔۔۔

جب اچانک موت کی طرف بڑھتے وہ معجزے سے بچ سکتا ہے تو یہ کیوں نہیں ہو سکتا۔۔۔

اسے اپنے بابا کے پاس جانا چاہیے یا ساحل بھائی کے پاس۔۔۔ ہاں اسکا بابا اسے چھپا لے گا۔۔اسکی ساری خطائیں معاف کر دے گا۔۔

وہ سوچ کر اٹھا۔۔۔

کون ہو؟"معاً ابھی اسنے ایک قدم بھی نا اٹھایا تھا تبھی ایک آدمی" اسکے سر پر آن پہنچا۔۔دلاور ڈر کر پیچھے ہوا گیٹ سے جا لگا۔۔

وو۔۔ووو۔۔وہ۔۔۔"خوف سے اسکے منہ سے آواز نا نکل پائی۔۔وہ"
نہایت کمزور تھا حالت ایسی تھی کہ کوئی وہم گمان بھی نہیں کر سکتا
تھا کہ یہ دانیال خان کا لاڈلا بیٹا ہے۔۔

اس آدمی کو وہ کوئی پاگل لگا اس وقت۔۔
"جاؤ بھاگو یہاں سے۔۔یہاں کوئی نہیں رہتا۔۔"وہ اسے یہاں سے
بھگانے لگا۔۔لیکن اسکی بات سن کر دلاور ساکت ہو گیا۔۔

"یہ کہاں گئے۔۔"وہ ڈر کر پوچھنے لگا کہیں یہ کوئی پولیس یا فیروز کا
آدمی تو نہیں۔۔
"بتایا نا یہاں کوئی نہیں رہتا انکا بیٹا مر گیا ہے یہاں سے چلے گئے
ہیں جاؤ یہاں سے پھر برا ہوتا ہے تو بدنام اس سوسائٹی کو کرتے ہیں۔۔"
وہ اسکے وجود پر پھٹی قمیض دیکھتا غصے سے اسے وہاں سے دھکیل کر خود بڑبڑاتا
آگے بڑھ گیا۔۔

اسکے دھکیلنے پر دلاور گھٹنوں کے بل زمین بوس ہوا تھا۔۔لیکن اس جو
درد سینے میں محسوس ہوا تھا وہ گھٹنوں کی چوٹ پہ بھی نا ہوا۔۔۔

سر آپکا شک درست ہے وہ رہا۔۔"وہ ابھی روتا اپنی موت پہ خود ماتم"
کرتا اس سے پہلے ہی اسے فضا میں وحشیوں کی آواز سنائی دی۔۔
وہ بوکھلا کر اٹھا۔۔۔حالانکہ اسکے اندر جینے کی آرزو مٹ چکی تھی لیکن وہ
بھاگا۔۔وہ اندھا دھند بھاگتا جا رہا تھا۔۔

وہ زندہ تھا لیکن اسکی قبر بن چکی تھی۔۔اسکی ماں بہن نے کیا اسکی
قبر کو تسلیم کر لیا۔۔
کیا سب سمجھ بیٹھے دلاور مر گیا۔۔۔
کیسے کر سکتا تھا اسکا باپ ایسا۔۔۔ایک بیٹے کو زندہ رکھ کر دوسرے کو
کیسے مار سکتا تھا۔۔ماں باپ کیلئے تو ساری اولاد برابر ہوتی ہے پھر اسکے
ساتھ ایسا کیوں۔۔۔

وہ بھاگتا روتا ہر ایک در کو دیکھتا جا رہا تھا کہ کوئی تو اسے نوت سے
بچا لے۔۔وہ اب ماں یا باپ کو نہیں پکار رہا تھا بلکہ وہ اللہ کو پکار رہا تھا۔۔
اب کوئی نہیں تھا اس دنیا میں اسکا۔۔۔
وہ انکے شہر میں لاٹ آیا۔۔۔

لیکن شہریوں نے دھکار کر نکالا کہ جا تیری تو قبر بن چکی ہے پھر تو یہاں کیا لینے آیا ہے۔۔

وہ باپ کا لاڈلا بیٹا، پاگلوں کی طرح بھاگ رہا تھا۔۔ اسکے سر میں شدید درد ہو رہا تھا کہ اب منہ کے بل گرے کا یا اب گولی اس پہ چلے گی۔۔

وہ ہر در کو دیکھ کر ہر در پر دستک دیکر اتنا تھک گیا کہ اسنے ہمت ہار دی۔۔ مجھے نہیں چاہیے خدا۔۔ مجھے یہ زندگی نہیں چاہیے۔۔ ہر در تو تیرا" بند ہے پھر میں کہاں جاؤں۔۔ کیوں بچایا مجھے ساحل نے اپنا پانی دیکر۔۔۔" وہ گھٹی گھٹی چیخیں مار کر اس گلی میں تنہا کھڑا رونے لگا۔۔

اسے لگا وہ پاگل ہو چکا ہے۔۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔ وہ برستی سوجھی آنکھوں سے جہاں بھی نظر اٹھائے رات کے اندھیرے میں وہ در اسے بند ملے۔۔

میں کہاں جاؤں۔۔" وہ چیخ کر گھٹنوں کے بل زمین پہ گرا کہ" اب آ کر لے جائیں اسکی جگہ نہیں اس زیر زمین پہ۔۔۔ لیکن اب کہاں۔۔۔

کہاں ہو تم خدا!!!" وہ سیاہ آسمان کو دیکھ سسکنے فریاد کرنے لگا۔۔"
اسکی فریاد سن لی گئی تھی اسنے زیادہ غور نہیں کیا تھا۔۔۔ دروازہ تو کھلا ہوا تھا۔۔۔
اسی گلی میں گیا ہے سر۔۔ "معاً پھر سے بھیڑیوں کی آواز گونجی۔۔ وہ" اسکے پیچھے پیچھے تعاقب میں تھے۔۔

دلاور کو ساحل کی بات یاد آئی۔۔
اسنے ایک کوشش کی تھی، خدا نے اسے نجات دی تھی۔۔
اگر وہ دوسری کوشش کرے۔۔۔ کیا پتا کوئی در کھلا ہوا ہو۔۔۔

اسنے خون ٹپکاتی آنکھیں اٹھائیں۔۔
نظریں سامنے بلب کی روشنی میں کھلے در پہ جا پڑیں۔۔۔
وہ جھٹکے سے اٹھا۔۔ اور اپنی سسکیاں دبائے بھاگتا ہوا گرتا پڑتا اس کھلے در سے اندر داخل ہو گیا۔۔
اسنے یہاں وہاں نہیں دیکھا بلکہ ایک پھٹی قمیض میں ملبوس خود کو چھپانے کیلئے ایک کونے میں جا کر سمٹ کر بیٹھ گیا۔۔

اسنے بے تحاشہ کوششیں کی اپنی سسکیاں دبانے کیں مگر اپنی زندگی کو تصور کرتے اسکی سسکیاں بلند ہو رہی تھیں۔۔

یہاں تک کہ مسجد میں موجود تہجد پڑھتا امام بھی بے سکون ہو گیا۔۔

اتنی تکلیف۔۔۔اتنی اذیت سمائی ہوئی تھی ان سسکیوں میں۔۔

"یہ کون تھا خوش نصیب جو اللہ کے گھر میں اتنی شدت سے اسکے آگے رو رہا تھا۔۔"

پر اسے کیا معلوم تھا یہ بدنصیب دلاور خان تھا۔۔

جو دنیا سے ختم ہو چکا تھا۔۔

لیکن اسکی سسکیاں اللہ کے گھر میں پوری قوت سے گونج رہی تھیں۔۔

"کیوں رو رہے ہو بیٹے؟" امام نے دروازہ بند کرتے اسکے پاس آکر پوچھا۔۔

"میں اپنی موت پہ رو رہا ہوں امام صاحب"

oooooooo

پولیس اسے ڈھونڈنے میں ناکام ہو گئی تھی، اصل عوام میں تہلکہ اسمگلر طالم بن سلطان کے فرار ہونے کا مچا ہوا تھا۔ انہوں نے دنیا کی نظر

میں دلاور خان کو مار دیا تھا۔۔ پھر کیسے کہتے طالم بن سلطان کے ساتھ دلاور خان بھی اس رات فرار ہو چکا تھا۔

وہ ڈرگز اسمگلر تھا، دو ماہ پہلے پکڑا گیا تھا اسے بڑی سزا ملی تھی۔ لیکن جب رات کو اسے لیکر جا رہے تھے دوسری جگہ منتقل کیلئے وہیں سے موقعہ پا کر فرار ہو گیا۔۔

پہلے ہی وہ ایک شاطر انسان اور شیطانی دماغ کا تھا بس یہ بات میں اپنا فائدہ موقعہ تلاش کرتا تھا۔

فیروز صاحب تو غیظ و غضب میں تھے ہی لیکن ظفران حیدر کی حالت بھی کچھ سیریس ہو گئی تھی۔ جسے مارنے کیلئے جس کا قصہ ختم کرنے کیلئے وہ بے چین تھا۔۔

وہ اچانک فرار ہو گیا تھا اب کون بچائے گا اگر دلاور اپنے ماں باپ کے یا صائم زیدی کے ہاتھ لگ گیا۔۔ اسنے ہمیشہ کی طرح فیروز کو باتوں میں لیکر ان پر خفیہ سیکیورٹی لگا دی تھی۔۔

جہاں فیروز نے انکے ملازمین کو خرید لیا تھا وہیں ظفران نے اسکے۔۔ اور جب دل چاہے جیسے دل چاہے وہ رہ رہا تھا فیروز کے گھر میں۔۔

اور اسکے اندھے اعتماد کا بہت زبردست فائدہ اٹھا رہا تھا۔ اسکی بیوی صدمے میں چلی گئی تھی بیٹی کی موت کی خبر پا کر، فالج کا اٹیک بھی ہو گیا تھا ان پہ۔۔۔

فیروز بالکل تباہ تھا۔۔ ایک طرف بزنس تھا تو دوسری طرف بیوی۔۔ کئی بار ایسا بھی ہوتا تھا کہ ملازمین کے حوالے اپنی بیوی کو چھوڑ کر چلا جاتا۔۔۔

اور پیچھے ملازمین ظفران کے مٹھی میں ہوتے تھے۔ اسکا گارڈ اسکا ڈرائیور۔۔ سب اسکے انڈر کام کرتے تھے۔ اانے اپنی حوس سے بیڈ پر پڑی فیروز کی بیوی کو بھی نہیں چھوڑا بلکہ اس میں اسکا ساتھ اسکی ڈاکٹر خود دیتی تھی۔۔

بتول کے کافی کوششوں کے بعد بھی دانیال خان نے اس سے شادی نہیں کی۔۔ بلکہ دریاب کے ہنگامے خودکشی کی کوشش کی وجہ سے عرشیہ کا بھی نکاح فارس سے نہیں ہو سکا۔۔

فارس کے ماں باپ نے اسے آسٹریلیا بھیج دیا، اسکی خالہ کے پاس۔۔ فارس نے جانے سے پہلے عرشیہ کو صاف اکفاظ میں کہا تھا کہ وہ صرف اسکی ہے اور وہ واپس آئے گا۔۔۔
لیکن عرشیہ اسکی باتوں کو کیا سمجھتی۔۔ اسکے جانے کے بعد اسکی دوستی زیاف اور وہاں کی کچھ لڑکیوں سے ہو گئی تھی جو کہ اسے بہت پسند کرتے تھے۔۔

وہ تھی ہی شیرنی جیسی سنہری آنکھوں والی، اسکی لڑائی سے سب ہی ڈرتے تھے۔۔ خاص کر کے اس پر اعتبار نہیں ہوتا تھا کب کسی بھی وقت کسی کو کاٹ دے۔۔
اور کاٹنا اسکا معمولی نہیں ہوتا تھا، یہ تو محبت ہوتی تھی جہاں وہ آرام سے کاٹتی تھی لیکن جب دشمنی غصے میں کاٹتی تھی اگلے بندے کے چیخیں عروج پر ہوتی تھی اور عرشیہ کی جہاز جیسی سپیڈ دیکھنے کے لائق ہوتی تھی۔۔۔

وہ گاؤں میں کافی بدمعاشی سے جیتی تھی، اس بدمعاشی پر اسے کافی بار دانیال خان سے مار بھی پڑی تھی لیکن وہ دب کر جینے والوں میں سے نہیں تھی۔۔

بس ایک صمصام ہوتا تھا جس خونخوار باگڑ بلے سے وہ دب جاتی تھی بلکہ اس سے نہیں اسکی نیلی آنکھوں سے وہ ڈر جاتی تھی، بقول اسکے کہ یہ آنکھی انسانوں کی نہیں کنگ کانگ کی ہوتی ہیں۔۔

بھائی جانے کا غم تو تھا، کوئی ایسا لمحہ نہیں ہوتا تھا جب دل انہیں بھول جائے۔ لیکن اس سے لیکر اذیتیں انہوں نے جو اٹھائی تھیں وہ بھی داد کے لائق تھیں۔۔

گالیاں نفرت دھتکار حقارت۔۔ حتیٰ کہ انکا باپ بھی ان سے بدگمان ہو چکا تھا۔۔ بس دریاب تھا جو اپنی بہن کو پال رہا تھا۔۔

اسکا سونا اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا حتیٰ کہ کپڑے دھونا بھی دریاب کے ذمہ تھا۔۔ دانیال خان اپنی اولاد سے اس قدر خفا ہو گئے کہ انہیں نا اپنا ہوش ہوتا تھا نا ہی بچوں کا۔

سگریٹ نوشی تو عائشہ نے ہاتھ جوڑ کر چھڑوائی۔۔ وہ بچوں کے سر پر سایہ ہونے کی وجہ سے چھوڑ تو گئے لیکن انہوں نے اپنے دونوں بچوں سے کلام کرنا چھوڑ دیا۔۔

اگر عائشہ کچھ کہتی تو وہ ان سے بھی کافی روڈ ہو جاتے تھے اور دریاب کو یہ کافی برا لگتا تھا۔ اسنے اپنی ماں کو منع کر دیا کہ ان سے ریلیٹڈ کوئی بات ان کے باپ سے نا کرے۔۔

اسکے باپ کے سینے میں جو بچوں کے بے وفائی کا زخم تھا، وہ تازہ تھا اور کافی گہرا تھا۔۔ دریاب کو وہ زخم ہی ختم کرنا تھا تبھی اسکا باپ انہیں اپنے سینے سے واپس لگا سکتا تھا۔۔ اور ان پر یقین اعتماد کر سکتا تھا۔۔

دلاور کے بعد اسکی راتی تو اذیت ناک ہوتی تھی۔۔ وہ روتے روتے خدا کے سامنے راتیں گزارتا تھا۔۔ اسے خاندان میں بری طرح بدنام کیا گیا تھا کہ وہ نویرہ کے عشق میں گرفتار تھا۔۔ بلکہ دونوں بھائی ایک ہی لڑکی سے عشق فرما رہے تھے۔۔

وہ اگر کبھی کسی کے گھر چلا جاتا تو اپنی بیٹیاں اس سے یوں چھپاتے تھے جیسے وہ انسان نہیں حیوان ہو۔۔ اسنے سب کچھ چھوڑ دیا۔۔

وہ ماں کے پیٹ سے لیکر اٹھارہ انیس سال کی عمر تک دلاور کے لمس کا عادی تھی۔۔ وہ تہجد پر اپنی ویرانی اللہ کو سناتا تھا۔۔ اپنی غلطیوں کی معافی اللہ سے مانگتا تھا جن کی وجہ سے اسکا پھول جیسا بھائی ان سے چھین لیا گیا۔۔

وہ غصہ تھا بدگمان تھا دل سے۔۔ کیونکہ وہ دل کو اپنا قلب مانتا تھا لیکن دل نے اسے اتنا پرایا سمجھا۔۔ وہ جو اتنے حق سے اس پر لاتیں بازو رکھ کر سوتا تھا۔۔

بچپن میں تو انہیں انکی ماں سناتی تھی کہ اگر ایک کو وہ ایک کو چھپ کر پالنے سے اٹھاتی تھی تو دوسرہ بغیر آہٹ کے ہی اسکی کمی کو محسوس کرتا چیخ پڑتا تھا۔۔

دریاب نے تو آسمان پر تاروں میں دل کو تلاشنا چاہا مگر وہ اسے وہاں بھی نا ملا۔۔

صارم سے انکی پھر بھی کبھی کبھار بات ہو جاتی تھی لیکن صمصام اور انکے بیچ ایک سرد دیوار حائل ہو چکی تھی۔۔ جس کا ٹوٹنا نہایت مشکل لگ رہا تھا۔۔

لیکن اس سب کو سائیڈ رکھ کر دریاب کیلئے جو مشکل تھا وہ تھا اپنے باپ کے دل میں واپس سے وہ مقام حاصل کرنا، اور اپنے دل کو دلوں میں زندہ کرنا۔۔

اسنے سوچ لیا تھا اگر اسکے لئے اسے کسی بھی حد تک گرنا پڑے وہ گر جائے گا لیکن ڈبل ڈی کا جو مقام پہلے تھا وہ حاصل کر کے رہے گا۔

اور نویرہ کیا تھی کیا نہیں اس کا معلوم کروانا بہت ضروری تھا۔۔ لیکن کبھی کبھی وہ ہمت ہار جاتا کہ ان دونوں کی وجہ سے ایک گھر اجڑ گیا۔۔

اسنے اپنی تعلیم پھر سے شروع کر دی، اسے سی ایس ایس کرنا تھا۔ اور ڈاریکٹ اے ایس پی بننا تھا۔۔ کیونکہ پولیس کی لائن میں آ کر ہی وہ جان سکتا تھا دلاور کی ڈیتھ کیسے ہوئی۔۔

کیونکہ دلاور گیا بھی تو پولیس کے ہاتھوں سے ہی تھا۔ اور کیا یہ سچ تھا کہ جیل میں قید ہونے کے بعد بھی دلاور نے ان لڑکوں کے ساتھ زیادتی کی جن کی وجہ سے عوام مزید اسکی دشمن بن گئی۔۔

اسے معلوم پڑا کہ صمصام ہائر سٹڈی کیلئے باہر کے ملک چلا گیا ہے۔

اسکا دل بڑا تھا وہ اس سے ایک بار مل لے۔۔ لیکن سننے میں آیا

تھا کہ صمصام انکی پرچھائی سے بھی نفرت کرتا ہے اور نہیں چاہتا اسکی بہن پر پھر سے انکا برا سایہ پڑے۔۔۔

توقیع بھی اسے یاد آتی تھی، وہ نیلی آنکھوں والی معصوم سی شہزادی جو دل کو دیکھ کر پھول کی طرح کھل جاتی تھی۔۔
اسکی پھوپھو آتی تھی ان سے ملنے، لیکن صمصام سنا تھا نہایت غصیلا ہو گیا تھا اور وہ اپنی بہن کو انکی طرف نہیں چھوڑتا تھا۔۔
دریاب سوچتا تھا جانے اسکا کیا حال ہوا ہو گا۔۔ وہ سب سے بے خبر تھے بس زندگی کی ڈور کو گھسیٹ رہے تھے۔۔ اسنے اپنے ساتھ عرشیہ کی بھی ایڈمیشن واپس سے کروادی تھی۔۔

دانیال خان انہیں پڑھانے کے حق میں نہیں تھا کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ دریاب یہاں زمینیں سنبھالے اور عرشیہ اٹھارہ کی ہو جائے تو اسکا نکاح صمصام سے کروادیا جائے۔

ایک تو اس صمصام نام کی گردن پہ لٹکتی سولی سے وہ سخت ہراساں تھی۔۔ عرشیہ کا بس ہوتا تو وہ رات کو جا کر ہی صمصام نامی پھوپھو کے بیٹے کو بوری میں ڈال کر ایک گڑھے میں دفنا آئے۔۔

لیکن دانیال خان کے اس فیصلے کے خلاف انکے حق میں صائم زیدی ہارون شاہ اور تقویٰ کھڑی ہو گئی تھیں۔۔ تقویٰ نے کہا تھا کہ عرشیہ اسکی بہو بنے گی لیکن جب وہ تئیس چوبیس سال کی ہو جائے گی تب۔۔

وہ اپنے سنجیدہ صمصام کیلئے میچور لڑکی چاہتی تھیں۔۔ بچی نہیں۔۔ اور عرشیہ کے خواب بھی وہ نہیں کچلنا چاہتی تھیں۔۔

لہٰذا انکی وجہ سے دریاب بہت مشکور تھا کہ انہیں پڑھنے کا جینے کا ایک اور موقعہ مل گیا تھا۔۔ وہ پڑھ رہے تھے کافی ہوشیار بھی تھے۔۔ اور اپنی ماں کو سنبھالنے کے ساتھ وہ باپ کے لمس کے لئے بھی ترس رہے تھے لیکن اب یہ ممکن نہیں رہا تھا کہ انکا باپ انہیں ہنستا مسکراتا واپس مل جاتا۔۔

ooooooo

ساحل شاہ ٹھیک ہو کر جب واپس آتا ہے تو اسے جب معلوم پڑا کہ اس رات اس گاڑی میں دلاور نہیں بلکہ طالم سلطان تھا، اسنے غصے سے اس اہلکار کو بلا کر اس پر گرجتے دلاور کے بارے میں استفسار کیا۔۔

لیکن اسکا کہنا تھا کہ اس سے غلطی ہو گئی شاید اسنے سلطان کو دلاور سمجھ لیا تھا۔ اسکے باوجود ساحل فیری دلاور کو ڈھونڈ رہے ہوتے ہیں۔۔

وہ اہلکار اس سے معافی مانگنے لگتا ہے۔

میں معذرت خواہ ہوں مجھے لگا نادر پرویز دلاور کو لیکر جا رہے ہیں"

لیکن وہ دلاور نہیں ڈرگز اسمگلر طالم سلطان تھا۔ دلاور سچ میں مر چکا ہے اب ہمیں اسکی زندہ رہنے کی امید چھوڑ دینی چاہیے۔۔"

اسکے ہاتھ ابھی جوڑے ہوئے ہی تھے کہ اپنی بیلٹ سے گن نکال کر ساحل شاہ اسکی پیشانی پر رکھتا ہے۔۔

جاؤ میں نے تمہیں معاف کیا۔۔"اسنے کہنے کے ساتھ انگلی پر" دباؤ دیا جہاں لاش دھڑام سے زمین بوس ہوئی وہیں فیری اس پر چیخ اٹھی۔۔

تم پاگل ہو نشائی انسان۔۔ تم نے ہماری آخری امید مار دی۔۔"وہ اسکے" منہ میں دبے سرخ شعلے والے سگریٹ دیکھ کر اس پر چلا رہی تھی۔۔

مجھے ایسی امید نہیں چاہیے جو میری امید کو مار دے۔۔"وہ دوٹوک" سرد لہجے میں کہتا اپنی گن کا منہ اسکی گردن پر رکھتا اسے جھٹکے سے سائیڈ کر کے وہاں سے نکل گیا۔۔

اگر ایسا ہی چلتا رہا تو تم وکیل کے بجائے کلرک بن جاؤ گے۔۔اور وہ" مریضہ تمہیں دیکھ کر فوت ہو جائے گی ساحل شاہ۔۔"وہ اس پر پیچھے سے چیختی رہ گئی لیکن اسے وہاں اکیلا لاش کے پیچھے چھوڑ کر ساحل شاہ وہاں سے چلا گیا تھا۔۔

اسکی امید زندہ تھی، اسکا دل کہہ رہا تھا دل زندہ ہے۔۔

کوئی بات نہیں میں اسکی لاش کو بھی قید کرلوں گا۔" یہ الفاظ تھے جو" اسنے سنے تھے اور حبل بھن گئی تھی۔۔

ooooooo

امام صاحب جب پولیس مسجد کی تلاشی کیلئے آئی وہ بھڑک اٹھے۔ انہوں نے لوگوں کو اکٹھا کرلیا۔۔ مجبوراً پولیس کو ناکام ہو کر وہاں سے جانا پڑا۔۔

اور امام صاحب نے اس لڑکے کے تن پہ اپنے کپڑے پہنا کر اسے صبح کے ملگجے اندھیرے میں ہی وہاں سے لیکر نکل گئے۔۔ اسے کسی ہاسپٹل میں لے جانے کے بجائے امام صاحب نے خود ہی اپنے گھر میں اسکا علاج کیا۔۔

اسکے دماغ میں بہت گہری چوٹیں لگی تھیں، وجود بھی پورا زخمی تھا۔۔

امام صاحب نے جانے کتنی بد دعائیں دے ڈالی ان حیوانوں کو جنہوں

نے معصوم سے بچے پر درندگی کی انتہا کر دی تھی۔۔ کافی عرصہ لگا اسے ریکور ہونے میں۔۔

لیکن انہوں نے ہمت نہیں ہاری، اسکی بیوی بھی اسے اپنے بچے کی طرف رکھتی ہاتھوں سے کھلاتی تھی۔۔ اسکا بیٹا تھا ایک پولیس میں جس نے امام صاحب کو سب کچھ بتایا تھا کہ یہ زانی ہے ایک۔۔

انہوں نے کہا تھا اسے پولیس کے حوالے کر دیں۔۔ لیکن امام صاحب نے سختی سے منع کر دیا کہ جو مسجد میں آجائے وہ گنہگار نہیں رہتا۔۔

انہوں نے اپنے بیٹے سے سخت بحث کی،، اور دلاور کو کہیں اور بھیجنے کے بجائے دلشیر نام سے اپنے پاس رکھ دیا۔۔

انہوں کراچی کے بجائے اسے کاغان میں ایک نئے نام سے نئی پہچان سے پروان چڑھایا خدا کا حکم سمجھ کر۔۔

اسے اپنے پاس حفظ قرآن کروایا، اور دنیاوی تعلیم بھی دلوائی۔۔ وہ بہت فرمانبردار تھا امام صاحب کو وہ اپنے خونی بیٹوں سے بڑھ کر ہو گیا تھا۔۔

بس اس میں یہ کمی تھی کہ وہ ماضی کے عذاب بھری راتوں سے نکل نہیں پاتا تھا۔ جب جب اس پر ایسی وحشت بھی رات طاری ہوتی وہ امام صاحب کے آغوش میں چھپ کر رو پڑتا تھا۔۔

اور امام صاحب اسے اپنی پناہوں میں چھپا کر اسے ہر بری نگاہ سے بچا لیتے تھے۔۔

امام صحب کی بہو اسے گھر میں داخل ہونے نہیں دیتی تھی یہ کہہ کر کہ یہ زانی ہے۔ یہ سب سن کر دلاور نے اپنی آدھی زندگی مسجد میں ہی گزاری تھی۔۔ وہ امام صاحب کے گھر جانے سے کافی پرہیز کرتا تھا۔۔

لیکن اسکی گاؤں میں بڑی عزت تھی، وہ امام صاحب کا بیٹا تھا اور سب اسکی عزت کرتے تھے۔۔ اللہ نے اس سے ایک عزت چھینی تھی تو اس سے بڑھ کر سونپی تھی۔۔

وہ حافظ قرآن تھا تو اسے سب عزت دیتے اور اپنے گھروں میں بلا کر قرآن خوانی کرواتے تھے تو اسکی موجودگی لازمی ہوتی تھی۔۔

کہیں تو ایسا ہوتا اگر امام صاحب جہاں نہیں جا پاتے تھے وہاں انکا بیٹا دلشیر چلا جاتا، اور اسے اتنے ہی احترام سے نوازتے جتنا امام صاحب کو۔۔

لیکن اسکے بعد بھی اسکے اندر ایک گہرا ناسور تھا، کبھی ناپور ہونے والا۔۔ وہ اکثر سر میں شدید درد سے پریشان ہوتا تھا تو کبھی تنہائیوں کی تلاش میں ماضی کی یادوں میں قید کتنے کتنے دن مسجد سے غائب ویرانوں میں گزارتا تھا۔

انہیں دنوں اسے جیکی ملا تھا۔ وہ گاڑی میں امام صاحب کے ساتھ بیٹھا ایک قرآن خوانی کیلئے جا رہا تھا تبھی بیچ سڑک پہ ٹریفک کی وجہ سے انکی گاڑی کو رکنا پڑا تھا۔۔

اور اسکی گاڑی کی طرف آنے والا خاموش بیٹھے دلاور سے اللہ کے نام پر مانگنے والا کوئی اور نہیں بلکہ جعفر ہی تھا۔۔ مہکار شاہ کا بیٹا۔۔ اسکے ماضی کی ایک یاد۔۔۔

لیکن اس وقت وہ تپتی دھوپ میں دھول مٹی سے اٹا، پھٹے پرانے کپڑوں میں مانگنے والا وہی جعفر تھا جو کہ اپنے ماں باپ کا شاید لاڈلہ تھا۔۔

وہ دلاور کو نہیں پہچان پایا، البتہ اسکی خود پر ساکت نظروں سے خوفزدہ ہو کر وہاں سے بھاگنے لگا تھا لیکن دلاور نے گاڑی سے نکل کر اسکے پیچھے دوڑ لگائی۔۔ لیکن اسے مایوس کا سامنہ کرنا پڑا کیونکہ وہ اسکے ہاتھ سے نکل چکا تھا۔۔

اسکے بعد اسے ایک ہمت ملی تھی، جینے کی۔۔
اسے احساس ہوا تھا کہ وہ جو اپنے زخم غم دنیا کے سب غموں سے بھاری سمجھتا تھا مایوسیوں اندھیروں میں گزارتا تھا یہاں تو لوگ اس سے بڑے غم سینے میں دبائے چل رہے ہیں بلکہ اللہ سے گلہ کیے بغیر اسکے نام سے مانگ کر کھا رہے ہیں۔۔

اس پل دلاور کو لگا تھا اسکا دل دھماکے سے پھٹ جائے گا۔ اسنے کتنی ناشکری کی تھی کتنا مایوس ہوا تھا اللہ سے۔۔ لیکن اسنے ایک غم کی مثال جیسی اسکے سامنے رکھا وہ تو اپنا سب کچھ ہار بیٹھا تھا۔۔

جیکی کی حالت کو دیکھتے وہ احساس ندامت میں آکر اللہ سے توبہ کرنے لگا۔۔ وہ جو راتوں کو بے آرام ہوتا تھا اپنوں کے پاس جانے کیلئے بے چین ہوتا تھا اسے آرام مل گیا۔۔ اسے جینے کی راہ مل گئی۔۔ دنیا نے اس سے اتنا کچھ چھینا تھا لیکن اللہ نے تو اسکے سینے میں پورا حفظ قرآن محفوظ تھا، اسے اپنی مسجد میں جائے پناہ دی۔۔ خود کو اتنی بڑی گاڑی میں بیٹھا دیکھ کر اسے ایکدم شرمندگی نے آن گھیرا۔۔

وہ جو اللہ سے ہر دم شکوہ کرتا رہتا تھا اپنے حال کا۔۔۔ لیکن اسکے سامنے بے حال مانگنے والے کو دیکھ کر اسکا تو جیسے دل پھٹنے کو آگیا۔۔ اسے تو اللہ نے پھر بھی ایک عزت سے نواز دیا تھا لیکن جیکی۔۔ وہ تو بے گناہ ہو کر کیسی زندگی جی رہا تھا۔۔

وہ بائیس سالہ تھا جب اسنے جیکی کو دیکھا تھا، جیکی کی زندگی اسکے لئے اللہ کی طرف سے ایک کرن تھی جینے کی۔ اسے ہمت ملی جیکی سے۔۔

اور پھر جلد ہی امام صاحب سے اجازت لی تھی۔ امام صاحب نے اپنے دل کو مضبوط کر کے اسے اجازت دے دی تھی۔۔ دلاور نے اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر پرائیویٹ تعلیم بھی حاصل کی بلکہ اپنا پیٹ بھی پال رہا تھا۔۔

وہ جب ماسٹر کی ڈگری حاصل کر رہا تھا انہیں دنوں اچانک امام صاحب کے بیٹے کا قتل ہو گیا تھا۔ اور قاتل کا کچھ پتا نہیں تھا۔۔ وہ ہاسٹل میں رہتا تھا جب اسکے پاس یہ نیوز آئی تھی۔۔
وہ بھی اسی گھر کا حصہ رہا تھا تو امام صاحب کے پاس جا پہنچا، کیس اتنا پیچیدہ تھا معلوم نہیں تھا قتل کس نے کیا تھا امام صاحب کے بیٹے کا۔۔
لیکن وہ کیس دلاور خان کیلئے کافی انٹرسٹنگ تھا، اسنے پہلی بار کسی چیز میں انٹرسٹ دکھایا۔۔ اور وہ اس کیس کو خود حل کیا۔۔
اسکے سرخ دائرہ میں امام صاحب کی بہو ہی تھی جو کہ امام صاحب کے گھر سے انکے بیٹے کو لیکر الگ گھر میں جا بیٹھی تھی۔۔

اسنے امام صاحب کو بتایا، وہ ماننے کیلئے تیار نہیں تھے لیکن جب انکی بیوی کو معلوم پڑا تو انہوں نے دلاور کی بات پہ یقین کرتے اپنی بہو سے لیڈی پولیس کے تھرو تفتیش کروائی تو واقعی قاتل وہی نکلی۔۔

دنیا کو لیکر، دلاور بہت لکی تھا، اسے بدنامی بھی دنیا نے جلدی دی تھی اور اسے شہرت بھی دنیا سے جلدی ملی تھی۔۔

پہلی بار وہ اپنے سیاہ گیٹ ایپ کی وجہ سے مشہور ہوا تھا۔ دوسری بات کیس کی انویسٹیگیشن کی وجہ سے۔۔

اسکا دماغ اتنا تھا کہ وہ چھوٹے موٹے کیس سولو کر لیتا تھا، اور اسکا گزارا ہو جاتا تھا۔ لیکن وقت کی مہربانی تھی اس پر۔۔ اسے جلد ہی پرائیویٹ انویسٹیگیٹر کا مقام مل گیا تھا۔۔

زندگی نے اسے ایک موقعہ دیا، اسے ایک موقعہ کو دلاور خان نے ضائع نہیں کیا۔۔

اور اسکے بعد اسے خیری بھی ملا، وہ چھوٹا بچہ تھا، جو درندوں کی حراست میں جا رہا تھا۔۔ لیکن خدا نے اسے بچایا، رات کو وہاں سے گزرتے دلاور اسکی چیخیں سن لیں تھیں۔۔

اسے ایک ساتھی مل گیا تھا۔ اسنے اپنا گھر لے لیا تھا اور اس گھر میں چھوٹے سے خیری کو چوزے کی طرح ڈال دیا جو کہ سارا دن چوں چوں کر کے اسے زندہ ہونے کا احساس دلاتا تھا۔

جیکی نے اس پر نظر رکھی ہوئی تھی، اسنے جب خیری کو پناہ دی تھی۔۔ اسنے بھی ہمت کی اور اسکے پاس پناہ کیلئے چلا گیا۔۔
خیری کے پاس تو بہانہ تھا کہ وہ ایک پاؤں سے معذور تھا لیکن اسکے پاس کام کیلئے کوئی بہانہ نہیں تھا البتہ وہ انگلش اچھی بول لیتا تھا۔۔
مجبوراً اسے ڈے کے صاحب کے پاس حاضری دینی پڑی، اور نوکری حاصل کرنے کی وجہ اپنی چار بیویاں بتا دیں۔۔ حالانکہ چار بیویاں دور اسکے پاس تو نوکرانی بھی نہیں تھی خود بھتہ خوری سے کام چلاتا تھا۔۔

لیکن دلاور سے اچھا خاصا جھوٹ بول کر اسنے اپنا کام چلالیا تھا۔۔ اور اسے گھر میں کام پہ بھی رکھا گیا۔۔ پہلے پہل وہ دلاور کے گھر میں کام کرتا تھا لیکن دلاور کی تفتیش کے بعد اسے کام مل گیا تھا۔۔۔

اور وہ کام اسکا عرشیہ خان اور توقیع زیدی پہ نظر رکھنے کا تھا بلکہ انکے گھر میں کیسے بھی کر کے کیمرہ نصب کرنے کا تھا جن کی وجہ سے دلاور ان پر نظر رکھ سکتا تھا۔۔

اور یہ کام جیکی نے بہت آسانی سے کر کے دیا تھا اسے۔
اور دلاور ان پر اپنی گہری نگاہیں ٹکائے بیٹھا تھا۔۔ جس سے اسکے مطابق کوئی بھی واقف نا تھا۔۔

oooooooo

حال۔۔۔

تم پاکستان آ گئے ہو؟" وہ موبائل کان سے لگائے جھٹکے سے اپنا بیڈ چھوڑ کر "
اٹھا۔ڈریسنگ ٹیبل پہ بیٹھی اسے بیڈ سے اٹھتے دیکھ کر توقیع بھی
گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئی کیونکہ اسے شدید بخار تھا۔۔
لیکن اسکے کچھ کہنے سے پہلے دلاور نے اسے ہاتھ سے خاموش رہنے کا
حکم دیا۔۔
میں جیکی کو بھیج دیتا ہوں تمہیں پک کر لے۔۔" اسنے دوسری "
طرف پیدرو سے کہا جو اپنی گلفرینڈ جیزی کے ساتھ پاکستان
آ گیا تھا۔۔
پیدرو کے اوکے کہنے پر اسنے کال ڈسکنیکٹ کی اور روم سے باہر آ کر ریلنگ پہ
ہاتھ رکھ کر جھکتے نیچے سے جیکی کو بلانے لگا۔۔

جیکی نہیں ہے وہ باہر گیا ہوا ہے۔۔"خیری نے اس سے کہا۔۔"
وہ آ جائے تو اسے کہنا ایئرپورٹ سے پیدرو کو لیکر آئے یہاں۔۔""
اسنے خیری کو حکم دیا اور واپس روم میں آیا۔۔۔

آپ کو دو منٹ کیلئے بھی سکون نہیں دل!" توقیع ناگواریت سے "
بولی۔۔

زیادہ دماغ نا کھاؤ جا کر گیسٹ روم ریڈی کر دو۔۔ میرا دوست آرہا ہے"
اپنی گرلفرینڈ کے ساتھ۔"اسنے سر جھٹکے کہا۔۔
لیکن اسکی اس حرکت سے جہاں اسکے سر میں شدید درد
ہوا تھا وہیں ایک سرخ لکیر اسکی ناک سے بہتی سفید دبیز
قالین پر آگری۔۔

آہہ۔۔ یہ ککک۔۔ کیا ہے۔۔"دلاور کے ناک سے خون کو نکلتا دیکھ کر"
اسکی چیخ گونج اٹھی۔۔ وہ بوکھلا کر اسکے قریب پہنچی لیکن دلاور غصے
سے گھورتا بدک کر پیچھے ہو گیا۔۔

چیخ کیوں رہی ہو مر گیا ہوں کیا؟ چوٹ لگی ہے۔۔"وہ اسے دبانے"
کیلئے برہمی سے جھڑکتا ایک نیا بہانہ تراش گیا۔۔

ککک۔ کہاں چوٹ لگی ہے مجھے دکھائیں دل۔۔"وہ لٹھے کی مانند سپید"
پڑتی روتی ہوئی اسکے پاس آئی۔۔
لیکن دلاور اسکے رونے سے بیزار ہو کر اسکے ہاتھ جھٹک گیا۔۔

تو قسیع ہر وقت چپکی مت رہا کرو۔۔ میرے سر میں اس" وقت شدید درد ہے۔۔ جاؤ یہاں سے جو کہا ہے وہ کرو۔" اسنے بھینچی آواز میں کہتے رومال نکال کر ناک پہ رکھا اور تیزی سے باتھ روم میں بند ہو گیا۔۔

دلاور!!!" وہ چیختی اسکے پیچھے بھاگی اور ہاتھوں سے دروازہ پیٹنے لگی۔۔" کیا ہو گیا ہے پاگل عورت کیوں چیخ رہی ہو؟" اپنا چہرہ ناک" واش کر کے وہ باہر آتا تو قسیع کے بازو پکڑ کر جھنجھورتے غصے سے بولا۔۔

آآ۔۔ آپ مجھ سے کچھ چھپا رہے ہیں۔۔۔" وہ خوفزدہ آنکھوں سے دیکھتی ہکلا" کر بولی۔۔ دلاور نے اسکی ہراساں پھیلی آنکھوں میں دیکھا اور محبت سے نفی میں سر ہلاتے اسکا سر سینے سے لگا لیا۔۔

میں کچھ نہیں چھپا رہا یار۔۔ روم میں آ رہا تھا کہ اچانک سر" چکرا گیا اور دیوار سے ناک ٹکرا گئی اسلئے خون نکل آیا۔۔" وہ اسکے سر پہ بوسہ دیتے بولا۔۔

اللہ اللہ مجھے تو ڈرا ہی دیا تھا۔۔ کیا ضرورت تھی آپ کو اٹھنے کی مجھ سے" کہہ دیتے میں کس لئے ہوں آپ کے پاس۔۔" اسنے اپنی ہچکیاں دباتے اسکی گردن میں بانہیں حائل کیں اور ناک پر اپنے لب رکھ کر نا نظر آنے والے زخم کو چوما۔۔

تم تو بس ہر بات پر رومینس کے بہانے ڈھونڈتی رہتی ہو۔۔" وہ اسکی" محبت سے گھبرا کر گردن سے بازوؤں کا حالہ نکال کر دور ہوا اور چلتا ہوا بیڈ پر واپس بیٹھ گیا۔۔

توقیع نے صدمے سے اسے دیکھا۔۔
اچھا چھوڑو تم فضول بحث کو مجھے بتاؤ صبح ناشتے کی ٹیبل پہ کیا" کہہ رہی تھی۔۔" دلاور نے نیم دراز ہو کر پوچھا۔

نہیں آپ اس بات کو چھوڑیں یہ بتائیں کہ مجھے آپ کی کوئی فکر" نہیں۔۔ میں صرف بہانے تراشتی ہوں آپ کے پاس آنے کیلئے۔۔" وہ آبدیدہ ہو کر بھیگے لہجے میں کہتی ناراض ہو گئی اور تیزی سے اسکے روم سے نکل گئی۔۔

دلاور لب بھینچ کر پیچھے رہ گیا۔۔ اسنے اٹھ کر اسکے پیچھے جانے کا ارادہ کیا لیکن سر جھٹک گیا۔۔۔ اور آرام سے ٹی وی آن کرتے ٹام اینڈ جیری دیکھنے لگا۔۔

لیکن جیری گھر میں موجود تھی اسکا دل کہاں لگ رہا تھا ٹی وی میں۔۔ وہ بے چین ہو کر اٹھ بیٹھا۔۔

معاً قدموں کی آہٹ ہوئی۔۔ اسکے لبوں پر جاندار مسکراہٹ بکھر گئی۔۔" مجھے پتا تھا دو منٹ بھی میرے بغیر رہ نہیں سکتی۔۔"

وہ فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ سوچتا اسکے انتظار میں تھا تاکہ پھر اچھے بھلے طنز کر سکے۔

"معاً دروازے سے جیکی روم میں داخل ہوتا اسکی تم نے بلایا مجھے ؟" خوش فہمی پر پانی پھیر گیا۔ دلاور نے ایکدم سے اپنی مسکراہٹ سنجیدگی میں دبل لی۔۔

"اسنے ابرو اٹھا کر اس سے پہلے مجھے یہ بتاؤ اس لڑکی کا کیا ہوا؟" پوچھا۔۔ اور سائیڈ ٹیبل پہ رکھی دوائی کو اٹھا کر کھانے لگا۔۔

کسی نے غلط انفارمیشن دی تھی تمہیں۔۔وہ تصویر پرانی تھی اسکی۔۔بلکہ "
ڈرگز کی عادی تھی۔۔ماں باپ کے ایکسیڈنٹ کے بعد وہ دبئی اپنے
گرینڈ مدر کے پاس چلی گئی اور وہاں اسے یہ لت لگ گئی اسکے بعد
خود بھی جلد ہی ختم ہو گئی۔۔"جیکی کی بات سن کر دلاور چونک گیا۔۔

ماہرہ کے ماں باپ کو کس نے مارا؟"وہ حیران ہوا۔۔"
اسکے اپنے ہی تایا تائی نے جائیداد کے لالچ میں آکر۔۔"جیکی نے"
تاسف سے بتایا دلاور کو بھی بہت افسوس ہوا سن کر۔۔۔

خیر!تم جاؤ پیدرو آرہا ہے پاکستان اسے یہاں لے آؤ کراچی"
ایئرپورٹ سے۔۔"دلاور نے اس سے کہا وہ ناسمجھی سے دیکھنے لگا۔۔

یہ پیٹرول کون ہے؟اور میں کیسے پہچانوں گا اسے انانوں میں؟""
اسنے کچھ استہزائیہ لہجے میں کہا۔۔مگر دلاور کی سنجیدہ نگاہوں کو دیکھ
کر گڑبڑا گیا۔۔

شرافت سے جاؤ اور عزت سے کام کر کے واپس آؤ ورنہ "
تمہاری تیسری اور دوسری بیوی کی لاش اٹھانے کیلئے تم زندہ نہیں بچو
گے۔۔"اسکے چبھتے لہجے میں کہنے پر وہ گڑبڑاتا اپنا قہقہہ دبائے وہاں سے چلا
گیا۔۔

دلاور نے گہرا سانس لیکر سر تکیے سے لگایا۔۔اور آنکھیں موند لیں۔۔
دماغ ریلیکس ہوا تو اسے توقیع کی فکرمندی یاد آئی۔۔
دل کو بہت بھائی تھی۔۔لیکن وہ جھلی روٹھ گئی تھی۔۔
اگر منایا تو سر پہ چڑھ جائے گی۔۔"منانے کا سوچ کر وہ سر نفی"
میں ہلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔

لیکن میرے پاس دماغ ہے۔۔"وہ شاطرپن سے سوچتا۔۔اپنے"
بیڈ سے اٹھا۔۔اور جلدی سے لیدر جیکٹ اور گلوز ماسک پہن کر روم
سے باہر نکلا۔۔
خیری!"سیڑھیوں کے سامنے سے گزرتے خیری کو پا کر اسنے"
رازدارنہ پکارا۔۔خیری حیران ہو کر اسکی طرف متوجہ ہوا۔۔۔

تمہاری وہ پاگل ماں کہاں ہے؟" اسنے اشارتاً پوچھا۔۔"
خیری نے سمجھ کر ایک تعجب بھری نظر اس پر ڈالتے اسے
گیسٹ روم کی طرف اشارہ دیا۔۔

دلاور مسکراتا سیڑھیاں اتر کر گیسٹ روم کی طرف گردن اکڑائے بڑھ
گیا۔۔ خیری نے الجھی نگاہوں سے اسکی پشت کو دیکھا اور کندھے اچکا
کر اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔۔

توقیع دوپٹہ کمر کے گرد باندھے بالوں کا جڑا بنا کر روم کی ڈسٹنگ کر
رہی تھی تبھی وہاں ناک کرتا دلاور داخل ہوا۔۔

وہ اسکی آہٹ سے باخبر ہو گئی تھی دستک پر متوجہ نہیں ہوئی بدستوراً
اپنا کام کرنے لگی۔۔

ہاں اچھے سے صاف کرو۔۔ میرا اچھا دوست ہے۔ مہمان نوازی"
میں کوئی کمی محسوس نہیں ہونی چاہیے اسے۔۔" وہ اسے متوجہ کرنے
کیلئے پھر سے بارعب آواز میں بولا۔۔

لیکن وہ ہنوز کام میں مگن تھی۔۔

اسنے سٹول الماری کے پاس رکھا۔۔اور اس پر چڑھ کر الماری کے اوپر سے ڈسٹنگ کرنے لگی۔۔دلاور موقعہ پا کر اسکے پیچھے بھاگ آیا۔۔ آہٹ پر اسنے گردن گھما کر دیکھا تو وہ اسکے پیچھے کھڑا تھا نک سک سے تیار کہیں جانے کیلئے۔۔اسکی نیلی آنکھوں کا مرکز خود کو پکارہ وہ ماسک کے پیچھے فاتحانہ مسکرا دیا کہ اب وہ کہے گی "اس "حال میں کہاں جا رہے ہیں دل

لیکن اسنے کچھ کہے بغیر سنجیدگی سے آئی برو اوپر اٹھائی۔دلاور سٹپٹا گیا۔۔

باہر جا رہا ہوں کام سے۔۔"اسنے احسان کرتے ناگواریت سے بتایا۔۔" تو وہاں کھڑے ہو کر بھی بتا سکتے ہیں "اتنے قریب "کیوں آ گئے ہیں۔۔"" توقیع چبھتے لہجے میں بولی۔۔

دلاور نے حیرت زدہ ہو کر جھٹکے سے اسے دیکھا۔وہ مصنوعی سا مسکرا کر اسے شاکڈ کرتی اپنے کام میں مگن ہو گئی۔۔

دلاور نے غصے سے اسے دیکھا۔۔ "ایٹیٹیوڈ تو دیکھو محترمہ کا۔۔" وہ تو اسلئے اسکے پیچھے آیا تھا کہ اکثر موویز میں بیویاں اپنا توازن کھو کر گر جاتی تھیں اور ہیرو بھاگ کر اسے تھام لیتے تھے لیکن یہاں اس محترمہ کے تیور ہی اپنے تھے۔۔

دلاور کا دل چاہا ابھی گر جائے اور زوردار چوٹ لگے اسے۔۔ لیکن اسکی بددعا رائیگاں گئی۔۔ کیونکہ وہ ڈسٹنگ کرتی آرام سے اتر آئی تھی۔۔
دلاور نے پیچھے ہوتے مٹھیاں بھینچ لیں تھیں۔۔

ٹھیک سے کام کرو یہ کیا ہے یہ اتنا پانی کیوں ہے؟" وہ اپنے غصے پہ" ضبط نا کرتا ہمیشہ کی طرح اسکا کام بڑھا کر پانی کی بھری بالٹی کو لات مار کر پورا فرش پانی پانی کر دیا تھا۔۔

آپ کو کیا مسئلہ ہے یہاں کیوں آ گئے ہیں۔۔" توقیع نے غصہ پیتے" ڈبڈبائی نظروں سے کہا۔۔
یہ میرا گھر ہے میری مرضی میں کہیں بھی جا سکتا ہوں۔۔"
اور تم۔۔۔ ایک منٹ! کہیں تم یہ تو نہیں سوچ رہی کہ میں تمہیں

منانے آیا ہوں۔۔" اسنے اپنے دل کی بات طنزیہ کہی اور بے وجہ ہنسنے لگا۔۔

بخار میں سٹھیا گئے ہیں۔۔ آپ جیسے سخت دل انسان سے مجھے ایسی" کوئی امید نہیں۔۔" وہ ایک بار پھر اسکی خوش فہمی پر پانی ڈالتی پوچھا اٹھا کر پانی فرش سے سمیٹنے لگی۔۔

دلاور کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔۔

اٹھو مجھے چائے بنا کر دو۔۔" اسنے تنگ کرنے کیلئے نیا حکم جاری" کیا۔۔ توقیع نے سے اٹھا کر اسے دیکھا۔۔

ابھی آپ کہہ رہے تھے آپ کو کہیں جانا ہے اور ابھی ہی۔۔" توقیع" مشکل سے مسکراہٹ ضبط کرتے اسے فل ڈی کے گیٹ اپ میں تیار سواء شوز کے دیکھا۔۔

وہ اسکے روٹھ جانے کی پریشانی میں واقعی جیکٹ گلووز ماسک پین کر تو آیا تھا لیکن شوز نہیں پہنا تھا۔۔ اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو خود بھی گڑبڑا گیا۔۔

ہاں جا رہا ہوں لیکن تمہیں چائے کا کہنے آیا تھا۔۔ اٹھو۔۔۔ پھر جا کر"
شوز پہننا ہے۔۔" وہ اسے خود پہ شک کا کوئی موقعہ نہیں دینا چاہتا
تھا۔۔

آخر مسٹر روڈ جو تھا۔۔

آپ چلیں میں آتی ہوں۔۔" وہ انکار کرنے کی خود میں ہمت ناپا کر"
ناراضگی سائیڈ رکھتی بولی۔۔ لیکن لہجہ ہنوز خفگی بھرا تھا۔۔

چلیں ولیں نہیں۔۔ ابھی اٹھو۔۔ جانتا ہوں ہڈ حرامی کی عادت ہو گئی"
ہے پچھلے دنوں سے۔۔" وہ کرخت آواز میں چٹکی بجا کر بولا۔۔

چلیں آپ صاحب۔۔۔" توقیع اسے غصے سے دیکھتی پوچھا پٹخ کر جیسے"
ہی اٹھ کھڑی ہوئی اگلے لمحے پاؤں پھسلنے پر اسکی زوردار چیخ گونج اٹھی لیکن
اس سے پہلے ہی سر پر کھڑے دلاور نے ہڑبڑا کر اسے تھاما۔۔

دل!!" اسکے لبوں سے کراہ نکل گئی۔۔ لیکن وہ اسکی بانہوں میں محفوظ تھی۔۔"
دلاور کا سل بھی گھبراہٹ سے تیز دھڑک رہا تھا۔۔ اسنے خود پر
ملامت کی کہ وہ اسے بد دعا تکلیف کی کیسے دے سکتا ہے۔۔

وہ اسکے بانہوں کے حصار میں لہراتی گہرے گہرے سانس لے رہی تھی خوف سے۔۔ دلاور نے اسکی اٹھتی گرتی دھڑکنوں کو سنتے اسکی بند پلکوں کو دیکھتا۔۔
اور آہستہ سے اپنی طرف کھینچا۔۔۔ وہ جھٹکے سے کھینچتی اسکے چہرے کے پاس آئی جہاں اسکی بخار سے دہکتی گرم سانسیں توقیع کے چہرے سے ٹکرائی وہ اسکے بازوؤں کو مضبوطی سے تھام گئی۔۔

چچ۔۔ چائے۔۔ "اسنے چہرے پر سایہ محسوس کرتے بوکھلا کر" کہا۔۔ دلاور کو اسکے پہلے دن کا بے باک انداز یاد آگیا۔۔

چائے کو چھوڑو مجھے کس کرو۔۔۔ "اسنے ایک لمحہ لیے بغیر" بے باک سی ڈیمانڈ کر دی۔۔ توقیع نے حیرت سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔
مگر اسکی شہد رنگ گہری سرخ آنکھوں میں دیکھتے اسکا دل تیزی سے دھڑک اٹھا۔۔
میں کیوں کروں؟ میں تو بہانے ڈھونڈتی ہوں آپ کے پاس آنے" کے۔۔۔ "وہ چبھتے لہجے میں گویا ہوئی۔۔

کیا تمہیں میرے پاس آنا اچھا نہیں لگتا؟" دلاور نے اپنی غلطی کو" سدھارنا چاہا۔۔

لگتا ہے لیکن کوئی ایسے منہ اٹھا کر طنز تو نہیں کر دیتا جیسے آپ" ساس کی طرح کرتے ہیں۔۔" وہ منہ بنا کر جھٹ سے بولی۔۔ مگر دلاور کے جاندار قہقہے کے سنتے اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔۔

پھر میں بھی غلط تو نہیں کہا نا۔۔ ہم دونوں ایک دوسرے کے" پاس آنے کے بہانے ڈھونڈتے ہیں۔۔" وہ گھمبیرتا سے کہتا اسکی کمر میں حصار تنگ کر گیا۔۔

تو قسیع مسکرا کر پلکیں جھکا گئی۔۔

بہت موڈ ہو رہا ہے تمہاری کس کا۔۔" اسنے فرمائشی انداز میں" کہا۔۔

آپ کا موڈ تو چائے کیلئے تھا نا؟" اسنے گھبراہٹ سے اتھل پتھل" ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالا۔۔ اور اسکے جیکٹ پر انگلی پھیری تو احساس ہوا وہ جلد بازی میں بٹن بھی غلط بند کر آیا تھا۔۔

جانتی تھی پاگل تھا خود بھی اسکی قربت کیلئے لیکن نخریلا سائیں مانے گا نہیں۔۔

چائے کو پینے کا ہی موڈ ہے لیکن تمہارے ہونٹوں سے۔۔ سپ سپ کی" صورت۔۔" اسنے بے باک سرگوشی کی۔۔

کیسے۔۔؟" توقیع نے الجھ کر پوچھا۔۔ دلاور نے اسکے چہرے کو دیکھتے" جھک کر ایکدم اسکے ہونٹوں کو نرمی سے دو رتین بار چھوا۔۔ وہ لال انار بن گئی۔۔

ایسے۔۔" اسنے آخری اور گہرا بوسہ دیتے سرگوشی کی۔۔"

یہ چائے ہے آپکی۔۔" وہ اپنے نم لبوں پر زبان پھیر کر شرارت سے" بولی۔۔" بالکل! یہاں کرو گی یا روم میں۔۔" اسنے قریب کرتے پوچھا۔۔

رات کو۔ ابھی کام کرنا ہے یہ سب۔۔" وہ شرم سے پلکیں جھکا کر بولی۔۔"

"رات کو الگ سے لیکن ابھی مجھے اشد ضرورت ہے اسکی۔۔"

کس کی؟" اسکے کہنے پر وہ حیران ہوئی۔۔"

"Tea-kiss"

وہ شریر لہجے میں بولا تو توقیع نے اسکے سینے پر خفگی سے مکا مارا۔۔

اتنا کام ہے اسکا کیا؟" اسنے احساس دلایا۔۔"

وہ خیری تمہاری ہیلپ کروادیے گا۔۔"اسنے اسے چھوڑ کر پلٹ کر"
دروازے کو کنڈی لگادی۔۔اور اسکی طرف بڑھا۔۔
توقیع حیا سے گلنار پیچھے قدم لیتی سیدھا بیڈ سے جا ٹکرائی۔۔
لیکن اگلے لمحے سنبھلنے سے پہلے دلاور نے ہاتھ بڑھا کر اسے پیچھے کی
طرف دھکا دیا وہ چیخ کر پیچھے بیڈ پر جا گری۔۔۔
اسنے گلووز اتارے اور ماسک دونوں اسکے برابر میں پھینکتے خود بھی اسکے برابر
میں گر گیا۔۔
وہ سانس روکے دل کی دھڑکنوں کو سنبھالنے لگی۔۔اور اٹھ کر برابر میں
پڑے دلاور کے چہرے پر جھکی۔۔
اسکی کھوجتی نظریں اسکے ناک پر تھیں کہ اسے زخم کہاں لگا
ہے۔۔لیکن وہاں تو ہلکی سی سرخی خراش بھی نا تھی۔۔

دلاور نے ہاتھ بڑھا کر اسنے بندھا ہوا جڑا کھول دیا۔۔اسکے چہرے
کے اطراف میں سنہری زلفیں بکھر گئیں۔۔
اسنے کمر میں بازو حائل کرتے جھکی ہوئی توقیع کو خود پر گرا لیا۔۔۔
کرو بھی۔۔"اسنے تنک کر کہا۔۔"

پہلے شرافت سے بتائیں کہ یہ الٹے سیدھے بٹن جیکٹ کے لگا کر،"
بغیر شوز پہنیں جو باہر جا رہے تھے یہ صرف مجھے منانے کیلئے تھا
نا۔۔"وہ اسکی پیشانی سے بال سمیٹ ہنستی ہوئی بولی۔۔ دلاور کے کچھ کہنے کے
بجائے اسکی مسکراہٹ نے سب کچھ بتا دیا۔۔
وہ کھکھلا کر اسکے چہرے پہ چاہت سے جھک گئی۔۔
سنیں میں کہہ رہی تھی کہ خیری اتنے شاندار مارکس سے انٹری"
ٹیسٹ پاس کیا ہے کیوں نا اسکی خوشی میں چھوٹی سی پارٹی دے دیں۔۔"وہ
اسکی فرمائش مطابق اسکے ہونٹوں کو چھوتی بولی۔۔

جیسا تمہیں بہتر لگے۔۔"وہ مان گیا۔۔ اتنے خوبصورت انداز میں"
منا رہی تھی کون کافر انکار کرتا۔۔
اب آپ جائیں آرام کریں میں کام نمٹا کر پھر کھانا بناؤں"
گی۔۔"وہ اسکی مونچھوں کو شرارت سے دانتوں میں دبا کر بولی۔۔
اور اتنی دیر میں کیا کروں گا؟"وہ اسے گھور کر بولا۔۔"
بولا تو ہے آرام کریں گے آپ۔۔"اسنے ناک دبائی۔۔"

وہ آرام ہی کیا جس آرام میں پاس تم نا ہو۔۔" وہ بد مزہ ہو کر اٹھنے لگا۔۔"
تو قیع مسکراتی اٹھی اور اپنے بالوں کو سمیٹ کر پھر جوڑے کی شکل دینے لگی تھی تبھی اسنے موقعہ پا کر اسکی کمر کو پکڑا اور جھٹکے سے کھینچ کر پاس کرتے اسکے ہونٹوں کو اپنے قید میں لیکر ہاتھ گھسیٹ کر دیوار سے لگا دیئے۔۔

تو قیع اس اچانک افتاد پر بوکھلا گئی۔۔ لیکن جب ہوش آیا تو مکمل خود کو اسکے حصار میں قید پایا۔۔
وہ اپنی منمانی کرتا اپنی طلب پوری کر کے اسکا حال بکھیر کر مسکراتا اسکے ہونٹوں سے نمی خود سمیٹ کر دور ہوا۔۔

اسے کہتے ہیں ہاٹ کافی" بے باکی سے بولتے آنکھ دبا کر روم سے نکل گیا۔۔"

اسکے جانے کے بعد تو قیع نے دھک دھک کرتے دل پر ہاتھ رکھا اور اپنی بکھری سانسیں بحال کرتی کام کرنے لگی۔۔
دو گھنٹے لگے اسے روم چمکاتے۔۔ وہ جب باہر آئی تو اسے معلوم پڑا دلاور اصطبل میں ہے۔۔

"اسے بندے کو دو منٹ کا بھی سکون نہیں۔۔"

ooooooo

تم یہیں بیٹھو۔۔" ثمن موبائل رکھ کر اسکے ساتھ چلنے والی تھی جب "
روحا نے اسے وہیں رہنے کا کہا۔۔
لیکن مجھے بھی کچھ کھانے کیلئے لینا ہے۔۔" وہ حیرت سے بولی۔۔"
ایک تو تم موٹی دو منٹ بھی کچھ کھائے بغیر نہیں رہ سکتی۔۔" روحا"
نے دانت پیس کر کہا۔۔

ہاں تو اپنے باپ کا کھاتی ہوں۔۔ دماغ میں لگنے کی ضرورت نہیں بھابی"
صاحبہ! ہم پہلے ہی دماغ سے کھسکے ہوئے لوگ ہیں۔۔" وہ آنکھیں دکھا
کر دھمکاتی بولی۔۔

افسوس ہی کر سکتی ہوں میں دریاب بھائی پر۔۔ وہ بیچارا کماتا"
جائے گا اور تم ٹھونستی جاؤ گی ڈبل بیٹری۔۔" وہ جل بھن کر کہتی گاڑی سے
نکلی۔۔

ثمن ہکابکا اسے دیکھتی رہی۔۔"میرے سامنے اس پھاہھا کٹنے کا نام مت لیا کرو۔۔"اسنے غصے سے وارن کیا۔۔

"جا پراں مر!"وہ نخوت سے کہتی ڈرائیورنگ سیٹ کا ڈور بند کر کے باہر نکلی اور سامنے شاپ کو دیکھنے لگی۔۔

"اچھا میں یہیں بیٹھتی ہوں۔۔تم ریسٹورنٹ سے میرے لئے اپنے پیسوں سے ایک پیزا کولڈ ڈرنک اور برگر لے آنا۔۔"وہ مزے سے گلاسس ٹھیک کرتی بولی۔۔

"اچھا ٹھیک ہے لے آتی ہوں۔۔"روحا نے آس پاس دیکھتے اپنا کلچ مضبوطی سے تھاما اور کچھ گھبرائی ہوئی سامنے شاپ کی طرف بڑھ گئی۔۔

سمن پھر سے اپنے موبائل میں مصروف ہو گئی۔۔

"اا۔۔السلام علیکم بھائی۔۔"وہ دو سٹیپ سیڑھیاں چڑھ کر شاپ کے اندر داخل ہوتی کاؤنٹر پر اپنا کلچ رکھ کر بولی۔۔

وعلیکم السلام جی۔۔"شاپ بوائے نے حیرت سے اس مذہبی کسٹمر"
کو دیکھا۔۔جسنے نے حجاب پہنا ہوا تھا اور بٹر فلائی ڈیزائن عبایے
میں موجود تھی۔۔

بھائی مم۔۔مجھے سگریٹ کا ایک پیکٹ دے دیں۔۔"روحا نے"
گردن موڑ کر آس پاس دیکھتے جھجھکتے اس شاپ بوائے سے بولی۔۔
اس دکاندار کو زور کا اچھو لگا۔۔
اسنے حیرت سے اسکی سیاہ آنکھوں میں دیکھا۔۔

دیں بھی۔۔"اسکی حیران نظروں سے چڑ کر روحا نے کہا۔۔"
کون سے میڈم؟مطلب کون سے برانڈ کے دوں سگریٹ۔۔"وہ بوکھلا کر"
"بولا۔۔روحا پریشان ہو گئی۔۔"سگریٹ کے بھی برانڈ ہوتے ہیں۔۔

وہ جو میرے شاہو پیتے ہیں وہ دیں۔۔"اسنے کچھ گھبراہٹ سے کہا۔۔"
باجی مجھے کیا معلوم آپکا شاہو کون سا سگریٹ پیتا ہے۔۔"شاپ"
بوائے بے ساختہ ہنس کر بولا۔۔

باجی ہو گی تمہاری ماں۔۔" اسکا ہنسنا روحا کو زہر لگا وہ ایکدم غصے سے بولی۔۔ لڑکا" گڑبڑا گیا۔۔

میں کیسے جانوں گا آپ کا شاہو کون ہے بھلا وہ کوئی سلیبرٹی ہے؟""" لڑکے نے بھی تنگ آ کر کہا۔۔

ان سے بھی بڑھ کر ہیں۔۔" وہ اکڑ کر بولی۔۔"

پتا نہیں آپ مجھے سگریٹ کا نام بتا دیں میں دے دوں آپکو۔۔" وہ" اکتا کر بولتا دوسرے کسٹمر کو بھی انکا خریدہ سامان دینے لگا اور پھر اسکے پاس آیا۔۔ اور دلچسپی سے اسے دیکھنے لگا۔۔

نام تو میں نے کبھی نوٹ ہی نہیں کیا۔۔" وہ پریشانی سے لڑکے کو دیکھ کر" بولی۔۔

اوہ! چلو میں آپ کو بتاتا ہوں آپ ان میں کوئی ہو تو بتا دیں۔۔""" وہ بولا تو روحا نے سر اثبات میں ہلا دیا۔۔

اسنے کاؤنٹر پر بازو رکھے اور روحا کی سیاہ آنکھوں میں دیکھتا بولنے لگا۔۔ گولڈ لیف، ریڈ اینڈ وائیٹ، ایل اینڈ ایم، گولڈ فلک، ایمبیسی کنگ، ماروین،" "کیپسن، بی اینڈ ایچ، مارلبورو گولڈ، کلاسک ریچ ٹیسٹ۔۔۔۔

بس بس۔۔۔ اتنے سارے۔۔ شاہو ایک ڈبی والا پیتا ہے۔۔" وہ بوکھلا" کر اسے ٹوک گئی۔۔ لڑکے کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔ روحا نے ناگواری سے اسے دیکھا۔۔

تو آپ بتا دیں آپ کو کون سا چاہیے۔۔" اس لڑکے نے اس" سے پوچھا۔۔ روحا پریشان ہو گئی۔۔ ایسا ناہو وہ کوئی الٹا سیدھا پی لے اور پھر اسکی لاش پر کوئی تعزیت کیلئے بھی نا آئے۔۔

آپ مجھے یہ سارے دے دیں۔۔" اسنے سوچ کر کہا۔۔"
سارے؟" لڑکے کی آنکھیں پھیل گئیں۔۔"
ہاں تو میں کیا بول رہی ہوں دے دیں۔۔" اسنے اپنے کلچ سے کارڈ نکالا۔۔ اور وہ" لڑکا پریشان اس چوہیا کو دیکھتا شاپر میں ان سارے سگریٹ کی ایک ایک ڈبیا ڈالنے لگا۔۔
یہ لیں۔۔" اسنے شاپر ٹیبل پہ رکھا۔۔ اور ساتھ کارڈ اٹھا کر پیمنٹ" اپنی لی۔۔ رسید اسکے آگے رکھتے وہ اسے دیکھتا رہ گیا جو سگریٹ سے بھری شاپر گاؤن میں چھپاتی وہاں سے نکل گئی۔۔

اسنے مسکراتے گاڑی کی ڈکی میں اپنا شاپر سمن سے چھپا کر رکھا۔
تبھی پیچھے سے سمن آ گئی۔۔
کیا چھپا رہی ہو۔۔"وہ اچانک آ کر بولی تھی کہ اسکی امد سے روحا کی"
چیخ نکل گئی اور وہ گھبرا کر پیچھے ہوئی۔۔
تبھی نشانہ چھوٹ گیا اور دور سے آتی ہوئی گولی بھری بازار میں
سیدھا گاڑی کے شیشے میں ٹھاہ سے لگی۔۔

آہہہ۔۔۔"اچانک ماحول پر وحشت طاری ہوئی انکے سامنے ہی انکی گاڑی"
پر گولیاں چلنے لگی۔۔ سمن روحا کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے بھاگی۔۔
چلو یہاں سے۔۔"لوگوں میں افراتفری مچ گئی۔۔ سمن کے بازو کو"
چھوتی ہوئی گولی گزر گئی لیکن وہ چیخیں مارے بغیر روحا کو کھینچتی وہاں سے
بھاگی۔۔
دوسری طرف ساحل شاہ کی بیوی کو چھوڑ کر پھر سے اس کی
بہن کو نشانے میں لینے کا حکم رسیو ہوا۔۔
شوٹر نے انہیں ہراساں کرنا چھوڑ کر روحا کا ہاتھ پکڑے بھاگتی سمن کے بازو
کو نشانہ لیا۔۔اور ٹریگر پر دباؤ بڑھا دیا۔۔

ٹھاہ" کی آواز سے جہاں فضا میں ایک بار پھر گولی کی دہشت "
چھائی تھی وہیں وہ گولی اڑتی ہوئی سیدھا معصوم سی سمن کے بازو میں گرم
سوئی کی طرح جا چبھی۔۔

بھائی!!!"اسکی ایک زوردار چیخ فضا میں گونجی۔۔اور منہ کے بل "
زمین بوس ہوئی۔۔
سمن!!!"روحا کی چیخ وحشت ناک تھی۔۔۔"

ooooooooo

وہ اپنے آفس روم میں بیٹھا ہوا تھا۔۔گیارہ بجے اسکے کیس کی باری
تھی۔۔وہ اپنا کیس ایک بار پھر اطمینان سے ریڈ کر رہا تھا تبھی اسکا
موبائل بجا۔۔
اسنے فائل بند کرتے موبائل اٹھا کر دیکھا تو دریاب تھا۔۔
ہاں بولو دری!"ساحل نے کال اوکے کی اور موبائل کان سے لگایا۔۔"
بھائی میں آرہا ہوں واپس۔۔۔"دوسری طرف سے دریاب نے "
کہا۔۔

ہاں آجاؤ۔۔"ساحل نے سر ہلا دیا۔۔"
مجھے ڈیوٹی جوائن کرنی ہے۔۔اور ماہرہ کا پورا خاندان ختم ہے۔۔"اسنے"
تفصیل اسے بتائی۔۔
دریاب!تم بے فکر ہو کر واپس آؤ اور اپنی ڈیوٹی جوائن کرو۔۔ماہرہ کا غم پالنے"
کی ضرورت نہیں۔۔۔ہمیں دیکھنا تھا آخر دلاور کیا چاہتا ہے۔۔
اسکی ہم پہ نظر ہے یا نہیں۔۔۔
لیکن اسنے اپنے چیلے کو تمہارے پیچھے بھیج دیا وہ بھی ماہرہ کو ختم کرنے کیلئے
تو اس سے صاف ظاہر ہے وہ ہم پر نظر بھی رکھ رہا ہے اور کیس
میں انٹرسٹ بھی۔۔۔"ساحل شاہ نے متبسم ہو کر کہا۔۔۔

واٹ!!!!کیا یہ سب آپ دونوں نے صرف دل کا انٹرسٹ"
جاننے کیلئے مجھے ذلیل کیا تھا؟"دریاب کی صدمے سے چیخ نکل
گئی۔۔
اب خاموشی سے واپس آؤ اپنی مام اور عشی کو یہاں چھوڑ جاؤ!""
ساحل نے بڑے بھائی کا رعب جتاتے حکمیہ کہتے کال ڈسکنیکٹ کی اور
بے ساختہ خوبصورتی سے ہنس پڑا۔جانتا تھا وہ اس وقت
گہرے صدمے میں ہو گا۔۔۔

لیکن شکر ہے انہیں یہ تو معلوم پڑا کہ انکا دل انکے ساتھ ہے کسی بھی طرح۔۔۔وہ مسکرا کر فائل کو دیکھتا سوچ رہا تھا تبھی اسکے موبائل پہ ایم ایم ایس آیا۔۔

اسنے الجھتے ہوئے اٹھا کر ویڈیو آن کیا۔۔
بھائی "دوسری دفع جب سمن کے بازو میں گولی لگی وہ دھڑام سے"
زمین بوس ہوتی چیخ پڑی۔۔

سمن!!!!"لوگوں کی قدموں میں سمن کو گرتے دیکھ کر وہاں روحا کو بھی"
پا کر اسکی دھاڑ گونج اٹھی۔۔
تبھی اسکے موبائل پہ انجان نمبر سے کال آئی۔۔۔

ہاہاہاہا کیسا لگا شوٹ ساحل شاہ!کیا ہمت والی بہن ہے"
تمہاری۔۔۔دو دو باہر حملے سے بچ گئی۔۔۔پہلے تو دل کیا سیدھا گولوں سے
بھون دوں لیکن شیر کے بچے کو تڑپا تڑپا کر جو مزہ آتا ہے مارنے میں وہ

ایسے کہاں۔۔۔" دوسری طرف کوئی انجان بھاری آواز میں قہقہہ لگاتا بولا۔۔۔

بکواس بند کرکتے **** اگر ہمت ہے تو ساحل شاہ سے مقابل" کرو، نامردوں کی طرح عورتوں پر بار بار وار کر رہے ہو۔۔" وہ اس پر غرا اٹھا۔۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔ بچے تمہیں ابھی اندازہ نہیں جنگ کا۔۔ جنگ ہمیشہ پہلے " مخالف کی طاقت کو ختم کیا جاتا ہے۔۔۔ سوچو دلاور مر گیا۔۔۔ دریاب آتے ہوئے کسی دھماکے کا شکار ہو جائے؟ صمصام زیدی کی اگر بہن کو ختم کر لیا جائے تو وہ خود ہی ختم پاگل ہو کر ختم ہو جائے گا۔۔ اور تمہاری بیوی بھی تو ماشاءاللہ بے حد خوبصورت ہے۔۔ نازک سی بیچاری۔۔۔۔ اسنے تو ابھی وحشت دیکھی نہیں ہے چہ چہ۔۔۔" وہ ساحل کی حالت پہ قہقہہ لگاتا اسکی بے بسی کو مزہ لیتے مزید اسے بے بس کر رہا تھا۔۔

تمہارا مقصد صرف کیس کو رکوانا ہے؟" ساحل شاہ نے کچھ سوچ" کر چبھتے لہجے میں پوچھا۔۔ اسکا موبائل ڈیوائس جو لیپ ٹاپ سے کنیکٹ ہو گیا تھا اسنے وہ ویڈیو آہستہ سے کی کو پریس کرتے صمصام کی طرف فارورڈ کر دیا۔۔

تم ایک واقعی قابل تعریف ایڈوکیٹ ہو۔۔۔ یہ کیس آج کی تاریخ" میں بند ہو جانا چاہیے۔۔۔ اگر تمہارے قدم عدالت کی طرف بڑھے تو میرے قدم تمہارے خاندان کی طرف بڑھیں گے۔۔۔
ایک مرے ہوئے ہو تو تم انصاف دلا سکو گے شاہ صاحب!! لیکن زندہ لوگوں کے ساتھ ناانصافی کر جاؤ۔۔۔" وہ دھمکتے ہوئے بولا اس سے۔۔

کیا آپ کو اس وقت اندازہ ہے آپ کی دو منٹ پچیس سیکنڈ کی کال" آرمی ہیڈ کوارٹر منتقل کر دی گئی ہے۔۔؟" ساحل شاہ نے سادگی سے اس پہ دھماکہ کیا۔۔۔

کیا بکواس ہے۔۔" وہ غرا اٹھا۔۔۔"
نہیں یہ سچ ہے۔۔ آپ کو چاہیے اس وقت اپنی پوزیشن چینج کریں"
اور خود کو ریلیکس رکھیں۔۔۔ ساحل شاہ جانتا ہے مرے ہوئے
اور زندہ لوگوں سے انصاف کرنا۔۔ ٹیک اٹ ایزی اینڈ ٹیک کیئر
خدا کی طرف سے لعنت۔۔۔" اسنے پر سکون لہجے میں کہتے کال
ڈسکنیکٹ کر دی۔۔۔

ہاں بھائی یہ سب کہاں ہے اور کس جگہ۔۔۔" دوسری"
طرف کال اینڈ ہوتے ہی صمصام کی کال پک کی اور اسکی غصیلی آواز
گونجی۔۔

میرے کیس میں صرف آدھا گھنٹا ہے۔۔ اگر میں یہاں"
سے نکلا تو آدھا گھنٹا میڈیا سے الجھتے گزر جائے گا۔۔ وہاں پہنچتے دیر لگ
جائے گی۔۔
تم جلدی سے وہ جگہ تلاش کرو۔۔۔ میں نے انہیں دھمکی دے دی
ہے۔۔ وہ سچ میں گھبرا گیا ہو گا جب تک تم وہاں پہنچو اور سمن
روحا کو اپنی نگرانی میں ہاسپٹل پہنچاؤ ڈیڈ کو کال کر دینا۔۔" ساحل نے

چیئر پہ گرتے سرخ آنکھیں میچ کر دوسری طرف صام سے کہا۔۔۔

آپ پریشان نا ہوں۔۔۔یہاں بھی میڈیا کا رش لگ گیا ہے لائیو" چل رہا ہے لیکن میں بیک ڈور سے پیدل نکل چکا ہوں۔۔اور اب جا رہا ہوں۔۔۔ان شاء اللہ من کو کچھ نہیں ہو گا۔۔۔"ساحل نے موبائل زور سے میز پہ پٹخا۔۔

اس پر یہ دوسرا اٹیک تھا اور ساحل شاہ کو معلوم ہی نہیں۔۔

ایس ایس پی نواز بلوچ اسپیکنگ!"کراچی کا نیا ایس ایس پی تھا جس کی" رات ہی پوسٹنگ یہاں ہوئی تھی۔۔۔

ایس ایس پی!میں ساحل شاہ بات کر رہا ہوں۔۔آپ" "شاید مجھ سے ناواقف ہوں لیکن میں آپ کو جانتا ہوں۔۔

کیا بات کر رہے ہیں شاہ صاحب!ہم آپ کے کیس متعلق" سنسنی خیز سرخیاں روز نیوز میں سنتے رہتے ہیں۔۔بے فکر ہو کر

بولیں آپ کو شاہ صاحب سے ہی پورا سندھ جانتا ہے۔۔" ایس ایس پی نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

بہتر! آپکے ضلع آپ کے حدود میں میری بہن کو گولی لگی ہے۔۔" اگر اسے یا میری بیوی کو کچھ ہوا تو میں دیر نہیں کروں گا آپکی وردی تک پہنچنے میں آفٹر آل شاہ صاحب کو پورا سندھ جانتا ہے۔۔" وہ اسکی بات اس پر الٹ کرتا اسے ہڑبڑا کر رکھ گیا۔۔۔
وہ کچھ کہہ رہا تھا لیکن ساحل نے اسے جلدی حادثاتی جگہ پہنچنے کا حکم دیا۔۔ اور خود کال کاٹ دی۔۔

سر آپ کے کیس کی باری ہے۔۔" معاً اسی وقت پیون نے دروازہ کھولا" اور اے ایس پی اسکے چیمبر میں داخل ہوتا اس آگاہ کرتے بولا۔۔
ساحل نے سرخ آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا اور سر اثبات میں ہلاتے ہوئے سیاہ کوٹ اپنی چیئر کی پشت سے اٹھا کر جھٹکے سے پہنا۔۔
اسنے وہاں سے ضروری سامان اٹھایا۔۔

سفید شرٹ جو کہ اسکے چوڑے وسیع سینے سے چپکی ہوئی تھی، سیاہ پینٹ اور بلیک ہی شوز میں مقید اسکے پاؤں۔۔ اسنے سگریٹ سلگا کر لبوں میں دبایا۔۔ اپنے اندر کی گھٹن کو دباتے اپنے قدم بڑھا دیئے۔۔۔۔

ساتھ ہی موبائل آف کرتے۔۔۔۔۔

اسے یقین تھا خدا پر۔۔۔ سچ کی کشتی ہلتی ضرور ہے لیکن ڈوبتی نہیں۔۔۔

پیچھے اسکے آفیس کی فضا میں بادلوں کی صورت میں سگریٹ کا دھواں گھومتے رہ گیا۔۔ جو اس بات کی گواہی تھا وہاں ساحل شاہ کچھ سیر پہلے موجود تھا۔۔۔

وہ آگے تھا، اور اسکے اطراف میں پولیس۔۔۔
جو میڈیا کو اس سے دور رکھتی شور شرابے میں اسے وہاں سے لیے جا رہی تھی۔۔

"آپکو ایسا کیوں لگتا ہے ساحل شاہ کہ دلاور بے گناہ ہے؟"

ابھی سننے میں آیا آپکی بہن پر حملہ ہوا ہے۔۔کیا آپ کیلئے مرحوم"
"دلاور کا کیس ضروری ہے اپنی بہن نہیں۔۔؟

شاہ صاحب ایسے اور بھی تو بہت کیس ہیں انکو چھوڑ کر ایک"
مرے ہوئے مجرم کے کیس سے کیوں اسٹارٹ کر رہے ہیں۔۔؟
"جس کا کوئی فائدہ نہیں۔۔۔

سوال ایسے کیے جا رہے تھے کہ اسکا خون کھول اٹھے۔۔لیکن وہ ٹھہرا کول مائنڈ!

ooooooo

....★☆☆☆☆☆★....

ہیلو!"موبائل کان سے لگاتے ظفران حیدری نے فارس خان کو"
مخاطب کیا۔۔
بولو!"وہ اسکی کال کے ہی منتظر تھا۔۔پک کرتے رکھائی سے بولا۔۔"

تمہارے پاس صرف پانچ منٹ ہیں۔۔اگر پانچ منٹ میں تم اپنا کام "
کر سکتے ہو تو کرو۔۔اگر نہیں تو آئندہ مجھے بلیک میل کیا تو میں
تمہاری ہستیاں مٹا دوں گا۔۔"وہ نیچی آواز میں گرجتے سائیڈ ہو کر
بولے۔۔فارس سن کر قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔
آں ہاں! ظفران حیدری! اتنی جلدی نہیں۔۔ابھی تمہیں میرا ساتھ "
دینا ہے جب تک میں یہاں سے نکل نہیں جاتا۔۔"اسنے
سرد لہجے میں جتایا اس پہ۔۔۔

ظفران حیدر لب بھینچ کر اپنی شیو کو سہلاتے رہ گئے۔۔
ٹھیک ہے جاؤ! مدد کے طور پہ تمہیں میرا طیارہ دے رہا ہوں۔۔"
آج کا دن ہے آخری اور تم جانتے ہو اگر دلاور خان صمصام زیدی یا
ساحل شاہ کو بھنک بھی پڑی تمہارے چیتھڑے اڑا دیں گے۔۔
بہتر ہے اس کیس کے دوران افراتفری پھیلی ہوئی ہے تو تم
خاموشی سے اپنا کام کر لو۔۔۔"انہوں نے ضبط کرتے مٹھی بھینچ کر مشورہ دیتے
کہا۔۔
فارس کے لبوں پر دلکش مسکراہٹ پھیل گئی۔۔

میں اس مشورے پہ کوئی شکریہ ادا نہیں کروں گا تمہارا"
ظفران حیدری! میں جانتا ہوں جتنے تم کمینے ہو اتنا تو کر ہی سکتے
ہو میرے لیے۔۔"وہ محظوظ ہو کر بولا۔۔

بکواس بند کرو۔۔!!" ظفران حیدر کا خون کھول اٹھا۔۔"
اگر اس شیطانی دماغ کے مالک لڑکے پاس اسکے ثبوت نا ہوتے، یا
یہ کیس ری اوپن نا ہوا ہوتا تو ایک لمحے میں وہ اسکے ٹکڑے کروا چلے
ہوتے۔۔

بکواس کو چھوڑو۔۔ دھماکے کا انتظار کرو ظفران حیدری میں تمہارے"
دشمنوں میں قیامت لانے والا ہوں۔۔"فارس نے اپنے چٹانوں
جیسے مضبوط لہجے میں کہتے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔۔۔

اور مسکرا کر اپنی انگلیوں کو دیکھا۔۔
تم نے صرف چھونے پر میری انگلیاں توڑ دی تھیں صمصام"
زیدی! جسٹ ویٹ اینڈ واچ! میں تمہاری زندگی وحشت برپا کر دوں
گا۔۔"وہ اپنی انگلیوں کو دیکھتا بول رہا تھا۔۔

ooooo

میری بیٹی کو انصاف پہلے بھی ملا تھا، اگر کیس ری اوپن ہوا ہے تو"
اس سے مجھ فرق نہیں پڑتا، مجھے پتا ہے خدا اس بار بھی مجھے
مایوس نہیں کرے گا۔۔ سچ جو ہے وہ سب کے سامنے آئے گا اور میری بیٹی
نویرہ فیروز کو ایک بار پھر انصاف ملے گا۔۔" میڈیا کے سوال کرنے پر
فیروز چغتائی نے گارڈ کے دائرے میں کھڑے ہوتے لائیو چلتی نیوز
پہ اپنا جواب دیا۔۔
اور ایکسکیوز کرتے ہوئے چلتے ظفران حیدری کے پاس آئے۔۔۔

کیا ہوا پریشان ہو؟" فیروز نے اس سے پوچھا جو موبائل تھامے"
گہری سوچ میں ڈوبا کھڑا تھا۔۔

ن۔ نہیں۔۔۔ فیروز!! تم کہاں تھے اتنے دنوں سے؟ ناکال نا دعا نا سلام؟""
فیروز صاحب کی آواز میں گھبرا کر ہوش میں آتے ظفران
نے حیرت سے پوچھا۔۔

میں تمہاری بھ۔۔ بھابی کو لیکر ہاسپٹل گیا ہوا تھا اس دن"
اچانک رات کو انکی حالت خراب ہو گئی تھی تو انہیں لیکر
چلا گیا تھا۔۔ تم بتاؤ سب کیسا چل رہا ہے۔۔"فیروز کے جواب
پہ ظفران حیدر کا رنگ ایک لمحے کیلئے فق پڑ گیا۔۔

اگر اس رات فیروز اپنی بیوی کو لیکر چلا گیا تھا، تو وہ جسکی جان"
لینے کیلئے اسکے گھر میں گیا تھا تو شمع کے بیڈ پر وہ کس کا وجود
تھا؟"سوچ کر ہی اسکے دماغ میں دھماکہ ہوا۔۔۔

کیا ہوا ظفر؟"فیروز صاحب بول رہے تھے لیکن اسکا دھیان"
کہیں اور دیکھ کر فیروز صاحب نے ظفران حیدری کا کندھا
ہلاتے انہیں متوجہ کرتے کہا۔۔

نن۔۔ نہیں۔۔"وہ گڑبڑا کر ہوش میں آئے۔۔"

مجھے لگتا ہے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔"فیروز نے متفکر"
ہو کر کہا۔۔

نہیں۔۔ میں ٹھیک ہوں بس ہلکا سا سر میں درد ہے۔۔ تم بتاؤ" تمہاری بیوی کہاں ہے فیروز؟" اسنے سر نفی میں ہلاتے مسکرا کر پوچھا۔۔

وہی تو بتا رہا ہوں توقیع ہاسپٹل میں ایڈمیٹ ہے۔۔ "فیروز کے" مسکرا کر کہنے پہ ظفران حیدر نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔

کیا؟؟؟ تم نے اپنے دشمنوں سے مدد لی؟ تم جانتے ہو کہ دلاور خان" تمہارا دشمن اول ہے اور وہی دشمن اول اس ڈاکٹرز کا داماد ہے۔۔ "پھر تم ایسی غلطی کیسے کر سکتے ہو فیروز؟ وہ تمہاری بیوی کی جان۔۔۔

ریلیکس ظفر! ایسا کچھ بھی نہیں ہے تم خوامخواہ گھبرا رہے ہو۔۔۔ چلو" ہمارے کیس کا وقت ہو گیا ہے۔۔ "معاً سامنے سے اپنے وکیل کو آتے دیکھ کر فیروز نے انہیں ریلیکس کرتے کہا اور خود اسکے سائیڈ سے نکلتے آگے بڑھ گئے۔۔۔

"ظفران نے پلٹ کر اسے دیکھا۔۔ "اتنا ریلیکس؟

کچھ تو گڑبڑ ضرور ہے فیروز چغتائی! ورنہ تم اچانک اتنے کیوں بدل" رہے ہو؟" پیچھے اسکی پشت کو دیکھتے وہ پر سوچ سے بولے۔۔

اور خود بھی اسکے پیچھے چلے گئے۔۔

اب فارس پہ ڈیپینڈ کرتا تھا وہ اس موقعہ سے کیسے فائدہ اٹھاتا ہے۔۔ حالانکہ یہاں سب افراتفری میں آ گئے تھے۔۔

oooooo

ساحل کی کال کو سنتے اسے بے فکر کرتے ہوئے وہ جب بھاگ کر سمن روحا کے پاس پہنچا تھا، وہاں سے حملہ کرنے والے اسکی آمد سے پہلے فرار ہو چکے تھے بس ماحول میں افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔۔ لوگ اپنی جان بچانے کیلئے یہاں سے وہاں بھاگ رہے تھے۔۔

لیکن سلام ہو اسے جس نے دو بار گولی کھا کر بھی اپنے حواس بحال رکھے ہوئے تھے۔۔ کانپتی روحا روتی ہوئی اسے اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی جب صمصام ان کے پاس پہنچا۔۔

بھائی من!!"روحار وتی صام کو دیکھتی چیخ کر بولی۔۔"
جاؤ گاڑی میں بیٹھو جلدی۔۔"صام نے غصے سے اسے کہا۔۔وہ ڈر "
کر من کو دیکھتی اسکے حکم پر سر ہلاتی جا کر سامنے سیاہ لیںڈ کروزر کا ڈور
کھول کر اندر بیٹھ گئی۔۔

بھائی۔۔"من نے دھندلی نظروں سے صام کے عکس کو دیکھتے اسکی"
طرف بازو بڑھائے۔۔
بھائی کی جان۔۔"صام نے لہولہان آنکھوں سے جھک کر اسے اپنی"
بانہوں میں بھر کر سینے سے لگایا۔۔
مم۔۔مجھے درد ہو رہا ہے۔۔"وہ روتی بولی۔۔اسکی ناک کہنیوں میں زور"
سے چوٹ آئی تھی۔۔جہاں سے ٹیسیں اٹھ رہی تھیں اور بازو کے درد سے تو
جان نکل رہی تھی۔۔
صام نے بے بس نگاہوں سے اسکے چہرے کو دیکھا۔۔۔
گاڑد کے ڈور کھولنے پر وہ تیزی سے اسے فرنٹ سیٹ پر ڈالے خود
ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔۔

بس تھوڑی دیر ہم جلد ہاسپٹل پہنچ رہے ہیں۔۔" وہ اسکا گال سہلا کر بولا۔۔"
اور تیزی سے گاڑی سٹارٹ کرتے راستے پر ڈالی۔۔
سمن تکلیف سے کراہ رہی تھی۔۔ بازو سے ابل ابل کر لہو نکل رہا تھا۔۔
پیچھے اسکی حالت پہ روحا بشمکل صام کے ڈر سے اپنی ہچکیاں روکے
زرد پڑتی بیٹھی تھی۔۔
بھیو کو مت بتایئے گا۔۔ وہ پریشان ہو جائیں گے۔۔" وہ تڑپتی درد پر ضبط"
کرتی پاس بیٹھے صام سے بولی۔۔
صام نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔ اور اسکے ہاتھ کو تھام کر اپنے لبوں
سے لگایا۔۔ "بگ بھائی کی دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔۔" اسنے
کہا۔۔
گاڑی جھٹکے سے ہاسپٹل کے احاطے میں روک کر اسنے تیزی سے
دروازہ کھولا اور دوسری طرف بھاگ کر آتے سمن کی سائیڈ کا
دروازہ کھولتے اسے بانہوں میں بھرا۔۔

میرے پیچھے آؤ!" اسنے تھر تھر کانپتی روحا کو حکم دیا۔۔ اور"
تیزی سے ہاسپٹل کے اندرونی حصے کی طرف بڑھا۔۔ روحا سر ہلاتی
اسکے پیچھے بھاگتی جا رہی تھی۔۔

جس قدر اسکی سپیڈ تھی وہ ہانپ رہی تھی۔۔۔

مسٹر صمصام!"اسکے اندر داخل ہوتے ڈاکٹر اسے پہچان کر اسکی طرف لپکا۔۔اور صام کی بانہوں میں جھولتی لڑکی کو دیکھ کر انہوں نے فوراً سے سٹریچر منگوایا۔۔جس پر صام نے آہستہ سے من کو لیٹایا۔۔

اومائی گاڈ اسے تو گولی لگی ہے۔۔"اسکے بازو سے تیزی سے بہتے خون کو دیکھتے ڈاکٹر نے حیرت سے کہا۔۔اور تیزی سے اسے ایمرجنسی روم میں منتقل کر گئے۔۔

صمصام زیدی کی وہاں موجودگی کی وجہ سے ہاسپٹل کا عملہ ہچلچل میں آچکا تھا جبکہ میڈیا بھی ہاسپٹل کے باہر ریش لگائے کھڑی تھی۔

شور شرابا اندر تک سنائی دے رہا تھا۔۔صام نے اپنے کپڑوں پر لگے خون کو دیکھا۔۔اور لب بھینچ کر موبائل نکالتے زیاف کو کال کی۔۔۔

یہ کیا بکواس ہے صامے یہ نیوز والے کیا بھونک کر رہے من کو۔۔۔"اسکے کال کرتے ہی دوسری طرف زیاف کو بھی شاید معلوم پڑ چکا تھا۔۔

ایک بار پھر ان پر حملہ ہوا تھا، ماحول میں سنسنی سی پھیلی ہوئی تھی۔۔
اس بار تو انہوں نے جان بوجھ کر کیا تھا لیکن ابکی بار۔۔۔۔
یہ سچ ہے۔۔ ساحل بھائی کو روکنے کیلئے کر رہے ہیں۔۔" صام نے
ضبط سے کہا۔۔ پیچھے کھڑی روحا نے حیرت سے سنا۔۔

میں چیر کر رکھ دوں گا انہیں۔۔" زیاف نے دھاڑتے ٹیبل کو"
لات مارتے ہوئے کہا۔۔ من ان سب کی چھوٹی گول مٹول بہن تھی جسے اس
سانڈ کے متھے تو ماڑ دیا تھا لیکن وہ ان سب کی جان تھی۔۔ وہ ان کے
بگ بھائی کی کی گولو مولو تھی۔۔

میں آرہا ہوں وہیں۔۔" اسنے تیزی سے کہا اور گھر سے نکلنے لگا۔۔"
حالانکہ اسکا ارادہ ساحل کے پاس جانے کا تھا لیکن اب
من۔۔۔
میں تمہیں لوکیشن سینڈ کرتا ہوں۔" صمصام نے کہہ کر کال کاٹی اور اسے"
لوکیشن سینڈ کرتا ابھی مڑا ہی تھا تبھی اسکی نظر کپکپاتی روحا پہ
پڑی۔۔

تمہیں چوٹ تو نہیں آئی؟"اسنے فکر مندی سے پوچھا۔"
روحا کو حیرت تو ہوئی وہ برائے راست اس سے مخاطب تھا، وہاں سب کی گردنیں انکی طرف مڑی ہوئی تھیں۔سب کی توجہ کا مرکز ہمیشہ کی طرح وہی تھا۔۔
لیکن روحا اسے دیکھنے سے کترا رہی تھی۔۔۔
میں ٹھیک ہوں بھائی۔۔لل۔لیکن من کو بہت چوٹ آئی ہے"
شاہو مجھے مار ڈالیں گے۔۔"وہ ایکدم پھوٹ پھوٹ کر روتے پیچھے گرنے کے انداز میں بینچ پر بیٹھی۔۔

صام نے حیرت سے اس تھر تھر کانپتی لڑکی کو دیکھا۔۔
جسکی سیاہ آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں اور چہرے کے خدوخال میں زردی چھائی ہوئی تھی۔۔

ریلیکس!بھائی کچھ نہیں کہے گا۔۔"صام کو یاد آیا اسے ستھما کی پرابلم ہے۔۔"
اسنے فوراً سے اسے پر سکون کرنا چاہا مگر وہ سر نفی میں ہلانے لگی۔۔

آپ نہیں جانتے شاہو کو۔۔"وہ ہچکیاں بھرتی بولی۔۔"

صام نے استہزائیہ آئی برو اچکادی۔۔ "کیا صمصام زیدی ساحل شاہ کو نہیں جانتا۔۔ اور وہ کچھ ماہ سے آئی ہوئی لڑکی اس سے بہتر "جانتی ہے۔۔

انہوں نے مجھے منع کیا تھا باہر نکلنے کیلئے۔۔ لیکن میں سمن کو لیکر " چلی گئی۔۔ "اسنے سوں سوں کرتے اسے بتایا۔۔

جب منع کیا گیا تھا پھر باہر کیوں نکلی۔۔۔؟ "صام کو اب اس پر " جی بھر کے غصہ آیا۔۔ وہ نیچی آواز میں غرا کر بولا۔۔ روحا اچھل پڑی اپنی جگہ سے۔۔

چیخ کیوں رہے ہیں بتا تو رہی ہوں۔۔ مجھے کیا معلوم ایسا ہو جائے گا۔۔ " اور اب شاہو۔۔۔ فیری ٹیڑھی بھی تو باہر نکلتی ہے۔۔ "وہ صام سے روتی برہمی میں بولی۔۔
ایک لمحے کیلئے صام نے اسکے چہرے کو دیکھا۔۔ وہ اس سے برہمی میں بول رہی تھی۔۔ صمصام زیدی سے۔۔

وہ چھوٹی سی ہو کر بھی کوئی بڑی آفت لگ رہی تھی۔۔
اسنے غصے سے مٹھیاں بھینچ لیں اور کچھ بھی کہنے کے بجائے رخ پھیر دیا۔۔

روحا کو شاہو کا ڈر اندر ہی اندر کھائے جا رہا تھا اوپر سے اس بندے کا ایٹیٹیوڈ بھی اسے زہر لگ رہا تھا ایسا نہیں دو چار بول ہی حوصلے کے بول کر اسکے حق میں کوئی گواہی دے۔۔ الٹا اس پہ غصہ کر رہا تھا۔۔

"!!عرشیہ"
صام نے عرشیہ کو یاد کرتے جلدی سے جیب سے واپس موبائل نکالا اور اسکے نمبر پہ کال کرنے لگا تاکہ اسے بتا سکے وہ اس وقت آفس میں نہیں یہاں ہے۔۔ اور وہ گھر سے ہرگز نا نکلے جب تک وہ لینے نہیں آجاتا۔۔

وہ موبائل کان سے لگائے مسلسل کال کرتا جا رہا تھا مگر دوسری طرف سے کوئی پک نہیں کر رہا تھا۔۔

ایک تو یہ عورت!!" وہ لب بھینچ کر سامنے جلتی سرخ بتی کو"
دیکھتا۔۔ پھر سے کال کرنے لگا۔۔ معاً اسکی کال پک کر لی گئی۔۔۔ اسنے
سکون کا سانس لیا۔۔

کہاں ہو؟ کال کیوں نہیں اٹھا رہی۔۔۔ تمہیں پتا ہے میں یہاں"
تمہارا سوچ کر پاگل ہو رہا ہوں اور ایک تم ہو۔۔۔" کال او کے ہوتے ہی وہ غرا
اٹھا دوسری طرف فین پہ۔۔۔

آئی۔۔ آئی ایم سوری سر! مم۔ میں روم کلینز بات کر رہی ہوں"
عرشیہ میم اپنا موبائل گھر پہ ہی بھول گئی ہیں اور مسز دانیال خان
کے ساتھ یہاں سے نکل چکی ہیں۔۔" دوسری طرف ملازمہ نے
گڑبڑا کر زرد پڑتے کہا۔۔۔
صمصام ملازمہ کی آواز پہ ٹھٹھک گیا۔۔

واٹ نانسینس اسکے ساتھ کوئی گارڈ ہے؟" اسنے بے چینی سے پوچھا۔۔"
یس سر دو کانسٹبل اور دو گارڈ ہے۔۔" وہ جواباً جلدی سے بولی۔۔ صام نے"
سکھ کا سانس لیا او کے کہتے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔۔۔

اسنے کہا تھا عرشیہ کو گھر سے نکلنے سے پہلے کال کرنا مگر وہ ایسے ہی نکل گئی۔۔

"یہ جنگلی عورت سچ میں مجھے پاگل کر دے گی۔۔" کچھ سوچ کر اسنے جلدی ہی اپنی اسسٹنٹ کو کال ملائی۔۔۔ اور اپنی گردن پہ موجود اسکے دانتوں کے نشانوں پر متبسم ہوتے انگلی پھیر کر اسکے لمس کو محسوس کیا۔۔ اسکے گھومتے ہوئے دماغ کو جیسے دوائی ملی ہو۔۔ لیکن ابھی وہ پر سکون کہاں ہوا تھا جب تک اپنی آنکھوں کے سامنے نا دیکھ لے اسے۔۔

"مس ہیلن! اگر وہاں میری مسز آئیں تو میری آفس میں بٹھایئے گا اور اندر کسی کو جانے مت دیجئے گا جب تک میں نا آجاؤں۔۔" اسنے حکم دیا دوسری طرف سے فوراً اوکے کہا گیا۔۔

صام نے ایک سرد سانس فضا کے سپرد کرتے۔۔ نظریں گھما کر روحا کو دیکھا۔۔ وہ جو اتنی دیر خاموش اسے سننے تکنے میں مگن تھی ان نیلی اوشن آنکھوں کو خود پہ اچانک ٹکا دیکھ کر سٹپٹاتی پھر سے رونے لگی۔۔

صام کو تعجب ہوا۔۔ مگر وہ سر جھٹک کر آگے بڑھا۔۔
ایک بات تھی مسٹر حیدر شاہ کی بیٹیاں تھیں بہت پیاری۔۔
صام اسکی معصومیت سے متاثر ہوئے بغیر نا رہ پایا۔۔
اور ایسا کم ہی ہوتا تھا کہ اسے کوئی متاثر کرے۔۔

یہیں بیٹھو یہاں سے ہلنا نہیں۔۔ "اسنے اپنے مخصوص رعبدار لہجے" میں تحکمانہ کہا۔۔ روحا نے تیزی سے سر اثبات میں ہلایا۔۔
وہ دریاب کو کال کرنے کا سوچتے بے صبری سے موبائل لیے آگے بڑھا۔۔
زیاف یا دریاب دونوں میں سے کوئی تو یہاں آجائے تاکہ وہ عرشیہ کے پاس جا سکے۔۔

آپ گھر کال کر کے مام ڈیڈ کو بتا دیں۔۔ وہ پریشان ہو رہے ہوں گے۔۔"" اسنے پیچھے سے صام کو کہا۔۔ مگر وہ سن رہا تھا یا ان سنا کرتا آگے بڑھ گیا۔۔

روحا کا دل کیا کوئی پتھر مار کر اسے متوجہ کرے۔۔ اسکی باتوں سے تو ہو نہیں رہا تھا۔۔

جانے عرشیہ کیسے اسے جھیلتی ہو گی۔۔ "جس وقت اسے اپنے لئے افسوس کرنا چاہیے تھا اس وقت وہ صمصام کو دیکھ کر عرشیہ پر افسوس کرتی پھر سے من کیلئے آنسوں بہا رہی تھی۔۔

اگر شاہو کو معلوم پڑا میں سگریٹ لینے گئی تھی اور وہاں یہ سب ہوا تو وہ میرا ہی سگریٹ بنا کر پی جائیں گے۔۔" وہ دہل کر سوچتی پھر سے رونے لگی۔۔ آنسوں تھے کہ خشک ہونے کا نام نہیں لے رہے تھے لیکن عجب اتفاق تھا اتنا خوفناک حادثہ اسکی اپنی من کے ساتھ دیکھنے کے بعد بھی اسکی سانسوں کی روانی بہتر تھی۔۔
حالانکہ اسکا دم گھٹ جانا چاہیے تھا اس وقت۔۔

یا اللہ مام کے بیٹے کو آپ ہی نصیحت کر دیں۔۔ میں تو بس سگریٹ لینے گئی تھی مجھے کیا معلوم پاکستان میں بھی ایسا ہوتا ہے۔۔" اسنے رو رو کر اپنا حال برا کر لیا تھا۔۔

oooooooo

اسنے صبح اٹھتے فریش ہو کر سب سے پہلے فارس کو اسکا دیا ہوا موبائل لوٹا دیا تھا۔ وہ واپس روم میں آئی تو وہ ویسے ہی سو رہا تھا۔۔
بہت مشکل سے اسنے صمصام کو اٹھایا تھا۔۔ اور اسکا اٹھانا اس پر بھاری پڑ گیا تھا۔۔ وہ پھر سے حد سے بڑھ جاتا اگر عرشیہ کی حالت اچانک خراب نا ہو جاتی۔۔

صمصام پریشان ہو گیا۔۔ لیکن عرشیہ نے جھوٹ بول کر اس سے کہا کہ نارمل ہے۔۔ اسکے ساتھ اکثر ایسا ہو جاتا ہے۔۔
پرصام اسکے معاملے میں اسکے دلاسوں سے کہاں مطمئن ہونے والا تھا۔۔ اسکے قسموں سے وہ وہاں سے تو خاموش چلا گیا تھا لیکن اسے حکم دے گیا تھا کہ وہ پہلے اسکے آفس آئے تاکہ دونوں مل کر ہاسپٹل جا سکیں اور اسکے بعد وہ اسے لیکر کورٹ جائے گا۔۔

اسنے دھمکی بھی ساتھ دے دی تھی تو مجبوراً عرشیہ کو اس وقت اسکی آفس کیلئے جانا پڑ رہا تھا۔۔۔

اسنے اپنی مام کو دوسری گاڑی میں بھیج دیا تھا کورٹ کیلئے، اور انہیں مشکل سے منا کر دو گارڈ لیے ابھی اپنی گاڑی میں بیٹھی بہت مشکل سے میڈیا سے جان چھڑوا کر دوسرے راستے صمصام کے آفس جا رہی تھی تا کہ بیک ڈور سے اسکے آفس میں داخل ہو۔۔

اگر سامنے سے گئی تو وہاں پہلے ہی میڈیا کی بھیڑ جمع ہو گی، اور اسے وہاں دیکھ کر مختلف سوالات کی بوچھاڑ کر دیں گے اور ساحل بھائی نے منع کیا ہوا تھا۔۔ انکے الٹے سیدھے سوالات کے جوابات دینے سے۔۔

اس وقت وہ اپنی گرے مرسڈیز میں بیک سیٹ پر ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔۔ اسنے براؤن کلر کا حجاب پہنا ہوا تھا اور آنکھوں پر سلور فریم والے اسٹائلش گلاسس لگے ہوئے تھے جن کے پیچھے سے اسکی سبزی آنکھیں سورج کی کرنوں کی وجہ سے بے حد چمک رہی تھیں۔۔

اور سپید رنگ میں گلابیاں سی بکھری ہوئی تھیں۔

کپڑوں کے اوپر اسنے لانگ سلور کا کوٹ پہن رکھا تھا۔ اور پاؤں میں سلور ہی رنگ کے بڑے بوٹس پہن رکھے تھے۔۔ وہ اس وقت اپنی گاڑی میں ٹانگ پہ ٹانگ رکھے بیٹھی ہوئی تھی۔۔ معاً اسے یاد آیا کہ صمصام نے اسے کہا تھا آفس پہنچنے سے پہلے اسے کال ضرور کرے تاکہ وہ اسے لینے کیلئے آفس سے باہر آجائے۔۔

اسنے جلدی سے گردن موڑ کر برابر والی سیٹ پہ رکھے اپنے کلچ کو اٹھایا۔۔ سیاہ وسیع روڈ کے وسط میں انکی گرے مرسڈیز پھسلتی ہوئی تیزی سے آگے بڑھتی جارہی تھی۔۔

اوشٹ!" کلچ میں موبائل کو غائب دیکھ کر عرشیہ نے افسوس" سے پیشانی پہ ہاتھ رکھا۔۔
اسنے یاد کرنے کی کوشش کی، اور اگلے لمحے منظر دماغ میں گھوما جب آخری بار بازل سے بات کرکے اسنے موبائل کو بیڈ پر رکھا تھا۔۔
اور جلدی جلدی میں وہ بھول گئی کہ موبائل وہیں رہ گیا تھا جبکہ ہمیشہ کی طرح اسکی ماں نے اسے ایک ایک چیز یاد دلائی تھی۔۔

جو باہر جاتے وقت وہ ساتھ لے جاتی تھی۔۔ لیکن اسے لگا اسنے موبائل کلچ میں رکھ دیا ہے تبھی تو اتنی پر سکون بیٹھی تھی۔۔

نتھنگ! موبائل ہے تم دونوں میں سے کسی کے پاس؟" اسنے سر نفی" میں ہلاتے ان دونوں گارڈ سے پوچھا۔۔

جی میم ہمارے پاس ہے۔۔" دونوں نے ساتھ سر ہلایا۔۔ اور فرنٹ" سیٹ پہ بیٹھے ایک گارڈ نے اپنا موبائل نکال کر اسکی طرف بڑھایا۔۔

عرشیہ نے شکریہ کہتے مسکرا کر ان سے موبائل لے لیا۔۔
وہ ابھی موبائل میں صام کا نمبر ڈائل کر رہی تھی تبھی اسکے دونوں اطراف ونڈو پہ سورج روشنی غائب ہوئی۔۔

عرشیہ نے چونک کر سر اٹھاتے گردن گھما کر دیکھا۔۔ اسکی آنکھیں حیرت سے پھیلیں،، دونوں اطراف میں سیاہ گاڑیوں کو دیکھتے کر عرشیہ چونک گئی۔۔

اسکا دل انجانے خدشات کے تحت تیزی سے دھڑکا۔۔
جب دائیں طرف والی سیاہ گاڑی کے ڈور کی ونڈو آہستہ سے نیچے سرکنے لگی۔۔
ٹھاہ "فضا میں اچانک دہشت ناک دھماکہ ہوا۔۔"

آہہہہ "عرشیہ کے ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر اسکے قدموں میں گرا"
جب اچانک ایک گاڑی تیزی سے انکی گاڑی کے آگے آئی۔۔اور گارڈ کے الرٹ ہونے سے پہلے ہی نشانہ پہلے سے فٹ کیے بیٹھے شوٹر نے جی تھری ایٹ ایم ایم کا منہ سامنے گارڈ کے پیشانی پر ٹکایا تھا اور انگلے کے دباؤ کو جھٹکے سے بڑھایا فضا میں بمبار آواز گونج اٹھی۔۔

اور اس گارڈ کے سر سے پھوٹتے پھوارے سیدھا پیچھے بیٹھی عرشیہ کے منہ پر پڑے اسکی چیخ وحشت ناک تھی۔۔۔

ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھے گارڈ کا گاڑی سے توازن بکھرا۔۔گاڑی الٹنے لگی تھی لیکن دوسری طرف سے سیاہ گاڑی نے اسے ٹیک دیکر گاڑی کو الٹنے سے بچالیا۔۔

صاف ظاہر تھا کہ وہ اندر بیٹھے وجود کو نقصان پہچانا نہیں چاہتے تھے۔۔

اور اسکے دوسری طرف سے موجود گاڑی کی کھلی ونڈو سے نکلتی رائفل کا سیاہ منہ دیکھ کر عرشیہ نے حواس باختہ ہو کر گارڈ کا کو پکارنا چاہا۔۔

"!!!نہیں ں ں س انکل"

لیکن اسے پہلے سرخ شعلہ رائفل کے منہ سے نکلا۔۔۔

اور ایک بار پھر وحشت ناک چیخوں کے ساتھ اسنے اپنی آنکھوں کے سامنے دوسرے گارڈ کا لگاتار دو گولیوں سے دماغ پانی کے پھواروں کی مانند بکھرتا دیکھا۔۔۔

ڈیڈ!!!!"اسکے حلق سے خوف میں چیخیں ابل پڑیں۔۔"

اسکی گاڑی کو آگے پیچھے دائیں بائیں سے گاڑیوں نے گھیر لیا تھا۔۔ دن دھارے اس قدر وحشت ناک حملے دھماکوں سے لوگ بوکھلا گئے تھے۔۔

انجان نمبر پہ مس کال دیکھ کر دوسری طرف سے صمصام زیدی نے اس پہ کال کی۔۔۔ لیکن عرشیہ کو اس وحشتناک ماحول میں کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔

وہ اپنی جان بچائے یا موبائل اٹھائے۔۔ وہ اپنے حواس کھوتی اپنی آنکھوں کے سامنے بار بار وہی منظر دیکھ رہی تھی۔۔

کان سائیں سائیں کر رہے تھے اور وجود جیسے سرد پڑ چکا تھا۔۔ اسکی گاڑی کو زبردستی رکوا چکے تھے۔۔

اسکے آنسوں ٹپ ٹپ کر رخساروں پہ بہتے چلے گئے۔۔

تبھی اسکے پاس والی گاڑی کا سیاہ ڈور کھلا۔۔۔

اور اس میں سے آنکھوں پر سیاہ گلاسس لگائے لبوں پر جاندار مسکراہٹ سجائے وجود باہر نکلا۔۔

عرشیہ نے اپنے حواس بحال کرنے چاہے۔۔ لیکن وہ بری طرح ناکام ہو رہی تھی۔۔ اچانک اسکی طرف کا ڈور جھٹکے سے کھولا گیا۔۔

"ڈو یو ریممبر می ڈارلنگ ؟"

آں آں! بیہوش نہیں! لک اٹ می! میں آگیا ہاہاہا!" اسے حواس کھوتے دیکھ کر فارس نے جھٹکے سے اسکا بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔۔

اور کھینچ کر گاڑی سے باہر نکالتے اسنے ان سنہری آنکھوں میں دیکھتے اسکے چہرے پر سفید رومال پھیرتے خون صاف کیا اور قہقہہ لگا کر فحتمندی سے بولا۔۔

میں تمہیں مار دوں گی۔۔۔" وہ مچل کر چیختی مقابل کا منہ نوچنے لگی۔۔"

لیکن اس رومال سے اٹھتی بو عرشیہ کے اوساں مزید خطا کر گئی۔۔

اور اسکا وجود جیسے تمام طاقت ہار کر اسکے بازوؤں میں لہرا گیا۔۔

فارس خان نے لات مار کر گاڑی کا ڈور بند کیا، اور پیچھے موجود اپنی بڑی سی گاڑی کی طرف پلٹا۔۔

اسس اٹلین شوٹر نے جلدی سے دروازہ کھولا اور فارس عرشیہ کے وجود کو لیکر اندر بیٹھا۔۔ ساتھ ہی ڈور کو بند کر دیا گیا۔۔

اسس سرخ سپید رنگت والے آدمی نے اپنی مقامی لینگویج میں ان سے کچھ کہا، اور اس حکم پہ سب تیزی سے اپنی گاڑی میں بیٹھنے لگے۔۔
کسی بھی کاروائی سے پہلے اسکی گاڑیاں جس پل بھر میں آئی تھیں اسی پل بھر میں جہاز کی سپید سے وہاں سے نکل گئیں۔۔

پیچھے گاڑی میں موجود موبائل بار بار رنگ ہو رہا تھا۔۔
لیکن انکے پھینکے ہوئے بارود کو جیسے ہی آگ کی چنگاری ملی، فضا شعلوں سے بھڑک اٹھی۔۔۔۔
اور دونوں لاش کے چیتھڑے فضا میں پھیلے شعلوں سے اڑ کر دور دور تک جا گرے۔۔ اور ان شعلوں سے دور بھاگتی وہ سیاہ گاڑیاں ایک دوسرے کے پیچھے زن سے بھاگ رہی تھیں۔۔

ooooooo

اوپر سے مسلسل فون کے چیخنے کی آوازیں نیچے لاؤنج میں آرہی تھیں۔ حیدر شاہ جب اپنے روم میں نکلے تو ٹھٹھک گئے۔۔

"حجاب یہ آپی کا موبائل ہے؟" انہوں نے ناشتہ تیار کرتی اپنی بیوی کو مخاطب کرتے پوچھا۔۔

"ہاں صبح صبح پتا نہیں گھر سے کہاں نکل گئیں ہیں۔۔ انکا موبائل یہیں بج رہا ہے کب سے، میں آپکا ناشتہ بنا رہی ہوں اگر آپ فری ہوں تو اٹھا لیں۔۔" حجاب نے سر سری سے نگاہ ڈالتے سر اثبات میں ہلاتے کہا اور حیدر شاہ کیلئے پراٹھے بنانے لگیں۔۔

حیدر شاہ سر ہلاتے ہوئے مہکار شاہ کے روم کی طرف بڑھ گئے۔ وہ سیڑھیاں چڑھ کر جب اپنی بیٹیوں کے روم کے سامنے سے گزرے بالخصوص بازل کو یاد کرتے انکے ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی۔۔

کتنی ضدی تھی اور کتنا تنگ کر رہی تھی شادی کو لیکر،، بلکہ امریکہ جانے کی ضد۔۔ وہ سوچ کر ہنس پڑے۔۔

اب جو گئی تھی باپ کی یاد بھی نہیں آ رہی تھی۔۔ اور حیدر شاہ چاہتے تھے دونوں ایسے ہی خوش ہوں اپنے گھروں میں۔۔

حجاب!" کچھ سوچ کر انہوں نے فوراً سے ریلنگ پہ ہاتھ رکھ کر جھکتے نیچے" سے حجاب کو پکارا۔۔

ہاں؟" وہ کچن سے باہر نکل آئیں انکی پکار پہ۔۔۔"
میں سوچ رہا تھا کیوں نا، اس سنڈے کو ہم روحابازل کو ڈنر پر اپنے داماد" سمیت انوائیٹ کریں۔۔" انہوں نے اپنی سوچ کا اظہار کیا۔۔
حجاب سن کر ہنس پڑیں۔۔
آپ پہلے جا کر آپی کی موبائل دیکھ لیں پتا نہیں کون ہے جس کا حلق" خشک ہو گیا ہو گا چیخ چیخ کے۔۔ نیچے آ جائیں پھر بات کرتے ہیں۔۔" وہ مسکرا کر بولتی واپس کچن میں چلی گئی۔۔

وہ مسکرائی تھیں مطلب اسے آئیڈیا پسند آیا تھا۔ "حیدر شاہ سوچ" کر مسکراتے سر ہلاتے ہوئے مہکار شاہ کے روم کا ڈور دھکیل کر اندر داخل ہوئے۔۔ اور موبائل کی تلاش میں نگاہیں پھیریں۔۔۔
سامنے ڈریسنگ ٹیبل پہ انکا موبائل بج رہا تھا۔۔ وہ اس کی طرف بڑھے اور موبائل اٹھایا تبھی آہٹ ہوئی۔۔ انہوں نے گردن موڑ کر دیکھا۔۔

تم؟" انہوں نے حجاب کو وہاں پا کر حیرت سے پوچھا۔۔"
کون ہے؟" وہ انکے سوال کو نظر انداز کرتی پوچھتی ہوئی اندر آئیں۔۔"

حجاب! کبھی کبھی تمہارا یوں مہکار پہ شک کرنا مجھے تکلیف دیتا" ہے۔۔" حیدر شاہ تاسف سے بولے۔۔

میں شک نہیں کر رہی شاہ! میں بس جاننا چاہتی ہوں آپی بن" بتائے کہاں چلی گئی ہیں۔۔ آپ کال پک کریں کٹ جائے گی۔۔" وہ اپنی صفائی میں کہتیں انہیں موبائل کی طرف متوجہ کر گئی۔۔۔
لیکن کال ڈسکنیکٹ ہو چکی تھی۔۔

آپ کر لیں کیا پتا کوئی ضروری کام ہو۔۔۔" حجاب نے انہیں مشورہ دیا۔۔

حیدر شاہ نے ایک نگاہ ان پہ ڈال کر سر اثبات میں ہلاتے کال کرنی چاہی مگر اس سے پہلے دوبارہ کال آ گئی۔۔

ڈاکٹر تبسم ہیں کوئی۔۔ ماسکو کا نمبر ہے۔۔" نام پڑھتے نمبر دیکھنے کے بعد انہوں نے حجاب شاہ کی استفسار کرتی نظروں کو دیکھ کر کہتے کال اوکے کی اور موبائل کان سے لگایا۔۔

حجاب نے اشارے سے اسپیکر آن کرنے کا کہا مگر حیدر شاہ کی آنکھوں کو دیکھ کر گڑبڑا گئیں۔۔۔

مجھے پتا ہے تم جان بوجھ کر میری کال پک نہیں کر رہی مہکار! اور اگر تم" ٹکٹ بک کروانے چلی گئی ہو تو کوئی فائدہ نہیں۔۔ میں نے پوری رات سوچا۔۔

لیکن سوچنے کے بعد میں ایک بار پھر تمہیں انکار کر رہی ہوں۔۔"

حیدر شاہ کے سلام کرنے سے پہلے ہی دوسری طرف سے ڈاکٹر تبسم کی غصیلی اکتائی ہوئی آواز گونجی۔۔۔

ٹکٹ !" اس لفظ پہ حیدر شاہ اور حجاب شاہ دونوں نے بیک "
وقت چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا۔۔

میں تمہارا پھر سے اس گناہ میں ساتھ نہیں دوں گی مہکار !!!"
میں برباد ہو چکی ہوں تمہاری وجہ سے۔۔ تم پھر اس معصوم بچی کو
لیکر میرے پاس آ رہی ہو۔۔
تاکہ تم اپنے بھائی سے بچ سکو۔۔۔ اور پچھلی بار کی طرح تمہارے گناہ پر
پردے ڈالتے میں اپنا سب کچھ کھو دوں۔۔۔۔" وہ ضبط کھو کر چلائی۔۔۔

سن رہی ہو تم !!! تمہاری وجہ سے۔۔۔ صرف تمہاری وجہ سے "
اس گناہ کو چھپانے کی وجہ سے میں نے نا صرف اپنی جوان بیٹی کو
کھویا۔۔ بلکہ اپنے شوہر کو اپنی آنکھوں کے سامنے مرتا دیکھ کر میں کچھ نہیں کر
پائی۔۔
میں انصاف کیلئے چیختی رہی۔۔ لیکن ان درندوں نے مجھے انصاف
دلوانے نہیں دیا تو بس اسی وجہ سے کیونکہ میں نے تمہارے ساتھ

مل کر بازل شاہ کو انصاف دلوانے نہیں دیا تھا۔۔۔"وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔۔

پاگل پن سے چلا رہی تھی۔۔اسے احساس ہوا تھا اپنے گناہ کا۔۔لیکن کیا فائدہ۔۔۔اسنے ایک گناہ کو چھپایا۔۔۔اس معصوم کو انصاف نہیں دلوایا۔۔خدا نے اسے کہیں سے انصاف نہیں دلوایا۔۔۔

بے شک خدا کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے۔۔۔

اب اگر تم میرے پاس آئی تو جان لو۔۔۔!تمہارا بھائی تو نہیں" نہیں مارے گا۔۔لیکن میں تمہیں مار دوں گی۔۔ڈائن تمہاری منحوسیت کی وجہ سے میں برباد ہوئی ہوں۔۔۔"وہ حلق کے بل روتی ہذیاتی چلا رہی تھی۔۔۔

جب اچانک موبائل ٹھا کے ساتھ ہاتھ کی کمزور گرفت سے چھوٹ کر زمین بوس ہوا۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے چیئر پر بیٹھی تھی،، اسکے پیچھے صارم کھڑا اسکے گرے بالوں کی چوٹی باندھ رہا تھا۔ بازل نے ڈیپ ریڈ کلر کی لپسٹک اٹھا کر اپنے ہونٹوں پر لگانا شروع کر دی۔۔

اوں ہوں۔۔ ہلو نہیں۔۔" پیچھے صارم نے مصروفیت سے کہا۔۔"

اسنے ابھی اپنی شرٹ کے بٹن بھی بند نہیں کیے تھے۔۔ کلف بھی کھلے ہوئے تھے۔۔ بازل نے اسے گھورا اور پھر سے خاموش بیٹھی گئی۔۔

لیکن تھوڑی دیر بعد وہ پھر سے کوئی چیز اٹھا لیتی اور حرکت میں آجاتی صارم نے غصے سے اسے جھڑکا۔۔

انٹ الحیات اگر اب تم نے حرکت کی تو میں تمہاری چھوٹی پونیاں باندھ دوں گا۔۔" اسنے غصے سے کہا تھا مگر وہ کھکھلا اٹھی تھی۔۔

اور میں تمہاری انت الحیات سے پونی بن جاؤں گی۔۔" وہ کہہ رہی تھی جب صارم نے انتھک محنت کے بعد اپنی کارکردگی کا مظاہرہ اسکے سامنے کرتے بنائی ہوئی چوٹی اسکے کندھے پر رکھنی چاہی لیکن چوٹی کافی چھوٹی ہو گئی تھی اسلیے کسی چھوٹے پرندے کے مونچھ کی طرح اسکے کندھے پر زبردستی جما دی گئی۔۔

اوہ یار تمہارے بال تو بڑے تھے لیکن یہ کہاں سارے غائب ہو"
گئے۔۔"صارم نے پریشانی فکر مندی سے کہا۔۔۔
بازل ایکسائیٹمنٹ سے اٹھ کر پشت شیشے کی جانب کرتے مشکل سے
نظریں ٹیڑھی کر کے دیکھا۔۔

اوہ واؤ! کتنی کیوٹ ہے بلیک مین۔۔"وہ خوشی سے چیخی۔۔"
تمہیں پسند آئی۔۔"وہ برش پکڑے حیرت سے پوچھنے لگا۔۔"

بہت۔۔چوٹی بہت پیارا ہے۔۔"وہ خوشی سے ہاتھ چوٹی پر پھیر کر بولی۔۔"
صارم نے پر سکون سی سانس خارج کر دی۔۔"شکر ہے تمہیں پسند
آئی۔۔یہ حجاب پہن لو۔۔۔"اسنے سفید حجاب اٹھا کر اسے پہنا
دیا تا کہ اسکا کارنامہ کوئی نا دیکھ سکے۔۔
تم خوش ہو تو مجھے اچھا لگا۔۔"وہ مسکراتا اپنے سیاہ گھنے بالوں میں"
برش پھیر کر گویا ہوا۔۔
صرف خوش نہیں بوت خوش۔۔کہ تم نے میرا چوٹی بنایا۔۔"وہ"
اسکی شرٹ کے بٹن بند کرتی محبت سے بولی۔۔

میں نے تمہارا نہیں انت الحیات تمہارے بالوں کا چوٹی بنایا۔۔""
صارم نے اسکی پتلی کمر میں دونوں بازو حائل کر دیے۔۔

وہ دونوں اس وقت گھر میں اکیلے تھے۔۔ملاز مین گارڈ تو موجود تھے لیکن مکین نہیں تھے۔۔
صائم زیدی کورٹ گئے ہوئے تھے، تقویٰ انوشے ہاسپٹل میں تھیں کیونکہ وہاں نا صرف مسز شمع ایڈمیٹ ہوئی تھیں بلکہ دانیال خان کو بھی اپنی نگرانی میں رکھا ہوا تھا۔۔

ہاؤ کیوٹ میں کتنا اچھا اردو بولتا ہے۔۔"وہ کھکھلا کر بولی صارم قہقہ لگا" اٹھا۔۔
بلیک مین!"اسنے محبت سے پکارا۔۔کیونکہ کل سے اسنے سوچا تھا" وہ اسے اب بلیک مین نہیں کہے گی وہ تو ڈریم مین تھا۔۔جو اسکی خوشی کے خاطر اپنے رنگ چھوڑ کر اسے اتنا خوبصورت اسکے اسٹائل میں ڈیٹ پہ لے گیا تھا۔۔

اور وہ صرف اسے خوش کرنے کیلئے، اسکے بلیک مین نے ساحل کنارے پہلی ڈیٹ فکس کی تھی۔۔

وہاں سے واپس آکر انہوں نے باتھ لیا اور جب صارم نماز ادا کر رہا تھا۔۔ کہ جب وہ اسے خوش کرنے کیلئے، اسکی خوشی کیلئے اپنے رنگ بدل سکتا ہے تو وہ کیوں نا اسکے رنگ میں رنگ جائے۔۔

کیوں نا اسکی اچھی بیوی بن جائے۔۔ آخر کار اللہ نے اتنے خوبصورت شریک حیات سے نوازا تھا پھر کیسی ناراضگی اللہ سے۔۔

یہ سب سوچ کر، اسنے وضو کیا اور حجاب پہن کر اس سے دو قدم کے فاصلے پر اسنے جائے نماز بچھائی اور خود بھی اسکے ساتھ جائے نماز پہ کھڑی ہو گئی۔۔

بے ساختہ اسکے خوشی سے آنسوں گالوں پر برس پڑے۔۔

بے شک ماضی اذیت ناک تھا، لیکن حال اس سے بڑھ کر پر سکون خوشیوں سے بھرا ہوا تھا۔۔

اسکے بعد وہ تلاوت کرنے لگا تھا، اور بازل اسکی گود میں سر رکھ کر وہیں سکون سے پڑی سننے لگی۔۔۔

میں بھی قرآن پڑھنا چاہتی ہوں تمہاری طرح۔۔"معاً وہ اسکا"
ہاتھ پکڑ کر فرمائشی انداز میں بولی۔۔
جس طرح تم پڑھتے ہو اس طرح مجھے پڑھاؤ۔۔ میں اللہ سے"
بات کرنا چاہتی ہوں۔۔ میں انکی سننا چاہتی ہوں۔۔ اور ان سے
شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں انہوں نے مجھے تمہارے جیسا شوہر دیا۔۔"وہ
اسکی گردن میں چہرہ چھپا کر کہہ رہی تھی۔۔

مجھے زندگی نے کبھی کچھ اچھا نہیں دیا۔۔ لیکن اللہ نے تمہیں دیکر میری"
ہر کمی کو پورا کر دیا۔۔ میں سوچتی ہوں صارم زیدی اگر تم میری بدلحاظی کا
جواب اپنی انا غیرت غصے میں دیتے تو شاید تمہاری انت
"الحیات اب تک بالکل تنگ ہو کر سوسائیڈ کر چکے۔۔۔۔

ہشش!"صارم نے اسکے ہونٹوں پر ایکدم ہاتھ رکھ دیا۔۔"
سوسائیڈ لفظ ایک کبیرہ گناہ ہے۔۔ سوسائیڈ وہی لوگ کرتے"
ہیں جنہیں اللہ دھتکار دیتا ہے۔۔ وہ مایوس ہو کر کفر کرتے ہیں اور اللہ
انہیں ناپسند کرتا ہے۔۔ پھر وہ گمراہی کی راہ اختیار کرتے ہیں۔

لیکن جنہیں اللہ پسند کرتا ہے انہیں اپنی ڈوری تھمائے رکھتا ہے جس طرح تمہارے ہاتھ میں۔۔ تمنے اتنا کچھ برداشت کیا۔۔ لیکن اسکے بعد کبھی کوئی غلط راہ اختیار نہیں کی۔۔

ہاں تمہارا لہجہ تھوڑا تلخ ہو گیا تھا۔۔

لیکن ان تلخ لہجوں نے کتنے چہرے بھی تو سامنے رکھے تمہارے۔۔ تم نے لوگوں کو پرکھا۔۔ بہت کچھ جانا بھی۔۔ اور میرے پاس آکر مجھے مکمل کر دیا۔۔

لیکن غلط راہ کو اختیار نہیں کیا کیونکہ تمہیں اپنے رب پہ یقین تھا۔۔ تمہارا دل پاک رہا اور ہے۔۔

تم پر تمہارے ماں باپ کی دعائیں ہیں۔۔ انکی دعاؤں نے بھی تمہیں اپنے حصار میں رکھا۔۔ اور پتا ہے نیک ماں باپ کی اولاد پر رب کا سایہ رہتا ہے۔۔

انہیں تکلیفیں ضرور ملتی ہیں، انہیں کبھی مال تو کبھی اولاد سے آزمایا جاتا ہے لیکن وہ اپنے خدا پر پختا یقین رکھتے ہیں تو انہیں اللہ خوشیوں سے نوازتا ہے۔۔ انہیں دنیا و آخرت میں اچھا صلہ ملتا ہے۔۔"

آئی پرامس یو! تمہارا یہ ایک معمولی غریب سا بلیک میں" تمہیں دنیا کی ہر خوشی دے گا۔۔ جو ایک کلک سی ہے دل میں ماں باپ کو لیکر اسے بھی کچھ دنوں میں ختم کر دے گا۔۔" وہ اسکے ہاتھ چوم کر بولا۔۔

اب جاؤ تم ناشتہ ٹیبل پر لگواؤ میں ریڈی ہو کر آتا ہوں۔۔" وہ اسے" مزید سوال جواب دے روکتا۔۔ اسکی آنکھیں چوم کر بولا۔۔
بازل نے اسے دیکھا۔۔ اور اچانک اسکے گال پہ اپنے ہونٹ رکھ کر بوسہ دیتی کھکھلاتی وہاں سے بھاگ گئی۔۔
صارم مبہوت سا وہیں ساکت رہ گیا۔۔ ہوش میں آکر اپنے گال کو چھوا اور سر جھٹک کر مسکراتا تیار ہونے لگا۔۔

وہ تیار ہو کر جب نیچے آیا تو وہ ڈائننگ ٹیبل پر ناشتہ سجائے اسکے انتظار میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔ صارم اسکے مقابل مسکراتی نظروں سے اسے دیکھتے بیٹھا۔۔

وہ اسے ناشتہ سرو کرنے لگی، اور اپنی جگہ بیٹھی۔۔

میں نے مام کا ٹفن بنا دیا ہے۔۔ تم جاتے ہوئے کے جانا۔۔" اسنے
کھانا شروع کرنے سے پہلے کہا۔۔
صارم نے اسکے ہاتھ کی پشت پر بوسہ دیا۔۔
میرے ماں باپ بھائی بہن کی یونہی ریسپکیٹ کرنا میں تمہارے "
قدموں میں جنت رکھ دوں گا۔۔" وہ گھمبیر تا سے بولا۔۔

تم میرے ماں باپ کی کرتے ہو تو میں کیوں نہیں کروں گی۔۔" وہ اسکے "
ہاتھ کو تھام کر جواباً بولی صارم کے روح میں سکون اتر گیا۔۔
کیسے بے حس لوگ تھے جو اس پیاری سی لڑکی کو بدلحاظ کہتے تھے۔۔ یہ
تو بس ایک ناسمجھ گڑیا تھی جسے اپنے طریقے سے سنوارنا تھا۔۔
وہ ناشتہ کر کے اپنی ماں کا کھانا لیکر چلا گیا۔۔ اس سے کہہ کر گیا
کچھ دیر میں ڈیڈ گھر آجائیں گے تب تک وہ آرام کر لے۔۔

بازل اسکے جانے کے بعد ملازمہ کی ہیلپ کرتی تھوڑا بہت کام نمٹا
رہی تھی تاکہ اسکی ساس کو زیادہ کام نا کرنا پڑے وہ پہلے سے بے تحاشہ
تھکی ہوئی ہوتی تھیں۔۔

میڈم آپ سے ایلی نامی لڑکی ملنا چاہتی ہے۔۔"وہ لاؤنج کے موجود صوفوں" پہ رکھے کشنز کے کور چینج کر رہی تھی تبھی وہاں ایک گارڈ نے آکر اس احتراماً مخاطب کیا۔۔

ایلی یہاں۔۔"بازل حیران ہو گئی۔۔وہ اسکے گھر تک پہنچ گئی۔۔" اسکے ساتھ کوئی لڑکا تو نہیں ہے؟"اسنے پوچھا۔۔اسے ڈر تھا کہیں بوبی" کو ساتھ نالائی ہو۔۔۔

نہیں میڈم وہ اکیلی ہیں۔۔"گارڈ نے کہا۔۔تو اسنے اسے اندر بھیجنے کا کہہ" دیا۔۔کچھ ہی دیر کے بعد ہیلز کی ٹک ٹک اسے سنائی دینے لگی۔۔

واؤ بازل شاہ جسٹ واؤ! دکھا دی نا تم نے بھی اپنی اوقات۔۔"تالیاں" بجاتی ہوئی اسے دیکھتی وہ چبھتے لہجے میں بولی۔۔

ہاں یہی اوقات ہے میری۔۔"وہ میلے کور ملازمہ کے حوالے کرتی۔۔" کشنز سیٹ کر کے اسے اشارہ دینے لگی۔۔

اندر آؤ! بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔۔" اسکے بغیر غصہ ہونے کے بجائے" مسکرا کر جواب پر ایلی سلگ اٹھی۔۔ کیونکہ اسکا انداز بالکل اس ڈاکٹر کے جیسا تھا نرم نرم ٹھنڈا۔۔۔

یہ تمہارے بازو میں کیا ہوا؟" بازل اسکے پاس آنے پر بازو پر" بندھی پٹی کو دیکھ کر حیران ہوئی۔۔ ایلی نے کاٹ دار نظروں سے دیکھا۔۔ معصوم تو ایسے بن رہی ہو جیسے تمہیں کچھ معلوم ہی نہیں۔۔" وہ غصے سے بولی۔۔" تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ مجھے کیا معلوم ہے؟" بازل نے حیرت سے" کہا اسے چھونا چاہا مگر ایلی نے اسکے ہاتھ جھٹک دیئے۔۔

کیا تمہیں معلوم نہیں اس مولوی نے مجھ پہ گولی چلائی تھی۔۔" تمہارے آنے سے پہلے وہ کل میرے پاس موجود تھا۔۔ تم سب کچھ جاننے کے باوجود بھی اسکے ساتھ ہو۔۔ کیا تم نے ہی اسے کہا تھا وہ مجھے گولی چلائے۔۔" وہ بازل پر پھنکاری۔۔

بازل نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔" بلیک مین نے تم پہ گولی چلائی؟" اسے حیرت ہوئی۔۔

ہاں!!اسنے مجھ پر گولی چلائی اور مجھے وارن کیا کہ تم سے دور رہوں۔۔"وہ شدید طیش میں بولی۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔واٹ آجوک!میرا صارم کسی چیونٹی کو بھی نہیں مار سکتا ایلی۔۔" تمہیں کیا تکلیف پہنچائے گا۔۔

اور اگر اسنے تمہیں تکلیف دی ہے تو ٹھیک بات کی دی ہو گی۔۔کیونکہ وہ صحیح لوگوں کو نہیں مارتا۔۔"بقزل بے ساختہ قہقہہ لگا کر بولی۔۔

ایلی کی آنکھوں میں خون ابل پڑا۔۔اسکا ہاتھ پوری قوت سے اٹھا اور بازل کے چہرے پر نشان چھوڑ گیا۔۔

آہہہ۔۔"وہ چیخ پر صوفے پر گری۔۔جب ایلی نے جھک کر جھٹکے سے" اسکے بالوں کو مٹھی میں پکڑا۔۔۔

تم اس دو ٹکے کے لڑکے کیلئے مجھے غلط کہہ رہی ہو جس نے تمہارا" سالوں ساتھ دیا ہے۔۔اس دو چار ماہ کے ساتھ کیلئے تمہیں مجھے غلط کہہ دیا۔۔"وہ غصے سے پھنکار کر بولی۔۔

اور یہ کیا پہنا ہے۔۔ کیا بکواس لگ رہی ہو۔۔۔" وہ اسکے سر سے پہنا ہوا حجاب چیخ کر اتارنے لگی تھی جب بیچ میں ہی بازل نے اسکا ہاتھ جکڑ لیا۔۔۔

تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا۔۔ میں نے تمہیں تمہارے احسانوں کے بدلے معاف کیا۔۔ لیکن تم نے مجھے ڈھکنے کا کوئی گزرے سالوں میں احسان نہیں کیا جس کے بدلے تمہیں ابھی میرا پردہ اتارنے دوں۔۔" بازل نے اسکی کلائی کو سر سے دور جھٹکا دیا اور الٹے ہاتھ کا تھپڑ اسکے منہ پر دے مارا۔۔

یہ تھپڑ میرے سر سے دوپٹہ اتارنے کیلئے مارا ہے۔۔" اسنے جتاتے ہونٹوں کے کنارے سے خون کو صاف کیا۔۔

ملازمین ہراساں نگاہوں سے انہیں دیکھ رہی تھیں۔ جو دونوں انگلش میں ایک دوسرے کو غصے سے کچھ کہہ رہی تھیں۔۔

ایلی گال پر ہاتھ رکھ کر ششدر کھڑی تھی۔۔۔ اسکی بازل نے اس پر ہاتھ اٹھایا۔۔ وہ بھی ایک لڑکے کے خاطر۔۔۔

واٹ دا**** تم بھول گئی مرد ذات نے تمہارے ساتھ کیا کیا""
کیا۔۔ تم ان پر یقین کر کے مجھے برا بول رہی ہو۔۔ تم پاگل ہو چکی ہو۔۔" وہ دھاڑ
اٹھی اس پہ۔۔۔

ہاں میں پاگل ہو چکی ہوں۔۔ اور اس پاگل پن میں کچھ بھی کر گذروں گی"
اس سے بہتر ہے ابھی اسی وقت یہاں سے نکلو۔۔" بازل نے غراتے
ہوئے اس سے کہا۔۔

ایلی نے حیرت بے یقینی سے اسے دیکھا۔۔ اسکی بازل اسے گھر سے
نکلنے کا کہہ رہی تھی۔۔ اسکے لئے یقین کرنا بے حد مشکل تھا۔۔

میں تمہارے لیے وہاں بے چین ہو رہی ہوں۔۔ تمہارے خاطر"
اپنا ملک چھوڑ کر یہاں آئی ہوں۔۔ اور تم یہاں سے مجھے نکال رہی ہو۔۔
صرف اپنے شوہر کے خاطر۔۔۔" ایلی کا دل چاہا رہا تھا صارم کو
سیدھا شوٹ کر دے اور اسکا قصہ ہی تمام کر دے۔۔ وہ بازل کو بازو
سے پکڑ کر جھٹکا دیتی چیخی۔۔۔

بازل نے غصے سے اسے دیکھتے اسکا ہاتھ جھٹکا۔۔
"میں اب جو کہہ رہی ہوں اسے کان کھول کر سنو ایلی میں بار بار سب
ریپیٹ نہیں کروں گی۔۔۔
میری زندگی میں جو ہوا اسکا انصاف اللہ کرے گا۔۔ سارے
مرد ذات برے نہیں ہوتے جسٹ لائیک میرے ڈیڈ، میرے
شوہر اور ان سب سے بڑھ کر میرے رسول ﷺ جس نے ہمیں اللہ کی راہ
دکھائی ہے وہ بھی ایک مرد تھے اور انہوں نے کبھی اپنے دشمن کا بھی برا
نہیں سوچا۔۔" اسنے ٹوک کر مضبوط لہجے میں باور کروایا۔۔۔

ایلی کو سکتا لگا، وہ ساکت رہ گئی، کیونکہ پہلے جب وہ مرد ذات کو برا بولتی
تھی کبھی بازل نے دلیل نہیں دی تھی، نا اسنے یوں حجاب پہنا تھا نا ہی
اتنے بڑے کپڑے۔۔

"سب جھوٹ کوئی اللہ رسول نہیں ہوتا۔۔ اگر ہوتا تو وہ ہمارے ساتھ ایسا
ہونے نہیں دیتا۔۔ یہ انسان کی سوچ ہے بس کوئی اللہ ہے
(نعوذ باللہ) اور تم ایک بار ان حیوان مردوں سے نوچ لی گئی ہو پھر سے انکے

عشق میں گرفتار ہو رہی ہو۔۔ پھر سے تباہ ہو جانا چاہتی ہو تم۔۔۔
لیکن میں ایسا ہر گز نہیں ہونے دوں گی۔۔۔ میں تمہیں پھر سے وہ سب کچھ جھیلنے نہیں دوں گی جو میں نے برداشت کیا ہے۔۔ جو تم نے برداشت کیا۔۔۔
یہ مرد حوس پرست حیوان ہوتے ہیں انکا یقین نہیں کرنا چاہیے۔۔
"!اور میں تمہیں کرنے بھی نہیں دوں گی۔۔ بی کاز آئی لو یو ڈیم اٹ
وہ پوری قوت اسے بازل پہ چلائی۔۔ جبکہ بازل سکتے میں آ گئی تھی۔۔
ایلی نے اسکے چہرے کو دیکھا۔۔
آئی لو یو ہنی!" اسکا سکتا محسوس کرتے وہ سرگوشی میں بقلی اور پاس آ کر"
اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔۔۔

آئی لو یو ڈارلنگ۔۔ وائے یو ڈونٹ انڈرسٹینڈ! یہ دنیا ہمارے لیے نہیں"
ہے۔۔ بلکہ ہم ایک دوسرے کیلئے بنے ہیں۔۔ میں تم سے پیار کرتی
ہوں۔۔۔ اور تمہیں دنیا کی ہر خوشی دوں گی۔۔ تمہیں آخری سانس
تک اپنے پاس رکھوں گی۔۔ لیو دس! چھوڑو سب کچھ۔۔ میں اس سے
بڑھ کر تمہیں دوں گی۔۔" وہ سرگوشی سے کہتی بازل کے لبوں پر انگلی پھیرتی

اسکی گرے آنکھوں میں دیکھتی بے خودی میں چہرے پر جھکنے لگی تھی۔۔۔

ایلی!!!" بازل اسکے ارادے سمجھ کر ایکدم گھبراتی اسکے منہ پر اپنا ہاتھ " رکھ کر پوری قوت سے اسے پیچھے دھکیلتی دوسرے لمحے زوردار تھپڑ اسکے منہ پر مار چکی تھی۔۔

بازل کا چہرہ لہو نما ہو چکا تھا۔۔ اسکے سر پہ پہاڑ آکر گرا تھا جیسے۔۔ سب ہکا بکا ملازمین انہیں سیکھ رہے تھے۔۔ انہوں نے غیر یقینی سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ سیا تھا۔۔

بازل!" ایلی نے ششدر ہو کر گال پہ ہاتھ رکھا اور غیر یقینی سے اسے " دیکھا۔۔
یو آر لسبین؟" بازل کا دماغ گھوم گیا تھا۔۔ بولتے ہوئے اسکی زبان ہکلا گئی، وہ " بالکل لٹھے کی مانند پڑتی سن دماغ سے پوچھنے لگی۔۔ ایلی کی آنکھوں میں بے تحاشہ سرخی چھائی ہوئی تھی۔۔

نو!!!" وہ بپھر کر پھنکاری۔۔"
تو یہ کیا کر رہی تھی؟؟؟" بازل نے حقارت سے چلا کر پوچھا۔۔"
میں تم سے محبت کرتی ہوں۔۔ میں شادی کرنا چاہتی ہوں تم سے۔۔"
کیونکہ ہم دونوں ایک دوسرے کیلئے بنے ہیں۔۔" وہ کرب سے چیخی۔۔۔

آئی ایم ناٹ لسبین بٹ آئی وانٹ یو۔۔۔" وہ ہذیاتی ہو کر حلق کے بل"
چلائی۔۔ واپس اسکے پاس آ کر اسکے بازوؤں کو اپنے ہاتھوں کی سخت پکڑ
میں لیکر اسکے ہونٹوں پر جھکنے لگی تھی۔۔

شٹ اپ جسٹ شٹ اپ!" بازل نے ایکبار پھر پوری توانائی لگا کر"
اسے پیچھے دھکیلا اور غصے سے پھولتا اپنا تنفس بحال کرنے لگی۔۔
پہلے تم نے کہا اللہ نہیں ہے۔۔ پھر تم مجھے کس کرنے کی کوشش کر"
رہی ہو۔۔ اور اب تم کہہ رہی ہو تم مجھ سے شادی کرنا چاہتی ہو۔۔ میں
!!نفرت کرتی ہوں تم سے سمجھی۔۔
آئی ہیٹ یو! میں تم سے اور تمہارے ذہن سے شدید نفرت کرتی
ہوں کیونکہ تم ایک گناہ ہو کبیرہ گناہ۔۔۔

اگر تمہیں لگتا ہے اللہ نہیں ہے تو جاؤ۔۔ جا کر کسی مردے میں تو روح ڈال کر دیکھ لو۔۔۔ اپنے سائنسدانوں سے کہو وہ تو ایسا کر کے دکھائیں۔۔
اگر تمہیں لگتا ہے اللہ نہیں ہے تو جاؤ اور جا کر یہ کائنات چلا کر دکھاؤ۔۔ سورج کو روک کر دکھاؤ! دو منٹ کیلئے سب کے آکسیجن بند کر کے جی کر دکھاؤ!

تم نے ثابت کر دیا کہ تم ایک غیر مسلم! ہماری دشمن ہو۔۔ تم اچھائی" کبھی نہیں بن سکتی۔۔ سب سے بڑی دشمن تو میری تم ہو جو مجھ سے میری آخرت بھی چھیننا چاہتی ہو، مجھے کفر میں ڈالنا چاہتی ہو، سب سے بڑی دشمن تم ہو میری ایلی!
وہ ایک کل کائنات کو چلانے والا ہے۔۔ تمہیں بنانے والا۔۔ جس نے تمہیں بنایا آج اسکے خلاف بول رہی ہو۔۔ کل مجھ سے کیا وفا کرو گی گھٹیا لڑکی۔۔۔

تم کہتی ہو اگر اللہ ہوتا تو تمہارے ساتھ یہ نا ہوتا۔۔۔
اللہ ہے تبھی تم آج اپنے ہوش حواس میں دنیا میں چل رہی ہو۔۔
اللہ ہے تبھی تو آج مجھے صارم زیدی ملا ہے۔۔ ایک پاک مرد۔۔

تم اسکی نعمتوں کو نہیں مان رہی تو میں کون سی تمہاری سگی ہوں جس سے تم وفا کرو گی۔۔

تمہیں پتا ہے حقیقت کیا ہے۔۔ حقیقت یہ ہے اللہ نے تمہیں بنایا ان حیوانوں کو بھی بنایا۔۔ جس طرح آج تم اسکے خلاف ہو کر بول رہی ہو۔۔ جس طرح آج تم گمراہ ہو چکی ہو۔۔ ویسے ہی وہ حیوان بھی اللہ سے ناواقف گمراہ ہو چکے تھے۔۔

جس طرح تم بھٹک کر اچھائی برائی میں فرق بھول گئی ہو۔۔ مجھ سے ایسا ریلیشن چاہ رہی ہو۔۔ ویسے ہی وہ حیوان بھی بھٹک کر اپنی حوس میں ہمیں نوچتے تھے۔۔

تم اللہ کے خلاف بول رہی ہو۔۔۔ بھلا بتاؤ۔۔۔ جنہوں نے تمہارے ساتھ برا کیا، ان میں اور تم میں کتنا فرق باقی رہا ہے۔۔؟

گھن آرہی ہے مجھے تم سے ایلی کہ تم میری دوست ہو۔۔۔۔

اور اب مجھے سمجھ آیا کہ میرے بلیک مین نے تمہیں کیوں گولی ماری۔۔

شکر کرو اسنے گولی بازو پہ ماری ہے۔۔۔ لیکن قوم لوط جیسے فعال انجام دینے والوں کو دیکھ کر ہی جان سے مار دینا چاہیے۔۔

یہ جو تم مجھ سے محبت کے دعوے کر رہی ہو، یہ تمہاری حوس ہے۔۔۔
ویسی ہی جیسے آج سے پہلے ان درندوں کی تھی۔۔ نکل جاؤ میرے گھر
سے۔۔" بازل اسکے ارادے اسکی سوچ تک کو پڑھ کر اسکی باتیں سنتی ہتھے
سے اکھڑ کر حلق کے بل چلائی اور اسے پیچھے کی جانب دھکیلا۔۔

میں ایک مسلم لڑکی ہوں۔۔ مسلم کی معنیٰ جانتی ہو۔۔؟" اسنے"
ساکت سن کھڑی ایلی سے تمسخرانہ پوچھا۔۔

اللہ کو ماننے والا، اسکے آگے گردن جھکانے والا۔۔ میں بری ضرور ہوں لیکن"
صرف اپنی زبان کی۔۔ میں اتنی بری نہیں ہوں ایلی کہ تم نے یہ ہی
میرے بارے میں سوچ لیا۔۔ میں اپنے کردار سے دودھ ہوں۔۔ سفید
اور پاک۔۔۔
میں نے تمہیں دوست مانا تھا کیونکہ تم اس وقت مجھے ملی تھی جب
مجھے ایک دوست کی ضرورت تھی۔۔ لیکن اب جب تم میرے
خدا تک آ پہنچی ہو۔۔۔ میں تھوکتی ہوں اس دوستی پہ۔۔۔

اللہ کیا ہے وہ ہے یا نہیں اسکا جواب تمہیں قرآن پاک دیگا۔۔
لیکن آئی ایم شیور میرے بارے میں آئندہ ایسی سوچ رکھی تو ابکی بار گولی بازو پہ نہیں سینے میں لگے گی۔۔۔

لسبین ہم جنس پرست قوم لوط کا ہی روپ ہے۔۔ جس طرح قوم لوط کو شیطان نے بہکا کر اس گناہ پر ڈالا تھا۔۔ اور قوم لوط کو تباہ کرنے میں کامیاب ہوا تھا ویسے ہی آج پھر شیطان رسول ﷺ کی امت کو بھی بہکا کر اس گناہ پر چلا رہا ہے تا کہ ان پر اللہ کا عذاب نازل ہو۔۔۔ جس طرح قوم لوط پر نازل ہوا۔۔۔ تم جس رشتے کی خواہش مند ہو اسکا انجام جا کر قرآن پاک میں پڑھ لینا بلکہ اپنی خواہش کے انجام کا بھی سوچ لینا۔۔۔

تم جتنی طاقتور ہو۔۔۔ بلیک مین تم سے ہزاروں قدم آگے ہے۔۔ وہ مولوی ہے۔۔ اور گناہ کو دیکھ کر مٹاتا ہے۔۔ چھوڑتا نہیں۔۔ ناؤ بی کیئر اینڈ گیٹ آؤٹ۔۔" وہ سرد لہجے میں جتا کر کہتی اسے انگلی سے وہاں سے جانے کا اشارہ کر کے خود تیزی سے وہاں سے پلٹی۔۔ لیکن ایلی ابھی تک وہیں کھڑی تھی ساکت برف کی طرح جامد۔۔۔

آگر یہ دو منٹ میں یہاں سے دفع نا ہو تو۔۔۔ گارڈ کو بلا کر اسے یہاں "
سے دھکے دیکر نکالو۔۔۔" بازل کو سن کر ایلی سے عجیب سی گھن محسوس ہو رہی
تھی۔۔

اسکا دل خوف خدا سے کانپ گیا تھا۔۔ اسنے سنا تھا لسبین کو
لیکن آج اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی دوست کے روپ میں سیکھ کر وہ
اللہ کے آگے شرمندہ ہو چکی تھی کہ وہ ایسی لڑکی سے اب تک
دوستی نبھاتی آ رہی تھی جو اسکے خدا تک کو نہیں مانتی۔۔۔

اسکے آنسوں ٹوٹ کر اسکے گالوں پر گرے۔۔ ابھی ایک زخم بھرتا
نہیں کہ پھر دوسرے تعلق کے زخم ملنا شروع ہو جاتے ہیں۔۔
اسے آج احساس ہوا کہ اسکا باپ اسے کیوں اس لڑکی سے دور رہنے کا
کہتے تھے۔۔ اور وہ انہیں غصہ دلانے تکلیف دینے بدلحاظی کرنے کیلئے
جان بوجھ کر ایلی سے دوستی بڑھاتی جاتی تھی۔۔

لیکن آج اسے احساس ہوا کہ ماں باپ جس سے روکتے ہیں ان سے
روک جانا چاہیے۔۔ نہیں تو پھر انجام ایسا ہوتا ہے جیسا آج اسکا
تھا۔۔

اسنے جس دوست کو مخلص سمجھ کر اسے اپنا سب کچھ سمجھ لیا تھا اسکا یہ روپ دیکھنا کسی قیامت سے کم نہیں تھا۔۔
کاش وہ اپنے اسلام اور اپنے پردے کو فالوو کرتی تو آج اسے یہ دن دیکھنے نہیں پڑتے۔۔وہ روحا کی طرح ان غیر مسلم سے فاصلے پر چلتی تو آج اسے ایسا روپ دیکھنے کو نہیں ملتا۔۔

وہ اسکے چہرے کو تھام کر کس کرنے کی کوشش کرنے لگی تھی اگر بازل اسے نا روکتا پاتی وقت پہ تو۔۔۔۔
وہ کیا منہ دکھاتی اپنے خدا کو۔۔اپنے ماں باپ کو شوہر کو۔۔۔
ایلی اسکے سامنے شیطان کا بلوا بن کر کھڑی ہو گئی تھی، جس طرح قوم لوط کو شیطان نے اس بد فعلی پر اکسایا تھا۔۔
وہ بھی بچپن سے اسکے دماغ سے کھیلتی آئی تھی اسے مردوں کے خلاف غلط ٹریٹ کرتی آئی۔۔

پر شکر خدا نے اسے صارم زیدی دیا۔۔جسنے اسکی سوچ کو غلط ثابت کر دیا کہ سب مرد جسم کے بھوکے نہیں ہوتے کچھ صارم زیدی جیسے بھی ہوتے ہیں۔۔

ایلی چلی گئی تھی۔۔۔بازل روتی ہوئی اپنے روم میں بند ہو گئی۔۔وہ نہیں جانتی تھی اب ایلی کیا کرے گی۔۔لیکن اسکا دل چاہا رہا تھا ابھی اپنے باپ کو کال کر کے معافی مانگ لے کہ اسنے انکی نفی کی آج پھر سے بے تحاشہ اذیت اٹھائی تھی۔۔۔

ooooooooo

ایک سفید بیلولائینز والا بڑا سا طیارہ اپنے پروں کو گھول گھول گھماتا کھڑا تھا۔۔پائیلٹ اپنی جگہ سنبھالے بیٹھا تھا، ایئر ہوسٹس بلیک یونیفارم میں کھڑی تھی انتظار میں جہاز کے دروازے کے آگے۔۔

جب انہیں دور سے سیاہ گاڑیاں دھول اڑاتی ہوئی نظر آئیں۔۔انہوں نے اپنی مقامی زبان میں کچھ کہا اور مسکرائی۔۔

گاڑیاں جیسے جیسے قریب آتی گئیں سیدھی قطار میں کھڑی ہو گئیں۔۔ جھٹکے سے گاڑیوں سے رکتے ہی ایک گاڑی سے نکلتے گارڈ نے بھاگ کر اس بیچ میں کھڑی بلیک بڑی سی گاڑی کا ڈور کھولا۔۔

جلدی کرو فارس!!" بتول خان نے ہڑبڑاہٹ میں کہا۔۔"

پاس بیٹھے فارس نے انہیں مسکراتے دیکھتے سر ہلایا۔۔

ڈونٹ وری پھوپھو! آپ کے دشمنی اتنی آسانی سے مجھ تک پہنچ نہیں" سکیں گے۔۔ نا ہی عرشیہ خان کو واپس حاصل کر سکیں گے۔۔

بلکہ طلاق دے گا صمصام زیدی اب اسے۔۔ اور میں اسے مجبور کر دوں گا طلاق دینے پہ۔۔" وہ قہقہہ لگا کر بولتا گاڑی سے قدم باہر نکال کر خود بھی باہر آگیا اور اپنے کوٹ کا بٹن بند کرتے اسنے ایک فاتحانہ نگاہ سامنے اڑان کیلئے تیار طیارے کو دیکھتے جھک کر اندر گاڑی سے عرشیہ کو نکالا۔۔ اور بازوؤں میں اٹھا لیا۔۔۔

اسنے محبت پاش نظروں سے اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھا ااقرا اسکی سیاہ گھنی مڑی ہوئی پلکوں پر پھونک مارتے وہ اپنے سیاہ بوٹ میں مقید بھاری پاؤں طیارے کی طرف بڑھا چکا تھا۔۔

اسکی نیلی آنکھوں برسوں بعد جیت کا نشہ چھایا تھا، اسکے لبوں پر ایک خوبصورت سی مسکراہٹ تھی۔۔ ویسے تو اسکی وجاہت کی بہت سے لڑکیاں دیوانی تھیں۔۔

لیکن اسے ان بہت سی لڑکیوں میں کبھی بھی عرشیہ خان کی ٹکر کی نا لگی۔۔ وہ خوبصورت تو ہوتی تھیں لڑکیاں۔۔۔ لیکن ان میں وہ غصہ وہ ادائیں وہ بدمعاشی وہ ہار کر بھی نا جھکنے والا غرور نہیں ملتا تھا۔۔۔
وہ ڈٹ کر کھڑے رہنے والی نہیں ہوتی تھیں۔۔ ان میں زندگی کے رنگ نہیں ہوتے تھے جو زندگی کو کھو کر بھی عرشیہ زیدی نے خود میں سمائے تھے۔۔
وہ بس حسین ہوتی تھیں۔۔۔ لیکن عرشیہ خان حسین کے ساتھ قیامت تھی۔۔ یا شعلہ۔۔۔
دوسری طرف سے بتول خان جلدی سے گاڑی سے نکلی، ایک لمحے کیلئے تو وہ طیارے کو دیکھ کر ڈر گئیں لیکن فارس کو اسکی طرف بڑھتے دیکھ کر خود بھی تیزی سے اسکے پیچھے لپکیں۔۔

بتول خان عائشہ خان کی بربادی چاہتی تھیں۔۔اور پہلے دلاور خان، اور اب عرشیہ خان کے غائب ہو جانے سے بڑی بربادی ایک ماں کیلئے اور کیا ہو گی۔۔

اسے یقین تھا ہارٹ پیشنٹ وہ پہلے ہی تھی، اب کی بار جو عرشیہ کے اغوا کے بارے میں سنے گی ضرور اس دنیا سے رخصت ہو جائے گی۔۔ اور پھر رہ جائے گا دنیال خان اکیلا۔۔۔

فارس جہاز کی سیڑھیاں چڑھتا ہوا، اندر داخل ہوا۔۔

ایئر ہوسٹس نے اسے سلام کیا۔۔اسنے جواب دیا اور آگے بڑھ گیا۔۔

بتول خان اور انکے پیچھے ان سیاہ یونیفارم میں ملبوس گارڈ کے اندر داخل ہو جانے کے بعد جہاز کا دروازہ بند ہو گیا۔۔

فارس خان عرشیہ کے بیہوش وجود کو اٹھا کر ایک روم نما بڑے سے کیبن میں داخل ہوا۔۔

اور وہاں موجود سفید بڑے سے بیڈ پر آہستہ سے عرشیہ خان کو لیٹا دیا۔۔

دو منٹ میں کام ہو جانے چاہیے۔۔"اسنے سرد لہجے میں" سامنے کھڑی ڈاکٹرز پر غصے سے باور کروایا۔۔

اوکے مسٹر فارس ڈونٹ وری!" وہ سر ہلا کر تیزی سے عرشیہ "
کے وجود کی طرف بڑھی اور آہستہ سے پردے برابر کر دیئے۔۔

یہ سب کیا ہے فارس؟" بتول خان حیران گھبرائی سی "
فارس کے پاس آئیں۔۔۔ فارس نے مسکراتے انکے ہراساں
آنکھوں میں دیکھا۔۔

پریشان نا ہوں! عرشیہ کو کچھ نہیں ہو رہا بس مجھے شک ہے اگر "
صمصام زیدی نے اسے اتنے آسانی سے اکیلا چھوڑ دیا ہے تو لازماً اسکے وجود
میں کہیں نا کہیں تو ایسی ڈیوائس انسرٹ ضرور کی ہو گی جسکی وجہ
سے وہ اتنا بے فکر تھا۔" وہ شاطر دماغ سے اپنی سوچ کا اظہار کرتا
بولا۔۔

ڈیوائس؟ وہ کیا ہوتا ہے؟" بتول پریشان ہو کر بولیں۔"
یہ ڈیوائس ایک منی سائیز یعنی کے چھوٹی سی چپ ہوتی ہے۔۔ جو ہم "
کسی کے وجود میں یا کپڑوں میں یہ کسی ایسی جگہ رکھ دیں۔۔ اور اسے

اپنے موبائل یا پی سی لیپ ٹاپ سے کنیکٹ کر لیں تو ہماری ساری پریشانی ختم۔۔۔

اس ڈیوائس سے ہم اس شخص کی لوکیشن دیکھ سکتے ہیں جس میں ہم نے چپ لگائی ہو گی۔۔ اور مجھے لگتا ہے صمصام نے ضرور لگائی ہو گی۔۔ بس اسے نکال دیں گے یہ ڈاکٹر تو ہم آزاد۔۔۔ پھر صمصام کیا کسی کے بھی فرشتے ہم تک نہیں پہنچ سکتے۔۔ "فارس نے قہقہہ لگا کر کہا۔۔ بتول نے بے ساختہ اپنے بھائی کے بیٹے کی نظر اتاری جو اتنا سب کچھ صرف اسکے لئے کر رہا تھا۔۔۔

"مسٹر فارس!" معاً تبھی پردے برابر کر کے ڈاکٹرز دونوں باہر آئیں اور ایک سٹیل کے چمٹے میں پکڑی ہوئی خون سی رنگی چپ فارس کے ہتھیلی آگے پھیلانے پر رکھ دی۔۔

وہ اسے بتا رہی تھیں انہوں نے کیسے اس چپ کو ڈھونڈ کر عرشیہ کی باڈی سے نکالا۔۔ جبکہ فارس بے ساختہ قہقہہ لگا اٹھا۔۔

چہ چہ میرے پیارے صمصام! تمہاری آخری امید کو لگا دی" میں نے آگ۔۔ہاہاہا۔۔" اسنے افسوس کرتے ہنستے اپنی جیب سے لائیٹر نکالا اور سب کے دیکھتے ہی دیکھتے اپنی ہتھیلی پہ موجود چپ کو لائیٹر کے سرخ بھڑکتے شعلے سے ہتھیلی پہ ہی جلا ڈالا۔۔

بتول خان اسکی حرکت پہ ہوش میں آکر جب چیخ مار کر اسکی ہتھیلی سے چپ کو ہٹانا چاہا فارس نے قہقہہ لگاتے ہتھیلی کو انکی پہنچ سے دور کر دیا۔۔۔

فارس! اگر ایسا پاگل پن دکھاؤ گے تو میں ابھی یہاں سے چلی" جاؤں گی۔۔" انہوں نے سخت غصے سے سا۔۔

ڈونٹ وری پھوپھو! یہ پاگل پن نہیں صمصام زیدی کی مات ہے۔۔" آپ چل کر اپنی سیٹ پر بیٹھیں طیارہ اپنی اڑان بھرنے والا ہے۔۔" وہ ان سے کہہ کر ہتھیلی پہ موجود جلتی چپ کو پھونک مار کر پاؤں سے مسلتا ہوا عرشیہ کی طرف بڑھ گیا۔۔

میڈم پلیز آپ بیٹھ جائیں۔۔"ایئر ہوسٹس نے انگلش"
میں نرمی سے کہا بتول سر ہلا کر جا کر اپنی جگہ پہ بیٹھیں۔۔اور انکے
دکھائے طریقے سے سیٹبیلٹ بھی باندھ لی۔۔

عرشیہ۔۔۔"اسنے جھک کر عرشیہ کے گال پہ انگلی پھیری۔۔"
لیکن وہ بیہوش پڑی تھی۔۔فارس نے اسے محبت پاش نظروں
سے دیکھا۔۔
میں تم سے اس صمصام زیدی سے بھی زیادہ پیار کرتا ہوں۔۔ایک بار تم"
میرے ساتھ میری دنیا میں چلو گی آئی ایم ہنڈریڈ پرسنٹ شیور
تم اس گھمنڈی انسان کو بھول جاؤ گی۔۔میں تمہیں اپنی ملکہ بنا کر
رکھوں گا۔۔تمہیں اتنا پیار دوں گا کہ تم خود پہ ناز کرو گی۔۔ایک وقت
ایسا بھی آئے گا تم صرف میری ہو جاؤ گی اور صمصام زیدی یا ایکس وائے
زی کو تم کبھی پہچان نہیں سکو گی۔۔"وہ جھکا اس بیہوش وجود سے
سرگوشیانہ کہہ رہا تھا۔۔
طیارہ اپنی اڑان بھر چکا تھا۔۔فارس نے فتح کے نشے میں زوردار
قہقہہ لگایا۔۔

بہت افسوس ہو رہا ہے مجھے دانیال خان پہ ہاہاہا ایک بیٹے کا معلوم" تو بیٹی بچھڑ گئی۔۔ اور بچھڑی بھی کچھ ایسے بچھڑی کسی کو کچھ معلوم نہیں نا پڑا۔۔" وہ قہقہہ لگاتا اپنی پھوپھو سے کہہ رہا تھا جو اپنی آنکھوں میں انتقام کی آگ لیے بیٹھی تھیں۔۔۔

میں ایک بار پھر انکے گھر میں قیامت دیکھنا چاہتی" ہوں۔۔ دانیال خان نے مجھے ٹھکرایا تھا اپنی محبوبہ کیلئے۔۔ ہوش میں آکر جب اسے بیٹی کے اغوا کا معلوم پڑے گا وہ ہمیشہ کیلئے ہوش کھو دے گا۔۔ اور ساتھ اسکی جانم بھی۔۔" پھوپھو نے زہر خند لہجے میں کہا اور دونوں ہنس پڑے۔۔۔

طیارہ بادلوں میں اڑتا اپنی منزل کیلئے روانہ ہو چکا تھا۔ پھوپھو باہر بیٹھی پہلی بار جہاز میں بیٹھنے کی وجہ سے اللہ کی تسبیح پڑھ رہی تھیں۔۔

جبکہ فارس بیڈ پر پڑی عرشیہ کے سامنے ایک بڑی سی سیٹ پر بیٹھا تھا جہاں اسکے آگے مہنگے مشروبات رکھے گئے تھے۔۔ اور وہ آہستہ آہستہ عرشیہ کو دیکھتا ان سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔۔۔

یہ اسکی فتح کا جشن تھا۔۔جو وہ منا رہا تھا۔۔

چپ ڈھونڈنے کا آئیڈیا اور ڈاکٹرز اسکے لئے ظفران حیدری نے بلوائے تھے۔۔اسے ویڈیو کے بدلے میں ایک بڑا سا گھر گاڑیاں، گارڈز بینک بیلنس اور عرشیہ کو چھیننے میں مدد بھی دی تھی۔۔

فارس کو اسکے علاوہ اور کیا چاہیے تھا۔۔پر اسکے باوجود اسنے ویڈیو ظفران حیدری کو دیکر کچھ کاپیاں اپنے پاس محفوظ کر لیں تھیں۔

کیونکہ جتنا شاطر وہ حیوان تھا اس پہ کوئی بھروسہ نہیں اسے ٹپکا کر سب کچھ واپس لے لے اور لڑکی بھی چھین لے۔۔

ooooooooo

"من کہاں ہے؟" اسے جیسے ہی کال کر کے صام نے بتایا وہ ڈیوٹی جوائن کرنے بجائے سیدھا اس ہاسپٹل جا پہنچا جہاں کا صمصام نے اسے ایڈریس دیا تھا۔۔

وہ بھاگتا ہوا اندر داخل ہوا اور لفٹ سے نکلتے ہی سامنے روحا کو دیکھتے اسکے قریب پہنچا اور دھاڑا۔۔روحا خوف سے سپید پڑتی ڈر کر اسکی چیخ پہ اچھل پڑی۔۔

وو۔۔وہ اندر۔۔" اسنے روتے ہوئے ہکلا کر سامنے اشارہ کیا۔۔"
صام کہاں ہے؟" دریاب نے روم کو دیکھتے جانے سے پہلے پوچھا۔۔"
وہ ابھی ابھی گئے ہیں۔۔عرشیہ کیلئے۔۔"اسے صمصام کی کالز سے جتنا"
سمجھ آیا اسنے اتنا بتا دیا۔۔دریاب نے شکر کا سانس لیا کہ
اسکی بہن کے پاس پہنچا تو صحیح۔۔
وہ بھاگا اور بند دروازے کو دھاڑ کے ساتھ کھولا۔۔۔اسنے جب اپنا
چوڑا بازو دروازے پر لگا کر دروازہ کو اندر کی جانب دھکیلا تھا روحا وہاں
بیٹھی سب کو تکتی دریاب کے بازو کو دیکھ حبر حلق تر گئی۔۔

اگر اسے معلوم پڑے من کی یہ حالت میری وجہ سے ہوئی"
ہے۔۔یہ موٹا تو مجھے پہلی فرصت میں چٹکی میں مسل کر مار
دے۔۔"وہ سوچ کر دہلتی اپنی بے بسی پر کب سے روئے جا رہی تھی۔۔اس
میں اتنی سکت نہیں تھی اٹھ کر اپنی مام کو کال کرے اور ان سے ریکویسٹ
کرے کہ اپنے بیٹے سے بچا لیں مجھے۔۔

ابھی جانے باری باری کتنے آئیں گے اور من کے بارے میں پوچھتے جائیں گے۔۔اور وہ بیٹھی ہو گی سب کو اپنی موت کی نظر سے دیکھتی اپنا خون خشک کرتی ہوئی۔۔

اب تو آنسوں بھی جواب دیئے جا رہے تھے لیکن اسنے ہمت نہیں ہاری اور بوتل پانی کی پاس رکھی ہوئی تھی جس میں سے انگلی بھر کر باری باری دونوں آنکھوں میں ڈالتی پھر سے رونے لگتی۔۔

"من! دریاب جیسے ٹھاہ کے ساتھ دروازہ کھول کر بے تابی سے اندر داخل ہوا تھا اگلے لمحے اسکے قدموں کو جیسے زمین نے جکڑ لیا۔۔

وہ ساکت ہو گیا سامنے کا منظر دیکھتے ہوئے۔۔۔

"دریابے! زیاف اچانک دھماکے نما آواز پہ ہڑبڑا کر چیئر سے اٹھا، لیکن سامنے کھڑے دریاب کو دیکھتے اسکی سانس میں جیسے سانس آئی۔۔

سمن بھی چیخ اٹھی تھی خوف سے۔۔وحشتزدہ تو پہلے ہی اتنے بڑے دھماکے کو دیکھ کر تھی ایک بار پھر اتنی تیز آواز سن کر اچھل پڑی تھی۔۔

اسنے نظریں پھیر کر دروازے کی طرف دیکھا تو سامنے دھندلے سے عکس میں دریاب کو پایا۔۔ سرخ ڈورے والی آنکھیں، شہد رنگ بکھرے ماتھے پر بال، بیلو پینٹ پہ ہاف سلیو بلیک شرٹ میں ملبوس دریاب خان اسے ہی گھور رہا تھا۔۔
اسے دیکھتے اسکے ساتھ گزرے لمحات کا ایک ایک منظر سمن کی آنکھوں کے سامنے لہرا گیا۔۔ وہ شدید برہمی سے اپنا سرخ تپا ہوا چہرے دوسری طرف پھیر گئی۔۔

زیاف !جانے سے پہلے دروازہ بند کر جانا مجھے ابھی آرام کرنا ہے درد ہو رہا" "ہے۔۔ میں اس وقت کسی سے ملنا۔۔

جاؤ زیاف اور دروازہ بند کر جاؤ!" دریاب نے سنجیدہ سپاٹ " لہجے میں کہتے زیاف کو وہاں سے جانے کا حکم دیا۔۔

زیاف اسکا سپاٹ بے تاثر چہرہ دیکھ کر سمن کے سر پہ ہاتھ پھیرتا وہاں سے جانے لگا۔۔ لیکن دریاب کے پاس برابر میں آکر وہ رکا۔۔

صام کا پیغام ہے تمہارے لیے۔۔ کہ اب کی بار تم ذرا سا بھی سختی سے من" سے پیش آئے تو پہلے بگ بھائی نے تمہارا تیل نکالا تھا اب سیدھا پیٹرول نکالے گا۔۔ اور وہ میں خریدوں گا۔۔ آفٹر آل خان تو خان، خان کا پیٹرول بھی خان ہاہاہا۔۔۔" وہ دریاب کے پاس کھڑا اسے آگ لگانے کیلئے کہتا جی بھر کر مزے لے رہا تھا۔۔

ٹھیک ہے من ہنی اب میں جا رہا ہوں تم آرام کرو۔۔ ان شاء اللہ" ساحل بھائی بھی جلدی یہاں پہنچیں گے۔۔ تب تک میں باہر بیٹھی روحا بھابی سے انکی تعزیت کرتا ہوں۔۔ کسی سے ڈرنا نہیں۔۔۔ یو آر بریو گرل۔۔۔" وہ دریاب کی ضبط سے لہو لہو آنکھوں میں دیکھتا نہایت محبت سے سمن سے مخاطب تھا

اسنے دیکھا دریاب کے بازو کی رگیں پھولتی جا رہی تھیں، زیاف کی آنکھوں کی پتلیاں پھیل گئیں وہ بمشکل اپنی سانس روک کر جلدی سے وہاں سے بھاگا کہیں وہ روحا کے بجائے، روحا اسکی تعزیت کر دے۔۔

اسکے نکلتے ہی دریاب نے ٹھاہ کے ساتھ دروازہ بند کیا۔۔
سمن نے اپنی سانس روک دی۔۔جب وہ بھاری قدم اٹھاتا ہوا اسکے پاس سر پہ آپہنچا۔۔
سمن نے سختی سے آنکھیں موندلیں۔۔

بہانہ اچھا ہے مجھ سے بچنے کا بیٹری!فریز ہو کر بیڈ پہ گر" گئی۔۔"وہ چیئر پہ بیٹھنے کے بجائے اچانک اسکی کمر کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر اسے پیچھے کھسکاتا پاس ہی بیڈ پہ بیٹھا۔۔

دور رہو مجھ سے۔۔"سمن غصے سے بھیگی آواز میں غرائی۔اسکا دل" تیز تیز دھک دھک کر رہا تھا۔۔"ہاتھ مت لگاؤ مجھے ورنہ ہاتھ کاٹ کر کتوں کو کھلا دوں گی۔۔"وہ غصے سے پھنکاری۔۔اسکی دھمکی پہ ایک لمحے کیلئے تو دریاب حیران ہوا لیکن اگلے لمحے بلند قہقہہ لگا اٹھا۔۔

اسنے اسکے بازو کو دیکھا جہاں سفید پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔گولی نکال لی گئی تھی اور مرہم پٹی بھی کر دی گئی تھی۔۔

اسکا گلابی چہرہ سپید پڑ چکا تھا۔ دریاب کی آنکھوں میں جیسے خون ابلنے لگا تھا۔۔ اسکی ماتھے کی رگیں تنی ہوئی تھیں سمن کی تکلیف کا سوچتے۔۔
یہ دوسری دفعہ تھا اس پہ حملہ۔۔ اور جانتا تھا دوسری بار پھر وہی ساحل شاہ کو روکنے ڈرانے کیلئے ہو گا۔۔

رس گلا!" اسنے سمن کی پھولی گال کو چھوا۔۔"
شٹ اپ منحوس خان!" وہ غصے سے ہاتھ جھٹکتی رونے لگی۔۔ اسکے "
رس گلا کہنے پر اسکا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔۔

وہ اسکی طرف نہیں دیکھ رہی تھی۔۔ پر اسے پاس پا کر اسکی آنکھوں سے بل بل گرتے آنسوں تکیے میں جذب ہوتے جا رہے تھے۔۔۔
تکلیف کی شدت سے اسکے دماغ کی رگیں پھٹ رہی تھیں لیکن وہ ضبط کر کے بیٹھی تھی کہیں اسے تکلیف میں دیکھ کر اسکے اپنوں کو تکلیف نا ہو۔۔۔

تمہارا چشمہ کہاں ہے رس گلا۔۔" وہ اسکا چہرہ زبردستی ٹھوڑی "
سے پکڑ کر اپنی طرف کرتا گھمبیرتا سے پوچھنے لگا۔۔

"میں تو ڈبل بیٹری ہوں نا۔۔ اپنے واہیات ناموں سے مجھے مت پکارو۔۔" وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے بے بس تھی نا اسکا ہاتھ جھٹک سکتی تھی نا ہی کوئی حرکت۔۔ ایک ہاتھ میں ڈرپ لگی ہوئی تھی جبکہ دوسرے بازو میں گولی۔۔

"میں پکاروں گا۔۔ اور اس سے بھی مزید بڑھ کر واہیات ناموں سے جیسے کہ ہاٹ چاکلیٹ۔۔" دریاب اسکے دونوں اطراف تکیے پر ہاتھ رکھ کر جتاتے ہوئے بولا۔۔۔

"اور میں بھیو سے کہہ کر تمہارے اتنے پیس کرواؤں گی تمہاری آنے والی تمام نسل بھی یاد رکھے گی۔۔" وہ شرم سے تپ کر سلگتے لہجے میں بولی۔۔

"وہ تمام نسلوں کو چھوڑو پہلے ایک نسل کا تو موقعہ دو رس گلے!" بے باکی سے بولتا سمن کو کانوں کی لو تک سرخ کر گیا۔۔

زیاف بھائی اس پھاپھا کٹنے کو یہاں سے لے جائیں۔۔"وہ غصے سے"
بے اختیار ہو کر روہانسے لہجے میں بولی۔۔

لیکن دریاب کی آنکھیں پھیل گئیں "بھائی؟"وہ حیرت سے
بولا۔۔ سمن نے جھٹکے سے اسے دیکھا۔۔ اسکا دھندلا سا عکس اسکے
چہرے کے بے حد قریب تھا۔۔۔

منہ سے نکل گیا۔۔"وہ چبھا کر بولی۔۔"
مطلب وہ تمہارا بھائی نہیں؟"دریاب نے تکیے کو مٹھیوں میں دبوچ کر"
غصے سے پوچھا۔۔
نہیں۔۔"وہ برجستہ بولی۔۔۔ دریاب کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔۔وہ جو اسکا"
سن کر پاگلوں کی طرف اندھا دھند بھاگتا اسکے پاس پہنچا
تھا وہ اسے یوں منہ پر طمانچے مار رہی تھی۔۔۔

دور رہو تمہارے منہ سے نسوار کی بو آ رہی ہے مجھے سانڈے۔۔"اسنے"
مزید جلانے کیلئے جان بوجھ کر طنزیہ ناپسندگی سے کہا۔۔

اور مجھے کون سی تمہارے منہ سے کولگیٹ کی سمیل آرہی ہے۔۔"
چرس کی بو آرہی ہے مجھے بھی تم سے۔۔ویسے تمہیں اس گولی سے درد تو نہیں ہو رہا ہو گا نا۔۔"وہ ہنس کر تمسخرانہ کہتا پیچھے ہوا۔۔۔

چرس!"سمن کی بولتی بند ہو گئی۔۔وہ حیرت سے ششدر اسے " دیکھ رہی تھی۔۔۔

درد ہو گا بھی کیسے۔۔۔دن رات جو ٹھونستی رہتی ہو وہ کچھ تو کمال دکھائے گا" نا۔۔ویسے ہمارے دشمن بھی کمال ہیں ہاہاہا۔۔۔ہماری پتلی پتلی خوبصورت لڑکیوں کو چھوڑ کر تم جیسی موٹی ڈبل بیٹری پر وار کرتے ہیں کیونکہ انہیں پتا ہے اگر تم پر اٹیک کیا ایک تو تم بیٹری ہو بلاسٹ بڑا کرو گی دوسرا تمہیں کچھ اثر جو نہیں ہوتا۔۔۔
شاید وہ بھی اس دھرتی کے بھوج سے تنگ آ گئے ہیں ہاہاہا۔۔"وہ جی جان سے اسکا دل جلاتا قہقہہ لگا اٹھا۔۔
سمن ہکا بکا اسکی بکواس پہ سن رہ گئی۔۔۔

ابھی کے ابھی یہاں سے دفع۔۔۔۔" وہ اسے پہ چلانے لگی تھی کہ ایکدم" دریاب نے اپنے دونوں بازو اسکی کمر میں حائل کر دیئے۔۔ اور اسکے کچھ سمجھنے سے پہلے جھٹکے سے اسے اپنی طرف کھینچ کر اچانک اسکے ہونٹوں پہ جھک گیا۔۔۔

روم کی فضا میں اسکی سسکاری گونجتی وہیں دب گئی۔۔ وہ دہل کر دونوں ہاتھوں سے اسکے چوڑے توانا شانوں کو جکڑ گئی۔۔ جب وہ اسکے ہونٹوں کو سختی سے اپنے قید میں لیے بیڈ سے اٹھ کھڑا ہو گیا۔۔۔

سمن دہل کر اسکے بالوں کو بری طرح نوچنا شروع کر دیا۔۔ لیکن دریاب نے اسکے چھوٹے سے وجود کو مزید خود میں بھینچ لیا۔۔۔

تم دریاب خان کی بیٹری ہو۔۔۔ اتنی کمزور نہیں ہو کہ تمہیں دشمن" بیڈ سے لگا دیں۔۔" وہ اسکے لبوں کو چھوڑ کر اسکے کان سرد سرگوشی سے بولتا اس پر جانے کیا جتانے لگا۔۔۔

سمن کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔۔ وہ ہراساں نظروں سے دریاب کی طرف دیکھنا چاہتی تھی لیکن آنکھوں میں آنسوؤں کی وجہ سے اسکا جو دھندلا سا عکس تھا وہ بھی گم ہو گیا۔۔۔

"دور رہو منحوس انسان پہلے دل جلاتے ہو پھر ٹھرکیوں کی طرح بکواس کرتے ہو۔۔" وہ غصے سے بولی۔۔

"کہیں محبت تو نہیں ہو گئی مجھ سے؟" دریاب اسکے لبوں سے "دل" "سن" کر حیرت بے یقینی سے استفسار کیا۔۔۔ سمن کا دل تیزی سے دھڑکا چہرہ ایکدم سے گلابی پڑ گیا۔۔
دریاب نے بغور اسکے چہرے کے بدلتے رنگ کو دیکھا۔۔

"مائی فٹ! تم سے محبت کرنے سے بہتر ہے میں خودکشی کر لوں۔۔۔" وہ غصے ضبط سے بولی۔۔ "مجھے اتارو نیچے۔۔" اسنے شدید برہمی سے کہا۔۔

تمہیں نیچے اتارنے کے بجائے میں ہی ناچاشنی بن کر تم میں اتر"
جاؤں رس گلے۔۔"وہ بے باکی سے گویا ہوتا آہستگی سے اسے واپس بیڈ پر
ڈالنے لگا۔۔
شٹ اپ! تمہیں یہاں آنے کی ضرورت کیا تھی۔۔"اپنے"
چہرے پر اسکی گرم سانسیں محسوس کرتی وہ دھک دھک کرتے
دل سے بولی۔۔
اگر میں یہاں نا آتا تو تمہارا تھوڑا بہت بچا ہوا خون کو جلاتا؟"وہ مسکرا"
کر بالوں میں ہاتھ پھیرتا ڈھٹائی سے بولا۔ سمن کا دل چاہا اس
پھاپھا کٹنے کا منہ پھوڑ دے۔۔

دشمن کو تو جو کرنا تھا وہ کر گیا تھا۔ لیکن اس معصوم پھول کی تکلیف کو
سوچتے دریاب کا دل بھڑکتی آگ میں جل رہا تھا۔۔
اسکا بس نہیں تھا کہ وہ ابھی جا کر اس پہ گولی چلانے والے کے
ہاتھوں وجود کو ٹکڑوں میں کاٹ دے۔۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ اپنے
دماغ میں دہکتی آگ کو کس طرح شانت کرے۔۔

وہ اسے تنگ کر رہا تھا، اسکی سوچوں کو گھما رہا تھا، اسے خود سے الجھا رہا تھا در حقیقت وہ اپنے دماغ کو ریلیکس کرنے کی کوشش کر رہا تھا کیونکہ جب ساحل بھائی نے کوئی ایکشن نہیں لیا تھا تو مطلب وہ اس وقت کوئی ہنگامہ نہیں چاہتا ہو گا۔۔

اسنے سمن کے خاموش چہرے کو دیکھتے اسکے گالوں کو انگلیوں کے پوروں سے سہلایا۔۔

"یہ مت سوچنا کہ گولی لگی ہے تو میں اپنے حساب کتاب بھول جاؤں گا۔۔ ہرگز نہیں ایک بار ٹھیک ہو جاؤ۔۔ میرے پیچھے کو پھاپھا کٹنی کے کام کرتی ہو۔۔ اسکے پائی پائی کا حساب لوں گا۔۔" وہ اسے خاموش دیکھ کر بولا۔۔۔

"اور تم بھی یہ خوش فہمی ہرگز مت رکھنا کہ میں ساحل بھائی کو نہیں بتاؤں گی۔۔۔ بلکہ انہیں تمہارا ایک ایک لفظ اور اس رات کی ساری بکواس کے ساتھ جو تھپڑ مارا تھا وہ بھی بتاؤں گی۔۔ اور پھر وہ

تمہیں تمہاری محبوبہ کے پاس پہنچا دے گا۔۔" اسنے دوبدہ ڈٹ کر کہا۔۔ وہ دبنے والی لڑکی ہی نہیں تھی نا ہی ڈرنے والی تھی۔۔

رسی جل گئی لیکن بل ابھی تک نہیں گیا۔۔۔ "وہ طنزیہ ہونہہ" کر کے بولا۔۔

نا رسی جلی ہے نا بل گیا۔۔۔ اگر یہ گولی ہمارے دل بھائی کے کیس کو" رکوانے کیلئے مجھے لگی ہے تو ایسی ہزار گولیاں میں اپنے سینے پہ بھی جھیل سکتی ہوں۔۔۔ لیکن اپنے بھیو کو کبھی انصاف کی جنگ سے پیچھے ہٹنے نہیں دوں گی۔۔" اسکے مضبوط لہجے میں کہی گئی بات پہ دریاب اپنی جگہ ساکت سا رہ گیا۔۔

وہ چھوٹی سی بیٹری کس قدر ہمت رکھتی تھی خود میں۔۔

کتنی مضبوط چٹانوں جیسی تھی اور وہ کتنا کمزور سمجھ رہا تھا اسے۔۔

بے ساختہ دریاب اسکے سامنے خود کو کمزور محسوس کرنے لگا۔۔

اسے فخر سا ہونے لگا اس چھوٹی سی لڑکی پہ۔۔ جو لڑکی اسکے بھائی سے اتنا پیار کر سکتی تھی وہ اس سے کتنا کرے گی۔۔

اگر تم اس وقت مجھے ہمدردی دکھانے آئے ہو تو میں صاف کہوں گی" مسٹر دریاب واپس لوٹ جائیں۔۔ کیونکہ مجھے کسی کی ہمدردی نہیں چاہیے۔۔ میں سمن شاہ! ہمدردی وصولنے والی نہیں بلکہ اپنی زندگی آپ جینے والی۔۔

اگر تم یہاں آکر یہ جتاؤ گے۔۔ کہ دیکھو اس رات میں نے جو کہا تھا وہ آج سچ ہو گیا تم خود کو نہیں بچا سکی تو میری زندگی میں کیا حیثیت رکھو گی میرا گھر کیسے چلاؤ گی۔۔

میں چاہتی تو جواب تمہیں اس وقت ایسا دے سکتی تھی کہ اپنے گریبان میں جھانک کر تمہیں شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا۔" وہ بدلی ہوئی کوئی لڑکی لگ رہی تھی نہایت سیریس سنجیدگی سے کہہ رہی تھی۔۔

مجھ میں یہ سب خامیاں عیب جو کہو وہ ہیں۔۔ میں موٹی ہوں۔۔" چشمہ پہنتی ہوں۔۔ جو بھی۔۔ اندھی کہو محتاج جو پسند آئے۔۔ لیکن دریاب صاحب جو مرد ہوتا ہے نا وہ یہ نہیں کہتا تم میں اتنے عیب ہیں تم اپنی حفاظت نہیں کر سکتی۔۔

مرد یہی کہتا ہے کہ کوئی میری عزت کی طرف نگاہ تو اٹھائے
میں اسے چیر کر رکھ دوں گا۔۔ مرد اپنی عزت کو اسکی خامیاں
نہیں دکھاتا، مرد اپنی عزت اپنے بستر سے نہیں دھتکارتا۔۔
مرد اپنی عورت میں بازارو عورتوں کی کشش تلاش نہیں کرتا۔۔۔
بلکہ وہ سینا پھیلا کر کہتا ہے۔۔ تمہیں اپنی فکر کرنے کی ضرورت نہیں
میں محافظ ہوں تمہارا کوئی بری نگاہ تو تمہاری طرف اٹھائے اسکی
نگاہ نوچ لوں گا۔۔" وہ سپاٹ لہجے میں جتا کر بولی۔۔
دریاب نے اسکی معصوم باتوں پر مشکل سے مسکراہٹ دبائی۔۔
بہت ہی معلومات اکٹھے کرلی ہے ناولوں سے۔۔" وہ طنزیہ بولا۔۔"
سمن کا دل چاہا اس ڈھیٹ انسان کو پکڑ کر پوری قوت سے سر دیوار پر
مار دے۔۔
مطلب شرمندگی نام کی کوئی چیز نہیں اس میں۔۔۔۔

کیا اتنی مضبوط سمجھدار بن کر تم میری پسند میں ڈھلنا چاہتی ہو؟""
اسنے استہزائیہ لہجے میں پوچھا۔۔ سمن تڑپ اٹھی۔۔
شٹ اپ! تمہاری پسند میں ڈھلے میری جوتی۔۔۔ میں تو"
اس کی پسند میں ڈھل جاؤں گی جو مجھے مجھ سمیت قبول کرے گا بلکہ

وہ ڈریم بوائے ہوگا۔۔ اسکے پاس چاکلیٹ کی فیکٹری ہوگی۔۔ جو واپس آتے ہوئے اپنی پسند سے میرے لیے چاکلیٹ لائے گا۔۔
جو کہے گا سب تمہارا ہے جو کھانا ہے کھاؤ۔۔ وہ پیزا برگر کیک سموسے چٹنیاں۔۔۔ سب بنائے گا میرے لیے۔۔ بلکہ وہ کُک ہوگا۔۔۔ اور ککنگ اسکا پیشن ہوگا۔۔" سمن نے آنکھیں بند کر کے خوبناک انداز میں کہا۔۔۔۔

مجھے میک اپ جیولری نت نئے فیشن والے کپڑے کچھ بھی نہیں" چاہیے۔۔ بس ڈھیر سارے ناول۔۔۔ ایک چاکلیٹ کی فیکٹری اور شوہر ککک ہونا چاہیے بس۔۔" وہ بول رہی تھی۔۔

اسکے پاس بیڈ پہ بیٹھا دریاب سوچ رہا تھا گھر کی ماسی وہ پہلے سے ہے۔۔ مام کا بیٹا کم بیٹی زیادہ رہی ہے بچپن سے۔۔ چاکلیٹ تو اسے بھی پسند تھے۔۔ صرف ناول کا مسئلہ تھا۔۔

اتنی سستے میں چھوری مل رہی تھی۔۔نویرہ کے نام سے بدنام تو وہ پہلے بھی تھا۔۔اور سمن شاہ کو ایک محافظ چاہیے تھا۔۔جو اسکی حفاظت کرے۔۔۔
تاکہ اسے اپنی حفاظت کرنی پڑے۔۔۔۔

ویسے بھی اسنے سنا تھا موٹی لڑکیاں بعض اوقات شادی کے بعد دو تین بچوں کے ہوتے ہی پتلی ہو جاتی ہیں۔۔کیا پتا اسکی بھی لاٹری کھل جائے۔۔

اگر میں تمہیں چھوٹے چھوٹے چند سانڈ اور کچھ بیٹریاں دے دوں تو" کیا تم اپنے دماغ سے یہ بکواس باتیں نکال دو گی؟"وہ سنجیدگی سے اس سے پوچھنے لگا۔۔
سمن اچانک اسکے سوال نما افتاد پہ ساکت ہو گئی۔۔۔اسکا چہرہ خون چھلکانے لگا۔۔دریاب نے اسکے شرم سے سرخ چہرے کو دیکھا۔۔
اور جھک کر اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرا اور اسکی چھوٹی سی ناک کو ہونٹوں سے چوم کر اسکے گلابی گالوں کو لبوں سے چھونے لگا۔۔

سمن نے بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں دبوچا جب اسنے اسکے گالوں پہ اپنے دانتوں کا نرمی سے دباؤ ڈالا۔۔ اسکا دل جیسے اچھل کر حلق میں آ گیا۔۔

اسکے دماغ میں اسکی کہی باتیں شور مچانے لگیں۔۔

چھوڑو مجھے۔۔" وہ غصے سے ہمت کر کے ہکلا کر گویا ہوئی لیکن وہ اسکی باتوں کا اثر لیے بغیر اسکے کپکپاتے ہونٹوں پر انگلی پھیرتا نرمی سے اسکے چھوٹے گلابی لبوں کو مسلنے لگا۔۔

رس۔۔۔ گلا۔۔۔" اسنے بھاری گھمبیر سرگوشی کی۔۔"

سمن شرم غصے بے بسی سے سرخی اسے پیچھے دھکیل بھی نہیں سکتی تھی اور بکواس واہیات باتیں سننا بھی نہیں چاہتی تھی۔۔

لیکن اسکی وجاہت مضبوط وجود تلے وہ دب گئی تھی۔۔ وہ اپنی تمام قوتیں ہار گئی تھی جیسے۔۔ اپنے چہرے پہ اسکی گرم دہکتی سانسیں محسوس کرتی وہ بمشکل ضبط سے پڑی تھی۔۔

کیا ضروری تھا اس وقت وہ اسکے پاس آتا۔۔ اسکے لئے مزید مشکل بڑھا دیتا۔۔

دریاب اسکے بکھرے تنفس کو دیکھتے مسکرایا۔۔۔

لگتا ہے پیشنٹ کو آکسیجن ماسک کی ضرورت ہے۔۔"اسنے معنی" خیزی سے کہتے اسکے سر کے نیچے ہاتھ دیکر اپنے لبوں کے قید میں اسکے ہونٹوں کو قید کر لیا۔۔۔

سمن پھڑ پھڑا گئی۔۔اسکے ہونٹوں کی مضبوط دہکتی گرفت، بالوں کو مٹھی میں جکڑے کمر کو سہارا دیکر اسنے اسے ذرا سا اوپر اٹھایا۔۔۔اسنے سمن کی بند آنکھوں کو دیکھا، مسکراتی نظروں سے اسکے کپکپاتے وجود کو سینے سے لگایا۔۔

سمن کا وجود سرد پڑ کر بے جان ہو گیا۔۔وہ اسکی مونچھوں کی چبھن بڑھی ہوئی چبھی شیو کو اسکے گال پہ سہلاتا اسکے ہونٹوں کی نرمی کو محسوس کر رہا تھا۔۔

سمن کی سانس دبنے لگی۔۔وہ پہلے تکلیف میں تھی مزید اسکی شدتوں پہ تڑپ اٹھی۔۔اسکی جان میں تب جان آئی تھی جب اچانک روم کی فضا میں دریاب کی موبائل کی رنگ ٹون بجی۔۔

وہ اسے چھوڑ کر پیچھے ہوا، اور اپنی موبائل نکال کر دیکھا تو ہیڈ آفس سے کالز تھیں۔۔ وہ ایک نظر اپنا تنفس بحال کرتی سمن پر ڈال کر بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

سمن نے تشکر بھرا سانس خارج کیا، اور اپنے کانپتے ہونٹوں پر اپنی انگلیاں پھیریں۔۔ اسکے پور پور میں سرد لہر دوڑ گئی۔۔

زیاف!"معاً دریاب دروازہ کھول کر باہر جاتے زیاف کو پکارنے لگا۔۔"
ہاں!"زیاف روحا کے پاس بیٹھا اسے ہنسا ہنسا کر لوٹ پوٹ کرتا"
اچانک دریاب کی آواز پر ہڑبڑا کر اٹھا۔۔

بھابی آپ سمن کے پاس اندر جائیں۔۔ اور زیاف تم اپنے کچھ آدمی"
باہر کھڑے کر دو میں بھی کچھ اہلکار بھیج رہا ہوں۔۔ خیال رکھنا میں ڈیوٹی جوائن کر کے کورٹ جا رہا ہوں۔۔"وہ اسے جلدی سے حکم دیتا روحا کو اندر جانے کا اشارہ کرتے خود صمام کے نمبر پر کال ملاتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھ گیا۔۔

آپ جائیں اندر!" زیاف کے کہنے پر وہ سر اثبات میں ہلاتی اندر" بڑھ رہی تھی تبھی سامنے اسے انہیں زریش شاہ ہارون شاہ آتے ہوئے دکھائی دیئے۔۔۔

میری بیٹی کہاں ہے دریاب؟" زریش شاہ نے روتے چیخ کر" دریاب سے پوچھا۔۔
وہ ٹھیک ہے اور سامنے والے روم میں ہے اپ پریشان نا ہوں۔۔""" دریاب ابھی کہہ ہی رہا تھا جب وہ ہارون شاہ کی گرفت سے اپنے شانے چھڑواتی بھاگ گئیں۔۔
عرشیہ کہاں ہے؟ ہم ابھی من کا سن کر کورٹ سے یہاں آرہے" ہیں۔۔ بھابی وہاں پریشان ہو رہی تھیں۔۔" ہارون شاہ نے دریاب کے کچھ کہنے سے پہلے پوچھا۔۔

صام گیا ہے اسکے پاس۔۔ میں نے صبح بات کی تھی اسنے کہا" تھا وہ صام کے ساتھ وہاں آئے گی۔۔ پھر بھی دیکھ لیتا ہوں۔۔۔ موبائل وہ گھر بھول گئی ہے۔۔ ابھی صام کو ہی کال ملا رہا ہوں وہ پک اپ کر لے۔۔"

دریاب نے ان سے کہا ہارون شاہ اسکی پیٹھ تھپتھپا کر آگے تیزی سے بڑھ گئے دریاب بھی کچھ چوکنا ہو کر وہاں سے بھاگا۔۔

صام کال اٹھاؤ!!" وہ غصے سے کھولتے دماغ کے ساتھ دھاڑ تا تیزی سے " وہاں سے گاڑی نکال کر بھاگا۔۔ جانے کیا ہوا تھا کال جا رہی تھی لیکن صمصام پک نہیں کر رہا تھا۔۔
آس پاس کے لوگوں نے مڑ کر اس سرخ سپید رنگ والے جوان کو دیکھا۔۔ ہاف سلیو سے اسکے پھولے مسلز نمایا تھے جن پر کتنوں کی نظریں ٹھہری ہوئی تھیں۔۔

oooooooo

حجاب "حیدر شاہ نے بے بسی سے اسے پکارا۔۔"
نام مت لیں میرا حیدر شاہ! مار دیا ہے آپ نے حجاب شاہ" کو۔۔" وہ چلائی۔۔

بالآخر مار ہی دیا آپ نے مجھے۔۔۔"وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی زمین"
پہ گھٹنوں کے بل گر پڑی تھیں۔۔بے تحاشہ دھاڑے مارتیں خود کو پیٹ
رہی تھیں۔۔۔وہ اپنی بربادی کا کس طرح ماتم کرتی۔۔

میں کتنا موت سے ڈرتی تھی حیسر شاہ!لیکن آپ نے آپکی بہن نے"
دو منٹ نہیں لگایا مجھے موت کی گھاٹ اتارتے ہوئے۔۔
میری معصوم بازل کے قاتل ہیں آپ دونوں۔۔
میں آپ سے کہتی رہی میری بیٹی کیوں بدل گئی ہے۔۔اسے کیا ہو گیا
ہے۔۔ایک ماں اپنی بیٹی میں چھوٹی سی تبدیلی کو بہت جلدی محسوس
کر جاتی ہے۔۔میری بیٹی کو آپ نے مار دیا حیدر شاہ مار دیا۔۔۔"وہ
بلک بلک کر رو رہی تھیں۔۔

حیدر شاہ اپنے تو اناوجود سمیت زمین بوس ہو گئے تھے۔۔وہ ڈھے گئے
تھے۔۔اسکی بہن نے اسکا قتل کر دیا تھا۔۔ایک بھائی کا کلیجہ نوچ
لیا تھا۔۔
وہ رو نہیں سکتے تھے لیکن انکا دل کر رہا تھا وہ ماتم کرتی ایک ماں کے ساتھ
خود بھی گر کر اپنی موت پہ ماتم کرے۔۔۔

مجھے سے میری دونوں بیٹیوں کو آپ نے چھین لیا حیدر شاہ۔۔"
آپ جیسا مرد خدا کسی عورت کے نصیب میں نا لکھے۔۔ اپنی بہن کی خوشیوں کے پیچھے اندھا دھند بھاگتے آپ نے ایک ماں اسکی بیٹی کو مار دیا۔۔
میری بیٹی کی بربادی کے ذمہ دار آپ ہیں۔۔ اپنے بچے کھانے والے آدم خور ہیں آپ۔۔ آپ کے اندھے اعتماد نے آپ کی نفسیاتی بہن نے مجھ سے میرا سب کچھ چھین لیا۔۔
گھن آرہی ہے مجھے خود سے کہ میں نے آپ جیسے کھ پتلے سے وفا نبھائی۔۔"حیدر شاہ اسکی باتوں پر تڑپ گئے۔۔

انکے آنسوں پھسل کر انکی شیو میں جذب ہو گئے۔۔ آنکھیں ضبط سے لہو لہان ہو گئی تھی۔۔ موبائل بند ہو گئی تھی لیکن ایک قیامت برپا کر گئی تھی۔۔
ایک ماں ایک باپ ایک بھائی کو بدتر موت دے گئی تھی۔۔۔ حیدر شاہ کا تو دل پھٹ رہا تھا کہ آخر کس حیوان نے اسکی بیٹی کے ساتھ ایسا کیا۔۔

کس کی ہمت ہوئی حیدر شاہ کی بیٹی کو۔۔۔۔۔۔ آگے وہ سوچ نا سکے۔۔ اور اپنے دراز قد کے ساتھ گھٹنوں کے بل زمین پر گرتے ہاتھوں میں چہرہ چھپائے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے اپنی بیٹی کی بربادی پہ۔۔۔۔

حجاب شاہ نے نفرت سے سر جھٹکا۔۔

میں کیسے بھول گئی۔۔ آپ تو وہی ہیں نا جس نے اپنی بہن کیلئے اپنی محبت " کو چھوڑ دیا تھا۔۔ ساری زندگی اندر اندر غم سے گھلتے رہے۔۔ لیکن بہن کو جو ناپسند تھا اسکے بارے میں کبھی نا سوچا۔۔۔

آپ تو وہیں بے حس انسان ہیں جس نے میری گود سے میری بیٹی کو اٹھا کر اس ڈائن کی گود میں ڈال دیا جو اپنے بچوں کی نا ہو سکی آپ کے اولاد کی کیا ہوتی۔۔۔

ایک بیٹی تو مجھ سے چھین لی حیدر شاہ لیکن میری دوسری بیٹی کو خاموش موت مار دیا۔۔۔ میری معصوم بازل۔۔۔ اس ڈائن اس چڑیل کو ذرا بھی ترس نہیں آیا میری معصوم پھول جیسی بچی کو مارتے۔۔۔ اسکی سسکیاں اسکی آہیں دباتے۔۔۔

یا خدا ایک ماں کو تڑپایا ہے اس ڈائن پر ایسا عذاب نازل کر میری روح کو چین آجائے۔۔" وہ جھولی اٹھا کر خدا کے آگے گڑگڑائی۔۔

کیوں رو رہے ہیں آپ !!! آپ کو تو خوش ہونا چاہیے بالآخر آپ "
دونوں بھائی اپنے ہی بچوں کو کھانے میں کامیاب ہو گئے۔۔" وہ روتے
ہوئے حیدر شاہ پر دھاڑی۔۔۔

پہلے آپ کی بہن نے مجھ سے میری معصوم روحا چھین لیں۔۔ ہمیشہ "
اسکے آگے اپنوں کے رونے رو کر اسے ہمیشہ سے بد گمان کر دیا۔۔ اسکا
اعتماد اس سے چھین لیا۔۔۔ اپنے بیٹے کو میری بیٹی کی نظر میں برا
بنا دیا۔۔ اور پھر میری بازلی کے ساتھ۔۔۔۔
اے مہکار تجھ پر خدا کا قہر ٹوٹے۔۔ تو نے میرا سینا جلایا ہے ایک
"ماں کی ممتا کو مارا ہے تجھ پر خدا کا عذاب نازل ہو۔۔۔

اسکی آہوں چیخوں پہ حیدر شاہ کے رونے میں مزید شدت
آ گئی۔۔ وہ ایک بھائی تھا جو اپنی کوت پہ رو رہا تھا۔۔ ایک باپ
تھا جو اپنی بیٹی کی موت پر رو رہا تھا ایک شوہر تھا جو اپنی بیوی کی موت
پہ رو رہا تھا۔۔

وہ کس کس پہ روتا اسکا دل غم سے پھٹتا جا رہا تھا۔۔
اسکی ماں جائی نے اسکی پیٹھ میں چھرا مارا تھا۔ اسکے کلیجے کو نوچ کھا لیا تھا۔۔ اسکی معصوم بیٹی کی وہ قاتل تھی۔۔
وہ بہن نہیں ایک ڈائن تھی۔۔۔۔

اسے روتے دیکھ کر حجاب شاہ جھٹکے سے اپنی جگہ چھوڑ کر اٹھی۔۔ حیدر نے گھبرا کر سر اٹھایا۔۔۔ اسکا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔۔
سینے میں درد کی شدید ٹسیں اٹھ رہی تھیں۔۔ اندر سے گھٹن بڑھ گئی تھی۔۔۔ اور جانے کیا بھوج انکے اوپر آ گرا تھا کہ ساری قوتیں ہمتیں دم توڑ گئی تھیں۔۔۔

حجاب!" انہوں نے گھبرا کر پکارا۔۔۔ انہیں لگا ابھی دل پھٹ جائے گا" درد سے۔۔ یا دل کا دورا پڑ جائے گا۔۔

لیکن انکی پکار پر حجاب شاہ نہیں رکی، اور بھاگتی ہوئی روتی سیڑھیاں اتر کر اپنے روم میں آئیں۔۔۔

حیدر شاہ جب بمشکل خود کو سنبھال کر، دیوار کا سہارا لیے باہر آئے۔۔ انکی آنکھوں میں کچھ ایسے ہی اپنے باپ کی موت کا منظر گھوم رہا تھا۔۔

ایسے لگ رہا تھا جیسے انکی موت کا وقت سر پہ آن پہنچا ہو۔۔ ابھی تو انہوں نے اپنی بازل سے معافی نا مانگی۔۔ ابھی تو اپنی بیوی کو منایا نہیں اتنی جلدی موت۔۔۔۔

حجاب نے روتے ہوئے اپنا بیگ نکالا۔۔ اور اپنے دو چار جوڑے اس میں ڈال کر اپنی دونوں بیٹیوں کے فریم فوٹو پر ہاتھ پھیر کر وہ انہیں سینے سے لگاتی روتی ہوئیں اپنا بیگ کھینچ کر باہر نکلی۔۔

حجاب!!!" اپنے روم سے ہاتھ میں بیگ پکڑے روتی ہوئی نکلتی حجاب " کو دیکھ کر حیدر شاہ نفی میں سر ہلاتے پوری قوت سے دھاڑے۔۔۔

بس حیدر شاہ! بہت نبھائی میں نے آپ سے وفا۔۔ آپ کو " مبارک آپکی بہن۔۔ مار دیا آپ نے اپنی حجاب کو۔۔۔ قاتل ہیں آپ میرے میری بچیوں کے۔۔" لاؤنج کی وسط میں اپنا بیگ

رکھ کر وہ سیڑھیوں پر ریلنگ تھامے کھڑے حیدر شاہ کو ہاتھ سے روک کر غراتی بولیں۔۔۔

"مجھے طلاق چاہیے آپ سے۔۔ اسنے اچانک حیدر شاہ کے گھومتے ہوئے سر پہ دھماکہ کر دیا۔۔ ٹھاہ ٹھاہ کے ساتھ پورا محل نما گھر جیسے حیدر شاہ کے اوپر آ گرا تھا۔۔۔

"میرا وکیل آئے گا آپ سے طلاق لینے۔۔ مجھے آپ جیسے شخص سے نہیں نبھانی۔۔ آپ نے برباد کر دیا ہے مجھے۔۔ اب مزید یہاں رہی تو اپنی بیٹی کو آنکھوں سے دیکھ کر میرا دل پھٹ جائے گا۔۔ اسلئے میں یہاں سے دور جا رہی ہوں۔۔۔ اتنا دور جہاں میں ہوں گی اور صرف میرے پچھتاوے کہ میں نے آپ جیسے شخص سے شادی کر کے نا صرف خود کو برباد کر دیا بلکہ اپنی اولاد کو بھی۔۔۔"

"بہن کی محبت نے آپ کو اتنا اندھا کر دیا کہ اسکے آگے نا آپ کو آپکے بچے نظر آئے نا بیوی۔۔ وہ جس طرح چاہتی تھی کرتی تھی۔۔ جس مارنا

چاہتی مارتی تھی۔۔ میں اب تو اپنی بیٹی کی معصومیت اسے لوٹا نہیں سکتی۔۔

پر آپ جیسے آدم خور سے اپنی ذات ضرور جدا کر سکتی ہوں۔۔ سمجھ لیجئے گا مر گئی آپ حجاب۔۔۔"وہ کہہ کر روتی سوٹ کیس گھسیٹتی وہاں سے نکل گئی۔۔

اور پیچھے مڑ کر نا دیکھا کہ وہ زندہ بھی ہے یا مر گیا۔۔۔

قیامت تو حیدر شاہ پہ گری تھی۔۔ جس کی بہن مہکار شاہ جیسی تھی، جس نے اس سے اسکی بیٹی کو چھین لیا اور آج بیوی بھی ہمیشہ کیلئے چلی گئی تھی۔۔۔

ڈیڈ!!!"وہ پوری قوت سے بالوں کو مٹھیوں میں پکڑ کر درد کی شدت سے" دھاڑا۔۔ وہ اپنی بیوی کو روک بھی نا پایا۔۔ اسکے ہمیشہ کیلئے دور جانے والی گاڑی کی آواز اسکے کانوں میں زوں نما چیخ کی صورتوں میں گونج رہی تھی۔۔۔۔

وہ اکیلا وجود اچانک شاہ مینشن میں تنہا وحشتوں میں جکڑا رہ گیا۔۔

ناملزم مجرم، نا بے گناہ اور نا ہی وہاں کوئی گنہگار موجود تھا۔ عدالت کے وسیع روم میں موجود ڈارک براؤن لکڑی کے بنے دونوں کٹہرے ویران تھے۔ جبکہ آج سے کئی سالوں پہلے اسی کیس کا مجرم وہاں موجود تھا، عائشہ خان اپنے بیٹے کو تصور میں وہاں کھڑا پاتی اپنے دل کو مشکل سے سنبھالے بیٹھی تھیں کہیں سوچ کر دل نا پھٹ جائے۔۔
کس طرح اسنے خاموشی سے اقرار بھی کر دیا تھا اپنے گناہ کا۔۔
لیکن آج سالوں بعد کیس توری اوپن ہو گیا تھا، لیکن وہاں کوئی بھی موجود نا تھا، نویرہ فیروز بھی مر چکی تھی، اور دلاور خان بھی دنیا کے سامنے مر چکا تھا۔ اور بہت عبرتناک موت۔۔
لیکن اب اگر وہ بے قصور ہوا، عوام میں شعلے بھڑک جائیں گے۔
کیونکہ ایک بے گناہ کو سزائے موت دینے میں دشمن، اور یہ دنیا بھی شامل تھی۔ وہ ایک بے گناہ کی موت میں برابر کی شریک تھے۔۔

دو وکلا کے درمیان محض بحث ہونے والی تھی اسکے بعد بھی تجسس نے عوام کو اپنی لپیٹ میں لیے جکڑا ہوا تھا۔ وہاں موجود سیٹوں پر سب جمع ہو چکے تھے۔

صائم زیدی تقویٰ زیدی، عائشہ خان، رضا زیدی دلاور کی طرف وہاں سیٹوں پر براجمان تھے۔ فیروز چغتائی کی طرف سے ظفران حیدری، ایٹالو کیتھورا ایک اٹالین رہائشی تھا، جو کہ ظفران حیدری کا دوست اور یونیورسٹی کا سربراہ تھا۔ وہاں اپنے نوٹ بک سنبھالے موبائل وائرلیس لیے صحافی بھی پچھلی نشست پر بیٹھ چکے تھے۔۔

عدالت لگنے سے بہت پہلے ہی کچھا کھچ بھر چکی تھی، بس جج صاحب کی آمد کا انتظار تھا۔ دائیں بائیں بنے کٹہرے کے سامنے چند قدم کے فاصلے پر ایک سیاہ لکڑی کی ٹیبل کے دونوں اطراف آمنے سامنے دو چیئرز رکھی تھیں۔۔

ایک پر ایڈووکیٹ شیخ صاحب بیٹھے ہوئے تھے جبکہ انکے مقابل سیاہ کوٹ پہنے ساحل شاہ موجود تھا۔

اور ان کی ٹیبل کے سامنے آٹھ دس قدموں کے فاصلے پہ تین چار اسٹیپ سیڑھیاں اونچی ایک بڑی سی ڈیسک تھی اور اسکے آگے ایک سیاہ بڑی چیئر تھی۔۔

وہ صرف کرسی نہیں بلکہ سچ کا فیصلہ کرنے والی ایک بڑی ذمہ داری تھی جسے سنبھالنا جسٹس کے ہاتھ میں ہوتا تھا جو اس چیئر پر براجمان ہوتا تھا۔۔

سب کو پتا تھا کہ آج دونوں خاندان کے وکلاء کی اچھی خاصی بحث ہونے والی ہے۔۔بحث اس بات پر تھی کہ کیا عدالت دلاور خان کو انصاف دے گی یا اس بار بھی وہ مجرم ہوگا۔۔اگر دلاور خان بے قصور ہوا تو مجرم کون ہوگا۔۔

سب منتظر تھے جسٹس صاحب کے۔

یہ عرشیہ کہاں رہ گئی صبح بھی نہیں آیا۔۔" تقویٰ زیدی کے برابر" بیٹھی عائشہ خان نے داخلی دروازے کی سمت دیکھ کر پوچھا۔۔

پتا نہیں دونوں کہاں رہ گئے۔۔ سائیں آپ کال کر کے پوچھ لیں صمصام"
سے۔۔" تقویٰ نے خانم کو جواب دیتے پاس بیٹھے صائم زیدی کو
مخاطب کیا۔۔
انہوں نے سر ہلاتے موبائل نکالا صمصام زیدی کو کال کی، رنگ تو جا رہی تھی
لیکن اٹھا نہیں رہا تھا۔۔
یہ کھوتا مجھے کبھی ٹھیک سے رسپانس دیتا ہے۔۔" غصے سے اپنی بیوی کو"
دیکھتے صائم زیدی نے ضبط کیے کہا۔۔

حد ہے سائیں۔۔ کیا پتا کہیں مصروف ہو۔۔" تقویٰ خفگی سے"
گویا ہوئیں۔۔ اور عائشہ خان کی طرف پلٹیں۔۔" تم فکر مت کرو
صمصام ساتھ ہو گا جلد ہی آ جائیں گے۔۔" تقویٰ نے اسے حوصلہ دیا وہ
اللہ کے سپرد کیے بیٹی کی فکر میں بمشکل بیٹھی تھیں۔۔
انکی آوازوں شور شرابے کو دیکھتے معاً حولدار نے با آواز اچانک
سائلنس کا نعرہ بلند کیا۔۔ اور اسی وقت جج کی آمد ہوئی۔۔ سب
احتراماً کھڑے ہوئے۔۔
معزز جج صاحب اپنی پروقار چال چلتے ہوئے جا کر اپنی براؤن بڑی سی
مرکزی کرسی پر بیٹھے۔۔

کاروائی شروع کی جائے" انہوں نے سامنے چیئرز پر بیٹھے دونوں وکیلوں" کو دیکھتے اپنے مخصوص باروعب آواز میں حکم دیا۔۔
حاضرین پر جیسے سکتہ طاری ہو گیا۔۔ کوئی اضطراب میں پہلو بدلنے لگے۔۔ بریکنگ نیوز کے محاذ پر جمے صحافی اپنے اپنے موبائل فون اور وائرلیس سیٹس سنبھال کر بیٹھے۔۔۔

عدالت کے اصول وضوابط کے مطابق وہاں موبائل فون بند اور شور شرابا بالکل بھی نہیں ہونا چاہیے تھا۔ وہ سب خاموش تھے اور مجبوراً انہیں موبائل سائلنس کرنا پڑا۔۔

اس ٹیبل پر دوسرے وکلاء بھی آکر بیٹھے تھے اور خاموشی سے اب اس کاروائی کو دیکھ رہے تھے۔ ان کیسز سے انکی نالج میں مزید اضافہ ہوتا تھا۔
شیخ صاحب جو کہ ظفران حیدری کی طرف سے وکیل تھے انکے بحث وتکرار کا سیشن شروع ہوا، وہ اپنا سیاہ پہنا ہوا کوٹ درست کرتے ہوئے اپنی نشست سے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔

مائی لارڈ! جیسا کہ پچھلی شنوائی میں ہمارے قابل معزز وکیل "
ساحل شاہ پر ہوئے اٹیک کی وجہ سے وہ تاریخ ضائع ہو گئی۔ اس بار
پھر ہم یہاں معزز عدالت میں حاضر ہیں۔۔" انہوں نے تمہید
باندھ کر ظفران حیدری کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے ساحل شاہ کو
دیکھا۔۔

جو کہ مبہم سی مسکراہٹ سے انہیں اندر ہی اندر بے چین کر رہا تھا۔ کیونکہ وہ
جانتا تھا دشمن آپکا آپکی مسکراہٹ سے جڑا ہوتا ہے، آپ اپنی
مسکراہٹ سے دشمن کو انگلی پر نچا سکتے ہیں۔۔

جس طرح اسکی مسکراہٹ انہیں چبھ رہی اس بات سے نا صرف
ساحل شاہ واقف تھے بلکہ صائم زیدی بھی ظفران حیدری کو پہلو
بدلتے دیکھ رہے تھے۔۔

مائی لارڈ! مرحوم نویرہ فیروز کا کیس کئی سال پہلے ختم ہو چکا تھا،"
تمام گواہوں ثبوتوں اور مجرم کے خود اقرار کو دیکھنے سننے کے بعد ہمارے
معزز جسٹس ذوہیب لاشاری صاحب نے مجرم کو سزا سنائی،
مجرم اپنے عبرتناک انجام تک جا پہنچا۔۔ معصوم نویرہ
فیروز کو انصاف ملا اور اسے منوں مٹی تلے دفنا دیا گیا۔۔ لیکن آج اتنے

سال بعد مجرم دلاور خان کا کیس اوپن کیا گیا ہے بلکہ ہمارے قابل وکیل ساحل شاہ خود اس کیس کو لڑھ رہے ہیں یہ جانتے ہوئے بھی کہ مجرم دلاور خان تھا!

اسکے بعد اس کیس کو اوپن کرنا سراسر حماقت ہے یہ صرف میرے موکل معزز فیروز چغتائی کی بے عزتی اور ظفران حیدری کے یونیورسٹی کو بدنام کرنے کی سازش ہے۔۔ میں معزز عدالت سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ خود ان ثبوتوں اور دلاور خان کے بیان کو دیکھ کر انصاف کا فیصلہ سنائے اور اس کیس کو بند کیا جائے۔۔ اس سے ہماری نا صرف سوسائٹی پر برا اثر پڑ رہا ہے بلکہ ہمارے معاشرے میں نوجوان بچوں کے ذہن میں بھی یہ واقعہ دہرایا جا رہا ہے تا کہ کل کلاں وہ بھی کچھ ایسا ویسا کریں پھر اسکا ذمہ دار کون ہو گا؟؟؟" شیخ صاحب اپنی باروعب آواز میں مودبانہ جج صاحب سے کہتے ہوئے اپنی سائیڈ ٹیبل سے سیاہ فائل میں رکھے ہوئے پیپرز اٹھا کر ساحل شاہ پر ایک تمسخرانہ مسکراہٹ اچھالتے ہوئے وہ فائل اردلی کو تھمائی۔۔

تم آبجیکشن کر سکتے ہو! یہ ڈاریکٹ تم پر اٹیک کر رہا ہے کہ تم نئے نسل" کے سامنے پرانی تاریخ دہرا کر انہیں غلط راہ پر ڈال رہے ہو۔۔"ساحل شاہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے وکیل نے نہایت سرگوشیانہ آواز میں مشورہ دیا۔۔

لیکن یہ آواز اس سکوت چھائے ماحول میں با آسانی سے گونج اٹھی، جسٹس صاحب نے اپنا ہتھوڑا ڈیسک پر مار کر "آرڈر" کہا

ساحل شاہ اسے دیکھ کر مسکرایا۔۔وہ ایسا کچھ کہنے والا نہیں تھا۔۔کیونکہ اس گیم میں ناانصافی کسی کے ساتھ نہیں ہوئی تھی، اس سے پہلے وکلاء نے بھرپور طریقے سے گیم پلے کیا تھا، اور اپنا کردار نبھایا تھا۔۔ پھر چاہے ظفران حیدری ہو فیروز چغتائی ہو نادر پرویز ہو یا کوئی بھی۔۔۔

پھر شیخ صاحب کو ٹوک کر انکے ساتھ ساحل شاہ ناانصافی کیوں کرتے۔۔ایک وقت تھا جب اسے صائم زیدی نے ایک بات کہی تھی کہ ہماری راہ میں تین قسم کے کتے آتے ہیں۔۔

ایک بھونکنے والا، دوسرا کاٹنے والا، تیسرا راہ میں کھڑے ہو کر خاموش رہنے والا۔۔ پہلے اور دوسرے کتے کی خاصیت ہوتی ہے کہ جو بھونکتا ہے وہ کاٹتا نہیں اور جو کاٹتا ہے وہ بھونکتا نہیں۔۔ لیکن! جو راہ میں خاموش رہتا ہے وہ موقعہ پا کر بھونکتا بھی ہے اور کاٹتا بھی ہے۔۔

تیسرے قسم کے کتے کو ہر راہ پر موجود ہوتے ہیں، وہ آپکے ساتھ چلتے ہیں معصوم بن کر،، لیکن جب انہیں موقعہ ملتا ہے وہ کاٹنے سے باز نہیں آتے۔۔

یہ تو صائم زیدی کا کہنا تھا۔۔

اور ساحل شاہ کا کہنا تھا! کتا بھونکتا تبھی ہے جب ڈر جاتا ہے۔۔ وہ اپنے ڈر کو چھپانے کیلئے وہ بھونکنے لگتا ہے۔۔

جسٹس صاحب نے وہ فائل پڑھی اور ہاتھ میں موجود سلور کلر کی پین سے کچھ لکھتے ہوئے ساحل شاہ کی طرف نظریں اٹھائیں۔۔

"آپ کو اپنے موکل کے صفائی میں کچھ کہنا ہے۔۔"

کہنا ہی مجھے ہے یور آنر یہ سب تو کہہ چکے ہیں۔۔" وہ مسکرا کر کہتا" ہوا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

شیخ صاحب لب بھینچ کر اپنی جگہ پر بیٹھے اور ساحل کی مسکراتی گرے آنکھوں میں دیکھنے لگے۔۔ انہوں نے اپنی ساری عمر وکالت کی تھی، انکا ریکارڈ ایسا تھا جیسے آسمان پہ چاند۔۔ ایسا کوئی بھی آج تک کیس نہیں تھا جس میں انہوں نے ہار مان لی ہو۔۔

تو بھلا اب کیا اس کل کے آئے ہوئے وکیل سے وہ ڈریں گے۔۔

ہونہہ۔۔ سارے ثبوت گواہ کے بیان رپورٹس وہ جسٹس"

صاحب کو دیکھا چکے تھے بھلا ساحل شاہ کے پاس ایسا کیا ہو گا کہ وہ عدالت کے سامنے پیش کر سکے۔۔ عدالت ثبوت مانگتی ہے اور وہ بغیر ثبوت کے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔" وہ سوچ کر مسکرا اٹھے۔۔۔

"ہار کیلئے تیار ہو جاؤ شاہ صاحب۔۔"

سب سے پہلے تو میرے سینئر معزز وکیل شیخ صاحب کا"

میں شکریہ ادا کرنا چاہوں گا یور آنر جنہوں نے مجھے میری سنگین غلطی کا احساس دلایا ورنہ میں تو بچوں کو بگاڑنے ہی چلا تھا۔۔"

ساحل شاہ استہزائیہ کہتے شروعات ہی بھڑکتی چنگاری سے کی کہ فضا میں بے ساختہ ہنسی کے پھوارے پھوٹے۔۔

آرڈر آرڈر!!" جج صاحب نے فوراً سے اپنا ہتھوڑا ڈیسک پر مار کر سب کو"
خاموش کروایا۔۔

آئی ہیو آ آبجیکشن مائی لارڈ! وکیل صاحب کیس لڑنے آئے ہیں یا مجھ پہ"
طنز کرنے۔۔" توہین سے سرخ چہرہ لیے غصے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔

"!آبجیکشن سسٹینڈ"
جج نے اعتراض کو بحال رکھتے ہوئے وہاں موجود بہت پر یہ واضح کر دیا تھا
کہ جب تک کوئی اپنے حق میں خود آواز بلند نہیں کرتا تب تک
انصاف بھی نہیں ملتا۔۔

یور آنر! میں آپکی اجازت چاہتا ہوں تاکہ میں پروفیسر ظفران"
حیدری کو کٹہرے میں بلا کر کچھ سوالات کرنا چاہوں گا۔" ساحل
شاہ نے انکے حکم کا احترام کرتے ہوئے ان سے اجازت چاہی۔۔
فیروز نے ساتھ بیٹھے ظفر کو دیکھا، جو کہ ساحل شاہ کے نام لینے
پر چونک گیا تھا۔۔

آئی ہیو آ آبجیکشن مائی لارڈ! کیس سارا کلیئر ہے ثبوت گواہ بیان سب "
میں حاضر کر چکا ہوں۔۔ میرے فاضل دوست کو چاہیے اپنے
موکل کے حق میں کچھ کہے اور عدالت کو انصاف کرنے دے۔ پروفیسر
ظفران حیدری کو بیچ میں لا کر انکی ریپوٹیشن کو خراب نا کیا جائے
مائی لارڈ!" شیخ صاحب غصے سے ایکدم اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے
اور با آواز اعتراض کرتے بولے۔۔

ساحل شاہ نے بھنویں اچکا کر اسے دیکھا "کیا اب میری ہر
"بات پر آبجیکشن کیا جائے گا؟
ظفران حیدری کی رنگت بحال ہوئی انہوں نے سرخ غصیلی آنکھوں
سے ایڈوکیٹ ساحل کو دیکھا اور زبردستی مسکرا فیروز کو۔۔

آرڈر آرڈر!! اجازت ہے۔۔ "جج صاحب نے صورتحال ملاحظہ "
کرتے ہوئے شیخ صاحب کو چپ کرواتے ہوئے ساحل شاہ کو
اجازت دی۔۔
وہ سر ہلا کر پلٹا اور سامنے بیٹھے ہوئے فیروز صاحب کے ساتھ اپنا
حلق کرتے ظفران حیدری کو مخاطب کیا۔۔

آیئے پلیز گھبرایے مت یہاں صرف ہم آپ سے کچھ سوالات "
کریں گے جن کا آپ بغیر گھبرائے جوابات دیں۔۔"وہ اس سے بولا۔۔
عدالت کی توہین کرنے کی کسی کو اجازت نہیں تھی اور جو کرتا تھا
سزا کا مستحک رہتا تھا۔۔
ظفران مسکراتا، ایک غصیلی نگاہ گھبرائے کھڑے شیخ صاحب
پر ڈال کر سیٹوں سے نکلتے ہوئے اپنی پروقار چال چلتے آکر براؤن لکڑی کی بنی
ہوئی جالی دار کٹہرے میں آکر کھڑے ہوئے۔۔وہاں ان سے قسم لی گئی، اور
انہوں نے قسم لی سچ بولنے کی۔۔

صائم زیدی متجسس سے ساحل کو دیکھنے لگے جو گرے آنکھوں میں اپنی
شخصیت کا رعب لیے ایک نگاہ شیخ صاحب پر ڈال کر چلتے ہوئے
ظفران حیدر کے سامنے کھڑے ہوئے۔۔

مسٹر ظفران حیدری! سب سے پہلے تو میں آپ سے "
اجازت چاہتا ہوں کہ میں آپ سے کچھ پرسنل سوالات
یہاں کرنے والا ہوں کیا اجازت ہے آپکی؟"ساحل نے ظفران

حیدر سے پوچھا جسنے لب بھینچ کر ماتھے پہ چمکتے پسینے کو صاف کرتے پھر سے سامنے اپنے وکیل کو ضبط سے دیکھا۔۔

"بے فکر رہیے گا آبجیکشن لینے کی ضرورت نہیں ہے میرے سوالات کو آپکے موکل کی اوقات کا اندازہ ہے گھبرائیے مت میرے سوالات میرے قدموں کی طرح بھاری نہیں ہیں۔۔جو جہاں پڑ جائیں نشان چھوڑ جائیں۔۔۔کچھ سمجھ آیا؟" ساحل نے ظفران حیدر کی سرخ آنکھوں کے تعاقب میں دیکھتے شیخ صاحب کو غصے سے تلملا کر منہ کھولتے دیکھ کر فوراً سے کہا وہ سٹپٹا گیا۔لیکن اسکی بات سمجھ نہیں آئی۔۔۔

"مسٹر حیدر عدالت کا وقت ضائع ہو رہا ہے آپ مجھے ہاں یا نا میں جواب دیں تاکہ میں اپنی کاروائی جاری رکھ سکوں۔۔" ساحل نے اسے خاموش دیکھ کر ہوش دلاتے ہوئے کہا۔۔۔

"ٹھیک ہے اجازت ہے۔۔" وہ لٹھ مار انداز میں بولے کیونکہ فیروز اسے ہی دیکھ رہا تھا اور اسکے سامنے وہ خود کو مشکوک نہیں کروا سکتا تھا۔۔

بہت شکریہ آپکا پروفیسر۔۔ آپ جانتے ہیں آپ دلاور کے کیس" کے چشم دید گواہ ہیں۔۔ آپ سے سوالات کرنا اس کیس کا اہم حصہ ہے۔۔ تو پہلا میرا سوال ہے آپ سے کہ آپ کیا آپ انڈیا کے "رہائشی ہیں۔۔؟

آبجیکشن مائی لارڈ! یہ کیا بے تکا سوال ہے مسٹر شاہ کا۔۔ بھلا اس سے" کیس کا میرے موکل کے رہائش سے کیا تعلق؟" موقعہ پاکر شیخ صاحب بھڑک اٹھے۔۔

میں آپ کے موکل سے اجازت لے چکا ہوں معزز ایڈوکیٹ" شیخ عبدالحق صاحب!" ساحل نے پلٹ کر تیزی سے جتایا۔۔ جسٹس نے آرڈر کہتے ہتھوڑا مارا اور ساحل کو جاری رکھنے کا کہا۔۔ شیخ صاحب تلملا کر واپس ناکام ہوتے بیٹھ گئے۔۔

پتا نہیں میں چھوٹا تھا۔۔" ظفران حیدری جواب گول کر گئے۔۔"

آپ بڑے کب ہوئے؟" ساحل کے اگلے سوال پر صحافی اور "
دوسروں کے قہقہے بے ساختہ تھے۔۔
جسٹس نے انہیں خاموش کروایا۔۔
چلیں حیدری صاحب آپ بچے تھے کوئی بات نہیں میں بڑا ہوں "
میں آپ کو سب بتاتا ہوں آپ بتائیے گا عدالت کو کہ یہ
سچ ہے کہ نہیں۔۔" وہ اس سے کہہ کر عدالت کی طرف
مڑا۔۔

مائی لارڈ! میرا یہ کیس ری اوپن کروانے کا مقصد صرف یہی ہے "
ایک بے گناہ کو انصاف دلانا۔۔ پھر چاہے وہ نویرہ فیروز ہو یا دلاور
دانیال خان۔
ظفران حیدری کو یہاں بلوا کر ان کے متعلق سوال کرنے کی ایک اہم
وجہ یہ ہے، پروفیسر صاحب دلاور خان کے کیس کا ایک اہم
حصہ رہ چکے ہیں، پچھلی بار میں انکی گواہیاں موجود ہیں، اور یہ چشم دید گواہ
بھی ہیں جو کہ کیس میں ایک بڑی حیثیت رکھتا ہے۔۔ اگر اب
میرے سینئر وکیل کو کوئی اعتراض نا ہو تو میں کاروائی شروع
کروں؟" وہ سپاٹ لہجے میں کہتا عدالت کے حکم دینے پر ایک

سرسری سی نظر فیروز چغتائی پر ڈال کر ظفران حیدری کی سمت پلٹا۔۔

جبکہ عائشہ خانم کی آنکھوں سے آنسوں جاری تھے، وہ مہکار کی شکر گزار تھی کہ اسنے اس شہنشاہ بیٹے کو جنم دیا، وہ ہارون شاہ کی شکر گزار تھی جنہوں نے اسے پالا پوسا، اور زریش کی مشکور تھی جسنے ساحل شاہ کو برے حالات میں بکھرنے نہیں دیا بلکہ ایک مضبوط چٹان بنائی کہ آج وہ دشمن کے خلاف ڈٹے کھڑا تھا۔۔

وہ کتنی دعائیں دیتیں اسے۔۔ "یا اللہ ایک ماں کی دعا ہے تو میرے مسیحا کو یہ زندگی جنت کر دے۔۔" وہ بے آواز اللہ کے آگے دعا گو ہوئیں۔۔۔

مائی لارڈ! ظفران حیدری کے مطابق وہ بچے تھے اور انہیں اپنے بچپن کے " متعلق کچھ نہیں معلوم۔۔ کوئی بات نہیں۔۔ وہ نہیں جانتے لیکن ہم جانتے ہیں۔۔ ظفران حیدری۔۔ عرف حیدر انڈیا کے ایک چھوٹے سے گاؤں کے رہائشی تھے۔۔ انکا باپ ایک نشائی تھا۔۔۔ اور ماں

دوسروں کے گھروں میں جا کر انکے کام کرتی تھیں تبھی انکا گھر چلتا تھا۔۔

ہر نشائی کی طرح انکے باپ کا بھی یہی کام تھا جب نشے کے پیسے ختم ہو جاتے تھے تو وہ اپنی بیوی بیٹے کو مارتے پیٹتے تھے۔۔ ظفران حیدری اس وقت چودہ سال کے تھے اور میٹرک کی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔۔ کچھ مجبوریوں کچھ حالت سے تنگ ہو کر انہیں وہ گاؤں چھوڑنا پڑا۔۔ وہ اس گاؤں کو چھوڑ کر کلکتہ شہر کے چھوٹے سے گاؤں میں جا کر بسے۔۔ وہاں انہوں نے قبضے پر ایک چھوٹا سا گھر لیا جسکے کاغذات یہ ہیں۔۔" ساحل نے کہنے کے ساتھ اپنی ٹیبل سے کچھ کاغذات اٹھا کر جج تک پہنچائے۔۔

ظفران حیدری فق چہرے کے ساتھ ساحل شاہ کو دیکھنے لگے۔۔ اسنے تو اپنا ماضی بالکل ختم کر دیا تھا پھر وہ اسکے ماضی تک کیسے پہنچا۔۔

گھبرائے مت! یہ میرا کام ہے۔۔ اور میں اپنے کام سے جڑے" لوگوں کے حال بال اکھاڑ کر کام کرتا ہوں۔۔" وہ کٹہرے کے قریب آکر مسکراتا بولا۔۔۔

ظفران حیدری کو پیاس کی شدت کا احساس ہوا۔۔۔

لیکن اس سے کیا ثابت ہوتا ہے۔۔ یہ ایک احمق پن ہے۔۔" ایک گواہ کے اپ اتنا پرسنل کیسے ہو سکتے ہیں۔۔۔؟" شیخ صاحب نے غصہ ضبط کرتے اپنے موکل کا رنگ بدلتے دیکھ کر احتجاج کیا۔۔

کر سکتے ہیں۔۔ ہسٹری پڑھا کریں شیخ صاحب۔۔ وہاں ایسے بہت" کیس ملیں گے آپ کو جہاں گواہ کے متعلق ساری انفارمیشن حاصل کرنا کیس کا اہم حصہ ہے۔۔ ہماری ذرا سی غیر توجہی کسی بھی بے گناہ کو سولی پر لٹکا سکتی ہے۔۔ جاننا ضروری ہوتا ہے جو گواہ دے رہا ہے وہ اصل میں گواہی دینے کے لائق ہے بھی کہ نہیں۔۔۔" اسکا لہجہ نارمل مگر کاٹدار تھا جو ظفران حیدری کو اپنا حلق کٹتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔

کلکتہ میں آکر ایک رات اچانک ظفران حیدری کے" باپ غائب ہو گئے۔ نائنٹین کا دور تھا، ایک چھوٹا سا گاؤں تھا،

قانون وہاں کے سخت نہیں تھے۔۔ اسکے بعد تھوڑی تفتیش ہوئی پولیس کی لاپرواہی کی وجہ سے کیس بند ہو گیا۔۔

ظفران حیدری کی ماں وہاں ایک بڑی حویلی میں کام کرنے لگیں۔۔ وہ آدمی ایک ہندو تھے انکی بیوی کی کچھ عرصے میں ڈیتھ ہو گئی تھی اس ہندو آدمی نے ظفران حیدری کی ماں سے شادی کر لی۔۔۔ اور دونوں ماں بیٹے وہیں شفٹ ہو گئے۔۔ "ساحل شاہ کے ایک لمحے کیلئے رکنے پر ظفران حیدری نے سرخ آنکھوں سے اسے دیکھا اور کٹہرے کی لکڑی کی مٹھی میں دبوچا۔۔۔

وہاں ماحول پہ سکتہ چھایا ہوا تھا جب ایک بار پھر ساحل شاہ اپنی باروعب آواز میں بولنا شروع ہوا۔۔

ظفران حیدری بچے تھے تب وہ سکینڈری ایجوکیشن وہیں کلکتہ سے " حاصل کر رہے تھے انہوں نے اپنا انٹر وہیں سے کیا۔ انکے سوتیلے باپ کو رپورٹس کے مطابق سلو پوائزن دیکر مارا گیا تھا۔۔ ایف آئی آر میں درج ہے انہیں مارنے میں ایک ملازمہ کا ہاتھ تھا جن کی ان سے کچھ پرسنل دشمنی تھی۔۔

یہ رہے ظفران حیدری کے سوتیلے باپ کے ڈیتھ رپورٹس۔۔"
اسنے کہتے کچھ پیپرز مزید جسٹس صاحب کے آگے پیش کیے۔۔۔
اسنے چن چن کر ظفران حیدری کی جڑیں اکھاڑی تھیں۔۔ ظفران
حیدری کو خوف تھا کہ "کیا وہ یہ جانتا ہے کہ وہ اسکا سوتیلا
"باپ ہے۔۔

شیخ صاحب نے مشکل سے پہلو بدلہ۔۔
ان صاحب کی ڈیتھ کے بعد جائیداد انکی بیٹی انجلی کے نام ہو گئی تھی،"
جسکی بعد میں شادی ظفران حیدری سے ہو گئی۔۔ اس دوران
ظفران حیدری کی ماں کا قتل ہو گیا تھا۔۔ کیا آپ کچھ کہنا
چاہیں گے اسکے بارے میں پروفیسر صاحب؟" اسنے کہنے کے ساتھ
اپنا رخ ظفران حیدر کی طرف کیا۔۔۔
وہ اچانک حملے پر ہڑبڑا گئے۔۔۔

آپ میرے موکل کو پریشان کر رہے ہیں وکیل صاحب جب وہ"
کہہ چکے ہیں وہ بچے تھے انہیں کچھ نہیں معلوم تو ان سے سوالات کرنے کی
ضرورت۔۔۔" شیخ صاحب غصے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔ جج

صاحب نے ہتھوڑا ڈیسک پر مار کر انہیں عدالت اور اپنے لہجے کا احساس دلایا۔۔

معذرت شیخ صاحب آپ کب سے میرے موکل کہے" جا رہے ہیں جبکہ آپ جانتے ہیں آپ کے فیس گور اور موکل فیروز چغتائی ہیں جن سے میں سوالات نہیں کر رہا۔۔ اپنے ہوش حواس بحال رکھیں یہ وٹنس ہیں چشم دید گواہ۔۔" ساحل شاہ نے جتایا وکیل صاحب گڑبڑا گئے۔۔
وہاں موجود حاضرین میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔۔
جج صاحب نے انہیں خاموش کروایا۔۔

ایف ایس سی کے اسٹوڈنٹ کو اپنی کلاس فیلو کا ریپ کرنے کا" علم ہے مائی لارڈ! وہ قتل کر کے مارنے کا ہنر، گناہ کو چھپانے کا علم سب جانتا ہے۔۔ تو کیا ہمارے گواہ پروفیسر صاحب کو اتنا یاد نہیں ہو گا انکے اس دور میں کیا ہوا؟ کیا انہوں نے انجلی سے شادی نابالغ تھے تبھی کی تھی؟

کیا تب بادام نہیں ہوتے تھے؟ ہمیں تو اپنا ماضی چاہ کر نہیں بھولتا اور پروفیسر صاحب کو اپنا ماضی یاد نہیں ہے یہ کیسے ممکن ہے مائی لارڈ!" اسنے معصوم بن کر سوال کیا حاضرین کے قہقہے بے ساختہ تھے۔۔

آپ کو یاد ہے کچھ؟" حاضرین کے خاموش ہونے پر ساحل شاہ" نے اپنا رخ پروفیسر صاحب کی طرف کیا جن کے پاس سواء اقرار کے کوئی راہ فرار نہیں تھی۔۔ انہوں نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

تو بتائیں عدالت کو کیا ہوا آپکی مدر کو؟" ساحل شاہ نے اسے جج" کی طرف اشارہ دیا۔۔ ظفران حیدری سوچ رہا تھا اگر اسکی بہن کو بازو میں گولی مارنے کے بجائے سینے میں مار دیتا تو آج وہ یہاں اسکے سامنے نا کھڑا ہوتا۔۔

جس طرح یہ کیس آسان لگ رہا تھا اچانک ہی وہاں موجود تمام حاضرین کو انتہائی پیچیدہ لگنے لگا۔

میرے باپ کی گمشدگی کے بعد میری ماں نے اس ہندو سے "
"شادی کی جس کا مجھے علم نہیں تھا۔۔وہ اچانک علم ہوا۔۔

ایک منٹ۔۔۔"ساحل شاہ نے اسے بیچ میں ہی سخت لہجے "
میں ٹوک دیا۔۔ظفران حیدری گھبرائے۔۔انہوں نے تھوک
نگلا۔۔۔

ساحل شاہ میں تمہاری ہستی مٹا دوں گا۔۔تم ابھی جانتے نہیں ہو"
ظفران حیدری کو۔۔"اسنے سرخ ہوئی آنکھوں سے حاضرین میں
بیٹھے اپنے ساتھی کو دیکھا جنہوں نے اسے ریلیکس رہنے کا اشارہ دیا۔۔

آپ نے ابھی کچھ آپ کو کچھ یاد نہیں ہے؟اگر آپ کو آپکی ماں کے"
متعلق یاد آیا ہے تو کیا باپ کے بارے میں کچھ یاد نہیں۔۔"اسنے
مدبرانہ انداز میں پوچھا۔۔

مجھے تب کا معلوم نہیں۔۔مائی لارڈ جتنا معلوم ہے میں اتنا وکیل"
صاحب کو بتا رہا ہوں۔۔میں پہلے ذہنی طور سے کافی عرصے سے

بیمار ہوں اگر مجھے کچھ ہوا تو اسکے ذمہ دار ساحل شاہ ہوں گے۔۔"
ظفران حیدری نے غصے سے چبھا چبھا کر کہا۔۔
شیخ صاحب نے گہرا سانس بھرا چلو اسکی بیماری کسی کام تو آئی لیکن ساحل شاہ پر سکون سا مسکرایا۔۔۔

مائی لارڈ! میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔۔ یہ کچھ رپورٹس ہیں" جنہیں دیکھ کر آپ اندازہ لگائیں کہ کون سی ذہنی بیماری ہے نا رپورٹس میں شو ہوتی ہے نا ہی انکے پرسنل ڈاکٹر کو معلوم ہے۔۔ پلیز آپ کچھ غور کرلیں۔۔" اسنے مسکراہٹ دبا کر وہ رپورٹس جج صاحب کی طرف روانہ کیں۔۔

میں اپنا ہوم ورک پورا کر کے آتا ہوں۔۔ لہٰذا عدالت میں" ہیر پھیر کرنے سے پہلے سوچا کریں۔۔" وہ ظفران حیدری سے بولا۔۔

یہ رپورٹس جن میں واضح لکھا ہے ظفران حیدری کو ایسی کوئی ذہنی" بیماری نہیں ہے کہ میرے سوالات سے انکی ڈیتھ ہو جائے۔۔
تو اب ہم اپنے سوالات کی طرف بڑھیں۔۔۔؟" وہ پوچھ رہا تھا۔۔"

رضا نے ابرو اچکا کر متاثر ہوتے صائم زیدی کو دیکھا۔۔ "سانس تنگ کر رہا ہے" وہ ظفران حیدری کی حالت دیکھ کر بولا۔۔

صائم زیدی سوچ رہے تھے کہ کاش ہارون شاہ اپنے ببر شیر کو دیکھ لیتے تو انکا فخر سے سینہ چوڑا ہو جاتا۔۔ وہ انکا بیٹا بھی نہیں تھا لیکن اسکے بعد بھی انکا سینہ چوڑا ہو رہا تھا۔۔۔

میرے فاضل سینئر وکیل جیسے کہہ چکے ہیں میری وجہ " سے پچھلی تاریخ ضائع ہو گئی اسی لیے میں اس تاریخ کو ضائع ہونے نہیں دوں گا۔۔ میں اپنے ساتھ ڈاکٹر صائم زیدی کو بھی لایا ہوں اگر کچھ سیریس ذہنی پرابلم محسوس ہو تو وہ شہر کے مشہور معروف ڈاکٹر ہیں۔۔۔" اسے خاموش دیکھ کر ساحل شاہ نے صائم زیدی کا نام لیا۔۔

سب کی نگاہیں انکی طرف چلی گئیں۔۔ ظفران حیدری جو بیہوش ہونے کا سوچ رہے تھے ایکدم سے گڑبڑا گئے۔۔

مجھے جتنا علم ہے میں وہ بتا رہا ہوں۔۔ میری ماں اپنے دوسرے شوہر "
کے ڈیتھ کے بعد ناجائز تعلقات بڑھانے لگی۔۔ انکے زیادہ افیئرز
تھے۔۔ وہ کسی ایک سے لائیل نہیں تھیں۔۔ انکے ایک بوائے فرینڈ
"کو انکے دیگر افیئرز کا معلوم پڑا تو انکا قتل کر کے خود فرار ہو گیا۔۔

پوائنٹ! یور آنر! جیسا کہ ہمارے وٹنس نے کہا کہ انکی ماں ایک اچھے "
کردار کی حائل عورت نہیں تھیں انکا مرڈر ہو گیا تھا، انکے باپ
ایک اچھے انسان نہیں تھے وہ گمشدہ ہو گئے۔۔
ہماری تفتیش سے بھی معلوم پڑا ہے کہ انکی ماں ایک اچھی عورت نہیں
تھی۔۔
انکی شادی انجلی نامی لڑکی سے انکے ایف ایس سی کمپلیٹ کرتے ہو گئی
تھی۔۔ وہ رخصت ہو کر انکے پاس آئی، جائیداد میں دونوں شریک
ہو گئے۔۔
لیکن! مس انجلی انہیں اپنا شوہر نہیں مانتی تھی۔۔ انہوں نے ایک نکاح
کے ہوتے ہوئے بھی دوسری شادی کر لی ایم آئی رائیٹ پروفیسر صاحب؟"
اسنے جج صاحب کے سامنے کہنے کے ساتھ پروفیسر کو مخاطب کیا

جو کہ اپنی سوچوں میں کھڑے تھے ہڑبڑا کر ہوش میں آئے اور سر اثبات میں ہلا دیا۔۔

شیخ صاحب ضبط سے بیٹھے تھے۔۔ انہوں نے اتنا تو سوچا نہیں تھا جتنا وہ کیس کی حال اکھاڑ رہا تھا۔۔
وہ تو آسان کیس سمجھ کر انہیں یقین دلا چکے تھے کہ یہ کیس وہی جیتیں گے۔۔

ہاں وہ ایک بری عورت تھی۔۔ اسنے میرے نکاح کو کبھی قبول نہیں" کیا۔۔۔ اور اپنے بوائے فرینڈ سے چھپ کر شادی کر لی۔۔" وہ چلا کر بولے۔۔
سب ششدر بیٹھے تھے۔۔ کسی کو سمجھ تو نہیں آرہا تھا آخر ساحل شاہ اسکے پیچھے کیوں پڑے ہیں لیکن پروفیسر کے بارے میں اتنا کچھ جان کر لب سیل کر بیٹھے تھے۔۔۔

پوائنٹ !انکی ماں بری تھیں انکے مطابق اور انکی وائف بھی بری تھی۔۔ انہوں" نے بھی بوائے فرینڈ سے شادی کر لی۔۔۔

ظفران حیدر کا ایک بیٹا بھی تھا ان سے۔۔ لیکن اچانک انجلی کا مرڈر ہو گیا۔۔

بتا سکتے ہیں ظفران حیدر انکا مرڈر کیسے ہوا؟ اب تو آپ بچے نہیں ہوں گے۔۔ بلکہ آپ کے بچے تھے۔۔" وہ کچھ اس طرح جتا کر بولا تھا نہایت سریس ماحول میں صحافی کے ساتھ سب کے قہقہے بلند ہوئے۔۔۔

آرڈر آرڈر!" جج صاحب نے حاضرین کو خاموش کروایا۔۔ وہ کچھ لکھنے" لگے۔۔ صحافی بھی جلدی جلدی سے یہ ساری باتیں نوٹ کرتے جا رہے تھے۔۔

مجھے سب یاد ہے۔۔ میرا ایک بیٹا تھا۔۔ اس عورت کو اپنے بیٹے" کی بھی پرواہ نہیں تھی۔۔ وہ شادی کر چکی تھی چھپ کر ایک رات اسکے دوسرے شوہر کو سب معلوم پڑ گیا۔۔ میں آفس تھا۔۔

اچانک اس رات میرے بیٹے نے کال کی۔۔ اسنے بتایا کہ اسکی ماں اکیلے چھوڑ کر چلی گئی ہے۔۔۔" وہ روتے ہوئے بولے۔۔ "میری بیوی مجھے "چھوڑ کر بھاگ گئی تھی اس رات۔۔

مائی لارڈ! مسٹر ساحل شاہ عدالت کا وقت برباد کرنے کے ساتھ "
محض وٹنس کو ذہنی ٹارچر کر رہے ہیں۔۔ آئی آبجیکشن مائی لارڈ!" شیخ
صاحب کے ضبط کی طنابیں ٹوٹی وہ غصے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔

آئی ہیو السو آبجیکشن مائی لارڈ! مسٹر عبدالحق صاحب بار بار ٹوک کر مجھے "
مجبور کر رہے ہیں آبجیکشن اٹھاؤں انہیں باہر نکالنے کیلئے۔۔" ساحل
شاہ غصے سے غرا کر بولے۔۔
شیخ صاحب کی بولتی بند ہو گئی۔۔ جج صاحب سائلنس کا حکم دیا۔۔
ان سب کے بعد آپ کہاں گئے؟" ساحل شاہ نے ایک غیظ "
بھری نگاہ شیخ صاحب پر ڈالتے پروفیسر صاحب کی طرف رخ
کیا۔۔

اسکے بعد میں امریکہ آگیا وہاں میں نے اپنا بزنس "
اسٹارٹ کیا اور اپنے بیٹے کو نئی زندگی دی۔۔ پھر میں نے شادی کی۔۔"
وہ گہرا سانس لیکر بولے۔۔

اچھا لیکن ابھی نا آپ کے پاس وائیف ہے نا ہی بیٹا وہ دونوں کہاں گئے "
مسٹر ظفر؟" ساحل شاہ کے سوال پر سب متجسس ہوئے جج
صاحب نے ظفران حیدری کو دیکھا۔۔

اس آپ میری بد قسمتی سمجھ لیں جج صاحب کہ میری زندگی "
میں جو بھی عورت آئی وہ بد کردار ہی رہی۔۔ میری دوسری بیوی سے
میں بہت پیار کرتا تھا اسے عزت دیتا تھا۔۔ لیکن وہ ایک
بری عورت تھی جب میں گھر سے باہر جاتا تھا تو میرے پیچھے وہ
غیر مردوں سے ملتی تھی یہ میرا بیٹا بتاتا تھا مجھے۔۔ اور وہ
میرے بیٹے کو اسی وجہ سے سخت ناپسند کرتی تھی۔۔۔ اسنے میرے
بیٹے کو غائب کر دیا۔۔ میں جب گھر آیا تو میرا بیٹا نہیں تھا
میں نے اس سے کافی پوچھا رویا گڑگڑایا مگر اسنے مجھے نہیں بتایا اور خود
مجھ سے الگ ہو کر چلی گئی۔۔
میرا بیٹا مجھے نہیں ملا آج تک اور میں اب یہاں رہتا ہوں اپنے
"دوست فیروز چغتائی کے ساتھ۔۔
یہاں پر ساحل شاہ خاموش ہو گئے کیونکہ انہیں یہ معلوم
نہیں تھا اسکے بعد ظفران حیدری نے کتنی شادیاں کیں اور کس

کس سے کیں۔۔ یہ سب تو انہیں فیروز چغتائی بتا سکتے تھے کہ حقیقت اب کیا۔۔۔

ناہی اسنے کبھی یہ انٹرسٹ رکھا تھا کہ حیدری نامی شخص یہی اسکی ماں کا دوسرا شوہر تھا۔۔

حالانکہ اب کیس کلیئر ہو گیا تھا۔۔ اور ایک خوف تھا جسنے ظفران حیدری کو اپنے لپیٹ میں لیا ہوا تھا۔۔

اسنے اشارے سے ہی شیخ صاحب کو تاریخ لینے کا کہا۔۔ وہ سمجھ کر سر ہلا گئے۔۔

مائی لارڈ! ظفران حیدری کے مطابق انکی قسمت خراب تھی کہ انکی ماں ایک برے کردار کی مالک تھی انکی دونوں بیویاں بھی۔۔

لیکن یہ 2012 کی رپورٹس ہیں۔۔ یہ کلکتہ کے اس جگہ کی انجینئرز کے بیان مطابق جب وہ اس بستی کو مٹا رہے تھے وہاں ایک نیا شہر بنانے تو انہیں وہاں ظفران حیدر کے گھر کے پچھلی جگہ سے ایک انسانی ہڈیاں ملی تھیں۔۔ ڈی این اے رپورٹ مطابق وہ ایک نشائی تھے۔۔ انکے سر کی کھوپڑی پر وار کر کے انہیں مارا گیا "تھا۔۔ اور پھر دفنا دیا گیا۔۔

وہ حویلی جنہیں حیدری صاحب فروخت کر کے آئے تھے۔۔ 2015"
نئے مالکان جب اس حویلی کی مرمت کروائی تو انہیں حویلی کے پیچھے
ایک تہہ خانے میں دو لاش ملی زمین سے جنہیں دفنا دیا گیا
تھا۔۔ پوسٹ مارٹم کے بعد ان ہڈیوں کے ڈھانچے سے اندازہ لگایا گیا ان
میں ایک لاش عورت کی تھی جبکہ دوسری لاش مرد کی۔۔
جس میں گولیوں کے نشان بھی ہڈی میں پائے گئے ہیں۔۔
پولیس مجرم کو ڈھونڈ رہی تھی لیکن مجرم فرار تھا مائی لارڈ!" اچانک
کایا الٹی، سب انگشت بدنداں تھے صحافی حرکت میں آ گئے۔۔
جج صاحب نے ہتھوڑے کی بھاری آواز ڈیسک پر مار کر خاموشی پیدا
کی۔۔۔
کیا بکواس ہے مجھ پر الزام لگا رہا ہے ساحل شاہ اسکا انجام برا"
ہو گا۔۔" ظفران حیدری فیروز چغتائی کا سپاٹ چہرہ دیکھ کر
ساحل شاہ پر گرجے۔۔۔

"!! آرڈر آرڈر"

مائی لارڈ میں آپ سے ریکویسٹ کرتا ہوں کہ مجھے کچھ وقت دیا جائے" تاکہ میں اس کیس کے سولڈ پروف لیکر آپکے سامنے حاضر کروں۔۔ مسٹر ساحل شاہ دلاور کے کیس کو چھوڑ کر الگ ہی کھاتا کھول رہے ہیں۔۔" شیخ عبدالحق نے جلدی سے کھڑے ہوتے کہا۔۔

ساحل شاہ کے لبوں پر تمسخرانہ مسکراہٹ آ گئی۔۔

یور آنر! میں عدالت کے فیصلہ کا احترام کرتا ہوں لیکن اس سے" پہلے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔۔۔" ساحل شاہ نے احتراماً کہا
اجازت ہے!" جج صاحب نے فوراً سے اجازت دی۔۔"

مائی لارڈ! جیسا کہ آپ نے سنا تھا انہوں نے کہا انکی دوسری شادی" تھی۔۔ بس۔۔ لیکن نہیں یہ انکی تیسری شادی تھی۔۔ اور دوسری شادی ایک مسلم لڑکی سے کی تھی انہوں نے۔۔ دوسری شادی تب کی تھی جب انہیں انجلی کی دوسری شادی کا معلوم پڑا، اور اسے ٹانگوں سے محتاج کر کے گھر میں بٹھا دیا اور دوسری شادی کر لائے لیکن شک

کی بنیاد پر انہوں نے اپنی دوسری بیوی کو پیٹا۔۔ اور اس مار پیٹ میں وہ "بیچاری اپنے بچے سمیت زندگی کی بازی ہار گئیں۔۔

بکواس بند کرو ساحل شاہ ورنہ میں تمہاری جان لے لوں" گا۔۔ "حیدری اچانک بپھر کر غراتے ہوئے ساحل شاہ پر حملے کیلئے کٹہرے سے نکل کر اسکی طرف لپکے۔۔ عائشہ خان چیخ مار کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔۔
وہاں موجود پولیس فوراً سے حرکت میں آکر ظفران حیدری کو بازو سے پکڑ کر جکڑ لیا۔۔

آئی آبجیکشن یور آنرر! مسٹر ساحل شاہ ہمارے گواہ کو ذہنی ٹارچر کر کے" انہیں اس نہج پر مجبور کر رہے ہیں۔۔ کہ وہ ایسا قدم اٹھائیں۔۔ "وہ غصے سے گویا ہوئے۔۔

یہ ذہنی ٹارچر نہیں ہے مسٹر عبدالحق صاحب۔۔ یہ سچ ہے۔۔" ایک کرمنل ماضی رکھنے والے جو اپنے بیان اپنی ذاتی زندگی میں جھوٹ پر

جھوٹ بول رہے ہیں وہ کیا کسی کی زندگی کی گواہی دیں گے۔۔" وہ غصے سے دھاڑتے جج کی طرف متوجہ ہوئے۔۔

"یور آنر! میں نے اب تک جو بھی باتیں کی ہیں نا دو دو بار پوچھ کر وٹنس کو الجھایا ہے نا ہی کسی قسم کی تفتیش کی ہے۔۔ میں نے بس جو سچ ہے وہ پروو کے ساتھ آپکے سامنے رکھیں ہیں۔۔ اور بات کی ہے اگر اس میں سے کچھ بھی جھوٹ ہو تو مسٹر ظفران انکار کر سکتے ہیں۔۔"

"تو اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ دلاور نے نویرہ فیروز کو نہیں مارا۔۔ دلاور کا ظفران حیدر سے کیا تعلق۔۔۔"

"تعلق ہے!! یہی سارا تعلق ہے جو شخص اپنے آپ سے، اپنے خاندان سے لائیل نہیں وہ فیروز چغتائی سے کیا مخلص ہوگا یور آنر۔۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں ظفران حیدر سے کہ وہ تو اس رات تقریر کر رہے تھے اپنی کامیابیوں کو لیکر گراؤنڈ میں اسٹوڈنٹس کے سامنے تو انہیں کیسے معلوم ہوا دلاور نے نویرہ فیروز کا قتل کر دیا ہے؟" شیخ صاحب کی بات کاٹ کر وہ جج سے بولا۔۔

دونوں حولدار نے بپھرے ہوئے ظفران حیدر کو کٹہرے میں واپس دھکیلا اور پیچھے کھڑے ہو گئے۔۔

مجھے ماہرہ نامی میری سٹوڈنٹ نے بتایا وہ روتی ہوئی میرے پاس آئی" تھی اسنے دلاور کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا قتل کرتے ہوئے۔۔"حیدری نے غراتے ہوئے ساحل سے کہا۔۔

ماہرہ نے بتایا فیروز صاحب کی دوست کی بیٹی نویرہ کی دوست نے؟" کنفرم ہے؟"ساحل نے جانچتی نظروں سے دیکھتے پوچھا۔۔
ظفران حیدری کو کچھ کھٹکا۔۔پر ماہرہ مر گئی تھی فارس کا نام نہیں لے سکتا تھا کیونکہ وہ ٹاپ کا کمینہ لڑکا تھا اگر اسکا نام اس کیس میں آتا تو وہ ظفران کے خلاف کھڑا ہو جاتا ابھی تو مشکل سے اسے رفع دفع کیا تھا منظر سے کہ کہیں کسی وقت بغاوت پہ نا اتر آئے۔۔۔

میں اپنے ہوش حواس میں کہہ رہا ہوں۔۔مجھے ماہرہ نے ہی کہا" تھا۔۔"وہ جتا کر بولے۔۔

ٹھیک ہے۔۔بہت شکریہ۔۔۔لیکن ابھی ایک سوال ہے"
میرا۔۔"وہ جانے لگا جب اچانک ساحل نے کہا وہ دانت
بھینچ کر وہیں رک گیا۔۔

اب کیا ہے؟"وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں گویا ہوئے۔۔انکا دل"
تیز تیز دھڑک رہا تھا خوف سے۔۔
اس کو جانتے ہیں؟"ساحل شاہ نے اپنی ٹیبل سے کچھ تصاویر"
اٹھا کر ان میں سے ایک ظفران حیدری کے سامنے کی۔۔جسے دیکھتے
انکے چہرے کی رہی سہی ہوائیاں بھی اڑ گئیں۔۔وہ ساکت سے رہ
گئے۔۔

اس کو آپ جانتے ہیں ظفران حیدری۔۔"اپنی بات پر زور دیکر"
ایک نظر لبوں پر ہاتھ رکھے سپاٹ چہرہ لیے بیٹھے فیروز چغتائی کو
دیکھتے اسنے کہا۔۔
ظفران نے ڈرتے ہوئے فیروز کی طرف دیکھا۔۔جو کہ کب سے
اسکی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔۔

ہہ۔۔ہاں۔۔"خشک حلق کو تر کرتے انہوں نے سر اثبات میں"
ہلایا۔۔
آپ عدالت کو اسکے بارے میں بتائیں گے یا میں بتاؤں؟"وہ"
مسکراتے گویا ہوا اور ہاتھ میں موجود تصاویر پیڈ کو دیکھنے لگا۔۔

اا۔۔اس میں بتانے کی کیا ضرورت ہے۔۔ف۔فیروز"
جانتا ہے اسے۔۔یہ اسکا ڈرائیور تھا۔۔"اسنے ایک نگاہ فیروز پر
دوسری جج صاحب پر ڈالتے ساحل شاہ سے کہا۔۔

کنفرم ہے یہ فیروز چغتائی کا ڈرائیور تھا؟"ساحل نے کریدہ۔۔۔"
ہاں یہ اسکا ڈرائیور ہوتا تھا۔۔پھر فیروز نے اسے اپنے گھر کا گارڈ رکھ"
لیا۔۔لیکن پہلے یہ نویرہ کا ڈرائیور ہوتا تھا۔۔اور یہاں میں اس
سے نویرہ کے متعلق بات کر رہا تھا۔۔یہ بہت پہلے کی تصویر ہے۔۔
لیکن تمہارے پاس کہاں سے آرہے ہیں یہ سب۔۔"وہ بلند آواز
میں غصہ دبائے کہتا آخر میں اسکا لہجہ سرگوشیانہ
ہو گیا۔۔

یہ تصاویر میرے پاس کہاں سے آرہی ہیں اسکی آپ فکر" مت کریں لیکن اس وقت عدالت سننا چاہتی ہے آپ فیروز صاحب کے ڈرائیور سے نویرہ کے متعلق کیا بات کر رہے تھے۔۔"وہ کہتا فیروز کو دیکھنے لگا جسکا چہرہ ضبط کے مارے زرد پڑ رہا تھا۔۔۔ ظفران ساکت ہو گیا۔۔ شیخ صاحب نے اپنی پیشانی کا پسینہ پونچھا۔۔۔

جی بالکل میں بتا دیتا ہوں۔۔"اسنے کہا ساحل نے سر" اثبات میں ہلاتے گرے بے تاثر نظروں سے اسے دیکھتے اسے بولنے کا اشارہ دیا۔۔

یہ ڈرائیور تھا نویرہ کا اور فیروز زیادہ تر غیر ممالک میں بزنس" کے سلسلے میں رہتا تھا۔۔ تو میں اس سے کہہ رہا تھا کہ نویرہ کو لیکر محتاط رہے اگر وہ کہیں دور دوست کے پاس جانے کی ضد کرے "تو اسے وہاں نا لیکر جائے اور مجھے پہلے بتا دے کیونکہ وہ کچھ لاپرواہ تھی۔۔۔۔

تمہیں کیوں اسکے ماں یا باپ کو کیوں نہیں۔۔"ساحل نے اسکی"
بات کاٹ کر چبھتے لہجے میں پوچھا۔۔ظفران جو ڈر ڈر کر بول رہا تھا ہڑبڑا
گیا۔۔۔

ہہ۔۔ہاں اسکے ماں باپ کے بارے میں بھی کہا ہے۔۔"وہ ضبط سے اکتا کر"
بولا۔۔
کیوں؟ایسا کیا تھا کہ تمہیں اسکے ڈرائیور سے یہ سب بولنا پڑا۔۔""
ساحل نے چبھتے لہجے میں استفسار کیا۔۔

ایسا ویسا کچھ بھی نہیں تھا وہ بچی تھی نا سمجھ تھی اور تھوڑی بہت لاپرواہ تھی"
اسلئے احتیاط ضروری تھا۔۔"ظفران حیدری نے چبھا چبھا کر اپنی بات
پہ زور دیتے با آواز بلند کہا۔۔

مائی لارڈ!جیسا کہ آپ نے سنا کہ ظفران حیدری کا کہنا ہے۔۔نویرہ"
لاپرواہ تھی۔۔یہ لفظ انہوں نے بار بار دہرایا کہ وہ تھوڑی لاپرواہ تھی۔۔

جبکہ وہ اپنے پچھلی گواہی میں صاف کہہ چکے ہیں کہ نویرہ لاپرواہ نہیں تھی بلکہ وہ بہت سمجھدار احتیاط پسند لڑکی تھی۔۔ دلاور نے اسے بلیک میل کر کے اسکا ریپ کیا۔۔

"آئی آبجیکشن مائی لارڈ! اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ پرنسل ظفران حیدری جھوٹ بول رہے ہیں۔۔ اس گواہی کو کتنا عرصہ ہو چکا ہے بات اوپر نیچے بھی ہو سکتی ہے۔۔" ساحل شاہ کی پکڑی گئی بات کو شیخ صاحب جھٹلا کر اعتراض کرتے بولے۔۔

"سچ سچ ہوتا ہے یور آنر! جھوٹ اوپر نیچے ہو سکتا ہے لیکن سچ سچ ہی رہتا ہے اسکی بڑی آخری مثال یہی ہے۔ اللہ ایک ہے اور اسکا کوئی بھی شانے شریک نہیں۔۔ یہ ایک سچ ہے اور آپ سب دیکھ لیں یہ سچ کبھی اوپر نیچے ہیر پھیر میں نہیں آتا۔۔ اور معزز جسٹس صاحب نے نوٹ کیا ہے ظفران اپنی ہر بات میں جھوٹ کی ملاوٹ کر رہے ہیں۔۔

میں عدالت کو کچھ پروو دیکھانا چاہتا ہوں۔۔ اس ڈرائیور کا اصلی روپ میں آپ کو دیکھانا چاہتا ہوں۔۔ میں فیروز چغتائی

صاحب سے معذرت کرتا ہوں کہ انکے دل کو ٹھیس پہنچے گی لیکن انصاف کی جنگ ہے۔۔اور اس جنگ میں ہر چہرے سے نقاب اتار جائے گا۔۔"ساحل شاہ اپنے مخصوص روعبدار لہجے میں کہتے اپنے ہاتھ میں موجود تصاویر اور پیڈ جج صاحب کے سامنے پیش کر دیئے۔۔

جو کہ کچھ دیر میں بڑی سی اسکرین پہ وہاں بیٹھے تمام حاضرین نے دیکھا۔۔
اور اسکرین پر چلتا منظر دیکھتے فیروز چغتائی نے اپنے پھٹے دل سے منہ پر ہاتھ کا پنجار کھ کر نظریں جھکا دیں۔۔

یہ وہ وہ منظر تھا جو کہ دور بلنڈنگ کی سی سی ٹی وی کیمرہ میں ریکارڈ ہو گیا تھا۔۔جہاں وہی ڈرائیور گاڑی سے اتر کر یہاں وہاں احتیاط سے دیکھتا پچھلی سیٹ پر بیٹھی نویرہ کے بازو کو زبردستی پکڑ کر اسے کھینچ کر باہر نکالتے ہوئے ایک بلنڈنگ میں گھسیٹ کر لے گیا۔۔
اور کافی دیر بعد جب واپس آیا تو نویرہ کو سہارا دیا تھا، وہ رو رہی تھی جبکہ وہ ڈرائیور اسے خاموش کروانے کے چکر میں اسکے سامنے اپنی موبائل

کرتا اسے کچھ دیکھا رہا تھا جسے دیکھتے وہ ایکدم خاموش ہو کر اسکی کہی بات پر سر ہلاتی رہی۔۔ اور کچھ دیر وہاں کھڑے رہنے کے بعد وہ اسے گاڑی میں بٹھا کر واپس گاڑی موڑ چکا تھا۔۔

وہ ویڈیو صاف واضح تھی۔۔ وہاں سب کے رنگ اڑ چکے تھے۔۔ جبکہ سیٹ پر بیٹھے فیروز چغتائی اچانک منہ پر دونوں ہاتھ رکھ کر اپنا منہ پیٹتے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔۔

سکوت چھائے ماحول میں اچانک افراتفری مچ گئی۔۔
جج نے فیروز چغتائی کی حالت کو دیکھتے آج کی سماعت کو ختم کیا۔۔ اور ظفران حیدری کو پولیس کی کسٹڈی میں دیتے ہوئے اسکی باہر کہیں بھی جانے کیلئے پابندی لگا دی جب تک یہ کیس کلیئر نہیں ہو جاتا۔۔
انہوں نے شیخ عبدالحق کو اگلے دس دن کا وقت دیا۔۔ اور دس دن بعد کی تاریخ رکھی اگلی سماعت کی۔۔

میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں ساحل شاہ بہت پچھتاؤ گے۔۔""
پولیس جب ظفران حیدر کو لے جانے لگی وہ اپنا آپ چھڑواتا غصے سے بپھر گیا۔۔

جج صاحب اپنی نشست سے اٹھے، اردلی نے انکا گاؤن کندھوں سے اتارا اور وہ اپنے مخصوص راستے سے وہاں سے چلے گئے۔۔

مجھے بعد میں چھوڑنا پروفیسر صاحب پہلے خود کو تو چھڑوالو۔۔"وہ" تمسخرانہ کہتا قہقہہ لگا اٹھا۔۔

آئی ایم امپریسڈ مائی ببر شیر!ویلڈن!"صائم زیدی اپنی جگہ سے اٹھ کر" اسکے پاس آتے اسکا چوڑا شانہ تھپتھپاتے فخریہ بولے۔۔۔
واقعی پراؤڈ آف یو مائی سن!"رضا زیدی نے بھی کہا۔۔"

فیروز چغتائی وہاں سے تیزی سے جا چکے تھے، ظفران کے پیچھے ہی اسکا غیر ملکی دوست بھی چلا گیا۔۔

اب وہاں صرف ساحل شاہ اور شیخ صاحب کے ساتھ
ساحل کی فیملی موجود تھی۔۔ حولدار صحافی کو بھی وہاں سے نکال چکے تھے جو کہ
اب عدالت کے باہر لائیو نیوز چلا رہے تھے۔۔
فضا میں کھلبلی مچ چکی تھی پولیس جب ظفران حیدری کو لیکر
جا رہی تھی لوگ اسے دیکھنے کیلئے ایک دوسرے کو کچلنے نوچنے لگے۔۔

بہت محنت کی ہے کیس پر ساحل شاہ۔۔ لگتا ہے کافی شوقین ہو"
ہوم ورک کے۔۔" وہ جب عدالت سے نکل کر باہر آئے ساحل لبوں
میں سگریٹ کو سلگا کر دباتے اپنا نشانا کرنے لگا تبھی پیچھے سے شیخ
صاحب نے مسکرا کر لیکن چبھتے لہجے میں کہا۔۔

محنت نہیں کی۔۔ بس سچ کی تلاش میں بھاگا ہوں اور دیکھ لو"
"نتیجہ۔۔۔
خیال کرنا اس دوڑ میں کہیں اور نا نکل جاؤ۔۔ اگلی شنوائی پر"
ملاقات ہو گی اور تمہاری سچ کی تلاش میں بھاگنے والی محنت کو بھی
دیکھ لیں گے۔۔" وہ بول کر رکا نہیں آگے بڑھ گیا۔۔ اسکا شروعاتی لہجہ

دھمکی آمیز تھا لیکن ساحل نے جواب دینا ضروری نہیں سمجھا۔۔

عوام نے ظفران حیدرہ کو گھیرا ہوا تھا پولیس والے موقعہ پا کر ساحل شاہ کو لیکر وہاں سے اسکی گاڑی کی طرف جا رہے تھے تبھی اسکا موبائل بجا۔۔

اسے جلد از جلد ہاسپٹل پہنچنا تھا اپنی من کے پاس۔۔

اسے تعجب تھا عرشیہ کیوں نہیں آئی ناہی دریاب۔۔" کہیں وہ ہاسپٹل تو نہیں پہنچے۔۔" اسنے سوچ کر موبائل کان سے لگایا اور اپنی گاڑی کا ڈور کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔۔

عائشہ خان، تقویٰ زیدی صائم زیدی اور رضا زیدی ایک گاڑی میں نکل چکے تھے۔

ہاں بولو فیری!" گاڑی اسٹارٹ کرتے اسنے کہا"

ساحل خیریت تمہاری بیوی کی مام نیشنل ایئرپورٹس سے ٹکٹس" لے رہی ہے ماسکو کے۔۔ میں نے ان سے ٹکرا کر ٹکٹس دیکھے تو وہ شام کے

تھے۔۔کوئی جا رہا ہے کیا ماسکو؟"فیری کو کچھ گڑبڑ کا احساس ہوا تھا مہکار شاہ کے چھپے ڈرے انداز سے اسلئے فوراً سے ساحل کو کال کر دی۔۔

ساحل شاہ موبائل کان سے لگائے کب کا ساکت بیٹھا تھا۔۔
مہکار شاہ ماسکو؟"اسنے سائیں سائیں کرتے کانوں سے بمشکل پوچھا۔"
ہاں۔۔۔"اسنے اسکی بات کی تصدیق کی"
اس وقت وہ کہاں ہیں؟"ساحل بے ساختہ امد آنے والا غصہ"
ضبط کیا۔۔
میں نے انکا پیچھا کیا تو وہ واپس اپنے گھر آئی ہیں ٹکٹس لیکر۔۔""
فیری نے اسے مزید بتایا۔۔
تم وہیں رہو میں آرہا ہوں۔۔"ساحل کو خود کسی گڑبڑ کا احساس ہوا۔۔وہ"
رابطہ منقطع کرتے گاڑی تیزی سے وہاں سے لیکر نکلا۔۔۔

oooooooooo

وہ گاڑی پارکنگ میں روک کر جلدی سے اپنی گاڑی سے نکلی اور وہ ٹکٹس آہستہ سے اپنے کلچ میں چھپا دیئے۔ چہرے سے پسینہ صاف کرتے وہ اندر کی طرف بڑھی۔۔

وہ ٹکٹس لیکر وہاں سے جلدی جلدی لوٹی تھی، تاکہ گھر جلد پہنچ کر اپنی دوست کی طبیعت ناسازی کا کہہ کر حیدر اور حجاب دونوں کو کنوینس کر کے ماسکو جا سکے اور بازل کو بھی اپنے ساتھ لیکر جا سکے۔
پچھلے کچھ دنوں سے ظفران حیدری کو جب معلوم پڑا تھا، اسنے اپنے بھائی سے طلاق کا جھوٹ بولا ہے وہ تب سے اسے بلیک میل کر رہے تھے کہ وہ بازل کو کسی بھی بہانے اسکے پاس لیکر آئے۔۔
روحاساحل کے پاس سیو تھی، مگر بازل کے بارے میں اگر اسکے بھائی یا اس خاندان کو معلوم پڑا تو اسکا وہ دن آخری ہوگا۔۔

"حیدر!" وہ جب راہ داری سے گزرتی ہوئی جب لاؤنج میں آئی وہاں صوفے پر سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھے حیدر شاہ کو سیکھ کر پریشانی سے بھاگتی ہوئی اسکے پاس آئی۔۔

حیدر میرے بھائی کیا ہوا؟ حجاب کہاں ہے اوریی۔۔ یہ کیا" حال بنایا ہوا ہے لاؤنج کا۔۔" وہ بوکھلائی تہس نہس لاؤنج کی حالت دیکھتی گھبراتی بولیں۔۔

ہر چیز وہاں تہس نہس تھی، شیشے کی ٹیبل، گلدان، شوپیز۔۔ صوفے الٹے تھے۔۔

کہاں سے آرہی ہو؟" سرخ لال انگارہ آنکھوں، بھیگے چہرے سے سرد" وحشتوں سے لبریز آواز میں پوچھتے ہوئے حیدر شاہ نے سر اٹھا کر جب مہکار شاہ کی طرف دیکھا۔ قریب کھڑی مہکار شاہ دہل کر خوفزدہ ہوتی دو قدم پیچھے ہٹی۔۔

ح۔۔ حیدر کک۔۔ کیا ہوا۔۔؟ حجاب!!" وہ خوفزدہ سی پوچھتی" چیخ کر حجاب کو پکارنے لگی۔۔

وہ چلی گئی اپنے گھر۔۔" وہ مسکرا کر بولتا اٹھ کھڑا ہوا اور مسکراتے" بولا۔۔ مہکار شاہ کا دل انجانے خدشات کے تحت دھڑکنے لگا۔

چچ۔۔ چلی گئی۔۔ ح۔۔ حجاب چلی گئی؟ اسکا گھر تو یہ ہے۔۔ وہ ایسے" کیسے جا سکتی ہے۔۔۔ کون آیا تھا۔۔ کک۔۔ کیا بازل آئی ہے۔۔۔" وہ وحشت سے آنسوں بہاتی چیختی ڈر سے بازل کو تلاشنے لگی کہ کہیں اسنے آکر

اسکے بھائی کو اسکے خلاف تو نہیں بھڑکایا جو وہ اتنی سرخ آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔۔

نن۔۔ نہیں ہے۔۔ بازل نہیں ہے یہاں۔۔۔ پھر کیا تمہارے" حجاب کے بیچ کوئی جھگڑا ہوا ہے۔۔" وہ بازل کو پکارنے لگی لیکن خاموش گھر میں گونجتی اسکی آوازیں دیواروں سے ٹکراتی، واپس لوٹ آئیں۔۔ اسکے دل کو کچھ سکون ملا اور وہ حیدر کو دیکھ کر فکرمندانہ بولی۔۔

کچھ نہیں ہوا۔۔ صرف حیدر شاہ مر گیا ہے۔۔" دفعتاً وہ کھڑا ہوا" دھاڑ کر بولا۔۔

آہہہ۔۔" وہ جیسے اسکے منہ پر غرایا مہکار کی چیخ خوف سے" "!!!بے ساختہ نکلی۔۔" حیدر

بکواس بند کرو نام مت لو میرا۔۔۔ مجھے مارنے والی مجھے برباد کرنے والی تم" ہو ڈائن۔۔ تم نے اپنے بھابی کو نہیں بلکہ اپنے ماں جائے کا گلا کاٹا ہے اسکا کلیجہ نوچ کر کھایا ہے۔۔" اچانک ایک زوردار تھپڑ اسکے منہ پر مارتے ہوئے انہوں نے بپھر کر غراتے کہا۔۔

درد سے انکا برا حال تھا، وہ دعا کر رہا تھا یہ عورت اسکے سامنے اس وقت نا آئے۔۔ لیکن شاید وہ حقیقت میں بد قسمت تھی جو اس وقت اسکے سامنے آ گئی تھی جب حیدر شاہ پاگل ہو چکا تھا اور خود میں بھی نا رہا تھا۔۔۔

مہکار چیخ کر پیچھے بھاگنے کی کوشش میں لڑکھڑاتی وحشت بھری نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگی۔۔

مم۔۔۔ میں نے کیا کیا ہے۔۔" وہ چلائی۔۔"
تم نے کیا کیا ہے۔۔ اپنے بھائی کا گھر برباد کر کے اسکا میت دیکھ کر" بھی تم پوچھ رہی ہو تم نے کیا کیا ہے۔۔ پاگل ہو تم مجھے بھی پاگل کر دیا۔۔
تم نے خود کو برباد کر دیا مجھے بھی اپنے ساتھ کر دیا۔۔ کاش جب تم نے ڈیڈ کی جان لی تھی ڈائن تب میں تمہارا گلا گھونٹ کر تمہیں مار دیتا تو آج میری بازل ایسی نا ہوتی۔۔ آج میری بیوی مجھے چھوڑ کر نا جاتی۔۔ آج تمہارا بھائی بھری دنیا میں تنہا نہیں ہوتا۔۔

تمہارے لیے میں اپنے بھائی جیسے کزن چھوڑا، تمہارے لیے میں نے اپنی محبت کو چھوڑا۔۔ تمہارے لیے صرف تمہاری وجہ سے میں نے اپنے دوزت جیسے باپ کو کھویا۔۔

تمہاری وجہ سے میں نے ایک معصوم بچے کا بچپن اپنی آنکھوں کے سامنے برباد ہوتے دیکھا۔۔ اسکی معصومیت کو درندوں نے نوچا۔۔

صرف تمہاری وجہ سے۔۔ تم نا صرف خود پاگل تھی۔۔ تم نے اپنی وجہ سے ساحل شاہ کو اس حد تک ذہنی اذیت میں رکھا کہ وہ درندوں کے ہاتھوں کھولنا بنا رہا۔۔۔

تمہاری وجہ سے میری بیٹی۔۔۔۔۔"وہ حلق کے بل غراتے غراتے اچانک ہھوٹ پھوٹ کر رو پڑے۔۔

تمہاری وجہ سے ایک بار پھر مجھے محبت دھتکار گئی۔ تمہاری وجہ" میری بازل کا بچپن نوچ لیا گیا۔۔ اور میں اس قدر بہن کی محبت میں اندھا رہا۔۔ اپنی بیٹی کی رات کی چیخوں کو اسکے خوفناک خوابوں سے جوڑتا رہا۔۔۔ میں کتنا بدنصیب ہوں۔۔ میں زندہ کیوں میرے مالک مجھے بری موت دے بہت عبرتناک انجام کر میرا۔۔۔

میں ایک محافظ کہلانے کیلئے قابل نہیں۔۔۔ میں اپنی ڈائن بہن کیلئے اپنے بچوں کی خوشیوں کو اپنی بیوی کی خوشیوں ایک ممتا کو نوچنے والا آدم خور ہوں۔۔۔" وہ روتے چلاتے کہہ رہے تھے۔۔

مہکار شاہ کا چہرہ سپید لٹھے کی مانند ہو گیا۔۔ اسکے وجود کا سارا خون جیسے جم گیا۔ وہ خوف وحشت سے نیلی پڑتی جا رہی تھی۔۔

کون تھا وہ؟" معاً وہ اچانک رونا روک کر سرد برفیلے ٹھٹھراتے" ہوئے لہجے میں پوچھنے لگے۔
مجھے بتاؤ کون تھا وہ درندہ مہکار شاہ جس نے حیدر شاہ کی بیٹی کی طرح" اپنے قدم بڑھائے۔۔" اچانک حیدر شاہ کا بھاری ہاتھ مہکار شاہ کے گردن پر آیا اور اسکی گردن کو دبوچ گیا۔۔

مہکار شاہ اس اچانک افتاد پر چیخ اٹھی۔ وہ خود کو چھڑوانے لگی لیکن حیدر شاہ نے اسکی گردن کو دوسرے ہاتھ سے بھی جکڑ لیا۔۔

بتاؤ مجھے۔۔ اس *** کا نام بتاؤ مجھے ورنہ میں تمہارا برا حال"
کر دوں گا۔۔ ان ہاتھوں سے کما کر تمہارا پیٹ پالا ہے، تمہیں سرد و گرم ہوا
سے بچایا ہے۔۔ اپنی بیوی بچوں سے پہلے تمہیں آگے رکھا ہے کہیں
تمہیں میری محبت میں کبھی کمی محسوس انہیں ہاتھوں سے میں
تمہارا گلا دبا کر تمہیں موت کی گھاٹ اتار دوں گا۔۔ مجھے بتاؤ اس
حیوان کے بارے میں مہکار۔۔۔" وہ اسکے سامنے چیخ چلا رہا تھا مگر
مہکار کے حلق سے آواز نہیں نکل پا رہی تھی۔۔
وہ جس وقت سے ڈر رہی تھی آج وہ اسکے سر پہ آن پہنچا تھا۔۔ وہ
کب سے اس وقت سے بھاگ رہی تھی لیکن اس پکڑ ہو گئی۔۔۔
اسکے بھائی کو جانے کس نے بتایا تھا، لیکن مہکار شاہ بے آواز
رونے لگی۔ ماضی کا ایک ایک پل اسکی آنکھوں کے سامنے گھوم رہا تھا۔۔

مجھے معاف کر دو حیدر! میں اب تک تمہیں جس حیوان سے"
بچا کر آئی ہوں اب اس عمر میں تمہیں اس سے الجھنے نہیں دوں
گی۔۔ تمہیں مجھے مارنا ہے تو مار دو۔۔ لیکن وہ تھی ہی بدنصیب اسکے نصیب
میں یہ سب لکھا تھا۔۔ جس طرح میں برباد ہوئی تھی اسکے

نصیب میں بھی برباد ہونا قدرت نے لکھ دیا تھا۔۔"معاً مہکار شاہ سخت سپاٹ لہجے آخری فیصلہ کرتی ڈٹ کر مضبوطی سے بولی۔۔۔

مہکاررر!!چٹاخ"حیدر شاہ نے لہولہو ہوتی آنکھوں اور گھومتے سنسناتے ہوئے" دماغ سے ایک زوردار تھپڑ اسکے منہ پر دے مارا۔۔
مہکار شاہ الٹ کر پیچھے فرش پر بکھرے کانچ کے ٹکڑوں پر جا گری۔۔
اسکے وجود میں ہاتھ کلائیوں میں جیسے کانچ کے ذرے چبھے اسکی
کربناک چیخیں فضا میں گونج اٹھی۔۔

تم میرے بیٹے کو بدنصیب کہہ رہی ہو۔۔میرے شہنشاہ بیٹے کو بدبخت" بول رہی ہو میں تمہارا خون کر دوں گا آج۔۔آج تمہیں مجھ سے کوئی نہیں بچا سکتا۔۔"وہ خود ننگے پاؤں ان کانچ پر چلتے ہوئے زمین پر پڑی مہکار شاہ کے سر پر آن پہنچے۔۔

وہ لمحہ قیامت کا تھا،مہکار کا پور پور لہو بہانے لگا۔۔تو حیدر شاہ کے پاؤں کے سرخ تلوے میں سفید نوکدار کانچ کے ذرے کھب گئے تھے۔۔۔

لیکن وہ جو درد اپنی بیٹی کیلئے سینے میں محسوس کر رہے تھے اسکے آگے اسے نا اپنے سینے کا درد محسوس ہو رہا نا ہی پاؤں کا۔۔۔

وہ مہکار شاہ تھی۔۔"وہ اپنے بھائی کو اپنی موت کی صورت میں دیکھتی روتی" چلائی۔۔

وہ مہکار شاہ نہیں۔۔وہ بازل شاہ تھی۔۔ایک ایسا بیٹا جو اپنے باپ" کیلئے اپنا بچپن قربان کر گیا۔۔جو اپنی ماں کیلئے اپنی سسکیاں چھپا گیا۔۔اپنی مکار ڈائن پھوپھو کیلئے اپنی زبان پر تالے لگا گیا۔۔وہ خاک کی بنی "نہیں کندن ہے۔۔

اور مہکار شاہ۔۔جس بھائی کا کھا رہی تھی اسی بھائی کے سینے میں" "چھرا گھونپنے والی ڈائن۔۔۔

آج میں تمہیں ختم کر دوں گا۔۔میں اس درندے تک تو پہنچ" جاؤں گا۔۔۔لیکن ایک بھائی اپنے ہاتھوں سے اپنی بہن کا گلا گھونٹ کر اسے اذیت ناک موت دے گا۔۔

ہاں حیدر شاہ! جسنے ساری زندگی اپنی بہن کیلئے قربانیاں دیں۔۔ آج وہی حیدر شاہ اپنے ہاتھوں سے اس ناسور کو ختم کر رہا ہے۔۔۔ میں تمہارا برا سایہ اپنے گھر ساحل اپنی بیٹی بیوی سب سے ختم کر رہا ہوں۔۔۔ میں حیدر شاہ اپنے ہاتھوں سے اپنی بہن کا گلا گھونٹ کر اسے موت دے رہا ہوں۔۔۔" وہ دھاڑتے اپنے تمام ہوش حواس میں اچانک پوری قوت سے مہکار شاہ کی گردن کو اپنے ہاتھوں میں دنوچ گئے۔۔

آہہہ۔۔ "خوف سے اور اچانک حملے سے مہکار شاہ پھنسی پھنسی چیخ" حلق سے گونجی۔۔ لیکن حیدر شاہ کو اسکے تڑپنے کانچ کے ذروں پر پھڑپھڑانے گڑگڑانے پر بھی رحم نا آیا۔۔

اسکی گرے آنکھوں میں اپنی لہولہان آنکھیں گاڑتے ہوئے وہ مہکار شاہ کی آنکھوں سے بہتے ایک ایک آنسوں کو دیکھتے اپنی پوری طاقت سے اسکا گلا دبا رہے تھے۔۔

اسکا گلا گھونٹتے ہوئے حیدر شاہ بے آواز رو رہا تھا۔۔

جس بہن کو سینے سے لگا کر بچوں کی طرح پالا تھا آج اسکا اپنے ہاتھوں سے گلا گھونٹتے ہوئے حیدر شاہ کا دل ہھٹ رہا تھا۔۔ لیکن وہ اپنے اٹھائے قدم سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہوا۔۔۔

"میں ختم ہو چکا ہوں مہکار شاہ۔۔ لیکن آج تمہارا قصہ بھی ختم کر دوں گا۔۔" وہ غرایا۔۔

"نن۔ نہیں بھائی۔۔۔" مہکار کی آنکھیں باہر ابل پڑی تھیں۔۔ موت اس سے دو قدم دور تھی۔۔ اسکی سانس کی نالیاں بند ہو گئی تھیں۔۔ اسکے پاؤں زمین کو نوچ رہے تھے، آس پاس سفید فرش پر سرخ لہو بکھرا ہوا تھا، حیدر شاہ اس پر جھکے اسکا گلا دبا رہے تھے اور مہکار شاہ اسکے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

اچانک اسکی آنکھوں کے سامنے ایک چھوٹی سی گرے بالوں گرے آنکھوں والی، زخمی سی ٹوٹے بازو اور بکھرے روندے ہوئے وجود کے ساتھ آکر کھکھلاتی مہکار شاہ کی حالت بے بسی پر ہنس رہی تھی۔۔۔

"گناہ کبھی نہیں چھپتا مہکار شاہ۔" وہ پاگلوں کی طرح ہنستی اچانک اس پر غرائی۔۔ جبکہ اسی روم کے دوسرے کونے میں ایک چھوٹا

سا بچہ بیٹھا سسک رہا تھا۔ حالت اسکی بھی کچھ ایسی تھی بکھری ہوئی۔
لیکن اسکی ہر سسکی میں "مام" کی سدائیں تھیں۔۔

حح۔۔ح۔۔حیدر۔۔۔"وہ خوفزدہ سی اپنے بھائی کو پکارنے لگی۔۔اسکا" حلق خشک ہو گیا۔۔ہاتھ پاؤں وجود پورا سن سر د پڑ گیا۔۔
اسکی حلق سے نکلتی آواز کو محسوس کرتے حیدر شاہ کے دماغ پر احپانک وحشت برپا ہو گئی۔۔اسنے یہاں وہاں دیکھتے کچھ فاصلے پر پڑے ایک بڑے نوکدار کانچ کے ٹکڑے کو کھینچ کر اپنے ہاتھ میں اٹھایا۔۔
اور مہکار شاہ کے روپ میں ایک بدصورت عورت کو دیکھتا، بپھر کر اسکی گردن پر پوری قوت سے وار کر چکا تھا۔۔

ساحل "کانچ کا نوکدار ٹکڑا جیسے اسکی گردن پر چلا۔۔مہکار شاہ کے حلق" سے ایک ہچکی مانند چیخ نکلی۔۔

وہ اپنے بیٹے سے تو آخری بار ملی ہی نہیں۔۔۔
وہ اسکے دل کا غم تو مٹا ہی نا سکی۔۔

وہ بازل شاہ سے نا ہی حجاب شاہ سے معافی مانگ سکی۔۔

اے بھائی ذرا سی تو مہلت دیتے مجھ بدنصیب کو۔۔"اسنے حیدر شاہ"
کے لہولہان ہوئے چہرے کو دیکھتے دل میں سدا لگائی۔۔
اپنے ہاتھ کیوں گندے کیے مجھے بول دیتے میں تم پر آنچ آنے نا دیتی اور خود کو"
بھی مٹا دیتی۔۔"اسکی خوبصورت گرے آنکھوں سے آنسوں پھسل کر
فرش پر گرے۔۔

مہکار!!"حیدر شاہ نے اسکے گال کو چھوا۔۔۔"
اسکی گردن سے نکلتے ہوئے خون کو دیکھا۔۔"آہہ۔۔۔"وہ اچانک کسی
خوفزدہ بچے کی طرح ماں کیلئے چیختا اسکے وجود کو کھینچ کر اپنے سینے میں
بھینچے دھاڑے مارنے لگا۔۔

کیوں کیا تم نے میری بیٹی کے ساتھ ایسا۔۔"وہ روتا اسے جھنجھوڑنے لگا۔۔۔"
وہ گھٹنوں بل وہیں کانچ پر بیٹھے تھے۔۔

خوفزدہ ہو کر اپنے ماں باپ کو پکار رہے تھے۔۔
اسکے ہاتھوں سے مہکار شاہ کی گردن پیچھے کی جانب لڑھک گئی تھی۔۔اس لاش کی آنکھوں سے ابھی تک آنسوں بہہ رہے تھے۔۔
اور ٹپ ٹپ کی مانند عرش پر گر رہے تھے۔۔

حیدر شاہ کے گھر کی دہلیز پر کھڑا ساحل شاہ سامنے کا قیامت خیز منظر دیکھتے جامد ہو گیا تھا۔۔

"اسے جنم دینے والی ماں"

ہاہاہا میں نے مار دیا اپنی بہن کو۔۔۔ میں نے مہکار شاہ کو مار دیا ہاہاہا۔۔۔""
پاگلوں کی طرح قہقہے لگاتے ہوئے مشہور معروف بزنس ٹائیکون حیدر شاہ کی آواز گھر کے ہر کونے کوچے میں وحشت سے گونج رہی تھی۔۔۔

وہ بزنس کی دنیا کا فاتح بادشاہ، رشتوں کے ہاتھوں برباد ہوئے، اپنے حواس کھو کر مسلسل قہقہ لگا کر ان دکھے وجود کو اپنی بہن کی لاش دکھا رہے تھے۔۔ان سے جانے کیا باتیں کر رہے تھے۔۔۔

oooooooooo

زیاف کو ہاسپٹل چھوڑ کر وہ اندھا دھند ڈرئیونگ کرتا بار بار عرشیہ کی لوکیشن دیکھنے کی کوشش میں وہ دو بار اپنا ایکسیڈنٹ کروا چکا تھا۔۔
لیکن اپنے ماں باپ کی دعاؤں کی وجہ سے وہ دونوں بار ان ایکسیڈنٹ سے بچ چکا تھا۔

پک اپ دا کال عرشیہ خان اگر یہ تمہاری کوئی شرارت" ہے تو میں تمہاری جان لے لوں گا۔۔" وہ اسٹیئرنگ وہیل پر پوری قوت سے ہاتھ مارتا جنونی ہو کر غرایا۔۔۔
وہ بار بار اسے کال پر کال کر رہا تھا۔۔ لیکن اسکا موبائل گھر پہ تھا۔ اسنے کتنی بار اہنے آفس میں کال کی لیکن ہر بار "میم ابھی تک نہیں پہنچی سر" یہی جملہ سننے کو ملتا۔۔

گھر بھی نہیں تھی تو کہاں ہو سکتی تھی ابھی تک تو اسے کہیں پہنچ جانا چاہیے تھا۔۔ اسنے چار پانچ ہاسپٹل بھی چیک کر لیے تھے کہ کہیں وہ

وہاں نا چلی گئی ہو لیکن جس ٹھاہ سے ڈاکٹر کے کیبن کا دروازہ کھولتا وہاں بیٹھی دوسری عورتیں دیکھ کر عرشیہ کو پکارتا خالی ہاتھ ہر جگہ سے لوٹ آتا۔۔

اس وقت خالی راستوں میں گاڑی دوڑاتا ہوا وہ آس پاس اسکی گاڑی کو تلاش بھی کر رہا تھا۔۔ دریاب کی بار بار کالز اسکے نمبر پر آ رہی تھیں، اسکے باپ کی بھی کالز آ رہی تھی ساتھ ٹیکسٹ بھی آ چکا تھا کہ "اسکی ساس پریشان ہو رہی ہے عرشیہ کو لیکر وہ وہاں پہنچے جلدی۔۔" اس میسج کو پڑھ کر صام یہیں سے اندازہ لگا چکا تھا کہ وہاں بھی عرشیہ نہیں تھی۔۔۔

ہیلو!" موبائل کان سے لگاتے ہوئے اسنے پہل کی۔"

جی بھائی۔۔" بازل اسکی آواز نمبر پہچان کر پریشان ہوئی کہ اسنے اسے " کیوں کال کی ہے۔ اسے اپنا ڈر تھا کہیں اسے ایلی کے بارے میں تو معلوم نہیں ہو گیا۔۔۔

سوئیٹی وہاں تمہاری بھابی آئی ہے؟" بازل تو اپنے خطاب سے ہی"
ساکت ہو گئی تھی خوشی سے۔۔ صام کے ہیلو کہنے پر ہڑبڑا کر ہوش میں
لوٹی اور بوکھلا کر جلدی سے بولی۔۔۔

نن۔ نہیں بھائی یہاں گھر میں تو کوئی نہیں ہے۔ صرف میں"
"ہوں اور ملازمین۔۔
اوکے سب ٹھیک ہے ٹیک کیئر!" وہ اس سے کہہ کال کاٹ"
گیا۔۔ اسنے غصے سے بیچ سڑک پر کسی کی پرواہ کیے بغیر گاڑی
اچانک روک دی۔۔۔

فضا میں لوگوں کی غصیلی چیخ چلاہٹ گونج اٹھی لیکن وہ انتہا کا
پریشان بپھرا ہوا موقعہ چاہ رہا تھا کہ کوئی آئے ہاتھ پائی کرے تو اسکا بھون کر
رکھ دے۔۔
اسے لگ رہا تھا وہ پاگل ہو جائے۔۔۔
عرشیہ۔!!!" معاً وہ کسی کی بھی پرواہ کیے بغیر غصے جنون دیوانگی سے اپنا"
گھومتا سر تھام کر چلایا۔۔

آس پاس کی گاڑیوں میں بیٹھے لوگوں نے حیرت سے صمصام زیدی کو دیکھا۔۔ لیکن وہ بار بار اسکا نام لیکر دھاڑنے لگا جیسے وہ ابھی یہیں کہیں آس پاس سے اسکی پکار سن کر بھاگی چلی آئے گی۔

کیا ہوا بھائی سب ٹھیک ہے؟" پاس کی گاڑیوں سے اسکی دھاڑوں" پر لوگ نکل کر اسکے پاس آئے۔۔
انکی آوازوں پر صام نے اپنی سرخ ضبط سے لہو لہو ہوتی نیلی اوشن آنکھوں سے سر اٹھا کر انکی طرف دیکھا۔۔

ایک لمحے کیلئے اسکی لہو لہو آنکھیں دیکھ کر لوگ دہل گئے۔۔
شٹ اپ۔۔" صام ان پر چلاتا جھٹکے سے گاڑی اسٹارٹ کر کے" آگے بڑھ چکا تھا۔

اگر دلاور خان تم میری عرشیہ کو لیکر گئے ہو تو میں بھول جاؤں" تم میرے کچھ لگتے ہو۔۔" اسنے سرد برفیلے لہجے میں دلاور خان کو تصور کرتے مخاطب کیا۔۔

ہیلو!" اسنے موبائل ایک بار پھر کان سے لگایا۔۔"

یس سر!" دوسرے طرف اسکے گارڈ نے مودبانہ کہا۔"
جاؤ اپنے آدمی سارے لیکر پورے کراچی میں بکھر جاؤ۔۔ اگر کسی"
اسٹیشن ایئر پورٹ یا کہیں بھی تم لوگوں کو تمہاری میڈم ملے فوراً سے
مجھے کال کرنا۔۔ کراچی کا چپا چپا چھان مارو۔۔۔ مجھے عرشیہ خان ہر
حال میں چاہیے ورنہ میں تم لوگوں کا وہ حال کر دوں گا جو تم لوگوں
نے خواب میں بھی نہیں سوچا ہو گا۔۔ جاؤ ابھی دفع ہو کر کام پر لگو!!" وہ ان
سبپر آپے سے باہر ہو کر غرایا۔۔
اا۔۔ اوکے سر اوکے ہم ابھی اپنے کام پر لگ جاتے ہیں۔۔" اسکا گارڈ"
بوکھلایا خوفزدہ سا بولا۔۔ صمصام نے اپنا موبائل زوردار انداز میں
ڈیش بورڈ پر پھینکا۔۔
میں تمہارا بہت برا حال کر دوں گا اگر تو یہ تمہاری شرارت"
ہوئی۔۔ تم ابھی واقف نہیں ہو صمصام زیدی سے۔۔" وہ خیالوں میں
مٹھیاں بھینچے پھنکارا۔
ابھی صرف اس سے رابطہ نہیں ہو پا رہا تھا، اسکی لوکیشن نہیں مل
رہی تھی اسکا یہ حال تھا مانو دماغ کو کوئی کاٹنے لگا تھا۔۔

اسکے لیے مجبور ہوتے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی چھری لیکر اسکے وجود کی رگ رگ کو کاٹ رہا ہے۔۔

عرشیہ "جھٹکے سے گاڑی سے باہر نکل کر ٹھاہ کے ساتھ دروازہ بند" کرتا۔۔ٹریفک بند ہونے کی وجہ سے گاڑیوں کے تیز شور میں وہ اپنے سر کے بالوں کو ہاتھوں میں پکڑ کر دھاڑا۔۔

ایک لمحے کیلئے فضا سنسنا اٹھی۔سب نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔جبکہ صام کو اپنے دماغ کی رگیں پھٹتی محسوس ہو رہی تھیں۔۔ وہ اس سے بول چکا تھا وہ کس قدر جنونی ہے اسے لیکر لیکن اس پر ذرا بھی اثر نہیں پڑا۔۔وہ اسکی جنونیت کو آزما رہی تھی۔۔
وہاں کیا ہو گیا ہے۔"معاً وہ واپس گاڑی میں بیٹھ کر آئی جی آفس" جاتا اس سے پہلے ہی فضا میں آواز گونجی۔۔
صمصام کی نتھنوں سے کچھ جلنے کی آتش کی بو ٹکرائی۔۔
اسنے جھٹکے سے گردن موڑ کر دیکھا تو دور فضا میں سیاہ دھویں کے بادل اٹھ کر فضا کے زور پر وحشتوں بھری سیاہ چادر لپیٹ رہے تھے۔۔

کہیں آگ لگ رہی ہے؟" صمصام کے پاس والی گاڑی سے آواز "
گونجی۔۔۔
ارے نہیں وہاں کسی کی گاڑی کو آگ لگ گئی ہے گاڑی بلاسٹ ہو گئی"
ہے۔۔ "معاً اچانک فضا میں دھماکہ ہوا۔۔ صمصام زیدی کے سر پر
جیسے کسی نے بلاسٹ کیا۔۔
وہ دیکھو پولیس کی گاڑیاں جا رہی ہیں ایس پی دریاب وہیں جا رہا ہے۔۔ فائر "
بریگیڈ بھی جا رہے ہیں لگتا ہے بڑی گاڑی کو آگ لگی ہے۔۔ "اسکے پیچھے
سے کوئی گویا ہوا۔

صمصام اپنے دھک دھک کرتے دل سے، سرخ آنکھوں سے آسمان کو
دیکھتا جھٹکے سے گاڑی میں بیٹھا۔۔ اور تیزی سے پولیس کی گاڑیوں کی
طرف بڑھا۔

"یہاں کوئی نہیں آسکتا۔۔ روڈ بلاک ہے! نہیں دکھائی دے رہا کیا۔۔"
وہ گاڑی جہاز کی طرح اڑاتا، لوگوں کی گاڑیوں سے ٹکراتا جیسے تیسے کر کے وہاں
راستے پر پہنچا تو وہاں پولیس روڈ بلاک کر چکی تھی۔

میرے آگے اگر کوئی بھی آیا تو چیر کر رکھ دوں گا۔۔"وہ اپنے سرخ"
چہرے لہولہان آنکھوں سے ایکدم پیچھے بیلٹ سے گن نکالتا ہاتھ میں پکڑ
چکا تھا۔سب دیکھ رہے تھے صمصام زیدی جیسے پاگل ہو چکا تھا۔وہ بپھرا تیزی
سے اپنی گاڑی سے نکلتا سامنے آتے انسپکٹر کے کندھے پر ٹھاہ کے ساتھ
فائر کرتے ہوئے سیاہ بوٹ میں مقید پاؤں کی لات اسکے سینے پر
مار کر پیچھے دھکیلتا جنونی زخمی شیر کی طرح آگے بڑھ رہا تھا

یہ کہاں جا رہا ہے سر پاگل ہو گیا ہے صمصام زیدی۔"حولداروں"
نے انسپکٹر پر گولی چلاتے ہوئے صمصام زیدی کو دیکھتے وہاں فائر بریگیڈز کے
ساتھ کھڑے دریاب خان کو چیخ کر کہا۔۔

انہوں نے اسے بپھرے ہوئے زخمی شیر کو شانوں، بازوؤں سے جکڑ لیا۔۔۔
لیکن صمصام زیدی کو آج کسی کی بھی پکڑ میں نہیں آ رہا تھا۔اسنے زوردار
دھکا دیا

اگر کوئی میرے قریب آیا تو ٹکڑے کر کے اس آگ میں ڈالوں"
گا۔۔"وہ نہایت وحشیانہ انداز میں غرایا اور سامنے کھڑے آدمی
کے سینے پر اپنا بھاری پاؤں رکھتے اسے پیچھے کی جانب دھکا دیتے خود
اندھا دھند آگے بڑھا۔۔۔

صام کہاں جا رہے ہو پاگل ہو گئے ہو آگ لگی ہوئی ہے۔۔"دریاب"
اسکی دھاڑ پر متوجہ ہوتا، چیخ کر گاڑی کی طرف بھاگتے ہوئے
صمصام زیدی کو زبردستی بازوؤں کو پکڑ گیا۔۔وہ پھڑ پھڑا گیا۔۔

کہاں ہے میری بیوی؟؟"اسکا حلیہ بکھرا ہوا تھا، آنکھوں کی"
پتلیاں سرخ لہو ہو رہی تھیں۔۔آنکھیں کی رگیں جو سفیدی پر پھیلی ہوئی
تھیں ایکدم سرخ ہو کر اسکی آنکھوں میں لہو جمع کر گئی تھیں۔۔
نیلی اوشن آنکھوں میں غضب کا قہر پھیلا ہوا تھا جیسے آج کسی نا کسی
کو تو مار ہی دے گا اگر عرشیہ اسکے سامنے نا آئی۔۔۔اسنے مضبوط
اعصاب کے مالک دریاب خان کو بھی جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔۔

صام اسے پیچھے دھکیلتا خود آگے بڑھا۔۔ اگر عرشیہ خان کی گاڑی آگ میں تھی تو وہ اس آگ کو تہس نہس کر کے مٹی کر دینے کا جنون رکھتا تھا خود میں۔۔۔
وہ خود ایک آتش وجود تھا، اسے آتش کیا روکتی۔۔

پکڑو اسے۔۔" دریاب نے اسکا جنون دیکھتے گھبراتے ہوئے، اپنے پیچھے " کھڑی گاڑی پر ہاتھ رکھ کر خود کو گرنے سے بچاتے ہوئے وہاں کھڑے اپنے تمام کانسٹبلز پر دھاڑتے ہوئے حکم دیا۔۔
جنہوں نے ہوائی فائر کرتے اس بپھرے ہوئے شیر کو ایک بار پھر دونوں بازوؤں شانوں سے جکڑ لیا تھا۔۔

تم پاگل ہو گئے ہو۔۔ یہ عرشیہ کی گاڑی ضرور ہے لیکن اس میں " عرشیہ نہیں بس گارڈ کی باڈی ہے۔۔ کسی نے اٹیک کیا ہے عرشیہ کی اگڑی پر۔۔۔" دریاب نے اس وحشت چھائے ماحول میں خود کو چھڑوانے کی کوشش کرتے اس بپھرے جنونی شخص پر غراتے ہوئے اسے سمجھایا۔۔۔
صمصام اسکی غراہٹ پر جو چیخنے والا تھا ایکدم ساکت ہوا۔۔

اٹیک ؟"اسکی خوفناک سرد سرگوشی نما آواز فضا میں"
گونجی۔۔

ہاں اٹیک۔۔اس پر کسی نے اٹیک کیا ہے۔۔تم خود کو ہوش میں"
رکھو اس وقت ہوش سے کام لو۔۔تمہاری اس حرکت کے بارے
میں بابا جان کو معلوم پڑا تو غصے سے بپھر جائیں گے۔۔"دریاب نے
اپنے کانسٹبلز کو اس سے دور رہنے کا اشارہ دیتے اسے شانوں سے پکڑ کر
سمجھایا۔۔

وہ ان سے چھوٹا تھا۔۔لیکن وہ بچپن سے جنونی طبیعت کا مالک تھا،وہ
جہاں ہوش سے کام لیتے تھے صمصام زیدی وہاں آتش برپا کر دیتا تھا۔۔

آئی ڈونٹ کیئر!"وہ سرد برفیلے لہجے میں اپنی اوشن نیلی آنکھوں"
سے اس پر جتا کر ٹھہر کر بولا۔۔دریاب کا دماغ سنسنا اٹھا۔۔

کیونکہ تم سائیکو ہو! تمہیں فرق نہیں پڑتا پر تمہاری ان بدمعاشیوں" کا جواب ہمیں دینا پڑتا ہے۔۔" دریاب نے گرج کر کہا۔۔ اسکا دل چاہا اپنے بال نوچ لے۔۔

ہاں میں ہوں پاگل۔۔ صرف تم نہیں پوری دنیا جانتی ہے صمصام زیدی" پاگل ہے۔۔ جانتا صرف وہ نہیں جس نے صمصام زیدی کی عزت پر ہاتھ پر ڈالا ہے۔۔ مجھ سے ٹکر لیکر اسنے اپنی موت کو دعوت دی ہے۔۔۔ اور مجھے پتا ہے یہ کس نے کیا ہے۔۔۔ کون بار بار صمصام زیدی کو للکارنے کی جرات کر سکتا ہے۔۔" وہ اسکی سرخ ڈورے والی شہد رنگ آنکھوں میں اپنی سرخی مائل اوشن بیلو آنکھیں گاڑے پھنکارا۔۔

یہ صرف تمہارا جنون ہے جو تمہیں کچھ سوچنے نہیں دے رہا میرے" بھائی ذرا ہوش سے کام لو یہ وقت جذباتی پن کا نہیں ہے۔۔" دریاب نے بڑے ہونے کا فرض نبھاتے سخت پریشانی سے کہا۔۔ وہ جھنجھلا اٹھا۔۔

ہاں میں جنونی ہوں۔۔ میں نے تمہاری بہن کو اچھی طرح سمجھایا ہے"
میں پاگل ہوں جنونی ہوں۔۔ مجھے چیلنج کرنے کی کوئی سوچے گا تو میں اسکی
ہستی مٹا دوں گا۔۔
وہ لے گیا ہے اپنی بہن کو مجھ سے چھین کر۔۔۔ میں اس سے اسکی زندگی
چھین لوں گا۔۔" دلاور خان کا چہرہ سامنے آتے ہی اسنے ایکدم دریاب
کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے دھکیلتے آنکھوں میں آگ کی چنگاریاں لیے
شعلہ اگلتے لہجے میں کہا۔۔

صام!!!!" دریاب کے ضبط کی طنابیں ٹوٹی وہ پوری قوت سے دھاڑا مگر"
مقابل ہوش میں ہوتا تو اس پر اثر پڑتا۔۔

بہت ہو گیا۔۔ اس دنیا سے میری شرافت برداشت نہیں"
ہو گی۔۔ دلاور خان کو اب معلوم پڑے گا اسنے کس کے گریبان پر ہاتھ
ڈالا ہے۔۔ اگر اسے ہم سے بدلہ لینا ہے تو سامنے آئے۔۔ بزدلوں کی طرح بار بار
"ہماری کمزوریوں سے کھیلنا نامرد کی نشانی ہے۔۔

میں صمصام زیدی ہوں۔۔ یہ آج کی تاریخ میں اچھی طرح سب کو" معلوم ہو جائے گا۔۔" وہ غیظ و غضب بھرے لہجے میں دریاب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر باور کرواتا ایک نظر آگ کے بھڑکتے شعلے پر ڈال کر اپنی مٹھی میں گن کو بھینچے زمین پر کراہتے ہوئے انسپکٹر کے وجود کو پھلانگ کر اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔۔

اسکی چال میں زخمی انتقامی شیر کے تاثر تھے۔ اسکا لہجہ سفاکیت لیے ہوا تھا۔۔

دریاب اسکے لہجے میں سمائے جنون کو محسوس کرتا وہیں ساکت سا کھڑا رہ گیا۔۔ سب حیرت سے اسکی پشت کو دیکھ رہے تھے۔۔

صام کی ایک نظر ڈالنے پر ہی اسے پکڑے کھڑے اہلکاروں نے سرخ نیلی آنکھوں کو دیکھتے گھبرا کر اسکے بازوؤں کو چھوڑا۔۔

دریاب نے شکر کا کلمہ پڑھا کہ وہاں کوئی میڈیا نہیں۔۔جو اسکے سائیکوروپ کو اپنے کیمرہ میں قید کر کے اسے سائیکو ثابت کر سکے۔۔

یس سر ہم نکل پڑے ہیں کام پر۔۔۔"گارڈ نے اسکی کال پک کرتے ڈرتے" ہوئے تیزی سے کہا۔۔

رہنے دو اسے۔۔اور شہر کی تمام ہائی وے پر شعلے بھڑکا دو۔۔ہر راستہ" بلاک کر دو۔۔پورے شہر کے سڑکوں کو شعلے میں بدل دو۔۔لیکن اس میں کسی کی جان نہیں جانی چاہیے۔۔پر اس شہر میں قیامت برپا کر دو۔۔انڈر سٹینڈ!!!"وہ سرد لہجے میں بولتا آخر میں دھاڑا۔۔جب سب بے چین ہوں گے تو معلوم پڑے گا سارے عملے کو۔۔

یی۔۔یس سر!"وہ گڑبڑا کر بولے۔۔"

بہت شوق ہے تمہیں صمصام زیدی سے ٹکرانے کا دلاور خان۔۔لو میں" آرہا ہوں"وہ لہو آنکھیں سامنے روڈ پر گاڑی ڈالتے تیزی سے وہاں سے لے اڑا۔۔

صام!!" دریاب جب تک اسکے پیچھے بھاگا وہ گاڑی جہاز کی طرح اڑا" لے گیا تھا۔۔ پیچھے وہی سنسناتا ہوا ماحول اور وحشت رہ گئی۔۔

مرو جاؤ دفع ہو جاؤ ایک پاگل شخص دوسرے پاگل شخص سے لڑے گا" اور بیچ میں پیسنگ می۔۔ شٹ !!!" وہ غصے سے چیختا زمین پر پڑے پتھر کو ٹھوکر مارنے لگا تھا لیکن پتھر کچھ زیادہ ہی بھاری تھا نتیجہً دریاب کے جذبات دریاب پر بھاری پڑ گئے اسکی رگ وپے میں درد کی ٹیسیں اٹھیں۔۔ وہ کراہ اٹھا۔۔۔

سر ہمیں وہاں سے یہ بلٹس ملی ہیں۔۔ "معاً تبھی انویسٹیگیٹر کچھ بلٹس اسکے " پاس لے آیا۔۔ لیکن دریاب کو سمجھ نہیں آرہا تھا وہ یہاں سنبھالے، اپنی ماں کے پاس جائے یا عرشیہ کو ڈھونڈے یا پھر من کے پاس جائے۔۔

اسنے وہ بلٹس کے خول جو ایک سفید چھوٹی سی شاپر میں پیک تھے ان سے لیکر اپنی آنکھوں کے سامنے کیے۔۔

ناقیامت آئی نازلزلہ، اسکاوجود جیس تھاویساہی کھڑارہا۔اسکی آنکھوں میں لہواتر آیاتھا۔۔فضاؤں میں جیسے وحشت ناچنے لگی۔۔

ماموں!!"وہ ہوش میں آکراچانک حلق کے بل چیختااندر کی" طرف اندھادھندبھاگا۔۔حیدرشاہ اسکی چیخ پر بھی ہوش میں نا آئے البتہ انکے بازوؤں میں موجودوجود ہچکولے لینے لگاتھا۔۔

اور یہ دیکھتے خوفزدہ ہوکر ساحل نے جلدی سے اپنے پاکیٹ سے موبائل نکالا۔۔

ہیلوصارم!!"حیدرشاہ کے سر پر پہنچتے اسنے تیزی سے اس پر" صارم کانمبرڈائل کرتے ہوئے کال ملائی۔۔

دوسرے لمحے کال پک کرلی گئی،صارم کے جی بھائی کہتے ہی اسنے پکارا۔۔

"سب ٹھیک ہے کیاہوابھائی۔۔۔"ساحل کے لہجے میں تڑپ بے چینی محسوس کرتے وہ پریشان ہوکراپنی کیبن میں بیٹھاچیئر سے اٹھ کھڑاہوا۔۔

کچھ مت پوچھو اس وقت بس جلدی گاڑی لیکر شاہ ہاؤس پہنچو"
فاسٹ!!!" وہ بے بسی سے کہتا آخر میں ضبط سے چیخ پڑا۔۔
اسکی گرے آنکھوں میں ضبط کی سرخی پھیلنے لگی نمی نے کناروں کو چھوا۔۔۔
ایسی کیا قیامت ٹوٹی تھی کہ ایک دن میں سب تہس نہس ہو چکا تھا۔۔

رابطہ منقطع کرتے ہوئے موبائل جیب میں ٹھونس کر اسنے اپنے سیاہ شوز سے کانچ سائیڈ کرتے ہوئے حیدر شاہ کے سر پر بھاگ کر پہنچتے ساکت بیٹھے حیدر شاہ کے بازوؤں سے ایکدم کھینچ کر مہکار شاہ کے وجود کو نکالا۔۔۔

کیوں کیا آپ نے ایسا!!!" وہ کرب سے دھاڑا اپنے ماموں پر۔۔۔"
اسنے گھر میں متلاشی نگاہیں پھیریں پر احساس ہوا سواء حیدر شاہ کے وہاں کوئی نہیں تھا۔۔

مام!!!مام!! آنکھیں مت بند کرنا مام۔۔۔"وہ چیختا ہوا حیدر شاہ کو وہیں" چھوڑے مہکار شاہ کے جھٹکے کھاتے وجود کو بانہوں میں بھر کر حیدر شاہ کے گھر سے بھاگتے ہوئے نکلا۔۔

اس وقت اسکا یہاں سے بھاگنا ضروری تھا، اگر وہ بروقت کسی ہاسپٹل نا پہنچا تو مہکار شاہ خون بہاتی وہیں ختم ہو سکتی تھی اور پھر اسکا ماموں۔۔۔۔۔
سوچ کر اسکا دماغ سنسنا اٹھا۔۔اپنی گاڑی کی فرنٹ سیٹ کا ڈور کھول کر اسنے انہیں اندر ڈالا اور ٹھاہ کے ساتھ دروازہ بند کرتے دوسری طرف سے بھاگ کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔۔

اسے حیدر شاہ کو اس حالت میں چھوڑ کر جانا پڑ رہا تھا جہاں وہ ساکت بیٹھے شاید صدمے میں تھے۔۔۔
لیکن اگر ساحل اس وجود کو وہاں سے لیکر نا جاتے تو ماں کو تو بہت سال پہلے کھو دیا تھا پر اب ماموں کو بھی کھو دیتے اور شاید بیوی کو بھی۔۔۔۔

اسکی گاڑی جب مین روڈ پر تھی تبھی صارم کی گاڑی نے سامنے سے آتی دکھائی دی۔۔ اسکی گاڑی جب اسکے پاس سے گذری صارم نے ڈور کو اوپر کیا۔۔

یہاں رکو نہیں جاؤ اور ماموں کو ہاسپٹل لے جاؤ فاسٹ!!" صارم" کا چہرہ سپید ہو گیا۔۔
ڈیڈ کو کیا ہوا؟" اسکا دماغ گھوم گیا وہ وہاں سے تیزی سے گاڑی آگے بڑھا" لے گیا اور ساحل شاہ اپنی گاڑی کو جہاز کی طرح ڑا کر لے جا رہے تھے۔۔

صارم نے جھٹکے سے اپنی گاڑی بیچ سفید روش پر روکی، اور خود تیزی سے باہر نکلتا اندر کی طرف بھاگا۔۔
لیکن اندر کا منظر ہولناک تھا۔ دل دہلا دینے والا، مضبوط اعصاب کے مالک حیدر شاہ کو زمین بوس ہوئے پڑے دیکھ کر اسکے حلق سے دھاڑ گونجی۔۔

ڈیڈ!!!" وہ اندھا دھند انکی طرف بھاگا۔۔ اگر انہیں کچھ ہو گیا تو وہ اپنی
انت الحیات کو کیا جواب دیتا کہ وہ صرف اسکے باپ کو بھی نا
بچا پایا۔۔
صارم ان کے پاس پہنچ کر اسکے وجود میں چبھے کانچ کے ذروں کو دیکھتا
سنسناتے ہوئے دماغ سے بے جان ہوتے حیدر شاہ کو سہارا دیکر
اٹھانے لگا۔۔۔
اسکے لئے وہ لمحہ نہایت ہی اذیت ناک مشکل عالم تھا۔ لیکن
اسنے ہمت نہیں ہاری۔۔ اسکا دماغ ایک لمحے کیلئے وہاں کا حال دیکھ کر
جیسے کام کرنا بند ہو گیا تھا۔ وجود سرد تھا لیکن حیدر شاہ کا وجود تو
جیسے برف ہو گیا تھا اور چہرہ جو سرخ سپید ہوتا تھا وہ اس وقت
لٹھے کی مانند سپید پڑ چکا تھا۔۔

پلیز ڈیڈ خود کیلئے نہیں تو میری بازل کے بارے میں سوچ لیتے۔۔۔"
کیا ہو گیا ہے آپکو۔۔ سنبھالیں خود کو۔۔ اگر اسے کچھ ہوا تو صارم زیدی جی
نہیں پائے گا۔۔۔ اور آپ کو کچھ ہوا تو صارم زیدی کی زندگی ختم ہو جائے
"گی۔۔

وہ انہیں سہارا دیکر اپنی گاڑی کے پاس لے آیا تھا۔۔اور اب انہیں اپنی گاڑی میں ڈالتے التجا کرتا سوچ رہا تھا اگر بازل کو اپنے ڈیڈ کی اس حالت کا معلوم پڑا تو اس پر کیا گزرے گی۔۔

اسکی جنی تو پہلے مشکل سے زندگی کی طرف آئی تھی اور اب پھر سے یہ وحشتیں۔۔۔ڈرائیورنگ سیٹ سنبھالتے گاڑی زن سے وہاں سے لیکر بھاگا۔۔
پیچھے ویران تنہا وحشتوں میں ڈوبا گھر رہ گیا۔۔

oooooooooo

جہاز مقامی سرزمین پہ اپنے آشیانے پر لینڈ ہوا، فارس جو اتنی دیر اپنے دل کو سنبھالے بیٹھا تھا ایکدم سکون سے سیٹ بیلٹ کھولے اٹھا۔۔
کے بٹن blazer اسنے اپنی آنکھوں پر سیاہ گلاسس چڑھائے، اور سیاہ بند کیے۔۔

ہم آ گئے اپنے گھر؟" بتول خان نے اپنے بھتیجے سے پوچھا۔۔ وہ دلکشی سے "
مسکرایا" بالکل! ہم دانیال خان کو ایک بار پھر بدنام کرنے میں
کامیاب ہو گئے۔۔ اگر اب بڈھے میں غیرت ہو گی تو ضرور مر
جائے گا۔۔" وہ نفرت سے بولا۔۔

لیکن اگلے لمحے سر پر پڑنے والا تھپڑ زوردار تھا
بکواس بند کر فارس! تو نے کہا تھا اسے کچھ نہیں ہو گا۔۔" بتول"
خان کے دل کو ٹھیس پہنچی خان کیلئے برا سوچتے۔۔

فارس نے ضبط کرتے اپنی پھوپھو کو دیکھا۔" عمر ڈھل گئی لیکن شرم
ابھی تک نہیں آئی۔۔" انکی مانگ کے بالوں میں بھری چاندنی کو
دیکھتے وہ سوچنے لگا۔۔
اور پھر اپنی سوچ پر گڑبڑا گیا۔۔
استغفراللہ وہ میری پھوپھو ہے جسے نے مجھے محبت کرنا سکھائی اب "
اسکے خلاف ہی میں توبہ توبہ۔۔" وہ خود کو خیالوں میں ہی
سرزنش کرتا توبہ کر گیا۔۔

آپ بے فکر رہیں۔۔ میں آپکی شادی کروا کر ہی رہوں گا۔۔ میں" دانیال خان کی بیٹی کو طلاق دلوا کر اس سے شادی کروں گا اور آپ دانیال خان کی خانم کے اینڈ ہونے پر خود شادی کر لیجئے گا۔۔ پھر چلیں گے گاؤں دھوم دھام سے۔۔" وہ مستقبل کی پلاننگ انکے گوش گزار تا بولا۔۔ بتول بانوں شرما گئیں۔۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔ آہہہ۔۔۔ "وہ قہقہہ لگا رہا تھا کہ اچانک اسکا قہقہہ چیخ" میں تبدیل ہو گیا۔۔ جہاز کا دروازہ کھلا بتول بانوں خوفزدہ ہو کر ہڑبڑا گئیں۔۔

فارس نے جب اپنے حواس بحال کیے، اپنے پاؤں کو دیکھا جسے کچلا گیا تھا اور پھر اپنے آگے سے گزر کر جاتے وجود کی پشت کو دیکھا۔۔

"benvenuto in Italia"

(اٹلی میں خوش آمدید)

اسنے جیسے اپنا پہلا قدم اٹھایا تھا، سامنے کھڑی اطالیہ کا ہاتھ میں چھوٹا پرچم لیے سرخ پھولوں کا گلدستہ پیش کرتے ہوئے اپنے

مقامی زبان میں ایک اٹالین سرخ و سپید رنگ کی مالک مارڈن سی لڑکی نے اسکا ویلکم کیا۔۔

جہاز ایک بڑے سے ایئرپورٹ پر آکر اترا تھا، دروازہ جیسے ہی اسکا کھلا
ریڈ کلر کی لانگ شرٹ، اور بیلو جینز اوپر لانگ سلور کا کوٹ پہن رکھا تھا جو کہ اسکی پنڈلیوں تک آرہا تھا، کوٹ کا کالر کافی موٹا تھا، بازوؤں پر بڑے بڑے خوبصورت بٹن لگے ہوئے تھے، اور پاؤں میں سلور ہی رنگ کے بڑے بوٹس پہن رکھے اسنے۔۔
اسکے سنہری دراز بال پشت پر بکھرے ہوئے تھے، جو کہ تیز ہوا کی دوش پر اڑ رہے تھے۔۔ سرخ و سپید رنگت اور گلابی گالوں پر اسکی سنہری لٹیں لہرا رہی تھیں۔۔

تھینکس!" اسنے سمجھ کر سر ہلاتے ہوئے خوش اخلاقی سے لڑکی کا دیا ہوا" گلدستہ اپنے ہاتھ میں تھام لیا۔۔
اور پیچھے سب وجود کو ساکت و ششدر چھوڑ کر اسنے جہاز کی سیڑھیوں پر پہلا قدم رکھتے ہوئے نیچے اترنا شروع کر دیا۔۔

"یہ سب کیا ہے؟" پھوپھو نے زوردار کہنی فارس کو مارتے ہوئے
ہوش دلایا۔۔وہ ہڑبڑا کر اپنا منہ بند کرتا ہوا پھوپھو کو دیکھنے لگا۔۔
"یہ کون تھی؟" اسنے ناسمجھی سے دیکھا۔۔
"عرشیہ کہاں ہے؟" وہ جھٹکے سے مڑ کر ڈاکٹرز پر دھاڑا۔۔۔

سس۔۔سر وہی میم تھیں۔۔جو آپ کے پاؤں پر پاؤں رکھ کر ابھی نیچے اتری
ہیں جہاز سے۔۔اسے ہوش آگیا اور وہ ہمارا شکریہ ادا کرتی انگڑائی لیکر
نیچے اتر جہاز سے نکل گئی۔۔"ڈاکٹر نے گھبراتے ہوئے ڈرتے اسے
بتایا۔۔

پھوپھو کا چہرہ سپید پڑ گیا۔۔۔
"تو اس عائشہ کی بیٹی کو اٹھالایا ہے یا کسی اور کو منحوس۔۔ایک کام تم
سے ڈھنگ کا نہیں ہوتا۔۔" پھوپھو غصے میں اپنے بھتیجے پر بھڑک
اٹھیں۔۔

بڑھاپے نے آپ کو اندھا کر دیا ہے۔۔وہ عرشیہ ہی تھی۔۔ میں" خود کچھ سمجھ نہیں پا رہا اسے۔۔کچھ تو گڑبڑ ہے۔۔" وہ غصے ضبط سے نیچی آواز میں پھوپھو پر غراتا صدمے کی کیفیت میں ایکدم جہاز کے دروازے کی طرف بھاگا۔۔

مجھے تو لے جاؤ!!" پھوپھو وہاں خود کو اکیلا پا کر فارس کے پیچھے ہی بھاگی۔۔" وہ جب جہاز سے اتر کر نیچے آئے عرشیہ خان تیز ہوا کی وجہ سے اپنے بالوں کو کانوں میں اڑستی ہوئی وہاں موجود ایئر ہوسٹس سے مصافحہ کر رہی تھی۔۔

عرشیہ۔۔"فارس بھاگتا ہوا اسکے برابر میں آیا اور جھٹکے سے" شانے کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔۔عرشیہ اس افتاد پر گرتے گرتے بچی۔۔
اسکا بھاری بوٹس میں موجود پاؤں پھوپھو کے نفیس چپل میں موجود پاؤں پر آگیا۔۔جہاں پھوپھو بتول کی چیخ نکلی تھی وہیں عرشیہ نے فارس کی اس بدتمیزی پر ایک زناٹے دار تھپڑ فارس کے گال پر مارا۔۔۔

وہاں موجود سب نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ دیئے۔۔ پھوپھو جو اسکے پاؤں تلے اپنا پاؤں دیکھ کر چیخنے والی تھیں فارس پر پڑتے تھپڑ کو دیکھ کر انکے حلق میں ہی چیخ سکڑ سمٹ کر چھپ گئی۔۔

تمہیں کوئی تمیز نہیں ہے کسی کو مخاطب کرنے کی۔۔"فارس کو" طیش میں مٹھیاں بھینچتے دیکھ کر عرشیہ نے اپنی آنکھوں سے سیاہ گلاسس اتارتے ہوئے اسکی نیلی غصیلی آنکھوں میں دیکھ کر غصے سے کہا۔۔

"!!!تم۔۔"

ایک تو وہاں سے کڈنیپ کر کے یہاں لا کر تم نے مجھے پتا ہے کتنی خوشی دی" ہے۔۔پر یہ چیپ حرکت کر کے تم نے ثابت کر دیا تم وہی چھ روپے کے سستے فادی ہو۔۔۔

لڑکی کڈنیپ کر کے لائے ہو کچھ روعب دکھاؤ، کچھ باگڑ بلے والا ایٹیٹیوڈ لاؤ۔۔ لیکن تم وہی گھسے پٹے سے فارس فادی۔۔۔ سارا چارم ہی ختم کر دیا۔۔ میں نے اتنی زبردست انٹری ماری اور تم وہی سستے سے ولن۔۔۔"

اسکی بات غصے سے کاٹ کر وہ اپنے خواب کو پورا ہوتے دیکھ کر جتنی خوش تھی اتنا فارس کی گھٹیا حرکت پر غصے سے اس پر چڑھ دوڑی۔۔

وہ ہکا بکا سا اسے دیکھتا رہ گیا۔۔ جبکہ پھوپھو کی اتنی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ اسے مخاطب کر کے اپنا پاؤں اسکے بوٹ تلے نکال لے۔۔۔
وہ ضبط کرتے کرتے دھڑی ہوئی جا رہی تھیں۔۔
عرشیہ کا موڈ نہایت چڑچڑا ہو چکا تھا، اسکے برعکس فارس صدمے کی کیفیت میں غیر یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔
اسکے توقع مطابق وہ اس پر چیخے گی روئے گی اپنے بھائی باپ ماں شوہر سب کیلئے تڑپے گی چلائے گی۔۔
اور وہ اسکے ہاتھ پاؤں منہ باندھ کر اسے اٹھا کر لے جائے گا۔۔ لیکن یہاں تو سب کچھ الٹا تھا، سارے جذبات بدل گئے تھے۔۔

تمہیں میں اغوا کر کے لایا ہوں۔۔ "فارس نے اسکی اوور ایکٹنگ پر" جبڑا بھینچ کر غصے سے اس پر جتایا۔۔

گڈ! بالکل ایسے۔۔ ایسے ہی ری ایکٹ کرو۔۔ تم نے اپنی موت کو دعوت دی" ہے، اور موت کو دعوت دینے والا بندہ معمولی تو نہیں ہوتا۔۔۔" وہ اسکے چوڑے شانے پر ہاتھ مار کر شاباشی دیتی بولی۔۔

فارس تمسخرانہ انداز میں مسکرایا۔۔ "موت کو دعوت میں نے نہیں ڈارلنگ! اب جو مجھ سے الجھے گا وہی اپنی موت کو ساتھ لائے گا۔۔"

آئی لائیک اٹ! مجھے اغوا کرنے والے میں اتنا دم تو ہونا چاہیے۔۔ آئی ایم شیور مجھ سے الجھنے سے پہلے تم نے میرے بارے میں تو ضرور جان لیا ہوگا۔۔" وہ متاثر ہو کر بولی۔۔ "

ویسے ہم کہاں جا رہے ہیں؟" وہ استفسار کرتی جونہی پلٹی اپنے پیچھے ہی کھڑی پھوپھو بتول کو دیکھ کر چونک گئی۔۔ "

بیہوش ہونے سے پہلے ہی اسنے صرف فارس کا چہرہ دیکھا تھا، اسے امید نہیں تھی اسے اپنی سگی پھوپھو سے بھی ملنے کا موقعہ ملے گا۔۔

وہ انکے پاؤں پر بوٹ کی ایڑی رکھ کر پوری انکی طرف گھوم گئی۔۔۔ جہاں پھوپھو کی چیخ نکلنی تھی وہیں عرشیہ نے جوش سے انہیں اپنے گلے لگایا۔۔۔

"سگی پھوپھو!! میں بتا نہیں سکتی میرے اس ایڈونچر پر میں آپ کو دیکھ کر کتنا خوش ہوئی ہوں۔۔ آئی مس یو سو مچ۔۔ اللہ آپکی زندگی دراز کرے میں ابھی سوچ رہی تھی کہ آپ ہوتی تو معاملہ ساتھ نمٹا لیا جاتا۔۔ پر آپ تو نام لیا شیطان حاضر کی مثال بن گئی۔۔" وہ چیخ چیخ کہہ رہی تھی جس میں پھوپھو کی چیخیں دب گئی تھیں۔۔

"دور رہو مجھ سے منحوس لڑکی۔۔" دفعتاً پھوپھو کا ضبط ٹوٹا وہ چیختی عرشیہ کو خود سے دور پھینک چکی تھیں۔۔

"آہہہ۔۔" عرشیہ پیچھے کی جانب گرتی اس سے پہلے ہی فارس نے بوکھلا کر عرشیہ کو گرنے سے بچاتے ہوئے تھاما

"پھوپھو!!" فارس بپھر کر اپنی پھوپھو پر غرایا۔۔

مت بھولیں ہم دونوں کے بیچ کیا ڈیل ہوئی تھی۔۔ آپکو اسے اپنی بہو کی طرح" ٹریٹ کرنا ہے۔۔ میں ظلم ستم کا شوقین نہیں۔۔"وہ غصے سے باور کرواتا ان سے بولا۔۔

پھوپھو نے صدمے سے بھتیجے کو پاؤں کی طرح دھیان دلانا چاہا مگر تکلیف کی شدت سے آنسوؤں کا گولا انکے حلق میں پھس نے کی وجہ سے آواز دب گئی۔۔۔
فارس کے اسکے حق میں لڑنے کے بعد اسنے اسے پیچھے دھکا دیا اور خود سیدھی کھڑی ہوئی۔۔ فارس گڑبڑا کر اس افتاد پر سنبھلہ اور مشکل سے اپنی خفت پھوپھو کے سامنے سے چھپائی۔۔۔

گاڑی کہاں ہے اور اس وقت اٹلی کے کس شہر موجود ہیں ہم؟"اسنے" اپنا کوٹ ٹھیک کرتے پوچھا یا تھ میں موجود گلدستہ پھوپھو کی طرف پھینکتے وہ کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر فارس کی طرف پلٹی۔۔

فارس کی سمجھ سے اسکا انداز باہر تھا، وہ خود اس وقت کنفیوژ تھا۔۔

ہم اس وقت اٹلی کے روم شہر میں موجود ہیں اور یہ رہی تمہارے "
لیے گاڑی۔۔"اسنے مسکرا کر کہتے ہاتھ ایک بلیک چمکتی ہوئی لگژری
فراری کی طرف ہاتھ کا اشارہ دیا۔۔

عرشیہ نے دیکھا اور مسکرا دی۔۔۔"کول!"اسنے آئی برو اچکا کر
سراہایا۔۔۔
تمہارا یہ سکون ڈارلنگ تب تک ہے جب تک تمہیں یہ "
خوش فہمی ہے کہ صمصام زیدی کی چِپ تم میں اب تک موجود ہے۔۔
لیکن بقول تمہارے فادی ہونے کے ناطے میں تمہیں بتا دوں کہ وہ
چپ میں نکال چکا ہوں۔۔
اسلئے اپنا ماتم کر لو تا کہ ہم سکون سے گھر جا سکیں۔۔"اپنے تئیں
فارس نے مخصوص ٹھہرے ہوئے لہجے میں اسکے سر پر دھماکہ
کیا۔۔
ہاہاہا کتنا اچھا بول لیتے ہو تم۔۔کاش میں تمہاری مدد کر سکتی۔۔"وہ"
کھکھلا کر بولی۔۔پھوپھو کو اس پر سخت غصہ آرہا تھا۔اگر اس وقت
دانیال شادی کیلئے مان لیتا اس وقت عرشیہ شاید کبھی کسی کے
سامنے اتنا بول نا پاتی۔۔

یہی تمہارے انداز مجھے اندر تک گھائل کر دیتے ہیں۔۔"فارس نے"
گہری نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔عرشیہ نے اڑتی بالوں کی لٹ کو انگلی پر
لپیٹ کر ہلکا سا مسکرائی۔۔

آگے آگے دیکھتے جاؤ باہر سے بھی گھائل کر دوں گی۔۔ویسے کتنی عام سی"
چوائس ہے تمہاری۔۔اور ایک وہ ہے صام چام ڈاٹ کام۔۔پورا
سائیکو سائیں۔۔"وہ اسکی پسند انگڑائی کمر پر موجود تل پر جنون
خیزیاں یاد کرتی سرخ پڑ گئی۔۔

تمہیں پتا ہے پچھلی بار جب ہم باہر گئے تھے ایک لڑکا مجھے دیکھ کر"
فلرٹ کرنے لگا۔۔میں نے بھی تھوڑا بہت کر دیا۔۔پھر کیا تھا۔۔
اس سائیکو نے وہاں اس لڑکے کو مارا کہ آئندہ وہ فلرٹ کرنے لائق
نا رہا۔۔اور مجھ سے وہ حساب لیا کہ آئندہ میں بھی اسکے علاوہ کسی کو
دیکھ نا پائی۔۔۔"وہ چلتی ہوئی بولتی گاڑی کے پاس آئی۔۔

ویسے شکر ہے مجھے اغوا کرنے والے تم تھے۔۔ اگر تمہاری جگہ کوئی اور ہوتا تو" اتنی ایکسائیٹڈ میں نا ہوتی۔۔" اسنے گاڑی پر اپنی انگلیاں پھیرتے کہا۔۔

تو پھر کب لے رہی ہو اس فارمی سے طلاق۔۔۔" فارس نے دل" جلانے والی مسکراہٹ لبوں پر سجا کر پوچھا۔۔ اسے پتا تھا اب وہ بھڑکے گی اور اصلیت میں آئے گی۔۔

جب تم کہو۔۔ میں تو کہتی ہوں ابھی رابطہ کرو۔۔ میں اس پاگل کو" برداشت نہیں کر سکتی۔۔
میں ایک نارمل سی عام سی بندی، ایک گھسی پٹی دکھوں کی ماری۔ لیکن وہ جب شرٹ لیس ہو کر میرے سامنے آتا ہے۔۔ مجھے جن آ جاتا ہے۔۔ اگر ایسا ہی رہا تو میں خود کو شاید کھو دوں گی اس میں۔۔ اچھا ہے اسے سبق ملے۔۔ وہ جب تڑپ کر میرے پاس آتا ہے تب اسکے جنون کا انداز تباہ کن ہوتا ہے۔۔" وہ اسکے کان کے قریب اپنے لب کرتی سرگوشیانہ بولی۔۔

اور پیچھے ہو کر فارس کے سرخ تپے ہوئے چہرے کو دیکھتے آنکھ دبا کر گاڑی کی دوسری طرف آئی اور ڈرائیونگ سیٹ کا ڈور کھول کر نشست پہ بیٹھی۔۔

فارس نے ضبط کرتے ہوئے مٹھیاں بھینچ لیں۔۔۔
کیا بول رہی تھی کان میں۔۔ یہ کیسے لڑکی ہے پتا نہیں چل رہا اغوا"
"اسنے ہمیں کیا ہے یا ہم نے اسے۔۔

جن ہے اسے۔۔" وہ غصے سے کہتا ضبط سے گاڑی کی فرنٹ سیٹ پہ"
بیٹھا۔۔ وہ ہلکے میں لے رہی تھی اسے۔۔ اسکے تو اچھے سے کس بل نکالنے کا
سوچ رہا تھا۔۔

اللہ اللہ عائشہ کی لڑکی کو جن ہے۔۔" پھوپھو سن کر ہول اٹھیں۔۔" تم"
نے پہلے کیوں نہیں بتایا فارس! میں تیری شادی ایسی لڑکی سے
ہرگز نہیں کروا سکتی جسے جن ہو۔۔ تو پہلے اسے طلاق دلوا پھر اسے اپنے
گاؤں والے پیر بابا کے پاس لے جائیں گے۔۔ نہیں تو نکاح میں جن بھی
ہمیشہ کیلئے قید ہو جائے۔۔" وہ اسے غصے سے سخت لہجے میں ہدایت

دیتیں جیسے ہی گاڑی میں بیٹھی اکتائی ہوئی عرشیہ نے ایکدم سے گاڑی اسٹارٹ کی پھوپھو ایک زوردار چیخ کے ساتھ پوری سیٹ پر لیٹ گئیں۔۔۔

سٹاپ اٹ !!گاڑی آہستہ چلاؤ بیوقوف تم پریگنینٹ ہو۔۔۔"اسے " فاسٹ ڈرائیونگ کرتے ہوئے دیکھ کر فارس بتول پھوپھو کو اٹھنے کی کوشش میں سیٹ سے نیچے گرتے دیکھ کر وری قوت سے چلایا۔۔۔

ھتا۔۔ آئی ایم ناٹ پریگنینٹ!" prank ڈونٹ وری!وہ بس ایک " عرشیہ نے اپنے پر سکون ماحول میں ڈرائیونگ کرتے عام سے لہجے میں فارس کے سر پہ دھماکہ کیا۔۔۔

واٹ !!!!پر تم املی کھا رہی تھی۔۔"وہ اپنے بال پکڑ کر صدمے سے چیخا۔۔۔" واٹ نانسینس!کیا املی کھانے والی لڑکی پریگنینٹ ہوتی ہے مسٹر " فارس؟ تبھی تو کہا مجھے کڈنیپ کرنے سے پہلے مجھے جان تو لیتے کیا پتا تم مجھ سے الجھنے سے پہلے توبہ بھی کر لیتے۔۔۔"استہزائیہ کہتے اسکے لہجہ انت میں سرد ہو گیا۔

فارس نے چونک کر اسے دیکھا۔۔ عرشیہ نے جھٹکے سے گاڑی کو روکا۔۔ گاڑی کے زوردار جھٹکا لگنے پر پھوپھو جو اٹھنے کی انتھک کوششیں کر رہی تھیں دھرام سے منہ کے بل سیٹ سے نیچے گریں۔۔

فارس!!" پھوپھو کی گھٹی گھٹی چیخ گاڑی میں دب گئی۔۔"
آئی سے اسٹاپ اٹ عرشیہ!!" اپنی پھوپھو کی حالت دیکھتے"
فارس حلق کے بل چلایا۔۔۔

پھوپھو سیٹوں کو سہارا لیکر نیچے سے اٹھیں۔۔
یہ سب کیا ہے؟؟؟ڈیم فول میں تمہیں اغوا کر کے لایا ہوں۔۔ تمہیں"
ڈرنا چاہیے مجھ سے اور تم ہو کہ انجوائے کر رہی ہو عقل سے پیدل عورت۔۔"
اسکا دماغ گھوم گیا اسنے عرشیہ کے بالوں کو پکڑ کر سر کو جھٹکا دیتے
غراتے ہوئے کہا۔۔

تم نے وہاں سے مجھے نکال کر بہت ہمت والا کام کیا ہے۔ کیونکہ کچھ ایسا" میں بھی چاہتی تھی جس سے نا صرف میری اہمیت اس باگڑ بلے پر واضح ہو بلکہ میرے دل کا بھی ٹکراؤ ہو اور وہ سب کے سامنے آئے۔۔

اب ایسا میں بلی کا بکرا کہاں سے لاتی۔۔؟" وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر کہتی فارس کو دیکھنے لگی جس کی آنکھیں حد سے زیادہ پھیل چکی تھیں بلکہ اسکا دماغ بھک سے اڑ گیا تھا۔۔

پھر میرے سامنے تم آئے۔۔ سب مجھے جنگلی بلی کہتے ہیں۔۔ تم اس" سے بھی نا سمجھے کہ میں کوئی گھسی پٹی سی لڑکی نہیں۔۔۔ بلکہ عرشیہ خان ہوں۔۔۔" اسکا ہاتھ ابھی تک عرشیہ کے بالوں میں تھا مگر عرشیہ نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے اچانک زوردار مکا اسکے منہ پر دے مارا۔۔۔

آہہہ۔۔" فارس چیخ کر اس اچانک کی افتاد پر بلبلاتا ہوا اس" سے دور ہوا۔۔ پھوپھو جو ابھی اپنے حواس بحال کر رہی تھیں فارس پر پڑتے مکے کو دیکھ کر وہ زوردار چیخ سے واپس گاڑی میں دھرسے گریں۔۔

جاہل عورت دھوکہ کیا ہے مجھ سے۔۔" وہ غلیظ گالی دیتا چیخا۔۔۔ ****"

آواز نیچی! میں تمہارے باپ کی جاگیر نہیں جس پر تم چلاؤ"
گے۔۔ اگر ایک بار مزید اپنی آواز میرے سامنے اونچی کی بھیجے سمیت
لات مار کر گاڑی سے باہر پھینک دوں گی۔۔" اسنے جھٹکے سے اپنے کوٹ کی
بڑی سے جیب میں موجود گن کو نکالتے ہوئے اسکے سر پر رکھتے دوسرے
میں اسکے بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر سر کو پیچھے جھٹکا دیا۔۔

جہاں فارس کو اپنی آنکھوں کے آگے موت ناچتی دکھائی دے رہی تھی
وہیں پیچھے سے پھوپھو جو اٹھنے کی پھر سے ہمت کر رہی تھیں فارس کے
سر پر موجود گن کو دیکھتے چلا کر پھر سے دہلتی اس بار تو حواس کھو کر منہ
بل آگے کو گریں۔۔

تم نے مجھے چیٹ کیا۔۔" فارس غصے سے بولا۔۔ وہ چیخنا چاہتا تھا"
مگر سر پر موجود گن کی وجہ سے اس میں ہمت نہیں ہو پا رہی
تھی۔۔۔
ہاہاہاہا۔۔۔ چیٹ تو تم نے کیا سالے حر***! مزے کی بات"
بتاؤں۔۔ تم نے جن گارڈ پر اٹیک کیا تھا وہ گارڈ ہی ہمارے نہیں تھے۔۔

میں جانتی تھی میں صبح ہی کڈنیپ ہونے والی ہوں۔۔اور مجھے کڈنیپ کرنے والا کالیا تھا۔۔پر تم پھر نئے گارڈز کے ساتھ آ گئے۔۔

وہ میری ماں کو بھی ساتھ کڈنیپ کرنے والا تھا لیکن میں نے اپنی ماں کو الگ گاڑی میں بھیج کر خود اس گاڑی میں آ گئی تھی جس پر تم نے اٹیک کیا تھا۔۔

اور میں یہ بھی جانتی تھی تم ضرور مجھے صام سے چھیننے کی کوشش کرو گے۔۔تمہیں حرکت میں دیکھ کر میں بھی اپنی ماں کے گھر آ گئی تاکہ تمہارے لیے آسانی ہو۔۔

اور تم مجھے اغوا کر سکو تاکہ میں جو فرار کے راستے ڈھونڈ رہی ہوں اسکے بکرے تم بنو۔۔اب جب تم دلاور کے ہاتھوں یا صام کے ہاتھوں پسو گے۔۔ تب میں بالکل معصوم بن جاؤں گی۔۔ہاہاہا۔۔"وہ قہقہہ کرانجوائے کرتی اسکے سر پہ ایک کے بعد دوسرے دھماکہ کر رہی تھی۔۔۔

تم اتنی گھٹیا چالاک شاطر لڑکی نکلو گی میں نے سوچا تک نہیں تھا۔۔"فارس ضبط سے سرخ پڑتا چلایا۔۔"اور تمہیں کیا لگتا ہے میں تمہارے گن دکھانے سے ڈر جاؤں گا۔۔"اسنے اسکی

آنکھوں میں اپنی ضبط سے سرخ آنکھیں گاڑھ کر استہزائیہ ہنس کر کہا۔۔

اگلے لمحے عرشیہ نے ٹیلر دکھاتے ہوئے سائلنسر لگی گن کا منہ فارس کے ٹانگ کی طرف کیا اور بغیر پبلک پلیس کا خیال کرتے ہوئے ٹھاہ کے ساتھ فائر کر دیا۔۔

فارس جو غیر یقینی سے اس چھوٹی سی لڑکی کو گن چلاتے دیکھ رہا تھا اگلے پل ٹانگ میں گرم شعلے کی مانند چبھتی ہوئی گولی کو محسوس کرتا غرا اٹھا۔۔

اپنی سوچ کے مطابق کسی کو جج نہیں کرنا چاہیے۔۔ورنہ انسان ہمیشہ " خارے میں جاتا ہے۔۔ میں جب سترہ سال کی ہوئی تھی تب ہی تنگ آچکی تھی لوگوں کی باتوں سے گالیوں بری نظروں سے۔۔اور بار بار رونے دھونے سے۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے ایک کرمنل بھائی کی بہن والی زندگی گزارنے کے بعد میں تمہیں نارمل لڑکی بن کر روتی دھوتی ماتم کرتی

ہوئی ملوں گی۔۔۔" اسنے اپنے مخصوص سرد لہجے میں چبھتے استہزائیہ پوچھا۔۔۔

نا میرے پتر! جو ٹرننگ میرے پھاپھا کٹنے کو اسکی جاب پر" ملی تھی وہی اسکی ٹرننگ اسنے صرف اسلئے مجھے دی تھی تاکہ تم جیسوں کو منہ توڑ سکوں۔۔۔

میری تربیت میری ماں سے زیادہ میرے بھائی دریاب خان نے کی ہے۔۔ اور عرشیہ خان سے ٹکرانے کا مطلب دریاب خان سے ٹکرانا۔۔

اور سالے چوزے تُو تو اسکے ایک ہاتھ کی بھی مار برداشت نا کر سکے۔۔ ہاہاہا۔۔ کبھی اسکے ھتانے جا، وہ تیری اوپر نیچے سے اکھاڑ دے گا۔۔ ہاہاہا۔۔" وہ محظوظ ہوتی قہقہہ لگا کر بولی

فارس اسکے بدلے لب و لہجے پر ششدر رھا۔۔

چل اب بعد میں فوت ہونے پہلے گھر بتا اپنا۔۔ مجھے" ریسٹ کرنی ہے ایڈیٹ لانے سے پہلے ہاتھ منہ تو باندھ دیتے کچھ اذیت

کی ماری لاچاری سسکتی ہیروئن والی فیلنگز تو آتیں۔۔۔"وہ بدمزہ ہوتی گاڑی اسٹارٹ کر چکی تھیں۔۔۔

صرف ایک وہی ہے جو مجھے بے بس کر سکتا ہے۔۔۔"وہ معنی خیزی سے" آنکھ دبا کر صام کو سوچتی بولی اور ہنستی ہوئی گاڑی پھر سے اپنی سابقہ رفتار پر ڈال کر بھگائی۔۔

فارس کیلئے کچھ کہنے کیلئے بچا کیا تھا، وہ بیچاری۔۔۔افسوس بیچارہ صدمے میں جا چکا تھا۔۔

اسنے تو خونخوار سی عرشیہ کو اٹھایا تھا، یہ بمباری شاہ کہاں سے آ گئی تھی۔۔۔
کتنا بڑا دھوکہ ہوا تھا اسکے ساتھ۔۔وہ کہیں بیٹھ کر ماتم بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔حالانکہ اسکا دل چاہ رہا تھا سب کچھ تہس نہس کر دے۔۔
وہ سب کو مخلص بن کر بے وقوف بنا رہا تھا، یہاں عرشیہ خان نے معصوم بن کر اسے بیوقوف بنا دیا تھا۔۔

ooooooo

ooooooo

اسنے جیکی نے ملکر لان کو سجایا تھا، اس سرخ قلعے نما گھر کے آگے جو چھوٹا سا لان تھا وہاں اسنے خیری کی کامیابی کی خوشی میں چھوٹی سی پارٹی ارینجڈ کی تھی۔۔

جس میں انوائیٹڈ پہلے تو صرف مہمان خاص "دلاور خان" تھا جسے توقیع نے لاکھ منتوں کے بعد پارٹی میں شریک ہونے کیلئے منایا تھا۔۔ اسکے بعد دلاور کا دوست پیدرو بھی اپنی گرلفرینڈ جیزی کے ساتھ آگیا تھا۔۔ اور پارٹی کا مزی دوبالا ہو گیا تھا۔۔

پیدرو ایک لمبا چوڑا سا امریکن تھا، جسکے چوڑے بازوؤں پر ٹیٹو بنے ہوئے تھے۔۔ بڑے سے بال اور تیکھے نقوش تھے۔۔ اور جیزی خاموش مگر بے انتہا خوبصورت برٹش لڑکی تھی۔۔

رات کا وقت تھا، لان میں جیکی نے کچھ لکڑیاں اکٹھے کر کے آگ جلائی ہوئی تھی۔۔

لائیٹ اسنے بند کر دی تھی، برقی قمقموں کی روشنی اور سیاہ آسمان پر موجود چاند ستاروں نے خوبصورت روشنی پھیلائی ہوئی تھی۔۔
ماحول مسمرائز کرنے والا تھا، ایک تو وہاں کا پہاڑی علاقہ سرسبز زمین ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں نے مسرور کیا ہوا تھا سب کو۔۔
شرٹ پہنی تھی۔۔ خیری کیلئے polo جیکی نے بیلو جینز پر وائیٹ ڈریس توقیع اپنے ساتھ آج اسے لیکر گئی تھی بازار اور اپنے اسکے کپڑے لے آئی تھی۔۔۔
خیری کو تیار کر کے وہ خود تیار ہونے اپنے روم میں چلی گئی تھی۔۔ دلاور پیدرو کے ساتھ لان میں کھڑا تھا۔۔ کافی وقت بعد ملے تھے دونوں تو ایک دوسرے سے حال احوال پوچھ رہے تھے۔۔
جینزی وائیٹ ٹاپ بلیک وائیٹ مکس کلرنگ کی اسکرٹ پہن رکھی تھی۔۔ وہ خاموش لب سیل کر بیٹھی تھی جب سے آئی تھی۔۔

آپکی وائیف کہاں ہے۔۔۔"جیزی اکیلی بیٹھ کر بور ہوتی چلتی ہوئی"
پیدرو کے بغل میں آکر کھڑی ہوئی اور مقابل کھڑے دلاور سے
استفسار کیا۔۔

وہ تیار ہو رہی۔۔۔۔"
بھابی آ گئی۔۔"معاً دلاور کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی جیکی نے"
اچانک پر جوش ہوتے کہا۔۔ان تینوں نے پلٹ کر گھر کے
اندرونی دروازے کی طرف دیکھا۔۔

واؤ!"جیزی کے منہ سے بے ساختہ نکلا پیدرو بھی ٹھٹھک کر"
مبہوت ہو گیا تھا جبکہ دلاور تو ساکت مسمرائز سا جہاں کا تھا
وہیں بت بن گیا تھا۔۔۔
بڑے سے گھیر دار پاؤں کو چھوتے فراک میں، سنہری بالوں کا
جڑا بنائے، آگے سے دو بڑی سی لٹیں نکال کر رکھی تھیں۔۔سفید موتیوں
والا دوپٹہ اسنے خوبصورتی سے آگے ڈال کر بالوں کے جوڑے پر بھی ڈال رکھا
تھا۔۔پاؤں میں نفیس سی ہیل پہنیں بے حد خوبصورت لگ رہی
تھی۔۔اور اسکے ساتھ اسکے ہاتھ کو تھام کر سفید روش پر چلتے ہوئے

خیری تھا جسنے بلیک تھری پیس پہنا ہوا، سیاہ بوٹ ڈریس میں وہ چھوٹا نواب لگ رہا تھا۔۔

اسنے توقیع کا ہاتھ تھاما ہوا تھا اور اسکا ہاتھ پکڑے سفید روش پر چلتا ہوا سیدھا ایک سائیڈ سرسبز گھاس پر کھڑے وائیٹ شرٹ جسکی آستین کہنتیوں تک فولڈ کی ہوئی تھی، شعٹ کالا پرواہی سے اوپری بٹن کھلا ہوا تھا۔۔ بیلو پینٹ، پاؤں میں شوز پہنیں تھے جو کہ اکثر اوقات گھر میں پہنتا رہتا تھا

خیری اسے شرافت سے لیکر دلاور کے پاس آگیا، اور آکر اسکے مقابلے کھڑا کر دیا۔۔ پیدرونے اسکے کندھے پر ہاتھ مار کر اسکی پسند کو سراہایا۔۔

دلاور نے اسکے میک اپ سے مبرا چہرہ دیکھا، اسکی گھنی جھکی پلکوں سے نظریں ہوتی چھوٹی سی ناک پر آئیں اور سرخ گلاب کی پتیوں جیسے ہونٹوں سے ہو کر گردن پر سرک گئیں۔۔۔

جیکی نے دلاور کی پھسلتی گہرائی سے جائزہ لیتی آنکھوں کو دیکھ کر بے ساختہ سیٹی ماری۔۔اور اسکی اس سیٹی میں خیری اور پیدرو دونوں نے ساتھ دیا۔
توقیع ایکدم سٹپٹا کر شرمندہ ہوتی دلاور کے سینے سے لگی۔۔
فضا میں سب کے قہقہے گونج اٹھے جبکہ دلاور نے اسکے کان میں محبت بھری سرگوشی کی۔۔۔

"تم نے تو کہا تھا چھوٹی سی پارٹی کرنی ہے۔۔پر اس چھوٹی سی پارٹی میں تم نے قیامت برپا کر دی ہے۔اب میں تمہیں دیکھوں تمہارے ہونٹوں کو دیکھوں اپنی طلب کو دیکھوں یا دنیا کو دیکھوں۔۔؟"وہ اسکے کان میں سرگوشی سے پوچھ رہا تھا۔۔توقیع نے جھینپ کر اسکی پشت پر شرمندہ ہوتے ہولے سے مکا مارا۔۔

"میں تو صرف بال باندھے اور کپڑے اچھے پہنیں ہیں میک اپ تو کیا نہیں پھر بھی۔۔"وہ منہ بنا کر بولی

پھر بھی دل چاہ رہا ہے پھر سے تمہیں دور تنہائیوں لے چلوں۔۔"وہ"
معنی خیزی سے بولا تو قسیع شرم و حیا سے جھینپ گئی اسکی پلکیں حیا
سے لرز گئی۔۔
سنیں کسی کا تو خیال کر لیں سب کھڑے ہیں۔۔"وہ خفگی سے بولتی"
اس سے دور ہو کر جیزی کے پاس جانے والی تھی تبھی اسکی کمر
میں دلاور نے اپنا مضبوط بازو حائل کرتے ہوئے اسے جھٹکے سے کھینچ کر
پاس کرتے سب کی پرواہ کیے بغیر اسکی گردن کی شہ رگ پر اپنے
ہونٹ ثبت کر دیے۔۔
تم نے خیال کرنے والی حسیں چھین لی ہیں ظالم سائیں۔۔اب بس"
یہ دل تمہاری سانسوں میں اتر کر تمہارا تنفس بکھیر دینا چاہتا
ہے۔۔تمہاری بندھی ہوئی زلفوں کو تکیے پر بکھیر کر انکی خوشبو کو سینے
میں اتارنا چاہتا ہوں۔۔"کہنے کے ساتھ اسکا لہجہ بوجھل ہو گیا
تھا۔۔تو قسیع نے گڑبڑا کر اسکی سرگوشیوں کی تاب نالاتے کانوں کی لو
تک سرخ پڑتی اسکے لبوں پہ ہاتھ رکھ کر چور نظروں سے سب کو
دیکھنے لگی۔۔

اسکی حالت سے محظوظ ہوتے جیکی خیری پیدرو جیزی چاروں کے بلند قہقہے فضا میں گونجے تھے۔۔

اور توقیع کا حال دیکھتے ان قہقہوں میں انکا ساتھ دلاور نے بھی دے دیا۔۔
توقیع نے خفا ہوتے اسکے سینے پر ہاتھ مارتے اس سے الگ ہونا چاہا مگر وہ ناکام کر گیا اسکی کوشش۔۔۔

اسکے فولادی بازو کی گرفت اسکی نازک سی کمر میں تنگ ہو گئی۔۔
جیزی کو وہ دونوں بے حد پیارے لگ رہے تھے۔۔

دل کیا کر رہے ہیں ہمنے خیری کی پارٹی اریج کی ہے نا کہ ہمارا ولیمہ۔۔" توقیع" نے اسکے بے باک انداز پہ ٹوک کر اسے احساس دلایا۔۔
ولیمہ نہیں پھر سے رخصتی چاہیے مجھے۔۔" وہ ڈھٹائی سے مسکراتا" دوسرا بازو اسکی کمر میں باندھ کر بولا۔۔ توقیع شرم سے دلاور کے پیچھے کھڑی جیزی کو دیکھ کر اسکے حصار میں کسمسانے لگی۔۔

بھائی یہ ہماراڈی کے تو آج فل فارم میں لگ رہا ہے چلو چھوٹا موٹا"
ڈانس کر لیتے ہیں۔۔ بھابی کیلئے آسانی ہو جائے گی۔۔"جیکی توقیع کی
مشکل بھانپتا مسکراتا ہوا اعلان کرتے بولا۔۔
یہ کیا ہو گیا ہے آپ کو کچھ تو احساس کر لیں مذاق ہو رہا آپکا۔۔"
آپ کے دوست کیا سمجھیں گے۔۔"وہ شرمندہ سی ہوتی کسمساتی اسے
سمجھانے لگی۔۔
اسکی منمناہٹ پر وہ قہقہے لگاتے چھوٹے سے ایکا ساؤنڈ سسٹم پر سونگ
پلے کر چکے تھے۔۔

تمہیں کس نے کہا تھا ایسے سج کر پھر میرے سامنے آکر کھڑی"
ہو جاؤ۔۔"وہ روعب دار لہجے میں سختی سے بولا تو قوقیع نے کچھ سہم کے اسے
دیکھا اور پھر نظریں جھکا گئیں۔۔

آپ کیلئے سجی ہوں تو آپ کے آگے کھڑی ہوں گی نا۔۔"وہ سرگوشی"
سے بولی۔۔ سل جو کہ غصہ میں آچکا تھا توقیع کی اس بات پہ
ایکدم قہقہہ لگا اٹھا۔۔

وہ جھینپ کر اسکے کندھے پر مکے مار کر ٹھوڑی شانے پر ٹکا دی اور گانوں پر اسکے وجود کو بانہوں میں بھر کر رقص کرنے لگا۔۔

جبکہ پیدرو نے جیزی کو بانہوں میں لیکر سونگ پر رقص میں جھومتے ہوئے اسکے گال کو سہلاتے ہونٹوں کو چھو رہا تھا۔۔وہ شکوہ سے کچھ کہہ رہی تھی جبکہ وہ اسکا سر سینے سے لگا چکا تھا۔۔

ان دونوں کپل کو حسرت کی نگاہوں سے دیکھتے دونوں کنواروں نے اپنا کپل بنا لیا اور دکھ سے خود ہی آپس میں کپ ڈانس کرنے لگے۔۔

ان دونوں کو آپس میں ناچتے دیکھ کر توقیع کا ہنس کر برا حال ہو رہا تھا۔۔ اسکی کمر میں ایک بازو حائل کر کے کھڑے دلاور کو بھی ان نمونوں پر ہنسی آنے لگی۔۔

جیکی نے خیری کو بازوؤں میں گرایا۔۔خیری شرمانے لگا تبھی خیری گویا ہوا۔۔

مہربانی کر کے مجھے اپنی چھپٹی بیوی تصور کرنا بند کرو اور اب اوپر اٹھاؤ"
کمر اکڑ گئی ہے۔۔"وہ چبھتے لہجے میں بولا جیکی کا قہقہہ بے ساختہ تھا
کہ خیری اسکے بازوؤں سے پھسل کر گھاس پر کمر بل گرا۔۔۔

خیری!!"توقیع تڑپ گئی۔۔اسکے لئے وہ چھوٹے بچے کی طرح تھا۔۔"
جیکی کی حرکت خیری کی آہ پر تڑپ گئی۔۔۔

آئی ایم او کے اینجل!"وہ کھکھلاتا گویا ہوا دلاور نے اس چھوٹے اپنے چوزے کی"
طرف مضبوط ہاتھ بڑھایا خیری کی خوشی سے چیخ نکل گئی۔۔۔

یاہووو۔۔"اسنے نعرہ بلند کرتے دلاور کے ہاتھ کو پکڑا۔۔اگلے لمحے دلاور نے"
کھینچا وہ جھٹکے سے کھڑا ہوتا جھپاک سے اس پر چڑھ گیا۔۔
کتنا اچھا ہے نا آپ کا دوست۔۔"جیزی کو دلاور کچھ زیادہ ہی پسند آیا۔۔"
وہ گہری نگاہوں سے اسے سر تا پا دیکھتی پیدرو سے بولی۔۔
پیدرو نے اسکی بدلی نگاہوں کو دیکھا۔۔اس حادثے کے بعد وہ نوٹ
کر رہا تھا جیزی کافی بدل گئی تھی۔۔وہ اسکا حصار توڑ کر دلاور کی طرف بڑھ
گئی تھی۔۔

پہلے وہ اس سے کس کرنے سے کتراتی تھی، اب تو اس سے اپنا
ریلیشن بنا چکی تھی۔۔ اسکے علاوہ بھی ہر خوبصورت مرد کی
جانب اٹریکٹ ہوتی رہتی تھی۔۔
آپ لوگ انجوائے کریں میں کیک لے آتی ہوں۔۔" نے مسکراتے"
ہوئے ان سے کہا۔۔ اور اندر کی جانب بڑھ گئی۔۔ دلاور نے گردن موڑ کر اسے
جاتے ہوئے دیکھا۔۔ اس سے پہلے جیزی اسکے پاس آتی، دل نے
خیری کی پیٹھ تھپتھپائی اور وہ سمجھ کر جھٹکے سے نیچے اترا۔۔۔
تم لوگ انجوائے کرو میں کیک لانے میں اسکی ہیلپ کر دیتا"
ہوں۔۔" وہ کہتا پیدرو کو وہیں معنی خیز قہقہ لگاتے چھوڑ کر خود اندر کی طرف
بڑھ گیا۔۔
اسکے جاتے ہی پیدرو نے سختی سے جیزی کے بازو کو پکڑا اسے واپس کھینچ
لیا۔۔
وہ فراک کے آگے کے گھیر کو اوپر کے تیزی سے کچن کے اندر داخل
ہوئی اتنی ہی تیزی سے اسکے پیچھے آتے دلاور نے کچن میں اسکے پیچھے ہی
قدم رکھ کر کاؤنٹر پر رکھے کیک کی طرف بڑھ رہی تھی کہ اسی لمحے
اچانک دلاور نے اسکے بازو پر سخت گرفت ڈالی اور اسے جھٹکے سے کھینچ
دونوں بازوؤں کو پشت سے لگاتے اسے دیوار سے جھٹکے سے لگایا۔۔۔

آہہہ۔۔"اس اچانک کی افتاد پر توقیع کی زوردار چیخ گونج اٹھی مگر" مقابل ان بھورے بالوں اور شہد رنگ آنکھوں والے ڈی کے صاحب کو دیکھا تو خوف سے دھڑکتی دھڑکنیں کچھ نارمل ہوئیں۔۔۔

آآ۔۔آپ؟"اسنے تنفس بحال کرتے پوچھا۔۔لیکن اسکے سوال پوچھتے" ہی اسکے ہونٹوں کی حرکت کو دیکھتے دلاور نے اسکے کمر کو دونوں ہاتھوں میں سختی سے پکڑے اسکے چہرے پر جھٹکے اسکے لبوں کو اپنی پکڑ میں قید کرلیا۔۔

توقیع اس دوسری افتاد پر یڑبڑاتی سانس لینے بھی بھول گئی۔۔اسنے کچھ سمجھنے کا موقعہ نہیں دیا تھا۔۔

اسنے ڈر کر اسکے شانوں کو تھاما، دلاور نے اسکی کمر کو تھامتے ہوئے جھٹکے سے اوپر اٹھالیا اسے۔۔
اسکی گردن میں ہاتھ ڈالتے وہ اسکے نرم ملائم ہونٹوں سے اپنی تشنگی مٹانے لگا۔۔توقیع اسکے جذبات کے آگے سہم گئی۔۔

چند لمحات میں اسکی سانسیں اکھڑنے لگیں۔۔ اسنے دلاور کی شرٹ کو مٹھی میں پکڑا اور اسے ہلایا۔۔ وہ جنون خیزی سے اسکے نچلے لب کو اپنے دانتوں میں جکڑے اسے سانسیں کی مہلت دیتے کھڑا تھا۔۔

توقیع کی رگ و پے میں سرد لہریں اٹھنے لگیں۔۔ دلاور کے ہاتھ کی انگلیاں اسکی گردن پشت کو سہلاتی انگوٹھے سے اسکے شہ رگ کو مسلسل نرمی بے باکی سے سہلا رہا تھا۔۔

توقیع کا تنفس بحال ہونے لگے بجائے اسکی دہکتی گرم سانسوں سے الجھ کر مزید بے حال ہو گئیں۔۔۔

وہ مسکراتا اسکی منمناہٹ محسوس کرتا، اسکی شہ رگ پر اپنے ہونٹ پھیر کر اسے جھٹکے سے گھما کر اسکا رخ کاؤنٹر کی طرف کیا۔۔

وہ سختی سے کاؤنٹر کو تھام گئی، اسکا دل دھول کی طرح بج رہا تھا، دلاور نے اسکی کمر کو پکڑ کر اسے پاس کیا اور گردن کی پشت سے دوپٹہ سرکاتے ہوئے جھک کر وہاں اپنے ہونٹوں ثبت کیے۔۔

توقیع مچل اٹھی۔۔۔ لیکن وہ اسکی گردن پر جابجا ہونٹ کی مہر ثبت کرتا اسکی گردن کو اپنے ہونٹوں کی نمی سے بھگو کر اسکا رخ اپنی طرف کیا۔۔

ہونٹوں پر رنگ نہیں لگایا۔۔"وہ لپسٹک کے بابت دریافت کر رہا تھا"
توقیع نے سن کر مسکراہٹ دبائی اور خفگی حیا سے نگاہیں دوسری جانب پھیریں۔۔
ابھی بھی گنجائش رہتی ہے کسی رنگ کی۔۔"وہ اسکے جذبات کی"
بارش سے سرخ ہو چکی تھی تپ کر بولی وہ محظوظ ہوتا قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔
گنجائش تو کسی چیز کی نہیں تمہیں میرے قریب ہوتے ہوئے۔۔"
لیکن ان گلابی پتیوں سے رنگ نچوڑنے کا مزہ الگ ہے۔۔"وہ بے باکی سے بولتا اسے لال ٹماٹر کر گیا۔۔
توقیع کے گال تپ اٹھے اسکی بات کو سمجھتے اسنے اسکے سینے پر ہاتھ مارے اور اسے پیچھے دھکیلنا چاہا۔۔ مگر وہ مزید پاس ہوتا پیچھے رکھے ہوئے چاکلیٹی کیک پر لگی آئسکریم سے انگلی بھر کر اسکے کپکپاتے ہونٹوں پر پھیر گیا۔۔۔

کیا کر رہے ہیں۔۔"وہ شرمندگی سے بولی لیکن وہ اسکی شرم حیا کی" پرواہ کے بغیر اسکے ہونٹوں گالوں پر آئسکریم لگا کر اپنے ہونٹوں سے سمیٹنے لگا۔۔ میں اپنے حصے کا کیک کھا رہا ہوں تمہیں کوئی اعتراض ہے۔۔"وہ" مصنوعی غصے سے بولا۔۔ توقیع بوکھلا گئی۔۔۔اسنے فوراً سے نفی میں سر ہلایا کہیں خیری کی پارٹی میں بدمزگی نا ہو جائے۔۔۔

معاً اسنے مسکراتے کیک پر رکھی ہوئی سرخ بیری کو چاکلیٹ سے بھر کر اٹھایا اور اسنے دونوں ہونٹوں کے بیچ رکھتے اسے جھٹکے سے پاس کر کے گھما کر دیوار سے لگاتے اسکے دائیں بائیں ہاتھ رکھ کر اسکے چہرے پر سایہ کرتے بے خود ہو گیا۔۔

میرے روم میں آنے سے پہلے چینج مت کرنا۔۔"وہ اسکی نازک سی" گردن کو دونوں ہاتھوں میں تھام کر بولا۔۔ بیری کے رس سے اسکے گلابی بھیگے ہونٹوں کی نمی کو دیکھتے معنی خیزی سے مسکرا کر دور ہوا۔۔

اسکا چہرہ پسینے سے نم سرخ تپا تپا سا تھا، گلابی رخسار یں تپ گئی تھیں۔۔وہ دلاور کو سامنے سے دھکیلتی اپنا رکا ہوا سانس بحال کرتی کپکپاتی انگلیوں سے کیک کی پھر سے سجاوٹ کرتی اسکی انگلیوں کے

نشان کق چھپانے لگی تھی لیکن جب وہ پشت پر کھڑا ہوا اسکے لیے مشکل ترین ہو گئے یہ لمحات۔۔۔

باہر سب ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے۔۔" اسنے اسکی قربت کو" محسوس کرتی سرخ ہو کر احساس دلایا۔۔

تو میں کیا کروں۔۔۔؟" اسکے ٹھینگے کو بھی فرق نہیں پڑتا تھا۔ وہ اپنی" مرضی کا مالک کمر میں پھر سے تنگ حصار ڈالنے لگا۔۔
توقیع ایک ٹھنڈی سانس فضا کے سپرد کرتی اسے اسکی منمانیوں پر چھوڑ کر خود اپنا کام کرنے لگی۔۔
آہہہ۔۔" معاً اسکے ہونٹوں سے کراہ نکلی۔۔ جب اچانک ہی اسکی" انگلیوں کو پیٹ پر رینگتا ہوا محسوس کیا۔۔ اسکی کھردری مضبوط انگلیوں کا لمس اسکے وجود میں سنسناہٹ پیدا کر گیا۔۔

دل پلیز۔۔!!" وہ التجا کرتی اسکی طرف پلٹی۔۔ اسے احساس" ہو گیا کہ اس شرارتی انسان کو کبھی اسکی منمانی پر نہیں چھوڑ سکتی تھی۔۔

کیا پلیز؟" وہ ابرو اچکا کر پوچھتا اسکی ناک سے اپنی ناک سہلانے "
لگا۔۔
پہلے یہ پارٹی ختم کرنے دیں اسکے بعد تو آپ کے پاس آنا ہے اتنی "
بے چینی کس بات کی ہے آپکو۔۔۔" وہ شرم حیا سے پھنسی پھنسی آواز
میں بولی۔۔۔

جب یہ وقت یہ لمحات یہ رات یہ۔۔۔ سب کچھ "
میرا ہے تو میں بیوقوفوں کی طرح انتظار کر کے فضول میں ٹائم ویسٹ
کیوں کروں۔۔
تمہارا دن ہے اس میں جو فضولیات انجام دینی ہیں دیا کرو۔۔ رات
پر میری حکمت چلتی ہے باہر بھی اور اندر بھی صرف ڈی کے کی حکومت
چاہتا ہوں۔۔۔" وہ تمسخرانہ جتا کر بولا تو قسیع کی دھڑکنیں
سست ہو گئیں۔۔۔

وہ جانتی تھی ضد کی تو وہ مزید ضد پر اڑ جائے گا۔۔ اسے اپنے انداز سے ہی
منانا پڑے گا۔۔

میں چاہتی ہوں یہ رات آپ کے لئے پہلے سے خاص ہو۔۔"
میں خود کو تیار کرنا چاہتی ہوں۔۔ میں سب کچھ بازار سے خرید کر لائی
ہوں۔۔۔ آپ تھوڑا وقت دے دیں بس یہ ختم کر کے پھر میں
آپ کیلئے سجوں گی۔۔۔"وہ شرمائی چھوئی موئی سی بن کر اسکے شرٹ کے
بٹن کو بند کرتی گردن سے انگلی پھیرتی ہوئی لبوں کے پاس لائی دلاور نے اسکی
نرم روئی سی انگلی کو دانتوں میں دبالیا۔۔

چونا لگا رہی ہو؟"وہ کھوجتی نظروں سے دیکھتا چبھتے ہوئے بولا۔۔ تو قیع نے"
مشکل سے کھکھلاہٹ دبائی۔۔

چونا لگا کر جاؤں گی کہاں۔۔ آنا تو آپ کے پاس ہی ہے۔۔"اسنے"
معصومیت سے جتایا۔۔ جانتی تھی بعد میں ویسے بھی راہ فرار نہیں
ملے گی۔۔ اسکے تیور ویسے ہی خراب تھے کچھ مزید خراب ہو گئے تو
بعد میں وہ سنبھال لے گی۔۔

بات میں تو دم ہے۔۔"وہ سوچ کر اپنی تنگ گرفت سے آزاد کرتا ہوا معنی" خیز نظروں سے دیکھتے اس سے دور ہوا اور دلکشی سے مسکراتے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔

توقیع شرما کر اس ڈینجرس بلے سے خود کو بچاتی اپنی چالاکی پر مسکرا پلٹ گئی۔۔اور مسکراتی اپنا کام جلدی جلدی ختم کرنے لگی۔۔

معاً وہ فاصلے پر کھڑا اسکے کان کے قریب جھکا۔۔
تمہارا آدھا پاکستان ڈیول کے نام سے جانتا ہے مجھے، مجھے چونا لگانے" سے پہلے اپنے انجام کے بارے ضرور سوچ لینا۔۔دنیا تمہارا ساتھ دنیا تک رکھے گی۔۔لیکن میں قبر تک آجاؤں گا۔۔"وہ کان میں سرد سرگوشی کرتا اسے وہیں ساکت چھوڑ کر وہاں سے بھاری قدم اٹھا کر فضا میں قدموں کی آہٹ چھوڑتا ہوا نکل گیا۔۔۔
توقیع نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا اور گہرا سانس کھینچ کر کام کرنے لگی۔۔یہ بھی شکر کہ وہ محض اسکے خاطر کچھ میک اپ اور جیولری کا سامان لیکر آئی تھی جس میں سرفہرست پہ کمر بندھ تھا جو دلاور خان کو بے حد پسند تھا۔۔۔

وہ کیک پر خیری داچوزہ نام لکھ کر شرارت سے مسکراتی کیک اٹھا کر باہر کی سمت بڑھ گئی۔۔

لان میں اسکے انتظار میں سب کھڑے تھے وہ اپنا دوپٹہ درست کرتی مسکراتی ہوئی دروازے سے نمودرار ہوئی خیری کی خوشی سے چیخ نکل گئی آنکھوں میں نمی تیر گئی کہ اسکی خوشی کامیابی کو سلیبریٹ کرنے کیلئے رب نے اسے اتنے پیارے ماں باپ دے دیئے تھے۔۔۔

وہ سفید فراک میں سنبھال کر قدم اٹھاتی انکی طرف بڑھ رہی تھی، تبھی اچانک دھماکہ ہوا۔۔

کسی نے آندھی طوفان کی طرح آتے اچانک گیٹ کو لات مار کر دھماکے سے کھولا تھا۔۔فضا میں گرج چمک کی طرح اسکی آمد کا دھماکہ ہوا

آہہہ۔۔"توقیع خوفزدہ ہوتے چیخی اسکے ہاتھوں ہاتھوں کیک گر کر زمین بوس ہوتا اس سے پہلے ہی دلاور سرخ آنکھوں سے دیکھتے بھاگ کر اپنے ہاتھوں کیک کو سنبھالا۔۔۔

بھلا وہ خیری کی خوشی کیسے ختم ہونے دیتا۔ وہ آج بھی اپنوں کیلئے ہر رسک لینے کیلئے تیار ہوتا تھا۔۔

سنبھالو اسے۔۔۔" اسنے جیکی کو غراتے ہوئے کہا اور اسکے حوالے " کیک کیا۔۔ کس کی جرات تھی جوڈی کے کے گھر میں اس طرح داخل ہو۔۔

دھاڑ سے دروازہ کھلا تھا، وہ زخمی شیر کی حالت میں قدم اندر رکھتا ہوا دلاقر کے گھر میں داخل ہوا۔۔۔

اس بپھرے ہوئے شیئر کی بو سونگتے ہوئے اصطبل کے کونے میں بیٹھا ہوا دلاور خان کا بھیڑیا اچانک بپھر کر غراتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

بھائی!" توقیع خونخوار انداز بکھری حالت، لہولہان آنکھیں لیے " کھڑے سامنے والا وجود کوئی اور نہیں بلکہ صمصام زیدی کو پا کر اسکا دل سست پڑ گیا۔۔

کہاں ہے دلاور خان!" وہ اپنی سرخ آنکھیں ماحول پر پھیر کر اسے "
ڈھونڈتا دھاڑا۔۔ توقیع اسکی حالت پر اسکی طرف بھاگنے لگی
تھی لیکن دلاور خان نے اسکی کلائی میں مضبوط گرفت ڈال دی۔۔

دفعتاً دلاور کوئی جواب دیتا اس سے پہلے ہی اصطبل سے غرا کر
بھاگتا ہوا آتا وہ بھیڑیا صمصام پر دور سے چھلانگ لگا کر جھپٹا۔۔

بھائی آہہہ۔۔۔ "خوف سے نیلی پڑتی توقیع بھیڑیے کو اپنے بھائی پر "
حملہ کرتے دیکھ کر چلا اٹھی۔۔۔
چھوڑو مجھے دل!!" وہ دلاور پر چیختی اپنی کلائی چھڑوانے لگی۔۔۔"
چپ!!!" معاً دلاور نے اسکے وجود کو جھٹکا دیتے اسکا جبڑا پکڑ کر اسکے "
منہ پر دھاڑتے حکم دیا۔۔
اگر یہاں سے وہاں تک گئی تو ٹانگیں توڑ کر ہاتھ میں دوں گا۔۔" اسنے اپنے "
بپھرے ہوئے انداز میں سرد لہجے میں وارن کیا توقیع بھیڑیے
کو صمصام کی گردن نوچنے کی کوششوں میں دیکھ کر چلانے لگی۔۔
پر کوئی اسکی مدد کیلئے آگے نہیں بڑھا، اور صمصام زیدی کو مدد کی ضرورت
بھی نہیں تھی۔۔ بھیڑیے نے اپنے دونوں آگے کے ہاتھ اسکے کندھوں پر

رکھے ہوئے تھے، وہ قد میں کھڑا ہوتا صمصام زیدی جتنا تھا پھر اپھولا ہوا۔۔۔

صمصام نے دونوں ہاتھوں سے اسکا منہ جکڑ رکھا تھا، اور وہ کوشش کر رہا تھا اپنا منہ چھڑوا کر صمصام زیدی کی گردن نوچنے کی۔۔۔
ان دونوں کی ہاتھا پائی میں سب خوفزدہ ہو کر کھڑے تھے سواء ڈی کے اور پیدرو کے۔۔۔ صام نے بھیڑیے کی آنکھ کی سائیڈ سے دلاور خان کی شہد رنگ تمسخر اڑاتی آنکھوں کے تاثرات کو دیکھا۔۔
اسکے اندر آگ کے شعلے بھڑک اٹھے۔۔ اچانک ہی پوری قوت سے اسنے بھیڑیے کے گھومایا۔۔۔
بھائی!!!" توقیع خوفزدہ ہو کر اچانک اسکی طرف بھاگی۔۔"
ابھی بیچ راہ میں ہی تھی جج دلاور نے اسکی کلائی کو پکڑا اور جھٹکے سے واپس کھینچا وہ لہراتی ہوئی سیدھا اسکے سینے سے آ لگی۔۔

چھوڑو مجھے دل!!" وہ ہذیاتی ہو کر دلاور پر چلائی جسنے سرد بے تاثر نگاہوں سے " اسکی نیلی بھیگی آنکھوں میں گھورتے ہوئے جھٹکے سے اسکا رخ گھمایا۔۔

توقیع نے دہل کر مڑتے ہوئے اس خوفناک منظر کو دیکھتے وہ چیخنے لگی تھی کہ اچانک ساکت ہو گئی۔۔

صمصام نے دلاور خان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے، دونوں ہاتھوں میں بھیڑیے کے منہ کو پکڑا اور اسے گھما کر اپنی طرف پشت کرتے ہوئے اسکی کمر پر اپنا سیاہ شوز میں مقید پاؤں رکھ کر اسے پوری قوت سے لات ماری۔۔۔

غررررر۔۔ایک خونخوار دھاڑ کے ساتھ بھیڑیا اچھلتا ہوا سیدھا دلاور کے قدموں کے پاس آگرے۔۔

جیزی جو اوشن نیلی آنکھوں والے صمصام کو مسمرائز ہو کر دیکھ رہی تھی، بھیڑیے کے اچھل کر دلاور کے قدموں میں گرنے پر چیخ کر پیدرو میں چھپی۔۔

توقیع ہچکیاں بھرتی جھٹکے سے خود کو چھڑوا کر بھاگتی ہوئی صمصام کے سینے سے جا لگی۔۔

بھائی۔۔"اسنے ہچکیاں بھرتے ہوئے صام کے چہرے کو اپنے" ہونٹوں سے چھوا اور پھوٹ پھوٹ کر روتی اسکے سینے میں چھپی۔۔

جانِ بھائی۔۔کیسے ہو میرے بچے۔۔"صام نے اتنے وقت بعد اسے دیکھتے ہوئے ایکدم اسے سینے میں بھینچ کر بانہوں میں بھر لیا۔اور اسکے سر پر اپنے ہونٹ رکھے۔۔اسکے سینے میں بھڑکتی آگ کچھ تھمی۔۔ دلاور نے بپھر کر غراتے ہوئے پھر سے حملے کیلئے تیار بھیڑیے کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے شفقت سے ریلیکس کیا۔۔ورنہ اتنا تو جانتا تھا اس حالت میں صمصام زیدی واپس نا جاتا۔۔

پیدروا اسکی طرف بازو فولڈ کیے حملے کیلئے بڑھا لیکن دلاور نے اسے بھی روک کر خود آگے بڑھا۔۔

"تمہیں کتنی دفعہ کہا ہے ہر ایرے غیرے کو بھائی بنا کر اس پر محبت برسانا بند کر دیا کرو لیکن تمہیں میری بات سمجھ نہیں آتی۔۔"وہ چلتا ہوا صمصام زیدی کے مقابل آتا توقیع کے بازو کو پکڑ کر اچانک اسے کھینچ کر صام سے دور کرتا دھاڑا۔۔۔

توقیع اس افتاد پر سہم گئی۔۔اسنے ہراساں ہو کر اپنے بھائی کو دیکھا۔۔

آواز نیچے رکھو میری بہن کے آگے دلاور خان!" صام اسکے اس طرح" بدتمیزی سے پیش آنے پر دھاڑ اٹھا اس پر۔۔

تم اپنی بکواس بند رکھو ورنہ واپس اپنی ٹانگوں پر نہیں جا سکو گے۔۔ اور" یہ تمہاری بہن نہیں ڈی کے کی بیوی ہے۔۔ میری مرضی میں اس سے کس طرح پیش آؤں۔۔ میں نے اتنا حق کسی کو بھی نہیں دیا کہ وہ مجھے بتائے میں کس طرح اپنی بیوی سے پیش آؤں۔۔" اسنے برہمی سے صام پر گرجتے توقیع کی خوفزدہ پھیلی آنکھوں کو دیکھا۔۔

نن۔۔ نہیں دل میرے بھائی سے مت لڑنا۔۔" وہ اس کے غصے سے" خوفزدہ ہوتی التجائیہ نظروں سے دیکھتی اسکے شانوں کو تھام کر آگے بڑھنے سے روکتی نفی کرنے لگی۔۔

وہ ایسا تو کبھی نہیں چاہتی تھی کہ دونوں اس طرح ایک دوسرے کے مقابل آئیں۔۔ صمصام نے تو اسے نہیں بتایا تھا کہ وہ اسکے گھر آئے گا۔۔

پھر اچانک کیوں آ گیا تھا۔۔ اسکا دل تیزی سے انجانے خدشات کے تحت دھک دھک کرتا دھڑک رہا تھا۔۔

اسکی التجا پر دلاور کے لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ امڈ آئی۔
اسنے ایک جتاتی ہوئی نظر صمصام کے سرخ چہرے پر ڈالی اور توقیع کی لٹ کو کان کے پیچھے اڑستے ہوئے کمر میں بازو حمائل کرتے اسے پاس کیا۔۔
توقیع اسکے انداز سے کچھ سہم گئی۔۔ وہ اسکی انگلی کو دیکھنے لگی۔۔

تم ان سب کی پرواہ کرنا بند کرو۔۔ میں ان فضول ڈرامہ باز لوگوں کی" وجہ سے ہماری پلیننگ سپوئل کرنا نہیں چاہتا۔۔ اور اپنے ٹسوے بہانہ بھی بند کرو۔۔ انکا پھر سے کوئی ناٹک شروع ہو گیا ہو گا۔۔۔ تم جاؤ اور تیاری کرو۔۔ تب تک میں اس سے لنمٹ لوں۔۔۔" وہ ایک استہزائیہ نگاہ صمام کے متغیر چہرے پر ڈالتے توقیع کے گال پر اپنی انگلیوں کے پور پھیرتے اچانک غیر متوقع عمل تحت توقیع کے گال کو جھک کر نرمی سے چھو کر دور ہوا۔۔۔

یہ حرکت اسنے جان بوجھ کر صام کو طیش دلانے کیلئے انجام دی تھی لیکن خیری جیکی جھینپ کر اپنے منہ چھپانے لگے تھے۔۔

تم کیوں شرما رہے ہو تمہاری تو پانچ بیویوں سے ایسی پریکٹس چلتی رہتی ہو گی۔۔" کنوارا تو میں ہوں مجھے شرمانا چاہیے گدھے۔۔" اسنے خفت سے سرخ جیکی کو گھورتے سرگوشی سے جھڑکا۔۔۔
جیکی "کاش" کرتا دل کی تکلیت حسرت پہ اسکے پاؤں پر اپنا پاؤں رکھتے کھڑا ہو گیا۔۔ خیری اچانک افتاد پہ چیخ بھی نا سکا۔۔

توقیع اپنے بھائی کے سامنے دلاور کی اس بے باک حرکت سے سٹپٹا کر سپید پڑ گئی۔۔ خفت سبکی سے اسکا چہرہ لٹھے کی مانند پڑ گیا تھا لیکن مقابل کو احساس کہاں تھا اپنی حرکت کا۔۔۔

وہ دل جلانے مسکراہٹ لبوں پر سجائے صام کی آنکھوں میں دیکھتا توقیع کو اپنے پاس کر گیا۔۔ ویسے ہی جیسے وہ کسی کی پرواہ کیے بغیر اسکی بہن کو اٹھا کر گھر سے لے گیا تھا۔۔

جاؤ!" اسنے سرد لہجے میں توقیع کو وہاں سے جانے کا حکم دیا۔۔"
توقیع نے ڈرتے ہوئے اپنے بھائی کے سرخ چہرے کی طرف نگاہ اٹھائیں۔
آآآ۔۔ آپ کو م۔ میری قسم۔۔ دل۔۔ آآ۔۔ آپ جو کہیں گے میں وہ"
کروں گی پر بھائی سے لڑیے گا نہیں۔۔ وہ آپ سے چھوٹے ہیں آپ کے
"چھوٹے بھائی ہیں۔۔۔

صام کا ضبط سے برا حال تھا، وہاں سب کی موجودگی وہ جانتا تھا دلاور جان بوجھ کر اسکے ساتھ ایسا کر رہا ہے۔۔ اسنے اسکی بہن کو پیچھے کرتے ہوئے خود اسکے مقابل آکر کھڑا ہو گیا۔۔

بولو کیوں آنا ہوا یہاں؟ تمہاری اس گستاخی پر میں تمہاری ٹانگوں کو"
تمہارے ہاتھ میں پکڑا سکتا ہوں۔۔ پر تم ٹھہرے میری محبوبہ بیوی
کے بھائی۔۔ اسنے قسم دی ہوئی ہے۔۔" وہ یہاں آکر دلاور کا ضبط آزما رہا تھا
اسکے صبر کا امتحان لے رہا تھا۔۔
انکی بدگمانیاں انکی نفرت اسے آج بھی بھولی نہیں تھی، آج بھی کوئی زخم
بھرا نہیں تھا صرف رس رس کر ناسور بن گئے تھے۔

سمجھتے کیا ہو تم خود کو دلاور خان؟ تمہاری جرات کیسے ہوئی میری" عزت پر ہاتھ ڈالنے کی۔۔ ایک بزدل کی زندگی گزارنے والے۔۔ کبھی اپنے حق میں آواز نہیں اٹھا سکے۔۔ ہمیشہ ہم سے چھپ کر دوغلی زندگی جینے والے۔۔۔ تمہاری یہ جرات کہ تم صمصام زیدی کی بیوی کو بیچ راہ سے لے جاؤ۔۔۔

کہاں ہے میری بیوی؟؟" دلاور تو ضبط کر رہا تھا لیکن صمصام نے بالکل بھی ضبط نہیں کیا۔۔ اور کسی کی بھی پرواہ کیے بغیر دلاور کے گریبان کو جکڑ کر دھاڑا۔۔۔

دلاور نے پہلے اسے اور پھر اسکے ہاتھوں کو دیکھا جو کہ اسکے گریبان تک آ گئے تھے۔۔ توقیع جو صمام کی حرکت پر سن پر گئی تھی اسکی بات سن کر تو ششدر رہ گئے دلاور کو دیکھا۔۔

اگلے لمحے دلاور نے بھاری ہاتھ کا مکا بنا کر اپنی پوری قوت سے صمصام کے چہرے پر دے مارا۔۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہوا۔۔

بھائی۔۔!!" توقیع چیخ کر اپنے بھائی کی طرف بھاگی لیکن بیچ
میں ہی دلاور نے اسکی کلائی کو جکڑ لیا۔۔۔

پلیز دل۔۔۔ پلیز اسے مت ماریے۔۔ وہ میرا بھائی ہے۔۔ کیا"
ہو گیا ہے وہ آپ کا بھی تو چھوٹا بھائی ہے۔۔" توقیع اپنے دونوں کپکپاتے
ہاتھوں سے اسکے چوڑے بازو کو دونوں ہاتھوں میں تھام کر منت کرتی بولی۔۔

کوئی ضرورت نہیں ہے اسکے آگے گڑگڑانے کی۔۔" صام اپنے ناک "
سے بہتے خون کو صاف کرتا توقیع کا بازو پکڑنے لگا تھا جب دلاور نے
اس کی پہنچ سے پہلے ہی توقیع کو واپس پیچھے دھکیل کر اپنے بازو فولڈ کیے۔۔۔

صاف صاف بتاؤ صمصام زیدی! یہ ایک ناٹک ہے یا سچ"
میں میری بہن غائب ہے۔۔۔ تم لے گئے تھے نا میری بہن کو اسکے
گھر سے۔۔ بولو کہاں ہے وہ۔۔۔؟" وہ اپنی بہن کے بارے میں سن کر
خوفناک ارادے لیے صمصام زیدی کی طرف بڑھا۔۔

صام جو الٹا اسے مارنے والا اسکے الفاظ سن کر پتھر کا ہو کر رہ گیا۔۔۔
اسے خاموش دیکھ کر دلاور نے اسے جھٹکے سے چھوڑا اور جیکی کی طرف پلٹا۔۔

وہ دلاور کو اپنی طرف پلٹا دیکھ کر گڑبڑا گیا۔۔
مم۔۔مجھے نہیں م۔معلوم میں آج بھابی کے ساتھ کام کر رہا تھا۔۔""
جیکی نے فوراً سے کہا اور پ اندر کی طرف بھاگا۔۔

اگر میری بہن کو کچھ ہوا تو تمہارا نقشہ بگاڑ دوں گا۔۔تمہارا نہیں بلکہ تم"
سب کا۔۔ہستیاں مٹا دوں گا میں تم سب کی۔۔"دلاور کو معلوم نہیں
تھا اسنے ایسی تکلیف کب محسوس کی تھی۔۔
نہیں اتنی تکلیف تو اسنے کبھی تنہا ہو کر بھی نہیں محسوس کی تھی جتنی اپنی بہن
کی گمشدگی کا سن کر اسے ہوئی تھی۔۔اتنے سارے لوگوں میں ہونے کے
باوجود وہ ان کے ہاتھوں سے غائب ہو چکی تھی یہ سوچ کر اسکا دماغ گھوم
گیا تھا۔۔

ہستی تو میں تمہاری مٹا دوں گا دلاور خان اگر مجھے میری بیوی نہیں"
ملی۔۔ نا تم بزدل ہوتے نا تم خاموش رہ کر بے وجہ کی سزا کاٹتے نا آج
میری بیوی کا کوئی دشمن ہوتا۔۔

سب تمہاری وجہ سے۔۔۔ تم ہو ذمہ دار انکی تکلیفوں اذیتیوں کے۔۔ تم
نے ہمیشہ اسے تکلیف دی ہے۔۔ کبھی ماضی بن کر کبھی حال بن کر۔۔ تم
ایک درد ہو۔۔۔ دل کا درد۔۔۔ لیکن یاد رکھنا میری بیوی کو کچھ ہوا تو تمہاری
زندگی میں مزید بدتر کر دوں گا۔۔ اگر تم ڈی کے ہو تو ایک عالم مجھے بھی
جانتا ہے کہ میں کتنا بڑا نفسیاتی ہوں۔۔۔" اسکا لہجہ سرد سفاک
تھا۔۔

صام نے سرخ سرد نظروں سے اسے دیکھا، اور ایک زوردار مکا دلاور
کے رخسار پر رسید کیا۔۔
ڈی کے!!" پیدروا اسکی طرف بڑھا مگر دلاور نے ہاتھ آگے کرتے"
اسے روک دیا۔۔
صام نے اس پل دوسرا حملہ کیا مگر دلاور اتنا بے خبر نہیں
تھا۔۔ اسنے ایک ہاتھ سے صام کا مکا اپنی مٹھی میں چہرے کے

سامنے ہی جکڑ کر دوسرے ہاتھ کا زوردار مکا صمصام کی ٹھوڑی پر رسید کیا۔۔۔

بس کر دیں آپ دونوں!" ان دونوں کو ایک دوسرے سے الجھتے دیکھ کر" سانس روکے کھڑی توقیع پوری قوت سے چلا اٹھی۔۔" آپ دونوں کو ذرا اندازہ ہے عرشیہ کس حال میں ہو گی۔۔ وہ کس حیوان کے قبضے میں ہو گی۔۔ کس تکلیف میں ہو گی کوئی احساس ہے آپ دونوں کو۔۔ اگر میری عشی کو کچھ ہوا تو میں آپ دونوں کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔" وہ عرشیہ کی بدقسمتی کو سوچتی رونے لگیں۔۔

وہ یہاں آرام سے اسکے بھائی کے پاس تھی اور اسکی دوست۔۔۔

کتنی اذیتناک تھی یہ سوچیں۔۔

آپ کے ڈیڈ ہاسپٹل کے بیڈ پر پڑے زندگی موت سے لڑ رہے ہیں۔۔" آپ ماں ہارٹ پیشنٹ ہیں پہلے جوان بیٹے کو کھو کر جانے کیسے زندگی کے دن گزار رہی ہیں اگر اس حالت میں انہیں عرشیہ کے اغوا ہونے کا معلوم پڑا تو پتا ہے کیا ہو گا۔۔۔

دلاور خان آپ اپنی جنت کو کھو دیں گے۔۔۔" وہ تکلیف سے کراہتی چیخی۔۔ خیری نے بھاگ کر انہیں سنبھالا۔۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کے گریبان جکڑے ایکدم ساکت ہو گئے۔
اور ساتھ ہی روتی ہوئی توقیع کو دیکھا۔۔

ڈی کے !ہمارے دو آدمی مارے گئے ہیں وہ بھی تمہارے گھر کے "
قریب۔۔اسکی جگہ کسی دوسرے لوگوں نے جگہ لی ہے اور آپکی
بہن۔۔۔۔"وہ تیزی سے دو سیکنڈ میں اسے انفارمیشن فراہم کرتا
بھاگتا ہوا وہاں لان میں پہنچا۔۔۔

کیا میری بہن جلدی بولو۔۔۔کہاں ہے وہ؟"صام کو جھٹکے سے پیچھے "
دھکیل کر دلاور نے جیکی کے کالر کو مٹھیوں میں جکڑتے اسے بلند کر دیا۔۔
پیپ۔۔پتا نہیں لوکیشن شو نہیں ہو رہی اسکی۔۔"اسنے خوفزدہ ہوتے "
اچانک وہاں موجود تمام نفوس کے سر پر بلاسٹ کیا۔۔۔

دلاور زرد پڑتا ساکت ہو گیا۔۔
واٹ !!!!"صمصام کی غراہٹ گونجی۔۔۔"

ہہ۔۔ہاں۔۔ کسی نے اس میں موجود چپ نکال دی ہیں۔۔ آج صبح اس" پر حملہ ہوا ہے۔۔ وہیں کی لوکیشن موجود ہے۔۔ اور دوسری بھی کراچی کے حدود کے ابدر کی ہی۔۔ بس! لوکیشن یہ رہی۔۔" وہ اپنے ٹیب کی سکرین انکے سامنے کرتا لوکیشن ہسٹری دلاور صام کو دیکھا رہا تھا۔۔

صمصام کیلئے یہ شاکڈ کن نیوز تھی کہ دلاور نے اپنی بہن میں چپ انسرٹ کی تھی۔۔ لیکن ایسا کون تھا چالاک انسان جو ان دونوں کی سکیورٹی سے واقف ہو کر اٹیک کر کے عرشیہ کو غائب کر سکتا تھا۔۔۔

اسکا تو مطلب وہی تھا۔۔ اگر اسے نہیں معلوم عرشیہ کا۔۔ دلاور کو بھی نہیں معلوم۔۔۔ تو پھر یہ بیوقوفی کرنے والا صرف فارس خان ہی ہو سکتا تھا۔۔ جسے بار بار شوق چڑھ جاتا ہے اپنی موت کو دعوت دینے کا۔۔۔

اسنے الٹے قدم لیے گیٹ کی طرف۔۔ توقیع بھیگی آنکھوں سے اپنے بھائی کو جاتے دیکھ رہی تھی۔۔

دلاور ایکدم اندر کی طرف بھاگا۔۔ اسے ابھی کے ابھی کراچی کیلئے نکلنا تھا۔۔ وہ بھی تو دیکھے کس کی ہمت ہو گئی تھی دلاور خان کو للکارنے کی۔۔
اگر یہ کام فیروز چغتائی یا اسکے دوست ظفر ان کا ہوا تو اس بار ان کا وار خالی نہیں بلکہ انہیں دنیا سے سیدھا روانہ کر دے گا۔۔۔
پیدرو نے جیزی کا ہاتھ تھاما۔۔۔ تو انہیں بھی بوبی ایلی اور بازل کیلئے کراچی نکل جانا چاہیے تھا۔۔ دلاور نے اسے بوبی اور ایلی کا پتا تو دیا تھا کہ وہ کراچی میں ہیں مگر بازل شاہ کے بارے میں وہ اس سے کچھ کہنا چاہتا تھا۔۔

لیکن اچانک اس افتاد پر دلاور تو شاید جا رہا تھا، پر پیدرو کو یقین تھا۔ اگر ایلی وہاں ہے تو ضرور بازل شاہ بھی وہیں ہو گی۔۔
اسے چاہیے ہی بازل شاہ تھی، جسنے اسکی جیزی کو اس جگہ اس اذیت میں پہنچایا تھا۔۔ جیزی نے اس تک پہنچ کر سب سے پہلا نام ہی "بازل شاہ" کا لیا تھا۔۔

oooooooooo

چٹاخ "زناٹے دار تھپڑ کی زوردار آواز ہاسپٹل کے کوریڈور کی فضا میں" گونج اٹھی۔۔ہارون شاہ اسے تنفر غیظ و غضب ناپسندگی سے دیکھ رہے تھے۔۔

گھن آرہی ہے مجھے تم سے ساحل شاہ! شرم آرہی ہے تمہیں اپنا" بیٹا کہتے ہوئے۔۔۔ایک کے ساتھ اپنے بن کر دنیا کے سامنے اچھے ثابت ہو رہے ہو۔۔دوسری طرف اپنی ہی ماں کو موت کے گھاٹ اتار چکے ہو۔"انکی گرجتی آواز گونجی

زریش شاہ نے انکا بازو پکڑا لیکن وہ جھٹکے سے چھڑوا گئے۔۔وہ اس وقت پرائیویٹ ہاسپٹل کے کوریڈور میں کھڑے تھے جہاں ساحل نے انہیں کچھ دیر پہلے ہی بلوایا تھا۔۔
یہ کہہ کر کہ مہکار شاہ نے خودکشی کرنے کی کوشش کی ہے۔۔

ساحل نے انہیں روحا کو معلوم ہونے احتیاط کرنے کا کہا، زریش ہارون شاہ کے ساتھ انکے پیچھے ہی یہ سن کر ششدر بے یقینی سے آئیں۔۔

جہاں ساحل دونوں ہاتھوں میں سر گرائے بیٹھا تھا۔۔ہارون شاہ اسکے پاس پہنچا تو وہ اپنے باپ کو دیکھ کر انکے گلے لگتا بے آواز رو پڑا۔۔
پہلے تو ہارون شاہ کو مہکار شاہ کی خودکشی کرنے کی وجہ معلوم نہیں تھی تو وہ اپنے بیٹے کی تکلیف پر خود تکلیف دہ تھے۔۔
لیکن جب انہوں نے پوچھا کہ مہکار شاہ نے کس وجہ سے خودکشی کی ہے؟حیدر شاہ حجاب بھابی کہاں تھے۔۔

تب انکے استفسار کرنے پر کافی وقت بعد خود میں حوصلہ پیدا کر کے ساحل شاہ نے لب کشائی کی۔۔۔

ماموں اور مامی گاؤں گئے ہوئے ہیں مامی جان کے ریلیٹو کی طبیعت ناسازی کی" وجہ سے۔۔پیچھے انہوں نے مجھے بلایا۔۔مجھے منت کی معافی کیں۔۔۔لیکن مجھے ان پہ غصہ تھا۔۔میں نہیں گیا ناہی انہیں معاف کیا انکی ماضی کی غلطیوں کو اور روحا شاہ سے بھی انتقامی شادی کا سچ جان کر "صدمے سے انہوں نے دلبرداشتہ ہو کر خودکشی کر لی۔۔۔

ساحل شاہ کی بات تھی کہ دھماکہ ہارون شاہ سن کر کتنی دیر تک سکتے میں کھڑے رہے۔۔زریش شاہ تو بے یقینی سے اپنے بیٹے کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔

یہ سب جھوٹ ہے تم کبھی ایسا نہیں کر سکتے۔۔"وہ ماں تھیں انہوں" نے فوراً سے جھٹلایا۔۔لیکن ہارون شاہ اسکی ضدی طبیعت اور مہکار شاہ سے نفرت سے واقف تھا۔۔۔

بے ساختہ اسکا ہاتھ اٹھا ساحل شاہ کے گال پر نشان چھوڑ گیا۔۔

کیا فرق رہ گیا تم میں اور اس میں ساحل شاہ۔۔تم اپنی" ماں کو معاف نہیں کر سکتے۔۔تف ہے تم پر ساحل شاہ تم اپنی جنم دینے والی ماں کو معاف نہیں کر سکتے اسے اس حالت میں موت کہ جگہ پہنچا سکتے ہو تو کل تم کیا میری بیٹی بیوی کے اور میرے سگے ہو گے۔۔

جب تک تمہاری ماں ہوش میں نہیں آتی تم میرے گھر میں قدم نہیں رکھو گے۔۔جہاں جانا ہے جاؤ۔۔۔لیکن میری

نظروں کے سامنے مت آؤ!!" وہ انہیں سخت سزا سناتے ہوئے ایمرجنسی روم سے نکلتے ہوئے ڈاکٹرز کی طرف بڑھ گئے۔۔۔

ہارون شاہ ڈرے ہوئے تھے کہ حیدر شاہ کو معلوم پڑا تو وہ کس طرح انکے بیٹے کے ساتھ پیش آئیں گے۔ اور اگر مہکار شاہ کو کچھ ہوا تو اچھا خاصا اس صورتحال میں کیس بن سکتا تھا ساحل شاہ پر۔۔۔

ساحل نے سکون کا سانس لیا لیکن سامنے گھورتی ہوئی اپنی ماں کو دیکھ کر گڑبڑا گیا۔۔
مجھ سے بھی چھپا رہے ہو۔۔" زریش شاہ نے بھیگی تکلیف سے لبریز" آواز میں پوچھا ساحل نے انہیں سینے سے لگایا۔۔

میں سچ میں انہیں معاف نہیں کر پایا مام۔۔" وہ ضبط سے بولا۔۔" لیکن انہیں جس حالت میں وہاں لایا تھا یہ صرف ساحل شاہ ہی جان سکتا تھا اپنی تکلیف ہمیشہ کی طرح۔۔

مہکار شاہ کی حالت کافی خراب تھی، ڈاکٹر نے پولیس کیس کہا تھا لیکن ساحل نے انہیں سمجھایا کہ انکی دماغی حالت ٹھیک نہیں ہے۔۔ وہ انکا بیٹا ہے انہوں نے خود اپنی یہ حالت دوائی نا کھانے کی وجہ سے کی ہے۔۔

اگر انہیں بروقت ٹریٹمنٹ نا ملا تو انکی حالت ایسی تھی کہ کسی بھی وقت موت ہو سکتی تھی۔۔ اور ساحل ہرگز نہیں چاہتا تھا کہ وہ جاتے جاتے بھی اپنے بھائی کو تکلیف دے جائیں۔۔۔
اسنے ہر ممکن کوشش کر دی تھی علاج کی۔۔ وہ اس وقت سٹی کی بڑی پرائیوٹ ہاسپٹل میں موجود تھا۔۔ یہاں اس پر انکشاف ہوا تھا کہ حیدر شاہ نے جان لیوا حملہ نہیں کیا تھا بلکہ تکلیف میں بھی خود پر اس حد تک ضبط کیا اپنی بہن کی جان لینے کی کوشش کرتے ہوئے بھی وہ جان لے نا سکا۔۔۔

ڈاکٹرز کے معائنہ کرنے کے بعد معلوم ہوا تھا کہ انکا گلا دبایا گیا تھا لیکن اتنا نہیں کہ موت ہو سکے۔ گلا کاٹا بھی گیا تھا لیکن صرف باہری چمڑی کو۔۔۔

انہیں سانسیں لیتی شہ رگیں ابھی تک چل رہی تھیں۔۔
لیکن ساحل کا دل چاہ رہا تھا وہ پھوٹ پھوٹ کر اپنی ماں زریش کے سینے سے لگ کر روئے۔۔ اتنا جتنا وہ کبھی اپنی تکلیف پہ بھی نہیں رویا۔۔۔

اسے پہلی بار دلاور کی اس حالت کا احساس ہوا تھا، جب اسنے دریاب کا گناہ سمجھ کر اپنے بھائی کو بچاتے خود کو قربان کر دیا تھا۔۔

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا آخر کیوں۔۔۔
کیوں ہمیں اپنے ہی رشتہ بعض اوقات برباد کر دیتے ہیں۔۔
کیوں ہمارے اپنے رشتے ہم سے ہمارا سب کچھ چھین لیتے ہیں۔۔
ہم جنہیں خوش دیکھنا چاہتے ہیں، وہ ہماری ہی خوشیاں کیوں چھین لیتے ہیں۔۔ وہ اپنے کیلئے، بے قصور ہو کر بھی سزا کا مستحق ٹھہرا تھا۔۔
ویسے ہی جس طرح دلاور خان۔۔۔۔
پر وہ منانا نہیں جانتا تھا، ساحل شاہ جانتا تھا سب کو باندھ کر رکھنا اور خود کو بھی انکے ساتھ باندھ کر چلنا۔۔۔

اسنے سارا قصور تو اپنے سر لے لیا تھا، اپنے باپ کی نفرت غصے غیظ کو بھی جھیل لیا تھا۔۔۔

لیکن اب اپنی چوزی کا سامنا اس اس طرح کرنا تھا کہ وہ اس سے دب جائے، ناکہ ساحل شاہ اس سے دبے۔۔

یکایک اسے احساس ہوا کہ جیسے جانے کتنا عرصہ ہو گیا تھا اسے روحا کو دیکھے ہوئے۔۔ اور اسکی من کو بھی تو اسکی وجہ سے گولی لگی تھی۔۔ وہ سوچ رہی ہو گی کہ بھیو کیوں ملنے نہیں آیا۔۔۔

ساحل سوچ کر پریشان ہو اٹھا۔۔۔

لیکن وہ جب منع کر گیا تھا پھر باہر کس طرح نکلیں؟" وہ الجھ " گیا۔۔

کہاں جا رہے ہو ساحل؟" زریش شاہ اسے اچانک وہاں سے " جاتے دیکھ کر ہڑبڑائیں۔۔ وہ اس حالت میں اپنی ماں کو چھوڑ کر کہاں جا رہا تھا۔۔۔

ڈاکٹر ابھی کوئی جواب نہیں دے رہے۔۔ میں تب تک من کو دیکھ" کر آتا ہوں آپ ڈیڈ یہیں رہیے گا۔۔" وہ انکے ہاتھ تھام کر انکی پشت پر ہونٹ رکھتے وہاں سے تیزی سے نکلا۔۔۔

زریش شاہ نے متفکر ہو کر ہوئے پلٹ کر اسکی چوڑی پشت کو جاتے ہوئے دیکھا۔۔

کہاں جا رہا ہے وہ؟" ہارون شاہ ڈاکٹر سے بات کر کے وہاں آئے" ساحل کو وہاں سے جاتے ہوئے دیکھ کر ضبط کرتے بولے۔۔

وو۔۔ وہ اپنے کام سے جا رہا ہے اسے کال آئی تھی وہیں جا رہا ہے۔۔" زریش" شاہ انکے تیوروں سے گڑبڑا کر جواب گول کرتیں بہانہ تراش گئیں۔۔۔

ٹھیک ہے جائے۔۔۔ لیکن فون کر کے اس سے کہہ دو!! اگر انتقام" میں شادی کی ہے تو اس سے لڑکی سے دور رہے۔۔ میں نے بڑی غلطی کر دی اسے سمجھنے میں۔۔ میں اس معصوم بچی کا مرجھایا ہوا چہرہ دیکھ کر بھی نظر انداز کرتا رہا لیکن اب اسنے منہ سے

اعتراف کیا ہے یہ شادی انتقامی ہے۔۔ تو اپنی ماں کو یہاں پہنچا کر امید ہے اسکا انتقام پورا ہو گیا ہو گا۔۔۔

اس سے کہو حیدر شاہ کی بیٹی کو آزاد کرے۔۔ میں ایک ہی بار جا کر اکسے آگے معافی مانگ آئوں کہ میں اپنے بیٹے کی تربیت اچھے سے نہیں کر سکا۔۔۔"وہ دکھ رنج تکلیف سے کہتے تیزی سے وہاں سے نکل گئے۔۔۔

لیکن شاہ!!!"زریش شاہ اپنی جگہ پتھر کا مجسمہ بن کر رہ گئیں۔۔۔"

oooooooooo

....★☆☆☆☆☆★....

واہ سگی پھوپھو اتنی جلدی کھانا تیار۔۔"وہ باتھ روم سے ہاتھ منہ دھو کر" جب باہر آئی تھی بتول پھوپھو ٹرے اٹھائے اسکے عالیشان سجے سنورے روم میں آئی جو کہ فارس نے بڑے ارمانوں سے کافی دن لگا کر عرشیہ اور اپنے لیے سجایا تھا۔۔

اس گھر پر تو عرشیہ حکمت کر رہی تھی لیکن اسے اسکے خوابوں کے روم سے لات مار کر نکال دیا تھا۔۔ اور اب اس روم میں خود بیٹھی تھی پھوپھو کو آتے ہی اپنے لیے چٹ پٹے پاستا نوڈلز بنانے پر لگا دیا تھا۔۔
اور ٹائم فکس کر دیا تھا کہ اگر ان پندرہ منٹ میں اسے کھانا نہیں ملا تو ان دونوں میں سے کسی ایک کی تو لاش اڑائے ہی اڑائے گی۔۔
اور یہیں دفن کر کے پاکستان پاک صاف ہو کر جائے۔۔ ویسے بھی وہ معصوم اغوا تھی۔۔ بیچاری معصوم سی لڑکی۔۔

اسے خود کیلئے دکھ تھا۔۔ وہ اپنے اغوا ہونے پر رونا چاہتی تھی ماتم کرنا چاہتی تھی لیکن آنسوں تھے کہ جو اب ہی دے گئے تھے۔۔
ان کا بھی قصور نہیں تھا بیچاروں کو بہایا ہی اتنا تھا کہ اب اس سے تنگ آ گئے تھے۔۔ معصوم عرشیہ کے معصوم آنسوں۔۔

ہاں بیٹا۔۔ بس تم کھا لو۔۔" بتول پھوپھو اپنے بھاری بھر کم وجود کو مشکل" سے لیے چلتی پلیٹ جیسے منہ پر یتیمی سجائے بولیں۔۔

میں آپ کے دکھ میں شریک ہوں۔۔ میں آپ کی مدد کر دیتی"
پھوپھو پر آپ کو تو پتا ہی ہے میں اغوا ہو گئی ہوں۔۔ میرے باپ
ہاسپٹل کے بیڈ پر ہیں۔۔ میرے بھائی مجھ سے دور ہیں۔۔ میرا شوہر
اس وقت سب کا جینا حرام کر چکا ہو گا۔۔ میں اپنے کون کون سے دکھ
گنواؤں پھوپھو۔۔ میرے ساس سسر انجان ہیں۔۔ میں اپنے شوہر
کے روم میں جاتی ہوں تو مجھ سے دروازہ نہیں کھلتا۔۔ افف میرے
دکھ۔۔ رہنے دیں آپ سن کر خوامخواہ بگڑ جائیں گی۔۔" وہ اپنے دکھڑے
روتی ہوئی پھوپھو سے بولی اور صوفے پر بیٹھ کر غور سے سنتی پھوپھو کو دیکھ کر
اچانک تیز آواز میں بولی کہ پھوپھو گڑبڑا گئیں۔۔

کیا کیا ڈالا ہے۔۔؟" اسنے غور سے ان پلیٹوں میں سجے پاستا نوڈلز کو"
دیکھ کر پھر پھوپھو کو اپنی زیرک نگاہوں سے سر سے پاؤں تک
جانچا۔۔

پھوپھو کے پسینے چھوٹ گئے۔۔
میری شہزادی بیٹی میں یہاں سے کیا لاؤں گی۔۔ کیا اس میں"
ڈالوں گی۔۔" پھوپھو نے جلدی محبت سے کہا۔۔

کیا پتا یہ جو گز بھر کی زبان میرے سامنے چلتی رہتی ہے اس" میں سے زہر نکال کر ڈال دیا ہو۔۔ میں بتا دوں ایسی بد حیا منہ پھاڑ کر بولتی عورتیں میرے باپ کو پسند نہیں ہیں۔۔
آپ تو پھر ریجکٹ ہو جائیں گی۔۔ کچھ شرم لاؤ کچھ حیا سمیٹو۔۔ آپ کے انداز میں لچک ہونی چاہیے۔۔ ایک ادا ہونی چاہیے جو مقابل کو دیکھ کر اپنی طرف مائل کرے۔۔۔" عرشیہ نے ٹوک کر کسی بڑی بوڑھی کی طرح سمجھایا۔۔

پھوپھو اب اسے کیا بولتیں۔۔ انہوں نے سامنے آئینے میں خود کو دیکھا۔۔ "بیٹا میں تو ٹھیک سے بولنا بھی نہیں جانتی۔۔ اپنے گاؤں کی سب سے شرمیلی لڑکی میں ہوں۔۔" پھوپھو کے خود کو جانچ تول کر بعد بولنے پر عرشیہ کو زوردار اچھو لگا۔۔

لڑکی" اسنے صدمے سے بتول پھوپھو کو دیکھا۔۔"
انہوں نے تو لڑکی ذات کی توہین کر دی تھی۔۔ "اگر یہ لڑکی ہیں تو ہم کیا بچیاں ہیں۔۔" اسنے سکتے سے سوچا اور مشکل سے خود کو سنبھالا۔۔

چھوڑیں پھوپھو آپکی جوانی کو زنگ لگ گیا ہے۔۔"وہ اپنی جوانی پر ماتم کرتی" بولی۔۔

چلیں آئیں یہ تو کھا کر دکھائیں کیسے بنیں ہیں۔۔"عرشیہ نے" انکے الجھے تاثرات نظر انداز کرتے چیئر کی جانب اشارہ دیتے پاستا اور نوڈلز اسکی طرف کیے۔۔

پھوپھو کا چہرہ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔۔

نہیں بب۔۔بیٹا میں یہ۔۔یہ کیسے کھا سکتی ہوں۔۔اس عمر" میں ایسی چیزیں کھانے سے ڈاکٹر منع کرتا ہے۔۔"وہ گڑبڑا کر رونی صورت بنا کر بولیں اور وہاں سے بھاگنے لگیں تبھی عرشیہ بیلٹ میں لگی گن جھٹکے سے نکال کر انکے قریب ہی رکھے گلدان پر فائر کر دیا۔۔

ٹھاہ" کی آواز جیسے فضا میں گونجی پھوپھو چیختی ہوئی بھاگ کر عرشیہ" کے اشارہ کردہ چیئر پر جا بیٹھیں اور کانپنے لگیں۔۔

پھوپھو آپ کی تو کانپیں ٹانگ رہی ہیں۔۔"عرشیہ قہقہہ لگا کر محظوظ" ہوتے کہا اور پھوپھو کر کو کھانے کا اشارہ کیا۔۔

بیٹا تُو تو میری شہزادی ہے۔۔ میں تمہیں کیوں زہر دوں گی۔۔ تو دانی کو" پیاری ہے مجھے بھی پیاری ہے۔۔ میں نے سچ میں اس میں زہر نہیں ڈالا۔۔" پھوپھو کہہ کر مگرمچھ کے آنسوں بہانے لگی۔۔

پھوپھو بور ہو گئی ہوں۔۔ چلیں کھائیں میرا موڈ خراب ہو رہا ہے۔۔"" عرشیہ نے اس تماشے سے اکتا کر کہا۔۔ پھوپھو ناچار آنسوں بہاتی فارس کی تلاش میں نظریں پھیرتی ڈرتے ڈرتے نوڈلز کو دیکھ کر مشکل سے کھانے لگی۔۔

بیٹا اس میں میں کیا زہر ڈالوں گی یہ تو خود ہی سانپ بچھو" لگ رہے ہیں۔۔" پھوپھو کی دہائی نہیں سنی گئی وہ انہیں کھانے کا اشارہ دینے لگی۔۔۔

اتنا چھوٹا نوالہ کیوں لے رہی ہیں۔۔ بل آرہا ہے کیا آپ کا۔۔ چلیں جلدی" کریں بڑے نوالے ڈالیں منہ کے حساب سے۔۔" اسنے بیچ میں ہی ٹوک کر کہا۔۔ پھوپھو کی سانس خشک ہو گئی۔۔ وہ فارس کو کوسنے

لگی جس کا دل بھی اس جناتی لڑکی سے پھنسا تھا۔۔ جو جب سے آئی تھی تب سے ناک میں دم کیا ہوا تھا۔۔ اپنے تو پھوپھو کا رونا ہی باقی تھا۔۔

وہ گن کے خوف سے ان عجیب و غریب نوڈلز کو کھانے لگیں۔۔
اور زہر مار کر کھا رہی تھیں یہاں تک کر آہستہ آہستہ انکا سر بھاری ہونے لگا۔۔
وہ جبراً عرشیہ کو دیکھ کر مسکرائی اور ہاتھ روکا مگر اسکی گن دیکھ کر وہ پھر سے کھانا شروع کر دیتیں۔۔

بس بس اب جائیں آپ۔۔ "پھوپھو کی پلکیں بوجھل ہوتے دیکھ کر وہ" گہری مسکراہٹ سے بولی۔۔ تو دونوں پھوپھو بھتیجے نے کھانا میں بیہوشی کی دوائی ملائی تھی۔۔

لیکن بیوقوف یہ بھول گئے تھے آگے وہ بھی عرشیہ خان تھی۔۔
پھوپھو اپنے ہاتھ کے بنائے پاستا نوڈلز کھانے کے بعد اب دیوار کا سہارا لیکر وہاں بڑبڑاتی ہوئی جا رہی تھیں۔۔

کیا ہوا پھوپھو بیہوش ہو گئی وہ؟" پھوپھو کو روم میں داخل ہوتے دیکھ کر" فارس اسٹیک کا سہارا لیکر اسکے پاس بھاگ آیا۔۔اسے لگا تھا گولی کی آواز سن کر کہ اب تک تو پھوپھو ٹپک گئی ہوں گی لیکن انہیں زندہ دیکھ کر وہ بہت خوش تھا۔۔

بیہوش وہ نہیں ہوئی بیہوش مجھے کر دیا ہے۔۔مجھے جانے کیا ہو رہا ہے" سر گھوم رہا ہے۔۔" پھوپھو فارس کے روم میں آکر رونے لگیں۔۔
آپ کیسے بیہوش ہوئی کھانا تو اس کا تھا۔۔۔"فارس گھبرا کر اٹھ" بیٹھا۔۔یہاں سے سیدھا وہ ہاسپٹل گیا تھا اور گولی نکلوا کر پھر واپس یہاں آئے تھے۔۔

اسنے وہ کھانا مجھے کھلا دیا۔۔مجھے سمجھ نہیں آرہا وہ لڑکی کس پر گئی ہے۔۔" اسکی ماں تو گائیں ہے۔۔پھوپھو تقویٰ بھی ایسی نہیں ہے وہ تو سارا دن درس دیکر پکاتی رہتی ہے۔۔یہ لڑکی چڑیل ہے۔۔" پھوپھو اسے جی بھر کر صلواتیں سنا رہی تھیں۔۔۔

فارس نے اپنا سر تھام لیا۔۔ "ایک کام بھی آپ سے ٹھیک سے نہیں ہوتا۔۔ آپ کو سارا کام بنا بنایا چاہیے۔۔ ایک لڑکی کو کھانا کھلا نہیں پائیں آپ۔" وہ غصے سے بولا۔۔

بکواس بند کر۔۔۔ ایک تو جناتی لڑکی کے پاس جاتے ڈر لگتا ہے" مجھے اوپر سے تیرے لیے جا رہی ہوں۔۔ اگر ایسی لڑکی سے بیاہ کیا تو پکا گیا۔۔۔ میرے مان بیٹے تو اسے چھوڑ۔۔ میں تیرے لیے کوئی سہنی لڑکی ڈھونڈتی ہوں۔۔" پھوپھو اپنا بھاری سر سنبھالتیں اسکے پاس بیڈ پر آکر بیٹھیں اور پچکارنے لگیں۔۔

نہیں پھوپھو۔۔ شادی تو کروں گا میں اس سے ہی۔۔ اور اسے ایسا" سدھاروں گا کہ اسکی نانی بھی یاد رکھے گی۔۔ ابھی اسنے فارس خان کو سمجھا نہیں ہے۔۔ اسکی سب سے بڑی کمزوری ہے میرے پاس۔۔ دیکھنا کیسے صمصام سے طلاق مانگے گی اور مجھ سے شادی بھی کرے گی۔۔" وہ پھوپھو کا ہاتھ جھٹک کر شاطر مسکراہٹ سے بولا۔۔

اور میں۔۔" پھوپھو نے ہوش گنواتے ہوئے فکرمندی سے پوچھا۔۔"

ہاں ہاں۔۔! آپ کی بھی کروادوں گا۔۔۔"وہ اکتا کر بولا۔۔"

مجھے یہ تو بتا کیا مرد ہے تو اغوا کرنے سے پہلے ایک پسٹل بھی اپنے" پاس نہیں رکھی تو نے۔۔ بیوقوف تجھ سے تو وہ لڑکی ہوشیار ہے۔۔ اغوا ہونے سے پہلے اپنے پاس گن چھپا کر بیٹھی تھی اور اب اسکا اچھے سے استعمال بھی کر رہی ہے۔۔ آٹا دیکر پڑھو ہوا سٹرلیا (آسٹریلیا) سے۔۔" پھوپھو کے طنزیہ کہنے پر فارس نے انہیں گھورا۔۔

آپ تو بڑی ہوشیار ہیں۔۔ لیکر آتی اپنے ساتھ رائفل۔۔ دانیال" خان سے شادی کی فکر کے علاوہ آپ کو کیا سوجھتا ہے۔۔"وہ غصے سے انکی نقل اتارتا بولا۔۔

وہ گن میری ہے۔۔"اسنے ضبط سے کہا۔"
کیا؟؟" پھوپھو چیخ کر صدمے سے دھرام سے بیڈ پر گریں۔۔ انکے" ہوش کا وقت ایکسپائر ہو گیا تھا۔۔
لیکن فارس کو غصے کے ساتھ شدید طیش بھی تھا۔۔ اس لڑکی نے اچھا خاصا بیوقوف بنایا تھا اسے۔۔

وہ تو بس جذباتی خونخوار شیرنی سمجھتا تھا۔۔ اسے کیا معلوم تھا ان سنہری آنکھوں کی چمک اس قدر خطرناک ہو گی۔۔
لیکن پانی سر کے اوپر جا رہا تھا، اس سے پہلے کوئی اس تک پہنچتا اسے ایٹالو سے مدد مانگنی چاہیے تھی۔۔ وہ یہاں کا ہی رہائشی سفید پوش تھا۔۔ درحقیقت وہ ایک مافیا تنظیم تھی، جن کا کام یونیورسٹیز میں ڈرگز سپلائے کرنا اور وہاں سے لڑکیوں کو بھی اغوا کرنا تھا۔۔

ابھی عرشیہ خان تم بے بس ہو گی۔۔ میرے آگے کیونکہ تمہارے" بھائی کا سب سے بڑا بے گناہی کا ثبوت میرے پاس ہے۔۔ ہاہاہا۔۔" وہ سوچ کر قہقہہ لگا اٹھا۔۔

سن ابے لنگور! میں باہر جا رہی ہوں کھانا کھانے۔۔۔ والٹ" نکال۔۔ "معاً فارس کا قہقہہ حلق میں دب گیا۔۔ جب اسکے سر پر اچانک عرشیہ خان کھڑی ہوئی۔۔

تم اس انجان شہر میں کہاں جاؤ گی؟" اسے جی بغیر کر غصہ "
آیا۔۔ وہ دونوں اغوا کرنے والے بیڈ پر پڑے تھے اور یہ جسے اغوا کیا گیا تھا
وہ جا رہی تھی باہر ہوٹلنگ کرنے۔۔

تم میرے باپ بننے کی کوشش مت کرو۔۔ جتنا کہا ہے اتنا کرو۔۔" وہ"
سرخ چہرے کے ساتھ ضبط سے بولی۔۔ ورنہ دل کیا ابھی چیر کر رکھ
دے اسے۔۔
فارس نے اسے دیکھتے جیب سے والٹ نکالا۔۔ اور اسکی ہتھیلی پر رکھ
دیا۔۔۔ وہ ایک نظر بیڈ پر پڑی پھوپھو کو دیکھا۔۔

پھوپھو تو کھانا کھا کر آرام کر رہی ہیں۔۔ تمہارے لیے کچھ لے آؤں؟" وہ"
اس طرح انجان بن کر بول رہی تھی جیسے اسے کچھ معلوم ہی نا ہو۔۔
فارس کا دل کیا اسکا منہ توڑ دے چالاک میسنی لڑکی۔۔

ہاں لے آؤ!" وہ ناراضگی سے کہتا جا کر پھوپھو کے پاس بیٹھ گیا۔۔"
عرشیہ اسے دیکھ کر سر اثبات میں ہلاتی وہاں سے جانے کیلئے
پلٹی۔۔

فارس نے موقعہ پا کر ٹیبل سے کرسٹل کا بڑا سا واس اٹھایا۔۔اور گھما کر پوری قوت سے عرشیہ کے سر کی پشت پر مارا۔۔

ہیں!"وہ بوکھلا گیا اچانک آگے سے عرشیہ کو غائب دیکھ کر۔۔"
اچانک دروازے کی اوٹ سے وہ نکلی اور اپنے بوٹ میں مقید
لات فارس کے سینے پر رکھ کر پوری قوت سے اسے پیچھے دھکیلا۔۔
آہہہ۔۔"وہ چیخ کر پیچھے کی جانب دھرام سے گرا۔۔"
اسکا پورا وجود درد سے سن پڑ گیا۔۔سر جیسے فرش سے ٹکرایا کانوں
میں سائیں سائیں ہونے لگے اور آنکھوں کے آگے چھت گھوم گئی۔۔

وہ چلتی ہوئی اسکے سامنے آئی اور اسکے سینے پر اپنے گرے بوٹس میں
مقید پاؤں رکھا۔۔۔
اے کے ہوں!جہاں تمہاری سوچ ختم ہوتی ہے وہاں سے میری شروع"
ہوتی ہے فادی۔۔"وہ اسکی آنکھوں میں تکلیف سے آنسوں دیکھ کر بوٹس
سے اسکا سر ہلانے لگی۔۔
فارس نے مشکل سے آنکھیں وا کرتے اسے دیکھا۔۔وہ اسکے سینے پر
لات رکھے سر پر کھڑی تھی۔۔اسکی لات میں اتنی طاقت۔۔

فارس کو کچھ کھٹکا۔۔

اے کے مطلب ؟"فارس نے سینے پر رکھے اسکے بوٹ کو ہٹانے "
کی کوشش کرتے مشکل سے پھنسی آواز میں پوچھا۔۔

اے کے مطلب ایک ہوں لیکن سب کی باپ ہوں عرشیہ "
خان نام ہے!ڈونٹ فار گیٹ "وہ ایک زوردار بوٹ کی ٹھوکر اسکے
سر پر رسید کرتی ہوئی سنہری بالوں کو جھٹک کر پلٹی۔۔
اور ٹیبل پر رکھے فارس کے سیاہ گلاسس کو اٹھا کر آنکھوں پر
چڑھاتے فضا میں اپنے بوٹس کی ٹک ٹک کرتی آواز چھوڑ کر
فارس کی گھومتی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔۔

وہ چیختا اپنا سر تھام گیا تھا۔۔۔

oooooooooo

حیدر شاہ ابھی زیر علاج تھا۔۔ صائم زیدی کو ہارون شاہ نے بلا لیا
تھا۔۔ تقویٰ زیدی اس وقت شمع فیروز کے روم میں موجود تھیں۔۔

یہ دس دن تھے اور انہیں کسی بھی طرح شمع فیروز کو اس لائق بنانا تھا کہ وہ اگر کچھ جانتی ہیں تو اس مجرم کے خلاف بول سکیں۔۔وہ ایک اہم گواہ تھیں۔۔

ٹھک ٹھک "صارم ناک کر کے اندر داخل ہوا۔۔"
مام آپ جا رہی ہیں گھر؟ بازل اکیلی ہیں۔۔۔"صارم نے شمع"
فیروز کا چیک اپ کرتی اپنی ماں کو مخاطب کرتے پوچھا۔۔

ہاں بیٹا بس جا رہی ہوں۔۔"انہوں نے ساتھ کھڑی نرس سے انکی آج"
کی تبدیلی کو نوٹ کرواتے مسکراتے ہوئے صارم سے کہا۔۔
ٹھیک ہے میں بازل کو بتا دیتا ہوں وہ آپ کا انتظار کر رہی ہیں ڈنر"
پر۔۔۔"صارم کہہ کر سر ہلاتا اپنے کیبن کی طرف بڑھ رہا تھا اسنے
بازل کو کال کرتے موبائل کان سے لگایا ہی تھا تبھی اچانک اسے شور کو
احساس ہوا۔۔

یہ کیا ہے؟"چیخوں فائرز کی آواز پر تقویٰ زیدی روم سے باہر نکل آئیں۔۔"
یہ تو نیچے سے آ رہا ہے شور!!"صارم نے چوکنا ہوتے کہا۔۔"

ڈڈ۔۔ڈاکٹر صارم اچانک کچھ انجان ہتھیار لیس لوگ ہاسپٹل"
میں داخل ہو گئے ہیں اور مسز فیروز کا پوچھ رہے ہیں۔۔"نرس خوفزدہ
بھاگتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔۔
تقویٰ زیدی نے چونک کر صارم کو دیکھا اور صارم نے دوسری
طرف سے ہیلو کہتی بازل کی کال ڈسکنیکٹ کرتے موبائل واپس جیب
میں رکھی۔۔

مام آپ جائیں اندر اور اندر سے دروازہ لاک کریں۔۔"صارم نے اپنے"
ماں سے نرمی سے کہا۔۔نرس اپنی جان بچاتی تقویٰ زیدی سے پہلے اندر
روم میں چلی گئی۔۔
لیکن صارم تم اکیلے۔۔تمہارے ڈیڈ کو۔۔۔"تقویٰ بیٹے کو اکیلا دیکھ کر ڈر کر"
کشمکش میں بولیں۔۔
ڈارلنگ! آپ کا بیٹا اکیلا ہی کافی ہے۔۔آپ جائیں اندر اور تھوڑی دیر"
بعد باہر نکلیے گا۔۔"وہ اپنی ماں کی بات بیچ میں کاٹتا۔۔انہیں شانوں سے
تھام کر محبت سے روم میں اندر لے گیا اور گال چھو کر پچکارتا تقویٰ کے کچھ
کہنے سے پہلے ہی دروازہ بند کر گیا۔۔

تقویٰ اسے اکیلے جانے سے روکتی ہی رہ گئیں مگر وہ اپنے اوور آل سمیت شرٹ کے کف فولڈ کرتا ہوا آگے بڑھا۔۔وہ سیڑھیوں کی جانب بڑھا جہاں سے وہ ہتھیار لیس سامنے سے آرہے تھے۔۔ڈاکٹرز نرسز انہیں اچانک سامنے سے آتا دیکھتی خوفزدہ چیختی بھاگ رہی تھیں۔۔۔

کہاں سے چغتائی کی بیوی؟؟؟"وہ سامنے آتے صارم کے سینے پر رائفل" کا منہ ٹکائے غرا کر بولے۔۔صارم نے دیکھا وہ تعداد میں آٹھ دس تھے۔۔اور سارے ہتھیار سمیت۔۔

فیروز چغتائی کی بیوی کہاں ہے؟"صارم نے پوچھا۔۔"
ہاں تو پھر کس کی بول رہے۔۔"وہ غصے سے بولے اور اسے سر سے پیر" تک دیکھا۔۔

فیروز چغتائی کی بیوی۔۔۔۔۔"وہ سوچنے لگا۔۔"
وہ تو وہاں ہے۔۔"اسنے پیچھے کی جانب اشارہ دیا۔۔سب نے جیسے ہی" پیچھے مڑ کر دیکھا صارم نے ریلنگ پر ہاتھ ٹکا کر فضا میں اچھلتے

دوسرے نمبر پر کھڑے آدمی کے منہ پر لات مار کر آگے والے سے جھپٹ کر رائفل چھین لی۔۔

اور سیڑھیوں پر قدم جما کر آخری والے ہڑبڑائے آدمی کے منہ پر پوری قوت سے رائفل دے ماری۔۔۔

آہہ۔۔"وہ اس افتاد پر دھاڑ اٹھے۔۔"

لیکن صارم فل فارم میں انکے سنبھلنے سے پہلے ہی انکی ٹانگ بازو کا نشانہ لے چکا تھا۔۔فضا میں جیسے ہی ٹھاہ ٹھاہ کی دھماکہ خیز آوازیں گونجی وہاں موجود لوگ کانوں پر ہاتھ رکھ کر وحشت زدہ ہوتے چیخے۔۔

صارم کو اکیلے دیکھ کر وہاں کچھ ڈاکٹرز بھی چیئرز اٹھا کر لائے اور انکے سیڑھیوں سے گر کر سنبھالنے سے پہلے ہی زوردار سر ہر وار کرتے گردن پر چڑھ کر کھڑے ہو گئے۔۔

صارمم!!!"فائرز کی آواز پر تقویٰ چیختی ہوئی روم سے نکلتی وہاں بھاگ" آئی۔۔

جلدی جلدی انہیں اٹھاؤ ایڈمٹ کرو میں آتا ہوں فاسٹ !""
دو منٹ میں مووی کا اینڈ کرتے صارم نے رائفل ڈاکٹر کی طرف پھینکتے سیڑھیوں پر پڑے کراہتے ہوئے ان آدمیوں کی جانب اشارہ دیا۔۔

اوکے اوکے۔۔"وہ سمجھ کر جلدی سے انہیں وہاں سے گھسیٹ گئے۔۔"
صارم نے نرس کو خون کی طرف اشارہ دیا اور خود تیزی سے اوپر کی طرف بھاگا۔۔

صارم میرے بیٹے۔۔" تقویٰ زیدی بھاگتی ہوئی حواس باختہ روتیں اپنے" بیٹے کے کندھے بازو چیک کرنے لگیں کہیں اسے ان درندوں نے زخم تو نہیں دے دیا۔۔

کہاں گئے وہ؟؟ کون تھے صارم تمہیں چوٹ تو نہیں آئی میرے بچے؟""
وہ روتی ہوئی بولیں۔۔

مام!!مام!!کچھ نہیں ہوا مجھے میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔وہ پٹاخے تھے کوئی"
بچہ ضد کر کے پٹاخے پھوڑ رہا تھا اور اس سسٹر نے خوف سے
غنڈے کہہ بیٹھی۔۔
آئے تھے کچھ لوگ میں نے انہیں اچھے سے سمجھایا۔۔وہ مان کر چلے گئے
دیکھو بس دو منٹ کا کام تھا ایویں لوگ جانے کیا کیا کرتے رہتے
ہیں آپکا معصوم بیٹا منٹ میں سب کچھ کر لیتا ہے۔۔"وہ معصومیت سے
بولا۔۔

افف میں تو ڈر ہی گئی تھی یہ کون پٹاخے لایا تھا یہاں میری تو"
جان ہی نکال دی تھی۔۔ہاں میرے بچے اچھا کیا سمجھا بجھا کر بھیج دیا
ایویں ہی پھر جھگڑا ہو جاتا۔۔" تقویٰ زیدی بیٹے کی بات سن کر سانس
میں سانس لیتی اسکی پیشانی چوم کر بولیں۔۔
وہ تھا ہی اسکا صابر معصوم بیٹا۔۔ جھگڑے فساد سے دور ہی اپنے کام میں
مگن رہتا تھا۔۔
صارم نے سر اثبات میں ہلاتے اپنا سر دسانس فضا کے
سپرد کرتے ہوئے یونہی نظریں آس پاس پھیرتے کن اکھیوں سے

ریلنگ کے نیچے سیڑھیوں پر سے خون صاف کرتی نرس کو جلدی جلدی ہاتھ چلانے کا اشارہ دیا۔۔
ڈاکٹرز اٹھالائی ہوئی چیئرز اپنی جگہ پر رکھتے گولیاں لگی آدمیوں کو اٹھا کر اسٹیکچر پر باندھتے ایک روم کی طرف بڑھتے جا رہے تھے۔۔
انکا آپریشن اب صارم زیدی ہی کرنے والا تھا۔۔

اچھا میں چلتی ہوں۔۔ بازل انتظار کر رہی ہو گی۔۔ خیال کرنا یہاں کا۔۔" اور کسی کو مسز فیروز یا بھائی کے روم میں جانے مت دینا۔۔" تقویٰ زیدی اسے ہدایت دیتیں لفٹ کی جانب بڑھ گئیں۔۔۔
صارم نے شکر کا سانس لیا۔۔ اور موبائل نکالا۔۔

"!ہاں انت الحیات"
شٹ اپ !کال کیوں کاٹی میری بلیک میل !" وہ ست غصہ ہو کر" چبا کر بولی۔۔
سوری یار ایمرجنسی کیس آگیا تھا۔۔ اب تم تو جانتی ہو پہلے" فرض پھر مرض۔۔" اسنے بالوں پر ہاتھ پھیرتے کہا۔۔ اسکا

بلیک مین کہنا اسے بہت پسند تھا حالانکہ بازل نے کہنے سے انکار کیا تھا لیکن صارم نے کہا تھا وہ اسے کہے۔۔
جانے کیوں بلیک لفظ انسلٹنگ لگتا تھا لوگوں کو۔۔ لیکن صارم زیدی کو وہ لفظ کافی مقدس لگتا تھا۔۔ اسکی ڈکشنری میں بلیک رنگ کافی مقدس تھا۔۔ ایک تو اسکی محبت نے سب سے پہلے اسے بلیک کہا تھا۔۔
دوسرا یہ رنگ اسکے لئے لکی تھا کیونکہ یہ بیت الحرام کا پسندیدہ مقدس رنگ تھا۔۔ اردو میں سیاہ تو انگلش میں بلیک۔۔۔
اور بازل شاہ کی محبت میں بلیک مین
اور وہ صارم زیدی کی انت الحیات

اوہ! کوئی بات نہیں۔۔ اینی وے اگر میں مر ض ہوں تو آئندہ میرے" قریب آنے سے پہلے اپنی صحت کا سوچ لینا۔۔" وہ مسکرا کر نرمی سے بولی۔۔

ارے۔۔۔۔" صارم بوکھلا گیا۔۔۔"

انف! تو ایکسکیوز سمجھے۔۔ مجھے اپنے ڈیڈ کے گھر جانا ہے انکی یاد آرہی ہے" کافی۔۔" وہ اسے غصے سے ٹوک کر معاً اداسی سے بولی۔۔ صارم جو ایکسکیوز کرنے والا تھا ایکدم خاموش ہو گیا۔۔

ہیلو! سن رہے ہو بلیک مین!" اسکی خاموشی پر وہ اسے پکارنے" لگی۔۔

ہا۔۔ ہاں سن رہا ہوں۔۔ یار تم جا رہی ہو۔۔ میں سوچ رہا تھا کہ آج ہم باتیں" کریں گے موبائل پر۔۔" وہ افسردگی سے بولا۔۔۔

پلیز صارم! پھر کبھی۔۔ مجھے اپنی مام اور ڈیڈ سے ملنا ہے۔۔ جانے کیوں" مجھے اندر سے تکلیف ہو رہی ہے اور انہیں سوچ کر میری آنکھوں میں آنسوں آرہے ہیں۔۔

مجھے تکلیف ہو رہی ہے بلیک مین۔۔" وہ رو پڑی۔۔

شش بازل! مجھے کچھ کہنا تھا تم سے سن تو لو۔۔" صارم اسکے رونے پر" اپنے دل میں تکلیف محسوس کرتا بولا۔۔

کیا؟؟" وہ سوں کرتی خفگی سے بولی۔۔ صارم کے لبوں پر خوبصورت "
مسکراہٹ آ گئی۔۔

تمہارے ڈیڈ بول کر گئے ہیں یو آر اے بریو گرل!" اسنے سرگوشیانہ "
کہا۔۔ بازل کے لبوں پر بھی خوبصورت مسکراہٹ آ گئی۔۔

یاہ! ڈیڈ مجھے ہمیشہ بریو کہتے ہیں۔۔" وہ خوشی سے بولی دفعتاً اسکا جملہ دماغ"
میں گونجا وہ ٹھٹھک گئی۔۔

بول کر گئے ہیں؟ کیا مطلب کہاں گئے ہیں؟" وہ حیرت سے کہتی اپنی"
جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔ صارم چلتا ہوا اس روم کے سامنے آیا اور
دروازہ کھول کر سامنے بیڈ پر پڑے حیدر شاہ کو دیکھا۔۔

ایکچوئلی! ڈیڈ گئے ہیں تمہاری مام کے ساتھ گاؤں۔۔ انہیں معلوم تھا"
تمہیں گاؤں پسند نہیں۔۔ اسلیے تمہیں نہیں بتایا انہوں نے۔۔ انکا ایک
رشتہ دار بیمار تھا اسلئے انکی عیادت کیلئے گئے ہیں۔۔" صارم نے
نرمی سے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔۔

اوہ! مام ڈیڈ مجھ سے دور گئے ہیں اسلئے آئی ایم فیلنگ سیڈ! ڈیڈ کو بتا کر جانا"
تھا اب تو میں مائنڈ نہیں کرتی۔۔ تم سے کہا تھا کل رات کہ چلتے
ہیں ڈیڈ کے پاس لیکن تم نے نہیں مانی میری بات۔۔" وہ ناراضگی
شکوہ کن بولی۔۔

یار میں تمہیں اتنی رات کو لے جاتا تو انسلٹ ہو جاتی۔۔ پہلے بھی"
تمہیں گھر سے بھگا کر گیا تھا ڈیڈ ناراض ہوئے تھے۔ اب اتنی رات کو لے
جاتا تو بھی وہ غصہ کرتے۔۔
تم چھوڑو کل پرسوں تک ڈیڈ آجائیں گے ان شاءاللہ پھر ملنے چلیں گے
اس وقت تم اپنا خیال رکھو اور مام آرہی ہیں۔۔" اسنے سمجھانے کے
انداز میں کہا وہ خاموش ہو گئی۔۔

اچھا مجھے تمہیں کچھ بتانا تھا۔۔"معاً اسکے کال ڈسکنیکٹ کرنے سے پہلے"
چہک کر بولی۔۔
کیا؟"صارم نے متجسس ہو کر کہا۔۔"
یو نو واٹ بلیک مین تمہارے بچے میرے پیٹ میں بولنے لگے"
ہیں۔۔"وہ خوشی سے چیخی۔۔
واٹ ؟" چیخ تو صارم کی بھی نکل گئی لیکن صدمے سے۔۔"
یس! آگ وہ میرے پیٹ میں بول رہے تھے۔۔"بازل کو سوچ کر خوشی"
سے گدگدی ہونے لگی۔۔

ہاؤ اٹ پاسیبل؟ کیسے مینز تم نے کیسے سنا؟" وہ حیرت زدہ ششدر سا" بولا۔۔ڈاکٹر وہ بھی تھا لیکن ایسا حادثہ اسکی زندگی میں پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔۔

واٹ پاسیبل؟ تمہیں تو خوش ہونا چاہیے تمہارے بے بیز نے" بولنا شروع کر دیا ہے۔۔ آج ہی دوپہر کو میرے پیٹ میں انہوں نے گڑ گڑ کیا۔۔" اسنے صارم کے سر پر دھماکہ کیا۔۔

گڑ گڑ؟ یہ کیسی لینگویج بول رہے ہیں؟" وہ پریشان ہو کر بولا۔۔پریشان تو بازل" بھی ہو گئی اب کی بار۔۔۔
آئی تھنک تم جو سوتے ہوئے کھر کھر کرتے ہو نا۔۔ یہ پھر بولتے ہوئے" گڑ گڑ کرتے ہیں۔۔" وہ پر سوچ سی بولی۔۔
صارم کیلئے بس اب خودکشی کا آپشن رہ گیا تھا لیکن وہ صابر مولوی تھا ایسے گناہ کے کاموں سے سائیڈ ہی کرتا تھا۔۔

ویسے تم بتا سکتے ہو یہ کیا کہنا چاہتے ہیں۔۔ میں کافی دیر سے گوگل" پر سرچ کر چکی ہوں پر سمجھ نہیں آرہا کچھ۔۔۔" وہ سر کھجا کر بولی۔۔

ہاں ہاں۔۔ بالکل میں سمجھا سکتا ہوں تمہیں۔۔ گوگل تو میرا چیلا ہے۔۔ جو"
میں ایجاد کر سکتا ہوں وہ گوگل نہیں کر سکتا۔۔ اسلئے تم ایک کام کرو بیڈ
سائیڈ ٹیبل کے دراز سے فرسٹ ایڈ باکس نکالو اور اس میں رکھی
ہوئی بلیک شیشی میں موجود دوائی کے دو چمچ غٹا غٹ سے پی لو۔۔ کیونکہ
انت الحیات! تمہارے پیٹ میں موجود اعضاء کا ہاضمہ
خراب ہو گیا ہے بس۔۔" اسنے غصے سے کہہ کر کھٹاک سے
رابطہ منقطع کر گیا۔۔

بازل ہونقوں کی طرح موبائل کو دیکھتی رہ گئی۔۔
شاید اسنے غصے میں بے بیز کو اعضا کہہ دیا ہے۔۔" وہ اپنے دل کو"
بہلاتی لائونج سے اٹھ کر چلی گئی۔۔

oooooooooo

بہت اچھا کیا تم نے۔۔" اسنے صارم کی بات سن کر اسے"
سراہایا۔۔" اچھا میں اس وقت من کے پاس جا رہا ہوں تم سے

بعد میں بات کرتا ہوں۔۔" وہ صارم سے کہتا موبائل جیب میں رکھ کر اپنی گاڑی سے نکلا جو کہ ہاسپٹل کے پارکنگ ایریا میں موجود تھی۔۔

صارم نے اسے بتایا تھا کہ ہارون شاہ نے ابھی صائم زیدی کو ہاسپٹل بلایا ہے جہاں مہکار شاہ ایڈمیٹ تھیں۔۔ اور ساحل جانتا تھا اسکا جھوٹ زیادہ دیر اپنی فیملی کے سامنے ٹک نہیں پائے گا۔۔ اسے اپنے ماموں سے بے انتہا پیار تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ اسکے باپ دوست انہیں غلط سمجھے۔۔ وہ جانتا تھا اسکی فیملی کے آگے جلد ہی سچ آجائے گا۔ لیکن باہر سے وہ اپنے ماموں کو بچا ہی لے گا۔

اور رہی اسکی ماں۔۔۔ تو انہوں نے ہمیشہ الگ رکھ کر اسکا دل خود سے مضبوط کر ہی لیا تھا۔۔۔ ساحل شاہ جانتا تھا کہ اسے تکلیف ہو گی۔۔ پر اب وہ خود کو اتنا مضبوط کر چکا تھا کہ اس پر پہاڑ بھی آگرے دکھوں کا تو بھی اسکی جوتی کی نوک کو بھی فرق نہیں پڑپائے گا۔۔

یوں کہاں جائے کہ ایک ایسا بھی روپ تھا اسکا جس میں وہ بالکل بے حس کہلا سکتا تھا تو غلط نہیں ہو گا۔۔

بلیک تھری پیس سوٹ میں ملبوس اسنے اپنا سیاہ بوٹ میں بھاری قدم ہاسپٹل کے اندر رکھا اور چلتا ہوا لفٹ میں داخل ہوا۔۔

لفٹ نے دو منٹ میں ہی اسے اوپری منزل تک پہنچا دیا۔۔ جہاں اسکی من ایڈمیٹ تھی۔۔

ساحلے!"روحا کے ساتھ بیٹھے زیاف کی نگاہ جیسے ہی سامنے سے آتے" ہوئے ساحل شاہ پر پڑی وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

روحا کا دل زور سے سینے میں دھڑکا۔۔ اسکی رنگت اچانک اسکی آہٹ پہ ہی سپید پڑ گئی اور اسکی سانس۔۔۔ استھما ہی تو جیسے اسے دیکھ کر آتا تھا۔۔

ابھی اسکی ساس اس سے مل کر اسے بہلا کر گئی تھیں کہ ساحل کچھ نہیں کہے گا۔ مگر وہ جانتی تھی اسکی ساس کیا جانے اسنے کون سی جرات کر دی تھی۔۔

اب کیوں رو رہی ہو اب تو تمہارا شاہ آ گیا ہے۔۔"زیاف اسے" روتے دیکھ کر پچکارتے بولا۔۔

بیوقوف رونا ہی اب ہے۔۔"وہ ساحل کی طرف دیکھنے سے" کتراتی سہمی ہرنی کی طرف رفتہ رفتہ ببر شیر اپنی طرف

بڑھتے محسوس کرتی کانپنے لگی تھی۔۔زیاف کی بات پر روتے دانت پیس کر بولی۔۔

اوہ!اچھا۔۔۔"زیاف نے سمجھ کر شرافت سے سر اثبات میں ہلا دیا۔۔"کافی ایکٹیو بے بی ہو۔۔"

بے بی ہو گی تمہاری ماں۔۔میں شادی شدہ لڑکی ہوں۔۔"روحا پھوٹ پھوٹ کر رونا چاہتی تھی لیکن پاس کھڑے بندے سے تنگ آکر اسنے تپ کر غصے سے کہا۔۔زیاف اس چوزی کے غصے پر سٹپٹا گیا۔۔

شاہو۔۔۔"تبھی ساحل شاہ کے قریب پہنچتے ہی اسنے سسک کر اسے پکارا۔۔لیکن یہ کیا۔۔۔۔

کیا ہوا تھا؟"ساحل نے ہاتھ کے اشارے سے اسے وہیں کھڑا رہنے کا کہتے سخت لہجے میں پوچھا۔۔روحا نے حلق تر کیا۔۔

مم۔۔من کک۔کو گولی لگی۔۔ہہ۔۔ہم باہر گئے تھے وہاں شاپنگ کک۔۔کر رہے تھے تبھی وو۔۔وہاں کچھ غنڈے آئے۔۔اا۔انہوں نے مجھ پپ۔پر گولی چلانا چاہیے لیکن۔۔۔سمن نے مجھے پہلے بچا لیا اور وہ مجھے وہاں سے بھاگا کر بچا رہی تھی تو ان درندوں نے ہماری سمن پر گولی چلا

دی۔۔"روحا وہ اذیت بھرا لمحہ یاد کرتی حقیقت میں دکھ سے رو پڑی۔۔اسکے سامنے سمن کا تڑپنا لہرایا دل جیسے کسی نے بھینچ لیا۔۔

باہر کیسے نکلی تم؟؟؟"ساحل کا لہجہ انتہائی سرد اور آواز بھاری ہو گئی تھی جیسے وہ خود پر مشکل سے ضبط کر رہا ہو۔۔
"ساحل۔۔۔۔"

انف!زیاف!جاؤ یہاں سے۔۔اب یہ میرا مسئلہ ہے۔۔"وہ" ایکدم بیچ میں بولتے زیاف پر غرا اٹھا۔۔روحا کی خوف سے چیخ نکل گئی۔۔وہ روتی زیاف میں چھپنے لگی تھی جب ساحل کا بھاری ہاتھ اسکے نازک سے بازو پر آیا وہ وحشت زدہ ہو گئی۔۔

مم۔۔میں نے کک۔۔کچھ نہیں کیا شا۔۔شاہو۔۔"
مم۔۔میں نے۔۔سچ میں کچھ نہیں۔۔۔ممم۔مجھے اپنی مام کے پاس جانا۔ہے۔۔۔"وہ ساحل کی سخت گرفت سے روتی مدد کیلئے زیاف کو دیکھتی سسکنے لگی۔۔

اسکی سانس پھول چکی تھی۔۔اور خوف سے جیسے دھڑکنیں سست ہو گئی تھیں۔۔۔زیاف ایک جھٹکے پر ہی خاموش ہو گیا تھا۔۔جب ساحل نے جھٹکے سے روحا کو زیاف سے الگ کیا۔۔

کس سے پوچھ کر نکلی تھی باہر تم؟؟میں منع کر گیا تھا نا تمہیں۔۔۔" میری بات سمجھ نہیں آتی تمہیں؟"ساحل نے سرخ آنکھوں سے آس پاس کی پرواہ کیے بغیر اسے بازو سے پکڑ کر جھٹکا دیتے نیچی آواز میں غرا کر پوچھا۔۔روحا کی ہچکیاں حلق میں دب گئیں۔۔

مم۔مجھے مم۔معاف ککک۔۔کر دیں شش۔۔شاہو۔۔" مم۔۔مجھے فیری نے کہا تھا جج۔۔جاؤ۔۔ممجھے نہیں جانا تھا باہر۔۔ آپ مجھے مار دیں۔۔لیکن مجھ پر غصہ مت کریں۔۔مم۔میں مر جاؤں گی۔۔"وہ سسکیاں بھر کر روتی ایکدم فاصلے مٹا کر اسکے سینے سے لگ گئی۔۔اور سختی سے اسکے گرد بازو باندھ دیئے۔۔۔

زیاف کو اس معصوم سی روتی کانپتی چوزی پر ترس آگیا۔۔وہ کب سے ساحل کے خوف سے سانسیں روکے بیٹھی تھی۔۔اسکی حالت غیر ہو رہی تھی اسکا سوچتے۔۔یہ تو زیاف تھا جو اسے ہنسائے مسکرائے بیٹھا تھا مگر اب وہ بالکل روتی پاگل ہو رہی تھی۔۔

سر معاف کر دیں بچی کو۔۔۔"معاً وہاں کھڑے تماشا دیکھتے" لوگوں میں سے ایک آدمی پاس آتا ساحل سے ریکویسٹ کرتا بولا۔۔

شٹ اپ!!"ساحل شاہ ضبط سے لہو آنکھیں لیے اچانک" اس پر گرج اٹھا۔۔وہ آدمی اسکی گرے خون نما آنکھیں دیکھتا بوکھلا کر دور ہوا۔۔

روحا اچھل کر اسکے کوٹ پر دانت گاڑے اپنی چیخیں دبانے لگی۔۔

ساحل نے اسکے فیری والے جھوٹ پر دانت پیسے۔۔

تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہونے کے بجائے تم الٹا اپنا قصور" دوسروں کے سر ڈال رہی ہو روحا شاہ!"وہ اسے جھٹکے سے خود سے دور کرتا برہمی ضبط سے بولا۔۔

روحا نے بھیگی سیاہ آنکھوں سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔
تو کیا کروں میں ساحل شاہ۔۔ رو رو کر مر جاؤں۔۔ آپ کی"
نظر میں تو بس اسکی اہمیت ہے۔۔ میں کہاں جاؤں۔۔
مان رہی ہوں ہو گئی مجھ سے غلطی۔۔ لیکن میں کیا کروں آپ نے مجھے
پاگل کر دیا ہے۔۔ مجھے دیوانہ کر دیا ہے آپ کی سان۔۔۔۔" وہ پوری قوت
سے چیختی اپنا جملہ مکمل کرتی اس سے پہلے ہی ایکدم ساحل نے اسکے
منہ پر سختی سے ہاتھ رکھا دیا۔۔ وہ مچلتی جنونی بن کر اظہار کیلئے پھڑ پھڑا
اٹھی۔۔

زیا نے منہ کھولے دیدہ پھاڑے انگشت بدنداں ہونقوں کی طرح روحا کو
صدمے سے تک رہا تھا۔۔

اپنا منہ بند رکھو!! کیا کرنے گئی تھی تم باہر۔۔" وہ غصے سے اسے آنکھیں"
دکھاتا لفظ چبھا کر بولا۔۔

بب۔ بھائی وہ بب۔۔ بھابی آپ کے لیے سس۔ سگریٹ لینے "
گئی تھی اللہ سلامت رکھے بچی کے ذہین کو۔۔۔"پاس کھڑے زیاف
نے پھنسی پھنسی سیٹی نما آواز میں کہتے اپنا حلق تر کیا۔۔

واٹ !!!"ساحل نے شاکڈ ہو کر زیاف کو دیکھا اور پھر آنسوں"
بہاتی روحا کو۔۔
کیا کرنے گئی تھی تم باہر؟"اسنے غیر یقینی غصے سے پوچھا۔۔"
میرے سگریٹ لینے۔۔"وہ ڈٹ کر اپنی ہچکیاں روکتی ہاتھوں کی"
پشت سے گال رگڑ کر صاف کرتی بولی۔۔

زیاف صدمے سے مسکراتا اپنی قسمت پر روتا ہوا سیٹ پر گر گیا۔۔
"لوگوں کی بیویاں سگریٹ لے رہی ہیں ایک منحوس ماری میری
عورت کو مریضوں سے فرصت نہیں ملتی۔۔"اسکا دل کیا روحا
کی جگہ خود پاگل ہو کر روئے۔۔

سگریٹ لینے؟"ساحل نے صدیق کرتے ہوئے دہرایا۔۔"

ہاں آپ نے کہا تھا نا پرسوں فلیٹ پر چلیں گے۔۔ میں نے ساری" شاپنگ کر لی ہے۔۔ سگریٹ بھی لے لیے ہیں۔۔" وہ ہچکیاں لیتی بولی۔۔

فلیٹ پر کیوں جائیں گے بڑے بھائی؟" زیاف نے سن کر کان" کھڑے کرتے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر پوچھا۔۔ اس سے پہلے اسکے سوال کا روحا جواب دیتی ساحل نے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ اسے اپنے ساتھ کھینچ۔۔۔

ساحل اسے وہاں سے کھینچ لایا تھا اور ایک خالی روم میں لا کر اسے بیڈ پر دھکیلتے ہوئے پلٹ کر دروازہ بند کر دیا۔۔

میں تمہیں منع کر گیا تھا۔۔ لیکن تم اپنے پرسوں کے چکر میں" میری بہن کی جان لینے چلی تھی سٹوپڈ!!" وہ غیظ و غضب میں چبھا چبھا کر کہتا اسکی طرف بڑھا۔۔

روحا کو اسکے تیوروں سے شدید خوف آیا۔۔ وہ رونے لگی۔۔

مجھے کیا معلوم تھا شاہو ایسا ہو جائے گا۔۔ مجھے پکا یقین ہے اس"
فیری نے ہمیں لڑانے کیلئے کوئی تعویذ کروایا ہو گا۔۔"وہ بے بسی سے روتی معاً
مشکوک ہو کر بولی۔۔۔

انف از انف!!"ساحل گرج پڑا۔۔روحا اپنی جگہ اچھل پڑی۔۔"
میں آآ۔۔ آپ سے بہت پیار کرتی ہوں۔۔"وہ بے بسی سے بولی۔۔"

پیار میں تم اندھی ہو کر کسی کی بھی جان لے لو گی۔۔"وہ اسکے نازک"
شانوں کو دبوچ کر سرد لہجے میں بولا۔۔روحا درد سے سسک اٹھی لیکن
اسکے تیوروں پر اسکا سانس پھولنے لگا تھا۔۔
شاہو مم۔۔ من میری بھی چھوٹی بہن ہے۔۔"اسنے ہچکی بھری۔۔"
لیکن وہ میری زندگی ہے۔۔"وہ گرج اٹھا اس پر۔۔روحا کی چیخ"
بے ساختہ تھی۔۔اسے لگا اسکے کان کے پردے پھٹ جائیں گے۔۔دل
اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب سا گیا۔۔

وہ کوئی جائے فرار نا پا کر دھک دھک کرتے دل سے بس روئے جا رہی تھی۔۔ وہ کیا کرتی۔۔ اسے خوف تھا کہ اسکے بھاری ہاتھ کا تھپڑ نا پڑ جائے۔۔ یا وہ کسی بھی وقت بھون کر نا رکھ دے۔۔

"اگر میری وجہ سے آپ لوگوں کو تکلیف مل رہی ہے تو آپ اپنی تکلیف کو ختم کریں۔۔ اور مجھے دے دیں تکلیف۔۔ مجھ پر بھی چلا دیں گولی۔۔۔" وہ روتی ہوئی بولی۔۔ اور تو کوئی راہ نہیں تھی اسکی تکلیف کو کم کرنے کی۔۔

ساحل نے اسکے بھیگے چہرے کانپتے وجود کو دیکھا اور جھٹکے بالوں کو مٹھی میں پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچ لیا۔۔

روحابیہ ڈر کر گھٹنوں کے بل اسکی طرف کھینچ آئی۔۔

"تمہیں سگریٹ کا بہت شوق ہے۔۔ بڑی تڑپ ہے تمہیں سانسوں کی۔۔ مجھے بھی لگتا ہے اب بہت ہو گیا انتظار۔۔ اس غلطی کا سزا تو تمہیں ملے گی۔۔ تم رحم کی طلب کرو گی تو تمہیں وہ بھی نصیب نہیں ہو گا۔۔

یہ تمہارا سگریٹ کا شوق ایک رات میں ختم نا کیا تو میرا نام بھی ساحل شاہ نہیں۔۔" وہ سرد لہجے میں گویا ہوا۔۔ روحا نے ہراساں نظروں سے اسے دیکھا اور اپنے نچلے لب کو کاٹنے لگی۔۔
اسکا دل ڈوبنے لگا تھا۔۔ وجود کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔۔

کہاں ہے تمہاری شاپنگ؟" وہ اسکے سپید چہرے کو دیکھتا" رومال جیب سے نکال کر اسکے گال صاف کرنے لگا۔۔ روحا نے اپنا حلق تر کیا۔۔
وہ ایسا کچھ تو نہیں چاہتی تھی۔۔ جیسے وہ باور کروا رہا تھا۔۔ اسکی آنکھوں سے روانی سے آنسوں بہنے لگے۔۔
"گگ۔۔ گاڑی میں۔۔"

ٹھیک ہے ہم گھر چل رہے ہیں تم چل کر اپنی پیکنگ کرو۔۔ جو بھی" ضرورت کی چیزیں اٹھانی ہوں اٹھا لو ہم دس دن اسی فلیٹ پر رہیں گے۔۔" وہ اسکا نچلے لب کو دانتوں کے قید سے نکالتا۔۔ اسکے نچلے تیز دانتوں پر اپنا انگوٹھا پھیرنے لگا۔۔ وہ سانس روکے ہوئی تھی۔۔

اسنے سر اثبات میں ہلایا اور اپنے لب آپس میں پیوست کر لیے۔۔ ساحل نے اسکی حرکت نوٹ کرتے دوسرا ہاتھ اسکی پشت پر رکھتے اسے کچھ پاس کیا۔۔

روحا نے اسکے انگوٹھے پر اپنے دانت جمائے۔۔ اور مدھم سی سانس خارج کرتے ہوئے کوٹ کو مٹھیوں میں دبایا۔۔ وہ اسکی حرکت کو گہری نظروں سے دیکھتا اپنا انگوٹھا اسکے دانتوں سے آزاد کروا کر اسکے لبوں پر پھیرتے ہوئے خشک ہونٹوں کو بھگونے لگا۔۔
ساحل نے اسکے سر کے بالوں کو پکڑ کر سر جھٹکے سے پیچھے کرتے ہوئے اسکی نمی کو انگلی پر سمیٹ کر روحا کی پھیلی آنکھوں میں دیکھتے اسکے ہونٹوں کو دیکھنے لگا۔۔

سرخ چھوٹے پتلے سے لب کپکپا رہے تھے۔۔

میں من کو لیکر آرہا ہوں۔۔ تم چلنے کی تیاری کرو۔۔ باقی کے حساب کتاب فلیٹ پر ہوں گے۔۔" وہ اسکی بکھرتی سانسیں دیکھ کر اسکے نچلے لب کو انگلی سے سہلاتا بولا۔۔

روحا نے اپنا حلق تر کیا۔۔جب وہ بولا۔۔
اپنے سگریٹ ساتھ لے لینا۔۔ورنہ میرے سگریٹ تمہیں"
آسمان کی سر کے بل سیر کروادیں گے۔۔"وہ جتا کر یاد دلواتا الٹے قدم
لیے پیچھے ہوا۔۔
روحا نے اپنا رکا ہوا سانس بحال کیا اور تپتے رخساروں پر ہاتھ رکھ کر
آنے والے وقت کے خوف سے سہم کر بیٹھی رہ گئی۔۔

ساحل وہاں سے نکل کر زیاف کے اشارے پر من کے روم میں
داخل ہوا۔۔وہ سامنے ہی بیڈ پر خاموش آنکھیں موندیں پڑی تھی۔۔۔

من میرا بیٹا۔۔"ساحل نے اسکے بازو کو دیکھتے اسے تڑپ کر پکارا"
اسر تکلیف سے لب بھینچ لیے۔۔۔
سمن جو کب اس آواز کے منتظر تھی آنکھوں سے بازو ہٹا کر جھٹکے سے
اسکی جانب دیکھا۔۔

بھیو!!" اسکی خوشی سے چیخ نکل گئی اور ہاتھ میں لگے کینولا کو کھینچ کر"
نکالتی جھٹکے سے بیڈ سے اتری اور بھاگتی ہوئی ساحل شاہ کے سینے سے
لگتی رو پڑی۔۔

من!!" اچانک اس افتاد پر ساحل اپنی جگہ ہل کر رہا گیا۔۔"
اسے سمن سے یہ توقع نہیں تھی اسنے گھبرا کر اسکے بازوؤں کو بانہوں
میں اٹھایا اور بیڈ کی طرف بڑھا جب سمن اسے دیکھتی ہنسنے
لگی۔۔۔

آپ آ گئے ہیں اب میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔" وہ لاڈ سے بولی۔۔"
ساحل نے اسے بیڈ پر ڈالا۔۔
پھر بھی بھیو کی جان کچھ ہو جاتا تو ایسی حرکات مت کیا کرو۔۔"
"جان نکال دیتی ہو۔۔
کچھ نہیں ہوتا بھیو۔۔ بلکہ دشمن کو معلوم ہونے دو کہ میں ساحل"
شاہ کی بہن ہوں میں کسی کتے سے نہیں ڈرتی۔۔ زندگی موت اللہ کے ہاتھ
میں ہوتی ہے بس ایمان مضبوط ہونا چاہیے۔۔ موت جب جیسے لکھی

ہوتی ہے آجاتی ہے۔۔"اسکی مضبوط لہجے میں کہی گئی بات سن کر ساحل شاہ نے فخر سے اسے دیکھا۔۔

رب تمہیں میری زندگی بھی دے دے میرے شہزادے بیٹے۔۔"وہ" جھک کر اسکی پیشانی چومتا ہوا بولا۔۔

چلو گھر چلنا ہے۔۔تم اٹھو میں ڈاکٹر سے بات کر کے آتا ہوں۔۔" پھر اپنے بیٹے کو گھر لے جاؤں گا۔۔"وہ اس سے کہتا اسے سہارا دیکر اٹھا کر بٹھایا اور اسکے سر پہ بوسہ دیا۔۔وہ جانے لگا تبھی سمن نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔۔ساحل نے رک کر گردن موڑتے استفہامیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔

آپ نے بھابی کو تو نہیں ڈانٹا نا۔۔وہ بیچاری خوف سے کب سے" روئے جا رہی ہے۔۔اپنے آنکھیں خشک ہونے نہیں دے رہی۔۔آنسوں ختم ہوتے ہی پانی آنکھوں میں بھر دیتی ہے۔۔"سمن نے احساس کرتے مسکراہٹ چھپا کر دکھ سے بتایا۔۔

پوری ڈرامہ کوئین ہے چوزی۔۔اسے سبق دینا ہی ہوگا۔۔تنگ آگئی ہے" بیچاری بچی بن بن کر۔۔"وہ دانت پیستا بولا۔۔سمن کا قہقہہ زوردار تھا۔۔

اور تمہیں اس سے ہمدردی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں سمجھی۔۔""
اسنے غصے سے وارن کیا۔۔

"میں تو کروں گی۔ہ وہ چوزی میری معصوم بھابی ہے۔۔اسکی وجہ سے ہی تو ہمارے گھر میں رونق ہے۔۔آپ تو بے حس ہیں آپ کو کیا معلوم آنکھوں میں پانی ڈالنا کتنا مشکل کام ہے۔۔"وہ منصوعی غصے سے کہتی آنکھیں پھیر گئی۔۔ساحل نے گھورا تو وہ خود ہی کھکھلا اٹھی۔۔

"کچھ بھی کہیں بھائی بہت کیوٹ ہیں۔۔اگر آپ کو سمجھانا ہے نرمی سے سمجھایئے۔۔کیونکہ غلطی کو ہمیشہ سبق سے سدھارا جا سکتا ہے۔۔ اگر آپ سختی سے سمجھائیں گے تو وہ کبھی نہیں سمجھے گی۔۔اگر آپ نرمی سے سمجھائیں گے وہ احساس کر کے سمجھ جائے گی۔۔اس بیچاری کو خود گولی مارنے والے تھے یہ تو شکر ہے رب کا وہ بچ گئی اور اسنے مجھے بھی بچایا۔۔"اسکی پوری بات خاموشی سے سنتے ساحل نے آخری بات پر گھورا۔۔۔

انف سمن! جھوٹ نہیں۔ اسنے تمہیں نہیں تمنے اس بیوقوف کو" بچایا تھا۔۔ وہ ہے ہی ایک نمبر کی احمق۔۔" وہ ضبط غصے سے کہتا باہر نکل گیا۔۔

سمن ہڑبڑا کر کچھ کہنے کیلئے منہ کھولتی رہ گئی۔۔۔

کچھ دیر بعد ساحل ڈاکٹر کو لیکر آیا۔۔ ڈاکٹر نے سمن کا معائنہ کیا۔۔ اور اسکی کیئر کی خاص تاکید کی۔۔ اسکے بعد ڈسچارج لیٹر ساحل شاہ کو تھما دیا۔۔

سمن جب جانے کی تیاری کر رہی تھی تبھی دروازہ ناک کر کے روحا شرمندہ سی اندر داخل ہوئی۔۔ ساحل سمن نے بیک وقت اسکی طرف دیکھا۔۔ وہ شرم سے مزید رونے لگی۔۔

آآ۔ آئی ایم سوری من۔۔ میری وجہ سے تمہیں اتنی تکلیف ملی۔۔ اگر مجھے" ذرا سا اندازہ ہوتا تو میں کبھی ایسا نہیں کرتی۔۔" وہ شرمندہ اپنی آنکھیں رگڑتی بولی۔۔

بھائی!" ساحل کے منہ پھیرنے پر سمن نے ٹوکا۔۔"

تم رہنے دو! اسکا رونے کا ناٹک کب سے چل رہا ہے۔۔ پھر ڈال کر آئی" ہو گی آنکھوں میں پانی۔۔ اسے پتا ہوتا تو یہ نا کرتی۔۔ مطلب اب وہ

درندے آکر اسے بتائیں کہ ہم ایسا کرنے والے ہیں مہربانی کر کے محترمہ آپ گھر میں ہی رہیں۔۔۔ اسکے پاس میرے کہنے کی میرے حکم کی کوئی اہمیت ہی نہیں۔۔" وہ غصے میں طنزیہ بولا۔۔۔

ایسی بات نہیں ہے شاہو۔۔ آپکی اہمیت ہے۔۔پانی میں نے اسلئے " آنکھوں میں ڈالا کیونکہ ہماری آنکھوں میں بھی تو پانی نکلتا ہے۔۔ وہ پانی ختم ہو گیا تو میں نے تھوڑا ڈال دیا۔۔ کہیں آپ خشک آنکھیں دیکھ کر یہ نا سوچتے کہ اتنی بڑی غلطی کر کے میں روئی بھی نہیں۔۔" وہ سوں سوں کے درمیان اپنی غلطی کا اعتراف کرتی بات مکمل کرنے لگی۔۔۔

واؤ تمہاری انہیں باتوں کی وجہ سے سائنسدان خودکشی کر رہے ہیں " یہاں۔۔ سب سے بڑی نیوٹن کی پھپھو تم بیٹھی ہو یہاں۔۔" ساحل بغیر پاؤں والی باتیں سن کر غصے سے بھڑک اٹھا۔۔

روحا اچھل کر سہم گئی۔۔۔ سمن جو اپنا قہقہہ دبا رہی تھی اپنے بھائی کو گھورنے لگی۔۔

نہیں بھابی آپ روئیں مت۔۔ بھیو آپ سے ناراض نہیں اور" میں بھی نہیں۔۔ اور ہم دونوں تو دوستیں ہیں۔۔۔ دوستی میں اتنا تو کر سکتے ہیں۔۔ آپ سوری نا کہیں بلکہ گھر چل کر مجھے پیزا برگر کولڈ ڈرنک عیادت کے وقت لے آیئے گا۔۔ سب خالی ہاتھ آرہے ہیں۔۔ آکر بس دیکھ کر دعائیں کرتے جارہے ہیں۔۔ میں تو اسلئے خاموش تھی کہ اب جو بھی آئے گا مجھ سے لاڈ کرے گا اور میرے لیے ساتھ پسندیدہ چیزیں بھی لائے گا۔۔" وہ منہ بسور کر بولی۔۔ اسکی گول مٹول سی گلابی صورت دیکھ کر روحا کو بے ساختہ ہنسی آگئی۔۔ لیکن دوسرے لمحے ان گرے سرخ آنکھوں کی گھوری دیکھ کر گڑبڑا کر آہستہ سے اسکے آگے اپنا دوپٹہ کھسکا گئی۔۔

سمن کا اسکی حرکت پر قہقہہ جاندار تھا۔۔ جبکہ ساحل مشکل سے مسکراہٹ ضبط کرتا من کے پاؤں میں جھک کر سینڈلز ڈالتے ہوئے اسے بانہوں میں اٹھالیا۔۔

لالا کتنی دفعہ کہا ہے میرے سینڈلز کو ہاتھ مت لگایا کریں۔۔" سمن" غصے سے چیخ اٹھی اسے پسند نہیں آیا اسکا بھائی اسکے قدموں میں جھکے۔۔

کیوں نا اٹھاؤں میری پٹھانی؟ جب تم اپنے بھائی کے شوز اٹھا کر اسکے" قدموں میں رکھ سکتی ہو تو بھائی اپنی بہن کے سینڈلز اسکی بیماری میں اسکے پاؤں میں کیوں نہیں پہنا سکتا۔۔ رحمت کے آگے جھکنے میں کیسی جھجھک جانِ ساحل۔۔" ساحل نے سر جھکا کر اسکے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔ سمن نے اسکے گال پر لب رکھتے شانے پر ٹھوڑی ٹکائی۔۔

آپ دنیا کے بیسٹ پرسن اینڈ بھائی ہیں آئی لو یو جانِ" سمن۔۔۔" وہ بھی اسکے ہی انداز میں بولی۔۔ ساحل مسکرا دیا۔۔

چلو بھی سو گئی وہی یا پانی خشک ہو گیا؟" روحا کو سوچوں میں گھرا دیکھ کر" وہ غصے سے طنزیہ بولا۔۔ روحا ہڑبڑا کر ہوش میں آتی انکے پیچھے لپکی۔۔

کیا ہوا بھائی مان گئے ؟"زیاف تیزی سے روحا کے ساتھ چلتا"
بولا۔۔"نہیں مجھے تو یہ سمجھ نہیں آرہا میں انہیں مناؤں کیسے۔۔وہ تو
مجھے پورا کھا جائیں گے۔۔"وہ دکھ سے قدم گھسیٹتی ہوئی ہراساں ہو کر بولی۔۔
زیاف نے چوزی کی بات پر محظوظ ہوتے سر پر ہاتھ پھیرا۔۔
کوئی بات نہیں۔۔۔تم بھی بدلے میں انہیں کھا جانا۔۔"زیاف"
ذو معنی لہجے میں بولا۔۔

روحا نے رک کر اسے دیکھا۔۔
میں تو ہوں ہی پیدائشی سنگل سوچا آپ کو کر دوں ڈبل آئی مین دے"
دوں ٹپس۔۔!"اسکے سرخ چہرے کو دیکھتے وہ معصومیت سے گڑبڑا کر
بولا۔۔

شٹ اپ ایڈیٹ۔۔"وہ غصے سے کہتی اسکے پاؤں پر زور سے پاؤں مار کر"
ساحل کے پیچھے بھاگی۔۔

اور وحی اپنے فلیٹ کا ایڈریس تو دیتی جاؤ بہنا تعزیت کیلئے بھی تو آنا"
ہے۔۔"زیاف باز آنے کے بجائے شرارت سے پیچھے ہانک لگا کر بولا۔۔

روحا شرمندہ سی ٹھٹھک کر گلابی پڑتی رکی۔۔

"اللہ کرے تم ساری زندگی کنوارے رہو زیافے۔۔" وہ غصے سے پلٹ کر چیختی بھاگ گئی۔۔ زیاف جو اسکے گلابی پڑنے پر محظوظ ہوتا قہقہہ لگا رہا تھا اسکی خطرناک بددعا پر اچانک اسکے حلق میں پھندا لگا۔۔

"ڈاکٹر!! نرس!! کیا ہوا مسٹر زیاف آپ ٹھیک تو ہیں۔۔؟" نرس بھاگ کر اسکے پاس پہنچے اور نرس بلایا۔۔

"وہ گہرے گہرے سانس کیتا بولا۔۔ میں صدمے میں ہوں ڈاکٹر۔۔۔" روحا کا استھما شاید اسے ہو گیا تھا۔۔ یا یہ بددعا کا خوف تھا۔۔ صدمے میں اسے سانس نہیں آ رہی تھیں۔۔۔

oooooooooo

"تم پھر یہاں آ گئے۔۔" دریاب صمصام کو اپنے آفس میں دیکھ کر غصے سے بولا۔۔

بکواس بند کر کہاں ہے فارس!" وہ غصے سے گرجتا اسکی طرف لپکا مگر اس سے پہلے ہی دریاب اپنی چیئر چھوڑ کر دوسرے طرف ٹیبل کے ہو کر کھڑا ہو گیا۔۔

دیکھو صام مجھے تنگ مت کرو ورنہ میں ساحل بھائی کو کال" کر کے تمہارے اس سائیکی پن کی شکایت کروں گا۔۔ جانے کون سا پاپ کیا تھا ہم جو تمہارے جیسا شیطان ہمارے گلے پڑ گیا۔۔" وہ غصے سے پٹ کر بولا۔۔

صام سرخ آنکھوں سے اسے گھورتا۔۔ پھر کر ایکدم ٹیبل پر پاؤں رکھ کر چڑھ کر اس پر جھپٹا۔۔
اسکے جھپٹنے سے دریاب اپنا بیلنس برابر نا رکھتے دھڑام سے پیچھے کی جانب جا گرا اور اسکے اوپر صام۔۔۔ صورتحال کچھ ایسی تھی کہ دریاب نیچے صام بپھرا اسکے اوپر تھا۔۔

اسی وقت صمام کے پیچھے بھاگتا ہوا زیاف ہاسپٹل سے بھاگتا بھاگتا یہاں پہنچا تھا اور ٹھاہ کے ساتھ آفس کا دروازہ کھول کر جیسے ہی اندر داخل ہوا اندر کا منظر دیکھ کر زیاف کی چیخ نکل گئی۔۔

"استغفراللہ یا میرے مالک مجھے اٹھا لے۔۔ یہ دیکھنے سے پہلے میرے کان اندھے کیوں نہیں ہوئے میری آنکھیں بہری کیوں نہیں ہوئی۔۔ بے شرموں اسی وجہ سے تو تم لوگوں کی عورتیں بار بار اپنے گھر چلی جاتی ہیں۔۔ مجھے تم دونوں پر پہلے سے شک تھا۔۔
"لیکن صمام مجھے تجھ سے یہ امید نہیں تھی۔۔" وہ صدمے سے کہتا شرم سے نگاہیں پھیرتا رو رہا تھا۔۔
دریاب نے اسے مزید صدمہ دینے کیلئے جان بوجھ کر خود پر جھکا صمصام کے گال پر چمی دی۔۔

"صمام چیختا قہقہہ لگاتے دریاب کو زمین سے گھسیٹ کر گلے سے پکڑ کر خود بھی اٹھا۔۔ اور اسے بھی کھڑا کیا۔۔ زیاف نے کن اکھیوں سے مشکوک ہو کر انہیں سر سے پاؤں تک دیکھا۔۔

شٹ اپ !!" اسنے دھاڑ کر زیاف کی حرکت نوٹ کرتے "
جھڑکا۔۔
اس پر کیوں چیخ رہا ہے۔۔ میرے نیلے شہزادے۔۔ تیرے "
حسن پر اچھے اچھوں کی نیت خراب ہو جاتی ہے۔۔ اگر تو لڑکی ہوتی تو
کالیا کی پہلی بیوی تو ہی ہوتی۔۔" دریاب نے اس سیریس سچویشن
میں بونگی پھوڑی۔۔
زیاف کے منہ سے بے ساختہ قہقہہ ابلا لیکن صام کی خونخوار
نظروں سے اسکا مزید قہقہہ حلق میں دبا دیا۔۔ صام کا چہرہ تپ کر
لال انگارہ ہو گیا۔۔

اسنے گھما کر اسکے منہ پر پنچ مارا۔۔ وہ بلبلا گیا۔۔
لیکن دوسرے لمحے دریاب نے اسکے بھورے بالوں کو مٹھی میں پکڑ کر
شہد رنگ آنکھوں میں غضب کی سرخی لیے صمصام زیدی کی ٹھوڑی پر
پنچ رسید کرنے لگا تھا لیکن اچانک ہی تاثرات بدل کر جھٹکے سے اسے
گھما کر بانہوں میں بھینچتے ہوئے ہنسنے لگا۔۔

زیاف بے ساختہ مسکرا اٹھا۔۔ اسے، بپھرے شیر کو قید کرتے دیکھ کر۔۔۔ وہ جانتا تھا وہ دونوں بھائی کبھی اس نیلے بلے کو تکلیف نہیں دے سکتے تھے۔۔

وہ انکا جگر تھا۔۔ کبھی روٹھا کبھی چیختا ہوا۔۔۔

دریاب مجھے بتاؤ کہاں ہے عرشیہ۔۔" وہ خود کو چھڑوانے کی کوشش کرتا چھین جھپٹتا چلایا۔۔

مجھے کچھ نہیں معلوم۔۔ میری بہن کو تم اپنی ذمہ داری بنا کر لے گئے تھے" بتاؤ کہاں ہے وہ۔۔" وہ سختی سے اسے قابو میں کیے اسکے بھورے بالوں پر ممتا سے بوسے دیتا بولا۔۔

زیاف کے دل میں گدگدی ہونے لگی وہ کھکھلا اٹھا۔۔

صامے وہ کبھی تمہاری رن (عورت) بن رہی ہے تو کبھی ماں۔۔ مجھے یہ" سانڈ مشکوک لگ رہا ہے۔۔" زیاف سامنے والا سین ملاحظہ کرتا ایک نتیجے پر پہنچ کر بولا۔۔

شٹ اپ یو ایڈیٹ۔۔ میری ہیلپ کرو۔۔"وہ اس پر چیخا۔۔"
بب۔۔ بھئی میں نہیں آرہا اسکے پاس۔۔ مجھے یہ بندہ ہی"
مشکوک لگتا ہے۔۔"زیاف خوفزدہ ہو کر گڑبڑاتا چیئر سے اتر کر پیچھے
ہو گیا۔۔

دریاب کا قہقہہ جاندار تھا۔۔
تو میرے بھائی سے لڑ سکتا ہے میرے پتر۔۔ یہاں دریاب خان"
ہے۔۔ جس کا ایک ہاتھ مجرم کو دس دن ہوش میں آنے نہیں
دیتا۔۔"دریاب نے محظوظ ہوتے صام کے ہاتھوں کو پیچھے باندھ کر ان میں
زیدی سے ہتھکڑیاں لگا دیں۔۔ اور اسے گھما کر اپنی مرکزی چیئر پر
بٹھایا۔۔۔
تمہاری بہن غائب ہے اور تمہیں کوئی فرق ہی نہیں ہے۔۔ کیا"
کھچڑی پکائی ہے پھاپھا کٹنے مجھے بتاؤ کہیں یہ سب کیا دھرا
تمہارا تو نہیں۔۔۔ تم ہی لائے تھے نا اس فادی کو اپنے گھر جانتے ہوئے
بھی کہ وہ شروع سے تم دونوں بھائیوں کا مخالف رہا ہے۔۔ نویرہ کا دوست
رہا تھا پھر اچانک اس کے ساتھ گہری دوستی۔۔ اپنے گھر

میں جگہ۔۔۔۔۔"زیاف نے دریاب سے چابیاں جھپٹ کر جلدی سے صمصام کے ہاتھ کھولے۔۔

صام نے غصے سے گرج کر پوچھا۔۔
میں کچھ نہیں جانتا جا کر اپنی بیوی سے پوچھو۔۔ میں ایک" ایماندار شریف النیک پولیس آفیسر ہوں مجھے زیادہ تنگ کیا تو میں لاک اپ میں ڈال دوں گا۔۔"اسنے ہاتھ صاف کرتے غصے سے دھمکی دی۔۔۔

اوہ!یو مین کہ یہ سب اس جنگلی عورت کا کمال ہے۔۔"صام نتیجے" پر پہنچ کر مسکرایا۔۔زیاف کو حیرت کا صدمہ لگا۔۔

مجھے کہانا کچھ نہیں معلوم بس اتنا جانتا ہوں۔۔وہ ڈبل ڈی کی بہن" ہے۔۔منہ بسورنے والی نہیں منہ توڑنے والی ہے۔۔جس نے اسے کڈنیپ کیا ہوگا اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی ماری ہوگی اب انکے پیچھے میں اپنی "ڈیوٹی نہیں چھوڑ سکتا۔۔

وہ لاپرواہی سے کہتا۔۔ کندھے جھٹک کر اپنی کیپ پہنتا ٹیبل سے وہاں سے ضروری سامان سمیٹنے لگا۔۔

صمصام کا چہرہ مارے ضبط سے لال انگارہ تھا۔۔
"کچھ سمجھ رہے ہو۔۔ مجھے ساری اس منحوس خان کی گڑبڑ لگ رہی ہے۔۔" زیاف نے اسکے لاپرواہ انداز دیکھتے صمام کو اشارہ دیا۔۔
"ابے صدمہ پیشنٹ تیرے صدمے آئی مین آدمی کب کام آئیں گے۔۔ لے جا اپنے صمامے کو گدو میں ایڈمیٹ کروادے۔۔" وہ جاتے ہوئے بولا۔۔ زیاف نے دانت پیسے۔۔۔

بس ایک وہی امید تھی وہ بھی پیٹھ دکھا کر چلا گیا تھا۔۔
صمام نے غصے سے کھولتے دماغ سے ٹھاہ کے ساتھ ٹیبل پر ہاتھ مارا لیکن اس پل کچھ اچھل کر ٹیبل سے نیچے اسکے قدموں میں گرا۔۔
صمام نے ٹھٹھک کر جھکتے نیچے قدموں میں پڑی چیز کو اٹھایا۔۔
"یہ تو گولی کا خول ہے۔۔" زیاف بھاگ کر اسکے پاس آیا۔۔"
دیکھ صمامے اسکے پیچھے کچھ لکھا ہوا ہے۔۔" اسنے گولی کے پیچھے لکھے الفاظوں کو" دونوں نے دیکھا۔۔

پر google lens صام نے تیزی سے اپنی موبائل کو جیب سے نکالا۔۔اور اسنے اسکی تصویر نکالی۔۔
کچھ دیر میں ان الفاظ کی ٹرانسلیشن کے ساتھ ہی اس گولی کے خول سمیت گولی کی ڈیٹیل بھی اسکے سامنے تھی۔۔

بہت اچھی گولیاں بناتا ہے اٹلی۔۔"وہ مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ" بولا۔۔
ہیں تمہیں کیسے معلوم۔۔"زیاف نے ہونقوں کی طرح اسے دیکھا۔۔"
اسے چھوڑ اپنی بھابی کا سوچ۔۔۔"اسنے خول فضا میں اچھال کر جھپٹا۔۔۔"
پر صامے اٹلی تو بہت بڑا ہے ایسے میں بھابی کہاں ہے؟"وہ پریشانی" سے سوچنے لگا۔۔صام نے اپنی نیلی آنکھوں میں چمک لا کر اسے دیکھا۔۔
اٹلی کے شہر روم کی ٹکٹ بک کروا میری۔۔ابھی کی ابھی مجھے دلاور" خان سے پہلے پہنچنا ہے۔۔عرشیہ خان تک۔۔"زیر لب مسکراتے اسنے حکم دیا اور موبائل جیب میں رکھا۔۔۔

لیکن روم کی کیوں صامے تجھے کیسے معلوم۔۔"وہ بوکھلایا اسکے پیچھے "
"جانے لگا۔۔"کیا معلوم وہ اسے وہاں نا لیکر گیا ہو۔۔
اسکی بات سن کر صام نے رک کر پنجوں کے بل پلٹتے ہوئے اسے
دیکھا۔۔۔زیاف اسکی اوشن نیلی آنکھوں کی چمک سے گڑبڑا گیا۔۔
آسٹریلین کتا اسے اٹلی لے گیا ہے ظفر ان کے کتوں کی مدد سے۔۔اور"
ایٹالو اسکا دوست یہیں بھونک رہا ہے۔۔فارس اسکا چمچا
ہے۔۔تو تمہیں کیا لگتا ہے اس آسٹریلین کتے میں اتنی ہمت ہو گی
کہ وہ اکیلے اسے کہیں اور لیکر جائے۔۔"اسنے پوائنٹ پوائنٹ کہتے
آخر میں ابرو اچکائی۔۔

زیاف متاثر ہو کر اسے سراہتے ہوئے صدمہ میں جا چکا تھا۔۔
اتنا دماغ میرا کیوں نہیں چلا۔۔۔"اسنے سوچا اور صام کے پیچھے "
بھاگا۔۔

صامے دلاور بھی کراچی آرہا ہے توقیع کو لیکر۔۔۔"زیاف نے اپنے آدمی"
سے سنتے موبائل جیب میں رکھتے اسے پیچھے سے کہا۔۔

تم ٹکٹ بک کرواؤ!!" وہ غصے سے بولا۔ اور اپنی گاڑی میں بیٹھا۔۔"
تم یہاں سے نکلو میں ابھی کی کوئی فلائیٹ چیک کر کے آن لائن کرواتا"
ہوں۔۔" زیاف نے واپس سے موبائل نکالا اور تیزی سے کہتے اپنی گاڑی
میں بیٹھا۔۔

oooooooooo

ڈیڈ پلیز۔۔" سمن نے روتے ہوئے اپنے باپ کو دیکھا۔۔"
زر لے جاؤ اسے۔۔" ہارون شاہ نے اسے اپنی بیوی کو غصے سے حکم دیا۔۔"
زریش شاہ بے بسی سے ہارون شاہ کو دیکھتیں سمن کی طرف
بڑھیں۔۔ جو دہلیز پر ہی اپنے بھائی کے ساتھ کھڑی تھی۔۔

وہ ابھی گھر پہنچے تھے لیکن ان سے پہلے وہاں اسکے ماں باپ موجود تھے
جنہوں نے ساحل شاہ کو اندر آنے سے منع کر دیا تھا۔۔ اسے یہیں
سے واپس لوٹ جانے کو کہا تھا۔۔
زریش شاہ انہیں سمجھانے کی جان توڑ کوششیں کر رہی تھیں لیکن وہ
سمجھ کہاں رہے تھے۔۔

تم پریشان مت ہو وقت پر دوائی لینا۔۔ میں تمہاری بھابی کو اپنا فلیٹ گھما کر آتا ہوں۔۔" زریش شاہ کے پاس پہنچنے پر ساحل نے سمن کے گال کو چھو کر کہا۔۔

آپ پریشان تو نہیں ہیں نا بھیو؟" وہ اپنے گال صاف کرتی مطمئن ہو کر بولی۔۔
نہیں میری جان! تمہیں تو پتا ہے جب انکا بی پی ہائی ہوتا ہے یہ یونہی بھڑک جاتے ہیں۔۔" وہ ہنس کر بولا ہارون شاہ اس ڈھیٹ شخص کو دیکھ کر کھول رہے تھے۔۔

وہ کیسے شریف بندے تھے۔۔ لیکن انکا بیٹا کیا نکلا تھا۔۔
ساحل کیا سچ ہے بتا دو نا اپنے ڈیڈ کو ورنہ وہ ساری رات پریشان رہیں گے۔۔" زر نے متفکر ہوتے کہا۔۔

"مام آپ بے فکر ہو کر آرام کریں۔۔ انکی اب ایج ہو گئی ہے۔۔"

دیکھا دیکھا!! کیسے ڈھائی سے کہہ رہا ہے میری ایج ہو گئی ہے اپنی" حرکات کبھی نوٹ کی ہیں۔۔ اسنے ہمیشہ مجھے مایوس کیا ہے۔۔ کہا تھا سگریٹ نا پیو لیکن اسنے سگریٹ پیا۔۔ کہا تھا وکالت مت کرو لیکن اسنے لاء پڑھا۔۔ کہا تھا اپنی ماں کو معاف کرو لیکن انجام کیا ملا مجھے۔۔۔" وہ بھڑک اٹھے۔۔

یہ سگریٹ کو کیوں بیچ میں لا رہے ہیں۔۔" روحا نے باقی باتوں پر" توجہ دیئے بغیر ہارون شاہ کے سگریٹ کو بیچ میں لانے پر خفگی سے سوچا۔۔

ہاں تو ٹھیک کرتا ہوں۔۔ میری زندگی ہے میری مرضی سے چلے گی۔۔" جا رہا ہوں ویسے بھی کچھ خاص پسند نہیں ہے مجھے آپکا گھر۔۔۔" وہ جان بوجھ کر اپنے باپ کا پارا ہائی کرنے کیلئے اونچی آواز میں بول رہا تھا۔۔

ساحل!!" زریش نے گھبرا کر آنکھیں دکھائیں۔۔"

ماں سنبھال لیجئے گا اپنے سٹھیے ہوئے شوہر کو۔۔ میں جا رہا ہوں اپنی بیوی کو"
لیکر اس گھر میں اب میری جگہ نہیں ہے۔۔"وہ مصنوعی غصے
سے کہتا جھٹکے سے روحا کی کلائی پکڑ کر دہلیز سے ہی پلٹا۔۔

اسے کہاں لیکر جا رہے ہو چھوڑو اسے۔۔"ہارون شاہ روحا کو لے"
جاتے دیکھ کر برہمی سے اسکے پیچھے لپکے۔۔ مگر اس سے پہلے ہی
ساحل نے روحا کو اپنی گاڑی میں بیٹھایا۔۔

کہاں ہیں تمہارے بیگز؟"اسنے غصے سے پوچھا۔۔"
دروازے پر کھڑے ہارون شاہ مٹھیاں بھینچے اسے دیکھ رہے تھے۔۔ روحا نے
ہارون شاہ سے نظریں چراتے ہوئے انگلی سے سامنے والی گاڑی کی
طرف اشارہ دیا۔۔
ساحل مسکراتا اپنے باپ کو دیکھ کر آنکھ دباتا ہوا گاڑی کی طرف بڑھا
اور روحا کے اشارے پر گاڑی کے پیچھے سے ڈکی کھول کر اندر موجود تمام بیگز
نکالتے ہوئے اس شاپر کو بھی اٹھایا۔۔

اور لائیٹ کی روشنی میں ہارون شاہ کی نظروں کے سامنے بلند کرتے انہیں جلاتی ہوئی مسکراہٹ پاس کی۔۔

اپنے گرینڈ فادر ہونے کا انتظار کریں۔۔"وہ سرگوشی پاس کرتا روحا" کی گود میں سارے بیگز پھینک کر خود دوسری طرف سے آتا اپنی جگہ پر بیٹھا۔۔

اور ہارون شاہ کی سرخ رنگت دیکھتے قہقہہ لگا کر گاڑی اسٹارٹ کر کے ریسور لیکر گھماتے ہوئے پورچ سے نکال کر لے گیا۔۔

گاڑی جیسے ہی گھر سے باہر نکلی۔۔روحا کے رونگٹے کھڑے ہونے لگے۔۔
اسکے وجود میں آنے والے وقت کو تصور کرتے ہوئے سنسناہٹ سی ہونے لگی۔۔
اسنے اپنی سانسوں کو سنبھالتے ہوئے ونڈو سے باہر دیکھنا شروع کر دیا۔۔
اسکی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگنے لگیں اور ماتھے پر بھی چاندنی رات میں سفید ننھے ننھے سے موتی جگمگانے لگے۔۔
البتہ دل میں جیسے الگ سی دھوم مچی ہوئی تھی۔۔

اسنے کن اکھیوں سے دیکھا۔۔وہ لبوں میں سگریٹ دبائے رش ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔

اسکے چوری دیکھنے پر ساحل نے گردن موڑ کر اسکے چہرے پر ایک سپاٹ نگاہ ڈالی۔۔

اگر بیہوش ہونے کی تیار ہے تو یہی ہو جاؤ تا کہ آگے میرا وقت برباد نا ہو۔۔۔" اسنے پچھلا واقعہ یاد کرتے ہوئے گہرا طنز کیا۔۔روحا کا چہرہ حیا سے لال ہو گیا۔۔

نن۔نہیں اب میں بیہوش نہیں ہوتی۔۔" وہ جھجھکتے نظریں جھکا کر بولی۔۔

کیوں اب فوت ہونے کے بارے میں سوچا ہے؟" وہ پھر چبھتے ہوئے لہجے میں بولا۔۔وہ روہانسی ہو گئی۔۔

کیونکہ اب میں بولڈ ہوں۔۔" وہ زچ ہو کر بولی۔۔"

ہاہاہاہا۔۔" ساحل شاہ کا جاندار قہقہہ گاڑی کی فضا میں گونجا۔۔" وہ فیری کو کیا کہتا۔۔بس ایک مسکراتی نگاہ روحا کے چہرے پر ڈالی جو گھبراہٹ سے اپنی انگلیاں چٹخا رہی تھی۔۔

بھوک لگی ہے؟" اسنے نرمی سے پوچھا۔۔"
وہ سر اثبات میں ہلا کر لب دبانے لگی۔۔
گڈ! اپنی بھوک پیاس یہیں ختم کر کے چلو آؤ!" وہ کہتا گاڑی جھٹکے"
سے ایک ہوٹل کے احاطے میں روک گیا۔۔

شاہو ایسے تو بیہیو مت کریں۔۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔" وہ تنک کر"
التجائیہ بولی۔۔
اس سب کو چھوڑو کہیں تمہیں کوئی پرابلم تو نہیں نا؟" وہ اسکی"
طرف گھوم کر آیا اور ڈور اوپن کرتے ہوئے سگریٹ کا دھواں فضا کے
سپرد کر کے پھر سے طنزیہ ذو معنی بولا۔۔

روحا کا چہرہ تپ گیا وہ شرم سے اپنا چہرہ ہی جھکا گئی۔۔
اسے پتا تھا آج یہ کریکن موقعہ ہاتھ پا کر ساری بھڑاس نکال رہا
ہے۔۔ وہ بھی ڈھیٹ بن گئی۔۔
نہیں کچھ ہے مجھے آپ بے فکر رہیں۔۔" وہ برجستہ غصے سے بولی۔۔ لیکن"
اپنی بے ساختگی کا احساس اسے ساحل شاہ کے قہقہے سے ہوا۔۔۔

اور وہ کانوں کی لو تک سرخ پڑ گئی۔۔ اسنے جیسے قدم باہر نکالا۔۔ فضا میں بوندباندی شروع ہو گئی۔۔ اسے بوکھلا کر رکھ گئی۔۔

کیا موسم بھی اسکے ساتھ تھا۔۔؟؟ وہ ٹھنڈی ہواؤں، سیاہ بادلوں میں آنکھ مچولی کھیلتے ہوئے سنہری چاند کو دیکھتی پھر اپنے مقابل کھڑے ساحل شاہ کو دیکھنے لگی۔۔

اپنی ضد میں سہی لیکن وہ اسے پانے والی تھی۔۔ جس طرح سمن نے کہا تھا باہر رہ کر کسی گھر کے اندر رہنے والے مکینوں کے بارے میں ہر گز نہیں جان سکتے۔۔

اسے بھی ساحل شاہ کے سانسوں میں روح میں اترنا تھا۔۔

اسکے سپرد خود کو کرنا تھا۔۔ وہ اسکے چوڑے ہاتھ میں ہاتھ دیکر ہوٹل کی طرف بڑھ گئی۔۔

اسنے اس رات کو لیکر خاص شاپنگ کی تھی۔۔ اور وہ اپنے کریکن کے ہوش اڑانے والی تھی۔۔

لب دانتوں میں دبا کر اسنے شرارت سے سوچا اور اسکی طرف سر اٹھایا۔۔اسی لمحے ساحل شاہ نے اسکی طرف نگاہ اٹھائی۔۔روحا نے پلکیں جھکا دیں۔۔

ooooooo

گاڑی میں گہری خاموشی تھی،وہ لب بھینچے بیٹھی تھی۔۔پر سکون خاموش ماحول میں ڈنر کرنے کے بعد سفر کا سلسلہ پھر سے جوڑ لیا گیا تھا۔۔
روحا کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی جبکہ ساحل شاہ لبوں میں سگریٹ دبائے،وقتاً فوقتاً اس پر بھی نگاہ ڈال لیتا جو اپنے شاپنگ بیگ گود میں سنبھالے بیٹھی تھی۔۔

گاڑی سیاہ سنسان سڑک پر پھسلتی ہوئی ایک سوسائٹی میں داخل ہوئی۔۔جہاں آس پاس بڑی بلڈنگز تھیں لیکن خاموشی میں ڈوبی۔۔

اسے احساس ہوا جیسے آج معمول سے ہٹ کر کچھ زیادہ ہی ماحول پر خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔

اسکی گاڑی بھی ایک خوبصورت سرخ چھت والے ایک خوبصورت فلیٹ کے احاطے میں آکر رکی۔۔گاڑی جیسے ہی جھٹکے سے رکی روحا کا دل جیسے کسی گہری کھائی میں جا گرا تھا۔۔
کیا ہوا؟"ساحل شاہ اسکا اچھلنا محسوس کرتا تمسخرانہ" بولا۔۔۔
کک۔کچھ نہیں۔۔"وہ گڑبڑا کر سر نفی میں ہلاتی ماتھے پر چمکتے موتیوں کو" انگلیوں سے صاف کیا۔۔
ڈر لگ رہا ہے؟"ساحل نے متبسم ہوتے پوچھا۔۔روحا کی نگاہیں" حیا سے جھک گئی۔۔"نہیں۔۔"وہ مسکرائی۔۔

سانسیں رک رہی ہیں۔۔؟"اسنے کچھ سوچ کر پھر سے پوچھا۔۔"
ساحل سے اسکا بولڈ پن ہضم ہونا مشکل تھا۔۔کچھ وقت پہلے تو وہ اسکی ذرا سی قربت پہ غش ہو رہی تھی اور آج آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسکی قربت کی طلب کر رہی تھی۔۔

روحا نے دوسرے سوال پر ساحل کو دیکھا۔۔ کتنی فکر تھی اسے اسکی۔۔ پھر وہ کیوں نا اسے اسکے حقوق دیتی۔۔
ویسے بھی تو وہ اسکی مام کو معاف کر چکا تھا۔۔

نہیں مجھے کچھ نہیں ہو رہا۔۔" اسنے ساحل کی خوش فہمیوں پر پانی ڈال دیا۔۔ کہ وہ اس سے آنے والے لمحات سے ڈر رہی ہے۔۔
ساحل نے لب بھینچ لیے۔۔ "تمہاری تو ساری بولڈنس نکالتا ہوں اندر چلو!" وہ ضبط سے کہتا اس چوزی کو یوں بولڈ ہوتے دیکھ کر دروازہ کھول کر باہر نکلا۔۔۔

آپ کا مسئلہ کیا ہے کریکن جب پہلے ڈرتی تھی تو بھی مسئلہ تھا آپ کو۔۔ آنکھوں میں زہر لیکر دیکھتے تھے اب نہیں ڈر رہی تو بھی آپ کو مسئلہ ہے۔۔ میں کہاں جاؤں۔۔" وہ زچ ہو کر بے بسی غصے سے گویا ہوئی۔۔

اس وقت تم اندر چلو باقی کا حساب اندر ہو گا۔۔" وہ اسکی طرف آتا ڈور جھٹکے سے کھول کر دانت پیستے بولا۔۔

روحانے بے بسی سے گہرا سانس لیا اور چہرے پر مسکینی طارے آنکھوں کی شرارت چھپا کر نیچے اتر آئی۔۔

اوہ سوری میرے بیگز۔۔"وہ جلدی سے کہتی ساتھ اپنے بیگز بھی لیکر" گاڑی سے پیچھے ہٹی۔۔
ساحل کیلئے بہت مشکل تھا اسکا یہ انداز ہضم کرنا۔۔"کیا وہ پھر سے کوئی بہانہ سوچ کر بیٹھی تھی۔۔"اسنے پر سوچ نظروں سے اسے دیکھا۔۔ تبھی تو اتنی ریلیکس تھی ورنہ کون سی لڑکی اس محل موقعے پر یوں پر سکون ہوتی ہے۔۔

ساحل شاہ نے ٹھان لی کہ آج رات وہ کچھ بھی ہو جائے اپنے حقوق تو چھین کر ہی رہے گا اس چوزی سے۔۔"بہت صبر کر لیا۔۔اب تو بڑی ہو ہی گئی ہو گی۔۔"اسنے ہنکارہ بھر کر سگریٹ کا کش لیتے ٹھاہ کے ساتھ دروازہ بند کیا۔۔

روحا جو اندر سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ڈری سہمی، ذبح ہونے والی بکری بنی ہوئی تھی اسکے اس طرح دروازہ بند کرنے پر وہ اپنی جگہ اچھل پڑی۔۔

""آہ۔۔

کیا ہوا؟"وہ استہزائیہ ہنسا۔۔"

کک۔۔۔کچھ نہیں شاید پاؤں میں کچھ چبھ۔۔چبھ گیا ہے۔۔"وہ گڑبڑا" کر زبردستی مسکرا کر بولی۔۔

اسکے قدموں کو دیکھا لیکن عبایے میں پوری چھپی ہوئی تھی۔۔اسکی کھوجتی نظروں کو دیکھتے روحا نے عبایے میں چھپے اپنے پاؤں دیکھ کر سکون کا سانس لیا۔۔

وہ جانتی تھی وہ اس وقت صرف اسکی کمزوری بھانپ کر اسے مزید ڈرانا چاہتا تھا۔۔"لیکن نہیں ساحل شاہ! تمہیں فیری ٹیڑھی جیسی بولڈ لڑکیاں پسند ہیں۔۔میں اس سے بھی زیادہ بولڈ ہوں۔۔"وہ سوچ کر مسکرائی اور ہونٹ سکیڑے۔۔

درد ہو رہا ہے؟"وہ سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔۔"

ظاہر ہے درد تو ہو گا ہی۔۔" وہ آنکھیں پٹپٹا کر بولی۔۔"

ساحل کا دل کیا اس پھڑکتی پر مارتی چوزی کے گلابی ہونٹوں پر کاٹ دے۔۔ اسکی سانسیں میں سگریٹ کا دھواں منتقل کر کے اسکی سانسوں میں گہرا کش لے۔۔
وہ اپنی سوچ پر مسکرایا اور اسکے گال پر انگوٹھا پھیرا۔۔
بالکل درد تو ہو گا ہی۔۔ لیکن جب بولڈ بن گئی ہو۔۔ تو برداشت کرنا ہی پڑیگا" کیوں۔۔۔" وہ بے باکی سے ذو معنی بولا۔۔

روحا اسکے گہرے الفاظ کی معنی سمجھنے سے قاصر تھی۔۔ لیکن اسکے تاثرات سے سر اثبات میں ہلا کر نظریں جھکا گئی۔۔

ساحل کا دل کیا الٹا لٹکا کر اٹھا لے جائے۔۔ وہ ضبط کرتا غصے سے پلٹ گیا۔۔۔ اسکی اتنی بڑی معنی خیز بات پر محترمہ سر ہلا رہی تھی۔۔
شاہو!" اسکے اچانک تیزی سے قدم اٹھا کر پلٹ جانے پر وہ" بیگ اٹھا کر بوکھلاتی اسکے پیچھے بھاگی۔۔

وہ اسکے پیچھے چلتی ہوئی سرخ لکڑی، سیاہ گلاس والے فلیٹ میں داخل ہوئی۔۔ وہ بیگز تھام کر مشکل سے ساحل کے بھاری قدموں کی چاپ پیچھے قدم اٹھائے چل رہی تھی۔۔

جیب سے چابی نکال کر ساحل نے مسکراتی نظروں سے دروازہ کھولا۔۔ اور پلٹ کر اسے دیکھتے اندر چلنے کا اشارہ دیا۔۔

وہ اسکی مسکراتی معنی خیز نگاہوں سے جھینپ کر اندر داخل ہوئی۔۔
ساحل اسکے پیچھے داخل ہوتا، پلٹ کر دروازہ بند کرتے دیوار میں لگے سوئچ کو آن کیا۔۔

چھوٹے سے لاؤنج میں لٹکے فانوس کی سنہری روشنیاں ہر سو بکھر کر ہر کونا روشن کر گئیں۔۔ اندھیرے میں ایکدم روشنی ہونے پر وہ آنکھوں کے آگے بازو رکھ گئی۔۔

اسکی ناک کی نتھنوں سے گلاب کی خوشبو ٹکرائیں۔۔ وہ ٹھٹھکی۔۔

پھول؟"حیران پریشان ہوتے جیسے ہی اسنے آہستہ سے آنکھوں سے بازو" ہٹایا۔۔وہ ساکت رہ گئی۔۔اسکے لب کھلے اور "شاہو" نکلتے نکلتے رہ گیا۔۔

اسکی سیاہ آنکھیں سامنے گھوم رہی تھیں۔۔اور گھومتی ہوئی سیدھا اپنے قدموں میں آکر رکیں۔۔فلیٹ کا چھوٹا سا لاؤنج سرخ گلاب کی پتیوں سے سجا ہوا تھا۔۔
سیدھا راستہ جو سامنے ایک روم کی طرف جا رہا تھا وہ گلاب کی پتیوں سے سجا ہوا تھا، ایک پھولوں کی ہارٹ جو اسکے قدموں میں بنی ہوئی تھی بہت خوبصورت تھی۔۔

کچھ ہوا؟؟"اسنے پیچھے سے جھک کر اسکے کان میں بھاری سرگوشی سے" پوچھا۔۔روحا جیسے خواب سے بیدار ہوئی۔۔

نن۔۔نہیں۔۔"اسنے اپنے دھک دھک کرتے دل کو مضبوط سی سنبھال" کر سر نفی میں ہلایا۔۔ساحل نے لب بھینچ لیے۔۔

اسنے غصے سے ہاتھ مار کر سوئیچ آف کیا۔۔اور اگلے لمحے لاؤنج میں اندھیرے کے بعد سنہری چھوٹی سی بتیوں میں دیوار پر لکھا جگمگانے لگا۔۔ "Shaho❤Rooha"

روحا کی آنکھیں پھیل گئیں۔۔۔وہ مبہوت سی دیوار کو دیکھنے لگی۔۔فضا اچانک معطر معطر ہو گئی۔۔
چلو!"ساحل نے اسے مسمرائز دیکھتے اسکی کمر میں بازو حائل" کرتے اسکے اسے ہوش دلایا۔۔روحا نے ہوش میں آتے برابر میں آکر کھڑے ہوتے ساحل شاہ کو دیکھا۔۔

یہ تو بہت خوبصورت ہے"وہ مدھم سی آواز میں سراہتی بولی۔۔" اسکی سانسیں بوجھل ہونے لگی تھیں۔۔ساحل نے سن کر سر ہلا دیا۔۔اسنے یہ سب دوپہر کو ملازمین سے کروایا تھا۔۔

اسکی نازک سی کمر کو جب حصار میں لیا تو اسے احساس ہوا،وہ کانپ رہی تھی۔۔۔اسنے چونک کر روحا کو دیکھا۔۔

وو۔۔و۔وہ گ۔۔گگ۔۔گرمی کی وجہ سے۔۔"اسکی آنکھوں کے"
تاثرات نوٹ کرتی وہ بوکھلا کر وضاحت کرتی بولی۔۔

ہمم!"وہ اسکی وضاحت پر سر ہلا گیا۔۔روحا نے ایک ہاتھ میں"
بیگز تھامتے ہوئے ساحل شاہ کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھا اور
شرمگین مسکراہٹ لبوں پر سجا کر اسکے ساتھ ہی قدم اٹھایا۔۔
نازک پتیوں کا احساس کرتے روحا نے اپنے سینڈلز وہیں اتار کر
گلابوں سے سجے پھولوں پر قدم اٹھانا شروع کر دیئے۔۔

اسکے انگ انگ میں مسرور سی لہریں اٹھنے لگیں۔۔
وہ اسکے ساتھ چلتی ہوئی سامنے روم کی طرف بڑھ رہی تھی،ماحول پر
فسوں چھایا ہوا تھا،روشنیاں لمحے کیلئے بیدار ہو کر گہری نیند سو چکی
تھیں، ملگجا اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔۔

وہ چلتے ہوئے پھولوں کو پاؤں تلے دبائے روم کے دروازے تک پہنچے۔۔
ساحل ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھولا،اس سے پہلے کہ دونوں اندر قدم رکھتے_

روحا نے ایکدم ساحل کے مقابل آتے ہوئے ساحل شاہ کے چوڑے توانا سینے پر ہاتھ رکھے۔۔

ایک منٹ وکیل صاحب!" وہ آنکھیں پٹپٹا کر بولی۔۔"
واٹ۔۔۔ٹ؟" ساحل غصے سے بھڑکا کہیں وہ پھر سے "
بہانہ تو نہیں تراش رہی تھی۔۔
نوٹ واٹ!جسٹ ویٹ۔۔۔!آپ جب تک اس "
سگریٹ سے اپنی سانسوں کو سلگائیں۔۔روحا شاہ خود کو آپ کیلئے سجانے جا رہی ہے۔۔" وہ نرمی سے سر نفی میں ہلا کر، اسکے سیاہ شوز میں مقید پاؤں پر اپنے نازک پاؤں رکھ کر۔ ساحل شاہ کی انگلی میں موجود سرخ شعلے کو دیکھتی اسکے قریب ہو کر کان میں سرگوشی سے بولی۔۔

اور چہرہ اسکے سامنے لائی۔۔۔

لگتا ہے آج تمہیں مرنے کا شوق چڑھا ہے ڈارلنگ!" ساحل "
نے سن کر اسکی جرات پر نازک کمر کو مضبوط بازو میں جکڑ کر جھٹکے سے سینے میں بھینچا اور تمسخرانہ بولا۔۔۔

جب سے دل نے الفت کی معنی جانی ہے، جب سے میری رکی ہوئی" سانسوں نے آپکی سانسوں سے روانی اختیار کی ہے، جب سے آپکے لمس نے میرا وجود مہکایا ہے تب سے ایسی موت مرنے کا دل کر رہا ہے جو آپ کی پناہوں میں ملے وکیل صاحب۔۔" وہ اسکے سیاہ کوٹ کو مٹھیوں میں دبوچ کر اسکی سلگتی سانسوں سے اپنی مدہم سانسیں الجھا کر ساحل کی طلب کو بھڑکا گئی۔۔

اسنے دوسرے لمحے، قریب موجود اسکے سرخ ہونٹوں کو جکڑنا چاہا وہ "آں ہاں" کرتی مسکراتی چہرہ پیچھے کر گئی۔۔

شرافت سے پاس آؤ! ورنہ بعد میں پچھتاؤ گی۔۔" وہ اسکی" باتوں سے محظوظ ہوتا، دھمکی آمیز لہجے میں بولا۔۔

میں اس پچھتاوے کیلئے تیار ہوں۔۔ آپ صرف انتظار" فرمائیں۔۔" اسنے سرگوشی میں کہتے اپنی بکھری رکتی سانسوں کو مشکل سے سنبھالے اسکی طلب کو بڑھاتی قریب ہو کر آہستہ سے پیچھے ہو گئی۔۔

اگر ساحل شاہ کو اندازہ ہوتا پہلے کہ اسکے صبر کا پھل ایسا ہوگا۔۔ تو وہ جانے کتنے سال صبر کرنے کیلئے تیار ہوتا۔۔

ٹھیک ہے۔۔ جہاں اتنا صبر کیا ہے وہاں یہ دو لمحے مزید سہی۔۔" لیکن!" وہ راضی ہوتے اچانک رکا اور اسکی ٹھوڑی کو انگلیوں میں پکڑ کر چہرہ قریب کرتے مزید بولا۔۔۔

اگر تمہاری اس تیاری نے مجھے متاثر نہیں کیا۔۔ تو تمہارا انجام" تمہاری سوچ سے بڑھ کر خوفناک ہوگا۔۔ کریکن میں پہلے ہوں۔۔ تم جیسی چوزی کو نگلتے ہوئے مجھے کوئی دکت نہیں ہوگی۔۔ ریمیمبر اٹ!" اسنے سپاٹ و سرد لہجے میں وارن کرتے ہوئے ہاتھ میں موجود اسکی ٹھوڑی کو جھٹکے سے قریب کھینچتے ہوئے اسکے ہونٹوں کو اپنے دہکتے ہوئے لبوں میں قید کرکے بے حس و حرکت کھڑا رہا۔۔

روحا کا اس اچانک افتاد پر دماغ سنسنا اٹھا۔۔ لیکن اسکی دہکتی سلگتی سانسوں کو محسوس کرتے وہ خاموش رہی۔۔

ساحل نے اسکے نازک گلابی ہونٹوں پر نمی کو سمیٹتے ہوئے اسکے نچلے لب کو آہستگی سے دانتوں میں دبا کر اسے پیچھے کی جانب دھکیل دیا۔۔
آہ۔۔"روحا ہر اساں لڑکھڑا گئی مگر اس سے پہلے کہ، وہ اسکا بکھرا" تنفس دیکھ کر اسکی جانب پھر سے قدم اٹھاتا۔۔روحا نے بوکھلاتے ہوئے ایکدم دروازہ ساحل کے چہرے پر بند کر دیا اور اسی تیزی سے لاکڈ کرتے ہوئے اس سے پیٹھ لگا کر کھڑی ہو گئی۔۔

اسکے ہاتھ سے بیگز پھسل گئے، وہ اپنی بکھری سانسیں سنبھالنے کی تگ ودو میں لرزتی ہوئی انگلیوں سے اپنے ہونٹوں کو چھونے لگی۔۔

واقعی اس دماغ سے کھسکے ہوئے وکیل کو کوئی نہیں تڑپا سکتا۔۔کریکن ناہو" تو۔۔۔"اسنے ناک سکیڑ کر سانسیں بحال کرتے واپس سے اپنے بیگ اٹھائے۔۔

فضول میں ٹائم ویسٹ کر رہی ہو۔تمہارے پاس دس منٹ ہیں اگر" ان کے ختم ہوتے تم نے دروازہ نہیں کھولا تو انجام برا ہو گا۔۔"وہ اسے دھمکی

دیتا قدم پیچھے لیکر چلتا ہوا لاؤنج میں موجود صوفے پر آکر بیٹھا اور انتظار کرتے ہوئے نیم دراز ہو گیا۔۔

اسنے لائیٹ آن کی۔۔ اور خود روم کو دیکھ کر لب کاٹتی رہ گئی۔۔

روم کی ایک سائیڈ گول شیپ بڑا سا سفید بیڈ تھا، جس پر وسط میں گلاب کی پتیوں سے ہارٹ بنا ہوا تھا۔۔ بیڈ کی ایک سائیڈ ٹیبل رکھی تھی جہاں بڑا سا لیمپ رکھا ہوا تھا۔۔

دیوار نصب وارڈروب تھی جس کے گلاس ڈور سے ساحل شاہ کے لٹکے ہوئے کپڑے دکھائی دے رہے تھے۔۔ ڈریسنگ ٹیبل پر ساحل شاہ کی ضرورت کے سامان پرفیومز موجود تھے۔۔

چاروں کونوں میں چھوٹی میز رکھی تھیں جس پر پھولوں کی پتیاں موجود تھی اور ان پر کینڈلز رکھی ہوئی تھیں۔۔ قالین پر بھی پھول کی پتلیاں موجود تھی۔۔

وہ اس مہکتے روم کو دیکھ کر پسینہ پسینہ ہو گئی۔۔ اسنے سب سے پہلے تو جلدی سے ریموٹ ڈھونڈا اور اے سی آن کی۔۔

اے سی آن کرتے ہی اسکے ذہن میں ایک بھولی بھٹکی ہوئی یاد آئی وہ مسکرا دی۔۔

سلینڈر۔۔"اسنے شرارت سے کہا اور مسکراتی ہوئی اپنے ہاتھ میں" موجود بیگز صوفے پر رکھ کر اسنے عبایا اتارا اور سنبھال کر وارڈروب میں رکھا۔۔

واپس آکر اسنے ان بیگز میں سے دو بیگز کو اٹھایا اور باتھ روم میں بند ہو گئی۔۔ ساحل نے دوسرا سگریٹ سلگاتے ہوئے روم کے بند دروازے کو دیکھا۔۔

وہ باتھ لیکر کپڑے چینج کرتی باتھ روم سے باہر آئی۔۔ تولیے میں بالوں کو قید کیے چلتی ہوئی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے رکھی چیئر پر بیٹھ کر اسنے ڈرائر اٹھایا اور اپنے بال خشک کرنے لگی۔

اسکی نگاہیں جب اپنے اوپر گئیں وہ مسکرا دی۔۔

بالوں کو برش کر کے اسنے اپنے بالوں نیچے سے کرل کر دیا۔۔ اور اپنے بالوں میں انگلیاں پھیرتی اپنے لمبے گھنگھریالے بالوں کو دیکھتی کامیابی پر مسکرائی۔۔

وہ نشست چھوڑ کر اٹھی، چلتی ہوئی صوفے کے پاس آئی اور وہاں پہ رکھے بیگز اٹھا کر واپس سابقہ جگہ آئی اور بیٹھ کر باقی کی تیاری مکمل کرنے لگی۔۔

اسنے مسکارا پلکوں پر لگاتے ہوئے، لپسٹک نکالی۔۔ اور آئینے میں خود کو دیکھتے مسکراتی وہ لبوں پر لپسٹک لگانے لگی۔۔ وہ فل ہتھیار لیس ہو چکی تھی۔۔
اسنے نتھ کو اٹھایا اور اپنے ناک سے سفید ہیرا نکال کر نتھ کی موتیوں کی زنجیر والی چھوٹی سی بالی کو پہنا۔۔ کانوں میں ایئر رنگز، کلائیوں میں چوڑیاں پہنتے وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور ساتھ لایا گیا ہوش اڑا دینے والی خوشبو والا پرفیوم خود پر اسپرے کرتی وہ بالوں کو کیچر کے قید سے نکال کر اپنے پاؤں چیئر پر رکھتی ان میں سفید موتیوں والی پازیب پہننے لگی جو بغیر شور شرابے کے ہی غضب دھا رہی تھی اسکے سرخ سپید پاؤں میں۔۔
اسنے قدم زمین پر رکھتے چلتی ہوئی قد آور آئینے کے سامنے آکر کھڑی ہوئی۔۔۔ اپنے سراپے کو دیکھتے اسکی نگاہیں خود بخود شرم و حیا سے جھک گئیں۔۔۔

اسنے ایک طائرانہ نگاہ روم پر پھیری، وہ لمحات جیسے جیسے قریب آرہے تھے باہر نیم دراز ساحل شاہ کی گھنی مونچھوں تلے دلفریب مسکراہٹ تھی تو اندر روحا شاہ کی بھی جان ہتھیلیوں میں آگئی تھی۔۔

اسنے ساری موم بتیاں آہستہ آہستہ جلائیں اور لائیٹ آف کر کے کھڑکی، گلاس وال کھول کر ان پر سفید کلر کے پردے گرا دیئے۔۔

روم کا ماحول خوابناک ہو گیا، فضا اچانک سے جیسے بوجھل ہو گئی۔۔ اب وقت قریب آگیا تھا کہ وہ اسکے صبر کا مزید امتحان لینے کے بجائے خود کو اسکے سپرد کر دے۔۔ اسنے انگلیوں میں پہنی ہوئی رنگز کو گھماتے ہوئے وہ نروس تھی۔۔

تیز ہوا کے دوش پر پردے لہرا رہے تھے، اور اسکی سیاہ نگاہوں کے سامنے پورا سنہری چاند جیسے اسکی گھبراہٹ پر مسکراتا ہر سو اپنی چاندنی بکھیر رہا۔۔

روحا!" معاً دروازے پر دستک ہوئی۔۔ ساحل کی بھاری آواز ماحول" میں گونجی۔۔ وہ چونکی۔۔

دد۔دو۔۔منٹ۔۔۔"اسنے گھبراتے ہوئے کہا۔۔"

کوئی دومنٹ نہیں۔۔دروازہ کھولو۔۔!"اسنے سختی سے کہا"

روحا نے بے بسی سے دروازے کی جانب دیکھا۔۔دل پھر سے خوفزدہ ہورہا تھا۔۔آنے والے وقت کے بعد اسکی پوری زندگی بدل جائے گی اور وہ ساحل شاہ کے وجود کا حصہ بن جائے۔گی۔۔

نہیں روحا ڈرنا نہیں ہے۔۔آج ساحل شاہ کو جیت ہی لینا ہے۔۔"اس سے پہلے تمہارا آکسیجن سلینڈر وہ فیری ٹیڑھی تم سے چھین لے۔۔"اسنے بہادری سے خود کو اپنے دل کو سمجھایا۔۔

اسنے ساتی بری سوچیں دماغ سے جھٹک دیں۔۔آج وہ کچھ بھی سوچنا نہیں چاہتی تھی۔۔جس کیلئے اسنے خود کو سینٹ سینٹ کرر کھا تھا، آج اسکی امانت اسکے حوالے کرنے والی تھی، اپنا آپ ساحل شاہ پر نچھاور کرنے جارہی تھی۔۔

اسنے سوچا تھا وہ بس ساحل شاہ کے متعلق آج سوچے گی، اسکی سانسوں کو گرمی، اسکی شدتوں بھری قربت کو محسوس کرے گی۔۔

آج صرف ساحل ہوگا اور اسکی روحا۔۔

اس خوبصورت سوچ کے دماغ میں آتے ہی اسنے اپنی ہمت مجتمع کرتے ہوئے، قدم دروازے کی طرف اٹھائے۔۔

ساحل شاہ کے ضبط کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔۔ "تم" اسے لگا کہ وہ پھر سے فرار چاہتی ہے یا اسے باہر دھکیل کر خود بہانہ سوجھ رہی ہے۔۔ اسنے ابھی غصے سے لب وا کیے ہی تھے تبھی دروازے پر کھٹکے کی آواز آئی اور ڈور ان لاک ہو گیا۔۔
البتہ کھلا نہیں۔۔۔ ساحل نے متبسم ہوتے اپنی انگلیوں میں موجود سگریٹ کو دہلیز سے باہر ہی شوز تلے مسلا اور ہاتھ بڑھا کر دروازہ اندر کی طرف دھکیل دیا۔۔

کھڑکیوں سے آتا ہوا روم سے گزرتا، مہکتی ہوا کا تیز جھونکا ساحل شاہ کی نتھنوں سے ٹکرایا۔۔ جس میں موتیے کی مدہوش کن مہک با آسانی سے محسوس کی جا سکتی تھی۔۔

اسکے لبوں پر دلفریب مسکراہٹ رقصاں ہوئیں۔۔

تو مطلب چوزی ہتھیار لیس ہو چکی تھی۔۔"روم میں موم بتیوں کی سنہری روشنی تھی۔۔ کھڑکی اور وال گلاس سے آتی تیز ہوا پر وہ کسی بھی پل بجھنے والی تھیں۔۔

ساحل شاہ نے اپنے قدم اندر رکھے دروازہ واپس بند کر دیا۔۔ کوٹ اتار کر اسنے متلاشی نگاہیں روم میں پھیرتے ہوئے اپنا کوٹ صوفے پر پھینکا اور خود بھی آکر صوفے پر بیٹھا۔۔۔
"اب تم کھڑکی کے پردوں سے باہر آؤ گی یا اسی کھڑکی سے میں تمہیں باہر بھیج دوں؟" وہ پردے کے پیچھے اسکے وجود کا احساس کرتا کرختگی سے بولا۔۔

اسی پل ہڑبڑائی ہوئی روحا شاہ اسکی دھمکی سے متاثر ہو کر آہستہ سے قدم باہر نکال آئی۔۔ ساحل نے فاتحانہ مسکراہٹ سے اسکے قدمیوں دیکھا۔۔
ساحل کی نگاہیں اسکے پاؤں پر تھیں، سفید و سرخ پاؤں کی انگلیوں میں پہنی ہوئی رنگز اور سفید موتیوں والی پازیب۔۔ کو دیکھتے اسے احساس ہوا کہ اسنے اپنا پور پور سجایا ہوا ہے۔۔

وہاں کیا کر رہی ہو؟ یہاں آؤ!" وہ غصے ناپسندگی سے بولا۔۔ روحا کی جان" آدھی ہو رہی تھی۔۔ وہ انگ انگ پسینے سے شرابو ڈرتی اسکی طرف قدم بڑھانے لگی۔۔

وہ جیسے قریب بڑھتی جا رہی تھی، ساحل شاہ کی بے باک نگاہیں اسکے وجود کی طرف سفر کرتی جا رہی تھیں۔۔ وہ انگلیاں آپس میں الجھائے اسکے چار قدموں کے فاصلے پر سامنے کھڑی ہوئی۔۔ ساحل کی نگاہیں چھوٹی سی ناک میں پہنی نتھ سے ہوتی کانوں میں پہنے موتیوں کی لڑیوں، اور ایر نگز پر گئی۔۔
ساحل کو سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کس طرح کس رخ سے دیکھے وہ اس قیامت خیز ہوش ربا حسن کی مالک دوشیزہ کو جو اس وقت اپنے حسن سے مالا مال اسکے مقابل امتحان بن کر کھڑی تھی۔۔ گولڈن اور میرون آئی شیڈو سے سجی ہوئی خوبصورت آنکھوں کی لمبی سیاہ پلکیں گلابی گالوں پر سایہ فگن تھیں۔۔۔

دراز لمبے سیاہ بالوں کو نیچے سے کرل کر لے پشت پر ڈال رکھا تھا، چھوٹی سی ناک میں ہیرے کے بجائے نتھ جھول رہی تھی جسکے چھوٹے سے موتی،

ڈیپ ریڈ لپسٹک کی تہہ میں ڈھکے ہونٹوں پر پڑے انہیں چومتے مدہوش رقصاں تھے۔۔۔۔

وہ تو اسکے وجود میں گم ہو کر رہ گیا جب اسکی نگاہیں چہرے کا فرصت سے جائزہ لیکر صراحی دار سفید گردن سے روتی نیچے پھسل آئی۔۔ یکایک ساحل شاہ کو شدید طلب کا احساس ہوا، وہ جو کب سے اسکے وجود کہ طلب سے خود کو بے حس کر چکا تھا ایکدم اسکے تمام ضبط چٹاخ سے ٹوٹتے گئے۔۔

اس لڑکی نے اسکے ہوش جھنجھور کر رکھ دیئے۔۔ایک تو دونوں کے بیچ موجود تنہائی، اکیلا آزاد پن اوپر سے وہ موتیے کی خوشبو میں نہائی ہوئی میرون رنگ گھٹنوں سے تھوڑا نیچے آتی سلیولیس نائیٹی میں ملبوس۔۔۔۔
اسکے نازک سفید شانوں پر سلک کی میرون نائیٹی سفید چمکتے موتیوں والی سٹرپس تھیں۔۔ ساحل کی نگاہیں اسکے گھٹنوں سے نیچے پنڈلیوں سے سرکتی ہوئیں پاؤں میں پہنی پازیب آئیں۔۔
وہ دھیرے سے مسکرایا۔۔۔

اسنے بمشکل اسکے قیامت خیز سراپے سے نگاہ ہٹائیں اور اسکے چہرے کو دیکھا۔۔

روحا نے جھجھکتی حیا کے بوجھ تلے جھکی نگاہوں میں بمشکل اٹھا کر پلکوں کی اوٹ سے شاہو کی جانب دیکھا۔۔اور یہ دیکھ کر اسکی سانسیں مزید خشک ہوئی کہ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

یہاں آؤ!" اسکا دور امتحان بن کر کھڑے رہنا اسکی طبیعت پر ناگوار" .گزرا۔۔وہ اس ضبط کی جنگ میں ہتھیار ڈالنے والا تھا۔۔

جج۔۔جی۔۔" وہ بوکھلا کر ہوش میں آئی اور ہراساں نگاہوں سے" ساحل کو دیکھنے لگی۔۔

جی کیا؟ یہ تیاری صرف دکھانے کیلئے کی ہے؟" اسنے ضبط سے" تیز و تند لہجے میں پوچھا۔

روحا کی آنکھوں میں پانی جمع ہو گیا۔۔ایک تو فیری ٹیڑھی کی وجہ سے اس جال میں آکر بغیر پروں کی چڑیا بن کر پھنسی تھی اوپر سے اسکا خشک لہجہ مزید جان نکال رہا تھا۔

لیکن اسکی پر تپش نگاہوں سے وہ سرخ پڑتی سر اثبات میں ہلا کر
چھوٹے قدم اٹھاتی ہوئی اسکے مقابل ایک قدم پر آکر کھڑی ہوئی۔۔
یہاں بیٹھو!" ساحل شاہ نے بے لچک لہجے میں اس پر اگلا"
حکم جھاڑا۔۔ جسے دیکھ اور سن کر روحا اپنی جگہ سر دپڑ گئی۔۔
اسکی نگاہیں ساحل کے ہاتھ پر جمی تھیں جو اسے اپنی ھتائی کی جانب
اشارہ کر رہا تھا۔۔ وہ بری طرح سے کنفیوژ انگلیاں چٹخانے لگی۔۔

جم گئی مس بولڈ؟" اسنے گہرا طنز کیا۔۔ روحا نے تڑپ کر"
اسے دیکھا۔۔ "آآ۔۔ آپ طنز کک۔۔ کیوں کر رہے
ہیں۔۔ ش۔ شاہو۔۔" وہ رونے جیسی ہو گئی۔۔
کیوں طنز کیا تم نے ہی تو کہا تھا تم بولڈ ہو۔۔" وہ اسے گہری نگاہوں"
سے سر تاپا دیکھتا بولا۔۔
وہ تو میں ہوں لیکن اب مجھے خوف آرہا ہے۔۔" وہ منمنا کر بولی۔۔"
اگر تم بولڈ ہو تو تمہیں خوف کیا۔۔۔؟ بولڈ لڑکیاں تو وہ کر جاتی ہیں جسکا"
تصور تم سیدھی شرمیلی لڑکیاں نہیں کر سکتی۔۔" اسنے کہا۔۔

روحا نے سن کر گہرا سانس بھرا۔۔ ساحل کی نگاہیں بیڈ پر جمی دیکھ کر وہ چھوٹے مگر بھاری ہوئے قدم اٹھاتی ہوئی۔۔ آکر ساحل کی بھائی پر بیٹھ گئی۔۔

ساحل نے نازک سے بوجھ کو محسوس کرتے ہوئے اسکی طرف نظریں اٹھائیں۔۔ مگر روحا اسکے دیکھنے سے پہلے ہی چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی۔۔

کیا ہوا؟" ساحل شاہ کے لہجے میں بوجھل پن گھمبیرتا آ گئی۔۔"

جسے محسوس کرتے روحا کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔۔ وہ جواب دیئے بغیر سر نفی میں ہلا گئی۔۔

سس۔۔ سس۔ سگریٹ۔۔" وہ آہستہ سے چہرے سے ہاتھ ہٹاتی" بولی۔۔ اسکی نگاہوں میں نکاح کی وہ رات گھومنے لگی۔۔

سگریٹ پی لینا مگر اس وقت جو تم سگار بنی ہوئی ہو مجھے پینے دو خود" کو۔۔" وہ اسکی کمر پر ہاتھ رکھ پھیرتا ہوا اسکی پنڈلی کو پکڑ کر جھٹکے اپنی طرف کھینچ گیا۔۔

آہ۔۔"روحا اچانک افتاد پر بوکھلا کر اسکے مقابل ہوتی سیدھا"
اسکے سینے سے ٹکرائی اور اسکے شانوں کو تھام گئی۔۔
شاہو۔۔"اسنے حیا سے پلکیں جھکا کر سرگوشی میں پکارا۔۔اور اسکے"
کندھے پر موجود شرٹ کے کالر کو مٹھی میں تھاما۔۔

جانِ شاہو۔۔"ساحل نے سرگوشی میں جواب دیتے اس"
مہکتے وجود کی گردن کے پاس اپنی ناک کرتے اسکی خوشبو کو گہری
سانس میں کھینچا۔۔روحا کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔۔
اسکے چہرے پر پورے وجود کا خون سمٹ آیا تھا،اور وہ اپنے خشک ہوئے
ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگی۔۔
ساحل نے اسکی گردن پر انگلیوں کے پور پھیرتے ہوئے بالوں میں پھنسا
کر اسکے بالوں کی جڑوں کو سہلایا۔۔
وہ مسکرائی۔۔اسکی دھڑکنیں تیز تھیں لیکن دل اسکا طلبگار تھا۔۔
اسکا لمس کافی دلکش تھا۔۔اسکے چھونے سے اسکے وجود میں سرد
لہریں اٹھ رہی تھیں۔۔

سگریٹ شاہ" وہ موم بتیوں کے گھل ہوتے ہی اسکے کالر کو چھوڑ کر"
اسکی بڑھی ہوئی شیو پر انگلیاں پھیر کر اسکی چبھن کو اپنی انگلیوں کے پوروں پر
محسوس کرنے لگی۔۔

بہت خوف آتا تھا آپ سے۔۔"وہ بکھرے تنفس سے بولی۔۔"
ساحل کے لب متبسم ہوئے۔۔"پھر؟"اسنے بالوں کو مٹھی میں پکڑ
کر جھٹکے سے چہرہ پاس کیا۔۔اور اسکی گردن میں اپنا چہرہ چھپا
کر اپنی ناک ہوا اسکی گردن میں سہلانے لگا۔۔

پھ۔۔پھر کیا۔۔۔ابھی بھی آتا ہے خوف۔۔کبھی آپ کی شدتوں سے تو"
کبھی آپ کے غصے سے۔۔پہلے آپ جب سگریٹ پیتے تھے آپ کی
تصویر دیکھ کر مجھے الجھن ہوتی تھی۔۔کہ کیوں پیتے ہیں آپ سگریٹ۔۔۔
لیکن اب جب آپ سگریٹ پیکر کبھی ناک سے تو کبھی ہونٹوں
سے دھواں نکالتے ہیں میرا دل کرتا ہے میں بھی ایسے کروں۔۔"وہ اسکے
سر پر ٹھوڑی ٹکائے سرگوشیانہ کہہ رہی تھی۔۔
ساحل اسکی معصومہ خواہشات پر مسکرایا۔۔

اور پھر اسکے بعد تمہارے انجام کیا ہوگا سوچا ہے؟ تمہاری" سانسیں میرے قریب آتے ہی تھم رہی ہیں۔۔ اور جب تم سگریٹ پیو گی تو کیا حال ہوگا تمہارا اندازہ ہے؟" اسکی تھم تھم کر چلتی سانسوں کی صورتحال کو دیکھتے وہ بولا۔۔

مجھے کچھ نہیں پتا شاہو۔۔۔ مجھے سگریٹ پینا ہے۔۔ اور آپ کا" ہمیشہ کیلئے ہونا ہے۔۔" وہ ضدی لہجے میں بولتی ساحل شاہ کے سر کو اوپر اٹھا کر اسکی شیو پر اپنی انگلیاں پھیرنے لگی۔۔
میں آج مکمل طور پہ آپکی بن جانا چاہتی ہوں۔۔ آپکے صبر کو سزا" نہیں بنانا چاہتی شاہو۔۔ مجھے میری غلطیوں پر معاف کر کے زندگی میں رکھنے کا آپکا شکریہ۔۔۔ اب میرا فرض ہے کہ میں آپکو وہ ساری خوشیاں دوں جن پر آپ کا حق ہے۔۔" وہ حیا سے لبریز پھولی سانسوں کے درمیان ٹھہر ٹھہر کر کہہ رہی تھی۔۔
ساحل مسکراتا سر صوفے کی پشت سے ٹکا کر نیم اندھیرے میں اس مہکتے وجود کو دیکھنے لگا۔۔

سوچ لو!بعد میں کوئی مزاحمت نہیں چلے گی؟"ساحل نے دونوں"
ہاتھوں سے اسکی کمر کو تھام کر قریب کرتے ہوئے اسکے ہاتھ اپنی
شرٹ کے بٹن پر رکھے۔۔

میں کوئی مزاحمت نہیں کر رہی۔۔"وہ کہہ کر لب دانتوں میں"
دباتی خوف سے دھڑکتے دل کے ساتھ آہستہ سے اسکے گلے سے ٹائی نکالتی
ساحل شاہ کی پہنی ہوئی شرٹ کے بٹن کھولنے لگی۔۔
ساحل نے جھٹکے سے شرٹ اتار کر خود سے دور پھینکی۔۔

میں نے انہیں کہا تھا کک۔۔کہ مجھے شش۔۔شاہو والا"
سگریٹ دیں مم۔مگر انہوں نے کہا انہیں نہیں معلوم آپ کون
سا پیتے ہیں۔۔پھ۔پھ۔۔پھر میں یہ لے آئی۔۔"وہ سر جھکائے
آپس میں انگلیاں الجھاتی ہتھلیاں رگڑتی بولی۔۔

تم نے انہیں کہا کہ تمہیں شاہو۔۔۔؟"ساحل نے حیرت"
سے اس بیوقوف لڑکی کو دیکھا۔۔وہ مسکرا کر سر ہلا گئی۔۔
خوب لڑکی ٹھیک نام روشن کرو گی میرا۔۔"وہ دانت پیس کر بولا۔۔"

کیوں کچھ غلط بول دیا؟" وہ گڑبڑا کر پوچھنے لگی ساحل نے تیز نظروں"
سے دیکھا وہ شرمندہ ہو کر سر جھکا گئی۔۔

نہیں بہت اچھا کام کیا ہے تم نے۔۔ اگر سمن نے مجھے اپنی قسم نا دی ہوتی"
تو خوب انعام سے نوازتا میں تمہیں۔۔" وہ کاٹدار لہجے میں بولا۔۔
یہ اچانک کو کیا ہو جاتا ہے۔۔" روحا اسکے اچانک بدلے"
لہجے کو محسوس کرتی نم آنکھوں سے روہانسی ہو کر بولی۔
مجھے سگریٹ پینے ہیں پلیز شاہو۔۔" اسنے منت کی۔۔"

اگر تمہاری تھوڑی سی طبیعت سنبھلی ہے تو اسکی وجہ آپی کے علاج اور"
صبح کی اسکرسائز کا نتیجہ ہے۔۔ اب اگر تم یہ دھواں اپنے اندر لو گی
"تو۔۔۔

میں نہیں لوں گی۔۔ پرامس۔۔" اسکی بات غور سے سنتی روحا بیچ"
میں ہی کاٹ کر جلدی سے بولی۔۔

چپ! کش لگاتے وقت سانس کھینچی جاتی ہے۔۔اور دھواں اسکے ساتھ ہی نیچے جاتا ہے۔۔" ساحل جھڑک کر سمجھایا۔۔روحا نے لب بھینچ کر نم آنکھوں غصے سے اسے گھورنے لگی۔۔

جس کیلئے اتنی سجی سنوری، اسنے تعریف کے دو بول بولنا تو دور اسکی چھوٹی سی فرمائش کو بھی یوں جھٹک دیا تھا۔۔

آپ مجھ سے پیار کرتے ہیں ساحل شاہ؟" کچھ پل اسے دیکھنے کے بعد معاً اسنے کافی سنجیدگی سے سوال کیا۔۔ساحل نے اسکے چہرے کو دیکھا۔۔

کیوں؟" وہ تیز لہجے میں الٹا سوال کرنے لگا۔۔"
مجھے جواب دیں پہلے۔۔کیوں کیا یہ بعد میں کرلیں۔۔آپ مجھے بتائیں کہ میں آپ کو اچھی لگتی ہوں۔۔؟ یا میں بری لگتی ہوں؟" پوچھتے ہوئے اسکا لہجہ بھیگ گیا۔۔

کوئی بہانہ نہیں آج ساحل شاہ! میں اپنا آپ سونپنے"
جارہی ہوں آپ کو۔۔ میرا کل اثاثہ ہے میری عزت۔۔
میں نے سالوں سے خود کو سینٹ سینٹ کر رکھا ہے ہر بری نظر سے
خود کو بچایا ہے تو صرف آپ کیلئے۔۔
میرا دل بچپن سے آپ کی جانب کھینچتا ہے۔۔ میری آنکھوں کا جو
پہلا خواب ہے وہ آپ ہیں۔۔
آپ سے خوف آتا تھا کہ آپ میری پسند کو جان کر، نفرت
میں میرا مذاق نا بنائیں۔ مجھے میری نظروں میں نا گرا دیں۔۔
میں نے جب سے ہوش سنبھالا، دل کی دھڑکن جب دھڑکی تو
اس میں پہلا نام آپ کا گونجا۔۔ ہمیشہ آپ کو چاہا۔۔

ہم دونوں کا ملنا کوئی اتفاق نہیں بلکہ میری دعائیں تھی، مجھے اپنی مام کے بیٹے
سے محبت تھی۔۔ لیکن آپکا ہمیشہ سے جو سرد رویہ میرے ساتھ
رہا اسکے بعد میں سہم گئی ہوں آپ سے۔۔
آپ کے آگے خود کو اسلئے جھکانا نہیں چاہتی کیونکہ ہمیشہ سے یہ
خوف رہا ہے کہ کہیں آپ مام سے انتقام لینے کیلئے میرے وجود سے
کھیل کر مجھے دھتکار تو نہیں دیں گے۔۔

مجھے آپ سے شدید محبت تھی۔۔ شاید اس رات جب آپ نے مجھے اپنی سانسیں دی تھیں۔۔ وہ ایک لمحہ جس میں آپ اچانک آس پاس سے حواس کھو کر مجھے تھام کر سانسیں دے رہے تھے میرا دل تب سے دھڑکنا شروع ہو گیا تھا۔۔

آپ کا وہ پہلا لمس نے محبت سمجھ کر وصولا تھا۔۔ مگر آپ نے ہمیشہ اظہار نفرت کا کیا۔۔ اسلئے میں ڈر گئی تھی آپ سے اور اپنے دل کا اظہار ہمیشہ نفرت کی صورت کیا تا کہ آپ کبھی یہ جان نا سکیں۔۔ اور مام پر طنز کریں۔۔ لیکن میں آپ سے محبت کرتی ہوں۔۔ شاہو۔۔

اب سے نہیں بچپن سے محبت کرتی ہوں آپ سے۔۔ افسر آج یہ اعتراف بولڈ بن کر رہی ہوں۔۔ اب چاہے نفرت سے دھتکار دیں یا اپنا لیں۔۔

اگر اپنائیں گے تو میری ہر خواہش کو پورا کریں گے۔۔ اگر دھتکار دیں گے تو مجھے اپنے ہاتھوں سے مار کر اسی فلیٹ میں دفنا دیجئے گا۔۔" وہ اچانک بغیر سوچے سمجھے اپنے دل کی ساری باتوں کو کھول کر اسکے سامنے اظہار کرتی سر جھکا گئی۔۔

وہ اسکے جواب کے منتظر تھی۔۔ اور اسکا دل جیسے حلق میں
دھڑک رہا تھا۔۔ یہ لمحات کافی بھاری تھے اس پر۔۔
"میں نے آج تک آپ سے خاموش الفت کی، کبھی اسکا اظہار
کسی سے نہیں کا۔۔ حتیٰ کہ خود سے بھی نہیں۔۔ کبھی آپ کا ذکر محفل
میں ہوتا تھا تو میں وہاں سے اٹھ جاتی تھی۔۔ لوگ اسے ناپسندگی
سمجھتے تھے۔۔ لیکن یہ میرا گریز تھا۔۔
پر آج مجھے لگ رہا ہے اظہارِ الفت ضروری ہے۔۔" اسنے بھیگی نگاہیں
اٹھا کر ساحل شاہ کو دیکھا۔۔

"مجھے پتا ہے تم مجھے چاہتی ہو۔۔ اب سے نہیں جب جب تمہاری
آنکھوں میں دیکھا تب سے تمہاری آنکھوں میں اپنے لیے خاص
جذبات دیکھے۔۔" اسنے نارمل لہجے میں کہتے اچانک روحا کے
سر پر دھماکہ کیا۔۔
وہ حیرت سے آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھنے لگی۔۔ ساحل سیدھا
ہو کر بیٹھا اور اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔۔

مانتا ہوں تم خود کو بہت عام سمجھتی ہو۔۔ لیکن مجھ سے پوچھو تم "
ساحل شاہ کیلئے کتنی خاص ہو۔۔ تمہاری نازک سی اداؤں نے نیند
میری بھی اڑائی تھی۔۔ اس رات تمہارے روم سے چلا تو میں بھی
گیا تھا روحا شاہ لیکن میری نیند اور دل وہیں رہ گئے تھے۔۔
رشتوں کے معاملے میں، میں بہت احتیاط پسند ہوں۔۔ تم نے جن
ہاتھوں میں پرورش پائی تھی اس وجود کی کوئی خطا میں معاف کرنا
نہیں چاہتا تھا لیکن تمہیں انہوں نے پالا تھا یہ مجھ پر احسان کیا
تھا۔۔ تمہارا خیال رکھنا، تمہاری تکلیف میں تمہارے ساتھ
رہنا۔۔ یہی سوچ کر ساحل شاہ نے انہیں معاف کیا ہوا تھا۔۔
اگر ایسا نا ہوتا تو ساحل شاہ کبھی اس عورت کو معاف نا کرتا۔۔
نفرت تم سے نہیں تھی، لیکن ڈر تھا ایک کہ جن ہاتھوں میں تم نے
پرورش پائی ہے۔۔ اسکا اثر تو ہو گا تم پر۔۔۔
کہیں تم ساحل شاہ کی الفت سے واقف ہو کر اسکے ساتھ اپنی مام
جیسا رویہ تو اختیار نہیں کرو گی۔۔
کہیں تم اسے دھتکار کے تو نہیں جاؤ گی۔۔

میں بہت محتاط رہا ہوں اظہار میں رشتوں سے۔۔ لیکن اب جب تم نے اظہار میں پہل کی ہے۔۔ تو میں بھی کہنا چاہتا ہوں۔۔۔" وہ رکا اور اسکی نتھ کو دیکھنے لگا۔۔

روحا نے اپنی سانس روک لی۔۔۔ "کیا وہ بھی اظہار کرنے جا رہا تھا۔۔؟" ساحل نے اسکے پاس ہوتے کان کے قریب لب کیے۔۔

"تم پر جائز ہے غرور میرا۔۔ لیکن یاد رکھنا! اگر کبھی بے وفائی کا سوچا تو اپنا قاتل ساحل شاہ کو پاؤ گی روحِ ساحل!"

اسنے بے تاثر سرد و سپاٹ لہجے میں اسکے کے قریب سرگوشی کرتے اسکی بے داغ سپید گردن میں چہرہ چھپا کر گہرا سانس کھینچا۔۔

"تو مطلب محبت کرتے ہیں مجھ سے؟" وہ اسکی جا بجا گردن پر شدتوں کو جھیلتی کسمسا کر بولی۔۔

ساحل اسے جواب دیئے بغیر جھٹکے سے اپنی جگہ چھوڑ کر اٹھا۔۔
روحا نے گھبرا کر اسکی گردن کو بازوؤں میں تھام کر اسکی کمر کے گرد پاؤں کو لپیٹ لیا۔۔

"ہاں محبت ہے تم سے روحا شاہ!" ساحل نے با آواز کہتے ہوئے وال گلاس سے جھانکتے چاند کو دیکھ کر اچانک اسکے وجود کو خود سے جدا کرتے پیچھے بیڈ پر پھینکا۔۔

"آہہ۔۔ وہ اچانک اسکے دھکیلنے پر اچھل کر بیڈ پر گری۔۔ اسکی بے ساختہ چیخ نکلی۔۔ لیکن اگلے لمحے خود کو پھولوں سے سجے بیڈ پر پا کر مقابل کھڑے لمبے چوڑے ساحل شاہ کو دیکھتے اسنے گھبرا کر پھولوں کی پتیوں کو مٹھی میں جکڑا۔۔
اور اپنی سانس روک کر سامنے دیکھنے لگی۔۔

"محبت تو ہے تم سے۔۔ تمہارے ہونٹوں سے، تمہاری ابتر سانسوں سے، تمہاری ہر ادا ہر ناز و نخرے سے۔۔ لیکن میری محبت کو اپنا محتاج مت سمجھنا۔۔ میں ایک بار تمہاری روح میں اتر گیا تو خود

سے جدا نہیں کر پاؤ گی چاہ کر بھی۔۔ نا ہی مجھ سے اپنا دامن چھڑوا سکو گی۔۔" ساحل نے پر تپش نگاہوں سے اسکے وجود کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔ اور واپس پلٹ کر اپنی جگہ پر بیٹھتے اپنی بیلٹ نکال کر صوفے پر رکھی۔۔ اور جھک کر اپنے شوز اتارنے لگا۔۔ روحا اسے دیکھتی جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھی۔۔ اور سرک کر بیڈ کے کنارے پر بیٹھی۔۔

اسنے اپنے نازک پاؤں دبیز قالین پر رکھے۔۔ تبھی ساحل شاہ نے اپنی نظریں اٹھا کر روحا کو دیکھا۔۔۔۔

روحا نے اپنے پاؤں سمیٹ کر پیچھے کیے۔ اور حلق تر کرتی اسے دیکھنے لگی۔۔

ساحل نے پاس ہی صوفے پر رکھے شاپر کو اٹھایا۔۔ اس شاپر سے ایک پیکٹ نکالا، اور اسے کھولتے ہوئے اس میں ایک سگریٹ نکال کر اسکا تمباکو کو اپنے ہاتھ کی چوڑی ہتھیلی پر اسے نکالنے لگا۔۔۔

یی۔۔ یہ کیا کر رہے ہیں شاہو؟" روحا نے حیرت سے اسے " دیکھا۔۔

کچھ تو خاص بات ہے تیری فطرت میں۔۔

ورنہ تجھے چاہنے کی خطا ہم بار بار نہ کرتے جانِ شاہو۔۔

وہ گھمبیر لہجے میں جواباً بولا۔۔

اسکے چہرے پہ حیرت کی جگہ حیا نے آلی۔۔

میرے علاوہ کسی سے نہ امید "وفا" کیجئیے۔۔۔
سگریٹ پیجئیے اور پلایئے۔۔۔
باقی سب کو "دفع" کیجئیے۔۔۔
وہ بھی مسکراہٹ دبا کر سر جھکائے برجستہ بولی۔۔۔

تجھے سلگھا کے سگریٹ میں
میں تیرے کش لگاتا ہوں
تم جب سانسیں لیتی ہو
میں سانسیں تمہاری کھینچتا ہوں۔۔۔

اسنے گنگناتے ہوئے کہا وہ لاجواب ہو گئی اور اسے دیکھا جو اسکے لائے ہوئے سگریٹ کے پیکٹس سے ایک ایک سگریٹ نکال کر انکا تمباکو اپنی ہتھیلی پر جمع کر چکا تھا۔۔

وہ متجسس سی اپنی جگہ سے اٹھتی، چھوٹے چھوٹے قدم لیکر چلتی ہوئی ساحل شاہ کے پاس آئی۔۔
وہ خود ہی چل کر اپنی سابقہ جگہ پر بیٹھی۔۔ ساحل نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔۔

وہ اسکی نظروں سے نگاہیں چراتی اسکی گھنی مونچھوں کو دکھتی اسکے عنابی ہونٹوں پر جھک کر اپنے گلابی لب ان پر رکھ گئی۔۔
ساحل نے مسکراتے ہوئے اپنے ہونٹوں پر اسکا لمس محسوس کیا۔
روحانے اسکے سلگتے ہوئے ہونٹوں سے لب جدا کرتی چہرہ پیچھے کرتی ساحل شاہ کی خمار سے لبریز گرے کرسٹل جیسی آنکھوں میں دیکھ کر اچانک پھونک کی صورت میں سانسیں اسکے چہرے پر چھوڑنے لگی۔۔۔

وہ دھیرے سے کھانسی۔۔ اسکا چہرہ پسینے سے تر تھا۔۔
ساحل نے ہاتھ میں موجود سگریٹ کو پھینکا وہ اٹھانے لگی۔۔

روحا!!!" ساحل نے غصے سے ٹوکا۔۔ لیکن تب تک وہ ساحل "
شاہ کے لبوں لب جوڑ چکی تھی۔۔
ساحل نے اسکے ہونٹوں کی نرمی کو محسوس کر کے اسکے پیچھے ہونے سے
پہلے ہی اسکے بالوں میں ہاتھ الجھا کر کمر کو دوسرے ہاتھ سے پکڑتے
جھٹکے سے اپنی طرف کھینچا۔۔

وہ اسکی جانب پوری کھینچ آئی اور اسکے سینے سے لگی۔۔ اسکے ہونٹوں پر
ساحل شاہ کی سخت گرفت آچکی تھی۔۔ وہ سانس بند ہونے پر
بری طرح کھانستی ہوئی روحا کو بانہوں میں تھام کر اپنی جگہ سے
اٹھا۔۔

ہو گیا شوق پورا یا ابھی باقی ہے۔۔" وہ اسے تڑپ کر کھانستے ہوئے دیکھ کر "
اسنے غصے سے گہرا طنز کرتے اسے ٹیبل پر بٹھا کر جگ سے پانی
گلاس میں انڈیلتے ہوئے روحا کے لبوں سے گلاس لگایا۔۔
کھانس کھانس کر اسکی آنکھوں سے پانی آگیا۔۔
مم۔۔ مجھے کچھ نہیں ہوا۔۔ بب۔۔ بس تھوڑی کھانسی ہو گئی ہے۔۔ چکر "
آرہے ہیں۔۔" وہ گہرے سانس لیتی بمشکل بول پائی۔۔

رسی جل گئی مگر بل ابھی تک نہیں گیا۔۔ایک لمحے کیلئے سانس "
تو روک نہیں سکتی اور اتنے سگریٹ لائی ہو پینے کیلئے۔۔"وہ
طنزیہ بولا۔۔

وہ میں پی لوں گی۔۔"وہ ایکدم کھکھلا کر بولی۔۔ساحل نے گھوری سے "
نوازا۔۔
مجھے نہیں پی سکتی؟"وہ اسکے ناک کی نتھلی کو بے قرار نگاہوں سے دیکھتے "
انگلی سے چھو کر ذو معنی بولا۔۔

اسکی پلکیں لرز کر جھک گئیں۔۔اسنے ساحل شاہ کے شرٹلیس
لکھتی مدھم سی آواز میں بولی۔۔ "R" چوڑے سینے کو دیکھا۔۔اور انگلی پر وہاں
نہیں۔۔"اسنے زبان چڑھائی اور ہنس پڑی"

ٹھیک ہے پھر تمہارا یہ شوق میں اپنے انداز سے پور کرتا ہوں۔۔"وہ"
کہہ کر اسکی نتھلی پر لب رکھتا پیچھے ہوا۔۔وہ اپنی جگہ ایکدم ساکت
سی ہو کر رہ گئی۔۔

وہ تو واپس چلا گیا اپنی جگہ پر لیکن روحا اسکے ہونٹوں کے لمس پر مسمرائزسی سامنے کھڑکی سے آتی تیز ہوا کے جھونکے کو جھیلتی بیٹھی ساحل شاہ کو دیکھنے لگی۔۔۔

اسے حیرت ہوئی یہ دیکھ کر کہ ساحل شاہ نے ان تمام پیکٹس سے ایک ایک سگریٹ کا تمباکو نکال کر ہتھیلی پر جمع کیا۔۔اور اسے آپس میں مکس کرتے ہوئے اس مکس تمباکو ایک سگریٹ میں بھرنے لگا۔۔

سحل نے اس تمباکو سے ایک سگریٹ بھر کر ہونٹوں میں دبا کر سامنے ٹیبل پر بیٹھی روحا کو ہاتھ سے پاس آنے کا اشارہ کیا۔۔

روحا ٹیبل سے اتر کر قالین پر پاؤں رکھتی اسکی طرف بڑھی۔۔ہوا کے تیز جھونکوں پر اسکے بال لہرانے لگے۔۔وہ جب اسکے قریب پہنچی ساحل نے ہاتھ بڑھا کر اسکا نازک ہاتھ تھام لیا اور اسکے بازو سے

نگاہوں کا سفر کرتا اسکے وی نک گلے تک آتے روحا کے چہرے کو دیکھتے اپنے پاؤں ٹیبل پر رکھے۔۔

وہ بغیر شرٹ کے بیٹھا تھا، اسکے چوڑے کندھے توانا سینا، پھولے چوڑے مسلز دیکھتی وہ اندر تک سہم چکی تھی۔۔

اسکے قدم زمین نے جکڑ لیے تھے۔۔ لیکن ساحل شاہ نے دوسرا ہاتھ اسکی کمر میں حائل کرتے اسے اپنی طرف کھینچا۔۔

آہہ۔۔ "روحا نے کراہ کر اسکے مضبوط شانوں کو تھاما اور آنکھیں" میچلیں۔۔ جب ساحل نے اسے نازک سے وجود کو اپنی گود میں بٹھاتے ہوئے اسکے ناتواں شانوں پر ہونٹ رکھے۔۔

روحا نے مسکراتے اسکے لبوں سے سگریٹ کو نکال کر اپنے لبوں میں دبالیا۔۔ لیکن جب ساحل شاہ کے دہکتے ہونٹوں کا لمس شہ رگ پہ محسوس کیا وہ سانس روک کر ساکت سی ہو گئی۔۔

شش۔۔ شاہو سس۔۔ سگریٹ۔۔۔ "ساحل کی انگلیاں جب"
اسکی گردن سے سرکتیں اور نائیٹی کے گلے میں اٹکیں۔۔ روحا نے
تڑپ کر فاصلے تمام کرتے اسے کسی بھی جارت سے باز رکھتے کان
میں کہا۔۔۔
میرا سگریٹ تو تم ہو۔۔ تمہیں پینی کی تڑپ ہے اس سینے"
میں۔۔ "اسکا لہجہ بوجھل ہو گیا۔۔ روحا کی پلکیں جھک گئیں۔۔

ساحل نے اسے سیدھا کرتے ہوئے اسکے لبوں میں موجود
سگریٹ کو لائیٹر اٹھا کر جلانے لگا۔۔ روحا کو حیرت کا جھٹکا لگا۔۔۔
اسنے مدھم سی سانس کھینچ کر سگریٹ کو اس آگ کے شعلے
سے جلایا۔۔ اسکا اثر کچھ ایسا تھا کہ روحا کے سامنے پورا گھر
اچانک گھوم گیا۔۔۔
اس سے پہلے کہ وہ چیختی اسکے منہ سے سگریٹ گر جاتا اور وہ خود کو
جلا لیتی ساحل نے بغیر ہاتھ کا استعمال کیے اسکے سر کو پشت
سے پکڑ کر قریب کرتے آہستہ سے منہ کھول کر سگریٹ کو اپنے منہ
میں لے لیا۔۔۔

ش۔شاہو۔۔"روحا اپنے گھومتے سر کے ساتھ ساحل کے"
منہ میں غائب ہوتے اس سرخ شعلے کو دیکھتی اسکے منہ کے
جلنے کے خوف سے بے ساختہ چیخ اٹھی۔۔

لیکن اسکی ساکت آنکھوں کے سامنے ہی اچانک ساحل
شاہ نے سگریٹ کو گھمایا اور اگلے لمحے شعلہ اسکے سامنے تھا اور
سگریٹ کی پیٹھ اسکے منہ میں۔۔۔
پی۔ی۔یہ آپ نے کک۔۔کیسے کیا۔۔"وہ آنکھیں پھیلائے"
ششدر سی اسکے منہ میں سگریٹ کو جلتے ہوئے دیکھتی رہی۔۔"مجھے بھی
کرنا ہے۔۔"وہ آنکھوں میں نمی لیکر فرمائشی انداز میں بولی۔۔
ساحل کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

یہ تمہارے لیے نہیں ہے۔۔تم بس خود کو میرے سپرد کرو۔۔"وہ"
اسکے چہرے کی لٹ کو انگلی پر لپیٹ کر بولا۔۔

مم۔۔میں تو کب کا آپ کے حوالے کر چکی ہوں خود کو۔۔"اسکی"
بات سن کر روحا نے آہستگی سے کہا۔۔

پھر اتنے فاصلے کیوں ہیں؟" وہ گھمبیر لہجے میں گویا ہوا۔۔ جس پر پلکیں" اٹھا کر ان دونوں کے بیچ حائل فاصلے کو دیکھ کر وہ ساحل شاہ کی گرے خمار سے بوجھل نگاہوں میں مشکل سے دیکھنے لگی۔۔

آپ کے نام کر چکی ہوں میں خود کو، اب یہ آپ پر ہے کہ آپ" کس طرح ہمارے بیچ فاصلوں کو تمام کرتے ہیں۔۔" اسنے کہتے ہوئے سگریٹ کو دیکھا۔۔

ساحل نے اسکی نظروں کو دیکھتے صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر گہرا کش لیتے انگلیوں میں سگریٹ کو تھاما اور ہاتھ صوفے کی پشت پر پھیلایا۔۔

روحانے سانس روک کر اسکے ہونٹوں میں دبے ہوئے دھویں کو دیکھا۔۔ اور اپنے لبوں پر زبان پھیر کر وہ آس پاس چور نگاہوں سے دیکھتی تمام تر فاصلے سمیٹ کر ساحل شاہ کی خاموش دھڑکنوں سے اپنی بہنگم شور مچاتی دھڑکنوں کو ملا کر اسکے ہونٹوں پر اپنے لب رکھ گئی۔۔

میرون سلک کی بے ترتیب نائیٹی میں اسکا دودھیا وجود مکمل طور اسکی دسترس میں تھا۔۔ وہ اپنے ایک بھاری ہاتھ کی انگلیاں اسکی پشت پر پھیرنے لگا۔۔

اور تھوڑا سا دھواں اسکے ہونٹوں کے ذریعے اسکے منہ میں منتقل کیا۔۔وہ سر اٹھا کر پیچھے ہوئی اور مسرور سی سر اٹھا کر وہ دھواں فضا میں بادلوں کی مانند چھوڑنے لگی۔۔

معاً خوشی بھری اسکی کھکھلاہٹ نے روم کی خاموش فسوں خیز فضا میں چہکار بکھیر دی۔۔
ساحل نے مسکراتی نظروں سے اسے دیکھا۔۔ایک سگریٹ سے دونوں کا نشہ ہو رہا تھا۔۔تو دونوں کے سر پر آہستہ آہستہ ایک دوسرے کا نشہ بھی سوار ہو رہا تھا۔۔
روحا نے ابکی بار اسکے ہونٹوں سے ہونٹ ملا کر سارا دھواں خود میں جذب کرتے ہوئے ساحل شاہ کی گرے آنکھوں میں دیکھتے اسکے قریب ہو کر ساحل کے چہرے پر دھواں چھوڑا۔۔وہ اسکی شرارت پر مسکرا دیا۔۔
اور گہرا کش لیا۔۔۔ساحل نے نرم لبوں کی گرفت کو محسوس کرتے دو لمحات کیلئے ٹھہر گیا۔۔روحا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔
دو۔۔۔"وہ گھبرائی بولی کہیں اسنے اپنا ارادہ بدل تو نہیں لیا۔۔"

لے لو!" ساحل نے متبسم لہجے میں کہا۔۔ روحا نے دیکھا بولتے ہوئے اسکے ہونٹوں سے دھواں نکل رہا تھا۔۔ وہ مسکراہٹ ضبط کرتی آہستہ سے جھک کر اسکے عنابی ہونٹوں پر سختی سے کاٹ گئی۔۔

ساحل نے ہنس کر اسکے بچکانہ حرکت پر دھواں لبوں سے آزاد کیا جس پر اس دیوانی نے فوراً سے سمیٹ لیا۔۔ وہ گہری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔۔

وہ اس بات سے انجان تھی کہ اپنی ان حرکات سے وہ ساحل شاہ کے اندر شدتوں کا جنون برپا کرتی جا رہی ہے۔۔

وہ اسکی نگاہوں کی تپش سے اسکے ہاتھ کی بے باک جارت سے کسمسا تو رہی تھی لیکن اپنے آنے والے لمحات سے وہ بالکل انجان تھی۔۔

اسکی سوچ و تصور میں نہیں تھا وہ کس طرح اس پر محبت برسائے گا۔۔ کیا وہ اسکے پور پور کر دیوانہ وار ہونٹوں کے بوسوں کی بارش کرے گے یا اسے بانہوں میں بھینچ لے گا۔۔

وہ بس اپنی چھوٹی چھوٹی سی شرارت میں مگن تھی۔۔وہ ساحل شاہ کے ہونٹوں سے سگریٹ کا دھواں اپنے منہ میں لیکر فضا میں شرارت سے بادل بنا رہی تھی۔۔

اس بار اسے دھواں دیتے ساحل نے بھی گہرا کش لیکر اسکی شرارت کا ساتھ دیا۔۔اور دونوں نے ملکر دھواں فضا کی سپرد کیا۔۔۔

واؤ!!"وہ ایکدم سے پرجوش دو بادلوں کو ایک ساتھ اڑتے دیکھ کر" کھکھلائی۔۔۔

تمہیں بگاڑنے میں اور سنوارنے میں ہاتھ میرا ہے۔۔"وہ روحا کا" سرخ چہرہ دیکھتے بولا۔۔روحا نے دھویں کے بادلوں سے نگاہیں چرا کر اسے دیکھا۔۔

میں ایک موم سی لڑکی ہوں۔۔مجھے جس طرح موڑے گے مڑ" جاؤں گی۔۔بشرطیکہ محبت سے موڑیں۔۔اگر توڑیں گے تو بکھر جاؤں گی بھی نا سمیٹنے کیلئے۔۔"اسنے مدھم لہجے میں کہا۔۔

آؤ دھویں سے کھیلیں۔۔" وہ اسکی بات سن کر خوبصورتی سے نظر انداز کرتا بولا۔۔ روحانے شکوہ کن نگاہوں سے دیکھا۔۔ اسنے اسکے ہونٹوں کے قریب انگوٹھے کو نرمی سے پھیرا۔۔

میں نا تمہیں موڑنا چاہتا ہوں، نا توڑنا۔۔۔" وہ جذبات سے چور لہجے میں بولا۔۔
پھر کیا چاہتے ہیں آپ ساحل شاہ؟" وہ نظریں ملا کر گرے آنکھوں میں اپنی سیاہ نم آنکھیں گاڑ کر بولی۔

میں صدیوں سے خشک ساحل ہوں، تمہیں سمندر بنا کر سیراب ہونا چاہتا ہوں۔۔۔ تمہیں آب خمار بنا کر پینا چاہتا ہوں، تمہارے نشے میں پھر سے دھت ہونا چاہتا ہوں۔۔۔ تمہارے بکھرے تنفس میں، تمہارے وجود میں، تمہاری دھڑکنوں سے روح میں، میں سانس بن کر دوڑنا چاہتا ہوں۔۔ میں گھونٹ گھونٹ آب خمار بنا کر تمہاری سانسوں کو پینا چاہتا ہوں۔۔ تمہارا نشہ تو ہو گیا مکمل اب ساحل شاہ کی باری ہے۔۔۔"

اسکی گھمبیر سرگوشی روم کی فضا میں گونج رہی تھی۔۔ ساحل شاہ کا لہجہ بھاری خمار سے لبریز تھا جبکہ روحا کی دل و دھڑکنوں میں شور سا گونج اٹھا۔۔

"اجازت ہے؟" وہ کان کے قریب جھک کر بولا۔۔ کلون اور اسکے مہکتے سراپے سے اٹھتی موتیے کی خوشبو نے ملگھل کر ایک الگ ماحول میں خمار بکھیر دیا تھا۔۔

اگر آج ساحل شاہ خود پر ضبط بھی کرتا تو چاروں شانے چت ہوتا۔۔ وہ خود ہی آج آتش فشاں روپ میں اسکے نہایت قریب امتحان بن کر بیٹھی تھی۔۔

"میں اپنی روح سمت سانسوں تک آپ کی ہوں۔۔۔ اجازت کی آپکو اجازت نہیں بلکہ روحا شاہ آپ کی ملکیت ہے۔۔ اور ملکیت پر حق جتانا سیکھیے ساحل شاہ۔۔۔ آج مجھے مجھ سے چھین لیجئے آپ کو میری قسم۔۔۔" وہ بکھرے تنفس سے بمشکل اٹکتے ہوئے پلکوں کا گھنا سیاہ جالر آنکھوں پر گرا کر بولی۔۔۔

ساحل نے متبسم ہوتے سگریٹ کا آخری کش لیا۔۔اور اسے زمین پر پھینک کر سرخ شعلے کو پاؤں تلے مسل دیا۔۔

روحا نے دھڑکتے دل سے اس کش کو دیکھتے ہونٹوں پر زبان پھیر کر انہیں نم کرتے خواب ناک ماحول میں خود بھی دیوانی ہو کر ساحل کے لبوں کے قریب ہونٹوں کو وا کیا اور سانسیں روک دی۔۔۔۔
وہ اسکی کمر کو دونوں ہاتھ میں تھام کر اپنی جگہ سے اٹھا۔۔اسنے گھبرا کر اسکے شانوں کو تھاما۔۔وہ اپنے دراز قد سمت اٹھ کھڑا ہوا۔۔ اور روحا کی کمر کو تھام لیا۔۔

بیڈ کی طرف قدم اٹھاتے ہوئے اسنے روحا کے کھلے منہ میں سیدھی لکیر کی صورت دھویں کو چھوڑتے اسکے منہ کو دھویں سے بھر دیا۔۔
وہ سیاہ خمار سے بوجھل آنکھیں وا کر کے اسے دیکھتی مسکرائی۔۔
ساحل نے آہستہ سے اسکے وجود بیڈ پر لیٹایا اور اس پر گھنا سایہ بن کر جھکتے ہوئے اپنے ہونٹوں کو وا کیا۔۔

روحانے پھونک کی صورت دھواں واپس اسکی طرف بھیج دیا۔۔
جسے ساحل نے ہونٹوں سے لب ملا کر کہیں اور ہوا کے دوش پر
بکھیرنے سے بچاتے خود میں سانس کھینچ کر جذب کر لیا۔۔

آج سے پہلے نا کسی نے ساحل شاہ سے ضد کی تھی سگریٹ کے
معاملے میں نا ہی ایسی جرات۔۔
روحانے اسکی گردن میں انگلیاں پھیرتے گہرا سانس لیا وہ
اسکے بکھرے تنفس کو دیکھ کر مسکرایا

اتنا نشہ تو کبھی سگریٹ سے بھی نہیں ہوا۔۔"وہ سر چڑھتے خمار"
کو محسوس کرتے بولا۔۔روحانے بوجھل پلکوں کو تھکا کر عارضوں پر
گراتے گہرے سانس بھرنے لگی۔۔وہ سانس روک گئی جب
ساحل شاہ نے فضا میں دھواں بکھیر دیا۔۔
ایک لمحے کیلئے دونوں کا عکس دھندلا سا ہو گیا۔۔
دونوں کے بیچ دھویں کا پردہ حائل ہو گیا۔۔روحانے بیڈ شیٹ کو آہستہ
سے مٹھی میں پکڑا۔۔اسکی سانسیں رکنے لگی تھیں۔۔

ٹھنڈی یخ نم ہوا کا ایک زوردار جھونکا اچانک گلاس وال اور کھڑکی سے روم میں داخل ہوتا سارے دھویں کو خود میں جذب کرتے مدھم سی جلتی ہوئی موم بتیوں کو بھی بجھا کر لے گیا۔۔

لیکن چاند کی روشنی نے روم کو اندھیرے سے ڈوبنے سے بچایا، اور ملگجا سا اندھیرا ہر سو بکھیر دیا۔۔

ساحل کی نگاہوں کے سامنے اسکا دلکش نین ونقوش والا چہرہ تھا۔ اسکی بند آنکھیں گھنی پلکیں بکھرا تنفس، ہونٹوں پر موجود گہری سرخ لپسٹک ناک میں نتھلی سفید ٹھوڑی سے نگاہیں سرکتی اسکی گردن سے ہوتی دھک دھک کرتے دھڑکنوں کی مقام پر آئیں۔۔

ساحل نے اپنی انگلیوں کے پور اسکے دل کے مقام پر رکھتے تیز تر ہوتی دھڑکنوں کو محسوس کرتے وہاں اپنے ہونٹ ثبت کر دیئے۔۔

شش۔۔ شاہو۔۔" وہ اسکے لبوں کے لمس گھنی مونچھوں کی چبھن کو دل کے " مقام سے سرکتا ہوا محسوس کرتی تڑپ کر اسکے حصار میں پلٹ گئی۔۔

اسنے کانپتے ہوئے اپنا چہرہ پھولوں سے سجے بیڈ میں چھپایا اور گہرے سانس کھینچنے لگی۔۔

مانا کہ حسین ہو تم۔۔ لیکن اپنے حسن کو سراہنے کا موقعہ تو دو مجھے۔۔"
میری ہو کر مجھ سے پردہ۔۔" ساحل اسکے گھبرا جانے پر متبسم لہجے
میں بولا۔۔ روحا نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔ وہ اپنے دھک دھک کر
دل پر اسکے لمس کو سرکاتا ابھی بھی محسوس کرتی سرخ پڑتی جا رہی تھی۔۔

ساحل نے اسکی پشت سے بکھرے بالوں سمیٹ کر اسکے
کندھے پر رکھا۔۔ روحا اسکی انگلیوں کے لمس پر سمٹ کر چہرہ
ہاتھوں میں چھپا گئی اور اپنا بار بار خشک ہوتا حلق تر کرنے لگی۔۔
ساحل نے اسکے سر پر لب رکھتے اسکی کمر میں بازو حائل
کرتے ہوئے اسکی کمر کو قریب کھینچا۔۔ روحا کی پشت اسکے
چوڑے سینے سے آ لگی۔۔
جتنی راتیں تم نے میری برباد کی ہیں۔۔ ان سب کا حساب اب تم دو"
گی۔۔" وہ بھاری سرگوشی سے بولا۔۔ وہ لاجواب سی بھاری سانسوں سے
پھولوں کی پتی پر دانت دبائے پڑی رہی تھی۔۔
اسکے ہاتھ کا کھردرا سا لمس اسکے پیٹ پر محسوس ہوا۔۔ اسنے بیڈ
شیٹ کو مٹھی میں دبوچ لیا۔۔ جب ساحل شاہ کے سلگتے ہوئے
ہونٹوں نے اسکی گردن پر اپنا لمس چھوڑا۔۔

وہ اسکی دودھیا گردن کی پشت پر جا بجا اپنے ہونٹوں کی شدتیں لٹاتا ہوا روحا کا وجود سن کر گیا۔۔

اسکی مونچھوں داڑھی کی چبھن اسکے اپنے بازوؤں سے پشے پر رینگتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔۔ وہ آنکھیں میچے پڑی تھی۔۔

اسکا نازک سا وجود ہولے ہولے کانپ رہا تھا، اسکے قربتوں کی ابتدا پر ہی دہک اٹھا تھا۔۔ روحا بے جان سی ہو گئی تھی۔۔ اس انسان کا ہر انداز الگ تھا۔۔

وہ سرگوشیوں میں اسے سراہا رہا تھا۔۔ اور وہ کب کیسے مکرا رہی تھی اسے احساس نہیں تھا۔۔

ساحل نے اسکے شانوں پر ہونٹ رکھ کر اسکی پشت پر موجود زپ کو آہستہ سے نیچے کی جانب سرکایا۔۔

شاہو!!!" وہ تڑپ کر مزاحمت کرنے لگی۔۔ اسے روکنے لگی۔۔ مگر "

اسکا نازک سا وجود اسکے آگے بے بس تھا۔ روحا سرد پڑتی اپنے گھومتے ہوئے دماغ سے سانس روک گئی۔۔

ساحل نے اسکی کمر کو تھام کر اسے تکیے پر ڈالا۔۔

اب کوئی مزاحمت نہیں جانِ شاہو!" وہ مسکراتا اسکے خمار سے "
چور لہجے میں بھاری سرگوشی سے بولا۔۔ "آج تمہارا شاہو تمہارے
سر سے بے بی ہونے کا وہم خاک کر دے گا۔۔ اور ایک الگ دنیا
سے روشناس کروائے گا۔۔" اسنے مزید کہا۔۔۔
اسکے شانوں سے سٹریپس سرکتی ہوئی بازوؤں کا سفر کرتی پھسل
گئیں۔۔ روحا نے گہرا سانس کھینچا۔۔
آنکھوں میں اسکی دلکشی کا خمار لیے ساحل نے اسکی نازک سی
کمر پر موجود خم پر اپنے ہونٹ رکھتے روحا کے اوساں خطا ہو گئے۔۔
اس سے پہلے وہ اپنی شدتوں کی بارش کرتا، وہ تڑپ کر اسکی طرف
پلٹی اور اسکے چوڑے وجود میں سہم کر چھپ گئی۔۔

ساحل نے مسکراتے اسکی کمر کو سہلا کر بلینکٹ کو کھینچ لیا۔۔ دونوں
پر بلینکٹ ڈالتے ہوئے اسنے روحا کے سر کو تکیے پر ڈال کر اسکے ناک
میں پہنی نتھ پر لب رکھے۔۔
نتھ کی موتیوں بھری لڑیوں پر ہونٹ رکھتے وہ اسکے کان پر آیا، اور اسکے کان
میں پہنے ہوئے سفید آویزے کو نکالنے لگا۔۔

وہ نڈھال سی پڑی اسکے چوڑے شانوں کو لرزتی سرد انگلیوں سے تھام چکی تھی۔۔ اسکی شدتوں سے روحا کا تنفس تھمنے لگا تھا۔۔

وہ اسکے دونوں کانوں سے باری باری آویزے نکال کر بیڈ کے نیچے پھینکتا اسکی گردن میں جھکا۔۔ اور اسکی مدہوش خوشبو میں گہرے سانس لیکر اپنی شدتوں کی بوچھاڑ کر دی۔۔۔

"شش۔۔ شا۔۔ ہو۔۔"

وہ مچل اٹھی۔۔ لیکن ساحل شاہ کے بھاری ہاتھ اسکے ناتواں شانوں پر آکر اسکی مزاحمت کو وہیں بے آواز ختم کر گئے۔۔

ہشش!" ساحل نے اسکے بنجر ہوئے ہونٹوں پر انگلی رکھی۔۔ وہ سر" اثبات میں ہلا کر آنکھوں کی نمی چھپانے لگی۔۔

وہ اسکی دونوں آنکھوں کی نمی کو ہونٹوں سے سمیٹ کر اسکے گال پر اپنے لب رکھتا ٹھوڑی کو چومنے لگا۔۔

وہ جانتی تھی وہ اسکا سانس روک دینا چاہتا ہے۔۔ اور فرصت سے اپنی منمانیاں انجام دینا چاہتا ہے۔۔ اسنے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری۔۔

وہ اسکی گردن پر جا بجا لب رکھتا، اپنی شدتوں کے سرخ نشان ثبت کرتا جا رہا تھا۔۔ روحا اسکی گھنی مونچھوں کی چبھن سے جلنے لگی۔۔

وہ اسکی انگلیوں سے اپنی انگلیاں الجھا کر بیڈ سے لگاتا، اسکی گردن کی حدود کو ہونٹوں سے چھوتا ہوا دہکتے لبوں کی نمی سے اسکا پور پور بھگا گیا۔۔
روحا کی تمام تر مزاحمت دم توڑنے لگیں۔۔ ساحل شاہ اپنی وجاہت طلسم برپا کرتی شخصیت سے اس پر حاوی ہو چکا تھا۔۔
اسکا طلسم اسکے سر پر سوار تھا۔۔ وہ اسکی نازک کمر کو تھام کر لبوں سے اسکے انگ انگ کو چھونے لگا۔۔ وہ پاؤں کی انگلیوں میں بیڈ شیٹ کو جکڑ کر گہرے سانس لینے لگی۔۔

"شاہو!" وہ اسکی بے باک حرکت سے خوف زدہ ہو کر تڑپ کر اپنی جگہ چھوڑ کر اٹھی اور ساحل شاہ کے سینے کا حصہ بن کر گہرے سانس لینے لگی۔۔
"جانِ شاہو" اسکی شہ رگ پر ہونٹ رکھ کر اسے لبوں سے سہلاتے ہوئے اسنے اسکی کمر کو تھام کر آغوش میں اسکے نازک سے وجود کو بانہوں میں بھرا۔۔

روحا کسمسائی۔۔ اسکا چہرہ خون چھلکانے لگا تھا۔۔ ساحل نے اسکے سیاہ گھنے بال پیچھے جھٹک دیئے جو کہ لہرا کر روحا کی پشت پر بکھر گئے۔۔

اسنے اپنے کانپتے لب ساحل کے شانے پر رکھے اور اسکے بازوؤں میں سما گئی۔۔ دونوں کے بیچ گہری خاموشی تھی اسکے علاوہ بھی دھڑکنوں کا بہنگم شور بہت کچھ ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا۔۔ اسکے خون چھلکاتے رخساروں پر اپنے ہونٹ رکھ کر اسکا چہرہ بالوں سے پکڑ کر اپنے مقابل کرتے اسکے چہرے کے نقوش کو دیوانہ وار چھونے لگا۔۔

اسنے اسکے بالوں میں لگی پنوں کو کھینچا۔۔

آہہ۔۔ "وہ سسک اٹھی اسکی بے رحمانہ حرکت پہ۔۔"

ساحل نے سرخ آنکھوں سے اسکے چہرے کو دیکھتے نتھ کی لٹکتی لڑیوں کو دیکھا۔۔

وہ مسکرایا۔۔ "اتنے میں ہی۔۔" وہ سرگوشی سے بولا۔۔ اسکا چہرہ سرخ پڑ گیا۔۔

آآ۔۔ آپ بہت ظالم ہیں۔۔ شش۔۔ شاہو۔۔" وہ بھیگے لہجے میں"
اسکی شدتوں سے گھبرائی ہوئی بولی۔۔

ہاہاہا! یہ ظلم نہیں روحِ ساحل!" اسنے قہقہہ لگا کر اسکے کان سے"
بالوں کو سمیٹ کر لب قریب کیے۔۔ "یہ جمع شدہ شدتیں ہیں۔۔
جن کا ابھی صرف قطرہ ہی تم پر نچھاور کیا ہے۔۔ ابھی تو رات باقی
"ہے۔۔۔ سانس باقی ہے۔۔ دھڑکنوں کا شور باقی ہے۔۔
سانس روک کر روحا نے اپنا چہرہ چھپانا چاہا اسکے سینے
میں۔۔ مگر اپنے بالوں میں اسکی گرفت نے اسکی کوشش کو ناکام
کر دیا۔۔۔
بے خودی میں اسکی نتھلی کو دہکتے لبوں سے چھو کر،، آہستگی سے اسکے ناک
سے نتھلی کو جدا کرتے ہوئے اس رکاوٹ کو بھی دور کرتے لب ناک پر
رکھے۔۔
اسکے لب سرکتے ہوئے اسکے گالوں کو بھگوتے گردن پر آئے۔۔ وہ اسے
چوڑے بازوؤں کے تنگ حصار میں اسکی کمر کو جکڑے اسکی گردن
پر شدتیں لٹا رہا تھا۔۔ روحا نے اسکی گردن میں بانہوں کا حصار

ڈالتے اسکے سر پر اپنی ٹھوڑی ٹکائی اور اپنی انگلیاں ساحل کے گھنے بالوں میں پھنسا دیں۔۔

رات کے اس خواب ناک ماحول میں ان دونوں کی سانسیں بکھری ہوئی تھیں۔۔ روحا کا حلق خشک ہو گیا۔۔

اسنے اپنا سر تکیے پر رکھا۔۔۔ اور آنکھیں بند کر لیں۔۔ ساحل اسکے دودھیاں وجود کی دلکشی کو آنکھوں میں بسائے اسکے پاؤں میں پہنی ہوئی پازیب کو اتار کر بیڈ سے نیچے پھینک کر اسکی پنڈلیوں پر اپنے ہونٹ رکھتا اسکی جانب بڑھا۔۔

وہ اسکے دہکتے لمس پر بے حال سی ہو گئی۔۔ وہ اسکے پور پور کو اپنی منمانی دیوانگی سے چھو کر اپنے صبر کا انعام اپنے طریقے سے وصول رہا تھا۔۔

اسکا نازک سا سراپا دہک کر اسکی جھلساتی سانسوں کی گرمی سے کانپ رہا تھا۔ اسکے مضبوط ہاتھوں کی بے باک سی حرکتوں نے اسکی سانسیں خشک کی ہوئی تھی۔۔

وہ بری طرح اسکی جارتوں بے باکیوں پر تڑپنے لگی۔۔ وہ اس گلاب کی کلی کے پور پور سے سیراب ہوتا اسکے انگ انگ کو نکھار رہا تھا اپنے لمس سے۔۔

روحا کے ضبط کا پیمانہ لبریز ہوا۔۔ وہ جھٹکے سے اٹھی۔۔ اور اپنے خشک ہونٹ ساحل شاہ کے نم ہونٹوں سے جوڑ دیئے اور خود ہی گہری سانسیں کھینچنے لگی۔۔

ساحل نے مسکراتے مضبوطی سے اسکی کمر کو تھاما، اسے سینے میں بھینچتے وہ اسکے گلاب کی پتیوں جیسے ہونٹوں پر ٹوٹ کر اپنی شدتیں برسانے لگا۔۔

شاہو۔۔" وہ سہم گئی۔۔ ساحل نے اسکی فریاد پر اسکی کمر کو" سہلاتے اسکے ہونٹوں کو آزاد کر کے اسکی ناک سے ناک کو سہلانے لگا۔۔

اسنے ابھی اپنا تنفس بحال نہیں کیا تھا کہ ایک بار پھر اسکے ساحل شاہ نے اسکے ہونٹوں پر گرفت جمالی۔۔ اور روحا کا سر پیچھے تکیے پر ڈالتے بے خود ہو گیا۔۔

روحا نے اپنے ناخون اسکی چوڑی پشت پر گاڑے۔۔ وہ جیسے صدیوں کا پیاسا اسکے ہونٹوں سے خود کو سیراب کرتا جا رہا تھا۔۔

وہ اسکی نازک گلاب کی پنکھڑیوں پر اپنی گرفت نرم کرنے لگا۔۔ اور نرمی سے اسکے بھیگے ہونٹوں پر کاٹنے لگا۔۔

وہ اسکی شرارت پر مسکرادی۔۔اور خود بھی اسکا ساتھ دینے لگی۔۔

ساحل نے اسکی معصوم حرکتوں پر مسکراتی نظروں سے دیکھتے رخسار پر ہاتھ پھیرا۔۔

روحا پر سکون سی مسکراتی کسمسا کر ساحل کی گھنی مونچھوں پر ہونٹوں کی گرفت جما کر اسکی گردن میں بازو باندھ کر آنکھیں موند لیں۔۔

ساحل نے اسکے نچلے ہونٹ کو چھو کر آہستہ سے اپنا بھاری بوجھ اسکے نازک وجود پر منتقل کیا۔۔وہ حلق تر کرتی کچھ گھبرائی۔۔

ساحل نے اسکے شانے پر لب رکھے۔۔اسکے بالوں میں انگلیاں پھیرتے اسکی گھبراہٹ کو کم کرنے لگا۔۔

روحا نے جھجھکتے اسکی گرے خمار کے ڈوروں سے سرخ آنکھوں میں دیکھا۔۔"میں آپ کی بننا چاہتی ہوں۔۔لل۔۔لیکن۔۔"وہ خوف سے زرد پڑتی رونے جیسی ہو گئی۔۔

"تم میری ہو۔۔اب سے نہیں تب سے جب میں نے تمہارے نازک سے لبوں سے لب ملا کر اپنی سانسوں کو تم میں پہلی بار منتقل کیا تھا۔۔تب سے جب مجھے معلوم ہوا تھا کہ اس دیو کی پری آ چکی ہے دنیا میں۔۔

تب سے جب سے دل نے چاہا تمہیں حاصل کرنے کو تمہیں
ایک پنجرے میں قید کرنے کو۔۔۔ تمہاری دھڑکنوں نے مجھے
پانے کی جرات تب ہی کی تھی جب میری خاموش محبت نے
تمہارے دل تک میری الفت کا پیغام دیا تھا۔۔" اسنے کہتے روحا
کے سر کو اپنے بازو پر رکھا۔۔ اور اسکا گال نرمی سے سہلانے لگا۔۔

تم ہمیشہ سے میری نگاہوں میں رہی ہو۔۔ تمہاری ایک ایک "
حرکت پر میں نے نگاہ رکھی تھی۔۔ اگر تم میرے علاوہ کسی کو
چاہتی تو میں تمہیں بتاتا کہ ساحل شاہ کس جنون کا نام ہے۔۔
اگر تم سات سمندر کے پار بھی رہتی تو میں تمہیں کھینچ لاتا اپنے پاس۔۔
تمہیں شاید اپنا استھما کمتری میں مبتلا کر رہا ہے لیکن جب تم
سانسوں کیلئے تڑپتی ہو تو میں پاگل سا ہو جاتا ہوں۔۔
میری طلب میں یکایک آتشیں برپا ہو جاتی ہیں۔۔ میرا دل چاہا
ہے تم میں سانس بن کر اتر جاؤں۔۔ بولڈ لڑکیاں مجھے متاثر نہیں
کرتی روحا شاہ۔۔ مجھے تمہاری رک رک کر سانس لینے والی ادا پاگل
کرتی ہے۔۔

میرے ہونٹوں پر ہونٹ رکھ کر جو تم مجھ سے سانس کھینچتی ہو۔۔ تمہارا شاہو دیوانہ سا ہو جاتا ہے۔۔ ہم دونوں الگ ہیں سب سے۔۔ تم الگ ہو سب سے۔۔ ہم ایک دوسرے کو سانس لیکر مدہوش ہو جاتے ہیں۔۔ سب سے بڑا نشہ تو ہمارا یہی ہے۔۔" وہ اسکے لبوں کو چوم کر بول رہا تھا۔۔

روحا نے اپنے ہونٹ اسکے دل پر رکھے۔۔ "میں بھی آپ سے اتنا ہی پیار کرتی ہوں ساحل شاہ۔۔ ویسے تو سگریٹ مجھے زہر لگتا ہے۔۔ لیکن جب آپ پیتے ہیں تو مجھ پر بھی پینے کا جنون سوار ہو جاتا ہے۔۔ مجھ آپ سے لیکر آپ کی بے کار شے سے بھی عشق ہے۔ جسے آپ پھینک دیتے ہیں۔۔"

وہ جب دل کے بھید کھول رہا تھا تو روحا شاہ کیوں پیچھے ہوتی۔۔ ساحل نے مسکراتے مسرور ہو کر اسکی گردن میں چہرہ چھپایا۔۔

پھر آج ہم دونوں ایک جاں ہونے دو۔۔ آج اپنے شاہو کو اجازت دو" کہ وہ تمہارے روح میں اتر کر سانسوں میں اپنا نام لکھ کر تم پر ہمیشہ کیلئے اپنی مہر ثبت کر دے۔۔"

کب تک تم بے بی بن کر رہو گی۔۔ اب ساحل شاہ کے بے بی کے"
بارے میں سوچو۔۔" وہ شرارت سے بولا۔۔ روحا نے لب دبا کر سر
اثبات میں ہلاتے شرما کر اسکے سینے میں چہرہ چھپایا۔۔

مجھے اپنا چھوٹا سا شاہو چاہیے" وہ فرمائشی انداز میں بولی۔۔"
ساحل نے سن کر قہقہہ لگایا اور اسکی پیشانی پر ہونٹ رکھے۔۔
چھوٹا سا شاہو ایسے ہی نہیں آئے گا۔۔ قیمت چکانی پڑتی ہے جانِ"
ساحل" وہ جتا کر بولا۔۔ روحا اپنے کانوں کی لو تک سرخ پڑ گئی۔۔
بتا دیں قیمت۔۔۔ میں ادا کرنے کیلئے تیار ہوں۔۔" وہ شرما کر"
مدھم سی آواز میں گویا ہوئی۔۔
ٹھیک ہے۔۔" ساحل کان میں سرگوشی کرتے روحا کے خود ہی"
فاصلہ مٹا کر پاس ہونے پر متبسم ہوتے اسکے بالوں میں انگلیاں
سہلانے لگا۔۔
وہ اس پر گھنے سائے کی مانند جھکا۔۔ روحا نے دھک دھک کرتے دل
سے اسکے شانوں کو تھام۔۔ وہ کسمسا کر مزاحمت کرنے کی،، جائے
فرار کی راہ تلاشنے لگی۔۔

اسکا دل اسکے سینے سے باہر نکل رہا تھا۔۔ لیکن ساحل شاہ نے اسکی کلائیوں کو سختی سے تھام کر تکیے سے لگاتے اسکے کانپتے ہونٹوں پر اپنی گرفت جمائی اور اسکے نازک سے وجود پر اپنا بوجھ منتقل کر دیا۔۔

شاہو!!" وہ گھبرائی۔۔۔"

ہشش!!" اسنے اسکی مزید آواز حلق میں دبا دی۔۔"

جیسے جیسے رات رفتہ رفتہ سرکنے لگی۔۔ ساحل شاہ کی شدتیں بھی بڑھتی گئیں۔۔ وہ اپنی مزاحمت ترک کر چکی تھی اور خود کو اسکے سپرد کر گئی۔۔ جانتی تھی وہ اسے روک نہیں سکے گی۔۔ اور نا ہی وہ اسے روکنا چاہتی تھی۔۔

بالآخر وہ اسے حاصل کر ہی گیا۔۔

اپنے اظہار الفت کے بعد۔۔۔۔

ooooooooo

وہ سونے کی کوشش کرتی۔۔ اسکے چوڑے وجود میں چھپی ہوئی تھی۔۔ اسکا سر ساحل کے چوڑے بازو پر رکھا تھا۔۔ اسکے آگے پیٹ کے گرد

ساحل کا دوسرا بازو حائل تھا جس نے اسے خود میں بھینچا ہوا تھا۔۔

اسکی نازک سی ٹانگوں کے اوپر اسکی بھاری ٹانگ رکھی تھی۔۔

وہ خود تو ساری رات اپنی منمانی کرتا اب سو چکا تھا۔۔ لیکن روحا ابھی تک اسکے حصار میں قید تھی۔۔

اسکی شدتوں کو برداشت کرنے بعد اسکا نازک سا وجود ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔۔

اسنے حیا سے بھاری پلکیں اٹھا کر کھڑکی کی طرف دیکھا تو وہ بند تھیں۔۔ اسے یاد آیا رات تیز ہوا کی وجہ سے ساحل نے کھڑکی وال گلاس بند کر کے پردے برابر کر دیئے تھے۔۔

پورے فلیٹ میں گہری خاموشی تھی۔۔ ماحول نہایت پر سکون تھا۔۔ رات ساحل شاہ کے اظہار کا سوچ کے اسکے لبوں پر خود بخود مسکراہٹ بکھر گئی۔۔

وہ سونا چاہتی تھی مگر اسکی قربتوں کی وجہ سے اس سے سونا مشکل تھا۔۔ اسنے مٹھیوں میں پکڑا ہوا بلینکٹ آنکھوں پر ڈالا۔۔

لیکن اگلے لمحے اتار دیا۔۔وہ ساحل کے تنگ حصار میں کروٹ بدلتی اسکی طرف رخ کر گئی۔۔اب اسکے سامنے اسکا چہرہ تھا۔۔ اسکی نیندیں اڑا کر وہ خود اسے مزے سے سو رہا تھا۔روحا نے اسے گھورا۔۔اور اسکی پلکوں کو چٹکیوں میں پکڑ کر آنکھیں کھول کر دیکھا تو وہ سو رہا تھا۔۔اسنے گھبرا کر چھوڑ دیں پلکیں۔۔

ڈر بھی تھا کہ کہیں وہ جاگ نا جائے۔۔لیکن اسکا کیا۔۔اسکی نیند سب کچھ تو وہ ظالم چھین چکا تھا۔۔

شاہو!"روحا نے اسکے گال پر ہاتھ رکھا۔۔"

ہوں!"ساحل نے آنکھیں وا کرتے اسے دیکھا۔۔وہ اسکے فوراً جواب " دینے سے گھبرا کر نظریں جھکا گئی۔۔

کیا ہوا؟"ساحل نے اسکے حیا سے سرخ چہرے کو دیکھ کر گال" تھپکا۔۔

مجھے نیند نہیں آ رہی آپ سو رہے ہیں۔۔"وہ خفگی سے بولی۔"

تمہیں کیوں نیند نہیں آ رہی؟"ساحل نے اسکی خفگی کو دیکھتے" مسکرا کر پوچھا۔۔

روحا نے سوال پر شکوہ کن متورم آنکھوں سے اسے دیکھا

اوہ!" ساحل نے معنی خیزی سے مسکرا کر اسے سینے سے لگایا۔۔"
آؤ میں اپنی فرمانبردار بیوی کو سلاتا ہوں۔" ساحل نے دوسری"
طرف کروٹ بدلتے ہوئے اسے سینے میں بھینچا۔۔اور اسکی
پشت کو نرمی سے سہلانے لگا۔۔
وہ اسے چہرے کو دیکھنے لگا۔۔روحا کو اسکی نگاہوں گھبراہٹ ہوئی وہ
کروٹ بدلنے کی کوشش کرنے لگی مگر اسکے پاؤں کے اوپر ساحل کی
ٹانگ آگئی۔۔اور اسکی کمر میں سختی سے بازو حائل کرتے ایک بار
پھر حصار تنگ کر دیا۔۔

آآ۔۔آپ سو جائیں میں س۔سو جاؤں گی۔۔" اسنے جھجھکتے ہوئے"
کہا۔۔۔
اتنی پیاری بیوی کے پاس ہونے کے بعد کو کافر کو نیند آئے گی؟" انگلی"
روحا کے ہونٹوں پر پھیرا اسنے گھمبیر لہجے میں پوچھا۔۔
ہہ۔۔ہم گھر کب چلیں گے۔۔" وہ گھبراتی بولی۔۔"
ہاہاہاہا۔۔" جواباً ساحل شاہ کا فلک شگاف قہقہہ گونجا۔۔"
کیوں فلیٹ پہ آنے کا شوق پورا ہو گیا۔۔" اسنے ہنستے ہوئے پوچھا۔۔"

بہت برے ہیں آپ شاہو۔۔" وہ روتی ایکدم اسکے سینے پر مکوں کی
برسات شروع کر چکی تھی۔۔

ارے ارے۔۔ چوزی دیکھو تمہارا میک اپ خراب ہو گیا۔!""
ساحل نے ہنستے ہوئے اسکی نازک کلائیوں کو پکڑ کر پشت سے لگا دیں۔۔
اور اسکی آنکھوں کے بکھرے میک اپ کو دیکھتا محبت سے بولا۔۔

بھاڑ میں جائے میک اپ! مجھے گھر جانا ہے ماما کے پاس۔۔"
آپ کے ساتھ نہیں رہنا۔۔" وہ ناک سکیڑ کر غصے سے بولی۔۔

گھر تمہارا یہی ہے۔۔ کہیں اور جانے کے خواب فی الحال چھوڑ کر اپنے"
شاہو کے بارے میں سوچو۔۔ کیونکہ جتنے دن ہم یہاں ہوں گے ایک
دوسرے کی سنگت میں گزاریں گے۔۔
دن رات وقت۔۔۔ کی فکر چھوڑ کر اپنے آپ کی فکر کرو۔۔" اسنے کمر
پر دباؤ بڑھاتے اسے پاس کر دیا۔۔

مم۔۔ میں اپنے کپڑے نہیں لائی ساتھ۔۔"روحا نے بوکھلاتے" ہوئے کہا۔۔۔ ساحل نے اسکے چہرے سے چپکی لٹوں کو کان میں اڑسا۔۔

کوئی بات نہیں۔۔۔ تم جو خرید کر قیامتی ڈریس لائی ہو ہم اس میں" بھی گزارا کر لیں کہاں ہے وہ یہیں کہیں تو تھا۔۔۔۔ تمہارا شاہو تمہیں چھپا کر رکھے گا اپنی پناہوں میں۔۔"وہ اسکے رخسار پر لب رکھ کر اسکی نائیٹی تلاشنے لگا۔۔ روحا خفت سے سرخ پڑ گئی۔۔

نہیں! میں آپ کے کپڑے پہنوں گی۔۔"وہ سر نفی میں ہلاتی" شرما کر بولتی اسکے چوڑے وسیع سینے میں اپنا چہرہ چھپا گئی۔۔

وہ اسکی تھی اور اسکی ہو چکی تھی۔۔ بہت ہی استحقاق سے وصولا تھا اسنے اپنا حق۔۔ لیکن روحا شاہ کی نظر میں وہ مزید معتبر ٹھہرا تھا۔۔۔

وہ صرف نام کا مضبوط نہیں کردار کا بھی مضبوط تھا۔۔ وہ اپنے نام کا ایک تھا۔۔ وہ اسکے اتنا قریب اسکے روم میں رہی تھی۔۔ لیکن اسکے انکار کے

بعد کتنے کمزور لمحات آنے کے باوجود بھی اسکی مرضی کے خلاف نہیں گیا تھا۔۔

وہ اپنے نصیب پر نازاں تھی۔۔وہ خود پر واقعی غرور کرتی یا ناز و نخرہ۔۔۔۔اسنے ساحل شاہ کو پالیا تھا۔۔جسے لڑکیاں حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتی تھیں۔۔

اسے روحا شاہ نے اپنی چاہت سے حاصل کر دیا تھا۔۔

وہ اسکے لمس پر مسکرائی۔۔۔کیونکہ وہ پھر سے اپنے پرانے انداز میں آچکا تھا۔۔

اسنے خود پر جھکتے ساحل شاہ کو دیکھ کر اپنی سیاہ گھنی حیا سے بھاری ہوئی پلکیں عارضوں پر گرا دیں۔۔

جانتی تھی اب وہ اسے نہیں روک سکتی۔۔۔ناہی اس میں اتنی سکت باقی تھی کہ وہ اسے اسکے ارادوں سے پیچھے ہٹا سکے۔۔

ویسے بھی وہ اسکی تھی۔۔اور ساحل شاہ کو حق حاصل تھا کہ وہ اس پہ جس طرح چاہے چاہت لٹائے۔۔

oooooooooo

وہاں پہنچ کر انفارم کرنا، اور ہمارے آدمی تمہیں وہاں ہتھیار دے دیں گے اگر "
ضرورت پڑی۔۔ ایئرپورٹ پر ہی ملیں گے تمہیں۔۔ "فلائیٹ کی
لاسٹ انائونسمنٹ ہونے پر زیاف نے ہال میں کھڑے ہوتے صمصام
زیدی سے کہا۔۔

ہمم! گڈ!" وہ سر اثبات میں ہلا کر اسکا شانہ تھپک کر وہاں سے "
جانے لگا تبھی زیاف جلدی سے بولا۔۔
سنو صامے! ہاتھ سے ہولا رکھنا۔۔ تمہیں پتا ہے بگ بھائی نے اسے "
خاص کر کے بلایا تھا پلان کے مطابق۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں اس
آسٹریلین کتے کے پاس کوئی تو ثبوت ہے جس سے وہ اس کالیا
گینڈے کو دھمکا رہا ہے۔۔ اور ہمیں وہی حاصل کرنا ہے۔۔ بس تم یہ یاد
رکھنا کہ ہمارے دل کی عزت واپس حاصل کرنے کا ثبوت اور گواہ وہ
آسٹریلین کتا ہے۔۔" زیاف نے پاس ہوتے اسے مدبرانہ انداز میں
سمجھایا۔۔

صام نے سن کر سرد سانس فضا کے سپرد کیا اور زیاف زیدی کی آنکھوں میں دیکھا۔۔

زیاف زیدی!! میں کھیلتا ان سے ہوں جو کھیلنے کے قابل ہوں۔۔ اسنے" کوئی عام حرکت نہیں کہ میں مجبوری کا مارا بن کر اسکی زیارت کر کے واپس آجاؤں۔۔
تمہیں یہ بات اپنے دماغ کو سمجھانی ہو گی۔۔ صمصام زیدی کی عزت پر ہاتھ ڈالا ہے اسنے۔۔ پچھلی بار اسکے ہاتھ کی انگلیاں توڑی تھیں۔۔
اس بار میں اسکے وجود کی تمام ہڈیاں توڑ کر ٹرپل کر دوں تب بھی میرے دماغ کو سکون نہیں ملے گا۔" اسنے بپھرے سرد لہجے میں کہتے
اچانک زیاف کی گردن پکڑ کر اسے جھٹکے سے پاس کیا۔۔

اسنے نے عرشیہ خان کو چھوا ہے۔۔ میں یہ سوچ کر پاگل ہو رہا" ہوں۔۔ اور پاگل پن میں، میں خود کا نہیں رہتا دل اور دنیا کا کیا رہوں گا۔۔" وہ سرد برفیلے لہجے میں سرگوشی اسکے کان میں منتقل کرتا ہوا سرخی مائل نیلی اوشن آنکھوں سے ایک تمسخرانہ مسکراہٹ

پاس کر کے اسکا کندھا تھپکا کر آنکھوں پر سیاہ گلاسس چڑھاتا پلٹ کر بھیڑ میں غائب ہو گیا۔۔

اسکی پشت کو ساکت آنکھوں سے تکتے زیاف کو ہوش میں اسکی چیختی موبائل لائی۔۔وہ گڑبڑا کر ہوش میں آیا اور جیب سے موبائل کو نکالا۔۔

"وہ مینٹل کہاں تک پہنچا صدمے؟"
دریاب کا ہی میسج تھا۔۔زیاف کا دل کیا اسے کال کر کے لعنتیں بھیجے کیونکہ سارا کیڑا تو اس میں محسوس ہو رہا تھا۔اسکا سکون اس سے ہضم نہیں ہو رہا تھا۔۔

پاگل ہو کر جا رہا ہے۔۔اپنی بہن کا بھی تیجہ کروا دینا ساتھ۔۔"اسنے" ساتھ ہی میسج ٹائیپ کر کے جتایا۔۔اور ایک آخری نگاہ بھیڑ پر ڈال کر وہاں سے پلٹ کر باہر نکل آیا اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔۔

ہونہہ!!اس پاگل بلے کو ہنے گود میں کھلایا ہے یہ کیا ہمارے کان" کاٹے گا۔۔"وہ سر جھٹک کر میسج ٹائیپ کرتا بولا۔۔زیاف دیکھ کر دانت پیس گیا۔۔

تو تو مرے گا کمینے۔۔ساری حرام پائی تجھ میں ہی ہے۔۔"اسکے غصے" بھرے وائس میسج سے دریاب کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

تو چھوڑا سے!ورنہ تجھے وہیں صدمہ لگ جائے گا۔۔مجھے یہ بتا" کہ رخصتی کا کیا کروں۔۔اب نیت خراب ہو رہی میری۔۔اتنا بڑا بیڈ مجھ سے تنہا نہیں سنبھالا جاتا۔۔"وہ جان بوجھ کر ایسا میسج کرنے لگا تھا جس سے زیافے کو تکلیف ہو۔۔اور اب کر کے اسکی حالت کو سوچ کر محظوظ ہو رہا تھا۔۔

اور یہ حقیقت تھی اسکی حالت دریاب کی توقع پر پوری اتری تھی۔۔اسکا میسج پڑھ کر زیاف کے ناسور تازہ ہو گئے تھے۔۔

غرق ہو جا کمینے مجھ سے تو ایسے پوچھ رہا ہے جیسے میں پندرہ بیس"
عورتیں رخصت کروا کر بیٹھا ہوں۔۔"وہ غصے تکلیف سے چیخ پڑا۔۔

دریاب نے سن کر زوردار قہقہہ لگایا اور کال ملائی اسے۔۔جسے زیافے نے
دانت پیس کی پک کی اور اسکا قہقہہ سن کر اندر تک جل بھن
گیا۔۔
بھڑک کیوں رہا ہے۔۔مجھے پتا ہے تیرے ابا کو تجھ میں ایسی"
مردانہ خاصیت نظر نہیں آتی جس بنا پر تیری رخصتی
کروادیں۔۔"وہ ہنسی دبا کر بولا۔۔صام نہیں تھا پر اسکے زیافے کو بھی ذلیل
کرنے میں مزا آرہا تھا۔۔

تُو تو جیسے چلتا پھرتا مردانگی کا اشتہار ہو۔۔"زیاف کا سبکی سے چہرہ"
سرخ تھا اسنے جل کر دانت پیستے کہا۔۔

اور نہیں تو کیا۔۔بندی دیکھ کر مجھے کانپنے لگتی ہے۔۔روعب ہے تیرے"
دریابے کا۔۔۔"اسنے فخریہ چوڑا سینا کر کے کہا۔۔

ہونہہ روعب !بڑا آیا روعب کا چاچا۔۔روعب نہیں ہے۔۔یہ" جو دو سو ٹن کا بوجھ دنیا پر لیکر چل رہے ہو بچی اس سے ڈر جاتی ہے۔۔ پتا ہے تیری اس بات کے بعد مردانگی پھٹک پھٹک کر کے مرنے لگی ہے۔۔"زیاف کا دل چاہا جانے کیا کر دے اس کمینے انسان کا جس نے اچانک اسکے زخم نوچ لیے تھے۔۔

تم نہیں سمجھو گے بچے یہ ڈر نہیں ہے۔۔اسے انگلش میں محبت" کہتے ہیں۔۔"دریاب نے سیریس مگر شریر تاثرات لیے کہا۔۔ ابے اگر اسے تو محبت کہتا ہے تو میں من کو کہہ دیتا ہوں بچی" سیدھا سیدھا سوسائیڈ کر لے۔۔"وہ روانی میں غصے سے بولا۔۔ دریاب نے مسکراتے ابرو اچکا لیا۔۔

پھر تو کیا ہے۔۔تیری کیا محبت ہے پتا ہے۔۔کوئی منہ نہیں" لگاتا ہر کہاں بس موقعہ پاتے رہتے ہو۔۔"اسنے بھڑکایا۔۔

ابے چل چل!تیرے سے اچھی محبت ہے سانڈے!تو جو من سے "
بکواس کرتا ہے نا اس سے اچھی ہی محبت میں انو سے کرتا ہوں۔۔وہ
میرا قرارِ دل ہے سمجھے۔۔
جا دیکھ کیسے شیرنی کی طرح ہے۔۔تیری طرح نہیں کہ بچی کو ڈرا سہما کر
مار ہی دوں ہونہہ آیا بڑا مردانگی کا اشتہار۔۔۔"اسنے ضبط غصے سے روانی
میں کہتے اپنی سنا کر کال ڈسکنیکٹ کر دی۔۔
دریاب کے لبوں پر پر سکون سی مسکراہٹ تھی۔۔

میرے بچے جا سیدھا گاڑی میں بیٹھ جلدی۔۔"اسنے میسج"
"بھیجا جسے پڑھ کر زیاف الجھ گیا۔۔"کیوں؟
دریاب نے اسکے کیوں کو پڑھتے قہقہہ لگایا۔۔"کیونکہ تم ابھی صدمے میں
"جانے والا ہے صدمہ پیشنٹ۔۔

ایسا کیا شاکڈ ہونے لگا کہ میں صدمے میں جاؤں۔۔"دریاب"
کا میسج پڑھنے کے بعد زیاف سوچ میں پڑ گیا۔۔وہ چلتا ہوا اپنی گاڑی کے
پاس آیا۔۔

اسکے آدمی نے اسکے لئے دروازہ کھولا۔۔اور زیاف نے اندر بیٹھنا چاہا ہی تھا تبھی اسکے دماغ میں بلاسٹ ہوا۔۔

"اسے کیسے معلوم میری شا۔۔۔د۔۔ی رر۔۔ر خصتی کا؟"
دریاب کو کس نے بتایا اسکی شادی کا۔۔اگر اسے اسکی شادی کا معلوم ہو گیا تو سمجھو من اسکی دوستی کے بارے میں بھی جان گیا کہ یہ محبت نہیں بیوقوفی تھی۔۔۔۔

آہہہ۔۔پھاپھاکٹنے میں تجھے کچا چبا جاؤں گا" وہ ایکدم پوری قوت سے دھاڑا۔۔اسکے آدمیوں نے آس پاس کے لوگوں نے گھبرا کر اس آدم کے بچے کو آدم خور بننے کی کوشش کرتے دیکھا۔۔
سائیں کیا ہوا؟" اسکے آدمی گھبرا کر اسکے پاس پہنچے۔۔"
دفع ہو جا میرا دماغ گھوم رہا ہے۔۔من مجھے زندہ نہیں چھوڑے گی"
جذبات میں بہک کر میں اس پولیس والے کی تفتیش کو سمجھ نا سکتا اور اپنے منہ سے اعتراف کر دیا۔۔"وہ رونے جیسا ہو گیا اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ دریاب کو شوٹ کر دے۔۔

اگر من کو معلوم ہوا تو وہ مجھے جان سے مار دے گی۔۔ ٹوٹے کر دے گی"
میرے۔۔ نکل بیٹا زیافے۔۔ ان شہر والوں کے پاس اب تیری کوئی
جگہ نہیں۔۔" وہ بڑبڑاتا تیزی سے گاڑی میں بیٹھا۔۔ سب نے
حیرت پریشانی سے دیکھا کہ سائیں کو اچانک ہو کیا گیا ہے۔۔

تھینکس ٹو یو زیافے میرے چھوٹے صدمہ بھائی تیری وجہ سے"
اتنے دن جو جیلسی فیل ہو رہی تھی تم دونوں کو ساتھ دیکھ کر۔۔ میں جو اندر سے
انسیکیور تھا۔۔ ایک لمحے کو سوچ کر قرار نہیں تھا وہ تو نے چٹکیوں
میں ختم کر دی۔۔ دو پپی میری تمہارے گالوں پر۔۔
اب تیری بھابی سے رومینس کرنے میں مزہ بھی آئے گا۔۔ خیر
اسے چھوڑ یہ بتا یہ انو کیا وہی ہے جس کے گھر تو اس رات گھسا
تھا؟ جو تیرے صدمے کا علاج کرتی ہے ڈاکٹر انوشہ۔۔
"فقط: تمہارا پیارا بھائی دریاب خان۔

دریاب خان کا میسج پڑھتے اور اسکی چمی کے ایموجی کو دیکھتے زیاف کو
جھرجھری آ گئی۔۔ وہ صدمہ میں جا چکا تھا۔۔ وہ ڈھے گیا پوری
سیٹ پر۔۔ اسکے آدمی ہڑبڑا گئے۔۔

تو گویا اسے معلوم اس رات کے واقعی سے پڑھا تھا۔۔ لیکن اسے بتایا کس نے؟؟

دوسری طرف دریاب اسکی حالت کا سوچ سوچ کر قہقہہ لگا رہا تھا۔۔ پچھلی رات جب وہ انوشہ کے گھر میں گھسا تھا اے ایس پی نے گشت دوران سے سیکھ لیا تھا اور زیاف زیدی کو پہچانتے اسے پکڑنے کی جرات کرنے کے بجائے سیدھا ایس پی دریاب کو انفارم کر دیا۔۔

دریاب نے صام سے انوشہ کے باپ بھائی کا نمبر حاصل کرنے کی بہت سی کوشش کی تاکہ زیاف زیدی کے منگل کو جنگل بنا سکے مگر ایک زیاف تھا تو دوجہ اسکا کمینہ کزن تھا جو کہ پورا اسکا تھا۔۔ وہ ناکام ہو گیا تھا زیاف کو مار پڑوانے میں۔۔۔

لیکن اس راز سے ضرور واقف ہو گیا تھا کہ زیاف کا کچھ تو معاملہ انوشہ سے ہے۔۔ مگر آج اسکے شک پر یقین کی مہر ثبت کرتے اسنے دریاب کو خاصا بے فکر کر دیا تھا۔

اب تو اسکی بیٹری اسے بلیک میل بھی نہیں کر پائے گی۔۔ اسنے شیطانی دماغ سے سوچا۔۔ وہ بیٹری اتنی چالاک ہو گی اسنے کبھی سوچا نہیں تھا۔۔

وہ تو اسکی سوچوں سے زیادہ ہر بار تیز نکل رہی تھی۔۔

وہ بہت خوش تھا کیونکہ سالوں بعد زندگی آہستہ سے اپنی راہ حاصل کرنے لگی تھی۔۔

وہ پر سکون تھا دل سے من سے۔۔ اسے احساس ہوا تھا دیر سہی لیکن اندھیر نہیں۔۔۔ دریاب خان آج کھل کر مسکرا رہا تھا۔۔

وہ اپنے میں داخل ہوتا اس بیڈ کو دیکھ رہا تھا جس سے سے من کو دھکیلا تھا۔۔ وہ پگلی نہیں جانتی تھی اور اسکی قربت میں دریاب بھی بہک سا گیا تھا۔۔

یہ تو شکر تھا کہ وقت رہتے اسے احساس ہو گیا کہ اسکے روم میں کیمرہ موجود ہیں۔۔ اسکے میسنے بھائی کے جو اس کی ہر حرکت پر نگاہ ٹکائے بیٹھا ہے۔۔

ایک طرف دلاور خان تھا جس کے کیمرہ سے ڈر کر اسنے من کو پیچھے دھکیلا تھا دوسری طرف فارس کمینا تھا جس کے بالکنی میں پرچھائی کو دیکھ کر وہ چونک اٹھا تھا۔۔

اگر وہ من سے محبت کا اظہار کر دیتا تو انہیں کیسے یقین دلاتا کہ وہ نویرہ سے محبت کرتا ہے۔۔
اپنے رسگلے کو تو وہ پھر سے منع سکتا تھا، لیکن جذبات کے بہاؤ میں بھائی کو نہیں کھو سکتا تھا۔۔ اگر اس رات وہ من کی انسلٹ نا کرتا۔۔ تق ہر گز فارس پر ثابت نا کر پاتا کہ وہ نویرہ سے محبت کرتا ہے۔۔

اگر وہ شک میں آجاتا تو فوراً سے جا کر طفران حیدری کو بتا دیتا۔۔
اور آج جس کامیابی کی اونچی سیڑھیوں پر وہ کھڑے ہیں یہ سب نا ہوتا۔۔

زیاف کو ہوش میں اسکا موبائل کھینچ لایا۔۔ اسنے دیکھا تو حویلی سے کال تھی۔ وہ کچھ پریشان ہوا۔۔ اس وقت کال دیکھ کر۔۔۔
السلام علیکم اماں سائیں خیریت؟" اسنے متفکر ہو کر پوچھا۔۔"

شکر تمہیں کراچوں والوں نے میری کال پک کرنے کا تو وقت دے دیا"
زیاف زیدی ورنہ تو میں سوچ رہی تھی ان لوگوں کی محبت میں اتنے
اندھے ہو جاؤ گے کہ اپنی ماں کی میت کو بھی کندھا دینے کیلئے
تمہارے پاس وقت نہیں ہوگا۔۔" دوسری طرف رباب زیدی
کی غصیلی چبھتی آواز گونجی۔۔

اماں کیسی باتیں کر رہی ہیں۔۔" زیاف تڑپ اٹھا۔۔"
جیسا تم نے رویہ رکھا ہے ویسی باتیں کر رہی ہوں۔۔ خدا نے ایک ہی"
اولاد دی تو وہ بھی تیری جیسی۔۔ جسے اپنے ماں باپ کا کوئی احساس نہیں
پڑے ہو پرائے در پر۔۔
اس تقویٰ نے جانے کون سے تعویذ کیے ہیں تم پر کہ اسکے بیٹے کے غلام
بنے پڑے ہو۔۔ نیچ کر دیا ہے اس عورت نے تمہیں۔۔ اگر وہ تمہارا بڑا
بھائی ہے تو رضا زیدی کے اکلوتے اولاد تم بھی ہو۔۔
کتنا تمہیں سمجھاؤں میں زیاف یہ تمہاری معصومیت کا فائدہ
اٹھا رہے ہیں۔۔ آج دیکھو اسکا بیٹا کامیاب ہے اور تم اسکے چیلے بنے
پھر رہے ہو۔۔

میرے اندر سے آہیں نکل رہی ہیں اس ذلیل عورت کیلئے جس نے تمہیں اپنے در کا غلام تو بنا دیا لیکن اپنی بیٹی تمہیں نہیں بلکہ اپنے بھائی کے ان زانی بیٹوں کے حوالے کر دی۔۔۔"

اماں خدا کے واسطے کیا بولے جا رہی ہیں آپ۔۔ کیا ہو گیا ہے کونسی قیامت ٹوٹی ہے کہ آپ اتنی زیادہ تلخ ہوتی جا رہی ہیں۔۔ نہیں چاہیے مجھے توقیع کیونکہ میں انوشہ سے پیار کرتا ہوں۔۔"

زیاف انہیں ٹوک کر اپنے لہجے کے پھٹنے پر ضبط کرتا غصے سے سرخ ہو کر بولا۔۔

ہاں بس یہی کالی کلوٹی رہ گئی تھی تمہارے لیے۔۔ اپنے بیٹوں کیلئے دلہنیں لائی ہے دیکھی ہیں تم نے۔۔ اپنے وہ بھائی کی بیٹی اتنی حسین ہے پھر حیدر شاہ کی بیٹی۔۔ اتنی مالدار ہے۔۔

اور تیرے لیے کیا ہے ایک غریب حقیر سی کالی لڑکی تجھے متھے مر دی ہے۔۔" اسکے لبوں سے انوشہ مصیبت کا نام سن کر وہ غصے سے بھڑک کر گویا ہوئیں۔۔

زیاف نے توہین سے سرخ چہرے سے گہرا سانس کھینچ کر لب بھینچتے موبائل کو دیکھا۔۔

"اماں میں حسن پرست نہیں ہوں۔۔ تائی جاں نے کبھی مجھے انوشہ کیلئے فورس نہیں کیا تھا۔۔ آپ کو پتا ہے میں نے اسے پسند کیا ہے۔۔ اور اگر آپ حسن پرست ہیں تو جان لیں میرے لیے حسین لڑکی آپ کے تائی جس کے بعد میری بیوی ہی ہے بس۔۔" وہ ضبط کے عالم میں کھڑا بولا۔۔

"ہونہہ حسین۔۔ جیسی تیری تائی ویسی کالی تیری بیوی۔۔ مجھے تو ان دونوں سے دور ہی رکھو۔۔ حویلی آؤ کام ہے ایک۔۔ اب یہ مت کہنا صاعے کا یہ کام نہیں کیا وہ کام نہیں کیا۔۔ یا اپنی محبوبہ کا دیدار نہیں کیا۔۔ حد ہو گئی بالکل غلام بنا دیا ہے۔۔ ناماں کا ہوش نا باپ کا ناہی اپنے مستقبل کا۔۔ نوکر بن کر انکی خاطر داری میں لگا ہوا ہے۔۔" وہ شدید برہمی سے اسے حکم دیتیں بڑبڑاتی ہوئیں کال ڈسکنیکٹ کر گئیں۔۔

زیاف موبائل پکڑے سرخ چہرہ لیے کھڑا رہا۔۔

وہ اپنی ماں کو کیسے بتاتا کہ سکون نہیں ہے آپ کی اتنی بڑی حویلی میں۔۔ہر وقت کی چیخ وپکار شکووں گلہ سے وہ تنگ آکر بھاگ آتا تھا شہر۔۔

وہ ہمیشہ یونہیں انوشے کو ڈی گریڈ کرتی تھیں تو کبھی اسکی تائی جاں یعنی تقویٰ زیدی کو بھی۔۔۔
جانے کونسی نفرت تھی انہیں۔۔زیاف گہرا سانس لیکر موبائل جیب میں رکھتا واپس گاڑی میں آکر بیٹھا۔۔

سائیں ہاسپٹل چلیں؟"اسکے آدمی نے متفکر ہو کر پوچھا۔۔زیاف" ناچاہتے ہوئے بھی متبسم ہو گیا۔۔کیونکہ اسکے آدمی بھی اسکی طرح ہی تھے معصوم۔۔۔
حویلی چلو!"اسنے حکم دیا اور خود فرنٹ سیٹ پہ بیٹھ گیا۔۔وہ" سوچوں میں ڈوبنے لگا۔۔اسے کبھی بھی مال دولت حسن کی حوس نہیں رہی تھی وہ کافی سادہ طبیعت کا مالک تھا۔۔

اسے بہن بھائی خوشیاں سکون چاہیے تھا۔۔جو حویلی میں اسے کبھی نہیں ملا۔۔وہ بڑا اسٹیٹس نہیں چاہتا تھا وہ مختصر سی دولت اور ڈھیروں محبتیں چاہتا تھا۔۔

یہاں وہ انوشہ کیلئے ہرگز نہیں تھا نا ہی تقویٰ زیدی کی وجہ سے تھا۔۔بلکہ وہ تو بھائی بہنوں دوستوں کی خاطر تھا۔۔

اسے سمجھ نہیں آیا کزنز کے رشتوں میں اتنی نفرتیں کیوں ڈالنے کی کوشش میں ہوتے ہیں یہ لوگ۔۔
کزنز بھائی بہن کیوں نہیں بن کر رہ سکتے۔۔وہ ایک دوسرے سے مخلص ہوں تو دنیا انہیں کیوں وہ تلخ روپ دکھانا چاہتی ہے جو ہوتا نہیں ہے۔۔
ناصام نے اسے کبھی نیچا دکھانا نا ہی اسکی تائی نے یا تایا نے۔۔پھر بھی وہ نفرتیں رکھے ان سے۔۔
آخر وہ اپنی مرضی کی عام زندگی کیوں نہیں گزار سکتا۔۔
ہر وقت بندے ساتھ رکھنا، ہر وقت ٹشن میں رہنا خود کو کروڑوں ڈالرز کا مالک بنانا۔۔کیا اسکے علاوہ زندگی نہیں۔۔

کیا زمین پر لوگ صرف پیسے سمیٹنے ہی آئے ہیں۔۔ رشتوں کی کوئی اہمیت نہیں۔۔

oooooooo

کبھی جانور کو کپڑے پہنتے دیکھا ہے؟" سیاہ لوہے کی موٹی سلاخوں کے بیچ بنے دروازے کو کانسٹبل کے کھولنے پر وہ جب اندر داخل ہوا سامنے یہاں سے وہاں چکر کاٹتے وجود کو سوٹ بوٹ میں ملبوس دیکھ کر اسنے انسپکٹر اور حولدار سے استہزائیہ پوچھا۔۔

نہیں سر!" انہوں نے فوراً سے اپنے سینئر آفیسر کو جواب دیا۔ دریاب انکا" جواب پاکر مسکرا دیا۔۔ ظفران حیدری نے طیش بھری نگاہ اسکی سمت اٹھائی۔۔ وہ جان گئے تھے کہ دریاب خان اس پر طنش کر رہا ہے۔ انکی رنگت سرخ پڑ گئی۔۔ "یہ تم کس سے کہہ رہے ہو؟" ظفران حیدری نے غراتے پوچھا۔۔

ارے آپ یہاں؟" اسنے یوں حیران ہوتے دیکھا جیسے پہلی بار"
ظفران حیدری کو دیکھ رہا ہو اور اسے توقع نا تھی ظفران حیدری اسے یہاں
ملے گا۔

آپ کو تھوڑی کہہ رہا ہوں۔۔ میں تو اس کتے کو کہہ رہا ہوں جسے"
سامنے میرا مطلب آتے ہوئے دیکھا تھا۔ بلا کا وجیب منظر تھا۔۔
انسانوں نے کپڑے اتارنا شروع کر دیئے ہیں اور کتے نے کپڑے پہن
"رکھے تھے۔۔ چہ چہ آخری وقت چل رہا ہے۔۔
وہ اظہارے افسوس کرتا ہوا بولا۔۔ لیکن وہاں کوئی بیوقوف نہیں تھا وہ
جانتے تھے ظفران حیدری پر طنز تھا۔۔

ایس پی!" ظفران نے چبھا کر کہتے اسے مخاطب کیا۔۔ اسکی"
آنکھوں میں وارننگ صاف محسوس کی جا سکتی تھی۔۔

آں ہاں! ایس پی دریاب خان۔۔ اپنے شاگرد کو نہیں پہچانتے پروفیسر"
صاحب۔۔ آپ نے ہمیں پڑھایا تھا یاد کریں۔۔ دلاور خان کو۔۔ اور
خاص کر کے اپنے دوست کی بیٹی نویرہ فیروز کو۔۔ اتنا اچھا یا پڑھایا کہ وہ
پڑھتے پڑھتے۔۔۔" اسنے تاسف سے سر نفی میں ہلایا۔۔

تم مجھے پر الزام لگا رہے ہو؟" ظفران حیدری کو شدید ترین ذہنی جھٹکا لگا" دریاب کے ذو معنیٰ بات سے۔۔

ہاہاہاہاواہ آپ نے کیا بات کر دی۔۔چور کی داڑھی میں تنکا۔۔ بھئی میں" نے کچھ کہا؟" اسنے معصوم بنتے محظوظ ہو کر اپنے عملے سے پوچھا۔۔

نہیں سر آپ تو کچھ کہہ ہی نہیں رہے۔۔پروفیسر کے کان بج رہے ہیں!"" وہ مسکراہٹ دبائے سر نفی میں ہلانے لگے۔ ظفران نے انہیں غصے سے سرخ آنکھوں سے دکھا۔۔

چھوڑیں اس بات کو میں کیا کہہ رہا تھا کہ پہلی بار میرے" استاد میرے غریب خانے پر آئے ہیں۔۔انکی اچھے سے مہمان نوازی کیجئے گا۔۔کوئی کمی نہیں ہونی چاہیے انکی مہمان نوازی میں۔۔انڈرسٹنڈ؟" انہوں نے اپنے آفیسر سے تیز لہجے میں حکم دیا۔

یس سر!ڈونٹ وری ہم بہت اچھے سے خاطر داری کریں"
گے۔۔ آپ کے استاد مطلب ہمارے استاد۔۔اور پولیس سب کی
استاد!" آنسپکٹر نے سلیوٹ مارتے با آواز کہا۔۔

دریاب مسرور ہو کر سر اثبات میں ہلا گیا۔۔"ویسے کیا پکایا ہے؟
"میرے استاد نے کچھ کھایا کہ نہیں؟

سر دال فرائی وتھ پانی، اینڈ وتھ ہمارے غریب خانے کے"
خانساماں کے شاہی ہاتھوں کی روٹیاں۔۔۔"اپنے آفیسر کو خوشگوار موڈ
میں دیکھ کر حولداری کی بھی رگ ظرافت پھڑکی وہ شریر لہجے
میں گویا ہوا۔۔

زبردست!ڈنر کا وقت ہے۔۔کانسٹبل کو بھیجو پلیٹ تیار کروائے۔""
اسنے دوسرا حکم دیا۔حوالدار نے سر ہلاتے جیل کے باہر موجود حولدار کو
اشارہ دیا۔۔

ظفران حیدری کا احساس توہین سے چہرہ لال انگارہ ہو رہا تھا وہ قہر بار نگاہوں سے دریاب خان کے مسکراتے چہرے کو دیکھ رہے تھے۔

کمینہ تو یہ انسان تھا۔۔ اسے پچھتاوے ہونے لگے کہ دلاور کی جگہ اس کمینے لڑکے کو کیوں نہیں پھنسایا۔۔

ویسے کیا پڑھایا تھا آپ نے پہلے ہمیں۔۔ "اسنے اپنی انگلی سے ٹھوڑی" کھجاتے سوچا۔۔ وہاں موجود سب مسکراہٹ ضبط کرنے لگے۔

ہاں یاد آیا! جاندار اور غیر جاندار۔۔۔ نہیں نہیں۔۔ آپ یہ" سب تو نہیں پڑھاتے تھے بلکہ آپ نے ہمیں پڑھایا تھا جانور اور انسانمیں فرق۔۔
جانور کپڑے نہیں پہنتے انکے پاس دماغ نہیں ہوتا وہ اچھائی برائی میں فرق نہیں جان پاتے جبکہ انکے برعکس انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اسکے پاس دماغ ہے اچھائی برائی میں فرق کرنے کیلئے، اسکے پاس دین ہے کسی کی مدد کرنے کیلئے۔۔ انکے پاس دل "جیسی نعمت ہے۔۔ جو اللہ کے نور سے روشن ہوتی ہے۔۔۔

چٹاخ!!!دفعتاً اپنا جملہ درمیان میں چھوڑ کر اسکے بھاری ہاتھ کا زوردار پنجہ ظفران حیدری کے منہ پر پڑتا وہاں موجود سب کے کانوں میں زوں کی آواز پیدا کر گیا۔۔

آہہہ۔۔۔"اسکے ایک ہاتھ کے پنجے نے ظفران حیدری کے کانوں سے" خون نکال دیا۔۔انکے چودہ طبق روشن ہو گئے۔۔خود کو گرنے سے بچانے کیلئے دیوار کا سہارا لیا۔۔انکے حواس دماغ انکا جیسے ساتھ چھوڑ گئے۔۔

غلط سبق پڑھانے کی سزا ہے یہ۔۔ سبق ہمیشہ وہی پڑھانا" چاہیے جس پر انسان خود بھی عمل کرتا ہو۔۔"اسنے سرد لہجے میں اس زوردار پنجے کی وجہ بتائی۔۔

دریاب خان میں تمہیں جان سے مار دوں گا!!!!"ظفران حیدری" کسی حیوان کی طرف پھر کر دریاب کو نوچنے کیلئے اسکی طرف لپکا۔۔اس سے پہلے کہ وہاں موجود انسپکٹر اور حوالدار حرکت میں آتے سیاہ بوٹ میں مقید پاؤں فضا میں بلند ہوا اور پوری قوت سے

ظفران حیدری کے سینے پر پڑا۔۔ اسے زوردار دھماکے کے ساتھ دیوار سے جا چپکا۔۔

آہہہ۔۔" ظفران حیدری اس بھاری پاؤں کے سینے پر آتے ہی بلبلا" اٹھا۔۔ انکے منہ سے دلخراش چیخ کے ساتھ خون نکلا۔۔

سانس دب گئی اور چہرہ نیلا۔۔۔

چھونے کی غلطی مت کرنا! مانا کہ تم میں سو کتوں کی طاقت ہے۔۔" لیکن تمہارے مقابل دریاب خان ہے۔۔ جس کے ایک پنجے میں تیرے جیسے سو حیوانوں کی طاقت ہے۔ ایک پنجا اچھے اچھوں کی پینٹ گی* لی کر دیتا ہے۔۔" وہ وارن کرتا اپنے بھاری ہاتھ دکھا کر بولا۔۔ ظفران حیدری نے ہراساں و حشتزدہ ہو کر اسے دیکھا۔

غدار!!! کتے ت۔۔ تم نے ہمیں دھوکہ دیا۔۔ تم مجھ سے لڑھ رہے ہو۔۔ تم بھول" "گئے تمہاری محبوبہ کا قاتل تمہارا۔۔۔

ارے بھاڑ میں گئی ایسی محبوبہ جو مجھے میرے بھائی سے جدا"
کر دے۔۔ مجھے اگر کبھی محبت ہوئی تو میرے بھائی بہن سے ہے۔۔ نا کہ انکے
دشمنوں سے۔۔ اگر مجھے نفرت ہوئی ہے تو صرف نویرہ فیروز سے ہے
ظفران حیدری۔۔ نا کہ اپنے بھائی سے۔۔" اسنے ظفران حیدر کی
بات غراتے ہوئے درمیان میں کاٹ کر اسکے منہ پر انکشاف
کیا۔۔ وہ سپید لٹھے کی مانند پڑ گئے۔۔

تتت۔۔ تو وہ میسج وو۔۔ وہ پیار؟ فیروز کے سامنے اسکی مری ہوئی بیٹی سے"
محبت کا اظہار۔۔ بھائی سے نفرت۔۔۔؟" ظفران حیدری نے
ششدر ہوتے پوچھا۔۔

عدالت کی شنوائی کے بعد انہیں پولیس کی کسٹڈی میں سینٹر جیل
بھیج دیا گیا تھا جہاں وہ اس وقت جیل میں موجود تھے۔ انہوں نے
دریاب خان کو طلب کیا تھا صبح ہی۔۔
کیونکہ انہیں پتا تھا ان سب میں ایک دریاب ہی تھا جو اب
اسکی یہاں جیل میں مدد کر سکتا تھا اور اسے یہاں سے نکال سکتا تھا۔

دریاب خان کو انہوں نے بلا تو لیا تھا یہاں مگر انکا جو شک تھا ہمیشہ سے اس پر کہ وہ انکا نہیں اسکے بھائی کا ہے۔۔ آج سچ ثابت ہو گیا تھا۔۔

وہ جسے بیوقوف سمجھ کر اسکا استعمال کر رہا تھا آج اسنے ان کے منہ سے الفاظ نوچ لیے تھے۔۔ انکی بات پر دریاب کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

"تمہیں کیا لگتا ہے پروفیسر کہ کھیلنا صرف تمہیں آتا ہے؟"

ہم کھیل کے نئے کھلاڑی سہی۔۔ لیکن کھیلنا ہمارا بچپن کا شوق ہے۔ ہم " کھیل میں مہارت تیرے باپ دادا سے بھی زیادہ کی رکھتے ہیں۔۔" اسنے مسکراتے لہجے میں فخریہ باور کروایا۔۔

اور رہی نویرہ سے محبت۔۔ تیرا چیلہ ہوں حسینہ کو دیکھ کر تھوڑا بہت پگھل" گیا۔۔ مگر تیرا جگر بڑا ہے۔۔ تُو تو پگھلا بھی اور جھیلا بھی۔۔" اسنے ذو معنی لہجے میں کہتے آنکھ دبائی۔۔
وہاں قہقہے گونج اٹھے۔۔

بہت برا حال کرے گا تمہارا فیروز ہے۔۔ دیکھنا۔۔ دریاب "
خان۔۔ ایک بار مجھے یہاں سے نکلنے دے۔۔ پھر ہم بات کریں گے۔۔"
ظفران حیدری نے اپنی بپھری پھولی سانسیں بحال کرتے مٹھیاں
بھینچی۔۔

ہاہاہا۔۔ خوش فہمی تو دیکھو بچے کی۔۔۔" دریاب نے فلک شگاف "
قہقہہ لگاتے اپنا پاؤں نیچے رکھا اور اسے دیکھا۔

تیرے باہر رہنے کے دن گئے ظفران حیدری۔۔! اب اگر تو باہر نکلا بھی "
تو سیدھا کورٹ جائے گا اور وہاں سے اپنے دیوانے کے پاس۔۔ جسے
معلوم پڑ گیا نا کہ اصلی قاتل میں نہیں تُو ہے۔۔ پھر بیٹا۔۔ وہ تجھے
مارے گا نہیں۔۔ کاٹے گا تو بالکل بھی نہیں۔۔ بلکہ تجھے الٹا لٹکا کر تیرے وجود
میں کیل ٹھوکے گا۔۔ اتنے چھید کرے گا کہ ایک تو تُو گن نہیں سکے گا۔
دوسرا تو گن پائے گا نہیں۔۔" اسنے شریر لہجے میں اسکے کانوں میں
سیسہ انڈیلا۔۔ ظفران کی سانس رکنے لگی۔۔

ارے گھبراؤ نہیں استاد! کیا معلوم تمہارا انجام اس سے زیادہ"
انٹرسٹڈ ہو۔۔ انجوائے کرو زندگی کی طرح موت کو بھی۔۔ انجوائے کرنے ہی
"تو آئیں ہیں۔۔

سنو! اسے اچھے سے اچھا کھانا کھلاؤ! اسکے وجود میں کسی قسم کی"
کمزوری نہیں ہونی چاہیے۔۔ وجود جتنا تندرست خود انسان باصحت
ہوگا۔ موت کا نشے اتنا ہی لذیذ محسوس ہوگا۔۔" اسنے اپنے آفیسر کو حکم دیا وہ
فوراً سے سر اثبات میں ہلا گئے۔۔
دریاب نے مسکراتے ظفران حیدر کو دیکھا۔۔
پتا ہے ظفران حیدری! ہر استاد اپنے شاگرد کو کچھ ایسا ضرور پڑھا"
جاتا ہے جس سے اسکی زندگی سنور جاتی ہے۔۔
تم نے بھی ہمیں پڑھایا۔۔ کتاب کے بغیر سبق پڑھایا۔۔۔

تم نے جو کیا۔۔ ایک طرح سے ٹھیک ہی کیا۔۔ صرف میرے
قلب کو تکلیف آئی اسکا حساب تم سے برا ہوگا۔۔ لیکن تم نے ہمیں
زندگی کی معنی بتائی ہے۔۔ ہمیں رشتوں سے مزید باندھ دیا ہے۔۔ اور آج
ایسا بنا دیا ہے تینوں بہن بھائیوں کو کہ ہم جب منظر عام پر آئیں

گے دانیال خان کا فخر کہلائیں گے۔۔"وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔۔

ہمیں سبق ملا کہ چھوٹی چھوٹی چنگاریوں سے کیسے آگ بھڑکتی ہے۔۔ہم نے" اپنی زندگیوں میں شرارتوں سے جو پٹاخے جلائے تھے وہ ہمارے لیے بلاسٹ بن کر سامنے آئے۔۔اسنے تہس نہس کر دیا ہمیں۔۔لیکن خدا نے نہیں۔۔

پتا ہے خدا نے کیوں تہس نہس نہیں کیا؟؟"اسنے پوچھا۔۔ سب سانس روکے اسکی سرخ آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔۔

کیونکہ!ہمارے ماں باپ دنیا کی عظیم ہستیاں ہیں۔۔ہمارے سینے میں" قرآن ہے۔۔اور ہم معصوم تھے جن سے تم کھیلے تھے۔اور سب سے بڑی "بات۔۔مقابل تم جیسی برائی تھی۔۔

تمہاری آنکھوں میں جو سوالات ہیں انکے جوابات دے دوں میں" ظفران حیدری کہ میں تم لوگوں کے ساتھ کبھی تھا ہی نہیں۔۔البتہ

تم لوگوں کے ساتھ رہ کر مجھے یہ ضرور معلوم ہو گیا کہ اصلی مجرم حیوان کون ہے۔۔

پتا ہے جب تم باہر نکلو گے۔۔جب ساحل شاہ تمہیں دنیا کے سامنے لائے گا۔۔ تو دنیا پاگل ہو جائے گی تمہیں نوچنے کیلئے۔۔ابھی سے دیکھ لو۔۔صرف یہ معلوم پڑا ہے کہ درندہ جماعت کا سربراہ تھا۔۔ان کے سر پر اس جماعت کو آگ لگانے کا جنون سوار ہو گیا ہے۔۔

"آگے آگے دیکھتے جاؤ ہوتا ہے کیا۔۔

اتارو اسکے کپڑے۔۔سنا نہیں تم لوگوں نے جانور کپڑے نہیں " پہنا کرتے۔۔"اسنے غصے سے غراتے ہوئے ابھی وہاں داخل ہوئے اے ایس پی کو غصے سے حکم دیا۔۔

"دریاب خان!!میں۔۔۔"

میں کے بچے پیچھے چل!"اس سے پہلے وہ دریاب تک پہنچتا۔۔" اے ایس پی نے غصے سے اسے پیچھے دھکیلا۔۔وہ لڑکھڑا کر دیوار کا سہارا لیکر خود کو سنبھال گیا۔۔

اسکے کپڑے اتار کر اسے زنجیر ڈال کر یہاں سے لے جانا اور کال"
کوٹھڑی میں رکھنا ان دس دنوں تک۔۔
ہمارے پاس کتوں کا الگ ٹھکانہ ہے۔۔" اسنے اے ایس پی سے کہتے
ہوئے سرخ چہرہ لیے کھڑے ظفران حیدر سے کہا۔۔

اور ہاں کوئی بھی آئے کوئی بھی ملنا چاہے سب کو کہہ دینا یہاں نہیں"
ہے ظفران حیدری! اگر کوئی آفیسر کی کال آئے تو مجھے بتانا میں خود ان سے
بات کرلوں گا۔۔ لیکن اسکی ملاقات کسی سے نہیں ہونی چاہیے اگر
کسی نے رشوت کا سوچا بھی تو انجام برا ہوگا اسکا۔۔" وہ انہیں آخری
وارننگ دیتا ہوا ایک تمسخرانہ نظر ظفران حیدری پر ڈال کر
وہاں سے نکلا۔۔

کوئی میرے قریب آیا تو اچھا نہیں ہوگا۔۔" وہ خوفزدہ ہو کر بولے۔۔"
اچھا تو اب تیرے لیے نہیں ہوگا۔۔" اسکی مزاحمت پر اے"
ایس پی نے اپنا ڈنڈا سنبھالا۔۔ اور پوری قوت سے اسے مارنے لگا۔۔

جیل کی ان چار دیواریوں میں اسکی چیخیں گونج اٹھی تھیں۔۔ آنکھوں کے سامنے سالوں پرانہ منظر گھوم رہا تھا۔۔ اسکا وجود درد سے جیسے ہی سن ہوا انسپکٹر نے ایک زوردار ٹھوکر اسے مارتے کھینچ کر اسکے وجود سے کوٹ کو نکال کر دور پھینکا۔۔

کال کوٹھڑی کا سوچ کر ظفران حیدری کے اوسان خطا ہو رہے تھے۔

ایک سیاہ اندھیرے میں ڈوبی نہایت تنگ سی چار دیواریوں کی جگہ تھی جہاں کروٹ بدلنا اور اٹھ کر بیٹھنا چلنا ہی ہو سکتا تھا۔۔

ایک باتھ روم تھا۔۔ جس کی بدبو انسان کو زندہ موت دے رہی تھی۔۔

اس سے نکلتی گندگی کیڑے مکھیاں۔۔ سوچ کر وہ وحشت سے چیخنے لگا۔۔

مگر اسکی چیخیں سننے والا وہاں کوئی نہیں تھا۔۔ اسکے دوست ساتھی پارٹنرز کوئی بھی نہیں۔۔

وہ جب اسے زنجیروں میں باندھ کر گھسیٹ کر لے جا رہے تھے۔ جیل میں موجود قیدیوں کے قہقہے اسکی حالت پر بے ساختہ تھے۔۔

ظفران حیدری منہ چھپانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن گردن میں موجود کتے کا پٹا اسکی کوشش کو ناکام کر رہا تھا۔۔

وہ اسے کھینچتے لے جا رہے تھے۔۔ کیونکہ وہ کوئی اور نہیں دلاور دریاب کے ہم عمر ہی تھے۔۔

بس خدا نے انہیں بڑی عزت رتبے سے نوازا تھا۔۔ اور دریاب خان انکا سینئر بن گیا تھا۔۔ جو انکے سینئر کا دشمن تھا وہ انکا دشمن تھا۔۔
اور کورٹ میں جو اسکے گناہ ظاہر ہوئے تھے ان سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ وہ قاتل تھا ایک کا نہیں بہت سے لوگوں کا۔۔

لیکن ابھی تو اس شیطان کے چہرے سے پردہ اٹھانا باقی تھا وہ بھی دنیا کے سامنے پھر اسکا انجام عبرتناک ہونے والا تھا۔۔

میں آئی جی کو کال کروں گا تم سب کو نوکریوں سے نکال دوں گا مجھے جانے دو۔۔" وہ جب اسے دھکیلتے ہوئے کال کوٹھڑی کے پاس لائے اور دروازہ کھولا بدبو کا ایک بھبھوکا جیسے اسکی نتھنوں سے ٹکرایا وہ چلا اٹھا۔۔۔

ہاں ہاں اندر جا کر اپنے باپ کو بھی کال کر دینا۔۔ اب نکل۔۔" انہوں نے "
قہقہہ لگاتے اسے اندر دھکیل کر کہتے دروازہ بند کر دیا۔۔
اندر موجود ظفران حیدری گھپ اندھیرے میں غرانے پاگل
ہونے لگا۔۔ مگر کون تھا جو سنتا۔۔ ویسے ہی جیسے کسی مے دلاور خان کی نہیں
سنی تھی۔۔

oooooooooo

دل۔۔!!!" وہ روتی بے بسی سے چلائی۔۔ مگر وہ پھر بھی اسکی طرف "
متوجہ نہیں ہوا۔۔ گاڑی جھٹکے سے زیدی ہاؤس کے سامنے سیاہ گیٹ
کے آگے رکی جہاں اوپر آج بھی سنہری حرف سے "ماشاءاللہ"
لکھا ہوا تھا۔۔ اس گھر کو دیکھ کر خود ہی لبوں سے ماشاءاللہ نکلتا
تھا۔۔
اس سفیس محل نما بنگلے کی وہ شہزادی تھی جو کچھ دن اسکے ساتھ
پہاڑوں کے علاقے میں رہ کر اس وقت چیخ و چلا رہی تھی۔۔
اترو!!" اسنے حکم دیا۔۔"

نن۔۔ نہیں۔۔ مجھے نہیں اترنا مجھے آپ کے ساتھ رہنا ہے آپ"
سمجھتے کیوں نہیں۔۔ میں پاگل ہو جاؤں گی آپ کے بار بار ٹھکرانے
"پر۔۔
آپکی محبت نے مجھے کہیں نا نہیں چھوڑا دلاور خان۔۔ مجھے اگر آپ نے"
ٹھکرا دیا تو میں مر جاؤں گی۔۔" وہ اسکے شانے سے لگ کر اسکے
جدا ہونے کے خوف سے سسک اٹھی تھی۔۔

دلاور نے اس دیوانی کے ہچکیاں بھرتے تڑپتے وجود کو دیکھا۔۔ محبت بھی
کتنی اندھی ہوتی ہے۔۔ وہ اتنی حسین مکمل اور باعزت کامیاب تھی کہ اگر
اسے چھوڑ دیتی تو بھی اسکے لئے زندگی بانہیں پھیلا کر آگے موجود ہوتی۔۔
لیکن اس دیوانی نے اپنی زندگی اس تک محدود کر دی تھی خود کی زندگی خود
پر ہی تنگ کر دی تھی۔۔ محبت اتنی بے حس کیوں ہوتی ہے۔۔

میں ٹھکرا نہیں رہا۔۔" اسنے نرمی سے اسکے سر کو چھوا۔۔"
آپ مجھے خود سے جدا کر رہے ہیں۔۔ مجھے آپ سے ایک لمحے جدا"
نہیں ہونا۔۔ آپ کو اپنی آنکھوں سے اوجھل نہیں کرنا۔۔ مجھے خوف ہے

یہ بے حس دنیا آپ کو مجھ سے چھین نا لے۔۔"خدا خدا کر کے اسنے اپنے لبوں پر لگے قفل کو توڑا اور توقیع سے کچھ کہا۔۔
وہ تڑپ کر روتی سسکتی بولی۔۔ دلاور نے سن کر گہرا سانس لیا اور اسکی طرف رخ کیا۔۔

اب دنیا میں اتنی طاقت نہیں تمہیں مجھ سے جدا کر سکے۔۔" میں تمہاری دھڑکنوں میں موجود ہوں۔۔ تمہاری سانسوں میں تمہارے وجود کے ایک ایک پور پر میرا لمس موجود ہے۔۔ میں کہیں جا رہا ہوں تو بہن کیلئے۔۔
لیکن میں تمہارے پاس ہوں۔۔ تمہارے سینے میں رہتا ہوں دل بن کر۔۔"وہ اسکے دلکش چہرے کو ہاتھوں میں بھر کر بولا۔۔

توقیع نے سر اثبات میں ہلایا۔۔"لل۔۔ لیکن مجھے اپنے سے جدا مت کریں۔۔ مجھے آپ کے گھر میں رہنا ہے مجھے یہاں کیوں لائے ہیں۔۔"اسنے ہچکی لیکر کہا۔۔
دلاور نے اسکے آنسوں کو انگلیوں سے صاف کرتے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔
"یہاں اسلئے لایا ہوں کیونکہ میں نہیں چاہتا میری غیر موجودگی

میں تم پر کوئی آنچ بھی آئے۔۔ تم اس خان کی غیرت ہو۔۔ اسکی عزت ہو۔۔ اور عزت ہمیشہ محفوظ رکھی جاتی ہے کتوں سے۔۔"
اسنے اسکی بھیگی پلکوں پر انگھوٹا پھیرا۔۔ وہ اتنی دلکش تھی کہ وہ نقش کو دل میں اتارتا اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہاں سے شروعات کرتا۔۔

پہلے بھی تو آپ مجھے گھر میں چھوڑ کر جاتے تھے۔۔"اسنے"
مشکوک نظروں سے دیکھا۔۔ دلاور ہنس پڑا۔۔
کتنی شکی عورت ہو تم۔۔ پہلے کی بات اور تھی۔۔ پہلے میں تمہارے"
بہت بہت قریب رہتا تھا۔۔ بھلے میں کام کیلئے دوسری جگہ بھٹکتا رہتا تھا لیکن میری نگاہیں تم پر ہمہ وقت رہتی تھیں۔۔ لیکن اس وقت میں دوسرے ملک جا رہا ہوں تو تمہیں وہاں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔۔ بھروسہ بہت بڑی چیز ہے۔۔ جو اب مجھ میں رہا نہیں۔۔ مجھے کسی پر بھروسہ نہیں جو مان اور ایمان ہے وہ صرف ایک ذات پر جو اوپر بٹھا ہے۔ جسنے مجھے سنبھالا ہے۔۔
انانوں سے مان اٹھ گیا میرا۔۔ میرا اندر انانوں کیلئے پتھر کا ہو چکا ہے۔ کیونکہ ان پر کوئی بھروسہ نہیں وہ کس وقت انسان سے حیوان بن کر وہ کر جائیں جس کی ہمیں توقع نہیں ہوتی۔۔

اسلئے ابھی تم جاؤ اپنوں کے پاس۔۔ میں اپنی شیرنی کو واپس لے آؤں پھر تم سے بات کروں گا۔۔ اتنی جلدی چھوڑنے والا نہیں تمہیں ابھی بہت حساب باقی ہیں۔۔" اسنے اسکی دھڑکنوں سے انگلی پھیرتے اسکے ہونٹوں پر رکھی۔۔

وہ روتی ہوئی شرما کر سر پلکیں جھکا گئی۔۔ اور یہ منظر اس قدر خوبصورت تھا کہ دلاور خود پر چاہ کے بھی ضبط نا کر سکا۔۔
اور اسکے چہرے کو تھام کر اس پر جھک کر شدت بھری جارحیت انجام دینے لگا۔۔
تو قسیع اس اچانک افتاد پر سٹپٹا گئی۔ مگر اسکی نرم سی گرفت سے چاہ کر بھی خود کو چھڑوا نا پائی۔۔

ہماری ابھی ہزار ٹی کس باقی ہیں۔۔ جتنا وقت لگے گا دور رہنے میں، گزرے ہر منٹ کے ساتھ انکی تعداد بھی بڑھتی جائے گی اور تم پوری قرضی ہو جاؤ گی میری۔۔" وہ اسکے ہونٹوں کو آزاد کر کے ان بھیگی پنکھڑیوں پر انگلی پھیر کر مسکراتے بولا۔۔

اور میں ہمیشہ قرضی رہنا چاہتی ہوں آپ کی۔۔بس یہ یاد" رکھیں دل کہ بہت بہت زیادہ محبت کرتے ہیں ہم آپ سے۔۔"اسنے دلاور کی شیو پر ہاتھ رکھا۔۔

ہم سے مراد؟"وہ ابرو اچکا کر بولا۔۔"
واپس آجائیں تفصیل سے بتاؤں گی۔۔"وہ مسکرائی دلاور نے گہرا" سانس کھینچا۔۔
ٹھیک ہے۔۔میں بھی ہر منٹ تفصیل سے لوں گا۔۔"وہ معنی خیزی" سے کہتا اسکا چہرہ سرخ کر گیا۔۔وہ پلٹ کر دروازہ کھولنے لگا تبھی توقیع نے اسکی بازو کی شرٹ کو مٹھی میں پکڑ لیا۔۔
دلاور نے حیرت سے پلٹ کر دیکھا اور اسکی آنکھوں میں پھر سے آنسوں دیکھ کر اسکے اندر شدت سے تکلیف ہوئی۔۔

وہ اس دیوانی کو جاننے لگا تھا جو بچپن سے اسکے لئے جنونی تھی۔لیکن تب کیا ہو گا جب اس سے دلاور خان ہمیشہ کیلئے بچھڑے گا۔۔؟ اسنے سوچا تو توقیع کی پیشانی پر لب رکھ دیئے۔۔

زیادہ مت سوچو۔۔زیادہ سوچیں انسان کو اندر سے خالی کر دیتی ہیں۔۔"
خوش رہو بس تمہارا دل یوں گیا اور یوں آیا۔۔واپس آکر میں تمہیں
یہاں سے سب کے سامنے اٹھا کر لے جاؤں گا۔۔"اسنے کہتے ڈور
کھولا۔۔

اور باہر نکل کر سامنے گھر کو دیکھا۔۔
بہت کچھ بدلا تھا۔۔اسکی سجاوٹ اسکی ڈیزائن کافی کچھ تبدیل ہوا تھا
وقت کے ساتھ۔۔
رب جانے لوگوں بھی تبدیل ہوئے تھے یا ابھی بھی ویسے ہی تھے۔۔اسنے
گہرا سانس لیا۔۔پر اندر سے جیسے شدید ٹیس محسوس ہوئی اور
آنکھوں میں فوراً سے نمی دوڑ آئی۔۔

اسکے کانوں پر کسی کی سسکیوں کی آواز گونجی۔۔اسنے توقیع کو دیکھا۔۔وہ
خاموش ہو چکی تھی۔۔پھر ایسا کون تھا جو سسکیاں لے رہا تھا۔۔

کہیں عشی تکلیف میں تو نہیں۔۔"اسنے گھبراہٹ سے سوچا۔۔"

باہر آؤ جلدی۔۔" اسنے تیزی سے توقیع کی طرف کا ڈور کھولا اور ہاتھ "
بڑھا کر اسے جلدی سے باہر نکالا تبھی پیچھے دوسری جیپ بھی آ گئی جس
میں جیکی خیری موجود تھا۔۔

یہ بات کسی سے مت کرنا کہ عرشیہ کہاں ہے۔۔ خواہ مخواہ"
تماشائی لوگ تماشا لگائے گیں۔۔ تم کہنا وہ کسی کام سے جا رہا تھا
اسلئے مجھے چھوڑ کر گیا ہے یہاں ٹھیک ہے۔۔" اسنے توقیع کو باہر نکال
کر اسے ہدایت دی۔۔

توقیع نے سر اثبات میں ہلایا۔۔
مم۔۔ مجھے بھول مت جایئے گا۔۔ میں انتظار کروں گی آپکا۔۔" وہ"
جانتی تھی وہ کافی انا پسند شخص تھا کہیں اسے واپس لینے نا آئے۔۔ اسکا دل
ڈرا سہما ہوا تھا۔۔
دلاور نے اسکی بات پر ٹھٹھک کر اسے دیکھا اور اسکا ڈر سمجھ کر مسکرایا۔۔

مت کرو ایسی باتیں ظالم۔۔ انتظار مت کرنا بلکہ اپنوں کے ساتھ وقت "
گزارنا۔۔ میں جلدی لوٹ کر آؤں گا۔۔ اب جاؤ شاباش۔۔"
اسنے گال تھپکاتے اسے سامنے گیٹ کی طرف اشارہ دیا۔۔

نکلو خیری جاؤ اسکے ساتھ۔۔ اور جیکی تم باہر رہو۔۔ خیال رکھنا"
اسکا۔۔ یہ میری امانت ہے۔۔" اسنے خیری کو گاڑی سے اترنے کا
حکم دیتے ساتھ جیکی کو بھی حکم دیا۔۔

مم۔۔ میں؟؟؟ لیکن تیرے ساتھ پھر کون۔۔۔۔ "خیری ڈر"
گیا۔۔ کیونکہ یہاں بازل شاہ بھی تو رہتی تھی۔۔ اور وہ اسکا حیوان باپ بھی تو
یہیں تھا۔۔

جتنا بولتا ہوں اتنا کیا کرو۔۔" وہ غصے سے بات درمیان میں کاٹ "
کر کہتا تو قسیع کو جانے کا اشارہ کرنے لگا۔۔

سنیں! میں جاؤں؟؟" وہ بھرائی آواز میں بولی۔۔"
تو میں کیا بھونک رہا ہوں جاؤ!!" معاً وہ غصے سے بھڑکا۔۔"

ہر وقت صرف ڈانٹتے رہتے ہیں۔۔" وہ شکوہ کن لہجے میں کہتی گالوں پر
آنسوں بہاتی ایکدم اسکے سینے سے لگ کر اسکی پیشانی پر لب رکھتے
اسکے چہرے پر پھونک ماری۔۔

اللہ کی امان میں۔۔ ان شاءاللہ جب لوٹیں گے تو خدا آپکا دل اپنوں"
کیلئے بھی صاف کر دے گا۔۔" اسنے ایک پختہ امید سے کہتے اپنے
آنسوں صاف کرتے قدم دروازے کی طرف بڑھائے۔۔

ہو گیا؟" جیکی نے خیری کو کہنی مار کر پوچھا۔۔"
مجھے کیا معلوم تو بتا۔۔" خیری نے غصے سے کہا۔۔ وہ دونوں اس"
سین کے شروع ہوتے ہی آنکھوں پر ہاتھ رکھ چکے تھے۔۔ کافی شریف جو
تھے۔۔
اٹھو!! سنا نہیں تم دونوں نے!" دلاور غصے سے دھاڑا۔۔"
آآ۔۔ آئے۔۔" وہ دونوں ہڑبڑا کر گاڑی سے نکلے۔۔"

دلاور جاتی ہوئی توقیع کی پشت دیکھے بغیر اپنی گھوم کر اپنی گاڑی کی سیٹ پر
بیٹھا۔۔ توقیع کا اللہ کی امان میں بھیجنا اسے اپنی ماں کی یاد دلا گیا۔۔

وہ اپنے آنسوں تکلیف پر ضبط کیے جلدی سے گاڑی کی سیٹ پر بیٹھا مبادا کہیں سب کے سامنے مضبوط ہونے کا بھرم ناٹوٹ جائے۔
خیال رکھنا اسکا۔۔" اسنے ہاتھ باہر نکال کر جیکی خیری دونوں کو حکم دیا۔۔"
توقیع کھلے گیٹ پر کھڑی تھی۔۔ دلاور نے آنکھوں سے گرتے آنسوں کو گردن گھما کر مہارت سے پونچھا اور گاڑی کو ریورس بیک لیا۔۔
اسکی گاڑی جیسے ہی گھومی، تبھی سامنے سے آتی ہوئی گاڑی کا ونڈو تیزی سے نیچے ہوا۔۔ اندر بیٹھی تقویٰ زیدی نے سامنے ونڈو سے نظر آتے وجود کو دیکھا۔۔
دلاور!!!" وہ تڑپ کر جھٹکے سے گاڑی روکتی چیخیں۔۔"
دلاور نے حیرت سے دیکھا۔۔ اور اس پر نور چہرے کو دیکھتے اسنے گھبرا کر گاڑی کی سپیڈ تیز بڑھا دی۔۔

تقویٰ زیدی گرتی پڑتیں اپنی گاڑی سے نکلیں۔۔
مام!!!" توقیع انکے گرنے پر خوفزدہ ہوتی انکی طرف بھاگی۔۔ اور"
انہیں سنبھالا۔۔
توقیع!!" تقویٰ نے ششدر ہو کر اپنی بیٹی کو دیکھا۔۔"
" کہیں یہ خواب تو نہیں تھا۔۔"یس مام میں ہوں آپکی توقیع۔۔

وہ ایکدم پھوٹ پھوٹ کر روتی ہوئی ساکت کھڑیں تقویٰ زیدی کے سینے سے لگیں۔۔۔جبکہ تقویٰ کی نظروں کے سامنے آنسوں پونچھتا چہرہ گھوم رہا تھا۔۔

اور وہ کسی اور کا نہیں بلکہ انکے دل کا تھا۔۔جو انکے دل کے پاس آکر کیسے خالی چلا گیا تھا۔۔یاد کرتے وہ رونے لگیں۔۔

تم نے اسے روکا کیوں نہیں۔۔"وہ بیٹی کو جھنجھوڑ کر بولیں۔۔"

مام!!"توقیع بوکھلا گئی۔۔"

تم جانتی ہو وہ ہم سے ناراض تھا۔۔دو منٹ روک لیتی میری بچی" اسے۔۔"وہ روتی بولیں۔۔کیونکہ اسکے بھائی کی حالت ایسی تھی جسے دیکھتے دیکھتے انکا دل پھٹ رہا تھا۔۔

وہ بہت ضدی ہے میری نہیں سنتا۔"توقیع نے ہچکی بھری۔۔" تقویٰ نے اپنی معصوم سی بیٹی کو سینے میں بھینچ لیا۔۔

تقویٰ۔۔ تقویٰ کہاں ہے دلاور؟؟ کہاں ہے میرا بچہ۔۔ میں نے ابھی" سنا تم چلائی تھی۔۔ کہاں ہے میرا بیٹا تقویٰ۔۔۔" ابھی تقویٰ یا توقیع کچھ مزید کہتیں۔۔ تبھی ایک پاگل سی عورت ننگے پاؤں ننگے سر ہذیاتی چیختی ہوئی گیٹ سے باہر نکلی۔۔

عائشہ!!" اسکی حالت پر تقویٰ کی چیخ نکل گئی۔۔ وہ بیٹی کو چھوڑ کر" بھابی کی طرف بھاگیں۔۔
کہاں ہے میرا بیٹا تقویٰ!! میری عرشیہ کہاں ہے۔۔ میرا" خان کہاں ہے۔۔ میں تڑپ رہی ہوں مجھے کوئی موت دے دے۔۔" وہ پاگل سی چیختیں بھاگنے لگیں تھیں سڑک پر لیکن تقویٰ نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا تھا۔۔

ککک۔۔ کیا ہوا اماما۔۔۔ کیا ہوا امامی کو؟؟" توقیع کا چہرہ لٹھے کی مانند" سپید پڑ گیا۔۔
عرشیہ کا صبح سے کوئی اتا پتا نہیں۔۔ کیسی ہو گی وہ عورت جسکا شوہر" ہاسپٹل کے بیڈ پر بیٹا ہمیشہ سے دور۔۔ بیٹی صبح سے غائب ہو۔۔" تقویٰ نے روتے ہوئے بتایا۔۔

کک۔۔ کون ہے یہ جیکی؟"خیری نے حیرت سے ان سب کو" دیکھا۔۔ دلاور تو اسکے دلشیر کا نام تھا۔۔ پھر یہ عورتیں کیسے کیوں بلا رہی تھیں اسے کیسے جانتی تھیں اسے۔۔

جیکی جو اپنے آنسوں پر ضبط کر بازل کو دروازے پر کھڑا دیکھ کر اسکی طرف پیٹھ کر چکا تھا۔۔ ان سب کو جانتے ہوئے بھی کندھے اچکا گیا۔۔
شاید ماں ہو ڈی کے کی!"اسنے سرخ چہرے سے ضبط سے کہا۔۔"
خیری ساکت ہو کر سامنے روتی آپے سے باہر ہوتی خوبصورت مگر کمزور سی عورت کو دیکھنے لگا۔۔

اس عورت کی آنکھوں تلے رت جگے کی وجہ سے سیاہ حلقے پڑ گئے تھے۔۔ رنگت زرد اور ہونٹ نیلے، تو وجود دلاغر سا۔۔

"ماں!"وہ بڑبڑایا۔۔"ڈی کے کی ماں بھی تھی۔۔"

جیکی نے اسکی بڑبڑاہٹ سن کر آنسوؤں کا گولا حلق کے نیچے دھکیلا۔۔
وہ اسے بتا نہیں سکا کہ اسکا باپ بھی ہے لیکن اولاد کے غم سے
بیڈ پر مردہ وجود کی طرح پڑا ہے۔۔
اسکا بھائی بھی ہے جو اپنے بھائی کی نظروں سے تو گر چکا ہے مگر اپنے دل کو
دل سے اترنے نہیں سے رہا۔۔ اسکے لئے آج وہ ایک منزل پر کھڑا ابھی
تک جدوجہد میں لگا ہوا ہے۔۔
اسکے لئے اپنی راتیں کی نیند قربان کر کے سچ کی تلاش میں بھاگ
رہا ہے۔۔
اسکی بہن بھی ہے۔۔ سنہری شیرنی جیسی۔۔ جو لوگوں کی گندی
نظروں، گری باتوں کو برداشت کر کے آج الگ ہی زندگی کے رخ پر موجود
ہے۔۔
وہ اسے کس کس کے بارے میں بتاتا۔۔ لیکن وہ خود ایک تنگ
زندگی کا مسافر تھا، ایک ٹھکانہ تھا اسے کھونا نہیں چاہتا
تھا۔۔
تت۔۔ توقیع!!!"عائشہ خان کی وحشت بھری نظریں"
توقیع پر گئی۔۔ توقیع سہم گئی۔۔ انکی نظروں میں اٹھتی چمک کو دیکھ کر۔۔

تقویٰ میری بہو آئی ہے۔۔ تقویٰ دیکھو توقیع آئی ہے۔۔"وہ خوشی سے پاگل ہوتی"
اچانک جھٹکے سے خود کو چھڑواتی توقیع کی طرف لپکی۔۔
اور حیرت بے یقینی سے توقیع کے نقش چھونے لگی۔۔
معاً توقیع سختی سے آنکھیں میچ گئی جب عائشہ خان نے اسکے وجود
سے اٹھتی مہک کو محسوس کیا۔۔

یی۔۔ی۔۔ یہ خوشب۔۔۔و۔۔ یہ خوشبو میرے دلاور کی ہے۔۔ یہ"
خوشبو میرے دلاور کی۔۔ہاں تقویٰ یہ خوشبو تو میرے دلاور کی۔۔
کہاں ہے وہ۔۔ توقیع کہاں ہے وہ۔۔۔؟"وہ خوشی سے پاگل ہوتی بار بار خوشبو
سونگھتی تقویٰ کو خوشی سے ملاطب کرتی توقیع کو جھنجھوڑ گئی۔۔

مامی۔۔"توقیع کا ضبط ٹوٹا۔۔وہ چیخ کر ان سے لپٹ گئی۔۔"
وہ ہماری عشی کو لینے گیا ہے۔۔"وہ اسنے روتے ہوئے انہیں بتایا۔۔"
خیری رونے لگا۔۔ جیکی نے اسے سینے سے لگالیا۔۔

عشی کو لینے دلاور گیا۔۔؟ پھر ضرور اسکول سے لینے گیا ہوگا۔۔ضرور"
اسکول سے لینے گیا ہوگا۔۔ میرا بیٹا آگیا۔۔ جاؤ تقویٰ خان کو جگاؤ

دریاب کا بلاؤ بولوان سے حنانم کا شہزادہ آگیا۔۔"وہ خوشی سے پاگل ہو کر ناچنے لگیں۔۔

بیٹے کے آنے کی خوشی اسکی خوشبو کو محسوس کرنے کا جنون انہیں تمام ہوش وحواس سے بیگانہ کر چکا تھا وہ خوشی سے بے قابو ہوتیں ناچنے لگیں۔

مام انہیں اندر لے چلیں۔۔"وہاں لوگوں کو جمع ہوتے دیکھ کر بازل نے اپنی" ہچکیاں دبائے تقویٰ زیدی کو جھنجھوڑا۔۔۔

آپ چلیں اندر۔۔مامی۔۔ چلیں دلاور عرشیہ کو لیکر یہیں آئے گا۔۔" دریاب بھی آئے گا۔۔"توقیع اپنی ماں کی نڈھال حالت دیکھ کر اپنی مامی کو خود ہی سہارا دیکر اندر لے جانے لگیں۔۔۔

تو میری شہزادی تو لے آئی میرے بیٹے کو۔۔ چلو چلو اندر چلو۔۔""" عائشہ خان اپنی بہو کی سنتی اسکا چہرہ چوم کر خوشی سے کھکھلاتی ہوئی تقویٰ کا ہاتھ پکڑ کر اسے اندر لے جانے لگی۔۔

دیکھنا تقویٰ اب میرا خان ٹھیک ہو جائے گا۔۔ میرا گھر"
سنور جائے گا۔۔ عرشیہ سکول سے آکر میرے کپڑے پہنیں
گی۔۔ خان کو اسکی یہ حرکت بہت پسند ہے۔۔ دیکھنا میرا
گھر پغر سے مہکنے لگے گا۔۔
میں تو قسیع کو لے جاؤں گی ٹھیک ہے تمہیں برا تو نہیں لگے گا نا۔۔؟
میرا دل بہت اچھا ہے۔۔" وہ اپنی خوشی کا جوش سے اظہار کرتیں۔۔
تو قسیع کو ساتھ لگا کر ساتھ ساتھ اجازت بھی لیتی جا رہی
تھیں۔۔۔

جبکہ دوسری طرف گاڑی کو ڈرائیو کرتا وہ تقویٰ زیدی کی چیخ پر بے آواز
رو رہا تھا۔۔ اسے نہیں معلوم تھا کیوں آخر کیوں اسکا چہرہ ایسے
بھیگتا جا رہا تھا۔۔
کیا پیچھے اسکے اپنوں کی آنکھوں سے آنسوں گر رہے تھے؟ جو اسکا چہرہ بھوگے
رہے تھے۔۔
یہ اسکی سوچ تھی لیکن یہ حقیقت تھی۔۔ اسکی ماں کی آنکھوں سے
گرتے آنسوں اسکے رخسار بھگونے لگے تھے۔۔
اسکے دل و دماغ میں تکلیف بڑھتی جا رہی تھی۔۔

مام مل کر بچھڑنے سے بہتر ہے۔۔ہمیشہ کیلئے بچھڑے ہی رہیں۔۔"
"اگر آپ عشی کیلئے رو رہی ہیں تو آپکا دل ابھی زندہ ہے۔۔
امید خدا سے رکھی ہے میں نے۔۔اگر زندہ رہا تو آپ دونوں کے قدم"
ضرور چوموں گا ایک دن۔۔"وہ خیالوں میں سالوں پہلے کے وہ حسین
چہرے تصور کرتا ان سے مخاطب تھا۔۔
اور تصور میں ہی انکے سینے سے لگ کر وہ پر سکون ہونے لگا۔۔
ہمیشہ تصور کرتے جو زندگی گزاری تھی مزید تھوڑی سہی۔۔
اسنے سنا تھا زمین پہ نا سہی اوپر تو ضرور مل جاتیں ہیں تڑپتی
روحیں۔۔

جاؤ اندر!"جیکی نے روتے ہوئے خیری سے کہا۔۔"
نہیں بھائی میں نہیں جا سکتا۔۔میرا دل درد سے پھٹ"
جائے۔۔"وہ نفی میں سر ہلاتا بولا۔۔

ایسا نہیں کرتے خیر الناس!اگر تمہیں اتنا درد ہو رہا ہے تو سوچو"
"اس شخص کا کیا حال ہو گا جسکی یہ ماں ہیں۔۔

ماں کسی کی بھی ہو جیکی لیکن درد ایک ہوتا ہے۔۔ میرے پاس بھی ماں" نہیں ہے۔۔ میں سمجھتا تھا دلاور ے کے پاس بھی نہیں ہے۔۔
"لیکن۔۔۔ اتنی چاہنے والی ماں کو۔۔۔۔

زیادہ مت سوچو!! ہم کسی کا ظاہر دیکھ کر اسکا اندر نہیں پڑھ سکتے۔۔ کیا" پتا جو حالت اس ماں کی ہے اس سے بڑھ کر اس شخص کی ہو۔۔
اور اب تم جاؤ اندر ورنہ دل ناراض ہو جائے گا۔۔" اسنے زبردستی اسے اندر بھیجنے کیلئے گیٹ کی طرف دھکیلا۔۔ وہ دھک دھک کرتے دل کے ساتھ ایک خونخوار نظر جیکی پر ڈالتا اندر کی طرف جانے لگا۔۔
جیکی نے شرارت سے آنکھ دبائی اور وہ روتے روتے ہنس پڑا۔۔
بڑا کمینہ ہے خیالی دنیا کے دلہے۔۔" اسکے طنز پر جیکی قہقہہ لگا" اٹھا۔۔ جانتا تھا یہ چھوٹا پٹاخہ اسکے بارے میں جان چکا ہے۔۔
اسکے جاتے ہی جیکی گاڑی میں بیٹھا۔۔ اور وہ چہرے پر ہاتھ رکھ کر بازل کو یاد کرنے لگا۔۔

اسکی بہن اپنے گھر کی ہو چکی تھی۔۔اور صارم زیدی جیسے ہمسفر کا سوچ کر اسکے دل میں راحت پھیل گئی۔۔۔

oooooooooo

میجر!!گیومی رسپانس کوئیکلی!"اسنے زیر لب سرگوشیانہ کوڈ" ورڈنگ میں میسج بیجھا۔۔وہ بار بار کانٹیکٹ کر کے اب تھک چکی تھی۔۔ اس وقت رات کے تین بج رہے تھے۔۔وہ اس اندھیرے میں ایک بڑے سے ٹریک کے نیچے موجود تھے۔جو کہ دوسرے ملک سے صنعتی سامان اٹھانے والا ہولے کے ڈبل بڑے ڈربے والا ٹرک تھا۔

یہ بندرگاہ کا مقام تھا، جہاں بوٹوں بحری چھوٹے بڑے جہازوں کا تیز کھٹک کھٹک کا شور ماحول کو وحشتناک بنائے ہوئے تھا۔۔
ایک بڑی سی سفید سپورٹس لائیٹ وہاں گھوم رہی تھی، جو چینٹی کو بھی رینگتے دیکھ کر اس پر فوکس کر جاتی۔۔یہ پہریداری خصوصاً ایک شِپ کے انتظار میں موجود وہاں کے مقامی لوگوں کی طرف سے تھی۔۔

وہ اس ٹرک کے نیچے موجود، مٹی کلر کے بڑے سے کوٹ میں ریت سے لپٹی ہوئی تھی۔۔ اسنے خود گیلی ریت سے ڈھک لیا تھا۔۔
چہرے پر ماسک لگائے اسنے پیشانی اور ماسک پر بھی مٹی لگادی تھی۔۔
گیلی ریت سے اٹے ہاتھوں کو غیر محسوس حرکت دیتے اسنے منی سائیز کیمرہ کو نکالا۔۔ اور اسے ایکٹو کیا اور سامنے فوکس میں رکھا۔۔
اسنے اپنی تیاری مکمل کرلی تھیں تبھی دور سے شِپ کے آنے کی آوازیں اور ساتھ دونوں ملک کے جھنڈوں کو لہرانے کے سائن دیکھ کر وہ سمجھ گئی کہ وہ پاکستان سے ہی ہے۔۔

ظفران حیدری کے پولیس کی کسٹڈی میں ہونے کی وجہ سے انکی توقع موجود اتنی جلدی ہی اس شپ کو آنے تھا۔۔

وہ جانتی تھی اسکی جان کسی بھی حرکت آواز سے قید کرلی جائے گی، اگر ٹریک نے ذرا سی حرکت دی یا انہیں اس پر شک ہوگیا تو بھی وہ ٹکڑوں میں بٹ جائے گی۔۔

لیکن وہ رسک لیے وہاں موجود تھی۔۔ ثبوت جو چاہیے تھے انہیں۔۔
بات اگر پرچم کی نا ہوتی تو کوئی اور بھی راستی سوچ لیتی لیکن ایک تو وقت کم تھا دوسرا موقعہ پھر جانے کب ملتا۔۔
اسکی گاڑی دور جھاڑیوں میں موجود تھی، وہ سڑک سے رینگتی سرکتی چھپتی مشکل سے اس ٹرک تک پہنچی تھی۔۔ لباس خشک ہونے کی وجہ سے گیلی ریت کو زیادہ دیر نہیں لگی تھی اسکے کو مٹی جیسا بنانے میں۔۔
شپ قریب آ گئی، موجود گاڑیوں سے ہتھیار لیس گارڈز کتنے ہی جھمپ کھا کر باہر نکلے اور کچھ ٹرک کی طرف تو کچھ شپ کی طرف بھاگے تھے۔۔ اور کچھ پہریداری کا کام کر رہے تھے۔۔ وہ اپنی آنکھوں کے سامنے قدموں کو دیکھ رہی تھی جو ٹرک کے گرد گھوم رہے تھے۔۔
اسنے حرکت بالکل چھوڑ دی۔۔ اور خاموشی سے اپنا کام کرتی سامنے کا منظر نائیٹ ورژن کیمرہ میں قید کرنے لگی۔۔ اسکا سانس دبنے لگا۔۔ ایک ہی پوزشن سے پڑے رہنے کی وجہ سے اسنے سینے کو اونچا کر کے سانس لی۔۔

کیا ہوا؟" اچانک ایک گارڈ کے جھکنے پر دوسرے نے مقامی زبان" میں پوچھا۔۔ اور ہتھیار کے رخ اس مٹی کی طرف کر دے۔۔

مجھے محسوس ہوا کوئی ہے۔۔" اسنے مشکوک سے لہجے میں کہا۔۔" میں دوسروں کو بلاتا ہوں۔۔" انکی بندوق کا رخ ابھی بھی اس پر تھا۔۔" اسنے اپنا سر ریت میں دھنس دیا۔۔

یہ میرا وہم ہو سکتا ہے۔۔ یہاں کوئی نہیں۔۔" وہ اسنے مسکراتے کہا" دوسرا اسکی شرارت کو سمجھ کر ایک گھونا اسے جڑ چکا تھا۔ وہ کراہ کر قہقہہ لگا اٹھا۔۔

لیکن کمینوں کے مذاق پر اسے جو سانس لینی تھی وہ مٹی سمیت روک کر مردہ بن گئی تھی۔۔ اگر وہ مزید دو منٹ اس وہاں تفتیش کرتے تو شاید سانس رک بھی جاتا۔۔

مگر سانس تو اگلے لمحے حقیقت میں ہی رک چکی تھی، جب اچانک کسی ریت میں موجود رینگتے جیت نے اسکے بازو پر کاٹا تھا۔۔ اور مسلسل کاٹنے اندر گوشت میں گھسنے کی کوشش کرنے لگا تھا۔۔ اسکا دماغ درد سے سن ہونے لگا۔۔ وہ کوئی زہریلا کیڑا تھا جو اسے ریت سمجھ کر اسکے بازو میں گھس رہا تھا۔۔
اسکی آنکھوں میں نمی آگئی لیکن اسنے لبوں پر دانت جمائے اور اپنے کام پھر سے شروع کر دیا۔۔

جو منظر وہ قید کر رہی تھی اسے دیکھ کر اسکے لبوں پر درد کے ساتھ ہی مسکراہٹ آگئی۔۔ یہی تو انکی کلا تھی۔۔ درد کو بھی دھوکہ دے جاتے تھے۔۔ کہ وہ درد ہے یا خوشی۔۔

اسکے بازو میں وہ کیڑا رینگتا کاٹتا بالکل گھس چکا تھا، اور وہ سامنے کا منظر قید کر رہی تھی جہاں شپ سے ایک کے بعد دوسری لڑکیوں کو دھکیل کر باہر نکالا جا رہا تھا۔۔

سیاہ ملبوسات، ماسک گلووز میں موجود ہتھیار تھامے وہ گارڈ انہیں ہتھیاروں کی بیک پیٹھ پر مارتے غصے سے انہیں ٹرک کی طرف دھکیلتے جا رہے تھے۔۔

یہ مافیا سمگلر تھے، اگر اردو میں بات کی جاتی تو پہلے جو کام عورتیں لڑکیوں کو پکڑ کر فروخت کرتی تھیں اب بڑے بڑے ممالک میں کچھ تنظیموں نے اس کام کو باقاعدہ بزنس کے طور پر شروع کر دیا تھا۔۔ اور اس بزنس میں مرد ہی ملوث تھے۔

روشنی اسکی طرف ہو رہی تھیں کیونکہ وہ روتی ہوئی لڑکیاں جو مختلف ممالک سے لائی گئی تھیں ساتھ پاکستان سے بھی اور خاص ظفران حیدری کے وسیلے سے، ٹرک کی طرف بڑھ رہی تھیں۔۔

اس نے اس شپ اور اسکا کام کیمرہ میں ریکارڈ کر لیا تھا اب اسے جگہ تبدیل کرنی تھیں، حالانکہ یہ کام تقسیم کر دیا گیا تھا لیکن اس وقت اسے یہ کام اکیلے کرنا پڑ رہا تھا۔۔

اسے اپنی جیب سے چپ نکال کر ان لڑکیوں کے پاؤں میں لگا دینی تھی۔۔ اور یہ کافی رسکی تھا۔۔ مگر اسے کرنا تھا کیونکہ اسکا فرض تھا۔۔

وہ انتظار کرنے لگی، لائیٹ اس ٹرک پر ہی تھی۔۔ لڑکیاں آہستہ آہستہ اس میں چڑھتی جا رہی تھیں۔۔

"افف!!" اسنے بے بسی سے آنکھیں ذرا سی وا کیں۔۔ اسے دوسری طرف گھومنا تھا اب وہ کیا کرتی اگر حرکت کرتی تو ضرور نظروں میں آجاتی اگر ایسے ہی پڑی رہی تو لڑکیاں ساری ہی ٹرک میں چڑھ جاتیں۔۔

"اگر ایسے موت لکھا ہے تو ایسے ہی سہی! موت کے ڈر سے ہار میں بھی نہیں مان سکتی۔۔" اسنے ہمت کی۔۔ اپنے دونوں پاؤں کو سکیڑا۔۔ اور اپنا لمبا سا وجود سکیڑ کر چھوٹے وجود میں تبدیل کرتی حرکت میں آئی۔۔

باہر آدمیوں کا شور گونجا۔۔ وہ ساکت ہو گئی۔۔

لیکن اگلے لمحے آدھے سے زیادہ گھوم گئی۔۔ اور اب بس تھوڑا تھا مفاصلہ۔۔ اسنے پھر سے کہنیاں ریت پر ٹکائیں اور آہستہ آہستہ رینگتی اپنی منتخب کردہ جگہ پر پہنچ کر اسنے حرکت پھر سے چھوڑ دی کیونکہ لائیٹ بھی حرکت میں آگئی تھی۔۔

اسنے جلدی سے ہاتھ نامحسوس طریقے سے پیچھے لے جاتے جیب کے پاس لائی اور اس میں سے موجود واحد چِپ کو نکالا۔۔
یہ واحد سہارا تھا، اور آخری امید بھی۔۔ اسنے وہ مٹھی لڑکیوں کے پاؤں کی طرف بڑھائی۔۔ سر تھوڑا سا اونچا کیا۔۔

وہ انکے ناک کے نیچے کھیل رہی تھیں۔۔ اور اسے مزہ بھی آرہا تھا۔۔
اسنے قطار میں آگے بڑھتی ایک کے بعد ایک ٹرک میں چڑھتی لڑکیوں کو دیکھا اور پھر انکے پاؤں کو جو کہ اس سے زیادہ دور نہیں تھے مگر مصیبت یہ تھی انکے ساتھ دوسرے پاؤں بھی بہت قریب تھے اور وہ ان کتوں کے تھے۔۔

پر اسنے ٹھان لی تھی تو ڈر کیسا، اسنے کچھ مزید قریب رینگ کر انکے پاؤں کو اپنی زیر کنگاہوں میں رکھتے اچانک دونوں ہاتھ سے ان میں سے ایک لڑکی کے پاؤں کو پکڑا۔۔ اگلے لمحے ناخون میں موجود بلیڈ سے پاؤں کے تلوے پر چاک دیکر اسنے وہ چِپ زور سے اسکے پاؤں میں گھسا دی۔۔

آہہہ۔۔"وہ لڑکی درد سے چیخ پڑی۔۔لیکن اگلے لمحے اسے پوری قوت سے"
پشت پر دھکا دیکر زبردستی اوپر چڑھا دیا گیا۔۔

اسنے تکلیف پچھتاوے سے یوں آنکھیں میچیں جیسے یہ دھکا اس لڑکی کو نہیں بلکہ اسے لگا ہے۔۔وہ درد بھی اسکا خود میں محسوس کرتی رہ گئی۔۔
مگر یہ ضروری تو تھا، سدا کے ناصور سے بہتر دو منٹ کا درد۔۔۔
اسنے پر سکون ہو کر اپنا کام کر دیا تھا، اور جو رب پر رکھ کر قدم اٹھاتا ہے اسکا، وہ راہ کے کتے کچھ بگاڑ نہیں پاتے۔۔

اسنے گردن گھما کر دیکھا، دائیں طرف جہاں سے اسے نکلنا تھا وہاں بس ایک ہی پہریدار تھا۔۔وہ تیزی سے اسکی طرف سے نکلی۔۔
اس سے پہلے وہ اچانک نیچے سے نکلتے وجود کو دیکھ کر گارڈ حرکت میں آتا۔۔
اسنے تیزی سے پیچھے اسے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ کر چاقو کا تیز وار اسکی گردن پر کر دیا۔۔اور اسکی کمر پر گھٹنا مار کر آہستے سے اسے نیچے گرا کر اسکی گردن پر گھٹنا ٹکا کر بیٹھ گئی۔۔

تب تک جب تک وہ وجود سانسیں چھوڑتا پھڑکنا بند نہیں کر جاتا۔۔ اس اس وجود کی حرکت جب بالکل بند ہو چکی تھی اسنے ایک بار پھر پوری قوت سے اسکی گردن پر گھرا وار کرتے اسکے پہنے ہوئے کوٹ کو آہستہ سے کھینچ کر اتارا۔۔

اور اسے ٹرک کے نیچے دھکیل گئی۔۔

اسکے ہتھیار اور بوٹ اتار کر اسنے پہنیں، کیونکہ اب اسے یہاں سے نکلنا تھا۔۔ اگر وہ اکیلی نا ہوتی تو اتنا زیادہ کام بھی اس ذمہ نا ہوتا۔۔

ایک منٹ! میں آیا۔۔ "معاً ان میں سے آگے کھڑے ہوئے" لڑکیوں کو گن کر ٹرک میں سوار کرتے گارڈ کا موبائل بجا۔۔ وہ باس کا نمبر دیکھ کر اپنے ساتھیوں کو کام جاری رکھنے کا کہتے موبائل لیکر قدرے شور سے دور آ گیا۔۔

اسنے ماسک آہستہ سے نیچے کیا اور مٹھی لبوں پر رکھ کر گھرا سانس لیتے خونخوار نظروں سے اس جاتے ہوئے وجود کی پشت کو دیکھتے اپنا کوٹ اتار کر وہ سیاہ کوٹ پہنا، اور ساتھ ہی شوز بھی اسکے پہنتے وہ ہتھیار لیکر سیدھی ہوئی۔۔۔ منہ پر واپس سے ماسک چڑھا کر وہ

بااعتماد انکے گردن اٹھائے انکے سامنے سے چلتی ہوئی پہریدارے کو کی طرح یہاں وہاں گھومتی اس وجود کے پیچھے جانے لگی۔۔

اسے معلوم تھا اگر چور قدم اٹھاتی تو ضرور پکڑی جاتی، کیونکہ یہاں بزدلی سونگھی جاتی تھی، جسکا اسکے معاملے میں مایوسی کا سامنہ کرنا پڑتا۔۔

وہ اس وجود کی قریب تھی۔ اسکی پچت پر آکر اسنے اسکے سر پر زوردار ہتھیار کاوار کرنا چاہا تھا اسی وقت اس وجود نے گھوم کر پوری قوت سے لات اسے ماری۔۔
آہہہ۔۔"وہ پیچھے منہ کے بل جا گری۔۔ اسکے منہ سے چیخ گونج اٹھی۔۔"

تجھے کیا لگا تُو چپکے سے کام کر جائے گی اور ہم تمہیں دیکھ نہیں سکیں ***"
گے۔۔"وہ گالی دیتا انگلش میں غرایا۔۔ اسنے جب انکے آدمی کو زمین پر دھنسا تھا تب ہی اسے اسنے دیکھ لیا تھا۔۔

اس زمین پر گرے وجود نے اسکی غراہٹ پر تیز بھاگتے قدموں کی آہٹ کو محسوس کرتے اسنے ابھی پلٹ کر حملہ کرنا چاہا ہی

تھا کہ ایکدم اسکے چہرے پر سارے ہتھیاروں کے منہ آ گئے اور ایک نے زور دیکر اسے واپس زمین پر گرا دیا۔۔

حرکت نہیں!" وہ غرا اٹھے۔۔"

وہ چٹ لیٹ گئی۔۔ اور انہیں دیکھنے لگی تبھی وہ بھڑکے "آنکھیں نیچے ورنہ یہ آنکھیں پھوڑ دیں گے۔۔" انہوں نے ہتھیار دکھاتے ہوئے کہا۔۔

اور دوسرے گارڈ کو حکم دیا کہ اس سے ہتھیار چھین لے۔۔ جب اس سے ہتھیار چھین لیا گیا وہ تب بھی بے حرکت پڑی رہی اور وہ سب اسکے سر پر موت کی طرح اسکے چاروں اطراف مجمع کی طرح اس پر جمع رہے۔۔

ہو از شی؟" انکے سربراہ نے غصے سے پوچھا۔۔"

وہ اسے غور سے دیکھنے لگے۔۔

آئی تھنک شی از ایشین فورس!" وہ اسکے چہرے پر کسی قسم کے تاثرات" حاصل کرنے میں ناکام ہوتے اس پر لائیٹ ٹکا کر اسکا جائزہ لیتے گویا

ہوئے جو کہ ریت میں بالکل اٹی ہوئی تھی اور اس گیلی ریت کا حصہ لگ رہی تھی اگر سیاہ کوٹ نا پہنتی تو۔۔۔

اسکے پاس دو آپشن تھے۔۔ آپشن ون! کہ وہ خود کو خود ہی ختم کر دیتی۔۔

آپشن ٹو! وہ انہیں ختم کر دیتی۔۔

اور اسلام میں سوسائیڈ گناہ کبیرہ تھا۔ پھر وہ خود کو کیوں ختم کرتی۔۔ اسلام یہ حکم تھا جب فساد روکنے سے نا رکے، حد سے بڑھ جائے تو اس فساد پھیلانے والے کو ہی ختم کر دیا جائے۔۔

ہاتھ باندھو اسکے۔۔" ایک نے حکم دیا۔۔ اسکے سر پہ موجود آدمی نے" ہتھیار کو زمین پر اپنے قدموں میں رکھتے ہوئے اسکے ہاتھوں کو پکڑا اور سر پر باندھنے لگا۔۔

مجھے ضرورت نہیں کسی فورس کا حصہ بننے کی میں خود ہی ایک" فورس ہوں۔" پلک جھپکنے کا کام تھا بس۔۔ جہاں اسنے اسکے ہاتھوں کو پکڑا تھا۔۔ وہیں زمین پر لیٹے وجود نے ہاتھ گھما کر اسکے سر کو پکڑ میں لیتے اچانک اپنی جانب کھینچتے چھلانگ لگا کر اٹھا۔۔

وہ اس افتاد پر ہڑبڑا کر جہاں دھاڑے تھے۔۔ وہیں اسنے جھک کر ساتھ ہی زمین پر رکھے لوڈڈ ہتھیار کو اٹھایا اور اگلے لمحے شانے پر رکھتے انکے ہوش میں آتے ہی فضا ٹھاہ ٹھاہ کے بھڑکتے شعلے سے گونج اٹھیں۔۔

معاً اس پر اٹیک ہوتا اس سے پہلے ہی فضا میں گیس بم پھینک دیا گیا۔۔ اور وہ سب بری طرح کھانستے ٹرک کو لیکر وہاں سے بھاگے۔۔

اس میشن کے اصلی میمبر وہاں پہنچ گئے تھے۔۔

اسنے اس وجود کو کھینچ لیا جسے اگلے شکار کیلئے منتخب کیا تھا۔۔

اسکے پیچھے سر پر وار کرتے اسنے اسے اپنے بھاگ کر آنے والے ساتھی کے ساتھ گھسیٹ کر گاڑی کی کھلی ہوئی ڈکی میں ڈال کر ڈکی کو لاکڈ کیا۔۔

اور فضا میں فائرز کے شعلے بھڑکتے دیکھ کر وہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی گاڑی اگلے لمحے جھاڑیوں کو چیرتی ہوئی جہاز کی سپیڈ سے وہاں سے نکلی۔۔

ویلڈن بریو گرل! تم نے ثابت کیا ہے عورت کسی لحاظ سے کمزور" نہیں۔۔"ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے وجود نے سراہایا۔۔اسنے سنہری مسکراتی نظروں سے اس داد کو وصول کیا۔۔

بس اسے محبت کمزور بنا دیتی ہے۔"اسنے سوچ کر گہرا سانس" لیا

تھینکس! بھائی کیلئے کچھ بھی۔ مجھے ہوٹل ڈراپ کر دیں"وہ درد کرتے بازو کو" سہلاتی بولی۔

ڈونٹ وری ہم وہیں جا رہے ہیں آخر کار آپ کا حال بھی تو درست" کرنا اور آپ کو مزلوم اغوا شدہ بنانا ہے۔"وہ کامیابی کے بعد شریر لہجے میں گویا ہوئے گاڑی کی فضا میں اس شیرنی کا قہقہ جاندار تھا۔

oooooooooo

....★☆☆☆☆☆★....

وہاں پہنچ کر انفارم کرنا، اور ہمارے آدمی تمہیں وہاں ہتھیار دے دیں گے اگر" ضرورت پڑی۔۔ایئر پورٹ پر ہی ملیں گے تمہیں۔۔"فلائیٹ کی

لاسٹ انائونسمنٹ ہونے پر زیاف نے ہال میں کھڑے ہوتے صمصام زیدی سے کہا۔۔

ہمم! گڈ!" وہ سر اثبات میں ہلا کر اسکا شانہ تھپک کر وہاں سے "
جانے لگا تبھی زیاف جلدی سے بولا۔۔
سنو صامے! ہاتھ سے ہو لا رکھنا۔۔ تمہیں پتا ہے بگ بھائی نے اسے "
خاص کر کے بلایا تھا پلان کے مطابق۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں اس
آسٹریلین کتے کے پاس کوئی تو ثبوت ہے جس سے وہ اس کالیا
گینڈے کو دھمکا رہا ہے۔۔ اور ہمیں وہی حاصل کرنا ہے۔۔ بس تم یہ یاد
رکھنا کہ ہمارے دل کی عزت واپس حاصل کرنے کا ثبوت اور گواہ وہ
آسٹریلین کتا ہے۔۔" زیاف نے پاس ہوتے اسے مدبرانہ انداز میں
سمجھایا۔۔

صام نے سن کر سر دسانس فضا کے سپرد کیا اور زیاف زیدی
کی آنکھوں میں دیکھا۔۔

زیاف زیدی!! میں کھیلتا ان سے ہوں جو کھیلنے کے قابل ہوں۔۔ اسنے " کوئی عام حرکت نہیں کہ میں مجبوری کا مارا بن کر اسکی زیارت کر کے واپس آجاؤں۔۔

تمہیں یہ بات اپنے دماغ کو سمجھانی ہو گی۔۔ صمصام زیدی کی عزت پر ہاتھ ڈالا ہے اسنے۔۔ پچھلی بار اسکے ہاتھ کی انگلیاں توڑی تھیں۔۔

اس بار میں اسکے وجود کی تمام ہڈیاں توڑ کر ٹرپل کر دوں تب بھی میرے دماغ کو سکون نہیں ملے گا۔" اسنے بپھرے سرد لہجے میں کہتے

اچانک زیاف کی گردن پکڑ کر اسے جھٹکے سے پاس کیا۔۔

اسنے نے عرشیہ خان کو چھوا ہے۔۔ میں یہ سوچ کر پاگل ہو رہا" ہوں۔۔ اور پاگل پن میں، میں خود کا نہیں رہتا دل اور دنیا کا کیا رہوں گا۔۔" وہ سرد برفیلے لہجے میں سرگوشی اسکے کان میں منتقل کرتا ہوا سرخی مائل نیلی اوشن آنکھوں سے ایک تمسخرانہ مسکراہٹ پاس کر کے اسکا کندھا تھپکا کر آنکھوں پر سیاہ گلاسس چڑھاتا پلٹ کر بھیڑ میں غائب ہو گیا۔۔

اسکی پشت کو ساکت آنکھوں سے تکتے زیاف کو ہوش میں اسکی چیختی موبائل لائی۔۔وہ گڑبڑا کر ہوش میں آیا اور جیب سے موبائل کو نکالا۔۔

"وہ مینٹل کہاں تک پہنچا صدمے؟"
دریاب کا ہی میسج تھا۔۔زیاف کا دل کیا اسے کال کر کے لعنتیں بھیجے کیونکہ سارا کیڑا تو اس میں محسوس ہو رہا تھا۔اسکا سکون اس سے ہضم نہیں ہو رہا تھا۔۔

پاگل ہو کر جا رہا ہے۔۔اپنی بہن کا بھی تیجہ کروا دینا ساتھ۔۔"اسنے ساتھ ہی میسج ٹائیپ کر کے جتایا۔۔اور ایک آخری نگاہ بھیڑ پر ڈال کر وہاں سے پلٹ کر باہر نکل آیا اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔۔

ہونہہ!!اس پاگل بلے کو ہنے گود میں کھلایا ہے یہ کیا ہمارے کان" کاٹے گا۔۔"وہ سر جھٹک کر میسج ٹائیپ کرتا بولا۔۔زیاف دیکھ کر دانت پیس گیا۔۔

تو تو مرے گا کمینے۔۔ ساری حرام پائی تجھ میں ہی ہے۔۔" اسکے غصے بھرے وائس میسج سے دریاب کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

"تو چھوڑا سے !ورنہ تجھے وہیں صدمہ لگ جائے گا۔۔ مجھے یہ بتا کہ رخصتی کا کیا کروں۔۔ اب نیت خراب ہو رہی میری۔۔ اتنا بڑا بیڈ مجھ سے تنہا نہیں سنبھالا جاتا۔۔" وہ جان بوجھ کر ایسا میسج کرنے لگا تھا جس سے زیافے کو تکلیف ہو۔۔ اور اب کر کے اسکی حالت کو سوچ کر محظوظ ہو رہا تھا۔۔

اور یہ حقیقت تھی اسکی حالت دریاب کی توقع پر پوری اتری تھی۔۔ اسکا میسج پڑھ کر زیاف کے ناسور تازہ ہو گئے تھے۔۔

"غرق ہو جا کمینے مجھ سے تو ایسے پوچھ رہا ہے جیسے میں پندرہ بیس عورتیں رخصت کروا کر بیٹھا ہوں۔۔" وہ غصے تکلیف سے چیخ پڑا۔۔

دریاب نے سن کر زوردار قہقہہ لگایا اور کال ملائی اسے۔۔ جسے زیافے نے دانت پیس کی پک کی اور اسکا قہقہہ سن کر اندر تک جل بھن گیا۔۔

"بھڑک کیوں رہا ہے۔۔ مجھے پتا ہے تیرے ابا کو تجھ میں ایسی مردانہ خاصیت نظر نہیں آتی جس بنا پر تیری رخصتی کروادیں۔۔" وہ ہنسی دبا کر بولا۔۔ صام نہیں تھا پر اسکے زیافے کو بھی ذلیل کرنے میں مزا آرہا تھا۔۔

"تُو تو جیسے چلتا پھرتا مردانگی کا اشتہار ہو۔۔ زیاف کا سبکی سے چہرہ سرخ تھا اسنے جل کر دانت پیستے کہا۔۔

"اور نہیں تو کیا۔۔ بندی دیکھ کر مجھے کانپنے لگتی ہے۔۔ روعب ہے تیرے دریابے کا۔۔۔" اسنے فخریہ چوڑا سینا کر کے کہا۔۔

"ہونہہ روعب! بڑا آیا روعب کا چاچا۔۔ روعب نہیں ہے۔۔ یہ جو دو سو ٹن کا بوجھ دنیا پر لیکر چل رہے ہو نچی اس سے ڈر جاتی ہے۔۔ پتا ہے تیری اس بات کے بعد مردانگی پھٹک پھٹک کر کے

مرنے لگی ہے۔۔"زیاف کا دل چاہا جانے کیا کر دے اس کمینے انسان کا جس نے اچانک اسکے زخم نوچ لیے تھے۔۔

"تم نہیں سمجھو گے بچے یہ ڈر نہیں ہے۔۔اسے انگلش میں محبت کہتے ہیں۔۔"دریاب نے سیریس مگر شریر تاثرات لیے کہا۔۔
"ابے اگر اسے تو محبت کہتا ہے تو میں من کو کہہ دیتا ہوں بچی سیدھا سیدھا سوسائیڈ کر لے۔۔"وہ روانی میں غصے سے بولا۔۔
دریاب نے مسکراتے ابرو اچکا لیا۔۔

"پھر تو کیا ہے۔۔تیری کیا محبت ہے پتا ہے۔۔کوئی منہ نہیں لگاتا ہر کہاں بس موقعہ پاتے رہتے ہو۔۔"اسنے بھڑکایا۔۔

"ابے چل چل!تیرے سے اچھی محبت ہے سانڈے!تو جو من سے بکواس کرتا ہے نا اس سے اچھی ہی محبت میں انو سے کرتا ہوں۔۔وہ میرا قرارِ دل ہے سمجھے۔۔

جا دیکھ کیسے شیرنی کی طرح ہے۔۔تیری طرح نہیں کہ بچی کو ڈرا سہما کر مار ہی دوں ہونہہ آیا بڑا مردانگی کا اشتہار۔۔۔"اسنے ضبط غصے سے روانی میں کہتے اپنی سنا کر کال ڈسکنیکٹ کر دی۔۔
دریاب کے لبوں پر پر سکون سی مسکراہٹ تھی۔۔

میرے بچے جا سیدھا گاڑی میں بیٹھ جلدی۔۔"اسنے میسج"
"بھیجا جسے پڑھ کر زیاف الجھ گیا۔۔"کیوں؟
دریاب نے اسکے کیوں کو پڑھتے قہقہہ لگایا۔۔"کیونکہ تم ابھی صدمے میں
"جانے والا ہے صدمہ پیشنٹ۔۔

ایسا کیا شاکڈ ہونے لگا کہ میں صدمے میں جاؤں۔۔"دریاب"
کا میسج پڑھنے کے بعد زیاف سوچ میں پڑ گیا۔۔وہ چلتا ہوا اپنی گاڑی کے پاس آیا۔۔
اسکے آدمی نے اسکے لئے دروازہ کھولا۔۔اور زیاف نے اندر بیٹھنا چاہا ہی تھا تبھی اسکے دماغ میں بلاسٹ ہوا۔۔

"اسے کیسے معلوم میری شا۔۔۔د۔۔ی رر۔۔ر خصتی کا؟"

دریاب کو کس نے بتایا اسکی شادی کا۔۔ اگر اسے اسکی شادی کا معلوم ہو گیا تو سمجھو من اسکی دوستی کے بارے میں بھی جان گیا کہ یہ محبت نہیں بیوقوفی تھی۔۔۔۔

آہہہہ۔۔ پھاپھا کٹنے میں تجھے کچا چبا جاؤں گا" وہ ایکدم پوری قوت سے دھاڑا۔۔ اسکے آدمیوں نے آس پاس کے لوگوں نے گھبرا کر اس آدم کے بچے کو آدم خور بننے کی کوشش کرتے دیکھا۔۔
سائیں کیا ہوا؟" اسکے آدمی گھبرا کر اسکے پاس پہنچے۔۔"
دفع ہو جا میرا دماغ گھوم رہا ہے۔۔ من مجھے زندہ نہیں چھوڑے گی"
جذبات میں بہک کر میں اس پولیس والے کی تفتیش کو سمجھ نا سکتا اور اپنے منہ سے اعتراف کر دیا۔۔" وہ رونے جیسا ہو گیا اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ دریاب کو شوٹ کر دے۔۔

اگر من کو معلوم ہوا تو وہ مجھے جان سے مار دے گی۔۔ ٹوٹے کر دے گی"
میرے۔۔ نکل بیٹا زیافے۔۔ ان شہر والوں کے پاس اب تیری کوئی جگہ نہیں۔۔" وہ بڑبڑاتا تیزی سے گاڑی میں بیٹھا۔۔ سب نے حیرت پریشانی سے دیکھا کہ سائیں کو اچانک ہو کیا گیا ہے۔۔

تھینکس ٹو یو زیاد فے میرے چھوٹے صدمہ بھائی تیری وجہ سے "
اتنے دن جو جیلسی فیل ہو رہی تھی تم دونوں کو ساتھ دیکھ کر۔۔ میں جو اندر سے
انسیکیور تھا۔۔ ایک لمحے کو سوچ کر قرار نہیں تھا وہ تو نے چٹکیوں
میں ختم کر دی۔۔ دو پپی میری تمہارے گالوں پر۔۔
اب تیری بھابی سے رومینس کرنے میں مزہ بھی آئے گا۔۔ خیر
اسے چھوڑ یہ بتا یہ انوکیا وہی ہے جس کے گھر تو اس رات گھسا
تھا؟ جو تیرے صدمے کا علاج کرتی ہے ڈاکٹر انوشہ۔۔
"فقط: تمہارا پیارا بھائی دریاب خان۔

دریاب خان کا میسج پڑھتے اور اسکی چمی کے ایموجی کو دیکھتے زیاف کو
جھرجھری آ گئی۔۔ وہ صدمہ میں جا چکا تھا۔۔ وہ ڈھے گیا پوری
سیٹ پر۔۔ اسکے آدمی ہڑبڑا گئے۔۔

تو گویا اسے معلوم اس رات کے واقعی سے پڑھا تھا۔۔ لیکن اسے بتایا
کس نے؟؟

دوسری طرف دریاب اسکی حالت کا سوچ سوچ کر قہقہہ لگا رہا تھا۔۔ پچھلی رات جب وہ انوشہ کے گھر میں گھسا تھا اے ایس پی نے گشت دوران سے سیکھ لیا تھا اور زیاف زیدی کو پہچانتے اسے پکڑنے کی جرات کرنے کے بجائے سیدھا ایس پی دریاب کو انفارم کر دیا۔۔

دریاب نے صام سے انوشہ کے باپ بھائی کا نمبر حاصل کرنے کی بہت سی کوشش کی تاکہ زیاف زیدی کے منگل کو جنگل بنا سکے مگر ایک زیاف تھا تو دوجہ اسکا کمینہ کزن تھا جو کہ پورا اسکا تھا۔۔ وہ ناکام ہو گیا تھا زیاف کو مار پڑوانے میں۔۔۔

لیکن اس راز سے ضرور واقف ہو گیا تھا کہ زیاف کا کچھ تو معاملہ انوشہ سے ہے۔۔ مگر آج اسکے شک پر یقین کی مہر ثبت کرتے اسنے دریاب کو خاصا بے فکر کر دیا تھا۔

اب تو اسکی بیڑی اسے بلیک میل بھی نہیں کر پائے گی۔۔ اسنے شیطانی دماغ سے سوچا۔۔ وہ بیڑی اتنی چالاک ہو گی اسنے کبھی سوچا نہیں تھا۔۔

وہ تو اسکی سوچوں سے زیادہ ہر بار تیز نکل رہی تھی۔۔

وہ بہت خوش تھا کیونکہ سالوں بعد زندگی آہستہ سے اپنی راہ حاصل کرنے لگی تھی۔۔

وہ پر سکون تھا دل سے من سے۔۔اسے احساس ہوا تھا دیر سہی لیکن اندھیر نہیں۔۔۔دریاب خان آج کھل کر مسکرا رہا تھا۔۔

وہ اپنے میں داخل ہوتا اس بیڈ کو دیکھ رہا تھا جس سے سے من کو دھکیلا تھا۔۔وہ پگلی نہیں جانتی تھی اور اسکی قربت میں دریاب بھی بہک سا گیا تھا۔۔

یہ تو شکر تھا کہ وقت رہتے اسے احساس ہو گیا کہ اسکے روم میں کیمرہ موجود ہیں۔۔اسکے میسنے بھائی کے جو اس کی ہر حرکت پر نگاہ ٹکائے بیٹھا ہے۔۔

ایک طرف دلاور خان تھا جس کے کیمرہ سے ڈر کر اسنے من کو پیچھے دھکیلا تھا دوسری طرف فارس کمینا تھا جس کے بالکنی میں پرچھائی کو دیکھ کر وہ چونک اٹھا تھا۔۔

اگر وہ من سے محبت کا اظہار کر دیتا تو انہیں کیسے یقین دلاتا کہ وہ نویرہ سے محبت کرتا ہے۔۔

اپنے رسگلے کو تو وہ پھر سے منع سکتا تھا، لیکن جذبات کے بہاؤ میں بھائی کو نہیں کھو سکتا تھا۔۔ اگر اس رات وہ من کی انسلٹ نا کرتا۔۔ تق ہر گز فارس پر ثابت نا کر پاتا کہ وہ نویرہ سے محبت کرتا ہے۔۔

اگر وہ شک میں آجاتا تو فوراً سے جا کر طفران حیدری کو بتا دیتا۔۔ اور آج جس کامیابی کی اونچی سیڑھیوں پر وہ کھڑے ہیں یہ سب نا ہوتا۔۔

زیاف کو ہوش میں اسکا موبائل کھینچ لایا۔۔ اسنے دیکھا تو حویلی سے کال تھی۔ وہ کچھ پریشان ہوا۔۔ اس وقت کال دیکھ کر۔۔۔
السلام علیکم اماں سائیں خیریت؟" اسنے متفکر ہو کر پوچھا۔۔"
شکر تمہیں کراچوں والوں نے میری کال پک کرنے کا تو وقت دے دیا" زیاف زیدی ورنہ تو میں سوچ رہی تھی ان لوگوں کی محبت میں اتنے اندھے ہو جاؤ گے کہ اپنی ماں کی میت کو بھی کندھا دینے کیلئے تمہارے پاس وقت نہیں ہوگا۔۔" دوسری طرف رباب زیدی کی غصیلی چبھتی آواز گونجی۔۔

اماں کیسی باتیں کر رہی ہیں۔۔"زیاف تڑپ اٹھا۔۔"

جیسا تم نے رویہ رکھا ہے ویسی باتیں کر رہی ہوں۔۔خدا نے ایک ہی" اولاد دی تو وہ بھی تیری جیسی۔۔جسے اپنے ماں باپ کا کوئی احساس نہیں پڑے ہو پرائے در پر۔۔

اس تقویٰ نے جانے کون سے تعویذ کیے ہیں تم پر کہ اسکے بیٹے کے غلام بنے پڑے ہو۔۔بیچ کر دیا ہے اس عورت نے تمہیں۔۔اگر وہ تمہارا بڑا بھائی ہے تو رضا زیدی کے اکلوتے اولاد تم بھی ہو۔۔

کتنا تمہیں سمجھاؤں میں زیاف یہ تمہاری معصومیت کا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔۔آج دیکھو اسکا بیٹا کامیاب ہے اور تم اسکے چیلے بنے پھر رہے ہو۔۔

میرے اندر سے آہیں نکل رہی ہیں اس ذلیل عورت کیلئے جس نے تمہیں اپنے در کا غلام تو بنا دیا لیکن اپنی بیٹی تمہیں نہیں بلکہ اپنے بھائی" کے ان زانی بیٹوں کے حوالے کر دی۔۔۔

اماں خدا کے واسطے کیا بولے جا رہی ہیں آپ۔۔کیا ہو گیا ہے کونسی" قیامت ٹوٹی ہے کہ آپ اتنی زیادہ تلخ ہوتی جا رہی ہیں۔۔نہیں چاہیے" مجھے توقیع کیونکہ میں انوشہ سے پیار کرتا ہوں۔۔

زیاف انہیں ٹوک کر اپنے لہجے کے پھسلنے پر ضبط کرتا غصے سے سرخ ہو کر بولا۔۔

ہاں بس یہی کالی کلوٹی رہ گئی تھی تمہارے لیے۔۔ اپنے بیٹوں کیلئے دلہنیں لائی ہے دیکھی ہیں تم نے۔۔ اپنے وہ بھائی کی بیٹی اتنی حسین ہے پھر حیدر شاہ کی بیٹی۔۔ اتنی مالدار ہے۔۔

اور تیرے لیے کیا ہے ایک غریب حقیر سی کالی لڑکی تجھے متھے مردی ہے۔۔" اسکے لبوں سے انوشہ مصیبت کا نام سن کر وہ غصے سے بھڑک کر گویا ہوئیں۔۔

زیاف نے توہین سے سرخ چہرے سے گہرا سانس کھینچ کر لب بھینچتے موبائل کو دیکھا۔۔

اماں میں حسن پرست نہیں ہوں۔۔ تائی جاں نے کبھی مجھے انوشہ کیلئے فورس نہیں کیا تھا۔۔ آپ کو پتا ہے میں نے اسے پسند کیا ہے۔۔ اور اگر آپ حسن پرست ہیں تو جان لیں میرے لیے حسین لڑکی آپ کے تائی جس کے بعد میری بیوی ہی ہے بس۔۔" وہ ضبط کے عالم میں کھڑا بولا۔۔

ہونہہ حسین۔۔ جیسی تیری تائی ویسی کالی تیری بیوی۔۔مجھے تو ان دونوں" سے دور ہی رکھو۔۔حویلی آؤ کام ہے ایک۔۔۔اب یہ مت کہنا صاے کا یہ کام نہیں کیا وہ کام نہیں کیا۔۔یا اپنی محبوبہ کا دیدار نہیں کیا۔۔ حد ہو گئی بالکل غلام بنا دیا ہے۔۔ناماں کا ہوش نا باپ کا ناہی اپنے مستقبل کا۔۔نوکر بن کر انکی خاطر داری میں لگا ہوا ہے۔۔"وہ شدید برہمی سے اسے حکم دیتیں بڑبڑاتی ہوئیں کال ڈسکنیکٹ کر گئیں۔۔

زیاف موبائل پکڑے سرخ چہرہ لیے کھڑا رہا۔۔
وہ اپنی ماں کو کیسے بتاتا کہ سکون نہیں ہے آپ کی اتنی بڑی حویلی میں۔۔ہر وقت کی چیخ وپکار شکووں گلہ سے وہ تنگ آکر بھاگ آتا تھا شہر۔۔

وہ ہمیشہ یونہیں انوشے کو ڈی گریڈ کرتی تھیں تو کبھی اسکی تائی جاں یعنی تقویٰ زیدی کو بھی۔۔۔
جانے کونسی نفرت تھی انہیں۔۔زیاف گہرا سانس لیکر موبائل جیب میں رکھتا واپس گاڑی میں آکر بیٹھا۔۔

سائیں ہاسپٹل چلیں؟" اسکے آدمی نے متفکر ہو کر پوچھا۔۔زیاف "
ناچاہتے ہوئے بھی متبسم ہو گیا۔۔کیونکہ اسکے آدمی بھی اسکی طرح ہی تھے
معصوم۔۔۔
حویلی چلو!" اسنے حکم دیا اور خود فرنٹ سیٹ پہ بیٹھ گیا۔۔وہ "
سوچوں میں ڈوبنے لگا۔۔اسے کبھی بھی مال دولت حسن کی حوس نہیں رہی
تھی وہ کافی سادہ طبیعت کا مالک تھا۔۔
اسے بہن بھائی خوشیاں سکون چاہیے تھا۔۔جو حویلی میں اسے کبھی
نہیں ملا۔۔وہ بڑا اسٹیٹس نہیں چاہتا تھا وہ مختصر سی دولت اور
ڈھیروں محبتیں چاہتا تھا۔۔

یہاں وہ انوشہ کیلئے ہر گز نہیں تھا ناہی تقویٰ زیدی کی وجہ سے تھا۔۔بلکہ وہ
تو بھائی بہنوں دوستوں کی خاطر تھا۔۔

اسے سمجھ نہیں آیا کزنز کے رشتوں میں اتنی نفرتیں کیوں ڈالنے کی
کوشش میں ہوتے ہیں یہ لوگ۔۔

کزنز بھائی بہن کیوں نہیں بن کر رہ سکتے۔۔وہ ایک دوسرے سے مخلص ہوں تو دنیا انہیں کیوں وہ تلخ روپ دکھانا چاہتی ہے جو ہوتا نہیں ہے۔۔ ناصام نے اسے کبھی نیچا دکھانا ناہی اسکی تائی نے یا تایا نے۔۔پھر بھی وہ نفرتیں رکھے ان سے۔۔

آخر وہ اپنی مرضی کی عام زندگی کیوں نہیں گزار سکتا۔۔

ہر وقت بندے ساتھ رکھنا، یر وقت ٹشن میں رہنا خود کو کروڑوں ڈالرز کا مالک بنانا۔۔کیا اسکے علاوہ زندگی نہیں۔۔

کیا زمین پر لوگ صرف پیسے سمیٹنے ہی آئے ہیں۔۔رشتوں کی کوئی اہمیت نہیں۔۔

oooooooo

کبھی جانور کو کپڑے پہنتے دیکھا ہے؟"سیاہ لوہے کی موٹی سلاخوں کے" بیچ بنے دروازے کو کانسٹبل کے کھولنے پر وہ جب اندر داخل ہوا سامنے یہاں سے وہاں چکر کاٹتے وجود کو سوٹ بوٹ میں ملبوس دیکھ کر اسنے انسپکٹر اور حولدار سے استہزائیہ پوچھا۔۔

نہیں سر!" انہوں نے فوراً سے اپنے سینئر آفیسر کو جواب دیا۔ دریاب انکا"
جواب پاکر مسکرا دیا۔۔ ظفران حیدری نے طیش بھری نگاہ اسکی
سمت اٹھائی۔۔ وہ جان گئے تھے کہ دریاب خان اس پر طنش کر رہا ہے۔
انکی رنگت سرخ پڑ گئی۔۔ "یہ تم کس سے کہہر ہے ہو؟" ظفران
حیدری نے غراتے پوچھا۔۔
ارے آپ یہاں؟" اسنے یوں حیران ہوتے دیکھا جیسے پہلی بار"
ظفران حیدری کو دیکھ رہا ہو اور اسے توقع نا تھی ظفران حیدری اسے یہاں
ملے گا۔
آپ کو تھوڑی کہہ رہا ہوں۔۔ میں تو اس کتے کو کہہ رہا ہوں جسے"
سامنے میرا مطلب آتے ہوئے دیکھا تھا۔ بلا کا وجیب منظر تھا۔۔
انسانوں نے کپڑے اتارنا شروع کر دیئے ہیں اور کتے نے کپڑے پہن
"رکھے تھے۔۔ چہ چہ آخری وقت چل رہا ہے۔۔
وہ اظہارے افسوس کرتا ہوا بولا۔۔ لیکن وہاں کوئی بیوقوف نہیں تھا وہ
جانتے تھے ظفران حیدری پر طنز تھا۔۔

ایس پی!" ظفران نے چبھا کر کہتے اسے مخاطب کیا۔۔ اسکی"
آنکھوں میں وارننگ صاف محسوس کی جا سکتی تھی۔۔

آں ہاں! ایس پی دریاب خان۔۔ اپنے شاگرد کو نہیں پہچانتے پروفیسر" صاحب۔۔ آپ نے ہمیں پڑھایا تھا یاد کریں۔۔ دلاور خان کو۔۔ اور خاص کر کے اپنے دوست کی بیٹی نویرہ فیروز کو۔۔ اتنا اچھا یا پڑھایا کہ وہ پڑھتے پڑھتے۔۔۔" اسنے تاسف سے سر نفی میں ہلایا۔۔

تم مجھے پر الزام لگا رہے ہو؟" ظفران حیدری کو شدید ترین ذہنی جھٹکا لگا" دریاب کے ذو معنیٰ بات سے۔۔

ہاہاہاہاواہ آپ نے کیا بات کر دی۔۔ چور کی داڑھی میں تنکا۔۔ بھئی میں" نے کچھ کہا؟" اسنے معصوم بنتے محظوظ ہو کر اپنے عملے سے پوچھا۔۔

نہیں سر آپ تو کچھ کہہ ہی نہیں رہے۔۔ پروفیسر کے کان بج رہے ہیں!"" وہ مسکراہٹ دبائے سر نفی میں ہلانے لگے۔ ظفران نے انہیں غصے سے سرخ آنکھوں سے دکھا۔۔

چھوڑیں اس بات کو میں کیا کہہ رہا تھا کہ پہلی بار میرے"
استاد میرے غریب خانے پر آئے ہیں۔۔ انکی اچھے سے مہمان
نوازی کیجئے گا۔۔ کوئی کمی نہیں ہونی چاہیے انکی مہمان نوازی میں۔۔ انڈر سٹنڈ؟"
انہوں نے اپنے آفیسر سے تیز لہجے میں حکم دیا۔

یس سر! ڈونٹ وری ہم بہت اچھے سے خاطر داری کریں"
گے۔۔ آپ کے استاد مطلب ہمارے استاد۔۔ اور پولیس سب کی
استاد!" آنسپکٹر نے سلیوٹ مارتے با آواز کہا۔۔

دریاب مسرور ہو کر سر اثبات میں ہلا گیا۔۔ "ویسے کیا پکایا ہے؟
"میرے استاد نے کچھ کھایا کہ نہیں؟

سر دال فرائی وتھ پانی، اینڈ وتھ ہمارے غریب خانے کے"
خانساماں کے شاہی ہاتھوں کی روٹیاں۔۔۔" اپنے آفیسر کو خوشگوار موڈ
میں دیکھ کر حولداری کی بھی رگ ظرافت پھڑکی وہ شریر لہجے
میں گویا ہوا۔۔

زبردست !ڈنر کا وقت ہے۔۔ کانسٹبل کو بھیجو پلیٹ تیار کروائے۔"""
اسنے دوسرا حکم دیا۔ حوالدار نے سر ہلاتے جیل کے باہر موجود حولدار کو اشارہ دیا۔۔

ظفران حیدری کا احساس توہین سے چہرہ لال انگارہ ہو رہا تھا وہ قہر بار نگاہوں سے دریاب خان کے مسکراتے چہرے کو دیکھ رہے تھے۔

کمینہ تو یہ انسان تھا۔۔ اسے پچھتاوے ہونے لگے کہ دلاور کی جگہ اس کمینے لڑکے کو کیوں نہیں پھنسایا۔۔

ویسے کیا پڑھایا تھا آپ نے پہلے ہمیں۔۔ "اسنے اپنی انگلی سے ٹھوڑی" کھجاتے سوچا۔۔ وہاں موجود سب مسکراہٹ ضبط کرنے لگے۔

ہاں یاد آیا! جاندار اور غیر جاندار۔۔۔ نہیں نہیں۔۔ آپ یہ" سب تو نہیں پڑھاتے تھے بلکہ آپ نے ہمیں پڑھایا تھا جانور اور انسانمیں فرق۔۔

جانور کپڑے نہیں پہنتے انکے پاس دماغ نہیں ہوتا وہ اچھائی برائی میں فرق نہیں جان پاتے جبکہ انکے برعکس انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اسکے پاس دماغ ہے اچھائی برائی میں فرق کرنے کیلئے، اسکے پاس دین ہے کسی کی مدد کرنے کیلئے۔۔ انکے پاس دل "جیسی نعمت ہے۔۔ جو اللہ کے نور سے روشن ہوتی ہے۔۔۔

چٹاخ!!! دفعتاً اپنا جملہ درمیان میں چھوڑ کر اسکے بھاری ہاتھ کا زوردار پنجہ ظفران حیدری کے منہ پر پڑتا وہاں موجود سب کے کانوں میں زوں کی آواز پیدا کر گیا۔۔

آہہہ۔۔۔ "اسکے ایک ہاتھ کے پنجے نے ظفران حیدری کے کانوں سے " خون نکال دیا۔۔ انکے چودہ طبق روشن ہو گئے۔۔ خود کو گرنے سے بچانے کیلئے دیوار کا سہارا لیا۔۔ انکے حواس دماغ انکا جیسے ساتھ چھوڑ گئے۔۔

غلط سبق پڑھانے کی سزا ہے یہ۔۔ سبق ہمیشہ وہی پڑھانا" چاہیے جس پر انسان خود بھی عمل کرتا ہو۔۔" اسنے سرد لہجے میں اس زوردار پنجے کی وجہ بتائی۔۔

دریاب خان میں تمہیں جان سے مار دوں گا!!!!" ظفران حیدری"
کسی حیوان کی طرف پھر کر دریاب کو نوچنے کیلئے اسکی طرف
لپکا۔۔ اس سے پہلے کہ وہاں موجود انسپکٹر اور حوالدار حرکت میں آتے
سیاہ بوٹ میں مقید پاؤں فضا میں بلند ہوا اور پوری قوت سے
ظفران حیدری کے سینے پر پڑا۔۔ اسے زوردار دھماکے کے ساتھ دیوار سے
جا چپکا۔۔

آہہہ۔۔" ظفران حیدری اس بھاری پاؤں کے سینے پر آتے ہی بلبلا"
اٹھا۔۔ انکے منہ سے دلخراش چیخ کے ساتھ خون نکلا۔۔

سانس دب گئی اور چہرہ نیلا۔۔۔

چھونے کی غلطی مت کرنا! مانا کہ تم میں سو کتوں کی طاقت ہے۔۔"
لیکن تمہارے مقابل دریاب خان ہے۔۔ جس کے ایک پنجے
میں تیرے جیسے سو حیوانوں کی طاقت ہے۔ ایک پنجا اچھے اچھوں کی
پینٹ گی*لی کر دیتا ہے۔۔" وہ وارن کرتا اپنے بھاری ہاتھ دکھا کر بولا۔۔
ظفران حیدری نے ہراساں وحشتزدہ ہو کر اسے دیکھا۔

"غدار!!!کتے تت۔۔ تم نے ہمیں دھوکہ دیا۔۔ تم مجھ سے لڑھ رہے ہو۔۔ تم بھول گئے تمہاری محبوبہ کا قاتل تمہارا۔۔۔"

"ارے بھاڑ میں گئی ایسی محبوبہ جو مجھے میرے بھائی سے جدا کر دے۔۔ مجھے اگر کبھی محبت ہوئی تو میرے بھائی بہن سے ہے۔۔ ناکہ انکے دشمنوں سے۔۔ اگر مجھے نفرت ہوئی ہے تو صرف نویرہ فیروز سے ہے ظفران حیدری۔۔ ناکہ اپنے بھائی سے۔۔" اسنے ظفران حیدر کی بات غراتے ہوئے درمیان میں کاٹ کر اسکے منہ پر انکشاف کیا۔۔ وہ سپید لٹھے کی مانند پڑ گئے۔۔

"تتت۔۔ تو وہ میسج وو۔۔ وہ پیار؟ فیروز کے سامنے اسکی مری ہوئی بیٹی سے محبت کا اظہار۔۔ بھائی سے نفرت۔۔۔؟" ظفران حیدری نے ششدر ہوتے پوچھا۔۔

عدالت کی شنوائی کے بعد انہیں پولیس کی کسٹڈی میں سینٹر جیل بھیج دیا گیا تھا جہاں وہ اس وقت جیل میں موجود تھے۔ انہوں نے دریاب خان کو طلب کیا تھا صبح ہی۔۔
کیونکہ انہیں پتا تھا ان سب میں ایک دریاب ہی تھا جو اب اسکی یہاں جیل میں مدد کر سکتا تھا اور اسے یہاں سے نکال سکتا تھا۔

دریاب خان کو انہوں نے بلا تو لیا تھا یہاں مگر انکا جو شک تھا ہمیشہ سے اس پر کہ وہ انکا نہیں اسکے بھائی کا ہے۔۔ آج سچ ثابت ہو گیا تھا۔۔

وہ جسے بیوقوف سمجھ کر اسکا استعمال کر رہا تھا آج اسنے ان کے منہ سے الفاظ نوچ لیے تھے۔۔ انکی بات پر دریاب کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

"تمہیں کیا لگتا ہے پروفیسر کہ کھیلنا صرف تمہیں آتا ہے؟"

ہم کھیل کے نئے کھلاڑی سہی۔۔ لیکن کھیلنا ہمارا بچپن کا شوق ہے۔ ہم "
کھیل میں مہارت تیرے باپ دادا سے بھی زیادہ کی رکھتے ہیں۔۔"
اسنے مسکراتے لہجے میں فخریہ باور کروایا۔۔

اور رہی نویرہ سے محبت۔۔ تیرا چیلہ ہوں حسینہ کو دیکھ کر تھوڑا بہت پگھل"
گیا۔۔ مگر تیرا جگر بڑا ہے۔۔ تُو تو پگھلا بھی اور جھیلا بھی۔۔" اسنے
ذو معنی لہجے میں کہتے آنکھ دبائی۔۔
وہاں قہقہے گونج اٹھے۔۔

بہت برا حال کرے گا تمہارا فیروز ہے۔۔ دیکھنا۔۔ دریاب"
خان۔۔ ایک بار مجھے یہاں سے نکلنے دے۔۔ پھر ہم بات کریں گے۔۔"
ظفران حیدری نے اپنی بپھری پھولی سانسیں بحال کرتے مٹھیاں
بھینچی۔۔

ہاہاہا۔۔ خوش فہمی تو دیکھو بچے کی۔۔۔" دریاب نے فلک شگاف"
قہقہہ لگاتے اپنا پاؤں نیچے رکھا اور اسے دیکھا۔

تیرے باہر رہنے کے دن گئے ظفران حیدری۔۔! اب اگر تو باہر نکلا بھی"
تو سیدھا کورٹ جائے گا اور وہاں سے اپنے دیوانے کے پاس۔۔ جسے
معلوم پڑ گیا نا کہ اصلی قاتل میں نہیں تُو ہے۔۔ پھر بیٹا۔۔ وہ تجھے
مارے گا نہیں۔۔ کاٹے گا تو بالکل بھی نہیں۔۔ بلکہ تجھے الٹا لٹکا کر تیرے وجود
میں کیل ٹھوکے گا۔۔ اتنے چھید کرے گا کہ ایک تو تُو گن نہیں سکے گا۔
دوسرا تو گن پائے گا نہیں۔۔" اسنے شریر لہجے میں اسکے کانوں میں
سیسہ انڈیلا۔۔ ظفران کی سانس رکنے لگی۔۔

ارے گھبراؤ نہیں استاد! کیا معلوم تمہارا انجام اس سے زیادہ"
انٹرسٹڈ ہو۔۔ انجوائے کرو زندگی کی طرح موت کو بھی۔۔ انجوائے کرنے ہی
"تو آئیں ہیں۔۔

سنو! اسے اچھے سے اچھا کھانا کھلاؤ! اسکے وجود میں کسی قسم کی"
کمزوری نہیں ہونی چاہیے۔۔ وجود جتنا تندرست خود انسان باصحت
ہو گا۔ موت کا نشے اتنا ہی لذیذ محسوس ہو گا۔۔" اسنے اپنے آفیسر کو حکم دیا وہ
فوراً سے سر اثبات میں ہلا گئے۔۔
دریاب نے مسکراتے ظفران حیدر کو دیکھا۔۔

پتا ہے ظفران حیدری! ہر استاد اپنے شاگرد کو کچھ ایسا ضرور پڑھا"
جاتا ہے جس سے اسکی زندگی سنور جاتی ہے۔۔
تم نے بھی ہمیں پڑھایا۔۔ کتاب کے بغیر سبق پڑھایا۔۔۔

تم نے جو کیا۔۔ ایک طرح سے ٹھیک ہی کیا۔۔ صرف میرے
قلب کو تکلیف آئی اسکا حساب تم سے برا ہو گا۔۔ لیکن تم نے ہمیں
زندگی کی معنی بتائی ہے۔۔ ہمیں رشتوں سے مزید باندھ دیا ہے۔۔ اور آج
ایسا بنا دیا ہے تینوں بہن بھائیوں کو کہ ہم جب منظر عام پر آئیں
گے دانیال خان کا فخر کہلائیں گے۔۔" وہ اسکی آنکھوں میں
آنکھیں ڈال کر بولا۔۔

ہمیں سبق ملا کہ چھوٹی چھوٹی چنگاریوں سے کیسے آگ بھڑکتی ہے۔۔ ہم نے"
اپنی زندگیوں میں شرارتوں سے جو پٹاخے جلائے تھے وہ ہمارے لیے
بلاسٹ بن کر سامنے آئے۔۔ اسنے تہس نہس کر دیا ہمیں۔۔ لیکن خدا
نے نہیں۔۔
پتا ہے خدا نے کیوں تہس نہس نہیں کیا؟؟" اسنے پوچھا۔۔
سب سانس روکے اسکی سرخ آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔۔

کیونکہ !ہمارے ماں باپ دنیا کی عظیم ہستیاں ہیں۔۔ہمارے سینے میں" قرآن ہے۔۔اور ہم معصوم تھے جن سے تم کھیلے تھے۔اور سب سے بڑی "بات۔۔مقابل تم جیسی برائی تھی۔۔

تمہاری آنکھوں میں جو سوالات ہیں انکے جوابات دے دوں میں" ظفران حیدری کہ میں تم لوگوں کے ساتھ کبھی تھا ہی نہیں۔۔البتہ تم لوگوں کے ساتھ رہ کر مجھے یہ ضرور معلوم ہو گیا کہ اصلی مجرم حیوان کون ہے۔۔

پتا ہے جب تم باہر نکلو گے۔۔جب ساحل شاہ تمہیں دنیا کے سامنے لائے گا۔۔تو دنیا پاگل ہو جائے گی تمہیں نوچنے کیلئے۔۔ابھی سے دیکھ لو۔۔صرف یہ معلوم پڑا ہے کہ درندہ جماعت کا سربراہ تھا۔۔ان کے سر پر اس جماعت کو آگ لگانے کا جنون سوار ہو گیا ہے۔۔

"آگے آگے دیکھتے جاؤ ہوتا ہے کیا۔۔

اتارو اسکے کپڑے۔۔ سنا نہیں تم لوگوں نے جانور کپڑے نہیں " پہنا کرتے۔۔" اسنے غصے سے غراتے ہوئے ابھی ابھی وہاں داخل ہوئے اے ایس پی کو غصے سے حکم دیا۔۔

"دریاب خان!! میں۔۔۔"

میں کے بچے پیچھے چل!" اس سے پہلے وہ دریاب تک پہنچتا۔۔" اے ایس پی نے غصے سے اسے پیچھے دھکیلا۔۔ وہ لڑکھڑا کر دیوار کا سہارا لیکر خود کو سنبھال گیا۔۔

اسکے کپڑے اتار کر اسے زنجیر ڈال کر یہاں سے لے جانا اور کال" کوٹھڑی میں رکھنا ان دس دنوں تک۔۔
ہمارے پاس کتوں کا الگ ٹھکانہ ہے۔۔" اسنے اے ایس پی سے کہتے ہوئے سرخ چہرہ لیے کھڑے ظفران حیدر سے کہا۔۔

اور ہاں کوئی بھی آئے کوئی بھی ملنا چاہے سب کو کہہ دینا یہاں نہیں" ہے ظفران حیدری! اگر کوئی آفیسر کی کال آئے تو مجھے بتانا میں خود ان سے

بات کرلوں گا۔۔ لیکن اسکی ملاقات کسی سے نہیں ہونی چاہیے اگر کسی نے رشوت کا سوچا بھی تو انجام برا ہوگا اسکا۔۔" وہ انہیں آخری وارننگ دیتا ہوا ایک تمسخرانہ نظر ظفران حیدری پر ڈال کر وہاں سے نکلا۔۔

کوئی میرے قریب آیا تو اچھا نہیں ہوگا۔۔" وہ خوفزدہ ہو کر بولے۔۔"
اچھا تو اب تیرے لیے نہیں ہوگا۔۔" اسکی مزاحمت پر اے"
ایس پی نے اپنا ڈنڈا سنبھالا۔۔ اور پوری قوت سے اسے مارنے لگا۔۔

جیل کی ان چار دیواریوں میں اسکی چیخیں گونج اٹھی تھیں۔۔ آنکھوں کے سامنے سالوں پرانہ منظر گھوم رہا تھا۔۔ اسکا وجود درد سے جیسے ہی سن ہوا انسپکٹر نے ایک زوردار ٹھوکر اسے مارتے کھینچ کر اسکے وجود سے کوٹ کو نکال کر دور پھینکا۔۔
کال کوٹھڑی کا سوچ کر ظفران حیدری کے اوسان خطا ہو رہے تھے۔
ایک سیاہ اندھیرے میں ڈوبی نہایت تنگ سی چار دیواریوں کی جگہ تھی جہاں کروٹ بدلنا اور اٹھ کر بیٹھنا چلنا ہی ہو سکتا تھا۔۔

ایک باتھ روم تھا۔۔ جس کی بدبو انسان کو زندہ موت دے رہی تھی۔۔
اس سے نکلتی گندگی کیڑے مکھیاں۔۔ سوچ کر وہ وحشت سے چیخنے لگا۔۔
مگر اسکی چیخیں سننے والا وہاں کوئی نہیں تھا۔۔ اسکے دوست ساتھی
پارٹنرز کوئی بھی نہیں۔۔

وہ جب اسے زنجیروں میں باندھ کر گھسیٹ کر لے جا رہے تھے۔ جیل
میں موجود قیدیوں کے قہقہے اسکی حالت پر بے ساختہ تھے۔۔
ظفران حیدری منہ چھپانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن گردن میں
موجود کتے کا پٹا اسکی کوشش کو ناکام کر رہا تھا۔۔
وہ اسے کھینچتے لے جا رہے تھے۔۔ کیونکہ وہ کوئی اور نہیں دلاور دریاب کے ہم
عمر ہی تھے۔۔

بس خدا نے انہیں بڑی عزت رتبے سے نوازا تھا۔۔ اور دریاب
خان انکا سینئر بن گیا تھا۔۔ جو انکے سینئر کا دشمن تھا وہ انکا دشمن
تھا۔۔
اور کورٹ میں جو اسکے گناہ ظاہر ہوئے تھے ان سے یہ ثابت ہوتا
تھا کہ وہ قاتل تھا ایک کا نہیں بہت سے لوگوں کا۔۔

لیکن ابھی تو اس شیطان کے چہرے سے پردہ اٹھانا باقی تھا وہ بھی دنیا کے سامنے پھر اسکا انجام عبرتناک ہونے والا تھا۔۔

میں آئی جی کو کال کروں گا تم سب کو نوکریوں سے نکال دوں گا مجھے جانے دو۔۔" وہ جب اسے دھکیلتے ہوئے کال کوٹھڑی کے پاس لائے اور دروازہ کھولا بدبو کا ایک بھبھوکہ جیسے اسکی نتھنوں سے ٹکڑایا وہ چلا اٹھا۔۔۔ "

ہاں ہاں اندر جا کر اپنے باپ کو بھی کال کر دینا۔۔ اب نکل۔۔" انہوں نے قہقہہ لگاتے اسے اندر دھکیل کر کہتے دروازہ بند کر دیا۔۔
اندر موجود ظفران حیدری گھپ اندھیرے میں عنرا نے پاگل ہونے لگا۔۔ مگر کون تھا جو سنتا۔۔ ویسے ہی جیسے کسی مے دلاور خان کی نہیں سنی تھی۔۔

ooooooooo

دل۔۔!!!" وہ روتی بے بسی سے چلائی۔۔ مگر وہ پھر بھی اسکی طرف "
متوجہ نہیں ہوا۔۔ گاڑی جھٹکے سے زیدی ہاؤس کے سامنے سیاہ گیٹ
کے آگے رکی جہاں اوپر آج بھی سنہری حرف سے "ماشاءاللہ"
لکھا ہوا تھا۔۔ اس گھر کو دیکھ کر خود ہی لبوں سے ماشاءاللہ نکلتا
تھا۔۔
اس سفیس محل نما بنگلے کی وہ شہزادی تھی جو کچھ دن اسکے ساتھ
پہاڑوں کے علاقے میں رہ کر اس وقت چیخ و چلا رہی تھی۔۔
اترو!!" اسنے حکم دیا۔۔"
نن۔۔ نہیں۔۔ مجھے نہیں اترنا مجھے آپ کے ساتھ رہنا ہے آپ "
سمجھتے کیوں نہیں۔۔ میں پاگل ہو جاؤں گی آپ کے بار بار ٹھکرانے
"پر۔۔
آپکی محبت نے مجھے کہیں نا نہیں چھوڑا دلاور خان۔۔ مجھے اگر آپ نے "
ٹھکرا دیا تو میں مر جاؤں گی۔۔" وہ اسکے شانے سے لگ کر اسکے
جدا ہونے کے خوف سے سسک اٹھی تھی۔۔

دلاور نے اس دیوانی کے ہچکیاں بھرتے تڑپتے وجود کو دیکھا۔۔ محبت بھی کتنی اندھی ہوتی ہے۔۔ وہ اتنی حسین مکمل اور باعزت کامیاب تھی کہ اگر اسے چھوڑ دیتی تو بھی اسکے لئے زندگی بانہیں پھیلا کر آگے موجود ہوتی۔۔
لیکن اس دیوانی نے اپنی زندگی اس تک محدود کر دی تھی خود کی زندگی خود پر ہی تنگ کر دی تھی۔۔ محبت اتنی بے حس کیوں ہوتی ہے۔۔

میں ٹھکرا نہیں رہا۔۔ "اسنے نرمی سے اسکے سر کو چھوا۔۔"
آپ مجھے خود سے جدا کر رہے ہیں۔۔ مجھے آپ سے ایک لمحے جدا"
نہیں ہونا۔۔ آپ کو اپنی آنکھوں سے اوجھل نہیں کرنا۔۔ مجھے خوف ہے
یہ بے حس دنیا آپ کو مجھ سے چھین نا لے۔۔ "خدا خدا کر کے
اسنے اپنے لبوں پر لگے قفل کو توڑا اور توقیع سے کچھ کہا۔۔
وہ تڑپ کر روتی سسکتی بولی۔۔ دلاور نے سن کر گہرا سانس لیا اور
اسکی طرف رخ کیا۔۔

اب دنیا میں اتنی طاقت نہیں تمہیں مجھ سے جدا کر سکے۔۔"
میں تمہاری دھڑکنوں میں موجود ہوں۔۔ تمہاری سانسوں میں

تمہارے وجود کے ایک ایک پور پر میرا لمس موجود ہے۔۔ میں کہیں جا رہا ہوں تو بہن کیلئے۔۔
لیکن میں تمہارے پاس ہوں۔۔ تمہارے سینے میں رہتا ہوں دل بن کر۔۔" وہ اسکے دلکش چہرے کو ہاتھوں میں بھر کر بولا۔۔

توقیع نے سر اثبات میں ہلایا۔۔ "لل۔۔ لیکن مجھے اپنے سے جدا مت کریں۔۔ مجھے آپ کے گھر میں رہنا ہے مجھے یہاں کیوں لائے ہیں۔۔" اسنے ہچکی لیکر کہا۔۔
دلاور نے اسکے آنسوں کو انگلیوں سے صاف کرتے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔
"یہاں اسلئے لایا ہوں کیونکہ میں نہیں چاہتا میری غیر موجودگی میں تم پر کوئی آنچ بھی آئے۔۔ تم اس خان کی غیرت ہو۔۔ اسکی عزت ہو۔۔ اور عزت ہمیشہ محفوظ رکھی جاتی ہے کتوں سے۔۔"
اسنے اسکی بھیگی پلکوں پر انگھوٹا پھیرا۔۔ وہ اتنی دلکش تھی کہ وہ نقش کو دل میں اتارتا اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہاں سے شروعات کرتا۔۔

پہلے بھی تو آپ مجھے گھر میں چھوڑ کر جاتے تھے۔۔" اسنے مشکوک نظروں سے دیکھا۔۔ دلاور ہنس پڑا۔۔

کتنی شکی عورت ہو تم۔۔ پہلے کی بات اور تھی۔۔ پہلے میں تمہارے "
بہت بہت قریب رہتا تھا۔۔ بھلے میں کام کیلئے دوسری
جگہ بھٹکتا رہتا تھا لیکن میری نگاہیں تم پر ہمہ وقت رہتی
تھیں۔۔ لیکن اس وقت میں دوسرے ملک جا رہا ہوں تو
تمہیں وہاں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔۔ بھروسہ بہت بڑی چیز ہے۔۔ جو
اب مجھ میں رہا نہیں۔۔ مجھے کسی پر بھروسہ نہیں جو مان اور ایمان ہے
وہ صرف ایک ذات پر جو اوپر بٹھا ہے۔ جسنے مجھے سنبھالا ہے۔۔
انسانوں سے مان اٹھ گیا میرا۔۔ میرا اندر انسانوں کیلئے پتھر کا ہو چکا
ہے۔ کیونکہ ان پر کوئی بھروسہ نہیں وہ کس وقت انسان سے حیوان بن کر وہ
کر جائیں جس کی ہمیں توقع نہیں ہوتی۔۔
اسلئے ابھی تم جاؤ اپنوں کے پاس۔۔ میں اپنی شیرنی کو واپس لے آؤں
پھر تم سے بات کروں گا۔۔ اتنی جلدی چھوڑنے والا نہیں تمہیں ابھی
بہت حساب باقی ہیں۔۔" اسنے اسکی دھڑکنوں سے انگلی پھیرتے
اسکے ہونٹوں پر رکھی۔۔

وہ روتی ہوئی شرما کر سر پلکیں جھکا گئی۔۔ اور یہ منظر اس قدر
خوبصورت تھا کہ دلاور خود پر چاہ کے بھی ضبط نا کر سکا۔۔

اور اسکے چہرے کو تھام کر اس پر جھک کر شدت بھری جارحیت انجام دینے لگا۔۔
توقیع اس اچانک افتاد پر سٹپٹا گئی۔ مگر اسکی نرم سی گرفت سے چاہ کر بھی خود کو چھڑوا نا پائی۔۔

"ہماری ابھی ہزار ٹی کس باقی ہیں۔۔ جتنا وقت لگے گا دور رہنے میں، گزرے ہر منٹ کے ساتھ انکی تعداد بھی بڑھتی جائے گی اور تم پوری قرضی ہو جاؤ گی میری۔۔" وہ اسکے ہونٹوں کو آزاد کر کے ان بھیگی پنکھڑیوں پر انگلی پھیر کر مسکراتے بولا۔۔

"اور میں ہمیشہ قرضی رہنا چاہتی ہوں آپ کی۔۔ بس یہ یاد رکھیں دل کہ بہت بہت زیادہ محبت کرتے ہیں ہم آپ سے۔۔" اسنے دلاور کی شیو پر ہاتھ رکھا۔۔

"ہم سے مراد؟" وہ ابرو اچکا کر بولا۔۔
"واپس آجائیں تفصیل سے بتاؤں گی۔۔" وہ مسکرائی دلاور نے گہرا سانس کھینچا۔۔

ٹھیک ہے۔۔ میں بھی ہر منٹ تفصیل سے لوں گا۔۔"وہ معنی خیزی" سے کہتا اسکا چہرہ سرخ کر گیا۔۔وہ پلٹ کر دروازہ کھولنے لگا تبھی توقیع نے اسکی بازو کی شرٹ کو مٹھی میں پکڑ لیا۔۔
دلاور نے حیرت سے پلٹ کر دیکھا اور اسکی آنکھوں میں پھر سے آنسوں دیکھ کر اسکے اندر شدت سے تکلیف ہوئی۔۔

وہ اس دیوانی کو جاننے لگا تھا جو بچپن سے اسکے لئے جنونی تھی۔ لیکن تب کیا ہو گا جب اس سے دلاور خان ہمیشہ کیلئے بچھڑے گا۔۔؟ اسنے سوچا تو قیع کی پیشانی پر لب رکھ دیئے۔۔

زیادہ مت سوچو۔۔زیادہ سوچیں انسان کو اندر سے خالی کر دیتی ہیں۔۔" خوش رہو بس تمہارا دل یوں گیا اور یوں آیا۔۔واپس آکر میں تمہیں یہاں سے سب کے سامنے اٹھا کر لے جاؤں گا۔۔"اسنے کہتے ڈور کھولا۔۔

اور باہر نکل کر سامنے گھر کو دیکھا۔۔

بہت کچھ بدلا تھا۔۔ اسکی سجاوٹ اسکی ڈیزائن کافی کچھ تبدیل ہوا تھا وقت کے ساتھ۔۔

رب جانے لوگوں بھی تبدیل ہوئے تھے یا ابھی بھی ویسے ہی تھے۔۔ اسنے گہرا سانس لیا۔۔ پر اندر سے جیسے شدید ٹیس محسوس ہوئی اور آنکھوں میں فوراً سے نمی دوڑ آئی۔۔

اسکے کانوں پر کسی کی سسکیوں کی آواز گونجی۔۔ اسنے توقیع کو دیکھا۔۔ وہ خاموش ہو چکی تھی۔۔ پھر ایسا کون تھا جو سسکیاں لے رہا تھا۔۔

کہیں عشی تکلیف میں تو نہیں۔۔ "اسنے گھبراہٹ سے سوچا۔۔" بایر آؤ جلدی۔۔ "اسنے تیزی سے توقیع کی طرف کا ڈور کھولا اور ہاتھ " بڑھا کر اسے جلدی سے باہر نکالا تبھی پیچھے دوسری جیپ بھی آ گئی جس میں جیکی خیری موجود تھا۔۔

یہ بات کسی سے مت کرنا کہ عرشیہ کہاں ہے۔۔ خواہ مخواہ " تماشائی لوگ تماشا لگائے گیں۔۔ تم کہنا وہ کسی کام سے جا رہا تھا

اسلئے مجھے چھسڑ کر گیا ہے یہاں ٹھیک ہے۔۔" اسنے توقیع کو باہر نکال کر اسے ہدایت دی۔۔

توقیع نے سر اثبات میں ہلایا۔۔
مم۔۔ مجھے بھول مت جایئے گا۔۔ میں انتظار کروں گی آپکا۔۔" وہ" جانتی تھی وہ کافی انا پسند شخص تھا کہیں اسے واپس لینے نا آئے۔۔ اسکا دل ڈرا سہما ہوا تھا۔۔
دلاور نے اسکی بات پر ٹھٹھک کر اسے دیکھا اور اسکا ڈر سمجھ کر مسکرایا۔۔

مت کرو ایسی باتیں ظالم۔۔ انتظار مت کرنا بلکہ اپنوں کے ساتھ وقت" گزارنا۔۔ میں جلدی لوٹ کر آؤں گا۔۔ اب جاؤ شاباش۔۔" اسنے گال تھپکاتے اسے سامنے گیٹ کی طرف اشارہ دیا۔۔

نکلو خیری جاؤ اسکے ساتھ۔۔ اور جیکی تم باہر رہو۔۔ خیال رکھنا" اسکا۔۔ یہ میری امانت ہے۔۔" اسنے خیری کو گاڑی سے اترنے کا حکم دیتے ساتھ جیکی کو بھی حکم دیا۔۔

مم۔۔ میں؟؟؟ لیکن تیرے ساتھ پھر کون۔۔۔۔ "خیری ڈر"
گیا۔۔ کیونکہ یہاں بازل شاہ بھی تو رہتی تھی۔۔ اور وہ اسکا جیوان باپ بھی تو
یہیں تھا۔۔

جتنا بولتا ہوں اتنا کیا کرو۔۔ "وہ غصے سے بات درمیان میں کاٹ"
کر کہتا تو قسیع کو جانے کا اشارہ کرنے لگا۔۔

سنیں! میں جاؤں؟؟" وہ بھرائی آواز میں بولی۔۔"
تو میں کیا بھونک رہا ہوں جاؤ!!" معاً وہ غصے سے بھڑکا۔۔"
ہر وقت صرف ڈانٹتے رہتے ہیں۔۔ "وہ شکوہ کن لہجے میں کہتی گالوں پر"
آنسوں بہاتی ایکدم اسکے سینے سے لگ کر اسکی پیشانی پر لب رکھتے
اسکے چہرے پر پھونک ماری۔۔

اللہ کی امان میں۔۔ ان شاء اللہ جب لوٹیں گے تو خدا آپکا دل اپنوں"
کیلئے بھی صاف کر دے گا۔۔ "اسنے ایک پختہ امید سے کہتے اپنے
آنسوں صاف کرتے قدم دروازے کی طرف بڑھائے۔۔

ہو گیا؟" جیکی نے خیری کو کہنی مار کر پوچھا۔۔"
مجھے کیا معلوم تو بتا۔۔" خیری نے غصے سے کہا۔۔ وہ دونوں اس"
سین کے شروع ہوتے ہی آنکھوں پر ہاتھ رکھ چکے تھے۔۔ کافی شریف جو
تھے۔۔
اٹھو!! سنا نہیں تم دونوں نے!" دلاور غصے سے دھاڑا۔۔"
آآ۔۔ آئے۔۔" وہ دونوں ہڑبڑا کر گاڑی سے نکلے۔۔"

دلاور جاتی ہوئی توقیع کی پشت دیکھے بغیر اپنی گھوم کر اپنی گاڑی کی سیٹ پر
بیٹھا۔۔ توقیع کا اللہ کی امان میں بھیجنا اسے اپنی ماں کی یاد دلا گیا۔۔

وہ اپنے آنسوں تکلیف پر ضبط کیے جلدی سے گاڑی کی سیٹ پر بیٹھا مبادا
کہیں سب کے سامنے مضبوط ہونے کا بھرم ناٹوٹ جائے۔
خیال رکھنا اسکا۔۔" اسنے ہاتھ باہر نکال کر جیکی خیری دونوں کو حکم دیا۔۔"
توقیع کھلے گیٹ پر کھڑی تھی۔۔ دلاور نے آنکھوں سے گرتے آنسوں کو
گردن گھما کر مہارت سے پونچھا اور گاڑی کو ریورس بیک لیا۔۔
اسکی گاڑی جیسے ہی گھومی، تبھی سامنے سے آتی ہوئی گاڑی کا ونڈو تیزی سے نیچے
ہوا۔۔ اندر بیٹھی تقویٰ زیدی نے سامنے ونڈو سے نظر آتے وجود کو دیکھا۔۔

دلاور!!!" وہ تڑپ کر جھٹکے سے گاڑی روکتی چیخیں۔۔"
دلاور نے حیرت سے دیکھا۔۔ اور اس پر نور چہرے کو دیکھتے اسنے گھبرا کر گاڑی کی سپیڈ تیز بڑھا دی۔۔

تقویٰ زیدی گرتی پڑتیں اپنی گاڑی سے نکلیں۔۔
مام!!!" توقیع انکے گرنے پر خوفزدہ ہوتی انکی طرف بھاگی۔۔ اور "
انہیں سنبھالا۔۔
توقیع!!" تقویٰ نے ششدر ہو کر اپنی بیٹی کو دیکھا۔۔"
" کہیں یہ خواب تو نہیں تھا۔۔ "یس مام میں ہوں آپکی توقیع۔۔

وہ ایکدم پھوٹ پھوٹ کر روتی ہوئی ساکت کھڑیں تقویٰ زیدی کے سینے سے لگیں۔۔۔ جبکہ تقویٰ کی نظروں کے سامنے آنسوں پونچھتا چہرہ گھوم رہا تھا۔۔
اور وہ کسی اور کا نہیں بلکہ انکے دل کا تھا۔۔ جو انکے دل کے پاس آکر کیسے خالی چلا گیا تھا۔۔ یاد کرتے وہ رونے لگیں۔۔

تم نے اسے روکا کیوں نہیں۔۔ "وہ بیٹی کو جھنجھوڑ کر بولیں۔۔"

مام!!" توقیع بوکھلا گئی۔۔"
تم جانتی ہو وہ ہم سے ناراض تھا۔۔ دو منٹ روک لیتی میری بچی"
اسے۔۔" وہ روتی بولیں۔۔ کیونکہ اسکے بھائی کی حالت ایسی تھی جسے دیکھتے
دیکھتے انکا دل پھٹ رہا تھا۔۔

وہ بہت ضدی ہے میری نہیں سنتا۔" توقیع نے ہچکی بھری۔۔"
تقویٰ نے اپنی معصوم سی بیٹی کو سینے میں بھینچ لیا۔۔

تقویٰ۔۔ تقویٰ کہاں ہے دلاور؟؟ کہاں ہے میرا بچہ۔۔ میں نے ابھی"
سنا تم چلائی تھی۔۔ کہاں ہے میرا بیٹا تقویٰ۔۔۔" ابھی تقویٰ یا توقیع کچھ
مزید کہتیں۔۔ تبھی ایک پاگل سی عورت ننگے پاؤں ننگے سر ہذیاتی چیختی
ہوئی گیٹ سے باہر نکلی۔۔

عائشہ!!" اسکی حالت پر تقویٰ کی چیخ نکل گئی۔۔ وہ بیٹی کو چھوڑ کر"
بھابی کی طرف بھاگیں۔۔
کہاں ہے میرا بیٹا تقویٰ!! میری عرشیہ کہاں ہے۔۔ میرا"
خان کہاں ہے۔۔ میں تڑپ رہی ہوں مجھے کوئی موت دے دے۔۔"

وہ پاگل سی چیختیں بھاگنے لگیں تھیں سڑک پر لیکن تقویٰ نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا تھا۔۔

ککک۔۔کیا ہوا اماما۔۔۔کیا ہوا امامی کو؟؟"توقیع کا چہرہ لٹھے کی مانند" سپید پڑ گیا۔۔
عرشیہ کا صبح سے کوئی اتا پتا نہیں۔۔کیسی ہو گی وہ عورت جسکا شوہر" ہاسپٹل کے بیڈ پر بیٹا ہمیشہ سے دور۔۔بیٹی صبح سے غائب ہو۔۔" تقویٰ نے روتے ہوئے بتایا۔۔

ککک۔۔کون ہے یہ جیکی؟"خیری نے حیرت سے ان سب کو" دیکھا۔۔دلاور تو اسکے دلشیر کا نام تھا۔۔پھر یہ عورتیں کیسے کیوں بلا رہی تھیں اسے کیسے جانتی تھیں اسے۔۔

جیکی جو اپنے آنسوں پر ضبط کر بازل کو دروازے پر کھڑا دیکھ کر اسکی طرف پیٹھ کر چکا تھا۔۔ان سب کو جانتے ہوئے بھی کندھے اچکا گیا۔۔

شاید ماں ہو ڈی کے کی!" اسنے سرخ چہرے سے ضبط سے کہا۔۔"
خیری ساکت ہو کر سامنے روتی آپے سے باہر ہوتی خوبصورت مگر
کمزور سی عورت کو دیکھنے لگا۔۔

اس عورت کی آنکھوں تلے رت جگے کی وجہ سے سیاہ حلقے پڑ گئے تھے۔۔
رنگت زرد اور ہونٹ نیلے، تو وجود دلاغر سا۔۔

"ماں!" وہ بڑبڑایا۔۔"ڈی کے کی ماں بھی تھی۔۔"
جیکی نے اسکی بڑبڑاہٹ سن کر آنسوؤں کا گولا حلق کے نیچے دھکیلا۔۔
وہ اسے بتا نہیں سکا کہ اسکا باپ بھی ہے لیکن اولاد کے غم سے
بیڈ پر مردہ وجود کی طرح پڑا ہے۔۔
اسکا بھائی بھی ہے جو اپنے بھائی کی نظروں سے تو گر چکا ہے مگر اپنے دل کو
دل سے اترنے نہیں سے رہا۔۔ اسکے لئے آج وہ ایک منزل پر کھڑا ابھی
تک جدوجہد میں لگا ہوا ہے۔۔
اسکے لئے اپنی راتیں کی نیند قربان کر کے سچ کی تلاش میں بھاگ
رہا ہے۔۔

اسکی بہن بھی ہے۔۔ سنہری شیرنی جیسی۔۔ جو لوگوں کی گندی نظروں، گری باتوں کو برداشت کر کے آج الگ ہی زندگی کے رخ پر موجود ہے۔۔

وہ اسے کس کس کے بارے میں بتاتا۔۔ لیکن وہ خود ایک تنگ زندگی کا مسافر تھا، ایک ٹھکانہ تھا اسے کھونا نہیں چاہتا تھا۔۔

تت۔۔ توقیع!!!"عائشہ خان کی وحشت بھری نظریں" توقیع پر گئی۔۔ توقیع سہم گئی۔۔ انکی نظروں میں اٹھتی چمک کو دیکھ کر۔۔

تقویٰ میری بہو آئی ہے۔۔ تقویٰ دیکھو توقیع آئی ہے۔۔"وہ خوشی سے پاگل ہوتی" اچانک جھٹکے سے خود کو چھڑواتی توقیع کی طرف لپکی۔۔

اور حیرت بے یقینی سے توقیع کے نقش چھونے لگی۔۔

معاً توقیع سختی سے آنکھیں میچ گئی جب عائشہ خان نے اسکے وجود سے اٹھتی مہک کو محسوس کیا۔۔

یی۔۔ی۔۔ یہ خوشبو۔۔و۔۔ یہ خوشبو میرے دلاور کی ہے۔۔ یہ" خوشبو میرے دلاور کی۔۔ ہاں تقویٰ یہ خوشبو تو میرے دلاور کی۔۔

کہاں ہے وہ۔۔ توقیع کہاں ہے وہ۔۔۔؟" وہ خوشی سے پاگل ہوتی بار بار خوشبو سونگھتی تقویٰ کو خوشی سے ملاطب کرتی توقیع کو جھنجھوڑ گئی۔۔

مامی۔۔" توقیع کا ضبط ٹوٹا۔۔ وہ چیخ کر ان سے لپٹ گئی۔۔"
وہ ہماری عشی کو لینے گیا ہے۔۔" وہ اسنے روتے ہوئے انہیں بتایا۔۔"
خیری رونے لگا۔۔ جیکی نے اسے سینے سے لگالیا۔۔

عشی کو لینے دلاور گیا۔۔؟ پھر ضرور اسکول سے لینے گیا ہوگا۔۔ ضرور" اسکول سے لینے گیا ہوگا۔۔ میرا بیٹا آگیا۔۔ جاؤ تقویٰ خان کو جگاؤ دریاب کا بلاؤ بولو ان سے خانم کا شہزادہ آگیا۔۔" وہ خوشی سے پاگل ہو کر ناچنے لگیں۔۔
بیٹے کے آنے کی خوشی اسکی خوشبو کو محسوس کرنے کا جنون انہیں تمام ہوش وحواس سے بیگانہ کر چکا تھا وہ خوشی سے بے قابو ہوتیں ناچنے لگیں۔

مام انہیں اندر لے چلیں۔۔" وہاں لوگوں کو جمع ہوتے دیکھ کر بازل نے اپنی" ہچکیاں دبائے تقویٰ زیدی کو جھنجھوڑا۔۔۔

آپ چلیں اندر۔۔مامی۔۔ چلیں دلاور عرشیہ کو لیکر یہیں آئے گا۔۔"
دریاب بھی آئے گا۔۔" توقیع اپنی ماں کی نڈھال حالت دیکھ کر اپنی مامی کو
خود ہی سہارا دیکر اندر لے جانے لگیں۔۔۔

تو میری شہزادی تو لے آئی میرے بیٹے کو۔۔ چلو چلو اندر چلو۔۔""
عائشہ خان اپنی بہو کی سنتی اسکا چہرہ چوم کر خوشی سے کھکھلاتی ہوئی
تقویٰ کا ہاتھ پکڑ کر اسے اندر لے جانے لگی۔۔

دیکھنا تقویٰ اب میرا خان ٹھیک ہو جائے گا۔۔ میرا گھر"
سنور جائے گا۔۔ عرشیہ سکول سے آکر میرے کپڑے پہنیں
گی۔۔ خان کو اسکی یہ حرکت بہت پسند ہے۔۔ دیکھنا میرا
گھر پغر سے مہکنے لگے گا۔۔
میں تو قیع کو لے جاؤں گی ٹھیک ہے تمہیں برا تو نہیں لگے گا نا۔۔؟
میرا دل بہت اچھا ہے۔۔" وہ اپنی خوشی کا جوش سے اظہار کرتیں۔۔
تو قیع کو ساتھ لگا کر ساتھ ساتھ اجازت بھی لیتی جا رہی
تھیں۔۔۔

جبکہ دوسری طرف گاڑی کو ڈرائیور کرتا وہ تقویٰ زیدی کی چیخ پر بے آواز رو رہا تھا۔۔ اسے نہیں معلوم تھا کیوں آخر کیوں اسکا چہرہ ایسے بھیگتا جا رہا تھا۔۔

کیا پیچھے اسکے اپنوں کی آنکھوں سے آنسوں گر رہے تھے؟ جو اسکا چہرہ بھوگے رہے تھے۔۔

یہ اسکی سوچ تھی لیکن یہ حقیقت تھی۔۔ اسکی ماں کی آنکھوں سے گرتے آنسوں اسکے رخسار بھگونے لگے تھے۔۔

اسکے دل و دماغ میں تکلیف بڑھتی جا رہی تھی۔۔

مام مل کر بچھڑنے سے بہتر ہے۔۔ ہمیشہ کیلئے بچھڑے ہی رہیں۔۔"

"اگر آپ عشی کیلئے رو رہی ہیں تو آپکا دل ابھی زندہ ہے۔۔

امید خدا سے رکھی ہے میں نے۔۔ اگر زندہ رہا تو آپ دونوں کے قدم" ضرور چومو گا ایک دن۔۔" وہ خیالوں میں سالوں پہلے کے وہ حسین چہرے تصور کرتا ان سے مخاطب تھا۔۔

اور تصور میں ہی انکے سینے سے لگ کر وہ پر سکون ہونے لگا۔۔

ہمیشہ تصور کرتے جو زندگی گزاری تھی مزید تھوڑی سہی۔۔

اسنے سناھتاز مسین سپہ نا سہی اوپر تو ضرور مل جاتیں ہیں تڑپتی روحیں۔۔

جاؤ اندر!" جیکی نے روتے ہوئے خیری سے کہا۔۔"
نہیں بھائی میں نہیں جا سکتا۔۔ میرا دل درد سے پھٹ"
جائے۔۔" وہ نفی میں سر ہلاتا بولا۔۔

ایسا نہیں کرتے خیر الناس! اگر تمہیں اتنا درد ہو رہا ہے تو سوچو"
"اس شخص کا کیا حال ہو گا جسکی یہ ماں ہیں۔۔

ماں کسی کی بھی ہو جیکی لیکن درد ایک ہوتا ہے۔۔ میرے پاس بھی ماں"
نہیں ہے۔۔ میں سمجھتا تھا دلاورے کے پاس بھی نہیں ہے۔۔
"لیکن۔۔۔ اتنی چاہنے والی ماں کو۔۔۔۔

زیادہ مت سوچو!! ہم کسی کا ظاہر دیکھ کر اسکا اندر نہیں پڑھ سکتے۔۔ کیا"
پتا جو حالت اس ماں کی ہے اس سے بڑھ کر اس شخص کی ہو۔۔

اور اب تم جاؤ اندر ورنہ دل ناراض ہو جائے گا۔۔" اسنے زبردستی اسے اندر بھیجنے کیلئے گیٹ کی طرف دھکیلا۔۔ وہ دھک دھک کرتے دل کے ساتھ ایک خونخوار نظر جیکی پر ڈالتا اندر کی طرف جانے لگا۔۔

جیکی نے شرارت سے آنکھ دبائی اور وہ روتے روتے ہنس پڑا۔۔

بڑا کمینہ ہے خیالی دنیا کے دلہے۔۔" اسکے طنز پر جیکی قہقہہ لگا" اٹھا۔۔ جانتا تھا یہ چھوٹا پٹاخہ اسکے بارے میں جان چکا ہے۔۔

اسکے جاتے ہی جیکی گاڑی میں بیٹھا۔۔ اور وہ چہرے پر ہاتھ رکھ کر بازل کو یاد کرنے لگا۔۔

اسکی بہن اپنے گھر کی ہو چکی تھی۔۔ اور صارم زیدی جیسے ہمسفر کا سوچ کر اسکے دل میں راحت پھیل گئی۔۔۔

ooooooooooo

میجر!! گیومی رسپانس کوئیکلی!" اسنے زیر لب سرگوشیانہ کوڈ" ورڈنگ میں میسج بھیجا۔۔ وہ بار بار کانٹیکٹ کر کے اب تھک چکی تھی۔۔

اس وقت رات کے تین بج رہے تھے۔۔ وہ اس اندھیرے میں ایک بڑے سے ٹریک کے نیچے موجود تھے۔ جو کہ دوسرے ملک سے صنعتی سامان اٹھانے والا ہولے کے ڈبل بڑے ڈربے والا ٹرک تھا۔

یہ بندرگاہ کا مقام تھا، جہاں بوٹوں بحری چھوٹے بڑے جہازوں کا تیز کھٹک کھٹک کا شور ماحول کو وحشتناک بنائے ہوئے تھا۔۔
ایک بڑی سی سفید سپورٹس لائیٹ وہاں گھوم رہی تھی، جو چینٹی کو بھی رینگتے دیکھ کر اس پر فوکس کر جاتی۔۔ یہ پہریداری خصوصاً ایک شِپ کے انتظار میں موجود وہاں کے مقامی لوگوں کی طرف سے تھی۔۔

وہ اس ٹرک کے نیچے موجود، مٹی کلر کے بڑے سے کوٹ میں ریت سے لپٹی ہوئی تھی۔۔ اسنے خود گیلی ریت سے ڈھک لیا تھا۔۔
چہرے پر ماسک لگائے اسنے پیشانی اور ماسک پر بھی مٹی لگادی تھی۔۔
گیلی ریت سے اٹے ہاتھوں کو غیر محسوس حرکت دیتے اسنے منی سائیز کیمرہ کو نکالا۔۔ اور اسے ایکٹو کیا اور سامنے فوکس میں رکھا۔۔

اسنے اپنی تیاری مکمل کرلی تھیں تبھی دور سے شِپ کے آنے کی آوازیں اور ساتھ دونوں ملک کے جھنڈوں کو لہرانے کے سائن دیکھ کر وہ سمجھ گئی کہ وہ پاکستان سے ہی ہے۔۔

ظفران حیدری کے پولیس کی کسٹڈی میں ہونے کی وجہ سے انکی توقع موجود اتنی جلدی ہی اس شپ کو آنے تھا۔۔

وہ جانتی تھی اسکی جان کسی بھی حرکت آواز سے قید کرلی جائے گی، اگر ٹریک نے ذراسی حرکت دی یا انہیں اس پر شک ہو گیا تو بھی وہ ٹکڑوں میں بٹ جائے گی۔۔

لیکن وہ رسک لیے وہاں موجود تھی۔۔ ثبوت جو چاہیے تھے انہیں۔۔
بات اگر پرچم کی نا ہوتی تو کوئی اور بھی راستی سوچ لیتی لیکن ایک تو وقت کم تھا دوسرا موقعہ پھر جانے کب ملتا۔۔
اسکی گاڑی دور جھاڑیوں میں موجود تھی، وہ سڑک سے رینگتی سرکتی چھپتی مشکل سے اس ٹرک تک پہنچی تھی۔۔ لباس خشک ہونے کی

وجہ سے گیلی ریت کو زیادہ دیر نہیں لگی تھی اسکے کو مٹی جیسا بنانے میں۔۔

شپ قریب آ گئی، موجود گاڑیوں سے ہتھیار لیس گارڈز کتنے ہی جھمپ کھا کر باہر نکلے اور کچھ ٹرک کی طرف تو کچھ شپ کی طرف بھاگے تھے۔۔ اور کچھ پہریداری کا کام کر رہے تھے۔۔ وہ اپنی آنکھوں کے سامنے قدموں کو دیکھ رہی تھی جو ٹرک کے گرد گھوم رہے تھے۔۔

اسنے حرکت بالکل چھوڑ دی۔۔ اور خاموشی سے اپنا کام کرتی سامنے کا منظر نائیٹ ورژن کیمرہ میں قید کرنے لگی۔۔ اسکا سانس دبنے لگا۔۔ ایک ہی پوزشن سے پڑے رہنے کی وجہ سے اسنے سینے کو اونچا کر کے سانس لی۔۔

کیا ہوا؟" اچانک ایک گارڈ کے جھکنے پر دوسرے نے مقامی زبان" میں پوچھا۔۔ اور ہتھیار کے رخ اس مٹی کی طرف کر دے۔۔

مجھے محسوس ہوا کوئی ہے۔۔" اسنے مشکوک سے لہجے میں کہا۔۔" میں دوسروں کو بلاتا ہوں۔۔" انکی بندوق کا رخ ابھی بھی اس پر تھا۔۔" اسنے اپنا سر ریت میں دھنس دیا۔۔

یہ میرا وہم ہو سکتا ہے۔۔یہاں کوئی نہیں۔۔"وہ اسنے مسکراتے کہا"
دوسرا اسکی شرارت کو سمجھ کر ایک گھونا اسے جڑ چکا تھا۔وہ
کراہ کر قہقہہ لگا اٹھا۔۔

لیکن کمینوں کے مذاق پر اسے جو سانس لینی تھی وہ مٹی سمیت
روک کر مردہ بن گئی تھی۔۔اگر وہ مزید دو منٹ اس وہاں تفتیش
کرتے تو شاید سانس رک بھی جاتا۔۔

مگر سانس تو اگلے لمحے حقیقت میں ہی رک چکی تھی،جب
اچانک کسی ریت میں موجود رینگتے جیت نے اسکے بازو پر کاٹا
تھا۔۔اور مسلسل کاٹنے اندر گوشت میں گھسنے کی کوشش کرنے لگا تھا۔۔
اسکا دماغ درد سے سن ہونے لگا۔۔وہ کوئی زہریلا کیڑا تھا جو اسے ریت
سمجھ کر اسکے بازو میں گھس رہا تھا۔۔
اسکی آنکھوں میں نمی آ گئی لیکن اسنے لبوں پر دانت جمائے اور اپنے کام
پھر سے شروع کر دیا۔۔

جو منظر وہ قید کر رہی تھی اسے دیکھ کر اسکے لبوں پر درد کے ساتھ ہی مسکراہٹ آ گئی۔۔یہی تو انکی کلا تھی۔۔درد کو بھی دھوکہ دے جاتے تھے۔۔کہ وہ درد ہے یا خوشی۔۔

اسکے بازو میں وہ کیڑا رینگتا کاٹتا بالکل گھس چکا تھا، اور وہ سامنے کا منظر قید کر رہی تھی جہاں شپ سے ایک کے بعد دوسری لڑکیوں کو دھکیل کر باہر نکالا جا رہا تھا۔۔

سیاہ ملبوسات، ماسک گلووز میں موجود ہتھیار تھامے وہ گارڈ انہیں ہتھیاروں کی بیک پیٹھ پر مارتے غصے سے انہیں ٹرک کی طرف دھکیلتے جا رہے تھے۔۔
یہ مافیا سمگلر تھے، اگر اردو میں بات کی جاتی تو پہلے جو کام عورتیں لڑکیوں کو پکڑ کر فروخت کرتی تھیں اب بڑے بڑے ممالک میں کچھ تنظیموں نے اس کام کو باقاعدہ بزنس کے طور پر شروع کر دیا تھا۔۔
اور اس بزنس میں مرد ہی ملوث تھے۔

روشنی اسکی طرف ہو رہی تھیں کیونکہ وہ روتی ہوئی لڑکیاں جو مختلف ممالک سے لائی گئی تھیں ساتھ پاکستان سے بھی اور خاص ظفران حیدری کے وسیلے سے، ٹرک کی طرف بڑھ رہی تھیں۔۔
اس نے اس شپ اور اسکا کام کیمرہ میں ریکارڈ کر لیا تھا اب اسے جگہ تبدیل کرنی تھیں، حالانکہ یہ کام تقسیم کر دیا گیا تھا لیکن اس وقت اسے یہ کام اکیلے کرنا پڑ رہا تھا۔۔

اسے اپنی جیب سے چپ نکال کر ان لڑکیوں کے پاؤں میں لگا دینی تھی۔۔اور یہ کافی رسکی تھا۔۔ مگر اسے کرنا تھا کیونکہ اسکا فرض تھا۔۔

وہ انتظار کرنے لگی، لائیٹ اس ٹرک پر ہی تھی۔۔لڑکیاں آہستہ آہستہ اس میں چڑھتی جا رہی تھیں۔۔
افف!!" اسنے بے بسی سے آنکھیں ذرا سی وا کیں۔۔اسے دوسری" طرف گھومنا تھا اب وہ کیا کرتی اگر حرکت کرتی تو ضرور نظروں میں آجاتی اگر ایسے ہی پڑی رہی تو لڑکیاں ساری ہی ٹرک میں چڑھ جاتیں۔۔

اگر ایسے موت لکھا ہے تو ایسے ہی سہی! موت کے ڈر سے ہار میں بھی "
نہیں مان سکتی۔۔" اسنے ہمت کی۔۔ اپنے دونوں پاؤں کو سکیڑا۔۔ اور اپنا
لمبا سا وجود سکیڑ کر چھوٹے وجود میں تبدیل کرتی حرکت میں
آئی۔۔

باہر آدمیوں کا شور گونجا۔۔ وہ ساکت ہو گئی۔۔
لیکن اگلے لمحے آدھے سے زیادہ گھوم گئی۔۔ اور اب بس تھوڑا تھا
مفاصلہ۔۔ اسنے پھر سے کہنیاں ریت پر ٹکائیں اور آہستہ آہستہ رینگتی
اپنی منتخب کردہ جگہ پر پہنچ کر اسنے حرکت پھر سے چھوڑ دی کیونکہ
لائیٹ بھی حرکت میں آگئی تھی۔۔

اسنے جلدی سے ہاتھ نامحسوس طریقے سے پیچھے لے جاتے جیب کے
پاس لائی اور اس میں سے موجود واحد چِپ کو نکالا۔۔
یہ واحد سہارا تھا، اور آخری امید بھی۔۔ اسنے وہ مٹھی لڑکیوں کے
پاؤں کی طرف بڑھائی۔۔ سر تھوڑا سا اونچا کیا۔۔

وہ انکے ناک کے نیچے کھیل رہی تھیں۔۔ اور اسے مزہ بھی آرہا تھا۔۔
اسنے قطار میں آگے بڑھتی ایک کے بعد ایک ٹرک میں

چڑھتی لڑکیوں کو دیکھا اور پھر انکے پاؤں کو جو کہ اس سے زیادہ دور نہیں تھے مگر مصیبت یہ تھی انکے ساتھ دوسرے پاؤں بھی بہت قریب تھے اور وہ ان کتوں کے تھے۔۔

پر اسنے ٹھان لی تھی تو ڈر کیسا، اسنے کچھ مزید قریب رینگ کر انکے پاؤں کو اپنی زیر کی نگاہوں میں رکھتے اچانک دونوں ہاتھ سے ان میں سے ایک لڑکی کے پاؤں کو پکڑا۔۔ اگلے لمحے ناخون میں موجود بلیڈ سے پاؤں کے تلوے پر چاک دیکر اسنے وہ چِپ زور سے اسکے پاؤں میں گھسا دی۔۔

آہہہ۔۔ "وہ لڑکی درد سے چیخ پڑی۔۔ لیکن اگلے لمحے اسے پوری قوت سے" پشت پر دھکا دیکر زبردستی اوپر چڑھا دیا گیا۔۔

اسنے تکلیف پچھتاوے سے یوں آنکھیں میچیں جیسے یہ دھکا اس لڑکی کو نہیں بلکہ اسے لگا ہے۔۔ وہ درد بھی اسکا خود میں محسوس کرتی رہ گئی۔۔
مگر یہ ضروری تو تھا، سدا کے ناصور سے بہتر دو منٹ کا درد۔۔۔
اسنے پر سکون ہو کر اپنا کام کر دیا تھا، اور جو رب پر رکھ کر قدم اٹھاتا ہے اسکا، وہ راہ کے کتے کچھ بگاڑ نہیں پاتے۔۔

اسنے گردن گھما کر دیکھا، دائیں طرف جہاں سے اسے نکلنا تھا وہاں بس ایک ہی پہریدار تھا۔۔ وہ تیزی سے اسکی طرف سے نکلی۔۔ اس سے پہلے وہ اچانک نیچے سے نکلتے وجود کو دیکھ کر گارڈ حرکت میں آتا۔۔

اسنے تیزی سے پیچھے اسے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ کر چاقو کا تیز وار اسکی گردن پر کر دیا۔۔ اور اسکی کمر پر گھٹنا مار کر آہستے سے اسے نیچے گرا کر اسکی گردن پر گھٹنا ٹکا کر بیٹھ گئی۔۔

تب تک جب تک وہ وجود سانسیں چھوڑتا پھڑکنا بند نہیں کر جاتا۔۔ اس اس وجود کی حرکت جب بالکل بند ہو چکی تھی اسنے ایک بار پھر پوری قوت سے اسکی گردن پر گھرا وار کرتے اسکے پہنے ہوئے کوٹ کو آہستہ سے کھینچ کر اتارا۔۔

اور اسے ٹرک کے نیچے دھکیل گئی۔۔

اسکے ہتھیار اور بوٹ اتار کر اسنے پہنیں، کیونکہ اب اسے یہاں سے نکلنا تھا۔۔ اگر وہ اکیلی نا ہوتی تو اتنا زیادہ کام بھی اس ذمہ نا ہوتا۔۔

ایک منٹ !میں آیا۔۔"معاً ان میں سے آگے کھڑے ہوئے" لڑکیوں کو گن کر ٹرک میں سوار کرتے گارڈ کا موبائل بجا۔۔وہ باس کا نمبر دیکھ کر اپنے ساتھیوں کو کام جاری رکھنے کا کہتے موبائل لیکر قدرے شور سے دور آگیا۔۔

اسنے ماسک آہستہ سے نیچے کیا اور مٹھی لبوں پر رکھ کر گہرا سانس لیتے خونخوار نظروں سے اس جاتے ہوئے وجود کی پشت کو دیکھتے اپنا کوٹ اتار کر وہ سیاہ کوٹ پہنا، اور ساتھ ہی شوز بھی اسکے پہنتے وہ ہتھیار لیکر سیدھی ہوئی۔۔۔منہ پر واپس سے ماسک چڑھا کر وہ بااعتماد انکے گردن اٹھائے انکے سامنے سے چلتی ہوئی پہریدارے کو کی طرح یہاں وہاں گھومتی اس وجود کے پیچھے جانے لگی۔۔

اسے معلوم تھا اگر چور قدم اٹھاتی تو ضرور پکڑی جاتی، کیونکہ یہاں بزدلی سونگھی جاتی تھی، جسکا اسکے معاملے میں مایوسی کا سامنہ کرنا پڑتا۔۔

وہ اس وجود کی قریب تھی۔ اسکی پیٹھ پر آکر اسنے اسکے سر پر زوردار ہتھیار کا وار کرنا چاہا تھا اسی وقت اس وجود نے گھوم کر پوری قوت سے لات اسے ماری۔۔

آہہہ۔۔"وہ پیچھے منہ کے بل جا گری۔۔ اسکے منہ سے چیخ گونج اٹھی۔۔"

تجھے کیا لگا تُو چپکے سے کام کر جائے گی اور ہم تمہیں دیکھ نہیں سکیں ***" گے۔۔"وہ گالی دیتا انگلش میں غرایا۔۔ اسنے جب انکے آدمی کو زمین پر دھنسا تھا تب ہی اسے اسنے دیکھ لیا تھا۔۔

اس زمین پر گرے وجود نے اسکی غراہٹ پر تیز بھاگتے قدموں کی آہٹ کو محسوس کرتے اسنے ابھی پلٹ کر حملہ کرنا چاہا ہی تھا کہ ایکدم اسکے چہرے پر سارے ہتھیاروں کے منہ آگئے اور ایک نے زور دیکر اسے واپس زمین پر گرا دیا۔۔

حرکت نہیں!"وہ غرا اٹھے۔۔"

وہ چٹ لیٹ گئی۔۔اور انہیں دیکھنے لگی تبھی وہ بھڑکے "آنکھیں نیچے ورنہ یہ آنکھیں پھوڑ دیں گے۔۔"انہوں نے ہتھیار دکھاتے ہوئے کہا۔۔

اور دوسرے گارڈ کو حکم دیا کہ اس سے ہتھیار چھین لے۔۔جب اس سے ہتھیار چھین لیا گیا وہ تب بھی بے حرکت پڑی رہی اور وہ سب اسکے سر پر موت کی طرح اسکے چاروں اطراف مجمع کی طرح اس پر جمع رہے۔۔

ہوا زشی؟"انکے سربراہ نے غصے سے پوچھا۔۔"

وہ اسے غور سے دیکھنے لگے۔۔

آئی تھنک شی از ایشین فورس!"وہ اسکے چہرے پر کسی قسم کے تاثرات" حاصل کرنے میں ناکام ہوتے اس پر لائیٹ ٹکا کر اسکا جائزہ لیتے گویا ہوئے جو کہ ریت میں بالکل اٹی ہوئی تھی اور اس گیلی ریت کا حصہ لگ رہی تھی اگر سیاہ کوٹ نا پہنتی تو۔۔۔

اسکے پاس دو آپشن تھے۔۔آپشن ون! کہ وہ خود کو خود ہی ختم کر دیتی۔۔

آپشن ٹو!وہ انہیں ختم کر دیتی۔۔

اور اسلام میں سو سائیڈ گناہ کبیرہ تھا۔ پھر وہ خود کو کیوں ختم کرتی۔۔ اسلام یہ حکم تھا جب فساد روکنے سے نا رکے، حد سے بڑھ جائے تو اس فساد پھیلانے والے کو ہی ختم کر دیا جائے۔۔

"ایک نے حکم دیا۔۔ اسکے سر پہ موجود آدمی نے ہتھیار کو زمین پر اپنے قدموں میں رکھتے ہوئے اسکے ہاتھوں کو پکڑا اور سر پر باندھنے لگا۔۔

"مجھے ضرورت نہیں کسی فورس کا حصہ بننے کی میں خود ہی ایک فورس ہوں۔" پلک جھپکنے کا کام تھا بس۔۔ جہاں اسنے اسکے ہاتھوں کو پکڑا تھا۔۔ وہیں زمین پر لیٹے وجود نے ہاتھ گھما کر اسکے سر کو پکڑ میں لیتے اچانک اپنی جانب کھینچتے چھلانگ لگا کر اٹھا۔۔

وہ اس افتاد پر ہڑبڑا کر جہاں دھاڑے تھے۔۔ وہیں اسنے جھک کر ساتھ ہی زمین پر رکھے لوڈڈ ہتھیار کو اٹھایا اور اگلے لمحے شانے پر رکھتے انکے ہوش میں آتے ہی فضا ٹھاہ ٹھاہ کے بھڑکتے شعلے سے گونج اٹھیں۔۔

معاً اس پر اٹیک ہوتا اس سے پہلے ہی فضا میں گیس بم پھینک دیا گیا۔۔ اور وہ سب بری طرح کھانستے ٹرک کو لیکر وہاں سے بھاگے۔۔

اس میشن کے اصلی میمبر وہاں پہنچ گئے تھے۔۔

اسنے اس وجود کو کھینچ لیا جسے اگلے شکار کیلئے منتخب کیا تھا۔۔

اسکے پیچھے سرپرار کرتے اسنے اسے اپنے بھاگ کر آنے والے ساتھی کے ساتھ گھسیٹ کر گاڑی کی کھلی ہوئی ڈکی میں ڈال کر ڈکی کو لاکڈ کیا۔۔

اور فضا میں فائرز کے شعلے بھڑکتے دیکھ کر وہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی گاڑی اگلے لمحے جھاڑیوں کو چیرتی ہوئی جہاز کی سپیڈ سے وہاں سے نکلی۔۔

ویلڈن بریو گرل! تم نے ثابت کیا ہے عورت کسی لحاظ سے کمزور نہیں۔۔" ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے وجود نے سراہایا۔۔ اسنے سنہری مسکراتی نظروں سے اس داد کو وصول کیا۔۔

بس اسے محبت کمزور بنا دیتی ہے۔" اسنے سوچ کر گہرا سانس لیا

تھینکس! بھائی کیلئے کچھ بھی۔ مجھے ہوٹل ڈراپ کر دیں" وہ درد کرتے بازو کو" سہلاتی بولی۔

ڈونٹ وری ہم وہیں جا رہے ہیں آخر کار آپ کا حال بھی تو درست " کرنا اور آپ کو مزلوم اغوا شدہ بنانا ہے۔" وہ کامیابی کے بعد شریر لہجے میں گویا ہوئے گاڑی کی فضا میں اس شیرنی کا قہقہ جاندار تھا۔

ooooooooo

....★☆☆☆☆☆★....

تم مجھ سے ایسے رابطہ کیوں کر رہی تھی؟ نہیں تم مجھے یہ بتاؤ لڑکی کہ تمہیں" سکون ہے کہ نہیں؟ تمہیں پتا ہے آج تم نے میری زندگی جنت سے جہنم میں دھکیلنے کی کوئی کسر نہیں چھوڑی۔۔ آخر میرا قصور کیا ہے۔۔؟" وہ پھٹ پڑا۔۔

ویٹ ویٹ تم جنت میں کب گئے؟" عرشیہ کو سن کر دھچکہ" لگا۔۔

اس کا بہت بہت شکریہ ادا کرتے ہوئے، آفیسر نے اسے بریو گرل کا خطاب دیتے ہوئے اس سے وہ کیمرہ ثبوت لیکر، ڈکی سے اس وجود کو باہر نکالتے ہوئے اپنے ساتھ لیکر اسے ہوٹل کے سامنے ڈراپ کرتے وہاں سے چلے گئے۔۔

عرشیہ کی وہاں پہلے سے بکنگ موجود تھی، اپنا نام بکنگ کروانے والے کا نام اور کارڈ دکھا کر وہ اس بلند و بالا خوبصورت عمارت میں موجود اپنے روم کی چابیاں ہوٹل کے مینجر سے لیتی جلدی سے لفٹ کی جانب بڑھی۔۔

لفٹ کا سفر طے کرتے کچھ راہ داریاں گزر کر، وہاں کے لوگوں کو نظر انداز کرتی ہوئی وہ اپنے روم میں داخل ہو چکی تھی۔۔

لیکن اسکا حال ایسا نہیں تھا کہ اسے نظر انداز کیا جاتا۔۔ روم میں داخل ہو کر اسنے دروازہ لاکڈ کیا۔ تیزی سے پہنا ہوا کوٹ اتار کر وہیں زمین پر پھینکا۔۔ شوز اتارے جلدی سے مطلوبہ چیز تلاشنے لگی۔۔ اسکی تیزی پھرتی گھبراہٹ اس بات کی گواہی تھی کہ وہ درد سے اب نڈھال ہو چکی تھی۔۔ اسے فرسٹ ایڈ باکس مل چکا تھا۔۔ اسنے وہ چھوٹا سفید باکس کھولا بیڈ پر گرنے کے انداز میں بیٹھتی۔۔

ہر لمحے وقت کے ساتھ جیسے کوئی اسکے بازو کو چیرتا ہوا اندر جا رہا تھا۔۔
اسکی حالت تشویشناک ہو چکی تھی۔۔ ماتھے پر پسینے کی ننھی ننھی شبنمی بوندیں نما ہو گئی تھی۔۔

اسنے اپنی سانس روک کر بوکھلاتے ہوئے فرسٹ ایڈ باکس ٹٹولا مگر وہاں اسے اپنی مطلوبہ چیز نہیں ملی۔۔
وہ پریشان ہو گئی۔۔ اب کیا کرتی۔۔۔

معاً اسے اپنی بیلٹ میں لگا خنجر یاد آیا، وہ ایک لمحے کیلئے تو ساکت رہ گئی کہ یہ ٹھیک رہے گا۔۔
لیکن اسکے علاوہ کوئی چارہ بھی تو نہیں تھا اور فادی کو شک پڑے اس سے پہلے ہی اسے وہاں پہنچنا تھا۔۔

اسنے دوسرے ہاتھ کو پیچھے لیجاتے ہوئے وہاں موجود خنجر کو ٹٹولا۔۔ اور وہ اسکے ہاتھ میں محسوس ہوا۔۔ اسنے بغیر توقف کے کھینچ لیا اور اپنے سامنے کرتے وہ اسکا استعمال و دبپر کرنے کا سوچنے لگی۔۔

اس سے زیادہ لوگوں کی باتوں نے چیرا ہے دل کو۔۔ اسکا درد بیت معمولی" ہوگا عرشیہ خان۔۔" وہ ڈر رہی تھی اپنے قدم سے مگر اسکے دل سے جیسے کسی مضبوط لڑکی کی آواز گونجی۔۔

ہاں وہی تو ٹھی اے کے۔۔

اسنے لب بھینچ لیے۔۔ اس خنجر کو دیکھا جس سے وہ ابھی ایک عفریت کا گلا کاٹ کر آئی تھی۔۔ کبھی کبھی تو اسے خود پر حیرت ہوتی تھی کہ جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا وہ پتا نہیں کیسے اتنی مضبوط نڈر ہوتی جا رہی تھی کہ یوں معلوم ہوتا جیسے پہاڑ ہو۔۔۔

لیکن پھر جب خود کو دیکھتی تو احساس ہوتا وہ تو لڑکی ہے۔ پہاڑ جیسے حوصلے ارادے اور مضبوطی رکھنے والے تو لڑکے ہوتے ہیں۔۔۔
اسنے موم بتی جلائی۔۔ ایک نظر روم پر پھیری اور خنجر کی نوک کو اس پر ٹکا کر گرم کرتے اسے ٹیبل پر رکھا۔۔ اور اپنے نازو کی طرح ہاتھ بڑھا کر کھینچ کر اسنے دوسرے لمحے اپنے کپڑوں کے آستین کو چاک کر دیا۔۔۔

اسکے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔۔وہ واقعی خود کو آج ڈبل ڈی کی شیرنی محسوس کر رہی تھی۔۔وہ اٹھی ساتھ خنجر فرسٹ ایڈ باکس کو بھی ساتھ اٹھالیا۔۔اور موم بتی کو پھونک مار کر بجھاتے ہوئے وہ چلتی ہوئی سیدھا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی ہو گئی۔۔

اسنے آئینے میں پہلے خود کو دیکھا۔۔اسنے سوچ کر مسکراتے سر جھٹکا اور بازو آئینے کے سامنے کیا۔۔اور پھر خنجر سے اس خون کے سرخ نشان پہ نوک رکھ کر سیدھا چاک دیا۔۔

آہہہ۔۔"وہ ضبط کرتے ہوئے بھی چیخ اٹھی۔۔خون کے پھوارے پھوٹ پڑے" اسکے بازو سے۔۔اسنے تیز گہرے سانس لیے اور اور اس ہولناک منظر کو آنکھوں کے سامنے کرتے اسنے گوشت میں چپکے ہوئے آگے کیلئے راستہ بناتے اس انگلی جتنے سرخ رنگ کے کیڑے کو دیکھا۔۔وہ جانے کیا تھا اسنے آج سے پہلے نہیں دیکھا تھا مگر اسکا درد۔۔

اسکی دماغ کی رگیں پھول اٹھیں۔۔ اسنے جلدی سے فرسٹ ایڈ باکس سے ایک چھوٹا سا چمٹا اٹھایا اور اس کیڑے کی بیک کو اس میں جکڑ کر جھٹکے سے کھینچا۔۔

آہہہہ۔۔ "وہ کراہی درد سے چیخی اور سر تھام گئی جبکہ ہاتھ سے چمٹے سمیت " گرنے والے اس سرخ سے کیڑے کا برا حال تھا قالین پہ۔۔ وہ پھڑک رہا تھا۔۔

عرشیہ نے دانت پیستے نم آنکھوں سے بوٹ میں پاؤں ڈال کر اسے مسلا اور اپنے بازو پر مرہم پٹی کرنے لگی۔۔ جیسے تیسے کر کے اسنے یہ سب کیا اور ابھی اٹھ ہی رہی تھی تبھی اسکا موبائل چیخ اٹھا۔۔

دوسری طرف سے بھڑکتی پھٹی ہوئی آواز گونجی تھی۔۔

عرشیہ نے اپنے کپڑے نکالتے ہوئے اسکی باتیں خاموشی سے سنی۔۔

آئی تھنک کہ تمہیں میرا شکریہ ادا کرنا چاہیے اگر میں نا ہوتی تو آج تم " لوگ کبھی کامیاب نا ہوتے انڈر سٹینڈ!" اسنے جتایا۔۔ ایک تو اتنا بڑا کام کر آئی تھی اوپر سے وہ اس پر بھڑک رہا تھا۔۔

ارے ہاں۔۔۔ بالکل افف میں کیسے بھول گیا کہ آپ ہماری ٹیم کی مین" حصہ ہیں۔۔ آپ کی وجہ سے بار بار میں اپنے ہی سینئرز کے آگے شرمندہ ہوتا ہوں۔۔ بالکل بالکل کیسے بھول سکتا ہوں کہ ابھی جو آپ نے کارنامہ انجام دیکر ہمارا میشن فیل کیا ہے اسکے لئے مابدولت آرمی میں کیپٹن ڈاکٹر صارم زیدی کی پوزیشن رکھنے والا مولوی آپکو سلیوٹ کرتا ہے۔۔

کیونکہ آپ ہمارے بڑے بھائی کی اکلوتی بیوی ہیں ہماری بھابی ہیں آپ کو ہم کیسے روکنے کی گستاخی کر سکتے ہیں۔۔" وہ گہرے چبھتے لہجے میں ڈوبو ڈوبو کر طنز مار رہا تھا۔۔

آئی ایم امپریسڈ! گڈ۔۔" وہ متاثر ہو کر سنجیدگی سے سراہتی بولی۔۔۔" صارم نے مسکراتے ہوئے سر ہلاتے اس داد کو وصول کیا۔۔ بس اب سر کے بال ہی تو نوچنے کی کسر رہی تھی جو کہ وہ یہاں وہاں دیکھ کر ہنستا مسکراتا ہوا خود پر ضبط کر رہا تھا۔۔

اس سے خود ہی انجان تھا کہ وہ کتنا کیوٹ لگ رہا ہے ایسے۔۔

اسکے چہرے پر سرخی ظاہر ہو رہی تھی۔۔

شٹ اپ !!!" وہ اچانک چیخا۔۔"

ہووو۔۔"عرشیہ کو جھٹکا لگا۔۔"

کون تھا وہ بیوقوف سا نڈ جس نے تجھے ٹریننگ دیکر ہمارے لیے ایک "

"سے بڑھ کر ایک امتحان پیدا کر دیا ہے۔۔

اپنا منہ بند رکھو مولوی ورنہ ابھی تمہارے پول تمہاری بیوی کے "

سامنے کھول دوں گی۔۔ تم کوئی معصوم شریف نہیں ہو۔۔ آرمی جوائن کر کے

اپنے ماں باپ بھائی کو نیک بختی کا یقین کر تمہیں عرشیہ خان کو

بیوقوف نہیں بنا سکتے۔۔

تجھ جیسے چھوٹے چھوٹے کھوتے اگر میشن کرنے لگے تو ہمارا ملک آباد ہوا سو

ہوا۔۔"وہ اس سے بھی تیز آواز میں چلائی تھی۔۔

صارم سکتے میں رہ کر ہونقوں کی طرح موبائل کو دیکھنے لگا" چھوٹے چھوٹے

کھوتے "اسکی آنکھیں احساس شرمندگی سے ڈبڈبا گئیں۔۔

یہ خدا نے کس مینٹل عورت کو اسکی بھابی بنا دیا تھا۔۔"

"کہاں وہ معصوم معصوم سے لوگ۔۔ اور کہاں یہ جنگلی سی عورت۔۔۔

عرشیہ نے اس ناقدری پر غصے سے پھولی سانس کھینچی۔
تمہیں اندازہ ہے کب پہنچی تھی تمہاری ٹیم۔۔؟جب وہ مجھے ایشین"
"فورس سمجھ کر اٹھا کر لے جا رہے تھے۔۔تب بھی نہیں۔۔
صارم کو دھچکہ لگا۔۔"تم کیوں مجھے مارنے پر تلی ہوئی ہو لڑکی خدا کے واسطے مجھے
بخش دو تمہارا آرمی میں آنا ناممکن ہے۔۔البتہ بھائی کو معلوم پڑا
تمہارے اس عمل کا مجھے الٹا لٹکا کر ساری ڈاکٹری نکال دیں گے پہلے
ہی میں تمہاری وجہ سے بہت کچھ برداشت کر چکا ہوں۔۔"وہ ضبط سے
بولا۔۔بس رونے کی ہی کسر باقی تھی۔۔

عرشیہ کا جی چاہا اس نوٹنکی باز شخص کا کچھ کر دے۔۔کیسے کیسے لوگ
تھے۔۔کس طرح منہ پر نقاب لگائے چلتے تھے۔۔
صرف ایک واور دوسرا اسکا مینٹل پیس تھا جو سب کے سامنے
وہی تھے جو اندر تھے اسلئے تو دنیا کو انکا اٹیٹیوڈ کھٹکتا تھا۔۔

بھاڑ میں گیا تمہارا برداشت کرنا۔۔اگر تم نے مجھے ٹوکا تو پتا ہے"
میں کیا کروں گی تمہارے ساتھ۔۔؟

سیدھا اپنے سائیکو سائیں کو کال کروں گی۔۔ اور اس سے کہوں گی کہ تم لوگوں نے مجھے یہاں بھیجا ہے فارس نے نہیں۔۔ پھر تمہارا کفن میں خصوصاً لنڈا بازار سے منگواؤں گی ڈونٹ فار گیٹ!" وہ فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ تمسخرانہ بولی۔۔
ایک تو اتنا بڑا رسک لیا اوپر سے کوئی قدر ہی نہیں۔۔

معصوم لوگوں کو بلیک میل کرنے پر شرم آپ لگے گی تمہیں بھابی" بوجھ۔۔" وہ ضبط سے پھنکارا۔۔ عرشیہ محظوظ ہوتے کھکھلائی۔۔
اب اتنا تو تم لوگوں کو برداشت کرنا پڑیں گے میرے لاڈ آفٹر آل دو" بھائیوں کی شیرنی ہوں۔۔ کرتی وہی ہوں جو دل چاہتا ہے۔۔ کازوی آر تھری ٹائیگرز۔۔۔" وہ کہہ کر شیرنی کی طرح آواز کرتی پھنکاری۔۔
صارم کے لبوں پر خوبصورت سی مسکراہٹ آگئی۔۔

اچھا کیا کیا ہے تم نے محترمہ ذرا فرمانہ پسند کریں تاکہ" رپورٹ دے سکوں میں۔۔" وہ اپنی ٹیم کی تازہ دی ہوئی رپورٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے بولا۔۔

ہوں سو!جب مجھے فارس نے کڈنیپ کیا ہے تب میری صام"
والی چِپ کو ڈاکٹر نے نکال دیا ہے۔۔البتہ دل والی چپ تمہارے اور دری
کے کہنے ہر ڈی ایکٹیویٹ کر دیا ہے تم نے۔۔
لاکیٹ DAD صام والی چِپ کو انکے پاس ہے لیکن دل والی ابھی میرے
میں موجود ہے جو مجھے دل نے واپس پہنا دیا تھا اپنے گھر۔۔
وہ میں یہاں سے جانے سے پہلے تم سے کہا تھا ایکٹو کر دو گے۔۔ابھی
تک ٹھیک ہے نا؟"وہ اپنے کپڑے دیکھتی پوچھنے لگی۔۔

ہاں آگے پھر؟"صارم نے سر ہلایا۔۔"

انہوں نے مجھے ہراساں کرنے کی کوشش کی جو کہ مجھ میں ایسے بیکٹریا موجود"
ہی نہیں تو اسلئے وہ ناکام ہو گئے البتہ مجھ سے ہراساں ہو گئے دونوں۔۔
دری بھائی نے کہا ہے دبنا نہیں ہے تو میں ابھی تک مست ماحول
میں ہوں یہاں کھانا وانا کھایا شاپنگ کی اور شام ہوا تم نے کہا
تھا ہماری ٹیم کے کچھ لوگ مجھ سے رابطہ کریں گے تو انہوں نے سواء مجھے کچھ
سامان دینے کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا۔۔

انہوں نے مجھے تمہاری چِپ دی۔۔ میں نے سوچا ان میں لیپ ٹاپ یا ربوٹ تو ہوں نہیں کہ خود میں سب کی چِپ انسرٹ کرتی جاؤں بھئی میرے کو بھی درد ہوتا ہے۔۔

تو انو تو خدا نے شرم دی ہی نہیں اسلیے مجھے خود پر خود ہی رحم کرنا پڑا۔۔ اور میں نے سوچا تم لوگ تو مجھ سے رابطہ کرو گے نہیں اور نا ہی تم لوگوں سے ایکشن والی فیلنگز آرہی تھیں اسلئے میں نے بازار سے منی سائیز کیمرہ لیا ایک خنجر لیا اور فادی والی گن کو اٹھا کر خود ہی نکل پڑی۔۔

پھر میں نے اپنی اکلوتی جان پر رسک لیکر وہاں بندرگاہ گئی جہاں "سے ہمیں اس ٹرک کو فولو کرنا تھا۔۔۔

ویٹ !!!" اسکے روانی سے کہنے پر صارم نے ٹھٹھک کر اسے ٹوک دیا۔۔"

"کیا؟؟" عرشیہ نے ناگواری سے پوچھا۔۔

تمہیں کس نے کہا ہمیں ان گاڑیوں کو فالوو کرنا ہے یا بندرگاہ جانا" ہے؟" وہ حیران ہوا۔۔ عرشیہ نے زبان دانتوں تلے دبا کر سر کھجایا۔۔ پر اب کیا کیا جا سکتا تھا۔۔

میں نے سن لیا۔۔ یو نو صرف آنکھیں نہیں کان بھی میرے کافی زیرک سن گھن رکھتے ہیں۔" وہ فخریہ بولی۔۔ صارم نے افسوس سے سر ہلایا۔۔

"میں بھائی سے شدید قسم کی ریکویسٹ کروں گا کہ وہ آپ کو لیکر میری زندگی سے دور جائیں سمجھی۔۔ تمہاری یہ دوست والی چاپلوسی کو میں اچھے سے سمجھتا ہوں۔۔۔" وہ غصے سے بھڑک اٹھا۔۔

"شٹ اپ! تم میری دوستی کو مفاد میں نہیں تول سکتے۔۔ میں صمصام زید۔۔۔۔ میرا مطلب میں عرشیہ خان ہوں۔۔ دوست لیول کے بناتی ہوں۔۔ شکر کرو تجھے دوست بنایا ورنہ مولوی "تیرے کو تو تیری بیوی بھی معاف نہیں کرے گی۔۔ (دھمکی)

اسکے کہے بنا ہی وہ دھمکی سمجھ گیا تھا۔۔ اسکے کہنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔۔

"آگے کیا کیا تم نے پھر؟"

میں وہاں گاڑی جھاڑیوں میں روک کر اس ٹرک کے اندر چلی" گئی۔ یقین مانو ایک ایجنٹ کی فیلنگز آ رہی تھیں۔۔ میں نے سحر میں جکڑ کر تمہیں میجر بھی کہہ دیا افف۔۔۔ آئی کانٹ ایکسپلین مائی فیلنگز۔۔۔ اتنی ایکسائیٹمنٹ تھی نامولوی کہ بتا نہیں سکتی۔۔

پھر میں نے انکی ریکارڈنگ کی۔۔ بالکل لیڈی باس والی فیلنگز آ رہی تھی جسکے بارے میں ہم سنتے آ رہے ہیں کہ وہ ایک نڈر لیڈی ہے۔۔ سب سے بڑا کام تمہارے لیے آسانی میں نے پیدا کی اور ایک لڑکی کے پاؤں میں چپ انسرٹ کر دی۔۔
پھر تمہیں جان کر حیرانگی ہو گی کہ میں نے ایک آدمی کو مارا اسکا گیٹ اپ لیا اور پھر میں دوسرے آدمی کو پکڑ لیا۔۔
اور تم جس ٹیم کی بات کر رہے ہو بتاؤں تمہیں وہ کب آئی۔۔
جب انہوں نے مجھے باندھنا چاہا تھا مجھے گھیر لیا تھا بالکل۔۔ اور اب وہ مجھے قید کرنے والے تھے کہ میں نے الٹی کلابازی مار کر ایک پر اٹیک کر کے دوسرے پر فائر کر دیا۔۔ اور اب وہ مجھ پر پھر سے حاوی

ہوتے کہ اس سے پہلے تمہاری ٹیم پہنچ گئی اور انہوں نے مجھے وہاں سے نکال کر اس ہوٹل میں پہنچایا جہاں پر تم نے بکنگ کی تھی۔۔

اور اب میں اپنے بازو میں چاک لگا کر وہاں سے ایک زہریلا کیڑا نکال کر تم سے بات کر رہی ہوں۔۔ اور اس سب کے بعد بھی تمہیں میری قدر نہیں تو آگے تمہارا حساب صام ہی کرے گا میں نہیں۔۔

کیونکہ اسنے تم سے کہا تھا تمہارا پیشہ کبھی گھر کے افراد کو ہرٹ نہیں کرے گا۔۔۔(دھمکی)" وہ کہہ کر خاموش ہوتی پانی پینے لگی۔۔

اب اسے صارم کے کچھ کہنے کا انتظار تھا لیکن کافی دیر ہوئی اسکا کوئی رسپانس نہیں ہوا۔ عرشیہ کو لگا رابطہ منقطع ہو گیا ہے۔۔ اسنے کان سے موبائل ہٹا کے سامنے کیا تو رابطہ جاری تھا۔۔

ہیلو بھورے بلے!" اسنے پریشانی سے موبائل کان سے لگا کر محبت سے " پکارا۔۔ دوسری طرف سانس خارج کرنے کی آواز آئی۔۔

شکر زندہ تو ہو۔۔ مجھے لگا میری بہادری کو سن کر۔۔۔" وہ طنزیہ " بولی۔۔

ناؤبی سیریس عرشی!" اسبے درمیان میں ٹوکا۔۔وہ خاموش "
ہو گئی۔۔

تمہیں پتا ہے جب وہ مافیا اسمگلر تم پر دوبارہ حاوی ہو رہے تھے اس "
وقت ہماری ٹیم کے لوگ تم تک نا پہنچتے تو تمہارا انجام کیا ہوتا؟
وہ تمہیں لے جاتے۔۔ویسے ہی جیسے اب تک ہمارے ملک سے ہماری
بیٹیاں غائب ہو رہی ہیں کبھی دن میں کبھی رات میں۔۔کبھی مدرسے
سے تو کبھی جماعت سے۔۔

ہمارے دشمنوں نے ہماری بیٹیوں کو وہاں سے اغوا کرنا شروع کر دیا ہے جہاں
سے ہم دین کی ہدایت مطابق کچھ سیکھانے کیلئے علم حاصل کرنے
کیلئے بھیجتے ہیں۔۔

ہمارے مدرسے ہماری جماعتیں اب ہماری بیٹیوں کیلئے محفوظ نہیں چھوڑیں
ان کافروں نے۔۔اور ان کافروں کا ساتھ دینے والے کوئی اور نہیں بلکہ
محمد رسول ﷺ کا نام لیکر لوگوں کو یقین دلانے والے کہ ہم بھی مسلمان ہیں۔۔
لیکن مسلمان کے لبادے میں چھپے وہ کافروں سے گرے ہوئے جہنمی
حیوان ہیں جنہوں نے اسلام کا استعمال کر کے دین کو بچیوں کیلئے آہستہ
آہستہ غیر محفوظ بنانا شروع کر دیا ہے۔

ہماری بیٹیوں کو، ہمارے ملک کی عزتوں کو نوچنا شروع کر دیا ہے۔ یاد ہے ڈیڈ کہتے تھے ملک وہی کا میان ہو گا جہاں اسکی عزت باحفاظت چلے گی، اپنے حق حاصل کرے گی۔
لیکن اب یہاں آہستہ آہستہ ختم ہو رہا ہے وہ سب۔۔

میں آرمی میں ہوں لیکن میرا کام ڈاکٹری کا ہے۔ میں وہاں بطور ایک ڈاکٹر کی حیثیت سے کام کرتا ہوں۔۔ اور ابھی بھی کر رہا ہوں۔۔ میں کوئی ایجنٹ نہیں ہوں یہ تم جانتی ہو۔۔

میں جب اپنے ایک دوست آفیسر کا علاج کر رہا تھا تو اسکی وجہ سے مجھے معلوم ہوا تھا جس کالج سے میرے کزن نے ایک لڑکی کو ریپڈ کر کے مار دیا تھا اس کالج کا حال یہ ہے کہ تازہ رپوٹ مطابق وہاں لڑکیوں اور لڑکوں میں سٹرپرسنٹ سب ڈرگز کے نشے کے عادی ہیں۔۔
اور دو ہزار اٹھارہ کی رپورٹ کے مطابق اس درسگاہ سے نو سو نوجوان لڑکیاں غائب ہو چکی ہیں۔۔ ان میں کوئی مر چکی ہے کوئی خودکشی یا بھاگ چکی ہے کوئی گم ہو چکی ہے کی رپورٹس درج ہیں۔۔

پھر وہاں ظفران حیدری کی موجودگی اور اس درسگاہ میں غیر ملکی لوگوں کا موجود ہونا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ صام بھائی ساحل بھائی زیاف بھائی کیا کرتے رہے اس سے ہم ناواقف تھے اور رہے۔۔

میں نے دری کو بھی یہ بتایا اور دری بھائی کا بھی شک تھا ظفران حیدری پر اسلئے ہی وہ انکے پاس گیا تھا نویرہ کی محبت کا صدمہ لیکر ان سے رابطے بحال کرتے اپنے بھائی سے بدلے کیلئے اس سے نفرت کا اظہار کرتے ہوئے۔۔

دریاب بھائی نے انکی آنکھوں میں دھول جھونکی تبھی ہمیں معلوم پڑا کہ کچھ بڑا ہے اسکے پیچھے۔۔ "اسنے گہرا سانس لیا۔۔

عرشیہ! ہم دل کیلئے جانے کیا کیا بن گئے۔۔ دریاب پولیس" میں آگیا ساحل وکالت میں کیونکہ ہمیں انصاف نہیں ملا تھا تو ہمیں اپنا انصاف خود حاصل کرنا پڑ رہا ہے۔۔

لیکن جن ماں باپ سے انکی بیٹیاں انکی عزتیں چھین جاتی ہیں۔۔ کیا اب ہر کوئی انصاف کیلئے پولیس میں آئے وکالت میں آئے یا جج بن جائے یا اتنا پیسہ حاصل کرلے کہ ہر کورٹ کا فیصلہ خرید لے۔۔

ان میں کسی کا بھائی نہیں ہوتا کسی کی ماں نہیں ہوتی کسی کا باپ نہیں ہوتا۔۔اور سب کو انصاف نہیں ملتا۔۔جس طرح ہمارے دل بھائی کو نہیں ملا۔۔

عرشیہ تمہیں یہ سمجھنا ہوگا ہر چیز پر قیمت لگ چکی ہے۔انسان کی زبان پر بھی۔۔زبانیں بکتی دیکھی ہیں میں اس دنیا میں۔۔لوگ دنیا کو برا کہتے ہیں، بری دنیا نہیں برے اس میں رہنے والے لوگ ہیں۔۔میں نے اپنے سینئر سے گڑگڑا کر ایک موقعہ حاصل کیا تھا۔۔

کس لیے؟؟نا دلاور کیلئے نا اپنی فیملی کیلئے عشی۔۔"عرشیہ نے سانس روک کر فون کے اس پار بیٹھے شخص کو دیکھنا چاہا۔۔

صارم!!"وہ حیرت زدہ ہوئی۔۔"

حیرت زدہ مت ہو۔۔میں نے یہ موقعہ آرمی آفیسرز سے دلاور" خان کیلئے نہیں لیا۔۔کیونکہ مجھے پتا ہے اسکے لئے لڑنے والے بہت ہیں۔۔ساحل شاہ، صمصام زیدی دریاب خان زیاف زیدی۔۔

اور اسکی لاڈلی بہن سب کی جان عرشیہ خان بھی۔۔ جب ایک شیرنی بپھر کر میدان میں آجاتی ہے تو بڑے بڑے حیوان میدان چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔۔

لیکن میں بہت معمولی سا انسان ہوں۔۔ میں اپنے باپ کے بھائی کے پیسے پر نہیں چلتا۔۔ تو اس سے میری حیثیت کا اندازہ لگالو۔۔ ایک روکھی پھیکی محدود سیلری ہے بس۔۔
میں نہیں لڑھ سکا اٹھ کر انکے لئے۔۔ لیکن میں نے یہ موقعہ حاصل کیا تو اپنی ان بیٹیوں کیلئے جنہیں انکے درسگاہ سے گمراہ کر کے لے جایا چکا ہے۔ میں نے موقعہ ان کے لئے حاصل کیا تھا اپنے سینئر کو یقین دلاتے کہ وہ ضرور کامیاب ہوگا۔۔
اور انہوں نے کہا تھا کہ اگر میں ناکام ہوا تو مجھے نااہل قرار دیکر وہاں سے نکال دیا جائے گا۔۔

مجھے یہ مشن ملا اور میں اپنی ماں کی ہاسپٹل میں ہاؤس جاب کے طور آگیا تھا۔۔ میں نے اپنوں سے کچھ نہیں چھپایا تھا جس میں تم بھی شامل تھی۔۔

تمہیں اندازہ نہیں لیکن ہم ان رکاوٹوں کو پسند نہیں کرتے جو ہماری راہ کاٹیں۔۔ آج رات تم بھی ہمارے لیے ایک رکاوٹ تھی۔۔
انہوں نے تمہیں رسپانس نہیں دیا کیونکہ ہمارا پلان اس ٹرک کو فالوو کرنا تھا۔۔ ہم ان ثبوت کیا کریں۔۔
ہمیں ثبوت نہیں ہماری بیٹیاں واپس چاہیے تھیں۔۔

رات وہ چاہتے تھے جو رسک تم نے لیا تھا اس رسک کے انجام کی ذمہ دار تم خود ٹھہرو لیکن جب تم پر مصیبت آئی انہوں نے مجھے تمہارے حال سے آگاہ کیا۔۔
میں نے باقاعدہ انہیں حکم دے دیا اپنے پلان کو چینج کر کے تمہیں بچانے کیلئے۔۔ جبکہ تم اچھے سے جانتی تھی ہمارے پاس یہی موقعہ تھا انکے ٹھکانے معلوم کرنے کا۔۔۔
تم اندازہ لگا سکتی ہو اس وقت میری پوزیشن کا؟؟؟" اسکی آواز نرم سے ہوتی ہوئی لہجے بدلتی انتہائی سخت ہو گئی۔۔

عرشیہ کا دل تیز تیز دھک دھک کر رہا تھا۔۔

ابھی تازہ رپورٹس ہے۔۔اس ٹرک میں لڑکیاں تین سو سے زائد"
تھیں۔زخمی الگ تھیں۔۔یہ صرف ایک ہی ظفران حیدری کی
یونی کی رپورٹ ہے۔
ہم اپنے آپ سے آخری موقعہ گنوا چکے ہیں۔۔"وہ ضبط سے غرایا۔۔
کیوں گنوا چکے ہیں۔۔؟؟میں نے اس لڑکی کے پاؤں میں چِپ"
انسرٹ کر دی تھی تم اس سے لوکیشن ٹریک کر لونا۔۔"وہ کانپتے لہجے میں
بولی۔۔

ہونہہ۔۔"وہ سر جھٹک کر ہنسا۔۔"
تمہیں کیا لگتا ہے رات کو خوف سے لیٹ کر چِپ لگانے سے تم نے"
ہمارا مشن کامیاب کر دیا ہو گا عرشیہ خان۔۔
پھر بھی مبارک ہو تمہاری اس لڑکی کو لگائی ہوئی چپ ایکٹو نہیں ہو
رہی۔۔"اسنے تمسخرانہ لہجے میں عرشیہ کے سر پر دھماکہ
کیا۔۔

وہ سن پڑ گئی۔۔اسکے منہ سے چیخ بھی نا نکل سکی۔۔

مجھے ابھی کی رپورٹس دینی ہیں ہیڈ کوارٹر۔۔ اور میرے سامنے رپورٹس"
میں لکھا ہوا ہے کیپٹن ڈاکٹر صارم زیدی نے اپنی کزن کیلئے اہم
موقعہ پہ پلان کینسل کر دیا ہے اپنے احکام تبدکل کر دیے۔۔۔
تم نہیں سمجھو گی اس تکلیف کو جو مجھے محسوس ہو رہی ہے میرے دل
میں۔ تم یہ بھی نہیں سمجھو گی عرشیہ کہ اب ان بیچاریوں کا
حال کیا ہو گا۔۔ وہ بیچی جائیں گی۔۔ ان درندوں کی درندگی کا شکار بنیں
گیں۔۔
ہم یہاں آرام سے نرم بستروں میں دبکے پڑیں ہوں گے۔۔۔ وہاں ہمارے
ملک کی بیٹیاں نوچی جا رہی ہوں گی۔۔ درندے مزید نڈر ہو جائیں گے۔۔
اور ہم یہاں ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے ہوں گے۔۔ اوع اور موقعے کیلئے۔۔

پر ایک فائدہ ہمیں ہو گیا ہے۔۔۔" وہ دکھ رنجیدگی دبے غصے غم سے
کہتا آکر میں تلخی سے ہنسا۔۔
وہ نادان کیا جانے کرب کیا ہوتا ہے جو اس وقت صارم زیدی
محسوس کر رہا تھا۔۔ اس سے اسکا سب کچھ چھین لیا جا رہا تھا
لیکن اس پہ یہ غم نہیں تھا، اسے تو اپنی انت الحیات کا غم
تھا اسکی جیسی ان معصوم لڑکیوں کا غم تھا۔۔

میں اس درندے ظفران کو نہیں چیر سکا کوئی بات نہیں"
لیکن خوش ہو جانا کیونکہ یہ ثبوت جو تم نے ابھی ہمیں مہیا کیے ہیں ان سے تم دلاور خان کو با آسانی بچا سکتی ہو۔۔
اینڈ بیسٹ آف لک تمہارے آگے کے مشن کیلئے۔۔"اسنے کھٹک سے موبائل رکھ دیا۔۔

عرشیہ اپنی جگہ پتھر کی مورتی بن کر رہ گئی تھی۔۔

ہمارے مدد کرنے کے انداز بھلے غلط ہوں صارم زیدی!لیکن نیتیں تو"
صاف ہوتی ہیں۔۔انکا انجام اگر یہ نکلتا ہے تو لازمی نہیں ہر بار ہم ہی قصوروار ٹھہرائے جائیں۔۔
کب تک جج کیا جائے گا ہماری نیتوں کو۔۔کب تک ہم اچھے ہو کر بھی برے بنتے رہیں گے۔۔
میری نیت صاف تھی۔۔میں نے تمہاری مدد چاہی تھی۔۔باقی ہاں میں سیفلیش ہوں۔۔کیونکہ واقعی دنیا نہیں مگر دنیا میں رہنے والے لوگوں نے میرے دل کو ضرور چھینا تھا صارم زیدی۔۔

مجھے دنیا سے کوئی سروکار نہیں۔۔ اس دنیا کے لوگوں نے جب ہمیں توڑ کر رکھ دیا تو ہم کیوں انہیں سوچیں۔۔۔ مجھے یہ دنیا میرا دل نہیں لوٹا "کہ دے سکتی۔۔

وہ بڑبڑاتی ہوئی ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔۔ وہ کہہ تو رہی تھی مگر وہ کیسے خود کو بے حس بنا دے دنیا کی طرح۔۔۔ لیکن اسے خود کو سنبھالا تھا۔۔ یہاں تک پہنچ کر وہ ہرگز بھی مات نہیں کھا سکتی تھی۔۔ کمزور لمحات میں مات کھانے والے ہمیشہ بزدل کہلاتے ہیں۔۔ لیکن وہ بزدل ناکام نہیں کہلانا چاہتی تھی۔۔

اسکے بھائی صرف اس سے محبت نہیں تھے بلکہ وہ بھی دل و جان سے ان سے محبت کرتی تھی۔۔ اگر عشق کا کوئی دوسرا نام ہوتا تو عرشیہ کی ڈکشنری میں وہ "دردل" ہوتا۔۔

دریاب اور دلاور۔۔۔

وہ اٹھی اور کپڑے اٹھا کر باتھ روم میں بند ہو گئی۔۔ کچھ دیر بعد وہ باہر نکلی اور اپنا حلیہ درست کرتی بال سنوارتی ہوئی اسنے اپنی گردن میں پڑے ہوئے لاکیٹ کو دیکھا۔۔

ان شاء اللہ ڈی اے ڈی اینڈ ڈیڈ بہت جلد ایک ہوں گے۔۔" اسنے صارم کو کہہ دیا تھا کہ وہ اس چپ کو ایکٹو کر دے تا کہ دل اس تک پہنچ سکے۔ وہ مطمئن ہوتی اس لاکیٹ کو چوم کر وہاں سے نکلی۔۔ وہ پھر سے سابقہ گیٹ اپ میں آ چکی تھی۔۔

نا اپنے کیے پر پچھتاوا نا ہی کوئی جھکاؤ۔۔۔

وہی مغرور چال اور متوجہ کرتا ہوا ایٹیٹیوڈ۔۔۔ آس پاس کی لڑکیاں بھی ایک نظر ایک پر اسے مجبور تھیں۔۔ اور وہ آنکھوں پر گلاسس لگائے کوٹ میں ہاتھ ڈالے جا رہی تھی۔۔

ooooooooooo

یہ لڑکی کہاں چلی گئی فارس تم جا کر دیکھو مجھے تو ہول اٹھ رہے ہیں" اگر وہ بھاگ گئی تو؟ اگر کہیں گم ہو گئی یا بھاگ گئی ہمیں تو لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔۔ دانیال ہمارا برا حال کر دے گا۔۔ وہ تو مجھ سے ہمیشہ کیلئے ناراض ہو جائے گا۔۔" پھوپھو کو ہوش آتے عرشیہ ساری رات گھر سے غائب دیکھ کر صوفے پر بیٹھے فارس سے گھبرا کر بولیں۔۔

وہ ساری رات جاگتا عرشیہ کا انتظار کر رہا تھا اسکے موبائل پہ بار بار اکاؤنٹ سے پیسے نکلنے کی نوٹیفیکشن آ رہی تھیں۔۔ اور وہ ضبط سے بیٹھا تھا یہ سوچتے ہوئے کہ جیسے وہ اسے اغوا کر کے نہیں شاپنگ کروانے لایا ہے۔۔

بہر حال ایک طرح سے وہ محظوظ بھی ہو رہا تھا کہ چلو وہ اسکے پیسے استعمال تو کر رہی تھی ویسے بھی یہ سب اسکا ہی تو تھا۔۔ بس وہ اسکی محبت کو سمجھ جائے۔۔

کوئی جواب تو دو بت بن کر بیٹھے ہو۔۔" پھوپھو نے غصے سے کہا۔"
کہیں نہیں گئی شاپنگ کر رہی ہے۔ ٹینشن نا لیں یہیں بھٹک رہی ہے۔"
اور بھٹک کر جب تھک جائے گی تو فارس خان کے پاس
واپس لوٹ آئے گی کیونکہ اسکے علاوہ اسکے پاس کوئی چارہ بھی تو نہیں ہے۔۔" وہ استہزائیہ مسکرا کر بولا۔۔

ہیں تجھے کیا بیٹھے بیٹھے خواب آ رہے ہیں کہ وہ خریداری کر رہی ہے؟" پھوپھو" کو بھتیجے پر غصہ بھی تھا اور حیرت بھی۔۔

فارس قہقہہ لگا اٹھا۔۔ "اسکے خواب تو میں جاگتی آنکھوں بکھرے حواسوں میں بھی دیکھتا ہوں۔۔ لیکن اس وقت مجھے میرے موبائل پہ نوٹی آرہی ہیں کہ وہ میرے اکاؤنٹ سے پیسہ نکال کر خریداری کر رہی ہے۔" وہ مسرور ہنستا ہوا بولا۔۔

پھوپھو کو اسکا اتنا پر سکون انداز کھٹکنے لگا۔ کل تک تو عرشیہ کے تیور دیکھ کر اسکے حواس ساتھ نہیں دے رہے تھے اور اچانک سے اتنا خوش تھا کیسے؟

"تیری بینک تو اسٹرلیا میں اور گاؤں میں ہے پھر کیا وہ اسٹرلیا گئی ہوئی ہے؟" پھوپھو کے کہنے کا انداز بھی خوف تھا انکے اسٹرلیا پر وہ قہقہہ لگا اٹھا۔۔ سرشاری سے۔۔

"ارے نہیں پھوپھو یہ ڈیجیٹل دور ہے۔۔ سارا سسٹم موبائلوں پر ہوتا ہے۔۔ دراصل وہ میرا کارڈ چوری کر گئی ہے۔۔"

تف ہے تجھ پر ایک چھٹانک بھر کی لڑکی کبھی تیرا پسٹل چرا کر" جا رہی ہے کبھی تیرا کارڈ چرا کر جا رہی ہے کیا اس کے سامنے بیہوش ہو جاتا ہے تو؟" پھوپھو کا تو سن کر اس ناکارہ بھتیجے پر پارہ ہائی ہو گیا۔۔

فارس کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔۔"ہاں ایسا ہی ہے وہ جب سامنے آتی ہے تو میرے حواس میرا ساتھ نہیں دیتے۔۔ویسے ہی جیسے اس عمر میں آپ کے نہیں دیتے خان کا سن کر۔۔"وہ غصے سے پاٹ دار آواز میں کہتا طنز کر کے وہاں سے اٹھ کر نکل گیا۔۔

پھوپھو نے سرخ چہرے سے اسکی پشت اور ٹانگ کو دیکھا۔۔
تو مجھے اپنے دو دن کے پیار سے نامل فارس! میرا پیار صدیوں جیسا" ہے خان سے۔۔اس سے میں سچا عشق کرتی ہوں۔۔"پھوپھو کہتیں آبدیدہ ہو گئیں۔۔

فارس کو انکے رونے پہ دکھ تو ہوا لیکن وہ خود بھی اس وقت دکھی تھا پور پور۔۔سو انکے دکھ کہاں سے دور کرتا۔۔

اسکی گاڑی آکر اس گھر کے پورٹیکو میں رکی۔ گھر کی تمام لائیٹیں بجھی ہوئی تھیں۔۔ اسنے سامنے سے دیکھا اور سیٹ بیلٹ کھولی۔۔ وہ گاڑی کا ڈور کھول کر باہر نکل آئی۔۔

اسنے دل میں شکر کیا سوئے ہوئے تھے، تاکہ وہ خاموشی سے اپنے روم میں چلی جائے اور صبح ان سے بات کرے۔ وہ سوچ کر آگے بڑھ رہی تھی۔۔

اسنے ڈور بند کیا۔۔ اور گہرا سانس لیکر وہ آگے اندرونی دروازے کی سمت مضبوط قدن اٹھاتی بڑھی۔۔۔
سامنے سفید تین سٹیپ سیڑھیاں تھیں وہ ان ان پر قدم رکھنے لگی۔۔
"آہہہ۔۔"
جیسے ہی عرشیہ کا دروازہ کھولنا تھا پھوپھو چیختی ہوئی ہاتھ میں پکڑی موٹی لکڑی کو عرشیہ کے سر پر وار کرتی اس سے پہلے ہی عرشیہ انہیں موقعہ دیئے بغیر نیچے جھکتی اپنے بھاری بوٹ کا وار انکی ٹانگوں پر کرتے ہی اگلے لمحے انہیں پشت کی جانب دھڑام سے زمین بوس کیا۔۔

وہ بوکھلائی ضرور تھی لیکن محتاط تھی۔۔ پھوپھو کی درد سے چیخ بے ساختہ تھی لیکن عرشیہ نے سیدھا کھڑے ہوتے جیسے پشت پر کسی کو محسوس کیا۔۔
اسنے جلدی سے گن پر ہاتھ رکھا،، اور تیزی سے گھومی۔۔۔

آہہہ۔۔۔ "اگلے لمحے فضا میں کربناک چیخ گونجی۔ دیوار کے ساتھ" لگے کھڑے اسکی نظروں سے اوجھل فارس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ڈنڈے کا زوردار وار عرشیہ کے سر پر کر دیا۔۔

ڈیڈ!!" اسکے لبوں سے دلخراش چیخ نکلی۔۔ دل اٹھا گہرائیوں میں" ڈوب گیا۔۔ اور درد سے دھندلی نظروں کے سامنے نمایاں ہوتے فاتحانہ انداز میں مسکراتے ہوئے فارس خان کا چہرہ لہرایا۔۔ سیدھی مانگ سے نکلتے ہوئے سرخ خون کی لکیر پھسلتی ہوئی اسکی ناک پر آگری۔۔۔
اور پھر نظروں کے سامنے ایک دم سے اندھیرا چھا گیا۔۔ اسکا وجود حرکت چھوڑ گیا۔۔ وہ سن ہو گئی اور جیسے ہوا میں لہرا گئی۔۔

مار دیا لڑکی کو؟؟؟" پھوپھو چیختی خوفزدہ سی کمر تھام کر اٹھتی عرشیہ کو"
تھامے کھڑے فارس کی جانب بھاگ آئیں۔۔

کچھ نہیں ہوا مدد کرائیں جلدی۔۔" وہ غصے سے ان سے کہتا اپنی ٹانگ کے"
درد سے بمشکل کھڑے ہوتے بول کر عرشیہ کا چہرہ دیکھتے مسکرایا۔۔

پھوپھو اسکی طرف بڑھی اور اسے سہارا دیکر اندر آ گئیں۔۔ اسکے پیچھے
فارس بھی اسی ڈنڈے کا سہارا لیکر اندر داخل ہوا اور اندر لا کر ان دونوں
پھوپھو بھتیجے نے عرشیہ کو روم کی وسط میں رکھی ہوئی چیئر پر بٹھا کر
جلدی سے باندھ لیا۔۔
کیسا لگا؟" اسے باندھ کر اسکا چہرہ پھوپھو کے سامنے کرتے ہوئے"
فارس نے داد طلب نگاہوں سے دیکھ کر سوال کیا

اب لگ رہے ہو فارس خان۔" پھوپھو نے مسکراتے ہوئے کہا وہ"
سامنے رکھے صوفے پر گر کر قہقہہ لگا اٹھا۔۔ "بیٹھ جائیں تب
تک۔۔ کیونکہ ابھی ہوش نہیں آئے گا اسے۔۔" اسنے کھڑی ہوئی پھوپھو
کے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔

بیٹھ تو رہی ہوں مگر اس لڑکی کو کچھ ناجائے۔۔" پھوپھو سر ہلاتی ہوئی"
چلتی ہوئیں فارس کے ساتھ بیٹھیں۔۔فارس پر سکون ہو گیا۔۔
کچھ نہیں ہوتا سارے بھائی بہن حد سے بڑھ کر ڈھیٹ ہیں۔۔۔اس"
دلاور کو ہی دیکھ لو۔۔سب نے سوچا تھا مر گیا ہو گا لیکن کس طرح
اچانک نکل آیا۔۔" وہ ناگواریت سے بول رہا تھا۔۔

ooooooooo

مسٹر صمصام زیدی!" وہ سیاہ فور پیس سوٹ میں ملبوس جیسے ہی"
جہاز کی سیڑھیاں اترتا اپنی بارعب پر سنالٹی اوشن نیلی آنکھوں سے
دور دور تک پھیلے ایئر پورٹ اور وہاں کھڑے لوگ دیکھتے ہوئے
سیڑھیاں اتر رہا تھا تبھی وہاں اسکی آمد کا سن کر بزنس کی دنیا کے
بادشاہ کے اپنی زمین پر قدم رکھنے پر مسرور سے ویلکم بکے لیے بھاگتے ہوئے
اسکے پاس پہنچے۔۔

ہم آپ کو بتا نہیں سکتے ہم کتنے خوش ہیں آپ کو یہاں دیکھ کر۔۔"
جیسے ہی نیوز پہ سنا کہ آپ اٹلی کی فلائیٹ میں بیٹھے ہیں ہماری خوشی کا
آپ اندازہ نہیں لگا پائیں گے۔۔" اٹالین بزنس مین اور اسی فیلڈ کے کچھ
مزید کاروباری شخص اسکے انتظار میں کھڑے تھے اور جیسے ہی
صمصام زیدی نے جہاز کی سیڑھیوں پہ بھاری قدم رکھتے جیسے انکی
سرزمین پر پاؤں رکھا خوشی سے نہال ہوتے ویلکم بُکے لیکر انکے پاس
بھاگے آئے۔۔
ہوا کے مدھر سے جھونکے اسکی سانسوں سے ٹکرائے، اور وہ ان میں
سانسیں لیتا ہولے سے متبسم ہوا۔۔" تم جہاں جاؤ گی عرشیہ خان
وہاں مجھے ہی پاؤ گی۔۔" وہ سوچتے ہوئے سامنے موجود لوگوں سے مصافحہ کرنے
لگا۔

بس کیا کروں، آنا ہی پڑا کیونکہ تمہارے ملک نے صمصام زیدی سے"
اسکا خزانہ چھیننے کی جرات جو کر لی ہے۔" وہ مقابل کی آنکھوں
میں دیکھ کر سپاٹ انداز میں گویا ہوا۔۔

وہ کچھ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگے۔۔اور اب اسکی آنکھوں میں دیکھا تو جیسے احساس ہوا وہاں لال شعلے بھڑک رہے تھے جو کسی بھی وقت کسی کو بھسم کرنے کیلئے تیار تھے۔

آپ کے ساتھ ہم ایسا کیوں کریں گے۔۔وہ بھی آپکا خزانہ۔۔آپ" ہمارے آپ ہماری دنیا کے بادشاہ ہیں۔۔اور ہم آپ کی عزت کرتے ہیں۔۔

ہماری بہت پہلے کی خواہش تھی کہ آپ آئیں ہمارے ہاں۔۔اب آپ آ گئے ہیں اسی بہانے، تو بے فکر رہیں آپکا وہ قیمتی خزانہ ہم باحفاظت اٹلی کے کسی کونے سے بھی لاکر آپکے قدموں میں رکھیں گے۔۔

اور جس نے آپ کا قیمتی خزانہ چرا کر یہاں لاکر آپ کو ہم سے بدگمان کرنے کی کوشش کی ہے صمصام زیدی اسکا انجام عبرت ناک ہوگا۔۔" وہ خطرناک عزم سے بولے۔۔اور اسے ریلیکس کرنا چاہا۔۔کیونکہ وہ اپنے کاروبار میں نقصان نہیں چاہتے تھے۔۔

"اور صمصام زیدی سے بگاڑنے کا مطلب ایک ہی تھا "تباہ ہونا اور اس دنیا میں جہاں ہر کوئی ترقی کے پیچھے بھاگتا تھا وہاں صمصام زیدی سے کون بگاڑ کر تباہ ہونا چاہے گا۔

پتا نہیں کس بیوقوف کو اپنی زندگی عزیز نہیں تھی جو اسنے اس سر پھرے شخص کے ہاتھوں اپنی موت کو دعوت دے دی تھی۔۔

عبرتناک تو اسکا پل پل میں ہی کر دوں گا۔۔ کیونکہ اس نے جو" جرات کی ہے اتنی جرات دنیا کے کسی شخص میں نہیں کہ وہ صمصام زیدی کے جنون کو چھینے۔۔" اسنے سرد برفیلے لہجے میں کہا۔۔ وہ گھبرائے اور ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔۔

جو آپ کا دشمن وہ ہمارا دشمن۔۔ آپ اپنے دشمن کی تھوڑی سی ڈیٹیل" دیں ہم اسے زمین کی تہہ سے کھینچ نکالیں گے۔۔" صمصام کو دیکھتے دوسرے بزنس مین نے کہا۔۔

میرے آدمی سے لے لو!" اسنے کہتے ہوئے قدم آگے بڑھائے پیچھے" کھڑے صمصام زیدی کے آدمیوں نے ایک فائل انکے حوالے کر دی۔۔ وہ فائل تھام کر صمصام زیدی کے پیچھے لپکے۔

وہ اپنی مغرور پروقار چال چلتا ہوا سیاہ کرسٹل جیسی چمک والی بی ایم ڈبلیو کے سامنے آیا۔۔ اسکے ویلکم کیلئے آئے وہاں کے بزنس مین نے آگے بڑھ کر اسکے لیے دروازہ کھولا۔۔

اس میں کوئی شک نہیں تھا بہت جلد دو ہزار اکیس بائیس کے بزنس میں زیادہ منافع حاصل کرنے کا ایوارڈ صمصام زیدی حاصل کرے گا۔۔
انکے آگے تو وہ بیلو ڈائمنڈ تھا ہی لیکن بہت جلد اسکی چمک دنیا پر بھی حاوی ہونے والی تھی۔۔ وہ جیسے آگے بڑھا گاڑی کے دروازے خوبصورتی سے اسکے لئے اوپر ہو گئے۔۔
صمصام اندر بیٹھ گیا۔۔ دوسرے نے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر اپنی جگہ سنبھالنی چاہی۔۔

آں ہاں! مسٹر ڈینائل آپ یہاں نہیں بیٹھ سکتے۔۔" وہ آرام سے " اسے ٹوک کر بولا۔ مسٹر ڈینائل پریشانی سے اسے دیکھنے لگے۔

خیریت؟" انہوں نے فکرمندی سے پوچھا۔"

ہوں! لیکن اپنے آگے میں صرف اپنے باپ کو ہی برداشت کرتا"
ہوں۔۔" وہ مخصوص ٹھہرے لہجے میں بولا۔ مسٹر ڈینائل خوشگوار قہقہہ
لگا اٹھے۔۔

لیکن اپنے برابر تو بٹھا سکتے ہیں؟" وہ شریر سوقیا بولے۔ صام نے سر"
جھٹک کر اپنا موبائل نکالا وہ اسکے انداز سے متاثر ہوتے آکر اسکے پاس ہی
بیٹھ گئے۔۔
گاڑی آگے بڑھتی گئی۔۔ صمصام زیدی کی نظروں میں عرشیہ کا وجود
لہرانے لگا۔۔ ایکدم سے اسکے سینے میں بے چینی لی درد بھری لہر
اٹھی تھی اسکے دماغ کی رگوں میں درد بن کر دوڑ گئی۔۔
وہ اتنا پاگل تھا اسے خود بھی اتنی شدت سے اپنے پاگل پن کا احساس
پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی وہ فارس کا کس
قدر بھیانک انجام کرے۔۔
کیونکہ جو بھی ٹارچر اسکے لیے سوچتا اسے وہ سب بہت چھوٹا عام لگ
رہا تھا۔۔ اسنے اپنے ساتھی بیٹھے آدمی سے کچھ کہا اسکی زبان میں۔۔۔
اسنے سن کر حیرت سے صمصام زیدی کی آنکھوں میں دیکھا۔ اور
وہاں جنون خیزیاں دیکھ کر وہ سر اثبات میں ہلا گیا۔

مل جائے گی آپکو۔۔۔"وہ بولے اسنے سر کو خفیف جنبش دی اور" ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے ٹیک لگا کر اپنی ٹائی کی ناٹ کو ڈھیلا کرنے اور آستین کو فولڈ کرنے لگا۔۔۔

اسے اٹلی کے اس خوبصورت روم سے شہر سے اس وقت کوئی دلچسپی نہیں تھی، پاس بیٹھا آدمی اسے سب کچھ بتا رہا تھا لیکن اسکی آنکھوں میں تو وحشت برپا تھی۔۔

اور جہاں وحشت ہو وہاں کیا بھلا لگ سکتا ہے۔

oooooooooo

عرشیہ "وہ گہری نیند میں سو رہا تھا کہ اچانک دھاڑ کر" اٹھا۔۔

عشی!" اسنے بوکھلا کر یہاں وہاں دیکھا۔ وہ اس وقت اپنے روم میں "
اپنے کمرے میں موجود تھا۔ اے سی آن تھی لیکن اسکے باوجود اسکا وجود
پسینے سے شرابور تھا۔۔

اسے لگا تھا جیسے اسکی عرشی نے چیخ کر اسے پکارا ہو۔۔ جیسے وہ کسی تکلیف
میں ہو۔۔ دریاب ایکدم بیڈ سے نیچے اترا۔۔
اسنے پانی کا گلاس جگ سے بھر کر لبوں سے لگایا لیکن اسے پانی بھی پسند
نہیں آیا۔۔ اسنے اپنا موبائل جلدی سے تلاش کیا۔۔ اور اسے ڈریسنگ
ٹیبل پر رکھا دیکھ کر سمت تیزی سے بڑھا۔
موبائل اٹھا کر اسنے جلدی سے ایک نمبر ڈائل کیا اور کال ملائی۔
ہیلو صارم تمہارا رابطہ ہوا عرشی سے؟" صارم کے کال پک "
کر لینے پر وہ جلدی سے گویا ہوا۔۔
ہاں ہوا تھا رابطہ۔۔" وہ دریاب کی پریشان آواز سن کر بولا۔۔"
پھر؟ پھر کیا کہا اسنے؟ سب ٹھیک تھا نا؟ اسے کوئی تکلیف تو"
نہیں پہنچی۔۔ میرا دل گھبرا رہا ہے۔۔ میں ابھی نکل رہا ہوں۔۔
میں نے بھائی کو اپنا کھویا لیکن میرے پاس جینے کا سہارا میں اپنی
بہن ہرگز نہیں کھو سکتا۔۔ مجھے لگ رہا ہے جیسے میں نے کوئی بڑی غلطی

کر دی ہے۔۔مجھے عشی کو ہر گز اس میں ملوث نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔"
وہ بے چینی سے روانی میں بولا۔۔

پریشان نا ہو بھائی میرا رابطہ ہوا تھا اس سے اور وہ ٹھیک بھی ہے۔۔"
اور میں نے دلاور کی چپ کو ایکٹو کر دیا ہے، دلاور اور بھائی بھی وہی ہیں۔۔"
صارم نے اسے بے فکر رکھنا چاہا لیکن دریاب کو کہاں سکون تھا۔۔

تمہیں کیا ہوا؟ تم کیوں مرے ہوئے منہ سے بات کر رہے ہو؟ اپنے"
منہ کا آپریشن کر دیا ہے کیا غلطی سے؟" اسنے صارم کا مرجھایا ہوا
لہجہ محسوس کرتے طنز کیا۔۔

نہیں کچھ نہیں۔۔"وہ کنفس کر بولا۔۔لیکن دریاب کو اسکی ہنسی بھی جھوٹی"
لگی۔۔
صارم!!!!" اسنے اسکے نام کو کھینچ کر ادا کیا۔۔"
"جی بھائی۔۔۔"
شرافت سے بتا کیا ہوا ہے ورنہ وہاں آکر تیری ساری"
شرافت نکال دوں گا۔" وہ غصے رعب سے بولا۔صارم مزید کیا

چھپاتا اسنے گہرا سانس بھر کر اسے آہستہ آہستہ سب کچھ بتانا شروع کر دیا۔۔

جسے سنتے دریاب کی آنکھیں معمولی حد سے بڑی ہو گئیں۔۔

یہ عرشی نے کیا؟" وہ حیرت زدہ سا بولا۔۔"

ہمم" صارم نے سر اثبات میں ہلایا۔۔۔"

تم اب کہاں جا رہے ہو؟ کیا تمہارا وقت ختم ہے؟" دریاب "نے پریشانی سے پوچھا۔۔

وقت ختم نہیں ہے بھائی۔۔ لیکن ہمیں جو موقعہ ملا تھا وہ ہم گنوا" چکے ہیں۔۔ اب اس وقت کا کیا فائدہ اگر ہم وہاں جاتے انہیں ڈھونڈتے ہیں تو اس سے معاملہ بڑھ جائے گا۔۔ وہ وہاں ہیں انکی تنظیم پوری وہاں ہیں۔۔ اگر اٹیک ڈھونڈ کر کرتے ہیں تب تک وہ الرٹ ہو جائیں گے اور اس میں ہمارے آفیسر مارے جائیں گے۔۔ لڑکیوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔۔" صارم کیلئے آگے کنواں پیچھے کھائی جیسا معاملہ تھا۔۔

تو گویا یہ رپورٹ تم آفیسر کے پاس لے جاؤ گے۔ اور موقعہ ضائع ہو" "جانے پر وہ تمہیں نااہل کہہ کر باہر نکال دیں گے؟

اس میں کوئی شک نہیں۔۔"وہ مسکرا کر جواباً بولا۔۔"

صارم ہمت ہار رہے ہو۔۔۔؟"دریاب نے مسکراتے پوچھا۔۔"

بہت بڑی ہار ملی ہے مجھے بھائی میں یہ درد برداشت نہیں کر پا رہا۔۔"
میرا دل وحشتوں کا شکار ہو رہا ہے۔۔"اسنے تھکے ہوئے لہجے میں
کہا۔۔
"پھر وہ جو تمہارے ساتھی وہاں ہیں۔۔؟"
"انہیں واپس بلا رہا ہوں۔۔"
نہیں ابھی صبر کرو۔۔۔"دریاب نے فوراً کہا۔۔"
کیوں؟؟"صارم حیران ہوا۔۔۔"

کیونکہ "ان مع الصابرین" بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"
(سورۃ البقرہ)۔اور پھر "ان مع العسر یسرا" بے شک ہر مشکل کے ساتھ
"آسانی ہے(سورۃ الشرح)

سمجھ گئے نا۔۔ میں نے نہیں اللہ نے تم سے کہا ہے صبر کرو۔۔ اور "
اللہ ہی تم سے کہہ رہا ہے تمہاری مشکل کے بعد آسانی ہے۔۔ پھر
انہوں نے یہ بھی کہا ہے مایوسی کفر ہے۔۔ اب تم مجھے بتاؤ
میرے چوزے تم کیا کرو گے؟
وقت کے ساتھ صبر سب کو آجاتا ہے میرے جانی! لیکن
کمال اس میں ہے جب اس واقعہ پیش آنے پہ صبر کرو
"جب تم سے کوئی صبر کی توقع نا رکھتا ہو۔۔
صارم کے لبوں پر ایک پر سکون سی مسکراہٹ آگئی۔۔ یہی تو انکی دوستی
کمال تھا یہاں ہر کوئی دوسرے کیلئے راحتِ دل تھا۔
انہیں ایک دوسرے سے جنون کی حد تک الفت تھی۔۔
اگر دل والا واقعہ انہیں جدا نا کرتا تو شاید آج وہ سب بھی عام سے کزن
ہوتے۔۔ جو کبھی حد تو کبھی رنج کا شکار ہوتے۔۔

لیکن یہ خاص تھے۔۔ کیونکہ انکا دل خاص تھا۔۔
انکی دوستی، مشکل کے وقت ساتھ، بے مثال تھا۔۔

بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔۔"اسنے دل میں"
سوچتے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔۔کیونکہ اسے اب آگے کا سوچنا تھا کہ وہ ہار نا مان
سکے۔۔

دریاب نے موبائل رکھنا چاہا تبھی دوسری طرف سے کمشنر
صاحب کی کال تھی۔۔
السلام علیکم سر!"اسنے بلا توقف کہا"
کہاں ہو ایس پی دریاب صاحب؟ آپ کو اندازہ ہے باہر صورتحال"
کیسی ہیں؟ وہاں کسی پارٹی نے روڈ بلاک کر کے ہر طرف آگ لگائی ہوئی ہے
اور آپ مزے میں پڑے ہیں۔۔مجھے فوراً بعد امن کی رپورٹ
چاہیے ورنہ کچھ بھی ہو سکتا ہے انڈر سٹینڈ!"وہ غصے سے کہتے کال ڈسکنیکٹ
کر گئے۔۔

دریاب نے الجھ کر جلدی سے دوسرا نمبر ملایا۔۔اور تھانے پر
صورتحال سے واقف ہونا چاہا۔۔
السلام علیکم"

السلام علیکم سر!یہاں سڑکوں پر کسی پارٹی کے میمبروں نے فساد ڈالتے ہوئے روڈ بلاک کر کے وہاں آگ لگائی ہوئی ہے۔۔ہر طرف افراتفری مچی ہوئی ہے۔۔ہم نے دوسرے راستے سے لوگوں کو ہٹا کر گاڑیاں روانی تو کر دیں ہیں لیکن یہ صورتحال ہاتھ سے نکلتی جا رہی ہیں۔۔" اے ایس پی نے دریاب کی کال کو شکر خدا کا کرتے پک کی اور فوراً سے ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔۔

کس پارٹی کے میمبر ہیں؟"وہ غصہ ضبط کیے بولا۔۔"
سر کہہ تو رہے ہیں سیاسی پارٹی کو بدنام کرنے کی کوئی سازش ہے" لیکن۔۔یہ اندرونی خبر ہے کہ یہ سب کروانے والا صمصام زیدی ہے۔۔"نام لیتے وہ ہکلا گیا کیونکہ دریاب خان کا وہ کزن ہی تھا۔۔

اوہ!!!!"دریاب کو سارا معاملہ سمجھ آ گیا۔۔بھلا صمصام زیدی اسکا" سکون کیسے بحال رکھنے دے سکتا تھا۔۔دریاب کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔۔

کسی پارٹی کا نام نہیں آنا چاہیے بیچ میں۔۔تم صورتحال کو سنبھالنے کی" کوشش کرو میں تب تک آتا ہوں۔۔"اسنے کہتے رابطہ منقطع کیا۔۔

دریاب نے گہرا سانس لیا کیونکہ اسکا ضبط جواب دے گیا تھا۔۔وہ تین دن سے مسلسل جاگتا یہاں وہاں بھاگتا اپنی ماں کو زیدی ہاؤس چھوڑ کر ابھی آرام ہی کرنے آیا تھا کہ پیچھے یہ حال ہو گیا تھا۔۔

کچھ گھنٹوں کا سکون بھی اسے میسر نہیں ہوا تھا۔
تم نے میرے ساتھ کیا ہے ناکھوتے کمینے انسان میں دیکھ تمہارے" ساتھ کیا کرتا ہوں۔۔"اسنے دانت پیستے جلدی سے صائم زیدی کا نمبر ملایا۔۔

اسنے صام کی یہ فادو والی حرکت صائم زیدی کو بتانی ہی تھی تاکہ اسکے بیٹے کا چہرہ انکے پاس آئے۔۔اور پہلے تو صائم زیدی نے روم سے نکالا تھا اب تو سیدھا لات مار کر گھر سے نکال دے گا۔۔

وہ مستقبل میں صمصام کو اپنے باپ کے ہاتھوں ذلیل ہوتے دیکھ کر مسرور سا مسکراتا ہوا کال کرنے لگا۔۔
السلام علیکم بابا!"موبائل کان سے لگا کر بولا"

کون دریاب ؟"صائم زیدی نے پوچھا۔"
جی جی میں۔۔ دراصل مجھے آپ کو اس کھوتے کے بارے میں کچھ "
بتانا ہے۔۔"وہ صائم زیدی کے لہجے پر دھیان دیئے بغیر جلدی سے بولا۔۔

شٹ اپ !بڑے کھوتے تو تم ہو! یہ سب تم مجھے بعد میں بتانا"
پہلے یہ بتاؤ تمہاری ہمت کیسے ہوئی من پر ہاتھ اٹھانے کی؟ کیا یہ
تربیت ہم نے تمہیں دی ہے۔۔ تمہیں شرم نہیں آئی دریاب خان
اس معصوم بچی پر ہاتھ اٹھاتے ہوئے۔۔"اسکی اگلی بات درمیان میں
کاٹ کر وہ بھڑک اٹھے۔۔
دریاب کا سانس سینے میں اٹک گیا۔۔ جسے بحال کرنا فی الحال
اسنے ضروری نا سمجھا۔۔
ہیں کک۔۔ کس نے بتایا آپ کو؟"اسکی آنکھیں پھیل گئیں۔۔"
اسے یقین نہیں آیا۔۔ہانا حلق بیچ دب کے پھڑ پھڑانے لگا۔۔

صمصام نے بتایا مجھے۔۔اور صمصام کچھ بھی کر سکتا ہے جھوٹ کبھی نہیں"
بول سکتا۔۔ تمہاری اس گری ہوئی حرکت کی زیاف نے بھی گواہی دی

ہے۔ تم سامنے آؤ پھر بات کرتا ہوں میں تم سے۔۔ اپنی ہی عزت پر
"ہاتھ اٹھا رہے ہو بے شرم گدھے مرد۔۔

سیریس میں دری سن کر بہت دکھ ہوا بیٹا تم سے یہ امید ہرگز"
نہیں تھی ہمیں۔۔ بہت دکھ پہنچایا ہے تم نے ہمیں۔۔ "صائم زیدی کی
غصیلی آواز کے بعد تقویٰ زیدی کی تاسف بھری آواز گونجی اور پھر
سکوت چھا گیا۔۔
اسنے گھبرا کر موبائل خود سے دور کیا۔ اور جبراً مسکراتا ہوا وردی لیکر باتھ
روم میں گھس گیا۔۔
"!کچھ نہیں ہوا دریاب بس تھوڑا بہت مزید پسینگ"

oooooooooo

اسے ہوش آیا۔۔ اسنے دھندلی سی نظروں سے سامنے دیکھا۔ حواس
بحال ہوتے ہی سر میں شدید درد کی ٹیسیں اٹھیں۔۔

بازو درد سے تپ گیا تھا۔۔ وہ اپنے گھومتے سر کو سنبھالتی اپنی سیاہ گھنی پلکوں کا جالر اٹھا کر دیکھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔ کیونکہ آخری جو چہرہ اسنے دیکھا تھا وہ فارس کا تھا۔۔

وہ مضبوط اعصاب کی مالک تھی۔ یہ اسکے لئے ایک بڑا دھچکہ تھا جب اسنے آنکھیں وا کیں اور خود کو ایک نیم اندھیرے کمرے میں دیکھا۔۔

اٹھو فارس دیکھو لڑکی کو ہوش آگیا۔۔ "پھوپھو جو کب سے تسبیح پڑھتی" عرشیہ کے ہوش میں آنے نا مرنے کی دعائیں مانگ رہی تھیں کراہتی ہوئی عرشیہ کو جب آہستہ آہستہ آنکھیں وا کرتے دیکھ کر وہ سوئے ہوئے فارس کو خوشی سے جھنجھوڑ کر چیخیں۔۔

کیا مصیبت ہے "فارس انکے جھنجھوڑنے پر غصے سے بھڑک کر" اٹھا۔ پھوپھو نے بھی جواباً گھوری ڈالی۔۔ اور دانت پیس کر سامنے اشارہ دیا۔۔ فارس نے آنکھیں ملتے ہوئے سامنے دیکھا۔۔ اور جھٹکے سے سیدھا ہوا۔۔ "عرشیہ میری جان!" وہ خوشی سے بے قابو ہو کر کھڑا ہو گیا اور اسکے پاس آیا۔۔

کھولو مجھے غلیظ آدمی!!"عرشیہ نے اس پر حملے کی چاہ میں خود کو جیسے" حرکت دی اور چیئر پر بندھا ہوا خود کو پکار بیٹھ کر غرائی۔۔

فارس دو قدم کے فاصلے پر رک گیا۔۔"رسی جل گئی مگر بل ابھی نہیں گیا۔۔"وہ طنزیہ بولا۔۔
اگر بار کھول کر دیکھو بزدل انسان۔۔۔مرد ہو کر پیچھے سے وار کرتے ہو"
نامردوں کی طرح ہمت تھی تو آگے سے وار کرتے۔۔"وہ چیئر کو جھٹکا دیکر سرخ آنکھوں سے چلائی۔۔

چٹاخ۔۔۔اسکے نامرد کہنے پر فارس نے اپنے بھاری ہاتھ کا زوردار تھپڑ اسکے چہرے پر پوری طیش سے دے مارا۔۔

یہ میرا ضبط ہے۔۔جو تمہاری ہر بدتمیزی کے بعد تم سے ابھی بھی" محبت سے پیش آرہا ہوں عرشیہ خان ورنہ ابھی تک میں تمہارا وہ حال کر چکا ہوتا کہ تم اپنے شوہر کو بھی منہ دکھانے کے قابل نا

رہتی۔۔"اسنے جھک کر اسکے بالوں کو پیچھے سے مٹھی میں جکڑ کر سر چیئر کی پشت سے لگاتے دھاڑ کر کہا۔۔

تھوو۔۔۔عرشیہ نے اسکے منہ کے پاس آنے پر بلا توقف اسکے منہ پر نفرت و حقارت سے تھوک دیا۔۔
آہ۔۔!"پھوپھو کی صدمے سے آواز نکلی۔۔"
فارس نے ایکدم آنکھیں میچلیں۔۔

ٹکڑے تو تیرے میں کروں گی۔۔صرف ہاتھ کھولو میرے۔۔تمہارا" انجام ایسا بھیانک ہوگا فارس خان کہ تم خود کو پہچان نہیں سکو "گے۔۔

وہ اسکے بال چھوڑ کر دور ہوا جیب سے روم نکال کر اسنے چہرے سے اسکی تھوک کو صاف کیا۔۔
اور نیلی غیظ و غضب سے سرخ آنکھیں وا کیں۔۔"تمہاری اس گستاخی پر میں تمہاری زبان گدی سے کھینچ سکتا ہوں۔۔لیکن میں ایسا نہیں کروں گا۔۔

پتا ہے کیوں؟" اسنے اسکی سنہری آنکھوں میں جھانکا۔۔
کیونکہ ابھی تمہاری زبان سے بہت کچھ بلوانا ہے۔۔" وہ سرسراہتی ہوئے"
سرد لہجے میں کہتا پھوپھو کی طرف پلٹا۔۔

لیکن عرشیہ کا سانس تھم گیا۔۔ کہ وہ ایسا کیا کرنے والا ہے۔۔

پھوپھو ابلا ہوا پانی لاؤ آج میں اپنی محبت کے پاؤں دھوؤں گا!!" اسکے اندر"
بے حس جانور بیدار ہو چکا تھا۔۔ اور وہ عرشیہ کی وحشتوں بھری
آنکھوں میں دیکھتا سرد لہجے میں پھوپھو سے بولا۔۔ جسے سن کر
عرشیہ کا چہرہ لٹھے کی مانند سپید ہو گیا۔۔
اسنے اپنے پاؤں کو حرکت دینی چاہی لیکن اسے احساس ہوا اسکے
پاؤں بھی بندھے ہوئے ہیں۔۔ اسکا دل گھبرانے لگا۔۔

اا۔۔ ابھی لائی۔۔" پھوپھو بھتیجے کے تیروں سے گھبراتی فوراً سے تہ خانے"
کی سیڑھیوں کی طرف بڑھیں۔۔

تمہیں کسی نے سکھایا نہیں کہ اپنے دوست کے منہ پر تھوکتے"
نہیں۔۔"وہ اسکے چہرے پر موجود سنہری لٹ کو انگلی میں پکڑ کر بولا۔۔

لیکن مجھے یہ معلوم ہے کہ ایک شیطانی کتے کے منہ پر ضرور"
تھوکنا چاہیے۔۔"وہ غرا کر حقارت سے بولی۔۔

ہاہاہاہا۔۔"وہ اسکی بات سے محظوظ ہو کر قہقہہ لگا اٹھا۔۔"

اگر تم نے مجھے ہاتھ لگایا فارس خان تو تمہارا حال میرا بھائی اور"
شوہر وہ کرے گا کہ تمہاری میت بھی پاکستان نہیں جا سکے گی۔۔"اسنے
دانت پیس کر جتایا۔۔

کتنا اچھا بولتی ہو۔۔۔کس قدر غضب ہے تمہارے انداز میں۔۔"
دیکھتے ہی نشہ سا ہونے لگتا ہے۔۔تمہارا دیوانہ ہوں عرشیہ
خان۔۔۔اب سے نہیں بچپن سے۔۔اگر ابھی مجھے تم نا ملی تو نا تم رہو گی نا ہی
تمہارا دلاور بھائی۔۔۔

اور اس مینٹل کے تو آنے سے پہلے ہی تم اور میں ایک ہو جائیں گے ہمیشہ کیلئے۔۔ میں تمہیں اس قدر محبت دوں گا کہ تمہیں اس سائیکو کی یاد بھی نہیں آئے گی۔۔
لیکن اس سے پہلے تمہیں ایک چھوٹا سا کام کرنا ہے۔۔" اسکی معصوم سی خود کو کھولنے کی مزاحمت سے محظوظ ہوتے ہوئے فارس نے کہتے ہوئے چیئر گھسیٹ کر اسکے پاس لائی۔۔

یہ لو فارس!" دفعتاً پھوپھو سیڑھیاں اترتی ہوئیں چھوٹی سی بالٹی میں" دہکتا دھویں نکالتا ہوا پانی ابال کر لا رہی تھیں۔۔
اس پانی کی تپش عرشیہ کو یہاں تک محسوس ہونے لگی۔۔ وہ وحشت زدہ ہراساں سنہری پھیلی آنکھوں سے اس ابلے ہوئے پانی کو دیکھ رہی تھی۔۔

کیا؟" اور پھر اسنے فارس کی طرف متوجہ ہوتے چلا کر" پوچھا۔۔

یہی کہ تمہیں ابھی کال کر کے صمصام زیدی سے طلاق مانگنی ہو گی۔۔" اسنے اپنے مکروہ لہجے میں اچانک عرشیہ کے سر پر بلاسٹ کیا۔۔

وہ اپنی جگہ جیسے پتھر کا مجسمہ ہو کر رہ گئی۔۔

وہ تو صرف اسکے الفاظ تھے۔۔ لیکن عرشیہ کو ایسا لگا جیسے کسی نے کھینچ کر اسکے وجود سے روح کو جدا کر دیا ہو۔۔۔

وہ پتھرائی نظروں سے سامنے بیٹھے فارس خان کی مسکراتی نیلی آنکھوں کو دیکھنے لگی۔۔ اسکی آنکھوں میں کوئی دم نہیں تھا۔۔ جو اسکے حوصلے پست کر پاتا۔۔

لیکن جب اسنے اس بات کو سوچتے صمصام زیدی کا تصور کیا سینے میں موجود اسکا دل اسکے جنون کے خوف سے کمزور سینے کی دیواریں خاک کرنے پر آ گیا۔۔

کیوں اپنی کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئے ہو فارس خان۔۔۔ چیر کر رکھیں گے تمہارے میرے محافظ!!" وہ خوں خوار نظروں سے دھاڑی۔۔

شٹ اپ !!!" وہ اس سے اونچی آواز میں غرایا۔۔ "تمہیں ابھی اسی
"وقت صمصام زیدی سے طلاق کا مطالبہ کرنا ہوگا۔۔

اگر تمہیں اپنی زندگی عزیز نہیں ہے تو تم اپنی طرف سے کر دو"
مطالبہ لیکن میں ہرگز نہیں کروں گی۔۔ وہ پاگل شخص ہے تمہارے
چیتھڑے اڑا دے گا۔۔" وہ اسے سمجھانے لگی۔۔

ہاہاہاہا۔۔ اس سے بڑا پاگل میں ہوں۔۔ تم کرو گی کہ نہیں؟؟" اسنے زوردار"
قہقہہ لگاتے پوچھا۔۔
ہرگز نہیں۔۔۔ "عرشیہ کو وہ حقیقت میں خود کا خود ہی دشمن لگا۔۔ وہ"
سختی سے مفی کر گئی۔۔
فارس نے اسکی ضد پر سختی سے مٹھیاں بھینچیں۔۔۔
پھوپھو اسکے قدموں میں رکھو!" اسنے غصے سے حکم دیا۔۔ عرشیہ کا"
دل اچھل کر اسکے حلق میں آگیا۔۔

خدا کا خوف کرو بڈھی عورت تجھے مرنا نہیں ہے کیا۔۔"وہ بے بسی" سے اس عورت پر چلائی جسنے تکلیف دینے میں ہمیشہ پہل کی تھی۔۔ آج بھی وہ اپنے مطلب کیلئے اندھی ہو چکی تھی۔۔عرشیہ کو اپنے پاؤں تلے گرم ابلے ہوئے پانی کی تپش محسوس ہوئی۔۔اسکی آنکھوں میں نمی آ گئی۔۔ دل خوف سے سکیڑ گیا۔۔

لو گی طلاق؟؟"وہ پھر سے پوچھنے لگا۔۔"
عرشیہ نے اپنے پاؤں تلے ابلے ہوئے پانی کو دیکھا پھر اس شیطان کو۔۔ اور پھر اپنی محبت کو سوچا۔۔اسکی پناہوں اسکے جنون اسکے مضبوط حصار کو سوچا۔۔

ہر گز نہیں۔۔تم میرے پاؤں کیوں میرا وجود بھی جلا دو فارس خان" لیکن صمصام کی ہوں اسکی رہوں گی۔۔اس میں کیا اگلے جہاں میں بھی میں صمصام زیدی سے جدا نہیں ہو سکتی۔۔"وہ ضبط کرتی خوف کو دباتی پھنکاری۔۔

اسکی سنہری آنکھوں سے آنسوں پھسل کر گالوں پر گرے۔۔ اسے روتے دیکھ کر اسکا دماغ گھوم گیا۔۔

"لیکن غدار دھوکہ باز لڑکی میری محبت کا کیا جو میں بچپن سے تم سے کرتا آرہا ہوں۔۔ تمہیں پانے کیلئے میں کیا کیا نہیں کیا۔۔ اس ظفران حیدری سے ہاتھ ملا لیا جس نے ہمارے خاندان کو بدنام کر دیا تھا۔۔ تمہارے لیے میں خود گر گیا۔۔ تمہیں پانے کا جنون جستجو آج مجھے یہاں تک کھینچ لائی ہے جہاں موت سر پر ناچ رہی ہے۔۔ تمہیں پانا ہے مجھے۔۔ ہر قیمت پر۔۔ میں اپنی محبت کو لاحاصل نہیں بنا سکتا۔۔ میں فارس خان ہوں جو نہیں ملتا اسے چھین لیتا ہوں" پھر چاہے اس سے ہزاروں زندگیاں کیوں نا تباہ ہو جائیں۔۔ وہ خود پر ضبط کھو کر غرا اٹھا۔۔ اسکا چہرہ لہو نما ہو گیا۔۔

"تھوکتی ہوں میں تم جیسے شیطان پر۔۔ تھوکتی ہوں میں تمہارے وجود تمہارے جنون جستجو پر۔۔ لعنت ہو تمہاری محبت پر گھٹیا مرد۔۔

تم جب نویرہ فیروز کے ناہوا اسکے دشمن سے ہاتھ ملادیا تو تم میرے کیا ہوگے کتے انسان۔۔" وہ بھی خود پر ضبط کھو کر چلائی اگر اسکے ہاتھ پاؤں بندھے نا ہوتے تو اب تک وہ خود ہی اسکے ٹکڑے کر دیتی۔۔

وہ شیطان مردود کس قدر دیدہ دلیری سے اپنے گناہ کا اعتراف کرتے اپنی حوس کو محبت کا نام دے رہا تھا۔۔۔

اسکی باتوں سے نا صرف پھوپھو بلکہ فارس کو بھی جھٹکا لگا۔۔

اوہ! تو تمہیں سب معلوم ہے؟" وہ حیران محظوظ ہوتے بولا۔۔"

مجھے نہیں بلکہ تمہاری آنے والی موت کو بھی سب معلوم ہے۔۔" وہ" مسکرا کر بے خوف ہوتی بولی۔۔ فارس کا ضبط جواب دے گیا جب اسکے بے خوف تاثرات دیکھے۔۔

وہ اپنی پینٹ کو اوپر کھینچ کر اسٹیک کی مدد سے اسکے قدموں میں بیٹھ گیا۔۔ عرشیہ نے سانس روک کر اسکے شیطانی چہرے کو دیکھا۔۔

فی الحال تم اپنی موت کی دعا کرو۔۔ کیونکہ ابھی جو تمہیں میں اذیت" دینے والا ہوں اس سے تم دعا کرو گی کہ تمہیں موت آجائے۔۔ تم خود ہی

طلاق کا مطالبہ کرنے پر راضی ہو جاؤ گی۔۔" اسنے سرد برفیلے لہجے میں کہتے اس بالٹی کو کھینچ کر عرشیہ کے پاؤں تلے رکھا۔۔

اور پھر اسکے پاؤں کو پکڑ کر اسے بوٹ کی قید سے آزاد کروایا۔۔وہ چیخنے لگی۔۔ چلانے لگی۔۔
پھوپھو نے پیچھے چیئر کو پکڑ لیا کہیں وہ گر ہی نا جائے۔۔
فارس نے اسکے سفید و گلابی پاؤں کو بوٹ کے قید سے نکال کر آنکھوں کے سامنے کیا۔۔اسکے حسین پاؤں کو دیکھتے اسکا دل تو نہیں چاہ رہا تھا یہ کرنے کیلئے مگر اسے پتا تھا اگر اسنے یہ نا کیا تو وہ اپنے ضد سے کبھی پیچھے نہیں ہو سکے گی۔۔

اسنے مسکراتے ہوئے اسکے پاؤں کو سختی سے جکڑ کر اس ابلے پانی کی قریب کیا۔۔
رکو رکو فراس!!!" اس سے پہلے عرشیہ کا پاؤں پانی میں جاتا" پھوپھو دہل کر بولیں۔۔
کیا ہے؟" فارس بدمزہ ہو کر بولا۔۔"

فارس مجھے لگتا ہے ایسا کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ سواء"
اسکے پاؤں ہی جلیں گے۔۔ مجھے لگتا ہے تمہیں عرشیہ بیٹی سے ڈیل
کر لینی چاہیے۔۔" پھوپھو نے خود کو عرشیہ کی نظروں میں اچھا
ثابت کرنے کی کوشش کرتے اسے اذیت سے بچاتے ہوئے کہا۔۔

اسنے بھیگی نگاہیں فارس پر ٹکائیں۔۔ فارس نے جھک کر اسکے پاؤں
پر ہونٹ رکھے تبھی حقارت سے عرشیہ نے اپنے پاؤں کو جھٹکا دیا۔۔
اسکے پاؤں کے تلوے فارس کے منہ پر لگا وہ پیچھے گرنے سے بچتا
ہتھیلیاں زمین پہ ٹکا گیا۔۔
مجھے چھونے کی کوشش مت کرو۔۔" وہ بپھر کر گرجی۔۔ فارس نے"
قہر بھری نگاہوں سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔

ابھی!! ابھی دو منٹ میں میں تمہارے سارے کس بل نکالتا"
ہوں۔۔ کہ تم خود ہی مجبور ہو کر نا صرف طلاق لو گی۔۔ بلکہ خود کو میرے
حوالے بھی کرو گی۔۔" وہ کھڑا ہوتا پاؤں بالٹی کو مار کر پوری قوت سے گرجا۔۔

تم خود کو چیر پھاڑ بھی دو گے تب بھی عرشیہ خان کو نہیں جھکا سکو" گے۔۔"وہ تمسخرے مسکرا کر بولی۔۔

دیکھتی جاؤ سوئیٹ ہارٹ۔۔ گڑگڑاؤ گی میرے سامنے۔۔"اسنے ہنس" کر کہتے ہوئے وہاں عرشیہ کے دائیں جانب پہلے سے بندوبست کے تحت نصب کی ہوئی ایل ای ڈی کی سیاہ اسکرین کی طرف اسکی ٹھوڑی کو پکڑ کر گھماتے اس جانب متوجہ کیا۔۔۔

"وہ سانس روک کرنا سمجھی سے دیکھنے لگی۔۔"کیا دکھانے والا تھا؟؟ فارس خان کے پاس خان فیملی کی خوشیوں کی چابی ہے۔اور" چابی کی قیمت فقط عرشیہ خان ہے۔۔"اسنے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

اب میں تمہیں ڈارلنگ وہ چیز دکھانے والا ہوں جسے دیکھ کر" تمہاری روح لرز جائے گی۔۔ تم چیخو گی گڑگڑاؤ گی میرے سامنے۔۔ لیکن! فارس خان کی صرف ایک ہی ڈیمانڈ ہو گی۔۔وہ ہو تم"وہ ٹھہر ٹھہر کر بولتا پھوپھو کی چمکتی آنکھوں میں دیکھ کر مسکرایا۔۔

فارس نے ہاتھ بڑھا کر پھوپھو سے ریموٹ لیا۔۔
اور ریموٹ کے گرین بٹن پہ انگلی رکھ کر عرشیہ کی طرف دیکھا۔۔۔
بی ریڈی!" وہ اسے دیکھ کر بولا۔۔ لیکن عرشیہ کے چہرے کی اڑی ہوئی" ہوائیاں دیکھ کر وہ قہقہہ لگا اٹھا اور بٹن کو زور دیکر آخر اس سالوں سے دبائے ہوئے ویڈیو کو منظر عام پر لے ہی آیا۔۔
جس کیلئے دبا کر رکھا تھا بالآخر وہ وقت آ ہی گیا تھا کہ اسے پانے کیلئے وہ ویڈیو پلے کر رہا تھا۔۔ جسے ظفران حیدری کو سونپنے سے پہلے اسکی ایک کاپی خود کے پاس محفوظ رکھی تھی۔۔
کیونکہ اسے پتا تھی۔۔ جس طرح ڈبل ڈی کی کمزوری اے تھی۔۔ ویسے ہی اے کی کمزوری ڈبل ڈی تھے۔۔
ٹکڑوں میں بٹے ہوئے تھے۔۔ اور واحد یہی وہ D A D اور اس وقت تو ثبوت تھا جس کی مدد سے عرشیہ خان کو حاصل کر سکتا تھا۔۔

ان سب کی سانسیں رکی ہوئی تھیں۔۔ انکی آواز بند ہو چکی تھی۔۔ فضا میں اس ویڈیو میں سے سور پھونکتی آوازوں کے علاوہ سکوت تھا۔۔

وحشت تھی۔۔ عرشیہ کے دماغ میں ماضی کی چیخیں تھیں آنسوں تھے۔۔

سامنے دریاب خان اور نویرہ فیروز کے چہرے سکرین پر چھائے ہوئے تھے۔۔ عرشیہ خان بے جان بیٹھی تھی۔۔

فارس اور پھوپھو کے پیچھے ہی ایک بڑا سا صوفہ رکھا ہوا تھا۔۔ جسکے پیچھے پشت پر دونوں آگے کے پنجے رکھے وہ انسانوں کی طرح کھڑا تھا۔۔ جبکہ اسکے آگے صوفے پر وہ ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے، صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھا اسکرین پر چلتے ہوئے منظر کو ملاحظہ کر رہا تھا۔۔

اسکے چہرے پر کوئی تاثرات نہیں تھے۔۔ وہ پر سکون بیٹھا ہوا تھا۔۔ جبکہ پیچھے کھڑا بھیڑیا اب اسکے شانوں پر دونوں پنجے رکھ کر اپنے پنجوں کو سرخ بڑی سی زبان نکال کر چاٹنے میں مصروف تھا۔۔

تہہ خانے کا دروازہ پھوپھو نے بے خبری میں کھلا چھوڑ دیا تھا۔۔ اور یہ انکی دوسری غلطی تھی۔۔ جبکہ تیسری غلطی عرشیہ خان کو باندھ کر رکھنا تھی۔۔ اور چوتھی غلطی اسے رلانا تھی۔۔۔

اور پہلی غلطی۔۔ افکورس انکی شیرنی کو اغوا کرنا تھی۔۔۔

مم۔۔ میں ص۔۔ صمص۔۔ صام سے طلاق لینے کیلئے تیار"
ہوں۔۔۔" اسنے دو منٹ کا بھی ویڈیو نہیں دیکھا۔۔ اور جلدی سے بولی۔۔

ہاہاہا۔۔ ارے اتنی جلدی۔۔ ابھی پورا تو دیکھو۔۔ گناہ کی لذت سے تو لطف"
اندوز ہو۔۔" وہ قہقہہ لگا کر لطف اندوز ہوتے ہوئے بولا۔۔
تجھے کیا ہے اگر وہ مان رہی ہے تو دے دے۔۔ جان چھوٹے اس ذلیل"
لڑکی سے جس نے مجھے ذلیل کر دیا ہے۔۔ کرو نکاح اور پھر میری سوچو۔۔"
پھوپھو فارس کی بکواس پر جھڑکتی بولیں۔۔
فارس نے کندھے اچکا کر وہ ویڈیو بند کرنا چاہا۔۔
نہیں!!!" عرشیہ بوکھلا کر چیخی۔۔" یہ چلنے دو۔۔" اسنے ڈبڈبائی"
آنکھوں سے منت کی۔۔

ہاہاہاہا اپنے بھائی کے فرشتوں کو دیکھنا چاہتی ہو؟" وہ فلک"
شگاف قہقہہ لگا کر بولا۔۔" ہاں ہاں دکھاؤ دکھاؤ! کیا پتا انہیں

تمہارے بھائی پر رحم آجائے۔۔۔ بیچارا دھکے کھا رہا ہے کب سے۔۔"

اسنے ہنستے ہوئے ریموٹ پھوپھو کے حوالے کرتے اچانک بچوں کی طرح روتی ہوئی عرشیہ کو الجھی نظروں سے دیکھتے ہوئے کال ملائی۔۔۔

"شاید بچی طلاق لینے کے غم سے رو رہی ہے۔۔ رومت میں یہاں دھوم دھام سے تمہارا نکاح فارس سے کرواؤں گی۔۔" پھوپھو نے اسکی ٹھوڑی کو چھوا۔۔ وہ بھی اپنے انداز میں کبھی سیر تو کبھی پاؤ تھیں۔۔۔
کبھی نفرت اکتاہٹ تو کبھی محبت چاپلوسی۔۔۔

"یہ لو!!" رنگ جا رہی تھی۔۔ فارس نے اسکی طرف موبائل بڑھایا۔۔ لیکن اسکے ہاتھ بندھے دیکھ کر اسکے کان پہ موبائل رکھا۔۔

"فضول بولنے کی کوشش مت کرنا۔۔ کیونکہ اگر تم نے کچھ الٹا سیدھا کہا تو یہ ویڈیو یہیں ختم ہو جائے گی۔۔ تم تو میری ہو ہی جاؤ گی لیکن تمہارے ماں باپ وہیں مرتے رہیں گے اور تمہارا بھائی اپنے بھائی

سے نفرت کرتے اس غلط فہمی میں ایک دن ختم ہو جائے گا کہ نویرہ کا قاتل دریاب خان ہے۔۔ناکہ ظفران حیدری ہاہاہا۔۔"وہ اپنی بات سے خود محظوظ ہوتے قہقہہ لگا اٹھا۔۔

عرشیہ نے بھیگی ناک سے سوں کرتے شکوہ کن نگاہوں سے سامنے شہد رنگ سرخ آنکھوں میں دیکھا۔۔

ہہ۔۔ہیلو"موبائل کان سے لگاتے دوسری طرف مخصوص آواز کو سن" کر اسنے ہچکی بھر کر کہا۔۔فارس کا خوشی سے چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔
تو پھوپھو کے احسانات اس سے جدا نا تھے۔۔بس کچھ وقت کی بات تھی۔۔باخیریت فارس کا نکاح ہونے کے بعد وہ خود کو سرخ کپڑوں میں سجا سنورہ دانیال خان کے روم میں بیٹھا تصور کرتیں کان کی لو تک سرخ پڑ گئیں۔۔۔۔

صام!!کہاں ہو۔۔۔؟"اسنے روتے پوچھا۔۔"

بکواس بند کرو طلاق کا مطالبہ کرو۔۔"فارس اسکے سوال پر"
گڑبڑاتا ہوا جھٹکے سے بیلٹ سے گن نکال کر اسکے ماتھے پر ٹکا کر پھنکارا۔۔

صام!!!وو۔۔وہ فارس کہہ رہا ہے تم مجھے طلاق دو۔۔"وہ خوف سے"
چیختی آنکھیں میچ کر بولی۔۔اسکے گالوں پر بارش کی مانند ٹپ ٹپ آنسوں
گر رہے تھے۔۔

اسنے مجھے باندھ رکھا ہے تہہ خانے میں۔۔رات میرے"
سر پہ ڈنڈا مار کر اسنے مجھے بیہوش کر دیا۔۔اس سے پہلے اسنے
میرے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کی۔۔جب میں نے روتے
چیختے اپنا بچاؤ کرنا چاہا تو اسنے مجھے اپنی بیلٹ سے مارا۔۔۔
پھوپھو نے میرے ہاتھ پاؤں رات باندھ دیئے اور یہ حیوان مجھے مارتا گیا۔۔
میں اس وقت ہل نہیں سکتی۔۔اسنے میرے پاؤں گرم ابلے پانی
سے جلا دیے ہیں۔۔مجھے غلیظ گالیاں دیں ہیں۔۔اور اس وقت مجھے چومنے کی
کوشش کی جب میں نے اس پر تھوک دیا تو اسنے وہی عمل مجھ پر
دہرایا۔۔

دونوں پھوپھو بھتیجے مجھ سے ظالمانہ سلوک کر رہے ہیں۔۔ مجھے کوئی بچانے والا نہیں۔۔ میرا باپ بیمار ہے میری ماں میرے لیے رو رہی ہوں گی۔۔

وہ مجھ پر زبردستی کر رہا تھا کہ میں جس طرح تمہیں کاٹتی ہوں اسی طرح اسے بھی کاٹوں۔۔۔ اسنے مجھے سگریٹ سے جلایا۔۔ کیونکہ میں نے انگڑائی نہیں لی۔۔ میں زندہ کیوں ہوں میں مر کیوں نہیں جاتی۔۔۔

فارس خان اسکی پھوپھو نے مجھے مارا مجھے اغوا کر لیا ہے۔۔"وہ پھوٹ پھوٹ کر چیخ چیخ کر رونے لگی۔۔

وہ روتی آہیں بھرتی خود پر بیٹے ظلم کی دستان سنانے لگی۔۔ پھوپھو نے چیخ کر اسکے کان سے موبائل نوچ کر نیچے پھینک دیا۔۔ جبکہ انکے پیچھے موجود وجود کی آنکھوں میں آگ جیسی وحشت برپا ہو گئی۔۔

اسکے مسلز اور جبڑے کی رگیں پھول گئیں۔۔ وہ روتی ہوئی لڑکی کون تھی۔۔۔

!!!عرشیہ خان۔۔۔!!!ڈبل ڈی کا جنون

پاگل ہو گئے ہو وہ کیا کیا اول فول بک رہی ہے اور تم خاموش کھڑے ہو!!" پھوپھو غرائیں۔۔ عرشیہ گڑبڑا گئیں۔۔

ڈر گئے نا۔۔ یہ سب کرتے میرے ساتھ۔۔ اتنے ظلم ڈھاتے" تب تم دونوں کا دل نہیں کانپا۔۔۔ اب مجھے بولنے بھی نہیں دے رہے۔۔ تم سب نے مجھے کل سے بھوکا رکھا ہوا ہے میں پانی کی بوند کیلئے گڑگڑائی روئی ہوں۔۔ مجھے وہ بھی نہیں دیا۔۔
بولو یہ بھی جھوٹ ہے۔۔" وہ ضبط کھو کر چلاتی سسکیاں بھرنے لگی۔۔

پھوپھو تو اس لڑکی کی لمبی زبان پہ دنگ تھیں۔۔ فارس بھی ہکا بکا کچھ ناسمجھی سے دیکھ رہا تھا۔۔ معاً تہہ خانے کے دروازے سے آتی ہوئی روشنی اچانک رک گئی۔۔ لیکن وہاں نظریں کس کی تھیں۔۔
پھوپھو اور فارس کی نظریں تو اس پر تھیں۔۔
اور ساتھ ہی تہہ خانے میں اسکرین کی روشنی پھیل ہوئی تھی۔۔
کوئی لمبا چوڑا تو اناوجود تھا جو دروازے پر نمودار ہوا تھا۔۔ اسنے سرد اوشن نیلی آنکھوں سے سیڑھیوں کو دیکھا اور اپنے سیاہ بوٹ میں مقید پاؤں ان پر دھرا۔۔

اسکی سنہری شیرنی کی آنکھوں میں اپنے شیر کو دیکھ کر چمک مزید دوگنی ہو گئی تھی۔۔۔ اسنے آہستہ سے اپنی گردن کو دائیں اور بائیں جھٹکا دیا۔۔ اور اسکی آمد شہد رنگ آنکھوں میں دیکھا۔۔
وہ جیسے گردن میں پڑے بل کو نکال رہی ہو۔۔

فارس نے پھوپھو کی باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے عرشیہ کی اس حرکت کو کچھ غور سے دیکھا۔۔ انکے غور سے دیکھنے پر اسنے شرارتاً آنکھ دبادی۔۔
وہ سٹپٹا گئے۔۔۔ پھوپھو کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔۔ اور مزید وہ خوفزدہ تب ہوئیں جب عرشیہ نے لبوں کے کنارے سے نکلی ہوئی خون کی بوند پر زبان پھیرتے قہقہہ لگایا۔۔۔

فارس کا ضبط جواب دے گیا۔۔ اسے کچھ کھٹکا۔۔
کیا ہے یہ سب ؟؟؟"وہ عرشیہ کے اچانک بدلے تیور دیکھ کر" دھاڑ اٹھا ساتھ ہی اسنے اسے ہراساں کرنے کیلئے ہاتھ میں موجود گن

سے زوردار دھماکہ جیسی آواز سے دیوار پر فائر کیا۔۔ فضا اس وحشت ناک دھماکہ سے چیخ اٹھی۔۔۔

تمہاری موت !!" اسکے سرگوشیانہ الفاظ کے ادا ہوتے ہی ماحول" میں یک بیک سکتہ چھا گیا۔۔ اور پھوپھو کا فق چہرہ دیکھتے اسنے اس سکتے کو اپنے قہقہ کے ساتھ توڑا۔۔

فارس مجھے لگتا ہے یہ صرف تمہیں بھڑکانا چاہتی ہے۔۔" یہ تمہیں اپنے مقصد سے ہٹانا چاہتی ہے۔۔ دیکھو میں خان سے شادی کے واسطے تیرے ساتھ آئی ہوں۔۔
کچھ بھی کرو میرا نکاح اسکے ساتھ ہونا چاہیے ورنہ تیرے کرتوت "میں تمہارے ماں باپ کو بتادوں گی۔۔
عرشیہ کے تیروں سے پھوپھو کو اپنی محبت لاحاصل نظر آرہی تھی۔۔ وہ پھر اس غم سے بچنے کیلئے غصے سے بولیں۔۔

پھوپھو انف !!" فارس نے جبڑا بھینچ کر اپنی مطلبی پھوپھو کو گھورا۔۔ وہ گڑبڑا کر" عرشیہ کو دیکھنے لگیں۔۔

ہاں ہاں تم آئے ہو شادی کرنے تم ہی کرو۔۔ اپنے باپ کی طرح تمہیں بھی" میری پرواہ کہاں ہے۔۔ میں تو یتیم ہوں۔۔" پھوپھو منہ پر دوپٹہ رکھ کر رو پڑیں۔۔

عرشیہ کو اس معصوم کلی پر ترس آگیا۔۔

ٹھیک پہچانا آپ سگی پھوپھو! یہ سالا آسٹریلین کتا سچ میں مطلبی" ہے۔۔ آپ خود سوچیں اسنے اپنی آنکھوں کے سامنے ایک لڑکی کی عصمت دری ہوتے دیکھی، اسے درندوں کے ہاتھوں ذبح ہوتے دیکھا۔۔ اور اسکے پاس ثبوت بھی تھے لیکن یہ خاموش رہا۔۔
یہ اس حد تک گرا ہوا شخص ہے کہ ہمارا نوالے کھا کر ہماری ہی پیٹھ میں چھری ماری تھی اسنے۔۔ اسکے پاس ثبوت ہونے کے باوجود بھی اسنے میرے بھائیوں کو بیچ آئی نفرت کو کبھی ختم کرنا نہیں چاہا۔۔ یہ خود ہی ایک چھپا درندہ ہے آپکی مدد کیا کرے گا۔۔" اسکی آواز بھیگ گئی۔۔ وہ گزرے ماضی کی کربناک اذیت سے رو پڑی۔۔

شٹ اپ جسٹ شٹ اپ !!"فارس اسکی بات سن کر"
اس پر چلا اٹھا۔۔
کیوں سچ کڑوا ہے نا۔۔کتے میرے معصوم بھائی کو درندہ بنانے والے"
حر*می وحشی۔۔پتا چلنے دونا اپنے چہرے کے پیچھے چھپے حیوان کی۔۔تم
ایک مثال ہے خاموش حیوان کی مثال ہے جو اپنوں کے بیچ رہ کر
سانپ بن کر چلتے ہیں۔۔تو ایک شیطان ہے فارس خان۔۔تجھے
خدا کبھی معاف نہیں کرے گا۔۔تجھے میرا دل ٹکڑے کر دے گا۔۔
میرا اصام چیر کر رکھ دے گا۔۔"وہ پھنکار کر چیئر پر مزاحمت کرنے
لگی۔۔

ہاہاہا۔۔۔"فارس نے دلکش قہقہہ لگایا۔۔"
تمہیں کیا لگتا ہے یہ بتا کر تم نے پھوپھو پر بڑا انکشاف کیا ہے؟یا"
خود کو یقین دلانا چاہتی ہو کہ میں واقعی میں ایسا ہوں؟"اسنے ہنستے
پوچھا۔۔

تو میں تمہیں بتا دیتا ہوں پریشان مت ہو جاناں۔۔میں"
فارس خان۔۔سچ مچ کا درندہ ہوں۔۔ایسا درندہ جسکی درندگی کوئی موت

نہیں دیتی۔۔ لیکن جہاں فارس کے قدم پڑتے ہیں وہاں کے لوگ ضرور بے موت مر جاتے ہیں۔۔

میں کوئی قتل نہیں کرتا ناہی میں کوئی ہائی لیول کا درندہ ہوں۔۔ لیکن میں درندہ صفت ضرور ہوں ہاہاہا۔۔ لیکن پتا ہے اسکی وجہ کیا ہے عرشیہ خان؟ پتا ہے کیوں بنا میں خاموش درندہ۔۔ کیوں نوچی میں نے تم سب کی خوشیاں۔۔؟" وہ پوچھ رہا تھا۔۔

لیکن عرشیہ اس کتے شخص سے سوال کرنا پسند نہیں کر رہی تھی۔۔

تم نا پوچھو میں تمہیں بتاتا ہوں۔۔ میں حد کی وجہ سے درندہ بنا" تھا۔۔ صرف حد غصے رنج کی وجہ سے۔۔" اسنے دھماکہ خیز انکشاف کیا۔۔

اور یہ صرف عرشیہ کے سر پہ نہیں بلکہ ایل ای ڈی پر نگاہ جمائے بیٹھے دلاور خان کے سر پر اور صمصام زیدی پر بھی دھماکہ تھا۔۔

حد؟؟" عرشیہ کی آنکھیں پھیل گئیں۔۔"

یس! حد!! اسکی آگ نے میرے وجود کو جلا جر خاک" کر دیا ہے اندر سے۔۔ میں بالکل کھوکھلا ہوتا جا رہا تھا اندر ہی اندر جل

کر۔۔۔مجھے نفرت ہوتی جا رہی تھی تم سے۔۔بے انتہا نفرت۔۔۔"
وہ چیخا۔۔

لیکن کیوں؟؟"چلائی تو عرشیہ بھی تھی لیکن صدمے کی کیفیت "
سے۔۔

کیوں؟؟جا کر اس کیوں کا جواب اپنے بھائیوں سے لو جسنے ہمیشہ مجھ سے "
بڑھ کر اہمیت اپنے اس کمینے غرور میں اندھے کزن کو دی تھی۔۔اسکے
آگے پیچھے ہوتے رہتے تھے جیسے وہ کوئی دوسری دنیا کی مخلوق ہو۔۔
اسکی جیسی میرے پاس بھی نیلی آنکھیں تھیں، میں بھی گورا
چٹا تھا لیکن انہوں نے اس شخص کو سر پر بٹھا کر رکھا تھا۔۔جیسے
دنیا کا واحد حسین شخص ہو۔۔اور مجھے نفرت ہوتی تھی اس شخص سے۔۔
اسکے ساتھ تمہارے بھائیوں سے بھی۔۔
میں تم لوگوں کے گھر میں آ کر رہنے لگا۔۔تم لوگوں کی توجہ کیلئے۔۔
لیکن تم لوگوں پر صرف ایک ہی شخص کا بھوت سوار تھا تو وہ تھا صمصام
زیدی۔۔

خان بیگم نے جب تمہارے بات سے میرے رشتے کی بات کی تھی جب تم پیدہوئی تھی لیکن تمہارے باپ نے انکار کر دیااور اس بات کو وہیں ختم کر دیا۔۔ کہ وہ بچپن کے رشتوں کے حق میں نہیں۔۔ لیکن جب صمصام زیدی کا رشتہ آیاتب تمہارے باپ کو بھی بچپن کے رشتے حق میں لگنے لگے۔۔ تمہاری ماں دیوانی ہونے لگی اسکی۔۔

تمہارے بھائیوں کا وہ لاڈلا تھا۔۔

تو میں کہاں تھا۔۔۔؟؟؟

کیوں نا ہوتی مجھے نفرت تم لوگوں سے۔۔ ایک تو تم لوگوں نے مجھے نظر انداز کیا۔۔ ہر موقعہ ہر محل۔۔ پر جو پڑھائی تھی اس میں میرا نام گاؤں میں گونجتا تھا۔۔ اسکا بھی حق تمہارے بھائیوں نے چھین لیا مجھ سے۔۔

ایک شرارتی بدمعاشی لڑکے ہو کر وہ ٹاپ کر گئے۔۔ وہاں گاؤں میں جو میں نے لوگوں کے دماغ میں تمہارے بھائیوں کے خلاف جو زیر ڈالا تھا۔۔

وہ سب ایک ڈوز سے ہی زائل ہو گیا۔۔ سب تمیارے بھائیوں کو اچھا سمجھدار باپ پھوپھو جیسے ذہین سمجھنے لگے۔۔ اور مجھے نکما۔۔ ہر جگہ

تمہارے بھائی تمہارا وہ مینٹل شوہر چھانے لگا۔۔ میں کہاں تھا؟؟
میری جگہ کہاں تھی؟؟
کیوں ناکرتا میں تم سب کو برباد۔۔۔ تم لوگوں نے چھوڑا کیا تھا میرے پاس۔۔ تم لوگوں کی تعریفیں سن سن کر میرے کان پک گئے تھے۔۔ ہاہاہا۔۔
اور پھر اس کا آسان علاج نکالا میں نے نویرہ فیروز کی صورت میں۔۔ ہاہاہاہا۔۔" وہ بچپن کی باتیں یاد کرتا مکروہ انداز میں قہقہہ لگا اٹھا۔۔ وہ ماضی۔۔ جو اسکا کافی شاندار رہا تھا۔۔
پتا ہے کافی شاندار تھا میرا ماضی۔۔ کیونکہ جو میں نے چاہا تھا مجھے" ملا تھا۔۔ میں نے سب کچھ تہس نہس کر دیا تم لوگوں کے بیچ۔۔ جو دلاور دریاب صام چام کر کے نہیں تھکتے تھے۔۔ انکے بیچ ایک نفرت کی مضبوط دیوار حائل کر دی۔۔

میں نے تم کزنز کو آپس دشمن بنا دیا۔۔ خاص کر کے دلاور اور دریاب کے بیچ۔۔۔ دو جڑوا۔۔ ایک قلب کی مثال! ایک دوسرے پر جان دینے والے۔۔ ایک دوسرے پر مر مٹنے والے بھائیوں کو میں نے بیچ میں مٹا دیا ہاہاہا۔۔" اسنے فلک شگاف قہقہہ لگایا۔۔ اسکی

آنکھوں میں ہنستے ہوئے نمی آ گئی۔۔ جسے انگلی سے سمیٹ کر اسنے عرشیہ کو دیکھا۔۔

اور اسکی زرد صورت دیکھ کر وہ پھر سے بے ساختہ ہنسا۔۔
میں نے اکسایا نویرہ فیروز کو ظفران حیدری کو جال میں"
پھنسانے کیلئے تاکہ وہ اسکی مدد سے ہمیں پیپر زلا کر دے۔۔
میں اسکے بیوقوف ذہن میں ظفران حیدری کے پاس جانے پیپر حاصل کرنے کا لالچ بھرا۔۔ ہاہاہا وہ بیوقوف تھی انتہائی کی احمق۔۔
اسنے ہم پر یقین کیا۔۔ اس سے زیادہ نفرت تو ہمیں تھی تم لوگوں سے۔۔
مجھے اور ماہرہ کو۔۔
ماہرہ کا مقصد تک چڑھی مغرور نویرہ کو خاک کرنا تھا اور میرا مقصد۔۔۔" وہ اپنا جملہ بیچ میں چھوڑ کر عرشیہ کے لٹھے کی مانند سپید چہرے کو دیکھتے محظوظ ہوتا قہقہہ لگا رہا تھا۔۔

جوانی کی نفرت اور ہے جو وقت بدلنے سے پہلے سمجھا بجھا لیتی"
ہے۔۔ لیکن بچپن تو نادان ہے۔۔ اسکی نفرت بھی نادان۔۔ جس

میں کوئی سمجھ بھوج نہیں۔۔ کوئی عقل ہوش نہیں۔۔ معصوم بے فکر۔۔

اور بچپن کی خطائیں تو اللہ بھی معاف کر دیتا ہے۔ جب کوئی بڑا سنے گا تو یہی کہے گا بچے ہیں نادان تھے۔۔ جو ہو گیا اسے کوئی بدل نہیں سکتا۔۔ رہنے دووو۔۔۔" اسنے آخری دو الفاظ کو کھینچا اور مسرور سا ہنسا۔۔

نویرہ تو بیچاری تھی۔۔ احمق سی ہاہاہا۔۔ وہ تو شاید اس حد تک کبھی نا" جاتی۔۔ لیکن اسے یہاں تک لانے والے ہم ہی تھے۔۔ سچ کہوں تو اسکی بربادی سے لیکر تمہارے بھائیوں کی بربادی پھر تمہارے باپ کی بربادی اور پھر خان سے لیکر زیدی کی بربادی دیکھ کر میں وہاں بہت سکون میں تھا ہاہاہا۔۔ بہت انجوائے بل جرنی تھی بلکہ ایڈونچر۔۔۔" اسنے آنکھ دبائی اور مکروہ انداز میں ہنسا۔۔

تت۔۔ تو مطلب مم۔۔ میرے بھائیوں کو تباہ کرنے کیلئے یہ" گھناؤنا کھی۔۔ کھیل کھیلا تم نے۔۔ مم۔۔ مطلب نن۔۔ نویرہ کے اصلی مجرم تم اور وہ سیاہ درندہ ہے؟؟" اسکی آواز حلق میں پھنس گئی۔۔ اسکی آنکھوں سے شدت سے آنسوں بہنے لگے۔

افکر وس ڈارلنگ ! میں ہی تھا۔۔ دی گیمر فارس فادی ہاہاہا۔۔ "
یہ گیم میں نے ہی پلے کی تھی۔۔ میں نے مٹا دیا اسکے سر سے
حرام اور حلال کا خوف۔۔ میں نے ہی بتایا اسے کہ ظفران
حیدری اسے پسند کرتا ہے۔۔۔ میں نے ہی اسے یہ سمجھایا کہ وہ ڈبل ڈی
کو مات صرف ظفران حیدری کی توسط سے دے سکتی ہے۔۔ اور اسنے
مجھ پر یقین کیا۔۔ کیونکہ میں اسکا خیر خواہ بھائی جو تھا۔۔ ہاہاہا۔۔ کیونکہ وہ
لڑکی تھی ہی بیوقوف۔۔ اسے پتا نہیں تھا کسی غیر کو بھائی کہنے سے وہ
بھائی بن نہیں جاتا۔۔
ناہی اسکی نیت بدلتی ہے۔۔ "اسنے مسرور ہوتے وہ پل یاد کرتے بالوں میں
انگلیاں پھیریں۔۔

مجھے پتا تھا ظفران حیدری کی آنکھوں میں چھائی شیطانیت کا۔۔ "
اسکی نظروں کا۔۔ اور مجھے اندازہ تھا نویرہ فیروز کے دل میں تمہارے
بھائیوں کیلئے نفرت حد کی آگ۔۔۔ حد جب دل پر حاوی ہو
جاتا ہے تو خدا کا خوف ختم ہو جاتا ہے۔۔ حد جب اپنی حدوں پر
پہنچتا ہے تو وہ کسی کی بے بسی مسکینیت نہیں دیکھتا۔۔ وہ آگ ہے اور

صرف جلانا جانتی ہے۔۔ حد ایک ایسی بلا ہے جو دوسروں کے ساتھ خود کو بھی نگل جاتی ہے۔۔" اسنے سرد وہ ٹھٹھرا دینے والی آواز میں کہتے عرشیہ کے کانوں میں سور پھونکا۔۔

اور اب یہی تمہیں جلائے گی۔۔ میں دعا کروں گی خدا سے کہ تم" اس دنیا میں جو جلو اور اگلے جہاں میں تمہیں رسول ﷺ کی امت سے دھتکار دیا جائے۔۔ تم ہمیشہ اسی حد کی آگ میں جہنم میں جلتے رہو۔۔ تمہارا انجام کافروں سے بدتر ہو۔۔

تم نے میرے باپ کا رلایا ہے۔۔ تم نے ایک مضبوط باپ کو توڑا ہے۔۔ تم نے ایک نہیں دو دو ماؤں کو رلایا ہے انہیں بے موت مارا ہے۔۔ انکے کلیجے نوچے ہیں۔۔ یہ ایک بہن کی بد دعا ہے تمہیں فارس خان کہ تمہارا انجام اتنا بھیانک ہو کہ تمہاری روح بھی گڑ گڑائے لیکن تمہیں چھٹکارا نا ملے۔۔" وہ بے قابو ہو کر بلک بلک کر روتی حلق کے بل ہذیاتی ہو کر چلائی۔۔

تم نے مجھ سے میرے بھائی چھینے تھے۔۔۔ خدا تمہاری دنیا تہس نہس کر دے۔۔ میرے پاس تو ایسی بد دعا بھی نہیں کہ میں تمہیں دے کر اپنے اندر کو سکون دے سکوں۔۔ تم لوگ معاشرے کیلئے ایک سبق ہو۔۔ خاندان میں پلتے ہوئے وہ سیاہ سانپ ہو جسنے ہمارے نوالے کھا کر ہماری تھوکیں چاٹ کر ہم پر تھوکنا شروع کر دیا گھٹیا درندے۔۔ خدا اسکا انجام بھی اتنا ہی عبرتناک کرے۔۔۔"

اسکی سنہری آنکھوں میں لہو اتر آیا۔۔ وہ شیطان کھل کر جب سامنے آیا تھا تو ایک بہن سے ضبط کرنا مشکل تھا کہ اسکے بھائیوں کا دشمن اسکے سامنے تھا۔۔

اے چپ کر بد چلن عیار لڑکی۔۔ کب سے بک بک لگا کر رکھی ہے۔۔ کوئی ظلم کے پہاڑ نہیں ٹوٹے تمہاری مکار ماں پر۔۔ اگر خان مجھ سے شادی کرنے سے انکار نا کرتا تو آج یہ سب نا ہو رہا ہوتا۔۔ ہم نے خان سے کہا تھا کہ چھوڑ اس مکار عورت کو ہم تمہارا بیٹا واپس لوٹا دیں گے۔۔ لیکن اسنے بہن کے بیٹے کی خوشی کو اہمیت دی۔ اپنی منحوس بیوی کو

اہمیت دی۔۔ اپنا بیٹا مروادیا۔۔ تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔۔"
پھوپھو غصے سے بھڑک کر بولیں۔۔

عرشیہ کو معلوم تو تھا کہ وہ انتہائی کے گرے ہوئے لوگ ہیں۔۔ مفاد پرست ہیں لیکن اس حد تک گرے ہوئے ہوں گے اسے یقین نہیں آرہا تھا۔۔
وہ غیر یقینی سے پھوپھو کو دیکھنے لگی۔۔ وہ ایک عورت تھی۔۔ اور دوسری عورت سے اتنا حسد۔ اپنے نفس کی خواہش کیلئے اتنی اندھی ہو گئی کہ کسی کے بیٹے کو مروادیا اسکی قبر بنتے دیکھ لی لیکن کبھی منہ سے چوں بھی نا نکالی۔۔

"پتا ہے تم لوگوں کے اتنے گرے ہوئے روپ دیکھ کر مجھے تھوڑا بہت جو رحم آرہا تھا شیطان عورت تم پر ابھی وہ بھی ختم ہو گیا۔۔ میں تمہاری حوس کو محبت نہیں کہوں گی۔۔
کیونکہ محبت تو محبوب کی خوشی سے بھی ہوتی ہے۔ لیکن تمہیں صرف حوس تھی ایک آگ تھی جو کبھی دانیال خان نے۔۔۔ تھوکا نہیں تم پر۔۔

میرے باپ کو اب سوچا بھی تو میں تمہارا نقشہ بگاڑ دوں گی۔۔" وہ غیظ و غضب میں بپھری غرائی۔۔

ہاہاہاہا پہلے خود کو چھڑوا تو لو۔۔" فارس نے اسکی بے بسی پر قہقہہ لگایا۔۔" پھوپھو بھی اسکی باتوں کا اثر لیے بغیر ہنسنے لگی۔۔

بھائی!!!" عرشیہ پیچھے موجود شہد رنگ لہو لہو ہوئی آنکھوں والے دلاور خان پر دھاڑی۔۔

تمہارا بھائی۔۔ کونسا بھائی وہ نویرہ کے جھوٹے عشق میں اندھا اپنی منکوحہ سے نفرت کا اظہار کرتا دریاب خان یا غلط فہمی میں نفرت کی آگ میں جلتا ہوا دلاور ہاہاہاہا۔" وہ سوالیہ ابرو اچکا کر خود ہی اپنی بات سے محظوظ ہوتا کھکھلایا۔۔

نہیں دریاب خان نہیں۔۔ کیونکہ وہ بہت معصوم ہے میرا بھائی۔۔"" اسنے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا۔۔

اور اسکے سر کے پیچھے موجود وجود کو دیکھا۔۔ اسکی چنگاریاں اگلتی شعلہ بھڑکاتی آنکھوں میں دیکھا۔۔

میں تو چوڑے سینے، دراز قد، شہد رنگ آنکھیں، بھورے بال، جنگل" کے درندے کو اپنے ہاتھوں میں پالنے والے، موت کو اپنے بھاری بوٹ تلے مسل کر ہرانے والے، سینے میں حفظ قرآن، پشت موت کا سایہ لیے، اپنے ایک قدم سے دشمنوں کو ہولا کر رکھ دینے والے اپنے اس ٹائیگر کی بات کر رہی ہوں جس کے خوف سے تم پاکستان چھوڑ کر اٹلی کے کونے میں آکر چھپے ہو۔۔ہاہاہا۔۔۔" ابکی بار وہ بے فکرانہ کھلکھلائی۔۔

وہ جو اس وقت تمہاری موت بن کر تمہارے سر پہ موجود ہے۔۔" وہ جو اپنی آمد سے دشمن کے سینے پھاڑ دیتا ہے۔۔وہ جس پر خدا کی خاص رحمت ہے۔۔وہ جو میرہ ماں کے ہر آنسوں کے قطرے کی دعا ہے۔۔جو ہماری تہجد کی پہلی اور آخری دعا ہے۔۔وہ جس کیلئے دنیال خان نے سکون کو ٹھکرا دیا ہے۔۔وہ جسکے بغیر دریاب خان خالی وجود ہے۔۔۔وہی جو عرشیہ خان کو عام سی لڑکی سے شیرنی بنانے کی طاقت رکھنے والا ہم سب کو ایک کرنے والا ہے۔۔" اسکے لہجے میں

جنون خیزیاں رقم تھیں۔۔ اسکے لفظ لفظ جسم کے بال کھڑے ہو رہے تھے۔۔

ککک۔۔ کو۔۔ کون؟؟؟" اسکی باتوں بے خوف لہجے کو دیکھتے ہوئے فارس" کے لہجہ کپکپا گیا۔۔
اسکا کون پوچھنا تھا۔۔ کہ یک لمحے کیلئے سکوت چھائے تہہ خانے کے ماحول میں جہاں سکرین پر چلتا ویڈیو اپنے اختتام پر پہنچا تھا وہیں اپنے مالک کے کندھوں پر پنجے رکھے کھڑا وہ انسانوں کے قد سے بھی بلند بپھرے ہوئے خوں خوار پہاڑی بھیڑیے نے چھت کی سمت اپنا منہ اٹھا کر دھاڑ ماری۔۔

ایک وحشت ناک خونی دھاڑ فضا میں گونجی۔۔
اسکی دھاڑ سے تہہ خانے کا ہر کونا دہشت سے گونج اٹھا۔۔

غرڑڑ غوں" کی آواز نے کان کے پردے پھاڑ کر رکھ دیے تھے جیسے۔۔ وہ پھولا" بپھرا سا اپنے مالک کے کندھوں سے اپنے بھاری پنجوں کا بوجھ ہٹا کر پیچھے

ہوااور اپنے وجود کو جھٹکا دیا۔۔ اسکے لمبے بال جھٹکا کھا کر اسکے وجود پر بکھر گئے۔۔

اسکی آنکھیں سنہری اور سرخ لہو نما تھی۔۔ وہ معمولی سے کئی زیادہ قد میں بڑا تھا کیونکہ اسنے اپنے مالک کے ہاتھوں اتنے درندے نگلے تھے انکی طاقت اسکے وجود کی رگ رگ میں تھی۔۔

اسکا ایک پنجا انسان کو چیر دینے کی صلاحیت رکھتا تھا۔

اسکی وحشت سے پر آنکھیں فارس کی پشت پہ تھیں۔۔

اسکے ایک وجود کے تین تین پیاسے تھے۔۔

ایک نیلی سمندر جیسی آنکھوں والا پاگل سا بپھرا جنگل کا بادشاہ ہونے کا اعزاز رکھتا ہوا وہ شیر تھا، جسکی شیرنی کو اسنے چھونے کی جرات کر دی تھی۔۔

فارس خان نے صمصام زیدی کے ملکیت کو ہاتھ لگانے کی جرات کی تھی جسکی طرف وہ کسی کی نظریں برداشت نہیں کرتا تھا۔

کیونکہ وہ اسکا جنون تھا، اور جنون ہوش حواس کی صلاحیت نہیں رکھتا موت دیتے وقت۔۔

دوسرا جنگل کا درندہ کہلاتا، اپنے حلق میں سالوں سے اپنے مالک کے دشمنوں کے خون کی پیاس سما کر قدم بقدم اٹھا کر صوفے سے آگے آتا ہوا وہ بھیڑیا تھا۔۔ جسے ڈی کے نے اپنے ہاتھوں سے پالا تھا۔۔۔ جو جانوروں کے بجائے انسانی روپ میں چلتے پھرتے درندوں کو نوچ کر بڑا ہوا تھا۔

اور تیسرا۔۔۔۔۔۔۔

بادشاہ اور درندے کی طاقتوں کو خود میں سما کر حکمت کرنے والا، موت کو ایک بار نہیں ہزاروں دفع مات دینے والا قاتلوں کا بھی قاتل!

""دی ڈیول آف کلر

کرائم انویسٹی گیٹر

کیوں ڈر گئے نا دونوں کی بولتی بند ہو گئی نا؟؟ ہاہاہاہا۔۔ "عرشیہ خان کے قہقہے" نے فضا کو بھیڑیے کی وحشت کے قید سے آزاد کروا کر احساس دلایا کہ وہ جنگل نہیں انسانوں کا ٹھکانا ہے۔۔

مزہ آیا تمہارے ساتھ کھیل کر فارس دی آسٹریلین کتے" اسنے "
اپنی چوڑی کلائی میں بندھی گھڑی پر ٹائم سیٹ کرتے ہوئے اپنے مخصوص
لہجے میں کہہ کر اپنی اوشن نیلی آنکھیں اسکی سمیت اٹھائیں۔۔

ففف۔۔فارس!!!" پھوپھو کی رنگت خوف سے لٹھے کی مانند پڑ گئی۔۔"
فارس نے اپنا حلق تر کرتے ہوئے خود کو تمسخرے سے مسکرا کر دیکھتی
عرشیہ خان کی سنہری آنکھوں پہ ذرا سا غور کیا۔۔
اور اس میں جو وجود دکھائی دیا۔۔اسکا سانس حلق میں دب
گیا۔۔
ددد۔۔دلاور!!!!" پھوپھو نے جیسے ڈرتے ڈرتے گردن گھمائی ایکدم وحشت سے "
چیخ کر عرشیہ کے پیچھے چلی گئیں۔۔ایک زبردست سکتہ تو
فارس پر بھی ہو گیا تھا۔۔

دلاور اور یہاں؟؟" اسنے عرشیہ کو دیکھا۔۔"

ارے پھوپھو ہاہاہا آپ ڈر گئیں اپنے دلاور سے۔۔؟ارے یہ تو بہت اچھے "
بن گئے ہیں۔۔اب کوئی شرارت بھی نہیں کرتے۔۔بلکہ مجھ سے کچھ نہیں

ہونے والا بھائی سے کہہ دیں وہ آپکی بات ڈیڈ سے ضرور کر دیں گے۔۔"وہ کھکھلا کر بولی تھی لیکن بھائی کہنے سے اسکا گلا ضرور بھیگ گیا تھا۔۔

بب۔۔ب۔بیٹا مم۔میں نے روکچھ نہیں کک۔۔کیا۔۔" مم۔میں نے تو صرف مم۔۔محبت کر دی تھی۔۔اا۔۔اس کی اتنی بڑی سزا مم۔ملی ہے مم۔مجھے۔۔"پھوپھو پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔۔انہوں نے اپنے کپکپاتے ہوئے ہاتھوں سے چیئر تھامی ہوئی تھی کہیں زمین بوس ہی نا ہو جائیں۔۔

دلاور نے اپنے وولف کی !"BOF Beast Of forest" ریلیکس بوف" پشت پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے سہلایا۔۔

اسے کس نے یہاں بلایا؟؟"وہ غراتا ہوا جھٹکے سے گن چیئر پر بندھی" ہوئی عرشیہ کے سر پر رکھتے پھوپھو کو دھکیل کر انکی جگہ پر کھڑا ہوا۔۔

اور سامنے کا منظر دیکھتے اسکے اوسان خطا ہو گئے۔۔اسنے خوفزدہ نظروں سے ایل ای ڈی کو دیکھا۔۔اور یہ شکر کیا کہ ایل ای ڈی بند ہو گئی تھی۔۔

اسنے پلان کے مطابق تو صرف صمصام زیدی کو یہاں تڑپا تڑپا کر بلایا تھا۔۔۔
اور اسے یقین نہیں تھا کہ اتنی جلدی وہ پہنچ جائے گا۔۔
وہ کیسے پہنچا؟؟؟ فارس سوچ کر پاگل ہونے لگا۔۔ اپنی موت کے خوف
سے اسکی آنکھوں میں سرخی چھانے لگی۔۔

مجھے تمہارے انویٹیشن کی ضرورت نہیں تھی ڈیئر کزن!" دلاور خان نے"
لب کشائی کی۔ فارس کو یقین آگیا کہ وہ خواب نہیں حقیقت
تھا۔۔

ککک۔۔ کیا تم اا۔۔ ان۔۔ ان۔۔ سے مل گئے؟" وہ حیرت خوف"
سے پھیلی آنکھوں سے پوچھ رہا تھا۔۔
ہاہاہا۔۔ "صمصام کا قہقہہ زوردار تھا۔۔ فارس نے طیش بھری نگاہوں"
سے اسے دیکھا۔۔ اسکی رگوں میں نفرت کا لاوا بھڑک اٹھا۔۔
اسنے پلان کے تحت صمصام کو تڑپانا اسے یہاں بلا کر مارنا تھا۔۔ لیکن
اب ایک نہیں دو دو تھے۔۔ اور تیسرا وہ جانور۔۔

کوئی بات نہیں آ گئے ہو تو خوش آمدید!!گائز!"اسنے تمسخرانہ کہتے" پلان کے تحت چھپے ہوئے گارڈز کو پکارا۔۔

لیکن کافی دیر ہو گئی وہاں کچھ بھی تبدیل نہیں ہوا۔۔

کہاں مر گئے سب!!"فارس غصے سے دھاڑا۔۔صمصام نے" بدمزہ ہوتے ہوئے عرشیہ کو دیکھنا شروع کر دیا۔۔اسکی گہری نگاہیں اسکا سراپا تاجائزہ لے رہی تھیں۔۔
عرشیہ اپنے بھائی کے سامنے اسکی حرکت پہ سرخ پڑ گئی تھی۔۔
لڑائی ہماری ہے اسکے بیچ گائز کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔۔کیونکہ تمہارے گائز" کے انڈر ہیں۔۔انکی حراست میں۔۔ AISE اور ISI اس وقت اب وہ انکے ذریعے تم لوگوں کے دوسرے ٹھکانے کے بابت دریافت کر رہے ہوں گے۔۔رول آف وار!ہم تینوں کے بیچ چوتھے کا کوئی کام نہیں۔۔" صمصام زیدی نے کہتے اپنی جیب سے موبائل نکالا۔۔

واٹ ربش!!وہ مجھے کیوں ان میں ملوث کر رہے ہیں۔۔ میرا کیا کام" ہیں ان میں۔۔" وہ حلق کے بل چیخا۔۔ اسکا کردار صاف تھا۔۔ شیشے کی طرح چمکتا ہوا پھر کیوں اسے ڈھونڈ رہے ہوں گے۔۔

میری مان فارس چل یہاں سے۔۔۔ تو چل نہیں تو مجھے یہاں" سے نکال۔۔" پھوپھو نے خوفزدہ سراسیمہ لہجے میں کہا۔۔

آپ اپنا منہ بند رکھیں۔۔ موت دیکھ کر پاؤں سر پہ رکھ لیے" ہیں۔۔" وہ اس وقت شدید طیش میں تھا۔۔ پھوپھو سے بھی انتہائی بدلحاظی سے گویا ہوا۔۔

ہونے کو تو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔۔ جس طرح ایک چھوٹی سی شرارت" سے دلاور خان کو تم لوگوں نے درندہ بنا دیا۔۔ ویسے ہی تمہارے اس پورے پلان کا بھی کوئی نتیجا نکل سکتا ہے آسٹریلین کتے۔۔" وہ متبسم لہجے میں کہتے عرشیہ کے ہونٹوں کو دیکھنے لگا۔۔

اور عرشیہ کا دل چاہا اس شخص کی نگاہوں سے بچ کر کہیں دور سات پردوں میں چھپ جائے۔۔ وہ شرمندہ سی اپنے بھائی کو دیکھنے لگی۔۔
صمصام زیدی کی آنکھوں میں چھائی بے سکونی سرخی سے اندازہ لگاتے ہوئے عرشیہ کو احساس ہوا تھا وہ کس قدر تڑپا ہوگا اسکے لئے۔۔
مم۔۔ مطلب ؟" فارس نے اسکی معنی خیز بات کو الجھتے ہوئے" سنا۔۔ ایک لوف تھا جسنے اسے اپنے حصار میں جکڑا تھا۔۔

اسنے پلان بنایا تھا کہ وہ عرشیہ کو اٹھا کر یہاں لیکر آئے گا اور یہاں آکر وہ صمصام زیدی کو تڑپائے گا ذلیل کرے گا۔۔ مختلف جگہیں بدل کر وہ اسے انتہائی تک پینچا کر پاگل کر دے گا۔۔ اور آخر میں اپنے ٹھکانے بلا کر اپنے آدمیوں سے صمصام زیدی کو لڑائے گا۔۔
اور کسی بھی کمزور لمحے کا فائدہ بھی اٹھالے گا اس بگڑی ہوئی لڑکی کو زیر کر کے۔۔ لیکن یہاں تو سب کچھ بدلہ ہوا تھا۔۔
اچانک صورتحال پلان سب کچھ بدل گئے تھے۔۔ اسنے صمصام سے رابطہ کیا تھا تاکہ وہ اسکی لوکیشن دیکھ کر اس تک پہنچے اور وہ اسے دربدر کر سکے۔۔ لیکن اتنی جلدی سیکنڈ میں وہ پہنچ بھی گیا لیکن اس سے بھی پہلے دلاور خان وہاں موجود تھا۔۔

اور اب اسے اپنا پلان ہی سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا تھا۔۔
صمصام نے اسکے مطلب کو سن کر اپنے قدم ایل ای ڈی کی طرف اٹھائے۔ اسے حرکت کرتے دیکھ کر فارس الرٹ ہوا مگر اسے ایل ای ڈی کی طرف بڑھتا دیکھ کر وہ ناسمجھی سے دیکھنے لگا۔۔

تمہارے لیے ہماری طرف سے ایک سرپرائز ہے۔۔ایک سرپرائز تم نے ہمیں دیا۔۔ اور ایک سرپرائز ہم تمہیں دے رہے ہیں۔۔" وہ مسکرا کر بولا۔۔
اسنے فارس کی یو ایس بی سامنے صوفے پر بیٹھے دلاور خان کو دیکھ کر اپنی جیب میں رکھی۔۔
دلاور کی نظروں کے سامنے اپنا ساتھی اپنا جگر اور اپنا ہمروپ بھائی لہرا رہا تھا جس سے اسنے اتنے سالوں دور رہ کر نا صرف خود کو تکلیف دی تھی بلکہ اسے بھی۔۔۔

وہ کیسے اس سچ کو قبول کرتا جو سنا اور دیکھا تھا ابھی۔ اسکی آنکھوں کے سامنے ایک چھوٹا سا گول مٹول سرخ و سپید اسکا ہم شکل تھا۔۔جو اسکے اوپر چڑھ کر سویا ہوا تھا۔۔

وی کیسے خود کو سنبھالتا، اپنے اس درد کو سنبھالتا کہ جس بھائی سے اسنے سالوں نفرت رکھی تھی وہ بھائی تو اصل میں بے قصور تھا۔۔ اس سے بڑی موت دلاور خان کیلئے اور کیا ہو گی۔۔

اس سے بڑی مات اور کیا ہو گی کہ جو انویسٹی گیٹر اپنی ذہانت سے بڑے سے بڑے کیس سولو کرتا تھا، بڑے سے بڑے آفیسر کو کبھی مایوس نہیں کیا تھا۔۔ اسنے زندگی میں سامنے آنے والی ہر پہلی کو سلجھایا تھا وہ اپنی زندگی کا کیس ہار گیا۔۔ وہ اپنا کیس نہیں جیت سکا۔۔ وہ نہیں سلجھا سکا اپنی زندگی میں آنے والی پہیلیوں کو جنہوں نے اسے آج یہاں لا کر پٹخا تھا۔۔

اسنے جو قربانی دی تھی وہ حقیقت میں قربانی نہیں اسکے دشمنوں کو سوچی سمجھی سازش تھی۔۔ وہ ایک سازش کا شکار بنا تھا۔۔ وہ بدتر لوگوں کے حد کے کا شکار بنا تھا۔۔

اسکے سامنے دریاب خان کے ساتھ گزرا ایک ایک پل کسی مووی کی طرح چلنے لگا۔۔ اسکے ساتھ کھیلنا، ہنسنا، دوڑنا، بھاگنا، سونا۔۔۔

اسکے ساتھ رونا۔۔ کتنی اذیت ملی ہو گی اسکے بھائی کو۔۔ کتنا رویا ہو گا اسکا باپ۔۔ کتنی تڑپی ہو گی اسکی ماں۔۔۔

اسے یہ تو معلوم ہو گیا تھا کہ اسے جو آواز جیل میں سنائی گئی تھی وہ اسکے باپ کی نہیں تھی۔۔ تو مطلب اسکا باپ۔۔۔

اسے تو خبر ہی نہیں تھی اسکے دلاور پر کتنی درندگی اذیتیں لٹائی گئی تھیں۔۔
کیسے کیسے اسے مارا توڑا تھا۔۔ کہاں کہاں کاٹا تھا۔۔
کتنے درد اور ناسور ملے تھے اسے۔۔
کاش کہ یہ سب اسے نامعلوم ہوتا۔۔ اسکا سر اچانک سے گھوم گیا۔۔ آنکھوں کے سامنے پل بھر کیلئے اندھیرا چھا گیا۔۔۔
سانسیں رکنے لگیں اور سر درد کی شدت سے پھٹنے لگا تھا جیسے اندر سے کوئی بلا اسکے دماغ کو نوچ کر کھا رہی ہو۔۔

جیسے اندر کوئی بیٹھا اسکے دماغ میں چیخ رو رہا ہو۔۔
ہاں اسکے کانوں میں اسکے دماغ میں اسکی ماں باپ بھائی بہن بیوی سب کی چیخیں آہیں پکاریں گونج رہی تھیں۔۔

اور انہیں رلانے والا کوئی اور نہیں سامنے درندہ موجود تھا۔۔

oooooooooo

ایل ای ڈی پر بریکنگ نیوز چل رہی تھی جس میں زید پور میں موجود خان حویلی کا منظر بار بار دکھایا جا رہا تھا۔ جہاں فارس خان کا کا باپ اپنا چہرہ کیمرہ سے چھپا رہا تھا۔۔ اسکی ماں زمین پر بیٹھی روتی بلک رہی تھی۔۔
خان بیگم کا کی میڈیا پر گھن گرج دھاڑیں گونج رہی تھیں۔ جسے صحافی و اینکر وہاں موجود اس صورتحال سے اپنی اخطارات اور چینلز پر دھڑا دھڑ چلا رہے چھاپ رہے تھے۔۔

تصویر میں نظر آنے والے یہ دونوں رشتے میں پھوپھو بھتیجے ہیں۔۔"
لیکن ان کا صرف یہ رشتہ نہیں اسکے علاوہ بھی ایک رشتہ ہے اور وہ کاروباری زندگی میں بائی اور اسمگلر کا۔۔

جی ہاں ناظرین سکرین پر نظر آنے والے فارس خان جو کہ اپنی اعلیٰ تعلیم یورپ کنٹری سے حاصل کر کے لوٹے تھے۔۔وہ ہیں تو ایک رئیس خاندان حویلی سے تعلق رکھنے والے لیکن اپنے پیشے سے وہ ایک اسمگلر ہیں۔۔

حال ہی میں انکی ایک کلپ جو کہ بطور ثبوت کے ہمارے بہادر آفیسر ایس پی دریاب خان نے میڈیا میں منظر عام پر لائی ہے۔۔

ایس پی دریاب کا کہنا تھا کہ اسے اس پر پہلے ہی شک تھا۔جیسے کہ وہ پولیس میں اسپیشل سروس دیتے رہتے ہیں اپنی ذہانت سے کامیاب جاتے ہیں۔۔اس کیسز میں ایک کیس فارس خان کا بھی تھا۔۔

فارس خان ایک غیر ملکی اسمگلر تھا۔۔اور کام ایسا کہ جسے دیکھ کر انسانیت کا جنازہ نکل جائے۔۔یہ درندہ صفت انسان اپنی پھوپھو یعنی بائی کے کوٹھے سے لڑکیوں کو اٹھاتا تھا اور انہیں غیر ملک میں فروخت کرتا تھا۔۔

انکا یہ بزنس کئی وقت چلتا رہا تھا۔۔لیکن جیسے ہی انہیں بھنک پڑی کیس کی وہ راتوں رات اپنی پھوپھو کو لیکر ملک سے فرار ہو چکے ہیں۔۔

ہمارے رپورٹس اس وقت زیر پور میں خان حویلی کے آگے موجود ہیں اور فارس خان کے باپ سے انٹرویو لے رہے ہیں۔۔ لیکن انکا کہنا ہے کہ وہ جانتے ہیں اسکا بیٹا ایک حیوان ہے۔۔ وہ جب اپنوں کا نہیں ہو سکا تو اپنے باپ کا کیا ہو گا۔۔
اور فیصل صاحب نے اپنے بیٹے کی اس حد جانے کا ذمہ دار اپنی ماں اور بہن کو قصوروار ٹھہرایا ہے۔۔ انکا کہنا ہے کہ وہ سر اٹھانے کے لائق "نہیں رہے ہیں۔۔

ٹھاہ ٹھاہ کے ساتھ ایک کے بعد دوسرا آسمان ٹوٹ کر ان دونوں کے سروں پر گرے تھے۔۔ فضا میں ایکدم گہرا سکوت چھا گیا تھا۔۔ ان دونوں کی رنگت ایسی تھی جیسے وجود سے سارا خون ختم ہو گیا ہو۔۔

کیا تھا یہ سب۔۔ انکے یہاں آنے کو کیا رنگ دے دیا گیا تھا۔ وہ بائی۔۔ بن گئی تھی اور فارس اسمگلر۔۔
پھوپھو کی آنکھوں میں وحشت ناچ رہی تھی کیا کچھ نہیں ایک لمحے میں طے کر دیا تھا بربادی، بدنامی، ذلالت، تباہی۔۔

اسکی ماں چیخ چلا رہی تھی، اسکی بھابی بیٹے پر ماتم کرتی اسے گالیاں دے رہی تھی۔۔ اسکا بھائی کے لہجے میں موت جیسی وحشت تھی۔۔
وہ تباہ ہو گئے تھے۔۔ ایک ہی وار میں۔۔۔

جھ۔۔ جھوٹ ہے یہ۔۔۔" پھوپھو نے پھنسی آواز میں غرا کر کہا۔۔"
اسکی خوں خوار نگاہیں صمصام پہ تھیں۔۔ جو وقت گزر چکا تھا وہ ایک بار پھر لوٹ آیا تھا۔۔ لیکن دلاور کیلئے نہیں بلکہ فارس خان کیلئے۔۔
بالکل جھوٹ ہے۔۔ لیکن صرف ہم جانتے ہیں یہ جھوٹ ہے۔۔"
دنیا نہیں۔۔ دنیا وہی جانتی ہے جو اسے دکھایا جاتا ہے۔۔ جیسے دلاور کے وقت دکھایا گیا تھا۔۔
وقت بدلا تھا۔۔ لوگ بدلے تھے لیکن صورتحال ماتم وحشت وہی تھی جو کہ دلاور کے وقت تھی۔۔

نو ڈاؤنٹ یہ کلپ جھوٹی ہے۔۔ یہ میں نے یو ایس اے کے" معروف ایڈیٹر سے لاکھوں میں بنوائی ہے۔۔ جو کہ بالکل ریئل لگ رہی

ہے۔۔ دریاب خان کو ثبوت چاہیے تھے اور وہ میں نے اسے مہیا کر دیے۔۔

آفٹر آل وہ میرا سالا ہے۔۔ کیوں سالے؟" اسنے فارس سے کہتے عرشیہ کو دیکھ کر دلاور سے شرارت میں پوچھا۔۔ لیکن اسنے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔

وہ اسکی کیفیت سے ناواقف تھے۔۔

تم لوگوں کو رحم نہیں آیا حیوانوں ہمارے ساتھ ایسا کرتے ہوئے۔۔" پھوپھو" روتی ہوئیں عنرا اٹھیں۔۔

شٹ اپ!!" صمصام اس منافقی ہر گرج اٹھا۔۔ وہ خوفزدہ ہو کر" چیخ اٹھیں۔۔۔

میں تمہیں جان سے مار دوں گا صمصام زیدی!!" فارس بپھر کر" لہولہان ہوئی آنکھوں سے صمصام کی طرف لپکا۔۔

آہہہہ۔۔" پھوپھو کی اچانک وحشت بھری دھاڑ گونجی۔۔"

کیونکہ فارس خان کے صمصام زیدی تک پہنچنے سے پہلے ہی صوفے پر بیٹھا ہوا وجود حرکت میں آیا۔۔

اچھل کر فارس کے سینے پر زوردار لات ماری کہ وہ زوردار دردناک چیخ کے ساتھ فضا میں اچھلتا ہوا دور جا گرا۔۔

آہہہ میرے بچے کو مار دیا۔۔ خدا تمہیں بدتر موت دے حیوان تو نے" میرے فارس کو مار دیا۔۔"فارس کے دور جا کر گرنے پر پھوپھو اپنا سینا پیٹتی دلاور کو کوسنے لگیں۔۔

چپ!!!"معاً وہ خوں خوار غراہٹ سے غرایا۔۔ اسکی دھاڑ اتنی" بھاری تھی کہ پھوپھو کو لگا انکے کان کے پردے پھٹ چکے ہوں گے۔۔

ہاتھ لگانے کی جرات مت کرنا اب کسی کو!!"وہ لہولہان شہد" رنگ آنکھوں سے انہیں دیکھتا انگلی اٹھا کر بولا۔۔
اور اپنے بھائی کا یہ روپ دیکھ کر تو عرشیہ کی سانسیں بھی خشک ہو گئی تھیں۔۔۔

جاؤ کھولو اسے۔۔" اسنے صمصام زیدی کو عرشیہ کی طرف اشارہ" دیا۔۔ اسنے اسے حرکت میں آتے دیکھ کر معنی خیز نظروں سے عرشیہ کو دیکھا۔۔

بالآخر انکی جدوجہد رنگ لائی تھی۔۔
اماں "فارس زمین پر پڑا کراہنے لگا۔۔ صمصام اس پر ایک خون آلودہ" نگاہ ڈال کر عرشیہ کی طرف بڑھا۔۔ اسے عرشیہ کی طرف آتے دیکھ کر پھوپھو رونے لگیں۔۔

ہمیں جانے دو بیٹا ہم بے گناہ ہیں۔۔ یہ جانے کیا اول فول غصے" میں بھونک رہا ہے۔۔ ہم نے ایسا کچھ نہیں کیا ہمیں معاف کر دو۔۔
"ہم احمق تھے گہنگار تھے۔۔ تم لوگوں کا ساتھ نہیں دیا۔۔
پھوپھو نے ہاتھ جوڑے لیکن اس جھوٹ پر صمصام نے ایک سرد قہر بار نگاہ انکے چہرے پر پر ڈالی وہ خوفزدہ ہو کر سٹپٹا گئیں۔۔ انکی روح کو چیر کر وہ نظر وحشت زدہ کر گئیں۔۔

ہمیں معاف کر دو اس درندے کا گناہ چھپا کر بہت بڑا گناہ کیا"
ہے۔۔ اسکی سزا ہمیں خدا دے گا لیکن ہمیں یہاں سے جانے
دو۔۔۔" پھوپھو بھیڑیے کی للچائی نگاہ اپنے بھاری بھرکم وجود پہ دیکھتی
ایک لات سے فارس کو ڈھیر ہوتے دیکھ کر صمصام کے پاس
آنے پر گناہ کا اعتراف کرتیں گڑگڑانے لگیں۔۔

اگر میرے ماں باپ نے مجھے بڑوں کی تمیز نا سکھائی ہوتی تو اس"
وقت آپکا تھپڑوں سے منہ ضرور بند کروادیتا۔۔ سٹوپڈ وومن۔۔
اس ہیجڑے کے سہارے آکر تم نے میری بیوی کو کڈنیپ کیا
تھا۔۔" وہ پھوپھو کے سر پر پہنچ کر دھاڑا۔۔
آہہہ۔۔" پھوپھو نے سہمی ہرنی کی مانند کانوں پر ہاتھ رکھتے تھر تھر کانپتے"
چیخ ماری۔۔

لیکن صمصام انکی چیخ کو بالکل نظر انداز کرتا، عرشیہ خان کی آنکھوں
میں دیکھتا اسکے قدموں میں آبیٹھا۔۔

تم پر جو تشدد ڈھائے گئے ہیں۔۔ انکا میں تفصیل سے جائزہ لکیر" علاج کروں گا۔۔ اور اب رونا بند کرو۔۔ کیونکہ تمہارا رونا مجھے اس حد تک پاگل کر رہا ہے کہ میں تمہارے بھائی کو اپنا بدلہ لینے کا موقعہ بھی نہیں دوں گا اور تمہاری آنکھوں کے سامنے دو حصوں میں چیر کر رکھ دوں گا۔۔۔" وہ سرد و سپاٹ لہجے میں کہتا اپنا رومال اسکی گود میں پھینک کر اسکے پاؤں سے رسیاں کھولنے لگا۔۔

یہ سب دیکھتیں پھوپھو کی بے بسی کی انتہا تھی۔۔ سمجھ نہیں آرہا تھا کیسے اپنے گھر والوں سے رابطہ کریں اور انہیں یقین دلائیں کہ جو میڈیا انہیں دکھا رہی ہے وہ ایسے نہیں۔۔

کیسے خان بیگم کی حویلی کو بچائیں۔۔ کیسے اپنے بھائی بھابی کا اکلوتا جگر انہیں لوٹا کر دیں۔۔ کیا حالت ہو گی اسکے بھائی اور فارس کی ماں کی۔۔

کیا حالت ہو گی خان بیگم کی جب اپنی بیٹی کو بائی کے روپ میں دیکھا ہو گا۔۔ کیا حالت ہو گی جب انہیں معلوم پڑا ہو گا کہ انکی بیٹی کوٹھے کی بائی ہے۔۔

بربادی۔۔ قہر۔۔ آتش۔۔۔ وحشت۔۔۔ اور ظلمات۔۔۔

کہانی ایک بار پھر دہرائی جارہی تھی حویلی میں کہرام مچا ہوا تھا۔۔ صف ماتم کا منظر تھا وہ۔۔ اسکا بھائی منہ چھپا رہا تھا۔۔ خان بیگم کا غیظ و غضب عروج پہ تھا۔۔ اور اسکی بھابی۔۔۔ وہ تو جوان بیٹے کیلئے رو کر پاگل نا ہو جائیں۔۔۔

انکی نظروں کے سامنے سالوں پہلے کا وہ منظر لہرایا۔۔ جب پہلے دن دانیال ٹوٹ کر ہار کر نوجوان بیٹے کو گنوا کر گاؤں واپس لوٹے تھے۔۔ وہ بہت خوش ہوئی تھی۔۔ دانیال خان کی بربادی دیکھ کر اسکی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔۔ آج پھر انکے سامنے حواس گنوائے پڑی عائشہ خان، اور بکھرے ٹوٹے پھوٹے اعصاب کے مالک دانیال خان کا چہرہ لہرایا۔۔

لیکن آج وہی حالت انکی تھی، وہی قیامت خیز تباہی بدنامی، وہی ماتم وہی آہیں چیخیں۔۔ وہی لوگوں کے نعرے۔۔ وہی درندے کا خطاب انکے اکلوتے سپوت کیلئے۔۔

نہیں!!!" پھوپھو غیظ و غضب سے چیخ اٹھیں۔۔۔"

ooooooo

مجھے مار کر تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا ہاہاہا۔۔"فارس نے کراہ کر" سیدھے ہوتے جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھتے قہقہہ لگا کر کہا۔۔
اسنے ہنستے ہوئے دلاور کو اپنی باتوں میں الجھا کر کھڑتے ہوتے اچانک بھاگ کر اس پر ہوری قوت سے حملہ کرنا چاہا۔۔۔لیکن دلاور خان اتنا بے خبر نہیں تھا جتنا فارس خان نے سمجھ لیا تھا۔
دلاور نے منہ کے آگے آتے اسکے مکے کو مٹھی میں جکڑ کر اپنے الٹے ہاتھ کا زوردار مکا اسکی ٹھوڑی تلے رسید کیا۔۔

آہہہ۔۔"فارس چیخ کر بلبلاتا ہوا واپس پیچھے ہوا۔۔اور چکراتے سر" کے ساتھ لڑکھڑا گیا۔۔اسکی ٹانگ سے خون رسنے لگا۔۔منہ میں خون کے ساتھ ہی دانت ٹکڑا کر ٹوٹتے بکھرے۔۔

اسنے گھبرا کر تھوکا تو خون کے ساتھ اسکے سفید دانت بھی زمین پر آگرے۔۔جسے دیکھتے پھوپھو کی گڑگڑاہٹیں اور چیخوں سسکیوں میں مزید تیزی آگئی۔۔

اگر تم مجھے مار دو گے۔۔تو خود سے کبھی بدنامی کا ٹیکا مٹا نہیں سکو گے دلاور"
خان! کیونکہ ایک میں تھا اس واقعے کا گواہ دوسری ماہرہ۔۔
وہ تو مر چکی ہے لیکن اگر میں مر گیا تو تم ساری زندگی ایسی ہی گمراہ زندگی گزارتے رہو گے۔۔تمہیں تمہاری پہچان کبھی نہیں ملے گی نا ہی تم ثابت کر سکو گے کہ اصلی مجرم تم نہیں ظفران حیدری ہے
ہاہاہا۔۔"اسکی بے بسی سے محظوظ ہوتے فارس نے قہقہہ لگا کر اسے پھر سے باتوں میں الجھانا چاہا۔۔اسے بھڑکانا چاہا تاکہ وہ کوئی غلطی کر بیٹھے اور اسکا موقعہ حاصل کر کے وہ بھاگ سکے۔۔

اسکی توانا جامت چوڑے وجود مضبوط شانوں کو دیکھ کر تو وہ پہلے حوصلے ہار چکا تھا لیکن کوشش کرنا اسنے لازمی سمجھا۔۔

تمہیں کس نے کہا میں دنیا کو صفائیاں دینے کیلئے مر رہا ہوں؟""
دلاور کا غصے سے استفسار کرنا تھا کہ موقعہ پا کر فارس نے جھپٹ کر
عرشیہ کی چھوڑی ہوئی چیئر کو اٹھایا۔۔

بھائی!!!" اسکے ارادے بھانپ کر جہاں عرشیہ حلق کے بل"
خوف سے چلائی تھی وہیں صمصام اسکی طرف بھاگا تھا مگر
اس سے پہلے فارس چیئر پوری قوت سے دلاور پر مارتا انکے سنبھلنے
سے پہلے وہاں سے بھاگنے لگا تھا۔۔ صام کی آنکھوں میں لہو امڈ آیا جیسے۔۔

مارو فارس اور مارو اسے۔۔" پھوپھو بھتیجے کو ہمت کرتے دیکھ کر تھوڑی دیر"
پہلے گڑگڑا رہی تھیں اس وقت نفرت سے پھنکارتی اسے جوش
دلانے لگیں۔۔ لیکن فارس کو اپنی جان کے لالے پڑے تھے۔۔

اچانک افتاد ٹوٹی۔۔
فارس جو سامنے گھیرا تنگ کرتے یہاں وہاں پھرتے ہوئے
بھیڑیے کو دیکھ کر سرد پڑ گیا تھا۔۔ صمصام نے جھپٹا۔۔

فارس اس پر اپنی لات کا اٹیک کرتا کہ صمصام نیچے جھکا، اور اسکا وار کو ضائع کر دیا۔۔ وہ جیسے اٹھا فارس نے زوردار مکا منہ پر مارنا چاہا لیکن صمصام نے پیچھے کی جانب جھکتے کسی ماہر فائٹر کی طرح چیئر کی شکل اختیار کرتے ہوئے فارس کو بوکھلاتے اچانک کلابازی مارتے اپنے سیاہ بوٹ کا آگے والا حصہ فارس کی ٹھوڑی پر رسید کیا۔۔

آہہہ۔۔ "فارس جو صمصام زیدی سے لڑتے ہوئے محظوظ ہو رہا تھا اسکے اچانک اٹیک سے چیختا فضا میں اچھلتے لڑکھڑاتے پیچھے کی جانب جا گرا۔۔

فارس!!" پھوپھو دہل گئیں۔۔۔"
جہاں عرشیہ صمصام زیدی کے انداز پہ مبہوت تھی وہیں فارس نے سر کے اوپر کھڑے بھیڑیے کو دیکھ کر رونا شروع کر دیا۔۔
پھوپھو" وہ موت کو اتنا قریب دیکھ کر سسکا اٹھا۔۔"

دلاور بب۔۔ بھائی مم۔۔ مجھے بب۔۔ بچالو۔۔ ممم۔۔ میں خود" تمہارے حح۔۔ حق میں گواہی دوں گا۔۔ دد۔۔ دل۔۔" وہ بھیڑیے کو سر پر

دیکھتے رونے گڑگڑانے لگا۔۔ پھوپھو بھی بھتیجے کو بھیڑیے کے پنجوں میں دیکھ کر بھاگتی ہوئیں دلاور کے قدموں میں ہاتھ جوڑ کر بیٹھیں۔۔

دلاور بچے اسے بچالو۔۔ ہم ایسا نہیں کریں گے آئندہ۔۔ خدا کے واسطے" اسے بچالو۔۔" وہ اسکے پاؤں پر ہقتھ رکھ کر رونے لگیں۔۔
عرشیہ کی طیش سے رگیں تن گئی۔۔
آپ نے خدا کا واسطہ دیا ہے اسلئے وہ اسے کچھ نہیں کرے گا۔ لیکن وہ" میرے اشارے پر چلتا ہے۔۔ یاد رکھیے وہ ٹلی گھومنے نہیں بلکہ یہاں اپنا شکار کرنے آیا ہے۔۔" دلاور نے سرد سپاٹ انداز میں کہتے ہوئے اپنے قدم پیچھے لے لیے۔۔

شش۔۔ شکار!!" پھوپھو کی سانس رک گئی چہرہ لٹھے کی مانند" سپید۔۔
اٹھ موٹی منافق پہلے اسے جوش دلا رہی تھی میرے بھائی سے لڑے" اب جب وقت بدلا ہے تو تم نے بھی گرگٹ کی طرح رنگ بدل دیا۔۔" عرشیہ مٹھیاں بھینچ کر پھوپھو کے سر پر پہنچی اور اسے چوٹی سے پکڑ کر اٹھاتے ہوئے اگلے لمحے زوردار تھپڑ پھوپھو کے منہ پر دے مارا۔۔

چٹاخ سے پورا تھہ خانہ گونج اٹھا۔۔ سب نے اسے دیکھا۔۔
لیکن فارس کسی کیڑے کی طرح زمین پر رینگتا ہوا بھیڑیے کے رال ٹپکاتے منہ سے آگے کھسک آیا۔۔

لیکن اسکے بعد بھی اسکے منہ پر اسکی رال گر ہی گئی تھی۔۔ اور اسے الٹی آنے لگی۔۔ وہ جیسے ہڑبڑا کر گھومتے دماغ سے سیدھا ہوا۔۔
ابھی ہوش بھی بحال نہیں کیے تھے کہ صمصام زیدی نے جھک کر اسکی انگلیوں کو پکڑا۔۔
آہہہ۔۔۔ "فارس آنکھیں وا کرتا اپنی انگلیاں صمصام کی گرفت" میں دیکھ کر زرد پڑ گیا۔۔ اسکے چیخنے پر دو قدم کے فاصلے پر کھڑے بھیڑیے نے غراتے ہوئے اچانک اپنے دانت فارس کی پینٹ پر گاڑے اور پینٹ کو نوچا۔۔
جہاں فارس کی کربناک چیخ تھی وہیں عرشیہ کا قہقہہ منہ سے امد گیا۔۔ لیکن اگلے لمحے دلاور کی غصیلی آنکھیں دیکھ کر وہ اپنی ہنسی ضبط کرتی رخ ہی پھیر گئی۔۔

رومت فارس خان اسنے بس تمہاری پیٹھ پر دانتوں سے ٹیٹو" بنایا ہے۔۔"اسکی سفید اسکن پر دانتوں کی خراشیں دیکھ کر صمصام زیدی قہقہہ لگا کر بولا۔۔

تمہیں تو!!!"فارس نے گھومتے دماغ سے بپھر کر صام پر دوسرے ہاتھ کا" وار کرنا چاہا۔۔
آں ہاں! میں بار بار غلطی دہرانے والوں میں سے نہیں ہوں۔۔۔ناہی" میں دشمن کو کوئی موقعہ دینے والوں میں سے ہوں۔۔"صمصام نے دوسرے ہاتھ میں فارس کا دوسرا ہاتھ بھی دبوچ لیا۔۔

اب اسکے دونوں ہاتھ صمصام کے قید میں تھے۔۔

پہلے کون سا؟"اسنے عرشیہ کی طرف دیکھ کر آبرو اچکایا۔۔"
وہ سرخ ہوتی سوچ میں پڑ گئی۔۔"آپ بتائیں پھوپھو پہلے لفٹ یا رائیٹ! بیک مت بولیے گا کیونکہ وہ ننگی ہو چکی ہے۔۔"وہ کھکھلا کر بولی۔۔

خدا کے واسطے۔۔۔۔"

رائیٹ!!" اس سے پہلے پھوپھو اسکے شوہر کو بھی واسطہ دیتی اس پھوپھو"
لومڑی کے کچھ کہنے سے پہلے وہ چیخ کر بولی۔۔

نن۔۔ نہیں صمصام اگر تم نے میری اب انگلیاں توڑی تو اچھا نہیں"
ہوگا۔۔"فارس ہراساں زرد پڑ کر بولا۔۔

ٹھیک ہے اب انگلیاں نہیں سیدھا بازو توڑتا ہوں۔۔"صمصام زیدی"
نے ٹھنڈے ٹھہار لہجے میں کہتے فارس کو کسی محبوبہ کی طرح
ہاتھوں سے پکڑ کر جھٹکے سے گھماتے اپنی سمت پشت کر کے اسنے
فارس کے ہاتھ اسکی کمر سے لگائے۔۔

دد۔۔ دلاور بب۔۔ بھائی مم۔۔ مجھے اس پاگل سے بچالو۔۔"
اس۔۔ اس اسنے پہلے بھی میری انگلیاں توڑ دی تھیں۔۔
"مم۔۔ مجھے بچالو۔۔ عرشیہ۔۔ عرشیہ

نام مت لو اسکا اپنی زبان پر۔۔۔!!" پہلے تو صمصام کو اتنا طیش نہیں
تھا مگر جیسے ہی اسنے عرشیہ کا نام اپنے منہ سے ادا کیا۔۔ وہ جنونی
حالت میں اسکے رائیٹ ہینڈ کو کمر سے لگاتے غرایا۔۔
اور فارس کے دھاڑنے چلانے پر بھی اسکا ہاتھ پوری قوت سے
کندھے پر لاتے مروڑ گھومتے آگے لے آیا۔۔ اسنے تو فارس کو
محبوبہ کی طرح گھمایا تھا۔۔
افف!اسکے بازو کو گھمایا تھا۔۔ لیکن نتیجا محبوبہ گھومنے کے بجائے
چیخنے لگی۔۔
تہہ خانے کی فضا میں فارس کے بازو کی ہڈی کی ٹوٹنے کی آواز زور
سے گونجی جو کہ سب نے سنی۔۔

"ٹھٹک"

عرشیہ نے اس ہڈی ے ٹوٹنے کی آواز پر جھرجھری لی۔۔

ڈیڈ!!!مار دیا مجھے اس سائیکو نے۔۔ آہہہ۔۔"فارس کا درد سے"
سانس سینے میں دب گیا۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا پھیل
گیا۔۔

وہ نڈھال ٹپ ٹپ آنسوں گالوں پر گراتا ایک بازو سے معزور ہو چکا تھا۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی تھی" اسے "چھونے کی" وہ وحشیانہ سرد لہجے" میں فارس کے دھواں نکالتے کانوں میں سور پھونک کر لفٹ ہینڈ کی انگلیاں کو توڑ مروڑ کر اسکے پیچھے آتے اچانک اسکی ریڑھ کی ہڈی پر لات رکھ کر پوری قوت سے دلاور کی طرف دھکیلا۔۔۔

وہ کسی فوٹ بال کی طرح آکر دلاور کے قدموں میں گرا۔۔ اور دلاور نے فوٹ بال کو مزید آگے جانے سے روکتے اسکے سر پر اپنا پاؤں رکھ دیا۔۔

عرشیہ نے مشکل سے مسکراہٹ ضبط کرتے فارس کی نمایاہوتی پیٹھ سے نظریں پھیڑیں۔۔

آپ ٹھیک ہیں۔۔" صمصام سرخ چہرے کے ساتھ دلاور کی" طرف بھاگ آیا۔۔ اور اسکے بازو کو تھام کر فکر مندی سے دیکھا۔۔

بدگمانی کے بدل چھٹ چکے تھے۔۔ہر طرح آئینے کی مانند صاف تھا۔۔اپنے اور اپنوں کی چاہت سامنے تھی۔۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔" دلاور نے سینے میں دبی ہوئی سانس باہر کرتے اپنا بازو صمصام سے چھڑوا کر نظریں پھیریں۔۔

پھوپھو روتیں صمصام کے بوٹ تلے فارس کی کچلتی ہوئی انگلیاں دیکھتی رہیں۔۔وہ کیا کرتیں آگے کنواں پیچھے کھائی۔

انہوں نے نفرت و حقارت بھری نگاہوں سے عرشیہ کو دیکھا۔۔

"اتنا نخرہ کہاں سے لائے ہو؟" صمصام نے اسکے نظریں پھیرنے پر چیخ کر غصے سے پوچھا۔۔دلاور نے اسکی طرف دیکھا۔۔

اسکی نم سرخی مائل شہد رنگ آنکھیں سالوں بعد ان اوشن نیلی آنکھوں سے جا ملیں۔۔

چام "تہہ خانے میں کسی بچے کی خوشی بھری کھکھلاہٹ"
گونجی۔۔ منظر ایکدم دھندلا پڑ گیا۔۔ اسکی آنکھوں میں وہ سالوں پہلے
کا منظر لہرایا۔۔ جہاں اسکے بابا کی گود میں ایک چھوٹا سا چوزے جتنا
ایٹیٹیوڈ سے بھرا پھولے منہ والا وہ مغرور سا بچہ تھا۔۔
دلاور کی آنکھوں سے آنسوں پھسل کر گال پر گرے۔۔

مجھے معاف کر دیں بھائی۔۔ ہمارے رشتے میں سب کچھ تھا۔۔"
پیار محبت۔۔ لیکن جہاں یقین اعتماد نا ہو۔۔ وہاں یہ سب بے معنی
ہیں۔۔ ان حیوانوں نے ہمیں جو دکھایا ہم نے اسی کو سچ مانا۔۔ اور اپنے دل کو کھو دیا۔۔"
صمصام خود پر بٹھائے تمام ضبط کے پہاڑ جھٹک کر ایکدم سے روتا دلاور کے
سینے سے لگا۔۔۔

اور پھر دیر دلاور نے بھی نہیں کی اسے سینے میں بھینچتے۔۔
تمہارا کوئی قصور نہیں میرے جگر! میں نے جو بویا وہی کاٹا۔۔ میں نے"
اپنے قلب اپنے زندگی کے ساتھی۔۔ اپنے دریاب پر یقین نہیں کیا۔۔ جو
دنیا کا ساتھی نہیں بلکہ ماں کے پیٹ سے میرا ساتھی بنا آیا تھا۔۔

اسکی چھوٹی سی غلطی کو کبھی معاف نہیں کرپایا۔۔ایک کھٹک دل میں بٹھا کر اسے قصوروار سمجھ لیا۔۔پھر کیسے تم سب سے توقع کرتا کہ مجھے موٹ میں یقین چاہیے۔۔"وہ بے آواز روتا ہوا بولا۔۔

اسے یہ سوچ مار رہی تھی کہ کیسے اسکے دریاب نے اسکے بغیر زندگی کی سختیاں جھیلی ہوں گی۔۔جب وہ اس سے جدا ہوا ہوگا۔۔اس سے نفرت کی ہوگی تو کیا کیا برداشت کیا ہوگا۔۔

قصوروار نا ہوتے بھی وہ اپنا قصور ڈھونڈتا رہتا ہوگا۔۔
اسنے اپنے معصوم بھائی کو کبھی نا سمجھا۔۔

وہ کس طرح کی خود کو اذیت دیتا کہ اسکا درد ختم ہوجاتا۔۔
اتنا درد تو پہلے نہیں تھا جتنا اب ہو رہا تھا۔۔

نہیں بھائی اسکے لیے رونے کی ضرورت نہیں وہ پھاپھا کٹنا بن گیا" ہے۔۔سب کو لڑاتا رہتا ہے۔۔"صام نے اسکے وجود سے جدا ہوتے اسکی آنکھیں صاف کیں۔۔

ہاں کیونکہ وہ جب خود کو تنہا دیکھتا ہوگا۔۔جب اپنے پاس اپنا دل نہیں"
پاتا ہوگا باقی سب کو مکمل دیکھ کر روتا ہوگا۔۔دوسروں کو بھی رلاتا تنگ کرتا
ہوگا۔۔" دلاور نے بے آواز روتے کہا۔۔
اسکی تڑپ دریاب کیلئے دل چیرنے والی تھی۔۔
عرشیہ وہیں کھڑی کھڑی بے آواز رونے لگی۔۔

تو چلیں ہمارے ساتھ اور منالیں اپنے دریاب کو۔۔۔پھر سے مکمل"
کر دیں ڈیڈ کو۔۔تمہارے بغیر ہماری زندگیاں بھی ادھوری ہیں۔۔ساری
خوشیاں ادھوری ہیں۔۔" صام کے کہنے پر اپنی آنکھیں صاف کرتے اپنے
ماں باپ کا سوچ کر دلاور کو گھبراہٹ ہوئی۔۔

نن۔۔نہیں۔۔" وہ ایکدم دور ہوا صام سے۔۔اور سرخ آنکھوں سے جھک"
کر فارس کے بالوں کو مٹھی میں جکڑتا گھسیٹ کر دور لے آیا۔۔

چھوڑو میرے فارس کو ورنہ ابھی تمہاری بہن کو مار دوں گی" پھوپھو"
اچانک فل فارم میں آتیں۔۔عرشیہ کو دھکا دیکر زمین

بوس کرتی جھپٹ کر زمین سے گن اٹھاتی ہوئیں زمین پر پڑی عرشیہ پر تان کر کھڑی ہو گئیں۔۔

ہاہاہا۔۔۔وہ۔۔واہ پھوپھو۔۔ آآ۔۔ آپ نے ثابت کر دیا کہ آپ میری" پھوپھو ہیں ہاہاہا۔۔"فارس خود پر جھکے دلاور خود خوفناک نظروں سے دیکھتا لیکن اچانک بازی الٹ جانے پر قہقہہ لگا کر بولا۔۔

عرشیہ!!"زمین پر پڑی عرشیہ کو دیکھ کر صمصام دلاور اسکی" طرف بڑھے۔۔
خبردار!ایک قدم بھی بڑھایا۔۔ابھی اس بندوق کی ساری" گولیاں تمہاری بہن کے سینے میں اتار دوں گی۔۔"وہ دلاور کو دیکھ کر غرائیں۔۔

صام نے دادیہ انداز میں بوڑھیا کی حرکت سے متاثر ہوتے ابرو اچکالیا۔۔۔عرشیہ کو بھی سگی پھوپھو کی حرکت پہ سو والٹ کا جھٹکا لگا تھا۔۔۔

صمصام زیدی!"فارس کھڑا ہوتا لفظ چبا کر بولتا حقارت سے"
صمصام کو دیکھنے لگا۔۔
بہت پاگل ہو تم اس عورت کیلئے۔۔تجھے پتا ہے یہ خود ہی ایک"
نفسیاتی عورت ہے کمینی۔۔۔"فارس عرشیہ کو نفرت طیش
سے دیکھتا اسکی طرف لڑکھڑاتے بڑھا۔۔

اسکا ایک بازو لٹک رہا تھا دوسرے بازو کی انگلیاں ٹوٹی مڑی ہوئی
تھیں۔۔پشت پہ پینٹ کا آدھا ٹکڑا غائب تھا۔۔اور وہ جب ہنستا
تو سامنے والے دونوں دانت غائب تھے۔۔

اسکا مضحکہ خیز حال دیکھ کر عرشیہ نے بمشکل قہقہہ دبایا۔۔
ہے ے ے!!"فارس کے کمینی کہنے پر دلاور دھاڑا۔۔"

شٹ اپ!!جنگلی انسانوں۔۔خدا کی مار پڑے گی تم لوگوں پر۔۔کوئی معصوم"
مسکین دکھوں کی ماری عورت نہیں بلکہ ایک سائیکو ہے تمہاری بہن۔۔
یہ دیکھو۔۔

یہ یہ۔۔۔"اسنے غصے سے غراتے اپنی ٹانگ سے پینٹ کو اوپر کھینچا۔۔صام دل نے الجھ کر دیکھا۔۔

یہ اسنے مجھے گالی ماری ہے۔۔۔"وہ چیخ کر رونے لگا۔۔"
صام نے سپاٹ نظروں سے عرشیہ کو دیکھا۔۔اور اسکی نظریں خود پر پا کر وہ ڈبڈبائی آنکھوں سے نفی میں سر ہلانے لگی۔۔

اا۔۔اسنے میرے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کی اسلئے میں" نے۔۔"وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔۔

دیکھو دیکھو کیسی تربیت کی ہے تمہاری ماں نے اسکی کیسے جھوٹ بول رہی" ہے۔۔اگر وقت رہتے دانی مجھ سے شادی۔۔۔

اسٹاپ پھوپھو۔۔!آپ کو ابھی بھی دانی کی سوجھ رہی ہے۔۔چلاؤ گولی اور" بھون کر رکھ دو سالی کو۔۔اسکی وجہ سے یہ سب ہو رہا ہے۔۔ناہوگا بانس نا بجے گی بانسری۔۔"فارس اپنی پھوپھو کو پھر سے دانی کے صدمے میں جاتے دیکھ کر غرا اٹھا۔۔

صام اسکی طرف لپکا۔۔ لیکن دلاور نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔۔
دل!!" اسنے ششدر ہوتے دلاور کو دیکھا۔۔ لیکن اسکی آنکھوں کی"
سرزش پر وہ خاموش رہ گیا۔۔

میں معصوم ہوں۔۔ مجھے کچھ نہیں پتا۔۔ مجھ پر انہوں نے تشدد کیے ہیں۔۔"
میرے بال نوچے ہیں۔۔" عرشیہ ہچکیاں بھرنے لگی۔۔
فارس کا خون کھول اٹھا۔۔ وہ جھٹکے سے پشت سے چاقو نکال اپنی ٹوٹی درد
کرتی انگلیوں میں مشکل سے تھام کر اسے کاٹنے کیلئے اسکی سمت بڑھا ہی
تھا دفعتاً اسکے منہ سے خوفناک چیخ نکلی۔۔۔

پھوپھو!!" بتول پھوپھو کے ٹریگر دبانے پر فارس خوف زدہ سا چلایا۔۔"
اسکی ٹوٹی ہوئی انگلیاں اس خنجر کا بوجھ نہیں سہن کر پائیں۔۔
عرشیہ نے موقعہ دیکھ کر اپنے پاؤں کی لات پھوپھو کی گن پر رسید کی
جس سے گن کا منہ چھت کی طرف ہو گیا۔۔

لیکن جو سب سے ہولناک روح کو ہلا دینے والا منظر تھا۔۔وہ اچانک چھلانگ لگاتے پورا منہ وا کر کے غراتے ہوئے فضا میں اچھلتے بھیڑیے کا تھا۔۔

آہہہ۔۔"عرشیہ کو لگا وہ اس پر جھپٹ رہا ہے۔۔اسنے چیخ کر منہ پر" ہاتھ رکھ دیئے۔۔پھوپھو نے خود پر سایہ محسوس کرتے جیسے پلٹ کر دیکھا۔۔

اگلے لمحے اپنی گردن پر نوکدار دانت کو اندر گھستا ہوا محسوس کیا۔۔وہ بھیڑیے کے بھاری بھوج تلے دب کر زمین بوس ہوئیں۔۔

اور بھیڑیے نے انکے کندھے پر دونوں پنجے گاڑ کر انہیں جکڑ لیا۔۔حتیٰ کہ پھوپھو کا وجود حرکت کرنے سے قاصر تھا۔۔

فارس کی مزید چیخیں حلق میں دب گئیں مبادا وہ حیوان پھوپھو کو چھوڑ کر اس پر نا چڑھ دوڑے۔۔۔

وہ خود بخود پیچھے ہو گیا۔۔اسکی ٹانگیں کپکپانے لگیں۔۔وہ اسی حال میں لرزتا پیچھے ہوا۔۔

بب۔۔ بھائی "عرشیہ لبوں سے خوفناک سرگوشی ادا کرتے ہوئے" جیسے آنکھوں سے ہاتھ ہٹائے۔۔ اور پھولی سانسوں سے خود کو سلامت پا کر اسنے ہراساں متلاشی نگاہیں پھیریں۔۔

اسکے بالکل برابر میں ہی تھا وہ۔۔۔ پھوپھو کی گردن سے گوشت کو نوچ کر چباتے ہوئے اسنے سر اٹھایا۔۔ اسکے لمبے دانتوں سے پھوپھو کا خون ٹپ ٹپ گرنے لگا۔۔
انکی گردن کی نوچی ہوئی نالیوں سے خون پھوارے کی مانند زمین پر بکھرا۔۔ اور بھیڑیے کے دوسری دفعہ گوشت نوچنے پر خون کی چھینٹیں عرشیہ کے منہ پر جا گریں۔۔

اس دل دہلا دینے والے منظر کو اتنا قریب سے دیکھ کر وہ حواس کھوتی چیخی۔۔
غوں غڑڑ۔۔۔ "بھیڑیے نے اسکی چیخ پر گردن اسکی طرف" گھماتے مدھم سی غراہٹ ماری۔۔

بوف !!" دلاور اپنی بہن کو ڈراتے دیکھ کر اس پر گر جا۔۔ وہ سہم کر عرشیہ "
پر سے نظریں ہٹا گیا۔۔ اور پھوپھو کے پھڑکتے جھٹکا کھاتے وجود کو سختی
سے پنجوں میں دبوچنے لگا۔۔

اسنے پورا منہ کھول کر پھوپھو کی گردن کو دبوچ لیا۔۔
پھوپھو چیخیں مارتی ہوئیں فرش کو نوچتی کچھ فاصلے پر نیلے پڑے
کھڑے فارس کو مدد کیلئے بلانے لگی۔۔

لیکن فارس کا تو سانس خشک ہو چکا تھا۔۔
وہ تھر تھر کانپ رہا تھا۔۔

عرشیہ خوف زدہ چیختی اس سے پہلے ہی اسکے سر ہر پہنچتے دلاور نے
اسکے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے اپنے آغوش میں بھر کر وہاں سے
اٹھا لیا۔۔

بھ۔۔ بھائی پھوپھو" وہ ہچکیاں بھرتی دھک دھک خوف سے "
دھڑکتے دل سے دلاور میں سہم کر چھپتی رونے لگی۔۔

شش!برے کا انجام برا ہی ہوتا ہے۔۔"وہ عرشیہ کے وجود کو بانہوں میں لیے اسکا سر سہلاتا اسکے بالوں پر بوسے دیتے سینے میں بھینچنے لگا۔۔

میرے شیر بچے کو چوٹ تو نہیں آئی۔۔؟"وہ اسے لیکر صوفے کی طرف بڑھا۔۔عرشیہ نے پھوپھو کے جھٹکا کھاتے وجود سے نظریں چراتے دلاور کی گردن میں چہرہ چھپالیا۔۔اسکا دل جیسے اسکے کانوں میں دھڑک رہا تھا۔۔"صرف سر پر ڈنڈا مارا تھا اس فادی نے۔۔اور مجھے سر میں درد ہو رہا ہے۔۔"وہ ہچکیاں بھر کر شکایت لگانے لگی۔۔

دلاور کی رگیں تن گئیں۔۔۔
اب تم کیا محظوظ ہو رہے ہو۔۔"اسنے پلٹ کر صام کو غصے سے کہا۔۔"
صام کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

منظر ہی انکا دلکش ہے پھوپھو اور بھیڑیے کے رومینس کی کہانی میں" اپنے بچوں کو سناؤں گا۔۔" وہ ہنستے شرارت سے بولا۔۔

عرشیہ اسکا بے باک جملہ بھائی کے سامنے سن کر کانوں کی لو تک سرخ پڑ گئی۔۔

میرے بچوں کو بھی ساتھ لے جانا وہ ایسے واقعہ سننے کے کافی شوقین" ہوں گے۔۔" دلاور نے حاب بے باک کرتے اپنی بہن کے پاؤں دیکھنا شروع کر دیئے۔۔

جہاں صام کا چہرہ طیش سے سرخ پڑا تھا وہیں عرشیہ کا قہقہہ اسکی حالت پہ بے ساختہ تھا۔۔

جانتے ہوئے بھی کہ بعد میں اس سب کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔۔ وہ بھی خمیازہ لیکر۔۔۔

ہائے میرے چھوتے چھوتے بھتیجے بھتیجیاں۔۔" وہ گدگدی محسوس کرتی" کھکھلائی۔۔ دلاور نے جان وارتی مسکراتی نظر اس پر ڈالی۔۔

خدا تمہیں یونہی مسکراتا رکھے۔۔" وہ سوچتا اسکے پاؤں پر کوئی چوٹ ناپا کر" اسکے پاؤں کو اپنے ماں کے پاؤں سمجھ کر چوم گیا۔۔

بھائی۔۔"عرشیہ اسکے ہونٹوں کا لمس اپنے پاؤں پر محسوس کر کے"
تڑپ گئی اور ایکدم روتی اسکے سینے سے لگی۔۔
دلاور اسے سینے میں بھینچ کر بے آواز رونے لگا۔۔

ہماری طرف مت دیکھنا۔۔"وہ اسکے کان میں بولا۔۔اور اسے وہیں"
بٹھائے اٹھ گیا۔۔

ooooooo

یی۔۔یہاں کیوں آآ۔۔آرہے ہو۔۔ شش۔۔ ش۔ شرم کرو۔۔اا۔۔اتنے"
خونخوار جان۔۔جانور کے ہوتے اپنی۔۔بب۔بہن کو اکیلے چھ۔۔چھوڑ کر
آرہے ہو۔۔"فارس دلاور صمصام کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر خوف
سے نیلا پڑتا پیچھے ہوتا بوکھلایا۔۔

ڈونٹ وری وہ انسان نہیں جانور ہے۔۔چہرے پہچاننا اسے اچھے"
سے آتا ہے۔"دلاور نے آستین فولڈ کرتے کہا۔۔

تبھی گیند کی مانند پھوپھو کے در سے جدا ہوتی خون کے پھوارے برساتی گردن انکے قدموں میں آگری۔۔

د۔۔دل۔۔دلاور بھائی مجھے معاف کردو میں غلط تھا۔۔حد میں" بہک گیا۔۔۔مم۔۔مجھ سے تم لوگوں کی توجہ صمصام پر برداشت نہیں ہوتی تھی۔۔میرا صرف تم لوگوں کو الگ کرنے کا مقصد تھا۔۔ ایسا ویسا میں کچھ نہیں سوچا تھا جیسا ہو گیا۔۔"وہ موت کے خوف سے ڈرتا روتا گھٹنوں کے بل دلاور کے قدموں میں گرا۔۔

اتنی جلدی ہار مان گئے۔۔ابھی تم نے حساب تو دیا ہی نہیں۔۔"دلاور کے" بجائے صمصام نے تمسخرانہ کہا۔۔

نہیں بھائی۔۔مم۔۔میں نے کچھ نہیں کیا۔۔وہ لڑکی ایک نمبر" کی جھوٹی مکار ہے۔۔ہے بلکہ اسنے تو ہمیں ذلیل کر کے رکھ دیا۔۔اسنے تم سے جھوٹ بولا ہم نے کچھ نہیں کیا۔۔"وہ گھوم کر صمام کے آگے سسک اٹھا۔۔

اس سے پہلے صام جھک کر اسے اٹھاتا فارس نے دو پاؤں پر
اچانک کلابازی ماری۔۔وہ انہیں حیران چھوڑ کر قہقہہ لگاتا وہاں سے
بھاگنے لگا۔۔

تم لوگ ہو ہی بیوقوف ہاہاہا۔۔"وہ ہنستا وہاں سے بھاگا لیکن اسکے بھاگنے"
سے پہلے ہی دلاور نے اسکے سر پر پہنچتے اس لنگڑے کے گردن میں بازو
ڈال کر اسے دبوچ لیا۔۔

آہہہ اماں۔۔"فارس خوفزدہ کسی سہمے بچے کی طرح چلا اٹھا۔۔"
بتا سمن پر حملہ کس نے کروایا تھا؟"وہ اسے دبوچ کر گھسیٹتے واپس وہیں"
لے آیا اور اسکی ٹوٹی انگلیوں والے بازو کو پکڑا۔۔
مم۔۔مجھے نہیں پتہ۔۔پتا۔۔۔"فارس کی سانس اسکی پکڑ"
میں اکھڑنے لگی۔۔اسکی آنکھوں کے سامنے بچپن سے جوانی کا ایک
ایک منظر لہرانے لگا۔۔

اسنے کیا کیا سوچا تھا لیکن کیا ہونے جا رہا تھا۔۔

سب تجھے پتا ہے حرامی۔۔بول ورنہ چیر کر رکھ دوں گا۔۔"دلاور"
اسکے جھوٹ بولنے پر بپھر کر دھاڑتا اسکی گردن کو آزاد کرتا ہوا اچانک
اسکے بازو کو دبوچ کر مروڑ گیا۔۔

آہہہ۔۔۔"اسکی درد سے دھاڑ پورے تہہ خانے میں گونج اٹھی۔۔"
ٹھٹک سے دوسرا بازو بھی اسکے کندھے سے جدا ہو چکا تھا۔۔اور اب
وہ دونوں بازوں سے معزور تھا۔۔

عرشیہ کو اس بازو ٹوٹنے کی آواز مزہ دینے لگی۔۔
وہ صوفے پر ریلیکس سی نیم دراز تھی، جانے کتنے گھنٹے وہ بندھی ہوئی تھی اور
اب تھک چکی تھی۔اسلیے اپنی تھکن ہی اتار رہی تھی۔۔
اسنے مزے سے جمائی روکتے دلکش انگڑائی لی۔۔۔
اسے کن اکھیوں سے دیکھتے صمصام پورا اسکی طرف متوجہ ہوتا مبہوت
سے رہ گیا۔۔

تم کہاں دیکھ رہے ہو؟؟" دلاور کو اسکے تاثرات دیکھ کر ایکدم شدید غصہ "
آیا۔۔بدمزہ تو صمام بھی ہوا تھا۔۔

تیری بہن کی طرف" اسنے چبا کر ناگواریت سے کہا۔۔دلاور نے "
طیش سے جبڑا بھینچ کر ایکدم بیلٹ سے پسٹل نکالتے اسکی ٹانگوں کے بیچ
اچانک سے فائر کر دیا۔۔

آہہہ۔۔۔"انگڑائی لیتی عرشیہ اس دھماکے سے ہراساں ہو کر ہوش "
میں آئی اور انکی طرف دیکھا تو اگلی سانس سینے میں ہی دب
گئی۔۔

ہاہاہاہا۔۔"صمصام کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔یوں محسوس ہوا جیسے کسی "
پاگل جنونی انسان کو اسکی دوا ملی تھی۔۔اسکے وجود کی سکڑی ہوئی رگیں
طاقت پا کر پھول اٹھیں۔۔

تم کیا جانو تمہاری انگڑائی نہیں انرجی ڈوز ہے"وہ عرشیہ کی "
طرف دیکھتا دل میں ہی بولا۔۔

لیکن اسکی اس طرح کی نظروں سے وہ کھانستی کروٹ بدل کر آنکھیں میچ گئی۔۔"یہ شخص تو پورا مینٹل ہے۔۔"وہ خفت سے سرخ پڑتی سر پیٹ کر رہ گئی۔۔

فارس انکی توجہ دوسری طرف دیکھ کر آہستہ آہستہ زمین پر رینگتا ہوا سب کو نظروں میں رکھ کر وہاں سے بھاگنے لگا۔۔

لیکن برا ہوا اس کمینے سائیکو کا جسنے اسکی ٹانگ کو پکڑ کر واپس کھینچ لیا تھا۔۔
یارا اسکی پیٹھ توڈھانپ دے میں وضو کر کے گھر سے نکلا تھا۔۔""
صام بدمزہ ہوتے ناگواریت سے بولا۔۔
دلاور کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔"تو اور وضو"اسنے استہزائیہ پوچھا۔۔
کیوں شک ہے تجھے؟یقین کر لے میرا ہر وقت وضو ہی ہوتا ہے سواء"
تمہاری بہن کی موجودگی کے"اسنے سر جھٹک کر جتاتے کہا۔۔دلاور کا قہقہہ حلق میں ہی دب گیا۔۔چہرے کے خدوخال میں سرخی دوڑ گئی۔۔

اسنے سرخ نظروں سے صام کو گھورا۔۔ صمصام ایک شیطانی مسکراہٹ پاس کی۔۔ "کیا ویسے ہی جیسے تمہاری حسین بہن کو دیکھ کر میرا اور درک جاتا ہے؟" دلاور نے حاب برابر کرتے پوچھا۔۔
عرشیہ وہیں پڑے پڑے لوٹ پوٹ ہونے لگی۔۔
صام نے مٹھیاں بھینچ کر اسے گھورا۔۔۔

اوہ زیدی! اپنی نظروں کو لگام لگا کر رکھ! وہ میری بہن ہے آئندہ طیش" بھری نظروں سے دیکھا۔۔ پھر کبھی طیش میں آنے کے لائق نہیں رہے گا" دلاور نے غصے سے جھڑکا۔۔

ہاہاہاہا۔۔ "عرشیہ نے بغیر انکی طرف دیکھے سیٹی بجا کر قہقہہ" لگایا۔۔ اسکا خون سیڑوں بڑھ گیا تھا۔۔ یوں لگا جیسے کوئی تو آگیا تھا اسکے لیے لڑنے والا۔۔۔

صمصام نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔۔ "تمہاری بہن کو دیکھ کر ویسے بھی میں طیش میں نہیں رہتا نیور مائنڈ!" وہ پر سکون ہو کر بولا۔۔

خدا کے واسطہ مجھے تو جانے دو بعد میں لڑھ لینا" اس سے پہلے "
دل کوئی جواب دیتا فارس اکتا کر چیخا۔۔ اور صام کی مضبوط گرفت
سے اپنا پاؤں چھڑوانے لگا۔۔

وہ کب سے ان دونوں کے طنز سے اکتا ہوا درد سے چور چور دونوں ٹوٹے بازوں
سے پڑا انتظار کر رہا تھا کہ اب تو اسکا فیصلہ ہوا۔۔ لیکن کب
تب۔۔۔ کب تک وہ برداشت کرتا۔۔ ضبط کا پیمانہ لبریز ہوا چیخ
اٹھا۔۔۔
دلاور نے پلٹ کر بہن کی طرف دیکھا۔۔ وہ منہ دوسری طرف
کر کے پڑی تھی۔۔ اسنے صام کو اشارہ دیا۔۔ اور خود بھی جھک کر فارس
کی دوسری ٹانگ کو اٹھایا۔۔
اگر تم بتا دو گے کہ کس نے سمن پر حملہ کروایا تھا تو میں تمہیں "
بخش دوں گا۔" دلاور نے سرد لہجے میں کہا۔
فارس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔
مم۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔۔ وو۔۔ وہ بس ساحل شاہ کو "
دبانے کیلئے ظفران نے فیروز کے ڈرائیور کے بیٹے کو بھیجا تھا۔۔ لیکن وہ

ناکام ہو گیا کیونکہ دریاب وہاں بروقت پہنچ گیا تھا۔۔ اسلیے مجھے ظفران نے حکم دیا کہ میں اسے گولی مار دوں۔۔"

اور تم نے اسے گولی مار دی؟" صمصام نے پوچھا۔۔"

ہہ۔ہہہ۔۔ہاں کیونکہ اسے فیری نامی لڑکی پکڑنے والی تھی۔۔ اسلئے گولی مار دی" میں نے اسے۔۔" اسنے ڈرتے ڈرتے بتایا۔۔

اب مجھے چھوڑ دو۔۔" وہ ہاتھ جوڑنا چاہتا تھا مگر ہاتھ اسکے پاس اب" اپنے رہے کہاں تھے۔۔ انہوں نے تو کوئی عضو سلامت نہیں چھوڑا تھا۔۔

لو چھوڑ دیا۔۔" دلاور نے کہتے اسکے پاؤں میں غیر محسوس طریقے سے" باندھی ہوئی رسی کو پکڑ کر اسکی ٹانگ کو چھوڑ دیا۔

اور اگلے لمحے کا منظر قیامت خیز تھا۔

دونوں نے ایک دوسرے کے اطراف میں رسی کو پکڑ کر پوری قوت سے کھینچا۔۔ "چڑڑڑ" کی مخصوص آواز۔۔ فضا میں فارس کی دل دہلا دینے والی دلخراش چیخیں آہیں فضا میں کتنی دیر گونجتی رہیں۔

پھوپھو کے مردہ وجود پیٹ کو پھاڑ کر اس سے سارے اعضا نوچ کر کھاتے بھیڑیے نے سر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔۔

اور اپنے خون آلودہ زبان سے پنجوں کو چاٹ کر وہ اسکی طرف بڑھا۔۔

دلاور نے جھٹکے سے فارس کے وجود کو سیدھا کیا۔

صمصام پر جیسے جنون سوار ہو گیا تھا۔
اس کتے کی ہمت کیسے ہوئی تھی عرشیہ صمصام زیدی کو چھونے کی۔""
اسنے غراتے ہوئے زمین پر پڑا خنجر اٹھایا۔ اور فارس کے پیٹ
پر

....★☆☆☆☆☆★....

کیپٹن صارم! کیا ہم امید رکھیں آپ سے کہ یہ مشن"
کامیاب ہو گا؟ آپ نے آج کی کوئی رپورٹس ہیڈ کوارٹر نہیں دیں ایوری
تھنگ از اوکے؟" دوسری طرف سے موبائل پر اسکا سینئر تھا جو اس
سے جواب طلب کر رہا تھا۔۔۔

یس سر سب ٹھیک ہے۔۔ ہماری ٹیم میرے آرڈرز پر کام کر رہی"
ہے۔" وہ سنجیدگی سے ساری سوچیں جھٹک کر بولا۔۔ بہر حال
جواب تو اسے دینا ہی تھا کسی بھی حال میں۔۔

اگر انہیں اب کوئی سرا ہاتھ نہیں لگ رہا تھا تو یہ انکی غلطی تھی۔۔
عرشیہ نے جس آدمی کو پکڑا تھا اسے ہوش ہی نہیں آیا کیونکہ وہ غداری کے بجائے اپنی جان دے چکا تھا۔۔

اس مافیا تنظیموں میں ایسا ہی ہوتا تھا۔ اگر کوئی آدمی ان میں سے پکڑا جاتا تو وہ اپنا منہ نہیں کھولتا تھا۔ اگر منہ کھول دیتا تو مطلب اپنے خاندان کو ختم کرنا ہوتا تھا۔۔

وہ سر پر کفن باندھ کر اپنے مال و جان اولاد کو اس تنظیم میں بطور اپنی وفاداری کا ثبوت دیتے پھر ہی حصہ بنتے تھے۔ اور خود ہی یہ حکم دیتے تھے کہ کہیں بھی ہم سے کوتاہی ہوتی ہے تو انہیں حکم ہے وہ انکی غداری کی سزا جس طرح چاہے دے سکتے ہیں۔۔
چاہے مال کی صورت یا خاندان کو ختم کرنے کی صورت۔۔
گناہوں کی وحشتناک دنیا تھی یہ۔۔ جہاں قدم قدم پر موت ہوتی تھی یا خون میں لدے ہاتھ۔۔

صارم اپنی جدوجہد میں لگا ہوا تھا۔ وہ بہت کوششیں کر چکا تھا اس تنظیم کو پکڑنے کی۔۔ لیکن ہر بار اسکے لئے کوئی نئی مشکل کھڑی ہو جاتی۔۔
یہاں ظفران حیدری کا وقت قریب آ رہا تھا۔۔ اور وہاں اتنی دیر تھی۔۔ لیکن اسے اتنا یقین تھا کہ اللہ کے گھر اندھیر نہیں۔۔

وہ تہجد میں بھی دعا مانگ چکا تھا۔ ان بہنوں کی جو اس وقت ان درندوں کے شکنجے میں تھیں۔۔

صارم زیدی کو احساس تھا اگر وہ یہ میشن کامیاب نا کر سکتا، تو اس کے ریکارڈ پر جو پہلا حرف آئے گا وہ ناکام کیپٹن کا ہو گا۔۔
اور ایسا ریکارڈ وہ قطعی نہیں چاہتا تھا۔ جس میں پہلے قدم پر ہی اسے ناکامی کا سامنے کرنا پڑے۔۔

ہمیں اطلاع ملی ہے کیپٹن صارم کہ آپ نے اپنی کزن کو بچانے کیلئے ان تین سو بہنوں بیٹیوں کی قربانی دے دی ہے۔ کیا یہ رپورٹ ٹھیک ہے؟" اسکے سینئر آفیسر نے اپنے مخصوص بارعب لہجے میں اچانک صارم کے سر پر دھماکہ کیا۔۔

وہ اپنی جگہ ساکت بیٹھا رہ گیا۔۔ اسے جس بات کا ڈر تھا وہی ہوا۔۔
وہ کافی دیر کچھ بولنے کے لائق نا رہا۔ لب پیوست۔۔
کیپٹن صارم کیا آپ سن رہے ہیں؟" مسلسل اسکی خاموشی"
محسوس کرتے کوئی جواب نا پا کر آفیسر نے استفسار کیا۔۔

یس سر!" وہ پُر اعتماد لہجے میں بولا۔۔"
کیوں ہم وجہ جان سکتے ہیں؟ کیا آپ کیلئے آپ کی کزن اہمیت"
رکھتی تھی ہمارے ملک کی دوسری بیٹیاں نہیں؟ اگر آپ کو اپنے رشتے
اتنے ہی اہم ہوتے ہیں تو آپ اس فیلڈ میں کیوں آتے ہیں؟ کیوں اتنی بڑی
ذمہ داریاں اپنے ناتواں کندھوں پر اٹھاتے ہیں؟" دوسری طرف
اس سے غصے میں پوچھا گیا۔۔

صارم نے سرد سانس فضا میں خارج کیا۔۔
معذرت سر! اپکو رپورٹ دی گئی ہے وہ بے شک درست ہے"
میں نے یہ حکم دیئے تھے۔۔ لیکن آپ کو یہ نہیں بتایا گیا کہ
میں نے جب وہ حکم دیئے تھے تو آن سروس تھا۔۔ میں اپنی

جاب کر رہا تھا نا کہ رشتے نبھانا۔۔ میں ان بہن بیٹیوں کا محافظ ہوں۔۔ کچھ بہنیں میری پہلے ہی ان کی حراست میں تھیں۔۔ دوسری اپنی آنکھوں کے سامنے مرتے کیسے دیکھ سکتا ہوں؟ یہ کیا محافظ ہوں میں کیا ان تین سو بیٹیوں کیلئے میں اس ایک کو مار وا دیتا؟

بے شک یہ محاورہ ہے سو سے بھلی ایک،، ایک سے بھلی سو۔ لیکن میں یہاں انکار شتہ دار نہیں تھا کہ انکو ترازو میں تولتا۔۔ میں ایک محافظ تھا اور میرا کام انکو درندوں سے بچانا تھا پھر سو ہوں یا ایک۔۔

ہمارا میشن ابھی جاری ہے۔۔ ہمارے پاس وقت ابھی موجود ہے۔ آج کی رپورٹ نا دینے کی وجہ جلدی ہی اپنی کامیابی کے ساتھ حاضر ہونا تھا۔۔" صارم نے اپنے مخصوص ٹھہرے نرم لہجے میں انہیں جواب دیا۔۔

ابکی بار دوسری طرف خاموشی چھا گئی۔۔ شاید اسکی بات پر غور کیا جا رہا تھا۔۔ صارم نے اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا۔۔

ہمیں کیپٹن صارم آپ سے اچھے کی امید ہے آل دی بیسٹ !"معاً"
دوسری طرف نرمی سے کہتے اسکی مثبت سوچ سے متاثر ہو کر فیصلہ
لیا گیا تھا اور کچھ دیگر چند باتوں کے کال ڈسکنیکٹ کر دی گئی تھی۔

صارم کا دل رب کے آگے شکرانے میں جھک گیا۔۔ موبائل اسکے
ہاتھ سے گرا اور اسنے اپنے دونوں ہاتھوں کو چہرے پر رکھ کر گہرا سکون
بھرا سانس لیا۔۔

انسان اگر ہمت ہارنے کے بجائے تھوڑی سی ہمت کر لے تو راستے خود بخود
کھل جاتے ہیں، راہیں مل جاتی ہیں، منزلیں قریب آجاتی
ہیں۔۔
اور سچے جذبے جستجو کے آگے خود جھک جاتی ہیں۔۔

oooooooooo

دن کا ہی کوئی پہر تھا۔۔ سورج نے اپنے پر آسمان پر پھیلائے ہوئے تھے۔ ہر سو
اپنی سلطنت طمطراق سے چھایا ہوا تھا۔

لیکن اسکے باوجود اس روم میں گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ وہ مضبوط اعصاب کی مالک لڑکی بیڈ کی پائٹی سے ٹیک لگائے بے آواز رو رہی تھی۔۔
وہ بازل سے ملکر اسکے کہے مطابق سیدھا شاپنگ مال گئی تھی، وہاں سب سے قرآن کے بابت پوچھا تھا۔ سب نے اسکے لباس کو دیکھ کر اسے نظر انداز کر دیا تھا لیکن ایک بوڑھا آدمی اسے اپنے ساتھ لے گیا۔۔ وہ اسکے ساتھ اسکے پیچھے ہی گئی تھی اس آدمی نے اسے قرآن لا کر دیا۔۔

بازل نے اس سے کہا تھا کہ وہ باوضو ہو کر جائے۔ اور اسنے یوٹیوب سے کچھ ویڈیوز دیکھ کر وضو کیا تھا اپنی پوری کوشش کی تھی اسکارف بھی باندھ لیا تھا اور اس آدمی کا شکریہ کرتے وہ میرون مخمل کے کپڑے میں لپٹتا ہوا وہ کتاب لیکر گھر آ گئی تھی۔۔
اسکی عجیب کیفیت تھی، اسنے سوچ لیا تھا اگر قرآن نے اسے جواب دے دیا کہ وہ غلط راہ پر ہے تو وہ اس سے ضرور پوچھے گی کہ وہ غلط راہ پر کیوں ہے؟

اسکے لئے تب کوئی کیوں نہیں آیا جب اسکی ماں نے اسے پاگل بچی جان کر باپ کے حوالے کر دیا۔۔ اسے بچپن سے اپنے ممتا سے محروم کر کے اس مرد کے حوالے کر دیا جو کہ اسے لیکر اپنی انا کو تسکین دیکر ایک غیر عورت کے حوالے کر کے ہمیشہ کیلئے اس سے دور چلا گیا۔۔

تب قرآن نے اسے کیوں نہیں بچایا جب نینی کا بیٹا اپنے دوست کے ساتھ اسکے معصوم سے وجود کے ساتھ راتیں راتیں کھیلتا اپنی درندگی لٹاتا تھا۔۔

تب بھی اسکے لئے کوئی نہیں آیا جب اسکا باپ اس پر بہتے ظلم کو جان کر اسے یہاں سے لے گیا۔۔ اور اسکی سوتیلی ماں کے حوالے کر دیا جسنے اسے "بہتی گنگا" سمجھ کر اپنے دوستوں کے سامنے نوالہ بنا کر پھینکا تھا۔۔ اسکی مزاحمت پر وہ اس پر تشدد کی انتہا کر دیتیں۔۔ اسے اتنا سہما کر رکھ دیا کہ وہ انکے آگے چوں بھی نہیں کر سکتی تھی۔۔

اسکے لئے کوئی نہیں تھا اسکا اپنا، کہنے کو تو سب تھے لیکن اصل میں تو اسکے پاس کوئی تھا۔۔ اسکی ماں نے اپنی جیزی کو ہر بری نظر سے بچایا اور اسے سب میں مشہور کر دیا کہ وہ پہلے سے لٹ چکی ہے۔۔ سب نے اسے ناپسندگی سے دیکھا تھا۔۔ ہر کوئی اسے پاگل مینٹل سمجھتا تھا۔۔ جس کا دل چاہا اس سے اپنی مرضی کا رویہ رکھتے تھے۔۔

صرف اور واحد سہارا دنیا میں جو ملا اسے۔ وہ بازل شاہ کا تھا۔۔ جسکے زخم اسنے بھرے تھے اور اسکے ایلی نے۔۔ لیکن اب اس سے وہ بھی چھین لی گئی تھی۔۔

بازل کہتی ہے آپ دیکھتے ہیں۔۔ تو کیوں آپ مجھے نہیں دیکھتے۔۔ "وہ اپنے" بالوں کو نوچ کر چیخی تھی گھٹی گھٹی سسکیاں بھر رہی تھی۔۔ اس سے صرف بازل شاہ نہیں بلکہ اسکی زندگی چھین لی گئی تھی۔۔

وہ تو کافی کچھ سوچ کر ہزاروں سوال دماغ میں لیکر قرآن لیے جب روم میں آئی اور اسے بیڈ پر رکھ کر پڑھنے لگی تھی۔۔ اسنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں بسم اللہ پڑھ کر قرآن کھولا تھا۔۔
وہ خوبصورت تو لگا تھا اسے۔۔ لیکن اسے احساس ہوا جذبات میں وہ قرآن لیکر تو اپنی زندگی میں آ گئی مگر اسے پڑھنا تو کچھ نہیں آتا تھا۔۔ وہ سمجھ کہاں پا رہی تھی۔۔
اسنے کافی ڈھونڈا قوم لوط لیکن اسے کچھ سمجھ نہیں آیا۔۔
حتیٰ کہ ڈھونڈ کر اسکی آنکھوں میں آنسوں آ گئے پہلے دل چاہا قرآن لیکر بازل کے پاس چلی جائے یا اسکے شوہر کے پاس۔۔۔

لیکن وہ نہیں جا سکی۔۔ اسکی ہمتیں ٹوٹ گئیں وہ بے تحاشہ رونے لگی۔۔ اسے بازل نے کہا تھا کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔۔ اور یہ یاد کرتے وہ اسکے آگے رونے لگی۔۔۔

بتائیں مجھے جواب دیں کیوں آپ نے چھینا ہے مجھ سے بازل شاہ کو۔۔"
کیوں ایک لڑکی دوسری لڑکی سے محبت نہیں کر سکتی۔۔ مجھے جواب چاہیے ا۔۔۔ ا۔۔ ا۔۔ ال۔ اللہ۔۔۔" اسکی زبان ہکلا گئی۔۔
اسکا نام لیتے ہی دل زور سے دھڑکا تھا۔۔ اسنے سرخ بھیگی آنکھیں کھول کر بیڈ پر رکھے قرآن کو دیکھا تھا۔۔
اسنے اپنا ہاتھ بڑھا کر اس پر پھیرا۔۔ اسکا پور پور پسینے سے نہا گیا۔۔

مجھے کیوں اکیلا کیا ہے اس دنیا میں اللہ۔۔ مجھ سے بازل شاہ کو" کیوں چھینا ہے۔۔ مجھے مسلمان کیوں نہیں بنایا۔۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔ اسکے منہ سے بے ساختہ آخری جملہ آہ کی صورت نکلا تھا۔۔
اور وہ ششدر سی اپنی جگہ سن رہ گئی۔۔

یہ اسنے کیوں بولا؟ کیسے کہا۔۔۔؟ وہ مسلمان کب بننا چاہتی تھی۔۔
اسنے مسلمان بننے کی خواہش کب رکھی تھی۔۔۔

کیا بازل شاہ کے ماں باپ کو دیکھ کر؟" اسکے سر پر انکشاف ہوا۔۔ وہ"
پتھر کی مورتی بن کر رہ گئی تھی۔۔
اسے احساس ہوا کہ ہاں وہ اسلئے ہی بازل پر اسکے گھر میں نظر رکھتی
تھی کیونکہ وہ اسکے ماں باپ بہن سب کو اسکی فکر کرتے دیکھتی تھی۔۔
اسکے سینے میں جو تڑپ تھی اسکی تسکین ہوتی تھی۔۔۔
جس طرح اسکا ریپ ہوا تھا اسی طرح بازل کا بھی ہوا تھا۔۔

وہ مسلم لڑکی تھی اسکے ماں باپ نے ناجان کر بھی اسے سمیٹ کر چھپا کر
رکھا ہوا تھا۔۔ لیکن اسکے باپ نے اس پر ہوئے شدد کا سن کر بھی
کبھی کوئی ری ایکشن نہیں دیا تھا۔۔

انکے ہاں ایک ریپ ہو جانے پر گناہ کبیرہ کہلاتا تھا، اور اسکی
زندگی جیسے یہ بہت عام بات تھی۔۔
ناعورت تھی ناپردہ تھا ناماں تھی ناباپ تھا۔۔

سب حوس کے پجاری تھی۔۔اور وہ ان میں پروان چڑھی تھی۔۔اسکی زندگی میں اگر کوئی تھا تو بازل شاہ۔۔

پھر اس سے اسے عشق کیوں نا ہوتا۔۔وہ اسکے لئے پاگل سو کیوں نا ہوتی۔۔وہ اسکی محبتوں کی اکلوتی وارث تھی۔۔ایلی اسے ہرگز کھونا نہیں چاہتی تھی۔۔

وہ ابھی رو ہی رہی تھی گڑگڑا رہی تھی۔۔چھپ چھپ کر بھیک بھی مانگ رہی تھی تبھی دروازے پر آہٹ سی ہوئی۔۔

بھاری بوٹوں کی دھب دھب۔۔ہیلز کی ٹک ٹک۔۔۔
فضا میں گونجنے لگیں۔۔اسنے وحشت سے لبریز اپنی آنکھیں وا کیں۔۔
اور بند دروازے کی سمت ٹکا دیں۔۔

oooooooooo

وہ روحا سے بات کر کے اسکی طرف سے مطمئن ہوتی اسکی خوشیوں کی دعا گو تھیں۔۔ابھی وہیں جائے نماز پر بیٹھی تھیں تبھی انہیں

صارم کی کال آئی تھی۔۔ اسنے مہکار شاہ اور حیدر شاہ کے بارے میں جو دھماکہ خیز بات اسے سنائی تھی اس سے حجاب شاہ کے اوسان خطا ہو گئے تھے۔

وہ خوفزدہ ہو کر اپنے شوہر کی حالت پر چیختی اٹھی تھیں اپنی جگہ چھوڑ کر لیکن جب انکی آنکھوں کے سامنے اپنی معصوم بیٹی بازل شاہ کا چہرہ لہرایا تب اچانک ہی انکا دل پتھر کا ہو گیا۔۔

آنکھوں سے آنسوں غائب ہو چکے تھے اور وہ اپنے سینے اور دل کق مضبوط کر چکی تھیں۔۔ انہوں نے صارم کو جواب دیا تھا کچھ یوں۔۔

انہوں نے پہلے جو کیا تھا اپنی بہن کی خوشیاں کیلئے کیا تھا، کیا پتا" اس وقت بھی اپنی بہن کو خدا کے عذاب سے بچانے کیلئے کر رہے ہوں۔۔ مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا حیدر شاہ کیا کر رہا ہے اور مہکار شاہ کا میں نام نہیں سننا چاہتی۔۔

کیونکی مجھے برباد کرنے میں اس ذلیل عورت کا ہاتھ ہے خدا اسے کبھی سکون نہیں دے گا جس طرح اسنے میرا سکون مجھ سے چھینا ہے۔۔

میری بات ایک سن لو صارم اگر وہ مرتی ہے تو میری بیٹی بازل کو اسکے پاس نہیں لے جانا۔۔ اگر وہ گڑگڑاتی ہے تب اسکے پاس نہیں

چھوڑنا میں چاہتی ہوں وہ ویسے ہی تڑپ کر مرے جیسے اس وقت میں اپنی بیٹی کی اذیتوں کو محسوس کر کے تڑپ رہی ہوں۔۔" وہ غصے سے روتی چلائیں صارم کو حکم دیتیں اسکی مزید کوئی بات سننے سمجھنے سے پہلے کال ڈسکنیکٹ کرتے موبائل بند کر دیا تھا۔

اور اپنی بیٹی کو یاد کر کے وہ رونے لگیں۔۔ لیکن اصل درد تو انہیں سینے میں حیدر شاہ کا تھا۔۔ وہ چاہے کتنا بھی کرتیں لیکن محبت بری چیز تھی جس نے حجاب شاہ کو بے بس کر دیا تھا کہ وہ اس بے حس شخص کیلئے جائے نماز بچھا کر خدا کے آگے انکی سلامتی کی دعا کرنے لگیں۔۔

وہ بے آواز رو رہی تھیں۔۔ نماز کے آگے بیٹھی ہوئی تھیں۔۔۔

ملازمہ بار بار آ کر اسے دیکھتی پریشانی سے چلی جاتیں۔۔ پچھلے جتنے دنوں سے وہ یہاں تھیں ایک نوالہ بھی حلق سے نہیں اتارا تھا۔۔

جانے کیسی تکلیف تھی کہ وہ بس جائے نماز پر بیٹھی روتی جا رہی تھیں۔۔ جو ملازمہ اسکے گھر میں اسکے ساتھ رہ رہی تھی وہ کافی پرانی ملازمہ تھی اسکی ماں کی شادی میں انکے ساتھ آئی تھیں اور آج تک انکے گھر میں موجود تھیں۔۔ اب تو ضعیف ہو چکی تھیں

حجاب نے اپنے ماں باپ کے جانے کے بعد انہیں ہی اپنی ماں کی جگہ دی تھی زندگی میں۔۔

انکی بیٹیاں بھی انہیں اماں بی کہتی تھیں۔۔

حجاب میری بیٹی کچھ تو کھالو۔۔بیٹا کب تک یونہی بھوکی پیاسی" رہو گی۔۔" اماں بی کچھ دیر بعد وہاں آتیں حجاب سے پریشانی فکر مندی سے بولیں

نہیں اماں بی۔۔نا بھوک ہے نا پیاس۔۔"وہ اپنے بھیگتے رخسار" صاف کرتیں بولیں۔۔" آپ جا کر کھالیں مہربانی کر کے مجھے واقعی بھوک نہیں ہے۔۔اگر کچھ کھانے کا دل چاہا تو خود ہی کھالوں گی۔۔" حجاب نے مزید کہتے جائے نماز اٹھائی اور تہہ کر کے اپنی جگہ پر رکھتی وہ بیڈ پر بیٹھ گئیں۔۔

ایسے کیسے میری دہی رانی۔۔جب اولاد کچھ نا کھائے تو ماں کیسے حلق سے کچھ" اتار سکتی ہے؟جب سے آئی ہو بس روئے جا رہی ہو نا کھا رہی ہو نا پی رہی ہو

کچھ۔۔ میری بچی جب تک نہیں کھاؤ گی تو ہمارے حلق سے کیسے کچھ اترے گا۔۔ تمہیں ایسے ہی رکھوں گی تو تمہارے ماں باپ کو کیا جواب دوں گی۔۔" اماں بی چلتی ہوئیں اسکے پاس آئیں بیڈ پر سر رکھ کر لیٹی حجاب کی پیشانی دبانے لگیں۔۔

حجاب کی آنکھوں کے گوشے پھر سے بھیگ گئے۔ وہ بے ساختہ پاس بیٹھتی اماں بی کی گود میں سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔۔

"اماں بی میں بہت بری ماں ہوں۔۔ کبھی اپنے شوہر کا دل جیت نا سکی نا ہی اپنے اولاد کی اچھی سے تربیت کر سکی۔۔" وہ روتی بولیں۔۔

"ارے نہیں میری بچی تُو تو دنیا کی سب سے پیاری بیٹی ہے۔۔ اچھی بیوی اور سب سے بہترین ماں ہے میری نظر میں۔۔ تمہاری جو بھی تکلیف ہے میں اللہ سے دعا کرتی ہوں میری بیٹی کی وہ تکلیف ختم ہو جائے اور اسے سکون دے اپنے گھر میں خوش رکھے نیک اولاد بنائے۔۔" اماں بی آبدیدہ ہو گئیں۔

میری بھی یہی خوش فہمی تھی اماں بی کہ میں بہت اچھی ماں ہوں۔۔"
ایک اچھی بیوی ہوں۔۔ لیکن میری یہ خوش فہمی ختم ہو گئی۔۔ جب
مجھے میرا عکس دکھایا گیا۔۔ میں اپنی بیٹیوں کو۔۔۔۔"وہ مزید کچھ
بول ہی نا سکیں۔۔ کہ کہتی کہ وہ اپنی بیٹیوں کو نہیں بچا سکی۔۔ ایک کو
اس درندے سے تو دوسری کو اس منحوس عورت کے سائے سے۔۔

حجاب شاہ کی تکلیف کم ہونے کے بجائے مزید بڑھتی جا رہی تھی
اسنے اماں بی کے لاکھ اسرار پر انہیں کچھ نہیں بتایا اپنا غم اپنے سینے
میں دبائے بس ایک خدا کو اپنی بیٹی کی بربادی کا راز دار رکھا تھا۔۔

انکی منتوں التجاؤں کے بعد بھی اسنے حلق سے کچھ نہیں اتارا۔۔ وہیں پڑی
رہیں۔۔ کیسے کھاتی کچھ۔۔ محبوب شوہر کی طرف سے اتنی اذیت۔۔
بیٹی کی بربادی کا سن کر وہ خود کو زندہ پاتی ڈھیٹ مان رہی تھیں۔۔

انکے پاس بازل نہیں تھیں ورنہ دل چاہا رہا تھا اسے سینے میں بھینچ
کر اسکے پاؤں میں گڑگڑا کر اپنی بیٹی سے معافی مانگے۔۔

کتنی اذیت برداشت کر کے وہ بڑھی ہوئی تھی، حجاب کا دل چاہا خود کو نوچ پیٹ مار دے کہ اسے ہمیشہ ہی اپنی بیٹی کے رویے سے شکوہ رہا تھا۔۔ اسے بگڑا ہوا تسلیم کیا تھا لوگ کی مانتے اسے بدلحاظ تک کہہ چکی تھیں۔۔

لیکن ایک ماں ہو کر وہ اپنی بیٹی کی اذیت کو جان نا سکیں۔۔

انکا دم اچانک گھٹنے لگا۔۔ وہ بیڈ سے اٹھتیں شال شانوں پر ڈال کر لان میں آ گئیں ننگے پاؤں اور وہیں چہل قدمی کرتیں بے آواز رو بھی رہی تھیں۔۔

کیا کرتیں۔۔ حیدر شاہ سے ہمیشہ کیلئے رشتہ ختم کر دیتیں یا ان سے کہیں دور چلی جاتیں۔۔

oooooooo

حجاب "وہ ہوش میں آتے گھبرا کر بے ساختہ اسے پکار" بیٹھے۔۔ جسے دل پکار رہا تھا۔۔۔ جسے روح پکار رہا تھا بھلا لب کیسے نا پکارتے۔۔

انہیں ہوش میں آتے دیکھتی نرس خوشی سے ڈاکٹر صارم کو پکارنے کیلئے بھاگیں۔۔اور چند لمحوں میں خوشی سے سرخ چہرہ لیے صارم وہیں روم میں نرس کے ساتھ اندر داخل ہوا۔۔

"شکر الحمدللہ! تھینکس ٹو گاڈ! اس پاک رب کے لاکھ لاکھ شکر ڈیڈ کے آپ کو ہوش آگیا۔۔" انہیں چھت پر آنکھیں ٹکائے پڑے دیکھ کر صارم سیدھا انکے سینے سے لگا۔۔
حیدر شاہ نے کینولا لگے ہاتھ کو اسکی پشت پر پھیرا۔۔

"تمہاری مام کہاں ہیں؟" وہ آس بھری نگاہوں سے صارم کو دیکھتے اپنی بیوی کا پوچھنے لگے۔۔انکے اچانک سوال پر صارم انکی رپورٹس نرس سے لیکر دیکھتا ایکدم خاموش ہوگیا۔۔

اسنے حیدر شاہ کی جواب طلب کرتی نگاہوں سے نظریں چرا کر واپس رپورٹ پر جمائی اور پوری کوشش کرنے لگا انہیں سمجھنے کی۔۔

میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں صارم تم مجھے جواب دو گے یا میں خود ہی اٹھ "
جاؤں؟" ابکی بار اسکے لہجے بارعب دھمکی آمیز تھا صارم سٹپٹا
گیا۔۔

وہ گاؤں گئی ہوئی ہیں بی اماں کی طبعیت ٹھیک نہیں ہے نا اسلئے۔" اسنے انکی "
طبیعت پیش نظر بہانہ بنایا لیکن حیدر شاہ اسکے بہانے کو
سن کر تلخ سے مسکرائے۔۔
صارم نے انکی مسکراہٹ دیکھتے نرس کو وہاں سے جانے کا اشارہ دیا وہ
سر ہلا کر چلی گئیں۔۔
مجھے بہانے مت سناؤ صارم میں جانتا ہوں وہ مجھے چھوڑ کر "
گئیں ہیں۔۔ وہ مجھے ٹھکرا گئی ہیں۔۔" انکی آنکھوں سے آنسوں پھسل کر گالوں پر
گرے۔۔
ڈیڈ!" صارم تڑپ کر انکے پاس آتا آنسوں صاف کرنے لگا۔۔ "
ڈیڈ پلیز۔۔ میں نہیں جانتا آپ دونوں کے درمیان کون سی "
بات ہے۔۔ لیکن میں اتنی التجا ضرور کروں گا آپ کے آگے کہ ایسا
کوئی فیصلہ آپ دونوں مت کیجئے گا جس سے میری بازل تکلیف پہنچے۔۔
اگر وہ ٹوٹی، یا اسے کسی اپنے کی طرف سے تکلیف ملی تو ڈیڈ میں اس وجود

کو تا قیامت کبھی معاف نہیں کروں گا۔۔"صارم نے سنجیدگی سے کہتے اپنی سرخ نظریں پھیریں۔۔

آہ بازل!"حیدر شاہ کے سینے میں جیسے کوئی خنجر پیوست ہو گیا" تھا۔۔"خدا نے ایک بیٹا دیا مجھے وہ بھی بازل شاہ کے روپ میں۔۔ میں کیا باپ تھا۔۔کتنا کمزور ہوں میں صارم زیدی کہ میں اپنی اولاد کی حفاظت نہیں کر سکا۔۔مجھ سے بڑھ جبر بزدل کمزور شخص تو شاید اس پوری دنیا میں نہیں ہو گا۔۔"وہ روتے خود کو کوستے برا بھلا کہنے لگے۔

صارم میں اس درد سے زندہ نہیں رہ سکتا۔۔خدا کیلئے مجھے اس درد" سے چھٹکارہ دو مجھے کوئی زہر کا انجکشن دے دو۔۔اب کچھ نہیں میری زندگی میں۔۔میں سبلچھ ہار گیا ہوں۔۔۔

میں نے بچپن میں ماں کھو دی۔۔اسکے بعد کل اثاثہ جو تھا میرا میری بہن اور میرا باپ تھا۔۔لیکن جب مہکار اپنے گھر کی ہو

گئیں تب میری زندگی کی واحد مرکز میرا باپ تھا جس سے ساری خوشیاں جڑی ہوئی تھیں۔۔

پھر زندگی نے اچانک رخ بدلا۔۔ایک لاحاصل سا عشق ہو گیا۔۔ لیکن میں اس سے دستبردار نہیں ہوا۔۔اسکے پاس گیا تھا اپنی محبت کیلئے۔۔

میں کبھی روز زبردستی کا قائل نہیں رہا۔۔لوگ مجھے ابھی بھی یہ طعنے دیتے ہیں کہ میں اپنی محبت کا نا ہو سکا۔۔ لیکن ایسا نہیں۔۔ میں اسکا تھا۔۔۔پر جب میں اسکے پاس گیا تو اس نے اس وجہ کو سامنے رکھا جسکے آگے میں بے بس ہو گیا۔۔

اسنے کہا تھا وہ ایسی محبت کا کیا کرتی جس میں اسے کوئی عزت نا ملے۔۔کیونکہ ایک عورت کا کل اثاثہ اسکی عزت ہوتی ہے۔

اور میں اسلئے نہیں مانا کہ میں اسے عزت نہیں دے سکتا تھا۔۔ بلکہ یہ میرے سینے کا راز ہے۔۔ میں اس لئے مان گیا تھا کیونکہ اس کی ضرورت مجھ سے زیادہ کسی اور کی زندگی میں تھی۔۔

میری تو خوشیاں کا سوال تھا لیکن کسی اور کا زندگی کا سوال تھا۔۔اور اسی وجہ سے میں نے اپنے قدم پیچھے لے لیے تھے۔۔

لیکن خدا نے مجھے میرے صبر کا انعام مجھے حجاب شاہ کی صورت میں دیا۔۔ میں راضی نہیں تھا اس سے شادی کر کے۔۔ مجھے وہ شروع میں پسند نہیں تھی۔۔

لیکن جب وہ ہماری زندگی میں آئی اپنے ساتھ کھکھلاہٹیں بہار لے آئی۔۔ میرے باپ کے چہرے کی رونق تھی۔ میرے گھر کی رونق تھی۔۔ سکون تھا۔۔ بھلا تم بتاؤ سکون اور خوشیاں کسے ناپسند ہوتی ہیں۔۔ وہ ایسی لڑکی تھی کہ اپنی بچگانہ حرکتوں سے بھی محبت کروادی مجھے۔۔

میرے زخموں پر مرہم رکھا میری پہلی محبت کو جان کر بھی مجھ سے محبت کی۔۔ اور بدلے میں مجھے بھی اس سے محبت ہوئی تھی۔۔

لیکن اس بیچ اچانک میری بہن اپنا سب کچھ چھوڑ کر آ گئی۔۔ جس نے مجھ سے میرا چھوٹا سا ساحل، میرا باپ میری پہلی محبت سب کچھ چھین لیا اسکی وجہ صرف یہی تھی کہ اس بہن میں مجھے اپنی ماں نظر آتی تھی۔۔

میں نے جب بھی اسکی طرف دیکھا تو مجھے اپنی ماں کا احساس ہوا۔۔ حالانکہ میرے باپ کی موت کی ذمہ دار بھی وہی تھی۔۔ میں اس سے نفرت کرنا چاہتا تھا لیکن اسے دنیا میں تنہا دیکھ کر ایک بھائی تھا مجبور ہو جاتا۔۔

لیکن کب تک۔۔ کب دل میں اپنا دل مضبوط رکھتا۔۔
اسنے سب کچھ چھین لیا کبھی جان کر تو کبھی انجان بن کر۔۔ لیکن وہ
ایسا تو نا کرتی۔۔ اسے ہوش تھا یا نہیں۔۔ لیکن وہ میری بیٹی کا تو
احساس کر لیتی۔۔
وہ میری بازلی کا ہوش کر دیتی کہ وہ اسکے بھائی کا خون ہے۔۔ اس بھائی کا
جس بدنصیب کو کبھی محبت راس نہیں آئی۔۔ جانے کتنے شکوے کتنی
شکایتیں ہوں گی میری بیٹی کو مجھ سے۔
حجاب شاہ کو لگتا ہے اس سے کبھی مجھے محبت نہیں ہوئی۔۔ صرف
اپنی بہن سے ہوئی ہے۔۔ میں کیسے اسے سمجھاتا کہ میں اس بہن کے
چہرے میں اپنی ماں کو دیکھ کر ہمیشہ مجبور ہوتا تھا لیکن حق تلفی کبھی
نہیں کرتا تھا۔۔

میں نے ہمیشہ سے خواہش کی تھی کہ سب مل جل کر رہیں۔۔۔
سب خوشی سے رہیں۔۔ میں اپنی فیملی کو زیادہ خوشی دے سکوں انہیں
تکلیفوں سے دور رکھوں لیکن کیا ہوا۔۔

حیدر شاہ منہ کے بل گرا ہے۔۔ کوئی اٹھانے والا نہیں ہے۔۔
اسنے بے شک مجھ سے وفائیں نبھائیں لیکن میری وفائیں تو اس سے تھیں۔ اہمیت ماضی کی محبت نہیں حال کی رکھتی ہے۔۔ میں یہ اسے نہیں سمجھا سکتا۔۔
میں بہت کمزور ہوں۔۔ مجھے رشتوں نے کمزور کر دیا ہے۔۔ میں خود کو بے حس نہیں بنا سکتا۔۔ انکے بغیر جی نہیں سکتا۔۔ اس سے بہتر "صارم کوئی زیر ڈال دو میری رگوں میں جو مجھے ختم کر دے۔۔

ایسے نہیں کہتے پلیز ڈیڈ۔۔ خدا ہماری نیتیں دیکھتا ہے۔ آپ نے اتنی" قربانیاں دیں ہیں یقین صبر رکھا رشتوں پر مان رکھا اسکا صلہ اللہ آپ کو دے گا۔۔
جتنا میں جان سکا ہوں مہکار شاہ کو ڈیڈ میرے نزدیک انکا کیس ایسا کہ اگر ایک انسان اپنے ماضی کو بھلا کر حال میں اچھائی کی طرف قدم اٹھاتا ہے لیکن ہم میں سے کچھ منافق لوگ ایسے ہیں کہ وہ انکے اچھائی کی طرف بڑھتے ہر قدم پر انہیں انکا ماضی اٹھا کر منہ پر دے مارتے ہیں۔۔ انکے بڑھتے قدم روک دیتے ہیں۔۔ انہیں اپنی

باتوں سے اس قدر اذیت دیتے ہیں کہ وہ بھول جاتے ہیں کہ انہیں آگے کیا کرنا ہے۔۔

وہ رب کی طرف بڑھنا بھول جاتے ہیں۔۔لوگوں کی باتوں سے ڈرنے لگتے ہیں۔انکی باتوں پر عمل کرتے ہیں جیسا لوگ چاہتے ہیں ویسا کرتے چلے جاتے ہیں۔۔

انکے اچھائی کی طرف جو قدم بڑھ رہے تھے وہ ہم گمراہی کی طرف دھکیل دیتے ہیں۔۔یہ ہماری روایت ہے ڈیڈ کہ ہم کسی کو ماضی بھلا کر آگے بڑھتے نہیں دیکھ سکتے۔۔

ہم وہ پُرعیب قوم ہیں جو کبھی کسی کی کامیابی سے خوش نہیں ہوپاتے۔حد کی آگ میں جلتے ہیں اور دوسروں کو بھی جلانے کی کوشش کرتے ہیں۔۔

مہکار شاہ اللہ کی راہ کی طرف قدم بڑھا رہی تھیں۔۔لیکن اس معاشرے نے جب انکے منہ پر انکا ماضی اٹھا کر مارا وہ اپنے قدم ڈگمگانے سے روک نا پائیں۔۔

اور خود تو ڈوبی لیکن ساتھ کتنوں کی زندگیاں برباد کر گئیں۔۔لیکن اللہ کی ذات بے نیاز ہے۔۔انہوں نے جس طرح مجھے بازل شاہ کو

دیکر دنیا کا خوش نصیب شخص بنایا ہے۔ ان شاء اللہ آپ کی بھی تکلیفیں ختم کر دے گا۔۔

میری انت الحیات کی طرف سے ٹینشن نالیں۔۔ وہ میری زندگی کی جنت ہے۔۔ دنیا کی بہترین لڑکی ہے۔ اگر میں مجھے کبھی پاکباز عورتوں کی صف میں کسی کو کھڑا رکھنے کا کہا گیا تو اپنی بیوی کو بے جھجھک لے کر جاؤں گا اور انکے برابر کھڑا کر دوں گا۔۔" وہ کہتا حیدر شاہ کے ہاتھ کی پشت پر اپنے لب رکھ گیا۔۔

اگر کسی نے صبر کا صلہ مجھ سے پوچھا تو میں تمہاری صورت انکی" مثال دوں گا۔۔ تم صارم زیدی میری بیٹی کے صبر کا خوبصورت انعام ہو "خدا تمہیں بڑی عزتوں نوازے اس باپ کے دل کا بھوج ہلکا کر دیا۔۔

آمین لیکن آپ اپنی بیٹی کے صبر کو سزا مت بنائیں۔۔ اسے" جب پتا لگے گا اسکی وجہ سے اسکے ماں باپ الگ ہو گئے تو وہ بکھر جائے گی۔۔ پلیز ڈیڈ ہمت کریں۔۔ ماضی میں نا صحیح لیکن حال میں تو اپنے رشتے سمیٹ سکتے ہیں نا۔۔

آپ کو خدا نے اتنی عزت دی ہے۔۔ بازل جیسی ہزاروں بیچیاں ہیں جو بے گھر ہیں۔۔ یتیم ہیں۔۔ جانے کس حال میں ہیں۔۔ ہمیں چاہیے کہ انکے لئے آسانیاں پیدا کریں زندگی میں تبھی ہی اپنے غم سے چھٹکارا حاصل پا سکتے ہیں۔۔

اپنے غم مٹانے ہوں تو کسی دوسرے غمگین شخص کی مسکراہٹ کی وجہ بن جائیں۔۔ ہمارے غم آپ ہی آپ ختم ہو جائیں گے۔

ہر کام حکومت کے ذمہ نہیں ڈیڈ کچھ ہماری بھی ذمہ داریاں اپنے آس پاس کو لیکر۔۔ اگر ہم اپنی ذمہ داریاں اچھے سے نبھائیں تو کبھی بازل شاہ جیسے کیس کبھی وجود میں نا آتے۔۔" صارم نے نرمی محبت سے انہیں سمجھایا۔۔

حیدر شاہ چھت کو دیکھا۔۔ بھلا وہ کس طرح سر اٹھا کر چل سکیں گے سماج میں؟ کیا اتنا آسان تھا جتنا صارم کہہ رہا تھا۔۔

oooooooo

توقیع نے اپنی ماں کو روم سے نکلتے دیکھ کر اپنی جگہ چھوڑی اور انکی طرف لپک گئی۔۔

کیسی ہیں مامی مام؟" انکے پاس پہنچ کر توقیع نے ان سے پوچھا۔۔ مسلسل" عائشہ کی طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے گھر میں کافی ٹینشن تھی۔۔
اسکا باپ بھائی مسلسل گھر سے غیر موجود تھے۔۔ گھر میں بازل تھی تقویٰ زیدی اور اب توقیع عائشہ خان خیری تھا۔۔ توقیع اپنی ماں سے مل چکی تھی۔۔ ان سے کافی دیر ساتھ لگی رہی باتیں سنتی محبت لیتی رہی اور دلاور کے متعلق انکے سوالات کے جوابات بھی دیتی رہی۔۔

بازل کو دیکھ کر اسکے بدلے انداز لب و لہجے پر وہ کتنی دیر ساکت رہی تھی۔۔
توقیع کو یقین نہیں آیا یہ پیاری لڑکی وہی بد اخلاق لب و لہجہ گستاخ سی بوب کٹ بالوں والی بازل شاہ تھی۔۔
اسے یقین ہی نہیں ہوا پہلے تو۔۔ لیکن پھر جب اپنے بھائی کو یاد کیا تو یقین ہو گیا کہ اسے بدلنے کی طاقت واقعی رکھتا تھا صارم زیدی۔۔

اسے بازل شاہ بہت پسند آئی بے تحاشہ کہ اسے دیکھ کر اسکے
فکر مندانہ انداز اپنی ماں سے محبت لگاؤ۔۔ وہ یقین سے کہہ سکتی تھی
صارم زیدی کیلئے اسکے علاوہ کوئی پرفیکٹ لڑکی نہیں ہو سکتی تھی۔۔
ناصرف اسے بلکہ خیری کو بھی وہ خوبصورت گرے آنکھوں والی لڑکی بہت
پسند آئی تھی۔۔ خیری تو ایک کی بھوری ایک کی گرے توقیع نیلی
سب کی ایسی آنکھیں دیکھ اپنی سیاہ آنکھوں سے دلبرداشتہ ہو گیا تھا۔

"آہہہ۔۔۔"
اس سے پہلے کہ تقویٰ اپنی بیٹی کے خوبصورت چہرے کو دیکھ کر کوئی جواب
دیتیں اس سے پہلے ہی خیری کی دلخراش چیخ فضا میں گونج
اٹھی۔۔

یااللہ خیر!" تقویٰ زیدی دہلتی تیزی سے آگے بڑھی انکے پیچھے ہی بوکھلاتی"
"!!توقیع بھاگی۔۔ "خیری

اینجل!!" وہ توقیع کو لاؤنج میں داخل ہوتا دیکھ کر چیخا تبھی اسکے اوپر بیٹھے"
وجود نے اسے نگاہیں چراتے دیکھ کر زوردار تھپڑ خیری کے گال پر مارا۔۔

آہہ۔۔"خیری خوفزدہ چیختا پھر سے بے بسی اسکی چھوٹی سی آنکھوں"
میں دیکھتے اپنا منہ نوچنے لگا تھا۔۔ کہ آخر یہ چاہتی کیا ہے
اس سے۔۔
جوجو!!" توقیع جب وہاں بھاگ کر آئی اور وہاں کھکھلاتی بازل کے ہاتھ کر"
اشارے پر اس منظر کو دیکھا۔۔ اسکا دماغ گھوم گیا۔۔
زمین پر پڑے خیری کے سینے پر جھکی اسکی آنکھوں میں ٹکٹی باندھے
دیکھتی جوجو کو دیکھ کر وہ غصے سے جھڑکتی اسکے سر پر پہنچی۔۔

اینجل مجھے بچالیں میں پاگل ہو جاؤں گا اسکی چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں"
دیکھ دیکھ کر۔۔ میرا ضبط جواب دے رہا ہے۔۔ آخر یہ چاہتی کیا ہے
بندری!!" وہ زمین پر پڑا توقیع کے پاس آنے پر ضبط بے بسی سے چلایا۔۔

بازل کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔"بچے سمجھا کرو!" اسنے جوجو کے سرخ
چہرے کو دیکھتے معنی خیز شارہ دیا۔۔ اور اسکا اشارہ سمجھ کر توقیع کی
کھکھلاہٹ بے ساختہ تھی۔۔

توقیع کے پاس آنے پر جوجو نے اچانک غیر متوقع زمین پر پڑے خیری کے لبوں پر جھک کر بوسہ دیتی شرم سے چیختی جھپٹ کر توقیع کی بازوؤں میں آئی اور خیری کو ساکت چھوڑ کر خود شرما کر توقیع کی بازو میں چھپ گئی۔۔

جبکہ اسکے اس عمل سے جہاں بازل توقیع کا قہقہہ ابلتا تھا وہیں اپنے ہونٹوں کو رگڑتا خیری غصے ضبط سے سرخ اپنے کپڑے جھاڑتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔

یہ سب کیا ہے اینجل؟" وہ رونے جیسا ہوتا تقویٰ زیدی موجودگی میں" ضبط سے بولا۔۔

خیری ڈیئر وہ دراصل ہماری جوجو ہمارے گھر کی آخری چھوٹی بیٹی ہے۔" اسکے لئے ہمیں کافی وقت سے کوکو کی تلاش تھی۔۔ ہم ڈھونڈ رہے تھے لیکن اچانک تم آگئے اور ہماری جوجو کو تم سے پہلی نظر ٹکراؤ میں ہی محبت ہو گئی ہے۔۔" بازل کہتی صوفے پر گر کر ہنسی سے لوٹ پوٹ ہونے لگی اس سے کچھ مختلف حالت توقیع کی بھی نہیں تھی۔۔

جبکہ اس انکشاف کو جان کر خیری کا چہرہ سپید پڑ گیا۔۔
واٹ ؟؟؟" وہ شدید حیرت سے چیخا۔۔ اور اب کی بار تقویٰ کا قہقہہ "
بے ساختہ تھا۔۔
کل توقیع کی آمد کا جیسے ہی جوجو کو معلوم ہوا وہ اندھا دھند چیختی روتی درختوں سے جھنپ لگاتی اسکی طرف بھاگتی جا رہی تھی کہ اچانک اسنے جیسے آخری درخت سے چھلانگ لگا سفید روشن پر اپنے قدم رکھنا چاہے اسی وقت کسی کے مضبوط کندھوں پر جا گری۔۔

خیری اسکے اچانک حملے سے لڑکھڑاتا اپنا توازن برقرار نا رکھ کر زمین بوس ہو چکا تھا۔۔ اور اسکے اوپر ہی سرخ سپید رنگ کی مالک خوبصورت نازک سی جوجو آ گری۔۔

اس انجان سے لمس پر جوجو نے تیزی سے خود کو اپنی دھڑکنوں کو سنبھال کر نظریں اٹھائیں اسکی براؤن آنکھیں جیسے ہی خیری کی سیاہ آنکھوں سے ملیں یک لخت جوجو کو اپنے گرد گھنٹیاں سے بجتی سنائی دیں۔۔ وہ ساکت سی ہو گئی۔۔

اسکے دنیا اچانک تھم گئی مبہوت سی ان سیاہ آنکھوں میں دیکھتی خود کو اپنے دل کو ان سیاہ آنکھوں میں ڈوبنے سے بچا نا سکی۔۔

اسکی کیفیت اسکی دل کی دنیا سے انجان خیر النا س نے جیسے ہی زوردار چپکر سے گھومتے سر کو سنبھال کر خود پر پڑے نرم سے بھوج کو دیکھا۔۔ ان چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں دیکھ کر پہلے تو وہ چونکا۔۔۔

لیکن جیسے اسکی صورت کی طرف نظریں گھومیں خود پر جھکی اس سفید بندری کو دیکھتا خیری وحشت زدہ ہو کر اچانک ہی حلق کے بل چلایا۔۔

اسکی چیخ دھڑام کو سن کر اندر سے توقیع بازل بوکھلاتی گھبرائی ہوئی بھاگ کر وہاں پہنچیں۔ لیکن وہاں کا منظر دیکھتے جوجو کو سحر زدہ سا آس پاس کے ماحول سے بیگانہ پا کر خیری کو گھورتے دیکھ کر وہ دونوں ہی ٹھٹھک گئی تھیں۔۔

توقیع کو وہاں دیکھ کر خیری میں ہمت آئی اور اسنے اچانک ہی اس دیوانی کو اٹھا کر خود سے دور پھینکا۔۔ دوسرے پر ہڑبڑا کر کھڑا ہوتا توقیع میں چھپ گیا۔۔

اسکے زور سے دور پھینکنے پر جوجو کو ہوش آیا۔۔ اور وہ ہوش میں آتی توقیع کو دیکھ کر روتی اس سے لپٹ گئی۔۔

لیکن اپنی ماں کے ساتھ کھڑے اس دشمن جاں کو بھی رونے کے درمیان چھپکے سے دیکھتی رہی تھی۔۔

لیکن کل کے حادثے کے بعد وہ اتنا اس سے ڈر گیا تھا کہ پھر اسکے سامنے نا آیا۔۔ جوجو نے کتنے چکر لگائے۔۔ لیکن وہ اسے نا ملا۔۔ وہ اپنے دل کے ٹوٹنے پر اداس ہونے لگی تھی کہ اچانک ہی معجزہ ہوا۔۔

وہ جب آخری امید کے تحت گھر میں داخل ہوئی تھی اپنی ماں کے ساتھ اسے دشمن جاں کو بیٹھا دیکھ کر اسکا دل تیزی سے دھڑک اٹھا۔۔ وہ بھاگتی ہوئی توقیع کی گود میں بیٹھتی اسکے سینے میں چہرہ چھپائے چور نظروں سے شرما کر پاس بیٹھے خیری کو دیکھ رہی تھی۔۔

کسی اور نے اسے نوٹ کیا ہو یا نہیں البتہ بازل اسکی چور چور نظروں، مستیوں گھر کا بار بار چکر لگانے سے پورا شک ہو چکا تھا۔۔

جبکہ خیری اس عجیب و غریب بندری کی حرکات سے پہلو پر پہلو بدلتا بے سکون تھا۔۔وہ چھپ چھپ کر دیکھتی شرما کیوں رہی تھیں یہ معاملہ اسکی سمجھ سے باہر تھا۔۔

لیکن وہ دل ہی دل میں جیکی کو گالیاں دے رہا تھا جو خود تو باہر مزے سے بیٹھا تھا اسے اندر بھیج دیا تھا۔۔

پھر اچانک توقیع جوجو کو صوفے پر بٹھا کر اپنی ماں کی طرف چلی گئی تھی۔۔جہاں کن اکھیوں سے اپنی انگلیاں چٹخاتی چوری چوری دیکھتی جوجو کو دیکھتے بازل نے اپنا قہقہہ بمشکل دبایا تھا وہیں خیری کی ضبط کا پیمانہ لبریز ہوا۔۔

وہ جھٹکے سے اپنی جگہ چھوڑ کر اس مینٹل بندری کے سامنے سے اٹھا تھا کہ اچانک ہی وہ اس پر جھپٹ کر اسے زمین بوس کر اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔

اور اسکی آخری حرکت نے تو خیری کو چار سو وولٹ کا جھٹکا سیا تھا۔۔

جوجو اپنی محبت کا اظہار خیری سے کر دینے کے بعد شرماتی وہاں سے بھاگ گئی۔۔ اور وہاں خیری جہاں صدمے میں کھڑا تھا وہیں توقیع بازل کا ہنس ہنس کر برا حال ہو رہا تھا۔۔

تقویٰ خیری کا سرخ چہرہ دیکھتیں مسکراہٹ ضبط کیے کچن کی طرف بڑھ گئیں۔۔

کیا اب پوری دنیا میں میرے لیے یہ بندری رہ گئی ہے جس" سے میں عشق کروں۔۔" وہ غصے سے بولا۔۔

نہیں خیری بابو آپ ہماری جوجو کو بندری نہیں کہہ سکتے۔۔ دلاور" بھائی کو آنے دیں ہم سب آئیں گے ہماری جوجو کا رشتہ لیکر آپ کیلئے ہاہاہا" بازل اعتراض کرتی خیری سے بولی۔۔

بازل کی بات کو سن کر آخری پلر کے پیچھے چھپی کھڑی جوجو ہونٹوں سے سیٹی بجاتی باہر شرما کر بھاگ گئی۔۔

دیکھو کتنی شرمیلی ہے میری بیٹی۔۔ویسے بھی تمہیں خوبصورت لڑکی" چاہیے تھی ہمارے گھر سے۔۔ یہ تمہارے لئے ہی ہے اس دنیا میں۔۔۔" توقیع نے خیری کو داماد کی نظر سے دیکھتے محبت پاش لہجے میں سمجھاتی بولی۔۔

آنٹی آپ اپنی بیٹی کو سمجھائیں دلاور نے انہیں بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔۔""" خیری تپ کر غصے سے سرخ ہوتا پاؤں پٹخ کر ان دونوں وہیں لوٹ پوٹ ہوتے پاگلوں کی طرح ہنستے چھوڑ کر تقویٰ زیدی کے پاس آگیا۔۔
اور انکی ہیلپ کرنے لگا کھانے میں۔۔۔

تم ان کی باتوں پر توجہ مت دو وہ بس چڑا رہی ہیں تمہیں۔۔" تقویٰ" مسکراہٹ دباتی بولیں۔۔اور سبزی کاٹنے لگی۔ خیری نے سر ہلاتے جو جو کاکس یاد کر کے جھرجھری لی۔۔۔

معاً تبھی اسے خود پر کسی کی نظروں کی تپش کا احساس ہوا۔۔ سبزی کٹوانے میں تقویٰ کی ہیلپ کرواتے اچانک ٹھٹھک کر یہاں وہاں دیکھا تبھی اسکی نظر کھڑکی کی سلاخوں کے اس پار گئی۔۔۔

سامنے ہی درخت کی شاخ کو پکڑ کر جھولتی جو جو کھڑکی میں کھڑے خیری کو ہی نظروں میں بسائے تیز آواز میں اب گنگنانے لگی تھی۔۔

اسنے اسکی چیخوں سے سٹپٹا کر خفتزدہ ہوتے اس ظلم پر احتجاجاً نظروں سے تقویٰ زیدی کو دیکھا اور زہر حلق سے نگل کر کھڑا رہا۔۔۔ اسنے سوچ لیا تھا وہ ہر گز بھی اس بندری کے جھانسے میں نہیں آئے گا۔۔

اک بار ہاتھ چڑھ جائے منہ نا توڑ دیا تو میرا نام خیر الناس" نہیں۔" اسنے تلملاتے سوچ کر اپنے ہونٹ ہاتھ کی پشت پر مل دیئے۔۔۔

oooooooooo

سالوں بعد اتنی پرسکون گہری نیند سونے کے بعد بیڈ پر پڑے اس وجود کی آنکھ کھلی.. اسکی آنکھ کھلتے ہی اسنے اپنے وجود میں سرور کی لہریں اٹھتی محسوس کیں.. جن پر زیرلب متبسم ہوتا اس لگژری فلیٹ کی خوبصورت چھت کو دیکھنے لگا.. اسکی گرے کرسٹل آنکھوں میں تین گھنٹے پرسکون نیند حاصل کرنے کے بعد بھی خمار چھایا ہوا تھا..

لیکن اسکے اعصاب دماغ پرسکون تھا.. لبوں پر مبہم سی مسکراہٹ رقصاں تھیں جوکہ اسکی نوازش قربت پہ آئی تھی..

روم کی کھڑکیاں دروازہ وال گلاس سب بند تھے، اے سی آن تھی اور ماحول میں گہری خاموشی سکون نیم اندھیرا چھایا ہوا تھا.. اسکے دماغ کے پردوں پر گزرے وقت میں اسکی سنگت قربت میں گذارے لمحات کسی وسیع سکرین کی طرح واضح

اسکی بکھرتی سانسیں، سہمنا، التجائیں کرنا روٹھ جانا، ہر لمحہ گزرتا اسے مبہوت کردینے والا تھا..
اسکی گرے آنکھوں کے سامنے اسکا خود میں سمٹا ہوا دلکش نازک سا دودھیا سراپا لہرایا..
اسکے سر پر جیسے پھر سے خمار سوار ہونے لگا.
اسکا سمٹ جانا، چھپنا جھینپنا اور خود کو اسکے سپرد کردینا ایک ایک ادا کس قدر دلکش تھی.. کہ ساحل شاہ اسکے سحر میں خود کو جکڑنے قید ہونے سے روک نا پایا..
اسے ہوش تو اپنے شانوں اور سینے پر محسوس ہوتی جلن سے آیا تھا.. اسنے کھینچ کر خود سے بلینکٹ پیچھے پھینکا..
اور اپنے توانا سینے کو دیکھا تو گھنی مونچھوں تلے مسکراہٹ بکھر گئی..

اسکے سینے پر جابجا غصے میں ڈھائے گئے اسکے تشدد التجا کے گہرے سرخ نشان تھے.. اسکے ناخون کی خراشیں تھیں اور کچھ دانتوں کے نشان..
صبح اسکا غصہ یاد کرتے وہ بےساختہ ہنسا.. اور اسے سوچتے گردن گھما کر برابر میں دیکھا. توقع مطابق وہ جگہ خالی تھی.. اسکے سوتے ہی وہ بیڈ سے بھاگ گئی تھی..
اسکی بھیگی چوزی جیسی حالت کا سوچ کر وہ مسکراتے بیڈ شیٹ کی سلوٹوں، بکھرے مرجھائے پھولوں سے توجہ ہٹا کر باتھروم کی طرف دیکھنے لگا..
"روح!!" اسنے گھمبیر لہجے میں محبت سے پکارا..
کیونکہ رات اسکی حالت کافی خراب ہو چکی تھی.. وہ اس وقت پریشان ہوکر اٹھ بیٹھا.. لیکن

پاؤں تلے کچھ نرم محسوس کرتے جیسے نظریں جھکا کر دیکھا تو اسکی وہی میرون نائیٹی تھی.. جسے ساحل نے جھک کر اٹھالیا.. نائیٹی کو دیکھتے ہرلمحہ ہر پل پھر سے تازہ ہوگیا.. یہ ساحل شاہ کو ماننا ہی پڑا کہ وہ ضرورت سے کچھ زیادہ ہی نازک مزاج تھی..

جواب نا ملنے پر ساحل کو احساس ہوا کہ وہ روم میں صرف اکیلا ہی ہے.. بلیک ٹراؤزر میں ملبوس وہ انھ کھڑا ہوا.. اسکے بازوؤں میں سینے پر اسکا نرم روئی سا لمس ابھی تک محسوس ہوتا تازہ تھا..

اسنے نائیٹی کو بیڈ پر پھینکا.. اپنے بکھرے بالوں میں ہاتھ پھیر کر سگریٹ کی طلب کو دباتا اسے باتھ روم ڈریسنگ روم میں تلاشنے لگا.

وہ نہیں تھی روم میں.. اور اسے فوراً سے طلب ہو رہی تھی.. سگریٹ بھی شاید رات ختم کرچکا تھا.. دل اسے دیکھنے کا شدید خواہشمند تھا..

اسنے قد آور آئینے میں ایک سرسری سی نظر اپنے توانا جسمات پر ڈالتے قدم دروازے کی طرف اٹھالیے۔۔

باتھ روم کا فرش گیلا تھا اس سے وہ اندازہ لگا چکا تھا کہ وہ باتھ لے چکی تھی۔۔ اور یہ حرکت ساحل کو کافی ناگوار گزری تھی۔۔"اتنی بھی کیا جلدی تھی اسے۔۔" وہ سوچ کر ہونٹ بھینچ گیا۔۔

اسنے جیسے ہی دروازہ کھولا دن کی چبھتی روشنی اسکی گرے آنکھوں سے آ ٹکرائی۔۔۔ لیکن ساتھ ہی اسکا مدھر سا دھیمہ مگر دلکش نکھرا نکھرا سا قہقہہ ساحل شاہ کے کانوں سے ٹکرایا۔۔۔

"کہیں کیس کا بہانہ تو نہیں؟"فلیٹ کے اس امریکن اسٹائل کچن کے کاؤنٹر پر رکھا موبائل سپیکر پر ہونے کی وجہ سے سمن کی شریر آواز فضا میں گونجی۔۔

کھانا بناتی ہوئی روحا اسکی بات سن کر ایکدم جھینپ کر بوکھلائی.. "صرف بکواس ہی کرتی رہو رسی جل گئی مگر بل نہیں گیا تمہارا.. اس انکل سے کہہ کر دو چار گولیاں تمہاری گز بھر کی زبان پہ بھی چلا دینی چاہیے تھی مجھے.. بتایا تو ہے کہ وہ اپنے کیس کی وجہ سے فلیٹ پر آئے ہیں.."وہ اپنی چوری پکڑ جانے کے خوف سے سمن پر چڑھ دوڑی اور روٹی توے پر ڈالی..

"اوہ ہیلو میڈم! زیادہ دورِ چنگیز بھابی بننے کی ضرورت نہیں.. بڑی آئی گولی چلانے والی.. گولی کی آواز سے تو تمہاری کانپیں ٹانگ جارہی تھیں تیور دیکھو چوزی کے ہونہہ...

تم سے پہلے بھی بھائی وکیل ہی تھے یہی کام کرتے تھے ڈیڈ نے ہزار بار سگریٹ سے ڈانٹ کر گھر سے جانے کا کہا ہے مگر پہلے کبھی تو نہیں گئے.. اب اچانک اس صورتحال میں تمہیں لیکر چلے گئے.. دال میں کچھ تو کالا ہے بےبی بابا.." وہ کھوجتے مشکوک شریر لہجے میں بولتی قہقہہ لگا اٹھی...

روحا جو پہلے سے سرخ تھی.. اسکے رخسار تپ کر مزید گلنار ہو گئے.. "سو بےغیرت مرے ہوں گے تب تم پیدا ہوئی ہوگی سمن شاہ.." وہ تپ کر غصے سے بولی.. لیکن بدلے میں سمن کا قہقہہ اسے زچ کرگیا..

"ان میں پہلا نام تمہارا تھا.." سمن نے ہنستے ہوئے برجستہ کہا وہ سرتا پا جھلس گئی..

"اگر اتنا ہی ہماری پرائیویسی کو کھوجنے کا بھوت سوار ہے تو جاکر اپنے شوہر کے پاس جانو.. وہ تمہیں اچھے سے سمجھا بجھا دے گا کہ آئندہ دوسروں کی پرائیویسی کو جاننے کی گستاخی نہیں کرو گی...اور اب مجھ سے کچھ مت پوچھو.. اور ہاں اپنی بےبی والی بکواس اپنے لیے رکھو کیونکہ بےبی تم ہو میں تمہاری بھابی ہوں.. کمینی نا ہوتو..." اسنے مصنوعی غصے سے تیز لہجے میں چٹخ کر کہتے کال ڈسکنیکٹ کردی.. دوسری طرف "اووہ" کرتی سمن چیختی رہ گئی...

ابھی کچھ دیر پہلے اسکی آنکھ بھوک کہ شدت سے کھلی تھی۔ اسنے خود کو ساحل شاہ کے تنگ حصار میں قید پایا تھا۔۔ کچھ دیر تو اسکے بازوؤں میں سکون سے پڑی وہ اسکے نقوش کو نظروں کے راستے دل میں اتارتی حفظ کرتی رہی۔۔
اور پھر جب اس سے پیٹ نہیں بھرا تو غیرمحسوس طریقے سے سانس روک کر اسنے اسکا حصار کھولا تھا اور باتھ لیکر کپڑے پہنتی بالوں کو خشک کیے بغیر جیسے تیسے اسکے روم سے باہر نکل آئی تھی۔۔
مبادا جاگ گیا تو پھر اس سے جان چھڑوانا مشکل تھا اسکے لئے۔۔
وہ سیدھا کچن میں آئی جہاں کھانے کی ضرورت کا تمام سامان موجود تھا۔۔ بلکہ اسکے علاوہ بھی ہرچیز فریج میں پڑی ہوئی تھی۔۔

اسنے پہلے تو سوچا جیم بریڈ سے گزارا کرلے، لیکن اپنے ساتھ ساحل شاہ کو یاد کرتے اسنے وقت کا احساس کرکے سیدھا کھانا بنانا شروع کردیا..
ساتھ چائے بھی بنالی تھی کیونکہ اسے کافی سر درد تھا جسکا علاج فی الحال دوائی کے بجائے چائے تھی. کیونکہ اسکا یہ سر درد نیند مکمل نا ہونے کی وجہ سے ہوا تھا..
وہ چائے کی چسکیاں بھرتی ساتھ روٹیاں بنا رہی تھی،، اسکے لبوں پر شرمگین سی مسکراہٹ تھی جو چھپائے نہیں چھپ پارہی تھی..
چہرہ وجود نکھرا نکھرا سا مہکتا گلابی تھا پہلے سے کئی گنا زیادہ حسین اور دلکش.. بوند بوند ٹپکاتے اسکے بھیگے سیاہ گھنے کمر سے چپکے بال اسکی پشت کو گیلا کر چکے تھے..
لیکن یہاں کون تھا اسکے علاوہ.. پورا فلیٹ بند تھا، ساحل شاہ سویا ہوا تھا اور ابھی تو اسکے

اٹھنے کے امکان دور تک نہیں تھے کیونکہ اسنے محسوس کیا تھا وہ کافی گہری نیند سویا ہوا تھا.. تو وہ بےفکر ہوکر اسکا موبائل اٹھا کر آئی تھی کیونکہ اسے سمن سے بات کرنی تھی...
اسے اپنی تینوں ماؤں سے بات کرنی تھی اور بازل سے بھی..
یہ اسکی زندگی کی نئی شروعات تھی.. زندگی کی نئی صبح اور وہ اپنی خوبصورت شروعات ان خوبصورت رشتوں سے کرنا چاہتی تھی جوکہ اسکے دل کے بےحد قریب تھے..
اسنے سب سے پہلے اپنی ماں سے بات کی جسنے اسے جنم دیا تھا، دل آج خود ہی انکی طرف اس شدت سے کھینچا تھا کہ پہلی کال انہیں کرنے سے وہ خود کو روک نہیں پائی..
اسنے اپنی ماں سے اپنی خوشیوں کی حسین شروعات کو شیئر کیا.. انکے پوچھنے پر انہیں بتایا کہ وہ ساحل کے فلیٹ پر ہے.. حجاب شاہ نے اسے

ڈھیڑوں دعاؤں سے نوازا..
روحا نے جب ان سے اپنے باپ کی طبیعت خیریت متعلق پوچھا تو حجاب شاہ گڑبڑا گئیں.. اتنا سب کچھ ہوگیا تھا کہ وہ اپنی بیٹیوں کو بتا بھی نہیں پائی تھیں کہ انکی ماں انکے باپ کا گھر چھوڑ چکی ہیں..
پہلے صورتحال کی وجہ سے نہیں بتا پائی تھیں اور اب روحا کی خوشیوں کو سوچ کر وہ گاؤں ہونے کا بہانہ بنا گئیں..
روحا نے کچھ فکرمندی سے گاؤں جانے کی وجہ پوچھی، حجاب نے بڑوں کی طبیعت کا بہانہ بنا کر بات گول مول کرکے اسے ساحل شاہ کی اور بازل کی ہدایات دینے لگیں.. اور پھر کچھ یہاں وہاں کی گفتگو کے بعد رابطہ منقطع کرکے خوشی سے پرجوش اپنی مام کو کال ملائی تھی..
لیکن جتنا اسکا جوش عروج پر تھا اتنی ہی

مایوسی کا سامنا کرنا پڑا اسے کیونکہ اسکے بار بار ٹرائے کرنے کے بعد بھی اسکی مام کا نمبر بند جارہا تھا..

وہ ایکدم اداس سی ہو گئی.. باپ کے نمبر پر کال ملائی تو وہاں بھی وہی نمبر بند.. اسکا باپ کا نمبر کبھی بند نہیں ہوتا تھا کیونکہ انکے نمبر پر بزنس پارٹیز کے نمبر اور دیگر اسٹاف کے نمبر موجود ہوتے تھے ایسے میں موبائل بند کردینا روحا کو کچھ پریشان کرگیا..

پہلے دل کیا ساحل کو اٹھا کر اسے سب بتائے.. لیکن پھر اسکی نیند کا خیال کرکے وہ اپنے احساسات پر ضبط کر گئی یہ سوچ کر کے وہ کافی زیادہ اوور تھنکنگ کر رہی ہے..

اسکی ماں ٹھیک تھیں تو لازماً باپ اور مام بھی ٹھیک ہی ہوں گے.. اسنے انہیں اللہ کے امان میں بھیجتے اپنے سسرال کال ملائی..

کال زریش شاہ اسکی ساس نے پک کی تھی.. اور روحا کی آواز سن کر وہ بےحد خوش ہوئی تھیں.. انہوں نے روحا کو بتایا کہ انکی فکر میں وہ پوری رات سکون سے سو بھی نہیں پائیں..
لیکن روحا نے انہیں بےفکر رکھا کہ وہ یہاں بالکل ٹھیک ہیں بلکہ ساحل شاہ بھی.. انہوں نے ڈیڈ کی باتوں کا بالکل مائنڈ نہیں کیا ناہی روحا سے انکے متعلق کوئی بات..
"ہاں مجھے پتا ہے وہ کچھ نہیں کہے گا.. کیونکہ گلہ شکوہ تو اسنے کبھی سیکھا ہی نہیں نا ہی ہم سے کبھی کیا.. لیکن ڈر لگتا ہے جوان بیٹا ہے وہ تو غصے میں کچھ بھی بول دیتے ہیں.. ساحل دل پہ نا لے لے.. اور خدانخواستہ ایک بار اس لڑکے کے دل سے جو اتر جاتا ہے پھر عمریں گزر جاتی ہیں لیکن اسکے دل میں وہ مقام حاصل نہیں کرپاتا.."
زریش شاہ کی بات سن کر روحا خاموش ہوگئی تھی. اسنے بھی یہ محسوس کیا تھا.. ایک بار

کوئی چیز یا انسان ساحل شاہ کے دل سے اتر جائے بعد میں وہ معاف تو کردیتا تھا لیکن اس اتری ہوئی چیز یا انسان کو کبھی دل میں مقام نہیں دیتا تھا..

روحا کا تو سن کر دل ہی سہم گیا.. اسنے تو خدا کے ڈھیڑوں شکر کیے کہ وہ بچ گئی.. اگر ساحل شاہ اسے دھتکار دیتا زندگی سے بےدخل کردیتا تو شاید ہی روحا شاہ زندہ رہ پاتی..

زریش شاہ سے بات کرنے بعد انہیں پرسکون کرتے ساحل کی طرف سے اسنے اسی کال پر سمن سے بھی بات کرلی.. لیکن سمن کا اسے تنگ کرنا چھیڑنا..

اس سے پہلے سارے بھید کھل کر فاش ہوجاتے اسنے بوکھلا کر کال ڈسکنیکٹ کردی تھی.. اور یہ رب کا شکر ادا کیا کہ وہ ٹھیک تھی مسکرا رہی تھی پہلے کی طرح..

اسے کوئی جانی نقصان نہیں ہوا.. اگر ہوتا تو شاید ساحل شاہ اسکا قتل کردیتا... روحا نے سوچ کر ہی جھرجھری لے لی اور چائے کا آخری گھونٹ بھر کر وہ آخری روٹی توے سے نکال کر ہاٹ پاٹ میں رکھتے وہ اب سالن کا سوچنے لگی...

اسنے کچھ سوچ کر گال پر بھیگی چپکی ہوئی بالوں کی ایک موٹی سی لٹ کو انگلی پر سمیٹ کر کان کے پیچھے کیا اور جونہی پلٹی کچن کی دہلیز پہ اسے استادہ پاکر اسکے لبوں سے بےساختہ خوف سے چیخ ہی نکل گئی..

"آآ..آپ؟؟" اسکی غیرمتوقع آمد سے اسکی سانس سینے میں ہی دب کر رہ گئی.. روحا نے سرخ چہرے ہراساں سہمی ہرنی کی مانند نظروں سے ساحل شاہ کی گہری خود میں اترتی نظروں کو پاکر ایکدم سے اسکی طرف سے رخ پھیرلیا....

"اتنی خوبصورت صبح تھی ہماری اور تم گڈ مارننگ وش کیے بغیر یہاں آگئی.." وہ گھمبیر

جذبوں سے بوجھل آواز میں بولا..
ساحل کے لبوں پر گہری مسکراہٹ آگئی.. وہ اسکی پشت کو دیکھنے لگا.. وہ اسکی سفید گھٹنوں سے تھوڑا سا اوپر تک آتی کھلی شرٹ میں ملبوس تھی..
جوکہ شاید اسنے وارڈروب سے نکالی تھی..
اسنے آستین کہنیوں تک فولڈ کر رکھی تھیں، شرٹ کے سارے بٹن بند کرکے صرف آگے کا ایک کھول رکھا تھا.. سیاہ لمبے بھیگے بالوں سے ٹپکتی پانی کی شبنمی بوندیں اسکی پشت پر گرتیں شرٹ کو بھیگو گئی تھیں..
ساحل کے آگے اسکا نکھرا مہکتا سراپا تھا.. جو ابھی اسکی آمد پر ہولے سے لرزنے لگا تھا.. اسکی لرزش کو دیکھتے ساحل کو رات کا وہ منظر یاد آیا جب وہ مکمل اسے خود کے سپرد کرکے اسکے بازوؤں میں سہمی ہرنی کی مانند کانپتی رہی تھی...
"گگ..گڈ مارننگ... آآ..آپ س..سو رہے تھے تت..تو

آپ کو جگانا مناسب نہیں لگا۔" وہ اسکے
خوبصورت شکوے پر مسکراتی ہکلا کر بولی۔۔
اور اپنی کلائیوں پر موجود اسکی انگلیوں کے سرخ
دلکش نشان پر انگلی پھیرنے لگی۔۔ جو اسکی قربت
میں میسر ہوئے تھے اسکے تن من پر۔۔
جیسے ساحل سے چھڑا لیتی ہیں موجیں دامن
کتنا سادہ ہے تیرا مجھ سے گریزاں ہونا
وہ چھپنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اسکا اب
چھپنا ہی تو ناممکن تھا۔۔ وہ جس روپ میں اسے
دیکھنے کا خواہش مند تھا ٹھیک ویسے ہی وہ
اسکے سامنے کھڑی تھی مگر دوریوں پہ۔۔
ساحل اپنے بڑھتے قدموں کو روک نہیں پایا۔۔ وہ
دہلیز پھلانگ کر کچن میں داخل ہوا۔۔ اور اسکی
پشت پر آکر کھڑا ہوگیا۔۔
"تم نے باتھ لے لیا میرا انتظار بھی نہیں کیا کیوں؟"
اسنے اسکے سر پر بوسہ دیتے پوچھا۔۔
اور ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر اسکے سارے بھیگے گھنے
بال سمیٹ کر اسکے دائیں شانے پر رکھتے اپنے

چوڑے بازوؤں کا تنگ حصار اسکی نازک کمر میں باندھتے جھٹکے سے اسے پاس کردیا..
اور بائیں ناتواں کندھے پر اپنی ٹھوڑی ٹکا کر اسنے ناپسندگی کچھ رعب سے پوچھا..
اسکی بھیگی پشت جیسے ساحل کے دہکتے سینے سے ٹکرائی، جہاں روحا کے تن بدن میں کرنٹ سا دوڑ گیا تھا وہیں ساحل کے سینے میں ٹھنڈک اتر گئی..
جیسے صدیوں سے پیاسے ساحل کو اچانک عنایت کرتے سمندر کی موجوں نے سیراب کردیا ہو..
روحا کو سمجھ نہیں آیا وہ اسکا جواب کیا دے..
خاموش لب پیوست انگلیاں چٹخاتی حیا سے گلنار چہرے کے ساتھ کھڑی تھی...
"کچھ بولو بھی یا ایک ہی رات میں بولڈ روحا شاہ کی بولتی بند ہو گئی ہے کیا؟" اسکا یہ جھینپا جھینپا شرمایا خاموش روپ ساحل کو مزید پاگل کرنے لگا.. لیکن اسکی حالت سے محظوظ ہوتے وہ طنز سے باز نہیں آیا..

روحا پھر بھی کچھ نہیں بولی البتہ یہ اعتراف ضرور کیا خود سے کہ اس بولڈ پن نے اسے دن میں بھی تارے دکھا دیئے تھے۔ اور اب وہ اپنے بولڈ ہونے پر پچھتا رہی تھی۔۔

"آآ۔۔پ جاکر باتھ لے لیں۔۔ تب تک میں کھانا ریڈی کرلیتی ہوں۔۔" وہ اسکے تنگ حصار میں کسمساتی بولی۔۔

"تمہیں روکا کس نے ہے بناؤ کھانا۔۔ لیکن مجھے اپنے کام سے مت روکو۔۔ اگر اس وقت میرا نشہ پورا نہیں ہوا تو بہت کچھ ہو جائے گا جوکہ ہونا نہیں چاہیے۔۔" وہ وارن کرتا اپنے لب اسکی گردن پر رکھتا اسکی خوشبو کو سانسوں میں اتارنے لگا۔۔

"ایک منٹ شاہو رکیے تو۔۔" روحا سٹپٹا کر گھبراتی آگے بندھے ہوئے اسکے بازو مشکل سے کھول کر فریج کی طرف آئی۔ مٹن کڑائی بنانے کا سوچتے وہ اسکے مطلوبہ سامان کچن سے نکالتی گھورتے ہوئے ساحل شاہ کو مسکراہٹ لبوں میں دبا کر وہ کاؤنٹر کے سامنے کھڑی ہوگئی۔۔

"لگتا ہے چوزی تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے۔" وہ اسکی طرف پلٹتا غصے سے بولا۔۔

"کھانا بنانا میرا کام ہے۔ میں اس وقت اپنا کام کر رہی ہوں۔۔ آپکو چاہیے تب تک آپ فریش ہو جائیں۔۔ تاکہ پھر کھانا ساتھ کھا سکیں ہم۔۔" وہ مسکراتے شرماتے مضبوط لہجے میں بولی۔۔

ساحل اسکے بدلے رنگ پراعتماد انداز پر ایک لمحے کیلئے خاموش رہ گیا۔۔ اس نے اسکے سر کو دیکھا اور جھٹکے سے اسکے بالوں کو مٹھی میں پکڑ کر چہرہ اپنی سمت کیا۔۔

"محبت کرنا بھی میرا کام ہے۔۔ اور میں اپنا کام اپنے طے کردہ وقت پہ کرنے کا عادی ہوں کسی کے حکم پہ نہیں۔۔" وہ باور کرواتے سنجیدگی سے بولا۔۔ روحا کا دل اسکی نرم پکڑ کے بعد بھی خوف سے سینے میں ڈوب گیا۔۔۔

اسنے اسے گھماتے ہوئے اسکا رخ بدلا۔۔

اور اسکی کمر کو تھام کر پشت کو سینے کے قریب کرلیا۔۔ وہ حیا شرم سے سرخ چہرے جھکی پلکوں

سے اپنا کام کرنے لگی جب ساحل نے اسکی شفاف صراحی دار گردن پہ سے سارے بھیگے بال سمیٹ کر وہاں اپنے ہونٹوں رکھے اسے اپنے لمس سے بھگونا شروع کردیا..
روحا نے لب دبا کر کاؤنٹر کو تھام لیا.. ساحل کے مضبوط ہاتھ اسکی کمر کو سہلاتے پھرتے ہوئے روحا کے آگے آئے اور اسکے اوسان خطا کر گئے..

"ش.شاہو.." اسنے گھبرا کر ساحل کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھے.. لیکن ساحل نے الٹا اسکے ہاتھوں کو ہی تھام لیا...
"جانِ شاہو یہ وقت ہمارا ہے!" وہ اس پر جتاتا اسکے کالر بون پر ہونٹ رکھ کر اسکی شرٹ کے بٹنوں پر انگلی پھیرتے اوپر کی طرف لاتے روحا کی جان نکال دی...
"آپ ہاتھ لے لیں نا.." وہ منت بھرے لہجے میں گویا ہوئی..

ساحل کے لبوں پر گہری مسکراہٹ بکھر گئی.. اسنے اپنا ایک چوڑا بازو روحا کے آگے پیٹ کے گرد حائل کرتے خود کے پاس تر کردیا.. اور چہرہ گردن میں چھپا کر کتنی دیر تک وہیں بٹ بنا کھڑا رہا...

"کیوں؟؟" وہ سرگوشیانہ بولا.. اور ساتھ ساتھ بےحد نرمی سے اسکی بھیگی گردن کو اپنے لبوں سے مزید بھگوتے اپنی نمی سے تر کرتا جارہا تھا..

"کیونکہ آپ فریش ہو جائیں تو ہم ساتھ کھانا کھائیں مجھے بھوک لگی ہے.." وہ مدھم آواز میں بولی..

اسکے ہونٹوں کی نرم، بڑھی ہوئی شیو اور مونچھوں کی چبھن سے اسکے رگ وپے میں سرد لہریں اٹھ رہی تھیں..

وہ دونوں تنہا تھے، اور وہ مکمل آزادی سے روحا پر اپنی شدتیں لٹا رہا تھا..

اسکا بازو پکڑ کر جھٹکے سے اسے اپنی طرف گھما گیا..

"تم نے کون سا میرے کپڑے تولیہ وغیرہ نکال کر

رکھیں ہیں؟" ساحل نے بارعب لہجے میں مصنوعی غصے سے پوچھا.. روحا اپنی جگہ چور سی ہو گئی..

"مم..میں کردیتی ہوں"حیا سے وہ اسکی طرف دیکھنے سے گریز کرتی بولی...

"بعد میں.. کیونکہ اس وقت مجھے اپنی طلب پوری کرنی ہے.." ساحل اسکی سوالیہ آنکھوں کو پڑھ کر جواب دیتا اسکے ہونٹوں پر انگلی پھیرنے لگا..

روحا کا دل اسکے سینے میں سکیڑ گیا.. لیکن اس سے پہلے وہ اسے روکتی یا کوئی بہانہ بناتی ساحل شاہ اسکے بالوں میں ہاتھ پھنسا کر جھٹکے سے چہرہ اپنے سامنے کرتے دوسرے لمحے جھک کر اسکے گلابی ہونٹوں کو اپنے لبوں میں جکڑ کر دونوں ہاتھوں سے کمر کو تھام کر اٹھاتے ہوئے کاؤنٹر پر اسے بٹھایا...

روحا پہلے سے اسکی مونچھوں کی چبھن ہونٹوں کی شدتوں سے پور پور جلھس رہی تھی اسکے پھر

اسکے تپے سرخ چہرے کو دیکھتے پوچھا..
"آآ..آپ یہ کک..کیا کر رہے ہیں..کک..کاٹ رہے تھے.."
وہ بھیگی آواز میں خفگی سے بولی.. ساحل اسکی سرخ ڈورے والی سیاہ بڑی بڑی سی آنکھوں میں دیکھتا سحرزدہ سا رہ گیا..
"ہاں تمہارا خون پینا چاہتا ہوں.. دیکھنا چاہتا ہوں کہ کتنا میٹھا ہے تمہارا خون جو مجھے بار بار تمہاری طرف کھینچتا ہے.." اسنے گھمبیر مخمور لہجے میں کہا..
روحا نے بری طرح سے گھورا.. اسکی نظریں اسکے چوڑے مضبوط شانوں پر گئیں جہاں اسکے ناخون کی خراشوں کی سرخیاں واضح تھیں.. اسکے چہرے کے خد وخال میں تیزی سے سرخی پھیل گئی..
یہ ان گزرے لمحات میں اسکے احتجاج کی نشانیاں تھیں.. جن کا اس سر پھرے وکیل پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا..

"سستے ویمپائر بننے کی کوشش مت کریں جاکر فریش ہو جائیں شاہو.. ورنہ اپنے اس کریکن والے روپ سے میرا دل پھاڑ دیں گے.." وہ تنک کر اسکے جذبات پر ابلتا تیل ڈالتی منہ بنا کر بولی.. اور گردن پر موجود خراشوں کو شرارتے سے دبانے لگی..

ساحل نے خشمگیں نظروں سے اسے گھورا..

"تمہارا دل کیا غبارے کا بنا ہوا ہے جو پھٹ جائے گا.." وہ اسکے سراپے پر گہری نگاہ ڈالتا اسکے ہونٹوں پر انگوٹھا پھیرتے روحا کے تنفس بحال ہوتے ہی اسنے اسکے سفید موتیوں جیسے دانتوں تلے انگوٹھا دیا..

وہ غصے سے کاٹنے لگی تھی مگر اسی وقت ساحل نے جھک کر اسکے نچلے لب کو اپنی گرفت میں لے لیا..

روحا کی جان ہوا ہوگئی.. وہ سرد پڑتی خاموش رہ گئی.. جبکہ وہ اسکے چہرے پر جھکا اپنی مرضی کا مالک تھا کس طرح جھوئے اسے کیسے خود کو

سیراب کرے..
ساحل نے اسکے نچلے لب کو دانتوں میں دبا کر کھینچا..
"آہ.." روحا خوف سے کراہ کر اسکے شانے جکڑ گئی..
جبکہ ساحل شاہ اسکے روئی جیسے نرم ہونٹوں پر وہی عمل پھر سے دہرانے لگا اور پھر ہونٹوں کو اپنے لبوں میں جکڑے اپنی سانسیں اسکی سانسوں میں منتقل کرتے روحا کو کمر سے پکڑ کر خود میں بھینچا..
وہ بےبسی سے اسکی کمر کے گرد اپنی ٹانگیں لپیٹ کر اپنی تیز تیز دھڑکتی دھڑکنوں سے خائف اسکی شدتوں کو محسوس کرتی رہی..
اسکی کانپتی لرزتی انگلیاں ساحل شاہ کے چوڑے شانوں سے ہوتی پشت پر سرک گئیں.. اسکے چوڑے مضبوط بازوؤں کی موٹی سی ابھری رگیں روحا کو بےحد پسند آئی تھیں..

وہ اسکے قریب ہوتی سینے سے آلگی.. ساحل نے اسے بازوؤں میں اٹھالیا تھا.. لیکن پیچھے نہیں ہوا.. اسکے لب روحا کے نچلے لب سے ہوتے ٹھوڑی پر سرکتے گردن پر آگئے..

اسکی گردن پیچھے کی جانب ہوگئی.. اسکی آنکھیں بند تھیں اور سانسیں بکھری ہوئی تیز تر.. ساحل نے اپنے دانت جب اسکی شرٹ کے بٹن پر رکھے.. روحا نے سہم کر اسے دیکھا..

شرٹ کا بٹن ساحل کے دانتوں سے نیچے گرا.. وہ روحا کی آنکھوں میں دیکھتا اسے جھٹکے سے اپنی طرف کھینچ کر ہونٹوں کو قید کرگیا..

اس بہکے لمحے میں دونوں کو وقت گزرنے احساس نہیں تھا.. ایک دوسرے سے سانسیں الجھائے وہ آس پاس سے بےگانہ ہو چکے تھے.. ساحل نے اسکی ناک سے اپنی ناک سہلاتے اسکے گال اور گردن پر اپنے لب پھیرتے شیو کو سہلانے لگا..

اسکی شرٹ اسکے نازک شانوں سے سرکنے لگی.. وہ دھک دھک دل سے مشکل سے بیٹھی تھی.. اسکی

پلکیں بھاری ہوکر گر گئی تھیں.. گردن پر سرخی چھائی ہوئی تھی..
اسکی سیاہ جھکی پلکوں کو دیکھتے اسکے گالوں پر لب رکھے اور اس سے دور ہوتے فریج میں رکھی بنی کی بوتل کو نکال کر پیچھے کرتا وہیں لے آیا..
"کک..کیا کر رہے ہیں آپ؟" اس سے پہلے روحا اسکے ارادوں کو سمجھتی اسنے ہاتھ پیچھے لے جاتے مکھن اور ہنی کی بوتل سے انگلی بھر کر اچانک روحا کے ہونٹوں پر پھیری...
"تمہارے گلابی ہونٹوں سے شہد پینا چاہ رہا ہوں.."اسکی سرگوشی پر "آہ" کرتی وہ ہڑبڑا کر خوفزدہ سہم گئی..
اور سرخ ڈورے والی سیاہ بڑی بڑی ہراساں آنکھوں سے ساحل شاہ کو دیکھنے لگی.. اسکے گلابی چہرے پر وہ سیاہ گھنی پلکوں والی بڑی آنکھیں مبہوت کردینے والی تھیں..
"تم نے باتھ لے لیا؟" ساحل نے اسی شہد سے بھیگی انگلیوں سے اسکے گال کو سہلاتے پوچھا..

"جج..جی.." وہ آنکھیں جھپکا کر سانس روکتی سر اثبات میں ہلا گئی.. ساحل نے اسکی فرمانبرداری پر اپنے ہونٹوں کو اسکے شہد سے بھیگے ہونٹوں سے ملا کر ذرا سی سختی سے جکڑے وہ کراہ کر مچلتی آنکھیں میچ گئی..
اسکی آنکھوں کو بند دیکھ کر ساحل کی آنکھوں میں پراسرار سی چمک ابھری.. اسنے اسکی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہوئے اسکی پشت پر وہ بوتل لیکر آہستہ سے ہتھیلی پر انڈیل کر اسنے ہاتھ آپس میں ملائے..
وہ نازک سے وجود کی مالک لڑکی اتنی دلکش تھی کہ دل چاہتا تھا بانہوں میں بھینچ کر خود میں سما لے..
اسکے مضبوط ہاتھوں کی دونوں ہتھیلیوں سے شہد ٹپکنے لگی.. "بنی" وہ اسکے کان میں گھمبیر بھاری مخمور سی سرگوشی کرتا اپنے ہاتھ اسکے آگے شرٹ کے اندر سے پیٹ پر پھیرتے کمر کی طرف چلاگیا..

روحا نے سانس روک کر اسکے گرد ٹانگوں کو سختی سے باندھ لیا.. ساحل اسکی پشت پر ہاتھ پھیرتے سہلاتے ہوئے آگے سے اسکے شانوں پر آیا.. روحا کی پلکیں اسکی جسارتوں کا بھوج سہن نا کرتی جھک گئیں.. وہ بند آنکھوں سے گہری بکھری مدھم سی سانسیں لینے لگی..
اسے اندازہ نہیں تھا وہ شخص کیا کر رہا ہے اسکے دماغ میں کیا چل رہا ہے.. ساحل نے اسکی پلکوں پر مدھم سی پھونک مارتے مسکراہٹ دبا کر اس بوتل کو اٹھایا.. روحا کی شفاف بےداغ گردن پر انڈیل دیی...
"آہہہ.." وہ کچھ چپچپی چیز کو گردن سے سرکتے اندر کی طرف جاتے محسوس کرتی خوفزدہ ہوکر چیخی..
"ہاہاہاہا..." ساحل نے اسکے اچانک آنکھیں کھول دینے پر بوتل پھیچے کردی.. لیکن اسکے تاثرات دیکھتا وہ کچن کی فضا میں فلک شگاف قہقہہ لگا

اٹھا.. تب تک روحا کی آنکھیں اپنا حال دیکھ بھی چکی تھیں اور انتہائی حد تک پھیل بھی گئی تھیں..

"ییی.یہ کیا کیا ہے؟" وہ تقریباً صدمے سے چلائی..

"اورجِنل ہنی باڈی لوشن ہاہاہاہا.." اسکے صدمے کا فائدہ اٹھا کر ساحل شاہ نے مسلسل قہقہہ لگاتے اسکی گردن پر گرائی ہوئی شہد سے انگلی بھر کر اپنے منہ میں ڈالی..

"اییی.. یی.یہ کیا کردیا آپ نے شاہو! یہ انتہائی کوئی فضول حرکت ہے.. آپ کو احساس ہے کس قدر چپچپی ہے یہ.." وہ بھرائی آواز میں اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر روتی پیچھے دھکیلتی چلائی..

"کوئی نہیں یہ ہماری مستیاں ہیں.. تنہائی میں اتنا تو کر سکتے ہیں... تم باتھ لے لو تمہارا وجود مزید نکھر آئے گا.." وہ محظوظ ہوکر پیچھے ہوتا اپنی انگلی پر زبان پھیر آنکھ دباتا بولا..

"باتھ" سن کر روحا کو اسکا منصوبہ سمجھ آتے ہی

دھچکہ لگا..
وہ تیزی سے کاؤنٹر سے نیچے اتری.. "اگر آپ نے یہ مجھے باتھ دوبارہ لینے کیلئے مجبور کیا ہے تو سن لیں میں ایسے ہی رہ لوں گی مگر آپ جو چاہتے ہیں ایسا ہرگز نہیں ہوگا..." وہ غصے سے سرخ پاؤں پٹختی متھیاں بھینچ کر بولی اور کچن سے نکلی..
"سوچ لو.. اگر نہیں باتھ لو گی تو چیونٹیاں تمہارے ساتھ رومینس کریں گی.. اور انکے رومینس سے تمہاری چیخیں نہیں بلکہ دھاڑیں گونج اٹھیں گی.." وہ مکھن کی بھری پیالی پر شہد انڈیل کر چمچہ بھر کر منہ میں ڈالتا اسکے پیچھے ہی گیا..
"کہاں جارہی ہو میری مکھنا.. رس ملائی..برفی.. چوزی" وہ محبت بےباکی سے نام رکھتا اسکے پیچھے ہی روم میں داخل ہوا..
"بےشرم کریکن مجھے تنگ مت کریں ابھی جو آپ نے حرکت کی ہے میرا دل چاہا رہا ہے سر پھاڑ دوں آپکا.." وہ ٹشو سے اپنی گردن سے شہد صاف کرنے

لگی..
لیکن ساحل نے انتہا کرتے پوری مل دی تھی جس کی وجہ سے صاف کرکے بھی صاف نہیں ہو پارہی تھی.. وہ جھنجھلا گئی.. چپچپاہٹ سے اسکا دماغ سنسنا اٹھا..
"کیوں ایسے چڑ رہی ہو.. آجاؤ میں صاف کردوں.."
وہ مخمور نگاہوں سے دیکھتا اسکے ہاتھ کو پکڑ کر بولا.. روحا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا..
اسکا اشارہ اور تیور دیکھتے اسکا دل اٹھاہ گہرائیوں میں جا ڈوبا تھا.. وہ بوکھلا کر اسکا ہاتھ جھٹک گئی..
"کوئی ضرورت نہیں.. میں کرلوں گی آپ پلیز جائیں اور ہاتھ لے لیں.." اسنے قطعاً انکار کرتے سر نفی میں ہلاتے وہ ٹشو ڈسٹبن میں ڈالے..
بالوں پر شہد کے چپکنے سے بچاتے ہوئے اسنے بالوں کو سمیٹ کر جوڑے کی شکل دیتے لپیٹ لیا..
ساحل نے سخت نگاہ اس پر ڈالی..
روحا نے نظرانداز کرتے وارڈروب سے اسکے کپڑے

روحا نے نظرانداز کرتے، وارڈروب سے اسکے کپڑے نکالے.. وہ باتھ روم کی طرف بڑھا.. روحا نے سہم کر اسکی پشت کو دیکھا اور ہونٹ بھینچ لیے..
وہ مانتی تھی کہ وہ بولڈ تھی لیکن اتنی بھی نہیں.. جیسا وہ چاہتا تھا اس حد تک کو سوچتے اسکے رونگھٹے کھڑے ہو جاتے اور دل سہم سہم جارہا تھا..
"تولیا کہاں ہے؟" ساحل نے باتھ روم میں داخل ہوتے غصے سے پوچھا..
"جج۔جی ابھی لائی.." وہ بوکھلا کر سوچ سے نکلتی وارڈروب کی طرف بڑھی ہینگ تولیوں میں سے ایک نکال کر ساحل کی طرف آئی..
اسکے قدم اسکی طرف بھرتے من بھر کے ہو رہے تھے.. وہ لبوں پر زبان پھیرتی ساحل کے مسکرانے پر بمشکل مسکرائی..
اسنے دو تین قدموں کے فاصلے پر رکتے باتھ بڑھایا... ساحل نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے باتھ بڑھایا تھا روحا کا دل تیزی سے دھڑک اٹھا..

اسنے چٹکیوں میں تولیے کو تھاما ہوا تھا.. مگر ساحل نے بھی تولیے کو تھامنے کے بجائے جھپٹ کر اسکی کلائی کو دبوچا..

"آہہہ.." ساحل نے جیسے تولیا دوسرے ہاتھ میں تھام کر روحا کی کلائی کو کھینچا وہ چیختی کھینچتی ہوئی اسکی طرف آئی مگر باتھ روم میں داخل ہونے کے بجائے اسنے دیوار کو جکڑلیا..

"نن..نہیں شاہو تمہیں میری قسم شاہو.." وہ مزاحمت کرتی چیختی چلائی.. "جانِ شاہو.. یہ دن پھر نہیں آئیں گے.. ایک بار آجاؤ! تمہارا ڈر ختم کرنا ہی پڑے گا.." ساحل نے مسکراتے تولیہ گردن میں ڈالا.. اور اسکے دوسرے ہاتھ کو پکڑا...

"آہہ.. ہرگز نہیں.. میں کبھی نہیں آؤں گی.. نہیں نہیں.." وہ چیختی سر نفی میں ہلاتی سخت مقابلہ کرتی نیچے بیٹھ گئی..

ساحل نے قہقہہ لگاتے اسے اپنی ضد پر ڈٹا ہوا دیکھ کر اسکی کلائیوں کو چھوڑ دیا..

"آہ.." اسکے کلائیاں آزاد کرنے پر روحا نے صدمے

"آہ.." اسکے کلائیاں آزاد کرنے پر روحا نے صدمے بوکھلایٹ سے سانس کھینچا اور فرش قالین کو نوچتی ہاتھ روم کی دہلیز سے دور کھسکنے لگی..
"اب تم بچ کر دکھاؤ مجھے!!" ساحل نے دانت پیس کر کہتے جھک کر اسکی ٹانگوں کو پکڑا.. روحا نے دہل کر اسے دیکھا..
وہ چمکتی گرے مسکراتی جتاتی ہوئی نظروں سے اسکے ہوائیاں اڑے، فق رنگت والے چہرے کو دیکھتا اگلے لمحے کھینچ کر اندر لے گیا..
"آہہہ.." روم کی فضا میں روحا کی دلخراش چیخ بلند ہوکر دم توڑ گئیں.. ساحل نے اسے اندر کھینچتے ساتھ ہی دروازہ اندر سے لاکڈ کردیا..
"آپ بہت برے ہیں شاہو.. بہت برے.. آئندہ میں کبھی آپ کے ساتھ تنہا کہیں نہیں جاؤں گی.." وہ روتی نیچے سے اٹھ کھڑی ہوئی..
"اگر تم شرافت سے مان جاتی تو اتنی تگ ودو نہیں کرنی پڑتی.." وہ جتا کر کہتا تولیہ ہینگ کرگیا..
"مجھے جانا ہے" روحا موقعہ پاکر وہاں سے بھاگنے

لگی کہ اچانک ہی ساحل نے اسے بازو سے پکڑ کر واپس کھینچتے دبوچ لیا..

وہ چیختی چلاتی رہی.. کچھ نا سوجھتے اسنے ساحل کے چوڑے بازو پر کاٹ دیا مگر اس پر کوئی اثر نا ہوا..

اور اچانک ہی شاور آن ہوگیا..

"شاہووو.." وہ ٹھنڈے یخ پانی کے اچانک اوپر گرنے پر ہڑبڑا کر چیخ پڑی.. وہ اسکے سینے میں چھپی.. جب تک ساحل نے دوسرا شاور آن کیا..

اور ایک طرف سے نیم گرم پانی دوسری طرف سے یخ بستہ پانی اسکے حواس جھنجھوڑ گیا.. اسنے گھبرا کر ساحل کے بازوؤں کو تھاما اور ساحل نے اسکی نازک کمر کو...

وہ مشکل سے پلکیں اٹھاتی اسے دیکھنے لگی.. اور بھی اسکے مقابل کھڑا چہرہ شاور کی طرف اٹھا کر اپنے چہرے پر شاور کا پانی محسوس کر رہا تھا..

اسکے چہرے سے بہتا پانی اسکے سینے پر آرہا تھا..

روحا نے ہاتھ بڑھا کر اسکے سینے پر پانی کو

چھوا.. ساحل نے اسکے لمس پر چہرہ اسکی طرف کیا..
اور اسکے بھیگے سراپے ارد گرد بکھرے سیاہ بالوں کی آبشار کو دیکھتا متبسم ہوتے بےخود اسے بانہوں میں جکڑ گیا..
وہ اسے کھینچ کر اسکی گردن میں جھکتا اسکے کلائیاں پکڑ کر دیوار سے لگا گیا.. روحا نے مزاحمت کرتے کسمسا کر اسے اسکی بڑھتی شدتوں کا احساس دلایا..
وہ جیسے اسکے گالوں کو چھو کر پیچھے ہوا..
روحا اسکے آگے سے نکل کر سامنے باتھ ٹب میں چلی گئی.. اس میں بیٹھتی وہ اس پانی کو جاگ میں بدلنے لگی..
جب ٹب سفیس جاگ سے بھر گیا تب وہ مسکرا کر اسکے غبارے فضا میں اڑاتی اپنے وجود پر لگائی شہد اتارنے لگی..

اسکی یہ شرارتیں مستیاں ساحل شاور تلے کھڑا دیکھ رہا تھا..
اقر روحا اسکی نظروں کی پتش سے جھینپتی جاگ کی چھیٹیں اس طرف پھینکنے لگی..
ساحل نے آگے ہاتھ کردیا لیکن اسکے باوجود اسکے سینے پر جالگیں.. وہ کھلکھلاتی اچانک ٹب میں کھڑی ہوتی شرارت سے اسکی طرف ہاتھ بھر کر پھینکنے لگی..
"روحا!" ساحل نے گھورا.. لیکن وہ اب اسے تنگ کر رہی تھی جس طرح اسنے اسے شہد لگا کر کیا تھا..
"تم ایسے نہیں سدھرو گی!" ساحل نے اسے غصے سے گھورا.. "اپنی باری بھول گئے کریکن کیسے تنگ

کیا تھا مجھے۔" وہ چھوٹی سی ناک سکیڑ کر اسے زچ کرنے کے موڈ میں تھی۔ پھر اسے جاگ اسے پھینکنے لگی۔۔

ساحل نے ایک پل کیلئے گھورا اسے۔۔ اور دوسرے لمحے شاور بند کرتا تیزی سے اسکی طرف بڑھا۔۔

"آہہ۔۔" روحا بوکھلا کر اسکے خونخوار تیوروں سے گھبراتی چیخ کر ٹب سے باہر نکلنے لگی تھی کی ساحل نے جھپٹ کر اسکے وجود کو بانہوں میں جکڑا۔۔

"آہہہ۔۔" اگلے ٹب میں پاؤں پھسلنے پر دونوں دھڑام سے اندر گرے۔۔

روحا کا سر چکرا گیا۔۔ اسنے ساحل کو دیکھا اور بےساختہ اسکا قہقہہ امڈ گیا۔۔

"آپ کی شکل شاہو۔۔" وہ کھلکھلاتی جاگ سے بنی سفید ساحل کی داڑھی مونچھیں دیکھ کر اسکے سینے پر لوٹ پوٹ ہونے لگی۔۔

"چہ چہ آپ بڈھے ہو گئے"روحا نے اس مضحکہ خیز ساحل شاہ کی مزید اچھے سے داڑھی مونچھ

سینے پر لوٹ پوٹ ہونے لگی..
"چہ چہ آپ بڈھے ہو گئے"روحا نے اس مضحکہ خیز ساحل شاہ کی مزید اچھے سے داڑھی مونچھ بنائیں.. اور خود ہی اسکے سینے پر پڑی ہنسے لگی..
جبکہ وہ تو کہیں اور ہی دنیا میں کھویا ہوا تھا..
"بہت مزہ آرہا ہے تمہیں مجھے بڈھا دیکھ کر.. اب تم بھی بنا جاؤ بڈھی.." وہ دانت پیس کر کہتا ایکدم ہاتھ ٹب کی سفید جاگ سے ہاتھ بھر کر روحا کے سیاہ بالوں پر پھیلا گیا..
ابکی بار اسکی صورت دیکھتے ساحل کا قہقہہ دلکش تھا..
"بہت خوبصورت لگ رہی ہو میری بڈھی چوزی.." اسنے اسکی بگڑی ہوئی صورت کو دیکھتے محظوظ ہو کر قہقہہ لگایا..
"بڑی ہنسی آرہی ہے آپ کو مجھے بڈھی دیکھ کر.. اسلئے نا کہ میں بڈھی ہو جاؤں اور آپ دوسری شادی کرسکیں.." اسنے ساحل کے کندھے پر چٹکی

کٹاتے کہا۔۔
"دوسری شادی" وہ اسکی اتنی دور کی سوچ جان کر بےساختہ ہنسا۔۔ "ابھی دل ایک سے نہیں بھرتا دوسری کا کیا میں نے اچار ڈالنا ہے؟" اسنے نیم دراز ہوتے ٹب کے کنارے سے سر ٹکا کر اسکی کمر کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔۔
"کیا مطلب آپ کا؟ اگر مجھ سے دل بھر گیا کبھی تو دوسری کرلیں گے۔" وہ صدمے کی کیفیت غیریقینی سے بولی۔۔
"ہاں اگر تم دور دور رہو گی۔۔ پاس نہیں آؤ گی میرا کہنا نہیں مانو گی تو لازماً مجھے کچھ سوچنا پڑے گا اپنے بارے میں۔۔" ساحل نے کندھے جھٹکتے سرسری سے لہجے میں بولا۔۔ لیکن روحا کا دل چاہا اگر وہ اس سے بڑا نا ہوتا تو منہ توڑ دیتی۔۔
"اور میں جو آپ کی رات سے منمانیاں برداشت کر رہی ہوں اس کیا؟" اسنے ضبط سے دانت کچکچا کر پوچھا۔۔
"ویل ہماری اتنی خوبصورت رات تھی جہاں تمہیں

میرا ساتھ دینا چاہیے تھا وہاں تم برداشت کر رہی تھی.. تو تم خود ہی دیکھ لو.." ساحل نے اسے احساس دلایا...

روحا لب بھینچ کر رہ گئی.. اسکی بات بھی صحیح تھی.. اور وہ خود کو دیکھتی تو خود بھی غلط نہیں تھی..

"تو کیا مم..مطلب جیسا آپ چاہتے ہیں سب ایسے کرتے ہیں؟" وہ کچھ سوچ کر جھجھک کر پوچھنے لگی..

"کیا مطلب میں سمجھا نہیں"؟ ساحل نے اسکے شانوں سے بال سمیٹ کر ناسمجھی سے پوچھا..

روحا کے چہرے پر تیزی سے سرخی پھیل گئی..

"مطلب وہی نا!!" وہ گھور کر دیکھتی جھنجھلائی..

"کیا مطلب تھوڑا کھل کر تو بتاؤ!!" ساحل نے جھڑکا..

"آپکو تو ہر بات اپنے منہ کی طرح کھلی چاہیے.. میں کہہ رہی تھی کہ جیسے آپ کہہ رہے ہیں میں

آپ کے ساتھ.. مینز کہ سب شادی شدہ.... آئی مین وہ بھی ایسے...مجھے سمجھ نہیں آرہا.." وہ بولنے کی کوشش کرتی مختلف انداز سے سمجھاتی آخر میں خفت زدہ ہوکر غصے سے چیخ پڑی...

"ہاہاہاہا..." ساحل نے سمجھ کر بےساختہ بلند قہقہہ لگایا.. روحا نے غصیلی نگاہوں سے دیکھا..

"ہاں ایسے ہی کرتے ہیں.." وہ لب دانتوں میں دبا کر سر اثبات میں ہلاگیا.. روحا سرخ پڑ کر چہرہ جھکا گئی..

"اب کیا ہوا؟" اسنے طنز کیا...

"کچھ نہیں.." وہ سر نفی میں ہلاتی جاگ میں غبارے بنانے لگی.. "بس کچھ نہیں؟" ساحل نے اکسایا..

"ہاں تو کچھ نہیں مطلب کچھ نہیں.." وہ منہ بسور کر بولی..

"ہمممم!!" ساحل نے ہنکارا بھرا.. "تم میرا ساتھ نہیں دو گی؟" روحا کو جس کا ڈر تھا وہی سوال اسنے پوچھا. وہ لاجواب ہوگئی..

"بولو!" اسنے اسکی موتی لٹ کو پکڑ کر کھینچا..
"مم.مجھے ڈر لگتا ہے.." وہ منمنا کر بولی..
"جب تم مکمل میری بن جاؤ گی میرے ساتھ میری طرح محبت کرو گی تو یہ ڈر بھی ختم ہو جائے گا." ساحل نے سرگوشی نما آواز میں کہا.. وہ پلکیں جھکا گئی..
"اچھا.." روحا آہستگی سے لبوں کو حرکت دیکر سر ہلا گئی.. ساحل کی گھنی مونچھوں تلے گہری مسکراہٹ آگئی.. اسنے نثار ہوتے اسکے بازو کو پکڑ اپنی جانب کھینچا...
"کریکن" وہ اسکے چہرے کے پاس آکر اسکی ناک سے ناک ملاتی شرارت سے بولی.. ساحل نے اسکے رخسار پر لب رکھتے اسے جھینپنے پر مجبور کردیا..
وہ اسکے سینے پر لیٹ گئی اور ساحل کی گردن میں بازو حائل کردیئے.. "اس کریکن کو دیوانہ بھی تو تم نے کیا ہے.." ساحل شاہ نے محبت پاش

پنکھڑیوں جیسے ہونٹوں کو جکڑا..
روحا اس اچانک حملے سے سٹپٹا گئی.. مگر اسکی کچھ لمحے پہلے کی بات یاد کرتے اسنے کوئی مزاحمت نہیں کی.. اور ساحل مسکراتا سیدھا ہوکر اسے بانہوں میں بھرتا اپنی گود میں بھر گیا..
وہ اسکے لبوں کے نرم ملائم لمس میں مدہوش تھا جبکہ اسکی مضبوط انگلیاں روحا کی ٹانگوں سے سرکتی اوپر کا سفر طے کرتی اسکے وجود میں سنسناہٹ پیدا کرتی جارہی تھیں..
ساحل نے اسکے چہرے کو دیکھتے نرمی سے ہونٹوں کو چھوتے بھیگے جاگ والے ہاتھ اسکی کمر پر وہ کچھ دیر پہلے کی لگائی شہد کو صاف کرنے لگا..
روحا حلق تر کرتی آنکھیں بند کیے مکمل جاگ میں چھپ گئی.. ساحل نے اسکی حیا کو سمجھتے خود بھی نیم دراز ہوتے اسے خود پر کھینچ لیا..
اسکا نازک نرم سا وجود جیسے اسکے سینے پر آیا
ساحل نے اسکی ٹھوڑی کو پکڑ کر ہونٹوں سے ہونٹ

ملا دیئے اور اسکے نرم پنکھڑیوں کو اپنی قید میں لیتے ان کے لمس میں مدہوش ہوگیا..
روحا نے اپنے ہاتھ اسکی گردن کے پیچھے باندھ لیے.. اور خود اسکی بانہوں میں قید ہوگئی... وہ جاگ بھرے پانی میں اپنے دونوں پاؤں سے شور کرتی مستیاں کر رہی تھی جبکہ ساحل اپنے مضبوط ہاتھ سے آہستہ آہستہ اسکی پشت کو سہلا رہا تھا..
وہ ساری فکر وپریشانیوں سے آزاد ایک دوسرے کی بانہوں میں ایک دوسرے کے بنے ہوئے تھے..
"کیا ہوا میری سموکر کوئین؟" روحا کے ہونٹ جدا کرنے پر ساحل نے پوچھا..
"کش اتنے گہرے لگاتے ہیں میری سانسیں پھول جاتی ہیں.." وہ اسکے انداز میں ذومعنی بولی لیکن خود ہی شرما کر اسکے سینے میں چہرہ چھپا گئی...
"باباہا.. مجھے گہرے کش لگانے کی عادت ہے.. اب تم گہرے کش جھیلنے کی خود میں عادت ڈال

دو.." وہ اسکا جواب اسکے انداز میں دیتا روحا کو بھی قہقہہ لگانے پر مجبور کرگیا..
وہ اسکی آنکھوں میں چھائے خماری کو دیکھ کر اندازہ لگا گئی تھی کہ اتنی جلدی وہ اسے چھوڑنے والا نہیں.. اپنی طلب پوری کرکے ہی دم لے گا..
اور اب کی بار روحا نے خود پہل کرتے اپنا تنفس بحال کرنے کے بعد اسکے ہونٹوں سے اپنے ہونٹ ملا کر اپنی آنکھیں موندلیں..
ساحل نے اسکے نرم ہونٹوں آہستہ سے جکڑنے کے بعد اسکے بالوں کی جڑوں میں انگلیاں الجھا کر انہیں سہلاتا ہوا غیرمحسوس انداز میں اسے اپنے حصار میں گم کرتے آہستہ سے اسکے ناتواں کندھوں سے اسکی شرٹ کو بازوؤں پر سرکا دیا..
اور اسے قریب کھینچ لیا...
روحا کی دھڑکنیں اسکی دھڑکنوں سے ملیں.. تن من میں جیسے رقص ہونے لگا دھڑکنوں کا.. اور بہکے بہکے ان لمحات میں وہ خود کو ساحل شاہ کی مضبوط بانہوں میں بکھرنے سے بچا نہیں

سکی...
آہستگی سے اسکے شانے پر اپنا گال ٹکا کر وہ مدھم سی سانسیں لینے لگی... اور ساحل اپنی دہکتی سانسوں سے اسکے وجود میں روح کو کھینچ کر خود میں قید کرگیا ہمیشہ کیلئے...
وہ بےجان مورتی کی مانند خود کو محسوس کرنے لگی..
°°°°°°°°°°

فارس کا انتم سنسکار(خاتمہ) کرنے کے بعد وہ جب تہہ خانے سے باہر نکلا دلاور نے ایک ڈریس اسکے چہرے پر دے مارا... وہ اس افتاد پر ہڑبڑا کر ڈریس تھامتے اسے دیکھنے لگا تھا..
"یہ کیا حرکت ہے؟" صام نے سخت ناگواریت سے پوچھا۔
"یہ حرکت نہیں کپڑے ہیں چینج کرو، کیا اسی حالت میں ہی واپس جاؤ گے؟" اسنے طنزیہ پوچھا۔
صام نے ہونٹ بھینچ کر عرشیہ کو ڈھونڈنا چاہا..

°°°°°°°°°

فارس کا انتم سنسکار(خاتمہ) کرنے کے بعد وہ جب تہہ خانے سے باہر نکلا دلاور نے ایک ڈریس اسکے چہرے پر دے مارا... وہ اس افتاد پر ہڑبڑا کر ڈریس تھامتے اسے دیکھنے لگا تھا..

"یہ کیا حرکت ہے؟" صام نے سخت ناگواریت سے پوچھا۔

"یہ حرکت نہیں کپڑے ہیں چینج کرو، کیا اسی حالت میں ہی واپس جاؤ گے؟" اسنے طنزیہ پوچھا۔

صام نے ہونٹ بھینچ کر عرشیہ کو ڈھونڈنا چاہا..

"کیا تم میری بیوی ہو جو تم کپڑے لائے ہو..؟ میری بیوی کہاں ہے؟" اسے دلاور پر شدید غصہ آیا تھا۔

دونوں بھائی ہی اسکے عرشیہ کے بیچ شدید قسم کے دشمن ثابت ہوئے تھے..

"میری خود بیوی بیٹھی ہے.. شوہر بنا لو بات بنے.. میری بہن آرام کر رہی ہے وہ تمہاری نوکر نہیں.. اغوا ہوئی تھی گھومنے نہیں آئی کہ تمہارے کام

°°°°°°°°°°

فارس کا انتم سنسکار(خاتمہ) کرنے کے بعد وہ جب تہہ خانے سے باہر نکلا دلاور نے ایک ڈریس اسکے چہرے پر دے مارا... وہ اس افتاد پر ہڑبڑا کر ڈریس تھامتے اسے دیکھنے لگا تھا..

"یہ کیا حرکت ہے؟" صام نے سخت ناگواریت سے پوچھا.

"یہ حرکت نہیں کپڑے ہیں چینج کرو، کیا اسی حالت میں ہی واپس جاؤ گے؟" اسنے طنزیہ پوچھا.

صام نے ہونٹ بھینچ کر عرشیہ کو ڈھونڈنا چاہا..

"کیا تم میری بیوی ہو جو تم کپڑے لائے ہو..؟ میری بیوی کہاں ہے؟" اسے دلاور پر شدید غصہ آیا تھا. دونوں بھائی ہی اسکے عرشیہ کے بیچ شدید قسم کے دشمن ثابت ہوئے تھے..

"میری خود بیوی بیٹھی ہے.. شوہر بنا لو بات بنے.. میری بہن آرام کر رہی ہے وہ تمہاری نوکر نہیں.. اغوا ہوئی تھی گھومنے نہیں آئی کہ تمہارے کام کرنا شروع کردے.. یہ فارس کے کپڑے ہیں پہننے ہیں تو پہنو ورنہ اسی حالت میں چلے جاؤ!" وہ کہہ کر جانے لگا.. فارس کے کپڑے سن کر صمصام زیدی نے انہیں نیچے پھینک دیا..

"میں صمصام....

"میں جانتا ہوں تم صمصام زیدی ہو.. اپنی چیزوں کے علاوہ کسی اور کی چیز استعمال کرنے کو اپنی توہین سمجھتے ہو.. اگر اتنی ہی غیرت آرہی ہے تو مت پہنو.. جاکر اپنے لے آؤ.." جاتے ہوئے دل نے اسکی بات سن کر قدم روک کر درمیان میں ہی ٹوک کر اسکی بات مکمل کی...

"اور ہاں عشی تھک گئی ہے وہ آرام کر رہی ہے۔۔ فریش ہو کر جلدی آؤ اور کھانا بنانے میں ہیلپ کرو" وہ کہتا کچن کی طرف بڑھ گیا۔۔

"میں یہاں اپنی بیوی کیلئے آیا ہوں۔۔ کھانا بنانے نہیں۔۔" صام نے غصے سے پیچھے کہتے سیڑھیوں کی طرف قدم بڑھالیے۔۔

"دائیں طرف والے روم میں جاؤ!" دلاور نے پیچھے سے ٹوکا۔۔

صام نے تلملا کر گردن موڑتے ہوئے اسے گھور کر دیکھا۔ لیکن وہ اپیرن باندھتا ہوا اسے نظرانداز کرگیا۔۔

"تمہاری بہن کا روم کون سا ہے مجھے اس سے بات کرنی ہے۔۔"

"تمہیں جو بات کرنی ہے مجھ سے آکر کرو۔۔" دلاور نے سن کر سپاٹ لہجے میں کہا

"مجھے پرسنل بات کرنی ہے اس سے۔۔" اگر وہ ضد

پہ اڑا تھا تو ضد میں وہ سب کا باپ تھا۔۔ اسکے بپھرے تاثرات نوٹ کرتے صام دلکشی سے مسکرایا۔۔ "جلی"

"تمہارے جو بھی پرسنل ہیں انہیں اپنے تک محدود رکھو صمصام کیونکہ اب بات بڑوں میں جائے گی اسکے بعد ہی کوئی فیصلہ ہوگا تمہارا۔۔" دلاور نے کافی سنجیدگی سے کہا۔۔

"بات بڑوں میں کون لے جائے گا؟؟" صمصام نے تمسخرے سے ہنس کر کہا۔۔ لیکن یہ صرف اسے بھڑکانے کیلئے تھا۔۔

"مت بھولو عرشیہ خان کے بھائی ابھی زندہ ہیں۔۔" دلاور کو اسکے ڈٹ کر جواب دینے پر طیش آگیا۔۔

"کافی نئی بات ہے۔۔ آج سے پہلے تو کبھی دیکھے نہیں۔۔" وہ استہزائیہ مسکراتا ہوا سیٹی کی دھن پر سیڑھیاں پھلانگنے لگا۔۔

دلاور کے ضبط کا پیمانہ لبریز ہوا۔۔ اسنے پاؤں سے جوتا اتار کر اسکی پشت کا نشانہ لیتے جہاز کی سپیڈ سے بھیجا۔۔

"ہاہاہاہا۔۔" صمصام فلک شگاف قہقہہ لگاتا راکیٹ کی طرح سیڑھیاں پھلانگتا جہاز کے سر پہ آتے ہی نیچے جھک گیا جسکی وجہ سے دلاور کا جوتا سیدھا دیوار میں ٹھا سے لگا۔۔

"اگر یہاں وہاں تانک جھانک کی تو سر پھوڑ دوں گا صمصام!" اسے عرشیہ کے روم کی طرف دیکھتے وہ پیچھے سے غرایا۔۔

"کتنا بچاؤ گے مجھ سے دلاور خان! وہ میری رگ و روح میں سمائی ہوئی ہے۔۔ اس تک پہنچنے سے مجھے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔۔" اسنے ریلنگ پر ہاتھ رکھتے سرد لہجے میں جتایا۔۔

"تمہاری رگ روح کی ایسی کی تیسی! اگر تم نے میری بہن کو تنگ کیا تو میں تمہاری رگیں سلامت نہیں چھوڑوں گا۔" وہ اس چھوٹے سے بھائی جیسے کزن کو غصے سے تنی رگوں سے وارن کرنے لگا۔۔

اسکا ہنسنا بھی راحت بخش تھا دلاور کیلئے لیکن وہ کافی شیطان تھا۔۔ شیطان کا عزیز ہی۔۔

اسکی نیلی آنکھوں کی چمک کو دیکھتے جہاں دلاور نے مٹھیاں بھینچ کر وارن کرتی نظروں سے گھورا تھا وہیں صمصام اپنا کوٹ اتارتا عرشیہ کے روم کی طرف تیزی سے لپکا..

"صام!!" دلاور چیختا سیڑھیوں کی طرف بھاگا..

مگر صمصام قہقہہ لگاتا پلٹ کر دلاور کے روم کی طرف بڑھ گیا..

اسنے یہ حرکت صرف دلاور کو تنگ کرنے اسکی ٹانگ کھینچنے کیلئے کی تھی..اور وہ واقعی بھڑکا تھا.. صمصام اسکی سرخ رنگت سے محظوظ ہوتا روم میں بند ہوگیا..

پیچھے دلاور مسکراہٹ ضبط کیے زیرلب بڑبڑاتا اسے صلواتیں سناتا کچن میں واپس آگیا..

صمصام نے روم میں آتے تولیہ اپنے گرد لپیٹ کر اپنے کپڑے پانی سے نکال کر ڈرائیر میں خشک کرنے ڈال دیئے.. اور ٹائم سیٹ کرتے خود باتھ کیلئے تب تک باتھ روم میں چلا گیا..

اسے سخت غصہ تھا عرشیہ پر وہ ضبط کیے ہوا

تھا خود پر لیکن جب اسکے ضبط کی طنابیں ٹوٹیں گی وہ جانتا تھا اس لڑکی کی خیر نہیں ہوگی.. اور اسے کوئی بچہ نھی نہیں سکے گا صمصام زیدی سے...

°°°°°°°°°

صبح سے اٹلی کے شہر روم کی فضاؤں میں خنکی تھی، وسیع کھلا آسمان ابرآلود تھا.. سیاہ نیلے بادل ہرسو پھیلے ہوئے تھے.. سب کو لگ رہا تھا کسی بھی وقت طوفان کی آمد ہوگی.. کیونکہ پچھلے دنوں سے تیز ہوائیں چل رہی تھیں دھوپ کا کہیں نام ونشان نہیں تھا..
فضائیں یخ بستہ تھیں کیونکہ یہاں کے موسم کافی فریبی تھا، کوئی اعتبار نہیں تھا اسکا کب کس وقت برس گرج پڑے لوگ ہڑبڑا جاتے تھے.. اس موسم میں اکثر یہاں لوگ اپنے ساتھ چھاتے لیے پھرتے تھے..کچھ تجربہ گار بڑے لوگوں کی پیش گوئی تھی کہ آج طوفان لازماً تھا.. اور طوفان بھی کوئی ایسا ویسا نہیں ہوگا..

لیکن موسم کی اپنی موج مستی تھی.. لوگوں کی پیش گوئیاں،سنسنی خیز نیوز اگلے چوبیس گھنٹے میں شدید طوفان کی آمد.. سب دھری کی دھری رہ گئیں..

اچانک ہی غیرمتوقع شدید قسم کی بارش نے بوچھاڑ کردی.. ہوائیں سرد طوفانی تھیں ساتھ بارش کا حملہ شدید تھا..

روم شہر کی وسیع سڑکیں بارش کی بوچھاڑ سے ایک لمحے میں ہی بھیگ گئیں.. صرف سڑکیں نہیں سرخ چھتوں والے خوبصورت گھر بڑی عمارتیں کونے گاڑیاں..

لوگ گھبرا گئے،، سب اپنے کٹھانے کو واپس لوٹنے لگے.. بارش کا زور ہر لمحے کے ساتھ بڑھتا ہی گیا ملک سے باہر جانے والی فلائٹس کینسل ہوگئیں.. رات کا پہر تھا.. ماحول انتہائی محسور کن تھا.. بارش اپنی موج مستی سے برس رہی تھی.. سڑکیں بھگو چکی تھی..

وہ ابھی تک اسی گھر میں تھے۔۔ بوف باہر لان میں ڈٹ کر گوشت کھانے کے بعد بارش میں کھڑا تھا۔۔
صمصام دلاور نے ملکر کھانا بنایا اور ساتھ کھانے کے بعد دلاور نے برتن سمیٹ کر سنک میں رکھے۔۔
"میں عرشیہ کو کھانا دینے جارہا ہوں برتن دھو دینا۔" آج کی انکی فلائیٹ کینسل ہو چکی تھی اسلیے وہ آرام سے کام کر رہے تھے۔۔ اسکے حکم دیکر ٹرے اٹھا کر چلے جانے پر لاؤنج میں صوفے پر بیٹھے صام نے جبڑا بھینچ کر اسے دیکھا تھا۔۔
وہ جب سستی سے چینج کرکے جان بوجھ کر کافی دیر بعد باہر آیا تھا تاکہ دلاور خود ہی کھانا وغیرہ بنا لے۔۔ لیکن وہ جیسے نیچے آیا دلاور نے اسکی طرف بیلن پھینکی اور اسے بازو سے پکڑ کر کچن میں دھکیل دیا۔۔
صام نے غصہ کیا رعب دکھایا مگر اسکا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔۔ روٹیاں اسے بنانی تھیں یہ دلاور طے کر چکا تھا۔۔
"آٹا تو گوندھ کر دو! شرم کرو تمہارا بڑا سالا ہوں۔۔

اس سے کام کروا رہے ہو۔" صام نے التجا کرتے اسے شرم دلانے کی ناکام کوشش کی۔۔
ناکام ناکام ہی ٹھہری۔۔ "سالا تو ثو بھی بے میرا۔۔ اور میں نے سنا تھا صمصام زیدی کسی کی مدد نہیں لیتا۔۔ کیا یہ غلط ہے؟" دلاور نے متبسم ہوتے جلاتی مسکراہٹ پاس کرکے پوچھا تھا۔۔ صام نے زہر کا گھونٹ پی کر خود ہی آٹا گوندھا تھا اور نفاست سے روٹیاں بنائی تھیں لیکن اسکے مطابق وہاں کا آٹا ہی خراب تھا اسلئے اسکی روٹیوں کی نا شیپ تھی اور نا تروتازہ۔۔۔ ساری کی ساری جلتی سڑتی جارہی تھیں۔۔
لیکن بقول صام کے قصور آٹے کا تھا۔۔۔
"اگر اپنی بہن کو بگاڑنے کے بجائے کچھ سگھڑ بنا لیتے تو آج یہ حال نا ہوتا۔۔" صام کاٹدار لہجے میں طنزیہ بولا۔۔
"تونے اپنی بہن کو سگھڑ بنالیا ہے نا وہی کافی ہے۔۔" وہ پلٹ کر جواب دیتے جتاتی نظر ڈال کر وہاں سے چلا گیا۔۔ صام اپنی جگہ پہلو بدل کر رہ

گیا..
°°°°°°°

دلاور نے دروازہ کھول کر ٹرے اٹھائے روم اندر قدم رکھا.. سامنے ہی بیڈ پر وہ بلینکٹ میں دبکی ہوئی گہری نیند کے مزے لوٹ رہی تھی..
لیکن اپنے چہرے پر چھائی معصومیت بھیگے رخساروں سے وہ دلاور کے دل کا چین لوٹ گئی..
اسکی نظروں میں وہ پارٹی والی رات گھوم گئی جب وہ ایسے ہی روم میں سوئی ہوئی تھی اور وہ خود اپنے ہاتھوں سے کھانا بنا کر اسے جگانے کیلئے گیا تھا..
دلاور کو جانے کیوں اچانک احساس ہوا جیسے رب نے وہیں سے وقت دوبارہ اسٹارٹ کیا ہو.. وہی اسکا باپ ہاسپٹل میں تھا ماں بھی دور تھی.. بہن سوئی تھی وہ اسے جگانے کیلئے اسکے پاس آیا تھا اور دریاب باہر لاؤنج میں انتظار کرنے کے بجائے پاکستان میں اسکا انتظار کر رہا تھا..
وہ مسکراتا ہوا چلتا اسکے پاس آیا.. کچھ دیر ٹھہر

وہ مسکراتا ہوا چلتا اسکے پاس آیا.. کچھ دیر ٹھہر کر اسکے چہرے کو دیکھنے کے اسنے ہاتھ بڑھا کر ٹرے ٹیبل پر رکھتے اسکے پاس ہی بیٹھ گیا..
"عرشیہ" اسنے محبت پکارا.. وہ جیسے گزرے وقت کو خواب سمجھ کر بیدار ہوا تھا..اور دیکھا تو اسکی چھوٹی سی شیرنی اتنی بڑی ہو گئی تھی..
اسنے ہاتھ بڑھا کر اسکے چہرے کو سامنے کیا..
اسکے چہرے کے کچھ نقوش اپنی ماں سے ملتے تھے.. جیسے ناک، بڑی آنکھیں، رخسار..
وہ اس میں اپنی ماں کو تصور کرتا ایکدم جھک کر اسکی پیشانی چومتا پیشانی سے پیشانی ملا کر بےآواز رونے لگا..
"میرا شیر بچہ مجھے معاف کردو..تمہاری خوشیوں کا قاتل میں ہوں.. میری وجہ سے تمہارا سارا بچپن اندھیروں میں اذیت میں گزر گیا.." وہ اسکے ہاتھ تھام کر سفید گلابی ہتھیلیاں اپنے ہونٹوں سے لگاتا رونے لگا..

عرشیہ نے اسکی سرگوشیوں پر بیدار ہوتے آنکھیں کھولیں۔۔ اور سامنے بیٹھے دلاور کو دیکھ کر وہ اٹھنے لگی مگر دلاور نے اسے لیٹے رہنے کا اشارہ کیا۔۔

"بہت دکھ دیئے ہیں نا میں نے تمہیں؟ بہت برا ہوں نا میں۔۔" وہ اسکے چہرے کو تھام کر بولا۔۔

"بھائی کیوں رو رہے ہیں۔۔ ہمیں آپ سے کوئی شکوہ گلہ نہیں ہے۔ خود کو تکلیف نا دیں۔۔ بس ہمارے پاس واپس آجائیں ہمیں آپ کی ضرورت ہے۔۔ بابا کو۔۔

اتنے سال دور رہ کر تو آپ کو بھی احساس ہوا ہوگا ہم ایک دوسرے کے بغیر کچھ نہیں۔۔ جب ڈی اے ڈی ٹوٹ گئے ہیں تب سے ڈیڈ بھی ہار گئے ہیں۔۔ دل ہمارے ماں باپ کا کیا قصور ہے۔۔انہوں نے ساری زندگی روتے ہوئے گزاری ہے۔۔ سب نے انہیں باتیں سنائی ہیں۔۔ ہر کوئی انہیں طعنہ دیتا آپ کا۔۔ وہ آپ کے لیے لوگوں سے لڑھ لڑھ کر تھک گئے دل۔۔ آپ کی قبر ہم نے نہیں بنائی۔۔ ہمیں کہا گیا کہ

آپ...." وہ کہتی ایکدم ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رو پڑی.. دلاور نے اسے شانوں سے پکڑ کر اپنے سلگتے تڑپتے سینے میں بھینچ لیا..

"میں خود تھک گیا ہوں عشی.. میں خود سے لڑتے توقیع کی التجاؤں سے لڑتے تھک گیا ہوں... مجھے مام ڈیڈ کی بہت یاد آتی ہے.. تمہاری دری کی.. لیکن مجھے لگتا ہے میں جس دن مام کے یا ڈیڈ کے سامنے آیا.. میں یہ جو چند سانسیں لے رہا ہوں یہ بھی نہیں لے سکوں گا..

میں بہت کمزور ہوں.. میں اس ماں کو آنکھوں کے سامنے روتے نہیں دیکھ سکتا.. میں ڈیڈ کو اپنی آنکھوں کے سامنے بیڈ پر پڑا نہیں دیکھ سکتا.. میں بہت کمزور سا ہوں عشی.." دلاور نے تھک کر اپنی بہن کے سامنے اپنا آپ ظاہر کرتے بےبسی سے اسے دیکھا..

"ایسے کیوں بول رہے ہو یار ہم تمہارے ساتھ ہیں.." معاً تبھی اسکے پیچھے اندر داخل ہوتے صمصام

اسکی باتیں سن کر ساتھ لگاتا بولا..
"ساتھ... ساتھ ہونے سے کیا ہوتا ہے صمصام زیدی.. جب برداشت مجھے ہی کرنا ہے.." وہ تلخ مسکراہٹ سے بولا..
"بھائی پلیز... ایسا مت کہیں نا.. ہم آپ کے بغیر نہیں رہ سکتے" وہ رو پڑی.. "ہماے ماں باپ کے واسطے پلیز بھائی لوٹ چلیں ہمارے ساتھ.. آپ تو صرف یہ سوچیں آپ سے درندوں نے آپ کا بچپن چھین لیا.. ہم سے ہماری خوشیاں چھین لیں.. اگر آپ سب کچھ جان کر بھی ہی دور رہیں گے خاموش رہیں گے ماں باپ کے پاس لوٹ کر نہیں آئیں گے تو ہمارے دشمن جیت جائیں گے.. ہمارے ڈیڈ ہار جائیں گے.. انکے ڈیڈ ہار جائیں گے.. سب سے بڑھ کر ساحل بھائی دریاب بھائی کی جدوجہد خالی جائے گی مت کریں ایسا پلیز.. میں اپنے بھائی کو چھپا لوں گی.. میں بالکل مام کو رونے نہیں دوں گی میں آپ کو تکلیف پہنچنے نہیں دوں گی دل.." عرشیہ نے دلاور کو پورا یقین

حوصلہ دلانا چاہا مگر دلاور سوچ کر گھبرا گیا.. وہ اٹھا اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پلٹ کر تیزی سے روم میں سے نکل گیا..

"بھائی" وہ روتے دکھ سے چلائی..

"میں دیکھتا ہوں.." صام نے اس سے کہتا دلاور کے پیچھے گیا.. لیکن دلاور اس سے بات کیے بغیر روم میں چلا گیا اور اسکے پیچھے صام نے جانا چاہا مگر دلاور نے دروازہ بند کردیا..

"یہ کیا حرکت ہے دل.. مجھے بتاؤ کیا تم ہمارے ساتھ واپس گھر چلو گے؟" صمصام نے غصے طیش سے پوچھا.

"ایک بار نہیں کہہ دیا ہے نا بس!!" اندر سے دلاور کے غرانے کی آواز ساتھ گونجی. صمصام نے ہونٹ بھینچ لیے..

"اصل حقیقت یہ ہے کہ اونٹ پہاڑ کے نیچے آتا نہیں بلکہ لانا پڑتا ہے.. اور تمہیں بھی پہاڑ کے نیچے لانا ہی پڑے گا.." دلاور کو وہیں چھوڑ کر وہ عرشیہ کے روم کی طرف بڑھا..

"عرہ!" وہ اسے مخاطب کرتا جیسے اندر داخل ہوا اندر سے مگر اسے وہاں سے غائب دیکھ کر وہ ٹھٹھک گیا۔ معاً اسے باہر سے تیز قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی۔۔ وہ تیزی سے روم سے باہر نکلتے سیڑھیوں پر پہنچ کر نیچے دیکھنے لگا تو سامنے ہی وہ ننگے پاؤں روتی ہوئی اسے گھر سے بھاگتی دکھائی دی۔۔

"عرش۔۔۔۔" پہلے صمصام زیدی نے غصے سے غرا کر اسکی طرف لپکنا چاہا لیکن اچانک ہی اسکے دماغ میں تیزی سے ایک پلان کودا جسکے بعد اسکے قدم نا صرف تھم گئے بلکہ باقی کی غراہٹ بھی حلق میں دبالی مبادا دلاور ہی نا سن لے۔۔

باہر تیز بارش طوفان کی آوازیں اندر تک آرہی تھیں۔۔ گھن گرج کی وجہ سے دلاور نے کھڑکیاں دوسرے در دروازے تو بند کردیئے تھے اور اس وقت خود اکیلا وہاں کھڑا تھا۔۔

لیکن اب صمصام کا کام بھی یہاں نہیں تھا.. وہ متبسم آنکھوں میں چمک لیے خود بھی دبے قدموں سے ہی اسکے پیچھے ہی وہاں سے نکلا...
جب شیرنی خود ہی پنجرہ توڑ کر باہر نکلی تھی تو آزاد شیر کا وہاں کیا کام تھا..
پلٹ کر ایک نظر روم کے بعد دروازے پر ڈالی.. اور ایک نظر دروازے سے باہر بوچھاڑ برستی بارش پر.. اسکی نیلی اوشن آنکھوں میں گہری چمک آگئی..
°°°°°°°°°

وہ روتی سسکتی ہوئی جانے کن راستوں پر نکل آئی تھی. یہ سوچ ہی کافی اذیت ناک تھی کہ بدگمانیوں کے بدل چھٹ جانے کے بعد رحمتوں کی بارش ہونے کے بعد بھی اسکا بھائی انکے ساتھ نہیں چل رہا..
وہ کیا پھر سے اسکے بغیر زندگی گزاریں گے؟ سوچ ہی جان لیوا تھی عرشیہ سوچ کر جھرجھری لے اٹھی.. جھرجھری تو اسے زوردار ہوا کے جھونکے

سے یہ کپکپی ہوئی تھی..
"افففف.." معاً اسے شدید سردی اور بوچھاڑ طوفانی بارش سرد سیاہ رات، انجان سڑکوں اور اجنبی شہر کا احساس ہوا.. اسنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے اپنے احساسات سے نکل کر جب آس پاس پر غور کیا تو اسکے اوسان خطا ہوگئے..
وہ روتی روتی اچانک ساکت ہوتی چھتری تلے موجود سٹریٹ لائیٹ کی روشنی میں پرروشن مگر سنسان وسیع سڑکوں پر ٹپ ٹپ گرتی بوندیں تیز چلتی ہوائیں..
طوفان پر لہراتے خوفناک رونگھٹے کھڑے کرتے شور کے ساتھ آس پاس کے درخت..اچانک گرتی لٹکتی ٹہنیاں..
جنہیں دیکھ کر عرشیہ کی چیخ بےساختہ تھیں..

جنہیں دیکھ کر عرشیہ کی چیخ بےساختہ تھیں..
لیکن بروقت اسنے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔
"یہ میں کہاں آ گئی؟" اسنے ہراساں سنہری بھیگی پلکوں والی آنکھوں سے دور دور تک دیکھنا غور کرنا چاہا لیکن بارش بوچھاڑ کی دھند میں اسے پانچ قدموں کے سڑک کے علاوہ کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا..
نا گاڑی نا ہی لوگ.. "یااللہ اچانک ہی اتنی شدید بارش.. یہ اگر ہمارے ملک میں برسا دیتے تو کتنا اچھا ہوتا.." لیکن یہاں کی وسیع سنہری چمکتی سڑکیں.. صاف صفائی... بڑی بڑی پھولوں سے ڈھکی عمارتیں.. اقر انکے بیچ یہ سڑکیں...

وہ اپنا خوف زائل کرنے کیلئے اپنے گرد بازو لپیٹ کر آس پاس کے ماحول میں کھونے لگی۔۔ بارش اس قدر تیز تھی کہ اسکا تن من پورا وجود ہی اپنی محبتوں کی بارشوں میں بھگو دیا تھا۔۔
اسکے کھلے سنہری بال پشت پر بکھرے چپکے ہوئے تھے۔۔ ننگے پاؤں وہ بھیگی سڑک پر چلتی آس پاس کے منظر سے محسور ہوتی اپنے دل کے غم کو دبانے کی کوششوں میں تھی۔۔ مگر اسکے پاؤں کا خون اس خون جمانے والی سردی میں سرد پڑ چکا تھا۔۔ اس پر ہوا کے ہر جھونکے کے ساتھ کپکپی طاری ہو جاتی۔۔ وہ تو شدید غم میں اس طرح باہر نکل آئی کہ کب وہ ان انجان سنسان راستوں پر آگئی اسے خود ہی احساس نا ہو سکا۔۔
صرف روتی بھاگتی گئی اور پھر نا طوفان کا احساس نا ہی شدید سرد بارش کا۔۔ ننگے پاؤں ننگے

سر، دوپٹے سے بےنیاز اسکا نازک سا سراپا اس وقت اٹلی کی بوچھاڑ بارشوں کے حصار میں قید تھا..

اسنے یہ شکر کیا سٹریٹ لائیٹ ابھی روشن تھیں اور انہیں محفوظ رکھنے کا زبردست بندوبست کیا ہوا تھا.. شکر یہاں پاکستان کی طرح نہیں تھا کہ بارش کی ایک بوند پر ہفتہ لائیٹ اپنا منہ نہیں دکھاتی تھی..

"میں بھی واپس نہیں جاؤں گی.. کیا فائدہ واپس جانے کا جب اسے میرا احساس نہیں ہے۔ کیا کروں واپس جاکر جب دل ہلارے ساتھ چل نہیں رہا.." وہ سوچ کر پھر سے رونے لگی..

اسکا سراپا سردی غم کی شدت سے لرزنے لگا تھا.

اسے احساس ہوا اگر اس بوچھاڑ بارش تلے یونہی کھڑی رہی تو اگلے چند لمحوں میں وہ جم کر برف کا پتلا بن جائے گی۔۔
اسنے گردن گھما کر جائے تلاش کرنا چاہی مگر ہوا کے مختلف رخ و زور پر کوئی کونہ محفوظ نہیں تھا شدید بارش سے۔۔
اسنے مشکل سے سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا۔۔ سیاہ آسمان سے چاند غائب تھا۔۔ ستارے چھپ گئے تھے۔۔ صرف بارش نے اپنی سلطنت منمانی کی ہوئی تھی۔۔۔
وہ مشکل سے چھوٹی سی سنہری آنکھیں وا کیے اس بوچھاڑ بارش کی بوندیں کو اپنے چہرے پر

برداشت کرتی آسمان کو دیکھنے کی جرات میں بارش کا مقابلہ کر رہی تھی۔۔
اور آسمان، جہاں سب کو تیز بارش طوفان سے ہراساں اپنے گھروں میں دبکا دیکھ کر اس چھوٹی سی تنہا لڑکی کو سڑک پر پاتا اسے بارش کا دیدہ دلیری سے مقابلہ کرتے دیکھ کر اچانک اسے ایک شرارت سوجھی۔۔
معاً خوفناک آواز کے ساتھ اچانک بادل گرجے۔۔ سیاہ آسمان پر اچانک بجلی کڑک کر پورے آسمان کو اپنی لپیٹ میں لیکر ایک لمحے کیلئے رات کو دن میں بدل گئی۔۔
"آاہہ۔۔" اس خوفناک دہلا دینے والے حملے سے عرشیہ کی دلخراش خوفناک چیخ بےساختہ حلق سے نکلی۔۔
"صامم!!!" وہ چلاتی جیسے پلٹ کر واپسی کیلئے

بھاگنے لگی تھی اچانک ہی شدید قسم کے ٹکراؤ سے وہ سیدھا چوڑے دیوار نما وجود سے ٹکراتی اسکے وسیع سینے کا حصہ بن گئی..

"آہ" عرشیہ کے منہ سے بےساختہ درد بھری کراہ نکلی.. اسکا وجود پہلے سے سن تھا مگر اسکا دل اور دماغ بھی اسکے وجود کا ساتھ چھوڑ گئے.. ایک لمحے کیلئے اسکی آنکھوں کے سامنے بالکل اندھیرا چھا گیا.. ہوش تو پہلے نہیں تھا باقی کی رہی سہی کسر بھی اس ٹکراؤ نے پوری کردی..

وہ لڑکھڑا کر گر جاتی اگر بروقت مقابل کی شرٹ کو مٹھیوں میں نا دبوچ کر اپنا بچاؤ کرتی.. لیکن اسکی شرٹ اسکے وجود سے اٹھتی کلون کی خوشبو کو پہچاننے کیلئے ایک لمحہ بھی کافی بڑا تھا..

"ص..صام.." یخ بستہ بارش سے نیلے پڑتے اسکے ہونٹوں سے کپکپاہٹ سے مدھم سی سرگوشی نکلی..

اسکے وجود کا حصہ بن کر اسے خوف کے ساتھ اچانک اسکی گرم پناہوں کا احساس ہوا.. لیکن اس خوف کا کیا کرتی جسنے اسکی دھڑکنیں بند کردی تھیں..

وہ سٹریٹ لائیٹ کی سنہری روشنیوں میں ایک ساتھ اجنبی شہر کی اجنبی سڑکوں پر بارش کی رقص کرتی بوندوں تلے کھڑے تھے ایک ہوکر...

حالانکہ عرشیہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ اس دوران اسکے پاس آئے جب... تک معاملہ اسکے اگینسٹ تھا..

"تت..تم ی.یہاں.." وہ ہکلا کر سپید پڑتی قدم پیچھے لینے والی تھی تبھی اسکی بھیگی کانپتی کمر میں اسکا مضبوط توانا بازو حائل ہوگیا اور

عرشیہ کے اعصاب جھنجھوڑ دیئے۔۔
"ص۔۔صام۔۔وو۔۔وہ۔۔۔مم۔۔میں۔۔تم سے کک۔کہنے وو۔۔ والی۔۔۔" وہ ساری دنیا کے سامنے ڈٹ کے نڈر شیرنی بن کر کھڑی رہنے والی کسی سے نا ڈرنے والی اسکے سامنے اچانک ہراساں ہوکر ہولتے ہوئے بھی ہکلا رہی تھی۔۔
اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اسکے چہرے کے پتھریلی سرد تاثرات کو دیکھ سکے۔۔
"تم مجھے بتانے والی تھی کہ تم مجھ سے فراری چاہتی ہو ہے نا؟" معاً صمصام نے جھک کر اسکے کان میں سرد سرگوشی سے پوچھا۔
"ہہ۔۔ہاں۔۔ مم۔میرا مطلب نن۔نہیں۔۔تت۔۔تم سے کیوں فراری۔۔" وہ ہوکھلاہٹ سے خوفزدہ سر اثبات میں ہلا کر گڑبڑاتی سر نفی میں ہلا گئی۔۔
اسکے سینے میں دھک دھک گونجتی دھڑکنیں

بارش کے شدید قسم کے شور کے بعد میں صمصام زیدی کے سینے میں پوری آب وتاب سے گونج رہی تھیں۔۔

اور دھڑکنوں میں پھیلا خوف حراس۔۔ اس سے چھپا نہیں تھا۔۔

"کیونکہ تمہیں لگتا ہے تم مجھ سے بچ سکتی ہو۔۔؟" وہ تمسخرانہ پوچھنے لگا۔۔ یکایک عرشیہ کی آنکھوں میں بےبسی کی نمی پھیل گئی۔۔

اسنے شرافت سے مرتا کیا نا کرتا کی مصداق سر نفی میں ہلاکر صمصام زیدی کے لبوں پر بھی استہزائیہ مسکراہٹ پھیلا دی۔۔

وہ خود بھی اسکے ساتھ بارش میں پورا بھیگ چکا تھا،، اسکے وجود میں چھپا وہ وجود ہولے ہولے کانپنے لگا تھا لیکن یہ اسکی خود کی چوائس تھی۔۔

جسے سزا بنانے میں صمصام زیدی نے قدم بڑھایا تھا..

عرشیہ نے ہمت کرتے سر اٹھا کر اسکے چہرے کی طرف دیکھا...

اور اسی لمحے اچانک بجلی بھی کڑک اٹھی تھی..

سیاہ آسمان کے روشن ہوتے ہی صمصام زیدی کا مغرور چہرہ اسکے سامنے آگیا..

عرشیہ نے سنہری آنکھوں سے اسکی آنکھوں میں جھانکتے، گزرے وقت کی دوریوں کو یاد کرتے اپنا ہاتھ بڑھا کر صمصام زیدی کی گردن میں حمائل کرتے اپنے پاؤں کو اسکے سیاہ شوز میں مقید پاؤں کے اوپر رکھا..

"مجھے پتا ہے صمصام زیدی.. تم پاگل ہو سکتے ہو جنونی ہو سکتے ہو.. لیکن میرے لیے تڑپ کر رو نہیں سکتے.. مجھے احساس تو تھا کہ تم مجھ تک

پہنچ جاؤ گے.. لیکن اسے یقین میں تم نے بدل دیا..
اب بتاؤ کتنی بدگمانیاں کتنے شک پالے ہیں میرے
خلاف؟" وہ جھک کر برستی بارش میں اپنے نم
بھیگے ہونٹ اسکے آگ کی طرح دہکتے ہونٹوں سے
ملا کر جھلستی استہزائیہ خود مسکراتی پوچھنے
لگی..
صمصام نے جنون سے سرخ آنکھوں سے اسکی
حرکت پر لبوں پر زبان پھیرتے آس پاس کو
سرسری سی نگاہ سے دیکھا.. وہ اسکی اس بےباک
حرکت پر کانوں کی لو تک سرخ پڑ گئی..
معاً وہ جھٹکے سے اسکے کان کے قریب جھکا..
"آہ" اسکے اس خطرناک انداز پر جہاں عرشیہ کے
لبوں سے خودبخود چیخ نکلی تھی وہیں صمصام

زیدی کے ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ آگئی۔۔
کیونکہ اسنے تو ابھی کچھ کیا ہی نہیں تھا۔۔۔
"ریلیکس ڈارلنگ!" اسنے تمسخرانہ سرگوشی سے اسکی پتلی سی گردن کو دوسرے ہاتھ میں نرمی سے دبوچ لیا۔۔
"جنگ دوران کبھی خون کیلئے پیاسا زخمی شیر دیکھا ہے؟" وہ سرد لہجے میں اس سے سنجیدگی سے استفسار کرنے لگا۔۔ عرشیہ نے پھیلی آنکھوں سے اسکے سفید چہرے کو دیکھا۔۔
اسکے آنکھوں میں اسکے سوال مطابق تو جس پیاسے زخمی شیر کا سراپا لہراتا تھا وہ تو صمصام زیدی خود ہی تھا۔۔ کیونکہ اس وقت اسکی آنکھیں جو شعلہ بھڑکا رہی تھیں اور کون ہوسکتا تھا پیاسا شیر۔۔۔
"تمہارے بھائی کے جانے کے بعد بھی میں نے اسکے

وجود کو بھیڑیے سے نوچ کر ٹکڑوں میں تقسیم کرکے جلایا ہے.. ویسے جیسے تم نے کہا تھا اسنے تمہارے بدن کو سگریٹ سے داغا ہے... میں نے اسے چیر کر مرد رہنے کے لائق نہیں چھوڑا کیونکہ تم نے کہا اسنے تمہارے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کی ہے..

اسنے تمہارے سر پر وار کیا میں نے اسکے در سے اسکا سر الگ کردیا.. اسنے تمہارے پاؤں جلائے میں نے اسکے پاؤں ٹخنوں سے جدا کرکے انکے تلوے جلائے ہیں۔

اسنے تمہیں جہاں جہاں اذیت دی ہے میں نے اسکی روح کو بھی گائل کرکے چھوڑا ہے.." وہ سرد لہجے میں اسکے کان میں پراسرار انداز میں سرگوشیاں کرکے اسے بتا رہا تھا..

اور عرشیہ کی آنکھوں میں خوف سے نمی تیرتی جارہی تھی.. اسکے وجود کو اچانک اسکے جنون

کی وحشت نے اپنے حصار میں جکڑ لیا تھا..
اسنے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیر کر بارش کی نمی کو سمیٹتے ہوئے اپنے خشک حلق کو تر کیا..
"یی۔یہ س۔سب سچ ہے.." وہ ڈرتے ہوئے بولی.. "آہ" اسکے کہنے کے ساتھ اسکی کمر پر موجود صمصام زیدی کے مضبوط ہاتھ کی انگلیاں اسکی کمر کیں پیوست ہوگئیں...
"مم..میں سچ کہہ رہی ہوں.. ص۔صام وہ واقعی برا تھا.. اسنے تمہاری عرشیہ پر نظر رکھی تھی اسکی اتنی سزا تو ہونی چاہیے تھی.." وہ ڈر کر ہکلاتے اسکے کندھوں کو سختی سے تھام کر بولی..
"بالکل! ہونی چاہیے.. اگر میری عرشیہ میرے جنون کی طرف بری نظر میری عرشیہ نے بھی ڈالی تو اسکا انجام اس سے مختلف نہیں ہوگا.." اسکی خوفناک سرگوشی سے عرشیہ کا دل سہم کر سینے میں سکڑ گیا..

شدید خوف سے اسکی سانسیں اتھل پتھل ہونے لگیں... اسکی گردن پر موجود انگلیاں اسکی بھیگی گردن کو آہستہ آہستہ نرمی سے سہلانے لگی تھیں..

عرشیہ نے اسے ریلیکس کرنے کیلئے ایک معصوم سی حرکت اسکی ٹھوڑی کے اوپر سختی سے دانت گاڑ دیئے..

صمصام نے اسے بےرحمی سے اپنے سینے میں بھینچا.. اپنے انگوٹھے سے وہ اسکی شہ رگ کو سہلانے لگا.. جس سے اسکے تن بدن میں سرد لہریں دوڑتی ریڑھ کی ہڈی میں جا سمائیں..

عرشیہ نے بھی اپنے دانتوں کی سختی بڑھا دی..

اور اپنے تیز ناخون اسکی گردن میں گاڑ کر وہ سانس روکے کھڑی ہوگئی..

بارش بوچھاڑ کی مانند انکے چہرے پر برستی انہیں بھگوتی جارہی تھی..

"اسنے تمہیں کاٹنے کیلئے کہا تھا میں نے اسکی چمڑی ادھیڑ دی۔۔" وہ اسکے دانتوں کے نشے سے چور ہوکر بولا۔۔ عرشیہ نے دھڑکتے دل سے اپنے دانتوں کا دباؤ نرم کرتے اپنے ہونٹ وہاں رکھ دیئے۔۔

وہ اسے منانے کی معصوم سی حرکت کرنے لگی۔۔ جبکہ صمصام زیدی کی آنکھیں جنون کے شعلے سے چنگاریاں اگلتی جارہی تھیں۔۔

جس طرح لمحہ بہ لمحہ بارش زور پکڑتی جارہی تھی اسی طرح ہر گزرتے پل صمصام زیدی کا دماغ اسکا ساتھ چھوڑنے لگا تھا۔۔

"اسنے تم سے انگڑائی کی فرمائش کی تھی۔۔؟" وہ بارش میں آنکھیں بند کیے اسکی ٹھوڑی سے لب سرکا کر اسکے نچلے لب کو انگلیوں میں تھام کر اپنے نرم ملائم ہونٹوں میں جکڑنے کی ایک ناکام

سی کوشش کر رہی تھی لیکن اس سے پہلے وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب ہوتی صمصام نے اسکی ٹھوڑی کو مٹھی میں دبوچ کر اسکا چہرہ سامنے کردیا۔۔

عرشیہ کے وجود میں سنسنی خیز لہر اٹھی۔۔ اسکا دل تیزی سے دھڑکا۔۔ لیکن وہ کیا کرتی حلق کرتی ڈبڈبائی آنکھوں سے سر اثبات میں ہلا گئی۔۔ "ہ۔۔ ہاں۔۔لل۔۔لیکن۔۔میں بس تمہاری ہوں پرامس۔"

"اسلیے ہی میں نے اسکی آنکھیں نوچ کو اپنے پاؤں تلے مسل دی۔۔ اسکی زبان گدی سے نکال کر جلا دی۔۔" وہ پور پور وحشتزدہ خاموش کھڑی تھی۔۔ یہ سب اسنے کروایا تھا جان بوجھ کر یہ وہ صمصام زیدی کو نہیں بتا سکتی تھی۔۔ لیکن وہ جب اسکے وجود پہ کوئی نشان نہیں دیکھے گا تب شاید اسکا جھوٹ پکڑا جائے گا۔

"آ۔آئی لل۔۔لو یو۔۔۔"وہ مسکراتی ہکلا کر بولی۔۔ وہ اسے بتا نہیں کسی کہ کس قدر وہ ہراساں ہو جاتی ہے اسکے اس روپ سے۔

"لیکن افسوس مجھے تم سے محبت نہیں۔۔" وہ مسکراتے لہجے میں بولا۔۔ عرشیہ نے گہرا سانس بھرا۔۔

"مم۔۔میں جانتی ہوں۔۔ ل۔لیکن جنون تو ہوں میں تمہارا۔۔ صرف تمہارا۔۔" وہ سنہری دراز پلکوں والی آنکھیں اٹھا کر صمصام زیدی کی آگ اگلتی اوشن نیلی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔

"جنون آتش ہو تم"وہ مدھم سی غراہٹ کے ساتھ کہتے اچانک ہی اسکی سہلائی ہوئی شہ رگ پر اپنے دانت گاڑ چکا تھا۔۔

"آہہ۔۔" عرشیہ کی خوفزدہ ہولناک چیخ فضا میں گونجی۔۔ اسکا دل اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب گیا

تھا.. خوف سے وہ تھرتھر کانپنے لگی تھی..
اسے لگا تھا وہ اسکی شہ رگ نوچ لے گا.. اسکا سر چکرا گیا لیکن اچانک ہی اسے اپنی گردن پر دانتوں کی گرفت کے بیچ سرسراہتا نوکدار مدہوش کرتا ہوا لمس محسوس ہوا..
اسکے لبوں سے بےساختہ سسکی گونج اٹھی..
اسنے اپنا آگ اگلتا ہوا چہرہ آسمان کی طرف بلند کردیا.. اور اپنے نازک لبوں کو دانتوں کے بیچ چباتی وہ وجود میں اٹھتی سرد لہروں جھرجھریوں کو دبانے کی ناکام کوشش کرنے لگی..
ٹپ ٹپ کی طرح بارش کی جلتی بوندیں اسکے چہرے رخساروں پر گرنے لگی۔ اسکی پلکوں سے ٹوٹ کر گرتے آنسوں اس بارش میں گم ہونے لگے..
صرف وہی تھی جو اسکے جنون خیزیاں برداشت کرنے کی خود میں ہمت رکھتی تھی.. لیکن اگر اسکی جگہ اس وقت کوئی اور ہوتا.. اسکے اس

روپ کو دیکھتے شاید اسکے حلق سے دلخراش چیخیں آہیں نکلتی اسکا دل پھٹ جاتا...
صمصام نے اسکی گردن سے نکلی خون کی آخری بوند کو بھی نرمی جنون کے نشے میں مدہوش لبوں میں سمیٹ لیا.. اور مسکراتی چمکتی آنکھوں سے سر اٹھا کر اسکے چہرے کو دیکھا..
"تت.تم پاگ..پاگل ہو صمصام زیدی.." وہ اپنی گردن پر شدید قسم کی جلن کو محسوس کرتی نم آنکھوں سے اسکی طرف دیکھتی کپکپاتے ہونٹوں سے بولی...
"تمہاری سوچوں سے بڑھ کر.." وہ سرد لہجے میں جتاتے گویا ہوا..
"تمہاری ان حرکات کا میرے بھائیوں کو علم ہوا تو تم سے چھین لیں گے مجھے.." وہ درد سے نڈھال سی بولی..

"میں آگ لگا دوں گا دنیا میں اگر کسی نے تمہیں مجھ سے جدا کرنے کی کوشش کی.. اگر میں شرافت میں چل رہا ہوں تو مجھے چلنے دو.." وہ اسکی گردن کے زخم پر دباؤ ڈالتا بولا..

"آہہ.." وہ مچل کر پھڑپھڑائی لیکن اسے احساس ہوا وہ قید ہوچکی تھی اسکے بازو میں..

معاً صمصام نے قدم پیچھے لیتے سٹریٹ لائیٹ کی روشنی میں اسکے بھیگے سراپے کے دلکش خدوخال کو دیکھا..

عرشیہ اسکے اچانک چھوڑنے پر لڑکھڑا کر گرنے سے بمشکل خود کو بچاتی اپنے قدموں پر کھڑی ہوئی.. اسنے بھگی پلکیں اٹھا کر تیز بردستی بارش میں صمصام کی طرف دیکھا..

سیاہ پینٹ بلیک شرٹ میں ملبوس سیاہ ہی شوز پہنیں... اسکے سامنے لمبا دراز قد چوڑی جسامت کا

وہ مالک اپنے خطرناک ارادوں سے اسے سہما گیا۔۔
وہ بغیر دوپٹے کے ننگے پاؤں بکھرے چپکے بالوں سے اسکے سامنے کھڑی تھی۔۔۔ بارش کی وجہ سے اسکے کپڑے اسکے وجود سے چپک گئے تھے۔۔
جسکی وجہ سے اسکے دلکش دودھیا وجود کے خدوخال اسکی جائزہ لیتی آنکھوں سے چھپا نہیں سکی وہ خود کو۔۔۔
بارش طوفان کا کان پھاڑ دینے والا شور تھا۔۔ ان دونوں کے قریب کے علاوہ باقی سارا عالم جیسے دھندلا سا پڑچکا تھا۔۔
موسم کو جانے کیا ہوا تھا کہ وہ بھی اس جنونی آدمی کی طرح جنون سر پر سوار کیے بوچھاڑ برس رہی تھی۔۔
بارش کی بوندیں اسکے تن من کو چومتی اسکے

وجود کے خدوخال سے پھسلتی جارہی تھیں..
اسنے ذرا سی پلکیں پھر سے اٹھا کر اسکے سینے کا جائزہ لیا تو اسکے وجود کے ساتھ وہ سیاہ شرٹ چپک گئی تھی..
عرشیہ کو اسکی گرم پناہوں میں جانا تھا اس سردی سے چھپنا تھا اسلئے ہی وہ اس شرٹ سے رقابت محسوس کرنے لگی..
وہ اس وقت گھٹنوں تک آتے آسمانی برف جیسے رنگ کے فروک میں ملبوس تھی جس پر چھوٹے سرخ پھول بکھرے ہوئے تھے.. اور ساتھ ہی سرخ رنگ کا اسکا پاجامہ تھا..
"ڈانس؟" اسکا خاموش کھڑا رہنا عرشیہ کو عجیب سی پراسراریت میں مبتلا کر رہا تھا.. اسنے ڈرتے ہوئے اپنا دائیں کپکپاتے ہاتھ کی ہتھیلی اسکی طرف بڑھائی..

صمصام کی اوشن نیلی آنکھیں اسکی سفید
ہتھیلی کو چومتی بوندوں پر آ ٹھہریں۔۔
اسکے لبوں پر معنی خیز سے مسکراہٹ آگئی جوکہ
عرشیہ کی نظروں سے اس دھند میں اوجھل ہی
رہی۔۔ اسنے خاموشی سے ہاتھ بڑھا کر اسکی
کپکپاتی ہتھیلی اپنے ہاتھ میں تھام لی۔۔
جہاں اسکا نازک ہاتھ سرد تھا وہیں صمصام زیدی
کے ہاتھ کے گرم لمس کو محسوس کرتے وہ اسکی
پناہوں میں چھپنے کیلئے مچل اٹھی۔۔
"آہہ۔۔"
دفتعاً جس پل اسنے خواہش کی اسی پل صمصام
نے اچانک اسے کھینچ لیا اپنی طرف۔۔ وہ دھک
کرتے دل سے سیدھا اسکے چوڑے سے سینے سے

فاصلے سارے تمام ہوئے تھے.. اسنے نا صرف صمصام زیدی کی دل کی مدھم سی دھڑکن کو محسوس کیا تھا بلکہ اپنی دھڑکنوں بھی ساتھ رقص کرنے کیلئے مچلتے محسوس کرنے لگی تھی..
معاً اسنے اپنے ہونٹ اسکی کان کی لو پر پھیرے..
اسکے دہکتے ہونٹوں کی گرمی سے وہ پورپور کانپ اٹھی..
"مار دو گے مجھے.." اسکی سانسیں پھول گئیں..
اسکا کہنا تھا کہ اسی جھٹکے سے صمصام زیدی نے اسے خود سے جدا کیا تھا..
وہ چیخ اٹھی.. فضا میں لہرا گئی مگر اسکی کلائی اسکے ہاتھ کی مضبوط گرفت میں تھی..
"I Love You Samsam psycho"
وہ اسکی مضبوط گرفت کا احساس کرتی دوسرا ہاتھ بارش میں لہرا کر آنکھیں موند کر حلق کے بلا چلاتی بولی..

"سن لو فسادی کی روح آئی لو مائی سائیکو سائیں ہاہاہا.." وہ فارس کی روح کو مخاطب کرتی کھلکھلاتی اسکے کھینچ لینے پر اسکی طرف کھینچ آئی..

اور دونوں ہاتھوں میں صمصام کی گردن کو تھامتے قریب سے اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھا..

"کیا تم میں بڈھی ہو جاؤں گی تب بھی تم میرے خون سے اپنے ہونٹ رنگ لو گے؟ مجھ سے ایسے ہی پیار کرو گے صمصام؟" وہ شرارت سے بولی..

"اگر تم اپنے دانت گنواں کر مجھے کاٹنے کی کوششیں کرو گی تو میں اپنے دوسرے دانت لگوا کر تمہارے وجود کے خون سے اپنی زبان نم کروں گا.." اسکا جواب اسکے جیسا ہی سرپھرا تھا لیکن وہ سن کر کھلکھلا اٹھی..

"تمہیں میرا نشہ لگ جائے گا.. تم ایک بلڈ پینے والے خون خور بن جاؤ گے.. بلیڈ ایڈیکٹ" وہ اسکی

کھڑی مغرور ناک سے ناک سہلا کر بولی..
"میں اب انسان رہا کب ہوں؟" اسنے سرگوشی میں پوچھا.. عرشیہ کی مسکراہٹ معدوم پڑگئی..
اسنے پلکوں کا جالر اٹھا کر اسے دیکھا.. "اتنی حسین تو نہیں ہوں میں کہ تم نے اپنے ہوش حواس گنوا دیئے ہیں.." عرشیہ نے اسکی گردن میں بازو حائل کردئیے اور محبت سے پوچھا..
"تم کیا ہو یہ میں تمہیں اپنی دنیا میں چل کر بتاؤں گا.. لیکن تم اتنا جان لو تم! صمصام زیدی ایک خاموش شخص کو سائیکو بنانے کی طاقت خود میں رکھتی ہو.."
"کیونکہ میں شیرنی ہوں..ببر شیر کو ہی دیوانہ بنا سکتی ہوں کسی گیدڑ بندر کو نہیں ہاہاہا.." وہ اسے جواب دیتی اپنے جواب سے خود متاثر ہوکر کھلکھلائی..
صمصام نے اچانک اسکی کلائی کو جھٹکا دیا.. وہ

جھٹک سے پلٹتی اسکے سینے سے لگی.. اسنے سہم کر سانس روکتے آنکھیں بند کرلیں.. جب اسکی بھیگی پشت اسکے سینے سے لگی تھی..
"یہ..ہم اس وقت کہاں ہیں؟" وہ اسکے آگے کی طرف سرکتی رینگتی انگلیوں سے کسمسا کر بولی..
"گھر سے ہزاروں قدم دور... اس ویرانے میں.." وہ سرگوشی سے اسکے کان میں بولا..
"کیاا!؟" عرشیہ کو شدید قسم کا جھٹکا لگا.. وہ حیرتزدہ پلٹ نے لگی تھی جب صمصام نے اسکی کمر کو وہیں سختی سے جکڑلیا.. اسکا دل ڈوب گیا وہ بےجان ہو کر رہ گئی..

اسنے آہستہ سے اسکے رخسار سے چپکی ہوئی لٹ کو ہونٹوں سے پیچھے سرکایا.. وہ مسکراتی پلکیں عارضوں پر گراگئی.. "یہ..ہم ڈانس کرنے والے تھے؟"

اسنے بکھری سانسوں سے پوچھا
"میں اشاروں پر ناچنے والا نہیں نچانے والا ہوں۔"
صمصام کی انگلیاں اس طوفانی ماحول میں اسکے وجود پر سرکتی من چاہی جسارتیں انجام دینے لگی۔۔
"مم۔۔مجھے سردی لگ رہی ہے۔۔" عرشیہ نے گھبراتے ہوئے کہا۔۔ حقیقت میں یخ بستہ فرش پر قدم رکھتے اسکے پاؤں کے تلووں کا خون جم چکا تھا۔۔ اگر اسکی قربت میسر نا ہوتی تو اس وقت وہ خود بھی جم چکی ہوتی۔۔ "لگنے دو" وہ سر جھٹک کر بولا۔۔اور اسکے گردن سے تمام چپکی ہوئی لٹوں کو پیچھے کردیا۔۔
وہ اسکی صاف شفاف پانیوں میں بہتی نیلی رگوں پر گرتی بوندوں کو دیکھتا مدہوش ہوکر ان پر انگلی پھیرتا محسوس کرتا یوں مسکرایا جیسے ایک ڈرگز ایڈیکٹ کے پاس کافی دن سے نشہ نا ہو۔۔

اور اچانک قدرتی معجزے کے طور اسے نشہ میسر آجائے جسے ہتھیلی میں لیکر محسوس کرتے وہ بےتحاشہ خوش ہوا ہو۔۔
وہ اسکی گردن پر بارش کی رم جھم پُرکیف پرلطف شور کرتی گرتی پھسلتی سفید بوندیں دیکھتا رہا۔۔ جبکہ یہی بارش جو صمصام زیدی کو پرکیف لگ رہی تھی اسکی قربت میں بوند بوند عرشیہ کے پور پور کو جلا رہی تھی۔۔۔
"کک۔۔کوئی آگیا تو؟" صمصام نے جیسے جھک کر اسکی نیلی رگ پر گرتی بوند کو لبوں سے تھاما تھا عرشیہ جھرجھری لیتے ہوئے کچھ خدشات کے تحت کہا۔۔۔

"ہم گناہ نہیں کر رہے۔۔" وہ سختی سے جتا کر بولا۔

ہو۔۔۔
"لیکن انسان میں شرم تو ہوتی ہے۔۔" وہ بھی برجستہ بولی۔۔
"ابھی تم نے ہی کہا تھا ہم شیر شیرنی ہیں۔۔پھر ہمیں کیا معلوم شرم کیا ہوتی ہے۔۔" اسنے ڈھٹائی کی حد کر دی۔۔ عرشیہ کے خدوخال میں سرخی تیزی سے پھیلی۔۔
وہ بارش میں اسکے بھیگتے وجود کو بانہوں میں جکڑ کر اسکی گردن پر اپنے تشنہ ہونٹوں کی شدتیں لٹانے لگا۔۔
عرشیہ نے اسکے بازوؤں کے حصار میں پلٹ کر گہرے سانس لیتے اسکی گردن میں چہرہ چھپایا۔۔
"صام بارش تت۔۔تیز ہوتی جارہی ہے۔۔ اا۔۔ایسا نا ہو ہم جم جائیں۔۔" وہ سراسیمگی سے بولی۔۔ وہ اسے روک ٹوک نہیں سکتی تھی لیکن اسے ماحول کا

احساس تھا.. وہ وہی احساس اس میں جگانا چاہتی تھی..
"میں تمہیں اپنی شدتوں سے پگھلا دوں گا.." وہ اسکے گال پر اپنی ناک کو سہلاتا گھمبیر لہجے میں بولا.. عرشیہ نے اسکی گردن میں بازو باندھے..
جب صام نے اسکے بالوں کو پکڑ کر اسکا چہرہ اپنے مقابل کردیا.. وہ آنکھیں میچ گئی.. دونوں کے چہرے کے بیچ انگلیاں جتنا فاصلہ تھا..
لیکن اس چھوٹے سے فاصلے درمیان بھی بارش کی بوندیں شرارت سے انکے چہرے پر برسنے لگی..
اسکا چہرہ صمصام کے سامنے تھا جسکو دیکھنے کیلئے وہ پرسوں سے شدید برہم دیوانہ ہوکر تباہیاں مچا رہا تھا..
اب اسکا دل کیا کال کرکے اپنے آدمیوں کو ریلیکس رہنے کا پیغام بھیج دیے.. اسنے اسکے گلابی رخساروں پر پھسلتی بوندوں کو دیکھتے بےچین

ہوکر اپنے ہونٹ اسکے رخسار پر رکھے..
عرشیہ جیسنے سانس لینا بھول گئی.. اسکی پلکیں اسکے ہونٹوں کے نرم گرم لمس سے بوجھل ہوکر مزید بھاری ہوگئیں جبکہ صمصام زیدی کی گرم دہکتی سانسیں محسوس کرتی وہ خود بھی اسکی دیوانی بنتی جارہی تھی..
"اگر بھائی آگیا تو؟"اسنے صمصام کو ہوش دلاتے بھیگی سرگوشی کی..
"اچھا ہے پھر دیکھلے کہ کس طرح میں اسکی بہن کیلئے جنونی ہوں.." وہ سپاٹ لہجے میں بولا..
عرشیہ نے سرخ پڑتے اسکے رخسار پر اپنے دانت گاڑھ لیے..
"آہ.." وہ اچانک اس حملے سے گڑبڑائی.. لیکن وہ اسکی حالت کی پروا کئے بغیر اسکے بالوں کو مٹھی میں جکڑے اسکے چہرے پر اپنی شدتوں کے نشان چھوڑنے لگا تھا..

صمصام نے اسکی ٹھوڑی پر ٹکی ہوئی ٹپ ٹپ گرتی بوند کو لبوں سے چوم کر مخمور نگاہوں سے اسکے بھیگے گلابی ہونٹوں کو دیکھا..
عرشیہ کا دل تیزی سے دھڑکتے اسکے سینے کی دیواریں توڑنے لگا تھا. اسکی پھولتی گرتی سانسیں اسکے چہرے سے ٹکرا رہی تھیں..
اور پھر اسکے بھیگے تشنہ لب اسکے ہونٹوں کے قریب ہوئے مگر وہ گھبرا کر ہراساں ہوتی اپنے ہونٹ پیچھے کر گئی..
صمصام نے اسکی تیزی سے لرزتی پلکوں کو دیکھا جن پر ٹپ ٹپ بوندیں گر رہی تھیں..
"دو دن دور رہ کر تم میری شدتوں کو برداشت کرنے سے بھاگ رہی ہو" وہ مسکرا کر پوچھنے لگا..
"ان دو دنوں میں اڑتالیس گھنٹے ہوتے ہیں.. اور اڑتالیس گھنٹوں میں تمہاری ہزاروں شدتوں بھری گستاخیاں.."

"ریممبر ڈارلنگ! میں گستاخیاں نہیں کرتا.. نا ہی منمانیاں.. میں اپنا حق اپنے انداز میں وصولنے کا عادی ہوں.." وہ ٹوک کر اسکی غلط فہمی کو دور کرتا جتاتے ہوئے بولا..

"اور تمہارے انہیں انداز سے میں خائف سی ہو جاتی ہوں کبھی کبھی.." عرشیہ نے مدھم آواز میں کہا..

"اور ایک وقت آئے گا یہ کبھی کبھی روز میں بدل جائے گا.." وہ گہری چمکتی آنکھوں سے مسکرا کر بولا.. اسنے حیرت سے آنکھیں پھیلا کر دیکھا.. اسکی اسی حیرت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے صمصام نے اچانک اپنے ہونٹ اسکے بھیگے ہونٹوں سے جوڑ دیئے.. عرشیہ نے جیسے ہونٹوں پر دہکتا لمس محسوس کیا اسکا دل اچھل کر حلق میں آگیا.. اسنے سختی سے صمصام کے بھیگے چوڑے شانوں کو پکڑا.. جبکہ وہ نرمی سے اسکے ہونٹوں کو

چھونے لگا.. اسکے لبوں پر گرتی ہر بوند کو سمیٹنے لگا..
پُرکیف اپنے عمل میں اسنے عرشیہ کی نازک کمر کو جکڑا.. اور اسکے نچلے لب کو چومتے اسکی
دھڑکنوں میں اشتعال برپا دیکھ کر اسکی کمر کو سہلاتے اپنا ہرعمل نرمی سے دہرا رہا تھا..
دونوں کی سانسیں ایک دوسرے سے الجھنے لگی..
وہ آس پاس کے ماحول سے انجان ہوگئے.. سٹریٹ لائیٹس جھٹکے کھانے لگی اور طوفان میں بھی شدت برپا ہوگئی..
وہ عرشیہ کے نرم بھیگے ہونٹوں کو انگلی سے سہلاتا ہونٹوں میں قید کرجاتا.. ایک ہاتھ سے اسکی کمر سہلاتے دوسرے میں اسکا چہرہ ٹھوڑی سے تھام کر قریب رکھتے وہ خود کو اس بوچھاڑ رم جھم میں سیراب کرتا جارہا تھا..
وہ اسکے ہونٹوں کی نمی کو سمیٹ کر خشک کرتا

بارش پھر سے ہوا کے تیز جھونکے سے بھگو کر گلابی کردیتی..

"اگر ایسا ہی چلتا رہا تو کبھی خشک نہیں ہو پائیں گے تمہارے ہونٹ اور نابی میں پیاس.." صمصام نے بارش کی شرارت پر تبصرہ کیا..

عرشیہ نے گہرا سانس بھرا... "اگر ہم بارش کو موقعہ نا دیں ہمارے بیچ آنے کا تو؟" وہ کچھ سوچ کر بولا..

وہ جھینپ کر نفی کرتی اسکی گردن پر احتجاجاً خراشیں ڈالنے لگی.. لیکن اسکی سنتا کون تھا..

صمصام نے اسکے چہرے کو بلند کرتے اسکے سمجھنے سے پہلے اسکے بھیگے ہونٹوں پر جھک کر گرفت جمالی.. اور کمر کو تھام کر جھٹکے سے اسے اوپر اٹھالیا.. اسکے اوپر اٹھانے پر اسکی مضبوط کمر کے گرد اپنے پاؤں لپیٹ لیے..

بارش کی رم جھم کرتی بوندیں فضا میں ساز

بکھرنے لگیں... ہوائیں گنگناتی رقص میں مدہوش ہونے لگیں.. بادل گرج پڑے..بجلی نے احتیاطاً اندھیرا پھیلائے رکھا..
پاس موجود سٹریٹ لائیٹ اچانک بلاسٹ کی طرح ٹکڑوں میں بٹ گئی۔ اور زمین پر بکھری..
عرشیہ نے مسکراتے اپنی گرفت مضبوط کی اس پر..
لیکن اس شخص کو اتنا سا بھی ہوش نہیں تھا..
عرشیہ کے سنہرے بال ان دونوں کے چہرے پر بھیگی لٹوں میں تقسیم ہوکر اسکے چہرے کے گرد بکھر گئے جبکہ صمصام خود پر جھکے وجود کے لمس میں مدہوش ہوچکا تھا..
اسنے نرمی سے اسکے ہونٹوں کو چھوڑا وہ گہرا سانس لیکر سیدھی ہونے لگی تھی مگر وہ پھر سے اسے قریب کرتا گردن سیدھی کرتے اسکے گلابی ہوئے ہونٹوں پر جھک گیا..

بوندیں انکے چہرے پر گرنے لگی.. پانی سڑک پر بہنے لگا.. صمصام نے اسکی پھولیں سانسوں کا خیال کرتے شدت بھری جسارت کرکے اپنے ہونٹ جدا کیے..

عرشیہ نے گھبرا کر اپنے لبوں پر ہاتھ رکھا.. اور گہرے سانس لینے لگی.. اسکا چہرہ تپ گیا..

صمصام خمار سے سرخ نیلی آنکھوں سے اسے نڈھال دیکھتا اسکی گردن پر جھکا..

"صام پپ..پلیز.."اسنے التجا کرتے اسے باز رکھنا چاہا.. مگر وہ خود پر بھی اختیارات کھو بیٹھا تھا اسکی کہاں سے سنتا..

عرشیہ کو یہ بارش جھلسانے لگی.. اسنے صمصام کو سختی سے شانوں سے تھاما.. لیکن اسکی کمر کو پکڑتے صمصام نے اچانک اسے پیچھے کی طرف دھکیل دیا..

"صاااممم" اسکے لبوں سے لمبی سسکاری کی

صورت چیخ نکلی.. وہ پیچھے کی جانب دہل کر گرتی مگر کمر کے نیچے اسکا مضبوط ہاتھ آگیا.. اسکے چہرے پر اچانک بوچھاڑ کی صورت بارش ہوا کا جھونکا پڑا.. اسنے گھبرا کر صمصام کے شانوں کو تھاما چاہا مگر اسی وقت صمصام نے اپنے ہونٹوں اسکی دھڑکنوں کے مقام پر ثبت کرتے عرشیہ کو سن کردیا..

عرشیہ نے بوکھلا کر جھٹکے سے سیدھے ہوتے اسکے گال پر بڑھی شیو پہ تیزی سے کاٹا اسکی گردن پر نشانہ لیا..

صمصام نے اسکے غصے جنونی حالت کو دیکھتے اس شور مچاتی بارش دھڑکنوں میں فلک شگاف قہقہہ لگایا..

"اڈبٹ سائیکو سٹوپڈ کوئی ایسے کرتا ہے

نانسینس.." وہ چیختی اسے کاٹنے رونے لگی..
اسکی پرواہ کئے بغیر اسنے اپنا موبائل نکالا اور اس میں اسکرین پر چمکتے حروف میں لوکیشن کو دیکھتے سامنے اپنی کو جاننے کے بعد گوگل میپ کے گائیڈ کرنے پر اپنے قدم اٹھائے..
صمصام نے اسکے دانتوں کی سختی کو شدتوں میں بدلتے دیکھ کر جھٹکے سے اسے کندھے پر ڈال دیا..
"آہہ صام" وہ ہراساں ہوکر پیچھے لٹکتی چلائی..
مگر وہ بہرا بن کر سامنے موبائیل کی سکرین کو دیکھتا قدم اٹھاتا جارہا تھا..
"اگر تمنے مجھے سیدھا نہیں کیا تو میں قسم اٹھا رہی ہو تمہاری شرٹ کو پھاڑ دوں گی.." وہ غصے

ضبط سے غرائی۔۔
"پھاڑ دو بعد میں یہ تمہیں ہی پہننے ہوگی۔۔" وہ اتنا بڑا جملہ اتنی آسانی سے کہہ گیا عرشیہ کا دماغ گھوم گیا۔۔
"شٹ اپ یو سائیکو میں ہرگز ایسا کچھ نہیں ہونے دوں گی۔۔ شرم کرو بھائی گھر میں موجود ہیں۔۔" وہ چلائی۔۔ صمصام اسکی خوش فہمی پر استہزائیہ مسکرایا۔۔
°°°°°°°°°

"یہ ہم کہاں آ گئے ہیں؟" عرشیہ نے درختوں کے بیچ اس خاموش علاقے میں قدم رکھتے سراسیمگی سے آنکھیں پھیلا کر صمصام کو دیکھا۔۔
"سر!" معاً بارش میں استادہ سیاہ لباس میں گارڈ نے اسکی آمد کو دیکھتے مودبانہ آکر مخاطب کرتے صمصام کی طرف چابیاں بڑھائیں۔۔

صام نے آواز پر چونکتے سر گارڈ کی طرف گھمایا..
وہاں ایک گاڑی بھی اسکے لئے موجود تھی اور
سامنے ووڈ ہاؤس کی کیز بھی اسکے حوالے کردی
گئی تھیں..
اور عرشیہ تو ہکا بکا یہ سب ہوتے دیکھ رہی تھی..
"اوکے اب تم لوگ جاؤ!" وہ ان سے چابیاں لیتا
انہیں حکم دیکر پلٹا.. اور سامنے سیڑھیوں کی
طرف بڑھنے لگا..
"یی..یہ تم نے ان سے کیا بات کی صام اور یہ ہم
کہاں جارہے ہیں تمہیں پتا بھی ہے کہ بھائی وہاں
اکیلے ہیں؟" وہ غصے سے تقریباً اس پر چلائی..
لیکن وہ اسے جواب دیئے بغیر ایک بار پھر سے
اسکی چیخ کو نظرانداز کرتا سیڑھیوں کی طرف
بڑھا تھا..
"میں تم سے کچھ کہہ رہی ہو سائیکو تمہیں کچھ

سنائی دے رہا ہے.. تمہیں اندازہ ہے بھائی کتنا پریشان ہو گا مجھے گھر میں نا دیکھ کر.." وہ اسکے بھیگے پیشانی پر بکھرے بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر اسکے سر کو جھنجھوڑتی چلائی..

صام براؤن ووڈ کی بنی سیڑھیاں پھلانگتا ہوا دروازے کے سامنے آیا اور ہاتھ بڑھا کر چوبیوں سے دروازے کو کھولنے لگا..
"میں ہرگز اندر نہیں چلو گی آہہہ.." وہ چیختی مچلتی پھڑپھڑاتی رہی لیکن وہ دروازہ کھول کر اسے اندر لیکر داخل ہوچکا تھا..
عرشیہ نے چلاتے دروازے کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا.. لیکن صمصام نے لات مار کر جب دروازہ بند کیا وہ بوکھلا کر دروازے کو چھوڑ چکی تھی..
چھوٹے سے لاؤنج اور ایک روم اوپن کچن والے اس ووڈ ہاؤس کو رہائش کیلئے اسکے اٹلین بزنس

دوست نے دیا تھا.. اور وہ گاڑی بھی اسکی طرف سے ہی تھی جوکہ صمصام کی ایک کال پر اسے مہیا کردی گئی تھی..

وہ انکے ملک میں مہمان بن کر آیا تھا تو بھلا وہ کیسے اسکی مہمان نوازی میں کوئی کمی آنے دیتے.. دو گھنٹوں کے وقت میں ہی اسکے لیے سب کچھ ریڈی کردیا تھا..

صمصام نے اپنی بیوی کے ساتھ ون نائیٹ اسٹے کرنے کیلئے مانگا تھا.. انہوں نے ہرچیز سے اسکا کچن اور روم بھر دیا..

یہ چھوٹا سرخ چھت والا گھر پورا لکڑی کا ہی بنا ہوا تھا۔ اطراف میں لکڑی کی دیواریں تھیں جبکہ اندر روم میں سفید گلاس وال تھیں..

فرنیچر پورا براؤن لکڑی کا تھا.. روم کا دروازہ نہیں تھا صرف دو دیواروں کو ملا کر اسے روم کی شکل دی ہوئی تھی..

باہر سے اندر کا منظر واضح تھا۔۔
ایک لمحے کیلئے لائٹس سے روشن اس ووڈ ہاؤس کو دیکھتے عرشیہ مسمرائز سی دیکھتی رہی اس فلیٹ کی ایک ایک چیز کو۔۔
گھر زمین سے کافی اوپر تھا۔۔ اسلئے صمصام کے قدموں کی آہٹ دھب دھب کی صورت گونج رہی تھی۔۔ وہ ایکدم خاموش ہوئی عرشیہ کو اٹھا کر روم میں داخل ہوا۔۔
پورا روم خالی تھا۔۔ ماسوائے ایک وسط میں پڑے گول بیڈ پر جس پر سفید بیڈ شیٹوں سے بسترا بنایا ہوا تھا۔ روم میں دبیز قالین پڑا تھا اسلیے قدموں کی آواز دب گئی تھی۔۔
نا ڈریسنگ روم نا در نا دروازے۔۔
سواء ایک قدر آواز شیشے ایک بڑے سے گول شیپ بیڈ۔۔
اور باتھ روم کے۔۔ صوفے وغیر سب باہر لاؤنج میں

موجود تھے۔ روم خالی تھا۔۔ اور بارش کا تیز شور طوفان کی سنسناہٹ گونج کر ماحول کو پراسرار سا بنا رہی تھی۔۔

"بب۔باتھ روم کا دروازہ بھی نہیں۔۔" وہ سکتے کی کیفیت میں حیرت زدہ سی صمصام کو دیکھ کر بولی۔۔

صام نے اسے بیڈ پر پھینکنے کی صورت ڈالتے پلٹ کر مسکراتی نظروں سے باتھ روم کو دیکھا جس میں سامنے ایک بڑا سا باتھ ٹب نظر آرہا تھا۔۔

"دو دیوانہ کے بیچ رقیب کا کیا کام۔۔ عقلمند لوگوں کا ملک ہے۔۔" وہ معنی خیزی سے اسے دیکھتے گویا ہوا۔۔

عرشیہ کا چہرہ تپ کر گلابی ہوگیا۔۔ "عقلمند یا احمق۔۔ تمہاری طرح کے لوگ۔۔ کس بدتمیز نفسیاتی انسان کا گھر ہے یہ۔۔ مجھے یہاں ہرگز نہیں رہنا۔۔" وہ غصے سے پھنکارتی جھپک کر اٹھنے لگی مگر

بیڈ اس قدر نرم دھنسا جارہا تھا کہ بوکھلا کر واپس گری۔۔

"یہ میرے بزنس کے دنیا کے ساتھی کا گھر ہے۔" وہ کہتا اسکے ساتھ ہی بیٹھ کر اپنے شوز اتارنے لگا۔۔

"تم کبھی مجھے سمجھ نہیں آؤ گے۔ اتنے بےحس کیسے ہو سکتے ہو صام۔۔ اپنے لیے۔۔ وہاں بھائی کو اکیلا چھوڑ کر یہاں آ گئے ہو تمہیں اندازہ ہے بھائی کتنے پریشان ہو رہے ہوں گے۔۔" وہ بھڑک کر دکھ تاسف سے کہتی اٹھ بیٹھی۔۔

صمصام نے ایک تیز نظر اس پر ڈالی۔۔

"ہاں اگر میں بےحس ہوں تو ہوں۔۔ مجھے اس سے کوئی انکار نہیں۔۔ لیکن اونٹ کو پہاڑ کے نیچے لانے کیلئے یہاں رہنا تمہارا لازمی ہے۔۔ ہمیں احساس ہے اسکا لیکن اسے بھی ہونا چاہیے ہمارا احساس۔۔ سب صاف ہے۔۔ اب کچھ نہیں چھپا۔۔ تو پھر وہ ہمارے ساتھ چلنے سے انکار کیوں کر رہا ہے۔۔ اسے

ماما مامی کو ذرا برابر بھی احساس ہے
خدانخواستہ اگر اسی حالت میں بڑے پڑے ماموں
کو کچھ ہو گیا تو کیا پھر وہ کبھی خود کو معاف
کرے گا؟ ہمیشہ کی اذیت سے بہتر ہے دووقت کی
اذیت دیکر دماغ ٹھکانے لایا جائے۔" صمصام کے
ضبط کا پیمانہ لبریز ہوا وہ غصے سے بھڑک کر
بولا۔۔
اسے غور سے سنتی اسکی آخری بات پر عرشیہ نے
ٹھٹھک کر اسے دیکھا۔۔
"کک۔ککیوں کیسی اذیت؟ پلیز صام میرے بھائی
کو اب کوئی اذیت نہیں۔۔ میں برداشت نہیں
کرسکتی۔۔ مجھے ابھی انکے پاس جانا ہے۔۔" وہ
روتی ہوئی کہتی تڑپ کر بیڈ سے اترنے لگی مگر
صمصام نے اسکے ہاتھ کو پکڑ کر واپس کھینچتے
بیڈ پر پھینک دیا۔۔
"اب اگر تم نے اپنا ایک بھی قدم بیڈ سے نیچے اتارا

تو تمہاری ٹانگوں کے ساتھ تمہیں پاؤں سلامت نہیں ملیں گے.." اسنے بپھر کر اسکے سامنے آتے سختی سے وارن کیا..

"کک.کیا؟ کیا مطلب.. تم میرے ساتھ ایسا کرو گے.. تم کوئی خود کو چنگیز خان کے دادا سمجھتے ہو.. تم ہو کیا.. میں منہ توڑ دوں گی تمہارا چام ڈاٹ کام.." وہ سہم کر غصے سے پھنکارتی ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رونے لگی..

اسے روتے ہوئے دیکھ کر صمصام نے گہرا سانس بھر کر اپنے اعصاب پرسکون کیے..

"میری طرف دیکھو.." اسنے اسکا ہاتھ تھاما...

"ہاتھ مت لگاؤ مجھے.." وہ غصے سے چلاتی ایکدم تکیہ اٹھا کر اسکے منہ پر مارتی خونخوار نظروں سے دیکھنے لگی..

صمصام اسکا یہ خونخوار روپ دیکھ کر متبسم ہوا..

اچانک جھٹکے سے اسکی دونوں کلائیاں پکڑ کر اسنے مروڑ کر اسکی پشت پر باندھ دیں.. عرشیہ اس افتاد پر چیخ اٹھی..

"اب بولو!" وہ اسکی بھیگی آنکھوں میں دیکھتا بولا..

عرشیہ نے غصے سے سرخ سنہری آنکھوں سے اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھا اور ہونہہ کرکے منہ پھیرا..

صام نے گہری مسکراہٹ اسکی گردن پر اپنے دانتوں کے سرخ نشان دیکھے.. وہ پوری بھیگی ہوئی..

اسکا بھیگا بھیگا وجود صمصام زیدی کے ضبط کا امتحان لے رہا تھا.

وہ اسکے وجود کے دلکش خدوخال کا بھرپور طریقے سے جائزہ لیتے اسے کھینچ کر قریب کرگیا..

عرشیہ ہنوز منہ پھیرے دوسری طرف غصے سے دیکھ رہی تھی..

پھیرا۔۔
صام نے گہری مسکراہٹ اسکی گردن پر اپنے دانتوں کے سرخ نشان دیکھے۔۔ وہ پوری بھیگی ہوئی۔۔ اسکا بھیگا بھیگا وجود صمصام زیدی کے ضبط کا امتحان لے رہا تھا۔
وہ اسکے وجود کے دلکش خدوخال کا بھرپور طریقے سے جائزہ لیتے اسے کھینچ کر قریب کرگیا۔۔
عرشیہ ہنوز منہ پھیرے دوسری طرف غصے سے دیکھ رہی تھی۔۔
"تمہارے اچانک گھر سے نکل کر جانے اور میرے دلاور کے ہوچھنے پر بھی اسکے نا کرنے کے بعد مجھے احساس ہوا کہ جتنا ہمیں لگ رہا ہے کہ ہم اسے لے جائیں گے تو اتنا آسان نہیں ہے۔۔

ایک درخت سے ٹہنی ٹوٹ جائے تو ہمارے ایک دم اٹھا کر اسکے ساتھ جوڑ دینے سے وہ ٹہنی پھر سے اس درخت کا حصہ نہیں بن جائے گی.. نا ہی وہ آسانی سے جڑ جائے گی..
اسے جوڑنے کیلئے ترکیب تلاشنے پڑتی ہیں.. کچھ جدوجہد کنی پڑی ہیں.. کچھ چھید درخت میں ہوتے ہیں اور کچھ اس ٹہنی میں.. کچھ رسیاں چاہیے ہوتی ہیں جو اس ٹہنی کو اس درخت سے باندھ کر رکھے..
تمہارا بھائی دلاور اسی شاخ کی مثال ہے... اسے باندھنے کیلئے ہم رسیاں بنیں گے.. توقیع اسے درخت سے جوڑ کر رکھے گی.. لیکن اس سے پہلے کچھ چھید کرنے پڑتے ہیں.. اور وہ اذیت دیتے ہیں.. جو درخت اور اسکی شاخ ہی محسوس کر سکتا ہے..
تمہارے نکل جانے کے بعد دلاور باہر آیا تھا روم سے

نکل کر تمہارے پاس.. لیکن تمہیں وہاں نا پاکر گھبرا گیا.. مجھ سے الجھ پڑا جب میں نے اسے تمہارے جانے کا بتایا..
پر میں نے اس سے کہا ہے کہ اسے جب انکی پرواہ نہیں تو عرشیہ خان اسکے پاس رہ کر کیا کرے گی.. تم زبردستی گھر سے جا چکی ہو روتے ہوئے..
یہ کہتے میں نے اسکے چہرے پر اذیت کے آثار دیکھے تھے۔ اور یہ سائے ہی مجبور کرکے اسے ہم سے باندھ دیں گے۔ وہ پریشان ہوکر تمہیں ڈھونڈنے کیلئے آرہا تھا..
لیکن میں اس سے نمبر کا تبادلہ کرکے تمہارے پاس آیا تھا.. کہ وہ پریشان نا ہو.. میں اپنے آدمیوں کے ساتھ اسے لیکر وہیں پہنچوں گا...
"اب میں چاہتا ہوں تم اس سے بات کرو اور اسے بلیک میل کرو.. کیونکہ میں نے اسے مجبور ہوتے دیکھا ہے تمہارے لیے.. اگر اپنے بھائی کو پانا...."

اسکے الفاظ درمیان میں ہی رہ گئے اسکی بات کی تہہ تک پہنچ کر عرشیہ نے اچانک بیچ میں حائل فاصلے تمام کرتے اسکے ہلتے لبوں سے اپنے لب ملا دیئے..

صمصام ایکدم خاموش ہوگیا.. اسکے چہرے کو دیکھا.. اور اسکی پیش قدمی کو قبول کرتے اسکے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں جکڑا..

"یہ تمہارے پلان انعام ہے.." وہ اس سے لب جدا کرکے بولی..

"اتنا چھوٹا انعام!!" صمصام بےقرار نگاہوں سے دیکھ کر کہا..

"باقی کا پلان کے کامیاب ہونے کے بعد..." وہ لب دبا کر بولی..

"یاد رکھنا بس.." وہ کہہ کر اسے چھوڑ چکا تھا.. عرشیہ بیڈ پر بیٹھ گئی اور اپنا تفنس بحال کرنے لگی..

"میں اسے کال ملا رہا ہوں بات کرنا.. اور کہنا جو کہنا ہے.." اسنے ہاتھ بڑھا کر عرشیہ کی گردن میں پہنا ہوا لاکیٹ اتارتے ہوئے مٹھی میں پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے موبائل کان سے لگاتے اسکے وجود کو دیکھنے لگا..

عرشیہ اسکی گہری نگاہوں سے حیا سے گلنار ہوکر آہستہ سے تکیہ اٹھاتی بانہوں میں دبوچ گئی..

"ہیلو! ہاں دل مل گئی ہے.. بارش میں کھڑی رو رہی ہے آ نہیں رہی کافی ضد کر رہی ہے.. لو تم بات کر لو.." وہ کافی سنجیدگی سے کہتا دوسری طرف بےقرار تڑپتے دلاور سے بات کرتا موبائل عرشیہ کے حوالے کرتے وہاں سے جانے لگا..

عرشیہ نے اسکی چوڑی پشت کو دیکھا اور سٹپٹاتے ہوئے گود میں گرا موبائل اٹھایا.. موبائل کے اسپیکر سے ہیلو ہیلو گونج رہا تھا..

"ہیلو" اسنے موبائل جیسے کان سے لگایا دوسری

طرف دلاور کے سینے میں اسکی آواز سن کر سکون اتر آیا۔۔

"عشی میرا بچہ میرا جگر میرا سکون کہاں ہو بھائی کو مار دو گی۔۔ کہاں نکل گئی ہو تمہیں اندازہ ہے اگر اس انجان شہر میں تمہیں کچھ ہو جاتا تو میرا کیا ہوتا۔۔ میں پاگل ہو جاتا مر جاتا۔۔"

"بھائی!" دلاور کا بھیگا لہجہ سن کر وہ تڑپ کر ٹوکتی رو پڑی۔۔

"آپ صرف مجھ سے محبت کرتے ہیں آپ کو ہمارا احساس نہیں ہے۔۔ آپ مجھے لیکر گھر پھینک دیں گے اور واپس چلے جائیں گے۔۔پھر میں اس روتی تڑپتی ماں کو کیا جواب دوں گی دل؟؟ میں کیسے اس سے کہوں گی کہ اسکا دل اسکے پاس آنا نہیں۔۔۔

"میں جانا چاہتا ہوں۔۔" دلاور کہتا ایکدم پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا۔۔ "میں مام کے پاس جانا چاہتا ہوں

عشی لیکن مجھ میں ہمت نہیں ہے.. میں کیسے کرلوں انکا سامنہ.. کوئی مجھے کیوں نہیں سمجھتا میں کیسے اپنی ماں سے ملوں گا سالوں بعد..." عرشیہ نے اسکی تکلیف کو محسوس کرتے اپنی سسکیاں دبائیں..

"میرے پیارے بھائی.. میں آپ کے ساتھ ہوں.. میں آپ کو کبھی کسی مشکل میں تنہا نہیں چھوڑوں گی.. دریاب آپ کے ساتھ ہے ساحل بھائی توقیع صام صارم.. زیاف... کس کس کے نام بتاؤں آپکو کون کون آپ کے ساتھ ہے..

ہم آپ کو بکھرنے نہیں دیں گے.. آپ ہمارا ہاتھ تھام کر چلیں.. ہم کبھی لڑکھڑانے نہیں دیں گے آپ کو.. ہمیشہ آپکا سایہ بن کر چلیں گے..

اور پھر آپ سوچیں جب ڈیڈ ٹھیک ہوں گے..جب ہم ایک ہو جائیں گے.. تو کیسے ہمارا گھر خوشیوں سے بھر جائے گا.. ہمارا باپ خوشی سے ہمیں سینے

میں سمیٹ لے گا۔"
"لیکن اگر آپ نہیں مانے تو مجھے بھول جائیں۔۔
میں ایسی زندگی مزید نہیں جینا چاہتی جس میں
میرا بھائی مجھ سے دور ہو۔۔ میں یہیں سے اس
چام کام کو چکما دیکر بھاگ جاؤں گی۔۔ پھر جب
میں دور ہو جاؤں کوئی ڈھونڈ نہیں سکے گا تب
آپ کو احساس ہوگا کہ اصل میں دوریوں کی اذیت
کیا ہوتی ہے جب آپ سے آپکی اکلوتی بہن ٹوٹ۔۔۔
دہلیز پر بیٹھے دلاور خان نے روتے ہوئے اپنے ناک
سے رستے کو انگلیوں ہر سمیٹ کر دیکھا۔۔ اور پھر
بارش کی بوچھاڑ تلے ہاتھ کردیا جسنے فوراً سے
اسکی خون سے لدی انگلیاں صاف کردی تھیں۔۔
"نہیں!!!عرشیہ!! ایسا ہرگز مت سوچو۔۔" وہ گھبرا
کر اسے بیچ میں ٹوک گیا۔۔ وہ منہ بسور گئی۔۔
"ٹھیک ہے تم گھر آ جاؤ تم جیسا کہو گی میں
ویسے ہی کروں گا۔۔ اب یہ دلاور خان (اپنی آخری

سانسوں تک) صرف تمہارے لیے زندہ رہے گا تم جو کہو گی وہی کرے گا...." اسنے اپنے دل کو مضبوط کرتے مسکراتے لہجے میں کہا..

"سچ بھائی؟؟" عرشیہ کی حیرت بےیقینی خوشی سے زوردار چیخ گونجی...

"مچ بھائی کی جان.. بس واپس آجاؤ میں یہاں تمہاری فکر میں پاگل ہو رہا ہوں.." وہ موبائل پر اسے بوسہ دیتا بولا..

"آئی لو یو، آئی لو یو، آئی لو یو میرے شہزادے میرے دلشیر یہ شیرنی ہمیشہ آپکے ساتھ کاندھے سے کاندھا ملا کر چلے گی.. اب کوئی دشمن آپ کے قریب تو آئے چیر پھاڑ دوں گی.. میں ابھی آئی.." وہ کھلکھلاتی جوش سے کہتی اپنی معصوم باتوں سے دلاور کو قہقہہ لگانے پر مجبور کر گئی..

لیکن جیسے بیڈ سے اتری اس سے پہلے ہی روم میں داخل ہوتے صمصام نے اچانک کھینچ کر اسکے ہاتھ

سے موبائل چھینا.. وہ اس افتاد پر ہڑبڑا گئی..
"ہیلو دل.." صام نے کافی کے مگ سے گھونٹ بھر کر دوسری طرف دلاور کو مخاطب کیا..
"صام اسے لے آؤ اب گھر واپس وہ جیسا کہے گی میں ویسا ہی کروں گا۔" دلاور نے خستہ حال نرم لہجے میں کہتے رومال سے اپنا ناک صاف کرنا شروع کردیا..
شدید درد سے اسکا سر پھٹنے لگا تھا.. جیسے اندر سے کوئی چیز اسکے دماغ کو کھوکھلا کر رہی تھی کاٹ رہی تھی یا نوچ...
"ہاں میں لا رہا ہوں اسے.. لیکن کافی دور نکل آئے ہیں ہم.. یہاں کوئی گاڑی وغیرہ نہیں ہے.. تم ایسا کرو آرام کرو میں عرشیہ کو لیکر کسی محفوظ جگہ پر جارہا ہوں جیسے کوئی گاڑی ملتی ہے واپس آجاتا ہوں ابھی راستوں پر بارش طوفان کی کافی دھند ہے.. گاڑیاں لوگ اپنے گھروں میں

موجود ہیں۔۔"
"ہاں تم اسے کسی محفوظ ٹھکانے پر لے جاؤ بارش بند ہو جائے تو لیکر یہاں آجانا۔۔ میں یہیں ہوں۔۔" دلاور اسکی بات سے متفق ہوتا حامی بھر کر بولا۔۔ عرشیہ کے چہرے پر جو خوشی کے آثار تھے ایکدم مسکینیت میں بدل گئے۔۔ رنگت سپید پڑ گئی۔۔
"اوکے ٹھیک ہے اپنا خیال رکھیں جب تک میں کوئی ٹھکانہ ڈھونڈتا ہوں بیٹھنے کا" وہ مسکراتا کال ڈسکنیکٹ کرکے دیوار میں لگی شیلف میں رکھتا کافی کے گھونٹ بھر کر اب اسے دیکھنے لگا۔۔
"وو۔۔وہ دل مان گیا۔۔" اسنے مسکراتے انگلیاں چٹخاتے خوشی سے کہا۔۔
"ہمم۔۔ لیکن باہر کی صورتحال ایسی نہیں جس میں میں تمہیں لیکر جا سکوں۔۔" وہ کافی کے کچھ گھونٹ بھر کر آدھا کپ اسکے حوالے کرتا خود پلٹ گیا۔

"کیوں نہیں جاسکتے تم ارادہ تو باندھو دیکھنا جیسے یہاں آ گئے ویسے ہی وہاں چلے جائیں گے۔۔"
وہ پہلو بدل کر اسے ہمت دلاتی کافی کا گھونٹ بھر کر التجائیہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔۔
"میں ارادہ باندھ چکا ہوں۔۔ واپس جانے کے نہیں بلکہ تمہارے زخموں پر مرہم لگانے کا۔" صمصام نے کہتے آئینے کے سامنے آکر اپنے بالوں میں انگلیاں پھیرتے انہیں پیشانی سے ہٹا کر پیچھے کی جانب کردیا۔۔ اور اپنی سیاہ بھیگی شرٹ کے کلف کھولنے لگا۔۔
عرشیہ کا دل تیز تیز دھڑکنے لگا۔۔ اسنے کافی کا گھونٹ بھرتے لبوں پر زبان پھیری اور بھاگنے کی راہ تلاش کرنے لگی لیکن اس گھر میں کوئی بھی ایسا کونہ نہیں تھا جہاں وہ محفوظ ہوکر چھپ سکتی تھی۔۔
صمصام مبہم سی مسکراہٹ سے اسکی نگاہوں سے

سہمے تاثرات آئینے میں دیکھتا شرٹ کے بٹن کھول کر جھٹکے سے اتار کر اپنے وسیع توانا سینے کو دیکھنے لگا..

اسنے ساتھ اپنی بیلٹ نکالی اور دیوار میں شرٹ کے ساتھ بیلٹ ہینگ کردی.. اسکے چوڑے وسیع سفید سینے پر بارش کی بوندیں چپکی ہوئی تھیں..

اپنے مضبوط شانوں پر سے ہاتھ پھیرتے اسنے اپنے سینے ہر پھیرتا اور بالوں میں انگلیوں سے برش کرتا.. وہ پلٹ آیا..

عرشیہ جو ہر جگہ سے مایوس ہوتی کپ لبوں کی جانب بڑھاتی صام کو پھر سے التجائیہ منت بھری نگاہوں سے دیکھنے والی تھی یک لخت اسکی سنہری آنکھیں ساکت ہوگئی اور کافی کیلئے کھلتے اسکے لب کھلے ہی رہ گئے..

اسکی ساکت سنہری آنکھوں میں حرکت آئی.. وہ

سانس روک کر دھڑکنوں کو تھامتی اسکے چوڑے شانوں سے نظریں پھیرتی مضبوط سینے پر ٹھہر گئی.. اسکی دھڑکنیں اچانک اسکے اختیارات سے نکل گئیں..

اسکے سینے میں ہلچل مچ گئی.. پہلو بدلتی اسکے سینے سے نگاہیں پھلستی گئیں.. اسنے اپنا بکھرا تنفس سنبھالنا چاہا مگر یہ بھی اسکے اختیار میں نا رہا..

اسکے بھیگے تن من میں سنسنی خیز لہریں اٹھیں.. سانسوں دھڑکنوں میں بےترتیبی پھیل گئی.. اسکے آنکھیں اسکے سکس پیکس پر تھیں اور اسنے اپنے دانت کافی کے مگ پر گاڑ دیئے..

اسکا چوڑا سینا سکس پیکس، پھولے مسلز کی ابھری ہوئی رگیں اور عرشیہ کا دل کا خود پر سے اختیارات کھو دینا..

لوگ لڑکیوں کو کہتے تھے خدا نے کس فرصت سے

بنایا تھا.. وہ اسے دیکھ کر سوچتی اسے خدا نے کیا سنڈے والے دن بنایا تھا جو یہ اس قدر سحر میں جکڑنے والا بن گیا تھا..
وہ کہاں سے نگاہ چرا کر کہاں جماتی.. کافی پینا تو اسے بھول ہی گیا.. وہ بس جھپکتی پلکوں سے اسکے بازو سے اسکے سینے کا سفر اور سینے سے سکس پیک تک سفر کرتی جارہی تھی..
"کافی پی لو!" معاً بارش کے شور گھن گرج میں صمصام زیدی کی آواز گونجی..
"ہ..ہاں!" وہ ہڑبڑا کر جیسے نیند سے جاگی اور سوالیہ نگاہوں سے دیکھنے لگی..
"میں نے کہا بے کافی پی لو ٹھنڈی ہو جائے گی.."
اسکے جملہ ابھی درمیان میں ہی تھا جب وہ زورشور سے سر اثبات میں ہلاتی ایک ہی گھونٹ میں کپ خالی کر گئی..
صام نے حیرت سے اسکی ہونقوں والی حالت کو

دیکھا.. منہ کافی سے بھرا ہوا تھا جس میں وہ کافی مضحکہ خیز لگ رہی تھی..
"کیا ہوا منہ میں کیوں لیے بیٹھی ہو؟" صام نے پاس آکر اسکے کافی میں میں جمع کیے بیٹھنے پر ٹوکا..
لیکن اچانک سے کچھ بولنے کیلئے منہ کھولتی عرشیہ کے منہ سے پچکاری کی صورت کافی نکلتی صمصام کے سینے پر بکھر گئی..
"واٹ دس!!" اس اچانک کے حملے پر صام بوکھلاتا اپنے سینے پر کافی کو پھسلتا دیکھ کر بھڑکا..
"سس..س..سوری س..سوری وہ بھول گئی کیسے نگلتے ہیں.." عرشیہ نے اسکے غصے سے خوفزدہ ہوتے ہڑبڑا کر کہا اور بوکھلا کر اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی...
صام نے حیرت سے اسکے جملے پر غور کیا.. عرشیہ نے اسکے چہرے کو دیکھا.. "کیا غلط بول دیا ہے؟"

وہ سوچتی اسے بیچارگی سے دیکھنے لگی.. وہ تو اپنا جملہ بھی بھول گئی..

"سٹوپڈ! بتاؤ اب کیسے صاف کروں؟" صمصام غصے سے اسے جھڑکتا بولا..

"مم میں کردیتی ہوں.." عرشیہ نے بوکھلا کر کہتے ایکدم بڑھ کر اسکے وسیع سینے پر ہاتھ پھیرتی اسکے پیکس پر آگئی..

صمصام نے اسکے ہاتھوں کی لرزش محسوس کرتے اسکے اس عمل پر حیران ہوتے اسکے چہرے کی طرف دیکھا..

اسکے رخسار کانوں کی لو تک تپ کر گلابی ہو گئے تھے. وہ اسکے سینے پر ہاتھ اسکے سکس پیکس پر آئی اور اپنے ناخون پھیرنے لگی..

"ایسے صاف نہیں ہوگا.." اسکی بچکانہ حرکت پر وہ زیرلب مسکراتا بولا.. "تو؟" وہ گہرا سانس لیکر اسے دیکھنے لگی..

اسے دیکھنے لگی۔۔
صام نے مسکرا کر جھکتے اچانک اسکے فراک کے دامن کو جکڑا اور اوپر کھینچ کر اپنے سینے سے لیکر وہاں وہاں صاف کیا جہاں عرشیہ کی انگلیوں نے بےخودی میں سفر کیا تھا۔۔
"آہہہ۔۔" وہ بوکھلا کر صاف کی اس حرکت پر جھٹکے سے پیچھے ہوئی۔۔ لڑکھڑاتی سیدھا پشت کے بل نرم روئی جیسے بڑے سے بیڈ پر دھڑام سے گری۔۔
"اتنا ڈر کیوں رہی ہو؟" وہ اٹھنے لگی تھی لیکن اسکے دائیں طرف ہاتھ بیڈ پر رکھ کر بائیں طرف گھٹنا ٹکا کر صمصام زیدی اپنے توانا وجود کے ساتھ اس پر جھک گیا۔۔
"نن۔۔ن۔۔نہیں تو بس تھوڑی گرمی ہے۔۔" وہ اسے خودپر جھکتے دیکھ کر پھیلی آنکھوں سے گڑبڑا کر نفی میں سر ہلاتی بولی۔۔

"ہممم بہت... پہلے نہیں تھی لیکن اب مجھے بھی ہو رہی ہے گرمی۔" اسنے اسکی سنہری پھیلی آنکھوں میں دیکھتے معنی خیزی سے کہا۔۔
عرشیہ نے بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں تھام کر اسکی نگاہوں سے نگاہیں چرائیں۔۔ صمصام نے ہاتھ بڑھا کر اسکے شانوں پر بکھری سنہری زلفوں کو ہٹایا۔۔ اسکی پلکیں لرز گئیں۔۔
"بہت زخم ملے ہیں تمہیں..." وہ پوچھ رہا تھا یا جتا رہا تھا لیکن عرشیہ آنکھیں میچ گئی۔۔ صمصام نے اسکی کمر کو تھام کر قریب کھینچا۔۔ اسنے اپنا حلق تر کیا۔۔ اور اسکے ہاتھ کو تھام کر اپنی کمر پر رکھا۔۔
اور ساتھ ہی اسکی گردن میں جھک گیا۔۔ اسکے دہکتے لب جیسے اسنے اپنی گردن میں محسوس کیے وہ گہرا سانس کھینچ کر اسکی کمر پر اپنے ناخون گاڑ دیئے...

وہ جابجا اپنے لمس سے اسکی گردن کو بھگوتا جارہا تھا.. وہ بیڈ پر پڑی مچلتی بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں جکڑے گہرے سانس بھر رہی تھی..
"صام" اسنے گہرا سانس کھینچ کر جھٹکے سے اسکی طرف سے رخ پھیرا اور بیڈ میں اپنا چہرہ چھپا کر سانس لینے لگی..
اسنے جھٹکے سے اسکی پشت سے بالوں کو سمیٹا.. اور جھک کر اسکے شانوں پر اپنے ہونٹ رکھ دیئے..
وہ اسکا بھوج اپنی پشت پر محسوس کرتی لب دانتوں میں دبا گئی..
صمصام کے ہاتھ کی مضبوط انگلیاں اسکی کمر سے سرکتی ہوئی اسکے آگے آئیں اور پیوست ہوتی اپنی طرف کھینچ گئیں..
فضا میں اسکے گہری سانسوں کی بوجھل آوازیں، دھڑکنوں کا شور اور کڑکتی ہوئی بجلی کے دھماکے کانوں کے پردے پھاڑنے لگے..

اسکی حالت غیر ہونے لگی.. جب صمصام زیدی کی انگلیاں اسکے فراک کی زپ پر سرکتی ہوئیں جھٹکے سے اسے کمر تک کھینچ گئی..
عرشیہ بوکھلا کر اسکی طرف پلٹی... اور اسے شانوں سے تھام کر دور کرنا چاہا.. صمصام نے اسکی کلائیاں پکڑ کر دور کرتے ہوئے بیڈ سے لگائیں..
وہ بوکھلا کر پھڑپھڑا اٹھی.. "شش..." اسکے منہ کے کھلنے سے پہلے اسنے اپنی انگلی اسکے لبوں پر رکھتے اسے خاموش کروادیا..
عرشیہ نے اپنا حلق تر کرتے غصے کے اظہار پر اسکی انگلی پر دانت گاڑ دیئے..
وہ مسکراتا اسکی کمر میں بازو حمائل کرتے اسے تکیے پر کھینچ کر ڈالتے اسکی آنکھوں میں دیکھتے مسکرایا.. اسکی آنکھوں میں دیکھتے وہ اسکی انگلی کو مزید سختی سے کاٹنے لگی..

"اب میری باری" وہ گھمبیر لہجے میں کہتا اسکے ناتواں شانوں سے بھیگے فراک کے بھوج کو نیچے سرکاتے اسکے چہرے کی اڑی ہوائیاں فق رنگ کو دیکھنے لگا..

وہ اسکی انگلی کو لبوں میں دبا کر دھک دھک کرتے دل سے پاؤں کی انگلیوں میں بیڈ شیٹ کو جکڑنے کی کوششوں میں مشغول اپنا دھیان بٹا رہی تھی..

وہ مسکراتا اپنی انگلی سے اسکے ہونٹوں کو سہلاتے اسکی سنہری سرخی مائل آنکھوں میں اپنی خمار سے لبریز آنکھیں گاڑے اسکے گال پر اپنے ہونٹ ثبت کردیے..

عرشیہ نے اسکے شانوں کو تھام کر سینے میں سمٹ گئی.. صمصام نے بلینکٹ کو ہاتھ بڑھا کر کھینچتے اپنے شانوں تک ڈالا..

وہ اسکے چہرے کو تھام کر اسکی دونوں آنکھوں

پر ہونٹ رکھتا رخساروں کو چومنے لگا.. عرشیہ اپنی دھڑکنوں کو اسکی دھڑکنوں سے رقص میں مدہوش دیکھتی اسکی گردن میں بانہوں کا گھیرا ڈال کر صمصام کی شدتوں کو اپنے نقوش پر محسوس کرتی آنکھیں موندگئی..

اسکے لب اسکی گردن پر جابجا اپنے نشان چھوڑتے سرکتے ہوئے دھڑکنوں سے سیراب ہوتے گئے..

عرشیہ نے تڑپ کر تکیے کو مٹھیوں میں پکڑا اور گہرا سانس کھینچتی اسکی مونچھوں کی چبھن کو جابجا محسوس کرتی نڈھال سی ہوگئی..

اسکے شفاف دودھیا سراپے کو دیکھتا کہیں کوئی بھی نشان نا پاکر اسنے عرشیہ کے چہرے کی طرف دیکھا..

وہ صمصام کی نگاہوں سے لب دبا کر نگاہیں چراتی مسکراہٹ روکنے لگی..

"کہاں ہیں تمہارے سگریٹ کے داغ؟" وہ سپاٹ

"کہاں ہیں تمہارے سگریٹ کے داغ؟" وہ سپاٹ لہجے میں پوچھنے لگا.. عرشیہ نے جواباً اپنی انگلی گردن پر موجود سرخ نشانوں پر رکھ دی.. اور کھلکھلاتی صام کے کھینچے پر سیدھا اسکے چوڑے سینے سے آلگی.. عرشیہ نے اپنا چہرہ اسکی گردن میں چھپا دیا..

صام نے اسکی کمر کو تھاما اور شانوں پر ہونٹوں رکھ کر اسے اپنی گود میں بٹھا کر گردن گردن سے خود کو سیراب کرتا گیا..

"بارش رکتے ہی ہم گھر چلیں گے.." وہ گہرے سانس لیتی اسکی کمر کے گرد اپنے پاؤں لپیٹ کر صمصام کے بالوں میں اپنی انگلیاں پھیرنے لگی.. وہ اسکے آغوش میں تھی صمصام اسکے ہاتھوں بازوؤں پر اپنے ہونٹ پھیرتا عرشیہ کی گردن پر آیا اور اسکے ٹھوڑی کو چھو کر اسنے اسکی آنکھوں

وہ اسکی نظروں کی تاب نا لاتی اپنی پلکوں کو عارضوں پر گراگئی اور صمصام نے اسکی ٹھوڑی کو پکڑا چہرہ اپنی جانب کھینچ لیا..
اسکی سانسیں عرشیہ کے چہرے کو جھلسانے لگیں.. اسنے زبان پھیر اپنے کپکپاتے خشک ہونٹوں نم کرنا چاہا کہ تبھی اچانک اسنے اسکی گلابی پنکھڑیوں کو اپنے لبوں میں قید کرلیا..
وہ پھڑپھڑا کر رہ گئی.. اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے دور کرنا چاہا مگر صمصام نے اسکی کمر کو تنگ بازوؤں کے حصار میں کھینچتے اپنے قریب تت کردیا..
باہر فضائیں رقص میں مدہوش تھیں، اس ووڈ ہاؤس کے چھوٹے سے تنگ روم میں اسکے کمر پر موجود سیاہ تل پر انگوٹھے کو پھیرتے اسکی پنکھڑیوں کے رس میں بےخود لمحہ بہ لمحہ بہکتا جارہا تھا..

عرشیہ نے اسکے دہکتے آغوش میں کسمساتے اسکی گردن کو تھاما.. باہر ماحول جتنا سرد تھا اندر اتنا ہی بوجھل.. کچھ دیر پہلے جو سردی سے کپکپا رہی تھی اس وقت اسکی جھلستی سانسوں کی گرمی سے وہ پیسنے سے شرابو تھی..

وہ آہستہ سے اسکے لبوں سے لب جدا کرتا اسے جھٹکے سے گھما کر اسکے پھڑپھڑانے پر اسے تھام گیا.. عرشیہ کی احتجاجاً سرگوشیاں اسکی شدتوں میں دب گئیں..

اسنے اسکی کلائیوں کو اپنی مضبوط سخت ہاتھ کی گرفت میں جکڑ لیا.. اسکی پشت صمصام زیدی کے سینے سے لگی.. وہ اسکی پشت پر اپنے ہونٹوں کی نمی جابجا بکھیرتا اسکی نازک دودھیا کمر پر چمکتے سیاہ تل پر اپنے ہونٹ رکھ کر مسکرایا..

"صام" عرشیہ مچل کر اسکے سینے سے لگی.. اسکی دھڑکنیں خوف سے دھک دھک کر رہی تھیں..

"گویا تم نے جھوٹ بولا تھا.." وہ کانوں میں مدھم سی سرگوشی سے پوچھنے لگا.. اسے پتا تھا فارس خان کی اتنی جرات نہیں تھی کہ وہ اسکی بیوی کی طرف میلی نگاہ اٹھاتا..

لیکن یہ سزائیں یہ شدتیں صرف عرشیہ خان کے ایسا جھوٹ بولنے پر تھیں..

"نن..نہیں..و-وو..وہ بہت برا تھا.. مم..مجھے نہیں پسند تھا.." اسنے بوکھلا کر اسکے سینے میں چہرہ چھپاتے منمنا کر کہا..

یہ اچھا لاجک تھا.. اسے پسند نہیں تھا اسلئے اتنے برے طریقے سے اسے موت دلوائی تھی..

"ہممم! اب تم بتاؤ تمہارے اس جھوٹ کی سزا کیا ہونے چائیے..؟" وہ متبسم لہجے میں کہتا اسکی انگلیوں سے انگلیاں الجھانے لگا..

"سس..سزا کیسی سزا؟" عرشیہ جھٹکے سے سر

اٹھا کر اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھا.. مگر ان جنون خمار سے لبریز آنکھوں کی تاب نا لاتی نظریں پھیر گئی..

"سزا تمہارے جھوٹ کی.. جو تم نے مجھ سے بولا.. مجھ سے دوریاں اختیار کیں..." اسنے اسکے ہاتھ لے جاکر اسکی پشت پر باندھے..

"اور ان دوریوں کے بدلے اتنی نزدیکیاں ہیں انکا کیا؟" عرشیہ سرگوشی نما آواز میں جتاتی ہوئی بولی..

"یہ نزدیکیاں تو لازماً تھیں.. تم سزا اپنی خود منتخب کرو گی یا میں اپنی مرضی سے کروں؟" وہ غصے سے بولا.. عرشیہ کشمکش میں پڑ گئی..

"اچھا تم مجھے خود سے دور کرکے سزا دے دو اسی وقت.." اسنے آنکھوں میں چمک لیے اس سے کہا اور صمصام کے غصیلے تاثرات دیکھ کر وہ کھلکھلائی...

"

"تمہاری سزا ہے.. کہ ابھی کے ابھی تمہیں میری بانہوں میں ان بیتے لمحات کی تھکن کو اتار کر انگڑائی لینی ہوگی.." وہ اسنے سپاٹ لہجے میں خود ہی سزا سنائی..
عرشیہ کا چہرہ تپ اٹھا اسکی سزا کو سن کر..
"صاممممم" وہ صدمے سے گویا ہوئی..
"جانِ صام ابھی!" وہ اسکے کان کی لو سے بھیگے بال سمیٹ کر اسے دانتوں کو دبا کر اسے قریب تر کرگیا.. "اا..اوکے کرتی ہ..ہوں.." وہ اسکی کسی بےباک جسارت سے پہلے مان گئی..
صام نے سن کر گہری مسکراہٹ سے اسکے کلائیاں آزاد کردیں..
وہ اسکی طرف آہستہ سے دیکھتی اسکے آغوش میں موجود بےخود سی ہوکر انگڑائی لیتی صمصام زیدی کے ہوش وحواس جھنجھوڑ گئی..
اسکا نازک سا وجود پیچھے بیڈ پر اچانک ہی گرا..

اسکی کلائیوں کو پکڑ کر اچانک بیڈ سے لگی ان خفیہ رسیوں سے باندھ لیا گیا..

"صمصام!!" وہ بوکھلا کر حیرتزدہ پھڑپھڑا اٹھی..

"ہشش!" وہ اپنی اوشن نیلی آنکھوں میں اسکے نام کا جنون بسائے اسکی ہراساں پھیلی آنکھوں میں مسکراتا دیکھتا اسکے وجود پر گھنے سائے کی مانند جھک گیا..

وہ کچھ بولنے کیلئے مچلتی اپنی کلائیاں چھڑوانے کی تگ ودو کرنے لگی.. لیکن وہ اسکے چہرے کے نقوش پر انگلیوں کے لمس کو پھیرتے اسکی گردن پر آیا..

سست پڑتی بارش نے اچانک شدید زور پکڑ لیا.. گھر کی چھت پر ٹپ ٹپ بوچھاڑ تھی.. ہواؤں کا طوفانی سنسناہٹ پیدا کرتا شور تھا.. بادلوں کی گھن گرج ایک بار پھر سے شروع ہو چکی تھی.. جس طرح دو بادل آپس میں ٹکرا کر گرج پیدا کر

رہے تھے ویسے ہی اسکی سانسیں اسکی سانسوں سے ملتی فضا میں شور پیدا کرتی جارہی تھیں۔۔ اسکی گھنی پلکیں بوجھل ہوکر جھک گئیں۔۔ وہ اپنے چہرے پر اسکا سایہ محسوس کرتی اپنے وجود کو اسکے تنگ حصار میں قید پاکر پرسکون سی آنکھیں موند کر خود کو اسکے سپرد کرچکی تھی۔۔۔

اور جس طرح باہر دیوانہ وار بارش برس کر اٹلی کے شہر روم کی روشن وسیع سڑکوں کو اپنی دیوانگی سے بھگوتی جارہی تھی ویسے ہی صمصام زیدی اپنے جنون سے اسکے پور پور کو اپنے ہونٹوں سے چھو کر اپنے جنون کے نشان ثبت کرتا جارہا تھا۔۔۔

رات آہستہ آہستہ سرکنے لگی۔۔

سالوں بعد اسکے حصار میں پرسکون پڑی تھی اسکی آنکھوں میں مستقبل کے حسین خواب تھے۔۔

اسے توقیع سے ملنے ککی خوشی اس سے اپنی خوشی شیئر کرنے کا پاگل پن سر پر سوار تھا..
وہ اڑ کر اب پاکستان پہنچنا چاہتی تھی.. اپنے ماں باپ سے اپنے بھائی کو ملانا چاہتی.. وہ اب سب کچھ سالوں پہلے جیسا خوشحال کردینا چاہتی.. اپنے بھائی کی عزت حاصل کرلینا چاہتی تھی...
"صام آپ ساتھ ہوں گا میرے دلاور کو لے جانے میں..؟" اسنے صمصام کے سینے پر سر رکھتے پوچھا..
"میں تمہیں کبھی چھوڑ سکتا ہوں؟" اسنے الٹا سوال پوچھتے اسکے بالوں میں انگلیاں پھیرنا شروع کردیں.. اسنے بےساختہ اسکے سینے پر اپنے لب رکھے اور ساتھ ہی شرما کر چہرہ سینے میں چھپا گئی..
صمصام کا دلکش مسرور سا قہقہہ روم کی فضا میں بےساختہ تھا..

یہ آؤٹ آف کنٹری کی ایک پرائیویٹ ہاسپٹل تھی۔ جہاں نرسز کی بھاگ دوڑ، پیشنٹ کی شفٹنگ، کئی مریضوں کی آہ پکار تھی تو عزیز باہر پریشان دل تھام کر کھڑے فکر مند تھے۔

میل اور فی میل ڈاکٹرز کی راہ داریوں میں بھاگ دوڑ تیز تیز قدموں کی آہٹیں گونج رہی تھیں، کوئی ایک دوسرے سے رائے مشورے لیتا، تو دوسرے اسے اپنی رائے سے نوازتے پیشنٹ کی کنڈیشن سے بھی آگاہ کرتا۔۔

حتیٰ کہ سب اپنی اپنی مصروفیت بھاگ دوڑ، اپنی اپنی ذمہ داریاں نبھانے کے بھرپور طریقے سے فرض ادا کر رہے تھے۔۔

کوئی اپنے پیشنٹ کے عزیزوں کو دلاسے ہمتیں دیتا تو کوئی ڈاکٹر پھر انکی آہوں سسکیوں سے تنگ اکتایا ہوا تھا۔۔ بہر حال یہ آج کل ہر ہاسپٹل کا حال تھا۔

اگر کسی انسان کو معلوم پڑ جائے کہ مجھ میں یہ قابلیت ہے جو کہ دوسروں میں نہیں، اور وہ میرے آگے بے بس ہیں تو اس میں خود بخود غرور و نخرہ آجاتا ہے۔ بظاہرہ تو وہ منہ سے اکتایا ہوا نظر آتا ہے، جھڑک ڈالتا ہے کسی ماں کو روتے دیکھ کر کسی بہن کو سسکیاں بھرتے دیکھ کر جبکہ اندر ہی اندر وہ اپنے بڑے پن سے خوب لطف اندوز ہوتے محظوظ ہو رہا ہوتا ہے۔

کیا کرتے تکبر نشہ ہی ایسا ہے جس پر سوار ہو جائے، اسکی نظر دھندلی کر جاتا ہے۔۔۔ لیکن ففٹی

پرسنٹ ایسے بھی لوگ پائے جائے ہیں، جو کہ اپنے فرض کو اللہ کی دی ہوئی ذمہ داری سمجھ کر نبھاتے ہیں۔۔ اور اللہ انکے نور میں مزید اضافہ کرتا ہے۔ انکا دل پر نور کرتا ہے اور وہ ہر کسی کے عزیز ہوتے ہیں۔۔

یہ بھی اسی ہاسپٹل کا منظر تھا، وہ مدھم انداز میں گلا کنھکارتا ہوا ایک کلینک کا گلاس ڈور کھول کر نکلا تھا۔۔ سیاہ بوٹ بلیک پینٹ پر وائیٹ شرٹ اور اسکے اوپر سفید ہی اوور آل پہنے۔۔ منہ پر سفید ماسک چڑھائے اسنے ایک کلینک سے قدم باہر رکھے تھے۔۔ نظریں جھکی ہوئی تھی، کلائی وقت دیکھتا وہ آگے بڑھتا جارہا تھا۔

اسے اپنے پیشنٹ کا روم نمبر یاد تھا، اسے معلوم تھا اسے کہاں جانا ہے۔۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا لوگوں کے بیچ سے خاموشی سے نکلتا ہوا لفٹ میں داخل ہو گیا تھا۔۔

اسنے سامنے گلاس دڈور سے قدرے چہرہ موڑ رکھا تھا۔ دو منٹ کے صبر و تحمل سے لفٹ میں کھڑے رہنے کے بعد، لفٹ نے اپنی ذمہ داری بااصول طریقے سے نبھاتے ہوئے اس لفٹ سوار کو اسکی منظر تک پہنچایا۔۔

تیسری منزل پہ پہنچتے ہی دروازہ خود بخود کھلا، اور وہ یونہی سر جھکائے آس پاس کے لوگوں کے قدموں کو تیزی سے بڑھتا آگے پیچھے جاتے دیکھتا خود بھی تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا۔۔

اسکی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی،، وہ ناک کی سیدھائی میں چلتا آکر ایک روم کے سامنے رکا۔۔
دروازے میں ایک گول ضرورت سے بڑھا ہول تھا، جو کہ اسکی آنکھوں کے سامنے تھا۔۔

اس سے اندر کا منظر واضح تھا، اسکی آنکھوں کے سامنے ایک وجود چٹ لیٹا بیڈ پر پڑا تھا۔۔ اسکے کمزور ہاتھوں میں کینولا لگی تھی تھیں۔۔ وجود پر چادر پڑی تھی، وہ شاید نیند کی وادیوں میں پڑی ہوئی تھی۔۔
اسنے اس منظر سے نظر ہٹاتے ہوئے دائیں اور بائیں ذرا سی گردن گھما کر دیکھا،، وہی عام سی ہاسپٹل جیسا ماحول تھا وہی شور بھاگ دوڑ۔۔
ہاتھ ہینڈل پر رکھتے ہوئے اسنے ہینڈل کو گھمایا۔۔ دروازہ کھل گیا۔۔ مخصوص آواز کے ساتھ کھلتے دروازے پر اندر موجود سفید لباس میں موجود نرس نے گردن موڑ کر آنے والے کو دیکھا۔۔
اسکے قدم اندر رکھتے دروازہ بند ہو گیا۔۔ نرس وہاں موجود مشین کے سامنے سے ہٹ کر آنے والے کو ذرا توجہ سے دیکھنے لگی۔۔
ڈاکٹر؟" نرس نے اسے دیکھا۔۔"

"You can go now, I have to check up on the patient"

آنے والے شخص نے پیشانی کو سہلاتے ہوئے اسے حکم دیا۔ اور آگے بڑھ کر بیڈ پر پڑے وجود کو دیکھنے لگا۔

نرس نے بغور اسکی پشت کو دیکھا۔۔ اور پھر بیڈ پر پڑے پیشنٹ کو۔۔ "آآ۔۔ آپ کون ہوں؟" اسنے ہراساں ہو کر پوچھا۔

"I said get out from here!"

اسنے اسکے سوال کا جواب دیئے بغیر غصے چبا کر کہا۔۔

شٹ اپ!" نرس کو یقین ہو گیا کہ وہ کوئی اور ہے، وہاں کا ڈاکٹر نہیں ہے۔۔ وہ غصے سے چیخی۔۔"

ابھی یہاں سے نکلیں ورنہ میں شور مچا کر سب کو اکٹھا کر دوں گی۔" وہ غصے سے غرائی۔۔"

مقابل نے نفرت سے ہنکار بھرتے ہوئے کوفت سے گردن گھما کر اس نرس کو دیکھا۔۔ نرس کو اسکی شیطانی آنکھوں میں دیکھتے یقین ہو گیا کہ وہ واقعی وہاں کا ڈاکٹر نہیں ہے۔۔ اور اسے یہ یقین ہوتے اسکا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا۔۔

اس سے پہلے کہ وہ بھاگ کر سرخ الرٹ بٹن کو دباتی، اسکے ارادے بھانپ کر مدھم تمسخرانہ

قہقہہ لگاتے ہوئے اس انجان نے بھاگ کر اس نرس کو دبوچ لیا۔۔ اور اسکے منہ پر سختی سے اپنا ہاتھ جما دیا۔۔ وہ پھڑ پھڑا اٹھی۔۔ لیکن وہ اس خامقش پڑے وجود پر ایک نظر ڈالتا نرس کے پھڑ پھڑاتے مچلتے مذاحمت کرتے ہوئے وجود کو گھسیٹتا ہوا ایک سائیڈ آیا اور اسکی گردن کی رگ پر زور سے وار کر دیا۔۔ وہ درد کی اذیت شدت سے تڑپ اٹھی۔۔

لیکن وار اس قدر گہرا تھا کہ وہ چند لمحات میں تڑپتی وہیں اسکے بازوؤں میں لہرا گئی۔۔ اسنے مزید دیر کیے بغیر نرس کے وجود کو زمین پر ڈھکیلا۔۔

اور خود ایک نظر دروازے پر ڈالتا، اسکے بازو میں لگی کینولا میں ٹپ ٹپ کر گرتی گلوکوز کی بوتل کی طرف بڑھا۔ اس سے پہلے کہ وہاں کوئی آجاتا۔۔ اسنے جیب سے ایک چھوٹی سی بوتل نکالی۔۔ اور اس میں موجود لیکویڈ کو ہلاتے ہوئے اسنے سوئی نکالی، اس لیکویڈ کو انجکشن میں بھرا۔۔ اسکے لبوں کے ساتھ آنکھوں میں بھی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔۔

اس لیکویڈ سے بھرا ہوا انجکشن اسنے سامنے موجود گلوکوز کی بوتل کو دیکھتے اس میں لگا دی۔۔

"ایک مکروہ مسکراہٹ اس سوئے ہوئے وجود کی طرف پھینکتے اسنے وہ لیکویڈ گڈ بائے ڈارلنگ!" سارا اس بوتل میں انڈیل دیا۔۔

"hahaha Sahil Shah the loser!"

اسکا قہقہہ جاندار تھا۔

oooooooooo

آپکی پیشنٹ ہوش میں آگئی ہے۔۔"وہ نچلی منزل کے کوریڈور میں کھڑی موبائل کان سے" لگائے دوسری طرف موجود وجود سے بات کر رہی تھی تبھی ڈاکٹر نے آکر اسکے پیچھے سے کہا۔۔

ایک منٹ!"وہ چونک کر پلٹی۔۔وہ کوئی خواب نہیں بلکہ کھلی آنکھوں کے سامنے ڈاکٹر موجود" تھا اور حقیقت میں کہہ رہا تھا۔۔

کہیں ڈاکٹر تو میرے سے پرینک تو نہیں کر رہا؟"اسنے مشکوک ہو کر چبھتی نظروں سے گھورا۔۔" "اگر کو تجھے میرے سے مذاق سوجھ رہا ہے تو میرا مذاق پھر برداشت کر لینا۔۔"اسنے اپنے سیاہ جیکٹ کی آستین کو کہنی تک فولڈ کیا۔۔

وو۔۔واٹ یو مین گرل؟"ڈاکٹر دیکھ کر خوف سے گڑبڑا اٹھا، یہ لڑکی جب تک یہاں تھی تب" تک انہیں خوف سے دبا کر رکھا ہوا تھا، انکی تو یہی دعا تھی پیشنٹ جلد از جلد ٹھیک ہو تا کہ اس سائیکو لڑکی سے جان چھوٹ سکے جس نے سب کی ناک میں دم کیا ہوا تھا۔۔

کونگراچولیشن! مس مسکان آپ کے پیشنٹ کو واقعی میں ہوش آگیا ہے۔ آپ چل کر ہمارے ساتھ دیکھ سکتی ہیں۔۔" تبھی وہاں لیڈی ڈاکٹر نے آکر تاکید کرتے میل ڈاکٹر کی مشکل کو دور کیا۔۔

مسکان انکا چہرہ حیرت سے دیکھنے لگی "واٹ!!!!" دفعتاً وہ خوشی سے چلائی۔۔ وہ دونوں ڈاکٹر اسکے اچانک خوفزدہ انداز میں خوشی لا اظہار کرنے پر ڈر کر اچھل پڑے۔۔۔

یاوحشت! داکٹر آپ سنبھالیں میں اپنے پیشنٹ کو دیکھ کر آتی ہوں۔۔ "لیڈی ڈاکٹر گڑبڑا کر فوراً سے وہاں سے کھسک گئی تھیں۔ معاً فیری کا اچانک دلکش خوشی بھرا قہقہہ گونجا۔۔ آس پاس کے آتے جاتے لوگوں نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔

"اسنے موبائل واپس کان سے لگایا۔۔ "سن لیا تم نے؟

ہاں میں آرہا ہوں۔۔" دوسری طرف سے اپنی مخصوص آواز میں کہا گیا۔۔"

اوکے میں انتظار کر رہی ہوں۔۔" اسنے کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔۔ اور موبائل پینٹ کے پاکیٹ میں ڈال کر وہ ڈاکٹر کے پیچھے جانے لگا۔۔

ڈاکٹر اسکے پیچھے تھا، اور وہ اپنی اونچی پینسل ہیل کی مخصوص آواز فضا میں چھوڑتے آگے بڑھ رہی تھی۔۔ وہ چلتی ہوئی لفٹ میں داخل ہوئی، اسنے دوسری طرفین سے رابطہ بحال کرنے کا سوچتے

موبائل میں اس نمبر پر کلک کیا، اسکے ایک کلک پر کال دوسری طرف جانے لگی، تبھی لفٹ کا دروازہ کھلا۔۔وہ باہر نکلنے والی تھی کہ اچانک سامنے سے کوئی وجود آیا۔۔

"آئم سوری!" مقابل نے ٹکراؤ سے بچتے فوراً سے معذرت کی، اور یونہی جھکے سر اپنا کام کیے اب واپس جانے کیلئے روانہ ہو رہا تھا۔۔

فیری سر جھٹک کر اسکے سوری کو نظر انداز کرتی ایک ناگوار نظر اس پر ڈالتی، لفٹ سے باہر نکلی۔۔

"کیا تم یہاں نئے ہو؟" وہ آگے تھی تبھی اسکے پیچھے آتے ہوئے ڈاکٹر نے لفٹ میں داخل ہوتے ڈاکٹر سے کہا۔۔ آگے روم کی طرف بڑھتی فیری کے قدم جیسے زمین نے جکڑے۔۔

اسنے تیزی سے گردن گھمائی۔۔

"عجیب ہو!" اسکے جواب دیئے بغیر اس ڈاکٹر کے لفٹ میں بند ہو جانے پر مقابل ڈاکٹر نے حیرت افسوس کا اظہار کیا۔۔

"کون تھا وہ؟" اسنے لپک کر ڈاکٹر کے پاس آتے پوچھا۔

"آئی ڈونٹ نو کوئی نیا ڈاکٹر ہو گا؟" اس ڈاکٹر نے گڑبڑا کر جواب دیا۔۔

مسکان!!" دفعتاً ساحل شاہ کی غصیلی الرٹ کرتی غراہٹ گونجی۔۔"

موو فاسٹ!!" فیری نے جھٹکے سے ڈاکٹر کے کال کو دبوچا اور انجان معصومیت لیے کھڑے ڈاکٹر " کو ساتھ گھسیٹتے ہوئے غرائی۔۔

وہ جہاز کی سپیڈ سے بھاگتی ہوئی، دھاڑ سے روم کا دروازہ کھولے اندر داخل ہوئی۔۔

واٹ از دس!!" اسنے جیسے ڈاکٹر کو اندر دھکیلا تھا خود بھی داخل ہوئی تھی ڈاکٹر گھٹنوں بل گرتے " ہوئے غصے سے غرایا۔۔

لیکن فیری اس پر توجہ دیئے بغیر بیڈ پر پڑے وجود کی طرف لپکی۔۔

ماہرہ!!" اسنے بیڈ پر پڑے وجود کو جھنجھوڑا۔۔"

ڈڈ۔۔ڈاکٹر!" معاً روم کی فضا میں نرس کی کراہتی پکار گونجی۔۔"

فیری ماہرہ کے وجود کو سہی سلامت دیکھتی، اسے سانسیں لیتے دیکھتی پکار پر چونک کر گردن موڑی۔۔

سامنے روم کے کونے میں نرس کا وجود زمین پر پڑا تھا۔۔

نرس!!" ڈاکٹر اسے دیکھ کر بوکھلاتا اٹھ کر اسکی جانب بھاگا۔۔" کیا ہوا تمہیں۔۔تم یہاں کیوں " پڑی ہو؟

ڈاکٹر وو۔۔وہ آدمی!!"نرس نے کراہتے ہوئے ہوش میں آتے کہا تھا۔۔جبکہ فیری کا چہرہ لٹھے "
کی مانند سپید پڑ گیا تھا۔۔
اسکے شک کی تصدیق ہو گئی تھی ظفران کے آدمی یہاں تک پہنچ چکے تھے۔۔

"لیکن انہوں نے ماہرہ کو تکلیف کیوں نہیں پہنچائی؟"

oooooooooo

آگ کے شعلے فضا میں بھڑک اٹھے تھے، ہر سو چیخ و پکار کہرام مچ چکا تھا۔۔ہر کوئی اپنی اپنی جان بچاتا ہاسپٹل سے بھاگنے کی کوشش میں تھا۔
مریض تو مریض، عزیزوں کو بھی اپنی جان کی پڑی تھی، دل تھا کہ زوروں سے دھڑک رہا تھا۔۔
ہر سو وحشت برپا تھی۔۔

تقویٰ زیدی کے چہرے پر ایک کے بعد ایک سائے لہرا رہے تھے۔وہ روتی بلکی ماؤں کو ساتھ لگا کر چپ کروانے کی کوشش میں تھی۔۔
بروقت فائر بریگیڈ کی آمد سے دانیال خان اور شمع فیروز کو ہاسپٹل سے نکال دیا گیا تھا اور انہیں

دوسری ہاسپٹل میں شفٹ کر دیا تھا۔۔

یہ آگ اچانک لگی تھی، اور کسی نے جان بوجھ کر لگائی تھی جس میں جانے کتنے مریض جان بحق ہوئے تھے اور جانے کتنے زخمی۔۔

فضا میں چیخیں وحشتیں برپا تھیں، صائم زیدی ہارون شاہ اور وہاں مدد کیلئے بلائے گئے لوگ بھاگ دوڑ کرتے پیشنٹس کو ہاسپٹل سے نکال رہے تھے۔۔

اس اچانک کی وحشتوں سے لوگ اپنے حواس کھو بیٹھے تھے بدحال اپنوں کیلئے چیخ چلا رہے تھے۔۔

تقویٰ اپنے ہاسپٹل کو اپنی آنکھوں کے سامنے آگ کے شعلوں میں دہکتا دیکھتیں ہاسپٹل کے احاطے میں لوگوں کی قدموں میں بیٹھی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھیں۔۔انوشہ انہیں سنبھالنے چپ کروانے کی ہر ممکن کوشش میں خود بھی رو رہی تھی۔۔

"سنبھالیں خود کو آنٹی سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔"

نہیں انوشے کچھ ٹھیک نہیں ہو گا۔۔میری بیٹی۔۔میری ہاسپٹل۔۔یہ معصوم لوگ۔۔خدا ان ظالموں پر اپنا قہر نازل کرے جنہیں معصوموں پر ترس نہیں آیا۔۔" وہ غصے سے چلا رہی تھیں۔۔

انکی آنکھوں کے سامنے نا صرف وہ بے قصور بلکہ انکی بیٹی بھی جلی تھی۔۔ وہ کیسے ضبط کرتیں خود پہ۔۔۔

انوشہ کی سسکیاں بے ساختہ تھیں۔۔ کیونکہ اسکا بھی تو وہ مستقبل تھا، جہاں وہ ہاؤس جاب کر رہی تھی۔ اسکے بھی کتنے پیارے پیشنٹ کتنے معصوم بچے آنکھوں کے سامنے جلے تھے۔۔ یہ ہاسپٹل بچپن سے اسکا خواب رہی تھی جہاں اسنے خود کو ہمیشہ ایک ایک ڈاکٹر کے بھیس میں چلتا پھرتا دیکھا تھا۔۔۔

اور ابھی اسکے خواب کو پورا ہوئے ایک سال بھی نہیں ہوا تھا کہ ان درندوں نے اس بری طرح سے تباہ کر دیا۔۔ اسکے دل کیا زیاف کو چیخ کر پکارے۔۔ اسے یہاں کا حال بتائے۔۔

کل وہ گیا تھا اور آج یہ وحشتیں برپا تھیں۔۔ اسنے اپنا موبائل ڈھونڈنا چاہا مگر اسے احساس ہوا وہ کہ وہ بچوں کی جان بچاتی اپنا سب کچھ اس آگ کے حوالے کر کے آگئی تھی۔۔

اسکا موبائل بھی اس کلینک میں رہ گیا تھا۔۔

کتنے مریض انکی آنکھوں کے سامنے جل چکے تھے، کتنے بے گناہ معصوم آگ کی نذر ہو چکے تھے۔۔ انکا دل چاہا جا کر ان وحشیوں کو خود ہی نوچ لے۔۔

آج اسکا بھائی بھی اسی آگ کے نذر ہو جاتا اگر بروقت دانیال خان اپنے ماموں کیلئے انکے روم میں موجود توقیع اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر ان کو نا بچاتی۔۔

اسکے اس پاگل پن کو دیکھتے صائم زیدی چیختا اپنی بیٹی کے پیچھے ہی آگ میں کود اتھا۔۔ صارم زیدی کی دھاڑیں عروج پر تھیں اپنے باپ بہن کو آگ میں کودتے دیکھ کر

لیکن ہارون شاہ نے اسے دبوچ لیا تھا۔۔۔
پر کچھ وقت بعد ہی صائم زیدی نے لات مار کر آگ سے جلتا ہوا وہ دروازہ توڑا تھا، اور توقیع کی مدد سے بیڈ کو گھسیٹے ہوئے وہ دانیال خان کو گھسیٹ کر باہر نکلے تھے لیکن برا ہو اس شعلے کا جو اچانک ہی توقیع کے آگے آگرا تھا۔۔
اور اسکے کپڑوں پر جھپٹ کر اسکے وجود کو اپنے حصار میں لے چکا تھا جیسے کوئی عفریت۔۔

توقیع کی دلخراش چیخوں پر آگے کو بھاگتے صائم زیدی نے جونہی پلٹ کر دیکھا، اپنی جان سے عزیز بیٹی کو آگ میں جلتا دیکھ کر اسکی دھاڑیں گونج اٹھیں۔۔
انکا جیسا سینا پھٹ گیا تھا۔۔

وہ جب تک بھاگ کر توقیع کے پاس پہنچے، وہ لہرا کر صائم زیدی کے بانہوں میں گری تھی۔۔
"ڈیڈ" اسکے لبوں سے سسکی گونجی تھیں۔ اسکے ہاتھ پاؤں کی چمڑی جھلس چکی تھی۔۔۔

صارم زیدی کی بہن کی حالت پر غراہٹوں نے عرش کو ہلا دیا تھا، وہ جھٹکے سے خود کو چھڑوا کر اندر کی طرف بھاگا تھا۔۔

اسنے اپنی بہن کو باپ سے چھینا، اور اسے فوراً علاج کیلئے وہاں سے بھاگا تھا۔۔ تب تک صائم ہارون شاہ کی مدد سے دانیال خان کو لیکر وہاں سے نکال آئے تھے۔۔

وہ عائشہ خان کے ہوش میں آنے پر خیری کو وہیں چھوڑ کر اپنے بھائی صارم باپ اور ماموں سے ملنے کیلئے گھر سے نکل کر ہاسپٹل آئی تھی۔۔
مصروفیت اتنی تھی کہ اتنے وقت بعد آئی بیٹی کو بھی صائل زیدی دیکھ نہیں پا رہے تھے، اب تو وہ چل کر ہاسپٹل آگئی تھی اور اپنے ماموں کے پاس بیٹھی ان سے باتیں کر رہی تھی ساتھ اپنے باپ بھائی کا انتظار بھی۔۔

صارم اپنی ٹیم میں موجود آفیسرز سے بات کر رہا تھا، جو کہ اسے اب وہاں بلا رہے تھے اور صارم کو

بھی جانا تھا۔۔
لیکن اسے انوشہ نے آکر بتایا تھا کہ توقیع آئی ہوئی ہے۔۔

توقیع کی آمد کا سن کر وہ کتنی دیر تو ششدر کھڑا تھا، دوسری طرفین سے بعد میں رابطہ کرنے کا کہتے اسنے اپنی نیلی بلی کو سوچا۔۔ اور دھڑکتے دل سے انوشہ کو گھور کر دیکھا کہ وہ اسکے جذبات کا مذاق تو نہیں کر رہی۔۔

اگر یہ جھوٹ ہوا تو میں تمہیں ابھی اسی وقت ہاسپٹل سے نکال دوں گا اور تمہاری ڈگریوں پر "
"ایک ناکارہ ڈاکٹر کا ٹیگ لگا دوں گا۔
اسنے ایک مصنوعی مگر غصیلی دھمکی اسے دی تھی۔ وہ کھکھلائی تھی۔۔ اور اسے خود جا کر دیکھنے کا کہا تھا۔۔

صارم تیزی سے اسکے آگے سے نکلا تھا،، اور بھاگتے ہوئے جب دانیال خان کے روم کے سامنے کھڑا ہوا کر اسنے دھڑکتے دل اے کچھ دیر بعد دروازہ آہستہ سے کھول کر اندر قدم رکھے تھے۔۔

اور صارم کو لگا اس سے حسین کوئی چہرہ دوسرا نہیں ہو گا۔۔

وہ کتنی دیر مبہوت رہ گیا تھا اپنی جگہ کھڑا سن تھا، جب اسکی بھوری آنکھوں نے اسکے چہرے کا دیدار کیا تھا۔۔

وہ مغرب کا وقت تھا، وہ باوضو تھی، نرس سے جائے نماز لیکر، وہ دانیال خان کے روم میں باپ بھائی کا انتظار کرتے ہوئے نماز کا وقت ہونے پر وہیں اپنی نماز ادا کرنے لگی تھی۔۔

وہ کافی دیر وہیں کھڑا رہا، اسے دیکھتا اپنی آنکھوں کو سکون بخش رہا تھا، یوں محسوس ہو رہا تھا اسکے چہرے کو دیکھتے جیسے آنکھوں کے نور میں اضافہ ہو رہا ہے۔۔

یہ بہنیں بھی کتنا خوبصورت احساس ہوتا ہے۔۔ انہیں دیکھ کر سینہ چوڑا دل فخر سے دھڑک جاتا ہے۔۔ کتنے پاک احساسات سے رب پاک نے بہن بھائی کے رشتے کو بنایا تھا۔۔
صارم کا دل چاہا جا کر اسے سر سینے لگائے اور وقت کو وہیں کہیں کہ وہ ٹھہر جائے۔۔
لیکن۔۔ دفعتاً اسے یاد آیا۔۔۔ وہ تو اس نیلی بلی سے ناراض تھا۔۔ ہاں وہ صام اور اس نیلی بلی سے ناراض تھا کیونکہ دونوں نے اسے سوتیلا کر دیا تھا۔۔
اسے اپنی ناراضگی کا احساس ہونے اسکی خفگی عود آئی، اسنے مصنوعی ناراضگی سے منہ پھیرا، اور اپنی ناراضگی کو بحال رکھتے وہ نماز پڑھنے چلا گیا کہ ہر بار وہی کیوں منائے اس بلی کو۔۔

اس بار اسکی باری تھی، اور اسے منانا تھا اپنے بھورے بلے کو۔۔
لیکن صارم کو کیا معلوم تھا وہ اپنی شہزادیوں جیسی بہن کو جائے نماز پر چھوڑتے جا رہا ہے اسکے پیچھے یہ سب ہو جائے۔۔

وہ قریب ہاسپٹل کے ایک مسجد میں نماز ادا کر رہا تھا، اسنے ابھی سلام پھیرا ہی تھا کہ اچانک افراتفری مچ گئی تھی، نا صرف مسجد کے ماحول میں بلکہ باہر سے چیخیں گونجنے کانوں میں سنائی دینے لگی۔۔

اسنے خوف سے دھڑکتے دل سے بمشکل خود پر ضبط کرتے اپنی نماز ادا کی، اس دوران کتنی آوازیں اسکے کانوں میں پڑ چکی تھیں۔۔
لیکن اسنے نماز مکمل ادا کر کے، جب اپنا فرض ادا کیا، تب اٹھا اور ننگے پاؤں مسجد سے نکل کر بھاگا تھا۔۔ وہ بھاگتا بھاگتا جب اپنی ہاسپٹل میں داخل ہوا تھا۔۔ ہاسپٹل کی بلندوں سے مزید بلند بھڑکتے شعلے دیکھ کر صارم کی دھاڑیں گونج اٹھی تھیں۔۔

ہارون شاہ جو اس وقت دانیال خان کو دیکھنے آیا تھا، وہاں کا ماحول دیکھتے اسنے بمشکل صارم کو روکا تھا۔۔

لیکن جب اسنے اپنی بہن کو آگ میں جلتے دیکھا، تب اسکی اذیت بھری غراہٹیں دلخراش چیخی صارم کا حلق چیر گئی تھیں۔۔

وہ ننگے پاؤں جلتے فرش پر قدم رکھتا، اندھا دھند بھاگتا اپنی بہن کے پاس پہنچا تھا۔۔ "صارم" اسکی نیلی آنکھیں آگ کی جلن سے ڈبڈا گئی تھیں۔۔

اپنے بھائی کو دیکھ کر وہ سسک اٹھی تھی، اور تکلیف کی شدت کو وہ مزید برداشت نہیں کر پائی تھی۔۔۔

توقیع!!" صارم کے حلق سے ایک دلخراش چیخ نکلی تھی۔۔ جو کہ اس وحشت چھائی فضا میں دب کر رہ گئی۔۔

ایک دنیا جیسے اچانک ساکت ہو گئی تھی۔۔ ہوائیں رک گئی تھیں فضا سنسنا اٹھی اور ماحول میں وحشت سے گھٹن برپا تھی حبس ناک۔۔

oooooooo

یہ کیا ہے؟" زیاف نے تیز قدم اٹھاتے اچانک دھاڑ سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے ہاتھ میں موجود تصویر کو اپنی ماں کے آگے پھینکا تھا اور کافی گستاخانہ انداز میں پوچھا تھا۔

رباب جسکا نام تو زرناب تھا مگر اسے رضا زیدی محبت سے رباب کہتے تھے، بیڈ پر بیٹھی تسبیح پڑھ رہی تھیں، اور بیٹے کی آمد سے بے تحاشہ خوش بھی تھیں۔۔

زیاف کے اچانک اندر آنے اور تصویر آگے پھینک نے پر چونک کر انہوں نے نظریں اٹھائیں۔۔ اور زیاف کی نظروں میں چھائی ناگواریت دیکھتے وہ گڑبڑا گئیں۔۔

"یہ کیا تمیز ہے ماں سے بات کرنے کی؟ کیا اس عورت نے تمہیں یہی تربیت دی ہے کہ جا کر اپنی ماں سے اس بدلحاظ انداز میں پیش آؤ؟" حسب عادت بات کوئی بھی ہو لیکن رباب زیدی کی ذکر نظر یہ شروع ہی تقویٰ زیدی کی ذات سے ہوتا تھا۔۔ جس میں کود کود کر نفرت گھلی ہوئی ہوتی تھی۔۔

"فار گاڈ سک مام! آپ ہر بار تائی ماں کو کیوں بیچ میں گھسیٹ لاتی ہیں۔۔ وہ آپ سے اتنا اچھے سے پیش آتی ہیں اور آپ کیوں؟" زیاف کی ضبط کا پیمانہ لبریز ہوا وہ غصے سے بھڑک اٹھا۔۔

"بکواس بند کرو انگریز کی اولاد! اپنا تائی نامہ میرے سامنے مت کھولو۔۔ اچھے سے جانتی ہوں میں اس منحوس عورت کو۔۔ تعویذ کروا کر کچھ لکھا کر کھانے میں گھول کر کھلا دیا ہے تمہیں اس

لیے تو تم اسکے چچے اور اسکی اولاد کے غلام بنے پھرتے ہو۔۔" رباب زیدی اس سے تیز آواز میں بھڑک اٹھیں۔۔

انکی آواز روم سے باہر تک جانے لگیں۔۔ اماں سائیں باہر تخت پر بیٹھیں اسکی نفرت سے بھری چنگارتی آواز پر افسوس کرتیں فوج بھر ملازمین کو ہدایتیں دینے لگیں۔

انہیں احساس تھا کہ انہوں نے کتنی بڑی غلطی کر دی تھی رباب زیدی کو اپنے بیٹے کیلئے بیاہ کر لاتے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ زرناب کا رجحان ہمیشہ صائم زیدی کیلئے رہا تھا۔۔
لیکن صائم کی شادی تقویٰ سے ہونے کے بعد اسکے لئے جب رضا زیدی کا رشتہ آیا تب بھی تو اسنے انکار نہیں کیا تھا۔۔ اب جانے کون سی بھڑاس نکال رہی تھیں۔۔

بس کر دیں اماں سائیں تنگ آگیا ہوں اسلیے تو یہاں آتا نہیں میں۔۔" زیاف کی ضبط کی انتہا" ہو گئی تھی۔۔

میری تو بس ہی ہے۔ اپنے بیٹے کے سامنے میں کچھ بول بھی نہیں سکتی۔۔ بس ہے میرے بیٹے" میری بس ہے۔۔ تم جانو تمہاری وہ چہیتی ماں جانے میں خاموش ہوں۔۔ خدا اسی خاموشی کے

ساتھ مار دے تو شاید تمہاری زندگی خوشیوں سے بھر جائے گی۔۔" وہ کہتیں رو پڑیں۔۔

زیاف کا دل چاہا اپنے بال نوچ لے لیکن وہ خود ہر ضبط کر گیا۔ اپنی ماں کا رونا اس سے دیکھا نہیں گیا تو چلتا ہوا انکے پاس آیا اور انہیں ساتھ لگانا چاہا مگر رباب نے بری طرح سے اسکے ہاتھ جھٹک دیئے۔۔

بند کرو یہ دکھاوا! مجھے پتا ہے میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی نا تمہارے باپ کے دل میں نا ہی" "تمہارے دل میں۔۔

اماں سائیں۔۔ پلیز۔۔ کیوں نہیں ہے آپکی اہمیت ہمارے دل میں۔ بابا سائیں تو آپ سے اتنی" محبت کرتے ہیں پلیز انکی محبت کو آپ نظر انداز مت کریں۔۔
اچھا چھوڑیں ان باتوں کو یہ بتائیں کون ہے یہ لڑکی اور اسکی تصویر میرے بیڈ روم میں کیا کر رہی تھیں؟ پتا ہے اگر آپ کی بہو کو معلوم پڑ جائے کہ کسی غیر لڑکی کی تصویریں لیکر پھرتا ہوں تو پہلی فرصت میں چلتا کرتی مجھے۔۔" وہ ہنس کر کہتا رباب زیدی کی گود میں اپنا سر رکھ کر لیٹ گیا۔۔

ہونہہ! اچھا ہو جان چھوڑے منحوس۔۔" وہ سن کر بڑبڑائیں۔۔"

یہ تمہارے ڈیڈ کے دوست کمشنر کی بیٹی ہے۔ گاؤں گھومنا چاہتی ہے۔۔ دبئی میں رہتی ہے آج رات کراچی آرہی ہے۔۔ میں چاہتی ہوں تم جاؤ اسے پک اپ کرو اور یہاں لے آؤ۔۔" وہ مسکراتی ایک خوبصورت ماڈرن سی لڑکی کی تصویر دیکھتی بولیں۔۔

واٹ!!" زیاف کو شدید دھچکہ لگا۔۔ وہ صدمے سے اٹھ بیٹھا۔۔"
آپ نے صرف اس لڑکی کو پک اپ کرنے کیلئے مجھے وہاں سے یہاں بلایا ہے۔۔ ڈونٹ سے یس" مام!! میں زیاف زیدی جا کر اس لڑکی کو پک اپ کر کے آؤں واٹ آ جوک ہاہاہا۔۔" وہ تمسخرانہ کہتا قہقہہ لگا اٹھا۔۔
زیاف میں اس سے کہہ چکی ہوں کہ تم جا رہے ہو اسے پک کرنے۔۔ وہ بہت خوش ہے تم سے" ملنے کیلئے خدا کے واسطے کوئی انکار مت کرو۔۔" رباب زیدی غصے سے سرخ ہو کر بولیں۔۔

واٹ ہیپنڈ مام! آر یو سیریس! آپ کو پتا ہے میں کراچی میں اپنے کزنز کے ساتھ لائیف" انجوائے کرنے اور بزنس کیلئے جاتا ہوں۔۔ وہاں میں کسی کا ملازمہ نہیں ہوں۔۔ میرے ساتھ خود ہی ہمہ وقت سو دو سو ملازمین ہوتے ہیں۔۔ میں زیاف زیدی ہوں۔۔ کوئی ڈرائیور نہیں جو کہ اس لڑکی کو پک اپ کرنے جاؤں۔۔
اور پلیز میں اسلئے بھی نہیں جاؤں گا کیونکہ انو کو برا لگے گا۔۔ میں اسے ہرٹ کرنا نہیں چاہتا۔۔

میں اس سے سچی محبت کرتا ہوں۔۔ اگر کسی کیلئے زیاف زیدی جھکے گا تو ایک دادو سائیں، آپ، ایک تائی ماں، انو اور توقیع ہیں۔۔
آپ سب میری مائیں ہیں، توقیع میری بہن اور انوشہ میری محرم۔۔ باقی کسی دوسری لڑکیوں کیلئے میں پلیز۔۔۔" اسنے حتمی سپاٹ لہجے میں ٹھوس جواب دے دیا۔۔

باقی سب تو ایک طرف لیکن اپنے بیٹے کی آنکھوں میں اس لڑکی کیلئے محبت دیکھتے رباب زیدی کے تن بدن میں آگ کے شعلے بھڑک اٹھے تھے۔۔

کیا بکواس ہے مطلب تمہارے لیے تمہاری بیوی اتنی اہمیت رکھتی ہے کہ اسے ہرٹ نہیں کر" سکتے اور ماں کی کوئی اہمیت نہیں۔۔ اسکی زبان کتے کی زبان ہے جو بھونکتی رہے یہی ثابت کرنا چاہتے ہو نا تم؟" وہ غصے سے پھنکاریں۔۔

زیاف گڑبڑا کر سیدھا ہوتا انکے سامنے بیٹھا۔۔ "نعوباللہ یہ کیسی باتیں کر رہی ہیں اماں! آپ میری جنت ہیں۔۔" اسنے تڑپ کر انکے ہاتھ تھامے۔۔

بس کر تمہیں جو جتانا تھا وہ جتا چکے ہو جاؤ!!" انہوں نے سرد لہجے میں کہتے زیاف سے اپنے ہاتھ"

چھڑوا کر چہرہ موڑ دیا۔۔

"اماں بات انوشہ کی ایک طرف لیکن وہ میرے لیے غیر محرم بھی تو ہے۔۔ میں کیسے اسے لیکر گھما سکتا ہوں۔۔ لوگ کیا کہیں گے۔۔ آپ ایک ماں ہو کر سوچیں انوشے پر کیا بیتے گی۔۔"

"پھر وہی انوشہ انوشے انو۔۔۔ تنگ آ گئی ہوں میں اس منحوس نام سے۔۔ پہلے ہمہ وقت سب کے منہ پر تقویٰ تقویٰ ہوتا تھا اب پھر اس ذلیل لڑکی کا ورد لیے گھومتے ہو۔۔ جاؤ جو کرنا ہے کرو۔۔

بڑا غیر محرم کا احساس ہوا چلا ہے تمہیں۔۔ کیا تمہاری کزن تمہارے غیر محرم نہیں ہیں۔۔ اور یہ بہانہ صرف اسی تقویٰ خان نے تمہارے سر پر ڈالا ہے تاکہ محترمہ اپنے شوہر کے دو ٹکے کی بیٹی سے تمہاری شادی کروا سکے۔

بھلا جیسے جانتی نہیں میں اسنے کون سا اپنی اولاد کو اچھی تربیت دی ہے جو تمہیں غیر محرم کی پٹیاں پڑھائی ہیں۔۔ مجھے نہیں پتا کیا کہ کیوں بچپن میں ہی اپنی بیٹی کا نکاح کروا دیا تھا۔۔

"دلاور کے ساتھ پکڑی۔۔۔۔۔

"اماں!!!" وہ اپنے حسد نفرت غصے میں کافی آگے نکل جاتیں جانے کیا کہہ دیتی مگر سرخ چہرے

والے زیاف نے سمجھ کر غراہٹ سے انہیں روکا۔۔

آپ کو خدا نے بیٹیاں نہیں دیں اسکا مطلب یہ نہیں کہ آپ دوسروں کی بیٹیوں کو اس حد تک " رسوا کریں۔۔ توقیع میری بہن ہے۔۔ اور اپنی بہن کے کردار کا ایک بھائی سے زیادہ کوئی نہیں جانتا۔۔

وہ میری بہن ہیرا ہے۔۔ اور خدا کا واسطہ میں آپ کو دیتا ہوں کہ چھوڑ دیں انکا پیچھا۔۔ کبھی تقویٰ کبھی توقیع۔۔ تنگ آ گیا ہوں میں آپ سے۔۔

کیوں اتنی منافقیت رکھتی ہیں آپ۔۔ اگر اتنی نفرت ہے تو جا کر انکے منہ پر کہہ دیا کریں۔۔ منہ پر مسکراہٹ پیٹھ پیچھے کیوں ایسی باتیں کر کے ہمارا جی جلاتی ہیں آپ۔۔

کیا چاہتی ہیں۔۔ اس لڑکی کو پک اپ کروں۔۔ تو جا رہا ہوں میں۔۔ پر یاد رکھیے گا۔۔ اس سے بڑھ کر توقع مجھ سے رکھی تو جان دے دوں گا میں اپنی۔۔۔" وہ غصے سے دھاڑتا ایک ٹھوکر ٹیبل کو مارتا سرخ چہرے ضبط سے ہوئی لہو آنکھوں سے انکے روم سے نکل گیا۔۔

اسکے نکلتے رباب زیدی نے غصے سے ہنکارا بھرا۔۔

بڑا جادو کروا ہے اس عورت نے تمہیں زیاف اسلئے تم اپنی ماں کو بھی اس پر کاٹ کھانے کو دوڑ "

رہے ہو۔۔ سیاہ پٹی باندھی ہے اس عورت نے تمہاری آنکھوں پر اسلیے تم جان نہیں پا رہے کیا اچھا ہے کیا برا۔۔

جس طرح وہ بد شکل خود صائم کے گلے پڑ گئی تھی، ویسے ہی اپنے جیسی تمہارے گلے باندھنا چاہتی ہے۔۔ میں نے تمہاری خوشی دیکھتے اس لڑکی سے نکاح تو کروا دیا تھا تمہارا۔۔ لیکن اب جب شائستہ اتنی پیاری لڑکی آئی ہے تمہاری زندگی میں تو کسی بھی حال میں مجھے تمہاری آنکھوں سے اس پٹی کو اتارنا ہی ہو گا۔۔

بلکہ شائستہ کو دیکھ کر تم خود ہی اس کالی بد شکل لڑکی کو بھول جاؤ گے۔۔" وہ تصویر اٹھا کر اس میں خوبصورت سی لڑکی کو دیکھتی مخاطب تھیں۔۔

یہ زیاف کو اسنے نہیں بتایا تھا کہ انہوں نے خود ہی شائستہ کو اپنے گھر انوائیٹ کیا تھا۔ کمشنر کی بیوی رباب کی دوست تھی، اور رباب زیدی چاہتی تھیں انکے اکلوتے لاڈلے بیٹے کی زندگی میں ایسی لڑکی آئے جو اسٹینڈرڈ اور خوبصورتی میں اسکے بیٹے کے برابر ہو۔۔

لیکن برا ہو اس تقویٰ کا جس نے انکے بیٹے کی زندگی میں اس منحوس مڈل کلاس لڑکی کو لا کر پٹخ دیا تھا۔۔ جسکے باپ نے صائم زیدی کے پیسوں پر پل کر اپنی ڈگریاں حاصل کی تھیں۔۔

انوشہ کو سوچ کر سارے موڈ کا ہی بیڑا غرق ہو گیا۔۔ جسے بحال کرنے کیلئے وہ اپنے روم سے

اٹھیں۔۔اور باہر نکل کر ملازمین کو ہدایت دیتیں کچن میں داخل ہو گئیں تاکہ شائستہ کے آنے سے پہلے وہ اسکی پسند کا بہت کچھ بنا کر رکھے۔۔

البتہ انکا دل ضرور دکھا تھا، زیاف کی باتوں سے۔۔وہ سوچ کر روئی بھی تھیں۔۔لیکن پھر خود کو سنبھال لیا۔۔اماں سائیں خاموشی سے سب کچھ دیکھ رہی تھیں۔۔
انہوں نے تو بہت سمجھایا تھا لیکن رباب نے صاف جتا دیا تھا کہ یہ انکا ذاتی مسئلہ ہے اچھا ہو اگر وہ بیچ میں نا آئیں۔۔

ooooooo

زیاف نے روم میں آکر کچھ دیر یہاں وہاں ٹہلتے اپنے سینے میں دہکتی آگ کو بجھانا چاہا مگر یہ ضبط سے باہر تھا۔

سل چاہا سب کچھ تہس نہس کر دے۔ مگر وہ اس طرح کے فساد و حرکات کبھی پسند نہیں کرتا تھا۔۔خاموشی سے بیڈ پر گر گیا۔۔
کافی دیر خاموش بیٹھنے کے بالآخر اسنے ایک فیصلہ کیا اور اپنے ملازم کو بلایا۔۔

جی سائیں!" دروازہ ناک کر کے اسکا خاص ملازم اندر داخل ہوا۔۔"

چابی اٹھاؤ! اور جاؤ مام جس آفت کو کہہ رہی ہیں اسے ایئرپورٹ سے لے آؤ!" اسنے بیڈ سائیڈ "
ٹیبل پر رکھی چابیوں کی طرف اشارہ دیتے بیزاریت سے کہا۔۔

وہ سر ہلاتا ہوا خاموشی سے اندر داخل ہوا اور چابیاں ٹیبل سے اٹھاتے اسی خاموشی سے باہر نکل گیا۔۔ زیاف چاہ کر کے بھی خود کو آمدہ نہیں کر پایا اس لڑکی کو پک اپ کرنے کیلئے۔۔
ملازمہ کے جانے کے بعد اسنے اٹھ کر موبائل اٹھایا تاکہ انوشہ سے بالآخر وہ پوچھ سکے کہ وہ چاہتی کیا ہے۔ وہ اپنی جاب شادی کے بعد بھی تو جاری رکھ سکتی تھی اسنے کوئی پابندی تو عائد نہیں کی تھی۔۔
پھر بھی وہ اسے اتنے نخرے دکھا رہی تھی۔۔ اس سے پہلے کہ بات آگے بڑھتی، زیاف انوشہ سے اسکی رائے جاننا چاہتا تھا تاکہ بعد میں وہ اس سے کوئی شکوہ نا کرے۔۔

موبائل اٹھا کر اسنے کچھ دیر تو سوچا کہ یہ وقت ٹھیک رہے گا پوچھنے کیلئے۔۔ اور تبھی اسے احساس ہوا کہ اس وقت وہ گھر آجاتی تھی۔۔
اور شاید ابھی جاننا ٹھیک ہی تھا تاکہ بروقت وہ کوئی اقدام اٹھا سکے۔۔ اسنے اسکے نمبر پر کال کرتے حتی الامکان اپنے تاثرات نارمل رکھے۔۔

لیکن دیکھتے ہی دیکھتے اسکے تاثرات جو نارمل ہوئے تھے وہ اچانک سپاٹ ہونے لگے۔ اسکا چہرہ سپاٹ آنکھوں میں غصے کی چنگاریاں پھوٹنے لگیں۔۔

کال مسلسل جا رہی تھی، لیکن اسے پک نہیں کیا جا رہا تھا۔۔ زیاف نے ضبط کرتے ہوئے دوسری پھر تیسری چوتھی مرتبہ بھی کال کی مگر کال پک تو نہیں ہوئی البتہ موبائل بند ضرور ہو چکا تھا۔۔

آہہہ۔۔ "معاً اسنے غیظ و غضب سے دھاڑتے ہوئے ٹھاہ کے ساتھ موبائل دیوار ہر دے مارا" تھا۔ اسکی غراہٹ غضب ناک تھی۔۔ اسنے جو کبھی ایسی حرکت نہیں کی تھی طیش سے خود پر ضبط کھو کر وہ ایک کے بعد دوسری چیزیں اٹھاتا ہوا دیوار ہر مار رہا تھا۔۔ غصے سے بے قابو ہو کر اسنے اپنے روم کا حشر نشر کر دیا تھا۔۔

بہت نخرہ ہے تمہیں دیکھتا ہوں کب تک اپنا نخرہ سنبھال کر رکھتی ہو۔۔ "اسنے سرخ لہو" آنکھوں سے تصور میں ہی انوشہ کو مخاطب کیا۔۔ اور دھڑام سے اپنے توانا جسامت کے ساتھ بیڈ پر لیٹ گیا۔۔

بہت ہو گیا تمہارے آگے گڑگڑانا انوشہ زیاف!! اگر تمہیں زیاف زیدی کی ضرورت نہیں اپنی" دنیا میں خوش ہو تو مبارک ہو تمہیں تمہاری دنیا۔۔

لیکن یاد رکھنا، میرے نام سے کبھی خود کو آزاد نہیں کر سکو گی۔۔ چاہے پوری دنیا کو ساتھ کھڑا

کر لینا۔۔" اسکے لہجے میں طیش پھنکار تھی جو کہ روم کی فضا میں گونجتی ہوئی وہیں دم توڑ گئی۔۔

oooooooooo

آر یو او کے سر!" اے ایس پی بھاگ کر دعیاب خان کے پاس آیا تھا۔۔ پھولے بازو سے چپکی" ہوئی یونیفارم کی شرٹ سے ابل کر نکلتے ہوئے خون نے اسکا بازو نم کر دیا تھا۔

میں ٹھیک ہوں جلدی انہیں ہاسپٹل پہنچاؤ!" دریاب نے درس کرتے بازو کو سنبھالتے ہوئے" زمین پر پڑے کراہتے اپنے اہلکاروں کی طرف اشارہ دیا تھا۔۔
وہ اس وقت سینٹر جیل کے آگے موجود تھے جہاں پر کچھ نقاب پوشوں نے اچانک ہی حملہ کر دیا تھا۔۔ تعداد میں وہ کچھ زیادہ تھے۔۔ جیل میں داخل ہو کر اپنے آدمی کو بچانا چاہتے تھے، لیکن انکی کوشش کو دروازے پر کھڑے اہلکار ناکام کرتے رہے اور تب تک دوسرے اہلکاروں نے اپنے ساتھیوں کو بھی بلا دیا دریاب کو بھی انفارم کر دیا تھا۔۔

دریاب جو راستے پر ہوئے شعلے روڈ بلاک کو ختم کر رہا تھا اپنی نگرانی میں گاڑیوں کو روانہ لر رہا تھا اچانک جیل سے آئی خبر کو سن کر انکے اعصاب جھنجھلا اٹھے

اسنے اپنے آفیسر کو مقابلے کی ہدایت دیتے خود بھی وہاں پہنچے تھے، شدید گولیوں کے مقابلے میں کچھ انکی طرف جانبحق ہوئے تھے تو دو انکی طرح شہید ہو گئے تھے اور باقی تین چار زخمی ہو گئے تھے۔۔

کچھ کو گولیاں لگی تھیں ٹانگ بازو پر جن میں ایک دریاب بھی شامل تھا۔۔ شدید مقابلے میں سامنے والے اسلحہ لیس آدمیوں کو ہراتے ہوئے انہیں انکے ناپاک ارادوں میں ناکام کرتے بھگا دیا تھا۔۔

دریاب نے زخموں اور ان شہید سپاہیوں کو امبولنس میں روانہ کر دیا تھا ہاسپٹل اور انکی جگہ دوسرے سپاہی کھڑے کر دئے تھے۔۔ اے ایس پی اور انسپکٹر کو انکے پیچھے بھیجا تھا خود ظفران حیدری کی خبر کیلئے اندر داخل ہو گیا۔۔

یہ شکر تھا اسنے اس سیاہ کتے کو کال کوٹھڑی میں بند کر دیا تھا، وہ لائق ہی اسکے تھا لیکن اس وقت دریاب کا دل چاہا تھا سب کچھ بھول کر وہ وحشی قید حیوان کو چیر کر ٹکڑے کر کے کتوں کو کھلا دے۔

اسکے ٹکڑوں کو زمین بھی نصیب نا کرے ناہی اسے کفن۔۔

وہ بپھرا اسکی طرف قدم اٹھا رہا تھا حالانکہ اے ایس پی نے اسے بہت منتیں کی تھیں ہاسپٹل چلنے کی لیکن دریاب کے دل میں جو آگ تھی وہ ایسے کیسے بجھ جاتی جب تک وہ ظفران حیدری کو بھون کر نا رکھ دیتا۔۔

پھر کچھ دیر میں افراتفری مچ جانی تھی۔۔اور پریس کانفرنس میں آئی جی کے ساتھ جوابات دینا میڈیا کو۔۔

وہ سوچتا آگے بڑھتا جا رہا تھا تبھی اسکی جیب میں پڑا اسکا موبائل چیخ اٹھا۔۔دریاب نے رک کر اپنا موبائل نکالا۔۔نمبر دیکھا تو من کی موبائل سے کال تھی۔۔

دریاب کو حیرت ہوئی۔۔شاید یہ پہلی مرتبہ تھا جب وہ اسے کال کر رہی تھی۔۔۔شاید دوسری مرتبہ ہو لیکن اسکا حافظہ اتنا کمال نہیں تھا کہ وہ کالز یاد کرتا پھرتا۔۔

ہیلو!" اسنے اوکے کرتے فکرمندی سے موبائل کان سے لگایا۔۔"

دریاب بیٹے تم کہاں ہو وہاں صائم بھائی کی ہاسپٹل میں آگ لگ گئی ہے۔۔"دوسری طرف من" کے بجائے زریش شاہ کی بوکھلائی آواز تھی۔۔

دریاب نے سن کر تکلیف سے آنکھیں میچلیں۔۔جو کہ لہو ہو رہی تھیں۔۔

میں جانتا ہوں۔۔ میری صارم سے بات ہو چکی ہے" دریاب نے کہا۔۔ زریش نے سن کر شکر"
بھرا سانس لیا۔۔

عائشہ کہاں ہے؟" انہوں نے فکر مندی سے پھر پوچھا۔"

انہیں میں اماں کے گھر چھوڑ آیا ہوں۔۔ کیونکہ میں یہاں ڈیوٹی پر ہوں اور وہاں گھر میں مام"
اکیلی ہوتی تھیں۔۔" دریاب نے سنجیدگی سے انکی بات کا جواب دیا۔۔ وہ سر ہلا گئیں۔۔

اچھا کیا ہے۔۔ اچھا ہے وہاں تقویٰ کے پاس رہے گی تو بہتر رہے گا اسکی صحت کیلئے۔۔ اور تم بتاؤ"
اگر عائشہ وہاں ہے تو کیا تم ملازمین کے رحم و کرم پر پڑے ہو؟" انہیں پوچھتے ہوئے حیرت
ہوئی۔۔

تو کیا کر سکتا ہوں؟" دریاب الٹا سوال کرتے تلخی سے ہنسا۔۔"

کیوں گھر نہیں آجاتے ہمارے ہم بھی تو تمہارے اپنے ہیں۔۔ ڈنر یہاں سے کیوں نہیں"
کرتے؟ کیا بڑے ہو گئے ہو تو ہم تمہارے کچھ نہیں رہے۔۔" زریش شاہ سمن کے روم میں
صوفے پر بیٹھی بول رہی تھیں۔۔

سمن نماز پڑھنے کے بعد اب اپنی جگہ پر بیٹھی تھی بیڈ پر اور خاموشی سے دوسری طرف کی آواز

سن رہی تھی۔۔

کیسے آسکتا ہوں؟ بلکہ حتی الامکان کوشش کر رہا ہوں آپ کے گھر سے دور رہوں۔۔" وہ ہنس" کر بولا۔۔ زریش شاہ کو حیرت کا جھٹکا لگا۔۔ اسکی بات سے چونکی تو سمن بھی تھی۔۔

دریاب کیوں؟ کیا ہم تمہارے کچھ نہیں لگتے؟" وہ حیرت سے سانس روک کر بولیں۔۔" سانسیں تو سمن کی بھی تھم گئی تھیں کہ وہ کس لحاظ سے خود کو ان سے جدا کر رہا ہے۔۔

لگتے تو بہت کچھ ہیں میرے آپ۔۔ مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں۔۔ لیکن آپ کی بیٹی سے" ضرور ہے۔۔" اسنے بالآخر کہہ دیا۔۔ سمن کو بن کچھ کھائے ہی زوردار اچھو لگا۔۔ وہ کھانسنے لگی بری طرح۔۔۔

مطلب میں سمجھی نہیں؟" زریش شاہ نے مشکوک نظروں سے سمن کو گھورا جسنے تڑپ کر سر" نفی میں ہلاتے اپنی ماں کو یقین دلانا چاہا کہ وہ بے قصور ہے۔۔

یہی کہ جب بھی میں آپ لوگوں سے ملتا ہوں۔۔ یا سمن سے دو چار باتیں کر لیتا ہوں۔۔ تنہائی"

کی وجہ سے صرف خود کو احساس دلانے کیلئے کہ میرے بھی سب ہیں۔۔۔
لیکن دوسرے دن ہی احساس ہوتا ہے کہ میں واقعی اکیلا ہوں یہاں۔۔۔اپنوں کے لحاظ سے۔۔
اسلیے اکیلی زندگی گزار رہا ہوں جب تم ہماری زندگی میں سب بہتر نہیں ہو جاتا۔۔"اسکے لہجے میں بلا کی اداسی تھی جس نے زریش شاہ کے دل کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔۔

ہوا کیا ہے دری میرے بچے بتاؤ تو سہی کیا کیا ہے اس بیوقوف نے؟؟بیٹا اسکی باتوں کو سیریس " نت لو یہ تو ود ہی اپنی زندگی میں سیریس نہیں ہے۔۔تم بتاؤ کیا کہا ہے اسنے۔۔"زرنے بیٹی کو سخت غصیلی نظروں سے گھورتے دری سے نرمی سے بولیں۔۔

کہنا کیا ہے ماما!!"دری کا ماما کہنا جہاں اپنی جگہ بیٹھی سمن کو زوردار جھٹکا لگا تھا وہیں زرعش شاہ کے " دل میں تو گویا محبت کی لہریں اٹھیں تھی اپنے داماد کیلئے۔۔

میں آپ کے گھر آتا ہوں اسے اور ہی رنگ میں پیش کر دیتے ہیں ڈیڈ کے سامنے۔۔اگر میں " سمن سے دو چار بتائیں ہی کر لیتا ہوں بیٹھ کر اپنی تنہائی دور کرتے تو وہ ساحل بھائی سے الگ ہی قسم کی برائیاں کر کے ہمارے بیچ ناراضگیاں ناپسندگیاں حائل کر دیتی ہے یہاں تک کہ اب ساحل بھائی مجھ سے بات کرنے کیلئے تیار نہیں میرا چہرہ دیکھنا تو کجا۔۔۔

خیر میں نہیں چاہتا کہ میں ساحل بھائی اور ڈیڈ کی نظروں میں گر جاؤں اس لیے بہتر ہی ہے کہ میں جتنا ہو سکے اپنوں سے دور رہوں۔۔ جب تک میرے ماں باپ ٹھیک ہوں گے بہن بھائی واپس آئیں گے ان شاء اللہ خوشیاں میرے گھر بھی آ جائیں گی اور جیسا ڈیڈ چاہتے ہیں ساحل بھی چاہتے ہیں سمن کو آزاد کر دوں تو کر دوں گا۔۔ نو ٹینشن بس خود کو برا نہیں بنانا چاہتا مزید۔۔۔ ابھی میں ہاسپٹل جا رہا ہوں۔۔۔ اسکے بعد پریس کانفرنس میں جاؤں گا۔۔ آئی جی کے پاس "میٹنگ ہے۔۔ پھر فری ہو کر ڈیڈ کے پاس ہاسپٹل جاؤں گا۔۔ پھر آ کر گھر کھانا بنا کر کھاؤں گا۔۔ وہ بیچارگی مسکینیت سے کہتا گہرا سانس بھر گیا۔

زریش شاہ تو ساکت ہو گئیں تھیں اسکی باتوں سے ہی۔۔

نہیں دریاب میرے شہزادے تم سے کس نے کہا تم اپنے ڈیڈ کی نظروں میں گر رہے ہو یا" ساحل کی۔۔

یہ جس نے حرکت کی ہے میں اسکی کلاس لیتی ہوں۔۔ تم مجھے یہ بتاؤ تم ہاسپٹل کیوں جا رہے ہو؟" وہ ششدر ہوئیں۔۔ تڑپ کر بولیں۔۔

نہیں آپ اسے کچھ مت کہیے ورنہ پھر سے سارا قصور میرے سر آ جائے گا۔۔ ہاسپٹل اسلیے" "جا رہا ہوں کیونکہ ابھی مجھ پر جان لیوا حملہ ہوا تھا اس میں گولیاں لگی ہیں۔۔

آہہ۔۔۔ دریاب!!" زریش شاہ کے لبوں سے گویا چیخ نکل گئی۔ جبکہ سمن اسے ہمدردی کا کارڈ" کھیلتے دیکھتی گولی کا سن کر اپنی جگہ پتھر ا گئی۔۔

میں ٹھیک ہوں ماما آپ پریشان مت ہوں میں ابھی ہاسپٹل جارہاہاں۔۔" وہ انہیں کھڑا" سمجھانے لگا تھا تبھی وہیں اے ایس پی اپنے ساتھ ڈاکٹر کو لیکر حاضر ہوا تھا۔۔

سر زخم بہت گہرا ہے پلیز گولی نکال دیں ورنہ اسکا زہر آپ کے بازو کو۔۔" اے ایس پی متفکر" ہو کر بولتا دریاب کے بازو کو دیکھنے لگا۔۔

مجھے پتا ہے یہ سارا کیا دھرا اس شیطان فارس کا ہے جس خاندان پر ایک دھبہ بن گیا ہے۔ خدا" اسے کہیں غارت کرے اسنے ہی تم پر حملہ کروایا ہو گا۔۔

میں کچھ نہیں جانتی دریاب اپنے کام نمٹا کر جلدی یہاں پہنچوں تب تک میں اپنے بیٹے کیلئے اپنے ہاتھوں سے ڈنر تیار کرتی ہوں۔۔ آجاؤ میرے شہزادے۔۔" وہ نم لہجے میں اسے پچکارنے لگیں۔

آپ خوام خواہ اتنی پریشانی کر رہی ہیں ماما۔۔ میں ٹھیک ہوں سب کام نمٹا کر گغر جاجر کھانا بنا"

لوں گا کسی بھی طرح۔۔"وہ ڈاکٹر کے سامنے بیٹھا دوسرے ہاتھ سے موبائل کان سے لگا کر بولا۔۔

سمن کا دل چاہا اس منحوس پھاپھا کٹنے کا سر پھوڑ دے۔۔کیسے اسکی معصوم ماں کے جذبات سے کھیل رہا تھا۔۔

میں سچ میں نہیں آنا چاہتا مام پھر سے کوئی بات ہو جائے گی۔۔"اسنے مسکراہٹ دبا کر بے بسی کی انتہا سے کہا۔۔

"!!!خبر دار دری"

مام اگر وہ نہیں آنا چاہتا کر لے گا اپنا کام تو کیوں آپ فورس کر رہی ہیں۔۔"زریش شاہ کے مزید فورس کرنے سے پہلے ہی درمیان میں ٹوک کر سمن ناگواریت سے بولی۔۔

دریاب کا دل چاہا اس موٹی کا منہ توڑ دے۔۔

ایک طرف گولی کا درد دوسری طرف اتنی محنت کے بعد جمع شدہ ہمدردیوں کے ضائع ہونے کا خطرہ۔۔

سمن اپنا کام کرو سمن! بہت بری عادت ہے بڑوں کے بیچ بولنا۔۔"زریش شاہ کا پارا ہائی ہو گیا وہ غصے سے بیٹی کو جھڑک گئیں۔۔ سمن کی آنکھیں شرمندگی سے ڈبڈبا گئیں۔۔ کوئی اور وقت ہوتا تو شاید دریاب اسکی بے عزتی پر قہقہہ دبا نا سکتا۔۔۔ لیکن اس وقت تو درد ہی اتنا تھا۔۔

کانسٹبل چیئر اٹھا کر لائے تھے فوراً جن پر دریاب بیٹھا تھا اور ڈاکٹر اسکے بازو کا معائنہ کرتے ہوئے اسکے بازو سے گولی نکال رہے تھے۔۔

"میں کچھ نہیں سن رہی دریاب۔۔ میری بچے اپنی ماما کے پاس نہیں آؤ گے؟ تمہیں کسی کی سننے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تمہارے لیے ڈنر ریڈی کر رہی ہوں جب بھی فارغ ہو یہاں آجانا۔۔۔"زریش نے سختی سے حکم دیا تھا۔۔ اور دریاب کے پاس انکار کی کوئی گنجائش نہیں بچی تھی۔۔

سمن کا چہرہ سرچ تھا۔۔ وہ جانتی تھی اس کمینے نے ہمدردی کی حاصل کر کے یہ سب کروایا ہے۔۔ اتنے دکھ گنوائے تھے تو اسکی ماں بلانے کے علاوہ اور کیا کرتی۔۔

"اب آپ اتنا فورس کر رہی ہیں تو میں ضرور آؤں گا۔۔ پر کچھ لیٹ ہو جاؤں گا۔۔ پر ایک

خواہش ہے اگر پوری ہو سکے تو؟" وہ حامی بھر کر معصومیت سے بولا۔۔

ہاں ہاں بولو کیوں نہیں پوری کریں گے بتاؤ!" زریش کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا کہ وہ اتنی جلدی مان گیا۔۔

وہ میں کافی لیٹ آؤں گا۔۔ اگر برا نا مانیں تو کیا رس گلے بنا کر رکھیں گی؟ مجھے لیٹ نائیٹ رس گلا کھانے کی بری عادت ہے ایک۔۔۔" اسنے اپنا سر کھجاتے ہوئے جھجھکتے مگر معنی خیزی سے کہا تھا جانتا تھا سمن سن رہی ہے سب۔۔۔

ارے۔۔۔۔" زریش بے ساختہ اسکی جھجھک پر ہنسیں۔۔ "کیوں نہیں ملے۔۔ میں خود اپنے ہاتھوں سے تمہارے لیے بناؤں گی۔۔"

زریش خان کہہ رہی تھی اور سمن شاہ کا چہرہ شرم حیا سے دہک کر گلابی پڑ رہا تھا۔۔ اسکے گال تپ اٹھے تھے۔۔ اسکی ماں معصوم تھی لیکن وہ نہیں کہ اس منحوس خان کی اس فرمائش کا پس مطلب جان نا سکے۔۔

لیٹ نائیٹ رس گلا نہیں ڈیڈ کے جوتے کھلواؤں گی تمہیں۔۔" وہ پہلو بدل کر طیش سے مٹھیاں بھینچتی سوچ کر رہ گئی۔۔

اوہ لو یو مام آپ کا ہی تو گلابی رس گلا۔۔ میرا مطلب ہاتھوں کا ہی رس گلے چاہیے۔۔ لو یو ڈارلنگ!" ویسے سمن کیسی ہے؟ اسکا زخم کیسا ہے؟" وہ کہتا مسکراہٹ دبائے اسی بات میں سمن کا ذکر چھیڑ گیا تاکہ اگر وہ بے خبر ہو بھی تو اب بے خبر نا رہ سکے۔۔

مام آپ بھی کیا بوتل چڑھا کر بیٹھی ہیں میرے موبائل کی بیٹری ختم ہو رہی ہے۔۔" سمن تپی" تپی سی غصہ دبائے بولی

اسکی آواز سن کر دریاب کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔ یہ سوچ کر مسرور تھا کہ اسکا پیغام پہنچ گیا ہو گا۔۔

ٹھیک ہے ماما باقی کا "حساب کتاب" بعد میں کرتے ہیں میں کام سے جا رہا ہوں۔۔ اللہ حافظ۔۔"" اسنے ہنستے مسکراتے جان بوجھ کر سمن کو جتاتے کال ڈسکنیکٹ کر دی تھی۔۔

سمن کا دل بری طرح سے دھڑک اٹھا تھا۔۔ آج اسکا ڈیڈ بھی گھر نہیں تھا اور بھائی بھی نہیں۔۔ اسکی ماں کو جانے کیا ضرورت تھی اس شخص کو بلوانے کی۔۔

سمن نے بے ساختہ اپنا حلق تر کیا اور زریش کی گھوری سے نظریں چراتی اپنا موبائل ان سے لے گئی۔۔

"ابھی سو کر اٹھی ہو لیٹ سو گئی اب اسلیے ایسا کرو چلو میرے ساتھ اور کچن میں ہیلپ کرواؤ اور خبر دار کوئی چغلی کی اپنے بھائی سے۔۔ بیچارا دو دن سے بھوکا ہے۔۔ ماں کی ایسی حالت ہے تقویٰ کے گھر بھی نہیں گیا کھانے۔۔ چوبیس گھنٹے کام کر رہا ہے اور کہیں گھر کا کھانا بھی نہیں سواء ہوٹلوں کے مصالحہ جات والے کھانے کے۔۔"

"اس طرح چھوٹی چھوٹی اپنے شوہر کی باتیں میکے میں لڑکیاں سناتی رہتی ہیں اسلیے ہی انکے شوہروں کی عزت نہیں رہتی، اور جب وقت آنے پر احساس ہوتا ہے تو صرف گھر ہی برباد ہوتے ہیں عزت واپس نہیں ملتی۔۔

اپنا گھر بنانا ہے تو شوہر کی باتوں کو سینے میں رکھنا ہو گا۔۔ چھوٹی چھوٹی جھڑک پکار بھائیوں باپ کو نہیں سنائی جاتی۔۔" وہ اسے ہمیشہ کی طرح اسے سمجھاتی سمن کے روم سے باہر نکلی۔۔

میرے بازو میں درد ہے میں نہیں آرہی۔۔" سمن نے انکے پیچھے سے جواب دیا اور انکی ہدایت کو دوسرے کان سے نکالتی بیڈ پر لیٹ گئی۔۔

اسنے فیس بک آن کیا تو ہر طرف اسکی تصویریں گردش کرتی نظر آئیں۔۔ اسنے ابھی تازہ وردی میں تصویر کو روک کر دیکھا۔۔

وہ غصے سے کہیں اور دیکھ رہا تھا یا اسکی آنکھوں میں ہی طیش برپا تھا۔۔ مگر اسکی آنکھوں کی سرخی کو دیکھتے سمن کو کتنا کچھ یاد آگیا تھا۔۔

وہ رات جب اس پر اچانک حملہ ہوا تھا۔۔ تب بھی تو اسکی آنکھوں کی یہی حالت تھی لہو نما۔۔

ہونہہ! خود موٹے کو دیکھو اور اسے پتلی بیوی چاہیے تاکہ دوسرے دن اسکی لاش اسکے میکے بھیج سکے۔۔" وہ تصویر کو دیکھتی طنزیہ بڑبڑائی۔۔

یہ وہی تھی جو اسکے اس قدر سخت ہو یا تنگ حصار کو بھی برداشت کر جاتی تھی۔۔ اسکی شدتیں بھی جھیل جاتی تھی۔۔ اگر اس موٹے کے بازوؤں میں کوئی معصوم پتلی سی لڑکی آتی تو اگلے لمحے اسکی پسلیوں کی ٹھک ٹھک کی آواز آتی۔۔

سوچتے اسکا چہرہ تپ کر سرخ ہو گیا۔۔ وہ اسے ناپسند تھا سانڈ لیکن اتنا بھی نہیں کہ اسے زخم آئے اور سمن شاہ کو سکون۔۔

اسنے اسکے بازو کو دیکھا۔۔ اسکا درد سمن کو اپنے بازو میں محسوس ہوا۔۔ لیکن دونوں کو یک بیک بازو میں گولی لگتے دیکھ کر وہ مسکرائی بھی تھی۔۔

"تمہیں میرے زخم کا احساس نہیں۔۔ ایک بار بھی کال کر کے نہیں پوچھا میں کس حال میں ہوں۔۔۔ ایک دفعہ بھی دیکھنے نہیں آئے تو میں کیوں تمہارا حال دریافت کروں۔۔ ہونہہ!"

آن تھا تبھی واٹس ایپ پر وائس کلپ کی نوٹی آگے سے شو ہوئی۔۔ سمن نے دیکھا تو wifi اسکا وہاں "پھاپھا کٹنا" ہی لکھا تھا۔۔
اسکے گلابی چھوٹے سے ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ آگئی۔۔ اور لبوں کو بسور کر وہ سوچنے لگی کہ ایسا کیا کہا ہو گا۔۔
"آہم! سمجھ تو گئی ہو گی میرے پیغام کو رس گلے۔۔ تو شرافت سے آجانا میرے پاس سمجھی۔۔""
اسکی گھمبیر بھاری آواز میں کیے گئے مطالبے پر سمن کے گال اناری رنگ ہو گئے۔۔
اس سے رہا نہیں گیا تبھی فوراً سے غصے میں جواباً وائس کیا۔۔

"شٹ اپ! میں ہرگز نہیں آؤں گی۔۔ مجھے پتا تھا تم اسی بے غیرتی کیلئے مام کے سامنے ہمدردی بٹور رہے تھے۔۔" وہ سن کر غصے سے بھڑک کر بولی۔۔

ہاہاہا۔۔۔ویسے تم کافی ہوشیار ہو۔۔ خیر میں اپنے جذبات کا خیال رکھوں گا ڈرو مت۔۔ اس"
رات والی کوئی حرکت انجام نہیں دیں گے۔۔ بس تھوڑا بہت چونچ ہی لڑانے میں کیا برائی ہے۔۔
تمہیں پتا ہے کتنا اکیلا فیل کر رہا ہوں۔۔ اور اس وقت شدت سے تمہاری ضرورت محسوس ہو
"رہی ہے جس سے میں اپنے دل کے زخم شیئر کر سکوں۔۔
دریاب قہقہہ لگاتے ہوئے بولتا آخر میں سنجیدہ ہو گیا۔۔ لیکن اپنی باتوں سے اسے کانوں تک لال
پیلا ضرور کر دیا تھا۔۔

پتا نہیں جب تم پیدا ہوئے تھے کس ٹھرکی کی روح تم میں سمائی تھی منحوس خان۔۔ میں نہیں"
آ رہی۔۔ اپنے زخم سنبھال کر رکھو۔۔ تم ایسے ہی ساری زندگی پھٹک پھٹک کر مرو گے دیکھنا۔۔
کبھی نا رخصتی ہو گی نا ہی میں تمہارے قریب آؤں گی۔۔ تم نے جتنا ذلیل کیا ہے مجھے اتنا کافی
ہے۔۔" سمن نے جواباً پھر سے کھولتے خون کے ساتھ وائس کیا۔۔

ابکی بار دریاب کا چہرہ بھی سرخ ہو گیا تھا۔۔ وہ پٹی کروانے کے بعد ڈاکٹر کی ہدایت ہر تھوڑا لیٹ
گیا تھا وہیں آفس روم میں ہی صوفے پر۔۔
اسکے بعد اسے جا کر ملنا تھا ظفران حیدری سے۔۔ لیکن اس سے پہلے وہ سمن کو چھیڑنا چاہتا مگر

اسکی اس بات نے غصہ دلا دیا تھا۔۔

یہ خوش فہمی کب سے پال لی تم نے مسز دریاب خان؟" اسنے ابکی بار وائس کرنے کے بجائے "
سیدھا کال کی جو کہ دوسری کال پر اٹھالی گئی۔۔ اور کال اوکے ہوتے ہی وہ ضبط سے طیش میں
بولا۔۔

یہ خوش فہمی نہیں مسٹر پھاپھا کٹنے حقیقت ہے۔ شاید تم بھول گئے ہو۔۔ ڈیڈ بھائی کو اب یہ رشتہ "
نہیں منظور۔۔ وہ صرف تمہارے ڈیڈ کے ٹھیک ہونے کا انتظار کر رہے ہیں۔۔ جیسے معاملات
ٹھیک ہوں گے۔۔ ایک اچھا سا وقت دیکھ کر وہ ہمیں اس بندھن سے آزاد کر دیں گے پھر تم
"اپنے راستے اور میں اپنے راستے۔۔

اسکے جتا کر کہنے پر دریاب کے لبوں پر استہزائیہ مسکراہٹ آگئی۔۔

اوہ میری پھاپھا کٹنی! اگر تم جلیبی ہو تو میں بھی دریاب خان ہوں۔۔ توڑ کر کھانا میری فطرت "
نہیں۔۔ تمہیں تمہارے الجھے تن من سمیت نگلنے کا فن رکھتا ہوں میں۔۔

بتا دینا اپنے بھائی باپ کو۔۔ اگر کسی نے ہم دونوں کے بیچ آنے کی کوشش کی تو انجام کا ذمہ دار
خود ہو گا۔۔ میری رخصتی میں ذرا سی کسی نے ٹانگ اڑائی تو گھر سے اٹھا کر لے جاؤں گا تمہیں پیچھے
ڈھونڈتے رہیں گے تمہارے سرپرست تمہیں۔۔ ہونہہ۔۔" وہ جتاتے مضبوط لہجے میں بولا

تھا۔۔ سمن کی آنکھیں معمول سے بڑھ کر پھیل گئی تھیں۔۔

اسکا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔

کک۔۔ کیا تم مجھے اغوا کرو گے ؟"وہ حیرت سے بولی۔۔"
ضرورت پیش آنے پر وہ سب کر جاؤں گا جس کی کسی کو توقع نہیں ہو گی مجھ سے۔۔ بہت پہن" لیا شرافت کا چولہ۔۔ ہر کوئی گلا پکڑ کے کو تیار ہو جاتا ہے۔۔ اگر کسی نے بھی میرے ساتھ ناانصافی کی تو یاد رکھنا تم بھی۔۔ بعد میں مجھ سے شکوہ شکایت کی تو تمہارہ منہ بھی پھوڑ دوں گا۔۔" اسکی غصیلی دھمکی سے سمن سٹپٹا اٹھی۔۔

اگر تم مجھے اغوا کرو گے تو کیا بعد میں تم بھائی کے ہاتھوں زندہ بچو گے ؟ وہ تمہارا کچومر بنا دیں" گے۔۔"اسنے ہراساں ہو کر خود کو مشکل سے مضبوط بناتے خوفناک لہجے میں جتایا۔۔

ہاہاہا۔۔۔ یہ بونگیاں جا کر کہیں اور مارو۔۔۔ جب پریگنینٹ بہن سامنے آئے گی تو کون بے رحم" بھائی دو دو وجود کے سر سے سایہ چھینے گا۔۔"وہ انتہائی کمینی سوچ اور بے باکی سے بولا تھا۔۔ سجے سن کر سمن کا حال برا ہو گیا تھا۔۔

کمینے !!!" سمن نیچی آواز میں چیخ اٹھی۔۔ دریاب کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔"
سچ ہے ہضم کرلو۔۔ چلو اب چلتا ہوں۔۔ رات کو برش لگا کر آنا تمہارے منہ سے مجھے مردہ"
مچھروں کی سمیل آتی ہے۔۔" وہ منہ بنا کر بولا سمن کا صدمے سے برا حال تھا۔۔

دفع ہو جاؤ جہنم میں جاؤ میں ہرگز نہیں آؤں گی۔۔" وہ تڑخ کر غصے سے بولتی اپنے منہ کی سمیل"
ہتھیلی پر پھونک مار کر سونگھنے لگی۔۔
دریاب اسکی حرکت کو سوچتا محظوظ ہونے لگا۔۔ اچھی طرح اسکا دماغ گھما دیا تھا۔۔

اچھا چلو برا مت مانو تم جب نسوار کی سمیل برداشت کر سکتی ہو تو میں کیوں نہیں کر سکتا۔۔ تمہارا"
ہر عیب سر پاؤں پر۔۔۔ اور ہاں تمہارے لیے ایک خوشخبری ہے دلاور سے ریلیٹڈ اگر آگئی رات
کو تو ضرور بتاؤں گا۔۔ نہیں تو جہنم میں جاؤ۔۔ باقی کی راتیں دونوں جہنم کی دیواروں پر گزاریں
گے۔۔" وہ اپنا حساب بے باک کر چکا تھا۔۔
سمن صدمے میں بیٹھی تھی کہ یہ کیسا محبوب تھا۔۔

تمہیں شرم نہیں آتی جہنم کا ذکر کرتے ہوئے؟" اسنے ضبط سے ڈبڈبائی آنکھوں سے کہا۔۔"

کیوں اپنی باری موت آجاتی ہے جہنم میں جاتے؟ ہم کیا فوکٹ کے پیس ہیں جو بھی آئے اٹھا کر پھینک دے۔۔ اچھی آفر ہے چلتے ہیں ساتھ۔۔ رات ویسے بھی فارس کی روح خواب میں آئی تھی جہنم میں جگہ کم پڑ گئی ہے وہ خود اپنی پھوپھو کے ساتھ دیوار پر بیٹھا ہے۔ ہم بھی بیٹھ جائیں گے۔۔"

ہاہاہاہا۔۔ مر جاؤ تم ذلیل پھاپھا کٹنے۔۔" سمن کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔ اسنے جھٹکے سے کال ڈسکنیکٹ کر دی تھی۔۔ کیسا شخص تھا۔۔ کبھی سنجیدہ نہیں ہوتا۔۔ اور جب ہوتا تو اپنے ہتھوڑے جیسے ہاتھ سے بس تھپڑ ہی مارتا۔۔

وہ سوچتی سدے کوس رہی تھی کہ جانے کون سی دلاور بھائی کی بات تھی جو اسے نہیں بنائی۔۔ لیکن تبھی ہی چیٹ وال پر ایک میسج نمودار ہوا۔۔

(can't wait for this moment 👉💋🔒21)

میسج پڑھتے ہی اسنے ساتھ ڈیلیٹ بھی کر دیا۔۔

اسے دیکھ کر ہنسی بھی آئی اور غصہ بھی۔۔

اگر کوئی مجھے کہے دنیا کا آخری خبیث ترین کمینہ شخص ڈھونڈ کر لا دے۔۔ تو میں سارا ماہ آرام "
"کر کے آخر میں تمہیں لے جاؤں۔۔

ooooooooo

سالوں کا سفر، اندھا دھند بھاگ دوڑ۔۔ بے تحاشہ دولت اور دولت کی تعداد میں عرش تک رسائی۔۔ انسان اتنا گمراہ ہو جاتا ہے اس نشے میں کہ اسے دولت کو مزید جمع کرنے کے علاوہ کچھ نہیں سوجھتا۔۔

بے شک رب پاک کو جسے دھتکارنا ہوتا ہے تو وہ اسے بے تحاشہ دولت سے نواز دیتا ہے۔

بے تحاشہ دولت ایک ایسا گمراہی کا جام ہے جو رب پاک اپنے دھتکارے ہوئے شخص کو پلا دیتا ہے۔

اور دولت ایک ایسا زہر ایسی بلا ہے جو انسان کے دل سے وہ تمام راستے نگل جاتی ہے جو رب سے جڑتے ہیں۔۔ بلکہ وہ اسے اس طرح گمراہ کر دیتی ہے کہ وہ بھول کر بھی اپنے رب کو یاد نہیں کر پاتا۔۔

کیونکہ اسکے پاس دولت جو ہوتی ہے، اسکی ہر ضرورت پوری جو ہوتی ہے پھر کیا ضرورت پڑتی جو

وہ خدا کو یاد کرے۔۔ دنیا میں اسکی ضرورت کی ہر چیز تو پیسوں پر بکتی ہے، چاہے جسم ہو یا زبان۔۔۔

دولت ایسا چیلنج ہے دنیا میں جسے کوئی کوئی ہی جیت کر اپنی راہ پر ثابت قدم رہ پاتا ہے۔ کئی لوگوں کیلئے اسے پا کر خود کو سیدھی راہ پر چلانے ناممکن سی بات ہوتی ہے۔ دماغ میں یہی بات آجاتی ہے """اللہ تو غفور الرحمٰن ہے معاف کر دیگا ایک گناہ کر لینے سے کیا ہو جائے گا

وہ انسان کے سارے حواس جھنجھوڑ کر رکھ دیتی ہے۔ بے شک اللہ غفور رحمٰن ہے لیکن نادانیوں میں کی گئی غلطیوں کیلئے، اسکے لئے نہیں کہ آپ ہوش و حواس میں ہو کر ساری زندگی گناہوں کی دلدل میں دھنسے رہیں اور بڑھاپا قریب آئے تو جائے نماز بچھالیں۔۔

جب جوانی تھی تو ہوش گنوا دیے جب بڑھاپا آیا، تو جہنم کا خوف ستانے لگا۔۔ واہ انسان تیری منافقیت۔۔۔ اپنی ضرورت کیلئے خدا کو ضرور پکارو لیکن بے تحاشہ دولت سے پناہ مانگو۔۔۔

کیونکہ وہ انسان سے اسکے ہوش و حواس تو چھین لیتی ہے بلکہ شکلیں بھی بدل دیتی ہے۔۔ ایسا روپ سامنے رکھتی ہے جس سے ایک ثابت قدم مسلمان توبہ کرتا ہے۔۔ پناہ مانگتا ہے۔۔

دولت شیطان کا جام ہے۔۔ اسکا جال ہے۔۔۔ اور اس جام کو مٹھی میں جکڑ لیکر ثابت قدم چلنا بہت مشکل ہے۔۔ کہیں نا کہیں تو انسان لڑکھڑا جاتا ہے۔۔ کیونکہ جس کے پاس دولت ہو وہ اپنے ظاہری راستے تو ماربل کے چمکتے دمکتے سیدھے کروا دیتا ہے لیکن باطنی راستوں پہ ہر قدم پر

گہرا گڑھا ہوتا ہے۔۔

شیطان کیا چاہتا ہے؟ وہ یہی چاہتا ہے اسکے آگے کوئی چیز طاقتور نا ہو۔۔ وہ ہر چیز پر حاکم ہو۔۔ وہ کسی ضرورت کیلئے نا تڑپے، وہ کسی کے آگے نا جھکے۔۔ وہ خود ہی قادر ہو۔۔

اور اس دنیا میں، دولت ایک ایسی بلا ہے جو خود میں شیطانوں جیسی ہر خواہش کو قید رکھتی ہے۔ وہ خرید لیتی ہے جو اسے پسند آتا ہے۔۔ وہ غریب کو تڑپتے دیکھتی ہے خدا کے آگے جھکتے دیکھتی ہے اس چیز کیلئے جسکے لئے وہ خدا کے آگے جھکے بغیر ہی حاصل کر لیتی ہے۔۔

اگر ہم دولت کیلئے تڑپتے ہیں تو یہ گمراہی کے علاوہ کچھ نہیں، کیونکہ ہمارا نفس بھی وہی چاہتا ہے جو شیطان چاہتا ہے۔۔ اگر آپ کسی ضرورت کیلئے تڑپتے ہیں تو اللہ سے مانگا کریں بجائے یہ کہنے کہ کہ اگر میرے پاس آج اتنی دولت ہوتی تو اس چیز پر میرا حق ہوتا۔۔

دولت کچھ نہیں ہے سواء دلدل کے۔۔ ہم لوٹ کر اسکے پاس جانا ہے لہذا اپنا ایمان اتنا مضبوط رکھیں کہ ہم پل صراط چل کر اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت تو دیں۔۔

ورنہ خدا جسے چاہے پلک جھپکتے عرش پر کھڑا کر دیتا ہے، اور جسے چاہے زیرہ کر کے فرش پر بکھیر دیتا ہے۔۔

اسنے اپنی بیٹی کو ہمیشہ یہی بتایا تھا کہ اسکے پاس اتنی دولت ہے کہ وہ چاہے دنیا کی ہر چیز کو خرید کر سکتی ہے۔۔ اسنے کبھی عاجزی کبھی خدا کے آگے تو اپنی بیٹی کو کچھ مانگنا سکھایا ہی نہیں۔۔
نا ہی اسنے کبھی خود خدا سے مانگا تھا، بس دولت کو حاصل کرنے کے راستے کھلتے گئے اور وہ سمیٹتا گیا۔۔ ساتھ اپنی بیٹی کو جو سبق پڑھایا، جو سکھایا کہ اسکے آگے ہر چیز چھوٹی ہے نتیجہ جتنا بھیانک نکلا تھا کہ اسکی بیٹی نے کبھی خدا کے آگے مانگنا سیکھا ہی نہیں۔۔۔
اگر خدا کے آگے مانگتی تو کبھی حسد میں مبتلا نا ہوتی، اگر خدا کے آگے سجدہ کرنا جانتی کبھی شیطان حاوی نا ہوتا۔۔ اگر خدا کی رسی کو تھام کر رکھتی تو کبھی دلدل میں گرتی۔۔

لیکن کیا ہوا۔۔۔۔

وہ سوچ کر بے آواز رو رہا تھا۔۔ عشا کی نماز کا وقت تھا، رات کا اندھیرا دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔۔ ایسے میں وہ ایک مسجد کے آگے دروازے پر خاک پر بیٹھا سیاہ شال اپنے چہرے کے آگے لپٹے روتے ہوئے ہر نمازی کے جوتوں پر اپنی شال پھیرتا انہیں صاف کر رہا تھا۔۔

اسے شدید کھانسی تھی، کھانستے کھانستے اسکی بری حالت ہو جاتی مگر اسنے اپنے کانپتے ہاتھوں کو نہیں روکا۔۔ کتنے لوگوں نے انہیں روکا، وہ اسکا چہرہ تو دیکھ نہیں سکے مگر انہیں جوتوں کو تھامتے دیکھ کر شرمندہ ہوتے روکنے لگے تھے لیکن اسنے ہاتھ جوڑ دیئے کہ مجھے اس سے نا روکے کوئی۔۔

وہ عرش سے فرش پر گرا تھا، اسکی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسوں بارش کی مانند گر رہے تھے۔۔
اسنے اپنی آنکھوں سے اپنی بیٹی کو برباد ہوتے دیکھا تھا۔۔
وہ خدا سے معافی کیلئے اس کے در پر آیا تھا۔۔ کہ اسنے ایک اولاد کا فرض بھی اچھے سے نا نبھایا۔۔
اسنے دولت کی حوس میں اندھا ہوتے اسکے پھول کو گمراہ کر دیا۔۔

* * * *

صبح کو آجاؤں گا تم سو جانا اچھی بیوی بن کر۔۔"کلائی میں واچ باندھتے ساحل نے سامنے کھڑی" روحا کو محبت پاش نظروں سے دیکھتے کہا۔۔

اچھی بیوی وہی ہوتی جو دیر رات تک شوہر کا انتظار کرتی ہے۔"اسنے چھوٹی سی ناک سکیڑ کر" جتایا۔۔ساحل نے متبسم نظروں سے اسکی چھوٹی ناک کو دیکھا۔

پھر تم کون سی اچھی بیوی ہو۔۔بری بیوی بن کر سو جانا۔۔سگریٹ تو ویسے بھی پیتی ہو سمو کر!"""" روحا نے مسکراتے اسے دیکھا۔۔اور اس خطاب کو قبول کیا۔

آپ جو کریں گے میں بھی وہی کروں گی۔۔بلکہ آپ شراب پئیں گے میں بھی پیوں گی۔۔اگر" آپ کو ان سب سے کچھ ہوا تو میں بھی خود کو کچھ کر دوں گی۔۔لیکن آپ کے ساتھ ساتھ ہی رہوں گی ہر قدم پر۔۔"کلون کی شیشی کو اٹھاتے ہوئے اسکے الفاظ سن کر ساحل کے ہاتھ ساکت ہو گئے۔۔

اسنے سپاٹ نگاہیں اسکی طرف اٹھائیں۔۔روحا شاہ اسکی گرے کرسٹل جیسی آنکھوں میں دیکھ کر مسکرائی۔۔

کیوں؟"ساحل نے ابرو اچکایا۔۔"

کیونکہ۔۔۔روحا شاہ آپ سے محبت کرتی ہے کریکن۔۔"اسنے کہہ کر سر جھکا دیا۔۔اور اپنی"

انگلیاں آپس میں الجھانے لگی۔ محبت کا اظہار کرنا اسکے لئے مشکل تھا لیکن ناممکن نہیں۔۔ہاں بس وہ تھوڑی سی شائے تھی لیکن بولڈ بننے کے چکروں میں اسکی شرم بھی کہیں دور جا سوئی تھی۔

ساحل کے لبوں پر دلفریب مسکراہٹ آگئی۔۔ اسنے اسکی انگلیاں چٹخاتی حرکت کو دیکھتے ہاتھ بڑھا کر اسکے دونوں ہاتھوں کو الگ کیا۔۔
اور آہستہ سے گھما کر اسکی پشت کو سینے سے لگاتے کمر میں دونوں بازو باندھ کر اسے پاس کر دیا۔۔

"اگر میں تمہیں کس کروں تو تم کیا بدلے میں مجھے بھی کس کرو گی اپنے ان چھوٹے چھوٹے ہونٹوں سے ہوں؟" وہ جھک کر اسکے کان میں متبسم لہجے میں سرگوشیانہ پوچھ رہا تھا۔

روحا اپنے کانوں تک سرخ پڑ گئی۔۔ لیکن اسنے جواباً سر اثبات میں ہلا کر ساحل کو مسکرانے پر مجبور کر دیا۔۔

"یہ تو بہت زبردست اسکیم ہے۔۔ اگر ایسا ہی چلتا رہا تو ہم جلد ٹرپل ہو جائیں گے۔ لیکن میرا دل اب نہیں چاہتا ہمارے بیچ کوئی آئے۔۔" ساحل شاہ کا دل اچانک بے ایمان ہونے لگا روحا شاہ کو لیکر۔۔۔

اسنے اٹھا کر روحا کو ڈریسنگ ٹیبل پر اپنے سامنے بٹھایا۔۔

ایسے تو مت بولیں شاہو۔۔ بے بی آئے گا پلیز۔۔ آپ نے پرامس کیا تھا یاد کریں۔۔ اور" رخصتی سے پہلے آپ کہتے تھے میری عمر آپکے بچوں کی ماں ہونے کی ہے۔۔" روحا تڑپ کر روہانسی ہوتی بولی۔۔

نہیں ڈارلنگ! انسان سے غلطیاں ہو جاتیں ہیں۔۔ اور میں تو ہوں ہی غلطیوں کا پتلا۔۔ جہاں" اتنے سال بغیر بچوں کے رہے ہیں دونوں وہاں کچھ عرصہ مزید۔۔ اچھا ہے نا بڑھاپے میں بچے ہوں گے تو وقت اچھا گزر جائے گا ہمارا۔۔ لیکن یہ جوانی تو میرے ساتھ گزارو۔۔۔" وہ کلون کی بوتل اٹھا کر اسکی گردن سے بال سائیڈ کرتے اسکی گردن پر آہستہ سے اسپرے کرنے لگا۔۔ ساتھ ہی اسکی خوشبو بھی سانسوں میں اتار رہا تھا۔۔

آپ بار بار ایسے تو نا بولیں شاہو۔۔ جانے کون سی گھڑی قبولیت کی ہو۔۔ اللہ نا کرے۔۔ کچھ ایسا" ہو۔۔ مجھے بچے چاہیں۔۔ ہمارے دس بچے ہوں کم از کم۔۔ اتنا آپ کا نام ہے۔۔ اتنے بچے بھی تو ہونے چاہیے آپ کے۔۔" وہ منہ بسور کر دکھ سے بولی۔۔

اتنے میرے بچے تمہیں گنجا کر دیں گے۔۔" ساحل نے بے ساختہ قہقہہ لگاتے وارن کیا۔۔"
نہیں کرتے بچے ہمیشہ ماں سے محبت کرتے ہیں۔۔ آپ پھر اپنا خیال کیجئے گا۔۔ یہ جو میری"
سانسوں سے کھیلتے ہیں نا تو میرے دیکھئیے گا آپ کا کیا حا کر کریں گے۔۔" وہ مسکراتی شرارت
سے بولی۔۔

اسلئے تو میں ان کو ہم دونوں کے بیچ آنے نہیں دیتا۔۔ پہلے مجھے شوق تھا اپنے بچوں کا۔۔ لیکن"
اب سوچ رہا ہوں۔۔ کہ بچے آ گئے تو تم پہلے سے اتنی سی ہو۔۔ بچوں کے بعد پوری انکی ہو جاؤ گی
اور یہاں میں تمہارے انتظار میں ہجر کی راتیں کاٹتا رہوں گا۔۔" ساحل نے بھرپور طریقے سے
انکار کرتے اسکے ہونٹوں کو اپنی شدت سے نم کر دیا۔۔

نہیں کرتے آئی پرامس میں آپ کو آپکا ٹائم دوں گی۔۔ آپ کے چھوٹے چھوٹے کریکن میں"
اپنے سینے میں چھپالوں گی۔۔ اور پھر انکی دادو دادا نانو نانا سب ہوں گے۔۔ ایک کو آپکے سسر
سنبھالیں گے ایک کو میرے سسر، ایک کو آپکی ساس سنبھالے گیں ایک کو میری ساس، پھر
ایک کو ہماری مام سنبھالے گی۔۔ اور پھر باقی جو بچے گے وہ ہم دونوں مل بانٹ کر سنبھال لیں گے
کیوں؟" وہ آنکھیں پٹپٹا کر بولی۔۔ کیونکہ اب اسے بچے چاہیے تھے۔۔ اور وہ ساحل کی بدلتی نیت

کو کچھ دیر پہلے سے بھانپ گئی تھی۔۔

لیکن ساحل کو ابھی نہیں چاہیے تھے کیونکہ ابھی تو اسکی چوزی نے اسے قبول کیا تھا۔۔ ابھی تو دونوں نے ایک لمحہ بھی کھل کر نہیں جیا تھا اتنی جلدی دوسرے کریکن چوزے درمیان میں آ گئے، وہ ڈرامہ کوئین تو پہلے کافی مشکل سے، جدوجہد تگ و دو کے ہاتھ آتی تھی، انکے آنے کے بعد تو اور ترس جائے گا وہ۔۔

بات سنو میری!" ساحل نے اسکی ٹھوڑی کو دبوچ کر چہرہ اوپر کیا۔۔ روحا نے سوالیہ نظروں" سے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔
اور اسکی سیاہ بڑی بڑی آنکھوں میں ساحل نے مشکل سے خود کو ڈوبنے سے بچایا۔۔ بے ساختگی سے اسکی لمبی پلکوں کو لبوں سے چھوتے ناک کو بھی چوم گیا۔۔

وہ پور پور نقش نقش میں دلکشی مدہوشی رکھتی تھی اسکے لئے۔۔ وہ کسی نشے سے کم نہیں تھی اسکے لئے۔۔ ایک بار جو وہ اس میں کھو جاتا تھا، پھر وقت کا احساس ہی نہیں رہتا تھا۔

دیکھو بے بی! تم کسی کے بہکاوے میں مت آؤ! میں تمہارا ہوں اور تمہارا ہی رہوں گا۔۔ لیکن"

ابھی تم سچ میں بہت چھوٹی ہو۔۔ بچے ہوں گے ہمارے لیکن تھوڑے ٹائم بعد۔ ٹھیک ہے۔۔" وہ اسے محبت سے پچکارتے ہوئے اسکی کنڈیشن حالت کا احساس دلانے لگا۔۔

روحا کی آنکھوں میں نمی ایسے تیر گئی جیسے ساحل پر سمندر کی بہکی لہریں۔۔ جنہیں دیکھتے ساحل نے گہرا سانس اندر کھینچا۔۔

پلیز شاہو۔۔۔ میں بہت بڑی ہوں۔۔ دراصل میں بس چھوٹی دکھتی ہوں۔۔ ورنہ یقین مانیں" میں بہت بڑی ہوں۔۔ اور ہماری شادی پہلے ہو جاتی تو ابھی ہم مام ڈیڈ ہوتے۔۔" وہ اسکے تھوڑی سی بڑھی ہوئی سیاہ شیو والے گال پر ہاتھ رکھ کر پچکارنے لگی۔۔ ساحل نے اسکی حرکت پہ بمشکل مسکراہٹ دبائی۔۔۔

تم پہلی لڑکی ہو جو اپنی عمر بڑھانے میں زور دے رہی ہو ورنہ تو لڑکیاں اٹھارہ سال سے بڑھتی" نہیں ہیں۔۔" اسنے ہنس کر کہا اور اپنے بالوں میں برش پھیرتے ساتھ اسکے بالوں میں بھی برش کرنے لگا۔۔

اور آئینے میں پیچھے دیکھتے ہوئے اسکے بالوں کی ڈھیلی ڈھالی چوٹی باندھ دی۔۔ دراصل چوٹی باندھنا اسے سمن نے زبردستی سکھایا تھا۔۔

کیونکہ وہ جب زریش شاہ کے لیکچر سے بھاگتی تھی تو پونیاں لیکر ساحل کے ہی پاس آتی تھی اور

ساحل اسکے بالوں کی چوٹیاں بنا دیتا تھا۔۔

بلکہ یوٹیوب سے مختلف ڈیزائن بھی رات کو بیٹھ کر سیکھتا تھا اور صبح اسکے بالوں پر ٹرائے کر کے اسے تیار کر کے اسکول بھی بھیجتا تھا۔

اس طرح سمن کی ذمہ داری اسکے کندھوں پر تھی، اور اسنے اپنے باپ کو اپنی بیوی کے ساتھ وقت گزارنے کا بھرپور موقعہ دیا تھا۔

جسکا زریش کا ہمیشہ ساحل سے شکوہ ہوتا تھا کہ وہ اپنے باپ کو موقعہ دینے کا کوئی بھی بہانہ چھوڑتا نہیں۔ وہ اپنی ماں کی سائیڈ نہیں بلکہ باپ کی سائیڈ ہے۔

لیکن یہ ساحل ہی جانتا تھا کہ وہ کس کی سائیڈ ہے۔۔

آپ کو تو بڑا پتا ہے۔۔" روحا نے کمر پر چٹکی کاٹ کر منہ بناتے طنز کیا۔۔"

ہاہاہا۔۔ مجھے تمہارے بارے میں سب پتا ہے باقی ساحل شاہ کو کسی میں انٹرسٹ نہیں۔۔" اسنے" گال پر چٹکی کاٹ کر مسکراتے کہا۔۔

تو مطلب ڈن کریں کچھ وقت بعد بے بی؟" ساحل نے تیار ہوتے اب مکمل طور اسکی طرف" متوجہ ہو کر اسکی ٹانگوں کو پکڑا اور اپنی طرف کھینچتے ہوئے اپنی کمر گرد لپیٹ لیا۔۔

نہیں۔۔ابھی۔۔"وہ ہٹ دھرمی سے گویا ہوئی۔۔"

ساحل نے اسے گھور کر دیکھا۔۔روحا نے اسکی گھوری کو خاطر میں لائے بغیر اسکی گردن میں بازو حائل کر دیئے۔۔

"شرم کرو!کوئی اپنے شوہر سے ایسے بچے مانگتا ہے؟"ساحل اسے یونہیں اٹھائے صوفے کی طرف بڑھا شوز پہننے کیلیئے۔۔

"مجھے شرم نہیں ہے کاز آئی ایم بولڈ گرل!"روحا نے فخریہ جتا کر کہتے اپنے بالوں کی لٹ کو پھونک ماری۔۔اور ساحل کے تاثرات پر کھکھلائی۔۔

"اچھا!کچھ دیر پہلے تو کپکپا رہی تھی ابھی پھر سے تمہاری بولڈنس واپس آگئی؟"وہ معنی خیزی سے گزرے لمحات کا اشارہ دیتا طنزیہ بولا۔۔

وہ جھینپ کر رہ گئی۔۔"آپ کتنا وہ بولتے ہیں۔۔"وہ فضول بول تو نا سکی البتہ اشارہ ضرور دے دیا۔۔ساحل نے غصے سے گھورا وہ بوکھلا کر اسکی آنکھوں پر ہاتھ رکھ گئی۔۔

مانا کہ آپ ساحل ہیں۔۔ سلگتے ہوئے سمندر کے۔۔ لیکن اسکا مطلب یہ تو نہیں کہ اپنی ہی روح" کو سلگائیں۔۔" وہ معصومیت سے بولی۔۔ جب دیکھا اسکی گھنی مونچھوں تلے لب مسکرائے تھے اسنے آہستہ سے اسکی آنکھوں سے ہاتھ نیچے کر لیا۔۔

تمہیں سلگانے سے پہلے میں خود کو نافنا کر دوں میری چوزی!" اسنے اسکی کمر کو پکڑ کر پاس کھینچ" لیا۔۔ روحا کا چہرہ اسکے چہرے کے نزدیک ہو گیا۔۔

وہ اپنی انگلی اسکے عنابی ہونٹوں پر پھیرنے لگی۔۔ ساحل نے مسکراتے اسے اسکے شغل میں گم چھوڑ کر اپنے پاؤں میں شوز پہننا شروع کر دیے۔
متوجہ تو تب ہوا جب اچانک روحا کی "سی" نما سسکی کو سنا۔۔
کیا کر رہی ہو؟" ساحل نے شوز پہن کر اسے جھڑکا اور سیکھا تو چونک کر رہ گیا۔"
میں آپ کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں جیسا کرنا چاہتی ہوں۔۔" اسنے اپنے نازک سے لب پر" کاٹ کر اسکے عنابی ہونٹوں کو دیکھا اور جھک کر اسکے ہونٹوں سے ہونٹ ملا دیئے۔۔

تم اپنی ان بیوقوف حرکتوں سے باز نہیں آؤ گی۔" اسکے ہونٹوں پہ لگے خون کو دیکھ کر ساحل" نے ناگواری سے ٹوکا۔۔

شش! بولیں نہیں ابھی یہ خون آپ کے ہونٹوں میں جذب ہو جائے گا۔۔اور پھر آپ کے "
ہونٹوں میں جو سگریٹ سے جلا سڑا ہوا خون ہے وہ ختم ہو جائے گا۔"روحانے اسے ایکدم چپ کرواتے اپنے مقصد سے آگاہ کیا۔۔

تم نے تو کہا تھا کہ جیسا میں کروں گا ویسا کرو گی؟ اب خود کے جیسا کیوں کر رہی ہو؟"ساحل نے "
اسکی بچگانہ سوچ پر مسکراتے کہا۔۔

تو آپ نے سگریٹ چھپا کیوں دیئے ہیں۔۔مجھے دیں میں بھی پی پی کر ایسی بن جاؤں۔۔"اسنے "
برا منہ بناتے کہا
ہر گز نہیں۔۔تمہارے سرخ ہونٹوں کا ٹیسٹ بلیک بیریز میں نہیں بدل سکتا۔۔"اسنے سختی "
سے انکار کیا۔۔

اوہ! تو میں اپنے طریقے سے سگریٹ پیوں گی"وہ معنی خیزی سے مسکرائی۔۔ساحل نے سمجھ کر "
اسکی آنکھوں کو دیکھا۔۔
خود صوفے پر بیٹھا تھا جبکہ وہ اسکے آگے اسکے آغوش میں تھی۔اسکی بلیک شرٹ کو زیب تن کیا

ہوا تھا جس میں سے اسکا دودھیا سراپا دمک رہا تھا۔۔

وہ نازک اور نرم سی تھی، جبکہ وہ مضبوط اور توانا فولادی وجود کا مالک۔۔ اسنے پشت صوفے سے ٹکائی اور خود پر اسے گرا لیا۔۔

اسنے روحا کے دونوں بازو اپنی گردن کے گرد حائل کرتے اسنے اسکی نازک گردن کو پکڑا۔۔ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی نگاہیں جھکا گئی۔۔

ساحل نے مسکراتے ہوئے جھک کر اسکے ہونٹوں کو اپنے لبوں میں قید کر لیا۔ روحا نے آنکھیں میچ کر اسکے شانوں کو جکڑا اور اسکے سینے میں سمٹ آئی۔۔

وہ بھرپور شدت سے اسکے ہونٹوں کی نمی کو جذب کر رہا تھا،، اسکی انگلیاں روحا کی کمر سے نیچے تک کا سفر کرتی اسکی ٹانگوں کو چھوتی ہوئی، اسکے نازک سے لرزتے وجود میں سرد لہریں پیدا کر رہی تھیں۔۔

وہ کسمسا کر اسکی شدتیں برداشت کرتی رہی۔۔ اسکی پشت پر سیاہ گھنے بال بکھرے ہوئے تھے جن سے ساحل کی انگلیاں الجھتی جا رہی تھیں۔

اسنے نرمی سے اسکے نچلے ہونٹ کے زخم کو اپنے ہونٹوں میں لیا اور اسکے رستے ہوئے خون کو نچوڑ لیا۔۔

روحا نے گہرا سانس لیتا اپنا چہرہ پیچھے کیا۔ اور ہونٹوں پر ہاتھ کی پشت پھیر کر مسکرائی۔۔

کھانا بنا کر کھا کر سو جانا، اور اپنی نیند پوری کر لینا۔۔ میں صبح آؤں گا۔" وہ اسکے گال سے لمبی
موٹی لٹ کو کان کے پیچھے کرتا اسکی گردن میں گہرا سانس کمر سختی سے پکڑا۔۔

اسکے سلگتی ہوئی گرم سانسوں اور ہونٹوں نے گردن سے سرکتے ہوئے اسکی منتشر دھڑکنوں کو
چھوا،، اور ایک شدت بھری جسارت کرتے روحا کو بوکھلا دیا۔۔
شاہو!" اسنے گھبرا کر ساحل شاہ ہونٹوں پر اپنا کانپتا ہوا ہاتھ رکھ دیا۔ اور اپنا تنفس بحال کرنے "
لگی۔
ساحل نے مخمور نگاہوں سے اسے گہرے گہرے سانس لیتے دیکھا اور اسکے بال کو پکڑ کر چہرے پر
پھر سے جھکنے لگا تھا تبھی اسکا موبائل روز سے بجا۔۔

ساحل نے ہاتھ بھر کے فاصلے پر اسکے خشک ہوئے لب دیکھتے پھر اسکے پیچھے ٹیبل پر رکھتی
موبائل کو دیکھا۔۔

میں جا رہا ہوں۔۔ تم اپنا خیال رکھنا اور میرے علاوہ کسی کیلئے بھی ڈور مت کھولنا۔۔" اسنے ایک "
نرم سے جسارت کرتے اسے بخش دیا۔
روحا نے دل میں ہزار و شکر ادا کیے اور جلدی سے اثبات میں ہلا کر اس سے دور ہو کر کھڑی

ہوئی۔۔ ساحل نے اسے دیکھتے شوز پہنے۔۔ اور کھڑے ہوتے موبائل اٹھا کر وہاں سے جانے لگا۔۔

شاہو آپ کا والٹ!" معاً وہ جھپٹ کر تیزی سے ٹیبل سے والٹ اٹھا کر اسکے پیچھے بھاگی۔۔"
لاؤنج میں قدم رکھتے، ساحل شاہ نے پلٹ کر دیکھا تبھی سامنے سے وہ گھٹنوں تک آتی شرٹ میں چھوٹی سی دلکش لڑکی کھلے بالوں نکھرا اگلاب بنی اسکی طرف بھاگتی آرہی تھی۔۔

افف میرا تو سانس پھول جاتا ہے۔۔" ساحل تک تیزی میں پہنچتے وہ ہانپ گئی۔۔"

تو ایسے بھاگا مت کرو میری جان!" ساحل نے اسے ساتھ لگاتے ہوئے کہا اور ساتھ لیکر"
دروازے کی طرف بڑھا۔۔ روحا نے اسکی پاکیٹ میں آہستہ سے والٹ ڈال دیا۔۔
دروازے کے پاس پہنچتے ساحل نے ایک بار پھر اسے ہدایت کی۔۔
میرے آنے کے بغیر کسی کیلئے دروازہ نہیں کھولنا کچھ بھی ہو جائے۔ جب تک میں نا آؤں"
دروازہ اندر سے لاکڈ کر کے کھانا کھانے کے بعد سو جانا۔۔" اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھر کر بولا تھا۔

پھر آپ کیسے آئیں گے؟" روحا نے پریشانی سے پوچھا۔"

میرے پاس چابیاں موجود ہیں میں خود آجاؤں گا تمہیں ڈسٹرب کیے بغیر" اسنے جواباً کہا وہ" فرمانبرداری سے سر اثبات میں ہلا گئی۔۔

ساحل نے اسکی پیشانی پر لب رکھے روحا مسکرا دی۔ اور وہ اسکا رخسار سہلا کر دروازے کے باہر نکل گیا۔ اسکے جاتے ہی روحا نے اندر سے دروازہ بند کر دیا۔۔

گھر میں اچانک گہرا سکوت پھیل گیا۔۔ اسنے خود کو مصروف رکھنے کیلئے واپس روم میں آکر روم کا بکھیرا سمیٹ کر وارڈروب کھولا اور اس میں سے ساحل کے کا ایک ڈریس نکال کر بیڈ پر رکھتی سیزر اور سوئی داگے کا بوکس لیکر وہی آگئی اور اپنے لیے ڈریس بنانے لگی۔۔

کیونکہ یہ غلطی ساحل شاہ کی تھی خود طتو اپنے یہاں سارے کپڑے ہر چیز سیٹ کر کے بیٹھا تھا اسے یونہی اٹھا کر لایا تھا۔ تو سزا کے مستحق بھی تھا۔

oooooooooooo

السلام علیکم!" گاڑی پارک کر کے اسنے لاؤنج میں قدم رکھے تھے۔ سمن کو زبردستی کچن میں" چھوڑ کر وہ ابھی بیٹھی تھیں دریاب کے انتظار میں تبھی دریاب نے وہاں پہنچ کر اپنی بھاری مخصوص آواز میں سلام کیا۔۔

وعلیکم۔۔۔ آہ دریاب یہ کیا ہوا؟؟" سلام کا جواب دیتی زریش خان جیسے اپنی جگہ سے اٹھی"

تھیں انکی نظریں جیسے ہی دریاب کے بازو پر لہولہان سفید پٹی پر گئیں حلق سے چیخ نکل گئی۔۔
کچھ نہیں ریلیکس مام! پریشان مت ہوں بس تھوڑی سی گولی لگی ہے۔۔" انکی چیخ سے دریاب"
بوکھلا کر وضاحت کرتا بولا۔۔

تھوڑی سی گولی؟" زریش شاہ نے حیرت سے اپنے داماد کو دیکھا۔ اپنی ماں کی چیخ پر کچن کی دہلیز"
پر آتی سمن کا بے ساختہ قہقہہ گونجا تھا۔۔

جی مام اس پھاپھا کے بازو میں تھوڑی سی گولی ہی لگ سکتی ہے۔۔ گولی بیچاری کنفیوژ ہو گئی ہو گی"
اندر جا کر کہ کس سانڈ میں گھس گئی ہوں میں اور وہ بیچاری تھوڑی سی لگ کر واپس آ گئی ہو گی
کیوں پھاپھا؟" سمن نے دریاب کی بوکھلاہٹ کا بھرپور فائدہ اٹھاتے اسکے پھولے مضبوط بازو پر
گہرا طنز کیا۔۔

سمن!! کیا یہ سکھایا ہے میں نے تمہیں؟" زریش نے بیٹی کے طنزیہ لہجے پر غصے سے جھڑک دیا۔"
اسنے منہ بنایا۔۔

دیکھ لیا مام آپ نے۔۔ کتنی انتہا کی بدتمیز ہے یہ۔۔ ایک تو میرے حسین جسم پر اسکی حسد بھری"

نظریں ہوتی ہیں۔۔ دوسرا میرے کھانے کو بھی یہ ہوس بھری نگاہوں سے دیکھتی ہے۔۔ اس دن تو حد کر دی تھی۔۔ میں کھانا کھا رہا تھا اور یہ مجھے تکتی جا رہی تھی۔۔ افف پھر جو مجھے شدید پیٹ میں درد ہوا تھا کہ اماں کی دی ہوئی گولیوں سے ہی میں ٹھیک ہوا۔۔ خدا خدا کر کے میں بچا ہوں۔۔ ڈاکٹر نے تو جواب دے دیا تھا۔۔ اتنی نظریلی زہریلی موٹی ڈبل بیٹری ہے آپکی بیٹی۔۔"
دریاب کہاں موقعہ جانے دے سکتا تھا۔۔ من کی چار سو گز بھر کی زبان سے سلگ کر بولا۔۔

زریش تو حیرت سے ہکا بکا رہ گئیں۔۔۔

ہاں مام اور اس سانڈ نے ٹھونس ٹھونس کر بعد میں ساری پینٹیں خراب کر دی تھیں۔۔ اور"
ڈاکٹر نے بھی جواب دے دیا تھا۔۔ کیوں صحیح کہا نا میں نے؟" اسکی باتیں سن کر من کا بس نہیں تھا ہاتھ میں پکڑی ہوئی بیلن پوری قوت سے اسے سر پر مار دے۔۔
وہ مار بھی دیتی اگر درمیان میں اسکی ماں نا کھڑی ہوتی۔۔

من کی جوابی کروائی پر دریاب کا چہرہ تپ کر لال ہو گیا۔۔

دیکھ رہی ہیں آپ مام کیسی منہ پھٹ ہے اپنے وجود کی طرح۔۔ پھٹی بیٹری حیا نام کی چیز نہیں"

ہے اس لڑکی میں کوئی اس طرح اپنے گھر آئے ہینڈسم منکوح سے بات کرتا ہے۔۔" اسکے لہجے میں اپنے لیے احترام جبکہ سمن کیلئے سرخ مرچیں تھیں۔۔ جن پر وہ تلملا کر کراپنی جگہ بل کھا کر رہ گئی۔۔

آج میں اس کا قتل کر دوں گی مام!!! یہ لائق نہیں ہے میرے۔۔ میں ہرگز اس سے شادی نہیں" کروں گی۔۔ نکلو یہاں سے۔۔" وہ غراتی غصہ کنٹرول سے باہر ہوتے بیلن سختی سے پکڑ کر دریاب کی طرف لپکی۔۔

باپ رے خونخوار بھینس میری طرف آرہی ہے ہاہاہا۔۔" دریاب کا قہقہہ منہ سے ابلا۔۔ وہ" تیزی سے زریش شاہ کے پیچھے ہوا۔۔

بس کر دو تم دونوں۔۔ بچوں کی طرح لڑھ رہے ہو۔۔ تمیز نام کی کوئی چیز ہے تم دونوں میں۔۔" میرا لحاظ بھی نہیں تم دونوں میں۔۔" اس سے پہلے سمن اس تک پہنچ کر بیلن سے دریاب پر حملہ کرتی زریش نے دونوں کو غصے سے ڈانٹا۔۔

مام مجھے تو بہت ہے آپکا احترام۔۔ آپ اتنی سوئیٹ پیاری کیوٹ حسین سی ہیں۔۔ پتا نہیں آپ" کی بیٹی کس پر چلی گئی ہے۔۔" دریاب نے زریش شاہ کے گلے میں بانہیں ڈالتے انہیں محبت

چاپلوسی سے کہا۔۔

اسے اپنی ماں پر حق کرتے دیکھ کر سمن کارواں رواں سلگ اٹھا تھا۔۔

مام یہ صرف چغلی کر رہا ہے۔۔ اسنے جان بوجھ کر مجھے بھڑکایا تاکہ میں آپکے سامنے بری بن" سکوں۔۔ میں آپکی اچھی بیٹی ہوں نا۔۔" سمن خفگی سے منہ بنا کر کہتی اپنے ماں کے سینے سے لگی۔۔

اور سر اٹھا کر ایک جتاتی نظر دریاب پر ڈالی۔۔

سب جھوت مام دیکھو چاپلوسی کر رہی ہے آپ سے تاکہ آپ اسکی سائیڈ ہو جائیں۔۔ لیکن آپ" گواہ ہیں دیکھیں یہ کیسے مجھ سے بدتمیزی کر رہی ہے۔۔" ابکی بار دریاب نے تلملا کر کہا۔۔ سمن کی بے ساختہ ہنسی چھوٹ گئی۔۔ جبکہ زریش اب ان دونوں کی تکرار میں خود پھنس گئی تھی۔۔

تم دونوں ہی سیر سوا سیر ہو۔۔ دونوں کو دیکھ رہی ہوں میں پہلے ایک دوسرے کو نیچا دیکھا رہے" تھے برا بھلا بول کر۔ اب مجھے بیوقوف بنا رہے ہو۔۔ دراصل ٹھیک فیصلہ لیا گیا ہے تم دونوں کیلئے۔۔ ابھی دونوں بچوں کی طرح لڑتے ایک دوسرے کو نیچا دکھاتے ہو۔۔ جب میچور ہو جاؤ

گے تب ہی تم دونوں کی شادی کا سوچا جائے گا۔۔ ابھی انتہائی کے غیر سنجیدہ ہو دونوں۔۔۔"
زریش نے دونوں کو خود سے دور کرتے بری طرح شرمندہ کر کے آئینہ دکھانے کے ساتھ ہی دھمکی دی جس پر نا صرف دریاب چونکا تھا بلکہ سمن بھی سٹپٹا گئی تھی۔۔

جی آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں مام میں آپکی بات سے سو فیصد اتفاق کرتا ہوں آپ کی بیٹی"
بہت غیر سنجیدہ ہے میرے جیسے سنجیدہ شخص کیلئے۔" دریاب فی الفور سنجیدگی کے لبادے میں آتا سر اثبات میں ہلا کر کافی سنجیدگی سپاٹ لہجے میں گویا ہوا تھا

اسے نا صرف سمن نے حیرت سے سنا تھا بلکہ اسے گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے دیکھ کر زریش بھی ابرو اچکا گئی تھیں۔۔

دریاب جوابی کاروائی کے انتظار میں تھا تاکہ سمن کچھ بولے اور زریش شاہ اسکی بے عزتی کرے۔ لیکن اسکا انتظار انتظار ہی رہا۔۔ غیر محسوس طریقے سے تو سمن بھی اچانک سنجیدہ ہو گئی تھی۔۔

مام میں نے آپ کیلئے رس ملائی، چاکلیٹی کیک، رس گلے، ہری چٹنی، تکے، فرائی چکن، باربی کیو"
سب کر کے رکھے ہیں صرف اور صرف آپ کیلئے۔۔ میرے بازو میں درد ہو رہا ہے روٹیاں آپ

بنالیں۔۔ میں بیل نہیں پا رہی۔۔ اور سالن بھی" وہ دریاب کو سر سے نظر انداز کرتی ناک پر سے چشمہ درست کر کے اپنی ماں سے مخاطب ہوئی۔۔ جان بوجھ کر اپنے بنائے ہوئے کھانوں کی لسٹ گنوائی۔۔ کچھ تو شام کو ہی تیار تھے البتہ کچھ اس وقت انہوں نے تیار کیے تھے۔

اس بیٹری کے اچانک بدلے ہوئے تیور ایک طرف مگر اسکے منہ سے نکلتے لذیذ ڈشز کی لسٹ سن کر دریاب کے منہ میں ابھی سے پانی آ گیا۔۔ اسکی بھوک چمک اٹھی۔۔ پیٹ کے اعضا کروٹیں بدلتے اسکے میدے کو نچوڑنے لگے۔۔

اچھا تم چلو میں آ رہی ہوں۔۔" زریش شاہ ماں تھیں خوب جانتی تھیں دونوں کو سمجھ بھی گئی" تھیں۔۔ شادی کے نام پر دونوں ہی ایکدم سے سنجیدہ ہو گئے تھے۔

ٹھیک ہے میں جا رہی ہوں۔۔ لیکن اگر کچھ لوگوں میں شرم باقی ہو گی تو میرے ہاتھوں کا کھانا" نہیں کھائیں گے۔۔" سمن دریاب کو دیکھتی جتا کر کہتی فضا میں اپنی پونی جھلا کر وہاں سے چلی گئی۔۔

بیٹی کی آخری بات سن کر زریش شاہ کیلئے سر پیٹنے کی کسر باقی رہ گئی تھی۔۔۔

دیکھا آپ نے پھر سے انسلٹ کر دی میری۔" دریاب نے اسکے جاتے زریش کے سامنے آ کر"

دانت پیستے شکایتی لہجے میں کہا۔۔

وہ ہے ہی بد تمیز تم فیل مت کرو۔۔ چلو کپڑے چینج کرو اور زخم پر دوسری پٹی کر دوں ورنہ" ایسے ہی خون رستا رہا پر ابلم بڑھ جائے گی۔" وہ من کی بات کو نظر انداز کرتیں، دریاب کو لیکر الگ روم میں آ گئیں۔۔ اور سب سے پہلے اسکے بازو کی پٹی کھول کر زخم کو دیکھتی افسوس کرتی ظالموں کو کوستی اسکی دوسری پٹی کرنے لگیں۔۔

اور پٹی کے بعد دریاب نے باتھ روم میں جا کر شرٹ انہیں اتار کر دی۔۔

میں یہ لیکر جا رہی ہوں سیل بھی دیتی ہوں اور واش بھی کر دیتی ہوں تب تک ساحل کی کوئی" شرٹ بھیج دیتی ہوں پہن لینا۔۔" وہ اسکا اپنے بچے کی طرح خیال رکھ رہی تھیں۔۔
یہی تو انکی خاصیت تھی یہاں سب کیلئے ایک دوسرے کے دل میں بے تحاشہ محبت تھی لیکن اس کے باوجود بھی حیوان انکی کمزوری ڈھونڈ کر وار کر جاتے تھے۔۔۔

جی ٹھیک ہے۔۔" دریاب نے حامی بھری۔۔ زریش اسکے یونیفارم کی شرٹ سے بیج نیم پلیٹ" وغیرہ نکال دریاب کو دوسری شرٹ بھیجنے کا کہتی روم سے نکل گئیں۔۔

دریاب نے بازو کور کر کے باتھ لینے لگا۔ اسے کھانا کھا کر جلد جانا تھا یہاں سے ہاسپٹل۔۔

مام آپ کچن میں دیکھیں نا۔۔" سمن پھر سے بیلن اٹھائے اپنی ماں کے پیچھے انکے روم میں "
آئیں۔۔
ہاں میں جا رہی ہوں۔۔ دریاب کی شرٹ کا بازو سیل دوں، کہہ رہا تھا پٹی کرنے کے دوران پھٹی "
ہے شرٹ۔۔" زریش اسکی شرٹ ڈرائیر میں ڈالتی سمن سے بولی۔۔

ہونہہ !ہاں پھٹے گی کیوں نہیں۔۔ اب تو کپڑے تنگ ہو رہے ہیں اس موٹے کے اور ہنستا مجھ پر "
ہے کہ میں موٹی ہوں۔" وہ کلس کر بولی۔۔

تم موٹی نہیں ہو۔۔ پر خدارا پرائے بیٹے کا کچھ تو لحاظ کرو سمن اتنی بد اخلاق ہو گئی ہو دری حق پر "
تمہاری شکایت کرتا ہے۔" زریش نے گھور کر بیٹی سے تاسف بھرے لہجے میں کہا۔۔

مام! آپ کو صرف میری بد تمیزی دکھائی دیتی ہے۔۔ اس موٹے کی ایک بات نہیں سنیں آپ "
نے کیسے کہہ رہا تھا میری آنکھیں ہوس بھری ہیں۔ کہاں ہے میری آنکھوں میں ہوس

بتائیں۔۔" سمن نے آئینے کے سامنے آتے اپنی آنکھوں سے چشمہ اتار کر دیکھا۔۔ اور بھیگے لہجے میں پوچھا۔۔

لیکن دھندلے پن کے علاوہ ہوس کا کہیں نام و نشان نہیں ملا اسے۔۔ اور یہ سوچنے والی بات تھی کہ اسکے بے ڈھنگے وجود کو دیکھ کر سمن شاہ ہوس میں آئے گی۔۔
اسے دیکھ کر ہوس میں مبتلا ہونے سے بہتر ہے ابھی بیلن سر پر مار کر خودکشی نا کرلوں"
"ہونہہ۔۔

مذاق کیا تھا اسنے۔۔ اب پورے شہر میں ڈھول مت پیٹنے لگ جانا۔۔ ویسے بھی تمہاری چغلی کی" بری عادت ہے۔ خبردار ایک دوسرے سے مذاق میں بولے گئے الفاظ کسی دوسرے کے سامنے دہرائے سمن ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔
اور اب جاؤ۔۔ ساحل کا کوئی سوٹ اسے دے دو تاکہ پہن کر پھر کھانا کھاسکے۔۔ کہہ رہا تھا ارجنٹ جانا ہے۔۔" زریش نے بیٹی کو سختی سے ٹوک کر ہدایت دی۔۔

مام آپ کیسی بے وفا ہیں۔۔ آپ کو میں چغلی والی لگتی ہوں۔۔ اور وہ پھاپھا کٹنا جو ہر وقت میری" برائی کرتا رہتا ہے۔۔ آپ کو میرے خلاف کر دیا ہے اسکا کوئی عیب نظر نہیں آتا کیوں؟" سمن

غصے صدمے سے بولی۔۔۔

سمن!!!ذرا تمیز سے مخاطب کیا کرو۔۔بیٹا عزت دینے سے ملتی ہے۔۔کوئی پلیٹ میں سجا کر" آجکل بے عزتی بھی نہیں دیتا۔۔شرافت سے جاؤ اسکی ہیلپ کرو۔۔پھر میں کھانا لگا رہی ہوں تم بھی فریش ہو کر آجانا۔۔

اور کتنا کہا تھا کوئی ڈھنگ کا سوٹ پہن لو۔۔لیکن خدا تمہیں جانے لڑکی میں تو سمجھ نہیں پاتی تمہیں۔۔"زریش اپنی بیٹی کو وہی کل والے کپڑوں میں دیکھتی اپنے بال نوچنے کو آگئی۔۔

تنگ کر دیا تھا سمن نے انہیں، ایک ہی بیٹی تھی۔۔کپڑوں سینڈلز جیولری ہر چیز سے اسکی وارڈروب بھری پڑی تھی، لیکن ڈھونڈ ڈھونڈ کر سب سے سمپل ڈریس نکالتی اور بالوں میں پونی ڈال کر چشمہ چمکا کر آنکھوں پر چڑھاتے بس تیار ہو جاتی۔۔

جسے دیکھتے زریش شاہ کا پارا ہائی ہو جاتا۔۔

لڑکیوں کو بناؤ سنگھار کا اتنا شوق ہوتا ہے کہ وہ ہر وقت خود کو سنوار کر چلتی ہیں خاص کر کے جنکا نکاح بھی ہو جائے۔۔

لیکن اس وقت انکی بیٹی تھی انکے سامنے کھڑی۔۔الٹی سیدھی بندھی پونی، سیاہ لباس پر سرخ پھولوں سے پرنٹڈ شلوار قمیض میں ملبوس انہیں غصہ دلا گئی۔۔

سمن مزید کلاس لگنے کے ڈر سے جلدی سے روم سے نکل گئی۔۔

دریاب کو سوٹ دے دو ایک۔۔" پیچھے سے زریش شاہ کی تپی تپی آواز گونجی اور بڑبڑاتی" رہیں۔۔ جبکہ انکے حکم پر سمن بل کھا کر رہ گئی۔۔

میں کیا اسکی نوکر ہوں پہلے نواب کیلئے لذیذ کھانے تیار کروں جو کہ میں صرف اپنے لیے کرتی" ہوں۔۔ پھر منحوس کپڑے میں نکال کر دوں۔۔ اور میری عزت کوئی نہیں۔۔ منکوحہ نہیں بیوی بنا کر رکھا ہوا ہے کمینے نے مجھے۔۔" اسکا ارادہ تھا صاف انکار کر کے اپنے روم میں جا کر بند ہونے کا۔۔

لیکن پھر دلاور سے ریلیٹڈ دریاب کی بات یاد کر کے وہ تیزی سے آگے بڑھی کہ کپڑے دے کر تو ضرور پوچھ سکتی ہے۔۔ اور رس گلے بھی تو اسنے بنائے تھے کھانے کا لالچ بھی دے سکتی ہے۔۔ وہ تیزی سے ساحل بھائی کے روم میں آئی، وہاں اسکی طرف کی وارڈروب کھولی تو، سب اسکے خوبصورت نئے ڈریسز ہینگ تھے۔

سمن کا دل بے ایمان ہو گیا کہ وہ اپنے بھائی کے اتنے خوبصورت ڈریس کیوں دے اسے۔۔ لیکن مجبوری بھی تھی۔۔ اسنے ایک پرانا ڈریس ڈھونڈ کر روم سے نکالا۔۔ جنہیں شاید روحانے الگ سے باندھ کر رکھے تھے۔۔

وہ زیادہ پرانا تو نہیں تھا پر ایسا لگ رہا تھا ساحل شاید انہیں اب پہنتا نہیں تھا۔

تو لائق ہی اسکے ہے پھاپھا کٹنے۔۔"وہ تمسخرانہ مسکراتی اس ڈریس کو لیکر ساحل کے روم سے" باہر نکل آئی اور سیڑھیاں اترتی نیچے آئی جہاں سیڑھیوں کے پاس دائیں طرف دریاب کا روم تھا۔۔

وہ ڈر بھی رہی تھی جاتے ہوئے،، لیکن جانا بھی ضروری تھا۔ اگر دل بھائی کی بات کا سوال نا ہوتا تو شاید مر کر بھی ایکی بار اسکے پاس نا جاتی۔۔

دروازے کے پاس آکر اسنے دروازہ ناک کیا، مگر جواب ندارد۔۔
وہ خوشی ہوئی کہ شکر وہ ابھی باتھ روم میں ہی تھا۔۔

اسنے دروازہ کھولا، دوسرے ہاتھ میں ڈریس کو مضبوطی سے تھاما، اور اپنا ایک پاؤں اندر رکھتے دوسرے پاؤں کے ساتھ وہ خود بھی ڈری سہمی سی اندر آگئی۔۔

ویسے تو وہ ڈرتی نہیں تھی اس سے۔۔ لیکن اسکے ٹھر کی روپ سے سمن کی جان جاتی تھی۔۔ اور اس وقت اسکا آخری میسج یاد آتے سمن کانوں تک لال پڑ گئی۔۔

دری!" اسنے احتیاطاً پکارا۔۔"

جانِ دری" باتھ روم سے فوراً سے جواب آیا۔ وہ لب بھینچ گئی۔۔"

زیادہ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں تمہارا پچھلا تھپڑ مجھے بھولا نہیں ہے۔۔ آیا بڑا جان"

دری۔۔" اسکے محبت بھرے جواب کا پر سمن نے جل بھن کر باور کروایا۔۔

دریاب کا منہ بگڑ گیا۔۔" کبھی تو انسانوں کی طرح رہا کرو۔۔ ہر وقت جھگڑالو بیویوں کی طرح منہ میں بندوق لیکر چلتی ہو۔۔" اسنے کلس کر کہا۔۔ کتنے پیار سے جواب دیا تھا۔۔ لیکن قدر کسے تھی۔۔

کبھی گولی لگتے دیکھی تو نہیں ہے۔۔" سمن نے طنزیہ پوچھا۔۔ دریاب جو کہ اس سے صلاح کے موڈ میں تھا سمن کی طنزیہ باتوں سے اسکے تیور بگڑ گئے۔۔

تمہیں کیسے بتاؤں کہاں کہاں لگتی ہے۔۔ دل میں روح میں جگر میں سینے میں لگتی ہے من"
"عشقم۔۔

وہ پھر سے خوش گوار ہو کر مخمور لہجے میں بولا۔۔ اسکے من عشقم کہنے سے سمن کے لبوں پر مسکراہٹ تو آئی تھی لیکن فوراً سے چھپا گئی۔۔

اچھا زیادہ بکواس مت کرو۔۔ میں کپڑے لائی ہوں۔۔" اسنے سر جھٹکا۔۔"

اب تم پہنانے سے تو رہی۔۔ دو مجھے۔۔" دریاب نے باتھ روم کا ڈور تھوڑا سا اوپن کرتے اپنا" بھیگا ہاتھ دروازے سے باہر نکالا۔۔

نہیں۔۔" اسکے ہاتھ مضبوط چوڑی کلائی کو دیکھتی سمن قدرے جھجھک کر بوکھلاتی دور ہوئی۔۔"

کیوں؟" دریاب نے اسکا انکار سن کر ابرو اچکاتے ہوئے دروازے سے اپنا چہرہ باہر نکالا۔۔۔ وہ" ماہ جبین اپنے پھولی سرخ گالوں، چھوٹے بھرے بھرے سرخ ہونٹوں، چھوٹی سی ناک پر خفگی غصہ لیے کھڑی تھی۔۔

وو۔۔ وہ میں کہہ رہی تھی کہ۔۔۔۔" سمن نے اسکی پیشانی پر بکھرے نم بال اسکی آنکھوں" میں گولی کے درد کی وجہ سے چھائی سرخی کو دیکھتے دھڑکتے دل سے کچھ کہنا چاہا مگر الجھ گئی۔۔

کیا کہہ رہی تھی؟" دریاب نے اپنا بازو دیوار سے ٹکا کر پوچھا۔"
سمن کی آنکھیں لمحے کیلئے کھل گئی اسکے پھولے بازو کے مسلز دیکھ کر۔۔ جن سے ٹپ ٹپ بوندیں پھسل رہی تھیں۔۔۔

وہ ممم۔۔۔ میں۔۔۔" اسکی سانس لمحے کیلئے تھم گئی۔۔ زبان لڑکھڑا گئی جب نظریں بازو سے" ہوتی اسکے چوڑے شانے پر آئی۔۔
اور پھر باقی کا وہ دروازے کے پیچھے تھا لیکن جتنا سمن کی نظروں کے آگے تھا اسکے حواس جھنجھوڑ گیا۔۔ اسنے مشکل سے خود کو سنبھالا۔۔ اپنی نظروں پر کنٹرول کیا۔۔ اور اپنی کپکپاتی انگلیوں کو چھپایا۔۔

بیٹری سے بکری بن گئی ہو کیا؟ یا مجھے دیکھ کر ہی میں میں کرتی ہو؟" دریاب نے اسکی حالت سے" محظوظ ہوتے طنزیہ کہا۔

شٹ اپ! تم کون سے ہوٹ مین ہو۔۔ تم جیسے گھڑکے فضول ترین کیڑے کو دیکھ کر میں اس" پر الٹی کرنا بھی پسند نا کروں۔۔" من نے اپنے تاثرات چھپاتے شدید ناپسندگی سے کہا

بیٹا میں پولیس میں ہوں۔۔ تیری اس زہریلی زبان کے پیچھے جو حالت پتلی ہو رہی ہے اس کا" سب پتا ہے مجھے ہاہاہاہا۔۔" دفعتاً دریاب اسکے تاثرات کا بھرپور جائزہ لیکر اسکی سرخ رنگت پر طنز کرتا جتا کر بولا اور ساتھ ہی محظوظ کن قہقہہ لگایا۔۔

ککک۔۔ک۔کیا مطلب؟" وہ بوکھلائی۔۔"
کچھ نہیں ابھی بچی ہو بچی بن کر رہو۔۔لاؤ شاباش کپڑے دو۔۔۔" دریاب نے نفی کرتے اپنا" ہاتھ بڑھایا۔۔

شٹ اپ! بھاڑ میں جاؤ۔۔ کپڑے تو تب تمہیں ملیں گے جب تم مجھے بتاؤ گے دلاور بھائی والی" بات کون سی ہے۔۔" سمن نے سٹپٹا کر ایکدم کپڑے اپنی پشت پر چھپاتے دو قدم پیچھے لیکر کہا۔۔

دریاب کی نگاہیں اسکے سراپے پر گئیں۔۔ اسکے لبوں پر دلفریب مسکراہٹ آگئی۔۔

بات تو تمہیں وہ تب بتاؤں گا۔۔ جب تم پیار سے وہ بنائے ہوئے رس گلے کھلاؤ گی۔۔ یہ کپڑے" تو مام کو بلا کر بھی حاصل کر سکتا ہوں۔۔ اب تم بتاؤ پھر سے مام کے ہاتھوں سے ذلیل ہونا چاہتی ہو

یا شرافت سے کپڑے دے رہی ہو؟" اسنے استہزائیہ استفسار کیا۔۔
سمن کا چہرہ تپ کر انگارہ ہو اٹھا۔۔۔

اگر تم میں شرم باقی ہو گی تو میرے بنائے ہوئے کھانوں کو ہاتھ بھی نہیں لگاؤ گے۔۔" اسنے "
تڑخ کر غصے سے کہا۔۔

ٹھیک ہے جیسی تمہاری مرضی مجھے کپڑے دو میں جا رہا ہوں کسی ہوٹل سے کھالوں گا۔۔ اور "
رس گلے کھلانے والیاں تو دریاب خان کی زندگی میں پہلے سے بہت ہیں۔۔ یاد کر اپنی اس کزن کو
کیسے ساحل بھائی کی شادی میں لائن دے رہی تھی۔۔ اسکا نمبر میں نے ڈائری میں نوٹ کر کے
رکھا ہوا ہے۔۔" وہ کندھے اچکا کر کہتا۔۔ اسکے سر پر اتنی آسانی سے اتنا بڑا انکشاف کر گیا۔۔
سمن ہکا بکا سی اسکی صورتی دیکھتی رہی۔۔

صدمے سے آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔۔ وہ لب دانتوں میں لب کر سرخ نظروں سے دریاب کو دیکھنے
لگی۔۔

تم نے اسکا نمبر نوٹ کر کے رکھا ہوا ہے؟؟" اسنے ضبط سے پوچھا۔۔ جبکہ دل جیسے دھڑکنا بھول "

گیا تھا۔۔

پہلے نویرہ نامی نحوسیت اور اب پھر اسکی کزن۔۔۔ اسکے باپ کے خاندان سے جو بھی اسکی کزنز تھیں وہ ایسے ہی اس سے جلتی تھیں۔۔

ماں کی طرف سے غیر ذات مرد کی بیٹی ہونے کی وجہ سے حقارت سے دیکھتے تھے اسے۔۔ اور باپ کے خاندان سے غیر ذات کم ذات عورت کی بیٹی ہونے کی وجہ سے دھتکارا جاتا تھا اسے۔۔ یہ سچ تھا کہ صائم زیدی کے فیملی کے، تقویٰ زیدی اور اسکے اولاد کے علاوہ وہ کسی کیلئے خاص نہیں تھی۔۔ صرف ساحل شاہ اپنے مام ڈیڈ اور حیدر شاہ کی فیملی کے علاوہ۔۔

ورنہ تو ماں باپ کے خاندانوں نے اسے بری طرح دھتکارا تھا۔
کبھی اسکے موٹے ہونے پر طنز، کبھی چشمے پر، تو کبھی دریاب کے قابل نا ہونے پر۔۔

ٹھیک ہے جاؤ اور جا کر اسکے ساتھ شادی کرو۔۔ میں تو ویسے بھی تمہارے ٹائپ کی نہیں" ہوں۔۔ بے ڈھنگی، پھیلی ہوئی، اندھی، موٹی، بیڑی، بدصورت جانے کیا کیا ہوں۔۔۔ اب سے "مجھے بھی تم سے کوئی محبت نہیں کرنی۔۔ آئی ہیٹ یو دریاب۔۔۔

سمن نے مضبوط لہجے میں کہنے کی ناممکن سی کوشش کی لیکن اسکا لہجہ بھیگ گیا۔۔ پر اسکے باوجود وہ اپنی بات مکمل کرتی رخسار پر لڑھک آئے آنسوں کو بے دردی سے مسلتی۔۔ ایک تیز خونخوار نظر دریاب کے چہرے پر ڈالتی اسکے سنجیدہ تاثرات والے چہرے پر پھینک کر کپڑے مارتی وہاں سے الٹے قدموں سے روتی بھاگی۔۔

جتنے بھی لوگ اس سے محبت کرتے تھے ان سب کی وہ لاڈلی تھی۔۔ صرف ایک دریاب خان تھا جسنے ہر قدم پر اسکی تذلیل کی تھی اسے دھتکارا تھا۔

آہہہ۔۔ "اسکی باقی کی چیخ اسکے حلق میں ہی دب گئی۔۔ اسکی پشت زوردار طریقے سے دروازے سے لگی۔۔

پلک جھپکنے کا کھیل تھا، وہ دروازہ کھول کر ایک جست میں اس تک پہنچا اسکی کمر کو پکڑ کر اچانک اسے گھماتے ہوئے دھڑام سے دروازے سے لگایا۔۔
اور اس افتاد پر بدحواس سی سمن کچھ سمجھ پاتی اس سے پہلے ہی اسنے جھک کر اسکے سرخ بھرے بھرے سے ہونٹوں کو پوری شدت سے لاکڈ کر دیا اپنے ہونٹوں میں۔۔۔

ایک لمحے کیلئے نا صرف سمن کی سانسیں بلکہ ہر چیز جیسے ساکت ہو گئی۔۔ اسکے آنسوں جم گئے، دھڑکنیں بند ہو گئیں۔۔ روم کی فضا میں گہرا سکوت چھا گیا۔۔

اور پھر ہوا کا ہلکا سا جھونکا لگا، درخت میں شور مچا۔۔
ایک خوبصورت سا سویا ہوا گلابی پھول انگڑائی لیکر بیدار ہوتا، رات کے اس معنی خیز لمحات میں لہراتا، جھومتا فضا میں رقص کرتا مدہوش، اڑتا، گنگناتا مہکتا کھلتا ہوا سبز زمین پر آیا۔۔۔ بے خود سی انگڑائی لیتے اسنے سامنے کھلی کھڑکی کو دیکھا۔۔
جسکے پردے زور و شور سے فضا میں لہرانے لگے تھے، یوں جیسے سمندر کی لہریں، لہروں میں جھومتی مچھلی، گنگناتے ستارے شرماتا ہوا چاند۔۔۔۔

اسنے اپنی پلکیں اٹھائیں۔۔ سمن کی بند پلکوں کو دیکھا۔۔
اسکے دل میں جذبات کا طوفان سا اٹھا جس میں وہ بھگونا چاہتا تھا من کے تن کو۔۔۔
وہ اسکے گلابی لبوں کو قید کر کے اسکی کمر کو تھام کر کھڑا تھا۔۔ لمحہ بہ لمحہ اس فسوں خیز ماحول میں سرکنے لگا۔۔

دریاب کی پہلی دھڑکن نے سمن کے دل پر دستک دی۔۔ اسکی پلکیں لرز گئیں۔۔۔

سمن ہوش میں آکر سانس کا راستہ بند ہونے پر پھڑ پھڑا اٹھی۔۔ لیکن دریاب نے بے خود ہوتے اپنے دونوں ہاتھوں میں اسکی دونوں کلائیاں دبوچ کر دروازے سے دائیں بائیں لگا دیں۔۔

ناصرف وقت گزر رہا تھا، بلکہ سمن کی ساکت دھڑکنوں میں بھی اشتعال برپا ہوتے جا رہا تھا۔ سمن نے جلتی آنکھوں کو سختی سے میچ لیا۔۔ اسکا دل سہم گیا تھا۔۔ دریاب خان کی شدت سے۔۔

اگر اس میسج سے اسکا یہ پیغام تھا تو سمن شاہ کیلئے برداشت کرنا نہایت مشکل عالم تھا۔

وہ ہولے ہولے کانپنے لگی۔۔ اسکی سانسیں بالکل بند ہونے لگی تھیں اور وہ تو جیسے پیچھے ہونا ہی بھول گیا تھا۔۔

وہ بری طرح مزاحمت کرتی اپنی کلائیاں چھڑوانے کیلئے مچلنے بن پانی کی مچھلی کی مانند تڑپنے لگی۔۔ وہ تکلیف کی شدت سے کراہنے کیلئے تڑپ اٹھی۔۔

لیکن وہ اندازہ نہیں لگا پائی دریاب کس نشے میں گم ہو چکا ہے۔۔ ان دونوں کے زخمی بازو ایک

دوسرے سے مس ہوئے۔۔

وہ زمین پر پڑا پھول ہوا کے جھونکے سے نا صرف بہک کر کروٹیں بدلنے لگا تھا بلکہ دریاب خان کی دھڑکنوں سے سمن شاہ کی دھڑکنیں بھی کلام کرنے لگی تھیں۔۔

جس طرح وہ پھول پول کے نیلے پانی میں پھسل کر قطرہ قطرہ نم ہوتا سرد لہروں میں ڈوب گیا تھا، ویسے ہی سمن شاہ کے غصے کو قطرہ قطرہ پی کر اسے بحال کرتے اپنی بانہوں میں بکھرنے پر مجبور کر دیا۔۔۔

اسے بالکل بے دم ہوتے محسوس کرتے دریاب نے آہستہ سے اسکے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں کے قید سے جدا کیا۔۔

سمن نے مرتے مرتے بچ کر شکر بھرا گہرا سانس کھینچا اور بے دم ہو کر دریاب نے بازوؤں میں گری۔۔۔

دریاب نے مسکراتی نظروں سے اسکے گلابی خون چھلکاتے ہونٹوں کو دیکھا جو کہ اسکی شدت کے

بعد تو بھیگ کر لہو نما ہو گئے تھے۔

دریاب نے جھٹکے سے اسے بازوؤں میں اٹھا کر، بھاری قدم اٹھاتے ہوئے بیڈ کے قریب آ کر اسے بیڈ پر پٹخ دیا۔۔ سمن کا دوپٹہ پھسل کر زمین بوس ہو گیا۔۔

سمن نے بھیگی ہراساں نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔ اپنے بھیگے توانا جسامت دراز قد کے ساتھ اسکے سامنے کھڑا سفید تولیہ اپنے گرد لپیٹا ہوا تھا۔

اسکا تنفس تھا کہ سنبھلنے کے بجائے بکھرتا جا رہا تھا۔۔ وہ خوفزدہ سی اپنے پاؤں سمیٹ کر پیچھے کی جانب کھسکی۔۔۔

دریاب نے اسکے گلابی چھوٹے پاؤں کو پکڑ کر اسکے گلابی تلوے پر انگلیاں سہلاتے سمن کے بن پانی کی مچھلی کی مانند تڑپنے پر جھٹکے سے واپس کھینچ لیا۔۔۔

میں نے تم سے کہا کہ مجھے رس گلے کھانے کی عادت ہے۔۔ اور یہ اپنے چھوٹے سے دماغ میں " گھسا دو کہ میں اپنی عادتیں نہیں بدلتا۔۔" دریاب نے اس پر جھکتے اسکی پیشانی پر انگلی رکھ کر زور دیا۔۔

بھاڑ میں بھیجو اپنی عادت کو مجھے نہیں چاہیے ایسی واہیات عادت۔۔" وہ بھیگی آواز میں غصے سے بے قابو ہوتی اسکا ہاتھ برہمی سے جھٹک گئی۔۔ دریاب نے اسکی بھیگی سرخ آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

صاف کیوں نہیں کہتی کہ تمہیں تعریف چاہیے میرے منہ سے؟" اسنے اسکے غصے کو خاطر میں لائے بغیر ٹھوڑی پکڑ کر چہرہ اپنی طرف کرتے تمسخرانہ پوچھا۔۔

سمن کے دل سے ہوک سی اٹھی۔۔
اسنے اسکے تمسخرانہ لہجے کو محسوس کرتے شدید غیظ و غضب میں خود پر جھکے دریاب کے پیٹ میں اچانک اپنے گھٹنے سے وار کیا۔۔۔

آہہہ اماں۔۔۔" دریاب مچل کر اس غیر متوقع حملے سے تڑپ کر پیٹ پکڑتا اسکے برابر میں گرا۔۔ ایک لمحے کیلئے تو سمن ڈر گئی کہیں زیادہ زور سے تو نہیں مار دیا۔۔

لیکن دوسرے لمحے اس ذلیل شخص کی اسکا دل توڑنے والی باتیں یاد کرتے وہ نفرت سے چہرہ گھما

کر تیزی سے بیڈ سے اٹھی۔۔

بھاگتی کہاں ہو۔۔۔ تیری تو بیٹری!!" اسے بھاگتے دیکھ کر دریاب نے جھٹکے سے اٹھ کر بوکھلائی" گھبرائی سی سمن کا بازو دبوچ کر اپنی طرف کھینچا۔۔

آہہہہ۔۔" وہ وحشت بھری چیخ کے سیدھا اسکے گود میں آگری۔۔"
ہاہاہاہا۔۔۔" دریاب نے مسرور ہو کر قہقہہ لگاتے ایکدم اسکی کمر میں بازو باندھ کر اسے کھینچ کر" سینے سے لگاتے حصار میں قید کر لیا۔۔

دریاب!!" سمن شرم حیا سے سرخ پڑتی تڑپ اٹھی اسکے بازوؤں میں۔۔" بولو بیٹریِ دریاب!""" دریاب نے اچانک بدلے گھمبیر لہجے میں کہتے اسکے کان میں سرگوشی کی۔۔

سمن نے پھڑ پھڑا کر اسکے بازوؤں کا سخت حصار کھولنا چاہا مگر وہ مزید تنگ ہو کر اسے خود میں بھینچ گیا۔۔ حتیٰ کہ سمن نے اپنی سانسیں روک دیں اور دریاب کے بازو پر اپنے ناخون گاڑ دیئے۔۔۔

دیکھو یہ فف۔۔ فضول حرکت مت کرو دری۔۔ مم۔مام آجائیں گی۔۔" اسکے بھیگے سینے کو اپنی"

پشت سے مس ہوتے محسوس کرتی سمن نے اپنے تپتے گالوں سے آگ سی محسوس کرتی کسمسائی۔۔

یہ فضول حرکت نہیں تمہارے عاشق کی محبت ہے طلب ہے الفت ہے جانِ من،،اب تم خود" دیکھ لو۔۔ محبت کرنے نہیں دیتی۔۔ کسی اور کا نام لینے نہیں دیتی تم ہی بتاؤ۔۔ یہ بیچارہ معصوم ایس پی کہاں جائے؟" دریاب نے اسکے شانے پر اپنی ٹھوڑی ٹکا کر اسکی کمر میں کس کر حصار باندھتے اسکی گردن کی خوشبو کو سانسوں میں اتارنے لگا۔۔۔

سمن کی پلکیں بوجھل ہو کر اسکے عارضوں پر گریں۔۔

ت۔۔ تو جاؤ نویرہ کے مردے سے محبت کرو ی۔۔ یا اپنی اس چھمک چھلو سے جسنے تمہارے" حواس بہکا دیئے ہیں۔۔" وہ اسکا تنگ حصار کھولنے کی کوشش کرتی بولی۔۔

لیکن دریاب کے پاؤں کی انگلیاں اپنے پیروں کے تلوے پر رینگتی محسوس کر کے وہ اسکے آغوش میں بے سکونی سے بیٹھی کسمسانے لگی۔۔

حواس بہکانے کی طاقت تو صرف تم میں ہے میرے رس گلے۔۔ ہاں یقین کرو۔۔۔ میں جب"

بھی کام سے یا کسی کے بلانے پر آیا تمہاری کزن نے مجھے دیکھ کر اپنا آگے سے دوپٹہ ہٹالیا۔۔۔
اپنے فگر کی نمائش کرنے لگی میرے سامنے۔۔اب تم بتاؤ بندہ جوان ہے پہلوان ہو تو کیا
کرتا۔۔۔"بتاوہ رہا تھا لیکن شرم سے ڈوبتی سمن جا رہی تھی۔۔جانے کیسے اتنی گر جاتی ہیں حسد
جلن میں۔۔

اور تم نے تو مزے سے دیکھا ہو گا۔۔بجائے اسکی گردن مروڑنے کے۔۔ارے تم کیوں نا"
دیکھتے تمہارے سر پر تو نویرہ کا بھوت سوار تھا کیوں ترسی ہوئی روح؟"وہ چبھتے لہجے میں یاد دلاتی
طنزیہ بولی۔۔

ہاہاہا۔۔۔بہت تیز ہو بیٹری۔۔"دریاب کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔"
سمن نے ناک سکیڑ کر اپنی ناک سے چشمے کو اوپر کیا۔۔

میں بتا رہی ہوں اگر میری بنائی ڈیشنر کو کھایا تو منہ توڑ دوں گی۔۔تم لائق ہی نہیں ہو میری کسی"
چیز کے۔۔"اسنے دکھ سے کہتے دھمکی دی۔۔

دریاب نے اسکی پشت سے بالوں کو سائیڈ کرتے اپنے بھیگے تشنہ لب اسکی گردن پر رکھتے جا بجا اسکی

شفاف گردن کو اپنے لمس سے بھگونے لگا۔۔ سمن کے تن من سے سرد لہریں اٹھیں، وہ کسمسانے لگی۔۔ لیکن اسکی طلب مزید بڑھنے لگی۔۔

دریاب کے لب اسکی شہ رگ سے آگے سرکنے لگے۔۔

اسنے تھک کر اپنے سر کی پشت دریاب کے شانے پر رکھی۔۔ دریاب نے مسکراتے اسکے رخسار پر اپنے ہونٹ رکھے۔۔ اور اپنے سامنے شفاف بے داغ سی گردن پر انگلی پھری۔۔

ٹھیک ہے وہ نہیں کھاتا۔۔ لیکن اپنے رس گلے کو کھا سکتا ہوں نا جس کے لئے اتنے مشکل وقت " میں یہ پہر نکال کر آیا ہوں۔۔" اپنی ناک کو اسکی گردن پر سہلاتے ہوئے وہ کہتا اپنی انگلیوں کے پوروں اسکے دلکش وجود پر پھیرتے بے خود ہونے لگا۔۔

وہ اپنے ہونٹوں کو دانتوں میں دبائے ہولے سے مزاحمت کرنے لگی، مگر دریاب اسکی مزاحمت کو نظر انداز کرتا اسکے بالوں میں سے پونی کو آہستہ سے کھینچ گیا۔۔ اور اسکی گردن پر جابجا شدتیں لٹاتے ہوئے آہستہ سے سمن کو اپنی طرف گھمایا۔۔۔
دری پاگل ہو گئے ہو۔۔" وہ اسکے ہاتھوں کی بے باکیوں کو روکنے لگی۔۔"

تمہیں دیکھ کر تو پاگل ہی ہو جاتا ہوں۔۔" وہ مخمور سا کہتا اپنی خمار سے لبریز نگاہوں سے سمن کی آنکھوں میں دیکھتا اسکی گردن میں جھکا۔۔ سمن نے بھی دھک دھک دھڑکتے دل سے اسکے سینے سے لگ کر آنکھیں موند لیں۔۔ اور اسکے توانا شانوں کو دونوں ہاتھوں میں تھاما گہرے سانس بھرنے لگی۔۔

جبکہ دریاب اسکی گردن پر جابجا ہونٹ رکھتے مدہوش اسکی کمر کو تھام کر اپنے قریب تر کرتا سمن کو خود میں سمٹنے پر مجبور کرتا گیا۔۔ اسکی انگلیوں کے پور سمن کی کمر کو سہلاتے پشت پر سرکنے لگے۔۔

آہ۔۔" اچانک وہ گھوم کر بیڈ پر جھکا۔۔ سمن کی پشت جیسے نرم بیڈ سے ٹکرائی اسنے بوکھلا کر" سسکی بھرتے اسے دور کرنا چاہا۔۔۔

کیا ہو گیا ہے مام کچن میں ہوں گی۔۔" وہ ہراساں بیڈ پر گر کر جھٹکے سے اٹھنے لگی لیکن دریاب" نے اسکے شانوں پر اپنے بھاری ہاتھ رکھتے اسے بیڈ سے واپس لگا دیا۔۔۔

"کچھ نہیں ہوتا۔۔"

من نے گھمبیر آواز پر سہمی سہمی سی نگاہیں اسکی نگاہوں کی طرف اٹھائیں۔۔وہ اس پر کسی گھنے سائے کی طرح جھک آیا۔۔

محبت کرتی ہو نا؟" وہ اپنی بھاری آواز میں پوچھ رہا تھا۔۔"
سمن کو اپنے ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئیں۔۔
اسکی انگلیاں اسکے شانوں سے سرکتی اسکے بازوؤں پر آنے لگیں۔۔اسنے بوکھلا کر دریاب کے ہاتھوں کو پیچھے جھٹکا۔۔

نہیں۔۔" سمن نے سختی سے نفی کرتے انکار میں سر ہلایا اور اٹھنے لگی مگر دریاب نے اسے دھکا" دیکر واپس گرا دیا۔۔اور سرخ چہرے کے ساتھ غصے سے گھورا۔۔۔

مم۔۔میں م۔۔مام کو بلاؤں گی دری۔۔" وہ اچانک اسکے تیروں سے خوفزدہ ہوتی ہکلا کر بولتی" رونے جیسی ہو گئی۔۔
خمار سے سرخ ہوئی دریاب کی آنکھوں سے اسے وحشت ہونے لگی۔۔سانس رکنے لگا تھا۔۔

پپ۔ پلیز دد۔ دری کیا ہو رہا ہے تمہیں۔۔ ہہ۔ ہوش کرو۔۔" دریاب کی مضبوط انگلیاں جیسے "
اسکے پیٹ سے مس ہوئیں انکے لمس سے وہ جھٹکا کھا کر اٹھی۔۔
اسکی انگلیاں سرکتی رینگتی اسکی کمر پر چلی گئیں۔۔
سمن کا چہرہ دھواں دھواں ہونے لگا۔۔

ہوش ہی تو نہیں ہے اب۔۔" وہ خمار سے بوجھل آواز میں کہتا اسکے چہرے پر جھکنے لگا۔۔ اسنے "
بوکھلا کر دریاب کے شانوں کو تھاما اور اسے دور رکھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔

لیکن اسکی بہکی بہکی نگاہیں دیکھتے اسکے اوساں خطا ہو رہے تھے۔
میں تمہیں اتنی محبت دینا چاہتا ہوں کہ تم پور پور بھیگ جاؤ! تمہارا تن من بھیگ جائے میری "
محبت سے۔۔ اور تم صرف و صرف میری بن جاؤ! نا مجھے کسی کا ہوش رہے نا تمہیں۔۔" وہ بھاری
گھمبیر سرگوشی سے کہہ رہا تھا جبکہ سمن کا دل جیسے ساکت ہو گیا۔۔
اسکی آنکھیں پھیل گئیں۔۔ اور وجود سن و سرد۔۔۔
اسکے پاس اب صرف چیخنے کی گنجائش بچی تھی۔۔۔

تمہارے پاس مجھ سے بچنے کا ایک راستہ ہے؟" وہ بالکل اس پر جھک رہا تھا کہ سمن کو اپنے" چہرے پر اسکی بھاری گرم سانسیں محسوس ہونے لگیں۔۔ اسکا چھوٹا سا وجود دریاب کے بھاری وجود تلے دبنے لگا تھا۔۔

کک۔۔ کون سی؟" اسنے خوف سے دھک دھک کرتے دل سے پوچھا۔ اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے" ابھی یہ پوری عمارت اسکے اوپر آ گرے گی اور وہ منوں مٹی تلے دھنس جائے گی۔۔

اسے اپنے بھائی اور باپ کی عزت کا خوف ستانے لگا۔۔
دل اس قدر خوف سے دھڑک رہا تھا جیسے پور پور میں بھاگ رہا تھا۔۔ اس رات تو خدا خدا کر کے وہ اس غلطی سے بچ گئے تھے کسی بھی طرح لیکن آج۔۔۔۔۔
آج تو دریاب خود ہی ہوش میں نہیں تھا۔۔۔۔

یا تو مجھے اپنا بنایا ہوا کھانا دو یا پھر خود کو مجھے سونپ دو۔۔" اسنے نہایت پر اسرار خوفناک انداز" میں سرگوشی نما سور پھونکا اسکے کانوں میں۔۔۔

چٹاخ" اگلے لمحے فضا میں زناٹے دار دھماکے کی آواز گونجی۔۔"

دریاب کو جو جھکے جھکے طماچہ پڑا تھا وہ بوکھلا کر حیر تزدہ سا پیچھے ہوا۔۔

وہ صدمے سے سمن کا چہرہ دیکھ رہا تھا جو کہ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا تھا۔۔۔
تم نے ایس پی دریاب پر ہاتھ اٹھایا؟" غیر یقینی ہی غیر یقینی تھی۔۔"
ذلیل انسان میرا دل بند ہو جاتا آج۔۔" وہ چیخ کر روتی اس پر خونخوار شیرنی کی مانند جھپٹی۔۔"

ہاہاہا۔۔۔" دریاب کا اسکے ساتھ قہقہہ بے ساختہ گونجا تھا جبکہ سمن کے ہاتھوں میں اسکے گھنے" بال تھے جنہیں وہ نوچ رہی تھی۔۔

میں آج تمہیں مار دوں گی۔۔ ایک ہی ناصور ہو گا اسے برداشت کر لوں گی۔" وہ اسے روتی" جھنجھوڑتی نیچی آواز میں غرائی۔۔

اچھا بش بش میرا موٹو بے بی۔۔" وہ اسے روتے دیکھ کر محبت سے پچکارتا کمر سے پکڑ کر اپنی" طرف کھینچتے اسکے سمجھنے دوسرا حملہ کرنے سے پہلے اسکے لبوں سے اپنے لب ملا دیئے۔۔۔

سمن نے شدید طیش کے اظہارے میں ایکدم اسکے ہونٹوں پر دانت گاڑ دیئے۔۔۔ اور دریاب تو

اسکے اس عمل سے بے خود ہو گیا۔۔

وہ اسے یونہی اٹھا کر بیڈ پر جھک گیا۔۔
دریاب "سمن خوفزدہ ہو کر اسکے وجود کے نیچے تڑپ اٹھی۔۔"
لیکن اس بار اسکے پاگل بنانے کی غلطی سراسر سمن شاہ کی تھی۔۔

اسنے سمن کی کمر کو تھام کر پاس کر دیا۔۔ سمن نے دہل کر بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں پکڑا۔۔ اسکے وجود کا سارا خون سمٹ کر اسکے چہرے پر آ گیا۔
جب کہ وہ دیوانہ سا اسکے نرم ہونٹوں سے خود کو سیراب کر رہا تھا۔۔۔ اسنے سمن کی انگلیوں اسے اپنی انگلیاں الجھا کر، اسکی انگلیوں کو سختی سے جکڑتے بیڈ سے لگائیں، اپنا بھاری وجود اسکے نرم روئی سے وجود پر منتقل کرتے ہوئے سمن کے پنکھڑیوں جیسے گلابی لب لاکڈ کر دیے۔۔۔

وہ اسکے تنگ حصار میں چڑیا کی مانند سہمی پر بھی مار نہیں پا رہی تھی۔۔ وہ خود میں اتنی طاقت رکھتا تھا اس کو ہر طرح سے بے بس کر دے۔۔

وہ دریاب خان تھا جسکے ہر انداز میں شدت ہوتی تھی، پھر چاہے بہن سے محبت ہو، بھائی سے ہو، یا

بیوی سے۔۔۔

میں تم سے اظہار کروں گا، لیکن اس اظہار کے بعد میں تمہیں دنیا کی ہر بری نظر سے چھپادوں"
"گا۔۔

دریاب اسکے نرم لبوں کو جکڑے مدہوش سا پڑا، اسکی دھڑکنوں کے رقص کو سن رہا تھا۔ انکا سست ہونا پھر سے پوری قوت سے دھڑکنا دریاب کو بھی مدہوش کرنے لگیں۔۔

معاً اسے اس معصوم سی بچی پر رحم سا آگیا۔۔ اسنے آہستہ سے اسکے لبوں کو کھولے۔۔ گلابی لرزتے بھیگے لب ہولے سے حرکت کرنے لگے۔۔
سمن نے جیسے گہرا سانس کھینچا دریاب کی بھاری سانسیں اسکے حلق میں اتر گئیں۔۔۔ اسنے دریاب کی انگلیوں کو سختی سے جکڑا۔۔

دریاب نے متبسم نگاہوں سے اسکے لرزتے گلابی نچلے لب کو ہونٹوں میں جکڑا اور اسکی نرمی کو مدہوشی سے محسوس کرنے لگا۔۔
سمن نے اپنے ناخوں اسکے ہاتھ کی پشت میں گاڑ دیئے۔۔

اسکا تنفس بری طرح سے بکھرا ہوا تھا جسے دیکھتے دریاب نے اسکے ہونٹوں سے اپنے لب ملا کر اسکی بکھری سانسوں میں اپنی سانسیں اتاریں۔۔

دریاب نے اپنے ہونٹ جدا کیے مگر اسے اپنی سانسوں کی طلب میں تڑپتے دیکھ کر وہ محبت سے مسکرا کر پھر سے جھک گیا۔۔

وہ گہرا سانس لیکر اسکے بھیگے ہونٹوں کے لمس کو اپنے ہونٹوں پر رینگتا محسوس کرتی رہی۔۔ اسکی آنکھیں بند تھیں۔۔ اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سے گرم سی لہریں اٹھی۔۔
اسکا نرم روئی جیسا وجود بخار کی طرح تپ کر کانپنے لگا۔۔

دریاب نے مسکرا کر اسکی حالت غیر دیکھتے اسکے نرم ہونٹوں سے اپنے لب سہلائے اور انکی نمی کو سمیٹتے ہوئے دانتوں کے نرم سا دباؤ دیتا بے خود ہونے لگا۔۔ سمن کی حالت مزید بری ہو گئی۔۔

"!!دریاب"
کلائیاں بیڈ سے سرکتیں سمن کے سر کے اوپر آ گئیں، اسکے لب اسکی ٹھوڑی کو چھوتے سرکتے گئے۔۔ اسنے جیسے اپنی شرٹ کو سرکتے محسوس کرتے دریاب کے دہکتے لبوں کے لمس، گھنی

مونچھوں کی چبھن کو محسوس کیا وہ پھڑ پھڑا کر ایکدم سے اپنی کلائیاں اسکی گرفت سے چھڑواتی دریاب کو پوری قوت سے پیچھے دھکیلتی زمین سے اپنا دوپٹہ اٹھا کر بھاگنے لگی تھی کہ ایکدم سے دریاب نے اسکی کلائی کو دبوچا۔۔

"دد۔۔دری۔۔مم۔مام بلا رہی ہیں۔۔" اسنے تھر تھر کانپتے اپنی کلائی کو مروڑا۔۔اور چند قدموں کے فاصلے پر دروازے کو دیکھا۔۔

لیکن دریاب کے جھٹکے سے کھینچنے پر وہ سیدھا اسکے شانوں سے آ لگی۔۔لیکن تیزی سے پلٹ گئی۔۔

"مام تو نہیں پکار رہیں البتہ تمہیں فرار ہونے کی جلدی ہے۔۔لیکن اگر تم نے رس گلے مجھے نہیں کھلائے تو ابھی تو بازو پر گولی دیکھی ہے اگلی بار سینے پر دیکھو گی۔۔" اسنے سمن کی کلائی مروڑ کر جھٹکے سے اسکی کمر سے لگاتے پیچھے آ کر دھمکایا۔۔

"کیا تم پاگل ہو گئے ہو۔۔" سمن نے اسکی بکواس پر تڑپ کر کہا۔۔

"تم ہوش میں رہنے کب دیتی ہو۔۔" اسنے معنی خیزی سے کہتی اپنی انگلیوں کو سمن کی کمر پر پھیرا خ۔۔

سمن پھر سے اسکے بدلے لب و لہجے کو محسوس کرتی ایکدم پلٹی۔۔

تمہاری چالاکی کو میں اچھے سے جانتی ہوں پھاپھا کٹنے۔۔" وہ ایکدم سے اسکے چوڑے سینے پر" اپنے دونوں ہاتھ رکھتی پیچھے دھکیلتی کھکھلائی اور دریاب کے بازوؤں سے کسی ریشم سے لمس کی طرح پھسلتی نکل گئی۔۔۔

وہ اسکے دوپٹہ کے آخری سرے کو ہتھیلی سے سرکتا محسوس کرتا، فضا میں لہراتے اسکے دوپٹے کو دیکھتا بالوں میں ہاتھ پھیر گیا۔۔

افف بیڑی کیا نشہ ہے تمہارا۔۔" دریاب نے گزرے لمحے یاد کرتے نچلہ لب دانتوں میں دبا کر" سرد سانس خارج کی اور جھک کر زمین سے اسکے لائے ہوئے کپڑے اٹھائے۔۔

یہ ساحل بھائی اتنے غریب کب سے ہو گئے ؟" ساحل کے کپڑوں کی کنڈیشن دیکھتے وہ حیرت" سے بڑبڑایا۔۔ اور سر جھٹک کر باتھ روم میں چلا گیا۔۔

oooooooooo

سمن دریاب کے روم سے دبے پاؤں بھاگتی اپنے روم میں آگئی اور بے آواز چور انداز میں دروازہ لاکڈ کر کے پلٹ کر بکھری دھڑکنیں سنبھالتی اپنے جہازی سائیز بیڈ پر گرتی کشن بانہوں میں سمیٹ کر چہرہ بیڈ میں چھپا گئی۔۔۔

اسے دریاب کو تھپڑ مارنے کا افسوس تھا، لیکن اس پل کو یاد کرتے اسکی کھکھلاہٹ بے ساختہ تھی۔۔

اگر تم ایس پی ہو تو میں بھی ایس پی کی بیوی ہوں۔۔" اسنے شرارت سے سوچا۔۔"

بہت آسان ہے نا تمہارے لیے مجھے منانا دریاب خان، ایک بار دلاور بھائی کا مسئلہ حل ہو جانے"

"دو۔۔ میں نے تمہیں اپنی اداؤں سے پور ہور زخمی نا کیا تو میرا نام بھی سمن شاہ نہیں۔۔

اسنے اپنا موبائل اٹھا کر وال پیپر پر موجود دریاب خان کی تصویر پر اپنے لب رکھے۔۔ اور اس تصویر کو اپنے دل کے مقام پر رکھ دیا۔۔

شاید لڑکیاں محبت میں بہت جلدی کر دیتی ہیں۔۔ مجھے بھی اتنی سی عمر میں تم سے محبت ہو گئی"

تھی دریاب خان۔۔ اور پھر بہت بے دردی سے دل توڑا تھا تم نے۔۔۔ لیکن بھائی کہتے ہیں تمہیں نویرہ سے محبت نہیں صرف دلاور کو دکھانے کیلئے جتا رہے ہو۔۔

تو اسکا مطلب یہی ہوا نا کہ تمہیں صرف اپنی موٹو سے محبت ہے۔۔ ہاہاہاہا۔۔۔" وہ اسکا موٹو بے بی

والا خطاب یاد کرتی ہنسی۔۔

لیکن جس طرح تم نے جانتے ہوئے بھی کہ سمن شاہ کا تم سے محبت ہے۔ اسکے بعد اسکا دل توڑا" تھا۔۔ اسکی سزا میں تمہیں ضرور دوں گی۔۔ اتنی آسانی سے تمہاری دسترس میں نہیں آؤں گی۔۔

تمہیں تڑپا تڑپا کر تمہارے کس بل نا نکال دیئے تو میرا نام بھی سمن شاہ نہیں۔۔" وہ بیڈ سے اتر کر چلتی ہوئی آئینے کے سامنے آئی۔۔

ہاں وہ اپنا چشمہ نہیں چھوڑ سکتی تھی، لیکن اسے اسٹائلش تو کر سکتی تھی، وہ موٹی تھی لیکن خوبصورت کپڑے تو پہن سکتی تھی، اسکے بال لمبے تھے انہیں اسٹائل تو دے سکتی تھی۔۔۔

وہ دریاب خان کو تڑپا تو سکتی تھی، اسکی نگاہ میں اپنے لیے تڑپ التجا تو دیکھ سکتی تھی۔۔۔

اسنے کھانے کی ٹیبل پر جانے سے پہلے اپنے گردن کو معائنہ کیا، جہاں جابجا اسکی شدتوں کے سرخ نشان ابھر آئے تھے۔ وجود پر بھی تو ابھی تک کپکپی طاری تھی۔۔

وہ پاس نہیں تھا لیکن یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اسکی پشت پر کھڑا ہو۔۔ سمن حیا سے لال ہوئے رخساروں پر ہاتھ رکھ کر باتھ روم میں بھاگ کر بند ہو گئی۔۔

دری تم نے یہ کپڑے کیوں پہنیں؟" درءاب کے ڈائننگ ٹیبل پر آنے پہ زریش کی نظریں" جیسے اسکے کپڑوں پر گئیں وہ پریشان ہو کر بولیں۔۔

یہ سمن نے دیئے ہیں کیوں؟ خیریت؟" دریاب نے اپنے کپڑوں کو دیکھتے چیئر سنبھال کر" بیٹھا۔۔اور جگ سے گلاس میں پانی ڈال کر لبوں سے لگایا۔۔

بیٹا یہ کپڑے میں فقیر کو دینے والی تھی۔۔میں نے سمن کو کہا تھا کوئی اچھا ڈریس تمہیں دینے" کیلئے لیکن یہ لڑکی۔۔۔"زریش شاہ نے متفکر دریاب کو دیکھتے کہا۔۔

لیکن دریاب کو زوردار اچھو لگا۔۔اور کھانسنے لگا۔۔
بسم اللہ کیا ہو گیا۔۔"اسکے یوں کھانس کر سرخ ہونے پر جہاں زریش شاہ بوکھلائی تھیں وہیں" پیچھے سے آتی سمن کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

میں نے تم سے کہا تھا نا کوئی اچھا ڈریس دینے کیلئے۔" سمن کے وہاں آنے پر زریشنے بیٹی کو" گھورتے چبھتے لہجے میں کہا۔۔

مام! مجھے یہی بہتر لگا اسکے لئے تو میں لے گئی۔" وہ کندھے اچکا کر کہتی دریاب کے برابر والی چیئر پر بیٹھ کر دریاب کو دیکھتی آنکھ دبا گئی۔۔

کوئی بات نہیں مام! میں ویسے بھی ہاسپٹل جا رہا ہوں آپ میرا یونیفارم کسی ملازم ہاتھوں گھر بھیج دیجئے گا۔" اسنے سمن کی حرکت پر متبسم ہوتے غصہ پی کر مسکراتے اپنی ساس سے کہا۔۔

ٹھیک ہے میں بھیج دوں گی۔۔" زریش کہہ کر اسے کھانا سرو کرنے لگیں۔۔ جبکہ سمن نے رس گلوں سے بھری پلیٹ کو اپنی طرف کھسکا لیا۔۔

مام اب دیکھیں آپ!" دریاب نے سمن کی بے ایمانی پر زریش شاہ کی متوجہ کیا۔۔"
من دریاب کو دو۔۔" زریش نے گھورتے بیٹی کو آنکھیں دکھائیں۔۔"
سوری مام یہ میں نے بنائیں ہیں آپ اپنے بیٹے کیلئے دوسرے بنالیں۔۔" سمن منہ بسور کر بولی۔۔
کتنی غدار لڑکی ہو۔۔ میں ابھی تم سے صلاح کر کے آیا تھا نا؟ پھر یہ کپڑوں کی زیادتی تم نے کی میرے ساتھ اور اب کھانے پر بھی اندھی بن رہی ہو۔۔" دریاب کسی خفا بچے کی طرح اس

بیٹری کو احساس دلا رہا تھا جو کہ رس گلے کے شیرے سے اپنی گلابی انگلی ڈبو کر منہ میں ڈالتی دریاب کی نیت میں مروڑ ڈال رہی تھی۔۔۔

ابھی دیکھ لو تم نے مجھے اندھی کہا۔" اسنے جتایا۔۔"
ٹھیک ہے سوری۔۔ آئندہ نہیں کہوں گا اب دو۔۔" اسنے ہار مانی اور پھر سے نرمی سے کہا۔۔"

میں کیسے مان لوں تم سوری سچی نیت سے کر رہے ہو؟" سمن نے مشکوک ہوتے اسکی طرف" دیکھ کر ابرو اچکائے۔۔

زریش ان دونوں کے جھگڑے سے تپ کر اپنی جگہ سنبھالتی خود اپنا کھانا کھانے لگیں۔۔" تم دونوں کی میں ہر گز شادی نہیں ہوں نے دوں گی۔۔" انہوں نے غصے سے کہا۔۔

مام آپ اسکی غلطی کی سزا مجھے کیوں دے رہی ہیں؟ پہلے کس نے کہا تھا رس گلوں کیلئے؟"" دریاب نے ساس کی دھمکی سے تڑپ کر دہائی دی۔۔

زریش نے اپنی مسکراہٹ چھپائی، کتنے پیارے تھے عائشہ کے بیٹے۔۔

تو تم دونوں کی حالت دیکھو۔۔ ہر وقت تو جھگڑتے رہتے ہو۔۔ کون تم دونوں کی شادی کروائے گا؟" انکی غصے بھری بات پر دریاب نے غصہ پیتے سمن کو دیکھا جسے سر سے فرق ہی نہیں پڑ رہا تھا۔۔

ٹھیک ہے میں کچھ نہیں کہتا۔۔ میں دس تک گن رہا ہوں۔۔ آپ اپنی بیٹی سے کہیں شرافت سے مجھے میرے حصے کے رس گلے دے ورنہ پھر یہاں جنگ ہو گی۔۔" اسنے سمن کو خونخوار نگاہوں سے دیکھتے زریش شاہ سے کہا۔۔

سمن سٹپٹا گئی۔۔ "یہ کیا زبردستی ہے بنائے تو میں نے ہیں۔۔ مام یہ ہر بار کبھی چاکلیٹ تو کبھی کچھ مجھ سے چھین جاتا ہے۔۔ آپ اس بار اسکی طرف داری نہیں کریں گی۔۔" وہ پہلو بدل کر غصے سے بولی۔۔

ایک دو تین چار۔۔۔۔۔" دریاب اسے خون آشام نظروں سے دیکھتا ایک دو تین گننے لگا۔۔" سمن اپنی ماں کو خاموشی سے کھانا کھاتے اور دریاب کو گنتی کرتے دیکھ کر بے بسی سے رس گلوں کو دیکھا۔۔

آہہہ۔۔"اس سے پہلے کہ سمن جھپٹ کر منہ میں ڈالتی دریاب نے تیزی سے اسکے منہ کے نیچے "
سے پلیٹ کھسک لی اور اپنی جگہ چھوڑ کر قہقہہ لگاتا اٹھا۔۔
سمن کی صدمے سے چیخ گونج اٹھی۔۔
"مام آپ نے دیکھا کس طرح اس ذلیل۔۔۔۔"
سمن!!"زریش نے غصے سے ٹوکا۔۔وہ کھڑی اپنے لب کاٹتی رونے لگی۔۔"
تو آپ کہتی کیوں نہیں اس سے؟"وہ غصے سے بولی۔۔"
میں کچھ نہیں کہہ رہی دونوں سے۔۔"زریش نے صاف ہری جھنڈی دکھائی۔۔"
ساسوماں زندہ باد!!"دریاب نے اپنے منہ میں رس گلاڈالتے قہقہہ لگا کر کہا۔۔سمن نے خون"
آلودہ نظروں سے پلٹ کر اسے دیکھا۔۔
دریاب کا قہقہہ مزید زوردار تھا خاص کر کے اسے چڑانے کیلئے۔۔
ٹھیک ہے آپ کچھ نہیں کہہ رہی تو آپ اب بیچ میں بھی مت آیئے گا۔۔"سمن نے اپنی ماں"
سے کہا۔۔اپنی آستین فولڈ کرتی وہ کچن کی طرف چلی گئی۔۔

دریاب نے فکرمندی سے اسکی پشت کو دیکھا۔۔لیکن رس گلے اتنے لذیذ پُر ذائقہ تھے کہ اسے
انکے علاوہ کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔

سمن!!" زریش شاہ نے کچن سے نکلتی۔۔ بیٹی کے ہاتھ میں تیز سفید چھری دیکھتے غصے سے ٹوکا۔۔"
دریاب نے آواز پر چونک کر جونہی گردن گھمائی اپنی طرف چھری لیکر بھاگتی ہوئی آتی سمن کو دیکھ کر وہ چیخ اٹھا۔۔

اوہ مائی گاڈ ہاہاہا چھوری بھاؤلی ہو گئی ہے۔۔" وہ قہقہہ لگاتا بھاگ کر صوفے پھلانگتا ہوا دروازے" کی طرف بڑھا۔۔
سمن کے سر پر خون سوار ہو گیا تھا، زریش شاہ پیچھے دہلتی چیختی رہیں۔۔ لیکن وہ سر پر کفن باندھے چھری لیے دریاب کے پیچھے اندھا دھند بھاگنے لگی۔۔

رکو تم سمن میں تمہارے باپ کو کال کرتی ہوں۔۔" پیچھے زریش نے غصے سے دھمکی دی۔۔" ہاں کریں تاکہ میں بھی انہیں بتا سکوں کس طرح آپ نے اپنے کمینے داماد کی سائیڈ لیکر مجھ سے" رس گلے چھینے تھے۔۔" وہ دروازے پر کھڑی غصے سے بولتی بپھری دریاب کی تلاش میں گھر سے باہر نکلتی لاؤنج میں آ گئی۔۔

یا اللہ مجھے تو یہ لڑکی پاگل کر دے گی۔۔" زریش نے اپنے سر کو ہاتھوں میں گرایا۔۔ اور گہرا" سانس لیکر رہ گئیں۔۔

کہاں چھپ گئے رس گلے چور باہر نکلو کاٹ نا دیا میں نے تمہیں تو میرا نام بھی سمن شاہ" نہیں۔۔" اسنے بپھرے لہجے میں کہتے پورے لان میں نگاہیں پھیریں۔۔

اسکا دل ڈوبنے لگا کہیں وہ اسکے حصے کے رس گلے لیکر بھاگ تو نہیں گیا۔۔وہ دبے قدموں سے اسے ڈھونڈنے لگی۔۔
اپنا دوپٹہ کمر پر باندھتے اسنے سختی سے شاطر قاتل کی اسٹائل میں خنجر پکڑا ہوا تھا۔۔

وہ دور قدرے اندھیرے میں دیوار سے شانا ٹکا کر کھڑا محظوظ ہوتا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔
ہوا کی دوش پر اڑتی اسکی سیاہ زلفیں اسے چڑچڑا کرتیں دریاب کو محظوظ کر رہی تھیں۔۔وہ جس طرح شاطر بلی کی طرح قدم پر قدم رکھ رہی تھی دریاب کی ہنسی چھوٹ رہی تھی۔۔

دریاب نے رس گلے کی پلیٹ، ذرا سا آگے کی طرف بڑھی ہوئی دیوار پر رکھی۔۔اور زمین پر کوئی چھوٹا سا پتھر ڈھونڈنے لگا جو کہ اسے جلد ہی مل گیا۔۔
اسنے نشانہ رکھ کر وہ پتھر پھینکا۔۔

آہہ۔۔"اچانک کوئی زوردار چیز کمر پر لگتے سمن چیخ کر اچھلی لیکن زمین پر پڑے پتھر کو دیکھ کر" سٹپٹائی۔۔دریاب نے اپنا امڈتا ہوا قہقہہ مشکل سے دبایا۔۔

سمن دوسری طرف بھاگی،،دریاب نے اسے دوسری طرف بھاگتے پریشانی سے دیکھا۔۔
یہ مینٹل وہاں کہاں جارہی ہے میں تو یہاں ہوں؟"وہ پریشانی سے باہر نکل آیا۔۔وہ اسے" پریشانی سے ڈھونڈ رہا تھا۔۔اور سمن دبے قدموں سے ہاتھ میں سختی سے چھری پکڑے اسکی پشت پر آہستہ آہستہ اسکی طرف بڑھ رہی تھی۔۔

اسنے ہاتھ بڑھا کر اچھلتے دریاب پر حملہ کیا۔۔
آہہہ۔۔۔"اگلے لمحے اسکی زوردار چیخ فضا میں گونجی۔۔"
چھری اسکے ہاتھ سے کہیں غائب ہو کر اچانک اسکی گردن تلے آگئی۔۔
سمن کی باقی کی چیخ حلق میں دب گئی۔۔
اسنے حکم صادر کیا۔۔"!ہاتھ اوپر"
ہاں!!"سمن حلق پر دبی ہوئی چھری دیکھتی بدحواس سی کچھ ناسم"

ہاں!!" سمن حلق پر دبی ہوئی چھری دیکھتی بدحواس سی کچھ نا سمجھتی ہاتھ اوپر کر گئی۔۔"
یہ سب کیسے ہوا؟ چھری تو اسکے ہاتھ میں تھی۔۔
وہ پھیلی آنکھوں سے سامنے کھڑے مسکراتے دریاب خان کو دیکھ رہی تھی۔۔
تمہیں کیا لگا تھا بیٹری چالاک صرف تم ہی ہو؟" اسنے طنزیہ بھنویں اچکائیں۔۔اور گاڑی سے"
نکالی ہوئیں ہتھکڑیاں اسکے ہاتھ میں پہنانے لگا۔۔

دریاب!" سمن کی خوف سے چیخ نکل گئی۔۔"
شش! آواز نہیں ورنہ گردن کاٹ کر یہیں چھپادوں گا!" اسنے خوفناک لہجے میں چھری اسکے"
ہونٹوں پر رکھی۔۔ سمن کی آنکھوں میں آنسوں آگئے۔۔

دری ہہ۔۔ ہم تو دوست ہہ۔۔ ہیں نا۔۔" وہ روتی پچکارنے لگی۔۔"
ابے نکل! شاطر بیٹری! اپنے ایسڈ جیسے آنسوں سے مجھے بیوقوف بنانا چاہتی ہو۔۔ خوب جانتا"
ہوں میں تمہیں۔۔" وہ غصے سے بولتا چھری دانتوں میں دبائے اسکے ہونٹوں پر اسکی نوک رکھتے
ہاتھوں سے اسکی کلائیوں میں ہتھکڑیاں پہناتا سمن کو رونے پر مجبور کر گیا۔۔

میں ساحل بھائی کو بتاؤں گی تم نے مجھے ہتھکڑیاں پہنائیں۔۔" اسنے روتے ہوئے کہا۔۔"

دریاب نے اسکی پشت پر ہاتھ باندھ کر فتحمندی سے مسکرایا۔۔

ہاں بتادینا۔۔ صرف ساحل بھائی کو نہیں تمہارے صام بھائی صدمہ بھائی سب کو بتانا۔۔" اسنے "
چھری پلیٹ کے ساتھ دیوار پر رکھی۔۔

سمن نے خوشبو پر گردن گھما کر دیکھنا چاہا مگر دریاب نے اسکی ٹھوڑی دبوچ لی۔۔

آں ہاں! کہاں دیکھ رہی ہو بیڑی! نظر لگانے کا ارادہ ہے۔۔" اسنے غصے سے پوچھا۔۔"

درد تو تمہیں ہو گا۔۔ اللہ کرے مجھے کھلائے بغیر کھائے تو ایمرجنسیی میں درد ہو اور کہیں کوئی "
جگہ بھی تمہیں نا ملے۔۔" وہ شدید زہریلی قسم کی بد دعا دینے لگی دریاب کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔۔

رس گلے کھانے ہیں؟" اسنے چہرہ اوپر کرتے پوچھا۔۔"

سمن نے پشت پر ہاتھ کھولنے کی کوشش کرتے معصومیت سے سوں کرتی سر اثبات میں ہلا گئی۔۔

الے میلا معشوم موٹو بچہ۔۔۔" دریاب کو اس پر ترس آ گیا۔۔ اسکے ترس کھانے پر سمن کی "
آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔۔

اسنے پلیٹ قریب کھسکائی، اور ان ڈھیروں رس گلے میں سے ایک اٹھایا۔۔۔ سمن کی آنکھوں
میں چمک ابھری۔۔

کھانا ہے ؟" اسنے پوچھا"

ہاں۔۔" وہ سر ہلا گئی۔۔"

منہ کھولو شاباش!" اسکی ہدایت پر سمن نے آہستہ سے اپنا منہ کھولا۔۔ دل میں کچھ کچھ ہونے لگا"

انہیں کھانے کا سوچتے منہ میں پانی آ گیا۔۔

دریاب اسکے کھلے منہ کے پاس رس گلا لاتے رس گلے پر زور دیا جس سے ٹپ ٹپ کر کے شیرا

سمن کے لبوں پر بوندوں کی صورت گرنے لگا۔۔

دریاب نے اسکے منہ کے قریب کرتے رس گلا اچانک پورا ہی اپنے منہ میں ڈال دیا۔۔ سمن جو منہ

کھولے اسے نگلنے والی تھی صدمے کی کیفیت میں گھری رہ گئی۔۔

ہاہاہاہا۔۔" دریاب اسکی صورت دیکھتا قہقہہ لگا اٹھا۔۔ اور اسکے ہونٹوں سے شیرا انگلی پر سمیٹ"

کر اپنے منہ میں ڈال دی۔۔

آں آن روتے نہیں۔۔ یہ میرا تھا اگلا تمہارا ہے شاباش ہمت کرو۔۔" اسے رونے کیلئے پر تولتے"

دیکھ کر دریاب نے محبت سے پچکارتے دوسرا رس گلا اٹھایا۔۔۔

تم پھر سے ترساؤ گے !" اسنے دکھ سے کہا۔۔"

بالکل بھی نہیں۔۔" دریاب نے جھک کر اسکے لبوں کو نرمی سے چھوا۔۔"لیکن خبر دار جیسے میں " کھانے کا کہوں گا ویسے کھانا ہے۔۔" اسنے وارن کرنے پر سمن نے فوراً سے سر ہلایا۔۔

دریاب نے رس گلا اٹھا کر من کے ہونٹوں پر رکھا تا کہ باری باری دونوں کھا سکیں۔۔ لیکن اسکا رکھنا تھا سمن نے جھپٹ کر پورا منہ میں نگل لیا۔۔ "ہاہاہاہا۔۔۔" اب کی بار جہاں دریاب تپ کا لال ہوا تھا وہی سمن کا قہقہہ جاندار تھا۔۔

تم ایسے نہیں سدھرو گی" اسنے غصے سے کہتے بپھر کر چھری سمن کر گلے پر رکھی۔۔"
نہی۔۔ نہیں میں اب کچھ نہیں کرتی۔۔" وہ ہراساں ہو کر بوکھلاہٹ سے بولی۔۔"
اب کرو گی بھی تو گردن کاٹ دوں گا۔۔" اسنے دھمکایا۔۔ سمن پھیلی آنکھوں سے دیکھنے لگی۔۔"
"منہ کھولو!" اسنے حکم دیا۔۔ وہ جھٹ سے منہ کھول گئی۔۔
دریاب نے مسکراتے ہوئے وہ رس گلا اٹھا کر اسکے لبوں پر رکھ دیا۔۔ سمن کچھ سمجھتی کہ اسکے اطراف میں ہاتھ ٹکا کر اسنے بھی اسی رس گلے پر اپنے لب رکھ کر اسے کھانے لگا۔۔

من حیرت زدہ اپنی جگہ جم گئی۔۔ جبکہ وہ اپنے انداز میں اسکے ہونٹوں سے رس گلا کھا رہا تھا۔۔

افف کتنا ٹیسٹی تھا۔۔"اسنے سر اٹھاتے گہرا سانس لیکر کہا۔۔"
سمن کی نا صرف نگاہیں بلکہ گردن بھی جھک گئی۔۔

تمہیں کھانا ہے؟"اسنے سمن کی بکھرے زلفوں کی ایک لٹ کو پکڑ کر کھینچتے پوچھا۔۔وہ خاموشی" سر اثبات میں ہلا گئی۔۔

دریاب نے مسکراتے اپنے لبوں میں تھام کر رس گلے کو اسکے ہونٹوں کے قریب کیا۔۔
سمن نے سانس روک کر اسے دیکھا۔۔وہ پیچھے ہٹی مگر پشت کے دیوار سے ٹکرانے اور دریاب کے ہاتھ میں چھری دیکھتی وہ بوکھلا کر گھبرائی چور نظروں سے آس پاس دیکھتی آگے بڑھ کر آنکھیں موند گئی۔۔

دریاب نے مسرور ہوتے اسکی کمر کو تھام کر اوپر اٹھالیا اسے۔
سمن نے شرارت سے اپنی ناک کو اسکی ناک سے سہلایا۔۔

اسنے پھر سے ایک رس گلا اٹھا کر اسکے لبوں سے لگایا۔۔ سمن کے لب نم ہوگئے اسکے شیرے سے۔۔ جنہیں جھک کر دریاب نے سمیٹ کر اپنے ہونٹوں میں اسکے ہونٹ دباتے اسنے ہاتھ میں

اس رس گلے کو مسلتے ہوئے وہی ہاتھ اسکی گردن پر پھیرا۔۔

دریاب۔۔" سمن نے گھبرا کر ناگواری سے جھڑکا۔۔"
لیکن وہ اثر لیے بغیر مسکراتا اسکی گردن پر اپنے لب پھیرتا اسکی گردن سے رس گلے کے ذرے ذرے سمیٹنے لگا۔۔

وہ گھبرائی لیکن دریاب اسکی گھبراہٹ کو نظر انداز کرتا اسکے ہونٹوں پر انگلی پھیرتے اسے جابجا اپنے لمس سے بھگو کر گردن نم کر گیا۔۔

اسنے سمن کر ہونٹوں پر رس گلا رکھتے اسکے بالوں میں ہاتھ پھنسا کر اپنے لب اسکے لبوں سے ملا دیئے۔۔ اور ذرا ذرا کر کے وہ اس رس گلے کو نگلتا ہوا اسکے ہونٹوں پر موجود شیرے کو سمیٹ گیا۔۔
سمن کے ہونٹ اسکی شدت سے بھیگنے لگے۔۔
دریاب نے بے خودی میں پلیٹ پر ہاتھ پھیرا لیکن پلیٹ خالی تھی، سمن کا تنفس بکھرنے لگا۔۔
بے ایمانی سے نہیں ایسے کھاتے ہیں رس گلے دیکھو پتا بھی نہیں لگا اور ختم ہو گئے۔" اسنے "
شیرے سے بھیگی انگلی سمن کے ہونٹوں پر پھیرتے ہوئے اسکی جھکی پلکوں کو دیکھا

سمن نے زبان اپنے لبوں پر پھیرنی چاہی، دریاب نے ٹھوڑی کو پکڑ کر اسکی حرکت کو ناکام کیا۔۔
"میرے شکار پر نظریں مت ڈالو!" وہ اسے سرزنش کرتا اسکے گلابی لبوں پر جھک کر انہیں اپنی
گرفت میں قید کرتے اپنی جیب سے رومال نکالا۔۔
اور اسکی گردن پر پھیرتے اسکی ٹھوڑی گالوں کو صاف کرنے لگا۔۔
"جا کر ہاتھ لے لینا ورنہ رات کو میرے بجائے اس میٹھے رس گلے سے مکوڑے رومینس کرنا شروع
کر دیں گے۔" وہ اسکے بھیگے ہونٹوں پر نرمی سے رومال پھیرتا انہیں خشک کرنے لگا۔۔
تبھی دور سے زریش شاہ کی آوازیں سنائیں دینے لگی۔ وہ شاید ان دونوں کو ہی ڈھونڈ رہی تھی۔۔

"دیکھو مام ٹھیک وقت پر آئی ہیں۔۔ ہم نے صلاح کر کے ساتھ رس گلے کھا لیے۔۔" اسنے سمن
سے شرارت سے کہا۔۔

"تم میرے ہاتھ کھولو مام کیا کہیں گی دری۔۔" سمن نے کسمساتے اسے بندھے ہاتھوں کا احساس
دلایا۔۔

دریاب نے مسکراتی نظروں سے اسے دیکھتے اسکے دائیں بائیں دیوار پر اپنے ہاتھ رکھے۔۔

دل چاہا رہا ہے یونہی اٹھا کر اپنے روم میں لے جاؤں۔" وہ اسکی نظروں سے نظریں ملا کر معنی
خیزی سے سرگوشی میں گویا ہوا۔۔

دریاب مذاق چھوڑو! کھولو میرے ہاتھ۔۔" وہ بے بسی سے خوفزدہ ہو کر بولی۔۔ زریش شاہ"
انہیں پریشانی سے ڈھونڈ رہی تھیں کہ کہیں گھر سے باہر تو نہیں نکل گئے۔
تبھی دریاب کا موبائل بجا۔۔
آہ!" سمن بوکھلا گئی۔۔ گڑبڑا تو دریاب بھی گیا تھا"
جگمگا رہا تھا۔۔ "Big bro" اسے موبائل نکال کر دیکھا تو

لو سالے کی کال آگئی۔۔" اسنے سکرین سمن کے سامنے کر دی۔۔"
دری تم نے دلاور کے بارے میں کچھ بتانا تھا۔" سمن کو دلاور کی بات یاد آتے ہی اسنے گھبرا کر"
پوچھا

جلدی کس کرو بتاؤں شاباش!" اسنے اپنا چہرہ سامنے کر دیا سمن نے ہراساں ہو کر دیکھا۔۔"
دری۔۔۔" اسنے وقت کا احساس دلایا۔۔ مگر وہ پیچھے نہیں ہوا تو مجبوراً سمن نے آگے ہوتے"
اپنے کپکپاتے لب دریاب کے رخسار پر رکھے۔ دریاب نے اسکے پیچھے ہونے سے پہلے اسکی کمر کو

تھام لیا۔۔۔

میں ان ہونٹوں کا صدقہ دینا چاہتا ہوں۔۔ جنہوں نے دریاب خان کو دیوانہ کر دیا ہے۔۔""
اسنے کہتے اپنی جیب سے چابی نکالی۔۔ اور سمن کے ہونٹوں پر سے وارتے ہوتے اپنے لبوں سے لگا کر چابیوں کو چوما۔۔۔

یہ کیا ٹھرک پن ہے؟" سمن حیران ہوئی اسکے چابیوں کو چومنے پر۔۔ لیکن اگلے لمحے اسکی اوپر "
کی سانس اوپر نیچے کی نیچے ہی دب گئے۔۔ وہ ساکت رہ گئی۔۔
جب اسنے ان چابیوں کو چوم کر اسکی شرٹ کی نک میں انگلی پھنسا کر کھینچا اور ان ہتھکڑیوں کی چابیاں اندر پھینک دی۔۔۔

دریاب۔۔۔" وہ دہل گئی۔۔"
شش یہ قیمتی چابیاں ہیں۔ میری امانت۔۔ سیفلا کر میں سنبھال کر رکھنا، ضرورت پر کام آئیں "
گی۔" اسنے انگلی لبوں پر رکھ کر آنکھ دباتے معنی خیزی سے کہتے اسکی شرٹ پر انگلی پھیر کر وہاں سے نکل گیا۔۔
سمن نے تھک کر اپنی پشت دیوار سے لگائی۔۔

دریاب سمن کہاں ہے؟اور تم کہاں جارہے ہو کھانا نہیں کھارہے۔۔"زعیش کی گاڑی کی طرف بڑھتے جیسے دریاب پر نظریں گئیں وہ پریشان ہو کر اسکی طرف بڑھیں۔۔"

پھر کبھی مام!ابھی صام کال کر رہا ہے مسئلہ شاید سیریس ہو گیا ہے۔۔ابھی چلتا ہوں اپنا خیال رکھئیے گا۔۔میں دو اہلکار یہاں بھیج دیتا ہوں۔۔"دریاب جلدی سے کہتا اپنی گاڑی میں بیٹھا اور ایک نظر سامنے دیوار سے لگے کھڑے وجود پر ڈالتے گاڑی وہاں سے نکالتا چلا گیا۔۔

سمن!!"زریش شاہ نے اسکے جاتے بیٹی کو پکارنا شروع کر دیا۔۔اور سمن چابی کو غلط جگہ پر اٹکتے محسوس کرتی جلے بھنے دل سے دریاب کو مسلسل کوستی رہی۔۔
بس رونے کی کسر باقی رہ گئی تھی۔۔کیونکہ وہ شاطر انسان اپنا کام کر گیا تھا اور دل کی بات پر اسے بیوقوف بنا گیا تھا۔

oooooooooo

جہاز کے لینڈ ہوتے ہی وہ کراچی کے ایئرپورٹ پر اپنے قدم زمین پر رکھے۔۔عرشیہ نے

سیڑھیاں اتر کر جیسے قدم زمین پر رکھے تھے آہستگی سے ساتھ کھڑے دلاور خان کے چوڑے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دیا تھا۔۔

دلاور نے مسکراتی نظروں سے عرشیہ کو دیکھا۔۔ تبھی نیلی اوشن آنکھوں پر سیاہ گلاسس چڑھائے انکے برابر میں آکر کھڑے ہوتے صمصام زیدی نے اپنا بازو عرشیہ خان کی کمر میں حائل کرتے اسے اپنی طرف کھینچا۔۔۔

عرشیہ نے بوکھلا کر پہلے صمصام کے چہرے کو پھر اپنے بھائی کے بگڑے تیوروں کو دیکھا۔ اسنے اپنے بازو پر موجود زخم کی وجہ ایٹالو کیٹھورا نامی شخص کو بتایا تھا جس نے باہر جاتے وقت اس پر خنجر سے وار کرتے زخمی کرنا چاہا تھا عرشیہ کو۔۔
تب سے صمصام اس سے سخت غصے میں تھا، کہ اسنے پہلے کیوں نہیں بتایا وہ اس ایٹالو کو آٹے میں بدل دیے۔۔۔
دلاور کو شدید طیش تھا، اسنے اینیمل بائی ایئر ٹرانسپورٹ کے ذریعے اپنے بوف کو پاکستان بھینجے کے ساتھ اپنے آدمیوں کو بھی حکم دے دیا تھا کہ جلدی سے پتا لگاؤ کہ یہ آٹا لے لو ہتھوڑا کون ہے۔۔

ان دونوں کے منہ سے ایسا نام سن کر تو پہلے عرشیہ بھی ہنسی تھی مگر پھر سنجیدہ ہو گئی کیونکہ وہ شدید بیمار تھی اسے بازو میں بے تحاشہ تکلیف تھی۔۔وہ ڈری سہمی ہوئی تھی اور اسے خوف تھا کہیں پھر سے ایٹالو نامی بندہ اس پر وار نا دے۔۔

لیکن اب اپنے دائیں بائیں بپھرے شیر لیکر وہ جب پاکستان آئی تھی اسکا فخر سے گردن اکڑی ہوئی اور حوصلے سے دل بڑا ہو چکا تھا۔۔
وہاں موجود جس جس کی نظریں اس پر گئیں اسکے دائیں بائیں کھڑے بے تحاشہ ہینڈسم اور مغرور لڑکے دیکھ کر وہ اس سنہری بالوں والی لڑکی پر رشک کرنے لگے۔

اپنی اوقات میں رہو!" دلاور نے جتایا۔۔"
صمصام زیدی اوقات یاد دلاتا ہے۔۔"صام نے تمسخرے سے کہا"
ابھی یہ مت بھولو کہ تمہارا کیس پورا تمہارے حق میں نہیں، اگر مجھ سے زیادی ٹیں ٹیں کی" ابھی پوری میڈیا کو یہاں جمع کر کے تمہارا زار فاش کر دوں گا کہ تم ہی دلاور خان ہو نا کہ ڈی کے۔۔"صام نے دلاور کو دیکھتے اسے اسکا چھپا روپ یاد دلایا
جس پر نا صرف دلاور بلکہ عرشیہ کا غصے سے برا حال ہو گیا۔۔
ساحل بھائی تمہیں الٹا لٹکا دیں گے" عرشیہ نے غصے سے بپھر کر کہا"

ہو نہہ !ڈارلنگ مجھے الٹا لٹک کر ایکسر سائز کرنے کی عادت ہے۔" وہ سپاٹ تاثرات سے سر
جھٹک کر بولا۔۔

تم سالے ہو یا دل کے دشمن!" عرشیہ صدمے کی کیفیت میں بولی۔۔"
رہنے دو بیٹے! جینے دو لوگوں کو خوش فہمی میں۔۔" اسنے عرشیہ کا سر سہلاتے کہا۔۔ اور صام کو
مسکراتی نظروں سے دیکھا۔۔
میرے بچے! اتنا تو مجھے اندازہ ہے کہ ابھی تیرے سائیکو کر توت تیرے بات کو بتاؤں دوسرے
دن لات مار کر تمہیں گھر سے بے دخل کر دیں۔۔" دلاور نے کہا عرشیہ قہقہہ لگا اٹھی لیکن صام
کی نظریں کی پرچھائی پاتے ہی اسکی ہنسی حلق میں دب گئی۔۔۔
اسنے نگاہیں چراتے کھانسنا شروع کر دیا۔۔

مجھے بھی تم جیسے خبیثوں کا پتا تھا۔ اسلئے میں اس گھر کو الریڈی اپنے نام کروا چکا ہوں۔۔" صمصام
نے پینٹ کی جیب میں ہاتھ پھنسا کر ان کے سروں پر دھماکہ کر دیا۔۔۔

وہ دونوں بھائی بہن اسے حیرت سے دیکھنے لگے۔۔
تم نے ایسا کیا صام؟" دلاور نے بے یقینی سے پوچھا۔"

اسکے لبوں سے صام سن کر صمصام کو بہت پسند آیا اپنا نام لیکن انکی حیرت کا اسکے پاس کوئی علاج نہیں تھا۔

وہ تھا ہی ایسا، کسی کی بھی سمجھ سے باہر۔۔
اب کسی کو توقع تھی کہ وہ اپنے باپ سے گھر چھین کر اپنے نام کروالے گا۔ لیکن وہ کروا چکا تھا کیونکہ اسے پتا تھا اسکا باپ کسی بھی وقت پھر سے اسے نکال دے گا۔
جانتا تھا اسکا باپ بھی جیلس تھا اس سے۔۔

ڈیڈ تو صدمے سے پاگل ہو جائیں گے جب انہیں تمہاری اس حرکت کا معلوم ہو گا۔" عرشیہ " نے دکھ سے کہا۔۔

ڈونٹ وری وہ میرا باپ ہے اتنی آسانی سے کوما میں نہیں جائے گا۔" صام نے سپاٹ لہجے میں " کہتے اپنے قدم آگے بڑھا لیے۔۔

میں ہرگز تم جیسے فراڈی شخص سے اپنی بہن کی رخصتی نہیں کروں گا" دلاور نے اپنی لاڈلی بہن " کو سینے سے لگاتے غصے سے اسکی پشت کو دیکھ کر کہا۔۔

کوئی بات نہیں میں اپنے بچوں کے نام اکیلے ہی سلیکٹ کر کے تمہیں پارسل کر دوں گا یاد سے "
رکھ لینا۔۔"صمصام نے قدم آگے بڑھا لیے لیکن عرشیہ کا دل چاہا کہیں چھپ جائے۔۔۔

کس قدر وہ سائیکو تھا اتنا نہیں سوچتا تھا کہ کس کے سامنے کیا بولنا چاہیے۔
الفاظ اسکے ہوتے تھے اور وقت مہل وہ خود ہی سلیکٹ کرتا تھا کب کیا بولنا ہے۔دوسرے کی
اہمیت اسکے آگے خاک تھی خود ہی اپنا نواب تھا۔۔اپنے آگے انمول کو بھی بے مول کر دیتا تھا
وہ باگڑ بلا۔۔۔

صمصام زیدی! آپکی ہاسپٹل میں آگ لگنے،ڈاکٹر صائم زیدی پر ایف آئی آر ہونے اور آپکی بہن "
کے جلنے پر آپ کہاں تھے؟ آپ کا اس سب پر کیا ری ایکشن ہے عوام بے صبری سے جاننا چاہتی
"ہے۔۔

"آپکی لاڈلی بہن جسے آپ اپنی زندگی الفت کہتے ہیں اسکے جلنے کا کیا آپ کو پتا ہے؟"

آپ کو کس پر شک ہے؟ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں کہ یہ فیروز چغتائی نے کیا ہو گا؟ یا ظفران"

"حیدری کی طرف سے اٹیک ہے؟

صمصام زیدی کی ٹائم لائن ہر جیسے ہی اسکی اسسٹنٹ نے "کم بیک پاک" لکھا تھا میڈیا کے تمام نمائندہ اور اینکر اپنی پوزیشن سنبھالے کب سے اسکے انتظار میں کھڑے تھے کہ جیسے ہی صمصام زیدی باہر نکلے وہ اسکاری ایکشن سب سے پہلے جان سکیں۔۔۔

لیکن وہ تو انجان ہی تھا اس سب سے۔۔ اسکے پیچھے بلیک ہڈی سیاہ ماسک میں اپنی بہن کو بازوؤں کے حصار میں لیکر میڈیا سے سائیڈ ہو کر نکلتے دلاور خان کے کانوں پر بھی جب یہ الفاظ پڑے تھے وہ پتھر کا ہو کر اپنی جگہ ساکت رہ گیا تھا۔۔۔

کیا بکواس ہے یہ؟؟؟" اچانک جو کچھ ہوا وہ اتنا غیر متوقع تھا کہ سب بوکھلا گئے۔۔ صمصام زیدی" نے غراتے ہوئے کسی خونخوار بپھرے زخمی شیر کی مانند سامنے کھڑے جھڑمٹ کو دھکا دیتے، انہیں دھکیلتے ہوئے انکے بیچ سے بھاگا۔۔۔

اینکر رپورٹر ایک دوسرے کے اوپر لڑکھڑاتے ہوئے جا گرے تھے۔
انکی وحشت بھری چیخیں گونج اٹھی تھیں۔۔ کسی کا سر زمین سے ٹکرایا تھا تو کوئی بری طرح دیوار

سے لگا تھا۔۔

فضا میں اچانک افراتفری مچ گئی۔۔۔

انہیں شاید اندازہ ہو گیا تھا کہ کسی شدت پسند پازیسو انسان کے سامنے ہر گز بھی ایسی بات نہیں کرنی چاہیے جو کہ اسکی نفسیات کو آتش فشاں کر دے۔۔۔۔

دلاور کے آگے تو زمین آسمان گھوم گئے۔۔

یہ ظفران حیدری کی حرکت ہو گی۔۔"اسنے پھولی رگوں کے ساتھ سوچتے اپنی مٹھیاں بھینچ" لیں۔۔۔

عرشیہ نے سراسیمہ ہو کر اپنے بھائی کے بدلے سرد تیور دیکھے۔

وہ دلاور خان تو لگ نہیں رہا تھا۔۔۔

اسکی آنکھوں میں اچانک خون اتر آیا، اور وہ جیسے کوئی وحشی درندہ بن گیا تھا جسکے سامنے کوئی بھی آتا تو اسے چیر پھاڑ دیتا۔۔

oooooooooo

ساحل نے فیری کو الرٹ رہنے کا کہہ دیا تھا اور ماہرہ کی دوائوں کو وجود کو چیک اپ کیلئے بھی تاکید کی جس سے معلوم پڑ گیا کہ اسکی ڈرپ میں زہر دیا گیا تھا۔۔

ڈاکٹر حواس باختہ ساحل شاہ کے خوف سے جلدی سے اسکا ٹریٹ منٹ کرنے لگ پڑے تھے، ساحل کا غصہ ساتویں آسمان پر تھا۔ وہ اس وقت فیری کے پاس نہیں جا سکتا تھا کیونکہ وہ یہاں نہیں تھی۔۔۔

حیدر شاہ ڈسچارج ہو کر اپنے خالی گھر میں واپس چلے گئے تھے، وہاں صائم زیدی کی ہاسپٹل کو آگ لگا کر پھر کیس بھی صائم زیدی پر کر دیا تھا۔۔

یہ سب پری پلان تھا جو کہ اب انہیں سمجھ آیا تھا کہ انہوں نے شاید شمع فیروز کو مارنے کی ایک کوشش کی تھی جس میں ناکام ہو گئے تھے۔۔

ڈاکٹر تقویٰ اور ڈاکٹر صائم کے اچھے ڈاکٹروں سے تعلقات تھے، جو کہ انکے لئے اٹھ بھی آئے تھے۔۔ لیکن حالیہ ہی یہ کیس ظاہر کر دیا تھا کہ وہ اپنی ہاسپٹل میں غریب لوگوں کے اعضا نکال کر بیچتے ہیں۔۔

اور یہ کیس کوئی عام نہیں تھا، ایک رات میں بڑے سے بڑے آفیسر بھی اس کیس میں انوالو ہو گئے تھے۔۔ کہا جا رہا تھا کہ پکڑنے کے خوف سے صائم زیدی نے اپنی ہاسپٹل کو آگ لگا دیا جہاں

وہ اعضا سمگلنگ کا کام کرتے تھے۔

جس جس نے سنا تھا انگشت بدنداں تھے۔۔
تفتیش کیلئے صائم زیدی کو وہاں موجودہ صورتحال سے لیکر تھانے چلے گئے تھے۔ صارم کے تو حواس جھنجھلا اٹھے وہ بپھر گیا تھا لیکن صائم زیدی نے اسے باز رکھا ایسی کسی حرکت سے جس سے کوئی نقصان ہو یا غصہ بلکہ اسے اپنے کیس کیلئے جانے کا حکن صادر کر دیا۔۔

ہارون شاہ کو اپنی دوسری ہاسپٹل بھیج دیا اور خود روتی بلکتی اپنی جان کو انوشہ کے حوالے کیے پولیس کے ساتھ چلے گئے۔،، انکے پیچھے ہی ساحل شاہ بھی پہنچ گیا تھا۔ اور دریاب کو بھی کال ملائی تھی۔۔

ہم یہ کسی قیمت ثابت نہیں کر سکیں گے کہ یہ الزام جھوٹا ہے اور میری ہاسپٹل کو کسی اور نے آگ لگائی ہے۔۔" صائم زیدی تھکے ہارے لہجے میں گویا ہوئے۔۔۔

آپ اتنی جلدی ہار نہیں مان سکتے۔۔ آپ بھول رہے ہیں آپ کے پاس ایک انویسٹی گیٹر بھی موجود ہے۔۔" ساحل نے انکے ہاتھوں پر ہاتھ رکھتے کہا۔۔

صائم زیدی نے چونک کر اسے دیکھا۔۔ لیکن پھر استہزائیہ مسکرائے۔
وہ جو اپنے باپ کیلئے بھی نا آیا اسے کیا یاد ہو گا کہ اسکا کوئی بابا بھی تھا۔" انہوں نے زخمی لہجے میں " کہا۔۔

اسے یہ بھی یاد ہے اسکی انگلی تھام کر اسے مسجد میں نماز کیلئے لے جانے والا انہیں اللہ سے ملانے " والا انکا بابا ہے۔۔ دنیا ہر شخص کو بھول سکتی ہے لیکن ماں باپ اور استاد کو ہر گز نہیں بھول سکتی انکل۔۔ اور اسے ہم سب یاد ہیں۔۔۔
اور مجھے لگتا ہے یہ دشمنوں کی سازش ضرور ہے ہم پر زندگی تنگ کرنے کی لیکن خدا نے ایک راہ بنائی ہے ہم سے ہمارے دل کو ملانے کی۔۔" ساحل نے محبت سے صائم زیدی کو یقین دلایا۔۔۔۔

اگر وہ آگیا تو میں اس سے کہوں گا جس نے بھی معصوموں کو زندہ جلایا ہے انہیں چیر پھاڑ " دے۔۔" صائم زیدی کے لہجے میں طیش غضب تھا۔۔
اور یہی ساحل شاہ دیکھنا چاہتا تھا۔۔ اسے پورا یقین تھا دلاور خان ضرور آئے گا۔۔۔۔

اس بار وہ خاموش نہیں رہے گا کیونکہ اب وہ بچہ نہیں رہا تھا۔۔ اور ابھی تو اسکے حق کیلئے دنیا جمع ہوئی تھی۔۔ ابھی انصاف باقی تھا۔

وہ کب سے انتظار میں ایک سائیڈ پہ کھڑے تھے۔ وہ سارا انتظام کر چکے تھے۔ یہ سیٹ اپ کچھ دن پہلے ہو چکا تھا، ظفران حیدری نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے روحاشاہ تک ضرور پہنچائے گا۔۔

اور آج اسکا انتظار بالآخر ختم ہوا تھا۔ اسنے واقعی افراتفری میں ساحل شاہ کو جاتے ہوئے دیکھا تھا۔ اور اب انکا رخ اس فلیٹ کی طرف تھا جہاں اس وقت اسکا شکار موجود تھا جسکے پیچھے وہ ایلی کے ساتھ پاکستان آیا تھا۔۔

ہاں وہ روحاشاہ کیلئے ہی پاکستان آیا تھا اور اس راز سے کوئی واقف نہیں تھا حتیٰ کہ بازل شاہ بھی نہیں۔۔ یونیورسٹی کے پہلے دن ہی بوبی کو بازل شاہ کے ساتھ آئی وہ دنیا سے خفا سی لڑکی بے حد بھائی تھی

اسنے ایک دو بار اسے پرپوز بھی کیا تھا، اس سے اپنی محبت کا اظہار کیا مگر جواباً ہمیشہ اسکی نفرت تذلیل کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔۔

اگر وہ اپنے کسی دوست سے راز شیئر کرتا تو اسکے ٹھکرا دینے کا وہ کتنا مذاق بناتے اور پھر کیا بازل شاہ کی بہن پہ آنکھ ڈالنے سے وہ اسے معاف کر دیتی؟؟

یہی سب سوچ کر وہ ہمیشہ ہمت ہار جاتا تھا۔ اور ایسے چلتے چلتے ایکدن بالآخر وہ اسکا ملک چھوڑ کر واپس چلی گئی۔ اسکے جانے کے بعد کوئی ایسی رات نہیں تھی جب بوبی کو روحا کے خیال نا آتے ہوں۔۔

اسے کوئی شدت محبت تو نہیں بلکہ اسے ایک دفع پانے کی شدت خواہش ضرور تھی یہی سوچ کر وہ یہاں آیا تھا اور روحا کا پیچھا کرتے وہ اسکے پیچھے اس رات ریسٹورانٹ چلا گیا۔ وہیں اس پہ انکشاف ہوا تھا کہ روحا نے شادی کر لی تھی۔ جہاں اسے اس پہ شدید غصہ آیا تھا وہیں اسکی قسمت دیکھو آتے ہی اسکا ٹکراؤ ظفران حیدری سے ہو گیا جس نے اس سے وعدہ کیا اسے اسکی روحا تک پہنچانے کا۔۔

ساتھ ہی وعدہ لیا کہ وہ اسکا ایسا حال کر آئے گا کہ روحا شاہ، ساحل شاہ کے قابل ہی نا رہے۔۔۔

اور بوبی نے پوری طرح ٹھان لیا تھا کہ وہ ایسا حال کرے گا، اپنی تذلیل ٹھکرانے کا بدلہ لے گا کہ اگلی بار بوبی نام کو سوچ کر اسکی روح کانپ جائے گی۔۔

ساحل کو روحا سے الگ رکھنے کا پلان پہلے سے تیار تھا، اب مسئلہ صرف روحا تک رسائی کا تھا۔۔ بوبی کے ساتھ ظفران کا ایک آدمی موجود تھا اس وقت وہ پاکستانی تھا۔ انہوں نے کچھ دیر وہاں کھڑے ہو کر ساحل کے لوٹنے کا انتظار کیا تھا مگر جب یقین ہو گیا کہ وہ چلا گیا ہے تب وہ دیواروں کے اوٹ سے نکل کر باہر آ گئے تھے۔۔۔

تمہیں پتا ہے تمہیں کیا کرنا ہے؟" اسنے ساتھ کھڑے اس آدمی سے بے صبری سے کہا"

جسنے سر ہلا کر اسے سائیڈ ہونے کا کہا۔۔ "لیکن اس سے پہلے یہ دیکھنا ہو گا کہ اندر اس لڑکی کے ساتھ کوئی اور ہے تو نہیں" اسنے جتایا

ٹھیک ہے جو کرنا ہے جلدی کرو ہمارے پاس وقت کم ہے اسکے لوٹنے سے پہلے اسکی دنیا کو ختم" کرنا ہے۔۔۔ "وہ اپنے خطرناک اردوں سے مٹھیاں دبائے مسکراتی آواز میں سرگوشیانہ گویا ہوا۔۔۔

ooooooooooo

ساحل شاہ کے جانے کے بعد وہ سارے کام نمٹا کر اب بیڈ پر بیٹھی اپنی مام کے بارے سوچ رہی تھی۔ "انہوں نے موبائل آف کیوں کیا ہوا تھا؟ وہ کبھی اس طرح کرتی نہیں تھیں۔۔ "اسکے خود کے موبائل کی بیٹری ڈاؤن ہو گئی انہیں کالز کرتے کرتے۔

کافی سوچنے کے باوجود جب کوئی وجہ اسکے پلے نا پڑی۔۔ الٹا اسکے سر میں درد ہونے لگا، وہ اس درد کو برداشت نا کرتی کچن میں آ گئی

وہ اس انجان گھر میں اکیلی خائف بھی تھی، اور ساحل شاہ کو پا کر خوش بھی تھی۔۔ بلکہ یہ خوشی یہ سرور اس خوف پر حاوی تھا۔۔ وہ کچن کا جائزہ لینے لگی۔۔

کھانے پینے کا سارا سامان وہاں موجود تھا، اسے کوئی مشکل نہیں تھی یہاں۔۔ شاہو کے ساتھ بتائے گئے ہر لمحات و پل کو سوچتی مسکراتی اپنے لئے چائے بنانے لگی۔۔

تھکن اعصاب پر اس قدر سوار تھی، کہ ابھی اسکی مضبوط بانہوں کا حصار ملتا اور ان میں سمٹ کر وہ گہری نیند سو جاتی۔۔ لیکن اسکا حصار ہوتا اور پھر نیند نصیب ہوتی۔۔ یہ تو صرف خواب میں ہی ممکن تھا۔۔

پہلے کی بات اور تھی، جب انکے بیچ ایک سرد جنگ تھی۔ لیکن ان ایک دو دنوں میں اسنے اسکا پور پور تھکا دیا تھا اپنی شدتوں سے۔۔ ساحل شاہ کا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ اسکی سانسوں میں اتر جاتا۔۔

بدتمیز شاہو۔۔ "وہ جھینپ گئی۔۔"

چائے کپ میں انڈیلتی، چائے کا مگ لیے وہ کچن سے لاؤنج میں آکر صوفے پر بیٹھی ریموٹ اٹھا کر ایل سی ڈی آن کیا۔۔

پرسکون سے ماحول میں چائے سے لطف اندوز ہوتے ایل سی ڈی کی وسیع اسکرین پہ چلتی مووی دیکھنے لگی "terifier"

وہ رومینٹک سی مووی اسے بے حد پسند تھی۔۔ وہ ہمیشہ تنہائی میں ایسی مووی دیکھتی تھی اسکے برعکس بازل کو سخت چڑ ہوتی تھی انکی سائیکو نیچر سے۔۔

اس وقت وہ اس لڑکی کا سین دیکھ رہی تھی، جسکی تلاش میں وہ جوکر سامنے لٹکا مٹکا کر ہول کی جانب اشارہ کرتا ہے اور اس لڑکی کی جان نکل جاتی ہے خوف سے۔۔

معاً ابھی کچھ پل ہی پر سکون گزرے تھے، تبھی روحا کو باہر سے کوئی زوردار آواز سنائی دی۔ دھڑام کی اس آواز سے وہ اپنی جگہ اچھل ہی پڑی۔۔

سی۔۔ "اسکے ہاتھ سے موجود کپ سے چائے چھلک کر اسکی گود میں گری۔۔ اسنے جلدی سے " کپ ٹیبل پہ رکھا اور ریموٹ اٹھا کر مووی اسٹاپ کرتے وہ کھڑی ہوئی۔۔ آواز دروازے کے باہر سے ہی آئی تھی لیکن قریب سے۔۔

وہ فلیٹ اتنا بڑا نہیں تھا کہ گیٹ کے باہر کی آوازیں اندر نا پہنچ سکتیں۔ ضرور باہر کوئی تھا۔۔ روحا نے ہونٹ چباتے ہوئے خوف سے سوچا

لیکن شاہ ونے جاتے ہوئے اسے سختی سے منع کیا تھا کہ وہ گیٹ نہیں کھولے گی کچھ بھی ہو جائے۔۔ روحا کو اسکی ہدایت یاد آتے ہی وہ پیچھے ہو گئی۔۔

چائے اور موو ی کا مزہ خراب ہو گیا تھا، اسنے ایک اچٹتی نگاہ بند دروازے پہ ڈالتے ہوئے ایل سی ڈی آف کی اور کپ واش کر کے کیبنٹ میں رکھتے وہ اپنے کمرے میں آ گئی۔۔

ساحل تو جانے کب آتا، وہ تھکی ہوئی تھی بیڈ پہ گرتے فوراً سے نیند کی وادیوں میں اتر گئی۔۔

oooooooooooo

یہ سب کیا ہے؟" صائم زیدی نے غصے سے زیاف زیدی کو دیکھا۔۔"

یہ ہاسپٹل کے پیپرز ہیں" اسنے معصومیت سے جواب دیا"

اندھا نہیں ہوں میں دکھائی دے رہا ہے۔ میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ میرے پاس کیوں لائے ہو" انہیں؟" انہوں نے غصے سے بھڑک کر کہا

صامے نے کہا ہے۔۔" وہ پھر جواباً فرمانبرداری سے بولا"

چپ کر تُو کھوتے دے پتر اور تیرا کھوتا صاما۔۔۔ ابھی اسی وقت یہاں سے دفع ہو جا ورنہ" تمہارے ساتھ تمہارے صامے کو بھی دفع کر دوں گا۔۔" وہ غرائے۔۔ زیاف سٹپٹا گیا۔۔ لیکن اپنی جگہ سے ہلا نہیں۔۔

دیکھیں چاچا سائیں۔ مجھے پتا ہے اس وقت آپ جیل میں ہیں اسلئے آپکا دماغ گرم ہے آئی نیور" مائنڈ! کیونکہ میرا کچھ بگاڑ نہیں سکتے مگر ابھی میں خالی ہاتھ واپس گیا تو وہاں جو آپکا پاگل کھوتا

مم۔۔میرا مطبل پاگل صاما بیٹھا ہے وہ میرا سب کچھ اکھاڑ دے گا اسلئے مجھے معاف کریں اور شرافت سے سائن کر دیں۔۔۔"اسنے انتہائی عاجزانہ لہجے میں صائم زیدی پر اسکی بے بسی آشکار کی۔اور ساتھ التجہ کر دی۔۔

صائم زیدی تاسف زدہ اس خبیث اولاد کی باتوں پہ مٹھیاں بھینچ کر رہ گئے۔۔

اگر اس صورتحال کا فائدہ اٹھا کر وہ مجھ سے میری آخری پراپرٹی بھی چھین لینا چاہتا ہے تو یہ تیرے کھوتے صامے کی خوش فہمی ہو گی۔میں ہرگز اس پیپرز پہ سائن نہیں کروں گا۔تم جا سکتے ہو۔۔۔"صائم صاف الفاظ میں انکار کرتے پیچھے ہوئے اور جا کر کرسی پہ بیٹھ گئے۔۔۔

یہ اولاد تھی انکی؟اس موقع پہ بھی اپنے مطلب کی پڑی تھی اسے۔۔

تو آپ انکار کر رہے ہیں؟"زیاف نے مسلسل ناکام ہوتے آخری بار ضبط سے پوچھا"

ہاں اب دفع ہو جا!"وہ غصے سے بولے"

ٹھیک ہے اب آپ سے ساحل بھائی ہی سائن کروائیں گے۔۔"زیاف اپنی کوشش میں ناکام ہوتا سیل کے سامنے سے ہٹ گیا اور ساحل کو بلانے چلا گیا۔۔۔

ہاں جائو لے آؤ ساحل کو وہ تم لوگوں جیسا کھوتا نہیں۔۔۔میرے بدلے وہ دو جوتے مارے گا" "پھر دماغ ٹھکانے آئے گا تم لوگوں کا۔۔

صائم زیدی کو دکھ تو اپنے بیٹے پہ تھا جسنے آتے ہی سب سے پہلے تو جیل میں پڑے باپ کے پاس ہاسپٹل کے پیپرز بجھوا دیے تھے تاکہ وہ باپ کی اس مجبوری کا فائدہ اٹھا کر ان سے آخری دولت بھی چھین کر کنگلا کر دے باپ کو۔۔۔

اولاد تھی یا شیطان۔۔۔ فرشتے باپ کی ایسی شیطان اولاد۔۔۔

وہ وہاں بیٹھے غصے سے بڑبڑا رہے تھے، باہر میڈیا کا شور انکا دماغ سن کر رہا تھا۔۔ بیوی اور بیٹی کا سوچتے دل الگ زخمی تھا کسی پل چین نہیں تھا ابھی بھاگ کر بیٹی بیوی کے پاس چلے جائیں۔۔

اب تو صائم زیدی کو بھی ان بزدل دشمنوں پہ طیش آرہا تھا، بس نہیں چل رہا تھا ابھی سامنے آتے تو وہ انہیں چیر پھاڑ دیتے جنہوں نے انکی معصوم بیٹی کا وہ حال کیا۔۔

انکی آنکھوں کے سامنے بار بار توقیع پہ آگ کا جھپٹنا گھوم رہا تھا۔۔ تکلیف کی شدت سے انہوں نے آنکھیں میچلیں

اتنے بے بس شاید وہ کبھی ہوئے ہوں۔۔ سر جھکاتے انہوں نے اپنے بالوں کو مٹھیوں میں دبوچ لیا۔۔

دیکھیں چاچا سائیں۔۔۔۔۔۔۔ "زیاف پریشان سا گھوم پھر کر واپس انکے پاس آیا۔۔۔"

تو پھر سے آگیا۔۔۔ "صائم زیدی غصے سے بھڑک اٹھے"

وہ گڑبڑا گیا۔۔"چاچے سمجھنے کوشش کریں یہ ہمارے صامے کا۔۔۔۔۔۔

ابے چپ کر چاچے دے کھوتے !تُو تو بیوقوف ہے ہی ساتھ مجھے بھی اپنے جیسا بنا رہا۔۔اگر صام" یہ سب کر کے یہ شامت اپنے گلے ڈالنا چاہتا ہے تو میں اسے یہ بیوقوفی ہرگز نہیں کرنے دوں گا جا بتا دے اسے میرا فیصلہ۔۔۔"انکا فیصلہ اپنی جگہ مضبوط حتمی تھا

تبھی اپنے اسسٹنٹ سے بات کرتا ہوا وہاں پہ ساحل بھی چلا آیا۔۔جسے زیاف بلا کر لایا تھا۔۔

ساحل تم۔۔۔۔۔۔"صائم زیدی نے اسے دیکھتے صام کی حرکت کا بتانا چاہا جب ساحل نے انکے" ہاتھ پہ ہاتھ رکھیں۔۔۔

یقین رکھیں اپنے بچوں پہ۔۔۔۔ہم آپکو مایوس ہونے نہیں دیں گے۔اس وقت آپکو تقویٰ آپی" کے پاس جانے کی ضرورت ہے باقی ہم سنبھال لیں۔۔"ساحل کے کہنے پہ انہوں نے زیاف کی طرف دیکھا

ہاں صائم اگر وہ یہ سب کر رہے ہیں تو ضرور سوچ سمجھ کر ہی کر رہے ہوں گے۔۔۔"ہارون شاہ" نے بھی بیٹے کی تاکید کی۔۔۔

صائم زیدی نے ہونٹ بھینچ لیے۔۔۔

وہ کیسے اپنی مصیبت اپنے بیٹے کے سر پہ ڈال دیتا؟؟ اور صام اگر اس معاملے میں آیا تو انہیں ہتا تھا وہ ایک کے ساتھ کئی اور گڑھے مردے اکھاڑے گا۔۔۔

بہت صدمہ ہوا چاچے، روپے کی عزت نہیں دیتے آپ "ساحل کی بات پہ فوراً مانتے دیکھ کر" زیاف نے کافی دکھ سے کہا

چپ کر تو! جب اپنا دماغ استعمال کرے گا تب عزت کے لیے آجانا۔۔ "صائم زیدی نے اسے" جھڑک دیا۔۔ اور ساحل سے پین لیکر زیاف کے ہاتھ میں موجود پیپرز پہ سائن کر دیے۔۔۔

بہت صدمہ ہو رہا چاچے آپکی کنگلی حالت پہ۔۔ آخری ہاسپٹل بھی صامے کے نام چلا گیا" ہاہاہا۔۔۔ "زیاف نے اپنی ناقدری کی بدلہ لیتے صائم زیدی کی حالت پہ قہقہہ لگایا

منہ بند کرو اور یہ پیپرز صام کے پاس لے جاؤ اس سے کہنا ساحل کے پیپرز ریڈی ہیں وہ اپنا کام" کرے۔۔۔ "پین اپنی جیب میں رکھتے ساحل نے اسے جھڑک کر سنجیدگی سے کہا وہ سر ہلا کر پلٹ گیا

"!!اوکے باس"

زیاف کو نیوز سے جیسے معلوم ہوا تھا، وہ اسی افراتفری میں بھاگتا ہوا شہر کیلئے نکل آیا تھا۔ اور صام نے اسے یہاں بھیج دیا تھا۔۔

بد قسمتی سے دادا جان اور رضا زیدی زمینوں کیلئے نکلے ہوئے تھے، جس وجہ سے وہ اس معاملے سے فی الحال بے خبر ہی تھے۔

زیاف نے خود بھی انہیں کچھ نہیں بتایا تھا، کیونکہ وہ معاملے کو بڑھانا نہیں بلکہ ختم کرنا چاہتے تھے۔ وہ دشمن کی اس سازش کو سمجھ گئے تھے۔۔

زیاف نے کال کر کے صام کو کام ہو جانے کا سنایا جس کے بعد کا کام صام کو خود سنبھالنا تھا۔۔۔۔

ooooooooo

اسکی گاڑی جھٹکے سے پولیس اسٹیشن کے آگے رکی جہاں اس وقت صائم زیدی موجود تھا۔۔ اور باہر میڈیا کا ایک جھڑمٹ تھا۔۔ شور شرابا سوالات کی بوچھاڑ تھی وہ دھاڑ سے دروازہ کھول کر اپنی گاڑی سے نکلا اور بھاگتا ہوا اندر داخل ہوا۔۔۔

"!!!س۔سر!سر"

بھاری قدموں کی دھمک پہ گردن گھما کر آنے والے کو دیکھتے تھانے کا ایس ایچ او اور اے ایس آئی بھاگ کر اسکے پاس پہنچے۔۔

دریاب خان نے سامنے سلاخوں کے پیچھے کھڑے صائم زیدی کو دیکھا

اسکی شہد رنگ آنکھوں میں جیسے انگارے پھوٹ پڑے۔۔۔۔

"سر وہ۔۔۔۔۔۔"

چٹاخ۔۔۔چٹاخ۔۔اس سے پہلے کہ ایس ایچ او اپنا جملہ مکمل کرتا، دریاب خان کے بھاری ہاتھ کے مکے تھپڑوں نے انکی بولتی بند کر گئے۔۔

ہمت کیسے ہوئی تم سب کی ان کو ہاتھ لگانے کی" وہ سامنے کھڑے ایس ایچ او اور اے ایس آئی" کے کالر کو مٹھی میں جکڑ کر ان پہ غرایا۔۔

دریاب!!" ساحل ابھی اپنے اسسٹنٹ سے جسٹس صاحب کے سائن ہوئے پیپرز لیکر جب" اندر داخل ہوا تھا دریاب کا بپھرا حال دیکھ کر بھاگتا اسکے پاس پہنچا، اور ان دونوں کو اسکی پکڑ سے آزاد کروا کر دریاب کو دور دھکیلا۔۔

چھوڑو بھائی میں ان کی جان لے لوں گا انکی ہمت کیسے ہوئی بابا کو ہاتھ لگانے کی۔۔۔" وہ زخمی" شیر کی مانند غرایا تھا۔۔انہیں مارنے کیلئے ان پر جھپٹنا چاہتا تھا مگر ساحل اسکے توانا وجود کو دونوں شانوں سے جکڑے پیچھے دھکیل گیا۔۔۔

پاگل مت بنو دریاب!!" ساحل شاہ دھاڑا۔۔۔"

یہ آپ سب خاموشی سے دیکھ سکتے ہیں لیکن میں نہیں۔ میں انکی اینٹ سے اینٹ بجادوں" گا۔۔" وہ چیخا۔۔ساحل نے ضبط سے مٹھیاں بھینچیں۔۔

کس کی اینٹ سے ایبٹ بجاؤ گے ؟ کون ہے یہاں تمہارے آگے قصوروار ؟ یہ سب تو حکم کے "
"پابند ہیں۔ آخر انکی کیا غلطی ؟؟

ہوش سے کام لو خان ! جذباتی مت بنو۔۔۔" وہ اسے ریلیکس کرنے کیلئے لیے پیار سے بولا۔۔۔ "

مگر اسکا دماغ طیش سے گھوما ہوا تھا۔۔ وہ سرخ آنکھوں سے اپنے بابا کو دیکھ رہا تھا جو سلاخوں کے پیچھے کھڑے تھے۔ کیا یہ انکی ذات پہ چھوٹا وار تھا۔۔ یہ ان سب کیلئے زناٹے دار تھپڑ کی مترادف تھا۔

اتنے جوان بہادر مضبوط بیٹوں کے ہوتے ہوئے ان دشمنوں نے کہاں پہنچا دیا انکے بابا کو۔۔ کیا یہ انکے لئے شرمندگی سے ڈوب مرنے کا مقام نہیں تھا۔۔۔

جو بھی ہے لیکن اس وقت میں انکی جان لوں گا جنہوں نے میرے استاد کے گریبان کو چھونے "
کی جرات کی ہے۔۔۔" وہ خود کو چھڑوانے کی کوشش کرنے لگا

ساحل کا دل چاہا زوردار تھپڑ مار کر اس سانڈ کا سویا ہوا دماغ جگائے ہوش ٹھکانے لگا دے۔۔ آخر کب وہ ان جذباتی بھائیوں کو سدھار سکے گا

مار کر کیا کر لو گے تم ؟ وہی حال کرو گے انکا جو تمہارے بھائی کا ہوا تھا؟ گناہ کسی کا اور گلے کسی اور "
کے پڑا" ساحل ضبط کھو کر اسے پیچھے دھکیلتا چلایا۔۔۔

صائم زیدی نے افسوس سے ان دونوں کو دیکھا۔۔ کتنی مشکل میں ڈال رکھا انہوں نے اپنے بچوں کو۔۔۔

"دریاب ٹھٹھک گیا۔۔۔" کیا کہنا چاہتے ہیں آپ؟؟

ساحل نے ضبط سے ہونٹ بھینچے اور آس پاس انہیں گھورتے ششدر کھڑے لوگوں کو دیکھ کر۔ مٹھیاں دبائیں۔۔ وہ چلتا ہوا دریاب کے پاس آکر آہستگی سے گویا ہوا۔۔۔

کیونکہ جانتا تھا، پھر بھی وہ بڑا بھائی تھا اسے ہی برداشت کرنا تھا۔۔

میں وہ کہنا چاہتا ہوں جو تم سننا نہیں چاہتے ایڈیٹ۔۔ سیٹ اپ ہے یہ سارا ہمارے خلاف۔۔" ہمیں یہ سارا معاملہ حل کرنا ہے مزید الجھانا نہیں ہے۔ دیکھو ہمیں تمہاری بہت ضرورت ہے آگے دریاب۔ ہم نہیں چاہتے کہ تم اپنی کسی بیوقوفی سے یہ جگہ کھو دو۔۔

وہ جو بھی ہیں ہمیں الجھا رہے ہیں، ہم کسی ایسی بات پہ فوکس کرنے نہیں دے رہے جس پہ ہمارا ہونا چاہیے۔۔ ہم کچھ مس کر رہے ہیں۔۔

اس وقت اگر تم نے کسی پہ غصہ نکالا اپنا تو تم پہ کیس ہو سکتا ہے، باہر پوری میڈیا جمع ہے۔ یہ چھوٹا سا معاملہ فساد بن کر تمہارے سامنے آئے گا اور صرف چٹکیوں میں تمہیں سسپینڈ کیا جائے گا جو کہ ہم کرنے نہیں دیں گے۔۔

یہ ہماری جیتی ہوئی بازی، ہمارے گلے میں ہار بنا کر ڈالنا چاہتے ہیں لیکن ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے کازوی آر جے یو!

جہاں ہم نے اتنا برداشت کیا ہے وہاں کچھ اور سہی۔۔ مت بھولو ایک انسان کی اصل آزمائش برداشت سے ہوتی ہے دریاب خان۔۔۔

خاموشی سے میرے ساتھ چلو اور انکل کو باہر نکالو اسکی جگہ کمشنر کو اندر ڈالنے کی تیاری کرو۔۔۔"

واٹ؟؟؟"اسنے حیرت سے ساحل کو دیکھا۔۔"

کیوں کسی بے گناہ کو بغیر وجہ کے تین کلاک جیل میں رکھنا وہ بھی کمشنر کے حکم پہ کیا یہ قانون کی نظر میں غلط نہیں؟؟؟"ساحل مسکرایا۔۔"

لیکن بابا تو ہاسپٹل کے جھوٹے کیس میں اندر ہیں؟"دریاب الجھ گیا۔یہ کیا ہو رہا تھا؟وہ کیا کر رہے تھے کیا انہوں نے پھر سے ٹیم سے باہر کر دیا تھا؟

کیا ساحل کو ہتا چل گیا تھا وہ رس گلا کھانے اسکی بہن کے پاس گیا تھا؟؟دریاب نے آہستہ سے حلق تر کیا۔۔۔

تمہیں کس نے کہا وہ ہاسپٹل صائم زیدی کے نام ہے؟؟ اس ہاسپٹل کا اصل مالک تو صمصام زیدی ہے پھر کس جرم میں صائم زیدی اندر ہے؟؟؟" اسنے دریاب کا کندھا تھپتھپایا۔۔۔

"اوہ!!!" وہ اب سمجھا تھا۔۔۔ مسکرا اٹھا "مطلب انکا کھیل انہیں کے گلے؟؟؟"

بالکل اب چلو اور انکل کو باہر نکالو انہیں آپی کے پاس بھیجنا ہے۔۔" اسنے کہتے اپنا موبائل نکال کر اسکرین کو دیکھا۔۔

کون کہتا تھا بڑا بھائی ہونا بہت آسان ہے؟؟؟

اگر کوئی ساحل سے کہتا تو وہ اسکا منہ توڑ دیتا تاکہ ایسی واہیات باتیں دنیا میں مزید نا رہتیں۔۔۔

سوری بابا!!" دریاب تیزی سے سیل کی طرف بڑھا۔۔"

چلو کھولو اسے!!" وہ پلٹ کر ایس ایچ او پہ تحکمانہ دھاڑا۔۔۔"

جج۔جی صاحب" وہ مودبانہ بھاگ کر اسکے پاس آئے"

ساحل!!" تبھی ہارون شاہ وہاں چلے آئے۔۔"

ساحل نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔۔۔ "یس ڈیڈ۔۔۔"

روحا کہاں ہے؟؟" انہوں نے غصے سے دیکھتے پوچھا"

"وہ میرے فلیٹ پہ ہے۔۔۔" ساحل نے الجھتے انہیں جواب دیا "کیا ہوا خیریت؟؟"

خیر ہت؟؟ تم دیکھ رہے ہو یہاں کے حالات۔۔ سب پہ اٹیکز ہو رہے ہیں اور تم کیا سوچ کر "
روحا کو اکیلے اپنے فلیٹ پہ چھوڑ آئے؟؟؟

میں جا رہا ہوں صائم کے ساتھ تم ابھی جاؤ اور اسے لیکر گھر چھوڑ پہنچو جاؤ۔۔۔" وہ غصے دبی دبی
آواز میں بولے۔۔۔

"ساحل نے انکے متفکر چہرے کو دیکھتے سر اثبات میں ہلایا۔۔ "ٹھیک ہے

لیکن جیسے ہی وہ وہاں سے نکلا تھا ایکدم سے میڈیا کے نمائندوں نے اسے گھیر لیا تھا۔۔۔

"ساحل شاہ آپ کا اس صورتحال میں کیا کہنا ہے؟"

"آپ کیا کہتے ہیں کیا یہ فیروز چغتائی کی کوئی سازش ہے؟"

"کیا واقعی صائم زیدی ایک اچھے ڈاکٹر لے بھیس میں اسمگلنگ کرتے ہیں؟"

کل آپکی کورٹ میں پیشی ہے کیا یہ سب ظفران حیدری نے کیا ہے تاکہ وہ آپکو روک "
"سکیں؟؟؟

ایک کے بعد ایک سوال کی بوچھاڑ کر دی گئی اس پہ۔۔۔ اسکے ارد گرد ہزاروں مائکز جمع ہو گئے
اسکے جواب کے منتظر۔۔۔

تبھی اسکے پیچھے آتے صائم زیدی نے اسکے شانے پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔

ہارون شاہ نے بہت فخر سے اپنے بیٹے کو دیکھا تھا۔۔۔

مجھے مزید کچھ نہیں سب اتنا کہنا ہے منزل جب قریب ہوتی ہے کتوں میں یونہی دہشت پھیل" جاتی ہے۔۔شاید وہ بھی ہماری کامیابی سے خوفزدہ ہوگئے ہوں گے اسلئے ہی انہوں بزدلوں کی طرح پیٹھ پہ وار کیا ہے۔۔میرا انکے لئے ایک پیغام ہے یہ "ہمت ہے سامنے سے وار کرو کب تک بزدلوں کی طرف چھپتے رہو گے معصوموں کی جان لینا تمہارا شاطرپن نہیں بلکہ زنانہ پہ۔۔۔۔ "! تھینکس فار لسننگ

ایکسکیوزمی!!"وہ کہہ رکا نہیں آگے بڑھ گیا۔۔۔"

جبکہ وہ نمائندے اسکے جواب سے محظوظ ہوتے ابھی بھی بہت کچھ کہہ رہے تھے لیکن ساحل شاہ سب کو نظرانداز کرتا اپنے موبائل پہ بار بار ایک ہی نمبر ٹرائے کر رہا تھا جو ہنوز بند جا رہا تھا۔۔

اسکے ماتھے پہ لاتعداد بلوں کا جال ابھرا۔۔۔

ooooooooo

اسکی گاڑی سیدھا آکر زیدی ہاؤس کے آگے رکی۔۔

دل!!!" عرشیہ نے تڑپ کے اسکے بازو کو پکڑا۔۔ "پلیز مجھے بھی توقی کے پاس کے چلیں مجھے" اسکے پاس جانا ہے مجھے اپنی کیٹی کو دیکھنا ہے۔۔ "وہ بھیگے چہرے سے اسکے آگے منت سماجت کر رہی تھی۔۔

دلاور نے اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اسکی پیشانی پہ لب رکھے۔۔ "نہیں میری جان! تمہیں اس وقت مام کے پاس جانا ہے۔ میں وعدہ کرتا ہوں ہماری کیٹی کو کچھ نہیں ہو گا۔۔ "جب تک دلاور خان زندہ ہے کوئی اسکی توقی کا بال بھی چھو نہیں سکتا۔۔۔

لل۔ لیکن بھائی۔۔۔ "وہ سسک پڑی۔۔۔"

جاؤ اور اسکے لئے دعا کرو!!!" اسنے گاڑی کا دروازہ کھولا۔۔ عرشیہ ناچاہتے ہوئے بھی گاڑی" سے اترنے لگی۔۔ وہ اسکے لئے مزید آزمائش نہیں بننا چاہتی تھی۔۔

اگر میری توقیع کو کچھ ہوا تو میں اپنی جان دے دوں گی دل۔۔ "وہ غصے سے غرائی اور اپنے لبوں" پہ ہاتھ رکھ کر اپنی آہیں دباتی ہوئی وہاں سے بھاگ گئی۔۔۔

اسکی آنکھوں کے سامنے بار بار توقیع کا چہرہ گھوم رہا تھا۔ اور اسکے بارے میں جو اسنے خبر سنی تھی اس سے اسکا دل لہولہان ہو گیا تھا۔۔

اسکے گھر میں داخل ہوتے گارڈز نے گیٹ بند کر دیا، دلاور نے وہیں سے گاڑی گھماتے جہاز کی سپیڈ سے گاڑی کو مین ہائی وے پہ ڈالا اور کسی کو دیکھے بغیر وہ اپنی گاڑی بھگاتا ہوا لے گیا۔۔۔

اسکی گاڑی کتنی بار گاڑیوں سے ٹکرائی، کتنی دفع اسکا ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا اسے کوئی ہوش نہیں تھا۔۔ اسنے جیکی سے توقیع کا پوچھا۔۔

اسنے اسے ایڈریس سینڈ کیا اور اب اسکا رخ وہیں تھا۔۔۔۔

اسکی سیاہ لینڈ کروز کسی طوفان کی مانند پولیس کی گاڑی کو اپنی راہ سے اڑاتی ہوئی آکر ہاسپٹل کے احاطے میں رکی۔۔

وہ دھاڑ سے دروازہ کھول کر باہر نکلا، اور اندھا دھند راستے کی بھیڑ کو ایک طرف دھکیلتا ہوا آگے بڑھا۔۔

"تم کون ہو مسٹر اندر نہیں جاسکتے! کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں واپس جاؤ!!!" وہ پولیس اہلکاروں کو دھکا دیتا میڈیا کے شور شرابے کو چیرتا ہوا جب ہاسپٹل کے اندرونی گیٹ پہ پہنچا گارڈز نے اسکا راستہ بلاک کر دیا۔۔۔

"میرے راستے سے ہٹو!!!" وہ سرد لہجے میں دھاڑا۔۔۔

تم نے سنا نہیں اندر کوئی نہیں جا۔۔۔۔۔" اس گارڈ کا جملہ ادھورا رہ گیا جب دلاور نے اچانک اسکی گردن کو اپنے شکنجے میں دبوچ کر اسے دروازے سے لگاتے بلند کر دیا۔۔۔

تم نے سنا نہیں میں نے کہا میرے راستے سے ہٹو!!" وہ غرایا۔۔ دوسرے گارڈز نے گھبرا کر ایک دوسرے کو دیکھا۔۔۔

ہے کون ہو تم اندر کیسے جا رہے ہو پیچھے ہٹو!!!" اسے گارڈ سے الجھتے دیکھ کر پیچھے سے پولیس اہلکار سٹیک پکڑے اسکی طرف بڑھا۔۔۔

ڈی کے ہوں میں!!! اگر تم میں دم ہے تو آ کر روکو مجھے" اسنے پلٹ کر زخمی شیر کی مانند غراتے اس گارڈ کو گھما کر اس اہلکار پہ دے مارا۔۔۔

ڈڈ۔۔۔ڈی کے!!!" دوسرے گارڈز نے بوکھلا کر فوراً سے اسکے لئے دروازہ کھولا۔۔۔"

"تت۔۔ تم کرائم انویسٹی گیٹر ہو نا؟؟؟" گارڈ نے ہراساں ہو کر اس سے پوچھا۔۔

وہ اسکا جواب دیئے بغیر اندر کی طرف بھاگا۔۔۔۔۔

ڈی کے وو۔۔ وہ تت۔ توقیع!!!" جیکی کی جیسے اس پہ نظر پڑی وہ بھاگتا ہوا اسکی طرف بڑھا۔۔"

کہاں تھے تم؟؟؟" دلاور نے اسکی بات سننے کے بجائے اسکے قریب آتے جیکی کا گریبان جکڑتے پوری قوت سے گھما کر دیوار پے اسے دے مارا۔۔۔

آس پاس کے لوگ ڈاکٹرز ہراساں یوتے چیخ کر ان سے دور ہوئے۔۔۔

میں تمہیں اسکے پاس چھوڑ گیا تھانا تو کیسے ؟؟؟ کیسے میری توقیع کو تکلیف ملی ؟؟ کیسے وہ اس حال" تک پہنچی مجھے جواب دو جیکی ؟؟" اسنے زور دار مکا جیکی کے منہ پہ دے مارا

افراتفری مچے ماحول میں ایکدم سکوت چھا گیا تھا لوگ حیرت زدہ ششدر اس جنونی شخص کی دھاڑیں سن رہے تھے۔۔

"!!مم۔مجھے معاف کر دو ڈی کے"

وہ اسکے قدموں میں گر کر ہاتھ جوڑ اٹھا۔۔"وو۔وہ اپنے ماموں سے ملنے آئی تھی مجھے پتا نہیں تھا اسکے ساتھ یہ ہو گا۔۔۔"وہ جو اسکی جان لینے کیلئے بپھر کر اس پہ جھپٹ رہا تھا کہ ایکدم اسکے ہاتھ ساکت ہوئے تھے۔۔۔

ہر سو سناٹا پھیل گیا، موت جیسا سناٹا جہاں محض وحشت تھی۔خاموشی کی وحشت۔۔۔

ماموں ؟؟؟" دلاور کے دماغ میں دھماکہ ہوا تھا۔۔۔اسکا دل شدت سے دھڑکا تھا۔۔۔وہ کیسے" بھول گیا کہ وہ لاڈلی تھی اپنے ماموں کی۔۔۔

کہاں ہے وہ ؟؟؟" اسنے زوردار ٹھوکر اسے رسید کرتے گریبان سے پکڑ کر اوپر کھڑا کیا اور اسکی" آنکھوں میں آنکھیں گاڑتے ہوئے استفسار کیا۔۔۔

وو۔۔وہاں!!!!" جیکی نے سانس روکے انگلی سے ایک راہ داری کی جانب اشارہ کیا۔۔۔ دلاور " نے اشارہ پاتے ہی اسے ایک طرف دھکیلا۔۔۔۔

وہ اسکے اشارے کی طرف قدم اٹھانے لگا۔۔لوگ بوکھلاتے ہوئے اس سیاہ ہڈی میں ملبوس شخص سے دور ہونے لگے۔۔۔

جیکی نے اپنی ناک سے خون رگڑا۔۔۔وہ خود رو رہا تھا، آخر کیوں اسنے توقیع کو اکیلا چھوڑا۔۔ مگر اس میں اسکی غلطی نہیں تھی۔۔۔

سالوں بعد جب اسنے اپنی بہن کی کھکھلاہٹ سنی تھی وہ سب کچھ بھول گیا تھا، اور اسکی ذرا سی بھول پہ شعلے بھڑک اٹھے جو ڈی کے کی ٹی ڈی کو بھی اپنی لپیٹ میں لے گئے۔۔

پھر ڈی کے کیسے پاگل نا ہوتا۔۔۔۔

وہ جیسے جیسے قریب ہونے لگا، بیڈ پہ پڑے پیشنٹ کی ہارٹ بیٹ تیز ہو گئی۔۔۔ جسے دیکھتے پاس کھڑی نرس بوکھلا گئی۔۔۔

ڈاکٹر!!!" وہ چلا کر ڈاکٹر کو پکارنے لگی۔۔۔"

بستر پہ پڑے نازک وجود پہ ایک خوف کی لرزش طاری ہوئی جسے دیکھتے نرس مزید خوفزدہ ہو گئی۔۔۔

ڈاکٹر توقیع زیدی کس وارڈ میں ہے؟؟؟" اسنے سامنے آتے ہوئے ڈاکٹر کو گریبان سے پکڑتے غراتے پوچھا۔۔۔ اسکی دھاڑ پہ ڈاکٹر وحشت زدہ ہوتے بوکھلا گیا

"وو۔۔ وہ وہاں ہے جہاں صمصام زیدی کھڑا ہے مم۔ میں ابھی وہیں سے آرہا ہوں۔۔۔" اس ڈاکٹر نے اسے ایک روم کی طرف اشارہ جسکے آگے ڈھال بنا وہ نیلی آنکھوں والا کسی سفید کوٹ والے شخص کا گریبان پکڑے اسے انتہائی جنونی حالت میں جھنجھوڑتا ہوا کہہ رہا تھا۔۔۔

"اگر اسے کچھ ہوا تو تو بھول جانا کہ صمصام زیدی کوئی انسان ہے۔ میں وہ درندہ بن جاؤں گا جس کی دہشت سے تم لوگوں کی روح لرز اٹھے گی۔۔۔ شکوہ کروگے رب سے، کس سائیکو کو پیدا کیا ہے۔۔"

دلاور اس خوفزدہ ڈاکٹر کو وہیں چھوڑے اس ایمرجنسی روم کی طرف بھاگا جسکے آگے صمصام زیدی ڈھال بن کر کھڑا تھا۔۔

"خبردار اگر تم نے ایک بھی قدم آگے بڑھایا تو میں بھول جاؤں گا تم رشتے میں میرے کچھ لگتے ہو!!" سامنے آتے دلاور پہ نظر پڑتے ہی صمصام غیظ و غضب سے گرج اٹھا۔۔۔

جبکہ اسکی شہد رنگ شعلہ بار انگارہ آنکھیں صمصام کے پیچھے بیڈ پہ پڑے وجود پہ پڑی تھیں جسکے آس پاس ڈاکٹر بوکھلائے کھڑے کچھ کہہ رہے تھے

میرے راستے سے ہٹو صمصام ورنہ میں بھول جاؤں گا کہ رشتے میں تم میرے چھوٹے بھائی لگتے "
ہو۔۔۔" دلاور نے ضبط سے مٹھیاں بھینچیں اسکے جبڑے کی رگیں تن گئیں۔۔۔

جب تک جیکی بھی بھاگتا ہوا وہاں پہنچا اور دھڑکتے دل سے دو بپھرے شیروں کو ایک دوسرے پہ گرجتے دیکھنے لگا۔۔۔

شٹ اپ!! جسٹ شٹ اپ!!! چلے جاؤ یہاں سے۔۔ یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے آج اگر "
آج توقیع اس حال میں ہے تو اسکے ذمہ دار تم ہو۔۔۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے اپنا منحوس سایہ لیکر
ناسور ہو تم ہمارے لئے۔۔۔" وہ جونی حالت میں حلق بل چیخ اٹھا۔۔۔

اسکے غصے پہ دلاور زخمی سا مسکرایا۔۔۔" پتا ہے مجھے اسلئے چھوڑ گیا تھا تمہاری بہن کو۔۔ لیکن اس
بار اسے میرے پاس تم لے آئے!!! اور اب اگر ایک لفظ مزید بکو اس کی تو زبان گدی سے نوچ
لوں گا میں تمہاری صمصام زیدی!!!" وہ اسکے مقابل آکر بپھر کر دھاڑا۔۔۔

غلطی ہو گئی مجھ سے!! مجھے لگا تھا کہ اس میں خوشی ہے میری بہن کی لیکن میں غلط تھا مجھے سمجھ "
جانا چاہیے تھا تم کسی کیلئے خوشی نہیں ہو سکتے ناسور ہو تم سب کیلئے۔۔۔

" چلے جاؤ یہاں سے دلاور خان ورنہ میں آگ لگا دوں گا تمہاری دنیا کو۔۔

غصے کی شدت سے شاید اسکا دماغ کام کرنا چھوڑ چکا تھا۔۔۔

مگر اسکی ہٹ دھرمی دیکھ کر دلاور نے مٹھیاں بھینچیں اور اسکی نیلی لہو رنگ آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑ دیں۔۔۔

راستے سے ہٹو صمصام!!!" وہ سرد برفیلے وارننگ دیتے لہجے میں بولا۔۔۔"

یہاں سے چلے جاؤ! چھوڑ دو میری بہن کا پیچھا دور ہو جاؤ توقیع سے میں اس پہ اب تمہارا سایہ بھی" پڑنے نہیں دوں گا۔۔ تم جب اپنے ماں باپ کے نہیں ہو سکتے میری بہن کے کیا ہو گے۔۔ آج وہ جس مقام پہ ہے اسکے ذمہ دار تم ہو صرف تم ہو دلاور خان۔۔۔۔۔

دور چلے جائو اس سے پہلے میں تمہیں سب سے دور کر دوں۔۔۔"صمصام غصیلے سفاک لہجے میں دھاڑا۔۔۔

دلاور کے اعصاب چیخ پڑے۔۔غصے کی شدت سے اسکے بازو کی رگیں پھول اٹھیں۔۔اسے سامنے سے ہٹانے کیلئے دلاور کے پاس صرف ایک ہی راستہ تھا۔۔۔

میں کہہ رہا ہوں صمصام ہٹو میرے راستے سے مجھے اپنی توقیع کے پاس جانے دو!!!" اگلے پل" غراتے ہوئے دلاور نے زوردار مکا اسکے چہرے پہ دے مارا۔۔

ٹھاہ کی آواز سے وہاں موجود لوگ چیخ کر ان سے دور ہو گئے اور حیرت سے اب ان دونوں کا مقابلہ دیکھنے لگے۔۔

ششدر ہوتے صمصام نے اسے دیکھا۔۔ "تم نے صمصام زیدی پہ ہاتھ اٹھایا؟؟؟" طیش سے ایکدم اسکی اوشن نیلی آنکھوں نے رنگ بدلہ اور گہری سیاہی مائل ہو گئیں۔۔۔۔

جسنے بھی دیکھا تھا وہ اپنا سانس روک کر کئی قدم پیچھے لے گیا تھا۔۔

اور پھر صمصام نے بھی نا آؤ دیکھا نا تاؤ اچانک زوردار مکا دلاور کے جبڑے پہ رسید کیا کہ وہ کئی قدم پیچھے کی جانب لڑکھڑا گیا۔۔۔

"تم نے۔۔۔۔!!!!" اسنے شاکڈ نظروں سے صمصام کو دیکھا۔۔ جبکہ اسکے دماغ کی تمام رگیں درد کی شدت سے جکڑ لی گئیں۔۔۔

"صمصام زیدی!!!" جیکی نے اسے اپنے ڈی کے پہ ہاتھ اٹھاتے دیکھ کر بپھر کر غراتے اپنی گن نکال کر صمصام پہ تان لی۔۔

اسکے ہاتھ میں اچانک بندوق دیکھتے وہاں کھڑے لوگوں میں افراتفری مچ گئی۔۔ وہ چیخ کر خوفزدہ ہوتے وہاں سے دور بھاگے تھے۔۔

"ہاتھ نیچے کرو جیکی!!!" دلاور نے اسے صام پہ گن تانتے دیکھ کہر بار نظروں سے دیکھا۔۔ جیکی گھبرا کر اپنا ہاتھ پیچھے کر گیا اسنے کچھ کہنا چاہا مگر دلاور کی چنگاریاں اگلتی آنکھوں نے اسکا منہ دب کر دیا۔۔

اسنے صمصام سے لڑنے کیلئے تیار ہوتے اپنی گردن کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا اور اپنی آنکھیں اس پہ ٹکائیں۔۔

جیکی مسکرا کر پیچھے ہوا۔۔۔وہ جانتا تھا اپنے ڈی کے کو کہ وہ اب کس طرح ٹی ڈی تک رسائی حاصل کرے گا۔۔۔

لیکن اسے غصہ تو اس نیلے شیطان پہ تھا جو غصے میں کسی کو نہیں دیکھتا تھا۔پتا نہیں کیا کھا کر اسکی ماں نے اسے پیدا کیا تھا۔اسے دیکھتے جیکی نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں۔۔

آجاؤ!!!"صمصام نے آستین چڑھائیں۔۔۔"

ایک طرف نیلی آنکھوں والا سرد برفیلا طوفان تھا تو دوسری طرف شہد آنکھوں والا بھڑکتا ہوا شعلہ۔۔۔۔

صمصام نے اسکا راستہ روکتے، فضا میں اچھل کر اپنی لات دلاور کے گردن پہ رسید کی وہیں اسے ڈاج دیکر دلاور نے گھومتے ہوئے اسکی گردن کو بازو میں دبوچ لیا۔۔۔

ان دونوں کی ہاتھا پائی کو دیکھتے وہاں چیخیں گونج اٹھیں۔۔

اسنے اسکی گردن کو دبوچا، صمصام نے اپنی ٹانگ سے دلاور کی ٹانگ کو لاکڈ کر دیا۔۔

جس سے وہ دونوں ہی ایکدوسرے کے شکنجے میں جکڑ لیے گئے۔۔ اگر ایک حرکت کرتا تو دونوں زمین بوس ہو جاتے۔۔۔

دفعتاً درد کی خطرناک ٹیس کے ساتھ ہی دلاور کے ناک سے خون کی بوند ٹپ کر صمصام کے شانے پہ گری۔۔۔۔

اسکی آنکھوں کے سامنے پوری عمارت گھوم گئی، پورے وجود کی رگیں رگیں سنسنا اٹھیں۔۔ اسکا دماغ سن ہونے لگا تھا۔۔ اگر اسے کچھ سنائی دے رہا تھا تو محض وہ تھیں، اسکی دھڑکنیں۔۔

جو اسکی پشت سے اسے دھک دھک کے بلند شور سے سنائی دے رہی تھیں۔ اسی طرح جیسے وہ اسکے قریب آنے پہ شور مچاتی تھیں۔۔

اسی طرح جب وہ "سنیں" کہتی تھی اور دلاور خان کی دھڑکنیں پاگل ہو جاتی تھیں۔۔۔

وہ جانتی تھی وہ آچکا ہے۔۔۔۔ تبھی تو اسکی دھڑکنیں اتنا شور مچا رہی تھیں۔۔۔۔

کیونکہ جب جب وہ آتا تھا۔۔۔۔

اسے کوئی روک نہیں پاتا تھا۔۔۔۔

بے ساختہ ہی دلاور کی گرفت صمصام کی گردن پہ کمزور ہو پڑ گئی۔۔ اسنے اپنی درد کرتی پتلیوں کو سکڑا، آنکھوں سختی سے میچا۔۔۔

مگر اسکے آگے سب کچھ دھندلا سا پڑنے لگا۔۔۔

کیا دلاور خان سچ میں منحوس تھا؟؟؟"اسکی آنکھیں نم ہوئیں"

کیا اسے سچ میں توقیع کو چھوڑ دینا چاہیے؟؟"اس سوچ پہ اسکا دل تکلیف کی شدت سے سکڑ گیا" سینے میں۔۔۔

ٹپ ٹپ کر بوندیں صمصام کے شانے پہ گریں۔۔۔ جس پہ ٹھٹھک کر بے ساختہ اسنے اپنی نیلی آنکھیں گھمائیں۔۔۔۔

اسکی آنکھیں نم شہد رنگ آنکھوں سے ہوتیں ہوئیں، ناک سے بہتے اس سرخ مادے پہ آکر ٹھہر کر ساکت ہو گئیں۔۔۔

ٹھاہ ٹھاہ کے ساتھ جیسے ساتوں آسمان ٹوٹ کر اسکے سر پہ برسے تھے۔۔ اسکا دل پوری شدت سے دھڑک اٹھا تھا۔۔۔۔

د۔۔۔۔ل۔۔۔۔!!"اسکی نم ہوتیں پلکیں، ناک سے بہتا خون دیکھ کر صمصام کا چہرہ لٹھے کی مانند" سپید ہو گیا اس کے لب کپکپائے تھے۔۔

دور رہو مجھ سے میں تم سب کیلئے برا ہوں!!!"دلاور نے اسکے سنبھلنے سے پہلے پوری طاقت سے" اسے خود سے دور دھکیلا۔۔۔۔

وہ اس اچانک غیر متوقع حملے کیلئے تیار نہیں تھا۔ اسے تو دل کی نم آنکھوں ناک سے بہتے خون نے شاکڈ کر دیا تھا۔۔

اس دھکے سے وہ لڑھڑا کر وہاں چھوٹی تنگ راہ داری میں موجود تماشائی لوگوں سے ٹکراتا ہوا دیوار سے جالگا۔۔

"گاڑی نکالو!!!" وہ صمصام پہ غلط نگاہ ڈالے بغیر پلٹ کر جیکی پہ دھاڑا۔۔ اپنے بازو سے اپنی ناک کو رگڑ ڈالا۔۔۔۔

اسکی وحشی سرخ آنکھیں سامنے بیڈ پہ پڑے وجود پہ تھیں۔۔۔

"بھائی!!!" ایمرجنسی وارڈ میں موجود اپنی ڈیوٹی انجام دیتے ڈاکٹر صارم زیدی کو جیسے اپنے بھائی کی ہاتھاپائی کا معلوم ہوا وہ بھاگتا ہوا وہاں پہنچا تھا۔۔۔

جبکہ صمصام کی شاکڈ نظریں سامنے شخص کی چوڑی پشت پہ تھیں۔۔۔ "وہ اس سے کیوں نظریں چرا رہا تھا؟؟؟"

"بھائی!!۔۔۔ بھائی آپ کو کیا ہوا؟؟؟" دوسرے ڈاکٹرز کے ساتھ صارم وہاں پہنچا اور اپنے بھائی کے شانوں سے تھام کر وہ اسکے چہرے پہ نشان دیکھتا گھبرا گیا۔۔۔

"وو۔۔ وہ بیمار ہے؟؟؟" صام کے لب کپکپائے۔۔۔

صارم چونک گیا۔۔۔"کون؟؟کون بیمار ہے؟؟؟"اسنے حیرت سے اپنے بھائی کی خود کلامی سنی۔۔

میں نے اسے جبڑے پہ مکامارا تھا۔۔۔وہ بیمار ہے۔۔۔"اسے دلاور کے آنکھوں کی اذیت یاد آئی۔۔اسکا دل جیسے اٹھاہ گہرائیوں میں ڈوب گیا۔۔

صام نے اپنے چھوٹے بھائی کو دیکھا۔۔وہ جانتا تھاوہ غصہ تھالیکن وہ اپنے دل کی تکلیف کو محسوس کر گیا تھا۔۔۔

وہ ناراض نہیں تھاان سے وہ جان گیا تھابلکہ وہ بیمار تھا۔۔۔۔

کیا کہہ رہے ہیں مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا کس کو مارا آپ نے کون بیمار ہے؟؟تم لوگ کھڑے تماشا کیا دیکھ رہے ہو ہیلپ کرو میری۔۔۔"وہ پلٹ کر ان ڈاکٹرز سے غصہ ہوتے بولا۔۔۔

ان سب کے آگے بڑھتے صام نے خونخوار سی نگاہ ان پہ ڈالی اور صارم کے ہاتھ جھٹک دیے۔اسے کبھی عادت نہیں تھی سہارا لینے کی۔۔

وہ اپنا کوٹ جھٹک کر سیدھا ہوا اور اپنے بھائی کو دیکھا کر سرد لہجے میں چباتے ہوئے بولا

میں نے زندگی میں پہلی بار اسکی نم آنکھوں کو دیکھا صارم!ہمارا دل ناراض نہیں بیمار ہے۔۔۔""

وہ چیخ پڑا اپنے چھوٹے پہ۔۔۔

دل۔۔۔دلا۔۔۔ور بھائی؟؟؟" صارم نے ایکدم ششدر ہوتے صمصام کی چوڑی پشت کو دیکھا تھا۔۔۔

مگر وہ اس پہ توجہ دیئے بغیر سامنے سے بھیڑ کو ایک طرف دھکیلتا کمرے میں بھاگا۔۔۔

"توقیع؟؟؟ میری بہن کہاں ہے ڈاکٹر؟؟؟" وہ بیڈ پہ توقیع کے بجائے زخمی ڈاکٹر کو دکھتا اسکے گریبان کو دبوچ کر جھنجھوڑتے دھاڑا۔۔۔

ڈاکٹر کی رنگت سپید پڑ گئی۔۔۔صام کی کن پٹیاں سلگ اٹھیں

"وو۔۔و۔۔۔وہ لے گیا اسے۔۔۔"

آآ۔۔آپکی بب۔بہن کو وہ شخص اٹھا کر لے گگ۔گیا۔۔۔اس۔۔اسنے کہا وہ خخ۔خود اسکا علاج کروائے گا۔۔۔اا۔۔اور آپکے لل۔لئے کہا کہ کہ۔۔۔۔" ڈاکٹر صام کے تیوروں سے خوفزدہ ہکلا کر کہہ رہا تھا۔۔۔

کیا کہا؟؟؟" اسنے ڈاکٹر کے وجود کو طیش میں جھٹکا دیا"

وہ اس نیلی آنکھوں والی پرستانِ پری کا دیو تھا۔۔۔"

اور دیو چاہے کتنے برے کیوں نا ہوں۔۔۔۔

لیکن وہ اپنی پری پہ سائے کی مانند رہتے ہیں۔۔۔

اسنے کہاہاں وہ برا سایہ ہے لیکن وہ سایہ۔۔۔۔ آآ۔۔ آپکی بہن پہ عاشق ہو چکا ہے۔۔۔"ڈاکٹر نے ڈرتے ڈرتے دلاور کے الفاظ دہرائے

یو باسٹرڈ!!!"صمصام نے گرجتے پوری قوت سے ڈاکٹر کو دیوار پہ دے مارا جس سے اسکی چیخ بلند ہو گئی۔۔

کہاں لے گیا وہ میری بہن کو؟؟؟"جنونی کیفیت میں دھاڑا۔۔۔"

الف بھائی!!!"صارم نے بھاگ کر اس ڈاکٹر کو اٹھایا۔۔۔"

کیا ہو رہا ہے یہ سب؟؟؟"تبھی وہاں صائم زیدی کے ساتھ تقویٰ زیدی انوشے زیاف بھی اندر داخل ہوئے اور اندر کا حال دیکھ کر صائم زیدی غصے سے بولے۔۔۔"

توقیع کہاں ہے؟؟"تقویٰ زیدی نے خالی بیڈ پا کر چونک کر صارم سے پوچھا۔۔۔"

لے گیا اسے وہ آپ سب کا جنگلی بھیڑیا سپوت!!"جواب صارم کے بجائے صمصام نے دیا غصے سے۔۔سب اپنی جگہ ساکت ہوئے تھے۔۔

مجھے پتا ہے یہ سارا کیا دھرا تمہارا ہے"صائم زیدی الٹا صام پہ بھڑکے"

اس میں میرے بیٹے کی کیا غلطی ہے؟"تقویٰ نے حیرت سے انہیں دیکھا"

تمہارے کھوتے نے اسے بھڑکایا ہو گا ورنہ وہ اس صورتحال میں یہ قدم ہرگز نہیں اٹھاتا۔۔۔""

انہوں نے صام کو دیکھ کر دانت پیسے۔۔۔

صام نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچیں۔۔۔

یہ آدمی اب میری ہاسپٹل میں کام نہیں کرے گا۔۔۔"وہ وہاں جمع ہوئے عملے کو اپنا نیا حکم" سناتا، شاکڈ کھڑے صائم زیدی پہ غلط نگاہ ڈالے بغیر وہاں نکل گیا۔۔۔

صامے!!"ہاسپٹل کے پیپرز لیے زیاف اسکے پیچھے ہی لپکا۔۔"

یہ کون ہے صائم زیدی کا نکالنے والا؟؟؟"وہاں جمع ہوئی بھیڑ میں سرگوشی ہوئی۔۔"

سننے میں آیا ہے وہ اس ہاسپٹل کا نیا مالک ہے۔۔"کسی نے اس سرگوشی کا کچھ بلند آواز میں" جواب دیا کس سے چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں۔۔

"لیکن اسنے تو اپنے باپ تک کو نہیں چھوڑا؟؟؟"

وہاں سب ششدر تھے۔۔

"کیونکہ وہ اپنے آگے کسی کی نہیں سنتا"

oooooooooo

وہ جب گہری نیند میں خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہی تھی، تبھی ایک بار پھر وہی دھماکے خیز آواز گونجی۔۔ دھڑ دھڑ کی آوازیں باہر سے آرہی تھیں۔۔۔

آہ۔۔۔ "روحاد ہشتزدہ چیخ کر اٹھ بیٹھی۔۔ اسکا سانس چڑھ گیا۔ وہ گہرے سانس لیتی اپنا تنفس" بحال کرنے لگی۔۔ اچانک سے وہ دھڑام کی آواز گونجی اور پھر سکوت چھا گیا تھا۔۔

وہ پریشان اپنے بیڈ پہ سکڑی خاموش بیٹھی، گھر میں پھیلے اس موت جیسے سکوت کو محسوس کرنے لگی۔۔ یہ دوسری دفع آواز آئی تھی اسے۔۔
کمرے میں موجود روشندان سے وہ باہر کے گہرے اندھیرے کو دیکھ پا رہی تھی۔۔ اس وقت کون ہو سکتا تھا اسکے دروازے پہ۔۔۔۔

کیا کروں؟ شاہو کو کال کروں؟" اسنے تفکر سے سوچا۔۔"
نہیں وہ سوچوں گے میں ڈر گئی ہوں۔۔ انہیں پھر موقع مل جائے گا مجھے تنگ کرنے کا۔۔""
اسنے اپنی سوچ سے اختلاف کیا۔۔

کبھی کبھی ہم اپنی چھوٹی چھوٹی باتوں کو لیکر دنیا سے اس قدر نشانہ بازی کا شکار ہو کر مایوس ہو جاتے

ہیں کہ اپنے عزیز رشتوں سے بھی ان سیکیور ہو جاتے ہیں اور چاہ کر بھی وہ نہیں کہہ پاتے جو کہہ دینا چاہیے جو ہمارے لئے بہتر ہوتا ہے۔۔

دوبار ایسی آواز سن کر روحا پریشان ہوتی، سلیپرز پہن کر روم سے نکل آئی۔۔ اسکا رخ گیٹ کی طرف تھا، اسنے احتیاطاً پورے فلیٹ کی لائیٹ روشن کر رکھی تھی۔۔

اسنے دور سے بند گیٹ کو دیکھا، ویسے ہی لاکڈ تھا جیسے وہ چھوڑ کر گئی تھی۔۔ "پھر یہ آواز کہاں سے آئی تھی؟" اسنے اونچی لمبی دیواروں پہ نظر پھیریں۔۔

مجھے شاہو سے پوچھ لینا چاہیے وہ کب آئیں گے "ناچاہتے وہ سہمنے لگی تھی اس عجیب پراسرار سی" صورتحال سے۔۔

وہ اندر روم میں اپنے موبائل کیلئے جا رہی تھی، معاً ایک بار پھر پوری شدت سے کوئی دروازہ پیٹنے لگا۔۔۔

آہہ۔۔۔ "اس اچانک حملے سے روحا بھی اپنی جگہ اچھل پڑی۔۔۔"

کک۔۔۔کون ہے؟؟؟"اسنے پلٹ کر ڈرتے ہوئے پوچھا۔۔۔"

"میڈم مجھے ساحل شاہ نے بھیجا ہے آپکو لے جانے۔۔۔۔"

مم۔مجھے؟؟شاہو نے؟؟لیکن شاہو نے تو کہا ہے میں دروازہ۔۔۔۔"وہ چونک اٹھی۔۔"

شاہو نے کیوں بھیجا ہے تمہیں جھوٹ!ابھی دفع ہو جاؤ یہاں سے ورنہ میں شاہو کو کال کر کے بتا"

دوں گی"وہ غصے سے بولی

مگر دوسری جانب شخص کا اعتماد قابل دید تھا

جی بالکل میڈم آپ جائیں پوچھ لیں سر سے انہوں نے مجھے یہاں بھیجا ہے آپ کو لے آؤں۔۔"

"لیکن وہ اس وقت ایمر جنسی میں ہے شاید آپکی کال پک نا کر سکے

وہ جو پلٹنے لگی تھی،ایکدم رکی۔شاکڈ ہو کر دروازے کو دیکھا۔۔"ایمر جنسی؟؟؟"روحا کا دل

شدت زور سے دھڑکا تھا۔۔اسے ساحل کا افراتفری میں جانا یاد آیا۔۔

ایمر جنسی؟؟؟کک۔۔کیسی ایمر جنسی کیا ہوا میرے شاہو کو؟؟وو۔۔وہ ٹھیک ہیں؟؟"وہ"

بھاگ کر دروازے کے پاس آئی مگر ابھی اسکی ہمت نہیں ہوئی تھی دروازہ کھولنے کی

اسکا چہرہ خوف سے لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا تھا۔۔۔

میڈم آپ دروازہ کھولیں! آپکی مام مہکار شاہ اس وقت ہاسپٹل میں ہیں۔۔۔۔۔۔۔"

"!!!!کیاا"

اس آدمی کی بات ابھی درمیان میں ہی تھی کہ اپنی مام کا نام سن کر روحا کی چیخ گونج اٹھی۔۔۔

اسنے سوچے سمجھے بغیر اپنی مام کا ہاسپٹل میں سنتے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے پورا دروازہ کھول دیا۔۔۔

"مام؟؟؟مم۔۔مجھے لے چلو مام کے پاس۔۔۔۔ش۔ش۔۔شاہو کہاں ہے؟؟"

وہ خوفزدہ حواس باختہ سے روتی کہہ رہی تھی۔۔اسکا دماغ ماؤف ہونے لگا تھا۔۔تو شاہو اسلئے اتنی افراتفری میں گیا تھا لیکن اسے بتایا کیوں نہیں۔۔۔۔

جانے کس حال میں تھی اسکی مام کیا ہوا تھا انکے ساتھ؟؟

دروازہ پورا کھل چکا تھا وہ سامنے کھڑے انجان شخص کو دیکھ کر ہذیانی کیفیت میں بول رہی تھی۔۔

لے چلتے ہیں اتنی جلد بازی کس کی ہے ڈارلنگ" دفعتاً کسی نے پیچھے سے اس آدمی کو پکڑ کر ایک"

جانب دھکیلا اور مکروہ مسکراہٹ کے ساتھ اسکے دروازے کی فریم میں پھیل کر کھڑا ہو گیا۔۔۔

روحا کی آنکھیں پہلے الجھن سے اور پھر شاکڈ سے پھیل گئیں۔۔
بب۔بوبی تم؟؟؟؟"وہ مکروہ شکل والے بوبی کو دیکھ کر زرد پڑ گئی۔۔"
سواگت نہیں کرو گی ہمارا؟؟"وہ اپنی کامیابی پہ محظوظ ہوتا کِھل کر کہہ رہا تھا۔۔"

روحا کے وجود کا سارا خون اسکی رگوں میں جم گیا۔تو یہ سب ایک پلان تھا؟؟اسکا دماغ سنسنا اٹھا۔۔اسے یاد آیا اسنے بوبی کو اس رات ریسٹورانٹ میں ظفران حیدری کے ساتھ دیکھا تھا۔۔ تو کیا اسے یہاں اسنے بھیجا تھا؟؟؟

خوف سے اسکا سانس پھول گیا۔۔شاہو تو اب اسے جان سے مار دیگا۔۔
وہ بوکھلا کر برقی تیزی سے آگے بڑھی اور دروازہ بوبی کے چہرے منہ پہ بند کرنا چاہا تھا کہ ایکدم بوبی نے اپنا پیر درمیان میں حائل کر کے روحا کی کوشش کو ناکام کر دیا۔۔۔

نو نو بے بی!!!بہت مشکل صبر سے یہاں تک پہنچا ہوں اتنی بھی جلدی کیا ہے اپنے مہمان کو" بھگانے کی ابھی مہمان نوازی ہونے دو۔۔۔"وہ خباحت سے ہنس کر کہتا ہوا روحا کی کوشش کو

ناکام کر کے زوردار جھٹکے سے اسے پیچھے دھکیل کر اندر داخل ہو گیا۔۔۔

دھیان رکھنا میں اپنا کام نمٹا کر جلدی آتا ہوں۔۔۔"اسنے پلٹ کر اپنے آدمی سے کہا۔۔"

شش۔۔شاہو۔۔۔شاہو۔۔۔۔"وہ بوبی کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر چیختی سراسیمگی سے اٹھ کر" اندر کی طرف بھاگنے لگی۔۔
اسے اپنے ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔۔۔

"He's not here darling! It's just the two of us here alone..."

وہ مسکراتی ہوئی آواز میں گنگناتا جھپٹ کر روحا کے پیر کو پکڑتے اسکی بھاگنے کی کوشش کو ناکام کر دیا۔۔

"چھوڑو مجھے گھٹیا انسان ورنہ شاہو تمہارے ٹکڑے کر دے گا۔۔۔"

وہ اپنے پیر کو جھٹکا دیکر غرائی۔۔۔

دور رہو مجھ سے" اسنے نفرت بھری نگاہوں سے سامنے کھڑے اس شیطان کو دیکھا جو خباحت"
سے قہقہہ لگا اٹھا تھا۔۔۔
چھوڑو بھی ناراضگی ہنی مجھے پتا ہے میں نے تم سے جھوٹ کہا لیکن ایسے تم دروازہ بھی تو نہیں"
کھولتی۔۔۔"وہ خفگی کی ایکٹنگ کرتے گویا ہوا۔۔
روحا کو اس سے گھن آنے لگی۔۔ اسکے آنسوں تراتر رخساروں کو بگھونے لگے۔۔"شٹ اپ گھٹیا
انسان نفرت ہے مجھے تم سے" وہ غیظ و غضب سے دھاڑی
بوبی کافی متاثر ہوا تھا اسکی بے خوفی سے۔ کتنا بدل گئی تھی وہ۔۔

یہی تمہاری یہی ادا مجھے پسند ہے۔ اسی لئے ہی تو میں سات سمندر پار تمہارے حصول کیلئے یہاں"
آیا ہوں۔۔ تاکہ تمہیں حاصل کر کے لے جا سکوں۔۔۔ کیونکہ تم جیسی دکھتی ہو نازک سی ویسی
ہو نہیں۔۔۔
یونی کے پہلے دن سے تمہیں دیکھ کر میں پہچان گیا تھا کہ تم طہت خاص ہو میرے لئے۔۔ تم میں
"ایک نشہ ہے ایک سحر ہے جو صرف میرے لئے ہے۔۔۔ صرف بوبی براؤن سٹون کیلئے ہے۔۔

بہت خوش فہمی ہے تمہیں۔۔ میں تم جیسے راہ چلتے کتوں پہ تھوکنا پسند نہیں کرتی کیونکہ میں صرف

ساحل شاہ کی ہوں۔۔

اور آج میں نے اپنے شاہو کو حاصل بھی کر لیا۔۔۔"وہ ہتھیلیوں کی مدد سے اٹھ کر بیٹھی۔۔اور بوبی کو دیکھ کر اسکی بھلائی کیلئے بولی۔۔

دیکھو چوزے!کسی کی پیٹھ پہ اتنا نہیں پھڑ پھڑاتے۔تم جس کتے کے بل بوتے پہ اتنا بھڑک رہے ہو وہ اس وقت جیل میں چکی پیس رہا ہو گا۔۔تمہاری بھلائی کیلئے کہہ رہی ہوں دفع ہو جاؤ ابھی سے ایسا نا ہو میر اشاہو تمہارے چیتھڑوں کو بھی گڑ گڑانے کا موقع نا دے۔۔۔۔"وہ اپنے قدموں پہ کھڑی ہوتی بے خوف بولی۔۔

شٹ اپ!!!تمہیں کیا لگتا ہے میں تمہاری بکواس سننے کیلئے یہاں آیا ہوں؟؟؟"وہ غرایا۔۔" روحا نے ایکدم قدم پیچھے لیتے روم کی طرف دوڑ لگائی تھی کہ الرٹ کھڑے بوبی نے جھپٹ کر اسکے بالوں کو مٹھی میں جکڑا۔۔۔

آہہہ۔۔۔"وہ تڑپ اٹھی۔۔۔"

میں تمہارے لئے اتنا رسک اٹھا کر یہاں آیا ہوں اور تم مجھ سے بھاگ رہی ہو روحا شاہ نو"

نیور!!!"وہ غصے سے پاگل ہو کر دھاڑا۔۔اور اسکا رخ جھٹکے سے اپنی طرف کرتے زناٹے دار تھپڑ

اسکے چہرے پہ دے مارا۔۔

وہ لڑکھڑا گئی مردانہ ہاتھ کے بھاری تھپڑ سے اسکا دماغ سن ہو کر رہ گیا۔۔لبوں سے سسکاریاں گونج اٹھی۔۔۔

اسنے سرخ بھیگی آنکھوں سے بوبی کی طرف دیکھا۔وہ اسکی سیاہ سحر انگیز آنکھوں میں دیکھتا مسکرایا۔۔

روحا نے ایکدم اسکے بازو پہ اپنے دانت گاڑے۔۔۔بوبی اس اچانک حملے سے چیخ اٹھا۔۔۔

یوب****!!!"وہ غرایا۔۔لیکن جیسے اسکی پکڑ روحا کے بالوں پہ کمزور ہوئی۔۔وہ موقع دیکھ" کر اندر کی طرف بھاگی۔۔

اسے بھاگتا دیکھ کر بوکھلا کر بوبی بھی اسکی طرف بھاگا۔۔روحا کے قدم روم کی طرف جاتے دیکھ کر وہ آگے پڑی ٹیبل کے اوپر سے چھلانگ لگاتا ایکدم اسکے آگے راہ میں حمائل ہو گیا۔۔۔

آہہہ"اسکے اچانک سامنے آجانے سے روحا وحشت سے چیخ کر پیچھے ہوئی۔۔اسکی خوفزدہ حالت" پہ بوبی کا قہقہہ جاندار تھا۔۔

وہ خود کو شیر اور روحا کو زخمی ہرنی سمجھتا اس کھیل سے لطف اندوز ہونے لگا۔۔اسنے بازو پھیلا کر،

ہاتھوں کے پنجے بناتے اس پہ حملہ کرنا چاہا روحا حلق بل چیختی واپس پیچھے بھاگی۔۔

"پلیز مجھے بچاؤ۔۔۔شاہو!!شاہو!!!" وہ الٹے قدموں سے واپس سامنے دروازے پہ کھڑے اس بھاگ دوڑ سے کھیل سے محظوظ ہو کر قہقہہ لگاتے انجان آدمی کے آگے ہاتھ جوڑ کر چلائی۔۔
مگر وہ جیسے قریب پہنچی اس آدمی نے باہر سے دروازہ بند کر دیا۔۔۔

"دروازہ کھولو تمہیں خدا کا واسطہ!! تمہیں اپنی بیٹیوں کا واسطہ خدا کیلئے دروازہ کھولو مجھے میرے شاہو کے پاس جانے دو۔۔" وہ دروازے پہ ہاتھ مارتی ہذیانی ہو کر چیخنے لگی۔۔اسکا تنفس بکھرنے لگا تھا۔۔چہرہ آنسوں سے تر تھا۔۔

بوبی ہنستا ہوا اسکے پیچھے آیا۔۔۔"چہ چہ!کوئی نہیں آئے گا ہنی تمہارا شاہو بہت دور ہے تم سے بہت دور!اس تک تمہاری آہیں چیخیں نہیں پہنچ سکتیں۔۔"
وہ اسکے حال پہ ہنستا کہہ رہا تھا۔۔روحا کی رنگت اڑ گئی۔۔وہ روتی نفی میں سر ہلانے لگی۔۔"آخر میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟؟" وہ چیخی

اگر وہ دائیں سے بھاگتی تو وہ وہاں سے آجاتا،اگر بائیں طرف سے بھاگتی تو بھی اپنی مکروہ صورت

لیے وہیں پھیل کر کھڑا ہو جاتا۔۔۔

وہ گھومتے سن دماغ کو پکڑے پھوٹ پھوٹ کر روتی وہیں سکڑ سمٹ کر دیوار سے لگ کر بیٹھتی گئی۔۔ بوبی اسے وہیں بیٹھتا پا کر فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ اسکی طرف بڑھا۔۔۔

سو بیوٹیفل ڈارلنگ!! دیکھو کتنی حسین ہو گئی ہو تم" وہ نظریں بھر کر للچائی نظروں سے اسے "
دیکھتا بولا
روحا نے شدید نفرت سے اسکی طرف دیکھا۔ اور جیسے ہی بوبی نے دو قدم قریب اٹھائے، روحا نے دیوار کے ساتھ رکھے اس مٹی کے گملے کو اٹھا کر پوری قوت سے اسکی جانب پھینکا۔۔۔
بوبی اس حملے کیلئے تیار نا تھا، وہ گملہ اڑتا ہوا سیدھا بوبی کے شانے پہ ٹھاسے لگا۔۔ تکلیف کی شدت سے اسکی کربناک چیخیں نکل گئی۔۔

یو بچ!!" وہ زخمی بھیڑیے کی مانند چیختا اس پہ حملہ آور ہوا ہی تھا کہ روحا برقی تیزی سے اٹھ کر "
وہاں سے بھاگی مگر بوبی کے ناخون کی خراشیں اسکے رخسار کو لہولہان کر گئیں۔۔

تکلیف سے روحا کے آگے اندھیرا پھیل گیا، وہ لڑکھڑا گئی۔۔ مگر جلدی سے سنبھل کر بھاگنے لگی۔

اسکاارادہ روم کی طرف جاکر ساحل کو کال کر کے بتانے کا تھا پر بوبی کے خود تک پہنچنے سے پہلے صوفے کے اس پار کھڑی ہو گئی۔۔۔

وہ تھر تھر کانپ رہی تھی، اسکا سانس پھول چکا تھا۔۔ رخسار سے لہو کی سرخ بوندیں کر گردن پہ بہنے لگیں۔۔۔

تم نے مجھ پہ حملہ کیا؟؟ اب میں تمہارا وہ حال کروں گا کہ تمہارا شاہو تمہاری صورت **** " پہچانہیں سکے گا۔۔۔ "غصے کی شدت سے وہ اسے گالی دیکر دھاڑا اور ہاتھ میں موجود اس گملے کو پوری شدت سے روحا کی طرف پھینکا۔۔۔

روحا چیخ کر نیچے جھکی۔ نتیجاًوہ گملہ سیدھا پیچھے ایل سی ڈی سے ٹکرایا۔۔ اور فضا میں دھڑام کے دھماکے سے ایل سی ڈی کی کرچیاں اڑیں۔۔

ڈیڈ!!!!" روحا نے دہشت زدہ ہو کر اپنے چہرے کے آگے ہاتھ کر دیئے۔ جس سے وہ کانچ کے " ذرے اسکے بازوؤں میں چبھ گئے۔۔۔

"Oh shit Darling!!!"

بوبی کو احساس ہوا کہ وہ کیا کر رہا تھا۔ وہ اپنی روحا کو تکلیف دے رہا تھا۔۔ وہ بوکھلا کر اسکی طرف لپکا۔۔۔

روحا اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر چیختی فرش پہ پیچھے کی جانب کھسک گئی۔۔ "میرے پاس مت آؤ!!!" وہ وحشت زدہ غرائی۔۔۔

انف از انف!!! تھک چکا ہوں میں تمہارے سو کالڈ ایٹیٹیوڈ سے۔ آخر کب تک یہ شرارتیں" جاری رکھو گی ہنی۔ اب اس بھاگا بھاگی سے بور ہو چکا ہوں میں۔۔ اب اس تماشے کو ختم کرو شادی تو کر لی تم نے اپنی محبت بھی پا لی۔۔۔ اب مجھ پہ ترس کھاؤ۔۔۔ میرے دل کو اور مت تڑپاؤ روحا میری محبت سچی ہے گاڈ سویر۔۔۔ اب مجھے اور مت تڑپاؤ مجھے اپنا آپ سونپ دو آئی رئیلی لو "یو۔۔۔۔

وہ پھولے تنفس کے ساتھ تھک کر محبت سے اسے پچکارتا آہستہ آہستہ اسکی طرف قدم بڑھانے لگا۔۔۔ روحا گھٹی چیخوں سے نفی میں سر ہلاتی زمین پہ کھسکتی اس شیطان کی پہنچ سے دور بھاگنے لگی۔۔۔

تھوکتی ہوں میں تمہاری محبت پہ۔۔۔ "وہ زخمی شیرنی کی مانند غرائی۔ بوبی کی آنکھوں میں خون "

اتر آیا۔۔۔"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری محبت کی انسلٹ کرنے کی۔۔۔۔"وہ بھوکے بھیڑیے کی مانند اس پہ جھپٹا

مگر اسے ڈاج دیکر روحا، صوفے کو نوچتی ہوئی، اس پہ سے چھلانگ لگاتی وہاں سے بھاگنے لگی تھی کہ ایکدم بوبی نے اسکے سیاہ بکھرے بالوں کو مٹھی میں جکڑا اور اپنی طرف کھینچ لیا۔۔۔

وہ چیختی اسکے سینے سے آ لگی۔۔۔۔

اسکی آنکھوں میں نفرت کی شدت سے خون اتر آیا تھا بوبی کو دیکھ کر۔۔

افففف کتنی حسین ہو گئی ہو"وہ حوس زدہ ارادوں سے، قریب سے اسکے ایک ایک نقش پہ گہری نظر ڈال کر سرگوشیانہ بولا۔۔۔

اور تمہاری سوچ سے زیادہ خطرناک!!!"روحا نے اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ کر چباتے ہوئے کہتے اپنی مٹھی میں دبوچا ہوا وہ شیشے کا ٹکڑا اچانک پوری قوت سے بوبی کے چہرے پہ گاڑھ دیا۔۔۔

آہہہہ۔۔۔"وہ چیختا بلبلاتا ہوا پیچھے ہوا۔۔اور کھینچ کر اپنے رخسار سے کونچ کے ٹکڑے کو نکالا۔۔۔روحا نے اس جانور کے چہرے سے ابلتے خون کو دیکھتے

تیز رفتاری سے کمرے کی طرف دوڑ لگائی۔۔۔

ہاہاہا۔۔۔"اسے بھاگتے دیکھ کر قہقہہ لگاتا بوبی اسکے پیچھے ہی بھاگا اور اپنی تیز رفتاری سے اس" تک پہنچا اور اسکے بازو کو پکڑ کر پیچھے کی طرف کھینچا۔۔

روحا جو کمرے میں داخل ہونے والی تھی، اس اچانک حملے سے دلخراش چیخ کے ساتھ پشت کے بل پیچھے جا گری۔۔

اسکا سر دھڑام سے زمین سے ٹکرایا اور آنکھوں کے آگے کچھ دیر کیلئے اندھیرا پھیلا گیا۔۔۔لبوں سے کئی سسکاریاں ایک ساتھ گونج اٹھیں۔۔

اسکا وحشت سے دھڑکا دل شدت سے ساحل کے آنے کی دعائیں مانگ رہا تھا۔۔۔

بس دم نکل گیا تمہارا ہاہاہا؟؟؟"وہ اسکے سامنے آکر کھڑا ہوتے تمسخرے سے قہقہہ لگا کر بولا۔۔"

روحا نے اپنے گھومتے دماغ سے نفی میں سر ہلایا۔۔۔"اللہ!!!"وہ اذیت سے چلائی۔۔

ہاہاہا نہیں ہے تمہارا اللہ یہاں۔۔۔"بوبی نے ہنستے ہوئے کہا"

صرف میں ہوں"اسنے فاتحانہ کہتے اسکے دلکش تھرتھراتے وجود کو دیکھا۔۔۔"تمہارے"

" لئے۔۔۔ساحل شاہ کو غرور چکنا چور کرنے کیلئے۔۔۔

لعنت بھیجتی ہوں میں تم پہ جنگلی جانور۔۔ مجھے پتا ہے تمہیں میرے شاہو کے دشمنوں نے پہنچایا"
!!!ہے یہاں تک۔۔ لیکن ایک بات یاد رکھو
وہ ببر شیر ہے!!!رکتا ضرور ہے لیکن جھکتا نہیں۔۔ تمہیں مجھے جتنا زخمی کرنا ہے کرو لیکن میرا
شاہو تمہیں اتنی جگہوں سے زخمی کرے گا کہ تم صرف اپنے چھید گنتے رہ جاؤ گے۔۔۔" وہ سن
ہوتے دماغ سے دھاڑی۔۔۔

تم!!!" بوبی نے مٹھیاں بھینچی غصے کی شدت سے۔۔"
تم چیونٹی مجھے دھمکی دے رہی ہو۔۔ پک گیا ہوں میں شاہو شاہو سن کر اگر اتنا ہی اس میں دم"
ہے تو بلاؤ اسے کہو اس سے وہ آکر تمہیں آج میری درندگی سے بچالے۔۔۔" وہ غصے سے پاگل
ہوتا جھک کر روحا کے بالوں سے پکڑتے اسے کھینچ کر اپنے مقابل کھڑا کیا۔۔۔

اور اسکے سنبھلنے سے پہلے ایک کے ساتھ کئی زناٹے دار تھپڑ اسکے رخسار پہ دے مارا۔۔۔
درندگی!!ہاہاہا تم نے ابھی درندگی دیکھی کہاں ہے۔۔ ابھی کچھ دیر میں گڑگڑاؤ جب اصلی"
"درندگی دیکھو گے۔۔

"B'cause he's the one and only the King of devils..!!!"

اسکی بے خوفی قابل دید تھی۔بوبی دنگ رہ گیا۔۔

وہ بے ساختہ بت بنا اسے دیکھ رہا تھا۔اسکے وجود کے رونگٹے کھڑے ہوئے تھے جس پہ اسنے اپنے خشک ہوئے لب ترکیے۔۔۔

اسکا اڑا ہوا رنگ دیکھتی روحا مسکرائی۔۔اسکی مسکراہٹ دیکھ کر بوبی کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔۔۔

اسنے غصے کی شدت سے نا آؤ دیکھا نا تاؤ زوردار لات روحا کے پیٹ میں دے ماری۔۔وہ کربناک چیخوں سے اپنا پیٹ پکڑ کر زمین پہ دھری ہو کر گری۔۔۔

تم گھٹیا لڑکی مجھے ڈراؤ گی؟؟ مجھے بوبی براسکون کو؟؟؟"وہ گرجا اور جھک کر روحا کا بازوؤں میں اٹھا کر کمرے کی طرف بڑھا۔۔

بہت ہو گیا ڈرامہ اب ختم کرو ناٹک۔۔"اسنے روحا کے وجود کو بیڈ پہ پھینکتے،اسنے اپنی بیلٹ کھولی۔۔۔

مم۔۔میرے قریب م۔۔مت آؤ۔۔۔"وہ اسکی حرکت دیکھتی خوف سے سپید پڑ گئی۔۔اسکے ارادوں سے اسکا سانس اکھڑنے لگا،نازک سا وجود دہشت سے تھر تھر کانپ رہا تھا جبکہ اسکی آنکھوں سے سفید موتی ٹپ ٹپ اسکے خراشیں پڑی لہولہان سرخ رخساروں پہ برس رہے تھے۔۔۔

"ہاہاہا اب چھوڑو بھی یہ شرارتیں ڈارلنگ۔۔۔تمہارا مسیحا نہیں آئے گا۔۔دیکھو رات کتنی خوبصورت ہے کم آن بے بی لیٹس انجوائے۔۔۔"

وہ اپنے ناک سے بہتا خون ہاتھ کی پشت سے صاف کرتا،حوس زدہ للچاتی نظریں اسکے کانپتے دلکش وجود پہ گاڑے خباحت سے قہقہہ لگائے کہہ رہا تھا۔۔۔

وہ کہنیوں کے بل اٹھنے کی کوشش کرتی روتی نفی میں سر ہلانے لگی۔۔

"تمہیں خدا کا واسطہ میرے ساتھ ایسا مت کرو۔۔۔"وہ اسکے آگے ہاتھ جوڑے پیچھے کی جانب کھسکتی گڑگڑائی

ہاہاہا کیسا خدا کون سا خدا میرا کوئی خدا نہیں۔۔ میرے لئے صرف تم ہو۔۔۔ صرف تم اور تمہیں پانے کا میرے پاس صرف یہی موقع ہے جسے میں کبھی برے خواب میں نہیں کھو سکتا۔۔۔" اسکی خوفزدہ حالت سے محظوظ ہوتے وہ لفظ چبا چبا کر بولا اور اپنا سر جھٹکا۔۔

دیکھو ہنی! میرا وقت برباد مت کرو۔۔ ان ساری شرارتوں بچاؤ بچاؤ کے بعد اینڈ میں تمہیں میری بانہوں میں ہی آنا ہے۔ اسلئے اب ضد چھوڑو اور مان جاؤ۔۔۔۔
وہ تمہیں کچھ نہیں دے سکتا، وہ آج تمہیں بچانے بھی نہیں آسکتا۔ لیکن میں تمہیں ہر خوشی دوں گا۔۔ بس ایک بار تم میری ہو جاؤ ٹرسٹ می ہم یہاں سے دور چلے جائیں گے جہاں تمہارا وکیل ہم تک پہنچ نہیں سکے گا۔۔۔۔
مجھے پتا ہے تمہیں کوئی استحصا نہیں۔۔۔ تم صرف خوفزدہ ہو۔۔ ایک بار تم میری بن جاؤ ہر خوف مٹا دوں گا میں تمہارا۔۔۔" وہ اسے اپنی محبت پہ یقین دلاتا ناسمجھ بچی سمجھ کر پچکار رہا تھا۔۔

وہ بیڈ پہ چڑھا، اور آہستہ آہستہ اسکی طرف بڑھنے لگا۔۔

وہ سسکتی مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔ اسے اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر روحا کی رنگت زرد پڑ گئی۔۔ وہ اپنی آبرو بچانے کی بیڈ سے چھلانگ لگانے لگی کہ ایکدم بوبی نے جھپٹ کر اسکی گردن کو

دبوچا اور واپس بیڈ پہ پٹخ کر اس پہ جھک گیا۔۔۔

اگر تم نے مجھے ہاتھ بھی لگایا تو شاہو تمہارا وہ حال کرے گا کہ تم اپنی شکل پہچان نہیں پاؤ گے "وہ"
اسے نوچنے کی کوشش کرتی غرائی

ہاہاہا۔۔"اسکی بپھری حالت پہ بوبی نے قہقہہ لگایا اور اسکی کلائیوں کو دبوچ کر بیڈ سے لگاتے وہ"
بولا "تمہارے شاہو کے پہنچنے سے پہلے میں تمہارا وہ حال کروں گا کہ اس گھر میں روحا بے بی کے
"بجائے اسکی روح بھٹکتی رہ جائے گی۔۔۔
اسنے کہہ کر اسکی نڈھال حالت دیکھتے جیسے اس پہ جھکا تھا روحا نے اپنے پنجوں سے اسکا منہ نوچ
لیا۔۔بوبی اس حملے کیلئے تیار نہیں وہ چیختا ہوا جیسے پیچھے ہوا روحا اسے لاتیں مارتی تڑپ کر بیڈ سے
اتری اور سائیڈ ٹیبل سے فروٹ کا باؤل اٹھا اسنے بوبی کے سر پہ دے مارا۔۔
چھانک سے کانچ کے ذرے فرش پہ بکھرے۔۔وہ تکلیف سے بلبلا اٹھا۔۔

یو بچ!!!!اب میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔۔شرافت سے یہاں آئو!!!"وہ حلق بل خطرناک"
تیوروں سے دھاڑا۔۔

"اسکی بات سن کر وہ زخمی حلق سے غرائی "تم شیطان ہو۔۔۔اور مجھے نفرت ہے تم سے۔۔۔

اسکے صاف انکار پہ،،، مقابل کی آنکھوں میں لہو امڈ آیا۔۔۔

میں شیطان ہوں؟؟؟"وہ ایک جست میں اس پہ جھپٹا اور اسے شانوں سے دبوچ کر پوری قوت " سے اسے سامنے دیوار پہ دے مارا۔۔۔

آہہہہ۔۔۔"روحا کا سر اس دیوار سے ٹکرایا۔۔اور وہ ماؤف دماغ سے نیچے جا گری۔۔"

میں درندہ ہوں۔۔۔؟؟؟تو وہ کیا ہے؟؟کیا اسنے تمہیں کبھی خوش رکھا؟؟میں نے اتنے " تمہارے نخرے برداشت کیے کیا وہ کرتا؟؟کیا میری جتنے زخم اٹھاتا؟؟"وہ اسکی بات سے غصے سے پاگل ہو گیا تھا۔۔
اسے ٹانگوں سے پکڑے جھٹکے سے اپنے قریب گھسیٹ لیا۔۔۔

"!!!!نن۔۔نہیں ں ں س۔۔۔"
روحا نے اپنا بچاؤ کرتے، ناخون سے قالین کو نوچ کر اسکی پہنچ سے خود کو محفوظ رکھنا چاہا۔۔۔

اب تمہیں مجھ سے کوئی نہیں بچا سکتا!!!"وہ اس پہ جھک کر وحشیانہ دھاڑا۔۔"
روحا نے اپنی دھندلی آنکھوں سے اس بھیڑیے کا چہرہ دیکھا۔۔
شاہو۔۔۔۔"اسکا دل سسک اٹھا۔۔۔۔۔"

"شٹ اپ!!"شاہو شاہو شاہو!!پک گیا ہوں میں اس نام کو سن سن کر۔۔"

اسکے بے جان ہوئے وجود کو دیکھ کر اس پہ جھکے وحشی نے اسکے جبڑے کو دبوچا۔۔۔روحا کی گھٹی گھٹی سسکیاں تیز ہو گئیں۔۔اسکا سانس بھی اکھڑنے لگا تھا۔۔

اگر تم محبت سے میرے پاس چلی آتی تو آج تمہارا یہ حال نا ہوتا۔۔لیکن تم نے مجھ پہ اسے" فوقیت دی۔۔اپنی محبت اس پہ لٹائی۔۔میں پاگل تھا تمہارے پیچھے لیکن تم نے کبھی مجھے دو سیکنڈ کی توجہ نہیں دی۔۔۔
اور آج میں تم سے تمہارا سب کچھ چھین لوں گا۔۔۔تمہیں اس قابل نہیں چھوڑوں گا کہ تم اپنے "شاہو کو منہ دکھائو۔۔تم اس سب کے بعد خود چل کر میرے پاس آئو گی روحا ڈارلنگ۔۔۔

اسکے کان میں سرد پر سرار سی سرگوشی کرتے اسنے اسکا بے جان ہوا وجود ایک طرف جھٹکا۔۔ للچاتی نظروں سے اسکے وجود کو دیکھتے اسکے گریبان کو اپنی مٹھیوں میں دبوچ لیا۔۔۔

روحا نے بے بسی سے روتے ہوئے اپنی دھندلی آنکھوں کو میچ کر ہاتھوں کی مٹھیاں بنائیں۔۔۔

جو خدا سے مکر جائے وہ شیطان ہے روحا حیدر! اور شیطان مسلمان پہ حاوی نہیں ہو سکتا، جب" تک وہ اسے خود اپنے آپ پہ حاوی ہونے نا دے۔ اور جو شیطان کو حاوی ہونے دے وہ مسلمان نہیں رہتا۔۔۔ اور یہ فیصلہ کرنے کا حق ہر انسان کے پاس محفوظ ہوتا ہے۔۔ جیسے تمہارے "پاس۔۔۔۔

اسکے کانوں میں اسکے باپ کے الفاظ گونج رہے تھے جو کبھی انہیں شیطانوں سے بچانے کیلئے انہیں کہا کرتے تھے۔۔

اسکی بند مٹھی میں کچھ تھا، اس سے پہلے کہ بوبی اسکے گریبان کو چاک کرتا، روحا نے پوری قوت سے غرا کر اپنی مٹھی میں موجود وہ نوک دار چیز اسکے چہرے پہ دے ماری۔۔۔

آہہہ۔۔"کانچ کے باؤل کا وہ نوکدار ٹکڑا جیسے بوبی کی آنکھ میں روحا نے گاڑھا، وہ چیختا بلبلاتا ہوا" پیچھے کی جانب جا گرا۔۔

یوف*****!!"وہ غلیظ گالی دیتا روحا کے سنبھلنے سے پہلے اٹھ کر اسکی جان لینے کے خونخوار" ارادوں سے اس پہ جھپٹا

شاہووو!!!!"روحا نے اس بھیڑیے کو خود پہ جھپٹتا دیکھتے دیشتزدہ چیخ کر اپنے چہرے پہ ہاتھ رکھ" دیے۔۔اسکا دل پوری شدت سے دھڑکا تھا اور ذہن ماؤف ہو کر تاریک ہو گیا۔۔۔

دفعتاً ایک لات سے دروازے کے دونوں پٹ دھاڑ سے کھولتے وہ اندر دالل ہوا اور ایک ہاتھ میں سریا جبکہ دوسرے میں اس آدمی کا بازو پکڑے وہ اسے گھسیٹتا ہوا اندر داخل ہوا۔۔۔

روحا!!!"وہ بپھرے زخمی شیر کی مانند دھاڑا۔۔۔"
اس آدمی کے وجود کو ایک طرف پٹختے ہوئے اسنے روم کی جانب قدم اٹھائے۔۔۔اسنے جیسے کمرے کی دہلیز پہ قدم جمائے، روحا کے ساکت وجود پہ جھکے ہوئے شاکڈ سے بوبی نے سر اٹھا کر آنے والے کو دیکھا تھا۔۔۔۔

ہو آر یو؟؟؟؟"بوبی نے غصے سے غرا کر پوچھا۔۔۔"

"!!!تمہارا باپ"

اسے اپنی روحا پہ جھکا دیکھ کر ساحل شاہ کی آنکھوں میں لہو امد آیا۔۔۔اسکے وجود کی تمام رگیں طیش سے ابھر آئیں،ہاتھ میں پکڑے ہوئے سریے کو پوری قوت سے بوبی کے سر پہ دے مارا۔۔۔جس سے وہ اچھلتا ہوا پیچھے کی جانب جا گرا تھا۔۔۔

آہہہہ۔۔۔۔۔"سامنے کھڑے سیاہ کوٹ میں اپنی موت کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ کر،" صدمے سے بوبی کا منہ جو چیخ کیلئے کھلا،وہیں ساکت ہو گیا تھا۔۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری روح کو ہاتھ لگانے کی!!!"اسنے اسے سنبھلنے کا موقع دیے بغیر وہ" لوہے کا سریا ایک بار پھر اسکے سر پی دے مارا۔۔۔

بوبی کے منہ سے خون کا پھوارا پھوٹ پڑا۔۔۔

ساحل شاہ نے لال انگارہ آنکھوں سے نظریں گھما کر زمین پہ بہیوش پڑے اپنی معصوم جان کو دیکھا تھا۔۔

تم نے میری روح کو ہاتھ لگایا؟؟؟" وہ بپھرے زخمی ببر شیر کی مانند غرایا۔۔ بوبی نے دونوں ہاتھ "
اپنے کان پے رکھے۔۔ اسے لگا اسکے کان کے پردے پھٹ گئے تھے
اسکے کانوں سے خون نکلنے لگا تھا۔۔ دماغ سنسنا اٹھا۔۔۔

نن۔۔ نن۔ نہیں۔۔۔ مم۔ ممیں۔۔ بب۔ بات۔۔ بات کر۔۔ رہا تھا۔۔ وو۔۔ وہ ڈر "
گئی۔۔۔۔ خخ۔ خدا کک۔۔ کی قق۔۔ قسم مم۔ میں نے چچ۔ چھوا بھ۔۔ بھی
"نہیں۔۔ و۔ و۔۔ وہ۔۔ پاک ہے۔۔

اسکی غراہٹ سے بوبی کی روح لرز اٹھی۔ وہ حواس باختہ خوف سے تھر تھر کانپتا اپنی جان بچانے کیلئے جھوٹ کا سہارا لینے لگا تھا۔ مگر سامنے کھڑے شخص کی حالت، اور پھر زمین پہ بیہوش پڑی روحا کو دیکھتے وہ وحشتزدہ ہوتے رونے لگا۔۔۔

اسے کیوں اسکے ساتھی نے نہیں بتایا کہ ساحل شاہ آگیا تھا؟؟
انہوں نے تو کہا تھا وہ ایک معمولی وکیل ہے، وہ انکا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔۔ آج یہاں نہیں آسکتا؟
انہوں اسکا سیٹ اپ کر دیا تھا؟؟؟ پھر وہ یہاں کیسے پہنچ گیا اتنی جلدی۔۔؟؟؟

اور اسکا ساتھی؟؟؟

ممم۔مجھے۔۔معاف۔۔کر دو۔۔ ممجھے معاف کر دو مم۔میں صص۔۔صرف بات کرنے آیا"
تھا۔۔و۔وہ۔۔میں اسکی بی۔یونی کا دوست ہوں۔۔ہہ۔ہم ساتھ پپ۔۔۔پڑھتے ہیں۔۔
اا۔۔اور روح۔۔روحا میری اچھی دد۔دوست ہے۔۔۔مم۔میں اچانک آیا تو وہ مم مجھے دیکھ کر ڈر
"گئی اور بب۔۔بیہوش ہو گئی۔۔۔ویسے تم اندر کیسے آئے۔۔؟؟؟
وہ اپنی آنکھوں میں آنسوں لا کر اپنی باتوں کا اسے یقین دلانے لگا تھا۔۔معاً باہر کا دروازہ لاکڈ یاد
آتے ہونقوں کی طرح تعجب سے پوچھا۔۔

ایسے!!!!"ساحل نے سرد آواز میں غراتے، جھک کر اس پہ جھپٹتا۔۔"
اور اسے کندھوں جکڑتے پوری قوت سے اسکا سر دیوار پہ درپے درمارنے لگا۔۔
آہہہ۔۔۔روحا!!روحا!!!"بوبی چیختا ہاتھ پیر مارتا۔زمین پہ بیہوش پڑی روحا کو مدد کیلئے پکارنے"
لگا۔۔
اسکا نام بھی مت لو اپنی ناپاک زبان پہ۔۔۔۔۔"اسنے دھاڑتے بوبی کے جھٹکا کھاتے وجود کو"
دیوار سے لگایا۔۔اور اپنے ہاتھ کا زوردار مکا اسکے منہ پہ دے مارا۔۔
وہ بلبلا کر نیچے گرا، اسنے جیسے تھوک پھینکی خون کے ساتھ ہی سفید دانت نیچے جا گرا۔۔۔وہ روتا

شاہو کی ٹانگوں سے ننھے خوفزدہ بچے کی طرف لپٹ گیا۔۔

اسنے وحشت سے پھٹی آنکھوں سے توانا جسامت کے مالک ساحل شاہ کو دیکھا۔۔۔اسکا دماغ ایک ہی مکے سے سن ہونے لگا تھا۔۔۔

م۔مجھے معاف کر دو میں توبہ کرتا ہوں روحا میری بہن ہے شی ازمائی سسٹر آئی پرامس"وہ" اسکے پیروں پہ سر پختا گڑگڑایا۔۔۔

لیکن اس پہ کوئی اثر نہیں پڑا،وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا کہ وہ کیسے اسکی روح پہ جھکا ہوا تھا۔۔۔

تم نے میری روحا کو چھوا!!"وہ گرجا"
انہی ہاتھوں سے چھوا تم نے اسے۔۔۔۔"اسکی جنونی حالت سے بوبی کا دماغ خوف سے سنسنا" اٹھا۔۔اسکے ساتھ دھوکہ ہوا تھا

کسی نے اسے بتایا نہیں تھا کہ ساحل شاہ ایسا ہو گا۔۔۔۔اسے روحا نے وارن کیا تھا مگر وہ بیوقوفی

کر کے پھر بھی وہاں رہا۔۔۔

جبکہ ساحل شاہ نے جھک کر اسکے ایک بازو کو پکڑا، اور کندھوں کی طرف لے جاتے جھٹکا دیا۔۔
کھٹک کی زوردار آواز کمرے کی فضا میں گونجی جسکے ساتھ ہی بوبی کی کربناک چیخیں۔۔

ساحل نے اسے وہیں چھوڑا۔۔۔ اپنے سیاہ بوٹ میں مقید پاؤں اسکے منہ پہ رکھتے وہ اس شیطان کی شکل مسلنے لگا۔۔ بوبی ٹوٹے بازو کی تکلیف کی شدت برداشت نا کرتے فرش پہ مردہ بے جان ہوتے گرا۔۔۔ اور اسکے پاؤں تلے پھڑ پھڑانے لگا۔۔۔

اٹھو!!!" ساحل نے اسے زوردار بوٹ کی ٹھوکر رسید کرتے حکم دیا۔۔۔"
بوبی نے بمشکل خون سے نم آنکھیں کھولی۔۔ اور سامنے قالین پہ ٹوٹے کانچ کے بکھرے ٹکڑوں کو دیکھا۔۔۔

ہاں میں نے چھوا کیونکہ تم سے پہلے اس پہ میرا حق تھا۔۔" اسنے دھاڑتے برقی تیزی سے پلٹ" کر ہاتھ میں پکڑے اس کانچ کے ٹکڑے سے ساحل پہ اٹیک کرنا چاہا تھا۔۔

معاً اسنے درمیان فضا میں ہی بہت آسانی سے بوبی کے ہاتھ کو دبوچ لیا۔۔"تم!!" بوبی نے بوکھلا کر ساحل شاہ کی کرسٹل گرے سرد جنونی آنکھوں میں دیکھا اور سراسیمہ ہو کر اپنا حلق تر کیا۔۔۔"مم۔۔میں تو مذاق کر رہا تھا۔۔۔

ساحل نے جھٹکے سے اسکے ہاتھ کو مروڑا۔۔ایک بار پھر اسکا ہاتھ کلائی سے کھٹک کر ٹوٹا۔۔۔"آآہہہ"تکلیف کی شدت سے بوبی زمین پہ بن پانی مچھلی کی مانند تڑپ اٹھا۔۔۔

درندے!!!!"وہ دھاڑتا چیختا پھڑپھڑا اٹھا۔۔۔اسکے حلق میں خراشیں پڑ گئیں۔۔۔"

تو تم نے میری روح کا چھوا تھا؟؟؟"وہ سرد مگر پرسکون لہجے میں بولا تھا۔۔اور ابکی بار اسکے" دونوں بازو پکڑ کر پشت کی جانب لے جاتے، کمر پہ بھاری پاؤں رکھ کر بازوؤں کو مروڑ دیا۔۔

فضا میں دماغ کو سنسناتی ہوئی ہڈیوں کے چٹخنے ٹوٹنے کی مخصوص آوازیں گونج اٹھیں۔۔ساتھ ہی اسنے اسکے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو پکڑ کر ہاتھ کی پشت پہ مروڑ دیا۔۔۔

تکلیف کی شدت سے بوبی کی کربناک چیخیں حلق سے ریشے کی مانند گریں۔۔۔ساحل نے جھٹکے

سے اسے اپنی طرف گھمایا

"اگر کوئی میری روح کو ہاتھ لگائے گا میں اسکا یہی حال کروں گا"

وہ حلق کھولے چیخ رہا تھا۔۔۔ گالیاں دے رہا تھا، گڑ گڑا رہا تھا۔۔۔

"تم نے جرات بھی کیسے کی میری غیر موجودگی میں میری روح کو ڈرانے سہانے کی"

وہ اس خوفناک شخص کی درندگی سے رونے دھاڑنے لگا۔۔ مگر جس طرح روحاشاہ کی پکاروں پہ کوئی نہیں آسکا تھا ویسے ہی اسکی گڑ گڑاہٹیں بیکار تھیں۔۔۔
ساحل نے جھک کر زمین پہ گرے سیب میں لگی چھری کو نکالا اور سیدھا ہوا۔۔۔

تت۔۔ تم کک۔۔ کیا کرنے والے ہو۔۔۔؟؟؟" وہ دہشت سے پھٹی آنکھوں سے اسکے ہاتھ" میں چھری دیکھ کر وحشت سے چلایا۔۔۔

"وہی جو میری روح کو تکلیف دینے بعد کے تم حقدار ہو۔۔۔"

وہ سپاٹ آواز میں کہتا، بوبی کے مقابل پنجوں کے بل زمین پہ بیٹھا۔۔۔

تت۔۔۔ تم جانتے نہیں ہہ۔ ہو میں کک۔ کون ہوں۔۔۔" وہ پیچھے کو کھسکتا دہشتزدہ بھیگے چہرے سے چلایا۔۔۔

مُردوں کا بایوڈیٹا جاننے میں مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں۔۔" ساحل نے کانچ کے ٹکڑے پہ چھری کو رگڑا۔۔ اسکی چمک دیکھتے بوبی کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔۔

دد۔۔ دیکھو مجھے کچھ مت کرو۔۔ مم۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔۔ ممم۔۔ میں روحا کو تکلیف دینا نہیں چچ۔ چاہتا تھا۔۔ لل۔۔ لیکن مم۔۔ مجھے ظفران حیدری نے کہا۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے معاف کر دو۔۔۔" وہ ہکلاتی آواز میں روتے اپنے جرم کا اعتراف کرتے بولا۔۔۔

وہ پیچھے کو کھسکنے لگا۔۔ اسکے بازو تکلیف کی شدت سے سن بے جان ہو چکے تھے۔ اسکا پورا وجود اذیت سے چور تھا۔ سر سے خون بہتا اسکے چہرے کو سرخ کر گیا تھا۔۔

لیکن تم اسے تکلیف دے چکے ہو! اگر تم پہلے سوچ لیتے تو اس وقت یہاں نا ہوتے نا میری روح کا"

یہ حال ہوتا۔۔۔"ساحل طیش میں گرجا

"اور اگر میں بروقت نا پہنچتا تو؟؟؟"

مجھے معاف کر دو اگر مجھے تمہارے بارے میں معلوم ہوتا تو میں کبھی ایسا نہیں کرتا۔۔۔"بوبی" ماؤف ہوتے ذہن سے چیخا

تو جان لیتے پہلے کہ روحاشاہ کس کی ملکیت ہے"اسنے سرد خونخوار غراہٹ میں جتاتے ہوئے" بوبی کے جبڑے کو دونوں ہاتھوں میں دبوچا
وہ چیخ کر پھڑ پھڑ ااٹھا، مگر اسکی کوشش ساحل شاہ کے آگے ناکام تھی، وہ اس سے کئی گنا زائد طاقتور تھا

وہ شاید نادان تھا یا اسے واقعی بتایا نہیں گیا تھا کہ مقابل کون ہے جسکے سامنے وہ اسکی ہی روح کو تکلیف دے گیا تھا۔۔
وہ نہیں جانتے تھے ساحل شاہ کیا انجام کرے گا اسکی روح کو چھونے والے کا۔۔
بوبی کا چہرہ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا تھا۔۔اسکی آنکھیں وحشت سے پھیٹنے لگیں۔۔اسکے حلق سے

غرر کی غراہٹ گونجنے لگیں۔۔۔

اسکے جبڑے کو پکڑے، وہ چھری اسکے حلق میں اتاری جس سے بوبی کا منہ کھل گیا۔۔ اور ساحل کیلئے آسانی ہو گئی، اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اسکے جبڑے کو اطراف میں پوری قوت لگا کر کھینچا

اسکا منہ بانچھوں سے چیڑتا ہوا گیا۔ سرخ لال مادے کے پھوارے ساحل شاہ کے چہرے پہ پھوٹ پڑے مگر وہ رکا نہیں تھا۔۔ بلکہ اپنے مضبوط پنجے سے اسنے اسکے اکھڑے ہوئے جبڑے سے زبان کو گدی سے نوچ کر باہر کھینچا۔۔ اور اپنے شوز تلے دیکر اس گوشت کے چیتھڑے کو مسلنے لگا۔۔۔

بوبی کا وجود ساحل شاہ کے شکنجے میں ایسے پھڑ پھڑانے لگا جیسے ذبح جانور۔۔ اسکی پھٹی ہراساں آنکھیں بے یقینی سے اس شخص کے سفاک چہرے پہ جمی ہوئی تھیں۔۔

ساحل نے اسکے ساکن وجود کو نفرت سے نیچے پھینکا۔۔

اسکا منہ حلق تک کھلا ہوا تھا، اور وہ اکھڑے جبڑے، نمایا دانتوں سے اس قدر خوفناک لگ رہا تھا

کہ اگر روحا اسکا انجام دیکھ لیتی تو شاید ہی کبھی بھول پاتی۔۔۔
بلکہ وہ اپنے شاہو سے ہی وحشت زدہ ہو جاتی۔۔۔

کیا کہہ رہے تھے مجھ سے پہلے تمہارا حق ہے؟؟" ساحل نے تمسخرے سے اسکے وجود کو بوٹ کی ٹھوکر مار کر پوچھا۔۔ اسنے اسکی شہ رگ پہ انگلی رکھ کر زندگی کو محسوس کیا۔۔۔

دھک دھک کا احساس ساحل کو اپنی خونآلودہ انگلیوں پہ محسوس ہوا۔۔ اسنے چھری کی مدد سے شہ رگ کے پاس شگاف ڈالی اور انہیں انگلیوں سے اسکی شہ رگ کو ہی جسم سے نوچ لیا۔۔۔

اس دل میں غلیظ خیال رکھا تھا تم نے میری روح کا؟؟؟" اسکے بالوں کو جکڑ کر ساحل نے سینے میں دھک دھک کرتے بوبی کے دل کی جگہ پہ پوری قوت سے چھری گاڑتے نیچے کی طرف کھینچا

ایک آخری جھٹکا بوبی کے وجود نے دیا۔۔ ساحل نے جنونی حالت میں ایک کے بعد دوسرے وار اسی جگہ پہ کرتے گوشت کے چھوٹے چھوٹے چیتھڑے کر دیئے۔۔۔

خون آہستہ سے قالین کو بھگونے لگا۔۔ ساحل نے تھک کر بوبی کا خوفناک حال دیکھا۔۔ لبوں پہ

سرد مسکراہٹ سجا کر وہ گہرا سانس بھر کر اپنی جگہ سے اٹھا۔۔

جیب سے رومال نکال کر اسنے اپنا چہرہ صاف کیا۔۔
یہ تو شکر تھا کہ وہ بروقت پہنچ گیا تھا۔ اسے پتا تھا کہ وہ بیوقوف چوزی ضرور اپنا دماغ استعمال کر کے دشمنوں کو موقع دے گی اسلئے تو وہ بھاگتا بھاگتا یہاں پہنچا تھا۔۔۔

سر جھٹکتے جھک کر بوبی کی ٹانگ کو پکڑے اسکی لاش کو گھسیٹتا ہوا روم سے لیکر باہر آیا، اور لا کر لاؤنج میں پڑی دوسری لاش کے اوپر پٹخ دیا۔۔۔

اسنے ایک سرسری سے نظر ٹوٹی ہوئی ایل سی ڈی پہ ڈالی۔۔
لیکن اس وقت اس ٹوٹی ایل سی ڈی سے بھی بدتر بوبی کا حال ہو چکا تھا۔۔ اسکا منہ پورا کھلا ہوا تھا اور گردن پیچھے کو لڑھک چکی تھی۔۔
حلق سے امڈتا ہوا خون اب لاؤنج کے فرش کو بھگو رہا تھا۔۔۔

اس طرح بدتر حال کرنے کے باوجود ساحل کے سینے میں دہکتی آگ ٹھنڈی نہیں ہو پائی تھی۔ وہ کس طرح ہنستا مسکراتا اپنی روح کو چھوڑ کر گیا تھا

اور اس گھٹیا شخص اسکا یہ حال کر دیا تھا کہ اسکا دل چاہ رہا تھا وہ پوری دنیا میں آگ لگا دیتا لیکن سب سے پہلے وہ ظفران حیدری کے چیتھڑے کر دیتا۔۔۔

آہہہہ۔۔۔!!!" وہ اچانک شدید غصے کے عالم میں حلق کے بل غرایا اور ٹیبل پہ رکھے واس کو" اٹھا کر پوری قوت سے دیوار پہ دے مارا۔۔

طیش کی شدت سے اسکا تنفس پھول چکا تھا۔ وہ مٹھیاں بھینچے کچھ دیر اپنا تنفس بحال کرنے لگا۔۔

جب اسکی رگوں میں لاوا بن کر دوڑتا ہوا خون شانت ہوا، اسنے کوٹ اتار کر وہیں صوفے کی پشت پہ ڈالا اور چلتا ہوا کچن میں آیا، اپنی آستین فولڈ کرتے سنک پہ جھک کر نل سے خون آلودہ ہاتھ واش کرتے اسنے اپنے چہرے سے بوبی کے خون کی چھینٹیں صاف کیں۔۔

اسنے گہرا سانس بھر کر اپنے اعصاب پر سکون کیے۔۔
وہ تو کچھ وار میں ہی ہلاک ہو گیا تھا، آخر وہ اپنا غصہ کس پہ اتارتا۔۔ اسکی دماغ کی رگیں پھٹ رہی تھیں۔۔ آنکھوں میں چنگاریاں دہک اٹھیں۔۔
گردن سے ٹائی نکال کر ایک طرف پھینکتے، اسنے شرٹ کا اوپری بٹن کھولا، فریج سے پانی کی

بوتل نکال کر مضبوط قدم اٹھاتا ہوا کمری کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

وہ جب روم میں داخل ہوا، بوبی کے خون کی بو اسکی نتھنوں سے ٹکرائی۔۔ ساحل کے ماتھے پہ ناگواریت سے بل پڑ گئے۔۔

اسنے آگے بڑھتے وہ پانی کی بوتل بیڈ سائیڈ ٹیبل پہ رکھی، اور پلٹ کر روحا کے وجود کی طرف آیا۔۔

وہ اسکے قریب پنجوں کے بل بیٹھا، اور سرسری سا اسکے وجود کا جائزہ لیتے اسنے انگلی کی مدد سے اسکے چہرے سے بکھرے زلف ہٹائے۔۔
اپنا مضبوط ہاتھ اسکی گردن کی پشت میں حمائل کرتے اسنے اسکا چہرہ بلند کیا، اور جھک کر اسکے خون سے نم ہونٹوں پہ اپنے ہونٹ رکھ کر وہ مسکرا دیا۔۔۔

اسنے آہستگی سے اسکے ہونٹوں سے اسکا خون سمیٹ لیا۔۔۔
اپنی ناک کو اسکے رخسار سے سہلاتے، عجب دیوانگی میں اسنے ایک گہری سانس اسکی دھڑکنوں کی رفتار کی خوشبو میں بھری۔۔۔

دنیا سدھر جائے گی لیکن تم نہیں۔۔کب تک مجھے ایسے تنگ کرتی رہو گی؟؟؟"وہ اسے دیکھ کر" غصے سے بولا تھا۔۔

اسے پتا تھا اسے اصل غصہ بوبی پہ نہیں بلکہ اپنی اس چوزی پہ تھا جو اتنا بڑا فساد ڈال کر اس وقت مزے سے پڑی تھی اگر ابھی اٹھا کر وہ اسے بوبی کی لاش کے پاس لے جاتا تو آئندہ اسکے حکم کے خلاف جانے کا سوچ کر اسکی روح لرز اٹھتی۔۔۔

اٹھو اب جواب دو مجھے!!"ساحل نے غصے سے روحا کے وجود کو پکڑ کر جھنجھوڑا۔۔"
مگر وہ ہنوز بے سدھ پڑی تھی۔۔اسنے ہونٹ بھینچتے، بھینچے جبڑے، تنیں رگوں سے اسکے نازک سے وجود کو جھڑک کر بانہوں میں اٹھالیا۔۔۔

بیڈ کے پاس آتے اسنے آہستگی سے اسے بیڈ پہ لیٹایا۔۔۔
وہ اسکے پہلو میں بیٹھا اور ٹیبل سے پانی کی بوتل اٹھا کر، ڈھکن اتار کر اسنے بوتل اپنے ہونٹوں سے لگاتے سرمئی سرخ آنکھوں سے اسکا چہرہ تکنے لگا۔۔۔۔

آخر وہ اسے ایسی کون سی سزا دے جس سے اسکا افلاطونی دماغ ٹھکانے آجائے۔۔

oooooooooo

ناصرف اپنے ملک بلکہ غیر ملکوں میں اپنی ذہانت کے بل بوتے پہ حکمت کرنے والے"
معروف بزنس ٹائیکون صمصام زیدی نے اپنے باپ پہ لگے الزام کی، گورنمنٹ ایجنسی
کے تھرو تشویش کے بعد، جھوٹے کیس میں ڈاکٹر صائم زیدی کو گرفتار کرنے کا حکم جاری
کرنے پہ ڈی آئی جی پہ کیس اور ایس ایس پی پیرزادہ کو بھی اپنے سورس کا استعمال کرتے
سسپینڈ کروادیا۔۔ایڈوکیٹ ساحل شاہ نے انکا ساتھ دیتے کورٹ سے منظور کے پیپرز
سائن کروادیے۔۔

صمصام زیدی کا کہنا ہے کہ۔۔

"If you hurt my family! I'll break you again and again"

میری فیملی پہ اگر کسی نے میلی نگاہ ڈالی تو میں اسے اسی دنیا میں ہی جہنم کی سیر کروادوں"

گا۔۔ اگر میں خاموش ہوں تو اسے میری شرافت سمجھو ورنہ برا میں تمہاری سوچ سے زیادہ ہوں۔۔۔ اگر یہ جرات آئندہ کسی نے کی،، تمہاری سوچ تو بہت چھوٹی ہے جتنا بدتر "اسکا انجام ہو گا۔۔۔۔۔

تازہ رپورٹ سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ صمصام زیدی نے ڈی آئی جی صاحب کے بیٹے" سے سب کے سامنے خود ٹینڈر چھنوایا جس باعث انہیں ملٹی بلینز نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے۔۔
ڈی آئی جی صاحب کے بیٹے نے اپنے باپ کی طرف سے اپنے ٹویٹر اکاؤنٹ پہ صمصام زیدی سے معافی بھی مانگ لی جسکے جواب میں صمصام زیدی نے کہا
مجھے وہ دشمن ہر گز پسند نہیں ہوتے جو میرے میدان میں آتے ہی ہاتھ جوڑ دیتے ہیں۔"
"ابھی تو میں نے شروعات کی ہے۔۔۔۔

لوگ یہ جانتے تھے کہ وہ سمندر جیسی آنکھیں رکھنے والا خود بھی ایک سمندر تھا باہر سے خاموش اندر سے طوفانی۔۔۔
اسکی غیر موجودگی میں اسکے باپ کو گرفتار کرنے کا بھگتان تو اب انہیں بھگتنا ہی تھا۔۔۔

یہ لوگ بیوقوف تھے جو اسے سمجھ نہیں پائے تھے

وہ کیا جانے صمصام زیدی کی محبت کس طرح ہوتی ہے۔ انہیں لگا تھا شاید وہ اپنے باپ کو پسند نہیں کرتا مگر یہ صمصام زیدی سے کوئی پوچھتا جس نے ہر خطرناک چیز کو اپنے ماں باپ سے لیکر خود پہ ڈال دی تھی اور انہیں حوس زدہ چیزوں سے آزاد کر دیا تھا۔۔۔

وہ جو دولت تھی، جس سے اسکے ماں باپ کو نقصان پہنچتا۔ اس دولت کو اسنے خوشی میں اپنے نام نہیں کیا ہوا تھا بلکہ وہ نہیں چاہتا تھا یہ دولت اسکے ماں باپ کیلئے نقصان دہ ثابت ہو۔۔۔

اگر تم صمصام زیدی کی محبت کرنے کا انداز سمجھ گئے تو سمجھو تم نے ایک فتح پائی ہے۔۔ بہت مشکل تھا جذبات کو سمجھنا۔۔۔

وہ صمصام زیدی تھا، دو کو گیارہ کرنا کا اسکے لئے کچھ نہیں تھا۔۔ وہ چاہتا تھا اپنا بزنس بہت آسانی سے رن کر سکتا تھا بلکہ آسمانوں تک پہنچا سکتا تھا۔۔
مگر اسنے اپنے باپ کے کاروبار کو اہمیت دی، آج بے شک نام اسکا تھا لیکن بنیاد صائم زیدی کا تھا۔ اور اس وجہ سے صمصام زیدی اپنے بزنس کو لیکر پوزیسو تھا۔۔۔
کیونکہ ایک وقت میں یہ بزنس صائم زیدی کا کل اثاثہ تھا۔۔ اس بزنس میں آج بھی صائم

زیدی کے باپ کی یادیں جڑی تھیں جنہیں صمصام زیدی سنبھالتا آرہا تھا۔۔۔

ملک کے ہر چھوٹے بڑے گھر میں اس نیلی اوشن آنکھوں والے شہزادے کی تصویریں اسکرین پہ چھائی ہوئی تھیں۔۔
کوئی اسکے سحر میں کھویا ہوا تھا تو کوئی اسکے الفاظ کی جاہ جلال میں۔۔۔سب اس بپھرے شیر کو سن رہے تھے۔۔
ایک زمانہ اس سے روٹھا ہوا تھا کیونکہ اسکی فطرت میں سر جھکانا نہیں تھا۔۔وہ ایسا شخص تھا جسکے پیدا ہونے سے آج تک اسکا باپ پریشان تھا۔۔۔

oooooooooo

ہاسپٹل کی صورتحال پہ قابو پالیا گیا تھا۔صارم زیاف اور دوسرے ڈاکٹرز کی محنت رنگ لائی تھی، آگ پہ قابو پاکر انہوں نے سارے مریض دوسری اسپتالوں میں منتقل کر دیے تھے۔۔
صارم نے ساحل شاہ کو ہنٹ دے دیا تھا کہ یہ آگ کسی کی جان لینے کیلئے نہیں لگائی گئی، بلکہ اس آگ کو لگانے کا مقصد دشمن اپنی طاقت جتانا چاہتے ہیں۔۔

اب وہ سب پر سوچ تھے کہ ظفران حیدری تو جیل میں تھا پھر یہ کون ہو سکتا تھا اور اسکی کیا دشمنی تھی ان سے ؟؟ کیا یہ بھی نہیں چاہتا تھا دلاور کو انصاف ملے ؟ کیا اسکا کوئی تعلق تھا دلاور کے کیس سے ؟؟

ساحل شاہ کے دماغ میں بہت تیزی سے یہ سوالات گردش کر رہے تھے۔۔ جبکہ ساتھ ہی وہ کل کیلئے دماغ کو سیٹ اپ بھی کر رہا تھا۔۔
اسنے فیری کو کہہ دیا تھا کہ کل وہ ماہرہ کو محض بیس منٹ کیلئے عدالت لے آئے گی جہاں اسے ظفران حیدری کے خلاف بیان دینا ہو گا۔۔

فیری نے بھی اسے اچھی خبر سنائی تھی کہ ماہرہ کی طبیعت میں سدھار آرہا ہے۔ اور ڈاکٹرز نے بھی اس گواہی کیلئے اسے اجازت دی ہے لیکن محض بیس منٹس کیلئے

اور ساحل شاہ کیلئے یہ بیس منٹس کافی تھے۔۔۔

اس وقت یہ ہاسپٹل کا منظر تھا جہاں ڈاکٹر انوشہ جوہر قدم پہ زیدی فیملی کے ساتھ تھی۔ ڈاکٹر صارم اور سرجن خالد کے ساتھ ایک پیشنٹ کا آپریشن کر رہے تھے جسکا آگ میں

جل انتہائی افسوس ناک حال ہو گیا تھا۔۔
اسکی شادی کو دو ماہ ہوئے تھے۔ وہ اس ہاسپٹل میں اپنے سسر کی عیادت کیلئے آیا ہوا تھا کہ تبھی آگ کے شعلے بھڑکے تھے جو اس نوجوان کو اپنی لپیٹ میں لے گئے تھے

اسکی حالت دیکھ کر صارم کا کافی دل دکھا تھا۔ اور باہر جو دو ماہ کی دلہن بیٹھی سجدوں میں گڑگڑا کر خدا سے اسکی زندگی کی بھیک مانگ رہی تھی یہ سب دیکھنا بہت مشکل تھا صارم کیلئے۔۔۔

وہ کافی نرم دل شخص تھا مگر اسنے جان بوجھ کر آرمی کی ٹف لائیف کو منتخب کیا تھا اپنے لئے تاکہ وہ خدا کی راہ میں اپنی انسانیت کا ثبوت دے سکے اور ان لوگوں کی مدد کرے جنہیں ضرورت تھی۔۔۔
اسے اپنی انت الحیات کی بھی یاد آرہی تھی، اسنے کھانا کھایا ہو گا کہ نہیں وہ اس وقت کیا کر رہی ہو گی؟ کہیں وہ اسکے لئے پریشان تو نہیں ہو رہی ہو گی۔۔۔؟؟

ڈاکٹر صارم ایوری تھنگ از اوکے؟ آپ اس سچویشن میں بھی مسکرا رہے ہیں؟" سول سرجن ڈاکٹر خالد نے اسکے ہونٹوں پہ مسکراہٹ دیکھتے اچانک مخاطب کیا

صارم نے گڑبڑا کر انہیں دیکھا۔۔ "یس سر۔ کہتے ہیں مشکل وقت میں مسکرانا بھی نیکی ہے۔۔۔" اسنے جلدی سے بہانہ گڑھا۔ انوشہ نے مسکراہٹ ضبط کی
اس مولوی کو اتنے سیریس کیس میں بھی نیکی کی پڑی تھی۔۔۔

آئی نو بٹ اس وقت آپکو نیکی پہ نہیں پیشنٹ پہ دھیان دینے کی ضرورت ہے۔۔""
سرجن ڈاکٹر نے سنجیدگی سے کہا۔۔ وہ سر اثبات میں ہلا گیا "یہ لڑکی کبھی مجھے مروائے گی" اسنے بار بار اسکے خیال آنے سے سر کو جھٹکا۔۔۔
کچھ ہی دیر میں سرجن ڈاکٹر خالد نے اپنے ہاتھ پیچھے کر دیے۔۔
اسکا بچنا مشکل ہے۔ ہم خوامخواہ اس پہ وقت ضائع کر رہے ہیں مجھے لگتا ہے دوسرے "پیشنٹ پہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔۔۔

صارم کا چہرہ پھیکا پڑ گیا۔۔ "لیکن سر ہی از لائیو۔۔۔" اسنے پیشنٹ کی دھڑکتی دھڑکنیں محسوس کرتے سرجن سے کہا

ڈاکٹر صارم! وہ زندہ ہے لیکن زیادہ دیر تک اسکی دھڑکنیں نہیں چلیں گی، محض تیس"

منٹس۔وہ مرنے کے قریب ہے اس سے بہتر ہے کہ ہم اسے اسکی آخری سانسوں میں اسکے گھر والوں کے حوالے کر دیں دوپل کی خوشی تو مل جائے گی۔۔۔حوصلہ کریں۔۔۔"

سول سرجن ڈاکٹر خالد نے اسکی حساس دلی دیکھ کر شانہ تھپتھپایا۔۔۔

دوپل کی خوشی کا کیا کرنا سر جب زندگی بھر کا ناسور دے جائے۔۔ہم ڈاکٹرز ہیں خدا نہیں۔۔آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ زندہ نہیں رہے گا جبکہ وہ ابھی زندہ ہے۔۔باہر اسکی بیوی خدا کے آگے مانگ رہی ہے اور وہ خدا ہے انسان نہیں کہ مانگنے والے کو مایوس کر دے۔۔جب پیشنٹ ہمت نہیں ہار رہا تو ہم کیوں ہار رہے ہیں۔۔"وہ ایکدم بھڑک اٹھا تھا۔۔۔

صارم ریلیکس!سر جن خالد صاحب سینئر ہیں انہیں ہم سے زیادہ پتا ہے۔۔"انوشہ نے بوکھلا کر اسکے شانے پہ ہاتھ رکھتے پر سکون کرنا چاہا مگر وہ اپنا شانہ جھٹک گیا۔۔۔

سینئر ہیں تو کیا ہوا وہ کسی کی زندگی کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔۔۔"اسنے غصے سے انوشہ سے کہا وہ پریشان ہو گئی کہ اب اسے کیسے سمجھائے۔۔۔

بچے جتنی تمہاری زندگی ہے اتنا صرف میرا تجربہ ہے۔۔اگر تمہیں مجھ سے بہتر پتا ہے تو"
کرو۔۔لیکن میں اپنا قیمتی وقت برباد نہیں کر سکتا میرے لئے اور بھی امپورٹنٹ لائیفز ہیں
جو میرے انتظار میں ہیں۔۔۔"سرجن نے اس باڈی کے اوپر نیلے رنگ کی چادر ڈالتے
ہوئے اپنے ہاتھ سے گلووز اتارے اور منہ سے ماسک نیچے کرتے وہ وہاں سے جانے کیلئے
پلٹے۔۔۔

آپ ایسا نہیں کر سکتے سر!کیا فائدہ ان لائیفز کو بچانے کا جب آپ اس زندگی بچانے میں"
ناکام ہوں گے۔۔"وہ بھی ماسک نیچے کرتا اسکے پیچھے گیا

صارم کیا ہو گیا ہے تمہیں۔۔کیا تم نے نہیں دیکھا ہم نے کتنی کوششیں کیں لیکن وہ"
زندگی کی طرف نہیں آرہا۔۔۔"انوشہ نے زچ ہو کر اسے سینئر سے بحث کرتے دیکھتے
سمجھایا۔۔۔

ایک کوشش!!!!"اسنے انوشہ کو دیکھ کر سرجن کی جانب رخ کیا۔۔"
ایک کوشش تو کر سکتے ہیں نا ہم۔۔۔میں کسی کو روتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔۔۔"اسے"

باہر اس لڑکی کے آنسوں یاد آ گئے

سر جن نے اسکی آنکھوں کی تکلیف دیکھتے گہرا سانس بھرا
ڈاکٹر صارم میری مان لیں تو یہ ڈاکٹری آپ کے بس کی بات نہیں ہے۔ آپ جتنے جذباتی" ہو رہے ہیں اگر یہ جذبات لیکر کسی بھی فیلڈ میں جائیں گے تو ناکام رہیں گے۔۔ بیٹر فار یو کہ آگے بڑھیں اور اپنے ماں باپ کو مشکل وقت میں سہارا دیں۔۔۔" سر جن نے نرم مگر طنزیہ کہتے دروازے کی طرف قدم اٹھاتے تو ایکدم وہ بولا۔۔۔

آپ اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ زندہ نہیں رہے گا؟؟" اسکے سپاٹ لہجے میں" سوال پہ سر جن ٹھنڈی آہ بھری۔۔۔

کیونکہ میں اپنے تجرنے کے تحت کہہ رہا ہوں تم چاہو تو کوشش کر کے دیکھ لو میں نے" ایسے ہزاروں کیسز ہینڈل کیے ہیں اور ہوتا وہی ہے جو میں کہتا ہوں۔۔۔" وہ اپنے الفاظ چبھا چبھا کر بولے

صارم تو ششدر تھا کہ کیا کسی کو اپنی مسیحائی پہ بھی اتنا غرور ہوتا ہے؟؟؟

ہوتا وہی ہے کیونکہ آپ انہیں بے سہارا مرنے کیلئے چھوڑ دیتے ہیں۔۔"وہ بغیر لحاظ کیے سرد آواز میں جتا کر بولا

انوشہ بوکھلا گئی۔۔۔"واٹ ہیپننگ وتھ یو صارم؟؟؟کیوں بحث کر رہے ہو؟ہمیں دوسرے پیشنٹ پہ بھی فوکس کرنا ہے؟"

واٹ ربش!!!اگر اسکی جگہ تمہارا زیاف ہوتا تو؟اسے اس حال میں چھوڑ کر تم دوسروں کی جان بچاتی؟؟"وہ پلٹ کر غصے سے انوشہ پہ دھاڑا جسکا رنگ سپید پڑ گیا اسکی بات پہ۔۔۔

شٹ اپ!!میں زیاف کے بارے میں ایک لفظ نہیں سنو گی۔اگر تمہیں یہاں اپنا وقت برباد کرنے کا اتنا شوق ہے تو کرو میں جا رہی ہوں۔۔"صارم کی بات پہ اسکا دل ڈوب گیا تھا۔۔وہ غصے سے سرخ چہرہ لیے بھڑک کر چلائی اور انگارہ آنکھیں لیے صارم کو افسوس سے دیکھتی دھاڑ سے دروازہ کھول کر وہاں سے واک آؤٹ کر گئی

صارم کو حیرت نہیں تھی کیونکہ وہ جانتا تھا،امید کے برعکس ناامیدی جلد دل پہ پنجے گاڑھتی ہے۔جو ناامیدی سرجن نے پھیلائی تھی اسنے انوشہ کو واقعی مایوس کر دیا تھا،اور مایوسی سے صارم زیدی کو نفرت تھی۔۔۔

اسے طاقتور ہوتی مایوسی سے اندازہ ہو رہا تھا کہ باہر بیٹھی لڑکی کی دعاؤں میں اللہ کتنا راضی ہو رہا ہے۔۔۔

جب مایوسی آپ پہ حملہ کرے تب یہ ذہن میں رکھنا، کہ خدا تمہاری دعاؤں پہ کن فرمانے لگا ہے اور مایوس ہو کر خدا کو ناراض مت کرنا۔۔۔

اسکے رد عمل پہ صارم کے ہونٹوں پہ طنزیہ مسکراہٹ آگئی "یہ کیسی محبت تھی؟؟ جب تم "کسی دوسرے کی بے بسی کو محسوس ہی نہیں کر سکتی۔۔۔

تم صائم زیدی کے بیٹے ہو اسلئے میں خاموش ہوں صارم زیدی ورنہ تمہارے ان" سوالوں کا جواب بہت اچھے سے دیتا میں۔۔ تم جیسے جذباتی نوجوان ہفتہ ہفتہ آئے اس فیلڈ میں خود کو ہمارے مقابل لے آتے ہیں۔۔
جاؤ اتنا غرور ہے تمہیں خود پہ تو آزمالو اپنی اکڑ لیکن یاد رکھنا میں اپنی بے عزتی اتنی جلدی نہیں بھولتا۔۔۔" وہ صارم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہتا اسے سر سے پاؤں تک دیکھتا ہوا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔۔۔

"ڈاکٹر ڈاکٹر میرے ہسبینڈ کیسے ہیں ڈاکٹر وہ ٹھیک تو ہیں نا۔۔ انہیں کچھ ہوا تو نہیں۔۔ ان سے بولیں پلیز ان سے کہیں میں انکے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی میرے حال پہ رحم کرے میں مر جاؤں گی انکے بغیر خدارا مجھ پہ رحم کریں۔۔۔۔"

ڈاکٹر خالد اور صارم زیدی کے باہر نکلتے ہی سامنے اٹھارہ انیس سالہ لڑکی بھاگتی ہوئی انکے آگے آئی اور بھیگی متورم آنکھوں کے ساتھ ہاتھ باندھے گڑگڑانے لگی۔۔

"سنبھالیں خود کو خدا کی مرضی کے خلاف ہم نہیں جاسکتے۔ وی آر سوری فار ہم! اگر آپ چاہیں تو اس وقت ان سے مل سکتی ہیں کیا پتا بعد میں آپ سے یہ بھی حق چھین لیا جائے۔۔۔" سرجن نے اسکے سر پہ ہاتھ رکھتے نرمی سے کہا اور طنزیہ نظروں سے صارم کو دیکھتے ایکسکیوز کرتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔

صارم نے سختی سے ہونٹ بھینچ کر خود کو کچھ کہنے سے باز رکھا۔۔ جبکہ وہ لڑکی انکی بات پہ اپنی جگہ پہ پتھرا گئی۔۔

"نن۔نہ۔ نہیں خدا ایسا نہیں کر سکتا وو۔۔ وہ مجھے مایوس۔۔ نن۔ نہیں کر سکتا۔۔ الل۔ اللہ ایسے کیسے کر سکتے ہیں؟؟ ابھ۔۔ ابھی کل انہوں نے میرے ساتھ جینے کا وعدہ

"کیا ہے۔۔

وہ عالم وحشت میں بڑبڑاتی ہوئی، نم آنکھوں سے صارم زیدی کی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔۔۔

تم بھی تو کسی سے محبت کرتے ہو ڈاکٹر پھر کیسے میری محبت کو مایوس کر دیا تم نے؟؟""

اسنے برستی کربناک آنکھوں سے صارم زیدی سے پوچھا۔۔ صارم کے دل کو کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا۔۔

مگر اس سے پہلے وہ کچھ کہہ کر اسے دلاسہ دیتا، وہ کمسن سی پھول جیسی لڑکی اپنی گھٹی سسکیوں کے ساتھ اچانک ہی لہرا کر دھڑام سے زمین بوس ہوئی۔۔۔

وہاں آتے جاتے لوگ بوکھلا کر کئی قدم پیچھے ہوئے۔۔۔

نرس!!!" صارم نے اسکے زمین بوس ہوئے وجود کو دیکھتے دھاڑ کر نرسز کو پکارا اور ایکدم " آگے بڑھتے اس لڑکی کو بازوؤں میں اٹھاتا ہوا ایمرجنسی وارڈ کی طرف بھاگا۔۔۔

یہ کون ہے؟؟" افراتفری میں اندر داخل ہو کر بیڈ پہ کسی وجود کو ڈالتے صارم کو دیکھ کر "

انوشہ وہاں بھاگ آئی

یہ اسی پیشنٹ کی بیوی ہے" وہ پیچھے ہو کر انوشہ کو آگے آنے کی جگہ دیتا بولا۔۔انوشہ" جلدی سے اسکا چیک اپ کرنے لگی

اسکو کیا ہوا ہے؟؟ اسکی ہارٹ بیٹ بہت یہ سب انکی ضد کا نتیجہ ہے کیونکہ یہ اللہ کے" فیصلہ سے مکر جاتی ہیں۔۔" وہ اس لڑکی کی سیریس کنڈیشن دیکھتی تاسف سے بولی

صارم نے ایک تیز نگاہ اس پہ ڈالی" خدا کے فیصلے سے نہیں بلکہ انسانوں سے اسکا یہ حال ہوا ہے" وہ سرد لہجے میں کہتا پلٹ گیا۔۔۔

تم کہاں جا رہے ہو؟؟" اسے جاتے دیکھ کر انوشہ نے گھبرا کر پوچھا"
ادھورا آپریشن مکمل کرنے" وہ بغیر رکے ٹھوس مضبوط لہجے میں کہتا وہاں سے چلا" گیا۔۔۔

ایک تو چاچا سائیں کے ضدے بیٹے" اسنے مٹھیاں دبائیں"

پلیز ڈاکٹر کنیز ! آپ اس پیشنٹ کو دیکھ لیں۔۔۔" اسنے اپنے ساتھ کھڑی ایک سینئر "
ہارٹ ڈاکٹر کو ریکویسٹ کی۔۔

اوکے۔۔" اسنے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔۔۔"
انوشہ دونوں اسٹاف نرسز کو لیکر اسکے پیچھے ہی بھاگی تھی تبھی اسے پیچھے سے سینئر ڈاکٹر کی
آواز سنائی دی

پیشنٹ کو جلدی کارڈیک وارڈ میں شفٹ کرو۔۔ اور ڈی فیب مشین لے آئو فاسٹ !!!""""
ڈاکٹر کنیز نے اپنے احکام جاری کیے
انوشہ نے دھڑکتے دل کے ساتھ اسٹیچر پہ موجود وجود کو دیکھا اور اپنے ہونٹ تر کرتی
اس منظر کی تاب نالاتی تیزی سے گھوم گئی۔۔

ڈاکٹر صارم میں آپکی کوئی مدد کر سکتی ہوں ؟" وہ بھاگتی ہوئی آپریشن تھیٹر میں داخل "
ہوئی

اللہ کا نام لیکر ایک بار پھر آپریشن کی تیاری کرتے صارم نے آواز پہ سر اٹھایا اور انوشہ کو

دیکھ کر مسکرا دیا

ارادے اٹل ہوں قافلے خود بن جاتے ہیں، بالکل اگر آپ ساتھ دینا چاہیں۔۔۔" وہ دلکشی سے مسکرایا۔۔۔

کون نامرتا اس سادگی پہ۔۔۔۔" وہ دانت پیس کر رہ گئی"

صارم بے ساختہ ہنسا۔۔۔"میری انت الحیات کے علاوہ جو مرنا پسند کرے۔۔۔" اسنے شرارت سے کہا۔۔

میں تب بھی ساتھ ہوتی اگر تم میرے صدمہ کو درمیان میں نالاتے۔۔" وہ دروازہ بند کرتی نرسز کے ساتھ اسکے طرف بڑھی۔۔

یہ کیس بہت کامپلیکیٹ ہے صارم سوچ سمجھ کر ہاتھ ڈالو۔۔" وہ جھجھکتی بولی۔وہ نہیں چاہتی تھی اپنے کسی جذباتی فیصلے کی وجہ سے وہ پچھتاوے کا شکار ہو"

سوچنے والے سوچتے رہ جاتے ہیں ڈاکٹر انوشہ! پیچیدہ مسائل نہیں ہوتے بلکہ انسان خود اسے مشکل بنا دیتا ہے۔۔" اسنے منہ پہ ماسک چڑھاتے تمام لائیٹس آن کر دیں اور پیشنٹ کے چہرے سے چادر کو پیچھے کھینچا۔۔۔۔

کوئی ڈاکٹر اتنا جذباتی کیسے ہو سکتا ہے؟؟لیکن میں کیسے بھول سکتی ہوں یہ ڈاکٹر بعد میں " پہلے مولوی ہے۔۔"وہ گہرا سانس لیکر رہ گئی

oooooooooooo

اسنے ڈی فیب مشین سے آخری بجلی کا جھٹکا اس وجود کو دیا۔
بلب کی تیز روشنی میں انوشہ کی پیشانی پہ ننھے ننھے پسینے کے قطرے چمک رہے تھے۔وہ اس ماحول کی عادی تھی مگر اس وقت وہ شدید حبس کا شکار ہوتی تشویش ناک نظروں سے صارم کے سپاٹ چہرے کو دیکھنے لگی۔۔۔

مم۔میں نے کہا تھا تمہیں صارم۔۔۔۔"اسکی آنکھوں میں پانی کیمے قطرے جمع ہو گئے " وہ دکھ سے اس پہ چلائی

چپ کرو تم!!!"وہ اس پہ غم وغصے سے غرایا۔۔۔"
اور خود پہ ضبط کرتے بھوری سرخ آنکھیں موند کر اسنے ایک گہرا پر سکون سانس

کھینچا۔۔۔

ڈاکٹر خالد ٹھیک کہہ رہے تھے اگر اس لڑکی کو آخری موقع دے دیتے ملنے کا تو یہ نہیں" ہوتا۔۔ تم نے اس سے اسکی زندگی کے چند خوشی کے پل بھی چھین لیے صرف اپنی ضد اکڑ کی وجہ سے ڈاکٹر صارم۔۔۔" اسکی آنکھوں کے سامنے بستر پہ پڑا ساکت وجود گھوم رہا تھا

وہ اپنے آنسوں رگڑتی قدم پیچھے اٹھانے لگی۔۔ اسے افسوس تھا اسنے کیوں ساتھ دیا صارم کا۔۔۔۔

غصے سے وہ پلٹ کر وہاں سے جانے لگی تھی تبھی۔۔۔۔۔

آہ۔۔۔" بجلی کے ایک آخری جھٹکے سے، بیڈ پہ پڑے وجود نے تڑپ کر فضا میں گہری" سانس کھینچی۔۔ جسکے ساتھ ہی اچانک مشینوں کا مخصوص شور گونج اٹھا اور دھڑکنوں کا رقص اسکرین پہ نمایا تھا۔۔۔

حیرت کے جھٹکے سے انوشہ نے پلٹ کر صارم کی طرف دیکھا تھا، جو گہرے سانس کھینچتا تیزی سے پیشنٹ کے منہ پہ آکسیجن ماسک لگا رہا تھا۔۔۔

صارم!!!" وہ ششدر سی اسکی طرف بھاگ آئی "یی۔ یہ کیسے کیا تم نے؟؟" خوشی و"
بے یقینی کی یکساں کیفیت سے اسکی آواز حلق میں دب گئی۔۔۔
سوال نہیں اپنا کام کرو!!!" وہ سرد لہجے میں بولا۔۔ اسے غصہ دیکھ کر انوشہ نے"
"!!مسکراہٹ دبائی "اوکے باس

کچھ دیر میں ہی وہ دونوں مسکراتے ہوئے تھیٹر سے باہر نکلے۔۔
سامنے سے گزرتے ہوئے سول سرجن ڈاکٹر خالد کو دیکھ کر انوشہ صارم کی طرف
پلٹی۔۔۔

کتنا اچھا ہو گا ڈاکٹر صارم اگر آپ خود جا کر اس لڑکی کو زندگی کی ایک نئی ڈور تھما"
آئیں۔۔۔" ڈاکٹر خالد نے کچھ کہنے کیلئے منہ کھولا ہی تھا مگر انوشہ کے الفاظ سن کر وہ ضبط
سے ہونٹ بھینچ گئے

مطلب اس لڑکے نے اسے واقعی چیلنج کیا تھا۔۔۔

چلو میرے ساتھ۔۔۔" صارم اسے اپنے ساتھ آنے کا کہتا ایمرجنسی وارڈ کی طرف"
جانے لگا جب وہ تیزی سے بولی

"یہاں نہیں صارم کارڈیک وارڈ میں ہے وہ۔۔۔۔"
صارم نے پلٹ کر ابرو اچکائے۔۔۔۔۔
"وہ۔وہ شاید کوئی بات سن کر اسکی حالت خراب ہو گئی تھی۔۔میں ہارٹ ڈاکٹر کنیز کے
حوالے کر آئی ہوں اسے وہیں چلیں۔۔۔"
اسنے کہہ کر اپنے قدم بڑھائے صارم تیزی سے اسکے پیچھے جانے لگا جبکہ مٹھیاں بھینچے
ڈاکٹر خالد ان دونوں کو دیکھ رہا تھا سب سے زیادہ غصہ تو اس لڑکے پہ تھا اسے۔۔۔

وہ وارڈ کا ڈور کھول کر اندر داخل ہوئی، اسکے پیچھے ہی ڈاکٹر صارم تھا۔۔۔
"ڈاکٹر کنیز !پیشنٹ کیسی ہیں انہیں بتائیں کہ آپ کے لئے ڈاکٹر صارم کے پاس گڈ نیوز
ہے۔۔۔" وہ مسکراتی ڈاکٹر سے گویا ہوئی تھی۔۔۔

"وی آر ویری سوری ڈاکٹر انوشہ !شی از نو مور!!" ڈاکٹر کنیز نے سفید چادر اس لڑکی کے
معصوم پھول جیسے چہرے پہ ڈالتے اداس لہجے میں کہا۔۔۔

ایک دھماکہ تھا جو فضا میں بلاسٹ ہوا تھا۔۔۔۔

وہ دونوں اپنی جگہ پتھر کے بت بن کر رہ گئے۔ جبکہ صارم کی آنکھیں اس بے ضرر سی لڑکی کے چہرے پہ تھیں۔۔۔۔

"لل۔ لیکن ایسے کیسے ؟؟؟ اسے کیا ہوا؟؟؟"

سب سے پہلے ہوش انوشہ کو آیا وہ تڑپ کر اگے بڑھتی بوکھلائی بدحواس سے بولی۔۔۔۔۔

"!!کارڈیک اریسٹ"

ایسی کیفیت جب دل غیر متوقع طور پہ تین غیر معمولی تحریکوں کی وجہ سے دھڑکنا بند کر دیتا ہے جو دل کی قدرتی تال کو اوور رائیڈ کر دیتے ہیں۔ کارڈیک اریسٹ اصل میں ایک برقی مسئلہ ہے۔ اسکی علامت پیشنٹ کا اچانک بیہیوش ہو جانا اور دل کا تیز دھڑکنا بھی ہے۔ یہ بالغوں کو زیادہ متاثر کرتی ہے اسلئے اپنے بڑھوں کے ساتھ بچوں کے سامنے بھی ایسی باتیں مت کیا کریں جن سے انکا حرکت قلب بند ہو جائے۔۔۔

ہم نے بہت کوشش کی مگر افسوس۔۔۔" وہ مایوس ہو کر ڈیڈ باڈی کو دیکھنے لگی۔۔۔

انوشہ نے اس معصوم لڑکی کا چہرہ دیکھتے ہونٹ آپس میں پیوست ک ءے اور پلٹ کر سرخ انگارہ آنکھیں لیے ساکت کھڑے صارم کے پاس آئی۔۔۔۔

ص۔صارم۔۔۔۔۔۔"اسنے ڈرتے ڈرتے اسکے بازو پہ ہاتھ رکھا"

اب سمجھ میں آیا!!!!!انسان کو خدا نہیں بلکہ انسان خود مایوس کر دیتا ہے۔۔"وہ بپھر کر" اس پہ غرایا۔۔

آہہہ۔۔۔"انوشہ چیخ کر پیچھے ہو گئی"
صارم نے لہو آنکھوں سے مٹھیاں بھینچیں اور برقی تیزی سے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔
انوشہ شدید دکھ سے وہیں بیٹھی اپنے آنسوں بہانے لگی
اسے غم پیشنٹ کا نہیں بلکہ اپنے الفاظ کا تھا۔۔پچھتاوے صارم کو نہیں بلکہ اسے ہونے لگے۔۔۔

کیوں ہم بھول جاتے ہیں کہ ہمارے الفاظ کسی کی جان بھی لے سکتے ہیں۔۔کیونکہ ہم ایسے ہیں؟؟؟جب اچھا نہیں بول سکتے تو خاموش کیوں نہیں رہ جاتے۔۔۔۔

جیکی اس سے آگے، بھاگتے ہوئے اندر داخل ہو کر بیڈ کو درست کیا۔۔ پیر کی ٹھوکر سے دروازے کو کھول کر وہ اندر داخل ہوا اور اپنی بانہوں میں جھولتے ہوئے وجود کو اسنے احتیاط سے بیڈ پہ لیٹایا۔۔۔

"جاؤ کسی اچھے ڈاکٹر کو لے آؤ! یاد رکھنا اگر ڈاکٹر میں تھوڑی سی حرام پائی دیکھی مجھے تو تمہیں سیدھا ڈاکٹروں تک پہنچادوں گا۔۔" وہ گھوم کر جیکی پہ غرایا۔۔۔۔

"او۔۔۔ او کے میں پانچ منٹ میں لے آیا۔۔۔۔" وہ ہڑبڑایا ہوا انہی افراتفری قدموں سے بھاگا تھا جب یاد آنے پہ ایکدم رکا

"و۔وو۔۔ وہ ڈی کے اگر کوئی ڈاکٹر نا آیا تو؟؟؟" اسنے ڈرتے ڈرتے پوچھا
"پسٹل کیا میں نے تمہیں کھیل نے کیلئے دی ہے؟" اسنے گردن گھما کر سرخ غضبناک نظروں سے دیکھتے دھاڑتے پوچھا۔۔

جیکی کے حواس جھنجھلا گئے تھے۔۔"سس سمجھتا گیا۔۔۔"وہ بدحواس سا جہاز کی سپیڈ سے کمرے سے نکل گیا۔۔

اسکے جاتے ہی دلاور کی نظریں لوٹ کر اس دشمن جان پہ آئیں۔۔۔

سنو!!!"وہ تھکا تھکا سا اسکے پاس پہلو میں بیٹھا۔۔اسنے اپنا ہاتھ توقیع کے بالوں پہ"
پھیرا۔۔آگ نے اسکے بازوؤں کو جلایا تھا۔۔یہ تو شکر تھا اسکا چہرہ اور جسم محفوظ رہ گئے
تھے

اگر توقیع ہوش میں ہوتی اور اسے یوں پاس بیٹھا دیکھ کر شاید وہ خوشی سے پاگل ہو جاتی۔۔
مگر اب جب وہ بیٹھا تھا،وہ ہوش و حواس کی دنیا سے بے گانہ پڑی تھی۔۔
توقیع۔۔۔"وہ جھک کر اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر نہایت نرمی اور محبت سے"
پکارنے لگا۔۔مگر وہ ویسی ہی پڑی تھی۔ساکت۔۔۔

میں نے تم سے کہا تھا گھر میں رہنا باہر مت نکلنا پھر کیوں نہیں مانی تم نے میری بات۔۔"
دیکھا اسی دن سے ڈرتا تھا میں۔۔ٹھیک کہتا ہے تمہارا بھائی۔۔۔بہت برا ہوں میں
توقیع۔۔۔۔"وہ بے بسی سے نم لہجے میں کہتا تھک کر اسکی گردن میں چہرہ چھپا گیا

ویسے جیسے ایک ڈرا سہما بچہ اپنے محافظ کی آغوش میں چھپتا ہے۔۔۔ لیکن وہ اپنے خوف میں ہمیشہ تنہا رہا تھا۔۔۔ جب جب وہ ڈرا سہما تھا اسے سہارا دیواروں نے یا اندھیروں نے دیا تھا

مگر آج وہ اس وجود کا سہارا لے رہا تھا جس نے اسکی ناسور زندگی اچانک اپنی آمد سے مہکا دی تھی۔۔۔ لیکن بدلے میں اسنے کیا دیا اسے ؟؟

"اتنا ڈر مجھے زندگی سے نہیں لگتا توقیع جتنا تمہاری خاموشی سے لگتا ہے۔۔ اتنی خاموش تو میری زندگی نہیں جتنی تم خاموش ہو گئی ہو پلیز اپنے دل پہ رحم کھاؤ آنکھیں کھولو مجھے بتاؤ کہاں تکلیف ہو رہی ہے تمہیں میری جان۔۔۔" اسکا لہجہ اذیت سے چور التجائیہ تھا۔۔۔

"بھاڑ میں گیا دلاور کا انصاف تم آنکھیں کھولو میں تمہیں تکلیف دینے والے کی نسلوں کو اکھاڑ دوں گا۔۔

"صرف ایک بار آنکھیں کھولو اور میری طرف دیکھو۔۔۔ بتاؤ اپنے دل کو کہاں تکلیف ہو رہی ہے میں اپنا سینا چیر کر تمہیں چھپا دوں گا لیکن خود سے جدا نہیں کروں گا" اسنے سر

اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔ اسکا وجود ہلا یا مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہوئی

وہ اپنی توقیع کو ایسے تو نہیں چھوڑ گیا تھا۔ وہ تو گلاب کا مہکتا ہوا پھول چھوڑ گیا تھا اس وقت اسکے پاس تو جیسے کوئی زرد پھول آ گیا تھا۔۔۔

دیکھو مجھے توقیع۔۔ مجھے معاف کر دو میں بہت برا ہوں۔۔ واقعی منحوس ہوں میں جس" سے محبت کرتا ہوں انہیں صرف تکلیفیں ہی دیتا ہوں۔۔ اگر توقیع خودکشی حرام نا ہوتی تو باخدا کب کا تم لوگوں کی زندگی سے چلا جاتا۔۔۔
مگر کیا کروں میں۔۔۔ کیسے میں سمجھاؤں خود کو بہت تڑپتا ہوں میں تم لوگوں کیلئے۔۔۔ مجھے بھی یاد آتی تھی تمہاری۔۔ میں سوچ سوچ کر ذہنی مریض بن گیا مگر تم لوگوں سے دور نہیں رہ سکتا کیا کروں میں اپنا جانتا ہوں ناسور ہوں لیکن ہوں تو تم لوگوں کا دل۔۔۔۔۔

مجھ سے باپ کی شفقت ماں کی ممتا چھین لی گئی توقیع میرا کیا قصور ہے کیوں مجھ سے ہر رشتہ چھین لیا جاتا ہے۔۔۔ آخر میں کیوں ایسا ہوں۔۔" وہ اسکی گردن میں چہرہ چھپائے "سسکنے لگا۔۔۔ "میں تو معصوم تھا۔۔۔۔۔

بہت چھوٹا تھا میں توقیع ڈیڈ کے ساتھ کھیلتا ڈری کے ساتھ سوتا عرشی کا باڈی گارڈ بن کر" چلتا مام سے پیار وصولتا لیکن سب چھین لیا مجھ سے۔۔ان حیوانوں نے اپنی درندگی سے تمہارے دل کی معصومیت کو نگل لیا۔۔میں بے قصور ہو کر مارا گیا ہوں توقیع۔۔۔۔

پہلے جو میں دل کہلاتا تھا آج میں ناسور بن گیا ہوں۔۔۔اٹھو میرے ناسور وجود کو خود میں چھپالو کیونکہ صرف تم مجھے محسوس کر سکتی ہو۔۔۔۔

مجھے مام ڈیڈ دری عشی کی یادیں سونے نہیں دیتیں۔مجھے تمہاری محبت بے سکون کیے رکھتی تھی میں چلا آیا یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں کسی کو خوشیاں نہیں دے سکتا تھا لیکن مجھ سے نہیں رہا گیا توقیع

ہاں میں سخت دل بن گیا تھا تمہارے لیے کیونکہ میں تمہیں دور سے دیکھنا چاہتا تھا۔میں جانتا تھا جب تم میرے پاس آؤ گی تو تمہیں بھی ایسی ہی تکلیفیں ملیں گی مجھ سے۔جو میں نہیں چاہتا تھا۔۔۔

لیکن تم تینوں بھائی بہن بہت ضدی ہو تم لوگوں نے میری نہیں سنی۔۔۔

میں مام ڈیڈ کے پاس نہیں جانا چاہتا کیونکہ میں ایک برا بیٹا ہوں۔میں جس کے پاس جاتا

ہوں انہیں صرف دکھ دیتا ہوں۔۔ میں ایک ناسور ہوں۔۔۔ میں وہ معصوم نہیں رہا توقیع اس دنیا نے مجھ سے ساری معصومیت چھین لی، میری مسکراہٹوں کا قتل کر دیا۔۔ مجھ سے میرا دری چھین لیا میں اپنے بھائی سے بہت محبت کرتا ہوں توقیع۔۔۔

اب میں ان اچھے لوگوں کے درمیان کیسے جاؤں؟ میں نے اپنے ہاتھوں سے ہزاروں خون کیے ہیں توقی میں اب دلاور خان نہیں ڈی کے ہوں۔۔۔" وہ سرگوشیوں میں اسے اپنا غم سنا رہا تھا

اپنے بھاری دل کا بھوج ہلکا کر رہا تھا سالوں سے دفن آنسوں کو اسکی گردن میں چھپ کر بہا رہا تھا۔۔۔

کیونکہ اپنی توقیع کو اس حال میں دیکھ کر اسکا دل غم سے پھٹ رہا تھا۔۔۔ وہ اس پوری دنیا کو آگ لگا کر راکھ کر دینا چاہتا تھا۔۔۔

وہ اپنی توقیع کو ایسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔۔

میں تمہیں چھوڑ دینا چاہتا تھا میں تم سے دور ہو جانا چاہتا تھا توقیع مگر میں ایسا کیسے کروں؟" مجھے تم سے عشق ہے تم میرے قلب کا سکون ہو۔۔ اگر تمہیں خود سے جدا کیا تو میں مر جاؤں گا۔۔۔ لیکن میں تمہارے ساتھ جینا چاہتا ہوں توقیع مجھے چھپالو خود میں۔۔۔

مجھے بچالو توقیع میں میں تمہارے بغیر نہیں جی سکتا خدارا میرے حال پہ رحم

کھاؤ۔۔۔۔اٹھو اور دیکھو مجھے تمہارا دل زخموں سے چور ہے۔۔۔۔"اسکے آنسوؤں نے توقیع کی گردن نم کر دی مگر وہ دواؤں کے زیر اثر تھی وہ اسے کس طرح اس وحشت تکلیف سے راحت دیتی

اگر وہ اپنے دل کو اس حال میں دیکھ لیتی تو اسے خود میں سمیٹ لیتی مگر ہائے اسکی بدقسمتی۔۔وہ تڑپ رہا تھا اور وہ اسکی تکلیف سے بے بہرہ تھی۔۔۔۔

دلاور کا دل جب غم سے پھٹنے لگا تو وہ ایکدم اٹھا اور بغیر توقیع کی جانب دیکھے لمبے ڈگ بھرتا ہوا اسکے کمرے سے نکل گیا۔۔وہ ساتھ والے کمرے میں آیا اور دروازہ دھاڑ سے بند کرتے گھٹنوں کے بل زمین پہ گرتے اسنے اپنے ہاتھوں میں سر گرا لیا۔۔۔
وہ اپنے بالوں کو مٹھیوں میں نوچتا، اذیت کی آخری حدود پہ کھڑا گرج غرا رہا تھا۔۔

آخر کیوں؟؟؟؟ کیوں میری وجہ سے سب کو اتنے غم دے رہے ہو؟؟؟"
آخر کیوں مجھے اتنا برا بنایا ہے؟؟؟
آخر کیوں میری توقیع کو اس حال تک پہنچایا ہے اگر میں تمہیں اتنا ناپسند ہوں تو مار کیوں نہیں دیتے مجھے۔۔۔کیوں مجھے پل پل اذیت کی موت دے رہے ہو آخر میرا قصور کیا

"ہے؟؟ مجھے اس دنیا نے نفرتوں کا باسی بنا دیا۔۔۔

اسنے غراتے ہوئے پاس موجود سیاہ شیشے کی ٹیبل اٹھائی اور نفرت کے جنون میں، لہولہان ہوئی آنکھوں سے مدمقابل اپنی پرچھائی پہ دے ماری

ٹھاہ!!! کی دھماکہ خیز آواز سے پورا کمرہ گونج اٹھا۔۔

آہہہہ۔۔۔۔"وہ حلق بل نفرت سے چیخا اور سٹون واس اٹھا کر دیوار گیر آئینے پہ پوری" قوت سے دے مارا۔۔۔۔

نفرت ہے مجھ تم سے دلاور خان!!!"وہ کسی وحشی بیسٹ کی مانند دھاڑا تھا۔۔"

بچپن کسی کا حسد کھا گیا جوانی ویسے تباہ ہے۔۔۔ آخر میں پیدا کیوں ہوا۔۔۔؟ مجھے تو" صرف غم ملے، نا میں کبھی خوش ہوا نا میں کبھی کسی کو خوشی دے پایا میں جہاں جاتا ہوں "مجھ سے پہلے میری وحشتیں پھیل جاتی ہیں آخر کیوں؟؟

معاً تھک کر وہ ہاتھوں میں چہرہ چھپائے کسی معصوم بچے کی مانند تڑپ کر گھٹنوں کے بل دھڑام سے گرا۔۔۔

آج میری وجہ سے وہ بے قصور لڑکی اس حال میں ہے مجھے بتائیں میں برا سایہ کیوں"
ہوں؟؟ مجھے کچھ نہیں چاہیے آپ سے۔۔ کچھ بھی نا دیں مجھے یا اللہ بس توقیع کو دے
دیں۔۔ اسے کچھ مت کریں اسکی تکلیف مجھے دے دیں میں اسے اس حال میں نہیں دیکھ
سکتا وہ میرا عشق ہے یا اللہ۔۔۔

مجھ سے میرا بچپن چھین لیا گیا میں نے کوئی شکوہ نہیں کیا، مجھ میرے ماں باپ کی الفت
چھین لی گئی میں خاموش تھا۔۔ مجھ سے میرے قلب نوچ لیے گئے میں تب بھی خاموش
رہا۔۔۔۔

اب وہ میرے پاس خود آئی ہے، اسنے اپنا سکون تباہ کر کے مجھے سکون بخشا ہے مجھے
سالوں بعد کسی نے اپنے ہونے کا احساس دلایا۔۔ چاہے تو تُو مجھے بے سکون کر دے اے
رب لیکن اسکی تکلیف کم کر دے وہ میری سانسوں میں رہتی ہے میرے دل میں دھڑکتی
ہے۔۔

اسے میں ہنستا ہوا دیکھنا چاہتا ہوں مجھے میری توقیع مسکراتی ہوئی چاہیے اللہ۔۔۔۔ ورنہ میں
"بھول جاؤں گا وہ تمہارے بندے ہیں جنہوں نے میری توقیع کو تکلیف دی ہے۔۔۔
وہ بپھر کر غراتا خدا سے مخاطب تھا۔۔۔ اسکے دماغ میں سنسناہٹ پھیلی ہوئی تھی اسکی
آنکھوں کے آگے سرخ دھند سی چھائی ہوئی تھی۔۔۔

"ڈی کے ڈاکٹر کو اٹھالایا ہوں۔۔۔"

وہ ابھی سر ہاتھوں میں پکڑے موت جیسے سکوت میں بیٹھا ہوا تھا کہ تبھی باہر سے جیکی کی آواز گونجی۔۔۔

دلاور اسکی بات سن کر ایکدم تیزی سے اٹھا، مگر درد کی ٹیسوں پہ لڑکھڑا گیا، وہ اپنے توانا وجود سمیت زمین بوس ہو جاتا اگر بروقت دیوار کا سہارا لیکر گہرا سانس نا کھینچتا۔۔۔۔

اسکا دم گھٹنے لگا تھا۔۔۔وہ آنکھیں کھولے وہ ڈگمگاتے لڑکھڑاتے ہوئے باتھروم کے دروازے کو ٹھوکر مار کر اندر داخل ہوا۔۔۔۔

اسنے گھبراتے ہوئے دیوار پہ ہاتھ مارے، اور اچانک شاور پہ ہاتھ لگا جس سے شرر کی آواز سے پانی کا پھوارا اسکے ہڈی سمیت وجود پہ آگرا۔۔۔
وہ ایکدم گہرے سکوت میں خاموش لب پیوست کیے شاور نیچے کھڑا ہو گیا۔۔۔سامنے آئینے اسکا عکس نمایا تھا۔۔۔

دراز قامت، سیاہ ہڈی میں پانی کے تیز پھواروں میں کھڑا تھا۔۔۔

اسنے چہرہ شاور کی طرف اٹھایا، پانی کی یخ بوندوں نے جب اسکے چہرے کو چھوا اسنے پٹ سے آنکھیں کھولیں۔۔۔ اور شاور کے تیز پھوارے سیدھا اسکی آنکھوں میں آسمائیں۔۔۔۔

اسنے لمبے ڈگ بھرتے واش میں آکر اپنے چہرے پہ یخ پانی کی چھینٹیں ماریں اور تولیے سے چہرہ خشک کرتے اسنے گہرا سانس کھینچ کر خود کو پر سکون کیا۔۔

معاً ایک سرد مسکراہٹ اسکے لبوں پہ پھیل گئی۔۔۔۔۔

وہ اندر سے، ان بکھرے کانچ کے ذروں کی مانند تھا۔ مگر باہر سے ایک مضبوط چٹان جیسا۔۔ جو ہزاروں طوفانوں سے ٹکرا کر بھی غرور سے سر اٹھائے کھڑی تھی اسکی اسی مضبوطی کو دیکھ کر تو دشمن خوفزدہ ہو رہے تھے۔۔
کیونکہ وہ دشمنوں کو گمرہ کرنے کے فن سے واقف تھا۔۔

شاور بند کرتے وہ ہڈی اتار کر وہیں پھینکتے، وہ جب باہر آیا تو اسکا چہرہ سرد تھریلے تاثرات لیے ہوا تھا۔۔ جیکی نے بس ایک نظر اس پہ ڈالی اور اسکے تاثرات سے خائف ہو کر نگاہیں پھیر دیں۔۔۔

بقول جیکی کے وولف کے ساتھ رہ کر بگڑے کے بعد وہ خود اس جیسا بن جاتا تھا۔۔۔

دلاور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔۔ سامنے ہی سپید اوور آل میں ایک لیڈی ڈاکٹر اسکی توقیع کے پاس پہلو میں موجود تھی۔۔ آہٹ پہ اسنے گھبرا کر گردن گھمائی۔۔۔۔

چست توانا جسامت سے چپکی ہوئی سیاہ شرٹ، بھورے بھیگے بال پیشانی پہ بکھرے ہوئے تھے، غیظ و غضب بھری شہد رنگ آنکھیں، کھڑی مغرور ناک اور سرخ لب، ہلکی سی بڑھی ہوئی شیو مونچھیں، گردن کی مضبوطی ابھری رگیں دیکھ کر وہ چند لمحات کیلئے مبہوت تھی۔۔۔

اسنے جب سیاہ بوٹ میں مقید بھاری قدم اٹھائے، انکی دھمک اسے اپنے دل پہ پڑتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔ اسکی گردن سے سینے تک کا سفر کرتے اس ڈاکٹر کا حلق بے ساختہ خشک ہوا تھا۔۔۔۔

وہ مضبوط دیو کیا اس پری کا تھا۔۔۔۔ اسنے سنہری بالوں والی ہوش حواس سے بیگانہ پڑی اس خواب نگر کی حسینہ کو دیکھا

کتنے پرفیکٹ تھے وہ دونوں۔۔۔ جس قدر وہ مضبوط اس قدر وہ نازک پھول جیسی۔۔۔۔
دلاور نے ناگوار نگاہ اٹھائی، اس ڈاکٹر نے ہوش کرتے سٹپٹا کر ایکدم سے توقیع کے وجود پہ بلیکٹ ڈالا۔۔۔۔

آآ۔۔ آپ پلیز باہر جائیں۔۔۔۔"لیڈی ڈاکٹر نے بوکھلا کر جھجھکتے ہوئے التجا کی۔وہ" پیشنٹ کی باڈی کا معائنہ کر رہی تھی۔۔۔

اپنا منہ بند کرو اور اچھے سے معائنہ کرو ورنہ کل کی ہیڈ لائن تمہاری ڈیڈ باڈی کی ہوں" "گی
وہ سرد غصیلے لہجے میں کہتا چیئر گھسیٹ کر دوسری طرف بیٹھ گیا۔۔۔
اس ڈاکٹر کا چہرہ سپید پڑ گیا۔۔وہ کیا بول رہا تھا؟ اور وہ کیا کوئی غنڈہ تھا؟؟؟ آخر یہ ہینڈسم لڑکے اتنے بدتمیز کیوں ہوتے ہیں؟؟ کاش اس لڑکی کی بجائے وہ اسکا پیشنٹ ہوتا۔۔۔۔
اسنے سوچ کر دل کی گدگدی دل میں دبائی۔۔۔۔

غصے سے ڈاکٹر نے کچھ کہنے کیلئے منہ کھولا تھا جب وہ درمیان میں کاٹ کر بولا۔۔۔

دیکھو خاتون اپنی توقیع کے معاملے میں میں خود پہ بھی بھروسہ نہیں کر سکتا دنیا سے تو" نفرت ہے مجھے اگر شرافت سے علاج کرو گی ٹھیک ہے ورنہ مجھے اپنے طریقے سے کام کروانا آتا ہے۔۔" اسنے اپنی گن نکال کر بیڈ سائیڈ ٹیبل پہ رکھی

بتایا ہے مجھے تمہارے چچے نے اچھے نہیں ہو تم لوگ۔۔۔" اسکی ہٹ دھرمی اور دھمکی" پہ اس ڈاکٹر نے تنک کر چباتے ہوئے ناپسندگی سے کہا۔۔

تمہیں کم بتایا گیا ہے، تمہاری سوچ سے زیادہ برا ہوں میں۔۔" وہ تلخی سے بولا۔۔ وہ بس" اسے دیکھتی رہ گئی۔۔

ڈاکٹر نے گہرا سانس لیا" دیکھو مجھے پتا ہے یہ تمہاری بیوی ہے لیکن اسکی بھی عزت ہے۔۔۔" اس بگڑے لڑکے کو دیکھ کر اسنے نرمی سے سمجھایا

دلاور ہنسا، جیسے کسی نے اسے جوک سنایا ہوا۔۔۔

دماغ کیوں فرائی کر رہی ہو۔۔۔؟ڈاکٹر ہو یا کک ؟"
ابے جیکی کس ماں کو اٹھالائے ہو؟؟؟" اسنے ناگواریت سے غرا کر باہر کھڑے جیکی سے پوچھا۔۔۔وہ جو حکم کے منظر تھا اسکی غراہٹ پہ گڑبڑا اٹھا۔۔۔

ڈی کے اسنے تو سفید کوٹ پہنا ہے ماں قسم اسپتال سے اٹھالایا ہوں۔۔کیا اسپتال میں " خانساماں بھی ہوتی ہیں؟ یہ سالا پاکستان کے سسٹم کو کیا ہو گیا ہے۔۔۔"جیکی نے گھبرا کر کہتے اپنا سر کھجایا۔۔۔

ڈاکٹر نے سرخ چہرے سے ضبط کرتے توقیع کے وجود سے آہستہ سے بلیکٹ ہٹایا۔۔اسکے عریاں شانے دیکھ کر دلاور خود ہی اٹھ کر کھڑکی میں آکر کھڑا ہو گیا مگر وہاں سے گیا نہیں۔۔ڈاکٹر نے مسکراہٹ دبائی۔۔۔۔

اور توقیع کے جسم کا معائنہ کرتے ہوئے شکر کا سانس بھرا۔۔"شکر کریں برے صاحب کہ زیادہ اسکن نہیں جلی۔۔" اسنے با آواز کہا۔۔دلاور پلٹ آیا اس تک۔۔۔
اور آکر توقیع کی دوسری جانب پہلو میں بیٹھ کر اسکے سر کو سہلانے لگا۔۔
اسکے بازوؤں پہ لگی دوائی کو صاف کرتے، اس لڑکی نے اسکی طرف دیکھا۔۔"پتا ہے

کس کے جیسے لگتے ہو تم؟؟" وہ پھر سے بولی

دلاور نے اچٹتی مگر تیز نظر اس پہ ڈالی مگر وہ خائف ہونے کے بجائے مسکرائی۔۔ "ایس پی دریاب خان کے بھائی جیسے لگتے ہو" وہ انجان بن کر گویا ہوئی۔۔۔ خاموشی سے سنتے دلاور نے سختی سے لب بھینچ لیے۔۔
پتا ہے وہ کون تھا؟؟" اسنے نرمی سے ایک بازو صاف کرتے توقیع کا دوسرا بازو اٹھایا۔۔۔" وہ کوئی جواب دیے بغیر توقیع کے بال سہلاتا رہا۔۔۔

جڑوا بھائی تھا۔۔ دونوں بھائی بہت محبت کرتے تھے ایک دوسرے سے۔ لیکن ایک دن" اچانک نویرہ۔۔۔۔۔۔۔

اپنا منہ بند کرو!!!!" وہ ایکدم سے اسکی بات درمیان میں کاٹ کر حلق بل گرج اٹھا۔۔" ایی۔۔۔ "خوف سے وہ ڈاکٹر اپنی جگہ سے اچھل ہی پڑی۔ اسنے ہراساں نظروں سے" اسے دیکھا جبکہ دلاور کو لگا جیسے اسکی پوری ہستی کو کسی نے جھنجھوڑ دیا ہو

وہ نام۔۔۔۔ جس نے اس سے اسکا سب کچھ چھین لیا۔۔ جس وجہ سے آج بھی کوئی

اندھیروں میں بھٹک رہا تھا۔۔ وہ نام جسنے اسے اپنی طرح ذہنی مریض بنا دیا تھا۔۔
وہ نویرہ فیروز کے نام سے بھی شدید نفرت کرتا تھا۔۔ اگر آج وہ زندہ ہوتی تو شاید سب سے پہلے دلاور خان اپنے ہاتھ اس ذہنی مریض لڑکی کے خون سے رنگتا۔۔

س۔ سس۔ سوری شاید تمہیں سن کر اچھا نہیں لگا۔۔ لیکن میں تو بس یہ کہنا چاہتی تھی" کہ یہ چھوٹی سی لڑکی جب شعلوں سے اپنا بچاؤ کر سکتی تھی پھر دلاور خان کیوں نہیں اس "آگ (حسد) سے بچ سکا؟؟؟

اسکی بات نے پہ دلاور کی کن پٹیاں سلگ اٹھیں۔۔ وہ بپھرے تنفس سے اسے ڈاکٹر کو دیکھنے لگا کہ آخر وہ کہنا کیا چاہتی تھی۔۔۔ کیوں مفت میں ضائع ہونا چاہتی تھی اسکے ہاتھوں حالانکہ وہ نہیں چاہتا تھا جو اسکی توقیع کی تکلیف کم کرے اسے موت کے گھاٹ اتار دے۔۔۔

جبکہ وہ ڈاکٹر اب مصروف سی اپنے بیگ سے دوائی نکال کر گلووز پہنے ہاتھوں سے اسکے بازوؤں پہ دوائی لگانے لگی۔۔۔ اور بہت احتیاط سے اسکے بازو سفید پٹیوں میں محفوظ کر دیے۔۔

مسٹر ڈی کے !!" قریباً آدھے گھنٹے بعد ڈاکٹر نے اسے مخاطب کیا"
ہوں!!!" وہ تفتیشی نظروں سے اسے دیکھتا اسکی طرف متوجہ تھا۔۔"خبر دار! صرف"
توقیع کے بارے میں بتاؤ تمہارا باشن سننے کیلئے میرے پاس مفت کا بھیجا نہیں۔۔۔" اسکے
منہ کھولنے سے پہلے اسنے خطرناک تیوروں سے خبر دار کیا

وہ ڈاکٹر مسکراہٹ دبا کر اسے دیکھنے لگی۔۔

ڈونٹ وری وہی بتانے لگی ہوں۔۔"
آگ نے جب ان پہ حملہ کیا تو انہوں نے اپنے بچاؤ کیلئے اپنے بازو آگے کر دیے تھے جس
وجہ سے انکا جسم اور چہرہ محفوظ ہو گیا لیکن بازو کافی حد تک جل گئے ہیں۔۔
میں یہ دوائی لکھ دی ہے یہ آپ کو تین دن لگانی ہے انکے بازو پہ اور یہ صبح شام کی غذا کے
بعد دینی ہے۔ اسکے بعد آپ کو اسے ہمارے ہاسپٹل لانا ہو گا تا کہ انکے بازوؤں کا اچھے
" سے علاج کر سکیں۔۔ ورنہ کافی مشکل ہو سکتی ہے مسز ڈی کے کیلئے۔۔۔
اور ہاں یہ ابھی دواؤں کے زیر اثر ہیں جب ہوش میں آئیں گی تو بہت تکلیف ہو گی اسلئے "
" یہ دوائی میں نے ٹیبل پہ رکھ دی ہے ڈنر کے بعد انہیں دے دیجئے گا۔۔

ڈاکٹر نے نسخہ اسے تھامتے، ساتھ غذا کو لیکر چند ہدایت اسے دیں اور اپنا بیگ لیکر دروازے کی طرف بڑھی کہ کچھ یاد آنے پہ گلا کھنکارتی پلٹی۔۔۔

اور میں یہ کہنا چاہتی تھی کہ تم۔۔۔کافی ہینڈسم ہو" وہ شرارت سے کہتی اسکے مٹھیاں" دبانے پہ کھکھلاتی برقی تیزی سے وہاں سے بھاگی۔۔

یہ کس کو اٹھالائے ہو تم خبیث کی روح!!" روم سے باہر آتے وہ جیکی پہ دھاڑا۔جیکی جو" انکی باتیں سن چکا تھا گڑبڑا گیا۔۔

ڈی کے یہ کراچی ہے یہاں سب جانتے ہیں کہ صائم زیدی کی بیٹی کا منکوح دلاور خان" تھا۔" اسنے ڈرتے ہوئے صفائی دی۔۔

اوپر سے تمہارا نام بھی تو ڈی کے ہے۔۔اب ڈی کے کافل فارم تو دلاور خان ہی بنتا ہے" "اسلئے تو وہ ڈاکٹر زبان چلا رہی تھی۔۔۔

دلاور کے چہرے کے تاثرات ایکدم اپاٹ ہو گئے۔۔۔"کیا تم بھی سمجھتے ہو؟؟؟" اسنے مٹھیاں دبائیں۔۔

وہ اسکے تیور دیکھ کر بوکھلایا" نہیں مجھے کیا پتا کون دلاور۔۔۔ میں تو توقیع زیدی کو ہی نہیں جانتا۔ مجھے بس کچھ پتا ہے تو وہ ڈی کے اور اسکی ٹی ڈی ہے۔ میں تو اندھا ہوں۔۔۔" اسنے گھبراتے شرافت سے کہا۔۔

اندھا ہی رہ اس میں تمہاری بہتری ہے۔ اب جا اپنی ماں کو چھوڑ کے آ۔ ایک کام تم سے " نہیں ہوتا مفت کی روٹیاں توڑنے آتے ہو۔۔۔ خبر دار کہیں اور تانکا جھانکی کی جلدی آنا اور ڈنر کی تیاری کرنا۔ اب مفت کی روٹیاں نہیں ملیں گی اور آتے ہوئے اس خیری بچے کو لے آنا تمہارے ہتھوڑوں سے وہ زیادہ اچھی روٹیاں بناتا ہے ہاں سالن تم بنالینا۔۔ خبر دار "جو مرچیں اس میں زیادہ استعمال کیے، وہ سارے مرچ تمہارے اندر ڈال دوں گا۔۔۔ اب سے توقیع کام نہیں کرے گی تم دونوں کرو گے۔۔۔ اور مجھے شکایت کا ایک بھی" "موقع ملا یا تم دونوں نے گھر میں فساد ڈالا ٹانگیں توڑ کر بوف کے حوالے کر دوں گا۔۔۔۔ وہ بھڑک کر دانت پیستے ایک ایک بات واضح کہتا اس پہ تیز گھوری ڈال کر واپس روم میں چلا آیا اور دھاڑ سے جیکی کے منہ پہ دروازہ بند کر دیا۔۔۔ وہ اپنی جگہ اچھل کر پیچھے ہوا۔۔۔۔

چار بیویاں ملیں یا نا لیکن خدا نے ساس ایڈوانس میں دے دی۔۔ "اسکی روٹی کے طعنے پہ "

وہ بھنا کر زخمی دل سے کہتا وہیں سے پلٹ گیا۔۔

لیکن اچھا ہو اروٹیاں خیری کے سر لگی تھیں، سالن کا کیا تھا دو سیکنڈ میں بنالیتا تھا وہ لیکن خیری بیچارہ۔۔۔بڑا آیا زیدی ہاؤس میں عیش کرنے والا۔۔۔"بیٹا واپس پلٹ ہماری ساس لوٹ آئی ہے"

اسنے سوچ کر شاطر مسکراہٹ ہونٹوں پہ سجائی۔۔۔

oooooooooooo

وہ جب روم میں واپس آیا، اسکی نظریں سیدھا سامنے بیڈ پہ ہاسپٹل کے سلیولیس گاؤں میں پڑی توقیع پہ گئیں۔۔۔

اسکے سنہری بال چوٹی سے نکل کر اسکے چہرے کے ارد گرد صبح کی سنہری سورج کی کرنوں کی مانند ہالے میں لیے ہوئی تھیں۔ اسکا گلابی چہرہ تکلیف کی شدت سے سپید پڑ چکا تھا۔۔

اسکے ہمہ وقت مسکراتے وہ پنکھڑیوں سے لب آپس میں پیوست تھے۔۔

اسکی صراحی دار گردن پہ کہیں کہیں سرخ نشان آچکے تھے جنہیں دیکھ کر دلاور کا دل پہ گہری ٹھیس پہنچی۔۔

وہ چھوٹے سست قدم اٹھاتا آکر اسکے پاس پہلو میں بیٹھا،،
اسکا دل جیسے کسی نے مٹھی میں دبوچا ہوا تھا جب ڈاکٹر نے توقیع کی تکلیف کا بتایا تھا۔۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا تھا وہ اسکی تکلیف کو خود میں سمالے۔۔۔؟؟

ڈاکٹر چلی گئی تھی اور ایک بار پھر وہ دونوں کمرے میں تنہا رہ گئے تھے۔۔۔

اسنے اپنا ایک ہاتھ توقیع کے سرہانے تکیے پہ رکھا اور وہ اس پہ جھک کر اسکے چہرے کو ایک ہاتھ کے فاصلے پہ دیکھنے لگا۔۔

وہ بلا کی حسین تھی،،، اسکے نین و نقوش ایمان ڈگمگا دینے والے تھے۔ مگر سادگی ایسی جیسے وہ کوئی عام شکل و صورت کی ہو۔۔۔
دلاور نے کبھی اسے غرور گھمنڈ کرتے نہیں دیکھا تھا شاید یہ اسکی تربیت میں ہی نہیں تھا۔۔

اسنے ہاتھ بڑھا کر اسکی پیشانی سے بال سنوارے اور جھک کر اپنے ہونٹ اسکی پیشانی پہ "You're my soul" ثبت کیے

وہ زیر لب بولا اور دوسرے ہاتھ سے اسکی ٹھوڑی کو پکڑ کر چہرہ اونچا کرتے مسکرایا۔۔۔۔
"میں تمہیں اس تکلیف کو محسوس کرنے کی مہلت ہی نہیں دوں گا ڈارلنگ!!!" اسنے بھاری لہجے میں اسکے کان کر طرف سرگوشی میں کہتے چہرہ اٹھایا اور گہری نظروں سے اسکی لرزتی پلکوں کو دیکھا

اسکی شہد رنگ سرخ آنکھیں اسکی پلکوں سے سرکتی ہونٹوں پہ آ ٹھہریں۔۔وہ کچھ کہنا چاہتی تھی اور دلاور سننا۔۔۔۔۔

اسکا ہاتھ توقیع کی ٹھوڑی سے پھسلتا، گردن کی پشت پہ چلا گیا۔۔ جیسے ہی اسنے اسکی گردن کو دبوچ کر چہرہ بلند کیا،،، توقیع کی آنکھیں پٹ سے کھلیں تھیں

دل!!!!" اسنے مچل کر اسے پکارا تھا۔۔۔۔۔"
مگر حلق کی تکلیف کی وجہ سے محض اسکے ہونٹ ہی پھڑ پھڑائے تھے

تبھی ایکدم سے وہ کسی سائے کی مانند اس پہ جھکا اور توقیع کے خشک نیم وا ہونٹوں کو اپنی

گرفت میں جکڑ گیا۔۔۔

اسکے نرم گرم سے ہونٹوں کے لمس کو محسوس کرتے، جس طرح اسنے پٹ سے آنکھیں کھولیں تھیں ویسے ہی دہل کی میچلیں۔۔۔

اسکا دل، دلاور کے سینے میں جتنی شدت سے دھڑکا تھا، اتنی ہی شدت دلاور کے ہونٹوں میں تھی۔۔۔وہ سہم گئی۔۔۔

چند لمحات وہ خاموش رہی اسکی دہکتی سانسوں کو اپنی سانسوں میں اتارتی رہی۔ مگر جب وہ سر پھرا شخص اپنی حدوں سے بڑھنے لگا تو قیع نے بے بس ہوتے اپنی ایڑیاں بیڈ پہ پٹخی دیں

دلاور نے اپنی مسکراتی ہوئی آنکھیں وا کیں۔۔اسکی آنکھوں کا زبردست تصادم سرخ ڈورے والی اوشن نیلی گھبراہٹ سے پھیلی آنکھوں سے ہوا۔۔اسنے ایکدم اپنے دانت اسکے نچلے لب پہ گاڑھے۔۔۔۔

توقیع نے گہرا سانس کھینچا، دلاور نے گردن کو مضبوطی سے تھام کر، اسکے ہونٹوں پہ

دانتوں کا نرم دباؤ دیا۔ وہ پور پور سرخ پڑ گئی۔

جبکہ اسکے لب سرک کر توقیع کی ٹھوڑی پہ آئے اور وہ اپنی شدت کے سرخ نشان چھوڑتا ہوا، اسکی گردن کو چوم کر وحشت سے دھڑکتی دھڑکنوں کے مقام پہ اپنے لب ثبت کیے۔۔۔

دل!!!" اپنی آنکھیں سختی سے میچے توقیع اسکے ہونٹوں کے لمس سے بیڈ پہ اچھل "
پڑی۔۔۔ وہ ایکدم پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

شش!! میں تمہارے پاس ہوں جانم۔ تم اپنے دل کے پاس ہو محفوظ۔۔۔۔ "وہ تڑپ "
کر اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھر کر پچکارتے بولا

مم۔ مجھے لگا میں مم۔ مر جائوں گی۔۔۔ "وہ ہچکیوں سے روتے بولی"
چپ!!!! خبر دار ایک لفظ بھی اپنے خلاف کہا!!!" وہ وحشت سے ساکن ہوئے دل کے "
ساتھ گرج اٹھا۔۔ توقیع نے خوفزدہ ہو کر حیرت سے اسے دیکھا

جب تک دلاور خان زندہ ہے تمہارے کوئی بال بھی چھو نہیں سکتا۔ نسلیں اکھاڑ دوں گا"
میں انکی جو تم پہ میلی نگاہ ڈالے گا۔ تمہارے لیے یہ دلاور خان پوری دنیا کو آگ لگا دے گا
اگر تمہیں کچھ ہو جاتا۔۔۔ میں وحشت برپا کر دیتا تب پتا لگتا کہ آخر جنون کیا ہے۔۔۔۔۔
میں مر جاتا اگر تمہیں کچھ ہوتا توقیع میری سانسیں تمہاری وجہ سے ہیں۔۔۔۔" وہ بپھر کر
کہتا ایکدم نم سر گوشیانہ گویا ہو کر اسکے وجود کو بانہوں میں بھینچ کر اٹھ بیٹھا۔۔۔

توقیع نے روتے اپنا چہرہ اسکی گردن میں چھپایا۔۔
دلاور نے اسکے سر پہ لب رکھ کر اسکے نازک سے وجود کو اپنے آغوش میں بھر لیا۔۔ جبکہ
اسکی ٹانگوں کو اپنی کمر کے گرد لپیٹ کر بیڈ سے اٹھا۔۔
تم میرے پاس ہو میرے قریب، میری بانہوں میں۔۔۔۔ مجھے خدا کے اس احسان پہ"
یقین کرنے دو توقی۔۔۔" وہ جا بجا اسکے سر چہرے پہ بوسے دیتا چل کر ٹیرس پہ آ گیا۔۔۔
اور آ کر راکنگ چیئر پہ بیٹھ گیا۔۔۔ اسنے احتیاط سے توقیع کی کمر میں بازو حمائل کیے ہوئے
تھے جبکہ اسکے بازو اسنے اپنے دونوں شانوں پہ رکھے تھے۔۔۔۔

توقیع اسکی بے قراری پہ کھل اٹھی۔۔۔

چاند کی چاندنی میں ڈبڈبائی نظروں سے اسے اتنے قریب سے دیکھتی توقیع نے آہستگی سے اپنی پیشانی اسکی پیشانی سے ملادی۔

دلاور دھڑکتے سینے سے مسکرایا"تکلیف ہو رہی ہے؟؟"اسنے اسکی نیلی آنکھوں میں جھانکتے متفکر ہوتے پوچھا۔۔

وہ سر اثبات میں ہلانے لگی۔۔ دلاور کا چہرہ سپید پڑ گیا۔۔
ک۔ کہاں؟ مجھے بتاؤم۔ میں کوشش کروں گا تمہاری تکلیف کو کم کروں۔۔۔"وہ تڑپ" ہی تو گیا تھا۔۔ اپنی جگہ سے اٹھنے لگا تھا تبھی وہ جلدی سے گویا ہوئی۔۔۔۔

یہاں۔۔۔"توقیع نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر دیکھتے اپنے ہونٹوں کی طرف" اشارہ کیا۔۔ دلاور جو تشویش ناک نظروں سے اسکے بازوؤں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ توقیع کے اشارے پہ چونک گیا

یہاں؟؟؟"اسنے حیرت بے یقینی سے اسکے ہونٹوں پہ انگلی رکھ کر تصدیق چاہی۔۔ جبکہ" اسکے آنکھیں کھولنے اور اس سے گفتگو کرنے پہ دلاور کو ایسا محسوس ہوا تھا جیسے کسی برے

مرض سے اسکا دل اچانک شفا پا گیا ہو

وہ اپنے ہارے بے جان وجود میں ایک نئی طاقت ایک نئی زندگی محسوس کرنے لگا تھا۔۔۔
وہ نیلی آنکھوں والی لڑکی اسکی دیوانگی بن گئی تھی۔۔۔
ج۔جی آپ نے اتنا رف کِس کیا۔۔۔"وہ سرخ چہرے سے کہتی نظریں جھکا گئی۔۔"
دلاور حیران ہوا۔۔۔

کیا تمہیں یہ تکلیف محسوس نہیں ہو رہی؟؟"اسنے جھجھکتے اسکے بازوؤں کی طرف اشارہ" دیکر پوچھا

توقیع نے گہری مسکراہٹ کے ساتھ نظریں بھر کر اسکی طرف دیکھا
اپنے دل کیلئے میں ایسی ہزاروں تکلیفیں جھیل لوں گی ڈی کے صاحب بشرطیکہ ہر تکلیف" کے بعد آنکھ کھولتے مجھے آپکا دیدار نصیب ہو۔۔۔"وہ عالمِ دیوانگی میں کہتی دلاور کو ساکت کر گئی

ایسا کیا دیکھا ہے مجھ میں؟"وہ اس جنونی لڑکی کو دیکھ کر اپنے لیے تمسخرے سے پوچھنے"

لگا۔۔

سانسیں بستی ہیں میری آپ میں۔ آپ نے جب ہاسپیٹل میں قدم رکھا میرا دل تب ہی" دھڑک اٹھا اور خدا نے خود بخود ساری تکلیف غائب کر دی۔۔۔ روح کا رشتہ ہے میرا "آپ سے بس مجھے اپنی ٹی ڈی بنا دیں۔۔

بولتے ہوئے اسکی آواز بھیگ گئی، اسنے التجائیہ آنکھیں جھپکائیں۔۔

"جانے دو بچی ہوا بھی۔۔"
اسنے گہرا سانس کھینچ کر شاید زندگی میں پہلی دفع تشکر بھری نظروں سے اوپر سیاہ آسمان کو دیکھا۔۔ تو خدا کو اس پہ رحم آنے لگا تھا۔۔

آزمالیں!!" وہ چیلنجنگ کرتی ٹھوس لہجے میں بولی"
اچھا۔۔۔؟" وہ دھیرے سے ہنسا۔۔ "ڈر جاؤ گی۔۔۔" اسنے معنی خیز نظروں سے اسے "دیکھا
وہ کوئی اور ہوں گی۔۔" اسکی نظروں سے وہ کانوں کی لو تک سرخ پڑ گئی مگر اپنے قول پہ "

ڈٹی رہی۔۔۔۔

شکوہ مت کرنا بعد میں۔۔۔۔" دلاور نے لب دباتے گہری نظروں سے اسکے گاؤن کے " بٹنز کی طرف دیکھا۔۔ اسکی نظروں سے توقیع بوکھلائی

مم میں کک۔ کیوں کروں گی۔۔ مم۔ مجھے اپنی ٹیم کا حصہ بنا دیں۔ جہاں بھی جائیں تو" مجھے ساتھ رکھیں۔۔ میں ہمیشہ آپ سائے میں جینا چاہتی ہوں۔۔۔۔
جیسے انسان کیلئے سانس ضروری ہے ویسے میرے لئے آپ۔۔۔۔" اسنے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر وہ جذباتیت سے بولی اور چاند ستاروں کی موجودگی اپنے الفت بھرے لب اسکے رخسار پہ رکھ دیے۔۔۔

دلاور نے اسکے ہونٹوں کے لمس کو محسوس کرتے ایکدم اسکی کمر کو جھٹکا دیکر اپنے قریب کھینچا
مسرت و سرور کی لہروں نے اسکے تن بدن کو چھو کر وحشت سے تڑپتے دل میں گہرا سکون اتار دیا۔۔۔

وہ بے خودی میں اپنی بڑھی ہوئی شیو اسکے رخسار نرمی سے سہلانے لگا۔۔

سی۔۔۔"وہ اسکی چبھن سے کسمسا گئی۔اسنے مسکراہٹ سے اپنے دانت دل کے رخسار پہ "
نرمی سے گاڑے۔۔۔جب اسنے اسکے کان میں جھک کر سرگوشیانہ کہا

اگر ڈی کے کی ڈی ٹی بننا ہے تو کام ایسا کرو کہ تمہارا نام گونج اٹھے "اسنے گھمبیر بھاری لہجے "
میں معنی خیز مدھم سرگوشی کرتے اسکے کان کی لو کو اچانک دانتوں میں دبالیا۔۔۔

وہ اپنے قدموں پہ کھڑا ہوا۔۔اور مضبوط قدم اٹھاتے وہ اجالے سے اندھیرے میں
آگیا۔۔۔توقیع نے بوکھلا کر نا سمجھی سے اسے دیکھا

جبکہ دلاور نے اسکی پشت دیوار سے لگا کر اسکے چہرے کے دائیں بائیں ہاتھ رکھ دیے۔۔۔
"دل!!!"وہ اسکی تیوروں سے کچھ سہم گئی

مجھ سے نہیں پوچھو گی تمہارا یہ حال دیکھ کر اس دیوانے کا کیا حال ہوا تھا؟؟؟؟"وہ اسکی "
پھیلی آنکھوں میں دیکھ کر بولا

لل۔۔ لیکن یی۔ یہاں۔ کک۔ کیوں ہہ۔ ہم روم میں چلتے ہیں!!" وہ باہر کی ٹھنڈی"
ٹھنڈی مدھم سی ہواؤں میں اپنی اڑتی لٹوں سے پریشان اسکے تیوروں سے خائف
منمنائی۔۔۔

میری دنیا میں آنے کا پہلا اصول!!! راز ہمیشہ اندھیروں میں دفن ہوتے ہیں۔۔" وہ"
"سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔ وہ الجھ کر بمشکل اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی "جج۔جی؟؟؟

کیا تمہیں نہیں جاننا ڈی کے کو کتنی الفت ہے تم سے؟؟؟" اسنے اسکی صراحی دار گردن"
پہ انگلی پھیرتے، اسکے گریبان کے پہلے بٹن پہ روک دی۔ جہاں آکر توقیع کی سانسیں بھی
تھم سی گئیں۔۔۔۔

جاننا ہے۔۔۔۔" وہ باغی دل کی اتھل پتھل دھڑکنوں درمیان بولی"
اسکے جواب کو پاکر چھانک سے اسکا بٹن دلاور کی انگلیوں کے درمیان سے گرا اور فلور پہ
گول دائرے بنانے لگا۔۔۔

سخت نفرت ہے مجھے ہم دونوں کی بیچ کی رکاوٹوں سے" وہ جھک کر اسکے کان میں کہتا،"

بے دردی سے نوچ کر اسنے ان بٹنز کو زمین پہ پھینکا۔۔۔۔
وہ بغیر کچھ بولے اپنا حلق تر کرنے لگی۔۔۔"لل۔۔۔لیکن دل مم۔میرے
باز۔۔۔۔۔۔"وہ سہم کر حیا سے گلنار ہوئے چہرے سے جھجھک کر کہنے لگی تھی کہ ایکدم
اسکے دانتوں کے بیچ اسکا انگوٹھا آ گیا

توقیع نے سٹپٹا کر اپنی آنکھیں میچیں۔۔۔۔۔۔
تمہیں تمہارا دل چاہیے اور مجھے تم!!!اسکے علاوہ ہشش۔۔۔۔نو ساؤنڈ۔۔نو"
ایکسکیوز!!!"اسکے پسینے سے نم چہرے پہ اپنی دہکتی سانسیں چھوڑتے وہ بے خودی کے عالم
میں کھڑا بولا

توقیع نے اسکی کمر پہ اپنی گرفت تنگ کرتے، اپنے دانت اسکی اسکن پہ گاڑھ دیے جبکہ
دلاور کا دوسرے ہاتھ کی کھردری سی انگلیاں توقیع کے رخسار کو نرمی سے سہلانے
لگیں۔۔۔۔

اسکے عجیب پراسرار سے رویے سے اسکا ذہن جیسے تاریک ہونے لگا، ایک عجیب سی
بے خودی سحر ساطاری ہونے لگا

وہ اندھیرے میں اسکے سفید دمکتے چہرے کو دیکھتا، دلکشی سے مسکرایا۔۔۔
کوئی اتنا بھی پیارا ہو سکتا تھا؟؟؟" اسنے سوچا اور اسکے ننھے وجود کو ایکدم اپنے توانا وجود میں چھپاتے اسکے بھیگے ہونٹوں پہ اپنے لب رکھ دیے اور بغیر روکے اسکی سانسوں کا سلسلہ اپنی سانسوں سے جوڑ دیا۔۔۔۔

چاند اس دلکش سے منظر سے بادلوں کی اوٹ میں چھپ گیا
فضا گلاب کی خوشبو سے مہکنے لگی، ہوائیں رقصاں تھیں اور سوکھے بے جان سے پتوں میں جیسے دوبارہ جان آگئی تھی
وہ ہوا کی لہروں پہ رقص میں مدہوش ہونے لگے۔۔۔۔۔

جہاں اپنی توقیع کو آگ کی شر سے بچانے کیلئے اسکا دل سجدہ زیر تھا وہیں اسکے ساتھی یہ چاند بادل ستارے سیاہ آسمان نیلا پانی یہ اندھیرا اور تنہائی سب خدا کی خدائی پہ محو رقص تھے۔۔۔

وہ خدا ہے اپنے بندے کو انکی برداشت سے زیادہ نہیں آزماتا۔۔۔

oooooooooooo

oooooooooooo

لیٹ نائیٹ کانفرنس سے فارغ ہو کر، ہاسپٹل سے اپنی ماں کو لیکر گھر آ گیا۔۔ تقویٰ زیدی آنا تو نہیں چاہتی تھیں مگر اپنی ہاسپٹل کا حال دیکھ کر وہ نڈھال ہو چکی تھیں۔۔
گاڑی کی چابیاں گارڈ کے حوالے کرتا اوہ تقویٰ زیدی کو سہارا دیکر اندر گھر میں داخل ہوا۔ تبھی گاڑیوں کی آوازیں سن کر سیڑھیوں پہ گھٹنوں پہ سر دیے اداس سی بیٹھی بازل شاہ تیزی سے اٹھی، بھاگ کر سیڑھیاں اترتی نیچے آ گئی۔۔۔۔

"مام آآ۔ آپ ٹھیک ہیں؟"
وہ جس قدر بے چین و بے قرار ہو کر نیچے آئی تھی، وہاں اپنے بلیک مین کو ناپا کر اسکی گرے کرسٹل آنکھوں میں اداس سی نمی آ گئی۔۔۔۔

وہ ان سے پوچھنا تو اپنے بلیک مین کے بارے میں چاہتی تھی مگر تقویٰ زیدی کی حالت دیکھ

کر وہ متفکر تشویش ناک لہجے میں بولی اور فوراً سے دوسری جانب انہیں سہارا دیا۔۔۔

تم ابھی تک جاگ رہی ہو میرے بچے سو جاتی کتنی دیر ہو گئی ہے۔ میں ٹھیک ہوں تم" پریشان مت ہو جائو سو جاؤ۔۔" تقویٰ زیدی نے اسکی سرخ ڈورے والی آنکھیں دیکھ کر محبت سے کہا تو وہ مسکرا دی

آپ سب اتنی مشکل میں ہیں ہم کیسے سو جائیں۔۔" اسکا لہجہ بھر آیا۔ وہ صارم کی زندگی" میں آکر واقعی بہت رحم دل ہو گئی تھی ورنہ پہلے کی بازل پہ یہ واقعی خاک اثر کرتا کجا کہ اسکی آنکھوں کی نیند اڑا دینا۔۔۔
صام نے اسکے سر پہ ہاتھ رکھ کر سر تھپتھپایا" سو جاؤ لٹل اینجل! تمہارا صارم ٹھیک ہے وہ آجائے گا جاؤ شاباش گڈ گرل۔۔۔۔" وہ اپنی طبیعت انداز بر خلاف انتہائی نرمی سے بولا۔۔۔

بازل نے چونکتے اسکی طرف دیکھا۔۔" اینجل؟؟" اسکا دل شدت سے دھڑکا تھا۔۔" کیا وہ اینجل تھی؟ وہ تو ایک میلی لڑکی تھی جسے پتا نہیں کس طرح اسکے بلیک مین نے قبول کیا " تھا۔۔۔

تقویٰ زیدی نے صام کے نرم رویے پہ بازل کو شاکڈ دیکھ کر مسکراہٹ ضبط کی اور اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر پیشانی پہ لب رکھے۔۔۔

میری جان! ٹھیک کہہ رہا صمصام۔ صارم ٹھیک ہے صبح تک شاید آ بھی جائے گا۔ جاؤ" میرے بچے سو جائو ورنہ طبیعت خراب ہو جائے گی اور صارم کو لگے گا اسکی غیر موجودگی میں اسکی پیاری دلہن پہ ظالم ساس نے ظلم کے پہاڑ توڑے ہیں۔۔۔" وہ محض اسے مسکرانے کیلئے اپنی حالت چھپائے شرارت سے گویا ہوئیں۔۔

بازل نا چاہتے ہنس پڑی" آپکے ظلم بھی پھول کی طرح ہوں گے آئی لو یو مام۔۔۔" وہ ایکدم جذباتی ہو کر انکے سینے سے جا لگی۔۔

تقویٰ نے اسکے سر پہ بوسہ دیا۔۔" کل چلی جانا اپنے ماں باپ کے گھر وہاں تمہاری ضرورت ہے اور تمہارا دل بھی ہلکا ہو جائے گا۔۔۔" انہوں نے پیار سے کہا تو وہ سر ہلاتی ان سے الگ ہوئی اور اپنی آنکھیں رگڑ لیں۔۔

صمصام کو وہ سفید کانچ کی گڑیا جیسی لگی۔۔ کتنی معصوم بے ضرر کیوٹ سی لگ رہی تھی اس وقت۔۔ جیسے پاکیزہ سفید پھول۔۔۔۔

مم۔ میں بلیک۔۔۔۔ م میرا مطلب میں صارم کا انتظار کرتی ہوں وہ آجائے تو میں سو" "جائوں گی اور مجھے مام ڈیڈ کی بھی یاد آرہی ہے میں کل ان سے بھی مل آئوں گی۔۔۔ بلیک مین منہ سے نکلتے اسنے گڑبڑا کر چور نظروں سے اس چھ فٹ سے نکلتے قد کے مالک مغرور شخص کو دیکھا جسے قریب سے دیکھتے کسی بھی شخص کا دل بند ہونے لگے

جانے خدا نے اس شخصیت میں کیا طلسم رکھا تھا کہ اسکے آگے اچھے اچھے بے باک لوگوں کی بھی بولتی بند ہو جاتی تھی اور پھر وہ تو تھی ہی اس صورتحال سے خائف سی

کب سے روتی اپنے بلیک مین کیلئے اللہ سے دعائیں مانگ رہی تھی سیڑھیوں پہ بیٹھی اسکے آنے کا انتظار کر رہی تھی

عرشیہ نے کتنی دفع اسے روم میں جانے کا کہا مگر وہ نہیں مانی۔۔ وہ یہاں بیٹھی سب سے پہلے اپنے بلیک مین کو دیکھنا چاہتی تھی مگر شاید قسمت کو اسکی صبر کا مزید امتحان لینا تھا۔۔

جاؤشاباش!!"انہوں نے کہاتووہ سر ہلاتی ہوئی وہیں سے پلٹ گئی۔۔"
بہت پیاری بچیاں ہیں حجاب شاہ کیں۔بہت خوش نصیب ہے صارم۔۔"وہ اسے جاتے"
دیکھ کر اپنے روم میں آتیں بولیں۔۔۔

آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔۔"صام نے تاکید کرتے انہیں بیڈ پہ بٹھایا۔پنجوں کے بل خود"
نیچے بیٹھتے انکے پاؤں سے شوز نکالیں اور تلوے نرمی سے دباتے پیر بیڈ پہ رکھے۔۔

آپ یہاں بیٹھیں میں آپ کے لئے کچھ کھانے کو لاتا ہوں۔۔۔"وہ ان سے کہتا جانے"
لگا تھا تبھی تقویٰ نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا
نہیں صمصام!بھوک نہیں مجھے میں اس وقت آرام کرنا چاہتی ہوں تم بھی جاؤ سو جاؤ"
میرے بچے تھک گئے ہو گے۔۔۔"انہوں نے اپنے خوبرو بیٹے کو دیکھتے کہا

ٹھیک ہے آپ آرام کریں جب بھوک ہو تو انفارم کر دیجئے گا۔میں بھی چینج کروں پھر"
ڈیڈ کی طرف چکر لگاتا ہوں۔۔"وہ انکے پاس پہلو میں بیٹھ کر بولا

تقویٰ نے اسکی پیشانی چوم لی۔۔ "ٹھیک ہے جائو بھائی کا خیال رکھنا اور اپنے باپ سے ایسے بات مت کیا کرو کسی دن غصے میں آ گئے تو شامت آ جائے گی سب کی۔۔۔ وہ کافی سر پھرے شخص ہیں کچھ بھی کر دیں گے پھر میں اس عمر میں کہاں سنبھالتی پھروں گی انہیں۔۔۔" وہ خبر دار کرتی بولیں تھیں جس پہ صمصام بے ساختہ ہنسا تھا

مجھے پسند آتے ہیں وہ جب غصے میں سرخ ہو جاتے ہیں۔۔" وہ شرارت سے بولا۔۔۔"
تقویٰ اسے گھورتی بے ساختہ خود بھی ہنس پڑیں
"اگر انہوں نے سن لیا تو ہم دونوں کی خیر نہیں۔۔۔"

خیر اب ایسا بھی نہیں! میں صمصام زیدی ہوں اسکا بیٹا۔۔۔" اسنے نیلی مسکراتی آنکھوں" سے ماں کو دیکھ کر جتایا وہ ہنس کر اسکے شانے پہ چپٹ رسید کر گئیں

بہت بگڑ گئے ہو تم صمصام اس طرح بات کرتے ہو تبھی تو سب مجھ سے کہتی ہیں میرا بڑا" بیٹا مغرور ہے!!" وہ مصنوعی گھوری سے نواز کر خفگی سے بولیں

" بگڑا ہوا تو میں پیدائشی ہوں۔۔۔ جو کہتے ہیں انکے لئے مغرور ہوں۔۔"

اسکے برجستہ جواب پہ تقویٰ زیدی کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

میرے بچے تمہارا قصور نہیں یہ تمہارے باپ کے اعمال ہی ایسے تھے۔۔ لیکن اپنے" باپ سے سبق حاصل کرو ورنہ کل کلاں تمہارے لئے بھی خدا ایسا ہی امتحان بھیج دیں گے۔۔" وہ ہنسنے لگیں صمصام مسکراتا بالوں میں ہاتھ پھیرتا ماں کی پیشانی چوم کر کھڑا ہوا

میری طرف سے بے فکر رہیں ڈارلنگ! میں صمصام زیدی اپنے شیروں کو شیر بن کر" پالوں گا۔۔۔" وہ اپنے مخصوص لب و لہجے میں کہتا تقویٰ زیدی کے اوپر بلیکٹ ڈال کر بولا اور پلٹ کر کھڑکیاں بند کرتے لائیٹ آف کی، نائیٹ بلب روشن کر دیا۔۔

روم میں مدھم پر سکون سی سبزی روشنی پھیل گئی۔۔ صمصام مضبوط قدم اٹھاتا اپنی ماں کے پاس آیا۔۔۔
سو جائیں بے فکر ہو کر آپکا صمصام سب ٹھیک کر دیگا۔۔" وہ انکی پیشانی پہ ہاتھ پھیر کر" مضبوط لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

مجھے یقین ہے تم پہ۔۔۔" تقویٰ نے اسکے ہاتھ کی پشت پہ بوسہ دیا اسنے سر اثبات میں"

ہلایا اور پلٹ گیا۔۔۔

تقویٰ زیدی نے آنکھیں موند لیں تو وہ روم کا دروازہ بند کیے انکے کمرے سے نکل گیا۔۔
گھر میں گہرا سکوت چھایا ہوا تھا۔۔
اسکے قدم خود بخود عائشہ خان کے روم کی طرف بڑھ گئے۔ انکے کمرے کے سامنے آتے صمصام نے دروازے پہ ہاتھ رکھا تو خود بخود کھلتا چلا گیا۔۔ وہ متفکر سا ملازمین کی لاپرواہی پہ ماتھے پہ بل سجائے کمرے میں داخل ہوا

سنہری نائیٹ بلب کی روشنی سے کمرہ روشن تھا۔ اسکی نظریں سامنے پیڈ پہ گئیں جہاں تنہا عائشہ خان دواؤں کے زیر اثر پڑی تھیں۔ اسنے اچٹتی نگاہ کمرے پہ دہرائی اور چلتا ہوا بیڈ کے پاس آکر انکے پہلو میں بیٹھ گیا۔۔۔

وہ انکی خوبصورت بند آنکھوں اور حسین چہرے کو دیکھنے لگا۔ صمصام کے چہرے پہ ایک مدھم سی مسکراہٹ آئی۔۔

کیونکہ یہ وجود اسکے دل کے بے حد قریب تھا۔ اسے اپنی خوبصورت سی مامی بے حد پسند

تھیں اور یہ صرف صمصام ہی جانتا تھا کہ انکی یہ حالت وہ کس طرح برداشت کر رہا ہے۔۔

میں آپ کے چہرے پہ مسکراہٹ لانے کیلئے کچھ بھی کروں گا۔۔"وہ انہیں دیکھتے"
سوچنے لگا اور جھک کر انکے سر پہ اپنے لب ثبت کیے
وہ سیدھا ہوا اور انکی پیشانی سے سنہری بال سنوارے۔۔۔"یو آر ورلڈ موسٹ بیوٹیفل
وومن۔۔"وہ مدھم لہجے میں بولا اور سرد سانس کھینچ کر اپنے اعصاب پر سکون کیے۔۔

میں سب ٹھیک کر دوں گا" اسکا لہجہ مضبوط چٹانوں جیسا تھا۔۔وہ جو ٹھان لیتا تھا اسے"
ہونے سے کوئی روک نہیں پاتا تھا۔۔

وہ انکی دوائی دیکھنے لگا، مطمئن ہوتے انکے اوپر بلیکٹ درست کیا اور ایک نظر انکی سائیڈ
خالی جائے پہ ڈال کر اٹھ کھڑا ہوا اور انکے روم سے نکل گیا۔۔۔
مگر احتیاط سے دروازہ بند کر دیا۔۔۔

oooooooo

وہ وہاں سے کچن میں آیا، اسنے ایک نظر اوپر اپنے کمرے پہ ڈالی اور پانی پینے لگا۔۔۔

بوتل اور گلاس اپنی جگہ پہ رکھ کر وہ کچن سے نکل آیا اور سیڑھیاں چڑھا، اپنا بلیزر بازو پہ ڈالے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتا شوز کی ٹھوکر سے اسنے اپنے کمرے کا دروازہ کھولا

وہ اپنے کمرے کے دروازے سامنے کھڑا تھا، اور گہرا سانس بھر کر اسنے اپنا پاؤں اندر رکھا۔۔ اسکے روشن کمرے میں قدم رکھتے ہی دفعتاً فضا میں کوئی بھاری چیز اڑتی صمصام کے سر کو نشانہ لیکر اسے لہولہان کرتی، اس سے پہلے وہ قدرے جھکا۔۔۔۔

اور بالکل اسکے سر کے پاس گلدان ٹھاہ سے دروازے سے لگ کر چنکا چور ہوتے کانچ کے ذروں میں بکھر گیا۔۔

اسنے سرد سی نگاہ سامنے اٹھائی جہاں طیش کے عالم میں بپھری گہرے سانس لیتی وہ زخمی شیرنی کھڑی انگارہ ہوئیں نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔
اس پہ سرسری سی نگاہ ڈال کر اسنے اپنے تہس نہس کمرے پہ ڈالی
ہاتھ بڑھا کر اسنے دروازہ اندر سے لاکڈ کیا اور اسکی سنہری سرخ آنکھوں میں دیکھا

کیا ہو رہا ہے یہ سب؟؟؟"بلیزر ہینگ کرتے اسنے پلٹ کر سرد لہجے میں پوچھا۔۔"
میں تمہیں آج جان سے مار دوں گی کنگ کونگ"وہ حلق بل چلائی اور جھپٹ کر ٹیبل"
سے ٹائم پیس اٹھا کر صام کو دے مارا۔۔۔

اسنے بہت آسانی سے اس ٹائم پیس کو ہاتھ میں پکڑ کر اسٹول پہ رکھا۔۔"آخر تمہارا مسئلہ
کیا ہے لڑکی؟؟"وہ مصروف سا کف لنک کھولتے بولا

اسکا انداز بہت نارمل اور پر سکون تھا جیسے اس کا بپھرنا،رونا چیخنا اور روم کو تہس نہس کرنا
کوئی بڑی بات نا ہو بلکہ روز کا معمول ہو۔۔۔

شٹ اپ یور ماؤتھ یو سائیکو مین!!!"وہ نفرت سے غرائی"
اسکا اطمینان عرشیہ کا خون کھول کر رکھ گیا۔اتنا بڑا فساد ڈال کر وہ کتنے سکون سے اس سے
بات کر رہا تھا جیسے اس معصوم شخص نے کچھ کیا ہی نا ہو۔۔۔۔

صام نے سر جھٹکا،بغیر ماتھے پہ بل لائے۔اسنے اپنی ڈریسنگ ٹیبل کو دیکھا جسکا شیشہ چکنا

چور تھا، اور سارے پرفیومز کمب سپرے حتیٰ کہ چھوٹی بڑی چیز زمین بوس تھی۔۔
اسکے وارڈروب کے پٹ کھلے ہوئے تھے اور ہینگز میں لٹکے کپڑے سارے نیچے پڑے تھے۔روم ڈیکوریشن پیشز ٹکڑے تھے
گلاس وال کے پردے نوچ لیے گئے تھے اور بیڈ سے شیٹ نیچے پھینیک کر پھٹے کشنز کی روئی فضا میں تیر رہی تھی۔۔

صمصام زیدی نے ایک بھرپور نگاہ اپنے کمرے کے حال پہ ڈالی۔۔۔
ہاں صرف وہی تھی جسکی جرات تھی یہ سب کرنے کی۔۔۔۔

ورنہ وہاں کے فرد اسکے روم میں قدم رکھنے سے پہلے ہزاروں بار سوچتے تھے۔۔۔

اسنے اپنی گھائل شیرنی کو دیکھا جسکے بکھرے سنہری بال اسکے نازک سراپے کو حصار میں لیے ہوئے سورج کی کرنوں کی مانند دمک رہے تھے، اسکی سنہری آنکھوں سے لاوا دہک اٹھا تھا۔۔۔
سفید دودھیا رنگت میں سرخیاں پھیل گئی تھیں اور چھوٹی سرخ ناک کی نتھنیں سانسوں کے ساتھ پھول رہی تھی۔۔

وہ دو سنہری سورج کی طرح تپتی آنکھیں اسکی پہچان تھیں۔۔

آخر تمہارے اس پاگل پن کی وجہ ؟؟؟" اسنے اپنی کلائی سے گھڑی اتارتے ہوئے متفکر لہجے میں پوچھا جو عرشیہ کا تن من سلگا کر رکھ گیا۔۔
میرا مسئلہ تم ہو صمصام زیدی" وہ طیش سے مٹھیاں بھینچ کر دھاڑی"
اٹس نارمل! یہ سب کا مسئلہ ہے۔۔" وہ سن کر لاپرواہی سے بولا جس پہ وہ مزید بھڑک اٹھی"

آئندہ کبھی کوئی پرابلم ہو تو مجھ سے بات کیا کرو میرے کمرے سے نہیں۔ سخت ناپسند ہیں مجھے جذباتی جاہل لڑکیاں مائنڈ اٹ!" وہ تحکمانہ بولا"

عرشیہ نے دانت کچکچائے، دماغ غصے سے سنسنا اٹھا تھا۔۔
یو شٹ اپ یور اٹیٹیوڈ شٹ اپ مسٹر صمصام میں یہاں تمہاری پسند ناپسند جاننے نہیں" بلکہ اپنے ہاتھوں سے تمہیں شہید کرنے آئی ہوں۔۔ جان سے مارنے آئی ہوں میں تمہیں۔۔" وہ غرائی

صمصام اسے وہیں کھڑا دیکھ کر متبسم ہوتا سر اثبات میں ہلا گیا۔۔"یہ کام تو تمہاری انگڑائیوں نے کب کا کر دیا ہے۔۔"وہ بغیر کسی جذبات واحساسات کو ظاہر کرتے سنجیدگی سے بولا

مائی فٹ!!!سائیکو بلے اب تم ترس جاؤ گے لیکن میں تمہاری کوئی خواہش پوری نہیں" کروں گی بلکہ جان لے لوں گی تمہاری"اسنے کہنے کے ساتھ انٹر کام اٹھا کر صمصام کی طرف پھینکا مگر ایک بار پھر وہ نشانہ چوک گیا
اپنی ٹائی،واچ والٹ موبائل ٹیبل پہ رکھتے،شرٹ کے بٹن کھولتے تمسخرے سے اسکی آنکھوں میں دیکھا

میں صمصام ہوں مسز صمصام!جو چاہتا ہوں وہ ہو کر رہتا ہے۔میں تمہیں تھکا اس قدر" دوں گا کہ تم مجبور ہو جاؤ گی اپنی حالت پہ۔۔۔"ابکی بار اسکا لہجہ مخمور ہو چکا تھا کیونکہ اسکی نظریں عرشیہ کے چہرے گردن سے پھسل کر اسکے سراپے کو اپنے حصار میں لیے ہوئی تھیں

اسکا مغرور بارعب لہجہ اور الفاظ اسے خفت غصے سے لال متغیر کر گئے۔۔ "بھول ہو گئی تمہاری اس بار صمصام زیدی" وہ چبا کر باور کرواتی بولی
تم چیلنج کر رہی ہو مجھے ؟؟" جھٹکے سے بیلٹ سے اپنی شرٹ نکال کر چوڑے مضبوط مسلز "!!!" سے اتارتے ہوئے وہ اسکی گہری سنہری آنکھوں میں دیکھ کر بولا "کم آن آزمالو

بب۔۔ب۔۔۔۔ "اسے شرٹ لیس دیکھ کر عرشیہ کے لب کپکپا گئے"
اسنے بے ساختہ جھرجھری لی، دل کی دھڑکنوں خون کی گردش کو وہ با آسانی محسوس کر رہی تھی

اسکی ٹانگیں جیلی کی مانند لرز گئیں۔۔۔اس شخص کا سحر۔۔۔۔۔
مگر نہیں اسکے خوبصورت چہرے کے پیچھے ایک نفسیاتی شخص تھا۔۔

مائی فٹ !!!" اسنے تنفر و طیش سے چیخ کر کہا۔۔۔اپنی اس قدر تذلیل پہ صمصام کی" آنکھوں میں غصے کی سرخیاں امڈ آئیں۔۔
اسنے تیز غیظ و غضب بھری نگاہ عرشیہ پہ ڈالی "دماغ خراب ہے تمہارا لڑکی ؟؟؟" وہ غصے سے دھاڑا۔۔۔وہ دہل گئی۔۔۔

مگر جو اسکی ضرب تھی کیا اسے بھول سکتی تھی۔۔۔۔

دماغ میرا نہیں تمہارا خراب ہے مسٹر ہٹلر آخر تم سمجھتے کیا ہو خود؟؟ تمہاری جرات بھی" کیسے ہوئی میرے دل کو ناسور کہنے کی؟؟" وہ حلق بل زخمی گرجی "ناسور میرا بھائی نہیں تم "ہو صمصام زیدی۔۔ میرے لئے ایک بڑا ناسور تم ہو۔۔
تم نے اپنے گھمنڈ غرور میں ہزاروں ناسور دیے ہیں مجھے صمصام زیدی تم ظالم جلاد" سفاک شخص ہو میرے دل کا بار بار قتل کرنے قاتل ہو تم۔۔۔۔" وہ کہتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔

وہ چہرے پہ سرد برفیلے سپاٹ تاثرات کے ساتھ کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔۔
مجھے جب دری نے بتایا تو کتنی دیر مجھے یقین نہیں آیا کہ میرا صمصام مجھے اتنی تکلیف دے" سکتا ہے۔۔۔۔۔" اسنے ہچکیاں دبائیں اور چیخی "لیکن تم نے دی مجھے تکلیف اور تم بار بار "دیتے ہو مجھے تکلیف ناسور تم ہو صمصام زیدی میرا بھائی نہیں۔۔۔۔

تم ایک ربورٹ ہو تمہارے پاس کوئی احساسات نہیں تم بس جو سوچتے ہو کہہ دیتے ہو" تمہیں فرق نہیں پڑتا صمصام زیدی کہ تمہارے الفاظ سے اگلے شخص کے دل پہ کیا اثر

کریں گے۔۔ تم اپنے دل کا بھوج ہلکا کر دیتے ہو۔۔۔۔
بہت ظالم ہو تم بے حس سفاک ہو تم۔۔۔۔۔" وہ بھیگے لہجے میں کہہ رہی تھی اسکی برستی آنکھیں شامِ سحر کے اس سورج کی مانند تھی جو نیلے پانیوں میں ڈوب جاتا ہے

لیکن یہاں سورج نہیں بلکہ سمندر اس میں ڈوب رہا تھا۔ اسکی سنہری آنکھوں میں دیکھتا وہ نیلی آنکھوں والا شخص ڈوبنے لگا تھا۔۔۔

میں ربورٹ ہوں؟" اسنے گہرا سانس بھر کر پینٹ کی جیب میں ہاتھ پھنسائے اسے " چھونے سے خود کو باز رکھتے ہوئے

ہاں تم ربورٹ ہو کیونکہ تمہیں کسی دوسرے انسان کے احساسات کی ذرا پرواہ نہیں " کرتے۔۔۔۔
لیکن آج میں نے طے کیا ہے کہ میں تمہیں احساس دلاؤں گی اس تکلیف کا جو تم نے مجھے دی۔۔۔ تمہیں بھی وہ ذائقہ چھکنا پڑے گا صمصام زیدی جو تم دوسروں کو دیتے آئے "ہو۔۔۔
وہ ہذیانی کیفیت میں کہتی، اپنے بھیگے رخسار ہاتھوں کی پشت سے رگڑتی، اسکی نیلی آنکھوں

میں دیکھ کر ایکدم جھکی اور جھپٹ کر نیچے سے نوکدار کانچ کا ٹکڑا اٹھایا۔۔۔
دفعتاً اگلے لمحے صمصام کے سوچنے سمجھنے سے پہلے اسنے ایک بار دوبار اور پھر بار بار اپنی کلائی پہ اس کانچ سے بے دردی بے حسی کی انتہا کرتے وار کیے۔۔۔

عرشیہ!!!!یو میڈ گرل!!!!"اسکی حرکت پہ وہ زخمی گھائل شیر کی مانند غراتا تڑپ کر" ایک جست میں اس کے سر پہ پہنچا۔۔

اسکی اس وحشیانہ حرکت نے صمصام کو اپنے توانا وجود سمیت ہلا کر رکھ دیا۔۔۔غصے طیش کے شدید حملہ آور ہوتے اسنے جھپٹ کر عرشیہ کے ہاتھ سے کانچ کا ٹکڑا چھینا اور اگلے پل اس پاگل سرد مسکراہٹ والی جنونی لڑکی کے رخسار پہ زوردار تھپڑ دے مارا۔۔۔

چٹاخ!!!"کی آواز سے پورا کمرہ گونج اٹھا"

آہہہ۔۔۔"وہ اس بھاری ہاتھ کی ضرب سے لڑکھڑاتی پیچھے ہوئی"
صمصام کی آنکھوں میں خون کی سرخی کے ساتھ وحشت اتر آئی

اسکی حرکت سے اسکے اعصاب جھنجھلا اٹھے۔۔اسنے اسکا بازو دبوچا اور جنونی کیفیت میں غرایا" جان لے لوں گا میں تمہاری" اسکی عجیب سی مسکراہٹ دیکھتے وہ سرد برفیلے لہجے میں دھاڑا

مگر وہ ہنوز اسے پاگل ہوتے دیکھ کر مسکرا رہی تھی" چہ چہ میرے سائیکو سائیں کو تکلیف ہو رہی ہے۔۔۔" اسنے معصوم صورت بنا کر تمسخرانہ ہنستے پچکارا

اسکے بازو سے خون روکنے کی کوشش کرتے صام نے غضبناک نظروں سے اسے دیکھا۔۔ اور ایک جھٹکے سے اسکی گردن کو دبوچ کر پیچھے دیوار سے پن کر دیا

اگر تمہیں کچھ ہوا تو اپنے ہاتھوں سے زندہ زمین میں گاڑھ دوں گا" وہ اسکے منہ پہ" غرایا۔۔اسکی بے رحم پکڑ میں تکلیف کی شدت سے اسکا سانس اکھڑنے لگا
سرخ آنکھوں میں پانی بھر آیا
م۔۔مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔۔۔" وہ اسکی بے بس حالت سے محظوظ ہوتی روتی ہوئی" منمنائی۔۔۔
اگر وہ سائیکو تھا، عرشیہ خان اسکی سائیکی تھی

وہ بہت اچھے سے جانتی تھی اس شخص کو تکلیف کس طرح پہچانی ہے۔۔۔ تبھی تو اسنے خود کو اس قدر تکلیف دی تھی۔۔۔۔

خون اسکے بازو سے ابل کر ٹپ ٹپ سرخ بوندوں کی صورت فلور پہ گر رہا تھا

جسے دیکھتے صمصام کی آنکھوں میں نیلا رنگ مزید گہرا پڑ گیا۔۔۔۔

وہ سانس روکے دیکھ رہی تھی اسے کہ اب وہ کیا کرے گا۔۔۔۔

تبھی وہ اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔۔۔ عرشیہ نے سہمے دل سے ایکدم سانسیں تھام لیں۔

اسکا دل دھڑکنا بھول گیا جب اسنے اسکی آنکھوں میں وہ پر اسرار سی چمک دیکھی

اگلے لمحے صمصام زیدی نے اسکی گردن چھوڑ کر، اسکا بازو پکڑا اور ایکدم اپنے لب اسکے بازو پہ رکھ دیئے۔۔۔

اسکے ہونٹوں کی شدت پہ سنسنی خیز سرد لہریں تیزی سے عرشیہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سمائی، اسکا رواں رواں کانپ گیا۔۔۔

چھوڑو مجھے !!!" وہ پھڑ پھڑا کر سخت مزاحمت کرتی چلائی"

جس پہ بدمزہ ہوتے صمصام نے ایکدم گھما کر اسکا چہرہ وال سے چپکا دیا۔۔۔

مکار دھوکے باز چھوڑو مجھے محسوس کرو اس تکلیف کو جس میں میرا دل جھلس رہا ہے"

فرار کیوں رہے ہو اب۔۔۔" وہ ہاتھ پیر مارتی دھاڑی

صمصام نے اپنی ٹانگوں سے اسکی ٹانگیں لاکڈ کرتے، اسکی پشت پہ اپنا بھوج ڈالا" میں جان لے لوں گا تمہاری اگر تم نے آئندہ خود کو تکلیف پہنچائی۔۔۔۔" وہ اسکے کان کے پاس زخمی سا چیخا

اسکا دماغ سنسنا اٹھا، ایسے لگا جیسے کان کے پردے پھٹ گئے ہوں۔۔۔ اسکی دھاڑ سے روح تک لرز گئی۔۔۔

میں دوں گی خود کو تکلیف میں اپنی جان دے دوں گی تم سے پہلے تاکہ تم ساری زندگی"

روتے رہو۔۔۔ تم بے حس ہو۔۔" اسنے ہارتے اپنی پیشانی دیوار سے ٹکائی روتی

پھڑ پھڑاتی چیخی

صمصام کے ہونٹوں پہ تمسخرانہ مسکراہٹ آٹھہری۔۔۔

ہاں ہوں میں بے حس، ہوں میں ظالم۔ اور تب میں بد سے بھی بدتر بن جاؤں گا جب"
میرے کسی اپنے کو تکلیف ملے گی۔۔" وہ سرد لہجے میں باور کرواتا بولا

تو میں؟؟؟" وہ شاکڈ ہوئی۔۔۔ صمصام کی گرفت کمزور پڑتے جھٹکے سے اسکی طرف پلٹی"
"میں کیا ہوں تمہارے لئے؟ میں کچھ نہیں ہوں۔۔۔؟ مجھ سے جڑے رشتوں کی ہر
مقام پہ تذلیل کرتے ہو اسلئے کیونکہ آج بھی میں تمہارے لیے محض ایک ٹشو ایک
"ضمانت ہوں؟؟؟

شٹ اپ!!!" اسکی بات سن کے رگوں میں لاوے کی مانند کھولتے خون سے اسنے اسکے"
چہرے کے بے انتہا قریب پوری قوت سے دیوار پہ مکا دے مارا

آہہہ۔۔" دھڑام کی اس آواز سے عرشیہ سر تا پا کانپ اٹھی۔۔۔۔"
اسنے حیرت سے ایک ہاتھ کے فاصلے پہ موجود نیلی آنکھوں میں دیکھا
وہ بپھرے تنفس سے اسے دیکھ رہا تھا
نظروں کے اس تصادم پہ جیسے آگ اور برف کا طوفان آپس میں ٹکرا کر تباہی مچا گیا ہو ا

عرشیہ کا دل خوف و دہشت سے سینے کی دیواروں میں پھڑ پھڑاتا ہوا دھک دھک کر رہا تھا۔۔۔

ہہ۔ہاں مارو مجھے۔۔مارو کیونکہ سچ تم برداشت نہیں کر سکتے۔۔۔"اسکی آواز بھر آئی۔۔۔"

سچ یہ نہیں!!!"وہ غرایا۔ جھٹکے سے اسکے چہرے کو ٹھوڑی سے دبوچ کر اپنے قریب لاتے اسکے چہرے پہ دھاڑا۔۔۔"سچ یہ ہے کہ میں نے جس بہن کو پھولوں کی طرح پالا، وہ آبگینہ ہے میرا، پاکیزہ نور جس پہ کبھی کسی کی میلی نگاہ پڑنے نہیں دی اسے تم لوگوں کی وجہ سے کس طرح آگ سے جھلسا دیا گیا پھر کیوں نا ہو تا صمصام وحشی!!!!"

اسنے ہر اساں ہوتے حلق تر کیا۔۔اسکی جھلساتی آگ برساتی سانسیں اسکے چہرے پہ پڑ رہی تھیں وہ سانسیں روکے اسے دیکھ رہی تھی جس کی آنکھوں سے لہو امڈنے کے قریب تھا۔۔۔۔

تت۔تو کس نے کہا تھا تمہاری بہن کو آگ میں جانے کیلئے؟؟ دلاور خان نے کہا؟؟"وہ ڈرتے ڈرتے بولی۔۔۔ صرف وہی شخص تھا جو اسکی سانسیں تک روک سکتا تھا

اسٹاپ اٹ جسٹ نانسینس !!! تمہارے باپ کیلئے کود گئی وہ آگ میں۔۔ کیونکہ ہمارے"
پاس دل ہیں اور ہم جڑے ہوئے ہیں تم لوگوں سے، لیکن تم لوگ خود سے بھی
"نہیں۔۔۔۔۔

اسنے جو آئینہ عرشیہ کو دکھایا، چھناک سے اسکے چہرے پہ کرچیوں میں بکھرا ہوا۔۔۔

"کیا فرق ہے ہم دونوں میں ؟؟؟"

دفعتاً اسکا لٹھے کی مانند سپید پڑتا چہرہ دیکھتے وہ اسکے کان کے پاس اپنے لب لا کر بھاری
سرگوشی میں گویا ہوا۔۔
جس جگہ کچھ دیر پہلے میں تھا اب وہاں تم ہو۔" وہ استہزائیہ مسکرایا اور چہرہ اسکے مقابل"
لایا۔۔

ہم سب انسان ایسے ہیں دوسروں کو جلد جج کرتے ہیں جبکہ خود نہیں دیکھ سکتے۔ میرا"
مشورہ ہے کہ ہاتھ میں ایک آئینہ لیکر چلیں جب بھی کسی کو جج کرنے لگے تو اس میں پہلے

"خود کو دیکھ لیں۔

تم بھی میری طرح ہی ہو جانِ سائیکو! فرق یہ ہے میں توقیع کیلئے تم سے لڑا اور تم اپنے" بھائی کیلئے لڑ رہی ہو

بات یہ ہے کہ جب دل پہ پڑتی ہے احساس تب ہوتا ہے۔ ہم ایک اسٹیج پہ الگ حلیے میں کھڑے اپنے اپنے کردار ادا کر رہے ہیں ہمیں فوکس کرنا چاہیے کہ میرا کردار کیا ہے نا کہ "تمہارا کردار کیا ہے۔۔۔۔

اسنے اسکی ٹھوڑی کو آزاد کیا جہاں انگلیوں کے سرخ نیلے نشان پڑ چکے تھے۔۔۔

اسنے ایک بار پھر اسکی کلائی پکڑی اور اس پہ ہونٹ رکھ دیے۔۔

یہ دیکھ کر عرشیہ کا دل خراب ہونے لگا۔۔۔ "دور رہو مجھ سے نفرت ہے مجھے تم سے۔۔۔۔" وہ چیخ کر اپنی کلائی چھڑوانے کی کوشش کرنے لگی

محبت میں انٹرسٹ کس کافر کو ہے؟" وہ سر اٹھا کر استہزائیہ جتاتے بولا۔۔۔ اسکا چہرہ" سرخ پڑ گیا۔۔۔

ہاں کیونکہ تم خون آشام درندے جو ہو تمہیں کیا پتا محبت کیا ہے۔۔" اسنے تڑخ کر"

ناگواریت سے کہا

کسی دن موقع ملا سب سے پہلے اپنی درندگی کا شکار تمہیں بناؤں گا۔۔" اسنے اسکے "
چہرے سے سنہری لٹ کو کان میں اڑسنا چاہا مگر عرشیہ نے غصے سے اپنا چہرہ جھٹک دیا

صام نے ناپسندگی سے اسے دیکھا

اور مجھے موقع ملا تو تمہارے ٹکڑے کر دوں گی۔۔" وہ اسکے چہرے پہ سرد لہجے میں جتا کر "
بولی۔ صام یوں ہنسا جیسے کسی بچی کا جوک سن لیا ہو

بہت مناسب پیس بنا کر بھیجا گیا ہے تمہیں میرے لئے" وہ اسکی گردن کو پکڑ کر چہرہ پاس "
لاتا گویا ہوا

دور رہو مجھ سے سنا نہیں تم نے۔۔۔" وہ غصے سے چیختی اسکے شانوں پہ ہاتھ رکھ کر اسے "
خود سے دور کرنے لگی مگر وہ دور ہونے کے بجائے مزید پاس ہو گیا حتیٰ کہ عرشیہ سے اپنا
سانس لینا محال ہو گیا

اگر تم گونگی ہوتی تو میں شوق سے تم سے شادی کرتا۔۔"وہ متبسم سا بولا۔۔۔"
اور میں تمہارا منہ نوچ لیتی۔۔۔"وہ مزاحمت کرتی دیوار میں سمٹنے لگی"آلویز ویلکم"وہ"
اسکے گلابی ہونٹوں کو دیکھ کر معنی خیزی سے مسکرایا۔۔۔۔
اسکی آنکھوں میں اچانک تپش محسوس کرتی وہ گھبرائی
پپ۔۔پیچھے ہٹو مجھے جانا ہے ڈراکولا۔۔۔۔"وہ شدید ناراضگی قہربار نظروں سے دیکھ کر"
بولی

ایک بات دماغ میں بٹھالو یہاں آنا تو تمہاری مرضی سے ہو گا لیکن جانا صمصام زیدی کی"
مرضی سے"اسنے ناگواریت سے سپاٹ آواز میں باور کروایا

اور اپنی جیب سے رومال نکال کر اسکی کلائی پہ باندھنے لگا تھا جب غصے سے وہ اپنی کلائی پیچھے
کر گئی"میں نے کہا نا ہاتھ مت لگاؤ۔۔۔"اسنے دانت پیس کر کہا

"!!!!یو"
معاً وہ طیش میں غرا کر اچانک اسکے سر کو پیچھے بالوں سے پکڑ کر چہرہ بلند کرتا، عرشیہ کو

سمجھنے کا موقعہ دیے بغیر، ایکدم اسکے ہونٹوں پہ بے رحمی سے جھک گیا۔۔
اسنے دوسرا ہاتھ اسکی لوربیک پہ رکھا اور جھٹکے سے اپنے قریب کھینچا۔۔۔۔۔
وہ اس اچانک افتاد پہ وحشتزدہ ہوتی پھڑ پھڑا اٹھی، اسکے سینے اور شانوں پہ ہاتھ مارنے لگی۔
مگر وہ اسے بجائے آزاد کیے ایکدم گھوما، اور اگلے لمحے دھڑام سے جہازی سائیز بیڈ پہ گرا۔۔۔۔
اسکے بھاری توانا وجود تلے دبتے ہوئے عرشیہ کی چیخ صمصام کے ہونٹوں میں قید ہو گئی جبکہ وحشت سے اسکی آنکھیں اپنی حد سے کئی گنا بڑھ گئیں۔۔۔
وہ تڑپتی، مچلتی اسکے شانوں کو اپنے ناخونوں سے نوچنے لگی۔۔۔

جبکہ وہ اپنا غصہ اسکے ہونٹوں پہ اتارتا ہوا، اسکے ہاتھ پکڑ کر عرشیہ کے سر کے اوپر لے گیا۔۔۔نڈھال ہوتے اسکی آنکھوں میں نمی آ گئی۔۔

جسے دیکھتے صمصام نے آہستگی سے اسکے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں سے جدا کیا اور انہیں دیکھا جو سرخ لال پڑ کر بری طرح کانپ رہے تھے

وہ دلکشی سے مسکرایا، اسنے جھک کر نرمی سے ان بھیگے نم ہونٹوں کو چھوا اور ہاتھ میں

موجود رومال کو اسکی کلائی پہ باندھ دیا جبکہ وہ اپنا آپ آزاد ہوتے گہرے گہرے سانس لیتی بکھرا تنفس بحال کرنے کی جستجو میں تھی

صام سیدھا ہو کر اسکے پہلو میں ہی بیٹھا اور بیلٹ نکال کر ٹیبل رکھتے اسنے جھک کر شوز کی قید سے پاؤں آزاد کیے

جب تک وہ خود کو سنبھالتی بپھر کر اٹھی "آج میں تمہیں جان سے مار دوں گی جابر نفسیاتی انسان۔۔۔۔۔" وہ بھرائی آواز میں چیختی اسکی پشت پہ جھپٹی اور اپنے دانت اسکی گردن کی پشت پہ گاڑھ دیے

جس طرح دل چاہے "وہ پوری چھوٹ دیکر جونہی اٹھا عرشیہ نے بوکھلا کر اسکی گردن کو" پکڑ لیا
صام نے اسکے بازو کو پکڑا، اور ایک جھٹکے سے اپنے سامنے بیڈ پہ کھڑا کیا جبکہ وہ اسکے مقابل نیچے کھڑا تھا

اسکا انداز دیکھ کر عرشیہ کے دماغ میں ایکدم خطرے کا سائن بجا۔۔

آہہہ۔۔۔۔"روم کی فضا میں اچانک اسکی بلند بوکھلاہٹ بھری چیخ گونجی۔۔۔۔"

اس سے پہلے کہ وہ جان چھڑوا کر بھاگتی، صمصام ایکدم اس پہ جھپٹ پڑا اور اسکے وجود کو آہنی گرفت میں دبوچتے ہوئے اسکے چیخنے دھاڑنے کی پرواہ کیے بغیر کندھے پہ الٹا ڈالا۔۔۔۔

مام مام!!!!!اماں!!!!امی!!بازل!!!!"وہ حلق بل چیخ رہی تھی اسکی پشت پہ زور زور سے مکے برساتی دانت گاڑتی نوچتی۔۔۔

مگر اسکی چیخیں مجال ہے جو صمصام زیدی کے خلاف جانے کی جرات کرتیں۔۔۔وہ اس روم میں گونجتی دم توڑ رہی تھیں

صام صام پلیز مجھے چھوڑو مجھے جانے دو پلیز مجھے نہیں جانا تمہارے ساتھ!!"وہ گڑگڑا رہی تھیں التجا کر رہی تھی کیونکہ دل کی بات سناتے دریاب نے اسے سخت الفاظ میں دھمکی دی تھی کہ اب اگر اس شخص کو اپنے ارد گرد بھی بھٹکنے دیا تو عرشیہ کی خیر نہیں ہو گی

مگر وہ دل کے بارے میں یہ سب سن کر اس قدر غصے سے پاگل ہو گئی تھی کہ اسکے دماغ سے اس سائیکو کی سائیکی تو نکل ہی گئی، اور جذباتیت میں بغیر سوچے سمجھے وہ یہاں پہنچ گئی تھی مگر اب جب آنکھیں کھلی تھیں وہ احتجاج کر رہی تھی مگر وہ اسکی ایک بھی آہ پکار سنے بغیر باتھ روم میں داخل ہوا

عرشیہ نے تڑپ کر دروازے کی فریم کو پکڑ لیا

وہ جان بچ جانے کا سوچتی کھل کر پہلی مرتبہ مسکرائی۔۔۔صمصام نے تمسخرانہ نگاہ اسکے ہاتھوں پہ ڈالی اور ایک زوردار ٹھوکر دروازے کو ماری

آہہہ۔۔۔"دہشت سے چیخ کر عرشیہ نے اپنے ہاتھ پیچھے کیے ورنہ آج اس ظالم کی وجہ" سے انگلیاں گنوا دیتی

آخر تم سمجھتے کیا ہو خود کو؟؟؟"اسنے جب اسے پیروں پہ کھڑا کیا وہ اسکے سینے پہ دونوں" ہاتھ مار کر دور ہوتی طیش سے دھاڑی

صمصام زیدی!!"وہ دوٹوک بولا اور شاور کھولا"

مائی فٹ" وہ شاور دیکھ کر بوکھلاتی دروازے کی طرف بھاگی"
مجھے پتا ہے تم فٹ ٹو ہیڈ میری ملکیت ہو بار بار اسٹوپڈ کی طرح مت جتاؤ" اسنے بے لچک"
لہجے میں کہتے ایکدم اسکے سنہری بالوں کو مٹھی میں جکڑا۔۔۔

عرشیہ کی چیخ نکل گئی اور وہ دروازے سے بس ایک قدم کے فاصلے پہ ساکن ہوئی۔۔۔
"چھوڑو مجھے صام جو تم چاہتے ہو ویسا اب ہر گز نہیں ہو گا۔۔" اسنے پلٹ کر طیش سے کہا

ریممبر اٹ ڈارلنگ! ہوتا وہی ہے جو صمصام زیدی چاہتا ہے" اسنے کہنے کے ساتھ اسکے"
سنہری دراز بالوں کو ہاتھ پہ لپیٹنا شروع کر دیا۔۔۔

وہ کسی کچی ڈور کی مانند کھینچتی چلی گئی اسکے پاس
صام نے تمسخرانہ نظروں سے اسکی سنہری سرخ آنکھوں میں گہرائی سے جھانکا"یو سی"
اسنے جتایا۔۔۔

تیز شاور کا پانی اب ان دونوں کو بھگونے لگا تھا۔۔وہ بے بس سی ہونٹ سختی سے بھینچے اسے
دیکھ رہی تھی" کس گناہ کی سزا ہو تم میرے لئے صمصام زیدی" اسکی آواز بھر آئی

وہ ہنس پڑا" وہ گناہ جو تمہارے اعمال نامے میں سب سے بڑا ہو گا اور جسے تم شوق سے
"انجام دیتی ہو گی۔۔
کیونکہ وہ صمصام زیدی تھا کسی چھوٹے گناہ پہ نہیں ملا کرتا تھا۔۔
اسنے انگوٹھے سے اسکے بھیگے لب کو سہلایا

عرشیہ تھکی تھکی گہری سانس بھر کر اسے دیکھنے لگی
لڑکیوں کو شوہر انکے اچھے اعمال پہ ملتے تھے ایک وہی سب سے منفرد تھی جس کا شوہر
اسے اسکے برے اعمال پہ ملا تھا۔۔۔
ہاں کیونکہ وہ سائیکو تھا۔۔۔۔۔

وہ شاور سے پور پور بھیگتی گئی حتیٰ کہ اسکی دھانی رنگ شرٹ اسکے تن سے چپک گئی۔۔
صمصام نے بھرپور گہری نگاہ اسکے سراپے کے خدوخال پہ ڈالی

میں نے اپنے کہے کا خمیازہ بھگت لیا ناسور بن کر،،،اب تم اپنے کہے کا خمیازہ بھگتو مجھے "
ناسور بول کر۔۔۔۔"اسنے کہنے کے ساتھ بازو اسکی کمر میں حائل کرتے جھٹکے سے اسے
نزدیک کھینچا

وہ گہری سانس کھینچتی اسکے سینے سے آ لگی

اسنے اپنے ہاتھ اسکے شانے پہ رکھے۔۔جو پانی کے بہاؤ کے ساتھ ہی اسکے توانا مضبوط شانوں سے پھسل گئے

صمصام نے اسکی ناک سے ناک سہلا کر، کچھ دیر پہلے کا تھپڑ یاد کرتے اسکے نشان پڑے رخسار پہ اپنے ہونٹ رکھے

اور سرکتے ہوئے اسکی گردن پہ آ ٹھہرے۔۔۔۔وہ تڑپ اٹھی، جس پر متبسم ہوتے اسنے اسکی کمر کو دونوں ہاتھوں سے تھامنا چاہا مگر وہ اسے ایکدم دھکیل کر اسکے ہاتھوں سے ریشم کی مانند پھسل گئی۔۔۔

عرشیہ نے اسے دیکھتے سر نفی میں ہلا کر خاموش سی التجا کی۔۔۔

مگر وہ انجان بن کر اسکی طرف بڑھا۔۔۔

تم میری جان لے لوگے صمصام زیدی" وہ نم غصیلی آواز میں بولی"

اس سے پہلے اپنی جان لوں گا میں" وہ اسکے سامنے آ کر رکا۔۔۔"

اسکے بھاری گھمبیر لہجے پہ سرخ پڑتی وہ مچل کر دروازے کی طرف بھاگنے لگی تھی مگر ایکدم

اسکا بازو اسکی راہ میں حمائل ہو گیا

آں ہاں ڈارلنگ اٹس ٹو لیٹ" وہ مسکراتی آواز میں بولا"

تم ہر بار میرے ساتھ ایسا کرتے ہو۔۔۔" وہ شکوہ کن لہجے میں دھاڑی"

کیونکہ تم ہر بار صمصام زیدی کا سینہ گھائل کر دیتی ہو" اسنے اپنا دوسرا ہاتھ پہ دیوار پہ ٹکایا"

وہ اسکے حصار میں قید ہونے لگی تھیں، اسکے بھیگتے سینے اور ایبز کو دیکھ کر اسکا روم روم پیسہ ہو گیا

سٹپٹا کر وہ ایکدم پلٹ گئی۔۔۔ صام نے محظوظ ہوتے قہقہہ لگایا۔۔

آئی لو یور ویکنس۔۔۔" اسنے کان کے پاس جھکتے جتایا"

میری کوئی کمزوری نہیں خاص کر تم تو بالکل بھی نہیں۔۔۔" وہ ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر" سخت طیش سے دانت کچکچا کر گویا ہوئی

سیریسلی؟؟" وہ تمسخرانہ مسکرایا اور آہستگی سے اسکی گردن سے بال سمیٹنے لگا۔۔۔"

اسکی انگلیوں کے پوروں کے لمس سے وہ خود میں سمٹ کر بے بسی سے اپنا آنسوں پینے لگی۔۔۔

یونو واٹ؟؟؟اگر تم سے جڑا کوئی رشتہ نا ہوتا تو اب تک میں تمہیں دنیا سے چھین کر"
غائب کر چکا ہوتا۔۔۔"اسکے لہجے میں جنون کی چنگاریاں دہک رہی تھیں

اسنے اسکے سارے بھیگے سنہری بال اسکے دوسرے شانے پہ منتقل کرتے،اسکی صاف
شفاف گردن کی پشت پہ ہونٹ رکھے اور اسکے کمر پہ موجود تل کی جگہ پہ اپنی انگلیوں کے
پوروں سے گول دائرہ بنانے لگا

اسکے نازک سے سراپے میں جیسے برقی لہریں کودیں۔۔۔وہ تڑپ کر وحشت سے دھڑکتے
دل کے ساتھ اسکے سینے سے لگی

کہاں لے جاتے مجھے؟؟؟"وہ سر اٹھا کر اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھتی استفسار کرنے لگی"
وہاں جہاں تمہارے لئے ایک سیکنڈ بھی سانس لینا دشوار ہوتا۔۔۔"اسنے اسکے سر کو"
پشت سے ہاتھ میں پکڑا
اسکی بے باک بات سے عرشیہ کا چہرہ گلابی ہو کر دہک اٹھا
"صمصام زیدی تم پاگل ہو"
یہ کہنے کی جرات صرف تم کر سکتی ہو عرشیہ خان!!"اسنے اسکے بالوں کی جڑوں میں"

انگلیاں پھنسائیں، اسکا دل پوری شدت سے دھڑکا

وہ گھوم کر شاور کے نیچے آ گیا۔۔۔ اور اسکے چہرے پہ جھک کر اسکے ہونٹوں کو ایکدم بار پھر اپنی گرفت میں لے کر، دوسرے ہاتھ سے اسکی پشت سہلانے لگا

اور عرشیہ کے ہوش حواس میں آنے سے پہلے جھٹکے سے کھینچ کر زپ کو نیچے سرکایا۔۔ وہ پھڑ پھڑا اٹھی اسنے صام کے پیروں پہ اپنے پیر مارے شانوں پہ ہاتھ مگر بے سدھ۔۔۔

اس پہ کوئی فرق نہیں پڑا البتہ اسکے ہاتھ کی انگلیوں جس طرح اسکی پشت پہ رینگنے لگی وہ بے بس نڈھال ہو گئی
اسکے ہونٹوں پہ شدت لٹاتے اسنے جب گرفت نرم کی، وہ تیز پانیوں میں اسکے سنگ بھیگتی مضبوطی سے شانے کو پکڑتے اسکے لبوں سے لب ملائے اسکی سانسوں میں گہرے سانس بھرنے لگی

وہ اسکے نچلے لب کو نرمی سے ہونٹوں میں لیکر سہلانے لگا۔۔ خود بھی اسکے جام میں مدہوش تھا، جبکہ اسکی پلکیں بھاری ہو کر عارضوں پہ گری سانسیں اتھل پتھل سی ہونے

لگیں

اسکے وجود پہ لرزش سی ہونے لگی، صام نے مسکراتے بازوؤں کا حصار کمر میں حائل کیا اور اسے پاس کر دیا
وہ سر اٹھا کر شاور کی بوندیں اپنے چہرے پہ محسوس کرنے لگی جبکہ وہ اسکی گردن پہ جھکا جابجا شدتوں کے نشان ثبت کرتا گیا

ناچاہتے اسنے اپنے بازو اسکی گردن میں حمائل کیے اور اپنے پاؤں اسکے پیروں کے اوپر رکھے۔۔ لیکن اسکی شدتیں جب حد سے بڑھنے لگی وہ کسمسا کر اسکے حصار میں گھوم گئی

صام مسکرایا اسے کمر سے تھام کر نزدیک کرتے آہستہ سے کان کی لو کو دانتوں میں دبالیا۔۔۔ وہ گھبرا گئی اور اپنا حلق تر کرنے لگی

اسکے ہاتھ اسکے شانوں سے سرکتے بازوؤں تک کا سفر کرنے لگے ساتھ ہی اسکے وجود سے اس بھیگے بھوج کو بھی آزاد کرتے گئے

ص۔۔ صمصام!!!" وہ غصہ سے بھڑک کر اسکی بانہوں میں چھپ گئی"
شرم سے تپتا چہرہ اسنے اسکی گردن میں چھپایا جس کے ساتھ ہی اسنے اپنے دانت اسکی گردن پہ گاڑے

صمصام نے جواباً اسے خود میں بھینچ لیا، اسکے ہاتھوں کی بے باک سی وارفتگیاں عروج پہ تھیں جبکہ خود اسکے شانے پہ جھکا اپنے ہونٹ شدت سے ثبت کیے، اور اگلے پل اسے دیوار کے ساتھ پن کرتے جنونی کیفیت میں اس بھیگے سراپے پہ اپنی شدتوں کی بارش کرنے لگا

اسکے شدت بھرے ہونٹوں کا لمس اسکا پور پور بھگوتا ہوا اسکی کمر پہ آیا اور صمصام نے سفید بھیگی کمر پہ اپنی آب و تاب سے دمکتے سیاہ تل پہ انگلی سے سہلا کر بے تابی سے اپنے ہونٹ ثبت کیے

وہ اپنے دراز قد سمیت سمٹ گئی،، کانوں کی لو تک سرخ پڑتے اپنا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں چھپایا

صمصام نے شاور بند کرتے کھینچ کر باتھ روب ہینگر سے اتارا، اور اس میں اسکے نازک سراپے کو چھپا کر اسنے جھٹکے سے اسے بانہوں میں اٹھایا

صمصام پلیز!!!" اسنے اپنی آخری حد تک مزاحمت آزمائی"
لیکن وہ اپنے آگے کسی کی نا سننے والا شخص اسکی کیسے سن سکتا تھا۔۔ اسنے جب باتھ روم کا دروازہ کھول کر روم میں قدم رکھتے نیلی سرخ ڈوروں والی آنکھوں سے اسکی آنکھوں میں دیکھا عرشیہ اسکی آنکھوں میں ٹھاٹھیں مارتے جذبات کے سمندر کو دکھتی دہک کر سینے میں چہرہ چھپا گئی

تم جتنی مزاحمت کرو گی میں تمہارے لئے اتنا مشکل بنادوں گا ایک ایک لمحہ۔۔۔۔" وہ" سرد برفیلے لہجے میں باور کرواتا بولا
اور روم سے ملحقہ اسٹڈی روم میں داخل ہوا جہاں ایک سائیڈ سنگل بیڈ پڑا تھا۔۔۔
یہ کمرہ وہ اپنے آفس کے کام کیلئے سیٹ اپ کر چکا تھا جہاں وہ اکثر پر سکون ماحول میں بیٹھ کر مختلف فائلز پہ کام کرتا انہیں ریڈ کرتا تھا
دیواروں میں لگے شیلفز اس بات کے گواہ تھے۔۔۔
کمرے میں زیرو پاور بلب آن تھا جس سے مدھم سی روشنی پھیلی ماحول کو فسوں خیز بنا گئی

ایک خمار نشہ فضا میں چھایا ہوا تھا۔۔۔ صمصام نے جب اسے بیڈ پہ پھینکا وہ تڑپ کہ بد کتی پیچھے کھسک گئ

اور کتنا دور بھاگو گی مجھ سے ڈارلنگ؟؟؟ یہ میری سلطنت ہے۔ یہاں کی بے جان" چیزیں بھی میری انگلیوں کے اشاروں پہ چلتی ہیں۔ اگر میں تمہیں کوئین کی طرح ٹریٹ "کرتا ہوں تو کوئین بن کر رہو ورنہ قیدی بنانے میں مجھے سیکنڈ نہیں لگے گا۔۔۔۔

وہ سپاٹ آواز میں کہتا اس پہ کسی گھنے سائے کی مانند چھا گیا۔۔۔۔
لل۔ لیکن کک۔ کل۔۔۔۔" وہ گھبراہٹ سے کچھ کہنے لگی جب صام نے اسکے ہونٹوں" پہ انگلی رکھ کر اسے خاموش کروایا
ہشش! ڈونٹ سے اینی تھنگ ڈارلنگ جسٹ فیل اٹ۔۔۔۔۔" وہ اسکے شانے سے ماتھ" روب سرکانے لگا۔۔۔ عرشیہ کو بے ساختہ سرد سی جھرجھری آگئ

صام چا ممم!!!"خفت و خائف زدہ ہوتے اسکے لبوں سے سسکاری مانند سرگوشی" گونجی۔۔۔ وہ مسکرایا اسکے سراپے سے سفید بوندوں کو لبوں سے چن کر۔۔۔۔

بے بس عرشیہ نے تڑپ کر تکیے پہ سر پٹخا، بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں جکڑ لیا۔۔

بہت شوق ہے تمہیں جانِ صام خود کو تکلیف دینے کی؟ تو اب برداشت کرو۔۔۔۔" وہ" کہہ کر اسکے نیم وا ہونٹوں پہ جھکا۔۔۔ وہ جتنی شدت سے جھکا تھا عرشیہ خوف سے سرد پڑ گئی تھی مگر اگلے لمحے اسکی نرم ہوش اڑاتے لمس پہ وہ بے خود ہو گئی

اسنے اپنی آنکھیں سختی سے بھینچ کر تکیے کو مٹھیوں میں دبایا۔۔ وہ جب سانسوں کے بند ہونے پہ کسمسائی

صام نے سر اٹھا کر اسکے چہرے کو دیکھا۔ اسکی سنہری آنکھیں پلکوں کے بھوج سے نیم وا تھیں اور ان میں سرخ سنہرا پن دمک رہا تھا
اسنے بے ساختہ جھک کر اسکی آنکھوں کو چوم لیا

"Don't be scared I know you enjoy it my drug"
وہ اسکے کان میں سرگوشیانہ بولا

عرشیہ نے اسکے چہرے کی طرف ہاتھ بڑھایا،، اسنے اپنا چہرہ اسکی جانب گھما کر اسکے ہاتھ کی انگلیوں کو چوم لیا اور پھر اسکی ہتھیلی کو۔۔۔

وہ اسکی بے تابی دیکھ کر مسکرائی۔۔۔ اسنے اپنا ہاتھ اسکی گردن پہ رکھے اور سرکاتے ہوئے اسکے سینے پہ لائی۔۔ دفعتاً پوری قوت لگا کر اسے پیچھے دھکیلا مگر ناکام۔۔۔۔

وہ تمسخرے سے مسکرایا۔۔۔ اسکے شانے سے بھیگی زلفوں کو سائیڈ کرتا، بے باک گہری نگاہوں سے اسکا ہوش ربا سراپے دلکش خدوخال نظروں میں اتارتا اسکی گردن میں جھکا وہ اسکی شدت جسارت پہ تڑپ کر اسکے وجود تلے پھڑ پھڑا اٹھی مگر صام نے اسے بیڈ سے پن کر دیا

وہ اسکی سفید گردن پہ بے خودی کے نشان چھوڑتا مسکرایا

"You like it? Wanna more??"

وہ پھٹی آنکھوں سے ہراساں ہو کر نفی میں سر ہلانے لگی۔۔

مگر اسے کون روکتا،، "بٹ آئی لائیک اٹ۔۔۔۔ میں چاہتا ہوں تم جہاں بھی خود کو ٹچ کرو تمہیں میرے درد کی ٹیسیں مسرور کر دیں۔۔۔"

وہ اسکے جنون خیزیوں سے خوف کے مارے چیخ کر ہاتھ پیر چلانے لگی مگر بے سدھ۔۔۔۔
وہ اسکے کندھوں کے درمیان جھکا اور اپنا بھاری ہاتھ اسکے لبوں پہ رکھ دیا

اسکی شدتوں کے گہرے سرخ نیلے نشان جابجا نمایاں ہونے لگے۔ جبکہ وہ بن پانی کی مچھلی کی مانند تڑپتی رہی
صمصام نے خمار سے لبریز گہری آنکھوں سے اسکے تڑپتے وجود کو دیکھا اور مسکرایا۔۔۔
اسنے اپنی ناک اسکے پیٹ پہ سہلائی

چا ممم کمینے۔۔۔!!!" وہ غراتی گہرے سانس بھرتی اٹھ بیٹھی"
صمصام نے بے ساختہ بلند قہقہہ لگایا۔۔۔۔ اسنے اسکی کمر کو پکڑ کر جھٹکے سے قریب تر کھینچا "اور اسکے چہرے پہ جنونی کیفیت میں غرایا" وہاٹ؟؟؟

ی۔۔یو یو سائیکو مین!!!" وہ اسکے کندھوں پہ مکے برساتی برستی آنکھوں سے اسے دیکھنے" لگی۔۔
وہ سخت مزاحمت کر رہی تھی مگر اسکی قربت اسکے وجود کو مفلوج کر گئی تھی۔۔ وہ سانسیں بھرتی پیچھے گداز بستر پہ بے جان ہو کر گری

ایک بار پھر اسکے ہونٹوں نے سابقہ مقام کو چھوا۔۔۔ اسکے سفید دودھیا سراپے پہ سرخ نشان نیم اندھرے میں واضح نمایا تھے

وہ انگوٹھے کی مدد سے ان نشان کو سہلا کر اسے جھلسا کر رکھ گیا

تو اب معلوم ہوا خون آشام درندے کیسے ہوتے ہیں؟" وہ کانوں میں سرد پر اسرار سی آواز میں گویا ہوا

اپنے ہاتھ اسکے چہرے کے دائیں بائیں رکھ کر اسنے اپنے چٹان جیسے توانا وجود کا بھوج اسکے نازک سراپے پہ منتقل کیا۔۔۔ اسکا سر پیچھے کی جانب ڈھلک گیا۔۔۔۔

وہ خشک ساحل پہ بن پانی کی پیاسی مچھلی کی مانند تڑپ اٹھی

اسکی حالت پہ وہ کنگ کونگ مغرورانہ مسکرایا۔۔۔۔۔

میں بار بار کہتا ہوں اس وقت نا میرے سامنے آیا کرو نا ہی مجھے طیش دلایا کرو ورنہ اگلی بار انجام تمہاری سوچ سے بدتر کر دوں گا۔۔۔" وہ وارن کرتے استہزائیہ گویا ہوا

وہ گہرے سانس بھرتی، سنہری سرخ ڈورے والی آنکھوں، خمدار مڑی بھیگی پلکوں اور چاند کی چاندنی مانند دمکتی اسکے توانا حصار میں جکڑ لی گئی

اسکی احتجاج مزاحمت کانپتے لبوں پہ دم توڑ گئی، وہ اس فسوں میں بری طرح جکڑتی دھند کی وادی میں اتر گئی

اسے یاد تھا آخری جھلساتا آگ مانند دہکتا لمس جب اسنے اپنے ہونٹوں پہ محسوس کیا۔۔

oooooooooo

صمصام نے اپنا چہرہ اسکی گردن میں چھپایا اور اسکے تن کی خوشبو میں گہری سانس بھر کسی نشے کی مانند اپنی سانسوں میں اتارا۔۔۔

وہ کمرے کی فضا پہ کسی حاکم کی طرح چھایا ہوا تھا

سفید کمفرٹر کو کھینچ کر اسنے دونوں کے وجود پہ ڈالا۔۔۔وہ سرکتی رات کے ساتھ اسکے تنگ سانسیں روک دینے والے حصار میں بے بس پڑی رہی
جبکہ صمصام کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی۔۔۔

وہ متبسم نظروں سے اسکے کالر بون پہ موجود ان سرخ نشان کو دیکھ رہا تھا، جبکہ اسکی گہری خراشوں سے اسکی پشت خود جھلس رہی تھی

وہ اسکے چوڑے بازو پہ سر رکھے، بھیگے نم رخساروں سے پڑی تھی۔۔ اسکی کمر صمصام کے سینے کے قریب تھی، اسکا ہاتھ اسکے آگے حمائل تھا جبکہ اسکی بھاری ٹانگ کا بھوج عرشیہ کی نازک ٹانگوں پہ پڑا تھا

در حقیقت وہ اب اسکے جنون سے خوفزدہ ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔
وہ جابر ظالم اپنی منمانی کرنے والا بگڑا شخص تھا، اپنی آگے کسی کی نا سننے والا اور عرشیہ خان۔۔۔۔۔وہ کس طرح برداشت کر رہی تھی اسے یہ بس وہی جانتی تھی۔۔۔
وہ تو اسکی دھڑکنوں سے خائف تھی۔۔ کتنی پر اسرار سست تھیں۔۔۔۔

oooooooooooo

وہ کمرے میں گونجتی موبائل کی آواز سن کر، اپنے باتھروب کو باندھ کر اسکے اوپر کمفرٹر درست کرنے لگا جب عرشیہ انتہائی غصے سے اسکے ہاتھ پیچھے دھکیلے۔۔۔

صمصام زیر لب مسکراتا، اٹھ گیا اور سٹڈی روم سے نکل کر کمرے میں داخل ہوا۔۔
ڈریسنگ ٹیبل سے موبائل اٹھاتے ہوئے نمبر دیکھ کر اسنے فوراً سے اوکے کرتے موبائل کان سے لگایا

"!صمصام زیدی اسپیکنگ"
یس سر! آپ نے جو مجھے کام دیا تھا وہ ہو گیا۔۔۔" دوسری طرف سے نسوانی آواز گونجی"
ویلڈن ڈاکٹر زونیرہ!! آگے بولو" اسنے سر ہاتے حکم دیا۔۔وہ خوشی سے جھوم اٹھی۔۔"
یس سر یور ڈاوٹ وار ائیٹ ہی از ویری سِک۔۔وہ ضرورت سے کچھ زیادہ سخت ہیں اور"
میں نے جب دیکھا آپکی سسٹر کا چیک اپ کرتے اسے تو اسنے اپنے سر پہ پانی ڈالا ہوا تھا
جس سے میں اندازہ لگا سکتی ہوں اسے جو تکلیف ہے وہ سر میں ہے۔۔۔
اسکی آنکھیں مجھے بہت زیادہ سرخ لگیں مطلب تکلیف کی شدت زیادہ ہے۔۔وہ مضبوط
ہے لڑھ رہا ہے۔ مگر مجھے ایک ڈاوٹ ہے سر۔۔۔" وہ ڈرتے جھجھک خاموش
ہوئی۔۔۔۔

صمصام کو اپنی سانسیں تنگ ہوتی محسوس ہوئیں۔۔۔" بتاؤ!!!" وہ نیچی آواز میں تحکمانہ
گویا ہوا

"س۔ سر مجھے لگتا ہے دلاور خان کو برین ٹیومر ہے"

ٹھاہ کی بلند آواز سے صمصام زیدی کے ہاتھ سے موبائل چھوٹ کے زمین بوس ہوا۔۔۔
اسکا دل اٹھاہ گہرائیوں میں ڈوب گیا تھا۔۔اس قدر شدید جھٹکے سے صمصام زیدی کی پوری ذات ہل گئی۔۔۔

دوسری طرف گھبرائی ہوئی نسوانی آوازیں فضا میں گونجتی رہیں
جبکہ اسکا وجود جیسے سرد ہو گیا تھا۔۔۔دماغ میں ہتھوڑے کی مانند وہ جملہ بازگشت کرنے لگا اور اسکا خون رگوں میں جیسے برف کی مانند جم گیا
زندگی میں پہلی بار اس قدر شدید دھچکہ لگا تھا اسے کہ بے ساختہ نیلی آنکھوں سے سمندر کی بوند ٹوٹ کر قدموں میں پڑے موبائل کی اسکرین پہ گری۔۔۔

صمصام!!!"موبائل گرنے کی آواز سن کر عرشیہ سفید بیڈ شیٹ اپنے وجود کے گرد" باندھ کر اسٹڈی روم کے دہلیز پہ آ کر رکی اور گھبراتے ہوئے اسکا نام پکارا۔۔۔۔
اسکی آواز پہ ماحول پہ موت جیسا سکوت چھایا تھا اچانک چھانک سے ٹوٹا اور صمصام نے

تیزی سے جھک کر نیچے سے موبائل اٹھایا۔۔۔

میرے ہاسپٹل کے عملے کی ڈاکٹر تھی۔۔میں اس سے ہاسپٹل کی صورتحال کے بارے" میں پوچھ رہا تھا جب ہاتھ سے موبائل چھوٹ گیا۔۔۔"زندگی میں پہلی دفع اس شخص نے اندر اٹھتے طوفان پہ ضبط کے پہاڑ بٹھائے تھے۔۔اسکا سینا درد کی شدت سے پھول اٹھا۔۔۔

مگر ایکدم تاثرات بدل کر چہرے پہ جاندار مسکراہٹ سجا کر اسکی طرف دیکھا۔۔وہ صمصام زیدی کی شہ رگ تھی۔۔۔

جبکہ عرشیہ پہلی دفع اسے یوں کھل کر مسکراتے دیکھ رہی تھی۔۔اسکا دل جیسے دھڑکنا بھول گیا۔۔۔وہ شخص کس قدر سحر انگیز تھا

تبھی تو اتنا مغرور تھا۔۔۔

تمہارا ہاسپٹل؟؟"عرشیہ نے حواس سنبھالتے چونک کر دریافت کیا"

ہمم!وہ میں اپنے نام کر چکا ہوں"اسنے نارمل لہجے میں کہتے اسکے سر پہ بلاسٹ کر دیا"

تت۔۔ تم نے بابا سے انکا ہاسپٹل چھین لیا چام؟؟؟" وہ حیر تزدہ ششدر ہوتی چیخ"
ڈبل ڈی لکھ "DD" پڑی۔۔۔ صام نے موبائل اسکرین سے آنسوں کی شفاف بوند سے
دیا اور متبسم ہوا۔۔۔
جیسے اسنے اپنے سینے پہ لکھا تھا۔۔۔۔
انکا قلب اس قدر تکلیف میں تھا اور وہ سب بے خبری کی موت مارے جا رہے تھے۔۔
اس سوچ کے آتے اسکے سینے پہ بھاری پتھر آن گرا تھا۔۔۔ اسکے لئے سینہ مسلنا بھی اس
وقت مشکل ترین ہو گیا

امم ہمم" اسنے ہنکارا بھر کر موبائل ٹیبل پہ رکھا"
تت۔۔ تم کک۔۔۔ کیا ہو صام میں کیوں نہیں سمجھ پا رہی تمہیں آخر خدا نے تمہیں"
"کس طرح بنایا ہے۔۔۔

پر سکون سے تاثرات لیے کمر ڈریسنگ ٹیبل سے ٹکا کر سینے پہ بازو باندھے،، سر پکڑے
کھڑی عرشیہ کو دیکھا۔۔۔

اٹس سیکرٹ!!" وہ دلکشی سے مسکرایا اور انگلی کی مدد سے اسے پاس آنے کا اشارہ"

دیا۔۔۔

ہر گز نہیں۔۔۔"وہ اسکا اشارہ دیکھ کر بدک کر پیچھے ہوئی"

"!سوچ لو مجھے انکار پسند نہیں"

اور مجھے تم!!!"وہ دوبدو بولی۔۔۔"

مجھے للکارنے کا انجام تمہیں اپنے پورے وجود پہ ملے گا۔۔۔"اسکی تمسخرانہ بات سے وہ" کانوں کی لو تک گلابی پڑ گئی۔۔۔

اسکا دل ڈوبنے لگا، جبکہ مٹھیاں بھینچ کر وہ دانت دانت پہ گاڑے پیر پٹختی اسکی طرف قدم اٹھانے لگی۔ صمصام فاتحانہ مسکرایا۔۔۔

اسنے ہاتھ بڑھایا۔۔ جس کی چوڑی ہتھیلی میں اسنے گلابی پڑتے اپنا کانپتا ہوا مخروطی انگلیوں والا نازک سا ہاتھ رکھا۔۔

اسکی آنکھوں میں گہرائی سے جھانکتے، اسنے کلائی کی رگ پہ اپنے دہکتے لب رکھے۔۔۔ عرشیہ کے پور پور میں برقی لہر سی دوڑ گئی۔۔۔

اور ساتھ ہی اسنے اپنی جانب جھٹکے سے کھینچ کر گھومایا، اور اسکی کمر کو تھام کر نزدیک کھینچتے اپنے پیر اسکے سفید دودھیا پاؤں کے قریب کر دیے۔۔۔

وہ اسکے تنگ مضبوط حصار میں آکر شرم وغصے سے چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی۔۔
یہ سفید رنگ صرف تمہارے لیے بنا ہے" وہ اسکے دلکش ہوشربا وجود کو سفید چادر میں" دیکھ کر بے خودی کے عالم میں بولا

ناچاہتے اسکے ہونٹوں پہ مدھم سی مسکراہٹ آگئی، اسنے رخ اسکی طرف موڑا اپنے بازو صمصام زیدی کے چوڑے شانوں پہ رکھے

ایک DD یہ مت سوچنا کہ میں تمہیں معاف کر دوں گی سائیکو سائیں! ایک بار تم" ہونے دو تمہارے سارے کس بل میں نکالوں گی۔۔۔" اسنے خطرناک ارادوں سے جتاتے ہوئے اپنی باتوں پہ زور دیکر کہا

وہ تمسخرانہ مسکرایا۔۔۔"صمصام زیدی کے کس بل نکالنے والے ابھی پیدا نہیں ہوئے

ڈارلنگ۔جو میرے کس بل نکالنے کا سوچتے ہیں وہ اپنے پیروں پہ خود کلہاڑی مارتے ہیں۔۔"وہ سلگتے انداز میں سرگوشیانہ بولا

عرشیہ استہزائیہ کھکھلائی۔۔۔۔"جسٹ ویٹ اینڈ واچ دی بلینئر سائیکو مین!"وہ کہہ کر اس سے دور ہونے لگی کہ ایکدم اسکے بالوں کو مٹھی میں پکڑا
چھوڑو صمصام جانے دو مجھے اب۔۔۔۔"وہ غصے سے جھنجھلائے اعصاب سے چلائی"
اتنی جلدی بھی کیا ہے؟؟؟"اسنے کہنے کے ساتھ جھٹکے سے اسے دیوار سے پن"
کر دیا۔۔۔عرشیہ نے دہل کر اسکی آنکھوں میں دیکھا جہاں ایک بار پھر خمار کی سرخی ابھر آئی تھی

ص۔۔صام"عرشیہ نے ہراساں ہوتے سرگوشی کی"
جانِ صام بس یہ یاد رکھو کہ تمہارے نزدیک اب یہ کنگ کونگ کوئی غم بھٹکنے نہیں دے"
گا۔۔۔۔"جھٹکے سے چہرہ پاس کرتے اسنے اسکی سانسوں کو اپنے چہرے پہ محسوس کرتے مضبوط لہجے میں کہا

اور اسکے ہونٹوں پہ ایک بار پھر اپنی تمام تر شدتوں سے جھک گیا۔۔۔

وہ جانتا تھا جس بات کو سن کر وہ اپنی پوری ہستی سمیت ہل کر رہ گیا تھا اگر یہ بات اس جنونی لڑکی کو معلوم ہو گی، وہ تو شاید بکھر جائے گی صمصام کے ہاتھوں سے ریت کی مانند

اور جسے سوچ کر مضبوط اعصاب کے مالک صمصام زیدی کی روح بھی خائف ہو گئی تھی بھلا وہ ہونے کیسے دے سکتا تھا؟؟

ہر گز نہیں۔۔۔۔۔وہ کسی طرح بھی اپنی شیرنی کو ٹوٹنے نہیں دے سکتا تھا۔۔اسے وہ غراتی گھائل کرتی پسند تھی گھائل ہوئی نہیں۔۔۔۔
پھر چاہے اسکے لئے صمصام زیدی کو کچھ بھی کرنا پڑتا، کچھ بھی۔۔۔۔
کو ایک کرے گا۔۔ DaD اسنے طے کیا تھا وہ پھر سے

اسے اٹھا کر اپنی ڈریسنگ ٹیبل پہ بٹھایا، اور اسکی شہ رگ پہ اپنی مغرور کھڑی ناک سہلاتے، اسنے حلق تر کرتے دیکھ کر اپنی طرف کھینچ گیا۔۔۔۔

oooooooooooooo

دیکھا اپنی لاپرواہی کا نتیجہ اگر وقت پہ بواسیر کے ٹیکے لگا دیتے تو آج یہ حال نا ہوتا۔۔۔""
ساحل شاہ کے فلیٹ پہ اپنے آدمی کے ساتھ قدم رکھتے زیاف کی نظریں جیسے بوبی کی لاش پہ پڑی وہ دہل کر بولا

پیچھے موجود اسکے آدمیوں نے قہقہہ لگایا۔۔۔"سائیں وہ بواسیر نہیں پولیہ ہوتا ہے" ان تینوں میں سے ایک نے درستگی کی
لیکن اس سالے کی شکل سے تو نواسیر کے آثار نظر آرہے ہیں" اسنے بغور بوبی کی "
"اکھڑی شکل کو دیکھا" دیکھو کیسے بناوٹ بگڑ گئی ہے

کیونکہ سائیں آپ صدمے میں ہیں ہاہاہا۔۔۔"وہ تینوں قہقہہ لگا اٹھا مگر جیسے زیاف نے "
تیز گھوری ان پہ ڈالی انہوں نے سٹپٹا کر اپنے منہ بند کیے مودبانہ کھڑے ہوئے۔۔۔

زیادہ ہی زبان چل رہی تم لوگوں کی۔ جلدی سے اٹھاؤ اس گند کو یہاں سے ورنہ یہی "
بواسیر تم لوگوں میں داخل کر دوں گا" وہ غصے سے دھاڑا انہوں نے بوکھلاتے جھکے سر حکم

کی تعمیل کی اور بوبی اسکے ساتھی کی لاش کو ساتھ لائے پلاسٹک شیٹس میں لپیٹنے لگے۔۔۔

یہ خون خرابہ سب صاف کرو یہاں سے۔۔۔"اسنے تحکامہ کہاوہ زور شور سے سر اثبات" میں ہلانے لگے۔۔

کچن میں کھڑے سگریٹ کو انگلیوں میں دبائے،چلہے پہ سوپ بناتے ساحل شاہ نے مسکراتی نظر اس سے پہ ڈالی

تبھی زیاف بھی اسے دیکھتا وہاں چلا آیا۔۔"سلام بگ بی!"اسنے اپنے مخصوص انداز میں سلام کرتے چیئر سنبھالی

ساحل نے سر کو خفیف سی جنبش دیتے سلام کا جواب دیا۔۔۔

زیاف اور اسکے آدمیوں کو اسنے ہی یہاں بلایا تھا تاکہ رات کے اندھیرے میں ہی فلیٹ میں پڑے اس گند کو کہیں ٹھکانے لگا سکیں۔۔

ویسے یہ سوپ آپ بنا رہے ہیں گھر میں کوئی زنانی نہیں ہے کیا؟؟"اسنے سرسری سی" نظریں فلیٹ کی بکھری حالت پہ پھیر کر استفسار کیا

ساحل نے متبسم نگاہوں سے اسے دیکھا اور انگلی میں دبے سگریٹ سے گہرا کش لیکر راکھ کو کاؤنٹر پہ جھاڑتے بولا

زنانی تو موجود ہے لیکن زنانی کو دیکھنے والے موجود نہیں رہتے پھر "وہ تمسخرانہ مسکرایا۔" اسکا اشارہ بوبی کی حالت کی طرف تھا۔۔

زیاف سٹپٹا گیا "وکیل سے پہلے قصابے میں تو کام نہیں کرتے تھے بھائی؟؟" اسنے ڈرتے پوچھا

ساحل کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔۔ "اینی وے تم دیکھنا چاہتے ہو اپنی بھابی کو؟؟" اسنے اسکی خواہش سمجھتے استفسار کیا۔۔۔

زیاف گڑبڑا کر اپنی جگہ سے اٹھا۔۔۔ "نن۔ نہیں اللہ بچائے آپکی زنانی کو مجھے تھوڑا سا صدمہ ہو رہا ہے میں چلتا ہوں فی الحال۔۔۔ فی امان اللہ۔۔۔" وہ کہہ کر ایک سیکنڈ رکا نہیں تھا وہاں۔۔۔۔

ساحل کے قہقہے نے اسکا دور تک پیچھا کیا تھا۔۔۔

کچھ دیر میں وہ اسکے فلیٹ سے سارا خون صاف کر کے ڈیڈ باڈیز اٹھا کر وہاں سے چلے

گئے۔۔۔ساحل کا سوپ بھی تیار ہو گیا جسے ایک باؤل میں رکھتے ساتھ چمچ رکھ کر وہ ٹرے اٹھائے اپنے دوسرے کمرے کی جانب بڑھ گیا جہاں اس وقت روحا موجود تھی۔۔۔

اسنے کمرے میں قدم رکھا اور پلٹ کر دروازہ بند کر دیا۔۔
ش۔۔شاہو پپ۔پلیز مجھے معاف کر دو۔۔۔"وہ اسے دیکھ کر سسکتی مچل اٹھی۔جبکہ "
اسکی سسکیاں اپنے مغرورانہ انداز میں نظر انداز کرتے،ساحل نے سائیڈ ٹیبل پہ ٹرے رکھی اور اسکے پاس پہلو میں بیٹھ گیا۔۔

کوئی فائدہ نہیں!یہ سب تمہیں پہلے سوچنا چاہیے تھا ہنی۔۔"وہ سپاٹ لہجے میں گویا"
ہوا۔۔روحا نے سسکتے سر تکیے پہ پٹخ دیا"اسنے مجھے کہا کہ مام ہاسپٹل میں ہیں مم۔۔میرا یقین کریں شا۔۔شاہو میں آپکے خلاف نہیں تھی۔۔۔"وہ روتی التجائیہ بولی
مجھے یقین نہیں۔۔!!!"اسنے صاف سرد الفاظ میں باور کروایا۔۔۔"
روحا کا وجود مانو مفلوج ہوتے بیڈ پہ گرا۔۔۔وہ تکلیف سے آنکھیں میچ کر مٹھیاں بھینچ گئی۔۔

اسکی جب آنکھ کھلی تھی تو اسنے خود کو دوسرے روم میں بیڈ پہ رسیوں سے کلائیوں کو

باندھا ہوا پایا تھا۔۔پہلے تو اسکی دہشت سے چیخ گونج اٹھیں کہ یہ سب بوبی نے کیا ہوا گیا مگر آہستہ آہستہ حواس جب بحال ہوئے اور جب دھندلی سی نظریں سامنے صوفے پہ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے سگریٹ نوشی کرتے جب ساحل شاہ کو دیکھا وہ سسک پڑی۔۔۔

وہ اسے ہوش میں دیکھ کر ایش ٹرے میں سگریٹ مسلتا، مضبوط باوقار قدم اٹھا کر اسکے پاس آیا۔۔اور اسکے رخسار پہ اپنے ہاتھ کی پشت سہلائی

اسکے زخموں کو صاف کر کے اسنے دوائی لگائی۔۔

وہ اسے دیکھ کر شدت سے رونا، اپنی تکلیف خوف اسے بتانا چاہتی تھی مگر ساحل شاہ نے اسکے ہونٹوں پہ انگلی رکھ کر اسے خاموش کروادیا

"ہشش تمہیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔۔۔"

وہ اسکے حکم پہ خاموش ہو گئی۔۔

"مم۔مجھے کھول دیں مجھے ڈر لگ رہا ہے شاہو۔۔۔" ہراساں حواس باختہ ہو کر جب اسنے اسے خود کو کھولنے کیلئے کہا۔۔۔

تب وہ عجیب سے انداز میں مسکرایا۔۔۔اور اسکے چہرے کے پاس جھک کر سرد پر اسرار

لہجے میں گویا ہوا

"اتنی جلدی بھی کیا ہے فروزن فائر!!! کیا تم نہیں جاننا چاہو گی تمہارے دروازہ کھولنے کی گستاخی پہ تمہارا شاہو کتنا خوش ہے؟؟" وہ جس سرد و تمسخرانہ انداز میں بولا تھا روحا کا چہرہ سپید پڑ گیا۔۔

"میں آئندہ ایسی غلطی نہیں کروں گی شاہو۔۔۔۔" اسنے احتجاجاً ہاتھ پیر چلاتے ہوئے کہا۔۔

"لیکن تم یہ کر چکی ہو اور تمہیں آئندہ اس سے باز رکھنے کیلئے میں نے ایک فیصلہ کیا ہے لیکن اس سے پہلے میں چاہتا ہوں تم اچھی بیوی کی طرح یہ سوپ پی لو۔۔۔" اسنے نیپکن اسکے شرٹ کے نیک میں پھنساتے، جھک کر اسکی پشت پہ تکیوں کا سہارا دیا۔۔

اسکے پاس آتے روحا نے مچل کر اسے دیکھا "میں نہیں کروں گی آئندہ ایسے۔۔۔۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

"ہشش!!!" اسنے لبوں پہ انگلی رکھتے پیشانی پہ بوسہ دیا۔

"کیا اس وقت تم میرے احساسات کا اندازہ لگا سکتی ہو جب میں نے ساحل شاہ کی بیوی کو اس بری حالت میں زمین پہ گرا دیکھا تھا۔ کسی کی ہمت نہیں میرے آگے سر اٹھائیں اور

وہ دو کوڑی کا لونڈا میرے گھر میں گھس آیا میری بیوی کا یہ حال کیا۔۔۔
اور اسے یہ اجازت کس نے دی؟؟؟" وہ سرد آواز میں اسکے چہرے پہ جھکا غرایا۔۔۔۔
روحا دہشت زدہ ہوتی خوف سے پور پور لرز گئی۔۔۔ اسنے ہراساں بھیگی پھیلی آنکھوں سے ساحل شاہ کے غیظ و غضبناک سرخ چہرے کو دیکھا۔۔۔۔ وہ زیر لب بار بار سوری کہہ رہی تھی لیکن وہ اس طرح انجان بنا بیٹھا تھا کہ روحا کے علاوہ ہر چیز دکھائی سنائی دے رہی ہو مگر وہ نہیں۔۔۔۔

"اوپن یور ماؤتھ۔۔۔۔ یہ سوپ تمہیں انرجی پرووائڈ کریگا۔۔۔"
ٹرے اٹھا کر آگے رکھتے، باؤل سے سوپ کا چمچ بڑھ کر اسکے منہ کے قریب کرتے بھاری سپاٹ تحکمانہ آواز میں گویا ہوا۔۔۔

مم۔۔ مجھے کھول دیں مم۔ میں خود پی۔۔ پی ل۔۔۔۔" وہ جتنی خوفزدہ سہم کر بول رہی تھی اتنی تیزی سے ساحل شاہ نے اسکا جبڑا پکڑ کر منہ کھولا اور چمچ اسکے منہ میں ڈال دیا۔۔۔
وہ سٹپٹا کر تھوکنے لگی تھی جب اسکی سلگی نظروں کو دیکھا خود بخود حلق میں پھسل گیا۔۔
"مم۔ میں سوپ نہیں پیتی۔۔۔" وہ بے بسی سے بہتی آنکھوں کو میچ کر بولی۔۔ حلق میں

ایسا محسوس ہوا جیسے زہر نگل لیا ہو۔۔۔

لیکن اب تم پی رہی ہو۔۔۔" اسنے کہنے کے ساتھ ہی اسے چمچ سے سوپ پلانا شروع "
کر دیا۔۔ روحابرے برے منہ بناتی اسے التجائیہ دیکھتی ٹسوے بہا رہی تھی مگر کوئی فائدہ نا ہوا البتہ اسکی چھوٹی سی سرخ ناک بہنے لگی تھی۔۔۔۔

جسے دیکھ کر ساحل نے جیب سے رومال نکالا اور اسکی ناک کو صاف کرنے لگا۔۔ جبکہ اسکی آنکھیں اسکے دمکتے سفید ہیرے سے ہوتی سیاہ آنکھوں پہ آئیں۔۔

مجھے ایک موقع دیں شاہو میں بہت اچھی بیوی بن کر رہوں گی۔۔۔" وہ زبان لبوں پہ "
پھیر کر گڑگڑائی۔۔۔

ساحل نے متبسم ہوتے انگوٹھے سے اسکے لب کے کنارے کو صاف کیا۔۔۔

وہی دینے جا رہا ہوں۔۔ کیونکہ مار تھپڑ سے تم سدھرنے والی ہو نہیں۔۔ کوئی ظالم ساس "
تمہارے لئے میرے پاس بھی نہیں۔۔ اب جو کرنا ہو گا وہ مجھے ہی کرنا ہو گا۔۔" اسنے
اسکے ناک میں چمکتے ہیرے پہ ہونٹ ثبت کیے جسکی دمک سے ساحل شاہ کا دل بے اختیار
ہو جاتا تھا

اوپر سے اسکے نازک نوخیز سراپے سے اٹھتی بھینی بھینی سی خوشبو۔۔

ساحل شاہ کی آنکھوں میں گزرے قربت کے منظر لہرائے۔ آنکھوں میں خود بخود اسکے نام کا خمار اتر آیا۔ جیسے دیکھ کر روحا کو اپنا حلق صحرا کی مانند خشک ہوتا محسوس ہوا

کک۔ کیا کریں گگ۔ گے آپ میرے ساتھ شاہو۔۔۔"وہ ہراساں بھرائی آواز میں" دکھ سے استفسار کرنے لگی

ساتھ ہی اسنے چمچ پہ دانت گاڑھ دیے۔۔ ساحل نے اسکی حرکت پہ اسے گھورا۔۔۔"وہی "جس کی تم اب حقدار ہو۔۔۔۔

کیا آپ مجھے جیل بھیجیں گے بوبی کے قتل کی وجہ سے؟؟ کیا میں نے اسے مار دیا؟؟"""
دماغ میں آتے خیال سے وہ ایکدم چونک اٹھی اور سپید پڑتے چہرے سے اسے دیکھ کر بولی

ساحل شاہ نے سن کر گہری ٹھنڈی آہ بھری۔۔ آخر سب احمق اسکے ہی گلے کیوں پڑے تھے؟ خدا نے حسین بیوی تو دے دی مگر ساتھ دماغ دینا شاید ضروری نا سمجھا۔۔

بالکل ہو سکتی ہے تمہیں جیل۔۔۔"وہ ناخوشگواریت سے بولا"

اسکے دانتوں سے چمچ چھڑوا کر وہ اسے سوپ پلانے لگا۔۔۔

روحا کی آنکھوں سے تیزی سے آنسوں رخساروں پہ گرے۔۔۔(کیا اب حیدر شاہ کی بیٹی قتل کی سزا میں جیل جائے گی) اسکی آنکھوں میں ایکدم میڈیا عدالت پھانسی کا پھندا بوبی کی لاش گھومی۔۔۔

اسکے حلق سے چیخ نکلتے نکلتے رکی۔۔۔
آآ۔۔ آپ مرڈر کیس کی فیس کتنی لیتے ہیں شاہو؟؟" اسنے سنبھلتے ہوئے تیزی سے" دماغ چلاتے استفسار کیا۔۔

"ساحل نے استہفامیہ نگاہوں سے اسے دیکھا" مقابل کی حیثیت مطابق۔۔
پلیز میرا کیس لے لیں شاہو۔۔۔ میرے پاس حق مہر کے پیسے پڑے ہیں آپ سب لے" لیں۔۔" وہ بے اختیار التجا کرتی سسک پڑی
مجھے جیل نہیں جانا۔۔ اگر میں جیل گئی مجھے پھانسی ہو گی پھر ہمارے بچوں کے مستقبل کا" "کیا ہو گا۔۔
اسکی بات سن کر ساحل شاہ نے بمشکل قہقہہ ضبط کرتے سنجیدگی سے سر اثبات میں

ہلایا۔۔ "ٹھیک ہے میں تمہارا کیس لے لوں گا۔۔" وہ بظاہر ہ مان گیا۔۔
روحا کے چہرے پہ پہلی مرتبہ حیرت سے بھرپور مسکراہٹ آئی۔۔
ٹھیک ہے میرے ہاتھ کھول دیں ہم ابھی بوبی کی ڈیڈ باڈی کو دفنا دیتے ہیں۔۔" وہ خوش"
ہو گئی۔۔ چہرے کی رنگت بھی بحال ہونے لگی مگر ساحل نے چمچ ٹرے میں رکھتے، ٹرے
سائیڈ ٹیبل پہ رکھی اور اپنے اسکے درمیان فاصلے کو قدرے کم کرتے اسنے اپنا ہاتھ روحا
کے چہرے کے پاس تکیے پہ رکھا

اتنی جلدی کیا ہے؟؟؟" وہ اسکے چہرے پہ جھک کر سرگوشیانہ بولا"
روحا نے سٹپٹا کر اسکے گہرے نقوش والے چہرے کو پاس سے دیکھا۔۔ ساحل کی سانسیں
اسکے چہرے کو جھلسانے لگیں
پھ۔۔ پھر کب؟؟ا۔ اسکی باڈی بب۔ باسی ہو جائے گی۔۔۔" اسکے توانا مضبوط جسامت"
سے اٹھتی کلون اور سگریٹ کی ملی جلی خوشبو میں وہ غیر محسوس انداز میں سانس کھینچنے لگی

تمہیں اس وقت گھوبی کے باسی ہونے کے بجائے اپنی فکر کرنی چاہیے ڈارلنگ کیونکہ "
اس وقت تمہارے شاہو کے سر پہ جنون سوار ہے تمہاری سانسوں کو قابض کر کے تمہیں
دہشت لفظ کی معنی سمجھانے کا۔۔۔" اسکے سرد بے لچک الفاظ پہ روحا کی آنکھیں اپنی حد

سے کئی گناہ بڑھ گئیں۔۔

اسکا تنفس محض اسکے پر اسرار سے انداز سے پھولنے لگا۔۔۔اسکی غیر ہوتی حالت سے محظوظ ہوتے ساحل شاہ نے اسکے دھڑکنوں پہ اپنا ہاتھ رکھ کر دل تھپتھپایا۔۔۔۔

خاموش کروادو اسے ورنہ یہ مجھے وحشی کر دے گا۔۔"وہ گھمبیر سرگوشی سے بولا"

روحا کا چہرہ خفت و شرمندگی سے متغیر تھا۔۔اسنے پھیلی نظریں اسکے ہاتھ پہ ڈالیں اور لرزتی پلکیں اٹھا کر ساحل شاہ کو دیکھا

اسکے حکم سے روحا کی دھڑکنیں خود بخود سست ہونے لگیں

وہ کبھی باغی تو کبھی تابع تھیں اس پر اسرار شخص کی۔۔۔۔

ساحل نے متبسم ہوتے ہاتھ سرکا کر اسکی گردن میں حائل کرتے نازک گردن کو کھردری انگلیوں میں پکڑ کر چہرہ بلند کیا

روحا اپنی جگہ پھڑ پھڑا اٹھی، مگر بے بسی ہی بے بسی تھی۔۔۔۔"مم۔۔مجھے آپ کے اس انداز سے ڈر لگتا ہے شش۔شاہو۔۔۔۔"وہ ڈبڈبائی نظروں سے دیکھتی سراسیمگی سے بولی

اور مجھے تمہاری حرکات سے۔۔۔"وہ اسکے کان میں بولا۔۔"

اپنی شیوا اسکی گردن میں سہلائی۔۔

سگریٹ کے بعد اگر ساحل شاہ کی توجہ کسی نے مبذول کروائی ہے تو وہ تم ہو روحاشاہ۔۔"

تمہاری بکھری سانسیں ہیں۔۔۔تم ساحل شاہ کیلئے اسکا جنون اسکی الفت اسکے گھائل

قلب کا سکون ہو۔۔۔

تمہاری قربت میں ایک نشہ ہے۔۔۔۔ایسا نشہ جو میرے دل و دماغ کو مسرور کر دیتا

ہے۔۔۔

ورنہ ساحل شاہ کو متوجہ کرنا ناممکن ہے۔۔

لیکن تم۔۔ایک چھوٹی سی لڑکی نے اسکے دل کو متوجہ کیا کبھی رکتی سانسوں سے کبھی بہکی

دھڑکنوں سے۔۔

تم نے بچپن سے مجھے متوجہ کیا اپنی طرف اتنا کہ میری دنیا کی لڑکیاں بھی ساحل شاہ کو وہ

سکون و راحت نہیں بخش پائیں جو تم نے مجھے دیا۔۔۔۔

تمہارا ہونا میرے لئے ایسا ہے جیسے ایک ایڈیکٹ شخص کیلئے اسکا ڈرگ۔۔۔۔"اسنے

گہرے سانس اسکی گردن میں کھینچ کر دہکتے لب شہ رگ پہ ثبت کیے

اب تو میں سگریٹ کے بغیر رہ سکتا ہوں لیکن تمہاری سانسوں کے بغیر نہیں۔۔۔اور "
جیسی تمہاری حرکات ہیں مجھے لگتا ہے تم کسی دن اس طرح گھائل کرو گی مجھے کہ ساحل
شاہ خالی ہاتھ رہ جائے گا۔۔۔

تم پہ ہاتھ اٹھا کر میں اپنی چھوٹی سی جان کو مزید تکلیف نہیں دینا چاہتا۔۔ لیکن تمہارا دماغ
ٹھکانے لگانے کیلئے میں نے تمہارے لئے یہی سزا منتخب کی ہے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔"وہ
سانس روک کر دھڑکنیں تھام کر سننے لگی. جبکہ اسنے پھر سے لبوں کو حرکت دی جو اسے
شہ رگ پہ محسوس ہوئی۔۔

یہ اچھا وقت ہے ہم ہماری فیملی پلاننگ کریں۔۔۔"
تمہیں اتنی ذمہ داریاں دوں گا کہ تمہارے پاس فضول سوچنے کا وقت نہیں بچے گا۔۔۔۔
"سو بی ریڈی مائی ڈرگ۔۔۔۔
اسنے سپاٹ چہرے سے کہہ کر اسکی پھیلی آنکھوں کو نظر انداز کیا اور سیدھے ہوتے اپنے
پاؤں سلیپر کے قید سے آزاد کروائے ساتھ ہی وہ شرٹ کے بٹن کھولنے لگا۔۔۔۔

روحا کے چہرے پہ جسم کا سارا خون سمٹ آیا۔۔۔

مجھے پتا ہے تم بہت چھوٹی ہو۔۔ لیکن آئی پرامس میں تمہارا شاہو تمہارے لئے سب "
آسان کر دے گا۔۔ ملک کے بہترین ڈاکٹر بلاؤں گا۔ اور تمہیں میرے بچے تنگ نہیں
کریں گے۔۔۔" وہ پر یقین انداز میں اسے یقین دلاتا کہہ رہا تھا۔۔۔

روحا کے حلق میں اسکا تھوک پھنس گیا۔۔ یہ کیا ہونے جا رہا تھا۔۔ سوچ کر اسکا وجود سرد
پڑنے لگا۔۔۔
مم۔ مجھے کھول دیں ش۔ شاہو۔۔۔" وہ پسینے سے نم چہرے سے جھجھک کر بولی۔۔ حیا کے "
سات رنگوں نے اسکے نین و نقوش سرخ کر دیے تھے۔۔
"hushhh! don't be scared!"

ساحل نے پلٹ کر اسکے پیشانی سے بال سمیٹے۔۔۔
پپ۔ پھر میرے ہاتھ کھول دیں۔۔۔" اسنے کسمسا کر کہا"
ساحل بے ساختہ مسکرایا۔۔۔" ایسی ڈیمانڈ مت کرو جو میں ساحل شاہ کو نا بھائیں۔۔"
اسنے جتایا
مم۔۔ میں تو آپ کی ہوں تن من سے مجھے باندھ کیوں رہے ہیں۔۔" وہ حیا آلودہ"
جھجھکتی لہجے میں بولی۔۔ اسنے پر شوق نظروں سے پلٹ کر اسے دیکھا

اگر تم ساحل شاہ کی نا ہوتی تو کسی کی بھی نا ہوتی۔۔"اسنے اسکے رخسار پہ ہاتھ رکھا اور پھر" سرد لہجے میں گویا ہوا"میں اس وجود کو مٹا دیتا جس کی تم ہونا چاہتی۔۔۔"اسکے لہجے میں جو شدت تھی اس سے روحا کا دل خائف ہو گیا

اسنے جیسے اپنے وجود سے شرٹ اتار کر روحا کی دوسری سائیڈ پھینکی۔۔اسکے پلٹتے روحا نے اسکا تواناوسیع سینا دیکھ کر اپنے لب تر کیے

اسکی قربت اسے بے جان کر دیتی تھی۔اسکے لئے وہ لمحات مشکل تر تھے وہ اسکی شدتوں کے آگے نڈھال ہو جاتی تھی۔۔۔مگر وہ پھر بھی اسکی دیوانی تھی

اسکی آگ کی طرح دہکتی سانسیں جب اسکی سانسوں میں اترتی تھی اسکے وجود میں ایک نئی روح بیدار ہو جاتی تھی۔۔زندگی جینے کی ایک خاص وجہ مل جاتی۔۔۔

اسے لگ رہا تھا اگر وہ اس دنیا میں آئی ہے تو اسکی خاص وجہ ساحل شاہ تھا۔۔۔۔

وہ ساحل شاہ کیلئے اس دنیا میں آئی تھی،اس ناقابل تسخیر شخص کو فتح کر کے وہ خود بھی خاص بن گئی تھی۔۔اس شخص نے اسے انمول کر دیا تھا بے حد خاص۔۔۔

اسکے ہونٹوں نے اسکے لب کو چھوا،نرم گرم سے لمس نے روحا کے وجود میں سرد لہریں بیدار کر دیں۔۔

وہ اس پہ کسی گھنے سائے کی مانند جھک کر ساتھ ہی اسکی شرٹ کے بٹن کو کھولنے لگا تھا دفعتاً وہ دھڑکتے دل سے ہڑبڑائی بولی۔۔۔"مم۔مجھے باتھ روم جانا ہے۔۔۔"وہ کہہ کر شرم سے آنکھیں میچ گئی

اسکی انگلیاں ابھی شرٹ کے دوسرے بٹن تک ہی آئی تھیں کہ ساحل نے ناگواریت سے سر اٹھا کر اسے دیکھا"یہ پھر سے نیا بہانہ ہو گا؟"گہری نظروں سے دیکھتے طنزیہ پوچھا

روحا نے بمشکل ضبط سے پلکوں کی اوٹ سے اسے دیکھا۔۔
کون کہتا تھا کہ اسکے پاس ظالم ساس نہیں؟ اللہ نے کچھ اور دیا نا دیا ہو مگر ساسوں میں بے حد برکت دی تھی۔۔شوہر کے روپ میں بھی ساس مل گئی تھی جو ہر وقت اس پہ طنز کر کے اسکا دل جلاتی رہے۔۔۔

مجھے سچ میں جانا ہے۔۔"اسنے چھوٹی سی ناک غصے سے سکیڑ لی۔۔۔"
پانچ سیکنڈ ہیں تمہارے پاس۔اگر پانچ سیکنڈ میں تم باہر نہیں آئی تو میں ہی اندر آجاؤں گا"
اور پھر آئندہ باتھروم کے نام سے خوفزدہ ہو جاؤ گی۔۔"وہ پیچھے ہوتا اسکے بندھے ہاتھ کھولنے لگا۔۔۔

روحانے جیسے اپنے ہاتھ آزاد پائے وہ اچھل کر بیڈ پہ اٹھ بیٹھی۔۔۔
جاؤاب!!!"بیڈ کے پاس کھڑے ساحل نے جھڑکا۔۔"

روحانے رخسار پہ لہراتی سیاہ زلف کو کان میں اڑستے آنکھیں پٹپٹا کر ساحل شاہ کو دیکھا۔۔

اپنے کریکن کو چھوڑ کر کہاں جاؤں میں بیچاری شاہو کے عشق کی ماری؟؟"وہ انتہائی"
معصومیت سے گویا ہوئی اور پھر ساحل کے خطرناک حد تک سنجیدہ تاثرات دیکھتے وہ بیڈ پہ
پیچھے کی جانب گر کر کھلکھلائی
روم کی فضا میں ایکدم اسکا جلترنگ قہقہہ گونجا۔۔
کون کہتا تھا کہ وہ نازک سی آبگینے جیسی لڑکی کچھ دیر پہلے زندگی اور موت کی دہلیز پہ
تھی۔۔۔
اپنے شاہو کو دیکھ کر وہ جی اٹھی تھی ہر خوف بھلائے۔۔۔

تم!!!"اس چھوٹی سی چوزی کی چالاکی پہ ساحل عش عش کر اٹھا۔۔"
مسز ساحل شاہ!"اسنے بازو پھیلا کر زبان چڑھاتے درستگی کی"

پتا ہے شاہو جب بوبی آیا تھا تو میں نے اللہ کے بعد صرف آپ کو پکارا تھا۔۔ اور آپ پہنچ " گئے اس سے مجھے اندازہ ہوا ہے کہ ساحل شاہ کیلئے اگر کوئی اہم ہے تو وہ اسکی چوزی ناکہ فیری ٹیری۔۔۔ آپ میرے محافظ ہیں اور محافظ سے خوفزدہ نہیں ہوتے بلکہ انہیں تنگ کرتے ہیں ہاہاہا" وہ پھر شرارت سے کہہ کر کھکھلائی۔۔۔

بے بی یہ جو تم بغیر پروں کے اڑ رہی ہو بہت جلد تمہارے پر کٹ جائیں گے۔۔۔" وہ " تمسخرے سے بولا

اچھا!!!" روحا مصنوعی ساحیران ہوئی اور پھر ہنسی ضبط کی " میں تو چاہتی ہوں آپ کاٹ " دیں۔۔۔" وہ کہہ کر ایکدم بیڈ پہ کھڑی ہوئی اور اسکی گردن میں بازو حمائل کر کے اسکی گرے کرسٹل آنکھوں میں دیکھ کر ناک سے ناک سہلائی۔۔۔

وہ اپنے ہاتھ آزاد کر کے ایسے خوش ہو رہی تھی جیسے دنیا فتح کر لی ہو۔۔ ساحل اسکے بچپنے پہ مسکراہٹ ضبط کیے کھڑا رہا

وہ اس وقت اسکی گھٹنوں سے تھوڑی اونچی نیلی شرٹ میں ملبوس تھی۔۔ ساحل نے اسکی کمر کو تھاما۔۔۔

اتنی شرارتیں مت کیا کرو مار کھاؤ گی تم۔۔۔"اسنے وارن کرتے لہجے میں کہتے ایکدم"
اسے اٹھالیا
روحانے بوکھلا کر اسکی کمر کے گرد ٹانگیں پلیٹ دیں اور گردن کو مضبوطی سے تھام لیا۔۔
"ماریں گے آپ مجھے ؟"وہ اسکے چہرے کے برابر چہرہ لا کر حیرت سے بولی
کیوں تمہیں شک ہے ؟"اسکی حیرت سے محظوظ ہو کر وہ بولا"
ماردیں لیکن اپنے سینے میں دفن کیجئے گا۔۔۔"وہ جس قدر جذباتیت سے گویا ہوئی تھی"
ساحل نے چونک کر اسے دیکھا تھا
آپ کے بغیر جینا بیکار ہے"اسنے اسکی حیرت دیکھ کر مزید کہا"
اسے فخر تھا خود پہ کہ جتنی فیری ٹیری بولڈ نہیں ہو گی اتنی وہ ہو گئی تھی۔۔۔دل ہی دل
میں فیری کو نیچا دکھاتی شیطانیت سے مسکرائی

اگر ان الفاظ میں مجھے سی کھوٹ محسوس ہوئی تو جان لے لوں گا تمہاری روحا شاہ۔۔۔""
وہ اسکے اظہار سے متبسم ہو کر سخت لہجے میں کان میں بولا
روحانے اسکی گردن میں چہرہ دیکر خود کو اسکے مزید قریب کرتے اپنی دھڑکنوں کے
رقص کو اسکے دل سے جوڑ دیا

سنیں انہیں شاہو اور کہیں کھوٹ لگے تو ابھی اسے بند کر دیں۔۔میری ہر دھڑکن میں "
بچپن سے جوانی تک جو ورد کیا ہے اس میں نام صرف آپکا ہے۔۔یہ میرا سیکرٹ ہے۔۔۔
آپ سے محبت کرنا میری مجبوری نہیں بلکہ عادت ہے" اسنے جس شدت کہا تھا ساحل نے
اسے اتنے ہی شدت سے بانہوں میں بھینچ لیا

پھر مجھے محسوس کرنے دو ان دھڑکنوں کو۔۔مجھے اترنے ان سانسوں میں اور سفر کرنے "
دو ان دھڑکنوں میں۔۔میں بھی دیکھوں روحا شاہ نے اپنے شاہو کو سخت تخت پہ بٹھایا
ہے۔۔۔" اسنے بھاری گھمبیر لہجے میں کہتے اسے ایکدم بیڈ پہ ڈالا۔۔۔

روحا سٹپٹا کر پیچھے کو کھسکتی کہ ساحل نے ایکدم اسکے پیر کو پکڑ لیا اور اپنی طرف کھینچ کر وہ
اس پہ جھک آیا۔۔۔۔

بی ریڈی فار مائی لٹل ببر شیر "وہ بھاری رعب دار آواز میں کہتا روحا کو کچھ کہنے کیلئے لب "
وا کرتا دیکھ کر ایکدم اسکے ہونٹوں پہ جھکا۔۔۔

اسکی سگریٹ کی خوشبو بھری دہکتی سانسوں کو خود میں جذب کرتے اسنے مسکراتی آنکھیں موندیں اور اسکی گردن میں بازو باندھ لیے۔۔۔

ساحل نے اسکے ہونٹوں پہ شدت بھرا لمس چھوڑ کر سر اٹھایا۔۔۔

وہ آنکھیں بند کیے گہرے سانس بھر رہی تھی جب اسنے اسکی شرٹ کے بقیہ بٹن کو چھوا

"شاہو!!!" روحا نے تڑپ کر اسکے ہاتھ پکڑ لیے۔۔وہ سرخ چہرے سے اسنے دیکھنے لگی مگر اسکی خمار آلودہ نظروں کو دیکھ کر اسکی سانسیں تھم گئیں

ساحل نے اسکی کلائیوں کو پکڑا، اور جھٹکے سے اسکے سر کے اوپر لے جاتے ہاتھ بستر سے پن کرتے اسنے اپنے دانت بٹن پہ رکھے

روحا کی آنکھیں پھیل گئیں جبکہ وہ ایک کے بعد دوسرا بٹن شرٹ سے جدا کرتا ایک طرف پھینکتا جا رہا تھا۔۔۔

"شش۔۔شاہو۔۔۔" اسنے تڑپ کر اسکے حصار سے نکلنے چاہا مگر اب یہ کہاں ممکن تھا۔۔۔ "کہو!!" وہ سپاٹ آواز میں سر اٹھا کر بولا۔۔۔

روحا کا چہرہ پسینے سے نم تھا۔۔۔

"وو۔لائیٹ۔۔۔۔۔" اسنے تڑپ کر لائیٹ بند کرنا چاہتی مگر ساحل نے کمر سے تھام کر

اسے آگے کی طرف تکیے پر ڈالا اور اسکی دونوں کلائیاں جکڑ لیں۔۔۔

اسے یونہی رہنے دو۔۔۔ آج تمہاری ایک نہیں چلے گی۔۔" وہ جتاتے ہوئے بولتا اسکے "

دونوں شانوں پہ باری باری لب رکھ کر اسکی بند آنکھوں کو دیکھتا بے ساختہ مسکرایا۔۔۔

آنکھیں کھولو!!" اسنے حکم دیا۔۔۔"

نن۔ نہیں۔۔۔" اسنے گھبرائے پھولے تنفس سے سر نفی میں ہلایا۔۔"

میں نے کہا آنکھیں کھولو ورنہ میں اپنے طریقے سے کھلواؤں گا۔۔" وہ سخت بارعب "

لہجے میں گویا ہوا روحا نے سٹپٹا کر آنکھیں وا کیں مگر اسکی آنکھوں کو دیکھنے کے بجائے وہ

اسکے سینے کو دیکھنے لگی

"!ساحل نے اسکی ٹھوڑی کو پکڑ اسر اونچا کیا" میری طرف دیکھو

روحا نے بمشکل اسکی آنکھوں میں دیکھا، اسکا تنفس پھولنے لگا۔۔ اسنے جھک کر اسکی شہ

رگ کو اپنے دہکتے ہونٹوں سے چھوا وہ گہرا سانس بھر کر اسکے شانے کو تھام گئی

ساحل کے شدت بھرے ہونٹ اسکی گردن سے سرکنے لگے، روحا نے اپنی ایڑیاں بیڈ پہ

رگڑ دیں۔۔ وہ دہکتے گلابی چہرے کے ساتھ تڑپ کر اسے روکنے لگی جب اسکے ہونٹوں پہ

اپنا بھاری ہاتھ رکھ کر اسکی ساری التجائیں حلق میں دبا گیا۔۔۔

اسکے شدت بھرے پیاسے لبوں نے جیسے روحا کے پیٹ کو چھوا۔۔"شاہو!!!"وہ اچھل کر بیڈ سے اٹھی اور اگلے لمحے تھر تھر کانپتی شدت سے سر نفی میں ہلاتی اسکے سینے میں چھپ گئی۔۔

ساحل کے ہونٹوں پہ تمسخرانہ مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔"واٹ جانِ شاہو؟؟"اسنے اسے اپنے آغوش میں اٹھا کر بانہوں میں بھر لیا اور اسکی گردن میں جھک کر جابجا ہونٹ ثبت کرتا اسے بے قرار کر گیا۔۔۔

آآ۔۔آپ سس۔۔سگریٹ نہیں پئیں گے شاہو؟؟؟"اسنے اتھل پتھل شور مچاتی" دھڑکنوں کو سنبھالنے میں نڈھال ہوتے اسے دیکھا
ساحل شاہ کو اس وقت میں اس سے ایسے احمق سوال کی ہرگز توقع نہیں تھی۔۔۔
مگر وہ روحا شاہ تھی اپنے شاہو کے عشق میں دیوانی،،وہ کبھی اپنی توقع پہ پوری نہیں اتری تھی کسی اور کی توقع وہ کیا جانے۔۔۔۔

اب اسے کچھ چاہیے تھا تو وہ تھا ساحل شاہ۔۔ہاں وہ چین سمو کر جسنے اسے اپنا دیوانہ کر دیا تھا۔۔

وہ شخص کچھ نا کر کے بھی چھا جاتا تھا، پھر کیسے ممکن تھا روحا شاہ کا دل اس ساحر کے سحر سے بچ پاتا۔۔۔

ساحل کے ہونٹوں پہ گہری مسکراہٹ آگئی۔ اسنے اسکا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑا اور پاس کرتے اسکے چہرے پہ سرد سرگوشیانہ گویا ہوا

آج سگریٹ نہیں ساحل شاہ تمہاری سانسوں سے اپنی طلب پوری کرے گا۔ آج میں "

"تمہارے ہونٹوں سے سیراب ہونا چاہتا ہوں مسز ساحل شاہ! سگریٹ سے نہیں۔۔۔

اسنے کہنے کے ساتھ روحا کی حواس باختہ حالت کی پرواہ کیے بغیر اسکے پنکھڑیوں جیسے گلابی ہونٹوں کو اپنے عنابی ہونٹوں کی قید میں لیکر اسکی کمر کو تھاما اور اپنے سینے کے نزدیک کر دیا

وہ پہلے تو اسے خود سے دور کرنے کیلئے مچل اٹھی تھی مگر جب اسکے نرم گرم ہونٹوں کی شدت کو محسوس کیا وہ سمٹ آئی اس میں۔۔۔

گھبراہٹ سے اسکا رواں رواں کانپ رہا تھا مگر ساحل شاہ کو کون روک سکتا تھا۔۔۔ جو اسے روکتا تھا وہ اپنی موت مانگتا تھا

وہ صرف نام سے ہی شریف تھا ورنہ بد معاشی پہ آیا تو بد معاشوں کا باپ تھا۔۔۔وہ صرف اپنے کزنز کا بگ بی نہیں بلکہ اسکا ٹائٹل ہی بگ تھا، وہ صرف نام سے نہیں اپنی آہٹ سے ہی دشمنوں میں دہشت پھیلا دیتا تھا۔۔۔

اسکے جنون خیزی سے وہ سرد ہونے لگی تھی، اسکی انگلیوں کے کھردرے پور اسکے دلکش خدوخال پہ اپنی حکمت جتا رہے تھے۔۔
وہ حاکم تھا جھکنا نہیں صرف حکمت کرنا جانتا تھا۔۔۔۔

روحا کا نازک سا سراپا اسکے تنگ و مضبوط حصار میں لرز رہا تھا، وہ اسکی وارفتگیوں سے بے جان ہونے لگی تھی۔۔ساحل نے اسکے ہونٹوں کی نمی سمیٹ کر اسکے بکھرے تنفس پہ گہری سانس اسکی تنگ سانسوں میں اتاری
روحا نے کسمسا کر اپنے بازو اسکی گردن میں باندھے۔۔۔اسکے وجود کی تپش سے اسکے رخسار دہک رہے تھے۔۔اسکی گرم سانسیں اسکی سانسوں میں اتر رہی تھیں
اسکا وسیع توانا چوڑے سینے میں اسکا دل بے خودی کے عالم میں مدہوش کن رقصاں تھا۔۔
اسنے ساحل کے بالوں کو مخروطی انگلیوں کی گرفت میں لیا۔۔

اسکے بے تاب شدت بھرا ہونٹوں کا لمس اسکے ہونٹوں سے سرکتا ٹھوڑی کو چوم کر گردن میں آیا اور جابجا سرخ نشان ثبت کرنے لگے

اسکے ناخون ساحل کے بالوں میں رینگنے لگے۔۔۔وہ اسکے کمسن نوخیر سراپے کی دلکشی میں بہکنے لگا۔۔اسکے لب اسکی کالربون سے سرکتے گئے

روحانے اسکی مضبوط گردن میں دانت گاڑھے خود سپردگی سے اسکے بانہوں میں سمائی۔۔ اسنے اسکی پشت سہلائی۔۔۔

وہ بکھرے تنفس سے گہرے سانس لیتی، پسینے سے پورپور نم ساحل کے بانہوں میں لہرائی۔۔ساحل نے مسکراتی نظروں سے اسکی نیم وا آنکھوں میں دیکھا اور احتیاط سے اسکے نازک وجود کو پیچھے بیڈ پہ منتقل کیا۔۔

وہ اس کے چہرے کے دائیں بائیں ہاتھ رکھ کر جھکا۔۔وہ اسکی بے باک نگاہوں کی تاب نا لاتی ایک دم پلٹ گئی اور اپنا چہرہ تکیے میں چھپالیا

ساحل کے ہونٹوں پہ دلکش مسکراہٹ آگئی

ایسا کرنے سے تم میری محبت کی بارش سے بچ نہیں جاؤ گی سمو کر کوئین۔۔"اسنے سیاہ" گھنے بال اسکی پشت سے سمیٹے۔۔

بہت شوق تھا تمہیں سنگ ساحل بھیگنے کا، آج تمہارا شاہو تمہیں پور پور بھگو دے گا اپنی" چاہت کی بارش سے۔۔۔"فسوں چھائے فضا میں اسکی گھمبیر سرگوشی گونج رہی تھی۔۔۔ روحا نے سانس روک کر تکیے کو مٹھیوں میں دبایا۔۔۔

ساحل نے اپنے انگلیوں کی پشت اسکی دودھیا بل کھاتی کمر پہ پھیریں۔۔ جیسے اسکی کمر کو تھام کر اسنے جھٹکے سے اپنے ہونٹوں کے قریب کیا،،وہ اسکے جھلساتے آگ کی مانند دہکتے ہونٹوں کے لمس پہ ماہی بے آب کی مانند تڑپ کر رہ گئی

شاہو پلیز۔۔۔۔"اسنے التجا کی مگر اسکی التجا نے آگ کو بجھانے کے بجائے بھڑکانے کا کام" سرانجام دیا تھا۔۔

اسکے توانا وجود کا بھوج اسکی پشت پہ منتقل کرتے ساحل شاہ نے اسکے ہاتھوں کو تھام کر ان سے انگلیاں الجھائیں اور اپنا چہرہ اسکی گردن چھپایا۔۔۔

اسکی انگلیوں نے اسکے بازوؤں سے سفر کرتے اسکے شانوں سے پھسلتے نازک کمر کو تھاما۔۔۔

روحا کا دل پورے وجود میں دھک دھک کی آواز سے گونج رہا تھا۔۔ اسنے اپنے دانت تکیے پہ گاڑ دیے۔۔ جبکہ رگوں میں خون کی گردش واضح محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

ساحل نے کمر سے پکڑ کر جب اسکا رخ اپنی طرف کیا اسکا چہرہ پسینے سے نم تھا۔۔ اسنے جھک کر اسکی لرزتی پلکوں کو ہونٹوں سے چھوا۔۔۔

اسکی کمر کو نزدیک کرتے، روحا کی کھلی آنکھوں میں گرے مسکراتی آنکھوں سے دیکھ کر اسنے اسکے رخسار سے اپنا رخسار سہلایا۔۔

وہ بھاری سانس بھرنے لگی۔۔ جبکہ وہ اسکے کان کے پاس اپنے ہونٹ لایا۔۔ "محسوس کرو "اور خود پہ ناز کرو کیونکہ ساحل شاہ کی ہر دھڑکن تمہارا نام پکار رہی ہے۔۔

اسنے اسکے کان کی لو کو دانتوں میں دبایا۔ روحا نے نم آنکھوں سے اسکی دھڑکنوں کو محسوس کیا۔۔
اسکی شخصیت کی مانند اسکی دھڑکنوں میں بھی ایک جلال تھا۔۔

واقعی وہ ایک عام سی لڑکی تھی مگر ساحل شاہ نے اسے بے حد خاص بنا دیا تھا۔ وہ جو ایک جہاں پہ بادشاہ بن کر حکمت کرتا تھا
اسکے گمان میں نہیں تھا ایک دن وہ اس کنگ کی کوئین بنے گی۔۔۔

اس پھولوں جیسی نازک استھما والی لڑکی کو ساحل شاہ نے نکھار دیا تھا۔۔وہ اسکی قربتوں کی بارش میں پور پور بھیگ رہی تھی اور اسکا رواں رواں اپنی قسمت پہ مسرور و مغرور تھا۔۔۔

اسکے ہونٹوں پہ ہونٹ رکھے ساحل شاہ نے اسکی سانسوں میں اپنی دہکتی آگ کی مانند سانسوں کو قطرہ قطرہ منتقل کیا۔۔
اسکا سراپا اسکے تنگ حصار میں تھا اسکی سیاہ رات سی گہری آنکھوں میں اسکی شدتوں کی نم سرخی چھائی تھی۔۔۔
اسکی کمزور سی مزاحمت ساحل شاہ کے توانا وجود میں دب گئی۔۔۔

وہ بھاری سانسیں بھرتا، اسکی شہ رگ پہ ہونٹ رکھے، اپنے چوڑے پھولے بازوؤں میں اسکا سراپا قید کیے پڑا تھا جیسے ایک طاقتور دیو کی قید میں نازک سی پری۔۔۔۔

فانوس کی روشنیوں میں روحا کا سراپا دودھ کی مانند دمک رہا تھا اور اس پہ جابجا ساحل شاہ کی شدتوں کے نشان تھے۔۔

اسنے ساحل کی چوڑی توانا پشت پہ کانپتے ہاتھ رکھے۔۔وہ حیا سے مسکرائی۔۔یہ سوچ کر کہ اب اسکے آغوش میں ننھے ننھے پھول کھلیں گے۔۔

ضرور اپنے باپ جیسے کھڑوس شاہ ہوں گے "اسکی پشت پہ انگلی سے روحِ ساحل لکھتے" اسنے سوچا۔۔

زیادہ مت سوچو جب آئے گا تو دیکھ لینا۔۔"ساحل نے جھٹکے سے اسے بانہوں میں گھما" کر اسکی پشت کو سینے سے لگایا۔۔روحا نے شرم سے متغیر چہرے کو چادر میں چھپا دیا۔۔۔

شاہو میں نے سنا ہے بچہ آجانے سے ماں باپ پہ بہت ذمہ داریاں آجاتی ہیں۔۔۔"اسے" اب نیند کہاں آنی تھی۔ساری تکلیف و غم بھلائے وہ بس اپنے مستقبل کے بچے کو سوچنے لگی۔۔۔

چلو تمہیں کچھ تو عقل ہے۔"وہ تمسخرے سے بولا اپنا چہرہ اسکے بالوں میں دیکر خوشبو کو" سانسوں میں اتارتا۔۔۔

روحا نے سن کر منہ بنایا" اتنا تو مجھے پتا ہے۔۔۔بچپن سے۔۔۔"وہ فخر سے جتا کر بولی۔۔ کیوں تمہیں بچپن سے میرے بچوں کی ماں بننے کا شوق تھا؟؟"اسنے مسکراہٹ ضبط"

کرتے چہرہ اٹھایا۔۔۔

بہت!!!"روحا نے شرارت سے کہہ کر چہرہ ہاتھوں میں چھپایا ساحل کا محظوظ کن قہقہہ "
روم کی فضا میں گونج اٹھا۔۔

اور کون سے شوق سے بچپن کے جن سے میں ابھی بے خبر ہوں؟؟"اسنے اسے بانہوں "
میں بھر کر نزدیک کیا اور اسکی نازک پیروں پہ اپنے پیر رکھے۔۔

میرا سب سے بڑا شوق آپکی بیوی بننے کا تھا۔۔میں چھپ چھپ کر ماما کے کپڑے پہنتی "
تھی اور سر پہ دوپٹہ لپیٹ کر تصور میں آپکے کھانوں کے نخرے اٹھاتی اپنا بکھرا روم
سنوارتی۔۔جیسے ماما کرتی تھیں۔۔۔"وہ جھینپی جھینپی اپنے راز کھول رہی تھیں۔۔
ساحل کا قہقہہ جاندار تھا۔۔۔"مطلب میری چوزی کو بچپن سے میرے نخرے اٹھانے کا
شوق تھا آہاں۔۔۔۔"وہ معنی خیزی سے کہتا اسکے قریب ہوا

اسکی حد سے بڑھتی قربت تنگ حصار سے روحا کا چہرہ کانوں کی لو تک تپ اٹھا۔۔
ایسے نخرے نہیں۔۔۔"وہ شرم سے منمنائی۔۔ساحل کے ہونٹوں پہ دلکش تبسم "
پھیلا۔۔

لیکن میرے نخرے تو ایسے ہیں۔۔۔جو صرف تم ہی اٹھا سکتی ہو" وہ کان میں سرگوشی"
سے بولا۔۔۔

ہاں تو میں اٹھا رہی ہوں۔۔۔" وہ بھی سرگوشیانہ برجستہ بولی اور جھینپ گئی۔۔۔"
پھر دور کیوں کھسک رہی ہوں۔۔۔" اسکا کھسک نا محسوس کرتے ساحل نے کان کی لو کو"
چوما۔۔روحا آہستگی سے اسکے قریب ہو گئی

ایسی فرمانبرداری دکھاؤ گی تو جان سے جاؤ گی۔۔" وہ مخمور لہجے میں بے باکی سے بولا۔۔"
اسکی سرمئی کانچ جیسی آنکھوں میں خمار کے سرخ ڈورے تھے۔۔

اسے ایک بار پھر اپنی منمانیوں پہ اترتے محسوس کر کے روحا کا تنفس بکھرنے لگا۔۔
ساحل اسے سانس بھرتے دیکھ کر مسکرایا۔۔وہ اسکے حصار میں کسمسائی مگر اسنے روحا کی
گردن اپنی طرف گھماتے، اسکی مزاحمت اپنے ہونٹوں میں قید کر دی۔۔
اسکی جان ہتھیلیوں میں آ گئی،،، لیکن وہ ایک بار پھر اسکے نوخیز سراپے پہ الفت کی بارش
کرتا اس پہ سایہ فگن ہو گیا تھا۔۔

oooooooooooo

صبح کی پہلی کرن سیاہی کو اپنے لپیٹ میں لیکر ہر سو اجالہ بکھیر گئی۔۔ صارم نے سر سے ٹوپی اتار کے مسجد میں مخصوص جگہ پہ رکھی۔۔

وہ خدا کے شکر ادا کرنے آیا تھا جنہوں نے اتنی بڑی تباہی سے انہیں بچایا تھا۔۔ سیاہ رات کی سیاہی ڈھلی تھی اپنے ساتھ ہر چیخ وحشت کو اپنی لپیٹ میں لے گئی۔۔

اس وقت سکون ہی سکون تھا۔ آج دلاور کے کیس کی دوسری حاضری تھی، اور آج مجرم کو پھانسی تک پہنچانا تھا ماہرہ کی گواہی سے۔ وہ اس کامیابی کیلئے بھی خدا سے دعا مانگنے آیا تھا۔۔

وہ اٹھا اور جانے لگا تھا تبھی اسکا ٹکراؤ زیاف زیدی سے ہو گیا۔۔

ماشاءاللہ آج تو بڑے بڑے لوگ حاضر ہوئے ہیں کہیں شادی وادی کا وظفہ تو نہیں" شروع کر دیا۔۔۔" صارم نے دیکھ کر شرارت سے چھیڑا۔۔۔

ہاں کیونکہ تیرے جیسے خدا نے بے غیرتے پیدا کر دیے ہیں جو ہمارا حق فارمی کتوں کی" طرح کھا جاتے ہیں۔۔" اسنے جیسے زیاف کے زخم پہ ہاتھ مارا تھا وہ گھائل بن کر اپنے الفاظ سے جھپٹا

اسکی بات سے صارم کا قہقہہ گونجا۔۔۔"ویسے بھائی فارمی مرغیاں سنی تھیں یہ فارمی کتے آپ نے کب سے پالے ہیں؟ کہیں وہ فارم آپکا تو نہیں۔۔۔؟؟"وہ اسے بھڑکا ہوا دیکھ کر مزید چھیڑنے لگا۔۔۔

ہاں میرے بچے وہ فارم میرا ہے جہاں تجھے پالتا ہوں۔۔"زیاف کے برجستہ کہنے پہ صارم نے ہنستے ہوئے اسکے شانے پہ ہاتھ مارا۔۔زیاف نے بھی اسکے گلے میں بازو حائل کرتے اسے ساتھ لگالیا اور دونوں ایسے ہی وہاں سے مسکراتے نکلنے لگے۔۔۔

ویسے سچ بتائیں یہاں کا رخ آج کیسے کرلیا۔۔۔"صارم نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔زیاف نے بالوں پہ ہاتھ پھیر کر انہیں جھٹکا۔۔۔
کیا بتاؤں یارے!رات بواسیر کے دو مریض دفنائے تھے۔اگر ایسے سو جاتا تو گناہ مزید بڑھ جاتا اسلئے سوچا کہ دورکن ہی ادا کردوں۔۔"اسنے بیچارگی سے کہا۔۔۔

پھر تو آپکے فرشتے صدمے میں ہوں گے"اسنے دوبدو کہتے بے ساختہ قہقہہ لگایا۔۔"
زیاف نے کوٹ جھاڑا۔۔پھر کچھ یاد آنے پہ فوراً سے اسکی طرف متوجہ ہوا

بس مولوی تیری دعا چاہیے ایک بار شادی ہو جائے پھر دیکھنا کیا کروں گا۔۔"اسکے لہجے"
میں کوئی عزم تھا۔۔صارم حیران ہوا کیا واقعی شادی سے وہ کوئی بڑا کارنامہ انجام دے گا؟

ویسے کیا کریں گے بھائی؟"اسکے قدم کے ساتھ قدم اٹھاتے صارم نے ارادوں سے"
متاثر ہو کر پوچھا

صدمے پیدا کروں گا صدمے!!!اتنے صدمے لاؤں گا کہ دنیا صدمے میں چلی جائے"
گی۔۔"اسنے پر اسرار سے لہجے میں جتایا۔۔
صارم کو زبردست شاکڈ لگا۔اسکی معصوم صورت دیکھ کر زیاف کا قہقہہ جاندار تھا۔۔۔

صارم نے ہنستے سر جھٹکا۔۔"آپ سے اور کیا امید کر سکتے ہیں بھائی۔۔"وہ شرارتاً گویا ہوا
ساتھ باہر نکل ہی رہے تھے کہ اچٹتی سی جو نظر اٹھی صارم ٹھٹھکا۔۔۔
اور رکتے دیکھ کر زیاف نے بھی اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔۔

سامنے ہی سیاہ شال میں فیروز چغتائی دیوار سے ٹیک لگائے اپنے ہی خیالوں میں بیٹھا تھا۔
اسکے ہونٹ سپید تھے اور چہرہ بھی زرد پڑ چکا تھا۔۔۔

زیاف نے ابرو اچکا کر صارم کی طرف دیکھا۔۔۔

"اسکی بیوی کیسی ہے؟ کیا اسکے پاس کوئی نہیں؟"

ٹھیک ہیں۔۔ گارڈز ہیں انکے ساتھ۔۔ مگر اس وقت مسٹر چغتائی کو وہاں ہونا چاہیے"

تھا۔۔ کیا انہیں رات کے واقعہ نہیں پتا؟؟" صارم کے سوال پہ زیاف پر سوچ نظروں سے

انہیں دیکھنے لگا۔۔۔

آہمم! شاید نہیں۔۔ بہر حال چھوڑو اسے تم چلو گھر تھک گئے ہو گے۔۔ کیا آج تم آرہے"

"ہو کورٹ؟

فیروز چغتائی کے متوجہ ہونے سے پہلے زیاف نے صارم کا رخ بدل دیا۔۔ اور اسے سامنے

چلنے کا اشارہ دیا۔۔ جبکہ اس سب کو دیکھ کر صارم کا دماغ تیزی سے اس پہیلی کو سلجھانے

لگا۔۔۔

کیا ایک غم اتنا گھائل کر دیتا ہے کہ اس میں گمراہ ہو کر ہم جو رشتے بچے ہوتے ہیں انہیں"

بھی کھو دیں؟ کیا ایسا ممکن تھا کیا غم میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ باقی اپنوں سے لاپرواہ

"کر دے؟

ابھی ڈیسائیڈ نہیں کیا۔۔مجھے ہیڈ کوارٹر جانا ہے اسکے بعد اگر وقت ملا تو آجاؤں گا۔۔"وہ مصروف سا بولا

چل سہی ہے زیادہ مت سوچ!!دماغ ٹھنڈا رکھ۔۔اور ہاں اس انگریزن بھابی کو میرا سلام دینا۔۔ویسے صارمے تیرے بچے خوبصورت ہوں گے۔۔"وہ مسجد سے باہر نکل کر ساتھ گاڑیوں کی طرف بڑھتے، اسے ہدایت دیتے اچانک زہاف کو بازل شاہ یاد آئی تو چھیڑتے ہوئے بولا

صارم انے اچانک حملے سے سٹپٹا کر سرخ پڑ گیا
لاحول ولا قوت۔۔۔۔بھائی!!"اسنے بے ساختہ کہا۔۔زیاف کو وہ بہت کیوٹ سا" لگا۔۔۔

ابے مولوی بدلے میں مجھے بھی چھیڑ لے۔۔۔خبیثوں پتا نہیں میرے سے کیا دشمنی ہے" میرے بھی جذبات ہیں احساسات ہیں مجھے بھی بھول کر بے غیرتوں چھیڑ لیا کرو۔۔۔" اسکی دہائی سن کر صارم اسکے شدید کنوارے پن پہ عش عش کر اٹھا۔۔۔

زیاف اپنا سینہ ملسنے لگا۔۔ اسکا غم چھوٹا نہیں تھا۔۔ وہ سب کو چھیڑ تا تھا کبھی بیوی کبھی بچوں سے تا کہ بدلے میں اسے بھی چھیڑ کر اسکے دل میں کچھ کچھ جگائیں۔۔۔

مگر اسے کیا پتا تھا سارے خبیث تھے جو اسکی چھیڑ کھانی سے مزے لیکر اسے بھول جاتے تھے۔ شادی نہیں ہو رہی تھی تو بندہ ایسے ہی دل بہلا لیتا ہے۔۔

بھائی میری تو آنکھیں بھیگ گئی آپکے غم پہ۔۔۔ "اپنی بلیک ہیوی بائیک پہ بیٹھتے صارم" نے ہیلمیٹ اٹھاتے کافی دکھ ہمدردی سے کہا

زیاف کو اس پہ بے ساختہ ٹوٹ کر پیار آیا۔۔۔۔

آنکھیں تو ٹھیک ہے میرے شہزادے پینٹ کا خیال کرنا اگر وہ بھیگ گئی تو کہاں پہ" ڈھونڈ تا پھروں گا تیرے لئے نپی۔۔۔ "زیاف کے محبت سے برجستہ کہنے پہ ان دونوں کا قہقہہ ساتھ ہی کھلی صبح کی تازہ فضا کو مہکا گیا

دور بیٹھے فیروز چغتائی نے خالی خالی نظروں سے اس منظر کو دکھا تھا۔۔۔

آپکی طاقت آپ کے اپنے ہیں۔۔۔ "وہ زیر لب گویا ہوا تھا۔۔۔"

"!!!!بے شک"

oooooooooooo

صبح کا اجالہ شاہ ہاؤس کی اس سفید عمارت کو مزید پر نور بنا گیا تھا۔۔ گارڈ گیٹ پہ الرٹ کھڑے تھے، ہر سو سبزہ کھکھلا کر مہک رہا تھا۔۔
اسکی سیاہ بی ایم ڈبلیو سفید روش پہ پھسلتی ہوئی سیدھا آکر پورٹیکو میں رکی۔۔
شاہو!!!" وہ گاڑی روک کر باہر نکلنے لگا تھا جب روحا نے اسکا ہاتھ پکڑا۔۔ وہ مسکراتا اسکی"
"!!!طرف متوجہ ہوا" بولو
اگر گھر میں کسی نے ان چوٹوں کے بارے میں پوچھا تو؟؟" وہ سہمی تشویش سے پوچھنے"
لگی۔۔ ساحل نے اسکی سرخ ڈورے والی سیاہ کانچ سی آنکھوں میں دیکھا اور اسکے ہاتھ کو
لبوں کے پاس لا کر چھوا

کچھ نہیں ہو گا ریلیکس ڈارلنگ! تم یہی کہنا پرسوں کے حادثے سے چوٹیں لگی تھیں۔۔""
اسکے یہ آئیڈیا دینے پہ روحا کھل اٹھی

شکریہ۔۔۔"وہ خوش ہو کر بولی"

اوں ہوں! تھینکس تو میں کہوں گا تمہیں جب ہماری محبت کا رزلٹ تم دکھاؤ گی۔۔۔"""

اسنے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھر کر سرگوشیانہ کہا

روحا کے رخسار یں تپ گئی اسکی بات سے۔۔حیا سے سیاہ گھنی پلکوں کا جھالر عارضوں پہ سجدہ زیر ہوا

صبح صبح یہ دلکش منظر دیکھ کر ساحل نے ایکدم جھک کر اسکے ہونٹوں پہ بوسہ دیتے چھوٹی سی جسارت انجام دی۔ اسکے نچلے لب کو نرمی سے دانتوں میں دبایا۔۔۔

وہ اس اچانک افتاد پہ بوکھلا کر برقی تیزی سے پیچھے ہوئی

ساحل اسکے ہراساں انداز کو دیکھتے بے ساختہ قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔

میری چوزی۔۔"وہ اسکا رخسار سہلا کر اپنی سیٹ سے اتر گیا۔ اور کوٹ کا بٹن بند کرتے" باوقار قدم اٹھاتا گھوم کر دوسری طرف آیا اور اسکے لئے ڈور اوپن کیا۔۔۔

انگلی میں دبے سگریٹ کا آخری گہرا کش لیتے اسنے زمین پہ پھینکا اور شوز تلے مسل دیا۔۔

اسکی سیاہ بڑھی ہوئی شیو اور عنابی ہونٹوں سے نکلتے دھویں کے بادل، تھری پیس سوٹ میں اس چوڑی توانا جسامت، دراز قامت شخص کو دیکھ کر اسکے دل کی دھڑکن سست

ہوئیں

میں اٹھاؤں؟" وہ اسے یونہی بیٹھا دیکھ کر متبسم سا پاس آیا"
ننن۔ نہیں۔۔۔ سب اندر ہیں کیا سوچیں گے۔۔" وہ بوکھلا کر ہڑبڑائی سی کہتی پیچھے "
ہوئی۔۔
ساحل خوبصورتی سے ہنسا۔۔" اندر بیٹھے لوگ ہمارے بندے ہیں۔ کوئی کچھ نہیں کہے گا
کم آن۔۔۔" اسنے ہاتھ بڑھایا تو روحا حواس باختہ مزید پیچھے کھسک گئی۔۔۔

تم تو ایسے ری ایکٹ کر رہی ہو جیسے میں نے تمہیں اٹھایا نہیں۔۔ صبح سے اس بار بی ڈول "
"کو میں ہی اٹھا پول تک گیا وہاں ہم نے ساتھ سوئمنگ کی۔۔۔۔۔
شاہو کیا کر رہے ہیں سب کو بتائیں گے کیا۔۔۔" اسکی بھاری گھمبیر آواز آنکھوں کے "
آگے لہراتے وہ اسکے جان لیتے بے باک مناظر جب اسنے پانی میں بھی اپنی قربت سے
آگ لگائی تھی۔۔۔

روحا تو اسکی شدتوں سے خائف ہو گئی تھی۔۔ وہ حد سے بڑھ کر جنونی تھا اپنے جذبات کے
معاملے میں وہ الفاظ سے اظہار کے بجائے عملی طور اظہار پہ زیادہ یقین رکھتا تھا۔۔

صبح سے اسکا منمانیاں برداشت کرتی وہ اس وقت تھکن سے چور بس نیند کے آغوش میں جانا چاہتی تھی۔۔

کس کو ساحل شاہ کی باتوں کو سن کر مرنے کا شوق ہو گا ڈارلنگ؟" اسنے تمسخرانہ کہتے" ایکدم جھک کر اسکی کلائی کو پکڑا اور اگلے پل روحا کی بے ساختہ چیخ کو نظر انداز کرتے اسے بانہوں میں اٹھالیا۔۔۔

جب میں اپنی بیوی سے بات کرتا ہوں تو میرے بندے بہرے اور اندھے ہو جاتے ہیں" ریمیمبر اٹ!" گاڑی کا ڈور ٹھاہ سے بند کرتا اسکے نازک وجود کو بانہوں میں اٹھا کر اندر کی طرف مضبوط قدم اٹھائے۔۔

روحا نے مسکرا کر اسکی گردن میں بازو کا ہار ڈالا۔۔۔

"آئی لو یو کنگ آف مائی سول"
وہ جتنی شدت سے سرگوشیانہ بولی ساحل نے مسکراتے اندرونی دروازہ کھول کر گھر میں

قدم رکھا۔۔۔

السلام علیکم۔۔۔"گھر میں قدم رکھتے سامنے اپنی ماں کو چہرہ دیکھ کر با آواز بھاری لب و"
لہجے میں گویا ہوا

اسکی آواز سن کر زریش شاہ نے کھلتے چہرے کے ساتھ لاؤنج میں داخل ہوتے اپنے پرنس کو دیکھا۔۔

وعلیکم السلام خدا تمہاری مزید لمبی عمر کرے میں ابھی تم دونوں کا پوچھ رہی تھی"
تمہارے ڈیڈ سے۔ کہاں تھے دونوں ناکال نا میسج کتنا پریشان کر دیا تھا مجھے ساحل۔۔۔
اور یہ روحا۔۔۔ کیا ہوا اسکے ماتھے رخسار پہ چوٹیں کیسی ساحل؟ کیا ہوا تھا یہ سب؟؟؟"
زریش اسے غصے خفگی سے ڈانٹتی جب اسکے بازوؤں میں روحا کے چہرے کو دیکھا تو انکی چیخ نکلتے نکلتے رکی

وہ سب حواس باختہ ہو کر اسکے پاس آئیں اور روحا کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں لیکر احتیاط سے اسکے زخموں کا جائزہ لینے لگیں

انکی الفت و فکر مندی پہ روحا کی آنکھوں میں نمی آگئی۔۔
اگر بوبی کوئی انتہائی قدم اٹھا لیتا تھا آج وہ اتنے پیارے رشتے کھو دیتی۔۔۔

ڈونٹ وری بیوٹیفل لیڈی! چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہیں آپ ایسا کریں ملازمہ سے اسکے لئے "
ناشتہ بھیج دیں۔۔ اسے آرام کی سخت ضرورت ہے۔۔" آخری جملہ ساحل نے روحا کی
آنکھوں میں دیکھ کر معنی خیزی سے مسکرا کر کہا تھا۔ وہ سرخ گلنار ہو گئی۔۔۔

افف کہا تھا تمہارے باپ نے ساحل تم لیکن اب تم بہت بد تمیز ہوتے جا رہے ہو۔۔ چلو "
جاؤ میں خود ناشتہ دوائی لیکر آتی ہوں اپنی بیٹی کیلئے۔ حیدر بھائی یا حجاب کو معلوم ہو گا تو وہ
کتنے پریشان ہوں گے اور ابھی تمہارے ڈیڈ آکر ایک نئی جنگ عظیم کھڑی کریں
گے۔۔۔" وہ افسوس سے اسے خبر دار کرتی بولیں۔۔۔

اس ہٹلر شاہ کو آپ سنبھال لیجئے گا ویسے بھی آپ بہت اچھے سے ہینڈل کرتی ہیں "
اسے۔۔۔" ساحل شرارت سے بولا۔۔ جاتی ہوئی زریش کا چہرہ خفت سے سرخ ہو گیا

ساحل نے انکے خوبصورت چہرے کو دیکھ کر قہقہہ لگایا۔۔

چلیں میں اپنے روم میں جا رہا ہوں ریڈی ہونے آپ وہاں روحا کا ناشتہ لیکر "
آجائیں۔۔۔" وہ کہہ کر اوپر کی طرف بڑھ گیا

"روحانے اسکے بازو پہ چٹکی کاٹی۔۔"اب تو اتار دیں شاہو۔۔۔

ایسے ہی ابھی تو میں شروع کی ہے"وہ ذو معنی لہجے میں سیڑھیاں چڑھتا بولا۔۔۔اور"
پاؤں کی ٹھوکر مار کر دروازہ اوپن کرتے وہ اپنے کمرے میں آیا اور احتیاط سے اسے جھک
کر بیڈ پہ ڈالا۔۔۔

کیا سب ٹھیک ہے شاہو؟؟"وہ دور ہونے لگا جب روحانے تشویش سے اسکے کوٹ کو"
مٹھیوں میں پکڑ لیا۔۔۔
یس ہنی سب ٹھیک ہے اور دعا کرنا سب ٹھیک ہو جائے۔ایک بار میں اس کیس کو جیت"
گیا سب سے پہلے ہنی مون پہ کہیں دور لے جاؤں گا جہاں صرف تم اور میں ہوں
گے۔۔۔"اسکے محبت پاش لہجے میں نرمی سے کہنے پہ اسنے سر اثبات میں ہلایا۔۔۔"آپ
"ضرور جیتیں گے

ڈیٹس مائی گرل!!"وہ متبسم ہوا۔۔"

کیا میں مام سے بات کرنے جاؤں شاہو؟؟"وہ اسے اٹھتے دیکھ کر بولی"

ساحل وارڈروب کی طرف بڑھتا سپاٹ چہرے سے انکار کر گیا

ابھی نہیں جب میں کہوں گا تب۔۔۔!!اب خاموشی سے آرام کرو میں تیار ہو کر"

"عدالت کیلیئے نکلتا ہوں۔۔۔

اوکے ایڈوکیٹ شاہ!"وہ فرمانبرداری سے سر ہلا گئی"

ساحل کے ہونٹوں کے گوشوں میں مدھم سی مسکراہٹ تھی۔۔۔

oooooooooooo

اسکی بائیک کے مخصوص شور کے ساتھ زیدی ہاؤس میں داخل ہوتے، جو جو بازل کا کیا ہوا اپنا بناؤ سنگھار نوچ کر خیری کے اچانک غائب ہونے کے غم میں بیٹھی صارم کو دیکھ کر روتی چیختی شور کے ساتھ بھاگتی اسکے کندھے پہ چڑھ گئی۔۔۔

اس گھر میں صرف واحد صمصام تھا جس سے وہ خائف ہو کر دور بھاگتی تھی ورنہ صارم میں اسکی جان بستی تھی

ارے کیا ہوا میری جوجو کو" اسے سر پہ چہرہ ٹکا کر سسکتے دیکھتے صارم نے بوکھلا کر اسکے
ننھے وجود کو بانہوں میں بھرا

مگر جیسے اسکی آنکھوں پہ لگے آئی شیڈوز اور ہونٹوں پہ گلابی لپسٹک پہ نظریں پڑی اسکا
قہقہہ منہ سے بے ساختہ اڈا۔۔۔
جوجو یہ دیکھ کر غصے سے اسکا منہ نوچنا چاہتی تھی مگر صارم اسکی نازک کلائیاں پکڑ کر بائیک
سے اتر گیا۔۔۔

چھوڑو غصہ بتاؤ مجھے کس نے دل توڑا ہے میری قاتل حسینہ کا کس کی جرات ہوئی زیدی"
خاندان کی چھوٹی بیٹی کا دل توڑنے کی۔۔۔" وہ کافی رعب سنجیدگی سے مصنوعی دھاڑا۔۔۔

جوجو چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر گزرے ستم پہ سسک اٹھی

چھوٹے سائیں ظلم کچھ نہیں ہوا اس جوجو پہ بلکہ وہ ہمارے گھر توقیع بی بی کے ساتھ جو"
چھوٹا لڑکا آیا تھا اسکا جینا حرام کر دیا تھا محترمہ نے۔۔۔
لال کپڑے پہن کر میک اپ شیک اپ لگا کر زبردستی اسے آپکے روم کی طرف گھسیٹ

کر لے جاتی۔۔۔اب لو جی اس سے کیا تک بنتی ہے۔۔" ملازمہ کا بتاتے ہوئے چہرہ خود سرخ پڑ گیا

مگر مجال ہے جو سسکتی جوجو بیگم میں کوئی حیا باقی ہو۔۔۔۔

" وہ تو چھوٹا سا لڑکا تھا سائیں! اس جانور کی بگڑی حرکتوں سے خوفزدہ ہو کر بھاگ گیا مگر اب اس بی بی کو اپنے کوکو کا صدمہ لگا ہوا ہے میں تو کہتی ہوں شادی کروا کر کسی غنڈوں کے حوالے کر دیں اسے۔۔۔" وہ نخوت و ناگواری سے بولی

صارم نے بمشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا تھا۔۔۔

"خیر الناس چلا گیا؟؟" اسنے حیرت سے پوچھا

" ہاں جی وہ رات کو ہی اسکا کوئی آدمی آیا تھا چلا گیا۔۔ بلکہ بھاگ گیا اس گھر کی اضافی مخلوق سے۔۔۔" اسنے پھر سے چڑ کر کہا

"خبر دار ہماری جوجو کے بارے میں کچھ کہا۔ ایک تو اسکا دل ٹوٹا ہے اوپر سے تم ہمدردی کے بجائے مزید تکلیف دے رہی ہو۔۔۔۔" صارم کو جوجو کے دل کا احساس تھا

وہ ملازمہ کو ڈپٹ کر بولا۔۔۔ جبکہ جوجو اسکے متوجہ ہوتے برستی آنکھوں سے صارم کو دیکھ

کر منہ پہ ہاتھ رکھ کر اپنی سسکیاں دباتی وہاں سے چھلانگ مارتی بھاگ گئی

لو اب بندریاں بھی عشق کریں گی" صارم کے ڈپٹنے پہ ملازمہ برے منہ بنا کر بڑبڑائی۔۔"
جسے سن کر صارم کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

مگر جو جو کیلئے اسے وقعی برا لگا۔۔ خیر ی اسے کوئی آس امید تو دے جاتا۔۔اب دل تھا
جب انسان کا دل گدھی پہ آسکتا ہے تو بندری کا دل انسان پہ کیوں نہیں؟؟؟

وہ کچن میں آیا جہاں تقویٰ زیدی ناشتہ بنا رہی تھیں
السلام علیکم صبحِ بہار" صارم نے سلام کرتے انکی گردن میں بازو باندھ کر شانے پہ"
ٹھوڑی ٹکائی اور تھکن سے آنکھیں موند لیں۔۔۔

وعلیکم السلام میرے جگر آ گئے تم۔۔۔" تقویٰ نے اسکے رخسار پہ ممتا کی محبت سے ہاتھ"
پھیرا۔۔۔
ہاں۔۔سب ٹھیک ہو گیا ہے ڈیڈ نے کہا میں ناشتہ کر آؤں۔۔۔" اسنے اپنے موبائل پہ"
آئے میسج کو دیکھا۔۔

جہاں اسکے پرائیویٹ نمبر پہ اٹلی کی فلائیٹ کی ای ٹکٹ تھی اسکے کوڈنام پاسپورٹ سے بک ہوئی۔۔۔

اسنے دیکھ کر گہری سرد سانس کھینچی۔۔۔"مجھے آج بارہ بجے کی فلائیٹ سے ایک کام سے جانا ہے مام میری جگہ آپ چلی جائیں ہاسپٹل۔۔۔"موبائل واپس جیب میں رکھتے صارم نے تقویٰ سے کہا

نو پرابلم مائی سن میں چلی جاؤں گی تم اپنے جاب پہ فوکس کرو۔۔ تھینکس فار ایوری تھنک" اگر تم ساتھ نا ہوتے تو میں تمہارے ڈیڈ یہ اکیلے بالکل ہینڈل نہیں کر سکتے ہاسپٹل۔۔۔" انہوں نے پلٹ کر اسکی پیشانی چومی

کم آن ڈارلنگ! آج اس مقام پہ آپ دونوں کی دعاؤں سے کھڑا ہوں۔میری زندگی" بھی آپ سب پہ وار دوں۔۔

اچھا میں ذرا آپکی بہو سے مل لوں وہ ناراض ہو گی۔۔۔"وہ انکے ہاتھ چوم کر بولا۔۔

ساتھ ہی شرارت سے بازل کی یاد آتے وہ پلٹ کر جانے لگا تھا جب تقویٰ نے جلدی سے پیچھے سے کہا

وہ فجر کی نماز پڑھ کر چلی گئی صارم۔۔ اسنے کہا وہ بہت بے سکون ہے اپنے مام ڈیڈ" کیلیئے۔۔ شاید رات بھر جاگ کر تمہارا انتظار کرتی رہی اور جب تم نہیں آئے تو صبح اپنی "گاڑی لیکر حیدر ہاؤس کیلیئے نکل گئی۔۔۔

صارم کو لگا اسکے وجود سے جیسے جان کھینچ لی گئی ہو۔۔ اسنے خالی خالی نظروں سے پلٹ کر اپنی ماں کو دیکھا۔۔۔

اچانک ہی اسے جیسے جو جو کا غم پوری شدت سے محسوس ہوا تھا کہ آنکھوں میں مزید سرخی بڑھ گئی۔۔۔

میری بارہ کی فلائیٹ ہے۔۔۔۔۔" وہ محض دل میں ہی احتجاجاً چیخا۔۔۔ باہر سے اسکے " لب ساکت تھے۔۔۔

تمہیں پتا ہو گا حیدر شاہ کے گھر کی صورتحال۔۔ میں نے اسلئے اسے نہیں روکا کیونکہ اس " وقت انہیں اپنی بیٹیوں کے سہارے کی ضرورت تھی۔۔۔" تقویٰ نے مزید کہا۔۔۔

صارم نے گہری سانس بھری اور زبردستی مسکان لبوں پہ سجا کر ماں کو دیکھتے سر اثبات میں ہلایا۔۔ "ٹھیک ہے میں بھی ریڈی ہو کر ہیڈ کوارٹر کیلیئے نکلتا ہوں وہاں سے ہمیں اپنی ضرورت کی چیزیں اٹھانی ہیں۔۔۔" وہ کہہ کر تیزی سے پلٹ گیا۔۔

کیا اب وہ اپنی انت الحیات کو دیکھ سکے گا؟" اسکے دماغ پہ ہتھوڑے کی مانند یہ سوال "
برس رہا تھا۔۔۔

oooooooooooo

سیاہ جینز و شرٹ میں ملبوس، سیاہ ہی لیڈر جیکٹ پہنے بلیک بوٹ میں مقید پاؤں، وہ ٹانگ پہ
ٹانگ چڑھائے ہاسپٹل کے روم میں صوفے پہ ٹانگ چڑھائے بیٹھی میگزین ہاتھ میں
تھامے سرسری سا جائزہ لے رہی تھی۔۔
اسکی نظریں میگزین کی ہیڈ لائن میں "سلطان" پہ تھیں۔۔
اس گینگسٹر کے ذکر کے بغیر تو سالے میگزین والوں کو اپنا میگزین بے رونق لگتا"
ہے۔۔۔" اسنے بدمزہ ہوتے میگزین ٹیبل پہ پٹخ دیا اور کلائی پہ بندھی واچ میں ٹائم دیکھ کر
وہ بگڑے تیوروں سے ماہرہ کا چیک اپ کرتے ڈاکٹر پہ دھاڑی۔۔۔
ابے یہ کون سی بوتل چڑھادی ہے مریض کو جو ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تیرے کو"
"معلوم نہیں وقت کیا ہو رہا ہے؟

وہ ٹھوکر ٹیبل کو مار کر اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی، ڈاکٹر اس گندمی رنگت والی سمارٹ دراز قد خونخوار لڑکی کی اچانک دھاڑ پہ بوکھلا کر پلٹا۔۔۔

بس۔۔بس ہو گئی تھوڑی ہے آپ اا۔۔ایسا کریں کک۔کہ مجھے یہ انجیکشن لا کر دیں" جاتے ہوئے میں اسے لگا دوں گا تا کہ پیشنٹ کو کوئی مسئلہ نا ہو۔۔۔"ڈاکٹر ہڑبڑایا ہوا تھا۔۔۔

اسکی ایک آنکھ پہ گہرا نیلا نشان تھا۔۔جیسے کسی نے مکے دے مارا ہو، ناک سرخ تھی اور نچلہ ہونٹ سرخ سوجھا ہوا تھا۔۔

وہ سخت وحشتزدہ لگ رہا تھا اس چھ فٹ لڑکی سے۔۔اسنے جلدی جلدی سفید کاغذ پہ مطلوبہ انجیکشن لکھ دیا۔۔۔

اور کانپتے ہاتھوں سے وہ پرچی فیری کی طرف بڑھائی، جو صرف نام سے ہی فیری ٹیل کی لگتی تھی، اسکا پسندیدہ مشغلہ بات کرنا تھا اور وہ باتیں اسکا منہ نہیں بلکہ ہاتھ کرتے تھے

اوپر سے آئی جی صاحب کی لاڈلی بیٹی تھی اسکی موجودگی میں عملہ ویسے ہی ہڑبڑایا ہوا تھا۔۔

فیری نے اس سے جیسے ہی جھپٹ کر نسخہ لیا ڈاکٹر بوکھلا کر کئی قدم پیچھے لے اٹھا۔۔۔فیری نے اسے نظر انداز کرتے ماہرہ کی طرف قدم اٹھائے جو اسے دیکھ کر مسکراہٹ ضبط کر

رہی تھی۔۔

ٹھیک ہے تُو؟" اسنے اپنے مخصوص سنجیدہ لہجے میں پوچھا"
ہاں۔۔ اور تم؟؟" ماہرہ نے بدلے میں پوچھا۔ جب سے اسے ہوش آیا تھا اسنے دن"
رات اس انجان لڑکی کو خود کے پاس پایا تھا اپنی پرواہ کرتے۔۔
وہ لڑکی دکھنے میں تو جیسے جذبات سے عاری سرد سپاٹ لگتی تھی مگر اسکے ہر انداز میں
فکر مندی پرواہ جھلکتی تھی۔ شاید وہ ابھی اظہار سے انجان تھی۔۔۔ کوئی گہرا زخم
کھائے ہوئے بند کتاب تھی۔۔۔

اپن کو تیرے سے کوئی رشتہ داری نہیں بنانی جلدی اٹھنے کی کرتب تک یہ انجیکشن"
تمہارے واسطے لینے کیلئے جا رہی ہوں۔ آخری انجیکشن ٹھوکنا ہے پھر سیدھا عدالت چلیں
گے اپنے ذہن کو تیار رکھ کیا بولنا ہے تیرے کو وہاں۔۔" وہ سرد و سپاٹ چہرے سے تڑخ
کر کہتی اپنے سنہری دراز سٹیپ کٹ بال شانے سے جھٹک کر کمرے سے نکل گئی۔۔

جبکہ ماہرہ اسکے الفظ سے گہرے دھچکے میں تھی "انجیکشن ٹھوکنا" سوچ کر ہی اسکے رونگٹے
کھڑے ہو گئے۔۔

وہ ہاسپٹل کے احاطے سے نکل کر فارمیسی سٹور کی طرف بڑھ رہی تھی مگر کلوز بورڈ دیکھ کر اسنے زیر لب اس فارمیسی والوں کو چند گالیاں دیں وہ پلٹنے لگی تھی جب اسکی جینز کی جیب میں موبائل چیخ اٹھا۔۔

موبائل نکالا تو اسکرین پہ "سگریٹ شاہ" جگمگا رہا تھا، کال اوکے کرتے موبائل کان سے لگایا۔۔

سب ٹھیک ہے؟؟" دوسری طرف ساحل شاہ کی بھاری سنجیدہ آواز گونجی۔۔"

ہاں ٹھیک ہے سب۔۔ میں اس وقت ایک انجیکشن لینے کیلئے نکلی ہوں۔۔ وہ انجیکشن" لگوائیں گے تو وہ کچھ بہتر ہو جائے گی اور قریباً پندرہ بیس منٹ میں پہنچ جائیں گے ہم بھی۔۔

اینی وے تم نکل گئے؟ اور چوزی کا کیا حال ہے؟ سنا تھا حملہ ہوا اس پہ رات کو۔۔" اسنے متفکر ہو کر پوچھا۔۔۔

ہمم ڈونٹ وری وہ ٹھیک ہے اپنا بچاؤ کر لیا اسنے۔۔۔" ساحل کے مسکرا کر کہنے پہ فیری" نے داد دیتے ابرو اچکائے۔۔

اسکی غلطی پہ تم نے اسے معاف کر دیا ساحو؟ حالانکہ تم کسی کو معاف کرتے نہیں"

ہو۔۔۔"فیری نے حیرت سے پوچھا۔۔

میں نے کب معاف کیا ہے؟؟"وہ تمسخرانہ بولا۔۔فیری چونکی۔۔ایک کمینگی سی خوشی"
اسے محسوس ہوئی وہ چمک کر بولی
"اچھا!!!کیا سزا دی اس چپکلی کو؟؟؟"

سزا تو دے دی ہے نتیجہ نو ماہ بعد دیکھ لینا"وہ لاپرواہی سے بولا"
فیری کی آنکھیں پھٹیں۔۔۔"یو ڈیش!!!!!"وہ سمجھ کر ایکدم غصے سے چیخی۔۔
ساحل کا خوشگوار قہقہہ فضا میں بے ساختہ گونجا تھا۔۔

ویری ہرٹنگ!!تمہارے پاس موقعہ ہے مجھے اپنا لو مل کر سوٹے لگائیں گے کیا بولتے ہو"
پھر؟؟"وہ اسٹور کو ڈھونڈتی ساتھ تاسف و دریا دلی سے گویا ہوئی۔۔

آس پاس کے لوگ مڑ مڑ کر اس لاپرواہ لڑکی کو دیکھ رہے تھے۔۔مگر وہ انکی نظروں کی
پرواہ کیے بغیر اپنے کام میں مگن تھی۔۔

ساحل نے اسکی بات سن کر گہرا سانس بھرا۔۔"کاش تم سامنے ہوتی اور میں تمہارا منہ توڑ دیتا۔۔۔"وہ سرد آہ بھر کر جس بے بس انداز میں بولا تھا فیری اسکی آہ پہ کھکھلائی۔۔

کیونکہ وہ جانتا تھا روحا کو بگاڑنے والی یہی فتنی تھی۔۔۔

اتنا حسین منہ ہے فوکٹ میں توڑ دو گے۔۔"وہ بگڑی۔۔"
چلو منہ اچھا نہیں تو کام اچھے کر لو! آجانا وقت پہ۔۔۔۔"
آج ساحل شاہ کیلئے بڑا دن ہے۔۔۔۔۔۔"وہ متبسم ہو کر بولا۔۔

جو حکم باس!!"اسنے مسکراتے کہا اور اسے آل دی بیسٹ کہتے کال ڈسکنیکٹ کی۔۔اسنے "آس پاس دیکھا وہ کافی دور نکل آئی تھی اور اسے ایک فارمیسی شاپ بھی مل گیا تھا جہاں آکر فیری نے وہ نسخہ سامنے رکھا۔۔اس لڑکے نے نسخہ اٹھا کر دیکھا اور دوسرے کے حوالے کیا۔۔
فیری موبائل پہ آئی مس کالز دیکھنے میں مگن تھی جب اس لڑکے نے وہ انجیکشن اسکے آگے رکھا۔۔وہ اٹھا کر پیمنٹ کرتی وہیں سے پلٹ گئی۔۔چند منٹ بعد جب وہ واپس ہاسپٹل میں آئی ماہرہ کی ڈرپ اتار دی گئی تھی۔۔

یہ لو اور جلدی کرو!!" اسنے انجیکشن ڈاکٹر کے حوالے کیا۔۔"
یہ انجیکشن انہیں توانائی دے گا اور وہ بہتر رہیں گی۔۔"ڈاکٹر نے فیری سے کہتے وہ"
انجیکشن ماہرہ کے بازو پہ لگایا۔۔۔

oooooooooo

آج کے دن میں کچھ خاص تھا، آسمان کا رنگ گہرا نیلا و نارنجی تھا۔۔ ہواؤں میں جوش و جنون تھا تو فضا میں تازگی۔۔

ایک بار پھر کمرہ عدالت کی مخصوص نشست خان فیملی اور زیدی فیملی کے لوگ سنبھال چکے تھے۔۔ صحافی اپنے نوٹ بک لیے تجسس سے بیٹھے تھے۔۔۔
باہر اینکر و رپورٹر کا مجمع جمگھٹ تھا۔۔۔

شیخ عبدالحق صاحب بھی سیاہ کوٹ پہنے ٹیبل کی ایک طرف کرسی پہ بیٹھے تھے انکے آگے کچھ فائلز کچھ کاغذات رکھے تھے۔۔

اتنے میں سکوت چھائے ماحول میں اچانک چہ میگوئیاں شروع ہوئیں جب کمرہ عدالت

میں نیلے تھری پیس سوٹ میں ملبوس صمصام زیدی کے ساتھ مدھم آواز میں کچھ ڈسکس کرتے بلیک پینٹ وائیٹ شرٹ پہ سیاہ کوٹ پہنے ساحل شاہ اپنی مغرورانہ چال چلتا ہوا اندر داخل ہوا تھا۔۔

آپ نے اس لڑکی کو کال کی ماہرہ کیلئے؟" ساتھ قدم اٹھاتے صمصام نے اس سے "

پوچھا۔۔

ہاں کر دی ہے میں نے اور ٹھیک ہے ماہرہ" ساحل نے سر کو ہلکی اثبات میں جنبش دیکر "

کہا۔۔

"ان شاءاللہ آج فیصلہ ہمارے حق میں ہو گا۔۔"

ہاں تم دھیان رکھنا کوئی ایسی بات میڈیا میں نا جائے جس سے مزید مشکلات "

بڑھیں۔۔" ساحل نے اسے تاکید کی

"آپ بے فکر رہیں مجھے لوگوں کا منہ بند کروانا آتا ہے۔"

صمصام کہتا ہوا ایک طرف نشست کی جانب بڑھ گیا۔ وہ اپنی امپورٹنٹ میٹنگ چھوڑ کر آیا تھا۔۔ زیاف پہلے سے وہاں موجود تھا۔۔

شاہ صاحب!! آنے میں کوئی دکت تو نہیں ہوئی؟؟" ساحل کے اپنی چیئر پہ بیٹھنے کے "

بعد شیخ صاحب نے مسکرا کر تمسخرانہ لہجے میں حال احوال پوچھا

مگر وساحل شاہ تھا۔۔۔
اسکی دوستی کیلئے کسی قابلت کی ضرورت نہیں تھی لیکن
دشمن کو اس قابل ہونا چاہیے کہ ساحل شاہ اس پہ ناگوار نگاہ ڈال سکے۔۔۔
اور شیخ صاحب ناگوار نگاہ کے قابل نا تھا۔۔۔
شیخ صاحب کی تمسخرانہ مسکراہٹ غائب ہوگئی جبکہ وہاں موجود لوگوں کے ہونٹوں پہ دبی دبی مسکراہٹ تھی۔۔

ہارون شاہ آج ہاسپٹل میں تھا مہکار شاہ کی حالت کافی سیریس تھی۔ جبکہ حیدر شاہ کے پاس بازل گئی تھی یہ ساحل کو معلوم ہوا تھا۔۔
اور وہ مطمئن تھا کہ ماں باپ کو اولاد سے بڑھ کر کون سنبھال سکتا ہے۔۔۔

صائم زیدی بھی آج ہاسپٹل میں تھا کیونکہ مسز فیروز کو ہوش تو آگیا تھا مگر انکی حالت کافی تشویش ناک تھی۔۔
صائم زیدی سے ساحل نے ہی ریکویسٹ کی تھی کہ یہ بات رازر کھی جائے ابھی ورنہ

دشمن پھر سے ان پہ حملہ کریں گے۔۔

معاً قدموں کی آہٹ ہوئی۔۔سب نے پلٹ کر دیکھا تو دریاب خان تھا ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنائے ظفران حیدری کو لیے پولیس اہلکار اندر داخل ہوئے۔۔
انکے اندر داخل ہوتے ہی پیچھے ہوم برگ ہٹ پہنے سیاہ لانگ کوٹ میں ہاتھوں پہ گلووز پہنے کوئی شخص آکر ظفران حیدری کی سائیڈ بیٹھا تھا۔۔
ہونا ہو سب کو لگا وہ ایٹالو کیتھورڈ ہے۔۔۔

صمصام نے مٹھیاں بھینچ کر اپنی جگہ سے اٹھنا چاہا مگر بروقت اسکے بائیں بیٹھے زیاف نے اسکے بازو پکڑ لیے۔۔
کیا کر رہے ہو صامے یہ عدالت ہے" اسکے خونخوار تیور دیکھ کر اس نے احساس دلایا"
اچھا ہے نا اس عدالت میں ہی میں اسے چیر پھاڑ دوں۔۔کیونکہ ان چھپے درندوں کا"
انصاف یہ عدالت نہیں کر سکتی۔۔"وہ سرد لہجے میں دانت پیستے ہوئے بولا

ریلکیس صامے!سب سے انصاف کریں گے اور چن چن کر کریں گے بس یہاں سے"
نکلنے دے۔۔"زیاف نے بھی اسے روکتے اسی کے انداز میں سرگوشیانہ کہا تھا

وہ بمشکل ضبط سے اپنے اعصاب پر سکون رکھے بیٹھا تھا۔۔ کیونکہ وہ اپنی وجہ سے اپنی مامی جان کی اس آخری کرن کو چھیننا نہیں چاہتا تھا۔۔

ظفران حیدر کی سلگتی شعلہ بار نگاہیں لاپرواہ سے بیٹھے ساحل شاہ کے چہرے پہ تھیں۔۔

آگے بڑھ۔۔" اسکے قدم سست دیکھ کر دریاب نے اسے آگے کی طرف دھکا دیا۔۔۔"

اسنے غصے سے دریاب کو دیکھا، اور چلتے ہوئے ایک مخصوص جگہ پہ کھڑا کر دیا اے ایس آئی نے اسے۔۔

جبکہ ساحل نے ظفران کی حالت دیکھتے دریاب کو سخت نظروں سے گھورا

تمہیں کہا تھا میں نے خود پہ قابو رکھنا!!" ساحل دریاب کے پاس آکر غصے سے نیچی آواز" میں بولا

دریاب نے ہنس کر ظفر کی گردن میں کتے کے پٹے کے سرخ نشان دیکھے۔۔

بے فکر رہیں بگ بی تازہ رپورٹ کے مطابق اسکی یہ حالت ایس پی دریاب خان نے" نہیں بلکہ اس کے اپنے کتوں نے کی ہے۔ اور میں یہ رپورٹ رات ہی آئی جی تک پہنچا چکا ہوں جنہوں نے ڈن کر دی ہے۔۔۔" اسنے شرارت سے وکٹری کا نشان فضا میں لہرایا جو سب نے نوٹ کیا

ساحل نے سرد سانس خارج کی۔۔"بہر حال خیال رکھو!تمہارے بھائی کو اپنا شکار زخمی پسند نہیں آئے گا ریمیمبر اٹ۔۔"اسنے باور کروایا۔۔

"دریاب نے مودبانہ سر کو خم دیا۔۔"جو حکم لالے
ظفران حیدری نے شیخ عبدالحق کو دیکھا۔۔جس پہ انہوں نے آنکھیں سے ہی اسے خاموش رہنے کی تلقین کی۔۔
اب وہ سب جسٹس صاحب کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔

❤️

سنبھال کر۔۔"ماہرہ کو چینج کروا کر فیری اسے ہاسپٹل سے ڈسچارج کروا کر پارکنگ ایریا" میں کھڑی اپنی گاڑی کے پاس لے آئی تھی۔
اسنے زیرک نگاہوں سے آس پاس کا جائزہ لیتے،پسٹل مضبوطی سے تھامے گاڑی کا ڈور اوپن کیا اور احتیاطاً اندر ماہرہ کو بٹھایا دیا جسکا چند قدموں پہ ہی سانس پھول گیا تھا اور گھبراہٹ سی ہونے لگی تھی۔۔

فیری نے دروازہ لاکڈ کیا اور دوسری طرف آکر ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھی۔۔ اگر ساحل شاہ نے اسے یہ ذمہ داری دی تھی تو اسے نبھانی ہی تھی کسی حال میں بھی۔۔

مم۔مجھے پانی دو۔۔" ماہرہ نے پیشانی سے پسینے کے ننھے قطرے پونچھتے کہا۔۔"
تم ٹھیک ہو؟" فیری نے جلدی سے بوتل کا ڈھکن اتارتے ہوئے اسے بوتل تھمائی۔۔۔"
کانپتے ہاتھوں سے لیکر ماہرہ نے منہ سے لگائی اور چند گھونٹ پی کر وہ گہرے سانس لینے لگی۔۔

ہاں میں ٹھیک ہوں۔۔" اسنے سیٹ کی پشت سے سر ٹکا کر کہا"
فیری نے ضبط سے گہرا سانس کھینچا کہ کوئی پانی کیلئے اتنی ایکٹنگ کیسے کر سکتا تھا۔۔ یہاں تک کہ اسکی یہ حالت دیکھ کر فیری کو پسینے آگئے تھے

ریلیکس رہو تم۔۔ ہم جب وہاں جائیں گے تو تم سے چند سوالات پوچھیں جائیں گے تم"
"اسکے جواب دینا۔ اسکے بعد ہم تمہیں باہر ملک بھیج دیں گے بہترین علاج کیلئے۔۔
ماہرہ نے سن کر مسکراتے سر ہلایا۔۔۔" میں ساحل شاہ کا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گی"

"بھولنا بھی مت"

❤️

جسٹس صاحب نے کمرہ عدالت میں قدم رکھے، ماحول پہ ایکدم سکوت چھا گیا۔۔وہ سب انکے احترام میں کھڑے ہوئے اور انکے وسیع انصاف کی کرسی پہ بیٹھتے ہی بیٹھ گئے

جسٹس صاحب نے دونوں وکلاء پہ نظر ڈالی اور انہوں نے اشارہ دیا"کاروائی شروع کی جائے"

انکے حکم ملتے ہی سب کے دل بے ساختہ دھڑکے تھے۔ عرشیہ نے ہونٹوں پہ مٹھی ٹکائی اور دونوں وکلاء کو دیکھا جبکہ عائشہ خان خدا کے آگے شدت دل سے دعائیں مانگ رہی تھیں
انکے ہاتھ سرد پڑ رہے تھے جنہیں تقویٰ زیدی سہلا رہی تھیں۔۔۔
انکی آگے کی صف میں صمصام اور زیاف اور کچھ خان فیملی کے لوگ بیٹھے تھے

مائی لارڈ مجھے اجازت دیں میں مسٹر چغتائی کو کٹہرے میں بلا کر ان سے کچھ سوالات کرنا چاہتا ہوں" شیخ صاحب نے اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے مودبانہ اجازت مانگی

اجازت ہے" جسٹس صاحب نے سر اثبات میں ہلایا۔۔"
انکی اجازت ملتے ہی مسٹر فیروز چغتائی اپنی جگہ سے اٹھ کر براؤن لکڑی کے کٹہرے میں کھڑے ہوئے جہاں بیلف (عدالت کا وہ اہلکار یا کارندہ جو سمن وغیرہ کی تعمیل کیلئے مقرر ہوتا ہے) نے سرخ کپڑے میں لپٹے پاک کتاب کو فیروز چغتائی کے سامنے کیا جس پہ ہاتھ رکھ کر انہوں نے بیلف کے الفاظ دہراتے حلف اٹھایا

اس پاک کتاب قرآن لکریم پہ ہاتھ رکھ کر اللہ کو حاضر ناضر جان کر میں کہتا ہوں کہ میں"
"جو کہوں گا سچ کہوں گا سچ کے سواء کچھ نہیں کہوں گا اور عدالت سے کچھ نہیں چھپاؤں گا

بیلف کے پیچھے ہوتے شیخ صاحب آگے آئے۔۔
مسٹر فیروز کیا آپ بتا سکتے ہیں آپکے اور ظفران حیدر کے درمیان کیا تعلق تھا اس وقت"
"جب آپکی بیٹی کے ساتھ وہ حادثہ ہوا تھا آپ کتنا جانتے تھے ظفران حیدر کو؟؟
وکیل صاحب کے پوچھے گئے سوال پہ فیروز چغتائی نے سلگتی نظروں سے ظفران حیدر کو دیکھا
ظفران سے میرا بھائیوں سے بڑھ کر تعلق تھا۔ایک دوست ساتھی دکھ سکھ شیئر کرنے"

والا بھائی۔۔" انہوں نے ضبط سے کہا

اچھا۔۔ اور میرا دوسرا سوال کہ آپ کتنا جانتے تھے اس وقت پروفیسر ظفران حیدر"
"کو؟

جتنا ایک بھائی اپنے بھائی کو جان سکتا تھا۔ بہت کچھ جانتا تھا میں ظفران حیدری کے"
بارے میں اسکی پچھلی زندگی کے بارے میں کہ کس طرح اسکی ماں نے اسکے باپ کا قتل
کیا اور اسکی چھوٹی عمر میں شادی سے لیکر پاکستان میں آتے بیٹے کی گمشدگی تک۔۔۔ وہ
ایک اچھے انسان تھے" وہ آہستگی سے بمشکل بول پائے

جبکہ انکی درمیان والی بات پہ سب نے حتیٰ کہ ساحل شاہ نے بھی چونک کر فیروز چغتائی کو
دیکھا تھا۔۔

ظفران کے باپ کا قتل اسکی ماں نے کیا؟؟ آئی آبجیکشن یور آنر یہ سب فیروز چغتائی کو"
کیسے پتا؟؟" ساحل شاہ فوراً سے اعتراض اٹھا کر اپنی جگہ سے کھڑا ہوا
میں نے بتایا تھا اسے!!" ظفران اپنی جگہ بل کھا کر غرایا"
کمرہ عدالت میں ایکدم شور اٹھنے پہ جسٹس صاحب نے اپنا ہتھوڑا ڈیسک پہ مارا۔۔

سائلنس!" وہ غصہ ہوئے۔۔ انکے حکم پہ سب خاموش ہو گئے تب انہوں نے ساحل "
شاہ کو کہنے کی اجازت دی
مائی لارڈ! پچھلی سماعت پہ جب یہ بات سامنے آئی کہ ظفران حیدری کے گھر سے لاش ملی "
تھی تب فیروز چغتائی نے اپنی بات میں یہ کیوں نہیں کہا کہ انہیں یہ سچ معلوم ہے؟" وہ
سخت غصے میں تھا

شیخ صاحب مسکرا پڑے "ریلیکس وکیل صاحب ہو سکتا ہے آپ نے انہیں کہنے کا موقع نا
"دیا ہو۔۔۔
ساحل نے کاٹ دار نظر ان پہ ڈالی۔۔ "سب کے پاس موقع تھا لیکن پلاننگ کیلئے تب
دماغ نہیں۔۔" نفرت سے بولا
جانتا تھا جب گواہ کے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا تو وکیل کی بریں واشنگ پہ وہ خاموش ہی
رہتا ہے۔۔ لیکن فیروز چغتائی تو کوئی گواہ نہیں بلکہ بیٹی کا انصاف چاہتے تھے۔۔
کیا وہ سچ میں چاہتے تھے؟ ساحل شاہ کے آگے بس یہی سوال تھا۔۔

یہ سچ ہے ایڈوکیٹ شاہ! تب میں نے اسلئے نہیں بتا سکا کیونکہ مجھے دکھ تھا کہ میرا دوست "
بھی شک کے دائرے میں آسکتا ہے۔۔ جب آپ اپنے قابل اعتماد لوگوں کو اس مقام پہ

دیکھتے ہیں جہاں آپ کے دشمن ہوں تب قدرتی طور ہی قوت گویائی چھین جاتی ہے انسان
"سے۔۔اور اس وقت میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا۔۔

اچھا اور بتائیں اور کیا آپ اس وقت نہیں بول پائے قوت گویائی چھین جانے سے۔۔""
ساحل شاہ کا ٹدار طنزیہ کہتے پیچھے ہو گیا
شیخ صاحب آبجیکشن کیلئے منہ کھولتے کھولتے رہ گئے

مسٹر فیروز مجھے آپ یہ بتائیں کیا آپ کو اتنے عرصے میں کبھی لگا ظفران حیدری آپکی"
بیٹی کا قاتل ہو سکتا ہے؟" شیخ صاحب نے دوسرا سوال پوچھا

فیروز چغتائی نے گہرا سانس بھر کر جیسے کسی اذیت کو سینے سے ہٹانا چاہا ہو "نہیں مجھے ایسا
کبھی نہیں لگا وہ قابل بھروسہ مند شخص تھا۔اسنے لائیف میں جو مشکلات اٹھائیں ان سے
"نکالنے کیلئے میں نے اسے اپنی زندگی میں شامل کیا۔۔

مائی لارڈ جیسا کہ آپ نے سنا فیروز چغتائی کا کہنا ہے ظفران حیدری انکے لئے ایک قابل"
بھروسہ مند شخص تھے انکی ذات پہ کبھی فیروز چغتائی کو شک نہیں ہوا حتیٰ کہ انہیں وہ

اپنے بھائیوں کی طرح عزیز تھے اور اسی وجہ سے ظفران حیدر مسز فیروز اور مس نویرہ کی عزت کرتے تھے

مائی لارڈ میرا پوائنٹ آف ویو یہ ہے کہ جو شخص مس نویرہ کو اپنی بیٹی کی طرح سمجھتا اسکا انکل بن کر انہوں نے ہر وقت ہر مصیبت میں ساتھ دیا وہ کیسے ؟؟ وہ کیسے مجرم ہو سکتا ہے اس پھول کا جسکا وہ استاد ہو۔۔۔

مائی لارڈ مسٹر ظفران پہ شک کرنا نہیں بلکہ ان تمام استاد پہ شک کرنا ہو گا جنہوں نے اپنے طالبات کو عزت محبت دی ہو انہیں دین و دنیا کا علم دیا ہو۔۔

ماضی میں جو ہوا اس سے یہ ہر گز ثابت نہیں ہوتا نویرہ کے جرم میں ظفران حیدری ملوث ہیں۔۔ یہ محض سازش ہے ظفران حیدر کے خلاف۔۔

جبکہ آپ یہ دیکھ لیں دلاور خان کا بیان اور کچھ ثبوت، یہاں ایک

جسٹس خاموشی سے سننے لگے جبکہ کچھ فاصلہ پہ بیٹھے ریڈر (ریڈر جو ایک جسٹس کے ساتھ ہوتا ہے جو ثبوت پڑھتا ہے اور انہیں ٹائیپ کرتا ہے۔ جبکہ جسٹس صاحب دونوں وکلاء کی دلائل سنتے ہیں اور گواہ ثبوت مشیر کے مشورے کے بعد فیصلہ لیتے ہیں) نے جلدی سے یہ ٹائیپ کیا۔۔

مسٹر فیروز بہت شکریہ آپ نے ہماری غلط فہمی کو دور کیا۔۔اب آپ مجھے دانیال خان" کے دونوں جڑواں بیٹوں کے بارے میں بتائیں کہ کیسے تھے اور انکا سلوک کیا تھا آپکی بیٹی سے

کیونکہ ایک باپ سے زیادہ اپنی اولاد کے ارد گرد خطرناک چیزوں وانسانوں کو حفظ کرنے والا کوئی نہیں ہوتا۔۔۔" شیخ صاحب کے سوال پہ فیروز صاحب نے سر اثبات میں ہلایا۔۔۔

سب کی توجہ کا مرکز فیروز چغتائی تھا۔۔۔

وہ دونوں بہت شرارتی تھے انکی حرکات سے سوسائٹی کے لوگ خفا تھے۔۔ہر روز انکی" شکایت ہوتی تھی اور میری بیٹی کو بہت تنگ کرتے تھے" وہ افسردگی سے گویا ہوئے

تو کیا یہ بات سچ ہے مسٹر فیروز کہ انہوں نے آپکی بیٹی کی جان لینے کی کئی بار کوشش" کی؟؟" وہ حیرت کا مظاہرہ کرتے بولے

دریاب کا ضبط سے چہرہ سرخ تھا۔۔وہ مٹھیاں بھینچے کھڑا تھا ورنہ بس نہیں تھا ابھی اس شیخ

کا سیخ کباب بنادے۔۔۔

جی بالکل یہ بات سچ ہے۔اور اس بات کا ٹھوس ثبوت ان دونوں بھائیوں کا دن کے وقت" جان لیوا پٹاخے جلا کر میری بیٹی کے اوپر ڈالنے کی وہ حرکت تھی جس کی چیخوں پہ میں بھاگ کر آیا اور اپنی بیٹی کے چہرے پہ جلنے کے نشان دیکھے تھے۔۔۔"فیروز چغتائی نے یاد کرتے تکلیف سے آنکھیں میچلیں۔۔۔

جھوٹ!!بکواس مت کرو کچھ نہیں ہوا تھا تمہاری بیٹی کو" دریاب سے انکی بات برداشت" نہیں ہوئی وہ درمیان میں کاٹ کھانے کو دھاڑا۔۔۔

آرڈر آرڈر!!!" جسٹس صاحب نے ہتھوڑا ڈیسک پہ مار کر اسے خاموش کروایا۔۔۔" خاموش ہو جاؤ دری کہنے دو انہیں۔۔"ساحل نے اٹھ کر اسے واپس اپنی جگہ پہ بٹھا" دیا۔۔

"لیکن بھائی ایسا کچھ۔۔۔۔"

مجھے پتا ہے خاموش۔۔۔۔"ساحل نے اسے گھور کر خاموش کروایا۔۔۔وہ پلٹا تو شیخ" صاحب نے تمسخرانہ مسکراہٹ سے انہیں دیکھا

مگر ساحل سر جھٹک کر اپنی جگہ پہ بیٹھ گیا۔۔۔

ہاں آپ بولیں کیا کہہ رہے تھے؟؟" انہوں نے فیروز چغتائی سے کہا"
وہ گہرا سانس بھر کر افسوس سے دریاب کو دیکھتے پھر سے سلسلہ کلام جوڑا۔۔" انکی شرارتیں عام نہیں ہوتی تھیں جج صاحب وہ ایسی حرکتیں کر جاتے جو عام انسان کے گمان میں نہیں ہوتا
سوسائٹی کے بچوں کو مارنا پیٹنا انکا پسندیدہ مشغلہ ہوتا تھا۔۔۔
"اور اس بات کے گواہ صمصام زیدی ہیں جنکی بچپن سے کبھی نہیں بنی۔۔
دریاب کی رگوں میں خون ٹھوکریں مارنے لگا۔۔" دنیا نے انہیں اتنا برا کیوں بنایا ہوا تھا؟" کاش ایک ایسی شرارت وہ ان دونوں بڈھوں سے بھی کر دے۔۔
صمصام نے دلچسپی سے مسٹر فیروز کو دیکھا۔۔ اسے اچھا لگا بچپن کی باتوں کو یاد کرنا۔۔ دو شیروں کی شرارتیں بھی گھائل کرتی ہیں یہ بات آج حقیقت بن گئی تھی۔۔

مائی لارڈ یہ بات کلیئر ہے کہ مسٹر ظفران حیدر ایک شریف عزتدار پروفیسر ہیں، انکو" مشکوک کرنا سراسر انکے خلاف سازش ہے۔ جبکہ دانیال خان کے بیٹے اپنی حرکتوں سے نفسیاتی لگتے تھے جنہیں اس بات سے فرق نہیں پڑتا تھا کہ انکی شرارتوں کی وجہ سے کسی

کی جان بھی جاسکتی ہے۔۔"وہ تنفر سے گویا ہوئے

ساحل شاہ سے ضبط کرنا محال ہو گیا وہ ایکدم ٹیبل پہ ہاتھ مار کر اٹھا
آب جیکشن یور آنر! وکیل صاحب سے کہیں وکالت کریں ججمنٹ نہیں۔۔۔"وہ غصے"
سے بولا۔۔

آب جیکشن سسٹینڈ!"جج صاحب نے اعتراض بحال رکھا"
شیخ صاحب نے سر کو خم دیا۔۔۔

یہ کیسے ممکن تھا ساحل شاہ اپنوں کے خلاف بکواس برداشت کرے

تھینکس"وہ پر سکون ہو کر اپنی جگہ پہ بیٹھا۔۔ شیخ صاحب نے ہونٹ بھینچ لیے۔۔۔"

یور آنر میں فیروز چغتائی کے بیان سے ثابت کر چکا ہوں کہ ظفران حیدری بے گناہ تھے"
اور ہیں۔ ان پہ لگے الزامات بے بنیاد ہیں۔۔
ایک گناہگار چاہے کتنا شاطر کیوں نا ہو لیکن کبھی نا کبھی تو وہ ایسا کوئی کام کر دیتا ہے جس

سے پکڑا جائے لیکن اگر پروفیسر صاحب مجرم ہوتے تو وہ کیوں نویرہ کے کیس میں فیروز چغتائی کی اتنی مدد کرتے۔۔؟ اپنی جماعت کی ساکھ بچانے کیلئے وہ اس کیس کو دبا دیتے، لیکن نہیں انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ مجرم کو رنگیں ہاتھوں پکڑا اور اسے عدالت میں پیش کر کے بے گناہ کو انصاف دلایا۔۔۔

آخر کبھی ظفران حیدر کے خلاف کوئی مشکوک بات سامنے کیوں نا آئی؟ نا ہی کبھی فیروز چغتائی کو شک ہوا انکی ذات پہ۔۔۔۔

جیسا کہ میرے فاضل دوست ایڈوکیٹ شاہ نے کہا گناہ دب جاتا ہے لیکن مٹتا نہیں۔۔

نویرہ کے حادثے کے وقت فروز چغتائی جتنی تکلیف میں تھے اتنی ہی تکلیف ظفران حیدر کو ہوئی تھی۔۔ کیا کوئی شخص بیٹی کہہ کر اس بیٹی کے ساتھ۔۔۔۔

آئی ہیو نو ورڈز مائی لارڈ! کیسے یہ دنیا والے لوگ اپنوں کو بچانے کیلئے کسی دوسرے عزت دار شخص کی ذات کی دھجیاں بکھیر دیتے ہیں۔۔

میری آپ سے ریکویسٹ ہے اس بات پہ غور کریں اور میرے موکل کو رہا کریں۔۔

یہ کچھ ثبوت ہیں دلاور خان کے رنگے ہاتھوں قتل میں پکڑ جانے، اور یہ چھری ہے جس سے اسنے نویرہ فیروز کا قتل کیا اور یہ اسکا بیان جس میں اسنے خود اپنے جرم کا اعتراف کیا۔۔۔" اپنی ٹیبل سے ساری چیزیں اٹھا جر شیخ عبدالحق صاحب نے وہ بیلف کو دیں جس

نے ریڈر تک پہنچائیں اور ریڈر سے جسٹس صاحب تک گئیں۔۔

وہ اپنی کاروائی کر کے پیچھے ہوئے، اور فاتحانہ مسکراہٹ سے ظفران کو دیکھا۔۔ ساحل شاہ اپنے کوٹ کا بٹن بند کرتے ہوئے اپنی نشست سے کھڑا ہوا جرح کیلئے۔۔

لیکن اس سے پہلے اسے کچھ واضح کرنا تھا۔۔۔

یور آنر! ہمارے قابل ایڈوکیٹ نے بہت اچھی تقریر سے دلاور خان کو برا ثابت کر دیا" آئم ٹوٹلی ایمپریسڈ! لیکن اگر ہم یہاں پسند ناپسند کو ڈسکس کرنے آئے تھے تو میں اپنے فاضل دوست کو بتادوں کہ صمصام زیدی کو نویرہ فیروز بھی پسند نہیں تھی۔۔" ساحل نے بات جاری رکھتے پلٹ کر شیخ کو جتاتے ہوئے کہا جس پہ وہ سٹپٹا گئے
جبکہ باقی سب کی ہنسی گونج اٹھی۔۔ فیروز چغتائی نے ہونٹ بھینچ لیے۔۔۔

یور آنر! سب سے پہلے تو میں اس بات کو واضح کر دوں کہ پچھلی سماعت میں میں نے یہ کہا" تھا" ظفران حیدر کیسے ایک بہترین گواہ ہو سکتے ہیں جنکا ماضی اتنا مشکوک ہے" میں نے یہ "تو نہیں کہا تھا کہ مجرم دلاور خان نہیں بلکہ ظفران حیدری ہیں۔۔

اسنے حیرت کا مظاہرہ کیا

ظفران حیدری نے چونک کر شیخ صاحب کو دیکھا، جبکہ شیخ صاحب بوکھلا کر کھڑے ہوئے تھے۔۔۔

ساحل شاہ کے ہونٹوں پہ محظوظ کن مسکراہٹ آگئی۔۔۔

مجھے اس بات سے کوئی اختلاف نہیں کہ بچپن میں دلاور دریاب شرارتی تھے۔۔ کیونکہ " بچپن میں تو آپ بھی شرارتی تھے وکیل صاحب۔۔" ساحل کے مضحکہ خیز لہجے میں ایک بار پھر پلٹ کر کہنے پہ حاضرین کے قہقہے بے ساختہ تھے۔۔۔۔

شیخ صاحب کے غصہ ہو کر آب جیکشن لینے پہ۔۔۔

جج صاحب نے سب کو خاموش کروایا۔۔۔

یور آنر! میں مسٹر فیروز سے پوچھنا چاہوں گا کہ ظفران حیدر کے گھر میں آنے سے کیا" "انکی بیوی کو کبھی اعتراض ہوا؟

اسکے سوال پہ کٹہرے میں کھڑے فروز چغتائی کا چہرہ سپید پڑا تھا۔۔۔

"نن۔ نہیں میری بیوی کافی عزت کرتی تھیں ظفر کی اور ظفران بھی انکی۔۔"

یہ بڈھا صاے!!" زیاف نے شاکڈ ہو کر صام کو دیکھا جس نے سر اثبات میں ہلایا۔۔۔"

"ڈرامہ ابھی جاری ہے" صام نے لاپرواہی سے کہا۔۔۔
جبکہ تقویٰ زیدی جو مسز شمع کی حالت سے واقف تھیں انہوں نے ششدر ہو کر فیروز کو دیکھا تھا۔۔ حالانکہ حقیقت سے فیروز اب ناواقف تو نہیں تھا مگر پھر بھی؟؟

ڈیٹس گڈ!" ساحل نے سر اثبات میں ہلایا۔۔۔ جبکہ اسکی سلگتی نظروں کو محسوس کر کے " وہ نظریں چرا گئے تھے۔۔
کیا یہ بات ٹھیک ہے آپکی مسز کافی شوشل تھیں اور آپ ہمیشہ آؤٹ کنٹری ٹور پہ ہوتے " " تھے۔۔؟
جی۔ لیکن ہم نے اپنی بیٹی کیلئے بہترین گارڈز اور ملازمین کیئر ٹیجر ارینج کیے تھے۔۔" وہ" بوکھلا گئے
لیکن کیا فائدہ مسٹر فیروز؟ ایک ماں باپ کے علاوہ کون بہترین کیئر کر سکتا ہے اپنی اولاد " کی؟ اگر غیر کیئر کرنے والے ہوتے تو ہر کسی (ہمارے) کے سینے پہ اتنے بڑے گھاؤ نا ہوتے ناہی خدا ماں باپ کے سینوں میں اولاد کیلئے کوئی جذبات رکھتا۔۔" اسے بے حد غصہ آنے لگا۔۔

کیا آپ جانتے ہیں یہاں ففٹی فیصد بچوں کے ساتھ ظلم وزیادتی کا سبب اپنے والدین کی "

لاپرواہی غیر توجہی ہے۔۔" وہ خود کی داستان گنوانے لگا۔۔۔

آپ کو کبھی شک نہیں ہوا آپ دونوں کی موجودگی میں اکیلی جوان بیٹی کے پاس ایک" غیر محرم آتا جاتا تھا؟؟ ظفران حیدری تھا تو ایک مرد ہی کیا ہوا اگر وہ ایجڈ تھے۔۔ اسلام میں اپنے باپ بھائی شوہر کے علاوہ سگا چاچا بھی جب محافظ نہیں بن سکتا تو کیسے ظفران حیدری اتنا قابل اعتماد تھا آپکے لئے کہ آپکی بیٹی کے ساتھ ایک گھر میں تنہا رہتا تھا؟؟" اسکی غصیلی بلند آواز پہ فیروز چغتائی کے لب ساکن تھے ان سے کوئی جواب نہیں بن پا رہا تھا۔۔۔

یور آنر نویرہ فیروز کا صرف دریاب خان سے نہیں بلکہ ظفران حیدری سے بھی موبائل" رابطہ تھا اور افسوس کے طور وہ اپنے لیپ ٹاپ پہ ایسا مواد دیکھتی تھیں جس سے یہ تو ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا کہ نویرہ فیروز ایک اچھے کردار کی حمال لڑکی تھیں۔۔۔" ساحل شاہ نے اچانک ہی دھماکہ کیا فیروز چغتائی سے۔۔۔

اسنے شاکڈ ہو کر اسے دیکھا۔۔۔

آب جیکشن مائی لارڈ! وکیل صاحب اپنی حد بھول رہے ہیں ان سے کہیں گواہ پیش کریں"

مرحومہ کی کردار کشی نا کریں۔۔"عبدالحق صاحب غصے سے بھڑک کر اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے

"This is not character judgement your owner! It's truth."

اور سچ یہ تھا کہ اسے ہر قسم کی آزادی ہر سہولت مہیا کی گئی جو ایک نوجوان لڑکی کو راہ سے بھٹکا سکے۔۔

اور میں مانتا ہوں فیروز چغتائی نے خود اپنی بیٹی کو دفن کیا تھا دلدل میں دلاور خان نے نہیں۔۔۔کیونکہ اولاد ایک نازک آبگینہ ہوتا ہے ایک پھول جسے خدا بہت قسمت والے لوگوں کی جھولی میں دیتا ہے۔۔

لیکن وہیں ایسے ناشکرے بے حس لوگ اس پھول کو اپنے عمل سے اتنا گھائل کر دیتے ہیں کہ کوئی بھی آکر اس پھول کو نوچ دیتا ہے۔۔۔

آخر خدا ایسے لوگوں کو اولاد کیوں دیتا ہے؟؟؟"اسکی آواز طیش و اذیت سے بلند ہو چکی تھی جتنی ہو سکتی تھی حتیٰ کے کمرہ عدالت اسکی بارعب آواز سے گونج اٹھا۔۔

لہجہ سرد تھا کہ مقابل کا دل لرزہ دے۔۔ ظفران حیدری پسینے سے نم تھا، فیروز چغتائی کی آنکھوں سے آنسوں تھے۔۔

یہ انکی شوشل ہسٹری ہے جو ہم نے انکے لیپ ٹاپ آئی پوڈ وغیرہ سے لی ہے۔ آپ" دیکھیں اور بتائیں کیا ایک نو عمر لڑکی کو یہ سب دیکھنا معیوب دیتا ہے؟ کیا اس میں صرف دلاور خان کا قصور ہے؟ اس میں فیروز چغتائی کا قصور نہیں جس نے اس عمر میں بیٹی کو قرآن تھمانے کے بجائے ہر قسم کی آزادی تھمائی تھی اسے یہ غرور دیا کہ وہ پاکستان کے ٹاپ بلینئر کی بیٹی ہے۔۔۔

اور غرور! غرور تو بڑی بڑی ہستیوں کو خاک کر دیتا ہے۔۔۔ وہ تو ایک ناسور ایک مرض کو جنم دیتا جسکا نام 'حسد' ہے۔۔۔" ساحل شاہ نے پلٹ کر اپنے اسسٹنٹ سے وہ پیپرز چھینے اور ایک تمسخرانہ نظر زرد کھڑے فیروز چغتائی پہ ڈالی

بیلف نے ان سے لیکر ریڈر تک پہنچائے۔۔۔

ظفران اور فیروز نے بیک وقت ششدر ہوتے غیر یقینی سے دریاب کی سمت دیکھا۔۔ جبکہ انکی نظریں خود پہ محسوس کرتے دریاب خان نے اپنی کیپ درست کرتے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائی۔۔

اب شرارتی بچہ تھا، گھر میں جب گھس ہی گیا تھا پھر کچھ تو شرارت بنتی تھی۔۔" وہ"

مسکرایا تھا۔۔ انہیں کیا تھا لگا تھا دماغ بس انکے ہی پاس ہے؟ دریاب خان پٹاخے بیچتا ہے؟

یا دریاب خان نے اپنے بھائی سے دشمنی میں ان سے ہاتھ ملایا تھا؟
ہر گز نہیں۔۔ بھلا ایک قلب ایک روح، ڈی اے ڈی، خان کی شان کیاق ایک دوسرے
"It's possible? Like seriously" کے دشمن بن سکتے تھے؟

مم۔۔ مجھے اس بات کا علم نہیں تھا مم۔۔ میں بے خبر تھا۔۔ "فیروز چغتائی کا سر شرم سے
جھکا ہوا تھا اور لہجہ نم بھیگا ہوا۔۔

اور کتنی باتوں سے آپ لاعلم تھے؟؟؟"
یور آنر کیا ایک باپ کو اتنا لاعلم ہونا چاہیے کہ اسکی بیٹی کہاں پڑھتی ہے کیا کرتی ہے؟ جب
"ایک باپ کو اپنی اولاد کے بارے میں کچھ نہیں پتا تو پھر انہیں ظفران حیدری کا کیسے پتا؟

ساحل شاہ کے سوال نے سب کو لاجواب کر دیا۔۔۔
میں اپنی بیٹی کی کسی بات سے لاعلم نہیں تھا نا ہی میری بیٹی بد کردار تھی ساحل شاہ!!! وہ"
معصوم تھی اور اسے تمہارے دلاور نوچ گیا۔۔۔ "دفعتاً وہ ایکدم ہذیانی ہو کر چیخ اٹھے اور

اپنے بالوں کو مٹھیوں میں پکڑ کر سسک پڑے۔۔۔

یور آنر! ساحل شاہ سراسر میرے موکل کو ٹارچر کر رہے ہیں ایک باپ کے سامنے انکی" مرحوم بیٹی کو بدکردار ثابت کرنا کہاں کی عقلمندی ہے مسٹر شاہ کو اپنی حد میں "رکھیں۔۔۔

ایک طرف فیروز کی دھاڑیں دوسری طرف نویرہ کے خلاف چہ منگوئیاں اور شیخ صاحب کا اعتراض۔۔۔

جسٹس صاحب نے ساحل کو باز رہنے کا حکم دیتے فیروز کو کٹہرے سے لے جانے کا کہا۔۔۔

تھینکس مائی لارڈ!" شیخ صاحب مسکرائے اور پلٹ کر ساحل پہ تمسخرانہ نظر ڈال کر اپنی" جگہ پہ بیٹھے

فیروز چغتائی کٹہرے سے نکل کر دریاب کے سامنے گزرتے ہوئے اچانک رکے اور دریاب خان کی شہد رنگ آنکھوں میں سرخ آنکھیں گاڑیں۔۔۔

تم نے میرے گھر میں گھس کر میری بیٹی کے خلاف مواد حاصل کیا مجھے بھری عدالت" میں اپنی مرحوم بیٹی پہ شرمندہ کروایا دریاب خان اس کا حساب تمہیں دینا ہو گا۔۔۔" وہ

سرد پتھریلی آواز میں چبا چبا کر کہتے روتے ہوئے آگے بڑھ گئے

صمصام فوراً سے سیدھا ہوا مگر وہ تیزی سے آگے سے ہٹ گیا۔۔ دریاب نے استہزائیہ مسکرا کر سر جھٹکا۔۔

تم لوگوں نے میرے دل پہ جو ضرب لگائی اسکے آگے یہ تو کچھ نہیں ابھی آگے آگے " دیکھیں ہوتا ہے کیا۔۔۔" وہ زیر لب بڑبڑایا۔۔۔

زیاف مسکراتے ہوئے صام سے بولا۔۔

" وہ پھاپھا کٹنا ہے ہمارا! جلنے سے زیادہ جلاتا ہے ڈونٹ وری صامے "

کاش میں اماں سائیں کو یہاں لے آتا تو شاید انکے دل میں میرے لئے کچھ تو رحم " آجاتا۔۔۔" زیاف نے تاسف سے سوچا واقعی اس سے بڑی غلطی ہو گئی تھی۔۔

ایڈوکیٹ شاہ کیا آپ کے پاس کوئی گواہ ہے؟" معاً جسٹس صاحب نے ساحل شاہ سے " استفسار کیا۔۔۔

ساحل نے اپنی کلائی میں بندھی گھڑی میں وقت دیکھتے پلٹ کر صمصام کو دیکھا۔۔" آخر "فیری کہاں رہ گئی تھی؟

مسٹر شاہ عدالت کو جواب دیں اگر آپ کے پاس کوئی گواہ نہیں ہے تو کورٹ کا ٹائم برباد"
مت کریں۔۔" شیخ صاحب بھی اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر ساحل شاہ سے بولے
جبکہ ساحل شاہ نے داخلی دروازے کو دیکھا۔۔۔

❤️

ڈاکٹر!!ڈاکٹر کیا ہوا اسے؟؟ وہ اچانک بیہوش کیوں ہو گئی؟ وہ اب ٹھیک ہے مجھے اسے"
"لیکر فوراً سے جانا ہو گا اسکی گواہی ہے آج عدالت میں۔۔۔۔
کچھ دیر پہلے وہ جس افراتفری میں جھولتے ماہرہ کے وجود کو بانہوں میں اٹھا کر ہاسپٹل میں
بھاگتی ہوئی داخل ہوئی تھی، اس وقت آئی سی یو کے باہر نکلتے ڈاکٹر کو دیکھ کر کوریڈور میں
بے چینی سے یہاں سے وہاں ٹہلتی فیری لپک کر ڈاکٹر کے پاس آئی اور گھبرا کر ان سے
پوچھا
ڈاکٹر نے اپنے چہرے سے ماسک اتارا اور گہری سانس فضا میں لی۔۔
"!!مس فیری"
وہ وحشت بھری نظروں سے ڈاکٹر کو دیکھنے لگی۔۔ اسکا دل اسکے پورے وجود میں دھک

دھک کر رہا تھا۔۔۔

ایڈوکیٹ شاہ!" جسٹس صاحب نے تیزی سے گزرتے وقت کا احساس کرتے ساحل شاہ" کو مخاطب کیا۔۔۔

جبکہ ساحل کا چہرہ ضبط و غصے سے سرخ تھا۔۔ فیری نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ماہرہ کو لیکر آئے گی لیکن وہ۔۔۔

اس وقت ساحل شاہ پل صراط پہ کھڑا تھا، ماہرہ اس کیس کا بیک بون تھا اسکی گواہی کے بعد یہ کیس پورا دلاور کے حق میں جاتا کیونکہ ماہرہ ان ان باتوں سے واقف تھی جن سے ابھی کوئی واقف نہیں تھا۔۔

لیکن یہ سب اسے عدالت میں بتانا تھا، اور وقت پہ۔۔۔

ساحل شاہ کی چوڑی کلائی میں بندھی گھڑی کی سوئیاں ٹک ٹک کرتی سرکتی جا رہی تھیں۔

سب کی نظریں ساحل شاہ پہ تھیں۔۔

ظفران حیدری میں ایک نئی زندگی کی کرن جاگی تھی جبکہ ابھی تک کوئی فیروز چغتائی کو سمجھ نہیں پایا تھا۔۔

مائی لارڈ آج اس کیس کا فیصلہ ہو جانا چاہیے کیونکہ یہ کیس محض باعزت پروفیسر ظفران"
حیدری کو بدنام کرنے اور انکی یونیورسٹی کی ساکھ کو مٹانے کی سازش ہے۔۔
اگر آج کسی بے گناہ استاد کو سزا ملی تو یور آنر اس ملک سے کتنے ایسے طالبات ہیں جو پہلے
سے خوف کا شکار ہیں اگر یہ کیس انکے سامنے آیا تو وہ مزید ہراس میں آجائیں گے اور اس
ملک کے نوجوانوں کا مستقبل کیا ہو گا؟
اس کیس سے صرف نویرہ فیروز کے ساتھ انصاف نہیں بلکہ اور بھی بہت سے نوجوانوں کا
مستقبل جڑا ہے۔۔

مائی لارڈ ایک استاد اور شاگرد کے درمیان کا تعلق بہت پاکیزہ قابل عزت ہوتا ہے جیسے
ایک بیٹی کا اپنے باپ سے۔۔ یہ سراسر اس رشتے کی بے حرمتی ہے ہزاروں کروڑوں
استادوں کی عزت کا سوال ہے طالبات کے دل میں جب اپنے استاد کیلئے عزت و اعتبار کی
گنجائش نہیں رہے گی تو کیسے وہ بچیاں آگے پڑھ کر اپنے ملک کا نام روشن کریں گی جن کے
"دلوں میں اندھیرا ہو گا؟
شیخ عبدالحق اپنی جان توڑ کوشش کر رہے تھے۔۔

مسٹر ساحل شاہ محض عدالت کا وقت برباد کر رہے ہیں۔ اگر انکے پاس کوئی گواہ ہوتا تو"
اب تک پہنچ جاتا۔ مائی لارڈ یہ سراسر ایک جال ہے جس میں اپنے کے سر سے بدنامی کا
ڈھیر اٹھا کر دوسروں کے سر پہ ڈالنا چاہتے ہیں۔۔
دلاور خان ایک برا لڑکا تھا، وہ ایک زانی تھا ایک قاتل تھا ایک بدکردار کریکٹر لیس لڑکا تھا
جس کا اپنے کالج کی ہر لڑک۔۔۔۔۔

"!!!!شٹ اپ جسٹ شٹ اپ"

دفعتاً کمرہ عدالت کی فضا میں ایک ساتھ کئی غراتی ہوئی دھاڑیں بلند ہوئیں۔۔۔
شیخ عبدالحق خوف و دہشتزدہ اپنی جگہ سے اچھل پڑے۔۔۔

سب کی گردنیں گھوم گئیں اور بیک وقت کھڑے بپھرے غیظ و جلال میں غراتے ہوئے
ان چاروں چوڑے سینے والے بپھرے شیروں کو دیکھا جن کی آنکھوں سے آتش کی
چنگاریاں بھڑک اٹھی تھیں۔۔۔

شیخ عبدالحق صاحب کی رنگت زرد ہوئی ان چاروں کو دیکھ کر جب وہ یک زبان پھر سے

بولے۔۔۔

وکالت کرو وکیل!!بکواس نہیں" ان پانچوں نے خبردار کیا" اگر ہم نے ججمنٹ کی تو"
یہاں تمہارے سارے عزتدار لوگ بھی سر چھپاتے نظر آئیں گے۔۔۔" جس جس ان
چاروں کو محض ایک وجود کیلئے بپھر کر غراتے دیکھا تھا سینہ دھل اٹھا تھا انکا۔۔ وجود میں
سنسنی خیز لہریں دوڑ گئیں۔۔۔

یور آنر آپ دیکھ رہے ہیں یہی غنڈہ گردی کرتے آئے ہیں اب تک یہ سارا ٹولا" شیخ"
صاحب نے گھبرا کر جج صاحب کو مخاطب کیا جنہوں نے ہتھوڑا ڈیسک پہ مار کر انہیں وارن
کیا
خاموش ہو کر بیٹھنے کا کہا، وہ انگارہ آنکھوں سے شیخ صاحب کو دیکھ کر بیٹھے تھے۔۔

مسٹر ساحل شاہ اگر آپ کے پاس کوئی گواہ نہیں تو عدالت کو جواب دیں یا عدالت اپنا"
فیصلہ سنائے؟؟؟" جسٹس صاحب کی آخری وارننگ دیتی آواز فضا میں بلند ہوئی

ان چاروں نے اپنی نظروں کا تبادلہ کیا۔۔۔

عائشہ خان نے یہ منظر نا دیکھتے ہوئے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھا اور اپنی سسکیاں دبائیں۔۔
"اے خدا ایک ماں کو اتنا بھی نا تڑپا کہ اسکا دل تکلیف سے پھٹ جائے" وہ گھٹی آہوں کے درمیان گڑگڑائیں۔۔۔

عرشیہ کے وجود میں سنسنی خیز سرد لہریں دوڑ گئی۔۔
کیا ساحل شاہ ہار گئے؟؟" اس سوچ سے اسکا وجود سرد ہونے لگا، آنکھوں میں ننھے موتی" تیر گئے ہونٹوں کا رنگ گلابی سے نیلا پڑنے لگا تکلیف کی شدت سے۔۔

جبکہ وہاں موجود سب کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔۔
کمرہ عدالت میں ایک سکوت تھا اور اس سکوت چھائی فضا میں سب کی دلوں کی سدائیں گونج رہی تھیں۔۔ دونوں سیاہ کوٹ میں ملبوس وکلاء مد مقابل تھے۔۔

اس سیاہ کپڑوں میں بیٹھے غیر ملکی شخص کی موبائل اسکرین پہ انکی مخصوص زبان میں ایک پیغام پہنچا۔۔۔(کام ہو گیا)
اسنے سر بلند کیا اور تمسخرانہ نظروں سے انتظار میں کھڑے ساحل شاہ کو دیکھا۔۔۔

بھائی آپ خاموش کیوں ہیں؟؟" عرشیہ کے ضبط پیمانہ لبریز ہوا تو وہ طیش و جلال میں "
غراتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

وہاں موجود تمام افراد کی گردیں اسکی سمت گھوم گئی، یہ دیکھتے صمصام کا خون کھول اٹھا۔۔

عرشیہ !!!" تقویٰ زیدی نے بوکھلا کر اسے کھینچتے واپس اپنی جگہ پہ بٹھایا۔۔جج صاحب "
نے اس بپھری لڑکی کو دیکھا۔۔۔

میرا بھائی قاتل نہیں تھا ناہی زانی تھا۔۔کوئی کچھ کہتا کیوں نہیں دل نے کچھ نہیں کیا وہ "
بے قصور تھا۔۔۔۔
میرا یقین کریں جسٹس صاحب میرا دل بھائی بے قصور تھا۔۔
وہ بہت معصوم تھا۔۔" وہ خود کو چھڑوا کر پھر سے اٹھی اور چیخ کر روتے ہوئے گڑگڑائی۔۔
شیخ عبدالحق صاحب نے مسکراتی نظروں سے ساحل شاہ کو دیکھا۔۔
کیا اب عورتوں کی گڑگڑاہٹوں سے کیس لڑوں گے؟؟" وہ تمسخرانہ سرگوشی سے "
بولا۔۔۔

عرشیہ !!!"صمصام نے غصے سے دانت پیس کر اسے احساس دلانا چاہا۔۔۔"

بولنے دو مجھے آج صام !!!میں کسی کی نہیں سنوں گی۔۔۔مجھے جواب دیں سب کیا آپ" اپنی بہن سے بے تحاشہ محبت کرتے ہوں پھر پھر آپکا قلب گوارا ہو گا دوسری کی بہنوں بیٹیوں کو روندتے ہوئے؟؟

اگر ہاں تو وہی ہو گا قاتل وہی ہو گا زانی جو میرے دل کو کہے گا۔۔۔لیکن میرا دل کسی کا قاتل نہیں تھا نا ہی کسی کا زانی۔۔۔

جسٹس صاحب مجھے آپ جواب دیں کیسے ہو گا وہ شخص قاتل ایک لڑکی کا جس کیلئے اپنی" بہن سے محبت کرنا عبادت تھی؟جو ماں باپ کے قلب کا سکون تھا۔۔
آپ دنیا سے کیوں پوچھتے ہیں کیا آپ سے زیادہ آپکی اولاد کو دنیا جانتی ہے؟ آپ ہم سے پوچھیں نا کہ ہمارا دل کیسا تھا۔۔۔وہ محبت تھا لیکن ان درندوں نے اسے نوچ دیا۔۔۔"وہ برستی آنکھوں سے حلق کے بل ضبط کی انتہا پہ چیخی۔۔۔
اسکی سنہری آنکھوں میں اذیتوں کی سرخیاں تھیں۔۔

آرڈر آرڈر!!!اگر آپ کو کچھ کہنا ہے تو کٹہرے میں آکر کہیں مس دانیال۔۔" جسٹس "
صاحب نے اس چھوٹی سنہری سورج کی مانند دمکتی لڑکی کو غراتے تکلیف کی شدت سے
روتے دیکھا اور فضا میں بلند ہوتی سرگوشیوں سے ہتھوڑا ڈیسک پہ مار کر عرشیہ سے کہا

بھاڑ میں گیا یہ کٹہرا جس میں میرے بے قصور بھائی کو درندوں کی سازشوں پہ اندھیروں "
نے نگل لیا۔۔۔" وہ نفرت کی شدت سے دھاڑی

مجھے دلاور خان کیلئے انصاف چاہیے!!!" وہ زخمی شیرنی کی مانند غرائی۔۔ان سب نے "
ششدر رہو کر اس نڈر لڑکی کو دیکھا جو بے خوف ہو کر عدالت کی توہین کر رہی تھی بلکہ
پورے طیش و غراہٹ سے ڈیمانڈ کر رہی تھی۔۔۔

صمصام نے اپنی سلگتی کنپٹی سہلائی۔۔وہ اس جذباتی عورت سے شدید تنگ تھا۔۔پہلے تو وہ
اس پہ گرجتی تھی لیکن آج عدالت کو بھی نہیں بخش رہی تھی۔۔

عرشیہ!!!" اسکی بداخلاقی عدالت کی توہین پہ صام بھڑک اٹھا۔۔خانم نے جلدی سے "

"!!!اسے کھینچ کر واپس بٹھا دیا۔۔ "خاموش ہو جاؤ

اگر آج ایک ماں سے یہاں انصاف نا ہوا تو کوئی غم نہیں ہو گا مجھے کیونکہ یہ دنیا جھوٹی" عدالتیں گمراہ ہیں جبکہ میرا خدا خود کہتا ہے "اور سارے معاملات کا آخری فیصلہ اللہ جل جلالہ کے ہی ہاتھ ہے "(سورۃ القمان ۲۲)

عائشہ خانم کی بھیگی آواز پہ جسٹس جونیجو صاحب نے ہتھوڑے کی طرف بڑھاتا ہاتھ روک دیا اور گہرا سانس لیتے سامنے رکھی نویرہ فیروز کی واچنگ ہسٹری رپورٹس دیکھی۔۔

مائی لارڈ ساحل شاہ کے پاس کوئی گواہ نہیں صرف اس میلوڈرامہ کے علاوہ۔ میں آپ" سے اپیل کرتا ہوں یہ کیس آج ہی ختم کریں اور اپنا فیصلہ سنا کر ہمارے موکل پروفیسر ظفران کو باعزت بری کریں۔۔۔۔" شیخ عبدالحق صاحب نے مدبرانہ انداز میں کہا۔۔۔

مسٹر ساحل شاہ؟" جسٹس صاحب نے آخری بار خاموش کھڑے ہوئے ساحل شاہ کو" دیکھا۔۔۔ اسکا چہرہ تاثرات سے عاری سپاٹ تھا۔۔

کیا وہ ہار گیا تھا؟؟ یا اسکی آخری ڈور ابھی فیری کے ہاتھ تھی۔۔

کیا فیری وقت پہ پہنچ کر دلاور خان کو انصاف دلا سکے گی؟؟ یا ایک بار پھر دلاور باب یہیں دفن ہو جائے گا۔۔۔۔

اسنے سفید کالر کو درست کیا، اور ٹک ٹک کرتی چوڑی مضبوط کلائی میں بندھی گھڑی کو سرمئی آنکھوں کے سامنے کرتے اسنے سر بلند کیا۔۔۔

ان آنکھوں میں بے نام سی سرخ دھند چھائی تھی۔۔

وہ دھیرے مسکرایا۔۔۔۔۔

بلاشبہ اس شہنشاہ شخص کی مسکراہٹ سے دل گونج اٹھتے تھے۔۔۔

❤️

سیاہ لباس، سیاہ ماسک منہ پر چڑھائے گلووز پہنے ہاتھوں میں ہتھیار لیکر وہ چوتھی و پانچویں منزل کی ایک عالیشان بلنڈنگ کے اوپر بیٹھے تھے۔۔ انکی آنکھوں پہ جدید ٹیکنالوجی دوربین فکس تھے۔۔۔

یہ راہ مخصوص تھی ساحل شاہ کی۔۔ اور اس راہ کے اختتام تک ہر قدم پہ شکاری اپنی گھات میں بپھرے ہوئے بیٹھے تھے۔۔۔

آج ایک جنون تھا اس کنگ کا نیست و نابود کرنے کا۔۔۔

آج ساحل شاہ پہ ایک نہیں دو دو ضرب پڑنے والی تھیں۔۔

ایسی ضرب جس سے ساحل شاہ کی روح بلبلا اٹھے گی، ایسی ضرب جو پچھلے تمام حادثات میں اس پہ نہیں پڑی تھی۔۔

چٹان جیسا سینہ بڑا بلند نام تھا اسکا۔ اور آج اس مضبوط سینے کے چیتھرے اڑانے کا پورا بندوبست کر لیا گیا تھا۔۔ آج اس نام سے جڑی روح پر ایسی ضرب ڈالنی تھی کہ اسکی بلند و قامت ہستی تہس نہس ہو کر زمین بوس ہو جائے گی۔۔۔

وہ شوٹرز یہاں کے نہیں بلکہ اٹالین تھے، جنہیں وقت رہتے ان برے حالات کیلئے ایٹالو کیتھورڈ نے بلا لیا تھا کیونکہ جو کارنامے ظفران حیدری نے انجام دیے تھے ایک نا ایک دن یہ تو ہونا ہی تھا۔۔

مگر انہوں نے سوچا تھا وہ سنبھال لیں گے، اپنی سورس استعمال کر کے۔ مگر اب یہ سورس کا استعمال خواب بن گیا تھا کیونکہ ہر طرف تو وہ پھیلے ہوئے تھے جیسے کوئی وائرس۔۔

چاہے گناہ ہو، عدالت ہو، بزنس ہو، پولیس ہو یا سیاست ہو۔۔۔
یا پھر کوئی خفیہ سروس ہو۔۔۔۔

ایک وقت تھا ہر جان سے بے جان چیز پہ انکی حکمت تھی اور وہ ہر چیز کو خرید لیتے تھے چاہے زبان ہو یا ہتھیار۔۔۔
مگر اب؟؟؟ اب ساحل شاہ کی وجہ سے وہ جس طرح ایک مٹھی بنے ہوئے تھے ایٹالو کا پورا مافیا نیٹورک زور آزما چکا تھا مگر ان سے اس بار کوئی نہیں بک پا رہا تھا نا ہی یہ فیصلہ کسی طرح انکے حق میں جا رہا تھا۔۔۔
وہ پھر ساحل شاہ ہو یا صمصام زیدی سے کوئی امید نہیں تھی کہ کب اور کس پہر پاسا ہی الٹ دیں۔۔۔

بات صرف نویرہ فیروز یا دلاور خان کو انصاف دلانے کی نہیں تھی۔۔

یہاں اس مٹی تلے صدیوں پرانے مکروہ شکلوں کے ہزاروں راز دفن تھے جن سے ایک بار اگر پردہ اٹھا تو ہر طرح وحشت برپا ہو جائے گی اور سالوں پہلے کے گڑھے راز پھر سے

دنیا کے سامنے آجائیں گے۔۔

اس سے کسی چھوٹے نہیں بلکہ بہت بڑے نیٹورک کو دھچکہ لگے گا۔۔

لیکن جب دلاور خان کو انصاف دلانے والا ہی نہیں رہے گا تو کیسے یہ راز فاش ہوں گے ؟

کیسے وہ زمین میں دبی چنگاریاں بھڑکیں گیں جن سے ہر سو آتش برپا ہو جائے گئی۔۔

انکا نشانہ آج ساحل شاہ تھا!! ایک طوفان اسکے منتظر تھا۔۔

کیونکہ اگر ساحل شاہ کا قصہ تمام ہو گیا تو ایک بار پھر سب کچھ پر سکون ہو جائے گا۔ اور نا ہو گا دلاور نا بچے گا اسکا انصاف۔۔۔

نا ہو گا جنگل نا رہے گی حکمت۔۔۔۔

❤️

!!مس فیری"

شی از نو مور!"ڈاکٹر نے افسوس سے کہا۔۔۔"

فیری کو لگا اسکا جسم بے جان ہو کر سرد پڑ گیا ہو۔۔۔"لل۔۔ لیکن کیسے ؟؟"وہ وحشت سے اچانک چلائی۔۔۔

ہمیں معلوم ہوا ہے جس انجیکشن کو آپ ابھی لائی تھیں اس میں سائینائیڈ شامل تھا،"
اسلئے متاثرہ نے پہلے ہوش کھو دیا تھا، اس کے بعد موت واقع ہوئی۔۔۔ جس نے آپکو یہ
"انجیکشن دیا وہ شاید آپ کے دشمن تھے جنہیں معلوم تھا پیشنٹ یہاں ہے۔۔
فیری نے سانس روک کر بیڈ پہ پڑے سفید چادر میں ڈھانپے بے جان وجود کو دیکھا۔۔
اسکے اپنے ہاتھ پیر سرد پڑنے لگے۔۔۔

❤❤❤

ڈاکٹر کیا ہوا انہیں وہ ٹھیک ہیں؟"ڈاکٹر کے باہر نکلتے ہی ہارون شاہ تیزی سے اٹھا اپنی جگہ "
سے اور انکی طرف بڑھا۔۔۔۔
انہوں نے ماسک منہ سے اتارا اور گہرا سانس بھر کر ہارون شاہ کو دیکھا۔۔
مسٹر شاہ! پیشنٹ کی حالت کافی سیریس ہے۔۔ان کے پاس وقت بہت کم ہے۔وہ آپ "
"سے کچھ کہنا چاہتی ہیں۔۔
ڈاکٹر کے الفاظ پہ ہارون شاکڈ ہو کر رہ گیا۔۔ڈاکٹر نے سائیڈ ہو کر انہیں اندر جانے کیلئے
جگہ دی اور خود آگے بڑھ گئے۔۔۔

ہارون شاہ نے اپنے اعصاب کو پر سکون کرنے کی حتیٰ الامکان کوشش کرتے ہاسپٹل کے اس کمرے کے اندر قدم رکھا جہاں مہکار شاہ کی ذات کی طرح اتنے اجالوں کے بعد بھی گہرا اندھیرہ محسوس ہونے لگا۔۔۔

سامنے ہاسپٹل کے بیڈ پہ آکسیجن ماسک منہ پہ چڑھائے مہکار شاہ گہرے سانس کھینچ رہی تھیں۔۔ انکا وجود سفید پٹیوں میں جکڑا ہوا تھا۔۔
ہمیشہ تراش خراش کر سجی سنوری مغرور عورت کی جگہ بستر ے پہ نیم مردہ حالت میں پڑی یہ مہکار شاہ تو نہیں تھی۔۔
یہ تو وہ تھی جسنے اس مقام پہ آکر بندی مٹھی کھولی تھی جس سے ساری ریت پھسل گئی تھی ان رشتوں کی طرح جو آج مہکار شاہ ترک دامن تھے۔۔۔
یہ شاید ایک بیٹے کی محبت ہی تھی کہ ہارون شاہ یہاں چلا آیا تھا۔۔
یہ شاید اس عورت کا وہ احسان تھا جس نے انہیں شہنشاہوں جیسا بیٹا دیا تھا کہ وہ اس آخری احسان تلے یہاں چلا آیا تھا۔۔۔

انہوں نے گہرا سرد سانس کھینچ کر بیڈ کے پاس سٹینڈ پہ لٹکی ڈرپ کو دیکھا جس سے دھیرے دھیرے پھسلتے ہوئے قطرے ٹیوب سے گزرتے اسکی ہاتھ کی پشت و بازوؤں

میں لگی سرج تک پہنچ رہے تھے۔۔

ہارون شاہ بھاری ہوئے قدم بھو جل من سے چلتے انکے پاس آئے۔۔انکی حالت دیکھتے، ہزاروں گزرے سالوں کے مناظر کسی مووی کی طرح انکی آنکھوں کے آگے چلنے لگے۔۔۔

یہ کس مرض نے تمہیں جکڑ لیا مہکار "انکی آنکھیں نم ہوئیں۔۔"

وہ اپنے بیٹے کے بارے میں سوچنے لگے اگر ساحل کو مہکار شاہ کی آخری گھڑیوں کا علم ہوا تو کیا ہو گا۔۔۔۔۔

ہارون شاہ کا دل شدت سے دھڑکا۔۔

نہیں وہ اپنے ساحل کو ٹوٹنے نہیں دیں گے۔۔۔وہ اپنے بچے کو کوئی تکلیف نہیں دیں گے کیونکہ جتنی اسنے تکلیف اٹھائیں تھیں بس تھیں وہ۔۔۔۔

مہکار خدارا مت تڑپاؤ میرے بیٹے کو وہ ٹوٹ جائے گا" وہ بے ساختہ تڑپ کر التجائیہ " بولے۔۔

!کیوں ایسے پڑی ہو؟ اپنی روحا کے بارے میں سوچو"

اٹھو اپنے شاہو کو بچالو اسے سینے سے لگالو۔۔ایک بار اسے خود میں بھینچ لو تا کہ وہ پرانے

ناسور اسکے سینے سے مٹ جائیں۔۔۔ مہکار تم اسکی ماں ہو۔۔۔ وہ ماں جسنے اسے نو ماہ اپنے وجود میں رکھا ہے۔۔۔ وہ تم سے جتنا بھی خفا ظاہر کرے لیکن وہ تمہارے وجود کا حصہ ہے۔۔۔ وہ ایک بار اپنی ماں سے ملنا چاہتا ہے۔۔

میں اور زریش ہم دونوں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتے ہیں اس مقام پہ آکر میرے بیٹے کو یہ ناسور مت دو۔۔۔ میں نہیں سنبھال سکوں گا اسے مہکار وہ اب چھوٹا بھالو نہیں جسے میں ایک ماں دیکر بہلا لوں۔۔۔۔

وہ ساحل شاہ بن چکا ہے۔۔۔۔

"خدارا ایسا مت کرنا۔۔۔ ایک بار ساحل شاہ سے مل لینا۔۔

آج ایک بار پھر ہارون شاہ اسکے آگے گڑگڑانے لگا،، وہ آج پھر اپنے بیٹے کیلئے اسکے در پہ آیا تھا۔۔

"ہہ۔ ہارون مم۔ میں نہیں جی سکتی یہ زندگی۔۔"

شش۔ شاہ میں نے ہمیشہ صرف اپنے سے جڑے رشتوں کو تکلیف دی ہے۔۔ میں کسی" کی نہیں بن سکی نا تمہاری نا اپنی پھوپو کی، نا باپ کی اور نا بھائی کی۔۔۔۔

اور شاہو۔۔۔۔۔" اسنے کھینچ کر اپنے چہرے سے آکسیجن ماسک نوچ کر دور پھینکا۔۔۔

ہارون شاہ گھبرا کر لپکا اسکی طرف جب مہکار نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔

ہہ۔۔ہارون۔۔ مم۔ میرے پ۔پاس زیادہ۔۔۔وقت۔۔نن۔ نہیں۔۔۔"وہ گہرے"
سانس لیتی تکلیف کی شدت سے بے تحاشہ روتی ہچکیاں بھرنے لگیں۔۔۔۔
تم بب۔بے فکر رہو۔۔ مم۔ میری روحاب۔بہت سمجھدار ہے۔۔۔"انکی برستی"
آنکھوں کے آگے سالوں پہلے کا وہ منظر لہرایا جن گلابی کمبل میں گول مٹول سی گڑیا انکی
بانہوں میں سمائی تھی۔۔۔

اذیت کی شدید لہر انکے پورے وجود کو نیلا سرد کر دیا
جب اس گول مٹول سے وجود کو سونپتے ہاتھوں سے، مہکار شاہ کی نظروں نے سفر کرتے،
وجاہت کے شاہکار 'حیدر شاہ' کا چہرہ ایکدم اندھیروں میں اجالے کی مانند دمک اٹھا۔۔۔

انکے حلق سے وحشتوں بھری دلخراش چیخ نکلی۔۔۔۔۔

ہہ۔ہا۔۔ہارون۔۔ مم۔ میرے بھائی۔۔کک۔۔کے پاس جا۔۔جاؤ۔۔اس۔۔اسے"
سنبھالو۔۔۔اس۔۔اس سے معافی مانگو۔۔۔اس سے کہو۔۔۔۔

یہ منحوس بہن۔۔۔ آج بھی۔۔ اپنے حیدر سے محبت کرتی ہے۔۔۔۔

اس۔۔ا۔۔اس سے کہو۔۔۔۔وہ بازل سے۔۔۔بازل سے مم۔ محبت کرتی ہے۔۔۔۔

اس سے کہو کہ مہکار شاہ نے جس سے محبت کی۔۔۔

اسے وحشتوں نے جکڑ لیا۔۔۔۔۔

اس۔۔۔سے کہنا۔۔۔ تمہاری ہر تکلیف کا میں اپنے رب کو حساب دوں گی۔۔

لیکن مم۔ میرے شاہو کو کہنا۔۔۔۔اس۔۔اس سے کہنا ہارون۔۔۔۔"انکا وجود تکلیف کی شدت سے ماہی بے آب کی مانند تڑپنے لگا۔۔۔۔

وہاں موجود نرسز کی آنکھوں سے آنسوں جاری تھے۔۔۔

وہ اس منظر پہ ہونٹوں پہ ہاتھ رکھے کھڑیں تھیں۔۔۔ جبکہ مہکار شاہ کا آہستہ آہستہ ہاتھ سے پھسلتی ریت کی مانند پیروں سے جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔۔

تمہیں کچھ نہیں ہو گا مہکار ایسا مت کہو۔۔۔"ہارون شاہ نے بھیگی آنکھوں سے مہکار شاہ" کے رخسار صاف کرتے غصے سے بپھر کر پلٹتے ہوئے ان نرسز پہ غرایا۔۔۔۔

"!!!آپ لوگ ایسے کیوں کھڑی ہیں کرتی کچھ کیوں نہیں۔۔۔۔"

نن۔ نہیں ہارون۔۔۔نن۔۔ نہیں مم۔ مجھے۔۔اب نہیں جج۔۔ جینا۔۔۔ آ۔۔ آپ "

مم۔ میرے شاہو کو بب۔ بلوادیں۔۔۔ اس سے اتنا کہیں کہ آ۔ آخری دفعہ مہکار
شاہ۔۔ کک۔ کی بات سن لے۔۔۔
کہیں ایسان۔ ناہو کہ یہ موقع زندگی مجھ سے چھین لے۔۔ اور جو سچ میں اسے بتانا چاہوں
وو۔ وہ اسے کہیں اور سے معلوم ہو۔۔۔۔
پپ۔ پھر مجھے پتا ہے مم۔ میر اشاہو ناراض ہو جائے گا۔۔ اا۔ اور وہ سس۔ سب۔۔ کی
"طرح میری قبر پہ بھی نہیں آئے گا۔۔۔۔

نن۔ نہیں مہکار ایسا نہیں ہو گا۔۔۔ وہ تمہارا شاہو ہے تم سے آج بھی محبت کرتا ہے۔۔"
وہ تمہیں بچالے گا۔۔ اسکی محبت تمہیں بچالے گی تم ہمت کرو وہ آجائے گا تمہارے
لیے۔۔۔۔۔ "ہارون نے تڑپ کر روتی بلکتی مہکار کی پیشانی سے سفید بال سنوارے۔۔۔

وہ خوبصورت عورت جسکے قدموں سے دل دھڑکتے تھے
آج ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کر بستر پہ پڑی تھی۔۔۔ اسکا نچلہ وجود بے جان ہو چکا تھا۔۔ اور
موت کا سایہ آہستہ آہستہ اسکی طرف بڑھ رہا تھا۔۔۔۔
وہ محسوس کر سکتی تھی۔۔ وہ اپنے وجود کو بے جان و بے حرکت محسوس کر رہی تھی۔۔
وہ خدا سے گڑگڑا کر تھوڑی سی مہلت مانگ رہی تھی۔۔

وہ اپنے شاہو کو دیکھنا چاہتی تھی۔۔

وہ بازل شاہ کے ہونٹوں سے کفل توڑ دینا چاہتی تھی

وہ اپنے بھائی کی دونوں شہزادیوں کو سینے میں بھینچ دینا چاہتی تھی۔۔

کاش زندگی اسے اتنی مہلت دیتی کہ وہ بازل شاہ کی پیشانی چوم لیتی۔۔۔

کاش زندگی اسے مہلت دیتی وہ اپنے بھائی کے قدم چوم لیتی۔۔ اگر زندگی اسے مہلت دیتی تو وہ روحا شاہ کو کہتی تمہیں سینے سے لگا کر سانسوں سے قریب رکھنے کا مقصد یہ بھی تھا کہ تم ایک دن یہ قرض اتارنا اور مہکار شاہ کے شاہو کو یونہی سمیٹ کر رکھنا۔۔۔

ہارون!!" اسکے حلق سے آواز مدھم پڑنے لگی۔۔۔"

ہارون نے تکلیف سے میچیں آنکھیں بمشکل وا کیں۔۔۔ "مہکار تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔۔۔" اسکے لب پھڑ پھڑائے۔۔۔ چھوٹے سے شاہو کے ساتھ بتائے دونوں کے جانے کتنے خوشگوار لمحات آنکھوں کے سامنے آئے۔۔۔

اسکے آنسوں مہکار شاہ کے چہرے پہ گرے۔۔۔۔

زریش بہت اچھی ہیں شاہ" اسے روتے دیکھ کر اسنے اذیت سے مسکراتے کہا۔۔ ہارون"

نے ہنس کر سر اثبات میں ہلایا۔۔

وہ آپ دونوں کیلئے نعمت ہے" مہکار نے سسکتے کہا"

پچھتاوے کی ایک بھڑکتے شعلے نے اسکے تن کو جھلسایا۔۔۔"مم۔مجھے معاف کر دو

شش۔۔شاہ۔۔۔۔" اسنے اکھڑتی سانسوں کے درمیان بمشکل بھاری دل سے کہا۔۔۔

مم۔میں نے تمہیں مع۔معاف کیا مہکار۔۔۔مجھے کوئی شکوہ کوئی گلا نہیں۔۔۔مجھے خدا"

نے اتنا نوازہ کہ کبھی پچھتاوا نہیں ہوا۔۔

"لیکن تمہارے لیے مجھے دکھ ہے۔۔۔

دکھ۔۔۔۔" مہکار ہنسی۔۔۔" دنیا مکافاتِ عمل ہے ہارون شاہ! کچھ نا کہنے سے بہتر تھا کچھ "

"کہہ دیتے کیونکہ انسان کا صبر ہی تو ضائع نہیں جاتا۔۔

ہمارے سماج کی ایک تلخ حقیقت یہ ہے کہ۔۔۔

مرد کا گناہ وقت کے تالاب میں ڈوب کر سمندر کا سیپ بن جاتا ہے۔۔

لیکن عورت کا گناہ ساری عمر کنول کے پھول کی طرح سطحِ آب پہ بلند رہتا ہے۔۔۔

"ہارون شاہ۔۔میرا وقت نزدیک ہے۔۔"

وہ جانتی تھی روح نکلنے کی ابتدا پاؤں سے ہوتی ہے۔۔۔

تمہاری تکلیف سے دنیا بے خبر ہو جائے لیکن وہ۔۔۔ وہ خدا بے خبر نہیں ہو گا۔۔۔"

تمہاری حفاظت خود خدا کرتا ہے۔۔۔

اس سے کہنا۔۔۔ ہر طوفان شکست لیکر نہیں آتا۔۔

جیسے حضرت نوحؑ کیلئے ایک طوفان آیا اور وہ طوفان ہار نہیں بلکہ جیت لایا تھا۔۔

آغاز،، اذیت ہو گی۔ اختتام شفا بن جائے گا۔۔۔۔

"یہ ایک ماں کی دعا ہے۔۔۔۔ یہ طوفان تمہارے لئے ف۔۔ فتح۔۔ ہو۔۔۔۔ گا۔۔۔۔

اسکے الفاظ اسکی سانسوں کی طرح بکھر گئے۔۔۔۔

اسکے لب دھیرے سے ہلے۔۔۔۔

شش۔ شاہو سے کک۔۔ کہنا۔۔۔۔۔ شاہ۔۔۔۔"

"لا الہ۔۔۔ لا الہ الا اللہ۔۔۔ مم۔ محمد رسول اللہ ﷺ۔۔۔۔۔۔۔۔"

حیدر!!!!" اسکے صحرا مانند بنجر ہونٹوں سے ہچکی بلند ہوئی۔۔"

زندگی کا یہ ہنر بھی آزمانا چاہیے۔۔۔

جنگ کسی اپنے سے ہو تو ہار جانا چاہیے۔۔۔

مہکار!!!" ہارون شاہ نے خوفزدہ ہوتے اسکے شانوں سے پکڑ کر جھنجھوڑ دیا۔۔۔"

مہکار!!!" وہ غرایا۔۔۔پاگل ہو کر چیخا۔۔دھاڑا۔۔"

اسکی بپھری غصیلی دھاڑوں پہ ہاسپٹل کا عملہ بوکھلاتا اس تک پہنچا اور اور اسکے شانوں سے دبوچ لیا۔۔۔۔

چھوڑو مجھے۔۔۔۔وہ ایسے کیسے کر سکتی ہے۔۔۔"

وہ مم۔میرے شاہو کو ایسے کیسے چھوڑ سکتی ہے۔۔۔

اس سے کہو وہ پاگل ہو جائے گا۔۔۔۔وہ ٹوٹ جائے گا۔۔۔۔" دہشت زدہ غیظ و غضب سے گرجنے لگے۔۔انکا وجود آتش زدہ بن گیا، وہ وہاں سے عملے سے بے قابو ہونے لگے۔۔۔

یہ کیسے ممکن تھا۔۔۔۔

آج ایک باب بند ہوا تھا۔۔۔۔

ایک سفر اختتام ہوا تھا۔۔۔۔

ایک بیٹے کا انتظار باقی تھا۔۔۔۔

ایک ماں کا سفر تمام ہوا تھا۔۔۔۔

اسکا آخری پیغام تھا۔۔۔۔

"ساحل شاہ میری فاتحہ پہ ضرور آنا۔۔۔"

ملال ہے مگر اتنا ملال تھوڑی ہے
یہ آنکھ رونے کی شدت سے لال تھوڑی ہے

بس اپنے واسطے ہی فکر مند ہیں سب لوگ
یہاں کسی کو کسی کا خیال تھوڑی ہے

مزہ تو تب کہ ہار کر بھی ہنستے رہو
ہمیشہ جیت جانا کمال تھوڑی ہے۔۔
پروین شاکر

ooooooooo

oooooooooo

یہ لو منہ کھولو اب آرام سے پیو" دلاور نے کمرے میں قدم رکھتے ڈریسنگ ٹیبل کے "
سامنے آرام دہ کرسی پہ بیٹھی توقیع کے آگے ٹیبل پہ جوس کا گلاس رکھا جس میں پڑی سٹڑا

کو دیکھتے توقیع نے اسے گھورا۔۔

میں اس سے پیوں؟؟"وہ مسکراہٹ ضبط کیے ناک بھوں چڑھا کر پوچھنے لگی۔۔"

دلاور نے ابکی بار اسے سخت نظروں سے دیکھا جو مسلسل اپنے نخروں سے انکا جینا حرام کیے ہوئی تھی۔ کبھی یہ کھانا ہے کبھی وہ کبھی یہ پینا ہے کبھی وہ۔۔۔

جیکی اور خیری کی حالت غیر تھی اسکی نت نئ فرمائشیں پوری کرتے جبکہ دلاور کو پورا یقین تھا کہ وہ ان سب سے اپنا حساب بے باک کر رہی ہے۔۔

ابھی بھی دلاور نے بھاگ بھاگ کر اسکے لئے کبھی چاکلیٹ شیک کبھی بنانا سٹرابیری کبھی بنانا کبھی ایپل اور اب اورینج جوس بنا کر اسکی خدمت میں پیش کر چکا تھا۔۔

جسے ہاتھ سے پینے سے وہ قاصر تھی، دلاور کے ہاتھ سے پینے سے اسے الجھن ہوتی تھی اور اب سٹڑا کو دیکھ کر اسکا منہ بن گیا تھا۔۔

کیوں اب اس میں کیا مسئلہ ہے؟؟"اسنے تیکھی چتون سے پوچھا"

وو۔۔وہ۔۔۔"توقیع سٹپٹا کر کچھ سوچنے لگی تبھی دلاور نے درمیان میں بات کاٹ کر" کہا۔۔۔

وہ وہ کچھ نہیں صاف کیوں نہیں کہتی تمہیں ناگلاس سے پینا ہے نا سٹڑا سے بلکہ اپنے دل"

کے ہونٹوں سے پینا ہے۔۔" وہ کہہ کر دلکشی سے مسکرایا توقیع کا خفت سے چہرہ کانوں کی لو تک گلابی پڑ گیا۔۔۔

نن۔ نہیں مم۔ میں سٹڑا سے پی لیتی ہوں آ۔ آپ اپنا کام کریں۔۔" اسنے بوکھلا کر دلاور" کے جھکنے سے پہلے خود تیزی سے گلاس پہ جھک گئی۔۔
اسکی پھرتی پہ دلاور نے محظوظ ہوتے بے ساختہ قہقہہ لگایا۔۔

اگر تم چالاکو ہو تو اب مجھے تمہیں بھی دل نہیں بلکہ ڈی کے بن کر سنبھالنا پڑے گا"
ڈارلنگ!" وہ تمسخرانہ کہتا اسکی پشت پہ کھڑا ہوا
اور ڈرائیر کا بٹن آن کرتے اسکے بھیگے سنہری بال خشک کرنے لگا۔۔۔

توقیع کے ہونٹوں پہ پیاری سی مسکان رقصاں تھی۔۔ اسکی آنکھوں میں کچھ دیر پہلے کا منظر لہرایا جب وہ اسے باتھ روم میں تنہا چھوڑنے پہ قطعی راضی نا تھا۔۔۔
بلکہ اپنی منمانی کرتے اسنے اسکے ہونٹوں پہ مضبوطی سے اپنا بھاری ہاتھ رکھ کر اسکی آواز احتجاج کو حلق میں دبا دیا تھا۔۔
اور اسکی نیلی آنکھوں میں گہرائی سے دیکھتے سرگوشیانہ بولا تھا

میں اس پانی کو بھی اجازت نہیں دیتا توقیع دلاور خان! میری اجازت کے بغیر تمہیں چھو"
"سکے

توقیع نے شرما کر اسکی گردن میں چہرہ چھپایا تھا۔۔ دلاور نے بہت احتیاط سے اسکے بازو کو کور کر کے اسکی گردن پہ ٹھہریں پانی کی سفید بوندوں کو ہونٹوں سے چن لیا۔۔۔

اسکے بالوں میں خود شیمپوں کیا اور شاور تلے اسکے نازک وجود کو بانہوں میں سمیٹ لیا۔۔ صبح کے اس خوبصورت شاور کے بعد وہ اسے بانہوں میں اٹھا کر باتھ گاؤن میں ملبوس باہر لیکر آیا۔۔۔

وہ زیر لب کچھ گنگناتا، اپنی بھاری آواز سے توقیع کو کھکھلانے پہ مجبور کرتا، لا کر ڈریسنگ ٹیبل کی چیئر پہ اسے بٹھایا۔۔

ناشکری خاتون قسمت والوں کو ایسے کیئرنگ شوہر ملتے ہیں۔۔ "اسکے ٹھٹھول پہ دلاور"
نے سلگ کر باور کروایا۔۔۔

اور قسمت والوں کو ہی ایسی حسین دوشیزہ بیوی ملتی ہے "جواباً توقیع نے بھی اترا کر"

برجستہ کہا۔۔

اور قسمت والوں کو ہی حسن کو سراہنے والے ملتے ہیں "تو لیے سے اسکا سر رگڑتے "

ہوئے دلاور نے جتاتا ضروری سمجھا۔۔۔

خائستہ میرے لاڈ سے نکل کر آنکھیں کھولو،، دنیا کی حسین ترین مجسمے لاتوں میں پڑے "

ہوتے ہیں۔۔۔

"میری قدر کرو میں نے تمہیں اپنے شہنشاہ دل کی ملکہ بنایا ہے۔۔۔

توقیع نے محبت پاش نظروں سے آئینے میں اس مغرور شہنشاہ کے عکس کو دل میں

اتارا۔۔۔۔

اسنے نگاہوں سے ہی اسکی نظر اتاری۔۔۔

وہ دونوں ناشتہ پہلے کر چکے تھے بلکہ جیکی خیری دل اور توقیع نے ساتھ ملکر ناشتہ کیا تھا توقیع کے کمرے میں۔۔

وہ سب ساتھ بہت خوش تھے، اور توقیع کیلئے انکی فکر مندی قابل دید تھی۔۔ دل نے اپنے ہاتھوں سے توقیع کو ناشتہ کروایا جس پہ جیکی نے بہت مشکل سے اپنا دل بہلایا یہ سوچ کر کہ۔۔۔۔

"ہمارا بھی وقت آئے گا"

دوائی لینے کے بعد توقیع کے منہ کا ذائقہ کس قدر بدمزہ سا ہو گیا تھا جس وجہ سے وہ سوچ سوچ کر اپنی فرمائشیں گنوا رہی تھی

اور اسے لگ رہا تھا شاید یہ سب دل بنا رہا ہے تبھی وہ اتنے مزے سے فرمائش جھاڑ رہی تھی

مگر اس بیوقوف کو یہ معلوم ہی نہیں تھا،، اسکی فرمائشوں پہ کن کی کمر ٹوٹ رہی ہیں کون سے مرغے دلاور خان نے قابض کیے ہوئے تھے۔۔

اسکے بال خشک کرتے دلاور نے برش اٹھایا، اور سنہری دراز بالوں کی لمبائی دیکھتے متبسم ہوا۔۔

عرشی کے بال بھی تمہارے بالوں جیسے ہیں۔۔"اسے چھوٹی سی عرشیہ کے بال یاد" آئے۔انکی سنہری خونخوار بلی۔۔۔

ہاں کیونکہ ہم دوستیں ہیں۔۔"توقیع نے فخر سے جواب دیا"

"دلاور کو اسکا جواب پسند آیا۔۔"ایسے ہی رہنا میری بہن کے ساتھ۔۔

آہ۔۔"معاً توقیع کراہی۔۔"

کیا ہوا؟" دلاور نے تڑپ کر متفکر ہاتھ روکتے اسکے چہرے کو دیکھا"

اسکی تشویش ناک گھبرائی صورت دیکھ کر وہ بے ساختہ کھلکھلائی "کچھ نہیں بس آپ کو تنگ کرنے کو دل چاہ رہا ہے۔۔۔"توقیع نے شرارت سے کہا۔۔

میں چاہتی ہوں میں آپ کو بہت سارا فکر مند دیکھوں اپنے لئے۔۔ آپ یونہی میری کیئر " کریں مجھے دل کے قریب رکھ کر سنبھالیں۔۔"وہ بلش کرتی دھیمی آواز میں آئینے میں اسکے توانا وجود کو دیکھ کر گویا ہوئی۔۔۔

جان لینے کا ارادہ ہے کیا؟" وہ گھمبیر لہجے میں بولا"

اور برش رکھ کر اسنے آئل کی شیشی سے آئل انگلیوں پہ لیا اور اسکے بالوں کی جڑوں میں دھیرے سے مساج کرنے لگا۔۔

توقیع کی پلکیں سکون سے بھاری ہو گئیں۔۔"نہیں جان دینے کی" وہ زیر لب بڑبڑائی جبکہ اسکے وجود میں سکون کی لہریں دوڑ گئیں۔۔

آئینے میں دلاور نے اسکی بند آنکھوں دیکھا، اور ایک شریر شرارت سوجھتے وہ آہستہ سے پیچھے سے جھکا اور ایکدم سے اسکے گلابی رخسار پہ اسنے دانت گاڑھے۔۔

آہہہ۔۔۔"توقیع کی اس افتاد پہ دلخراش چیخ گونج اٹھی۔وہ حواس باختہ پھڑ پھڑا اٹھی۔۔" اسکا دل سینے کی دیواروں میں دھک دھک کرتا ڈھول کی مانند بج رہا تھا

ہاہاہاہاڈرپوک!"وہ محظوظ ہوتا قہقہہ لگا کر پیچھے ہوا"

توقیع نے حیرتزدہ اسے دیکھا۔۔"دل! آپ کو ذرا بھی احساس ہے جان چلی جاتی میری آج۔۔"وہ غصے خفگی سے بولی

اسکا لہجہ بھر آیا تھا۔۔اسے لگا جانے کونسی نوکیلی چیز تھی۔۔مگر اب جب آئینے میں رخسار پہ سرخ دانتوں کے ننھے نشان دیکھ کر وہ خفا ہوتی اسے گھورنے لگی

دلاور نے جھٹکے سے اسکی گردن دبوچ کر اسے اسکے پیروں پہ کھڑا کیا اور اپنے ہونٹ اسکی

گردن پہ ثبت کرتے بھاری سرد آواز میں باور کرواتا بولا

"ایسے ہی جان چلی جاتی مفت کی جان ہے جو چلی جاتی۔۔ دلاور خان کی جان ہے، دلاور خان کے سینے میں قید ہے جسے جانے سے پہلے خود کو آزاد کروانا ہو گا جو کہ دلاور خان کی سانسیں چلنے تک ناممکن ہے"

اسے بانہوں میں بھر لیا اسکے نازک تن کو۔۔۔۔

"جان نا جائے لیکن جان لینے جیسی حرکات تو کرتے ہیں نا۔۔" اسکی بات سن کر توقیع نے اسکے تنگ حصار میں کسمساتے سینے پہ سر ٹکایا۔۔ اور ہنوز ناراضگی سے بولی

"وہ تو میں مرتے دم تک کرتا رہوں گا۔۔۔" وہ ہنس کر بولا

توقیع نے تڑپ کر اسے دیکھا "دل!!! بار بار مرنے کی باتیں کیوں کرتے ہیں آپ؟ مارنا چاہتے ہیں کیا مجھے۔۔۔" اسکی آنکھیں غصے سے ڈبڈبا گئیں۔۔

"آں میلا جذباتی بچہ۔۔" دلاور نے پچکارتے اسکی کمر میں بازو جکڑ لیے۔۔ "مارنا تو ایک دن سب کو ہے پگلی۔۔" وہ متبسم سا بولا

توقیع اسکے بازو میں غصے سے پھڑ پھڑا اٹھی۔۔ جبکہ اسکی سانسیں اسکے چہرے کو جھلسا رہی تھیں۔۔

"خبر دار دل! خبر دار آئندہ ایسی باتیں کی۔۔ میں سچ میں تکلیف سے مر جاتی ہوں آپ کی ایسی باتوں سے۔۔ بے شک مرتے ہیں لوگ لیکن اپنے مقرر کردہ وقت پہ۔۔ اس سے پہلے اپنی موت کی باتیں کرنا اللہ کو بھی ناپسند ہیں۔۔۔" وہ تڑپ کر التجائیہ بولی۔۔۔
دلاور نے اسکی نم آنکھوں میں دیکھا "کیا تمہیں میری موت کی باتیں تکلیف دیتی ہیں؟"
وہ گہرائی سے اس نیلے سمندر میں ڈوبنے لگا

ہاں بہت۔۔۔" وہ ناک سکیڑ کر سر اثبات میں ہلا گئی۔۔۔"
"آئم سوری میرا شونا بے بی! آئندہ یہ دلاور خان اپنے آس پاس موت نام کو بھٹکنے نہیں دے گا۔۔ بے شک موت اپنے مقرر کردہ وقت پہ ہی آتی ہے۔۔۔" اسنے اسکے چہرے کو سانسوں سے چھو کر رخسار سے اپنی ناک کو سہلایا۔۔ اسکے دہکتے لب توقیع کے گال سے سرکنے لگے
وہ ایک بار پھر پٹڑی سے اترنے لگا تھا۔۔۔۔

لو یو مائی ہارٹ بیٹ" وہ حیا سے سرگوشیانہ بولتی دلاور کے دھڑکنوں کے مقام پہ اپنے"
ہونٹ ثبت کر گئی۔۔

آں ہاں! یہ بھی کوئی کس دینے والی جگہ ہے؟ اگر حقیقت میں دینا چاہتی ہوں تو یہاں"
دو۔۔۔" دلاور نے مسکراہٹ ضبط کرتے اسکا چہرہ بلند کیا۔۔
میں کب دینا چاہتی ہوں؟" وہ شرارتاً کہتی کھلکھلائی اس سے دور ہونے لگی تھی مگر اسنے"
تیزی سے اسکی کوشش ناکام کی۔۔

اور مصنوعی غصے سے اسے دیکھا۔۔" تمہیں نہیں دینا نا؟ تو مت دو! یہاں میں دوں گا۔۔"
وہ جارحانہ انداز میں کہہ کر اسکے نازک گلاب کی پتیوں جیسے ہونٹوں پہ جھک گیا

اور محبت بھرا بوسہ دیکر اسکی بوکھلاہٹ کو شرماہٹ میں بدل گیا۔۔
توقیع کی دھڑکنوں کی حالت غیر تھی۔۔۔
دلاور نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھر کر اسکی پیشانی پہ لب ثبت کیے اور اپنا چہرہ اسکی گردن
میں دیکر بالوں کی مہک میں گہرا سانس کھینچا
وہ اسکی تن من کی خوشبو میں پاگل ہو رہا تھا، بمشکل ضبط سے کھڑا تھا۔۔ اور اب جب

موقع ہاتھ آیا تھا اسنے توقیع کی شہ رگ پہ ہونٹ رکھ کر اپنی ناک کو اسکی گردن پہ رگڑا۔۔۔

وہ اپنا سانس روک گئی۔۔۔ "دد۔۔دل۔۔۔" اسکے لبوں سے بکھرے تنفس کے ساتھ سرگوشی گونجی۔۔

رقصِ دل کہو۔۔ "اسنے سر اٹھا کر اسکے نچلے لب پہ انگوٹھے کا پور سہلایا۔۔ توقیع کی پلکیں" لرز کر عارضوں پہ سجدہ زیر ہوئیں۔۔

دلاور کا اسکی ادا پہ دل شدت سے دھڑکا تھا۔۔ مگر اسکی حالت کے زیر نظر وہ اسکا رخسار تھپتھپا کر اس سے دور ہوا اور وارڈروب کھول کر اسکے لئے کپڑے سلیکٹ کرنے لگا۔۔۔

اسکے ایکدم پیچھے ہو جانے پہ توقیع نے بے ساختہ پشت دیوار سے لگا کر اپنا رکا ہوا سانس بحال کیا۔۔

یہ تمہارے لئے پرفیکٹ ہے" وہ ایک بیلو جینز اور ہاف سلیو گرے ٹی شرٹ منتخب کر کے "

اسکی طرف پلٹا۔۔۔توقیع دیکھ کر سٹپٹائی۔۔

مم میں یہ نہیں پہنوں گی۔۔میں ایسے ٹھیک ہوں دل۔۔"اسنے اسکے پاس پہنچنے سے "
پہلے جھٹ سے انکار اٹھایا۔۔

دلاور نے ٹھٹھک کر ناگواریت سے اسے دیکھا"دماغ خراب ہے تمہارا؟یا دو لگا کر
ٹھکانے لگاؤں؟اس باتھ گاؤن میں تم رہو گی یہاں۔۔گھر میں میرے علاوہ بھی دو لڑکے
موجود ہیں۔۔ایسی فرمائشوں پہ الٹا لٹکا دوں گا۔۔"وہ بھڑک ہی اٹھا۔۔
توقیع اسکے اچانک مشتعل ہو جانے پہ گڑبڑائی۔۔
ہاں دماغ ٹھیک ہے میرا۔۔آپ مم۔۔مجھے دے دیں میں خود پہن لوں گی۔۔"وہ"
پھولے منہ سے بولی۔۔۔
دلاور نے کچھ دیر اسکے چہرے کو دیکھا اور پھر معاملے کی تہہ تک پہنچ کر بے ساختہ قہقہہ لگا
اٹھا۔۔"یہ بات ہے!پہننے کا مسئلہ نہیں بلکہ پہنانے والے سے مسئلہ ہے۔۔"اسنے شریر
لہجے میں کہتے نچلہ لب دانتوں میں دبایا۔۔۔
توقیع نے غصے سے اسے دیکھا۔۔۔"ہاں ہے۔۔"وہ تڑخ کر بولی
تو مائی ڈیئر ٹی ڈی اس گھمبیر مسئلے کا کوئی حل نہیں۔۔اسلئے ضد چھوڑو اور اپنی کنڈیشن "

دیکھو فی الحال۔۔ تمہیں تو شکر کرنا چاہیے دلاور خان تمہاری خدمت کر رہا ہے جسکی دنیا خدمت کرتی ہے۔۔" وہ چلتا ہوا اسکے پاس آیا۔۔۔

ہونہہ خدمت۔۔ یہ خدمت کرنے کے بجائے خدمت لینے تک آجائیں گے "
موصوف۔۔" وہ ناک سکیڑ کر بے ساختہ روانی میں گویا ہوئی۔۔ مگر جب تک احساس ہوتا وہ سن کر قہقہہ لگا اٹھا
کیا کروں پیدائشی نواب ہوں۔۔" اسنے اسکا ڈریس بیڈ پہ ڈالا۔۔ توقیع نے احتجاجاً اسے " دیکھا۔۔ دلاور نے پاس آکر اسکے ہونٹوں پہ انگلی رکھی

"ہشش! قسمت یہ موقع بار بار نہیں دے گی۔۔"
اسنے پیچھے ہو کر دروازہ لاکڈ کیا،، اور ساتھ ہی روم کی ساری لائیٹس آف کر دیں۔۔
دفعتاً روم میں ایکدم اندھیرا پھیل جانے پہ وہ گھبرا گئی۔ اسنے بے ساختگی میں دلاور کو پکارا۔۔۔
جس نے دراز سے موم بتیاں نکال کر ڈریسنگ ٹیبل پہ رکھیں اور لائیٹر کے ننھے شعلے سے ان موم بتیوں کو جلایا۔۔۔
روم میں ایکدم مدھم سی روشنی پھیل گئی، جس میں توقیع نے سانس روک کر دلاور کے توانا

وجود کو دیکھا تھا۔۔ دلاور نے ہونٹوں کو آگے لائٹر کا ننھا شعلہ لا کر پھونک ماری
توقیع نے یوں سانس کھینچی، جیسے وہ پھونک اسے اپنے چہرے پہ محسوس ہوئی ہو۔۔ دلاور
نے اپنا موبائل نکالا اور رومینٹک سا سونگ پلے کر دیا۔۔
اسکا بدلہ موڈ دیکھ کر توقیع مسکراہٹ دباتی سٹپٹا گئی۔۔۔

موبائل ٹیبل پہ چھوڑ کر توقیع کی طرف قدم اٹھاتا قریب آیا۔۔ وہ سراسیمگی سے دیوار
سے لگ گئی۔۔ دلاور نے اپنے ہاتھوں اسکے ناتواں شانوں پہ رکھے اور دھیرے سے اسے
اپنی پاس کھینچ لیا۔۔۔

You're the light, you're the night

You're the color of my blood

فسوں خیز ماحول میں مدھم سی گلوکارہ کی دلکش آواز فضا میں سحر بکھیرنے لگی

You're the cure, you're the pain

You're the only thing I wanna touch

مم۔۔میرے بال تو باندھے نہیں آپ نے دد۔ددلاور۔۔"وہ اسکی قربت سے سرخ"
پڑتی اسکا دھیان بھٹکانے کیلئے چونک کر بولی

Never knew that it could mean so much, so much

You're the fear, I don't care

'Cause I've never been so high

کیونکہ مجھے تمہارے یہ سنہری لٹیں یونہی بکھری بہکی پسند ہیں الفتِ دل۔۔"وہ گھمبیر"
لہجے میں اسکے کان کے قریب گویا ہوا
توقیع اسکی بھاری سانسیں اپنی شہ رگ پہ محسوس کر کے اسکے سینے میں سمٹ گئی۔۔
اسنے آنکھیں موند کر اپنی ٹھوڑی اسکے شانے پہ ٹکا دی۔۔

Follow me through the dark

Let me take you past our satellites

You can see the world you brought to life, to life

وہ ہولے ہولے اسکی سانسوں سے سانسیں ملا کر اسکے وجود کو بانہوں میں بھر کر آہستہ جھومنے لگا۔۔۔

So love me like you do, lo-lo-love me like you do

Love me like you do, lo-lo-love me like you do

Touch me like you do, to-to-touch me like you do

What are you waiting for?

اسکے دہکتے ہونٹوں نے توقیع کے ہونٹوں کو چھوا۔۔۔

اسکے ہاتھوں کی انگلیاں بے ترتیبی سے اسکے وجود کو محسوس کرنے لگی۔۔وہ دیوانگی کے عالم میں کھڑا اسکے سانسوں کو پینے کے جنون میں تھا۔۔

Fading in, fading out

On the edge of paradise

Every inch of your skin is a holy grail I've got to find

Only you can set my heart on fire, on fire

اسکی کمر سے سرکتی باتھ گاؤن کی ڈوریاں، شانوں سے پھسلتے گاؤن نے اسے شرم سے غیر

کر دیا۔۔ دلاور نے جیسے اپنے ہونٹ اسکے کالر بون پہ ثبت کیے توقیع تڑپ کر اسکے آہنی بازوؤں میں سما گئی

Yeah, I'll let you set the pace

'Cause I'm not thinking straight

My head's spinning around I can't see clear no more

What are you waiting for?

Love me like you do, lo-lo-love me like you do (like you do)

Love me like you do, lo-lo-love me like you do

Touch me like you do, to-to-touch me like you do

What are you waiting for?

Love me like you do, lo-lo-love me like you do (like you do)

دل۔۔ دل۔۔ باہر جیکی خیری مم۔ موجود ہیں۔۔ "اسے اپنے رخسار سے رخسار سہلاتے" دیکھ کر توقیع نے جھجھکتے پیچھے ہوئی

What are you waiting for?

I'll let you set the pace

'Cause I'm not thinking straight

My head's spinning around I can't see clear no more

تو؟؟؟" دلاور نے ترچھی نگاہ اس پہ ڈال کر ابرو اچکایا۔۔"

وو۔۔وہ کیا سوچیں گے۔۔۔" اسکا چہرہ خفت سے تپ گیا۔۔"

سوچنے دو انہیں جو سوچتے ہیں۔۔ لیکن تم اس وقت مجھے سوچو۔۔۔" وہ سر جھٹک کر اسکی"

بات نظر انداز کرتا اسکے نچلے لب کے کنارے پہ انگلی پھیرنے لگا۔۔

وہ گلوکارہ کے بے باک الفاظ اور اسکی سانسیں روکتی خمار آلودہ نگاہوں سے پور پور لرز گئی

What are you waiting for?

Love me like you do, lo-lo-love me like you do (like you

do)

Love me like you do, lo-lo-love me like you do (yeah)

میں تو ہر وقت آپکے بارے میں سوچتی ہوں۔۔" وہ شرم وحیا سے گلنار ہو کر منمنائی۔۔"
"اسلئے تو پاگل کیا ہوا ہے مجھے۔۔" وہ ہنس کر بولا۔۔ توقیع نے ہونقوں کی طرح اسے دیکھا۔۔ مگر اس سے پہلے وہ لب وا کرتی دلاور نے اپنے ہونٹوں سے اسکے ہونٹوں کی بات حلق میں دبا دی۔۔۔

اسنے اسکی پشت کو دیوار سے لگایا اور جھٹکے سے کمر کو اپنی سمت کھینچا۔۔ وہ سانس روک کر اسکے سینے سے آ لگی۔۔۔
وہ مسکراتا ہوا جانے کیوں خوش تھا، ایکدم فضا میں قہقہہ لگاتے اسنے جھٹکے سے توقیع زیدی کو فضا میں بلند کیا
دل!!!!" وہ پہلے تو چیخ اٹھی لیکن آہستہ سے سر کتی جب اسکے مقابل آئی بے ساختہ " گلوکارہ کے ساتھ گنگنائی۔۔۔

"What are you waiting for?

Love me like you do, lo-lo-love me like you do۔۔۔"

اور جب وہ اپنے اصلی روپ میں آیا توقیع کی گنگناہٹ کھکھلاہٹ و احتجات میں بدل گئی۔۔ جبکہ اسکا دل چاہ رہا تھا وہ گلوکارہ کا منہ پتھر سے بند کر دے کیونکہ اب اس شخص کو روکنا

اس کے بس سے باہر ہو گیا۔۔۔

Love me like you do, lo-lo-love me like you do (oh)

Touch me like you do, to-to-touch me like you do

What are you waiting for?

بھاڑ میں گیا ویٹ چھوڑو مجھے دل!!!" وہ حلق بل چیخی"

نو بے بی اب میرا ویٹ ختم ہاہاہا۔۔۔" وہ قہقہہ لگاتا مسرور سا اس پہ سائے کی مانند جھکنے لگا"

تت۔۔ تمہیں تو کام سے جانا تھا نا۔۔۔" وہ گڑ گڑائی"

"یو کو وٹینگ پہ چھوڑ کر کون کافر کام پہ جائینگ؟؟"

یو جعلی انگریز!!!" وہ چیخ اٹھی"

دلاور نے قہقہہ بلند کیا۔۔

لیکن کون جانتا تھا ان مسکراہٹوں کی مدت کتنی ہے۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤

اپنی تیز رفتاری سے چلتی ہوئی فضا میں بلند شور برپا کرتی ہر ایک (Hayabusa)ہیابوسا کے دل کو دھڑکاتی ہوئی ہائی کورٹ کے وسیع احاطے میں آکر رکی۔۔۔ہیابوسا پہ بیٹھے وجود سیدھا ہو کر اپنی ہیلمٹ اتار کر اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔

یہ ڈاکٹر صارم زیدی ہے "کچھ دور اونچائی پہ آنکھوں پہ دوربین رکھے بیٹھے سیاہ کپڑوں" میں موجود وجود نے ہیابوسا پہ موجود شخص کو پہچانتے ہوئے آگاہ کیا

کیا اسے ختم کرنا ہے؟؟" دوسرے نے اسکے سینے کا نشان لیتے حکم کا انتظار کیا۔۔۔"
اسٹاپ!! ہمیں اس لڑکی اور گواہ کا انتظار کرنا ہے۔۔اگر یہاں حملہ ہوا تو دشمن شاطر" ہو جائیں گے یہ غلطی ہم ہرگز نہیں کر سکتے ہمیں وکیل کی دوست اور اسکے ساتھ وٹنس کو "مٹانا ہے مائنڈ اٹ۔۔
اوکے باس۔۔۔۔"شوٹر نے ٹریگر سے انگلیاں پیچھے ہٹائیں۔۔وہ دائیں بائیں سڑک پہ" بیٹھے اس سیاہ بی ایم ڈبلیو کے انتظار میں تھے جس میں فیری کو اپنے گواہ سمیت یہاں آنا تھا۔۔
انکا ٹارگیٹ "وٹنس" تھا۔۔۔آج وہ کسی قسم کی بھی غلطی افورڈ نہیں کر سکتے تھے کیونکہ انکی چھوٹی سی بھول دشمنوں کو موقعہ دے سکتی تھی فتح کا۔۔۔

وہ اندر جا رہا ہے "شوٹر نے ساتھ موجود ساتھیوں سے کہا تھا"
جانے دو اسے وہ ڈاکٹر جا کر وکیل صاحب کا علاج کرے گا جسکے پاس ابھی تک اسکا گواہ"
نہیں پہنچا تھا۔۔" اسنے استہزائیہ مکروہ قہقہہ لگاتے کہا تھا۔۔
اسکے ساتھ سب نے ساحل شاہ کی حالت کو تصور کرتے قہقہہ لگا اٹھے۔۔۔

پہ سوار کو دیکھ رہے تھے۔۔ Hayabusa جبکہ آتے جاتے لوگ سب
اس رائیڈر کو دیکھ کر دھڑکنیں بے ترتیب ہو رہی تھیں۔۔۔

لیکن وہ سب کو نظر انداز کرتا، بائیک سے اترا اور ہیلمیٹ بائیک پہ رکھ کر، بلیک پینٹ و
بلیک راؤنڈ نیک شرٹ پہ بلیک بلیبرز میں ملبوس وہ کورٹ میں داخل ہوتے کچھ وجود کے
ساتھ خود بھی اندر داخل ہوا تھا۔۔

وہ اپنی باوقار چال چلتا آگے بڑھ رہا تھا، وہ پہلی دفع یہاں آیا تھا۔ آس پاس کے ماحول کو
دیکھ رہا تھا جبکہ اسکے آگے کچھ وکلاء آ رہے تھے پولیس اہلکار اور سیاہ عبایے میں تنہا خاتون
بھی اندر کی طرف بڑھ رہی تھی

وہ شانِ بے نیازی سے مضبوط قدم اٹھاتا ہوا، چند زینے طے کرتا، راہ داری سے گزرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔۔ دائیں بائیں سے گزرتیں سیاہ کوٹ میں ملبوس لڑکیوں کی سراہتی نگاہوں کا مرکز وہ پرکشش پرسنالٹی کا مالک تھا، لیکن بلا کا انجان۔۔ اسکی شخصیت میں سادگی انداز میں لاپرواہی تھی

اسے قیمتی چیز وستائش میں دلچسپی نہیں تھی وہ مختصر و محدود مگر خالص کا عادی تھا۔۔

ہاں وہ کیمرہ کی آنکھ میں نہیں چمکتا تھا، کیونکہ وہ دلوں میں بستا تھا۔۔۔ اسے حکمرانی کرنا پسند نہیں تھی کیونکہ حکمرانی تو صرف اسکے رب پہ جچتی تھی، اسے تو بندگی پسند تھی رب کی اور محبت کی۔۔۔

وہ سیدھا اندر کی جانب بڑھ رہا تھا کہ تبھی اچانک سے سامنے کھڑے اہلکار نے اسے گھورتے اپنا فرض انجام دیتے اسکے آگے اسٹیک کرتے راہ مسدود کر دی۔۔

کون ہو تم اور اندر کہاں جا رہے ہو؟" اسکی بھوری آنکھوں میں دیکھتے وہ سرزشی انداز" میں استفسار کرنے لگا۔۔۔

کیا تمہیں معلوم نہیں دوران کاروائی کوئی اندر نہیں جاتا۔" اہلکار نے اسکے علم میں اضافہ" کیا۔۔

اسنے متبسم ہوتے سر اثبات میں ہلایا۔۔۔

وٹنس پروٹیکٹر "اپنی جیب سے والٹ نکال کر اسے کو سٹبل کے چہرے کے سامنے "
کرتے سنجیدگی بے لچک سپاٹ آواز میں بولا۔۔ جس میں موجود کارڈ دیکھ کر کونسٹبل نے
گڑبڑا کر اپنا ڈنڈا فوراً سے نیچے کر دیا۔۔۔
"آئی۔۔ آئم سوری سر۔۔۔"

کبھی کبھی ہم جو دیکھتے ہیں وہ حقیقت نہیں ہوتی
حقیقت وہ ہوتی ہے جو ہم دیکھنا نہیں چاہتے۔۔۔

❤❤❤❤

چہ چہ لگتا ہے آج وکیل صاحب اپنا ہوم ورک پورا کر کے نہیں آئے" شیخ صاحب طنزیہ "
مسکرائے
لیکن جب ساحل شاہ نے ظفران حیدری کو ایک بار پھر لا کر کٹہرے میں کھڑا کیا تھا انکی
آنکھیں تشویش و بوکھلاہٹ سے پھیلیں۔۔

عرشیہ نے پسینے سے نم ہتھیلیاں چہرے پہ پھیریں۔۔
اسکی حالت دیکھتے صام بے چین ہو کر کن پٹی سہلانے لگا۔۔
صمصام زیدی کچھ بھی تھا، بے حس مغرور گھمنڈی بد تمیز مگر عرشیہ خان کی ذرا سی تکلیف پہ بے قرار ہو جاتا تھا۔۔۔

ظفران حیدری ایک بار پھر کٹہرے میں کھڑے تھے، اسکی سلگتی سرخ آنکھیں ساحل شاہ پہ ٹکی تھیں۔۔ جیسے وہ اپنی آنکھوں سے نکلتے شعلوں سے اس چھ فٹ سے نکلتے قد کے مالک و چٹان سے مضبوط وجود کو جلا کر بھسم کر دینا چاہتا ہو۔۔۔
شیخ صاحب نے بے ساختہ پہلو بدلہ۔۔۔

انہوں نے انگلیاں ہونٹوں پہ رکھیں۔۔ انکی نظریں ظفران حیدر کو شانت رہنے کا اشارہ دے رہی تھیں۔۔ مگر اب تو کھیل شروع ہو چکا تھا۔۔۔

مسٹر ظفران آپ اس وقعے کے چشم دید گواہ ہیں۔ معزز عدالت کو بتائیں اس رات اپنی" تقریر سے پہلے آپ کہاں تھے؟ کیونکہ اس وقت آپ کی موجودگی کا کوئی گواہ نہیں تھا۔۔" ساحل شاہ کے سوال پر جسٹس صاحب کے ساتھ سب کی جواب طلب نظریں

ظفران حیدری پہ تھیں۔۔

اور ظفران حیدری کو اپنی سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہوئیں جبکہ انکا حلق صحرا مانند خشک پڑ چکا تھا۔۔

مم۔میں اس وقت اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ تھا۔۔" ظفران نے دماغ پہ کافی زور دیکر جواب دیا۔۔کیونکہ ایسا سوال اس سے پہلے نہیں پوچھا گیا تھا۔۔

دوستوں کے ساتھ تھے؟؟" ساحل نے تصدیق چاہے۔۔"

ہاں میں اپنے دوستوں کے ساتھ تھا۔۔" ظفران نے اپنی بات پہ غصے سے زور دیا۔۔۔"

آپ اپنے دوستوں کے ساتھ تھے؟ یہ یونیورسٹی کا فنکشن تھا یا ماموں کا ولیمہ؟ جہاں" سارے اسٹوڈنٹ کی ذمہ داری آپ پر تھی اور آپ اپنے دوستوں کے ساتھ تھے کیا اس واقعی کے ذمہ دار آپ تھے کیونکہ آپ ایک لاپرواہ پروفیسر تھے آپکی لاپرواہی سے نویرہ فیروز کے ساتھ اتنا بڑا واقعی ہوا اور آپ کو ہوش تب آیا جب وہ اس دنیا سے جا چکی تھی، بلکہ آپ کو ہوش تب نہیں آیا بلکہ آپ کو ہوش دلایا گیا۔۔۔

اگر آپ اتنے غیر ذمہ دار تھے تو کیسے مس نویرہ فیروز کے ڈرائیور کو اسکا خیال رکھنے کی تلقین کر رہے تھے؟ کیا آپ کو خطرہ ڈرائیور سے تھا؟ نا کہ دلاور سے۔۔۔۔ آپ نے ایک بار بھی اپنے اتنے گہرے دوست کی بیٹی کی گمشدگی کے بارے میں نہیں سوچا؟؟؟"

ساحل شاہ کے اچانک سوالات کی بوچھاڑ اور بری طرح گھیر لینے پہ ظفر کی شکل سیاہ سے نیلی پڑنے لگی۔ وہ بری طرح دہشت زدہ ہو گئے تھے ساحل شاہ سے۔۔۔

بکواس ہے سب مجھ۔۔ مجھے کچھ نہیں پتا۔۔ تم مجھ پہ الزام لگانے کی کوشش مت کرو" ساحل شاہ۔۔۔

میں اس وقت نویرہ سے ملا تھا، مجھے اسکے ڈرائیور سے کوئی خطرہ نہیں تھا۔۔۔" وہ غصے لال آنکھوں سے چیخا۔۔۔

تو آپ کو صرف دلاور سے ہی خطرہ کیوں تھا؟؟ دریاب سے کیوں نہیں جبکہ نویرہ فیروز" کا موبائل سے کانٹیکٹ تو دریاب خان سے تھا اسکا ملنا بولنا اٹھنا بیٹھنا چلنا سب دریاب خان سے تھا مگر وہ دلاور خان کے بچے کی ماں بن گئی اور مجرم دلاور خان بن گیا جس کا تعلق دور تک نہیں تھا نویرہ فیروز سے کیوں؟؟؟" اسنے کٹہرے پہ ہاتھ مارا۔ ظفر ان یوں اچھل کر پیچھے ہوا جیسے اس پنجے سے ساحل شاہ اسکا منہ نوچنا چاہتا ہو۔۔۔

ممج۔۔ مجھے کک۔ کیا پتا۔۔۔ مم۔ میں کچھ نہیں جانتا آخر تم میرے پیچھے کیوں پڑے" ہو؟؟؟" وہ وحشت زدہ ہوتے غرایا۔۔

اسکی آنکھوں میں آنسوں دیکھ کر ساحل بے ساختہ مسکرایا۔۔۔

مجھے تو شادی والی ایکسائیٹمنٹ ہو رہی ہے۔۔"زیاف نے جھرجھری لیتے صام سے"
سرگوشیانہ کہا۔۔۔
کیونکہ تیری ننگے کتے جیسی آنکھیں تو کہیں اور ٹکی ہیں۔۔"دریاب نے سن کر دانت"
پیستے ہوئے جواباً کہا۔۔صام نے امڈتی مسکراہٹ دبائی۔۔

تیری جل رہی ہے کیا؟؟میں تیرے جیسا بے غیرت نہیں،جسکے واحیات ترسے پن کی"
وجہ سے اسکا بھائی آج اس حالت کو پہنچا ہے لعنتی اگر تو اپنے بواسیر کی کھجلی بروقت دبا دیتا
تو آج یہ صورتحال نا ہوتیں۔۔
اور گینڈے سن میں غیرت مند زیدی ہوں!حساب برابر رکھتا ہوں،نا احسان خود کرتا
"ہوں نا کرنے دیتا ہوں مائنڈ اٹ۔۔
زیاف تو سر تا پاؤں بھڑک اٹھا تھا۔۔صمصام سے اپنا قہقہہ ضبط کرنا مشکل تھا۔۔ایک تو یہ
جانے کب سنجیدہ ہوں گے۔اسکا دل چاہا دونوں کو اٹھا کر کمرہ عدالت سے باہر پھینک
دے۔۔

دریاب کا غصہ جائز تھا کیونکہ مشیر کی صف میں بیٹھی جسٹس صاحبہ کی نظریں بار بار صمصام زیدی کی جانب بھٹک رہی تھیں، اور زیاف زیدی کی اس پہ۔۔۔

جواباً دریاب نے کرسیوں کے درمیان سے پانچوں انگلیوں کا شرف زیاف زیدی کی شان میں پیش کیا جسے دیکھ کر زیاف کو شدید دھچکہ لگا۔۔
دیکھ صامے اس لعنتی کٹنے کی حرکت۔۔" اسنے شدید صدمے سے صامے کو دہائی دی"
مگر صام نے سنجیدگی سے انہیں خاموش کروایا۔۔۔

جبکہ فضا میں ساحل شاہ کی بھاری خوبصورت آواز گونجی

آپ سے بہتر کون جانتا ہو گا مس نویرہ کو کیونکہ آپ کے پاس تو وہ لیٹ نائیٹ تک"
ٹیوشن پڑھتی تھی اور اسے لانے، لے جانے والا کوئی اور نہیں بلکہ وہی ڈرائیور تھا جسکو آپ نویرہ کے خیال رکھنے کی تلقین کر رہے ہیں وہ بھی اتنا دور لیکر جا کر۔۔
یہ کیسی تلقین تھی جو نا آپ کے گھر کی جا سکتی تھی نا ہی فیروز چغتائی کے گھر بلکہ وہاں کی گئی تھی جہاں رات کی سیاہی میں اپنے گناہ کو چھپانے کیلئے دور پار دو نا محرم وقت گزاری کیلئے

کمرے بک کرتے ہیں۔۔ جہاں راتوں کو گناہ ہوتا ہے جہاں ایک شریف شخص جانے کی برے خواب میں نہیں سوچتا۔ وہاں آپ مس نویرہ اور یہ ڈرائیور محض ایک دوسرے کو تلقین کرنے کیلئے گئے کیا مذاق ہے یہ مائی لارڈ!!!"

فضا میں ایکدم کھکھلاہٹ گونج اٹھیں۔۔ جسٹس صاحب کی بارعب آواز نے انہیں خاموش کروایا۔۔"سائلنس"

ناظفران حیدری کے پاس جواب تھا ناہی شیخ صاحب کیلئے آبجیکشن کیلئے مواقع۔۔۔۔ جبکہ ساحل شاہ کو بہت کچھ جاننا تھا۔۔۔

چلیں یہ ایک اتفاق سمجھ لیتے ہیں۔ گھبرائیں مت میں پولیس نہیں وکیل ہوں۔۔ آپ مجھے اس بات کا جواب دیں جب آپ نے جا کر نویرہ فیروز کو دیکھا تھا تب وہ زندہ تھی کہ انکی ڈیتھ ہو چکی تھی؟"

اسکے عام سے سوال پہ ظفران کی اٹکی ہوئی سانس کچھ بحال ہوئی۔ حالانکہ خوف سے وہ پور پور پسینے سے شرابو تھا۔۔

وہ مر گئی تھی۔۔"اسنے بمشکل سکون و اطمینان سے جواب دیا"

پھر آپ نے کیا کیا؟ فوراً سے ایمبولنس کو کال کی یا پہلے نویرہ کی ڈیڈ باڈی کو چیک "
کیا۔۔۔؟" ظفر نا سمجھی سے دیکھنے لگا تو ساحل نے اپنی بات کی وضاحت دی

ہم سے اکثر لوگ کرتے ہیں نا کہ پہلے متاثرین کو دیکھتے ہیں مر گیا ہے یا ابھی زندہ ہے "
کیونکہ یہاں ہر کوئی اپنے تحت نیم حکیم ہے۔۔" اسکی وضاحت پہ بے ساختہ مسکراہٹ
بکھریں۔۔۔

نہیں میں نے پولیس کو کال کی کیونکہ وہ مر گئی تھی۔۔" ظفر ان نے سر نفی میں ہلا کر "
جواب دیا۔۔۔
کیوں؟؟ آپ اتنے کانفیڈنٹ پر یقین کیوں تھے کہ وہ مر گئی ہو گی؟؟" ساحل کے "
برجستہ سوال پہ ظفر ان حیدری گڑبڑا گئے

کک۔ کیونکہ اسکی حالت بہت بری تھی۔۔ دلاور خان نے اسے اپنی درندگی کا نشانہ بنایا"
ہوا تھا۔۔ پھر میں کیسے اسکے پاس جاتا۔۔" ظفر ان نے اپنی بوکھلاہٹ پہ قابو پا کر چبھتے
ہوئے لہجے میں کہا

آپ کی شرافت قابل تعریف ہے مسٹر ظفران لیکن! آپ نے پولیس کو کال کر لی اسکے بعد کیا کیا؟ بیٹھ کر پولیس کا انتظار کیا یا پھر دلاور خان کے پاس گئے؟؟" ظفران حیدری نے اپنا حلق تر کیا۔۔

مم۔ میں اسکے پاس گیا۔۔۔" اسنے خوف سے ہکلا کر جواب دیا"

کیوں؟ آپ کی شرافت کا مدت اتنی ہی تھی؟" وہ طنزیہ بولا"

کیونکہ میں برداشت نہیں کر سکا۔۔۔" وہ غصے سے چیخا"

اسکا مطلب آپ میں برداشت کا پیمانہ زیرو ہے؟ آپ ایک جذباتی انسان ہیں جو جذبات میں کچھ بھی کر سکتے ہیں حتیٰ کہ اپنے دوست کی بیٹی کے پاس چلے گئے جسکا حلیہ آپ کیلئے قابل اعتراض تھا۔۔۔"

آپ نے پولیس کو کال کی کیونکہ آپ کا توجہ مرکز مجرم کو کسی حالت میں پکڑوانا تھا نا کہ اپنے دوست کی بیٹی کو ہاسپٹل لیکر جانا۔۔ ہمارے ہاں اجنبی بھی زخمی ہوتا ہے ہم اسے پہلے ہاسپٹل پہنچاتے ہیں بعد میں مجرم کو پکڑواتے ہیں۔۔۔ لیکن آپ کا انٹرسٹ اتنا مجرم میں "کیوں تھا بجائے نویرہ فیروز کو زندہ رکھنے کے؟؟؟

وہ بات کو کہاں سے کہاں لے گیا ظفران تو ہکا بکا اسے دیکھتا رہ گیا۔۔۔

چلیں اس بات کو یہیں چھوڑیں یہ بتائیں وقت کیا ہوا تھا؟؟" بغیر وقفے کے اگلا سوال"
گونجا
" ظفران کے کانوں سے دھواں نکل گیا۔۔۔"یی۔۔یہی گیارہ بجے کا وقت تھا۔۔
گیارہ؟؟" ساحل نے دہرایا"
ہہ۔۔ہاں شاید۔۔مجھے ٹھیک سے یاد نہیں۔۔" وہ اپنی پیشانی کو سہلا کر بولا۔۔"
آپ اس سب سے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں وکیل صاحب؟؟" شیخ صاحب کے ضبط کا"
پیمانہ لبریز ہوا۔۔۔
آپ اپنی جگہ پہ بیٹھیں شیخ صاحب!!" ساحل نے پلٹ کر کاٹدار لہجے میں کہا۔۔وہ سٹپٹا"
گئے "مائی لارڈ۔۔۔۔۔

یورآنر!ناتو دلاور خان پیدائشی قاتل تھا ناہی پیشہ ور سیریل کلر یا تجربہ کار**۔۔۔وہ"
اس وقت محض سترہ یا اٹھارہ سالہ لڑکا تھا۔۔۔" شیخ صاحب کی آواز کو دباتی ہوئی ساحل
شاہ کی بارعب مردانہ آواز کمرہ عدالت میں گونج اٹھی
صحافی کے ہاتھ تیزی سے حرکت میں آئے وہ حرف بہ حرف نوٹبک پہ اتارتے گئے۔۔

تقویٰ زیدی فخر یہ اسے دیکھ رہی تھی آخر حیدر شاہ کے چیمپئن کی تربیت اسکی زر آپی نے جو کی تھی۔۔

یقیناً اس کیلئے اپنا پہلا قتل اور ریپ کرنا اتنا آسان نہیں ہو گا جتنا سالوں پہلے پیش کیا گیا" تھا۔۔

نو بجے دلاور خان اپنے بھائی دریاب خان کے ساتھ ماں باپ سے الوداع کر کے ہاسپٹل سے نکلا تھا۔۔ سٹی ہاسپٹل سے یونیورسٹی تک کا سفر اگر تیز ڈرائیونگ کو مد نظر رکھ کر اندازہ لگائیں تو بھی بیس منٹ کا ہو گا۔۔ اگر 9:20 کو وہ جب یونیورسٹی میں داخل ہوئے تھے۔ جاتے ہی تو نویرہ فیروز کا قتل نہیں کیا ہو گا مائی لارڈ؟؟؟" وہ طنزیہ مسکرایا۔۔۔ اور اپنی بات جاری رکھی

صمصام زیدی نے جب اسپیچ کی تھی تب وقت تھا 10:40!! اور اس اسپیچ کی ویڈیوز" شوشل میڈیا پہ آج بھی موجود ہیں کیونکہ وہ رات کافی لوگوں کیلئے یادگار تھی۔۔۔

اس ویڈیو میں بھی دلاور کی موجودگی پائی گئی ہے جو مسکرا کر اپنے کچھ پروفیسر سے مل رہا تھا جن کیلئے وہ ایک قابل ذہین اسٹوڈنٹ تھا، جسے موقع دیا گیا پوری یونیورسٹی میں اسٹیج پہ تقریر کا۔ اگر دلاور اتنا بڑا اسٹوڈنٹ ہوتا تو پروفیسر ظفران اسے کبھی آگے آنے نا دیتے

"آئم رائیٹ ظفر صاحب؟

دریاب کے مسکراتے چہرے پہ گہرے سائے لہرائے۔۔
اسکے لئے یہ وقت اور وہ یادیں اذیتناک تھیں کیونکہ اس حادثے میں دریاب خان نے نا صرف اپنے قلبی بھائی کو کھویا تھا بلکہ اپنے باپ کی شفقت ماں کی مسکراہٹ بہن کی کھکھلاہٹیں سب کچھ کھو دیا تھا۔۔
وہ ہمیشہ دل کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر چلنے والا بھری دنیا میں تنہا رہ گیا تھا۔۔اسکی آنکھوں میں نمی آگئی اور ہونٹوں پہ مسکراہٹ اس آس پہ کہ جلدی جب دلاور واپس تو کیا وہ ان آنسوں پہ مزید ضبط کر پائے گا؟؟؟

آپ اس سب سے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں وکیل صاحب؟؟؟"ساحل شاہ کا نقطہ نظر" شیخ صاحب کی سمجھ سے باہر تھا تبھی وہ درمیان میں اسکی بات کاٹ کرنا گواریت سے بھڑک کر بولا۔۔

میں اس بات سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ ایک اٹھارہ سالہ لڑکا اپنی ہم عمر لڑکی کے ساتھ محض بیس' پندرہ منٹ میں اسے ڈھونڈتے ہوئے تیسری منزل پہ جاتا ہے، بلکہ "

اسکے ساتھ زیادتی کرتا ہے اور پھر اسے موت کے گھاٹ اتارتا ہے یہ ایک قتل ہے یا کہانی؟؟

یور آنر آپ نویرہ فیروز کی تصاویر دیکھیں، جس طرح اسے موت کے گھاٹ اتارا گیا ہے وہ کسی بچے کا نہیں بڑے تجربہ کار کا کام تھا، بیس منٹ میں نا صرف اسکی گردن کاٹی بلکہ "اسے اپنی حوس کا شکار بنایا یہ ایک سترہ اٹھارہ سالہ بچے کیلئے کیا ممکن ہے۔۔؟

اسنے شیخ صاحب کو منہ توڑ جواب دیا، جسکے جواباً کاروائی میں شیخ صاحب کے محض لب کپکپائے۔۔

سب اسکا غصے سے سرخ چہرہ دیکھنے لگے۔۔۔ جبکہ وہ مزید راز فاش کر رہا تھا۔۔

پہلا سوال تو یہ ہے میر انویرہ فیروز رات کے اس وقت جب سب نیچے تھے خود تیسری منزل پہ کیا کر رہی تھی یور آنر؟؟ اور اگر میں یہ مان لوں کہ اسے سازش سے بلایا گیا تھا، تو بھی کیا اسنے خود کو بچانے کیلئے کوئی مزاحمت نہیں کی حالانکہ زندگی تو جانور کو بھی عزیز ہوتی ہے۔۔

اتنے وقت میں نویرہ فیروز نے خاک کوئی مزاحمت کی ہو گی۔ اسکے باوجود اسکے چہرے پہ زخم تھے۔۔ فرش پہ خونآلودہ انگلیوں کے نشان تھے بقول ظفران حیدری کے اسکی حالت ایسی تھی کہ پروفیسر صاحب پاس نہیں جا سکے اپنے دوست کی لاڈلی بیٹی کو دیکھنے کہ وہ زندہ بھی ہے یا مر گئی؟

اگر آپ کو وہ اتنی عزیز تھی تو آپ نے پولیس کو کال کی آتے ہی بجائے کہ نویرہ فیروز کو ہاسپٹل پہنچانے کے۔۔

اسکی انگلیوں کے نشان دیواروں پہ تھے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسنے اپنے بچاؤ کی ہر ممکن کوشش کی مگر قاتل زور تھا، مگر دلاور تو ایک اٹھارہ سالہ لڑکا تھا اسکا ہم عمر اس کے چنگل سے نکلنا نویرہ فیروز کیلئے ناممکن نہیں ہوتا اگر مقابل واقعی دلاور ہوتا۔۔۔

اگر مس ماہرہ نے آپ کو بتایا نویرہ کے خلاف تو اتنا لیٹ کیوں جب وہ اپنی سانسیں ہار چکی تھی؟؟ جب ماہرہ سب کے ساتھ نیچے تھی، تو سواء ماہرہ کے نویرہ کی چیخیں کسی اور نے کیوں نہیں سنی؟" وہ سالوں پہلے کی ایک ایک تصویر سامنے کرتا بلند و گرجتی آواز میں پوچھ رہا تھا۔۔

ظفران حیدری کی شاکڈ نظریں دریاب خان پہ تھی اور دریاب خان پورے حق سے اس تعریف کو اپنی کیپ کے اشارے سے وصول کر رہا تھا۔۔
"کچھ سازشیوں نے بدلہ ہمیں،، کچھ ہم پیدائشی بگڑے ہوئے تھے ظفران صاحب"

فیروز چغتائی نے اپنا چہرہ ہاتھوں میں گرا لیا۔۔۔۔
انکی بیٹی کو اتنی اذیت ملی تھی۔۔ کتنا پکارا ہو گا اسنے اپنے باپ کو کتنی تڑپی ہو گی وہ۔۔۔ اور اب بھری محفل میں ایک باپ اپنی بیٹی کی آبرو کے اڑتے چیتھڑے دیکھ رہا تھا؟؟

مائی لارڈ! یہ ہے دلاور خان کی تصویر جو موقع واردات پہ پولیس نے لی تھی۔۔ اور یہ ہے" ظفران حیدری کا بیان جس میں انہوں نے لکھا ہے "گیارہ بجے مس نویرہ فیروز کا قتل ہوا تیسری منزل کے کلاس روم میں" اسنے اپنے ہاتھ میں موجود ایک تصویر بلند کی جبکہ وہیں دوسری تصویر اور ظفران کا بیان بیلف کے حوالے کیے

اس تصویر میں دلاور کے ہاتھ میں محض نائیف تھی، اور کپڑوں پہ کہیں کہیں خون کے علاوہ وہ ویسا ہی تھا جیسا فنکشن میں تیار ہو کر آیا تھا۔۔۔

جس طرح بروقت اس پہ چھاپا پڑا تھا، دلاور کا یہ حال ہر گز نہیں ہونا چاہیے تھا یور آنر۔۔"
ایک انسان کو ذبح کرنا اتنا آسان ہے مجرم پہ ایک خراش تک نہیں؟
نویرہ کوئی دودھ پیتی بچی نہیں تھی جسکے ساتھ اسکی مرضی کے خلاف *** زیادتی ہوئی اور پھر اسے دردناک موت کے گھاٹ اتارا جبکہ قاتل پہ خون کی چھینٹ نہیں؟؟

میرا سوال یہ ہے قاتل کو پارلر بھیجنے کے بعد کی تصویر ہے یا قتل سے پہلے کی؟ کیونکہ جس طرح دنیا نے دلاور خان کو وحشی درندہ بنا کر پیش کیا ایک وحشی کا روپ اتنا معصوم تو نہ ہو گا جو ریپ و قتل کے بعد وہاں سے بھاگنے کے بجائے نائیف پکڑ کر اپنی جگہ پہ بیٹھا رو رہا ہے۔۔؟؟؟"

اسکا دماغ غصے و طیش سے گھوما ہوا تھا۔ اسکا بس نہیں چل رہا تھا وہ ایک ایک کو پکڑ کر زندہ زمین میں گاڑھ دے۔۔

ایک بات تو ثابت ہو گئی تھی کہ اس وقت پولیس وکلاء نہیں بلکہ عدالت اور اسکے فیصلے بھی بکے ہوئے تھے۔۔

"ایک انسان جب پہلا قتل کرتا ہے مائی لارڈ! تو اتنا لاپرواہ نہیں ہوتا، وہ بہت محتاط و خوف کے زیر اثر قتل کرتا ہے۔۔ بے شک نویرہ فیروز کے قاتل نے اب تک تمام ثبوت و گواہ مٹا دیے ہیں مگر اس کے باوجود اسکی چھوٹی چھوٹی حرکت میں لاپرواہی ہے جیسے وہ اس سب کا عادی ہو۔۔۔ اور عادت ہمیشہ لاپرواہ ہوتی ہے جو اسکی پھانسی کی وجہ بن جاتی

"ہے۔۔

اسکے ایک ایک بات پہ زور دیکر کہنے پہ ظفران کو اپنی گردن میں ابھی سے ہی پھانسی کا گہرا پھندا محسوس ہو رہا تھا۔۔

مائی لارڈ یہ وکیل صاحب کا دماغی فتور ہے۔ اگر دلاور خان کو اسکی حرکات و اعتراف جرم" قاتل ثابت نہیں کرتا تو کیسے ظفران حیدری وکیل صاحب کی من گھڑت باتوں سے مشکوک قاتل ہو گئے؟

ایک قاتل کے پاس قتل کرنے کی وجہ ہوتی ہے جیسے دلاور خان کے پاس تھی وہ اپنا گناہ چھپانا چاہتا تھا جو نویرہ فیروز کی وجود میں تھا، جبکہ ظفران حیدری کے پاس کیا وجہ ہو گی وہ اپنے دوست کی بیٹی کو بے وجہ قتل کرے؟ ایک سیریل کلر بھی بے وجہ قتل نہیں کرتا

مائی لارڈ!" شیخ صاحب درمیان میں بھڑک کر سامنے آتے بولے

ساحل شاہ استہزائیہ مسکرایا۔۔۔

کیونکہ قاتل کو ایک مہرا چاہیے تھا جس سے وہ اپنا گناہ چھپالے اور فیروز چغتائی کی" نظروں میں برا ثابت بھی نا ہو سکے۔۔

اور اسے یہ مہرا،، نویرہ فیروز نے اپنے دشمن سمجھ کر دو بھائی کو پیش کیا۔۔۔

پہلے دلاور خان سے کہا وہ اسکے بھائی کے بچے کی ماں بننے والی ہے، اور پھر دریاب خان سے کہا وہ دلاور خان کے بچے کی ماں بننے والی ہے۔
یہ محض ایک سازش تھی ان دونوں بھائیوں کو توڑ کر اپنی بچگانہ دشمن نکالنے کی لیکن نویرہ خان اپنی آگ میں خود ہی راکھ ہو گئی۔۔۔

شیخ صاحب اگر آپ کو اپنے موکل کے خلاف سن کر اتنی تکلیف ہو رہی ہے تو خود پوچھیں اپنے موکل سے کہ ساری نویرہ کی ٹیسٹ رپورٹس وکیل وکیس کی کاروائیاں آپ نے خود کروائیں یا فیروز چغتائی نے؟؟" ساحل کے سوال پہ شیخ صاحب کے ساتھ ظفران حیدری بھی گھبرا گیا

مم۔میں نے کروائی تھی کیونکہ فیروز اس وقت اس حالت میں نہیں تھا وہ اپنی بیٹی کے " کھونے کے صدمے میں تھا اسلئے ایک دوست بھائی ہونے کے ناطے میں نے ہی وہ ساری ذمہ داریاں اٹھائیں۔۔
لیکن اس بات کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ وہ رپورٹس جھوٹی ہیں تو جا کر ان لیبارٹری سے پوچھو۔۔۔" وہ حلق بل غرایا۔۔۔

کیسے پوچھیں ظفران حیدری کچھ عرصے بعد تو وہ لیبارٹری تباہ ہو گئی تھی، نویرہ فیروز کے "
کیس جیتنے والے وکیل کا مرڈر ہو گیا تھا۔۔۔ واحد آپ ہیں ہمارے پاس جن سے پوچھ سکتے
ہیں۔۔" وہ شرارتاً مسکرایا
اسکی سرمئی آنکھوں کے معنی خیز تاثرات پہ ظفران کی رنگت اڑی تھی۔۔۔

ماحول پہ موت جیسا سکوت چھا ہوا تھا، سب دم سادھے بیٹھے ساحل شاہ کی کاروائی دیکھ
رہے تھے۔ شیخ صاحب نے لاجواب ہو کر ساحل شاہ کو دیکھا جبکہ ظفران حیدری کا چہرہ
لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا تھا۔۔۔

بکواس کر رہے ہو تم ساحل شاہ میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔۔" اپنی غیر ہوتی حالت "
سے بپھر کر ظفران حیدری چیختا ہذیانی کیفیت میں جان لیوا ارادوں سے کٹہرے سے باہر
نکلنے لگا تھا کہ تبھی دریاب خان نے برقی تیزی سے اٹھ کر اپنے بھاری ہاتھ کے پنجے سے
اسے واپس کٹہرے میں دھکیلا۔۔
ظفر اسکے پنجے کے وار سے بری طرح کھانسنے لگا۔۔

ہمارے باعزت پروفیسر تو ناراض ہی ہو گئے۔ میں نے یہ تو نہیں کہا تھا وہ جرم آپنے کیا"

ہے ظفران حیدری؟؟" ساحل شاہ نے اسکی حالت سے محظوظ ہوتے چبھتے لہجے میں کہا۔۔
بہت پچھتاؤ گے تم ساحل شاہ" وہ حلق بل چلایا۔۔ کیونکہ وہ اسکی گیم اچھے سے سمجھ چکا"
تھا، وہ ہر طرح سے اس پہ گھیرا تنگ کرتے ہوئے بھی انجان بن رہا تھا۔۔

یور آنر وکیل صاحب کے پاس اب کوئی ثبوت گواہ ہیں نہیں اسلئے وہ ایسی بہکی باتیں کر"
کے میرے موکل کو ذہنی ٹارچر کر رہے ہیں۔۔" شیخ صاحب نے ناگواری سے ساحل شاہ
کو دیکھا جبکہ انکی دھڑکنیں معمول رفتار سے بڑھ گئیں۔۔۔
بہکے کام میرے ہیں اور حواس باختہ آپ ہو رہے ہیں شیخ صاحب" وہ تمسخرانہ آواز میں"
بولا۔۔۔

مائی لارڈ مسٹر ساحل شاہ دس بیس کی پہیلیوں میں الجھا کر محض معزز عدالت کا وقت"
برباد کر رہے ہیں کیونکہ انکے پاس۔۔۔۔۔" شیخ صاحب تنفر سے ساحل کو دیکھتے
صورتحال ہاتھ سے جاتی ہوئی محسوس کرتے آج کی کاروائی کو یہی ختم کرنا چاہتے تھے کہ
دفعتاً فضا میں اہلکار کی آواز گونجی۔۔۔

"ایڈووکیٹ ساحل شاہ کا گواہ حاضر ہے"

اس سے پہلے وکیل کچھ مزید کہتا، دروازے پہ کھڑے کونسٹبل نے با آواز بلند اندر موجود افراد کو باخبر کیا۔۔

جسے سن کر شیخ صاحب نے اپنے سن دماغ و بے یقینی سے ساحل شاہ کو دیکھا۔ عدالت میں ایکدم چہ منگوئیاں پھیل گئیں جنہیں جسٹس صاحب کے ہتھوڑے نے خاموش کروایا۔۔۔

ظفران حیدری نے چونک کر انگارہ آنکھوں سے اپنے ساتھی کو دیکھا تھا۔۔ "یہ کہاں سے آیا گواہ؟؟"

جبکہ شاکڈ و ششدر ایٹالو کیٹھورڈ کی پوری گردن ہی داخلی دروازے کی جانب گھوم گئی۔۔۔ ایک ایک کی نگاہیں آہستہ آہستہ ساحل شاہ کی سرمئی نگاہوں کے تعاقب میں اٹھیں۔۔۔

جہاں سیاہ عبایے میں ملبوس وجود نے بیلف کے ساتھ اندر قدم رکھا تھا۔۔۔

عائشہ خان کے جسم میں جیسے خدا نے نئی روح پھونک دی تھی اور عرشیہ نے دھک دھک کرتے دل و بھیگی آنکھوں سے دلاور کے تمام بھائیوں کی خدا سے سلامتی مانگی۔۔

میں اپنا ہوم ورک پورا کرتا ہوں مسٹر عبدالحق صاحب "معاً مسکراتی آواز شیخ صاحب"
کے کانوں میں گونجی اور انہوں نے سکتے سے نکل کر ساحل شاہ کو دیکھا

یہ کون ہے صام؟؟" عرشیہ نے سیاہ عبایے میں اس وجود کو دیکھا جو درمیان راہ سے "
چلتی ساحل شاہ کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔ نقاب سے محض اسکی دو آنکھیں ہی واضح تھیں
جن سے اندازہ لگانا نہایت مشکل تھا کہ یہ کون ہے؟؟
کیا وہ ماہرہ تھی؟؟ اسے لیکر کون آیا تھا؟؟

حوصلہ کریں مس فیری!" ڈاکٹر نے اسکی بدلتی رنگت کو دیکھ کر حوصلہ دینا چاہا جس پہ "
فیری نے کاٹ دار نظر اس پہ ڈالی۔۔
زیادہ لاوارثی کی ضرورت نہیں وہ میرے چاچے دی بیٹی نہیں تھی جتنے پیسے دیے ہیں اتنا"
"کام کر
وہ ناگواریت سے تڑخ کر بولی، جس سے ڈاکٹر گڑبڑا گیا۔۔
فیری نت جیکٹ کی جیب سے ببل گم نکال کر کافی تشویشناک حالت کے زیر اثر ویپر سے
آزاد کیا اور منہ میں ڈالا تھا۔۔

ماہرہ کی اچانک موت سے اسکا سانس چڑھنے لگا تھا۔۔وہ کافی کوشش کر رہی تھی استھما کی مریضہ ثابت ہونے کی لیکن سالی وہ بیماری بھی شاید مخصوص مریضوں کیلئے بنی تھی۔۔

معاً فضا میں اسکے موبائل کی میسج ٹون گونجی
کا میسج اسکی نظر و "Done" فیری نے تیزی سے موبائل نکالا اور میسج باکس آن کیا جہاں نے سامنے تھا۔۔
جسے پڑھ کر فیری نے اپنی کچھ دن سے اکڑی گردن کو جھٹکا دیکر ٹھیک کیا اور موبائل جیب میں واپس اڑستے ہوئے، چہرے کے یتیم تاثرات مٹائے، اور پھر اسنے مسکراتی نظروں سے ڈاکٹر کو دیکھا

سن ڈاکٹر!!بہت کرلی ڈاکٹر گری یہ رکھ اپنی فیس اور اپنا اپنی ماہرہ کا حساب برابر"
کر۔۔۔"وہ اپنے مخصوص ولا پرواہ انداز میں جیب سے نکالا سائن شدہ چیک ڈاکٹر کے حوالے کرتی، لمبے سیاہ پینٹ شدہ ناخون سے اپنے بال شانے سے پیچھے جھٹکتی قدموں کی مخصوص آہٹ کے ساتھ وہ ہاسپٹل کی راہ داری سے نکل گئ
ڈاکٹر ہونقوں کی صورت لیے محض اس جاتی ہوئی چنگاری کو دیکھتا رہ گیا تھا۔۔۔

باسٹرز تم لوگوں نے تو ماہرہ کو مار دیا پھر یہاں اسکی روح گواہی کیلئے آئی ہے؟؟" ایٹالو کا" پارا چڑھا۔۔ اسنے میسج بھیجا۔۔ جبکہ وہ عبایے میں موجود تمام نظروں کے حصار میں چلتی کٹہرے میں کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

اسکے کٹہرے میں کھڑے ہوتے نا صرف ظفران حیدری بلکہ ایٹالو کیتھورڈ کے ٹھنڈے پسینے چھوٹ گئے۔۔

کوئی نہیں جانتا تھا وہ کون تھی؟ حالانکہ ظفران حیدری نے ماہرہ کو مروانے کا سو فیصد کام کر دیا تھا لیکن یہ کون تھی؟؟؟

کیا اسکے آدمیوں سے غلطی ہوئی تھی؟ یا پھر؟؟؟؟

ان سب کی سازش۔۔۔۔۔۔

شیخ صاحب کی زبان پہ قفل پڑ گئے۔۔ وہ ہو نق صورت لیے کبھی ظفران کو دیکھتا تو کبھی ساحل شاہ کو۔۔۔

یی۔۔ یہ م۔ مم۔ ماہرہ ہے؟؟" ظفران کے سیاہ سوجھے خشک لبوں سے اسکا نام ادا کرنا" مشکل تر ہو گیا۔۔ اسکے دماغ میں وحشت کی چیونٹیاں رینگنے لگیں اور آنکھوں کے سامنے ایک پل کیلئے تو اندھیرا پھیل گیا۔۔

ماہرہ؟؟؟"ساحل نے پاس ہونے کی وجہ سے اسکی سرگوشیانہ آواز سنکر مسکرایا۔۔"
یہ ماہرہ کیسے ہو سکتی ہے ظفران؟ ایک مرا وجود دوبارہ کیسے زندہ ہو سکتا ہے؟؟"ساحل"
نے تمسخرانہ پوچھا

صمصام دریاب زیاف کے اطمینان و پر سکون قابل دید تھا جبکہ وہاں ہر کسی کو ہزاروں
وولٹ کا برقی جھٹکا لگا تھا۔۔وہ نا سمجھی سے ساحل شاہ کو دیکھنے لگے تھے

"یس مائی لارڈ! یہاں کوئی ماہرہ نہیں۔۔نا ماہرہ تھی نا ہے۔۔"
وہ ایک گیمر تھا۔۔ایک نہیں ہزاروں دماغ سے کھیلنے والا۔۔

میں ان مکار لوگوں کی گواہی ہر گز برداشت نہیں کر سکتا تھا جنہوں نے اس وقت "
خاموش ہو کر دلاور خان کو تباہ ہوتے دیکھا تھا۔۔۔
گناہ کو خاموش ہو کر دیکھنے والا خود گناہ میں شریک دار ہوتا ہے۔۔

جس طرح دن بدن دلاور خان کے حق میں گواہوں کی موت واقع ہو رہی تھی اس وقت

ہمارے لئے اس پلان کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔۔
میں نے دلاور کے دشمنوں کے ساتھ ماہرہ کا کھیل کھیلا تھا محض انکی توجہ کو بھٹکانے کیلئے
This's SKZ brothers) حقیقت یہ ہے کہ کوئی ماہرہ ہے ہی نہیں
planning)۔۔۔"

کیونکہ یہاں ڈبل ڈی کی بات تھی پھر ڈبل گیم کیوں نا ہوتی۔۔۔
وہ نہایت پر سکون و محظوظ کن مسکراہٹ سے سب کے سروں پہ بلاسٹ کر گیا۔۔

ٹھاہ ٹھاہ کر کے ایک کے بعد ایک کے سر پہ بلاسٹ ہوا تھا
ماہرہ تھی ہی نہیں؟؟" ظفران حیدری کے آنکھوں کے آگے تارے ناچ گئے اسکے "
تاثرات مانو موت قریب دیکھ کر دہشتناک ہو گئے
تو وہ سب جھوٹ تھا۔۔۔؟؟

گھٹیا دھوکے باز وکیل تم نے میرے ساتھ گیم کھیلا۔۔۔" ظفران وحشیانہ پاگل ہو کر "
آپے سے باہر ہوتا چیختا کٹہرے کے اوپر سے نکل کر اس پہ حملہ آور ہونا چاہتا تھا مگر پیچھے
سے اہکاروں نے اسکے گلے میں بندھے پٹے کو کھینچا جس سے وہ بپھرا خونخوار کتا واپس

کٹہرے میں آ گرا اور بے بس کھڑا چیختا رہ گیا

اسکی یہ حالت دیکھ کر ماحول میں ایکدم شور اٹھا تھا۔۔
جسے دیکھتے جسٹس صاحب نے زور سے اپنا ہتھوڑا ڈیسک پہ مارا۔۔۔
"!! آرڈر آرڈر! خاموش ہو جاؤ اور وکیل کو اپنی کاروائی کرنے دو"

یور آنر!! ثبوت تو ہم بہت پیش کر سکتے ہیں لیکن ہمارا مقصد کسی بیٹی کو بے آبرو کرنا نہیں"
بلکہ انصاف حاصل کرنا ہے پھر چاہے ابنِ آدم کیلئے ہو یا بنت حوا کیلئے۔۔

معزز عدالت میں 'میں اپنے گواہ سے کچھ پوچھنے سے پہلے یہ کہنا چاہوں گا کہ ایک وکیل"
کا کام محض اپنے موکل کو انصاف دلانا نہیں بلکہ سچ کی تحقیق کرنا اس کا لازم فرض ہوتا
ہے۔۔
آج اس عدالت میں جس گواہ کو پیش کرنے جا رہا ہوں بے شک وہ دلاور خان کے کیس کا
کوئی اہم حصہ نہیں لیکن اسکی حقیقت اور زندگی کا ایک چھوٹا سا حصہ نویرہ فیروز کے ساتھ
جڑا ہے۔۔
دنیا میں سب سے پہلے عورت کو عزت اسلام نے دی تھی اور یہ دینِ اسلام سب سے بلند

تھا۔ لیکن آج، کتنے شیطان جو کہیں سے اٹھ کر اس ملک میں جمع ہوئے اور ان کی پہلی کوشش یہی تھی ہمارے ملک کو اس کی بنیادوں سے اکھاڑ دینا۔۔ اور انہیں دیکھ کر اس ملک کے محافظ بھی شیطان بن گئے ہیں۔۔۔

اس وقت جب ہماری بہنیں بیٹیاں باعزت تعلیم حاصل کر کے ایک بلند مقام پا کر ملک کا نام روشن کر رہی تھیں تب ان جیسے درندوں نے اس ملک کو برباد کرنے کی سب سے پہلی سازش ہی ہمارے ملک کی بہنوں بیٹیوں کی آبرو نوچتے شروع کی۔۔۔

میرے پاس ثبوت ہیں ایک سے بڑھ کر گواہ ہیں لیکن میں یہاں یہ سب لا کر کسی بہن بیٹی کو بے آبرو نہیں کرنا چاہتا کیونکہ وکالت محض میرا پیشہ ہے جبکہ ہوں میں ایک "بھائی۔۔۔۔

مجھے پتا ہے اس وقت اگر انصاف ہوتا ہے تو دلاور خان کو ملی تکلیف و اذیت کا مداوا نہیں ہو سکتا، مجھے پتا ہے اگر آج نویرہ فیروز کا سچ سامنے آیا تو اسے کوئی زندہ کر کے نہیں لا سکتا میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ان درندوں نے جو کیا اسکو اب بدلہ نہیں جا سکتا۔۔

لیکن اس کیس کو اوپن کرنے کا ہمارا مقصد صرف یہی ہے کہ جب کڑوی حقیقتیں سامنے آئیں تو وہ سب اس سے سبق حاصل کریں۔۔۔

لازم نہیں ہے اگر آپ کا باپ یا ماں آپ پر توجہ نہیں دے پا رہا تو آپ غلط راہوں کو

اختیار کریں،، لازم نہیں ہے اگر آپ کے پاس بے تحاشہ دولت ہے تو اس دولت کے حوس میں اندھے ہو کر اپنے پیاروں کو نظر انداز کر کے ان درندوں کے حوالے کر دیں۔۔

اگر تمہیں اعتماد کرنا ہے تو اپنے خدا پہ کرو اسکے بنائے بندوں پہ کیوں؟؟ جواب بندے کہلانے کے قابل نہیں رہے۔۔ ایک نامحرم نا آپکا بھائی بن سکتا ہے نا ہی محافظ۔۔

اس عدالت میں یہ ضرور سبق حاصل ہو گا کہ ایک نامحرم پہ اندھا اعتماد کرنے کا نتیجہ کیا ہے۔۔۔

صرف اولاد کیلئے ہی خدا نے نصیحتیں نہیں دیں۔۔ ماں باپ کیلئے بھی ہزاروں کی ہیں جن میں سب سے پہلے اپنے اولاد کو بری عادتوں سے بچانا اسکی اچھی تربیت کرنا ہے۔۔۔

اس غرور و گھمنڈ سے محفوظ رکھنا ہے کیونکہ ان بری عادتوں سے ہی حسد جیسا مرض پیدا ہوتا ہے جو شکار کو تو تباہ کرتا ہے لیکن اپنی آگ میں خود بھی بھسم ہو کر راکھ بن جاتا ہے۔۔۔

"اور وہ راکھ کسی اور کے نہیں ہمارے مقدروں میں آتی ہے۔۔۔۔

ماحول پہ خاموشی کا راج تھا جب گواہ کے مقابل ساحل شاہ آکر کھڑا ہوا۔۔۔۔۔

مس زونیرہ!!" اسنے بارعب لب و لہجے میں اسے مخاطب کیا"

ظفران حیدری کے مقابل کٹہرے میں کھڑی زونیرہ حسیب نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹایا۔۔۔"جی سر"

جسے دیکھ کر نا صرف فیروز چغتائی شاکڈ ہوا تھا بلکہ ظفران کا چہرہ غصے اور شاکڈ سے لال انگارہ ہو گیا تھا۔۔۔

تم گھٹیا دھوکہ باز مکار لڑکی!!!"وہ اسے باز رکھنے کی کوشش کرتا دھاڑا۔۔سب نے " حیرت سے ظفران حیدری کو چیختے دیکھا تھا۔۔

آپ معزز عدالت کو بتائیں کہ آپ کون ہیں اور آپکا کیا تعلق ہے اس کیس سے۔۔"" ساحل شاہ نے آہستگی سے کہتے اپنے قدم پیچھے لیے۔۔

انکی نگاہیں بے ساختہ شیخ صاحب کی جانب اٹھیں جو کہ اپنی فائلز کو ترتیب دیکر بند کر رہے تھے۔سب کی حرکت پہ نظر تھی انکی، خاموش بیٹھے ضرور تھے لیکن شکار کرنا بھولے نہیں تھے۔۔

میں ڈاکٹر زونیرہ حسیب۔۔ میں بورڈ آف سجاول ٹاپر ہوں، اپنی ڈاکٹری توقیع "
اسکالرشپ کی مدد سے مکمل کی۔۔

یہ تھا میرا پہلا تعارف۔۔۔۔" اسنے اپنے رخساروں پہ پھسلتے آنسوں رگڑ دیے
لیکن میرا دوسرا تعارف میں مسٹر فیروز چغتائی کی وائف کی کیئر ٹیکر یعنی انکی نرس "
تھی۔۔ آج سے کئی سال پہلے میں ظفران حیدری کی یونیورسٹی میں اسکالرشپ پہ پڑھنے
کیلئے اسکے ہاسٹل میں رہ رہی تھی۔۔ اور جس رات نویرہ فیروز کے ساتھ حادثہ ہوا تھا اس
رات میں بھی وہاں موجود تھی۔۔۔۔" اسنے کافی ضبط سے کہا مگر اسکی آنکھیں لال ہو چکی
تھیں۔۔۔

تو آپ نے کیا دیکھا تھا ڈاکٹر زونیرہ؟؟" جسٹس صاحب نے نرمی سے پوچھا"
اس نے گہرا سانس بھر کر سر اثبات میں ہلایا۔۔۔
جسٹس صاحب بدقسمتی سے آگے پڑھنے کچھ بن کر بابا کا سہارا بننے کا ایک فیری ٹیل جیسا"
خواب آنکھوں میں لیکر میں نے گھر کی دہلیز پار کی تھی یہ بھول گئی تھی کہ آج بنت حوا قبر
میں محفوظ نہیں تو درس گاہ میں کیسے ہو گی؟" وہ سر جھکا کر رونے لگی۔۔۔

اسنے اپنے رخسار سے آنسوں پونچھے اور نفرت سے لال انگارہ آنکھوں سے ظفران

حیدری کو دیکھا۔۔۔

میں یہ نہیں پوچھوں گی کہ بنتِ حوا کے ساتھ یہ ظلم کیوں؟ کیونکہ ان درندوں نے تو" "اِبنِ آدم کو بھی محفوظ نہیں چھوڑا۔۔

مائی لارڈ جس وقت ظفران حیدری نے ہماری باتھ روم کی ویڈیو ریکارڈنگ پہ مجھے بلیک" میل کر کے اپنے آفس میں بلایا تھا۔۔۔" اسنے گہرا سانس بھرا آج جیسے سالوں کا بھوج اتر رہا ہو سینے سے۔

اس وقت جب وہ میرے ساتھ زبردستی کر رہے تھے، نویرہ فیروز روتی ہوئی وہاں آئی" تھی اور اسنے ظفران حیدری سے کہا تھا کہ وہ درندہ وحشی ہے جسنے اسکی زندگی برباد۔۔۔۔۔" آہستہ آہستہ سارا منظر ایک بار پھر زونیرہ حسیب اور ظفران حیدری کی آنکھوں میں کسی مووی کی طرح چلنے لگا تھا۔۔

قبرستان جیسی خاموشی چھائے کمرہ عدالت میں، زونیرہ کے بیان سے سب کی نظروں میں وہ منظر تازہ ہو گیا تھا۔۔ سب کے دل اس لمحہ وپل میں دھک دھک کر رہے تھے۔۔ "آہہہہ۔۔۔۔"

سامنے ظفران حیدری اور اس کالج کی لڑکی تنہا یہاں دیکھ کر اسکی چیخ گونج اٹھی۔۔ جبکہ اپنی آبرو کو بچانے کی کوشش کرتی زونیرہ نویرہ کو وہاں دیکھ سسک پڑی تھی

حالانکہ اسنے سوچ لیا تھا وہ اب یہ بلیک میلنگ برداشت نہیں کرے گی اور خود خودکشی کرلے گی۔۔

تم!!تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" ظفران حیدری نے غصے سے غرا کر نویرہ کو دیکھا۔۔نویرہ" نے پہلے اسے پھر اس لڑکی کو دیکھا۔۔جو کہ اسکی ہم عمر ہی تھی۔۔۔

حیوان درندے کتے۔۔۔تم نے پہلے مجھے تباہ کیا اور اب پھر ایک اور شکار۔۔"وہ نفرت" غیظ میں اس پر پھنکاری۔۔

زونیرہ نے ششدر ہوتے ظفران حیدری کو دیکھا اسکا دل دہشت سے دھک دھک کر رہا تھا جبکہ باہر ایکا کا شور یہاں تک پہنچ رہا تھا۔۔

میں نے تمہیں تباہ نہیں کیا تم خود آئی تھی میرے پاس۔۔" ظفران حیدر اس پر" بھڑکا۔۔

تھوکتی ہوں میں تم پر تمہاری غلیظ صورت پر۔۔"اسنے کہنے کے ساتھ ہی ایک قدم اٹھا"

کر ظفران حیدری کے منہ پر تھوک دیا۔۔
زونیرہ تیزی سے سائیڈ ہوئی اور روتی نویرہ کو دیکھنے لگی۔۔۔

میں تمہارا مکروہ حوس پرست درندے کا چہرہ سب کے سامنے لاؤں گی۔۔ میں جا رہی" ہوں باہر سب کو تمہارا یہ گھناؤنا چہرہ دکھانے کہ تم پوزیشن کا لالچ دیکر لڑکیوں کو کیسے بلیک میل کرتے ہو اور انہیں اپنی حوس کا شکار بناتے ہو۔۔

ظفران حیدری آج تمہارا انجام برا ہو گا۔۔ تم یہ جو کالج کو فحاش کا اڈہ بنانے کا سوچ رہے ہو اس خواب کے ساتھ تم بھی کچلے جاؤ گے ان معصوم لڑکیوں کے ماں باپ کے پاؤں تلے۔۔" وہ اس پر غرائی۔۔

پروفیسر !!" ظفران حیدری کو خاموش دیکھ کر زونیرہ نے روتے ہوئے اسے پکارا۔۔"

میں تمہیں دکھانے کیلئے چھوڑوں گا تب ہی تو تم دکھاؤ گی نا۔۔ آج میرا نہیں تمہارا انجام" برا ہو گا۔۔ اور وہ بھی میرے ہاتھوں وحشتناک !!" وہ خوفناک آواز میں کہتا اس سے پہلے نویرہ پر جھپٹتا۔۔

وہ ایکدم چیخ کر دروازہ کھول کر باہر بھاگی۔۔

آہہہ۔۔"زونیرہ ظفران کا یہ چہرہ دیکھ کر خوف سے چیخ اٹھی"

کچھ نہیں ہو گا۔۔وہ کچھ نہیں بولے گی تم جاؤ باہر اپنا حلیہ درست کر کے جلدی۔۔""
ظفران حیدری نے اسے جلدی سے آفس سے نکالا اور خود اپنا حلیہ درست کر کے تیزی سے آفس سے نکل کر نویرہ کے پیچھے بھاگا تھا۔۔
زونیرہ جو اپنی سانس روکے تھر تھر کانپتی دیوار سے چپ کر کھڑی ہوئی تھی جیسے ہی ظفران حیدری آفس سے نکلا وہ برق تیزی سے اندر داخل ہوئی۔۔۔۔
پیروں میں الجھتا اپنا دوپٹہ سنبھالتے، پسینے سے شرابور زونیرہ نے کانپتے ہاتھوں سے جلدی جلدی سامنے شیلف میں کتابوں کے درمیان اپنے موبائل کو نکالا۔۔۔۔
اسکا سانس اکھڑ رہا تھا، کسی طرح اسے یہاں سے نکل کر بھاگنا تھا اس سے پہلے ظفران حیدری واپس یہاں آ کر اسے اپنی درندگی کا شکار بناتا۔۔۔
یہ تو شکر تھا خدا نے نویرہ کی وجہ سے آج اسے بچا لیا۔۔۔
لرزتے ہاتھوں سے اپنے موبائل کو پکڑ کر وہ جیسے پلٹنے لگی تھی بھاری قدموں کی آہٹ قریب سے سن کر اسکا گلابی بھیگا چہرہ زرد پڑ گیا

بے ساختہ اٹھتی چیخ کو حلق میں دبا کر ہڑبڑاہٹ و حشت میں کچھ نا سوجھتے وہ بھاگ کر ٹیبل کے نیچے سانس روک کر بیٹھ گئی۔۔۔

موبائل اسکے ہاتھوں میں تھا، کیمرہ ابھی تک آن تھا۔۔۔
اسکی وحشت سے پھیلی آنکھیں دروازے سے اندر داخل ہوتے ان سیاہ بوٹ پہ گئیں جنہیں دیکھ کر بے آواز اذیت سے روتے اسنے آنکھیں میچلیں۔۔۔"نہیں میرے خدا نہیں۔۔۔"اسے لگا وہ اسے پھر سے نوچنے کیلئے آگیا ہے
لیکن جلدی اسے احساس ہوا کہ ظفران حیدری اسکی موجودگی سے لاعلم ہے۔۔۔مسلسل آہٹ پہ تجسس سے زونیرہ نے اپنے موبائل کا کیمرے والا حصہ تھوڑا سا باہر نکالتے اسکرین پہ دیکھا
جہاں پروفیسر سیاہ کوٹ پہنے اب ہاتھوں پہ گلووز چڑھا رہا تھا۔۔

اسکا یہ روپ دیکھتے دہشت سے زونیرہ کا چہرہ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا تھا۔۔وہ سکڑ سمٹ گئی خود میں اور منہ گھٹنوں میں چھپا دیا۔۔

کچھ دیر ایسے ہی بیٹھے رہنے کے اچانک اسے آفس سے قدموں کے جانے کی آواز سنائی دی، وہ سر اٹھا کر دھیرے سے اپنا سانس بحال کرتی آہستہ کھسک کر ٹیبل سے باہر نکلی

اسے یہاں سے بھاگنا چاہیے تھا، ویڈیو بنانے میں وہ پہلے ہی ناکام تھی، اور اسکی ان تمام لڑکیوں کی ویڈیوز ابھی بھی ان درندوں کے پاس تھی۔۔

سوچ سوچ کر اسکا دماغ سن ہونے لگا۔۔وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ کیا کرے۔۔۔

وہ تیزی سے باہر نکلی، اسکا دل سینے میں ذبح جانور کی طرح تڑپ رہا تھا۔۔وہ آفس سے باہر نکلی۔۔

اسکا ارادہ یہاں سے نکل کر بھاگنے کا تھا، مگر اسکے قدم انجانے خدشات کے تحت ڈگمگانے لگے۔۔"وہ درندہ کیا کرنے والا تھا نویرہ لے ساتھ؟"

ooooooo

مجھ میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ میں مزید وہاں رک کر کوئی تماشا دیکھتی اسلئے میں اس رات ہی وہ یونیورسٹی چھوڑ کر وہاں سے چلی گئی تھی۔۔

میں اپنی جان بچا کر وہاں سے نکل گئی مجھے نہیں معلوم تھا یہ درندہ شیطان اتنی جانیں ہڑپ کر لے گا۔۔۔"

مس زونیرہ جب آپنے یہ سب دیکھا تو آپ نے کیوں نہیں مدد کی اور اتنا عرصہ آپ کہاں تھی؟؟" شیخ صاحب نے سوال اٹھایا"

مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ وہ سچ مچ میں شیطان نویرہ کے ساتھ ایسا کرے گا۔۔ میں اپنے گاؤں چلی گئی تھی۔۔۔ وہاں ایک باپ کے آگے جب غیر شادی شدہ بیٹی ناجائز اولاد کو جنم دیتی ہے تو اس باپ کی زندہ موت ہو جاتی ہے۔۔۔

میں نے بھی اپنے بابا کو اپنی آنکھوں سے خود کو پھانسی لگاتے دیکھا کیونکہ انہیں لگتا تھا بدکردار میں ہوں۔۔

مجھ میں اتنے حواس نہیں تھے میں اپنی بے گناہی ثابت کر پاتی۔۔

باپ کی موت دیکھ کر بھائیوں نے گھر سے نکال دیا،، یہ کہہ کر کہ ایک بدچلن انکی بہن نہیں ہو سکتی۔۔

اب مجھے بتائیں بدچلن میں تھی یا درندے لوگ۔۔۔

چھت وسائے کے بغیر ایک بیٹی کہاں ہوتی ہے وہ داستان میں یہاں نہیں بتاؤں گی۔ لیکن ان درندوں نے صرف نویرہ کے ساتھ نہیں اور بہت سی بیٹیوں کو بلیک میلنگ کر کے ان پر تشدد کیے انہیں مختلف درندوں کے پاس بھیجا محض انکا دل خوش کر کے اس فحاش کے اڈے کو قائم رکھنے کیلئے۔۔۔

بڑے بڑے آفسران کے پاس ہمیں لیکر جایا جاتا تھا رات کی سیاہی میں،، اور اگر ہم انکار کرتے تو ہم پر بری طرح تشدد ہوتا تھا۔۔ اگر ماں باپ کے سامنے روتے تو وہ یہی سمجھتی تعلیم مشکل ہے اسلئے بزدل ڈر گئی ہے
لیکن ہم بیٹیاں بزدل نہیں یہ زمانے والے درندہ ہو گئے ہیں۔۔۔۔

کافی عرصہ بعد جب میں بمشکل اس غلاظت سے اپنی جان بچا کر نکلی تھی مجھے دلاور خان کا معلوم ہوا تھا۔۔۔" وہ بے آواز رونے لگی

یہ سب سن کر عرشیہ کا دل خوف سے سکڑ گیا۔۔ وہ بے ساختہ اپنی ماں سے لپٹ گئی اور خدا کا شکر کرنے لگی کہ ان کے پاس ایسے ماں باپ تھے جو انہیں روک ٹوک کر ایسی دلدل سے بچا کر رکھتے ہیں۔۔

اسنے تو سوچا نہیں تھا اس مسکراتے گلاب چہرے کے پیچھے اتنا دردناک ماضی ہو گا۔۔ اسے اب سمجھ آئی کہ صمصام زیدی بے سہارا عورتوں کی سپورٹ کیوں کرتا ہے۔۔

میں واپس وہیں آئی لیکن سال گزر چکے تھے اور سب کچھ بدل چکا تھا، ناوہاں دریاب تھا"

ناہی دلاور نا کوئی ہنسنے والا تھا ناہی ہنسانے والا۔۔۔۔

مجھے دانیال خان کو سب بتانا تھا لیکن وہ یہ شہر چھوڑ چکے تھے اسلئے میں صائم زیدی کے پاس گئی اور انہیں وہ سب کچھ بتایا جو میں نے دیکھا اور جو میں نے برداشت کیا۔۔۔

لیکن وہ صورتحال ایسی تھیں جب ہر گواہ کو خاموشی سے موت کے گھاٹ اتارا جارہا تھا۔

میرے پاس ثبوت تھے لیکن وہ مجھ سے گم ہو گئے تھے اسلئے انہوں نے مجھے سہارا دیا اور توقیع اسکالرشپ کے ذریعے بیرون ملک پڑھنے کیلئے بھیج دیا۔۔۔

مجھے ایک نئی زندگی ایک نیا مقصد تو مل گیا لیکن مجھے نا میرا بابا مل سکا ناہی میری کھوئی ہوئی آبرو۔۔۔۔

اسلئے جب میں واپس آئی تو مجھے صمصام زیدی نے فیروز خان کے گھر بھیج دیا تھا میری مرضی سے۔۔ اور تب میں نے اس غلیظ درندے سے ایک ایک گناہ کا اعتراف کروایا۔۔۔

یہ شخص عزت و اعتماد کے قابل ہی نہیں وحشی کتا ہے یہ جو صرف معصوم پھولوں کو نوچتا ہے۔۔۔"وہ غم و غصے نفرت سے چلائی۔۔۔

اسنے نا صرف نویرہ کو بلکہ فیروز چغتائی کی بیوی۔۔۔۔"وہ کہنا چاہتی تھی لیکن اسکے الفاظ" حلق میں اٹک گئے۔۔۔ فیروز چغتائی بے آواز رونے لگے تھے

سب کی آنکھ نم تھی۔۔ جسٹس صاحب نے گہرا سانس لیکر سر اثبات میں ہلایا۔۔ شیخ

صاحب میں ہمت نہیں تھی کہ وہ اٹھ کر گواہ سے جرح کرتے کیونکہ وہ کرنا ہی نہیں چاہتے تھے۔۔۔

مائی لارڈ اس یو ایس بی میں نویرہ کے ساتھ ظفران درندے کا ہر منظر قید ہے۔ اندھیری رات میں اپنے آخری گواہ مسز فیروز کو موت کے گھاٹ اتارنے کی کوشش میں بے نقاب ہیں

اور ان تم بیٹیوں کو بلیک میلنگ کرنے کی وہ ویڈیوز جن میں صرف نویرہ یا زونیرہ نہیں بلکہ بہت سی بیٹیاں آج بھی خاموشی کی موت مر رہی ہیں۔۔۔

اب میری آپ سے ریکویسٹ ہے کہ یہ ویڈیو آپ خود ہی دیکھیں اور فیصلہ کریں کہ اصل درندہ کون ہے

" ظفران حیدری یا دلاور خان۔۔۔۔

"مائی لارڈ اس یو ایس بی میں نویرہ کے ساتھ ظفران درندے کا ہر منظر قید ہے۔ اندھیری رات میں اپنے آخری گواہ مسز فیروز کو موت کے گھاٹ اتارنے کی کوشش میں بے نقاب ہیں

اور ان تم بیٹیوں کو بلیک میلنگ کرنے کی وہ ویڈیوز جن میں صرف نویرہ یا زونیرہ نہیں بلکہ بہت سی بیٹیاں آج بھی خاموشی کی موت مر رہی ہیں۔۔۔

اب میری آپ سے ریکویسٹ ہے کہ یہ ویڈیو آپ خود ہی دیکھیں اور فیصلہ کریں کہ اصل درندہ کون ہے

ظفران حیدری یا دلاور خان۔۔۔۔"

"Do your best"

فجر کی نماز پڑھنے کے بعد موبائل پہ صبح یہ پیغام حاصل ہوتے ہی وہ اپنا لیپ ٹاپ لیکر بیٹھ گئی۔ وہ ویڈیو ایڈیٹر میں ماسٹر تھی۔۔ اور آج اسکا یہ ہنر کام آگیا تھا۔۔

اپنا ایڈیٹ کیا ہوا ویڈیو موبائل سے لیپ ٹاپ میں ٹرانسفر کرتے وہ چاکلیٹ کے بائیٹ لیتی لاگ ان کی ہوئی پروفائل پہ آئی۔۔ کچھ دیر وہ اس فسادی کی تصاویر اوپر نیچے کرتی دیکھنے لگی۔۔

اچھا تھا لیکن کون جانتا تھا اتنے حسین چہرے کے پیچھے بھیانک روپ ہو گا، واقعی"
اسکی سیاہ گلاسس میں "درندوں کی کوئی پہچان نہیں وہ ہر روپ میں ہو سکتے ہیں۔۔
تصاویر دیکھتے وہ افسردہ انداز میں کہتی لب بھینچ گئی۔۔

اللہ ہم بیٹیوں کو ہدایت دے جو کسی نامحرم کو بھائی بنا کر اس پہ اندھا اعتماد کرنے لگتی"
ہیں۔۔ نویرہ فیروز تم نے ہمارے لئے ایک بڑا سبق چھوڑا ہے۔۔ لازمی نہیں حسین
چہروں کے پیچھے ہی بھیانک روپ ہوں، بعض اوقات ہمارے اعمال بھی لوگوں کو انسان
"سے حیوان بنا دیتے ہیں۔۔۔

جس پردے کے خلاف آج احتجاج ہو رہا ہے قید مانا جا رہا ہے اس پردے کے بغیر بیٹیوں"
"کو یہ حال ہو رہا ہے

پہ کلک کرتے ہوئے 'write post' اسنے آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے دھکیلا اور
مطلوبہ ویڈیو کو سلیکٹ کیا۔۔ ویڈیو سیلیکٹ کرتے کیپشن کیلئے وہ سوچنے لگی۔۔

وہ چاہتی تھی ایسا کچھ لکھے جس سے کوئی شک وشبہ نا ہو لیکن اسکی اصلیت بھی نمایا
ہو جائے۔۔ کافی سوچنے کے بعد اسنے لکھنے کیلئے کی بورڈ پہ انگلیاں رکھیں۔۔

تمہارے کہہ لینے سے میں تیرا بھائی نہیں اگر مجھے محافظ ہونے کا شوق ہوتا تو میں اپنی"
"بہنوں کا ہوتا تمہارا نہیں

اسنے گہرا سانس کھینچ کر پوسٹ کر دیا۔۔۔آئی ڈی جلدی سے لاگ آؤٹ کر کے وہ اپنی آئی ڈی پہ آگئی اور اب وہاں بیٹھی سارا تماشا مسکراہٹوں سے ملاحظہ کرنے لگی۔۔۔

پتا نہیں لڑکیوں کیوں دھوکہ نامحرم دیات ہے اور شکوہ اللہ سے کرتی ہیں جبکہ اللہ نے مسلمان عورتوں کو باخبر کر دیا ہے کہ نامحرم پہ اعتماد یا ان سے خیر کی امید رکھنا تباہی کی طرف پہلا قدم ہے۔۔ایک نامحرم کبھی بھی بھائی یا دوست نہیں ہوتا وہ قبر کا سانپ یا جہنم کا انگار ہوتا ہے۔۔

کسی کو بہن کہہ دینے یا بھائی بنا لینے سے اللہ کے بنائے ہوئے محرم نامحرم کے رشتے بدل نہیں جائیں گے اسلئے خود کو دھوکہ دینا۔۔۔

oooooooooo

میں چاہتی ہوں جب جب خدا مجھ سے راضی ہو تو تحفے میں آپ کے دل میں میرے لئے "
مزید محبت عزت بڑھادے۔۔"دلاور نے اسے جھک کر جب بیڈ پہ ڈالا تھا،اسکی آنکھوں
میں دیکھ کر توقیع نے کہا تھا۔۔۔

دلاور نے بے ساختہ جھک کر اسکی پیشانی پہ بوسہ دیا

تو پھر یقین کرو اس دنیا اگر خدا کسی سے زیادہ راضی ہے تو وہ تم ہو۔۔۔"وہ جان لٹاتی "
نظروں سے دیکھ کر بولا

گویا اتنی محبت کرتے ہیں؟"وہ شرارتاً مسکرائی"

نہیں نفرت "اسکے بیوقوف سوال پہ دلاور نے تپ کر جواب دیا۔وہ کھلکھلا اٹھی۔۔"

ویسے شرافت کا چولہ اوڑھ کر میسنی بن کر آئی تھی آہستہ آہستہ سارے رنگ ظاہر ہو"
رہے ہیں تمہارے۔۔۔"سیدھے ہوتے دلاور نے طنزیہ کہا

ارینج میرج کا یہی اصول ہے "اسنے لاپرواہی سے جواب دیا۔دلاور نے چونک کر اسے "
"دیکھا"ارینج میرج؟؟

کیا تمہیں مجھے سے محبت نہیں تھی؟یا تم مجھے جانتی نہیں تھی؟"وہ جس قدر تیزی سے "
استفسار کرنے لگا توقیع کو ہنسی چھپانا مشکل ہو گئی۔وہ بمشکل سنجیدہ ہو کر بولی

مجھے تو محبت اپنے دل سے تھی ڈی کے سے نہیں۔اس گھمنڈی مغرور نخریلے بلے سے تو"
ارینج میرج ہی تھی میری۔۔۔۔لیکن۔۔۔"وہ رکی

لیکن کیا؟؟"غصے صدمے سے دلاور کی رنگت لال ہو گئی۔۔وہ تو وہی تھا نا اسکا دل بھی"
وہی تھا جو اسکے لئے دھڑکتا تھا۔صرف نام ڈی کے ہونے کیا ہوتا ہے۔۔اپنی خائستہ کا
دوغلہ پن اسے صدمہ دے گیا۔۔۔

لیکن یہ کہ آپ چاہے جس نام جس رنگ میں ہوں میری دھڑکنیں آپکی روح سے جڑی"
ہیں نام رنگت مزاج سے نہیں۔۔۔"وہ شدت سے گویا ہوئی

دلاور نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔۔۔

کوئی فائدہ نہیں اب اس سب کے کہنے کا دل تو توڑ دیا میرا تم نے۔۔۔"وہ جھٹک کر کہتا"
اپنی جگہ سے اٹھا

مسکراتی ہوئی توقیع کا ایکدم چہرہ زرد پڑ گیا۔۔وہ بدحواس ہوتی تڑپ کر سیدھی ہوئی "دل میں مذاق کر رہی تھی" اسکے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئیں۔۔۔

دلاور نے پلٹ کر کاٹ دار نگاہ اس پہ ڈالی "تمہارا مذاق اگلے کی جان لے لے لیکن تمہارے نزدیک وہ مذاق ہے۔۔" وہ غصے سے دھاڑا

توقیع کا سانس سینے میں دب گیا۔۔وہ سراسیمگی سے اسے دیکھنے لگی "آ۔۔آئم سس۔سوری مم۔میں مذاق ک۔۔۔۔" وہ اپنا جملہ بھی مکمل نہیں کر سکی، پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

خائستہ!!" دلاور جو منہ پھولا کر کھڑا تھا۔اسے روتے دیکھ کر ساری ہوا ہی پھس ہو گئی وہ" بوکھلا کر واپس اپنی اوقات میں آیا اور اسکے پاس بیٹھ کر اسے بانہوں میں بھینچ لیا

میری جان میرے جگر میرے پھیپھڑے گردے میں مذاق کر رہا تھا۔۔" وہ شرمندہ" سا اسے سر کو چوم کر بوکھلایا ہوا کہہ رہا تھا

اسکے الفاظ سنکر جھکے سر سسکتی توقیع نے شاکی نظریں اٹھائیں

اور اس پل جس طرح کھسیانی کیفیت میں دلاور نے سر کھجایا

توقیع کا شدت سے چاہا اگر زخم ہاتھوں پہ نا ہوتے تو اسکا نقشہ ہی بگاڑ دیتی

آپ۔پ۔۔!!!" وہ جس قدر چیخ کر اس پہ حملہ کرنا چاہتی تھی دلاور نے اتنی تیزی" سے اسکی کمر میں بازو حمائل کرتے اپنی طرف کھینچا۔۔اور اسکے سمجھنے سے پہلے جھک کر اسکے ہونٹوں کو قید کر لیا

لمحہ بعد وہ اس سے دور ہوا،اور توقیع کی جھکی لرزش کرتی پلکوں کو دیکھ کر فاتحانہ دلکشی سے مسکرایا۔۔

وہ چند لمحے یونہی خاموش اپنا تنفس بحال کرنے لگی۔۔

بہت خوش نصیب وہ مرد ہوتا ہے جسے دیوانگی کی حد تک چاہنے والی شریک حیات ملتی" ہے۔اور ان خوش نصیب مردوں میں سے میں ایک ہوں۔۔ تمہیں کہنے کی ضرورت نہیں میں جانتا ہوں تم مجھ سے محبت عبادت سمجھ کر کرتی ہو" وہ گھمبیر لہجے میں کہہ رہا تھا توقیع خفگی کے باوجود مسکرا دی۔۔"اگر اتنی محبت کرتے ہیں تو ثابت کریں" وہ ناک سکیڑ کر بولی

جان دے دوں؟"لودیتی نظروں سے دیکھتے وہ جذب سے بولا"

جان کی بات نا کریں وہ بہت قیمتی ہے۔۔اگر واقعی مجھ سے محبت ہے تو میرے ساتھ"

"چلیں گھر۔۔۔

کہاں جہنم میں؟نہیں وہاں تم ہی جاؤ میں نے جنت کی بکنگ کروائی ہے۔۔"وہ برجستہ"

انکار کرتے گویا ہوا۔توقیع کو سن کر دھچکہ لگا

دل!!"وہ غصے سے چیخ اٹھی جس پہ دلاور نے قہقہہ لگا کر اسے بانہوں میں دبوچ لیا۔۔۔"

اگر تم اتنا فورس کر رہی ہو تو چلو چلتا ہوں تمہارے ساتھ۔۔"وہ شریر پن سے بولا تو"

ناچاہتے ہوئے بھی وہ ہنس پڑی۔۔

میں تو فورس نہیں کر رہی کیونکہ مجھے پتا ہے وہاں آپکی ملکہ میں ہوں گی"اسنے تفاخر سے گردن اکڑائی

خوش فہمی تو دیکھو محترمہ کی۔۔"وہ استہزائیہ ہنسا"

وہاں مجھے سے بھی پوچھا جائے گا خائستہ !تب تمہیں دیکھ کر میں کہوں میں تو جانتا نہیں"
اس خاتون کو۔۔۔"اسنے صاف ہری جھنڈی دکھائی

توقیع نے غصیلے تاثرات سے اسے دیکھا۔۔دلاور اسکی نیلی گہری آنکھوں پہ سیاہ گھنی پلکوں
کا سایہ دیکھ کر مسمسرائز ہوا تھا

اتنے نخرے دکھانے کی ضرورت نہیں میں خود ہی اپنے لیے وہاں کوئی اچھا پراڈھونڈ"
لوں گی۔۔"وہ خفا ہو کر برہمی سے کہتی اسکا حصار جھٹکنے لگی

تبھی اسکی بات سن کر دلاور کا دماغ گھوم گیا

جان لے لوں گا میں وہیں تمہاری اگر میرے علاوہ کسی کی طرف دیکھا بھی۔۔"وہ"
بھڑک کر اسکی گردن دبوچنے پہ آگیا جبکہ اسکا سرخ چہرہ دیکھ کر توقیع کھلکھلا پڑی

جیلس؟؟"وہ زبان چڑھا کر شرارت سے پوچھنے لگی"

بھاڑ میں گئی جیلسی۔ اپنے فضول بھیجے میں بٹھادو تم صرف میری ہو خائستہ اگر تمہاری" طرف کسی نے بری نگاہ سے دیکھا بھی تو نسلیں اکھاڑ دوں گا میں اسکی۔۔۔" وہ حقیقت میں ہی برہم ہو گیا

توقیع نے محبت پاش نظروں سے اسے دیکھا "تم ہی ٹھکرا رہے تھے میں نے تو صرف دکھی دل سے سوچا۔۔۔" وہ منہ بسور کر خفگی سے بولی

دلاور نے سرخ نظروں سے اسکی طرف دیکھا "بہت ڈرامنک لگے گا تمہیں لیکن تمہارے بغیر جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتا میں پھر چاہے یہ جنم ہو یا وہ۔۔ تمہیں جب اپنے سگے بھائی کے ساتھ دیکھتا تھا تو دماغ خراب ہو جاتا تھا کئی بار سوچا خودکشی کر دوں بے مقصد لگا مجھے جینا۔۔ پھر سوچا تمہارا ذہن ٹھکانے لگاؤں کہ تم صرف دلاور کی ہو اگر وہ زندہ ہو یا نا ہو لیکن تم صرف اسکی ہو۔۔۔

اگر کبھی میں مر بھی جاؤں تو بیوہ بن کر رہنا لیکن کسی دوسرے کے بارے میں مت سوچنا ورنہ میں وہاں بھی نہیں رہ سکوں گا۔۔

میں تمہیں سادگی سے بتاؤں خائستہ نا تم عادت ہو ناضد نا جنون ناہی نشہ ناہی کوئی انسانی فطرت جنکا شمار برائیوں میں ہوتا ہو۔۔۔ویسا کوئی تعلق نہیں تم۔۔۔

تم میرے لئے پاکیزہ جذبہ ہو روح کی عبادت، زندگی کا سکون، عشق کا عین شین قاف ہو۔۔۔۔۔"توقیع نے بھیگی آنکھوں سے تڑپ کر اسکے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھا

وہ اسکی سرخ آنکھوں کو جھک کر چومتی مسکرائی

کچھ کہنے کی ضرورت نہیں میں جانتی ہوں۔۔خدا میری عمر تمہیں دے دے۔۔"

تمہارے دل کو شفا دے سارے زخم مٹا دے دل۔۔راہ میں بہت آئے میری لیکن میری روح اور دل صرف تمہارے طلبگار تھے۔۔

مجھے نہیں پتا اتنی شدت کیوں ہے میری محبت میں لیکن جتنی ہے صرف تمہاری ہے۔۔

صرف ایک خواہش ہے تمہیں دریاب کے ساتھ مامی ماموں کے ساتھ دیکھنا۔۔میں تم سے محبت کرتی ہوں اتنی کہ دنیا کی ساری محبتیں پھیکی لگتی ہیں لیکن ایک محبت ہے جسکے آگے میں بھی کچھ نہیں۔۔

وہ دریاب خان ہے۔۔۔۔"وہ کہہ رہی تھی جبکہ دلاور کچھ یاد کر کے ہنس پڑا۔۔۔

دریاب خان سے تو میرا جنم جنم کا رشتہ ہے۔۔"

پتا ہے توقیع جب ہم بہت چھوٹے تھے پانچ چھ ماہ کے۔۔مام کہتی تھیں کہ میں اسکے انگوٹھے کو منہ میں لیکر چوستا اور وہ میرے۔۔"وہ قہقہہ لگا اٹھا۔۔

کبھی میں اسکے اوپر پڑا ہوتا کبھی وہ میرے۔۔اگر وہ پہلے سوتا تو میں اسے تھپڑ مار کر اٹھا دیتا" تھا اور دونوں ساتھ روتے تھے اگر وہ نا روتا تو میں زبردستی رلاتا۔۔

اگر مام ہمیں بلینکٹ میں سلاتیں اپنے ساتھ تو ہم دونوں رات کو پتا نہیں کیسے ان کے پاؤں کے درمیان پڑے ہوتے تھے۔۔

کبھی وہ مجھے مارتا کبھی میں اسے۔۔لیکن ایک بات تھی دریاب بہت معصوم تھا اگر میں اسکے ساتھ نا آیا ہوتا ہوتا تو کبھی وہ اتنی مشکلات نا دیکھتا۔۔۔"اسکا لہجہ نم ہو گیا اور آنکھیں یادِ ماضی سے لال انگارہ۔۔۔

وہ سر جھکا کر گہری سوچ میں چلا گیا۔۔۔۔

دل!!"توقیع نے گھبرا کر اسے پکارا۔۔۔"

بہت یاد آتی تھی توقیع مجھے اسکی۔۔۔"وہ کہہ کر اپنے آنسوں پہ ضبط کرتا لب کاٹنے لگا۔۔"

"جب وہ مجھے مارتے تھے تب ڈیڈ کی یاد آتی۔۔جب درد ہوتا تو مام کے پاس جانے کو دل کرتا تھا۔۔جب کوئی ہنسی کی بات یاد آتی تو عرشیہ کو پکارتا تھا۔۔۔

اور جب جب تنہا محسوس کرتا تب تب دریاب شدت سے یاد آتا کیونکہ وہ ہر جنم کا ساتھی تھا میرا۔۔۔۔

میرے اندھیرے اجالے غم خوشی کا ساتھی۔۔میرا بچپن مجھے کوئی نہیں دے سکتا۔۔میں وہ بچپن دوبارہ جینا چاہتا ہوں میں اپنے بھائی کے ساتھ لمبی زندگی چاہتا ہوں۔۔"اسنے سرد آہ بھری

میں نویرہ فیروز کا حقیقت میں قتل کرنا چاہتا ہوں۔۔۔"وہ جس طیش و نفرت سے گویا ہوا تھا اسکی گردن جبڑے کی رگیں تن گئیں

توقیع دہل گئی۔۔اس سے پہلے وہ کچھ کہتی دلاور کا فون بج اٹھا۔۔۔

وہ تیزی سے اسکے پاس سے اٹھ گیا۔۔۔

ڈی کے اسپیکنگ!"موبائل کان سے لگائے وہ سپاٹ لہجے میں گویا ہوا۔۔"

لیکن دوسری طرف گہری خاموشی چھائی رہی۔۔دلاور نے کوئی جواب نا پا کر موبائل کی سکرین پہ انجان نمبر دیکھا

اسنے غصے سے موبائل کان سے لگا کر کچھ کہنا چاہا تبھی دوسری طرف سے تمسخرانہ آواز گونجی۔۔۔

ڈی کے یا دلاور خان؟"مردانہ بھاری آواز میں اس سے پوچھا گیا"

توقیع نے پریشانی سے اسکے سرد پتھریلے تاثرات کو دیکھا۔۔۔

دلاور خان"وہی پراسرار سی مسکراہٹ سے جتا کر بولا"

اتنے عرصے میں پہلی بار خود کی اصل شناخت کرتے دل دھڑکا تھا۔۔توقیع چونک گئی اسکی خوبصورت نیلی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں

جبکہ دوسری طرف بھاری سرد قہقہہ گونجا۔۔۔

شکر ہے اپنی اصلیت میں آ گئے۔۔ پتا ہے کیوں؟" وہ ٹھہرا مگر دلاور نے اس بکواس پہ "
کوئی جواب نہیں دیا

کیونکہ اگر تم ڈی کے ہی رہتے تو مزہ نہیں آتا تمہارے عزیزوں کے چھیتڑے اڑانے "
"میں۔۔ راز کی بات بتاؤں دلاور خان۔۔۔

آج بہت تڑپ رہے ہیں تمہارے عزیز دلاور خان۔۔ مجھ سے ایک ماں کی تڑپ دیکھی "
نہیں جا رہی۔۔

اب سمجھ نہیں آ رہی پہلے کس کی تڑپ کو ہمیشہ کیلئے ختم کروں۔۔ تمہاری ماں کی تمہاری
بہن کی یا تمہارے بھائی کی؟؟؟" وہ گھناؤنی سرسراہتی ہوئی سرد آواز میں بولا

یا پھر تمہارے مسیحا ساحل شاہ کی؟؟ بہت تنگ کیا ہے اسنے ہمیں۔۔ بڑا غرور ہے اسے "
"خود پہ۔۔۔

دلاور نے توقع کے پریشان تاثرات کو دیکھا اور مسکرا کر آنکھوں سے ریلیکس ہونے کا
اشارہ دیا۔۔۔

وہ بالکنی کی طرف بڑھتے، اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر جب بولا تو آواز سرد ٹھٹھراتی ہوئی ہر تاثرات سے عاری تھی

سنا تھا بچے جب کنفیوژ ہوتے ہیں تو اپنے باپ کے پاس بھاگتے ہیں تم نے اچھا کیا اور اب "

!اپنے باپ کا مشورہ سن

ماں میری جان ہے، بہن پہ برداشت نہیں، بھائی پہچان ہے۔ جن اپنوں کیلئے دلاور خان نے زندگی داؤ پہ لگائی تمہیں کیا لگتا ہے انہیں اب تم جیسے کتوں کے حوالے کر دوں گا؟

چوتھی منزل پہ اپنے کتے بٹھا کر خود کو خدامت سمجھ۔۔

جس کرسی پہ بیٹھ کر تُو بھونک رہا ہے وہاں کے سناٹوں پہ بھی حکمرانی کرتا ہوں میں۔۔

پانچ منٹ ہیں تمہارے پاس وہاں سے دفع ہو کیونکہ میں یہاں ہوں۔۔ اگر چہ میں آگیا تو تُو نہیں رہے گا۔۔۔" اسنے وارن کیا

ڈی کے اپنا کیس بند کرواؤ!!!" وہ غیظ و غضب سے دھاڑا تھا"

"دلاور کا قہقہہ بے ساختہ تھا" لگتا تیری پونچھ پہ پاؤں آگیا ہے۔۔

اگر یونیورسٹی کا نام آیا تو دلاور یہ یاد رکھنا تمہارے پاس پہلے تو سب کچھ بچ گیا تھا اب کچھ "
نہیں بچے گا۔۔" وہ دھمکی آمیز لہجے میں غرایا

کیس تو چلے گا کیونکہ یہ میرے اپنوں کی فرمائش ہے۔ باقی تجھے جو اکھاڑنا ہے اکھاڑ لے "
اجازت ہے۔۔" اسنے کہہ کر کال ڈسکنیکٹ کر دی۔۔

جیکی!!" وہ موبائل جیب میں ڈال کر لاکڈ وارڈروب کی طرف بڑھا۔۔"

دلاور کیا ہوا؟؟" اسکا موڈ خراب دیکھ کر توقیع نے تشویش سے پوچھا"

کچھ نہیں پریشان مت ہو" وہ بغیر اسکی طرف دیکھے اپنی ہڈی پہننے لگا، اسنے وارڈروب "
کے لاکر سے اپنے مخصوص ہتھیار اٹھائے اور تیار ہونے لگا۔۔

جیکی! ہڈ حرام!" وہ اب غصے سے گرجا۔۔"

اسکی دھاڑوں پہ بوکھلایا ہوا خیری بھاگ آیا۔۔" دلاور رے جیکی تو چلا گیا۔۔" خیری نے
ہڑبڑاہٹ میں کہا

دلاور ٹھٹھک گیا" کہاں مر گیا؟" وہ پھاڑ کھانے کو دوڑا

توقیع کو سمجھ نہیں آئی وہ اچانک اتنا برہم کیوں ہو رہا تھا۔۔ اسکا دل انجانے خدشات کے تحت دھڑک رہا تھا

اس۔۔ اسے ایک کال آئی تھی اسنے کہا تم سے کہہ دوں اسے آج اپنے کام سے جانا" ہے۔۔ "اسکے تیوروں سرخ آنکھوں سے خیری بیچارے کے پسینے چھوٹ گئے تھے۔۔

دلاور نے سن کر دانت پیسے۔۔ "کیوں اسکی چھوتی بیوی کی فوتگی ہو گئی ہے؟" وہ طنزیہ چبھتے لہجے میں بولا۔۔ خیری نے معصومیت سے کندھے اچکائے

اسے تو میں دیکھ لوں گا۔۔ اور تم دونوں یہیں رہو میں تھوڑی دیر میں گاڑی بھیجتا ہوں" اس سے پہلے کہیں مت جانا۔ باہر گارڈز کھڑے ہیں۔۔ اگر کچھ الٹا سیدھا کیا تو تیرا نام خیر "سے تباہی رکھ دوں گا سمجھ رہے ہو نا؟؟

تیز تیز سر اثبات میں ہلایا۔۔ . خیری نے فوراً سے

وہ اسے خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔ خیری بھاگ بھاگ کر اسکی چیزیں اٹھا کر اس تک پہنچا رہا تھا۔۔

توقیع کو اسے تیار ہوتا دیکھنا بہت اچھا لگتا تھا۔۔

اسکی ناک پہ نخرہ، آنکھوں میں خفگی۔۔ جیسے تیار خود نہیں ہو رہا بلکہ احسان کر رہا ہو سب

پہ۔۔۔

سنیں! کہاں جا رہے ہیں ٹی وی تو آن کر دیں۔۔ "اسے کھڑے ہو کر جاتا دیکھتے توقیع نے" گڑبڑا کر ہوش میں آتے تحکمانہ کہا

دلاور کے ہاتھ اپنی آستین فولڈ کرتے ٹھٹھک کر رکے۔ اسنے تمسخرانہ بھنویں اچکا کر ایڑیوں پہ گھومتے اسے دیکھا۔۔

سنائیں ملکہ سلطانہ آپ نے کچھ فرمایا؟؟" اسنے چبھتے ہوئے لہجے میں جل کر پوچھا۔۔ " توقیع نے بے ساختہ امڈتی مسکراہٹ دبائی

اففف جب زندگی نارمل ہو گی تب اسکے کتنے نخرے ہوں گے "وہ سوچ کر کراہی۔۔۔"

یہ تیور کچھ دیر پہلے کہاں چلے گئے تھے ڈی کے صاحب؟؟ جب میں کام کرتی تھی تب " میں تو ایسے نہیں کرتی تھی "اسنے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر پوچھا۔۔

خیری نے داد دیتی نظروں سے توقیع کو دیکھا۔۔

تو اب کیا تم مجھ سے بدلے لو گی؟؟" وہ مٹھیاں دبا گیا توقیع نے کھلکھلا اٹھی "کیوں آپ ڈر گئے؟؟" وہ شرارت سے گویا ہوئی۔

ہونہہ ڈراور میں؟ کم آن بے بی اتنا بولو جو بعد میں پچھتاوے کیلئے بھی موقع ملے۔۔۔"" استہزائیہ مسکراتے ایل سی ڈی آن کر دی اور ریموٹ اٹھا کر اس سے پوچھا "کیا دیکھو "گی؟

نیوز!" وہ جلدی سے بولی۔۔ دلاور کو تھوڑی حیرت ہوئی۔۔ وہ کب سے اتنی عقلمند ہوئی" نیوز دیکھنے لگی؟

آج میرے دلبر کے کیس کی سماعت ہے۔۔۔" اسکے استفہامیہ نظروں کا جواب دیا۔۔"

خیری کی موجودگی میں دلاور کا چہرہ ایکدم سپاٹ ہو گیا جسے افسردگی سے توقیع نے دیکھا ابھی کچھ کہنا چاہ ہی تھا کہ وہ ریموٹ اسکی طرف پھینک کر تیزی سے پلٹ گیا

اس سے پہلے توقیع اسے روکتی اسے متوجہ اینکر کی کمرے میں گونجتی آواز نے کیا جسنے دلاور خان کے قدم بھی دہلیز کے اس پار ساکت کر دیے تھے۔۔

دلاور خان کے کیس نے کیا سب کو بے نقاب۔۔"

ظفران حیدری کوئی اور نے بلکہ ہے ساحل شاہ کا باپ۔۔جی ہاں ناظرین اس سچ نے کر دیا ساحل شاہ کو بھی ساکت۔۔ایک درندہ صفت باپ جو تھا نویرہ فیروز کا قاتل دلاور خان کا قاتل۔۔فیروز چغتائی نے دیا اپنی بیٹی کے قاتل کا ہر مقام پہ ساتھ۔۔اس کیس کی شنوائی کے بعد کیا ہو گا ساحل شاہ کا ایکشن۔۔

کیا دلاور کا کیس لڑتے ساحل شاہ خود ہو گئے برباد؟ کیا وہ اس بدنامی کو برداشت کر سکیں گے؟ کیا ظفران حیدری جیسے درندے کا ہو گا حوالہ ہمیشہ ساحل شاہ کے ساتھ؟"

کمرے میں گونجتی آواز بند ہو گئی۔۔اور ب ماحول پہ موت جیسا گہرا سکوت چھایا ہوا تھا۔۔

معاً روم میں مدھم سی سسکیاں گونج اٹھیں۔۔۔دلاور نے تڑپ کر پلٹتے دیکھا تو توقیع کے رخساروں پہ تواتر آنسوں بہہ رہے تھے

جنہیں دیکھ کر دلاور کا دل زخمی ہو گیا

کیا ہوا؟؟؟"سب کچھ جان کر بھی وہ انجان بننے کی کوشش کرنے لگا"

تمہیں بھول گیا وہ شخص دل جو تم دونوں بھائیوں کو سینے سے لگا کر سوتا تھا؟؟آپ"

دونوں کی خوشی میں خوش رہتا تھا،،

جب جب مامی جان تنگ آجاتی تھیں ان بھائیوں کی شرارتوں سے تو وہ بھاگ کر انہیں

اپنے کندھوں پہ اٹھالیتا۔۔۔ہمارے لیے ناممکن کو ممکن کر دیتا تھا ہمیں ہمیشہ باندھ کر

رکھتا تھا۔۔۔

آج تمہارے دشمنوں نے ہمارے ساحو کا کلیجا چیر دیا۔۔۔۔

تم بھول گئے وہ سب کچھ کیا دل جو مجھ سے پوچھ رہے ہو کہ کیا ہوا۔۔۔ہونا کیا ہے؟یہ

رشتے اتنی اذیت کیوں دیتے ہیں؟؟"وہ سسکتی چلائی۔۔

ایک ماں ہے جو اپنے بیٹے کیلئے تڑپ رہی ہے اور ایک ماں ہے جنہوں نے اپنے بیٹے کو تڑپا"

دیا ہے۔۔"اسنے پیشانی اپنے گھٹنوں پہ ٹکائیں۔۔۔۔

اسکا وجود کانپ رہا تھا تکلیف کی گہرائی ہچکیوں کی شدت سے۔۔

توقیع!!!"دلاور نے بے قرار ہوتے اسے پکارا۔۔اپنی مٹھیاں دبائیں۔۔۔"

مر گئی توقیع!!!مار دیتی ہے اپنوں کی تکلیف دلاور خان۔۔۔"وہ پھر کر حلق بل غرائی"

اس پہ۔۔۔۔اسکا دل جس قدر پہلے خوشی سے جھوم رہا تھا اتنا ہی اب تکلیف وانیت سے مچل اٹھا تھا۔۔

کہاں ہے میرا وہ حساس دل؟ جسے ہماری تکلیف اپنی تکلیف محسوس ہوتی تھی۔۔۔کہاں" چھپا دیا ہے ہمارے دلاور کوڈی کے صاحب؟؟؟"اسنے اپنے زخموں کی پرواہ کیے بغیر ہذیانی کیفیت میں بیڈ شیٹ کو نوچتا تہس نہس کر دیا تھا۔۔

آج میرے دل کو نوچنے والے درندوں نے میرے شہنشاہ بھائی کو بھی نہیں چھوڑا۔۔" انکے زخم ادھیڑ دیے۔۔۔آپ کیوں خاموش ہیں دل؟؟؟

آپ کو بھول گئے کیا اپنے ماں باپ؟ کیا بھول گیا اپنا دریاب؟۔۔۔

کم از کم میرے دل کو تو انصاف دلائیں۔۔۔ کم از کم ہمارے دشمنوں کا تو منہ بند کرواؤ جو ضرب پہ ضرب لگا رہے ہیں۔۔۔ اتنے کمزور ہیں کیا ہم ابھی بھی کہ وہ گھٹیا مکروہ ظفران حیدری بار بار توڑ رہا ہمیں۔۔" وہ ہاتھ جوڑ کر التجائیں کرنے لگیں

اسکی چیخوں آہوں سے خیری بھاگ کر اسکے پاس گیا۔۔

جبکہ دلاور لہولہان آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

"نہیں بھولا ہوں میں کچھ"

معاذ کمرے کی وسط میں آکر پوری قوت سے غرایا تھا۔۔۔

یاد ہیں مجھے ہر لمحے ہر رشتے۔۔ لیکن مجھے پتا تھا نہیں دے گا یہ قانون کوئی انصاف۔۔۔"

مجھے پتا تھا نہیں نکال پائیں گے دلاور خان کو اس اندھیرے سے جہاں آج بھی وہ بھٹک رہا ہے۔۔۔

اگر میں آیا میدان میں تو ایک بھی نہیں بچے گا۔۔۔ تمہارے دل کے ساتھ اسکے دشمن بھی نیست و نابود ہو جائیں گے "اسنے بپھرے انداز میں شیشے کی ٹیبل اٹھا کر پوری قوت سے اس ایل سی ڈی پہ دے ماری۔۔۔

دلاور!!!" خیری غصے سے غرایا۔۔اسکے آنسوں صاف کیے اور اسے خاموش کروایا"

وہ صرف آپ کے آنے سے مسکرایا ہے مہربانی کر کے اسکی مسکراہٹ مت"
چھینیں۔۔۔۔"اسنے روتے توقیع کی پھیلی آنکھوں کے آگے ہاتھ جوڑ دیے۔۔۔

دلاور نے پوری قوت سے اپنا ہاتھ سینے پہ مارا۔۔۔۔۔۔

ماں باپ کے بارے میں پوچھ رہی تھی نا تم؟؟؟"

تو سنو روتا ہوں میں تجھ دوں پہ۔۔۔۔

سسکتا ہوں میں دریاب خان کیلئے۔۔۔۔

کبھی کسی مرد کو روتے دیکھا ہے تم نے توقیع زیدی؟؟

تو دیکھو اس مرد کو جسکے لب مسکراتے ہیں تو بیک وقت آنکھیں روتی ہیں۔۔

تمہیں کیا پتا کتنا حوصلہ چاہیے اپنی ماں کے سینے سے لگنے کیلئے

تمہیں کیا پتا کتنی ہمت چاہیے اپنے بھائی کا ہاتھ دوبارہ تھامنے کیلئے

تمہیں کیا پتا۔۔۔ کیسے دیکھتا ہوں چھپ کر اپنے باپ کو۔۔۔

تمہیں کیا پتا میں نے باپ کے سینے سے سر اٹھا کر بھاری بوٹوں تلے سر دیا ہے۔۔۔ کتنے ضبط سے آج بھی اس دل کو سینے میں دبا کر بیٹھا ہوں جو مچلتا ہے ایک ایک تکلیف اس باپ کو سنانے کیلئے،، جس کے بارے میں سوچ کر دانیال خان اپنے حواس کھو بیٹھے تھے

"میں تو پھر بھی زندہ ہوں۔۔۔ تمہیں کیا اندازہ میرے درد کا۔۔۔۔

تم لوگ تو حکم کرتے ہو "ہو جائے" تو بس ہو جائے وہ۔۔۔۔"

تمہیں پتا کیا ہے کتنی اذیت مجھے اٹھانی پڑتی ہے یہ سن سن کر۔۔۔

مجھے پتا ہے اس دنیا سے نہیں ملے گا مجھے انصاف کیونکہ میں حسد کا نگلا ہوا وجود ہوں۔۔۔

میں چٹان سے ریت بن گیا ہوں۔۔۔۔ یہ ریت سب کی مٹھی سے پھسل جاتی ہے۔۔۔۔

میں وحشت ہوں اور میری پرچھائی کے پیچھے بھاگنے والے خود وحشت کے باسی بن جاتے ہیں۔۔۔" وہ اذیت سے چور بھاری آواز میں بولا۔۔۔

اسکا یہ حال "ساحل شاہ" کی تکلیف کو سوچ کر ہو رہا تھا۔۔

اسکے اندر سے کوئی وحشی سر اٹھا رہا تھا اور دماغ میں آتش برپا ہو رہی تھی۔۔۔

آج انت ہو جائے گا دل کے باب کا۔۔۔۔

آج نا بچے گا ظفران حیدر اور نا ہی کھلے گا دلاور خان کا باب" وہ سرخ انگارہ آنکھوں سے" توقیع کو دیکھ سرد برفیلے لہجے میں بولا

خیری!!!" دفعتاً دروازہ دھاڑا۔۔۔۔"

جج۔۔جی" ششدر کھڑا خیری بوکھلا گیا۔۔۔"

اٹھاؤ اپنی اس ماں کو اور چھوڑ آؤ اسے اپنے خاندان میں۔۔۔"

"اگر زندہ رہے تو پھر ملیں گے فی امان اللہ۔۔۔۔

اسکے ساتھ ہی وہ دھاڑ سے دروازہ کھول کر نکل گیا۔۔۔

وہ دونوں اپنی جگہ ماؤف ذہن سے کھڑے تھے۔۔۔

جبکہ وہ سر پہ کفن باندھ کر نکل چکا تھا۔۔

"تجھے جس نے بنایا ہے وہ تمہیں سلامت رکھے گا دلاور خان"

وہ روتی ہوئی خدا کر دربار میں دامن پھیلانے کی نیت سے اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

#justiceforDK

دلاور خان کو انصاف دو

دلاور خان کو انصاف دو

ہر لب پہ ہے یہ صدا، ہر طرف ہے احتجاج۔۔

PakDigestNovel.Com

کچھ عرصے سے گمشدہ فارس خان کے اکاؤنٹ پہ آج صبح اچانک اپلوڈ ہونے والی ویڈیو"

میں جس طرح فارس خان نے اپنا اور ماہرہ کا بھیانک چہرہ سامنے رکھا ہے۔۔اس سے ہر طرف افراتفری مچ گئی ہے

ناظرین محض چند گھنٹوں میں ہونے والی وائرل ویڈیو جس میں فارس خان نے اعتراف جرم کیا ہے۔۔

حکومت نے انکے اکاؤنٹس بین کر دیے ہیں۔ لیکن وہ ویڈیو لاکھوں لوگوں تک پہنچ چکی ہے۔ جس میں انہوں نے کہا ہے کہ نویرہ فیروز کا قتل دلاور خان نے نہیں بلکہ ظفران حیدری نے کیا تھا۔۔اور انکی آنکھوں کے سامنے۔۔وہ اس وقت ویڈیو بنا رہے تھے نویرہ کی سازش کا جس نے دونوں بھائیوں کو الگ کرنے سازش رچی تھی

لیکن ہو گیا الٹ، اسکی سازش نے نا صرف دلاور خان کو نگل لیا بلکہ نویرہ فیروز بھی اسی آگ کی راکھ بن گئی۔۔

ناظرین بڑے بڑے عہدے داروں کا بھیانک چہرہ سامنے آیا جنہوں نے ایک معصوم بے گناہ لڑکے کے نا صرف بچپن کا قتل کیا بلکہ اسے خاموشی سے موت کے گھاٹ اتار دیا۔۔

ملک کے نوجوانوں کا کہنا ہے اگر یہ سب بند نا ہوا تو ایسے بہت سے دلاور موت کے گھاٹ اتارے جائیں گے اور دانیال خان دیکھتا رہ جائے گا۔۔

ہر دلاور کے ساتھ ساحل شاہ نہیں ہو گا جو اسے انصاف دلائے گا۔ نا وہ دلاور جڑوا ہو گا، جسکی محبت میں دریاب خان سی ایس ایس کرے گا۔۔

نا ایس پی دریاب خان ہو گا کیس کی چھان بین کرنے والا۔۔ نا ہی جان مال لٹانے والا کوئی بزنس ٹائیکون۔۔۔

اور انکے بغیر ان دلاور کا وہی حال ہو گا جو عرصہ پہلے سازشوں کے گھاٹ اتارے گئے دلاور کا ہوا تھا۔۔ کیونکہ ان دلاور کے ساتھ اگر کوئی ہو گا تو ظفران حیدری جیسا حوس پرست، ایس پی نادر جیسا رشوت خور، بھاری فیس لینے والے لالچی وکلاء، اور وہ عدالتیں جنکے انصاف بکے ہوئے ہوں گے۔۔

سب کہتے ہیں ہر قصور ابن آدم کا ہے، وہ حوس پرست ہے وہی درندہ ہے۔۔ تو نویرہ فیروز کون تھی؟ ماہرہ کون تھی؟ کون تھا دلاور خان؟

اب انصاف صرف بنت حوا کو نہیں ابن آدم کو بھی چاہیے۔۔

مزید آپکو بتاتے چلیں کہ فارس خان نے دلاور خان کے خلاف عدالت میں گواہی دی تھی لیکن حقیقت یہ ہے کہ درندہ دلاور خان نہیں بلکہ فارس خان تھا۔۔ ایک بے حس درندہ جسنے بے رحمی سے سارا کھیل اپنی آنکھوں سے دیکھا بلکہ اس منظر کو ویڈیو میں ریکارڈ کر کے اپنے پاس محفوظ کر لیا۔۔۔

دلاور خان کو ملی سزا کے وقت بھی وہ خاموش رہا، حالانکہ فارس خان کوئی غیر نہیں دلاور خان کا اپنا تھا۔۔ اسنے وہ ویڈیو سالوں بعد ظفران حیدری کو بلیک میل کرنے کیلئے استعمال کی۔۔۔

نویرہ فیروز فارس خان کو بھائی مانتی تھی لیکن فارس خان نے اپنا اصلی چہرہ اسے دکھایا اور ثابت کر دیا کہ کوئی غیر محرم کبھی بھائی نہیں بن سکتا۔۔

فارس اور ماہرہ جیسے دوست کے بھیس میں چھپے درندوں کے خلاف اس وقت ملک کے تمام نوجوان کھڑے ہیں۔۔

وہیں بے قصور دلاور خان کیلئے ہر آنکھ نم ہے۔۔

"انکا کہنا ہے کہ یہ قتل دلاور خان کا نہیں بلکہ انسانیت کا تھا۔۔۔

ناضرین شہر کراچی کی صورتحال سے آپ کا آگاہ کرتے چلیں، حال میں دوبارہ کھلنے " والے دلاور خان اور نویرہ فیروز کے کیس کی کاروائیوں کے بعد سامنے آنے والی حقیقتوں فیملی پہ ہوتے حملوں کے بعد انصاف کی پکار۔۔۔ #SKZ اور در پہ در

ملک کے بڑے بزنس ٹائیکون صمصام زیدی بھی ہوئے اس کاروائی میں شامل۔۔ ملک کے ہر نوجوان کو ہے دلاور کے انصاف کا مطالبہ۔۔

سالوں پہلے دلاور خان کے خلاف سب اپنے ادا کیے کردار پہ شرمسار۔۔۔

لوگوں کا کہنا ہے کہ صرف ایک دلاور خان کی موت نہیں تھی بلکہ سچ کی موت تھی، انصاف کی موت تھی ان سفید ماسک کے پیچھے چھپے درندوں کی سازشوں میں آکر انسانیت

کی موت تھی۔۔ تمام نوجوان سڑکوں پہ نکل آئے ہیں اور انکا بس ایک ہی مطالبہ ہے دلاور خان کو انصاف دو۔۔

ہر نیوز چینل پہ ہاٹ ٹاپک دلاور خان تھا۔۔ ظفران حیدری اور فیروز چغتائی جیسے اعتماد میں اندھے لوگوں کی حقیقت جان کر سب ان کو پاؤں تلے ملنے کیلئے بے تاب تھے۔۔۔

صرف لڑکے نہیں بلکہ استاد کے بھیس میں اس وحشی کو کچلنے مسلنے کیلئے عورتیں بھی احتجاج میں تھیں شامل۔۔

ایک وقت تھا جب ساری لڑکیاں نویرہ فیروز کے انصاف کیلئے پریس کلب سڑک و عدالت ایم پی ہو یا ایم این اے کے گھروں کے آگے بورڈ بلند کیے کے نعرے لگا رہی تھیں۔۔ #justicefornavera

معصوم پھول کے روند جانے کا ماتم مناتی ہوئیں، دلاور خان کو برا بھلا کہہ کر خان فیملی اور اس سے جڑے رشتوں کا جنازہ نکال رہی تھیں انکی عزت وشان کی دھجیاں بکھیر رہی تھیں

ایک خاموش بے آواز درندے کی عزت اسکی معصوم بہن کو نوچنے کی بھرپور کوشش کی جا رہی تھی اسکی عزتوں کو یونہی سزا دینے کی سازشیں جوڑی جا رہی تھیں

لیکن آج۔۔۔۔ شطرنج کا پاسا پلٹ گیا۔۔۔

شاطر کھلاڑی کھیل میں جکڑ لیا گیا تھا۔۔۔

اگر سر اٹھاؤ تو چار و اور شور پاؤ

سب کے لب وا تھے۔۔ سڑکیں و گلیاں گونج اٹھی تھیں۔۔

سب نے اس خاموشی کو جان لیا تھا۔۔

ان آنسوں کی آہ کو پہچان لیا تھا۔۔

وہ پہچان گئے، سب جان گئے تھے اور اب حق و انصاف کا مطالبہ کیے میدان میں سر اٹھائے سینہ پھیلائے للکارتے کھڑے تھے۔۔

میڈیا نیوز اینکر صحافی سب پر جوش تھے۔۔ ایک ایک منظر کو اپنے کیمرہ میں قید کیے ہر گھر تک پہنچا رہے تھے۔۔

PakDigestNovel.Com

یہ جنگ صرف دلاور کو انصاف کیلئے نہیں بلکہ یہ جنگ ظفران حیدری اور اسکے گینگ کے خلاف تھی۔۔اس جماعت کے خلاف تھی جو اسلام کے نام پہ معصوم پھولوں کو روندتے آرہے تھے۔۔

عدالت کے باہر شور بلند تھا جبکہ اندر ظفران حیدری کا مکروہ چہرہ سب کے سامنے آچکا تھا۔۔۔

وہ سیاہ گہری ہوتی رنگت اور لال آنکھوں سے اسکرین پہ چلتے ظفران حیدری کے اعتراف جرم کو سن رہے تھے۔۔

رات کی سیاہی میں مسز فیروز کو مارنے کی سازش کا وہ ویڈیو بھی منظر عام پہ تھا۔۔چھوٹے سے چھوٹا ثبوت عدالت میں پیش کیا گیا تھا

جسے دیکھتے ظفران حیدری کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے تھے۔۔

ہاں میں نے مارا تھا نویرہ فیروز کو ہاہاہا۔۔۔"

کیونکہ وہ مکار لڑکی لائق اسکے تھی۔۔وہ خود تباہ ہونا چاہتی تھی۔۔میں نے اسکی آرزو کو پورا کر دیا۔۔ہاں مجھے مہرہ چاہیے تھا اور مجھے مل گیا تھا۔۔۔۔دلاور خان۔۔۔۔"اسکرین پہ اسکی مکروہ شکل کے ساتھ قہقہہ گونج رہے تھے۔۔

یہ سب تم نے کیا کیسے کہ دلاور نے خود ہی اعتراف کر دیا آخر کیسے ؟؟"زونیرہ کی تجسس" بھری آواز کئی لوگ متجسس ہوئے جبکہ عائشہ خانم نے اپنی سسکیاں دبانے کیلئے منہ پہ ہاتھ رکھ دیا۔۔۔

تقویٰ مجھے میرے دل کے پاس لے چلو۔۔۔"وہ ہچکیاں بھر کر التجائیں کرتی گڑگڑا رہی" تھیں

نم آنکھیں لیے بیٹھی تقویٰ زیدی نے فوراً سے اپنی دوست جانم کو سینے سے لگایا۔۔۔

ہمت کرو بھابی آزمائش آتی ہیں خدا کے ہر عزیز بندے پہ آتی ہیں۔۔لیکن تم یہ دیکھو کہ" خدا نے تمہاری آزمائش کے وسیلے کتنے بڑے درندے کو بے نقاب کیا ہے۔۔اس رحمٰن رحیم نے تمہارے دلاور کو سلامت رکھا ہے۔۔۔

وہ ہنستا مسکراتا ہوا ہماری توقیع کے پاس ہے۔۔

دل تو میرا ابھی تڑپ رہا ہے سالوں سے اسے نہیں دیکھا نا سینے سے لگایا۔۔۔وہ میرے دانی کا لاڈلا تھا۔۔ جانے ہمارے بغیر اسکا کیا حال ہوا ہو گا۔۔" تقویٰ تڑپتے دل کے ساتھ بھیگے لہجے میں گویا ہوئیں

اس میں میرا کوئی کمال نہیں تھا سارا کمال میری پیاری نویرہ ڈارلنگ کا تھا۔۔وہ جس قدر " دونوں بھائیوں سے نفرت کرتی تھی اس نفرت اور اسکے حسد نے سارا کھیل کھیلا۔۔۔

وہ دریاب سے موبائل پہ بات کرتی رہی اسے اپنی جھوٹی محبت میں پھنسا کر۔۔اور دلاور کے خلاف اسے میں نے جعلی رپورٹس بنوا کر دیں۔۔اور پھر اسنے دونوں بھائیوں کو نشانے پہ لیا۔۔۔

دریاب کو کہا وہ دلاور کے بچے کی ماں بننے والی ہے اور دلاور کو کہا وہ دریاب نے اسکے ساتھ زیادتی کی ہے ہاہاہا۔۔۔۔

دیکھو تھی نا وہ غلیظ مکار لڑکی۔۔۔اسلئے میں نے اسے ختم کر دیا کیونکہ آخر میں وہ میرے ہی گلے پڑ گئی تھی مجھے بے نقاب کرنے کی دھمکیاں دیں تھیں اس چپکلی نے۔۔۔

وہ چھوٹے لڑکوں کو لڑوا کر وہ خود کو شاطر کھلاڑی سمجھنے لگی تھی شطرنج کی ہاہاہا۔۔۔

لیکن اسے پتا نہیں تھا کہ مقابل دلاور خان نہیں ظفران ہے۔۔۔ ظفران جس کی دہشت سے روح کانپ اٹھتی ہیں۔۔" وہ فخریہ بارعب لہجے میں زونیرہ کو بتاتا ہوا اسے ہر ممکن کوشش کر رہا تھا امپریس کرنے کی لیکن اسے کیا پتا تھا۔۔۔

وہ اتنی امپریس ہو جائے گی اسے پھانسی تک لے آئے گی۔۔

"میں تمہیں جان سے مار دوں گا وحشی درندے تم نے میری معصوم بیٹی کو نوچ لیا۔۔۔"

دفعتاً قبرستان جیسا دکوت چھائے کمرہ عدالت میں ایکدم وہ روتا پاگلوں کی طرح چیختا کسی کے ہوش کرنے سے پہلے فیروز چغتائی اپنی جگہ سے اٹھا اور ایک جست میں کٹہرے میں کھڑے ظفران حیدری پہ جھپٹا۔۔

وحشی درندے باسٹرمیں نے تجھ پہ اتنا بھروسہ کیا اور تم نے میرے ہی بچے کو"

نوچا۔۔۔۔" وہ حلق بل غراتا اپنے پنجے ظفران حیدری کے منہ پہ گاڑ چکا تھا۔۔

آہہہ۔۔۔۔" اس اچانک حملے سے سب چونک اٹھے اور بلبلاتے ظفران کی کربناک" چیخیں فضا میں گونج اٹھیں۔۔

فیروز چغتائی نے اسے جان سے مارنا چاہا،، برقی تیزی سے ساحل نے جھپٹ کر فیروز چغتائی کو کندھوں سے پکڑا اور پیچھے گھسیٹ لیا

چھوڑو مجھے ساحل شاہ میں آج اس وحشی کا قصہ یہیں ختم کر دوں گا۔۔۔ "وہ ہذیانی" حالت میں گرجتا مچلتا رو رہا تھا

کمرہ عدالت میں ایکدم تہلکہ مچ اٹھا۔۔ سب بدحواس بے قابو ہوتے ظفران اور فیروز چغتائی کو دیکھنے لگے تھے۔۔

فیروز کو یہ سوچتے شدت سے رونا آرہا تھا کہ وہ کس طرح بھوکے کتوں کی طرح اس بے قصور دلاور خان کو مارنے پہ پاگل ہو رہا تھا

وہ نویرہ کا بدلہ نہیں بلکہ اپنا ثبوت مٹانا چاہتا تھا۔۔۔ اگر وہ آج دلاور خان کو پھر سے مار دیتا تو؟؟؟

یہ سوچتے ہوئے وہ مزید جنونی ہونے لگے

دریاب نے فوراً سے آگے بڑھتے دھاڑتے ہوئے ظفران گردن میں بازو ڈال کر پیچھے کھینچا۔۔۔

عدالت نے انہیں خاموش رہنے کا حکم دیا مگر فیروز کہاں سن رہا تھا۔۔

صمصام کو اسکی حالت پہ ترس آنے کے بجائے نفرت ہونے لگی

وہ تمسخرانہ مسکراہٹ سے دونوں جنگلی درندوں کو دیکھ رہا تھا کیونکہ ظفران کے اندھے اعتماد میں فیروز خود درندہ بن گیا تھا۔۔۔

میں نے تم پہ بھائیوں کی طرح اندھا اعتماد کیا، اپنے بچوں میں تمہیں محافظ بنا کر رکھا اور تم" نے میری پیٹھ میں چھرا گھونپا میرے معصوم بچے کو کھا گئے تم۔۔۔ انسان تو دور جانور بھی نہیں ہو تم ظفران وحشی۔۔۔" وہ کانپتا حلق کر بل چیخ رہا تھا

بپھرے تنفس، بکھرے سیاہ گنگھریالے بال سرخ لہولہان طیش و جنونی آنکھیں جن میں وحشت کا طوفان حیرتوں کے پہاڑ تھے۔۔ سوجھی ناک، زخمی ہونٹ۔۔

اسکے چہرے پہ خراشوں اور تازہ ضربوں کے نشان تھے جو نیلے پڑ کر اسکی رنگت کو مزید گہرا کر گئے تھے۔۔

ہتھکڑیوں میں قید کھڑا وہ اس وقت اپنے اعمال کی طرح پلید جانور لگ رہا تھا۔۔۔

"بھاڑ میں گیا تمہارا اعتبار!!! میں نے وہی کیا جو تمہاری بیٹی نے چاہا تھا۔۔۔ وہی دلاور دریاب خان کو توڑنا چاہتی تھی اور میں نے کر کے دیا اسے۔۔" ظفران اپنی جگہ طیش سے گرج اٹھا

بالآخر ظفران حیدری کے منہ سے سچ باہر آیا ہی گیا تھا

دریاب نے فاتحانہ مسکرا کر ساحل شاہ کو دیکھا

"ہاں کیا ہے میں نے تمہاری بیٹی کے ساتھ ز*** کیا ہے میں نے تمہاری بیوی کے ساتھ *** کیونکہ تمہاری بیٹی اسی لائق تھی

وہ مکار چالباز گھٹیاں لڑکی تھی بلکہ لڑکی کہلانے کے لائق نہیں تھی وہ فاشہ

ہاہاہا۔۔۔" اسنے مکروہ قہقہہ لگایا

آرڈر آرڈر!!!" جسٹس صاحب غصے سے گرج اٹھے لیکن اب اسے کہاں پروا تھی۔۔"
وہ اب کچھ اور ہی چاہتا تھا اور ہمیشہ کی طرح اسے لگ رہا تھا اسکا یہ پلین کامیاب ہو جائے
گا۔۔۔

فیروز چغتائی احمق بیوقوف جس بیٹی کو تم انصاف دلانے کیلئے مرے جا رہے ہو اسی بیٹی"
نے اپنے حوس میں اندھی ہو کر تمہاری بیوی کو موت تک پہنچایا تھا۔۔ تم تو دعا کرو مجھے کہ
میں نے تمہارے گھر سے اس ڈائن کا سایہ ختم کیا۔۔۔

قصور میرا نہیں قصور تم جیسے گھٹیا مردوں کا ہے جو پہلے تو اپنی بیٹیاں ہمارے آگے ننگے
نوالے کی طرح پھینکتے ہو بعد میں معصوم بن کر تماشا لگاتے ہو

تب کہاں گئی تمہاری شرافت جب تمہاری بیٹی ایک اشارے پہ میری گود میں
"آ کر۔۔۔۔۔

اسکا بقایا جملہ اسکے منہ میں ہی دب گیا جب دریاب کے بھاری ہاتھ کا مکا ظفران کے منہ پہ
پڑا اور وہ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہوا تھا۔۔۔

اسکی بگڑی خوفناک ہوئی شکل دیکھ کر شیخ صاحب نے اپنے چہرے پہ ہاتھ رکھ دیا۔۔۔ جن کے دل اللہ کے خوف سے لبریز تھے وہ اس حیوان کی بدلتی صورت سے دہل اٹھے تھے۔۔

سب ساکن بے جان پتھر کی مورت بنے بیٹھے تھے جبکہ اسکرین پہ اب نادر پرویز کی ویڈیو ریکارڈنگ چلے تھی جہاں وہ اپنے گناہ کا اعتراف کرتے ہوئے بتا رہا تھا کہ کس طرح انہوں نے ظفران حیدری اور فیروز چغتائی کے کہنے پہ دلاور خان پہ تشدد کیا تھا۔۔۔۔

ہاں یہ ویڈیو دلاور خان کے پاس تھا جہاں سے حاصل کرنے والا انکا چھوٹا پیکٹ تھا۔۔

کیونکہ یہاں سب نے اپنے حصے کا کام برابر کیا تھا

فیروز چغتائی کی طرف سے آئے لوگوں نے انگشت بدنداں ہوتے نویرہ کی اصلیت اور فیروز کی بربادی کی داستان دیکھی تھی

جبکہ دلاور خان ایک بے قصور معصوم لڑکے کیلئے انکے دل میں ٹیس اٹھی تھیں۔۔۔

نادر پرویز کے منہ سے فیروز سے رشوت لینے کا سن کر سب کو سانپ سونگھ گیا۔۔ کہ کس طرح انہوں نے دلاور کو ٹارچر کیا اسکی ٹارچر کی ویڈیوز بنا کر فیروز چغتائی کو دیتے تھے۔۔۔

"مجھے معاف کر دو خدارا مجھے معاف کر دو"

اپنے سفاک اعمال جب فیروز چغتائی کے سامنے آئے، وہ پھوٹ پھوٹ کر رو تا دلاور کی چیخیں آہیں یاد کرتے اپنا منہ سر پیٹتے ہوئے زمین پہ گر گیا اور اپنی ناک رگڑنے لگا۔۔۔

جسٹس صاحب نا میں ایک اچھا باپ بن سکا نا ہی شوہر نا ایک انسان۔۔ میں نے دو معصوم" پھولوں کو برباد کیا مجھے دنیا کی کڑی سے کڑی سزا دیں۔۔ مجھے پھانسی کی سزا دیں۔۔۔" وہ گھٹنوں کے بل زمین پہ بیٹھا ہاتھ باندھتے عالمِ دیوانگی و وحشت میں کہے جا رہا تھا۔۔

عرشیہ یک ٹک غیر یقینی سے اس عالم کو دیکھے جا رہی تھی۔۔

ہمیشہ جس لمحے وپل کا اسے انتظار تھا اس وقت وہ ساکن و جامد پتھرا گئی تھی۔۔

یا اللہ ہمیں صرف اولاد نہیں بلکہ اولاد کی نعمت کے ساتھ یہ توفیق عطا کرنا کہ میں تیرے" "پاک پھولوں کی بہترین تربیت اور رکھوالی کر سکوں۔۔

اس عالم جنون میں آ کر صمصام زیدی کے لب بے ساختہ حرکت میں آئے تھے

سچ یہ نہیں کہ نویرہ فیروز کو حسد تھا دو بھائیوں سے۔۔۔۔"وہ ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر" سسک اٹھے۔۔۔سب نے حیرت و نا سمجھی سے فیروز چغتائی کو دیکھا جو آپ سالوں سے دفنایا ہوا راز فاش کرنے جا رہا تھا۔۔

بے ساختہ سب کے دل کی دھڑکن دھک دھک معمول سے بڑھ گئی۔۔

ہاں حسد تھا۔۔۔۔۔۔"

"لیکن سچ یہ تھا کہ وہ حسد کا بیج میرے اولاد کے سینے میں نے بویا تھا۔۔۔

ٹھاہ ٹھاہ کر کے ہر کسی کے چہرے پہ شیشے ٹوٹے تھے۔۔۔

عائشہ خان نے مضبوطی سے تقویٰ کا ہاتھ پکڑا۔۔۔

جب میرے پاس کوئی بیٹا نہیں تھا اور دانیال خان کے پاس میں جب دو جڑواں بیٹے دیکھتا تھا" تو میرا اندر جل اٹھتا تھا۔۔انکی کھلکھلاہٹ انکی قلقاریاں میرے سینے پہ ضرب کی مانند پڑتی تھیں۔۔"وہ دو ننھے گول مٹول سے کھلکھلاتے شہزادے یاد کر کے سسک پڑا۔۔۔

میں نے خدا سے بہت مانگے بیٹے لیکن اسنے خالی لوٹا دیا مجھے۔۔اور آج مجھے سمجھ آیا کہ میں "
"لائق نہیں تھا اس نعمت کے۔۔

میں آتے جاتے ان دونوں کو دیکھتا، کبھی باپ کے کندھے پہ اور کبھی سینے پہ۔۔۔۔۔۔"
اور اپنے کندھے سینہ ویران دیکھ کر میں انجانی وحشت کا شکار ہو جاتا تھا۔۔۔

اسی حسد کی آگ میں میں نے اپنی بیٹی کے کانوں میں انکے خلاف سیسہ انڈیلا، اسکی غلط حرکت پہ اسکا سپورٹ کیا کیونکہ جب جب وہ تکلیف میں ہوتے مجھے سکون ملتا تھا۔۔

دانیال خان اپنے بیٹوں کی حرکت پہ نادم ہوتا میری انا کی تسکین ہوتی تھی۔۔

میں اپنی بیٹی کو بلند دیکھنا چاہتا تھا اور اسکے بیٹوں کو مات دینا چاہتا تھا۔۔میں دانیال خان کو اسکے جڑواں بیٹوں پہ مات دینا چاہتا تھا لیکن مجھے نہیں معلوم تھا یہ مات کا کھیل در حقیقت میری تباہی کا آغاز تھا۔۔

خدا کہتا ہے میں نے جتنا دیا ہے اس میں خوش رہو، لیکن میں خوش نا رہا اور خدا نے ساری خوشیاں چھین لیں مجھ سے۔۔مجھے برباد کر دیا لیکن جن کو میں نے برباد کرنا چاہا۔۔۔انکی "وجہ سے اس شیطان کا روپ سامنے آیا۔۔۔میرے قاتل میری عزتوں کا قاتل۔۔

خدا کا واسطہ میری بیٹی کو کوئی کچھ نا کہے۔۔۔ جسے جو کہنا ہے مجھ سے کہو یہ لاتیں جوتے "
گالیاں مجھے دو لیکن میرے پھول کو کوئی ناغلیظ کہے وہ تو بھٹک گئی تھی اسے سنبھالنے راہ
"دکھانے والا کوئی نہیں تھا۔۔۔۔

ہر صائم زیدی کیلئے تقویٰ نہیں آتی نا ہی ہر عائشہ کیلئے دانیال خان آئے گا۔۔ اپنے اولاد کی
پرورش ایسی کریں کہ وہ حسد اور غرور جیسی بیماریوں سے محفوظ رہیں۔۔۔ وہ ظفران جیسے
شیطان کے جھانسے میں نا آسکیں۔۔۔ کیونکہ راہ سے بھٹکانے والے بہت ہیں اور راہ پہ
لانے والا اس دنیا میں کوئی کوئی۔۔۔

عائشہ خان نے حیرت سے ششدر ہو کر اپنے منہ پہ ہاتھ رکھ دیے۔۔
اگر آج یہاں خان ہوتا تو وہ اس شیطان کو زندہ زمین میں گاڑھ دیتا۔۔

وہ رونے لگیں تقویٰ نے اسے ساتھ لگا کر خاموش کروایا۔۔۔ حالانکہ اس بھیانک حقیقت
کو جان کر تو وہ بھی ڈھے گئی تھیں۔۔۔

"حوصلہ کرو میری جان دیکھو میرے دانی کو برباد کرنے والا آج خود تباہ ہیں۔۔۔"

اسلئے کہتے ہیں کسی سے حسد مت کرو بلکہ اسکے حصہ کا بھی شکر یہ ادا کرو تا کہ خدا تمہیں اس شکر کے اجر میں تمہارے توقع سے بڑھ کر نوازے۔۔

خدا شکر کرنے والے کو پسند کرتا ہے۔۔۔

یونہی ڈانٹا کریں مجھے تا کہ میں محفوظ رہوں برائیوں سے "عرشیہ بھی ماں سے لگ کر نم آنکھوں سے بولی

ایک شخص جس سے اپنے رشتے نبھائے نہیں گئے وہ آپ سے کیا مخلص ہوتا فیروز "

"چغتائی

ایک برباد شخص کو اپنی راکھ پہ سسکتے دیکھ کر ساحل شاہ کا دل نرم پڑا تھا۔اسنے جھک کر زمین پہ بیٹھے فیروز کو سہارا دیکر اوپر اٹھایا

ظفران حیدری نے انگارہ آنکھوں سے ساحل شاہ کو دیکھا جسنے پلک جھپکتے اسکی بلند ہستی تہس نہس کر دی تھی۔۔۔

یہ سوال تم جا کر اپنی ماں سے کرو ساحل شاہ کہ اسنے اپنے شوہر ظفران حیدری سے "
کیوں نبھا نہیں کیا۔۔" معاً ظفران نے غیظ و غضب سے غرا کر ساحل شاہ کو بھری عدالت
میں پکارا تھا

ساحل نے ششدر ہو کر دائیں جانب گردن گھمائی۔۔۔۔

کٹہرے میں کھڑا ظفران حیدری اپنی مکروہ شکل کے ساتھ جب فاتحانہ مسکرایا

ساحل کے ارد گرد سناٹے پھیل گئے۔۔اسکی دھڑکن سست ہوئی تھی۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری ماں کا نام لینے کی" وہ فیروز کو چھوڑ کر گھائل بپھرا گرجتا"
اس کی طرف لپکا۔۔

جسٹس صاحب کی گرج بھی ساحل شاہ کو روک نہیں پائی

کیا بکواس کر رہا ہے "بپھر کر صمصام ایکدم اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا زیاف نے گڑبڑا کر"
اسکا بازو پکڑا۔۔۔ماحول ایکدم شعلہ فشاں ہو گیا تھا۔۔دریاب نے سخت بے رحم شکنجے میں
ظفران کو پکڑا ہوا تھا لیکن اسکا منہ بند نا ہوا۔۔۔

کیونکہ باپ ہوں میں تمہارا ساحل شاہ!! سوتیلا ہی سہی ہاہاہا۔۔۔ "اسنے جاندار قہقہہ "

لگایا۔۔ ساحل شاہ کے سینے پہ گہری ضرب پڑی

ٹھاہ ٹھاہ کر کے بے خبر لوگوں پہ آسمان ٹوٹے تھے۔۔۔

وہ سانس روکے ظفران کو دیکھنے لگی

تقویٰ نے نفی میں سر ہلایا۔۔ وہ ساحل شاہ کی ایک بار بربادی دیکھ چکی تھیں پھر نہیں۔۔۔

جس شخص کو تمہیں قاتل زانی ثابت کرنے کا جنون سوار ہے وہ کوئی اور نہیں تمہارا باپ "

ہے۔۔۔ اگر میں برا ہوتا تو تمہارا اونچا اسٹیٹس رکھنے والا بزنس ٹائیکون ماموں اپنی بہن

"ہر گز مجھے نا دیتا۔۔۔

ظفران کو پتا تھا کہ ایک نا ایک دن یہ لمحہ آ ہی جائے گا

اور اسنے یہ دھما کہ تب کیلئے سنبھال رکھا تھا کیونکہ وہ اپنی آنکھوں کے سامنے ساحل شاہ کو

ٹوٹتے بکھرتے ہوئے دیکھنا چاہتا تھا۔۔

وہ ساحل شاہ کے سینے پہ ایسی گہری ضرب لگانا چاہتا تھا کہ وہ کبھی سنبھل ہی نا سکے۔۔اس شخص نے پہلی کاروائی میں ہی اسکے مشکوک فرد قرار دے دیا تھا

اسکے دفن ہوئے سالوں پہلے کے گناہ بھی اکھاڑ لایا تھا۔۔۔اور آج بھری عدالت میں اسے مجرم قرار بھی دے دیا۔۔اسکا ارادہ تو ساحل شاہ کے سامنے مہکار شاہ کو پورے حق سے لے جانے کا تھا لیکن۔۔۔

بچ گئی مہکار شاہ اس قیامت سے۔۔۔۔شاید خدا اس پہ مہربان ہوا تھا لیکن ظفران حیدری اسکے بیٹے پہ ہر گز نہیں۔۔۔

مہکار شاہ نے بھری دنیا میں اسے تنہا کیا تھا اسکا بیٹا اس سے چھین کر۔۔۔آج ظفران حیدری نے وہ حساب بے باک کر دیا تھا۔۔۔

اسنے بھری عدالت میں ساحل شاہ کے پرخچے اڑا دے۔۔سب کی نگاہیں حیرت و غیر یقینی سے ساحل شاہ پہ جمی ہوئی تھیں جو اپنے انتہائی سرد پتھریلے تاثرات کے ساتھ کھڑا تھا

ظفران تمسخرانہ مسکرایا۔۔۔"راز صرف درندوں کے نہیں راز فرشتوں کے بھی ہوتے ہیں۔۔"

یہ درندہ ساحل شاہ کا باپ ہے ؟؟"ششدر غیر یقینی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبی"

سرگوشیاں سکوت چھائے ماحول میں گونجی۔۔

ساحل شاہ اپنی جگہ وسط میں جامد کھڑا ظفران حیدری کو دیکھ رہا تھا۔۔

آج پھر محفل میں اسکا نام گونجا اور چٹان کو زیرہ زیرہ کر گیا

ایک سور تھا جو ساحل شاہ کے کانوں میں پھونکا گیا

ایک سیسہ تھا جو اسکے دل پر انڈیلا گیا۔۔۔

اسکی آنکھوں کے سامنے ایک دھند سی پھیل گئی جس میں سب کچھ تحلیل ہو گیا، ہر سو دھواں بس راکھ سی تھی۔۔۔

وہ چھوٹا سا بچہ آج پھر ان درندوں کے حوس ناک شکنجے میں قید تھا۔۔اس کے معصوم پھول جیسے وجود کو جابجا سگریٹ کے شعلے سے جھلسایا جا رہا تھا۔۔

آس پاس حوس سے بھرے قہقہے تھے، مدہم سرگوشیاں۔۔۔

اور اسکی چیخیں بھاری ہاتھ تلے دبی ہوئی تھیں۔۔اسکا وجود نوچا جا رہا تھا بھیڑیے اس پہ جھک کر اسے نوچ کھا رہے تھے اور وہ مکروہ شکلوں والے شیطانوں کی گرفت میں تڑپ رہا تھا۔۔۔

جبکہ اسکے کانوں میں انکی غلیظ سرگوشیاں گونج رہی تھیں۔۔

دیکھو ننھے ساحل کو اسکی ماں چھوڑ گئی وہ تم سے محبت نہیں کرتی تھی لیکن ہم کرتے ہیں۔۔۔ہم تم سے بہت محبت کرتے ہیں مہکار شاہ کو تم سے محبت نہیں تھی اسے کسی اور سے محبت تھی۔۔۔۔۔"

وہ اسے پچکار رہے تھے اسکے چہرے پہ نشہ آور دھواں پھونک کر قہقہہ لگا رہے تھے اور وہ گڑگڑا رہا تھا رحم کی طلب کر رہا تھا۔۔۔۔

لیکن وہاں بس ایک نام بار بار گونجا جا رہا تھا

وہی نام جس کی وجہ سے بار بار اسے گھائل کیا جا رہا تھا

"کیا مہکار شاہ کو ساحل شاہ سے واقعی محبت نہیں تھی؟؟"

اسکا نام لیکر جن درندوں نے اسے نوچا، آج پھر اسکے نام سے جڑا ایک اور درندہ اسکے مقابل کھڑا کر دیا گیا۔۔

ماں کے نام سے تو شفا ملتی ہے لیکن وہ ایک واحد وجود تھا جس کے مقابل جب جب اسکا نام گونجا اسے لہولہان کر گیا۔۔۔

دیکھنا اب تمہیں کبھی سکون نہیں آئے گا۔۔ جب جب میرا نام دہرایا جائے گا، میں باپ" بن کر تمہارے سامنے آؤں گا ساحل شاہ۔۔۔

اور تم ایک درندے کے بیٹے کہلائے جاؤ گے ہاہاہا۔۔۔

یہ تمہاری سب سے بڑی مات ہے۔۔۔ شہ مات ہے تمہاری اور ظفران حیدری کی جیت۔۔۔ میں اس آخری لمحات میں بھی جیت گیا ہوں ساحل شاہ۔۔۔ تم ہار گئے ہو ہاہاہا"

"دیکھو تمہاری آنکھوں کی سرخی تمہاری مات بیان کر رہی ہے۔۔۔

وہ آج اپنی موت کو قریب پا کر جنونی ہونے لگا تھا۔۔۔

جب جب تم اپنا ماضی دہراؤ گے ظفران حیدری کا نام پاؤ گے،، تمہاری زندگی کا سب سے "
"بھیانک باب ہوں ساحل شاہ

تم لوگوں نے میرے ہر وار کو خالی کیا، ہر ضرب کو بے ضرب بنا دیا۔۔۔ لیکن اب کی بار"
نہیں ہاہاہا۔۔ اب کی بار تمہیں مات دینے والی مہکار شاہ ہے۔۔۔

ظفران حیدری کی بیوی اور ساحل کی ماں۔۔۔" وہ ایک ایک لفظ چبھا کر کہتا مکروہ قہقہے
لگاتے ساحل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مزید للکارتے ہوئے بولا

تمہیں پتا ہے ساحل شاہ۔۔ جس زار سے تم آج واقف ہو رہے ہو وہ سب تمہاری ماں کو"
بہت پہلے پتا تھے۔۔۔" اسنے سب کے سروں پہ دھماکہ کر دیا تھا۔۔۔

تقویٰ اور عائشہ نے ایک دوسرے کو غیر یقینی سے دیکھا۔۔۔ کیسے مہکار شاہ ایسا کر سکتی
تھی۔۔ کیا وہ انکے حالات سے بے خبر تھی؟ وہ یہاں اپنے بیٹوں کیلئے پاگل ہوتی جا رہی
تھی اور وہ سب کچھ جان کر بھی انجان بنی رہی۔۔۔

جبکہ ظفران للکارتے ہوئے کہتا، چاہتا تھا طیش میں آکر ساحل اسے گولی مار دے۔۔ بہت
آسانی سے اسکی جان چھوٹ جائے مگر کیا اب یہ ممکن تھا؟؟

"تیری سازشیں اب ناکام ہیں کیونکہ ہم بچے نہیں جوان ہیں۔۔۔"

ظفران حیدر سب کچھ کہہ دینے کے بعد اب ری ایکشن کے انتظار میں بپھرا کھڑا تھا۔۔

جب پیچھے سے دریاب خان کی سرسراہتی ہوئی سرگوشی اسکے کانوں میں گونجی۔۔

اسنے سختی سے مٹھیاں دبائیں وحشت پُر نگاہوں سے اسے دیکھا اور پھر ساحل شاہ کے تاثرات جاننا چاہے لیکن۔۔۔۔

وہ ساحل تھا، سمندر کو کنارا دینے والا لہروں کی موجوں سے لڑنے والا

تمہاری سازش سے بڑا نام رکھتا ہوں ظفران حیدری، میں ساحل شاہ اپنی پہچان آپ"

"ہوں تیرے اور تیرے جیسوں کا باپ ہوں

میرا باپ بننے سے پہلے اپنا معیار تو بنالو ظفران حیدری" وہ اطمینان سے مسکراتا ہوا کہتا

ظفران حیدر کا سکون غارت کر گیا

ٹھاہ کی مانند اس پہ دھماکہ ہوا۔۔۔

اور میری ماں؟؟؟"اسنے سوالیہ ابرو اچکایا۔۔۔اور دھیرے سے مسکرایا۔۔"تُو جس کی بات کر رہا ظفر ان وہ تیری بیوی تیری عزت ہے۔۔

لیکن میں جسے جانتا ہوں وہ میری ماں ہے اور ماں صرف ماں ہوتی ہے۔۔۔۔دشمن نہیں۔۔۔۔"

اسکے جواب پہ جسٹس صاحب نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔۔

تقویٰ نے فخریہ شہزادے کو دیکھا، جانتی تھیں سارا درد چھپا کر مسکرانے کے فن میں وہ بچپن سے ماہر تھا۔۔۔

لیکن صمصام دریاب زیاف کو سکون نہیں آیا کیونکہ وہ اپنے بگ بی کی آنکھوں کی سرخی سے اسکی تکلیف کو محسوس کر گئے تھے کہ وہ کن وحشتوں کے عالم میں کھڑا ہے۔۔

جب اولاد غلطی کرے تو ماں سینے میں چھپا لیتی ہے اپنے مجازی خدا سے بھی خفا ہو جاتی ہے۔۔۔لیکن جب ماں باپ غلطی کریں تو اولاد کا حساب کیوں؟؟"

تمہیں کیوں لگا ظفران کہ میری جنگ تجھ سے صرف دلاور کو لیکر ہے ؟؟"اسکی" آنکھوں میں اچانک جو طیش جنون کی چنگاریاں ابھری تھیں یہ الفاظ ادا کرتے ہوئے، سن ساکن کھڑے ظفران حیدری کی رنگت اڑ گئی وہ سانس روک گیا کسی سہمے جانور کی طرح۔۔۔۔

اسکا دل سینے میں بجائے دماغ میں دھک دھک کرنے لگا تھا۔۔۔

تمہیں پتا ہے ظفران حیدری تمہارا سب سے بڑا مسئلہ کیا ہے ؟"وہ اکتاہٹ سے پوچھنے" لگا۔۔اس سب کے بعد اسے شدت سے سگریٹ کی طلب ہوئی تھی۔۔

ظفران نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔نگاہوں میں سوال لیے۔۔۔

تم نے بھوکنا آج بھی نہیں چھوڑا۔۔۔"وہ پر کیف انداز میں کہہ کر سب کو شاکڈ" کر گیا۔۔

جس راز کو تم راز کہہ کر دھماکہ کر رہے ہو، دم آواز میں نہیں دھماکے میں پیدا کرو۔۔مانا" کہ یہ کھیل تم نے شروع کیا ظفران حیدر۔۔۔لیکن اسکا اینڈ میں کروں گا۔۔۔اور ایسا بھیانک کروں گا کہ حوالہ میری ذات کا نہیں تیرے انجام کا دہرایا جائے گا۔۔۔

ہر آنسوں کا حساب لوں گا میں تم سے۔۔۔۔" سرد پتھریلے سپاٹ الفاظ میں کہتے ساتھ ہی وہ جسٹس صاحب کی جانب پلٹا

اور اب تمام لوگ جسٹس پرویز کھوسو کو دیکھنے لگے تھے

ہر کسی کا دل انجانے خدشات سے دھک دھک کر رہا تھا۔۔۔

سب کو انصاف کا انتظار تھا لیکن، انکی نظریں اپنے ساحل پہ تھیں

وہ انجان نہیں تھے وہ کس کرب سے گزر رہا تھا۔۔

لیکن جو اپنے انداز سے شہنشاہ ہو وہ کب زیر ہوتا ہے؟

شیر جس حال میں بھی ہو شیر ہوتا ہے۔۔۔

چند گھنٹے خاموش حبس زدہ فضا میں ٹھہر ٹھہر کر سانس لینے کے بعد بالآخر تمام مشیر کے مشورے جاننے کے بعد جسٹس صاحب نے اپنا قلم اٹھایا۔۔۔

ساحل شاہ کے برابر میں نفرت بھری نگاہوں سے ظفران حیدری کو دیکھتے شیخ صاحب آکر کھڑے ہوئے تھے عدالت کا فیصلہ جاننے کیلئے

تمام ثبوت اور گواہوں کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ عدالت دلاور خان کو نویرہ فیروز کے قتل" اور ریپ کے الزامات سے باعزت بری کرتی ہے

اور نویرہ فیروز کے قتل زیادتی، یونیورسٹی میں گینگ ریپ بلیک میلنگ ہراسمنٹ میں سیکشن 302 سیکشن 376 اور سیکشن 377 کے تحت مجرم ظفران حیدری کو سزائے "موت سناتی ہے۔۔

جیسے ہی جسٹس صاحب کے الفاظ ادا ہوتے جس قدر خوشی سے عرشیہ خان کی بے ساختہ فتح کا نعرہ گونج اٹھا تھا وہیں ظفران حیدری بھر تار وتاد ھاڑا اٹھا۔۔

شکر یارب تیرا۔۔۔ میرے مالک تیرے ہاں دیر ہے لیکن اندھیر نہیں "عائشہ خانم" خوشی کے آنسوں بہاتی سسک پڑیں۔۔۔۔

جبکہ باقی مشیر نے مسکراتے ہوئے، برستی آنکھوں سے مسکراتی خوبصورت پری پیکر عرشیہ خان کو دیکھا تھا۔۔۔

دھک دھک کرتے دل سے اب فیروز چغتائی نے سر اٹھا کر بلند انصاف کی کرسی پہ بیٹھے شخص کو دیکھا۔۔

مجرم فیروز چغتائی کے آن ڈیوٹی آفیسر نادر پرویز کو رشوت دینے کے جرم میں سیکشن "
اور دلاور خان پہ تشدد کرنے کے جرم میں بھاری جرمانہ اور دس سال قید کی 165-A
"سزا سناتی ہے۔۔

ساحل شاہ نے اطمینان بھرا گہرا سانس کھینچا۔۔۔

فیروز چغتائی ساکن جامد ہوتے وحشت زدہ نظروں سے بس دیکھتا رہ گیا۔۔ کیونکہ آج اس انصاف کی کرسی پہ بیٹھے شخص کو بھی وہ خرید نا سکا۔۔۔

خدا نے ڈھیل دی تھی اسے اور آج وہ رسی کھینچ لی گئی تھی۔۔۔

اسنے خشک آنکھوں، ماؤف دماغ سے اپنی ہتھیلیاں دیکھیں۔۔۔۔

ایک وقت تھا جب ان ہتھیلیوں میں خدا نے اپنی رحمت کا ننھا پھول رکھا تھا۔۔۔ لیکن اسنے پرائے باغ کو دیکھ کر حسد کیا۔۔۔۔

اس سے وہ رحمت بھی چھین لی گئی اور مقدر میں ویرانیاں بربادیاں لکھ دی گئیں۔۔۔

یاخدا اس حسد نے کھالیا مجھ کو میرے قافلے کو۔۔۔ "وہ ہذیانی کیفیت دیوانگی میں"
ہتھیلیاں چہرے پہ مارتا کربناک چیخیں مارنے لگا جبکہ اہلکاروں نے اسے دبوچ لیا۔۔۔
وہ جکڑ لیا گیا خدائی پکڑ میں۔۔۔

یہ عدالت ڈاکٹر زونیرہ اور اس جیسی تمام بچیوں کے ساتھ ہوئی ناانصافی بلیک میلنگ"
ہراسمنٹ کو دیکھتے آن ڈیوٹی آفسران کو حکم دیتی ہے ***یونیورسٹی کے تمام عملہ کو
حراست میں لیکر تفتیش کی جائے۔۔اور حاصل ہونے والے تمام ثبوت اور پرسنل کو اگلی
"کاروائی میں پیش کیا جائے۔۔

چونکہ یونی کی معصوم بچیوں کے ساتھ ہوئی زیادتی اور غیر ممالکی تنظیم سے اب یہ کیس
مزید ہشتگرد لیول پہ آگیا تھا اسلئے ہی جسٹس صاحب نے اس کیس کو دہشتگرد کورٹ میں
منتقل کر دیا۔۔۔آس کیس کا آخری فیصلہ وہیں ہونا طے پایا۔۔۔

عدالت نے نا صرف سرچ وارنٹ جاری کر دیا بلکہ ایس پی دریاب کو پرسنل کو حراست
میں لینے کا حکم دیتے اس یونیورسٹی کے ہاسٹل میں لیڈی آفسران کو بھیج دینے کا بھی حکم
دیا۔۔۔

اپنا فیصلہ سناتے ہوئے انہوں نے قلم کی نب کو وہیں توڑ دیا۔۔

وی آر پراؤڈ آف یو ایڈوکیٹ ساحل شاہ" مسٹر شیخ کو نظر انداز کرتے ہوئے جسٹس "
صاحب نے فخریہ ساحل شاہ کو مخاطب کیا۔۔ جس نے کسی موقع پہ ہار نہیں مانی بلکہ ایک
ایسے کیس کو لڑا جس کو دنیا کے سامنے ناثبوت تھا نا سوراخ۔۔۔

ہمارے ملک کو آپ جیسے قابل ایڈوکیٹ کی ضرورت ہے جس نے بیٹیوں کا مان رکھا اور "
"فتح پائی

جسٹس صاحب نے بھی اک عمر عدالت میں روز نئے وکلاء کو دیکھتے سنتے گزاری تھی لیکن
جہاں بھی عصمت دری کا کیس آیا تھا وکلاء کو بے باک اوپن الفاظ میں سوال و جرح کرتے
پایا تھا۔۔

لیکن ساحل شاہ کے انداز سے وہ متاثر ہوئے تھے کیونکہ وکیل کا کام انصاف دلانا ہے
بیٹیوں کو رسوا کرنا نہیں۔۔۔

اٹس مائی آنرمائی لارڈ" اسنے اس اعزاز کو قبول کرتے ہوئے سر کو خفیف سا خم دیا۔۔اپنے" پیشے سے محبت کرنا بھی ایک عبادت ہے اور عبادت ہر برائی سے پاک ہوتی ہے اگر عبادت خالص ہو۔۔

دریاب نے کھینچ کر ظفران کو حراست میں لیتے اپنی ماں پہ ایک نگاہ ڈالی۔۔ جبکہ ظفران حیدری کی متلاشی نگاہوں نے مبارک باد کے گونجتے شور و مختلف چہروں میں اپنے مطلوبہ چہرے کو دیکھا

اسکے دیکھتے اس شخص نے مخصوص انداز میں ہاتھ کو جھٹکا دیا تھا۔۔ جسے سمجھ کر ظفران حیدری کے ہونٹوں پہ پراسراری مسکراہٹ بکھر گئی

اور وہ افسوس سے انکے مسکراتے روشن چہرے دیکھنے لگا

جانتا تھا کچھ دیر میں اندھیرا چھانے والا ہے۔۔۔۔

"کیاہوا روحاسب ٹھیک ہے بیٹا؟؟"زریش شاہ اچانک اسکے روم سے گونجتی چیخ پہ بھاگتی سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آئی تھیں جہاں بیڈ پہ پسینے میں شرابور بیٹھی روحا بھیگے رخساروں سے گہرے سانس لے رہی تھی۔زریش شاہ اسکی حالت پہ گھبرا کر اسکے پہلو میں آکر بیٹھیں اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھر کر وہ تفکر و تشویش سے اس سے پوچھنے لگیں۔۔

"ماما!!"وہ زریش کو دیکھتی ایکدم سسک کر انکے گلے سے لگی۔اسکا وجود تھر اتھر کانپ رہا تھا۔۔وہ اب تک کسی خوف کے حصار میں بوکھلائی ہوئی تھی۔۔۔

"سب ٹھیک ہے بیٹا ریلیکس کچھ نہیں ہوا۔۔" وہ پیاری سے پچکارنے لگیں اسے۔ سمجھ گئی تھیں ضرور کوئی برا خواب دیکھا ہو گا۔۔۔

"نن۔ نہیں ماما مم۔ میں نے ششش۔ شاہو کو دور ج۔ جاتے ہوئے دیکھا۔" روحا نے ہچکیاں بھرتے ہکلائے لہجے میں گویا ہوئی

زریش کا دل بے ساختہ دھڑکا تھا۔ "اللہ میرے ساحل کو اپنے حفظ امان میں رکھے گا۔ کچھ نہیں ہوا بیٹا برا خواب تھا کلمہ پڑھو دعا کرو ایسا کچھ نہیں شاباش ریلیکس۔۔۔" وہ اسکی پشت سہلانے لگیں۔۔

لیکن روحا نے جس تڑپ و بکھری حالت میں اپنے شاہو کو کہیں دھند میں دور جاتے دیکھا تھا اسکا دل گہری نیند میں تڑپ اٹھا تھا۔ جیسے کسی وحشت نے اسے اپنے حصار میں دبوچ لیا تھا

اتنی تکلیف کل رات کی وحشت سے اسے نہیں ہوئی تھی جتنی آج اسے ابھی اس خواب میں ساحل کو دور جاتے دیکھ کر ہوئی تھی۔۔

وہ اپنی تکلیف کو اپنے خواب کو کس طرح بیان کرتی۔۔

زریش شاہ کے اسرار پہ روتے ہوئے کلمہ پڑھ کر وحشت چھائے دل کو سکون پہچانے کی کوشش تو کر رہی تھی مگر آنکھوں کے سامنے گھومتا ہوا منظر اسکی تکلیف کو مزید بڑھا رہا تھا۔۔۔

"ماما وہ روتے ہوئے مجھ سے دور جا رہے تھے۔۔وہ کسی کے پیچھے پاگلوں کی طرح بھاگ رہے تھے تکلیف سے چیخ رہے تھے۔۔وہ مجھے چھوڑ کر جا رہے تھے ماما۔۔۔۔

میں شاہو کے بغیر نہیں رہ سکتی میں نے اپنی مام سے وعدہ کیا ہے میں انکے شاہو کے ساتھ رہوں گی ہمیشہ۔۔۔۔وہ مجھے ایسے کیسے چھوڑ کر جا رہے تھے۔۔۔" وہ انکے شانے پہ ٹھوڑی ٹکائے وحشتزدہ خواب و خوف کے زیر اثر بڑبڑا رہی تھی۔۔

تکلیف کی انتہا پہ تڑپتا اسکا دل، کسی پل قرار نا تھا۔۔۔

زریش نے اسکی محبت پہ مسکرا کر اسے وجود کو بانہوں میں بھرتے اسے سہارا دیا۔۔

"بہت خوش ہوں میں روحا کہ میرے بیٹے کو اتنی چاہنے والی شریک حیات ملی۔وہ خوفزدہ تھا کہ کہیں اسکے ساتھ وہ سب نا ہو جو اسکے باپ کے ساتھ ہوا تھا لیکن آج تمہاری محبت نے میرا خوف ہمیشہ کیلئے دور کر دیا ہے۔۔

اور میری جان جس بیٹے پر دو دو ماؤں کی دعاؤں کا سایہ ہو اسے کوئی تکلیف چھو بھی نہیں سکتی۔اسلئے پریشان مت ہو اٹھو فریش ہو کر دو رکعت نوافل ادا کر لو شاباش۔۔۔"زریش شاہ اسکے بھیگے رخسار پو نچھتی پیشانی چوم کر پشت تھپکتے ہوئے اٹھیں۔۔۔

روحا نے سر اثبات میں ہلا کر، خود کو بمشکل سنبھالا اور بلینکٹ ہٹا کر وہ بیڈ سے اترنے لگی۔۔ اسے محسوس ہوا اسکی ٹانگیں لرز رہی ہیں، وہ اپنی اس محبت کی شدت پہ مسکرائی بھی اور اللہ سے دل میں ہی ساحل کی سلامتی کی دعا مانگنے لگی۔۔۔

"بڑی بیگم آپ کیلئے نیچے صاحب کی کال ہے" معاً وہاں ملازمہ نے آکر زریش شاہ کو مخاطب کیا

"میں آرہی ہوں۔۔۔" وہ ملازمہ سے کہہ کر روحا کی طرف متوجہ ہوئیں

"پریشان مت ہو ہر ذی روح پہ خدا کی حکمت ہے، وہ رحمٰن ہے ہمیں ہماری برداشت کی حد سے زیادہ نہیں آزماتا۔ تمہارے اس خواب سے ایک وجہ تو ضرور واضح ہو گئی کہ تمہیں ساحل سے کتنی محبت ہے۔۔ تم اس کے مثبت پہلو پہ غور کرو باقی کا خدا پہ چھوڑ دو وہ بہتر کرنے والا ہے" زریش نے اسے محبت و نرمی سے سمجھایا

روحا بے ساختہ مسکرائی۔۔اسنے سر اثبات میں ہلایا تو زریش نے اسکے رخسار کو تھپتھپا کر

"ہر ذی روح پہ خدا کی حکمت ہے وہ خدا ہے بہتر سے بہتر کرنے والا۔۔" روحانے وہ الفاظ دہرائے دل میں گویا گہرا سکون اترا تھا۔۔

وہ وضو کی نیت سے آگے بڑھ گئی۔۔۔۔

اسنے سوچا وہ نفل کے بعد پھر اپنی ماما یا مام سے بات کرے گی۔اسے کچھ عجیب لگ رہا تھا۔۔

ایک طرف ساحل شاہ کو پانے کی خوشی تھی تو دوسری طرف عجیب سے ویرانی نے گھیرا ڈالنا شروع کر دیا تھا۔۔۔

عجب وحشت اضطرابی کیفیت حملہ آور ہونے لگی، وہ جھر جھری لیکر باتھ روم میں گھس گئی

کچھ دیر میں وہ جب جائے نماز پہ کھڑی ہوئی، اللہ کے آگے حاضری دیتے اپنے خواب کو اسکے آگے بیان کرتے اسکی آنکھوں سے آنسوں پھسل گئے۔۔۔

اسنے جھک کر سجدہ دیا، سفید دوپٹے کے حالے میں اسکا گلاب سا چہرہ دمک رہا تھا، اسنے اپنا سر اس خالق و مالک کے آگے جھکایا

اسنے دعا میں ہاتھ اٹھائے، جانے کیوں اسکے ہونٹ کانپ گئے

"یااللہ میں ایک بے خبر تیری بندی ہوں مجھے نہیں پتا میرے پیاروں کو کون سی تکلیف ہے، لیکن میرے مالک تُو تو سب جانتا ہے نا۔۔ تو اپنی رحمت سے رحم فرما میرے پیاروں کو اس تکلیف سے بچا جو مجھے اپنے دل میں محسوس ہو رہی ہے

میں نہیں جانتی یہ آنسوں بے اختیار کیوں ہوئے ہیں تیرے در پہ۔۔ میں یہ بھی نہیں جانتی میرا دل اتنا خائف کیوں ہو رہا ہے مجھے یہ بھی نہیں پتا کہ میرے اپنے کس حال میں ہیں۔۔

لیکن میرے رب تو سب سے واقف ہے تجھے علم ہے۔۔ میں تیری گنہگار بندی ہوں لیکن تو نے مجھے بنایا ہے اور اس بات کی گواہ ہے کہ میں کتنی عزیز ہوں تجھے

میرے اپنوں کو اپنے حفظ امان میں رکھنا کوئی سرد ہوا بھی انہیں نا چھو سکے۔ میرے ڈیڈ میری ماما میری مام میری بہن اور میرے مجازی خدا میرے شاہو کو اپنے امان میں رکھنا۔۔۔

یااللہ انکا جو دکھ ہو مجھے سونپ دینا، لیکن انہیں کوئی تکلیف مت دینا۔۔۔ مجھے نہیں پتا میرے رب کیا چیز مجھے رلا رہی ہے اور میں رو رہی ہوں لیکن میرے پاس بہتر جگہ رونے کی تیرا در ہے۔۔۔

میں جب جب تیرے آگے روتی ہوں تو مجھے یقین ہوتا ہے کہ میرے آنسوں رائیگاں نہیں گئے کیونکہ وہ تیرے در پہ گرے ہیں اور تو اپنے پیارے بندوں کو اپنے در پہ روتے کیسے دیکھ سکتا ہے۔۔۔۔"

اسنے جو دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے تھے وہی ہاتھ وہ چہرے پہ رکھ کر بے آواز رونے لگی۔۔اسے معلوم نہیں تھا وہ کیوں رو رہی ہے لیکن اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ خالی رہ گئی ہے۔۔۔

"ہیلو! شاہ سب ٹھیک ہے نا؟" ریسور اٹھا کر کان سے لگاتے زریش شاہ نے فکر مندی سے استفسار کیا۔۔ مگر دوسری طرف سے خاموشی تھی

"ہیلو شاہ؟؟" وہ پریشان ہوئیں

"بیگم صاحبہ صاحب نے کہا ہے آپ تھوڑا انتظار کریں۔۔" قریب ہی کھڑی ملازمہ نے جلدی سے انہیں آگاہ کیا۔۔

وہ پریشان وہیں ٹہلنے لگیں۔۔

معاً چند منٹ بے سکونی و عجب کیفیت میں گزرتے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔زریش شاہ نے اچک کر رسیور اٹھا۔۔۔

"زری" ہارون شاہ کی تھکی بھوجل سی آواز رسیور سے گونجی

"کیا ہوا میرا دل بیٹھا جا رہا ہے میرا بھالو تو ٹھیک ہے نا؟؟" زریش کا بے اختیار دل تیز دھڑکا تھا۔۔انہیں برے خدشات ہونے لگے کیونکہ ہارون شاہ تو مہکار کے پاس گئے تھے اور اب انکی نم سی تھکی بھوجل آواز۔۔۔۔

ساحل بھی تو کورٹ گیا ہوا تھا،اور صبح ہی ان سے الوداع کرتے ہوئے کہا تھا کہ آج دشمنوں کی دھجیاں بکھیر دیگا۔۔پھر روحا کا خواب۔۔۔۔

انکا دل اٹھاہ گہرائیوں میں ڈوبنے لگا تھا۔۔جیسے کوئی بڑا پہاڑ سینے پہ آ گرا ہو۔۔۔

"مجھے نہیں پتا تمہارے بھالو کا کیا حال ہو گا اس کے بعد زری لیکن ہر برے وقت میں تم نے مجھے میرے بیٹے بیٹی کو سنبھالا ہے، تم محض شریک حیات نہیں میری ریڑھ کی ہڈی ہو۔۔جس نے ہمیشہ مجھے حوصلہ دیکر برے سے برے حالات میں مضبوط بنا کر کھڑا رکھا یہ میری ماں کی دعائیں تھیں جن کی صلہ مجھے تمہاری صورت ملا ہے۔۔یہ ساحل کی کوئی معصوم نیکی تھی جس وجہ سے اسے خدا نے تمہاری صورت اجر دیا۔۔۔

مجھے نہیں معلوم میں کس طرح دیکھ سکوں گا اپنے ساحل کو لیکن مجھے پوری دنیا میں اس وقت اگر کوئی ہے تو وہ تم ہو جس سے امید ہے کہ وہ اپنے بھالو کو سنبھال لے گی۔۔۔

کیونکہ تم ہمارے زخموں کا مرہم ہو۔۔۔۔۔" وہ بھاری مگر غم زدہ لہجے میں کہہ رہے

زریش کا دل سینے کی دیواروں میں قید دھک دھک کر رہا تھا۔۔۔

"شاہ ایسا کیا ہوا ہے ؟؟ میرے ساحل کو کچھ نہیں ہو گا میرے ہر سجدے میں خدا سے صرف اپنے بچوں کی انکے باپ کہ سلامتی کی دعا ہوتی ہیں، وہ لمحہ خالی نہیں جس میں میں اپنے شہزادے کی لمبی خوشحال زندگی کی دعا نا کرتی ہوں۔۔اور ایک ماں کے دل سے نکلی دعائیں سیدھے خدا تک پہنچتی ہیں خدا میری دعائیں رد نہیں کرے گا۔۔

مجھے آپ سے محبت ہے شاہ۔۔اور یہ سب کر کے میں کوئی احسان نہیں کر رہی بلکہ اس سب میں ہی ایک عورت کا سکون ہے۔۔۔ "

ہمیشہ کی طرح اسکے الفاظ نے ہارون شاہ کے سینے پہ لگے زخموں پہ مرہم رکھا تھا۔۔

"شاہ۔۔۔۔" دوسری طرف گہری خاموشی پا کر زریش نے پکارا۔۔۔

"مہکار شاہ اب اس دنیا میں نہیں رہی" ہارون شاہ بہت ہمت کرتے ہوئے کہا۔ جسے سن کر زریش شاہ کے ہونٹوں سے بے ساختہ شاکڈ میں نکلا تھا۔۔۔

"کیاااا؟؟" وہ منجمد ہو کر رہ گئیں۔ دھچکہ ہی اتنا بڑا تھا کہ لب وا ہی رہ گئے اور آنکھیں پھیلی۔۔۔ کتنی دیر تو وہ کچھ کہہ نا پائیں۔۔ سکتے میں کھڑیں وہ رسیور کو دیکھنے لگی۔ انہیں ایسا لگا جیسے کچھ غلط سن لیا ہو۔۔۔

"ش۔شاہ یہ کک۔کب ہوا؟؟"زریش شاہ کا دل اٹھاہ گہرائیوں میں جیسے ڈوب گیا۔۔اور اب انہیں بھی ساحل اور روحا کیلئے خدشات ستانے لگے

وہ دونوں وجود جتنی مہکار شاہ کی زندگی میں اہمیت رکھتے تھے اس سے کون ناواقف تھا۔اور اب اچانک سے انکی موت کا سن کر زریش کو آگے کی سوچ کر ہی وحشت ہونے لگی۔۔۔

"ابھی کچھ دیر پہلے ہی اسکی موت ہوئی۔۔اسنے ساحل اور روحا کی درخواست کی ہے تم سے ان دونوں کا خیال رکھنا۔۔۔"وہ بتانے لگے جسے سن کر زریش کی آنکھوں سے آنسوں پھسل گئے

"شاہ مم۔میرا ساحل؟؟وہ تو ابھی اپنی ماں کے گلے نہیں لگا۔کتنی حسرتیں ہیں میرے بچے کی ہارون۔۔ایسے کیسے ہو سکتا ہے۔۔ایک بیٹے کی ساری خواہش و حسرتیں کیسے ادھوری رہ گئیں۔۔

میں نے کتنے خواب سجائے ہیں میں نے اپنے بیٹے کی زندگی سے بھرپور مسکراہٹ دیکھنی تھی ہارون۔۔۔۔

اس۔۔اس طرح تو اسکی پوری زندگی میں ایک خلا سا رہ جائے گا۔۔وہ ہم سب سے ملے بغیر کیسے جا سکتی ہے۔۔۔مہکار شاہ کیسے مر سکتی ہیں۔۔۔"زریش کی ٹانگیں اسکا بھوج سہنے

دفعتاً تبھی بالکل زریش شاہ کے پیچھے ہی دھڑام سے کوئی وجود لہرا کر زمین بوس ہوا تھا۔۔
زریش شاہ نے چونک کر پلٹتے دیکھا۔۔۔
"روحابی بی!!!" ملازمہ چیخ کر دھانی آنچل میں اپنے ہوش حواس کھوئے زمین بوس ہوئی روحا کی طرف بھاگیں۔۔۔
"روحا!!" اسکا سپید لٹھے جیسا چہرہ سر سے بہتا خون دیکھ کر تو زریش شاہ کی چیخیں نکل گئیں۔۔انکے ہاتھ سے رسیور چھوٹ گیا۔۔
"جلدی اسے اٹھانے میں مدد کرو میری" ہانپتی کانپتی زریش زرد ہوتے چہرے، ملازمین کے ساتھ زمین سے روحا کو اٹھا کر پاس پڑے صوفے پہ ڈالنے لگیں۔۔۔
"کیا ہوا بھابی کو مام؟؟" انکی چیخوں سے سمن اپنے کمرے سے بھاگ کر باہر آئی تھی۔۔۔
ملازمہ کی مدد سے اسنے رات ہی اپنی ہتھکڑیاں کھلوالیں تھیں۔۔اور زریش شاہ کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہونے دی تو یہ اسکے چاکلیٹ کا جادو تھا جس کے لالچ میں ملازمہ کا منہ بند کروایا تھا اسنے۔۔
"جاؤ ڈالٹر کو کال کرو جلدی!!" بوکھلائی ہراساں زریش شاہ نے بیٹی سے کہا۔۔ساتھ ہی ملازمہ کو فرسٹ ایڈ باکس لانے کا بھی کہا۔۔

جہاں سمن اپنے کمرے کی طرف موبائل اور ڈائری سے ڈاکٹر کا نمبر نکالنے کیلئے بھاگی تھی وہیں ملازمہ فرسٹ ایڈ باکس لینے کیلئے۔۔

پیچھے اپنے آنسوں پونچھتیں، روحا کے سر سے نکلتے خون پہ ہتھیلی رکھ کر دباتیں زریش شاہ کی حالت غیر تھی۔۔

اتنا تو وہ سمجھ گئی کہ روحا نے یہ سن لیا تھا کہ مہکار شاہ اب انکے درمیان نہیں رہی تھیں۔ لیکن اس صدمے میں اگر اسے کچھ ہو گیا تو۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔ یا اللہ تو میری بچی کی حفاظت کر اسے کچھ نا ہو۔۔" وہ روحا کی پیشانی چوم کر سسکتی گویا ہوئیں۔۔

تبھی اپنے درد کرتے سر کے ساتھ روحا نے لرزتی پلکیں اٹھائیں "پپ۔پانی۔۔" وہ اپنے خشک حلق کو تر کرتی بمشکل بول پائی

"ہہ۔ہاں میں ابھی لائی۔۔۔ کچھ نہیں ہوا میرے بچے سنبھالو خود۔۔ میں ابھی پانی لائی۔ سمن گئی ہے ڈاکٹر کو کال کرنے سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔" وہ بدحواس سی اسکی خشک ویران آنکھوں سے اندر ہی اندر دہلتی اپنی جگہ سے اٹھ کر پانی لینے کیلئے کچن کی طرف بھاگیں۔۔۔

"شاہ مم۔ میرا ساحل ؟؟ وہ تو ابھی اپنی ماں کے گلے نہیں لگا۔ کتنی حسرتیں ہیں میرے بچے کی ہارون۔۔ ایسے کیسے ہو سکتا ہے۔۔ ایک بیٹے کی ساری خواہش و حسرتیں کیسے ادھوری رہ گئیں۔۔

میں نے کتنے خواب سجائے ہیں میں نے اپنے بیٹے کی زندگی سے بھرپور مسکراہٹ دیکھنی تھی ہارون۔۔۔۔

اس۔۔ اس طرح تو اسکی پوری زندگی میں ایک خلا سا رہ جائے گا۔۔ وہ ہم سب سے ملے بغیر کیسے جا سکتی ہے۔۔۔ مہکار شاہ کیسے مر سکتی ہیں۔۔۔"

روحا کے دماغ میں ایک بار پھر وہی الفاظ گونج اٹھے جیسے سر پہ ہتھوڑے برسائے گئے ہوں۔۔ وہ ایکدم تڑپ کر اٹھ بیٹھی۔۔۔

"یہ جھوٹ ہے ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔" وہ وحشت سے سنسناتے دماغ، دشت عالم میں سر نفی میں ہلاتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔

"میری مام کو کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔ انہیں کچھ نہیں ہو سکتا یہ جھوٹ ہے۔۔۔" اسکا سر پھر سے چکرانے لگا، آنکھوں کے آگے اندھیرا پھیلنے لگا لیکن سامنے کھلکھلاتی مہکار شاہ کا چہرہ آتے ہی وہ ایکدم دروازے کی طرف اندھا دھند گرتی پڑتی ننگے پیر بھاگی۔۔۔

"روحا!!!"اسے یوں اندھا دھند بھاگتے ہوئے دیکھ کر زریش شاہ کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔
انکے منہ سے چیخ نکلی۔۔"رکو روحا باہر مت جاؤ۔۔ "
وہ جیسے اسکے پیچھے بھاگیں ہاتھ میں پکڑا گلاس چھناک سے زمین بوس ہوا تھا۔۔۔
"کیا ہوا امام؟؟" سمن ڈاکٹر کو کال کر کے بھاگتی ہوئی جب باہر آئی اپنی ماں کو یوں بیرونی دروازے کی طرف بھاگتے دیکھ کر خود بھی انکے پیچھے بھاگی۔۔
اور باہر کا منظر دیکھتے تو اسکا دماغ بھی سنسنا اٹھا۔۔۔۔
"رکو روحا!!!" سمن غصے سے چیخ پڑی۔۔۔جہاں روحا بغیر گارڈرز کی پرواہ کیے الٹی پلٹی خطرناک حد تک سپیڈ سے گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے گیٹ کی طرف بڑھ رہی تھی وہیں پیچھے وہ دونوں بھی بھاگیں۔۔۔
گاڑی کے بغیر رکے تیز سپیڈ سے قریب آتے گارڈز نے بوکھلا کر جونہی گیٹ کھولا، سیاہ کار جہاز کی رفتار سے گیٹ عبور کر گئی۔۔۔
زریش شاہ کی فضا میں گونجی چیخ حلق میں ہی دب گئی۔۔۔
"مام یہ ہو کیا رہا ہے؟؟ بھابی اس طرح کہاں جا رہی ہیں آپ کچھ بتا کیوں نہیں رہیں؟؟؟"
سمن اپنی ساکت و جامد کھڑی ماں کے پاس آ کر زور سے چلائی۔۔۔

"کیا؟؟" سمن کو ایسے لگا جیسے کسی نے اسکے سر پہ دھماکہ کر دیا ہو۔۔ وہ ہونقوں کی شکل بنا کر غیر یقینی سے انہیں دیکھنے لگی۔۔

"بھائی نے کہا تھا کہ اکیلے کوئی بھی باہر نا نکلے۔۔ آج دشمن ہر آہٹ پہ کان ٹکائے بیٹھے ہوں گے۔ ہماری چھوٹی سی غلطی انہیں فتح دے سکتی ہے اور۔۔۔۔۔ ہماری جان لے سکتی ہے۔۔ "

oooooooooooo

وہ اسکے اور اپنے درمیان فاصلہ مٹائے، اس وقت اس پہ سر رکھ کر بے تحاشہ رو رہی تھی۔۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی اپنے اندر سے اپنی دل کی گہرائیوں سے سسک رہی تھی۔۔۔

"بازل کہتی ہے تو سب کے دل میں ہے پھر میرے درد سے کیوں ناواقف سا ہے؟ "

"مجھے نہیں پتا تمہیں کیسے پڑھتے ہیں مجھے یہ بھی نہیں پتا تم سے کیسے مخاطب ہوتے ہیں۔۔ مجھے کوئی سلیقہ نہیں نا زندگی کا نا ہی خودکشی کا۔۔

سب پاگل سمجھتے ہیں مجھے۔۔۔ سائیکو جانتے ہیں مجھے لیکن تم نے کبھی کچھ نہیں کہا بلکہ یہاں وہاں کی ٹھوکریں دیکر آج یہاں لیکر آئے ہو۔۔

کیا قصور ہے میرا جواب دو مجھے ؟؟ کیوں مجھے ذلیل کیا جا رہا ہے۔۔" وہ چیخ کر پوچھ رہی تھی۔اس سے، جو اسکے اس وقت سامنے تھا۔۔

"پہلے ماں چھین لی پھر باپ پھر آبرو اور اب دنیا میں میرا بھلا چاہنے والی واحد ایک تھی جسے مجھ سے محبت تھی تم نے اسے بھی چھین لیا مجھ سے کیوں ؟؟

کیا میں اتنی بری ہوں یا میرے نصیب میں صرف ٹھوکریں ہی لکھ دیں ہیں۔۔۔مجھے نہیں پڑھنا کوئی واقعہ کوئی قصہ کوئی انجام۔۔۔

مجھے بس میری بازل چاہیے جو مجھے چاہتی ہے جو میری دنیا ہے جو اپنوں کے نام پہ واحد رشتہ ہے میرا۔۔۔مجھے وہ دے دو۔۔میں بھی تیری بندی ہوں مجھ پہ اپنی رحمت کیوں نہیں کرتا۔۔میرا اس دنیا میں کوئی کیوں نہیں۔۔۔؟؟ مانا کہ اپنے بہت زہریلے ہوتے ہیں لیکن اس زہر کے بغیر جینا بہت مشکل ہے۔۔

مانا کہ رشتے صرف اذیت دیتے ہیں لیکن اس اذیت کہ بغیر زندگی خالی صفحہ ہے۔۔

مجھے وہ اذیت دے دیں وہ زہر دے دیں جس سے یہ تو اندازہ ہو کوئی میرا بھی ہے۔۔میری زندگی میں صرف تنہائی وحشتیں لکھ دی، کسی نے سفید چمڑی کی وجہ سے نوچا تو کسی نے لاوارث نوالہ سمجھ کر۔۔۔

جس طرح تو نے بازل کو اپنایا ہے ویسے مجھے اپنا لے میرے سینے سے یہ ناسور ہٹا دے۔۔
وہ کہتی ہے تم سب کی سنتے ہو پھر کیوں میری اذیت آہیں تمہیں سنائی نہیں دیتی؟؟
اس دنیا میں ہر کسی کیلئے کسی نا کسی کو تو نے بھیجا ہے، میرے لئے اگر بازل کو بھیجا ہے اللہ مجھے وہ دے دے۔۔
مجھے کوئی سلیقہ نہیں تجھ سے مانگنے۔۔۔ لیکن پھر بھی میں تجھ سے مانگ رہی ہوں کہاں ہے میرے اپنے؟
کیا مجھ سے زیادہ اس سے صارم زیدی محبت کرتا ہے؟ میں اسکی بہن بن جاؤں گی اسکی ماں اسکی ساتھی اسکی دوست۔۔۔ بس وہ میرے ساتھ رہے مجھے چھوڑ کر نا جائے مجھے بہت ڈر لگتا ہے اس دنیا والوں سے۔۔ ان مردوں سے۔۔ اللہ یہ صرف میں تمہیں بتا رہی ہوں کیونکہ میں نے سنا ہے صرف تو ہی ہے وہ جو ہماری کمزوریاں جان کر ہمیں تنہا نہیں کرتا۔۔۔
بالکل نہیں۔۔۔ کوئی اسے مجھ سے زیادہ محبت نہیں کرتا اسکے اپنے سگے رشتے بھی۔۔۔ پھر وہ مجھے دے دیں مجھے اسکی ضرورت ہے۔۔۔"
"میں نہیں ہوں بری ناہی میں لسبین ہوں۔۔۔ میں تمہاری ناپسندیدہ نہیں بنوں گی اگر تو

کیاتونے کبھی سوچا، یہ جو درندے بار بار آکر مجھے نوچتے ہیں مجھے درد نہیں ہوتا؟ یہ جو مجھے پاگل قاتل سمجھ کر نفرت کرتے ہیں مجھے اندھیری کوٹھری میں بند رکھتے ہیں مجھے درد نہیں ہوتا؟

جب کوئی باپ اپنی بیٹی کو تحفظ دے رہا ہوتا ہے مجھے اس سے درد نہیں ہوتا؟ایک ماں کو بیٹی کو سینے سے لگاتے دیکھ کر مجھے تکلیف نہیں ہوتی؟

اللہ مجھے تو باقیوں کی طرح تونے بنایا پھر مجھے باقیوں کی طرح رشتے کیوں نہیں دیے نا کوئی بہن دی نا بھائی۔۔۔؟"

وہ اس پہ پیشانی ٹکائے سسک سسک کر ابھی التجائیں کر رہی تھی کہ تبھی کسی بھاری ہاتھ کی دستک ہوئی۔۔۔

اسنے چونک کر سر اٹھایا، وہ جو کوئی تھا اسکی آمد اس وقت ایلی کو سخت ناگوار گزری تھی۔۔

وہ ابھی اس کلام پاک بات کرنا چاہتی تھی اس سے التجائیں گڑگڑاہٹیں کر کے اپنی بازل کو پانا چاہتی تھی مگر کسی نے آکر رکاوٹ ڈالتے اسے سخت غصہ کر دیا۔۔

اپنی بے بسی کے آنسوں صاف کیے، قرآن پاک کو اوپر ٹیبل پہ احتیاط سے رکھتے وہ دروازے کی طرف بڑھی تھی اور گہرا سانس کھینچ کر خود کو نارمل کرتے ہوئے اسنے

"آہہہ۔۔۔" مگر اگلے پل سینے پہ پڑنے والی لات کی سے ایلی چیختی ہوئی اچھل کر پیچھے جا گری۔۔اسکا دماغ پہلے منتشر تھا تبھی وہ اس افتاد کیلیئے طقعی تیار نا تھی۔۔

دروازے کی فریم میں کھڑے وجود نے اپنی ہائی بوٹس میں مقید پر نیچے رکھا،اور مغرور مسکراہٹ کے ساتھ زمین بوس ہوئی ایلی کو دیکھنے لگی۔۔

"یو بلڈی بچ!!"ایلی نے خود کو سنبھالا اور اپنے سینے کو درد کو سہتی، جیسے سر اٹھایا مقابل کھڑی جیزی کو پا کر پہلے تو شاکڈ ہوئی اور پھر بپھر کر غرائی۔۔۔

"ہاہاہاہایاہ اٹس می یور لٹل بچ جیزی" وہ کمینگی سے آنکھ مار کر کھلکھلاتی بولی۔۔

ایلی نے نفرت انگیز نگاہوں سے اسے دیکھا،اسکی صورت تو اسے بری لگتی تھی مگر آج جس طرح وہ بازل کا اسٹائل کر کے اسکے سامنے کھڑی تھی ایلی کو وہ دنیا کی گھٹیا ترین لڑکی لگنے لگی

اسکی بازل کو کاپی کرنے پہ اسکا دل کیا ابھی جا کر اسکا منہ نوچ لے،اور وہ ایسا کرنے بھی لگی۔۔

طیش سے مٹھیاں بھینچ کر وہ ایکدم سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور خونخوار لہجے میں دھاڑی

"تمہیں کیا لگتا ہے اگر تم میری بازل کو کاپی کرو گی تو کیا تم اسکی جگہ لے لو گی؟؟نو نیورر!!!!

میں تمہاری جان لے لوں گی تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بازل کو کاپی کرنے کی۔۔۔ان دس ورلڈ! شی ازون اینڈ اونلی۔۔نوون کین بی لائیک ہر۔۔۔

تم یہاں آئی کیسے یو**بچ "!!

ایلی پر جیسے جنون سوار ہو گیا تھا، وہ سب کچھ بھلائے طیش و دیوانگی میں جیزی کی جان لینے کیلئے اس کی طرف بڑھی تھی

"نفرت ہے مجھے تم سے یووچ!! تم لوگوں نے مجھ سے میرے ڈیڈ کو چھینا میرا بچپن چھینا میری جوانی چھینی اب میں تمہیں اپنی بازل چھیننے نہیں دوں گی وہ میری ہے میری ہے۔۔۔میر۔۔۔"غیظ میں غراتی اس سے پہلے ایلی اسکا منہ نوچ لیتی، دفعتاً اسکا بلند ہوا ہاتھ درمیان میں ہی کسی نے دبوچ لیا۔۔۔

اس جرات پر ایلی نے بپھر کر اپنا ہاتھ چھڑوانا چاہا، مگر مقابل کی گرفت خوفناک حد تک مضبوط تھی۔۔اسنے جھٹکے سے سر اٹھا کر دیکھا اور بالکل جیزی کی پشت پہ کھڑے اس توانا وجود کو دیکھتے ہوئے ایلی کی اگلی سانس اسکے سینے میں دب گئیں۔۔

مقابل چھ فٹ سے نکلتے قد کا مالک، چوڑے شانے توانا جسامت سرد برفیلے تاثرات والی لائیٹ گرے آنکھیں۔۔۔۔

"پپ۔۔پیدرو۔۔۔"سفید برف جیسی رنگت اور سرد پڑتا وجود۔۔۔

اسنے ساکن نظروں کو کچھ لمحے بعد حرکت دیتے جیزی کی طرف دیکھا۔۔

وہ ہنوز مغرورانہ مسکراہٹ ہونٹوں پہ سجائے کھڑی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔

"پپ۔۔پیدرو۔۔ مم۔میں۔۔۔"اسکی لرکھڑاتی زبان درمیان میں ہی رک گئی، جب جیزی کو درمیان سے ہٹاتے ہوئے جھٹپ کر اسکے بالوں کو مٹھیوں میں دبوچتے پیدرو نے اپنے بھاری ہاتھ کا پنجہ اسکے منہ پہ دے مارا تھا۔۔۔

"آہہہ۔۔۔۔"وہ اپنے مضبوط وجود کے ساتھ ہل گئی، دماغ ماؤف ہو چکا تھا۔۔

اسنے سرخ آنکھوں سے پیدرو کو دیکھا۔۔پیدرو نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ایک زوردار مکا اسکے منہ پہ دے مارا۔۔۔اور اسے اندر کی طرف دھکیلا۔۔۔

ایلی اس بھاری ہاتھ کے مکے سے بلبلاتی دلخراش چیخ کے ساتھ پیچھے گری۔۔اسکے وجود کے نیچے گرتے جیزی نے بھاری بوٹ کی ضرب اسکی سائیڈ پہ ماری۔۔

"مام!!!"وہ تکلیف کی شدت سے حلق بل چلائی

وہ اسکے روم کا جائزہ لینے لگی، تبھی اسکی نظریں سامنے ٹیبل پہ رکھے قرآن پہ گئیں۔۔۔اور وہ اپنی جگہ ساکت ہو گئی۔۔۔اسنے حیرت غیر یقینی نے سے ایلی کی طرف دیکھا

"تم تھی وہ جس نے میری جیزی۔۔۔اپنی بہن کے ساتھ۔۔؟" پیدرو نے جھک کر ایلی کو اسکے بالوں سے پکڑ کر واپس اسکے پیروں پہ کھڑا کیا۔۔

وہ کانپ رہی تھی۔۔۔

اسکے ناک ہونٹوں سے خون رس رہا تھا وہ نڈھال بے جان ہو چکی تھی۔۔جبکہ اسکے سوال پہ خود بخود تلخ مسکراہٹ کے ساتھ اسکی طرف دیکھا۔۔۔

اسکی سرخ متورم آنکھوں میں پیدرو نے دیکھا۔۔۔

"وہ میری بہن نہیں ہے۔۔"اسنے اپنی بات پہ پوری قوت سے زور دیتے چیخ کر جتایا۔۔

پیدرو کے بھاری ہاتھ کا تھپڑ اسکے منہ پہ پڑا اسکا ذہن تاریک کر گیا۔۔ایک خاموش آنسوں اسکے سپیدر خسار پہ ٹوٹ کر گرا۔۔۔

"تم نے اسکے ساتھ ایسا کیا؟؟"وہ غیظ و غضب میں غرایا

"ہاں"وہ بے خوف نڈر ہو کر پیدرو کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔اسکی بہادری پہ سرد مسکراہٹ نے اسکے ہونٹوں کو چھوا

"بہت بہادر ہو تم!!" وہ سرد تاثرات سے بولا "آج تک اتنی جرات کسی میں نہیں ہوئی کوئی پیدرو کی آنکھوں میں آنکھ ڈال کر اپنے جرم کا اعتراف کرے "

"پھر شوق سے سنو تم بھی۔۔ڈرتی میں تم کیا تمہارے باپ سے بھی نہیں۔۔اگر میری بازل پہ کسی نے بری نظر ڈالی یا اسکا برا چاہا تو اسکا اس سے بھی بھیانک حال کروں گی۔۔۔" وہ بپھر کر غرائی

پیدرو اسکا سپید چہرہ دیکھنے لگا جبکہ اسے خاموش دیکھ کر غصے سے بل کھاتی جیزی ایکدم غرا اٹھی۔۔۔

"تم اسکی بکواس کیوں سن رہے ہو؟ کیا بھول گئے ان دونوں نے میرے ساتھ کیا کیا؟؟" اسکا گلا بھر آیا۔۔

نفرت انگیز نگاہوں سے ایلی نے اس ڈرامہ کوئین کو دیکھا "آخر تمہاری دشمنی کیا ہے بازل۔۔۔۔۔" وہ ابھی چلا ہی رہی تھی کہ اچانک درمیان میں پیدرو نے اسکا جبڑا دبوچ کر اسکا منہ دیوار پہ دے مارا۔۔۔۔

ایلی کی دہل دہلا دینے والی چیخیں گونج اٹھی تھیں

"کہاں ہے وہ تمہاری محبوبہ؟؟" وہ اپنی زبان میں غرایا۔۔۔

ایلی کی پیشانی سے خون رسنے لگا اور ناک کی ہڈی چیخ سے جیسے ٹوٹ چکی تھی۔۔خون ٹپ ٹپ کر ناک سے گرنے لگا

"جو کام ہے مجھ سے کہو!" اسکی آنکھوں کے آگے دھند سی تھی مگر پھر بھی وہ ہمت کر کے زخمی نگاہوں سے دیکھ کر دھاڑی

وہ چھٹانک بھر لڑکی اسے اس وقت حیران کرنے کیلئے کافی تھی

"صرف تم سے نہیں دونوں سے کام ہے۔۔۔" وہ سرد لہجے بھیانک ارادوں سے بولا

"اسے میرے حوالے کرو میں اسکی جان لوں گی یہ بہن نہیں ڈائن ہے۔۔" جیزی بگڑ کر نفرت سے ایلی کی گردن دبوچ لی۔۔۔اپنے بڑے نوکیلے ناخون اسکی گردن میں گاڑے۔۔وہ اسے جان سے مار دینا چاہتی تھی

پیدرو نے اسکی کمر میں بازو ڈالتے اسے ایلی سے دور کرنا چاہا مگر اس پہ قتل کا جنون سوار تھا اسکا اپنی گردن پہ دباؤ بڑھتے محسوس کرتے ایلی نے سانسیں اکھڑنے پہ بری طرح کھانستے ایکدم جیزی کے پیٹ میں اپنا گھٹنا دے مارا، اور اپنی گردن میں موجود جیزی کی کلائیاں جکڑ کر نوچتے اسنے جھٹکے سے موڑ دیں۔۔۔

اسکے منہ سے جاگ کی طرح خون نکلنے لگا، اور پیدرو یہ سب دیکھ رہا تھا۔۔۔

مگر جیزی نے بھی اتنی آسانی سے چھوڑنے کے بجائے اسکی گردن کو کھروچ لیا تھا ناخون سے۔۔

"بلڈی***چ!!!"وہ تکلیف کی شدت سے روتی پوری قوت سے جیزی کو پیچھے دھکا دے چکی تھی۔۔

جیزی ہائی بوٹس پہ جیسے لڑکھڑا کر پیچھے گری یہ سب دیکھتے پیدرو نے زناٹے دار تھپڑ ایلی کو مارا وہ لڑکھڑا کر پیچھے دیوار سے جا لگی

وہ فوراً سے جیزی کی جانب لپک کر اسے نیچے سے اٹھانے لگا، تبھی موقعہ دیکھ کر اپنے حواس بحال کرتی ایلی دروازے کی طرف بھاگی تھی۔۔۔

"واہ تو ہماری ایلی اب قرآن پڑھتی ہے دیٹس گریٹ چینج۔۔تو تم نے اپنی محبوبہ کے پیچھے اپنا مذہب بھی بدل لیا۔۔۔"

وہ دروازہ کھول کر ابھی بھاگنے لگی تھی کہ جیزی کے الفاظ پہ اسکے قدم ساکت جامد ہوئے تھے۔۔اسکا ہاتھ لاکڈ پہ جم گیا۔۔

جیزی پیدرو کے سمجھنے سے پہلے تیزی سے اٹھی اور ٹیبل پہ رکھے قرآن کی طرف بڑھنے لگی تھی کہ دفعتاً آہٹ پہ ایلی حرکت میں آئی اور ایک جست میں جیزی تک پہنچ اسکے

"ہاتھ لگانے کی سوچنا بھی مت۔۔۔" وہ زخمی شیرنی کی مانند دھاڑی

جیزی شاکڈ ہوئی "تم مسلمان کے قرآن کی حفاظت کر رہی ہو ایلی؟؟ "جیزی نے نفرت طیش سے مٹھیاں بھینچیں

"تم غدار ہو۔۔۔" جیزی نفرت غصے سے پھنکاری "تمہیں نن **کر کے تمہارے بدن کو آگ لگانی چاہیے۔۔۔ "

"تم سے بہتر ہوں" وہ اپنے ہونٹوں کے کنارے سے خون کو ہتھیلی کی رگڑتی جواباً جاندار مسکراہٹ سے بولی

پیدرو نے اسکے جنون کو دیکھا اور خونخوار ارادوں سے ایلی کی طرف بڑھا تھا کہ وہ سہم کر پیچھے ہوئی

"مجھے ہاتھ مت لگانا تمہیں جو کہنا ہے مجھ سے کہو اگر اس قرآن کو ٹچ بھی کیا تو میں بھول جاؤں گی تم میرے سینئر ہو۔۔" وہ مرد کے لمس سے وحشت زدہ تھی اس وقت پیدرو کو اپنی سمت بڑھتے دیکھ کر لٹھے کی مانند سپید پڑتی سراسیمگی سے غرائی

اسکی نیلے نین کٹوروں سے آنسوں گرے تھے۔۔ یہ دیکھتے پیدرو نے مٹھیاں دبائیں۔۔۔ "اگر تمہیں اتنا خوف تھا میرا تو کس جرات سے تم نے جیزی کے ساتھ یہ

گھناؤنی حرکت کی۔۔تم نے اپنے انجام کا بھی نہیں سوچا۔۔"اس کے قریب ٹیبل پہ ہاتھ مارتے دھاڑا

"ماردو اسے اور اسکی محبوبہ کو پیدرو اسکے چھوڑے ہوئے کتوں نے تمہاری جیزی کو درندوں کی طرح نوچا تھا۔۔۔"جیزی پیچھے سے روتے ہوئے بولی

"میں نے وہی کیا جو یہ ڈیزرو کرتی تھی۔۔۔"ان دونوں کے ارادوں سے حواس باختہ ہوتے ایلی نے چیخ کر پیدرو سے کہا تھا

چٹاخ۔۔۔ایک ساتھ کئی بھاری ہاتھ کے تھپڑ ایلی کے منہ پہ پڑے تھے۔۔

اسکی گردن ایک جانب لڑھک گئی،ایک بے آواز سسکاری اسکے منہ سے نکلی تھی۔۔لمحے کا وقفہ لیے بغیر پیدرو نے اسکے بالوں کو پکڑا اور اپنے آگے اسکا سر اونچا کیا یہاں تک کہ اسکے منہ سے نکلتے بھانپ ایلی کے انگ انگ میں وحشت برپا کر گئی۔۔

"یہ تم نے فیصلہ کیا کہ یہ کیا ڈیزرو کرتی تھی اب میں فیصلہ کروں گا کہ تم دونوں کیا ڈیزرو کرتی ہو۔۔"وہ اسکی بھیگی پلکوں کو دیکھ کر سفاک ارادوں سے بولا۔۔

"تم جانتے کیا ہوا اسکے بارے میں"ایلی اپنا آپ چھڑواتی اسکے بازو میں آ کھڑی جیزی کے چہرے کی مکار مسکراہٹ پہ چلائی

"اتنا ہی جتنا تم میرے بارے میں نہیں جانتی" وہ اسکے بال چھوڑ کر گردن دبوچ کر اسکا سر ٹیبل سے پٹخ گیا

"چھین لو اس مکار سے، پیدرو۔۔۔! اسنے نا صرف اپنے رشتوں سے بلکہ اپنے مذہب سے بھی غداری کی ہے۔۔ یہ مکار دھوکہ باز ہے۔ ایک لڑکی کی محبت کے پیچھے اسنے اپنا مذہب دین بہن رشتے سب گنوا دیے اسکا مرنا کوئی گناہ نہیں۔۔" جیزی کے تن بدن میں آگ لگی ہوئی تھی اسے یوں قرآن کی ڈھال بنتے دیکھ کر

پیدرو نے ہاتھ بڑھا کر اس سے قرآن دور کرنا چاہا تھا جسے دیکھ کر ایلی کا دماغ سنسان اٹھا، جانے اسکے وجود میں اتنی قوت و جرات کہاں سے آئی کہ اگلے پل پیدرو کو پیچھے دھکا دیتے اسکا ہاتھ اٹھا اور پوری قوت سے پیدرو کے منہ پہ پڑا۔۔۔

"آہہہ۔۔۔" شاکڈ میں جیزی کے منہ سے چیخ نکل گئی

پیدرو کی زندگی کی وہ پہلی لڑکی تھی جسنے اس جرات سے اسکے منہ پہ تھپڑ مارا تھا۔۔۔

وہ حیرت سے ایلی کی سرد و حشت زدہ آنکھیں اور سفید کپکپاتے ہونٹ دیکھنے لگا جسے وہ چیخ کر الفاظ ادا کرنا چاہتی ہو مگر اسکی قوت۔۔

"ہاتھ بھی مت لگانا۔۔۔ یہ مکار دھوکہ بازی نہیں بلکہ محبت کی طاقت ہے۔۔

اگر تمہاری محبت میں پیدروا تنی طاقت ہوتی یا تمہاری محبت حوس کے بغیر ہوتی تو تمہاری جیزی آج یہاں نا ہوتی۔۔ تم دونوں صرف اپنی حوس مٹاتے ہو محبت نہیں کرتے۔۔
وہ تمہاری موجودگی میں تو تمہاری ہوتی ہے لیکن تمہاری غیر موجودگی میں اسی بوبی کی ہوتی ہے جس سے اسکا دوستی کا رشتہ ہے۔۔۔
جانور ہو تم سب صرف اپنی حوس مٹاتے رہتے ہو جانور کی طرح۔۔
یہ نہیں تو وہ۔۔۔ وہ نہیں یہ۔۔۔۔
لیکن مجھے اپنی بازل سے سچی محبت ہے۔۔۔ یہ محبت مجھے یہاں تک کھینچ کر لائی ہے۔۔ واپس اسی جگہ جہاں سے میں نے سب کچھ کھویا تھا۔۔ اور اس میں لکھا ایک ایک لفظ سچا ہے، اسی سچ کی گواہی دیتے ہوئے میری ماں نے اپنی زندگی کی بازی ہاری تھی۔۔۔
تمہارے باپ نے میری ماں کا قتل کیا تھا۔۔۔
دیکھو آج میری بازل اسی جگہ مجھے لائی ہے، میرا اللہ بھی مجھے وہاں لایا ہے جہاں سے بھٹک گئی تھی۔۔۔
اسے کہتے ہیں پیدرو محبت۔۔۔ محبت میں اتنی طاقت ہونی چاہیے کہ وہ آپکی غیر موجودگی میں بھی ویسے ہی پاکیزہ رہے جس طرح چھوڑ کر گئے مگر ویسے نہیں جیسے اس کی محبت تھی

مذہب ایسا ہونا چاہیے جو تمہیں اچھائی پاکیزگی کی راہ پہ چلائے، نا کہ ایسا جس میں ہم معصوم پھولوں کو بھی نوچ کھا جاتے ہیں۔۔۔

تمہاری محبت میں وہ طاقت ہی نہیں پیدرو!!

آج میں یہ کہوں گی تمہارے سامنے پھر چاہے تم اپنے بوائے فرینڈ کے ہاتھوں میرا قتل کروادو مجھے کوئی افسوس نہیں ہوگا۔۔۔

مجھے عشق ہے ہر اس چیز سے جس سے میری بازل کا تعلق ہے۔۔

پھر چاہے وہ اللہ ہو یا اسکا رسول ﷺ ہو۔۔۔مجھے عشق ہے۔"

"تم!! مکار!!" جیزی طیش و نفرت میں بل کھاتی، کچھ ناسوجھتے ٹیبل پہ ہی رکھا واس پلک جھپکاتے کرا اٹھاتے ہوئے اسنے پوری قوت سے ٹھاہ کے دھماکہ خیز آواز سے وہ ایلی کے سر پہ دے مارا۔۔۔

"با۔۔ز۔۔۔ل!!!" اس بھاری واس کے سر پہ پڑتے ہی اسکے حلق سے دلخراش چیخ نکلی تھی۔۔۔اسنے غیر یقینی سے جیزی کو دیکھا جو تیز تیز سانس لیتی لال انگارہ آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی

اسے کچھ سمجھ نہیں آیا کہ اسکے ساتھ کیا ہوا ہے۔وہ بس خاموش کھڑی اپنے آنسوں ضبط

سرخ خون کی موٹی لکیر اسکے سر کی مانگ سے بہتی، پیشانی کو بھگوتی، اسکے آنسوں پہ پردہ ڈال گئی۔۔۔

اس خون میں اسکے سفید موتی بھی سرخ ہو گئے تھے۔۔۔

اسنے بہت مشکل سے ایک گہرا سانس لینا چاہا جیسے وہ آخری سانس اپنی بازل کی خوشبو میں کھینچنا چاہتی ہو۔۔۔۔

اسکی آنکھوں کے آگے دھند آگئی۔۔۔۔ سرخ تہہ۔۔۔

وہ لڑکھڑا گئی، جب بے ساختہ سہارے کیلئے اسنے ہاتھ اٹھایا اور سیدھا دھک دھک کرتے دھڑکتے، کسی دیوار پہ جا ٹھہرا۔۔

"دور رہو میرے پیدرو سے!!" جیزی نے نفرت و غیظ میں بل کھا کر ایلی کو پیچھے دھکا دیا۔۔۔

وہ لڑکھڑاتی ہوئی پیدرو کے قدموں میں دھڑام سے زمین بوس ہوئی۔۔

"ہاہاہا دیکھو پیدرو کیا حال کر دیا اسنے اس لڑکی کے پیچھے اپنا۔ اب یہی حال میں اسکی بازل کا کروں گی اور دونوں کو اس ہوٹل کے روم میں جلا کر راکھ کر کے ہم واپس اپنی دنیا میں لوٹ جائیں گے۔۔۔۔"

"وہ یہاں کیسے آئے گی؟" پیدرو نے گہرا سانس بھر کر اسکے گرد بازو حمائل کیے
"میں نے آنے سے پہلے اسے اسکی ایلی جان کی موت سے آگاہ کر دیا ہے۔ وہ دیکھ کر پاگل ہوتی بھاگتی ہوئی یہاں آئے گی۔۔۔ کیونکہ میری پاگل بہن کو کچھ آتا ہو یا نا لیکن محبت شدت سے کرتی ہے۔۔
دیکھو نا آج اس کی وجہ سے خود ہی ٹپک گئی ہاہاہا۔۔۔۔
لیکن اب اس کی بازل کا حال میں اس سے بھیانک کرنا چاہتی ہوں۔۔
میں اسکے چہرے پہ تیزاب ڈالنا چاہتی ہوں تاکہ اسکی صورت ہمیشہ کیلئے ایسی بن جائے کوئی ایلی دوبارہ اسکی شکل دیکھنا پسند نا کرے۔۔۔۔"
"یہ تم کیا کر رہی ہو؟؟" پیدرو نے اسے ایلی کی تصاویر لیتے دیکھ کر ناسمجھی سے پوچھا
"یہ میں اسکی محبوبہ کو بھیج رہی ہوں تاکہ وہ جلدی یہاں آجائے" وہ اپنے بال جھٹکتی مسکرا کر گویا ہوئی
پیدرو نے زمین پہ پڑی ایلی کے ٹیٹوز والے سراپے کا جائزہ لیتے، ٹیبل پہ رکھے قرآن کو دیکھا۔ "اسکا پورا نام کیا ہے؟؟" وہ پُرسوچ لہجے میں بولا۔۔۔
جیزی نے پہلے چونک کر اسے دیکھا، مگر اسکا سپید سپاٹ چہرہ پا کر وہ ناگواریت و حقارت

"ایلاف۔۔۔"

معاً تبھی دروازے پہ دستک ہوئی۔۔۔

oooooooooooo

جانے کیوں انسان اتنے بے حس ہو جاتے ہیں کہ ہزاروں نیکیوں واچھائیوں پہ صرف ایک واحد برائی کو حاوی کر لیتے ہیں۔۔ ہماری ذراسی غلطی پہ ہماری پچھلی تمام اچھائیاں بھلا دیتے ہیں۔۔

ساحل شاہ کیلئے یہ وقت انتہائی اذیت ناک تھا، جہاں ہر طرف نیوز میں اسکے ساتھ اس درندے کا نام گھسیٹا جارہا تھا جسے جانوروں کی طرح گھسیٹ کر پولیس اہلکار اپنے ساتھ لے جارہے تھے۔۔

میڈیا میں شور وہنگامہ مچ گیا تھا، مشہور و معروف بزنس ٹائیکون ایڈوکیٹ ساحل شاہ کی زندگی کا ایک دردناک باب بنادیا تھا

مہکار شاہ کا نام ہر سرخ پٹی پہ دہرایا جارہا تھا۔۔۔۔

"بہت بہت مبارک ہو ساحل شاہ! تم نے ثابت کر لیا سچ پہ کوئی حاوی نہیں۔ چاہے وہ صدیوں کا دباہو یا سالوں کا۔۔ اگر ایکقدم اٹھاؤ گے سچ کی طرف ہمیشہ جیت ہی پاؤ گے۔۔۔

سچ کبھی سر نہیں جھکاتا۔۔وی آر پرائوڈ آف یو۔۔۔" جانے کیا کچھ کہہ کر اسے سراہا جارہا تھا۔۔وہ مسکرا کر سارے تعریفی القاب وصول رہا تھا۔۔۔

مگر دوسری ہی طرف عدالت سے قدم باہر رکھتے میڈیا بھوکی مکھیوں کی طرح ان پہ جھپٹ پڑی تھی۔۔

"ساحل شاہ کیا ظفران حیدری جیسا درندہ آپ کا باپ ہے؟"

"ساحل شاہ کیا آپ اسے اپنا باپ تسلیم کرتے ہیں؟"

"جب آپ کو معلوم ہوا تو آپ کے احساسات کیا تھے؟"

"آخر کیوں مہکار شاہ نے دنیا سے اس راز کو چھپایا؟"

"کیا سمن شاہ کے علاوہ آپ کے دوسرے بھائی بہن ہیں؟"

"کیا ظفران حیدری سے مہکار شاہ کی لو میرج تھی؟"

"ظفران حیدری کو پھانسی کی سزا ملنے پہ آپکا کیا کہنا ہے؟"

"کیا آپ اپنے سٹیپ فادر کے بچاؤ کیلئے یہ کیس مزید لڑیں گے؟"

"ہم نے سنا ہے مہکار شاہ نے ظفران حیدری کی دولت دیکھ کر ہارون شاہ کو چھوڑا تھا؟"

"کیا شادی سے پہلے ظفران حیدری سے انکا افیئر تھا؟"

"ہمیں جواب دیں ساحل شاہ آپ خاموش کیوں ہیں؟ کیا آپ پہلے سے ظفران حیدری کے سچ سے واقف تھے؟ کیا آپ لوگوں نے جان بوجھ کر نویرہ فیروز کو نہیں بچایا؟"

اسنے سب کے سوال کو سنتے ہوئے سگریٹ کو ایک گہرا کش لیا۔ جس کی طلب اسے ہر چیز سے بڑھ کر تھی۔۔۔۔

اپنی ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے ہوئے، سورج کی تپش پہ اسنے ذرا سی آنکھیں سکیڑ کر بھیڑ کی جانب دیکھا تھا۔۔

سب کی نگاہوں نے اس منظر کو قید کیا۔۔۔

"صامے اگر میں وکیل بن جاؤں تو کیا میرے پاس بھی زنانیوں کے کیس آئیں گے؟؟؟"

زیاف زیدی نے ساحل شاہ کے قریب کھڑی اینکر ورپوٹرز کو دیکھتے بے چینی سے پلٹ کر صام سے پوچھا۔۔۔

جبکہ صام ہاسپٹل سے آئی صائم زیدی کی تقویٰ کو ایمرجنسی کال سن کر انہیں سیفٹلی گاڑی میں بھیج رہا تھا وہاں کی میڈیا رپوٹرز کی بھیڑ سے نکال کر۔۔۔

عائشہ خانم ابھی جانے سے انکاری تھیں۔۔انہیں وہیں اظہارے افسوس و مبارک باد دینے کیلئے اپنے رویوں پہ پچھتاتے ہوئے انکے اپنے خاندان والوں نے گھیر رکھا تھا۔۔

کچھ وقت پہلے انکا کہنا تھا کہ عائشہ ندیم ایک ایسی لڑکی جو خود کو نہیں سنبھال سکی وہ اپنے بچوں کی کیا تربیت کرتی۔۔

لازماً تھا جیسی بد چلن ماں تھی ویسی ہی اولاد ہونی تھی۔ سارے خاندان والوں نے قطعی تعلق کیا ہوا تھا ایک واحد رشتہ تھا دانیال کا جس نے ہر برے وقت میں سنبھالا بلکہ جو وعدہ کیا تاحیات ساتھ نبھانے کا وہ بھی نبھایا۔۔۔

رشتوں کی پہچان برے وقت میں ہی ہوتی ہے۔ اور اس برے وقت نے دانیال خان کی فیملی کو بتا دیا کہ کون اپنا ہے اور کون پرایا۔۔

ناراض ہو کر بھی ساتھ نا چھوڑیں وہ اپنے ہوتے ہیں اور جو اپنے بن کر دور سے سلام کریں وہ حقیقت میں پرائے۔۔

"نہیں میرے گھٹیا بچے تیرے پاس زنانیاں نہیں بلکہ زنانی لعنتیں ضرور آئیں گی۔۔ تو ٹرائے ضرور کرنا ویسے بھی تیرا لک ہے لعنتوں میں۔"

زیاف کے سوال کا جواب صامے کے بجائے دریاب خان نے دانت پیستے دیا تھا۔۔

کوئی اگر انکی گفتگو سن لیتا تو قطعی یقین نا کرتا کہ یہ اتنے بڑے اعلیٰ عہدے پہ فائز ہیں۔۔

زیاف زیدی نے شعلہ بار نگاہوں سے جونہی گردن گھمائی، دریاب خان کے بجائے

"کمینے ہٹا اپنے چاچے کو دور!!" وہ بدک کر دور ہوتا غرایا۔۔ ظفران نے سرد لال انگارہ آنکھوں سے زیاف زیدی کو دیکھا تھا۔۔ اسکا بس نہیں چل رہا تھا سیدھی گولیاں مارتا۔۔ لیکن یہ بھی حسرت پوری ہونے کے قریب تھیں۔۔

"ڈرمت تیری ہی برادری کا ہے میرے بچے۔۔۔" دریاب نے تمسخرانہ جتایا۔۔

وہ پارکنگ میں گاڑی روک کر خود باہر نکلی اور گھر میں اندر داخل ہوئی۔ اسکی ہیلز کی آواز سنتے پریشان بیٹھے ملازمین میں جیسے نئی روح آگئی ہو وہ خوش ہوتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔۔

"چھوٹی بی بی!!" جیسے ہی بازل پہ نظریں گئیں جگنو بوکھلائی بھاگ کر پاس آئی۔۔ بازل نے ایک نظر سنسان پڑے گھر پہ ڈالی اور پھر جگنو کو دیکھا

"مام ڈیڈ کہاں ہیں؟؟" اسنے غصے سے پوچھا

جگنو تو ویسے ہی اس انگریزن بی بی سے خائف رہتی تھی اسکے سوال پہ ہراساں ہوگئی۔۔

"چ۔ چھوٹی بی بی وو۔ وہ تو نو نہیں لیکن صاحب ویری ویری پریشان تھے ویریو تھی۔۔" جگنو مستفسر ہوتی آبدیدہ ہوگئی۔۔

بازل نے چونک کر اسکی آنکھوں میں نمی دیکھتے باقی کے پریشان فکرمند کھڑے ملازمین

ایک تو گھر میں پھیلا سناٹا اوپر سے ملازمین کے ہراساں بوکھلائے تاثرات اسے کچھ کھٹکا۔۔

"کیوں کیا ہوا؟ اور مام ڈیڈ کہاں ہیں گھر میں کوئی کیوں نہیں ہے؟" وہ مہکار شاہ کا تو پوچھنا نہیں چاہتی تھی البتہ اپنوں سے خالی گھر اسے بھی تردد و تشویش میں مبتلا کر گیا

وہ پورے گھر پہ متلاشی نظریں پھیرتی اپنے خوف سے دھڑکتے دل کو حوصلے دینے لگی کہ جیسا وہ سوچ رہی ہے ویسا کچھ نہیں ہو گا۔۔

وہ تو اپنے ماں باپ کو ہنستا مسکراتا ہوا چھوڑ گئی تھی لیکن اب اتنا سناٹا کیوں؟

سالوں کی خاموش لڑکی جتنا اپنے درد پہ نہیں روئی تھی اب اتنا اپنے ماں باپ کی تکلیف پہ سہمی جا رہی تھی۔۔۔

"وہی تو چھوٹی بی بی یو ڈونٹ نو واٹ واٹ اس گھر میں ہوئینگ پچھلے ڈیز۔۔۔" اسنے جوش و افسردگی سے بتایا

جبکہ اسکے الفاظ پہ بازل شاہ کا دماغ ایک لمحے کیلئے ماؤف ہو گیا تھا۔۔ دل اس قدر شدت سے دھڑکا تھا کہ وجود کانپ گیا۔۔

"وہ ایسا نہیں چاہتی۔۔۔۔ وہ بالکل ایسا نہیں چاہتی یا خدا۔۔۔" وہ نفی کرنے لگی۔۔

"شٹ اپ! ٹھیک سے بتاؤ کیا ہوا ہے کیوں نو نسینس ڈرامہ کریئٹ کر رہی ہو" وہ غصے

"تم ہٹو پیچھے فضول کی انگریزی بول کر بی بی کا دماغ خراب کر رہی ہو۔۔" دوسری ملازمہ نے اسے آگے سے ہٹا کر خود سامنے آئی اور بازل کو حیدر شاہ کی حالت کا بتانے لگی

"بی بی جی ہم جیسے ہی صبح آئے سارا منظر ہی بدلہ ہوا تھا گھر کی حالت بہت بری تھی اور خون بھی بکھرا پڑا تھا۔۔ صاحب ہاسپٹل سے گھر آئے ہیں انکی حالت ٹھیک نہیں بہت تیز بخار ہے انہیں ہم پوچھنے گئے تو صاحب نے کمرے کا دروازہ اندر سے بند کر دیا ہے اور کھول نہیں رہے ابھی ہم پریشان بیٹھے تھے کہ شکر خدا کا آپ آ گئیں۔۔" دوسری ملازمہ نے جو کچھ دیکھا مودبانہ بازل کے گوش گزارا جسے سن کر بازل کا دماغ سنسنا اٹھا۔۔

دل میں وحشت کی ایک سرد لہر دوڑ گئی۔۔۔

"خون؟؟؟" اسنے دہشتزدہ ہوتے پھیلی آنکھوں سے انہیں دیکھا

"مم۔۔مام کہاں ہیں؟؟ مام!! ڈیڈ۔۔۔۔؟؟" جس کا ڈر تھا وہی ہوا تھا۔۔۔

وہ انکی مزید باتیں سنے بغیر حواس باختہ اپنے ماں باپ کو پکارتی انہیں ایک طرف کر کے تیزی سے اندر کی جانب بڑھی۔۔

وہ بھاگتی ہوئی اپنے باپ کے کمرے کے سامنے آئی، اسکی آنکھوں میں نمی آ گئی تھی اتنے میں ہی اسکا سانس پھول گیا تھا

"بڑی بیگم تو پتا نہیں کہاں ہیں۔گھر میں ہم نے انہیں نہیں دیکھا۔۔" ملازمین نے خود سارے معاملات سے انجان تھے وہ اسے کیا بتاتے

لیکن بازل کا چہرہ سپید لٹھے کی مانند پڑ گیا تھا۔۔اپنے باپ کے دروازے پہ ناک کرتی انہیں پکارنے لگی

"ڈیڈ!!ڈیڈ پلیز اوپن ڈور "!!!

اسکے بار بار ناک پہ جب دروازہ نہیں کھلا ناہی حیدر شاہ نے اسے کوئی جواب دیا تو بازل نے خوف زدہ ہوتے ملازمین کو دیکھا" کیا ہوا تھا؟؟تم لوگ کہاں چلے گئے تھے مام کہاں ہے کسی کو کچھ پتا کیوں نہیں۔۔" وہ طیش کے عالم میں ان پہ غرائی۔۔

پہلی بار وہ اس مضبوط سرد احساسات والی لڑکی کی آنکھوں میں آنسوں دیکھ رہے تھے۔۔وہ خود بھی کافی پریشان تھے اور اب اسکے غصے سے خوفزدہ بوکھلا گئے تھے۔۔

"بی بی جی ہمیں تو خود نہیں معلوم ہم تو چھٹی پہ تھے۔۔۔" وہ بے بسی سے بولے۔۔بازل نے غصے سے سر جھٹک کر بند دروازے کو دیکھا

"ڈیڈ پلیز دروازہ کھولیں ایسا مت کریں آپ کو جو تکلیف ہے مجھ سے شیئر کریں آخر میں بھی تو آپ کی بیٹی ہوں مجھ پر رحم کریں ڈیڈ۔۔۔" وہ جس قدر التجائیہ بھیگے لہجے میں بولی

"چھوٹی بی بی کہیں صاحب نے رونگ رائیٹ مومنٹ (الٹی سیدھی حرکت) تو نہیں کر دی۔۔" جگنو نے متوحش ہو کر اپنی سرمے سے بھری سیاہ آنکھیں پھیلا کر کہا

"وہاٹ؟؟؟" اسکی بات بازل کے سر کے اوپر سے گزر گئی۔ اسنے بھڑک کر پوچھا جگنو گڑبڑا گئی

باقی کے ملازمین بھی نا سمجھی سے جگنو کو دیکھنے لگے آخر وہ کہنا کیا چاہتی تھی

"وو۔ وہ بی بی آئی کہہ رہی ہوں کہ صاحب کو ویری فیور ہے تو کہیں انہوں نے۔۔۔ میرا مطلب بخار میں کچھ الٹا سیدھا تو نہیں کر دیا۔۔" وہ بیچاری سب کی نظریں خاص کر کے بازل کی نگاہیں خود پہ جمی پا کر کر سٹپٹاتی کہہ رہی تھی

"یو مین چیزیں الٹی سیدھی کر دیا؟؟" بازل کو ابھی اسکی بات سمجھ نہیں آئی۔۔ آخر اسکا باپ بخار میں چیزیں کیوں الٹی سیدھی کرے گا؟

"ارے بھولی بی بی نہیں آئی۔۔۔۔۔"

"تو چپ کر صورتحال دیکھ کر اپنی ٹوٹی ٹانگ گھسایا کر درمیان میں۔۔

بیٹا ہم کہہ رہے ہیں کہ جب ہم نے صاحب کو دیکھا تھا وہ رو رہے تھے بخار میں بھی تھے شاید کسی بات نے انہیں گہرا صدمہ دیا ہے وہ بہت بیمار لگ رہے تھے، کہیں وہ خود کو

جسے سن کر بازل کا وجود سارا سن سرد ہو گیا۔ وہ ساکن پتھرائی نظروں سے انہیں دیکھنے لگی۔۔ مہکار شاہ کا ہاسپٹل جانا، اسکی ماں کا اچانک گھر سے چلے جانا اسکی باپ کی یہ حالت۔۔۔

ایک ایک کڑی جڑتی چلی گئی اور جو نتیجہ سامنے آیا بازل کو لگا ابھی اسکے وجود سے روح نکل جائے گی۔۔ اسنے وحشت سے یہاں وہاں گھر میں دیکھتے دروازے کا سہارا لیا

ملازمین تشویش سے اسکی حالت دیکھ رہے تھے۔۔۔

"اس عورت نے پھر سے مجھے تباہ کر دیا۔۔ آخر کیوں؟؟؟ کیوں بتایا اسنے؟؟؟ آخر کیوں وہ مجھے تکلیف دینے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی۔۔۔" وہ زیر لب بے آواز بڑبڑانے لگی

اور ایکدم روتے پلٹ کر پوری قوت سے دروازہ پیٹنا رونا شروع کیا

"ڈیڈ!!!" وہ حلق کے بل چلائی

ملازمین خوفزدہ ہوتے پیچھے ہوئے۔۔

"ڈیڈ دروازہ کھولیں ورنہ میں اس عورت کی جان لے لوں گی۔۔ اگر آپ نے خود کو کچھ کیا تو میں اپنی جان دے دوں گی ڈیڈ۔۔۔ میں مار دوں گی خود کو۔۔۔" وہ روتی چلاتی

"میں کیا کروں؟؟ یااللہ کیا یہ ہے میرے صبر کا انعام؟؟ میرے باپ کو کچھ نا ہو پلیز اللہ۔۔ میری جان بسی ہے ان میں پلیز پلیز۔۔۔" وہ سسکتی پاگلوں کی طرح یہاں وہاں دیکھتی بدحواس بوکھلائی ٹیبل سے واس اٹھا کر دروازے پہ مارنے لگی۔۔

مگر تب بھی دروازہ نا کھلا تو سب ملازمین بھی اسکی مدد کیلئے آگے بڑھیں۔۔ بازل نے پیچھے ہوتے مسلسل انہیں کوشش کرتے دیکھا

جب اسے لگا اس سے بھی کچھ نہیں ہو گا تو وہ الٹے قدموں سے داخلی دروازے کی طرف بھاگی۔۔۔

"یہ۔۔ یہ چھوٹی بی بی کہاں گوئنگ؟؟؟ چھوٹی بی بی!!" جگنو اسکے پیچھے بھاگی۔۔ جہاں وہ سب اپنی پوری کوششیں آزما رہے تھے وہیں بازل بھاگتی گھر کی بیک سائیڈ آ گئی۔۔۔

اسنے پائپ کو ڈھونڈتے اپنے باپ کے کمرے کے ٹیرس کو دیکھا

"یو واٹ کرنے والی ہو چھوٹی بی بی؟؟" اسکے چہرے کے سرد سپاٹ تاثرات دیکھتے ارادے بھانپ کر جگنو خوف سے بولی

"اگر میں اس پائپ سے چڑھوں گی تو سیدھا اپنے کمرے کی بالکنی میں جاؤں گی اور وہاں سے روحا کی اور روحا کے کمری بالکنی سے ٹیرس تک۔۔۔" وہ دل میں سوچتی فیصلہ کرتی

جگنو تو بدحواس شاکڈ سی بازل کی پھرتی دیکھتی رہی جو اپنی ہیلز اتار کر اب پائپ کے ذریعے اوپر چڑھ رہی تھی۔۔۔

"خیال سے بی بی جی سلپ ڈاؤن نا ہو جائیں۔۔" وہ دہلتی حیرتزدہ ایک ہاتھ سر پہ دوسرا سینے پہ رکھ کر اسے محتاط کرتی بولی

بازل بڑی مہارت سے پائپ پہ چڑھ کر اپنے کمرے کی بالکنی میں کود گئی،،اسکے کودتے جگنو نے آنکھیں پھیلا کر منجمد ہوتے سانس روک لیا

جبکہ بازل اب ایک کمرے کی بالکنی سے دوسری بالکنی میں جانے کیلئے دیوار پہ دونوں ہتھیلیاں ٹکائے، دیوار سے باہر کو ابھری ہوئی جگہ پہ بمشکل پاؤں رکھتی جگنو کا خون خشک کر گئی

قریب پہنچتے جیسے اسنے روحا کی بالکنی میں چھلانگ لگائی نیچے کھڑی جگنو کی چیخ گونج اٹھی اسے لگا وہ اب دھڑام سے زمین پہ گرے گی اور لہولہان ہو جائے گی

اس دہشت سے اسنے آنکھوں پہ ہاتھ رکھ لیے

مگر کچھ دیر گزرے کے بعد جب ایسا کچھ نا ہوا تو اسنے آہستہ اپنے ہاتھ نیچے کیے اور جب اوپر دیکھا تو بازل کو حیدر شاہ کے کمرے کی ٹیرس پہ دیکھ کر اسکا پورا منہ شاکڈ سے کھل گیا

دفعتاً اندر کا دل دہلا دینے والا منظر دیکھتے بازل شاہ کی پوری ہستی ہل گئی، وہ سناٹوں کے زد میں کھڑی ساکن رگوں میں منجمد خون کے ساتھ گلاس ڈور سے اندر کا منظر دیکھ رہی تھی جہاں اسکا باپ کمرے کی وسط میں موجود کنپٹی پہ بندوق رکھ کر کھڑے تھے

"ڈیڈ!!!" وہ بروقت ہوش میں آتی وحشت سے حلق کے بل چلاتی چیختی پوری قوت سے دروازے پہ مکے برسانے لگی

"ڈیڈ آپکو میری قسم ہے ڈیڈ۔۔۔خدا کا واسطہ ہے ایسا مت کریں ڈیڈ میں مر جاؤں گی خدارا!!" وہ پاگل ہو رہی تھی اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کیا کرے

زندگی میں پہلی دفع اسے کسی چیز سے خوف محسوس ہو رہا تھا تو وہ اپنے باپ کو ہارے ہوئے انداز میں موت کے اتنے قریب پا کر۔۔۔

"مہکار شاہ تمہیں خدا پوچھے گا۔۔میرے پاپ کو کچھ ہوا تو میں جان لے لوں گی تمہاری۔۔۔مام مام۔۔!!" وہ وہیں وحشیانہ چیخیں مارتی دروازہ پیٹ رہی تھی جو منظر اسکے سامنے تھا اسے دیکھ کر وہ تھر تھر کانپ رہی تھی

اس سے پہلے بندوق سے نکلتی گولی حیدر شاہ کے دماغ سے آر پار ہوتی، بازل کا دماغ برقی تیزی سے حرکت میں آیا۔۔۔

اسنے نوچ کھوچ کر اپنا اسکارف اتارا اور سر میں لگی بال پن کو کھینچتے وہ کانپتے ہاتھوں سے روتی بار بار نفی میں سر ہلاتی اس لاک کو کھولنے لگی

کچھ ٹرکس کچھ ہیک انہیں سیلف ڈیفنس میں سکھائی گئی تھیں جو آج بازل شاہ کی زندگی کو موت کے منہ سے بچانے کے کام آگئیں۔۔

کھٹک سے لاکڈ کھلا۔۔۔حیدر شاہ نے برستی آنکھیں میچ کر ٹریگر پہ رکھی انگلیوں کو زور دیا ہی تھا کہ ایکدم اپنی جی جان سے چیخ کر بازل نے گھٹنوں بل گرتے اپنا سر حیدر شاہ کے قدموں پہ ٹکا دیا۔۔۔

"نہیں ڈیڈ میں آپکو ایسا کرنے نہیں دوں گی!!" وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی انکی ٹانگوں سے لپٹ گئی "میرے باپ کو مجھ سے مت چھینیے میں مر جاؤں گی۔۔۔

عرصہ بعد مسکرانا سیکھا ہے آپکی وجہ سے۔۔۔پھر مجھے کوئی ناسور مت دیں آپکو خدا کا واسطہ میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں یہ گولی مجھ پہ چلائیں لیکن میرے باپ پہ نہیں۔۔۔*

سر اٹھا کر اپنے ہاتھ باندھتی وہ تکلیف و غم و بے غرائی۔۔"اگر آپکو جانا ہے تو مجھے بھی ساتھ لے جائیں۔۔۔" وہ باپ کے پاؤں سے لپٹتی پیروں پہ ہونٹ رکھتی سسک سسک

"میں اپنے ڈیڈ کو ایسا کرنے نہیں دوں گی۔۔!!!" وہ ہذیانی کیفیت میں چلائی۔۔۔
"اگر تم نے مجھے ایسی موت مرنے نا دیا تو میں پھانسی دے دوں گا خود کو کوئی حق نہیں مجھے جینے کا دور ہو جاؤ مجھ سے بازل!!" لاغر و نڈھال ساحیدر شاہ برستی آنکھوں سے چیخا۔۔۔
انکے آنسوں ٹپ ٹپ بازل کے سر پہ گر رہے تھے۔۔وہ شدت سے رو رہے تھے۔چاہتے تھے کہ ویسی اذیت بے بس موت مریں جتنی تکلیف انکے ہوتے ہوئے بھی انکی بیٹی نے اٹھائی۔۔

بازل نے ششدر ہو کر سر اٹھاتے انہیں دیکھا۔۔اور پھر ایکدم زرد رنگت و سرد تاثرات سے ہاتھ کی پشت سے رخسار رگڑتی ہوئی وہ کھڑی ہوئی تھی کہ تبھی دھماکہ سے دروازے کا لاکڈ توڑ کر دونوں پٹ دھاڑ سے کھولتے سارے ملازم اندر داخل ہوئے تھے
مگر جیسے انہوں نے حیدر شاہ کے ہاتھ میں بندوق دیکھی انکی چیخیں نکل گئیں۔۔۔"ص۔صاحب یہ کیا کر رہے ہیں" وہ ہراساں ہو کر بولے
"جاؤ یہاں سے دفع ہو جاؤ۔۔۔" بازل نے لال انگارہ آنکھوں سے ملازمین کو دیکھتے غرا کر کہا۔۔۔وہ اسکے غصے سے سہم کر ایکدم پیچھے ہوئے تھے
"میں نے کہا نا دفع ہو جاؤ نکل جاؤ ہمارے گھر سے۔۔۔" وہ خونخوار زخمی انداز میں انکی

انکے بھاگتے بازل آنکھیں میچ کر روتے حیدر شاہ کے پاس آئی۔۔

"ٹھیک ہے اگر آپ نے فیصلہ کر لیا ہے تو ٹھیک ہے کریں آپ خودکشی اور آپ کے ساتھ میں بھی آج اس ٹیرس سے کود کر اپنی جان دے دوں گی۔۔ میں مار دوں گی خود کو۔۔!! نہیں چاہیے مجھے ایسی زندگی جس میں صرف اذیتیں ہوں۔۔۔ کیا یہ ہے صلہ میرے صبر کا؟؟؟ اگر ہاں تو ٹھیک ہے کریں آپ جو آپ کرنا چاہتے ہیں میں بھی وہی کروں گی جو آپ کریں گے

کیونکہ نفرت ہو گئی ہے مجھے خود سے اپنے ہونے سے جس میں صرف تکلیف ہی تکلیف ہیں۔۔۔۔" وہ اپنے بال نوچ کر انکے سامنے کھڑی ہو کر دھاڑی

حیدر شاہ تکلیف سے پھٹے سینے سے آنکھیں کھولیں۔۔ وہ اسکا چہرہ نہیں دیکھنا چاہتے تھے کیونکہ وہ خود ہی اسکی معصومیت کے مجرم تھے۔۔۔

بازل کی آنکھیں جس ظلمات کی داستان بیان کر رہی تھیں اسنے انہیں بالکل ختم کر دیا جبکہ وہ ایک لمحے کی تاخیر کیے بغیر خطرناک ارادوں سے پلٹی۔۔

"بازل "!!!

"رکو بازل خبردار تم نے اب ذرا سی بھی تکلیف دی میری بیٹی کو "

حیدر شاہ نے ہراساں ہوتے اسے ٹیرس کی جانب بھاگتا دیکھ کر پھر کر ڈھاڑتے، ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑی گن کو وحشت سے خود سے دور پھینکا اور ایک جست میں اس تک پہنچے۔۔

انکا دل وحشت سے دھک دھک کر رہا تھا جبکہ اس مضبوط چٹان جیسے شخص کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔اگلے لمحے بازل کی کلائی کو پکڑ کر اسے اپنے وجود میں چھپا دیا

"نہیں میری شہزادی" وہ بوکھلائے حواس باختہ خوفزدہ اسے سینے میں چھپا کر روتے ہوئے بولے۔۔۔ بازل کے اعصاب سن تھے۔۔اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔وہ بے آواز روتی جارہی تھی۔۔

اسنے تو شاید تصور میں بھی یہ دن نہیں سوچا تھا۔۔کسی برے خواب کا بھی وہ حصہ نہیں تھا۔۔لیکن اس عورت نے کر دیا جو وہ نہیں چاہتی تھی۔۔۔

"آئی لو یو ڈیڈ آئی لو یو۔۔۔میں نہیں جی سکتی آپکے بغیر۔۔۔نہیں رہ سکتی آپ سب کے بغیر۔۔" وہ دہشتزدہ انکے سینے میں سمٹ کر بڑبڑا رہی تھی

"اور میں اس ناسور کے ساتھ نہیں جی سکتا بازل۔۔کہ تمہارے باپ کے زندہ ہوتے بھی تمہارے ساتھ۔۔۔میں کیسے زندہ رہوں؟؟میں پاگل ہو رہا ہوں۔۔۔

میرے معصوم پھول کو نوچا اس حیوان نے۔۔میں پاگل ہو جاؤں وحشی بن جاؤں گا۔۔
میرا دل پھٹ رہا ہے بازل تمہارا باپ مر رہا ہے۔۔۔میں مر رہا ہوں میرے بچے یہ
سوچتے کہ میری تباہی کا انتظام میرے اپنی سگی بہن نے کیا۔۔۔" وہ سسکتے ہوئے کہتے
ایکدم گھٹنوں کے بل زمین پہ گر گئے
"ڈیڈ!!!" بازل انکی حالت پہ سراسیمہ بوکھلا کر انکے آگے بیٹھی۔۔
"نہیں ہوں میں ڈیڈ نہیں ہوں میں ایک اچھا باپ۔۔میں اندھا تھا اندھا ہوں۔۔میں نا
اچھا شوہر بن سکا نہیں اچھا باپ۔۔میں کسی رشتے کے لائق نہیں اسلئے تو خدا نے بھری دنیا
میں تنہا کر دیا مجھے۔۔۔" وہ اپنے لئے نفرت انگیز لہجے میں دھاڑتے اسکے ہاتھ جھٹک گئے
"کچھ مت کہیں میرے باپ کو پلیز!!آپ میرے لئے آئیڈل مین ہیں۔۔آپ میرے
لئے سب کچھ ہیں۔۔میری جان بستی ہے آپ میں۔۔کچھ قصور نہیں آپکا اس میں۔۔آپ
نے تو ہمیشہ سب سے پیار کیا ہے۔۔۔ہمیشہ قربانیاں دیں ہیں۔۔
اس میں آپ کا قصور نہیں ڈیڈ ہم جن پر اندھا اعتماد کرتے ہیں وہی ہماری پیٹھ پہ چھرا مارتے
ہیں اسلئے خدا بھی تو کہتا ہے اگر تمہیں اعتماد کرنا ہے تو اپنے رب پہ کرو۔۔۔

آپ نے تو پھوپو سے ہمیشہ محبت کی، انہیں ہمیشہ سپورٹ دی انکے ہر فیصلے کو اہمیت دی انہیں ماں کا مقام دیا۔۔انہوں نے گناہ کو چھپا یاد بایا۔۔وہ ہر ظلم خاموشی سے دیکھتی رہیں اور خدا نے انہیں بھی اسی ظلم کا حصہ بنا دیا۔۔۔

آپ تو لاعلم تھے اور آپ کو لاعلم رکھنے میں شاید خدا کی رضا تھی۔۔"وہ سسکتی کہہ رہی تھی حیدر شاہ نے غیر یقینی سے اسے دیکھا

"خدا کیوں مجھے لاعلم رکھے گا؟ یہ تو میری سگی بہن نے مجھے زندہ دفنایا ہے۔۔ "

"کچھ اذیتیں انسان کو توڑ دیتی ہیں اور میرا پیارا رب آپ کو ان رشتوں کی اصلیت دکھا کر توڑنا نہیں چاہتا تھا۔۔وہ چاہتا تھا آپ ہمیشہ یونہی مسکراتے لاعلم رہیں کیونکہ خدا جانتا تھا، جن رشتوں پہ ہم سب کچھ ہار دیتے ہیں انکی اصلیت دیکھ کر انسان ٹوٹ کر ختم ہو جاتا اسکا رشتوں سے یقین واعتبار اٹھ جاتا ہے اور اللہ اپنے پیارے بندوں کو ٹوٹتے ہوئے خفا نہیں دیکھ سکتا۔۔"وہ کسی طرح اپنے باپ کو ہمت حوصلہ دینا چاہتی تھی اور وہ بھرپور کوشش کر رہی تھی

"لیکن میں ٹوٹ گیا ہوں بازل! میں تمہارے بارے میں سوچ کر ٹوٹ گیا ہوں زیرہ زیرہ ہو گیا میں حیدر شاہ رشتوں پہ اندھا اعتماد کر کے جتنی بلندی سے منہ بل گرا ہے گہرائیوں

میں نے کیا کچھ نہیں کیا اس بہن کیلئے اپنے خون پہ اس فوقیت دی، اسکے اتنا سب کرنے کے باوجود اسے ہر خوشی ہر نعمت دی جو میں دے سکتا تھا۔ لیکن اسنے مجھے بدلے میں کیا دیا؟؟ میرے وجود کے حصے کو میرے جان سے عزیز بیٹی کو میرے فخر میرے غرور کو اسنے اپنے وحشی درندے کے ہاتھوں مسلنے دیا۔۔

کوئی دشمن بھی ایسا نہیں کرتا جیسا اسنے کیا، ایک بار۔۔ایک بار اسنے بتانے دیا کہ میری بچی کیوں روتی ہے کیوں رات کو ڈرتی ہے کیوں اندھیروں سے خوفزدہ ہے۔۔۔

ہمیشہ اس چالاک ڈائن عورت نے میری آنکھوں پہ سیاہ پٹی ڈال رکھی، حجاب مجھے کہتی تھی کہ ضرور ہماری غیر موجودگی میں اسنے انکے پھول کے ساتھ کچھ کیا ہے تبھی وہ اتنی نفرت کرنے لگی ہے لیکن میں۔۔۔میں اندھا تھا۔۔میں بہرہ تھا میں غدار تھا باپ نہیں۔۔۔

میں مار دوں گا اس ڈائن اور اسکے درندے کو۔۔۔ ٹکڑے کر دوں گا میں اسکے۔۔۔۔"وہ پاگل ہو رہے تھے ہذیانی کیفیت میں دھاڑ کر اٹھنے لگے

انکی طیش جنون و خطرناک عزم کو دیکھتے بازل نے روتے نفی میں سر ہلا کر اپنے باپ کو شانوں سے تھاما اور پیشانی پہ لب رکھے

"نہیں ڈیڈ!! بالکل نہیں۔۔۔آپ اپنے ہاتھ انکے گندے خون سے نہیں رنگے گے۔۔

لیکن میں آپ کو یقین دلاتی ہوں وعدہ کرتی ہوں کہ آپکی بازل کو روندنے والے شیطان کا میں وہ براحال کروں گی کہ اسکی موت دنیا کے باقی درندوں کیلئے عبرتناک بن جائے گی۔۔" وہ چٹانوں سے مضبوط پر عزم لہجے میں بولی

حیدر شاہ نے برستی آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔

"آئم یور بریو بوائے ڈیڈ" وہ نم لہجے میں بولی۔۔

حیدر شاہ ناچاہتے ہوئے اسکے انداز پہ مسکرائے "نہیں۔۔۔"!

"تم میرا بیٹا نہیں۔۔ میں تمہیں بیٹا کیوں کہوں؟ بیٹے میں ایسا کیا ہے جو تمہیں بیٹا کہوں؟؟ بیٹیوں سے بڑھ کر تو نہیں۔۔۔۔

تم میری بیٹی ہو میری شہزادی بیٹی جو مجھے ہزاروں لاکھوں بیٹوں سے بڑھ کر ہے۔ میں کبھی تمہیں بیٹوں سے کمپیئر نہیں کروں گا میری جان کیونکہ تم ان بیٹوں سے بڑھ کر ہو۔۔

تم ایک بیٹی ہو اور مجھے بیٹے کی کوئی تمنا نہیں کیونکہ خدا نے مجھے اتنی خوبصورت ہستیوں سے نوازہ ہے۔۔۔ میرا قلب میرا سکون میری راحت میرا جگر تم ہو۔۔

میرے سینے پہ لگے زخم کی دوا تم ہو۔۔۔ تم قلبِ راحت ہو۔۔۔" وہ اسکا چہرہ تھام کر کہتے سسک پڑے۔۔۔ انکا لہجہ کانچ سی کرچیاں کی طرح چور تھا مگر بازل شاہ نے انکے زخموں پہ

"لیکن میں کیا کروں۔۔۔میں جب سوچتا ہوں میرے ننھے پھول نے اتنی تکلیف جھیلی وہ بھی تنہا۔۔۔بیٹا یہاں ہمیں صرف تھوڑی سی ضرب آجائے تو ہم دلاسوں حوصلوں کیلئے سب کو دکھاتے سب سے حوصلہ ہمت لیتے ہیں لیکن تم۔۔۔تنہا جبر میں ساری زندگی رہی

کبھی کسی سے اپنا درد شیئر نہیں کیا جسے سن کر میرا دل پھٹ رہا ہے۔۔۔

بازل!!!"وہ تڑپ کر اسے پکارتے بے تحاشہ رونے لگے۔۔۔اپنے جوان چٹانوں سے مضبوط باپ کو آج یوں بکھرے ٹوٹی حالت میں روتے دیکھ کر بازل کا دل لہولہان ہونے لگا۔۔۔

"پلیز ڈیڈ آپ اس طرح روئیں گے تو آپکی بازل مر جائے گی۔۔"وہ تڑپ کر اضطرابی حالت میں کہتی انکا بھیگا چہرہ صاف کرنے لگی

"مار تو میں اسے دوں گا،،اسنے جتنے زخم دیے ہیں مجھے وہ ساری زندگی نہیں بھولیں گے مجھے۔۔۔اگر کوئی دشمن بھی ہوتی تو بھی اتنے بڑے گناہ کو نا چھپاتی جس طرح میری سگی بہن نے کیا۔۔۔

اسنے جس طرح میری روح کو اذیت دی ہے میرے معصوم بیٹی کو برباد کیا۔۔۔کیا ایک بار

بہن ہوتی اسے مجھ سے محبت ہوتی تو وہ ضرور تمہارے بارے میں سوچتی آخر تم کس کے وجود کا حصہ ہو؟؟؟" وہ چیخے تھے کرب کی انتہا پہ

اس بات پہ بازل شاہ کی سرمئی آنکھوں سے بھی آنسوں بہہ گئے

"کیونکہ اس نے کہا میں دوسری مہکار شاہ ہوں" سسکتی شکوہ کن لہجے میں باپ کو بتانے لگی۔۔

یہی سب سوچ کر تو اسے تکلیف ہوتی تھی کہ ایک سگی پھوپو ہو کر کس طرح انہوں نے اسکی آواز دبائی اسکی سسکیوں آہوں کو کبھی اسکے ماں باپ تک پہنچنے نہیں دیا، اسنے وہ ساری تکلیف اذیت سیاہ اندھیری راتیں تنہا گزاریں۔۔ کبھی بھی انہیں اس پہ ترس نہیں آیا بلکہ اسے منحوس مہکار کہہ کر مخاطب کرتی تھیں۔۔

"میرا بچہ۔۔۔" حیدر شاہ نے اسے مضبوط بانہوں کے حصار میں لیکر سینے میں چھپا دیا۔۔ وہ اسکے سر پہ ہونٹ رکھ کر بے آواز رو رہے تھے۔۔

"بکواس کرتی ہے وہ ڈائن۔۔ تم مہکار شاہ نہیں تم منحوس نہیں، بلکہ حیدر شاہ کا غرور اسکا فخر اسکے گھر کی نعمت ہو۔۔ اسکا سہارا ہو۔۔"

"ڈیڈ سنبھالیں خود کو،، یہ رشتے ہیں ریت کے طرح کبھی مٹھی سے پھسل جاتے ہیں اور

کچھ رشتے ایسے ہوتے ہیں ڈیڈ جنہیں ہم جوڑتے جوڑتے خود ٹوٹ جاتے ہیں۔۔" وہ باپ کو سنبھالنے کی ہر ممکن کوشش کر رہی تھی۔۔۔

"اگر مجھے ذرا سی بھنک پڑ جاتی تو کبھی میں تم پہ جبر و ظلم نا کرتا۔۔ میں اب جب خود کو دیکھتا ہوں تو اتنا غلیظ روپ میرا سامنے آتا ہے۔۔

صرف غیر نہیں بلکہ کچھ اپنے بھی بھروسے کے قابل نہیں ہوتے، صرف مرد نہیں عورتیں بھی عورتوں کو تباہ کر دیتی ہیں۔۔ مجھے اپنی اولاد کو کسی دوسرے کے بھروسے نہیں چھوڑنا چاہیے تھا پھر وہ چاہے میرا سگا رشتہ کیوں نا ہوتا۔۔۔ سب سے بڑا گنہگار تو میں ہوں رب کا، جنہوں نے مجھے اپنی رحمت دی اور میں نے کیا کیا۔۔۔ اسکے پھول کو سنبھال ناسکا۔۔ یہ کیسا محافظ تھا میں۔۔۔"

وہ کن الفاظ میں اپنے دکھ غم کو بیان کرتے،، انکا سینہ تو لہو لہو ہو چکا تھا، دنیا کو قصوروار کیوں کہتے؟ ہمیشہ مات تو انہیں نے دی۔۔

"مجھے اپنوں نے توڑ دیا میرے بچے آج حیدر شاہ ختم ہو گیا۔۔ لوگ غیروں کے ظلم پہ روتے ہیں یہاں میرا سگوں نے قتل کر دیا۔۔۔ "

وہ اذیت و کرب سے چور لہجے میں گویا ہوئے بازل کا دل پھٹنے لگا تھا

"بابا۔۔۔!!!" وہ اپنے دل کی پکار لرزتے ہونٹوں پہ لے آئی

"جی جانِ بابا۔۔۔" جتنی تڑپ میں اسنے پکارا تھا اتنے ہی بے قراری سے جواب دیتے حیدر شاہ نے اسے سینے میں چھپایا۔۔۔

اسنے اپنی پیشانی انکے شانے پہ رکھی اور روتے ہوئے مسکرادی۔۔

"یہ رشتے ایسے ہی ہوتے ہیں۔ یہ ناہوں تو ہم ادھورے سے رہتے ہیں، انکے بڑے بڑے ستم وزخم ہم مسکرا کر جھیل لیتے ہیں کیونکہ انکے ہونے سے ہم مکمل ہوتے ہیں۔۔

کوئی بھی رشتہ چاہے اپنے سے ہو یا غیر سے، اعتماد اس میں روح کی اہمیت رکھتا ہے۔۔اعتماد کے بغیر رشتے بھی ادھورے ہوتے ہیں اور یہیں آکر یہ ظالم لوگ ہمارے بے بسی پہ گہری ضرب لگادیتے ہیں۔۔"

"آپ کہیں غلط نہیں تھے ڈیڈ! آپ رشتوں کو نبھانے والے خوبصورت مرد ہیں۔۔

لیکن بات وہی ہے سب کی مٹھیاں بھرتے جب اپنی مٹھی دیکھی تو خالی تھی۔۔۔" بھیگی آواز میں کہتے باپ کی خوبصورت آنکھوں میں دیکھا

"آپ نے مجھے اس منحوس گھر میں جانے سے روکا تھا۔۔یاد ہے آپکو آپ نے کہا تھا کہ وہ لڑکی اور وہ جگہ اچھی نہیں میں وہاں نا جاؤں۔۔۔آپ نے مجھ پہ سخت پابندیاں لگائیں لیکن

میں بچپن سے ضدی تھی اور میری یہ ضد مجھے کھا گئی۔۔۔" وہ اعتراف جرم کر رہی تھی
"نہیں میری بیٹی بری نہیں تھی نا ہی وہ ضدی تھی۔۔ بلکہ ہم لاپرواہ تھے۔ بری تم نہیں
میں تھا، مجھے اتنا اعتماد کرنا ہی نہیں چاہیے تھا۔ پھر چاہے وہ غیر ہوتا یا اپنا۔۔ اپنے بچوں کی
سنبھال مجھے خود کرنی چاہیے تھی۔ اولاد کے معاملے میں ہمیں کسی اپنے پہ بھی اعتبار نہیں
کرنا چاہیے۔۔۔۔" وہ اسکے سر پہ ہونٹ رکھے کہہ رہے تھے
شدید بخار اور روحانی و جسمانی اذیت میں وہ نچھڑ گئے تھے۔ انکی آنکھوں میں گڑھے پڑ گئے
تھے اور چہرہ زرد تھا۔۔
بازل نے چہرہ اٹھا کر باپ کو دیکھا انکی حالت پہ اسکا دل پسیج گیا۔۔
"میں اسے کبھی معاف نہیں کروں گا" وہ خوبصورت گلاب سی بیٹی کا چہرہ دیکھ کر سسک
پڑے۔۔
"میں اس سے کبھی ناراض نہیں ہوا تھا، اسکی چھوٹی بڑی ضد ہم نے پوری کی اسے پلکوں پہ
بٹھائے رکھا۔۔۔ ایک بار بھی اسنے نہیں سوچا کہ اسکا حیدر مر جائے گا۔۔۔
اسنے تمہاری آوازیں نہیں دبائیں بلکہ اپنے حیدر کو دفنایا ہے کلیجہ نوچ کھایا ہے
میرا۔۔" بازل کے سر پہ رخسار ٹکائے وہ سسکنے لگے۔۔۔

"جی جانِ بابا" وہ جی جان سے متوجہ ہوئے

"بابا آپ نے یہ نہیں پوچھا کہ میں خاموش کیوں تھی اس ظلم پہ؟؟" وہ سسکی دبا کر بہت ضبط سے بولی۔۔ حیدر شاہ نے سینے پہ درد کے پہاڑ کو محسوس کیا" نہیں جانتا۔۔" وہ ندامت سے سر جھکا کر بولے

"اپنا سر مت جھکائیں ڈیڈ آپ جیسا خوبصورت مرد مجھے آج تک نہیں ملا سواء اپنے شوہر کے۔۔ آپ بہت خاص ہیں آپ نے ہمیشہ خوبصورت لوگوں کا انتخاب کیا ہے۔۔ آپ صرف مہکار شاہ سے محبت نہیں کرتے بلکہ وہ بھی اتنی ہی محبت کرتی ہیں آپ سے۔۔۔" بازل نے ٹھہر ٹھہر کر یہ الفاظ ادا کیے تھے

حیدر شاہ نے شاکڈ ہو کر نظریں اٹھاتے بیٹی کو دیکھا کہیں اسکا دماغی توازن تو نہیں بگڑ گیا

"وہ مجھ سے محبت کرتی ہے؟؟ اگر اسے مجھ سے محبت ہوتی تو وہ میری اولاد کو کبھی اتنا غم نا دیتی۔۔۔ بلکہ غم تو بہت چھوٹا لفظ ہے اسکے ستم کے آگے۔

میں تو ابھی غیر یقینی میں ہوں تم نے یہ کہا۔۔۔"

"ڈیڈ جو چوٹ کھاتے ہیں وہ اپنے بقیہ رشتوں کیلئے خود غرض بن جاتے ہیں۔۔ مہکار شاہ نے بھی وہی کیا جو ہر بہن کر سکتی تھی۔ انہوں نے زندگی میں سب کچھ کھو دیا۔ اپنا گھر

دوسری بار جب گھر بنانا چاہا، تو ایسی دلدل میں جا کر دھنسی کہ ہزاروں زخم کھا بیٹھیں۔۔۔
ایک شخص درندہ ہو کیا اسکی درندگی سے ہماری پھوپو بچ گئی ہوں گی؟ مجھے یہ درد اندر سے نگل رہا ہے کہ میرے زخم پہ تو مرہم لگانے والی وہ تھیں لیکن انکے زخم پہ کس نے مرہم لگایا ہو گا؟؟؟

پچھتاوے کے آنسوں مار دیتے ہیں ڈیڈ۔۔۔اور انہوں نے ہارون شاہ کو کھونے کے پچھتاوے کے کتنے آنسوں بہائے ہوں گے۔۔

اپنے بیٹے کیلئے کتنا تڑپی ہوں گی۔۔۔۔

کیوں ڈیڈ ہم اتنے خود غرض کیوں ہوتے ہیں۔۔۔۔"

"میں انکی ذات پہ کبھی غور نا کرتی اگر مجھے میرا شوہر نا کہتا۔۔۔" وہ نم لہجے میں بولی حیدر شاہ "شوہر" لفظ پہ چونک گئے انکا دل بے ساختہ انجانے خدشات سے دھڑکا۔۔۔

"کیا کہا صارم نے تم سے؟؟" وہ رو پڑے۔۔۔" مجھے معاف کر دو میرے بچے تمہارے انکار کے بعد بھی میں نے تمہارے ساتھ زبردستی کی اس رشتے میں۔۔پتا نہیں تم ہمیں کبھی معاف کر سکو گی کہ نہیں۔۔۔اور صارم پتا نہیں کیسا لڑکا ہے۔۔" وہ اشکِ ندامت سے بولے

"وہ کیسا ہے ڈیڈ؟؟" وہ ہنس پڑی شرمگین سی مسکراہٹ کے ساتھ۔۔حیدر شاہ نے حیرت سے دیکھا تھا۔۔

" بالکل آپ کے جیسا ہے ڈیڈ۔۔نرم گو، صابر، رشتوں کو اہمیت دینے والا، بڑی سے بڑی غلطی کو نظر انداز کرنے والا۔۔۔

جب وہ غصہ بھی کرتا ہے ناڈیڈ تو بھی اس میں محبت جھلکتی ہے۔۔

مجھے نہیں پتا ڈیڈ میں نے ایسی کون سی بڑی نیکی کی جس کے بدلے خدا نے مجھے اتنا خوبصورت مرد دیا۔۔

ڈیڈ وہ مجھ سے محبت بھی عبادت سمجھ کر کرتا ہے۔میرے بغیر ایک پل نہیں رہ پاتا۔۔۔ میں آپکے آگے کس طرح کہوں ڈیڈ۔۔۔بس اتنا کہتی ہوں کہ یہ دنیا کی تعریفی اس شخص کے آگے پھیکی ہیں۔۔۔

آپ خود بتائیں ڈیڈ اس شخص سے زیادہ خوبصورت کون ہو سکتا ہے جسے دیکھ کر اللہ کی یاد آئے۔۔۔

جو میری عزت ایسے کرتا ہے جیسے اپنی ماں بہن کی کرتا ہے۔اسنے میرا اس وقت ساتھ دیا جب میرے اپنے بھی میرے خلاف تھے۔۔

اسنے بغیر ظلم و ستم کے ہی طلاق کی ڈیمانڈ ہی ہمارے درمیان ختم کر دی۔۔وہ میرے حسن سے نہیں بلکہ سیرت سے محبت کرنے والا ہے۔۔۔ "

اسنے اپنے رخساروں پہ پھسلتے آنسوں صاف کیے۔۔

"وہ انسان سے نہیں بلکہ گناہوں سے نفرت کرنے والا ہے۔اسنے مجھے جانا، میرے اندر کی تکالیف کو میرے بغیر کہے محسوس کیا، مجھے دنیا کی پاکیزہ خوبصورت لڑکی کا خطاب دیا ڈیڈ۔۔۔

میرے لئے دنیا کا خوبصورت مرد ہے وہ ڈیڈ۔۔۔

اور یہ خوبصورت مرد مجھے آپ نے دیا وہ بھی محرم کی صورت۔۔۔

میں اپنی زندگی بدصورت سمجھتی تھی۔۔جب جب مہکار شاہ کو دیکھتی تو میرے اندر ایک لاوا بھڑک اٹھتا تھا۔۔

لیکن اس شخص نے میری زندگی جنت سے بھی خوبصورت کر دی۔۔

اسنے مجھ سے کہا کہ ذرا سی اسکی ذات پہ غور کروں۔۔۔

میرے لئے یہ ناممکن تھا، لیکن جب نفرت گناہ سے کرنی تھی انسانیت سے نہیں پھر کوئی جواز نہیں بچا انکار کا۔۔۔

" بابا کچھ نہیں تھا انکی زندگی میں سواء غم کے۔۔۔

ڈیڈ سب اپنی خواہشات پہ کنٹرول نہیں کر سکتے، ان سے بھی نہیں ہوا۔۔اور نتیجہ آج ہمارے سامنے ہے۔۔۔

مجھ سے صرف ان سے ہمدردی محسوس ہوئی، رونا آیا۔۔۔میں بہت روئی۔۔۔

ڈیڈ انہوں نے یہ کس کیلئے کیا؟؟ میں یہ کیوں نا سمجھ پائی کہ انہوں نے تو میرے بابا کو بچایا ان درندوں سے۔۔

یہ رشتے ناہوں تو زندگی ادھوری لگتی ہے اور اگر رشتے ہوں تو صرف آنسوں ملتے ہیں۔۔

ہمیں سب سے زیادہ اپنے ہی آزماتے ہیں۔۔

مہکار شاہ سے آپ کا ایک خوبصورت رشتہ ہے۔۔اگر انکی جگہ میں ہوتی تو میں بھی یہی کرتی۔۔۔آپ کو بچاتی نا کہ خود کو۔۔۔

ہم نے صرف خود کو دیکھا اپنا درد محسوس کیا، مگر کسی دوسرے کی تکلیف تو ہمیں محسوس نا ہوئی۔۔۔

یہ کیسی بے حسی تھی ہماری۔۔۔۔ "

حیدر شاہ کو احساس ہوا کہ کس قدر خوبصورت دلوں کی مالک انکی بیٹیاں ہیں۔۔ بازل کا سر

"پتا ہے ڈیڈ آج آپ سے ملنے آ رہی تھی کہ ساحل شاہ سے ملاقات ہوئی میری۔۔۔میں اس سے ملی۔۔۔"اسنے چہرہ باپ کی شرٹ پہ پونچھتے سر اٹھا کر کہا

"کیا ساحل؟؟ساحل کو پتا ہے مہکار کے بارے میں؟"حیدر شاہ نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔۔بہت خائف ہو گئے تھے وہ رشتوں سے۔۔۔

"معلوم تو شاید نہیں تھا، لیکن دلاور خان کے کیس نے بڑے بڑے گناہوں سے پردہ اٹھا دیا ہے۔۔اور اب وہ وقت بہت قریب ہے جب خدا کی رسی کھینچ۔۔۔۔۔۔ "

اس سے پہلے کہ حیدر شاہ مزید کچھ پوچھتے بازل سے،،قریب ہی دروازہ کے کوئی بھاری چیز دھڑام سے زمین بوس ہو کر خاموش فضا میں شور گونج اٹھا۔۔۔

بازل نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔۔۔

"ویٹ میں دیکھتی ہوں"وہ جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھی اور روم سے باہر آئی مگر دور دور راہداری میں اور لاؤنج تک کوئی زی روح موجود نا تھا۔۔۔

اسنے پلٹ کر اپنے باپ کے متفکر چہرے کو دیکھا۔۔۔

معاً تبھی اسکے جیب میں پڑا موبائل بیپ ہوا۔۔۔اسنے موبائل نکالا اور اسکرین دیکھی۔۔ پچاس کے قریب کالز اسکے بلیک مین کی طرف سے تھیں اور کچھ دوستوں کے ساتھ ہی

وہ پلٹ کر اپنے باپ کے پاس آئی اور انہیں زبردستی نیچے سے اٹھا کر اوپر بٹھایا۔۔۔

"آپ کو اتنا شدید بخار ہے ڈیڈ۔۔مام کہاں ہیں؟" وہ نارمل سے انداز میں مستفسر ہوتی وہاں سے پلٹنے لگی کہ حیدر شاہ نے اسکا ہاتھ پکڑا۔۔۔

"ساحل نے تم سے کیا کہا؟؟ "

بازل نے گہرا سانس بھرا اور مدھم سی مسکرائی۔۔۔۔

"اسنے کہا۔۔۔میری ماں کو معاف کر دو "

حیدر شاہ نے بے ساختہ چونکتے بیٹی کا چہرہ دیکھا "او۔۔اور تم نے؟؟؟"

اسنے دیکھا سمن شاہ کا نام اسکی موبائل اسکرین پہ چمک رہا تھا۔۔۔

oooooooooooo

"ڈی کے!!ڈی کے "!!

وہ تیزی سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھ رہا تھا، تبھی پیچھے سے نسوانی آوازوں پہ اسکے قدم ناگواریت سے تھم گئے۔۔وہ اس آواز کو پہچانتا تھا۔لیکن اسکی سمجھ میں یہ نہیں آئی آخر وہ یہاں کیوں آئی تھی؟

"ڈی کے "فاطمہ مسلسل بھاگنے سے ہانپتی کانپتی گہرے سانس لیتی، پیچھے سے گھوم کر اسکے آگے آکر رکی۔۔دلاور نے جب گلابی دوپٹے کے حالے میں پسینے سے نم اسکا چہرہ دیکھا ماتھے پہ لاتعداد بل پڑ گئے۔۔

"سخت ناپسند ہیں مجھے وہ لوگ جو میرا راستہ کاٹتے ہیں میرا دل انکی گردن کاٹ دینے کو چاہتا ہے "وہ بھڑکا ہوا پہلے تھا۔ مٹھیاں بھینچ کر غراتے بولا۔۔۔

"آہ۔۔۔"وہ جو آج قدرت کی رحمت پہ اس کے دوبارہ دیدار پہ مبہوت کھڑی تھی، اسکی بات سنکر زرد پڑتی آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھتی سہم گئی۔۔

"کیا ہے ہٹو راستے سے "وہ ناگواریت سے کہتا وہاں سے جانے لگا تھا جب وہ بوکھلا کر ہوش کرتی تیزی سے راستہ بلاک کر گئی۔۔

"مم۔مجھے کام ہے آپ سے پلیز دو منٹ "وہ التجائیہ بولی۔۔

"لیکن میرے پاس دو منٹ نہیں اب ہٹو سامنے سے۔کہا تھا دوبارہ مت دکھائی دینا مجھے پھر کیوں آئی ہو؟؟"اسکی التجا بھاڑ میں بھیجتے وہ دانت پیستے بولا

"مم۔مجھے صرف آ۔آپ کے سائن چاہیے۔۔۔یہ دیکھیں میں آپ کیلئے اسکیچ بنا کر لائی ہوں۔۔آپ نے کہا تھا نا کہ میں آپ کیلئے بناؤں دیکھیں میں بنا کر آئی۔۔۔"وہ اپنی گاڑی

کی طرف آگے بڑھا جب وہ پیچھے سے اسکی پشت دیکھ کر منت بھرے لہجے میں تیز تیز بولتی فائلز سے وہ اسکیچ نکالنے لگی

دلاور نے ٹھٹھک کر پلٹتے استفہامیہ ابرو اچکائے۔۔اسکے تیکھے چتون پہ وہ گڑبڑا گئی اور سینے سے لگے فائلز کو فوراً سے آگے کر دیا۔۔۔

"مم۔۔میں نے آپ کا اسکیچ بنایا ہے۔۔م۔مجھے وہاں آپ کے سائن چاہیے تھے بس۔۔ میں وہ اپنے پاس سنبھال کر رکھنا چاہتی ہوں۔۔"اسنے ہکلاتے ہوئے سراسیمگی سے کہا

دلاور نے اسکا معصوم ڈرا سہما چہرہ دیکھا۔۔وہ نظر انداز کرتے سر جھٹک کر جانے لگا کہ فاطمہ اسے یوں جاتے دیکھ کر بوکھلاتی بھاگ کر اسکے ایکدم سامنے آگئی۔۔۔

اس سے پہلے دلاور اسکی اس ناگواریت سے دھاڑتا وہ مسکین صورت بنا کر فائلز آگے کر گئی۔۔۔"پلیز۔۔۔"

"کیا تمہارا ٹاپ فلور خالی ہے سمجھ نہیں آرہا مجھے دیر ہو رہی ہو ہٹو سامنے سے۔۔نہیں دیکھنا مجھے اپنا بوتھا دیکھا ہوا ہے میرا۔۔"وہ اسے ہاتھ لگانے سے گریز کرتا سرد لہجے میں بولا

"ایک سائن ہی کی تو بات ہے اگر کر دیں گے تو کیا ہو جائے گا پلیز پھر میں کبھی آپ کے

"کبھی بھی؟" دلاور نے کھوجتی نظروں سے دیکھا

"جج۔جی کبھی بھی نہیں۔۔۔" اسنے فوراً سے سر اثبات میں ہلایا۔۔

"ٹھیک ہے دو اور آئندہ اپنا چہرہ اگر مجھے دکھایا تو یاد رکھنا وہاں چھوڑ کر آؤں گا جہاں تمہیں کوئی پہچان نہیں پائے گا۔۔۔ "

اسنے ہاتھ بڑھایا، اور فاطمہ اسکے اتنی جلدی مان جانے پہ خوشی سے شاکڈ سی اسے تکنے لگی۔۔

"اب دیکھ کیا رہی ہو نگلنا ہے کیا سالم؟؟" وہ بھڑکا۔۔۔

"مے۔۔مے۔۔میں۔۔دیتی ہوں۔۔۔" وہ گھبرا کر حواس باختہ جلدی سے پین اور وہ پیپرز اسکے سامنے کر گئی۔۔۔ دلاور ان پیپرز کو جانچنے لگا تھا کہ ایک بار پھر اسکے موبائل پہ کال آ گئی

"کیا آپ اسکیچ واقعی نہیں دیکھنا چاہتے؟" وہ اداس دل سے بولی

اسنے ایک اچٹتی نگاہ فاطمہ کے سرخ متغیر ہوئے چہرے پہ ڈالی اور جلدی سے جہاں وہ کہتی گئی اسنے سائن کر دیے۔۔۔

"ان سائن کو غلط جگہ استعمال مت کرنا ورنہ یہ تمہارے گلے کا پھندا بن جائیں گے" وہ

وہ حیران ہوئی اسکے اچانک گرگٹ کی طرح بدلتے تاثرات پہ۔۔۔

"اب ہٹو بھی" اچانک وہ دھاڑا اٹھا۔۔۔۔

"آہہہ۔۔۔" ایک حیرت ختم نہیں ہوئی کہ اسکی دھاڑ پہ فاطمہ کی خوف سے چیخ گونج اٹھی۔۔ "یاخدا" وہ تڑپ کر اسکے سامنے سے ہٹی مبادا دھکا ہی نادے دے اپنے ہتھورے جیسے ہاتھوں سے۔۔

اسکے دل کی دھک دھک اسے اپنے کانوں میں سنائی دینے لگی جب اسنے مطلوبہ جگہ پہ اسکے سائن دیکھے۔۔۔ وہ غیر یقینی کی اتھاہ گہرائیوں میں تھی۔۔ جتنا اسے مشکل سوچا تھا کہ جان بھی جائے گی اتنا ہی آسان ثابت ہوا تھا۔۔۔ "ہاں تھوڑا سا نخرہ کرتا ہے لیکن بندہ وی آئی پی ہے "

یہ اسکی رائے تھی۔۔ ایک گہری پر سکون مسکراہٹ اسکے گلابی ہونٹوں پہ تھی۔۔۔

"کیا میں تمہاری بیوی سے ایک بار مل سکتی ہوں جانے سے پہلے ؟" وہ گردن گھما کر دروازے پہ کھڑے گارڈز کو دیکھتی پھر اس سے التجائیہ ہوئی

"کیوں ؟؟" اپنی گن کو لوڈ کرتے دلاور نے تیز کٹیلی نظر اس پہ ڈالی

اسکے سیاہ گلووز پہنے ہاتھوں میں سیاہ گن دیکھ کر جانے کیوں اسکا دل سکڑ گیا تھا۔۔ "کیا

"میں صرف ی۔ی۔۔یہ دیکھنا چاہتی ہہ۔ہوں کہ وہ کون خوشنصیب ہے جو دلاور خان کے دل پہ ہر موسم وہر غم میں حکمت کرتی آئی ہے۔جسکے ہونے سے اسے کوئی اور دکھائی نہیں دیتا۔۔۔"اسکے کاٹدار لہجے میں ہلکی سی حسد کی آنچ تھی"میں اسے یہ تمہارا اسکیچ دینا چاہتی ہوں"اسنے جلدی اپنے بدصورت لہجے کا احساس کرتے پردہ ڈالا تھا۔۔۔

دلاور کے ہاتھ لمحے کیلئے تھم گئے تھے،اور پھر وہ سر جھٹک کر اپنا کام کرنے لگا۔۔۔

"کیا تمہیں تمہارے ماں باپ نے نہیں بتایا؟؟ "

"اتنی جلدی بھول جاتے ہو مجھے دلاور؟میرے ماں باپ نہیں صرف بہن ہے"وہ مایوس ہو کر شکوہ کن لہجے میں گویا ہوئی

دلاور نے اسے دیکھنے کے بجائے بیک ویو مرر میں پیچھے کھڑی اس سفید عمارت کو دیکھا تھا۔۔اس سفید پردوں والی کھڑکی کو۔۔۔

اور اس کھڑکی میں دو نیلی مگر آگ کے شعلے کی مانند دہکتی آنکھوں کو۔۔(اگر موقع ملا تمہیں تو سالم نگل لوں گا میری نیت کی دشمن(

اسے تو یہ یاد کر کے حیرت ہو رہی تھی،جب وہ پہلی بار اسکے روم میں گھسا تھا کھڑکی سے اپنا زخم لیکر۔۔۔کتنی معصوم کس قدر خوفزدہ خرگوش کی طرح لگ رہی تھی کہ اسکا دل ہی

کہاں گئی وہ توقیع ؟؟ کیا میں نے اسے زیادہ ڈھیل دے دی ہے یا اسنے میری معصومیت کا ناجائز فائدہ اٹھانے شروع کر دیا ہے ؟؟

"کیا مجھے نہیں بتایا گیا ڈی کے ؟؟" اسے مسلسل آئینہ کو گھورتے دیکھ کر فاطمہ نے اسکے تسلسل طلسم کو توڑا۔۔۔

"یہی کہ پاکیزہ دلوں پہ صرف محرم حکمت کرتے ہیں۔ نامحرم نہیں" اسنے سپاٹ سرد لہجے میں اچانک کہہ دینے والی بات پہ فاطمہ کا چہرہ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔۔۔

"کیا میرا دل پاکیزہ نہیں ؟؟" اسے لگا جیسے دلاور خان نے اسکے منہ پہ زوردار طماچہ مار دیا ہو۔۔۔

"جاؤ مل آؤ اس سے لیکن یاد رکھنا ! ! ! رحم کرنے والا خدا ہے اور وہ صرف ایک ہے۔۔۔ میں ڈی کے ہوں" اسنے کہنے کے ساتھ بالکل فاطمہ کے پاس سے ہی فائر کیا۔۔

یہ حملہ اس قدر اچانک ہوا تھا کہ صرف زلزلہ خیز دھماکہ فضا میں گونج اٹھا اور ان کے کانوں کو سن کر گیا۔۔۔۔

"آہہ۔۔۔" ٹھاہ کے اچانک بلاسٹ سے جہاں وہ اچھل کر ایک طرف گری تھی وہیں گارڈ نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔۔۔

"ڈرو نہیں ٹیسٹ کر رہا تھا گن" وہ اسکا وحشت سے زرد چہرہ دیکھتے تمسخرانہ لہجے میں بولا۔۔۔

"جان سے عزیز ہے وہ مجھے، اگر تم نے اسے ہرٹ کیا تو میں تمہاری زندگی پوری ہرٹ کر دوں گا۔۔" اسنے آگے راستے کو دیکھتے ہوئے سرد و جامد اس لڑکی سے کہا تھا اور کھڑکی سے ہاتھ باہر نکال کر دو انگلیوں سے، گارڈز کو فاطمہ کیلئے اجازت دیتے زن سے وہ اسکے قریب سے اپنی گاڑی اڑا کر لے گیا۔۔۔

"ڈیول" وہ پیچھے غصے سے حلق بل چلائی۔۔اسکی آنکھوں سے سفید موتی ٹوٹ کر اسکے رخساروں پہ گرے۔۔انگاروں کی طرح سلگتے ہوئے سہمے دل کے درد پہ سسکیاں پیتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔اسنے اپنے کان کو چھوا کہ سلامت ہے یا وہ بھی ٹیسٹ میں چلا گیا۔۔۔

مگر شکر خدا کا کہ وہ اتنا بے رحم نہیں تھا۔۔

اسنے گردن اوپر اٹھا کر اس عمارت کی کھڑکی کو دیکھا۔۔۔

"محبت اور جنگ میں سب جائز ہے دلاور خان "

اسکے قدم اس عمارت کی طرف اٹھے تھے۔۔۔